قد افلح من زکّٰھا (سورۃ الشمس آیت 9)　　قد افلح من تزکّٰی (سورۃ الاعلیٰ آیت 14)

" الاحسان " ان تعبد الله کانك تراہ (رواہ البخاری ومسلم)

تصوف خدا شناسی اور تعلق باللہ کا ایک ذریعہ ہے



علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف

مولانا اسحاق بھٹی کی بیعت اخلاص

صوفیاء کرام کے زہد کا انسائیکلوپیڈیا

اشاعت اسلام میں صوفیاء کا کردار

غزنوی علماء کا ذوق تصوف

انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ تصوف کا علمی شاہکار

علمائے اہلحدیث اور مرشد کامل کی ضرورت

افکار غزالی ...... کتب تصوف کی تلخیص

مولانا عتیق اللہ ستیانہ بنگلہ کی کرامات

اہل اللہ کی گستاخی ہم اہلحدیث کا مسلک نہیں

اہلحدیث کے مرشدین اور ان کے علمی مراکز

متصوف علمائے اہلحدیث کے علمی مراکز

پسند فرمودہ

فضیلۃ الشیخ ذہبی دوراں، آیت من آیت اللہ، بابائے تاریخ، مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ تعالیٰ

فضیلۃ الشیخ ولی باکمال یادگار اسلاف حضرت مولانا صوفی عائش محمد حفظہ اللہ تعالیٰ (خادم خاص ولی کامل مولانا صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ)

فضیلۃ الشیخ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد الیاس اثری حفظہ اللہ تعالیٰ

فضیلۃ الشیخ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرشید ہزاروی حفظہ اللہ (ستائیس سال ولی کامل مولانا صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ کی صحبت میں رہنے والے)

فضیلۃ الشیخ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا حافظ حمید اللہ اعوان صاحب حفظہ اللہ پڑپوتے حضرت عارف باللہ زبدۃ العارفین مولانا غلام رسول رحمہ اللہ تعالیٰ

فضیلۃ الشیخ یادگار اسلاف، نشانی غزنوی خاندان مولانا جنید غزنوی حفظہ اللہ تعالیٰ

فضیلۃ الشیخ یادگار اسلاف نشان تصوف حضرت مولانا ڈاکٹر حماد اللہ لکھوی حفظہ اللہ تعالیٰ ڈبل M.A، LLB (PHD)

مرتب

فضیلۃ الشیخ حضرت حکیم محمد طارق محمود چغتائی مجذوبی حفظہ اللہ تعالیٰ

قد افلح من زکّٰها (سورة الشمس آیت 9)　　قد افلح من تزکّٰی (سورة الاعلیٰ آیت 14)

” الاحسان “ ان تعبد الله كانك تراه (رواه البخاری ومسلم)

علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف

پسند فرمودہ

- ذہبی دوراں، آیت من آیت اللہ، بابائے تاریخ، مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ تعالیٰ
- ولی باکمال یادگار اسلاف حضرت مولانا صوفی عائش محمد حفظہ اللہ تعالیٰ (خادم خاص ولی کامل مولانا صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ)
- شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد الیاس اثری حفظہ اللہ تعالیٰ
- شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرشید ہزاروی حفظہ اللہ (ستائیس سال ولی کامل مولانا صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ کی صحبت میں رہنے والے)
- شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی حفظہ اللہ
- حضرت مولانا حافظ حمید اللہ اعوان صاحب حفظہ اللہ پڑپوتے حضرت عارف باللہ زبدۃ العارفین مولانا غلام رسول رحمہ اللہ تعالیٰ
- یادگار اسلاف، نشانی غزنوی خاندان مولانا جنید غزنوی حفظہ اللہ تعالیٰ
- یادگار اسلاف نشان تصوف حضرت مولانا ڈاکٹر حماد اللہ لکھوی حفظہ اللہ تعالیٰ ڈبل M.A، LLB (PHD)

مرتب

فضیلۃ الشیخ حضرت حکیم محمد طارق محمود چغتائی مجذوبی حفظہ اللہ تعالیٰ

ناشر
دفتر مرکز روحانیت وامن 78/3 قرطبہ چوک، نزد قرطبہ مسجد، مزنگ چونگی لاہور
042-37552384

نام کتاب ۔۔۔۔۔۔ علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف (جلد اول)

مرتب ۔۔۔۔۔۔۔ فضیلۃ الشیخ حضرت حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی حفظہ اللہ تعالیٰ

ناشر ۔۔۔۔۔۔۔۔ دفتر مرکز روحانیت وامن 78/3 قرطبہ چوک، نزد قرطبہ مسجد، مزنگ چونگی لاہور

سن اشاعت ۔۔۔۔ اگست 2013ء

قیمت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 2100/=

خط و کتاب کا پتہ

دفتر مرکز روحانیت وامن 78/3 قرطبہ چوک، نزد قرطبہ مسجد، مزنگ چونگی لاہور
042-37552384,37597605,37586453

کتاب مکمل خلوص خیر خواہی اور پاکیزہ تصوف کے سچے جذبے کو سامنے رکھ کر مرتب کی گئی ہے۔ لہٰذا خلوص سے پڑھیں، پھیلائیں اور اگر اس ضمن میں آپ کے پاس کوئی مواد ہو تو ضرور عنایت فرمائیں۔

حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ الفاظ، آیات اور احادیث میں کوئی غلطی نہ ہو، لیکن پھر بھی ہم ہر پل اپنے آپ کو قابل اصلاح سمجھتے ہیں۔ آپ کی تحقیقی نظر کہیں بھی کوئی غلطی یا قابل اصلاح پہلو کی طرف جائے اطلاع کیجئے، شکر گزار رہیں گے۔

قارئین سے ضروری استدعا

یہ کتاب محض رضائے الٰہی اور اصلاح امت کیلئے مرتب کی گئی ہے کوئی گروہ یا مسلک اس کتاب کو کسی کے خلاف کیچڑ اچھالنے' طنز یا اختلاف کا ذریعہ نہ بنائے۔ ہمارا مقصد ہرگز ایسا کرنا نہیں۔ ایسا کرنے والا اس امت کا خیر خواہ ہرگز نہ ہوگا کیونکہ فضیلۃ الشیخ حضرت حکیم صاحب حفظہ اللہ کی ہمیشہ بلاتفریق مذہب وفرقہ امت کی خدمت کرنے کی کوشش رہی ہے۔ لہٰذا یہ کتاب دراصل ان سچے لوگوں کی سچی زندگی کا حاصل ہے جو ہمارے لیے اصلاح وتزکیہ کا نمونہ چھوڑ کر گئے ہیں۔ اس کتاب کو بالکل بھی اختلاف کا ذریعہ نہ بنائیں۔

نوٹ: جلد دوئم کی کوشش جاری ہے آپ حضرات کو اس موضوع سے متعلق کوئی تحریری یا تقریری بات معلوم ہو یا کوئی کتاب آپ کے پاس موجود ہو تو اطلاع ضرور فرمائیں، آپ کی اصل کتاب عکس لینے کے بعد واپس کردی جائے گی۔ شکریہ! (ادارہ)

(تقاریظ علمائے اہل حدیث)

1	**کتاب ''علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' محققانہ، مخلصانہ، مبارک کاوش** مولانا حمید اللہ اعوان حفظہ اللہ قلعوی پڑپوتے مولانا غلام رسول رحمہ اللہ (گوجرانوالہ قلعہ میہاں سنگھ، خطیب جامع مسجد رحمانیہ)	۱
2	**تصوف دل کو سنوارنے اور پاکیزگی کا نام** مولانا فضیلۃ الشیخ صوفی محمد عائش حفظہ اللہ تعالیٰ (مدرسہ سیدین شہیدین چک 36 گ ب تحصیل جڑانوالہ، ضلع فیصل آباد پاکستان)	۷
3	**شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی حفظہ اللہ کا ذوق تصوف** فضیلۃ الشیخ، شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی حفظہ اللہ (مدرس جامعہ الدراسات الاسلامیہ، مغلپورہ، ساکن آئی. بی. ایل. کالونی)	۸
4	**تصوف تصحیح قلوب واذھان کا ذریعہ** فضیلۃ الشیخ، شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد الیاس اثری حفظہ اللہ (مدیر مرکز العلوم الاثریہ، گلبرگ کالونی نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ)	۱۵
5	**مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ کا احسان وشکریہ** ذہبی دوراں، مولانا محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ تعالیٰ، سانده (لاہور)	۱۹
6	**مشفق، بااخلاق اور تصوف پسند انسان** سید فاروق محمدی	۳۰
7	**کرامات کے غیر مطبوعہ خطوط** میاں غضنفر اللہ وٹو (فاروق ٹاؤن فیصل آباد)	۳۳
8	**تاثیر نگاہ ولی......جو فرمایا وہ ہوگیا** خوشی محمد غازی، ریٹائرڈ سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی (پنجاب)	۳۵
9	**باکمال ولی کی چند کرامات** قاری حفیظ الرحمٰن سندھو (جامعہ تعلیم الاسلام، ماموں کانجن کے حوالے سے)	۳۶
10	**صوفی صاحب رحمہ اللہ کی بائیس کرامات** حکیم رانا مدثر محمد خاں، 485 گ ب سمندری (فیصل آباد)	۳۸

نمبر	عنوان	صفحہ
11	**اہل اللہ کی صحبت اکسیر اعظم** یادگار اسلاف، نشانی غزنوی خاندان مولانا جنید غزنوی حفظہ اللہ تعالیٰ	۴۴
12	**نشانی تصوف ڈاکٹر حماد لکھوی حفظہ اللہ تعالیٰ کا ذوق تصوف** ڈاکٹر حماد لکھوی حفظہ اللہ تعالیٰ Ph.d، ڈبل L.L.B،MA	۵۰
13	**تصوف بھلا دینے پر نہایت افسوس......!** فضیلۃ الشیخ مولانا سید ثناء اللہ گیلانی بن سید بارک اللہ گیلانی: خطیب جامع مسجد مکی اہلحدیث دھرنگ، تحصیل کاموں نکے (گوجرانوالہ)	۵۱
14	**بڑوں کا تصوف............ہم سب کی ضرورت** فضیلۃ الشیخ مولانا سید ثناء اللہ شاہ گیلانی حفظہ اللہ امام وخطیب جامع مسجد اہل حدیث، دھرنگ (گوجرانوالہ)	۶۱
15	**تصوف......شریعت اسلامیہ کا ایک اہم حصہ** پروفیسر مولانا سید ضیاء الرحمٰن گیلانی حفظہ اللہ روحانی مرکز موترہ، ڈسکہ سیالکوٹ (7 مئی 2013ء)	۶۵
16	**روحانیت وتصوف ہماری کھوئی ہوئی میراث** پروفیسر مولانا رضوان الٰہی حفظہ اللہ، فاضل جامعہ سلفیہ فیصل آباد، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج کمالیہ	۷۲
17	**دین سارے کا سارا ادب ہے** مولانا حافظ محمد بلال حفظہ اللہ، خطیب جامع مسجد عباد الرحمٰن (شرقپور)	۷۴
18	**کچھ ہماری زباں سے، تصوف کے بارے میں** مولانا قاری محمد خالد محمود حفظہ اللہ، فاضل مرکز الدعوۃ السلفیہ، ستیانہ بنگلہ، مدرس مسجد اہل حدیث مینار والی	۷۵
19	**کیا اہل حدیث اولیاء کو نہیں مانتے......!** قاری افضال احمد حفظہ اللہ، فاضل "مرکز الدعوۃ السلفیہ" ستیانہ بنگلہ، مدرس وخطیب جامع مسجد مبارک اہل حدیث شرقپور	۷۷
20	**اللہ والوں کی اللہ کے ساتھ یاری** فضیلۃ الشیخ مولانا نذیر احمد سبحانی حفظہ اللہ، خطیب جامع مسجد زینت اہل حدیث (لاہور)	۷۹
21	**"اہل حدیث کا ذوق تصوف" قرآن وسنت کی روشنی میں!!!** حمید اللہ خان عزیز، ایڈیٹر: ماہنامہ مجلّہ "تفہیم الاسلام" (احمد پور شرقیہ)	۸۵

22	**تصوف ہے لذتِ آشنائی کا نام** حافظ یوسف سراج، ریسرچ ڈیپارٹمنٹ پیغام ٹی وی، کالم نگار، روزنامہ ''نئی بات''	۹۹
23	**اسلاف کے قرض کی ادائیگی** (از: حافظ محمد فہیم علوی حفظہ اللہ، مدیر ماہنامہ علم و آگہی)	۱۰۱
24	**بہاولپور کے مفتی اعظم کا ذوق تصوف** (از: مولانا حافظ محمد عباس حفظہ اللہ تعالیٰ، خطیب جامع مسجد چبوترہ بازار، احمد پور شرقیہ)	۱۰۲
25	**تصوف کی حقیقت، ظاہری و باطنی پاکیزگی** (از: مولانا فضیلۃ الشیخ ایوب حفظہ اللہ تعالیٰ، فاضل جامعہ محمدیہ، گوجرانوالہ)	۱۰۶
26	**''ذوق تصوف'' ایک بہترین اور نایاب کتاب** (از: مولانا محمد یونس کلیم حفظہ اللہ تعالیٰ، خطیب جامع مسجد اہل حدیث نوشہرہ سانسی روڈ گوجرانوالہ	۱۰۷
27	**دل کی درستگی تصوف کا حاصل** قاری محمد بلال تبسم، فاضل جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ، خطیب جامع مسجد حاجی عبدالغنی، ٹاؤن الیاس کالونی (گوجرانوالہ)	۱۰۸
28	**تصوف کی حقیقت ہماری تحقیقی نگاہ میں** (از: فضیلۃ الشیخ مولانا حکیم محمد اشرف آزاد، فاضل جامعہ سلفیہ، فیصل آباد)	۱۰۹
29	**تصوف صفتِ احسان کی کوشش کا نام** حضرت حکیم حافظ مولانا محمد آصف صاحب، مدرس مدرسہ بدرالھدیٰ واہنڈو (گوجرانوالہ)	۱۱۳
30	**تصوف اور روحانی عملیات ہر عالم کی ضرورت** فضیلۃ الشیخ مولانا حکیم سید عبداللہ گیلانی حفظہ اللہ، خطیب جامعہ مسجد قدس قذافی پارک مریدکے (شیخوپورہ)	۱۱۴
31	**کتاب ذوق تصوف ہر شخص کی ضرورت** مولانا محمد اسد اللہ منیر حفظہ اللہ تعالیٰ، فاضل جامعہ سلفیہ	۱۱۵
32	**روحانیت اور تصوف چھوڑ دینے کا نقصان** (از: محترم رضوان علی بن مقصود علی، ایم فل علوم اسلامیہ)	۱۱۶

33	**ذوق تصوف کا اظہار......قابل ستائش کاوش** مولانا محمد اویس قرنی حفظہ اللہ تعالیٰ، فاضل جامعہ سلفیہ (فیصل آباد)	۱۱۷
34	**تجاہل عارفانہ یا تغافل مجرمانہ** مولانا حافظ محمد ذیشان حفظہ اللہ تعالیٰ، وائس چیئر مین فیتھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن FEF	۱۱۸
35	**تصوف مکارم اخلاق اور روحانی اقدار کے احیاء کا ذریعہ** قاری محمد آصف مدثر حفظہ اللہ تعالیٰ (فیصل آباد)	۱۱۹
36	**تصوف کا حاصل "الاحسان ان تعبداللہ کانك تراہ"** حافظ محمد اقبال بن ثناء اللہ حفظہ اللہ ایم اے عربی، اسلامیات	۱۱۹
37	**بڑوں کا اخلاق ہم سب کی ضرورت** قاری محمد حنیف عاجز (شرقپور)	۱۲۰
38	**بزرگوں کی روحانی قوت** حافظ محمد اسامہ یاسر صاحب، قلعہ میہاں سنگھ	۱۲۵
39	**تصوف چھوڑ دینا......نہایت افسوس ناک پہلو (سوزانِ دل)** ڈاکٹر محمد عثمان مبشر سلفی حفظہ اللہ: جامع مسجد مینار والی اہلحدیث، شرقپور شریف (شیخوپورہ)	۱۲۸
40	**مرشد جی کی بے مثال سادگی اور انکساری** مولانا محمد بشیر قصوری حفظہ اللہ، خطیب جامع مسجد برکات اہل حدیث (شرقپور)	۱۳۱
41	**تصوف ہماری ضرورت، اسلاف کی روایت** (از: حافظ غلام مصطفیٰ حفظہ اللہ، انچارج شفاء الرحمٰن فری ڈسپنسری)	۱۳۳
42	**کرامات، روحانیت اور نسبت ایک حقیقت** (از: مولانا حافظ حمید اللہ سدید حفظہ اللہ سے ملاقات ڈاکٹر محمد عثمان سلفی)	۱۳۴
43	**تزکیۂ و تصوف ضروری ہی نہیں بلکہ بہت ضروری** (از: حکیم عبدالوحید سلیمانی حفظہ اللہ تعالیٰ ابن مولانا عبداللہ رحمہ اللہ روڑی والے)	۱۵۵

44	**تصوف پر علمی و تحقیقی مزاج** (از: ڈاکٹر سعید اختر صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ فرزند ارجمند حکیم محمد عبداللہ رحمتہ علیہ جہانیاں والے)	۱۵۸
45	**جماعۃ الدعوہ کے مرکزی رہنما کی شفقت اور قدر دانی** بشکریہ ہفت روزہ جرار، مولانا امیر حمزہ حفظہ اللہ تعالیٰ، شمارہ نمبر ۲۵ جمعۃ المبارک ۴ شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ بمطابق ۱۴ جون ۲۰۱۳ء	۱۶۳
46	**اہل سلف سے انصاف** ملک محمد حسن ریٹائرڈ بجٹ اینڈ اکاؤنٹس آفیسر (شرقپور شریف)	۱۸۳
47	**صفت احسان ہر مسلمان کی ضرورت** ماسٹر مختار احمد سلفی، دھرنگ تحصیل کامونکی (گوجرانوالہ)	۱۸۴
48	**تصوف شریعت کی مکمل تابعداری کا نام** خادم اہل حدیث زاہد اقبال صاحب فوڈ سپیشلسٹ	۱۸۶
49	**تصوف کے معاملے میں یہ بے توجہی کیوں......!** محمد یٰسین سلفی (فیصل آباد)	۱۸۸
50	**کتاب علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف اشد ضرورت** ظفر علی محمدی (فیصل آباد)	۱۸۹
51	**کتاب ذوق تصوف اک مایہ ناز کارنامہ** مولانا محمد مصطفیٰ ربانی حفظہ اللہ تعالیٰ، خطیب مسجد کوثر اہل حدیث عظیم گراؤنڈ درس بڑے میاں مغلپورہ، لاہور فاضل التحصیل: دار العلوم المحمدیہ لوکوشاپ مغلپورہ (لاہور)	۱۸۹
52	**حال دل** فضیلۃ الشیخ حضرت حکیم محمد طارق محمود چغتائی حفظہ اللہ تعالیٰ	۱۹۲

☆☆☆☆☆

علمائے اہل حدیث کی پسندیدگی اور قیمتی آراء

تقاریظ، اقتباسات، تائیدات، تاثرات

علمائے اہل حدیث نے امت کی نبض کو جانچتے ہوئے محسوس کیا کہ موجودہ نسل کی اصلاح صرف اسی طرز پر ہوسکتی ہے جو طرز اسلاف علماء اہل حدیث نے اختیار کی وہی انداز اور طرز صرف اور صرف طرز تصوف یعنی تزکیۂ نفس ہے۔

اہل حدیث علمائے کرام، اہل حدیث محققین عظام، اہل حدیث اکابر ملت اور اہل حدیث مخلصین نے کتاب "علمائے اہل حدیث کے ذوق تصوف" کو نہایت پسندیدگی کے ساتھ ملاحظہ فرما کر تائید و تحسین فرمائی، دعاؤں سے نوازا ان حضرات کے آراء گرامیہ کے اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں، تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(تقاریظ علمائے اہل حدیث)

کتاب ''علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' محققانہ، مخلصانہ، مبارک کاوش

(از: مولانا حمید اللہ اعوان حفظہ اللہ قلعوی پڑپوتے مولانا غلام رسول رحمہ اللہ گوجرانوالہ قلعہ میہاں سنگھ، خطیب جامع مسجد رحمانیہ)

عارف باللہ حضرت مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کا نام گرامی علمائے اہل حدیث میں قلم کی مہارت، الفاظ کے چناؤ اور خطابت کی روانی کا محتاج نہیں۔ آپ خصوصاً علمائے اہل حدیث اور بالعموم برصغیر پاک و ہند کے نامور عالم تفسیر وفقہ پر عبور رکھنے والے محقق تھے۔ دین کے مختلف شعبوں میں آپ کی خدمات نہایت گراں قدر اور متاخرین کیلئے روشنی کا مینارہ ہیں۔ علمائے اہل حدیث میں آپکا مقام نہایت ہی بلند ہے۔

مولانا رحمہ اللہ کی انفرادیت اور خصوصیت یہ بھی تھی کہ صرف علم تک محدود نہیں تھے بلکہ علم کی حقیقت یعنی تصوف میں بھی بھرپور رسوخ رکھتے تھے، سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت اور مجاز تھے۔ آپ کی زندگی پر بہت کام کیا گیا اور بہت کچھ لکھا گیا۔ ماضی قریب میں نامور محقق اور مؤرخ مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ نے آپ کے پڑپوتے مولانا حمید اللہ اعوان حفظہ اللہ کے اسرار پر آپ کی سوانح مرتب فرمائی ہے جو کہ قابل دید ہے۔ مولانا حمید اللہ حفظہ اللہ میں بھی تصوف کا ذوق بہت نمایاں نظر آتا ہے اس وقت آپ اسی مسجد میں خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں جس کی بنیاد عارف باللہ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ نے رکھی تھی۔ کتاب ''علمائے اہل حدیث کے ذوق تصوف'' پر آپ نے نہایت ہی پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور وقت کی اہم ضرورت قرار دیا۔ اپنے تاثرات کو کچھ یوں قلمبند فرماتے ہیں۔

ہمہ کمالات شخصیت:۔ 2013ء مئی کا مہینہ تھا تاریخ 5، دن اتوار کا تھا غالباً 8 بجے صبح سات افراد مسجد رحمانیہ المعروف مولانا غلام رسول رحمہ اللہ میں تشریف لائے تمام شخصیات شلوار قمیص میں ملبوس معززانہ وضع قطع اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مزین، چہرے سے صالحیت کے آثار نمایاں تھے۔ آنے والے معزز مہمانان گرامی سے میرا تعارف نہ تھا دوران گفتگو انہوں نے اپنا تعارف کرایا میرا نام حکیم محمد طارق محمود اور یہ تمام میرے رفقاء کار ہیں جن میں دو علماء بھی تھے تعارف حاصل کرتے ہی دل میں خوشی کی لہر سرایت کر گئی کہاں میں اور کہاں یہ معزز ہستیاں۔

حکیم صاحب کا غائبانہ تعارف بذریعہ ''ماہنامہ عبقری'' مجھے پہلے سے تھا جب انھیں اپنے روبرو پایا حیران تھا کہ ماہنامہ عبقری کے ایڈیٹر، باعمل شخصیت، مصنف کتب کثیرہ، ایک روحانی تحریک کے روح رواں بلکہ میر کارواں، لاکھوں افراد کے دلوں کو موہ لینے والے، خلق خدا کے جسمانی وروحانی مسائل کے حل کیلئے ہمہ تن کوشاں، انتہائی مصروف ترین شخصیت مع اپنے رفقاء کار میرے ہاں آنا کیسے ممکن ہوا۔ انہی سوچوں میں گم تھا بات چیت جاری تھی کہ قاری طاہر محمود نے میزبانی کے فرائض نبھانے شروع کر دیئے ہم سب مسجد کے ہال محراب میں موجود مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے یادگار منبر شریف کے پاس بیٹھے تھے۔ حکیم صاحب بار بار اصرار فرماتے کہ اپنی زبانی مولوی صاحب کی کرامتیں سنایئے ایک دو میں نے بیان کیں پھر آپ ہی فرمانے لگے ہمارا یہاں آنا بھی مولوی صاحب کی کرامت ہی ہے۔ سب محظوظ ہوئے...... بلاشبہ حکیم صاحب نے بہت ہی عقیدت، محبت اور شفقت کا اظہار فرمایا آپ کی کیفیت دیدنی تھی دوران گفتگو مولانا کے تذکرہ پر بار بار آپ کی آنکھیں بھیگ

جا تیں۔آپ نے از راہ شفقت ومہربانی اپنے دواخانہ کی چند ادویات بطور تحفہ دیں ہفتہ عشرہ کے بعد اپنے ایک ساتھی کو گاڑی دے کر مجھے لاہور اپنے دواخانہ میں بلایا وہاں انہوں نے مجھے پانچ گھنٹے تک ٹھہرایا نہایت عزت واحترام سے پیش آئے۔میز بانی بھی خوب کی دوران گفتگو اپنی نئی تصنیف ''علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' کا تذکرہ فرمایا میں نے اس پر نگاہ ڈالی ساتھ ہی حکیم صاحب نے مذکور کتاب کیلئے تقریظ بھیجنے کا وعدہ لے لیا واپسی پر آپ نے نسیم ہدایت کے جھونکے اور اپنے ''خطبات عبقری'' کی دو جلدیں اعزازی طور پر مرحمت فرمائیں۔

تقریظ کیلئے کافی تذبذب کا شکار رہا کہ تحریر میرا امیدان نہ میں اس قابل، جانے کیوں اپنی کمزوری بے بضاعتی کو جانتے ہوئے بھی حضرت حکیم صاحب کے سامنے انکار کی جرأت نہ کر سکا۔خیال تھا کہ حکیم صاحب بھول جائیں گے مگر آپ کی بذریعہ ٹیلی فون یاددہانی نے تقریظ کیلئے قلم اٹھانے پر مجبور کر دیا مجھے امید ہے کہ میری بے ترتیب اور بے ربط تحریر کو حکیم صاحب قبول فرمالیں گے۔

تصوف سے ناآشنا......حقیقت کیا جانیں......! مؤلف نے اہل حدیث علمائے ربانی کی روشن اور بابرکت زندگیوں کے اس اہم ترین پہلو'' علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' کی تیاری پر بے شمار کتابوں کی ورق گردانی کے بعد اپنا مبارک قلم اٹھا کر بلاشبہ بڑی سنجیدہ، محققانہ اور مخلصانہ کوشش فرمائی ہے۔کاش اہل حدیث علماء میں سے کوئی اس عنوان پر قلم اٹھاتا۔مولانا ابوالکلام دہلوی اہل حدیث عالم دین انہوں نے اس ضرورت کو پورا کرنے کی ٹھان رکھی ہے دیکھیں ان کی کوششیں کب ثمر بار ہوتی ہیں مولانا اپنے خط بنام شیخ عارف جاوید محمدی تحریر فرماتے ہیں کہ'' سلفیوں کی بابت دشمنوں کی اڑائی ہوئی ہوائی ہے کہ انہیں علم باطنی میسر نہیں......وہ اہل ظاہر ہیں......،طریقت سے ناواقف ہیں......،صرف شریعت سے واقف ہیں! میں واشگاف الفاظ میں کہتا ہوں یہ لوگ تصوف سے نابلد ہیں میرا ارادہ ہے کہ ان خطوط کو شائع کر دوں اور ان پر مبسوط مقدمہ لکھوں تا کہ دنیا باخبر ہو جائے کہ اہل حدیث کے یہاں علم طریقت اور تصوف ہے مگر وہ جومبنی بر کتاب وسنت ہے اور اہل حدیث کو مطعون کرنیوالوں کو بتایا جائے کہ

لذت بادہ ناصح کیا جانے　　　ہائے کم بخت تو نے پی ہی نہیں

مناظر اسلام کا ذوق طریقت:۔ رسالہ'' شریعت اور طریقت''،جس میں شریعت اور تصوف کی تحقیق اور اولیاء اللہ سے محبت کی اہمیت مذکور ہے'' مصنفہ'' مناظر اسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ مصنف ''تفسیر ثنائی'' مذکور رسالہ مطبع اہل حدیث امرتسر سے 30 دسمبر 1909ء میں شائع کیا۔مولانا ''التماس مصنف'' میں تحریر فرماتے ہیں:''اس مسئلہ کی غلط فہمی سے کہ شریعت کو طریقت سے کیا نسبت اور تعلق ہے مسلمانوں میں سخت افراط وتفریط ہو رہی ہے۔بعض بلکہ اکثر جہال تو اس بہانے سے کہ شریعت ظاہر ہے اور ظاہر بینوں کیلئے ہے، تمام احکام شریعہ کو جواب دے بیٹھتے ہیں شریعت مطہرہ کے کسی حکم کا ادب ان کے دل میں نہیں ہے۔حتیٰ کہ نماز روزہ کو بھی جو نشان اسلام سمجھے جاتے ہیں یہ نالائق ٹٹی (پردے) کی آڑ میں شکار کھیلنے والے صاف صاف لفظوں میں جواب دے دیتے ہیں اور کھلے منہ بغیر مطلب سمجھنے کے ایسے ایسے راگ الاپتے ہیں کہ۔　وضو کا توڑ دے کوزہ شراب شوق پیتا جا　　نہ رکھ روزہ نہ مر بھوکا نہ جا مسجد نہ دے سجدہ

ایسے ہی ظالموں جاہلوں کے زخم اٹھا کر بعض اہل شریعت طریقت اور تصوف سے منکر ہو جاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہی نمازیں جو ہم سیدھی ٹیڑھی پڑھتے ہیں بس یہی اصل اسلام ہے۔یہی پیغمبر علیہ السلام کی تعلیم کا خلاصہ اور اصل ہیں مگر بغور دیکھیں تو دونوں کی رائے غلط۔گو پہلے فریق کی تو اغلط بلکہ کفر تک پہنچتی ہے اس لیے میں نے چاہا کہ اس رسالہ میں شریعت اور طریقت کی نسبت تعلق بتلاؤں جو پیغمبر علیہ السلام نے ان دونوں میں بتلایا ہے اس مسئلہ کی اصل بنیاد حدیث جبرائیل علیہ السلام ہے جو بخاری ومسلم کی روایت سے مشکوٰۃ کے شروع میں منقول ہے۔

مولانا رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علوم حقہ اور معارف اور علماء راسخین کا جو انبیاء علیہم السلام کے حقیقی وارث ہیں کہ دونوں (علمائے ظاہر اور صوفیاء) کے حصوں کو جمع کر لیتے ہیں۔یعنی احکام ظاہری کی پابندی کے علاوہ باطنی صفائی بھی ان میں اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے مولانا رحمہ اللہ نے

اپنے رسالہ شریعت اور طریقت میں ایک نظم بھی درج فرمائی ہے:

ارے لوگو! زبان اپنی کو روکو　　بزرگوں سے نہیں انکار ہم کو
خدا لعنت کرے اس روسیاہ پر　　کہ جس کے دل میں ہو بغض پیمبر علیہ السلام
جسے کچھ بغض ہوئے اولیاء سے　　ہمیشہ ابر لعنت اس پر برسے
پر اتنا اور بھی سن رکھیے حضرت　　جو حق پر نہ چلے اس پر بھی لعنت

''ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلو بنا غلا للذین امنواربنااِنك رؤوف رحیم ''۔آمین۔

تصوف کے نام سے چڑنے والے: تیرہ صدیوں پر محیط مسلم معاشرہ جن افراد کی بدولت زندہ اور قائم رہا ہے ان میں مفسرین قرآن، محدثین کرام، فقہائے عظام، ماہرین تزکیۂ واحسان نے ذکر اللہ اور تعلق باللہ کے ذریعے مسلمانوں کو دنیا پرستی، نفس پرستی اور خدا فراموشی کے بڑھتے ہوئے سیلاب کی روک تھام کے سلسلہ میں نہایت اہم اور نا قابل فراموش کردار ادا کیا ہے۔عصر حاضر میں حکیم طارق محمود چغتائی حفظہ اللہ بھی اسی سلسلہ کی سنہری زنجیر ہیں، جنہوں نے نہایت جانفشانی اور عرق ریزی سے کام لیتے ہوئے ''علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' پر قلم اٹھا کر تصوف کے نام سے چڑنے والوں کو آئینہ دکھایا ہے۔اس کا اجر عظیم انہیں ذات باری تعالیٰ ضرور عطاء فرمائے گی۔میں ذاتی طور پر حکیم صاحب جیسی انسان دوست اور اشاعت اسلامی میں مصروف شخصیت سے متاثر ہوں مختصر عرصہ اور جوانی میں وسیع تر دینی وسماجی خدمات لائق تحسین ہیں۔حکیم صاحب نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود ''علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' کے عنوان سے نہایت دلچسپ مع حوالہ جات بیش قیمت کتاب تصنیف کرنے کا حق ادا کیا ہے۔

کتاب مذکور میں سلف صالحین کی زندگیوں کے عملی نمونے پیش کر کے انعام یافتہ شخصیات کے راستہ کو واضح کر دیا ہے، یہ کتاب نئی نسل کیلئے مفید اور معلومات افزا ہے بلکہ میرے خیال میں چراغ راہ ہے۔ ؎

ایــن سعــادت بــزوربــازو نیسـت　　تـا نـه بخشنده خدائـے بخشنده

نسلوں کیلئے مشعل راہ کتاب:۔اللہ کے مقبول بندوں کی سیرت و کردار کو محفوظ رکھنا، آئندہ نسلوں کیلئے عملی زندگی اختیار کرنے کا ذوق وشوق پیدا کرنا ہے، اللہ والوں کا تذکرہ تبلیغ دین کا بہترین ذریعہ ہے اہل اللہ کا ذکر خیر پڑھنے والوں کے دل کو قوت بخشتا ہے۔راہ حق پر ثابت قدم رہنے میں مدد دیتا ہے۔سورہ ہود میں ارشاد ربانی ہے''**وکلا نقص علیك من انبآء الرسل مانثبت به فؤادك وجاء ك فی هذه الحق وموعظة و ذکری للمؤمنین** ''اور رسولوں کی خبروں میں سے ہر (خبر) ہم تمہیں سناتے ہیں جس کے ذریعے ہم تمہارے دل کو زیادہ مطمئن کرتے ہیں (تا کہ ان کی طرح تم بھی کافروں کے ایذاؤں پر صبر کرتے رہو) اور ان (خبروں) میں تمہارے پاس حق (کا بیان) آ گیا اور ایمان والوں کیلئے نصیحت اور یاد رکھنے والی بات (آ گئی)۔ ؎

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی　　ہم نے تو دل جلا کے سرعام رکھ دیا

کتاب کا بنیادی مقصد:۔مذکور کتاب کا بنیادی مقصد تزکیۂ نفس ہے۔تزکیۂ واحسان دین کا ایک اہم شعبہ ہی نہیں بلکہ عین کمال دین ہے۔تزکیۂ واحسان کی دولت جتنی نصیب ہوگی اتنا ہی اس کا دین کامل ہے۔تزکیۂ واحسان قرآنی اصطلاح ہے''قد افلح من تزکّٰی'' بے شک وہ شخص کامیاب ہوا جو (ایمان و نیک عمل کے ذریعے) پاکیزہ بن گیا۔" قد افلح من زکّٰها" بے شک وہ کامیاب ہوا جس نے اپنے نفس کو پاکیزہ بنالیا۔ارشاد ربانی ہے"واحسنوا ان الله یحب المحسنین "(البقرہ195)۔احسان کرو بے شک اللہ احسان کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا'' ان رحمة الله قریب من المحسنین ''(الاعراف56) بے شک اللہ کی رحمت خلوص

والوں کے قریب ہے۔یقیناً ہمارے اکابرین کے مجاہدات اور ریاضتیں قرآن وسنت کی تعلیمات کے عین مطابق تھیں۔ذات باری کے ساتھ شخصی تعلق قائم رکھنا تزکیۂ واحسان ہے۔ جوشخص تمام فکروں سے آزاد ہوکر بس آخرت ہی کو اپنی سوچ فکر کا محور بنالے تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت کی فکر سے کافی ہوجاتا ہے۔'' الیس اللہ بکاف عبدہ " (الزمر 36)۔کیا اللہ اپنے (ایمان والے) بندے کو کافی نہیں؟عالی ہمت اور مضبوط عزم اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

تزکیۂ واحسان کی اہمیت وافادیت:۔ اسلام چاہتا ہے کہ اس کے صحیح پیروکار جب معاشرہ میں جائیں یا لوگ ان کے پاس آئیں تو انہیں دیکھ کر اللہ یاد آجائے ،اللہ کی یاد ذاکر کو نیکی کے جذبات سے لبریز کردیتی ہے۔اللہ کے بندے کو اس کا حقیقی بندہ بنادیتی ہے،مقصد زندگی سے بھرپور شناسائی حاصل ہوتی ہے،قلب ونفس کو اطمینان نصیب ہوتا ہے جو فلاح اُخروی اور رضائے الٰہی کیلئے مطلوب ومقصود ہے۔فرمان الٰہی سے انحراف جہنم اور قانون خداوندی کی پابندی جنت ہے۔توفیق عمل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عطا ہے توفیق یہ ہے کہ انسان اپنے اندر بوقت عمل قدرت واطاعت پائے جس سے انسان احکام الٰہی کیلئے مطیع اور فرمانبردار ہوجائے۔عمل دنیا وآخرت میں دونوں جگہ کا توشہ ہے عمل کے بغیر کوئی منزل طے نہیں ہوتی۔تزکیۂ واحسان کے حصول کیلئے اہمیت اس بات کی ہے کہ اس پر عمل پیرا ہوجائے، یہ صرف پڑھنے پڑھانے اور بیان کرنے والی چیز نہیں بلکہ صحبت صالح اختیار کرنے ،عمل کرنے اور اپنانے کی چیز ہے۔زہدوتقویٰ ،خشیت الٰہی ،ایثاروقربانی دلوں کی پاکیزگی اور تزکیۂ نفس ناپید ہوتا چلا جارہا ہے آج ہم دھواں دار تقاریر تو کرتے ہیں جب موقع اور عمل کا وقت آتا ہے تو ڈھیر ہوجاتے ہیں۔زہدو قناعت،ذکر الٰہی کی فضیلت خوب بیان کی جاتی ہے مگر عملی زندگی دنیا سنوارنے کی بھاگ دوڑ اور فضول بحثوں میں گزرجاتی ہے۔

ہمارے بڑوں کا ذوق تصوف:۔ مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ اہل حدیثوں کے بہت بڑے سکالر اور باعمل شخصیت کے مالک مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے بارے میں اپنے چند تاثرات میں تحریر کرتے ہیں،سید رحمہ اللہ مسلمانوں کی بے عملی کو دیکھ کر اپنے دل میں ایک درد محسوس کرتے تھے جس کا وقتاً فوقتاً اظہار بھی فرماتے۔مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ'' پاکستان بن جانے کے بعد مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی تمام تر توجہ جمعیت اہل حدیث کی تنظیم پر مرکوز رہی نامناسب نہ ہوگا اگر میں اس مسئلہ پر نظریہ اہل حدیث کے مخصوص ذہن ومزاج کے بارے میں ان تصورات کی چہرہ کشائی کا فریضہ انجام دوں جو اکثر خلوتوں میں ہمارے زیر بحث رہے۔میں دوسرے،تیسرے روز شرف ملاقات کیلئے حاضری دیتا اگر میں کسی وجہ سے نہ جاتا تو بلاوا آجاتا اور کبھی کبھی خراماں خراماں خود بھی میرے ہاں تشریف لے آتے بہر حال ہم جب بھی ملتے یہ اہتمام کیا جاتا کہ گفتگو اور بات چیت کیلئے مکمل یکسوئی حاصل ہو۔خلوت کے یہ لمحات خشک بحثوں سے گزر کر آخر تصوف،احوال آخرت اور قلب وروح کے جائزہ پر ختم ہوجاتے۔ مجھے یہ یاد نہیں اس اثناء میں ہم میں سے کس کی آنکھیں پہلے اشکبار ہوتیں البتہ اتنا خوب یاد ہے کہ دونوں روتے اور دیر تک روتے رہتے''۔

آج ہمارا حال......نہایت قابل غور!:۔ نظریہ اہل حدیث سے متعلق ان کے ذہن میں تضادات کا ایک واضح نقشہ تھا اور وہ دل و جان سے چاہتے تھے کہ اس سے خلاصی حاصل کرنیکی جدوجہد میں اہل حدیث علماء کو شرکت کی دعوت دی جائے۔مثلاً فکر ونظر کا پیمانہ جسے ہم مسلک اہل حدیث سے تعبیر کرتے ہیں ایک طرف تو اس بات کا مقتضی ہے کہ ہمارا تعلق پورے اسلام سے ہو کتاب وسنت کے بیان کردہ مکمل نظام حیات سے ہو جس میں عقائد سے لے کر عبادات تک اور عبادات سے لے کر معاملات واخلاق تک ہر ہر شے داخل ہو اس شرط کے ساتھ کہ ہم اس نظام حیات کو براہ راست کتاب اللہ،سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف کی تصریحات سے اخذ کریں۔ظاہر ہے یہ نقطہ نظر کسی درجے میں بھی جزوی اسلام کا قائل نہیں اور فرقہ وارانہ تعصّبات کا حامی نہیں بلکہ ایک طرح کی کلیت اور وسعت و جامعیت اپنی آغوش میں لیے ہوئے ہے لیکن ہمارا یہ حال ہے کہ ہم بہت بحث ومناظرہ کی وجہ سے مسائل کی ان چندگنی چنی دیواروں میں محصور ہوکر رہ

گئے ہیں جن کو گروہی عصبیت اور تنگ نظری نے پیدا کیا ہے۔ چنانچہ آج اہل حدیث کے معنی ایسے گروہ کے نہیں کہ جن کی نظر اسلام کے پورے حکیمانہ نظام پر ہو جن کے عمل سے اسلام کی تمام اخلاقی، اجتماعی اور روحانی قدروں کا خصوصیت سے اظہار ہوتا ہو اور جو روزمرہ کی عام زندگی میں ہر ہر قدم پر کتاب وسنت کی تصریحات کے متلاشی ہوں۔ آج اہل حدیث کے معنی اس کے برعکس ایک ایسے شخص اور جماعت کے ہیں جن کی دلچسپیوں کا محور ومرکز عموماً صرف چند مسائل، چند بحثیں اور چند فرسودہ مناظرانہ کاوشیں ہیں جماعت اہل حدیث کے مزاج کے موجودہ کیفیت سے بھی مولانا سید رحمہ اللہ کافی پریشان تھے۔

''تصوف'' تعلق باللہ کا نام:۔ سید رحمہ اللہ کے نقطہ نظر سے اسلام چونکہ تعلق باللہ اور اس کے ان انعکاسات کا نام ہے جو معاشرہ اور فرد کی زندگی میں لطائف اخلاق کی تخلیق کرتے ہیں اس لیے تحریک اہل حدیث کا اولین مقصد یہ ہونا چاہیے کہ جماعت میں محبت الٰہی کے جذبوں کو عام کرے، تعلق باللہ کی برکات کو پھیلائے اور اطاعت وزہد، اتقاء وخشیت اور ذکر وفکر کو رواج دے لیکن ہماری محرومی وتیرہ بختی ملاحظہ ہو کہ عوام تو عوام خواص تک تصوف واحسان کی ان لذتوں سے ناآشنا ہیں حالانکہ کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہے کہ خواص تو خواص ہمارے عام عوام تک زہد وورع کا بہترین نمونہ سمجھتے جاتے تھے۔

تصوف عملی زندگی کا نمونہ:۔ معاشرے کے جس طبقہ کو عوام الناس کیلئے بہتر نمونہ بننا تھا وہ بھی صرف گفتار کا غازی بن پایا ہے ٹھیک ہے لوگ حوالے مانتے ہیں مگر حوالوں سے زیادہ عمل چاہتے ہیں عمل، عمل اور صرف عمل۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حوالے نہیں عملی زندگیاں پیش کی تھیں۔ اس وقت ایک کتاب اللہ اور اس کی عملی تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ تھی بقول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ''کان خلقه القرآن'' بس یہی دو چیزیں تھیں جنہوں نے لوگوں کی زندگیاں تبدیل کر کے رکھ دیں۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے　　　وہ کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کردیا

آج جلسوں، عرسوں اور اجتماعات کی بھرمار ہونے کے باوجود عمل کہیں کھو کر رہ گیا ہے اس لیے آج اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ لوگوں کی عملی تربیت کی جائے ساری مشکل بس پہلا چراغ جلانے میں ہوتی ہے ایک چراغ جل گیا تو ایک سے بہت سے چراغ جلائے جاسکیں گے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ شعلہ بیانیوں، اعتراضات جڑنے اور فتووں سے وقتی طور پر مرعوب تو کیا جاسکتا ہے عملی تبدیلی صرف بیانوں سے نہیں بلکہ راسخ علم، مضبوط ارادہ وعزم، عمل مسلسل، ایثار وقربانی، ذکر وفکر، تلاوت وتدبر قرآن، کردار واخلاق، بے لوث محبت واخوت والی باتوں سے آتی ہے۔

یقین محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم　　　جہاد زندگانی میں یہ مردوں کی ہیں شمشیریں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تزکیہ نفس:۔ نبی علیہ السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صحابیت کا لازوال شرف نصیب ہوا اس لیے کہ انہوں نے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور عمل سے براہ راست فیض پایا اور یہی وصف ان پر غالب رہا۔ جس شخص کو بھی ایمان کی دولت نصیب ہوئی وہ ایمانی دولت کے ساتھ نبی علیہ السلام کی زیارت کا شرف پا گیا آپ کی نگاہ مبارکہ سے اس کا تزکیۂ ہو گیا، وہ سب سے ممتاز ہو گیا، اعلیٰ ترین مقام شرف صحابیت سے متصف ہو گیا۔ نبی علیہ السلام نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام کو بھی تزکیۂ کی اجازت عطا فرمادی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے ایمان کے ساتھ میرے صحابی (رضی اللہ عنہ) کی زیارت کی وہ جنتی اور جس نے صحابہ کی زیارت کرنیوالے تابعی کی زیارت کی وہ بھی جنتی''۔ سبحان اللہ۔

تصوف وسلوک ایک الہامی نظام ہے جیسا کہ اذان کے واقعہ میں حضرت عبداللہ بن زید اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے ساتھ پیش آیا کہ دونوں کے خواب یکساں نکلے دونوں کو خواب میں کلمات اذان کی تلقین کی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تصویب فرمائی اور اذان کو شرعی حیثیت دے دی جو آج تک تمام عالم اسلام میں رائج ہے۔ (حوالہ: تصوف وسلوک، تالیف: مولانا ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ)

تصوف کا حاصل ......قلب سلیم اور نفس مطمئنہ:۔قلب سلیم اور نفس مطمئنہ ہر مسلمان کی آرزو ہے بلکہ اُخروی کامیابی کی ضمانت ہے۔اطمینان قلب کیلئے انبیاء علیہم السلام بھی طالب رہے،اللہ کے نبی ﷺ نبوت سے پہلے بھی ایمان کی کیفیت سے سرشار ہوتے ہیں،نبوت کے بعد ایمان کے درجات میں مزید اضافہ ہوتا رہتا ہے۔جس طرح کلی کے پھول بننے کا ایک سفر ہے یا ہلال کے بدر بننے کا ایک وقت ہے اسی طرح سلوک یا باطن کے مدارج ہیں اوران کے درمیان میں ایک مسلسل جدوجہد ہے۔انبیاء علیہم السلام کا سفر ایمان سے مکمل ایمان کی طرف ہوتا ہے، یقین سے مکمل یقین ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے علم اور حکمت کے مطابق یہ منزلیں ان سے طے کرواتے ہیں لیکن پیغمبر اللہ تعالیٰ سے حد درجہ کی محبت رکھنے کی وجہ سے ہر اگلی منزل کی فکر میں رہتے ہیں اس لیے کبھی کبھی آئندہ آنے والی کیفیتوں کا سوال کرتے ہیں۔مثلاً ''اور یاد کرو جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میرے رب! مجھے دکھادے تو مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا فرمایا کیا تم اس پر ایمان نہیں رکھتے ہو؟ بولے! ایمان تو رکھتا ہوں لیکن چاہتا ہوں کہ میرا دل مطمئن ہوجائے''القرآن۔

اطمینان کسے کہتے ہیں؟:۔اطمینان کسی چیز کے اپنی جگہ پر بالکل ٹھیک ٹھیک ٹک جانے کو کہتے ہیں۔خدانخواستہ اگر ہڈی ٹوٹ جائے جب تک وہ ٹھیک طرح جڑتی نہیں اس وقت تک اطمینان حاصل نہیں ہوتا جب جڑ جائے اپنی جگہ پر ٹھیک ٹک جائے تو فوراً درد بند، بے چینی بے قراری ختم اور اطمینان وسکون نصیب ہوجاتا ہے۔چراغ کی لو اگر ہوا کے باعث بالکل سیدھی ہو اس کا کسی طرف جھکاؤ نہ ہو تو ہم یہ کہیں گے کہ چراغ کی لو میں اطمینان آ گیا۔اسی طرح ایک مومن صادق کا دل جب اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں اسی طرح یکسو ہوکر حالات کے تغیر کے باعث اس کی دل جمعی اور توکل الی اللہ میں کوئی فرق نہ آئے تو ایسے ہی دل کو قلب مطمئن یا نفس مطمئنہ کہتے ہیں۔

اطمینان قلب کی اہمیت:۔اطمینان قلب وہ دولت ہے جو عقل وخرد کی کاوشوں یا مال واولاد کی کثرت کے باعث یا عہدہ منصب سے حاصل نہیں ہوتی اس کی طلب حقیقی مومن کی روح کو توڑ ڈالے گی۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اطمینان قلب مشاہدہ سے کرایا گیا اب نبی علیہ السلام کے امتی کیلئے اطمینان قلب اور مشاہدہ صرف اور صرف ذکر الٰہی سے ہے۔ارشاد باری تعالیٰ جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور جن کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں آگاہ ہوجاؤ! کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے دلوں کو طمانیت حاصل ہوتی ہے۔(الرعد 28)

جب تک ایک آدمی طلب صادق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ایمان لانے کا امکان ہی پیدا نہیں ہوتا۔طلب صادق وہ معتبر ہے جس کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کو ماننا اور ماننا بھی ایسا جس کے بعد دل کا ہر کانٹا نکل جائے، شک ختم ہوجائے، دل کے اندر روشنی کا ایسا دیا جل اٹھے کہ دل کی تمام تاریکیاں دور ہوجائیں اور ذکر الٰہی سے ایک ایسی قوت فیصلہ پیدا ہوجائے جو تذبذب اور شکوک وشبہات کے تمام راستوں کو بند کردے کیونکہ جب تک دل شکوک وشبہات کی آماجگاہ بنا رہتا ہے اس میں شک اور ریب کے کانٹے اگتے رہتے ہیں۔اس وقت تک قلب میں ایمان ویقین کی قوت سرایت نہیں کرتی تو نتیجتاً دل میں وہ پختگی پیدا نہیں ہوتی، جو تمام وسوسوں اندیشوں کا خاتمہ کردے اور وہ اطمینان پیدا نہیں ہوتا جو ایمان لانے والی شخصیت کو مطمئن کردے اور دلی چین اور آسودگی بخش دے۔

ذکر اللہ کی ضرورت واہمیت:۔یہ ایمان ویقین یہ پختگی یہ اطمینان یہ استقامت یہ قوت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر سے پیدا ہوتی ہے۔یہ ذکر قلب کا فعل زبان کا ورد اور زندگی کا عمل اور سینے کا نور ہے اور شخصیت کا رویہ بھی ہے جو خطرات مشکلات، مصائب اور پریشانیوں میں وہ سہارا بنتا ہے جس کے ساتھ ٹیک لگانے والا کبھی ڈولتا نہیں۔ذکر الٰہی افضل ترین اعمال میں سے ہے، ذکر الٰہی زندگی کی جان ہے، وہ زندہ انسان جو ذکر الٰہی سے غافل اور محروم رہے اگرچہ عام دیکھنے والوں کی نظر میں تو اسے زندہ شمار کیا جاتا ہے لیکن حقیقت میں وہ مردہ ہے، بے جان ہے، زندگی کی برکتوں سے یکسر محروم ہے۔حیات انسانی کی وہی گھڑیاں وہی لمحات سروری اور ابدی ہیں جو اپنے خالق کی یاد اور محبت میں بسر ہوئی یا ہوتی ہیں، زندگی کے وہ لمحے جب انسان ذکر الٰہی سے محروم ہوتا ہے وہ فانی ولا حاصل ہوتے ہیں بلکہ خسارے میں

ہیں، ایسی زندگی بسر کرنے والے کو سوائے حسرت وندامت کچھ نہیں ملتا۔

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا شریعت کے احکام (میری کمزوری کی وجہ سے) مجھ پر غالب آ چکے ہیں لہٰذا نبی علیہ السلام مجھے کوئی آسان کام بتادیں جس پر میں ہمیشہ عمل پیرا رہوں حضور علیہ السلام نے فرمایا ''لایزال لسانك رطبا بذكر الله'' (ترمذی) تمہاری زبان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہے۔

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ (بخاری شریف) جیسا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں '' كان النبي صلى الله عليه وسلم يذكر الله على كل احيانه '' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کو یاد کرتے تھے۔

انسانی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو وہ ایک لمحہ بھی اللہ کے بغیر نہیں گزار سکتا۔ پیدا اسی نے کیا، رزق وہی دیتا ہے، ہماری جانوں کی حفاظت وہی کرتا ہے، ہم قدم قدم پر اپنے پروردگار کے محتاج ہیں اس کے بغیر زندہ نہیں رہا جا سکتا، لوٹ کر بھی اسی کے پاس جانا ہے، اس لیے انسان کے پاس اس ذات عالی کا دامن تھامنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں '' ولذكر الله اكبر'' (العنکبوت) اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے، اللہ کے ذکر کو سب سے بڑی نیکی قرار دیا گیا ہے، خلوت میں یاد کرنیوالا اور اللہ کے ڈر سے آنسو بہانے والے کو روز محشر جب کوئی سایہ نہ ہوگا عرش عظیم کا سایہ نصیب ہوگا۔

منفرد اور نہایت اہم کتاب:۔ '' کتاب علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' اس لحاظ سے ہمارے معاشرے کی اہم ضرورت ہے اس کتاب سے ایسے تمام لوگ استفادہ کر سکتے ہیں جو دوسرے نظریات کے برعکس اپنے حقیقی خالق و مالک کی بندگی میں رہنے کی نہ صرف تمنا رکھتے ہیں بلکہ خلوص نیت کے ساتھ عمل صالح کو حقیقی ذریعہ نجات جانتے اور مانتے ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ مجھ سمیت اور میرے دور کے داعیان کتاب و سنت کو زیر نظر ایسی کتاب ملنے جا رہی ہے جو پڑھنے والوں کی زندگیاں تبدیل کرنے کا ذریعہ ثابت ہونگی۔ حضرت حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی حفظہ اللہ نے '' علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف '' تصنیف کر کے ایک منفرد اور نہایت اہم ضرورت کو پورا کیا ہے جس کی عصر حاضر میں اشد ضرورت تھی میری دلی دعا ہے کہ مولا کریم اس کتاب کے مصنف اور پڑھنے والوں کو اپنی طرف جذب فرمالے اور عمل صالح کی ہمت و توفیق اور زیادتی نصیب فرمائے۔ آمین بجق یارب العالمین۔ (مولانا) حمید اللہ اعوان قلعوی نبیرہ عارف باللہ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ

خطیب جامع مسجد رحمانیہ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ، قلعہ اسلام تحصیل وضلع گوجرانوالہ

☆☆☆☆☆

تصوف دل کو سنوارنے اور پاکیزگی کا نام

از: مولانا فضیلۃ الشیخ صوفی محمد عائش حفظہ اللہ تعالیٰ

(مدرسہ سیدین شہیدین چک 36 گ ب تحصیل جڑانوالہ، ضلع فیصل آباد پاکستان)

صوفی عائش محمد حفظہ اللہ کا شمار ان اکابرین میں ہوتا ہے جنہیں دیکھ کر واقعی خدا یاد آ جائے۔ ستیانہ چک 36 میں سیدین شہیدین (سید احمد و شاہ اسمٰعیل شہید رحمہما اللہ) کے نام سے ایک دینی ادارہ چلا رہے ہیں۔ عارف باللہ مستجاب الدعوات ولی کامل صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ کے صحبت یافتہ ہیں۔ اہل اللہ کی صحبت کو نہایت ہی ضروری قرار دیتے ہیں۔ بروز بدھ لوگوں سے ملاقات کیلئے اپنے مدرسے میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ میں اسی دن آپ کی خدمت بغرض میں کتاب کے بارے میں تاثرات معلوم کرنے کیلئے حاضر ہوا تو فرمایا کہ مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ نے ایک رسالہ اثبات بیعت کے سلسلے میں لکھا ہے...... جب آپ کی خدمت میں یہ سوال کیا گیا کہ کیا بیعت اصلاح ضروری ہے تو آپ حفظہ اللہ نے

فرمایا اس کی مثال تو اس طرح ہے جیسے شادی کے بغیر عورت کی حیثیت ہوتی ہے اسکو آپ کیا نام دیں گے......! اسکے ساتھ اسلاف میں باہمی رواداری، امن وآشتی کے کچھ واقعات بھی ارشاد فرمائے اور آپ کی زندگی میں اخلاقیات کا یہ باب بہت نمایاں نظر آتا ہے۔ (مدرسہ سیدین شہیدین چک 36 گ ب تحصیل جڑانوالہ، ضلع فیصل آباد پاکستان)

(ملاقات: پروفیسر رضوان الٰہی، فاضل جامعہ سلفیہ)

"قد افلح من تزکی، وذکر اسم ربہ فصلی" سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا "الا ان فی الجسد مغضۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب" (بخاری)

یعنی دل کی اصلاح پر سارے اعضاء کی اصلاح اور درستگی کا انحصار ہے دل کی اصلاح اور تزکیہ قلوب اتنا اہم اور نازک مسئلہ ہے۔

صحیح بخاری شریف میں ہے، جن تین اشخاص کے ساتھ جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی ان میں ایک عالم دین ہوگا جس نے ساری عمر قرآن پاک کی تلاوت اور تعلیم وتدریس کا شرف حاصل کیا ہوگا۔

دوسرا: ہر قسم کا مال اللہ کی راہ میں صدقہ کیا ہوگا۔ تیسرا وہ جس نے ساری زندگی "قتال فی سبیل اللہ" کا فریضہ سرانجام دیا ہوگا حتیٰ کہ شہادت کی خلعت سے سرفراز ہوا۔ جب یہ تینوں اللہ رب العلمین کے دربار میں حاضر ہوں گے تو اتنے بڑے بڑے نیک اعمال سرانجام دینے کے باوجود فرمان باری تعالیٰ ہوگا۔ "لیقال انک قاری، لیقال انک لجواد، لیقال انک لجریٔ" "تم نے اس لیے عمل کیا کہ کہا جائے کہ تو بڑا مولانا صاحب ہے...... اس لیے عمل کیا کہ کہا جائے تو بڑا سخی ہے...... اس لیے عمل کیا کہ تو بڑا دلیر ہے...... دل کی دھڑکنوں میں حب جاہ اور دنیا کی شہرت وناموری تھی۔ وہ شہرت جو ملنا تھی تو نے حاصل کر لی اب ہمارے دربار میں سوائے جہنم کی آگ کے اور کچھ نہیں چنانچہ "علی رؤوس الاشھاد" حکم ہوگا......

ان تینوں کو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے۔ فرمان مبارک ہے" اخلاص فی العمل یکفیك القلیل" اخلاص کے ساتھ تھوڑا عمل بھی کافی ہو جاتا ہے اور اس اہم موضوع پر تصنیف فرمانے والے علما ومحدثین بھی خوش نصیب ہیں اور وہ علماء ومحدثین کرام جو کتاب وسنت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دل کی اصلاح کی طرف سے متوجہ ہوتے ہیں وہ بھی انشاء اللہ دنیا وآخرت میں سرخرو ہوں گے۔

"یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر" بات کو مشکل بنا کر پیش کرنا کہ (تزکیۂ نفس) بڑا پہاڑ ہے اور سمندر ہے جسے عبور کرنا ممکن نہیں۔ یہ بات دین میں صحیح نہیں ہے۔ دل کی اصلاح جتنا اہم موضوع ہے اتنا ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم اسے آسان بنایا ہے۔" والذین جاھدوا فینا لنھد ینھم سبلنا، وان اللہ لمع المحسنین" صرف کتاب اللہ اور سنت سید الاولین والاخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تھوڑی توجہ کی ضرورت ہے نیت کی اصلاح کی فکر کی ضرورت ہے۔

(مولانا صوفی محمد عائش حفظہ اللہ تعالیٰ: مدرسہ سیدین شہیدین چک 36 گ ب تحصیل جڑانوالہ، ضلع فیصل آباد پاکستان)

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی حفظہ اللہ کا ذوق تصوف

(فضیلۃ الشیخ، شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید مجاھد آبادی حفظہ اللہ

مدرس: جامعہ الدراسات الاسلامیہ، مغلپورہ۔ ساکن آئی۔ بی۔ ایل۔ کالونی)

شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ عصر حاضر کے اہل حدیث اولیاء اللہ میں شمار کیے جاتے ہیں۔ مولانا صاحب چونکہ پہلے سکھ تھے پندرہ برس کی عمر میں اسلام قبول کیا (مولانا حفظہ اللہ کے بقول) میرے

پیرومرشد، میرے مربی اور میرے استاد حضرت میاں محمد باقر صاحب رحمہ اللہ جھوک دادو والے تھے۔ جنہوں نے مجھے مسلسل ۲ سال اپنی صحبت صالحہ میں رہنے کی سعادت بخشی۔ لاہور آنے کے بعد تقریباً ۱۲ سال ولی کامل مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی معیت میں ان کے مدرسے دارالعلوم تقویۃ الاسلام (شیش محل روڈ) میں فرائض تدریس سر انجام دیئے۔ پھر اپنے شیخ حضرت میاں محمد باقر رحمہ اللہ کے حکم سے مغلپورہ چلے گئے۔ بعدازاں عزیز پلی کے مقام پر ایک مدرسہ جامعہ الدراسات الاسلامیہ قائم کیا اور ابھی تک وہاں بخاری شریف پڑھانے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ آپ کے ساتھ کچھ عرصہ قبل بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا جس میں انہوں نے تصوف، ذکر الٰہی، اخلاق حسنہ اور شیخ کی محبت اور ان کی دعاؤں کے ثمرات پر سیر حاصل گفتگو فرمائی (وہ گفتگو بھی اس کتاب میں آچکی ہے)۔ ۲۰ رمضان المبارک مؤرخہ ۳۰ جون بروز منگل کو بعد نماز عصر ہم آپ ہی کے گھر آئی۔ بی۔ ایل۔ کالونی میں دوبارہ ملاقات کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اس وقت آپ کے فرزندار جمند جناب عبدالرؤف صاحب بھی موجود تھے ۔مولانا صاحب نے ''کتاب علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' کو بہت پسند فرمایا اور عاشقانہ انداز میں ایک عجیب بات فرمائی کہ شفاف تصوف میں کیا قباحت ہے......! **یہ تو سراسر ذکر الٰہی کی شراب پینے کا نام ہے۔** پھر نہایت غمگین لہجے میں اہل حدیثوں کی موجودہ صورتحال کا بیان فرمایا خاص طور پہ علمائے اہل حدیث کی بے اعتدالی اور تصوف وتزکیۂ سے بے زاری کو شکستہ دلی سے بیان کیا۔ مولانا صاحب حفظہ اللہ کی شخصیت میں اپنے شیخ ومرشد حضرت میاں محمد باقر رحمہ اللہ کیلئے کمال ادب وعشق پایا جاتا ہے۔ آپ کا اخلاق اور رویہ دیدنی تھا اس ملاقات کی روداد قارئین کی نظر کی جاتی ہے ۔(ملاقات ڈاکٹر عثمان، ودیگر احباب)

اہل اللہ کی قلبی تاریں: میں نے مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے مدرسے میں بارہ سال تک پڑھایا ہے۔ میں تو پڑھا کر واپس آجاتا تھا، طلباء بتایا کرتے تھے کہ مولانا اوپر والی منزل میں نماز تہجد ادا کرتے تھے تو دعا میں مولانا کی چیخیں نیچے والے ہال میں سنی جاتی تھیں اور صبح فجر کے بعد مسلسل دو گھنٹے تشہد کی حالت میں بیٹھ ذکر الٰہی کرتے۔ شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ دشمنوں نے مجھے قید کروادیا اور میری منقولہ وغیر منقولہ جائیداد ضبط کر لی لیکن میرے دل کے اندر ایک اور جائیداد اور دولت ہے جس پر وہ قبضہ نہیں کر سکتے اگر وہ تلواریں لے کر اس دولت کو نکال سکتے تو انہوں نے اس بھی گریز نہیں کرنا تھا۔ لیکن چونکہ ایسا نہیں ہوسکتا اس لیے قید خانے میں رہنے کے باوجود بھی میری قلبی تاریں اللہ کے ساتھ ملی ہوئی ہیں۔

علماء پر اللہ کا احسان: حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کا ایک قول ہے کہ اگر ہمارے علماء کے پاس مال نہ ہوتا تو وقت کے بادشاہ انہیں ناک صاف کرنے والا رومال ہی بنا لیتے اور انہیں ہر جائز وناجائز مقصد کیلئے استعمال کرتے۔ لیکن اللہ کا احسان ہے کہ اس نے انہیں مال بھی دیا ہے تاکہ ان کا دین قائم رہے۔

ماں کا جوتا، قبولیت کا ذریعہ (علم لدنی): اللہ جب راضی ہوجاتا ہے تو جو باتیں کتابوں میں بھی نہیں لکھی ہوئیں اللہ پاک ان باتوں کا اپنے اس بندے کو القاء کر دیتا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ جو عالم باعمل ہوگا اس پر اللہ پاک ان باتوں کا الہام کرتا ہے جو کتابوں میں بھی نہیں لکھی ہوئیں۔ اسی لیے ایسے اعمال یا وظائف جو اہل اللہ لوگوں کو دیتے ہیں ان کی دلیل نہیں مانگنی چاہیے۔ میں نے ایک بار مجاہد آباد میں ایک خطبہ جمعہ کے دوران کہا کہ جس بندے کی دعا قبول نہ ہوتی ہو وہ اپنی ماں کا جوتا سر پہ رکھ کے دعا مانگے، اس کی دعا قبول ہوگی انشاء اللہ اور ساتھ یہ بھی کہا کہ اہل حدیثو! یہ میرے دل کی آواز ہے مجھ سے دلیل نہ مانگنا کہ اس کا قرآن یا حدیث سے ثبوت پیش کرو۔ اس مجلس میں نذیر احمد حلوائی نام کا بندہ بھی درس سن رہا تھا اسے کوڑھ کا مرض لگ گیا تھا۔ کچھ دن بعد وہ آکر کہنے لگا کہ حضرت

صاحب میں نے آپ کا درس سنا تھا چونکہ مجھے کوڑھ کا مرض تھا میں علاج کروا کروا کر مایوس ہو چکا تھا کیونکہ ڈاکٹروں نے مجھے لاعلاج قرار دے دیا تھا لیکن جب آپ کی بتائی ہوئی ترکیب کے مطابق تہجد کے وقت میں نے اپنی ماں کا جوتا سر پہ رکھ کر دعا مانگی تو اللہ پاک نے مجھے شفاء دے دی اب میں آپ کے سامنے بھلا چنگا بیٹھا ہوں۔ میں نے اسے جواب دیا کہ اصل میں تو نے اپنی ماں کے جوتے کو سلام کیا تھا رب نے تجھے سلامتی عطا کر دی۔

ماں کی خدمت، نفلی عبادت سے افضل: ایک بار میں نے اپنے سامعین سے یہ بھی کہا کہ ایک بندہ تہجد پڑھتا رہے اور ایک بندہ رات کے وقت اپنی ماں کے پاؤں دبائے شاید اس تہجد پڑھنے والے کو اتنا ثواب نہ ملا ہو جتنا ماں کی خدمت کرنے والے کو ملے گا۔ جس بندے کے والدین فوت ہو چکے ہوں اگر وہ چاہتا ہے کہ اسے اتنا ہی فیض ملے جتنا والدین کی زندگی میں ملتا تھا تو اسے چاہیے کہ اپنے والدین کیلئے کثرت سے دعا کرے۔ جب اللہ پاک دیکھے گا کہ یہ اپنی والدہ اور والد کا اتنا احساس کرتا ہے تو فرمائے گا ٹھیک ہے ہم اسے نواز دیتے ہیں۔

والدین کی ناراضگی کا وبال: میرے پاس ایک بندہ آیا جو ماں باپ کی بہت بے ادبی کرتا تھا اور اس کے والدین اس سے ناراض ہو کر ہی اس دنیا سے چل بسے۔ پہلے وہ لکھ پتی تھا لیکن اب وہ اجڑ گیا ہے۔ ایک دن میرے پاس آ کر کہنے لگا کہ میرا سارا کاروبار برباد ہو گیا ہے، گھر میں تنگدستی کا راج ہے کیا اس کا کوئی حل نکل سکتا ہے۔ میں نے اسے کہا تو کوئی وظیفہ نہ پڑھ، کوئی ذکر نہ کر، بس ہر وقت چلتے پھرتے اپنے ماں باپ کے لئے دعائے مغفرت کرتا رہا کر، انشاءاللہ تعالیٰ تیرا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ لیکن بدقسمتی سے وہ ابھی تک اکڑا ہوا ہے اور ابھی تک محروم ہے۔

ایک مشہور کتاب ''البدایہ والنہایہ'' میں ایک واقعہ حضرت جریج رحمہ اللہ کا ہے جو بہت بڑے ولی اللہ تھے۔ لیکن نماز میں مصروفیت کی وجہ سے ماں کی بات نہ سن سکے، ماں نے بددعا دی کہ جا تو تب تک نہیں مرے گا جب تک کسی بدکار عورت کا چہرہ نہ دیکھ لے۔ اور ماں کی بددعا حضرت جریج رحمہ اللہ کو لگ گئی۔ اس واقعے کے آخر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر اس کی ماں کے منہ سے یہ بات نکل جاتی کہ تو زنا کر کے مرے گا تو اس نے زنا کر کے ہی مرنا تھا کیونکہ ماں کی بددعا قبول ہوتی ہے، بیڑا غرق ہو جاتا ہے اس بندے کا جس کے دل میں ماں باپ کے لئے میل آ جائے۔

باادب بانصیب بے ادب بے نصیب: ہمارے دلوں میں تو حسد، بغض ایک دوسرے سے نفرت، بڑوں کی بے ادبی اور تذلیل پیدا ہو چکی ہے، ہم ذکر سے خالی ہو چکے ہیں، ہم نے تو صرف توحید کو اٹھا رکھا ہے۔ مولانا تھانوی رحمہ اللہ ایک بات فرمایا کرتے تھے کہ بریلوی باادب اور بے ایمان، اہل حدیث بے ادب اور باایمان جبکہ دیوبندی باادب اور باایمان ہوا کرتے ہیں۔ یہ بات تو ماننی پڑے گی کہ ہمارے اندر ادب ختم ہو چکا ہے، میری ایک بات کو غور سے سن لو جتنی دیر تک اپنے خطیب یا واعظ کے ساتھ سامعین کا دل صاف نہ ہو گا اتنی دیر تک اس کی باتیں انہیں نفع نہیں دیں گی، وہ تمام نفع بخش باتوں سے محروم رہیں گے کیونکہ ان کے دل میں فساد ہی فساد ہے۔ جس طرح قرآن میں ارشاد ہے ''اذا جاءك المنافقون ......'' کہ ان کے پاس صرف قول ہی قول ہے دل میں کچھ نہیں ہے۔ بھلا منافقین کی پٹاری میں ایسا کونسا سانپ تھا جسے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں نہیں چھوڑا۔ سنو جس کے چہرے پر بڑی سی سفید داڑھی ہو، پیشانی پہ محراب اور دیکھنے سے یہ محسوس ہوتا ہو کہ یہ جنت البقیع سے اٹھ کر آیا ہے لیکن اگر اس کے دل میں کھوٹ ہو تو اس کے پیدا ہونے کا ہی کوئی فائدہ نہیں اس سے بہتر تھا کہ اس کی ماں اسے جنم ہی نہ دیتی۔ ہو عالم دین اور ہو دوغلا یہ کیسے ممکن ہے؟

نفس کا دھوکا: چند دن پہلے میں نے کہا کہ ہم علماء تقریر کرتے ہیں تو لوگ سن کر کہتے ہیں سبحان اللہ، علماء کے دل میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ پتا نہیں میں کہاں پہنچ گیا ہوں جو میری سبحان اللہ ہو رہی ہیں۔ عرش سے آواز آتی ہے کہ اے مولوی ذرا خیال کر بات تو ہماری ہو رہی ہے، ذکر بھی ہمارا کیا جا رہا ہے، تو کیوں اترا رہا ہے ذرا اپنی بات کر کے تو دیکھ مسلسل چار گھنٹے بھی کرتا رہے گا تو ایک بار بھی کوئی سبحان اللہ نہیں پڑھے گا۔ ہمارا حال تو یہ ہے کہ خود کبھی گھر میں بیٹھ کر چاہے ایک بار بھی سبحان اللہ نہ پڑھا ہو لیکن لوگوں سے کہتے ہیں کہو سبحان اللہ۔

کبھی اکیلے رب سے بیٹھ کر کہا کرو چاہے میں بیٹھا ہوں یا چل رہا ہوں بس ہر حال میں تجھے اچھا لگوں۔اگر تجھے ہی اچھا نہیں لگتا لوگ مجھے اچھا کہتے رہیں تو کیا فائدہ مجھے تو تیری تصدیق چاہیے۔

اہل اللہ کا اعزاز واکرام: جب قبر میں سوالات کیے جاتے ہیں اور بندہ ان کا جواب دے دیتا ہے تو آسمان سے فوراً آواز آتی ہے اے فرشتو! تم نے پوچھ تو لیا ہے بس کردو میرے یار کو چھوڑ دو، آرام کرنے دو، اس نے سچ کہا ہے، اب تو ہر طرف دکھاوا ہی دکھاوا ہے۔شاید اتنی خنزیروں سے نفرت نہ کی جاتی ہوگی جتنی ریا کاروں اور شہرت پسندوں کی جاتی ہے لیکن جو اس کا بن جائے پھر وہ جبرائیل سے فرماتا ہے" انــی احبـــہ "،فلاں گلی میں فلاں گھر میں ایک ہمارا یار رہتا ہے میرا اس کے ساتھ پیار پڑ گیا ہے تم بھی اس کے ساتھ پیار کرو پھر ہر طرف آسمانوں اور زمین میں اعلان کر دیا جاتا ہے کہ اللہ اسے خود اپنا یار کہہ رہا ہے اور دیکھنا جس نے میرے ولی سے دشمنی کی پھر ہم کہتے ہیں کہ اے میرے دوست اب تو خاموش رہ اب اس کا جواب ہم خود دیں گے۔اصحاب کہف کی مثال ہمارے سامنے ہے جنہیں فرمایا گیا تم سوئے رہو۔جب تمہاری کروٹیں بدلنے کا وقت آئے گا تو یہ کام بھی ہم خود ہی کریں گے تا کہ آنے والی نسلوں کو پتہ چلے کہ جو ہمارا یار بنتا ہے پھر ہم اس کا اس طرح خیال رکھتے ہیں۔

تزکیۂ نفس کی ضرورت واہمیت: اب تو تزکیۂ نفس کرنا کروانا لوگ پاگل پن سمجھتے ہیں حافظ محمد یحییٰ صاحب عزیز میر محمدی نور اللہ مرقدہ ہمارے یار تھے۔میاں محمد باقر رحمہ اللہ کے بعد میں سب سے زیادہ متاثر انہی سے ہوں انہوں نے ایک دن فرمایا کہ جنتی ایک دن بیٹھا ہوا ہوگا اللہ پاک فرمائے گا کہ فلاں دن تم نے فلاں گناہ کیا تھا وہ کہے گا یا اللہ آپ نے بخشا نہیں۔اللہ پاک فرمائے گا کہ بخشا ہے اسی لئے تو یہاں ڈیرا لگائے بیٹھا ہے! اگر اللہ پاک ہم سے پیار کرتا ہی نہیں تو ہماری کیا اوقات، اگر چہ بے شمار کوٹھیاں ہوں، لاتعداد گاڑیاں ہوں، لوگ کہیں کہ واہ واہ لیکن سارے جہان سے مانگتا رہے گا، اللہ کی طرف متوجہ نہیں ہوگا۔

فقیری کیا ہے؟ مولانا تھانوی رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا کہ فقیری کیا چیز ہے۔فرمایا: لوگوں سے توڑ لینا اور اللہ سے جوڑ لینا۔اختلاط مع الانام کم ہونا چاہیے، میں بھی لوگوں سے کہا کرتا ہوں کہ اگر اکیلے رہنے سے گھبراتے ہو تو بتاؤ قبر میں کس کو ساتھ لے کر جاؤ گے وہاں تو اکیلے ہی جانا پڑے گا نا!۔

اس وقت ہر طرف علم بہت زیادہ ہے مگر جو علم رب سے تعلق بننے کے بعد ملتا ہے وہ کسی کتاب سے حاصل نہیں ہوتا۔ہم نے صرف رفع الیدین کو مسئلہ بنایا ہوا ہے، اگر چہ ہمیں خود کرنا نہ آتا ہو۔

استغفار کی اہمیت: شیخ ابن قیم رحمہ اللہ کو کسی نے پوچھا کہ میں سبحان اللہ پڑھوں یا استغفار کیا کروں اس میں افضل کام کونسا ہے۔اس عالم دین نے جواب دیا کہ کپڑے میلے ہوں تو خوشبو لگانے سے الٹا بدبو پیدا ہوگی لیکن اگر اجلے، صاف ستھرے اور دھلے ہوئے ہوں، ان کی میل اتری ہوئی ہو تو خوشبو لگانے سے وہی کپڑا مہکے گا۔گناہ کر کر کے بندے کا دل داغ دار اور کالا سیاہ ہو جاتا ہے اسے پہلے استغفار کے صابن سے پاک کر کے اجلا کپڑا بنا کے پھر سبحان اللہ پڑھو تا کہ تاثیر پیدا ہو۔سورہ نوح کی روشنی میں استغفار کے ثمرات یہ ہیں کہ اگر جیب خالی ہو تو اللہ اسے بھر دے گا اگر گود خالی ہو تو اللہ اسے بھر دے گا۔

حافظ محمد یحییٰ صاحب عزیز محمدی رحمہ اللہ ایک بات اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جب بندہ اللہ اکبر کہتا ہے تو بندے کا کام تعریف کرنا ہے، لیکن وہ پہلے یہ مسنون دعا کیوں پڑھتا ہے" اللهم باعد بيني وبين خطايا ی ......" حالانکہ اس دعا میں تعریف تو ہے نہیں اصل میں اس لیے پڑھتا ہے کہ میں گناہ کر کر کے پلید ہوا پڑا ہوں۔جب میں نے خود کو تول کر دیکھا تو سوچا پہلے گناہ تو صاف کرواؤں کہیں یہ نہ ارشاد ہو جائے کہ پہلے اپنی زبان تو پاک کر کے آ پھر ہماری تعریف کرنا۔آگے اسی دعا میں فرمایا "ونقنی من الخطایا......" اس میں صرف سفید کپڑے کا نام اس لیے آیا کہ کالے کپڑے پر داغ کا پتہ نہیں چلتا جبکہ سفید کپڑے پر ایک چھوٹا سا دھبہ بھی نظر آتا ہے۔پھر فرمایا:" اللهم اغسل خطایای

......'' یہ اس لیے فرمایا کہ گناہوں کی میل ڈھل جائے حالانکہ میل تو گرم پانی سے دور ہوتی ہے لیکن یہاں ٹھنڈے پانی کا سوال کیا جارہا ہے وہ اس لیے کہ میں گناہ کرکر کے جہنم کے انگارے بنا بیٹھا ہوں تو ٹھنڈے پانی سے انہیں ٹھنڈا کردے۔

حب جاہ کا بھیڑیا: ہر بندے کا اندر باہر ٹھیک ہونا چاہیے ورنہ وہ فراڈیا ہے۔ جب بھی کسی مولوی کو کوئی چیز مارے گی تو وہ حرص اور جاہ و مرتبت کی خواہش مارے گی کہ میرا نام لیا جائے کچھ لوگوں کو دین کی بات سن کرا تنا وجد نہیں آتا جتنا اپنی تعریف سن کر آتا ہے آج تک جس طرح کے مقرر، خطیب اور واعظ ہیں کیا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کوئی آسکتا ہے؟۔محدثین نے ہر قسم کے باب قائم کیے ہیں، کتابوں میں تو باب الحلوہ تک کا ذکر آگیا ہے کہ میٹھی چیز پسند فرماتے تھے۔لیکن یہ باب کیوں قائم نہیں کیا گیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تقریر سن کر سبحان اللہ کہتے تھے۔سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ تقریر کیا کرتے تو لوگ کہتے واہ شاہ جی! لیکن جب انگریز انہیں گرفتار کرنے آیا تو لوگ کہنے لگے جاؤ شاہ جی ہم آپ کے ساتھ نہیں ہیں۔

حدیث کا مفہوم ہے کہ میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہونگے جن کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہونگی لیکن دل انکے خنزیر جیسے ہونگے یعنی اوپر سے بھیڑ ہونگے اور اندر سے بھیڑیے، بھیڑ تو حلال ہے جب کہ بھیڑیا حرام۔

تصوف پر لکھنا سعادت ہے: ذکر الٰہی کی شراب پینے کا نام اگر تصوف ہے تو کوئی حرج نہیں۔کتاب ''علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' کے بارے میں ضعف اور کمزوری کے باعث میں خود تو تبصرہ نہیں لکھ سکتا لیکن یہ باتیں جو میں کر رہا ہوں اگر شامل کتاب ہو جائیں تو میرے لیے سعادت ہے۔

بڑے پن سے بچنا:۔محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے شاگرد رشید تھے انہوں نے اپنی کتاب ''قیام اللیل'' میں لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک دن فرمایا کہ یا اللہ! جتنا میں نے آپ کا ذکر کیا ہے اتنا آج تک کسی نے نہیں کیا ہوگا۔(یہ بات میں سنی سنائی نہیں کر رہا بلکہ میں نے خود کتاب میں پڑھا ہے) اللہ پاک نے فرمایا کہ فلاں جگہ ایک مینڈکی کے پاس جائیں وہ آپ کو بتائے گی۔ جب وہ اس مینڈکی کے پاس تشریف لے گئے اور اس کے ساتھ بات کی تو مینڈکی کہنے لگی کہ حضرت صاحب آپ نے ایک رات لگا کے اللہ پاک سے کہہ دیا لیکن میں جب سے پیدا ہوئی ہوں میری زبان کبھی بھی اللہ کے ذکر سے خالی نہیں رہی، اس کا حق ادا کون کر سکتا ہے۔

قلب پہ محنت کی ضرورت:۔جس کے اندر غرور آگیا تو میری بات یاد رکھنا! جس کی گردن میں کبر کا سریا داخل ہوا پڑا ہے اسے اللہ تعالیٰ نے تب تک نہیں مارنا جب تک اس کا سریا نہ نکال دے اور اسے ذلیل و رسوا کر کے اس کی گردن نیچے نہ کردے۔یوں فرمایا: '' اللھم اجعل فی عینی صغیرا ......'' یا اللہ جب میں خود کو ٹٹولوں تو خود کو ذرہ سمجھوں لیکن لوگ مجھے پہاڑ سمجھیں۔اللہ میرے اندر کا مولوی باہر کے مولوی سے بہتر بنادے، ویسے باہر بھی میرا اچھا کر لیکن جو چیز تو نے دیکھنی ہے وہ خوبصورت ہو۔ایک دن میں سوچ رہا تھا کہ ہم کپڑے اس لیے استری کرتے ہیں کہ لوگ دیکھیں گے لہٰذا اس کی سلوٹیں دور کرلیں۔اللہ فرماتا ہے جو چیز لوگوں نے دیکھنی ہے اس پہ تو سلوٹ برداشت نہیں کرتے مگر جو چیز میں نے دیکھنی ہے اس میں کبھی غور ہی نہیں کیا کہ کتنے بل پڑے ہوئے ہیں۔کہیں حسد کے بل، کہیں بغض کے اور کہیں عناد کے بل، بتاؤ کبھی چوروں کے گھر بھی چراغ جلے ہیں جو مولوی غدار، بے ایمان، خائن، دھوکے باز اور فراڈیا ہو، ہر وقت پیسہ پیسہ کرتا ہو بھلا وہ بھی کوئی انسان ہے۔

چشمۂ فیض سے گر ایک اشارہ ہو جائے:۔حضرت میاں محمد باقر رحمہ اللہ کا بیٹا حافظ محمد زکریا رحمہ اللہ بہت نیک انسان تھا میں نے اسے دیکھا ہوا تھا جب وہ فوت ہوا تو حضرت رحمہ اللہ کو بہت غم آیا۔ایک کمرے میں داخل ہو گئے اور مسلسل یہ بات فرمانے لگے: اللہ! اسی تیرے تے راضی، اللہ! اسی تیرے تے راضی، یعنی یا اللہ ہم تجھ پے راضی ہیں۔راوی کا بیان ہے کہ دو گھنٹے متواتر یہی الفاظ کہتے رہے آخر ایک بندہ اندر جا کے کہنے لگا کہ میاں صاحب کیا فرما رہے ہیں اب بس کر دیں۔فرمایا میں کہہ رہا ہوں کہ ہم تو تجھ پہ راضی ہیں ایک بار تو بھی فرما دے

کہ باقر میں بھی تجھ پہ راضی ہو گیا تو میرا کام بن جائے گا۔ بات تو اس کی رضا پہ ختم ہوتی ہے، جو اتنی دینی کتابیں بازاروں میں فروخت ہوتی ہیں لوگوں کا نام چلتا ہے یہ سب کیا ہے، سب اللہ کا کمال ہے۔ خطیب کہے کہ میرے خطبے کی وجہ سے، انتظامیہ کہے کہ ہمارے انتظام کی وجہ سے مسجد آباد ہے اللہ فرماتا ہے دونوں خاموش ہو جاؤ یہ سب ہمارا فضل ہے جو ہم نے تمہیں چن لیا، فضل کے بغیر کچھ نہیں۔

اولیاء بھی فضل کے محتاج ہیں:۔ محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ایک مرتبہ ذکر میں مصروف تھے اچانک آواز آئی اے عبدالقادر ہم تجھ پہ راضی ہیں جا آج سے تیری سب فرض نمازیں معاف۔ شیخ نے فوراً "لاحول والا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ......" پڑھا۔ فرمایا: فرض نمازیں تو انبیاء کو بھی معاف نہیں ہوئیں یہ ضرور شیطانی چکر ہے۔ یہ پڑھنا تھا کہ وہ سارا نور کا ہالہ ختم ہو گیا اور پھر آواز آئی کہ میں نے ستر ولیوں کی نماز اس طرح چھڑوائی ہے تو اپنے علم کی وجہ سے بچ گیا۔ شیخ نے فوراً فرمایا: اپنے علم کی وجہ سے نہیں اللہ کے فضل کی وجہ سے بچا ہوں۔ بات تو فضل پہ ختم ہوتی ہے۔

خود کون عبادت کرتا ہے......!:۔ کون بات کرسکتا ہے اگر ایک چھوٹا سا آبلہ منہ میں بن جائے تو بولتی بند ہو جاتی ہے۔ اللہ پاک فرماتا ہے کہ اب بول کے دکھا۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے جب بیٹا پیدا ہونے کی نشانی پوچھی تو فرمایا گیا کہ مسلسل تین دن رات میرا ذکر کرو گے تو زبان چلے گی لیکن دنیاوی باتوں کیلئے زبان نہیں چلے گی۔ پھر ایسا ہی ہوا، متواتر تین دن رات اللہ کے ذکر کیلئے تو ان کی زبان چلتی رہی لیکن دنیاوی بات نہیں کر سکے۔ معلوم ہوا کہ زبان پہ بھی اللہ کا قبضہ ہے۔ یہ بات نہیں کرنی چاہیے کہ میں آیا ہوں تیرے دربار پہ بلکہ احسان تو اس کا ہے جس نے تیری ٹانگوں میں طاقت پیدا کر کے تجھے اپنے دربار میں کھڑا ہونے کی توفیق بخشی۔

نعمتوں کی قدردانی:۔ فرمایا: اگر کوئی بندہ اللہ کی نعمتیں کھائے مثلاً کسی نے مچھلی کھائی تو کھانے کے بعد کہنے لگا کہ مجھے مزہ نہیں آیا اس وقت مچھلی زبان حال سے کہتی ہے اللہ نے جس دن مجھے پیدا کیا تھا اسی دن مجھے القاء کیا گیا تھا کہ ہم نے تجھے ابن آدم کے فائدے کیلئے بنایا ہے۔ تو نے مجھے شکار کیا میں نے کوئی اعتراض نہیں کیا، تو نے میرے ٹکڑے ٹکڑے کیے میں نے کوئی اعتراض نہیں کیا، تو نے مجھے آگ کے سپرد کیا تب بھی کوئی اعتراض نہیں کیا، اب تو مجھے کھا کر ناشکری کر رہا ہے اس پہ مجھے تو کوئی اعتراض نہیں لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ کل قیامت کے دن رب کہے تیرے پیدا کرنے کا بھی مجھے مزہ ہی نہیں آیا تو پھر کیا کرو گے۔ اگر اللہ نے ہی تجھے رد کر دیا تو پھر کونسی ایسی عدالت ہے جہاں تیری شنوائی ہوگی۔

اہل اللہ کا مقام اور قبر سے جنتی خوشبو:۔ جب ہم شیخ الحدیث حافظ عبدالمنان نور پوری رحمہ اللہ کا جنازہ پڑھ کے فارغ ہوئے تو گوجرانوالہ کے کچھ احباب میرے پاس بیٹھ گئے اور پوچھنے لگے کہ اس جنازے کے بارے میں آپ کے کیا تاثرات ہیں۔ میں نے کہا میرا گمان تو یہ ہے کہ اللہ پاک نے فرمایا ہوگا اے نور پوری، میں نے تجھے تو بغیر جنازے کے ہی بخش دیا ہے ہاں جن لوگوں نے تیرا جنازہ پڑھا ہے ہم نے انہیں معاف کر کے ان کا کام بھی سنوار دیا ہے۔

نیت کی اصلاح بہت ضروری ہے امام بخاری رحمہ اللہ کی اصلاح نیت کی وجہ سے ان کی قبر کی مٹی سے تین دن تک خوشبو آتی رہی۔ مزہ تو تب ہے کہ قبر کی مٹی ہمارے وجود کے ساتھ لگنے سے خوشبودار ہو جائے۔ میری خوش قسمتی ہے کہ میرے مسلسل دو سال حضرت میاں محمد باقر رحمہ اللہ کی صحبت میں گزرے میرے پیر و مرشد بھی وہ تھے، میرے مربی اور استاد بھی وہ تھے، الحمدللہ، اللہ پاک نے میرا سب سے پہلا استاد ایسے بندے کو بنایا جن کا دل صاف تھا اور جن کی نظر پاک تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ان کی صالحیت کا عکس مجھ پر پڑتا تھا۔

میرے شیخ کی کرامات:۔ ایک دفعہ حضرت کی بھینس گم ہو گئی دو ڈھائی ماہ تک ڈھونڈنے کے باوجود بھی بھینس نہ ملی۔ آخر کار جس بندے نے بھینس چوری کی تھی وہ اسے واپس لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور کہنے لگا میاں صاحب یہ بھینس آپ کی ہے فرمایا ہاں! کہنے لگا میرا باڑہ چوری کی بھینسوں سے بھرا ہوا ہے لیکن جب سے یہ بھینس گئی ہے تب سے اس نے تمام بھینسوں کو آگے لگایا ہوا ہے، اسے سنبھالنا میرے بس کا کام نہیں، مہربانی کر کے آپ اسے قابو کریں۔

وہ میرے روحانی شیخ تھے، ایک دفعہ میں نے عرض کی حضرت! میں غریب ہوں فرمایا لگتا ہے تمہیں مشکوٰۃ شریف بھول گئی ہے۔اس میں ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک بندے نے کہا میں غریب ہوں۔فرمایا: کیا تیری بیوی ہے، تو کہنے لگا جی ہاں، پوچھا کیا تیرا مکان ہے، کہنے لگا جی ہاں، فرمایا: " انت رئیس " پھر پوچھا کیا تیرا خادم بھی ہے، کہنے لگا جی ہاں، فرمایا: " انت من الملوك " تیرا شمار تو بادشاہوں میں ہوتا ہے اب میں بھی تجھ سے یہی پوچھتا ہوں کہ کیا تمہاری بیوی ہے میں نے عرض کیا جی حضرت، فرمایا کوئی کوٹھڑا ہے جس میں رہائش ہو؟ میں نے عرض کیا جی حضرت، پھر فرمایا یہ جو تیرے پاس سائیکل ہے یہ تیری خادم ہی ہوئی نا تو اسے جہاں چاہے لیے پھرتا ہے۔فرمایا: یہ تو ایسا غریب ہے جو امیروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائے گا، تو غریب تو نہیں ہے۔

مرشد و شیخ سے والہانہ محبت:۔ میرے شیخ کی وفات کو چالیس سال ہو گئے ہیں، مجھے چونکہ اپنے شیخ کے ساتھ بہت پیار ہے ان کی باتیں میرے اندر بیٹھی ہوئیں ہیں یہ کبھی نکل ہی نہیں سکتیں۔ یہ پیار اتنا ہے کہ جب بھی میں ان کا تذکرہ کروں تو میرے ایمان کا نور بڑھ جاتا ہے، ان کی باتیں پلے سے باندھی ہوئی ہیں تو اللہ نے دین کی خدمت لی ہے۔ایک دن فرمانے لگے کہ یہ لڑکے مجھ سے پوچھتے ہیں کہ عبدالرشید تیرا کیا لگتا ہے؟ میں نے انہیں جواب دیا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ باقر کا مرید ہے میں نے کہاں میاں صاحب اگر آپ نے مجھے اپنے مریدوں میں شامل کر لیا ہے تو پھر میں جو بھی نیکی کروں گا اس کا سب سے پہلے آپ کے نامہ اعمال میں اندراج ہوگا کیونکہ میرے تو سب سے پہلے شیخ، مرشد، مربی اور استاد آپ ہی ہیں۔

میرے شیخ اتنے نیک بندے تھے کہ کبھی کسی کو اس کی کوتاہی کی وجہ سے نہیں ٹوکتے تھے، ایک دفعہ تاندلہ منڈی کے مدرسے میں ایک طالب علم نے ایک کپ چائے پیش کی جس میں چینی نہیں ڈالی حضرت نے وہ پھیکی چائے چپ کر کے نوش فرمالی۔ کچھ دیر بعد چینی ڈال کے چائے پیش کی گئی وہ بھی پی گئے یہ سوال نہیں کیا کہ پہلے پھیکی چائے کیوں دی اور اب میٹھی کیوں دی ہے۔

اہل اللہ کا گستاخ اللہ کی پکڑ میں:۔ شاہ محمد نمبردار نے ایک دن بلاوجہ حضرت کو گالیاں دیں شیخ خندہ پیشانی سے برداشت کر گئے اسے کچھ نہیں کہا۔لیکن شاہ محمد نمبردار پہ اللہ کی پکڑ آ گئی، اس کی راتوں کی نیند اڑ گئی اسے نیند آتی ہی نہیں تھی۔آخر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا میاں صاحب معاف ہی کر دیتے۔حضرت نے پوچھا کہ کیا بات ہوئی جو معاف کروں یعنی اسے محسوس تک نہیں کروایا۔وہ خود ہی کہنے لگا کہ جو میں نے اس دن آپ کی عزت اچھالی تھی اسی کی پکڑ میں آیا ہوا ہوں جب تک آپ نہیں فرمائیں گے کہ میں نے تجھے معاف کیا تب تک میری خلاصی نہیں ہو سکتی۔حضرت نے فرمایا بھئی ٹھیک ہے جاؤ معاف کیا، یہ فرمانا تھا کہ اس کی تکلیف رفع ہو گئی اور اسے پھر سے نیند آنے لگی۔

دوستوں کے دوست کی قدر:۔ ایک دفعہ حضرت ہمارے گھر میں تشریف لائے میں اس وقت پیچھے والے کمرے میں موجود تھا میرے بیٹے عبدالرؤف سے فرمانے لگے کہ تیرا باپ ہمارا یار ہے۔ یہ سن کر میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی، میں نے کہا کہ آپ نے اگر مجھے اپنے دوستوں میں شامل کر لیا ہے تو اس سے بڑی سعادت میرے لیے کیا ہے۔ایک اللہ کا بندہ کسی کو دوست بنا لے تو اور کیا چاہیے۔ایک دن فرمانے لگے تیرا واقف کار یا دوست تیرے پاس آئے تو تو اس کی مہمان نوازی کرتا ہے، لیکن اس دوست کے ساتھ اگر کوئی اور بھی آ جائے تو کیا اس کی بھی مہمان نوازی کرے گا۔میں نے عرض کیا جی حضرت بالکل ایسے ہی ہے، فرمایا: ایسے ہی اللہ والوں کی مثال ہے۔اگر کوئی اہل نہ بھی ہو تو اللہ والوں کی وجہ سے اس کی بھی قدر ہوتی ہے کہ یہ ہمارے دوست کا دوست ہے۔اسی لیے تو حدیث میں یہ دعا آئی ہے " اللهم انی اسئلك حبك ......" اور جو تیرے پیارے ہیں میں ان کا بھی پیار مانگتا ہوں۔

میرے مرشد میرے محسن:۔ لوگ تو نیکو کاروں کو ڈھونڈتے ہیں کہ یا اللہ کسے نیک دے متھے لائیں لیکن اللہ پاک گنہگاروں کو بھی تلاش کرتا ہے۔اللہ پاک بھی صرف نیکو کاروں کی تلاش میں لگ جائے تو پھر گنہگاروں کو کون پوچھے گا۔" لاتقنطوا من رحمة الله"۔ایک دفعہ میرے شیخ کے بیٹے میرے پاس آ کر کہنے لگے کہ جتنا ذکر تم میرے باپ کا کرتے ہو اتنا کوئی اور نہیں کرتا۔میں نے کہا کہ میں اپنے شیخ کا نمک

حلال ہوں، مجھے ان کی بات کیے بغیر چین نہیں آتا، میری ان کے ساتھ لوگی ہوئی ہے، میں ان کے حق میں کثرت سے دعا کرتا ہوں، جنہوں نے میری تقدیر ہی بدل دی، میں تو ٹیچر بننے جا رہا تھا لیکن میرے شیخ نے بروقت رہنمائی فرما کر مجھے دین کے رستے پر لگا دیا۔

بڑے در کے فقیر بن جاؤ......!:۔ جو نمائشی مولوی ہوتے ہیں انہیں اگر گاڑی مل جائے تو اللہ پاک فرماتے ہیں کہ اگر تو نے ہمیں کہا ہوتا تو نہ جانے کتنی گاڑیاں دے دیتے۔ فقیر فقیر سے مانگے تو مزہ نہیں آتا'' انتم الفقراء الی اللہ ...... ''فقیر فقیر سے کیوں مانگے۔ کوئی چھوٹا فقیر ہے کوئی بڑا فقیر ہے فرق تو بس اتنا ہی ہے نا آج کل کہا جاتا ہے کہ میں حسین رضی اللہ عنہ کا فقیر ہوں۔ میں نے ایسے ایک بندے کو کہا کہ تو جن کا فقیر ہے وہ بھی اللہ کے فقیر ہیں ان کے ابا جان حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی اللہ کے فقیر ہیں ان کی اماں جان حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور نانا جان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ کے فقیر ہیں۔ جب سبھی اللہ کے فقیر ہیں تو پھر ہمیں بھی اسی کے در کا فقیر بن جانا چاہیے۔ فرمایا: اللہ میں تیرے دروازے کا فقیر ہوں مجھے اپنے دروازے سے خالی اور نامراد نہ لوٹانا۔

مرے مرشد کی ایک خاص نصیحت:۔ ایک بات بتاؤں؟ اللہ فرماتا ہے'' ادعونی استجب لکم ......'' تم مانگتے رہو مانگتے رہو اگر نہ مل رہا ہو تو اپنی کمی سمجھنا کہیں اس کا شکوہ نہ کر بیٹھنا۔ اگر چیونٹی کہے کہ میں اونٹ کا مقابلہ کرونگی تو غلطی اسی کی ہے خود ہی روندی جائے گی۔ فرمایا: جو میرے فیصلے پر راضی نہیں میرے دیئے ہوئے کی قدر نہیں کرتا جزع وفزع کرتا ہے ہم سے بگاڑ پیدا کرتا ہے۔ تو اللہ پاک فرماتا ہے اگر تو ایسا کرنے پہ آ گیا ہے تو پھر وہاں چلا جا جہاں نیچے ہماری زمین نہ ہو اور اوپر ہمارا آسمان نہ ہو۔ مزہ تو تب ہے کہ ہماری مملکت سے باہر نکل جا۔ جتنی زندگی ہم نے گزار لی ہے اس پر ندامت کرتے رہنا چاہیے۔ میرے شیخ حضرت میاں محمد باقر رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ سے ڈرتے رہنا، ڈرتے رہنا۔ اگر کہیں کوئی کمی رہ جائے تو فوراً ہاتھ جوڑ کے توبہ کر لینا اور اپنے عجز کا اعتراف کر لینا۔

(ملاقات: ڈاکٹر عثمان ودیگر احباب، فضیلۃ الشیخ، شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید مجاھد آبادی حفظہ اللہ
مدرس: جامعہ الدراسات الاسلامیہ، مغلپورہ۔ساکن آئی۔بی۔ایل۔کالونی)

☆☆☆☆☆

تصوف تصحیح قلوب واذھان کا ذریعہ

(از: فضیلۃ الشیخ، شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد الیاس اثری حفظہ اللہ،
مدیر مرکز العلوم الاثریہ، گلبرگ کالونی نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ)

تعارف:۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد الیاس اثری صاحب حفظہ اللہ موضع سیدھاں والی میں پیدا ہوئے وہاں سیلاب کی تباہ کاریوں کی وجہ سے بدوملہی ضلع نارووال آ گئے۔ اپنی عصری تعلیم بدوملہی سے مکمل کی پھر دینی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے مولانا محمد یوسف گکھڑوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قرآن پاک حفظ کیا اور تعلیم حدیث حاصل کرنے کی غرض سے نارنگ منڈی ضلع شیخوپورہ میں حضرت مولانا شمشاد سلفی کے مدرسہ میں داخل ہوئے اور یہاں سے فراغت کے بعد حضرت مولانا ابوالبرکات رحمہ اللہ کے مدرسہ جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ میں داخل ہوئے اور وہاں سے علم حدیث سے مزید مستفید ہوئے۔ علوم اور فنون کی کتب پڑھنے کے لئے کچھ دیوبندی اساتذہ سے بھی فیض علم حاصل کیا ان اساتذہ میں مولانا قاضی حمید اللہ، حضرت مولانا جلال الخالق اور حضرت مولانا قاری محمد اشرف صاحب شامل ہیں۔ اس کے بعد آپ جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ میں کئی سال تک پڑھاتے رہے۔ مولانا ابوالبرکات رحمہ اللہ کی وفات کی وجہ سے یہ مدرسہ نہ چل سکا تو حافظ صاحب جامع مسجد مکرم میں چلے گئے اور وہاں پر

جامعہ اسلامیہ سلفیہ کے نام سے مدرسہ شروع کیا اور وہاں 1991ء تا 1996ء تک پڑھاتے رہے۔ 1997ء میں مرکز العلوم الاثریہ قائم کیا جو کہ بنیادی طور پر تبلیغی مرکز تھا لیکن کچھ طلباء نے بھی آکر پڑھنا شروع کر دیا اور تبلیغی مرکز مدرسہ کی صورت اختیار کر گیا۔ شیخ الحدیث کی وجہ سے تبلیغی مرکز یہاں سے ٹمبر مارکیٹ میں منتقل ہوگیا۔ اس وقت حضرت مولانا حافظ محمد الیاس اثری صاحب مدرسہ مرکز العلوم الاثریہ میں تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں اور اس کے ساتھ تبلیغی مرکز میں بھی نا قابل فراموش خدمات ادا کر رہے ہیں۔

''الحمدلله وحده، والصلوٰة والسلام علی من لانبی بعده امابعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم فلولا نفرمن كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فی الدين'' (سورہ توبہ نمبر 122)۔ اس آیت میں تفقہ فی الدین یعنی دین کو پڑھنے کا حکم ہے۔ یہاں تفقہ فی الدین سے مراد ہے کہ ان تمام امور کو سمجھنا جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور ان تمام امور کو جاننا جن سے بچنا ضروری ہے۔ اس آیت کی رو سے ایسا علم جاننا فرض عین ہے کیونکہ باطنی اعمال کو اختیار کرنا ہر شخص پر فرض عین ہے تو ان کا علم بھی سب پر فرض ہے۔ علماء نے ان امور کی تین قسمیں بتائی ہیں: (۱) علم العقائد یعنی ایمان و یقین کا حصول (۲) اسلام یعنی اعمال ظاہرہ کی پابندی، (۳) علم الاحسان یعنی علم تصوف کا حصول۔

ان تینوں علوم کا نام دین ہے جیسا کہ حدیث جبریل علیہ السلام اس امر کی دلیل ہے، علم الاحسان قلوب واذھان کی اصلاح کا بہترین ذریعہ ہے اگر اس کا ادراک ہو جائے تو آدمی چوبیس گھنٹے اپنے آپ کو اللہ کی عدالت میں کھڑا ہوا تصور کرنے لگ جائے گا گویا یہ علم: اعمال باطنہ اور محرمات باطنہ کے جاننے کا نام ہے۔

باطنی امراض دور کرنا ہر مسلمان کی ضرورت:۔ یاد رکھنا کہ آجکل جس کو علم تصوف کہا جاتا ہے اس میں بہت ساری واہی وتباہی باتیں شامل کر دی گئی ہیں ان کو سیکھنے کا حکم نہیں ہے بلکہ صرف وہ حصہ ہی سیکھنا ہے جس میں اعمال باطنہ (فرض ہوں یا واجب) کی تفصیل موجود ہو مثلاً عقائد صحیحہ کا علم یا پھر صبر، شکر، توکل اور قناعت وغیرہ کا جاننا ضروری ہے یا پھر غرور وتکبر، حسد وبغض، عناد وبخل اور حرص دنیا وغیرہ کی حرمت کو جاننا ضروری ہے۔ علم تصوف کی اصل حقیقت اور بنیاد صرف اتنی ہی ہے جس کا جاننا ہر مسلمان پر ضروری ولازمی ہے۔

لفظ تصوف کی تحقیق:۔ لفظ تصوف اپنی ماہیت کے اعتبار سے یا تو ''صوف'' یعنی اونٹ کی اون، سے لیا گیا ہے۔ مقصد یہ ہوا کہ اس فن کے حامل لوگ اون کے بنے ہوئے کپڑے پہنا کرتے تھے گویا دنیاوی عیش پرستی اور ٹھاٹھ باٹھ سے دور رہتے تھے۔ ۲: یا صفوۃ القلب سے ماخوذ ہے کہ وہ لوگ دل کے بہت صاف، پاکیزہ اور صالح ہوتے تھے، یہ معنی احسان کے لفظ سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔

۳: یا پھر صفتہ سے بنا ہے یعنی ''اصحاب صفہ'' کی طرف ان کی نسبت کی جاتی تھی یعنی دین پڑھنے اور پڑھانے والے لوگ، دین کو غالب کرنے کی محنت کرنے والے احباب ہیں۔

تصوف صحیح کی محنت کا نتیجہ:۔ اپنی ظاہری حیثیت سے تو یہ لفظ بہت پرکشش ہے اور لوگوں کے دلوں میں اس کی عظمت مسلم ہے، پھر ان ظاہری معانی کے اعتبار سے ان لوگوں نے کچھ رکھ رکھاؤ کے ذریعے لوگوں کو اپنی طرف بھی مائل کر رکھا تھا ایک حد تک تو یہ علم بہت مفید تھا کہ اس کے ذریعے دلوں کی صفائی، باطنی طہارت، فرائض کی پابندی، نوافل پر التزام اور تعلق باللہ جیسے اہم اور نمایاں قسم کے شعبہ جات موجود تھے، یہی وجہ تھی کہ صالح، نیک بزرگ اور اولیاء اللہ جہاں مل بیٹھتے تھے تو ان کے ارد گرد صحیح دین اور قرآن وسنت کی روشنی پھیلنی شروع ہو جاتی تھی آہستہ آہستہ وہ علاقہ بقعہ نور بن جاتا تھا جیسا کہ گوجرانوالہ شہر میں حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب سلفی مرحوم تشریف لائے تو شہر میں صرف ایک مسجد تھی اور جب وہ 1968ء میں اس دنیائے ناپائدار سے رخصت ہوئے تو ان کی محنت سے 65 مساجد میں جمعہ کا خطبہ ہوتا تھا، اور اب تقریباً اندرون شہر تین صد مساجد ہیں، الحمدللہ۔

صحیح تصوف سے آگاہی کا ذریعہ:۔ یہ مذکورہ تمام صفات ہمارے اکابرین اور اسلاف میں موجود تھیں۔ انہوں نے اس علم وفن کے بعض گوشوں کو واضح بھی کیا ہے اور اس کو پسند بھی کیا ہے جیسا کہ زیر نظر کتاب ''علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' سے آپکو اچھی طرح آگاہی حاصل ہوگی کہ اصل تصوف، خرافات سے پاک، زبان کی شفافیت، قلب کی صفائی اور تزکیۂ نفس کا نام ہے۔ ہمارے حضرت مرحوم (شیخ الکل حافظ محمد محدث، وفات 1985ء) کا تصوف سے بڑا گہرا تعلق تھا، ان کے دل ودماغ کی کیفیت اور روحانیت کا یہ عالم تھا کہ انکو گناہ گار سے بدبو آجایا کرتی تھی جیسا کہ ''نقوش عظمت رفتہ'' میں مورخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ نے بھی درج کیا ہے۔

توجہ کیا ہوتی ہے......؟:۔ حضرت مرحوم کی زبان ہر وقت ذکر اللہ میں مصروف رہتی تھی۔ میرے ایک عزیز مولانا محمد صدیق صاحب مرحوم خطیب کوٹ بھیلاں نزد نارنگ منڈی کا بھی حضرت مرحوم سے بڑا تعلق تھا انہوں نے یہ واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ حضرت مرحوم حافظ فرحاج کے ہمراہ قلعہ محمد یہ (قلعہ دیدار سنگھ) ضلع گوجرانوالہ جارہے تھے کہ حافظ فرحاج نے پوچھا کہ حافظ جی! توجہ کیا ہوتی ہے؟ تو ہمارے حضرت مرحوم نے بڑی جاندار آواز سے کہا: ''اللہ اکبر'' یہ آواز سن کر حافظ فرحاج بے ہوش ہوگئے۔ جب منزل پر پہنچے تو حضرت مرحوم نے فرمایا کہ حافظ فرحاج پتہ چلا کہ توجہ کیا ہوتی ہے؟ یہ ان کے تعلق باللہ کی دلیل کی تھی۔ جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات میں ملتا ہے کہ ان کے نعرۂ تکبیر سے بھی ایوان کفار لرزا ٹھتے تھے۔

بے غسل کی بدبو محسوس فرمالینا (کرامت):۔ ابھی اوپر آپ نے پڑھا ہے کہ ہمارے حضرت مرحوم کو گناہ گار سے بدبو آجایا کرتی تھی ہمارے دوست بھائی عبدالمجید صاحب تانگہ بان (یہ صاحب حضرت کو گھر سے مدرسہ لے جایا کرتے تھے) کا بیان ہے کہ آپ تانگے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی سامنے سے گزرا تو آپ نے اپنے منہ پر کپڑا رکھ لیا۔ ساتھ بیٹھے قاری عبدالشکور صاحب نے پوچھا تو فرمایا یہ گندہ آدمی ہے اس نے ابھی واجبی غسل نہیں کیا۔

توجہ کی بدولت نماز میں حضوری مل جانا:۔ میں نے حضرت کو بہت قریب سے دیکھا ہے حتی کہ ان کی معیت میں سفر بھی کیا ہے انہوں نے دوران سفر کوئی بات نہیں کی الا یہ کہ ہم نے کوئی سوال کیا ہو تو اس کا جواب دیا ہوگا۔ یہی ان کے باطن کی صفائی کا سبب تھا۔

ایک مرتبہ ایک آدمی ان سے ملنے کیلئے آیا اور کہنے لگا کہ نماز ادا کرتے ہوئے لطف نہیں آتا دعا فرمائیں یا کوئی وظیفہ بتائیں؟ آپ نے اس کی کمر پر ہاتھ مارا اور فرمایا جا مسجد میں جا کر نفل ادا کر! وہ نفل ادا کر کے آیا تو کہتا ہے کہ حافظ جی! نماز میں جو آج لطف آیا ہے کبھی بھی نہیں آیا۔

نکتہ: یاد رکھنا کہ یہ علم غیب نہ تھا بلکہ یہ تعلق باللہ کی بناء پر تھا۔

امام مسجد کے حق میں جو کہا وہ ہوگیا......!:۔ ہمارے ایک دوسرے استاد حضرت حافظ محمد یوسف صاحب مرحوم گکھڑوی تھے۔ ہماری جماعت کے مصروف مبلغ جناب مولانا محمد صادق صاحب عتیق حفظہ اللہ سرپرست مرکزی جمعیت اہلحدیث گوجرانوالہ ایک دن چوک نیائیں سے اردو بازار کی طرف جارہے تھے ادھر سے حضرت گکھڑوی مرحوم تشریف لارہے تھے انھوں نے مولانا عتیق حفظہ اللہ سے پوچھا کہ آج کل آپ ایمن آباد شہر میں خطیب ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت! میں گوجرانوالہ شہر میں مسجد مبارک گلے گھڑیلیاں والا میں خطیب ہوں۔ تو انہوں نے سوال کیا کہ وہاں کون خطیب ہے؟ تو مولانا نے اپنے ساتھ ایک ساتھی کی طرف اشارہ کیا کہ یہ وہاں خطیب ہیں۔ حضرت حافظ صاحب نے اناللہ پڑھی اور اس سے نفرت کا اظہار کیا اور پھر اس کے بارے میں جو کچھ فرمایا آئندہ ایسا ہی ہوا۔

شب قدر کی نشاندہی (کرامت):۔ ایک مرتبہ حضرت گکھڑوی مرحوم نے فرمایا کہ کل جو رات گزری ہے یہ قدر والی رات تھی، سننے والے نے اس بات کو کوئی اہمیت نہ دی پھر یہی بات ہمارے حضرت مرحوم محدث گوندلوی سے پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا ٹھیک ہے کل والی رات ہی قدر والی رات تھی۔ آپ اندازہ فرمالیں کہ، یہ لوگ کس قدر نیکی، تقویٰ کے قریب تھے اور گناہ سے کتنے دور اور معصیت سے کتنے متنفر تھے۔

یقینی پھانسی کا رکوا دینا (کرامت):۔ گوجرانوالہ شہر کے قریب ایک گاؤں ہے قاضی کوٹ، وہاں کا بم کیس تاریخ میں مشہور ہے، اس

سلسلے میں ہمارے ایک جماعتی کو سزائے موت ہوگئی، وہاں کے لوگ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب سلفی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری کہانی سنائی اور دعاء کی درخواست کی۔حضرت شیخ صاحب نے فرمایا دعا کیلئے ابھی حافظ محمد یوسف صاحب کے پاس جاؤ! حافظ صاحب ان دنوں مولانا سلفی کے مکان کے قریب رہائش پذیر تھے۔ بقول ان کے بیٹے حافظ عطاء السلام ابا جی فرمانے لگے: اٹھاؤ ہاتھ! بڑے رقت آمیز لہجے میں آدھا گھنٹہ دعا کی اور فرمانے لگے کے جاؤ اس کو پھانسی بالکل نہیں ہوگی۔الحمدللہ ایسا ہی ہوا۔

''لواقسم علی الله لابرهٗ'' کے مصداق اہل اللہ:۔ ہمارے ایک اور استاد محترم شیخ الحدیث مولانا ابوالبرکات احمد رحمہ اللہ الاحد اپنے ایک ساتھی محمد عالم کی بچی کی شادی میں شریک تھے ان کا دوسرا بھائی عبدالرحمٰن حضرت کا شاگرد تھا وہ باہر سے بھاگا بھاگا اندر آیا: استاد جی آپ باہر چلیں باہر بارش ہورہی ہے مقصد یہ تھا کہ دعاء کریں کہ بارش بند ہوجائے۔ چنانچہ استاد محترم باہر بارش میں جا بیٹھے اور محمد عالم سے فرمایا کہ عبدالرحمٰن نے تو مجھ سے خوش طبعی کی ہے مگر میں باہر آ گیا ہوں انشاءاللہ بارش نہیں ہوگی۔ پھر ایسا ہی ہوا۔ یاد رکھنا! یہ وہ لوگ ہیں''لواقسم علی الله لابرهٗ'' کے مصداق ہیں کہ اگر وہ اللہ پاک پر ایمان ویقین رکھ کر پورے اعتماد سے حلف اٹھا کر کوئی بات کہہ دیں تو اللہ پاک ایسا ہی کر دیتے ہیں۔

ایسے واقعات حضرت صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ نامور عالم دین حافظ محمد یحیٰی صاحب عزیز میر محمدی مرحوم، حافظ عبدالغفور صاحب مرحوم ہنجانوالی ضلع گوجرانوالہ، حضرت میاں باقر جھوک دادو اور لکھوی وغزنوی خاندان کے معروف ہیں۔

دفیعہ: ہمارے ہاں جو پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ فلاں بزرگ نے اتنے لاکھ افراد کو کلمہ پڑھایا ہے فلاں نے اتنے لاکھ مسلمان کیے ہیں۔قطع نظر اس سے کہ ان بزرگوں کے نظریات وعقائد کیا ہے، چلو دو منٹ کے لئے تسلیم کر لیتے ہیں کہ ان بزرگوں نے بھی دین کی اشاعت میں حصہ لیا ہے، مگر یاد رکھنا! کہ ان حضرات کی ساری کوششیں اور تمام عملیات (اگر وہ سنت کے مطابق ہوں تو) صرف انفرادی اصلاح اور ذاتی وشخصی تربیت کی حد تک تو تسلیم کیے جاسکتے ہے، مگر یہ فکر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی فکر کے بالکل خلاف ہے اور نہ ہی یہ روح اسلام کے موافق ہے۔

دوم: اگر یہ باور کرلیا جائے کہ انہوں نے دین کا کام کیا ہے تو اور لوگوں کو کلمہ پڑھایا جائے تو یاد رکھنا! کہ انہوں نے جن لوگوں کو مسلمان کیا ہے یہ وہی مسلمان ہیں جو غیر شرعی رسم ورواج کے دلدادہ اور بڑے پابند ہیں اور عقائد کے اعتبار سے بھی وہ بہت کمزور ہیں اور پھر پڑے والی تباہی تو ہمات کے شکار ہیں۔ وضع میں تم ہو نصاری تمدن میں ہنود یہ وہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

سوم: یاد رکھنا! اگر ان بزرگوں نے اپنے مریدوں کی تربیت کتاب وسنت کے مطابق کی اور محنت سے انکے قلوب واذھان میں عقیدہ توحید رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور تصور قیامت داخل کیا ہوتا اور ان کے ذہنوں کو توحید الٰہی سے پالش کیا ہوتا ہے تو آج ان کی قبور کا طواف نہ ہوتا، وہاں سجدے نہ کئے جاتے، ان کے تمام نذر ونیاز نہ دی جاتی، ان کو کارساز تصور نہ کیا جاتا، ان کو متصرف وکرنے والا نہ سمجھا جاتا تو ان کے تمام وظائف پڑھے جاتے، نہ ان کی مقابر پر چلے کاٹے جاتے۔

میرے عزیزو! اگر انکو کلمہ طیبہ کا صحیح مفہوم ذہن نشین کرایا گیا ہوتا تو رسم ورواج کے پھندے جکڑے ہونے کی بجائے انکا تعلق دین و شریعت سے ہوتا، آج کل جو کچھ مزارات پر ہورہا ہے اللہ کی پناہ!!!

نکتہ: لوگوں کی اصلاح وتربیت اور صحیح دین پر چلنے اور چلانے کا نام تصوف ہے۔

(شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد الیاس اثری حفظہ اللہ تعالیٰ، مدیر مرکز العلوم الاثریہ، گلبرگ کالونی نوشہرہ روڈ، گوجرانوالہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصوف کے معاملے میں بے اعتنائی:۔ محترم جناب ماسٹر مختار احمد صاحب میرے پاس تشریف لائے انہوں نے کتاب کا مسودہ اور مخطوطہ دکھایا جس کا عنوان ''علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' ہمارے اکابر میں سے بہت سارے علماء نے اس فن کو چھوا ہے۔علم تصوف

اپنی ماہیت کے اعتبار سے ایک ذریعہ تھا دل کی صفائی کا اور اعمال میں جان ڈالنے کا۔مگر اس میں بہت ساری چیزیں ایسی داخل وشامل کر دی گئی تھیں جن کا اس سے تعلق نہیں ہے جبکہ بہت سارے مکاشفات کا تذکرہ ملتا ہے ہاں یہ علم اپنی جگہ مسلم ہے،مگر آج بعض لوگوں کی طرف سے جس کو تصوف کہا جا رہا ہے وہ حقیقت میں تصوف نہیں ہے، کیونکہ اس میں تزکیۂ قلب کا بہت کم تصور پایا جاتا ہے۔ جو کچھ ہم نے سمجھا وہ یہ ہے کہ اس علم کو اس حد تک سیکھنا ضروری ہے جس سے عقائد صحیح ہو جائیں اور یاد رہے کہ عقیدہ توحید کا تعلق بھی باطن سے ہے اور یہ بھی باطنی علم ہے اس میں صبر، توکل، شکر، قناعت وغیرہ ایک خاص درجے میں سیکھنا ضروری ہے۔

(بذریعہ ملاقات ارشاد فرمائے تاثرات، ملاقات ماسٹر مختار احمد سلفی

فضیلۃ الشیخ، شیخ الحدیث مولانا محمد الیاس اثری، مدیر مرکز العلوم الاثر، گلبرگ کالونی نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ)

☆☆☆☆☆

مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ کا احسان وشکریہ

(از: ذہبی دوراں، مولانا محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ تعالیٰ، سانده، لاہور)

تعارف:۔ تاریخ نویسی، تحقیقی معیار، اسماء الرجال میں دسترس، بلا کی ذہانت اور قلمی مہارت ان تمام اوصاف کی جامع شخصیت کا نام مولانا محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ ہے جنہیں بلا مبالغہ ذہبی دوراں کہنا حقیقت کے آئینے میں پورا اترتا ہے۔آپ کی تحقیقی اور قلمی دنیا سے شناسائی تو جامعہ سلفیہ میں تعلیم کے دوران ہی ہوگئی تھی اس وقت ہی سے دلی خواہش تھی کہ کسی طرح جماعت اہل حدیث کے اس عظیم محسن، بحر بیکراں کی مجلس میں حاضری اور بالمشافہ ملاقات کی سعادت نصیب ہو۔ جب اس خواہش کا تذکرہ اپنے چند سلفی دوستوں کے سامنے ہوا تو بلا تاخیر انہوں نے بھی آپ سے ملاقات کا اظہار کیا چنانچہ 3 جولائی 2013ء کو بدھ کے روز بعد نماز مغرب آپ کی خدمت میں حاضری نصیب ہوئی۔آپ بہت گرم جوشی اور پیار سے ملے، تمام دوستوں سے خیر وعافیت پوچھی اور موسم کے مطابق مشروب سے تواضع کی۔ گفتگو شروع ہوئی تمام شرکاء نے آپ کو علم کا سیل رواں پایا اور ایک ایسا دریا جس کی طغیانی کے سامنے بند باندھنا مشکل ہی نہیں بلکہ مشکل تر ہے۔جس موضوع کو چھیڑا معلومات کے انبار لگا دیئے۔اسلاف کے تاریخی، علمی اور تحقیقی واقعات بتانے میں آپ کے حافظے نے آپ کا پورا ساتھ دیا اور بیان واقعہ میں کہیں بھی جھول آنے نہ دیا۔آپ تاریخی واقعات دن اور سن کے ساتھ اس طرح بتا رہے تھے جیسے آپ کے سامنے کوئی کھلی کتاب موجود ہو۔آپ کی زبان سے اسلاف کی عظمت میں بیان ہونے والا ایک ایک جملہ برق رفتاری سے محبت اور عظمت کا سفر طے کرتے ہوئے ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کر رہا تھا کہ ہمارے بڑے کیسے باکمال تھے جنہوں نے کوئی محاذ اور میدان خالی نہیں چھوڑا۔اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ کے ساتھ ہمارے سروں پر قائم رکھے اور آپ جماعت اہل حدیث کی اسی طرح علمی اور تحقیقی خدمت فرماتے رہیں۔قریباً دو گھنٹے جاری رہنے والی اس نشست کا قارئین کے سامنے خلاصہ پیش کیا جا رہا ہے۔آپ کی اس تمام گفتگو کو ریکارڈ کر کے بطور تبرک و یادگار محفوظ کر لیا گیا ہے۔(**راقم: پروفیسر رضوان الٰہی، فاضل جامعہ سلفیہ، فیصل آباد**)

باکمال اسلاف کا تذکرہ:۔ اسلاف کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی رحمہ اللہ بہت بڑے عالم تھے، انہوں نے 5 مئی 1951ء کو وفات پائی میں ان کے جنازے میں شریک تھا۔ مولانا فضل الٰہی رحمہ اللہ سید احمد شہید اور مولانا اسماعیل دہلوی شہید رحمہما اللہ کی جماعت مجاہدین کے اخلاف میں سے تھے وہ 20 یا 22 سال کی عمر میں مجاہدین کے پاس چلے گئے تھے۔ وہ امیر عبدالکریم کا دور تھا

اور انہوں نے ان سے بیعت جہاد کی۔مولانا ممدوح انگریزی حکومت کے شدید مخالف تھے۔وہ قید بھی ہوئے اور قید سے رہا بھی ہوئے ۔پاکستان بننے سے بہت پہلے ان کے وارنٹ گرفتاری جاری ہو چکے تھے۔ان پر الزام ملک معظم کی بغاوت اور اس کی رعایا کو قتل کرنے کا تھا جس پر ان کیلئے 302 کا مقدمہ بنایا گیا۔اس وقت وہ ہندوستان میں ہی تھے کہ امیر جماعت نے ان کو ہندوستان کی جماعت مجاہدین کا امیر بنادیا۔امیر کا مطلب یہ تھا کہ وہ یہاں سے رقم اکٹھی کریں تاکہ اس سے اسلحہ خریدا جائے اور انگریزوں سے جنگ کی جائے،افرادی قوت بھی فراہم کی جائے......غرض اسی قسم کے دیگر کام تھے،جن کی انجام دہی ان کے سپرد تھی وہ زیادہ تر بنگال میں رہے لیکن گرفتار نہ ہو سکے۔اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ہیئت بدلتے رہے۔

ستمبر 1939ء میں دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی تھی جو جولائی 1945ء میں ختم ہوئی جنگ کے بعد پھر کانگریسی لیڈروں کو رہا کر دیا گیا۔ مولانا ابوالکلام آزاد کانگرس کے صدر تھے۔مولانا فضل الٰہی وزیرآبادی رحمہ اللہ مولانا ابوالکلام آزاد سے ملے کہ وہ وائسرائے سے کہہ کر ان کو مقدمات سے خلاصی دلا دیں۔اس وقت کانگرس کی انگریزوں سے آزادی برصغیر کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی اسی دوران ملک آزاد ہو گیا۔ اب مولانا فضل الٰہی کا خیال یہ تھا کہ حکومت مسلمانوں کی بن گئی ہے انہیں کوئی خطرہ نہیں ہے چنانچہ وہ پاکستان آگئے اور اپنے آبائی شہر وزیرآباد پہنچ گئے۔وہ طویل مدت کے بعد وہاں گئے تھے لیکن ان کی گرفتاری کے وارنٹ بہت پہلے سے جاری تھے ان پر انگریزی حکومت نے دو بڑے الزام عائد تھے،ایک یہ کہ یہ عوام میں انگریزوں کے خلاف نفرت پھیلاتے ہیں دوسرا لوگوں کو اس بات پر اکساتے ہیں کہ انگریزی رعایا کو قتل کیا جائے۔

مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ اس وقت ایم ایل اے تھے۔ اس زمانے میں ایم پی اے کو، ایم ایل اے کہا جاتا تھا(یعنی ممبر لیجسلیٹو اسمبلی)مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے اس وقت جو بیان جاری کیا وہ 5اگست 1948ء کے نوائے وقت میں چھپا۔وہ بیان یہ تھا کہ مولانا فضل الٰہی تو وہ عظیم شخصیت ہیں جو ہمیشہ آزادی کے لئے لڑتے رہے لیکن اس کے باوجود مسلم لیگی حکومت نے ان کو گرفتار کر لیا ہے جو بالکل غلط ہے۔اس بیان کے چند روز بعد ان کو رہا کر دیا گیا۔مولانا داؤد غزنوی کے علاوہ کسی مسلم لیگی نے مولانا فضل الٰہی کے حق میں بیان نہیں دیا۔

1945ء میں جب الیکشن ہو رہے تھے،میں اس وقت ضلع فیروز پور کے ایک اسکول میں پڑھا تا تھا جس کا نام مرکز الاسلام تھا جہاں مولانا محی الدین لکھوی اور ان کے چھوٹے بھائی مولانا معین الدین لکھوی قیام فرما تھے،مولانا محمد علی لکھوی رحمہ اللہ 145یکڑ زمین مدرسے کیلئے وقف کر کے مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہو چکے تھے۔الیکشن سے پہلے مولانا محمد علی لکھوی رحمہ اللہ نے اپنے دونوں بیٹوں مولانا محی الدین اور مولانا معین الدین کو خط لکھا کہ مسلم لیگ کے ٹکٹ پر نواب افتخار حسین ممدوٹ الیکشن لڑے گا تم نے اس کا مقابلہ کرنا ہے۔ یہ بلا مقابلہ کامیاب نہ ہو۔ یہ مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ کا جوانی کا زمانہ تھا۔مجلس احرار نے ان کو ٹکٹ دیا۔اس زمانے میں ایک جماعت یونینسٹ پارٹی تھی جس کی طرف سے سردار محمد سرور بودلہ الیکشن لڑنا چاہتے تھے جو اسی علاقے کے رہنے والے تھے۔وہ بارہ دیہات کے مالک تھے اور نواب ممدوح کے زبردست حریف تھے وہ لکھوی حضرات کے عقیدت مند تھے وہ ان دونوں بھائیوں کے پاس آئے اور درخواست کی کہ آپ نواب ممدوح کے خلاف الیکشن نہ لڑیں مجھے لڑنے دیں۔نواب ممدوٹ کے 80 گاؤں تھے،نواب صاحب کی لکھویوں سے گڑ بڑ رہتی تھی لیکن ممدوٹ کے مملوکہ دیہات کے لوگ لکھویوں کے مرید تھے۔

لکھوی خاندان میں بیعت اصلاح کا سلسلہ:۔ لکھوی خاندان میں بیعت اصلاح کا سلسلہ 1720ء سے چل رہا تھا۔میاں احمد رحمہ اللہ ان کے بڑے تھے۔مولانا فضل الٰہی رحمہ اللہ کو کلکتہ میں پتہ چلا کہ مولانا محی الدین لکھوی مسلم لیگ کے مقابلے میں الیکشن لڑ رہے ہیں تو انہوں نے وہاں سے چوری چھپے اپنا خاص آدمی بھیجا کہ مسلم لیگ کا مقابلہ نہ کرو،مسلم لیگ اسلامی حکومت بنائے گی، یہاں صدر، وزیراعظم ،گورنر، جج اور پولیس والے سب علماء کرام ہوں گے اور خلافت راشدہ آجائے گی،اور خلفائے اربعہ جیسی حکومت قائم ہوگی۔چنانچہ مولانا فضل

الٰہی کے حکم سے انہوں نے الیکشن نہیں لڑا۔ جس آخری دن فیروز پور کے ڈی سی او آفس میں کاغذات کی جانچ پڑتال تھی، مولانا وہاں نہیں گئے۔ بعد میں نواب صاحب کے ایک آدمی کی مولانا محی الدین سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا کہ آپ نہیں آئے ہم آپ سے بہت خوف زدہ تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس علاقے میں لکھوی علماء کا بہت اثر تھا۔ بہر حال لکھوی خاندان میں بیعت کا سلسلہ حافظ احمد سے جاری ہوا۔

لکھوی خاندان کی بیعت نقشبندیہ:۔ حافظ احمد رحمہ اللہ کے بیٹے حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ تھے جنہوں نے 110 سال عمر پائی اور لکھو کے میں رہے وہ حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ کے مرید تھے، شاہ غلام علی دراصل بٹالہ گورداس پور کے رہنے والے تھے اور حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ کے مرید تھے۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ کو شیعوں نے شہید کر دیا تھا۔ حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ نے شیخ شاہ غلام علی رحمہ اللہ سے فیض حاصل کیا، ان سے بیعت ہوئے اور وہاں درسی کتابیں پڑھیں اور مشہور عالم ہوئے اور انہوں نے کئی کتابیں بھی لکھیں۔ حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ کے بیٹے حافظ محمد لکھوی تھے جنہوں نے سات جلدوں میں تفسیر محمدی لکھی۔ یہ پنجابی نظم میں ہے اور کسی زمانے میں بہت پڑھی جاتی تھی۔ ان کے بیٹے مولانا عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ تھے جو افغانستان کے شہر غزنوی جا کر مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے حلقہ بیعت میں شامل ہوئے تھے۔ مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی کے بیٹے مولانا محمد علی لکھوی تھے اور مولانا محمد علی لکھوی رحمہ اللہ کے دو بیٹے تھے مولانا محی الدین اور معین الدین رحمہما اللہ تھے۔ مولانا محی الدین رحمہ اللہ 27 فروری 1998ء کو فوت ہوئے اور مولانا معین الدین لکھوی نے 9 دسمبر 2011ء کو وفات پائی مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی ان کے فرزند گرامی مولانا محمد علی لکھوی اور ان کے فرزند مولانا محی الدین کی اگر کوئی شخص بیعت کرنا چاہتا تو وہ اسے اپنے حلقہ بیعت میں شامل کرتے تھے۔

کتاب کرامات اہل حدیث کا جدید ایڈیشن:۔ کتاب ''کرامات اہل حدیث'' جدید طبع شدہ مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ کے پڑپوتے نعمان فاروقی مجھے دے گئے تھے۔ مولانا عبدالمجید کے بیٹے حافظ محمد یوسف تھے، ان کے بیٹے مولانا محمد ادریس فاروقی اور ان کے بیٹے محمد نعمان ہیں جو دارالسلام میں کام کرتے ہیں۔ ''کرامات اہل حدیث'' کے مصنف مولانا عبدالمجید سوہدروی تھے۔ اس کے جدید ایڈیشن میں مختلف علمائے اہل حدیث کی کرامات کا اضافہ کیا گیا ہے۔

صوفی کا اطلاق نیک اور پرہیز گار شخص پر:۔ ہمارے ہاں صوفی کا اطلاق نیک اور پرہیز گار شخص پر ہوتا ہے۔ تصوف کا لفظ حدیث میں نہیں ہے یہ لفظ بعد میں ایجاد ہوا ہے۔ لیکن اصحاب تقویٰ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص تقویٰ شعار ہے اور اسے صوفی کہا جاتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ میں اس تصوف کا قائل ہوں جو نیکی اور صالحیت پر دلالت کرتا ہے۔

شفاف تصوف کے قائل ہونے کی وجہ:۔ سوال: آپ تصوف کے کیوں قائل ہیں؟

جواب: میں کیوں کا جواب نہیں دے سکتا۔

سوال: کیا تصوف کے متعلق ان خیالات کی وجہ سے آپ کو ہمارے اہل حدیث بھائیوں نے معاف کر دیا؟

جواب: میں کسی کو کچھ نہیں کہتا۔ میں نے حضرت سید محمد شریف گھڑیالوی رحمہ اللہ کی چھوٹی عمر میں بیعت کی تھی وہ فوت ہو گئے۔ ان کے پوتے سید محمد ابراہیم حفظہ اللہ منڈی جہانیاں ضلع خانیوال رہتے ہیں۔ مجھے آج بھی ان کا محبت اور خلوص بھرا فون آیا تھا۔ میں اس خاندان کے افراد سے عقیدت رکھتا ہوں، ان میں سے بہت سے حضرات مجھے ملتے رہتے ہیں۔

مرشد کامل کی روحانی بصیرت:۔ سوال: آپ نے اپنی ایک کتاب میں ایک جگہ ذکر فرمایا ہے کہ جب آپ چھوٹی عمر میں سید محمد شریف گھڑیالوی رحمہ اللہ کی مجلس میں جانے سے کتراتے تھے۔ اس کی وجہ کیا تھی؟ آپ نے تھوڑا سا اس بات کو اشارۃً لکھا ہے کہ وہ گناہ گاروں کے گناہ دیکھ لیا کرتے تھے۔

جواب: میں نے سید محمد شریف رحمہ اللہ کے بارے میں نہیں بلکہ حضرت حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا ہے کہ مجھے ایک عالم دین نے بتایا تھا کہ انہیں گناہ گار سے بدبو آنے لگتی ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ میں گناہ گار ہوں۔ مجھے ان سے دور رہنا چاہیے۔

پھر ہنستے ہوئے کہا! چھوٹی عمر میں گناہ کم ہی ہوتے تھے جیسے جیسے عمر بڑھتی جاتی ہے اسی طرح گناہ بھی بڑھتے جاتے ہیں۔

سوال: حافظ صاحب رحمہ اللہ کیسے معلوم کر لیتے تھے کہ یہ بندہ گناہ گار ہے؟۔

جواب: ہنستے ہوئے .... اللہ ہی جانے...... امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ تابعی تھے خوابوں کی تعبیر دیا کرتے تھے۔ ان کے پاس ایک شخص آیا اس نے کہا: میں نے خود کو اذان دیتے ہوئے دیکھا ہے۔ فرمایا توحج کرے گا۔ دوسرا شخص آیا اس نے بھی یہی کہا کہ میں نے خود کو خواب میں اذان دیتے ہوئے دیکھا ہے۔ حضرت امام نے فرمایا: تو چوری میں پکڑا جائے گا۔ پاس بیٹھے ہوئے ایک تیسرے شخص نے ان سے کہا: حضرت! دونوں اشخاص نے خواب ایک ہی بتایا اور آپ نے تعبیر دونوں کو مختلف بتائی ہے۔ فرمانے لگے کہ پہلے شخص کی شکل دیکھ کر میں نے یہ اندازہ لگایا کہ یہ نیک آدمی ہے، یہ حج کرے گا۔ میں نے آیت "واذن في الناس بالحج يأتوك رجالاوعلى كل ضامريأتين من كل فج عميق" کی رو سے، جس میں حج کا حکم دیا گیا ہے اس آیت سے تعبیر دی ہے کہ یہ نیک شخص حج کرے گا۔ دوسرے کی تعبیر میں نے سورۂ یوسف ''ثم اذن مؤذن ايتها العير انكم لسٰرقون" سے لی کہ اس نے کہا تھا کہ تم چور ہو تم بادشاہ کا پیالہ لے کر جا رہے ہو۔ وہ آیت میرے سامنے رہی۔ اس کی شکل دیکھ کر کہا کہ چوروں جیسی ہے، اور وہ واقعی چور تھا۔

میں نہیں پہچان سکتا کون کیسا آدمی ہے آپ بھی نہیں پہچان سکتے۔ لیکن ایک روحانی روشنی ضرور ہے۔ نیک آدمی کو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ کیسا آدمی ہے۔ ایسا کیوں ہو جاتا ہے؟ اس کا جواب میں نہیں دے سکتا۔ بس نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان سنا سکتا ہوں کہ'' اتقوا فراسة المومن '' نہ کوئی اور اس کا دے سکتا ہے۔ اب دیکھیں مجذوب ہیں، ان کی دنیا کچھ اور ہے۔ کتنے لوگوں کے حالات ہیں ہم پڑھتے ہیں کہ مجذوب اس طرح بیٹھا تھا اور لوگوں کو برا بھلا کہہ رہا تھا۔ اس کا لباس بھی صحیح نہیں تھا اور پھر اچانک پکارنے لگا کہ کپڑے لاؤ، کپڑے لاؤ، نیک آدمی آ گیا ہے۔ اس طرح کے واقعات مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ اور مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے حالات میں ہم پڑھتے ہیں کہ وہ کہیں جا رہے تھے اور ان کی مجذوبوں سے ملاقات ہوئی۔ اب یہ کیسے پہچان لیتے ہیں کہ وہ نیک شخص ہے؟ میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں............

باطنی علم کا وجود اور میری بیعت اصلاح:۔ سوال: اس کا مطلب یہ ہوا کہ ظاہری آنکھ کے علاوہ ایک باطنی آنکھ بھی ہے۔

جواب: ہاں! باطنی علم بھی ہے۔ یہ تو اللہ کی دین ہے۔ اس ذات نے اگر کسی میں ایسے آثار پیدا کر دیئے ہیں تو پتا چل جاتا ہے۔ میں اس گروہ سے عملاً تعلق نہیں رکھتا، میں تو راوی ہوں جو پڑھا وہ بیان کر دیا۔ مجھ میں اولیاء کی کشفی نگاہ والی بات نہیں ہے۔ مجھے بعض لوگ بہت بڑا فقیہ سمجھتے ہیں۔ ایک مرتبہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر کا خط آیا کہ یہاں ہم فقہ پر ایک سیمینار کر رہے ہیں، آپ تشریف لائیں اور فقہ پر مقالہ پڑھیں۔ میں نے جواب میں خط لکھا کہ میں فقیہ نہیں ہوں مگر مقالہ پڑھ دوں گا اور آنے کی کوشش بھی کروں گا۔ کچھ عرصہ قبل اسی قسم کا سیمینار اسلام آباد میں ہوا تو کچھ لوگ علی گڑھ سے آئے۔ بہت احترام سے ملے۔ وہ میرے وہاں جانے سے پہلے میرا انتظار کر رہے تھے کہ میں کب آتا ہوں۔ جب میں سیمینار میں پہنچا تو کہنے لگے: ہم نے آپ کا علی گڑھ سیمینار میں بہت انتظار کیا، آپ نہیں آئے۔ میں نے کہا کہ مجھے ویزا ہی نہیں ملا تھا اس لئے حاضر نہیں ہو سکا۔ ان شاء اللہ جب بھی ملا ضرور حاضری دوں گا۔ میرا خود بھی وہاں جانے کو بہت جی چاہتا ہے۔ جن گلیوں میں بچپن میں گھومتے رہے اس آبائی اپنے وطن کو دیکھنے کو بڑا جی چاہتا ہے۔

میں نے پہلی بیعت بارہ تیرہ سال کی عمر میں کی تھی۔ اس وقت تو مجھے اس سلسلے میں کچھ بھی علم نہیں تھا۔ میرے دادا مجھے شاہ محمد شریف گھڑیالوی رحمہ اللہ کی خدمت میں لے گئے۔ اس وقت مجھے یہ بھی یاد نہیں کہ بیعت کے وقت مجھے مرشد نے کیا کیا نصیحتیں کیں۔ یہی کہا ہوگا کہ

نماز پڑھا کر اور گناہ سے بچا کر۔ اس بیعت کے کچھ عرصہ بعد میرے مرشد فوت ہو گئے۔ میں نے دوبارہ ضلع فیروز پور میں موضع چھپیاں والی میں مولانا کمال الدین ڈوگر رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہ بہت پرہیز گار شخص تھے ضلع فیروز پور کی تحصیل مکتسر کے رہنے والے تھے۔ اس وقت میری عمر پندرہ سولہ سال تھی۔ مولانا کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے جو نصیحتیں کیں ان میں سے تین یہ ہیں، ایک نماز پابندی سے پڑھنی ہے اور دوسری روزے رکھنے ہیں اور تیسری نصیحت یہ کہ کثرت سے اللہ پاک کا ذکر کرنا ہے۔

بیعت اصلاح لینے والے اہل حدیث مرشدین کرام:۔ سوال: آپ نے ہفت اقلیم میں لکھا ہے کہ ہمارے اسلاف میں بیعت کا سلسلہ جاری تھا مثلاً حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ، مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ، مولانا کمال الدین رحمہ اللہ اور بھی چند حضرات کے نام آپ نے تحریر فرمائے ہیں۔ اس سلسلے میں تھوڑی سی وضاحت فرمائیں۔

جواب: جی ہاں! میں نے اس کتاب میں اپنے اسلاف میں سے جن حضرات کے یہاں سلسلہ بیعت رائج تھا ان کا کچھ تذکرہ کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ وہ زمانہ کچھ اور قسم کا تھا، اب مادیت لوگوں پر غالب آ گئی ہے، اس کی وجہ ریڈیو، ٹیلی ویژن وغیرہ بھی ہیں۔ پہلے یہ باتیں نہ تھیں نہ ریڈیو تھا نہ ٹیلی ویژن تھا۔ مادیت ہم پر اتنی غالب آ گئی ہے کہ اسے ہم ترک نہیں کر سکتے۔ ہمارے بیٹے بیٹیاں ہیں، ان کی شادیاں کرنی ہیں۔ لوگ ان کی تعلیم دیکھتے ہیں۔ زندگی کا رخ بدل گیا ہے، معاشرت بدل گئی ہے، سوسائٹی بدل گئی ہے، سماج بدل گیا ہے۔ اس لیے اب وہ باتیں نہیں رہیں۔

اہل حدیث ہی اولیاء اللہ ہیں:۔ سوال: کیا ہمارے اسلاف کی زندگی ہمارے لئے مشعل راہ بن سکتی ہے؟۔

جواب: آپ ان کی باتیں بیان کرتے رہیے، میں بھی بیان کرتا رہتا ہوں، لیکن کسی پر کوئی اثر نہیں ہوگا کوئی برائی کو برائی سمجھے گا تو اسے چھوڑ دے گا اور نیکی کی طرف راغب ہوگا۔ آپ کی کتاب ''علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' پڑھی جائے گی، کچھ لوگ تو یہ اثر لیں گے کہ ہمارے بڑے کتنے متقی اور صالح لوگ تھے اور کچھ لوگ مخالفت بھی کریں گے کہ یہ تو بریلویوں والا قصہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کے نزدیک اولیاء اللہ بریلوی تھے۔ کوئی اہل حدیث ولی اللہ نہ تھا میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ اہل حدیث ہی اولیاء اللہ ہیں جو خود بھی قرآن وحدیث پر عمل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی اس پر عمل کی تلقین کرتے ہیں۔......!!

کتاب علمائے اہل حدث کا ذوق تصوف کی توثیق:۔ سوال: کتاب ''علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: میں نے ابھی یہ کتاب نہیں پڑھی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے کتاب ترتیب دے کر ایک اچھا کام کیا ہے، خود میں بھی اپنی کتابوں میں اہل اللہ کے تذکرے کرتا ہوں تو مجھے خوشی ہوتی ہے۔ میں نے بھی اسی طرح رہنمائی لی ہے۔ میرے پاس کئی لوگ آتے ہیں جن میں اہل علم بھی ہوئے ہیں، وہ وظائف پوچھتے ہیں، مجھے کچھ معلوم ہو تو بتا دیتا ہوں اور یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ یہ وظیفہ مجھے فلاں شخص نے بتایا اور یہ فلاں نے۔ وہ اگر کہیں کہ ہمیں بھی یہ وظیفہ پڑھنے کی اجازت ہے میں کہتا ہوں ضرور پڑھو۔

اظہار وظائف وتصوف:۔ سوال: آپ کو اپنے اسلاف کے تصوف اور وظائف کا ذکر کرتے ہوئے کوئی مشکلات تو پیش نہیں آتیں؟

جواب: میں اسی تصوف کا ذکر کرتا ہوں جو قرآن وحدیث کے مطابق ہے، اور انہی وظائف کی بات کرتا ہوں جو قرآن وحدیث میں مذکور ہیں اور انہی صوفیائے کرام کے واقعات بیان کرتا ہوں جو اللہ کے نیک اور پرہیز گار بندے ہیں، اس لیے مجھے اس سلسلے میں کسی قسم کی مشکلات پیش نہیں آتیں، نہ کبھی کسی نے میرے سامنے کوئی اعتراض کیا، تاہم مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض لوگ اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے ہیں لیکن میں اللہ کی مہربانی سے صحیح بات کرتا ہوں۔ اس لیے مجھے کسی شخص کی باتوں کی کوئی پرواہ نہیں۔ میں مبنی بر صحت باتیں لکھتا ہوں معاملات میں بھی

میرا یہی رویہ ہے۔ میں مسلم لیگ کی سیاست کو نہیں مانتا، نہ کبھی مانی ہے نہ کبھی ان کو ووٹ دیا، اور نہ کبھی میں مسلم لیگی تھا۔ اور یہ بات میں صاف طور پر کہتا ہوں۔ میرے سب دوستوں کو اس نقطہ نظر کا علم ہے کہ میں مسلم لیگی نہیں ہوں۔ اگر مجھ سے کوئی پوچھتا ہے کہ میں ووٹ کس کو دوں تو میں اسے جواب دیتا ہوں کہ جس کو تمہارا دل چاہے ووٹ دو۔ میں نے اپنے گھر کے کسی فرد کو کبھی نہیں کہا کہ فلاں کو ووٹ دو اور فلاں کو نہ دو۔ میری بیوی مسلم لیگ کو ووٹ دیتی تھی۔ میرے گھر کے بعض اور افراد بھی مسلم لیگ کو ووٹ دیتے ہیں۔ بعض دوسری جماعتوں کو بھی دیتے ہیں۔ میں اس پر خوش ہوتا ہوں کہ میرے گھر کے تمام افراد اپنی اپنی سمجھ کے مطابق سیاسی جماعتوں کا تجزیہ کرتے اور جسے اپنے علم کے مطابق سہی سمجھتے ہیں ووٹ دیتے ہیں لکیر کے فقیر نہیں ہیں۔

بہر کیف میں جیسا بھی ہوں سب کے سامنے ہوں، گوجرانوالہ علمائے کرام کا شہر ہے یہ حضرات اور وہاں کے دیگر حضرات جو مجھے تھوڑا بہت جانتے ہیں، مجھ پر بے حد شفقت فرماتے ہیں اگر میں یہ عرض کروں کہ اس شفقت میں احترام کا پہلو بھی پایا جاتا ہے تو غلط نہ ہوگا۔ کچھ عرصہ بیشتر میرا بازو فریکچر ہوگیا تھا اس کی اطلاع حافظ عبدالمنان نور پوری رحمہ اللہ کو ہوئی تو انہوں نے ٹیلی فون پر فرمایا فکر نہ کرو، اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرما رہا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کے درجات میں اضافہ کر رہا ہے۔ چار پانچ مرتبہ انہوں نے یہی کلمات دہرائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ سزا نہیں دی بلکہ آپ کے درجات بلند ہو رہے ہیں۔ اسی طرح مولانا عبدالحمید ہزاروی حفظہ اللہ اور مولانا محمد مالک حفظہ اللہ جب بھی ملتے ہیں احترام کے ساتھ ملتے ہیں حالانکہ وہ شیخ الحدیث ہیں۔ میں تو ایک قلم کا مزدور ہوں میرے باتوں سے کوئی اتفاق کرتا ہے اور کوئی اختلاف، میں سب کو دعا دیتا ہوں اور سب کی بھلائی چاہتا ہوں۔

کبیرا کھڑا بازار میں مانگے سب کی خیر   تا کا ہو کی دوستی تا کا ہوسے بیر

شفاف تصوف کے اظہار سے نہ گھبرائیں:۔ اگر آپ تصوف کے بارے میں خود کو برسر حق سمجھتے ہیں تو اس پر پکے رہیں، اگر اس پر آپکا ضمیر مطمئن نہیں تو اسے چھوڑ دیں۔ حدیث پاک کی روح سے اپنے دل سے فتویٰ لیں'' جو احکام قرآن وحدیث میں مذکور ہیں ان کو مانیں اور ان پر عمل کریں۔ ارکان اسلام یعنی نماز، توحید، روزہ، زکوۃ، حج اور دیگر احکام پر عمل کو ضروری قرار دیں۔

نیز اللہ سے دعا کریں، میرا تجربہ ہے کہ دعا قبول ہوتی ہے، آپ خود اپنے لیے دعا کریں۔ قرآن پاک کی بات کبھی غلط نہیں ہوسکتی ''اجیب دعوۃ الداع اذا دعان............'' میں پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے نہ ماننے والوں کی بھی سنتا اور ان کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ اعوانوں کے بڑے قطب شاہ تھے۔ ان کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک سوالی آیا تو انہوں نے اسے چوّنی دے دی۔ کچھ لوگوں نے کہا یہ تو نشہ کرتا ہے، آپ کے پیسوں سے نشہ کرے گا۔ فرمانے لگے: میں نے تو اسے آج ایک چونی دی ہے۔ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر فرمایا: اس سے پوچھو جو روزانہ دیتا ہے۔

بزرگوں کی دعاؤں کا نتیجہ:۔ ایک دفعہ حضرت صوفی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا مجھے خط آیا کہ ریاست بہاولپور میں مجاہدین کو کچھ زمین ملی ہے۔ یہاں سکول بن گیا ہے لیکن ماسٹر کوئی نہیں اور ڈاک خانہ بھی نہیں ہے میرا خیال ہے کہ تم یہ کام کروا سکتے ہو۔ اگر تمہاری معرفت یہ کام ہوجائے تو تمہارے لیے دعائیں کریں گے۔ اس وقت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کے ایک عزیز میر عبدالجلیل اس محکمے کے ڈائریکٹر جنرل تھے میں نے ان سے بات کی اور کام ہوگیا۔ صوفی صاحب نے میرے لیے ضرور دعا کی ہوگی۔ میں یہ جو تھوڑا بہت لکھ رہا ہوں یہ اللہ کی بارگاہ میں بزرگوں کی دعاؤں کی وجہ سے ہے، میں تو کچھ بھی نہیں ہوں۔ میرے استاد حضرت مولانا عطاء اللہ صاحب مجھے فرمایا کرتے تھے ''جیسے تم ہو مجھے معلوم ہے''۔

صوفی صاحب مستجاب الدعوات بزرگ:۔ مجھے یقین ہے بزرگوں کی دعائیں میرے لیے اللہ نے قبول فرمائی ہیں۔ میرے

دادا جان کی دعاؤں نے بھی اثر کیا ہے۔ میں صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کی بیعت نہیں کر سکا۔ یہی پروگرام بنا تا رہا کہ آج بیعت کیلئے جاؤں گا.....کل جاؤں گا۔ اس کے لئے بھی عرض کروں گا میں صوفی صاحب رحمہ اللہ کو مستجاب الدعوات بزرگ سمجھتا ہوں۔ اب میں اپنے ایک خواب کی بات کرتا ہوں۔

مولانا غلام رسول مہر نے مجاہدین پر کتابیں لکھی ہیں۔ ان کے نام سید احمد شہید، جماعت مجاہدین، سرگزشت ہیں۔ مولانا غلام رسول صاحب اہل حدیث تھے۔ اکتوبر 1956ء میں میں نے مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کی کتابوں پر بڑے شوق سے ایک ایک لفظ پڑھ کر تبصرے کیے۔ تبصرے پڑھ کر مولانا غلام رسول مہر نے مجھے خط لکھا میں اپنی آخری کتاب لکھ رہا ہوں۔ اس کے متعلق تمہارے ساتھ کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے بتاؤ میں کب آؤں۔ میں سمجھ گیا کہ مولانا کا مقصد مجھے بلانا ہے۔ میں نے انہیں جواب دیا کہ جمعیت اہل حدیث کی کانفرنس گوجرانوالہ میں 15,14,13 اکتوبر 1956ء کو ہو رہی ہے۔ میں اس میں مصروف ہوں اس سے فارغ ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔ چنانچہ کانفرنس کے بعد میں ان سے ملا۔ میں نے انہیں بعض لوگوں کے متعلق کچھ معلومات دیں جو شائع ہوئیں۔

میرے سچے خواب رہنمائی کا ذریعہ:۔ ''الاعتصام'' کا دفتر دارالعلوم تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ میں تھا۔ میں نے 20 اکتوبر 1956ء کو خواب دیکھا کہ میں حسب معمول چار بجے کے بعد دفتر سے نکلا ہوں۔ سامنے ایک شخص آتے دکھائی دیئے ان کی ڈاڑھی سفید ہے اور سفید ہی ان کا لباس ہے۔ ہاتھ میں لاٹھی ہے، گورا چٹا رنگ، بارعب شخصیت......دل میں خیال آیا کہ یہ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اس کے ساتھ ہی خیال گزرا کہ یہ فارسی بولیں گے اور مجھے فارسی بولنے کی مشق نہیں ہے (ترجمہ کر لیتا ہوں پڑھ لیتا ہوں لیکن بولنے کی مجھے مشق نہیں ہے) پھر فوراً ذہن میں آیا کہ چلو کوئی بات نہیں۔ یہ پرانی فارسی بولیں گے میں یہ فارسی بول سکوں گا۔ اتنے میں وہ میرے قریب آجاتے ہیں اور میں ان کے قریب ہو جاتا ہوں۔ میں نے انہیں السلام علیکم کہا اور ہم نے مصافحہ کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مولانا غلام رسول مہر صاحب کی کتابوں پر جو تبصرہ کیا ہے، وہ مجھے بہت پسند آیا ہے۔ آپ نے بہت اچھا تبصرہ کیا ہے۔ دو تین مرتبہ انہوں نے اسی قسم کے الفاظ فرمائے۔ میں ان کے فرمان کا نیازمندی سے جواب دیتا ہوں کہ بہت بہت شکریہ آپ نے میری کوئی چیز پسند فرمائی اور یہ میرے لیے بڑی سعادت کی بات ہے۔ اب میری آنکھ کھل گئی اور خواب ختم ہو گیا۔

میں نے سوچا یہ خواب تعبیر طلب ہے۔ دو جلیل القدر عالم میرے مہربان تھے جو خوابوں کی صحیح تعبیر دیتے تھے۔ خواب کی تعبیر ایسا فن ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں سورہ یوسف میں فرمایا گیا ہے۔ بہر کیف ان دو علماء میں سے ایک مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ تھے جن سے روزانہ شام کے وقت دہلی مسلم ہوٹل میں ملاقات ہوتی تھی اور ایک شاہ محمد جعفر پھلواروی رحمہ اللہ تھے۔ شام کو میں نے مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ سے خواب بیان کیا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ سید شہید احمد رحمہ اللہ نے آپ سے اردو میں بات کی تھی، میں نے ہاں میں جواب دیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ خواب کی تعبیر یہ ہے کہ آپ اردو میں شخصیات سے متعلق ایسا کام کریں گے جو مولانا غلام رسول مہر نے کیا اور آپ کا کام لوگ اسی طرح پسند کریں گے جس طرح جماعت مجاہدین کے بارے میں مولانا غلام رسول مہر کی کتابیں پسند کی جاتی ہیں۔

میں نے عرض کیا میں اس طرح کا کام کہاں کر سکتا ہوں۔ میرے تو حالات ہی اس قسم کے نہیں ہیں۔ میں تو وہابیوں کے اخبار کا ایڈیٹر ہوں۔ کسی سے لڑائی کسی سے جھگڑا۔ زندگی ایسے ہی گزر جائے گی۔ فرمانے لگے: یہ تو مجھے معلوم نہیں لیکن خواب کا مطلب یہی ہے۔ اس تعبیر سے مجھے خوشی ہوئی۔ تھوڑے دنوں کے بعد شاہ محمد جعفر پھلواروی (مرحوم) سے ملاقات ہوئی تو ان سے بھی میں نے خواب میں بیان کیا اور وہ تعبیر بتائی جو مولانا محمد حنیف ندوی نے دی تھی۔ انہوں نے فرمایا تعبیر بالکل صحیح ہے آپ اپنی تصانیف میں پرانی فارسی کتابوں کے حوالے دیں گے۔

اس کے بعد 16 دسمبر 1953ء کو مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ فوت ہو گئے۔ ہم دارالعلوم تقویۃ الاسلام کے ہال میں بیٹھے ہوئے

تھے، وہاں قاضی عبدالباقی صاحب آئے جو قاضی محمد سلیمان منصور پوری مصنف ''رحمتہ العالمین'' کے پوتے تھے انہوں نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ میں سمجھ گیا کہ مجھے تلاش کر رہے ہیں۔ میں ان کے پاس آیا تو مجھے اور مولانا محمد حنیف ندوی کو ایک ہوٹل میں لے گئے۔ وہاں ہم نے چائے پی، قاضی عبدالباقی نے مجھے کہا: مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے ساتھ آپ کا بہت اچھا وقت گزرا ہے۔ تم نے پندرہ سال ان کے ساتھ گزارے ہیں۔ وہ تم پر شفقت فرماتے تھے۔ اب اخبار الاعتصام جو نئی انتظامیہ آئے گی تم ان کے ساتھ نہیں چل سکتے، تم اپنا اور انتظام کرو۔

میں نے کہا میں نے اس اخبار پر اتنی محنت کی ہے، مجھے کون نکال سکتا ہے۔ اخبار چلایا ہے پندرہ سولہ سال بے حد محنت کی ہے لیکن چند روز کے بعد وہی بات ہوئی جو قاضی عبدالباقی نے کہی تھی۔ اخبار کی انتظامیہ کے ساتھ میرے اختلافات پیدا ہو گئے جو بہت بڑھ گئے۔ میری تنخواہ بھی بند ہو گئی۔ آخر کار میں نے تیس مئی 1965ء کو اخبار کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا۔

اس وقت میں روز نامہ ''امروز'' میں لکھا کرتا جو اپنے دور کا بہت بڑا اخبار تھا مجھے اس سے معقول آمدنی ہو جاتی تھی۔ 20 اکتوبر 1965ء کو تین آدمی میرے گھر پر آئے، میں اس وقت گھر پر نہیں تھا۔ ایک مولانا محمد حنیف ندوی صاحب دوسرے رئیس احمد جعفری صاحب اور تیسرے اسماعیل ضیاء صاحب جو بعد میں پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر صوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔

جس خواب کا میں نے تذکرہ کیا یہ 20 اکتوبر 1956 کا تھا اور 20 اکتوبر 1965ء کو یہ تین آدمی میرے گھر میں پیغام دے گئے کہ ادارہ ثقافت اسلامیہ میں ملازمت کیلئے کل آجائیں۔ 21 اکتوبر کو میں گیا تو مجھے اپوائمنٹ لیٹر مل گیا۔ میں نے شخصیات پر کام شروع کر دیا۔ نو سال کے بعد اس خواب کی تعبیر ملی۔ فوراً میرے دل میں آیا قرآن نے صحیح کہا ہے'' فی بضع سنین .... بضع '' کا لفظ تین سے نو تک بولا جاتا ہے۔ یہ خواب 20 اکتوبر 1956 کا تھا جو 21 اکتوبر 1965 کو پورا ہوا۔ تو بات یہ ہے کہ خواب کی بھی ایک حقیقت ہے۔

شفاف تصوف اور سچی کرامات کا اظہار درست ہے:۔ بات یہاں آ کر رکتی ہے کہ یہ جو کتاب ''علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف '' کے نام سے آپ لکھ رہے ہیں اگر آپ مطمئن ہیں......تو ٹھیک ہے۔ میں نے بھی جو اپنی کتابوں میں واقعات لکھے ہیں، ان لوگوں کے لکھے ہیں جن کو یہ پیش آئے ہیں۔ ہاں ''تذکرہ صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ'' میں ایک بات لکھنے میں مجھ سے غلطی ہوئی، میں نے اس پر اخبار ''الاعتصام '' میں معذرت کر لی ہے۔ دراصل وہ میری غلطی نہیں تھی بلکہ واقعہ بتانے والے نے غلطی کی۔ وہ یہ ہے کہ صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ ایک گاؤں میں گئے جو کہ منڈی یزمان کے قریب ہے۔ وہاں ایک آدمی صوفی صاحب کو اپنے گھر لے گیا اور کہنے لگا یہ میری بھینس ہے اور بہت اچھی بھینس ہے لیکن صرف کٹے ہی دیتی ہے کٹیاں نہیں دیتی۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے بھینس کی دم تین بار کھینچی اور کہا دے کٹی۔ دے کٹی۔ دے کٹی۔ یہ واقعہ مجھے فیصل آباد سے ایک شخص نے بتایا تھا اور میں نے اسی طرح لکھ دیا تھا۔

اس کے بعد جامع تعلیم الاسلام ماموں کانجن کے استاد قاری عبدالحفیظ سندھو کا فون آیا اس نے بتایا کہ جس شخص کی وہ بھینس تھی وہ کہتا ہے کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے بھینس کی دم پکڑ کر کہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور پھر اللہ سے یہ دعا کی۔ یا اللہ دے کٹی، یا اللہ دے کٹی، یا اللہ دے کٹی۔ میں نے جب یہ وضاحت سنی تو کہا بالکل ٹھیک ہے یہ میری غلطی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ بتانے والے کی بھی غلطی ہے اور ساتھ ہی مجھے بھی سوچنا چاہیے تھا کہ صوفی صاحب نے ضرور ہی اللہ کا نام لیا ہوگا لیکن میں نے سوچا نہیں۔ پھر اس کے بعد میں نے فوراً ''الاعتصام'' میں اعلان کیا کہ یہ واقعہ لکھنے میں مجھ سے غلطی ہوئی ہے اور صحیح واقعہ اس طرح ہے کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے اللہ سے مانگا تھا، بھینس سے نہیں مانگا تھا۔ مولانا حافظ زبیر علی زئی صاحب بھی میرے پاس آئے تھے۔ انہوں نے اس واقعے پر ''الاعتصام'' میں میرے اعتذار نامے کو سراہا اور کہا کہ آپ نے اچھا کیا جو یہ وضاحت لکھ دی۔ ان کے ساتھ مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور کے مولانا محمد سرور صاحب بھی تھے۔

اسی طرح کشف کا معاملہ ہے جیسا کہ میں نے اپنی کتاب میں صوفی صاحب رحمہ اللہ کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک شخص کے بیل گم ہو گئے وہ

بہت پریشان ہوا۔حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں آکر اپنی پریشانی بیان کی تو انہوں نے فوراً فرمایا تمہارے بیل فلاں جگہ پر کھڑے ہیں۔اس شخص نے جب وہاں جا کر دیکھا تو واقعی بیل وہیں کھڑے تھے۔میں نے صوفی صاحب رحمہ اللہ کے بارے میں یہ بات سنی تھی کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ کشف کوئی مشکل کام نہیں ہے لیکن میں نے اب کشف کی طرف توجہ دینا چھوڑ دی ہے۔اب میں صرف دعا کرتا ہوں۔

یہ اللہ کا فضل ہے کہ جب میری کتاب ''تذکرہ صوفی عبداللہ رحمہ اللہ'' چھپ گئی تو بعد میں اہل حدیث دوستوں نے پندرہ بیس واقعات مزید بھیجے ہیں۔

دعائے ولی پر مرضی کی نوکری مل جانا:۔(کرامت) ایک آدمی نے مجھے خط لکھا کہ آپ کی کتاب ''تذکرہ صوفی عبداللہ'' میں نے پڑھی بہت اچھی کتاب ہے۔انہوں نے لکھا کہ بھوئے آصل (ضلع قصور) کے قریب رہتا ہوں۔اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد میں صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت میرے لیے دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھے نوکری عطا فرمادیں۔صوفی صاحب رحمہ اللہ نے دعا کی اور تھوڑے دنوں کے بعد مجھے محکمہ منڈیات میں نوکری مل گئی۔اس نوکری سے مجھے بہت خوشی ہوئی لیکن وہ نوکری پنشن ایبل نہیں تھی۔میں پھر صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی حضرت اس نوکری پر تو پنشن نہیں ملے گی۔فرمانے لگے اللہ وہ بھی کردے گا۔چنانچہ تھوڑے دنوں بعد حکومت نے اعلان کر دیا کہ ان ملازمین کو بھی پنشن ملا کرے گی۔

اشاعت کرامات کی فکر:۔صوفی صاحب کی کرامات (یا قبولیت دعا) کے سلسلے میں آنے والے خطوط کی فوٹو کاپی میں نے پبلشر کو دے دی ہے اور کہا ہے کہ ان کو کتاب میں شامل کر کے شائع کیا جائے۔اگر وہ نہیں چھاپیں گے تو میں کسی اور پبلشر کو دے دوں گا۔مجھ سے بعض اور پبلشر بھی کتاب مانگ رہے ہیں۔یہ کتاب بہت تھوڑے عرصے میں دو مرتبہ چھپ چکی ہے۔اگر یہ اتنی ہی بری تھی تو فوراً ہی کیوں بک گئی......! بعض لوگوں نے دو دو سو کی تعداد میں کتابیں خرید کر تقسیم کیں۔مولانا عبدالقادر ندوی مرحوم (سابق صدر جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن) نے سیکڑوں کی تعداد میں کتاب خریدی اور شائقین کو پڑھنے کے لئے دی۔

دور حاضر میں بیعت اصلاح کی ضرورت:۔سوال:موجودہ دور میں بیعت اصلاح کے سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب:میرے خیال میں بیعت لینے میں کوئی حرج نہیں جس آدمی کو آپ اچھا اور نیک جانتے ہیں اس کی بیعت کرلیں۔لیکن میں یہ بھی نشان دہی بھی نہیں کرسکتا کہ فلاں کی بیعت کریں۔ویسے مجھے آج کل مولانا عائش محمد حفظہ اللہ اچھے لگتے ہیں۔نیک آدمی ہیں،ان کی دعا قبول ہوتی ہے۔میرا خیال ہے کہ کہ کوئی شخص بیعت کرلے تو اس میں کتاب وسنت کی اطاعت کا جذبہ دوسروں کی بہ نسبت زیادہ ہوتا ہے۔آپ نے کس کی بیعت کرنی ہے۔یہ آپ کی مرضی ہے۔یہ مشورہ میں نہیں دے سکتا۔

مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کی بیعت:۔مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ نے 1921ء میں مولانا ابوالکلام رحمہ اللہ کی بیعت کی تھی یہ انہوں نے خود لکھا ہے۔یہ بیعت میاں عبدالعزیز مالواڑہ بارایٹ لا کے مکان پر لاہور میں ہوئی اور وہاں پر داؤد غزنوی رحمہ اللہ بھی موجود تھے۔

مولانا غلام رسول مہر رحمہ اللہ کی بیعت:۔مولانا غلام رسول مہر رحمہ اللہ نے بھی بیعت کی تھی۔مولانا محی الدین قصوری رحمہ اللہ سے جو کہ مولانا عبدالقادر قصوری رحمہ اللہ کے بیٹے تھے اور انہوں نے صوفی ولی محمد رحمہ اللہ کی بیعت کی جو کہ فتوحی کے رہنے والے تھے اور جماعت مجاہدین سے تعلق رکھتے تھے۔فتوحی والا گاؤں گنڈا سنگھ کے قریب ضلع قصور میں ہے۔

صوفی ولی محمد مرحوم کے بعض واقعات بڑے دلچسپ ہیں کہ ایک شخص نے بتایا کہ صوفی ولی محمد رحمہ اللہ کا ایک ملنے والا قبر کی جزا سزا کو نہیں مانتا تھا۔صوفی صاحب نے اسے بہت سمجھایا لیکن یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ایک دن کھانا کھانے کے بعد صوفی ولی محمد صاحب نے اسے کہا کہ تم میرے سر کے ساتھ سر لگاؤ اور سو جاؤ۔اس نے ایسا ہی کیا،جب وہ سو کر اٹھا تو جزا سزا کا قائل تھا۔یہ کیا معاملہ تھا اس کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

سوال: آج کے اہل حدیث بیعت سے کیوں گھبراتے ہیں؟

جواب: یہ ان کا مسئلہ ہے۔ ان سے پوچھیں، میرا نہیں ہے۔

بیعت جہاد اور بیعت اصلاح:۔ سوال: یہ کہا جاتا ہے کہ شاہ اسماعیل شہید اور سید احمد شہید رحمہما اللہ کی جو بیعت تھی وہ بیعت جہاد تھی، بیعت اصلاح نہیں تھی؟

جواب: بیعت جہاد میں ہی بیعت کی ساری اقسام آ جاتی ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب بھی بیعت لیتے تھے۔ ایک دن از راہ کرم وہ میرے غریب خانے پر تشریف لائے۔ ان کے ساتھ تنظیم اسلامی کے بعض اور ارکان بھی تھے۔ انہوں نے مختلف باتیں ارشاد فرمائیں۔ کہنے لگے: اسلام کا غلبہ ہونا چاہیے۔ میں نے کہا کہ اسلام کا غلبہ میرا مسئلہ نہیں ہے کیونکہ اسلام مغلوب ہی نہیں۔ غالب اس کو کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جو مغلوب ہو۔ ہاں مسلمان کمزور ہیں، اگر آپ اسلام کو مغلوب سمجھتے ہیں تو اسے غالب کرتے رہیں۔ میں تو اسے مغلوب نہیں سمجھتا۔ پھر فرمایا کہ آپ نے کسی کی بیعت کی ہے؟ میں نے کہا کی ہے۔ کہنے لگے وہ زندہ ہیں؟ میں نے کہا وہ فوت ہو گئے۔ کہنے لگے آپ نے دوبارہ بیعت کی۔ میں نے کہا ہاں دوباہ بھی کی تھی، وہ بھی فوت ہو گئے۔ کہنے لگے تو آپ پھر میری بیعت کر لیں۔ میں نے کہا: اب تو میں خود بیعت لیتا ہوں۔

فرمایا آپ میرے پاس دس دن آ کر رہیں۔ میں نے کہا ڈاکٹر صاحب میں دس دن کیا دس ماہ، دس سال آپ کی خدمت میں رہنے کے لئے تیار ہوں لیکن میرے افکار نہیں بدلیں گے، نہ سیاسی افکار بدلیں گے نہ مذہبی۔ میں وہابی ہوں اور وہابی ہی رہوں گا۔ میں جن چیزوں کا قائل ہوں ان کا ہی قائل رہوں گا۔ آپ مجھے لاکھ سمجھاتے رہیں۔ میں نے اخبار پڑھ کر یا لوگوں کی باتیں سن کر افکار نہیں بنائے۔ میں نے پڑھ کر مطالعہ کر کے افکار بنائے ہیں، سیاسی افکار بھی میں نے پڑھ کر قائم کئے اور میں قید میں بھی رہا ہوں، مجھ سے ایک ایک جماعت سے متعلق پوچھیں، یہ کب بنی انشاء اللہ سب کا بتاؤں گا۔ کانگریس کے بارے میں پوچھیں، مسلم لیگ کا پوچھیں سب کچھ عرض کروں گا، مذہبی جماعتوں کے متعلق پوچھیں ان کے متعلق بھی بتاؤں گا، میں نے پڑھ کر اپنا ایک ذہن بنایا ہے۔

اسی طرح پڑھ کر میں نے سمجھا ہے کہ وہابیت صحیح ہے، اہل حدیث برسر حق ہیں۔ اب میرے پاس سو دیوبندی آ جائیں شیخ الہند رحمہ اللہ اٹھ کر آ جائیں میں نہیں مانوں گا۔ مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کو میں نے دیکھا ہے، ان کی باتیں سنی ہیں، مولانا کفایت اللہ صاحب جو بہت بڑے عالم تھے انہیں مفتی اعظم کہا جاتا تھا ان کی مجالس میں دلی میں بیٹھا ہوں۔ مولانا احمد سعید دہلوی رحمہ اللہ کی مجلس میں بیٹھا ہوں، اسی طرح مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی صاحب سے باتیں کرنے اور ان کی مجلس میں بیٹھنے کی سعادت حاصل کی ہے لیکن مسلکی اعتبار سے میں ان حضرات سے ہرگز متاثر نہیں ہوں۔ میں کسی سے یہ نہیں کہتا کہ وہ نماز میں رفع الیدین کرے یا آمین بالجہر پکارے لیکن میں ان مسائل پر عمل کرتا ہوں اور برملا کرتا ہوں۔

میرے نزدیک صحیح مسئلہ یہی ہے کہ رفع الیدین کرنی چاہئے اور سورہ فاتحہ نماز میں پڑھنی چاہیے، کیونکہ حدیث میں ہے کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی، یہ صحیح حدیث ہے۔ لیکن اگر کوئی کہے میں نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھنی تو نہ پڑھے۔ میں نے کسی کا ٹھیکہ نہیں لیا۔ میں جو بات کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ میں نے جو خیالات بنائے ہیں وہ خوب پڑھ کر اور تحقیق کے بعد بنائے ہیں۔

نیک لوگوں کی دعا جلد قبول ہونا:۔ نیک لوگوں کی دعاؤں کا نظریہ یہ بھی میں نے پڑھ کر بنایا ہے کہ دعا نیک لوگوں کی جلد قبول ہوتی ہے۔ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے تھے۔ قرآن کہتا ہے کہ دعا قبول ہوتی ہے۔ دو اوقات میں خاص طور پر دعا قبول ہوتی ہے۔ ایک فرائض کے بعد اور ایک آدھی رات کے بعد۔ اب یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ رات کی نماز نہ پڑھیں۔ حدیث میں فرمایا گیا ہے جو ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے جائیں اللہ انہیں خالی نہیں لوٹاتا۔ اسی طرح وظائف کا معاملہ ہے۔ حدیث میں آیا ہے یہ یہ وظائف نماز کے بعد پڑھو...... صبح

اور شام کی نماز کے بعد ''بسم اللہ الذی لایضر مع اسمہ'' تین تین بار پڑھیں، فلاں وظیفہ سات مرتبہ پڑھیں وغیرہ وغیرہ۔

میں آپ سے کہہ رہا تھا کہ میں خود مطالعہ کر کے اور پڑھ کر یہاں تک پہنچا ہوں۔ فقہ کی بہت کتابیں میں نے پڑھی ہیں اور درساً درساً پڑھی ہیں۔ جو میں نے فقہ پر لکھا ہے مثلاً '' برصغیر میں علم فقہ '' میری کتاب ہے۔ اس قسم کی کتاب کسی حنفی عالم نے نہیں لکھی۔ میں نے یہ مواد کئی سو سال قبل کی قلمی کتابوں سے لیا ہے۔ اس قسم کی کتاب نہ مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب نے لکھی ہے، نہ مولانا حسین احمد مدنی صاحب نے حالانکہ قلمی کتابیں ان کے زمانے میں بھی موجود تھیں لیکن نہیں لکھ سکے۔ یہ قلمی کتابیں میں نے بڑی محنت سے تلاش کیں اور ان سے اپنی پسند کا مواد لیا اور پھر اسے کتابی شکل میں جمع کیا۔

میں نے فقہ کی اکاسی کتابوں کا تعارف کروایا ہے، ان میں سے بعض فارسی زبان میں ہیں اور بعض عربی زبان میں۔ میں نے نماز روزہ کے مسائل پر بحث نہیں کی بلکہ معاشرتی مسائل بتائے ہیں اور یہ بتایا کہ اسلام دو چیزوں کا نام ہے ایک عبادات اور دوسرا معاملات۔ میں نے معاملات پر بحث کی ہے۔ قلمی کتابیں تلاش کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے، یہ کام کوئی سر پھرا ہی کر سکتا ہے۔ علمائے کرام نے آسان کام کو اپنا لیا ہے کسی کو کافر کہا، کسی کو وہابی کہا، کسی کو بزرگوں کا بے ادب قرار دیا اور سمجھ لیا کہ دین کی خدمت کا فریضہ ادا ہو گیا۔ میں اس قسم کی سطحی باتیں بالکل نہیں کرتا۔

ایس ایم اکرام ادارہ ثقافت اسلامیہ کے ڈائریکٹر تھے۔ انہوں نے مجھے کہا کیا آپ قلمی کتاب پر کام کر لیں گے؟۔ میں نے کہا ہاں کروں گا۔ کہا فتاویٰ غیاثیہ کا پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں قلمی نسخہ موجود ہے اس پر کام کرو۔ قاضی عبدالنبی کوکب اورینٹل سیکشن کے لائبریری کے انچارج تھے۔ وہ غائبانہ طور پر مجھے جانتے تھے میں بھی انہیں جانتا تھا۔ میں نے انہیں بتایا کہ میرا یہ مسئلہ ہے۔ وہ کہنے لگے فتاویٰ غیاثیہ ہے تو سہی لیکن مل نہیں رہا ہے۔ میں نے کہا کہ قلمی کتاب کہاں جا سکتی ہے کسی الماری میں ہی ہوگی۔ بہر حال میں کئی دن بالالتزام لائبریری گیا لیکن کتاب نہ ملی۔

چیف لائبریرین عبدالرحیم صاحب تھے۔ ایک روز میں اپنے دفتر گیا تو رحیم صاحب میرے ڈائریکٹر اکرام سے ملنے آئے ہوئے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی کہنے لگے اسحاق صاحب آپ روزانہ ہماری لائبریری جاتے ہیں اور ہمیں ملتے ہی نہیں۔ میں نے کہا رحیم صاحب ایک کتاب چاہئے تھی، وہ مل نہیں رہی وہ سمجھ گئے۔ میں نے کسی کی شکایت نہیں کی وہ فرمانے لگے کہ کل صبح لائبریری آ جانا، میں نے کہا ضرور آؤں گا۔ میں دوسرے دن گیا تو سسٹم ہی بدلا ہوا تھا، قاضی عبدالنبی کو کسی اور سیکشن میں بھیج دیا گیا یہاں جو متعلقہ آدمی تھا اسے فتاویٰ غیاثیہ کے متعلق کہا تو وہ کہنے لگا یہ میز پر پڑی ہے۔ آپ اور کوئی خدمت بتائیں۔ میں نے شکریہ ادا کیا۔

فتاویٰ عالم گیری میں نے پڑھی ہے۔ اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ اہل حدیث ویسے ہی اس پر اعتراض کرتے ہیں وہ ایسے ہی ہے جیسے عام فقہ کی کتابیں ہوتی ہیں فرق صرف یہ ہے کہ بہت سی فقہ کی کتابوں کو اکٹھا کر کے ایک کتاب بنا دی گئی ہے۔ میں نے فتاویٰ عالم گیری کی کتاب '' القضا '' پر لکھا ہے۔ میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ میں نے فقہ کی کتابیں بہت پڑھی ہیں لیکن میں متاثر کسی سے نہیں ہوں، بس اسے علم کی حد تک ہی پڑھا ہے کہ میری معلومات میں اضافہ ہو جائے اس سے متاثر نہیں ہوا۔ حدیث کو چھوڑ کر دوسری کتابوں سے ہرگز متاثر نہیں ہو سکتا۔

ایک مرتبہ ایک دیوبندی عالم میرے پاس تشریف لائے۔ کہنے لگے آپ کی مہربانی کہ آپ نے ہمارے بزرگوں پر کام کیا ہے۔ مجھے بڑا غصہ آیا، میں نے کہا کہ آپ جیسے لوگ بزرگوں کے بارے میں تعصب پھیلاتے ہیں جوان حضرات کو اپنے کھاتے میں ڈالتے ہیں۔ جب یہ سارے بزرگ آپ ہی کے ہیں تو کسی نے ان کی عزت خاک کرنی ہے۔ کیا یہ بزرگ آپ نے اپنے گھر میں پیدا کیے ہیں۔ اگر یہ آپ کے بزرگ ہیں تو ان کے حالات کیوں نہیں لکھتے؟ آپ لوگ کوئی علمی کام نہیں کرتے بس دوسروں کے خلاف تعصب پھیلاتے ہیں۔

تصوف کا مطالعہ اور کسی کو صوفی کا لقب دینا:۔ سوال: آپ نے تصوف اور سیاست کے بارے میں کون سی کتابیں پڑھی ہیں؟

جواب: سیاست کے موضوع پر میں نے بے شمار کتابیں پڑھی ہیں، لیکن اسے چھوڑیے، صرف تصوف کی بات کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں

بھی مجھے کئی کتابیں پڑھنے کا موقع ملا۔ایک دن میں حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی کی خدمت میں حاضر تھا کہ میری کسی گزارش پر انہوں نے فرمایا: آپ تو صوفی ہوگئے ہیں اور آپ نے یہ خالص صوفیانہ بات کی ہے۔ یہ الفاظ فرما کر وہ اٹھے اور ایک الماری سے نکال کر مجھے مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی کتاب ''التکشف'' عنایت فرمائی۔ وہ کتاب میں نے پڑھی۔ سچی بات یہ ہے کہ میں اس سے زیادہ متاثر نہیں ہوا۔ عین ممکن ہے میں وہ کتاب سمجھ نہ سکا ہوں۔اصل تصوف میرے نزدیک وہی ہے جو خالص کتاب وسنت پر مبنی ہو اور صوفی وہ ہے جو کتاب وسنت کے احکام پر عامل ہو۔مرحومین سے صوفی ولی محمد (فتوحی والا) مولانا صوفی محمد علی لکھوی، صوفی عبداللہ (ماموں کانجن) مولانا محی الدین لکھوی (ان کے حالات میں سے مستقل کتاب لکھی ہے جو ابھی شائع نہیں ہوئی)۔صوفی نذیر احمد کاشمیری ان لوگوں کو باقاعدہ صوفی کہا جاتا تھا اور یہ واقعی صوفی یعنی بے حد صالح لوگ تھے۔موجودہ علماء میں بھی بعض حضرات کو صوفی کہہ کر پکارا جاتا ہے۔مثلاً حضرت مولانا عبداللہ ویروالوی مرحوم ومغفور کے دارالقرآن والحدیث کے کے مدرس صوفی گلفراز صاحب، جامعہ ابوبکر کراچی اور جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کے صوفی عائش محمد۔اگر کسی کو صوفی کہنا اور اس کی صوفیت کی نسبت کرنا غلط ہوتا اپنے عالم وفاضل لوگ ہرگز صوفی کہلانا پسند نہ فرماتے۔اسی طرح حضرت مولانا غلام رسول مرحوم ومغفور قلعوی قلعہ میہاں سنگھ والے بہت بڑے عالم اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ میں نے ان کے حالات میں'' تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی'' کے نام سے مستقل کتاب لکھی ہے۔جس میں ان کی قبولیت دعا اور کرامات کے بہت سے واقعات تحریر کیے ہیں ۔غزنوی اور لکھوی علمائے کرام سے متعلق کے تذکار بھی اس فقیر نے لکھے ہیں اور مزید لکھ رہا ہوں۔اس گوشہ فقیر سے جو قلمی کام ہوسکتا ہے اللہ کی مہربانی سے وہ کام کرنے کی کوشش کرر ہا ہوں۔''وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم ''۔

مشفق، بااخلاق اور تصوف پسند انسان

اخلاق کی مٹھاس اور گفتار کی چاشنی کتابوں میں پڑھی اور لوگوں سے سنی تو ضرور تھی لیکن اس کا عملی مشاہدہ ذہبی دوراں مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ کی مجلس میں حاضری سے نصیب ہوا۔

کتاب'' علمائے اہل حدیث کے ذوق تصوف'' کے سلسلے میں مولانا اسحاق بھٹی حفظہ اللہ کی خدمت میں کئی بار حاضری دینے کا شرف حاصل ہوا مگر انہوں نے کبھی بھی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا بلکہ ہر ملاقات میں آپ کے اخلاق کو اچھے سے اچھا پایا۔اتنی بڑی شخصیت، اتنا بڑا نام لیکن اتنا اچھا اخلاق میں نے زندگی میں نہیں دیکھا۔سچ لکھا جائے تو اس حدیث مبارکہ کا مفہوم اب سمجھ میں آیا کہ''تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جس کا اخلاق سب سے بہتر ہے''۔مورخہ ۲۰۱۳ـ۸ـ۴، بمطابق ۲۵ رمضان المبارک بروز اتوار کو بعد نماز عصر کچھ دیر گفتگو ہوئی جس میں آپ نے''صوفی اور تصوف'' کے بارے میں مختصر مگر جامع تاثرات ارشاد فرمائے یہ تاثرات اور گذشتہ تمام ملاقاتیں میں موبائیل میں ریکارڈ کرتا رہا کیونکہ ایسی علمی اور تحقیقی ہستیاں پھر نہیں ملتیں یہ علمی انسان اس قحط الرجال کے دور میں ایک سرمایہ ہیں۔دوران گفتگو آپ کے بھتیجے بھی موجود تھے جو کہ آج کل پنجاب یونیورسٹی میں پڑھ رہے ہیں۔گفتگو کا وہ ریکارڈ من وعن پیش خدمت ہے: آپ کی اس تمام گفتگو کو ریکارڈ کر کے بطور تبرک و یادگار محفوظ کر لیا گیا ہے۔(سید فاروق محمدی)

صوفی کون ہوتا ہے؟:۔صوفی اللہ کے نیک بندوں کو کہتے ہیں۔دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہوتے ہیں جو اگر اللہ کی قسم اٹھا لیں تو اللہ پاک ان کی قسم کی لاج رکھتے ہوئے وہ کام کر دیتے ہیں۔تصوف ہی سے لفظ صوفی نکلا ہے، اگر تصوف غلط ہے تو صوفی کہلانا بھی غلط ہوتا۔صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ ماموں کانجن والے صوفی تھے، اس کے علاوہ مولوی ولی محمد (فتوحی والا) بھی صوفی تھے، وہ اہل حدیث تھے اور مجاہدین کے ساتھی بھی تھے۔اس نیک آدمی کا ایک واقعہ مشہور ہے کہ ان کا ایک ملنے والا یوم حشر کو نہیں مانتا تھا وہ اسے سمجھاتے رہتے مگر وہ نہ مانتا۔ایک

دن وہ ان کے پاس آیا تو ظہر کی نماز کے بعد اسے کھانا کھلایا، پھر جب سونے لگے تو صوفی ولی محمد صاحب رحمہ اللہ نے اسے فرمایا کہ اپنا سر میرے سر کے ساتھ ملا کر سو جاؤ، جب وہ سو کر اٹھا تو معافی مانگنے لگا۔ یوم حشر پر ایمان لے آیا، یہ کیسے ہوا اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ بہرحال یہ پورا واقعہ میں نے اپنی کتاب ''گزر گئی گزران'' میں لکھا ہے۔ اسی طرح مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ بھی صوفی تھے، جب وہ بیعت ہونے کیلئے مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے نام پوچھا فرمایا: میرا نام محی الدین ہے۔ یہ سن کر مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ فرمانے لگے: میرا نام محمد اعظم تھا، حالانکہ اعظم تو اللہ کے نبی ہیں محمد ﷺ، لیکن جب یہ نام میرا رکھ دیا گیا تو میں نے عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے اپنا نام عبداللہ رکھ لیا۔ اسی طرح پتہ نہیں آپ بھی احیائے دین کرتے ہیں یا نہیں، لہٰذا آپ بھی اپنے نام کے ساتھ عبداللہ رکھ لیں تاکہ عاجزی ظاہر ہو۔ پھر انہوں نے اپنا پورا نام محی الدین عبدالرحمٰن رکھ لیا۔

صوفی کی آمد کا صوفی کو الہام:۔ یہ بھی بہت عجیب واقعہ ہے کہ جب آپ بیعت ہونے کیلئے مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے پاس جا رہے تھے تو مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کو پہلے ہی الہام ہو گیا۔ فوراً اپنے گھر والوں سے کہا کہ کوئی اللہ کا نیک بندہ آنے والا ہے، اچھے کھانے کا انتظام کرو، میں ان کو لینے جا رہا ہوں۔ یہ واقعہ بھی میں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔

صوفی اہل حدیث کا مدرسہ:۔ اس کے علاوہ فیصل آباد میں دار القرآن والحدیث کے نام سے مولانا عبداللہ رحمہ اللہ نے ایک بہت بڑا مدرسہ بنایا، جن کے شاگرد ہیں مولانا گلزار احمد۔ لیکن اپنے علاقے میں وہ صوفی گلزار احمد کے نام سے مشہور ہیں۔ اگر صوفی کہلانا ناجائز ہوتا تو ان کے استاد مولانا عبداللہ رحمہ اللہ انہیں صوفی نہ کہتے۔ تصوف اور صوفی ایک ہی لفظ ہے۔

نیپال میں لفظ صوفی کی اہمیت:۔ پچھلے دنوں مجھے نیپال سے ایک خط آیا، خط لکھنے والے ایک بہت بڑے ادارے کے مدرس ہیں، ان کے والد بھی مدرس تھے۔ انہوں نے لکھا کہ میں آپ کی کتابیں بہت عرصے سے پڑھ رہا ہوں۔ آپ سے ملاقات کی بہت خواہش ہے، لیکن ابھی تک آپ سے ملاقات نہیں ہو سکی، اب جو خط لکھ رہا ہوں اس میں مجھے ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ میں آپ کو کیسے مخاطب کروں۔ یہاں کے بعض احباب نے مجھے کہا کہ بھٹی صاحب سادہ، نیک اور صوفی آدمی ہیں۔ لہٰذا انہیں صوفی کے نام سے مؤدب ہو کر مخاطب کرو۔ چنانچہ انہوں نے مجھے صوفی کہہ کر مخاطب کیا ہے۔ اگر تصوف غلط ہے تو صوفی کہنا بھی غلط ہوتا، اگر صوفی کہنا غلط ہوتا تو اتنے بڑے عالم دین مجھے صوفی کیوں کہتے۔

دینی مدارس کے بانی صوفی عبداللہ (رحمہ اللہ):۔ صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ نے دو مدرسے جاری کیے، ایک اوڈاں والا میں اور دوسرا ماموں کانجن میں جن میں بے شمار طالب علم پڑھتے ہیں۔ اب بھی تین سو طالب علم قرآن پاک حفظ کر رہے ہیں۔ وہاں کے امیر میرے پاس آتے ہیں جو کہ مکہ یونیورسٹی (جامعہ ام القریٰ) سے فاضل ہیں۔ (پاکستان کی مشہور درسگاہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد کا سنگ بنیاد بھی صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ نے ہی رکھا تھا)۔

کرامت اور استدراج میں فرق:۔ مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''کرامات اہل حدیث'' میں علمائے اہل حدیث کی بہت سی کرامات بیان کی ہیں۔ کرامت بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں، ایک ہوتی ہے کرامت اور ایک ہوتا ہے استدراج، دونوں میں بہت فرق ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے، استدراج کافر اور ہندو سے بھی ہو سکتا ہے۔ مثلاً ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ فلاں شخص ہوا میں اڑ رہا ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ اسی طرح کچھ جنات کے بھی اثرات ہوتے ہیں۔

چند کرامات کا تذکرہ:۔ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ (قلعہ میہاں سنگھ) کے بارے میں میں نے کئی واقعات لکھے ہیں کہ جنات ان کے تابع تھے۔ ایک دفعہ ان کے پاس ایک حجام آ کر کہنے لگا معلوم نہیں اتنے عرصے سے میرا بیٹا غائب ہے۔ آپ خاموش رہے، اس نے پھر یہی کہا، آپ پھر خاموش رہے، اس نے تیسری بار یہ بات کی تو اس سے فرمایا کہ تمہارا بیٹا گھر میں بیٹھا ہے۔ اسی طرح ایک دفعہ ایک نمبردار آ کر کہنے لگا حضرت میرا کنواں خراب ہو گیا ہے، میں غریب آدمی ہوں براہ کرم میرے ساتھ چلیں۔ آپ رحمہ اللہ کے جانے سے اس کا کنواں دوبارہ چل پڑا۔

اسی طرح حضرت کے مخالفین میں سے کسی نے ان کے پاس ایک شخص بھیجا، وہ شخص آ کر حضرت کے سامنے بیٹھا رہا، عصر کی نماز پڑھنے کے بعد کہنے لگا مجھے اجازت دیں۔ میں نے واپس جانا ہے، آپ نے فرمایا ابھی بیٹھ جاؤ۔ وہ کہنے لگا سورج غروب ہونے کو ہے مجھے جانے ہی دیجئے، آپ نے فرمایا ٹھیک ہے چلے جاؤ اور وہ چند ہی لمحات میں واپس پہنچ گیا، یہ بھی ان کی کرامت تھی۔ کرامتیں اپنی جگہ ہوتی ہیں اور کچھ بزرگوں کے قابو میں جنات بھی ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک آدمی ان سے کہنے لگا میں نے جنات کو دیکھنا ہے، پھر کچھ دن بعد کہنے لگا کہ میں لاہور جارہا ہوں، آپ نے فرمایا تمہیں راستے میں جنات ملیں گے، کہنے لگا نہیں حضور اب کوئی ضرورت نہیں مجھے یقین ہو گیا ہے یہ نہ ہو کہ میں ڈر جاؤں۔

اسی طرح لکھوی خاندان کی کرامات بھی مشہور ہیں، وہ سب واقعات میں نے اپنی کتابوں میں لکھے ہیں۔

آج کا دور مادیت کا دور ہے:۔ کچھ دور ایسے ہوتے ہیں جن میں نیکی کا غلبہ ہوتا ہے، آج کے دور میں نیکی کا غلبہ نہیں ہے۔ یہ مادیت کا دور ہے، پہلے جو لوگ تھے ان پر نیکی کا غلبہ رہتا تھا اور مادیت مغلوب رہتی تھی اللہ کی مدد ان کے ساتھ ہوتی تھی۔

مستجاب الدعوات صوفی:۔ ایک آدمی نیک ہے، بہت زیادہ وظیفہ پڑھتا رہتا ہے، اللہ اس کی دعائیں قبول کرتا ہے تو ہمیں اس میں کیا اعتراض ہے اور پھر شواہد بھی ملتے ہیں۔ مثلاً پچاس آدمی کہتے ہیں کہ میرے ساتھ یہ واقعہ ہوا، یہ واقعہ ہوا تو کیا اب سارے ہی جھوٹ بول رہے ہیں اور بول بھی صرف اسی ایک شخص کے بارے میں رہے ہیں، کسی اور کے بارے میں کیوں نہیں کہتے۔ صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے پاس جب بھی کوئی شخص دعا کیلئے جاتا تو اسے یقین ہو جاتا تھا کہ دعا قبول ہو چکی ہے اور واقعی اللہ پاک ان کی دعا قبول فرماتے تھے۔

مجذوب کی دنیا:۔ نیک لوگوں کی اور ہی دنیا ہوتی ہے، کئی لوگ مجذوب کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ ہم کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے۔ اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ جو چیز ہم نہیں جانتے وہ دنیا میں نہیں ہے۔ بے شمار چیزیں ایسی ہیں جنہیں ہم نہیں جانتے کیا اب وہ ساری چیزیں اس دنیا میں نہیں ہیں۔ ایسے مجذوب لوگ یقیناً موجود ہیں، ان کا لوگوں کے ساتھ میل جول دوسروں سے مختلف ہوتا ہے۔ پہلے میں لوہاری میں رہتا تھا ہم لوگ روزانہ انارکلی جاتے تھے وہاں ہوٹل پر مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ بھی آجایا کرتے تھے اور بھی کافی لوگ آتے تھے۔ ایک لمبے تڑنگے آدمی کو ہم روزانہ دیکھتے تھے جو سفید لباس پہنے ہوئے ہوتا، اس کے پاس ایک گٹھڑی ہوتی تھی جسے وہ بغل میں رکھتا اور انارکلی کے چکر لگاتا رہتا۔ اکثر لوگوں کو دیکھ کر ان کے پیچھے بھاگتا مگر ان کے پاس جا کر رک جاتا، انہیں کچھ نہ کہتا نہ ہی کچھ بولتا۔ مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ نے بہت عجیب بات فرمائی۔ فرمایا: معلوم ہوتا ہے یہ کسی بس یا ریل میں سفر کر رہا تھا، دوران سفر اس کی گٹھڑی گم ہو گئی، اس کو دھچکا لگا اور اس لیے اب وہ لوگوں کے پاس جا کر دیکھتا ہے کہ کہیں چوری کرنے والا یہ تو نہیں۔ اسی طرح ایک اور آدمی تھا جس کے ہاتھ میں ایک روٹی کا ٹکڑا ہوتا تھا جسے وہ آسمان کی طرف کرتا تھا۔ ہمارے ساتھ ایک مولانا تھے وہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ مجذوب ہے۔

اس طرح کچھ مجذوب جنگلوں میں نکل جاتے ہیں لوگ ان پر اعتراض کرتے ہیں کہ وہ باجماعت نماز یا جمعہ نہیں پڑھتے۔ یہ اعتراض بھی ٹھیک ہے لیکن اصل میں وہ پاگل نہیں ہوتے، ایک روحانی اثر ہوتا ہے جو انہیں دنیا سے الگ تھلگ رکھتا ہے۔ ان کی سمجھ میں یہ دنیا غلط ہے، اس لیے وہ کسی ایسی جگہ رہتے ہیں جہاں دنیا کے آثار نہ ہوں اور وہ ہر وقت اللہ کی یاد میں مستغرق رہیں۔ وہ مادیت سے الگ ہونا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جنگل میں اپنی ایک الگ دنیا بسائیں جہاں ان کے اور اللہ کی یاد کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو۔ ویسے بھی اگر ایک شخص جنگل میں ہے تو وہ سفر کی حالت میں ہوتا ہے اس پر جمعہ فرض نہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص مقروض ہونے کیوجہ سے جنگل میں نکل جائے تو وہ غلط ہے، اسے حالات کا مقابلہ کرنا چاہیے نہ کہ یوں فرار ہونا چاہیے۔ اللہ ہمیں نیکی کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر ہم اس مقام پر نہیں پہنچے تو کم از کم اس کی مخالفت بھی نہیں کرنی چاہیے۔ (ملاقات: سید فاروق احمد رضوی صاحب)

کرامات کے غیر مطبوعہ خطوط

کتاب علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف کے سلسلے میں حضرت مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ سے ملاقات ہوئی، آپ نے چیدہ چیدہ مقامات سے کتاب کا مسودہ ملاحظہ فرمایا اور تحسین فرماتے ہوئے اسلاف کے شفاف اور پاکیزہ تصوف، بیعت لینے والے حضرات میں سے معروف لوگوں کا تذکرہ بھی کیا، آپ نے اپنی بیعت اصلاح جو کہ سید محمد شریف گھڑیالوی رحمہ اللہ سے تھی اس کا ذکر بھی فرمایا۔ اسکے ساتھ آپ نے علمائے اہل حدیث کے باکمال ولی اور عارف باللہ صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ کی ان کرامات کا بھی ذکر فرمایا جو آپ کو اپنی معروف سوانح صوفی محمد عبداللہ شائع کرنے کے بعد خطوط کی شکل میں موصول ہوئے، آپ اس بات کے بڑے مشتاق ہیں کہ اگلے جدید ایڈیشن میں ان کرامات کو ذکر کریں۔ آپ کے برادر محترم سعید بھٹی صاحب نے وہ غیر مطبوعہ خطوط مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ کی موجودگی میں ہمیں لاکر دیئے عکس لینے کے بعد وہ انھیں واپس کردیے گئے۔ قارئین کی دلچسپی کے لیے کتاب ''علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' کا حصہ بنائے جارہے ہیں۔ آپ کی اس تمام گفتگو کو بطور تبرک و یادگار کے محفوظ کرلیا گیا ہے۔

(از طرف میاں غضنفر اللہ وٹو، فاروق ٹاؤن فیصل آباد)

اہل اللہ کی سوانح نگاری کا ذوق:۔ بخدمت اقدس بابائے تاریخ وادب جناب مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ: نہایت آداب وسلام کے بعد عرض ہے کہ دل چاہتا ہے کہ آپ کی زیارت کیلئے حاضر ہوتا مگر ابھی کچھ دیر ہے یکم مئی 2006ء کو میں رحمانیہ دارالکتب امین پور بازار فیصل آباد مولانا محمد رمضان سلفی حفظہ اللہ کے پاس حاضر ہوا تو حسب عادت پوچھا جناب بھٹی صاحب کی کوئی نئی کتاب آئی ہے ......انہوں نے آپ کی کتاب بنام سوانح صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ دکھائی میں نے خرید لی، پڑھنے سے پہلے ہی مجھے یقین تھا کہ بابائے تاریخ اہل حدیث جس شخصیت پر لکھتے ہیں ان کے متعلقات تمام شخصیات کا بھی تعارف کرواتے ہیں جس کا تعلق کسی بھی طریقہ سے اس شخصیت سے رہا ہو۔ کتاب پڑھنے پر میرا یقین اب عین الیقین ہو چکا تھا، دل بے قرار ہوا کہ لاہور جانے کیلئے اگر وقت نہیں ملتا تو چند حروف آپ کی خدمت عالیہ میں پیش کروں یہ کتاب بھی آپ کی پہلی تصانیف کی طرح اپنی مثال آپ ہے بالخصوص اس میں حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کے علاوہ جماعت مجاہدین کا تعارف کروایا گیا ہے۔ مولانا فضل الٰہی وزیرآبادی رحمہ اللہ کا نام تو سنا تھا مگر پڑھا آپ کی اس کتب میں ہے۔ اس دور کے کتنے ہی اساتذہ کرام وتلامذہ عظام کے حالات مختصر اور جامع بیان کیے گئے ہیں۔ اسلاف کے حالات ان کے اخلاف تک پہنچانا ویسے تو ہر صاحب علم کی ذمہ داری ہے مگر جسے اللہ توفیق دے اس کا سہرا نہ صرف جماعت اہل حدیث میں سے بلکہ عالم اسلام میں سے آپ ہی کی سر ہے۔ اس طرح کسی نے بھی اپنے اکابر کو تحریر میں اخلاف کیلئے محفوظ نہیں کیا جس طرح کہ آپ کو اللہ نے توفیق نصیب فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی صحت، علم وعمل میں برکات نازل فرمائے اور اس سرمایہ چشمہ علم وادب سے ہمیں مستفیض ہونے کی توفیق نصیب فرمائے۔ ویسے تو بندہ آپ کی تحریر اور تعارف سے 1978ء میں آشنا ہوا تھا جب میں جامعہ سلفیہ میں چوتھی کلاس میں پڑھتا تھا اس وقت میں نے اپنے گاؤں میں ماموں جی کے پاس اردو قومی ڈائجسٹ دیکھا جس میں مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے حالات بیان تھے اور غزنوی خاندان کا جب ذکر آیا ہمارے آبائی مربی امام عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے ذکر کے ساتھ ہمارے گاؤں فیروز وٹواں اور وٹو برادری کا ذکر پڑھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی اس کے بعد الاعتصام میں کبھی کبھی آپ کا مضمون پڑھنے کو مل جاتا۔ تاہم زیارت کی تمنا ابھی باقی تھی۔

میرے شیخ کے حالات میری خوشی کا سبب:۔ جب میں نے 2000ء میں آپ کی کتاب ''بزم ارجمنداں'' پڑھی جس میں مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا محمد صدیق لائلپوری رحمہ اللہ جو میرے شیخ ہیں۔ مولانا امرتسری رحمہ اللہ، حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ اور دیگر

شیوخ اسلام کو میں نے حرفاً حرفاً پڑھا۔اپنے اکابرین کی خدمات اسلام پڑھ کر ایمان کو تازگی نصیب ہوئی۔اس کے فوراً بعد ہی آپ کی کتاب ''نقوش عظمت رفتہ'' مل گئی وہ اس سے بھی بڑھ کر تھی پھر تو بندہ مجبور ہوگیا کہ ایسے محسن جماعت اہل حدیث کی زیارت ضرور کی جائے۔

راویان کرامات سے شناسائی:۔ جنوری 2000ء کو بندہ نے آپ کی اقامت گاہ پر زیارت کا شرف حاصل کیا۔اس کے بعد فون پر کبھی دل اداس ہوتا تو سلام عرض کرتا رہا ہوں جس کو آپ انتہائی شفقت سے قبول فرما لیتے ہیں یہ آپ کی شفقت ہے۔اس کے بعد بندہ دوبارہ زیارت کیلئے 29 دسمبر 2005ء کو صبح 9 بجے حاضر ہوا تھا، رات جامع قدس میں مولانا مفتی عبداللہ عفیف حفظہ اللہ تعالیٰ کے پاس ٹھہرا تھا۔بات تو عرض کر رہا تھا کہ آپ سے کب متعارف ہوا بات طول پکڑ گئی۔عریضہ پیش کر رہا تھا کتاب پڑھ کر بچوں بچیوں کو حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کی کرامات سنائیں جو آپ نے نور اں کی بات سے شروع کر کے مولانا عفیف حفظہ اللہ تعالی کے والد کے دعائے صحت پر 59 کرامات درج کی ہیں۔ان میں بہت سے واقعات کے راوی ہمارے دوست محمد اشرف جاوید صاحب ہیں اور محمد رمضان سلفی صاحب ہیں۔

ایک نہایت مستند کرامت کی تصدیق:۔ اس میں کسی قسم کا شک نہیں کہ صوفی صاحب بھی مستجاب الدعوات تھے ایک کرامت بھی میرے پاس امانت ہے چاہتا ہوں کہ آپ کی خدمت عالیہ میں پیش کروں۔1982ء میں بندہ فاضل عربی کا امتحان دینا چاہتا تھا 81ء میں جامعہ سلفیہ سے فارغ ہو چکا تھا تاہم نصاب فاضل عربی کی کتب کے حصول اور اساتذہ سے رہنمائی کیلئے دارالعلوم رحمانیہ فاروق آباد (شیخوپورہ) کچھ دیر قیام کیا وہاں ایک استاذ محترم محمد صدیق ارچند والے ہمیں حماسہ اور موطا امام مالک رحمہ اللہ پڑھاتے تھے۔حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کا ذکر شروع ہوا تو مولانا موصوف نے ایک واقعہ بطور کرامت بیان کیا اور جس کے ساتھ یہ واقعہ گزرا تھا ان کا نام حکیم نور محمد ڈی ٹائپ کالونی فیصل آباد ہے کہ بندہ جب 1988ء میں فیصل آباد آیا حکیم صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کا اشارہ دیا اور ساتھ عرض کی کہ میں آپ کی زبان سے سننا چاہتا ہوں۔تو حکیم صاحب نے فرمایا میں آپ کو پوری کرامت تفصیل سے بیان کرتا ہوں۔

کرامت بیان کرنے سے پہلے حکیم صاحب کا مختصر تعارف یہ ہے کہ ڈی ٹائپ فیصل آباد کے رہنے والے یہ حکیم صاحب کسی دوسرے مسلک سے تعلق رکھتے تھے اور اسی کرامت کی وجہ سے اہل حدیث ہوئے اپنی بیٹیاں اہل حدیثوں کے گھر بیاہیں۔ان کی ایک بیٹی حافظ محمد سلیمان (مدرس کلیہ دارالقرآن والحدیث) کے گھر ہے ایک بیٹی قاری محمد عارف امام مرکزی جامع مسجد اہل حدیث امین پور بازار کی اہلیہ ہیں۔ ان کے ایک نواسے جو کہ ایک اور بیٹی سے ہیں عالم دین ہیں ان کا نام محمد اویس قرنی ہے اور سرگودھا کسی اہل حدیث مسجد میں خطیب ہیں۔حکیم نور محمد رحمہ اللہ نے تمام زندگی سنت نبوی ﷺ کے مطابق گزاری آخری ایام میں وہ اپنا بیشتر مستقل مسجد محمد اہل حدیث کوارٹر منڈی فیصل آباد میں لے گئے اور وہیں عشاء کی نماز کے بعد 17 اگست 1992ء بروز جمعرات مالک اجل کو لبیک کہہ گئے۔

18 اگست 1992ء جمعتہ المبارک کی نماز کے بعد ان کی نماز جنازہ ان کے داماد حافظ محمد سلیمان صاحب حفظہ اللہ نے پڑھائی۔

حکیم صاحب نے جو کرامت ہم سے بیان کی اور کہنے لگے میں ایک بزرگ کا بہت ہی زیادہ معتقد تھا۔جب وہ فوت ہوئے تو میں جنازہ پر گیا بعد از تدفین واپس آیا تو صدمہ کی وجہ سے دل میں درد ہونے لگا آہستہ آہستہ یہ مرض بڑھتا گیا یہاں تک کہ ایک سال گزر گیا بہت علاج کئے، اوروں سے کروائے مگر بے سود۔ایک سال کے بعد درد نا قابل برداشت ہونے لگا کسی نے بتایا کہ اس کا علاج اوڈاں والا میں ایک بزرگ صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ ہیں وہ کر سکتے ہیں۔10 مئی 1963ء بروز جمعتہ المبارک کو جب میں اوڈاں والا پہنچا تو خطبہ جمعہ ہو رہا تھا مولانا عبدالعزیز راشد فیصل آبادی اس وقت وہاں طالب علم تھے وہ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔بعد از نماز جمعہ حضرت صوفی صاحب ایک چھپر کے نیچے چارپائی پر بیٹھے تھے اور لوگ موجود تھے کوئی آتا السلام علیکم کہتا اور بیٹھ جاتا یا چلا جاتا۔میں بھی قریب ہوا سلام عرض کیا اٹھ کر مجھ سے ہاتھ ملایا۔نہ میں نے کچھ بتایا نہ ہی انہوں نے پوچھا، ہاتھ ملاتے ہی مجھے اپنے سینے سے لگا گیا اور دایاں ہاتھ میری کمر پر رکھا کچھ دیر پڑھتے رہے مجھے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے دل کے درد پر کافور رکھ دیا گیا ہے، مکمل سکون نصیب ہوگیا۔اس کے بعد خود چارپائی پر بیٹھ گئے

اور مجھے ساتھ والی چارپائی پر بیٹھنے کا فرمایا۔ مجھے بھوک لگی تھی اور پیاس بھی شدت کی مجھے پوچھے اور بتائے بغیر ایک آدمی کو کھانا لانے کا کہا جب میں کھانا کھا چکا اب میں بالکل صحت یاب تھا۔ میں نے چاہا کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کو اپنا تمام معاملہ تو پیش کروں جب میں نے کچھ کہنا چاہا تو فرمانے لگے یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ میں خاموش ہو گیا اپنا نام اور پتہ بتایا اور دوبارہ آنے کا وعدہ کیا واپسی کی اجازت چاہی تو فرمایا نماز سنت کے مطابق پڑھا کریں۔ گھر آکر میں نے تمام اہل خانہ کو بتایا کہ آج کے بعد ہم اہل حدیث مکتبہ فکر کے مطابق نماز اور تمام زندگی گزاریں گے اور اب تک بحمد اللہ ہم قرآن وسنت کے مطابق ہی زندگی گزارنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے بعد حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کے پاس کئی دفعہ حاضر ہوا صوفی صاحب بھی کئی بار ہمارے ہاں تشریف لاتے اور ہمیں خدمت کا موقع ملتا رہا۔

میلے کپڑے شفایابی کا ذریعہ (کرامت):۔ یہ بات حکیم صاحب نے ہم سے بیان کی اس کے بعد ہمیں چائے پلائی اور فرمایا میرے پاس دو باتیں اور بھی ہیں اگر آپ شوق رکھتے ہوں تو بیان کروں ہم نے کہا جی ضرور۔ فرمایا: جب صوفی صاحب بیمار ہوئے تو سول ہسپتال میں داخل تھے مجھے معلوم ہوا خیریت معلوم کرنے کیلئے حاضر ہوا ہسپتال میں رہتے ان کو چند ہو گئے تھے۔ کھدر کے سفید کپڑے پہن رکھے تھے جو کافی میلے تھے، میں سائیکل پر گھر آیا، اپنے دھلے کپڑے لے گیا۔ عرض کی: حضرت یہ کپڑے بدل لیں تاکہ ان کپڑوں کو دھویا جائے۔ پہلے تو نہ مانے میرے اصرار پر کپڑے تبدیل کیے، دھونے والے کپڑے میں گھر لایا ان کو سوڈا وغیرہ میں ڈال دیا گیا یعنی بھگو دیا اسی رات میری بیوی کے پیٹ میں شدید درد ہوا کوئی دوائی اثر نہ کرتی تھی اس نے مجھے بتائے بغیر صوفی صاحب کے بھگوئے کپڑوں کے پانی سے ایک چلو پانی پی لیا اللہ نے شفاء دی۔ بعد میں میری اہلیہ نے بتایا کہ اس طرح میں نے صوفی صاحب کے کپڑوں کی میل والا پانی پیا ہے۔ دوسرے دن میں کپڑے لے کر حاضر ہوا یہ ہمارا واقعہ بتایا تو آپ رحمہ اللہ نے ناراضگی کا اظہار کیا اور ساتھ کہا اللہ اس کو معاف کرے۔

استعمال شدہ کپڑے کی برکات (کرامت):۔ ایک دفعہ حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ ہمارے گھر آئے کھانا وغیرہ کھایا بعد میں وضو کیا میرے صافے (سر کا کپڑا) کے ساتھ صوفی صاحب نے ہاتھ منہ صاف کیا اور میں نے یہ کپڑا بغیر دھوئے اپنے مطب میں رکھا جب کوئی مریض دردسر کی شکایت کرتا تو یہ کپڑا میں اس کے سر پر رکھ دیتا اللہ اسے شفاء نصیب فرماتا۔ بہت دیر تک یہ نسخہ میں استعمال کرتا رہا آخر کسی نے گھر میں مجھے بتائے بغیر یہ کپڑا دھو دیا۔

اشاعت کرامات کا اشتہار اور تین کرامات کا اظہار:۔ یہ تین کرامات حکیم صاحب نے بیان کیں مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ کا اشتہار الاعتصام میں نہ پڑھا ورنہ یہ پہلی فرصت میں بھیجتا اور پہلے ایڈیشن میں چھپ جاتیں۔ اس کے علاوہ ایک سال قبل بندہ کو آپ نے فرمایا تھا کہ اپنا تعارف تفصیل سے لکھ کر بھیجیں بندہ اس قابل نہ تھا۔ مگر آپ کی شفقت اور نظر کرم کی بنیاد پر چند الفاظ لکھے ہیں بندہ قلم کاریوں کی لطافت ونزاکت سے نہ آشنا ہے امید ہے کہ آپ امام القلم ہونے کے ناطے برداشت کرلیں گے کیوں کہ بڑے لوگوں کا ظرف قوت برداشت بڑا ہوتا۔ (آپ کا خادم: میاں غضنفر اللہ وٹو، گلی نمبر 2 فاروق ٹاؤن (فیصل آباد)

☆☆☆☆☆

تاثیر نگاہ ولی...... جو فرمایا وہ ہو گیا

(از: خوشی محمد غازی، ریٹائرڈ سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی پنجاب)

واجب الاحترام مولانا اسحاق بھٹی صاحب! السلام علیکم! میں ملازمت کی تلاش میں تھا۔ میں جناب صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ صاحب موصوف ماموں کانجن تشریف فرما تھے۔ میں وہاں حاضر خدمت ہوا نہایت پیار وشفقت سے ملے، میں نے ملازمت کیلئے دعا کی درخواست کی۔ کافی دیر دعا فرماتے رہے اور فرمایا کہ اللہ پاک پنشن والی ملازمت دے دے۔ لیکن جو مجھے ملازمت ملی اس محکمہ میں پنشن نہیں تھی۔ میں سوچتا کہ ولی اللہ نے دعا فرمائی ہے لیکن یہ ملازمت پنشن والی نہیں ہے۔ لیکن کچھ دن بعد حکومت نے میرے

محکمے مارکیٹ کمیٹیز پنجاب کی پنشن منظور کر دی۔اس طرح اس ولی کامل کی دعا جو صرف میرے لیے تھی اس دعا کی وجہ سے محکمہ کے دیگر ملازمین کو تا قیامت فائدہ پہنچتا رہے گا۔اسے کہتے ہیں تاثیر نگاہ ولی۔

اس کے علاوہ میرے گاؤں میں دو اصحاب کے صرف بیٹیاں ہی تھیں ولی کامل کی دعا سے انکے ہاں کئی بیٹے پیدا ہوئے جو کہ اب خود صاحب اولاد ہیں۔میرے گاؤں میں ہی ایک صاحب کیلئے دعا کی تو اللہ پاک نے انہیں کروڑ پتی بنا دیا ہے۔اسکے علاوہ بہت سی کرامات سنی ہیں لیکن میں نے صرف چشم دید ہی لکھی ہیں۔

کیفیت حضوری قبولیت کی وجہ:۔ جناب بھٹی صاحب! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چارہا ہوں کہ جب صوفی صاحب رحمہ اللہ میرے لئے ملازمت کی دعاء فرما چکے تو اس کے کچھ دیر بعد میں نے ایک اور عرض کی تھی،تو صوفی صاحب رحمہ اللہ فرمانے لگے آپ پہلے ہی بتا دیتے کیونکہ اس وقت میں اللہ رب العزت کے دربار میں حاضر ہوا تھا۔

جناب عالیٰ! میں جوان سے بوڑھا ہو گیا ہوں لیکن مجھے آج تک ایسی اللہ کی بارگاہ میں حاضری والی ہستی نہیں ملی۔آپ حکم فرمائیں کہ میں آپ کے پاس کب حاضر ہوں یا آپ رہنمائی فرما دیں کہ میں کس کے پاس حاضر ہوں بہت شکریہ۔میرے ایڈریس پر آپ بیرنگ خط ہی لکھ دیں تا حیات مشکور رہوں گا۔بہت بہت شکریہ!(حاجی خوشی محمد غازی،ریٹائرڈ سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی پنجاب، چک نمبر 18،ڈاکخانہ خاص تحصیل چونیاں ضلع قصور براستہ کوٹ رادھا کشن)

☆☆☆☆☆

باکمال ولی کی چند کرامات

(از: قاری حفیظ الرحمٰن سندھو

جامعہ تعلیم الاسلام،ماموں کانجن کے حوالے سے)

دم سے ناکارہ بازو کا شفاء پاجانا(کرامت):۔ ۱۔حمید فلور ملز ملتان کے مالک کی بیٹی کا ایک بازو کسی وجہ سے ناکارہ ہو گیا تھا،مشہور تھا کہ یہ جنات کی وجہ سے ہے۔اس کے والد کی درخواست پر صوفی صاحب رحمہ اللہ نے اسے مسلسل دو دن دم کیا،اس کا ناکارہ بازو حرکت کرنے لگا اور کارآمد ہو گیا۔حمید فلور ملز کے مالک ہمیشہ جامعہ تعلیم الاسلام کی مالی امداد کرتے رہے۔(راوی قاری حفیظ الرحمٰن ملتانی)

تعویذ میں برکت......ولی کا دعا کا نتیجہ(کرامت):۔ ۲۔محترم جناب قاری محمد ایوب فیروز پوری رحمہ اللہ کے ایک بھائی مولوی محمد حسین تھے وہ مولانا محمد حنیف مہاجر مکی کے گہرے دوست تھے۔مولانا محمد حنیف پہلے ان کو لے کر صوفی صاحب رحمہ اللہ کے پاس (مولانا محمد اسحاق ملتانی کے مکان کے پر) گئے اور عرض کیا کہ ان کے لیے دعا کریں اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کیلئے باعث شفاء بنا دے......صوفی صاحب رحمہ اللہ نے دعا کی اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی مخلوق کیلئے شفاء کا ذریعہ بنا دیا۔ان کے دم اور تعویذ میں تاثیر پیدا ہو گئی۔(راوی قاری حفیظ الرحمٰن ملتانی)

چور کا انکشاف آپکی سچی کرامت:۔ ۳۔مارچ 1972ء میں مولانا محمد اسحاق ملتانی کے والد گرامی مہر دین نے وفات پائی۔صوفی صاحب رحمہ اللہ تعزیت کیلئے ملتان گئے،حاجی غلام قادر ہزاروی بھی ساتھ تھے۔مولانا موصوف کے محلے کے ایک گھر میں چوری ہو گئی،جن کی چوری ہوئی تھی انہوں نے ایف آئی آر میں حاجی غلام قادر کا نام درج کرا دیا تھا۔جب یہ بات صوفی صاحب رحمہ اللہ کے علم میں آئی تو انہوں نے فرمایا! ہم یہیں ٹھہریں گے چور آج رات دوبارہ آئے گا۔انکے اس انکشاف پر گھر کا مالک پستول سرہانے رکھ کر سو گیا۔صوفی صاحب رحمہ اللہ نے دعا کی کہ یا اللہ چور کو ظاہر کر دے۔صوفی صاحب رحمہ اللہ کے قول کے مطابق دوسری رات پھر چور آیا تو مالک بیدار ہو گیا اور اس نے چور پر پستول تان لیا۔اب مالک اور چور گتھم گتھا ہو گئے اس دوران چور بھاگنے لگا تو مالک نے اس کے ہاتھ کے انگوٹھے پر

دانتوں سے کاٹ لیا اور وہ کسی طرح جان چھڑا کر بھاگنے میں کامیاب ہو گیا۔

اگلی صبح جب اس چور کے متعلق باتیں شروع ہوئیں اور اس کو جس کا انگوٹھا کاٹ لیا گیا تھا تلاش کرنا شروع کر دیا تو وہ محلے ہی کا ایک لڑکا نکلا۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ کی دعا قبول ہوئی اور اللہ کریم نے چور کو ظاہر کر دیا۔

پریشانی میں ولی کی رہنمائی (کرامت):۔ ۴۔مولانا محمد اسحاق ملتانی رحمہ اللہ 1952ء میں اوکاڑہ سے ترک سکونت کر کے ملتان چلے گئے تھے، جس مکان کو خریدنے کیلئے انہوں نے بیعانہ مالک مکان کو دیا تھا وہ لیت ولعل سے کام لے رہا تھا اور مسلسل پریشانی کا باعث بنا ہوا تھا۔اس طرح کئی روز گزر گئے کسی طرح یہ بات صوفی صاحب رحمہ اللہ کے علم میں آئی تو انہوں نے دعا فرمائی اور مولانا محمد اسحاق صاحب سے کہا کہ وہ اس شخص کے پاس جائیں تو سارے معاملات طے ہوں جائیں گے اور رکاوٹیں دور ہو جائیں گی، اللہ تعالیٰ مہربانی کرے گا۔

چنانچہ وہ علی الصبح اس شخص کے پاس جا رہے تھے اور وہ شخص ان کی طرف آ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ وہ ان کا رات سے انتظار کر رہا ہے آؤ اور مکان کا انتقال کروالو۔صوفی صاحب رحمہ اللہ کی دعا قبول ہوئی اور مولانا محمد اسحاق رحمہ اللہ کا مسئلہ حل ہو گیا۔

ولی کامل کے مقام کی غیبی رہنمائی:۔ ۵۔مولانا محمد اسحٰق ملتانی، مولانا عبداللہ محدث لائل پوری رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔مولانا عبداللہ صاحب رحمہ اللہ اوکاڑہ سے ملتان گئے اور مولانا کے مطب پر پہنچے، وہ اپنے استاد محترم کی اچانک آمد پر نہایت خوش ہوئے اور حیران بھی مولانا عبداللہ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے پاس سونا بنانے کا نسخہ ہے۔آپ ان کے پاس جائیں اور نسخہ دریافت کریں وہ آپ کو ضرور بتا دیں گے۔استاد محترم کا حکم ملتے ہی شاگرد مکرم نے اوڈاں والا کیلئے رخت سفر باندھا۔روانگی سے قبل مولانا عبداللہ صاحب رحمہ اللہ نے انہیں ہدایت کی کہ پہنچ کر یہ وظیفہ (کوئی وظیفہ بتایا تھا) پڑھنا شروع کر دیں۔صوفی صاحب رحمہ اللہ آپ سے خود دریافت کریں گے تو پھر آمد کا مقصد بتا دیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، صوفی صاحب رحمہ اللہ نے خود پوچھا، اسحاق کی گل اے (اسحاق کیا بات ہے؟) ان کے استفسار پر انہوں نے ساری بات کہہ دی۔صوفی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا! لوگ میرے بارے میں یہی تاثر رکھتے ہیں لیکن یہ بات غلط ہے، جو سونا میرے پاس تھا وہ وہی اذکار وظائف ہیں جو میں نے تم کو بتا دیئے ہیں وہی میرا سونا ہے۔

ان کا یہ جواب سن کر وہ واپس چلے گئے اور یہ جواب مولانا عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے گوش گزار کیا۔انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ پھر جائیں۔

مولانا محمد اسحاق نے فرمایا کہ مجھے استخارہ کرنے کی مہلت دی جائے بعد میں چلا جاؤں گا۔مولانا کے کہنے سے انہوں نے استخارہ کیا اور سوتے میں دیکھا کہ شیشے کا ایک مضبوط، خوبصورت اور عالی شان کمرہ ہے اس کے اندر نہایت خوبصورت روشنی ہے اس میں ایک تخت نما کرسی پر صوفی صاحب رحمہ اللہ تشریف فرما ہیں اور ذکر الٰہی میں مشغول ہیں اور اردگرد سونے کے ڈھیر پڑے ہیں۔

صبح ہوئی تو رات کو جو کچھ شاگرد نے خواب میں دیکھا تھا استاد محترم کو بتایا تو انہوں نے فرمایا! بس کرو! اب ان کے پاس اس مقصد کیلئے نہ جاؤ، اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کا مقام و مرتبہ دکھا دیا ہے۔

صرف ایک دعا نے زندگی پلٹ دی......!:۔ ۶۔قیام پاکستان کے بعد حکومت نے جماعت مجاہدین کو مجاہد آباد (لودھراں) میں جو زمین الاٹ کی تھی اس کے انتقال کیلئے صوفی صاحب رحمہ اللہ ملتان متعلقہ افسر کے پاس گئے انہیں بتایا گیا تھا کہ افسر بڑا رشوت خور ہے۔صوفی صاحب رحمہ اللہ رات کو مولانا محمد اسحاق ملتانی کے مکان میں ٹھہرے اور رات کو دیر تک دعا میں مصروف رہے۔صبح ہوئی تو وہ مولانا محمد اسحاق کو لے کر متعلقہ افسر کے دفتر کی طرف روانہ ہوئے وہ اپنے دفتر سے باہر نہایت پریشان تھا۔علیک سلیک کے بعد اس نے بتایا کہ وہ بابا جی کا شدت سے انتظار کر رہا تھا آیئے تشریف رکھیے۔

صوفی صاحب رحمہ اللہ نے بیٹھتے ہی شلوکے کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور افسر سے کہنے لگے یہ مجھ سے بھی لے لو، جو تم لوگوں سے لیتے ہو۔ یہ کہتے ہوئے صوفی صاحب رحمہ اللہ نے روپے نکالے خدارا نہ نکالیے، نہ نکالیے، میں جل مروں گا۔نہ نکالیے، وہ بار بار یہی کلمات دہرا رہا تھا،

اس کی استدعا پر صوفی صاحب رحمہ اللہ نے جیب سے ہاتھ نکال لیا۔افسر مذکور نے فوری طور پر ان کا کام مکمل کر دیا۔

طویل مدت کے بعد مولانا محمد اسحٰق ملتانی کا پاک گیٹ (ملتان) کے قریب اس افسر سے سر راہ ٹاکرا ہوگیا۔مولانا نے اپنا تعارف کرایا اور دریافت کیا کہ اس روز کیا بات تھی آپ بار بار کہہ رہے تھے نہ نکالیے میں جل مروں گا۔

اس نے کہا آپ نے مجھے کون سی بات یاد کرادی ہے۔خدارا آپ اس کے بارے میں مجھ سے مت پوچھیں، اس کا علم صرف مجھے یا میرے خدا کو ہے کہ اس دن اگر میں باباجی سے روپے لے لیتا تو جل کر خاک ہوجاتا اب بھی کبھی وہ منظر یاد آجاتا ہے تو رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔

پے در پے چار بیٹوں کا حصول (کرامت):۔۷۔حافظ عبدالرزاق (فاضل جامعہ تعلیم الاسلام، ماموں کانجن) اپنے والد محترم حافظ محمد اسماعیل کے حوالے سے بیان کرتے ہیں حافظ محمد اسماعیل مدرسہ تعلیم الاسلام، اوڈاں والا میں زیر تعلیم رہے تھے، آج کل وہ جامعہ مسجد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نواں شہر شورکوٹ میں خطیب ہیں، ان کے ایک بھائی احمد بخش (ساکن موضع بڈھوآنہ، ضلع جھنگ ہیں) احمد بخش کے نرینہ اولاد نہ تھی پانچ بیٹیاں تھیں۔وہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت مس حاضر ہوئے اور نرینہ اولاد کیلئے دعا کی درخواست کی۔انہوں نے حسب عادت دعا فرمائی تو اللہ کریم نے احمد بخش کو پے در پے چار بیٹے عطا کیے۔

پریشانی میں فراوانی کے غیبی اسباب (کرامت):۔۸۔میرے نانا رانا محمد اسلم خاں بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ بیل گاڑی سے جامعہ تعلیم الاسلام کیلئے گندم چھوڑنے گئے، صوفی صاحب رحمہ اللہ آرام فرمارہے تھے اور کہہ رہے تھے یا اللہ! اساتذہ کو وظائف بھی دینے ہیں طلباء کے لئے کتابیں بھی خریدنی ہیں اور اکل وشرب کا بندوبست بھی کرنا ہے وغیرہ...... یا اللہ! اپنے کسی بندے کو بھیج دے۔

وہ بتاتے ہیں کہ وہ ابھی وہیں تھے کہ ایک آدمی آیا اور مدرسے کیلئے بیس ہزار روپے نقد دے گیا۔تھوڑی دیر بعد ایک عورت زیورات کی ایک پوٹلی صوفی صاحب رحمہ اللہ کے حوالے کر گئی۔اسی وقت صوفی صاحب رحمہ اللہ نے مولوی عبدالرب صاحب کو کتابیں خریدنے کیلئے رقم دے کر ملتان بھیج دیا۔(قاری حفیظ الرحمٰن سندھو، جامعہ تعلیم الاسلام: ماموں کانجن)

☆☆☆☆☆

صوفی صاحب رحمہ اللہ کی بائیس کرامات

(از: حکیم رانا مدثر محمد خاں، 485 گ ب سمندری: فیصل آباد)

صوفی صاحب کے خصوصی معالج کی شہادت:۔حکیم نور الٰہی صاحب 1932ء میں چک نمبر 491 گ ب جنڈاں والا تحصیل سمندری ضلع لائل پور میں پیدا ہوئے۔قریبی گاؤں چک نمبر 496 گ ب کے سکول میں لوئر مڈل تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد مارچ 1944ء میں مدرسہ تعلیم الاسلام اوڈاں والا میں داخل ہوئے۔1951ء میں سند فراغ حاصل کی اور 1952ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کر کے طبیہ کالج لاہور میں داخل ہوئے۔اساتذہ کی جماعت میں مولانا محمد صادق خلیل رحمہ اللہ، مولانا محمد ابراہیم رحمہ اللہ، مولانا خدا بخش رحمہ اللہ، مولانا محمد اسحاق چیمہ رحمہ اللہ، مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ، مولانا محمد یعقوب ملہوی رحمہ اللہ، پیر محمد یعقوب قریشی رحمہ اللہ، حکیم مولوی حافظ جلیل احمد انصاری رحمہ اللہ، حکیم فضل الٰہی مرحوم، حکیم فقیر محمد رحمہ اللہ، حکیم عطاء اللہ (علیگ) سوہدروی رحمہ اللہ اور ڈاکٹر محمد شریف رحمہ اللہ شامل ہیں۔1955ء میں کالج سے حکیم حاذق کی سند حاصل کی اور 1956ء سے تادم تحریر منڈی ماموں کانجن میں طبابت کرتے ہیں۔طبیہ کالج میں حصول علم کے دوران مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ سے بھی اکثر ملاقات رہتی تھی۔حکیم صاحب کی خدمات کا ایک پہلو یہ ہے کہ وہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے خصوصی معالج رہے۔

قبولیت دعا کا غیبی اشارہ:۔ حکیم صاحب نے بتایا کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ گھنٹہ گھنٹہ دعا کرتے رہتے تھے دعا کرانے والے اور آمین کہنے والے تھک جاتے تھے لیکن کیا مجال کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے ہاتھ نیچے آئیں جب ان کو یقین ہو جاتا کہ دعا قبول ہو گئی ہے تو پھر دعا ختم کرتے تھے انہوں نے مزید بتایا کہ جب صوفی صاحب رحمہ اللہ ایک خاص انداز سے یا اللہ اللہ اللہ...... بار بار پکارتے تو سمجھ جاتا کہ دعا قبول ہو رہی ہے۔

حصول کشف کا وظیفہ:۔ حکیم نور الٰہی صاحب کو صوفی صاحب رحمہ اللہ نے ایک وظیفہ بتایا تھا کہ وہ ''یا علیم علمنی یا خبیر اخبرنی یا مبین بینی یارشید ارشدنی '' کا وظیفہ پڑھا کریں حکیم صاحب اس کی پابندی کرتے تھے اس کا کمال یہ تھا کہ اللہ پاک انہیں گم شدہ اشخاص یا اشیاء کے بارے میں معلوم کرا دیتا تھا۔ حکیم صاحب کے بقول صوفی صاحب رحمہ اللہ نے ان کو بتایا کہ بعض علماء کے کہنے سے انہوں نے یہ عمل ترک کر دیا تھا۔ اب حکیم صاحب کے حوالے سے صوفی صاحب رحمہ اللہ کی قبولیت دعا کے چند واقعات ملاحظہ فرمائیے، جو انہوں نے مجھے سنائے۔

ہندو کے حق میں مقبول دعا (کرامت):۔ ۱۔ اوڈاں والا کے نواح میں (اڈا مرید والا کے قریب) ایک گاؤں چک نمبر 199 گ ب ہے۔ قیام پاکستان سے قبل وہاں کے ایک ہندو کی بیوی ناراض ہو کر میکے چلی گئی اسے بتایا کہ اوڈاں والا میں ایک بزرگ صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ فروکش ہیں ان کی خدمت میں جاؤ اور دعا کیلئے درخواست کرو۔ جب تک وہ دعا نہ کریں واپس نہ آنا۔ اس نے ایسے ہی کیا۔ بالآخر صوفی صاحب رحمہ اللہ نے اس سے کہا کہ وہ اپنے گھر چلا جائے اللہ کے فضل سے اس کی بیوی اس کے گھر پہنچنے سے قبل وہاں موجود ہو گی، وہ گھر پہنچا تو واقعی اس کی بیوی آ چکی تھی۔

گمشدہ بیل کی کشفی اطلاع (کرامت):۔ ۲۔ قیام پاکستان سے کچھ عرصہ قبل ایک دن زوردار سیاہ آندھی آئی، جن لوگوں کے مویشی کھلے میدانوں میں چر رہے تھے ان میں بہت سے ادھر ادھر ہو گئے۔ اوڈاں والا کے کسی شخص کا ایک قیمتی بیل بھی گم ہو گیا تھا۔ اس کے مالک نے کئی دن کی تلاش کے بعد صوفی صاحب رحمہ اللہ سے اپنی پریشانی کا اظہار کیا۔ انہوں نے اس کی بات سنی اور کچھ دیر بعد اسے بتایا کہ اس کا بیل چک نمبر 199 گ ب کے فلاں مربعہ میں گندم گاہنے کے لئے لگایا گیا ہے، جاؤ اور اپنا بیل وہاں سے لے آؤ انشاء اللہ۔ انہوں نے وہاں جا کر دیکھا تو واقعی بیل اسی حالت میں تھا جو صوفی صاحب رحمہ اللہ نے ان کو بتائی تھی۔

گمشدہ کتاب کی کشفی اطلاع (کرامت):۔ ۳۔ اوڈاں والا کے ایک شخص کا نام بوٹا لوہار تھا، وہ کیمیا گری میں بہت دلچسپی رکھتا تھا ایک مرتبہ اس شخص کی کیمیا گری سے متعلق ایک قیمتی اور نایاب کتاب گم ہو گئی۔ وہ بہت پریشان ہوا اس کے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے تعلقات تھے اس نے یہ واقعہ صوفی صاحب رحمہ اللہ سے ذکر کیا۔

انہوں نے اسے بتایا کہ تمہاری کتاب فلاں جگہ موجود ہے، واقعی کتاب وہاں موجود تھی۔ بخاری شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' ان من عباداللہ من لو اقسم علی اللہ لابرہ '' (ترجمہ بے شک اللہ تعالیٰ کے بندوں سے ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ کسی معاملے میں قسم کھائیں تو وہ اس کو سچا کر دیتا ہے)۔

رزق حرام کی بدبو محسوس ہو جانا (کرامت):۔ ۴۔ ایک مرتبہ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے حکیم نور الٰہی سے کہا کہ وہ انکو بذریعہ بائیسکل چک نمبر 485 گ ب چھوڑ آئیں۔ وہ ان کو لے کر چل پڑے جب چک نمبر 484 گ ب سے گزر کر 485 گ ب کی جانب روانہ ہوئے تو صوفی صاحب رحمہ اللہ نے انہیں سائیکل روکنے اور شیشم کے ایک بڑے درخت کے نیچے آرام کرنے کا کہا یہاں انہوں نے حکیم صاحب کو بتایا کہ وہ بہت پریشان ہیں۔ استفسار پر پریشانی بیان کی اور بتایا کہ تقسیم ہند سے قبل اس علاقے کے باشندوں کا رزق حلال تھا، اب اس میں حرام کی آمیزش ہونے لگی ہے۔ لوگ ملازمتیں اختیار کرنے کے بعد بڑے بڑے مناصب پر پہنچ چکے ہیں، رشوت خوری کا سلسلہ بھی شروع ہے اور سودی لین دین بھی رواج پکڑتا جا رہا ہے۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے بتایا کہ اگر انہیں کسی ایسے گھر سے جن کے کسب میں حرام کی آمیزش ہو کھانا کھانے کا اتفاق ہو جائے تو اشیاء خورد و نوش سے عجیب سی بدبو آتی ہے اور پھر وہ کسی بہانے سے اس کھانے سے بچ جاتے

ہیں۔اللہ تعالیٰ نے صوفی صاحب کو اکل حرام سے بچائے رکھا تھا تب ہی تو وہ مستجاب الدعوات تھے اگر اکل حرام کے مرتکب ہو جاتے تو اللہ کے دربار میں ان دعاؤں کو قبولیت حاصل نہ ہوتی۔

ڈاکو کی توبہ اور اولاد نرینہ کا حصول (کرامت):۔ ۵۔تاندلیاں والا کے نواحی گاؤں سے تعلق رکھنے والا ایک ڈاکو تھا، اسے ہاتھی کہا جاتا تھا وہ بڑا کڑیل جوان طویل قامت اور طاقت ور تھا۔ وہ شادی شدہ تھا لیکن اولاد سے محروم۔اس کی والدہ نے صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیٹے کیلئے اولاد کی دعا کی درخواست کی انہوں نے حسب معمول طویل دعا کرائی۔دعا قبول ہوئی اسے اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطاء فرمایا اور وہ خود بھی سابقہ روش سے تائب ہو کر نمازی اور پرہیز گار بن گیا۔

دعا کرتے ہی بارش برس جانا (کرامت):۔ ٦۔ایک مرتبہ بارش کی شدید ضرورت تھی لوگوں نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے درخواست کی کہ وہ بارش کیلئے اللہ کے حضور دعا فرمائیں انہوں نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے دعا جاری تھی کہ پندرہ بیس منٹ بعد مغرب کی جانب سے گھٹائیں آئیں اور ہوا چلنے لگی، آناً فاناً بارش ہونے لگی، تھوڑی دیر میں سارا علاقہ جل تھل ہو گیا۔

ناامیدی میں نعمت اولاد کا حصول (کرامت):۔ ۷۔ایک مرتبہ ایک شخص گوجرانوالہ سے جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن میں صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ بوڑھا ہو چکا تھا اور بہ ظاہر اولاد کے اسباب منقطع ہو گئے تھے اس نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ وہ اس کیلئے دعا کریں تا کہ اللہ تعالیٰ اسے صاحب اولاد کر دے۔

صوفی صاحب نے حسب معمول طویل دعا کی تقریباً ایک سال بعد وہ شخص پھر صوفی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بیٹا عطاء فرمایا ہے پھر اس نے دارالعلوم تعلیم الاسلام کیلئے سات ہزار روپے دیئے اور چلا گیا۔

ٹوٹتی منگنی کا فوراً شادی میں تبدیل ہو جانا (کرامت):۔ ۸۔ایک مرتبہ موڑ کھنڈا کے قریب کسی گاؤں کا ایک شخص صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے بتایا کہ اس نے اپنے گاؤں میں اپنے بیٹے کی منگنی کی ہے لیکن بعض لوگ چاہتے ہیں کہ رشتہ پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکے۔چنانچہ ان کے کہنے سے لڑکی والوں نے رشتے سے جواب دے دیا ہے لیکن وہ چاہتا ہے کہ بیٹے کی شادی وہیں ہو۔

صوفی صاحب رحمہ اللہ نے دعا فرمائی اور وہ چلا گیا جب وہ گھر پہنچا تو اسے بتایا گیا کہ لڑکی کا والد تین باران کے گھر کا چکر لگا چکا ہے اور تمہارا انتظار کر رہا ہے۔

یہ شخص عشاء کے قریب گھر پہنچا تھا لڑکی کے والد کو اس کی اطلاع ہوئی تو فوراً پہنچا اور کہنے لگا جلدی کرو اور نکاح لے لو اسی وقت نکاح کی تیاری شروع ہو گئی اور رات دس بجے کے قریب نکاح ہو گیا۔رکاوٹ ڈالنے والے خائب ہوئے اور صوفی صاحب رحمہ اللہ کی دعا قبول ہوئی۔

گمشدہ زیور کا مل جانا (کرامت):۔ ۹۔حکیم نور الٰہی کے ماموں چوہدری عبدالحمید مرحوم (ساکن چک نمبر 480 گ ب تحصیل سمندری) کی بیوی کا زیور گم ہو گیا اس کا تعلق سکونت 479 گ ب سے تھا۔زیور کی گمشدگی کی وجہ سے سارا گھر پریشان تھا اسی دوران صوفی صاحب رحمہ اللہ 480 گ ب میں گئے چوہدری عبدالحمید مرحوم نے ان کو یہ واقعہ سنایا۔چند دنوں کے بعد وہ 479 گ ب کی طرف جا رہے تھے کہ چودھری صاحب بھی ان کے ساتھ ہو لیے۔راستے میں انہوں نے صوفی صاحب رحمہ اللہ کو پھر یہ یاد دلایا صوفی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان کا زیور اللہ کے فضل و کرم سے پانچ چھ روز بعد مل جائے گا۔انشاء اللہ واقعی انہیں پانچ چھ روز بعد زیور مل گیا اور ساری الجھنیں جو اس کے گم ہونے سے پیدا ہوئی تھیں ختم ہو گئیں۔

راوی کرامت کا تعارف:۔ حکیم حاجی عبدالحئی ناصر 1933ء میں اوڈاں والا میں پیدا ہوئے، انکے والد مولانا اللہ بخش مرحوم (وفات 1943ء، 1362ھ) کا تذکرہ ''کتاب سوانح صوفی عبداللہ'' (ص 146) میں مذکور ہے۔دادا حکیم حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ تھے، حکیم عبدالحئی صاحب نے دینی تعلیم کیلئے اپنے گاؤں کے مدرسہ تعلیم الاسلام میں داخلہ لیا اس کے بعد علم طب پڑھا اور حکیم تاج محمد نقشبندی اور ڈاکٹر

عبدالحمید سے استفادہ کیا۔ 1954ء میں 189 گ ب تلی (ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ) میں اقامت اختیار کرلی اور طبابت کی ابتداء یہاں سے کی وہ ایک مستند طبیب مبلغ اسلام اور مخلص رہنما کی حیثیت سے ممتاز مقام کے حامل ہیں۔انہی حکیم حاجی عبدالحیٔ ناصر کے حوالے سے چندواقعات سنیئے!

گمشدہ زیور کی کشفی اطلاع (کرامت) ۱۰۔اوڈاں والا میں صوفی صاحب رحمہ اللہ کے قیام کے بالکل ابتدائی دور کا واقعہ ہے ایک عورت صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ میرا زیور گم ہوگیا ہے میں بہت پریشان ہوں زیور برآمد ہوجائے۔صوفی صاحب رحمہ اللہ نے دعا کی اس کے بعدانہوں نے عورت کو بتلایا کہ تمہارا زیور تمہارے ہی گھر فلاں مقام میں مدفون ہے جاؤاور اسے نکال لووہ عورت گھر گئی اور صوفی صاحب رحمہ اللہ کے بتائے ہوئے مقام کوکھودا تو واقعی زیوروہاں سے نکلا۔

گمشدہ شخص کیلئے بے خطا عمل (کرامت):۔۱۱۔حکیم عبدالحیٔ صاحب کے ایک چھوٹے بھائی کا نام عبدالقدوس ہے وہ کئی سال گھر سے غائب رہا حکیم صاحب صوفی صاحب سے ملاقات کیلئے 189 گ ب تلی سے اوڈاں والا گئے انہوں نے ایک ایک کرکے تمام افرادخانہ کے حالات دریافت کیے انہیں مولانا اللہ بخش (وفات 1943ء، 1362ھ) کے گھرانے سے بڑا انس تھا۔جب انہیں معلوم ہوا کہ مولانا اللہ بخش کا بیٹا عبدالقدوس مل نہیں رہا تو انہیں سخت رنج ہوا۔فرمایا میری صحت ٹھیک نہیں ہے وگرنہ میں انشاء اللہ اس کا پتہ کرلیتا۔پھر انہوں نے حکیم صاحب سے کہا کہ تمہارے گھر کا کوئی فرد روزانہ ہرنماز کے بعد قرآن مجید کی یہ آیت ''افحسبتم انما خلقنا کم عبثاً وّانکم الینا لاترجعون'' پانچ سو مرتبہ پڑھے دو تین دن میں معلوم ہوجائے گا کہ کہاں ہے۔مولانا اللہ بخش کی بھاوج اور حکیم صاحب کی تائی نے صوفی صاحب رحمہ اللہ کے بتائے ہوئے پرعمل کیا۔چند دن کے بعد انہوں نے خواب میں دیکھا کہ مفقود عبدالقدوس ایک چھپر کے نیچے موٹے بان کی بنی ہوئی چارپائی پرسویا ہوا ہے۔وہ ٹمبر مارکیٹ کا علاقہ ہے جس شہر میں وہ موجود تھا ان کی تائی نے وہ شہر دیکھا ہوا تھا لیکن بیداری کے بعد ذہن سے محو ہوگیا تھا ابھی اسی شش و پنج میں تھے کہ کون سا شہر ہے۔لیاقت پور سے حکیم صاحب کے تایا زاد بھائی عبدالواحد کا خط آیا کہ عبدالقدوس مل گیا ہے اور وہ صادق آباد میں ہے حکیم صاحب صادق آباد پہنچے تو دیکھا کہ عبدالقدوس اسی حالت اور مقام میں تھا جو ان کی تائی کو دکھایا گیا تھا وہ کم وبیش آٹھ نو سال گم رہا تھا۔

حکیم عبدالحیٔ صاحب نے بتایا کہ انہوں نے گم شدہ اشخاص کو دریافت کرنے کا یہ عمل بہت سے لوگوں کو بتایا کبھی ناکامی نہیں ہوئی۔ ''الحمد لله علیٰ ذٰلك''۔

کبڑے شخص کا فوراً شفاء پاجانا (کرامت) ۱۲۔حکیم عبدالحیٔ ناصر نے بتایا کہ وہ ایک کتاب خریدنے کیلئے ماموں کانجن جارہے تھے صوفی صاحب رحمہ اللہ بھی مختصر راستے سے ماموں کانجن جارہے تھے حکیم عبدالحیٔ صاحب بھی بھاگ کر صوفی صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ ہولیے، راستے میں چک نمبر 495 گ ب لال ترہانہ کے ایک شخص کا ڈیرہ تھا وہ کبڑا تھا۔اس نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ وہ اس کی کمر پر ہاتھ پھیریں تاکہ وہ سیدھی ہوجائے۔صوفی صاحب نے اس کی کمر پر ہاتھ پھیرنا شروع کیا اور کچھ پڑھ کر پھونکنے لگے، حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جیسے جیسے صوفی صاحب رحمہ اللہ ہاتھ پھیر رہے تھے اس کی کمر سیدھی ہورہی تھی حتیٰ کہ وہ بالکل سیدھی ہوگئی اور کبڑا پن اللہ کے فضل سے بالکل ٹھیک ہوگیا۔صوفی صاحب رحمہ اللہ نے اسے نماز کی پابندی کی نصیحت کی اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے۔

گرفتار شخص کا فوراً خلاصی پاجانا (کرامت):۔۱۳۔ چک نمبر 189 گ ب تلی کے نواح میں ایک گاؤں ترکھوہا ہے وہاں کی ایک عورت حکیم عبدالحیٔ ناصر کے پاس آئی اس نے بتایا کہ ان کا ایک آدمی ملتان سے واپس آتے ہوئے آوارہ گردی کے مقدمے میں ناجائز طور سے گرفتار کرلیا گیا تھا۔اس واقعہ پر دوسال کا عرصہ گزر چکا ہے اور تاریخ بھی نہیں نکلی۔حکیم صاحب رحمہ اللہ نے اسے صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں (جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن میں) بھیج دیا وہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنا مقصد بتایا۔انہوں نے حسب معمول دعا کی جب وہ واپس گھر پہنچی تو مقدمے کی تاریخ کی اطلاع موصول ہوچکی تھی مقررہ تاریخ میں وہ ملتان کی عدالت میں حاضر

ہوئے اوران کا آدمی پہلی ہی پیشی پر بری کر دیا گیا۔

اورقفل ٹوٹ گیا......!!(کرامت):۔۱۴۔ قیام پاکستان سے قبل صوفی صاحب رحمہ اللہ کواوڈاں والا سے گرفتار کرلیا گیا تھااور یہاں کے چند آدمی بھی ان کے ساتھ گرفتار ہوئے تھےان میں سے ایک حاجی عطاء اللہ مرحوم تھے۔ان لوگوں کو پولیس نے بیکانیر کی جیل میں بند کر دیا تھا،جیل میں انہیں قلیل ترین مقدار میں خوراک دی جاتی تھی تا کہ روح اور جسم کا رشتہ برقرار رہے۔ایک دن حاجی عطاء اللہ نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے کہا! آپ کہا کرتے تھے کہ تالے کھل جاتے ہیں جیل کا تالا کب کھلے گا؟ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے جواب دیا اتنی جلدی نہیں کھلے گا اس کے لئے کچھ وقت لگے گا۔

ایک دن اچانک صوفی صاحب رحمہ اللہ نے حاجی عطاء اللہ سے کہا نکلو!اللہ کے حکم سے تالا کھل چکا ہےاب کیوں نہیں نکلتے ہو نکلو جلدی کرو۔

دیکھا تو واقعی تالا کھل چکا تھا یہ سب لوگ جیل سے فرار ہونے میں کامیاب ہوئے،رات کو سفر کرتے اور دن چھپ چھپا کر گزارتے ہوئے کئی دن کے بعد اوڈاں والا پہنچے۔

چالیس میل پیرا کی کرنا(کرامت):۔۱۵۔صوفی صاحب رحمہ اللہ نے ایک مجلس میں ذکر کیا کہ وہ اکثر مرکز مجاہدین چمر کنڈ کی طرف سے فراہمی زر وافرادی قوت اور ترسیل خطوط کے سلسلے میں ہندوستان کے دورے پر ہوتے تھے،ایک مرتبہ پولیس ان کو پکڑنے کیلئے ان کے تعاقب میں تھی،آگے ایک بڑی نہر آ گئی انہوں نے پانی میں چھلانگ لگادی،حکیم صاحب کہتے ہیں کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے خود بتایا کہ انہوں نے چالیس میل کی مسافت پانی میں تیرتے ہوئے گزاری اور گرفتاری سے بچنے میں کامیاب ہو گئے اس سے معلوم ہوا کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ بہت اچھے پیراک تھے۔

جو دعا کی......وہ قبول ہوگئی(کرامت):۔۱۶۔ چک نمبر 483 گ ب پکا کھوہ تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں ایک پرہیز گار بزرگ عبدالغنی رحمہ اللہ تھے وہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے عقیدت مند تھے وہ اپنے پہلے بیٹے کو اس کے بچپن میں کندھوں پر اٹھا کر صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں اوڈاں والا میں پہنچے اور اس کے لئے دعائے خیر کی درخواست کی۔صوفی صاحب رحمہ اللہ نے بچے کو گود میں بٹھا کر دعا کی،صوفی صاحب رحمہ اللہ کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔اللہ تعالیٰ نے اسے نیکی کی توفیق بھی دی اور مال و دولت بھی وافر عطا فرمایا۔انہیں حاجی محمد ایوب کہا جاتا ہے عرصہ دراز سے بسلسلہ کاروبار سعودی عرب میں مقیم ہیں۔یہ واقعہ مجھے عبدالغنی مرحوم کے سب سے چھوٹے بیٹے رانا محمد داؤد خاں نے اپنے والد محترم کے حوالے سے بتایا۔حاجی محمد ایوب کے نانا حاجی عبدالرحمٰن مرحوم اور دادا ملا عبدالمجید مرحوم مدرسہ تعلیم الاسلام اوڈاں والا کے مخلص خادمین میں سے تھے۔

بے اولاد شخص کو اولاد کثیر مل جانا(کرامت):۔۱۷۔اہل حدیث عالم مولانا عبدالرحمٰن ذہبی کے والد حاجی اللہ دتا مرحوم (ساکن 422 گ ب کٹو تاندلیانوالہ) کے پاس ایک شخص ملازمت کرتا تھا اس کا نام فلک شیر تھا وہ شادی شدہ تھا لیکن اولاد سے محروم۔ایک دن صوفی صاحب رحمہ اللہ وہاں گئے تو حاجی صاحب مرحوم نے فلک شیر سے کہا کہ یہ نیک آدمی ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کرتا ہے ان سے اپنے لیے دعا کراؤ۔

اس نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے دعا کی درخواست کی انہوں نے دعا فرمائی اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فلک شیر کو کثیر اولاد سے نوازا، ان کے آٹھ نو بیٹے اور تین چار بیٹیاں ہوئیں،ان کے ایک بیٹے کا نام حافظ عبدالستار صراف ہے وہ تاندلیانوالہ کے محلّہ ممتاز آباد میں مقیم ہیں۔ انہوں نے یہ واقعہ مولانا قاری حفیظ الرحمٰن صاحب اور مولانا محمد امین شاہد کو بتایا اور انہوں نے مجھے سنایا۔

دعا کرتے ہی بارش برس جانا(کرامت):۔۱۸۔ایک مرتبہ صوفی صاحب رحمہ اللہ چک نمبر 480 گ ب (تحصیل سمندری) میں موجود تھے ان دنوں سخت گرمی پڑ رہی تھی بارش کی از حد ضرورت تھی لیکن بارش نہیں ہو رہی تھی،وہاں کے لوگوں نے صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں بارش کیلئے درخواست کی۔صوفی صاحب رحمہ اللہ نے کپڑے تبدیل کیے اور ایک چھوٹا تہبند باندھ کر مسجد کے صحن میں کھڑے

ہوکر بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ابھی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ یکا یک گھٹائیں چھا گئیں اور بارش ہوگئی، آٹھ دن تک بارش ہوتی رہی۔آٹھویں دن لوگوں نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ دعا کریں کہ بارش تھم جائے صوفی صاحب رحمہ اللہ نے پھر وہی تہبند باندھی اور مسجد کے صحن میں کھڑے ہوکر دعا شروع کی تو بارش رک گئی۔

یہ واقعہ مجھے جامعہ تعلیم الاسلام کے فاضل مولانا محمد امین شاہد (شعبہ تبلیغ جامع تعلیم الاسلام، ماموں کانجن) نے سنایا، وہ جامعہ کیلئے فراہمی زر کے سلسلے میں وہاں جاتے رہتے ہیں وہاں کے لوگوں نے یہ واقعہ انہیں سنایا تھا۔

بانجھ درخت کا خوب پھل دینا (کرامت):۔۱۹۔چودھری حمید اللہ کاہلوں (ساکن 89 ڈی بی یزمان ضلع بہاول پور) نے مولانا محمد امین شاہد مبلغ جامعہ تعلیم الاسلام کو اپنی زمین میں کھجور کا ایک درخت دکھایا اور اس کے متعلق بتایا کہ یہ درخت پھل نہیں دیتا۔صوفی صاحب رحمہ اللہ یہاں تشریف لائے تو ان سے دعا کی درخواست کی گئی صوفی صاحب رحمہ اللہ نے پانی پر دم کر کے اس کی جڑوں میں ڈلوا دیا چودھری صاحب نے بتایا کہ اس درخت نے اسی سال پھل دیا اور بہت دیا اور اب تک دیتا ہے۔

بنجر زمین کا شاداب ہوجانا (کرامت):۔۲۰۔انہی چودھری حمید اللہ کاہلوں نے مولانا محمد امین شاہد کو بتایا کہ اس کی زمین بنجر تھی کوئی فصل پیدا نہ ہوتی تھی ،ایک مرتبہ صوفی صاحب رحمہ اللہ سے فصل کی پیداوار کیلئے دعا کی درخواست کی ،صوفی صاحب رحمہ اللہ نے حسب عادت دعا فرمائی یہ گندم کی کاشت کا موسم تھا،صوفی صاحب رحمہ اللہ نے گندم کا بیج خود زمین میں ڈالا اسے کسان کی زبان میں چھٹا دیا اور فصل ہونے لگی۔وہ اسے صوفی صاحب کی کرامت اور اللہ کا خاص فضل قرار دیتے ہیں وہ آج تک جامعہ تعلیم الاسلام کیلئے بڑھ چڑھ کر مالی امداد کرتے ہیں ان کی بھینس نے بھی صوفی صاحب رحمہ اللہ کی دعا کے بعد کئی کٹیاں دیں۔لوگ جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کے بہت بڑے معاون ہیں۔

تبدیلی حالات اور بیعت اصلاح (کرامت):۔۲۱۔تحصیل سمندری کے چک نمبر 484 گ ب میں ایک شخص غلام چشتی مرحوم تھے وہ قیام پاکستان کے زمانے میں ضلع جالندھر سے ترک سکونت کر کے آئے تھے انکی مالی حالت اچھی نہ تھی کسی طرح ان کا صوفی صاحب رحمہ اللہ سے تعلق پیدا ہوگیا۔جلد ہی وہ ان کے حلقہ مبایعین میں شامل ہوگئے۔انہوں نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے حالات کی تبدیلی کیلئے دعا کی درخواست کی۔انہوں نے دعا کی اور دعا قبول ہوئی اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت دولت دی اور اپنی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق بھی دی۔انکے ایک بیٹے کا نام رانا غلام باری ہے وہ بسلسلہ کاروبار امریکہ میں مقیم ہیں اختلاف مسلک کے باوجود چک نمبر 484 کی جامع مسجد محمدی اہل حدیث کی تعمیر نو انہوں نے اپنے خرچ پر کرائی اور کئی سال سے اس مسجد کے امام وخطیب کے اخراجات بھی اپنی گراہ سے ادا کر رہے ہیں۔انہوں نے ایک قطعہ اراضی مدرستہ البنات کو دینے کا عندیہ ظاہر کیا ہے،اس سارے منصوبے کے روح رواں مدرسہ ہذا رانا محمد اقبال خاں ایم اے علوم اسلامیہ ایم ایڈ ہیں۔اللہ کریم ان سب کو خوش وخرم رکھے اس واقعہ کی اطلاع مجھے جناب غلام چشتی مرحوم کے بھانجے محترم رانا گلزار احمد خان نے دی ہے۔انہوں نے یہ بھی بتایا کہ میاں جی چشتی صاحب ہمیشہ دولت کی اس ریل پیل کو اللہ کا فضل وکرم اور صوفی صاحب رحمہ اللہ کی دعاؤں کا نتیجہ قرار دیتے تھے۔

یقینی تبادلے کا رک جانا (کرامت):۔۲۲۔چوک اعظم (لیہ) میں ایک عالم دین مولانا محمد اسمٰعیل مقیم ہیں انہوں نے ایک ایکڑ رقبہ مدرسے کیلئے وقف کیا ہے۔وہ مدرسہ تعلیم الاسلام اوڈاں والا کے ابتدائی عہد کے فیض یافتگاں میں سے ہیں بعض سرکاری امتحانات پاس کرنے کے بعد وہ وہاں کے ایک ہائی سکول میں عربی کے استاد مقرر کیے گئے۔سکول میں انہوں نے حق کا پرچار شروع کر دیا۔ہیڈ ماسٹر کو ان کا یہ عمل ناگوار گزرا اور مخالفت پر اتر آیا،ڈرایا دھمکایا اور دور دراز علاقے میں ان کا تبادلہ کرادیا۔

مولانا محمد اسمٰعیل صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی پریشانی کا اظہار کیا صوفی صاحب رحمہ اللہ نے دعا کی اور فرمایا کہ وہ اسی سکول میں تدریسی خدمات انجام دیں گے اور وہیں مدت ملازمت پوری کر کے ریٹائر ہوں گے۔جب وہ واپس گھر پہنچے تو محکمہ

تعلیم کا ایک آدمی ان کے پاس آیا ان کو چٹھی دی اس میں لکھا تھا کہ محمد اسماعیل صاحب کا تبادلہ بعض انتظامی وجوہات کی بناء پر منسوخ کیا جاتا ہے اور وہ وہیں تدریس کے فرائض انجام دیں گے جہاں پہلے مدرس تھے وہ یہ چٹھی لے کر سکول میں حاضر ہوئے اور ہیڈ ماسٹر کی خدمت میں پیش کی وہ حیران اور پریشان ہوا۔

مولانا محمد اسماعیل نے وہیں مدت ملازمت گزاری اور وہیں سے ریٹائر ہو کر پنشن پائی۔صاحب واقعہ نے یہ واقعہ مولانا محمد امین شاہد کو سنایا اور انہوں نے مجھ سے بیان کیا، مولانا محمد امین شاہد 1999ء سے اس جامعہ کے شعبہ تبلیغ سے وابستہ ہیں اور بڑی تندہی سے اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔تحریر الیکم ،حکیم رانا مدثر محمد خاں، 485 گ ب سمندری (فیصل آباد)

☆☆☆☆☆

اہل اللہ کی صحبت اکسیر اعظم

(از: یادگار اسلاف، نشانی غزنوی خاندان مولانا جنید غزنوی حفظہ اللہ تعالیٰ)

برصغیر پاک وہند میں غزنوی خاندان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں، علمائے اہلحدیث میں سے دینی، علمی اور تزکیۂ نفس یعنی تصوف کی خدمات واشاعت کا بہت بڑا سہرا اسی خاندان کے سر ہے۔یہ خاندان نہ صرف اہل حدیث حضرات کے بانیان بلکہ اس پاک گروہ کو سنوارنے اور سنبھالنے والوں میں شمار ہوتا ہے۔عصر حاضر میں مولانا جنید غزنوی حفظہ اللہ اپنے اسلاف یعنی غزنوی خاندان کی یادگار اور نشانی ہیں جو اپنے بڑوں کی نہج پر کسی نہ کسی طرح اپنے ورثے کو سنبھالے ہوئے ہیں، آپ تزکیۂ نفس کیلئے کسی کامل اللہ والے کی صحبت کو نہایت اہمیت کی نگاہ سے نہ صرف دیکھتے ہیں بلکہ ساتھ ساتھ اللہ والوں کے آداب واحترام کو ملحوظ رکھنے کے بھی بہت فکر مند نظر آتے ہیں۔دعا ہے اللہ کریم آپ کو اپنے اسلاف کی طرز پر نہ صرف اپنے ورثے کو سنبھالنے اور محفوظ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے بلکہ اسے زیادہ سے زیادہ لوگوں میں پہنچا کر لوگوں کی اصلاح اور تزکیۂ کا ذریعہ بنائے۔آپ نے کتاب ''علمائے اہل حدیث کے ذوق تصوف'' کے بارے میں اپنے تاثرات کو کچھ یوں قلمبند فرمایا ہے:

تزکیۂ نفس ہر انسان کی ضرورت:۔"یتلو علیکم آیاتنا ویزکیکم ویعلمکم الکتاب والحکمة" یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کی اہم کڑیاں ہیں اور یہ بہت اہم آیت ہے کہ قرآن مجید میں تین چار مقامات پر آئی ہے۔اس لیے اس پر غور ہونا چاہیے۔وہ آدمی جو دین کی خدمت کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو اپنانا چاہتا ہے۔اہل علم " العلماء ورثة الانبياء" کے تحت اس آیت سے بہت کچھ سیکھتے ہیں۔جس طرح قرآن کی آیات کو پڑھے اور سنائے بغیر کوئی بات نہیں بنتی۔''یتلوا علیکم آیاتنا'' اسی طرح قلب کی صفائی کے بغیر بھی معاملہ ادھورا رہ جاتا ہے۔''ویزکیکم'' بلکہ جذبات کو صاف کیے بغیر علم بھی ساتھ نہیں دیتا۔ہمارا عام مشاہدہ ہے کہ کتنے لوگ قرآن وسنت کے احکامات سے واقف ہوتے ہیں، شراب کی حرمت کو جانتے ہیں یعنی عقلی، علمی انقلاب آچکا ہوتا ہے مگر پھر شراب پیتے ہیں ایسا کیوں ہوتا ہے......؟ اسی لیے کہ جذبات کی تطہیر نہیں ہوئی ہوتی۔بہت سے بھائی سود کی قباحت سے آگاہ ہوتے ہیں مگر کاروبار پھر بھی سود میں لتھڑے ہوئے ہوتے ہیں۔اس کی بھی وہ ہی وجہ ہے کہ ذہن جانتا ہے مگر تزکیے کے مرحلے سے نہ گزرنے کی وجہ سے ساری خرابی ہوتی ہے۔آیات کی ترتیب دیکھئے! کتاب وسنت کی تعلیم سے پہلے فرمایا کہ تمہارا تزکیۂ کرتے ہیں، پہلے تمہارے دل کے برتن کو مانجھتے ہیں، اس کو صاف کرتے ہیں پھر یہ جو نور ہے کتاب وسنت کا، اس برتن میں ڈالتے ہیں کیونکہ اگر گندے برتن میں اسے ڈال دیں گے تو جب باہر آئے گا تو یہ بھی آلودہ ہو جائے گا اور وہ آلودگی اس نفس کی ہوگی جو صاف نہیں ہوا تھا۔

اہل اللہ کی صحبت کی برکات:۔ کلام میں متکلم کی تاثیر ہوتی ہے،تحریر میں بھی لکھنے والے کا اثر ہوتا ہے،اگر اس کو دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے تو اسے پڑھنے میں بھی ایسی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔درسخن محنفی منم چوں بوئے گل در برگ گل.... ہر کہ دیدن میل دارد درسخن بیند مرا۔۔۔میں اپنے کلام میں اس طرح چھپا ہوا ہوں جیسے پھول کی خوشبو اس کی پتی میں بسی ہوئی ہوتی ہے۔ ہر وہ شخص جو دیکھنا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ میرے کلام میں مجھے دیکھے۔ان حضرات کی صحبت تو اکسیر ہوا کرتی تھی،لوگوں کی حالتیں بدل جاتی تھیں صرف ان کی معیت میں نماز پڑھنے سے عجیب رنگ ہو جاتا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت آبشار کی طرح ان پر گرتی تھی اور کچھ چھینٹے ساتھ کھڑے ہونے والوں پر بھی پڑ جاتے تھے اور پھر لوگ ان سے پوچھا کرتے تھے خدا کیلئے ہمیں بھی بتاؤ یہ نماز تم نے کہاں سے سیکھی ہے۔وہ اپنے پاس بیٹھنے والوں کو وہ گر سمجھاتے تھے جس سے اللہ کی محبت تیز ہوتی تھی اور آدمی کو" والذین آمنوا اشد حبا للہ " کا مقام حاصل ہوتا تھا۔وہ ذکر بھی سکھاتے فکر بھی سکھاتے اور پھر محبت کی تیزی کیلئے دعا بھی بتاتے تھے کے یوں کہو" اللھم انی اسئلك حبك وحب من یحبك "اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت کی بھیک مانگتا ہوں اور ہر اس آدمی کی محبت بھی مجھے دے جس کو تو نے اپنا درد دیا ہے۔اس لیے یہ فرمایا تھا کہ ان کی زیارت کرو تمہیں خدا یاد آئے گا۔ یہ ایسے ہی انسانوں کی تحریریں ہیں۔اب انہیں ایسی ہی نیت سے پڑھنا چاہیے اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے کہ یا اللہ جس طرح تیرے ان بندوں کی محبت اکسیر تھی ان کی تحریروں کو ان کا قائم مقام بنا دے اور ہمارے لیے فیض رسانی کا ذریعہ بنا دے (آمین)۔

(سید جنید غزنوی،لاہور)

قلعہ میہاں سنگھ میں تزکیہ واحسان اجتماع سے خطاب

مولانا حمید اللہ سدید حفظہ اللہ (پڑپوتے عارف باللہ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ) کی کوششوں سے ہر سال ''تزکیہ نفس''عنوان سے قلعہ میہاں سنگھ میں کانفرنس منعقد ہوتی ہے جس میں ملک بھر سے مختلف علمائے کرام اورعوام الناس شریک ہوتے ہیں،اس اجتماع کا بنیادی مقصد لوگوں کو پاکیزہ اور شفاف تصوف جس کا حاصل تزکیہ نفس، اصلاح باطن، درستگی اخلاق،اور حصول اخلاص وآداب ہے کو فروغ دینا ہے۔اس اجتماع میں بیان کیلئے مولانا جنید غزنوی رحمہ اللہ کو''صفت احسان کی ضرورت واہمیت'' کا موضوع دیا گیا جس پر آپ نے نہایت تحقیقی،علمی اور پر مغز گفتگو فرماتے ہوئے باہم رواداری اور پیغام محبت کو عام کرنے پر زور دینے کے ساتھ ساتھ اپنی جماعت اہلحدیث سے کچھ شکوہ بھی کیا ہے۔اس تقریر کے اقتباسات پیش خدمت ہیں:

صفت احسان کا مستند احادیث سے ثبوت:۔ ہمیں بزرگوں نے یہ سکھایا ہے کہ آدمی جب بھی وعظ کرتا ہے تو اس کا سب سے پہلا مخاطب وہ خود ہوتا ہے اس کا اولین مخاطب اس کا نفس ہونا چاہیے تو اس طرح اس سب سے مقصود خود اپنی اصلاح ہے، مجھے کہا گیا ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ لمبی حدیث میں جو لفظ''احسان'' ہے اس سے متعلق کچھ عرض کروں" الاحسان ان تعبد اللہ کانك تـراہ'' احسان کہتے ہیں اس کو کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ اس کو دیکھ رہے ہو اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تو تمہیں دیکھ ہی رہا ہے۔جس طرح مسلم شریف اور نسائی شریف میں حضرت عمر رضی اللہ یہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک مسافر آیا جس کے کپڑے صاف ستھرے اور بے داغ تھے اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب دوزانو ہو کر بیٹھ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف سوال پوچھنے لگا کہ'' ما الاسلام ''اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا، نماز پڑھنا زکوۃ ادا کرنا اور اگر استطاعت ہو تو اللہ کے گھر کی زیارت کیلئے جانا، یہ اسلام ہے۔ پھر اس نے پوچھا " ما الایمان ''ایمان کیا ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پر ایمان لانا،اس کے فرشتوں پر ایمان لانا اس کی کتابوں پر،اس کے رسولوں پر اور جو تقدیر کا خیر وشر ہے اس پر ایمان لانا۔پھر اس نے سوال کیا کہ " ما الاحسان ''احسان کیا ہے؟ تو حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا: الاحسان ان تعبد الله کانك تراہ'' احسان کہتے ہیں اس کو کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ اس کو دیکھ رہے ہو اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تو تمہیں دیکھ ہی رہا ہے۔اس کے بعد وہ شخص چلا گیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شخص کون تھا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ جبریل امین علیہ السلام تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے کیلئے آئے تھے۔ یعنی میرے اور ان کے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ تمہیں دین سکھایا جارہا تھا۔

میں ایک بات آپ سے عرض کروں کہ ہم اپنی درس گاہوں میں صحاح ستہ پڑھانے لگے ہیں کہ دیکھو اس کا صرف کیا ہے......اس کا نحو کیا ہے...... یہ فاعل ہے یہ مفعول ہے۔حدیث شریف کا دورہ کرتے ہیں اور بہت زور صرف ونحو پر لگاتے ہیں، اس کا انکار نہیں ہے میں تو خود صرف ونحو کا اور عربی زبان کا ادنیٰ سا طالب علم ہوں۔لیکن عرض یہ کررہا ہوں کہ سارا زور اس پر لگا دیا اور حدیث شریف کے جو معارف ہیں جو خزانے ہیں اور جو ہیرے اور جواہرات ان میں چھپے ہوئے اور جو سمندروں کو کوزوں میں بند کیا گیا ہے۔اس کو ہم نے سمجھا ہی نہیں یہ کتنے افسوس کی بات ہے......!

منصب تبلیغ کیلئے حکمت کی ضرورت:۔ اور ان معارف اور حقائق کی طرف غور نہ کیا اور طالب علموں کو نہ سمجھایا کہ کیا کچھ لکھا ہے اور دیکھئے کتنی باریکیاں ہیں اور کتنی لطافتیں ہیں۔حدیث شریف سے جو ایک بات سمجھ میں آرہی ہے وہ یہ بھی ہے کہ جو تبلیغ ہے یہ ہمیشہ براہ راست نہیں ہوتی ہے، یہ نہیں ہے کہ جو آدمی سامنے بیٹھا ہے ہمیشہ براہ راست اسی سے بات کرے، یہ نہیں ہے کہ دوسرے کے سر پر ڈنڈا چلایا جائے اور یہ تبلیغ ہے ''ادعُ الی سبیل ربك بالحکمة''، تبلیغ کے لئے بڑی باریکی چاہیے، بڑی لطافت چاہیے اور دیکھئے حدیث شریف میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ دو ایسے انسان جن کے درمیان طبعی مناسبت ہو وہ آپس میں گفتگو کررہے ہوں اور تبلیغ تیسرے آدمی کی ہو رہی ہو اس سے بات کوئی نہ ہو میں نے عرض کیا ہے کہ یہ جو براہ راست کسی دوسرے کی کھلی اڑانا (توہین کرنا) یا دوسرے کے سر پر پھاوڑا چلانا یہ امر بالمعروف کی کونسی شکل ہے، یہ بھی تو سیکھو حدیث کی کتابوں میں بین السطور کیا خزانے چھپے ہوئے ہیں۔سوال جبرئیل امین علیہ السلام کس سے کررہے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کوئی بات نہیں ہورہی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سارے جوابات جبریل امین علیہ السلام کو دے رہے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایک جواب بھی تو نہیں دیا اور آخر میں فرمایا:'' یعلمکم دینکم ''تمہیں تمہارا دین سکھایا جارہا تھا۔ سوال ایک بھی تم نے نہ کیا جواب ایک بھی براہ راست نہیں دیا گیا۔لیکن'' یعلمکم دینکم ''سکھایا تمہیں جارہا تھا تبلیغ تمہیں ہو رہی تھی۔یہ بھی طریقہ ہے'' ادع الی سبیل ربك......'' آپ نے ملاحظہ کیا......!۔

حدیث جبرئیل علیہ السلام میں ادب کی تعلیم:۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آئے اور دوزانو ہو کر قریب بیٹھ گئے مؤدب بیٹھ گئے یہ بھی سیکھنے کی چیز ہے کہ جب بزرگوں کے پاس جاتے ہیں تو اس طرح گردن اکڑا کر نہیں بیٹھ جاتے اور ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گفتگو شروع نہیں کرتے، یہی طریقہ سکھایا کہ دوزانو ہو کر قریب بیٹھنا مؤدب ہے۔یہ بھی سیکھنے کی چیزیں ہیں جو چھوڑ دی گئی ہیں کیا متنبّی کافی ہے......حماسہ کافی ہے......حدیث کی طرف آؤ تو دوستو! یہ معارف ہیں چھپے ہوئے انہیں بھی تو کھوجنے کی کوشش کرو...... یہ جو موتی ہیں تہہ میں پڑے ہوئے انہیں بھی تلاش کرو......خزانہ پڑا ہوا ہے حدیث کی کتابوں میں۔

الاحسان شریعت کی اصطلاح:۔ ''الاحسان'' یہ اصطلاح ہے شریعت کی اصطلاحات کے معاملے میں معنی وہی معتبر ہوتے ہیں جو اس فن کے ماہرین اور محققین نے اپنے ذہنوں میں جما رکھے ہیں اور صدیوں سے جما رکھے ہیں اور وہ لوگوں کو بھی وہی بتاتے ہیں۔قانون کی اپنی اصطلاحات ہیں، سیاست کی اپنی اصطلاحات ہیں اور ان اصطلاحات کے وہی معنی ہیں جو اس فن کے ماہرین نے اپنے ذہنوں میں جمائے تھے اور بتائے تھے۔یہ طالب علموں کی بات کررہا ہوں۔تو یہ جو احسان ہے عربی زبان میں اس کا معنی ہے کسی کام کو اچھے طریقے سے

کرنا، سنوار کر کرنا، خوبصورتی سے کرنا اور سلیقے سے کرنا یہ احسان ہے۔ اور شریعت کی اصطلاح میں عبادت کو سنوار کر سلیقے کے ساتھ سرانجام دینا یہ احسان ہے۔ عبادت سلیقے سے اور اچھے طریقے سے کرنا، خشوع سے عبادت میں سلیقہ پیدا ہوتا ہے، عبادت میں قرینہ پیدا ہوتا ہے، جھکا ہوا ''خشعت الاصوت'' آوازیں اس وقت پست ہونگی جھکی ہونگی۔

تصوف عجز و نیاز اور بندگی کا حصول:۔ عجز و نیاز کا طاری ہونا دل پر دماغ پر روح پر بندگی کا طاری ہونا یہ ہے خشوع۔ دوستو! جس طرح ذہن پر اور روح پر خشوع طاری ہوتا ہے اسی طرح اعضاء اور جسم پر بھی خشوع طاری ہوتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کسی شخص پر خشوع طاری ہو اور گردن اکڑی ہوئی ہو اور اعضاء جھکے ہوئے ہوں اس کے حضور۔ خشوع اس طرح ہے کہ جھکا ہوا دل بھی ہو اور روح بھی۔ ہم نے کچھ مسائل کو لے لیا ہے اور سارا زور انہیں پر لگا دیا ہاتھ کہاں باندھنے ہیں......؟ آمین کے دلائل کیا ہیں......؟ یہ مسائل اٹھا لیے پوری زندگیاں انہیں پر صرف کر دیں کہ جیسے صحاح ستہ میں یہی تھا اور کچھ نہیں تھا۔ ''فویل للمصلّین .... صلاتهم ساهون '' قدافلح المومنون الذین هم فی صلاتهم خاشعون '' یہ بھی لکھا ہے قرآن پاک میں کہ کامیابی ان مومنوں کو ملی جن کو نماز میں خشوع حاصل تھا۔ ہم سارا زور چند مسائل اٹھا کر انہی پر لگا دیں اور ساری زندگی صرف کر دیں ہلاکت ہے ان نمازیوں کیلئے جو نمازوں میں کھڑے تو ہوتے ہیں مگر غفلت کی حالت میں ہوتے ہیں۔ اس کا بھی تو کچھ فکر کرو کہ خشوع کیا ہے......؟ اور کہاں سے حاصل ہوگا......؟ خشوع صرف یہ نہیں ہے کہ دماغ جھکا ہوا ہو، روح جھکی ہوئی ہو، اعضاء سے بھی ظاہر ہو رہا ہے خشوع طاری ہوتا تو ہم نے داڑھی کو بھی نہ کھجایا ہوتا اور جسم کے کسی دوسرے حصے کو بھی نہ کھجایا ہوتا اور دوسری کوئی حرکات فاضلہ نہ کی ہوتیں......!! اگر سنت سے اتنی محبت تھی۔ یہ چند اختلافی مسائل ہی صرف صحاح ستہ کی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں کہ ساری زندگی بندہ ان کے پیچھے ہی لگا رہے۔

''فویل للمصلّین .... صلاتهم ساهون'' بربادی ہے ان نمازیوں کیلئے جو نماز میں کھڑے ہوتے ہیں اور نماز سے غافل ہوتے ہیں۔ '' ان تعبد الله کا نك تراه .... ''اس کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ اسے دیکھ رہے ہو اور بات کو سمجھو ٹھوکر مت کھاؤ اس آدمی کو غلط فہمی ہوئی جس نے یہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ایسا ہے کہ اس کا کوئی نمونہ بنانا ہے۔ اس کی کوئی شکل بنانی ہے، یہ تو ممکن نہیں یہ تو ہو ہی نہیں سکتا، اس آدمی کو ٹھوکر لگی، ان تعبدالله کانك ...... کے الفاظ پر غور کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو یہ نہیں کہا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو ''کانك'' گویا کہ تم دیکھ رہے ہو اس کا ہیولہ بنانا اس کا نمونہ بنانا یہ کہاں سے ہوسکتا ہے یہ تو ممکن ہی نہیں!!

'' لاتضربوا الله الامثال ......'' قرآن مجید ہے اس کی کوئی مثال مت دو، تشبیہ کے سارے دروازوں کو تو بند کر دیا گیا '' لیس کمثله شی '' مت کہو وہ ایسا ہے اس جیسا تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا اس کے بعد لا تدرکه الابصار ...... آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں، وہی ہے جو آنکھوں کا احاطہ کرتا ہے ''ان تعبد الله کانك تراه......'' یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اس کی شکل بنائی جائے جو بھی شکل بنائی جائے گی وہ تو اپنے تخیل کا کرشمہ ہوگا۔ وہ تو اپنے خیالات کا تراشہ ہوا بت ہوگا، ہم خود تراشیں گے اور پھر اس کو سجدہ کر دیں گے اور اس کو کہیں گے ہم بڑی عبادت کرتے ہیں اور وہ تو نہ ہوگا۔ '' لقد رای من آیت ربه ......'' سب سے بڑا قرآنی تجربہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بیان کرتا ہے کہ یہ ٹھیک ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹکٹکی باندھ کر دیکھا مگر کس چیز کو دیکھا، یہاں یہ نہیں کہا کہ اپنے رب کو دیکھا تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ختم المرسلین ہو کر قرآن ان کے بارے میں یہ کہے تو کس کی یہ مجال ہے کہ ہیولا بنائے اللہ تعالیٰ کا اپنے ذہن میں، تو اس بات کو سمجھا '' تعبد اللہ......'' اس کی عبادت ایسے کرو گویا کہ اسے بھی تو دیکھو کہ یہ کیا لکھا ہوا ہے، گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اللہ تعالیٰ کا پیکر تراشا نہیں جا سکتا غیر کا خیال لانا جرم ہے۔ تو پھر نماز میں اور عبادت میں خیال کو رکھنا کہاں ہے۔ یہ ذہن تو خاموش نہیں رہتا ہے یہ تو ایسا نہیں ہے یہ تو چیزوں کی طرف بھاگے گا یہ خالی نہیں رہے گا، تو ذہن کو کہاں رکھنا ہے تو اس معاملے میں حدیث کی طرف لوٹیے آپ ﷺ فرماتے ہیں نماز کے دوران متوجہ رہیں نماز کی طرف اور اپنے جی میں کہیں۔ اللہ کی ذات کا تصور تو ہو نہیں سکتا تصور تو صفات کا ہی ہوسکتا ہے نماز میں الفاظ کی

طرف متوجہ کرو اپنے جی کو نماز میں جو الفاظ کے معانی ہیں ان کی طرف توجہ کریں نماز میں اللہ کی صفات کا تصور کرنا ان الفاظ میں ڈوبنا اللہ تعالیٰ کی مناجات میں ڈوبنا، یہ سب خشوع ہے نماز میں۔

خشوع کی تعریف کرنا کہ اللہ تعالیٰ کا ہیولا بنایا جائے یا نماز میں اس قدر محویت کرنا کہ اسے خبر تک نہ لگے کہ آس پاس کیا ہو رہا ہے یہ غلط ہے۔ یہ تعریف نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں ہے لغوی اعتبار سے بھی غلط ہے۔ اس کیفیت کا انکار نہیں ہے۔ ہم نے اپنی 1400 سال کی تاریخ میں پڑھا ہے، کہ یہ کیفیت طاری ہوتی ہے استغراق اور محویت کی نماز کے دوران، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوپر یہ کیفیت طاری ہوتی تھی انکے جسم میں تیر لگتا تھا اور فرماتے تھے کہ جب میں نماز پڑھوں تو تب نکالنا جب نماز سے فارغ ہوتے تو اپنے ساتھیوں سے پوچھتے کہ تیر نکالا نہیں تو وہ کہتے حضرت تیر تو ہم نکال چکے ہیں لیکن آپ کو خبر نہ ہوئی۔ استغراق کی اس کیفیت کا انکار نہیں، لیکن خاتم المرسلین فرماتے ہیں کہ میں نماز میں ہوں اور میرا دل یہ چاہتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کو لمبا کر دوں، اور پھر کسی بچے کے رونے کی آواز میرے کان میں آتی ہے، اور تلاوت کو مختصر کر دیتا ہوں کہ اس کی ماں کو تکلیف نہ ہو۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر استغراق اور محویت کی وہ کیفیت طاری نہ ہوتی ہو کہ پتہ ہی نہ چلے کہ آس پاس کیا ہو رہا ہے، یہ قبول ترین نماز ہے دوستو وہ کسوٹی نہیں استغراق کی کہ خبر تک نہ ہو کیا ہو رہا ہے۔ جس وقت آدمی توجہ الی الخالص میں ہوتا ہے اس وقت بھی مخلوق پر شفقت کو نہ بھولے اور جس وقت مخلوق کے ساتھ مشغول ہو اس وقت بھی اس کا رابطہ اللہ تعالیٰ سے منقطع نہ ہو یہ تکمیل ہے۔ قصداً کوئی خیال دل میں آئے یہ ہے خشوع کے منافی ارادتاً کوئی خیال جی میں نہ آئے، غیر ارادی خیال دل میں آ جانا نماز میں خشوع کے منافی نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دل میں خیال ایسے آتے ہیں ہم ان کو زبان پر لانے سے بہتر سمجھتے ہیں کہ جل کر کوئلہ ہو جائیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تمہیں واقعی ایسے خیال آتے ہیں تو فرمایا یہ تو پکے ایمان کی نشانی ہے، تمہارے پاس تو کوئی دولت آ گئی ہے کہ خزانہ آ گیا ہے جو چور اور ڈاکو تمہارے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ شیطان تمہیں گمراہ نہیں کر سکا، اور اب وہ تمہارے دل میں وسوسے ڈالتا ہے تمہیں پریشان کرتا ہے تو ہم یہ کیسے کہیں کہ غیر ارادی وسوسے نہ آئیں یہ خشوع کے خلاف ہے۔ اللہ کی رحمت کا ورود ہو رہا ہو شدت سے اور جذب ہو رہا ہو تو پھر آپ چاہیں بھی تو نہیں دیکھ سکتے پھر توجہ ہٹائی نہیں جا سکتی۔

اہل اللہ کی صحبت اور معیت کا کمال:۔ سوال یہ ہے کہ رحمت کا ورود کس طرح ہو......؟ رحمت کا ورود ہوتا ہے محبت کی شدت سے، رحمت کا ورود ہوتا ہے عجز و نیاز کی شدت سے، بندگی سے، جھکنے سے اور رحمت کا ورود ہوتا ہے اللہ والوں کی صحبت سے اور ان کی معیت میں نماز پڑھنے سے وہ لوگ جنہوں نے زندگیاں کھپا دیں اس کے آستانے پر ان کی معیت میں نماز پڑھنے پر رحمت کا ورود ہوتا ہے۔ جن کی صبح و شام اس کے حضور گڑگڑاتے گزرتی ہے یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی رحمت آبشار کی طرح ان کے سروں پر برستی ہے اور ہم جیسے لوگ جو ان کی معیت میں کھڑے ہوتے ہیں چند چھینٹے ہم پر بھی پڑ جاتے ہیں۔ حضرت عبدالواحد (غزنوی) رحمہ اللہ کے معیت میں جو لوگ نماز پڑھتے تھے تو دوسرے لوگ ان لوگوں سے پوچھتے تھے یہ نماز کا رنگ تم نے کہاں سے سیکھا ہے۔ ان کی نماز کی رنگتیں ہی کچھ اور تھیں، معیت میں نماز پڑھنے سے صحبت میں رہتے ہیں۔

اہل اللہ کو تلاش کیجئے:۔ یہ قحط الرجال کا دور ہے یہاں وہ لوگ نہیں ملتے ہیں کس کی معیت میں جا کے نماز پڑھیں یہ قحط الرجال کا دور ہے، اور جہاں جو آدمی ملتا ہے اسی کو پکڑ لو اور یہ مت ڈھونڈو اور مت سوچو کہ کوئی ایک آدمی ایسا ملے کہ سب کچھ اسی میں ہو کہ نماز بھی وہی سکھائے۔ اللہ اللہ کرنا بھی وہی سکھائے، تفسیر بھی سکھائے حدیث بھی سکھائے اور فقہ بھی سکھائے یہ قحط الرجال کا دور ہے، ایسا آدمی نہیں ملتا نماز کہیں سے سیکھو، اللہ اللہ کرنے کیلئے کسی کا دروازہ کھٹکھٹاؤ، تفسیر کسی سے پڑھو، حدیث کا فہم کسی دوسرے سے حاصل کرو، فقہ کسی اور سے جا کے سیکھو، مختلف دروازوں کو اس دور میں کھٹکھٹانا پڑتا ہے، مختلف لوگوں کی جوتیاں اٹھانا پڑتی ہیں، زندگی لگانا پڑتی ہے پھر جا کے کہیں کچھ سمجھ میں آتا ہے تو یہ خشوع و خضوع ہے۔

اہل اللہ کی صحبت حصول خشوع کا ذریعہ:۔ یہ چند باتیں جو میں نے کی ہیں نظریاتی اعتبار سے کی ہیں، میں چند اشارے آپکو عملی

اعتبار سے بھی دوں کہ یہ خشوع کیسے پیدا ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ جو لوگ ان کے پاس بیٹھتے تھے انہیں خشوع پیدا کرنے کا طریقہ سکھایا کرتے تھے، اور ان طریقوں کو حضرت مولانا عبدالجبار (غزنوی) رحمہ اللہ نے اپنے قلم سے لکھ دیا اور اس ناچیز کے پاس وہ قلمی مخطوطہ لائبریری میں موجود ہے، وہ فرماتے ہیں کہ دیکھو اپنے دل کو وضو میں ہی حاضر کرلو وضو غفلت کی حالت میں مت کرو نماز کا خشوع وہ وضو میں سکھا رہے ہیں اپنے دل کو حاضر کرلو ورنہ ممکن نہیں ہے کہ تمہیں نماز میں خشوع حاصل ہو۔

میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ سیکھنا ہے تو ان کے پاس جا کے سیکھو جنہوں نے اپنی صبحیں اور شامیں اس کے آستانے پر لگائی ہیں۔

حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ حدیث پڑھنے مولانا نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے پاس گئے تو میاں نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سمجھتے ہیں کہ یہ میرے شاگرد ہیں حقیقت میں یہ میرے استاد ہیں۔ مجھے نماز نہیں پڑھنی آتی تھی یہ ان کی صحبت کا فیض ہے کہ میاں نذیر حسین رحمہ اللہ کی نماز سیدھی ہوگئی ہے میری نماز میں خشوع پیدا ہوگیا ہے ہم نے نماز پڑھنا ان سے سیکھی ہے۔

تو فرمایا کہ دل کو وضو میں ہی پکڑ و اس کو سکھاؤ۔

اہل اللہ کی مجالس کا ایک اہم ادب: ۔اللہ کی قسم یہ ہمارے لئے ہیرے اور جواہرات چھوڑ گئے ہیں، مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ اور مولانا غلام رسول رحمہ اللہ دونوں حدیث پڑھنے دہلی گئے ہیں کیونکہ یہ علم سیکھنے سے آتا ہے خود کو پامال کرنے سے آتا ہے، اللہ کیلئے اپنے اندر تواضع پیدا کرنی چاہیے، شیخ حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ کے پاس اسی میل کا سفر کر کے حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ جایا کرتے تھے اور حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ منع فرماتے تھے کہ مجھے بڑی شرم آتی ہے آپ کیوں آتے ہیں غزنوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ مجھے روحانی فیض حاصل ہوتا ہے کیوں نہ آؤں یہ چیزیں ایسے ہی نہیں آتی ہیں۔

مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ساتھ حدیث کو بھی ملا لو، وضو بسم اللہ پڑھ کر شروع کرو اور حدیث کے مطابق حوائج بشری سے فارغ ہو جائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرما گئے ہیں کہ رات کا کھانا اور رات کی نماز دونوں اکٹھے ہو جائیں تو پہلے کھانا کھالیا کرو کیونکہ خشوع پیدا کرنا ہے نماز میں۔ دیکھو بات کہاں سے شروع ہو رہی ہے کہ تم کمزور ہو تمہاری توجہ بٹتی رہے گی۔ نماز کے دوران دماغ میں روٹی ہی گھومتی رہے گی خشوع قائم نہیں ہوگا۔

تو فرماتے ہیں کہ جب ہاتھ دھوتے ہو تو یہ نیت کرلیا کرو کہ یا اللہ میں نے سب سے ہاتھ دھو لئے اور میں نے سب کو خیر آباد کہہ دیا۔ میں نے سب کی چھٹی کرادی اے میرے پالنہار اس طرح وضو کرنے سے کیا خشوع پیدا نہ ہوگا۔ آنکھوں سے آنسو امڈ نہ آئیں گے۔

فرمایا جب میں وضو کرتا ہوں تو وضو کا پانی میری آنکھوں کے پانی سے مل جاتا ہے تو اس دن میری نماز رنگین ہو جاتی ہے یہ ہے خشوع اور یہ ہے ''احسان''۔ فرماتے ہیں کہ جب کلی کرو یہ کہو کہ تیرا نام لیتے ہوئے مجھے حیاء آتی ہے پانی سے کلی کیا کروں......؟ میں تو اگر گلاب کے عرق اور مشک سے کلیاں کروں تو پھر بھی مجھے تیرا نام لیتے ہوئے حیاء آتی ہے۔ کیونکہ تیرا نام بہت پاکیزہ ہے۔

جب چہرہ دھونے لگتے ہو تو سوچو'' انی وجهت وجهی للذی فطر السموات '' یا اللہ میں نے ہر طرف سے چہرہ کو ہٹا لیا ہے نہ ادھر دیکھوں گا نہ ادھر دیکھوں گا میں اب صرف تیری جانب ہی دیکھا کروں گا یہ ہے وہ نماز اس طرح خشوع پیدا ہوتا ہے۔

اس طرح مکمل وضو نماز اور دعا کا طریقہ بتایا، ایسا کرنے سے نماز میں لذت اور خشوع وخضوع پیدا ہوتا ہے اس کے علاوہ کچھ بھی اچھا نہیں لگتا۔

یہ وہ نماز ہے جو برائیوں سے روکتی ہے، ڈاکٹر سے دوائی لیں اور دو دن کھانے کے بعد اگر اثر نہ دکھائے تو فکر ہوتی ہے کہ اس نے اثر کیوں کیا اگر نماز برائی سے نہ روکے تو اس کی فکر کرنی چاہئے کہ اس میں کیا کمی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کسی شخص کی گھر کے سامنے نہر بہہ رہی ہو اور وہ پانچ مرتبہ اس میں نہائے تو کیا اس کے جسم پر کوئی میل کچیل رہ سکتی ہے عرض کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یا حضرت یہ ممکن نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا نمازی کی حالت بھی یہی ہے یعنی اللہ کی رحمت سے پانچ نمازوں میں اس کی روحانی پاکیزگی ہو جاتی ہے۔

(یادگار اسلاف، نشانی غزنوی خاندان مولانا جنید غزنوی حفظہ اللہ تعالیٰ کا قلعہ میہاں سنگھ میں تزکیۂ واحسان اجتماع سے خطاب)

نشانی تصوف ڈاکٹر حماد لکھوی حفظہ اللہ تعالیٰ کا ذوق تصوف

(از: ڈاکٹر حماد لکھوی حفظہ اللہ تعالیٰ Ph.d، ڈبل MA،L.L.B، ملاقات۔سید فاروق محمدی)

علماء اہل حدیث میں ایک بہت بڑا نام ڈاکٹر حماد لکھوی حفظہ اللہ تعالیٰ کا ہے، لکھوی خاندان کی دینی خدمات کا زمانہ گواہ ہے آپ اپنے خاندان کے اس مشن کو بخوبی آگے لے کر چل رہے ہیں۔حضرت مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ کے بیٹے ہیں، آپ کے دادا مولانا محمد علی رحمہ اللہ اور آپ کے پردادا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ ہیں جو کسی تعارف کے محتاج نہیں آپ کے دادا اور پردادا دونوں ہی جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔لکھوی خاندان کی دینی خدمات کا احاطہ کرنے کیلئے ایک عرصہ درازچاہیے، اس سلسلے میں کئی مقالہ جات (M.A PHD THESIS) بھی لکھے جا چکے ہیں جو کہ ملک کی مختلف یونیورسٹی میں موجود ہیں، ان میں سے کچھ کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

مقالہ پی ایچ ڈی (PHD)، حافظ محمد بارک اللہ لکھوی کا تفسیری منہج (پنجاب یونیورسٹی)

مقالہ پی ایچ ڈی (PHD)، لکھوی خاندان کی دینی خدمات (کراچی یونیورسٹی)

مقالہ M.A حافظ محمد لکھوی کی دینی خدمات وغیرہ۔

آپ ابھی پنجاب یونیورسٹی میں ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں، آپ (universty of glascow (uk میں post graduate resaerch felow رہ چکے ہیں۔ اسلام کے متعلق یو کے کے مختلف شہروں، London،Glassgow،Oldham،Manchister،Birmingum میں آپ کئی لیکچرز دے چکے ہیں۔لندن کے ٹی وی چینل پر مختلف ٹاک شوز میں شامل ہو چکے ہیں، اس کے علاوہ گلاس گو (Glassgow) کے ریڈیو چینل پر آپ کے پروگرام نشر ہو چکے ہیں۔

آپ نے پی ایچ ڈی (PHD) ڈبل M.A اور LLB جیسی بڑی اسناد پنجاب یونیورسٹی سے حاصل کیں۔ آپکے ستائیس ریسرچ پیپر دنیا کے کئی ملکوں سے شائع ہو چکے ہیں، جن میں ,canada, malysia, france usa بھی شامل ہیں۔الغرض آپ کے علم کا احاطہ کرنا بڑا مشکل ہے پاکستان میں آپ کئی دینی سرگرمیوں میں شامل ہیں۔اس کے علاوہ مختلف ٹی وی چینل دنیا ٹی وی، پیغام ٹی وی پر آپ کے پروگرام نشر ہو رہے ہیں۔کتاب ''علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف'' کے سلسلے میں میری ملاقات آپ سے پنجاب یونیورسٹی میں ہوئی، آپ نے اس کتاب کا سرسری جائزہ لیا، کچھ واقعات کی تصحیح کی اس کتاب کے سلسلے میں مزید رہنمائی کیلئے کئی علماء کے بارے میں بتایا اور فرمایا کے کئی واقعات مجھے یاد ہیں مگر رمضان المبارک اور دیگر مصروفیات کی وجہ سے واقعات کے احاطہ اور ضبط تحریر سے قاصر ہوں۔آپ نے فرمایا کہ آپ نے بزرگوں کے تذکرے کئے ہیں یہ تذکرے ہونے چاہئیں اس کے بہت اثرات ہوتے ہیں۔کتاب کی تحسین کرتے ہوئے فرمایا کتاب میں یہ بڑی خوبی ہے کہ ہر بات باحوالہ ہے اس کتاب کے انشاء اللہ اچھے اثرات ہونے چاہئیں۔ بیعت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کے میرے والد صاحب محی الدین لکھوی رحمہ اللہ میرے دادا مولانا محمد علی لکھوی رحمہ اللہ سے بیعت تھے جسے اس کتاب میں آپ نے ''بیعت تصوف'' کا نام دیا ہے۔ میرے دادا مولانا محمد علی رحمہ اللہ نے میرے والد صاحب محی الدین لکھوی رحمہ اللہ کو حکم دیا تھا کہ تم بیعت لیا کرو اس لئے میرے والد صاحب ساری زندگی بیعت لیتے رہے اور میں بھی اپنے والد صاحب سے بیعت ہوں۔

آپ سے کوئی آدھا گھنٹہ رہنے والی ملاقات میں میں نے آپکو انتہائی شفیق اوراعلیٰ اوصاف کا مالک پایا، اس ملاقات کو قارئین کی نظر کرتا ہوں۔(سید فاروق احمد محمدی)

ہمارے دادا کا سچا الہام:۔ کتاب ہذا میں صفحہ نمبر 486 پر جو واقعہ آپ نے لکھا ہے اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے، یہ واقعہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب حقیقت الوحی کے پہلے ایڈیشن میں تھا بعد میں یہ واقعہ نکال دیا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ پورا واقعہ مرزائیوں کے خلاف جاتا ہے، اصل واقعہ کچھ اس طرح ہے۔ مرزا نے الہام کے جواب میں لکھا تھا کہ مجھے تمہارے بارے میں الہام ہوا ہے کہ'' ان شانئك هوالابتر '' کہ تمہارا جو دشمن ہے اس کی نسل آگے نہیں بڑھے گی اس بنیاد پر اس نے پیشن گوئی کردی کہ مولوی محی الدین عبدالرحمٰن یعنی میرے دادا رحمہ اللہ کی نسل آگے نہیں بڑھے گی، اس وقت ہمارے پردادا کی نرینہ اولاد نہیں تھی۔ مرزا کی زندگی میں ہمارے دادا مولانا محمد علی کی ولادت ہوئی یہ جو آپ نے لکھا ہے نہ'' ارجمند ابھی چار برس کے تھے'' مرزائیوں نے جا کر مرزا سے پوچھا آپ تو کہتے تھے نسل آگے نہیں چلے گی؟ مرزا نے کہا اس سے آگے نہیں چلے گی۔ ہمارے دادا اللہ ان کی مغفرت فرمائے، کہتے تھے کہ میں مرزا کے جھوٹے ہونے کا ثبوت ہوں اور اب ہم بھی یہی کہتے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے ہم اتنے بڑھے ہیں کہ گننے کے لیے وقت چاہئے یہ ہے اصل الہام آپ اس واقعہ کو میرے refrence (سند) سے بھی لکھ سکتے ہیں کہ یہ واقعہ میں نے اپنے والد اور اپنے چچا سے سنا۔ آپ حقیقت الوحی دیکھیں تو جگہ جگہ لکھا ہے مولوی محی الدین لکھوی کے والد کہیں لکھا ہے مولوی عبدالرحمٰن لکھوی کے والد وغیرہ۔ مرزا کے ساتھ بہت خط و کتابت ہوئی ہے ہمارے پردادا کے ساتھ اس لئے جگہ جگہ ذکر کرتا ہے اسی طرح الہام کا ذکر بھی اس نے کیا اور جھوٹا پڑ گیا۔

حوصلہ افزائی اور رہنمائی:۔ علمائے اہل حدیث کے ذوق تصوف کے عنوان کو تقویت دینے والے کئی واقعات'' فیوض المحمدیہ'' سے مل جائیں گے۔ اس کے علاوہ مولانا اسحاق بھٹی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ سے ملیں، انہوں نے 27,28 کتابیں لکھی ہیں، اہل حدیث کے جتنے علماء کا تذکرہ انہوں نے کیا ہے کسی نے نہیں کیا اس کے علاوہ'' مولانا محی الدین عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کے الہامات'' کا تذکرہ سے ایک فارسی رسالے میں اس کا ترجمہ کیا ہے مولانا اسحاق بھٹی صاحب نے آپ وہ لے لیں عنوان کو تقویت مل جائے گی۔ جزاک اللہ۔

(ملاقات: سید فاروق محمدی، ڈاکٹر حماد لکھوی حفظہ اللہ تعالیٰ، پی ایچ ڈی PHD، ڈبل M.A، LLB ایسوسی ایٹ پروفیسر)

☆☆☆☆☆

تصوف بھلا دینے پر نہایت افسوس......!

(فضیلۃ الشیخ مولانا سید ثناء اللہ گیلانی بن سید بارک اللہ گیلانی، خطیب جامع مسجد مکی اہلحدیث دھرنگ، تحصیل کامونکے ضلع گوجرانوالہ)

زاہدین سب سے بڑے عقلمند:۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: میں نے تمام جن وانس کو صرف اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے، میں ان سے رزق کا مطالبہ نہیں کرتا اور نہ میری یہ خواہش ہے کہ یہ مجھے کھلائیں۔(الذاریات ۵۶۔۵۷) یہ آیت اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ جن و انس کی تخلیق کا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔

لہٰذا ان کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے مقصد حیات پر توجہ دیں اور زہد وتقویٰ کو اختیار کرتے ہوئے دنیاوی اسباب عیش وآرام سے احتراز برتیں کیونکہ یہ دنیا دار فانی ہے ہیشگی کا گھر نہیں، یہ ایک عارضی ٹھکانہ ہے عیش وآرام کی جگہ نہیں، کٹ جانے والا گھاٹ ہے، ہیشگی کا گھر نہیں، اس لئے اہل دنیا میں سے سب سے بیدار مغز وہ ہیں جو سب زیادہ اس کی عبادت کرنے والے ہیں اور لوگوں میں سب سے زیادہ عقلمند بھی وہی ہیں جو سب سے زیادہ زہد وتقویٰ والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: دنیا کی زندگی کی مثال ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا پھر زمین کا سبزہ اس کی وجہ سے خوب گھنا ہوا

نکلا۔ کچھ آدمیوں کے کھانے کا، کچھ جانوروں کا، یہاں تک کہ جب زمین نے اپنا سنگار پورا کرلیا اور دلہن کی طرح بن سنور گئی اور وہاں کے رہنے والے سمجھے کہ اس پر پوری دسترس رکھتے ہیں ناگہاں دن کو یا رات کو ہمارا حکم (عذاب) آ پہنچا تو ہم نے اسے کاٹ کر ایسا کر دیا گویا کہ کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں جو لوگ غور فکر کرنے والے ہیں ان کیلئے ہم اپنی نشانیاں اسی طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔ (یونس۲۴) کسی شاعر نے خوب کہا ہے!

ان للہ عبادا فطنا طلقوا الدنیا وخافوا فتنا

نظروا منها فلما علموا انها ليست لحی وطنا

جعلوها لجة واتخذوا صالح الاعمال فیها سفنا

یقیناً اللہ کے کچھ بندے بڑے عقلمند ہیں انہوں نے دنیا کو چھوڑ دیا اور اس کے فتنوں سے خوف زدہ رہتے ہیں، انہوں نے دنیا کا بغور مشاہدہ کیا جب انہیں اس کی حقیقت کا علم ہو گیا کہ یہ کسی زندہ شخص کا وطن نہیں تو انہوں نے اسی دار فانی کو ایک سمندر قرار دے لیا اور انہوں نے اس سمندر میں نیک اعمال کو کشتیاں بنا لیا۔

سچا تصوف بالکل بھی بدعت نہیں......! مولانا اسحاق بھٹی حفظہ اللہ اپنی کتاب ''نقوش عظمت رفتہ'' تذکرہ مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ میں لکھتے ہیں:

> مجھے بہت سے ارباب علم اور اصحاب کمال سے ملنے ان سے باتیں کرنے اور تھوڑا یا زیادہ وقت ان کی صحبت ورفاقت میں رہنے کے مواقع میسر آئے ہیں لیکن میرا تجربہ اور مشاہدہ یہ ہے کہ مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ متعدد معاملات میں بہت سے علماء وزعماء سے فائق تر تھے اور اپنی منفرد حیثیت رکھتے تھے، وہ باجماعت نماز پڑھتے تھے لیکن خود امامت کرانے سے پرہیز کرتے تھے، نماز میں انتہائی خشوع وخضوع کی کیفیت ان پر طاری ہو جاتی تھی، ہر نماز کے بعد وظائف پڑھتے اور ہاتھ اٹھا کر لمبی دعا مانگتے تھے، نماز فجر، نماز مغرب ونماز عشاء کے بعد بالخصوص وظائف کا سلسلہ بہت طویل ہوتا تھا، ننگے سر نماز پڑھنا اور نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا نہ مانگنا ان کے نزدیک نہایت ناپسندیدہ فعل تھا ، رات کو اگرچہ کتنی ہی دیر سے سوتے مگر نماز تہجد بالالتزام پڑھتے ، وہ تخت اب بھی ان کے گھر میں موجود ہے جس پر وہ تہجد ادا کرتے اور وظیفے پڑھتے تھے، لیکن اب وہ تخت نشین کہیں نظر نہیں آتا تہجد کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر دعا مانگتے تھے اور نماز فجر کیلئے نیچے ہال میں تشریف لاتے وقت سیڑھیوں پر ان کے جوتوں کی کھنکھناہٹ کی آواز آتی اور جب اترتے ہوئے طلباء کو آواز دیتے لڑکو اٹھ جاؤ......! تو سب طلباء آواز سنتے ہی چارپائیوں سے جلدی سے اٹھ جاتے۔ اہل علم کی بہت قدر کرتے تھے، تمام مکاتب فقہ کے علماء کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ وہ خانوادہ تصوف کے چشم و چراغ تھے، اس لئے بنیادی طور پر صحیح معنوں میں صوفی تھے، حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے فرزند ارجمند اور حضرت مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے پوتے تھے۔ عالی قدر باپ اور بلند مرتبت دادے کا زہد وتقویٰ اور فضل وکمال ان کی ذات میں سمٹ آیا تھا اور اس اعتبار سے وہ ان کے صحیح جانشین تھے۔ نہایت افسوس ہے کہ اب دعا و وظائف اور تصوف کی روایت جماعت اہل حدیث میں ختم ہو گئی ہے بلکہ میں نے سنا ہے کہ بعض برخود غلط لوگ اسے بدعت قرار دیتے ہیں ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' (نقوش عظمت رفتہ ص۲۲ تا۲۳)۔

کیا اب ہمیں ضرورت نہ رہی......!! بات یہ ہے کہ ہمارے پرانے عالموں اور بزرگوں کی حالت ایسی تھی کہ

انہیں ہر وقت اللہ کی ضرورت رہتی تھی وہ اسی کے محتاج تھے ہر شے اسی سے مانگتے اور ہر وقت مانگتے تھے، نماز کے بعد بھی اور دیگر اوقات میں بھی، ہاتھ اٹھا کر بھی اور بغیر ہاتھ اٹھائے بھی، وہ غریب تھے، نادار تھے اور اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑاتے تھے، دور حاضر کے عالموں کے پاس سب کچھ موجود ہے زمینیں بھی، کاروبار بھی کوٹھیاں بھی، موٹریں بھی اور بڑی بڑی ملازمتیں بھی، ان کے بیٹے سمندر پار یونیورسٹیوں میں پڑھتے ہیں اور کماتے بھی ہیں رہی سہی کسر جہادوں نے پوری کر دی ہے اب یہ کروڑوں میں کھیلتے اور اربوں کے خواب دیکھتے ہیں انہیں کیا ضرورت ہے اللہ سے ہاتھ اٹھا کر مانگنے کی اور اس کے احسان مند ہونے کی یہی وجہ ہے کے ادھر سلام پھیرا اور ادھر یہ کوتل گھوڑے کی طرح اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

کچھ اپنوں کی داستان غم......! ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا تو رہا ایک طرف گوناں گو مصروفیتوں کی بناء پر ان بیچاروں کیلئے نماز پڑھنا مشکل ہے یہ تو ان کی بہت بڑی قربانی ہے کہ کسی نہ کسی طرح بے پناہ مصروفیات سے تھوڑا سا وقت نکال کر دو چار رکعت نماز پڑھ لیتے ہیں اور نماز ہی میں ان کو کھر کنے اور جسم کے مختلف حصوں پر ہاتھ پھیرنے کو وقت ملتا ہے اور یاد آیا کہ ''کھرک فی الصلوۃ'' بھی ایک مسئلہ ہے اس پر بھی عمل ہونا چاہیے پھر یہ بات بھی ان کے نزدیک محقق ہو گئی ہے کہ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کی روایات کے راوی ضعیف ہیں۔ اس تحقیق کے بارے میں اس فقیر پر تقصیر کی مؤدبانہ گزارش ہے کہ کیا وہ راوی ہم سے بھی ضعیف ہیں جو بات بات میں غلط بیانی کرتے، قدم قدم پر جھوٹ بولتے اور ہر معاملے میں دوسروں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ یہاں یہ یاد رہے کہ وظائف ادعیہ تین قسم کے ہیں: ایک وہ جو قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ دوسرے وہ جس کا کتب احادیث میں ذکر فرمایا گیا ہے۔ اور تیسرے وہ جو بزرگان دین سے منقول ہیں اور بعض امور و معاملات میں مجرب ہیں۔ ہمارے بزرگ علماء ان تینوں پر عامل رہے ہیں اور اب بھی اللہ کے نیک بندے جن کو اللہ نے توفیق دی ہے ان پر عامل ہیں۔

وظائف کے نام سے چڑنے والے......:۔ وظیفے کے عمل اور لفظ سے بعض دوست آخر گھبراتے کیوں ہیں اگر ان کے بچوں کو سکول سے وظیفہ ملے تو بڑے خوش ہوتے ہیں اور گھر گھر بتاتے پھرتے ہیں کہ ان کے بچے ماشاء اللہ اتنے ہوشیار ہیں کہ وظیفہ لے رہے ہیں اور اگر اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا بیان کردہ وظیفہ پڑھنے کو کہا جائے تو غلط ہے یہ عجیب منطق ہے کہ حکومت سے وظیفہ حاصل کرنا بالکل درست اور اللہ کے نام کا وظیفہ پڑھنا قطعی بدعت۔ سچی بات ہے اگر کوئی وظیفہ دل لگا کر اور متوجہ الی اللہ ہو کر پڑھا جائے تو بے عمل سے بے عمل کو بھی ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے قلب پر سکون اور اطمینان کی بارش ہو رہی ہے اور کیفیت عالم بالکل بدل رہی ہے۔ میرے جیسا بے عمل مولانا (داؤد غزنوی) رحمہ اللہ کے سامنے تصوف کی بات کرتا تو خوش ہوتے ایک مرتبہ معلوم نہیں کس ترنگ میں اس موضوع کا کوئی کلمہ بے خبری میں میرے منہ سے نکل گیا سن کر انتہائی مسرت کا اظہار کیا اور فرمایا مولوی اسحاق! آپ تو صوفی ہو گئے ہیں یہ کہہ کر اپنی نشست سے اٹھے اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب ''التکشف'' جو تصوف سے متعلق ہے از راہ کرم میرا نام لکھ کر مجھے عنایت فرمائی اور اس کے مطالعہ کی تاکید کی۔ (ص ۲۵)

تصوف اور اوراد و وظائف درست ہیں:۔ میں اوراد و وظائف کو بھی صحیح سمجھتا ہوں تصوف و سلوک کو بھی مبنی برصحت قرار دیتا ہوں بزرگوں کی دعاؤں اور ان کی قبولیت کا بھی قائل ہوں اور جو لوگ ان سے انکار کرتے ہیں ان

کے لیے دعا گو ہوں۔'' اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون ''(ص۴۹)

طبقات صوفیاء میں امام بخاری رحمہ اللہ کا شمار یہ بات کچھ کم حیرت سے نہیں دیکھی جائے گی کہ مشہور محقق علامہ شعرانی رحمہ اللہ نے امام المحدثین کو ان صوفیوں میں شمار کیا ہے جن کا تصوف مانا ہوا ہے اور جن کی پیروی کی جاتی ہے علامہ موصوف اپنی اس قابل قدر تصنیف کے بارے میں (جس میں انہوں نے امام صاحب ودیگر صوفیائے کرام واولیاء اللہ کے حالات انتخاب فرمائے ہیں) لکھتے ہیں:'' لخصت فیہ جماعۃ من الاولیاء الذین یقتدی بھم من الصحابۃ والتابعین الی قرن التاسع وبعض العاشر '' خلاصہ یہ ہے کہ میں نے اس کتاب میں صحابہ اور تابعین اور نویں صدی تک کے تمام تر اور دسویں صدی کے بعض ان اولیاء اللہ کی جماعت کو منتخب کیا ہے جن کی اقتداء کی جاتی ہے۔

یہ کتاب علامہ موصوف کی مشہور کتاب ''الطبقات الکبریٰ'' کا ایک حصہ ہے اس کا نام محقق موصوف نے ''لواقح الانوار فی طبقات الاخیار'' رکھا ہے۔ علامہ کے قول سے واضح ہے کہ اس کتاب کا موضوع ہی علامہ نے مانے ہوئے اولیاء اللہ کے وجود قدسیہ کو قرار دیا ہے پھر علامہ نے اپنی اس تالیف کی غایت یہ بتائی'' مقصودی من ھذالتالیف فقہ طریق القدوم من فی التصوف من اداب المقامات والاحوال لاغیر'' یعنی میرا مقصود اس تالیف سے سلف کا طریقہ بتانا ہے کہ ان کا طریقہ تصوف میں کیا تھا۔ ان کے مقامات ان کے احوال کیسے تھے۔

امام صاحب کے بارے میں دو جماعتیں:۔ امام بخاری رحمہ اللہ کو طبقات صوفیاء میں شمار کرنے کو دو جماعتیں سخت حیرت کی نگاہ سے دیکھیں گی۔ ان میں پہلی جماعت موجودہ صوفیوں کی ہے اس لئے کہ موجودہ زمانے کے عملی تصوف اور مروجہ صوفیت پر نظر کرتے ہوئے یہ جملہ کے امام بخاری رحمہ اللہ مانے ہوئے کامل صوفی تھے نہایت بے جوڑ سی بات معلوم ہوتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے دربار میں نہ عرس تھا، نہ محفل قوالی، نہ آنکھیں بند کرنی، نہ غیر شرعی چلہ کشی نہ رسم گاگر، نہ مردوں سے مدد مانگنی، نہ کوئی دربار، نہ رسمی قل، نہ فاتحہ نہ مریدوں کے نذرانوں پر گزارہ، نہ قبروں کے چڑھاوا اور دھمال، نہ قیام مولود، نہ مجلس مولود کی ہیئت کذائی، نہ گلے ملا ملا کر غزلیات گانے، نہ اہل حال کا اچھل کود، نہ وحدت وجود کا عقیدہ، نہ صلوۃ غوثیہ۔ نہ مراقبہ، نہ کشف قبور، بلکہ صرف احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درس اسی کی پابندی اسی کا چرچہ تھا جو موجودہ تصوف کی بیخ وبنیاد کا استحصال کرتا ہے۔

دوسری جماعت کا تاثر:۔ دوسری جماعت اہل حدث کی ہے امام بخاری رحمہ اللہ کے متعلق یہ جماعت یقین کرتی ہے کہ وہ سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دلداہ تھے اسی کی تدوین اور اشاعت و پابندی میں اپنی عمر کا سارا حصہ تمام کردیا بدعات سے محترز تھے اسی وجہ سے جس قدر نئے فرقے پیدا ہوگئے تھے ان کو امام صاحب بدعتی اور محدث کہتے تھے اور ان کا رد نہایت جوشی سے صحیح بخاری میں لکھا ہے یہاں تک کہ اعمال کے جزو ایمان ہونے کا صراحتاً حدیثوں میں تذکرہ وارد ہوا۔ اس وجہ سے جو اس کا قائل نہ ہوتا اس کو امام صاحب مرجی کہتے امام صاحب کی اسی طرز زندگی پر نظر کرتے ہوئے کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ وہ صوفی تھے کیونکہ تصوف بھی ایک محدث چیز ہے امام صاحب کو صوفی کہنا امام صاحب کے دامن تقدس پر بدعت کا دھبہ لگانا ہے۔

تصوف کی منشا اور مفہوم:۔ اس میں کیا شک ہے کہ تصوف جس نے آج اپنے اتباع کو حد سے زیادہ بدنام کر رکھا ہے کسی زمانہ میں بڑی خیر و برکت اور بہت ہی محمود چیز تھی احکام شرعی کی سختی کے ساتھ پابندی، ایثار نفس، ہدایت مخلوق میں سعی کرنی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی پیروی کا شوق، مصائب پر صبر واستقامت، جہاد کیلئے ہمہ تن مستعد رہنا، اپنے نفس کا انتقام نہ لینا، مکارم اخلاق کا پھیلانا، دنیا سے بے رغبتی، پابندی تقویٰ، بدعات سے اجتناب، غرض شریعت نے جن باتوں کو عزم امور (تاکیدی باتیں اور اصلی مقاصد فرمائی ہیں) انہیں کا اصل مرقع تھا ان کو کون محمود نہ کہے گا۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں باتوں سے خاک سے اکسیر اور میں سے کندن بن گئے۔ ان کا تصوف نام رکھنا اصطلاح جدید تو بے شک ہے لیکن مقصود واضح ہو جانے پر مضائقہ نہیں۔

''ولا مشاحۃ فی الاصطلاح'':۔ ''ولا مشاحۃ فی الاصطلاح'' اس کا عالم ایک عام قانون ہے۔ ''تفسیر'' اس عام قانون سے

تصوف کیونکہ مستثنیٰ رہ سکتا تھا، اختلاط اقوام و مذاہب وامتداد زمانہ سے اس نے بھی کئی رنگ اختیار کیے، اگر ہمارے وہ برادران جو صاف اور بےلوث مسلمان رہنا پسند فرماتے ہیں ہمیں اجازت دیں تو ہم کہہ سکتے ہیں (گو اصطلاح جدید ہے) کہ ابتدائی حالت تصوف کی وہی تھی جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے عملی برتاؤ سے دیکھا جو آج تک کتب احادیث و دفاتر حدیثیہ میں بےکم و کاست محفوظ ہے۔ جب تک فلسفہ یونان نے مسلمانوں میں زور نہیں پکڑا تھا رومن کیتھولک کا اختلاط نہیں ہوا تھا۔ تصوف اپنی اصلی صورت پر باقی تھا۔ لیکن فلسفہ کی یورش رومن کیتھولک کے اختلاط نے تصوف میں بہت بڑا اثر کیا۔ وحدت وجود خاص فلسفہ یونان کا مسئلہ ہے تصوف کا جزو اور لازمی امر مانا گیا متعدد کا انا الحق اور ایک دوسرے صوفی شاعر کا یہ شعر

پنجه در پنجه خدداریم　　　ماچه پروائے مصطفیٰ داریم

اسی تصوف کا نتیجہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا دوسرے بزرگان دین کو حاضر و ناضر جاننا مخلوق کو خالق میں اور خالق کو مخلوق میں گھٹ میل کرنا۔ اسی کے تخیلات کا نتیجہ ہے ''فصوص الحکم'' و تالیفات محقق طوسی وغیرہ اسی فلسفہ کے اختلاط کے نتائج ہیں۔ تصوف نے فلسفہ یونان سے وہ وہ دقیق ابحاث لیے جو عام ذہنوں سے کہیں بالاتر تھے اسی وجہ سے تصوف بہت مشکل امر سمجھا گیا اور یہ بات بتائی گئی کہ یہ علم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے واسطے سے سینہ بہ سینہ آتا ہے جو جس قدر فلسفی تھا اسی قدر کامل صوفی سمجھا گیا اور تصوف ایک دقیق فن شمار کیا گیا یہ ہے تصوف کا دوسرا دور جو درحقیقت فلسفہ یونان کا ہے اس کے بعد تصوف نے ہندو برہمنوں، جوتشیوں، جوگیوں، گبروں کے اختلاط سے ایک تیسرا رنگ اختیار کیا تصور شیخ جو کہ ''ماهذه التماثيل التي انتم لها عاكفون'' کا پورا فوٹو ہے۔ جزو تصوف قرار دیا گیا ہے۔ اپنے ایجاد کردہ ریاضیات عملیات اور زیادہ تر جوگیوں، برہمنوں، گبروں کے عملیات ریاضات کی مشاقی سے سروکار رہ گیا۔ اس کے علاوہ عرس کرنا مردوں کو پکارنا، قبروں پر غلاف چڑھانا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرے بزرگوں کو غیب دان یقین کرنا، قوالی کرانی، کشف قبور کیلئے مراقبہ کرنا، غرض اسی طرح کی بیسیوں باتیں ہیں جو آج کل تصوف کی جان سمجھی جاتی ہیں جس شخص میں یہ باتیں نہیں ہیں نہ عام طور سے لوگ اسے صوفی جانتے ہیں نہ وہ اپنے آپ کو صوفی سمجھتا ہے یہ تصوف کا تیسرا دور ہے۔

تصوف کی پچھلی دو صورتوں کے لحاظ سے ایک ایسے محدث کو صوفی کہنا جو تنقید رجال میں متشدد ہو، تنقید حدیث میں سخت شروط کا پابند ہو، فن تاریخ میں مقدم قوم ہو، امام المحدثین کے لقب سے ممتاز ہو، احادیث کے خلاف عمل کرنے والے کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہو کیا یہ حیرت بخش نہیں ہے......!

امام بخاری رحمہ اللہ مقتدائے صوفیاء:۔ علامہ موصوف لکھتے ہیں: وہ صوفی بزرگان اولیاء اللہ جن کی آج عالم میں پیروی کی جاتی ہے اور مانے ہوئے صوفی ہیں ان میں امام بخاری بھی ہیں (رضی اللہ عنہم) امام بخاری ان علماء عاملین میں سے ہیں جن کے تذکرے کے وقت خدا کی رحمت و برکت نازل ہوتی ہے۔

امام بخاری کا مقام تقویٰ:۔ امام بخاری رحمہ اللہ صائم الدھر ہمیشہ روزہ رکھنے والے تھے، اسی خیال سے کہ بیت الخلاء میں بار بار جانے سے بےستر ہونا پڑتا ہے خداوند عالم سے وجاع حیاء چاہئے آپ نے غذا کم کرنی شروع کر دی چند روز میں عادت کرتے تھے یہ نوبت پہنچی کہ ایک خرما یا ایک بادام پر گزارا دینے کی عادت ہو گئی ۱۹۴ھ میں ولادت ہوئی، ۲۵۶ھ میں عید الفطر کی شب میں وفات پائی، سمرقند سے دو میل کے فاصلے پر قریہ خرتنگ میں مدفون ہوئے۔

امام بخاری کا مقام فنائیت:۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں میرے نزدیک میری مدح اور ذم کرنے والے دونوں برابر ہیں اور فرماتے ہیں کہ مجھے امید ہے کہ میں خدا سے ایسی حالت میں ملوں گا کہ مجھ سے اس امر کا سوال نہ ہوگا کہ تو نے فلاں شخص کی غیبت کی تھی، کبھی آپ بیع و فروخت کے معاملہ میں نہیں پڑے (دوسرے لوگ انجام دیتے) انتہا درجے کے پرہیزگار تھے اندھیر میں سوتے اور راتوں کو بیسیوں

بار اٹھ کر چقماق سے چراغ روشن کر کے احادیث لکھتے یا صحیح حدیثوں پر نشان دیتے اور سو رہتے۔

دیگر کمالات:۔ رات کو اٹھ کر تہجد کی نماز تیرہ رکعت پڑھتے۔ان میں ایک رکعت وتر علیحدہ پڑھتے اور رمضان کی راتوں کو ثلث قرآن روزانہ اکیلے تہجد کی نماز میں پڑھتے اور تیسرے روز قرآن ختم کرتے فرماتے تھے کہ ہر ختم قرآن پر دعا قبول ہوتی ہے۔امام بخاری رحمہ اللہ جب کوئی حدیث صحیح بخاری میں شامل فرمائی تو شکرانہ کی دو رکعت پڑھیں۔اپنے والد کے مال سے کھاتے رہے اس وجہ سے کہ ان کے والد کا مال غیر مشتبہ تھا،ان کے علاوہ امام صاحب کے اوراوصاف بکثرت ہیں اور مشہور ہیں علامہ شعرانی رحمہ اللہ نے امام صاحب کے ولی اللہ اور برگزیدہ خدا ہونے کے وجوہات نہایت اختصار کے ساتھ تلخیص کئے ہیں۔امام صاحب کے وہ حالات مفصل معلوم ہیں جو تصوف کے روح رواں ہیں مثلاً احادیث کی تحقیق،تنقیہ،جمع،نشر میں عمر عزیز کو ختم کر دینا۔سیرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دلدادہ ہونا،ساری عمر اسی دھن میں رہنا،اس میں تکلیفوں کو راحت جاننا بدعات اور خلاف طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنا،اس کی تردید کرنی اشاعت حدیث اور فقہ الحدیث میں سرگرم رہنا،سنن کی پابندی میں مضبوط رہنا وغیرہ وغیرہ۔

خاندان گیلانی کا زہد و تقویٰ:۔ میرے والد محترم جناب مولانا سید بارک اللہ بن سید محمد حسین شاہ صاحب گیلانی رحمہ اللہ اپنے دادا جان جناب سید عبدالرحمٰن گیلانی کا واقعہ سنایا کرتے تھے فرماتے تھے کہ سید عبدالرحمٰن گیلانی حافظ قرآن تھے اور آخری عمر میں ان کی بینائی جاتی رہی سب لوگ ان کو بڑے شاہ جی کہتے تھے میں چونکہ اپنے بھائیوں میں بڑا تھا لہٰذا ان کو مسجد لے جانے اور لانے کی ذمہ داری میری تھی بہت اچھی آواز سے قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتے تھے،مستجاب الدعوات تھے،لوگ دعا کیلئے ان کے پاس حاضر ہوتے رات کو تہجد ادا فرماتے میں ان دنوں ابھی چھوٹا ہی تھا،ایک رات میری آنکھ کھل گئی تو وہ مصلیٰ پر بیٹھ کر رو رہے تھے لیکن میری سمجھ میں نہ آیا کہ میرے دادا جان کیوں روتے ہیں پھر جب وہ یہ واقعہ بیان کرتے تو خود بھی روتے کہ اب بڑھاپے میں آ کر سمجھ آئی ہے کہ وہ خوف خدا سے رویا کرتے تھے۔

حافظ عبدالغفور صاحب آف ہنجانوالی بہت بڑے عالم تھے ان کے ہاں مدرسہ جاری تھا ہمارے والد محترم ان کے شاگرد تھے انہوں نے اور حافظ محمد اسحاق صاحب آف منڈیالہ تیگہ نے حافظ صاحب سے اکٹھے تعلیم حاصل کی تھی۔حافظ عبدالغفور صاحب جید عالم دین تھے،ان کے للّٰہیت تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ جب قرآن پڑھتے تو یوں معلوم ہوتا کہ وقت کا گزرنے کا احساس ختم ہو گیا ہے۔فرماتے کہ ایک مرتبہ حافظ عبدالغفور صاحب دھرنگ تشریف لائے تو تین گھنٹہ متصل خطاب فرمایا جب وعظ کا سلسلہ ختم ہوا تو ایسے معلوم ہوا کہ ابھی تھوڑی دیر قبل تو وعظ شروع ہوا کہ ابھی ختم ہو گیا۔

ڈاکوؤں کی توبہ اور بیعت ہو جانا:۔ ایک دفعہ حافظ عبدالغفور صاحب رات کسی گاؤں سے جلسہ سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ راستے میں ڈاکو بیٹھے تھے حضرت حافظ صاحب اپنی گھوڑی پر تشریف لا رہے تھے رات کا سماں تھا اور گھوڑی پر بیٹھے اونچی آواز سے تلاوت قرآن پاک میں مصروف تھے جب ڈاکوؤں نے قرآن سنا تو تائب ہو گئے اور حافظ صاحب کا بڑا اکرام کیا اور عمر بھر مرید رہے۔

اسی مدرسے کے ایک عالم فاضل سید عبدالغنی شاہ صاحب بخاری تھے وہ بھی متبحر عالم دین اور ولی اللہ تھے ان کے ہمارے والد محترم کے بڑے برادرانہ تعلقات تھے ان کی آواز میں ایسی تاثیر تھی کہ جب قرآن پڑھتے تو عوام جھوم جاتے ان کے متعلق بتایا کرتے تھے کہ شاہ صاحب کے پاس لفظ اللہ کندہ کیا ہوا موجود تھا جس کو سامنے رکھ کر اس کے اوپر نگاہ ٹکا کر سو مرتبہ لفظ اللہ دل کی گہرائیوں سے پڑھتے اور یہ روزانہ ان کا معمول تھا۔

تسبیح کے استعمال میں والہانہ ذوق:۔ حضرت حافظ عبداللہ صاحب سے انہوں نے خاص ورد وظیفے سیکھے تھے جو ان کے دروزانہ کے معمولات میں تھے نماز فجر کے بعد دیر تک ذکر واذکار میں مصروف رہتے ان کا ناغہ نہ ہونے دیتے ایک مرتبہ ہماری پھوپھی جان نے بتایا کہ ان کے بیٹے کی شادی تھی تو اس شادی کی تقریب میں بڑے لیٹ پہنچے۔پوچھنے پر بتایا کہ گھر سے روانہ ہوتے وقت اپنی تسبیح بھول گیا دوران سفر یاد آیا تو بس سے اتر کر گھر گئے اپنی تسبیح لی تو پھر سفر دوبارہ شروع کیا وہ کہنے لگے کہ اگر آپ کی تسبیح رہ جاتی تو پھر کیا حرج تھا انہوں نے کہا کہ پھر آج کے اذکار رہ جاتے اور مجھے سکون نصیب نہ ہوتا۔

اہل اللہ کی زیارت کی سعادت:۔ مولانا محمد طفیل جنہوں نے دینی تعلیم ہمارے والد بزرگوار سے حاصل کی ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مولانا محی الدین لکھوی کی زیارت کیلئے ان کے ہاں ہم دونوں گئے دو دن اور دو راتیں ہم انکے پاس رہے تو بہت سارا روحانی فائدہ حاصل کیا۔شاہ جی کہنے لگے مولوی طفیل دل مطمئن ہے کہ ایک ولی اللہ کی زیارت نصیب ہوئی ہے اور روح شاد ہوئی ہے۔

100 مرتبہ درود شریف کا وظیفہ:۔ ایک مجلس میں فرمانے لگے کہ میں اور چوہدری حاجی اللہ دادآف دھرنگ سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی زیارت کیلئے ان کی علمی درس گاہ جامعہ مدرسہ تقویۃ الاسلام گئے شاہ جی سے ملاقات ہوئی شاہ صاحب نے بڑی شفقت اور پیار کے ساتھ کچھ نصیحتیں فرمائیں۔ جب وقت رخصت آیا تو میں نے عرض کی شاہ صاحب کوئی خاص وظیفہ بتائیں سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ فرمانے لگے شاہ صاحب اللہ نے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے لیکن خود آپ نماز نہیں پڑھتا، اللہ پاک نے زکوۃ کا حکم دیا ہے لیکن خود زکوۃ ادا نہیں فرماتا، اللہ پاک نے روزہ کا حکم دیا ہے لیکن خود آپ روزہ نہیں رکھتا، اللہ پاک نے حج کا حکم دیا ہے لیکن خود آپ حج نہیں کرتے درود شریف ایسا عمل ہے کہ اسی کا حکم دینے سے پہلے اپنا اور فرشتوں کا عمل بتلایا پھر ایمان والوں کو درود شریف پڑھنے کا حکم دیا اس لئے آپ درود ابراہیمی پڑھا کریں۔ پھر ان کا معمول رہا کہ روزانہ 100 سو بار درود شریف ابراہیمی ضرور پڑھتے۔

سوا لاکھ مرتبہ درود شریف کا وظیفہ:۔ فرمایا کرتے کہ میں نے اپنے گھر میں بیٹھ کر باوضو سوا لاکھ بار درود شریف ابراہیمی پڑھا ہے فللہ الحمد ایک مرتبہ مرید کے مسجد کی تعمیر کا سلسلہ جاری تھا برآمدے اور صحن کے لینٹر کی تیاری تھی جب دیواریں چھت تک پہنچ گئیں تو رقم ختم ہوگئی ظاہری اسباب بھی نہ تھے پریشانی آ گئی کئی دن تک سلسلہ یونہی رہا ایک صبح مجھے مخاطب کر کے کہا کہ بیٹا آج کام ہو جائے گا ان شاء اللہ میں نے دریافت کیا کہ مسئلہ حل ہوگیا ہے فرمانے لگے میں نے آج رات اپنے رب سے دعا مانگی ہے اور انتہائی عاجزی کے ساتھ گزارش کی ہے جب صبح ہوئی تو میری دل نے گواہی دے دی ہے کہ رات والی دعا شرف قبولیت حاصل کر گئی ہے اور آج اللہ کی بارگاہ سے سبب پیدا ہو جائے گا۔ شام ہونے سے قبل ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا شاہ صاحب مستری صاحب کو کہو کہ کام کرے چند دنوں کے بعد لینٹر ڈالا جائے گا۔

فرمایا کرتے تھے کہ میں نے جب بھی اللہ کی بارگاہ اقدس میں دعا کی ہے اللہ پاک نے ضرور قبول کی ہے 1996ء میں میں پہلی مرتبہ زیارت حرمین سے مشرف ہوا تو باب بلال پر بیٹھ کر بیت اللہ شریف کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو منور کر رہا تھا رمضان المبارک کا آخری عشرہ تھا میرے پاس چند لوگ بیٹھے ایک مسئلہ پر تکرار کر رہے تھے ان کا تعلق مرید کے شہر سے تھا جب مسئلہ حل نہ ہوا تو کہنے لگے قریب ہی شاہ صاحب بیٹھے ہیں ان سے حل کروالیں مسئلہ پوچھ لیں ان کے سوال پر میں نے ان کو تفصیل کے ساتھ مسئلہ بتلا دیا۔قریب ہی ایک بزرگ عینک لگائے تلاوت قرآن مجید میں مصروف تھے انہوں نے مسئلہ اور اس کا حل توجہ سے سنا اور پھر پوچھنے لگے شاہ جی کہاں سے آئے ہیں ان احباب نے بتایا مرید کے شہر سے تو وہ ہمارے پاس آ کر بیٹھ گئے قرآن پاک الماری میں رکھ دیا اور مجھے مخاطب کر کے پوچھنے لگے کہ آپ کا گاؤں کونسا ہے میں نے بتایا دھرنگ کہتے ہیں پھر تو تم سید بارک اللہ شاہ کے بیٹے ہو میں نے کہا ہاں جی!

آیۃ کریمہ کے چلے پر بخشش کی بشارت:۔ حاجی صاحب کا تعلق گوجرانوالہ شہر کے ساتھ ساتھ اصغر کالونی نزد نگار پھاٹک جی ٹی روڈ کے رہنے والے تھے کہنے لگے میرا نام حاجی محمد یوسف ہے اور تمہارے ابا جان میرے بڑے گہرے دوست تھے میں نے کہا کہ آپ کا ذکر خیر تو سنا تھا غائبانہ تعارف تو تھا آج بیت اللہ شریف میں بالمشافہ ملاقات ہوگئی ہے۔ حاجی صاحب نے باب بلال پر بیٹھے ہوئے ایک واقعہ سنایا فرمانے لگے کہ ایک سال شاہ جی نے ہماری مسجد گوجرانوالہ بطور خطیب امام خدمات سرانجام دیں کبھی گاؤں آجاتے اور اکثر وہیں رہتے ۔گرمیوں کے دن تھے رمضان المبارک تشریف لے آیا آخری عشرے میں شاہ صاحب رحمہ اللہ مسجد میں اعتکاف میں بیٹھ گئے دن اور راتیں گزرنے لگیں اور جب رمضان المبارک کی آخری راتیں آ گئیں ایک رات نماز تراویح سے فراغت کے بعد ہم اپنے خیموں میں چلے

گئے غالباً یہ آخری طاق رات کا واقعہ ہے میں نے معتکفین حضرات کو تمام رات بیدار رہنے کی تلقین کی اور اپنے خیمے میں چلا گیا جب رات آدھی سے زیادہ بیت گئی تو اکثر اعتکاف والے اپنے اپنے خیموں میں سو گئے کہ اچانک لائٹ چلی گئی ابھی لائٹ گئی ہوئی تھی کہ میں اپنے خیمہ میں جاگ رہا تھا کہ مسجد میں ایک نورانی نور سے بقعہ نور بن گئی اور آواز آئی بارک اللہ شاہ جنتی ہے میں نے یہ آواز سن لی بڑا حیران ہوا ساتھ ہی باہر نکلا دیکھ تو باہر کوئی نہ تھا لائٹ بھی نہیں تھی خیر میں خاموشی کے ساتھ خیمے میں آ گیا میں نے شاہ جی کی ہچکیوں کی آواز سنی خیر خاموشی رہا صبح میں نے دریافت کیا تو شاہ جی ٹال گئے جب میرا اصرار حد سے بڑھ گیا تو کہنے لگے کہ ایک شرط پر آپ کو بتاؤں گا کہ میری زندگی میں اس راز پر پردہ پڑا رہے میں نے وعدہ کر لیا تو کہنے لگے میں نے ایک وظیفہ شروع کیا تھا آج رات اس کی تکمیل ہوگئی ہے میں نے اس وظیفہ کا پوچھا تو آیت کریمہ بتلائی جو کئی لاکھ بار پڑھی تھی۔

صوفی عبداللہ صاحب ماموں کانجن والے ان کے ساتھ تو بڑا تعلق اور پیار تھا جب تک زندہ رہے ان کے ساتھ روحانی تعلق رہا ہر سال مدرسہ کی سالانہ کانفرنس میں ضرور شرکت کرتے صوفی عبداللہ صاحب ولی اللہ تھے اور مستجاب الدعوات ان کی دعاؤں کی قبولیت کے واقعات زبان زد عام ہیں۔ شروع میں ہمارے والد محترم کی اولاد نرینہ نہ تھی سات بیٹیاں ہی تھی کسی نے کہا کہ شاہ جی صوفی محمد عبداللہ صاحب صاحب سے دعا کروائیں اللہ آپ کو بیٹے عطا فرمائے گا ان کا بیان ہے کہ میں ایک دن لاہور آیا تو پتہ چلا کہ صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کوٹ رادھا کشن میں شاہ صاحب والی مسجد میں آئے ہوئے ہیں تو میں لاہور سے سیدھا کوٹ رادھا کشن پہنچ گیا۔ شاہ جی والی مسجد میں پہنچ گیا وہاں صوفی صاحب موجود تھے میں نے عرض کی تو فرمایا کہ آپ بھی رات مسجد میں قیام کریں بوقت تہجد دعا کروں گا جب وقت دعا شروع ہوگئی بڑی عاجزی کے ساتھ دعا کی اور میرے لئے طلب اولاد نرینہ کی اور کہا یا اللہ شاہ جی کو بیٹا دے بیٹا دے بیٹا دے چار مرتبہ کہا۔ صوفی صاحب مستجاب الدعوات تھے ان کی دعا بارگاہ رب العلمین میں قبولیت کا درجہ پا گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے صوفی صاحب کی دعا سے چار فرزند عطا فرمائے۔

والد محترم کا ذوق عملیات:۔ ہمارے والد مکرم عملیات کے ماہر تھے اور ہم نے بار بار دیکھا کہ دور دراز سے دکھی لوگ آتے آپ ان کو دم کرتے وظیفہ بتاتے لوگ شفا پاتے اور دعائیں دیتے جاتے۔ والد محترم کا یہ معمول تھا کہ نیک علماء کی زیارت کو جاتے اور اکثر و بیشتر سفر کرتے رہے وہ فرماتے کہ علماء اہل حدیث اولیاء الرحمٰن ہیں ان کی زیارت کو جانا باعث اجر وثواب ہے اور چند احادیث جو تحریر کر دی گئی ہیں۔

نیک لوگوں کی زیارت اور ان سے دعا کروانے کے دلائل احادیث کی روشنی میں

زیارت صالحین کیلئے پہلی دلیل:۔ (1)عن انس بن مالك رضي الله عنه قال قال ابو بكر رضي الله عنه لعمر رضي الله عنه بعد وفاة رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم انطلق بنا الى ام ايمن نزورها كما كان رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم يزورها فلما انتهيا اليها بكت فقالا لها مايبكيك اما تعلمين ان ماعندالله خيرلرسول الله صلي الله عليه وآله وسلم فقالت ما ابكي ان لااكون اعلم ان ماعندالله خير لرسول الله صلي الله عليه وسلم ولكن ابكي ان الوحيي قدانقطع من السماء فهيجتهما على البكاء فجعل يبكيان معها''(رواہ مسلم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ام ایمن رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کیلئے ہمارے ساتھ چلیں ہم بھی انکی زیارت کریں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زیارت کیا کرتے تھے بس جب دونوں انکے پاس پہنچے تو وہ رو پڑیں انہوں نے ان سے کہا کہ آپ کیوں روتی ہیں؟ آپ نہیں جانتی کہ اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بہتر ہے لیکن میں تو اس لئے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ ام ایمن رضی اللہ عنہ کی اس بات نے ان دونوں کو رونے پر مجبور کر دیا اور وہ بھی ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ساتھ رونے لگے۔

ام ایمن رضی اللہ عنہا حبشہ کی رہنے والی خاتون اور جناب عبداللہ بن عبدالمطلب کی خدمت گار تھی وہ حضرت عبداللہ کی وفات کے بعد حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو آپ کی پرورش اور نگہداشت کرتی ہیں اور بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کر دیا اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا اور انہیں کے بطن سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی نیک اور عالم شخص کی زیارت کیلئے جانا اور اس سے دعا کروانا جائز ہے۔

(2) **زیارت صالحین کی تیسری دلیل:۔** ''عن ابی هريرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم ان رجلازار اخاله فی قرية اخریٰ فاوحی الله تعالیٰ علی مدرجته ملکا فلما اتی عليه قال این ترید قال ارید اخالی فی هذه القرية قال هل لك عليه من نعمة تربها عليه قال لاغيرانی احببته فی الله تعالیٰ قال فانی رسول الله بان الله قد احبك كما احببته فيه ''(رواہ مسلم)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک آدمی کسی دوسری بستی میں اپنے بھائی کی زیارت کیلئے گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی راہ میں ایک فرشتے کو بٹھا دیا جب وہ اس کے پاس پہنچا تو اس نے پوچھا تم کہاں جانا چاہتے ہو اس نے کہا میں اس بستی میں اپنے بھائی کے پاس جا رہا ہوں فرشتے نے پوچھا کیا تم پر اس کا تم پر کوئی احسان ہے جس وجہ سے تم یہ تکلیف کر رہے ہو اس نے کہا نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں میں تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کیلئے اس سے محبت کرتا ہوں اور کوئی غرض نہیں فرشتے نہ کہا میں اللہ تعالیٰ کا قاصد ہوں یقیناً اللہ تعالیٰ بھی تم سے ایسے ہی محبت کرتا ہے جس طرح تم اس سے محبت کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ کیلئے ایک دوسرے سے محبت کرنا اور ایک دوسرے سے ملاقات کرنا اللہ تعالی کی رضا کے لئے محبت کرنا بھائی چارہ خونی اور نسبی رشتے سے زیادہ فوقیت رکھتا ہے۔

جو شخص اللہ تعالی کیلئے کسی سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت فرماتے ہیں نیز اہل اطاعت کیلئے اللہ تعالیٰ محبت ثابت ہوتی ہے یہ محبت ویسے ہی جیسے اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہے۔

(3) زیارت صالحین کی تیسری دلیل:۔ ''وعنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم من عاد مريضاً اوزاراخاله فی الله ناداه مناد بان طبت وطاب ممشاك وتبوات من الجنة منزلا''(رواہ الترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے کسی مریض کی تیمارداری کی یا اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اپنے کسی بھائی کی زیارت کی تو ایک پکارنے والا آواز دیتا ہے تجھے مبارک ہو اور تیرا چلنا مبارک ہو اور تم نے جنت میں گھر بنالیا۔ اس حدیث مبارکہ سے بھی ثابت ہوا عیادت اور کسی مسلمان بھائی کی زیارت کے لئے جانا بڑے درجے والا عمل ہے۔

(4) صالحین سے محبت کی چوتھی دلیل:۔ ''عن ابن مسعود رضی الله عنه قال جاء رجل الی رسول الله صلی الله عليه وسلم فقال يا رسول الله صلی الله عليه وسلم كيف تقول فی رجل احب قوما ولم يلحق بهم فقال رسول الله صلی الله عليه وسلم المرء مع من احب''۔(بخاری ومسلم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے لیکن وہ (نیک اعمال میں) ان کے ساتھ نہیں ملا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی ان کے ساتھ ہوگا جن سے اسے محبت ہوگی۔

(5) صالحین سے دعا کی دلیل:۔ اُسیر بن عمرو یا اُسیر بن جابر سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جب بھی اہل یمن سے مجاہدین کی مدد کرنیوالے قافلے آتے تو ان سے پوچھتے کیا تم میں اویس بن عامر ہیں؟ حتیٰ کہ ایک قافلے میں اویس آ گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کیا آپ اویس بن عامر ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں! حضرت عمر رضی اللہ نے ان سے پوچھا ''مراد'' اور قرن''

قبیلے سے تمہارا تعلق ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تمہیں برص کا مرض تھا اور اب درہم برابر جگہ کے سوا باقی تم بالکل ٹھیک ہو گئے ہو؟۔ انہوں نے کہا جی ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تمہاری والدہ حیات ہیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا اویس بن عامر جو مراد گھرانے اور قرن قبیلے سے ہے اہل یمن کے ان نمازیوں کے ساتھ جو مجاہدین اسلام کی مدد کرتے ہیں تمہارے پاس آئے گا اور اسے برص کا مرض ہوگا جو درہم برابر جگہ سے سوا باقی سب ٹھیک ہو چکا ہوگا اس کی والدہ ہوگی اور وہ اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتا ہوگا اگر وہ اویس اللہ تعالیٰ پر قسم کھالے تو وہ اسے پورا کردے گا، اگر تم اس کے اپنی مغفرت کی دعا کرواسکو تو کرالینا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے لئے مغفرت کی دعا کی درخواست کی تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مغفرت کی دعا کی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تم کہاں جانا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کوفہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تمہارے لئے وہاں کے عامل کے نام خط نہ لکھ دوں انہوں نے کہا کہ مجھے فقراء، غرباء اور غیر معروف لوگوں کے پاس رہنا زیادہ پسند ہے بس جب اگلا سال آیا تو اہل کوفہ کے معزز لوگوں میں سے ایک آدمی حج کرنے آیا تو اس کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے اس سے حضرت اویس رحمہ اللہ کے بارے میں دریافت فرمایا میں نے اسے اس حالت میں چھوڑا ہے کہ اس کا گھر بوسیدہ اور مال و متاع نہایت قلیل ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا اویس بن عامر جو مراد گھرانے اور قرن قبیلے سے تعلق رکھتا ہے اہل یمن کے ان نمازیوں کے ساتھ جو مجاہدین اسلام کی مدد کرتے ہیں تمہارے پاس آئے گا اور برص کا مرض ہوگا جو درہم برابر جگہ کے علاوہ باقی بالکل ٹھیک ہو چکا ہوگا اس کی والدہ ہوگی اور یہ اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتا ہوگا اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھالے تو اللہ اسے پورا کردے اگر تم اس سے اپنی مغفرت کی دعا کرا سکو تو ضرور کروالینا۔ پس وہ شخص حج کے بعد اویس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو ان سے کہا کہ میرے لئے مغفرت کی دعا کریں حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تم تو ابھی ایک سفر سے آرہے ہو لہٰذا تم میرے لئے مغفرت کی دعا کرواور انہوں نے کہا کیا تمہاری حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی ہے اس شخص نے کہا جی ہاں! پس حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے اس شخص کیلئے بھی مغفرت کی دعا کی پس اس طرح لوگوں نے ان کے مقام کو پہچانا پھر وہ اپنے سامنے کی طرف چل پڑے۔ (مسلم)

ان تمام احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ نیک آدمی کی ملاقات کو جانا باعث اجر و ثواب ہے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جن کو زبان نبوت سے جنت کی بشارت مل چکی تھی اویس قرنی رضی اللہ کی ملاقات کو گئے اور اپنے لئے بخشش مغفرت کی دعا کرائی اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اعلیٰ ادنیٰ سے دعا کرواسکتا ہے اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اعلیٰ ہیں جبکہ اویس قرنی تابعی رضی اللہ عنہ ہیں ان سے بخشش کی دعا کروا رہے ہیں۔

اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اہل خیر کے متعلق بتایا کہ وہ ان سے دعا کروائیں اور ملاقات کریں۔

اہل حدیث کے کامل اولیائے رحمٰن:۔ علماء اہل حدیث قرآن وسنت پر عمل کرنے والے دین کی سچی سچی دعوت پھیلانے والے تھے کوئی دھمکی کوئی لالچ ان کو راہ حق سے پھیر نہ سکی، دین حنیف پر سختی سے عامل تھے کتاب وسنت ان کا معیار تھا، حق بات پر ڈنکے کی چوٹ پر سختی سے عامل تھے، کتاب وسنت ان کا معیار تھا حق بات کو ڈنکے کی چوٹ پر کہنا یہ ان کا شیوہ تھا جو بات قرآن وسنت سے ثابت ہے اس کا اقرار کیا اور جو بات بدعات میں شامل تھی اس کی سختی کے ساتھ تردید کی۔ زہد و تقویٰ، اخلاص للّٰہیت، جذبہ ایثار قربانی ان کی شان تھی ذکر الٰہی ان کی خوراک تھی ایسے نیک پاک طینت علماء اہل حدیث میں کئی صاحب کرامت بزرگ بھی تھے جن سے کرامتیں ظاہر ہوئیں اور لوگوں نے ان کے صاف باطن کی گواہی دی اگر قرآن وسنت پر عمل کرنے والے علماء اولیاء اللہ نہیں تو پھر کون ہے جو ولی الرحمٰن ہے۔

شفاف تصوف کے ہم قائل ہیں نہ کہ......:۔ تصوف اسلام کی حقیقی تعلیمات کا دوسرا نام ہے اس میں جو آمیزش کر دی گئی ہے ہم اس کے قائل نہیں ہیں وحدۃ الوجود، وحدۃ الشہود، حلول، عرس، میلے، قوالیاں اور دیگر خرافات کے نہ ہم پہلے قائل تھے نہ اب ہیں استمد ادلغیر اللہ کے پہلے بھی انکاری تھے اب بھی ہیں نیک لوگ زندہ ہوں تو ان سے دعا کے قائل وفاعل ہیں جب وہ فوت ہو جائیں تو ان کے لئے دعا کرتے ہیں۔(سید ثناء اللہ گیلانی بن سید بارک اللہ گیلانی، خطیب جامع مسجد مکی اہل حدیث دھرنگ، تحصیل کاموں کے ضلع گوجرانوالہ)

بڑوں کا تصوف............ہم سب کی ضرورت

(از: فضیلۃ الشیخ مولانا سید ثناء اللہ شاہ گیلانی حفظہ اللہ

امام وخطیب جامع مسجد اہل حدیث، دھرنگ، گوجرانوالہ)

مولانا سید ثناء اللہ شاہ گیلانی حفظہ اللہ بن مولانا سید بارک اللہ شاہ گیلانی رحمہ اللہ ماشاء اللہ باعمل عالم دین ہیں گزشتہ کئی برس سے سیالکوٹ کے قریبی گاؤں دھرنگ میں اپنے والد صاحب رحمہ اللہ کے نقش قدم پہ چلتے ہوئے قرآن وحدیث کا درس دے رہے ہیں۔شاہ صاحب رحمہ اللہ مولانا عبدالرشید صاحب مجاہد آبادی حفظہ اللہ کے شاگرد رشید ہیں اور اپنے اسلاف اولیاء اللہ سے حد درجہ عقیدت رکھتے ہیں علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف ان کی روحانیت اور رواداری کے بہت سے واقعات آپ اپنی مختلف مجالس میں بیان فرماتے رہتے ہیں انہی مجالس کے کچھ اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

تصوف تعلق باللہ اور کیفیت احسان کی ذریعہ: تعلق باللہ، اتباع سنت اور عبادات میں کیفیت احسان کے حصول کا دوسرا نام تصوف ہے۔قرآن پاک میں تصوف کو تزکیۂ نفس کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔علمائے اہل حدیث کا یہ طرہ امتیاز رہا ہے کہ وہ دینی مدارس میں جہاں قرآن وسنت کی تعلیم کو ضروری سمجھتے وہاں پر آنے والے طالب علم کے باطن کی صفائی کیلئے اس کا تزکیۂ نفس بھی کرتے تا کہ وہ حاصل کیے گئے علم پر سب سے پہلے خود عمل کر کے پھر مجسمہ اخلاق بن کر دوسروں کو عمل پر لائے اور تبلیغ دین میں جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑے انہیں سعادت سمجھتے ہوئے صبر کے ساتھ برداشت کرے حیف در حیف کے آج ہمارے دینی مدارس میں ؎

رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی　　فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج ہمارے علماء اہل حدیث لوگوں کو دین کی معلومات تو دے رہے ہیں مگر معمولات یعنی دین پر عمل نہیں آ رہا۔ بندہ ناچیز نے جن اہل حدیث صوفیاء کے تذکرے اپنے بڑوں سے سنے یا جن نیک سیرت، عامل دین اسلاف کو دیکھنے اور ان کی صحبت صالحہ سے فیضیاب ہونے کی سعادت حاصل کی ان کے واقعات بیان کرنا باعث اعزاز وکار ثواب ہے۔

والد صاحب کی آنکھوں دیکھی کرامت:۔ میرے والد صاحب علیہ الرحمۃ کا نام سید بارک اللہ گیلانی بن سید محمد حسین بن عبدالرحمٰن رحمہما اللہ ہے۔ ہمارے پر دادا عبدالرحمٰن صاحب رحمہ اللہ انڈیا کے پہلے گاؤں ساون بھید کے رہنے والے تھے جو کہ امرتسر کے پاس ہے۔ ہمارے والد صاحب رحمہ اللہ کے ہاں یکے بعد دیگرے سات بیٹیوں کی پیدائش ہوئی۔اللہ پاک کی جو مرضی ہو وہی ہوتا ہے مگر یہ فطری بات ہے کہ جس کی مسلسل سات بیٹیاں ہوں اسے پریشانی ضرور ہوتی ہے ہمارے دادا سید محمد حسین رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے بارک اللہ! تم دوسری شادی کر لو لیکن والد صاحب رحمہ اللہ فرماتے کہ جس رب نے بیٹیاں عنایت فرمائی ہیں وہ بیٹا دینے پر بھی قادر ہے۔

نذیر احمد سبحانی صاحب جو ماشاء اللہ ابھی بھی حیات ہیں ان کا اردو بازار میں بہت بڑا کتب خانہ ہوتا تھا۔ والد صاحب رحمہ اللہ کی ان کے ساتھ گہری دوستی تھی وہ ان سے کتابیں لیا کرتے تھے اور ہر سال رمضان المبارک میں حساب کر کے پیسے ادا کر دیا کرتے تھے۔ والد صاحب رحمہ اللہ اپنا واقعہ بیان کرتے تھے کہ ایک دفعہ مجھے کسی کتاب کی اشد ضرورت تھی لیکن وہ پورے اردو بازار میں نہیں مل رہی تھی پھر پرانی

کتابیں بیچنے والے ایک آدمی کے پاس وہ کتاب نظر آئی تو وہ کہنے لگا شاہ جی! میرے پاس تو یہی پرانی کتاب ہے آپ کو پسند آتی ہے تو خرید لیں۔ والد صاحب رحمہ اللہ نے کتاب خرید لی اور جب اس کا سرورق پڑھا تو اس پر اس آدمی کا نام لکھا ہوا تھا جس نے یہ کتاب خرید کر اپنی لائبریری کی زینت بنائی تھی اور جس عالم دین نے کتاب لکھی تھی ان کا نام بھی درج تھا۔ والد صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے کہ میرے ذہن میں آیا یہ کتاب کسی ایسے عالم دین نے لکھی ہے جس بے چارے کی اولاد نہیں تھی۔ اسی لیے اس نے یہ کتاب لکھی اور یہ بازار میں آکر فروخت ہوئی۔ تو سوچنے لگے کہ اصل اولاد تو بیٹے ہی ہوا کرتے ہیں بیٹیاں تو اپنے اپنے گھروں میں چلی جائیں گی پھر میرا وارث کون ہوگا اصل وارث تو بیٹے ہی ہوا کرتے ہیں! کہتے ہیں کہ میں یہ سوچ سوچ کر روتا رہا اور روتے روتے پیدل چل کر اسٹیشن تک پہنچا کیونکہ اس زمانے میں تانگے بھی کم ہوا کرتے تھے۔ پھر جب اگلی مرتبہ اردو بازار میں نذیر احمد سبحانی صاحب کے پاس گئے تو انہوں نے فرمایا شاہ جی! کوٹ رادھا کشن میں جو شاہ صاحب والی مسجد ہے اس میں صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ تشریف لائے ہوئے ہیں آپ ان کے پاس جا کر اپنے لیے دعا کروائیں۔ والد صاحب فرماتے تھے کہ میں وہاں چلا گیا شام کا وقت تھا صوفی صاحب رحمہ اللہ وہاں جلوہ افروز تھے ان سے ملاقات ہوئی بیٹے کیلئے دعا کی درخواست کی تو فرمانے لگے کہ آپ تہجد کے وقت میرے پاس آجانا تو والد صاحب رحمہ اللہ نے عرض کی حضرت! میں آج رات اسی مسجد میں ہی قیام کروں گا۔ خیر تہجد کے وقت دونوں حضرات اٹھے نوافل ادا کیے اور صوفی صاحب رحمہ اللہ نے دعا کیلئے ہاتھ بڑھائے ان کے دعا مانگنے کا طریقہ ایسا تھا کہ اللہ پاک سے باتیں کرتے ہوئے عرض کرتے جاتے کہ یا اللہ تو بارک اللہ کو بیٹا دے تو کیوں نہیں دیتا یا اللہ بارک اللہ کو دے دے، اس کو بیٹا دے دے، ایسا چار دفعہ فرمایا اور فرماتے ہوئے چار دفعہ والد صاحب رحمہ اللہ کے کندھے پر تھپکی دی۔ اللہ پاک کا فضل وکرم دیکھیں کہ اس نے والد صاحب رحمہ اللہ کو مجھ سمیت چار بیٹے عطا فرمائے۔

یہ اللہ پاک کا خاص فضل ہے اور ولی کی سچی کرامت۔ جو اللہ پاک کے سچے ولی ہیں اس کے توحید پرست، متبع سنت نیک بندے ہیں ہم تو ان کی کرامت مانتے ہیں۔ اگر کسی ولی اللہ سے کرامت کا صدور نہ بھی ہو وہ پھر بھی ولی اللہ ہے جیسے کسی نبی علیہ السلام کے پاس معجزہ ہو تو بھی وہ نبی ہیں اور نہ ہو تب بھی نبی ہیں بعض اوقات معجزہ یا کرامت اللہ پاک اپنے نبیوں اور ولیوں سے دکھا دیتے ہیں اور بعض دفعہ نہیں بھی دکھاتے۔

استقامت بڑی کرامت:۔ ہندوستان میں ایک اللہ کے ولی تھے جن کا بہت شہرہ تھا کسی آدمی نے ان کا چرچا سنا تو سوچا کہ چل کر اس ولی اللہ کی زیارت ہی کر آئیں۔ وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہاں کئی دن قیام کیا پھر جب واپس جانے لگا تو کہنے لگا حضرت! میں نے تو سنا تھا کہ آپ بڑے اللہ کے ولی ہیں اور میں تو آپ کی کوئی کرامت دیکھنے آیا تھا لیکن میں تو مایوس ہو کر واپس لوٹ رہا ہوں۔ انہوں نے فرمایا بھئی آپ نے یہاں کتنے دن قیام کیا کہنے لگا 10/8 دن۔ فرمایا ان آٹھ دس دنوں میں میرے اندر کوئی خلاف شرع بات دیکھی تو کہنے لگا نہیں فرمایا اس سے بڑی کرامت تو اور کیا چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے نبی ﷺ کی سنت پر چلا رہا ہے اپنے نبی ﷺ کے طریقے پر چلا رہا ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی مہربانی ہے۔

کامل تعلق غیبی رہنمائی کا ذریعہ:۔ حضرت صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ بڑے باکرامت ولی اللہ بزرگ ہیں ہمارے والد صاحب رحمہ اللہ نے ہی بیان کیا کہ ایک دفعہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے جامعہ محمدیہ اوڈاں والا میں جہاں وہ پڑھایا کرتے تھے چھٹیوں کا وقت آگیا۔ ان دنوں حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کو بخار چڑھا ہوا تھا وہ چارپائی پر دھوپ میں لیٹے ہوئے تھے، سب طلباء اور اساتذہ اکٹھے ہو کر صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تا کہ اساتذہ کو تنخواہیں دیں اور طلباء کو کرایہ وغیرہ دے کر رخصت فرمائیں۔ لیکن صوفی صاحب رحمہ اللہ کے پاس پیسے تھے نہیں وہ لیٹے لیٹے اللہ پاک سے باتیں کرنے لگے۔ فرمایا: مجھے تو سخت بخار چڑھا ہوا ہے سب طالب علم لائن لگائے کھڑے ہیں، اب میں کیا کروں اساتذہ کو تنخواہیں کہاں سے دوں؟۔ ہمارے والد صاحب رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ ابھی لیٹے ہوئے تھے تو اتنے میں ایک آدمی آیا اور عرض کرنے لگا کہ مجھے فلاں صاحب نے بھیجا ہے مدرسے کی خدمت کیلئے یہ رقم قبول

فرمالیں۔ جب صوفی صاحب رحمہ اللہ نے دیکھا تو اتنی ہی رقم تھی جتنی ضرورت تھی۔ نہ اس سے کم تھی نہ زیادہ۔

والد صاحب کی جنات سے سچی ملاقاتیں:۔ میرے والد صاحب رحمہ اللہ امرتسر کے مدرسہ غزنویہ میں پڑھتے تھے جو کہ سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کا مدرسہ ہے والد صاحب رحمہ اللہ نے طب کی تعلیم بھی حاصل کی اور عملیات کا کام بھی کیا۔ وہ جنات کے عامل تھے، ان کی حکمت کی ایک دکان تھی میں نے خود دیکھا کہ اکثر ان کے پاس کوئی مریض لایا جاتا جس پر وہ دم کرتے تو جن حاضر ہو جاتا اور پھر بعض دفعہ تو جن کے ساتھ کلام بھی کرتے اور پھر والد صاحب رحمہ اللہ اس جن کو چلے جانے کا حکم دیتے تو وہ ان کی بات مان لیا کرتے تھے۔ یہاں ہماری مسجد میں بھی جنات کا بسیرا ہے والد صاحب رحمہ اللہ کہتے تھے کہ نہ تم ہمیں کچھ کہو نہ ہم تمہیں کچھ کہیں گے۔ فرماتے تھے کہ جب صبح کے وقت یہاں تعلیم ہوتی ہے تو جنات کے بچے بھی بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ہمارے گھر میں بھی ابھی تک جنات موجود ہیں بعض دفعہ تو اپنی موجودگی کی اظہار بھی کرواتے ہیں۔ ہماری والدہ والد صاحب سے شکایت کیا کرتیں تو والد صاحب رحمہ اللہ ہنس پڑتے اور فرماتے کہ بیگم یہ آپ کو کچھ نہیں کہیں گے گھبرایا نہ کریں۔ ایک دفعہ کچھ لوگ ایک بچے کو لیکر آئے جس پر جنات تھے والد صاحب رحمہ اللہ نے دم پڑھا تو جنات حاضر ہو کر بات کرنے لگے والد صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا اس کے اندر سے نکل جاؤ۔ وہ کہنے لگے کہ ہم چلے تو جائیں گے لیکن کوئی نشانی دیکر جائیں گے مثلاً دیوار گرا کر جائیں گے یا دروازہ توڑ کر جائیں گے لیکن والد صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بغیر کسی نقصان کے یعنی نشانی دیئے بغیر جاؤ خیر وہ نکل گئے اسی طرح ایک بار لاہور سے بھی مریض کو لایا گیا تھا جس پر جنات قابض تھے۔

حدیث کا مثالی ادب واحترام: ہمارے استاد مولانا عبدالرشید صاحب مجاہد آبادی حفظہ اللہ کا بیٹا فوت ہوا تو میں تعزیت کیلئے ان کے پاس حاضر ہوا۔ میرے ساتھ ایک بریلوی پیر صاحب بھی تھے وہ راستے میں کہہ رہے تھے کہ چلو آج آپ کے استاد صاحب کو بھی دیکھ لیتے ہیں استاد صاحب کے ساتھ تقریباً آدھا گھنٹہ ہماری مجلس رہی بعد میں وہ دوست کہنے لگے کہ دنیا اللہ والوں سے خالی نہیں ہوئی۔ مولانا عبدالرشید صاحب مجاہد آبادی حفظہ اللہ مولانا سید داؤد غزنوی صاحب رحمہ اللہ کے تذکرے سنایا کرتے تھے کہ جب وہ مجلس میں بیٹھتے تھے تو اللہ تعالیٰ کی سکینہ نازل ہوتی تھی اور مجلس میں شریک تمام لوگوں کے دل نرم ہو جایا کرتے تھے۔ وہ اپنے مدرسہ غزنویہ شیش محل روڈ میں ''موطا امام مالک رحمہ اللہ'' پڑھایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ صدر ایوب خان ان سے ملنے کیلئے مدرسے میں حاضر ہوا۔ ان کے مدرسے میں شروع سے ہی اصول ہے کہ باہر ایک چوکیدار بیٹھتا ہے۔ اس وقت بھی محافظ چوکیدار نے جا کر سید صاحب رحمہ اللہ کو اطلاع دی کہ صدر مملکت آپ سے ملاقات کا خواہاں ہے سید صاحب رحمہ اللہ اس وقت حدیث کا درس دے رہے تھے فرمایا: انہیں مہمان خانے میں بٹھائیں۔ سبق پڑھانے سے فارغ ہو کر سید صاحب رحمہ اللہ مہمان خانے میں تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ محسوس نہ کیجئے گا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث پڑھا رہا تھا تو میرے ضمیر نے یہ گوارا نہیں کیا کہ درس حدیث چھوڑ کر آؤں وہ بہت خوش ہوا اور عرض کرنے لگا کہ میں بھی کسی ایسے ہی اللہ والے کی تلاش میں تھا۔

اک کرامت بستی کی ہدایت کا ذریعہ: ایک دفعہ جلسے میں حافظ عبدالوہاب روپڑی صاحب نے خطاب کیا اور واقعہ سنایا کہ حافظ عبدالقادر روپڑی صاحب رحمہ اللہ ابھی نئے نئے ہندوستان کے مدرسے سے پڑھ کر آئے تھے وہاں راستے میں ایک بہت بڑا گاؤں تھا جہاں کا پانی کڑوا تھا۔ وہ مختلف جگہوں پر کنواں کھودتے لیکن پانی کڑوا ہی نکلتا۔ وہاں سکھوں کی بھی آبادی تھی، ہندو بھی رہتے تھے، عیسائی اور مسلمان بھی اسی گاؤں میں آباد تھے۔ بالآخر سب نے متفقہ فیصلہ کیا کہ سکھ اپنے گرو کو بلائیں، عیسائی اپنے پادری کو بلالیں، ہندو اپنے پنڈت کو بلالیں اور مسلمان اپنے اولیاء اللہ کو بلالیں۔ جن کے عمل یا دعا سے پانی میٹھا نکل آیا سارا گاؤں وہی مذہب اختیار کر لے گا۔ مسلمانوں کے سوا سب نے اپنے اپنوں کو بلایا اور وہ آکر خوب زور لگاتے رہے لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا آخر کار حافظ عبدالقادر روپڑی اور حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمہما اللہ دونوں وہاں گئے اور ایک مخصوص جگہ دیکھ کر فرمایا کہ یہاں پر مصلیٰ بچھا دو پانی منگوا کر وضو کیا اور مصلے پر دیر تک دعا کرتے تھے۔ دعا کرتے ہوئے عرض کرنے لگے کہ یا اللہ تیری توحید کا مسئلہ ہے تو پانی میٹھا کر دے تو سارا علاقہ مسلمان ہو جائے گا بڑی دیر تک یہی دعا مانگتے رہے اتنی

لمبی دعا مانگی کہ لوگ اکتا گئے۔آخر کار چہرے پر ہاتھ پھیرے اور فرمایا اس جگہ کھدائی کرو جب کھودا گیا تو وہاں سے پانی میٹھا نکل آیا الحمد للہ سارا علاقہ مسلمان ہو گیا۔ یہ واقعہ حافظ عبدالوہاب روپڑی صاحب نے خود سنایا تھا۔

مولانا داؤد غزنوی کا حلقہ بیعت:۔ مولانا سید داؤد غزنوی صاحب رحمہ اللہ کا حلقہ بیعت وارادت بہت وسیع تھا، ہمارے والد صاحب رحمہ اللہ صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ سے بیعت تھے اور ہمارے بعض حضرات حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی رحمہ اللہ سے بیعت تھے ،رائیونڈ کے پاس قصور روڈ پر ایک ایک گاؤں ہے میر محمد یہ وہاں کے رہنے والے تھے بہت نیک بزرگ تھے۔ایک دفعہ ہمارے گاؤں کے قریب جلسہ ہونا تھا والد صاحب رحمہ اللہ نے مجھے حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی صاحب رحمہ اللہ کو لینے کیلئے بھیجا۔ جب میں انہیں لیکر بس میں واپس آ رہا تھا تو بس میں موسیقی لگی ہوئی تھی حافظ صاحب رحمہ اللہ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ میں نے بس کے کنڈ یکٹر کو کہا کہ موسیقی بند کروادو تو کہنے لگا کہ آپ کو اترنا ہے اتر جائیں گانے بند نہیں ہو سکتے۔ابھی تھوڑی دور ہی بس گئی تھی کہ ٹیپ ریکارڈ خراب ہو گیا اور موسیقی بند ہو گئی۔الحمد للہ یہ ولی کی زندہ کرامت تھی۔

اسی طرح ایک بہت نیک بزرگ حافظ محمد یحییٰ صاحب شرقپوری رحمہ اللہ تھے وہ بھی وقت کے بہت بڑے ولی تھے۔ میں ان کی زیارت کیلئے ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے مجھے نصیحتیں فرمائیں کہ علم پر توجہ دیں، جو پڑھا ہے اس پر عمل کریں، اپنے اساتذہ کا احترام کریں گے تو علم ملے گا۔

ان کے علاوہ مجھے محمد ادریس صاحب رحمہ اللہ کی زیارت کرنے کی بھی سعادت نصیب ہوئی ہے وہ بھی بڑے بزرگ تھے انہوں نے 60 سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا تھا وہ کاتب بھی تھے، حدیث کی کتابت کیا کرتے تھے۔مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کی سنن نسائی کی شرح انہی کے قلم سے لکھی گئی ہے اس کے علاوہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارک پوری نے ترمذی کی جو شرح لکھی ہے ''تحفۃ الاحوذی'' وہ بھی محمد ادریس صاحب رحمہ اللہ کاتب نے ہی لکھی تھی۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

بندہ ناچیز پر بھی اللہ پاک کا بہت بڑا احسان ہے اس نے اپنے دین کی خدمت کرنے پر مامور کیا ہوا ہے جو کہ محض اس کا فضل وکرم ہے اس کریم سے آج تک جو بھی مانگا ہے اس نے سب کچھ عنایت فرمایا ہے۔'' الحمد لله علی ذالك ''۔

ایک مرتبہ میں سائیکل پر بیٹھا کہیں جارہا تھا میری عادت ہے کہ کہیں بھی جاتا ہوں تو آیت الکرسی پڑھتا رہتا ہوں وہ گرمیوں کے دن تھے میں ایک پل کے نزدیک پانی پینے کیلئے رکا کیونکہ وہاں کے نلکے کا پانی بہت ٹھنڈا ہوتا ہے ایک دم فائرنگ کی زوردار آواز آئی میں ایک گندم کاٹنے والے کے پاس بیٹھ گیا بعد میں پتہ چلا کہ وہ ڈاکو تھے جنہوں نے سب کو لوٹا مگر اللہ پاک نے آیت الکرسی کی برکت سے مجھے محفوظ رکھا۔

اس میں ہمارا کوئی کمال نہیں ہاں جن بزرگوں کی صحبت میں رہنے اور ان کی خدمت کرنے کا موقع ملا یہ سب انہی کی دعاؤں کا فیض نظر آتا ہے۔زیر نظر کتاب ''علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' مؤلف کی عظیم کاوش ہے اللہ پاک اسے بھی قبول فرمائے۔ کتاب ھذا میں انہی بزرگان کے حالات وواقعات کو جمع کرنے اور انہیں اپنی اصل صورت میں لوگوں تک پہنچانے کی سعی کی گئی ہے۔دعا ہے کہ اللہ پاک بزرگوں کی خدمت کیلئے کی جانے والی محنت شاقہ کو قبول فرماتے ہوئے اس کتاب کو لوگوں کی ہدایت اور اخلاص وعمل کا ذریعہ بنائے اور ہمیں بھی کیفیت احسان کا کوئی ذرہ عطا فرمائے۔آمین۔''الراجی الی رحمة ربی وغفرانه ''

(مولانا ثناء اللہ شاہ گیلانی، امام وخطیب جامع مسجد اہل حدیث، دھرنگ گوجرانوالہ

مورخہ 12 اپریل 2013ء، ملاقات: ڈاکٹر محمد عثمان سلفی ودیگر احباب)

☆☆☆☆☆

تصوف......شریعت اسلامیہ کا ایک اہم حصہ

(از: پروفیسر مولانا سید ضیاء الرحمٰن گیلانی حفظہ اللہ

روحانی مرکز موترہ، ڈسکہ سیالکوٹ 7 مئی 2013ء)

موصوف جواں عمر عالم ہیں لیکن علمی صلاحیت اور روحانیت کا ذوق آپ کو اپنے اجداد سے ورثے میں ملا ہے موترہ ڈسکہ سیالکوٹ میں آپ روحانی علاج کے حوالے سے بہت معروف ہیں۔آپ کا گیلانی خاندان علمائے اہل حدیث میں نہایت مشہور ہے، علمی خدمات کے ساتھ ساتھ یہ خاندان اصلاح نفس اور تزکیۂ باطن کی کوششوں میں بہت نمایاں رہا۔ پروفیسر مولانا سید ضیاء الرحمٰن گیلانی حفظہ اللہ تعالیٰ کا سلسلہ نسب سلسلہ قادریہ کے مشہور و معروف بزرگ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے ملتا ہے جن کی تین کتابیں بہت معروف ہیں۔(1) غنیۃ الطالبین (2) فتوح الغیب (3) فیوض یزدانی۔اللہ موصوف کی زندگی علم، عمل اور تقویٰ میں برکت عطا فرمائے کہ اس وقت میں آپ اپنے اسلاف کی نشانی ہیں اور اللہ آپ سے خوب اپنے دین کی خدمات انجام لیتا رہے۔

قبلہ حضرت حکیم محمد طارق محمود چغتائی مجذوبی حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ: آپ کے حکم کے مطابق کتاب ''علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' کی تقدیم حاضر خدمت ہے۔کئی باتیں ایسی تھیں جن کو لکھنا ناگزیز تھا۔تحریر کردی گئی ہیں۔

جزاك الله خيرا فقیرالی اللہ پروفیسر سید ضیاء الرحمٰن گیلانی

اہل اللہ کی شان ومقام:۔''ان الحمد لله، نحمده، ونستعينه، ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور انفسنا، ومن سيئات اعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلله فلاهادي له، واشهد ان لااله الا الله وحده لا شريك له، واشهد ان محمد اعبده ورسوله، وبعده انما يخشى الله من عباده العلماء ''۔ اللہ سے ڈرنے والے اہل علم (علماء) ہی ہیں۔

زیر نظر فرمان سے یہ بات ہماری سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ سے ڈرنے کیلئے اس کی عبادت و بندگی کرنے کیلئے اس کی دی گئی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کے لئے ''جاننا'' ایک ضروری عمل ہے۔آگاہی کے بنا آدمی انسان نہیں بن سکتا۔سورۃ التین میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''والتين والزيتون وطورسينين، وهذاالبلدالامين، لقد خلقنا الانسان فى احسن تقويم''

ترجمہ:۔قسم ہے تین کی، قسم ہے زیتون کی اور طور سینا، کی اور اس امن والے شہر کی البتہ تحقیق ہم نے پیدا کیا انسان کو بہت خوبصورت چہرے والا (عزت وشرف والا)۔اب اس چہرے کو تروتازہ رکھنے کیلئے اس میں نورانیت کو قائم و دائم رکھنے کیلئے بندگی کی اشد ضرورت ہے، یقیناً جو اللہ والے ہوا کرتے ہیں ان کے چہرے مبنی برسچائی اور نورانیت سے بھرپور ہوا کرتے ہیں۔جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو دیکھ کر ایک اجنبی بڑھیا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی گواہی دے دی تھی، پوچھنے پر بتلانے لگی کہ یہ چہرے کبھی جھوٹ نہیں بولا کرتے۔ یہ مبنی برحق چہرے آج بھی دنیا میں قائم ہیں اور قیامت تک انہوں نے رہنا ہے بس فرق یہ ہے کہ ان پر نبوت نہیں نازل ہوئی یہ چہرے اللہ والوں کے ہیں۔یہی وہ لوگ ہیں جو آدھی آدھی رات کو اٹھ کر اپنے پروردگار سے باتیں کرتے ہیں، آہ وزاری میں وقت گزارتے ہیں۔نوافل اور سجود کی کثرت کرتے ہیں۔ان کا مقام قرآن بیان کرتا ہے:'' الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون '' خبردار! بے شک اللہ کے جو دوست ہیں ان پر کوئی خوف اور ڈر نہیں اور نہ ہی وہ حیران اور پریشان ہوتے ہیں۔

خوف دنیا کے چھن جانے کا ہوتا ہے وہ اس سے پہلے ہی بیزار ہوتے ہیں۔غم دنیا سے گزر جانے کا ہوتا ہے وہ پہلے ہی تیار ہوتے ہیں۔

اس لئے ان دونوں عوارضات سے وہ مبرا ہوتے ہیں۔

تصوف شریعت اسلامیہ کا اہم حصہ:۔ اہل حدیث جماعت میں اہل حدیث اہل علم اولیاء کی کبھی بھی کسی بھی وقت کمی نہیں رہی۔ کیونکہ خالصتاً قرآن وحدیث کی داعی یہی جماعت اور اس کے اکابر ہیں۔اسی جماعت کے چیدہ چیدہ سرکردہ اکابرین جن کا اسلامی تصوف کے ساتھ تعلق ہے اسی کو حضرت مصنف حفظہ اللہ نے اپنی اس تصنیف میں اجاگر کیا ہے۔اور آپ ہی کے حکم سے کچھ گزارشات اس کتاب کیلئے تحریر کرنے کی جسارت کررہا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی چنداں ضرورت تو نہیں لیکن پھر بھی اس چڑیا کا خیال آتا ہے جو آتش نمرود میں اپنی چونچ سے پانی ڈال کر کہتی ہے کہ خواہش بس یہی ہے کہ محبان ابراہیم علیہ السلام میں میرا بھی نام آجائے۔تصوف شریعت اسلامیہ کا ایک حصہ ہے جس سے روگردانی کرنا کسی بھی صورت مناسب نہیں۔ ہاں! موجودہ تصوف کو دیکھ دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ اسلام کی دعوت نہیں ہوسکتی بلاشبہ ایسا ہی ہے۔

تصوف کی بنیاد،قرآن وسنت:۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو بھی مذہب اس دنیا میں اللہ نے نازل فرمایا ہے اس مذہب میں تو کوئی شک وشبہ نہیں شک تو بس اسی میں ہوتا ہے جو لوگ اپنے پاس سے اعمال کر کے اس کو مذہب یا دین کا حصہ بنا لیتے ہیں۔اسی طرح کا معاملہ کچھ تصوف کے ساتھ بھی ہے حالانکہ اسلامی تصوف کی بنیاد ہی قرآن وسنت پر ہے۔

پروفیسر یوسف سلیم چشتی مرحوم رقمطراز ہیں:اسلامی تصوف قرآن وحدیث سے ماخوذ ہے اور اس کے اجزائے ترکیبی یہ ہیں:

''(۱)توحید خالص،(۲)تبلیغ دین،(۳)اتباع شریعت،(۴)خدمت خلق،(۵)جہاد(اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش۔ص۹)

آگے تحریر کرتے ہیں:اس میں کوئی شک نہیں کہ چوتھی صدی ہجری کے بعد مسلمانوں میں غیر اسلامی بھی راہ پا گیا۔اور یہ تصوف چونکہ عجمی یا غیر اسلامی تھا اس لئے اس کے اجزائے ترکیبی اسلامی تصوف کے ضد تھے۔یعنی(۱)شرک،(۲)رہبانیت،(۳)تخریب دین،(۴)اباحت مطلقہ،(۵)نفاق اور مداہنت(حوالہ مذکورہ بالا)

اسلامی تصوف کے سب سے بڑے داعی:۔ چنانچہ جہاں تک اسلامی تصوف کی بات ہے اس کے سب سے بڑے داعی تو امام الانبیاء حضرت محمد رسول ﷺ ہیں۔اس لئے کہ بنیادی تعلیمات جو اسلام کی ہیں وہی تصوف کی ہیں۔ پھر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت ہے اسی طرح تابعین اور تبع تابعین ائمہ محدثین،مفسرین جن کا تعلق خالصتاً قرآن وسنت سے رہا ہے۔وہ سب کے سب تصوف کے دعویدار نظر آتے ہیں۔

حضرت امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی عبادت کے بارے میں علامہ محمد یوسف کوکن عمری بیان کرتے ہیں کہ امام موصوف فرائض وسنن اور نوافل کے پورے پابند تھے،ان کی نظروں کے سامنے ہمیشہ آنحضرت ﷺ کی عبادات ہوتی تھیں وہ پرخلوص عبادت ہی کو دل ودماغ کے تزکیۂ اور تصفیے کا بہترین ذریعہ سمجھتے تھے اور یہ محسوس کرتے تھے کہ عبادت سے دل کے اندر جلا پیدا ہوتی ہے اور ایک مومن اللہ کے نور سے کائنات کی بہت سی چھپی ہوئی چیزوں کو دیکھنے لگتا ہے۔اس سلسلے میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی مختلف کتابوں کے علاوہ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ کی مشہور ومعروف کتاب ''مدارج السالکین''، دیکھنی چاہیے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایک صوفی صافی کی زندگی کس نہج اور طریقہ پر ہونی چاہیے۔(حیات ابن تیمیہ ص ۵۹۸۔ملخصاً)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا عفوودرگزر:۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا شمار ائمہ اہل حدیث کے بڑوں میں ہوتا ہے شریعت اسلامیہ کا کوئی بھی میدان جس کے سرخیل امام موصوف نہ ہوں نظر نہیں آتا۔امام موصوف کے عفوودرگذر ہی کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

امام موصوف کی زندگی ہمیشہ ہنگاموں سے بھری رہی۔ ہمیشہ مخالفت کے طوفان اٹھتے رہے اور ختم ہوجاتے تھے،قضاۃ وعلماء وفقہاء ان کے مخالف رہے اور ان کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتے رہے ان کے خلاف آوازے کسے،بارہا گالیاں دیں ان کو مارا پیٹا،ان کے قتل کی سازش

کی، ان کو قید میں ڈالوایا۔ مگر انہوں نے کبھی کسی سے انتقام لینے کی کوشش نہ کی۔ سب کو صدق دل سے معاف کر دیا۔ (حوالہ مذکور)

آج کے علمائے اہل حدیث اور تصوف: آج کے اہل حدیث علماء پتہ نہیں کیوں غیر اسلامی تصوف کے ساتھ ساتھ عین اسلامی تصوف کی بھی نفی کرتے نظر آتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ کشف وکرامت اور فہم وفراست کا سرے سے انکار ہی کرتے چلے جاتے ہیں، اکابرین علمائے اہل حدیث کی زندگیوں اور ان کی کتابوں پر اگر نظر دوڑائیں تو جتنا اسلامی تصوف ان کے ہاں ہمیں ملتا ہے اس کی مثال ہمیں کہیں نظر نہیں آتی بلکہ ہمارے آج کے علماء ان کتابوں اور ان کے مصنفین کی نفی کر دیتے ہیں اگر ہم صحیح اسلامی تصوف کی دعوت نہ دینگے تو یقیناً اس کے مقابلے میں گمراہی آئے گی اور اس کا سارے کا سارا وبال ہم علمائے دین پر ہوگا۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا کشف وکرامت:۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کشف وکرامت اور فراست کے چند ایک واقعات پیش خدمت ہیں۔ علامہ محمد یوسف کوکن عمری رقمطراز ہیں۔ امام موصوف کا خیال تھا کہ پرخلوص عبادت کرنے سے مومن کے دل میں جلا (روشنی) پیدا ہو جاتی ہے اور آئندہ ہونے والے واقعات کو دیکھ سکتا ہے۔ ان کے شاگردوں کا بیان ہے کہ امام موصوف کے اندر کشف کرامت اور فراست کی صفت بدرجہ اتم موجود تھی۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ اپنی کتاب ''مدارج السالکین'' (جلد دوم ص، ۲۵۰) میں لکھتے ہیں کہ میں نے شیخ الاسلام کی فراست کے عجیب وغریب واقعات مشاہدہ کیے ہیں جو واقعات میرے مشاہدے میں نہیں آئے وہ میں نے ثقہ لوگوں کی زبانی سنے ہیں اس سے بہت زیادہ ہیں جو میرے مشاہدے میں آئے ہیں ان کی فراست کے واقعات بیان کرنے کیلئے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔

پیشنگوئی کا پورا ہو جانا (کرامت):۔ ان کی زندگی کے مستند واقعات اس پر شہادت دیتے ہیں کہ ان کے اندر کشف، فراست کی کیفیت کامل طور پر پائی جاتی تھی۔ قازان نے دو مرتبہ ملک شام پر حملہ کیا اور امام موصوف نے پہلی مرتبہ مسلمانوں کو شکست کی پیشنگوئی کی تھی جو صحیح ثابت ہوئی دوسری مرتبہ انہوں نے جیت کی خبر دی تھی جو سچ ثابت ہوئی۔

اسباب قید میں رہائی کی پیشنگوئی (کرامت):۔ جب ۷۰۵ھ میں امام موصوف عقائد کے متعلق جوابدہی کیلئے مصر طلب کئے گئے تو عقیدت مندوں نے ان کے متعلق قتل کئے جانے کا خوف ظاہر کیا انہوں نے کہا خدا کی قسم دشمن اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا، لوگوں نے دریافت کیا پھر کیا ہوگا؟ تو انہوں نے کہا میں قید میں ڈالا جاؤں گا اور میری یہ قید لمبی ہوگی میں اس کے بعد برسر عام کتاب وسنت کی حمایت کروں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (حوالہ مذکورہ بالا)

روحانیت کی ضرورت واہمیت:۔ مومن کا اگر باطن روشن نہیں تو اس کے اعمال میں فرق ہے۔ وہ اپنے اعمال ٹھیک کرے، روحانیت ایسے ہی ہے جیسے جسم کے اندر روح، روحانیت تبھی حاصل ہو سکتی ہے جب شریعت اسلامیہ پر مکمل عمل کیا جائے، بدعات اور خرافات سے بچا جائے۔

کچھ ذاتی حالات:۔ میرے ذمہ جو کام لگایا گیا تھا وہ ہے حضرت مفتی اعظم محدث کبیر شیخ الحدیث استاذ العلماء ابوالخیر سید محمد اکرم گیلانی نور اللہ مرقدہ کی حیات کے واقعات جو مبنی برحقیقت ہوں اور ہمارے اس مضمون پر مکمل اترتے ہوں۔ 2012ء کی گرمیوں کی صبح تھی حکیم صاحب حفظہ اللہ نے بندہ حقیر کو شرف میزبانی بخشا اور اس موضوع پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ میں نے ان سے وعدہ کیا میں جہاں تک ہو سکے گا مکمل تعاون کرونگا۔، چنانچہ 2 مئی 2013ء بروز جمعرات کتاب کی کمپیوٹر کمپوزنگ دیکھی اسی وقت کاغذ قلم لے کر بیٹھ گیا ہوں اور دماغ کے کمپیوٹر میں محفوظ فائلز اس صفحہ پر مشتمل کر رہا ہوں۔ کچھ لکھنے سے پہلے یہ تذکرہ کرنا مناسب ہوگا کہ میرا ددھیال جن کا تعلق الحمدللہ گیلانی سادات سے ہے ان کا شجرہ نسب حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے توسط سے حضرت نبی کریم ﷺ سے جا ملتا ہے۔ جبکہ نھیال کا تعلق کاظمی سادات سے ہے اور ان کا تعلق حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔

خاندانی تذکرہ:۔ کتاب ھذا میں جا بجا میرے نھیال کی خدمات کا تذکرہ بہ عنوان سید محمد شریف شاہ گھڑیالوی رحمہ اللہ کی خدمات سے ملے گا۔ بلکہ کتاب کے آخر میں مکمل شجرہ نسب بھی تحریر کیا گیا ہے۔ سید شریف شاہ گھڑیالوی رحمہ اللہ کی دو صاحبزادیاں تھیں بڑی کا نام سیدہ مریم

بی بی اور چھوٹی کا نام سیدہ امۃ اللہ بی بی ہے۔اول الذکر کی بڑی بیٹی سیدہ ثریا بیگم بندہ ناچیز کی حقیقی ماں ہے۔ "اللھم نور قبورھن"
اس حوالے سے سید شریف شاہ رحمہ اللہ سے ننھیالی تعلق بڑا مضبوط ہے۔

سید اکرم گیلانی رحمہ اللہ کا تعارف:۔ حضرت سید محمد اکرم گیلانی مرحوم ومغفور کا حلیہ سب سے پہلے پیش خدمت ہے تا کہ شخصیت کا لحاظ بھی رہے۔

درمیانہ قد، بھرا بھرا جسم، سر پر جناح کیپ، آنکھوں پر نظر کا چشمہ، مناسب حد تک بڑھی ہوئی داڑھی، باریک اور چھوٹی مونچھیں، آنکھوں سے چھلکتی ذہانت وقابلیت، خاموش طبع، خوش لباس وخوش وخرم، ویس کوٹ اچکن اور گاؤن (جبہ) کا استعمال، باٹا یا سروس کمپنی کے جوتوں کا استعمال، سادہ مزاج مگر پرخلوص، علم کا بحر بیکراں اور علماء کی صفوں میں خاصے ممتاز یہ ہیں جی نامور عالم دین اور مسلک اہل حدیث حقہ کی متاع جمیل، سید محمد اکرم گیلانی رحمہ اللہ جو علم وآگہی کا نور پھیلاتے ہوئے اس جہاں سے رخصت ہوئے۔"اناللہ وانا الیہ راجعون"
(ماخوذ از علم وعمل کا آفتاب-سید محمد اشرف شاہ)

حضرت جی نے اپنی ساری عمر درس وتدریس میں گزاری ہے نماز روزہ کے پابند، شب زندہ دار تھے، رمضان المبارک میں معمول تھا کہ تہجد کے نوافل میں مکمل قرآن سنایا کرتے تھے، ہروقت قرآن وحدیث سے زبان تر رہا کرتی تھی۔

جنات میں والد محترم کا ادب:۔ ایک دفعہ درس بخاری دے رہے تھے کہ حضرت مولانا خالد گرجاکھی مرحوم کے بڑے صاحبزادے حافظ محمد گرجاکھی جو کہ والد مرحوم کے کلاس فیلو بھی تھے تشریف لائے، آنے کا مقصد بیان کیا کہ میرا ایک مریض ہے۔حافظ صاحب چونکہ عامل بھی تھے اور دم وغیرہ بھی کیا کرتے تھے کہتے ہیں اس مریض کو جنات کی شکایت ہے اور اسے جنات کہتے ہیں کہ ہم نے مریض سے نہیں نکلنا، جب تک شاہ صاحب ہمیں نہ کہیں گے چنانچہ حافظ صاحب والد محترم کا پیغام لے کر گئے اور اس طرح مریض کی خلاصی ہوئی۔

جنات میں آپکی خدمت کرنے کا جذبہ:۔ کئی دفعہ یہ واقعہ مجھے سنایا کرتے تھے کہ جنات میری ٹانگیں اور پاؤں دباتے ہیں ایک دفعہ جب جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ کے سالانہ امتحان کے سلسلے میں وہاں گئے تو نماز ظہر کے وقفے میں کہنے لگے: میں مسجد کے ہال میں ہی لیٹ گیا تھک بہت گیا تھا کہ اچانک کسی نے میری ٹانگیں دبانی شروع کر دیں، دیکھنے میں کوئی نظر نہ آیا میں سمجھ گیا پھر بڑی آہستہ سی آواز میں نے کہا کہ چلے جاؤ یہ مناسب نہیں چنانچہ وہ روتے ہوئے گئے اور جا کر میری نانی مرحومہ سیدہ مریم بی بی کو شکایت کی کہ بھائی صاحب ہمیں خدمت سے روکتے ہیں۔

برکت کا آنکھوں دیکھا حال (کرامت):۔ جامعہ اسلامیہ کا ہی ایک واقعہ پیش خدمت ہے کہ امتحانات لینے کیلئے وہاں گئے ہوئے تھے، سامنے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی مشہور حدیث جس میں دودھ کا ایک پیالہ اور پینے والے سارے اصحاب صفہ، اس واقعہ کے عینی شاہد جو وہاں موجود تھے اور امتحان دے رہے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ شیخ الجامعہ شیخ راشدی صاحب نے کولڈ ڈرنک بھیجی اور حضرت شاہ صاحب فرمانے لگے لو جی، آج حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا عملی مظاہرہ بھی کرتے ہیں۔چنانچہ ہم کلاس میں 12 یا 13 لڑکے تھے سبھی نے اس بوتل کو پیا آخر میں حضرت شاہ صاحب نے بھی خوب سیر ہو کے پی، یوں ایک کولڈ ڈرنک کو ہم سب نے پیا اور وہ ختم نہ ہوئی، اگلے دن پھر امتحان کے سلسلے میں ہم حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر تھے کہ چائے کا ایک کپ آپ کیلئے آیا۔آپ کے حکم سے سبھی نے پیا اور آخر میں حضرت صاحب نے خود لیا۔(بروایت برادر اکبر حکیم سید عطاء الرحمٰن گیلانی)

اللہ والوں کی شان:۔ یہ اللہ والے بڑے عجیب ہوتے ہیں کیونکہ ان کی ڈائریکٹ (براہ راست) لو اللہ سے لگی ہوتی ہے۔اس کے رسول ﷺ کی محبت میں فنا ہوتے ہیں اسی لئے انہی کی تعریف میں فرمان رسول ﷺ ہے۔اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے"جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس کو یہ خبر کئے دیتا ہوں کہ میں اس سے لڑوں گا"اور"میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے ان میں سے کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے اور میرا بندہ (فرض ادا کرنے کے بعد) نفل عبادتیں کر کے مجھ

سے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں پھر تو یہ حال ہوتا ہے کہ میں ہی اس کا کان ہوتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اگر مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اس کو دیتا ہوں وہ اگر کسی (دشمن یا شیطان) سے میری پناہ چاہتا ہے تو میں اس کو محفوظ رکھتا ہوں اور مجھ کو کسی کام میں جس کو میں کرنا چاہتا ہوں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا اپنے مسلمان بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے وہ تو موت کو (بوجہ جسمانی تکلیف) برا سمجھتا ہے اور مجھے اس کو تکلیف دینا برا لگتا ہے۔ (صحیح بخاری الرقاق و تیسیر الباری، ترجمہ اور حاشیہ علامہ وحید الزمان)

اس حدیث قدسی میں نیک بندوں کی تعریف وتوصیف کا تذکرہ ہے جب اللہ سے لو لگائی جاتی ہے تو یقیناً اللہ بھی اپنے بندوں کو مایوس نہیں کرتا بلکہ احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ بعض اللہ کے بندے ایسے ہیں جو اللہ پر قسم اٹھا لیتے ہیں تو اللہ ان کی قسم کی لاج رکھتے ہوئے ان کی بات کو پورا کر دیتا ہے۔

رات کی تنہائی میں جنات سے ملاقات:۔ اسی طرح کا ایک واقعہ میرے ساتھ پیش آیا جس مکان میں میں اب رہائش پذیر ہوں یہ مکان حضرت والد صاحب کی زندگی میں تعمیر ہو چکا تھا اور ہم لوگ اس میں شفٹ ہو چکے تھے۔ تیاری مکمل ہونے کو تھی کہ رنگ والا مستری بہت پریشان تھا ایسا ہوا کہ ڈرائنگ روم میں رنگ وروغن فائنل ہو چکا تھا کہ اچانک رات کو دیوار کے روشندان سے خون کے چھینٹے چھت کے ساتھ لگے ہوتے تھے۔ صبح آ کر چھت کو صاف کر کے پھر رنگ مکمل کیا۔ ایسا تقریباً 2 مرتبہ ہوا تیسرے دن حضرت شاہ صاحب خود آئے ٹھیکیدار نے سارا ماجرا گوش گذار کیا تو پوچھا کہ تم نے چھوٹے شاہ صاحب (یعنی کہ بندہ ناچیز) سے بات نہیں کی وہ کہنے لگا بات کی ہے لیکن وہ خاموش رہے ابھی یہ بات جاری تھی کہ شام کے وقت مزدور اندر آیا اور کہنے لگا شاہ جی گھر کا مین گیٹ بند نہیں ہو رہا اس میں 2 انچ تک فرق آ رہا ہے۔ جبکہ اس گیٹ کو لگے ہوئے تقریباً اڑھائی سال مکمل ہو گئے تھے یہ گیٹ مکمل طور پر ٹھیک بند بھی ہوتا تھا اور کھولا بھی جاتا تھا۔

حضرت صاحب نے تمام مزدوروں کی چھٹی کروائی اور مجھ سے فرمایا کہ آج کی رات میں اسی مکان میں گزاروں گا چنانچہ آپ نے رات گزاری اس کا حفاظتی حصار باندھا سورۃ البقرہ کی تلاوت کی تو اگلے دن گیٹ بند ہوا لیکن اس کا فرق نہیں نکل سکا اور رنگ پر خون کے چھینٹے پڑنے کا عمل بھی رک گیا۔

گمشدہ بیٹے کا فوراً مل جانا (کرامت):۔ ہمارے ایک واقف کار پیپلز کالونی میں رہتے ہیں۔ میں اور اباجی مرحوم ان کے گھر گئے ان کا چھوٹا بیٹا گھر سے پچھلی رات کو بھاگ گیا تھا وہ لوگ بہت پریشان تھے ان کو دلاسہ دیا کہ ابھی آ جاتا ہے آپ پریشان نہ ہوں۔ اور واقعی جیسا آپ نے فرمایا تھا وہ لڑکا عشاء کے وقت گھر موجود تھا۔

آیت کے دم سے پریشانی دور ہو جانا:۔ ہمارے ساتھ ہی ایک قصبہ ہے ''جا کے چیمہ'' وہاں کے حافظ ارشد صاحب ایک دن آئے اور کہنے لگے حضرت جی میرے گھر کی کھڑکیاں روزانہ رات بہت زیادہ بجتی ہیں یہ سلسلہ تقریباً ایک سال سے ہے بہت دم وغیرہ کرائے ہیں لیکن افاقہ نہیں ہوتا اسے ایک آیت کریمہ لکھ کر دی اور دم کرنے کو کہا آج دس بارہ سال گزر گئے ہیں اس بات کی پھر دوبارہ شکایت نہیں ہوئی۔

اپنوں سے نہایت ہی دکھی صدا......! قارئین! باتیں بہت زیادہ ہیں ایک مکمل کتاب صرف اور صرف ان کی کرامات کی بن سکتی ہے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم اہل حدیثوں نے ان باتوں پر یقین کرنا اور عمل کرنا چھوڑ دیا ہے جس کی بناء پر عوام الناس سچے اور کھرے دین کو چھوڑ کر مشرک قبر پرستوں اور غیر مسلم عیسائیوں ہندو عاملوں کے پاس جا کر اپنا علاج کرواتے ہیں جہاں پر ان کے ایمان اور عقیدے پر ڈاکہ ڈالا جاتا ہے یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ ہم نے اسلامی تصوف کو بھی چھوڑ دیا ہے۔

ایک واقعہ ایک سبق......!: ایک واقعہ آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ اتفاق سے آج سے تقریباً 5 سال پہلے گوجرانوالہ ضلع کے ایک مشہور گاؤں میں چلا گیا جو کہ نوشہرہ ورکاں کی سڑک پر واقع ہے وہاں ایک شیعہ عامل ہے میں ایک دوست کے ساتھ وہاں گیا وہ عامل مجھے

دیکھ کر بڑی عزت وتکریم سے پیش آیا تعارف ہوا مجھے حلیہ سے ہی پہچان کر کہنے لگا آپ اہل حدیث ہیں اور سید بھی آپ دم وغیرہ کیوں نہیں کرتے آپ کے دم نہ کرنے کی وجہ سے آپ کو پتہ ہے کہ کیا نقصان ہوتا ہے؟ بتانے لگا کہ گوجرانوالہ کے ایک مشہور حاجی صاحب ہیں جو کہ بڑے پکے اہل حدیث ہیں۔ وہ رہتے بھی فیروز والا روڈ پر ہیں ان کی بہو کے ہاں نرینہ اولاد نہیں تھی علاج کیلئے میرے پاس آئے اور مدعا بیان کیا میں نے حقہ کی راکھ اس کی ہتھیلی پر رکھی اور کہا اس کو کھالو بیٹا ہی ہوگا۔ اس سے کھائی نہ جائے، سخت ہوگئی تھی، چنانچہ زبردستی اسے کھلائی اور چند تعویزات دیئے اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ وہ حاجی صاحب اپنے کنبے قبیلے کیساتھ مٹھائی لے کر آئے اور مبارک باد دی مجھے ہدیہ وغیرہ دینا تھا، دیا۔ میں نے کہا: حاجی صاحب یہ ساتھ قبر ہے میرے بزرگ لیٹے ہوئے ہیں جائیں وہاں پر جا کر فاتحہ پڑھ آئیں وہ حاجی صاحب ہچکچائے میرے اصرار پر چلے گئے چونکہ درباروں میں جانے کیلئے دروازے چھوٹے رکھے جاتے ہیں اس لئے جھکنا تو پڑتا ہی ہے وہ حاجی صاحب گئے اور فاتحہ پڑھ کر آئے واپسی کہنے لگے شاہ جی میرے بارے میں کسی سے بات نہ کرنا کہ میں آپ کے پاس آیا تھا۔

یہ واقعہ لکھنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہر دور میں روحانیت کی ضرورت رہی ہے ہم خود اس پر عمل پیرا نہیں ہونگے یقیناً لوگ تو علاج کے لئے جائیں گے اور وہاں اپنا ایمان اور عقیدہ بیچ کر آئیں گے۔

روحانی علاج ...... ہمارا ایمان بچانے کا ذریعہ:۔ مثال کے طور پر عورتوں میں بہت سے امراض پائے جاتے ہیں مثلاً اٹھراء اور اولاد نرینہ کا نہ ہونا ان امراض کا علاج صرف روحانی طور پر ہی ممکن ہے۔ میڈیکل سائنس اس کے علاج سے قاصر ہے۔ اسی طرح جنات جادو اور تعویذات کے اثرات کا علاج صرف اور صرف روحانی طور پر ہی ممکن ہے جسے اگر صحیح عقیدے والا عامل مل جائے تو یقیناً مریض کی دنیا کی بھی سنورتی ہے اور آخرت بھی، اگر غلط عقیدے والا مل جائے تو تباہی و بربادی پھر مقدر بن جاتی ہے۔

والد محترم کے مجرب روحانی عملیات

آیۃ الکرسی پڑھنے کا عمل:۔ حضرت شیخ الحدیث ابوالخیر سید محمد اکرم گیلانی نور اللہ مرقدہ کے چند مجرب عمل آپ کی خدمت میں پیش ہیں۔

آپ کا معمول تھا کہ 11 مرتبہ ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھتے۔

فائدہ: اس عمل کے کرنے سے کوئی بھی انسان ناگہانی حادثاتی صورت کا شکار نہیں ہوتا۔ میں نے جب ان کی وفات ہوئی تو اس عمل کا مشاہدہ خود اپنی آنکھوں سے کیا تھا وہ ایسے کہ بیٹھے بیٹھے مجھ سے باتیں کرتے ہوئے گاڑی میں آپ کی گردن لڑھک گئی اور وہیں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، حضرت شاہ صاحب مرحوم فرماتے ہیں کہ اس مبارک آیت کا نام آیت الکرسی ہے کتاب اللہ میں یہ سب سے افضل آیت ہے، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید اور صفات کو بیان فرمایا ہے ہر فرض نماز کے بعد اس کو پڑھنے سے جنت ملے گی۔ رات کو سوتے وقت پڑھنے سے شیطان اور چور سے حفاظت ہوتی ہے۔ جن جادو، ٹونے والا کثرت سے اس کی تلاوت کرے گا تو تمام آفتوں سے محفوظ رہے گا۔ ان شاء اللہ۔ اس کی تلات پر دوام کرنے سے بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

سورہ آل عمران کا عمل:۔ 2۔ ''قل اللهم مالك الملك تؤتي الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء و تعز من تشاء وتذل من تشاء بيدك الخير انك على كل شئ قدير'' (آل عمران) حضرت جی بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم اس آیت میں ہے جس سے دعا قبول ہوتی ہے اسی آیت کی کثرت سے تلاوت کرنے والے کا اگر پہاڑ کے برابر بھی قرضہ ہو تو اتر جائیگا (ان شاء اللہ)۔

سورہ بنی اسرائیل کا عمل:۔ 3۔ ''وقل الحمد لله الذى لم يتخذ ولدا ولم يكن له شريك فى الملك ولم يكن له ولى من الذل و كبيره تكبيرا'' (بنی اسرائیل)

حضرت جی بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس مبارک آیت کا نام آیت العزت رکھا ہے۔ جو مصیبت زدہ یا آفات میں گھرنے والا کثرت سے اس کی تلاوت کرے گا۔ اس کی حالت سدھر جائے گی مصائب اور فقر وفاقہ دور ہو جائے گا۔ نبی کریم ﷺ اپنے گھر کے تمام چھوٹے

بڑے افراد کو یہ آیت سکھلاتے تھے۔ حضرت جی فرماتے ہیں کہ ان آیات مبارکہ کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا ہے۔ یہ مجرب ہے کثرت سے ان کا وظیفہ کرنے والا انشاءاللہ ہر قسم کی آفات سے محفوظ رہے گا۔ (حضرت شاہ جی مرحوم مغفور کا فیضان آج بھی جاری وساری ہے)

باہمی تنازعات اک المیہ......! میں نے حضرت شاہ جی مرحوم ومغفور کو جب بھی دیکھا نماز جمعہ، دروس یا خطاب وغیرہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہوئے دیکھا۔ ہمارے اہل حدیثوں میں ان مسائل پر بڑی بحث شروع ہوگئی ہے ایسا لگتا ہے جیسے علم الکلام اور محدثین کے مابین مناظرات کا دور پھر واپس پلٹ آیا ہو۔ خواہ مخواہ چھوٹے چھوٹے مسائل پر ہم الجھ کر رہ گئے ہیں حالانکہ ہمارے سلف صالحین ہمیشہ سے ہی اپنے اللہ سے مانگنے کو ترجیح دیا کرتے تھے۔ اور اجتماعی طور پر بھی اپنے اللہ سے مانگا کرتے تھے بلکہ حجت کے طور پر دلیل ہوتی تھی کہ قرآن کی کوئی بھی دعا ایسی نہیں جہاں اجتماعیت کا تذکرہ نہ ہو۔

ٹوپی اتارنے پر زناٹے دار تھپڑ:۔ ہمارے اسلاف میں سے کوئی بھی ایسے عالم دین یا بزرگ نہیں گزرے جنہوں نے ننگے سر پر دوام کیا ہو بلکہ ہمہ وقت سر پر ٹوپی ورومال رکھتے تھے۔ ایک دفعہ شیخ الحدیث استاذ العلماء مولانا عبدہ الفلاح رحمہ اللہ ہمارے جامعہ رحمانیہ گوجرانوالہ تشریف لائے۔ بزرگ ہونے کے ناطے حضرت ابا جی مرحوم نے اپنی مسند پر بٹھایا اور طلباء کو ان کو دبانے کیلئے کہا میں بھی کم سنی میں تھا۔ سر کو دبانا شروع کر دیا ان کے سر پر کپڑے کی ٹوپی تھی میں نے اتار دی تاکہ صحیح طرح دبا سکوں اسی اثناء میں مجھے ابا جی مرحوم کی طرف سے ایک زناٹے دار تھپڑ لگا میں روتا ہوا اٹھ کے والدہ صاحبہ کے پاس آ گیا سارا ماجرا ان کو سنایا تو بڑے پیار سے والدہ صاحبہ نے سمجھایا کہ کسی کے سر سے ٹوپی نہیں اتارتے یہ عزت ہوا کرتی ہے۔ وہ اور آج کا دن میں نے کبھی بھی قصداً بڑے تو بڑے کبھی اپنے بیٹوں طلحہ یا حسن کے سر سے بھی ٹوپی نہیں اتاری۔

حضرت شاہ صاحب مرحوم ومغفور کی بھی عادت بن چکی تھی سر پر استرے سے بال اتر وایا کرتے تھے اور ٹوپی یا رومال اپنے سر پر رکھا کرتے تھے۔ آج ہمارے اہل حدیثوں کی یہ پہچان بن گئی ہے کہ حلیہ سنت نبوی ﷺ جیسا مثلاً شلوار ٹخنوں سے اونچی، چہرے پر خوبصورت مکمل داڑھی لیکن سر برہنہ، اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا کرے۔

قارئین کرام! یہ مضمون بہت لمبا ہے اس پر جتنا بھی لکھا جائے اتنا ہی کم ہے اللہ جزاء عطا کرے مصنف کو جنہوں نے اس حساس موضوع پر لکھنے کی کوشش کی میں حیران تھا ۲۵۰۰ سے زائد صفحات پر مشتمل اتنی ضخیم کتاب کیسے لکھ لی ہے؟ جب عین الیقین ہوا تو پتہ چلا کہ کتنی محنت کی گئی ہے۔

دنیائے تصوف کا روشن باب:۔ حضرات! یہ کتاب دنیائے تصوف میں ایک روشن باب کا اضافہ ہے میں امید کرتا ہوں یہ اس سلسلے کی آخری کڑی ثابت نہ ہو، اس کے بعد بھی یہ سلسلہ چلتا رہے آخر میں حضرت استاذی المکرّم پیر سید محمد اکرم گیلانی رحمہ اللہ کا مکمل شجرہ نسب دیا جاتا ہے تاکہ لوگوں میں عام یہ بات مشہور ہے کہ سید اہل حدیث نہیں ہوسکتا اس کا ازالہ ہو سکے۔

شجرہ نسب خاندان سادات گیلانی:۔ ابوالخیر سید محمد اکرم گیلانی رحمہ اللہ بن حضرت سید محمد حسین گیلانی رحمہ اللہ بن حضرت سید عبدالرحمٰن گیلانی رحمہ اللہ بن حضرت سید محبوب شاہ رحمہ اللہ بن حضرت سید احمد شاہ رحمہ اللہ بن حضرت سید علی اکبر المعروف شاہ رحمہ اللہ بن حضرت سید ہاشم شاہ رحمہ اللہ بن حضرت سید میراں جمال شاہ رحمہ اللہ بن حضرت سید گل شاہ رحمہ اللہ بن حضرت سید مہر شاہ رحمہ اللہ بن حضرت شمس الدین محمد ثانی رحمہ اللہ بن حضرت سید عبدالقادر ثالث رحمہ اللہ برادر اکبر حضرت سید موسیٰ پاک شہید رحمہ اللہ بن حضرت سید حامد گنج بخش اوچی رحمہ اللہ بن حضرت سید عبدالرزاق اوچی رحمہ اللہ بن حضرت سید عبدالقادر ثانی اوچی رحمہ اللہ بن حضرت سید محمد غوث بندگی گیلانی اوچی رحمہ اللہ بن حضرت سید شمس الدین محمد کلاں حلبی رحمہ اللہ بن حضرت سید مسعود حلبی رحمہ اللہ بن حضرت سید احمد حلبی رحمہ اللہ بن حضرت سید علی صوفی رحمہ اللہ بن حضرت سید عبدالوہاب سیف الدین رحمہ اللہ بن پیران پیر حضرت سید عبدالقادر گیلانی بغدادی رحمہ اللہ بن حضرت سید ابو صالح رحمہ اللہ بن حضرت سید موسیٰ ثالث رحمہ اللہ بن حضرت سید عبداللہ ثالث رحمہ اللہ بن حضرت سید یحییٰ زاہد رحمہ اللہ بن حضرت سید محمد زاہد رومی رحمہ اللہ بن حضرت سید داؤد دالا میر رحمہ اللہ بن حضرت سید عبداللہ ثانی رحمہ اللہ بن حضرت سید موسیٰ الجون اول رحمہ اللہ بن حضرت سید

عبداللہ محض اول رحمہ اللہ بن حضرت سیدنا حسن مثنیٰ رحمہ اللہ بن حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ بن سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ زوج حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بنت آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ۔ ''ھذا عندی واللہ اعلم بالصواب''

(پروفیسر مولانا سید ضیاء الرحمٰن گیلانی سلفی، ڈیرہ سادات، اڈاموترہ، ڈسکہ سیالکوٹ۔)

☆☆☆☆☆

روحانیت وتصوف ہماری کھوئی ہوئی میراث

(از: پروفیسر مولانا رضوان الٰہی حفظہ اللہ، فاضل جامعہ سلفیہ فیصل آباد، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج کمالیہ)

گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی　　ثریا سے زمین پر آسمان نے ہم کو دے مارا

''ھوالذی بعث فی الامیین رسولامنھم یتلواعلیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوامن قبل لفی ضلل مبین'' اللہ رب العزت تو وہ ذات ہے جس نے (عرب کے) ناخواندہ لوگوں میں انہی (کی قوم) میں سے (یعنی عرب میں سے) ایک پیغمبر بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو (عقائد باطلہ اور اخلاق ذمیمہ سے) پاک کرتے ہیں اور ان کو کتاب اور دانشمندی (کی باتیں جس میں سب علوم ضروریہ دینیہ آگئے) سکھلاتے ہیں اور یہ لوگ (آپ کی بعثت سے) پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

تزکیۂ نفس اسلام کا لازمی حصہ: تزکیۂ نفس ان چار مقاصد میں سے ایک ہے جن کی تکمیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے منصب نبوت میں شامل تھی اور تصوف تزکیۂ نفس کا دوسرا نام ہے اور تزکیۂ نفس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت مبارکہ کی پیروی اور اتباع سے حاصل ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں طریقت شریعت سے جدا اور علیحدہ نہیں ہے۔ بقول شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ دین اسلام کی دو حیثیتیں ہیں ایک ظاہری اور ایک باطنی۔ یعنی ظاہری اعمال کی ادائیگی سے دل پر جو اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں ان کا حصول اور بقاء صوفیاء کا نصب العین رہا ہے۔

معروف صوفی بزرگ ابوالقاسم قشیری رحمہ اللہ رسالہ ''قشیریہ'' میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

تصوف کی حقیقت اور تاریخ: ''تصوف کی حقیقت رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ کے عہد میں موجود تھی لیکن اس حقیقت کا کوئی دوسرا مخصوص نام نہ تھا۔ اس لئے کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت کے سوا کسی اور نام کو اپنے لیے پسند نہیں کیا۔ اس لیے کہ ان کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی اور فضیلت نہ ہوسکتی تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی صحبت میں رہنے والوں کو تابعین کہا گیا انہوں نے اسی نام کو نہایت ہی شرف والا نام سمجھا پھر ان کے بعد کے لوگوں کو تبع تابعین کہا گیا اس کے بعد لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا اور ان لوگوں کو جنہیں دینی امور سے خاص لگاؤ تھا انہیں زاہد اور عابد کہا جانے لگا۔ جب بدعتیں رونما ہوئیں تو ہر فرقے والوں نے کہا کہ عابد اور زاہد ان میں پائے جاتے ہیں۔ اب کی بار اہلسنت میں سے جن لوگوں نے اپنے آپ کو اللہ کیلئے وقف کر دیا تھا اور اپنے دلوں کو غافل ہونے سے محفوظ رکھا تھا اپنے لئے ایک الگ نام ''تصوف'' رکھ لیا۔ ان بزرگوں کیلئے یہ نام دوسری صدی ہجری سے پہلے مشہور ہو چکا تھا''۔

تصوف اسلام سے جدا نہیں: اسلام میں تصوف کے نام سے کسی علیحدہ مذہبی رکن کا وجود نہیں، اس لئے اسلام کے ابتدائی دور میں تصوف کا لفظ بھی موجود نہیں تھا۔ البتہ تصوف کے یہ پہلو کہ توحید پر پختہ ایمان رکھنا، شریعت پر خلوص دل سے عمل پیرا ہونا اور اس کی تبلیغ اشاعت کرنا، خلق خدا سے شفقت سے پیش آنا درحقیقت اسلام کی روح کو پیش کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی زندگیاں اس روح اسلام کا کامل مظہر تھیں۔ مزید یہ کہ ہر دور کے زہاد، عباد اور صوفیاء اجتماعی فرائض یا معاشرتی ضروریات پوری کرنے کی

صلاحیت سے عاری تھے نہ قرآن کے بنیادی اصول ''راہ اعتدال'' سے منحرف ہوکر دنیا اور اسباب دنیا سے کنارکش ہوئے۔ بلکہ صوفیاء کرام نے توکل وقناعت، ایثار وقربانی اور صبر وشکر کو اتباع سنت میں اختیار کیا اور اسے اپنی زندگیوں میں مستقل حیثیت دی۔

اکابر صوفیاء کے مجاہدات کی بنیاد: اکابر صوفیاء کے مجاہدات، ریاضات اور مراقبات کی بنیاد کتاب وسنت پر تھی۔ وہ اسلامی علوم کے متبحر عالم، مفسر، محدث فقیہہ اور متکلم تھے اور وہ اپنے تبحر علمی سے چینی، یونانی، ہندی، یہودی اور مسیحی تصوف کی کمزوریوں اور خامیوں کو واضح کرتے اور اگر مسلمانوں میں سے کوئی شخص غیر اسلامی تصوف کی طرف مائل ہوتا تو اس پر سخت تنقید کرتے۔ اس سلسلے میں سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کا وہ بیان جو ابوطالب المکی رحمہ اللہ نے ''قوت القلوب'' میں نقل کیا انتہائی ایمان افروز ہے:

''میں نے پہلے حدیث اور فقہ حاصل کی اس کے بعد المحاسبی رحمہ اللہ کی صحبت اٹھائی اور یہی میری کامیابی کا راز ہے۔ جس شخص نے تصوف سے پہلے قرآن حفظ نہ کیا ہو اور حدیث میں سند حاصل نہ کی ہو اسے دوسروں کی رہنمائی کا کوئی حق نہیں۔''

تصوف میں انہی چور دروازوں سے بہت سے فتنے داخل ہوئے جن سے تاریخ، حدیث، فقہ، تفسیر، ادب اور فلسفہ میں داخل ہوئے تھے اور صوفیاء پر یہ الزام کہ صوفیوں کا گروہ اہل علم کے خلاف چل رہا ہے۔ ہر دور میں صوفیاء کرام اس نوعیت کی مخالفانہ تنقید کا نشانہ بنتے رہے۔ سید مناظر احسن گیلانی نے اپنی کتاب ''مقالات احسانی'' میں شیخ عبدالوہاب شعرانی اور شاہ اسماعیل شہید رحمہما اللہ کے حوالے سے اس کا اچھا جواب دیا ہے۔ شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ نے اس قدیم اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: ''فقہ کے آئمہ مجتہدین جس طرح کتاب وسنت کی کلیات سے جزئیات پیدا کرکے ان پر فرض، واجب، سنت، مستحب، مکروہ یا حرام اور خلاف اولیٰ ہونے کا حکم لگاتے ہیں آخر تصوف کے آئمہ عارفین کتاب وسنت کے اس حصے میں جن سے ان کے مسائل کا تعلق ہے اگر جزئیات پیدا کریں اور ان پر حکم لگائیں تو اس پر تعجب کیوں کیا جائے۔''

عبقات کا حوالہ:۔ شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ ''عبقات'' میں فرماتے ہیں: ''اجتہاد کا دائرہ کار ہمارے نزدیک صرف اس فن کیلئے مختص نہیں جس کا نام اسلامی فقہ رکھ دیا گیا ہے بلکہ ہر دینی فن میں لوگوں نے اجتہاد سے کام لیا ہے۔ البتہ شریعت میں جن امور کی تصریح کی گئی ہے ان کے ساتھ ان مسائل اور قوانین کو مربوط کرنے میں جن کا تصریحی ذکر شرعی نصوص میں نہیں ملتا یعنی مسکوت کو منطوق کے ساتھ مربوط کرنے میں ہر فن کے لوگوں کا خاص خاص طریقہ ہے۔ یعنی فقہ ہو یا تصوف یا علم کلام یہ سارے علوم شرعی ہیں اور ان دینی علوم کے سارے آئمہ کی تائید غیب سے کی گئی، ان کی تقلید کرنے والے حق ہی کے پیرو ہیں''۔

پروفیسر یوسف سلیم چشتی نے اپنی مایہ ناز کتاب ''تاریخ تصوف'' میں مخالفین تصوف کی بے اعتدالی کا تذکرہ یوں کیا ہے:

جو تصوف مسلمانوں میں شائع ہوا اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) اسلامی تصوف جو قرآن وحدیث اور آثار صحابہ سے ماخوذ ہے۔

(۲) غیر اسلامی تصوف جسے اس بوتل سے تشبیہ دے سکتے ہیں جس کے لیبل پر شربت گلاب لکھا ہو مگر اندر عرق بھنگ وافیون بھرا ہو۔

بدقسمتی سے تصوف کے مخالفین نے تصوف پر اعتراض کرتے وقت غیر اسلامی تصوف کو مدنظر رکھا اس طرح حق وصداقت کا خون ہی نہیں کیا بلکہ لاکھوں مسلمانوں کو تصوف کی برکات سے محروم رکھا۔ ان نادان دوستوں نے قبائح تو مدنظر رکھے غیر اسلامی تصوف کے اور ہدف بنالیا اسلامی تصوف کو، ان حق ناشناسوں نے تصوف کی اسلامی اور غیر اسلامی قسم کو یکسر نظر انداز کردیا۔

تصوف کیلئے اہل اللہ کی ضرورت: تصوف کی حقیقت سمجھنے کیلئے ضروری ہے اہل اللہ کی صحبت اختیار کی جائے کیونکہ اولیاء اللہ کی صحبت اور باتوں میں جذب وتاثیر کی غیر معمولی قوت ہوتی ہے۔ تصوف تو انسان میں ایسی روحانی تبدیلی پیدا کرتا ہے جو اس کے جملہ اخلاق اور خصلتوں کو بدل ڈالے اور انسان مکارم اخلاق اور روحانی اقدار کا پیکر بن جائے۔ تصوف دل کی نگہبانی کا نام ہے کیونکہ انسان بظاہر جسم اور نفس سے مرکب ہے مگر درحقیقت دل کا نام ہے اور اگر دل مسلمان نہ ہوسکا تو عبادات اور زبان سے خدا کا اقرار دونوں بے معنی ہیں بقول اقبال رحمہ اللہ

خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل　　دل ونگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

تصوف ہمارے اکابرین کی میراث:۔ ہم نے اپنے اکابر سے ملنے والی میراث میں سے جن چیزوں کو گنوادیا ان میں تزکیۂ نفس، احسان وسلوک اور وہ اعمال ووظائف بھی شامل ہیں جو ہمارے اسلاف کی بابرکت زندگیوں کا حصہ رہے ہیں اس کا دوسرا نام تصوف ہے۔یعنی توحید خالص، تبلیغ دین، اتباع دین، خدمت خلق، جہاد، اتحادواتفاق اوراخوت ومحبت، یہ عناصر تصوف کی روح ہیں جن پر ہمارے اکابرین اور سلف صالحین عمل پیرا تھے۔

تصوف علماء اہل حدیث کی شان:۔ تصوف اور روحانیت ہماری شان تھی مگر مدت ہوئی ہم نے اس سے منہ موڑ لیااور عوام کو بھی اس کی برکات سے محروم کردیا اور نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔آج مادی دور میں لوگ روحانیت اور اعمال ووظائف سے منہ موڑ کر طرح طرح کی روحانی اورنفسیاتی بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ ہمارے اکابرین اہل حدیث علماء جو کبھی اس میدان کے شہسوار تھے ان کے وابستگان ان تمام روحانی سرگرمیوں سے منہ موڑ چکے جو کبھی سلفی علماء کی شان ہوا کرتی تھیں اور تصوف کا لفظ تو جیسے ہمارے لئے ایک گالی بن کر رہ گیا۔

ذوق تصوف وقیع کاوش اور مینارنور: ان حالات میں محترم حکیم محمد طارق محمود چغتائی حفظہ اللہ کی ایک وقیع کاوش ’’علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف‘‘ ایک روشنی کی کرن نہیں بلکہ ایک مینارہ نور ہے جس کی نورانی کرنوں سے آنے والی نسلیں ہمیشہ اپنی تاریک راہوں کو منور کرتی رہیں گی۔

اس ضخیم کتاب میں آپ نے علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف علمائے اہل حدیث ہی کی کتابوں سے اجاگر کیا ہے گویا محترم حکیم محمد طارق محمود چغتائی حفظہ اللہ زبان حال سے کہہ رہے ہوں۔

اگر چاہوں تو نقشہ کھینچ کر الفاظ میں رکھ دوں — مگر تیرے تخیل سے فزوں تر ہے وہ نظارا

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم حکیم محمد طارق محمود چغتائی حفظہ اللہ کی عمر، صحت میں برکت عطاء فرمائے ان کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں سند قبولیت سے نوازے۔

(العبدالضعیف پروفیسر رضوان الٰہی، فاضل جامعہ سلفیہ فیصل آباد، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج کمالیہ)

☆☆☆☆☆

دین سارے کا سارا ادب ہے

(از: مولانا حافظ محمد بلال حفظہ اللہ، خطیب جامع مسجد عبادالرحمٰن، شرقپور)

مولانا حافظ محمد بلال صاحب حفظہ اللہ جامع مسجد مینار والی شرقپور سے قرآن پاک حفظ کیا۔ پھر مرکز الدعوۃ السّلفیہ ستیانہ سے سند فراغت حاصل کی۔ بعدازاں قرآن پاک کا نور پھیلانے کیلئے واپس شرقپور شریف چلے گئے اور ان دنوں جامع مسجد عبادالرحمٰن میں درس قرآن اور نمازوں کی امامت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ حافظ صاحب کو مولانا محمد یحییٰ شرقپوری رحمہ اللہ کی زیارت، اور مولانا عتیق اللہ صاحب سلفی کی صحبت کا اعزاز حاصل ہے۔

کتاب ’’علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف‘‘ کے بارے میں فرماتے ہیں:

دین سارے کا سارا ادب ہے ......:۔ ہمارے بزرگ اسلاف کی زندگیاں آداب کا نمونہ تھیں حضرت صوفی محمد عبداللہ صاحب ماموں کانجن والے ایسے باکمال درویش تھے کہ جب وہ فوت ہوئے تو ان کی قبر کی مٹی بھی معطر تھی اور لوگ تبرکاً وہ مٹی اپنے گھروں میں لے جانے لگے بعدازاں ان کی قبر مدرسہ کے اندر منتقل کردی گئی۔آج تک لوگ حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کے نام کو بھی سلام کرتے ہیں۔اور ان کے ساتھ ادب وعقیدت کا ایسا رشتہ قائم ہے کہ ابھی تک جب ماموں کانجن میں سالانہ اجتماع ہوتا ہے تو لوگ اس جلسے کو ’’صوفی صاحب

رحمہ اللہ کا میلہ'' کے نام سے یاد کرتے ہیں اور اس دن اپنی گائے بھینسوں کا سارا دودھ جلسے میں ہدیہ کرتے ہیں حالانکہ یہ لوگ صرف اہل حدیث نہیں ہوتے بلکہ ان میں بریلوی، دیو بندی، اہل حدیث، شیعہ سب شامل ہوتے ہیں کیونکہ حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ نے ساری عمر رواداری کو قائم رکھا۔ لوگ دور دراز سے حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کے پاس دعا کروانے آتے تھے اور حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ بغیر کسی مسلکی تفریق کے سب کیلئے مخلص ہو کر دعا مانگتے تھے اور لوگوں کے مسائل اللہ پاک سے حل کرواتے تھے۔ مرکز الدعوۃ السّلفیہ میں قیام کے دوران ہم نے مولانا عتیق اللہ سلفی صاحب حفظہ اللہ کو حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کے نقشِ قدم پر چلتے دیکھا۔ ایک دفعہ جبکہ استاد محترم مولانا سلفی صاحب کہیں گئے ہوئے تھے ساہیوال سے لوگوں سے بھری ہوئی ایک گاڑی آ کر رکی ان سب لوگوں نے بتایا کہ ہم یہاں صرف مولانا عتیق اللہ صاحب سلفی کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے ہیں اور ان سے دعا کروانا چاہتے ہیں۔

ادب ہمارے بڑوں کی میراث:۔ مولانا عتیق اللہ صاحب کی زندگی میں ''ادب اور احتیاط'' یہ دو بڑے واضح پہلو ہیں۔ قرآن کا ادب کرتے ہیں اور قرآن کے طالب علموں کا بھی حتیٰ کہ ہم نے کئی بار خود مشاہدہ کیا کہ مولانا سلفی صاحب اپنے ہاتھوں سے بچوں کی پڑی ہوئی جوتیاں سیدھی کر کے ترتیب سے رکھ رہے ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ ہوا یوں کہ کوئی صاحب مدرسے کو باقاعدگی سے بہت بھاری رقم کا چندہ دیا کرتے تھے ایک دفعہ وہ گاڑی پر بیٹھ کر مدرسے میں آئے اس وقت ارد گرد بچے کھیل رہے تھے کھیلتے ہوئے کسی طالب علم کا گیند ان صاحب کی گاڑی کو لگا تو انہوں نے طالب علم کو منہ پر تھپڑ مار دیا جب استاد محترم مولانا سلفی صاحب کو واقعے کا پتہ چلا تو وہ جلالی مزاج میں تشریف لائے اور آ کر ان صاحب کے سابقہ حساب کے مطابق دیا ہوا تمام چندہ انہیں واپس کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم جن کی جوتیاں سیدھی کرنا سعادت سمجھتے ہیں آپ ان کے منہ پر تھپڑ مارتے ہیں؟ یہ بے عزتی شاید آپ نے اس وجہ سے کی کہ آپ چندہ دیکر مدرسے پر یا طالبعلموں پر احسان کرتے ہیں حالانکہ آپ کا ان پر کچھ احسان نہیں۔ آپ کا معاملہ اللہ پاک کے ساتھ ہے۔ بہر حال آئندہ آپ کا چندہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

ان کی زندگی کی دوسرا پہلو رزق کی احتیاط ہے مولانا نے کبھی بھی مدرسے کا کھانا نہیں کھایا کیونکہ فرماتے ہیں کہ مدرسے میں لوگ اپنی زکوٰۃ، صدقات دیا کرتے ہیں اور یہ مال میرے لیے کھانا جائز نہیں۔ ہم طلباء نفلی روزے رکھا کرتے تھے ایک دفعہ ہم سب بیٹھے افطاری کر رہے تھے اتنے میں مولانا سلفی صاحب بھی تشریف لے آئے کسی طالب علم نے مولانا کو افطاری کیلئے کھجور دی تو انکار فرما دیا۔ حالانکہ ان کا روزہ تھا اسی طرح ایک دن کوئی طالب علم اپنی جیب خرچ میں سے کینو خرید کر کھا رہا تھا اس نے مولانا صاحب کو بھی کھانے کی دعوت دی تو مولانا نے کینو قبول فرما لیا۔ وہ بچہ کہنے لگا کہ ٹھہریں ذرا میں آپ کو نمک (مدرسے کے کچن میں سے) لا دیتا ہوں تو فرمایا رہنے دو تم مجھے زکوٰۃ کا مال کھلانا چاہتے ہو؟

جب انسان کے اندر رزق کی اتنی احتیاط اور اتنا ادب ہوگا تو یقیناً اس کی دعائیں قبول ہوں گی مولانا سلفی صاحب سے بھی لوگ آ کر دم بھی کرواتے ہیں۔ دعائیں بھی کرواتے ہیں وظائف بھی پوچھتے ہیں۔ مولانا بعض اوقات چینی پر دم کر کے دیا کرتے تھے جس سے لوگوں کو شفاء ملتی۔ (ملاقات: ڈاکٹر محمد عثمان سلفی)

☆☆☆☆☆

کچھ ہماری زباں سے، تصوف کے بارے میں

(از: مولانا قاری محمد خالد محمود حفظہ اللہ، فاضل مرکز الدعوۃ السّلفیہ ستیانہ بنگلہ، مدرس مسجد اہل حدیث مینار والی)

محترم قاری محمد خالد محمود صاحب مرکز الدعوۃ السّلفیہ ستیانہ بنگلہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنے آبائی علاقے شرقپور شریف (ضلع شیخوپورہ) چلے گئے اور اس وقت سے آج تک وہاں کی تمام اہل حدیث مساجد کے تمام

شعبہ جات پر انچارج ہیں، اور روزانہ صبح وشام جامع مسجد مینار والی اہل حدیث میں بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم بھی دیتے ہیں کتاب ''علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' کی تعریف میں قاری صاحب لکھتے ہیں کہ

ہم نے ہر دور میں تقدیس رسالت کی ہے	وقت کی تیز ہواؤں سے بغاوت کی ہے
چھوڑ کر سلسلہ رسم سیاست کا فسوں	ہم نے فقط نام محمد ﷺ سے محبت کی ہے

حاملین توحید ادب سے دور کیوں......!:۔ مولانا صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے جن کے پاس توحید ہے وہ ادب سے کورے ہیں اور جن کے پاس ادب ہے وہ توحید سے کورے ہیں۔صوفی صاحب رحمہ اللہ کا یہ فرمان بالکل سچ نظر آتا ہے کیونکہ ادب واقعی ہم اہل حدیثوں میں ختم ہو چکا ہے۔ بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ اہل حدیث مقتدی میں اپنے امام کا اور شاگرد میں اپنے استاد کا ادب مفقود ہو کر رہ گیا ہے اور اسی بے ادبی کی وجہ سے ہم نے اپنے بزرگوں کے اقوال اور ان کے اعمال سے منہ موڑ لیا ہے۔

باکمال مرشد کے تربیت یافتہ علمائے کرام:۔ ہمارے بزرگ اہل حدیث حضرات کے تقویٰ، اخلاص، اتباع سنت اور تعلق مع اللہ کا تو یہ عالم تھا کہ حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ پاک نے مجھ سے پوچھ لیا کہ کیا لائے ہو تو میں پورے اطمینان سے عرض کروں گا کہ میں نے اپنے پیچھے دو یحییٰ دین کی خدمت کیلئے چھوڑے ہیں (۱) مولانا محمد یحییٰ شرقپوری اور دوسرے حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی رحمہما اللہ۔ جب مولانا محمد یحییٰ شرقپوری رحمہ اللہ کی حیات طیبہ پر نظر ڈالی جائے تو ان کے اس مقام کے پیچھے حضرت میاں محمد باقر رحمہ اللہ (جھوک دادو والے) کی تربیت نظر آتی ہے جن کے بارے مولانا موصوف فرماتے تھے کہ میرے مربی مرشد حضرت میاں محمد باقر رحمہ اللہ ہیں۔حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کی تبلیغ دین کا رنگ اردگرد کے دیہات پر ایسا چڑھا کہ آج تک وہاں کے دیہاتوں کی شلواریں سنت کے مطابق نصف پنڈلی تک اونچی ہوتی ہیں۔

مولانا سلفی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔ ہم نے اپنی زندگی میں ایسے متقی، متبع سنت اور درویش صفت انسان مولانا عتیق اللہ سلفی صاحب دیکھے ہیں کہ جن کے اتباع سنت کا یہ عالم ہے کہ اپنی پوری زندگی میں انہوں نے کبھی بھی مسواک والی سنت ترک نہیں کی اور تعلق باللہ ایسا ہے کہ ان کی ساری زندگی کبھی نماز تہجد نہیں چھوٹی اگرچہ وہ سفر میں ہی کیوں نہ ہوں۔مولانا سلفی صاحب ہمارے استاد بھی ہیں۔ان کی زندگی میں بھی دیکھا جائے تو انہوں نے صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کی تھی اور حضرت میاں محمد باقر صاحب رحمہ اللہ کے ہاتھ پر نیکی پر کاربند رہنے اور گناہوں سے بچنے کی بیعت کی تھی اور واقعی ان کی زندگی میں ان دونوں بزرگوں کی صحبت صالحہ کا رنگ واضح نظر آتا ہے۔

اہل اللہ کی زیارت اور ذکر کے انوارات:۔ مولانا سلفی صاحب رحمہ اللہ ہمیں یہ واقعہ سنایا کرتے تھے کہ مجھے اہل اللہ کی زیارت کا جنون کی حد تک شوق ہوا کرتا تھا ایک دفعہ میں نے گھر میں کھیر بنوائی اور اسے لیکر مدرسہ غزنویہ (شیش محل روڈ) میں جا پہنچا۔(تمام بزرگ اولیائے کرام وقت کا بہت خیال رکھا کرتے تھے انہوں نے ہر کام کیلئے باقاعدہ وقت کے مقرر کیا ہوا ہوتا تھا، استاد محترم مولانا سلفی صاحب کی زندگی میں بھی ہم نے یہی ترتیب دیکھی)۔مولانا سلفی فرماتے تھے کہ جب میں مدرسہ غزنویہ میں گیا تو پتہ چلا کہ سید صاحب رحمہ اللہ ذکر میں مصروف ہیں کیونکہ یہ ان کے ذکر کا وقت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے سید صاحب رحمہ اللہ کے خادم سے کہا کہ جا کر عرض کرو۔''مولوی عتیق اللہ سلفی 36 چک سے حاضر خدمت ہوا ہے اور ملاقات کی اجازت چاہتا ہے'' لہٰذا مولانا سلفی صاحب کو اجازت دیدی گئی فرماتے تھے کہ جونہی میں کمرے میں داخل ہوا تو مجھے کمرے میں ذکر الٰہی کے انوارات واضح محسوس ہوئے اور خود سید صاحب رحمہ اللہ کا وجیہ اور بارعب چہرہ ذکر کے انوارات سے منور ہو کر تمتما رہا تھا۔

ذکر اہل اللہ کی روحانی غذا:۔ ذکر الٰہی تو ہمارے بزرگوں کی غذا ہوا کرتی تھی۔صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے بارے ایک

واقعہ سنا ہوا ہے کہ انہیں عارضہ قلب لاحق ہو گیا اس وقت کے ڈاکٹروں نے پوچھا کہ ایسا کونسا سخت کام آپ کرتے ہیں یا ایسی کونسی بڑی غم والی بات آپ سوچتے رہتے ہیں جس کا اثر آپ کے دل پر پڑتا ہے اور آپ دل کے مریض بن گئے ہیں تو صوفی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا بھئی میں تو کوئی محنت والا کام نہیں کرتا ہاں روزانہ صرف دس پارے قرآن کی تلاوت کرلیا کرتا ہوں۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ آپ رحمہ اللہ کو آرام کی ضرورت ہے اتنی زیادہ تلاوت نہ کیا کریں نہیں تو آپ رحمہ اللہ کی زندگی کو خطرہ ہے تو فرمایا کوئی بات نہیں تلاوت تو مجھ سے نہیں چھوٹ سکتی۔

یہ تو صرف تلاوت کا حال ہے اور جو باقی معمولات ذکر واذکار کے تھے وہ سن کر عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔ اسی لیے تو ان کا اللہ پاک کے ساتھ ایسا تعلق بن چکا تھا کہ اپنی دعائیں وہ جھگڑ کر منوالیا کرتے تھے اور جب انہیں کسی زمیندار نے کہا کہ حضرت! میری بھینس صرف کٹے ہی دیتی ہے تو اس بھینس کی بسم اللہ پڑھ کر دم پکڑ کر صوفی صاحب رحمہ اللہ نے چار مرتبہ دعا کی اور واقعی بھینس نے اس کے بعد یکے بعد دیگرے چار کٹیاں دیں۔

اصل میں سب کچھ کرنے والا اللہ پاک ہی ہے لیکن اس واقعے کے پیچھے دلیل ایک حدیث قدسی سے ملتی ہے جس کا مفہوم ہے کہ انسان جب نوافل کے ذریعے میرا قرب پالیتا ہے تو میں اس کا ہاتھ، پاؤں، آنکھ اور کان بن جاتا ہوں۔ یعنی جب بندہ اپنے رب کی مرضی کو پورا کرنے کی فکر میں ہر وقت مگن ہو جاتا ہے تو رب کریم بھی اپنے بندے کی مرضی کو پورا فرما دیتے ہیں۔ کتاب ''علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' اس وقت کی اشد ضرورت ہے تا کہ اس کتاب کا مطالعہ کر کے ہر بندے کے اندر یہ شوق اور تڑپ پیدا ہو کہ جس طرح ہمارے بزرگوں نے دین پر عمل کر کے اللہ پاک کی ولایت حاصل کی اور پھر اللہ پاک نے ان کی دنیا بھی سنواری اور آخرت میں بھی انشاء اللہ خیر ہی کی امید ہے ہم بھی انہی راہوں کو اختیار کر کے دنیا و آخرت میں سرخرو ہوں۔

محمد ﷺ کی غلامی بڑا صلہ دے گی گلاب کی طرح چہرہ کھلا دے گی
مت چھوڑنا کبھی دامن مصطفےٰ ﷺ کا یہ محبت آپ کو خدا سے ملا دے گی

اللہ پاک اس کتاب کو قبول فرمائے اور اس پرفتن دور میں لوگوں کو اللہ پاک کے ساتھ جوڑنے کا ذریعہ بنائے۔ اللہ پاک ہمیں دنیا و آخرت کی کامیابیاں، کامرانیاں، برکتیں اور عافیتیں عنایت فرمائے۔ (آمین)

محمد خالد محمود سلفی، جامع مسجد مینار والی شرقپور (ضلع شیخوپورہ) مورخہ 29 اپریل 2013ء (ملاقات: ڈاکٹر محمد عثمان سلفی)

☆☆☆☆☆

کیا اہل حدیث اولیاء کو نہیں مانتے......!

(از: قاری افضال احمد حفظہ اللہ، فاضل ''مرکز الدعوۃ السّلفیہ'' ستیانیہ بنگلہ، مدرس وخطیب جامع مسجد مبارک اہل حدیث شرقپور)

جناب قاری افضال احمد حفظہ اللہ مولانا عتیق اللہ سلفی صاحب حفظہ اللہ کے مدرسہ ''مرکز الدعوۃ السّلفیہ'' ستیانیہ بنگلہ نزد فیصل آباد سے فارغ التحصیل ہوئے اور دین فطرت کی خدمت اور تبلیغ کیلئے شرقپور شریف تشریف لے گئے۔
اب پچھلے کئی سالوں سے جامع مسجد مبارک اہل حدیث میں تدریس وخطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔
زیر نظر کتاب ''علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کر رہے ہیں۔

کیا اہل حدیث اولیاء کو نہیں مانتے ......! اہل حدیث اولیاء اللہ کو نہیں مانتے...... اہل حدیثوں میں کوئی ولی یا بزرگ نہیں گزرے...... اہل حدیث وظائف یا دم درود کے قائل نہیں...... یہ چند اعتراضات اہل حدیثوں کے بارے میں کیے جاتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں۔ ہمارے اسلاف میں بہت زیادہ اولیاء اللہ گزرے ہیں۔ لکھوی خاندان میں تو بے شمار صاحب کرامات

بزرگ گزرے ہیں، یہ سب بزرگ اولیاء کرامات بزرگ گزرے ہیں یہ سب بزرگ اولیائے کرام شفاف تصوف کے قائل تھے۔خود بھی دم کرتے تھے اور لوگوں کو بھی وظائف دیتے تھے۔

گمشدہ شخص کے بارے میں غیبی اطلاع:۔ ہمارے اسلاف میں تو ایسے ایسے مستجاب الدعوات بزرگ گزرے ہیں کہ سبحان اللہ "مرکز الدعوۃ السّلفیۃ" میں ہمارے ایک استاد تھے سید عبدالشکور شاہ اثری رحمہ اللہ ان کے اوپر ہروقت فکر آخرت اور خشیت الٰہی کا غلبہ رہتا تھا۔ مغرب کی نماز میں اکثر ایسی آیات کی تلاوت فرماتے جن میں موت اور آخرت کا ذکر ہوتا۔ مثلاً ہم نے خود کئی بار ان کے پیچھے نماز ادا کی جس میں وہ تلاوت کرتے ہوئے جب اس آیت پر پہنچے " وجاءت سكرة الموت بالحق " تو اس آیت کو بار بار دہراتے اور بہت زیادہ روتے۔ چونکہ ہم ان سے "مسلم شریف" پڑھا کرتے تھے لہٰذا دوران سبق کئی بار ایسا ہوا کہ جونہی قبر، آخرت کے متعلق کوئی موضوع شروع ہوتا استاد محترم کے آنسو جاری ہو جاتے اور سامنے پڑی کتاب کے صفحات تر ہونے لگتے۔ ایک دفعہ ہمارے مدرسے کے باورچی فاروق صاحب کو ایجنسی کے نامعلوم افراد اغواء کر کے لے گئے کسی کو ان کے متعلق کچھ خبر نہ تھی تمام اساتذہ اور طلباء ان کی طرف سے سخت فکرمند تھے اور ان کیلئے دعائیں کرتے رہتے تھے تقریباً ایک ہفتے بعد جب مایوسی کے سائے لہرانے لگے تو مولانا عتیق اللہ سلفی صاحب نے سید عبدالشکور شاہ صاحب رحمہ اللہ کو فرمایا کہ آپ خصوصی دعا فرمادیں تاکہ فاروق صاحب واپس آجائیں۔

سید عبدالشکور صاحب رحمہ اللہ نے عصر کی نماز پڑھا کے لمبی دعا کروائی اور دعا کے بعد فرمایا کہ مجھے امید ہے انشاء اللہ آج رات کو فاروق صاحب آجائیں گے اور واقعی رات گیارہ بجے فاروق صاحب مدرسے میں موجود تھے۔ جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ مجھے کسی نامعلوم مقام پر لے جا کر مجھ پر بہت تشدد کیا گیا لیکن آج پتہ نہیں ان لوگوں کو کیا ہوا انہوں نے مجھے گاڑی میں ڈالا اور پتوکی پھینک گئے مجھے مدرسے کے ایک استاد صاحب کا فون نمبر یاد تھا میں نے پتوکی سے کال کروائی اور پھر مجھے یہاں پہنچا دیا گیا۔

جنات کا شاگردی اختیار کرنا:۔ سید عبدالشکور صاحب رحمہ اللہ کے پاس جنات بھی پڑھنے آیا کرتے تھے۔ ہمارے ایک ہم جماعت مختار صاحب بیان کرتے تھے کہ ایک دن استاد محترم کلاس میں اکیلے بیٹھے تھے جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیوار پر کچھ سائے حرکت کرتے ہوئے دیکھے اور عرض کی کہ استاد جی! یہ کیا چیز ہے فرمایا جس طرح تم مجھ سے پڑھتے ہو اسی طرح یہ جنات بھی میرے پاس پڑھنے آتے ہیں۔

باطنی آنکھ کا کھل جانا:۔ ایک دفعہ سید عبدالشکور شاہ صاحب رحمہ اللہ دوسرے اساتذہ کے ساتھ گاڑی پر بیٹھے اوکاڑہ جارہے تھے کہ راستے میں ایک ویران علاقے میں جا کر گاڑی خراب ہوگئی۔ سب اساتذہ گاڑی سے نیچے اتر آئے تو سید عبدالشکور صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا بھئی یہاں تو بہت زیادہ آبادی ہے جہاں آکر گاڑی خراب ہوئی ہے۔ سب نے کہا کہ شیخ! یہاں تو ہر طرف کھیت ہی کھیت نظر آرہے ہیں تو فرمایا میں جنات کی بات کررہا ہوں مجھے ہر طرف ان کی بستیاں دکھائی دے رہی ہیں۔ یقیناً اللہ پاک نے ان کی آنکھوں سے پردہ ہٹایا ہوا تھا جو وہ جنات کو بھی دیکھ لیا کرتے تھے اور باقاعدہ انہیں تعلیم دیا کرتے۔ افسوس کہ پچھلے سال وہ ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ " انا لله وانا اليه راجعون "

باکمال ولی کا تیر بہدف دم:۔ اسی طرح کے بے شمار حقیقی واقعات لکھوی علماء کی زندگیوں میں بھی ملتے ہیں۔ مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی صاحب حفظہ اللہ کی خدمت سے بہت فائدہ ہوا ہے وہ اپنے شیخ حضرت میاں محمد باقر صاحب رحمہ اللہ کی کرامات سنایا کرتے ہیں جنہیں سن کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ مولانا محمد یحییٰ شرقپوری رحمہ اللہ بھی حضرت میاں محمد باقر رحمہ اللہ کے فیض یافتہ تھے۔ مولانا محمد یحییٰ صاحب شرقپوری رحمہ اللہ کا ہر قسم کے درد کیلئے ایک تیر بہدف دم مجھے ملا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک دن مجھے بہت درد ہورہا تھا تو ہماری مسجد کے ایک بابا جی رشید صاحب نے درد والی جگہ پر ہاتھ رکھ کر کچھ پڑھا اور پھونک ماردی۔ میرا درد فوراً ختم ہوگیا میں نے پوچھا کہ بتائیں تو سہی آپ نے پڑھا

کیا ہے جو میرا درد بالکل غائب ہو گیا ہے۔تو کہنے لگے یہ وظیفہ مجھے مولانا محمد یحییٰ صاحب شرقپوری رحمہ اللہ نے عنایت فرمایا تھا کہ جو بندہ فرائض کا اہتمام کرے اور روزانہ فجر کے بعد ایک تسبیح "لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤوف رحیم "پڑھ لے۔یا بہتر ہے صبح وشام ایک ایک تسبیح پڑھے۔پھر جس کو بھی دم کرنا ہو صرف سات بار یہ آیت پڑھ کر دم کر دے انشاءاللہ درد ختم ہو جائے گا۔

بڑوں کی کرامات افسانے نہیں حقیقت......! اس دن سے میرا یہی معمول ہے اور الحمدللہ میں جس بیمار کو دم کر دوں یا کسی کی درد والی جگہ پر ہاتھ رکھ کر دم کروں تو اللہ پاک اسے فوراً شفاء دے دیتا ہے ان سب واقعات کے بعد عرض ہے کہ کتاب ''علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' میں ذکر کردہ واقعات افسانے نہیں بلکہ حقیقت ہیں۔درد دل کی محنت کو زندہ کرنے کی ایک کوشش ہے، ایک بھولے سبق کی یاد دہانی ہے جسے ہمارے بڑوں نے یاد رکھا لیکن ہماری موجودہ نسل اس سے نہ آشنا ہوتی جا رہی ہے۔یہ ہماری گمشدہ میراث ہے جسے نہایت بہترین انداز میں پیش کیا گیا یہ کتاب آج کے دور کی اشد ضرورت ہے اور مجھے یقین ہے کہ انشاءاللہ اس کتاب سے ہمارے اہل حدیث علماء کے ساتھ ساتھ عام لوگوں کو بھی بہت فائدہ ہوگا۔اللہ پاک اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کرامت کی اصلاح کا ذریعہ بنائے۔آمین۔

(قاری افضال احمد، مدرس وخطیب جامع مسجد مبارک اہل حدیث شرقپور، مورخہ 23 اپریل، 2013ء، ملاقات: ڈاکٹر محمد عثمان سلفی)

☆☆☆☆☆

اللہ والوں کی اللہ کے ساتھ یاری

(از: فضیلۃ الشیخ مولانا نذیر احمد سبحانی حفظہ اللہ، خطیب جامع مسجد زینت اہل حدیث لاہور)

مورخہ 13-05-06 کو گورنمنٹ چشتیہ ہائی سکول سیکرٹریٹ لاہور میں واقع جامع مسجد زینت اہل حدیث میں بعد نماز مغرب مولانا نذیر احمد سبحانی حفظہ اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔مولانا سبحانی صاحب کو کثیر تعداد میں اسلاف اہل حدیث کی زیارت، خدمت، صحبت اور معیت کا اعزاز حاصل ہے۔اور ماشاءاللہ ان کا حافظہ اتنا قوی ہے کہ وہ تمام بزرگوں کے نام پتے کے ساتھ ساتھ ان کی اولاد کے ناموں سے بھی واقف ہیں۔اردو بازار میں تقریباً 40 سال سبحانی اکیڈمی کے نام سے مکتبہ چلاتے رہے ہیں۔عالم باعمل ہیں اور ذکر سے اتنا شغف ہے کہ انہوں نے نماز کے بعد پہلے تسلی سے تمام اذکار کیے پھر گفتگو کا سلسلہ شروع فرمایا۔دوران گفتگو انہوں نے پرانی یادوں کو تازہ کرتے ہوئے جن جن کا تذکرہ فرمایا ان سب کے واقعات ان شاءاللہ تفصیل کے ساتھ درج ذیل ہیں۔

اللہ والوں کی اللہ کے ساتھ یاری: مجھے اللہ تعالیٰ نے حمد ونعت لکھنے اور پڑھنے کی توفیق بخشی ہوئی ہے ہم پہلے چونیاں میں رہا کرتے تھے بعد میں 1957ء میں لاہور آ گئے یہاں آ کر میں نے مدرسہ غزنویہ شیش محل روڈ میں داخلہ لے لیا جہاں مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ پڑھایا کرتے تھے۔آہ! سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ......مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ بہت بارعب شخصیت کے مالک تھے، ان کے چہرے سے ہیبت وجلال ٹپکتا تھا کوئی بندہ ان کے رعب کی تاب نہ لاتے ہوئے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات نہیں کر سکتا تھا۔بقول مولانا عبدالرشید صاحب مجاہد آبادی حفظہ اللہ کہ یہ جو رعب وجلال ہے یہ روپے پیسوں سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کیساتھ یاری لگانے سے حاصل ہوتا ہے جب تک انسان کے دل میں اللہ کے عشق کا چراغ نہ جلے اور اس کی محبت کی آگ نہ بھڑکے تب تک کام نہیں بنتا۔

ہر پریشانی کیلئے ''حرزِ اعظم'' کا لاجواب وظیفہ: ذکر کرنا تو غزنوی خاندان پر ختم ہو جاتا ہے بس......! سید محمد داؤد غزنوی صاحب رحمہ اللہ کے ہاتھ میں تسبیح ہوتی تھی وہ بہت زیادہ ذکر کیا کرتے تھے حتیٰ کہ روزانہ فجر کے بعد خود بھی بیٹھ جاتے ہیں اور ان کے دونوں بیٹے مولانا محمد

ابوبکر غزنوی اور مولانا محمد عمر غزنوی رحمہا اللہ بھی بیٹھ جاتے اور اشراق تک مسلسل ذکر کرتے رہتے اور اس دوران دوزانو ہو کر التحیات کی شکل میں مؤدب ہو کر بیٹھتے۔ پھر جب سورج نکل آتا تب نوافل پڑھ کے اپنے اپنے کام میں مصروف ہو جاتے۔ مولانا داؤد غزنوی صاحب رحمہ اللہ جب چینیاں والی مسجد میں جمعہ پڑھایا کرتے تو ان کے اوپر ایک بڑا سا بلب جل رہا ہوتا تھا جس کی روشنی میں واضح نظر آتا کہ خطبہ کے دوران مولانا خشیت الٰہی کے غلبے سے رو رہے ہوتے اور ان کے آنسو ابل ابل کر موتیوں کی شکل میں ان کی داڑھی کو تر کرتے رہتے۔ الحمد للہ مجھے یہ شرف حاصل ہے کہ میں مولانا رحمہ اللہ کی خدمت کرتا ان کو مٹھیاں بھرتا تھا۔ وہاں میں نے ایک بات دیکھی کہ جو بندہ بھی سید صاحب رحمہ اللہ کے پاس کوئی وظیفہ پوچھنے آتا تو سید صاحب اسے اپنا کتابچہ ''حرز اعظم'' دے دیتے ہر قسم کے مسائل کے حل کیلئے وہ بہت مجرب وظیفہ ہے۔

تینوں مسالک کے سربراہوں کا آپس میں پیار: ۔ سید محمد داؤد غزنوی صاحب رحمہ اللہ کو حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ اور حضرت مولانا ابوالحسنات رحمہ اللہ سے بہت پیار تھا اور وہ دونوں بھی سید صاحب رحمہ اللہ سے حد درجہ محبت و مودّت رکھتے تھے سید صاحب رحمہ اللہ انہیں ملنے کیلئے تشریف لے جاتے اور کبھی وہ خود ملنے کیلئے تشریف لے آتے۔

فقہی اختلاف میں راہ اعتدال: ۔ مزے کی بات یہ تھی کہ جب مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تشریف لاتے تو ان کے ساتھ ان کے چار پانچ خدام بھی ہوا کرتے تھے۔ حضرت لاہوری رحمہ اللہ انہیں پہلے سے ہی سمجھا کر لاتے کہ دیکھو ہم سید صاحب رحمہ اللہ کے پاس جا رہے ہیں وہ نماز میں آمین بلند آواز میں کہتے ہیں لہٰذا تم بھی آمین اونچی آواز میں ہی کہنا۔ پھر جب سید صاحب رحمہ اللہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ سے ملنے جاتے تو چونکہ سید صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ بھی خادم ہوا کرتے تھے لہٰذا سید صاحب رحمہ اللہ بھی اپنے خدام کو سمجھا کر لے جاتے کہ دیکھو ہم حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے پاس جا رہے ہیں وہ نماز میں آمین آہستہ آواز میں کہتے ہیں آپ بھی آہستہ آواز میں ہی آمین کہنا۔

خاندان غزنویہ کی بے مثال نماز: نماز کے اندر خشوع وخضوع اور کیفیت احسان میں بھی غزنوی خاندان اپنی مثال آپ تھا۔ سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے چچا مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ مسجد چینیاں والی میں امامت کروایا کرتے تھے اور نماز میں خود بھی روتے اور تمام مقتدیوں پر بھی ان کیفیات کا ورود ہوتا رہتا اور جو بندہ صرف ایک نماز ان کے پیچھے پڑھ لیتا وہ عمر بھر کیلئے انہی کا بے دام غلام بن کر رہ جاتا اور کم از کم آٹھ دن تک اس پر اس نماز کا اثر رہتا یہی کیفیت مولانا محمد یوسف صاحب راجووال کی ہے وہ بھی بہت بڑے ولی اللہ بزرگ ہیں ان کی صحبت میں بھی تھوڑی دیر بیٹھنے سے بندہ آٹھ دن تک اپنے اندر انوارات محسوس کرتا رہتا ہے۔ افسوس کہ مولانا محمد یوسف صاحب ان دنوں ضعیف العمری کے باعث چارپائی پر بے سدھ پڑے ہوئے ہیں جب میں پچھلے دنوں ان سے ملنے گیا تو انہوں نے لیٹے لیٹے مجھے اپنے سینے سے لگا لیا اور میں بہت دیر تک ان سے لپٹا رہا۔ ایک بڑا دلچسپ واقعہ ہے کہ کشمیری بازار میں ایک بریلوی حافظ اسماعیل صاحب رہتے تھے جو بھاٹی دربار میں نماز پڑھنے جایا کرتے۔ ایک دفعہ ان کے کسی اہل حدیث دوست نے کہا کہ آپ محلے کی مسجد چھوڑ کر اتنی دور جایا کرتے ہیں کبھی ہماری مسجد میں بھی نماز پڑھیں وہ کہنے لگے جی پہلے آپ میرے ساتھ داتا دربار پر چل کر نماز پڑھیں۔ وہ کہنے لگے ٹھیک ہے لہٰذا دونوں دوست دو، تین دن وہاں جا کر نماز پڑھتے رہے پھر اہل حدیث دوست نے کہا کہ آج آپ نے عشاء ہماری مسجد میں ادا کرنی ہے۔ لیکن وہ بریلوی دوست نہ آیا اگلے دن اس نے بتایا کہ میں آپ کی مسجد میں داخل ہونے ہی والا تھا کہ سامنے سے ہمارے امام مسجد قادری صاحب آ گئے لہٰذا میں جھجک کی وجہ سے نہ آ سکا۔ ان شاء اللہ آج ضرور آؤں گا لہٰذا جب وہ نماز پڑھنے گئے تو دونوں دوستوں نے مل کر نماز ادا کی نماز کی امامت چونکہ ولی کامل مولانا عبدالواحد غزنوی صاحب رحمہ اللہ نے کروائی تھی اس لیے جب نماز سے فارغ ہو کر اہل حدیث دوست نے کہا کہ آؤ چلیں تو حافظ اسماعیل صاحب نے پوچھا کہاں؟ میں مولانا صاحب رحمہ اللہ کو ملے بغیر نہیں جا سکتا اور اس دن کے بعد وہ پکا اسی مسجد کا نمازی بن گیا۔

حضرت لاہوری رحمہ اللہ ایک باکمال ولی اللہ: کشمیری بازار میں حافظ یوسف صاحب گکھڑوی کی کتابوں کی ایک دکان تھی جس کا نام اہل حدیث اکیڈمی تھا میں نے وہاں سات سال کام کیا حافظ صاحب گکھڑوی رحمہ اللہ دکانداری میں میرے استاد ہیں انہوں نے مجھے

کاروبار میں خیر و برکت کیلئے دو نصیحتیں فرمائیں جن پر میں تقریباً 47 سال عمل کرتا رہا۔(۱) جب بھی کچھ بیچو اس کا صرف ایک فکس ریٹ مانگو زیادہ بحث میں نہ پڑو تاکہ وقت ضائع نہ ہو۔(۲) جونہی اذان کی آواز آئے فوراً دکان بند کردو۔ وہیں کشمیری بازار میں ایک باکمال ولی اللہ مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمہ اللہ جلوہ افروز تھے مولانا لاہوری رحمہ اللہ کو جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا جاچکا ہے سید محمد داؤد غزنوی صاحب رحمہ اللہ سے بہت محبت تھی وہ ہر سال عید کی نماز منٹو پارک میں سید صاحب رحمہ اللہ کے پیچھے پڑھا کرتے تھے۔

حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی وسعت ظرفی (رواداری):۔ مولانا حکیم عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ کی اہلیہ کا انتقال ہوگیا کچھ دن بعد انہوں نے جلسے میں شرکت کیلئے قصور جانا تھا وہ سوہدرہ سے قصور جانے کیلئے جب لاہور پہنچے تو سوچا یہاں ایک بہت بڑی نیک ہستی حضرت لاہوری رحمہ اللہ رہتے ہیں کیوں نہ ان سے جا کر اہلیہ کی مغفرت کی دعا کروائیں۔ ان کے ساتھ ایک دوست بھی تھے دونوں حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کیلئے درخواست کی۔ حضرت لاہوری رحمہ اللہ بہت خوشی سے انہیں ملے اور انہیں دعائیں دیں پھر وہ قصور چلے گئے۔ رات کو جلسہ تھا اگلے دن واپسی پر سوچا کہ کل حضرت لاہوری رحمہ اللہ سے ملاقات کر کے دل کو بہت سکون ملا ہے کیوں نہ آج بھی ان کی زیارت کرتے جائیں لہٰذا دونوں دوست پھر حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ حضرت لاہوری رحمہ اللہ نے پرجوش استقبال فرمایا اور پوچھا کہ رات والا جلسہ کیسا رہا۔ خیر خیریت پوچھ کر انہیں بٹھا کر فرمایا میں ذرا تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔

یہ فرما کر اپنے گھر تشریف لے گئے اور جا کر اپنی صاحبزادی سے فرمایا بیٹی! ایک بہت نیک سیرت مولوی صاحب آئے ہوئے ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کا نکاح ان کے ساتھ کردوں۔ عصمتوں والی بیٹی نے فرمایا اباجان آپ کی جیسے منشاء ہوگی مجھے وہی منظور ہے۔ پھر حضرت لاہوری رحمہ اللہ باہر تشریف لائے اور مولانا عبدالمجید سوہدری رحمہا اللہ سے فرمایا میں اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کرنا چاہتا ہوں۔ مولانا عبدالمجید رحمہ اللہ حیران ہوکر سوچ میں پڑ گئے۔ ساتھ بیٹھے ہوئے دوست نے کہا کہ فوراً ہاں کردو۔ وقت کے ایک بہت بڑے ولی اللہ تمہیں اپنی لخت جگر دے رہے ہیں اور کیا چاہیے لہٰذا اسی وقت ان کا نکاح ہوگیا اور حضرت لاہوری رحمہ اللہ نے اپنے جگر گوشے کو رخصت فرمادیا۔

سخی نانا جان کے سخی نواسے:۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے مکہ مکرمہ میں مجھے مولانا عبدالمجید سوہدری رحمہ اللہ کے بیٹے جو کہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے نواسے ہیں وہ مجھے ملے اور فرمایا سبحانی صاحب! میں چاہتا ہوں کہ اہل حدیث علماء جو بوڑھے ہوچکے ہیں اور ضعیف العمری کے باعث بستر پر پڑے ہیں ان سب کی خدمت میں ماہانہ 2/2 ہزار روپے ہدیہ بھیجا کروں۔ آپ کو چونکہ تمام علماء کا پتہ ہے لہٰذا براہ مہربانی آپ ایسے علماء کی لسٹ تیار کر کے مجھے دیں تاکہ ان کی خدمت کی جاسکے۔ میں نے پوچھا کہ اندازاً کتنے علماء کا نام شامل کرلوں؟ تو کہنے لگے چاہے سو علماء کا نام شامل کرلیں یہ سن کر میں حیران رہ گیا کیونکہ دو لاکھ روپے ماہوار ہدیتاً دینا بہت بڑی بات ہے۔

لیکن میری کم مائیگی کہ میں صرف بیس علماء کا ہی پتہ لگا سکا اور جب انہیں لسٹ تیار کر کے دی تو انہوں نے اپنا اگلا کام یعنی ہدیہ دینا شروع کردیا۔

حدیث رسول اللہ ﷺ کے ادب کا آنکھوں دیکھا حال: یہ اس دور کا واقعہ ہے جب میں مدرسہ غزنویہ شیش محل روڈ میں ابھی ابتدائی جماعت میں پڑھتا تھا۔ سید محمد داؤد غزنوی صاحب رحمہ اللہ بڑی جماعت کو ''موطا امام مالک'' پڑھایا کرتے تھے۔ ایک دن سید صاحب رحمہ اللہ بیٹھے پڑھا رہے تھے کہ ضلع کا ڈی سی مدرسے میں داخل ہوا اور سید صاحب رحمہ اللہ سے ملاقات کیلئے سیدھا اندر آگیا۔ سید صاحب رحمہ اللہ نے اپنے مخصوص جلالی انداز میں فرمایا وہیں بیٹھ جائیں۔ یہ بات یقیناً ڈی سی کو اپنی شان کے خلاف محسوس ہوئی ہوگی لیکن پھر بھی وہ ضبط کر کے سائیڈ پر بیٹھ گیا جب سید صاحب رحمہ اللہ سبق پڑھا چکے تو خود آگے بڑھے اور ان کے شایان شان ان کا استقبال فرمایا۔ اور فرمایا کیا آپکو پتہ ہے کہ میں کونسی کتاب پڑھا رہا تھا؟ تو ڈی سی کہنے لگا نہیں فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی کتاب ''موطا امام مالک'' پڑھا رہا تھا۔

یہ امام مالک رحمہ اللہ وہ عظیم ہستی ہیں جو مسجد نبوی شریف میں بیٹھ کر حدیث کا درس دیا کرتے ایک دن دوران درس تمام طلباء نے دیکھا کہ امام صاحب رحمہ اللہ کے چہرے کا رنگ بار بار بدل رہا ہے لیکن امام صاحب رحمہ اللہ مسلسل درس دیتے رہے جب درس دے چکے تو ایک

طالب علم کو بلا کر فرمایا کہ دیکھو میری کمر پر کیا ہے جب دیکھا گیا تو وہاں ایک بچھو تھا جس نے کمر پر کئی مرتبہ ڈنگ مارا ہوا تھا لیکن یہ حدیث کا ادب تھا کہ امام صاحب رحمہ اللہ نے درس منقطع کرنا گوارا نہیں کیا۔ میں بھی انہی کی کتاب کا درس دے رہا تھا۔ یہ واقعہ سن کر ڈی سی کا سارا انقباض جاتا رہا اور وہ اس بات پر پھولے نہیں سمارہا تھا کہ سید صاحب رحمہ اللہ جیسے بارعب بزرگ اس کا استقبال کر رہے ہیں۔

جھوک دادو کے باکمال ولی کی زیارت: میرے دوران تعلیم میاں محمد باقر صاحب رحمہ اللہ بھی مدرسہ غزنویہ میں تشریف لایا کرتے تھے۔ میاں صاحب رحمہ اللہ حافظ عبدالمنان وزیرآبادی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے اور درویش صفت ولی اللہ تھے اگر کوئی ان سے کوئی وظیفہ مانگتا تو اسے استغفار پڑھنے کا حکم دیتے۔ قرآن بہت خوبصورت آواز میں پڑھا کرتے اور قرآن کا ترجمہ بھی ایسے دلنشیں انداز میں کرتے کہ یوں معلوم ہورہا ہوتا جیسے قرآن آج ہی نازل ہورہا ہے۔ موجودہ دور میں ان کے اہل شاگرد رشید مولانا عبدالرشید صاحب مجاہد آبادی حفظہ اللہ کا انداز بیان اپنے استاد حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ جیسا ہے۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کا لوگ اتنا ادب واحترام کرتے تھے کہ جب انکے بیٹے حافظ محمد ذکریا صاحب رحمہ اللہ نے ''مشکوۃ شریف'' کی شرح ''مرأۃ المفاتیح'' لکھی تب اس کو چھاپنے کیلئے وہ مولانا عطاءاللہ حنیف صاحب رحمہ اللہ کے پاس آئے یہ بہت بڑی کتاب ہے۔ مولانا عطاءاللہ حنیف صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میاں صاحب اس کے کاغذ کا خرچہ بھی کہیں سے بندوبست کر کے دیں۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کے کندھے پر رومال رکھا ہوتا تھا وہ اپنے گاؤں جھوک دادو میں گئے اور ایک طرف سے شروع ہو گئے اور ہر گھر کا دروازہ کھٹکھٹا کر وہاں کی عورت کو بہن جی یا باجی کہہ کر پکارتے اور فرماتے دین کی خدمت کے لئے آج مردوں سے کچھ نہیں لینا عورتوں سے ان کا زیور لینا ہے۔ ان کے اندر اتنا اخلاص تھا کہ عورتیں اپنی بالیاں اور اپنے لاکٹ یا چوڑیاں اتار اتار کر ان کو دیتی جاتیں۔ جو عورت پوری بالی یا پوری چین نہ دے سکتی وہ آدھی کاٹ کر دے دیتی اور یوں میاں صاحب رحمہ اللہ کا رومال سونے سے بھر گیا۔ میاں صاحب رحمہ اللہ نے وہ سارا سونا آ کر مولانا عطاءاللہ حنیف رحمہ اللہ کے سامنے رکھ دیا تو انہوں نے فرمایا میاں صاحب! اس کو خود جا کر بیچیں اور رقم لیکر آئیں اس زمانے میں آٹھ ہزار روپے کلو کے حساب سے سونا فروخت ہوا میاں صاحب رحمہ اللہ کے پاس نہ جانے کتنے کلو سونا تھا پھر وہ کتاب چھپ گئی میں اپنے مکتبہ سبحانی اکیڈمی پر بھی وہ کتاب بیچتا رہا ہوں۔

مولانا محمد یحییٰ صاحب شرقپوری رحمہ اللہ: مولانا محمد یحییٰ صاحب شرقپوری رحمہ اللہ نے امرتسر کے مدرسہ غزنویہ سے علم حاصل کرنا شروع کیا تھا اور لاہور کے مدرسہ غزنویہ میں تکمیل کی۔ میں انہیں جوانی کے زمانے سے ہی دیکھتا آیا ہوں وہ بہت خوبصورت جوان تھے۔ ان کی سیاہ داڑھی اور سر پر پگڑی ہوا کرتی تھی۔ سبحانی اکیڈمی اردو بازار میں بھی وہ مسلسل میرے پاس آیا کرتے تھے اور مجھ پر بہت شفقت فرماتے۔ شیخ الحدیث حافظ مسعود عالم صاحب ابھی بالکل چھوٹے تھے اور اپنے والد مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمہ اللہ کی انگلی پکڑ کر میری دکان پر آیا کرتے تھے ان کے خاندان کے ساتھ ابھی تک میرے بہت اچھے مراسم ہیں میں جب کبھی تبلیغ دین کے سلسلے میں برطانیہ جاتا ہوں تو وہاں میرا قیام ان کے بیٹوں حافظ حمود الرحمٰن، حافظ نعیم الرحمٰن اور مانچسٹر میں حافظ ذکریا صاحب کے پاس ہوا کرتا ہے۔ 83ء میں جب میں حج پر گیا تو وہاں حرم شریف میں مجھے بہت صالح بزرگ نظر آئے میں ان کے قریب بیٹھ گیا اور ان کی خدمت میں سلام عرض کر کے پوچھا آپ کون ہیں؟ فرمانے لگے پاکستان میں مولانا محمد یحییٰ شرقپوری کا نام سنا ہے میں ان کا سسر حاجی محمد رفیق ہوں۔ (حاجی محمد رفیق صاحب ریاست فرید کوٹ کے تھے معروف مصنف تاریخ نویس مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ بھی وہیں کے ہیں)۔

اسباب موت میں غیبی رہنمائی اور خلاصی: ''والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا'' حافظ عبدالمنان صاحب وزیرآبادی رحمہ اللہ کا ایک ایمان افروز واقعہ میں نے ان کی سوانح میں پڑھا تھا کہ حافظ صاحب رحمہ اللہ نابینا تھے۔ بچپن میں جب انہیں علم کی پیاس محسوس ہوئی تو انہیں پتہ چلا کہ دریائے چناب کے کنارے ایک گاؤں ہے وہاں کے مدرسے میں دین کا علم سکھایا جاتا ہے۔ لہٰذا حافظ صاحب رحمہ اللہ کھونڈی پکڑے زمین کو ٹٹولتے ٹٹولتے چل پڑے۔ چونکہ نابینا تھے اس لیے کسی نے بھی ان پر کوئی خاص توجہ نہ دی۔ دریائے چناب کے

کنارے کنارے چلتے رہے۔ظہر کے وقت نکلے تھے اور جب عصر کا وقت ہوا تو دریا کے پانی سے وضو کرنے کیلئے کنارے پر بیٹھ گئے ابھی وضو شروع کیا ہی تھا کہ کنارے کی مٹی دریا میں ٹوٹ کر گر پڑی اور حافظ صاحب رحمہ اللہ ہاتھ پاؤں مارنے لگے لیکن بے سود۔

پانی کے بہاؤ کی طرف بہنے لگے اللہ پاک نے انہیں ڈوبنے سے محفوظ رکھا اور پانی کو ہی ان کی سواری بنا دیا۔مغرب کا وقت ہوا پھر عشاء کا وقت گزرا اور پھر تہجد کا وقت آ گیا۔وہ مرد درویش ساری رات پانی میں رہا ایک جگہ جا کر کنارے کو ہاتھ لگا تو فوراً باہر نکل آئے باہر نکل کر جب زمین کو ٹٹولا تو مصلے پر ہاتھ لگا جب سارا جائزہ لیا تو وہ چھوٹی سی مسجد بنی ہوئی تھی۔حافظ صاحب رحمہ اللہ نے عصر،مغرب اور عشاء کی قضاء نمازیں ادا کیں اتنے میں فجر کی اذان کی آواز قریبی گاؤں سے آئی تو فجر پڑھ کر وہیں بیٹھے ذکر کرنے لگے اچانک کسی آدمی کے کھانسنے کی آواز آئی تو اسے بلا کر پوچھا کہ فلاں گاؤں کہاں ہے۔اس نے کہا حافظ جی! آپ اسی گاؤں کے سامنے بیٹھے ہیں۔لہٰذا حافظ صاحب رحمہ اللہ تھوڑا سا آگے چل کر گاؤں کے مدرسے میں پہنچ گئے اللہ پاک نے اپنے غیبی حفاظتی نظام کے ذریعے انہیں میلوں لمبا سفر بھی طے کروا دیا اور انہیں کچھ نقصان بھی نہیں پہنچا۔ابھی کچھ عرصہ پہلے مولانا محمد یحیٰی صاحب شرقپوری رحمہ اللہ کے سالے حافظ عبدالرحمٰن عتیق صاحب حافظ عبدالمنان وزیرآبادی رحمہ اللہ کی مسجد میں ہی خطابت کی خدمت انجام دیتے ہوئے فوت ہوئے ہیں۔

مرد قلندر عارف باللہ صوفی باصفا کی کرامت: حضرت صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ بھی مدرسہ غزنویہ میں تشریف لایا کرتے تھے۔ وہ تو اللہ پاک کے اتنے لاڈلے ولی تھے کہ اپنی دعائیں ضد کر کے اور جھگڑ کر منوالیا کرتے تھے۔ایک دفعہ جبکہ ان کا مدرسہ ابھی اوڈاں والا گاؤں میں تھا طالب علم دور سے سفر کر کے پیدل ہی مدرسے میں جایا کرتے تھے۔صوفی صاحب رحمہ اللہ دعا منگوایا کرتے کہ یا اللہ یہ جو تیرے دین کے طالب ہیں انہیں پیدل سفر کر کے مدرسے میں آنا پڑتا ہے تو ٹرین کو مدرسے کے قریب سے ہی گزار دے۔جب صوفی صاحب رحمہ اللہ یہ دعا منگوایا کرتے تو لوگ مذاق اڑایا کرتے تھے کہ بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ٹرین مدرسے کے قریب سے گزرے۔لیکن اللہ پاک اپنے خاص بندوں کی باتیں ضرور قبول فرمایا کرتا ہے اب موجودہ مدرسہ جو ماموں کانجن میں ہے دیکھا جائے تو مدرسے کے بالکل قریب سے ٹرین گزر رہی ہے یہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کی کرامت تھی۔

عارف باللہ کا انداز مجذوبانہ:۔ اللہ پاک صوفی صاحب رحمہ اللہ کے مدرسے کا انتظام غیب کے خزانوں میں سے کرتا تھا جب بھی صوفی صاحب رحمہ اللہ کو کسی چیز کی ضرورت ہوتی وہ مصلٰی لیکر قریبی جنگل میں چلے جاتے اور جا کر دعا مانگتے کہ یا اللہ! تو نے مجھے جس کام پر مامور کیا ہے اب اس کا انتظام بھی خود ہی فرما۔مجھے دے نا! دیتا کیوں نہیں۔سبحان اللہ ایسے یقین سے جب بندہ اللہ پاک سے مانگتا ہے تو اللہ پاک بھی فرشتوں کے سامنے اپنے اس بندے پر فخر کرتے ہیں اور صوفی صاحب رحمہ اللہ یہ فرمایا کرتے تھے یا اللہ میں اور کس سے مانگوں میں نے بس تجھی سے لینا ہے اور کسی کے در پر نہیں جانا۔یقیناً اللہ پاک کو اس بات پہ بہت خوشی ہوتی ہے کہ میرا بندہ صرف میرے در پر پڑا ہوا ہے اب میں ہی اس کی ضرورتیں پوری کروں گا۔

تالے کا خود بخود کھل جانا (کرامت):۔ ایک بار نہ جانے کہاں سے گندم سے بھرا ہوا ٹرک صوفی صاحب رحمہ اللہ کے مدرسے کے باہر آ کر رکا جس میں سو من سے بھی زیادہ گندم تھی۔چوکیدار نے جب گیٹ کا تالا کھولنے کیلئے چابی ڈھونڈی تو چابی نہ ملی وہ بہت پریشان ہوا اس نے ہر جگہ ڈھونڈ لیا لیکن بے سود۔آخر کار صوفی صاحب رحمہ اللہ کو عرض کیا کہ چابی نہیں مل رہی اور ٹرک باہر کھڑا ہے صوفی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کوئی بات نہیں تم جا کر تالے کے نیچے جھولی پھیلا کر کھڑے ہو جاؤ اور پڑھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، چوکیدار نے ایسا ہی کیا اور جونہی بسم اللہ پڑھی تالا خود بخود ٹوٹ کر اس کی جھولی میں آ گرا اور یوں ٹرک اندر آ گیا یہ بھی صوفی صاحب رحمہ اللہ کی لاجواب کرامت تھی۔

بڑوں میں باہمی آشتی و محبت:۔ ہمارے بڑے جتنے بھی علماء تھے وہ آپس میں نفرتوں کی بجائے محبت کا درس دیتے تھے اور خود بھی اسی رواداری پر عمل پیرا تھے۔سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ بھی اہل حدیث حضرات کے ہاں جا کر خطاب کر لیا کرتے تھے اور اہل حدیث دیوبندیوں

اوراور بریلویوں کے ہاں چلے جایا کرتے تھے۔مولانا عنایت اللہ شاہ گجراتی رحمہ اللہ (دیوبندی عالم دین) کو بھی اہل حدیث اپنے اسٹیج پر بلایا کرتے تھے۔مولانا غلام اللہ خاں رحمہ اللہ جو کہ دیوبند کے مشہور مناظر تھے وہ بھی اہل حدیثوں کے جلسے میں جا کر تقریر کیا کرتے تھے لیکن اب تو ہر طرف نفرتوں کا درس دیا جا رہا ہے ایک دوسرے کے ہاں خطاب کرنا تو درکنار ایک دوسرے کی مسجد میں نماز پڑھنے کو ہی ناجائز قرار دیا جا رہا ہے۔

اسلاف میں کسی کو بھی ننگے سر نہیں پایا: اب تو اللہ معاف فرمائے ننگے سر رہنا فیشن بن گیا ہے: الحمد للہ مجھے بہت سارے علماء کو دیکھنے ان کی صحبت میں رہنے اور خدمت کرنے کا موقع ملا ہے جن میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہیں۔

مولانا عبدالرشید صاحب مجاہد آبادی (میں کچھ عرصہ ان سے بھی پڑھتا رہا ہوں) سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ، سید محمد عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ، سید محمد ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ، سید محمد سلیمان غزنوی رحمہ اللہ، سید محمد عثمان غزنوی رحمہ اللہ، سید محمد عمر غزنوی رحمہ اللہ، مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ، حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ، مولانا ابوالحسنات رحمہ اللہ، مولانا عنایت اللہ شاہ گجراتی رحمہ اللہ، مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمہ اللہ، مولانا محمد یوسف صاحب راجووال رحمہ اللہ، حضرت میاں محمد باقر رحمہ اللہ، حضرت صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ، حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ، حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ، حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ، علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ (ان کے جلسوں میں مسلسل 20 سال مختلف جگہوں پر جاتا رہا ہوں) مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ، مولانا محمد یحیٰ شرقپوری رحمہ اللہ، سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ، مولانا شرف الدین دہلوی رحمہ اللہ (جو کہ حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے) حافظ عبدالرحمٰن عتیق رحمہ اللہ، مولانا سید بارک اللہ شاہ گیلانی رحمہ اللہ، حافظ محمد یوسف صاحب گکھڑوی رحمہ اللہ، حکیم عبدالمجید سوہدروی صاحب رحمہ اللہ اور مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب رحمہ اللہ ان تمام علمائے کرام پر اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں برسیں۔میں نے کسی ایک کو بھی ساری عمر ننگے سر نہیں دیکھا۔

جب ہم سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے مدرسے میں پڑھا کرتے تھے تو تمام طلباء کو سختی سے حکم تھا کہ سر ڈھانپ کر رکھیں۔اب تو مدرسوں میں کسی طالب علم کا سر ننگا ہوتا ہے تو کسی کی داڑھی نہیں ہوتی اور کوئی عجیب وغریب قسم کے بال رکھے ہوئے نظر آتا ہے اب تو ذکر کیلئے ہاتھ میں تسبیح پکڑنے پر بھی فتوی لگایا جاتا ہے اور نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے پر بھی اختلاف ہو گیا ہے۔اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کے حال پر کرم فرمائے اور ہمیں اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

" اللهم اجعلنا مسلمين لك ومن ذريتنا امة مسلمةً لك اللهم وفقنا لما تحب وترضى واغفرلنا وارحمنا برحمتك يا ارحم الراحمين"۔(آمین)

خوبصورت انداز میں اختلافی مسائل کا ازالہ: ایک بہت دلچسپ اور سبق آموز واقعہ ہے کہ مولانا عبدالواحد غزنوی صاحب رحمہ اللہ کو گلی میں بچے دیکھ کر زور سے نعرہ لگاتے یا رسول اللہ ﷺ تو مولانا رحمہ اللہ فوراً فرماتے صلی اللہ علیہ وسلم جب دو تین مرتبہ ایسا ہوا تو ایک دن نعرہ لگانے پر مولانا رحمہ اللہ نے بچوں کو فرمایا یہ جو آپ نعرہ لگاتے ہیں اس کا مطلب تو بتائیں۔اے اللہ کے رسول ﷺ اس سے کیا مراد ہے، ہم جب کہتے ہیں اے اللہ تو پھر آگے دعا بھی مانگتے ہیں آپ اللہ کے رسول ﷺ کو پکار کر خاموش ہو جاتے ہیں آگے بھی تو کچھ کہیں اور ہاں میں درود شریف پڑھ کر دس نیکیاں کما لیتا ہوں دس گناہ مٹ جاتے ہیں اور دس درجات بلند ہو جاتے ہیں آپ ان سب انعامات سے بھی محروم رہے ہیں بس اس دن کے بعد بچوں کو بات سمجھ آ گئی اور انہوں نے کبھی نعرہ نہیں لگایا۔

اسی طرح قاری اظہار احمد تھانوی صاحب رحمہ اللہ چوبرجی کوارٹرز میں صبح کی سیر کیا کرتے تھے وہاں بھی بریلوی طالب علم جب انہیں دیکھتے تو زور سے کہتے یا رسول اللہ ﷺ ایک دن قاری صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا بھئی میرا نام اظہار احمد ہے میں رسول اللہ نہیں ہوں آپ مجھے دیکھ کر یا رسول اللہ ﷺ پکارتے ہیں حالانکہ میں تو اظہار احمد ہوں۔اس طرح بڑے خوبصورت اور سادے انداز میں ہمارے اسلاف اختلافی مسائل کا ازالہ کر دیا کرتے تھے۔(مولانا نذیر احمد سبحانی حفظہ اللہ خطیب جامع مسجد زینت اہل حدیث لاہور، ملاقات: ڈاکٹر محمد عثمان سلفی)

''اہل حدیث کا ذوق تصوف'' قرآن وسنت کی روشنی میں!!!

(از: حمید اللہ خان عزیز، ایڈیٹر: ماہنامہ مجلّہ ''تفہیم الاسلام''، احمد پور شرقیہ)

اہل حدیث کی تاریخ: ہم تصوف کے حوالے سے اہل حدیث کا نقطہ نظر بیان کرنا چاہتے ہیں۔قبل ازیں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اہل حدیث کی تاریخ پر ایک طائرانہ نظر ڈال لی جائے۔اہل حدیث کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ خود اسلام کی ہے۔اصحاب صفہ (مدرسہ نبویہ ﷺ کے درویش طالب علم) سے لے کر تاریخ کے ہر دور میں قرآن وحدیث کے خدام موجود رہے ہیں۔اور اس پاک باز گروہ نے اسلام کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا کیونکہ پیغمبر اسلام محمد ﷺ کا فرمان ذیشان ہے ''يحمل هذا العلم من كل خلف عدوله (السلسلة الصحيحة: 545/1)(یعنی قابل اعتماد اور ثقہ لوگ اس علم کو پڑھتے اور پڑھاتے اور آگے پہنچاتے ہیں۔)''لاتزال طائفة من امتي على الحق ظاهرين لايضرهم من يخذلهم حتي ياتي امر الله''۔(ترمذی حدیث نمبر 2155)(میری امت میں سے ایک گروہ قیامت تک حق پر قائم رہے گا ان کو پریشان کرنے والے ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علی ابن مدینی رحمہ اللہ نے فرمایا: هم أهل الحديث ''یہ گروہ اہل حدیث کا ہے'' حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔اہل حدیث میں طائفہ منصورہ ہے اگر حدیث پر عمل کرنے والے طائفہ منصورہ نہیں تو اور کون ہوں گے؟ اور پھر امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے طائفہ منصورہ کی تشریح میں فرمایا:'' ان لم يكن هم اصحاب الحديث فماادري من هم''......!اگر یہ لوگ اہل حدیث نہیں تو پھر مجھے نہیں معلوم، اہل حدیث کون ہیں؟

اہل حدیث اور محدثین عظام سے ہمیشہ وہ مہتم بالشان گروہ لیا گیا ہے جس نے عملاً ونقلاً حدیث مصطفیٰ ﷺ کی حجیت کو اقوال الرجال پر ثابت کیا۔چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''و نحن لا نعني بأهل الحديث المقتصرين على سماعه أو كتابة او روايته، بل نعني بهم كل من كان احق بحفظه ومعرفة فهمه ظاهراً وباطناً، واتباعه باطناً و ظاهراً''۔ (مجموع فتاوی: 95/4)''ہم اہل حدیث سے مراد صرف وہ لوگ ہی نہیں لیتے جو احادیث کا سماع کرتے، اسے لکھتے اور روایت کرتے ہیں بلکہ ہمارے نزدیک وہ تمام لوگ اہل حدیث ہیں جو احادیث کو یاد کرتے، ان کے معانی ومطالب سیکھتے اور ان پر عمل کرتے ہیں۔

اہل حدیث شیوخ الحدیث کا امت مسلمہ پر احسان عظیم ہے کہ وسائل کی کمی سہولیات کی عدم دستیابی کے باوجود انہوں نے صحیح دین امت کے ہر پیر وجواں تک پہنچانے کیلئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔اللہ تعالیٰ نے جماعت اہل حدیث کو دیگر جماعتوں کے مقابلے میں یہ عظمت عطاء فرمائی ہے کہ ان کا منہج قرآن وسنت پر مبنی ہے۔

ہم اہل حدیث اور تصور تصوف

تصوف ظاہر وباطن کے تزکیۂ کا نام:۔تاریخ اہل حدیث کے مختصر بیان کے بعد تصوف اور بالخصوص اس کے متعلق اہل حدیث کا نقطہ نظر بیان کرتے ہیں اہل علم کی جماعت نے تصوف کے اصطلاحی معنوں سے مراد لیا ہے:''اپنے ظاہر وباطن کا تزکیۂ اور تصفیہ کرنا'' یعنی اپنے نفس کو نفسانی کدورتوں اور رذائل اخلاق سے پاک وصاف کرنا اور فضائل اخلاق سے مزین کرنا ان معنوں میں تصوف ہماری اسلامی زندگی کیلئے نہایت ہی اہم ہے اور ایسے حضرات کو صوفیاء کے نام سے پکارا گیا ہے۔جنہوں نے اپنے عمل وکردار اور دعوت کے ذریعے لوگوں کو اتباع سنت کا عملی پیکر بننے کی تبلیغ کی۔یہ نہایت ہی مستحسن امر ہے کہ گمراہ وبے دین اور بے راہ روی کا شکار مسلمانوں کو ظاہر سے زیادہ اندر کے تزکیۂ اور تصفیۂ کی طرف توجہ دینی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد ﷺ اور کتاب لاریب قرآن مقدس کے ذریعے جس قدر احکام نازل فرمائے۔ان کو دل وجان سے تسلیم کرنا اور پھر پوری زندگی اس پر مداومت عمل اختیار کرنا مسلمانوں پر فرض ہے۔شریعت اسلامیہ کا یہ تقاضا ہے کہ جن چیزوں سے اسے روکا

گیا ہے لازم ہے کہ ان کے قریب بھی نہ پھٹکے، کیوں کہ اس کے بغیر انسانی دل و دماغ اور روح پاکیزہ نہ ہوگی نہ اس کے خیالات وخواہشات میں پاکیزگی کا عنصر پیدا ہوگا اور نہ ہی اس کے اخلاق واطوار اور عادات میں نیکی اور کمال پیدا ہوگا اور نہ ہی اس کا ضمیر مطمئن ہوگا۔اس طرح انفرادی اور اجتماعی زندگی میں امن وسکون کی لہریں منہ موڑ جائیں گی اور اصلاح احوال کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اس لیے اسلامی عقائد وافکار پر پختہ یقین بندہ مومن کی انفرادی زندگی کا لازمہ حیات ہے۔کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اقراری سامان کیلئے انتہائی ضروری ہے کہ وہ اپنے معبود حقیقی کی پہنچان کرے بلاشرکت غیرے اسے واحد لاشریک سمجھے اور کفر وشرک کی تمام چھوٹی بڑی گندگیوں سے اپنے دل ودماغ کو صاف ستھرا رکھے۔اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:''یاایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون۔الذی جعل لکم الارض فراشاوالسماء بناء وانزل من السماء مآءً فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم فلاتجعلوا للہ اندادا وانتم تعلمون "۔ (البقرہ۔۲۱،۲۲)''اے لوگو!اپنے اس پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا اوران لوگوں کو بھی جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ، وہ پروردگار ایسا ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی برسا کر تمہارے کھانے کیلئے طرح طرح کے میوے پیدا کیے۔پس کسی کو اللہ کا ہمسر اور شریک نہ بناؤ۔حالانکہ تم جانتے ہو۔ (کہ اس جیسا کوئی نہیں ہے)

تصوف توحید ربانی اور سنت پر التزام کا نام:۔ اسلامی تصوف میں توحید کا تصور اس قدر بنیادی ہے کہ اگر یوں کہا جائے تو بے جانہ ہوگا کہ تصوف درحقیقت توحید ربانی اور اطاعت محمد مصطفیٰ ﷺ پر پختہ یقین کا نام ہے۔(تفصیل آگے آرہی ہے)

یہاں اس بات کا ذکر کرنا ازحد ضروری ہے کہ ہمارے کلمہ گو حضرات نے اسلام کے چند اہم عقائد میں افراط وتفریط سے کام لیا ہے وہاں تصوف کے حوالے سے بھی غلو کر گئے۔اس غلوعقیدت کی وجہ سے وہ اسلامی تصوف کے فلسفہ سے ہٹ کر غیر اسلامی تصوف کا شکار ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی اہل حدیث مکتب فکر کو مطعون ٹھہرانا شروع کر دیا کہ یہ حضرات تصوف کو نہیں مانتے۔یا ان میں اولیاء نہیں ہوگزرے یا یہ کہ وہ کرامات کے منکر ہیں۔بات دراصل سوچنے اور سمجھنے کی ہے۔اہل حدیث کا دیگر مکاتب فکر کے عالی قدر علماء سے تصور تصوف پر صرف اتنا اختلاف ہے کہ ہم سمجھتے ہیں تصوف کے دائرہ کار کا تعین قرآن وحدیث کی روشنی میں ہونا چاہیے۔اہل حدیث صوفیاء نے سب سے اہم ترین کام اسے سمجھا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے پیارے رسول کریم ﷺ کی سنت کی حجیت کو تمام مذاہب وادیان اور فرقوں پر غالب کیا جائے۔۔۔!

توحید وسنت سے بھرپور زندگی گزارنے کیلئے شرک وبدعت اور رسومات جاہلیہ کا رد ازحد ضروری ہے۔لیکن اسلام کے بنیادی عقائد کے اولیاء کے ساتھ تزکیۂ نفس اور خدمت خلق اللہ بھی لازمی امر ہے۔

اہل حدیث کے عظیم شیوخ، نیک بزرگوں اور صالحین نے لوگوں کے عقائد کی تطہیر فکر ونظر کیلئے انہیں مسنون اذکار واوراد کو روزمرہ زندگی کا معمول بنانے کی تلقین کی۔کیوں کہ اذکار مسنونہ انسانی فکر کو باطنی غلاظتوں سے پاکیزہ کر دیتے ہیں یعنی جس کے قلب ونظر میں دنیا کے معاملے میں حرص، جاہ وحشمت ہی مطلوب ومقصود ہو......انسانی قلب اسلامی تعلیمات، روایات اور احکامات کو تسلیم کرنے کا مسکن نہیں بن سکتا جب تک اس حریم بیت سے انسانی فکر وخیال کے تراشیدہ بتوں کو نکال کر پاک نہ کیا جائے۔

بیان میں نکتہ توحید آتو سکتا ہے ترے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہیے

غلط فہمی کی اصلاح......!:۔ اسلامی تصوف جو خالصتاً توحید وسنت کی دعوت کے عین مطابق ہے لیکن آج تصوف کے نام پر عقیدہ توحید کی دھجیاں بکھیری جارہی ہیں (تفصیل کا یہ موقع نہیں) خاص طور سے اہل اسلام میں اسلام کے بنیادی عقائد اور اس کے اثرات پر کامل یقین نہ ہونے کی بناء پر اسلام کے نام پر وثنیت اور کھلے عام بت پرستی کا پرچار کیا جارہا ہے۔صوم وصلوٰۃ، حج وزیارت، نذرونیاز، صدقہ و خیرات، دعا وپکار، نداء واستعانت، ان تمام امور عبادت میں اللہ وحدہٗ لاشریک کی ذات سے روگردانی اختیار کر کے کھلے بندوں اللہ کی زندہ اور

مردہ مخلوق کو عقیدت ومحبت اور بندگی کا مرکز گردانا جارہا ہے۔

اسی طرح غیر شرعی تصوف کے ذریعے شریعت اسلامیہ کی پاکیزہ دعوت کے مقابلے میں ایک نئے شرکیہ اسلام کو متعارف کرایا گیا ہے۔آہ......!!!!افسوس! آج ملت اسلامیہ کے روح رواں زمانہ قدیم کی جاہلانہ شرکیہ بدعی رسموں کو کتاب وسنت کی روشن تعلیمات کے خلاف ہی نہیں سمجھتے بلکہ اسے عین اسلام کا درجہ دے دیا گیا ہے۔اناللہ واناالیہ راجعون

متصوفین اہل حدیث کا ذکر خیر: اس حقیقت میں شمہ برابر بھی شک وشبہ نہیں کہ ہر دور میں اس جماعت سے وابستہ نامور اولیاء اللہ، عظیم صلحاء، نابغہ روزگار اصفیاء، زمانہ روزگار اتقیاء ہوگزرے۔ جو عرفان وایقان، معرفت وتصوف، اخلاق ومحبت، تربیت وکردار اور انسان دوستی کے مظہر اور تبلیغ حق وصداقت کے سرچشمہ تھے۔

پرانے زمانے کے علمائے اہل حدیث کی دعوت وتبلیغ اور تصوف وسلوک کے میدان میں خدمات کا مطالعہ کیا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے ہم عصر علمائے کرام اور زعمائے ملت میں کوئی ایک بھی ان کا براہ راست مخالف ومعاندنہ تھا اگر چہ چند نفوس اپنی طبعی خاصیت اور دیگر عوامل کی بنا پر ان سے تھوڑا بہت اختلاف کرتے تھے لیکن ان کے علوم وتقویٰ اور اخلاص وعمل سے کسی کو انکار نہ تھا۔

علمائے اہل حدیث کے کامل مرشدین کرام:۔ اولیائے اہل حدیث کی تاریخ پر ایک نظر ڈالیں تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تک پھر انکے بعد آنے والے یا ہم عصر محدثین کرام اور اہل اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے لے کر برصغیر ہند میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت شاہ اسحاق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت سید مولانا عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مولانا سید عبدالرحیم شاہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مولانا غلام رسول قلعوی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت حافظ محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت محی الدین عبدالرحمان لکھوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت معین الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید محمد شریف گھڑیالوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مفتی عبدالقہار دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبدالواحد الہاشمی الفاروقی رحمۃ اللہ علیہ بہاول پوری، حضرت مولانا عبدالحق الہاشمی رحمۃ اللہ علیہ بہاول پوری، حضرت مولانا عبدالرزاق الفاروقی احمد پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت میاں محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت صوفی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ آف چک لوہاراں احمد پور۔ حضرت سید مولا بخش کوموی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبدالمتین جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سلطان محمود محدث جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبدالرزاق سلفی عنایت پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد یحییٰ میر محمدی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد علی جانباز رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ...... کے اسماء گرامی رخشندہ وتابندہ ہیں۔

تزکیۂ باطن کی عملی کوشش:۔ اسلامی تصوف کی قائل وفاعل ان معزز ومکرم ہستیوں کے ارفع واعلیٰ نظام اصلاح سارس نے جہاں عوام الناس کی اخلاقی قدروں کو بلند وبالا کیا وہاں ایمان وایقان کی پرنور شعاعوں کو ان کے قلوب واذہان میں سرایت کر کے توحید شناسی کی فضاء قائم کی۔ انہوں نے مخلوق اللہ کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت گزاری کا درس دیا اور مخلوق کو اس اصول کے تحت ملانے کی سعی بلیغ کی۔ ''تو برائے وصل کردن آمدی'' اس امر میں کلام نہیں کہ انبیائے کرام کے بعد اولیاء اللہ پروردگار عالم کے خاص مقرب اور برگزیدہ بندے ہیں۔

اہل اللہ کی تعلیمات مینارہ نور:۔ ان کے پاکیزہ ومصفٰی قلوب میں اطاعت الٰہی بھی تھا اور محبت مولیٰ بھی ان میں دینی استقامت درجہ کمال کو پہنچی ہوئی تھی احکام باری تعالیٰ انہیں دل وجان سے عزیز تھے۔ ان معزز ومحترم ہستیوں نے ہر دور اور ہر زمانے میں عرفان وایقان کی قندیلیں روشن کیں اور مخلوق اللہ کو صحیح اور سچے راستے پر گامزن کرنے کی مسلسل جدوجہد کرتے رہے۔ یہی ان کا مطمع نظر تھا یہی ان کا مقصد حیات تھا اور یہی ان کا فکر وخیال کا محور تھا۔ اس صفت اولیٰ کے سبب ان کی یہ شان تھی جس کی طرف خود اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے '' الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون '' ایسی بلند مرتبت ہستیوں کی ارفع واعلیٰ زندگی، انکی گراں مایہ تعلیمات اور ان کے

اقوال وملفوظات بے بہا کو قلم بند کرنے کا دستور ہمیشہ سے رہا ہے یہ رشحات قلم مسلمانان عالم کیلئے مینارہ نور کا درجہ رکھتے ہیں ان کے مطالعہ سے دلوں پر جمی ہوئی مادیت کی دبیز تہیں کھرچ جاتی ہیں اور ذہن مجلّٰی و مصفّٰی ہوتا چلا جاتا ہے۔

پاکیزہ تصوف کے اثرات:۔ اہل حدیث کی دعوت کتاب وسنت اور پاکیزہ تصوف کے اثرات کے متعلق علامہ مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ کے خوشہ چین جناب حماد شاکر لکھتے ہیں: خاندان ولی اللّٰھی کے گل سرسبد شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں رب کی زمین پر رب کے نظام کی جوتگ وتاز کی وہ سرزمین ہند کا روشن ترین باب ہے......۔ولی اللّٰھی چشمہ نور سے ایک ایسی شمع بھی روشن ہوئی جسے سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کہا جاتا ہے۔اس شمع سے جن چراغوں نے کفرستان ہند کو نور توحید سے منور کیا، ان میں سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا غلام رسول قلعوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام بہت ممتاز اور منور ہیں۔حسن اتفاق کہیے کہ ان تینوں روشن چراغوں نے اپنے اپنے حلقے میں خطۂ پنجاب کو نور توحید سے منور فرمایا۔چنانچہ خطۂ پنجاب میں بدعات ورسومات اور نفور اور عقیدہ توحید کی تبلیغ میں جو شخصیات سب سے زیادہ اثر انداز ہوئیں وہ علمائے غزنویہ اور علمائے لکھویہ کے بزرگ تھے۔

دو لائق احترام متصوف خاندان:۔ یہ دونوں لائق احترام خاندان پنجاب کے مسلمانوں کی عقیدتوں کا مرکز ومرجع رہے اور دونوں خاندانوں نے مسلمانوں کا جہاں عقیدہ درست کیا وہاں سنت سے محبت کی بنیادیں بھی تعمیر کیں۔انہوں نے جس طرح عام مسلمانوں کو بدعات ورسومات سے آگاہ کر کے اس سے ان کو بچایا، اسی طرح ان مرشد ورہنما خاندانوں نے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا بھی سکھایا۔ اس کو یاد رکھنے اور یاد کرتے رہنے کے طریقے بھی بتائے۔اللہ کے حضور جھکنے' گڑگڑانے، اس سے مانگنے اور سوال کرنے کے ڈھنگ بھی سکھائے اور راضی بہ رضا رہنے کی تربیت بھی فرمائی۔رحمۃ اللہ علیہم۔

افسوس یہ ہے کہ ہمارے حلقوں کی موجودہ نسل کی اکثریت بغض تصوف کی اس انتہاء تک پہنچ گئی کہ وہ متقدمین کے ذکر واذکار تو کجا مسنون اذکار سے بھی 'محتاط' یا کنارہ کش ہوگئی اور مسنون اذکار کا دوام بھی چھوڑ گئے اور اللہ کے ان ناسمجھ اور ناشکرے بندوں نے اس مالک سے مانگنا اور سوال دعا کرنا بھی چھوڑ دیا جو مانگنے والے سے خوش اور نہ مانگنے والے سے ناراض ہوجاتا ہے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

(سوانح صوفی محمد عبداللہ،ص۵،۶۔طبع اول فروری 2006ء مکتبہ دار الکتب السلفیۃ، لاہور)

یہ بات بالکل صحیح ہے کہ ہمارے بعض لوگ بلکہ علمائے اہل حدیث کی اکثریت نے مسلمانوں کی تعلیم وتربیت کیلئے مدارس عربیہ قائم کیے۔ ذکر واذکار کے ذریعے ان کا تزکیۂ نفس کیا وہاں انہوں نے جہاد بالسیف کی عملی تربیت اور مجاہدین اسلام کی نازک ترین خدمات سرانجام دیں۔

علماء مجاہدین اور اولیاء کی اس جماعت نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی، اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق جوڑا، اس پر مان کیا، اتنی عبادت اور ریاضت کے بعد وہ مستجاب الدعوات بن گئے۔وہ اللہ سے دعائیں کرتے اللہ ان کی پکاریں قبول کرتا۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ قبولیت دعا کے حوالے سے صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں:''صوفی صاحب نہایت عاجزی کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے اور دعا میں اتنی دیر لگاتے کہ بسا اوقات خود دعا کرانے والا اکتا جاتا۔لیکن وہ دعا میں مگن ہوجاتے اور مختلف الفاظ میں اللہ سے مانگتے رہتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ اللہ ان کا ہاتھ خالی نہیں لوٹاتا تھا۔''

(صوفی محمد عبداللہ از محمد اسحاق بھٹی صفحہ 19،طبع اول فروری 2009ء مکتبہ دار الکتب السلفیۃ لاہور)

اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کا ذوق دعا......!!!:

اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ اللہ دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہے۔''وقال ربکم ادعونی استجب لکم''(المؤمنون 60)(اور تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا) لیکن دعا

کرنے والا اللہ کا عبادت گزار اور فرماں بردار بندہ ہو۔ "هوالحی لا اله الا هو فادعوه مخلصين له الدين۔ الحمدلله رب العالمين " (المومن 65) (وہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تم خالص اسی کو پکارو، ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے) اس مضمون کی اور آیات بھی ہیں۔

دعا کیلئے آداب کی ضرورت:۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر انسان اللہ کی طرف پوری طرح متوجہ ہو کر دل کی گہرائیوں سے دعا کرے تو دعا ضرور قبول کی جاتی ہے۔ دعا کے کچھ آداب ہیں جو احادیث رسول ﷺ میں بیان فرمائے گئے ہیں یہ بھی وضاحت فرمائی گئی ہے کہ دعا کن الفاظ میں کرنی چاہیے کس جذبے اور داعیے سے کرنی چاہیے۔ بارگاہ خداوند میں ہاتھ کس طرح اٹھانے چاہئیں اور کس عجز والحاح کے ساتھ اللہ کے حضور دست سوال دراز کرنا چاہیے۔ اگر دعا کے آداب واصول کو ملحوظ خاطر رکھ کر اللہ سے کچھ مانگا جائے تو وہ ضرور مانگنے والے کو عطا فرماتا ہے۔

با کمال ولی کی مقبول دعا:۔ مشکوٰۃ شریف میں ترمذی ابوداؤد اور امام بیہقی کی الدعوات کے حوالے سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:۔''ان ربكم حيي كريم يستحي من عبده اذا رفع يديه ان يرده صفرا ''۔یعنی بے شک تمہارا رب بے حد حیا والا ہے، کرم کرنے والا ہے جب اس کا کوئی بندہ اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اسے اس کا ہاتھ خالی لوٹاتے ہوئے شرم آتی ہے۔

ذہبی دوران علامہ محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ تعالیٰ جماعت اہل حدیث کے انتہائی محترم و بزرگ شخصیت صوفی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں:''صوفی صاحب کی خدمت میں قرب وجوار اور دور دراز کے علاقوں سے لوگ آتے اور دعا کراتے تھے۔ ہر دعا کرانے والا یقین کر لیتا تھا کہ دعا ضرور قبول ہوگی۔ کوئی اولاد کیلئے دعا کی درخواست کرتا تھا' کوئی کاروبار میں برکت کا خواہاں ہوتا تھا، کسی کی کوئی اور دنیوی یا دینی تمنا ہوتی تھی۔ اس مرد درویش کی دعا میں اللہ تعالیٰ نے ایسی تاثیر بھر دی تھی کہ فوراً عرش الٰہی پر پہنچتی اور قبولیت کا درجہ پاتی۔ یہاں پر عرض کرنا ضروری ہے کہ صوفی صاحب نے کبھی یہ نہیں کہا کہ میری دعا قبول ہوتی ہے نہ یہ فرمایا کہ مجھ سے دعا کراؤ۔ البتہ بعض حضرات کی پریشانی کا پتا چلا تو یہ ضرور ان سے کہا کہ تم مجھے بتاتے تو اللہ سے پریشانی رفع ہونے کی دعا کرتے۔ اس قسم کی بات کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے''(صوفی محمد عبداللہ از محمد اسحاق بھٹی)

4۔قبولیت دعا اور ظہور کرامات کے چند واقعات

اس بات کا تذکرہ سابقہ اوراق میں گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نیک اور صالح لوگوں کی دعاؤں کو رد نہیں کرتا اور بعض اوقات تو ایسا ہوتا ہے کہ ادھر اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعا کیلئے ہاتھ بلند کیے اور عاجزی وانکساری سے اپنی حاجت پیش کی۔ ادھر قبولیت کے آثار سامنے آنا شروع ہو گئے۔ اللہ کے حضور جو پکار لگائی، اللہ نے اسے شرف قبولیت سے نواز دیا۔ ان سطور میں ہم اپنے بزرگ علماء کی قبولیت دعا اور کرامات کے چند واقعات درج کرتے ہیں:

چنبل کی تکلیف دور ہو جانا (کرامت):۔ مولانا غلام رسول قلعوی رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح نگار مولوی عبدالقادر لکھتے ہیں کہ قلعہ میہاں سنگھ میں ایک حافظ قرآن بچوں کو قرآن مجید پڑھاتے تھے۔ ان کے چہرے پر چنبل ہو گیا تھا' بہت علاج کرایا لیکن افاقہ نہ ہوا' ایک دن انہوں نے مولانا سے دعا کیلئے عرض کیا تو دیکھ کر فرمایا:''کوئی علاج نہیں کرایا؟'' کہا:''بہت علاج کرائے اور کرار ہا ہوں مگر بجائے فائدے کے مرض بڑھ گیا ہے اور روز بروز بڑھ رہا ہے' اب خدائی علاج چاہتا ہوں'' مولانا نے اسی وقت دم کیا اور فرمایا:''متواتر تین دن دم کراؤ'' حافظ صاحب نے مولانا کے فرمان کے مطابق تین دن دم کرایا اور چنبل کی تکلیف بالکل ختم ہو گئی۔

سیدھوں کا راستہ لا الہ الا اللہ (کرامت):۔ ایک مرتبہ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ ضلع گجرات کے کسی گاؤں میں جا رہے تھے کہ ایک سکھ نے ان سے پوچھا:''موضع ڈنگا کا راستہ کون سا ہے؟'' فرمایا:''بھائی مجھے ڈنگوں کا راستہ تو یاد نہیں البتہ سیدھوں کا یاد ہے'' اس نے کہا: ''سیدھوں کا ہی بتا دو'' فرمایا''سیدھوں کا راستہ ہے لا الہ الا اللہ'' ادھر مولانا رحمہ اللہ کی زبان سے یہ کلمہ نکلا اور ادھر سکھ کی زبان پر یہ کلمہ جاری

ہو گیا اور اس نے اسلام قبول کر لیا۔'' ڈنگا پنجابی کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں ٹیڑھا' الٹا' غلط' صحیح اور سیدھے راستے کے برعکس۔

یہ دو واقعات مولانا غلام رسول قلعوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں اب دو واقعات حضرت صوفی محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ملاحظہ فرمایئے جن کا تعلق استجابت دعا سے ہے۔

جو مانگتے مل جاتا (کرامت):۔ جن حضرات کو ماموں کانجن میں صوفی صاحب رحمہ اللہ کے قائم کردہ جامعہ تعلیم الاسلام کو دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ انہیں معلوم ہے یہ کتنی بڑی عمارت ہے۔ کتنی جگہ میں پھیلی ہوئی ہے اور اس کی تعمیر میں کتنی رقم خرچ ہوئی ہوگی۔ بار ہا ایسا ہوا کہ اثنائے تعمیر میں شدید مالی مشکلات پیش آئیں۔ صوفی صاحب نے اللہ سے التجا کی کہ اتنے بڑے کام پر تو نے مجھ بوڑھے اور کم زور آدمی کو لگا دیا ہے۔ میں اکیلا اس کو کیسے مکمل کر سکتا ہوں تو پیسے دے گا تو کام چلتا رہے گا...... اللہ تعالیٰ صوفی صاحب کی التجائیں قبول فرماتا اور مشکل حل ہو جاتی۔ وہ اس طرح اللہ سے التجا کرتے اور دعا مانگتے تھے جیسے اللہ سے براہ راست مخاطب ہیں۔

دعا کرتے ہی خالی خزانہ بھر جانا (کرامت)......! قاری عطاء اللہ جو ماموں کانجن میں معلم تھے بیان کرتے ہیں کہ ایک دن جامعہ کے ارکان انتظامیہ' صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر تھے اور انہیں بتا رہے تھے کہ خزانہ بالکل خالی ہے۔ صوفی صاحب یہ سن کر بڑے فکرمند ہوئے۔ اسی وقت بارگاہ خداوندی میں ہاتھ پھیلا دیئے۔ دعا کا آغاز ان الفاظ سے کیا:۔'' اے میرے اللہ! اگر تو نے پیسے نہیں دینے تھے تو اتنی بڑی عمارت مجھ سے کیوں بنوائی اور کیوں اتنے استادوں اور طالب علموں کو یہاں اکٹھا کیا؟ اب میں کیا کروں؟ ابھی وہ دعا مانگ ہی رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے چھ ہزار روپے چندہ دیا۔ اس کے بعد دو تین دنوں میں چالیس ہزار روپے جمع ہو گئے۔ قاری عطاء اللہ بتاتے ہیں کہ میں اس وقت وہاں موجود تھا اور صوفی صاحب کی زبان سے یہ دعائیہ الفاظ میں نے خود سنے۔

(ان حوالہ جات کیلئے صوفی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھی گئی کتاب کا مطالعہ از حد مفید رہے گا)

سابقہ سطور میں یہ بات بیان کی جا چکی ہے کہ اہل حدیث اسلامی تصوف (جس کا ماخذ قرآن وسنت ہے) کے قائل وفاعل ہیں لیکن غیر شرعی تصوف کے شدید خلاف ہیں جس نے توحید کی جگہ شرک اور سنت کی جگہ بدعات کو متعارف کرایا۔

ہمیں اہل اللہ اسلاف پر فخر ہے:۔ آج جن اولیائے اہل حدیث کی سوانح عمریاں' کرامات' ذکر واشغال' بیعت وعہد' ملفوظات و ارشادات' دانش وران قوم نے تاریخ قرطاس پر رقم کیے ہیں۔ واقعتاً ان کے حالات زندگی کو حیطہ زندگی میں لانا چاہیے تھا۔ وہ اس کا بجا طور پر استحقاق رکھتے تھے۔ ہم تحدیث نعمت کے طور پر عرض کرتے ہیں کہ ہمیں ان کی طرف نسبت پر فخر ہے:۔؎

اولئك آبائي فجئني بمثلهم اذا جمعتنا ياجرير المجامع

مقام ولایت ومعرفت کے چند درجات

ہمارے بزرگوں نے یہ مقام کیسے حاصل کیا؟: اصل میں انہوں نے ذات باری تعالیٰ کی معرفت کے حصول کیلئے اس کی بارگاہ میں خصوصی تقرب حاصل کیا یہ تقرب الٰہی کیسے حاصل ہوتا ہے؟ اس کے کتنے درجات ہیں؟ اہل حدیث کے ذوق تصوف کو بیان کرنے کیلئے اس موضوع کی وضاحت کرنا ضروری ہے تا کہ غیر شرعی تصوف کے حاملین اور اسلامی تصوف کے داعین کے مابین فرق واضح ہو جائے۔ اس کیلئے ہم جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے سابق استاذ فضیلۃ الشیخ ابو بکر الجزائری کی درج ذیل عنوان کے تحت ایک تحریر ان کی کتاب ''مومن کے عقائد'' سے مستعار لیتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں: اللہ کی معرفت اور اس کے حصول کے مختلف درجے ہیں' حق پرست چاہیں تو ذاتی مجاہدے اور محنت سے ان مراحل کو طے کر کے کمال کے مرتبے کو پہنچ سکتے ہیں۔ نیز یہ امر بھی واضح ہے کہ جس قدر معرفت الٰہی نصیب ہوگی اسی درجہ کا تقویٰ اور تقرب' خوف وخشیت' عقیدت ومحبت اور جذبہ بندگی بندے کے دل میں پیدا ہوگا۔

معرفت الٰہی کا پہلا درجہ: جدید سائنس اور اس کے مختلف علم جیسے طبیعات' علم حیات اور کیمیا کے ماہرین جن کے سامنے کائنات

کھلی کتاب کی مانند ہوتی ہے اور جو مختلف اشیاء اوران کے حقائق پر طویل ریسرچ میں عمریں کھپا دیتے ہیں مختلف تجربات اور کافی غور وخوض کے بعد ان میں سے بعض خوش نصیب ہستیوں کو یہ توفیق ہوتی ہے کہ وہ اللہ کے وجود اوراس کی وحدانیت کو تسلیم کر لیتے ہیں۔اس کی صناعی،اس کی قدرت اوراس کی حکمت وتدبیر کا زبان ودل سے اقرار کر لیتے ہیں لیکن چونکہ اللہ کی کتاب یعنی قرآن مجید اوراس کے پیغمبر یعنی حضور نبی اکرم ﷺ اوران کی تعلیمات کی کوئی خبر یا اس سے ادنیٰ واقفیت بھی انہیں میسر نہیں ہوتی،اس لیے انہیں کامل ایمان نصیب نہیں ہوتا جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ابتدائی معرفت کا ادنیٰ درجہ حاصل ہونے کے باوجود وہ ایک طرح سے اندھیرے میں رہتے ہیں اس لیے کہ کتاب وسنت کا علم نہ ہونے کی وجہ سے انہیں باری تعالیٰ کے اسماء اوراس کی صفات کی واقفیت نہیں ہوتی نہ ان کے دلوں میں اس کی محبت' عقیدت اوراس سے خوف و خشیت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں جس سے دلوں میں نیکی کی رغبت اور بدی سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور بندہ اللہ کی بندگی اوراس کی عبادت کی طرف مائل ہوتا ہے تب جا کر کہیں صحیح معرفت الٰہی اور یقین میں پختگی پیدا ہوتی ہے چونکہ ان لوگوں کے دلوں میں اللہ پر کسی درجہ کا ایمان و یقین پایا جاتا ہے اوراس کی وجہ سے ان کے اندر اللہ کی کسی قدر عظمت اور محبت پیدا ہو جاتی ہے اس لیے اس ایمان کے صلے میں دنیا میں انہیں دلی راحت وسکون میسر ہوتا ہے اور اللہ نے چاہا تو آخرت میں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

معرفت الٰہی کا دوسرا درجہ:۔ اللہ کی معرفت کے دوسرے درجے میں وہ روایتی اور خاندانی مسلمان شامل ہیں جن کے کان بچپن ہی سے اللہ کے وجود اوراس کے اسماء وصفات سے آشنا ہوتے ہیں اور جن کے تحت الشعور میں اللہ اوراس کے نبیوں پر ایمان سرایت کیے ہوتا ہے لیکن چوں کہ یہ ایمان انہیں بلاکسی محنت اور تلاش وجستجو کے حاصل ہوتا ہے اس لیے اس طبقہ کا ایمان بھی متوسط اور اللہ کی معرفت بھی انہیں کم نصیب ہوتی ہے اوراس لحاظ سے ان کے اندر اللہ کا خوف،محبت،ذوق عبادت،تقویٰ اوراس سے نزدیکی پیدا ہوتی ہے۔

معرفت الٰہی کا تیسرا درجہ:۔ اس زمرہ میں وہ مومنین صادقین اور علماء امت شامل ہیں جنہیں شریعت مطہرہ اور دستور الٰہی کا علم اوراس کا فہم نصیب ہوتا ہے جس کا سرچشمہ براہ راست اللہ کی کتاب اوراس کے نبیوں کی تعلیمات ہوتی ہیں نیز ذات باری کے وجود اوراس کی معرفت کا یقین مختلف عقلی ونقلی دلائل سے انہیں حاصل ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ یہ طبقہ اللہ کی معرفت کے اونچے درجہ پر فائزہ ہوتا ہے اور عام مسلمانوں کے مقابلے میں علماء کا یہ گروہ محبت وبندگی اور خشیت الٰہی کے جذبے سے سرشار ہوتا ہے چنانچہ اسی گروہ کے متعلق باری تعالیٰ کا ارشاد ہے'' انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء'' (فاطر ۲۷) ''اور اللہ سے وہی بندے ڈرتے جو (اس کی عظمت کا) علم رکھتے ہیں''

معرفت الٰہی کا چوتھا درجہ:۔ یہ نورانی اور مقدس ترین گروہ انبیاء ومرسلین علیہم السلام کا گروہ ہے جو اہم امتیازات اور زبردست معجزات کے حامل ہوتے ہیں۔یہی وہ بابرکت گروہ ہے جو معرفت کے سب سے اونچے اور بلند مرتبے پر فائز ہوتا ہے جن کی ہمسری اور برابری کا کوئی شخص دعویٰ نہیں کر سکتا چنانچہ فضل وکمال کے جملہ اوصاف جیسے اللہ پر ایمان' اس کی محبت' اس کا خوف' اس کی بندگی' اس کی راہ میں استقامت اور مصائب پر صبر' غرض جملہ مکارم اخلاق علی وجہ الکمال ان کے اندر موجود ہوتے ہیں۔ظاہر ہے یہ مقام بلند انہیں اس لیے حاصل ہوتا ہے کہ رسالت ونبوت کے نازک اور بلند ترین منصب پر فائز ہونے سے پہلے اور بعد میں زندگی کی کسی اسٹیج پر ان سے کوئی چھوٹا بڑا گناہ یا قصور سرزد نہیں ہوتا۔نیز یہ وہ مقدس ہستیاں ہوتی ہیں جن کے منہ میں حق تعالیٰ اپنا پاک کلام ڈالتا ہے۔بندوں کی ہدایت اور رہنمائی کیلئے انہیں منتخب کرتا ہے اپنی معرفت' اس پر کامل یقین اوراس پر مستزاد فہم وفراست اور بالغ نظری اپنے دست خاص سے انہیں عطا فرماتا ہے۔اپنے اسماء و صفات اور تمام اشیاء کا علم انہیں عطا فرماتا ہے جس کی وجہ سے ان کا ایمان کامل اور یقین راسخ ہوتا ہے اوراس سب کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کی محبت' اس کی اطاعت وبندگی کا جذبہ سب سے زیادہ ان کے دلوں میں موجزن ہوتا ہے چنانچہ نبیوں کے پیشوا اور خاتم المرسلین حضرت محمد ﷺ نے انبیاء ورُسل علیہم السلام کے بعد سب سے مقدس گروہ یعنی جماعت صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا: ''اللہ کی قسم! میں تم سے زیادہ اللہ کو پہچانتا ہوں' اوراس سے ڈرتا ہوں'' (بخاری ومسلم بحوالہ مومن کے عقائد از ابوبکر الجزائری' صفحہ نمبر 59 سے 63)

اسلامی تصوف کے بنیادی نکات:۔ اسلامی تصوف کے ماہر٬ علم حدیث سے بہرہ ور اہل حدیث علماء، صوفیا و اتقیاء نے تزکیۂ نفس کیلئے اسلام کے جن بنیادی عقائد و تعلیمات کی تلقین کی وہ یہ ہیں: ☆ توحید باری تعالیٰ ☆ اطاعت رسول اللہ ﷺ ☆ تزکیۂ نفس (اپنے نفس کو رذیل کاموں سے پاک کر کے عمدہ اخلاق سے آراستہ کرنا٬ نیز اپنے باطل عقائد و افکار کی تطہیر کرنا) ☆ برداشت اور رواداری ☆ خدمت خلق اللہ۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں تجزیہ......!!: اب ہم ان دعوتی نکات کا قرآن وحدیث کی روشنی میں تجزیہ پیش کرتے ہیں تاکہ یہ بات ثابت ہو سکے کہ جن اہل حدیث بزرگوں کو معروف معنوں میں صوفی کہا جاتا ہے ان کی دعوت اول و آخر قرآن وحدیث تھی۔ خاکسار نے اس موضوع پر معروف عالم دین، صاحب کرامت بزرگ مولانا غلام رسول قلعوی رحمہم اللہ کے ارشادات، افکار اور ملفوظات کا بطور خاص انتخاب کیا ہے۔ جن کے متعلق ذہبی دوراں، عالم اسلام کے مایہ ناز محقق، بقیۃ السلف علامہ محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ رقمطراز ہیں: ''بے شبہ مولانا غلام رسول قلعوی جلیل القدر عالم وخطیب اور ممتاز مدرس تھے۔ ان کی تبلیغی مساعی اور خدمت دین کا دائرہ بہت وسیع اور بہ درجہ غایت مؤثر تھا وہ ''آیة من آیات الله'' تھے۔ سراپا عمل اور تقویٰ وطہارت کا بلند ترین نمونہ تھے۔

مولانا غلام رسول کے مواعظ سے جتنے لوگ متاثر ہوئے اور جتنی تعداد میں غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ان کے معاصرین میں سے کسی کے مواعظ سے نہیں ہوئے۔ ان سے جتنی کرامات کا ظہور ہوا اتنا کسی سے نہیں ہوا۔ مصنف اور مؤلف بے شمار ہیں٬ واعظوں اور خطیبوں کی بھی کمی نہیں لیکن جو خصائص وخصائل، اللہ تعالیٰ نے مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کی ذات گرامی میں ودیعت فرمائے تھے۔ ان کے ہم عہد علماء میں سے کسی کے حصے میں نہیں آئے'' (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ۔ ص 332، 333)

اولیاء اہل حدیث کے دعوتی نکات

اہل اللہ اور توحید کی اہمیت:۔ عقیدہ توحید جسے تمام عقیدوں میں سب سے زیادہ بلند و برتر مقام حاصل ہے یعنی اللہ کو اکیلا٬ یکتا ماننا اور اس کی ذات وصفات اور ربوبیت میں کسی غیر کو شریک نہ کرنا ہی توحید کہلاتا ہے۔

اگر انسان توحید کو چھوڑ کر شرک کر بیٹھے تو اس کی تمام عبادتیں اور نیک اعمال اکارت ہو جاتے ہیں اور وہ ذلت و گمراہی کی کھائیوں میں گرتا چلا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے شرک کے بارے میں واضح اعلان کر دیا ہے کہ: " ان الشرك لظلم عظيم " (لقمان 31) بے شک شرک ظلم عظیم ہے دوسری جگہ مشرک کے متعلق اپنا فیصلہ سناتے ہوئے فرمایا:" انه من يشرك بالله فقد حرم الله عليه الجنة " (المائدہ:۷۲) ''اللہ نے مشرک پر جنت حرام قرار دے رکھی ہے''۔ شرک ایسی بری بلا ہے کہ ہر ذی شعور اور صاحب عقل اس کی مذمت ہی کرتا ہے کیونکہ ہر شخص کی عقل اسے بزبان حال کہتی ہے کہ ہم جنس برابر کی پرستش اور اپنے محکوم و ماتحت کی پرستش نہایت غیر موزوں ہے اور عقل ہرگز یہ فتویٰ نہیں دے سکتی کہ اپنے ہم جنس کی پرستش کی جائے۔ بزرگان اہل حدیث نے جس عقیدے کو دعوت و تبلیغ کے میدان میں سب سے پہلے موضوع بنایا وہ عقیدہ توحید ہے۔ انہوں نے کفرستانِ ہند میں توحید کا علم بلند کیا اور ظلمت کدہ علاقوں میں تشریف لے گئے اور توحید باری تعالیٰ بیان کی۔ عقیدہ توحید کے متعلق مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ کی تعلیم ملاحظہ فرمائیں:۔

۱۔ ہم خدا خواہی وہم دینائے دوں — ایں خیال است و محال است و جنون

اگر اللہ کو چاہے اور (اس کے ساتھ) کمینی دنیا کو بھی، تو یہ (محض تیرا) خیال ہے جو محال اور دیوانگی ہے''

۲۔ مسلمانوں میں جہاد کی تبلیغ سے پہلے ''عقیدہ توحید'' پر خاص طور سے زور دیا جائے۔

''عقیدہ توحید'' خالص نہ ہوگا تو جہاد سمیت تمام عبادات ناکارہ ہو جائیں گے۔

۳۔ شرک اور غلط رسوم کو دلائل کی قوت سے رفع کریں۔

غلام اتنی نہ کر غفلت حیاتی پر نہ ہو غرہ — خدا کی یاد کر ہر دم جو آخر کام آنا ہے

قرآن مجید میں عقیدہ توحید کو یوں بیان کیا گیا ہے'' قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العالمین۔ لاشریك له وبذالك امرت وانا اول المسلمین۔'' (اے پیغمبر ﷺ) یہ بھی کہہ دو کہ بے شک میری نماز اور میری تمام عبادت اور میرا جینا اور مرنا اللہ کیلئے ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اس بات کا حکم دیا گیا اور میں اللہ کے فرمانبرداروں میں پہلا فرمانبردار ہوں''

سورۂ اخلاص میں توحید کا درس ان الفاظ میں دیا گیا ہے:قل هوالله احد۔ الله الصمد۔ لم یلد۔ ولم یولد۔ ولم یکن له کفوا احد۔ '' (اے پیغمبر ﷺ) لوگوں سے فرما دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے' اللہ بے نیاز ہے' نہ اس کے کوئی اولاد ہے' نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔''

اہل حدیث صوفیاء اور اطاعت رسول ﷺ کی اہمیت :۔ اہل حدیث صوفیاء اور اتقیاء کے نزدیک پیغمبر اسلام ﷺ کی اطاعت اور آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کیے بغیر اللہ تعالیٰ کی معرفت اور نجات کا حصول ناممکن ہے: چنانچہ حضرت مولانا غلام رسول قلعوی مرحوم لکھتے ہیں:

ثابتی نال توں پکڑ میاں دامن پاک جناب رسول ﷺ والا
رات سخت اندھیری ہے بدعتاں دی سنت احمدی ﷺ کیا خوب چالا
کوئی فکر کریئے ویلا گزر گیا جیہڑی گزری تے اج سنبھال بھالا

مزید فرماتے ہیں:

حال اپنا کہنوں جا دساں اینھاں دماں دا کچھ وساناہیں ربا تیج کے بہت کوچڑی نوں باہجوں فضل تیرے کوئی واہ ناہیں
کئی راہ کولڑے پین بڑے' باہجوں شرع محمدی ﷺ راہ ناہیں

آگے لکھتے ہیں:۔

شادیاں نال تو مست پھریں تیرے ساہ گنے عزرائیل میاں گھڑی گھڑی کرینید یاں سال گزرے تیری کچھ نہ بنی سبیل میاں
بھلا دس کیا جواب دیسیں جدوں پچھے کا رب جلیل میاں دامن پکڑ جناب رسول ﷺ والا سب چھوڑ کے جتاں حیل میاں

ان اشعار میں مولانا غلام رسول رحمہ اللہ اطاعت رسول ﷺ کو آخرت کی کامیابی کا زینہ قرار دے رہے ہیں اور اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ موت ہمارا تعاقب کر رہی ہے۔ اس لیے نیک اعمال کی فکر کرنی چاہیے۔ وہ فرماتے ہیں کہ پیغمبر محمد ﷺ کی پیروی کے بغیر اللہ تعالیٰ کی معرفت اور تصفیہ قلب نہیں ہوسکتا۔

اطاعت رسول ﷺ کے سلسلے میں مولانا قلعوی رحمہ اللہ کے مزید کچھ ارشادات ملاحظہ کریں۔ لکھتے ہیں: میرے عزیز! انسان کی سعادت اس میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے فرمان پر عمل کرے اور جس چیز سے روکا جائے (اس سے) خود کو بچائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:''ماآتکم الرسول فخذوه ومانهاکم عنه فانتهوا ''۔ (الحشر۔۷)''تمہیں رسول ﷺ جو عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے تمہیں منع کریں اس سے باز رہو۔''

حضرت مصطفیٰ ﷺ کا مخالف مردود ہوگا۔ (حضرت مصطفیٰ ﷺ کا طریقہ محمود ہوگا) اگر حضرت مصطفیٰ ﷺ کے سوا نجات ملتی اور سنت رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کامیابی ہوتی تو پھر جہنم کو کس لیے پیدا کیا گیا (اور) کافروعید (عذاب) کے مقدر کیوں بنے؟

(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی۔ از۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ۔ صفحات 351 سے 354، طبع مولانا غلام رسول رحمہم اللہ ویلفیئر سوسائٹی۔ قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ)

اہل اللہ کے جذبہ اطاعت رسول ﷺ کا قرآن سے ثبوت:۔ قرآن مجید میں اس عنوان کو اس انداز سے اجاگر کیا گیا ہے:۔"قل ان کنتم تحبون الله فاتبعوني یحببکم الله" (آل عمران 31) (اے محمد ﷺ) فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کا دم بھرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ (اس کے نتیجے میں) اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریں گے"

یعنی اللہ تعالیٰ کی معرفت ومحبت کا معیار اتباع سنت واطاعت رسول ﷺ میں مضمر ہے۔ قرآن مجید میں اس مقام کو سورت النساء میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:"من یطع الرسول فقد اطاع الله" (النساء 80) "جس بندے نے اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کی، گویا اس نے اللہ کی اطاعت کی۔" اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی پیروی کو اپنی محبت واطاعت اس لیے بھی قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو کچھ بولتے ہیں، وہ وحی الٰہی ہی ہوتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:"ومایںطق عن الھوی، ان ھوالا وحی یوحی"۔ (النجم۔۳،۴) "رسول اللہ ﷺ اپنی مرضی سے لب کشائی نہیں کرتے بلکہ وہ (دین کی باتیں اور اسلام کے احکامات کے متعلق جو کچھ تمہیں دے رہے ہیں) اللہ کی وحی ہے۔ جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے"

احادیث مبارکہ میں اہمیت:۔ قرآن مجید کے ساتھ احادیث مبارکہ میں بھی نبی کریم ﷺ کے بے شمار ارشادات گرامی موجود ہیں جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایک فرد انسانی جب تک اپنی خواہشات کو رسول اللہ ﷺ کے حکم کے آگے ترک نہ کر دے اور آپ ﷺ کی ذات مبارک سے دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر محبت والفت نہ کرے اس وقت تک وہ کامل مومن نہیں بن سکتا۔

صحیح مسلم میں آپ ﷺ کا یہ فرمان ذیشان موجود ہے:"لایؤ من احد کم حتیٰ اکون احب الیه من والدہ وولدہ والناس اجمعین"۔ (صحیح بخاری، کتاب الایمان، ص۶، حدیث ۱۵، القشیری، ابوالحسین، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، الریاض، دارالسلام نشر والتوزیع، طبع دوم، 2000ع، ص41، حدیث169) "تم میں سے کوئی بھی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے والدین، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میرے ساتھ محبت نہ رکھے"۔

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے:"لایؤ من أحد کم حتیٰ یکون ھواہ تبعالما جئت به" (مشکوٰۃ المصابیح۔ص۳۰)

علمائے اہل حدیث کا ذوق تزکیۂ وتصوف:۔ درویش صفت، نیک سیرت و پاکیزہ کردار واخلاق کے مالک اہل حدیث علماء و صوفیاء کی دعوت وتبلیغ کے مقاصد میں لوگوں کا تزکیۂ نفس کرنا اور باطل افکار کی تطہیر کرنا ہے۔ چنانچہ اس بارے جماعت اہل حدیث کے عظیم بزرگ "آیة من آیات الله" مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"عزیز! اپنے عزیز اوقات کو برباد نہ کریں اور اپنے نفیس سانسوں کو نیکی میں بسر کریں، کوشش کریں کہ خود کو کسی ایسے مرد (صالح) کی خدمت میں پہنچائیں جو زنگ آلود دلوں کو آئینے کی مانند صاف کرنے والوں میں سے ہو" ایک جگہ سرکش نفس کو جھنجھوڑتے ہوئے کہتے ہیں:

خیز غافل بال ہمت باز کن — سوئے جائے اصلیت پرواز کن
طوطی شیریں مقالی چند چند — باشی اندر حبس زاغاں پائے بند

"اٹھو اے غافل! ہمت کے پر کھول (اور) اپنے اصلی گھر کی جانب پرواز کر۔ تو شیریں زبان طوطی ہے، کب تک کوؤں کے قید خانے میں بند رہے گا۔"

جب محض اللہ سبحانہ، کی عنایت سے، کسی کی کوشش کے بغیر ایک بشارت عظمیٰ کا شرف نصیب ہوگیا، اس کھانے کا مزہ چکھو ذائقہ کا ذوق لگا اور تلچھٹ کی لذت طلب حلق تک پہنچ گئی تو پھر افسوس ہے کہ (زندگی) بے مقصد مصروفیات میں برباد کریں اور نفسانی خواہشات کے سرور میں گزاریں۔

اولیائے کرام کا تزکیۂ نفس قرآن کی روشنی میں:۔ تزکیۂ نفس کے سلسلے میں مولانا قلعوی رحمہم اللہ کی تعلیمات کا مختصر حصہ بیان

کرنے کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن وحدیث میں اس کے متعلق کیا کچھ فرمایا گیا ہے:۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک دعا ذکر کی ہے:''ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم ایتك ویعلمھم الکتاب والحکمة ویز کیھم ''۔(بقرہ129)

''اے ہمارے رب! میری اولاد میں ان میں سے ہی ایک رسول بھیج' جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کے اندر کا تزکیۂ کرے۔''ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے نبی ﷺ کی بعثت کے تین اہم مقاصد معلوم ہو رہے ہیں۔

☆ تلاوت آیات ☆تعلیم کتاب وحکمت ☆ تزکیۂ نفس ۔قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت میں انہی تین باتوں کو دہرایا گیا ہے:''ھوالذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم ایاتہٖ ویز کیھم ویعلمھم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین''۔ (الجمعة ۲)''وہ اللہ تعالیٰ ہے' جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان میں سے ہی ایک رسول (ﷺ) بھیجے جو انہیں اللہ کی آیات پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کا تزکیۂ کرتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں اگر چہ وہ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔''

قرآن کی اس آیت سے ظاہر ہو رہا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کا مقصد لوگوں کو اللہ کی آیات سنانا' انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دینا اور ان کا تزکیۂ نفس کرنا تھا۔اگر بادی النظر میں دیکھا جائے تو آپ ﷺ کی بعثت ونبوت کا اصل مقصد تزکیۂ نفس ہی تھا کیوں کہ تزکیۂ نفس صرف تلاوت قرآن اور کتاب وسنت کی تعلیم سے ہی ممکن ہوسکتا ہے اگر تعلیم وتربیت انسان کا تزکیۂ قلب اور نفس کو پاکیزہ کاموں پر آمادہ نہ کر سکے تو تعلیم وتعلم وغیرہ سب بے معنی ہو کر رہ جائے گی۔جیسا کہ مولانا قلعوی رحمہ اللہ کے اشعار سے واضح ہوا۔قرآن مجید کا ایک اور مقام ملاحظہ ہو:قد افلح من زکاھا، وقد خاب من دساھا۔ (الشمس:۹،۱۰)''بے شک وہ شخص کامیاب ہوگیا جس نے اپنے نفس کو پاک کیا اور وہ ناکام ونامراد ہوگیا جس نے اپنے نفس کو مٹی سے آلودہ کر دیا''۔قرآن وحدیث سے یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ تمام اہم عبادات نماز' روزہ' زکوٰۃ وحج کا مقصد وحید لوگوں کا تزکیۂ نفس وتطہیر قلب ہے۔

نماز بطور تزکیۂ قلب:۔ نماز کے بارے میں فرمایا:'' ان الصلوٰة تنھٰی عن الفحشاء والمنکر''(العنکبوت 45)''بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے''ایک حدیث میں آتا ہے:''من لم تنھه صلوٰته عن الفحشاء والمنکر فلاصلوٰة له''(ابن ابی حاتم)''جس کی نماز اسے بے حیائی اور برے عمل سے نہ روکے،اس کی نماز،نماز ہی نہیں''

روزہ بطور تزکیۂ نفس:۔ اسی طرح رمضان المبارک کے روزوں کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:''یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون''۔(بقرہ183)''اے ایمان والو!تم پر ماہ رمضان مبارک کے روزے فرض قرار دیئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض ہے تاکہ تمہارے اندر تقویٰ وپرہیز گاری پیدا ہوجائے''روزے کے متعلق حدیث میں آتا ہے:من لم یدع قول الزور والعمل به فلیس لله حاجة ان یدع طعامه وشرابه (ابوعیسیٰ: جامع ترمذی' دارالسلام نشر و التوزیع، الریاض، طبع اول1999ءحدیث ۷۰۷)''جس نے برے قول اور برے عمل کو نہ چھوڑا،اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی اللہ کو کوئی ضرورت نہیں''

زکوٰۃ بطور تزکیۂ نفس:۔ زکوٰۃ اسلام کا اہم ستون ہے،اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:خذ من اموالھم صدقة تطھرھم وتز کیھم (توبہ۱۰۳)''ان کے اموال سے صدقہ (زکوٰۃ) وصول کیجئے جس کے ذریعے ان کے اندر کا تزکیۂ اور تطہیر کیجئے۔''زکوٰۃ اور صدقات کے متعلق ایک حدیث میں ہے:واتقو الشح، فان الشح اھلك من کان قبلکم، حملھم علی ان سفکوا دماء ھم، واستحلوا محارمھم۔ (صحیح مسلم بحواله مشکوٰة المصابیح۔ج1،ص۱۶۴)''(زکوٰۃ وصدقات دیا کرو) اور نفس کی کنجوسی وبخل سے اپنے آپ کو بچاؤ' کیونکہ بخل وکنجوسی (نفس السانی کا ایک رذیل خلق ہے جس) نے تم سے پہلوؤں کو ہلاک کر ڈالا کہ انہوں نے خون ریزیاں کیں اور حرام چیزوں کو

حلال گردانا'' قرآن وحدیث کی تعلیم سے زکوۃ وصدقات اور انفاق فی سبیل اللہ سے انسان کا تزکیۂ نفس ہوتا ہے۔

حج بطور تزکیۂ نفس:۔ حج بیت اللہ نہایت شاندار عبادت ہے، ارشاد ہوتا ہے:فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج۔(بقرہ 197)''جو شخص حج کے مہینوں میں حج کی نیت کرے اُسے چاہیے کہ خواہش سے چھیڑ چھانی کرنے ، کسی کی نافرمانی کرنے اور لڑائی جھگڑے کرنے سے اپنے آپ کو بچائے'' وتزودوا فان خیر الزاد التقوی (بقرہ 197)۔ان آیات کی تشریح میں بخاری کی ایک حدیث ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:''من حج لله فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدته امه ''(صحیح بخاری، کتاب الحج، حدیث ۱۵۲۱،صحیح مسلم، کتاب الحج حدیث ۳۲۹۱)''جس نے اللہ کی رضا کیلئے حج کیا اور اس میں اپنے آپ کو گناہ اور نافرمانی سے بچایا وہ گناہوں سے ایسے پاک صاف ہو کر لوٹا جیسے گویا اس کی ماں نے آج اسے جنم دیا ہے''

اسلام کے ان چار ارکان اربعہ سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی کہ تمام عبادات کا اصل مقصد عرفان حق و علم ہے جو تزکیۂ وتطہیر قلب ہی کے ذریعے ممکن ہے اور اس چیز کا درس علمائے اہل حدیث دیتے رہے اور فی زمانہ بھی ان کی دعوت وارشاد کی غرض وغایت یہی ہے۔فللہ الحمد۔(اب کچھ باتیں مؤلف کتاب کے متعلق)

دنیا بھر میں محبت اور امن کے علمبردار:۔ عالم اسلام آج جن پرآشوب زمانے سے گزر رہا ہے بدترین داخلی انتشار اور خارجی دباؤ کے باعث وطن عزیز زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہے۔اس پورے ماحول میں کہیں سے بھی امن رواداری اور بقائے باہمی کی آواز بلند نہیں ہو رہی۔بقول اقبال

بوئے گل لے گئی بیرون چمن راز چمن	کیا قیامت ہے کہ خود پھول ہیں غماز چمن
ایک بلبل ہے کہ محو ترنم اب تک	اس کے سینے میں ہے نغموں کا تلاطم اب تک

ان حالات میں ایک شخصیت ہے، جس کی فکری اور عملی کاوشیں ملکی اور بین الاقوامی سطح پر اسلام کے حقیقی پیغام امن ومحبت کی خوشبو پھیلا رہی ہیں یہ آواز...... پاسبان ملت......حضرت حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی حفظہ اللہ کی ہے،جنھوں نے نفرتوں بھرے خونی منظر نامے کو اپنے مرکز امن وروحانیت کے ذریعے پرامن روحانی معاشرے میں بدلنے کی کوشش کی ہے۔جس نے بین المسالک رواداری لے کر بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دیا۔حضرت حکیم صاحب نے اسلام کے علم ودانش اور اعلی تصوراتی محاذوں کے خلاف حملوں کا مقابلہ مخاصمت یا غیض وغضب کی فضا میں نہیں، تعلیم وتعلم اور علم وادب کو فروغ دے کر کیا ہے۔

ہوا گو تند وتیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے	وہ مرد درویش جس کو حق نے دیئے ہیں انداز خسروانہ

اہل اللہ کی خدمت میں حاضری کا جذبہ:۔ حضرت حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی حفظہ اللہ سابقہ ریاست بہاولپور کے قدیم ترین شہر احمد پور شرقیہ میں پیدا ہوئے' یہیں پلے بڑھے' جوان ہوئے' تصوف اور روحانیت کا درس تو ان کو والد گرامی حضرت حکیم محمد رمضان چغتائی صاحب مرحوم ومغفور سے ورثہ میں ملا تھا۔لیکن ان پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم نوازی یہ ہوئی کہ انہیں اپنے دور کے اعاظم رجال علمائے کرام حضرت علامہ مولانا محمد عبداللہ خان رحمۃ اللہ علیہ،حضرت مولانا عبدالرزاق فاروقی رحمۃ اللہ علیہ،حضرت مولانا حکیم فیض اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ (خاکسار کے دادا)،حضرت مولانا شرف الحق رحمۃ اللہ علیہ،حضرت مولانا اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ،حضرت مولانا عبداللہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ و دیگر حضرات علماء کرام کی محبت سے مستفید ومستفیض ہونے کا موقع میسر آیا۔

مرکز روحانیت وامن کا قیام:۔ بہاول پور (احمد پور شرقیہ) کی دھرتی کا یہ سعادت مند سپوت علم وادب کے میدان میں جب پختہ کار ہو گیا تو قدرت نے انہیں امن عالم کیلئے راست فکر کا نمائندہ بنا کر لاہور بھیج دیا۔مزنگ چونگی کے قریب مرکز امن وروحانیت کی بنیاد رکھی۔مرکز کی اساس دعوت الی اللہ کے اس اسوہ رسول ﷺ اور اسوہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر تھی۔ماہنامہ عبقری کا اجراء بھی اس سلسلے کی

ایک کڑی تھی۔اوراس کی نتیجہ خیزی دنیا نے دیکھی کہ تھوڑے ہی عرصے میں یہ دعوت صرف پاکستان میں نہیں بلکہ دنیا کے کونے کونے میں پہنچی۔

اک نیا عہد زمانے کو دکھانا ہوگا　　شب کو دن دشت کو گلزار بنانا ہوگا
ہم خزاؤں کے تھپیڑوں سے بھی ٹکرائیں گے　　اب تو گلشن میں بہارو تمہیں آنا ہوگا

وطن عزیز میں آپ کی کاوش کا مطمع نظر ایک ایسے معاشرے کا قیام ہے جہاں ہر طرح کی فرقہ پرستی اور کشاکش کا خاتمہ کر کے باہمی ہم آہنگی اور امن وآشتی کی فضا کو فروغ دیا۔

نفرتوں کے الاؤ میں پیغام امن ورواداری:۔ آپ کی خدمات کا دائرہ کار انتہائی وسیع ہے۔مرکز امن وروحانیت کے ذریعے درج ذیل حوالے سے جدوجہد بہت اہم ہے☆اعتقادی سطح پر اعتدال کا فروغ ☆مذہبی سطح پر اعتدال کا فروغ ☆سماجی سطح پر اعتدال وہم آہنگی کا فروغ۔

کتاب ذوق تصوف ایک تاریخی کارنامہ:۔ اس پرفتن اور مادیت پرستی کے دور میں ہمارے ممدوح حکیم صاحب کا یہ تاریخی کارنامہ ہے۔اس پر بجا طور پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔کیوں کہ نفرتوں، بغاوتوں اور بغض وعناد کے برپا طوفانوں میں علم وادب کے ایسے گہوارے کی ضرورت تھی۔جو دلوں کو دوبارہ جام محبت سے لبریز کرسکے جو'' الابذکر اللہ تطمئن القلوب۔'' کی صدا لگا کر دل کی کھیتیوں میں توحید کی جوت لگا سکے......!!!

خاکسار راقم الحروف حضرت حکیم صاحب حفظہ اللہ کی علمی، تصنیفی، تالیفی اور تاریخی خدمات کا مداح ہے۔اس وقت آپ 150 کے لگ بھگ کتب کے مؤلف ومصنف ہیں۔ماشاءاللہ۔

مئی 2013ء کی بات ہے لاہور جا کر ان کے مرکز روحانیت وامن اوراس کے تمام شعبہ جات دیکھنے کا موقع ملا۔حکیم صاحب کا درس سنا۔ان کی محفل ذکر میں شمولیت اختیار کی۔مرکز میں قائم ''تسبیح خانہ'' میں توحید کے انوار دیکھے۔تجلیات سنت کا نظارہ کیا۔عظیم الشان لائبریری میں علم وادب کا فیضان تقسیم ہوتے دیکھا۔جدید سہولیات سے آراستہ دواخانے کی چار منزلہ لیبارٹری کا دورہ کیا۔درس سننے کیلئے آنے والی خواتین کی الگ عالی شان بلڈنگ دیکھی جہاں باپردہ خواتین کا ہجوم تھا جو تزکیہ کیلئے الگ راستے سے آئی تھیں۔

میرے ہم سفر، حکیم صاحب کے دیرینہ ساتھی جناب حاجی محمد اصغر کھوکھر صاحب ہمراہ تھے۔ان کی اور میری حکیم صاحب موصوف سے الگ خصوصی نشست ہوئی، باہمی امور کا تبادلہ خیال ہوا، خاکسار نے چند سوالات پوچھے............! مومنانہ فراست، حکمت وتدبر سے لبریز جوابات ان کی بارگاہ سے وصول ہوئے۔عرض کیا......! حکیم صاحب! یہ فرمائیں' انتہاء پسندی اور دہشت گردی کا علاج آپ کس طرح کریں گے؟۔فرمایا......! ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ رشتہ عبدیت، اس کے رسول ﷺ کے ساتھ رشتہ محبت واطاعت، قرآن کی ابدی اور حتمی ہدایات کی طرف بنی نوع انسان کا تعلق اور فروغ تعلیم وشعور کا جذبہ لوگوں میں پیدا کر رہے ہیں یہ وہ قوت ہے جو کبھی انتہاء پسندی کی طرف جانے نہیں دیتی''۔

جناب حکیم محمد طارق محمود چغتائی صاحب حفظہ اللہ کی یہ باتیں سوفیصد درست ہیں کیونکہ محبت اور نفرت ایک جگہ اکٹھی نہیں ہوسکتیں۔ ان کے نزدیک روحانیت وتصوف وہ طرز عمل اور طریقہ تربیت ہے جو انسانیت سے محبت کے درس پر مبنی ہے۔یہاں آکر پتا چلا کہ موصوف گرامی ''اہل حدیث کے ذوق تصوف'' پر پوری تندہی سے کام کر رہے ہیں۔

مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے پڑپوتے سے ملاقات:۔ مرکز کے مہمان خانے میں مشہور عالم دین مولانا غلام رسول قلعوی رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی پڑپوتے (میرے ہم نام) حضرت مولانا حمید اللہ اعوان سدید حفظہ اللہ سے ملاقات ہوئی۔آپ بھی حضرت حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی صاحب کی خصوصی دعوت پر تشریف لائے تھے۔جناب مولانا حمید اللہ اعوان صاحب سے ٹیلی فونک رابطہ تو تھا لیکن ملاقات کا شرف حاصل نہ تھا۔لیکن آج انہیں سلام عرض کرنے اور کچھ گزارشات پیش کرنے کا موقع فراہم ہوگیا۔آپ اعلیٰ ظرف کے مالک متین شخصیت ہیں۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ اعوان صاحب کے جد امجد مولانا غلام رسول قلعوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات 1874ء الموافق 1291ھ) کے متعلق 528 صفحات پر ایک کتاب چھپی ہے۔ اس کے مصنف علامہ مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ ہیں۔ حضرت مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ کے ریاست بہاول پور کے عالم نبیل علامہ ابومحمد عبدالحق الہاشمی العمری رحمہ اللہ مہاجر مکی کے اکابر سے تعلقات استوار رہے۔ چنانچہ خاکسار نے بھٹی صاحب کے حکم پر یہ حالات مرتب کر کے بھیجے۔ ان حالات کو بیان کرنے کیلئے پورا ایک باب مختص کیا گیا ہے باب نمبر 24: ''مولانا غلام رسول رحمہ اللہ اور احمد پور شرقیہ کا ہاشمی خاندان''

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے پڑپوتے مولانا حمید اللہ اعوان سدید صاحب سے مجھے ملنے کی بہت دید تھی۔۔۔اور یہ تمنا حکیم صاحب کے مرکز روحانیت دامن میں جا کر بار آور ثابت ہوئی......!

اعوان صاحب سے میری ملاقات اور گفتگو جاری تھی کہ حکیم صاحب نے اپنی ایک زیر طبع کتاب کا مسودہ منگوایا جولیگل سائز کے کم از کم 2000 سے زائد صفحات پر مشتمل تھا۔ یہ انتہائی غیر معمولی مسودہ علماء اہل حدیث کی خدمت تصوف کے موضوع پر تھا۔

میں نے اور میرے واجب الاحترام بزرگ اعوان صاحب نے اس ضخیم مسودے کے جستہ جستہ مقامات دیکھے۔ مولانا عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا غلام رسول قلعوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر ذی وقار اسلاف کے حالاتِ زندگی، ملفوظات، افکار، ارشادات کا گنجینۂ آباد ہوتا نظر آیا...... بے شبہ اس کہکشاں کا ہر ستارہ رشد و ہدایت اور جہد و عمل کا استعارہ تھا۔ چراغ سے چراغ جلتا رہا......اور یوں اکناف عالم میں دینی تعلیم واقدار کے احیاء اور اقامت دین کی تحریکیں مسلسل جاری وساری ہیں اور رہیں گی۔ ان شاءاللہ۔

بآں گروہ کہ از ساغر وفا مستند سلام مابہ رسایند ہرکجا ہستند

اس نشست میں مجھے حضرت حکیم صاحب نے اور مولانا حمید اللہ اعوان سدید صاحب نے حکم دیا کہ آپ کتاب پر مقدمہ لکھیں میں نے عرض کیا: خاکسار ابھی طفل مکتب ہے۔ یہ مجوزہ کتاب تاریخ اہل حدیث کی نادر و نایاب شخصیات کی تبلیغی کاوشوں سے متعلق ہے۔ اس لیے یہ کام حضرت مولانا حمید اللہ اعوان صاحب کو ہی کرنا چاہیے۔

چنانچہ احمد پور شرقیہ لوٹنے کے بعد احمد پور شرقیہ سے برادر محمد ساجد صاحب، فیصل آباد سے پروفیسر رضوان الٰہی صاحب رابطے میں رہے......ان سب حضرات کا یہی کہنا تھا کہ ''اہل حدیث کے ذوق تصوف'' پر کچھ نہ کچھ ضرور لکھا جائے۔

اسی طرح قلعہ اسلام (ضلع گوجرانوالہ) سے مکرم مولانا حمید اللہ اعوان صاحب حفظہ اللہ (جن کا میرے دل میں بہت احترام ہے) نے مجھے تین مرتبہ فون کر کے کتاب کے متعلق لکھنے پر اصرار فرمایا۔ سچی بات یہ ہے کہ جس طرح بعض معاملات میں حضرت حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی صاحب کو انکار کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اسی طرح بقیۃ السلف مولانا حمید اللہ صاحب کی بزرگانہ شفقت کے آگے انکار پر اصرار کرنا میری مجال نہ تھی۔

چنانچہ یہ چند صفحات جو میں نے لکھے ہیں ان بزرگوں سے محبت والفت کے ثبوت کیلئے کافی ہیں مجھے تاریخ دانی کا کوئی زعم ہے نہ میرا مطالعہ حرف آخر ہے۔ میں نے صرف اتنی کوشش کی ہے کہ تصوف کے سلسلے میں علمائے اہل حدیث کے دعوتی نکات کو قرآن وحدیث کی روشنی میں پیش کروں۔ تاکہ ہماری نوجوان نسل اور دینی وتحریکی کارکنان علم تاریخ کے بحر بیکراں میں غوطہ زن ہو کر اپنے بزرگوں کی بے مثال جدوجہد سے واقف ہو کر حریت فکر کے اس ورثے کے امین بن سکیں بقول مودہ اقبال۔

یاد عہد رفتہ مری خاک کو اکسیر ہے میرا ماضی میرے استقبال کی تفسیر ہے

کتاب ذوق تصوف ایک خزینہ ہے:۔ میں سمجھتا ہوں ''اہل حدیث کا ذوق تصوف'' کی مختلف جہات ہیں اور ہر جہت الگ سے کام کی متقاضی ہے۔ یہ ایک خزینہ ہے، جسے نسل نو کو منتقل کر کے حضرت حکیم صاحب نے پوری ملت اسلامیہ پر احسان کیا ہے۔ زیر نظر کتاب

کے مؤلف موصوف کا شماران معدودے چند حضرات میں ہوتا ہے جنہیں اولیاء الرحمٰن اورصوفیان کرام سے خصوصی لگاؤ ہے۔آپ کے تلامذہ، متنسبین کی ایک طویل فہرست ہے جس میں ایک سے بڑھ کرایک گوہر کامل شامل ہے۔آپ زندہ دل اور زندگی سے بھر پور شخصیت ہیں۔قدیم اسلاف اولیاء اللہ کی نسبتوں کو عام کرنے کیلئے بڑی خاموشی اور پراثر انداز سے کام کررہے ہیں۔غیر ضروری بحثوں میں الجھاؤان کے مزاج کے منافی ہے۔آپ وفاداری بشرط استواری کی ایک عمدہ مثال ہیں۔جس کسی اہل علم سے رابطہ ہوا' تعلق قائم ہوااسے نبھانے اور مزید وسعت دینے میں کوشاں رہے۔

وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا　　شباب جس کا ہے بے داغ، ضرب ہے کاری
اگر ہو جنگ تو شیرانِ غالب سے بڑھ کر　　اگر ہو صلح تو رعنا غزالِ تاتاری

حضرت حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی حفظہ اللہ کے متعلق بہت سی باتیں مزید کہنے کو جی چاہتا ہے اگر طوالت کا ڈر نہ ہوتا تو میں ان کی فلاحی خدمات پر روشنی ڈالتا۔بشرط زندگی آئندہ کسی نشست میں مل بیٹھیں گے......اوراس موضوع پر بات کریں گے۔ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم صاحب کی خدمات کو قبولیت سے نوازے اور آپ کی تگ ودو سے اقوام عالم میں دین اسلام کی حقیقی تعلیمات کا چہرہ نکھر کر سامنے آئے۔آمین۔ یارب العالمین۔(حمید اللہ خان عزیز،ایڈیٹر: ماہنامہ مجلّہ تفہیم الاسلام،احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور:۱۳۔۰۷۔۰۱)

☆☆☆☆☆

تصوف ہے لذتِ آشنائی کا نام

(از: حافظ یوسف سراج، ریسرچ ڈیپارٹمنٹ پیغام ٹی وی، کالم نگار، روزنامہ ''نئی بات'')

انگریزی ادبیات میں ایک لفظ ہے Irony۔حفظ میں ہمارے ایک قاری صاحب ہوتے تھے۔انگریزی ادبیات کی یہ اصطلاح تو خیر وہ نہ جانتے تھے، البتہ اس اصطلاح کو برتنا خوب جانتے تھے۔کلاس میں جب انہیں کسی بڑے طالب علم کو سزا دینا ہوتی سب سے چھوٹے بچے کو اسے سمجھانے بھیج دیتے۔اب سب سے زیادہ عمر والے طالب علم کو ننھا سا بچہ سمجھا رہا تھا کہ وہ ٹھیک ہو جائے اور سبق ٹھیک یاد کیا کرے وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ اس ننھے ناصح کو خود وہ عقل نہیں ہوتی تھی جو وہ ایک سمجھدار اور عمر میں اپنے سے تین گنا طالب کو سکھا رہا ہوتا تھا۔اب یہ تو کوئی اس بڑے ''خطا کار'' سے پوچھے کہ اس پر کیا بیتتی ہوگی۔میرا خیال ہے اگر سامنے قاری صاحب موجود نہ ہوتے تو عین ممکن ہے وہ مغلوب الغضب اور مغلوب الغیرت ہو کر اس ننھے مصلح کو اٹھا کے دیوار سے دے مارتا۔یہ دراصل قاری صاحب کی دونوں سے Irony ہوتی تھی۔دراصل کسی شخص کو اس نام یا کام سے یاد کرنا جس کی اس میں صلاحیت ہی نہ ہو یہ Irony کہلاتا ہے۔میرا خیال ہے کہ تصوف کی کتاب پہ لکھنے کا مجھے حکم دیا جانا بھی کسی Irony سے کم نہیں۔بہر حال حکم صادر ہوا اور ظاہر ہے آپ اپنی زندگی میں کچھ مہربانوں کو کبھی انکار نہیں کر سکتے۔انسان بھی کس آسانی سے وعدہ کر لیتا اور کس مشکل سے پھر یہ اسے بھگتتا ہے اصرار پھر اتنا بڑھتا ہے کہ آپ کو اپنا دامن Irony کے تیروں کے سامنے تار تار ہونے کو پیش کر دینا ہی پڑتا ہے۔اب صورتحال یہ ہے کہ لال شہباز قلندر کے نام سے معروف ہونے والے عثمان مروندی رحمہ اللہ کی زبانی مجھے اپنا تماشا لگا دینا پڑ رہا ہے۔

بیا جاناں تماشا کن کہ در انبوہ جانبازاں　　بصد سامان رسوائی سرِ بازار می رقصم

''میرے محبوب! دیکھ لے کہ تیرے عشاق کے ہجوم میں یہ خاکسار بھی رسوائی کا تسلی بخش ساماں کیے محو رقص ہو گیا ہے''۔

تصوف اپنی خواہشات کو موم کر دینے کا نام: جہاں تک تصوف کی بات ہے تو تصوف میرے نزدیک لذت آشنائی کا نام ہے۔وہ عشق بلا خیز جو انسان کو دو عالم سے بیگانہ کر دے اور جو سینے میں پلتی سرکش خواہشوں کو اتنا موم کر دے کہ وہ برضا ورغبت محبوب کی چاہ میں ڈھلتی چلی جائیں۔تصوف یہ ہے کہ بندہ اپنی خواہشات اور آرزوؤں ہی کی نہیں بلکہ اپنی جان کی قیمت پر بھی محبوب کے اشارۂ ابرو کی لاج رکھنا سیکھ

لے اور پھر اسے بوجہ اپنی زندگی کا حاصل سمجھے۔ کبھی دو تصوفوں کی بات بھی ہوتی ہے۔ یعنی عربی تصوف اور عجمی تصوف، یہ بھی درست ہے کہ تمام اداروں کی طرح عصر حاضر میں تصوف پر بھی کٹھن وقت آیا ہے۔ اس حوالے سے ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ پہلے تصوف ہوتا تھا مگر اس کا نام نہ رکھا گیا تھا لیکن آج تصوف کا نام تو ہے مگر اس میں وہ حقیقی جان اور آن نہیں ملتی۔ بہر حال تصوف محبوب حقیقی کی لگن میں مگن ہو جانے کا نام ہے، محبوب سے یہاں ظاہر ہے حقیقی محبوب مراد ہے، اس سلسلے میں کچھ لوگ تو اتنے کھلے ڈلے نکلے کہ انہوں نے ایسے تصور جاناں ہی سے جان چھڑالی جو چھوٹی اگر چہ پھر بھی نہیں کہ اسے نہ ماننے میں بھی سو طرح کے ماننا آجاتا ہے۔ دراصل انسانی وجود کا ''ہارڈ ویئر'' ہی ایسا ہے کہ یہ محبوب کو ماننے کے ''سافٹ ویئر'' کے بغیر متوازن اور کارآمد رہ ہی نہیں سکتا۔ دراصل عہد الست میں محبوب سے جو گفتگو ہوئی اس کی لذت و کشش ہر آن محبّ کو محبوب کی تلاش وجستجو میں کھپائے رکھتی ہے۔ پھر اس راہ کے کچھ مسافران محبت وہ تھے جنہوں نے دو محبوب تخلیق کر لیے۔ ایک یزداں اور دوسرا اہرمن۔ یزداں بھلائیاں دینے والا اور اہرمن بھلائیاں سمیٹ لینے والا اور یہ دونوں ہی برابر طاقت کے پہلوان بتائے جاتے ہیں۔ اب مجھے یہ نہیں معلوم کہ جب دینے اور لینے کے مسئلہ پر جب اہرمن و یزداں دونوں ہی اکھاڑے میں اتر آتے ہوں گے تو جیتتا کون ہوگا۔ خیر یہ تو ناداں تھے جو دو پر قناعت کر گئے، کچھ نے تو خداؤں کو دھان کی پنیری میں بدل ڈالا، وہ خدا بوئے اور وہ الہٰ کاشت کئے کہ الامان والحفیظ! ایک ڈھونڈو، ہزار ملتے ہیں۔ مثلاً آپ اگر پڑوسی ملک کی سرحد پار کریں تو وہ آپ کو فخر سے یہ کہتے ہیں، اتنے کروڑ دیوی دیوتاؤں کی سرزمین پر خوش آمدید! خدا سازی کا فلسفہ یہاں بڑا سادہ ہے، جو ڈرائے وہ بھی خدا اور جو لبھائے وہ بھی خدا۔ ان سب خدا پرستوں اور خدا سازوں سے الگ کچھ لوگ وہ ہیں جو وحدت کے قائل ہیں۔ انہی لوگوں کو یہ کتاب قصہ کہتی ہے اور یہی چیز توحید کہلاتی ہے، اگر چہ خود توحید بھی بڑی پہلو دار کر لی گئی۔ اس توحید کا ایک رنگ یورپ کے فلسفیوں مثلاً والٹیر وغیرہ نے اپنایا۔ اس کے تحت وہ اس کائنات کا خدا تو مانتے ہیں مگر یہ نہیں مانتے کہ وہ رسول اور کتابیں بھی بھیجتا ہے۔ گویا یہاں آسانی مہیا کر لی گئی کہ خدا کو تو مانو مگر خدا کی نہ مانو۔ ایک توحید جو تثلیث و توحید کا یہ ایسا چکر ہے کہ آج تک خود ماننے والوں کی سمجھ میں نہ آسکا، اوروں کو تو خیر وہ کیا سمجھا سکتے۔ لگتا یہ ہے کہ انہی کے حق میں غالب کی دعا قبول ہوگئی ہے۔

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ　　　کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

ایک توحید وہ ہے جو الہامی کتابوں نے پیش کی اور آج جس کا جوہر، خلاصہ اور رفیع الشان ومظاہر آخری الہامی کتاب قرآن مجید پیش کرتا ہے۔ یہی وہ توحید ہے، آج مسلمان جسے مانتے ہیں، یہ بھی مگر طے ہے کہ عملی زندگی میں اسے ثابت کر دکھانا ہے بڑا مشکل۔ مادیت اور اعداد و شمار کے اس دور میں کتنا مشکل ہے کہ ایک طرف کروڑوں خدا اور دوسری طرف صرف ایک الہٰ۔ دھچکا سا لگتا ہے اور کئی دفعہ تو یہ دھچکا ایک خدا کے ماننے والوں کو بھی زیر وزبر کر دیتا ہے۔ یہ محض لکھنے کی حد تک نہیں بلکہ ملک کے طول وعرض میں دیکھنے کی بھی بات ہے۔ چنانچہ اعتقاداً ایک ماننے کے باوجود بھی عملاً ہمارے، بہت سے آستانے اور ٹھکانے وجود میں آگئے ہیں۔ جو دراصل کبھی توحید کی رہنمائی کیلئے وجود میں آئے تھے مگر ہماری کم ظرفی اور بے خبری ہے سنگ راہ کو منزل بنا چھوڑا۔ خیر یہ ایک الگ دردبھری کہانی ہے، بہر حال ایک کو جان جاناں اور محبوب ماننا ہی توحید ہے اور یہی دراصل انسانیت کی آزادی کی معراج ہے۔ اقبال کہتا ہے۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے

حقیقی تصوف کی کرشمہ سازیاں: بزرگوارم حکیم محمد طارق محمود چغتائی حفظہ اللہ جو ''عبقری'' نامی ماہنامے کے مدیر بھی ہیں کی یہ کتاب دراصل اسی ایک کو ایک ماننے کے نتائج بتاتی ہے۔ جب کوئی اسے اپنی زندگی میں اکیلا کر دکھاتا ہے تو پھر وہ ذات لاشریک انسان کو اپنی قدرت کے کیا کرشمے دکھاتی ہے، یہ کتاب اسی کی سرگزشت ہے۔ کس طرح وہ اپنے ماننے والوں کے لب گداز سے، چشم حیرت سے، ہاتھ غنا سے اور دل آسودگی سے بھر دیتا ہے۔ دیکھنے اور پڑھنے کی چیز ہے۔ ماننے اور محبت کرنے والوں کو کس طرح اسباب مہیا ہوتے، طوفانوں سے ان کی کشتی کس طرح بچ نکلتی اور پھر اس کی قربت کی طلب میں جسم وجاں پر کیا کیا قیامت ہو گزرتی اور پھر اس قیامت میں کیا لذت ہمکتی ہے، یہ

سب تصوف حقیقی کی ادنیٰ کرشمہ سازیاں ہیں۔ بہت سے اللہ والوں کا، بہت سی کتابوں سے یہاں تذکرہ اکٹھا کیا گیا ہے، جس سے وصل کی آسودہ حکایت اور ہجر کی صبر آزما شکایت آشکار ہوتی ہے۔ یہاں یہ بھی عرض کردوں کہ وصل یار کے طریقے صد ہزار ہوسکتے ہیں اور اس راہ کے ہر راہی کو الگ راستہ پیش آسکتا ہے۔ محبوب کی عنایت طالب کی طلب اور ظرف کے لحاظ سے مختلف ہوسکتی ہے پھر جو منزل تک پہنچادے ہر وہ راستہ معتبر اور محترم ہوتا ہے مگر اس معاملے میں آسان ترین، خوبصورت ترین اور محفوظ ترین راستہ وہی ہے جو فاران کی چوٹیوں سے دنیا کو مخاطب کرنے والے محمد عربی ﷺ نے محبوب حقیقی سے سیکھا اور پھر اپنے محبت وعنایت تمام انسانوں کو سکھا دیا۔

مؤلف اور کتاب کے حق میں دعا:۔ یہی اس کتاب کا طرۂ امتیاز بھی ہے۔ ہم محبوب سے محبت مانگتے ہیں اور محبوب کبریا کے نشانات قدم کے ذریعے سے مانگتے ہیں۔ گو جانتے ہیں قطعاً اس قابل نہیں، کسی غلاظت بھرے جوہڑ کی گندی مخلوق جتنی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔ اس کے باوجود مگر مانگتے ہیں اور پورے اعتماد سے مانگتے ہیں۔ اس اعتماد کی کچھ حیثیت ہے تو صرف یہی کہ اسی کے ہیں، کچھ فخر رکھتے ہیں تو یہ کہ اس کے محبوب سے نسبت رکھتے ہیں۔ باقی کچھ پلے نہیں۔ ویسے اگر یہی وہ مان لیا جائے تو پھر کچھ اور کی ضرورت بھی نہیں۔ اللہ اس کاوش کو انسانوں کی محبوب سے ملاقات اور مؤلف کی نجات کا ذریعہ بنادے۔ آمین۔

(حافظ یوسف سراج، ریسرچ ڈیپارٹمنٹ پیغام ٹی وی، کالم نگار، روزنامہ ''نئی بات'')

☆☆☆☆☆

اسلاف کے قرض کی ادائیگی

(از: حافظ محمد فہیم علوی حفظہ اللہ، مدیر ماہنامہ علم وآگہی)

تبصرہ نگار فاضل درس نظامی نے پنجاب یونیورسٹی سے اسلامیات اور اردو میں ماسٹرز کیا اور پاکستان کے معروف کثیر الاشاعت دینی جریدے ماہنامہ ''علم وآگہی'' کے ایڈیٹر ہیں۔

ذوق تصوف منفرد موضوع کا احاطہ:۔ ''علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' کا موضوع ایک مدت سے توجہ کا طلب گار تھا، تصوف پر بہت سے لوگوں نے اب تک بہت کچھ لکھا ہے۔ جس میں تاریخ تصوف، تعارف تصوف، تصوف کے ارکان کی تفصیل کے علاوہ اس کے حق میں اور اس کے خلاف بہت کچھ اہل قلم نے اپنا حصہ ڈالا ہے۔ یہ کتاب ایک منفرد موضوع کا احاطہ کرنے والی ایک منفرد تصنیف ہے جس میں ماضی قریب وبعید کے علمائے اہل حدیث کے تصوف کے رجحانات کا بہت تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے۔ اسلاف کا تذکرہ اس انداز میں کرنا کہ ایک خاص پہلو مدنظر رہے بہت تحقیق طلب کام ہے۔ اس طرح ایک طرف تو تاریخ مرتب ہو جاتی ہے جبکہ دوسری طرف احسان شناسی کے جذبات بھی دل میں موج زن نظر آتے ہیں۔ بالآخر دین ہم تک انہی کی محنت اور کوشش سے پہنچا ہے۔

مکاتب فکر میں ایک دوسرے کے اسلاف کی تعریف وتوصیف بلکہ تذکرہ تک میں یک گونہ بخل کا پہلو پایا جاتا ہے لیکن فاضل مصنف نے اپنی اس کاوش سے اس تاثر کو کم از کم اپنی ذات کی حد تک زائل کردیا ہے۔ کسی کی خوبی کا اعتراف کرنا بذات خود ایک بہت بڑی خوبی ہے۔

تصوف اپنے معروف معنوں میں جس طرح خلق میں جانا جاتا ہے اس طرح یقیناً معنوں میں نہیں ہے۔

بدلتے دنوں نے اس میں بہت سی خرافات کو داخل کردیا۔ علمائے اہل حدیث حتی المقدور اپنے عقیدہ وعمل کی بنیاد خالص قرآن وسنت کی تعلیمات پر رکھتے ہیں اس لئے تصوف کی طرف رجحان سے گریز ایک فطری بات تھی۔ علمائے اہل حدیث میں ہر اچھی چیز کو قبول کرنے کا داعیہ بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ لہٰذا جب تزکیۂ نفس کی بات چلے، تعلق مع اللہ کا ذکر ہو، اذکار مسنونہ پر پابندی اور استقامت کی فضیلت جب دل ودماغ میں جگہ پکڑے، دعا اور نماز یقین وایمان کو آسمان کی بلندیوں پر لے جائیں اور زندگی کے ہر شعبے میں تزکیۂ نفس کی دعوت کو عام کرنے کی بات

ہوتو علمائے اہل حدیث میں ایک طویل ناموں کی فہرست موجود ہے۔جنھوں نے مروجہ تصوف کوقرآن وسنت کی کسوٹی پر رکھ کرخلق خدا کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔اس رویے کوکچھ اپنوں نے بھی ناپسند کیا لیکن ان کی استقامت دیدنی تھی۔

علمی طور پر مقروض کردینے والی کتاب:۔ فاضل مصنف نے بہت تفصیل اور محبت کیساتھ ان رجحانات کا جائزہ لیا ہے اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ مصنف کی اس کاوش نے اہل حدیث کوعلمی طور پر مقروض کردیا ہے۔اب انتظار اس بات کا ہے کہ اہل علم میں سے کون اس قرض کوکب ادا کرتا ہے......؟ (حافظ محمد فہیم علوی، مدیر ماہنامہ ''علم وآگہی''، فیصل آباد)

☆☆☆☆☆

بہاولپور کے مفتی اعظم کا ذوق تصوف

(از: مولانا حافظ محمد عباس حفظہ اللہ تعالیٰ، خطیب جامع مسجد چبوترہ بازار، احمد پور شرقیہ)

مولانا حافظ محمد عباس حفظہ اللہ تعالیٰ خطیب جامع مسجد چبوترہ بازار احمد پور شرقیہ قدیم زمانے کی بھولی بسری تاریخ کوٹٹولتے بھی ہیں ذوق بھی رکھتے ہیں۔موصوف کا قلم اپنے اسلاف جو ریاست بہاولپور کے سب سے بڑے عالم اور مفتی شرعی تھے ان کے ذوق تصوف کوکچھ یوں نمایاں کررہا ہے۔

ریاست بہاولپور کے مفتی شرعی:۔ احمد پور شرقیہ بلکہ ریاست بہاولپور میں سب سے بڑے اہل حدیث علماء کرام میں سے مولانا محمد احمد صاحب رحمہ اللہ تھے وہ ریاست بہاولپور کے اس وقت مفتی شرعی تھے۔(یہ وہ دور تھا جب نواب صادق محمد خاں رابع جو کہ حضرت خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ کے ہم عصر بلکہ خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ نواب بہاولپور کے مرشد طریقت بھی تھے) مولانا محمد احمد صاحب رحمہ اللہ نواب صاحب کے محل میں صادق گڑھ پیلس کے اندر نماز بھی پڑھایا کرتے اور بخاری خواں بھی تھے۔بخاری خواں کا مطلب یہ ہے کہ نواب صاحب نے کچھ علماء مقرر کیے ہوئے تھے۔جو وہاں بخاری شریف جاکر پڑھایا کرتے تھے۔نواب صاحب کا یہ ذوق تھا کہ وہ بھی ان علماء کی مجالس میں بخاری شریف پڑھتے اور دعا کرنے کے بعد واپس آجاتے تھے۔مولانا محمد احمد صاحب رحمہ اللہ ان تمام علماء کے ہیڈ آف بخاری خواں تھے۔

مولانا بشیر احمد کا ذوق ثناء خوانی:۔ مولانا محمد احمد رحمہ اللہ کے بعد یہ منصب عظیمہ ان کے بیٹے مولانا بشیر احمد صاحب رحمہ اللہ کے ذمے آیا مولانا بشیر احمد صاحب کی یہ خوبی تھی کہ احمد پور شرقیہ سے جب پیدل ڈیرہ نواب تک جاتے تھے تو روزانہ راستے میں جاتے ہوئے ایک نعت کہہ لیتے تھے۔کاغذ اور قلم ان کی جیب میں ہوتا تھا جس کی وجہ سے وہ ایک نعت لکھ لیتے تھے۔اور یہ شوق ان کو اس لیے پیدا ہوا کہ جب انہوں نے شرکیہ قسم کی نعتیں سنیں تو دل میں شوق پیدا ہوا کہ کیوں نہ میں نبی پاک ﷺ کی شان میں ایسی نعتیں لکھوں جو قرآن وسنت کی روشنی میں ہوں تو پھر اس شوق کے ساتھ یہ نعت لکھ لیتے تھے۔جب واپس آتے اس نعت کا باذوق لوگوں سے تذکرہ کرتے۔آپ کے محلے میں آپ کے عقیدت مندوں کی ایک جماعت بنی ہوئی تھی یہ لوگ دیگر ثناء خواں حضرات کو بلاکر آپ کی یہ نعتیں یاد کرواتے پھر جمعہ کی رات کومسجد بڈھن خان والی میں محفل نعت منعقد کرتے تھے اور وہی نعتیں خوبصورت آواز میں سنائی جاتیں۔مولانا رحمہ اللہ گھر سے کوئی نہ کوئی شیرینی پکوا کر لے جاتے تھے محفل ثناء خوانی کے بعد دعا ہوتی اور دعا کے بعد وہ شیرینی وغیرہ تقسیم کی جاتی۔

آپ نے ایک بکری پال رکھی تھی صرف اس لیے کہ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے کیونکہ آپ ﷺ نے بکریاں چرائی تھیں۔ مولانا نماز عصر پڑھنے کے بعد اس بکری کو باہر لے جاتے تھے اس کو چرا پھرا کر واپس لے آتے تھے۔

مولانا بشیر احمد کی بیعت نقشبندیہ اور خلافت:۔ مولانا محمد احمد صاحب رحمہ اللہ بڑے محقق اہل حدیث تھے۔آپ کے بیٹے مولانا محمد

بشیر احمد صاحب رحمہ اللہ نے حضرت خواجہ مولانا شاہ فضل علی قریشی نقشبندی مسکین پوری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی سعادت حاصل کی کیونکہ وہ یہاں قبے والی مسجد میں اکثر تشریف لایا کرتے تھے مولانا بشیر احمد پر ان کی مجالس تصوف کا بہت اثر ہوا آپ ان کی قلبی کیفیات سے بہت ہی متاثر ہوئے بالآخر سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہو گئے۔ بیعت کیا ہوئے پھر آپ کے مرشد نے تکمیل اسباق نقشبندیہ کے بعد سلسلہ نقشبندیہ کی خلافت بھی عطا فرمائی۔ حضرت مولانا عبدالمالک صاحب صدیقی کی ہمشیرہ مولانا بشیر احمد صاحب کی زوجہ تھیں۔ اس طرح مولانا عبدالمالک صاحب اور مولانا بشیر احمد صاحب رشتے میں سالہ بہنوئی تھے۔ بعد میں مولانا عبدالمالک صدیقی رحمہ اللہ خانیوال تشریف لے گئے تھے۔

مولانا عبدالمالک پر نقشبندی مرشد کی مجالست کا اثر:۔ حضرت مولانا عبدالمالک صاحب بھی اہل حدیث تھے، ٹالیاں والی مسجد جو حضرات اہلحدیث کی قدیم مسجد ہے اس میں جا کر اذانیں بھی دیا کرتے تھے۔ اپنے بہنوئی کے شب روز کے مراقبےاور قلبی کیفیات کا آپ پر بہت ہی اثر ہونے لگا بالآخر جب کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا شاہ فضل علی قریشی رحمہ اللہ قبے والی مسجد میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ تو مولانا عبدالمالک صاحب نے اپنے بہنوئی مولانا بشیر احمد صاحب سے اپنی فرمائش کا اظہار کیا کہ مجھے بھی اپنے مرشد کی مجلس میں لے چلیں سنا ہے کہ بڑے اونچے پائے کے بزرگ ہیں۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ مولانا عبدالمالک رحمہ اللہ بھی اپنے بہنوئی کے ساتھ ان محافل میں حاضر ہونا شروع ہو گئے آپ کا رابطہ ان سے جڑتا چلا گیا نقشبندی اشغال، اسباق اور مراقبے کے ذریعے تربیت کا انداز آپ کو بہت ہی پسند آیا۔ اس طرح جب بھی وقتاً فوقتاً حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ یہاں تشریف لاتے تو مولانا عبدالمالک ان محافل میں بے ساختہ کھنچے چلے آتے مولانا عبدالمالک صاحب آمین بالجہر کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے آمین بالجہر میں زیادہ مبالغہ کیا تو بقول خود مولانا عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ وہ فرماتے تھے کہ مجھے حضرت نے فرمایا کہ عبدالمالک! آمین کہا کرو اذان نہ دیا کرو۔ حضرت مولانا خواجہ فضل علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہات اور صحبت کا ان پر بہت ہی اثر ہوا۔

موچی کی سازش اور خواجہ صاحب رحمہ اللہ کی کرامت:۔ نواب صاحب نے مولانا محمد احمد صاحب رحمہ اللہ کو ایک مرتبہ ریاست بدر کر دیا تھا۔ ریاست بدر کرنے کا واقعہ یہ ہے کہ احمد پور شرقیہ میں ایک موچی تھا اسکا نام مہتر اللہ ڈیوایا تھا یہ اپنے فن میں بڑا ماہر تھا۔ نواب صاحب کے جوتے وغیرہ اسی کے پاس ہی بنا کرتے تھے لیکن یہ اپنے مذہب میں بڑا غالی تھا اور اصحاب ثلاثہ پر تبرا کو اپنے ایمان کا حصہ سمجھتا تھا ایک مرتبہ اس مہتر اللہ ڈیوایا نے نواب صاحب کی جوتی سی کر اس کے چمڑے کے اندر اصحاب ثلاثہ کے نام لکھ کر لگا دیئے تھے۔ نواب صاحب جب اس کو پہنتے تھے تو سر چکراتا تھا طبیعت خراب ہو جاتی تھی۔ نواب دراصل موجی آدمی تھے ایک دن ان کو خیال آیا کہ اس جوتی کو اکھاڑ دو۔ جوتی کو اکھاڑا تو اصحاب ثلاثہ کے نام نکلے۔ چنانچہ نواب صاحب نے کہا کہ موچی کو پکڑو۔ موچی پکڑا گیا۔ موچی جب آیا تو اس نے ہاتھ جوڑے پاؤں پر گر پڑا اس نے کہا سائیں میں تو ان پڑھ آدمی ہوں، جاہل ہوں مجھے کیا پتہ؟ یہ آپ کے مولوی احمد صاحب جو ہیں انہوں نے مجھے ایک تعویذ دیا تھا اور کہا تھا کہ یہ خیر و برکت کا تعویذ ہے نواب صاحب کیلئے دے رہا ہوں۔ تو میں نے یہ تعویذ آپ کے شاہی چپل میں لگا دیا۔

موچی کی اس بات پر نواب صاحب نے بغیر تحقیق کئے غصے میں آ کر یہ آرڈر کر دیئے تھے کہ مولوی احمد کو میری ریاست سے نکال دو یعنی اس کو ریاست بدر کر دو۔ نواب صاحب نے ان کو سزا اس لیے نہیں دی کہ وہ علم اور علماء کے قدر دان تھے کہتے تھے کہ تم عالم ہو مولوی ہو میں اور تو کچھ نہیں کرتا لہٰذا ریاست سے چلے جاؤ۔ ان کو ریاست بدر کر دیا گیا۔ مولوی صاحب یہاں سے لودھراں چلے گئے لودھراں میں قیام کے دوران کبھی کبھی چھپ چھپا کر رات کو اپنے گھر آ جاتے اور گھر والوں کو مل کر پھر چلے جاتے تھے۔ اسی دوران حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ جو کہ پیر تھے نواب صاحب کے وہ نواب صاحب کے پاس تشریف لے آئے انہوں نے آ کر پوچھا کہ صادق!۔ نواب صاحب نے کہا جی حضور! خواجہ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ مولوی احمد کہاں ہے؟ ان کو بلاؤ، ہم وعظ سننا چاہتے ہیں۔ نواب صاحب اپنے مرشد کا بہت ہی

زیادہ ادب کرتے تھے اب وہ پریشان ہوئے کہ ان کو کہاں اور کیسے تلاش کیا جائے بہر حال تکمیل حکم مرشد کی خاطر انہوں نے فوراً فوجی دستہ بھیجا کہ انکو تلاش کرواوران کو لے آؤ۔ جب یہ دستہ ان کے گھر گیا تو وہ وہاں تو نہ ملے۔۔۔گھر والے مزید پریشان ہو گئے کہ پتہ نہیں شاید کوئی اور آفت آ گئی ہے یہ تمام باتیں ہم کو ہماری نانی اماں صاحبہ (جو کہ مولانا بشیر احمد رحمہ اللہ کی اہلیہ تھیں) بتاتی تھیں۔ چنانچہ لودھراں سے مولانا احمد صاحب رحمہ اللہ کو محل واپس بلایا گیا جیسے ہی یہ محل میں داخل ہوئے تو سامنے ہی خواجہ صاحب تشریف فرما تھے مولوی صاحب کو دیکھتے ہی فرمایا: صادق! یہ تیری ریاست کا بہت بڑا عالم دین ہے اس کی قدر کیا کر! حالانکہ ان کو پتہ نہیں تھا کہ نواب صاحب تو ان کو ریاست بدر کر چکے ہیں۔لہٰذا انتظامات شروع ہو گئے مسجد کی صفائی ہوئی مغرب کی نماز خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ،نواب صاحب اور تمام رعایا نے مولوی صاحب کے ہی پیچھے محل میں ادا کی۔اس کے بعد انہوں نے قرآن پاک کا درس دیا جو وعظ فرمایا خواجہ صاحب رحمہ اللہ اس میں شریک تھے۔اور اس وعظ سے بڑے متاثر ہوئے اس کے بعد نواب صاحب نے وہ ملک بدری کے آرڈر کینسل کر دیئے بعد میں جب تحقیق کی تو ثابت ہوا کہ مولانا محمد احمد صاحب کا کوئی قصور نہیں تھا اور یہ ساری سازش موچی کی ہے۔اس ہی کی بدمعاشی ہے۔اب یہ تفصیل مجھے اپنے بڑوں اور نانی صاحبہ سے معلوم نہ ہو سکی کے نواب صاحب نے اس موچی کے ساتھ بعد میں کیا کیا گیا۔اسی طرح حسب سابق معمولات چلتے رہے مولانا محمد احمد صاحب رحمہ اللہ اپنی تمام زندگی یہ شاہی خدمات انجام دیتے رہے ان کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد انکے فرزند مولانا بشیر احمد صاحب رحمہ اللہ والد کی جگہ مقرر ہوئے ان کو بھی بخاری شریف کا ہیڈ (نگران) بنا دیا گیا۔

بہاولپور تاریخ کے مفتی اعظم:۔ شہزادہ سعید رشید عباسی جو کہ نواب صاحب کے آخری بیٹے ہیں ان کو قرآن پاک مولانا بشیر احمد صاحب نے ہی پڑھایا ہے۔احمد پور شرقیہ بلکہ ریاست بہاولپور کی تاریخ میں سب سے بڑے جو اہل حدیث ہیں وہ مولانا محمد احمد صاحب رحمہ اللہ تھے۔ان کے بیٹے مولانا بشیر احمد صاحب تھے۔مولانا محمد بشیر احمد صاحب کے دو بیٹے تھے:ا۔حافظ محمد امین صاحب اور ان کے بڑے بھائی علامہ عبدالقدیر صمدانی صاحب وہ پہلے فوت ہو گئے تھے۔حافظ محمد امین صاحب فاضل ہائی سکول میں استاد رہے، وہاں سے ریٹائر ہوئے اور انہوں نے مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم پر حضرت مولانا ابوذر بخاری کے ساتھ مل کر ملتان میں اچھا خاصا کام کیا ہے۔

مولانا عبدالعزیز کا تعویذات سے شغف:۔ احمد پور شرقیہ میں علمائے اہل حدیث میں سے تعویذ دینے والے مولانا عبدالعزیز صاحب تھے کیونکہ ان کا زیادہ تر تعلق مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے ساتھ تھا۔اور غزنوی خاندان تعویذات کے قائل ہیں۔

امام اعظم کی ہمارے بڑوں میں تعظیم:۔ مولانا حافظ محمد امین صاحب یہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے پاس ایک کتاب تھی جو مولانا ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی نے لکھی تھی۔اسکا نام ''سیدی وابی'' تھا۔اس کتاب میں جو ایک جملہ تھا کہ ''ہماری جماعت کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بددعا کھا گئی ہے''۔

مولانا عبدالرزاق کا تعارف:۔ مولانا عبدالرزاق صاحب واضح مسلک اہل حدیث رکھنے کے باوجود باہمی رواداری اور پیغام خیر سگالی کے بڑے قائل تھے۔لوگوں کے ہاں آنا جانا تھا بعض اوقات ختم میں بھی چلے جاتے تھے۔بعض اوقات شیعہ کی مجلس میں جا کر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی شہادت پر بیان کر دیا۔بریلویوں کی مسجد میں جا کر اہل اللہ اور بزرگوں کی شان بیان کر دیں۔کیونکہ میرے ساتھ وہ ہائی سکول میں کولیگ بھی رہے ہیں۔

مولانا شرف الحق اعتدال پسند شخصیت:۔ مولانا شرف الحق صاحب مولانا عبدالعزیز صاحب کے نواسے تھے۔مولانا شرف الحق کے والد کا نام حافظ کریم بخش تھا۔مولانا شرف الحق معتدل مزاج تھے،اس لیے کہ وہ غزنوی حضرات کے پاس پڑھتے رہے تھے۔مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ ان کے استاد تھے اور یہ اعتدال اسی وجہ سے آپ کو بھی حاصل ہوا تھا۔مولانا عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ ان کی بہت دوستی اور گہرا تعلق تھا۔علمی گفتگو کے سلسلے میں اکثر یہ مولانا عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے پاس آتے جاتے تھے لیکن اس گفتگو میں بالکل بھی شدت نہیں

ہوتی تھی۔ آپ فرماتے تھے کہ مولانا عبداللہ رحمہ اللہ کی تحریر میں بھی غضب کا سحر تھا، پڑھنے والا پڑھتا ہی رہ جاتا تھا بعض اوقات ایسے ایسے مسائل جس میں میں الجھ جاتا تھا میں جا کر مولانا سے بات کرتا تھا تو مجھے مولانا کے جواب سے فوراً تشفی ہو جاتی تھی۔

حافظ کریم بخش صاحب کا تعارف:۔ حافظ کریم بخش صاحب بازار کے اندر تسبیح سونے کی مالا وغیرہ پرویا کرتے تھے۔ جس کو ہمارے علاقے میں پٹولی کہا جاتا تھا۔ ان کے بھائی رازق بخش تھے جو عباسیہ محلے میں رہتے تھے اور وہ والد تھے حافظ عبدالحفیظ وغیرہ کے۔

مدرسہ حمیدیہ کا تاریخی پس منظر:۔ مولانا عبدالعزیز صاحب جن کا تذکرہ میں نے پہلے کیا ہے وہ میرے پردادا تھے۔ ان کے دو بیٹے تھے: مولانا عبدالحمید صاحب اور مولانا محمد نذیر صاحب۔ مولانا محمد نذیر صاحب میرے دادا تھے اور یہ مولانا عبدالحمید صاحب ان کے چھوٹے بھائی تھے، انہوں نے تعلیم حاصل کرنے کے بعد کچھ عرصہ یہ کھٹیکاں والی مسجد میں بھی پڑھایا۔

شروع میں مولانا عبدالحمید صاحب ٹیچر تھے جب انھوں ٹیچنگ کو چھوڑ دیا تو اس کے بعد مدارس کے ذریعے فروغ دین کے جذبے کو اپناتے ہوئے اس طرف متوجہ ہوئے۔ مدارس کیلئے چندہ وغیرہ بھی کیا کرتے تھے آج جو احمد پور شرقیہ میں مدارس حمیدیہ کے نام چھ سات مدرسے چل رہے ہیں۔ یہ سب ان ہی کی کاوشوں کا نتیجہ ہیں۔

مولانا عبدالحمید صاحب معتدل مزاج اہل حدیث تھے۔ اوران کے اعتدالی مزاج کا کھلا ثبوت یہ ہے کہ ان کے جتنے بھی مدارس ہیں وہ سب حنفیوں کے پاس ہیں کوئی بھی اہل حدیث کے پاس نہیں۔ مولانا عبدالحمید کے بعد اب مدرسہ ان کے بھانجے، مولانا شرف الحق صاحب کے چھوٹے بھائی حافظ نورالحق جو کہ بہت مخلص اور متقی انسان ہیں مسلکاً اہل حدیث ہیں لیکن وہ بہت معتدل ہیں بلکہ انتہائی معتدل ہیں۔ اس وقت آپ ہی یہ مدارس چلا رہے ہیں۔

شرح جامی کا قلمی نسخہ:۔ میرے پردادا مولانا عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ کی لائبریری مثالی لائبریری تھی اس میں بہت نایاب قسم کی کتابیں تھیں۔ مولانا عبدالعزیز صاحب کے والد مولانا محمد احمد صاحب تھے اور مولانا محمد احمد صاحب کے والد مولانا محمد موسیٰ صاحب رحمہم اللہ تھے۔ مولانا محمد موسیٰ صاحب رحمہ اللہ نے قلمی ایک کتاب لکھی تھی ''شرح جامی'' اور وہ اپنے بیٹے کے لیے لکھی تھی کہ میرا بیٹا اس میں سے پڑھے گا۔ یہ قلمی کتاب میں نے نہیں دیکھی بلکہ میرے استاد حضرت مولانا عبداللہ صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ان کے کتب خانے میں شرح جامی کا یہ قلمی نسخہ دیکھا تھا۔ اب پتہ نہیں وہ ہے یا نہیں۔

مولانا خلیل احمد رحمہ اللہ کی خیر خواہی:۔ حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح نگار ''تذکرۃ الخلیل'' کے مصنف مولانا عاشق الٰہی صاحب ہیں۔ مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ بہاولپور میں جامع عباسیہ میں پڑھایا کرتے تھے غالباً وہ صدر مدرس تھے۔ اس دور میں ان کے مخالفین نے مولانا رحمہ اللہ کو قتل کرنے کی ایک سازش کی تھی۔ اس قتل کی سازش کا پتہ مولانا محمد احمد صاحب رحمہ اللہ کو چل گیا۔ مولانا محمد احمد صاحب نے سوچا کہ اب میں کسی طرح مولانا خلیل احمد سہارن پوری رحمہ اللہ کو اس سازش کی اطلاع کر دیتا ہوں تاکہ ان کی جان بچ جائے۔ تو وہ قینچی موڑ پر جا کر کھڑے ہو گئے عصر کے وقت وہاں ایک رتھ والا (مراد تانگہ نما سواری) جا رہا تھا۔ اُس رتھ بان کو بلایا اُس کو کہا کہ بھئی ایک کام ہے اگر وہ تم کر دو تو انشاء اللہ قیامت والے دن میں بھی اس بات کی گواہی دوں گا اور اللہ پاک تمہیں ضرور بخش دیں گے اس کام سے ایک بہت بڑے عالم دین کی جان بچ جائے گی۔ اُس رتھ بان نے کہا ٹھیک ہے مجھے بتائیں وہ کام کیا ہے۔ تو مولانا نے ایک کاغذ پر رقعہ لکھا اور سورۃ القصص کی آیت ۲۰ '' ان الملاء یاتمرون بك لیقتلوك فاخرج انّی لك من النّٰصحین'' لکھ کر رتھ بان کو دے دی۔ یہ آیت نبی پاک ﷺ کے بارے میں ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک گروہ آپ کو قتل کرنے کے درپے ہے میں آپ کا بڑا خیر خواہ ہوں آپ کیلئے بہتر ہے کہ آپ یہاں سے چلے جائیں۔ چنانچہ وہ رتھ بان رات کو اڑھائی یا تین بجے کے قریب مکان کو تلاش کرتا ہوا پہنچ گیا۔ اس نے جا کر یہ رقعہ مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کو دیا کہ یہ احمد پور شرقیہ کے مولوی محمد احمد صاحب رحمہ اللہ نے آپ کیلئے دیا ہے۔

جب آپ نے یہ رقعہ پڑھا۔تو پڑھتے ہی اپنا سامان جو کہ نہایت ہی مختصر تھا مثلاً چادر، لوٹا، تسبیح اور ضرورت کی چند ایک چیزیں لی اور ریلوے اسٹیشن پر پہنچ گئے۔ چار بجے سمہ سٹہ سے ایک ٹرین جاتی تھی امرتسر وہ ٹرین بہاولپور کے اسٹیشن پر رکی۔ یہ وہاں سے بیٹھے اور امرتسر چلے گئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی جان بچالی۔مولانا عاشق الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تذکرۃ الخلیل'' کے اندر یہ تذکرہ اس انداز سے کیا ہے کہ احمد پور شرقیہ کے ایک کتب فروش مولوی محمد احمد رحمہ اللہ نے مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کی جان بچالی۔

میرے استاد محترم مولانا عبداللہ صاحب رحمہ اللہ نے اس نوعیت کے ساتھ جب اس واقعے کو پڑھا تو بہت افسوس کا اظہار کیا اور مجھے فرمایا کہ صاحب کتاب پر مولانا محمد احمد صاحب رحمہ اللہ کی اصل نوعیت واضح نہ ہوسکی لہٰذا تم ایسا کرو کہ مولانا عاشق الٰہی صاحب کو ایک خط لکھو اور یہ وضاحت کرو کہ مولوی احمد صاحب رحمہ اللہ کتب فروش نہیں تھے بلکہ ریاست بہاولپور کے مفتی شرعی یعنی مفتی اعظم تھے۔آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح فرمالیں۔

اس وقت میں کہاں اتنے مسلکی اختلافات تھے یہ نواب صاحبان سارے جو ہیں یہ سب ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے۔حتیٰ کہ قاضی عظیم الدین صاحب جو بہاولپور جامع مسجد صادق کے علماء دیوبند میں سے بڑے عالم تھے وہ یہاں ڈیرہ نواب میں عید کی نماز پڑھانے آیا کرتے تھے۔قاضی عظیم الدین کے بعد یہ مسئلہ کھڑا ہوگیا کہ اب ڈیرہ نواب میں عید کی امامت کون کرائے گا۔تلاش شروع ہوئی تلاش کرتے کرتے اس وقت صلاح الدین وغیرہ کا ایک خاص آدمی تھا شوکت عبداللہ وہ ہر ایک کو بڑے عزت واحترام سے ملتا تھا اس نے مولانا محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ سے کہا کہ عید کی نماز آپ پڑھایا کریں تو شروع میں تو مولانا نے انکار کیا کہ میں باہر کا آدمی ہوں میں عیدین کے موقع پر اپنے گھر چلا جاتا ہوں۔لیکن اگر نواب صاحب کا حکم ہے تو پھر میں ضرور پڑھادوں گا کوئی حرج نہیں۔

تیر بہدف استخارہ: حافظ غلام سرور صاحب جو مسجد اقصیٰ اہلحدیث میں اذان دیا کرتے تھے۔ پیشے کے اعتبار سے نسوار بیچتے تھے۔ان کے ایک بھائی نور محمد تھے جو سلسلہ نقشبندیہ سے تعلق رکھتے تھے اور وہ درزیوں کا کام کرتے تھے۔مولانا حضرت عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی دکان میں حافظ نور محمد صاحب بیٹھتے تھے، حافظ صاحب کا استخارہ تیر بہدف تھا بڑے نیک آدمی تھے۔ان کے پاس استخارہ کروانے کیلئے لوگ بہت آتے تھے اور واقعی انکا استخارہ تیر بہدف تھا۔

نعش کا جنت البقیع منتقل ہوجانا:۔ مولانا بشیر احمد صاحب رحمہ اللہ نعت گوئی کے بہت بڑے شاعر تھے ان کو مدینہ شریف جانے کا شوق بھی تھا لیکن وہ جا نہیں سکے۔ جب ان کی وفات ہوئی ان کی وفات کے بعد ان کے ایک قریبی دوست تھے جو ان کی قبر پر گئے اور وہ مراقبہ کے بڑے ماہر تھے جب ان کی قبر پر انہوں نے مراقبہ کیا تو اس کے بعد انہیں پتہ چلا کہ ان کی قبر خالی ہے۔دوسری دفعہ کیا تو انہیں پتہ چلا کہ انہیں یہاں سے جنت البقیع میں شفٹ کر دیا گیا ہے۔(مولانا حافظ محمد عباس حفظہ اللہ تعالیٰ، خطیب جامع مسجد چبوترہ بازار، احمد پور شرقیہ)

☆☆☆☆☆

تصوف کی حقیقت، ظاہری وباطنی پاکیزگی

(از: مولانا فضیلۃ الشیخ ایوب حفظہ اللہ تعالیٰ، فاضل جامعہ محمدیہ، گوجرانوالہ)

تعارف: مولانا محمد ایوب صاحب دھرنگ ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔عصری تعلیم گاؤں کے سکول سے حاصل کی پھر قرآن وحدیث کے علم سے بہرہ مند ہونے کے لئے جامعہ رحمانیہ ضلع گوجرانوالہ میں داخل ہوئے اور وہاں شیخ الحدیث مولانا سید محمد اکرم گیلانی رحمہ اللہ سے چار سال تک علم حاصل کیا اور اس کے بعد جامعہ محمدیہ ضلع گوجرانوالہ میں زیر تعلیم رہے اور استاذ الاساتذہ حافظ عبدالمنان نورپوری رحمہ اللہ سے سند فراغت پائی۔اور اب

عرصہ چھ سال سے جامع مسجد عثمان غنی رضی اللہ عنہ اہلحدیث بیرون کھیالی گوجرانوالہ میں قرآن وحدیث کا نور عوام الناس میں پھیلا رہے ہیں۔(اللھم زد فزد)

تصوف سے ناآشناؤں پر نہایت افسوس......! نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد' برادر اکبر ماسٹر مختار احمد سلفی صاحب سے حکیم محمد طارق محمود صاحب حفظہ اللہ کے بارے میں غائبانہ تعارف ہوا۔ برادر اکبر اکثر حکیم صاحب حفظہ اللہ کے امت مسلمہ کے لئے تفکر اور امت کی بھلائی کیلئے کوششوں کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں اور اب حکیم صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کی حق اور علمائے حق کو اجاگر کرنے کے لئے محنت کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے تصور کرتا ہوں اور اہل علم اور اہل حق کو یہی بات اپیل کرتی ہے کہ بلالومۃ لائم حقیقت کو قبول کرلیا جائے۔حقیقت کیا ہے......وہ یہ ہے ہمارے پیرومرشد امام اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے تزکیے کیلئے تشریف لائے، قرآن بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہتا ہے کہ "کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم آیا تنا ویزکیکم" جب آپ ہمارے لیے ظاہری وباطنی طہارت کا سبق لیکر آئے،لفظ طہارت کہہ لیں یا تصوف کہہ لیں ایک ہی بات ہے۔طہارت کا معنی بھی پاکیزگی اور صفائی ہے،اسی طرح تصوف کا معنی بھی اپنی ظاہری وباطنی صفائی ہے۔مگر افسوس کہ اکثر جو اپنے آپ کو اہل علم سمجھتے ہیں وہ لفظ تصوف کے اصلی اور حقیقی معنی سے واقف نہ ہونے کی بناء پر بدکتے ہیں اس کی شاید ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس دور میں تصوف کی آڑ میں شرک وبدعت ریاکاری اور رہبانیت کو رواج دیا گیا اور اسی کو تصوف کا نام دے دیا گیا تو نہ سمجھنے والوں نے اسی کو تصوف کی شرائط سمجھ لیا اور گندگی سمجھ کر نفرت کرنے لگے۔جب کہ حقیقت یہ نہ تھی......!

"تصوف" تعلق باللہ کا ذریعہ:۔ تصوف عقیدے اور اعمال کی طہارت اور صفائی کا نام تھا،اعمال وافعال کی طہارت کا نام تھا،کردار کی صفائی کا نام تھا اسی بات کو سمجھانے کیلئے حکیم صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ نے سلف صالحین کی کتب سے ثابت کیا ہے کہ اصل اسلامی تصوف یہ تھا جس پر ہمارے سلف صالحین نے عمل کیا یعنی تعلق باللہ پیدا کیا اور لوگوں کو بھی یہی سبق دیا شریعت کی پابندی توحید وسنت کا پیروکار بننے اور بنانے کی تلقین کی۔ برادران اسلام! اسی عقیدہ توحید وسنت کی پیروکاری اور اپنی ظاہری وباطنی طہارت کو تصوف کہتے ہیں کیونکہ قرآن کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ شرک کرنے والا پلید ہے۔تو پتہ چلا قبروں پر چڑھاوے،قبروں والوں کو پکارنا،خلاف شریعت چلنا یہ پلیدگی ہے جب یہ کام نجس ہیں تو طہارت اور صفائی والے کام اس کے برعکس ہونگے اس لیے اب سمجھئے شرک غلاظت ہے توحید پاکیزگی ہے۔شیطان کی پیروی غلاظت ہے تو رحمان کی پیروی پاکیزگی ہے۔رسم ورواج پر چلنا غلاظت ہے ذلت ہے شریعت پر چلنا پاکیزگی ہے۔آئیے! برادران اسلام حقیقت کو جاننے کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ رب العالمین ہمیں حق پہچاننے کی اور حق پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔(خادم العلم والعلما ایوب، فاضل جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ، جامع مسجد عثمان غنیؓ اہلحدیث بیرون کھیالی: گوجرانوالہ)۔

☆☆☆☆☆

"ذوق تصوف" ایک بہترین اور نایاب کتاب

(از: مولانا محمد یونس کلیم حفظہ اللہ تعالیٰ،خطیب جامع مسجد اہل حدیث نوشہرہ سانسی روڈ گوجرانوالہ

حافظ محمد یونس کلیم صاحب موضع دھرنگ ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے،عصری تعلیم اپنے گاؤں کے سکول سے حاصل کی اور پھر دینی مدرسہ ریاض القرآن والحدیث مجاہد آباد رام گڑھ لاہور میں داخل ہوئے۔ پہلے حفظ قرآن سے مستفید ہوئے اور بعد میں درس نظامی کی تکمیل اسی مدرسہ سے کی پھر دین اسلام کی تبلیغ میں مصروف ہوگئے اس وقت جامع مسجد اہل حدیث نوشہرہ سانسی روڈ گوجرانوالہ میں خطیب ہیں۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد۔ بھائی مختار صاحب نے کتاب "علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف" پر تاثرات دینے کے لئے

کہا ہے تو عرض یہ ہے کہ علمائے اہلحدیث میں تصوف کی حقیقت کو واضح کرنے کیلئے یہ ایک بہترین کتاب ہے اور بہت ہی عمدہ موضوع پر لکھی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کو معجزات عطاء فرمائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیائے عظام رحمہم اللہ کو کرامات عطا فرمائیں۔

" ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم "اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والے متقی لوگ ہیں۔ تقویٰ، پرہیزگاری، تزکیہ نفس اور تصوف سب ایک ہی چیز کے مختلف نام ہیں، یہ بہت اچھا موضوع اور اس کی بہت ضرورت تھی، اللہ تعالیٰ سورۃ الشمس میں فرماتے ہیں" قد افلح من زکّٰھا وقدخاب من دسّٰھا " کامیاب ہوا وہ جس نے نفس پاک کیا اور ناکام ہوا وہ جس نے نفس کو خراب کرلیا۔ "کتاب علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف "اپنے موضوع کے اعتبار سے اس دور میں ایک نایاب کتاب ہے جس سے نئی نسل اپنے اسلاف کے عقائد و اعمال سے آگاہ ہوگی۔

(مولانا محمد یونس کلیم حفظہ اللہ تعالیٰ: خطیب جامع مسجد طٰہٰ اہلحدیث نوشہرہ سانسی روڈ گوجرانوالہ)

☆☆☆☆☆

دل کی درستگی تصوف کا حاصل

از: قاری محمد بلال تبسم، فاضل جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ

(خطیب جامع مسجد حاجی عبدالغنی، ٹاؤن الیاس کالونی گوجرانوالہ)

حافظ قاری محمد بلال صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ موضع گوناعور ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے، عصری تعلیم گاؤں کے سکول سے ہی حاصل کی اس کے بعد حصول دینی تعلیم کے شوق میں جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ میں داخل ہوئے اور وہیں سے سند فراغت حاصل کی اور اشاعت دین پر کمر بستہ ہوگئے اور اس وقت الیاس کالونی گوجرانوالہ کی جامع مسجد اہلحدیث میں خطابت فرما رہے ہیں۔

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم امابعد، اعوذباللہ من الشیطین الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم

تصوف سے مراد یہ ہے کہ انسان کے اعمال ظاہر کی طرح باطنی طور پر بھی پاکیزہ ہوں۔ انسان کے افعال، کردار اور اعمال کا ظاہر اور باطن ایک ہو، اس طرح شرعی حدود و قیود کے اندر رہتے ہوئے اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کرنے کا نام ہی تصوف ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " لا رھبانیۃ فی الاسلام "اسلام میں رہبانیت نہیں ہے لیکن کچھ لوگوں نے اسی رہبانیت کو اختیار کر کے تصوف کا نام دے دیا ہے جو کہ غلط ہے حالانکہ تصوف شریعت پر اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کا نام ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نجات کس چیز میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی زبان کو روک کر رکھ، اپنے گھر میں زیادہ وقت گزارا اور اپنے گناہوں کو یاد کر کے رویا کر۔ یعنی جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تصوف کا تصور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیا ہے وہی تصور علمائے اہل حدیث اور ہمارے اسلاف کا ہے۔ اب جو کوئی بھی اس منہج پر چلے گا اس کی زندگی بہتر سے بہتر بن سکتی ہے۔ اسی منہج پر اہلحدیث گامزن ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک رہیں گے و آخر دعونا۔

(قاری محمد بلال تبسم، فاضل جامعہ اسلامیہ گجرانوالہ، خطیب جامع مسجد حاجی عبدالغنی، ٹاؤن الیاس کالونی گوجرانوالہ)

☆☆☆☆☆

تصوف کی حقیقت ہماری تحقیقی نگاہ میں

(از: فضیلۃ الشیخ مولانا حکیم محمد اشرف آزاد، فاضل جامعہ سلفیہ، فیصل آباد)

تعارف: تبصرہ نگار جامعہ سلفیہ سے فارغ التحصیل ہیں، فیصل آباد کی معروف دینی وسماجی شخصیت ہیں، حکمت و جراحت اور درس وتدریس کے شعبے میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ موصوف حفظہ اللہ تعالیٰ جامعہ سلفیہ کے سابق ناظم بھی رہ چکے ہیں۔

لقب صوفیاء کی تحقیق:۔ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' تصوف اور صوفی کا لفظ 200ھ سے کچھ ہی پہلے مشہور ہوا امام قشیری رحمہ اللہ ''الرسالۃ القشیریۃ فی علم التصوف'' میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد جس لقب سے اس زمانہ کے افاضل یاد کیے جاتے تھے وہ ''صحابہ'' تھا کسی دوسرے لقب کی انہیں ضرورت ہی نہیں تھی کیونکہ صحابیت سے بہتر کوئی فضیلت نہ تھی جن بزرگوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی صحبت اختیار کی وہ اپنے زمانہ میں ''تابعین'' کہلائے اور تابعین کے فیض یافتہ حضرات اپنے زمانہ میں ''اتباع تابعین'' کے ممتاز لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔ اس کے بعد زمانہ کا رنگ بدلا اور لوگوں کے احوال ومراتب میں نمایاں فرق آنے لگا جن خوش بختوں کی توجہ دینی امور کی طرف زیادہ تھی ان کو ''زہاد'' اور ''عباد'' کے ناموں سے یاد کیا گیا۔ کچھ ہی عرصہ بعد بدعات کا ظہور ہونے لگا اور لوگوں میں افتراق وانتشار پھیل گیا اور ہر فریق نے اپنے زہد کا دعویٰ شروع کر دیا۔ زمانہ کا یہ رنگ دیکھ کر خواص اہل سنت نے جو اپنے قلوب کو یاد حق تعالیٰ سے غافل نہیں ہونے دیتے تھے اور جو اپنے نفوس کو خشیت الٰہی سے مغلوب رکھتے تھے ابنائے زمانہ سے علیحدگی اختیار کر لی اور ذکر وفکر میں مشغول رہے اسی زمانہ میں خلافت عباسیہ کے دور میں یونانی فلسفہ اور افلاطون کی کتابوں کے تراجم عربی زبان میں کیے گئے۔ یونانی ادب میں ایک لفظ ''شیوصوفیا'' استعمال ہوتا ہے اس کا معنی ''حق کا متلاشی'' حکمت الٰہی کا طالب'' ہے اس طرح یہ لفظ عربی ادب میں داخل ہوا اور کثرت استعمال کی بناء پر ان بزرگوں کو صوفیاء کے محترم لقب سے پکارا جانے لگا۔

صوفی قلب کو غیر اللہ سے پاک کرنے والا:۔ بلا شبہ تحصیل علم کے ساتھ ساتھ وصول الی الحق کیلئے کچھ وقت مخلوق سے کٹ کر ذکر و فکر میں صرف کرنا ضروری ہے جیسا کہ امام غزالی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''المنقذ من الضلال'' میں ''القول فی طریق الصوفیہ'' کے عنوان کے تحت فرماتے ہیں: ''ثم انی فرغت من هذا العلوم اقبلت بهمتی علی طریق الصوفیة وعلمت ان طریقتهم انما تتم بعلم وعمل و کان حاصل علمهم قطع عقبات النفس والتنزه عن اخلاقها المذمومة و صفا تها الخبیثة حتی یتوسل بها الی تخلیة القلب عن غیر الله تعالیٰ و تحشیه بذکر الله'' یعنی جب میں ان علوم سے فارغ ہوکر صوفیہ کے طریقہ کی طرف متوجہ ہوا تو مجھے معلوم ہوا کہ ان کا طریقہ علم وعمل سے تکمیل کو پہنچتا ہے ان کے علم کا حاصل نفس کی گھاٹیوں کا قطع کرنا اخلاق ذمیمہ اور صفات خبیثہ سے پاک اور منزہ ہونا ہے تاکہ اس کے ذریعہ قلب کو غیر اللہ سے خالی کیا جائے اور اس کو ذکر اللہ سے آراستہ کیا جائے۔ صوفیہ کی تعلیمات صرف تزکیۂ نفوس اور تصفیۂ اخلاق ہی کی حد تک محدود نہیں بلکہ یہ ''علم قرب'' بھی عطا کرتی ہیں۔ جس کے نتیجہ کے طور پر صوفی اپنی قومیت سے فنا ہوکر حق تعالیٰ کی قبولیت سے باقی ہوتا ہے۔ صوفی کے دل میں اللہ من حیث الباطن اور نظر میں اللہ من حیث الظاہر بس جاتا ہے اور اس کا علم وعمل من اللہ ہو جاتا ہے۔

تصوف کا پہلا سبق......اخلاق حسنہ کی تکمیل:۔ تصوف کا پہلا سبق یا پہلا قدم یہ ہوتا ہے کہ وہ کس طرح ہویٰ کے پنجہ سے نجات پائے یعنی اپنے ذاتی نفسی علم سے نکل کر اللہ کے علم میں داخل ہو، صوفی کی یہ تعلیم مرتبہ دین کی تعلیم ہے اس کا خلاصہ صرف دو لفظوں میں ادا کیا جا سکتا ہے۔ اللہ ہی ہمارے الٰہ ہیں یعنی وہی ہمارے معبود ہیں، مسجود ہیں، مقصود ہیں، ہمارے رب ہیں، مستعان ہیں، ہم اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور ان ہی سے تمام مرادات وحاجات میں مدد چاہتے ہیں'' ایاك نعبد وایاك نستعین'' عبادت واستعانت کے نقطہ نظر سے ہم

ماسوی اللہ سے کٹ جاتے ہیں اور فقر و ذلت یا بندگی کی نسبت اللہ ہی سے جوڑ لیتے ہیں۔حق تعالیٰ کی معبودیت اور ربوبیت پر یہ یقین انسان کو تمام صفات رذیلہ سے پاک اور تمام اوصاف حمیدہ سے آراستہ و پیراستہ کر دیتا ہے۔اس کا قلب کفر و شرک و نفاق و بدعت و فسق و فجور سے پاک ہو جاتا ہے اور ایمان و توحید، صدق و حسنہ سے مزین تصوف ابتداً اسی تطہیر قلب کا نام ہے۔اسی تطہیر قلب کو صوفیائے کرام حسن خلق یا اخلاق کریمہ کے الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں۔

صوفیاء......قرب الٰہی کے حاملین:۔جب مرتبہ دین میں ہم کو یہ علم عطا ہوتا ہے کہ اللہ ہی ہمارے الہٰ ہیں ان ہی کی عبادت کرنی چاہیے اور ان ہی سے اعانت طلب کرنی چاہیے تو اکثر دلوں میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے بلکہ ناگزیر طور پر پیدا ہوتا ہے کہ اللہ جن کی ہم عبادت کرتے ہیں اور جن سے یقین و افتقار کی نسبت جوڑتے ہیں کہاں ہیں؟ تصوف دراصل اسی سوال کا جواب قرآن و سنت کی روشنی میں دیتا ہے اور اسی کو علم قرب بھی کہتے ہیں۔تصوف دراصل علم قرب ہی ہے۔اور صوفی جو علم قرب سے واقف ہوتا ہے ذات خلق سے ذات حق کے قرب و اقربیت، احاطت اور معیت، اولیت اور آخریت، ظاہریت اور باطنیت کے راز کو جانتا ہے اور نہ صرف جانتا ہے بلکہ اس کو اللہ کا ادراک فی الانفس بھی حاصل ہوتا ہے اور اب اس کا نفس ہی فانی ہو جاتا ہے اور اسی لیے ہم اس کو مقرب کہہ سکتے ہیں۔سورۃ الواقعہ میں تین جماعتوں کا ذکر کیا گیا ہے اصحاب الیمین، اصحاب الشمال اور مقربین۔علم کے لحاظ سے دو جماعتیں قرار دی گئی ہیں اور ذات کے لحاظ سے ایک۔علم یا تو ہدایتی علم ہوگا یا اضلالی۔جو لوگ علم ہدایتی کے پیروکار ہیں وہ علم اللہ ہے جو دین میں ملتا ہے وہ اصحاب الیمین ہیں "فسلام لك" کے مختصر جملہ میں ان کے انجام و عاقبت کی خبر دی گئی ہے اور جو علم اضلالی کے متبع ہیں وہ علم نفسی ہے جس کو ہویٰ سے تعبیر کیا گیا ہے جس کی اتباع کا انجام ہلاکت و ضلالت بتایا گیا ہے جو اصحاب الشمال ہیں''فنزل من حميم وتصلية جحيم'' کے مختصر الفاظ سے ان کے انجام کو ظاہر کیا گیا ہے۔

اب ذات کے اعتبار سے ایک ہی جماعت ہو سکتی ہے اور وہ مقربین کی جماعت ہے یہ لوگ نہ صرف اللہ کا علم رکھتے ہیں بلکہ اللہ کو بھی اپنے ساتھ رکھتے ہیں، ان پر سر معیت کھل گیا ہے۔وہ اللہ کو اپنے سے قریب و اقرب پاتے ہیں، اپنا ظاہر و باطن پاتے ہیں، اول و آخر پاتے ہیں محیط پاتے ہیں اور ساتھ دیکھتے ہیں روح و ریحان و جنت نعیم سے ان کو بشارت دی گئی ہے۔اسی بات کو دوسرے الفاظ میں یوں سمجھو کائنات من حیث کل کو پیش نظر رکھ کر تم حقیقت کا اظہار اس طرح کر سکتے ہو، خالق و مخلوق، معیت خالق با مخلوق جو لوگ خالق کو اللہ جانتے اور مانتے ہیں اسی کی عبادت کرتے ہیں اور اپنی مانگ کا تعلق اسی سے رکھتے اور" اياك نعبد واياك نستعين "پر قولاً عملاً ثابت ہیں اور اس صراط مستقیم کے رہرو ہیں وہ اصحاب الیمین ہیں اور ان کیلئے دنیا و آخرت میں سلامتی ہے۔ان کے ساتھ موت کے بعد مغفرت اور جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔جو لوگ مخلوق کو الہٰ جانتے ہیں اور مانتے ہیں اپنی احتیاجات و مرادات کو مخلوق ہی سے وابستہ سمجھتے ہیں اور انہی کے آگے اپنا ہاتھ پھیلاتے ہیں اور ان ہی کے آگے اپنی ذلت اور فقر، عبادت و استقامت کا اظہار کرتے ہیں وہ''اصحاب الشمال ہیں ضالین اور مغضوبین'' ہیں یہ ہالکین کا طبقہ ہے۔

جو لوگ نہ صرف خالق ہی کو الہٰ جانتے ہیں اور مانتے ہیں بلکہ خالق اور مخلوق کے ربط و معیت کا علم بھی رکھتے ہیں، راز معیت اور سر وحدت سے باخبر ہیں وہی مقربین ہیں انکے لئے روح و ریحان کا وعدہ ہے اور یہ مقربین کو صرف رویت حق ہی سے مل سکتی ہے اور یہ مقربین بعد موت ہی جنت قرب میں داخل ہو جاتے ہیں۔

صوفیاء توحید کے حاملین:۔صوفی (مقرب) کتاب و سنت کے بتلانے سے اپنے فقر سے واقف ہو جاتا ہے وہ جاننے لگتا ہے کہ ملک و حکومت، افعال و صفات و وجود اصالۃً حق تعالیٰ ہی کے لئے ہے اور یہ ان تمام اعتبارات کے لحاظ سے''فقیر'' ہے۔'' يايها الناس انتم الفقراء الى الله ''اس لیے وہ جان لیتا ہے کہ حق تعالیٰ ہی''حی'' ہیں ظاہراً و باطناً'' هو الحی القيوم ''وہی علیم و قدیر ہیں ظاہراً و باطناً وہی''سمیع و بصیر'' ہیں ظاہراً و باطناً وہی السمیع البصیر ہیں۔

مقابلہ کریں حدیث قرب فرائض سے اپنے فقر کے امتیاز سے اسے خود بخود اپنی امانت کا امتیاز حاصل ہو جاتا ہے اور وہ جاننے لگتا ہے کہ

اس میں وجود انا، صفات وافعال، مالکیت اور حاکمیت من حیث الامانۃ پائے جاتے ہیں۔لہٰذا صوفی حق تعالیٰ ہی کے وجود سے موجود ہوتا ہے ان ہی کی حیات سے زندہ ہوتا ہے ان ہی کے علم سے جانتا ہے ان ہی کی قدرت وارادے سے قدرت وارادہ رکھتا ہے۔ان ہی کی سماعت سے سنتا، بصارت سے دیکھتا، اور کلام سے بولتا ہے۔حدیث قرب نوافل گویا اس کے متعلق صحیح ہوجاتی ہے جس میں تصریح کی گئی ہے۔'' کنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به ویده الذی یبطش بها ورجله الذی یمشی بها '' (رواہ البخاری)

اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ صوفی کا کان آنکھ، ناک، ہاتھ، پاؤں حق کے ہوجاتے ہیں، حق تعالیٰ کیلئے ہماری چیزیں نہیں اور حق کی چیزیں ہمارے لیے اصالۃً نہیں اگر ہم خلق کی چیزیں حق تعالیٰ کیلئے ثابت کریں تو کفر لازم آتا ہے اور اگر حق تعالیٰ کی چیزیں خلق کیلئے ثابت کریں تو شرک لازم آتا ہے اور اگر حق تعالیٰ کی چیزیں حق تعالیٰ ہی کے لئے ثابت کریں تو توحید حاصل ہوتی ہے۔

اس کے باوجود حق تعالیٰ کی چیزیں خارج میں ہمارے لیے ثابت ہیں اور اب سوال یہ ہے کہ اعتبارات ذوات خلق سے کس طرح متعلق ہوئے اور ان میں تحدید کس طرح پیدا ہوئی کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ کے یہ تمام اعتبارات ہم میں ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ حق تعالیٰ کے لئے کامل ومطلق وقدیم ہے اور ہمارے لیے ناقص ومقید وحادث ہے ذات حق بالذات موجود ہے، قائم بالذات ہے، اپنے وجود میں کسی کی محتاج نہیں، اور حیات وعلم، ارادہ وقدرت، سماعت وبصارت وکلام جملہ صفات وجودی سے موصوف ہے، اس کے برخلاف ذوات اشیاء فی نفسہ شان عدلیت رکھتی ہے کیونکہ ان میں وجود ذاتی نہیں اور یہ اپنی اصل وماہیت کے اعتبار سے صور علمی ہیں اس لیے بالغیر ثبوت علمی یا وجود ذہنی رکھتی ہیں۔وجود ذاتی نہ ہونے کا نام عدم ہے۔عدم اضافی عدم حقیقی نہیں اور پھر ان کی ذوات عدلیہ ہیں نہ صفت حیات ہے نہ علم، نہ ارادہ، نہ قدرت، نہ سماعت، نہ بصارت نہ کلام، بلکہ یہ ذوات عدلیہ جملہ صفات عدلی سے متصف ہیں۔مثلاً آپ اپنی ہی ذات کو لے کر غور کریں یہ ایک صورت علم الٰہی ہے بالذات نہیں، بالغیر موجود ہے۔یعنی خارجاً معدوم ہے اور علماً ثابت ہے یہ ذوات معدوم زندہ نہیں کیونکہ اس میں حیات نہیں تو اس کی صفت موت ہوئی جو ضد ہے حیات کی اس میں علم نہیں تو اس کی اصلی صفت جہل ہوئی اس طرح وہ مجبور ومضطر ہے یعنی جملہ صفات عدلی سے متصف ہے۔اب جو ذات وجود وصفات وجود یہ سے عاری ہو وہ فعل کا مصدر کیسے بن سکتی ہے اور فعل اس کا ذاتی کب بن سکتا ہے۔ البتہ اس میں قابلیات امکانیہ وفعلیہ کا تصور کیا جاسکتا ہے۔جن کو کسبیات بھی کہا جاتا ہے یہی اس کی ذاتیات ہیں، جو ذات وجود وصفات و افعال سے محروم ہو، جو محض ثابت فی العلم ہو اس کے آثار کا ترتب بھی ناممکن ہے۔یہ ہے ذات حق اور ذات خلق کا فرق ذوات خلق خارجاً مخلوق ہیں اور داخلاً معلوم ہیں، غیر ذات حق ہیں اس ذات حق کی تنزیہ مستحق ہوگئی اور سبحان اللہ حاصل ہوا اس تنزیہ کی تحقیق کے بعد ہمارا حق تعالیٰ سے جو تعلق قائم ہوا اس کو بھی اچھی طرح ذہن نشین کرلینا چاہیے۔حق تعالیٰ ہمارے مولیٰ ہیں اور ہم اس کے عبد، وہ حاکم ہیں ہم محکوم، وہ رب ہیں ہم مربوب، وہ مالک ہیں ہم مملوک، وہ الہ ہیں ہم مالوہ ہیں، وہ عالم ہیں اور ہم معلوم ہیں، وہ خالق ہیں ہم مخلوق ہیں۔اس لیے یہ کسی طرح ممکن نہیں کہ ذات حق کی خلق ہوجائے اور ذات خلق کی حق بن جائے۔

فتوحات مکیہ کا اقتباس: ۔فتوحات مکیہ میں شیخ ابن عربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:'' انه لیس للعبد فی العبودیة نهایة حتیٰ یصل الیها ثم یرجع ربا کما انه لیس للرب حد ینتهی الیه ثم یعود عبدا فالرب رب بلانهایة والعبد عبد بلانهایة '' یعنی عبد کے واسطے عبودیت میں کوئی نہایت نہیں ہے کہ جس پر پہنچ کر وہ رب ہوجائے اور جیسے کہ رب کے لئے کوئی حد نہیں کہ وہ ختم ہوجائے اور وہ عبد بن جائے اس لیے رب رب ہے بغیر نہایت اور عبد عبد ہے بلانہایت۔اب عرفان نفس کیلئے ہمیں قرآن پاک کی رہنمائی کافی ہے کائنات کی ساری چیزوں کی علاوہ '' شے '' کا اطلاق ہماری ذات پر بھی ہوتا ہے اب اشیاء کی تخلیق کے وقت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔'' واذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون '' جن شے کا حق تعالیٰ ارادہ فرماتے ہیں اسے کہتے ہیں ہوجا پس وہ ہوجاتی ہے۔

ظاہر ہے خطاب '' شے '' سے ہورہا ہے امر کن کی مخاطب '' شے '' ہے اب یہاں دو احتمال ہیں یا تو '' شے '' خارج میں موجود ہے یا معدوم

پہلی صورت میں امر کن کا خطاب تحصیل حاصل ہے۔ موجود شے کا موجود ہو جانا بے معنی ہے دوسری صورت میں اگر ''شے'' معدوم محض ہے تو ہر خطاب باطل ہوگا۔ معدوم مخاطب کیسے ہو سکتی ہے لہٰذا ناگزیر ہے کہ جس شے کو ارادہ الٰہی خارجاً و ظاہراً موجود کرنا چاہتا ہے جو امر کن کی مخاطب ہے علماً تو ثابت ہو با وجود ذہنی یا علمی اور خارجاً معدوم ہو بوجود عینی اشیاء کی اسی عدمیت خارجی پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے۔

'' وقد خلقتك من قبل ولم تك شيئا '' قبل از خلق تو کوئی شے نہ تھا یعنی معدوم تھا وجود خارجی نہ رکھتا تھا میں نے تجھے خلق کیا۔

گویا صور علمیہ کی ذات مقوم یا معروض کے اعراض ہیں اب سوال؟ یہ پیدا ہوتا ہے کہ اور دقیق اور اہم سوال ہے کہ ذوات اشیاء جو معلومات حق ہیں صور علمیہ حق ہیں۔ جو از قبیل اعراض ہیں بالغیر علماً ثابت ہیں وجود اور اعتبارات وجود کے کس طرح حامل ہو گئے؟۔

کن فیکون کا راز کیا ہے؟۔ کیا سر تخلیق کا انکشاف ممکن ہے۔

اسی راز کو پانے کے لئے انسان ہمیشہ سے سرگرداں رہا ہے اور یونانی کتب کے ترجمہ کے بعد 200ھ سے ذرا پہلے اور دوسری صدی ہجری مکمل ہونے کے بعد عالم اسلام میں یہ بحث کہ صفات عین حق ہیں یا غیر حق، قرآن پاک صفت خدا ہے یا مخلوق اور معیت حق اور معیت خالق بہ مخلوق کیا ہے اور اللہ کا محیط ہونا اور استوی علی العرش ان تمام مسائل کا حل عقل سے تلاش کیا جانے لگا۔ ظاہر ہے عقل یہ کام نہیں کر سکتی لہٰذا بہت سے لوگ جس کی عقل میں ذات وصفات اور محیط و معیت حق کا مسئلہ نہ سما سکا وہ ان تمام آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ کے انکاری ہو گئے اور حکومت وقت (عباسی خلفاء) کے ساتھ مل کر عالم اسلام میں ایک فتنۂ عظیم پیدا کرنے کا موجب بنے اور اس گروہ زندقہ کا علمی مقابلہ کرنے کیلئے علماء حق میدان میں اترے کسی نے جیلیں کاٹیں، کسی نے کوڑے کھائے کسی کی جائیدادیں ضبط ہوئیں اور آخر کار حق کی فتح ہوئی اس سارے فتنہ وفساد کا موجب معتزلہ ہے لیکن سیاسی طور پر مغلوب ہونے کے باوجود انکے عقائد ونظریات ختم نہ ہو سکے۔

زہاد صوفیاء:۔ دوسری طرف صوفیاء میں اس لیے زہاد پیدا ہوئے جنھوں نے '' شے'' کو غیر ذات حق نہیں بلکہ عین ذات حق قرار دیا۔ حق ہی حق ہے، غیر حق ذاتاً و وجوداً معدوم ہے باعتبار شئے ہمہ اوست صحیح عقیدہ مان لیا گیا ذات شی اور غیرت شئ کی نفی کا لازمی نتیجہ اباحت وزندقہ تھا۔ اتباع شریعت کی اب کوئی ضرورت نہ رہی شریعت وطریقت کا تضاد اول مرتبہ پیش کیا گیا۔ اور اس طرح شریعت کا جوا نکال پھینکنے کی کوشش کا آغاز ہوا، شریعت کو ناقصین کا شعار قرار دیا گیا، کاملین کو اسکی اتباع کی ضرورت نہیں بتائی گئی۔ حق تعالیٰ کے سواء غیر کا تصور تک ناممکن اب حق تعالیٰ آمر ہیں نہ کہ مامور، غیریت کے ماننے تک تو ضرور شریعت کی ضرورت ہے، جب غیریت کا ارتفاع ہو گیا اور حق ہی حق رہا تو اب شریعت کی پابندی کیسی ہے؟ جمال کا اتباع عورتوں کا کام ہے جلال کا اتباع مردوں کا شریعت کا علم تو سفینہ ہے لیکن علم طریقت علم سینہ ہے جو سینہ بسینہ چلا آ رہا ہے راز پوشیدہ ہے سر مکنون ہے اور اس نظریہ کو صوفیہ میں پذیرائی ہوئی اور اب حالت یہ ہے کہ برصغیر پاک وہند میں ہزاروں نہ لاکھوں ایسے طریقت خانے موجود ہیں جہاں شریعت نام کی کوئی چیز نہیں اور ولایت دن رات تقسیم کی جا رہی ہے لیکن ان تمام حالات کے باوجود ان دونوں انتہاؤں کے ساتھ ساتھ اہلسنت کا ایک گروہ بھی موجود رہا جنھوں نے اپنے ہر قول وفعل وعمل کی روشنی قرآن وسنت سے حاصل کی اللہ کو اللہ اور مخلوق کو مخلوق مانا البتہ اس سر مکنون کو پالنے کیلئے سب سرگرداں رہے اس کے لئے مجاہدے، مراقبے اور اشغال اختیار کیے گئے اور حصول مقصود سے قبل بہت سے کمالات لوگوں سے مشاہدہ میں آئے اور ان مشاہدات کو کرامات اولیاء کے نام سے شہرت ملی۔

تصوف میں یہ مقصود نہیں......!:۔ خواص نے تو اپنے سفر کو جاری رکھا لیکن لاتعداد سالکین نے کمالات کو جو محض توابع ہیں اور حصول مقصود کے ساتھ ساتھ خود بخود پیدا ہوتے ہیں اصل مقصود قرار دے لیا۔ لذات واحوال، کشف، کوفی، تصرفات وکرامات، وجد وحال، رویائے صادقہ، وغیرہ سالک کی غایت قرار پائے اور ان کو تقویٰ کی علامت خاص خیال کیا جانے لگا ان کمالات کے حصول کیلئے غیر مسنون مشقوں اور شغلوں کی ابتداء ہوئی۔ ہندو یوگیوں اور سنیاسیوں تک سے بھی اشغال وغیرہ سیکھنے میں دریغ نہیں کیا گیا اور اس طرح بندی مرسام اور یونانی تخیلات ونظریات کا ایک معجون مرکب پیدا ہوا جو اسلامی تصوف کے نام سے مشہور ہوا جس کا مقصود صاحب تصوف وکرامات ہونا تھا اور بس اور

اس فوق البشر قوت وطاقت کی خواہش کا حاصل اپنے نفس کو مخلوق کی نظر میں برتر بنانے اور ان کے قلوب کو مسخر کرنے کے سوا اور کیا ہوسکتا تھا اور حقیقی تصوف اسلامی تو انسان کا ہوی اور نفس کے پنجے سے نجات حاصل کرنا اور یافت وشہود حق قائم کرنا، خلق سے فانی ہوکر حق سے بقا پانا سکھاتا ہے۔ بھلا ان اوراد واشغال اور کرامات وتصرفات کو اصل اسلامی تصوف سے کیا نسبت!

تصوف تسخیر نفس نہ کہ تسخیر کائنات:۔ ایک مرتبہ سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ نے دوران درس کا واقعہ سنایا کہ ہمارے مدرسہ غزنویہ لاہور میں سالانہ چھٹیاں ہونے کو تھیں کہ ایک استاد محترم کی الماری کے تالے کی چابی گم ہوگئی بہت پریشان ہوئے سامان اور کپڑے الماری میں تھے کہ اتنے میں مدرسہ کا ایک طالب علم آیا اور اس نے کہا استاد محترم میں تالا کھول دوں؟ فرمایا چابی گم ہوگئی ہے کیسے کھولو گے؟ طالب علم نے کچھ پڑھا اور تالے کی طرف اشارہ کیا تالا ٹوٹ کر زمین پر جا گرا عجب کرامت پورے مدرسہ میں شہرت ہوئی اور یہ خبر حضرت عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ تک بھی پہنچ گئی آپ نے اس لڑکے کو بلا کر پوچھا (فارسی میں) چہ مے خواندی؟۔ کیا پڑھا تھا۔ گفت (حزب البحر مے خواندم) کہا میں نے حزب البحر پڑھی تھی (حیرا) کیسے۔

گفت (اللھم سخرلی ھذا البحر کما سخرت البحر لموسیٰ[۴])

اے اللہ! اسے میرے لیے یوں مسخر کردے جس طرح تو نے سمندر کو موسیٰ علیہ السلام کیلئے کیا تھا، یہ سن کر سید صاحب رحمہ اللہ جوش میں آ گئے اور طالب علم سے فرمایا: ازخدا خدائی مے خواہی؟ خدا سے خدائی مانگتا ہے۔ توبہ کن و بندگی مے خواہ۔ توبہ کر اور عاجزی مانگ۔

کیا خوب فرمایا شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے " والفقرلی وصف ذات لازم ابداً کما الغنیٰ ابداً وصف لہٗ ذاتی " فقر (عاجزی) میری ذاتی اور لازمی وصف ہے جیسا کہ بے نیازی اسکی ذاتی اور ابدی صفت ہے، عبدیت وعاجزی ہی تصوف کا مقصود ہے اور انسان کیلئے ایسا مقام ہے جس سے بلند کوئی مقام نہیں۔ حضرت علامہ اقبال رحمہ اللہ، شاعر مشرق، حکیم الوقت کے شعر پر یہ گزارشات ختم کی جاتی ہیں۔

متاع بے بہا ہے دردو سوز آرزو مندی　　　مقام بندگی دے کر نہ لو شان خداوندی

(حکیم محمد اشرف آزاد فاضل جامعہ سلفیہ، فیصل آباد)

☆☆☆☆☆

تصوف صفتِ احسان کی کوشش کا نام

(از: حضرت حکیم حافظ مولانا محمد آصف صاحب،
مدرس مدرسہ بدرالھدیٰ واہنڈو، ضلع گوجرانوالہ)

تعارف:۔ حافظ مولانا محمد آصف صاحب واہنڈو ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے اور عصری تعلیم اپنے قصبے واہنڈو سے ہی حاصل کی اس کے بعد حفظ قرآن کی غرض سے موضع دھرنگ کی مسجد اہلحدیث میں داخلہ لیا اور قرآن کریم کے مقدس نور سے اپنے سینے کو منور کیا حفظ القرآن کے بعد جامع بدرالھدیٰ واہنڈو ضلع گوجرانوالہ میں درس نظامی میں داخلہ لیا اور جامعہ سے بہترین پوزیشن کے ساتھ درس نظامی کی سند حاصل کی۔ پھر 2009ء میں حکمت کا کورس کیا۔ اب آپ جامع الھدیٰ واہنڈو میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور اس کے ساتھ حکمت کی پریکٹس بھی کر رہے ہیں۔

تصوف حصول صفت احسان کا نام:۔ تصوف کو سمجھنے کیلئے ہمیں حدیث جبریل علیہ السلام میں لفظ ''احسان'' کو دیکھنا ہوگا۔ جبریل علیہ السلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم احسان کیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبادت اس

یقین کے ساتھ کرنا کہ بندہ اپنے اللہ کو دیکھ رہا ہے اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم یہ تصور تو ہو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے دیکھ رہے ہیں، اور تصوف کی بھی یہی حقیقت ہے سلف صالحین نے اپنے اعمال اسی تصور کے ساتھ ادا کئے ہیں۔ اور ہمیں بھی اس کی مشق کرنی چاہئے، کیونکہ قرآن وحدیث کے مطابق اپنے اعمال کا تزکیہ کرنے کا نام ہی تصوف ہے۔ احسان کی تعریف یہی ہے کہ آپ کے اعمال ظاہری اور باطنی طور پر ایک جیسے ہونے چاہئیں۔ مثلاً نماز، روزہ کا جس طرح ظاہر خوبصورت ہو اسی طرح باطن بھی ان کا پاکیزہ بنایا جائے۔

تصوف حصول اخلاص کا ذریعہ:۔ کچھ لوگوں نے رہبانیت کو تصوف کہنا شروع کر دیا ہے جو کہ غلط ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو زندگی کو ترک نہیں کیا، بلکہ دین ودنیا کو ساتھ چلایا ہے۔ اس دائرہ کار کے اندر رہتے ہوئے تقویٰ، احسان یا تصوف اختیار کرنا درست ہے کیونکہ ان سے عبادات میں اخلاص آجاتا ہے۔ والسلام (حافظ محمد آصف مدرس مدرسہ بدر الھدیٰ واہنڈو، ضلع گوجرانوالہ)

☆☆☆☆☆

تصوف اور روحانی عملیات ہر عالم کی ضرورت

(از: فضیلۃ الشیخ مولانا حکیم سید عبداللہ گیلانی حفظہ اللہ، خطیب جامعہ مسجد قدس قذافی پارک مرید کے، ضلع شیخوپورہ)

تعارف: مولانا حکیم سید محمد عبداللہ گیلانی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ 1964ء کو موضع دھرنگ ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے، عصری تعلیم اپنے گاؤں سے ہی حاصل کی آپ کے والد مولانا حکیم سید بارک اللہ شاہ صاحب رحمہ اللہ علاقہ بھر میں سب سے بڑے عالم دین تھے۔ عصری تعلیم حاصل کرنے کے بعد پہلے جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ اور پھر مجاہد آباد رام گڑھ لاہور میں داخل ہو کر درس نظامی کی تکمیل حاصل کی۔ پھر موضع ننگل ساہداں میں سکول ٹیچر کے فرائض سرانجام دینے لگے اور اس کے ساتھ ہی طب یونانی میں حکمت کی سند بھی حاصل کر لی۔ اس وقت جامع مسجد قدس اہل حدیث قذافی پارک مرید کے میں خطابت بھی فرما رہے ہیں اور ساتھ ہی مطب بھی چلا رہے ہیں۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں پاکیزگی حاصل کرنے کیلئے جو اعمال کئے جائیں وہ تصوف ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وظائف بتائے ہیں اگر اس سے ہٹ کر ہم کوئی اور تصور تلاش کریں تو وہ تصور درست نہیں ہے تصوف صوفیانہ طرز عمل کو کہتے ہیں۔ قرآن وحدیث کے مطابق وظائف کئے جائیں اور دم کرنے میں بھی کوئی قباحت نہیں ہے۔ ہر آدمی کو اور خاص طور پر علماء کو یہ اعمال کرنے چاہئیں۔

اس دور میں جتنی بھی پریشانیاں ہیں مثلاً جنات اور جادو وغیرہ تو یہ اعمال نہ کرنے کی وجہ سے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ اذکار جو صبح وشام کے ہیں وہ نہ کرنے کیوجہ سے لوگ پریشان ہیں جب لوگ یہ اعمال کرتے تھے تو اس وقت لوگ ان پریشانیوں سے محفوظ تھے۔

میرے دو آزمودہ وظائف:۔ دراصل یہ مادہ پرستی کا دور ہے، جب مادہ پرستی عام ہو جائے تو روحانی قوتیں کمزور ہو جاتی ہیں، آج کے دور میں اعمال کی کمی صرف اسی وجہ سے ہے اعمال نہ کرنے کی وجہ سے روحانی قوتیں کمزور ہو گئی ہیں اور دنیا وآخرت کی کامیابی کیلئے اعمال ضروری ہیں۔ ہمارے ہاں ایک چوہدری عبدالرؤف ہیں میرا درس قرآن پورا سال ہی چلتا رہتا ہے ایک دفعہ میں نے بتایا کہ دنیا جہان کے مسائل " لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم " پڑھنے سے حل ہو جاتے ہیں۔ چوہدری عبدالرؤف نے اس پر عمل شروع کر دیا، تقریباً ایک سال بعد درس دیتے ہوئے میں نے یہی عمل پھر بتایا تو چوہدری عبدالرؤف نے کہا کہ ایک سال پہلے بھی آپ نے یہی وظیفہ بتایا تھا اس وقت سے میں اس پر عمل کر رہا ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے 9 لاکھ کا نفع دیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس عمل کی برکت ہے۔

میرے پاس تو جو بھی آئے جو بھی مسئلہ لے کر آئے میں اسے " حسبی اللہ لاالہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم " پڑھنے کیلئے کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے مسائل حل فرماتے ہیں۔

حضرت لاہوری رحمہ اللہ اور رزق حلال کی اہمیت:۔ حضرت مولانا محمد صدیق صاحب کوٹ پیناں (نارنگ منڈی) کے رہنے والے تھے اور یہ مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ سے بیعت تھے ان کے ساتھ وظائف پر بات ہوئی تو فرمانے لگے کہ میں ایک دفعہ مولانا لاہوری رحمہ اللہ کیلئے چاول بطور تحفہ لے کر خدمت میں حاضر ہوا تو فرمانے لگے صدیق یہ تو نے خود کاشت کیے تھے میں نے کہا نہیں میرے مقتدیوں نے میری خدمت کی اور میں نے آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ کہنے لگے یہ تکلف نہیں کرنا چاہئے تھا، میں بات سمجھ گیا۔

اگلے سال میں نے اپنے مقتدیوں سے ایک بیگھہ زمین لے کر خود کاشت کی اور دھان کی فصل کاٹ کر چاول بنائے اور دوبارہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے دوبارہ پوچھا محمد صدیق یہ چاول تو نے خود کاشت کئے تھے تو میں نے عرض کیا جی حضرت میں نے خود کاشت کئے اس پر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے یہ کام درست ہے۔ لہٰذا میرا خیال یہ ہے کہ ہر عالم دین کو اعمال بھی کرنے چاہئیں اور رزق حلال کا خاص خیال رکھنا چاہئے کیونکہ اسی سے برکتیں آتی ہیں۔

(سید محمد عبداللہ بن مولانا سید بارک اللہ شاہ صاحب رحمہ اللہ، خطیب جامعہ مسجد قدس قذافی پارک مرید کے، ضلع شیخوپورہ)

☆☆☆☆☆

کتاب ذوق تصوف ہر شخص کی ضرورت

(از: مولانا محمد اسد اللہ منیر حفظہ اللہ تعالیٰ، فاضل جامعہ سلفیہ)

تبصرہ نگار معروف دینی درس گاہ جامعہ سلفیہ سے فارغ التحصیل ہیں اور الفرمان گرائمر سکول فیصل آباد میں مدیر التعلیم کی ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں۔

تصوف میں میانہ روی کا سبق:۔ دین اسلام، دوسرے تحریف شدہ ادیان کے مقابلے میں فطرت انسانی کے قریب تر ہے۔ اسلام نے حضرت انسان کو خدا تعالیٰ کی بندگی کا فریضہ سونپنے کے ساتھ ساتھ معاشرتی زندگی میں ذمہ داریاں نبھانے کا پابند کیا ہے۔ اسلام نے جہاں مادہ پرستی سے روکا ہے وہاں رہبانیت کی بھی نفی کی ہے۔ غرض یہ کہ اسلام نے ہر معاملہ میں میانہ روی اپنانے کا حکم دیا ہے اور افراط وتفریط کا شکار ہونے سے منع کیا ہے۔ ہمارے معاشرے کی قابل افسوس بات یہ کہ ہم بڑی ہی آسانی سے تمام معاملات میں افراط وتفریط کا شکار ہو جاتے ہیں، تصوف کا معاملہ بھی کچھ اسی طرح کا ہے۔

تصوف میں تفریط کے شکار لوگ:۔ اسلام نے روحانیت کا سبق دیا ہے اور روحانی طور پر اعلیٰ مراتب حاصل کرنے کیلئے ذکر ودعا اور عبادت کا تحفہ انسانیت کو دیا ہے۔ فرائض کے علاوہ نوافل کی بھرپور حوصلہ افزائی کی گئی ہے، ہندوؤں اور عیسائیوں کے رہبانیت کے نظام سے متاثر ہو کر مسلمانوں کے ایک گروہ نے روحانیت اور تصوف کے اسلامی نظام میں من گھڑت چیزیں، بدعات اور خرافات کو شامل کر لیا، جس کے سبب تصوف کا نظام بدعات، خرافات اور من گھڑت واقعات کا مجموعہ بن گیا۔ جبکہ دوسری طرف ردعمل کے طور پر ایک دوسرے گروہ نے توحید وسنت کا علم بلند کرنے کے نام پر تصوف میں شامل خرافات کا رد کرنے کی بجائے پورے نظام کو ہی رد کر دیا۔ جس کی بناء پر یہ گروہ تفریط کا شکار ہوا اور ذکر ودعا اور عبادت کی تاثیر سے محروم ہو گیا۔

تصوف ایمان میں تازگی کا سبب:۔ مؤلف نے ''علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' کے نام سے جو کاوش کی ہے وہ قابل قدر ہے، علماء اہلحدیث کی روحانیت پر مبنی زندگی کے واقعات پڑھ کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔

ماضی کی طرح بے شک آج بھی اہل ایمان اور علما اہل حدیث موجود ہیں، جو روحانیت اور تصوف کے جائز حد تک قائل ہیں۔ ایسے لوگ سرمایہ اہلحدیث ہیں، ضرورت اس امر کی ہے کہ روحانیت کے سلسلہ میں پیش قدمی کی جائے اور مادہ پرستی کے دور میں مسائل میں الجھی ہوئی

قوم کے روحانی مسائل کا مداویٰ اسلامی روحانی نظام کے مطابق کیا جائے نہ کہ یہ میدان شرک وبدعات کے پھیلنے کیلئے خالی کر دیا جائے۔ ذکر اور دعا کی تاثیر پر ذاتی زندگی کا ایک تجربہ قارئین کی نذر کر رہا ہوں۔

قبولیت دعا کا آنکھوں دیکھا حال:۔ میں چھوٹا مانانوالہ سے ملحق آبادی 80 مربع میں رہائش پذیر ہوں اور الفرمان گرائمر سکول کے نام سے سکول چلا رہا ہوں۔ مالی مشکلات درپیش ہونے کے سبب سکول کا آغاز ایک چھوٹی سی بلڈنگ میں کیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ سکول نے ترقی کی اور جگہ کم پڑ گئی، اور کشادہ ماحول والی بلڈنگ کی تلاش شروع ہوگئی۔ تلاش وبسیار اور جستجو کے باوجود پوری آبادی میں کرایہ پر مناسب بلڈنگ دستیاب نہ تھی۔ چند ایک مکان سکول کیلئے موزوں تھے مگر مالکان کا بلڈنگ کو کرایہ پر دینے کیلئے رضا مند ہونا محال تھا کیونکہ وہ خود اس میں رہائش پذیر تھے۔ مانانوالہ کے ہی رہائشی ابوانس شہید کے بھائی حافظ عبدالخالق صاحب جو کہ جماعۃ الدعوۃ کے مسئول ہیں ان کی زوجہ محترمہ نے ہماری ہی آبادی میں 80 مربع میں عورتوں کا مدرسہ بنایا ہوا ہے۔

2013ء کے سالانہ امتحان کے رزلٹ کی تقریب میں محترمہ باجی صاحبہ کو مدعو کیا گیا اور تقریب کے آخر میں سکول کے لئے مناسب جگہ کے انتظام کے لئے دعا کا کہا گیا۔ محترمہ باجی صاحبہ نے خلوص کے ساتھ دعا کی تو جو معاملہ مہینوں سے لٹکا ہوا تھا، چند دن بعد حل ہوگیا اور سکول کو ایک شاندار بلڈنگ مناسب کرایہ پر دستیاب ہوگئی۔ اس بلڈنگ کے متعلق کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ یہ بلڈنگ سکول کو مل جائے گی۔

محترمہ باجی صاحبہ مکہ مکرمہ گئی تھیں تو بیت اللہ پر پہلی نظر پڑتے ہی انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ یا اللہ میری دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازنا۔ اس مقبول دعا کے نتیجے میں باجی صاحبہ کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے محترمہ باجی صاحبہ کو صحت وعافیت اور امن وایمان والی لمبی زندگی عطاء فرمائے اور ان سے اپنے دین کا کام لیتا رہے، آمین۔

حصول روحانیت کیلئے کمربستہ ہوجائیں:۔ قارئین سے التماس ہے کہ وہ اپنے اندر روحانیت کو بیدار کرنے کیلئے کمربستہ ہوجائیں کیونکہ قرآن وہی ہے۔ اس کی تاثیر بھی وہی ہے علاوہ ازیں دعائیں، اذکار اور عبادات اپنی بھرپور تاثیر کے ساتھ موجود ہیں، ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے روحانی درجے کو بلند سے بلندتر کرنے کی کوشش میں مصروف ہوجائیں۔

روحانیت کے اس سفر میں مؤلف کی کاوش بہترین محرک کا کام دے سکتی ہے قارئین اس کے مطالعہ سے بھرپور استفادہ کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو (آمین)

(محمد اسد اللہ منیر: فاضل جامعہ سلفیہ)

☆☆☆☆☆

روحانیت اور تصوف چھوڑ دینے کا نقصان

(از: محترم رضوان علی بن مقصود علی، ایم فل علوم اسلامیہ)

تبصرہ نگار فاضل درس نظامی ہیں، ایم فل معروف یونیورسٹی سے کیا اور آج کل درس وتدریس کے شعبے سے منسلک ہیں۔

انسان جسم اور روح کا مرکب:۔ " ان الحمدلله والصلوٰة والسلام علی من لانبی بعده اعوذ بالله من الشيطان الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم، ان ناشئة الليل هي اشد وطأواقوم قيلا " (المزمل:٦)

بلاشبہ رات کو اٹھنا (نفس کو) خوب کنٹرول کرتا ہے اور بات کو خوب درست کرنے والا ہے (راست گوئی پیدا کرتا ہے)

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو انسانوں کی رہنمائی کیلئے جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے انبیاء ورسل پر نازل کیا گیا۔

اس حقیقت سے ہر کوئی واقف ہے کہ انسان دو چیزوں، بدن اور روح سے مرکب ہے، تولا محالہ اسلام بنی نوع انسان کے بدن اور روح ہر دو کی مناسب نشو ونما، درستگی اور حفاظت کا سامان کرتا ہے، اسلام نے جہاں چوری، قتل، زنا اور تہمت و بہتان بازی کی سزائیں مقرر کر کے انسانوں کے جان و مال کو محفوظ کرنے کے اقدامات کیئے، اس کے ساتھ ساتھ انسانیت کے روحانی دشمن ''شیاطین'' کے حملوں سے بچنے اور نفس امارہ پر قابو پانے کیلئے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اذکار و وظائف کی کثرت اور ان پر ہیشگی و دوام کی بار بار تلقین کی ہے اور درحقیقت یہی اصل تصوف اور روحانیت ہے کہ انسان بدن کی نشو ونما کیساتھ ساتھ اپنی روح کے نشو ونما کے لئے بھی محنت و کوشش کرے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام اللیل پر ہیشگی کرنا اور امت کو اس کی ترغیب دلانا درحقیقت روحانیت ہی کا درس ہے۔

روحانیت اور تزکیۂ ایک زندہ حقیقت:۔ معزز قارئین! روحانیت، تزکیۂ نفس اور تطہیر قلب ایسی حقیقت ہیں جن کو ایک لمحہ کیلئے بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ بقول دل پاک نہیں تو پاک ہوسکتا نہیں انسان ورنہ ابلیس کو بھی آتے تھے وضو کے فرائض بہت

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ جب تک روحانیت اور تصوف علماء کی توجہ اور التفات کا مرکز رہا اس وقت تک امت راہ راست پر رہی، لیکن! جب حقیقی علماء اور انبیاء کرام و محدثین عظام کے ورثاء نے اس پر توجہ کم کر دی تو یہ جوگیوں، نام نہاد عاملوں، چلہ کشوں اور شعبدہ بازوں کے گھناؤنے اور دجل و فریب پر مبنی کاروبار کی نذر ہوگیا۔ انہوں نے اس عظیم میدان میں بلا شرکت غیرے ڈیرے ڈالے اور اس کو دھوکہ دہی کے ذریعے بھاری بھرکم نذرانے ہتھیانے کا ذریعہ بنالیا۔

ذوق سلیم کی نشاۃ ثانیہ کا ذریعہ:۔ محترم مؤلف کی یہ کتاب علمائے حق میں اس ذوق سلیم کی نشاۃ ثانیہ کے لئے ایک خوبصورت سعی ہے۔ بلاشبہ یہ کتاب ''علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف'' قابل التفات اور اہل علم کی پوری پوری توجہ حاصل کرنے کی حقدار ہے۔

حقیقی تصوف کی علمبردار کتاب:۔ اس کتاب کی دیگر خصوصیات کے ساتھ ساتھ ایک انتہائی اہم اور قابل ذکر خصوصیت یہ ہے کہ مؤلف حفظہ اللہ نے اس کتاب میں سلفی منہج کے حامل اکابرین کی روحانیت اور حقیقی تصوف پر لکھی گئی کتب کی عکس بندی کر کے ان کو اس ضخیم کتاب کا حصہ بنایا اور ان میں سے اکثر وہ کتب ہیں جو عرصہ دراز سے مفقود یا غیر مطبوع چلی آرہی ہیں۔ تقریباً دو ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل یہ عظیم و ضخیم کتاب، بلا مبالغہ ایک اہم کاوش، علمائے صالحین کی خدمت اور روحانیت وتصوف کے موضوع پر ایک اہم مصدر و مرجع کی حیثیت کی حامل ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس کاوش کو قبول فرمائیں اور ان کی حسن نیت پر ان کو سعادت دارین سے نوازیں۔ آمین۔

(رضوان علی بن مقصود علی: ایم فل علوم اسلامیہ، سبجیکٹ اسپیشلسٹ اسلامیات)

☆☆☆☆☆

ذوق تصوف کا اظہار......قابل ستائش کاوش

(از: مولانا محمد اویس قرنی حفظہ اللہ تعالیٰ، فاضل جامعہ سلفیہ، فیصل آباد)

تبصرہ نگار جامعہ سلفیہ سے فارغ التحصیل ہیں، ایم فل جی، سی یونیورسٹی فیصل آباد سے کیا اور آج کل درس و تدریس کی ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں۔

'' الحمدلله والصلوة والسلام علی رسول الله باسمه تعالیٰ امابعد'' یہ کتاب جس کا عنوان ''علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' ہے اس کے مؤلف حکیم محمد طارق محمود چغتائی حفظہ اللہ ہیں علمائے اہل حدیث کے بارے میں مؤلف کی کاوش قابل ستائش ہے اللہ تعالیٰ نیتوں اور مقاصد کو خوب جاننے والا ہے۔

اسلوب کتاب کی تحسین:۔ کتاب کے جس حصے کو میں نے ملاحظہ کیا ہے اس میں انہوں نے اہل حدیث کے اکابرین مثلاً شاہ ولی اللہ

دہلوی رحمہ اللہ اور ان کے خاندان کے مزید بزرگوں کا تعارف ان کے اعمال اور اس طرح شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ صوفی عبداللہ رحمہ اللہ اور غزنوی خاندان کے علماء کا تذکرہ اور ان کی سوانح حیات ان کے ذکر و اعمال اور ان کی کرامات کا تذکرہ بڑے اچھے انداز میں کیا ہے۔ الفاظ کا استعمال سادہ ہے اور مناسب جملوں اور پیراگرافوں سے مؤلف نے اس کتاب کو مزین کیا ہے اللہ رب العزت حکیم صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اگر چہ کرامات جن کا مؤلف نے تذکرہ کیا ہے ہمارے لیے حجت یا دلیل نہیں بن سکتیں لیکن ان بزرگوں کی ولایت پر دلیل ضرور ہیں۔

آج لوگوں نے تصوف فقط ترک دنیا اور مختلف قسم کے چلے کاٹنے اور ایک مخصوص طرز فکر کو اپنا کر اسکی دعوت دینا ہی سمجھ لیا ہے جبکہ حقیقت میں تصوف تزکیہ نفس، زہد و ورع، تقویٰ اور دین کی مکمل پیروی کا نام ہے۔

زہد و تقویٰ ہم سب کی ضرورت:۔ ہمارے اسلاف زہد و ورع اور تقویٰ کے اعتبار سے ہم سے بہت آگے تھے آج ان کا عمل اور کردار ہمارے لیے مشعل راہ ہے جس کو ہم اپنا کر اپنی زندگیوں میں نکھار پیدا کر سکتے ہیں اور اللہ کے ہاں پسندیدہ بن سکتے ہیں۔'' هذا من عندي والله اعلم بالصواب''۔ (العبدالفقیر محمد اویس قرنی فاضل، جامعہ سلفیہ فیصل آباد)

☆☆☆☆☆

تجاہل عارفانہ یا تغافل مجرمانہ

(از: مولانا حافظ محمد ذیشان حفظہ اللہ تعالیٰ، وائس چیئر مین فیتھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن FEF)

تعارف: تبصرہ نگار ایک دینی اور رفاہی تنظیم کے نائب صدر ہیں اس تنظیم کے تحت ہفتہ وار قرآنی دروس، تجوید القرآن کلاسز، عربی زبان اور فہم قرآن سے متعلقہ کورسز کروائے جاتے ہیں جبکہ رفاہی میدان میں اس تنظیم کا دائرہ کار بلاسود قرضے، مفت عصری تعلیم، قدرتی آفات میں متاثرین تک امداد کی فراہمی، بیواؤں کی کفالت اور مستحق طلبہ کی مالی اعانت تک پھیلا ہوا ہے۔

ذوق تصوف پر آشوب دور میں ٹھنڈی ہوا:۔ ''نحمده و نصلي على رسول الله الكريم'' کے بعد عرض ہے کہ محترم حکیم محمد طارق محمود چغتائی صاحب کی کتاب نایاب ''علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف'' کا جستہ جستہ مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ یقین جانیے جیسے جیسے کتاب پڑھتا گیا دل کیف و سرور کی ایک عجیب سی کیفیت سے لبریز حکیم صاحب کی درازیٔ عمر اور علم و عمل کی بڑھوتری کی دعاء میں مگن رہا۔ ایسا موضوع کہ جس سے ہمارے برصغیر کے علمائے اہلحدیث نے تجاہل عارفانہ نہیں بلکہ تغافل مجرمانہ کی روش اختیار کی اور جس طرح ایک اعزاز کو اعتراض بنا دیا گیا وہ ایک افسوس ناک امر ہے۔ ایسے نایاب موضوع پر حکیم صاحب کا قلم اٹھانا اس پر آشوب دور میں ایک ٹھنڈی ہوا کے جھونکے سے کم نہیں، مؤلف نے جس محنت، محبت، اخلاص اور عرق ریزی سے مواد جمع کیا ہے اس پر وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔

کتاب کی دیگر خصوصیات:۔ لکھا تو بہت جا رہا ہے مگر ایسا با مقصد لکھنا جس سے اولاد آدم کی اصلاح باطن اور موجبِ فلاح دارین ہو تو ایسی تحریر کے کیا کہنے مؤلف نے کتاب کو مفید اور مدلل بنانے کیلئے نہ صرف حوالہ جات کتب کا استعمال کیا ہے بلکہ اکثر مقامات پر مذکورہ کتاب کے صفحے کا عکس ہی پرنٹ کر دیا ہے تا کہ کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہے۔ آخر میں میری یہ دعاء ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ حکیم صاحب کی اس کاوش کو قبول فرما کر قبولیت عامہ سے نوازے۔ (آمین)

(احقر حافظ محمد ذیشان، وائس چیئر مین فیتھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن FEF)

☆☆☆☆☆

تصوف مکارم اخلاق اور روحانی اقدار کے احیاء کا ذریعہ

(از: قاری محمد آصف مدثر حفظہ اللہ تعالیٰ، فیصل آباد)

تعارف: تبصرہ نگار ایک دینی اور رفاہی تنظیم فیتھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن میں ناظم تبلیغ کی ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں اس تنظیم کے تحت ہفتہ وار دروس قرآن، تجوید القرآن کلاسز عربی زبان اور فہم قرآن سے متعلقہ کورسز کروائے جاتے ہیں جبکہ رفاہی میدان میں اس تنظیم کا دائرہ کار بلاسود قرضے مفت عصری تعلیم قدرتی آفات میں متاثرین تک امداد کی فراہمی بیواؤں کی کفالت اور مستحق طلبہ کی مالی اعانت تک پھیلا ہوا ہے۔

تصوف وتزکیہ باہم مترادفات:۔ انسان کے جملہ اخلاق اور خصلتوں کو بدل ڈالنے والی ایسی روحانی تبدیلی جس کے نتیجے میں انسان مکارم اخلاق اور روحانی اقدار کا پیکر بن جائے تصوف کہلاتی ہیں، اور اس کا دوسرا نام تزکیہ ہے جو نفوس انسانی کو اعلیٰ صفات سے آراستہ کر کے رذائل سے پاک کرتا ہے۔ یہ وہی احسان ہے جس کو زبان نبوت ﷺ نے اسلام اور ایمان کے بعد ایک خاص درجہ دیا اور ہر صاحب ایمان کیلئے اس کیفیت ومقام کو مطلب گردانا، اس کے شاندار نمونے اور مثالیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی میں نظر آئے جس کے نتیجے میں وہ مثالی معاشرہ وجود میں آیا جس کی مثال پیش کرنے سے تاریخ عاجز ہے اور ایسی عدل پسند حکومت وجود میں آئی جس کی نظر کہیں نہیں ملتی۔

روحانی طور پر ایسی طاقتور شخصیتیں جو سلوک وتصوف کے جامع کمالات، تلاوت آیات، تعلیم کتاب وحکمت اور تزکیہ نفوس کا کام کریں، ان کی ہر دور میں ضرورت رہی ہے اور رہے گی جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نفس وشیطان کی مخالفت اللہ کی راہ میں مجاہدہ اور تجدید عہد کو اپنا شعار بنائیں۔

قابل قدر کاوش:۔ محترم مصنف کی یہ قابل قدر کاوش دراصل ایسی ہی درد دل سے کی گئی ایک سعی ہے جس کا مقصد بھی دین کے اس اسم پہلو کو اجاگر کرنا ہے اور اس کی اہمیت کو واضح کرتا ہے جو شریعت کا فقہ باطن ہے اور الا ماشاء اللہ معطل ہو چکا ہے۔

(قاری محمد آصف مدثر حفظہ اللہ تعالیٰ، فیصل آباد)

☆☆☆☆☆

تصوف کا حاصل ”الاحسان ان تعبدالله كانك تراه“

(از: حافظ محمد اقبال بن ثناء اللہ حفظہ اللہ ایم اے عربی، اسلامیات)

”الاحسان ان تعبدالله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك“ احسان یہ ہے کہ خدا کی عبادت ایسے کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اگر یہ کیفیت ممکن نہ ہو تو یہ کیفیت بناؤ کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

اسلام دین فطرت ہے اس میں افراط ہے نہ تفریط اور یہی اس کا حسن ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا ”ويضع عنهم اصرهم والاغلل التي كانت عليهم“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے کندھوں سے بھاری بوجھ اتار کر انہیں شاد کام کر دیا انہیں زنجیروں سے آزاد کر دیا جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے۔

تصوف اور کیفیت احسان میں کوئی فرق نہیں:۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اسی راستے پر چلایا جو اللہ نے ان کیلئے صراط مستقیم بنایا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن وحکمت کے ساتھ ساتھ ان کا تزکیہ کیا نفرت کی جگہ محبت اور افتراق کی جگہ اعتماد کا سبق دیا۔ قرآن مجید میں اس طرح اس کا ذکر کیا گیا ”واذكروا نعمة الله عليكم اذكنتم اعداء فالف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخواناً“ اور اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر کی جب تم دشمن تھے اس ذات نے تمہارے دلوں کو ملا دیا اور تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے۔

جب لوگوں کے دلوں پر دوبارہ زوال اور بگاڑ آنا شروع ہوا ان کے دلوں میں نفرت وکدورت نے جنم لیا تو انکے تزکیۂ کیلئے دوبارہ کوشش شروع ہوئی اور اب کی مرتبہ اسے احسان کے نام کی بجائے تصوف کے نام سے جانا گیا۔

فقہ کی طرح تصوف کا نام:۔ تفسیر، حدیث اور فقہ کی طرح اس کا بھی ایک اصطلاحی نام تصوف تجویز کیا گیا اور صوفیاء نے یہ کام کیا انہوں نے لوگوں کے عمل کے ساتھ ساتھ ان کی روح یعنی نیت پر بھی توجہ دی کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا '' انما الاعمال بالنیات '' اعمال کا دارومدار نیت پر ہے بھرپور توجہ دی گئی جبکہ شریعت سے انحراف نہیں کیا بلکہ اس میں توحید، اتباع سنت، تزکیۂ نفس، اتباع دین اور لوگوں سے مل جل کر رہنا اور ساتھ ساتھ جہاد اور تجارت سب کچھ شامل تھا۔ ایک طرف یہ لوگ (صوفیاء کرام) تزکیۂ نفس میں مشغول رہتے اور دوسری طرف تاجر، رات کو تہجد گزار تھے اور دن کو مجاہد، حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے نام سے کون واقف نہیں انہوں نے سال کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہوا تھا، تین مہینے تجارت کرتے تھے، تین مہینے طلباء کو تعلیم دیتے، تین مہینے حج وعمرہ میں صرف کرتے اور باقی تین مہینے اللہ کے راستے میں جہاد کرتے۔

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایک طرف تفسیر، حدیث کی خدمت کی اور دوسری طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر چلتے ہوئے '' ویزکیھم '' پر عمل کیا اور لوگوں کے دلوں کو پاک صاف کیا اور '' ویضع عنھم اصرھم '' پر عمل کرتے ہوئے شرک وبدعت اور نفرت و کدورت کے بوجھ اتار دیئے۔

ذوق تصوف ایک کامیاب کوشش:۔ '' علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف '' نامی تالیف دراصل اسی سلسلہ کو زندہ کرنے کی ایک قابل قدر کوشش ہے اللہ رب العزت اس کے مؤلف حکیم محمد طارق محمود چغتائی صاحب حفظہ اللہ کو علم وعمل میں برکت اور دارین کی سعادتوں سے مستفید فرمائے۔ والسلام حافظ محمد اقبال بن ثناء اللہ (ایم اے عربی، اسلامیات)

☆☆☆☆☆

بڑوں کا اخلاق ہم سب کی ضرورت

(از: قاری محمد حنیف عاجز، شرقپور)

نام قاری محمد حنیف عاجز ولد برکت علی قوم رحمانی محلّہ حکیم گڑھی شرقپور ابتدائی تعلیم ناظرہ قرآن مجید طالب حسین صاحب مدرس مدرسہ ام المدارس شرقپور سے حاصل کی اور میٹرک تک تعلیم گورنمنٹ ہائیکیٹ سیکنڈری سکول سے پھر گورنمنٹ کالج شرقپور میں داخلہ لیا اور ساتھ ساتھ ترجمہ قرآن مجید بھی مولانا شفیق الرحمٰن خادم صاحب سے پڑھا اسی دوران پنجاب یونیورسٹی میں ملازمت اختیار کر لی۔

مولانا محمد یحیٰی شرقپوری رحمہ اللہ کا حسن اخلاق:۔ ۱۹۹۱ میں میں نے جامعہ مسجد محمدیہ اہلحدیث بڑا اڈا لاریاں شرقپور میں بطور مدرس امام اور خطیب کے فرائض سنبھالے۔ ایک دفعہ سردیوں کا موسم تھا میں صبح اذان سے پہلے مسجد کے قریب ایک حمام میں نہانے کیلئے گیا وہاں ایک اوباش لڑکا کالو شاہ بھی موجود تھا کسی مسئلے پر بات چیت ہوئی اس نے اس وقت شراب پی رکھی تھی نشے میں اس نے میرے ساتھ بڑی بدتمیزی کی اور گندی گالیاں دیں۔ میں نے مسجد میں آکر اپنے نمازیوں سے اسکا ذکر کیا لیکن کسی نے بھی اس بات پر توجہ نہ دی میں اپنے شیخ مولانا محمد یحیٰی صاحب رحمہ اللہ سے ملا اور یہ واقعہ بیان کیا اور ساتھ ہی کہا کہ میں کل جمعہ نہیں پڑھاؤں گا کیونکہ میرے ساتھ بدتمیزی ہوئی ہے کسی نے اس کا نوٹس نہیں لیا۔ مولانا نے مسجد سے سرکردہ نمازیوں کو بلایا اور ڈانٹ ڈپٹ کی کہ تمہارا فرض تھا تمہارے خطیب کی اس نے بے عزتی کی ہے تم اسے پوچھتے اور مجھے بلایا اور سمجھایا پھر شیخ صاحب نے اپنی روداد سنائی اور کہا بیٹا میں نے یہاں شرقپور میں اللہ کے دین کیلئے

بڑے دکھ برداشت کیے ہیں یہ تو بات ہی کوئی نہیں صبر کیجئے ۔ جب میں شرقپور میں آیا ملک حسن علی BA جامی صاحب مجھے لے کر آئے اس وقت پورے شرقپور میں تقریباً 7,6 آدمی تھے جن کو توحید کی سمجھ تھی یہ مسجد جو آج کل مینار والی مسجد کے نام سے مشہور ہے فرمانے لگے یہ صرف 2 مرلے کی مسجد تھی میں آیا مسجد کی صفائی کی، صفیں نئی لا کر بچھائیں اور اذان و جماعت شروع کر دی۔ ظہر اور عصر کے وقت میں اکیلا ہی نماز پڑھتا اور مغرب کے وقت 7,6 آدمی مسجد میں آتے اور باجماعت نماز ہوتی ۔ آہستہ آہستہ میں نے بازار جا کر دکانداروں کو قرآن کا درس دینا شروع کر دیا اور لوگ ساتھ ملتے گئے ۔ کچھ حضرات نے اس دوران ایک اوباش قسم کا آدمی جس کا نام الہ بخش تھا اسے اکسایا کہ جو کوئی وہابی کو مارے گا سیدھا جنت میں جائے گا۔ اس نے چاقو لیا اور صبح کی نماز کے بعد مسجد میں آ گیا مولانا صاحب قرآن کا درس دے رہے تھے چند آدمی سننے والے تھے ان میں وہ بھی بیٹھ گیا درس کے بعد کہنے لگا مولوی صاحب ذرا لیٹ جایئے اور مجھے خدمت کا موقع دیں، میں نے بڑا انکار کیا لیکن وہ زبردستی مجھے قندھوں سے دبانے لگا بازو اور ٹانگیں دبائیں میری خوب خدمت کی میری طبیعت بالکل ہلکی اور ہشاش بشاش ہو گئی پھر وہ میرے سامنے بیٹھ گیا اور کہنے لگا مولانا مجھے معاف کر دیجئے ۔ میں نے کہا بھائی تو نے کون سا جرم کیا ہے جس کی معافی مانگ رہا ہے؟ اس نے اپنے ازار بند سے چاقو نکالا اور کہنے لگا دیکھئے میں آپ کو قتل کرنے کیلئے آیا تھا آپ کے خلاف مجھے اس طرح بھڑکایا گیا، میری قسمت اچھی تھی میں نے آج پہلی دفعہ قرآن سنا ہے اللہ آپ کو جزائے خیر عطاء فرمائے اس دن سے وہ بڑا مؤدب بن گیا۔

دعا کرتے ہی اسباب بن جانا:۔ مولانا محمد یحیٰی شرقپوری رحمہ اللہ فرماتے تھے مسجد بن رہی تھی میرے ایک دوست نے مجھے کہا لاہور ایک مخیّر آدمی ہے اس کے پاس جاتے ہیں وہ مسجد کے سلسلے میں تعاون ضرور کرے گا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ میرا دل نہیں چاہ رہا تھا لیکن اس کے اصرار پر میں اس کے ساتھ چلا گیا جب لاہور اس کے گھر گئے تو اس نے بڑا مایوس کن جواب دیا اور ہم واپس آ گئے ۔ مسجد کا کام رک گیا تھا، گرمیوں کا موسم تھا دوپہر 12 بجے کے بعد میں نے وضو کیا اور اپنے مکان کی چھت پر دھوپ میں جا کر نماز کی نیت باندھی دو رکعت نماز پڑھی لمبا قیام رکوع اور سجدے کیے اللہ سے رو کر دعا کی کہ یا اللہ یہ تیرا گھر ہے تو نے ہی اسے پایہ تکمیل تک پہنچانا ہے آئندہ میں شہر شرقپور سے باہر جا کر کسی سے سوال نہیں کرونگا اللہ کے سامنے گڑگڑایا، رویا، نماز سے فارغ ہوا ہی تھا کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے نیچے آ کر دروازہ کھولا ایک آدمی کھڑا تھا اسے اندر بلایا اس نے پوچھا کہ مولانا مسجد کا کام کیوں رکا ہوا ہے، میں نے کہا جو فنڈ جمع تھا وہ ختم ہو گیا ہے اللہ دے گا پھر شروع کر دینگے، مجھے یاد نہیں کہ مولانا نے شاید 10000 روپے کا بتایا جو اس آدمی نے دیے کہ مولانا کام شروع کریں میں پھر آؤں گا۔ مولانا فرماتے ہیں میں نے پوچھا آپ کا نام پتہ اس نے کہا کہ میرا نام کچھ نہیں اور نہ ہی آپ نے میرے بارے کسی سے ذکر کرنا ہے۔

مثالی تقویٰ ہم سب کیلئے:۔ اس طرح کا ایک اور واقعہ مولانا نے ہمیں سنایا، مولانا نے ایک دفعہ بتایا کہ کچھ حضرات میرے قتل کے درپے تھے ایک دفعہ میں تین دن تک اپنے گھر میں ہی نماز پڑھتا رہا وہ نیچے قتل کرنے کیلئے ہتھیار لے کر بیٹھے رہے اور آپ کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ آپ نے تہجد کی نماز کبھی نہیں چھوڑی تھی بیمار ہو گئے تو پھر کبھی پڑھتے کبھی رہ جاتی میں تو کہوں گا کہ مولانا کے تقویٰ کا نتیجہ ہے کہ ان کی اولاد آج ملک پاکستان میں بھی اور بیرون ملک بھی دین کی خدمت میں مصروف ہے اور یہ تقویٰ صرف مولانا کا ہی نہیں ان کی اہلیہ بھی اس میں شریک ہیں۔ حافظ نعیم الرحمٰن صاحب نے اپنی والدہ کی وفات پر تحصیل والی گراؤنڈ میں روتے ہوئے بتایا تھا کہ ہماری والدہ ہمیں کہا کرتی تھیں کہ بیٹا میں نے آپ سارے بھائیوں کو وضو کے بغیر کبھی دودھ نہیں پلایا ان کے تقویٰ اور پرہیزگاری کا نتیجہ ہے کہ آج ان کی اولاد لوگوں کے سامنے ایک نمونہ ہے۔ حضرت مولانا محمد یحیٰی رحمہ اللہ کے 6 بیٹے ہیں بیٹی کوئی نہیں سب سے بڑے بیٹے حافظ مسعود عالم صاحب حفظہ اللہ، نمبر دو پروفیسر محمود الحسن بزمی، نمبر تین حافظ محمد داؤد، نمبر چار حافظ حمود الرحمٰن، نمبر پانچ حافظ زکریا سعود، نمبر چھ حافظ پروفیسر نعیم الرحمٰن صاحب جو کہ آج کل مدینہ یونیورسٹی میں بطور استاد تعینات ہیں۔ یہ تمام سعادتیں میرا خیال ہے کہ حضرت مولانا صاحب کا دینی لگاؤ اللہ سے اور اس کے دین سے محبت اور پیار کا ثبوت ہیں۔

دعا کرتے ہی اہلیہ کا شفاء پا جانا:۔ غالباً 1998ء میں میری بیوی بیمار ہوگئی اور اس حالت میں 7 دن تک سو نہ سکی مولانا میرے ساتھ بڑی شفقت فرمایا کرتے تھے ایک مسجد میں مجھے کہنے لگے بیٹا آپ کچھ پریشان دکھائی دے رہے ہیں میں نے وجہ بتائی تو اسی وقت میرے گھر تشریف لائے اور میری اہلیہ کو دم کیا اور شفاء کیلئے دعا فرمائی اور ساتھ ہی تسلی دی کہ بیٹا یہ بیماریاں اور پریشانی انسان کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہیں اللہ بیماری دے کے انسان کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں اللہ شفاء دے گا دعا فرمائی اور چلے گئے۔ اگلی رات میری بیوی بڑے آرام سے ساری رات سوئی اور اللہ نے شفاء بھی عطا فرمائی۔

حافظ عبدالمنان نور پوری رحمہ اللہ صاحب کرامت بزرگ:۔ حضرت مولانا حافظ عبدالمنان نور پوری رحمہ اللہ تین بھائی تھے بڑے بھائی شادی کے بعد فوت ہوگئے دوسرے نمبر پر حافظ صاحب اور انکے تیسرے بھائی محمد بشیر ابھی زندہ ہیں۔ حافظ صاحب کا نام جو والدین نے رکھا وہ محمد شفیع تھا۔ وہ میری ساس کے ماموں کے بیٹے تھے میرے سسر نے بتایا کہ میں شادی کے چند روز بعد اپنی بیوی کے ہمراہ حافظ صاحب کے گھر گیا اور انکے والد نے کہا بیٹا رحمت اللہ یہ سکول پڑھنے کیلئے نہیں جاتا اسے کچھ سمجھاؤ میں نے بھی سمجھایا منت سماجت کی مگر محمد شفیع نہ مانا اور کہا ماسٹر صاحب نے مجھے مارا ہے میں پڑھنے نہیں جاؤں گا میں نے کہا ماموں جان اس کو دینی تعلیم کیلئے مدرسے میں داخل کروا دو تو میرے مشورے کے مطابق ماموں جان جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں لے گئے استاد جی نے پوچھا بیٹا نام کیا ہے تو عرض کی میرا نام محمد شفیع ہے انہوں نے کہا محمد شفیع نہیں آج کے بعد تیرا نام عبدالمنان ہوگا۔

بہرحال حافظ صاحب نے جامعہ محمدیہ سے قرآن حفظ کیا پھر اس کے بعد درس نظامی کی کتابیں پڑھیں اللہ پاک نے انہیں مثالی حافظہ دیا ہوا تھا۔ مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ جامعہ میں جمعہ کا خطبہ دیا کرتے تھے ایک دفعہ مخالفین نے سلفی صاحب کے خلاف تھانے میں رپٹ درج کروائی کہ سلفی صاحب نے اپنی تقریر میں یہ کہا ہے وہ کہا ہے...... پولیس آگئی۔ سلفی صاحب نے کہا عبدالمنان کو بلاؤ یہ میری ٹیپ ریکارڈر ہے سلفی صاحب نے کہا بیٹا ان کو میری جمعہ کی تقریر سناؤ یہ میرے اوپر الزام لگا رہے ہیں کہ سلفی نے یہ کچھ کہا ہے حافظ صاحب نے لفظ بالفظ ساری تقریر پولیس والوں کو سنا دی۔

دعا کرتے ہی گاڑی مل جانا (کرامت):۔ حافظ صاحب درس نظامی سے فارغ ہونے کے بعد جامعہ محمدیہ میں ہی بطور استاد حدیث پڑھانے لگے حافظ صاحب کا اللہ پر توکل اس طرح تھا کہ ایک دفعہ رمضان کے مہینے میں گجرانوالہ میں ہی کسی مسجد میں درس قرآن کے لیے گئے مدرسے کی طرف سے گاڑی ملی ہوئی تھی کہیں آنے جانے کیلئے درس قرآن سے فارغ ہوئے باہر نکلے تو گاڑی غائب تھی ساتھیوں نے کہا حافظ صاحب تھانے اطلاع کر دیں رپٹ درج کروا دیں حافظ صاحب نے فرمایا ٹھہرو رپٹ درج کرواتا ہوں واپس مسجد میں گئے دو رکعت نفل پڑھے اللہ سے دعا کی باہر آئے تو کچھ دیر بعد حافظ آباد سے فون آگیا کہ حافظ صاحب آپ کی گاڑی تھانے میں کھڑی ہے خود آئیں گے یا ہم بھیج دیں یہ حضرت حافظ صاحب کی کرامت سمجھ لیں یا اللہ پر توکل اور بھروسہ۔

ہوائی جہاز کا رک جانا (کرامت):۔ ایک دفعہ حافظ مسعود عالم صاحب اور حافظ عبدالمنان صاحب نے درس قرآن کیلئے کراچی جانا تھا۔ ائیر پورٹ پر پہنچے مغرب کا وقت تھا مسجد میں گئے قضاء حاجت سے فارغ ہو کر مسجد میں وضو کیا اور ادھر اذان ہوگئی، ڈرائیور آیا کہ حافظ صاحب جہاز بالکل تیار ہے جلدی آجائیں حافظ صاحب نے فرمایا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ جب اذان ہو جائے اور تم مسجد میں ہو تو نماز پڑھنے کے بغیر نہ جاؤ لہٰذا میں تو نماز پڑھ کر آؤں گا جہاز جاتا ہے تو جائے۔ حافظ صاحب نماز پڑھ کر گئے تو جہاز کسی وجہ سے ایک گھنٹہ لیٹ تھا پھر اسی جہاز میں بیٹھے اور کراچی گئے۔

نامحرموں سے اجتناب:۔ تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ آپ نے کبھی اپنی تصویر نہیں اتروائی تھی ایک دفعہ میں نے شرقپور اپنے بیٹے (احتشام الٰہی ظہیر) کی شادی پر دعوت دی نہ آسکے شادی کے بعد ایک دفعہ پھر رابطہ کیا فرمانے لگے چلو میں آپ کا شکوہ دور کر دوں گا اور ساتھ ہی وعدہ

دے دیا ہم نے کہا کہ درس قرآن بھی ہو جائے کہنے لگے ٹھیک، میں بھی آؤں گا آپ کی مامی بھی آئے گی، ہم نے اشتہار کی بات کی تو فرمایا اشتہار پر صرف حافظ عبدالمنان نور پوری لکھنا ہے تیسرا کوئی لفظ نہ ہو۔ جامع مسجد مینار والی میں عشاء کی نماز کے بعد فوراً خود ہی منبر پر تشریف فرما ہوئے گفتگو کے آغاز میں فرمانے لگے کہ کوئی دوست یا بزرگ موبائل پر میری تصویر نہ بنائے اگر کوئی ایسا کرے گا تو کل قیامت والے دن میں بری ذمہ ہوں، درس قرآن کے بعد گھر آئے کھانا کھانے کیلئے بیٹھ گئے ایک عورت آئی کہنے لگی بابا جی سے ملنا ہے۔ کہنے لگی حافظ صاحب شفقت کا ہاتھ پھیر دیں اور اس نے سر آگے کر دیا۔ حافظ صاحب فرمانے لگے شریعت نے غیر محرم سے چہرہ چھپانے کا حکم دیا تو ہاتھ لگوا رہی ہے۔ یعنی اتنا تقویٰ تھا اور یہ چیز ان میں خاندانی چلی آ رہی تھی۔

دوران سفر ایک حیرت انگیز کرامت:۔ حافظ صاحب کے دادا جان کا واقعہ ہے وہ گھوڑے پر گھاس لا دے ہوئے گھر کو آ رہے تھے تین آدمی پولیس والے تھے کہنے لگے بابا جی کدھر جانا ہے کہنے لگے یہ سامنے بستی نور پور جانا ہے انہوں نے کہا بابا نیچے اتر ہم تھکے ہوئے ہیں گھوڑا ہمیں دے۔ کہا بیٹا لے لو تم ہمارے مہمان ہو تم بیٹھ جاؤ میں پیدل آ جاؤں گا پولیس والے گھوڑے پر بیٹھ گئے اور گھاس بابا جی کے سر پر رکھ دیا تھوڑی دور گئے پولیس والوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا کہ گھاس بابا جی کے سر سے دو فٹ اوپر اور بابا جی نیچے چل رہے ہیں وہ گھوڑے سے نیچے اترے اور بابا جی کے قدموں میں پڑ گئے کہ بابا جی ہمیں معاف کر دو اور اپنی سواری لو ہم آپ کو خود سواری پر بٹھاتے ہیں۔ میں نے پہلی دفعہ حضرت حافظ صاحب کی زیارت اس وقت کی جب میری اہلیہ کی تائی فوت ہوئی حافظ صاحب تشریف لائے اور نماز جنازہ حافظ صاحب نے پڑھائی چہرہ بڑا پرنور اور پروقار تھا اور پھر آپ کی شخصیت کا انداز تب ہوا جب حافظ صاحب کے جنازہ کیلئے گوجرانوالہ گئے اس سے پہلے بھی جنازے دیکھے تھے حافظ محمد عبداللہ اور مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہما اللہ اور مولانا محمد شریف الہ آبادی اور حافظ محمد یحییٰ میر محمدی رحمہما اللہ کے جنازے بھی دیکھے تھے لیکن جب حضرت حافظ رحمہ اللہ کا جنازہ دیکھا تو پتہ چلا کہ حافظ صاحب کتنی عظیم شخصیت تھے اتنا بڑا جنازہ آج تک نہیں دیکھا تھا۔

عارف باللہ مستجاب الدعا صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ (ماموں کانجن)

قید خانے سے غیبی خلاصی کے اسباب (کرامت):۔ مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ کے بیٹے مولانا عطاء الرحمٰن رحمہ اللہ نے کتاب ''والدی و مشفقی'' میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ والد محترم ختم نبوت کی تحریک کے ایام میں کراچی کانفرنس پر گئے ختم نبوت کے حوالہ سے خطاب فرمایا تو مولانا کے خلاف مقدمہ درج ہو گیا۔ جج احمدی تھا اور بڑا سخت تھا مولانا کو جیل میں بند کر دیا گیا، مولانا عطاء الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں ہمیں پتہ چلا میں گیا اور بڑی محنت اور کوشش کے بعد والد گرامی کو مہینے ڈیڑھ مہینے کے بعد رہائی ملی ضمانت پر جج نے تاریخ دے دی۔ مولانا کو کسی نے بتایا کہ آپ بابا جی صوفی عبداللہ صاحب کے پاس جائیں اور ان سے دعا کروائیں، مولانا گئے بابا جی کے پاس لوگ کافی تعداد میں بیٹھے ہوئے تھے کافی گھنٹے بیٹھنے کے بعد مولانا کی باری آئی تو مولانا نے اپنا مدعا پیش کیا، بابا جی فرمانے لگے بیٹا رات مسجد میں ٹھہریں اور غالباً تہجد کے وقت کا ٹائم دیا۔ شیخوپوری صاحب فرماتے ہیں میں ساری رات نہ سویا کہ اگر سو گیا تو یہ نہ ہو کہ جاگ نہ آئے اور وقت ہاتھ سے نکل جائے میں نے دیکھا تہجد کے وقت بھی کافی لوگ دعا کروانے کیلئے موجود ہیں دوسرے لوگوں کیلئے دعا فرماتے رہے میری باری آئی تو بابا جی نے ہاتھ اٹھائے اور اللہ کی بارگاہ میں عرض کرنے لگے یا اللہ اس نوجوان نے تیری رضا کیلئے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بیان کی ہے اللہ اسکی دستگیری فرما، مولانا فرماتے ہیں بابا جی نے اس طرح دعا فرمائی گویا کہ اپنے رب سے جھگڑ کر مانگ رہے ہیں دعا کے بعد فرمایا بیٹا جاؤ اللہ کرم فرمائے گا۔ غالباً تیسرے دن تاریخ تھی مولانا تاریخ پر گئے کیا دیکھا وہ جج عدالت سے باہر آ کر مولانا کا استقبال کر رہا ہے اور مولانا کو بری کر دیا اور مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ وہ جج بھی مسلمان ہو گیا۔

مصلیٰ کے نیچے ضرورت کے پیسے آجانا:۔ مولانا شیخ محمد سعید الفت رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں شعروں میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ مدرسہ اور مسجد کا کام ہورہا تھا مستری اور مزدور لگے ہوئے تھے۔ غالباً جمعرات والے دن اساتذہ، مستری اور مزدور اپنی تنخواہیں اور مزدوری لینے کے لئے آگئے بابا جی فرمانے لگے کہ آج پیسے نہیں ہیں کل آجانا، رات کو اٹھے اور ایک طالب علم بیان کرتا ہے کہ میں نے دیکھا بابا جی تہجد کیوقت دعا کررہے ہیں کہ یا اللہ یہ میرا ذاتی کام نہیں یہ تیرا گھر ہے اور تیرے دین کا کام ہے میں کہاں سے ان کو پیسے دوں میرے پاس تو کوئی نہیں اگر تو اپنے دین کا کام چلانا چاہتا ہے تو مجھے پیسے دے میں کہاں سے دوں اس طرح اللہ سے مانگ رہے ہیں جیسے کوئی کسی سے جھگڑ رہا ہو، صبح ہوئی مصلے پر بیٹھے ہوئے آواز دی کہ بلاؤ اساتذہ، مستری اور مزدوروں کو مصلیٰ اٹھایا اور سب کو ان کی مزدوری دی۔

شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ

مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ ایک زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے والد کا نام چوہدری بلند خان تھا یہ ان کے اکلوتے بیٹے تھے۔ دادا جان نے اپنے ایک دوست کے کہنے پر اہلحدیث مدرسے میں دینی تعلیم حاصل کرنے کیلئے داخل کروادیا، ہندوستان میں بوہلیاں والا کے نام سے ایک بستی میں رہتے تھے 13 سال کی عمر میں شادی کردی گئی ہاتھوں پر مہندی لگی ہوئی تھی مدرسے میں گئے تو دوسرے بچے مذاق کرتے کہ دیکھو پینڈو دین سیکھن آیا اے۔

آپ کے دادا جان بڑے خوش تھے کہ میرا پوتا پڑھ رہا ہے ابھی ایک یا ڈیڑھ سال مدرسے میں جاتے ہوئے گزرا تھا کہ گاؤں والی مسجد کے مولوی صاحب نہیں تھے جمعۃ المبارک کا دن تھا نمازی پریشان تھے کہ جمعہ کون پڑھائے۔ مولانا منبر پر بیٹھ گئے اور اپنی پرسوز آواز میں مختصر سی تقریر کی لوگ سن کر جھوم رہے تھے اور دادا جان کی خوشی کی انتہاء ہوگئی۔ جمعہ کے بعد لوگوں نے مبارکبادیں دیں۔ اب تو مولانا جب مدرسے سے چھٹی گزارنے کے لئے گھر آتے دادا جان قریب کسی نہ کسی بستی میں لے جاتے کہ بیٹا ان کو وعظ سناؤ اور مولانا دادا جان کے حکم پر تقریر کرتے بس تھوڑے ہی عرصہ میں پورے علاقہ میں جانے پہچانے گئے۔ بس پھر تعلیم کے ساتھ ساتھ خطابت بھی ایسی چمکی کہ خطیب پاکستان کے نام سے مشہور ہوئے ملک کے طول و عرض میں تقریریں کیں اور مولانا کا خطاب ایسا پر اثر ہوتا تھا کہ سامعین پر جادو کی طرح اثر انداز ہوتا تھا۔

ہمارے شرقپور کا غالباً 1975ء کا واقعہ ہے جامع مسجد مولوی محمد شفیع والی میں میرے استاد محترم مولانا شفیق الرحمٰن خادم رحمہ اللہ خطیب تھے مولانا محمد یحییٰ رحمہ اللہ کی صدارت میں جلسہ ہوا، سٹیج مسجد کے باہر لگایا گیا سٹیج کا رخ بازار کی طرف تھا جلسہ شروع ہوا تلاوت کلام پاک کے بعد حافظ نعیم الرحمٰن صاحب نے مولانا ابراہیم خادم مرحوم کی ایک نظم پڑھی اس وقت حافظ نعیم الرحمٰن صاحب 7,5 سال کے بچے تھے انکے بعد شیخ محمد سعید الفت فیصل آبادی رحمہ اللہ نے ایک نظم پڑھی۔ بہر حال دیگر خطابات کے بعد حضرت شیخ القرآن کا خطاب شروع ہوا میری آنکھوں کے سامنے آج بھی وہ منظر آتا ہے ملکانے دروازے کے باہر آٹے والی چکی جواب بھی ہے اس کے تھڑے پر ہمارے محلے کا دکاندار جس کی کریانے کی دکان ساتھ ہی تھی۔ محمد صدیق ٹوپی مرحوم، دوسرا میرا چچازاد بھائی محمد شریف اور تیسرا حاجی امیر علی بولا یہ تینوں تھڑے پر بیٹھے ہوئے تھے جب مولانا قرآن کی آیت پڑھتے تو یہ جھومتے اور شعر سن کر بھی ان کی کیفیت یہی ہوتی اور جب مولانا پنجابی میں کوئی مثال پیش کرتے تو ہنستے۔ رات کو خطاب سنا اور صبح میرا چچازاد بھائی محمد شریف رحمہ اللہ جو کہ عرس پر آٹا گوندھا کرتا اور 9 مارچ کو جو جماعت آتی ہے اس کے ساتھ ننگے پاؤں شیر گڑھ جاتا اور میرے بڑے بھائی سے اکثر بحث کیا کرتا کہنے لگا رات اللہ کا قرآن سنا دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوگیا۔ مولانا کی یہ تقریر سن کر اہل حدیث ہوگیا پھر جب کبھی کوئی مسلک کی بات ہوتی تو کھل کر حق کی بات کرتا اور مجھے کہا کرتا تھا کہ مولانا شیخوپوری رحمہ اللہ کی تقریر علاقے میں کہیں بھی ہو مجھے ضرور ساتھ لے کر جانا۔

مولانا نذیر احمد سبحانی صاحب نے ہمیں یہ واقعہ سنایا غالباً قصور کے علاقہ میں کسی بستی کے نوجوان نے مولانا شیخوپوری رحمہ اللہ کی ایک

تقریر سنی پھر چند کیسٹیں حاصل کیں سنتا رہا، ذہن کے دریچے کھل گئے، نمازی بن گیا اس کے دوستوں نے اس کے والد کو کہا کہ چودھری صاحب تمہارا بیٹا تو وہابی ہو گیا ہے اس نے بیٹے کو بلایا اور پوچھا، اس نے کہا ہاں ابا جان یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں وہ اپنی بستی کا چودھری تھا اور مالدار آدمی تھا، کہنے لگا: پتر واسے گولی مار دو قتل کر دو۔ بیٹا کہنے لگا ابو جی مجھے مروا دینا میرا کوئی انکار نہیں لیکن میری ایک آخری خواہش وہ پوری کر دو پوچھا وہ کیا اس نے کہا مجھے ایک جلسہ کروا لینے دو باپ نے اجازت دے دی۔ اس نے مولانا شیخو پوری سے وعدہ لیا اور اپنے حالات نہ بتائے موقع آیا مغرب کے بعد حضرت شیخ القرآن کا خطاب ہوا اس مسجد کا مولوی تقریر کے دوران اٹھا اور کہنے لگا لوگو یہ مولوی وہابی ہے بے ایمان ہے وغیرہ وغیرہ، چودھری نے مولوی کو بٹھایا مولانا شیخو پوری صاحب نے فرمایا چودھری صاحب عشاء کے بعد تقریر ہوگی، مولوی صاحب کو بھی بٹھاؤ یہ میرا پستول ہے آپ کو دیتا ہوں تقریر میں کروں گا اگر قرآن وحدیث کے خلاف کوئی بات کہوں مجھے گولی مار دینا۔ چودھری صاحب نے اعلان کر دیا کہ عشاء کی نماز کے بعد کوئی آدمی نہ جائے تقریر ہوگی بلکہ پوری بستی میں کوئی بندہ گھر نہ رہے سب جلسے میں آؤ اور خطاب سنو۔ مولانا نے عشاء کی نماز کے بعد عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر خطاب فرمایا ساتھ ساتھ مسلک اہلحدیث کی دعوت اور عقیدہ بیان کیا تقریر کے بعد چودھری اٹھا اور کہنے لگا لوگو اگر یہ مولوی وہابی ہے تو اس بستی میں سب سے پہلا وہابی میں ہوں اور اس مولوی کو کہا کہ مولوی صاحب نکل جاؤ ہماری مسجد اور بستی سے تو نے ساری عمر ہمارا مال بھی کھایا اور ایمان بھی برباد کیا اور حضرت شیخ القرآن کو کہا مولوی آپ ہمیں لا کر دیں پھر مولانا صاحب نے ان کے لیے امام اور خطیب کا انتظام کیا پھر ہر سال اس بستی میں تقریر کیلئے جاتے۔ مولانا شیخو پوری کے واقعات تو بڑے ہیں کیونکہ ہمارا ان سے بڑا تعلق رہا ہے میرے سسر مولانا کے منہ بولے بھائی بنے ہوئے تھے اور میرا نکاح بھی بلکہ میری 5 سالیوں کا نکاح بھی مولانا نے پڑھایا تھا بس اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ (قاری محمد حنیف عاجز شرقپوری: ملاقات ڈاکٹر محمد عثمان سلفی)

☆☆☆☆☆

بزرگوں کی روحانی قوت

(از: حافظ محمد اسامہ یاسر صاحب، قلعہ میہاں سنگھ)

ابتدائیہ:۔ حافظ محمد اسامہ یاسر صاحب مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ (قلعہ میہاں سنگھ والے) کے پڑپوتے کے بیٹے ہیں۔ اپنے بزرگوں کی مسجد میں ہی امامت کرواتے ہیں، سینے میں نہایت غمگین دل رکھتے ہیں کہ ہم اہل حدیثوں نے اپنا راستہ کیوں چھوڑ دیا، مورخہ 13-05-03 بروز جمعہ کو ان کے ساتھ انکی مسجد جامع مسجد رحمانیہ اہل حدیث قلعہ میہاں سنگھ میں ہی ملاقات ہوئی جس میں انہوں نے درج ذیل گفتگو بہت درد بھرے لہجے میں کی۔ اس ملاقات کے دوران انکے تایا زاد بھائی ارشد صاحب بھی موجود تھے، تفصیل درج ذیل ہے۔

ہم میں اور اہل اللہ میں فرق:۔ ہمارے بزرگ مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ کے پاس جو کوئی بھی صرف 15/10 منٹ کے لئے بھی بیٹھ جاتا تو ساری عمر اس کی تہجد نہیں چھوٹتی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ پہلے علماء اپنے دلوں پر محنت کیا کرتے تھے، وہ ہر پل ہر سانس ذکر کرتے رہتے تھے، آج ہم کہاں یہ سب کرتے ہیں۔ ہماری مثال تو ایسے ہے جیسے بجھا ہوا چراغ ہوتا ہے جو نہ خود روشن ہوتا ہے نہ کسی اور کو روشن کر سکتا ہے۔

اللہ والوں کی زبان کی تاثیر:۔ اللہ والوں سے پوچھ پوچھ کر چلنا چاہیے، کسی اللہ والے کے پاس ایک بندہ آکر کہنے لگا کہ حضرت میں قرآن کی تلاوت کرنا چاہتا ہوں، فرمایا پہلے تجھے ہم اللہ تعالیٰ کا ایک نام دیتے ہیں اس کا ذکر ہر وقت کیا کر پھر بتانا چند دن بعد جب وہ بندہ دوبارہ آیا تو ان اللہ والوں نے فرمایا کہ اب تو قرآن پڑھ لیا کر، اب جو اس نے قرآن پڑھنا شروع کیا تو واقعی قرآن کی تلاوت کا اس پر اثر ہوا، اور وہ کہتا تھا کہ حضرت اب تو مجھے قرآن کے سارے الفاظ کے اندر واقعی ایک نور نظر آتا ہے جو میرے اندر اترتا ہے۔

ہماری بے ادبی اور محرومی کی چند مثالیں:۔ آج ہم پر قرآن کا اثر کیوں نہیں ہوتا......!! ہمارا تو یہ حال ہے کہ ہم جتنی مرضی تلاوت

کرلیں ہم پر کوئی اثر نہیں ہوتا، اس کی وجہ یہی ہے کہ دلوں پہ زنگ جما ہوا ہے جسے پہلے دور ہی نہیں کیا جاتا۔ ایک اللہ والے فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے ساری عمر مکمل سورۃ زلزال نہیں پڑھی گئی، جونہی پڑھنا شروع کرتا ہوں قیامت کی ہولناکیوں کے خوف سے غشی آجاتی ہے اور میں بے ہوش ہوجاتا ہوں۔ لیکن ہمارا تو یہ حال ہوا پڑا ہے کہ رمضان میں بھی اور غیر رمضان میں بھی ہمارے حافظ صاحب سورۃ فاتحہ سے لیکر سورۂ الناس تک سارا قرآن پڑھ جاتے ہیں، لیکن نہ پڑھنے والے کو قرآن کا نور حاصل ہوتا ہے نہ سننے والوں کو ہی کچھ فائدہ ہوتا ہے، قرآن تو ہمارے سامنے ہوتا ہے لیکن دلوں میں نہیں اترتا، اللہ معاف فرمائے میں نے اکثر ایسا بھی ہوتے دیکھا کہ قرآن اور حدیث کی کتابیں سامنے کھول کر لوگ لایعنی گفتگو میں مصروف ہوجاتے ہیں۔

میرے والد صاحب کی نصیحت: میرے والد صاحب مولانا حمید اللہ سدید حفظہ اللہ نے جب مجھے گوجرانوالہ کے مدرسے میں داخل کروایا تو نصیحت فرمائی کہ دیکھ تو نے علم صرف اس نیت سے حاصل کرنا ہے کہ اللہ راضی ہوجائے بس۔ حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ نے 7 سالہ درس نظامی کا کورس متعارف کروایا تھا، ان کے مدرسے میں بہت سے طالبعلم علم حاصل کرنے آئے ہوئے تھے ایک دن انہوں نے سوچا کہ دیکھا تو جائے کہ طالب علموں پر پڑھے ہوئے علم کا کتنا اثر ہورہا ہے، اس کے لئے وہ مختلف طالب علموں کے پاس گئے اور جاکر پوچھا بیٹا تم یہ علم کیوں حاصل کرر ہے ہو۔ کسی نے جواب دیا کہ میرا باپ مولوی ہے میں بھی علم حاصل کر کے مولوی لگ جاؤں گا، کسی نے کہا میرا باپ مفتی ہے میں بھی اس کی مسند پہ بیٹھنا چاہتا ہوں (غرض کہ کسی نے علامہ احسان الٰہی ظہیر احمد اور کسی نے علامہ یزدانی رحمہما اللہ بننے کی خواہش ظاہر کی) جب شیخ نظام الدین رحمہ اللہ نے یہ سنا تو بہت رنجیدہ خاطر ہوئے اور فرمایا کہ یہ مدرسہ بند کردو ہمیں علم پڑھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہورہا، لیکن اسی دوران ایک ایسا طالب علم بھی دیکھا جو پورے انہماک سے پڑھنے میں مصروف تھا شیخ رحمہ اللہ نے جاکر اس سے بھی یہی سوال پوچھا کہ علم کیوں پڑھ رہے ہو؟ تو وہ جواب میں کہنے لگا میں تو صرف اس لئے پڑھ رہا ہوں کہ میرا اللہ راضی ہوجائے مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔ شیخ نے فوراً اپنا حکم واپس لیتے ہوئے فرمایا کہ یہ مدرسہ تب تک جاری رکھو جب تک اس طالب علم کی تکمیل نہیں ہوجاتی۔

نماز میں کیفیت احسان کا دوسروں پر اثر:۔ مولانا سید محمد عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ایک دفعہ وہ کھڑے سری نماز پڑھا رہے تھے کہ پیچھے کھڑے سارے نمازیوں پر کیفیت احسان طاری ہوگئی اور سارے کا سارا مجمع رونے لگا، حالانکہ یہ جہری نماز نہیں تھی جس میں قرآن سن کر یہ کیفیت بنتی ہے۔ یہ تو ان کی سری نماز کی تاثیر تھی۔ شیخ الکل سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ عبداللہ حدیث مجھ سے پڑھ گیا اور نماز پڑھنا مجھے سکھا گیا۔

جب باطنی آنکھ کھلتی ہے......:۔ انسان جب کثرت سے اللہ کا ذکر کرے تو اس کے دل کا زنگ اتر ہی جاتا ہے جس طرح اگر ایک گاڑی ساری رات گیراج میں کھڑی رہے تو بھی اس کے شیشے پر صبح کے وقت ہلکی سی دھند چھائی ہوتی ہے یہی حالت ہمارے دل کی ہے جس پر دنیاوی میل چڑھ جاتی ہے اور پھر دل بیمار ہوجاتا ہے، مگر جب اسے ذکر کے ذریعے صاف کیا جائے تو یہ مجلّٰی و مصفّٰی بن جاتا ہے اور پھر جب باطنی آنکھ کھل جاتی ہے تو ذکر کرتے ہوئے مزہ آتا ہے، پھر دورد شریف پڑھنے کو دل کرتا ہے پھر دین پہ چلنا آسان دکھائی دیتا ہے اور جب باطنی آنکھ کھلتی ہے تو پھر مراقبے میں انسان کو ہر چیز، ہر ذرہ ذرہ ذکر کرتا ہوا اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہوا دکھائی اور سنائی دیتا ہے، یہ دیکھ کر انسان کو خود پر مزید ندامت ہوتی ہے کہ یہ بے جان ذرات جب ہر وقت اللہ کا ذکر کررہے ہیں تو پھر میں تو اشرف المخلوقات ہوں اس مقام پر ہوتے ہوئے بھی میں ان چیزوں سے کتنا گرا ہوا ہوں۔

ذکر خفی اور مراقبے کا کمال:۔ پیارے آقا سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے تو 1400 سال پہلے ہی نشاندہی فرمادی تھی یہ فرماتے ہوئے ''الاوھی القلب'' کہ اگر دل بگڑ جائے تو سارا نظام بگڑ جاتا ہے لہذا دلوں پر محنت کرو، مراقبے کا ثبوت بھی اس قرآنی آیت سے ملتا ہے'' واذکر ربك فی نفسك'' کہ رب کا ذکر دل میں کرو۔ یوں فرمایا کہ ذکر خفی یعنی قلب کا ذکر زبان کے ذکر سے 70 درجے فائدہ بخش ہے۔

تکمیل تصوف کیلئے ماہرین کی خدمت میں حاضری:۔ قرآن میں جو آیت آئی ہے ''یتلوا علیھم ایٰتنا ویزکیھم ویعلمھم ......'' یعنی پیغمبر علیہ السلام آیات کی تلاوت بھی کرتے تھے، تزکیۂ نفس بھی کرتے تھے اور کتاب وحکمت کی تعلیم بھی دیتے تھے اب ہم نے تزکیۂ نفس کو چھوڑ دیا ہے اور اسے بدعت کہنا شروع کر دیا ہے اب تو ہماری مثال ایسے ہوگئی ہے جیسے کوئی مغرب کی نماز کے 3 فرضوں کی بجائے صرف 2 فرض پڑھ کر کہے کہ میں نے نماز ادا کر لی ہے، حالانکہ اس کی نماز قطعی نامکمل ہے، کتاب وحکمت کی تعلیم اور تلاوت قرآن کیلئے جس طرح مدارس قائم ہیں، تزکیۂ وتصوف کیلئے بھی اس شعبے کے بندے کے پاس جانا پڑے گا تا کہ وہ روحانی معالج ہمارا علاج کر کے تزکیۂ کرے۔

تنقید بے جا صرف تصوف میں ہی کیوں......!!:۔ میں آج کے اہلحدیث لوگوں سے کہا کرتا ہوں کہ اگر ہم نے بیعت نہ کی اور ہر بندے کے اندر خامی تلاش کر کے اسے رد کر دیا تو پھر کیا ہم عیسیٰ علیہ السلام کے آنے پر انکے ہاتھ پر بیعت کریں گے؟ ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ جس بندے کو کسی کی بات پر بھی یقین نہ ہو وہ کم از کم درود شریف پڑھنا شروع کر دے، اگر کسی کی راہ پر نہیں چلنا تو یہ کام تو کرو۔

بزرگوں کی روحانی قوت:۔ ''تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ'' کتاب کے اندر مولانا اسحاق بھٹی صاحب حفظہ اللہ نے ہمارے بزرگوں کی ایک کرامت لکھی ہے کہ ایک دفعہ مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ بیٹھے سر منڈوا رہے تھے، کچھ دن بعد عید تھی، سر منڈواتے ہوئے انہیں اپنے سر پر کچھ گرتا محسوس ہوا، دیکھا تو حجام رو رہا تھا اور اس کے آنسوان کے سر پر گر رہے تھے، فرمایا کیا ماجرا ہے کیوں روتے ہو، وہ کہنے لگا جی میرے جوان بیٹے کو گم ہوئے اتنا عرصہ ہو گیا ہے، اب کچھ دن بعد عید ہے تو میری اہلیہ بھی بیٹے کے غم میں پریشان ہے اور خود میں بھی اسی کی جدائی میں رو رہا ہوں ہمارے بزرگ نے یہ سنا تو فرمایا ذرا ٹھہرو، یہ فرما کر حضرت قریبی حجرے میں تشریف لے گئے اور وہیں بیٹھ کر مراقبہ فرمایا، کچھ دیر بعد باہر آ کر فرمایا جاؤ تمہارا بیٹا گھر میں بیٹھا ہے، وہ حجام بے یقینی کے عالم میں گھر گیا تو جا کر دیکھا تو واقعی بیٹا موجود تھا۔ اس نے پوچھا تم کہاں تھے بیٹا کہنے لگا کہ میں تو سندھ کے علاقے میں روٹیاں لینے کیلئے بازار جا رہا تھا کہ ایک بابا جی میرے سامنے آئے ان کا آدھا سر منڈا ہوا تھا اور آدھے پر بال تھے انہوں نے جانے کیسے مجھے یہاں لا کر بٹھا دیا ہے۔

یہ واقعہ لکھنے کے بعد بھٹی صاحب حفظہ اللہ ہمارے والد صاحب کے پاس آ کر کہنے لگے کہ چونکہ مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ کے جنات غلام تھے یہ کسی جن کی قوت لگتی ہے جو پل بھر میں بیٹا گھر پہنچ گیا۔ ابا جی نے فرمایا کہ یہ کسی جن کی نہیں مولوی صاحب رحمہ اللہ کی روحانی قوت تھی، حضرت سلیمان علیہ السلام کے امتی نے پل بھر میں تخت حاضر کر دیا تھا تو کیا امام الانبیاء علیہ السلام کا امتی اپنی روحانی قوت سے اتنا کام بھی نہیں کر سکتا۔ درحقیت یہ باتیں سمجھ سے ماوراء ہوتی ہیں انہیں عقل سے نہ ہی پرکھا جائے تو بہتر ہے۔

مجذوب پر تجلیات اور حضوری کا انکشاف:۔ ایک اور واقعہ ہمارے بزرگوں کا مشہور ہے کہ ایک دفعہ ایک بندہ آ کر کہنے لگا کہ مولوی صاحب میرے بیٹے کو پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے ہر وقت چپ رہتا ہے اور خلاؤں میں گھورتا رہتا ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ اسے میرے پاس لاؤ۔ جب اسے بلایا گیا تو وہ نہ آیا پھر مولوی صاحب نے فرمایا کہ بیٹے کو میرا نام لیکر کہنا کہ تجھے مولوی غلام رسول بلاتے ہیں جب اسے یہ کہا گیا تو وہ آ گیا۔ آ کر چپ چاپ بیٹھ گیا لیکن جونہی اس نے مولوی صاحب کو دیکھا تو فوراً بولا۔ یہ بابا بھی وہاں پر تھا اتنا کہہ کر پھر جنگلوں کی طرف بھاگ گیا کچھ دنوں بعد وہ فوت ہو گیا۔ اس لڑکے کا باپ مولوی صاحب سے آ کر پوچھنے لگا کہ اس دن سے اپنے بیٹے کے یہ الفاظ مجھے یاد آ رہے ہیں کہ یہ بابا بھی وہاں موجود تھا تو یہ کیا ماجرا ہے۔ مولوی صاحب نے بہتیرا ٹال مٹول سے کام لیا لیکن اس نے کہا کہ آپ ضرور بتا دیں۔

آخر مولوی صاحب نے فرمایا کہ تیرے بیٹے کا باطن قدرتی طور پر اتنا شفاف ہو گیا تھا کہ اسے حضور ﷺ کی زیارت جاگتی آنکھوں سے ہوا کرتی تھی اور چونکہ اس فقیر (مولوی صاحب) کی بھی حضوری مجلس نبوی ﷺ میں ہوتی ہے اس لیے اس نے مجھے بھی وہاں دیکھا تھا لیکن چونکہ اس کے پیچھے کسی درویش کا ہاتھ نہیں تھا اس لیے وہ اتنی تجلیات برداشت نہ کر سکا اور پہلے تو اپنے حواس کھو بیٹھا اور پھر اس نے دم توڑ دیا۔

(ملاقات: ڈاکٹر محمد عثمان سلفی)

تصوف چھوڑ دینا.....نہایت افسوس ناک پہلو

سوزانِ دل

ڈاکٹر محمد عثمان مبشر سلفی حفظہ اللہ: جامع مسجد مینار والی اہلحدیث، شرقپور شریف، ضلع شیخوپورہ)

اہل دل کی زبان کی تاثیر:۔ شرقپور شریف (ضلع شیخوپورہ) کی جامع مسجد مینار والی (اہلحدیث) میں ایک رات حضرت حافظ محمد یحییٰ عزیز محمدی رحمہ اللہ درس قرآن ارشاد فرمانے کیلئے تشریف لائے ہوئے تھے اور اپنے مخصوص دھیمے اور سادہ لہجے میں قرآن، تلاوت قرآن اور حافظ قرآن کے فضائل ومناقب بیان فرما رہے تھے، ان کی آواز مسجد کے لاؤڈ سپیکر کے ذریعے اردگرد گھروں میں بھی پہنچ رہی تھی، ان میں ایک گھرانہ ایسا بھی تھا جو پچھلے کئی سالوں سے دین سے بالکل ناواقف تھا، اس گھرانے کے افراد کے نزدیک قرآن صرف رمضان میں اور نماز صرف عید کی پڑھنے کا رواج تھا، باقی ان کی تمام زندگی میں دنیاوی رواج کا راج تھا، مگر حضرت حافظ صاحب رحمہ اللہ کی آواز میں کوئی ایسی جادوئی تاثیر تھی کہ اس گھرانے کی زندگی میں اچانک ہلچل مچ گئی۔

کہتے ہیں کہ مرد دین کو صرف گھر کی چوکھٹ تک لاسکتا ہے مگر عورت دین کو گھر کے اندر جگہ دے سکتی ہے، کچھ ایسا حال اس گھرانے میں ہوا کہ وہاں کی خاتون نے سوچا کہ زندگی وہ نہیں ہے جو ہمارے گھر میں گزرتی آرہی ہے بلکہ زندگی تو اللہ والی راہوں پر چلنے کا نام ہے، اس کے ساتھ ہی درس ختم ہونے سے پہلے پہلے یہ فیصلہ کرلیا کہ میں اپنے بیٹے کو اللہ کا قرآن سکھاؤں گی اور کچھ دنوں بعد ان کا بیٹا اسی مسجد میں بیٹھا قرآن پاک حفظ کررہا تھا۔ ایک کے بعد دوسرے بیٹے کو بھی میٹرک کے امتحان سے فارغ ہونے پر حافظ قرآن بننے کے لئے مسجد بھیج دیا۔ ان کے ساتھ ساتھ دوسرے بیٹوں کی زندگی میں بھی پانچ وقت نماز اور مسنون اعمال کی جاگ لگ گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ گھرانہ اللہ پاک نے اپنی یاد کیلئے قبول فرمالیا۔

کچھ اپنوں کی باتیں:۔ یہ واقعہ بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ایسی کونسی چیز حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی رحمہ اللہ کے پاس تھی جو آج کے علماء کے پاس نہیں ہے، اللہ پاک گستاخی معاف فرمائے میرے خیال میں آج کے علماء حضرت حافظ صاحب رحمہ اللہ سے زیادہ احادیث اپنے دروس میں بیان کرتے ہیں، اور شاید آج کے علماء وقراء حضرات کا تلفظ اور قرآن بھی حضرت صاحب رحمہ اللہ سے بہتر ہو مگر آج کا چلتا پھرتا اہلحدیث اندر سے کھوکھلا ہو چکا ہے، ہر مدرسے کے باورچی سے لیکر شیخ اہلحدیث تک تمام علماء لوگوں کی نظروں میں اپنی قدر کھو چکے ہیں، بڑے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ ہم اہلحدیثوں میں اپنے امام وخطیب صاحب کا وہ مقام نہیں ہے جتنی عزت بریلوی اور دیوبندی حضرات اپنے اپنے علماء کی کرتے ہیں۔

ہماری عزت تو جانور بھی کرتے تھے:۔ اہلحدیث علماء کی تو بے زبان جانور بھی عزت کرتے تھے اسی کتاب ''علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' میں حافظ محمد حنیف صاحب (الہ آبادی) واقعہ بیان کررہے ہیں کہ مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ کو ایک بارات کے وقت کسی سواری کی ضرورت تھی کسی نے عرض کیا کہ حضرت! میرے پاس ایک اونٹ ہے مگر وہ بڑا سرکش ہے کسی کو بھی اپنے اوپر نہیں بیٹھنے دیتا، فرمایا اسے لے آؤ، جب وہ سرکش اونٹ لایا گیا تو مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ نے اس کی گردن نیچے کرکے اس کے کان میں فرمایا دیکھ! تیرے اوپر محی الدین سوار ہونے لگا ہے، یہ فرما کر تسلی سے سوار ہوگئے مگر اونٹ کی کیا مجال جو سرکشی کرتا، بات دراصل یہ ہے کہ ہمارے اسلاف نے پہلے خود کو کسی کے سپرد کرکے اپنا تزکیۂ نفس کروایا تھا، پھر جب ان کے نفوس کا تزکیۂ ہوگیا تب پھر انسان بھی ان کی مانتے تھے، جانور بھی ان کی مانتے تھے، جنات بھی ان کی مانتے تھے اور خود اللہ جل شانہ بھی ان کے اٹھے ہوئے ہاتھوں کو خالی نہیں لوٹاتا تھا۔

تصوف میں باکمال ہستیاں:۔ لکھوی خاندان میں تزکیۂ وتصوف شروع سے چلا آرہا ہے، وہ سب بیعت کرتے بھی تھے اور بیعت

ہوتے بھی تھے،اسی طرح حافظ محمد یحییٰ عزیز محمدی رحمہ اللہ نے بھی سید محبوب علی شاہ رحمہ اللہ کے ہاتھ پہ بیعت کر کے تصوف وسلوک کی منازل طے کی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے ایک چھوٹے سے درس قرآن سے پورے گھرانے کی زندگی بدل گئی۔حضرت صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ کا سلسلہ بیعت وارادت بہت وسیع تھا،غزنوی خاندان سارے کا سارا تصوف کا شہسوار ہے۔

تصوف چھوڑ دینا......نہایت افسوس ناک پہلو! تصوف سے مراد دراصل خالص اتباع سنت ہے،نفس کی سرکشی کو دبا کر اپنی زندگی میں اعمال کے خوب صورت چراغ جلا لینے کا نام تصوف ہے،شرک و بدعت سے اپنی عبادات کو پاک کر لینے کا نام تصوف ہے، یوں فرمایا تصوف دو چیزوں کا نام ہے یہ کہ میری زندگی گناہوں سے پاک گزرے اور میری نمازوں میں خیالات دنیوی حائل نہ ہوں بلکہ سراسر کیفیت احسان کے ساتھ میری نمازیں ادا ہو جائیں۔لیکن افسوس......! آج ہم نے اسی تصوف کو چھوڑ کر اپنے اسلاف کی زندگیوں میں سے تصوف کے پہلو کو بھی منظر عام پر لانا بند کر دیا۔

ہم اپنے بڑوں سے بے نیاز کیوں ہو گئے......!! آج ہمارے علماء بڑے اطمینان سے ایک بات کرتے ہیں کہ ہمارے اسلاف بزرگوں کی تحقیق اتنی لطیف نہیں تھی اسی لیے وہ ضعیف اور من گھڑت روایات بھی بیان کر جاتے تھے۔راقم ان سب علماء سے عاجزی کے ساتھ سوال کرتا ہے کہ اگر چہ ہمارے اسلاف کی موجودہ علماء جتنی تحقیق نہیں تھی مگر کیا آج کے علماء تحقیق میں حافظ ابن قیم رحمہ اللہ سے بھی بڑھ گئے ہیں جنھوں نے سلوک پر پوری کتاب مدارج السالکین لکھ ڈالی۔کیا صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ اہلحدیث نہیں تھے جو لوگوں کو بیعت کیا کرتے تھے،وہ جو خود بھی ہر وقت ہاتھ میں تسبیح رکھتے تھے اور اپنے پاس آنیوالوں کو بھی ذکر کے ذریعے اللہ سے مانگنے اور اپنی دنیاوی ضرورتیں پوری کروانے کیلئے وظائف دیتے تھے،آج ہمارے محقق علماء لوگوں کو صرف معلومات دے رہے ہیں جبکہ ہمارے باعمل اسلاف بزرگوں نے لوگوں کو معمولات دیئے تھے یعنی جن کی تبلیغ سے لوگوں کی زندگی میں عمل آیا کرتا تھا۔

بڑوں کی بے مثال انکساری:۔ تبلیغ سے ایک واقعہ یاد آ رہا ہے۔غالباً پچھلے سال ولی کامل حضرت مولانا محمد یحییٰ شرقپوری رحمہ اللہ کی اہلیہ کے جنازے میں راقم بھی شریک تھا، جنازے کے بعد ایک صاحب (جو چہرے مہرے سے نہایت شریف النفس، دیندار اور مالدار نظر آتے تھے) نے اپنا واقعہ سنایا کہ میں شرقپور شریف کے نواحی گاؤں غازی پور سے آیا ہوں، ہمارے بڑوں کے پاس مولانا محمد یحییٰ شرقپوری رحمہ اللہ تبلیغ کے سلسلے میں تشریف لایا کرتے تھے اور آ کر ہمارے بڑوں کو نماز کی تلقین کرتے۔ ہمارے بڑے ان کی نصیحت کو ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیا کرتے۔مگر مولانا رحمہ اللہ تشریف لاتے رہے اور سلسلہ تبلیغ جاری رکھا۔ایک دن مولانا رحمہ اللہ نہ جانے کس کیفیت میں آئے اور......آ کر اپنی پگڑی اتار کے ہمارے بڑوں کے قدموں میں رکھ دی اور فرمایا اس سے آگے میں کچھ نہیں کر سکتا،نماز پڑھا کریں،وہ دن اور آج کا دن ہمارے بڑوں میں بھی اور باقی سب میں بھی فرض نماز تو کیا کبھی تہجد بھی نہ چھوٹی۔

مرشد باکمال کی صحبت کا نتیجہ:۔ آہ......مولانا محمد یحییٰ شرقپوری رحمہ اللہ! آج بھی ان کا نورانی چہرہ میرے سامنے آ رہا ہے،سفید لباس،سر پر سفید رومال،راقم ان دنوں جامع مسجد مینار والی میں ناظرہ قرآن پڑھنے جایا کرتا تھا۔مولوی صاحب فجر کے بعد دیر تک بیٹھے ذکر میں مصروف رہتے اور جب گھر جانے لگتے تو......استاد محترم حافظ عبدالمجید صاحب حفظہ اللہ ہم دونوں بھائیوں کو فرمایا کرتے کہ اٹھو جلدی سے مولوی صاحب (مولانا محمد یحییٰ) کی جوتی پکڑ کے دروازے میں رکھو اللہ پاک قبول فرمائے ہم مولوی صاحب کی جوتی پکڑ کے مولوی صاحب کے آگے دروازے میں رکھتے اور مولوی صاحب رحمہ اللہ ہمیں دعائیں دیتے ہوئے گھر تشریف لے جاتے۔مولانا محمد یحییٰ شرقپوری رحمہ اللہ کے بارے سنا ہے کہ رمضان میں مسجد میں اجتماعی افطاری کے بعد خالی برتن جب دھلنے کیلئے مولوی صاحب رحمہ اللہ کے گھر جاتے تو مولوی صاحب رحمہ اللہ کمال ادب و عاجزی سے اپنے گھر والوں کو فرماتے کہ ان پلیٹوں میں لگا ہوا گھی انگلی سے صاف کر کر کے اکٹھا کرو اور اسے گھر کے کھانے میں شامل کرو، یہ اللہ کے مہمانوں کا جوٹھا ہے اسے ضائع نہ ہونے دینا۔میں اکثر سوچا کرتا کہ اتنی عاجزی

مولوی صاحب رحمہ اللہ کے اندر صرف کتابیں پڑھنے سے کیسے آسکتی ہے، وہی کتابیں آج ہمارے علماء پڑھتے ہیں مگر مولوی صاحب رحمہ اللہ کی زندگی میں تو اللہ کی محبت، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی غلامی، ہر وقت اٹھتے بیٹھتے اللہ کا ذکر، سر پر پگڑی یا رومال اور ننگے سر رہنے سے بیزاری، ان کی تبلیغ میں اخلاص، انکی زبان میں تاثیر اور وہ کیفیت کہ انہیں دیکھنے سے اللہ یاد آ جاتا تھا۔ یہ سب کچھ آخر ہمارے موجودہ علماء میں کیوں ختم ہو گیا ہے، جب شعور کی آنکھ کھلی تو وہی جواب سامنے آیا کہ مولوی صاحب رحمہ اللہ کے مربی، مزکی و مرشد حضرت میاں محمد باقر رحمہ اللہ (جھوک دادو والے) تھے جن سے مولوی صاحب رحمہ اللہ کا تزکیۂ نفس ہوا تھا تب جا کے انہیں یہ سب کمالات حاصل ہوئے۔ مولوی صاحب رحمہ اللہ کی زندگی تصوف کی نمایاں تصویر تھی، خود مولوی صاحب رحمہ اللہ کے بیٹے قاری نعیم الرحمٰن صاحب نے ایک دفعہ جمعہ پڑھاتے ہوئے فرمایا کہ ابا جی ہمیں گھر میں شیخ سعدی رحمہ اللہ کی کتابیں گلستان سعدی اور بوستان سعدی پڑھا کر ان کا ترجمہ سمجھاتے، شیخ سعدی رحمہ اللہ کے بارے ہر شخص جانتا ہے کہ وہ ایک سچے صوفی تھے۔

باہمی رواداری بھی چلی گئی......!:۔ جامعہ عزیزیہ ساہیوال کے قاری محمد بلال عزیزی صاحب ایک دن نہایت غم سے فرمانے لگے کہ عثمان بھائی آپ کو پتہ ہے؟ ہمارے اہلحدیثوں میں اب تلاوت قرآن بھی ختم ہو گئی ہے، ہمارے اسلاف علماء کا دیوبندی علماء سے بہت زیادہ محبت والا رشتہ ہوا کرتا تھا، جب تحریک ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم چلی تھی تب اہل حدیث اور دیوبندی علماء نے مل کر ہی تو اس کی بنیاد رکھی تھی، اہلحدیث مدارس میں دیوبندی حضرات تجوید وقرأت پڑھایا کرتے تھے، اب کہاں گئیں وہ رفاقتیں......؟ کہاں گئیں وہ الفتیں......؟ اب تو منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر بھی انتشار پھیلایا جاتا ہے، اب تو مسند تدریس پر بھی اختلافات کا درس دیا جاتا ہے اب تو دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اختلافی مسائل کی حد تک مقید کر دیا گیا ہے۔

اے خاصائے خاصان رسل صلی اللہ علیہ وسلم وقت دعا ہے — امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
وہ دین جو بڑی شان سے نکلا تھا عرب سے — پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے

اس میں بیچارے صوفیائے کرام کا کیا قصور......!!:۔ قربان جائیں صوفیاء رحمہم اللہ پر جن کی تعلیمات میں سچا درس ہدایت ہے حضرت سید علی بن عثمان الہجویری رحمہ اللہ کو آج ہمارے علمائے اہلحدیث تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے یہاں تک کہہ جاتے ہیں کہ جو شرک وبدعت انکی قبر پر جا کے لوگ کر رہے ہیں (نعوذ باللہ) وہ خود بھی اسی طرح کرتے ہوں گے اور اسی چیز کو وہ پھیلا کر کے گئے ہیں۔ ایسا کہنے والے خدارا اللہ سے ڈر جائیں، راقم نے خود ان کی کتاب کشف المحجوب کا مطالعہ اہلحدیثی نظر کیساتھ کیا ہے لیکن انکی پوری کتاب میں سراسر توحید وسنت کا خالص سبق دیا گیا ہے، بدعت کا جتنا رد حضرت شیخ رحمہ اللہ نے کشف المحجوب میں کیا ہے اس کے مطالعے کے بعد ایک سلیم العقل انسان کم از کم ان پر ایسی تنقید نہیں کر سکتا۔ رہی بات ان کی قبر پر ہونیوالی خرافات کی تو اس کے بارے میری یہی رائے ہے کہ جس طرح حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد لوگوں نے انکے بارے میں کیا کیا القاب وضع کیے شیخ علی ہجویری رحمہ اللہ کے ساتھ بھی اسی طرح ہوا، نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ مجھے اللہ کا بیٹا کہو نہ شیخ علی ہجویری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجھے داتا گنج بخش کہا جائے۔

ویسے بھی کتاب ''علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف'' کے مطالعے سے یہ بات عیاں ہو رہی ہے کہ ہمارے اسلاف اہلحدیث علماء نے حضرت سید علی ہجویری رحمہ اللہ کی تعلیمات کو سراہا ہے اور ان کی بزرگی کو تسلیم کیا ہے، جب کہ ہمارے موجودہ علماء تو شیخ ہجویری رحمہ اللہ کا نام بھی بہت بے ادبی سے لیتے ہیں۔ (الا ماشاء اللہ)

اظہار تشکر:۔ اللہ پاک کی کروڑوں رحمتیں ہوں فضیلۃ الشیخ حضرت حکیم محمد طارق محمود چغتائی صاحب حفظہ اللہ پر، جنہوں نے آج کے اس ایمان ساز دور میں ہم اہلحدیثوں پر احسان فرمایا اور ہمیں عقائد سے بہرہ ور کرنے کی سعی کی، یقیناً اس کیلئے انہیں بہت کمر توڑ محنت کرنا پڑی ہوگی کیونکہ ہمارے اسلاف کی زندگیوں میں جہاں جہاں بھی تصوف کا پہلو واضح ہوتا تھا اس کتاب کو دفن کر دیا گیا، ابھی حال ہی میں معلوم

ہوا ہے کہ مولانا داؤد غزنوی صاحب رحمہ اللہ نے ''معارف اللطائف'' کے نام سے ایک پوری کتاب رقم کی تھی جس میں صوفیاء کی اصطلاح میں تمام لطائف کا ذکر اور تفصیل درج ہے مگر اس کتاب کا مدفن پتہ نہیں کونسی لائبریری بنی ہوئی ہے، منظر عام پر تو اس کتاب کو نہیں لایا گیا۔

ذوق تصوف حقیقت پر مبنی کتاب:۔ ''علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف'' یقیناً حقیقت پر مبنی کتاب ہے جس میں ہر واقعے کے ساتھ اس کی اصل کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے، دعا ہے کہ اللہ پاک اس کتاب کو قبول فرماتے ہوئے ہمارے موجودہ علمائے اہلحدیث اور عام اہلحدیثوں میں ذوق تصوف پیدا فرمائے اور حضرت مؤلف حفظہ اللہ کو دنیا و آخرت کی کامیابیاں، کامرانیاں، آسانیاں، عافیتیں، رحمتیں اور برکتیں عطا فرمائے۔آمین۔''فجزاهم الله عنا وعن جميع المؤمنين خير الجزاء''۔

(ڈاکٹر محمد عثمان مبشر سلفی: جامع مسجد مینار والی اہلحدیث شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ)

☆☆☆☆☆

مرشد جی کی بے مثال سادگی اور انکساری

(از: مولانا محمد بشیر قصوری حفظہ اللہ، خطیب جامع مسجد برکات اہل حدیث: شرقپور)

تعارف: مولانا محمد بشیر قصوری صاحب حفظہ اللہ پچھلے کئی سالوں سے شرقپور شریف کی جامع مسجد مبارک اہلحدیث میں خطیب تھے اور پھر وہیں کی جامع مسجد برکات اہل حدیث میں منتقل ہو گئے۔ ان دنوں اسی مسجد میں خطابت فرما رہے ہیں اور شرقپور شریف میں ہونے والے اہلحدیث اجتماع میں پیش پیش ہوتے ہیں۔ زیر نظر کتاب ''علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف'' کے بارے ان کے تاثرات درج ذیل ہیں۔

متصوف خاندان کی خدمات:۔ ضلع قصور علمی اعتبار سے خاص اہمیت کا حامل ہے، خاص طور پر لکھوی خاندان کی تبلیغی کاوشیں سرفہرست ہیں، لکھوی خاندان کے فیض یافتگان علمائے کرام آج قصور، لاہور، اوکاڑہ اور گوجرانوالہ کے علاوہ پورے ملک میں خدمت دین میں مصروف عمل ہیں۔ میں یہاں چند گھرانوں کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں جو دین حنیف کی تبلیغ اور دعوت توحید کے پرچار کیلئے اپنی جانیں نچھاور کر کے شجر اسلام کی آبیاری کرتے رہے، ان میں سب سے پہلے لکھوی خاندان ہے جس کی دینی وملی خدمات سے لوگ اچھی طرح واقف ہیں۔ اس خاندان کے جد امجد حافظ محمد بارک اللہ لکھوی رحمہ اللہ، سید محمد عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے ہم عصر اور ہم درس تھے، یہ دونوں شیخ الکل حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔

متصوف بزرگ کے کارنامے:۔ حضرت حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ نے تفسیر محمدی کے نام سے ایک تفسیر لکھی جس میں پنجابی نظم کی صورت میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس تفسیر کا اصل مآخذ علامہ بغوی رحمہ اللہ کی تفسیر ''معالم التنزیل'' ہے۔ اس تفسیر میں حضرت حافظ صاحب رحمہ اللہ نے بہت زیادہ وظائف اور عملیات بھی لکھے ہوئے ہیں جو کہ فی الواقع مجرب ہیں، اسی طرح حافظ محمد لکھوی صاحب رحمہ اللہ نے زینت الاسلام کے نام سے کتاب لکھی جو کہ قصور کے اکثر گھرانوں میں خواتین کو کثرت سے پڑھائی جانے والی کتاب ہے۔

ہمارے خاندان بھر کے مرشد کامل:۔ ہمارے پورے خاندان کا سلسلہ بیعت (جن میں میں اور میرے والد صاحب مولانا عبدالعزیز حفظہ اللہ شامل ہیں) حضرت مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ کے ساتھ ہے، ہمارے شیخ مولانا لکھوی رحمہ اللہ علم وعمل کے روشن مینار اور ولی کامل تھے۔ ان کی شخصیت میں سادگی اور نظریں جھکی ہوئی تھیں، زبان پر ہر وقت اللہ کا ذکر جاری رہتا تھا۔

مرشد جی کی بے مثال سادگی اور انکساری: ایک دفعہ جب مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ کے بیٹے نے گاڑی لی تو مولانا رحمہ اللہ کو فرنٹ سیٹ پر بٹھا کر ایک جگہ جمعہ پڑھانے لے گئے۔ مولانا رحمہ اللہ سارے راستے آگے کو سر جھکائے بیٹھے رہے اور منزل پر پہنچ کر گاڑی سے

اترتے ہی فرمایا کہ یا تو اسے فوراً بیچ دو، یا پھر میں کبھی بھی اس پہ سفر نہیں کروں گا۔ اس کی سیٹ پر بیٹھ کر دل میں عجب پیدا ہوتا ہے اور تکبر کا خطرہ ہے۔ لہٰذا میں تو اس پر سواری نہیں کروں گا۔

آدھی رات کے وقت مرشد کا فرمان:۔ راقم الحروف نے جب چینیا والی مسجد سے سند فراغت حاصل کی تو اس خوشی میں اپنے گاؤں میں ایک جلسہ کرایا جس میں استاد محترم مولانا رحمت راشد صاحب، مولانا محمد ابراہیم خلیل صاحب اور حضرت مرشدی مولانا محی الدین لکھوی صاحب رحمہ اللہ نے خطاب کرنا تھا۔ لیکن جب تقریباً آدھی رات کے وقت مولانا لکھوی صاحب رحمہ اللہ کے خطاب کا وقت ہوا تو شیخ جلال میں آگئے اور فرمایا رات اللہ پاک نے سونے کیلئے بنائی ہے تقریروں کیلئے نہیں بنائی۔ ہم صبح درس دیں گے، لہٰذا پھر واقعی صبح فجر کے بعد درس ارشاد فرمایا اور دعائے خیر و برکت فرمائی۔

مرشد کی دعا سے مجھے زندگی ملی:۔ میرے والد صاحب مولانا عبدالعزیز حفظہ اللہ کی اولاد میں سے یکے بعد دیگر 7 بچے فوت ہوئے تھے، جونہی بچہ یا بچی 13/12 سال کی عمر کو پہنچتے فوت ہو جاتے۔ جب میں پیدا ہوا تو والد صاحب نے جا کر مرشد جی رحمہ اللہ سے دعا کیلئے درخواست کی اور ساتھ مجھے بھی لے گئے۔ حضرت مرشدی مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھا کر عرض کی یا اللہ پہلے پودے سب اکھڑ گئے ہیں اس پودے کو پھل دار درخت بنا دے، اس کی حفاظت فرما اور اسے عالم دین بنا۔ آج ان کی دعاؤں کی برکت ہے کہ اللہ پاک نے مجھے زندگی بھی دی آگے میری اولاد بھی ہے الحمدللہ، اور اللہ پاک دین کا کام بھی لے رہا ہے۔

بکثرت مریدین:۔ مولانا محی الدین اور مولانا معین الدین لکھوی رحمہما اللہ دونوں بھائیوں کے ضلع قصور میں بہت زیادہ مرید ہیں۔

سکھوں کی بنائی ہوئی مسجد:۔ کنگن پور میں راقم الحروف کے سگے پڑنانا جان مولانا عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ گزرے ہیں جو کہ بابا جی سوئے والے کے نام سے مشہور ہوئے۔ والد صاحب بتایا کرتے ہیں کہ بابا جی کی اکثر راتیں عبادت میں گزرتی تھیں، وہ ساری ساری رات بیٹھ کر ذکر کیا کرتے تھے اور ان کے پاس کثیر تعداد میں جنات قرآن پڑھنے آتے تھے، کنگن پور کا علاقہ کوٹ بسم اللہ کے بانی بابا جی خود ہیں۔ آج بھی اس جگہ بابا جی کی بنائی ہوئی مسجد جامع محمدی اہلحدیث موجود ہے یہ مسجد 1947ء سے پہلے کی بنی ہوئی ہے کہا جاتا ہے کہ جن دنوں مسجد کی تعمیر کا کام ہو رہا تھا وہاں سے کچھ سکھ مزدور گزرے انہوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کی مسجد بن رہی ہے تو انہوں نے فرمائش کی کہ ہمیں بھی خدمت کا موقع دیا جائے۔ بابا جی رحمہ اللہ نے اجازت دے دی تو دو دن سکھ مزدوروں نے بغیر کسی اجرت کے وہاں مزدوری کی اور مسجد کی تعمیر میں حصہ ملایا۔

بذریعہ تعویذات لوگوں کی دادرسی:۔ راقم الحروف پچھلے پندرہ سالوں سے شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ میں امامت وخطابت کی ذمہ داری انجام دے رہا ہے۔ ہمارے والد صاحب بھی لوگوں کو دم وغیرہ کیا کرتے ہیں اور میں بھی دم کرتا ہوں اور ضرورت پڑھنے پر تعویذ بھی لکھ دیتا ہوں۔

پھوڑے پھنسی کیلئے آزمودہ عمل:۔ میرے والد صاحب مولانا عبدالعزیز حفظہ اللہ کسی کو پھوڑے پھنسی کیلئے اس طرح دم کرتے ہیں کہ اس پھوڑے کے گرد شہادت والی انگلی گھماتے ہوئے سات بار یہ آیت پڑھتے ہیں تو اللہ پاک شفاء دے دیتا ہے،" ام ابرموا امرا فانا مبر مون"

کتاب ذوق تصوف کے حق میں دعا:۔ یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے اللہ پاک اس کی تالیف کرنیوالے اس کو چھپوانے والے اور اس کیلئے محنت وکوشش کرنیوالوں کیلئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین ثم آمین۔

(طالب دعا وغفران، احقر خادم کتاب وسنت بشیر احمد قصوری، شرقپور شریف، ملاقات، ڈاکٹر محمد عثمان سلفی)

☆☆☆☆☆

تصوف ہماری ضرورت، اسلاف کی روایت

(از: حافظ غلام مصطفیٰ حفظہ اللہ ، انچارج شفاء الرحمٰن فری ڈسپنسری)

تعارف:۔حافظ غلام مصطفیٰ صاحب حفظہ اللہ شرقپور میں بننے والی جماعت اہلحدیث یوتھ فورس کے سرگرم کارکن ہیں اور مولانا محمد یحییٰ شرقپوری رحمہ اللہ کی فری ڈسپنسری کے انچارج ہونے کے ناطے دن رات مریضوں کی خدمت میں مصروف ہیں۔اس کے ساتھ انہیں قلم کی دنیا سے بھی لگاؤ ہے جس کیلئے وہ ''ماہنامہ الاعتصام'' کیلئے کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے ہیں۔ چونکہ انہیں مولانا محمد یحییٰ شرقپوری رحمہ اللہ کے خاندان سے قریبی نسبت ہے اس لیے انہوں نے مولانا رحمہ اللہ کی اہلیہ محترمہ مرحومہ کے واقعات بھی قلمبند کیے ہیں۔

تزکیۂ نفس کی اہمیت اور ضرورت:۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی کہ ''اے ہمارے رب ان میں ایک ایسا رسول ﷺ بھیج جو انہی میں سے ہو، وہ تیری آیات پڑھ کر لوگوں کو سنائے ، ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیۂ نفس کرے بے شک تو غالب حکمت والا ہے''۔اس آیت میں خالق ارض وسماء نے نبی علیہ السلام کی ایک صفت ''مزکی'' بیان کی ہے کہ وہ لوگوں کا تزکیۂ نفس کرتے ہیں تزکیۂ نفس سے مراد لوگوں کی ظاہری و باطنی برائی کو صاف کر دینا اور ان کو خرافات، بدعات اور تمام رسوم ورواج سے نکالنا ہے۔پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایسا تزکیۂ کیا کہ وہ آنیوالے لوگوں کیلئے مثال بن گئے۔

دور حاضر میں تزکیۂ نفس کا طریقہ:۔ اللہ رب العزت نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایمان کو دوسروں کیلئے کسوٹی قرار دیا۔آج چودہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی اگر تزکیۂ نفس کرنا ہو تو اس کیلئے بھی وحی الٰہی سے ہی مدد لی جائے گی اور اپنے اسلاف کی راہوں پر ان کی مانتے ہوئے چلنا پڑے گا۔

حقیقی تصوف حقیقی نور کا ذریعہ:۔ برصغیر پاک وہند میں علمائے اہلحدیث نے جس قدر لوگوں کا رخ قرآن وسنت کی طرف موڑا ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے انہوں نے ہندووانہ طور طریقوں اور جاہلانہ رسم ورواج سے پاک کر کے لوگوں کو قرآن وسنت کی خوشبو سے معطر کر دیا۔

اس سعی وکاوش میں کہیں غزنوی خاندان کو ملک بدر کیا گیا اور کہیں وزیر آبادی صاحب رحمہ اللہ کو ظلم وتشدد کا نشانہ بنایا گیا۔لیکن انہی بزرگوں کے فیض یافتہ مولانا محمد یحییٰ شرقپوری اور حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی رحمہما اللہ نے بھوک وافلاس کی پروا کیے بغیر لوگوں کو حقیقی تصوف سے روشناس کروایا اور ان کا تزکیۂ نفس کیا تا کہ لوگ اندھیروں سے نکل کر حقیقی نور کو پا جائیں۔

تصوف کے راہی علمائے سلف:۔ اس میدان میں کہیں حضرت میاں محمد باقر رحمہ اللہ پیش پیش نظر آتے ہیں تو کہیں سندھ کا راشدی خاندان ہمارے یہ تمام اسلاف صاحب کرامات تھے۔

باکمال مرید کی صالحہ ولیہ اہلیہ:۔ حضرت مولانا محمد یحییٰ شرقپوری رحمہ اللہ کی اہلیہ مرحومہ مغفورہ جن کا نام بی بی غلام فاطمہ تھا، اگر انہیں کوئی فاطمہ کہہ کر پکارتا تو وہ فرماتیں کہ میں تو غلام فاطمہ ہوں مجھے غلام فاطمہ ہی کہو۔ میں جب بھی ان کے گھر گیا میں نے حضرت بی بی رحمہا اللہ کو مصلےٰ پر بیٹھے دیکھا، کہتے ہیں کہ نیک مائیں ہی نیک اولاد پیدا کرتی ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کے تمام بیٹے دین کی خدمت میں مصروف ہیں اس کے پیچھے جہاں مولانا محمد یحییٰ شرقپوری رحمہ اللہ کی دعاؤں کا فیض نظر آتا ہے وہیں ان کی نیک باعصمت اہلیہ کا کردار بھی عیاں ہے۔فرمایا کرتی تھیں کہ میں نے اپنی اولاد کو کبھی بغیر وضو کے دودھ نہیں پلایا اور جب میں چھوٹی سی بچی ہوا کرتی تھی الحمدللہ تب سے اللہ پاک نے مجھے تہجد کی توفیق عنایت فرمائی ہوئی ہے جو کہ سفر وحضر میں کبھی قضا نہیں ہوئی، وفات کے دن بھی حضرت بی بی رحمہا اللہ نے تہجد کی نماز ادا کی ہوئی تھی۔

سچا تصوف دینے والوں پر کروڑوں رحمتیں:۔ اللہ پاک کی کروڑوں رحمتیں علمائے اسلاف پر ہوتی رہیں جنہوں نے ہمیں سچا

تصوف دیتے ہوئے زندگیاں قربان کردیں۔آمین۔

(حافظ غلام مصطفیٰ:انچارج شفاء الرحمٰن فری ڈسپنسری،گاؤں پرانی بھینی نزد شرقپور شریف،ضلع شیخو پورہ۔ملاقات:ڈاکٹر محمد عثمان سلفی)

☆☆☆☆☆

کرامات،روحانیت اور نسبت ایک حقیقت

(از:مولانا حافظ حمید اللہ سدید حفظہ اللہ سے ملاقات ڈاکٹر محمد عثمان سلفی)

تعارف:۔صوفی باصفاء عاشق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، زبدہ العارفین مولوی محمد عبداللہ المعروف مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ (قلعہ میہاں سنگھ) کے پڑپوتے مولانا حافظ حمید اللہ سدید صاحب حفظ اللہ اس وقت اپنے پڑداداجی کے منبر پر جلوہ افروز ہیں۔ان کا نسب نامہ کچھ یوں ہے''مولانا حمید اللہ بن مولانا عبدالرحمٰن بن مولانا عبدالعزیز بن مولانا غلام رسول بن مولانا عبدالرحیم رحمہم اللہ۔مورخہ 13-05-05 بروز اتوار کو قلعہ میہاں سنگھ میں مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ کی مسجد میں حاضری کا شرف حاصل ہوا مسجد میں جگہ جگہ ایسی احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لکھی ہوئی ہیں جن میں حقوق العباد اور حسن اخلاق کا درس دیا گیا ہے۔ایک حدیث قدسی جو اپنے موضوع کے اعتبار سے بہت انوکھی محسوس ہوئی اس کا مفہوم یہ ہے: اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا میں نے پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں میں رکھ دیا ہے لوگ انہیں کہیں اور ڈھونڈتے ہیں۔بھلا وہ کیسے پائیں گے۔(۱)اپنی رضا کو مخالفت نفس میں رکھ دیا ہے لیکن لوگ اسے موافقت نفس میں تلاش کرتے ہیں، بھلا کیسے پائیں گے؟(۲)میں نے آرام کو جنت میں رکھ دیا ہے لیکن لوگ اسے دنیا میں تلاش کرتے ہیں، بھلا کیسے پائیں گے؟(۳)علم وحکمت کو بھوک میں رکھ دیا گیا ہے لوگ اسے سیری میں تلاش کرتے ہیں، بھلا کیسے پائیں گے؟(۴)میں نے تونگری کو قناعت میں رکھ دیا ہے لوگ اسے مال میں تلاش کرتے ہیں، بھلا کیسے پائیں گے؟(۵)عزت کو اطاعت میں رکھ دیا گیا ہے لوگ اسے بادشاہوں کے دروازے پہ تلاش کرتے ہیں بھلا کیسے پائیں گے؟

اسی طرح بہت خوبصورت اشعار کی صورت میں ایک دعا لکھی ہوئی تھی جو قارئین کی پیش خدمت ہے۔

جو ملے حیات خضرؑ مجھے اور اسے میں صرف ثناء کروں — تیرا شکر پھر بھی ادا نہ ہو تیرا شکر کیسے ادا کروں

تیرے لطف کی کوئی حد نہیں گنوں کسطرح کہ عدد نہیں — نہیں کوئی تیرے سوا میرا کسے یاد تیرے سوا کروں

تیرے در پہ خم رہے سر میرا تیری رحمتوں پر گزر میرا — میں کہا کروں تو سنا کرے تو دیا کرے میں لیا کروں

میں بہت ہی عاجز و بے نوا تیرے آگے میری بساط کیا — کوئی بھول ہو تو معاف کر مجھے بخش دے جو خطا کروں

میرے اک دامن عمر میں ہیں نہ جانے کتنی ندامتیں — میرا خاتمہ بھی بخیر ہو یہی رات دن میں دعا کروں

اپنے در کا مجھے گدا رکھنا — مجھ پہ باب کرم کھلا رکھنا

حافظ حمید اللہ سدید صاحب حفظہ اللہ پچھلے 33 سالوں سے اس مسجد کی خدمت پر مامور ہیں۔اللہ پاک نے انہیں اپنی معرفت سے خوب نوازا ہے۔تقریباً5 گھنٹے ان کے ساتھ تفصیلی گفتگو ہوئی جس میں حافظ صاحب نے اپنے بزرگوں کی کرامات، ان کی توجہات کی برکات، ان کی دعاؤں کے فیوض وثمرات اور مسجد میں مشاہدہ کیے گئے انوارات وتجلیات پر بہت تفصیل سے بیان فرمایا، دوران گفتگو اللہ پاک کی کائنات کے راز اور تکوینی امور کے چند واقعات بھی

سامنے آئے جو یقیناً عام عقل انسانی میں نہیں سما سکتے۔ ان امور کو عقل کی کسوٹی پہ پرکھنے والوں کو ہمیشہ مایوسی کا سامنا کرنا پڑا ہے لیکن بہر حال حقیقت، حقیقت ہی ہے وہ چاہے ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ عقل سے ماوراء یہ سب باتیں سنانے والے اور آپ کی خدمت میں پیش کرنے والے الحمدللہ اہلحدیث ہیں۔ اللہ پاک ہمیں شرح صدر عنایت فرمائے آمین۔ حافظ صاحب سے گفتگو کے دوران قاری طاہر محمود صاحب مدرس مسجد ہذا بھی موجود تھے، قاری صاحب پچھلے 8 سالوں سے شعبہ حفظ سے منسلک ہیں۔ اب حافظ صاحب کی گفتگو انہی کے الفاظ میں آپ کے پیش خدمت ہے۔

میرے مربی مولانا سید محمد ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ:۔ میں اس زمانے میں لاہور اپنے رشتہ داروں کے ہاں رہا کرتا تھا جس زمانے میں ابھی سید محمد ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ حیات تھے۔ میں ان کی خدمت میں باقاعدگی سے حاضر ہوا کرتا تھا اور ان کی محفل ذکر میں بھی شرکت کرتا تھا۔ وہاں بڑے بڑے انجینئر، ڈاکٹر اور یونیورسٹی کے طلباء آیا کرتے تھے۔ ڈاکٹر غلام مرتضٰی ملک رحمہ اللہ اور ڈاکٹر راشد رندھاوا صاحب بھی شرکت کیا کرتے تھے، مولانا سید ابوبکر صاحب رحمہ اللہ کے پاس بیٹھنے اور ان کی باتیں سننے سے ایمان تازہ ہو جاتا تھا میں انکے سامنے دوزانو ہو کر بڑے ادب سے بیٹھا رہتا کیونکہ میرا ان کے ساتھ لگاؤ عشق کی حد تک تھا، مجھے ان کی محافل ذکر میں شرکت کرنے سے بہت زیادہ فائدہ ہوا۔

دلوں کا زنگ اتارنے والا صیقل:۔ جو اصل صوفی ہوتا ہے وہ ہمیشہ اپنے معتقدین کو ذکر کرنے کی ترغیب دیتا ہے تا کہ ذکر کرنے سے دلوں پہ لگا ہوا زنگ اتر جائے اور دلوں میں نرمی پیدا ہو جائے۔ جب دل میں نرمی پیدا ہو جائے گی پھر انسان خود بخود اعمال کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ قرآنی آیت " فاذکرونی اذکر کم " کا وہ مفہوم نہیں ہے جو عام طور پر کیا جاتا ہے کہ تم مجھے یاد کرو گے تو میں تمہیں یاد کروں گا بلکہ اللہ پاک کے یاد کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ پھر عمل کی طاقت عطا فرمائے گا۔ یعنی جب بندہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرے گا تو پھر اللہ پاک اسے توفیق عمل سے نوازے گا اور اصل مطلوب عمل ہے۔

ذکر اللہ زندگی میں تبدیلی کا ذریعہ:۔ مولانا سید ابوبکر غزنوی صاحب رحمہ اللہ اپنا واقعہ بیان کرتے تھے کہ جب میں ابھی کالج میں پڑھا کرتا تھا تو بری صحبت میں رہنے کی وجہ سے مجھ پر بھی اس کا رنگ چڑھ گیا اور میں نے سگریٹ پینا شروع کر دی حتیٰ کہ نماز پڑھنا بھی چھوڑ دی۔ میرے والد مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ میری وجہ سے بہت پریشان رہا کرتے ان کے پاس ایک نیک بزرگ (غالباً حضرت میاں محمد باقر صاحب رحمہ اللہ) تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک دن والد صاحب رحمہ اللہ نے ان بزرگوں سے فرمایا کہ میں اپنے اس بیٹے کی وجہ سے بہت پریشان ہوں اور میرا سارا واقعہ عرض کر دیا۔

ان بزرگوں نے مجھے قریب بلا کر پیار سے فرمایا کہ بیٹا کیا تم میری ایک چھوٹی سی بات مانو گے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا! آپ ہر وقت ہر حالت میں اللہ، اللہ کہتے رہا کرو، میں نے سوچا یہ تو معمولی سی بات ہے یہ تو میں ضرور کروں گا۔ اور پھر میں نے ہر وقت چلتے پھرتے اللہ، اللہ، کہنا شروع کر دیا۔ اللہ کا نام جب میں لیتا رہا تو ایک دن دل میں خیال پیدا ہوا کہ اسی منہ میں سگریٹ پیتے ہو اور اسی منہ سے اللہ پاک کا نام لیتے ہو یہ تو بہت بری بات ہے۔ آہستہ آہستہ میرے سگریٹ چھوٹ گئے۔ پھر کچھ دن بعد دل میں خیال پیدا ہوا کہ اللہ کا نام بغیر وضو کے لیتے ہو کم از کم وضو تو کر لیا کرو۔ لہٰذا میں نے ہر وقت باوضو رہنا شروع کر دیا اور کچھ ہی عرصے کے بعد خیال آیا کہ وضو تو تمہارا ہوتا ہے نماز کے وقت نماز ہی پڑھ لیا کرو۔ پھر الحمدللہ میں خود بخود نماز پڑھنے لگا یعنی اللہ کے ذکر کی برکت سے اللہ پاک نے مجھے عمل کی توفیق عنایت فرما دی۔

میرے پاس کئی علماء تشریف لاتے ہیں میں انہیں ذکر کی تلقین کرتا ہوں۔ ان میں سے کوئی بات مان لیتے ہیں اور بعض نہیں مانتے، سارے دن میں جہاں ہماری دیگر مصروفیات ہوتی ہیں وہاں صرف اللہ پاک کی رضا کیلئے کوئی آدھا گھنٹہ یا ایک گھنٹہ ہمیں ایسا نکالنا چاہیے جس میں ہم بیٹھ کر ذکر الٰہی کریں اور ہاں یہ ذکر کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔

علم اور معلومات میں فرق: آج ہمارے پاس دین کی صرف معلومات رہ گئی ہیں دین کا علم تو کسی اور راہ سے ملتا ہے۔اللہ پاک قرآن مجید میں ارشادفرماتا ہے " انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء "کہ اللہ جل شانہ کی خشیت ان بندوں پر طاری ہوتی ہے جو علم والے ہیں اس سے ظاہر ہورہا ہے کہ علم خشیت سے آتا ہے اور خشیت معرفت سے آتی ہے اور یادرکھنا چاہیے کہ معرفت ذکر سے ملتی ہے۔

معرفت کی ابتدائی سیڑھی:۔اللہ پاک کی معرفت اوراس کا قرب حاصل کرنے کیلئے ذکر کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ بندہ جسے حاصل کرنا چاہتا ہے اس ذات اقدس کا ذکر ہی نہ کرے تو کیا حاصل ہوگا۔لہٰذا میں ایک بار پھر کہتا ہوں کہ علم خشیت سے ہے، خشیت معرفت سے ہے اور معرفت ذکر سے ملتی ہے یعنی بات پھر بھی ذکر سے ہی شروع ہوتی ہے۔

اہلحدیث ولی اللہ کی طرف ابراہیم علیہ السلام کی رہنمائی:۔مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ کا مقام بہت اونچا ہے ان کی ایک کتاب ہمارے بزرگ مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ کے بارے بھی ہے۔میر صاحب رحمہ اللہ ایک بار جہلم گئے تو وہاں کی ایک عورت نے اصرار کیا کہ میں نے میر صاحب رحمہ اللہ سے ضرور ملاقات کرنی ہے۔جب اس کی ملاقات کرائی گئی تو وہ کہنے لگی کہ مجھے خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت ہوئی تھی۔میں نے ان سے اپنے لیے کوئی وظیفہ مانگا تو انہوں نے فرمایا کہ جب مولانا محمد ابراہیم میر رحمہ اللہ آئیں گے تو ان سے پوچھ لینا۔تب سے میں آپ رحمہ اللہ کا انتظار کررہی ہوں کہ کب آپ تشریف لائیں اور میں آپ رحمہ اللہ سے وظیفہ پوچھوں۔

میر صاحب رحمہ اللہ فرمانے لگے کہ میں سوچ میں پڑ گیا کہ اسے کونسا وظیفہ دوں؟ پھر میرے دل میں خیال آیا کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تھے تو وہاں حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے ملاقات ہوئی۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنی امت کو میرا اسلام کہیے گا۔یہ ہمارے لیے بہت بڑا اعزاز ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس امت کو سلام آیا ہے۔پھر فرمایا کہ جنت ایک چٹیل میدان ہے لیکن اس کی زمین بہت عمدہ ہے، پانی بھی میٹھا ہے اپنی امت سے فرمائیں کہ اس میں کاشتکاری کرلیں۔فرمایا کاشتکاری سے مراد؟ تو جواب ملا'' سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ......'' لہٰذا میر صاحب رحمہ اللہ نے اس عورت کو تیسرا کلمہ وظیفے کے طور پر پڑھنے کیلئے بتادیا۔فرمایا روزانہ اس کی ایک تسبیح پڑھ لیا کرو۔ہمیں بھی یہ کلمہ روزانہ پڑھنا چاہیے۔

فرش سے عرش تک محبوب ﷺ پر درود وسلام: اسی طرح ہمیں درود شریف بھی پڑھنا چاہیے کیونکہ درود شریف کا بھی حکم ہے اور استغفار کا بھی حکم ہے اور ہر ذکر واذکار میں سب سے زیادہ مزہ درود شریف پڑھنے میں آتا ہے کیونکہ ہمیں خبر ہے کہ اللہ پاک خود بھی درود بھیج رہا ہے اور فرشتے بھی درود شریف بھیجنے میں لگے ہوئے ہیں اور آگے ہم سب کو حکم ہے کہ " یاایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما "کہ اے ایمان والو! آپ سب بھی درود پاک پڑھو یعنی اللہ پاک نے ایمان والوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کرلیا کہ میں خود بھی اور میرے فرشتے بھی درود بھیجنے میں لگے ہوئے ہیں تم سب بھی شامل ہوجاؤ تاکہ فرش سے لیکر عرش تک میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا جاتا رہے۔

درود خضری کا بکثرت ورد:۔ہمارے بزرگ مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ درود خضری بہت زیادہ پڑھا کرتے تھے یہ درود ان کی سوانح میں بھی لکھا ہوا ہے'' صلّی اللہ علیٰ حبیبہ محمّد وّآلہ وسلّم ''اس درود پاک میں ایک لفظ بہت پیارا ہے'' علی حبیبہ '' جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء علیہم السلام کو بیت المقدس میں نماز پڑھائی تو سب نے اللہ پاک کا شکر ادا کیا۔حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ اس رب کریم کا شکر ہے کہ جس ذات نے مجھے ''صفی اللہ'' بنایا۔حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ شکر ہے اس ذات کا جس نے مجھے'' نجی اللہ'' بنایا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے ''خلیل اللہ'' بنایا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس رب کا احسان ہے جس نے مجھے ''کلیم اللہ'' بنایا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس رب کا احسان ہے جس نے مجھے'' روح اللہ'' بنایا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ پاک کا احسان ہے جس نے مجھے ''حبیب اللہ'' بنایا۔یہ جو لفظ حبیب ہے یہ اس درود شریف میں آرہا ہے۔'' صلّی اللہ علیٰ حبیبہ محمّد وّآلہ وسلّم '' یہ درود شریف بڑی آسانی سے پڑھا جاسکتا ہے۔مولوی صاحب رحمہ اللہ (مولانا غلام

رسول رحمہ اللہ) فرمایا کرتے تھے کہ بندے کو ہر وقت کوئی نہ کوئی ذکر، کوئی نہ کوئی درود شریف چلتے پھرتے پڑھتے رہنا چاہیے۔

اہل سادات کا ادب واحترام: درود شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل بھی شامل ہے۔جس کا ثبوت قرآن وحدیث سے ملتا ہے۔" اللھم صل علٰی محمد وعلی آل محمد" تو آل سے مراد وہ سیدزادے ہیں جو صحیح معنوں میں قرآن وسنت پہ چلتے ہیں اور اتباع کرتے ہیں۔میرے وجدان کی بات ہے کہ یہ جو سیدزادے ہوئے ہیں نا! ان کی بہت زیادہ عزت واحترام کرنا چاہیے۔کیونکہ خود اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے اور اہل ایمان جتنا زیادہ درود شریف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجتے ہیں چونکہ اس میں آل بھی شامل ہے اس لیے جو جو برکتیں اور رحمتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہورہی ہیں ان میں سے کچھ حصہ ان کی آل پر بھی ہر وقت نازل ہورہا ہوتا ہے۔اس لحاظ سے جو سید زادہ متبع سنت ہوتا ہے اس کا تو جتنا بھی ادب واحترام کیا جائے کم ہے۔

اہل بیت کی محبت ہمارے ایمان کا حصہ:۔ اس لیے حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کے بارے میں جو بحث ہوتی رہی ہے ہم اس میں نہیں پڑتے، ہم کہتے ہیں کہ سیدھی سی بات ہے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں اور ہمیں ان کے ساتھ محبت غیر مشروط ہے۔ظاہر ہے کہ اپنی اولاد سب کو پیاری ہوتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نواسوں رضی اللہ عنہم کے ساتھ تو اتنی زیادہ محبت تھی کہ ایک دفعہ خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ گرنے لگے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے برداشت نہیں ہوا اور فوراً لپک کر انہیں پکڑ لیا اور قریب لاکر بٹھالیا، اور اگر نماز کے دوران سجدے کی حالت میں کوئی نواسہ آکر بیٹھ گیا تو سجدہ طویل فرمادیا۔تو یہ ظاہری سی بات ہے کہ جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت ہے ان سے ہمیں بھی محبت ہے ان کے بارے میں کوئی بحث نہیں۔

رہی بات یزید کی تو قرآن کی آیت کے مطابق" تلك امة قد خلت لها ما كسبت ولكم ما كسبتم " کہ یہ امت گزر چکی ہے ہم سے تو ہمارے اعمال کے متعلق پوچھ ہوگی اور ہم دوسروں کی بحث میں پڑے رہتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی میراث: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث میں علم، کیفیات اور برکات تینوں چیزیں شامل ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ تینوں چیزیں لی تھیں وہ نبی کریم ﷺ کے لعاب دہن سے بھی برکت حاصل کرتے تھے، بال مبارک اور وضو کے پانی سے بھی برکت لیا کرتے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال سورج جیسی ہے ان کے پاس جو بھی آکر اسلام قبول کرتا اس کا باطن بھی فوراً منور ہوجایا کرتا تھا کیونکہ انوار رسالت ﷺ براہ راست ان لوگوں کے سینوں پر پڑتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیات کی برکات بھی انکو حاصل ہوجایا کرتی تھیں۔

ذکر کریں...... کیفیات کیساتھ:" استغفار پڑھتے ہوئے کیفیت کیسی ہو؟ تو اسکا بہت خوبصورت جواب یہ ہے کہ اس میں اللہ جل شانہ کی عظمت کا بیان ہے۔دنیا میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آپس میں دو بھائی ایک دوسرے سے ناراض ہو جائیں اور ایک بھائی دوسرے کو چھوڑ کے چلا جائے، پھر جب واپس اسی بھائی کے پاس آئے تو بھائی اسے قبول کرلے۔کوئی طعنہ دیئے بغیر کہے کہ کوئی بات نہیں واپس آ گیا ہے تو بس ٹھیک ہے، سب لوگ کہیں گے کہ یہ بھائی بڑا عظیم آدمی ہے جس نے اسے کوئی بات کیے بغیر قبول کرلیا۔

لیکن بعض بندے ایسے ہوتے ہیں کہ گھر آئے کو واپس موڑ دیتے ہیں انہیں کوئی بھی عظیم انسان نہیں کہتا۔عظیم وہی ہوتا ہے جو آئے ہوئے کو بغیر اس کا قصور گنوائے معاف کردے۔اس لحاظ سے اللہ جل شانہ کی ذات عالی تو ہے ہی عظیم جو بندہ بھی یہ استغفار کرے وہ اس یقین کے ساتھ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے گناہ بھی معاف فرمادیے ہیں اور مجھے اپنی بارگاہ میں قبول بھی فرمالیا ہے شک وشبے والی بات نہ ہو کیونکہ ہمارے دین میں شک کی کوئی گنجائش موجود نہیں اگر شک پڑ جائے تو پھر روزہ بھی جائز نہیں کہ پتہ نہیں چاند نظر آیا ہے یا نہیں آیا۔ہمارا دین شک والا نہیں، لہذا بندہ پورے یقین سے استغفار کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف فرما کے اپنی بارگاہ میں قبول فرمالیا ہے استغفار سے گناہ مٹتے ہیں۔نیکی میں اضافہ ہوتا ہے استغفار سے ہی اللہ پاک کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور انسان کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

فیض حاصل کرنے کی تین تاریں:۔ کسی بھی اللہ والے کی محفل میں انسان جس قدر ادب محبت اور اطاعت کے جذبے سے بیٹھے گا اسی قدر اس پر فیض کے دروازے کھلیں گے، نیت یہ ہو کہ یہ جو کچھ بھی اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق نصیحت فرمائیں گے ہم اس پر عمل کی پوری کوشش کریں گے کیونکہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں اطاعت نہیں ہے دھیان سے سننا اور پھر اس پر عمل کرنا یہ اللہ پاک کی عطا ہے جسے چاہے یہ محبت، ادب اور اطاعت والی نعمتوں سے نواز دے۔

محبت، ادب اور اطاعت یہ وہ تین تاریں ہیں جن میں سے اگر ایک بھی کٹ جائے تو سارا فیض ختم ہو جاتا ہے جس طرح بجلی کی دو تاروں (ٹھنڈی اور گرم) میں سے اگر ایک کٹ جائے تو کرنٹ ختم ہو جاتا ہے۔ چلتا ہوا پنکھا رک جاتا ہے اور روشن ٹیوب لائٹ بجھ جاتی ہے مگر جب تار دوبارہ جڑ جائے گی تو سارا سلسلہ دوبارہ سے شروع ہو جائے گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عشق وادب کے مجسمے:۔ چونکہ قرآن پاک کے پہلے مخاطب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے اس لیے اللہ پاک نے خصوصی طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا'' لاتقدموا بین یدی اللہ ورسولہ '' کہ اللہ کے پیغمبر علیہ السلام سے آگے قدم نہ بڑھاؤ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی آواز بھی نہیں ہونی چاہیے اور اگر ایسا ہوا تو فرمایا'' ان تحبط اعمالکم '' کہ تمہارے سب اعمال ضائع ہو جائیں گے۔

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والہانہ محبت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجامات کے بال مبارک نیچے نہیں گرنے دیئے جاتے تھے اور وضو کے پانی کے قطرے بھی نیچے نہیں گرنے دیتے تھے اور ادب کا یہ مقام تھا کہ رویا کرتے تھے کہ ہماری آواز پیغمبر علیہ السلام کی آواز سے بلند ہے۔ ان کے تو ادب کی بھی کوئی حد نہیں اور محبت واطاعت کی بھی کوئی حد نہیں۔

ہر وقت سراپا اطاعت بنے رہنا:۔ اسی لیے ہمیں اتباع واطاعت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مثال دی گئی کیونکہ انہیں یہ سب کچھ حاصل تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام بہت ہی بلند ہے اس وقت کے تمام اولیاء اللہ بھی آ جائیں تو کسی صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام نہیں پا سکتے۔ اللہ پاک نے ان کے بارے میں فرمایا:" والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا...... '' کہ جب بھی آپ انہیں دیکھتے ہیں وہ رکوع اور سجدے کی حالت میں ہوتے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں بلکہ جس طرح نماز کے اندر اللہ پاک اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری ہوتی ہے۔ فرمایا ان کی چوبیس گھنٹے کی زندگی ہی ایسی ہے۔ یہ سب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہات کا اثر تھا کہ انکا ایک لمحہ بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بغیر نہیں گزرتا تھا۔

کیفیت احسان کا ثبوت قرآن مقدس سے:۔ سبحان اللہ: کیا شان ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کہ ان کے اخلاص نیت کی گواہی خود اللہ تبارک وتعالیٰ دے رہا ہے'' یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا '' کہ وہ ہر وقت میری رضا اور رضوان کے متلاشی تھے۔ پھر فرمایا'' والذین اتبعوھم باحسان '' تو صوفیاء کرام رحمہم اللہ کی اصطلاح میں جو کیفیت احسان بیان کی جاتی ہے تو اس سے مراد یہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم والی کیفیت ہے یعنی ان کی توجہ ہر وقت اللہ کی طرف رہتی تھی۔ لہٰذا ہمیں بھی حکم آیا کہ عبادت اس طرح کرنی چاہئے کہ جیسے اللہ کو دیکھ رہے ہوں اگر یہ کیفیت نہ بنے تو کم از کم یہ تصور تو ہو کہ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے۔ تو اصل میں جتنا نور حاصل ہوتا ہے وہ سارا کیفیات سے ہی حاصل ہوتا ہے اور اسے حاصل کرنا ہی احسان ہے۔ اسی طرح جب ابراہیم علیہ السلام کو رب کی معرفت حاصل ہوئی تو فرمایا'' انی وجھت وجھی للذی ......'' ایسے متوجہ ہوئے اللہ کی طرف کہ پھر پوری زندگی ان کی توجہ ایک لمحے کیلئے بھی اللہ کی ذات عالی سے نہ ہٹی۔ لیکن ہم یہ کیفیت صرف 15/10 منٹ کی نماز میں بھی برقرار نہیں رکھ سکتے۔

نماز میں سلام پھیرنے کا عجب فلسفہ:۔ جب ہم نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو ہمارے دل کے سوا پورا جسم حاضر ہوتا ہے لیکن دل غائب ہوتا ہے۔ حالانکہ اللہ پاک فرماتا ہے کہ میں تمہارے مٹی کے جسم کو کیا کروں مجھے تو تمہارے قلب کی حضوری اور روح کی حاضری مطلوب

ہے جس روح نے میرے ساتھ وعدہ بندگی کیا تھا وہ روح میرے پاس لاؤ۔ پھر جب کوئی خوش بخت کیفیت احسان کے ساتھ نماز ادا کرے تو حقیقت میں اس کی روح عرش الٰہی کا طواف کر رہی ہوتی ہے اور مشاہدہ حق میں مگن ہوتی ہے اور جب نماز کے اختتام پر واپس زمین پر آتی ہے تو ہم ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں۔ حالانکہ سلام تو اسی صورت میں کیا جاتا ہے جب بندے ایک دوسرے سے بچھڑنے کے بعد دوبارہ ملیں تو اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ روح جسم سے بچھڑ کے اوپر چلی گئی تھی پھر جب واپس آئی تو اس نے سلام کیا۔

دکھاوے کی امامت نماز:۔ مولانا سید ابوبکر غزنوی صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ جو امام نفلی نماز تو مختصر پڑھتا ہو لیکن جب جماعت کرائے تو خوب لمبی کراتا ہے تو اس سے دکھلاوا ظاہر ہوتا ہے جماعت کرواتے وقت تو حدیث کے مطابق بوڑھوں اور کمزوروں کا خیال رکھتے ہوئے قدرے مختصر نماز پڑھانی چاہیے۔ اگر امام صاحب کا لمبی نماز پڑھنے کو جی چاہتا ہے تو وہ اپنی نفلی اور مسنون نمازوں کو خوب لمبا کیا کریں۔ یہ کیا بات ہوئی کہ اپنی نفلی نمازیں تو بالکل مختصر اور امامت کرواتے وقت نماز کو طول دے دیا جائے۔

مسجد نبوی ﷺ جیسی کیفیات:۔ 1992ء میں جب میں حج پر گیا تو میرے ساتھ گوجرانوالہ کے دو بندے بھی گئے۔ حج سے واپسی کے بعد جب وہ بندے مجھے ملنے آئے تو ان میں سے ایک بندہ (یونس صاحب) جو کہ بہت نیک انسان ہیں انہیں ہمارے بزرگوں کے بارے میں علم نہیں تھا وہ کہنے لگے کہ نماز پڑھنے کی جو کیفیات مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ملتی ہیں وہی کیفیات اس مسجد میں آ کر نماز پڑھنے سے حاصل ہوئی ہیں اس کی وجہ سمجھ نہیں آ رہی کہ وہی خوشبو، وہی کیفیات، یہاں اس مسجد میں کیسے مل رہی ہیں؟ میں نے انہیں جواب دیا کہ یہ مسجد ہمارے بزرگ مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ کی ہے جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت زیادہ عشق تھا پھر میں نے انہیں واقعہ سنایا کہ جب مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ حج کیلئے گئے تو نہایت عشق ومحبت میں سرشار ہو کے مدینہ منورہ کی طرف جا رہے تھے۔ جب مدینہ منورہ کی مسافت سات منزلیں باقی رہ گئی تو ایک شتر سوار بدو آ کر پوچھنے لگا کہ تمہارے قافلے میں مولوی غلام رسول صاحب رحمہ اللہ کون ہے۔ قافلے والوں کو تو پتہ نہیں تھا لیکن مولانا رحمہ اللہ نے خود فرمایا کہ لوگ مجھے ہی غلام رسول (رحمہ اللہ) کہتے ہیں: اس بدو نے کہا کہ آپ رحمہ اللہ کیلئے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا پیغام ہے کہ آپ نے تین دن اسی جگہ قیام کرنا ہے کیونکہ جس تیزی کے ساتھ آپ آ رہے ہیں یہ کہیں ہمیں ظاہر نہ کر دے لہٰذا تین دن یہیں قیام کریں۔

پھر ان کا قافلہ وہیں مقیم ہو گیا اور تین دن مولانا رحمہ اللہ روتے رہے بہت روئے حتیٰ کہ دل کا سب غبار آنسوؤں کے ذریعے کم ہو گیا۔ قافلے والے پریشان کہ یہ ماجرا کیا ہے بہر حال پھر تین دن بعد قافلہ آگے چل پڑا اور مولانا رحمہ اللہ نے روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہ جا کے یہ اشعار پڑھے۔ رسول اللہ ﷺ توں صدقے جان میری ایہہ فانی زندگی قربان میری

ان اشعار میں بہت درد اور عشق بھرا ہوا ہے پھر اس بدو سے جب دوبارہ ملاقات ہوئی تو اس کا شکریہ ادا کیا کہ تم نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا اس بدو نے کہا کہ شکریہ تو مجھے آپ رحمہ اللہ کا ادا کرنا چاہیے کیونکہ آپ رحمہ اللہ کیوجہ سے مجھے مسلسل تین بار نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا، مجھے پہلے دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں آپ رحمہ اللہ کے بارے میں فرمایا کہ اسے روک دو۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ نہیں سمجھ سکا، پھر دوسری رات بھی پھر تیسری رات بھی یونہی ارشاد ہوا، یوں میں آپ رحمہ اللہ کی تلاش میں چل پڑا۔

بہر حال بات یونس صاحب کی ہو رہی تھی کہ وجہ کیا ہے جو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کیفیات حاصل ہوئی تھیں وہی کیفیات اس مسجد میں مل رہی ہیں میں نے بتایا کہ ہمارے بزرگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے عاشق تھے اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہات ہمارے مولوی صاحب رحمہ اللہ کی مسجد میں واقعتاً ہیں۔

مولوی صاحب کی مسجد کے کمالات:۔ میں نے تہیہ کیا تھا کہ جب بھی مسجد کی توسیع کراؤں گا تب نہ کسی سرمایہ دار کے پاس جاؤں گا نہ ہی کوئی کمیٹی بناؤں گا جس طرح عام مساجد میں کمیٹی بنا کر پھر ایک صدر بنادیا جاتا ہے پھر یہ نہیں دیکھا جاتا کہ جمع ہونے والا فنڈ کیسا مال ہے چاہے حلال ہے یا حرام بس فنڈ ضرور جمع ہونا چاہیے تو میرا دل کہتا ہے کہ یہ کمیٹی بنا کر فنڈ جمع کرنا بھی توحید کے منافی ہے۔ لوگ مجھے کہنے لگے کہ آپ بھی کمیٹی بنالیں آخر کس طرح یہ سلسلہ چلے گا۔ میں نے کہا میں کمیٹی نہیں بناؤں گا اللہ پاک خود ہی سارا سلسلہ چلائے گا۔ جس طرح ہمارا گھر کوئی اور نہیں چلاتا ہم خود ہی چلاتے ہیں اسی طرح اللہ پاک خود ہی اپنا گھر چلائے گا۔ لہٰذا میں نے آج تک کوئی کمیٹی نہیں بنائی۔ بس جمعے میں اعلان کر دیتا ہوں کہ فلاں چیز چاہیے جسے اللہ پاک توفیق دے دے وہ خود ہی آ کر سعادت حاصل کر لیتا ہے۔ بات تو خلوص کی ہے جسے بھی خلوص نیت مل جائے۔ اللہ پاک اسے بھیج دیتا ہے، یہ مسجد کی برکات و کمالات ہیں ایک بار ایسا بھی ہوا کہ مسجد کا سوئی گیس کا بل بیس ہزار روپے آ گیا چونکہ جنریٹر بھی چلتا رہتا ہے سردیوں میں گیزر بھی چلتا ہے اس لیے اتنا زیادہ بل آ گیا لیکن بیس ہزار روپے ادا کرنا بالکل ناممکن تھا۔ میں نے سوچا کہ بل اللہ کے گھر سے ہی لینا ہے وہ خود ہی دے گا۔ میں ظہر کی نماز پڑھ کے بیٹھا ہی تھا کہ اتنے میں ایک شخص آیا مجھے کہنے لگا کہ میں پنڈی سے آیا ہوں اس مسجد میں نماز پڑھنے آیا تھا تو میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ میں مسجد کی کوئی خدمت کروں لیکن چونکہ میں اس ارادے سے نہیں آیا تھا لہٰذا اتنے پیسے میری جیب میں نہیں ہیں۔ فی الحال میرے پاس صرف بیس ہزار روپے کی گنجائش ہے براہ مہربانی میری طرف سے یہ ہدیہ قبول فرمائیں۔ یہ مسجد ہی کی برکت ہے جو اس طرح اللہ پاک نے غیبی طور پر بل جمع کروانے کا انتظام فرمادیا۔ میں نے خادم کو بلا کر کہا کہ یہ لو جا کر بل جمع کروا آؤ وہ پوچھنے لگا کہ اتنی بڑی رقم اچانک کیسے؟ میں نے کہا جس کا گھر ہے اس نے انتظام کر دیا ہے۔

اس طرح کئی بار ہوا ہے یعنی مسجد کی برکتیں چل رہی ہیں میرے بس میں کہاں ہے کہ مسجد کو چلا سکوں، مسجد میں اتنے زیادہ پنکھے اور لائٹیں استعمال ہوتی ہیں پھر سوئی گیس کا بھی بل آتا ہے دو اساتذہ کی تنخواہیں دینا ہوتی ہیں، تقریباً تیس ہزار ماہانہ کی لاگت ہے لیکن الحمدللہ اللہ پاک غیب سے یہ سارا نظام چلا رہا ہے۔

منبر کی برکات و کرامات:۔ یہ منبر جو اس وقت مسجد میں موجود ہے یہ ہمارے بزرگ مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ کا ہی ہے۔ غالباً بیری کی لکڑی سے بنا ہوا۔ یہ منبر تقریباً 150 سال پرانا ہے، چونکہ 1874ء میں مولوی صاحب رحمہ اللہ کی وفات ہوئی تھی اور انہوں نے خود ہی 30/25 سال یہ منبر استعمال فرمایا تھا لہٰذا یہ منبر بھی بہت بابرکت ہے۔ ابھی تک اس کی لکڑی کی گھن وغیرہ نہیں لگی یہ اس منبر کی عجیب داستان ہے حالانکہ اتنی پرانی لکڑی تو ختم ہو جاتی ہے اس کا دوسرا کمال یہ ہے کہ میں جمعہ پڑھانے کیلئے گھر سے کوئی موضوع سوچ کر اس کی تیاری کر کے آتا ہوں لیکن اس منبر پر کھڑے ہوتے ہی وہ سارا مضمون بھول جاتا ہے اور اللہ پاک کی طرف سے مضامین کی آمد شروع ہو جاتی ہے۔ یہاں کھڑے ہو کر خود بخود بیان شروع ہو جاتا ہے اور بیان ختم ہونے کے بعد یاد نہیں رہتا کہ اللہ پاک نے منہ سے کیا خیر نکلوائی اگر میں کہیں اور جا کر درس دوں تو لوگ کہتے ہیں کہ اپنی مسجد میں تو آپ بلا جھجک مسلسل بیان کرتے ہیں لیکن یہاں درس دیتے ہوئے سوچ سوچ کر بولتے ہیں۔ میں دل ہی دل میں کہتا ہوں کہ مسجد میں تو بزرگوں کے منبر کی برکت سے مجھ پر مضامین کی آمد ہوتی ہے جو کہ عام جگہوں پر نہیں ہوتی۔

منبر پہ دعاؤں کی مقبولیت:۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ خطبہ جمعہ کے آخر میں جو جو دعائیں اس منبر پر کھڑے ہو کے جو جو دعائیں مانگتا ہوں وہ پوری ہوتی ہیں یہ بھی اس منبر کی ہی برکت ہے۔

قلعہ میہاں سنگھ کا تاریخی پس منظر: ہمارے بزرگوں کا مسکن کوٹ بھوانی داس ہے جو کہ یہاں سے 13/12 کلومیٹر دور ایک گاؤں ہے اس زمانے میں ایک سکھ تھا جس کا نام میہن سنگھ تھا وہ ہمارے بزرگوں کے والد مولانا عبدالرحیم رحمہ اللہ کا شاگرد تھا۔ اس نے مولانا عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ سے عرض کی کہ میں ایک نیا گاؤں آباد کرنے لگا ہوں آپ میرے ساتھ وہاں تشریف لے آئیں اور ایک نئی مسجد تعمیر فرمائیں۔

فرمایا میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا اس نے عرض کی کہ پھر اپنے بیٹے کو میرے ساتھ بھیج دیں۔ پھر ہمارے بزرگوں نے آ کر یہ گاؤں آباد کیا اور اس مسجد کی بنیاد بھی خود مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ نے رکھی۔ اس کے ساتھ ہی سکھ نے (اعلان کروا دیا کہ جو جو اس نئے گاؤں میں آ کر بسنا چاہتا ہے آ جائے۔ یوں آہستہ آہستہ یہ گاؤں آباد ہو گیا۔ گاؤں کی پہلی مسجد یہی ہے۔

والدصاحب رحمہ اللہ کا مبارک خواب:۔ ہمارا گھر یہیں مسجد کے قریب ہی ہے ایک دن والدصاحب رحمہ اللہ نے خواب میں دیکھا کہ جمعے کا دن ہے اور والدصاحب رحمہ اللہ نے گھر سے جمعے کے لئے مسجد میں آنے کا ارادہ کیا لیکن جونہی دروازہ کھولا تو ہمارے گھر کے سامنے والی گلی بھری ہوئی تھی اور ابھی مزید لوگ جمع ہو رہے تھے ارد گرد کی گلیاں بھی بھری ہوئی تھیں۔ والدصاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے سوچا کہ اتنی مخلوق کہاں سے آ گئی۔ پھر میں نے گلی میں کھڑے ایک بندے سے پوچھا کہ یار کہاں جا رہے ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ وہ کہنے لگے کہ آپ کو نہیں پتہ کہ مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ والی مسجد میں آج نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ پڑھانے کیلئے تشریف لا رہے ہیں۔ والدصاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ میں بھی آگے بڑھا۔ مخلوق میرے آگے سے ہٹ رہی تھی اور معلوم ہو رہا تھا کہ سرور کونین ﷺ میری طرف ہی تشریف لا رہے ہیں۔ میں ایک طرف کھڑا ہو گیا جونہی سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں میں ان کی زیارت کروں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کروں۔ ابھی میں جونہی کھڑا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ابھی نظر آنے والے ہی تھے کہ تمہاری ماں نے مجھے جگا دیا۔ تمہاری والدہ مجھ سے کہہ رہی تھی کہ آج آپ تہجد کیلئے ابھی تک کیوں نہیں جاگے وقت گزر رہا ہے۔ کہنے لگے کہ میں نے اس اللہ کی بندی سے کہا کہ صرف ایک منٹ تم ٹھہر جاتی مجھے نہ جگاتی تو مجھے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہو جاتا، اے کاش! تم کچھ دیر صبر کر لیتی۔

آقا سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی براہ راست توجہ:۔ اس واقعے سے مجھے یقین ہو گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی براہ راست توجہ ہماری مسجد پہ ہے اور اس کی وجہ صرف یہی سمجھ آتی ہے کہ ہمارے بزرگ مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ کو ان کے ساتھ بہت عشق تھا۔

نسبتوں کی معیت:۔ یہ جو روحانی تعلق ہوتا ہے یہ بہت کچھ دیتا ہے یہ نہیں ٹوٹتا امارت اور جاگیریں ختم ہو جایا کرتی ہیں لیکن روحانی تعلق اور نسبتیں سدا کام آتی ہیں۔

نسبتوں کی قرآنی مثال:۔ اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کو بھیج کر اپنے ایک نیک بندے کی اولاد کے خزانے کی حفاظت فرمائی تھی۔ ہوا یوں کہ دیوار گرنے والی تھی، بستی والے جو کہ خود غرض لوگ تھے انہوں نے دونوں کو روٹی بھی نہیں پوچھی تھی ان کی خود غرضی کی وجہ سے کہ اگر یہ دیوار گر گئی تو کہیں یہ بستی والے بچوں کا خزانہ لے جائیں۔ اللہ پاک نے دونوں کو بھیج کر فرمایا دیوار سیدھی کر دو۔ موسیٰ علیہ السلام کو نہیں پتہ چلا کہ یہ دیوار کیوں سیدھی کی اس لیے فرمایا کہ انہوں نے تو ہمیں کھانا بھی نہیں پوچھا ہم نے ان کی دیوار سیدھی کر دی ہے۔ لیکن پھر خضر علیہ السلام نے اس حکمت سے پردہ اٹھایا کہ " وکان ابوھما صالحا " کہ ان کا باپ بہت نیک تھا اس لیے اسکی نیکی کی وجہ سے ہم نے اس کی اولاد کے خزانے کی حفاظت فرمائی۔

ہمارے بڑوں کی نسبتیں:۔ ہم بھی اپنے بڑوں کی برکات ابھی تک حاصل کر رہے ہیں ان کی وجہ سے اللہ پاک ہماری حفاظت فرما رہا ہے ہمارا ذاتی کمال تو کوئی نہیں بس ساری عزت بڑوں کی نسبت کی وجہ سے اللہ نے دی ہوئی ہے۔ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے صرف اسی ذات کی شان ستاری ہے جس نے ہم جیسوں پر پردہ ڈالا ہوا ہے اور ہمارے بارے میں جو لوگوں کے دلوں میں حسن ظن ہے سب اسی ذات عالی کا فضل و کرم ہے۔ آج جو بھی ہمیں ملنے کیلئے آتا ہے۔ انہی بزرگوں کی محبت و برکت اسے یہاں کھینچ لاتی ہے۔ انہی کی برکتوں کی بدولت اللہ پاک ہم سے کام لے رہا ہے۔

مقامات قرب الٰہی میں سے مقام صدیقیت:۔ عام طور پر صدیق سچا کے مفہوم میں لیا جاتا ہے جبکہ ولایت کی منزلوں میں سے ایک مقام "مقام صدیقیت" ہے۔ صدیق کے پاس کھڑے ہو کر بھی اگر کوئی دعا مانگ لی جائے تو وہ قبول ہوتی ہے۔

مقام صدیقیت انبیاء علیہم السلام میں بھی تھا جیسا کہ قرآن میں فرمایا: " یوسف ایھا الصدیق "لہٰذا باپ بھی پیغمبر ہیں لیکن بیٹا جو کہ صدیق نبی (علیہ السلام) ہیں ان کے کہتے ہی بینائی مل گئی۔اسی طرح فرمایا" واذ کرفی الکتاب ادریس انه کان صدیقاً نبیا" اسی طرح حضرت مریم علیہا السلام کے بارے فرمایا گیا کہ وہ صدیقہ تھیں۔" وامه صدیقه " لہٰذا جب زکریا علیہ السلام نے ان کے پاس بے موسم پھل دیکھے تو ان کے پاس کھڑے ہو کر ہی دعا مانگی جو کہ قبول ہوئی اور انہیں بڑھاپے میں بھی بیٹا مل گیا۔

پھر ہر نبی علیہ السلام کی امت میں ایک صدیق ہوا کرتا ہے ہمارے آقا سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے امت میں سے یہ شان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے۔حالانکہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم خود امام الانبیاء بھی ہیں، رسول بھی ہیں، نبی بھی ہیں، خاتم الانبیاء بھی ہیں، رحمۃ اللعالمین بھی ہیں اور صدیق بھی ہیں، جب غزوہ بدر کے موقع پر فتح کیلئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمارہے تھے اور بے خودی کا عالم یہ تھا کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک سرک کر گرنے والی تھی تو پیچھے سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور چادر مبارک کندھوں پر ڈالتے ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو وعدے فرمائے ہیں ضرور پورے کرے گا۔لہٰذا جونہی دو صدیق اکھٹے ہوئے جنگ میں فتح ہوگئی۔

تزکیۂ نفس کی اشد ضرورت: اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبروں میں بھی صدیقیت کا منصب ہوتا ہے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو امامت کا منصب ملا۔فرمایا:" انی جاعلك للناس اماما "حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کی ملت میں سے ہیں۔" ملة ابیکم ابراهیم هو سمٰیکم المسلمین " ہمارا نام اللہ پاک نے مسلمان رکھا ہوا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہی نبی ہوئے ہیں۔

انہوں نے اللہ پاک کا گھر بنانے کے بعد دعا کی تھی کہ ان میں سے ایک ایسا پیغمبر مبعوث فرمایا جو آکر ان کا تزکیۂ کرے۔آیات کی ترتیب کو تو ذرا دیکھیں تزکیۂ نفس کا اہتمام کتنی صدیاں پہلے سے ہورہا ہے۔تزکیۂ کیلئے تو قرآنی آیت بھی موجود ہے۔" قد افلح من تزکی " تزکیۂ تو کامیابی کیلئے بہت ضروری ہے اور اللہ کے ہاں سرخرو ہونے کیلئے تزکیۂ نفس شرط ہے۔

تزکیۂ نفس کی حدیث سے مثال:۔قرآن وحدیث میں تزکیۂ نفس پر بہت زور دیا گیا ہے ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے تقویٰ کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ جس طرح کانٹے دار جھاڑیوں والے رستے سے اپنا دامن بچاتے ہوئے گزر جاتا ہے اسی طرح گناہوں سے بچتے ہوئے زندگی گزارنے کا نام تقویٰ ہے۔اگر صرف کتاب پڑھنے سے تزکیۂ ہو جاتا تو اللہ پاک صرف کتاب بھیج دیتے لیکن اللہ پاک نے کتاب اللہ کے ساتھ رجال اللہ کا سلسلہ بھی جوڑ رکھا ہے اگر کتاب ہے تو ساتھ صاحب کتاب بھی ہیں، اصل جو زندگی ہے وہ نمونہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت قرار دیا ہے۔

انسان، انسان سے سیکھتا ہے:۔قرآن پاک اللہ تعالیٰ نے اتارا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا کہ یہ تمہارے لیے بہترین نمونہ ہیں تم نے انہیں دیکھ کر چلنا ہے اصل میں عمل کی جاگ بندے کو بندے سے لگتی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی قرآن پڑھتے تھے تو اس کی برکت سے لوگ عمل پہ آتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال سورج جیسی ہے جو شخص بھی ایمان لاتا تھا اس کے قلب پر براہ راست انوار رسالت ﷺ پڑتے تھے تو اس کا فوراً تزکیۂ ہو جاتا تھا اور اس کا باطن صاف ہو جاتا تھا۔تبھی تو حدیث میں آتا ہے کہ بعض اوقات کلمہ پڑھتے ہی کوئی صحابی رضی اللہ عنہ جہاد کی طرف نکل جاتے حالانکہ جان کی قربانی دینا اتنی آسان بات نہیں۔

یہاں ایک بات قابل غور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت میں تو ابوجہل اور ابولہب بھی بیٹھا کرتے تھے لیکن ایمان نہ لانے کی وجہ سے محروم رہ گئے۔بارش تو ہر جگہ ہوا کرتی ہے تو جو مٹی زرخیز ہوتی ہے اس میں بہار آتی ہے پھل پھول پیدا ہوتے ہیں مگر وہی بارش اگر گندگی پر برسے تو اس گندگی کی بدبو مزید بڑھ جایا کرتی ہے قلب مصفّٰی ومجلّٰی کی مثال زرخیز زمین جیسی ہے۔

طبیب روحانی یعنی مرشد کا طریقہ علاج:۔ جو روحانی طبیب ہوتا ہے وہ لوگوں کے امراض کے مطابق ان کی استعداد دیکھتے ہوئے علاج کرتا ہے ایک اللہ والے کی خدمت میں کوئی چودھری تزکیۂ نفس کیلئے گیا لیکن بہت عرصہ رہنے کے باوجود بھی کچھ نہ پا سکا۔ ان اللہ والوں نے اس کے مزاج میں تکبر دیکھتے ہوئے حکم فرمایا کہ تو صرف فرض نماز پڑھا کر مسنون اور نفلی نمازیں چھوڑ دے اور یہاں آنے والے لوگوں کی جوتیاں سیدھی کیا کر۔ وہ کہنے لگا حضرت یہ کام تو مجھ سے نہیں ہوگا۔ فرمایا! تیرا یہی مرض مار کے ہم تجھے کچھ دینا چاہتے ہیں جب تک تیرے اندر کا چودھری نہ مرے گا تجھے کچھ نہیں ملے گا۔

تزکیۂ واحسان اجتماع کا انعقاد:۔ ہم اپنے گاؤں میں پچھلے سال سے ایک اجتماع کروا رہے ہیں جس کا مقصد یہ ہے لوگوں کا تزکیۂ کر کے انہیں کیفیتِ احسان سے روشناس کیا جائے۔ اس اجتماع میں ہم صرف ان علماء کو مدعو کرتے ہیں جو لوگوں کو درس کے ذریعے اپنی کیفیات دے کر جاتے ہیں۔

''ادب'' طلباء کی ترقی کا راز:۔ شیخ الحدیث علماء پر رحمتوں کی بارش ہو رہی ہوتی ہے۔ لہٰذا ان کے سامنے ادب اور طلب کے ساتھ بیٹھنے سے کچھ چھینٹے ہم پر بھی پڑ جاتے ہیں شخصیت کا ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ شخصیت کے بغیر آگے نہیں چلا جا سکتا۔ شخصیت کو نکال دینا بہت بڑی غلطی ہے۔

کامل مرشد کی بیعت شخصیت پرستی نہیں:۔ ہم سب مکلّف ہیں، ہم سے سوال و جواب ہونے ہیں قرآن نے ہمیں دعا سکھائی ہے کہ " صراط الذین انعمت علیھم " کہ ان لوگوں کا راستہ مانگو جن پر انعام ہوا ہے اور نماز کے اندر بھی ان انعام یافتہ لوگوں کا راستہ مانگو اور ان انعام یافتہ لوگوں میں صالحین امت بھی شامل ہیں۔ ان کی راہ پہ چلنا عین صراط مستقیم ہے شخصیت پرستی نہیں ہے۔ شخصیت پرستی تب ہوتی ہے جب ان کی غیر مشروط اطاعت کی جائے۔

شخصیت پرستی کا مفہوم:۔ ایک مرتبہ حضرت عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم نے پوچھا کہ قرآنی آیت جو ہے' اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا '' تو ہم تو اپنے علماء اور راہبوں کو تو رب نہیں مانتے تھے۔ اس کا مطلب سمجھ میں نہیں آرہا۔ فرمایا کہ تمہارے راہب تمہیں جو حلال کہتے تھے کیا تم اس کو حلالی اور ان کے کہے ہوئے حرام کو حرام مانتے تھے؟ کہنے لگے جی ہاں! فرمایا یہی تو غیر اللہ کی پوجا ہے۔ اگر ہم بھی کسی کی غیر مشروط اطاعت شروع کر دیں گے تب اسے شخصیات پرستی کہا جائے گا۔ لیکن اگر وہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہیں پھر یہ شخصیت پرستی نہیں پھر یہ صراط مستقیم پہ چلنا کہلاتا ہے۔ چونکہ انسان نمونے کو دیکھ کر ہی چلتا ہے یہ لوگ ایسے مینارہ نور ہوتے ہیں جن سے ہمیں راہ نظر آتی ہے اور ان کے پیچھے چلنے سے انسان کامیاب ہوتا ہے۔

ہمارے بڑوں کی بیعت اصلاح:۔ ہمارے اسلاف سارے بیعت ہوتے رہے ہیں میں نے مولانا سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کو دیکھا ہے، ان کی محافل میں شریک ہوا ہوں مگر جب مجھے ان کے مقام کا احساس ہوا تو ان کا حادثہ ہو گیا اور وہ شہید ہو گئے۔ ان کی یکدم وفات سے مجھ پر غم کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ تین دن مجھ سے کھانا نہیں کھایا گیا۔ لیکن آج کے اہلحدیث تو اس طرف آتے ہی نہیں بس فتویٰ بازی شروع کر دیتے ہیں۔

میری بیعت اصلاح:۔ میرا اصل روحانی تعلق تو مولانا سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کے ساتھ تھا لیکن ان کی وفات کے بعد میں خود کو بہت نامکمل محسوس کرنے لگا۔

موجودہ اہلحدیث بجھے ہوئے چراغ:۔ ایک بزرگ عالم نے مجھے خط کا جواب بھیجا جس میں لکھا تھا کہ مجھے بہت خوشی ہوتی ہے جب کوئی اہلحدیث میرے ساتھ گفتگو کرتا ہے۔ اہل حدیثوں کے متعلق میرا ذاتی نظریہ تو یہ ہے کہ جس طرح ایک صاف ستھرا چراغ ہو، اس کی چمنی بھی ٹھیک ہو، اس کا تیل بھی اعلیٰ قسم کا ہو لیکن اسے صرف آگ کی ضرورت ہو، اہلحدیثوں کے پاس بھی کھرا دین، کھرا عقیدہ ہے مگر صرف

آگ کی ضرورت ہے جونہی یہ کسی اللہ والے کسی اہل دل کے ساتھ نسبت جوڑ کر تزکیۂ نفس کر لیں تو ان کا چراغ روشن ہو جائے گا اور پھر یہ روشن چراغ دوسرے لوگوں کے چراغ بھی روشن کر دے گا۔

اہلحدیثو! تم خطرے میں ہو......:۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ اہلحدیثوں کو قیامت کے دن بھی خطرہ ہو گا کہ اگر ان سے پوچھ لیا گیا کہ تمہارے پاس تو سب کچھ کھرا تھا پھر تم نے آگے کیوں نہ پہنچایا؟ تو کیا جواب دیں گے......!

روشنی پانے کیلئے ذکر سے ابتداء:۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ اس مسئلے کا حل کیا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ قرآن میں یہ حکم نہیں ہے؟'' یاایھا الذین امنوا اذکروالله '' تو اگر آپ خود کو ایماندار سمجھتے ہیں تو اللہ کا ذکر کریں اور ہاں ذکر بھی'' ذکراً کثیراً '' ہونا چاہیے۔ پھر انہوں نے کہا کہ ضروری نہیں کہ آپ بیعت کریں، بیعت میں یہ تصور ہوتا ہے کہ میں جن سے بیعت ہو رہا ہوں ان کی مان کر چلوں گا اور بیعت کی برکت سے عمل پہ آنا آسان ہو جاتا ہے۔

مراقبے میں عمرے کا انکشاف:۔ ان ہی بزرگ کے پاس میں بہت عرصہ جاتا رہا لیکن ابھی تک میں نے بیعت نہیں لی تھی۔ 99ء میں ان بزرگ کا عمرے پہ جانے کا پروگرام بنا تو انہوں نے اعلان کروایا کہ جو جو میرے ساتھ عمرے پہ جانا چاہتا ہے وہ تیاری کر لے اور اپنا نام لکھوا دے تاکہ اجتماعی عمرہ ادا ہو جائے۔ ہمارا ایک ساتھی جو جانے کا ارادہ رکھتا تھا اس نے اپنا ٹریکٹر بیچا اور اپنا نام لکھوا دیا۔ اس وقت 25 ہزار روپے فیس ہوا کرتی تھی۔ وہ نام لکھواتے ہوئے مجھے بھی ساتھ لے گیا۔ واپسی پہ یہاں گوجرانوالہ کے ایک ڈاکٹر محمود صاحب مجھے گھر چھوڑنے آئے وہ بھی مولانا صاحب سے بیعت ہیں۔ ہم نے راستے میں ہی ایک مقامی اہلحدیث مسجد میں عشاء کی نماز پڑھی لیکن وہاں ایک عجیب واقعہ ہوا۔ وہ یہ کہ جب میں وضو کر کے مسجد میں گیا تو ڈاکٹر محمود صاحب جو کہ اس وقت مراقبے میں بیٹھے ہوئے تھے کیونکہ ابھی جماعت ہونے میں کچھ دیر باقی تھی وہ مجھے کہنے لگے کہ میں نے مراقبے کی حالت میں مولانا صاحب کے ساتھ ساٹھ بندوں کو طواف کرتے دیکھا ہے اور ان میں سے ایک آپ بھی ہیں۔

اللہ جس سے چاہے پردہ ہٹادے:۔ ڈاکٹر محمود صاحب جو کہ اہلحدیث ہیں ان کی بات سن کر میں بہت حیران ہوا کہ یہیں بیٹھے بیٹھے مراقبہ کر کے انہیں کیسے پتہ چل گیا کہ میں بھی عمرہ ادا کروں گا۔ خیر چند دنوں کے اندر اندر ہی اللہ پاک نے غیبی نظام کے ذریعے میرے لیے 25 ہزار کا بندوبست کر دیا جن میں سے دس ہزار میرے بیرون ملک مقیم بھائی نے تحفتاً مجھے بھیج دیے، دس ہزار میرے برادر نسبتی نے ہدیہ دے دیا اور پانچ ہزار ڈاکٹر صاحب نے خود دیئے۔ اس سارے معاملے میں میں بہت حیران تھا کہ ڈاکٹر صاحب کے کشف میں واقعی کچھ نہ کچھ ہے۔

مدینہ منورہ میں بیعت اصلاح:۔ پھر وہ دن بھی آ گیا جب مجھ سمیت ساٹھ بندوں کا قافلہ سعودی عرب پہنچا وہاں جا کر ہم سب مدینہ پہنچے اکٹھے تیار ہو کر احرام باندھا اور عصر پڑھنے کیلئے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں چلے گئے۔ عصر پڑھ کے مولانا صاحب مواجہ شریف کے دوسری طرف جالی کے پاس بیٹھ کر مراقب ہو گئے اور ہم پیچھے بیٹھے رہے، کافی دیر بیٹھے رہنے کے بعد ہم واپس آ گئے۔ صبح کے درس میں مولانا صاحب نے فرمایا کہ آپ سب کے لئے خوشخبری ہے آپ کا حاضر ہونا قبول کر لیا گیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے ہیں۔ پھر ہم نے ان کے ساتھ عمرہ ادا کیا اور جب وہاں اعلان کیا گیا کہ جس جس نے بیعت ہونا ہے وہ آگے آ جائے تو میں نے بھی آگے بڑھ کر مولانا صاحب کے ہاتھ پہ بیعت کر لی۔

توجہات میں کچھ ہوتا ضرور ہے:۔ ایک بات بہت واضح محسوس ہوئی وہ یہ کہ جو کیفیات اور برکات مجھے اس عمرے میں حاصل ہوئیں وہ 93ء کے حج کے موقع پر نہیں ملی تھیں۔ میں سوچا کرتا تھا کہ جن کے مرید (ڈاکٹر محمود صاحب) اتنے باکمال ہیں کہ مسجد میں بیٹھے بیٹھے ہی کشف کے ذریعے انہیں عمرے کا پتہ چل گیا تو ان کے مرشد مولانا صاحب کتنے باکمال ہوں گے اور ایک بات یہ بھی ہے کہ جب سے میں بیعت ہوا ہوں ہمارے شیخ کی کیفیات میں سے کچھ نہ کچھ حصہ ہمیں بھی مل جایا کرتا ہے جس سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔

مراقبہ موت کا واقعہ: حدیث کا مفہوم ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو دونوں کندھوں سے تھام کر فرمایا کہ موت سے پہلے ہی خود کو مرا ہوا خیال کر، تو اس سے مراد تصور موت ہے۔ جس کیلئے کبھی کبھار مراقبہ موت کیا جاتا ہے پہلے میں چند خاص خاص لوگوں کو ذکر اور مراقبہ کرواتا تھا اب اپنے بیٹے اسامہ کو مامور کر دیا ہے کہ بیٹا جو دین کا کام بزرگوں سے چلا آ رہا ہے یہ اسی طرح آگے بڑھانا ہوگا اور یہ اسی صورت میں ہوگا جب پیچھے سے کوئی برکات حاصل ہوں گی۔

ایک دفعہ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں ختم قرآن کے موقع پر میں نے سوچا کہ لمبی لمبی دعائیں تو پہلے بھی کرتے رہتے ہیں لیکن اس سے کچھ واضح فرق محسوس نہیں ہوتا، نہ ہی دعاؤں میں دھیان بنتا ہے لہٰذا میں نے لائٹیں بند کروا کے سب کو تھوڑی دیر کیلئے مراقبہ موت کروایا۔ ابھی دس منٹ ہی گزرے تھے کہ چیخ و پکار اور آہ و بکا شروع ہوگئی اور جب مراقبہ ختم ہوا تو سب کہنے لگے کہ ہم تو واقعی خود کو قبر کی تنہائیوں میں محسوس کر رہے تھے اصل میں انسان کو مراقبہ موت میں اپنی حقیقت سمجھ آ جاتی ہے پھر وہ یہ سوچتا ہے کہ میں زندگی کن کاموں میں ضائع کر رہا ہوں۔

شفاء مٹی میں نہیں، اللہ کی امر میں ہے:۔ اپنے اپنے یقین کی بات ہے شفاء دینے والا تو خود اللہ ہی ہے اولیاء کی قبور سے کیسے ملتا ہے؟ اولیاء اللہ کی قبروں سے بھی نہیں ملتا اصل اللہ دینے والا ہے پر روح کا تعلق اپنی قبر کے ساتھ رہتا ہے اگر کوئی بندہ کسی اللہ والے کی قبر پہ جا کے ان کے لئے دعائے خیر کر کے یا کچھ پڑھ کے ان کو ہدیہ دے تو یقینی طور پر فوراً ان کے درجات میں بلندی کا باعث بنتا ہے۔ پھر اس کی روح اللہ تعالیٰ سے سوال کرتی ہے کہ یا اللہ ہمیں یہ مقام کیسے ملا تو جواب ملتا ہے کہ فلاں نے تمہیں دعائے خیر یا کوئی سورت یا درود شریف پڑھ کے دیا ہے۔ پھر وہ روح کہتی ہے کہ یا اللہ اس بندے نے بے لوث ہو کر ہمارے لیے دعا کی جو ہمارے درجات میں بلندی کا سبب بنی۔ الٰہی دنیا میں کوئی اس کی بھی حاجت ہوگی یا اللہ تو وہ حاجت پوری کر دے اور یوں اس بندے کا مسئلہ اللہ پاک حل کر دیتا ہے، وہ قادر ہے جسے چاہے عطا کرے۔

قبر پرستی تصوف نہیں ہے:۔ اب تو جاہلوں کو یہ غلط فہمی لگی ہوئی ہے کہ اولیاء اللہ دیتے ہیں حالانکہ اصل معاملہ یہ ہوا کرتا ہے، جب لوگ جا کر ان کو ایصال ثواب کرتے ہیں تو قرآن میں ارشاد " هل جزاء الاحسان الا الاحسان "اللہ پاک احسان کا بدلہ احسان سے ہی دیا کرتا ہے، اب اگر کوئی بندہ ان کے ساتھ احسان کرے گا تو اس کے فوائد و ثمرات لوٹ کر اس پر آتے ہیں۔ لیکن اگر یہ عقیدہ بنا لیا جائے کہ ان سے ملتا ہے تو یہ غلط ہے یہ عقیدہ بالکل نہیں ہونا چاہیے۔

ڈرتے ہوئے چلنا چاہیے:۔ عقیدے کو درست رکھنا بڑا ہی احتیاط والا کام ہے ورنہ شرک میں مبتلاء ہوتے پتہ نہیں چلتا اور شرک تو تباہ کر دیتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا مفہوم ہے کہ شرک کی مثال کالی رات میں کالے پتھر پر سیاہ چیونٹی کے چلنے کی آواز سے بھی زیادہ لطیف ہے۔ اس آواز کا تو پتہ چل سکتا ہے لیکن بعض اوقات انجانے میں انسان شرک میں مبتلاء ہو جاتا ہے اور پتہ بھی نہیں چلتا۔

مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ کے کلام کی تاثیر: مولانا صاحب رحمہ اللہ کی وفات کو تقریباً 132 سال ہو چکے ہیں لیکن ان کی کتاب ''تذکرہ مولانا غلام رسول صاحب قلعوی'' میں ان کا کلام بھی شامل کیا گیا ہے انکے کلام کے ذریعے بھی تاثیر اور کیفیات حاصل ہوتی ہیں کیونکہ کلام کرنے والے اور لکھنے والے کی کیفیات اس کی تحریر میں بھی آ جایا کرتی ہیں۔

''ایسی کرامات جو منظر عام پر نہ آ سکیں

سیدزادے کی توبہ کا واقعہ:۔ جب مولانا اسحاق بھٹی صاحب حفظہ اللہ نے مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ کی سوانح عمری لکھ لی تو اس کے شائع ہونے کے بعد انہیں بے شمار خطوط ملے جن میں ہمارے بزرگوں کی ایسی کرامات کا ذکر تھا جو پہلے بیان نہیں ہوئیں۔ مثلاً مولانا بھٹی صاحب کو حجرہ شاہ مقیم سے ایک خط آیا جس میں لکھا تھا کہ ایک دفعہ مولوی صاحب رحمہ اللہ ہمارے علاقے میں تشریف لائے ہوئے

تھے یہاں ایک شاہ صاحب کی بہت شہرت تھی ان کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں اور حلیہ غیر شرعی بنا رکھا تھا اس کے ساتھ ساتھ وہ شطرنج کے بڑے دلدادہ تھے لوگوں نے انہیں پیر بنا رکھا تھا۔

ایک دن شاہ صاحب کھانا کھانے میں مصروف تھے اور ان کا ایک مرید شطرنج بچھا رہا تھا کہ ابھی پیر صاحب کھانے سے فارغ ہو کر بازی لگانے آئیں گے اسی دوران مولوی صاحب رحمہ اللہ بھی وہاں سے گزرے جب یہ ماجرا دیکھا تو انہوں نے شطرنج پکڑ کے پھاڑ کر قریبی نالے میں پھینک دی۔ شطرنج کے پاس کھڑے شاہ صاحب رحمہ اللہ کے خادم نے یہ دیکھ کر کہا او باباجی یہ آپ نے کیا کر دیا یہ تو ہمارے پیر صاحب کی شطرنج تھی اب میں انہیں کیا جواب دوں گا۔ مولوی صاحب رحمہ اللہ بڑے اطمینان سے تھوڑا دور جا کر بیٹھ گئے۔ جب پیر صاحب باہر آئے تو انہوں نے خادم سے شطرنج کے متعلق پوچھا خادم نے سامنے بیٹھے باباجی کی طرف اشارہ کیا کہ انہوں نے شطرنج پھاڑ ڈالی ہے۔

پیر صاحب نے مولوی صاحب رحمہ اللہ کو بلا کر پوچھا کہ باباجی آپ نے ہماری شطرنج کیوں پھینک دی۔ تو ہمارے بزرگ نے بڑی سادگی سے فرمایا کہ شاہ صاحب! چونکہ آپ سیدزادے ہیں لہٰذا ہم آپ کے غلام ہیں آپ کے صحن میں گندگی پڑی ہوئی تھی تو اس غلام نے اسے صاف کر دیا۔ جب انہوں نے یہ بات فرمائی تو شاہ صاحب تڑپنے لگے۔ پھر روتے ہوئے انہوں نے اپنی ساری زندگی سے توبہ کی اور فرمایا آپ رحمہ اللہ نے تو ہمیں سیدھی راہ پہ ڈال دیا ہے۔ پھر انہوں نے سنت والی زندگی پہ چلنا شروع کر دیا ہمارے بزرگوں نے انہیں فرمایا کہ اب آپ اصل شاہ صاحب بنے ہیں۔

پوری کی پوری بستی مسلمان ہوگئی (کرامت):۔اسی طرح مولانا بھٹی صاحب حفظہ اللہ کو کراچی سے ایک خط آیا جس میں ایک بہت پرانے ''امت'' اخبار کا تراشہ بھی ساتھ تھا جس میں ہمارے بزرگوں کی ایک بہت عجیب وغریب کرامت لکھی ہوئی تھی۔ پتہ نہیں کس علاقے میں لوگ بت بنا کر ان کی پوجا کیا کرتے تھے۔ ایک دن ہمارے بزرگ مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ کا گزر اس علاقے سے ہوا تو دیکھا وہ اپنے بتوں کے سامنے مٹھائی پیش کر رہے ہیں مولوی صاحب رحمہ اللہ نے لوگوں سے پوچھا کہ جن بتوں کو تم مٹھائی پیش کر رہے ہو یہ کھاتے کیوں نہیں لوگ تمسخرانہ انداز میں کہنے لگے کہ آپ کھلا دیں۔

مولوی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر میں ان کو مٹھائی کھلا دوں تو کیا یہ کام چھوڑ کر مسلمان ہو جائے گے۔ وہ کہنے لگے ٹھیک ہے، تو مولوی صاحب رحمہ اللہ نے بتوں کو مخاطب کر کے فرمایا: یہ مٹھائی کھاتے کیوں نہیں اللہ کے امر سے وہ بت ساری مٹھائی کھا گئے۔ یہ ماجرا دیکھ کر سب لوگوں نے مولوی صاحب رحمہ اللہ سے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے، یہ واقعہ امت اخبار میں آیا۔

مولوی صاحب رحمہ اللہ کا مرشد خانہ:۔ ہمارے بزرگوں کا سلسلہ بیعت مردان سے آگے کوٹھا شریف کے ایک بزرگ سید امیر علی صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ تھا جو نقشبندی مجددی تھے۔ ایک دفعہ ان کی اولاد میں سے صاحبزادہ اشرف صاحب یہاں ہماری مسجد میں تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ ہمارے بزرگوں کے اصل فیض یافتگان میں سے آپ کے بزرگ مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ سب سے آگے تھے۔ میری بڑی خواہش تھی کہ ان کی مسجد میں آؤں۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ آپ چونکہ اپنے بزرگوں کے خلفاء میں سے ہیں لہٰذا میری خواہش ہے کہ میری طرف سے یہ مٹھائی کا ہدیہ قبول فرمائیں۔ پھر ہم نے وہ مٹھائی تمام نمازیوں میں بھی تقسیم کی۔

میں نے سوچا کہ یہ بھی شکر ہے کہ ہمارے اہلحدیث حضرات نے وہاں سے آئی ہوئی مٹھائی کھا لی، ختم قرآن کے موقع پر تقسیم ہونے والی مٹھائی کھا لی جاتی ہے۔

تسبیح پکڑنا بدعت نہیں......:۔حدیث میں آیا ہے'' افضل الذکر لاالہ الا اللہ'' الحمدللہ ہماری مسجد میں زیادہ تر لوگ ذکر واذکار میں وقت لگاتے ہیں، لیکن بعض متشدد قسم کے لوگ ہاتھ میں تسبیح پکڑنا بدعت سمجھتے ہیں ایک شخص مجھے آ کر کہنے لگا آپ تسبیح کیوں پکڑتے ہیں حالانکہ حدیث میں تو آیا ہے کہ قیامت والے دن ہاتھوں کی انگلیاں بھی گواہی دیں گی کہ یہ ہم پر ذکر گنا کرتا تھا، تو میں نے جواب دیا تم ذرا دیکھو میں

نے بھی ہاتھوں کی انگلیوں سے ہی تسبیح پکڑی ہوتی ہے اور اس سے گن رہا ہوں، میں نے پاؤں سے تو نہیں پکڑی ہوئی۔

ہاتھ میں ہی پکڑی ہوئی ہے نا! یہ سن کر وہ صاحب خاموش ہو گئے۔ ایسے ذکر کریں یا تسبیح پکڑ کر کریں اصل مقصود تو ذکر کرنا ہے۔ تسبیح کی نسبت اولیاء اللہ کے ساتھ ہے۔

اصل میں ہم لوگ وہم میں پڑ جاتے ہیں کہ خدانخواستہ تسبیح پکڑنا بدعت ہے حالانکہ اگر یہ بدعت ہوتی تو سعودی عرب میں جتنی تسبیحات ہوتی ہیں وہ عرب لوگ اتنے محتاط ہیں کہ ساری تسبیحات کو ٹرکوں میں بھروا کے پہاڑوں میں جا کر پھینک آتے۔ جب کہ وہاں تسبیح ہاتھ میں پکڑنے کی گنجائش ہے۔ اگر وہاں گنجائش ہے تو ہم کیوں لوگوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ میں نے اپنے اہلحدیث حضرات سے کہا ہوا ہے کہ آپ نماز کے بعد جو تسبیحات پڑھنا مسنون ہے کم از کم وہ تو تسلی سے بیٹھ کر پڑھ لیا کریں۔ لیکن افسوس اکثر آج کل کے اہلحدیث سلام پھیرتے ہی اٹھ کر چلے جاتے ہیں۔

''اجتماعی دعا مانگنا بھی بدعت نہیں'' میں سلام پھیر کے اجتماعی دعا منگواتا ہوں، ہمارے دو چار نمازی اٹھ کر چلے جاتے ہیں باقی سب مل کر دعا مانگتے ہیں، سید جنید غزنوی صاحب بھی اجتماعی دعا کروایا کرتے ہیں، کئی لوگ جو متشدد قسم کے علماء ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں کہ آپ اجتماعی دعا کیوں نہیں کرواتے وہ کہتے ہیں ثابت نہیں ہے۔

اجتماعی دعا کے قرآن سے دلائل: میں نے ان سے کہا کہ دیکھیں جی ہمارے پاس رہنمائی کے لئے قرآن موجود ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں اکیلے دعا مانگی تھی '' لاالہ الا انت سبحانك انی كنت من الظالمین '' جب حضرت ایوب علیہ السلام بیمار ہوئے تو انہوں نے بھی اکیلے دعا مانگی۔ '' رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین '' پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اللہ پاک کا گھر بنایا تو دونوں نے مل کر دعا مانگی کہ یا اللہ! ہم دونوں کو عطا فرما۔ عربی میں چونکہ ''جمع'' کم از کم تین ہوتا ہے۔ واحد، تثنیہ اور جمع اس لیے آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس میں بھی اجتماعی دعا کا ذکر نہیں ہے۔ لہٰذا اگر اصحاب کہف کے واقعہ میں دیکھا جائے تو وہ تو جمع تھے۔ انہوں نے اجتماعی دعا کی کہ '' ربنا هب لنا من لدنك رحمة '' میں نے کہا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر اکیلا ہے تو اکیلے دعا مانگے اگر دو ہیں تو دونوں مل کر مانگیں اور اگر دو سے زیادہ ہیں تو وہ بھی اجتماعی دعا مانگیں اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب دو یا دو سے زیادہ تھے تو یقیناً ایک نے دعا مانگی ہوگی اور دوسروں نے آمین کہا ہوگا۔ میں نے کہا کہ قرآن سے جب ثبوت مل رہا ہے تو آپ اور کیا چاہتے ہیں۔ اب تو آپ کو خاموش ہو کر تسلیم کر لینا چاہیے۔

اجتماعی دعا پر سب کی بخشش ہو جانا: پھر میں نے کہا کہ جب قوم یونس علیہ السلام پر عذاب آپہنچا تھا تو سب نے مل کر توبہ کرتے ہوئے دعا مانگی تھی کہ یا اللہ! اس عذاب کو ٹال دے۔ میں نے کہا کہ اگر اجتماعی دعا مانگنا منع ہوتا تو اللہ پاک عذاب ٹالنے کی بجائے مزید انہیں پکڑ لیتے کہ تم سے تو پہلے ہی گناہ ہوا اب مزید اجتماعی دعا والا گناہ کر رہے ہو۔ حالانکہ اللہ پاک نے تو سب کی دعا قبول فرماتے ہوئے انہیں معاف فرما کر عذاب ٹال دیا تھا۔ پھر میں نے کہا کہ اگر کسی نے اجتماعی دعا نہیں مانگنی تو اس کی مرضی الحمدللہ ہمیں تو شرح صدر حاصل ہے ہم تو ضرور مانگتے ہیں مانگنا تو اللہ پاک سے ہی ہے نا!

اذکار میں تعداد کی اہمیت: ذکر کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعداد مقرر کی ہے کیونکہ عدد کی بہت اہمیت ہے۔ فرمایا نماز کے بعد 33 بار سبحان اللہ، 33 بار الحمدللہ اور 34 بار اللہ اکبر پڑھو۔ کسی روایت میں آیا ہے کہ یہ تینوں 33/33 بار پڑھ کے ایک بار '' لاالہ الا اللہ وحده لاشريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شي قدير '' پڑھ لو تا کہ 100 کا عدد پورا ہو جائے۔ کہیں یہ دعا 25 بار اور سبحان اللہ، الحمدللہ اور اللہ اکبر بھی 25/25 بار پڑھنے کا ذکر آیا ہے ایک روایت میں 10/10 بار پڑھنے کا ذکر بھی موجود ہے۔

تعداد تو ثابت ہے پھر کیوں کہا جاتا ہے کہ تعداد مقرر نہیں کی جا سکتی۔ وظائف پڑھتے ہوئے، تعداد تو برکت کیلئے ہوتی ہے، 40 کا عدد ایک مکمل عدد ہے، 40 کے بعد تبدیلی شروع ہوتی ہے، جب بچہ ماں کے شکم میں پیدا ہوتا ہے تو 40 دن کے بعد تبدیلی شروع ہوتی ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام 30 دن کیلئے کوہ طور پر گئے تو فرمایا 10 دن اور ٹھہر جائیں تا کہ 40 دن پورے ہو جائیں۔

''باشرع آدمی ننگے سر نہیں رہتا'' میں نے تو کسی اہلحدیث بزرگ کو ننگے سر نہیں دیکھا۔ ابھی جو ہمارا سالانہ تزکیۂ واحسان اجتماع ہوا ہے اس میں مولانا اسحاق بھٹی صاحب حفظہ اللہ مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے بارے فرما رہے تھے کہ سید صاحب رحمہ اللہ اپنی مسجد میں کسی کو بھی ننگے سر نہیں رہنے دیتے تھے۔ میرے خیال میں تو کوئی باشرع آدمی ننگے سر رہتے ہوئے حیاء داری محسوس نہیں کرتا۔ ننگے سر بندہ بڑا عجیب وغریب لگتا ہے۔

ننگے سر رہنے کا پہلا واقعہ:۔ ایک دن میں نے سر پر کپڑے کی بنی ہوئی ہلکی سی ٹوپی پہن رکھی تھی مجھے یاد نہیں رہا کہ کب اتار کے گھر میں کہیں رکھ دی، اسی وقت کوئی صاحب گاڑی لیکر آئے جن کے ساتھ میں نکاح پڑھانے چلا گیا۔ مجھے تو یہی تھا کہ سر پہ ٹوپی موجود ہے۔ خیر میں نے نکاح پڑھایا، وہ سب حضرات بھی اہلحدیث تھے اسی لیے انھوں نے بھی مجھے ننگے سر ہونے کا نہیں پوچھا۔ میں نکاح پڑھا کے واپس مسجد میں آیا۔ نماز کے وقت وضو کرنے کیلئے جب میں نے سر پہ ہاتھ پھیرا تو یہ محسوس کر کے بہت پریشان ہوا کہ مجھے ننگے سر ہونے کا پتہ ہی نہیں چلا۔ یہ میری زندگی کا پہلا واقعہ تھا جو میں ننگے سر گھر سے باہر نکلا۔ میں گھر میں ٹوپی اتار کے رکھ دیتا ہوں مگر آج تک ننگے سر باہر نہیں نکلا۔

ہمارے بزرگ بتایا کرتے ہیں پہلے وقتوں میں گھروں کی کچی دیواریں چھوٹی چھوٹی ہوا کرتی تھیں اور گاؤں میں آنے والا ہر شخص جو گھوڑی پہ سوار ہوتا تھا وہ اپنی سواری سے نیچے اتر جایا کرتا تھا۔ یہ اس وقت کا اصول تھا اور دوسرا اصول یہ تھا کہ کوئی شخص ننگے سر نہیں رہ سکتا تھا جو بھی ننگے سر نظر آجاتا اسے کہا جاتا تجھے شرم نہیں آتی؟ جا، جا کے سر پہ کپڑا رکھ کے آ۔ اب تو ننگے سر رہنے کا سسٹم بن گیا ہے وگرنہ تو سر کو ڈھکا ہونا چاہیے۔

اہلحدیث بزرگ ننگے سر سے منع کرتے تھے: مولانا اسماعیل سلفی صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن ان کی مسجد میں ایک شخص نماز پڑھنے آیا جس نے سر پہ کلے والی پگڑی پہنی ہوئی تھی، اس نے آکر نماز پڑھنا شروع کی تو پگڑی اتار کے سامنے رکھ کر ننگے سر ہی نماز پڑھنے لگ گیا۔ سلفی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تو نے جان بوجھ کے ننگے سر نماز پڑھی ہے وہ ہٹ دھرمی کے انداز میں کہنے لگا کہ مجھے پتہ ہے کہ آپ کتنے بزرگ بنے بیٹھے ہیں۔ سلفی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا بھئی مجھے کیا ہے؟ چاہے کپڑے اتار کے نماز پڑھ لو میں تو تمہیں صرف نصیحت کر رہا ہوں۔ اس طرح جو پہلے ہمارے بزرگ ہوا کرتے تھے وہ ننگے سر رہنے سے منع کیا کرتے تھے۔ نہ وہ خود ننگے سر ہوتے نہ ہی کسی کو ننگے سر برداشت کرتے تھے۔ اب تو ننگے سر رہنا عام ہو گیا ہے۔ حالانکہ بندہ بڑا عجیب لگتا ہے کہ گھٹنوں سے اوپر شلوار ہو لیکن سر ننگا ہو۔ سر پر کم از کم ٹوپی تو ہونی چاہیے یا پگڑی باندھ لینی چاہیے، سعودیہ میں تو ہر وقت سر پہ رومال رکھتے ہیں۔ ہمارے تزکیۂ واحسان سالانہ اجتماع میں انہی باتوں پر زور دیا جاتا ہے اور لوگ آکر ہمیں کہتے ہیں کہ ہمیں تو پتہ ہی نہیں تھا ہم تو بہت دور جا گرے ہیں اب آکے سمجھ آ رہی ہے۔

الحمدللہ ہم اہل حدیث ہیں......!:۔ ہم الحمدللہ ہیں تو اہلحدیث لیکن اپنے اہلحدیث بزرگوں سے جو جاگ ہمیں لگی ہوئی ہے وہ ابھی تک ہمارے اندر موجود ہے۔ میرا اپنا ایک خیال تھا کہ لوگ اپنے بزرگوں کے مزاروں پر اتنا مال خرچ کر دیتے ہیں ہمارے بزرگوں کی مسجد بھی تو کم از کم ان کی شایان شان ہونی چاہیے۔ اس لیے مجھے جو جو ملتا رہا میں مسجد پہ لگاتا گیا لگاتا گیا۔ اللہ پاک کا احسان ہے کہ اس نے میری زندگی میں ہی سب کچھ بنوا دیا اور مسجد ماشاءاللہ بہت خوبصورت بن گئی ہے۔

برکات منتقل ہوتی ہیں:۔ ہمارے بڑوں کی ایک مربع زمین تھی جس میں سے میرے حصے میں تقریباً اڑھائی کنال آئی ہے میں جب بھی زمین پہ جاتا ہوں تو یہ دعا کرتا رہتا ہوں کہ یا اللہ جس طرح مجھے بزرگوں کا مادی ورثہ ملا منتقل ہوا ہے اسی طرح روحانی فیض بھی ملنا چاہیے۔ میں ان کا وارث ہوں میرا تو یقین ہے کہ روحانی برکات بھی منتقل ہوتی ہیں جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتا آنکھوں سے ملتے ہی

بینائی ٹھیک ہوگئی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے تابوت سکینہ کو بھی ہم مانتے ہیں اس کا قرآن میں ذکر ہے۔ پھر جب اصحاب کہف کا کتا ساتھ چل پڑا تو اس کے بارے بھی کیا کیا مبشرات ہیں اسی طرح ہم تو پھر بزرگوں کی اولاد میں سے ہیں ہمیں کیونکر فائدہ نہ ہوگا، ضرور ہوگا ان شاء اللہ۔

مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ تکوینی امور:۔ یہ جو منبر شریف مسجد میں رکھا ہوا ہے بڑا بابرکت ہے، جب انگریز مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ کو گرفتار کرنے کیلئے پیچھے پڑا ہوا تھا تو رشتہ داروں سے کسی نے مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ سے کہا کہ ہم تو گاؤں چھوڑنے لگے ہیں آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں۔ فرمایا: میں نہیں جا سکتا، وہ پوچھنے لگے کیوں؟ فرمایا میری ڈیوٹی یہاں لگی ہوئی ہے میں یہاں سے ہل بھی نہیں سکتا۔ وہ پوچھنے لگے یہ کیا ماجرا ہے تو فرمایا: ایک رات میں لیٹا ہوا تھا تو کسی بندے نے آکر مجھے کہا آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر بلا رہے ہیں میں اٹھ کر مسجد سے باہر گیا تو دیکھا کہ ایک پالکی کھڑی تھی جسے چار بندے لائے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے ساتھ مسجد میں لے آئے اور آکر اسی منبر پر بٹھا دیا۔ پھر میرے دائیں ہاتھ میں قرآن مجید اور بائیں ہاتھ میں بخاری شریف پکڑا کر فرمایا تم نے بس یہ بیان کرنا ہے اور یہیں تبلیغ کرنی ہے، لہٰذا بھائی صاحب میں تو مامور ہوں میں یہیں رہوں گا میں کہیں نہیں جا سکتا۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آمد:۔ مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ کا ایک خاص خادم ''بڈھا کشمیری'' تھا ایک بار اسے بہت شدید کھانسی لگ گئی اور مسلسل دو چار دن اسے کھانسی کا دورہ پڑتا رہا۔ اسی وجہ سے وہ حضرت کی خدمت میں بھی نہیں آ رہا تھا، ایک دن مولوی صاحب رحمہ اللہ نے کسی سے کہا کہ اسے بلا کر لاؤ کیوں نہیں آ رہا؟ بتایا گیا کہ اسے کھانسی لگی ہوئی ہے سارا دن کھانستا رہتا ہے اسی وجہ سے نہیں آ رہا۔ اب اگلا واقعہ بڈھا کشمیری کے الفاظ میں سنئے۔ بڈھا کشمیری کہنے لگا کہ مجھے مولوی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آدھی رات کے وقت میرے پاس آنا اور ہاں کسی کو بھی نہیں بتانا۔ میں آدھی رات کو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، چاندنی رات تھی، مولوی صاحب رحمہ اللہ مجھے پکڑ کر کھلے میدان میں لے گئے جو کہ مسجد سے تقریباً آدھے کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس میدان میں پہنچ کر مولوی صاحب رحمہ اللہ نے اپنی چادر بچھا کر فرمایا یہاں بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا اسی وقت آسمان کے ایک طرف ایک نور ظاہر ہوا، مولوی صاحب رحمہ اللہ اس طرف گئے اور جب واپس آئے تو ان کے ساتھ ایک بہت بارعب شخصیت تھی، پھر دوسری طرف سے ایک نور ظاہر ہوا وہاں بھی ایک شخصیت ظاہر ہوئی اور مولوی صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ تشریف لے آئے۔ اسی طرح مشرق، مغرب، جنوب، شمال چاروں طرف سے چار شخصیات آئیں اور سب مل کر آ کر بیٹھ گئے۔ چھ لوگ وہ تھے جو اس طرح ظاہر ہوئے اور دو لوگ میں اور مولوی صاحب رحمہ اللہ تھے یعنی کل ہم آٹھ بندے اکٹھے ہو گئے۔ مولوی صاحب رحمہ اللہ فرمانے لگے کہ یہ میرا خاص مرید ہے اس بے چارے کو کھانسی لگی ہوئی ہے اس کیلئے دعا فرمائیں کہ اللہ پاک اس کی کھانسی دور کر دے۔

پھر ان سب نے دعا فرمائی اور دعا سے فارغ ہو کر مولوی صاحب رحمہ اللہ ان سب کو ایک ایک کر کے اسی طرح رخصت کر آئے جس طرح وہ سب تشریف لائے تھے۔ پھر مولوی صاحب رحمہ اللہ نے مجھے فرمایا اٹھو واپس چلیں۔ میں نے مولوی صاحب رحمہ اللہ کی ٹانگ پکڑ لی اور کہا کہ میں نے تو تب تک واپس نہیں جانا جب تک آپ رحمہ اللہ یہ نہیں بتائیں گے کہ یہ لوگ کون تھے جنہوں نے میرے لیے دعا کی ہے۔ مولوی صاحب رحمہ اللہ فرمانے لگے کہ چھوڑو یہ بات نہ پوچھو تمہیں اس سے کیا مطلب تمہارا کام بن گیا ہے، تمہیں اور کیا چاہیے۔ میں نے کہا کہ میں بھی کشمیری سپوت ہوں تب تک نہیں اٹھوں گا جب تک آپ رحمہ اللہ نہیں بتا دیتے۔ مولوی صاحب رحمہ اللہ نے میری ضد کو دیکھتے ہوئے فرمایا پھر وعدہ کرو کہ میری زندگی میں کسی کو نہیں بتاؤ گے۔ میں نے وعدہ کیا کہ کسی سے بات تک نہ کروں گا مگر آپ ضرور بتائیں۔ مولوی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا ان میں سے ایک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے ایک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، اور چھٹے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تھے۔ ان سب برگزیدہ ہستیوں نے مل کر تمہارے لیے دعا فرمائی ہے، اب اٹھو چلیں۔

باتیں ہضم نہیں ہونگی:۔ اب یہ باتیں ایسی ہیں کہ ہماری عقل انہیں ہضم کر ہی نہیں سکتی یہ باتیں ہم اپنے دلوں میں چھپائے بیٹھے ہیں عام بیان کر ہی نہیں سکتے، مجبوری ہے۔ کیونکہ لوگ پوچھیں گے کہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے پھر حیات اور ممات والا سلسلہ چل پڑے گا لوگ عقل کی کسوٹی پہ پرکھیں گے مگر یہ باتیں ماوراء العقل ہیں۔

قرآن محل میں کیا گیا مشاہدہ:۔ ایک دفعہ مولانا منظور صاحب ہماری مسجد میں آئے، میں عصر کی نماز پڑھ کے فارغ ہوا تو دیکھا کہ وہ تشریف فرما ہیں۔ میرے ساتھ بڑی عقیدت ومحبت سے ملے اور مجھے اپنے ساتھ ہی گاڑی میں بٹھا کر قرآن محل میں لے گئے اور اندر سے سارے قرآن محل کا وزٹ کروایا۔ ایک جگہ مصلے پر پھول بچھے ہوئے تھے میں نے پوچھا یہ کیا؟ تو کہنے لگے کہ یہاں پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نفل پڑھے تھے۔ اب یہ بات بھی ہم اہلحدیث نہیں مانتے لیکن میں نے بھی وہاں کھڑے ہوکر دعا مانگی۔ ایک بات جو خاص طور پر یہ مشاہدہ کی گئی وہ یہ کہ جب میں قرآن محل میں داخل ہوا تو یقین جانیں کہ میرا دل لرزتا تھا، ایک عجیب طرح کی ہیبت تھی اور عجیب سی کپکپی مجھے اپنے بدن میں محسوس ہوئی خصوصی طور پر وہ جگہ جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نوافل ادا کیے تھے اس جگہ عجیب ہی کیفیت تھی۔ یہ چیزیں بہرحال ہمارے ماننے میں تو آجاتی ہیں کیونکہ ہمارے مشاہدات میں یہ باتیں آتی رہتی ہیں لیکن جو نہیں مانتے وہ کبھی یقین نہیں کرسکتے۔

حضرت مولوی صاحب رحمہ اللہ کی نشانی:۔ ہمارے پاس اب مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ کی استعمال شدہ چیزیں تو نہیں ہیں مگر ایک نشانی ہے، جب مولوی صاحب رحمہ اللہ نے مکان بنایا تھا تو لکڑی کے ایک پلر پر چاقو کیساتھ اپنا نام تراشا تھا وہ لکڑی کے پلر کا اتنا حصہ اب بھی ہم نے محفوظ رکھا ہوا ہے اور سامنے دیوار پر چسپاں کیا ہوا ہے جس پہ خود مولوی صاحب رحمہ اللہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا نام ''مولانا غلام رسول رحمہ اللہ'' لکھا ہوا ہے۔

گھر میں جنات کا اظہار:۔ ہمارے گھر میں کسی وقت جنات کی موجودگی کا پتہ چلتا ہے، کیونکہ مولوی صاحب رحمہ اللہ کے جنات خادم تھے۔ ایک دفعہ ہمارے اباجی مولانا عبدالرحمٰن صاحب رحمہ اللہ چارپائی پر لیٹے تھے جنات نے ان کی چارپائی اٹھائی اور چھت کے ساتھ لگادی۔ اباجی نے فرمایا او خبیثو! مجھے نیچے اتارو۔ پھر نیچے اتار دیا گیا۔ اب بھی کبھی کبھار اپنی موجودگی کا احساس دلاتے رہتے ہیں۔

استاد زادے اور پیرزادے کا ادب:۔ ایک بار ہمارے آبائی قبرستان (جہاں مولوی صاحب رحمہ اللہ کی تربت ہے) کے قریب کسی بچے نے پیشاب کردیا اس پر جنات نے قبضہ کرلیا۔ بچے کو کسی باباجی سے دم وغیرہ کروایا گیا لیکن کچھ اثر نہ ہوا۔ وہ باباجی اہل حدیث تھے، شام تک بچے کی طبیعت اور خراب ہوگئی۔ شام کو اس بچے کا بڑا بھائی میرے پاس آکر کہنے لگا کہ آپ چل کر ذرا میرے بھائی کو دم وغیرہ کردیں اس کے ساتھ جنات کا مسئلہ ہوگیا ہے۔ میں نے کہا میں تو نہیں جاؤں گا میں نے کبھی جن والا عمل کیا ہی نہیں لہٰذا میں نہیں جاسکتا۔ وہ منت سماجت کرنے لگا آخر جب اس نے بڑا مجبور کیا اور کہنے لگا کہ وہ جن بچے کی زبانی آپ کا نام لیتا ہے۔ میں نے کہا: کہیں یہ نہ ہو کے وہ جن مجھے قابو کرلے میں تو نہیں جاسکتا۔ پھر میرے ایک خالہ زاد نے کہا کہ چلیں میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ ہم جب ان کے گھر میں داخل ہوئے تو بچہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا اور ہم سے مصافحہ کیا میں نے پوچھا کون ہو؟ کہنے لگا جی ہم اس قبرستان میں رہتے ہیں اور روزانہ صبح آکر آپ کا درس بھی سنتے ہیں۔ اس بچے نے آکر ہم پر پیشاب کردیا تو میں نے اسے پکڑ لیا۔ میں نے اس جن سے کہا کہ اسے چھوڑ دو میں سمجھا تا ہوں اب یہ ایسا کبھی نہیں کرے گا، لہٰذا اس نے ہمارے ساتھ سلام لیا اور چلا گیا۔ حالانکہ میں عامل نہیں ہوں بس ہمارے بڑوں کی نسبت کی وجہ سے جنات حیاء کرتے ہیں، اکثر ایسا بھی ہوا کہ اگر کسی شخص نے مجھے تنگ کرنے کی کوشش کی تو اسے فوری سزا ملی، یہ میں نے کئی بار دیکھا ہے۔

جنات نے عاملوں کو الٹا لٹکا دیا:۔ سیالکوٹ کے ایک قریبی گاؤں کے ذیلدار کی جواں سالہ بیٹی کو جن نے قابو کرلیا اس بچی کے حواس اتنے خراب ہوگئے کہ اس نے اپنے کپڑے اتار دیئے، ذیلدار سمیت سب گھر والوں کو نہایت شرمندگی ہوئی۔ انہوں نے بڑے بڑے عامل بلائے لیکن جو عامل بھی آتا وہ جن جس نے بچی پر قبضہ کیا ہوا تھا وہ اس عامل کو پکڑ کے چھت کے شہتیر کیساتھ الٹا لٹکا دیتا۔ ذیلدار کو ہمارے دادا

مولانا عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ کے بارے میں پتہ چلا کہ یہ مولوی صاحب رحمہ اللہ کے بیٹے ہیں تو وہ انہیں لینے کے لئے آ گیا۔ دادا جی مرحوم بھی میری طرح کمزور دل کے مالک تھے کہنے لگے اتنی خطرناک صورتحال میں آپ مجھے لینے آ گئے ہیں میں تو نہیں جاؤں گا۔ پہلے ہی سارے عامل الٹے لٹکے ہوئے ہیں میرا کیا بنے گا۔ وہ منتیں کرنے لگے کہ آپ کو ہمارے ساتھ چلنا ہی ہوگا، بہرحال مجبور کر کے لے گئے۔ دادا جی فرماتے تھے کہ جب میں گاؤں میں داخل ہی ہوا تو اس لڑکی نے جلدی سے کپڑے پہن لیے اور بڑے ادب سے بیٹھ گئی، جب ان کے گھر جا کر دیکھا تو چھ، سات عامل چھت کے ساتھ لٹکے ہوئے تھے۔ دادا جی کو دیکھتے ہی وہ لڑکی قریب آ گئی اور اس میں سے جن نے کہا کہ آپ تو ہمارے استاد ہیں اگر آپ حکم دیں گے تو ہم چلے جائیں گے لیکن اپنی کوئی نشانی چھوڑ کے جائیں گے۔ دادا جی نے کہا ٹھیک ہے وہ سامنے گھڑا پڑا ہوا ہے اسے یہاں لے آؤ، یہ کہتے ہی گھڑا کھسکتا ہوا دادا جی کے قریب آ گیا اور اس جن کے نکل جانے سے بے چاری لڑکی ٹھیک ہوگئی۔

جنات میں اولیاء کا ادب:۔ اس واقعے کی تصدیق اس طرح بھی ہوئی کہ تقریباً دس، گیارہ سال پہلے میں ایک دن گھر میں بیٹھا جمعہ کی تیاری کر رہا تھا، ایک بندہ آ کر کہنے لگا کہ ہماری بیگم صاحبہ آپ کے خاندان کے بزرگوں کی بڑی قدر دان ہیں وہ کہتی ہیں کہ ان بزرگوں کی اولاد میں سے جو صاحب بھی زندہ ہیں انہیں بلا کر لاؤ میں نے ان سے ملاقات کرنی ہے میں کسی اور شخص کو جمعہ پڑھانے کیلئے مامور کر کے اس بندے کے ساتھ چل پڑا۔ جب پہنچا تو ایک 75/70 سالہ خاتون تھیں، مجھے دیکھ کر کہنے لگیں کہ وہ لڑکی میری پھوپھی تھیں جن کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا تھا اور آپ کے دادا جی نے آ کر ہمارا مسئلہ حل کیا تھا۔ حالانکہ میری پھوپھو کپڑے نہیں پہن رہی تھی اور دادا جی ذیلدار بھی اتنے پریشان تھے کہ بیٹی پر نظر تک نہیں ڈال سکتے تھے۔ لیکن آپ کے دادا مرحوم کے آتے ہی اس جن نے ادب کرتے ہوئے بات مان لی، واقعی جنات میں ادب بھی ہوتا ہے اور انتقام بھی بہت زیادہ ہوتا ہے۔

بطور کشف گمشدہ گدھے کی اطلاع (کرامت):۔ ہمارے بڑوں کے واقعات میں سے ہے کہ ایک بندہ ان کی خدمت میں آ کر کہنے لگا کہ میرا گدھا گم ہوگیا ہے میں نے اسے ہر جگہ ڈھونڈا لیکن نہیں مل رہا مولوی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا وہ گدھا تو تمہارے گھر میں کھڑا ہے، وہ کہنے لگا کہ میں تو ابھی ڈھونڈ کر آیا ہوں۔ لیکن جب واپس گھر جا کے دیکھا تو واقعی گدھا گھر میں موجود تھا، یہ کشف کی باتیں ہیں۔

ابا جی کی نگاہ انتخاب:۔ میں نے باقاعدہ طور پر کوئی درس نظامی کا کورس نہیں کیا ہوا ہے، جبکہ میرے دوسرے بھائیوں نے کیا ہوا ہے، لیکن جب مسجد کی خطابت کی ذمہ داری سونپنے کا وقت آیا تو ابا جی نے میرا انتخاب فرمایا۔ واقعہ یوں ہے کہ ابا جی مولانا عبدالرحمٰن صاحب نے ایک دن جمعہ پڑھانے کے بعد تمام نمازیوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اپنی مسند و منبر پر اپنے اس بیٹے کو بٹھا رہا ہوں۔ مسجد میں بیٹھا تو میں یہ آرام سے سنتا رہا لیکن گھر میں آ کر میں نے کہا کہ ابا جی یہ آپ نے کیا فرما دیا۔ میں نے تو صرف ناظرہ قرآن پاک پڑھا ہوا ہے نہ ہی حفظ کیا ہوا ہے نہ ہی کوئی دینی کورس۔ تو پھر میں کیوں کر یہ ذمہ داری نبھا پاؤں گا؟ ابا جی رحمہ اللہ نے فرمایا تو بس خاموش رہ اللہ پاک تجھ سے کام لے گا، بہرحال پھر بھی میری سمجھ میں کچھ نہ آیا، اس کے کچھ عرصہ بعد ابا جی رحمہ اللہ کی وفات ہوگئی۔

خواب میں ابا جی مرحوم سے ملاقات:۔ وفات کے بعد خواب میں میری کئی بار ابا جی رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی، اکثر اوقات مسجد کے معاملات کے بارے گفتگو ہوتی رہتی ہے، ان کی توجہات ہر وقت میرے ساتھ ہوتی ہیں۔

مشروب کے ساتھ توجہات منتقل ہو جانا: ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ عصر کے وقت مسجد میں ابا جی رحمہ اللہ تشریف لائے ان کے ہاتھ میں ایک بڑا سا گلاس تھا جس میں کوئی مشروب بھرا ہوا تھا اس پر جھاگ سی بنی ہوئی تھی جیسے سردائی ہوتی ہے ویسا نظر آ رہا تھا۔ ابا جی رحمہ اللہ فرمانے لگے کہ یہ پی جاؤ، میں نے کہا ابا جی رحمہ اللہ یہ کیا چیز ہے اس پہ تو جھاگ ہے میرا دل نہیں کر رہا اسے پینے کو فرمایا یہ تمہارے لیے لایا ہوں اسے پیو تو سہی۔ میں نے گلاس پکڑ کر منہ کے ساتھ لگایا اور اسے پینے کیلئے اوپر نہیں اٹھایا اس کے اندر کا سارا مشروب خود بخود میرے منہ میں چڑھنے لگا اور میں سارا مشروب پی گیا۔ بعد میں میں نے پوچھا کہ ابا جی یہ کیا چیز تھی یہ تو بڑا مزے دار ہے۔ ابا جی نے میری

کمر پہ تھپکی دے کر فرمایا جا اب تجھے کوئی مسئلہ نہیں۔ اب تو سارے کام کرے گا انشاء اللہ، ہم نے تجھے یہ پلا دیا ہے۔ ابا جی کے اس مشروب پلانے کے بعد سے مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میرے اندر سے جلالی مزاج ختم ہو گیا ہے اور میری طبیعت میں نرمی پیدا ہو گئی ہے، اب لوگ جو مرضی تنقید مجھ پر کریں مجھے غصہ نہیں آتا، میری طبیعت میں حلم آ گیا ہے اور اس مشروب کو پینے کے بعد سے جو بھی بیان کروں اس کا لوگوں پر اثر ہوتا ہے، الحمدللہ۔ اللہ پاک کا بہت احسان ہے مجھ پر۔

''وھبی علم'' اللہ پاک کی خاص عطا:۔ میرے بڑے بھائی مولانا سلیم اللہ صاحب جو کہ جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ سے فارغ التحصیل ہیں وہاں مولانا ابوالبرکات صاحب رحمہ اللہ کے شاگرد تھے جب کبھی انہیں کسی دینی مسئلے کی سمجھ نہ آ رہی ہوتو وہ میرے پاس آ کر مجھ سے پوچھتے ہیں، میں انہیں کہتا ہوں کہ آپ تو مجھ سے زیادہ دینی سمجھ بوجھ رکھتے ہیں تو ان کا جواب ہوتا ہے ہاں وہ سب تو ٹھیک ہے مگر اللہ پاک کا وھبی علم تمہارے پاس ہے جو کہ ہمارے پاس نہیں ہے۔

طواف کرتے ہوئے مرحومین کی زیارت:۔ ایک دن میرے بھائی مولانا سلیم اللہ صاحب تشریف لائے اور بڑی کشمکش کے عالم میں کہنے لگے کہ میں نے آپ سے ایک بات پوچھنی ہے میں نے کہا جی فرمائیں کہنے لگے کہ ابھی کچھ دن پہلے جب میں حج کے دوران خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا تو میں نے اپنے ساتھ ساتھ مرحوم ابا جی کو بھی طواف کرتے دیکھا۔ ابا جی کے ساتھ دو لوگ اور بھی تھے پہلے تو میں نے غور نہیں کیا لیکن پھر مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے کہا ابا جی، آپ تو ابا جی ہیں یہ آپ کے ساتھ والے دو لوگ کون ہیں۔ وہ کہنے لگے ان میں سے ایک میرے ابا جی یعنی مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ اور دوسرے ان کے ابا جی یعنی مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ صاحب ہیں اور یہ واقعہ پورے ہوش وحواس میں پیش آیا نہ یہ کوئی خواب ہے نہ ہی مجھے کوئی وہم یا شک ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ کیا ماجرا ہے۔

میدان عرفات میں ارواح کی آمد:۔ اس کے بعد جب میں میدان عرفات میں گیا وہاں دعا کرتے وقت بھی پھر وہی تینوں بزرگ میرے ساتھ دعا میں شامل ہو گئے۔ وہاں بھی میں نے یہی سوال کیا کہ ابا جی آپ کے ساتھ یہ دونوں بندے کون ہیں، فرمایا یہ میرے ابا جی اور یہ میرے دادا جی مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ۔ پھر میں نے حج سے واپس آ کر یہ واقعہ اپنے شیخ مولانا ابوالبرکات رحمہ اللہ سے بھی بیان کیا۔ انہوں نے بھی سن کر کوئی جواب نہیں دیا بس اتنا فرمایا کہ کیا واقعی؟ سلیم اللہ واقعی ایسا ہوا؟ ماشاءاللہ، ماشاءاللہ بس آگے نہیں بتایا۔

اللہ پاک نے اس حقیقت کو کھولا:۔ بھائی صاحب مجھے کہنے لگے کہ اب تم بتاؤ کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے بھی سمجھ تو نہیں آ رہی لیکن اتنا ضرور پتہ ہے کہ عرفات کے میدان میں حج کے موقع پر ساری ارواح موجود ہوتی ہیں تبھی تو دعا کرتے ہوئے اتنی کیفیت بنتی ہے کہ ہمارے جیسا گنہگار بندہ بھی وہاں جا کر رونے لگتا ہے۔ عام 360 دنوں میں میدان عرفات میں کچھ نہیں ہوگا لیکن یوم عرفہ کو ہر بندہ روتا ہے۔ ہر سال تمام ارواح وہاں حاضر ہوتی ہیں، بہرحال بھائی صاحب مان گئے اور کہنے لگے کہ میں تو اسے تسلیم کر لیتا ہوں کیونکہ میرے ساتھ تو یہ واقعہ حقیقت میں پیش آیا ہے۔

ابا جی کی توجہات کا واقعہ:۔ ایک دفعہ جب کہ ابھی مسجد کی توسیع اور مرمت کا کام جاری تھا، مسجد کے مینار بن رہے تھے ایک مینار مکمل ہو چکا تھا جب کہ دوسرا ابھی آدھا ہی تعمیر ہوا تھا کہ میرے پاس رقم ختم ہو گئی میں پریشان تھا کہ اب کہاں سے رقم آئے اور یہ کام مکمل ہو۔ اسی پریشانی کے عالم میں ایک رات مجھے خواب میں ابا جی کی زیارت ہوئی۔ ابا جی فرمانے لگے کہ کیوں پریشان ہو میں نے بتایا کہ پیسے ختم ہو گئے ہیں اور کام ابھی باقی ہے۔ ابا جی رحمہ اللہ فرمانے لگے تم نے جو دو مستری لگائے ہوئے ہیں ان میں سے گاؤں والا مستری (معمار) ٹھیک ہے لیکن شہر والے مستری کے ساتھ تم زیادہ اجرت طے کر بیٹھے ہو، بہرحال اب جو معاوضہ طے کیا ہے وہی دینا اور جاؤ اپنے کزن مولانا عبدالقادر صاحب کو بلا لاؤ وہ آ کر جمعہ پڑھائیں، چونکہ خواب میں جمعے کا دن واضح ہو رہا تھا، لہٰذا میں عبدالقادر صاحب کو بلا لایا انہوں نے آ کر جمعہ پڑھایا جس کے خطبے میں اس آیت کی تشریح کی ''الذین یومنون بالغیب ...... ینفقون'' (اب یہ سارا جمعہ میں خواب میں ہی پڑھ رہا ہوں)

جمعے کی نماز ابا جی رحمہ اللہ نے خود پڑھائی جس کی دونوں رکعات میں مکمل سورہ رحمٰن کی تلاوت کی، ابا جی قرآن کی تلاوت بہت خوش الحانی کے ساتھ کیا کرتے تھے، وہی انداز تلاوت خواب میں تھا۔

آؤ مجھ سے سودا کرو......:۔ جمعے کی نماز پڑھا کے ابا جی نے منبر پر بیٹھ کر لوگوں سے مسجد کی تعمیر کے تعاون کی اپیل کی لیکن کسی شخص نے آ کر 50 روپے دیے کسی نے 100 اس طرح تھوڑے سے روپے اکٹھے ہوئے۔ ابا جی جلالی بادشاہ تھے غصے میں آ گئے اور فرمانے لگے: میں نے تم سے مسجد کے تعاون کے لئے کہا ہے لیکن تم پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

میں نے تواب دیکھ لیا ہے کہ ایک کے بدلے اللہ 70 گنا عطا فرماتا ہے۔ لیکن تمہیں شاید اس میں شک ہے، آؤ میرے ساتھ سودا کرو، میں تمہیں ایک کے بدلے 70 گنا لے کر دوں یہ سننا ہی تھا کہ سب لوگ اٹھے اور آ کر اپنی پوری پوری جیبیں ابا جی کے سامنے خالی کر دیں اور ابا جی کے سامنے روپوں کی ڈھیری لگ گئی۔ میں دیکھ کر خوش ہو گیا کہ چلو اب تعمیر کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو جائے گا اور مسجد کا کام با آسانی مکمل ہو جائے گا۔ لیکن اسی لمحے میری آنکھ کھل گئی اور میں سوچنے لگا یہ تو صرف ایک خواب تھا حقیقت میں تو میری پریشانی جوں کی توں ہے۔

یہ خواب نہیں حقیقت تھی:۔ اس خواب کے اگلے دن جمعے کا دن تھا، میں نے جمعہ پڑھایا اور مسجد کے ساتھ تعاون کی اپیل کی، یقین جانیں پچھلے 33 سال کے عرصے کے دوران اتنا روپیہ اکٹھا نہیں ہوا جتنا اس جمعے والے دن ہوا تھا۔ واقعی روپوں کی ایک ڈھیری لگی ہوئی تھی جو خواب میں ابا جی کے سامنے لگی تھی میرے خیال میں یہ سب ابا جی رحمہ اللہ کی توجہات کی برکت سے ہوا۔

مسجد کے بیت الخلاء کی صفائی کا اہتمام:۔ ابا جی کو مسجد کے ساتھ بڑی محبت تھی ان کی ایک حکمت کی دکان تھی وہ صبح کھانا کھانے کے بعد مسجد میں چلے جاتے اور دروازہ بند کر کے مسجد کی صفائی کرنا شروع کر دیتے تاکہ کسی کو پتہ نہ چلے۔ پھر سب بیت الخلاء صاف کرتے اور وہاں سے فارغ ہو کر دکان پر چلے جاتے۔ اپنی تمام عمر انہوں نے یہ عمل جاری رکھا کسی کو بھی پتہ نہیں ہوتا تھا کہ مسجد ہر وقت صاف ستھری کیسے رہتی ہے۔

بارش کے کیچڑ کی صفائی:۔ ایک دفعہ بارش ہونے کی وجہ سے مسجد کے دروازے میں کیچڑ ہو گیا جو بندہ بھی نماز پڑھنے آتا وہ سائیڈ سے گزر کر مسجد میں داخل ہو جاتا، جب جماعت کا وقت ہوا تو ابا جی (مولانا عبدالرحمٰن رحمہ اللہ) تشریف لائے لیکن کیچڑ دیکھتے ہی اس کی صفائی کرنے لگ پڑے، عصر کا وقت تھا، ابا جی صفائی کر رہے تھے اتنے میں ایک شخص نے آواز دے کر کہا مولوی جی! نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ ابا جی جلالی بادشاہ جلال میں آ گئے، فرمایا: تمہیں نماز کی پڑی ہوئی ہے؟ تم کس طرح کی نماز پڑھنے آئے ہو۔ جہاں نماز پڑھنی ہے وہاں گند پڑا ہوا ہے کیسی نمازیں پڑھتے ہو، خبردار کسی نے کوئی بات کی تو، یہ دیکھ کر کچھ بندے اٹھ کر کہنے لگے مولوی صاحب ہمیں صفائی کرنے دیں آپ بیٹھ جائیں۔ فرمایا وہاں جا کر بیٹھ جاؤ میں خود کر لیتا ہوں۔ پھر انہوں نے صفائی کرنے کے بعد جماعت کروائی۔

میرے گھر سے پہلے اللہ کا گھر روشن ہوگا:۔ ابا جی رحمہ اللہ مسجد کا بڑا خیال رکھتے تھے ان کی شخصیت بڑی بارعب تھی ان کے سامنے کوئی بندہ نہیں بولتا تھا۔ 71ء میں جب بجلی آئی تو ایک دن میں آدھے گاؤں کو سپلائی مل گئی جس حصے میں ہمارا گھر بھی شامل تھا۔ باقی آدھے گاؤں میں اگلے دن سپلائی ہونا تھی جس حصے میں مسجد ہے، ہمارے گھر میں بھی بجلی کی تار مل گئی۔ بلب کی روشنی سے پورا گھر روشن ہو گیا، سب کو بہت خوشی ہو رہی تھی پہلے اندھیرا ہوتا تھا اب ہر چیز نظر آ رہی تھی، لیکن جونہی شام کو ابا جی رحمہ اللہ گھر تشریف لائے اور دیکھتے ہی جلال میں آ گئے اور فرمایا تمہیں شرم نہیں آتی اللہ کا گھر ابھی اندھیرے میں ہے اس کے ساتھ ہی بلب بند کر دیئے فرمایا جب اللہ کا گھر روشن ہوگا تب ہی میرے گھر میں روشنی ہوگی، یہ سن کر ہمیں بہت افسوس ہوا، بہر حال ہم چپ کر کے بیٹھے رہے۔ لوگوں کے گھر روشن تھے لیکن ہم اندھیرے میں بیٹھے ہوئے تھے، دوسرے دن مسجد میں بھی بجلی کی تار لگ گئی اور مسجد میں ٹیوب لائٹ روشن ہوئی تو مجھے یاد ہے ابا جی رحمہ اللہ کا چہرہ بہت کھلا ہوا تھا جب وہ گھر تشریف لائے۔ فرمایا اب اللہ کا گھر روشن ہو گیا ہے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے اب مجھے سکون ہو گیا ہے، اب جلا لو گھر کی لائٹیں۔

مسجد کی صفائی کے ذریعے تزکیۂ نفس کا حصول:۔ مولانا محمد حسین شیخوپوری صاحب رحمہ اللہ ابا جی رحمہ اللہ کے پاس تشریف لایا

کرتے تھے اور کہتے کہ بزرگوں کے کوئی واقعات سنائیں، ابا جی رحمہ اللہ فرماتے کہ آپ مانتے تو ہیں نہیں آپ کو کیوں بتاؤں...... شیخ القرآن مولانا شیخوپوری رحمہ اللہ فرماتے کہ میں تو مانتا ہوں۔ ابا جی رحمہ اللہ فرماتے پھر بیان کیوں نہیں کرتے۔ شیخ القرآن مولانا شیخوپوری رحمہ اللہ فرماتے کہ ایسی باتیں بیان کرنیوالی نہیں ہوتیں۔

پھر وہ ابا جی سے کہتے مولوی جی تزکیۂ نفس کس طرح ہوسکتا ہے؟ ابا جی رحمہ اللہ نے فرمایا تزکیۂ کرنے کا عمل کریں گے نہیں۔ شیخ القرآن رحمہ اللہ نے فرمایا کیوں نہیں میں ضرور عمل کروں گا۔ آپ رحمہ اللہ بتائیں تو سہی، ابا جی رحمہ اللہ نے فرمایا پھر اپنی مسجد کے بیت الخلاء خود صاف کیا کریں تزکیۂ ہوجائے گا۔ وہ کہنے لگے کہ یہ تو بڑا مشکل کام ہے یہ مجھ سے نہیں ہوگا، میں جس مسجد کا خطیب ہوں اسی مسجد کے لیٹرین بیت الخلاء کیسے صاف کرسکتا ہوں، ابا جی رحمہ اللہ نے فرمایا بس یہی حجاب ہے اسے مٹائیں گے تو کچھ ملے گا نہیں تو کچھ نہیں ملنا جاؤ جا کر مسجد صاف کرواگر بیت الخلاء صاف نہیں کرنے تو کم از کم مسجد کا صحن ہی صاف کرو۔ تم اللہ جل شانہ کا گھر صاف کرو وہ تمہارا گھر صاف کرے گا۔ یعنی تمہارے دل کو صاف کرے گا اور تمہارا تزکیۂ نفس ہوجائے گا۔ شیخ القرآن رحمہ اللہ نے فرمایا مولوی جی! بات تو ٹھیک ہے مگر کام بڑا مشکل ہے۔

تبلیغی جماعت کے وسیلے سے قبولیت دعا:۔ ایک دفعہ میں اپنے کسی مسئلے میں الجھا ہوا تھا اور پریشانی کے عالم میں اس کے حل کے لئے بہت دعائیں کرتا تھا۔ ایک دن عصر کی نماز پڑھی تو میں نے دیکھا کہ ہماری مسجد میں بیرون ملکیوں کی تبلیغی جماعت آئی ہے وہ اپنے چہرے مہرے سے غیر ملکی نظر آتے تھے میں نے انہیں دیکھتے ہی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ یا اللہ یہ تیرے بندے تیری راہ میں نکلے ہوئے ہیں ان لوگوں کو تیری رضا کے سوا کچھ نہیں چاہیے الٰہی میں انکے وسیلے کے ساتھ تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرا مسئلہ حل کردے۔ یقین جانیے مغرب کے وقت میرا مسئلہ حل ہوگیا۔ اس دن کے بعد میری محبت تبلیغی جماعت کے ساتھ اور بڑھ گئی۔

اللہ کے مہمانوں کی قدر کیا کرو: اس دن کے بعد سے میں ان کی قدر بھی بہت کرتا ہوں اور اپنے نمازیوں سے کہا کرتا تھا کہ بیٹھ کر انکا بیان سنا کرو، یہ اتنی دور سے آتے ہیں یہ خیال کرو کہ یہ اللہ کے مہمان ہیں اللہ کا دین پھیلا رہے ہیں انکے پاس بیٹھنے سے حقیقتاً نفع ہوتا ہے، الحمدللہ جماعت کے آنے سے بھی مسجد میں کافی برکات ہیں۔

بزرگوں کے وسیلے سے دعا کی قبولیت:۔ اگر کسی وقت ضرورت پڑے تو میں وسیلہ دے لیا کرتا ہوں، ایک دفعہ میں نے الیکشن کے زمانے میں کسی دیندار آدمی کو کھڑا کیا تاکہ برائی کا خاتمہ علاقے سے ہوجائے۔ لیکن اس بندے کے مقابلے میں جو بندہ کھڑا تھا وہ پاورفل تھا اور اس کے ووٹ زیادہ تھے۔ مقابلہ بہت زبردست تھا میں نے سوچا کہ کہیں ہمارا بندہ ہار نہ جائے اس لیے الیکشن سے ایک دن پہلے میں قبرستان چلا گیا اور اپنے بزرگوں کی تربت پر کھڑا ہوکر دل ہی میں دل میں اللہ پاک سے کہا کہ میری باتیں تو ہی پہنچادے۔ پھر میں نے مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کیا کہ میں آپ کا پڑپوتا ہوں یہ جو الیکشن میں بندہ کھڑا کیا ہے یہ جیتنا چاہیے بس جو مرضی ہو اسے جیتنا ہی ہوگا۔ الحمدللہ اگلے دن واقعی بندہ جیت گیا۔

اللہ کی بارگاہ میں اپنی قبولیت کروانے کا عمل:۔ مولانا سید ابوبکر غزنوی صاحب رحمہ اللہ اللہ کی بارگاہ میں کچھ مقام حاصل کرنے کے لئے ایک ترکیب بتایا کرتے تھے کہ تہجد کے وقت اٹھ جاؤ اگر وقت ہے تو نوافل پڑھ لو اگر وقت ختم ہونیوالا ہے تو جلدی جلدی وضو کرکے مصلّٰی بچھا کر سیدھا سجدے میں گر جاؤ اور سجدے کی حالت میں اللہ سے عرض کرو کہ یا اللہ اس وقت پہلے آسمان پہ آکر خود منادی کررہا ہے کہ ہے کوئی جسے میں عطا کروں، میرا کریم اللہ اس وقت تیرے اولیاء صالحین بندے تجھ سے مناجات کررہے ہوتے ہیں، الٰہی مجھے بھی اپنی یاد کیلئے قبول کرلے، میں بھی تیرے ساتھ کچھ راز و نیاز کرنا چاہتا ہوں مجھے بھی اپنے قریب کرلے۔

جیسے بھی ممکن ہو لوگوں کو نفع پہنچاؤ:۔ ہمارے ابا جی کی طبیعت میں بڑا اجلال تھا دادا جی کی طبیعت میں بھی جلال تھا اور سنا ہے کہ مولوی صاحب رحمہ اللہ مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ کی بھی جلالی طبیعت تھی۔ یہ چیز نسل درنسل چلتی آرہی ہے، لیکن ہمارے تایا جی بڑے بردبار

تھے، انکوقتل کرنیکی بھی کوشش کی گئی لیکن انہوں نے معاف فرمادیا۔ ابا جی رحمہ اللہ لوگوں کو تعویذ بھی لکھ کر دیا کرتے تھے اور مجھے بھی فرمایا کرتے تھے کہ جو تعویذ طلب کرے اسے لکھ دیا کرو جس طرح بھی مخلوق کو نفع پہنچتا ہے پہنچا دیا کرو۔ لیکن اس کے پیچھے کوئی غرض نہ رکھنا اپنا کماؤ اور مسجد کی بے لوث خدمت کرو۔

مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ کے پاس اسم اعظم تھا: بزرگوں کی جلالی طبیعت کی وجہ یہ تھی کہ ان کے پاس اسم اعظم تھا، ان سے ملنے کیلئے بہت دور سے ایک بندہ آیا اور راستے میں کہنے لگا کہ اگر تو انکی جلالی طبیعت ہوئی تو وہ صاحب کمال ہیں اور کہنے لگا یہ معیار نہیں حقیقت ہے، کیونکہ جو اسم اعظم ہے۔ تاہم اسم ذات ''اللہ'' اس میں جلال ہے، لفظ اللہ جس بندے کے اندر بھی اترا ہے اس میں جلال ہی جلال ہے۔ ''اللہ'' اسم ذات میں تو آگ ہی آگ ہے۔ کہنے لگا میں نے بڑے بڑے بزرگ دیکھے ہیں لیکن ان میں (بس ایک چیز دیکھی) اگر جلال ہے تو اللہ کا نام اترا ہے۔ ''اللہ کا نام'' اس میں آگ ہی آگ ہے، اس میں تو جلال ہی جلال ہے، اسی وجہ سے بزرگ جلالی تھے۔ ''سبحان اللہ وبحمدہ، سبحانك اللھم وبحمدك اشھد ان لا الہ الا انت نستغفرك ونتوب الیك''۔ (ملاقات ڈاکٹر محمد عثمان سلفی)

☆☆☆☆☆

تزکیہ وتصوف ضروری ہی نہیں بلکہ بہت ضروری

(از: حکیم عبدالوحید سلیمانی حفظہ اللہ تعالیٰ ابن مولانا عبداللہ رحمہ اللہ روڑی والے)

حکیم عبدالوحید سلیمانی حفظہ اللہ تعالیٰ استاذ الحکماء مولانا عبداللہ رحمہ اللہ روڑی والے کے فرزند ارجمند ہیں بہت مخلص دکھی انسانیت کا درد رکھنے والے ملک کے مستند ترین حکیم ہیں۔ انہوں نے کتاب ''علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' کو پسند فرمایا اور اپنے قیمتی تاثرات کو یوں عنایت فرمایا۔

احناف اور علمائے اہلحدیث میں باہم مثالی رواداری:۔ ایک دفعہ مؤلف کتاب نے اپنی کتاب ''علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف'' سے متعلق تذکرہ کیا تھا اب وہ اللہ کے فضل سے تکمیل کو پہنچ گئی ہے۔ جس کے تقریباً 2500 سے زائد صفحات ہیں۔ میرے والد اور دادا رحمہما اللہ کا تذکرہ بھی جا بجا اس میں ہے مولانا اسحٰق بھٹی صاحب حفظہ اللہ کی کتابوں کے علاوہ اور کتابیں جو مؤلف کو مل سکیں انکے حوالہ جات بھی ذکر کیے، ہر بات با حوالہ ہے۔ اسی کتاب کے ضمن میں چند واقعات میں آپ کو بتاتا ہوں مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کو ملنے کیلئے گئے اس وقت لاہور میں تانگے چلتے تھے۔ مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو پیغام بھیجا کہ حضرت میں آرہا ہوں اور مغرب کی نماز آپ کے ہاں پڑھوں گا۔ کافی دیر مولانا لاہوری رحمہ اللہ سے گفتگو ہوئی۔ اتنے میں مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا تو مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ نے مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کو نماز پڑھانے کیلئے مصلے پر کھڑا کر دیا کہ نماز آپ پڑھائیں۔ مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے ہمراہ تین آدمی اور بھی تھے۔ جب مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے ''غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین'' کہا تو پیچھے سے بلند آواز میں آمین کہا گیا، بعد میں مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے اپنے ساتھیوں کو ڈانٹا کہ میں نے آپ کو منع کیا تھا کہ احناف کی مسجد ہے اونچی آواز میں آمین نہیں کہنا۔ ساتھ آنے والوں نے کہا حضرت ہم نے اونچی آواز میں آمین نہیں کہی۔ پتہ یہ چلا کہ حضرت مولانا لاہوری رحمہ اللہ نے اپنے مریدوں سے کہا تھا مہمان اہل حدیث ہیں اس لیے آمین بلند آواز سے کہنا۔ تو اس واقعہ سے دونوں اصحاب کی رواداری اور مروت کا پتہ چلتا ہے۔

قلعہ میہاں سنگھ میں روابط:۔ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ قلعہ میہاں سنگھ والے کے پڑپوتے حمید اللہ اعوان نے بھی اس کتاب کیلئے تقریظ لکھی ہے۔ حمید اللہ اعوان صاحب کے والد محترم میرے پاس آتے تھے وہ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے پوتے تھے۔ میں بھی دو تین بار ان کے پاس قلعہ میہاں سنگھ گیا ہوں۔

ہمارے بڑوں کا مثالی توکل:۔ مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ اور مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ کے والد کا ایک واقعہ ہے۔ وہ تبلیغی دورے پر جایا کرتے تھے تو گھر میں کچھ دے کرنہیں جاتے تھے ایک دفعہ تبلیغی دورے سے واپس آئے تو آپ کے گھر والوں نے کہا کہ آپ تو جاتے وقت گھر میں کچھ دے کرنہیں گئے' ایک گائے ہے صرف ہمارے پاس۔ اس کا دودھ بیچ کر ہم گزارہ کر لیتے تھے۔ اور گھر کا خرچہ چل جاتا تھا۔ آئندہ آپ ہمیں کچھ خرچ دے کر جایا کریں تو انہوں نے گائے ذبح کردی اور گھر والوں سے کہا لو میں نے تمہارا خدا ذبح کردیا اب دیکھتے ہیں کہ میرا خدا روزی دیتا ہے یا نہیں۔ اللہ اکبر۔ توکل کی انتہا تھی ہمارے بڑوں میں۔

سب سے پہلے میری نظر میں جو تصوف کی کتاب گزری اس کا واقعہ کچھ اس طرح ہے: اس کتاب میں خواجہ سلمان صاحب رحمہ اللہ کا ذکر ہے میں ان سے ملنے گیا تو نظام الدین صاحب اس وقت یونیورسٹی میں پڑھتے تھے میں انہیں بھی ملنے گیا تھا۔ پتوکی کے ایک حکیم رائے نعمت علی صاحب تھے۔ مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف پر ایک کتاب لکھی تھی۔ ''مولانا مودودی اور تصوف'' وہ کتاب انہوں نے والد صاحب کو دی کہ آپ اسے دیکھیں انہوں نے کہا کہ میں تو تصوف کا آدمی نہیں ہوں آپ فلاں صاحب سے ملیں تو رائے صاحب نے ان صاحب کو یہ کتاب دے دی۔ انہوں نے اس پر نظر ثانی کی پھر حفیظ الرحمٰن صاحب نائب امیر تحریک اسلامی والے ان کو یہ کتاب دی گئی۔ انہوں نے پڑھی۔ پھر حکیم نعمت علی صاحب میرے پاس آئے اور کہا کہ میں نے حفیظ صاحب کو کتاب دی تھی کیا بنا؟ میں نے کہا مجھے تو پتہ نہیں ان سے پوچھ کر بتاتا ہوں۔ پھر میں نے ان سے پوچھا انہوں نے کہا کہ بہت اچھی کتاب ہے یہ چھپنی چاہیے لیکن میں چاہتا ہوں کہ مولانا مودودی بھی نظر ثانی کرلیں۔ اس وقت حفیظ الرحمٰن صاحب جماعت میں ہوتے تھے پھر بعد میں مجھے نہیں پتہ کیا بنا۔ اب تو حکیم نعمت علی صاحب بھی وفات پا چکے ہیں۔ ان کے بھائی بھی تھے جو کہ یہاں اقبال میڈیکل کالج میں پرنسپل تھے' ایک بات مجھے اور یاد آئی کہ مولانا مودودی رحمہ اللہ کی گلی میں ڈاکٹر مسعود حفیظ رفاعی نے ہومیو پیتھک کالج کھولا تھا۔ کسی نے مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ یہ ہومیو پیتھک کیا ہے تو مولانا نے فرمایا کہ یہ ''تصوفِ طب'' ہے ڈاکٹر مسعود نے مجھ سے پوچھا کہ کیا مولانا نے ہومیو پیتھک سے متعلق ایسا فرمایا ہے کہ یہ تصوفِ طب ہے تو میں نے کہا کہ ہاں! مولانا نے میرے سامنے فرمایا تھا۔ تو ڈاکٹر صاحب نے کالج پر لکھ دیا تصوفِ طب ہومیو پیتھک کالج۔

دست غیب اور طے الارض کے حامل بزرگ:۔ 'چپلو' (بلتستان) کے ایک صاحب تھے۔ میں جب چپلو گیا تو وہاں میرے ساتھ ایک شخص بیٹھے تھے میں نے ان سے پوچھا کہ یہاں ایک حکیم صاحب رہتے تھے وہ میرے والد صاحب کے پاس آتے تھے ان کا یہ واقعہ تھا۔ وہ تبتی صاحب کے نام سے مشہور تھے کیونکہ اس علاقے چپلو کو تبت صغیر کہتے ہیں۔ تو اس شخص نے بتایا کہ ان کی دو خوبیاں تھیں ایک یہ کہ ان حکیم تبتی صاحب کی جیب سے پیسے ختم نہیں ہوتے تھے جب بھی ہاتھ ڈالتے جتنی ان کو ضرورت ہوتی اتنے ہی پیسے نکل آتے اور دوسرے یہ کہ وہ بیٹھے بیٹھے غائب ہو جاتے تھے تو انہوں نے والد صاحب کو یہ دونوں باتیں بتائیں تو والد صاحب نے نوٹ کرلیں اور وہ بھول گئے لیکن سعید صاحب نے وہ نوٹ کرلیں وہ ان کے پاس لکھی ہوئی ہیں۔

چیزیں گم نہ ہونے کیلئے صوفی صاحب کا مجرب علاج:۔ میری جیب سے تین دفعہ پیسے نکلے اس طرح نکلے کہ پتہ ہی نہ چلا کہ کہاں گئے؟ میں نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ میرے ساتھ یہ معاملہ ہوتا ہے' انہوں نے مجھے فرمایا کہ 200 مرتبہ سورۂ فلق اور 200 مرتبہ سورۂ ناس پڑھیں اور ہر مرتبہ بسم اللہ ساتھ پڑھیں' گھر میں چلتے پھرتے پڑھیں اور عمل صرف ایک دن کر' میں نے ایسا ہی کیا اس کے بعد کبھی میری جیب سے پیسے گم نہیں ہوئے۔ صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ تعویذ دیتے تھے۔ میں ان سے تین دفعہ مجاہد آباد میں ملا ہوں۔ وہ بڑے اللہ والے آدمی تھے۔

بطور اصلاح اہل اللہ کی خدمت میں حاضری دینا:۔ میرے والد صاحب بیعت کرتے تھے اور میری بیعت اصلاح بھی اپنے والد صاحب ہی کے ساتھ تھی۔ والد صاحب مولانا عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے جو مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے والد تھے۔

مولانا داؤدغزنوی رحمۃ اللہ علیہ اباجان کے پاس روڑی (حصار) میں ملنے جایا کرتے تھے۔اس وقت ہمارے داداجان مولانا سلمان صاحب حیات تھے۔نماز پڑھ کر مولانا داؤدغزنوی رحمۃ اللہ علیہ مسجد سے نکلنے لگے تو غلطی سے دایاں پاؤں پہلے باہر رکھ دیا تو داداجان کہنے لگے کہ آپ مسنون طریقے سے باہر نہیں نکلے۔اور پھر خیال آیا کہ کہیں ناراض ہی نہ ہو جائیں اتنے بڑے عالم ہیں تو کہنے لگے آپ نے برا تو محسوس نہیں کیا۔مولانا داؤدغزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر آپ توجہ نہ دیتے تو میں برا محسوس کرتا۔مجھ سے سہو ہوا اور آپ نے توجہ دی۔میں تو آتا ہی اصلاح کیلئے ہوں۔

تصوف میں ہماری بے اعتدالی......قابل غور:۔ آج ہمارے اکثر اہلحدیث حضرات سے شفاف تصوف چلا گیا ہے بلکہ اب تو عالم یہ ہے کہ بعض لوگوں کو دعا مانگنے کی بھی فرصت نہیں۔قرآنی اور مسنون دعاؤں کے تعویذات کی مخالفت کی جاتی ہے حالانکہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ہمارے اباجی بھی تعویذات لکھتے تھے۔کنز المجربات میں بھی تعویذات لکھے ہیں۔

بعض اوقات کچھ لوگ ایسی غلطیاں کر جاتے ہیں کوئی انہیں روکے تو کہتے ہیں کہ تم بھی ان جیسے ہی ہو۔میرے ایک استاد ہیں، میں نے ان سے جہانیاں میں 1954ء میں قرآن پاک پڑھا تھا۔وہ خوشاب کے رہنے والے ہیں وہ میرے پاس آئے اور مجھے کہنے لگے آج جمعہ میں پڑھاؤں گا میں نے کہا جی ضرور پڑھائیں۔تو جمعہ انہوں نے پڑھایا اور اس میں انہوں نے تعویذات کی خوب مخالفت کی اور کہا کہ یہ شرک ہے اور گناہ ہے۔میں نے بعد میں ان سے کہا کہ یہ بات صحیح نہیں ہے آپ کس طرح ایسی باتیں کرتے ہیں تو کہنے لگے تم نہ بولو تم میرے شاگرد ہو۔میں نے کہا یہ اگر میں نہ بتاتا کہ میں آپ کا شاگرد ہوں تو آپ کو پتہ ہی نہیں تھا۔کہنے لگے نہیں میرا تو زندگی کا مقصد ہی تعویذات کی مخالفت کرنا ہے۔

میرے والد صاحب فرماتے تھے جو بندہ خود قرآن پاک نہ پڑھ سکتا ہو اسے تعویذات دینے چاہئیں کیونکہ وہ تو پڑھ نہیں سکتا۔اور جو خود پڑھ سکتا ہو لکھ سکتا ہو اسے کہیں کہ قرآن پاک سے تعلق رکھیں لیکن تعویذات میں کوئی حرج نہیں ہے۔ہمارے داداجان، پردادا جان اور پردادا کے والد رحمہم اللہ یہ تمام حضرات تعویذ دیا کرتے تھے۔ہمارے داداجان کا تعلق غزنوی خاندان، لکھوی خاندان اور نواب صدیق الحسن بھوپالی رحمہ اللہ کے خاندان کے ساتھ تھا۔نواب صدیق الحسن رحمہ اللہ جس دن روڑی میں آئے اسی دن والد صاحب کی 27 جولائی 1904ء میں پیدائش ہوئی ہے۔

اپنے بڑوں کی کرامات سے چشم پوشی کیوں ......!! ہمارے ساتھ مسجد توحید والے ہیں انہوں نے ایک مرتبہ کتاب کرامات اہلحدیث چھاپی تھی بس اس کے بعد انہوں نے نہیں چھاپی اس کی وجہ یہ ہے اب جو جدید طبقہ آ گیا ہے یہ بات سنتے نہیں ہیں' مانتے نہیں ہیں' کہتے ہیں ہم عقل کل ہیں ہمارے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔حالانکہ سارے انہی کے بزرگ تھے۔

آٹھ سال کی عمر میں بیعت اصلاح:۔ ہمارے والد صاحب نے مولانا عبدالجبار رحمہ اللہ سے روحانیت یعنی بیعت لی 1912ء میں جب والد صاحب کی عمر صرف 8 سال ہوئی تو وہ مولانا عبدالجبار سے چنیاں والی مسجد میں ملے۔ان کے جو دادا تھے وہ فارسی بولتے تھے وہ افغانستان سے آئے تھے ان کا نام مولانا عبدالاول غزنوی رحمہ اللہ تھا۔

قائلین اور مخالفین تصوف:۔ دراصل بات یہ ہے کہ اہل حدیث حضرات میں دونوں گروپ موجود ہیں۔ایک وہ ہیں جو اس کے قائل ہیں اور دوسرے وہ ہیں جو اس کے مخالف ہیں۔لیکن آج کل جو چھائے ہوئے ہیں وہ اس موضوع کے مخالف ہیں میں نماز چاہے امام دیوبندی ہو بریلوی ہو ان سب کے پیچھے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔اصل بات تو دین کو پھیلانا ہے جس کے پاس جتنا علم ہے وہ اس کے مطابق کوشش کرے۔

(حکیم عبدالوحید سلیمانی ابن مولانا عبداللہ رحمہ اللہ روڑی والے)

☆☆☆☆☆

تصوف پر علمی و تحقیقی مزاج

(از: ڈاکٹر سعید اختر صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ فرزندار جمند حکیم محمد عبداللہ رحمتہ علیہ جہانیاں والے)

ڈاکٹر سعید اختر صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ 26 اپریل 1943 کو پیدا ہوئے۔1968ء میں نشتر میڈیکل کالج سے ایم بی بی ایس کیا۔2003ء میں دربار ہسپتال لاہور سے ریٹائر ہوئے۔آپ کی والدہ کبریٰ صدیقہ کا شمار جناب حکیم محمد عبداللہ رحمہ اللہ جہانیاں والے کی اہلیاؤں میں تیسرے نمبر پر ہے۔اور یہ نکاح آپ نے غیبی اشارات کی وجہ سے کیا تھا،اس نکاح کے بارے میں آپ کو بہت سے باتیں پہلے ہی بتا دی گئیں تھی۔حکیم احمد سعید مرحوم اور عبدالمجید سگے بھائی اور فریدہ خاتون بہن ہیں۔دینی اور علمی ذوق میں تحقیقی معیار رکھتے ہیں کتب بینی محبوب مشغلہ ہے۔اپنے باکمال بڑوں کی زندگی کو قرطاس تاریخ میں محفوظ کرنے کے بچپن سے ہی مشتاق رہے بڑوں کی کھوئی روحانی و علمی میراث کو پانے کے بہت متمنی نظر آتے ہیں۔عملیات اور خاص طور پر قرآنی وظائف اسمائے حسنہ کا بہت شغف رکھتے اور جمع کرتے رہتے ہیں۔خود بھی وظائف اور تسبیحات کو بہت توجہ اور دھیان سے کرتے ہیں تزکیۂ نفس اور قرآن و حدیث کے تصوف کا بہت سچا جذبہ ان کے دل میں ہمہ تن رہتا ہے۔

تصوف پر علمی و تحقیقی مزاج:۔ میرے پاس کتابوں کا ایک سیٹ ہے جس میں اہل حدیث علماء اور پرانے اولیائے کرام کا جو تصوف پر قائم تھے ان کے تصوف کا کچھ ذکر ہے۔ڈاکٹر محمود احمد غازی رحمہ اللہ جو کہ فیصل مسجد کے خطیب بھی رہے ہیں اور تراویح کے بعد خلاصہ بھی بیان کرتے رہے ہیں انہوں نے چھ کتابوں کا ایک سیٹ محاضرات کے نام سے تحریر کیا ہے ان کے نام یہ ہیں۔ا۔محاضرات قرآنی' ۲۔محاضرات حدیث۔۳۔محاضرات فقہ۔۴۔محاضرات شریعت۔۵۔محاضرات سیرت۔۶۔محاضرات معیشت و تجارت۔مجھے ایک جگہ جاب مل رہی تھی اور تقریباً سوالاکھ روپے تنخواہ تھی اور صرف تین گھنٹے کام کرنا تھا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل کیا میں وہاں نہیں گیا کیونکہ نہ ضرورت ہے۔

نہ خواہش ہے......میرے آئیڈیل حضرت ابوذر غفاری رحمۃ اللہ علیہ،حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہٗ ہیں۔

تصوف کا موضوع جو مؤلف نے چھیڑا ہے یہ بڑا پیچیدہ سا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے خلاف بھی بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ڈاکٹر محمود احمد غازی رحمہ اللہ نے اپنی کتب محاضرات میں تصوف کی تاریخ اور تفصیل دی ہے اور یہ بتایا ہے کہ متقدمین کا نظریہ اور کیا کردار تھا اور کچھ تفصیل حاملین تصوف کی بھی دی ہے۔

والد صاحب کا ذوق تصوف و دم:۔ میرے والد صاحب تعویذ اور دم کرتے تھے ایک دفعہ انہوں نے مجھے بھی فرمایا کہ یہ پڑھ کر فلاں مریض پر دم کر دو تو میں نے وہ عمل پڑھ کر دم کر دیا۔میرے والد صاحب گمشدہ کیلئے مثلاً اگر کوئی شخص گھر سے غائب ہو جائے یا کسی کو کوئی اٹھا کر لے جائے تو اس کی واپسی کیلئے ایک تعویذ لکھ کر دیتے تھے وہ تعویذ میرے پاس بھی والد صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔اسکا طریقہ یہ ہے کہ اس کو کاغذ پر لکھ کر چھڑے میں سلائی کر کے کسی ایسے درخت کی ٹہنی سے لٹکایا جاتا ہے جہاں تیز ہوا چل رہی ہو تو وہ گمشدہ شخص یا اغواہ شدہ شخص کو کھینچ پڑے گی یعنی اس کا دل مجبور ہو جائے گا اور وہ واپس چلا آئے گا والد صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا یہ تعویذ ابھی تک میرے پاس موجود ہے۔اسکے علاوہ میرے والد صاحب کے پاس بہت لوگ علاج وغیرہ کے سلسلے میں آتے تھے تو آپ کسی کو تعویذ دیتے،کسی کو دم کرتے،کسی کو گائے کے گھی وغیرہ پر دم کر کے مالش کیلئے دیتے اور یہ گھی سوکڑے کیلئے یعنی جو بچے بڑے کمزور ہوتے ہیں ان کیلئے دیتے تھے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی گلے میں تعویذ ڈالنے کا واقعہ ثابت ہے۔

دادا جی کا بیعت اصلاح لینا:۔ بیعت کرنا یہ بھی درست ہے۔دادا جی رحمہ اللہ بھی لوگوں کو بیعت کیا کرتے تھے۔ہمارے والد

صاحب مولانا داؤدغزنوی رحمہ اللہ کے دادا سے بیعت تھے اور مولانا داؤدغزنوی رحمہ اللہ ہمارے دادا سے بیعت تھے۔ والد صاحب اکا دکا لوگوں کو بیعت کرتے تھے۔ دادا جان بھی لوگوں کو بیعت کرتے تھے۔ دادا جی رحمہ اللہ کا پورا نام محمد سلمان سلیمان رحمہ اللہ تھا اور اپنے نام کے ساتھ کمترین بھی لکھتے تھے۔

جنات میں شاگرد بننے کی دلی خواہش:۔ ایسے بہت سے لوگوں کے بارے میں آپ نے سنا ہوگا کہ جنات انکے تابع ہیں، انکے پاس پڑھ رہے ہیں اور انکی خدمت کر رہے ہیں اور دادا جی رحمہ اللہ کو تو انسانی شکل میں بھی نظر آتے تھے اور ان کی خدمت کرتے رہتے تھے۔ ایک جن کا تو مجھے نام بھی معلوم تھا اب یاد نہیں رہا وہ ساری عمر دادا جی رحمہ اللہ کی خدمت کرتا رہا اور ابا جی کے پاس کئی دفعہ جنات آئے کہ قرآن پاک پڑھا دیں۔ تو ابا جان فرماتے کہ میں بہت مصروف آدمی ہوں میرے پاس وقت نہیں کہ آپ کو پڑھا سکوں۔ والد صاحب جہانیاں میں اپنی تعمیر شدہ مسجد میں پچاس سال درس قرآن دیتے رہے پھر کہتے کہ میرے اسفار رہتے ہیں، لاہور جانا آنا اور تبلیغ کیلئے وقت دینا اور مریض بھی دیکھنا ہوتے ہیں لہٰذا میرے پاس وقت نہیں ہے۔

جنات کے ساتھ بیتا ذاتی واقعہ:۔ باقاعدہ جنات انکے پاس آتے تھے۔ اس پر میں اپنا ایک واقعہ بتاتا ہوں: جس جگہ ہم رہتے ہیں، یہاں آئے ہوئے کچھ دن گزرے تو ہمیں بھی کچھ کھٹکا سا محسوس ہونے لگا، کوئی چل رہا ہے یا کوئی بیٹھا ہے اور پھر چیزیں بھی غائب ہونا شروع ہوگئیں، اوپر جاتے ہوئے ہیولے بھی نظر آنے لگے۔ بچے بہت پریشان تھے اور ہر چیز سے ڈرتے تھے یہاں تک کہ چھپکلی ہو یا بھڑ ہو اس سے بھی خوفزدہ ہو جاتے تھے۔ میں نے کمرے میں جا کر جو کچھ مجھے مسنون اعمال میں سے آتا تھا وہ پڑھا اور پانی پر دم کر کے چھینٹے مارے تاکہ یہ مکان چھوڑ جائیں اور ساتھ میں چھپکلی وغیرہ سے یہ کہا کہ اگر تم کوئی ماورائی مخلوق ہو اور مسلمان ہو تو میں تمہیں اللہ اور رسول ﷺ کا واسطہ دیتا ہوں کہ یہاں سے چلے جاؤ تمہارا مسکن پہاڑ، بیابان اور جنگلات ہیں' وہاں چلے جاؤ اور جو کوئی چیز جہاں سے اٹھائی ہے وہیں رکھ دو۔ یہ چھ مہینے پرانی بات ہے جب سے میں نے یہ عمل کیا اس وقت سے آج تک بالکل سکون ہے کبھی کوئی پریشانی نہیں ہوئی نہ کسی کے قدموں کی آہٹ ہے۔ اب اللہ جانے یہ کیسے ہوا......!

روحانیت کی نسبت اور اہمیت:۔ میرے چھوٹے بیٹے میں ماشاءاللہ بہت ہی زیادہ روحانیت ہے۔ سلیمان سعید اس کا نام ہے۔ وہ بہت پیور ہارٹ یعنی صاف دل کا مالک ہے۔ میں نے پڑھا ہے کہ روح کی کثافت جو ہے پہلے اسے لطیف کریں۔ لطافت پر لائیں، سوچ کو پاکیزہ کریں۔ عمل تو بعد میں آتا ہے اور یہ درجہ بندی تب ہی شروع ہوتی جب آپ کی سوچ میں بھی بری بات کا شائبہ تک نہ ہو۔

پراسرار رات میں جن بابا کی آمد:۔ ایک ماہ پہلے کی بات ہے کہ ہمارے پڑوس میں محمد اسلم صاحب رہتے ہیں ان کا بیٹا مکان کے اوپر والے حصہ میں رہتا ہے اور یہ خود نیچے والے حصے میں رہتے ہیں رات کو دو بجے اٹھے تو دروازہ کھلا ہوا تھا اندر کوئی بابا جی آئے۔ لمبی اور سفید ڈاڑھی جیسے اہل حدیث حضرات کی ہوتی ہے اور ان کے ہاتھ میں ڈانگ (لاٹھی) تھی قد درمیانہ تھا اور مکان میں گھوم پھر کر کہنے لگے رہنے کیلئے مکان تو ٹھیک ہے۔ دراصل یہ بابا جی بیٹے کے دروازہ کھولنے سے پہلے ہی اندر آگئے تھے۔ جب بابا جی نے یہ کہا کہ رہنے کیلئے جگہ ٹھیک ہے تو ان کے بیٹے نے کہا بابا جی آپ نیک آدمی ہیں خوش آمدید ہمیں خوشی ہوگی۔ صرف ایک ہی دن ایسا ہوا اس کے بعد وہ بابا جی غائب ہو گئے۔

زلزلہ لانے والے جنات:۔ ہمارے پڑوس میں ایک مکان ہے میری ان کی اچھی انڈرسٹینڈنگ ہے وہ دو باپ بیٹا ہیں اور دونوں ہی بہت نیک ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ جب ہم نئے نئے اس مکان میں آئے تو روزانہ ہی یہ مکان دن میں ایک دو بار ہلتا تھا۔ جب مکان ہلتا ہم سب باہر نکل آتے کہ زلزلہ آگیا ہے اور کبھی ہیولے نظر آتے تھے۔ ہمسایوں سے پوچھتے کہ کیا زلزلہ آیا ہے؟ وہ کہتے کیا آپ کا دماغ تو ٹھیک ہے، ہم معاملہ سمجھ گئے۔ میں نے ان سے سوال کیا کہ پھر آپ نے اس کا کیا حل کیا تو وہ کہنے لگے ہم نے سورۂ رحمٰن روزانہ اونچی آواز میں پڑھنی شروع کر دی چند دن ہی گزرے تھے کہ وہ سب چیزیں چلی گئیں۔

جن دیکھنے کی خواہش کا پورا ہو جانا:۔ 1944ء کی بات ہے کہ لاہور سے ہمارے کچھ عزیز شیخ قمر الدین مرحوم کا سارا خاندان دادا جان کو ملنے روڑی گیا۔ شیخ حمید اللہ صاحب اور انکی اہلیہ بھی ساتھ تھیں جن کا نام سعیدہ تھا ان لوگوں نے والد صاحب سے متعلق کچھ باتیں سن رکھی تھیں تو وہ والد صاحب سے کہنے لگے کہ سنا ہے آپ کے پاس جنات آتے ہیں تو والد صاحب ہنس دیئے۔ والد صاحب کہنے لگے تم نے جنات سے کیا کہنا ہے۔ انھوں نے دیکھنے کی فرمائش کی تو کہنے لگے تم ڈر جاؤ گی۔ کہنے لگیں نہیں ڈروں گی۔ رات کا وقت تھا عشاء کے بعد یہ باتیں ہو رہی تھیں' ختم ہو گئیں اور سب سو گئے۔ رات کو حمید اللہ صاحب کی اہلیہ نے دیکھا کہ ایک انگارا ادھر سے اُدھر کو اور اُدھر سے ادھر کو آتا ہے تو وہ ڈر گئیں۔ صبح ہوئی تو والد صاحب نے پوچھا بھئی جن دیکھا ہے تو وہ ہنسنے لگیں۔

یہ واقعہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے:۔ روڑی سے قریب ''بڑابڑا'' اسٹیشن تھا جہاں سے ہفتے میں دو تین بار ٹرین چلتی تھی۔ اس لیے اس جگہ رش بہت ہوتا تھا تو دادا جی مرحوم سے یہ تمام لوگ کہنے لگے کہ دعا کریں کہ جگہ مل جائے اور سفر آسانی سے کٹ جائے کیونکہ سفر لمبا ہے۔ اس شیخ فیملی نے دہلی جانا تھا۔ وہ کہتے ہیں جب ہم اسٹیشن پہنچے تو بہت زیادہ رش تھا گاڑی آئی تو لوگ اس کی چھت پر بھی بیٹھے ہوئے تھے، جب گاڑی رکی تو جو ڈبہ ہمارے سامنے آکر ٹھہرا وہ بالکل خالی تھا' دروازے میں ایک فوجی کھڑا تھا اس نے ہماری طرف اشارہ کیا' ہم آگے بڑھے تو اس نے ہمارا سامان اٹھا کر ڈبہ کے اندر رکھا اور دوسری طرف منہ کر کے بیٹھ گیا' سفر لمبا تھا ہم راستے میں کچھ کھاتے پیتے تو اسے بھی دعوت دیتے لیکن وہ یہی کہتا جی بسم اللہ کریں اور دوسری طرف منہ کر کے بیٹھا رہا' منزل پر پہنچے تو اس نے ہمارا سارا سامان اتارا یہ تمام مسافران بتاتے ہیں کہ راستے میں کوئی بندہ ہمارے ڈبے میں کسی بھی اسٹیشن سے نہیں چڑھا۔ جب نیچے اترے تو کچھ لوگوں سے کہا کہ بھئی آپ ہمارے ڈبے میں آجاتے۔ تو وہ لوگ کہتے تمہارے ڈبے میں تو اور ہی زیادہ رش تھا.......... حالانکہ اس ڈبے میں ہمارے علاوہ اور کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ فوجی ٹائپ آدمی دادا جی رحمہ اللہ کے ان مہمانوں کا سامان اتار کر سلام کر کے چلا گیا بعد میں دادا جان نے انہیں خط لکھا کہ بتائیں سفر میں کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی میں نے ایک بندہ آپ کی خدمت کیلئے بھیج دیا تھا۔

چالیس سال حجرے میں گزار دینا:۔ دادا جان نے چالیس سال اپنی بنائی ہوئی مسجد کے حجرے میں گزار دیئے گھر میں تو کبھی کبھار چکر لگاتے تھے اکثر اوقات ذکر' عبادت' نوافل میں مشغول رہتے۔'' دادا جی رحمہ اللہ کے بس یہی دو کام تھے درس دیتے اور عبادت کرتے۔ دراصل وہ بہت روحانیت والے تھے، وہ بہت بڑے صوفی تھے۔ سکھوں اور ہندوؤں کی عورتیں دادا جان کے وضو کا بچا ہوا پانی لے جاتیں اور اپنے برتن صاف کر کے اس میں بطور برکت رکھ لیتیں اور مختلف بیماریوں میں اسے استعمال کرتیں۔ رشتوں کیلئے غیر مسلم اپنے بچوں کو لے کر آتے اور کہتے کہ جی یہ یہ رشتے ہیں جیسے آپ مناسب سمجھیں کر دیں۔ یہ مقام تھا دادا جی حضرت مولانا حکیم محمد سلیمان رحمہ اللہ کا۔ روڑی کا سارا علاقہ ہندوؤں کا تھا ہمارے اجداد میں سے مولانا غوث الدین رحمۃ اللہ علیہ تبلیغ کی غرض سے ہی اس علاقے میں آئے اور بہت سے غیر مسلموں کو دائرہ اسلام میں داخل کیا ہمارے آباؤ اجداد سارے صوفیائے کرام اور تمام ہی حکماء تھے۔

باکمال صوفی کی فکر اور چڑیوں کا احترام:۔ جہانیاں میں میں تھوڑا بہت دادا جان کے پاس جا کر بیٹھتا بھی رہا ہوں۔ دادا جان کے پاس ایک صندوقچی ہوتی تھی اور اس میں برفی کے ٹکڑے ہوتے تھے اور اس میں سے نکال کر مجھے دیتے رہتے تھے۔ میری عمر اس وقت تقریباً پانچ سال ہوگی مسجد کے اندر ایک درخت لگا ہوا تھا۔ درخت کے ساتھ دو کمرے تھے ایک میں دادا جان ہوتے اور دوسرے میں مہمان وغیرہ وہاں جو صحن تھا اس میں نماز پڑھتے تھے۔ مسجد کے اندر درخت پر چڑیاں بیٹھتی تھیں، چہچہاتی تھیں، ایک دن دادا جی کہنے لگے ایک تو ان چڑیوں نے مت ماردی ہے۔ سکون سے کام نہیں کرنے دیتیں توجہ نہیں رہتی۔ اتنا کہنا تھا کہ ساری چڑیاں چلی گئیں دو دن گزر گئے کوئی بھی چڑیا نہ آئی۔ تیسرے دن دادا جان کہنے لگے چڑیوں سے تو رونق رہتی تھی میں نے اس دن ایسے ہی کہہ دیا ان کا یہ کہنا تھا کہ چڑیاں آ کر بیٹھ گئیں۔ دادا جی رحمہ اللہ میں صوفی ازم اور روحانیت بہت ہی زیادہ تھی۔

شاگرد جنات کا قرآن پڑھنا:۔ قیام پاکستان سے پہلے کی بات ہے میری پھوپھی جان جو کہ ہدایت اللہ کی والدہ ہیں، دادا جان کیلئے ناشتہ لے کر مسجد میں گئیں تو دادا جان کے کمرے کے دروازے کے روزن سے دیکھا کہ دادا جان کے سامنے تین آدمی بیٹھے قرآن پاک پڑھ رہے تھے۔ پھوپھی جان نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ تین رحلوں پر قرآن پاک رکھے ہوئے ہیں اور پڑھنے والے غائب ہوگئے، پھوپھی جان نے دادا جان سے پوچھا کہ ابھی یہاں تین بندے بیٹھے ہوئے تھے وہ کہاں گئے تو دادا جان نے فرمایا ٹھیک ہے انہیں رہنے دو اور جب تم آتی ہو تو دروازہ کھٹکھٹا کر آیا کرو۔

نسلوں کے خادم جنات:۔ یہ 1974ء کی بات ہے شیخ قمرالدین جو کہ میرے خالو بھی ہیں اور سسر بھی۔ ان کا موچی دروازے میں جو گھر ہے میں کچھ وقت وہاں رہا ہوں سردیوں کے موسم میں اوپر چھت پر چارپائی گھسیٹنے کی آواز آتی تھی اور یہ آواز بہت زیادہ آتی تھی۔ میرے ماموں مرحوم بھی بتایا کرتے تھے کہ ہم نے بھی ایک دو دفعہ ہیولے چھت پر کھڑے دیکھے ہیں۔ بہر حال ماموں کی وفات کے بعد والد صاحب اکثر یہاں ملنے آیا کرتے تھے ایک مرتبہ شہر جہانیاں سے یہاں ملنے کیلئے آئے اور فرمانے لگے کہ شاید یہ میرا آخری چکر ہے۔ ایک بات میں تمہیں بتانا چاہتا تھا اب اس کا وقت آ گیا ہے کہ میں تمہیں بتادوں وہ یہ کہ تمہاری حفاظت کیلئے اللہ تعالیٰ نے جنات رکھے ہیں یہ مسلمان ہیں اور نیک ہیں میرے ساتھ سحری اور افطاری کرتے ہیں اور میرے ساتھ ہی تہجد کی نماز بھی پڑھتے ہیں اور یہ آپ کی حفاظت کیلئے ہیں۔ ہم نے واقعی اس کا بہت ہی زیادہ مشاہدہ کیا ہم جہاں بھی گئے کوئی نہ کوئی بات ہمارے ساتھ ہوتی رہی۔

غیبی مخلوق......غیبی رہنمائی:۔ میرے سسرال والے جس وقت موچی دروازے پر رہتے تھے اس وقت میری ایک سالی جسکا نام آمنہ ہے جو سب سے چھوٹی ہے رات کو وہ اور اسکی بہن سونے کیلئے لیٹے ہی تھے کہ دروازے کے قریب ایک ہیبت ناک آدمی نظر آیا۔ وہ ڈر کر بیڈ سے دوسری طرف ہوگئیں۔ ان کا ادھر ہونا تھا کہ سیلنگ فین بیڈ پر گر پڑا اور وہ ڈراؤنی چیز غائب ہوگئی یہ دونوں بہنیں بچ گئیں۔ دوسرے دن اخبار میں پڑھا کہ شاد باغ میں آمنہ نامی لڑکی پر سیلنگ فین گرا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی۔ بس اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس بلا کا مقصد ان بہنوں کو یہاں سے پرے ہٹانا تھا یا کیا تھا......۔ اسی طرح ہمارے گھر کے اور چھوٹے بچے بھی بہت سی باتیں بتاتے ہیں میرا بیٹا کہتا ہے کہ میں جب گھر سے باہر جاتا ہوں تو مجھے سفید ہیولے سے نظر آتے ہیں، سڑک پر اور پارک میں بھی۔ تو میں کہتا ہوں کہ تم یا تو بہت ہی زیادہ حساس ہو یا پھر تمہارے اندر روحانیت آ گئی ہے۔ اسے ایک دن خواب نظر آیا اور اسی رات اس کی بیوی کو بھی خواب نظر آیا جو کہ ماشاءاللہ بڑی نیک، تہجد گزار ہے۔ انہیں خواب میں یہ بتایا گیا کہ تمہاری ساس اور سسر یعنی میں اور میری بیوی کی جو زکوٰۃ رہتی ہے اسے فوراً ادا کرو۔ بینک سے پیسے نکلوا کر کسی ایسی جگہ میں رکھو جہاں سود بالکل نہ ہو۔ ان دونوں میاں بیوی نے مجھے نہیں بتایا اور ان کا سونے کا سیٹ تقریباً ستر ہزار روپے کا تھا وہ انھوں نے صدقہ کر دیا۔ اور یہ خواب ان دونوں کو مسلسل تین دن آتا رہا اور صدقہ کرنے کے بعد خواب آنا ختم ہوگیا۔ جب مجھے پتہ چلا تو میں نے بھی جتنی زکوٰۃ کی رقم رہتی تھی وہ ادا کر دی اور بینک سے رقم بھی نکلوالی۔ ان دونوں کو خوابوں میں کسی بھی واقعہ کے رونما ہونے سے پہلے پتہ چلتا رہتا ہے۔

ہجرت کے وقت آنکھوں دیکھی کرامت:۔ جب ہم نے انڈیا سے 1947ء میں ہجرت کی تو مجھے تھوڑا تھوڑا یاد ہے کہ سکھ اس قافلے کو مارنے کیلئے آئے تو دادا جی نے کچھ آیات پڑھ کر ان پر پھونک ماری تو وہ فوراً واپس چلے گئے۔ بعد میں پتہ چلا وہ حملہ آور بتاتے تھے کہ جب بھی ہم حملہ کرنے کیلئے آگے بڑھتے تو ہمیں کٹی ہوئی گائیں نظر آتی تھیں جنہیں دیکھ کر ہم پیچھے ہٹ جاتے۔ جس راستے سے ہم آرہے تھے یہ راستہ نہر کے ساتھ ساتھ تھا تو نہر میں ایک سیاہ رنگ کا سانپ مسلسل ہمارے ساتھ ساتھ تیرتا رہا۔

قبروں سے نور نکلنا:۔ جہانیاں کے قبرستان میں جو گورکن ہیں انہوں نے لوگوں کو بتایا کہ رات کو ہم ان دونوں (ابا جان اور دادا جان) کی قبروں سے بہت روشنی نکلتی دیکھتے رہتے ہیں تو چوہدری طالب رندھاوا وغیرہ ان قبروں پر مزار بنانے لگے تو انہیں بتایا گیا یہ تو اہل حدیث حضرات ہیں آپ ان کی قبروں پر مزار نہیں بنا سکتے اور ان کو سختی سے منع کر دیا گیا۔ بہر حال یہ باتیں کرنا بہت آسان......اور کام کرنا بہت مشکل

ہے۔ اپنی ذات کی نفی بہت مشکل کام ہے۔ آج ہمیں بہت افسوس ہے کہ دادا جان جو کہ پورے صوفی اور درویش انسان تھے۔ والد صاحب میں سیاست بھی تھی روحانیت بھی اور حکمت بھی تھی۔ یہ روحانیت ہم بھائیوں میں پانچ فیصد بھی منتقل نہ ہوسکی۔

خاندانی تعارف:۔ جہاں سے ہمارے آباء مسلمان ہوئے وہ میرے پاس لکھے ہوئے ہیں۔ عاقی پھر بلاقی پھر ویرو پھر حکیم روشن دین رحمہم اللہ یہ حضرات کرنال میں مقیم تھے۔ انکے بعد حافظ غلام حسن رحمہ اللہ روڑی میں جا بسے اور وہاں لوگوں کا مفت علاج کرتے تھے۔ چھٹے حافظ غلام قادر رحمہ اللہ نابینا تھے قرآن پاک پر عبور حاصل تھا اور مشہور ولی تھے۔ بکرمی 1914ء میں فوت ہوئے اندازاً سرسٹھ 67 سال کی عمر تھی۔ اس کے بعد مولانا حکیم غوث الدین رحمہ اللہ تھے جنہوں نے تھوڑی عمر پائی۔ پھر حکیم مولانا علاؤالدین رحمہ اللہ جو بکرمی 1929 بمطابق 1872ء میں فوت ہوئے۔

میرے والد حکیم محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ 1904ء میں پیدا ہوئے' 25 سال کی عمر میں کنز المجربات لکھی اور دو دسمبر 1974ء کو وفات پائی۔ انھیں اللہ لوک بھی کہا جاتا تھا 1923ء میں 19 سال کی عمر میں درس نظامی اور حکمت کے امتحان پاس کیے 34 سال کی عمر میں آل انڈیا ایورویدک طبی کانفرنس میں کتاب لکھنے پر میڈل ملا۔ آپ کی چار بیویاں تھیں۔ پہلی حاجرہ' دوسری امتل عزیز' تیسری کبریٰ صدیقہ' چوتھی فاطمہ صغریٰ۔ میری والدہ سے خواب میں بتائے جانے کی وجہ سے شادی ہوئی۔ ان کا نام کبریٰ صدیقہ تھا والد محترم کو خواب میں کہا گیا کہ یہ حضرت ابوبکر صدیق کی نسل سے ہیں ان سے شادی کریں۔

اعمال میں اخلاص کا سچا جذبہ:۔ ابا جی مرحوم نے پہلا حج 1936ء میں کیا اس زمانے میں انڈیا سے حج کے قافلے لے جانے والے چند گنے چنے معروف لوگ تھے۔ ابن سعود کی 1930 میں گورنمنٹ بنی اور 1936 میں والد صاحب حج پر گئے تو تقریباً دوسو افراد ابن سعود کی دعوت میں موجود تھے تو مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا ابن سعود نے چاروں طرف غور سے دیکھا اور پھر والد صاحب سے کہا کہ آپ نماز پڑھائیں۔ ابا جی مرحوم نے اس محل میں تقریباً دوسو افراد کو نماز پڑھائی اگلے دن تقریباً تیس افراد دعوت میں تھے۔ ان میں سے بھی چار منتخب کیے ان میں بھی والد صاحب شامل تھے۔ مولانا اسماعیل غزنوی رحمہ اللہ کی ابن سعود سے رشتے داری بھی تھی مولانا داؤد غزنوی کے چھوٹے بھائی تھے ان کا بیٹا تھا ڈاکٹر خالد غزنوی 1936 میں حج میں والد صاحب کے ساتھ تھا۔ وہ کہتا ہے کہ میں اس وقت سات آٹھ سال کا تھا تو تیسرے دن مولانا اسماعیل غزنوی رحمہ اللہ نے والد صاحب سے کہا کہ حکیم صاحب کل صرف آپ کی دعوت ہے اور میں آپ کے ساتھ جاؤں گا۔ والد صاحب کہنے لگے کہ میرا تو کوئی خاص تعلق ابن سعود سے نہیں ہے آپ کی وساطت سے ہی ہوا ہے تو مولانا فرمانے لگے کہ ابن سعود نے آپ کو خلعت بھی دینی ہے اور شاہی حکیم مقرر کرنا ہے اور آپ کو جہاں جتنی چاہیں زمین بھی دینی ہے تو والد صاحب نے کہا کہ میں حج کرنے آیا ہوں میں دنیاوی ملاوٹ نہیں کرنا چاہتا اور ابن سعود کی دعوت میں نہیں گئے۔ مولانا اسماعیل بہت ناراض ہوئے کہ لوگ تو ابن سعود کی ملاقات کو ترستے ہیں اور آپ کو وہ خود بلا رہے ہیں کہنے لگے نہیں میں نہیں جاؤں گا اور واقعی آپ نہیں گئے۔

مکاشفہ میں روزانہ زیارت النبی ﷺ ہونا:۔ والد صاحب ایک دن جہانیاں میں گلی میں بیٹھے تھے' عصر کے بعد اکثر وہاں بیٹھ جاتے تھے میں نے والد صاحب سے پوچھا کہ آپ نے دوسرا حج 1972ء میں کیا ہے اس کا کوئی خاص واقعہ سنائیں کہنے لگے کہ میں مسجد نبوی ﷺ میں بیٹھا اپنا وظیفہ پڑھ رہا تھا اچانک مجھے اونگھ آگئی کیا دیکھتا ہوں میری طرف ایک ہاتھ بڑھ رہا تھا شکل نظر نہیں آئی اور مجھے کہا گیا کہ عبداللہ مصافحہ کرو۔ والد صاحب کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ بتایا گیا کہ میں ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوں تو میں نے پوچھا کہ یہ ہاتھ کن کا ہے؟ تو بتایا گیا کہ یہ ہاتھ حضور اکرم ﷺ کا ہے۔ پھر فرمانے لگے کہ میں نے سوچا کہ اس کو عملی طور بھی دیکھ لوں تاکہ اس کی پرکھ ہوجائے تو میں اٹھا اور روضہ رسول ﷺ کی طرف گیا تو جونہی میں جالی کے قریب پہنچا تو کچھ لوگ ادھر ہو گئے اور کچھ ادھر ہو گئے اور مجھے راستہ دے دیا اور میں بالکل اکیلا ہی وہاں اللہ پاک سے دعائیں مانگتا رہا اور صلوٰۃ پڑھتا رہا۔ اس کے علاوہ کچھ اور علماء اور عاملوں نے بتایا کہ حکیم صاحب نے سختی سے

منع کیا تھا کہ کسی کو بتانا نہیں خاص طور پر میری زندگی میں کہ مجھے اللہ کے فضل سے روزانہ حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوتی ہے۔

بھائی کا زہد وتقویٰ:۔ میرا بھائی عبدالمجید بھی فقیری لائن کا آدمی ہے وہ بڑا زاہد ہے، تقریباً بیس سال کی عمر سے یعنی جب اس نے بی اے کیا ہے اس وقت سے اس نے اوابین' اشراق' چاشت اور تہجد نہیں چھوڑی اور پانچ وقت نماز باجماعت ادا کرتا ہے' کھانا بالکل کم کھانا اور مسواک کرنا اس کا معمول ہے۔ حتیٰ کہ شادی والی رات بھی اس نے اپنے اعمال نہیں چھوڑے۔ کسی عمل پر مداومت بڑا مشکل کام ہے لیکن میں نے عبدالمجید میں یہ صفت کمال کی دیکھی ہے۔

کیمیا گری کا شوق اور والد صاحب کا استخارہ: تمام بھائیوں میں سے صرف میں ہی والد صاحب سے سوال پوچھتا رہتا تھا۔ ایک دن میں نے کہا کہ اباجی آپ نے مجھے اعمال، وظائف، ادویات، تشخیص سب کچھ بتا دیا ہے۔ آپ نے خالص سونا بھی بنایا ہے جو کہ زرگروں نے خالص قرار دیا ہے مجھے اس کی ترکیب بھی بتائیں تھوڑی دیر میری طرف دیکھتے رہے اور پھر فرمایا نہیں یہ ٹھیک نہیں اور اسکا پیچھا چھوڑ دو۔

☆☆☆☆☆

جماعۃ الدعوہ کے مرکزی رہنما کی شفقت اور قدردانی

ہفت روزہ ''جرار'' کے ایڈیٹر اور جماعۃ الدعوۃ کے مرکزی رہنما، خطابت میں شیر اہلحدیث کے لقب سے معروف بے مثال خطیب، تحقیقی اور علمی معیار کے تحت تصنیفی اور تالیفی دنیا میں معروف قلمکار۔ ''روپے میرے حضور ﷺ کے''، ''مومن عورتوں کی کرامات''، ''جمال محمد ﷺ اور سائنس''، ''میں نے بائبل سے پوچھا قرآن کیوں جلے''، ''سیرت کے سچے موتی''، ''ہندو دھرم انسانیت کا قاتل'' اور دیگر علمی کتب کے تحت دنیا میں مانے ہوئے عظیم مصنف ہیں، قلمی دنیا میں آپ کا نام خود ایک ثبوت مانا جاتا ہے۔

۲۹ جولائی بروز سوموار رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ کو محترم المقام الشیخ امیر حمزہ حفظہ اللہ کی خدمت میں ہم تین حضرات بغرض متقدمین متصوف علماء اہلحدیث کے خلاف عصر حاضر کے علماء کی بڑھتی ہوئی ناقدری اور سلف اولیائے اہل حدیث کی خدمات سے لاعلمی کی پھیلتی ہوئی وباء کے تحفظ میں لکھی جانے والی کتاب ''علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' کا مسودہ لیکر حاضر ہوئے اور اپنا مدعا پیش کیا کہ شیخ ہمارا اس کتاب سے بنیادی مقصد اپنے اسلاف پر لگائے جانے والے بے جا اور جھوٹے الزام کا مکمل دفاع ہے کہ اسلاف اہلحدیث میں کوئی ولی اللہ، صاحب تقوی اور صاحب کرامت بزرگ نہیں گزرے......

شیخ حفظہ اللہ نے اس کاوش پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا لیکن ساتھ ہی اپنے تحقیقی اور علمی معیار کو اور آج کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے احادیث کی سندی حیثیت، اور حدیث کو حوالے کے ساتھ نقل کرنے کی تلقین فرمائی۔ کتاب ''علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' کا مسودہ تبرکات کے باب پر نظر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ واقعی آج کے اہل حدیث ضرورت سے زیادہ خشک ہوگئے ہیں۔ اور منصوص تبرکات کا بھی انکار کر دیتے ہیں پھر آپنے اپنی معروف کتاب ''روپے میرے حضور ﷺ کے'' کے صفحہ نمبر 64 سے تبرکات نبوی ﷺ کی مثال پیش کی جو من وعن پیش خدمت ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تادیر ہم پر قائم رکھے کہ آپ بلاخوف لومۃ لائم خلوص وللّٰہیت کے ساتھ اظہار کی بہترین مثال ہیں۔

شکم اطہر کے بوسے: اپنے حضور ﷺ کا......شاہ مدینہ ﷺ کا جو نقشہ ہم نے کھینچا، ایسی صفات کے حامل حکمران سے لوگ ٹوٹ کر

محبتیں کرتے ہیں۔ جانیں نچھاور کرتے ہیں، یہ محبت بے لوث ہوتی ہے، فطری اور قلبی ہوتی ہے، چنانچہ ابو داؤد کتاب الادب میں ہے۔
حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے حضور ﷺ اکرم ﷺ نے آواز دی: اے ابوذر (رضی اللہ عنہ) میں نے کہا: لبیك، حاضر ہوگیا۔ وسعدیك: میری جان جناب کیلئے قربان ارشاد فرمائیے!

حضور ﷺ کے بلاوے پر عام صحابہ محبت کا اظہار یوں بھی کیا کرتے تھے۔ فداك ابی: حضور ﷺ پر میرا باپ قربان۔ وامی یارسول اللہ ﷺ: اے اللہ کے رسول ﷺ میری امی جان بھی جناب پر قربان، ارے خاک کے بنانے والو! میرے حضور ﷺ کے ساتھ محبتوں کے کبھی یوں بھی سین بنا کرتے تھے۔ امام ابو داؤد کتاب الادب میں مدینے کے ایک پر بہار خوش منظر مقام کا نقشہ کھینچتے ہیں ملاحظہ کرنا! بے ادبو! شاید ادب کا کوئی جھونکا امیر حمزہ کے قلم سے تمہارے بے ادب دل کی بنجر زمین پر سے گزر جائے اور اسے پر بہار بنا جائے دیکھنا اور غور کرنا!

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ جن کا تعلق انصار کے ساتھ تھا (سردار آدمی تھے) اپنے لوگوں سے (اپنے ڈیرے پر) باتیں کر رہے تھے۔ بڑے مزاحیہ اور ہنس مکھ آدمی تھے، اپنے لوگوں کو ہنسا رہے تھے، اس دوران اللہ کے رسول ﷺ جو وہاں موجود تھے، اسید کے پہلو میں چھڑی چبھودی۔

(اسید کی ہنسی غائب ہوگئی مڑ کر دیکھا تو اللہ کے رسول ﷺ تھے)۔ اب وہ فوراً بولے: حضور ﷺ مجھے بدلہ چاہیے۔ شاہ مدینہ! لے لو۔ اسید بن حضیر! جناب پر قمیص ہے مجھ پر قمیص نہ تھی۔

شاہ مدینہ ﷺ (کھڑے ہوگئے) اور اپنی قمیص اوپر اٹھا کر بدن ننگا کر دیا (حضرت اسید یہی چاہتے تھے۔ من کی مراد آئی) انہوں نے حضور ﷺ کو چپھا ڈال لیا اور آپ ﷺ کے پہلو مبارک کو چومتے چومتے اور چومتے ہی چلے جا رہے تھے اور کہتے جا رہے تھے: اے اللہ کے رسول ﷺ میرا پروگرام یہی تھا، پورا ہوگیا۔

قارئین کرام! سب ہی اپنے اپنے اندازے سے میرے حضور ﷺ سے محبتیں کرتے تھے ان محبتوں کے مناظر میں سے ایک منظر کا نقشہ امام مسلم بن حجاج قشیری نے کتاب الاشربہ میں یوں کھینچا ہے۔

حضور ﷺ جب مدینہ میں آئے تو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر میں ٹھہرے، حضور ﷺ نے چوبارے پہ قیام فرمایا، حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نیچے رہنے لگ گئے۔ وہ کھانا تیار کرتے اور حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا جاتا، جب بچا ہوا کھانا واپس آتا تو برتن لانے والے سے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ پوچھتے، یہ بتلا حضور ﷺ کی انگلیاں کھانے کے کس حصے کو لگیں۔ برتن والا بتلاتا تو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ وہیں سے کھانے کا آغاز کرتے۔

امام مسلم کتاب الفضائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زبان سے صحابہ کی محبتوں کا ایک نقشہ یوں بھی کھینچتے ہیں۔ میں دیکھ رہا تھا حجام اللہ کے رسول ﷺ کی حجامت بنا رہا تھا آپ ﷺ کے اردگرد آپ ﷺ کے صحابہ کھڑے تھے وہ یہ چاہتے تھے کہ جو بال بھی گرے کسی آدمی کے ہاتھ پر گرے۔ یعنی میرے حضور ﷺ کا کوئی بال مبارک زمین پہ نہ گرے صحابی کے ہاتھ پہ گرے۔ امام مسلم ایک دوسرے منظر یوں دکھلاتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں جب اللہ کے رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھا لیتے تو مدینہ میں (گھروں کے) خادم اپنے اپنے برتن لے کر آجاتے۔ ان برتنوں میں پانی ہوتا تھا جو برتن بھی آپ ﷺ کے آگے کیا جاتا، آپ ﷺ اس برتن میں اپنا ہاتھ مبارک ڈال دیتے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ صبح کو بڑی سخت سردی ہوتی، اللہ کے رسول ﷺ پھر بھی اپنا ہاتھ ان برتنوں میں ڈبوتے جاتے۔

قارئین کرام یہ ہاتھ کیسا مبارک ہاتھ تھا، کیسا خوبصورت ہاتھ تھا، صحیح بخاری کتاب الفضائل میں حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی بطحا میں ظہر اور عصر کو جمع کر کے دو دو رکعتیں نماز پڑھی...... اب کے لوگ آپ ﷺ کے پاس آگئے، آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک پکڑتے اور اپنے چہرے پر پھیرتے۔ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے بھی آپ کا ہاتھ مبارک

پکڑ لیا اور اسے اپنے چہرے پر رکھا تو کیا محسوس کیا وہ تو برف سے بڑھ کر ٹھنڈا ہے اور کستوری سے بڑھ کر خوشبودار ہے۔ اے محبان رسول ﷺ! ایسا ہاتھ...... میرے حضور ﷺ کا بھلا جس انسان کو لگ جائے اس کی سعادت کے کیا کہنے اور جس پانی کو چھو جائے اس کی برکتوں کے کیا کہنے؟ جی ہاں! یہ ہیں محبتوں کے نقشے۔ الفتوں اور پیار کے مناظر، ادب کے سین، عقیدتوں کے پھول اور احترام کی کلیاں۔

آپ علمائے اہلحدیث کی کرامات میں ولی با کمال صوفی عبداللہ رحمہ اللہ کو نمایاں صف میں شمار کرتے ہیں ہفت روزہ جرار کا مکمل حوالہ پیش خدمت ہے۔ (بشکریہ ہفت روزہ جرار، مولانا امیر حمزہ حفظہ اللہ تعالیٰ، شمارہ نمبر ۲۵ جمعۃ المبارک ۴ شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ بمطابق ۱۴ جون ۲۰۱۳ء)

ہفت روزہ جرار میں صوفی صاحب کی کرامات کا تذکرہ: کلیجہ پھٹ گیا، دل خون کے آنسو رونے لگ گیا جب میں نے سنا کہ امریکہ اور ناٹو کی افواج اپنے مخالف افغان مجاہدین کو گرفتار کرتی ہیں تو انہیں مخصوص اعضاء سے محروم کر دیتی ہیں اور چھوڑ دیتی ہیں...... آہ! جب انسان پستیوں کی اتھاہ گہرائیوں میں گرتا ہے تو کس قدر گہرائی میں گرتا ہے کہ گہرائی کو ماپنا ناممکن ہو جاتا ہے اسی طرح جب فوجیں افغانستان میں داخل ہوئی تھیں تو ان لوگوں نے مجاہدین کی خواتین کی چھاتیاں کاٹیں اور ہاروں میں پرو دیا تھا۔ یہ واقعہ مجھے اس شخص نے بتلایا جو شمالی افغانستان میں اس منظر کا خود شاہد تھا۔

قارئین کرام! مجھے صوفی عبداللہ رحمہ اللہ یاد آ گئے، پاکستان ہندوستان کی تقسیم سے قبل وہ شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی تحریک جہاد کے روح رواں تھے۔ انگریز کو مخبری ہوئی اور صوفی صاحب پکڑے گئے، انگریزوں نے انہیں مردانہ صفت سے محروم کیا اور چھوڑ دیا...... یہ کہہ کہ چھوڑا کہ ہم تجھے مردانہ صفت سے اس لئے محروم کر رہے ہیں تاکہ تیری نسل نہ چلے۔ اولاد نہ ہو کیونکہ تیری اولاد بھی باغی ہی بنے گی صوفی صاحب یہ سن کر مسکرا دیئے اور کہنے لگے کہ میرا اللہ مجھے اس قدر روحانی اولاد دے گا کہ دنیا دیکھے گی (انشاءاللہ) پھر انہوں نے ماموں کانجن میں تعلیم الاسلام کے نام کا مدرسہ بنایا جو آج بھی علمی پیاس بجھاتا ہے یوں ان کے روحانی بچے بے شمار بن گئے، صوفی صاحب بڑے مستجاب الدعوات تھے یعنی دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ قبولیت کا نظارہ کرا دیتے۔

دعا کرتے ہی ضرورت پوری ہو جانا (کرامت):۔ میرے ابا جی مولانا نذیر احمد رحمہ اللہ نے مجھے ایک بار ان کا واقعہ سنایا کہ مدرسے کا تعمیراتی کام ہو رہا تھا، پیسے ختم ہو گئے مستری اور مزدور کام چھوڑ بیٹھے، تہجد کے وقت حضرت صوفی صاحب اللہ کے دربار میں کھڑے ہو گئے، لگے یاد کرنے۔ مولا! یہ تیرا کام ہے، میں پیسے کہاں سے لاؤں، عزت رکھ لے، مزدوروں کا حق دلا دے، میں کہاں جاؤں؟ کہیں نہیں جاؤں گا، مجھے پیسے چاہئیں اور ابھی چاہئیں پھر کیا ہوا؟ اسٹیشن پر آ کر ٹرین رکی، ایک تاجر نکلا، پچاس ہزار روپے لا کر صوفی صاحب کی جھولی میں ڈال دیئے، اس وقت جب وہ فجر کی نماز پڑھ کر بیٹھے اذکار کر رہے تھے۔

ضرورت سے زائد آم مل جانا (کرامت):۔ صلاح الدین اولکھ جو جرار میں میرے معاون ہیں۔ بتلا رہے تھے کہ ان کے والد صاحب دعا کروانے صوفی عبداللہ رحمہ اللہ کے پاس ماموں کانجن میں گئے۔ ان کے ساتھ جو شخص گیا تھا وہ آموں کی دو پیٹیاں لے کر گیا تھا۔ طلباء کو ایک ایک آم تقسیم کیا گیا مگر آم کم ہو گئے۔ صوفی صاحب کے حکم پر آم واپس لے لیے گئے۔ صوفی صاحب اللہ سے شکوہ کرنے لگ گئے۔ مولا! آم بھیجنے تھے تو اس قدر کم کیوں بھیجے تو تو بڑا وسعت والا ہے۔ اتنی دیر میں ریلوے اسٹیشن سے ملازم آ گیا کہنے لگا سندھ سے پوری پوری بوگی آموں کی آئی ہے، لے جائیں، سبحان اللہ۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ دشمنوں کے ہتھکنڈے جو پرانے تھے آج بھی جاری ہیں اور مجاہدین کا طریقہ جو پہلے تھا آج بھی جاری ہے، حضرت صوفی صاحب نے جب پاکستان بن گیا تو یہاں مدرسہ بنا لیا اس لئے جہاد تو انگریز کے خلاف تھا وہ رخصت ہوا پاکستان میں جہاد کرنے والوں کو غور کرنا چاہئے کہ اپنے کلمہ پڑھنے والوں کے خلاف بھلا جہاد ہوتا ہے؟

تاریخ کی ورق گردانی:۔ آیئے! صوفی صاحب سے اور پیچھے جاتے ہیں، 15 صدیاں پیچھے جاتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے کوئی آٹھ سال پہلے کا واقعہ ہے، یعنی اس وقت ہمارے پیارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کوئی 32 سال تھی، قسطنطنیہ میں روم کے بادشاہ مارلیس کی بادشاہت ختم ہوگئی۔ ختم کرنے والا ایک جرنیل تھا جس کا نام فوکاس تھا، بادشاہ نے ملکہ، پانچ بیٹوں اور تین بیٹیوں کے ہمراہ گرجے میں پناہ لے لی۔ مگر پہلے تو بادشاہ کے سامنے اس کے چار بیٹوں کو ذبح کیا گیا، پھر شیر خوار بچے کو بھی اٹھا کر ذبح کر دیا، بادشاہ کو ذبح کیا گیا، اور جو ملکہ اور شہزادیاں تھیں ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری گئیں، زبانیں کھینچ کر زمین پر پھینک دی گئیں، قاتلوں نے انہیں پاؤں تلے مسلا، پھر ہاتھ پاؤں کاٹے گئے پھر ننگے جسموں پر کوڑے برسائے گئے اور پھر ان پر نیزے مارے گئے اور آخر میں جلتی آگ میں پھینک دیا گیا۔ یہ ہے امریکہ اور ناٹو کے بزرگوں کی داستان کہ وہ اپنوں کے ساتھ کیا کچھ کیا کرتے تھے، آج مہذب کہلا کر بھی یہی کچھ مسلمانوں کے ساتھ کر رہے ہیں۔

یہی وہ ظالم تھے جن پر غلبے پانے کی خوشخبری اللہ نے اپنے آخری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تھی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دور آیا آپ نے ایک لشکر ان کی طرف بھیجا، امام ابن عساکر لکھتے ہیں کہ اس لشکر میں حضرت عبداللہ بن خذافہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، رومیوں نے انہیں قیدی بنالیا، شاہ روم کے سامنے پیش کیا گیا، کہنے لگا، عیسائیت اختیار کرلو، رہا کردیں گے ورنہ تانبے کے کڑاہے میں بھون دوں گا۔ حضرت عبداللہ بن خذافہ رضی اللہ عنہ نے انکار کردیا...... بادشاہ نے ایک اور مسلمان قیدی کو منگوایا اور تیل سے کڑکڑاتے کڑاہے میں ڈال کر زندہ مسلمانوں کو کوئلہ بنادیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بادشاہ کہنے لگا، یہ حشر ہوگا اگر عیسائی نہ بنو گے تم؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے صاف انکار کردیا، کڑاہے میں پھینکنے کا حکم ہوا؟ وہ اس طرف جانے لگے تو رو دیئے، بادشاہ نے اپنے پاس بلوایا کہا، روتے کیوں ہو؟ کہنے لگے! یہ ایک جان ہے جو اللہ کی خاطر قربان ہو رہی ہے کاش میرے جسم کے ہر بال کے برابر جانیں ہوتیں میں سب قربان کرتا اور پھر بھی! بقول شاعر

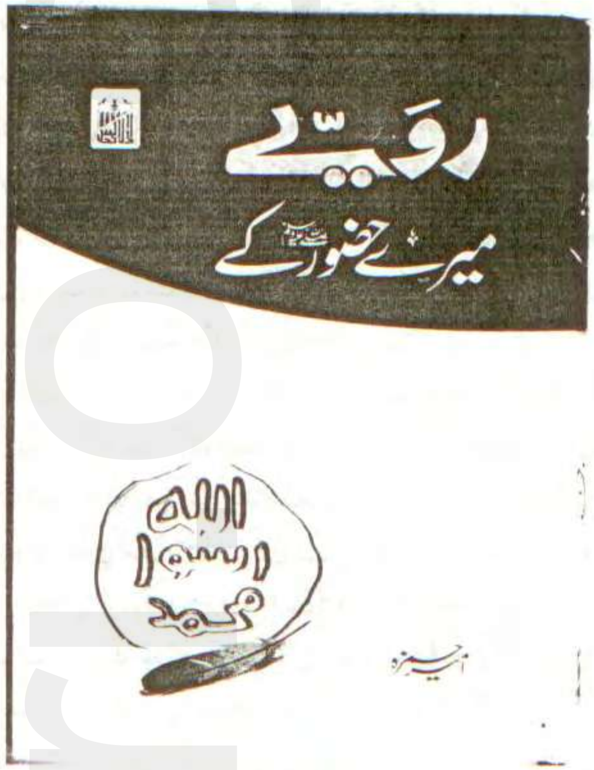
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

بادشاہ حیران و ششدر رہ گیا، کہنے لگا، میرے سر کو چوم لو میں تمہیں آزاد کردیتا ہوں، کہا نہیں چوموں گا، بادشاہ کہنے لگا عیسائیت قبول کرلو، اپنی بیٹی تمہاری بیوی بناتا ہوں، بادشاہت میں شامل کرتا ہوں، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے بھی ٹھکرادیا، اب بادشاہ کہنے لگا کہ میرے سر کو بوسہ دو میں تیرے 80 قیدی ساتھیوں کو آزاد کرتا ہوں، حضرت عبداللہ نے کہا، ہاں! یہ ٹھیک ہے اور قیصر روم کے سر کو بوسہ دے دیا اور 80 مسلمان ساتھیوں کو رہا کروالیا...... حضرت عمر رضی اللہ تک یہ خبر پہنچی اور پھر جب حضرت عبداللہ بن خذافہ رضی اللہ عنہ امیر المومنین کے پاس پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا سر چوم لیا۔

آج حالات اسلاف کی ضرورت:۔ قارئین کرام! یہ تھے قربانیاں دینے والے ہمارے اسلاف جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک دیکھ لیا، بادشاہت میں حصہ، شہزادی سے نکاح کا سندیسہ ان کے جوتے کا تسمہ بھی نہ بن سکا۔ انہوں نے اپنے موقف میں تھوڑی سی نرمی کی تو وہ بھی اپنی جان کی خاطر نہیں بلکہ 80 مسلمان جانوں کی خاطر...... اللہ کی قسم! یہ تھے میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار۔

الغرض! ظلم آج بھی جاری ہے، اے حکمرانو! دنیا ہی سامنے نہ رکھو، شاہ روم کے وارثوں کی خوشنودیاں ہی سامنے نہ رکھو، جنت کو سامنے رکھو کہ اک دن سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر قبر میں جانا ہے، اس جوبداہی کو سامنے رکھ کر آج کے دور میں کردار ادا کرو...... اللہ تمہاری رہنمائی فرمائے، بہادر بنائے، حضرت عبداللہ بن خذافہ رضی اللہ عنہ سے لے کر صوفی عبداللہ رحمہ اللہ تک اپنے اسلاف کو دیکھو۔ یارو! کچھ تو ڈٹ کر دکھلاؤ اللہ کو اپنے پاس پاؤ گے۔ (انشاءاللہ)

(بشکریہ ہفت روزہ جرار، مولانا امیر حمزہ حفظہ اللہ تعالیٰ، شمارہ نمبر ۲۵ جمعۃ المبارک ۴ شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ بمطابق ۱۴ جون ۲۰۱۳ء)



نام کتاب

رویے میرے حضور ﷺ کے

تالیف

امیر حمزہ

سرورق	ضیاء الرحمن
کمپوزنگ	محمد شفیق
ناشر	دارالاندلس
قیمت	

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

دارالاندلس ® اسلام کی نشر و اشاعت کا عالمی مرکز

۴۔لیک روڈ، چوبرجی لاہور پاکستان

Ph: 92-42-7230549 Fax: 92-42-7242639 www.dar-ul-andlus.com



نام کتاب

سیرت کے سچے موتی

تالیف

امیر حمزہ

تحقیق و تخریج	سید تنویر الحق شاہ
تہذیب و تحسین	محمد اشتیاق اصغر، حافظ یوسف سراج

سرورق	ضیاء الرحمن
کمپوزنگ	محمد شفیق
ناشر	دارالاندلس
قیمت	

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

دارالاندلس ® اسلام کی نشر و اشاعت کا عالمی مرکز

۴۔لیک روڈ، چوبرجی لاہور پاکستان

Ph: 92-42-7230549 Fax: 92-42-7242639 www.dar-ul-andlus.com

نام کتاب:۔سیرت کے سچے موتی......مصنف:۔امیر حمزہ حفظہ اللہ تعالیٰ

خواتین اسلام کی بیعت اصلاح: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں بھی (مدینہ سے مکہ آنے والے) ان لوگوں میں شامل تھا جو''عقبہ اولیٰ''میں موجود تھے۔ہم بارہ آدمی تھے،ہم نے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر عورتوں والی بیعت (بیعۃ النساء) کی۔یہ بیعت جنگ کے فرض ہونے سے پہلے کی تھی،یہ بیعت مندرجہ ذیل امور پر تھی۔

(1) ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔(2) ہم چوری نہیں کریں گے۔(3) ہم بدکاری کا ارتکاب نہیں کریں گے۔(4) ہم اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گے۔(5) اپنی طرف سے گھڑ کر کسی پر بہتان طرازی نہ کریں گے۔(6) نیکی کے کاموں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہ کریں گے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو مخاطب کر کے فرمایا:

اگر تم نے بیعت کرنے کے عہد کو پورا کیا تو تمہارے لیے جنت ہے اور اگر تم لوگوں نے ان گناہوں میں سے کسی کا ارتکاب کیا تو تمہارا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔وہ چاہے تو سزا دے اور چاہے تو تمہیں معاف کر دے۔

(بخاری کتاب مناقب الانصار، باب وفود الانصار الی النبی ﷺ ...... الخ :۳۸۹۲۔ مسلم :۱۷۰۹،مسند احمد:۳۲۳/۵، ح:۲۳۱۳۴و اسنادہ حسن لذاتہ، النسائی :۴۱۶۷،۴۱۶۶و اسنادہ حسن لذاتہ، سیرۃ ابن ھشام:۸۱/۲۔دلائل النبوۃ للبیھقی: ۴۳۶/۲واسنادہ حسن لذاتہ ،بحوالہ سیرت کے سچے موتی ص۱۳۲)

اہل اللہ کی روحانی بصیرت کا صحابہ سے ثبوت: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ ان کے چچا حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ بدر کی جنگ میں شامل نہ ہو سکے تھے،چنانچہ انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ہو کر پہلی جنگ لڑنے سے غیر حاضر رہا،اب اگر اللہ نے مجھے موقع دیا کہ میں اللہ کے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہو کر جنگ کروں تو اللہ دیکھے گا کہ میں کس بے جگری سے جنگ کرتا ہوں۔''

اور جب غزوہ احد کے دن مسلمانوں کو عارضی شکست سے دوچار ہونا پڑا تو وہ فرمانے لگے:''اے اللہ!ان مسلمانوں سے آج (اجتہادی غلطی کی وجہ سے اپنے نبی ﷺ کی حکم عدولی کر کے) جو کچھ کیا اس سے میں تیرے حضور معذرت پیش کرتا ہوں،مشرکوں نے (تیرے نبی ﷺ مسلمانوں اور شہداء کی لاشوں کے ساتھ) جو کچھ کیا، میں تیری جناب میں اس سے شدید کرب کا اظہار کرتا ہوں۔پھر آگے بڑھے تو ان کی ملاقات حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے ہوگئی۔حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے: سعد! کہاں جا رہے ہو؟ مجھے تو دامن احد سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔یہ کہتے ہوئے وہ آگے بڑھے اور لڑنے لگے،حتیٰ کہ شہید کر دیئے گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی لاش پہچانی نہ جا رہی تھی حتیٰ کہ ان کی بہن ربیع بن نضر رضی اللہ عنہ نے ان کی انگلیوں کے پورے سے ان کی لاش پہچانی۔حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کو اسی (۸۰) سے زائد زخم لگے تھے۔یہ زخم اور چرکے، نیزے،تلوار اور تیروں کے تھے۔

(بخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب قول الله'' من المؤمنین رجال......''۲۸۰۵) صحیح مسلم کے الفاظ ہیں کہ صحابہ خیال کیا کرتے تھے کہ یہ آیت انس بن نضر رضی اللہ عنہ اور ان جیسے دیگر صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی:'' من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا الله علیه فمنهم من قضی نحبه ومنهم من ینتظر وما بدّلوا تبدیلا ''(الاحزاب:۲۳/۳۳۔بحوالہ سیرت کے سچے موتی ص۲۴۲،۲۴۳)

اولیاء کی غیبی مدد کی مستند روایت: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حنظلہ بن ابی عامر لڑتے ہوئے ابوسفیان کے پاس جا پہنچے،وہ اسے قتل کرنے ہی والے تھے کہ شداد بن اسود نے حنظلہ رضی اللہ عنہ پر تلوار کا وار کر کے انہیں شہید کر دیا۔ان کی شہادت کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہا:'' ان صاحبکم حنظلة تغسّله الملائكة فسلوا صاحبتهٗ ''تمہارے ساتھی حنظلہ کو

فرشتے غسل دے رہے ہیں، ان کی بیوی سے پوچھو (کہ اس کا سبب کیا ہے؟۔ بیوی سے پوچھا گیا تو انھوں نے بتلایا کہ جب حنظلہ نے معرکہ آرائی کا سنا تو ان پر غسل واجب تھا لیکن وہ اللہ کے راستے میں اسی حالت میں نکل کھڑے ہوئے۔ یہ سن کر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "فذاك قد غسّلته الملائكة" اسی وجہ سے فرشتوں نے حنظلہ کو غسل دیا۔ (ابن حبان: ۷۰۲۵ واسناده حسن لذاته مستدرك حاكم: ۳/۲۰۴، ۲۰۵، ح: ۴۹۱۷ واسناده حسن لذاته السنن الكبرىٰ للبيهقي: ۱۵/۴، ح: ۶۸۱۴ و اسناده حسن لذاته بحوالہ سیرت کے سچے موتی ص ۲۴۹)

صوفیائے کرام کی بنیاد یعنی اہل صفہ کے احوال: صفہ کسے کہتے ہیں؟ اس بارے میں جناب سمہودی نے اپنی کتاب ''وفاء الوفاء'' میں، جناب یاقوت حموی نے اپنی مشہور کتاب ''معجم البلدان'' میں اور ابن منظور نے اپنی کتاب ''لسان العرب'' میں واضح کیا کہ ''صفہ'' اس جگہ کو کہا جاتا ہے جس پر چھت پڑی ہوئی ہو۔'' (سنن نسائي ۴۹۱۳ واسناده صحيح اور سنن ابي دائود ۴۳۸۶ و اسناده صحيح) میں " صـفة الـنـسـاء " یعنی عورتوں کا چھپر (جو مسجد نبوی ﷺ میں تھا) کا جملہ موجود ہے۔ اسی طرح صحیح بخاری (قبل: ۱۰۵۲) اور نسائی (۱۴۷۸) میں ''صفۃ زم زم'' کا جملہ لکھا ہے جس کا مطلب ہے: ''زم زم کے کنویں پر چھپر۔''

اصحاب صفہ کی تعداد: امام ابونعیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اصحاب صفہ کی تعداد مختلف اوقات میں مختلف ہوا کرتی تھی۔ جب مدینہ میں وفود زیادہ آتے تو تعداد بڑھ جاتی اور جب پردیسی کم آتے تو تعداد بھی کم ہو جاتی۔ (حلية الأولياء: ۱/۴۱۷، تحت الحديث: ۱۳۰۳)

تاہم عام دنوں میں یہاں حسب معمول ستر (۷۰) کے قریب لوگ ہر وقت موجود رہا کرتے تھے۔

(بخاري، كتاب الصلاة، باب لزوم الرجال في المسجد: ۴۴۲ ،حلية الأولياء: ۱/۴۱۷، ۴۱۸، ح: ۱۲۰۴ واسناده حسن لذاته، كتاب الزهد للامام احمد ابن حنبل رحمه الله، ص ۱۸۱ واسناده صحيح) کبھی تعداد اس قدر بھی بڑھ جاتی کہ صحابہ میں ان لوگوں کو تقسیم کر دیا جاتا اور پھر انصار صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے حصے کے لوگوں کو گھر لے جاتے اور وہاں ان کو کھانا کھلاتے۔ اصحابہ صفہ میں جو لوگ بڑے معروف تھے، ان کی ایک فہرست امام ابونعیم رحمہ اللہ نے ''حلیہ'' میں رقم کی ہے، جو اس طرح ہے:

1۔ اوس بن اوس الثقفی رضی اللہ عنہ، 2۔ اسماء بن حارثہ رضی اللہ عنہ، 3۔ الاغر المزنی، موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ، 4۔ البراء بن مالک رضی اللہ عنہ، 5۔ ثابت بن الضحاک رضی اللہ عنہ، 6۔ ثابت بن ودیعہ رضی اللہ عنہ، 7۔ ثقیف بن عمرو رضی اللہ عنہ، 8۔ جرہد بن خویلد رضی اللہ عنہ، 9۔ جعیل بن سراقہ رضی اللہ عنہ، 10۔ جاریہ بن حمیل رضی اللہ عنہ، 11۔ خذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ، 12۔ حبیب بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ، 13۔ حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ، 14۔ حازم بن حرملہ رضی اللہ عنہ، 15۔ غسیل الملائکہ حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ، 16۔ حجاج بن عمرو رضی اللہ عنہ، 17۔ الحکیم بن عمیر رضی اللہ عنہ، 18۔ حرملہ بن ایاس رضی اللہ عنہ، 19۔ خباب بن الارت رضی اللہ عنہ، 20۔ حنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ، 21۔ خالد بن زید (ابوایوب انصاری) رضی اللہ عنہ، 22۔ خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ، 23۔ خریم بن اوس رضی اللہ عنہ، 24۔ خبیب بن یساف رضی اللہ عنہ، 25۔ دکین بن سعید رضی اللہ عنہ، 26۔ عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ، 27۔ ابولبابہ انصاری رضی اللہ عنہ، 28۔ ابورزین رضی اللہ عنہ، 29۔ زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ، 30۔ سفینہ مولیٰ رسول اللہ رضی اللہ عنہ، 31۔ ابوسعید الخدری (سعد بن مالک) رضی اللہ عنہ، 32۔ سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ، 33۔ سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ، 34۔ سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ، 35۔ السائب بن خلاد رضی اللہ عنہ، 36۔ شقران مولیٰ رسول اللہ رضی اللہ عنہ، 37۔ شداد بن اسید رضی اللہ عنہ، 38۔ صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ، 39۔ صفوان بن بیضاء رضی اللہ عنہ، 40۔ طخفہ بن قیس رضی اللہ عنہ، 41۔ طلحہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، 42۔ الطفاوی الدوسی رضی اللہ عنہ، 43۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، 44۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، 45۔ عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ۔

(حلیة الأولیاء:۱/۴۲۵تا۴۷۱۔مسند احمد:۴/۱۲۸، ح:۱۷۱۶۱واسنادہ صحیح ۔بحوالہ سیرت کے سچے موتی ص۲۷۶، ۲۷۹)

اصحاب صفہ کا زہد اور دنیا سے بے ثباتی: امام ابوداؤد رحمہ اللہ اور امام ابن ماجہ رحمہ اللہ اپنی اپنی سنن میں اہل صفہ کی ان صفات کو لائے ہیں کہ ان لوگوں نے فقر اور زہد کو اپنے سینے سے لگا لیا، دنیا سے منہ موڑ لیا اور مسجد ہی میں جم کر بیٹھ گئے ۔وہ علم حاصل کرتے تھے اور اللہ کی عبادت میں مگن رہتے تھے۔ وہ الگ تھلگ ہو کر نفل نماز پڑھتے ،قرآن کی تلاوت کرتے ،اللہ کی آیات پر غور وفکر کرتے اور اللہ کا ذکر کرتے ۔ ان میں سے بعض لوگ لکھنے کی تعلیم حاصل کرتے ،اپنے استاد کو تحائف بھی دیتے ،حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جو قرآن کی تعلیم دینے اور لکھنا بھی سکھاتے تھے انہیں ان کے ایک شاگرد نے کمان تحفے میں دی۔

(ابوداؤد، کتاب الاجارة، باب فی کسب المعلم :۳۴۱۶ واسنادہ حسن لذاتہ، ابن ماجہ:۲۱۵۷،اسنادہ حسن لذاتہ، والاسود بن ثعلبة، صدوق حسن الحدیث، وثقه ابن حبان (الثقات:۴/۳۳)والحاکم بتصحیح حدیثه، مستدرك حاکم : ۴۱/۲) ان لوگوں میں بعض علم اور حدیث کو حفظ کرنے میں بہت معروف ہوئے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ جن سے کثرت کے ساتھ احادیث مروی ہیں اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہ جنہوں نے فتنوں سے متعلق احادیث یاد کرنے کا اہتمام کیا۔(بخاری: ۱۱۸، ۹۹، ۵۲۵۔بحوالہ سیرت کے سچے موتی ص۲۷۹)

دنیا جیب میں تو ہو......لیکن دل میں نہ ہو:۔اہل صفہ جو علم اور عبادت کیلئے دنیا سے کٹ گئے تھے،اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انہوں نے دنیا کو بالکل ہی خیر باد کہہ دیا تھا۔ وہ اپنی ضرورت کے مطابق لکڑیاں لا کر بھی بیچا کرتے تھے،جیسا کہ امام مسلم نیشاپوری رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے۔(مسلم:۶۷۷،بعد:۱۹۰۲)

اسی طرح اسلامی معاشرے کو جن مشکل حالات سے سابقہ پڑتا تھا وہ اس میں بھی حصہ لیتے تھے۔ جہاد وقتال میں مجاہد بن کر جایا کرتے، ان لوگوں میں سے بہت سے بدر کی لڑائی میں بھی شامل ہوئے جیسا کہ 1۔حضرت صفوان بن بیضاء رضی اللہ عنہ (حلیة الأولیاء:۱/۴۵۹)، 2۔خریم بن فاتک اسدی رضی اللہ عنہ (حلیة الأولیاء:۱/۴۴۵)،3۔حضرت خبیب بن یساف رضی اللہ عنہ (حلیة الأولیاء:۱/۴۴۶)

4۔حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ (حلیة الأولیاء:۱/۴۵۵)،5۔حارثہ بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ (حلیة الأولیاء:۱/۴۳۶)

اسی طرح ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو احد کی لڑائی میں شہید ہوئے ،جیسا کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ ہیں جن کو فرشتوں نے غسل دیا۔ یہ لوگ حدیبیہ میں بھی شامل تھے جیسا کہ حضرت جرہد بن خویلد رضی اللہ عنہ (حلیة الأولیاء۱/۴۳۲)اور حضرت ابوسریحہ غفاری رضی اللہ عنہ جبکہ حضرت ثقیف بن عمرو رضی اللہ عنہ خیبر میں شہید ہوئے ۔امام ابونعیم اصبہانی فرماتے ہیں:''حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ غزوہ تبوک میں شہید ہوئے۔(حلیة الأولیاء:۱/۴۴۷، ۴۴۸) حضرت سالم اور زید بن خطاب رضی اللہ عنہ یمامہ کی جنگ میں شہید ہوئے (حلیة الأولیاء: ۱/۴۵۴) الغرض، وہ علم، عبادت اور ذکر وفکر میں بھی باکمال تھے اور جہاد وقتال کے میدانوں میں بھی لاجواب تھے۔ جی ہاں! وہ ......''ع رھبانا في اللیل و فرسانا في النھار ''یہ لوگ رات کو عبادت گزار تھے اور دن کو شہ سوار تھے۔(بحوالہ سیرت کے سچے موتی ص۲۸۰)

اہل صفہ کا لباس فقیرانہ: کتب احادیث وسیر میں جو تفصیلات آئی ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ فقر وغربت کے باعث کسی کے پاس بھی مکمل لباس نہیں تھا۔ بعض کے پاس ایک ہی چادر تھی، جسے وہ اپنی گردن کے ساتھ باندھ لیتے تھے اور جسم اور ستر کو وہی چادر ڈھانپتی، یہ چادر بھی بعض کے تو نصف پنڈلیوں تک آجاتی اور بعض کے لئے وہ چادر اس قدر چھوٹی ہوتیں کہ وہ گھٹنوں تک بھی نہ پہنچ پاتیں۔ بعض لوگ صرف ازار بند ہی باندھ پاتے اور باقی جسم ننگا ہوتا۔(بخاری:۴۴۲،حلیة الاولیاء:۱/۴۱۷، ۴۱۸ ح:۱۲۰۴ واسنادہ حسن لذاتہ، کتاب الزھد: للامام احمد ابن حنبل، ص:۱۷واسنادہ صحیح)

صفہ چونکہ اردگرد سے کھلا تھا، اس لیے ہوا اور گرد بھی اہل صفہ پر پڑتی، پسینے پر جب گرد پڑتی تو جسم خاک آلود ہو جاتے۔
(بحوالہ سیرت کے سچے موتی ص ۲۸۱)

رسول کریم ﷺ کی محبت اہل صفہ کے ساتھ: مطالعہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ اہل صفہ کے پاس جا کر بیٹھتے، ان سے ملاقات کرتے، خیریت دریافت کرتے اور احوال معلوم کرتے، انہیں آخرت یاد دلاتے، قرآن کی قرات اور قرآن پر غور و فکر کی جانب توجہ دلاتے، انہیں ذکر الٰہی اور آخرت پر نگاہ جمائے رکھنے کی تلقین کرتے، دنیا سے بے رغبتی کی تلقین کرتے اور دنیاوی آرائش کی جانب سرپٹ بھاگنے کی تمنا کا علاج کرتے۔(مسند احمد: ۸/۴، ۹، ۱۵۴، ح: ۱۶۲۶۳ واسنادہ صحیح و ۱۷۵۴۳ واسنادہ صحیح، مسلم: ۸۰۳)

بیماروں کی عیادت فرماتے، ان کی رہنمائی کرتے، غم گساری کرتے، جب اللہ کے رسول ﷺ کے پاس صدقے کی کوئی شے آتی تو اسے اہل صفہ کی طرف بھیج دیتے اور اس سے خود کچھ بھی نہ لیتے اور جب کوئی ہدیہ آتا تو اسے بھی اہل صفہ کی طرف روانہ کر دیتے لیکن اہل صفہ کے ساتھ بیٹھ کر تحفے کے اس کھانے میں شامل ہو جاتے۔

(بخاری: ۶۴۵۲، ترمذی: ۲۴۷۷ واسنادہ حسن لذاتہ، ابن حبان: ۶۵۳۵ و اسنادہ صحیح، مستدرک حاکم: ۱۵/۳، ۱۶، ح: ۴۲۹۱ واسنادہ حسن لذاتہ) آپ ﷺ اپنی بیویوں کے گھروں میں اکثر ان لوگوں کو دعوت طعام پہ مدعو کرتے رہتے۔ ان لوگوں کے ساتھ آپ ﷺ کی محبت کا یہ حال تھا کہ گھر والوں کے مقابلے میں اہل صفہ کو ترجیح دیتے۔(بحوالہ سیرت کے سچے موتی ص ۲۸۲)

صوفیائے کرام ہر دو محاذوں کے علمبردار: قارئین کرام! آج کے دانشور کہتے ہیں کہ جرائم بے روزگاری اور غربت کی وجہ سے پھیلتے ہیں، ان لوگوں کی یہ بات سوائے جہالت کے کچھ نہیں، اہل صفہ کا کردار دیکھ لو، اس دور کے جاہلی معاشرے سے نکلے ہوئے ان لوگوں کی تربیت کی ہے جناب محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اس تربیت کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ جرائم سے کوسوں دور ہیں، لیکن وہ لوگ جن کی تربیت قرآن و سنت سے ہٹ کر ہوتی ہے زیادہ تر وہی قتل کرتے اور ڈاکے ڈالتے ہیں۔ زمینوں، پلاٹوں، فیکٹریوں اور کوٹھیوں کے مالک ہونے کے باوجود غریبوں کو بے گھر کرتے پھرتے ہیں اور ان کے پلاٹ ہتھیا لیتے ہیں۔ اس حقیقت کو آج بھی ملاحظہ کیا جا سکتا ہے، لہٰذا یہی فرق ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت اور جاہلی تربیت کے درمیان، اللہ کے نظام اور انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کے درمیان۔

اس حقیقت کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ ہمارے معاشرے میں ایک صوفی کے کردار کا جو تصور ہے وہ اس کردار سے بالکل مختلف ہے جو صفہ کے رہنے والے صحابہ کا تھا، اگر آج کا صوفی جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے صفہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ اہل صفہ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے تو پھر آج کے صوفیائے کرام کو تبھی صوفیائے عظام مانا جائے گا جب وہ علم، عبادت، زہد اور جہاد کے میدانوں میں برابر برسرپیکار ہوں گے۔ جہاد کے میدان مجاہدین کو پکار رہے ہوں اور کوئی سمجھے کہ اس جہاد سے کنی کترا کر وہ تصوف کی عبا اوڑھ کر صوفی بنا رہے گا تو یہ خام خیالی ہے، اہل صفہ کا منہج اس کا واضح انکار کر رہا ہے (سیرت کے سچے موتی ص ۲۸۴)

صحابہ کرام کے ساتھ غیبی امداد کے واقعات: حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافق کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ ہم نے آج تک اس جنازے سے ہلکا جنازہ کوئی نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سعد کا جنازہ اس لیے ہلکا ہے کہ اس وقت فرشتوں کی وہ جماعت زمین پہ آئی ہے جو آج سے پہلے کبھی زمین پر نہیں آئی۔ انہوں نے سعد کو تمہارے ہمراہ اٹھا رکھا ہے۔(طبقات ابن سعد: ۳۲۶/۳، ۳۲۷ واسنادہ حسن لذاتہ، الترمذی: ۳۸۴۹ حسن، مستدرک حاکم: ۲۰۷/۳، ح: ۴۹۲۶ حسن، طبرانی کبیر: ۱۲/۶، ۱۳، مسند ابی یعلی: ۱۱۴/۳، ح: ۳۰۲۴ حسن)

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اهتز عرش الرحمان لموت سعد بن معاذ'' سعد بن معاذ کی موت پر رب رحمان کا عرش بھی ہل گیا۔

(بخاری، كتاب مناقب الانصار، باب سعد بن معاذ رضی الله عنه: ۳۸۰۳۔بحوالہ سیرت کے سچے موتی ص ۳۲۵)

خواتین کی بیعت اصلاح کی دوسری دلیل:۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: مومن عورتیں اس بات یعنی ایمان پر جب ہجرت کر کے مدینہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا کرتی تھیں تو اللہ کے رسول اللہ ﷺ اللہ کے فرمان کے مطابق ان کی جانچ پڑتال کر لیتے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان یہ تھا:'' يايها النبى اذا جاءك المومنت يبايعنك على ان لا يشركن بالله شيئا ولا يسرقن ولا يزنين ولا يقتلن اولادهن ولا ياتين ببهتان يّفترينهٗ بين ايديهن وارجلهن ولا يعصينك فى معروف فبا يعهن واستغفر لهن الله، ان الله غفور رحيم '' (الممتحنة: ۱۲/۶۰) اے نبی! جب تمہارے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گی، نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ اپنے ہاتھ اور پاؤں میں کوئی (بدکاری یا بدچلنی کا) بہتان گھڑ کر لائیں گی اور کسی نیک معاملے میں آپ کی نافرمانی نہ کریں گی، تو آپ ان سے بیعت بھی لے لیں اور ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے معافی بھی مانگ لگیں، اللہ تعالیٰ یقیناً بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مزید بتلاتی ہیں: ان مہاجر مومن عوتوں میں جو عورت ان شرائط کا اقرار کر لیتی اس کے بارے میں سمجھا جاتا کہ یہ خاتون امتحان میں کامیاب ہوگئی، چنانچہ، جب یہ خواتین اپنی زبان سے اقرار کر لیتیں تو اللہ کے رسول ﷺ ان سے فرماتے:'' انطلقن فقد بايعتكنّ '' میں نے تم سے بیعت لے لی، اب جاؤ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتلاتی ہیں: اللہ کی قسم! بیعت لیتے وقت اللہ کے رسول ﷺ کا ہاتھ مبارک کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں لگا، بس آپ ﷺ گفتگو کے ذریعے ہی بیعت لیتے تھے، اللہ کی قسم! اللہ کے رسول ﷺ نے عورتوں سے صرف انہی باتوں پر عہد لیا جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔(بخاری، كتاب الطلاق، باب اذا سلمت المشركة ...... الخ: ۵۲۸۸۔بحوالہ سیرت کے سچے موتی ص ۳۶۸)





نام کتاب:۔مومن عورتوں کی کرامات......مصنف:۔امیر حمزہ حفظہ اللہ

کتاب''مومن عورتوں کی کرامات''ایک عظیم شاہکار:''مومن عورتوں کی کرامات''مولانا امیر حمزہ حفظہ اللہ کی تالیف لطیف ہے، کتاب وسنت کی روشنی میں انہوں نے اسلام کی چند ایسی خواتین کے واقعات کو جمع کیا ہے کہ ایمان وتقویٰ کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے جن کو صاحب کرامات بنایا۔ یہ واقعات آج کی مسلم خواتین کے لئے روشنی کا مینار ہیں۔ بازار میں اب تک من گھڑت قصے کہانیوں پر مشتمل کرامات کے نام سے بے شمار کتب موجود ہیں مگر قرآن مجید اور صحیح احادیث سے ثابت مومن عورتوں کی کرامات پہلی بار منظر عام پر آرہی ہے......اور پھر مولانا امیر حمزہ حفظہ اللہ کے قلم نے جدید دور کے مطابق دلکش اسلوب میں ایسا انداز اپنایا ہے کہ یہ کتاب ہر عورت کی اصلاح کیلئے ایسا گلدستہ بن گیا ہے جو جہیز میں دینے کیلئے ایک گراں قدر تحفہ ہے......اس کے ساتھ ساتھ اگر مرد بھی پڑھیں تو وہ ایک بااخلاق اور نرم خو خاوند بن جائیں نیز عقیدے کی اصلاح اور معاشرتی زندگی میں مرد اور عورت میں یہ ایک انقلاب آفریں تحریر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مسلم خواتین کیلئے صراط مستقیم پر گامزن ہونے کا ذریعہ بنائے اور مؤلف محترم کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین۔(مومن عورتوں کی کرامات،ص۱۳)

محمد سیف اللہ خالد(مدیر''دارالاندلس''۲۰ شعبان ۱۴۲۵ھ ا اکتوبر 2004ء)

خواتین کی کرامات پر مستند کتاب: ہم نے اپنی کتاب''مومن عورتوں کی کرامات''میں ان کرامات کا ذکر کیا ہے جو کتاب وسنت سے ثابت ہیں۔ کتاب وسنت سے ثابت ہونے والی کرامات کا تعلق لامحالہ بعثت محمد ﷺ سے پہلے کی مومن خواتین اور جناب محمد کریم ﷺ کی صحابیات سے ہے۔ مزید برآں بعد کی خواتین کے جو مستند واقعات ہیں ہم نے ان کا بھی ایک باب باندھا ہے۔اس کتاب کو لانے کا مقصد یہ ہے کہ کتاب وسنت کے خلاف الٹے سیدھے غیر مستند واقعات پر مشتمل جو کتابیں بازار میں دستیاب ہیں اور خواتین کے عقیدے کی بربادی کا باعث ہیں،ان کی بجائے مستند واقعات پر مشتمل ایک ایسی کتاب فراہم کی جائے جس کے واقعات پڑھ کر عقیدہ ٹھیک ہو،معاشرے کی اصلاح ہو اور دین پر کاربند رہنے اور تکالیف برداشت کرنے کا حوصلہ بھی پیدا ہو۔

مجھے اس موضوع پر کتاب لکھنے کی ترغیب برادرم سیف اللہ خالد مدیر''دارالاندلس''نے دلائی، چنانچہ میں نے تفاسیر اور کتب احادیث کے بعد دیگر کتابوں میں سے سب سے زیادہ جس کتاب سے استفادہ کیا وہ''شیخ عبدالرقیب بن علی''کی کتاب''کرامات اولیاء''ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو خواتین کی اصلاح کا ذریعہ بنا دے۔آمین۔(امیر حمزہ ا اکتوبر 2004ء)(مومن عورتوں کی کرامات،ص۱۶)

اللہ!اللہ! حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی کرامت

وہ عورت اللہ کی ولیہ ہے: عورت......جس نے اپنی عزت کو محفوظ رکھا،عصمت کو داغدار نہیں ہونے دیا،عفت کو گدلا نہیں ہونے دیا، اپنی آبرو کو اس طرح سنبھال کر رکھا جس طرح کوئی مالدار اپنے مرجان اور یاقوت ڈاکوؤں اور چوروں سے محفوظ کر کے رکھتا ہے،وہ عورت اللہ کی ولیہ ہے،اللہ کریم کے ہاں ایک بزرگ عورت کا مقام رکھتی ہے۔

اللہ سے تعلق کی عظیم داستان: میری بہنو! میں جس عورت کا ذکر کرنے لگا ہوں یہ عورت اس عظیم انسان کی بیوی ہے جسے اللہ نے اپنا ''خلیل''کہا ہے۔خلیل گہرے اور جگری دوست کو کہا جاتا ہے۔اللہ کے اس دوست کا نام''ابراہیم علیہ السلام''ہے۔ جناب ابراہیم علیہ السلام جب عراق کی سرزمین سے نمرود کے ہاتھوں ستائے ہوئے نکلے اور دیس سے پردیس ہو کر فلسطین کی طرف چلے تو ان کے ساتھ ان کی بیوی بھی تھیں۔آپ کی اس بیوی کا نام سارہ رضی اللہ عنہا تھا۔(مومن عورتوں کی کرامات،ص۲۰)

دونوں میاں بیوی اپنا ایمان بچا کر مہاجر بنے،سفر کرتے چلے جا رہے تھے۔راستے میں مصر کا ملک تھا،جب مصر میں داخل ہوئے تو وہاں کے بادشاہ کو خبر ہوئی کہ ایک شخص ہمارے ملک میں داخل ہوا ہے اور اس کے ساتھ اس کی نوجوان بیوی بھی ہے اور وہ بے حد خوبصورت ہے۔

بادشاہ کی عادت سوتھی کہ اسکے ملک میں نئے آنے والے کے ساتھ اگر کوئی عورت ہوتی اور وہ خوبصورت ہوتی تو بادشاہ اس عورت کو پسند کر لیتا اور اپنے پاس رکھ لیتا۔ چنانچہ بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ بھی یہی سلوک کرنے کا ارادہ کیا۔

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے مطابق بادشاہ کے کارندے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور انہیں بادشاہ کا پیغام دیا کہ وہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو بادشاہ کے پاس بھیجیں۔ حضرت ابراہیم علیہ اسلام پردیسی تھے، اجنبی تھے، غریب الدیار اور مسافر تھے، وہ کیا کر سکتے تھے۔ بے بس تھے لیکن اللہ کے موحد بندے تھے، انہیں یہ یقین تھا کہ جس اللہ کی توحید کیلئے وہ آگ میں کود گئے اور اللہ نے انہیں محفوظ رکھا وہ اللہ اپنے بندے کی عزت کا بھی ضرور پاس کرے گا۔ چانچہ بے بس مسافر نے پانی بیوی کو بادشاہ کی طرف روانہ کر دیا۔

بادشاہ کی بدنیتی اور آپ کی کرامت: حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو محل میں پہنچا دیا گیا، بادشاہ ان کے حسن کے بارے میں اپنے کارندوں سے آگاہ ہو چکا تھا اس کی نیت جو پہلے ہی خراب تھی کہ وہ اب اس کا ارادہ اور زیادہ برا ہو گیا۔ چنانچہ وہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی طرف متوجہ ہونے لگا تو حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اٹھ کھڑی ہوئیں، وضو کرنے لگیں اور انہوں نے نماز شروع کر دی، وہ اپنے اللہ کے حضور کھڑی ہو گئیں۔ محسوس ہوتا ہے کہ بادشاہ یہ منظر دیکھتا رہا اور یہ سوچ کر انتظار کرتا رہا کہ یہ خاتون اپنی عبادت سے فارغ ہو گی تو پھر اس کی طرف بڑھوں گا، ادھر حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اپنے رب کریم سے باتیں کر رہی تھیں۔ جو کوئی بھی جب اپنے رب کے حضور نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے اللہ سے باتیں کرتا ہے۔ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے اپنے رب سے اپنی مشکل کے بارے میں جو بات کی، اللہ کی قسم! باکمال کی، انہوں نے کہا: ''اللھم ان کنت امنت بك وبرسولك واحصنت فرجي الا علي زوجي فلا تسلط علي الكافر '' (بخاری) اے اللہ! اگر میں تجھ پر ایمان لائی ہوں، تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں، اپنے خاوند کو چھوڑ کر میں نے اپنی عزت وعصمت کو کبھی داغدار نہیں ہونے دیا......تو (پھر اے میرے مولا!) اس کافر کو مجھ پر مسلط نہ ہونے دے۔

اللہ! اللہ! حضرت سارہ مشکل میں ہیں، عزت کو بچانے کی مشکل......اس مشکل میں فریاد کناں ہیں اپنے مولا کریم سے......اور مشکل سے نکلنے کیلئے اپنے اللہ کے ہاں کسی کا واسطہ نہیں ڈالتی، کوئی وسیلہ نہیں ڈھونڈتی بلکہ وسیلہ ڈھونڈا تو اللہ کی عبادت کا......نماز پڑھتی ہیں اور نماز میں اپنے عمل کا وسیلہ ڈالتی ہیں۔ اللہ کی یہ ولیہ عورت ایمان کے بعد اپنے جس عمل کا وسیلہ اپنے رب کے حضور ڈالتی ہیں وہ اپنی پاکدامنی کا وسیلہ ہے۔ اللہ اکبر! پاکدامنی کتنی بڑی چیز ہے، کتنا اعلیٰ عمل ہے۔ یہ کس قدر خوبصورت نگینہ ہے جسے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے سنبھال سنبھال کے رکھا ہے۔ یہ کیسا خوبصورت یاقوت ہے جس پر حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے خراش تک نہیں آنے دی۔ یہ کیسا چمکدار ہیرا ہے جس پر اللہ کے خلیل کی بیوی نے گرد بھی نہیں پڑنے دی۔ اللہ اکبر! یہ کتنا بڑا اور عالیشان عمل ہے۔ عزت کی حفاظت واقعی بہت بڑا عمل ہے، اس کے بڑا اور عالیشان ہونے پر یہی دلیل کافی ہے کہ اللہ کی بندی نے اس عمل کو اللہ کے دربار میں بطور واسطہ پیش کیا ہے اور مدعا یہ ہے کہ عزت بچ جائے۔ عفت مشکل میں ہے اور دعا ہے کہ اے اللہ! اس مشکل سے نکال دے کہ تو ہی مشکل کشا ہے۔ (مومن عورتوں کی کرامات، ص۲۱،۲۲)

آپ کا مقام بہت اونچا ہے: واہ! واہ! اے مسلمانوں کی روحانی اماں! تیرے سچے عمل کی لاج......عرش والے ''لج پال'' نے ایسی رکھی کہ کمال کر دیا۔ بے شک آپ نے اللہ کے حضور واسطہ اپنے خاوند کا نہیں ڈالا، باوجود اس کے کہ وہ اللہ کے گہرے دوست ہیں......آپ نے واسطہ ڈالا تو اپنے عمل کا ڈالا۔ آپ کو ولایت ملی تو اپنے عمل سے ملی، کسی دوسرے کے مقام و مرتبہ اور کسی دوسرے کے نیک عمل سے ولایت نہیں ملی بلکہ اپنے ہی عمل سے ملی اور آپ کا یہ کردار قیامت تک آنے والی تمام عورتوں کیلئے نمونہ بن گیا ہے کہ مقام ملے گا تو اپنے عمل سے ملے گا اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کے بعد عورت کیلئے جو سب سے بڑا عمل ہے، جو ولایت کی بلندیوں تک پہنچانے والا ہے وہ عزت وآبرو کی حفاظت کا عمل ہے۔ (مومن عورتوں کی کرامات، ص۲۲)

ولیہ کی فریاد اور غیبی مدد الٰہی: میری بہنو! ہم سب کی روحانی ماں اللہ کی ایسی ولیہ اور دوست تھیں کہ اللہ نے ان کی فریاد کو فوراً سنا اور پھر اگلا منظر کیسا سامنے آیا۔ آیئے ملاحظہ کیجئے: حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے نماز ختم کر لی، اپنے رب سے فریاد کر لی تو بادشاہ اپنے تخت سے اٹھا، حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی طرف بڑھنے لگا اور جب قدرے قریب آیا تو بے ہوش کر دھڑام سے محل کے فرش پر گر پڑا۔ اس کے منہ سے اس طرح کی آوازیں آ رہی تھیں جیسے موٹے کٹے کو ذبح کیا جائے تو گھر ڑ گھر ڑ کی آوازیں نکلنا شروع ہو جاتی ہیں، بادشاہ کا بھی یہی حال تھا۔ منہ سے جھاگ بہنا شروع ہو گئی تھی، اب اس کے پاؤں بھی زمین سے رگڑیں کھانے لگے تھے، ٹانگیں چل رہی تھیں۔ وہ تڑپ رہا تھا، صاف نظر آ رہا تھا کہ یہ اللہ کی گرفت میں ہے۔ یہ حضرت سارہ کو اپنی گرفت میں لینا چاہتا تھا لیکن اللہ نے ایسا گرفت میں لیا کہ ''بے بے'' یاد آ گئی۔

جو تو میرا تو سب تیرا: لوگو! جب کوئی اللہ کا بن جاتا ہے تو اللہ اس کا بن جاتا ہے۔ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے لیے مولا کریم ایسے بن گئے کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا جو کہتیں جاتی تھیں، عرش والا رب اسی طرح کرتا جاتا تھا۔ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو خیال آیا کہ اگر یہ بادشاہ اسی طرح مر گیا تو پھر کیا ہو گا؟ کہیں اس کے قتل کا الزام مجھ پر ہی نہ لگ جائے؟ چنانچہ یہ خیال آتے ہی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اپنے رب کے حضور فریاد کرتی ہیں: ''اللھم ان یمت یقال ھی قتلتہ'' (بخاری) مولا کریم! اگر یہ مر گیا تو یہی کہا جائے گا کہ اس عورت نے بادشاہ کو مار دیا ہے۔

جو چاہا......رب نے کر دیا! اللہ نے اپنی بندی کے خدشہ کے مطابق ان کی خواہش کو پورا کر دیا اور بادشاہ کو ٹھیک کر دیا۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ درمیان میں کتنا وقفہ پڑا۔ یہ معاملہ چند منٹ کا تھا یا چند گھنٹوں کا تھا یا ایک آدھ دن کا تھا۔ بہر حال بادشاہ کے ساتھ جو ہوا وہ اسے بھلا کر دوبارہ پہلے والی حرکت کا سوچنے لگا...... حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے جب دوبارہ دیکھا کہ بادشاہ کو عقل نہیں آئی بلکہ اب پھر سرکشی پر آمادہ ہے...... تو دوبارہ پہلے والا عمل دہرایا، وضو کیا نماز پڑھی اور اللہ کے ہاں پہلے والی دعا کی ...... نماز سے فارغ ہوئیں تو بادشاہ آگے بڑھا۔ وہ دوسری بار پھر نیچے گرا اور پہلے والی حالت سے دوچار ہو گیا۔ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے دوبارہ اپنے رب سے وہی التجا کی کہ اے اللہ! اگر یہ مر گیا تو الزام اس کے مرنے کا تیری بندی پر ہی آئے گا۔

اللہ! اللہ! اللہ کریم نے بادشاہ کو دوبارہ ٹھیک کر دیا، گویا اللہ کریم کہہ رہے تھے کہ میری بندی! تو جس طرح کہتی جائے گی ہم اسی طرح کرتے جائیں گے۔

قارئین کرام! بادشاہ نے اب دربار لگایا اور اپنے کارندوں کو کہنے لگا: یہ عورت جو تم میرے پاس لائے ہو یہ جنات میں سے کوئی جن عورت تھی جسے تم میرے پاس لے آئے، اسے اس کے خاوند ابراہیم علیہ اسلام کے پاس لے جاؤ۔ محسوس ہوتا ہے کہ وہ کارندے جانے لگے تو بادشاہ نے انہیں کہا کہ ٹھہرو! یہ لڑکی ہے، اس کا نام ''حاجرہ'' ہے اسے اس خاتون کے سپرد کر دو کہ وہ اسے ساتھ لے جائے۔

اللہ! اللہ! حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی کرامت دیکھئے کہ وہ بادشاہ جو حضرت سارہ کے حسن میں دل گرفتہ ہو کر انہیں اپنے پاس رکھنا چاہتا تھا وہ اب اپنی لڑکی کی خادمہ بنا کر حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کر رہا تھا۔

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا حاجرہ کو لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچیں تو آپ یقیناً خوش ہوئے ہوں گے کہ اللہ نے کرم کیا، سارہ آ گئی مگر حیران بھی ہوں گے کہ یہ ایک اور لڑکی بھی اس کے ساتھ ہے۔ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے خلیل علیہ السلام کی حیرانی کو فوراً دہری خوشی و مسرت میں یہ کہہ کر تبدیل کر دیا: '' اشعرك ان الله كب الكافر واخدم وليدة ''(بخاری)

جناب نے محسوس نہیں کیا کہ اللہ نے کافر کو اوندھے منہ پٹخ کے رکھ دیا اور خدمت کے لئے یہ لڑکی بھی عطا کر دی ہے۔

(مومن عورتوں کی کرامات، ص ۲۳، ۲۴)

بئر زم زم حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا کی کرامت

اللہ کی صابرہ وشاکرہ بندی حاجرہ رضی اللہ عنہ کی یہ کرامت ہزاروں سال سے آج بھی جاری ہے۔اللہ تعالیٰ نے مجھے کئی بار یہاں آنے کی سعادت سے نوازا...... میں جب بھی اس کنویں کے قریب گیا،حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا کی اس کرامت اوراس کے پورے پس منظر کو ذہن میں ایک فلم کی طرح چلا کر لطف اندوز ہوتا رہااور زم زم پیتے ہوئے یہ سوچتا رہا کہ مکہ شہراوراس کے اردگرد میلوں تک آج بھی نہ کوئی نہر ہےاور نہ کوئی چشمہ۔ پہاڑ خشک اور سخت ہیں،گرمی اس قدر ہے کہ ہمارے ہاں پاکستان میں جب دسمبر اور جنوری کی سردی میں لوگ ٹھٹھرتے ہیں تو مکہ میں ایئر کنڈیشنر ز چلتے ہیں......اس گرم اور ویران وادی میں اللہ کی قدرت کا نظارہ دیکھو،حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا کی کرامت کا منظر دیکھو کہ یہ چشمہ جو کنویں کی شکل میں ہے، ہزاروں سال سے جاری ہے۔آج وہاں ٹیوب ویل نصب ہےاور 24 گھنٹے چلتا ہےمگر پانی کی کوئی کمی نہیں۔ یہ پانی مکہ کے شہری بھی پیتے ہیں، جدہ کے شہری بھی یہی پانی پیتے ہیں اور مدینہ کے حرم نبوی میں بھی یہی پانی پیا جاتا ہے۔ ویسے تو سارا سال ہی لاکھوں لوگ عمرے کیلئے آتے ہیں اور پانی پینے کے علاوہ نہانے کے ساتھ ساتھ...... جاتے ہوئے ہمراہ بھی لے جاتے ہیں مگر رمضان میں عمرہ کرنے والوں کی تعداد اب پچیس سے تیس لاکھ کو چھونے والی ہے، یہ سب لوگ اپنے گھروں میں بھی پانی لے کر جاتے ہیں۔ یوں پوری دنیا میں یہ پانی پہنچتا ہےمگر زم زم کے کنویں میں پانی کی کوئی کمی نہیں۔ لاریب مولا کریم نے اپنی بندی کیلئے زم زم کی صورت میں کرامت کا جو فیض جاری کیا وہ آج بھی جاری ہے۔(مومن عورتوں کی کرامات،ص ۳۱،۳۲)

زم زم شفاؤں کا خزانہ: زم زم کے پانی میں اللہ تعالیٰ نے بڑی شفا رکھی ہےاور یہ محض عقیدہ وایمان ہی کی بات نہیں بلکہ اس پانی کو دنیا کی اعلیٰ ترین لیبارٹریوں میں چیک کیا گیا تو رزلٹ یہ آیا کہ صحت کے اعتبار سے یہ پانی مکمل طور پر صحت مند ہےاوراس کی کوالٹی اس قدر اعلیٰ ہے کہ اس کوالٹی کا پانی روئے زمین پر اور کہیں موجود نہیں۔

حضرت حاجرہ کی کرامت تا قیامت جاری رہے گی: سعودی عرب کا جو موجودہ دور ہےاس کے بانی شاہ عبدالعزیز آل سعود رحمہ اللہ کے زمانے میں ایک برطانوی کمپنی نے زم زم کو اپنی لیبارٹری میں چیک کرنے کا پروگرام بنایا۔زم زم کا سیمپل لیا گیا۔آگے کمپنی تک جس شخص نے یہ سیمپل پہنچایا وہ اس کمپنی کا ایک کارندہ اور یہودی تھا۔اس یہودی نے زم زم کے پانی میں عام اور آلودہ پانی ملا دیا، جب رپورٹ سامنے آئی تو شور مچ گیا کہ زم زم کا پانی صحت کیلئے نقصان دہ ہے۔حکومت سعودی عرب نے کمپنی سے کہا کہ وہ اپنی لیبارٹری کو چیک کروائے اور اپنے بندوں میں بھی تحقیق کروائے کہ درمیان میں کسی گڑبڑ کا امکان نظر آتا ہے۔ چنانچہ کمپنی کو زم زم کا دوبارہ سیمپل دیا گیا اور جب اسے چیک کیا گیا تو زم زم کا پانی دنیا کا بہترین پانی قرار پایا۔اب جب سیمپل لانے والے بندوں کی تحقیق شروع ہوئی تو ایک اہلکار جو یہودی تھا اس نے اعتراف کیا کہ اس نے عام استعمال شدہ آلودہ پانی زم زم کے پانی میں ملا دیا تھا۔ یہودی کی خباثت ظاہر ہوگئی اور ثابت ہو گیا کہ حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا کے فرزند ارجمند جناب رسول آخر ﷺ نے جب زم زم کے پانی کو آب شفاء قرار دے دیا تو حکومت سعودیہ کا یہ مومنانہ جواب خوب ایمان افروز تھا کہ تمہاری لیبارٹری اور بندے جراثیم زدہ ہو سکتے ہیں، حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا کی کرامت سے پھوٹنے والے چشمہ کا پانی جراثیم زدہ نہیں ہوسکتا۔ جی ہاں!اس معجزانہ پانی سے شفایابی کا فیض آج بھی جاری ہےاور حضرت حاجرہ رضی علیہ السلام کی یہ کرامت تا قیامت جاری رہے گی۔(انشاءاللہ)(مومن عورتوں کی کرامات،ص ۳۲،۳۳)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی کرامت اور یہودی کا دل پھر جانا

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اس شخص کی بیٹی ہیں جو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں افضل ہیں یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی، ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں، حواری رسول حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ہیں اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ

عنہما کی والدہ ہیں......اور جی ہاں! خاتم الانبیاء جناب رسول کریم ﷺ کی سالی ہیں۔ یہ رشتے بتلا رہے ہیں کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا مقام کس قدر بلند ہے...... مکہ میں ان کے والد گرامی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مالدار ترین افراد میں سے تھے......مگر اللہ کیلئے ان کی پاکباز لوگوں نے اپنا وطن اور مال و دولت سب کچھ چھوڑا اور ہجرت کر کے مدینہ میں آ گئے۔ یہاں انتہائی کٹھن زندگی اور غربت وافلاس کا سامنا کرنا پڑا۔ اللہ نے ''فقراء مہاجرین'' کے الفاظ اپنی کتاب میں درج فرما کر واضح کر دیا کہ ان مہاجروں کی زندگی کس قدر کٹھن تھی۔

صحابہ اور صحابیات کے واقعات کے ضمن میں حافظ ابن عسا کر نے ''الاصابہ'' کتاب لکھی۔ اس میں اور طبرانی میں بھی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا یہ واقعہ ان کی اپنی زندگی مذکور ہے کہ مدینہ میں بنونضیر قبیلے کے محلّہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو جگہ لے کر دی تھی، میں اسی جگہ میں رہتی تھی۔ اب میرے خاوند حضرت زبیر جناب رسول کریم ﷺ کے ساتھ (کسی غزوہ وغیرہ میں) چلے گئے۔ ہمارے پڑوسی یہودی تھے، ایک دن انہوں نے بکری ذبح کی اور ہنڈیا چولہے پر چڑھا دی، میں نے اس کی خوشبو کو پایا، خوشبو پا کر میرے دماغ میں ایسے ایسے خیالات آئے کہ اس سے پہلے کبھی نہیں آئے۔ میری گود میں اس وقت میری بچی خدیجہ بھی تھی......آخر کار مجھ سے صبر نہ ہوا لہٰذا میں نکلی اور یہودن عورت کے گھر میں آگ لینے کے بہانے داخل ہوئی۔ دل میں خواہش یہی تھی کہ شاید وہ مجھے کھانا پوچھ لے اور کھلا دے جبکہ آگ کی تو مجھے بالکل ضرورت نہ تھی مگر یہودن نے آگ دے دی اور کھانا نہیں پوچھا۔ میں واپس آ گئی......لیکن گھر میں کھانے کی خوشبو تو متواتر آ رہی تھی لہٰذا اس خوشبو کا شر مزید بڑھ گیا، اب میں نے اس آگ کو بجھا دیا اور دوسری بار پھر آگ لینے کے بہانے گئی کہ شاید اس بار ہی وہ کھانے کا پوچھ لے لیکن اس نے نہ پوچھا اور میں واپس آ گئی...... پھر صبر نہ ہوا اور حتیٰ کہ میں تیسری بار گئی مگر تیسری بار بھی آگ ہی لے کر واپس آ گئی۔ اب میں بیٹھی رونے لگی اور اللہ سے دعائیں کرنے لگی......اب کیا ہوا......اس یہودن کا خاوند گھر میں آ گیا۔ گھر میں داخل ہوتے ہی اس نے اپنی بیوی سے پوچھا کیا تیری پاس کوئی آیا ہے؟ یہودن نے کہا وہ عرب عورت آئی تھی آگ لینے کیلئے۔ یہ سنتے ہی یہودی کہنے لگا: ''فلا اکل منها ابدا اوترسلی الیها منها ''میں اس کھانے کو بالکل نہیں کھاؤں گا یا اس کھانے میں اس عرب عورت کی طرف بھی بھیج۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں چنانچہ اس یہودن نے میری طرف ایک بڑا برتن بھر کر بھیجا، اس وقت پوری زمین پر مجھے اس کھانے سے بڑھ کر کوئی کھانا محبوب نہ لگا۔

میری بہنو! حضرت اسماء کے رشتوں ناتوں پر غور کرو، کتنا اعلیٰ مقام ہے مگر غربت کے باوجود ان کا خاوند اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ سفر جہاد میں ہے۔ آفرین ہے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے کردار پر کہ خاوند کی ناشکری نہیں ہے۔ سالار صحابہ جناب محمد کریم ﷺ کا شکوہ نہیں ہے اور اسلام کی بلندی کیلئے وہ گھر بیٹھی قربانی دے رہی ہیں...... بھوک ستاتی ہے مگر تینوں بار کھانا مانگنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ یہ ہے سفید پوشی، سوال سے بچنے کا کردار، کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے سے مکمل احتیاط......اور جی ہاں! خودداری اور وقار کے ساتھ تدبیر ضرور لڑائی، منصوبہ بندی پوری کی مگر جب تدبیر اور منصوبہ ناکام ہو گیا تو اپنے رب کے سامنے ہاتھ پھیلایا، رو رو کر اسی کے سامنے گریہ وزاری کی......کہ مولا! خاوند گھر نہیں ہے، پیٹ بھوکا ہے، معصوم بچی بھی ہمراہ ہے۔ اب تیرے سوا کون کھلا سکتا ہے؟۔

اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے: ''ان القلوب بید الله یصرفها کیف یشاء'' دل اللہ کے ہاتھ میں ہیں جدھر چاہے پھیر دے۔

یہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی کرامت تھی کہ اللہ نے یہودی کا دل پھیر دیا، اسے محسوس کروا دیا، اس کی زبان سے جملہ نکلوا دیا......اور کھانا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے گھر میں پہنچ گیا۔ جب خود لینے جاتی ہیں تو نہیں...... جب رب دینے پہ آیا تو یہودن خود چل کر دے گئی۔
(مومن عورتوں کی کرامات، ص ۱۰۳ تا ۱۰۵)

ام ربیع رضی اللہ عنہا کا یقین کامل اور غیبی مدد

صحیح مسلم، مسند احمد اور نسائی کی روایت کے مطابق حضرت ام حارثہ رضی اللہ عنہا نے کسی کو زخمی کر دیا......ایک روایت میں ہے کہ اس کا

دانت توڑ دیا۔لہٰذا جس کا دانت ٹوٹا وہ جناب رسول کریم ﷺ کی عدالت میں آئے اور کہا ''قصاص،قصاص''ہمیں تو بدلہ چاہیے یعنی دانت کے بدلے دانت توڑنے کا بدلہ.....اس پر ام ربیع رضی اللہ عنہا جو ام حارثہ رضی اللہ عنہا کی ماں تھیں، کہنے لگیں:''اے اللہ کے رسول ﷺ کیا فلاں سے بدلہ لیا جائے گا؟.....یعنی ام حارثہ رضی اللہ عنہا سے جو ایک شہید کی والدہ ہیں یاد رہے صحیح بخاری کی روایت ہے کہ جب ام حارثہ رضی اللہ عنہا کا بیٹا شہید ہوا تو ام حارثہ رضی اللہ عنہا جناب رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! بتلایے! میرا بیٹا کہاں ہے؟ اگر تو وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں گی اور اگر ایسا نہیں ہے تو دنیا دیکھے گی کہ میں کیا کرتی ہوں؟.....یعنی شہادت کے بعد ام حارثہ رضی اللہ عنہا کو فکر اس بات کی ہے کہ بیٹا جنت میں گیا ہے یا نہیں؟ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ام حارثہ کو بتلایا: اے حارثہ کی ماں! وہاں کوئی ایک جنت ہے وہاں تو بے شمار جنتیں ہیں اور تیرا بیٹا تو جنت الفردوس میں ہے۔اس پر ام حارثہ رضی اللہ عنہا کو قرار آ گیا۔چنانچہ ان کا یہی مقام تھا اور اللہ کے ہاں منزلت تھی جس کی بناء پر ام حارثہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ام ربیع رضی اللہ عنہا جو خود بھی نیک اور با کباز صحابیہ تھیں، نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا اب ایسی عورت سے یعنی حارثہ شہید کی ماں سے بدلہ لیا جائے گا اور اس کا بدلہ میں دانت توڑا جائے گا؟ اور ساتھ کہہ دیا: ''واللہ لایقتص منھا'' اللہ کی قسم! ام حارثہ سے بدلہ نہیں لیا جائے گا۔اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے ام ربیع رضی اللہ عنہا سے کہا!

''سبحان اللہ! یا ام الربیع القصاص کتاب اللہ''اللہ پاک ہے اے ام ربیع! بدلہ تو اللہ کا فیصلہ ہے۔

جیسا کہ اللہ کی کتاب میں ہے: ''السن بالسن'' دانت کے بدلے میں دانت توڑ کر بدلہ لیا جائے گا۔یہ سن کر ام ربیع رضی اللہ عنہا متواتر کہنے لگیں:'' لا واللہ لایقتص منھا ابدا''نہیں اللہ کی قسم! اس (ام حارثہ) سے کبھی بدلہ نہیں لیا جائے گا۔

قارئین کرام! آخر کار زخمی عورت کے ورثا جو''بدلہ بدلہ'' کرتے آئے تھے وہ دیت یعنی دانت کے بدلے میں معاوضہ لینے کیلئے تیار ہو گئے۔اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:'' ان من عباد اللہ من لو اقسم علی اللہ لابرّہ'' بلاشبہ اللہ کے بندوں (ولیوں) میں سے ایسے بھی ہیں کہ ان میں سے کوئی اللہ پر قسم اٹھالے تو اللہ ان کی لاج رکھ لیتا ہے۔

یعنی ام ربیع رضی اللہ عنہا جو قسمیں کھا کھا کر کہہ رہی تھیں کہ بدلہ نہیں لیا جائے گا تو ایسا نہیں کہ وہ شرعی حکم کو ماننے سے انکار کر رہی تھیں ان پاکباز لوگوں کے بارے میں تو ایسا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ان یعنی ام ربیع رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ تھا کہ اللہ ہمارے لیے کوئی راستہ نکالے گا اور انہیں اپنے رب پر اس قدر بھروسا اور''مان'' تھا کہ انہوں نے اللہ کی قسم کھالی اور متواتر کھائے جا رہی تھیں۔چنانچہ اللہ نے ان کا مان رکھ لیا اور وارثوں کے دلوں کو بدل دیا اور وہ دیت پر یعنی معاوضہ لینے پر راضی ہو گئے...... یہ شہداء کے مخلص ورثاء کا اکرام تھا جو اللہ نے کیا اور ایک شہید کی نانی اور ماں کی کرامت و عزت کی لاج رکھ لی،یقیناً اللہ ہی لج پال ہے،کوئی بندہ نہیں ہے۔(مومن عورتوں کی کرامات،ص۱۲۲ تا ۱۲۴)

صحیح مسلم میں ام مالک کی کرامت

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انصاری عورت حضرت ام مالک رضی اللہ عنہا کے پاس گھی کا ایک ڈبا تھا۔اس میں سے وہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گھی کا تحفہ بھیجا کرتی تھیں......اسی طرح ام مالک کے بیٹے کہ جن کے پاس کوئی شے نہ ہوا کرتی تھی،وہ ان کے (یعنی ماں کے) پاس آتے تھے اور سالن مانگا کرتے تھے۔اس پر ام مالک رضی اللہ عنہا اسی ڈبے کی جانب جاتیں جس میں سے وہ اللہ کے نبی کو گھی بھیجا کرتی تھیں......تو اس ڈبے میں گھی کو موجود پاتیں...... یہ گھی ان کے گھر کا مستقل سالن بن چکا تھا......حتیٰ کہ ایک بار ام مالک نے سارا گھی نچوڑ لیا......پھر وہ جناب رسول کریم ﷺ کے پاس وہ (سارا نچڑا ہوا گھی لے کر) آ گئیں۔آپ ﷺ نے کہا: گھی کو نچوڑ لیا ہے؟ ام مالک رضی اللہ عنہا نے کہا: جی ہاں! اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو اس ڈبے کو اس کے حال پر چھوڑ دیتی تو اس میں ہمیشہ کیلئے گھی رہتا۔

برکت کا آنکھوں دیکھا حال: میری بہنو! وہ غربت کا دور تھا،ام مالک انصاریہ رضی اللہ عنہا بھی ایک غریب خاتون تھی لیکن انصار مدینہ کا کیسا باکمال ایثار تھا کہ وہ اپنے گھی کے ڈبے سے اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں گھی بھیجتی رہتی تھیں......ان کا یہ عمل گھی

میں برکت کا سبب بن گیا اور پھر اس برکت سے تمام گھر والے بھی مستفید ہوتے رہے...... وہ ایسا سادہ دور تھا کہ گھی بطور سالن کے استعمال ہوتا رہا...... کچھ عرصہ پہلے اور آج بھی ہمارے دور کی دیہاتی مائیں روٹی کا چورا کر کے اس میں گھی اور چینی ڈال کر بچوں کو کھلا دیتی ہیں اور اسے "چوری" کہا جاتا ہے۔ یہ چوری مدینے کے معاشرے میں بھی چلا کرتی تھی۔

صحیح مسلم کی " کتـــاب الاشـــربة "میں اس چوری سے متعلق ایک واقعہ بھی مذکور ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ بھوک کی وجہ سے آپ نے اپنے پیٹ پر پٹی باندھ رکھی ہے اور زمین پر پیٹ رکھ کر لیٹے ہوئے ہیں۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوک کو محسوس کر لیا چنانچہ انہوں نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا...... حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھوک سے یہ حال ہے، کھانے کو کچھ ہے؟ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا جی ہاں! اور پھر جو کے آٹے کی روٹیاں تیار کر دیں، انہیں اپنی اوڑھنی کے ایک کنارے میں باندھ کر رکھ دیا اور چادر کا باقی حصہ خاوند پر دے دیا جو لیٹے ہوئے تھے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا انتظار ہونے لگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول کریم کو بلانے کیلئے چلے گئے۔ جب وہ مسجد میں پہنچے تو وہاں جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی ستر کے قریب آدمی تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ جناب ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی ہے اور وہ بلا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے لوگوں سے کہہ دیا: آؤ چلیں! ابوطلحہ کے گھر دعوت کھا آئیں۔ حضرت انس جلدی جلدی جناب ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو صورتحال بتلائی تو وہ گھبرا گئے انہوں نے اپنی بیوی ام سلیم رضی اللہ عنہا کو صورتحال سے آگاہ کیا تو آپ کہنے لگیں: اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں...... چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے گھر سے باہر نکل کر استقبال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ساتھ لیا اور گھر میں آ گئے۔ عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کھانا تھوڑا سا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ برکت ڈالے گا اور کہا جو ہے لے آؤ۔ چنانچہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جو گھر میں تھا آگے رکھ دیا، جو کی روٹیاں، گھی اور کھجوریں...... اب روٹیوں کا چورا کیا گیا۔ ان پر گھی ڈالا گیا اور کھجوریں ڈال دی گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کھانے پر ہاتھ رکھ کر اللہ کا نام لیا فرمایا: دس دس آدمیوں کی جماعت کھانا شروع کرے۔ سب نے کھانا کھایا، ستر یا اسی آدمی تھے جنہوں نے کھانا کھایا، کھانا پھر اسی طرح باقی تھا۔

(مومن عورتوں کی کرامات، ص ۱۲۶ تا ۱۲۸)

صحابیہ رضی اللہ عنہا کی کرامت: جی ہاں! یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا، ام مالک رضی اللہ عنہا کے گھی کے ڈبے میں جو گھی تھا اور ختم ہونے کا نام نہ لیتا تھا وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیہ کی کرامت تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل بھی تھی...... ہمارے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ گھی بطور سالن کے استعمال ہوتا تھا اور روٹی، گھی اور کھجور کو ملا کر "چوری" بھی کھائی جاتی تھی۔ یہ سادہ کھانے تھے جو بعض اوقات اور کئی گھروں میں اکثر اوقات کھائے جاتے تھے۔

کرامات اور برکت پر اعتراض کرنے والے......! میری بہنو! آج کے کئی نام نہاد بدبخت دانشوران واقعات کو جھٹلاتے ہیں حالانکہ یہ صحیح احادیث سے ثابت ہیں، ایسے بے وقوف دانشور ہر دور میں رہے ہیں۔ جب قرآن نازل ہو رہا تھا تو اس وقت بھی ایسے بے عقل لوگ موجود تھے، جو ان واقعات کو خلاف عقل قرار دیتے تھے اللہ نے ایسے لوگوں کو جواب دیتے ہوئے کہا ہے: " اولم یروا الی الارض کم انبتنا فیھا من کل زوج کریم، ان فی ذلك لاية وما کان اکثرھم مؤمنین "(الشعراء: ۷۔۸)

ان لوگوں نے زمین کی جانب کبھی نہیں دیکھا ہم نے اس میں ہر قسم کی کتنی ہی عمدہ چیزیں اگائی ہیں؟ حقیقت تو یہ ہے کہ اس میں بھی ایک زبردست (بظاہر خلاف عقل) نشانی ہے۔ بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

سبحان اللہ! میری بہنو! مولا کریم نے کیا خوب دلیل دی کہ یہ زمین میں جو کچھ پیدا ہو رہا ہے، اس پر بھی غور کرو، ایک معمولی سادانہ زمین

میں پھینکا جاتا ہے، وہ نشوونما پاتا ہے اور کتنا بڑا درخت بن جاتا ہے۔ انسان جس ذرے سے بنا وہ خوردبین میں بمشکل دکھائی دیتا ہے...... مگر جب اس کی نشوونما شروع ہوتی ہے تو ایک حقیر سا خلیہ...... کتنا بڑا انسان بن جاتا ہے۔ ایک دکھائی نہ دینے والا خلیہ...... ہاتھی بن جاتا ہے...... ان سب کی نشوونما کون کرتا ہے؟ یقیناً اللہ کریم کرتا ہے۔ تو پھر!

اے اعتراض کرنیوالے! بے عقل کہیں کے!...... اپنا گدھا پن ترک کر اور سوچ کہ جو مولا کریم مذکورہ اور دیگر بے شمار چیزوں کی نشوونما کرتا ہے، وہ گھی کے ایٹموں کی نشوونما حضرت ام مالک انصاریہ رضی اللہ عنہا کے ڈبے میں نہیں کر سکتا؟ یقیناً کر سکتا ہے اور اس مالک الملک نے کی ہے اور اپنی بندی امام مالک انصاریہ رضی اللہ عنہا کو عزت و کرامت بخشی ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذریعہ وحی اسے بتلا دیا کہ آج تو نے گھی نچوڑ لیا ہے...... یہ نبوت کے دلائل میں سے ہے۔ میری بہنو! اللہ تعالیٰ آپ کو بھی توفیق دے کہ نیک لوگوں کو، علمائے کرام کو اور مجاہدین کو اچھی اچھی چیزیں کھلاتی رہو...... اللہ تعالیٰ آپکو اپنی نیک بندیوں کے زمرے میں داخل فرمائے۔ (آمین)۔ (مومن عورتوں کی کرامات، ص ۱۲۸، ۱۲۹)

مومنہ صحابیہ کو جنت کی غیبی بشارت

مومنہ ولیہ کو ملی جنتی بشارت: مسند امام احمد ابن حنبل، عبد بن حمید اور بیہقی کی ''الدلائل'' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیہ رضی اللہ عنہا کے خواب کا ایمان افروز واقعہ ہم آپ کو سنانے جا رہے ہیں...... یہ حدیث صحیح ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھا خواب خوش کر دیتا تھا بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے فرماتے: کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ اس پر کوئی شخص ہاں میں جواب دیتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا خواب سنتے، اگر اس خواب میں کوئی ضرر کی بات نہ ہوتی تو وہ خواب آپ کو بہت ہی زیادہ خوش کر دیتا۔ چنانچہ ایک عورت آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں داخل ہوگئی ہوں:

'' فسمعت بها وجبة ارتجت لها الجنة '' میں نے دھمک کی آواز سنی کہ اس آواز پر جنت بھی لرز اٹھی۔

پھر میں کیا دیکھتی ہوں کہ فلاں بیٹا فلاں کا اور فلاں بیٹا فلاں کا...... انہیں لایا گیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس عورت نے بارہ بندوں کو گنا اور ان دنوں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کا ایک دستہ بھی روانہ فرمایا ہوا تھا۔ وہ عورت کہتی ہے!

''فجیء بهم علیهم ثیاب طلس تشخب اوداجهم '' انہیں لایا گیا...... اور وہ ریشمی لباس میں ملبوس تھے ان کی رگوں سے خون بہہ رہا تھا۔

حکم ہوا کہ ان لوگوں کو نہر سرخ یا نہر بیدج پر لے جاؤ۔ وہاں انہوں نے خوب غوطے لگائے اور جب وہ اس سے نکلے تو!'' وجوههم کالقمر للیة البدر '' ان کے چہرے چاند کی طرح تھے جس طرح چودھویں کی رات کا چاند چمک رہا ہوتا ہے۔

پھر سونے کی کرسیاں لائی گئیں، ان کرسیوں پر وہ لوگ تشریف فرما ہوئے اور پھر ان کے سامنے کھانے کا تھال لایا گیا اس میں کھجوریں تھیں، وہ اس سے کھانے لگے۔ وہ اس تھال کے کسی کونے کو جونسے پھلوں کے ارادے سے گھماتے انہی پھلوں کا کھانا شروع کر دیتے۔ میں نے بھی ان کے ساتھ کھانا کھایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہا کہتے ہیں...... وہ دستہ جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا ہوا تھا اس میں سے ایک خوشخبری لانے والا آیا اور وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے ساتھ ایسے اور ایسے ہوا اور فلاں اور فلاں شہید ہو گئے، حتیٰ کہ اس نے انہی بارہ جوانوں کے نام لیے جن کے نام اس عورت نے لیے تھے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس عورت کو بلاؤ۔ وہ آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہا: مجھے اپنا وہی خواب سناؤ، اس نے سنایا تو وہ ایسے ہی تھا جیسے وہ پہلے سنا چکی تھی۔ (مومن عورتوں کی کرامات، ص ۱۴۱، ۱۴۲)

غیبی پیشگی اطلاع کی تصدیق: قارئین کرام! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے...... یعنی

نبوت تو ختم ہوگئی لیکن نبوت کا یہ ایک چھوٹا سا حصہ باقی ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی صحابیہ کو خواب کے ذریعہ وہ پورا منظر دکھلا دیا کہ جہاں ان شہداء کا استقبال ہورہا تھا۔ چونکہ اللہ کے رسول ﷺ کی مسجد میں عورتیں بھی نماز پڑھا کرتی تھیں، اس سے محسوس ہوتا ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ نے اچھا خواب سننے کی خواہش کا اظہار فرمایا تو مذکورہ صحابیہ، جس نے رات کو خواب دیکھا تھا اللہ کے رسول ﷺ کو سنا دیا...... وہ عورت تو خواب سنا کر چلی گئی مگر ساتھ ہی جہادی دستے میں بارہ مجاہدین کی شہادت کی خبر لانے والا بھی آ گیا...... چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس عورت کو دوبارہ طلب فرمایا اور اس کا خواب سنا، اس سے مذکورہ صحابیہ کی عزت وعظمت اور کرامت وتوقیر کا پتا چلتا ہے۔(مومن عورتوں کی کرامات، ص۱۴۲،۱۴۳)

صحیح بخاری میں باندی کی غیبی مدد کا قصہ

غیبی مدد نے مجھے اللہ سے قریب کردیا:۔ مذکورہ خاتون کا قصہ صحیح بخاری میں موجود ہے۔ یہ عورت عرب کے کسی قبیلہ کی لونڈی تھی، اس کا رنگ کالا تھا، قبیلہ والوں نے اسے آزاد کردیا مگر یہ آزاد ہوکر کہیں جانے کے بجائے اسی گھر میں اہل خانہ کے ساتھ ہی رہنے لگی......اس کے بعد ایک الزام اور بہتان کا سامنا کرنے کی وجہ سے اس لونڈی نے عرب قبیلہ اور اس علاقہ کو چھوڑا اور مدینہ منورہ میں جناب رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اسلام قبول کرلیا۔ اس خاتون کیلئے اب مسجد نبوی ﷺ میں یک خیمہ لگا دیا گیا......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ لونڈی میرے پاس آتی اور مجھ سے باتیں کیا کرتی تھی۔ وہ جب بھی میرے پاس آتی تو یہ ضرور کہتی:

ہمارے رب کے عجائب میں سے ہے کمر بند کا دن ۔۔۔ کہ وہ بن گیا میرے لیے کفر کے ملک سے نجات کا دن

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے (آخر ایک دن) اس سے کہا کیا بات ہے جب بھی تم میرے پاس آکر بیٹھتی ہو تو یہ جملہ ضرور کہتی ہو(اس کا پس منظر کیا ہے)؟ اس پر اس لونڈی نے مجھے واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ اس کے مالکوں کی لڑکی (جو دلہن تھی) نہانے کو نکلی۔ اس کا کمر بند سرخ تسموں کا تھا۔ اس لڑکی نے وہ کمر بند اتار کر رکھ دیا، جہاں کمر بند پڑا تھا اس جانب سے ایک چیل کا گزرنا ہوا۔ چیل نے اس کمر بند کو (سرخ رنگ ہونے کی وجہ سے) گوشت خیال کیا لہٰذا اس پر جھپٹا مار کر لے گئی۔ بعد میں قبیلہ والوں نے اس کمر بند کو بہت تلاش کیا لیکن کہیں نہ پایا۔ آخر کار اس کمر بند کا الزام مجھ پر لگا دیا اور میری تلاشی شروع کردی حتیٰ کہ خفیہ اعضاء کی بھی تلاشی لی......اللہ کی قسم! میں ان لوگوں میں اسی حالت میں کھڑی تھی کہ وہی چیل آئی اور اس نے وہی کمر بند اوپر سے گرایا اور ان لوگوں کے درمیان آکر گرا۔ میں نے ان لوگوں سے کہا یہی ہے نہ وہ کمر بند جس کی تہمت تم لوگ مجھ پر لگا رہے تھے، میں اس الزام سے پاک ہوں اور دیکھ لو یہ وہی ہے تمہارے سامنے ہے۔

قارئین کرام! یہ واقعہ صحیح بخاری ''کتاب الصلوٰۃ'' میں ہے، ہم نے آسان ترتیب کے ساتھ آپ کے سامنے رکھا ہے۔ مولانا محمد داؤد رحمہ اللہ جنہوں نے اردو زبان میں صحیح بخاری کی شرح لکھی ہے وہ اپنی تشریح میں بتلاتے ہیں کہ اس واقعہ کے ضمن میں حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ وہ لونڈی کہتی ہے کہ ''میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی جو فوراً قبول ہوئی۔''(مومن عورتوں کی کرامات، ص۱۴۶، ۱۴۷)

کالی باندی......اور ولایت کا اعلیٰ مقام: اللہ! اللہ!......اللہ کی مدد کا یہ نظارہ دیکھ کر اب اس کالی خاتون نے علاقہ چھوڑنے کا فیصلہ کرلیا......اور محمد عربی ﷺ کے دیس کی جانب سفر کا ارادہ کرلیا کہ اب اسی دیس کی طرف جاؤں جو دنیا میں سہاروں کا سہارا بنتا ہے، بے آسروں کا آسرا بنتا ہے۔

وہ چل پڑی کون سے پہاڑ اور کیسے کیسے ریگستانی علاقے......کیا کیا مشکلیں......اس نے بھوک پیاس کس قدر برداشت کی ہوں گی...... مگر آخر کار وہ مدینہ منورہ میں پہنچ گئی۔ رحمت للعالمین، حکمران مدینہ، سرکار دوعالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اسلام قبول کیا اور اسلامی معاشرے کی رکن بن گئی۔

عارضی بندوبست کے تحت مسجد نبوی ﷺ میں خیمہ لگا دیا گیا، واہ! کالی لونڈی کے مقدروں کا کیا کہنا: اس کا گھر مسجد نبوی ﷺ کا صحن بن گیا۔ امام کائنات ﷺ کی زوجہ محترمہ صدیقہ کائنات کا اسے پڑوس مل گیا، اب وہ مومنہ بن گئی، صحابیہ بن گئی، اللہ کے ساتھ دوستی یعنی ولایت کا مقام پا گئی۔ (مومن عورتوں کی کرامات، ص ۱۴۹)

مظلوم عورت کی پکار اور غیبی مدد الٰہی

امام ابن جوزی اپنی کتاب ''المنتظم'' میں لکھتے ہیں ابوعون فرائضی بیان کرتے ہیں کہ میں احمد بن منصور زیادی کے پاس تھا، وہاں سے نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک علاقائی حاکم نے ایک عورت کو پکڑنے کے حکم دیا اور پھر اسے گھسیٹنے کا حکم دیا۔ وہ اللہ کی حمد وثناء کرتی رہی اور وہ اسے گھسیٹتے رہے حتیٰ کہ وہ شہر کے دروازے کے پاس آئے جسے ''القطرہ'' کہا جاتا ہے۔ وہاں وہ اپنی جان سے مایوس ہونے لگی...... اب اس نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہنے لگی......'' قل اللهم فاطر السموت والارض علم الغيب والشهادة انت تحكم بين عبادك في ما كانوا فيه يختلفون ''(الزمر:۴۶) '' کہو! اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! غیب اور حاضر کے جاننے والے! اپنے بندوں کے درمیان ان باتوں میں تو ہی فیصلہ کرتا ہے جن میں وہ باہم اختلاف کرتے ہیں۔ پھر کہنے لگی! اے اللہ! اگر یہ شخص مجھ پر ظلم کر رہا ہے تو تو اسے پکڑ لے۔ ابوعون کہتے ہیں میں کیا دیکھتا ہوں اس عورت کے یہ کہتے ہی وہ حاکم اپنی کمر کے بل گرا اور فوراً مر گیا۔ اب ظلم کرنے والے اس کی میت کو اٹھا کر لے جا رہے تھے اور وہ عورت واپس اپنے گھر کو چلی جا رہی تھی۔

قارئین کرام! آپ نے یہ جو واقعہ ملاحظہ کیا یہ ۲۶۲ھ کا ہے۔ اللہ نے ظالم کو فوراً پکڑ لیا اور اپنی مظلوم بندی کی فریاد کو سن لیا۔ علماء نے کتاب وسنت کی روشنی میں یہ بات کہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کفر کو تو برداشت کر لیتے ہیں لیکن ظلم کو برداشت نہیں کرتے...... اللہ کے نبی ﷺ کی ایک حدیث بھی ہے: ۔مظلوم کی فریاد (ٹھنڈی آہ) سے بچو کیونکہ مظلوم کی آہ اور اللہ کے عرش کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا......

مزید برآں اللہ کے رسول گرامی ﷺ نے یہ بھی فرمایا: اے اللہ! میں کسی پر ظلم کرنے والا نہ بنوں، کوئی مجھ پر ظلم کر جائے تو کر جائے۔

اللہ اکبر! اس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ ظلم کتنا بڑا گناہ ہے۔ ظالم جو اپنے اقتدار، اونچے تعلقات اور مال ومنال کی وجہ سے چھوٹے اور غریب ومسکین لوگوں پر ظلم کرتا ہے تو آخر اللہ اسے جب پکڑتا ہے تو ذلیل اور عبرت کا نمونہ بنا دیتا ہے وہ بعض کو مہلت دیتا ہے اور بعض کو تو فوراً موقع پر ہی پکڑ لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ظلم کرنے سے اور ظالموں کے ظلم سے محفوظ رکھے۔ (آمین)۔ (مومن عورتوں کی کرامات، ص ۱۵۳ تا ۱۵۴)

اندھی عورت کی بینائی لوٹ آئی

اندھی عورت کی بینائی لوٹ آئی اور آنکھیں چشم غزال بن گئیں: معروف محدث حضرت امام ابن ابی الدنیا اپنی کتاب ''مجابی الدعوۃ'' میں شعیب بن محرز کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ عراق کے شہر میں ایک عورت تھی، جو نابینا تھی، پھر اس کی بنیائی درست ہوگئی اور وہ دیکھنے لگی۔ مشہور تھا کہ اس کی بینائی رمضان المبارک کی چودھویں رات کو ٹھیک ہوئی۔ چنانچہ میں اس عورت کو دیکھنے موسیٰ کے گھر گیا۔ جناب موسیٰ بصرہ شہر کے محتسب تھے۔ اس عورت نے مجھے کہا کہ آپ تشریف رکھیے! میں آپ کے پاس آتی ہوں چنانچہ وہ دروازے سے نکلی اور اپنی آنکھوں کو میرے سامنے نمایاں کیا۔ اس کی آنکھیں ایسی تھیں جیسے ہرن کی آنکھیں ہوتی ہیں، ان میں کوئی نقص نہیں تھا۔ اس پر میں نے فوراً عورت کو مخاطب کیا اے اللہ کی بندی! تو نے اپنے رب سے کیا دعا کی ...... کیسے فریاد کی، وہ تو بتلا؟ وہ کہنے لگی میں نے رات کا پہلا حصہ تو اپنی مسجد میں گزارا، وہاں نماز پڑھتی رہی پھر جب سحری کا وقت قریب آیا تو میں اپنے گھر میں اس جگہ نماز پڑھنے لگی جو میں نے نماز کے لیے مخصوص کی تھی ۔وہاں میں نے اپنے رب سے دعا کی۔

اے ایوب علیہ السلام کی مشکل دور کرنیوالے! اے یعقوب علیہ السلام کے بڑھاپے پر رحم کرنیوالے! اے یعقوب علیہ السلام کو اس کا یوسف لوٹانے والے! میری آنکھوں کی بینائی بھی لوٹا دے۔

اچانک مجھے ایسے محسوس ہوا جیسے کوئی انسان میری آنکھوں میں سرمہ لگا رہا ہے اور پھر میں دیکھنے لگ گئی۔

میری بہنو! مذکورہ واقعہ کی نوعیت سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ نیک بی بی کوئی ادھیڑ عمر خاتون تھی۔ جسم تو اس کا ڈھلنے لگ گیا تھا لیکن آنکھیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ٹھیک کیں تو وہ ایسی خوبصورت ہوگئیں جیسے ہرن کی موٹی خوبصورت آنکھ ہوتی ہے اور یہ اس بی بی کی کرامت تھی۔ جس شخص نے دیکھا ان کے بارے میں ابوحاتم کہتے ہیں کہ وہ عالم تھے۔ امام ذہبی کہتے ہیں کہ وہ سچائی میں مشہور تھے یعنی شعیب بن محرز عالم، نیک اور معزز آدمی تھے کہ شہر بصرہ کے محتسب کے گھر میں دیکھنے کا واقعہ پیش آیا۔ یوں شہر میں جو بات معروف ہوئی اس کی معزز لوگوں کے ذریعہ تصدیق ہوئی۔ (مومن عورتوں کی کرامات، ص۱۵۶تا۱۵۷)

☆☆☆☆☆

اہل سلف سے انصاف

(از: ملک محمد حسن ریٹائرڈ بجٹ اینڈ اکاؤنٹس آفیسر، شرقپور شریف)

عمر بھر قرآن وفرمان سے وفاداری کر ۔۔۔ فطرت تیری نگہبان وطرف دار رہے گی

ذوق تصوف کا اظہار اسلاف سے انصاف: ۔عزیزی جناب مؤلف کی وساطت سے اس دور میں اکابرین اہل سلف سے ناانصافی کو انصاف کا لبادہ پہنانے ان کے فرمودات سے فیض یاب ہونے اور زندگیوں میں نورانی تبدیلی لانے کی کوشش کا سنگ بنیاد رکھنے کے عالی عزم کے بارے میں سنا۔ جس پر ناچیز بطور فخر اور اعزاز اپنی رائے پیش کرنا عین انصاف کا تقاضا سمجھتا ہے۔

دنیا کے انسانو! حضرت محمد ﷺ کے دیوانو! محمد عربی ﷺ جو احکام اور فرامین ہمیں بطور امانت دیکر گئے انکی اہمیت کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں ہم دنیا کی کمانڈ کرنیوالی امت ذلت ورسوائی کی چکی میں پس رہے ہیں۔ فقہی، مسلکی اور ذاتی تشخص کے جھگڑوں میں ہم نے اپنے آپ کو جکڑ کر صراط مستقیم کو اپنانے سے واسطہ توڑ دیا۔ جو کہ امت مسلمہ کیلئے زوال کا باعث بنا۔

حضرت محمد ﷺ کے بعد ان کے خلفائے راشدین، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اکابرین عظام رحمہم اللہ کی قربانیوں سے ہم نظریں ہٹا کر جسم وجاں پر شیطانی قوتوں کا غلبہ جما کر دین کی ترقی نہ کرنے پر منجمد ہو گئے ہیں۔

اللہ رب العزت نے ہر دور میں انسانیت کی رہنمائی باطل قوتوں کی صفائی اور رحمان کی رحمت واسعہ کو لٹانے کی خاطر ایسی ایسی عظیم ہستیوں کو پیدا فرمایا جو رات کو اپنے بستروں پر قطعی نہ سوتے تھے بلکہ اصلاح احوال امت کی خاطر پاکیزہ ہو کر چٹائیوں پر روتے رہتے تھے اور پھر اپنے اپنے وقت میں امت کو فرائضِ اولیٰ سے روشناس کرا کے اعلیٰ انسان بنانے کی خاطر آخری سانس تک لڑتے رہے۔ تبلیغ کرتے رہے اور مرتے رہے۔

متصوف اہل اللہ اہل حدیث کا تذکرہ: ۔ میں اپنے فزیکل جائزہ کے مطابق اہل اسلاف کے ان بزرگوں کے کام اور ان پر خدا کے انعام کو واضح کرنا اپنی سعادت جانتا ہوں ان کی کوششوں کو ثمر آور مانتا ہوں اور انہیں دین محمد ﷺ کا صحیح امین گردانتا ہوں۔ غزنوی خاندان اور روپڑی خاندان کے ساتھ ہمارے خاندانی مراسم رہے ہیں مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ شرقپور کی جامع مسجد مینار والی میں درس دینے بھی تشریف لاتے تھے، ان کا چہرہ ایسا تھا کہ بخدا کسی کافر کو بھی مجبور ہو کر کہنا پڑتا تھا کہ یہ اللہ کے ولی ہیں۔ میں نے صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کو دیکھا ہوا تو نہیں البتہ ان کی سوانح عمری پڑھی ہوئی ہے اور وہ ایسی کتاب ہے کہ مجھ میں تو ہمت نہیں کہ کبھی پوری کتاب پڑھوں۔ ایسا

عظیم مرد مجاہد، اللہ اکبر......! اور جب کبھی بھی انہیں کسی چیز کی ضرورت محسوس ہوئی فوراً اللہ پاک کی طرف ان کا رجوع اور پھر اللہ پاک کی طرف سے فوری مدد۔ میری اہلیہ کو کینسر ہو گیا اور میرے بچے یونیورسٹی میں پڑھ رہے تھے۔ سب رشتے دار ساتھ چھوڑ گئے۔ تقریباً آٹھ سال میں مجھے جب بھی اہلیہ کے علاج یا بچوں کے تعلیمی اخراجات کیلئے رقم کی ضرورت ہوتی تو میں صوفی صاحب رحمہ اللہ کے طریقے کے مطابق رات کو اکیلا چھت پر چلا جاتا اور مسلسل گھنٹہ، ڈیڑھ گھنٹہ اللہ پاک سے مانگتا اور الحمدللہ۔ اللہ پاک اس تمام عرصے میں میری غیب سے مدد فرماتا رہا۔ میرے علم ویقین کے مطابق ایسے سچے صوفی اور حضرت محمد ﷺ کے غلام کی پوری زندگی پر ریسرچ کر کے مستقبل کے انسانوں کو ان کی عادات حسنہ کو مشعل راہ بنانے کی خاطر ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے اور اس سلسلہ میں میری عاجزانہ اپیل ہے کہ اہل اسلاف کا ایک بورڈ بنایا جائے جس میں سعودی حکومت کے شاہسواروں کو بھی شامل کیا جائے اور صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمات کو اجاگر کیا جائے۔ کیونکہ غیر مسلم بھی حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کے مجاہدہ اور ان کی عزت وعظمت کے اس قدر قائل تھے کہ ان سے دعائیں لینا اپنے لیے فخر سمجھتے تھے۔

جرم وفا میں زندگی جن کی زنداں میں بسر ہوئی   حق کی نظر میں وہ ہیں ستارے توحید کے

قبر سے جنتی خوشبو والے اولیائے کرام: ۔مولانا عبدالقادر صاحب روپڑی رحمہ اللہ اپنی پوری زندگی میں زیادہ تر غرباء سے تعلق جوڑ کر انہیں دین محمد ﷺ کا امیر بنانے کا فریضہ سرانجام دیا اور وقت کے فرعون ان کو موسیٰ کہنے پر مجبور ہوئے۔ اللہ رب العزت نے ان کے آخری سفر کو بھی پوری دنیا کیلئے یادگار بنا دیا میری پون صدی پر محیط زندگی میں دو ایسے انسان ہوئے ہیں جن کی قبر کی مٹی سے خوشبو آئی تھی۔ ایک حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ اور دوسرے مولانا عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ۔ اللہ پاک نے ان دونوں کی آرامگاہ کیلئے کھودی گئی لحد کو عنبر کی خوشبو سے معطر کر دیا تا کہ دنیا جان جائے کہ یہ حضرت محمد ﷺ کے سچے غلام اور دین کے سچے خادم ہیں۔ انہیں یاد کر کے آج بھی دنیا روتی ہے۔

میں اہل اسلاف اور تمام انسانوں سے التجاء کرتا ہوں کہ وہ دیگر علوم میں کمال حاصل کرنے کی کوشش کے ساتھ قرآن کے علم کی روشنی کو سمجھنے سمجھانے کی خاطر اسلاف کے بتائے ہوئے طریقوں، سلیقوں اور ان کے مجاہدوں کو اپنانے کی فکر کریں کیونکہ یہ اس وقت کا اہم تقاضا ہے اور میری عاجزانہ التجاء ہے کہ اسلاف کا کردار اور معیار ہی انسانوں کی زندگیوں میں تبدیلی لانے کا مینارہ نور ہے اور اسی میں بندگی کا سرور ہے۔ اہل اسلاف کے موتیوں اور قندیلوں کے کارنامے انشاء اللہ دربار خداوندی میں شرف قبولیت پائیں گے۔ توحید کے ان ستاروں سے اپنی زندگیوں کو جگمگانے اور فلاح پانے کیلئے حضرت محمد ﷺ کے بعد اسلاف کو اپنا قائد اور انہیں عزت وعظمت کا درّ نایاب ماننا ہوگا۔ بس اسی پر اکتفاء کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ رب قدوس ہمیں ان نفوس قدسیہ کے تقویٰ اور علم وفضل کا راہی بنا دے۔ آمین۔

شمع علم بن کر تو اندھیروں میں اجالا کر   اسلاف سے انصاف کا بس یہی تقاضا ہے

خادم اہل حدیث ملک محمد حسن، ریٹائرڈ بجٹ اینڈ اکاؤنٹس آفیسر شرقپور شریف، مورخہ 10 اپریل 2013ء (ملاقات: ڈاکٹر محمد عثمان سلفی)

☆☆☆☆☆

صفت احسان ہر مسلمان کی ضرورت

(از: ماسٹر مختار احمد سلفی، دھرنگ تحصیل کامونکی ضلع گوجرانوالہ)

تمام تعریفیں اللہ رحیم کریم کیلئے ہیں جس نے ہمیں نسل انسانی میں پیدا فرمایا اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ہمیں نبی رحمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کا شرف عطا فرمایا۔ دین اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے یہ اللہ تعالیٰ کو اتنا محبوب ہے کہ اس کیلئے انبیائے کرام کی قربانیاں دے دیں مگر اپنے دین کو قربان نہیں ہونے دیا۔ آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک دین ایک ہی چلا آ رہا ہے مختلف

ادوار میں مختلف حالات کے پیش نظر شرعی احکام میں تبدیلی ہوئی لیکن مذہب یعنی دین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

دین اسلام کی بنیاد لا الہ الا اللہ ہے یہ ایسا پاکیزہ کلمہ ہے جو ہر نبی کو عطا کیا گیا۔ایک حدیث کا مفہوم ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس'' نے اخلاص سے لا الہ الا اللہ پڑھا وہ ضرور جنت میں جائے گا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا اخلاص کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تجھے حرام کام سے روک دے اور حلال پر آمادہ کرے۔

اس صفت اخلاص کو پیدا کرنے کیلئے تزکیۂ نفس نہایت ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر اعمال میں اخلاص پیدا نہیں ہوسکتا اس سلسلہ میں ہمیں ایک لمبی حدیث جسے حدیث جبریل علیہ السلام بھی کہتے ہیں اس سے بہترین راہنمائی ملتی ہے۔اس میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اپنی عبادات میں صفت احسان پیدا کر پوچھا گیا کہ یارسول اللہ ﷺ احسان کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنی عبادات ایسے کر جیسے تو اللہ کو دیکھ رہا ہے۔(یہ عبادات میں اخلاص پیدا کرنے کا اعلیٰ درجہ ہے) پھر فرمایا کہ اگر تو ایسا نہ کر سکے تو کم از کم یہ تصور کر لے کہ اللہ تجھے دیکھ رہا ہے (یہ صفت احسان کا ادنیٰ درجہ ہے)

اعمال کی معراج صفتِ احسان:۔ کسی بھی عبادت کو اعلیٰ ترین درجے تک پہنچانے کیلئے ضروری ہے کہ صفت احسان سے مزین کیا جائے تو پھر عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں نہایت مقبول ہوگا۔اب جو عمل بھی مثلاً نماز، روزہ، زکوۃ، حج، صدقہ خیرات کو صفت احسان سے متصف کر کے ادا کیا جائے وہ نورانی بن جاتا ہے اس عمل سے عامل کے دل کے اندر نور پیدا ہوتا ہے دل میں پاکیزگی اور طہارت آتی ہے، دل کے اندر ایک لذت کا احساس ہوتا ہے جسے حلاوت ایمانی کہتے ہیں اور یہی اعمال کی معراج ہے۔

تصوف آج کے دور کی اشد ترین ضرورت:۔ اپنے اعمال کو صفتِ احسان کے ساتھ ادا کرنے کا دوسرا نام تصوف ہے بعض لوگوں کے نزدیک تصوف کوئی انوکھی یا اسلام سے متصادم چیز ہے حالانکہ جیسا کہ میں نے عرض کیا تصوف صفت احسان کا ہی دوسرا نام ہے اسے آپ زہد و تقویٰ بھی کہہ سکتے ہیں۔تصوف کی ابتداء اخلاص سے ہوتی ہے اور اس کی انتہا احسان پر ہوتی ہے، اس کی ضرورت ہر دور میں رہی ہے لیکن آج کے پرفتن دور میں اس کی ضرورت شدید ترین ہے ایک اللہ والے کا قول ہے توحید اندر کی بھوک اور تصوف پیاس ہے یوں کہہ لیں یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار تباہی، بربادی، اور فتنوں کا باعث ہوگا، کسی مرشد کامل کی صحبت میں تصوف کی منازل طے کی جائیں تو گناہوں سے بچنا آسان ہو جاتا ہے اور مشکل سے مشکل شرعی کام کو بجالانے میں پریشانی نہیں ہوتی ہے۔

تصوف باطن کی صفائی کا ذریعہ:۔ جس طرح ہر چیز کا ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن، اسی طرح اعمال کا بھی ظاہر اور باطن ہے مثلاً نماز ہی کو لیں اس کے ظاہر اور باطن دونوں کو خوب احسن طریقے سے ادا کرنا چاہیے نماز کا ظاہری حسن یہ ہے کہ نماز کیلئے وضو کیا جائے، لباس پاک ہو، جگہ پاک ہو، نماز کو سنت کے مطابق ادا کیا جائے۔اس کا باطنی حسن یہ ہے کہ نماز میں خشوع و خضوع ہو توجہ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہو، دنیوی خیالات دل کے اندر نہ ہوں بلکہ دل کے اندر صرف اللہ کا دھیان ہو یہ استطاعت تصوف پر گامزن ہو کر حاصل کی جاسکتی ہے۔ تصوف، دل، نظر، کان، ہاتھ، پاؤں الغرض تمام اعضائے انسانی کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق استعمال کرنے کا نام ہے۔

روحانی عملیات کی ضرورت:۔ روحانی عملیات سے دور ہٹنے کی وجہ سے آج ہم لاتعداد پریشانیوں کی شکار ہیں جادو، ٹونہ، آسیب، جنات یہ وہ چیزیں ہیں جن کی اکثریت شکار ہے اور جب ہم ان چیزوں کا شکار ہوتے ہیں تو ہم مشرک، بدعتی اور بعض اوقات عیسائیوں کے پاس بھی علاج کی غرض سے چلے جاتے ہیں جہاں ہم دولت کے ساتھ بعض اوقات عزت اور ایمان بھی گنوا بیٹھتے ہیں۔آج ضرورت اس بات کی ہے کہ دنیوی اور اخروی پریشانیوں سے بچنے کیلئے تصوف سے ناطہ جوڑا جائے اور محض مسلکی اور گروہی تعصب کو چھوڑ کر تصوف کا ٹھنڈے دل سے مطالعہ کیا جائے دیانتداری کے ساتھ جب ہم تصوف کی دنیا میں داخل ہونگے تو یہ اسلام سے متصادم نہیں بلکہ عین اسلام نظر آئے گا۔

(ماسٹر مختار احمد سلفی دھرنگ تحصیل کامونکی ضلع گوجرانوالہ)

مرکزی جمعیت اہل حدیث کا ذوق تصوف

علمائے اہل حدیث کا ہر شعبہ اور ہر شاخ کسی نہ کسی درجے میں ذوق تصوف رکھتی تھی اس کی ایک مثال مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جو وہ اپنے ہر کارندے کو رکنیت کے اقرار نامے کا فارم بھرتے وقت بتایا کرتے تھے۔



اقرار نامہ رکنیت

مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان

76795

ولدیت

تحصیل ضلع

فون نمبر

رکنیت فیس 10 روپے

ہماری دعوت

☆ اہلحدیث کی دعوت ''توحید رب العالمین'' کی دعوت ہے۔

☆ اہلحدیث کی دعوت اتباع سنت کی دعوت ہے۔

☆ اہل حدیث کی دعوت حقیقی تصوف اور تزکیۂ نفس کی دعوت ہے۔

☆ اہلحدیث کی دعوت قرآن وسنت پر مبنی سیاست کی دعوت ہے۔

آیئے

معاشرہ کی اصلاح دینی تعلیم کے اجراء واستحکام اور اسلامی نظام حکومت کے قیام کے لئے کوشش اور جدوجہد کریں۔

تصوف شریعت کی مکمل تابعداری کا نام

(از: خادم اہل حدیث زاہد اقبال صاحب فوڈ سپیشلسٹ)

تصوف کی اصل بنیاد: ۔تصوف شریعت پر خلوص دل سے عمل کرنے کا نام ہے شریعت پر خلوص دل سے عمل کرنا یعنی صوفیانہ طریقت اختیار کرنے سے ذہن اور روح کی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں اور انسان کو سکون قلب حاصل ہوتا ہے تصوف ہر انسان کی ضرورت ہے۔

اسلام میں تصوف کے نام سے کسی علیحدہ مذہبی رکن کا وجود نہیں ہے اس لئے اسلام کے ابتدائی دور میں تصوف کا لفظ بھی موجود نہیں تھا البتہ تصوف کے یہ پہلو کہ توحید پر پختہ ایمان رکھنا، شریعت پر خلوص دل سے عمل پیرا ہونا، خلق خدا سے شفقت سے پیش آنا درحقیقت اسلام کی روح کو پیش کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیاں اس روح اسلام کا کامل ترین مظہر تھیں۔ ایک اچھے اور سچے مسلمان کی بھی یہی خوبی ہے کہ اس کی زندگی روح اسلام کی مکمل عکاسی کرتی ہو اسی حوالے سے عہد نبوی ﷺ میں ایک مسلمان اور صوفی میں فرق نہیں تھا۔

تصوف کا غلط تصور: ۔موجودہ دور میں شریعت کی مکمل پیروی کرنے والے لوگ بہت کم ہو گئے جو شریعت پر مکمل عمل کرتے ہیں انہیں صوفی کے لقب سے پہچانا جانے لگا اور تصوف کو صرف انہی کے سپرد کر دیا گیا حالانکہ ہر مسلمان جو اسلام کے بنیادی ارکان پر عمل کرتا ہے اور شریعت کا پابند ہے وہ موجودہ حالات میں تصوف کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہے لیکن ہم نے تصوف کے اور ہی مطالب نکال لئے۔ اللہ کو چھوڑ کر اللہ کے بندوں کو پوجنے لگ گئے۔ تصوف کا یہ تصور بڑا گھناؤنا ہے، لاکھوں لوگوں کو جعلی صوفی کے کمالات دکھا کر گمراہ کیا گیا۔ جبکہ حقیقی تصوف بغیر شریعت پر عمل کرنے کے مکمل ہی نہیں ہوتا۔

علمائے اہل حدیث کا نقطہ نظر: ۔علمائے اہل حدیث کا نقطہ نظر حقیقی تصوف اور شریعت پر عمل پیرا صوفیانہ خوبیوں سے بھرا پڑا ہے جس کو

محترم مؤلف نے بڑی تفصیل سے تسبیح کے دانوں میں پروکرامت مسلمہ کو تصویر کا صحیح رخ دکھایا ہے امید ہے کہ اس کتاب سے، بہت سے میرے جیسے اہل حدیث بھائیوں کی کنفیوژن دور ہو جائے گی جو تصوف کو اہل حدیثوں سے باہر نکال چکے ہیں جبکہ تصوف ہر انسان کی ضرورت ہے۔

صوفیائے کرام تاریخ کا سنہری باب:۔ صوفیائے کرام کی وجہ سے جنہوں نے شریعت پر عمل پیرا ہو کر اپنے کردار سے بے شمار غیر مسلموں کو مسلمان ہونے کی تحریک دی ایسے صوفیائے کرام اور اللہ کے نیک بندوں سے تاریخ بھری پڑی ہے جنہوں نے بڑے بڑے جابر حکمرانوں کے سامنے کلمہ حق کہہ کر عوام کے حقوق کی ترجمانی کی ان کے حقوق کیلئے آواز بلند کی اور آمرانہ دور میں حزب اختلاف کا کردار ادا کیا۔ جابر حکمرانوں کے سامنے اہل حق کی حق گوئی اور بے باکی کی روایت تصوف کی تاریخ کا ایک سنہری باب ہے۔

سچے صوفی کی زندگی:۔ دور حاضر کی ایک برائی یہ بھی ہے کہ اس دور کے انسان میں تحمل و برداشت ناپید ہے۔ ہم دوسروں کی کوتاہی پر گرفت کرنے کیلئے ہر وقت تیار رہتے ہیں لیکن اپنی بڑی سے بڑی خرابی کو بھی نظر میں نہیں لاتے دوسروں کو برا بھلا کہنا ہم اپنا حق سمجھتے ہیں لیکن اگر کوئی دوسرا شخص ہمیں ایسی بات کہہ دے جو ہمیں ناپسند ہو خواہ وہ کتنی ہی سچی اور حقیقت پر مبنی ہو، ہم تلخ ہو جاتے ہیں اور مرنے مارنے پر تل جاتے ہیں۔ تصوف ہمیں تحمل و برداشت کی تعلیم دیتا ہے، جس کی بدولت ہم دوسروں کی دی ہوئی اذیت کو برداشت کر سکتے ہیں اور یوں ایک اچھی شخصیت کے مالک بن سکتے ہیں سچے صوفی کی زندگی مخلوق خدا کیلئے باعث رحمت ہوتی ہے حضرت حکیم محمد طارق صاحب حفظہ اللہ بھی ایک ایسے ہی صوفی ہیں جنہوں نے حدیث و قرآن اور شریعت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے خدمت خلق کو شعار بنایا ہوا ہے۔

وہ کون تھا؟ صوفی، قلندر، مجذوب یا قطب:۔ اپنی زندگی کا ایک سچا واقعہ تحریر کر رہا ہوں معلوم نہیں کہ وہ کون تھا جس نے مجھے حالات سے باخبر کیا صوفی، مجذوب یا کوئی اور......؟ 1992ء میں بندہ کو اپنی ہمشیرہ سے ملنے ملتان جانا ہوا میرے ایک بہنوئی اور ہمشیرہ سعودی عرب میں مقیم تھے وہ بھی وہیں آئے ہوئے تھے، صبح تقریباً 9 بجے ہم ناشتہ کر کے فارغ ہوئے تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی میرا بھانجا باہر گیا اور واپس آ کر بتایا کہ کوئی ملنگ (مجذوب) باہر آپ کو بلا رہا ہے میرے بہنوئی باہر گئے ان کے پیچھے میں بھی گیا۔ ملنگ نے سبز چوغہ پہنا ہوا تھا اور دیکھنے میں کافی صحت منداور بارعب تھا۔ اس نے کہا کہ روٹی کھانی ہے میرے بہنوئی نے اپنے بیٹے سے کہا کہ لا کر دو۔ ملنگ نے کہا کہ تم سے نہیں میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ تم سے روٹی کھانی ہے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ ملنگ نے کہا کہ شکر کے ساتھ روٹی کھانی ہے اور خود لے کر آؤ میں نے روٹی کے اوپر شکر رکھی اور باہر لے گیا اتنے میں ایک آدمی بھاگتا ہوا آیا اور ملنگ کو پکڑ کر چلنے کیلئے کہا۔ ملنگ نے غصے سے جھڑک دیا۔ ہم باہر گھاس پر لان میں بیٹھے ہوئے تھے میں نے اس سے پوچھا کہ کیا مسئلہ ہے اس نے بتایا کہ یہ ملنگ حضرت شاہ رکن عالم رحمہ اللہ کی تربت کے قریب سے بھاگ کر آیا ہے، ہم اسے تلاش کرتے پھر رہے ہیں، ملنگ نے کھانا ختم کیا اور مجھے کہا کہ سبز الائچی لاؤ میں نے چند الائچیاں گھر سے لا کر دیں انہوں نے دو الائچیاں مجھے پھونک مار کر دیں کہ منہ میں رکھ کر چباؤ۔ میں نے منہ میں رکھ کر الائچی چبائی تو وہ مصری کی طرح میٹھی تھی اور منہ میں گھل گئی اس نے مجھے تنقیدی نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا کہ کیا ہے میں نے بتایا کہ یہ تو مصری کی طرح لگتی ہے اس نے مجھے کہا کہ ایک دیگ کے پیسے دو میں نے پچاس روپے نکال کر دیئے انہوں نے کہا کہ ساڑھے تین سو کی دیگ ہے اور پیسے تمہارے پاس ہیں۔ میں نے نکال کر دے دیئے۔ اب انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم میرے پاس لاہور حضرت علی ہجویری رحمہ اللہ کی تربت کے قریب آنا، میں وہاں پر تمہارا انتظار کروں گا۔ میں نے برجستہ جواب دیا کہ میں توریناله خورد میں نوکری کرتا ہوں لاہور میں تو میرا کوئی کام نہیں ہے اس نے کہا کہ تم لاہور مجھے ملنے آؤ گے......!

میں نے اس مجذوب کی یہ بات بھلا دی۔ تین سال بعد 96-1995ء میں مجھے لاہور میں ایک کمپنی ڈینش فوڈ سے نوکری کی آفر ملی جو میں نے قبول کر لی تقریباً چھ ماہ بعد بلال گنج میں کسی کام کے سلسلے میں جانا ہوا، حضرت علی ہجویری رحمہ اللہ کی تربت کے باہر بلال گنج کی طرف سے گزر رہا تھا کہ وہی ملنگ میرے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور بولا ہاں آ گئے ہو میرے منہ سے بے ساختہ نکلا ہاں آ گیا ہوں اور مجھے وہ پرانا واقعہ

یاد آ گیا۔ ملنگ نے مجھے کہا کہ اللہ تمہیں بہت دے گا اور تھوک ہاتھ پر مل کر میرے ماتھے پر لگائی حالانکہ میں کٹر اہل حدیث ہوں لیکن مجھے معلوم نہیں کیوں سکون سا محسوس ہوا۔ میں سوچتا ہوں وہ کون تھا ملنگ، صوفی، قلندر، مجذوب یا قطب............؟۔

(زاہد اقبال صاحب، گورمے فوڈ سپیشلسٹ، خادم اہل حدیث)

☆☆☆☆☆

تصوف کے معاملے میں یہ بے توجہی کیوں......!

(از: محمد یٰسین سلفی، فیصل آباد)

تصوف درستگی اخلاق اور روحانی پرواز کا ذریعہ:۔ جب انسان کی دل کی آنکھیں بند ہوں تو وہ دوسرے لوگوں کے وہ کمالات و برکات جن سے وہ آشنا نہیں ہوتا تو اس پر اعتراض کرتا ہے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے یہ سب جھوٹ ہے۔ آج کل تصوف اور روحانیت کے بارے میں ہمارا بالکل یہی حال ہے کہ بیعت کے بغیر ہماری زندگی کی گاڑی چل جائے گی یہ بیعت کرنا کوئی ضروری نہیں بیعت کے بغیر زندگی کی گاڑی تو چلے گی مگر روح کی پرواز ہمیشہ کیلئے رک جائے گی۔ آج کل یہی وجہ ہے کہ ہمارے پاس اعمال ہیں مگر اعلیٰ اخلاق نہیں ہیں۔ ہم اپنے بڑوں کے ورثہ (تصوف) کو بھول چکے ہیں اور مزید یہ ظلم کرتے ہیں کہ اس کو لوگوں کو بتانے سے بھی گریز کرتے ہیں کہ کل تک تو ہم لوگوں کو روکتے تھے آج خود اس کی طرف آئیں کہ یہ کرامت کیسے ظہور پذیر ہوسکتی ہے......! مگر یہ حقیقت ہے کہ جب تک ہم اپنے چھوڑے ہوئے ورثے شفاف تصوف کی طرف نہیں آئیں گے تو ظلمت و بدامنی اور گمراہی کیسے ختم ہوگی......؟

لوگوں کی گمراہی اور ہماری بے اعتنائی:۔ لوگوں کو تو اپنے مسائل کا حل چاہئے چاہے وہ حل تعویذ، دم، درود یا منتر کی شکل میں ہندو سے ملے، عیسائی سے ملے کہیں سے بھی مل جائے......انہیں بس کوئی حل ملنا چاہیے۔ جب ہم اصل چیز کی طرف نہیں آئیں گے تو وہ غلط راہوں کی طرف ضرور جائیں گے تو پھر ہم انہیں مشرک بھی کہیں گے اور شرک والے اعمال بھی کہیں گے۔ بیعت ہونا، تعویذ دینا یہ کوئی نئی یا انہونی چیز نہیں ......کسی کامل اور خدا پرست بندے کی بیعت ہونا آج کل کے ماحول میں اشد ضروری ہے۔ کسی کامل مرشد کا ہاتھ اگر پیچھے ہو تو انسان راہ سلوک یعنی اللہ کی محبت کے راستے کی منازل بہت جلدی طے کر لیتا ہے اور یہ بھی یاد رکھیں! ہر کامیاب شخص کے پیچھے کسی کامل ولی کا ہاتھ ضرور ہوتا ہے۔

آئیں! ہم اپنی کھوئی ہوئی وراثت کو کسی کامل ولی کی صحبت سے حاصل کریں تا کہ پریشان اور دکھی لوگوں کے درد کا مداوا ہوسکے وگرنہ ان کی گمراہی کے ذمہ دار بھی ہم ہوں گے کیونکہ اصل اور حق چیز تو ہمارے پاس تھیں جو نہ ہم نے خود استعمال کی اور نہ دکھی لوگوں کو اس پر لگایا تو مجرم تو ہم ہوئے......!

اہل اللہ کی صحبت ......زندگی سنوارنے کا ذریعہ:۔ اگر ہم اعلیٰ اخلاق پانا چاہتے ہیں اور اللہ پاک کی نظر میں بلند مقام حاصل کرنے کی خواہش ہے، زندگی میں سکون کے متلاشی ہیں تو آئیں کسی کامل اللہ کے ولی صحبت میں بیٹھنا شروع کر دیں اور انکی مان کر چلیں دیکھیں تو سہی زندگی مہینوں، سالوں میں نہیں بلکہ دنوں میں سنورے گی۔

کامل ولی کی پہچان یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلاتا ہے ان کی آخرت کیلئے فکرمند ہوتا ہے ان کو اللہ کے خزانوں سے لینے کے انداز سکھاتا ہے، نماز کے ذریعے سے، ذکر و تسبیح کے ذریعے سے، مراقبے کے ذریعے سے۔ جن کا دن رات مخلوق کی بہتری کیلئے گزرتا ہے وہی تو اللہ والے ہیں۔

تصوف کے معاملے میں یہ بے توجہی کیوں ......! اہل حدیثوں کے بڑے بڑے علمائے کرام تو تصوف و روحانیت مراقبے اور بیعت کو مانتے بھی تھے اور کرتے بھی تھے۔ مگر ہم کیوں ایسا نہیں کر سکتے......! یہ کوئی مشرکانہ چیزیں نہیں ہیں...... بلکہ ہمارے دل کی تنگی اور علم کی کمی ہے۔ تصوف کے مختلف سلاسل دراصل مختلف راستے ہیں جنکا اصل مقصود ایسی کیفیت کا حاصل ہو جانا ہے جس کی وجہ سے مامورات اور منہیات

انسان کی طبیعت کا حصہ بن جائیں اب وہ اشغال صوفیاء مختلف ہو سکتے ہیں۔مثلاً ذکر کی شکل میں، مراقبے کی شکل میں، یہ سب اللہ سے ملانے کے انداز ہیں۔اور سچ پوچھیں تو یہ پاکیزہ زندگی کتابوں سے کم اور کسی کامل اللہ والے کی صحبت سے زیادہ سمجھ میں آتی ہے۔آج کے تصوف کو دیکھ کر تصوف سے منہ موڑ لینا کوئی عقل مندی کی بات نہیں اور یہ کہنا کہ تصوف تو بڑی پاکیزہ چیز تھی مگر اس پر مکھیاں بہت بیٹھ گئی ہیں اس وجہ سے ہم اس سے دور ہیں۔تو ایسے تمام حضرات کی خدمت میں نہایت ہی مؤدبانہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کیا احادیث کے سلسلے میں بے اعتنائی نہیں برتی گئی تھی اور کئی کئی ہزار احادیث ایک ایک بندے نے نہیں گھڑی تھیں لیکن جزائے خیر عطا کرے اللہ پاک ہمارے علماء ومحدثین کو جنہوں نے احادیث کا بہترین شفاف گلدستہ ہمیں پیش کیا۔تو بیچارے تصوف کا کیا قصور تھا کہ اسے لاوارث چھوڑ دیا گیا اور اپنے اسلاف کی میراث کو بھلا دیا گیا......!

بذریعہ روحانی عملیات لوگوں کی دادرسی:۔ اسی طرح روحانی عملیات کا بھی حال ہے۔عملیات کا تصوف سے کوئی تعلق نہیں یہ ایک بالکل الگ راستہ ہے لیکن اس کی ضرورت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔آئیں......!ان انداز کو اپنائیں اور لوگوں کے غموں کو دور کرنے کا ذریعہ بنیں تاکہ وہ غلط عاملوں، پیروں، فقیروں کے پھندوں سے بچ سکیں جو لوگوں کی عزتوں کے بھی دشمن ہیں اور ایمان کے بھی دشمن ہیں اگر ہمارے ایک عمل سے کوئی مصیبت کا مارا غلط عاملوں کے چکروں سے بچ گیا تو ہمارے لیے اس سے بڑی خوشی کیا ہوگی۔ہم لوگوں کی مصیبتوں کو اعمال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کرنے کا ذریعہ بن جائیں اور اپنے اسلاف کے ورثہ کو اپنائیں اور لوگوں تک پھیلائیں۔

(محمد یٰسین سلفی، فیصل آباد)

☆☆☆☆☆

کتاب علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف اشد ضرورت

(از: ظفر علی محمدی، فیصل آباد)

کتاب ''علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' اس وقت کی اشد ضرورت ہے اس پرخطر دور میں لوگوں کے ایمان خراب ہو رہے ہیں اور جعلی عامل تصوف اور روحانیت کے نام پر لوگوں کا ایمان اور عزت وآبرو ومال برباد کر رہے ہیں۔ان سے بچا جا سکے اور لوگوں کو اپنے آباؤ اجداد کے اختیار کیے ہوئے سیدھے راستے کی طرف لایا جا سکے۔تاکہ سب کو اپنی آخرت کی فکر ہو خاص کر توحید پرست کو آگے بڑھنا چاہیے اور تصوف میں توحید کا تصور جس قدر راہم ہے ہم جیسے لفاظی لوگ اندازہ ہی نہیں کر سکتے۔متصوفین کی زندگی میں بکھرے ہزاروں واقعات اس پر شاہد ہیں ان کو جو اللہ پر یقین اور توکل تھا اسکا ایک عشرعشیر بھی ہماری زندگیوں میں نہیں اور یہ یقین اللہ پاک کی ذات پر یقین اور اعتماد ہی کی بدولت تھا۔

اللہ پاک اس کتاب کے مؤلف حضرت حکیم محمد طارق محمود چغتائی مجذوبی حفظہ اللہ کو جزائے خیر عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ ان کوششوں کو قبول فرمائے اور ان کے علم، عمل، عزت اور آبرو میں خیر وبرکت عطا فرمائے۔امین۔ثم آمین۔(ظفر علی محمدی، فیصل آباد)

☆☆☆☆☆

کتاب ذوق تصوف اک مایہ ناز کارنامہ

(از: مولانا محمد مصطفیٰ ربانی حفظہ اللہ تعالیٰ، خطیب مسجد کوثر اہل حدیث عظیم گراؤنڈ درس بڑے میاں مغلپورہ، لاہور
فاضل التحصیل: دارالعلوم المحمد یہ لوکوشاپ مغلپورہ، لاہور)

اس کتاب میں دراصل عصر حاضر میں علماء اہل حدیث کے ذوق تصوف کو واضح کرنے کیلئے مختلف کتابوں، رسالوں اور مختلف جگہوں سے واقعات کو لیا گیا ہے۔جس چیز سے آج ہم بالکل لاعلم ہو چکے ہیں تاکہ ہمارے اکابر کی زندگی ہمارے سامنے آئے!اور جیسے وہ لوگ عابد، زاہد

اور دین والے تھے ہمیں بھی ویسی کوشش کرنی چاہیے۔ میری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو پایہ تکمیل تک پہنچائے اور سب کیلئے ذریعہ نجات بنائے۔ (آمین ثم آمین) (از: مولانا محمد مصطفیٰ ربانی حفظہ اللہ تعالیٰ، خطیب مسجد کوثر اہل حدیث عظیم گراؤنڈ درس بڑے میاں مغلپورہ، لاہور: فاضل التحصیل، دارالعلوم المحمدیہ لوکوشاپ مغلپورہ، لاہور)

☆☆☆☆☆

تزکیۂ نفس نہایت اہم موضوع...... جسے بھلا دیا گیا!

(از: مولانا قاضی ریاض قدیر صاحب، نائب ناظم اعلیٰ مرکزی جمیعت اہلحدیث، پاکستان)

تزکیۂ نفس ایک نہایت ہی اہم موضوع:۔ جدانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت محمد ﷺ کیلئے جو دعائیں کی تھیں وہ اللہ احکم الحاکمین نے بعینہٖ قبول فرمائیں ان میں سے اہم ترین دعا یہ تھی کہ ''ویزکیھم ''(البقرہ) وہ ان کا تزکیہ کرے اور حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معیار کے پاکیزہ نفوس ایسی مقدس ہستیاں ویسے مطہر قلوب انبیاء علیہم السلام کے علاوہ اس بوڑھے آسمان نے اور کوئی نہیں دیکھے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار سے زائد انبیاء علیہم السلام کی عظیم جماعت میں سے کسی بھی نبی علیہ السلام کے ساتھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام سے زیادہ پاکیزہ، زیادہ قربانیاں دینے والے، زیادہ عمل کرنے والے، زیادہ محبت کرنے والے، زیادہ تکالیف برداشت کرنے والے نہیں تھے، اور پھر ''ویزکیھم '' کا سلسلہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ساتھ ہی نہیں رک جاتا بلکہ دین اسلام کے دوسرے تمام احکامات پر عمل کی طرح ایک جماعت شروع سے چلی آرہی ہے جو آیت مبارکہ کے اس حصے پر عمل کرتی ہے اور اپنے تزکیۂ نفس کے بعد دوسروں کے نفس کی پاکیزگی کیلئے اپنے قول وفعل سے، تقریر وتحریر سے اور عمل بالحدیث سے اپنا کردار ادا کرتی ہے اور میری بات کو اگر دیوانے کی بڑ نہ سمجھا جائے تو میں دعویٰ کروں گا کہ تزکیۂ نفس کیلئے جو ضروری بات ہے وہ خود دین پر حدیث پر مکمل عمل ہے اور سیدھی بات ہے کہ جو عامل بالحدیث ہوگا وہ اہل حدیث ہوگا دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ جو عامل حدیث ہیں وہ تو متقی ہیں اور جو عامل حدیث نہیں ہیں وہ اور کچھ بھی ہو سکتے ہیں...... متقی یا بزرگان دین نہیں ہو سکتے۔ ایک اور بات نیک آدمی کبھی اپنی نیکی کا ڈھنڈورا نہیں پیٹتا بلکہ ریاکاری سے بچتا ہے اور خود کو چھپا کر رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ الحمد للہ ہمارے اکابر بھی اس پر عمل پیرا تھے اور آج بھی جو بزرگ موجود ہیں عرس یا کسی بھی طرح نمود ونمائش کے قائل نہیں ہیں۔ الحمد للہ۔

اہل حدیث میں بزرگوں کی تعداد...... ان گنت:۔ حاملین مسلک اہل حدیث میں ہر دور میں ایک دو نہیں بلکہ بلاشک وشبہ ہزاروں ایسے علماء وصلحاء اور بزرگ موجود رہے ہیں جو دوسروں کیلئے بھی تزکیۂ نفس کا باعث بنتے تھے اور بنتے ہیں زیر بحث کتاب میں جن بزرگوں کا تذکرہ موجود ہے یہ شاید کل تعداد کا چند فیصد بھی نہیں ہے یہ وہ خوش قسمت لوگ ہیں جو اپنی تحریروں یا عوامی تقریروں کی وجہ سے عام لوگوں کی نظر میں آ گئے ورنہ اپنے اپنے مقامات اپنے اپنے گاؤں گوٹھوں اور بستیوں میں بیٹھ کر تزکیۂ نفس کرنے والوں کی تعداد اس سے بیسیوں سینکڑوں گنا زیادہ ہے اللہ ان تمام پر اپنا رحم نازل فرمائیں۔ آمین۔

ہماری بے توجہی...... اور عوام کی غلطیاں:۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے اتنے بزرگوں کی موجودگی کے باوجود ہم اہل حدیث لفظ تصوف سے کیوں دور بھاگتے ہیں...... اس کی ایک بنیادی وجہ فی زمانہ تصوف کے بارے میں رواج پا جانے والے غلط نظریات ہیں۔ وحدت الوجود کا نظریہ، حال وقال اور ڈھول دھمال کا نظریہ، قوالی ومزار کا نظریہ، میلے وعرس اور کھیل تماشوں کا نظریہ، نماز، روزے اور دیگر فرائض سے غفلت یا صرف دل کی نماز کا نظریہ، یہ ایسی چیزیں ہیں جنہیں آج عامۃ الناس بلکہ پڑھے لکھے لوگ بھی تصوف سمجھتے ہیں، آج دینی لحاظ سے جو جتنا بڑا شعبدہ باز ہے وہ اتنا ہی بڑا بزرگ ہے ہر دوسرے نام نہاد بزرگ کے متعلق یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ صاحب کشف وکرامت بزرگ ہیں یا تھے حالانکہ حقیقت یہ کہ کشف یا کرامات اللہ کی طرف سے عطاء ہوتے ہیں اور اس کیلئے متدین اور دین پر مکمل عمل کرنے والوں سے ظاہر ہونے والے واقعات کشف اور کرامت ہیں۔ دین سے دور افراد سے جب کوئی ایسا عمل ظاہر ہوتا ہے تو اس کی وجہ شیاطین بنتے ہیں اور اکثر

حالتوں میں یہ اعمال شیاطین کی مدد سے انجام پاتے ہیں۔اللہ ایسے افراد سے اپنی پناہ میں رکھے۔آمین۔

آمدم برسر مطلب مندرجہ بالا نظریات وجوہات کی بناء پر حاملین مسلک اہل حدیث تصوف کا انکار کرتے ہیں حالانکہ ''فیروز اللغات'' کے مطابق لفظ'' تصوف'' کے مندرجہ ذیل مطالب ہیں۔نمبر1 صوفیوں کا عقیدہ، 2۔علم معرفت، 3۔ دل کی خواہشوں کو دور کر کے خدا کی طرف دھیان لگانا، 4۔تزکیۂ نفس کا طریقہ، 5۔ پشینہ پہننا اب ان معنی پر غور کریں تو ان میں سے دل کی خواہشوں کو دور کر کے اللہ کی طرف دھیان لگانا اور تزکیۂ نفس کا طریقہ یہ ہمارے تمام بزرگوں کا بنیادی وصف رہا اور ہے۔

''ذوق تصوف'' نہایت ہی اہم کاوش:۔ اس حوالہ کے پیش نظر کتاب ''علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' جو ہمارے فاضل دوست حکیم محمد طارق محمود چغتائی صاحب حفظہ اللہ نے مرتب کی ہے اور اس میں اپنی طرف سے بعض جگہ تبصرہ وتشریح کا اضافہ کیا ہے ایک انتہائی اہم کاوش ہے ایک تو اس حوالے سے بھی کہ ہمارے سلفی بھائی تصوف کا نام سن کر ہی جو مطلقاً انکاری ہو جاتے ہیں اس میں کمی آئے گی......اور دوسرا اس حوالے سے کہ ایسا بہت سا کام جو بیسیوں بلکہ سینکڑوں کتابوں میں بکھرا ہوا تھا ایک جگہ پر جمع ہو گیا ہے اور اس کتاب کی مدد سے ہم اپنے اکابر کی مساعی سے ان کے کردار سے زیادہ بہتر طریقے سے آگاہ ہوسکیں گے۔ ذاتی حوالے سے میرے لئے اس کتاب میں خوشی کی ایک بڑی بات میرے والد محترم مورخ اہل حدیث قاضی محمد اسلم سیف رحمہ اللہ کی یادگار اور بہترین تحقیقی کاوش ''تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینے میں'' سے بیسیوں شخصیات کا اس کتاب میں تذکرہ کی موجودگی ہے اور اب ہم بھی اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن بھی شائع کریں گے۔''ان شاءاللہ''

مؤلف کے حق میں دعا:۔ اس دعا کے ساتھ اجازت چاہوں گا کہ اللہ جل شانہٗ مصنف کو اپنی بہترین جزاؤں سے نوازیں۔حقیقتاً انہوں نے ایک ادارے جتنا کام کیا ہے اور مصنف کے ساتھ ساتھ ہم سب کو ان نیک بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین۔یارب العلمین۔

(فقیر بارگاہ الٰہی ،قاضی ریاض قدیر، نائب صدر جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن، نائب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث، پاکستان)

☆☆☆☆☆

''ذوق تصوف'' کا اظہار قابل داد وذخیرہ آخرت

(ستائیس سال ولی کامل مولانا صوفی عبداللہ رحمہ اللہ کی خدمت میں رہنے والے شیخ الحدیث کی یادیں)

(از: حضرت مولانا شیخ الحدیث عبدالرشید ہزاروی صاحب حفظہ اللہ)

تعارف:۔''علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' نامی کتاب پر تبصرہ کیلئے حضرت مولانا شیخ الحدیث عبدالرشید ہزاروی صاحب حفظہ اللہ کے پاس مورخہ 2013-9-5 کو بروز جمعرات حاضر ہوا۔حضرت مولانا عبدالرشید ہزاروی حفظہ اللہ کو حضرت صوفی عبداللہ صاحب سے طویل رفاقت کا اعزاز حاصل ہے۔ 1948 سے لے کر 1975ء تک صوفی عبداللہ صاحب کی وفات تک ان کے ساتھ رہے، 1980ء سے ساہیوال میں دارالحدیث میں تدریسی ذمہ داریاں احسن انداز میں ادا فرما رہے ہیں میرے پاس مسودے کے کچھ حصے تھے اس لیے انہوں نے فرمایا اگر مکمل مسودہ ہوتا تو میرے لیے تبصرہ آسان ہوتا بحرحال اس سلسلے میں کی گئی گفتگو کو انہوں نے کمال مہربانی سے شائع کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔اللہ کریم آپکا سایہ تادیر ہم پر قائم رکھے کہ آپ اسی طرح دین حق کی خدمت فرماتے رہیں۔(ملاقات: پروفیسر رضوان الٰہی)

''ذوق تصوف'' کا اظہار قابل داد وذخیرہ آخرت:۔ کتاب کے بارے میں فرمایا: بکھرے ہوئے پارے اکٹھا کرنا قابل داد اہے حکیم صاحب کو میرا پیغام دیں کہ جو محنت آپ نے کی اور جو کوشش آپ مستقبل میں کریں گے وہ آپ کیلئے مستقبل میں ذخیرہ آخرت کا سبب بنے گی اور جو لوگ پٹڑی سے اتر رہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ذوق سلیم عطا فرمائے اور حکیم صاحب کو میرا خصوصی سلام کہیں......۔

بزرگ اسلاف سے دور ہونے کی ایک اہم وجہ:۔ دوران گفتگو جب آپ سے عرض کیا گیا کہ حضرت ہمارے اسلاف اور بزرگوں کی جو بابرکت زندگیاں تھیں ہم آج ان سے کیسے دور ہو گئے......آخر کیا سبب ہے......؟ تو آپ حفظہ اللہ فرمانے لگے: معیشت کی فکر نے بہت سی چیزیں چھڑوا دی ہیں اور اس المیے کا شکار ہمارے علماء بھی ہیں، معیشت کا بحران بہت پریشان کن معاملہ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرض سے پناہ مانگا کرتے تھے کہ اس کی وجہ سے انسان گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جیسے: جھوٹ وعدہ خلافی ہے۔ معیشت کے مسئلہ کی وجہ سے انسان اپنے بچوں کو قتل کرتا ہے، انہیں فروخت تک کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے جیسا کہ ہم روز اخبارات میں پڑھتے ہیں جس ملک میں کا یہ حال ہو جائے وہاں معیشت آدمی کو تنگ کرتی ہیں بیروزگاری نے سب کو متاثر کیا ہے یہی وجہ ہے کہ انسان بس انہی چکروں میں پھنس کر رہ جاتا ہے۔

مدرسے کے درودیوار سے ذکر اللہ کی آوازیں:۔ ذکر کے بارے میں شیخ حفظہ اللہ نے فرمایا قرآن مجید میں کثرت ذکر کی تلقین کی گئی ہے ہمیں اس کو اوڑھنا بچھونا بنانا چاہیے۔ ماموں کانجن میں جو سالانہ کانفرنس ہوتی تھی اس میں ہم نے حضرت مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے صاحبزادے حضرت ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کو مدعو کیا وہ آئے تقاریر کیں وہ اُس وقت مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ناظم تھے۔ سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ صاحب ذاکر آدمی تھے اور ان کی زندگی میں بھی یہ چیز نمایاں ہو گئی تھی وہ تشریف لائے تو فرمانے لگے: مجھے اس ادارے کی ہر چیز ذکر کرتی محسوس ہو رہی ہے آج اہل ذکر کی کمی بلکہ فقدان ہے مگر ذکر میں جدت پیدا نہیں کرنی چاہیے اور قرآن وحدیث کی تعلیمات کو مقدم رکھا جانا چاہیے۔

ہماری بدعملی اور اکابر کا تقویٰ:۔ ہمارے ہاں تو کچھ شکوہ ہے اور جائز شکوہ ہے اصل میں اہل علم کے تین طبقات ہیں مدرسین، مبلغین اور قراء کرام، سب کے زیادہ محنت اور کاوش جو طبقہ کرتا ہے وہ مدرسین کا ہے جو کتابیں پڑھاتے ہیں۔ اور جو سب سے زیادہ سودمند اور لوگوں میں مقبول طبقہ ہے وہ مبلغین کا ہے قراء کرام بھی قابل قدر ہیں انکے پاس اتنا علم تو نہیں ہوتا مگر قرآن سے محبت اور شوق رکھتے ہیں۔ علماء اور مدرسین چٹائیوں سے وابستہ رہتے ہیں ان سے سب سے زیادہ متاثر انکے شاگرد ہوتے ہیں، مبلغین کو لوگوں سے خطاب کرنے کا موقع ملتا ہے ان کا رابطہ عوام الناس سے ہوتا ہے ان کا حلقہ اثر وسیع ہوتا ہے مگر ان کی زندگیوں میں انقلاب نہ ہونے کی وجہ سے ان کی عملی اور قولی زندگی میں موافقت کم نظر آتی، سفر در سفر اور بیسیوں جگہ خطاب، معیشت کے چکر نے انہیں بھی مجبور کر رکھا ہے۔ بدعملی حائل ہے لوگ اثر کیسے لیں اصلاح نیت اور تربیت کیلئے حضرت صوفی عبداللہ رحمہ اللہ کا کیا طریقہ کار تھا......؟ میرے صوفی صاحب کے یہاں آنے کی ایک وجہ ہے ان کا تعلق جماعت مجاہدین سے تھا جو حکومت کی معتوب جماعت تھی وہ اس جگہ جاکے بیٹھے جہاں ان کا کوئی ایک آدھی آدمی بیٹھا تھا۔ یہ جگہ چار گاؤں کے قریب ہے اصل گاؤں اوڈانوالہ 507 کے قریب 411 جھنڈانوالہ کے قریب ہے۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ صبح کی نماز جھنڈانوالہ پڑھتے ظہر کی نماز کسی اور جگہ پڑھتے عصر کی نماز کسی اور جگہ پڑھتے اور بچوں کو ناظرہ قرآن پاک پڑھاتے ان کی آمدورفت کا ذریعہ سائیکل تھا یا پیدل۔ پیدل چل کر قرآن پڑھاتے مگر آج اکیڈمیاں، ٹیوشن سنیٹر ہیں۔ مگر انہوں نے چار گاؤں مسلسل کئی سال بچوں کو قرآن پڑھایا، اس کے بعد وہاں ایک جلسہ ہوا بہاولپور کے ایک عالم تھے عبدالحق ریاستی صاحب انہوں نے ذکر کر دیا کہ یہاں کسی جگہ بچوں کی تربیت کیلئے مدرسہ ہونا چاہیے اور میرے دوبارہ یہاں آنے سے پہلے پہلے اگلے سال مدرسہ بن جانا چاہیے۔ صوفی صاحب ساتھ گاؤں میں رہتے تھے انہوں نے کہا میں مدرسہ بناؤں گا۔ صوفی صاحب نے سب نمازیوں اور گاؤں کے نمبرداروں کو مسجد میں بلایا کہ میں وعدہ کر چکا ہوں آپ مجھے اجازت دیں لوگوں نے معیشت کا عذر کیا۔

صوفی صاحب نے کہا میں خرچ نہیں میں فقط بچوں کیلئے مسجد استعمال کرنا چاہتا ہوں مجھے معاشی تعاون نہیں اخلاقی تعاون درکار ہے سب لوگ مان گئے۔ اس مدرسہ بننے کی یہ بنیاد پڑی 1932ء میں، اس کے بعد کام منظم ہوا، ساری محنت ان کی تھی۔

صوفی صاحب رحمہ اللہ شان اخلاص:۔ محنت سے متعلق عجب باتیں ہیں: صوفی صاحب اپنی ذات پر خرچ نہ کرتے، گوجرانوالہ کے قریب ایمن آباد ایک گاؤں ہے اس وقت آمدورفت کا ذریعہ صرف تانگہ تھا اور وہ بھی شام کے وقت چلتا تھا۔ اس وقت کرایہ بھی آنہ چار آنے ہوا کرتا تھا، صوفی صاحب اسماعیل نامی آدمی سے ملنے گئے ایمن آباد گوجرانوالہ سے دس میل دور ہے۔ اس وقت کوئی ٹانگہ نہیں آرہا تھا صوفی

صاحب پیدل چلنے لگے۔ آگے سے وہ آدمی جس سے ملنے جا رہے تھے وہ ٹانگے پہ آ رہا تھا اس نے پوچھا آپ کہاں جا رہے ہیں؟ صوفی صاحب نے کہا آپ سے ملنے جا رہا ہوں۔ کہا آپ پیدل کیوں جا رہے ہیں، تو صوفی نے کہا کہ ٹانگے تو شام کے وقت چلتے ہیں۔ تو اس آدمی نے پیسے دیئے کہ آپ ٹانگے پہ جائیں میں ذرا شہر سے ہو کر آتا ہوں۔ واپسی پر دیکھا ابھی بھی صوفی صاحب پیدل جا رہے ہیں۔ پوچھا آپ پیدل کیوں جا رہے ہیں؟ کہا میں نے سوچا کہ طالب علموں کی ہانڈی کا نمک آ جائے گا۔ اس کیفیت میں انہوں نے مدرسہ بنایا۔

☆☆☆☆☆

اپنے موضوع پر دنیا کی سب سے بڑی کتاب

(از:۔ ڈاکٹر فیصل سلفی حفظہ اللہ: لاہور)

تصوف سراسر ادب ہی ادب:۔ تصوف تمام تر ادب ہے۔ ہر وقت کا ایک ادب ہے...... ہر موقع کا ایک ادب......اور جو بے ادب ہوتا ہے وہ مقبول بارگاہ خداوندی ہونے کی بجائے مردود درگاہ حق ہو جاتا ہے۔

''کشف المحجوب'' میں ہے کہ آداب کی تین قسمیں ہیں: ان میں سے ایک توحید میں حق تعالیٰ کے ساتھ آداب ہیں اور وہ یوں کہ انسان خواہ تنہائی میں ہو یا محفل میں بے ادبی سے بچے۔ تنہائی میں بھی اس طرح رہے جس طرح بادشاہوں کے دربار میں ان کے سامنے رہا کرتا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں تشریف لے گئے۔ حفظ ادب سے دونوں جہاں کی طرف نظر نہ کی جیسا کہ فرمان حق ہے'' ماذاغ البصر و ماطغی''۔

تصوف سراپا خیر خواہی اور خیر خواہی کا نام:۔ کچھ مشہور صوفیائے کرام کی زندگی ہم سے انصاف کا تقاضا کر رہی ہے......''عوارف المعارف'' میں شیخ الاسلام ابوحفص عمر سہروردی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ادبِ صوفی یہ ہے کہ وہ اپنے ظاہر و باطن کو پاک وصاف رکھے اور اپنی ذات کو اعلیٰ اخلاق کے زیور سے آراستہ رکھے...... ☆ تمام اعلیٰ اخلاق کی بنیاد خوش خلقی ہے۔ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جو تمہارے ساتھ برائی کرے اس کا بدلہ بھلائی سے دو، اسی کا نام احسان ہے...... ☆ ایک عورت نے مالک بن دینار رحمہ اللہ کو اے ریا کار کہہ کر پکارا۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بہت خوب دنیا والے میرا نام بھول گئے تھے، تو نے دوبارہ بتا دیا...... ☆ ایک شخص نے حضرت شعبی رحمہ اللہ کو گالی دی، آپ نے فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے اور اگر تم جھوٹے ہو تو خدا تمہیں معاف فرمائے۔

صوفیہ کرام کا ہر عمل اللہ کیلئے ہوتا ہے ان کی نظر میں تمام بنی نوع انسان بلکہ ہر جاندار، چرند، پرند، درند تک خدا کے دامن ربوبیت میں پل رہے ہیں، اسی وجہ سے صوفی سب کیلئے باعث رحمت بننے کی کوشش کرتا ہے۔ سچے صوفی کی زندگی مخلوق خدا کیلئے باعث رحمت ہوتی ہے۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اگر ترکستان سے شام تک کسی کے پاؤں میں کانٹا چبھتا ہے تو وہ ہمارے پاؤں ہی میں چبھتا ہے اور اگر کسی کے پاؤں میں چوٹ لگتی ہے یا دل کو دکھ پہنچتا ہے تو وہ غم اور صدمہ ہمیں بھی ہوتا ہے۔

ابوسعید ابوالخیر رحمہ اللہ کا قول ہے کہ'' ہر چہ خلق را نشاید خدا را نشاید''، یعنی خلق خدا کی جس میں بھلائی نہیں وہ کام خدا کو بھی پسند نہیں۔

اپنے موضوع پر دنیا کی سب سے بڑی کتاب:۔ میں مرتب کتاب حضرت حکیم صاحب حفظہ اللہ کا نہایت مشکور ہوں جنہوں نے ہمارے بھولے ہوئے سبق کو ہمیں یاد دلایا اور ہزاروں صفحات سے انتخاب کا خوبصورت گلدستہ ہمیں'' علمائے اہل حدیث کے ذوق تصوف'' کے نام سے مہیا کیا۔ بلاشک وشبہ یہ کتاب اپنے موضوع پر دنیا کی سب سے بڑی کتاب ہے۔ ہمارے اسلاف کی زندگیوں میں پاکیزہ تصوف بہت نمایاں تھا لیکن آج اوجھل ہو گیا ہے......اور ایسا دور ہوا کہ ہم اسے بھول گئے اور یہ بھی بھول گئے کہ ہم بھولے ہوئے ہیں۔ مؤلف کا شکریہ ادا کرنے کیلئے الفاظ کا دامن بار بار میرا ساتھ چھوڑے جا رہا ہے اللہ کریم اپنی شایان شان آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد میں اپنے تمام سلفی بھائیوں سے گزارش کروں گا کہ آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ کیا ہمارے یہ تمام اسلاف کامل اولیاء اللہ نہیں تھے......! اور کیا پاکیزہ تصوف ہم سب کی ضرورت نہیں ہے......! (ڈاکٹر فیصل سلفی حفظہ اللہ: لاہور) ☆ **ختم شد** ☆

حال دل

گورنمنٹ ایس اے آئی سکول میں، میں نویں جماعت میں گیا تو وہاں اساتذہ میں ایک شخصیت پر میری نظر پڑی' ان کو سکول میں کوئی ماسٹر عبدالرزاق صاحب کہتا' کوئی مولوی عبدالرزاق صاحب (رحمہ اللہ) کہتا وہ اسلامیات پڑھاتے تھے' پھر غالباً اسی سال یا اس سے دوسرے سال وہ ریٹائرڈ ہوگئے' مجھے یاد ہے کہ ان کے مزاج میں خلوص تھا، ان کا سر ہمیشہ کلہ اور پگڑی کے ساتھ سجا رہتا تھا ان کی ڈاڑھی دراز تھی اور ان کے چہرے سے خلوص اور توحید ٹپکتی تھی۔ مجھے یاد ہے ہمارے ایک سکول میں ڈرائنگ ٹیچر ہوتے تھے وہ چھوٹی کلاسوں کو پڑھاتے تھے' ایک دفعہ انہوں نے اپنی جیب سے ایک تعویذ نکالا اور ڈرائنگ ٹیچر سے کہا یہ تعویذ میں نے توجہ سے آپ کیلئے لکھا ہے بچے کے گلے میں ڈال دیں انشااللہ نہ روئے گا نہ ڈرے گا اور جو اکثر بیمار رہتا ہے وہ بھی ٹھیک ہوجائے گا۔ اس طرح زندگی میں پہلی دفعہ میں نے سکول میں حضرت مولانا عبدالرزاق فاروقی رحمہ اللہ علیہ کو دیکھا۔ پھر وہ سر درد کا دم بھی کرتے تھے' ایک دفعہ میں نے خود ان سے سر درد کا دم کرایا' سکول میں ان کا ادب اور احترام تھا آپ پروقار شخصیت تھے' شہادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی بہت مشہور تھی' محرم کے ابتدائی ایام میں جمعہ کے دن اقصیٰ مسجد میں وہ شہادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس درد اور رقعت سے بیان کرتے شیعہ' سنی' حنفی' دیوبندی' بریلوی' اہل حدیث سب ان کی شہادت حسین سننے کیلئے مسجد میں جوق در جوق حاضر ہوتے۔ ان کی مسجد کے ایک موذن حافظ سرور صاحب تعویذ بھی دیتے اور دم بھی کرتے تھے۔

تاریخ بہاولپور میں متصوف اہلحدیث علماء کا کردار:۔ میرا اٹھنا بیٹھنا حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ کے ساتھ تھا جو میرے اور میرے والد مرحوم کے استاد محترم تھے۔ مولانا عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے پاس حضرت مولانا شرف الحق صاحب تشریف لاتے' علمی موضوع پر باتیں ہوتیں موصوف ان دنوں ''عورت کی سربراہی کے رد'' میں ایک کتاب مرتب کررہے تھے۔ موت نے فرصت نہ دی وہ کتاب ادھوری رہ گئی' علامہ صاحب جب بھی مولانا کی خدمت میں حاضر ہوتے تو کبھی کبھی تصوف کے موضوع پر باتیں بھی ہوتیں۔ علامہ شرف الحق صاحب ہمیشہ ڈھکے سر کے ساتھ رہتے بہت مہذب اور پرادب گفتگو فرماتے' مجھے یاد ہے ایک دفعہ علامہ شرف الحق صاحب رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نواب صادق محمد صاحب عباسی کو تصوف اور توحید پر لانے والے وہ علماء اہل حدیث تھے (جو ریاست بہاولپور میں نواب کے ساتھ تھے) ایک دفعہ جوش میں آکر علامہ مرحوم فرمانے لگے اگر نواب بہاولپور کے ساتھ چند علماء اہل حدیث نہ ہوتے اور ان کا تعلق نہ ہوتا تو چونکہ نواب کا رجحان سو فیصد تصوف کی طرف تھا لیکن ان ''صوفی'' علماء اہل حدیث کی وجہ سے نواب بہاولپور صوفی کے ساتھ ساتھ موحد بھی بن گئے۔ میں نے لفظ صوفی کو اہمیت کے ساتھ اس لیے لکھا ہے کہ علامہ مرحوم جب بھی ان علمائے اہل حدیث کا تذکرہ فرماتے تھے تو انہیں خاص طور پر صوفی کہتے میں نے دیکھا کہ مولانا شرف الحق صاحب رحمہ اللہ کی زبان پر لفظ صوفی کے نام سے چڑ نہیں تھی' تزکیۂ نفس اور اصلاح باطن کی طرف ان کا بہت زیادہ رجحان تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔

معروف لوگوں کی بیعت اصلاح:۔ ایک تیسری شخصیت وہ جناب عبدالقدوس انصاری صاحب تھے جو میرے والد مرحوم کے ساتھ بہت گہرا تعلق رکھتے تھے کیونکہ والد محترم علم دوست اور علم مزاج تھے' محترم انصاری صاحب مرحوم جب بھی تشریف لاتے تو گھنٹوں محفل رہتی اور میرے والد صاحب خاص طور پر مجھے بٹھاتے فرماتے علمی مجالس ایسی ہیں جیسے ویران کھیتی کیلئے موسلا دھار بارش' کبھی کبھی گفتگو کا موضوع تصوف کی طرف بھی مائل ہوجاتا کیونکہ عبدالقدوس انصاری صاحب مرحوم امام الہند ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کے ساتھ بھی مراسم رکھتے تھے۔ فرمانے لگے ایک دفعہ امام الہند کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ بیعت فرما رہے تھے تو میں نے بھی بیعت کیلئے ہاتھ آگے بڑھایا تو مجھے بھی بیعت کرلیا تو میں نے پوچھا امام صاحب یہ بیعت جہاد ہے یا بیعت اصلاح......؟ فرمایا بیعت میں

سب بیعتیں ہوتی ہیں بیعت جہاد' بیعت تصوف' بیعت سلوک اس میں سب بیعتیں شامل ہوتی ہیں۔ بعض اوقات انصاری صاحب فخر سے فرماتے تھے بعض لوگ کہتے ہیں ہم اہل حدیث تصوف کو نہیں مانتے میں خود ایک مرشد کا بیعت ہو جس مرشد کو امام الہند ابوالکلام رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ انصاری صاحب کی اس بات کا حوالہ مجھے کسی کتاب میں نہ ملا یا میری نظر نہ گئی حالانکہ میں نے مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کو بہت پڑھا۔ پچھلے دنوں مولانا اسحاق بھٹی حفظہ اللہ سے ملاقات میں میرا یہ معمہ حل ہو گیا جس میں آپ حفظہ اللہ نے فرمایا کہ ایک مجلس میں مولانا اسماعیل سلفی رحمہ اللہ نے ۱۹۲۱ میں امام الہند مولانا ابوالکلام رحمہ اللہ کی بیعت کی اور یہ بات انہوں نے خود بھی لکھی ہے یہ بیعت میاں عبدالعزیز مالواڑہ رحمہ اللہ کے گھر ہوئی اور وہاں مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ بھی موجود تھے۔ اسکے علاوہ مولانا اسحاق بھٹی حفظہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مولانا غلام رسول مہر رحمہ اللہ جو مایہ ناز اہلحدیث محقق، مورخ اور قلم دان تھے ان کی بیعت مولانا محی الدین قصوری رحمہ اللہ سے تھی جو کہ مولانا عبدالقادر قصوری رحمہ اللہ کے بیٹے تھے اور ان کی بیعت اصلاح ولی باکمال صوفی ولی محمد رحمہ اللہ فتوحی والے سے تھی۔

کتاب لکھنے کے اسباب:۔ یہ کچھ نقوش تھے جو میرے ذہن میں تھے پھر ایک اور سبب اس کتاب لکھنے کا جو بنا وہ یہ کہ بہت بڑی تعداد میں اہل حدیث علماء اور عامی لوگ مجھ سے بیعت ہیں اور اصلاحی تعلق قائم کیے ہوئے ہیں' کبھی کبھی ان کے خطوط اور ملاقات میں ان حضرات کی طرف سے جو بات مجھے ملتی وہ یہ کہ ہم کسی کو کہہ دیں کہ ہم بیعت ہیں تو وہ اہل حدیث کہتا ہے کہ تم نے یہ کیا نئے ڈھونگ اختیار کیے ہوئے ہیں کیا ہندوانہ اور جوگیانہ انداز اختیار کیے ہوئے ہو؟ کہاں سے یہ قبر پرستی' اور شرک پرستی کا سلسلہ شروع کیا؟' اس طرح کے سخت جملے سننے پڑتے ہیں' وہ حضرات مجھے خط لکھتے اور ملاقات میں کہتے' ہم نے بیعت تو کر لی مگر پریشان ہو گئے۔ ایک دفعہ میں نے چند اہل حدیث احباب کو جمع کیا اور صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ قلعہ میہاں سنگھ کی سوانح جو مولانا اسحاق بھٹی حفظہ اللہ نے مرتب کی ہیں اور ان کے علاوہ بھی بہت سی کتابوں سے متصوف علماء کی زندگیوں کے اقتباسات اور ان کے حوالہ جات پڑھ کر سنائے ان کی عقل حیران رہ گئی کیونکہ میں شروع سے اہل حدیث علماء' صلحاء' اسلاف' اکابر اور بزرگان دین کا قدردان ہوں تو ان کی کتابیں بہت سی تو مجھے ورثے میں ملیں یعنی میرے والد محترم کی لائبریری میں ملیں اور بہت سی بعد میں میں نے چن چن کر اکٹھی کیں اور جب میں ان کتابوں کو پڑھتا تو ان میں مجھے مسلسل تصوف سلوک' تزکیۂ واحسان ملتا۔ یہ کیفیت سالہا سے میرے دل میں تھی اور سالہا سال سے میں موجودہ کتاب ''علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف'' پر کام کر رہا تھا اور اس سے متعلق کتب اور رسائل اکٹھے کر رہا تھا پھر ایک دفعہ کا واقعہ کچھ اس طرح ہوا کہ میرے پاس علاج کیلئے کچھ اہل حدیث علماء تشریف لائے چھ سات علماء تھے ان میں دو تین قاری تھے اور علماء بھی تھے۔ فرمانے لگے آپ کا درس ہم سنتے ہیں ہمارے دل کی دنیا بدل گئی' زندگی کے دن رات بدل گئے لیکن سنتے چھپ چھپ کر ہیں۔ میں حیران ہوا کہ وجہ کیا ہے......؟ کہنے لگے کہ چونکہ ہمارے موجودہ اہل حدیث طبقہ میں تصوف کا رجحان نہیں ہے تو اس لیے ہم کسی سے اظہار نہیں کر سکتے میں نے ان علماء وقاری حضرات کی یہ بات سنی تو مجھے افسوس ہوا میں نے ان سے عرض کیا کہ تصوف اور سچا تصوف تو خود ورثہ بھی اہل حدیثوں ہی کا تھا' کیا آپ نے اپنے اسلاف اہل حدیثوں کی زندگیوں میں تصوف نہیں پڑھا؟ کہنے لگے: نہیں۔ میں نے انہیں ایک وقت دے دیا وہ جمع ہو کر میرے پاس تشریف لائے۔ میرے پاس اہل حدیث علماء کی کتابوں کا ڈھیر تھا جب اس میں سے ان کو حوالے دکھائے تو ان کی عقل دنگ رہ گئی ایک عالم تو کتاب کو بار بار الٹ پلٹ کر دیکھتے رہے کہ کیا واقعی یہ اہل حدیث کے کسی مطبع نے چھاپی ہے یا کسی اور نے۔ کہنے لگے کہ حیرت کی بات ہے' کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ ان تمام حوالہ جات کو اکٹھا کر کے کوئی کتاب مرتب کر لیں۔ یہ پہلا لفظ تھا اس کتاب کی طرف مجھے مائل کرنے والا۔ اللہ کے فضل سے اس پر کام شروع کیا اور کام بڑھتا گیا' صفحات بڑھتے گئے' حوالے ملتے گئے' اور اتنی ضخیم کتاب بن گئی۔ دل چاہتا ہے کہ ان نیک پاکیزہ علماء، مثالی متصوفین صلحاء رحمہم اللہ کی کتابوں میں سے کچھ

اقتباسات قارئین کی نظر کروں اس سلسلے میں مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی معروف سوانح ''سیدی وابی'' بڑوں کے ذوق تصوف، باہمی آتشی اور رواداری کی کچھ یوں نشاندہی کر رہی ہے:

تصوف کی اہمیت مولانا داؤد غزنوی کی نظر میں

مسائل تصوف پر ایک اجمالی نظر:۔ (کتاب میں ان عنوانات کے تحت بحث کی گئی ہے) تصوف کیا ہے؟ حضرت مجدد رحمہ اللہ سے طبعی مناسبت، طریقت شریعت کا جز ہے، مسائل متفرقہ تصوف، اشغال صوفیہ کی شرعی حیثیت، لطائف کی حقیقت اور تعداد، لطائف ستہ ''الا وھی القلب'' کی تشریح، ذکر لسانی افضل ہے یا ذکر قلبی، بیعت طریقت، کشف وکرامات، توجہ اور تصرف۔

آخر عمر میں ذوق تصوف بڑھ جانا:۔ یوں تو شب خیزی، تہجد گزاری اور کثرت ذکر زندگی بھر آپ رحمہ اللہ کا معمول رہا مگر آخری عمر میں وہ ہمہ تن اور ہمہ دل اللہ کی طرف متوجہ تھے اور تصوف کی طرف اُن کا میلان بہت بڑھ گیا تھا۔ آخری علالت سے قبل تصوف کے بعض عنوانوں پر چند مقالے تحریر فرمائے۔ ان میں سے بعض مقالے عربی میں ہیں اور بعض اردو میں۔

ان مکالمات کی روشنی میں جو اس موضوع پر ان کے ساتھ وقتاً فوقتاً ہوئے اور ان مقالوں کی روشنی میں مختلف مسائل تصوف پر اُن کے رجحانات کی وضاحت کی جاتی ہے۔

تصوف کیا ہے؟ .... اور صوفی کون ہے؟:۔ ''مسائل متفرقہ تصوف'' میں لکھتے ہیں: تصوف لوٹنے پوٹنے کا نام نہیں ہے بلکہ مقامات کا نام تصوف ہے اور مقامات یہی ملکات ہیں۔ اخلاص، رضاء، تواضع وغیرہ۔ ان کو حاصل کرو اور ان کے اضداد، ریا وکبر، حسد وبغض، حرص، طول امل سے باز رہو، بس صوفی ہو گئے۔

(مسائل متفرقہ تصوف ص ا، بحوالہ سوانح داؤد غزنوی ص 357)

تصوف شریعت کو طبیعت بنانے کا نام ہے:۔ ''مسائل متفرقہ تصوف'' میں لکھتے ہیں: ''یاد رکھو اصل مقصد تصوف سے یہ ہے۔ اعمال شرعیہ یعنی طاعت واجبہ ومستحبہ کا بجالانا اور معاصی سے اجتناب کرنا۔ یہ بندہ کی طبیعت ثانیہ بن جائے۔ بس یہ وہ چیز ہے جس سے قُرب ورضائے حق حاصل ہوتی ہے۔ کیفیات وکشفیات کا اس سے کُچھ تعلق نہیں۔ اگر ایک شخص ادائے طاعت واجتناب عن معاصی میں پختہ ہو، وہ کامل صوفی ہے۔ گو کیفیات کُچھ بھی اس پر وارد نہ ہوتی ہوں اور جس پر کیفیات بکثرت وارد ہوتی ہوں، کشف وتصوف میں ملکہ رکھتا ہو، مگر اوامر ونواہی میں پختگی حاصل نہ ہو، وہ صوفی نہیں۔

حضرت مجدد نقشبندی سے طبعی مُناسبت:۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے ساتھ انہیں طبعی مُناسبت بہت تھی۔ اور اُن کے ''مکتوبات'' کا مطالعہ بڑے التزام سے کرتے تھے۔ ''مکتوبات'' کا وہ نسخہ جو اُن کے زیر مطالعہ رہا راقم الحروف کے پیش نظر ہے۔ سُرخ پنسل سے جگہ جگہ عبارتیں نشان زدہ ہیں بالخصوص وہ عبارتیں جن میں اتباع سنت پر حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ نے زور دیا ہے حضرت والد علیہ الرحمہ نے اُن عبارتوں کو ''مکتوبات'' کی دونوں جلدوں کے شروع میں خالی صفحات پر قلمبند بھی کیا ہے۔ ان میں سے اکثر عبارتیں اُنہیں زبانی یاد تھیں اور خطبوں کے دوران بڑی محبت اور عقیدت کے ساتھ ان عبارتوں کو حرفاً حرفاً نقل کیا کرتے تھے۔

اُن میں سے بعض عبارتیں یہاں نقل کی جاتی ہیں۔ان عبارتوں سے تصوف کے بارے میں اُن کے رجحانات کے تعین میں مدد ملے گی۔

''طریقت و حقیقت که صوفیه بآں مُمتاز گشه اند، ہر دو خادم شریعت اند۔ کوتاه اندیشاں احوال ومواجید را ازمقاصد مے شمر ندومشاہدات و تجلیات را از مطالب مے انگارند۔ **لاجرم گرفتاراں زندان وہم و خیال می مانند.........ازکمالات شریعت محروم میگر وند۔**

(مکتوبات ج۱ص۹۸)

(طریقت وحقیقت کہ صوفیاءاس سے ممتاز ہیں دونوں خادم شریعت ہیں۔کوتاہ نظر کیفیات اور وجد کو منزل مقصود سمجھتے ہیں اور مشاہدات وتجلیات کو مطالب شمار کرتے ہیں۔نتیجہ یہ ہوتا کہ اپنے ہی توہمات میں گرفتار اور شریعت کے کمالات سے محروم رہ جاتے ہیں۔

بعد از طیّ منازل سلوك و قطع مقامات جذب معلوم شدكه مقصود ازیں سیرو سلوك تحصیل مقام اخلاص ست ...... وایں اخلاص جزویست از اجزائے شریعت چه شریعت راسه جزو است علم و عمل و اخلاص .... امافہم ہر كس ایں جا نه رسد۔ اكثر عالم بخواب وخیال آرمیده اندو بجوزو مویز اكتفانموده انداز كمالات شریعت چه دانند وبه حقیقت طریقت و حقیقت چه وارسند۔ شریعت راپوست خیال می كنندو حقیقت رامغزمی دانند۔ نمی دانند كه حقیقت معامله چیست به ترّہات صوفیه مغروراند وبه احوال ومقامات مفتون۔''**ھدا ھم الله سبحانه سواء الطریق**''۔

(مکتوب ج۱ص۱۰۴)

(سلوک کی منازل اور جذب کے مقامات طے کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ سیر وسلوک سے مقصد مقام اخلاص کا حصول ہے اور یہ اخلاص شریعت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔شریعت کے تین جزو ہیں۔علم،عمل اور اخلاص، ہاں البتہ ہر شخص کے فہم کی رسائی اس بات تک نہیں،اکثر خواب وخیال کی دنیا میں مگن ہیں اور ذرا سے روحانی فائدے پر انہوں نے قناعت کر لی ہے۔شریعت کے کمالات ہی کو نہیں جانتے طریقت وحقیقت کی حقیقت کیا سمجھیں گے شریعت کو چھلکا سمجھتے ہیں اور حقیقت کو مغز جانتے ہیں۔حقیقت حال سے ناآشنا ہیں۔صوفیاء کی شطحیات نے انہیں خود فریبی میں مبتلاء کر رکھا ہے اور احوال ومقامات کے فریفتہ ہیں اللہ تعالیٰ انہیں سیدھی راہ کی ہدایت دے)

حضرت غزنوی کا سلسلہ نقشبندیہ سے خصوصی لگاؤ:۔ سلسلہ نقشبندیہ کی طرف ان کا طبعی رجحان بہت تھا۔ طریقہ نقشبندیہ کی تعریف میں مکتوبات کی اس عبارت کوسُرخ پنسل سے نشان لگایا ہے:

''اکابر طریقۀ علیه نقشبندیه قدس الله تعالی اسرار ہم التزام متابعة سنت سنیه نموده اندواختیار عمل بعزیمت فرموده اگر بایں التزام و اختیارایشاں را باحوال و مواجید مشرف ساز ند نعمت عظیم می دانند و اگرا حوال رانمے پسند ند و آں مواجید رانمی خواہندودراں فتور جز خرابئی خود ہیچ نمی دانندزیرا كه برہمنان و جوگیان ہندوو فلاسفه یُونان از قسم تجلیات صوری ومكاشفات مثالی و علوم توحیدی بسیاردار نداما غیراز خرابی ورسوائی نتیجه آن ندارندو جُزبعد وحرمان نقدوقت شان نیست''۔

(اکابر طریقہ نقشبندیہ اتباع سنت کا التزام کرتے ہیں اور رخصت کے بجائے عزیمت پر عمل کرتے ہیں۔

اگر اتباع سنت کا التزام کرتے ہوئے انہیں کیفیات واحوال سے مشرف فرمائیں تو اسے نعمت عظمیٰ جانتے ہیں اور اگر کیفیات واحوال کے وارد ہونے سے اتباع سنت میں کوتاہی ہونے لگے، تو اُن کیفیات واحوال کو پسند نہیں کرتے اور اُن احوال کے خواہاں نہیں ہوتے اور اتباع سنت میں سستی کو اپنے لیے خرابی کا باعث جانتے ہیں۔اس لیے کہ ہندوستان کے برہمن اور جوگی اور یُونان کے حکماء کو بھی تجلیات صوری، مکاشفات مثالی اور علوم توحیدی سے حصہ وافر حاصل ہے، لیکن خرابی ورسوائی اور بُعد حرماں کے سوا انہیں کُچھ حاصل نہیں ہوا)۔

(سوانح داؤد غزنوی ص360)

مدارس میں تصوف کی ضرورت واہمیت:۔ ایک دن مجھ سے فرمایا: شریعت کا وہ حصہ جو تزکیۂ باطن سے متعلق ہے۔اصطلاحاً تصوف کہلاتا ہے۔فرماتے تھے:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعثت کے بعد جو کام سرانجام دیا، قرآن مجید اسے متعدد جگہوں پر یوں بیان کرتا ہے: ''یتلو علیهم آیاته و یزکیهم و یعلمهم الکتاب والحکمة'' یہ جو بار بار خدا کہتا ہے: ''یزکیهم ''یعنی وہ اُن کا تزکیہ کرتے ہیں۔اسی تزکیہ کے اصول وآداب کو ہم طریقت یا تصوف سے تعبیر کرتے ہیں۔افسوس ہے کہ ہماری درسگاہوں میں تعلیم کتاب وحکمت کا تو اہتمام کیا جاتا ہے لیکن تزکیۂ نفس جس کا ذکر قرآن مجید تعلیم کتاب وحکمت کے علاوہ الگ مستقل بالذات بار بار کرتا ہے، اس کا قطعی طور پر کوئی اہتمام نہیں۔

اصطلاحات تصوف کا حکم:۔ میں نے اُن سے پوچھا: کیا تصوف کی مروجہ اصطلاحات کا استعمال آپ کے نزدیک درست ہے؟ تو حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: ''جیسے محدثین کی اصطلاحات ہیں، فقہاء کی اصطلاحات ہیں، صرفیوں اور نحویوں کی اصطلاحات ہیں، اسی طرح تزکیہ نفس کا علم جب باضابطہ طور پر مرتب اور مدون ہُوا تو اصطلاحات ناگزیر تھیں۔

تصوف وفقہ کا فرق اور مآخذ:۔ ایک دن فقہ اور تصوف میں فرق بیان کرتے ہوئے فرمایا:

بات بڑی سیدھی ہے۔وضو کن باتوں سے ٹوٹتا ہے؟ نماز کن باتوں سے باطل ہوتی ہے؟ یہ فقہ ہے اور نماز میں حضوری کیسے حاصل ہو؟ رقت اور خشیت کیسے حاصل ہو؟ اور سینے سے چکی کے چلنے کی آواز کیسے آئے؟ یہ تصوف ہے اور دونوں کا مآخذ کتاب وسنت ہے۔

اشغال صوفیاء کی شرعی حیثیت:۔ میں نے ایک روز ان کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ جو صوفیاء کرام کے ہاں لطائف کی مشق ہے۔

''نفی اثبات'' کا مخصوص طریقہ ہے یا ''حبس دم'' کا شغل ہے کیا یہ بدعات ہیں؟ تو حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ بزرگان کرام رحمہم اللہ کا اجتہاد ہے۔

میں نے عرض کیا: اس اجتہاد کی علت کیا ہے؟

فرمانے لگے: نزول انوار دافع وساوس ہوتا ہے پھر انوار رسالت بالخصوص انوار رسالت محمدیہ ﷺ بدرجہ اتم دافع وساوس تھے۔جب انوار رسالت منقطع ہو گئے، تو وساوس اُبھرنے لگے اور عبادت میں جمعیت خاطر اور یکسوئی باقی نہ رہی۔قرآن کے اس حکم پر عمل مشکل ہوا کہ اُٹھتے بیٹھتے، پہلو بدلتے ہوئے اللہ کا ذکر کرو۔حدیث میں ہے کہ حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے تھے۔انوار رسالت کے منقطع ہو جانے کی وجہ سے دوام ذکر ممکن العمل نہ رہا۔پس دوام ذکر حاصل کرنے کے لیے اور عبادت میں جمعیت خاطر اور یکسوئی پیدا کرنے کے لیے بزرگان کرام رحمہم اللہ نے اجتہاد کیا۔فرمایا: اگر معاملات میں اجتہاد ہوسکتا ہے تو عبادت میں جمعیت خاطر پیدا کرنے کے لیے اجتہاد کیوں نہیں ہوسکتا۔

اشغال صوفیاء پر اعتراض کا شافی جواب:۔ پھر ایک شام بندہ عاجز ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں بتایا کہ بعض علماء سے اشغال صوفیاء پر مجھے گفتگو کا اتفاق ہوا ہے اور وہ انہیں بدعات اور محدثات قرار دیتے ہیں۔

حضرت والد علیہ الرحمۃ کی پیشانی پر شکن پڑ گئی اور فرمانے لگے:

ان علماء کا ذہن صاف ہونا چاہیے۔جب وہ ان اشغال کو بدعات قرار دیتے ہیں تو دُوسرے لفظوں میں وہ معاذ اللہ خاکم بدہن یہ کہتے ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ بدعتی تھے، حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ بدعتی تھے، حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ، حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ اور حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ سب بدعتی تھے۔ایک طرف تو یہی علماء ہندوستان میں اپنی تاریخ کا آغاز ان ہی بزرگوں سے کرتے ہیں اور ان کے ساتھ نسبت ملاتے ہیں، دوسری طرف ان بزرگوں کے اجتہادات کو بدعت قرار دیتے ہیں۔اس منطقی تضاد سے انہیں نجات پانی چاہئے۔

اصلاح احوال کیلئے اشغال صوفیاء کی اشد ترین ضرورت:۔ ''معارف اللطائف'' میں یوں رقمطراز ہیں:

صوفیائے کرام رحمہم اللہ کے اشغال کو بعض حضرات اس لیے پسند نہیں کرتے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منقول نہیں لیکن اگر ذرا دقت نظر سے یہ حضرات دیکھتے تو ان پر واضح ہو جاتا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان اشغال و مراقبات کی ضرورت ہی نہ تھی کیونکہ ان کو سید الانبیاء والمرسلین ﷺ کی صحبت کے فیوض سے بہرہ ور اور آپ ﷺ کے انفاس طیبہ کی برکات سے مستفیض ہونے کی سعادت حاصل تھی اور اس فیضان کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قلوب واذہان ایسے قوی اور کامل استعداد کے مالک تھے کہ اُن کو ان اشغال و مراقبات کو واسطہ مقصود بنانے کی ضرورت نہ تھی، فرائض وسنن کی بجا آوری، محرمات بلکہ مشتبہات سے اجتناب ہی ان اشعار وغیرہ کے ثمرات کے حصول کے لیے کافی تھے اس کی مثال یوں سمجھئے کہ علوم مروّجہ (صرف ونحو اور مرتب فقہ واصول فقہ) صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے عہد مبارک میں مدون نہیں ہوئے تھے کیونکہ عرب ہونے کی وجہ سے وہ قواعد صرف ونحو کے محتاج نہ تھے اور عام مسائل دریافت کرنے میں آپ ﷺ کی ذات بابرکت ہی کافی تھی۔لیکن بعد میں جب اسلام جزیرۃ العرب سے نکل کر عجم میں پہنچا اور خاص آپ ﷺ کی ذات اقدس سے بُعد ہوتا چلا گیا ہر قسم کی ظاہری اور باطنی ضروریات اور حل مشکلات کے لیے تدوین علوم کی ضرورتوں کا احساس ہوتا گیا۔علماء کرام اور ائمہ ہدیٰ رحمہم اللہ نے بہت جلد باحسن وجوہ ان ضرورتوں کو پورا کیا محدثین جمع وتدوین حدیث اور فقہ الحدیث کے مرتب کرنے، فقہاء قانون اسلام کے مدون کرنے اور اصول احکام کے مرتب کرنے کی طرف متوجہ ہوگئے اور بعض اہل علم نے امانت باطنی کی حفاظت اور اس کی اصلاح کی طرف اپنی توجہات کو منعطف کیا جن کی برکت سے اصلاح نفس تزکیۂ نفس اور مجاہدہ نفس کے قواعد مرتب ہوئے اور دنیا ان کے فیوض وبرکات روحانی سے مستفیض ہوئے۔

''جزاهم الله عنا وعن سائر المسلمين احسن الجزاء''۔

اس مقالے کے آخری لفظ کو سنئے اگر گوش نصیحت نیوش ہے۔

بہر حال ہم لوگ بعد زمانہ نبوت کی وجہ سے ضعیف الاستعداد اور دنیا کے ظاہری حسن و جمال سے بہت متاثر اور ضعیف الایمان ہیں۔اس لیے ہم جیسے لوگوں کو تزکیہ نفس اور وصول الی اللہ (جو ثقلین کی پیدائش کی حکمت اصلیہ ہے) کے لیے ان وسائل و تدابیر کی شدید ترین حاجت ہے اور تجربہ اس کا شاہد ہے۔

لطائف کی حقیقت اور تعداد:۔ ''معارف اللطائف ''میں لکھتے ہیں:

حکماء اور صوفیاء دونوں اس امر پر متفق ہیں کہ انسان مرکب تو ضرور ہے لیکن اس کے تمام اجزاء مادی نہیں بلکہ بعض اجزا مادی ہیں اور بعض غیر مادی۔اس کے بعد ان میں یہ اختلاف نظر آتا ہے کہ حکماء صرف نفس ناطقہ کے غیر مادی ہونے کے قائل ہیں۔صوفیاء کے نزدیک اجزاء غیر مادی متعدد ہیں اور صرف نفس ناطقہ ہی نہیں بلکہ پانچ جزو غیر مادی ہیں۔صوفیاء کے نزدیک انسان دس اجزاء سے مرکب ہے۔پانچ مادی اور پانچ غیر مادی ہیں۔

مادی اجزاء انسانی یہ ہیں: عناصر اربع آب، خاک، ہوا اور آگ اور نفس کے غیر مادی اجزاء یہ ہیں: قلب ،روح ،سر ،خفی اور اخفیٰ۔انہی اجزاء خمسہ مجردہ یعنی غیر مادیہ کا نام لطائف خمسہ ہے۔

لطائف ستہ:۔ بعض صوفیاء اپنی اصطلاح میں ان میں نفس کو بھی شامل کر لیتے ہیں اور مجموعہ کو لطائف ستہ سے تعبیر کرتے ہیں۔آج کل یہی نام مشہور ہیں۔حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے کلام میں اکثر لطائف خمسہ کا عنوان نظر آتا ہے صحیح یہی ہے کہ لطائف خمسہ ہی ہیں۔جن بزرگوں نے نفس کو بھی ان لطائف کے ساتھ شمار کیا ہے اُنہوں نے تغلیباً ذکر کیا ہے جیسا کہ قمرین اور عمرین وغیرہ (شمس وقمر اور ابوبکرؓ وعمرؓ کے لیے) میں تغلیباً کہا جاتا ہے ۔چونکہ صوفیاء لطائف خمسہ کے ساتھ نفس کے آثار واحوال سے بھی بحث کرتے ہیں ، اس لیے بعض بزرگوں نے مقاصد تصوف کے لحاظ سے نفس کو تغلیباً لطائف میں شمار کر کے لطائف ستہ قرار دیئے ہیں۔

(''معارف اللطائف'' بحوالہ سوانح داؤد غزنوی ص 365)

لطائف کی علمی بحث:۔ مشائخ نقشبند کے ہاں لطائف خمسہ میں سے ہر لطیفہ کو علیحدہ علیحدہ ذاکر بنانے کی مشق کرائی جاتی ہے۔حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ اور مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ صرف قلب سے ذکر کی مشق کی جائے اور محض لطیفہ قلب کے مسلسل اور پیہم ذکر سے وہ تمام ثمرات اور نتائج حاصل ہوجاتے ہیں جو لطائف کی مشق سے حاصل کیے جاتے ہیں یہ حضرات لطائف کی طرف تفصیلی توجہ کو حجاب سمجھتے ہیں۔مشائخ کا اختلاف تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کے بعد حضرت والد علیہ الرحمہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کے طریقے کو ترجیح دیتے ہیں۔حضرت لکھتے ہیں:

احادیث میں ایسے امور کے سلسلہ میں صرف قلب ہی کا ذکر آتا ہے اور چونکہ لطائف کا شغل رکھنے والے حضرات کے نزدیک لطائف خمسہ میں باہم اتصال ہے اس لیے صرف ذکر قلب سے ہی بقیہ لطائف میں آثار وافعال مذکورہ سرایت کر جاتے ہیں کیونکہ یہ مرایا متعاکسہ کی طرح ہیں۔(معارف اللطائف ص 5)

اس کے بعد ''معارف اللطائف ''میں یہ بحث کی گئی ہے کہ لطیفہ قلب اور قلب صنوبری (مضغہ لحم) کا آپس میں کیا تعلق ہے اور اس مشہور حدیث شریف کی تشریح کی گئی ہے کہ ''جسم میں ایک لوتھڑا ہے جب سنور جاتا ہے تو سارا جسم

سنور جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو پُورا جسم بگڑ جاتا ہے اور دیکھو وہ دل ہے'' ۔فرماتے ہیں:

اس سلسلے میں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضرات صوفیائے کرام رحمہم اللہ کے نزدیک قلب صنوبر (مضغہ لحم) اور شے ہے اور وہ قلب جو لطیفہ ہے، دوسری چیز ہے ۔قلب صنوبری جسد ظاہری کا جزو ہے اور وہ قلب جو لطیفہ ہے اس کا تعلق قلب صنوبری سے افاضۂ آثار وانوار کا ہے ۔جیسے حکماء بیان کرتے ہیں کہ نفس ناطقہ مجرد ہے اور جزو بدن نہیں مگر اس کا تعلق بدن سے تصرف وتدبیر کا ہے ۔ایسے میں بقیہ لطائف اربع کا بھی خاص خاص مقامات جسم سے ایسا ہی تعلق ہے ۔اسی تعلق کی وجہ سے جب ذاکر لطائف سے ذکر کرنا چاہتا ہے تو ان لطائف کے خاص خاص مقامات کی جانب جن کو ان لطائف سے تعلق ہے توجہ کرتا ہے ۔اسی لیے جب لطیفہ قلب کو ذاکر بنایا جاتا ہے تو قلب صنوبری کی جانب توجہ کی جاتی ہے ۔علی ہذا القیاس دُوسرے لطائف بھی ۔

(معارف اللطائف ص 5 بحوالہ سوانح داؤد غزنوی ص365)

الاوھی القلب کی تشریح:۔ حدیث شریف میں ہے:'' ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله الا وھی القلب'' اس کی بناء پر یہ شبہ وارد ہوسکتا ہے کہ جس قلب کی اصلاح سے سارے جسم کی اصلاح ہو جاتی ہے اسے ''مضغة'' فرمایا تو یہ قلب صنوبری ہوا نہ کہ لطیفہ قلب اس کے متعلق حضرات مشائخ نے یہ فرمایا ہے کہ اس میں شک نہیں کہ حدیث میں قلب سے مراد گو لطیفہ قلب نہیں بلکہ ''مضغة'' ہی مذکور ہے مگر یہ حکم ''اذا صلحت صلح الجسد کله'' دراصل اسی لطیفہ قلب کا ہے جس کو ''مضغة'' یا قلب صنوبری سے غایت اتصال اور تعلق کی وجہ سے ذکر فرمایا جیسے حالت ادراکیہ کو صورت علمیہ سے تعبیر کرتے ہیں ۔(معارف اللطائف ص٦)

حضرت نے ''معارف اللطائف'' میں اس بات کی بھی وضاحت کی ہے کہ لطائف کی مشق کسی کی ولایت کی دلیل نہیں اور اصل مقصود دوام ذکر کا حصول اور ملکہ یاداشت کا رسوخ ہے ۔اسی مقالے میں یوں رقمطراز ہیں:

یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ لطائف کے آثار کا ظہور وتحقیق ولایت کی دلیل نہیں اور نہ ان آثار وکوائف کے وجود سے مقبولیت پر استدلال کیا جاسکتا ہے ۔الغرض ذکر لطائف وسلطان الاذکار وغیرہ سے مقصود اصلی یہ ہے کہ ذاکر کے دل ودماغ میں ایک مستحکم وراسخ ملکہ یاداشت پیدا ہو جائے جس کی وجہ سے اکثر اوقات مقصود سے ذہول اور غفلت نہ ہو بلکہ ذکر میں مشغول رہے، اسی کثرت کو صوفیاء کے کلام میں دوام ذکر سے تعبیر کیا جاتا ہے، جسے ہم عدم ذہول سے بھی تعبیر کر لیتے ہیں ۔کیونکہ ہر شے کا دوام اس کی مناسبت سے ہوا کرتا ہے ۔مثلاً زید کہتا ہے کہ میں ہمیشہ پانچوں نمازیں پڑھتا ہوں، تو اس فقرہ میں ہمیشہ سے مراد روزانہ ہوگی اور عمر کہتا ہے کہ میں ہمیشہ جمعہ کی نماز ادا کرتا ہوں تو یہاں ہمیشہ سے مراد ہر ہفتے ہوگا اور بکر کہتا ہے کہ میں ہمیشہ عید الفطر کی نماز پڑھتا ہوں تو یہاں ہمیشہ سے مراد سالانہ ہوگی ۔اسی قاعدے کے مطابق ذکر کے دوام سے مراد ذکر کے مناسب ہوگا اور وہ ہے کہ اکثر اوقات میں عدم ذہول کیونکہ اوقات کے ایک ایک لمحہ کا مصروف ذکر ہونا عادتاً محال اور ناممکن ہے ۔نیند وغیرہ امور جو انسانی زندگی کے لیے عادتاً لازمی اور لابدی ہیں ان میں ذہول لازمی ہے اسی لیے بعض حضرات صوفیاء نے لفظ دوام کا استعمال ترک کر دیا ہے اور فرمایا ہے کہ طریقت میں مقصود کثرت ذکر اور دوام طاعت ہے جیسا کہ حافظ شیرازی رحمہ اللہ نے کہا ہے:

دربزم عیش یک دو قدح نوش کن برو یعنی طمع مدار وصال دوام را

(معارف اللطائف ص15 بحوالہ سوانح داؤدغزنوی ص366)

ذکرلسانی افضل یا ذکرقلبی:۔ اس بارے میں اُن کی رائے وہی تھی جس کا اظہار حافظ ابن قیم رحمتہ اللہ علیہ نے ''الوابل الصّیب'' میں کیا ہے۔اپنے مقالے ذکراللہ عز وجل میں حافظ ابن قیم رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:الذکر تارة یکون بالقلب واللسان، وذٰلك افضل الذکر، وبالقلب وحده تارة وھی الدرجة الثانیة، وباللسان وحده تارة وھی الدرجة الثالثة افضل الذکر ما تواطأعلیه القلب واللسان، وانما کان ذکر القلب وحده افضل من ذکر اللسان وحده لان ذکر القلب یثمر المعرفة و یھیج المحبة و یثیر الحیاء و یبعث علی المخافة و یدعو الی المراقبةو یردع عن التقصیر فی الطاعات والتھاون فی المعاصی والسئیات، وذکر اللسان وحده لایوجب شئیاً من ھذه الآثار، ان اثمر شیئا منھا فثمرة ضعیفة۔

(ذکر کبھی بیک وقت دل اور زبان سے ہوتا ہے اور یہ ذکر کی سب سے افضل صورت ہے اور کبھی صرف دل سے ہوتا ہے اور فضلیت کے لحاظ سے یہ دوسرے درجے کا ذکر ہے اور کبھی صرف زبان سے ہوتا ہے اور یہ ذکر کا تیسرا درجہ ہے،سب سے افضل ذکر وہ ہے جس میں دل اور زبان میں ہم آہنگی ہو اور صرف قلبی ذکر،صرف ذکر لسانی سے افضل ہے اس لیے ذکر قلبی سے معرفت پیدا ہوتی ہے محبت اور حیا اُبھرتی ہے ذکر قلبی خشیت کا باعث ہے اور مراقبے کی استعداد پیدا کرتا ہے اور طاعات میں کوتاہی سے روکتا ہے اور نافرمانیوں اور بداعمالیوں کو حقیر سمجھنے سے باز رکھتا ہے اور ذکر لسانی تنہا ایسے کوئی نتائج پیدا نہیں کرتا اور اگر کوئی اثر پیدا کرے بھی تو بہت ہلکا ہوتا ہے۔

بیعت طریقت مسنون اور موجب برکات:۔ بیعت طریقت کے بارے میں حضرت والد علیہ الرحمۃ کی رائے وہی تھی جس کا اظہار حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے ''القول الجمیل'' میں کیا۔بیعت طریقت کو مسنون اور موجب برکات سمجھتے تھے۔فرماتے تھے کہ یہ کہنا درست نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد میں صرف بیعت اسلام اور بیعت جہاد ہی تھی۔مُسلم شریف،ابوداؤد اور نسائی کی اس حدیث سے استدلال فرماتے تھے:

''عن عوف بن مالك الاشجعی رضی الله عنه قال:کنا عند النبی ﷺ تسعة اوثمانیةاوسبعة فقال:''الاتبایعون رسول الله صلی الله علیه وسلم؟ فبسطناایدینا وقلنا: علی مانبایعك یا رسول الله؟ قال: علی ان تعبدوا الله ولا تشرکو ا به شیئا وتصلوالصلو ات الخمس وتسمعو ا وتطیعواو اسر کلمة خفیفة قال ولا تسئلواالناس شیئا فلقد رأیت بعض اولٰئك النفر یسقط سوط احدھم فما یسئا ل احداً یناوله ایاه''

(حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر تھے۔ہم سات آدمی تھے یا آٹھ یا نو ہوں گے۔حضور ﷺ نے فرمایا تم اللہ کے رسول ﷺ سے بیعت نہیں کرتے؟ ہم نے اپنے ہاتھ پھیلا دیے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کس امر پر آپ ﷺ کی بیعت کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان باتوں پر بیعت کرو کہ تم اللہ کی عبادت کرو گے اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ گے اور پانچ وقت نماز پڑھو گے اور احکام توجہ سے سنو گے اور اطاعت کرو گے اور ایک بات آہستہ کی اور وہ یہ تھی کہ لوگوں سے کوئی چیز مت مانگو۔

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان میں سے بعض افراد کو دیکھا کہ اُن میں سے کسی کا کوڑا گر جاتا تو وہ بھی کسی سے نہ مانگتا کہ اُسے اُٹھا کر دے دے۔

فرماتے تھے: یہ بات بالکل واضح ہے کہ اس حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخاطب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، اس لیے یہ بیعت اسلام نہ تھی اور بیعت کے مضمون سے ظاہر ہے کہ بیعت جہاد بھی نہ تھی بلکہ اعمال صالحہ کے التزام واہتمام پر بیعت لی گئی اور صوفیائے کرام کے ہاں جو بیعت معمول ہے، اس کی حقیقت بھی اعمال صالحہ کے التزام واہتمام کا معاہدہ ہے۔(سوانح داؤد غزنوی ص368)

کشف وکرامات:۔ وہ اس بات کے قائل تھے کہ اولیاء اللہ کو کشف ہوتا ہے اور خرق عادت بات کا ظہور بھی اُن سے ہوسکتا ہے۔لیکن کشف وکرامت کو ولایت کی کسوٹی نہیں مانتے تھے۔فرماتے تھے کہ کشف، کافر، ملحد اور دہریے کو بھی ہوسکتا ہے۔مجاہدے اور ریاضت سے انسان میں بعض باطنی قوتیں پیدا ہوجاتی ہیں، جن کی وجہ سے ریاضت کرنے والے کو کشف ہونے لگتا ہے اور شریعت میں کشفی علوم کو حجت نہ مانتے تھے۔اسی طرح خرق عادت کا ظہور، فرماتے تھے کہ جوگیوں سے بھی ہوتا ہے اور یہ ریاضت کا ثمرہ ہے۔کسی کی ولایت کی دلیل نہیں۔بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے عمر بھر کسی بھی خرق عادت بات کا ظہور نہیں ہوا، اس کے باوجود وہ تمام اُمت سے افضل ہیں۔(سوانح داؤد غزنوی ص370)

توجہ اور تصرف فی الذات مضموم نہیں:۔ توجہ اور تصرف کے بارے میں بھی اُن کی رائے یہ تھی کہ اسے کمال اور قُرب الٰہی میں کوئی دخل نہیں اور نہ ولایت ومقبولیت کی علامت ہے کیونکہ توجہ میں یکسوئی کی مشق سے ایک فاسق وفاجر آدمی بھی اپنی ہمت باطنی کو مضبوط اور قوی بنا سکتا ہے۔مسمریزم اور عمل تنویم کا دارومدار بھی ہمت باطنی کی مشق پر ہے۔مشائخ میں بھی یہ قوت کثرت مجاہدہ سے پیدا ہوتی ہے۔اس قوت کا استعمال اگر کسی نیک مقصد کے لیے ہو، تو اس تصرف کو بھی محمود سمجھا جائے گا اور اگر مقصود مذموم ہے تو یہ تصرف بھی مذموم ہوگا۔(سوانح داؤد غزنوی ص370)

ائمہ سے سوئے ظن کا وبال:۔ ان کے فقہی مؤقف پر ان سے بارہا گفتگو ہوئی۔وہ فقہائے کرام بالخصوص ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کی مساعی جمیلہ کو بنظر استحسان دیکھتے تھے۔ایک مضمون میں اپنے فقہی مؤقف کی وضاحت کرتے ہُوئے لکھتے ہیں:

ائمہ دین رحمہم اللہ نے جو دین کی خدمت کی ہے۔اُمت قیامت تک ان کے احسان سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتی۔ ہمارے نزدیک ائمہ دین کے لیے جو شخص دل میں سُوءِظن رکھتا ہے یا زبان سے ان کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ استعمال کرتا ہے، یہ اس کی شقاوت قلبی کی علامت ہے اور میرے نزدیک اس کے سوء خاتمہ کا خوف ہے، ہمارے نزدیک ائمہ دین رحمہم اللہ کی ہدایت ودرایت پر اُمت کا اجماع ہے۔

تقلید کے بارے میں آپ کا نکتہ نظر:۔ اس عاجز نے اپنے والد بزرگوار مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ کے درس میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی یہ عبارت اس کثرت سے سنی ہے کہ طالب علمی کے زمانہ سے مجھے یاد ہے۔فرمایا کرتے تھے:

قولنا فیھا (فی مسئلۃ الصفات) ماقال اللہ وقال رسولہ و السابقون الا ّولون من المحاجرین والانصار الذین اتبعو ھم باحسان رضی اللہ عنھم و رضواعنہ وائمۃ الھدٰی الذین اجمع المسلمون

علی ھدایتھم و درایتھم ۔ھذا قولنا فی ھذاالبا ب وفی غیرہٖ

یعنی صفات کے مسئلہ میں ہمارا فتویٰ وہی ہے جو اللہ عزوجل نے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور جو عقیدہ صحابہ کرام، مہاجرین وانصار کا اوران کے تابعین کا تھا رضی اللہ عنھم ورضواعنہ جو فتویٰ ائمہ دین کا ہے، جن کی ہدایت ودرایت پر اُمت کا اجماع ہے اور یہی ہمارے فتویٰ کا انداز ہے مسئلہ صفات کے بارے میں اور دُوسرے مسائل کے بارے میں۔

حضرت والد بزرگوار جس وقت ''اجمع المسلمون علی ھدایتھم ودرایتھم'' پر پہنچتے تو اس فقرہ کو کئی بار ارشاد فرماتے اس وقت آپ کی آواز بلند ہو جاتی اور آپ رحمہ اللہ کا چہرہ مبارک جلال ایمان سے سُرخ ہو جاتا اور ہمیشہ اپنے درس میں امام احمد رحمہ اللہ کی یہ نصیحت ہمیں ارشاد فرماتے:

''ایاك ان تتكلم فی مسئلة لیس لك فیھا امام'' دیکھو کسی ایسے مسئلے میں گفتگو نہ کرنا جس میں کسی امام کا فتویٰ تمہیں حاصل نہ ہو۔ (دیکھئے ان کا مضمون استدراک ''الاعتصام'' شمارہ ۱۵ اگست ۱۹۵۸)

یہ ہے مؤقف اور مسلک حضرت والد علیہ الرحمۃ کا جو انہیں ان کے اساتذہ اور اسلاف کرام رحمہم اللہ سے ملا تھا۔ وہ تقلید کو بعض حالتوں میں واجب قرار دیتے تھے اور بعض حالتوں میں اسے جائز سمجھتے تھے۔

ائمہ اہل سنت میں سے کسی ایک امام کی تقلید کو جو بغیر کسی تعین کے ہو واجب قرار دیتے تھے۔ اور ایک امام معین کی تقلید بشرطیکہ اس تعین کو امر شرعی نہ سمجھا جائے مباح قرار دیتے تھے۔ (سوانح داؤد غزنوی ص 375)

اختلافات دور کرنے کی فکر:۔ میرا فقہی مؤقف وہی ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا مؤقف تھا اور اُنہوں نے'' عقد الجید، الانصاف، حجة الله البالغه اور تفھیمات''میں شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور یہی مذہب تھا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ کا اور یہی مذہب تھا میاں نذیر حسین رحمہ اللہ کا اور یہی مذہب تھا مولانا حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ کا۔

اہلحدیث اور احناف کے درمیان فاصلوں کو کم کرنے کی کوشش کرتے رہے اور فرقہ وارانہ عصبیت کی آگ بجھانے کی مسلسل تگ ودو کرتے رہے۔ اہلحدیثوں کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے ادب واحترام کی تلقین کرتے رہے اور احناف کو حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ کی تکریم و تعظیم ملحوظ رکھنے کی نصیحت کرتے رہے۔ اس سلسلے میں ان کے ارشادات ملاحظہ فرمائیے۔

علمائے اہلحدیث اور مقام امام ابوحنیفہ:۔ بعض دیوبندی احباب کہا کرتے ہیں کہ غزنوی خاندان کے علماء کا مسلک اس بارے میں قابل ستائش ہے لیکن دُوسرے علماء اہل حدیث کا یہ مسلک نہیں، اس لیے بعض مقتدر علماء اہل حدیث کے اقتباسات ذکر کرتا ہوں شاید کہ دلوں سے کدورت دور ہو اور سوءظن کی جو عام بیماری ہے وہ دور ہو سکے۔

مولانا محمد ابرہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ ہماری جماعت کے مشہور مقتدر علماء میں سے تھے۔ انہوں نے اپنی کتاب ''تاریخ اہلحدیث'' میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مدح و توصیف اور ان کے خلاف ارجاء وغیرہ الزامات کے دفعیہ میں 29x23\8 سائز کے صفحات وقف کیے اور مقتدر مشاہیر علماء سلف مثلا امام ابن تیمیہ, امام ذہبی, حافظ امام ابن حجر اور علامہ شہرستانی رحمہم اللہ کے اقوال نقل کر کے یہ بتلایا ہے۔ ''الناس فی ابی حنیفة حاسد اوجاھل''

یعنی حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حق میں بری رائے رکھنے والے کچھ لوگ تو حاسد ہیں اور کچھ ان کے مقام سے بے خبر ہیں۔

پھر کسی جگہ ان کا ذکر امام اعظم رحمہ اللہ کے نام سے کرتے ہیں۔کسی جگہ سیدنا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہہ کر ادب واحترام سے ذکر کرتے ہیں اس ساری بحث کو آخر میں مولانا محمد ابراہیم رحمہ اللہ کے اس فقرہ کے ساتھ ختم کردیتے ہیں۔

(خلاصۃ الکلام یہ کہ نعیم کی شخصیت ایسی نہیں ہے اس کی روایت کی بناء پر حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جیسے بزرگ امام کے حق میں بدگوئی کریں۔جن کو حافظ ذہبی رحمہ اللہ جیسے ناقد الرجال امام اعظم رحمہ اللہ کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ''البدایہ و النہایہ'' میں آپ رحمہ اللہ کی نہایت تعریف کرتے ہیں اور آپ رحمہ اللہ کے حق میں فرماتے ہیں'' احد ائمۃ الاسلام وسادۃ الاسلام واحد ارکان العلماء واحد الائمۃ الاربعۃ اصحاب المذاھب المتبوعۃ'' نیز حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ عبداللہ بن داؤد حریبی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا لوگوں کو مناسب ہے کہ اپنی نماز میں امام ابوحنیفہ کے لیے دُعا کیا کریں کیونکہ اُنہوں نے ان پر فقہ اور سنن (نبویہ) کو محفوظ رکھا۔(البدایہ والنہایہ جلد دہم ص ۱۰۷ بحوالہ سوانح داؤد غزنوی ص 377)

صوفیاء پر تنقید دکھی صدا........!!:۔ (مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ لکھتے ہیں): گزارش یہ ہے کہ بیس پچیس برس سے ہمارے بعض اصحاب قلم نے صوفیاء پر تنقید کو اپنے لیے ضروری قرار دے رکھا ہے۔مولانا صلاح الدین کی بعض تصانیف کے ناموں سے اشارے ملتے ہیں کہ انہوں نے بھی اپنی تحقیق کے مطابق یہ فریضہ ادا فرمایا ہے۔میں نے ان کی کتابیں نہیں پڑھیں، اس لیے مجھے نہیں معلوم کہ ان کے نزدیک ''صوفی'' کی کیا تعریف (ڈیفی نیشن) ہے۔برصغیر میں صوفی کا اطلاق نیک، پرہیز گار، ہمدرد خلائق اور احکام شریعت کی پابندی کرنے والے شخص پر ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں قبول فرماتا ہے، اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل پیرا ہوتے اور اس کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔

ہمارے برگزیدہ اہلحدیث صوفیاء: دور نہ جایئے صرف پنجاب کی جماعت اہلحدیث کو دیکھئے کہ ان میں حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ، سید الامام عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ، مولانا غلام رسول رحمہ اللہ (قلعہ میہاں سنگھ والے) مولانا صوفی محمد سلیمان رحمہ اللہ (روڑی والے) صوفی ولی محمد رحمہ اللہ (فتوحی والا) قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ اور صوفی عبداللہ رحمہ اللہ (ساکن ماموں کانجن) کا شمار انہی برگزیدہ ہستیوں میں ہوتا تھا۔ان کی تبلیغ اور صالحیت سے متاثر ہوکر جہاں بے شمار بے عمل مسلمان باعمل ہوئے وہاں بہت سے غیر مسلمانوں نے کفر کی راہ ترک کر کے اسلام کی راہ اختیار کی۔(دبستان حدیث ص ۶۳۴)

برصغیر کے مخلص صوفیاء: اسی طرح آج سے سینکڑوں برس قبل کے برصغیر میں بہت سے بزرگان دین اور صوفیائے عظام کی مساعئ تبلیغ سے لاتعداد غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ان صوفیاء میں شیخ علی ہجویری رحمہ اللہ، شیخ مسعود بابا فریدالدین گنج شکر رحمہ اللہ، شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی رحمہ اللہ، شیخ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ، شیخ معین الدین اجمیری رحمہ اللہ اور دیگر بہت سے حضرات شامل ہیں۔ان میں سے کبھی کسی نے اپنے آپ کو نہ بزرگ قرار دیا، نہ کسی نے صوفی کہلایا، اور نہ کسی نے متقی ہونے کا اعلان کیا۔لیکن چوں کہ وہ پرہیز گار، عبادت گزار اور زاہد پیشہ لوگ تھے، اس لیے برصغیر کی مذہبی اور دینی تاریخ کی کتابوں میں انہیں ''صوفیاء'' لکھا گیا۔ان کے قول وعمل کے

بعض پہلوؤں سے اختلاف بھی ہوسکتا ہے اور شرعی حدود میں رہ کر اختلاف کرنا کوئی بری بات نہیں، لیکن یہ بھی واقعہ ہے کہ ان کی تعلیم کو بعض لوگوں نے بگاڑ کر پیش کیا اور بگاڑ کا یہ سلسلہ بہت پرانا ہے۔ جس طرح لوگوں نے بعض مصالح کی بناء پر حدیثیں گھڑ لیں اور ایسی باتیں نبی ﷺ کی طرف منسوب کر دیں جو آپ ﷺ نے نہیں فرمائیں، اسی طرح بزرگانِ دین کی تعلیم میں بھی اپنے دنیوی مفاد کی خاطر غلط باتیں داخل کر دی گئیں۔ ماہرین فن حدیث پر اللہ تعالیٰ کی لاکھ لاکھ رحمتیں ہوں کہ انہوں نے موضوع احادیث کی نشان دہی فرما دی۔ یہ فقیر اللہ تعالیٰ سے معافی اور قارئین کرام سے معذرت خواہ ہے کہ من گھڑت باتوں کو ''احادیث'' قرار دے رہا ہے، لیکن مجبوری یہ ہے کہ موضوعات کو ''احادیث'' ہی لکھا جاتا ہے۔ یعنی موضوع بھی ہیں اور احادیث بھی ہیں ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' ہمیں خود ہی سوچنا چاہیے کہ بزرگان دین کی تعلیمات کے کن کن حصوں کو غلط رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔ ان کی کتابوں کی عبارتیں بھی بدل لی گئی ہوں گی۔

بعض حضرات چمٹے بجانے اور دھوتی رمانے والوں کو ''صوفی'' قرار دیتے ہیں۔ ان کو صوفی کہنا اس لفظ کی توہین ہے۔ بہر حال اس فقیر کا مطالعاتی اور ذاتی رابطہ ان صوفیاء سے پڑا ہے جو عالم بھی تھے اور متقی بھی۔ بحمد اللہ غلط کردار ''صوفیوں'' سے نہیں پڑا۔

سینکڑوں برس قبل کے برصغیر میں اسلام کی اشاعت کے سلسلے میں صوفیاء کی کوششوں سے انکار کرنا بہت مشکل ہے۔ ذرا غور فرمائیے صدیوں پیشتر اجمیر اور اسکے اردگرد کے علاقے میں معروف معنی کے کس عالم دین نے اسلام کی تبلیغ کی تھی؟ فیروز پور، فرید کوٹ اور پاکپتن کے جنگلوں میں کون سے عالم دین اسلام کی اشاعت کے لیے گئے تھے؟۔ ''فرید کوٹ'' کا تو نام ہی بابا فرید الدین رحمہ اللہ کے نام پر رکھا گیا ہے۔

بہر کیف میرے خیال میں یہ مسئلہ بہت نازک ہے۔ ہمارے علمائے کرام کو اس موضوع کی اصل کتابیں پڑھ کر ہی اظہار رائے کرنا چاہیے اور یہ زیادہ تر کتابیں فارسی زبان میں ہیں اور فارسی زبان کی کتابوں کا مطالعہ علمائے کرام کے لیے نہایت آسان ہے۔ جو چیزیں الحاقی یا غلط ہیں، انہیں چھوڑ دیجئے۔ لیکن بزرگوں کا ذکر احترام سے کیجیے۔

(دبستان حدیث ص ۶۳۴)

کرامات پر اعتراض کرنے والے: یاد رہے دنیا اللہ کے صالح بندوں سے کبھی خالی نہیں رہی۔ بعض لوگوں کو بزرگان دین کی کرامات اور قبولیتِ دعا کے واقعات پر اعتراض کرنے کی عادت ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ سب لوگ ہماری طرح کے بے عمل ہیں، جس طرح ہماری دعا قبول نہیں ہوتی، اسی طرح کسی کی بھی نہیں ہوتی۔ انتہی

(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۳۹)

میں نہایت مشکور ہوں: ۔ اس کتاب کے مرتب کرنے میں میرے ساتھ اہل حدیث علماء نے بہت تعاون کیا اپنی ذاتی لائبریریاں پیش کیں اور بہت شفقت اور محبت فرمائی۔ ان میں سب سے پہلے فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا سید ثناء اللہ گیلانی حفظہ اللہ اور ان کے بھائی فضیلۃ الشیخ جناب مولانا محمد سید عبداللہ حفظہ اللہ امیر جمعیت اہل حدیث مرید کے نے اپنا سارا کتب خانہ استفادے کیلئے نہایت شفقت اور محبت سے عنایت فرمایا۔ جناب مولانا پروفیسر ضیاالرحمٰن گیلانی صاحب حفظہ اللہ سیالکوٹی نے اپنا تمام کتب خانہ نہایت شفقت سے عنایت فرمایا۔ ان کے کتب خانوں سے مجھے بہت پرانی پرانی اور نادر و نایاب کتابیں، اقتباسات و حوالہ جات ملے۔

تعاون کرنے میں میں جناب مولانا حمید اللہ اعوان حفظہ اللہ قلعہ میہاں سنگھ گوجرانوالہ نبیرہ عارف باللہ حضرت مولانا غلام رسول رحمہ اللہ

کا نہایت مشکور ہوں کہ انہوں نے میرے ساتھ قدم قدم پر نہایت تعاون اور شفقت فرمائی اور ڈاکٹر محمد عثمان سلفی صاحب جناب پروفیسر رضوان الٰہی سلفی فیصل آبادی اور جناب ماسٹر مختار احمد صاحب دھرنگ کا۔

میں مشکور ہوں مایہ ناز محقق ومؤرخ مولانا اسحاق بھٹی صاحب حفظہ اللہ کا جو اپنی قلمی محنت کے ذریعے وہ کارنامہ انجام دے چکے ہیں رہتی دنیا کیلئے ایک مثال ہے آپ بلا شبہ فقہاء، محدثین، مفسرین، اورصوفیائے کرام کی تاریخ کا انسائیکلوپیڈیا ہیں۔ میرے لیے بڑی سعادت اور خوشی کا لمحہ ہے یہ بات کہ آپ شفقت فرماتے ہوئے میری تجویز کردہ دوائی استعمال کرتے ہیں۔ اس سے میرا بہت دل بنتا ہے کہ اس دین کے کام میں میری دوائی کی چٹکی کا بھی ایک حصہ مل جاتا ہے آپ حفظہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو مرتب کرنے میں میرا بہت دل بندھوایا اور شفقت فرمائی اور نہایت کرم نوازی فرما کر اپنی کتابوں کے حوالہ جات کی اجازتیں عنایت فرمائیں۔

کتاب کی تدوین میں تعاون اور احسان: میں جناب فضیلۃ الشیخ مولانا سید محمد عادل شیراز حفظہ اللہ کا نہایت مشکور ہوں، عرصہ دراز کی عرق ریزی کمپیوٹر پر بیٹھ کر کمپوزر سے کام لینا، میں انہیں کام دیتا گیا اور کام کی ترتیب سمجھاتا گیا۔ انہوں نے نہایت عرق ریزی محنت شاقہ خلوص اور دن رات ایک کر کے اس کتاب کو مرتب کرایا۔ کتاب کی نوک پلک سنواری روز کا کام مجھے دیا اور روز کا نیا کام مجھ سے لیا۔ میں بھاگ دوڑ کر کے کتابیں، حوالہ جات، رسائل وجرائد جمع کرتا رہا اور محترم مولانا صاحب یہ حوالہ جات مستقل لگاتے رہے، میں ان کا ایک بار پھر مشکور ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کو اپنا پسینہ نہیں خون دیا ہے اور ایک ایک لفظ کو سنوارا اور بنایا ہے۔

اور میں مشکور ہوں جناب صاحبزادہ مولانا حمید الرحمٰن قریشی صاحب کا انہوں نے گرمی، حبس اور مجاہدے کے ساتھ کتاب کی پروف ریڈنگ کی اور ہمارے اہم کام میں ہمارا ساتھ دیا۔ کتاب کی طباعت کو خوبصورت بنانے پر میں نور احمد صاحب (CA) چارٹرا کاؤنٹنٹ کا بھی نہایت مشکور ہوں جنہوں نے خوب خلوص کے ساتھ یہ ذمہ داری انجام دی۔

میری اس بات کو غور سے پڑھیں......! آخر میں ایک اہم بات آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کتاب محض رضائے الٰہی جذبہ خیر خواہی اور اہل حدیث علماء کی علمی اور روحانی کاوش کو پیش نظر رکھتے ہوئے مرتب کی ہے میرے پیش نظر نہ تو اعتراض ہے نہ کسی پر احسان...... بلکہ یہ بھولی بسری کہانی جو آج حرف غلط کی طرح مٹادی گئی تھی اس کو میں نے زندہ کرنے کی ادنیٰ کوشش کی ہے۔ امید ہے میری یہ کوشش علمائے اہل حدیث اور طبقائے اہل حدیث میں محبت اور پیار اور سچے جذبے کے طور پر لی جائے گی۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ میں اس کی جلد دوئم لکھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ آپ کے پاس کوئی مواد کتاب، رسالہ یا اہل حدیث تصوف سے متعلق کوئی تحریر ہو تو میرے ساتھ ضرور تعاون فرمائیں میں آپ کا مشکور ہوں گا۔ (طالب دعاء ذکر نیم شبی بندہ: محمد طارق محمود عفا اللہ عنہ، لاہور)

☆☆☆☆☆

یہ کتاب سراسر خیر خواہی اور بھلائی کے جذبے کے تحت لکھی گئی ہے انسان کی نیتوں کا معاملہ اس کریم اللہ کے ساتھ ہے۔ میری تمام حضرات سے بہت ہی اہم گزارش ہے کہ اس کتاب کو بالکل بھی اختلاف کا ذریعہ نہ بنائیں۔

☆............☆............☆

قد افلح من زکّٰها (سورة الشمس آیت 9) قد افلح من تزکّٰی (سورة الاعلیٰ آیت 14)

" الاحسان " ان تعبد الله کانك تراه (رواه البخاری ومسلم)

فہرست مضامین کتاب



علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
1	**تذکرہ علمائے بھوجیاں**	1
	علمائے اہلحدیث کا فیض	1
	صلحاء واصفیاء کا فیض	1
	صاحبزادہ مولانا ظہور علی صاحب کا ذوق تصوف	1
	فرشتہ خصلت ارواح ذکیہ کی مجالست	1
	صاحب کرامت ولی چند مشاہدات	1
	قلبی واردات پر غیبی اطلاع (کرامت)	2
	نکلی بات کا پورا ہو جانا (کرامت)	2
	خالی جیب میں دست غیب (کرامت)	2
	لوگوں میں ادب واحترام	2
	صلحائے بھوجیاں پر منظوم کلام	3
	حالات اسلاف کی اہمیت وضرورت	3
	مولانا فیض محمد کی بیعت اصلاح	3
	تصوف وطریقت کے ماہرِ رموز	3
	مولانا خدا بخش رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح	3
	غزنوی خاندان میں بیعت تصوف کا رسوخ	3
	سلوک کی رغبت دلانا اور بیعت تصوف لینا	4
	تصوف سے لگاؤ کا نتیجہ	4
	آج تصوف سے دوری کیوں	4
	تصوف سے مراد	5
	علمائے بھوجیاں کا ذوقِ تصوف	5
	غزنوی علماء کا ذوق تصوف	5
	تصوف کیا ہے؟	6
	بیعت اصلاح علمائے اہلحدیث کی نظر میں	7
	''تصوف'' علمائے اہلحدیث کا روشن پہلو	8
	حضرت مولانا عبدالرحمٰن بھوجیانی رحمہ اللہ	9
	حافظ محمد عظیم میر محمدی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف	10
	کثرت سے کرامات کا ظہور	11
	ایذائے ولی پر چور کو سزا	12
	اہلحدیث متصوف صلحائے شہر بھوجیاں	13
	13 صوفیائے کرام کا تذکرہ	14
	مولانا محمد علی لکھوی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف	17
	ابقاءُ المِننِ بِالْقاءِ المِحَن	18
	دور نبوت میں اقسام بیعت	24
	تمام سلاسل حق اور موصل الی اللہ	25
	تمام صوفیاء سچے متبع سنت تھے	27
	فتاویٰ اہلحدیث (جلد اول)	31
	محدث روپڑی اور صوفیاء کا استقامت علی الشریعت	33
	محدث روپڑی اور مسئلہ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود	34
	غیر مسلم کے لیے تعویذ کا جواز	37
	فتاویٰ اہلحدیث (جلد دوئم)	38
	شہید کی لاش کو مٹی کا نہ کھانا	39
	فتاویٰ اہلحدیث (جلد سوئم)	39
	قرآن مجید سے تعویذ لکھنا	39

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	حیات الشیخ السید میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ	39
	امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور دیگر ائمہ کا احترام	40
	سوانح مخدوم العلماء مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ	41
	مسلکی اختلاف میں اعتدال	41
	اتحاد بین المسلمین کی کوشش	42
	تحریک پاکستان اور اہل حدیث....	43
	لکھوی خاندان کی ابتدائی بیعت نقشبندیہ	44
	العلم والعلماء	45
	سفیان ثوری کا امام اعظم کا ادب کرنا	46
	آدابِ مرشد آداب استاد سے سیکھیں	47
	نصرة الباری فی بیان صحة البخاری	48
	ختم بخاری پر علمائے اہلحدیث کی شہادتیں	49
	دبستان حدیث	50
	خاندان شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نقشبندیہ کے جانشین	51
	الفقر فخری کی عملی مثال	53
	شیخ الحدیث کی صوفیانہ زندگی	54
	شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی نقشبندی سے مراسم	56
	کلاہ اور عمامہ استعمال فرمانا	58
	اشاعت حدیث میں متصوفین علماء کا کردار	59
	اخلاقیات اور تصوف پر پچپن کتابیں	61
	مولانا عبدالجبار عمرپوری رحمہ اللہ کا ذوق تصوف	64
	بچوں کو ننگے سر نہ گھومنے کی تلقین	66
	مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی حفظہ اللہ کا ذوق تصوف	68
	مولانا داؤد غزنوی اور ننگے سر نماز	70
	کاروان سلف.....	71
	مرشد کامل سید محمد شریف گھڑیالوی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف	71
	مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ کی بیعت اصلاح	71
	باسٹھ علمائے اہلحدیث کی مرشد کامل کے حق میں رائے	72
	شاہ صاحب کی کرامات	73
	اسلاف فراموشی دکھی صدا	75
	مولانا عطاء اللہ شہید کے دور میں سلسلہ بیعت	75
	مولانا نیک محمد رحمہ اللہ کا ذوق تصوف	76
	گلستان حدیث	80
	''العبقات''، تصوف پر علمی کتاب	81
	حالت جذب کا مکان پر اثر	82
	برکت علمی کا حلول کر جانا	83
	سنتا سب کی ہے مگر خاص بندوں کی جلدی	86
	خواب میں بشارت، مصافحہ سے برکت	87
	مولانا عبدالسلام مبارک پوری رحمہ اللہ کا ذوق تصوف	87
	حافظ بارک اللہ لکھوی نقشبندی کی بیعت اصلاح	88
	میاں جان محمد کا جانوروں کے لیے مجرب تعویذ	92
	لکھوی خاندان کے پیران عظام	92
	صوفیاء کی مشہور کتاب حلیة الاولیاء کے مطالعے کا شوق	93
	''حلیة الاولیاء'' انمول معلومات کا خزانہ	94

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	اتحاد بین المسلمین کی کوشش	95
	بابا فرید گنج شکر رحمہ اللہ عظیم شخصیت	96
	مولانا محی الدین سے بکثرت لوگوں کا بیعت اصلاح کرنا	97
	وسیلہ کتاب وسنت کی روشنی میں	98
	شاہ صاحب کا سلسلہ نقشبندیہ	98
	علمائے اہلحدیث کا وسیلوں کے ساتھ دعا کرنا	99
	مہر نبوت صلی اللہ علیہ وسلم	101
	عالم جنات میں قاضی صاحب کا احترام	101
	سمندری مخلوق میں قاضی صاحب کا احترام	101
	ہفت روزہ الاعتصام	101
	مولانا علاؤالدین کی بیعت اصلاح	103
	سرگذشت غزالی...... فقہ وتصوف کا باہمی تعلق	106
	افکارغزالی..... کتب تصوف کی تلخیص	107
	تعلیمات غزالی... رموزِ تصوف کا شاہکار	107
	مکتوب مدنی... وحدۃ الوجود اور وحدت الشہود کا سنگم	108
	سوانح ثناءاللہ امرتسری	109
	مخالفین سے خندہ پیشانی سے پیش آنا	110
	مشائخ صوفیاء کی تفسیری خدمات	111
	میاں فضل حق رحمہ اللہ اور ان کی خدمات	112
	مستجاب الدعوات صوفی عبداللہ رحمہ اللہ	112
	گزرگئی گزران	113

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	میاں امام الدین کے شاگرد جنات	113
	امیر جماعت اہلحدیث کا بیعت اصلاح لینا	114
	ہم مرید وہ ہمارے مرشد	117
	لکھوی خاندان کا غیبی بابرکت تعویذ	119
	رجال الغیب یا غیبی امداد	119
	وفادار کتے کا احترام مالک	120
	توجہ ولی کے منکر جنت پر اثرات	121
	مرنے کے بعد تلاوت کی آواز	121
	برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن	123
	قاضی ثناءاللہ کی سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت	123
	مولانا عبدالحق مالیرکوٹلوی رحمہ اللہ کی سندِ تصوف	124
	عبدالعلی صادق پوری کی سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت	125
	مولانا محمد سلیمان روڑوی کی بیعتِ اصلاح	127
	مولانا ہدایت اللہ نوشہروی رحمہ اللہ کی بیعتِ اصلاح	128
	تراجم علمائے اہلحدیث....	128
	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف	128
	بیعتِ اصلاح وخلافت	128
	سیدنا محمد اسمٰعیل شہید ابن شاہ عبدالغنی کا ذوق تصوف	129
	علم تصوف پر مایہ ناز کتاب ’’عبقات‘‘	130
	شاہ محمد مخصوص اللہ کی بیعت اور ذوق گوشہ نشینی	130
	شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف	131

نمبرشمار	مضمون	صفحہ نمبر
	علامہ سید نواب اولاد حسن کی بیعت اور ذوق تصوف	133
	مولانا سخاوت علی کی بیعتِ نقشبندیہ	134
	ابوالفیاض عبدالقادر رحمہ اللہ کی بیعت وخلافت	135
	سید محمد شاہ کی بیعت اور وظائف کی اجازت	136
	خرم علی بلہوری رحمہ اللہ کی خلافت طریقت	137
	مظہر علی کاکوروی رحمہ اللہ کی بیعت وخلافت	137
	ضرب حدیث	138
	مقام فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم	138
	سنتیں جو چھوڑ دی گئیں	138
	صوفیاء کی دنیا سے بے ثباتی کی دلیل	139
	اجتماعی ذکر کی فضیلت ودلیل	139
	صوفیاء کے ذکر خفی واجتماعی کی دلیل	140
	کثرت درود اور حیاۃ الانبیاء کی دلیل	141
	عرفان المقربین المعروف معارف اشرفیہ	141
	آپ کے مسائل اور ان کا حل	143
	علمائے اہلحدیث کا ذوقِ کثرتِ درود شریف	143
	دولتمند صحابہ	143
	سخاوت وفیاضیِ صوفیاء کی دلیل	143
	حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی سخاوت ودیانت	144
	مالدار صوفیاء کرام	145
	شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ	145
	مولانا محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ	146
	امام اعظم رحمہ اللہ اور علمائے اہلحدیث	146
	گستاخی اور بے ادبی اہلحدیث کا مسلک نہیں	147
	امام صاحب کی گستاخی پر سوئے خاتمہ	147
	اہلحدیث منزل بہ منزل......	148
	علماء وصوفیاء کی حدیثی خدمات	148
	شیخ علی متقی جونپوری کی بیعت اصلاح	148
	ساقی کوثر....	149
	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کے دلائل	149
	حضرت انور صلی اللہ علیہ وسلم پر پانچ خصوصی انعام	151
	محمد صلی اللہ علیہ وسلم رہبر راہِ طریقت	152
	قرآنی شمعیں.....	152
	رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس مقام	152
	اولیاء کی زندگی سنتوں کا عکس	153
	قلب سلیم اور اس کی علامات	153
	قلب سلیم کی علامات	153
	آپ کے مسائل اور ان کا حل قرآن وسنت کی روشنی میں	155
	قرآنی تعویذات شرک نہیں	155
	مواعظ طارق، حصہ سوم......	156
	صوفیاء کی دنیا سے بے رغبتی کی دلیل	156

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	کتاب التوسل...	156
	دعا کی غرض سے بزرگوں کے پاس حاضری	156
	پیارے نام	157
	اچھے برے نام کا اثر مسمّٰی کی شخصیت پر	157
	نتائج التقلید.......	158
	بزرگان دین کا ادب	158
	خوابوں میں بشارات غیبیہ	160
	تاریخی واقعات سننے حضور ﷺ کا تشریف لانا	161
	سر دلبراں	161
	قدوۃ السالکین ولی کامل حضرت دہلوی رحمہ اللہ	161
	بخشش کی راہیں......	163
	مجتہدانہ بصیرت کا حیرت انگیز واقعہ	163
	امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ	164
	امام صاحب رحمہ اللہ کا تقویٰ	164
	امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ	165
	الارشاد الی سبیل الرشاد........	165
	تنقیص ائمہ کرام رحمہم اللہ اہلحدیث کا کام نہیں	166
	حسن بن مسلم صاحب کرامت ابدال وقت	167
	پاک وہند میں علمائے اہل حدیث کی خدمات حدیث	167
	شیخ الکل مشائخ بریلویہ کی نظر میں	167
	تحفۃ السائلین........	168
	مرشد کا دعا کی تلقین کرنا	169
	مرشد کا دعا کی تلقین کرنا	169
	مواعظ یزدانی......	169
	حضور ﷺ کی شان میں علمائے اہلحدیث کا عقیدہ	169
	تصوف کی حقیقت، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ	170
	سلاسل طریقت کا مختصر تعارف	170
	تہذیب نسواں.....	170
	عبادت بدنیہ کا ایصال ثواب	171
	سورۂ اخلاص کے ایصال ثواب پر دلائل	171
	بدنی عبادت پر صریح دلالت	172
	مردے کا ادب زندوں کی طرح کیا جائے	172
	صراط مستقیم.......	173
	علمائے اہلحدیث اور آداب رسالت ﷺ کی اہمیت	173
	صوفیائے کرام کی زندگی میں کتاب وسنت کی پابندی	174
	خطبات الہ آبادی (جلد اول)	174
	صوفیائے کرام کے کثرت ذکر کی دلیل	174
	صوفیاء کے فقیرانہ لباس کی دلیل	175
	علمائے اہلحدیث اور درود شریف کی فضیلت	175
	24 گھنٹے درود پڑھنے کی دلیل	176

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	سبیل رسول ﷺ	180
	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قادری رحمہ اللہ کی تعلیم	180
	پیران پیر اور سنت کی اہمیت	181
	سیرت امام شافعی رحمہ اللہ	181
	خواب میں زیارت النبی ﷺ	181
	امام شافعی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد بشارتیں	182
	بشر حافی رحمہ اللہ کو خواب میں زیارت	182
	230 برس بعد بھی لاش کا سالم رہنا	182
	حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی کرامات اور آپ کا شیخ الطریقت ہونا	183
	امام شافعی رحمہ اللہ کی کرامتیں بسند صحیح	184
	امام شافعی رحمہ اللہ بحیثیت مجدد	185
	خطبات یزدانی جلد سوم....	186
	مقام مصطفیٰ ﷺ خادمین حدیث کی نظر میں	187
	روضہ رسول ﷺ کا مقام	188
	خطبات سورۂ فاتحہ	188
	علمائے اہلحدیث اور ادب کی اہمیت	188
	صفحات کا ادب و احترام	188
	بشر حافی رحمہ اللہ کا ادب پر مقام پا جانا	189
	سورۂ فاتحہ پر اولیاء کے مجربات	193
	علماء وصوفیاء کی مریدین کو تعلیمات	194
	الفیوض المحمدیہ ﷺ	194
	بیعت اصلاح	194
	بیعتِ اصلاح وخلافت طریقت	195
	الشیخ الصالح الحافظ بارک اللہ رحمہ اللہ کا ذوق تصوف	197
	سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت اصلاح	197
	قطب وقت کا کشف وخوارق عادات	198
	مرشد کی خدمت میں بکثرت آنا	199
	مولانا عبدالغنی کی بیعت طریقت	199
	مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کی سند تصوف	200
	کشف کی بدولت نقصان سے حفاظت	200
	حافظ محمد کے خاندان میں ذوق تصوف	201
	مولانا امام الدین عبدالصمد کی بیعت اصلاح	202
	مولانا احمد الدین رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح	202
	فتاویٰ علمائے اہلحدیث ج ۵	203
	روضہ اطہر کے آداب	204
	اہل مدینہ کا طرز عمل	204
	ایصال ثواب میں مرشد کے ہم مشرب	204
	شرح ''المنہاج'' سے ایصال ثواب کی وضاحت	205
	ایصال ثواب میں قول راجح	206
	فتاویٰ ثنائیہ میں جواز کا فتویٰ	209
	فتاویٰ برکاتیہ.....	209
	جادوئی اثرات میں سات چشموں کا پانی	210

نمبرشمار	مضمون	صفحہ نمبر
	تعویذ کی شرعی حیثیت	211
	جواز تعویذ پر	211
	جواز تعویذ اسلاف اہلحدیث کی نظر میں	213
	تعویذ اور دم قرآن وسنت کی روشنی میں	214
	استاد محترم کا تعویذ دینا	215
	سیرت ثنائی شیخ الاسلام رئیس المناظرین	215
	اساتذہ اور بزرگوں کا ادب	215
	اختلاف سے نفرت	216
	تذکرۂ ابوالوفا یعنی شیخ الاسلام	216
	نذرانۂ اشک	216
	مولانا قیصر اللہ صاحب کی بیعت اصلاح	217
	رواداری اور باہمی تعلقات	217
	سر ڈھانپنے والے علمائے اہلحدیث	217
	اہلحدیث اور سیاست	218
	منشی فضل الرحمٰن کی بیعت	218
	نواب صاحب رحمہ اللہ کی عقیدت اولیاء	219
	مولانا ولایت علی کی بیعت	220
	چند، رجال اہل حدیث......	220
	سید آدم شاہ بنوری رحمہ اللہ کی بیعت نقشبندیہ	220
	مولانا عبداللہ بڈھانوی کے مرشد	221
	شیخ غلام علی الہٰ آبادی کی بیعت وخلافت	221

نمبرشمار	مضمون	صفحہ نمبر
	سورۂ یٰس کا غیبی اشارہ اور بیعت اصلاح	222
	بسوانح عمری	225
	پاس انفاس اور مرتبہ احسان	225
	مرشد کی خدمت میں حاضری	226
	مرشد کی خاص نصیحتیں	226
	نسبت اویسی اور طریق نقشبندیہ	226
	الہام اور القار بانی	227
	قید خانے میں غیبی امداد	228
	الہامات اور مبشرات ہزاروں میں	229
	آپ کا حلقہ بیعتِ اصلاح	229
	کرامات عبدالرحمٰن صاحب لکھوی رحمہ اللہ	231
	کرامات مولانا غلام رسول صاحب قلعوی رحمہ اللہ	233
	کرامات قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ	235
	حضرت مولانا غزنوی رحمہ اللہ کے دیگر الہامات وکرامات	239
	خواب میں شیخ عبدالقادر جیلانی کی زیارت	239
	الہامات کثیرہ	240
	تنویر الھدیٰ	244
	اہلحدیث اکابر فراموش نہیں.....!!	244
	قلبی تعلق مرکز تجلیات الٰہی	245
	صیانۃ الحدیث..	245
	صوفیاء کا عدل وانصاف	245
	صوفیاء کرام کی حدیثی وفقہی خدمات	246

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	سراجاً منیراً	247
	سراجاً منیراً فیض و برکت رسول ﷺ	247
	مرشد پر اعتماد و عقیدت	248
	خواب میں زیارت النبی ﷺ کے آداب	248
	اوصاف شیخ و مرشد	250
	آپ ﷺ سے روحانی مناسبت پیدا کرنے کا ذریعہ	250
	فیض سینہ بسینہ کا ثبوت	251
	نا آشنا....! تصوف حقیقت کیا جانیں	252
	مرشد سے باطنی علم کا حصول	253
	نسبت اتحادی کا حدیث سے ثبوت	255
	توجہات مرشد کی چار اقسام	256
	تبرک بآثار صالحین کی چند مثالیں	257
	"القول الجمیل" میں روحانی ترقی کا راز	260
	اشغال اولیاء کی سندی حیثیت	261
	مریدین اور تمام متعلقین کیلئے دعا	263
	بابرکت وظیفوں سے مبارک بشارتیں	264
	تصوف و شریعت........	265
	اولیاء کا احترام واجب ہے	265
	بیعت جہاد اور بیعت اصلاح	265
	ہفت روزہ الاسلام......	266
	عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے مرشد کی پیشگوئی	266

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کا مراقبہ اور بیعت	267
	بیعتِ اصلاح اور پراسرار مجذوب سے ملاقات	268
	توصیف مرشد میں منظوم کلام	269
	اہمیتِ تصوف پر نہایت اہم خطاب	270
	اوصافِ مرشد بمع امثال	271
	توحید کے تقاضے یا خود فریبی	272
	توحید اور ادب یکجا کرو	273
	شاہ اسماعیل شہید رحمہ الله کا ادب مرشد	274
	سلوک سے ناواقفیت یا کتمان حق	274
	بزرگ فراموشی یا علمی بھول	276
	اللہ اللہ کی ضرورت	278
	فقہ و مسائلِ تصوف میں حکیمانہ بصیرت	279
	لفظ پیر اور کامل مرشد سے پہلی دفعہ شناسائی	280
	مستغرق فی ذکر الله	281
	پابندی ذکر آٹھ پہر	282
	توحید کے ساتھ ادب کے تقاضے	284
	اہل اللہ کی شان میں گستاخی توحید نہیں	285
	میلان تصوف اور ذکر کی رغبت	286
	بیعت اصلاح کی روحانی تاثیر	287
	خاندان غزنویہ اور اہمیت تزکیہ نفس	287
	نظم جماعت کے آداب......	288
	مرض باطنی غیبت کی مذمت	288

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	نقوش عظمت رفتہ......	289
	ننگے سر نماز اور ہاتھ اٹھا کر دعا نہ مانگنا	290
	تصوف سے دوری نہایت افسوسناک پہلو	290
	کھرک فی الصلوۃ	291
	وظائف حقیقت کے آئینے میں	291
	مولانا عبد الجبار رحمہ اللہ کی دعائیں و کرامات	292
	مولانا عبد الجبار غزنوی کا روحانی فیض	294
	تصوف پر اعتراض نا آشنائی کا سبب	295
	کہاں گیا بزرگوں کا ادب واحترام....!	297
	سید محمد متین ہاشمی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف	301
	رہبر کامل.....	302
	کرامات اہلحدیث کے مصنف	302
	آنحضور ﷺ بحیثیت پیر کامل	303
	حضور ﷺ کی بیعت اصلاح	303
	حضور ﷺ کا عورتوں سے بیعت لینا	303
	بیعت اصلاح پر علامہ ابن کثیر کی تحقیق	304
	مریدین کا مرشد سے دعا کرانا	305
	سبیل الجنۃ......	305
	ائمہ اربعہ کی عزت اور احترام	305
	تذکرہ موت........	305
	کتاب ''تذکرہ موت'' کا ایصال ثواب	305
	ذکر صالحین پر رحمت کا نزول	306
	والدی و مشفقی سوانحی حالات والد گرامی	307
	دعائے ولی پر خلاصی کی کشفی اطلاع	307
	تذکرہ علماء اہلحدیث جلد۳........	308
	متصوف عالم سے کسب علم	308
	ہمارے اسلاف کا اللہ سے کیسا تعلق تھا........!	309
	تذکرہ علماء اہلحدیث جلد۲	311
	مولانا محمد حنیف کی کتبِ صوفیاء سے رہنمائی	312
	محافل تصوف، دینی ذوق کا ذریعہ	313
	مسلکی رواداری اور پیغام خیر سگالی	314
	فتاویٰ سلفیہ	315
	صحبت مرشد وسوسے کا علاج	315
	تحریک مجاہدین جلد پنجم.......	315
	مولوی ولی محمد فتوحی والے کے مریدین	315
	کتاب الجنائز.........	316
	کشف القبور اور غیبی اطلاع	316
	ایصال ثواب پر امام نووی کا حوالہ	317
	عبادات بدنیہ میں جمہور کی رائے	318
	تحریک مجاہدین جلد ششم.....	319
	مکتوبات سید احمد شہید نقشبندی رحمہ اللہ	319
	مکان کا رونا اور آپ کا تسلی دینا (کرامت)	319

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	غرق ہوئی کشتی کا بچ جانا (کرامت)	320
	دریا کے پانی کی روح سے مکالمہ (کرامت)	320
	مرشد کی بدولت مریدین کی مغفرت	321
	آپ سے پہلے کسی کا تلبیہ قبول نہ ہونا	321
	غیبی اشارہ اور سچی بشارت	323
	سوانح سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ......	325
	علمائے دیوبند اور اہلحدیث کے باہم تعلقات	325
	حکومت اور علماء ربانی...	325
	فقیہہ عراق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ	326
	امام السنہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ	327
	صحرا کے ولی کی خلیفۂ وقت سے ملاقات	328
	امام العلم امام شافعی رحمہ اللہ حبر الامتہ	330
	عرس اور گیارہویں	333
	اولیاء کی عظمت اور عقیدت	333
	تحریک پاکستان اور علماء اہلحدیث	333
	دیوبند اور علمائے اہلحدیث میں صلح پسندی	334
	تاریخ اہلحدیث	334
	احترام ائمہ کا وجوب	334
	کتاب التوسل	334
	بزرگوں سے دعا کرانا	334
	علمائے اہلحدیث بستی وگونڈہ	334

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	مولانا شریف حسن نقوی (بستی) کا ذوق تصوف	336
	مولانا عبدالرزاق سمرا رحمہ اللہ (بستی) کا ذوق تصوف	336
	مولانا سید محمد اظہر بہاری ادئی پور (گونڈہ) کا ذوق تصوف	337
	مولانا ممتاز علی کرتھی ڈیہہ (بستی) کا ذوق تصوف	338
	سوانح حیات	339
	مولانا فضل الٰہی رحمہ اللہ سے بیعت ہونا	339
	کرامات مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی رحمہ اللہ	340
	جنات عامل کے نہیں ولی کے تابع	340
	شاگرد جنات کا صندوقچی بھرنا	341
	الشیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ	342
	بزرگ کی خدمت میں حاضری کا الہام	342
	جذبہ الٰہی اور استغراقی کیفیات	344
	سلسلہ اُویسہ نقشبندیہ سے محبت	345
	چولہے اور صحن کا گریہ نالہ	346
	مریدین کو نصیحت	348
	وصایا مبارکہ بمع شجرہ طریقت	349
	سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ آدمیہ	350
	قاضی غلام قندھاری رحمہ اللہ کا ذوق سلوک وتصوف	352
	علامہ حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ پیشوائے طریقت	352
	مولانا عبدالرحمٰن لکھوی کی بیعت طریقت	352
	حافظ محمد صاحب کی تکمیل سلوک و بیعت	353
	سوانح حیات حضرت العلام مولانا غلام رسول رحمہ اللہ	355

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	شریعت اور طریقت کا تلازم	355
	کرامات اولیاء اللہ اور استدراج میں فرق	356
	ولادت سے قبل بشارات کا ظہور	358
	صوفی اور شیخ کامل کی علامت	360
	تکوینی راز پر اخفائے حال	361
	اصلاح نفس اور حصول طریقت کے لیے اسفار	362
	مرید باکمال پر مرشد کا استقبال	363
	مریدین کے لطائف سلوک فوری جاری ہو جانا	363
	مجذوب سے ملاقات کی رہنمائی	363
	حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی بیعت برکت	365
	وعظ دلپذیر یا کرامت عارفانہ	366
	بازیابی مرشد کیلئے مریدین کا احتجاج	368
	صوفی بے مثال کے فیض یافتہ علمائے اہلحدیث	369
	مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کی ۶۵ کرامات	370
	ہندو پنڈت اور آپ کا روحانی تصرف (کرامت)	374
	لاجواب ہو کر مولوی صاحب کا بیعت ہوجانا (کرامت)	375
	کثرت سے کرامات کی وجہ	376
	صوفیاء مشائخ کا توجہ دینا بدعت نہیں (کرامت)	378
	نگاہ ولی سے شقاوت دور ہو جانا (کرامت)	379
	ولی کی اہانت کا وبال (کرامت)	380
	ناراضگی ولی کا وبال (کرامت)	381

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	بابرکت کپڑا منوں گندم کا ذریعہ (کرامت)	383
	نومسلم شخص کی بیوی کا فوراً مسلمان ہو جانا (کرامت)	386
	مصلّی کے نیچے روزانہ دو روپیہ حاصل ہونا (کرامت)	388
	عالم برزخ.......	390
	ہمارے شیخ طریقت کا انکشاف	391
	نیک صحبت کی برکات کے کتنے پر اثرات	391
	سکرات موت میں پیشگی اطلاع کے چند واقعات	392
	مرنے کے بعد زندہ ہونے کے واقعات	392
	تذکرہ بزرگانِ علوی سوہدرہ	393
	مولانا غلام نبی الربانی کی بیعت اصلاح	393
	حضرت ''جی ہوری'' کے خادم جنات	394
	فتاوی ثنائیہ.....	395
	ایصال ثواب مالی و بدنی	395
	تعامل اسلاف سے استدلال	395
	احناف حنابلہ اور بعض شوافع کا مسلک	396
	گستاخِ اولیاء فاسق ہے	399
	طریقت وحقیقت شریعت کے مخالف نہیں	399
	جواز تعویذ کی دلیل	400
	بیعت تصوف مستحب ہے	402
	ہفت اقلیم.....	402
	تصوف وطریقت کی رمز شناسی	403

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	لکھوی خاندان کے مریدین	403
	علامہ احسان الٰہی ظہیر کا خاص عمل	403
	اہلحدیث نوجوانوں سے دکھی صدا	404
	نوجوانوں سے بزرگوں کے ادب کی گزارش	405
	ہندوستان کے سب سے بڑے پیرو مرشد	405
	مولانا محمد یحییٰ شرق پوری کے مرشد	406
	یا علیم یا بصیر کے ذریعہ کشف	408
	علمائے اہلحدیث میں بیعت لینے والے مشائخ تصوف	410
	مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کا بیعت صوفیاء لینا	410
	مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کا بیعت اصلاح لینا	410
	مولانا محمد علی لکھوی کا بیعت تصوف لینا	410
	مولانا کمال الدین رحمہ اللہ کا بیعت طریقت لینا	410
	شاہ محمد شریف گھڑیالوی کا بیعت توبہ لینا	410
	صوفی عبداللہ صاحب کا بیعت اخلاص لینا	410
	اسلام میں اصلی اہلسنّت کی پہچان	415
	نقوش اسلاف رہنمائے منزل	415
	مولانا عبدالغفار حسن رحمہ اللہ حیات وخدمات	415
	باہمی عصبیت اور دوری کا ناسور	416
	علامہ عبدالعزیز میمن سوانح اور علمی خدمات	417
	مولانا عبدالخالق اور ان کی صحبت کا اثر	417
	فتاویٰ علمائے حدیث (جلد نمبر 4)	418

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	مفتی اعظم کی بیعت اصلاح	419
	فتاویٰ ثنائیہ (جلد اول)	420
	مرشد کے گھوڑوں کی خدمت	421
	اشاعت اسلام میں صوفیاء کی خدمات	422
	حقیقی تصوّف پر ایک نامۂ مبارکہ	423
	سلسلہ نقشبندیہ میں توحید وسنت کی اہمیت	424
	شیخ ابن عربی قابل عزت، الزامات متروک یا ماؤل ہیں	426
	بیعت اصلاح کیلئے مرشد بنانے کا ثبوت	427
	کنکریوں اور گٹھلیوں پر تسبیح کا ثبوت	428
	تذکار حافظ عبدالغفور رحمہ اللہ جہلمی	429
	جامعہ سلفیہ کی تاسیس میں متصوف علماء کی شرکت	430
	دم کی برکت سے پیٹ کی رسولی ختم	431
	دعا کی برکت سے دریا کی طغیانی ختم ہوجانا	432
	برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش........	432
	اسم اعظم کی بدولت جو مانگتے مل جاتا	433
	حٰم لا یُنْصَرُوْن کی فضیلت	433
	آفتاب بخارا	434
	روزانہ ایک قرآن ختم کرنا	434
	ایمانی کمزوریاں اور انکا علاج......	435
	آپس کا اختلاف دور کرنے کی ضرورت	435
	صوفیائے کرام کے سادگی لباس کی دلیل	440

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	الدعاء المقبول اسلامی وظائف	440
	مولانا عبدالسلام بستوی کے مجرب عملیات	443
	تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ	446
	خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت	446
	امام تصوف مجدّد الف ثانی نقشبندی رحمہ اللہ کا تعارف	447
	قاضی محمد سلیمان رحمہ اللہ کا ذوق تصوف	448
	150 سال پرانا خاندانی مجرب وظیفہ	448
	کوموی خاندان میں بیعت اصلاح	449
	عمامہ باندھنے کی نصیحت	450
	فقہاء محدثین اور زعماء کا بے حد ادب	451
	فقہی مسالک میں اعتدال	452
	قاضی صاحب کی مجذوبوں سے ملاقاتیں	453
	شہر سنبھل کے مجذوب سے پراسرار گفتگو	454
	باطنی پاکیزگی کا گھوڑی پر اثر	455
	اختلاف امتی رحمة کی تشریح	456
	چار خواب اور ان کی تعبیر	457
	بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے سلام آنا	458
	اولیاء کی شان میں منظوم کلمات	460
	آئمہ اربعہ کی شان	461
	قبولیت دعا اور کرامات کے چند واقعات	462
	جنتی قبر سے خوشبو سونگھنا (کرامت)	463

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	صاحب قبر کے حالات بیان فرمانا (کرامت)	464
	اسلاف اہلحدیث پر دو جھوٹے الزام	466
	دعا مانگنا علمائے اہلحدیث سے سیکھیں....!	468
	اوراد و ظائف و مراقبہ	470
	اصحاب علم و فضل	470
	مولانا ارشاد حسین مجددی کی بیعت و خلافت	470
	پیر روضہ دھنی کے لاکھوں مریدین	471
	مولانا رفیع الدین شکرانوی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف	472
	مولانا شاہ محمد سعید حسرت عظیم آبادی کا ذوق تصوف	472
	مولوی حبیب اللہ مختار کی بیعت اصلاح	473
	تصوف پر مشتمل مکاتب	475
	مولانا عبدالغفار کا اخذ طریقت	476
	سلسلہ نقشبندیہ کے خلیفہ کا فیضان	481
	شہر خدا کا جاروب کش مرشد کامل	482
	تصوف کی تکمیل کیلئے تلاشِ مرشد	482
	مولانا ثناء اللہ امرتسری کی بیعت تصوف	483
	ہم علمائے اہلحدیث بیعت اصلاح کے قائل ہیں	484
	مدعی نبوت کو ایک صوفی کا چیلنج	485
	مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ کے الہامات	486
	مولانا سید ابوالمنصور دہلوی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف	486
	مولانا حکیم سید ابو حبیب دیسنوی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف	487
	تصوف پر علمی خدمت	487

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	اصحابِ صُفّہ اور تصوف کی حقیقت	488
	اولیاء متصوفین دلائل کی روشنی میں	488
	فتاویٰ علمائے اہلحدیث (جلد دوم)	488
	باب الدعاء بعد الصلوٰۃ	488
	فتاویٰ علمائے اہلحدیث (جلد ۱۲)	493
	اولیاء ہماری آنکھوں کے تارے	493
	ذوق تصوف......اور موجودہ اہلحدیث پر افسوس......	493
	فتاویٰ علمائے اہلحدیث (جلد ۶).......	494
	صوفیاء کے بھوکے رہنے کے فوائد و دلائل	494
	فقہی مسائل میں راہ اعتدال	495
	فتاویٰ علمائے اہلحدیث (جلد۔۹)	495
	استقامت علی الشریعت پر مجدد نقشبندی رحمہ اللہ کا فتویٰ	496
	گستاخ اولیاء سے اللہ کا اعلان جنگ	497
	احوال الآخرت	498
	احترام ولی میں دریا کا رخ پھر جانا (کرامت)	498
	حافظ محمد بارک اللہ کی بیعت اصلاح	499
	الہام کی بدولت شیخ طریقت کی خدمت میں حاضری	499
	تصوف میں جذبی کیفیات	500
	حیات یزدانی	500
	مجھے اولیاء اللہ سے محبت ہے	500
	کیا ہم اکابر فراموش تو نہیں ہو گئے......!	501
	اسلاف بھلا دینے پر افسوس........!!	501
	سوانح علامہ محمد یوسف خان کلکتوی	502
	عالم جنات میں ایک ہفتہ قیام	502
	مآثرِ صدّیقی	503
	ذکر متصوفین آبائے کرام کا	504
	مشائخ طریقت سے خرقہ وخلافت حاصل ہونا	504
	چودہ مشائخ طریقت سے خلافتیں	505
	مولانا اولاد حسن مرحوم رحمہ اللہ کا ذوق تصوف	506
	دس ہزار مریدین	507
	حاملین علم وتصوف کی صحبتیں	508
	ہم آئمہ کی ثقاہت اور دیانت پر اعتماد کرتے ہیں	510
	امام اعظم پر الزام کا علمی دفاع	513
	توحید وجودی وتوحید شہودی	516
	تصوف وسلوک	518
	طرق مشائخ موصل الی اللہ کا ذریعہ	519
	فن تصوف پر عالی جاہ کی علمی تالیفات	521
	اسلامی شکل صورت	521
	پیر کامل سید محمد شریف گھڑیالوی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف	521

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ	524
	خاندان ولی اللّٰہی کے مشہور متصوف علماء کرام	525
	شیخ قطب الدین رحمہ اللہ کا ذوق تصوف	526
	شاہ عبدالرحیم نقشبندی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف	528
	دوسری بیعت اصلاح اور مجاذیب سے ملاقاتیں	528
	سلسلہ نقشبندیہ میں خلافت	529
	حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی ذوق تصوف پر مایہ ناز کتب	530
	اہلیہ کی بیعت اصلاح	533
	سیّد صاحب کی بیعت طریقت کا آغاز	534
	مولانا عبدالحئی کی بیعت طریقت	535
	مرشد کامل کی اقتدا کی دو رکعتیں	536
	مولانا یوسف رحمہ اللہ کی بیعت اور شہادت	537
	حضرت شاہ عبدالعزیز نقشبندی سے بیعت اصلاح	538
	مولانا عبدالہادی جھوکوی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح	539
	مولانا جعفر علی بستوی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح	540
	کلکتہ میں کثرت سے لوگوں کی بیعت توبہ	541
	امام صاحب کی والدہ کی بیعت کا انوکھا قصہ	542
	سفر پر روانگی سے قبل تبرکاً تجدید بیعت	543
	بیعت طریقت کے لوگوں پر اثرات	544
	عبقات تصوف کی مشہور کتاب	546
	حقیقت تصوف	547
	قطب وقت کا انتقال	548
	مولانا خرم علی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح	549
	مفتی الٰہی بخش کا سلسلہ نقشبندیہ	550
	مولانا حیدر علی ٹونکی کا فیض تصوف	551
	سوانح صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ..	552
	صوفی عبداللہ رحمہ اللہ کے یومیہ وظائف	554
	قاضی محمد اسلم سیف کی عقیدت مرشد	555
	شیر سے حفاظت کا آزمودہ وظیفہ	556
	مولانا عائش اور مولانا ابوبکر غزنوی کا ذوق تصوف	557
	قبولیت دعا، کرامات اور واقعات	559
	لاولد کو لڑکی کی بشارت (کرامت)	560
	مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی حیرت انگیز کرامات کے واقعات	561
	صوفی عبداللہ رحمہ اللہ کے قبولیت دعا اور کرامات کے واقعات	563
	ولی کامل کا انداز مجذوبانہ (کرامت)	565
	بھینس کا تین کٹیاں جننا (کرامت)	566
	سزائے موت کا حکم ٹل جانا (کرامت)	567
	۱۵ سالہ بے اولاد کے ہاں ولادت ہونا	568
	ضرورت کا ایک لاکھ فوری مل جانا (کرامت)	571
	دعا پر تین بیٹوں کا مل جانا (کرامت)	572

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	سرکش جن کا حاضر ہو کر معافی مانگنا (کرامت)	575
	طوفانی بارش کا رک جانا (کرامت)	576
	دعا، وظیفہ اور تعویذ سے علاج کرنا	579
	خدا سے لڑ کر بات منوالینا	580
	حج کے بعد انتقال کی تقدیر پڑھ لینا (کرامت)	582
	شیر کا احترام میں راستہ چھوڑ جانا (کرامت)	583
	کشف سے گمشدہ بیل کی نشاندہی (کرامت)	585
	تلی کے درد میں مجرب تعویذ	586
	آخری دن کے وظائف اور وفات	587
	تاریخ اہلحدیث........	589
	تالیفات پیران پیر میں اہمیت سنت	597
	ہندوستان میں علم وعمل بالحدیث کیلئے متصوفین علماء کی خدمات	600
	سلسلہ قادری وشاذلی میں خلافت	601
	شیخ محمد طاہر گجراتی رحمہ اللہ متصوف متبحر عالم دین	602
	شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمہ اللہ با کمال متصوف عالم دین	603
	امام ربانی مجدد الف ثانی نقشبندی رحمہ اللہ	604
	قطب المحدثین کی بیعت سلسلۂ قادریہ	605
	ماہر علوم ظاہری وباطنی	607
	حاجی محمد افضل صاحب رحمہ اللہ کا ذوق تصوف	608
	حضرت مرزا مظہر جانجاناں نقشبندی کا ذوق تصوف	609
	امام الہند حکیم الامۃ بقیۃ السلف حجۃ الخلف شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا ذوق تصوف	610
	شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ کا ذوق تصوف	612
	ائمہ کا ادب اور بے تعصبی	613
	قافلہ حدیث	614
	صحبت صالح ترا صالح کند	616
	بطور کرامت کپڑوں کا گیلا نہ ہونا	618
	تعویذات کیلئے لوگوں کی آمد	620
	بزرگوں کی ڈانٹ باعث رحمت	623
	متصوف علماء کے علمی مراکز	624
	اشغال تصوف سے لوگوں کا فیض پانا	626
	تصفیہ قلب کیلئے نقشبندی بزرگ کے پاس حاضری	629
	اختلاف کرنے والے کی عزت وتکریم	631
	تصوف پر علمی وعملی خدمات	632
	لکھوی خاندان کو جنات سے ملا خاص تعویذ	636
	مولانا عبدالعظیم انصاری کے والد کی بیعت	637
	مولانا محمد صادق خلیل کے والد کی بیعت	638
	جادو کا علاج قرآن وسنت کی روشنی میں	639
	علمائے اہلحدیث کے جادو کے وجود پر دلائل	641
	علمائے اہلحدیث کا طریقہ تشخیص جادو	644
	سحر تفریق کا علاج	645

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	علمائے اہلحدیث کا جادو کے علاج پر مجرب آزمودہ عمل	646
	علمائے اہلحدیث کی جنات سے سچی ملاقاتیں	649
	جھوٹے جن کی سچی توبہ	650
	آپس میں تفریق ڈالنے والا جن	651
	عورت کے عاشق جن سے مکالمہ	652
	اسلام اور خانقاہی نظام.......ایک تحقیقی و تاریخی جائزہ	653
	تصوف کا ارتقائی جائزہ	653
	سلوک اور منازل سلوک	654
	اصطلاحات تصوف	655
	سلسلہ نقشبندیہ کی آٹھ اصطلاحات	657
	صوفیائے کرام کی نظر میں سنت کی اہمیت	659
	صوفیائے کرام اور اہمیت روزہ	661
	صوفیائے کرام اور حج کی اہمیت	662
	صوفیائے کرام کی علمی اور ادبی خدمات	663
	اشاعت اسلام میں صوفیاء کا کردار	665
	معاشرتی اصلاح کے سلسلے میں صوفیاء کے اثرات	666
	سماجی اصلاح و یکجہتی کیلئے صوفیائے کرام کی خدمات	668
	معاشی اقدار کے فروغ کے سلسلے میں صوفیائے کرام کے مثبت اثرات	669
	سیاسی خدمات کے ضمن میں صوفیاء کے مثبت اثرات	670

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	تعلیماتِ غزالی.........	673
	تصوف و فقہ کا باہم امتزاج	673
	تصوف کی ابتداء صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور سے	674
	گلشن تصوف کا ابتدائی پودا	675
	تاریخ کے مشہور متصوفین	676
	حصول معرفت میں چار ضروری نکات	678
	صوفیاء کے پانچ مستند مشائخ	679
	تعلق مع اللہ کی نوعیت	680
	صوفیائے کرام کی مشہور اصطلاحات	682
	صوفیاء کرام کی کتابوں میں شرعی اوامر کی اہمیت	686
	صوفیاء کرام کے نماز میں حضوری و استغراق کے دلائل	688
	زکوٰۃ کے اسرار و دقائق صوفیاء کی نظر میں	691
	صوفیاء کرام اور روزہ کی اہمیت	694
	امام غزالی رحمہ اللہ کے نزدیک فضائل مدینہ	698
	صوفیاء کے اجتماعی ذکر کے فضائل و دلائل	700
	صوفیائے کرام کی تعلیمات میں نکاح کی اہمیت	701
	نکاح کے پانچ فائدے	703
	صوفیائے کرام کی تعلیمات میں عورتوں سے حسن سلوک کی اہمیت	704
	صوفیائے کرام کی تعلیمات میں کسب معاش کی اہمیت	706
	ہفت روزہ خدام الدین لاہور،	707
	شربت بطور تبرک نوش فرمانا	709

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	"وقایۃ الانسان من الجن والشیطان	713
	گھر سے جنات کو کیسے نکالا جائے	713
	جناتی مرگی کے اثبات کیلئے منصوص وعقلی دلائل	714
	انسانی جسم میں جن کے داخلے کی علامات	715
	شیخ عبدالسلام بالی کا مرگی میں مجرب علاج	716
	جنات کے ساتھ بیتی سچی کہانیاں	720
	زینت جنی سے ملاقات	721
	عیسائی شفیقہ جنی سے ملاقات	722
	''غوطہ زن جن'' سے ملاقات	725
	رکاوٹ والے جادو کی علامات	730
	مرکز روحانیت ونور یعنی دل کی اہمیت	731
	غذاء الارواح	733
	جائے وظائف کی تقاضے	733
	مولانا داؤد خان کے مجرب وظائف	734
	سورۂ واقعہ کا ۴۱ مرتبہ کا عمل	735
	اسماء حسنیٰ کے مجرب عملیات	736
	مشک وزعفران سے لکھنے کا خاص عمل	744
	حضرت خضر علیہ السلام سے ملا خاص عمل	745
	جھلی پر لکھ کر گلے میں ڈالنے کی دعا	746
	حفاظت حمل کیلئے ہرن کی جھلی پر لکھنے کا عمل	748
	پیپل کے پتوں پر لکھنے کا خاص عمل	749
	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کیلئے	751
	جانوروں کو نظر لگنا	752
	کھیت کی حفاظت کیلئے آبخورے کا عمل	753
	دشمن سے حفاظت کیلئے انگوٹھی کا عمل	754
	ہر پریشانی میں آزمائے مجرب وظائف	755
	ظاہری وباطنی حفاظت کیلئے (تعویذ)	756
	سورہ مزمل کا مجرب عمل	757
	بدھ، جمعرات اور جمعہ کا خاص عمل	759
	ختم بخاری کا مجرب عمل	760
	ظالم شخص سے حفاظت کا تعویذ	761
	41 بار معوذتین کا عمل	763
	تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ......	765
	تصوف یعنی تزکیہ واحسان کا مقام	766
	آج تک برکات موجود رہنا	767
	ابدال اور مجذوبوں سے ملاقاتیں	768
	علم تصوف سے ناآشنا حقیقت کیا جانیں!!!	769
	شیخ الکل کا مثالی ادب	770
	چوہوں کا احترام ولی میں کھیت خالی کر جانا	771
	ولادت سے قبل بزرگوں کی بشارات	772
	گمشدہ گدھے کی صحیح اطلاع دینا	773
	روزانہ تہجد میں 36 مرتبہ یٰسین پڑھنے کا حکم	775
	ایک غیبی بزرگ کی پیشگوئی	776

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	تکمیل علم کے بعد تلاش مرشد کا سفر	777
	حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سے بیعت برکت	781
	مریدین کا حق پرست مرشد کی حمایت کرنا	785
	رخصتی کے وقت مرشد کی نصیحت	786
	برکت اولیاء کے اثرات اک حقیقت	787
	انگریز عورت کے ساتھ ہمدردی	788
	شاہ عبدالغنی رحمہ اللہ کا اخذ طریقت اور بیعت	789
	مرشد بھی ہم سبق بھی	790
	مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ کی (٦٧) کرامات	791
	قرض سے غیبی خلاصی مل جانا	792
	بانجھ عورت کے گھر بیٹے کی پیدائش	793
	خواجہ اجمیر رحمہ اللہ کی یاد تازہ کر دینا	794
	برہمنوں کا دیکھتے ہی مسلمان ہو جانا	795
	جواں سالہ لڑکی کا گنجا پن ختم ہو جانا	796
	نمبردار کے مرنے کی اطلاع دینا	797
	عاشق جن کا تعمیل حکم بجالانا	798
	تمام اعتراضات کا منکشف ہو جانا	799
	دریا کا آپ کا پیغام سن کر جگہ چھوڑ دینا	800
	نسبت بیعت شیطان سے حفاظت کا ذریعہ	801
	بدتمیز شخص پر اللہ کا خوف طاری ہونا	803
	مجذوب کی بڑ اور آپکی کرامت	804
	بے ادب اللہ کی پکڑ میں	804

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	سمجھ سے بالاتر قصہ	805
	مرید کی خواہش اور عیاش کی توبہ	806
	صرف اک ملاقات پر حلقہ بیعت میں شامل ہو جانا	807
	چور کا کتا بن کر بھونکنا	809
	کھنڈر کنوئیں کا صحیح سالم ہو جانا	810
	بااعتماد مرید کو دست غیب عطا کرنا	811
	شطرنج کھیلتے پیر صاحب کی توبہ	812
	کیا اولیائے کامل اور ہم برابر ہیں......	813
	حضرت سہارن پوری کے شاگرد جنات	815
	حافظ عبدالمنان وزیر آبادی کے مبارک خواب	816
	باکمال مرشد کے تلامذۂ کرام	817
	سلوک ومعرفت سے بھرپور مکتوبات	818
	دوبارہ مرشد کی خدمت میں حاضری کا حکم	819
	تصوف اور طریق صوفیاء کی اہمیت	820
	باہمی اتفاق اور اتحاد کی اہمیت	822
	نیک صحبت کی ضرورت	823
	مرشد کی خدمت میں خط	825
	مرشد سے عقیدت کا گیارہواں خط	826
	شیخ محی السنہ رحمہ اللہ کی تعریف میں	828
	مقام فنافی الرسول کی اشعار میں ترجمانی	829
	بیٹوں کو مثل بایزید مرشد سے بیعت ہونے کی وصیت	831

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	چودھری حاکم صاحب کی بیعت اصلاح	833
	اجتماعی ذکر نفی اثبات کے وقت انتقال	835
	سوانح مولانا احمد دین گکھڑوی	836
	متصوف لکھوی علماء کی علمی خدمات	836
	مولانا غلام رسول (قلعہ میہاں سنگھ) کی بیعت اصلاح	837
	اختلاف کے باوجود میل ملاقات کے عادی	840
	سوانح داؤد غزنوی	841
	کسی فرقہ پر نکتہ چینی نہ کرنا	841
	تصوف اور قلب وروح پر علمی گفتگو	842
	شریعت وطریقت کا حسین امتزاج	843
	حضرت لاہوری اور غزنوی رحمہما اللہ کے تعلقات	845
	امام اعظم کی گستاخی کا وبال	846
	اُنسیت ذکر اور حضرت تھانوی کا جواب	848
	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ساری کائنات سے زیادہ	850
	باطنی آنکھ سے پیشانی پڑھ لینا	851
	غار میں دشمن کی ہلاکت کا الہام	852
	تصوف میں منجھا ہوا موقف	853
	تعویذات اور عملیات کا ذوق	854
	حضرت مرزا جان جاناں نقشبندی سے مناسبت	855
	توحید خالص..... اور اپنوں سے شکوہ	856
	اہل بیت سے بے پناہ محبت وعقیدت	857
	اولیاء کا ادب اولیاء رحمہم اللہ سے سیکھیں!!	858
	مُطالعاتی سفر......	859
	صوفی بزرگ کا اشاعت اسلام میں کردار	859
	حضرت خضر علیہ السلام کی بستی کی زیارت	861
	افکار ابن خلدون.....	862
	آئیں! تصوف کو علمائے اہلحدیث سے سمجھتے ہیں	862
	مسائل تصوف کا صحیح تجزیہ	863
	تحریک اہل حدیث، تاریخ کے آئینے میں	864
	تاریخ کے چند نامور علماء وصوفیاء کا تذکرہ	864
	شیخ محمد طاہر محدث پٹنی رحمہ اللہ	865
	حضرت مجدد نقشبندی کا حکیمانہ فیصلہ	867
	تعلیمات مجدد نقشبندی	868
	قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا ذوق تصوف	869
	سنت کی قندیلیں جلانے والے متصوفین علمائے کرام	870
	شاہ صاحب کے متصوفین تلامذہ	871
	روحانی طمانیت کا لوگوں پر اثر	873
	کیا اہلحدیثوں میں کوئی ولی اللہ نہیں......!	874
	علمائے غزنویہ کے مشہور وظائف	875
	آٹھ دن تک کچھ نہ کھانے کا مجاہدہ	876
	میاں محمد باقر رحمہ اللہ کی ہم نشینی کا کمال	877
	قطب ربانی کی روحانی مجالس میں شرکت	878

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	فقہائے مدینہ.......	880
	قناعت وتوکل	880
	تلقین غزالی رحمہ اللہ	880
	امام صاحب کا ذوق تصوف	880
	مریدین کی تربیت کے لیے خانقاہ کا قیام	881
	علم سر یعنی تصوف ومعرفت جاننے کی ضرورت	882
	علم شریعت اور علم طریقت کی تعریف	883
	تصوف کا مقصد اخلاق حسنہ کی تکمیل	884
	حاصل تصوف حصول تقویٰ	885
	تصوف بحیثیت اصلاح نفس	886
	اصلاح نفس کے آٹھ ذرائع	886
	صوفیائے کرام اور دعاؤں کی اہمیت	891
	تعلیمات صوفیاء میں تلاوت قرآن کی اہمیت	892
	تعلیمات صوفیاء میں زکوٰۃ کی اہمیت	893
	تعلیمات صوفیاء اور روزہ کی اہمیت	894
	تعلیمات صوفیاء میں حج کی اہمیت	895
	تعلیمات صوفیاء میں زیارت مدینہ کی اہمیت	896
	تعلیمات صوفیاء میں رزق حلال کی اہمیت	897
	قربت کی راہیں.......	900
	خدا کی قسم روضۂ اقدس تمام کائنات سے افضل ہے	901
	مرشد کامل کی علامت	902

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	کشف پر چودہ سوسالہ گواہی	902
	تصرف وتسخیر ولایت کی دلیل نہیں	903
	بے ادب اصطبل میں باندھنے کے لائق	904
	مرشد کامل اور انکے تبرکات کا عشق	905
	اہل بیت کی محبت ایمان کا حصہ	906
	درود نہ پڑھنے والا بخیل ہے	908
	شیخ عبدالحق کی مدینہ حاضری پر مرشد کی نصیحت	909
	درود شریف کے مطالب اور معارف	910
	درود نہ پڑھنے والے کو خواب میں تنبیہ	912
	آئیں .....!!ادب علمائے اہلحدیث سے سیکھیں	914
	مولانا ابوبکر کے دو ادب سے بھرے واقعات	915
	بارگاہ الٰہی کے آداب	916
	آدابِ بارگاہِ رسالت ﷺ	917
	حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کا ادب	918
	آج بھی مشائخ کا اسی طرح ادب کیا جائے	919
	قرآن مقدس کا ادب واحترام	920
	حقیقت ذکر الٰہی	921
	روحانی ایٹم بم سے نفس اور شیطان پر بمباری	922
	اہل اللہ پر رحمت وسکینت کی مختلف اقسام	924
	روحانی لذت سے نا آشنا...... محروم وکم نصیب	925
	ہم پر وردِ رحمت کیوں نہیں ہوتا؟	926
	سلوک ومعرفت میں کامیابی کے تین راز	927

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	غزنوی خاندان	928
	اہلحدیث متصوفین کا جذبہ احیائے سنت	928
	مستجاب الدعوات ولی کامل کی کرامت	929
	آخر عمر میں تصوف کی طرف رجحان بڑھ جانا	931
	مرشد کی خدمت میں وقت گزارنا	932
	چشمہ معرفت پر سالکین کی حاضری	934
	مولانا داؤد غزنوی کا ذوق تصوف	936
	ذوق ثناء خوانی	939
	نعت چراغاں	939
	اسم اعظم کو فقط نام محمد ﷺ جانو	939
	نعت کہکشاں	940
	اے رحمت عالم ﷺ! ہو نظر ایک، ادھر بھی	941
	نعت سویرا	942
	سامنے روضے کے جب کوئی گنہگار گیا	942
	عقبیٰ میں ہے نبی ﷺ کی شفاعت پہ آسرا	943
	شبنم نعت سے اسے میں نے نگیں بنا دیا	947
	انبیا کے خواب.....	948
	سچے خواب اولیاء کی رہنمائی کا ایک ذریعہ	948
	خوابوں کی تعبیر علمائے اہلحدیث سے سیکھیں	949
	خواب میں آٹا دیکھنے کی تعبیر	950
	ہڈی دیکھنے کی تعبیر	951
	ببر شیر دیکھنے کی تعبیر	952
	بہشت دیکھنے کی تعبیر	953
	جھاڑو دیکھنے کی تعبیر	954
	کوڑا کرکٹ دیکھنے کی تعبیر	955
	سور دیکھنے کی تعبیر	956
	کوّا دیکھنے کی تعبیر	957
	بلی دیکھنے کی تعبیر	958
	تذکرۃ الابرار	959
	مولانا حکیم محمد حسین رحمہ اللہ کا ذوق تصوف	959
	مولانا محمد امین رحمہ اللہ گہلن کا ذوق تصوف	960
	حافظ محمد عظیم میر محمدی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف	961
	علمائے اہلحدیث اور بریلوی میں باہمی رواداری	962
	ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث (لاہور)	963
	تصوف بطور تزکیۂ نفس و رذائل اخلاق	963
	بغیر تزکیہ کے حصول دنیا وبال ہے	964
	تکبر محرومی کا سبب	965
	تحفۃ الاحوذی.......	966
	تحفۃ الاحوذی سے جھاڑ پھونک کا جواز	966
	فتاویٰ نذیریہ	966
	تعویذ لکھ کر گلے میں لٹکانے کا جواز	966
	انوار التوحید.....	966

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	اسم ذات سے ہر پریشانی سے چھٹکارا	966
	1100 مرتبہ پڑھنا کامیابی کی کنجی	967
	'العلیم" پوشیدہ بھید جاننے کا ذریعہ	968
	"الکریم" کا مجرب وظیفہ	969
	الوکیل'' کا مجرب وظیفہ	970
	فضائل اہلحدیث	971
	صوفیائے کرام کی غیبی رہنمائی کا محدثین سے ثبوت	972
	اہلحدیث ابدال اور اولیاء اللہ ہیں	973
	ہفت روزہ الاعتصام	975
	آزمائشوں میں اولیاء کرام کی ثابت قدمی	975
	حضرت العلام مولانا محمد جوناگڑھی رحمہ اللہ حیات وخدمات	976
	اتباع سلف صالحین کی دعا	976
	کرامات اہلحدیث.......	975
	اشاعت کرامات کی فکر	980
	کرامت اولیاء کی تعریف	981
	صاحب کرامات اہلحدیث کا تعارف	983
	کرامت کی حقیقت	987
	تصوف اور مرتبہ احسان	988
	کرامت ایمان میں تقویت کا سبب	990
﴿۱﴾	کرامات حضرت مولانا عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ	991
﴿۲﴾	کرامات حضرت مولانا غلام رسول رحمہ اللہ	993
﴿۳﴾	کرامات حضرت مولانا مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ	995
﴿۴﴾	کرامات حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ	999
﴿۵﴾	کرامات مولانا محمد سلیمان روڑوی رحمہ اللہ	999
﴿۶﴾	(حصہ دوم) کرامات مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ	1000
﴿۷﴾	کرامات حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ	1000
﴿۸﴾	کرامات امام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ	1001
﴿۹﴾	کرامات مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ	1002
﴿۱۰﴾	کرامات شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ	1003
﴿۱۱﴾	کرامات حضرت مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ	1004
﴿۱۲﴾	کرامات مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی رحمہ اللہ	1005
﴿۱۳﴾	کرامات حضرت مولانا عبدالحمید سوہدروی رحمہ اللہ	1008
﴿۱۴﴾	کرامات حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ	1008
﴿۱۵﴾	کرامات مولانا حافظ محمد یوسف سوہدروی رحمہ اللہ	1013
﴿۱۶﴾	کرامات حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ	1020
﴿۱۷﴾	کرامات صوفی عبداللہ رحمہ اللہ ماموں کانجن	1022
﴿۱۸﴾	کرامات میاں باقر رحمہ اللہ جھوک دادو	1024
﴿۱۹﴾	کرامات مولانا عتیق اللہ رحمہ اللہ ستیانہ بنگلہ	1025
﴿۲۰﴾	کرامت شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ	1026
﴿۲۱﴾	کرامات مولانا عبدالغنی چک رجادی رحمہ اللہ	1027

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
﴿۲۲﴾	کرامات کیلانی بزرگان رحمہم اللہ	1027
﴿۲۳﴾	کرامات حضرت حافظ عبدالحیٔ رحمہ اللہ کوٹ شاہ محمد	1028
﴿۲۴﴾	کرامات مولانا حکیم عبدالواحد رحمہ اللہ وار برٹن	1030
﴿۲۵﴾	کرامات مولانا محمد ادریس کیلانی رحمہ اللہ	1030
﴿۲۶﴾	کرامات مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ لاہور	1031
﴿۲۷﴾	کرامات مولوی کمال دین صاحب رحمہ اللہ	1032
﴿۲۸﴾	کرامات مولانا عبدالحق آف ماڑی مصطفیٰ رحمہ اللہ (بھارت)	1033
﴿۲۹﴾	کرامات حضرت حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ	1034
﴿۳۰﴾	کرامات مولانا ابوالبرکات احمد مدارسی رحمہ اللہ	1035
﴿۳۱﴾	کرامات حضرت مولانا محمد عثمان دلاوری رحمہ اللہ	1036
﴿۳۲﴾	کرامات مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ	1037
	دوست کیسے بنائیں......	1040
	اہل اللہ کی صحبت کی برکات وثمرات	1040
	اہل اللہ یاد الٰہی کا ذریعہ	1044
	خطبہ رحمۃ للعالمین ﷺ ..	1048
	آپ ﷺ سا کوئی ہے نہ ہوگا	1048
	اولیائے کرام کا توکل قرآن مقدس کی روشنی میں	1050
	توکل اولیاء احادیث کی روشنی میں	1051
	تصوف بطور تزکیہ نفس	1053
	اولیاء کا منتہائے نظر.... نفس مطمئنہ	1056

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	فقہائے ہند جلد پنجم حصہ دوئم........	1057
	شیخ مجیب اللہ جعفری پھلواروی کا ذوق تصوف	1058
	چند مشہور متصوف علمی خاندان	1059
	دہلوی خاندان میں تصوف کا ذوق	1060
	تصوف کی فضا میں شاہ صاحب کی تربیت	1061
	تصوف سے متعلقہ کتب کا تعارف	1062
	شاہ صاحب کا مرکز التفات ''علم تصوف''	1064
	نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں	1065
	نبی کریم ﷺ کی محبت کے ثمرات وفوائد	1067
	نبی کریم ﷺ سے محبت کی علامتیں	1068
	ماہنامہ رحیق لاہور اکتوبر ۱۹۵۸ء	1069
	مدارج سلوک وطریقت کی اہمیت	1069
	سالکین کیلئے ضروری ہدایات	1071
	احادیث مبارکہ سے دنیا کی مذمت	1074
	ماہنامہ رحیق لاہور نومبر ۱۹۵۸ء	1076
	مدارج سلوک وطریقت دوسری قسط	1076
	صوفیائے کرام رہبانیت نہیں سکھاتے	1078
	اعتدال پسندی صوفیاء کا شیوہ	1079
	سلسلہ شاذلیہ میں مرشد کو ہدایت	1080
	مرشد کے بغیر کامیابی مشکل ہے	1081
	مرشد کی نگرانی میں نفی اثبات کا کمال	1082
	امام غزالی رحمہ اللہ اور زہد عارفاں	1082

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	وقائع سید احمد شہید رحمہ اللہ	1083
	سید احمد شہید کی بیعت نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ	1083
	سالکین کیلئے ضروری نصیحت	1090
	مرشد یا شیخ کس کو بنایا جائے	1090
	تزکیہ نفس کیلئے ذکر اللہ کی اہمیت	1091
	سالکین کی ترقی شکر میں پوشیدہ ہے	1092
	مرشدین طریقت کیلئے ضروری ہدایات	1093
	مدارس میں نظام تصوف کی ضرورت	1094
	مرشد صالح اور نسبت متعدی کے حامل مرشد	1095
	میں تصوف و مجذوب کا قائل ہوں	1096
	تقاریر و خطابات.....	1097
	انبیاء علیہم السلام کا مقام عبدیت	1098
	فقہائے پاک و ہند 13ویں صدی ہجری (ج ۳)	1100
	شیخ غلام علی مجددی دہلوی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف	1100
	۴۵ سال سلسلہ نقشبندیہ کی اشاعت	1101
	مرشد نقشبند کا نظام الاوقات	1102
	فضائل درود و سلام فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ	1104
	اولیائے کرام اور اہمیت درود و سلام	1105
	اسلامی خطبات حضرت مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ	1107
	کوشش کے باوجود چہرہ قبلہ سے نہ پھرنا (کرامت)	1107
	القول البدیع میں جنت کی بشارت	1108
	اولیائے کرام کے مجرب آزمودہ درود	1109
	سچے خواب بخشش وہدایت کا ذریعہ	1110
	صوفیائے کرام کے زہد عن الدنیا کا انسائیکلوپیڈیا	1111
	زہد اولیاء عملی احادیث کی روشنی میں	1113
	بزرگ کا کشف اور اک عبرت آموز واقعہ	1116
	اولیائے کرام اور بدعات کی مذمت	1119
	فتاویٰ اصحاب الحدیث (جلد اول)	1119
	تبرکات اولیاء کا صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثبوت	1122
	موئے مبارک سے محبت و عقیدت	1123
	ننگے سر نماز شیخ البانی کی نگاہ میں	1126
	فتاویٰ اصحاب الحدیث (جلد دوم)	1126
	مبتدی سالکین کے وساوس میں آسان علاج	1127
	مقالات راشدیہ	1128
	مرشد کریم پر لگائے گئے الزامات کا دفاع	1129
	ابدال کون ہیں	1131
	مقالات راشدیہ جلد (دوم)	1133
	عورتوں سے بیعت لینے کا بیان	1134
	فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ جلد (اوّل)	1135
	ائمہ پر لعن طعن اہل علم کی شان نہیں	1135
	فوت شدہ پر طعن علمائے حق کی شان نہیں	1138
	استخفاف اولیاء اہل علم کا شیوہ نہیں	1138

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	تذکرہ حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ	1140
	باکمال مرشد کی صحبت اور توجہات کا اثر	1140
	دوروشن ستارے	1141
	مدرسہ اور خانقاہ کی باہمی آویزش	1142
	خواجہ باقی باللہ کے مرید کا تجدیدی کارنامہ	1143
	مرشد کی طرف سے پیشگوئی	1145
	ذوق تصوف پر علمی تالیفات	1149
	دوسرے روشن ستارے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ	1150
	ذوق تصوف پر مایہ ناز کتب	1155
	چالیس علمائے اہل حدیث	1156
	بطور برکت قمیض و پگڑی لے جانا	1157
	والد محترم کی بیعت نقشبندیہ	1158
	برصغیر میں اہل حدیث کی آمد	1161
	اہل اللہ کی زندگیاں مشعل راہ ہیں	1162
	ائمہ اور اولیاء کرام کی گستاخی کا الزام	1164
	ائمہ اور اولیاء کا گستاخ بدنصیب	1165
	برصغیر میں علم فقہ......	1168
	شیخ محی الدین بہاری کا ذوق تصوف	1168
	مولانا محمد جمیل رحمہ اللہ کا ذوق تصوف	1170
	اشاعت خاص ہفت روزہ الاعتصام	1171
	مولانا فیض اللہ کی بیعت توبہ	1171

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے مرید	1173
	بطور کشف گنہگاروں کی بدبو سونگنا	1175
	مولانا عبدالکریم رحمہ اللہ گرنتھی کی بیعت اصلاح	1176
	غزنوی خاندان میں تصوف کا رسوخ	1178
	حضرت گوندلوی رحمہ اللہ پر مرشد کامل کا اثر	1180
	تصوف میں اعتدال پر پسندیدگی	1182
	فقہی رواداری اور وسعتِ ظرفی	1185
	فیوض الحرمین کا حوالہ	1187
	فیوض الحرمین کا ایک فیض	1189
	اخلاق زہد وتصوف پر 78 کتابیں	1190
	اہل اللہ کے نقش قدم پر چلنے کی دعا	1192
	العلامۃ ابوطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ حیات وخدمات	1194
	صحیح تصوف کے علمبردار علمائے کرام	1194
	اہل حدیث کے چار مراکز	1194
	اہل حدیث کے مرشدین اور انکے روحانی مراکز	1195
	مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری رحمہ اللہ......حیات، خدمات، آثار	1203
	لفظ صوفی کا بکثرت استعمال	1204
	سیرت البخاری امام المحدثین	1205
	تصوف میں تبدیلی......اور ضروری احتیاط	1205

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	ارمغان حنیف	1205
	مولانا حنیف ندوی کے مربی و مرشد	1205
	مولانا حنیف اور رموز تصوف سے آشنائی	1206
	تلخیص احیاء علوم الدین	1207
	تصوف ارکان اسلام کی باطنی روح	1208
	تصوف زندگی کا جامع تصور	1209
	کاروان حدیث......	1210
	امام ترمذی رحمہ اللہ کا زہد و تقویٰ	1211
	امام ابو نعیم اصفہانی رحمہ اللہ صاحب کمال صوفی	1212
	ولی کے پڑوس میں تدفین کی دعا	1214
	استاد پنجاب	1218
	بطور یادو برکت عمامہ عطا فرمانا	1219
	کتاب کرامات اہلحدیث نہایت اہم کتاب	1220
	اہل اللہ کی سوانح کی ضرورت و اہمیت	1221
	جنی سے ملاقات اور اس کی نشانی	1224
	شیخ الکل کی دنیا سے بے رغبتی	1226
	علم تصوف کی بے نظیر شخصیت:	1227
	20 کا نوٹ پتا نہیں کس نے دیا......؟:	1229
	مراقبے میں حیرت انگیز باتوں کا انکشاف	1230
	مرشد با کمال کی پیشگوئی	1232
	حضرت محدث وزیر آبادی کے صوفی صاحبزادے	1233
	متفرق کتب و رسائل	
	ذکر اللہ کے فوائد و فضائل	1238
	آداب کے لفظی معنی	1239
	قرآن و سنت میں آداب کی چند مثالیں	1240
	آداب کی اہمیت اہل اللہ کی روشنی میں	1241
	ولی اللہ بنانے کا اہم راز نظروں کی حفاظت	1244
	300 سالہ عابد کی ایمان سے محرومی	1248
	غض بصر اہل اللہ کی نظر میں	1249
	تمیں اللہ والوں کی نصیحت	1255
	صوفیائے کرام کا عقیدہ توحید	1259
	اہل اللہ کی گستاخی کا وبال	1263
	عبقات.....	1265
	اولیاء کے کشف پر قرآنی دلائل	1266
	پگڑی و ٹوپی استعمال فرمانے والے علمائے کرام	1268
	عصر حاضر کے علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف	1270
	مولانا عبد الرشید مجاہد آبادی حفظہ اللہ کا ذوق تصوف	1272
	روحانی عملیات اور وظائف	1275
	مولانا عطاء اللہ خلیل حفظہ اللہ کا ذوق تصوف	1276
	مولانا عطاء اللہ خلیل حفظہ اللہ کے تعویذات	1279
	حافظ محمد اسماعیل حفظہ اللہ کا ذوق تصوف	1282
	مرشد اور مشائخ سے ملے وظائف	1283

نمبرشمار	مضمون	صفحہ نمبر
	ماسٹر سیف اللہ انجم صاحب کا ذوق عملیات	1288
	ایک خدارسیدہ اہلحدیث عامل سے ملاقات	1293
	قاری محمد بلال عزیزی حفظہ اللہ کا ذوق تصوف	1295
	اسکین شدہ کتابیں	
	کتاب التعویذات (ایک صدی قدیم نسخہ)	1318
	کتاب التعوایذات (جدید ایڈیشن)	1457
	القول الجمیل مع شرح شفاء العلیل	1586
	انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ (تصوف کا علمی شاہکار)	1706
	فیوض الحرمین (مکاشفات غیبیہ کا مجموعہ)	1853
	فیصلہ وحدۃ الوجود والشہود	1957
	خوارق	1989
	حزب الرسول ﷺ (حضرت سیالکوٹی رحمہ اللہ کا آزمودہ وظیفہ)	2055
	میرے روحانی تجربات ومشاہدات	2226
	تحفۃ العالمین مع زاد العالمین	2256
	اعمال ایسے کے فرشتے اتریں	2282
	حرز اعظم	2342

تصوف کیا نہیں ہے......!؟

﴿۱﴾ مے ومستی، رقص وسرور، مزاج کی بے خودی اور غیر مہذبانہ حرکات کا نام تصوف نہیں بلکہ اوامر الٰہی اور اتباع نبوی ﷺ کو کیفیت عشق کے ساتھ طبیعت کا حصہ بنا دینے کا نام ہے۔ اور نہ ہی تصوف قبروں پر غیر اسلامی حرکات کا نام ہے۔

﴿۲﴾ تصوف کے لیے نہ کشف وکرامات ضروری ہیں نہ ہی پراسرار روحانی ملاقات اور نہ عالم لاہوت کی سیر ہونا شرط ہے اور نہ ہی سچے خواب یا خوابوں میں بزرگوں سے ملاقات ہونے کا وعدہ ہے۔

﴿۳﴾ کاروبار میں ترقی دلانے کا نام تصوف نہیں۔ نہ مقدمات جیتنے کا نام ہے اور نہ ہی یہ بات لازمی ہے کہ پیر کی ایک توجہ سے بغیر مجاہدہ اور بدون اتباع سنت کے تمام مقامات طے ہو جائیں گے۔

﴿۴﴾ دم درود، غیر شرعی تعویذ گنڈوں اور جھاڑ پھونک کا نام تصوف نہیں۔ آج ہمارے معاشرے میں یہ ساری چیزیں تصوف کا حصہ سمجھی جانے لگی ہیں اور ہم ان ہی باتوں کی تکمیل کیلئے اولیاء وبزرگوں کے پاس جانے لگے ہیں۔ بزرگوں کے پاس حصول اخلاص اور درستگی باطنی رذائل کی غرض سے آنا چاہیے، بیعت اصلاح کا بھی یہی مقصد اور مطلوب ہے۔

قد افلح من زکّٰھا (سورۃ الشمس آیت 9)

قد افلح من تزکّٰی (سورۃ الاعلیٰ آیت 14)

"الاحسان" ان تعبد الله کانك تراہ (رواہ البخاری ومسلم)

علمائے اہل حدیث
کا ذوق تصوف

کتاب وسنت اور اہل اللہ کی زندگی سے ماخوذ کتاب سارے عالم میں روحانیت امن اور اصلاح نفس کا پیغام



تذکرہ علمائے بھوجیاں

مرتب : عبدالعظیم انصاری

ناشر:۔محمدیہ دارالاشاعت

کوٹ عظم خان (قصور پاکستان)

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب:۔تذکرہ علمائے بھوجیاں

مصنف ________ عبدالعظیم انصاری

اشاعت ________

تعداد ________

قیمت ________

مطبع ________ محمدیہ دارالاشاعت

کوٹ اعظم خان (قصور پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (القرآن)

ابقاء المنن بالقاء المحن

یعنی

خود نوشت سوانح حیات
نواب سید محمد صدیق حسن خان رحمہ اللہ

(۱۸۳۲ء — ۱۸۹۰ء)

تسہیل: مولانا محمد خالد سیف، رفیق، ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد

تحقیق وتخریج: قاری نعیم الحق نعیم، رفیق، دارالدعوۃ السلفیہ، لاہور

ناشر: دارالدعوۃ السلفیۃ، شیش محل روڈ، لاہور، پاکستان

سلسلہ اشاعت نمبر 31

باہتمام .... حافظ احمد شاکر

تسہیل وتنقیح .... طبع اول ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ دسمبر 1986ء

کے ساتھ .... طبع دوم جمادی الثانیہ ۱۴۲۹ھ جون 2008ء

ناشر .... دارالدعوۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور

فون وفیکس 0092-42-7354406

واحد تقسیم کنندہ: .... دارالکتب السلفیہ شیش محل روڈ لاہور

فون۔ 0092-42-7237184

نام کتاب:۔تذکرہ علمائے بھوجیاں
مرتب:۔عبدالعظیم انصاری۔ناشر:۔محمدیہ دارالاشاعت،کوٹ اعظم خان (قصور پاکستان)

علمائے اہلحدیث کا فیض:۔ مولانا سید نذیر حسین اور حضرت عبداللہ غزنوی رحمہم اللہ کی کرامت کہ دیکھتے ہی دیکھتے یہ بنجر زمین جو کتاب وسنت کی آواز کو ترس گئی تھی۔اب اس کے قریہ قریہ کے درودیوار قال اللہ وقال الرسول ﷺ کے روح پرور ترانوں سے گونج رہے تھے کوہستان بدعات وخرافات کے گوشہ گوشہ میں کتاب وسنت کی جوئے شیر بہہ رہی تھی۔احیاء علوم سنت کی یہ تحریک اسلامی ہند کی تاریخ کا سنہری باب ہے۔اسی تاریخ کا ایک ورق زیرنظر کتاب ''تذکرہ علمائے بھوجیاں'' ہے۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۱۶)

صلحاء واصفیاء کا فیض:۔ تحصیل ترنتارن ضلع امرتسر کے علاقہ میں موضع بھوجیاں کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔وہ ایک روحانی اور دینی مرکز تھا۔دور دور سے آکر متلاشیان حق اور جویان رشد وہدایت مولانا فیض محمد خاں علیہ الرحمہ اوران کے خاندان کے دیگر علماء واتقیا اور صلحاء و اصفیاء سے فیض حاصل کرتے تھے۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۴۲)

صاحبزادہ مولانا ظہور علی صاحب کا ذوق تصوف

خطیب جامع مسجد شیش محل روڈ لاہور

مولانا ظہور علی صاحب حضرت مولانا عبدالرحمٰن شہید بھوجیانی کے شاگرد ہیں۔چار پانچ سال تک ان کی خدمت اقدس میں رہ کر علمی اور روحانی فیض حاصل کیا۔بھوجیانی علمائے کرام سے والہانہ عقیدت ہے۔مولانا محمد عطاءاللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ کے زبردست مداح ہیں اوران سے قلبی لگاؤ اور نیازمندانہ تعلقات ہیں یہ مسلکاً حنفی المذاہب ہیں اورتیس سال سے جامع مسجد حنفیہ نقشبندیہ شیش محل روڈ کے خطیب چلے آرہے ہیں۔ذیل میں ان کے تاثرات درج ہیں۔(انصاری)(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۴۹)

فرشتہ خصلت ارواح ذکیہ کی مجالست:۔ چار پانچ سال موضع بھوجیاں میں ان خدارسیدہ ہستیوں کی صحبت کیمیائے اثر میں گزارے ہوئے آج بھی لوح قلب پر نقش ہیں اوران بزرگوں کی صحبت اور مجالس کی حاضری کا ایک ایک لمحہ یاد ہے۔وہ دور لد گیا! وہ زمانہ گزر گیا اور وقت بیت گیا اب تو ''چراغ رخ زیبا'' لے کر بھی ڈھونڈنے سے وہ پاکباز لوگ نظر نہیں آتے۔اب شاید کوئی یقین ہی نہ کرے کہ اس قسم کے فرشتہ خصلت انسان بھی ہوگزرے ہیں۔

وہ نفوس قدسیہ اورارواح ذکیہ جوعنداللہ راضیۃ مرضیۃ کے مقام رفیع پر متمکن ہیں،میرا قلم عاجز اور زبان قاصر ہے کہ ان کے اوصاف حمیدہ اطوار محمودہ اوراخلاق کریمانہ کا حصر کر سکے۔

زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا   کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لئے

(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۵۰)

صاحب کرامت ولی چند مشاہدات

مولانا عبدالرحمٰن رحمہ اللہ نہایت متقی،پرہیزگار اورخشیت الٰہی کے پیکر تھے۔ذکر خدا سے ہروقت زبان تر رہتی،بڑے ہی باحیا،تہجد گزار اور شب زندہ دار تھے قرآن مجید کی تلاوت کا بے حد شوق تھا آپ صاحب کرامت ولی اللہ تھے اس سلسلے میں چند واقعات عرض کرتا ہوں جن کا میں خود شاہد ہوں۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۵۲)

لوگوں پر ہیبت:۔ آپ کی شخصیت بڑی وجیہہ تھی جس مجلس میں جاتے لوگوں پر ایک نادیدہ ہیبت چھا جاتی آپ جو فرماتے

لوگ بطوع قلب قبول فرماتے۔

دیہات میں اکثر زمینداروں کی آپس میں لڑائیاں اور جھگڑے چلتے رہتے ہیں اگر گاؤں میں کبھی لڑائی ہو جاتی اور آپ کو اطلاع پہنچتی تو آپ فوراً جائے واردات پر پہنچتے۔فریقین جب دور سے آپ کو تشریف لاتے دیکھتے فوراً لڑائی چھوڑ کر اپنے اپنے گھروں میں گھس جاتے۔اس طرح جدال وقتال سے محفوظ رہتے۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۵۲)

قلبی واردات پر غیبی اطلاع (کرامت):۔آپ کی گاؤں میں کچھ زرعی زمین تھی فصل کو پانی لگانے کے لئے رات کے وقت ایک دفعہ مجھے آپ ساتھ لے گئے میں نے کسّی اپنے کاندھے پر رکھی ہوئی تھی اور ان کے آگے آگے چل رہا تھا۔اندھیرے کی وجہ سے خوف زدہ تھا لیکن خاموشی سے چل رہا تھا حضرت صاحب اچانک فرمانے لگے۔ظہور ڈرتے کیوں ہو میں تمہارے ساتھ ہوں اور ہمارے ساتھ خدا ہے میں حیران ہوا کہ خدا نے میری دلی کیفیت کا اظہار ان سے کر دیا کہ میری حالت سے واقف ہو گئے۔ان کے اس فقرہ کہنے کے بعد میرا تمام خوف اور ڈر جاتا رہا۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۵۲)

نکلی بات کا پورا ہو جانا (کرامت):۔ایک بار موضع باٹھ کا نمبردار جس کا نام شاید چودھری اللہ بخش تھا اپنی گھوڑی لے کر حضرت کو اپنے گاؤں لے جانے کیلئے آیا اس سفر میں یہ ناچیز بھی ان کے ساتھ تھا۔راستہ میں ایک گاؤں سے گزر رہے تھے کہ گاؤں کے چوک میں ناچ گانے کی ایک محفل قائم تھی اور طوائفیں ناچ رہی تھیں بہت سے سکھ چاروں طرف بیٹھے محظوظ ہو رہے تھے۔ہم جب قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ یہ ان کی ہلاکت کا سامان ہو رہا ہے۔شام کو جب ہم واپس ہوئے اور اس مقام سے گزرے تو وہاں پانچ چھ سکھوں کی لاشیں پڑی تھیں جن کے خون سے زمین سرخ ہو رہی تھی ہمارے جانے کے بعد ان کی آپس میں زبردست لڑائی ہوئی جس کا یہ نتیجہ تھا۔گاؤں پر سکوت مرگ طاری تھا اس طرح اس مردمومن کی زبان سے نکلی ہوئی بات پوری ہو کر رہی۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۵۳)

خالی جیب میں دست غیب (کرامت):۔مولانا عبداللہ ریاستی جو آپ کے چہیتے شاگرد تھے فرماتے ہیں ایک بار حضرت حج کو جاتے ہوئے مجھے بھی ساتھ لے گئے حالانکہ مجھے معلوم تھا کہ آپ کے پاس اتنی رقم نہیں کہ جو ہم دونوں کو کفایت کر سکے لیکن دوران حج میں حیران ہوا کہ آپ بڑی فراخ دلی سے خرچ کر رہے ہیں۔کتابیں،کپڑے اور دیگر اشیاء خرید رہے ہیں اور روزمرہ کا خرچ اس کے علاوہ ہے۔میں بڑا متعجب تھا کہ یہ رقم کہاں سے آ رہی ہے مکہ سے باہر ایک روز ایک پہاڑی کے قریب مجھے فرمانے لگے کہ عبداللہ تم یہاں ٹھہرو میں پیشاب کر آؤں اور اپنی صدری اتار کر مجھے دی کہ اسے اپنے پاس رکھو۔آپ اس صدری کی جیب سے ہی خرچ کے لیے پیسے نکالا کرتے تھے مجھے خیال آیا کہ دیکھنا چاہیے جیب میں کتنی رقم ہے ابھی میں جیب کو ہاتھ لگانے کا ارادہ ہی کر رہا تھا کہ آپ نے اچانک واپس میری طرف منہ کر کے سختی سے فرمایا کہ جیب کو ہاتھ نہ لگانا۔ان کے اس ارشاد پر میں خوف زدہ ہو گیا اور اپنے ارادہ سے باز رہا اس کے بعد بھی واپسی تک اسی طرح خرچ کرتے رہے اور دوران سفر کسی قسم کی دقت محسوس نہ ہوئی مجھے یقین ہو گیا کہ دست غیب سے آپ کو یہ وسعت حاصل ہوئی ہے۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۵۳)

آپ کی آمدنی کا کوئی معقول ذریعہ نہیں تھا اور اکثر مہمان آتے رہتے،آپ فراخ دلی سے ان کی مہمان نوازی کرتے اس کے علاوہ مدرسہ کے طلباء کی ضروریات بھی پوری کرتے۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۵۳)

لوگوں میں ادب واحترام:۔گاؤں میں کسی محلے سے گزرتے تو عورتیں راستہ چھوڑ کر ایک طرف ہو جاتیں اور لوگ آپ کو دیکھ کر احتراماً کھڑے ہو جاتے۔سفر میں بھی اکثر ایسا ہوتا کہ راستے میں سکھ بھی کھڑے ہو کر آپ کو سلام کرتے۔غرضیکہ حضرت علیہ الرحمہ کی زندگی ایک سچے اور حقیقی مسلمان کی زندگی تھی۔

مولانا عبدالعظیم انصاری نے ان بزرگوں کے نقوش ہمارے سامنے پیش کر دیئے ہیں تاکہ ہم اپنے اسلاف کے افعال وکردار کی روشنی میں اپنے اعمال کی اصلاح کر سکیں۔خدا سے دعا ہے کہ مرتب کی محنت قبول فرمائے اور ہمیں ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۵۴)

صلحائے بھوجیاں پر منظوم کلام

(عبدالعظیم انصاری، قصور)

مصروف ذکر حق میں وہ رہتے تھے رات دن — پیکر تھے زہد و ورع کے صلحائے بھوجیاں
دل میں خدا کا خوف تھا لب پر تھا ذکر حق — حق گو و حق پسند تھے ابنائے بھوجیاں
حرص و طمع سے دور تھے باطل سے تھے نفور — من جملہ پاکباز تھے زعمائے بھوجیاں

(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۵۹)

حالات اسلاف کی اہمیت وضرورت:۔ اسلاف کے حالات معرض بیان میں لانا ان کے کارناموں کو اجاگر کرنا اور ان کی خدمات بوقلموں کو خوبصورتی کے ساتھ زینت قرطاس بنانا نہایت ضروری ہے۔زندہ قومیں اور متحرک جماعتیں ہمیشہ اپنے ماضی کو یاد رکھتی ہیں اگر ماضی تابناک اور قابل فخر ہے تو اس کی مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر مستقبل کا قصر رفیع تعمیر کرنے کے لیے کوشاں ہونا چاہیے۔

(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۸۷)

مولانا فیض محمد کی بیعت اصلاح:۔ ایک بزرگ حضرت مولانا فیض محمد خاں تھے۔جو دینی اور دنیوی لحاظ سے نہ صرف بھوجیاں میں بلکہ پورے ضلع اور علاقے میں معزز ومحترم گردانے جاتے تھے۔وہ حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے شاگرد اور مرید تھے۔ نیز غزنوی خاندان سے ان کی رشتہ داری بھی قائم ہوگئی تھی۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۹۲)

تصوف وطریقت کے ماہر رموز:۔ مولانا فیض اللہ نے مولانا عبداللہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور قرآن وحدیث اور دیگر علوم کی تحصیل میں کوشاں ہوگئے تھوڑے عرصے بعد آپ کے یہ عالی مرتبت استاذ یعنی مولانا عبداللہ بن عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ بھی انتقال فرما گئے اور خلافت حضرت الامام مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے سپرد ہوئی اور وہ بزرگوں کی اس مسند پر رونق افروز ہوکر ان کے مشن کی تکمیل کے لیے ہمہ تن مصروف ہوگئے۔

حضرت الامام بحرعلم کے شناور، تصوف وسلوک اور عرفان وطریقت کے نکات ورموز کے ماہر تھے۔آپ کے زمانہ تدریس میں ہزارہا لوگ علم دین سے بہرہ ور ہوکر آسمان علم وحکمت پر آفتاب وماہتاب بن کر ضوفشاں ہوئے۔

حضرت الامام نے سید العرب والعجم شیخ الکل حضرت مولانا سید نذیر حسین رحمہ اللہ محدث دہلوی سے علمی فیض حاصل کیا تھا۔مولانا فیض اللہ نے حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ سے تکمیل تعلیم کی۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۱۰۳)

مولانا خدابخش رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔ مولانا فیض اللہ خاں رحمہ اللہ کی موضع بھوجیاں میں آمد کا بھی ایک عجیب واقعہ ہوا وہ اس طرح ہے کہ امرتسر کی تحصیل اجنالہ میں ایک گاؤں محمد منددراں والہ مشہور تھا۔وہاں مولانا خدابخش معروف عالم دین تھے جو مولانا حافظ عبداللہ شیخوپوری رحمہ اللہ کے دادا تھے حافظ صاحب کے والد گرامی کا نام مولانا محمد اسمعیل مرحوم تھا۔

مولانا خدابخش حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے شاگرد اور مولانا محی الدین عبدالرحمٰن بن حافظ محمد لکھوی کے مرید تھے۔ مولانا خدابخش نے مولانا محی الدین لکھوی کے حالات پر ایک رسالہ بھی منظوم پنجابی زبان میں لکھ کر شائع کیا تھا جس میں ان کے علمی مقام و مرتبہ، سلوک واحسان، تصوف وطریقت اور زہد واتقاء کے بارے میں نہایت مفید معلومات تھیں۔چند اور کتابیں بھی آپ نے منظوم پنجابی زبان میں تصنیف کیں۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۱۰۵)

غزنوی خاندان میں بیعت تصوف کا رسوخ:۔ مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ چونکہ علمائے غزنویہ کے فیض یافتہ تھے اور غزنوی علماء کا رجحان سلوک ومعرفت اور تصوف وطریقت کی طرف تھا۔اس لئے آپ بھی اس سے متاثر تھے اور اس طریقہ پر عمل پیرا تھے۔اپنے شاگردوں،

معتقدین اور ارادتمندوں کو ذکر خداوندی، فکر آخرت، خشیت الٰہی اور زہد وتقویٰ کی تلقین کرتے ۔توحید وسنت پر قائم رہنے، نماز کی پابندی، خیر و برکت اختیار کرنے ،منکرات ونواہی اور معاصی سے باز رہنے پر بیعت لیتے ۔

آپ کے خلف الرشید اور فرزند گرامی مولانا عبدالرحمٰن شہید رحمہ اللہ کا بھی یہی طریقہ تھا۔اس عاجز نے بھی ان کے دست مبارک پر شرک و بدعت سے اجتناب، توحید وسنت پر ثابت قدم رہنے اور کبائر ومعاصی کے ترک کرنے پر بیعت کی تھی اور بھی اکثر لوگ آپ سے بیعت تھے۔

دیگر علمائے غزنویہ کے علاوہ حضرت مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ اس سلسلے میں زیادہ پیش پیش تھے اور آپ پر ہمیشہ ایک محویت طاری رہتی اور خدا کا ذکر زبان پر جاری رہتا۔ جب نماز پڑھتے تو آپ گردوپیش سے بالکل بےخبر رہتے۔" **کانك تراه**"کا نقشہ نظر آتا۔میرے والد مکرم ان سے بیعت تھے آپ فرماتے ہیں مولانا عبدالواحد رحمہ اللہ جب زبان سے ''اللہ'' کہتے تو سننے والے پر ایک ہیبت طاری ہوجاتی اور خدا کو یاد کرکے ان پر لرزہ پیدا ہوجاتا۔مولانا عبدالواحد رحمہ اللہ اپنے ارادت مندوں کو چلتے پھرتے اور ہر حالت میں ''**یا حی یا قیوم برحمتك استغیث**'' ورد کرنے کی تاکید فرماتے اور مذکورہ طریق پر بیعت بھی لیتے۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۱۸)

سلوک کی رغبت دلانا اور بیعت تصوف لینا:۔ مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ غزنوی خاندان سے تعلق تلمذ اور ارادت کی بنا پر اس طریقہ کو مستحسن سمجھتے تھے۔تزکیہ نفوس، تصفیہ قلوب اور عوام کی اصلاح کے لئے انہیں تصوف وطریقت اور احسان وسلوک کی رغبت دلاتے، اعمال صالحہ اختیار کرنے اور افعال منکرہ سے مجتنب رہنے پر بیعت لیتے۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۱۸)

تصوف سے لگاؤ کا نتیجہ:۔ آپ اسی کتاب میں ''صلحائے بھوجیاں'' کے باب میں مطالعہ فرمائیں گے کہ لوگ کس طرح پروانہ وار مولانا فیض اللہ خاں رحمہ اللہ کے پاس حاضر ہوتے اور آپ کی خدمت میں رہنے کو سعادت سمجھتے۔اکثر لوگ اپنے آبائی گاؤں کی سکونت کو خیر باد کہہ کر ہمیشہ کے لئے آپ کے پاس موضع بھوجیاں میں آکر مقیم ہوگئے۔

یہ حضرت مولانا کے قول وفعل کی یکسانی، علم وعمل کا اثر اور تصوف وطریقت سے لگاؤ کا نتیجہ تھا۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۱۸)

آج تصوف سے دوری کیوں......!! افسوس ہے کہ آج طریقت وتصوف یا بیعت کے الفاظ ہی سن کر ہماری جماعت کے اکثر حضرات الرجک ہوجاتے ہیں اور اسے خلاف سنت اور بدعت ہونے کا فتویٰ صادر کردیتے ہیں۔ ہمارے لئے یہ الفاظ مانوس اور متروک ہو چکے ہیں۔اس لئے کہ ہم اس کی حقیقت ومعرفت سے ناآشنا ہیں، حالانکہ ہمارے بزرگوں نے اس کے ذریعے بہت سے فوائد حاصل کئے اور ان کے اعمال و اشغال اور اذکار و افکار کی بدولت کثرت سے لوگ ان کے گرویدہ ہوتے اور ان کے ایمان و اعتقاد کی سمت درست ہوئی۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۱۹)

> **وضاحت:۔** تصوف ہمارے اسلاف کی بھوک ہے میں چاہتا ہوں کہ اپنے اسلاف کے حوالے سے اس بارے میں مختصر وضاحت عرض کردی جائے تصوف وطریقت کے سلسلے میں حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید کی تصنیف ''عبقات''، جس کا اردو ترجمہ سید مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ نے کیا ہے اس کے ''پیش لفظ'' میں جناب محمد ضیاء الدین احمد شکیب ایم اے ڈی۔ایف اے(علیگ) علامہ محمد اقبال مرحوم کا تصوف کے ضمن میں ایک طویل اقتباس نقل کرکے اس کی یوں تشریح کرتے ہیں۔(از مرتب اثری)

(اس طرح تصوف وہ دینی علم ہے جو حیات وکائنات کی تعبیر وتوجیہہ پیش کرتا ہے۔ چنانچہ علوم اسلامی میں تفقہ اور تدبر کے ساتھ ساتھ تصوف کی آمد آمد شروع ہوئی اور اس سلسلہ کی سب سے عمیق اور بسیط کوشش محمد ابن عربی رحمہ اللہ نے کی۔اس کے بعد بہت ساری قابل لحاظ کوششیں ہوئیں۔لیکن اسلامی تصوف کی نشوونما اور تکمیل شاید ہندوستان کا مقدر تھا۔تصوف پر اعتراض کردینا سہل ہے۔لیکن اس کا عرفان حاصل کئے بغیر اس پر تنقید کرنا بڑی قدر ناشناسی ہوگی۔ چنانچہ تصوف میں ایسی بہت ساری تنقیدات بھی ہوئی ہیں لیکن ہندوستان میں امام

ربانی حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے محی الدین ابن عربی (ولادت ۵۶۰ھ وفات ۶۳۸ھ) کے نظریات پر تنقید کی اور اسلامی تصوف کے خد و خال کو واضح کیا۔ شیخ مجدد رحمہ اللہ کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ نے اسلامی تصوف کی تشکیل جدید کی۔ حضرت شاہ ولی اللہ کے بعد حضرت محمد اسمٰعیل شہید دہلوی رحمہ اللہ نے اس مہم کو سرانجام دیا اس عارف شہید کے بعد اقبال رحمہ اللہ نے اسلامی الٰہیات کی تشکیل جدید کی کوشش کی۔

واقعہ یہ ہے کہ ابن عربی رحمہ اللہ سے لے کر اقبال تک جن عارفین کا ذکر کیا گیا ہے ان کے تاریخی مطالعہ سے ہم حیات و کائنات اور وجود واجب یا اسلامی الٰہیات کا صحیح عرفان حاصل کر سکتے ہیں۔ اقبال کی اسلامی الٰہیات چونکہ تاریخی حیثیت سے سب سے آخر میں ہے۔ اس سے ہرگز یہ نہیں سمجھ لینا چاہیے کہ وہ ان ساری کاوشوں کی تکمیل ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اقبال نے جو کچھ پیش کیا ہے وہ زیادہ تر امکانات کی جانب اشارات پر مبنی ہے۔

لیکن شاہ اسماعیل رحمہ اللہ سے لے کر ابن عربی رحمہ اللہ تک مذکورہ بالا عارفین نے جو کچھ پیش کیا ہے وہ ایک ٹھوس اور ان کی اپنی آزمودہ حقیقت ہے مزید ہمیں تصوف یا انسانی فلسفہ وفکر کی مخالفت کرنے سے پہلے اس کا علم ہونا ضروری ہے کہ ان علوم کا منشاء کیا ہے۔
(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۱۲۰)

تصوف سے مراد:۔ اصطلاحاً تصوف سے مراد دل سے خواہشوں کو دور کرنا خدا کی طرف دھیان لگانا اور دل کو کثافتوں سے پاک کرنا ہے تاکہ تزکیہ قلب کے بعد عرفان الٰہی حاصل ہو۔ تصوف خداشناسی اور تعلق باللہ کا ایک ذریعہ ہے۔

اس کی مزید تشریح وتوضیح اور حقیقت شناسی کے لئے ''مکتوبات'' حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ ''عبقات'' اور ''صراط مستقیم'' از شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ ''القول الجمیل'' شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ ''عوارف المعارف'' اور دیگر کتب کا مطالعہ ضروری ہے۔

مندرجہ بالا بزرگوں کے نزدیک صوفیاء کی جو اصطلاحیں یا اعمال شرعی حدود و قیود کے خلاف ہیں اور جو تصوف کو مافوق شریعت سمجھتے ہیں یہ صوفی قابل اعتنا نہیں اور ان کا کوئی قول وفعل حجت وحوالہ کا درجہ نہیں رکھتا ان کی پیروی اور اتباع سے اجتناب ضروری ہے۔ تصوف وہی قابل قبول ہوگا جو طریقہ محمدی کے مطابق ہوگا۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۱۲۰)

علمائے بھوجیاں کا ذوق تصوف:۔ ہمارے بھوجیانی بزرگ اسے (تصوف کو) محض اس لئے اختیار کئے ہوئے تھے کہ لوگ ذکر الٰہی کی طرف منہمک ہوں اور خشیت الٰہی ان کے دلوں میں پیدا ہو تاکہ باطن خدائی تجلیات سے منور ہو۔ وہ اسے تعلق باللہ کا ایک ذریعہ سمجھتے تھے۔
(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۱۲۱)

غزنوی علماء کا ذوق تصوف:۔ غزنوی علمائے کرام کے اعمال واشغال اور ارشادات وخطابات کا اس بارے میں مقصد بھی قلب و روح کی طہارت، دل کی پاکیزگی اور طمانیت قلبی کا حصول تھا اسی لئے لوگوں نے ان کے اخلاص، قناعت وانابت الی اللہ اور زہد وتقویٰ کو دیکھ کر تمسک بالکتاب والسنہ اور اعتصام بالشریعہ کی راہ اختیار کی۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۱۲۱)

مولانا ابوالکلام اور تصوف:۔ مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم ترجمان القرآن جلد اول سورہ فاتحہ کی تفسیر میں ''مالك یوم الدین'' کے تحت بڑی طویل بحث میں حدیث جبریل علیہ السلام کے اس حصہ ''ان تعبدالله کانك تراه فان لم تکن تراه فانه یراك'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''پس گویا عرفان حقیقت کے لحاظ سے یہاں تین مرتبے ہوئے پہلا مرتبہ اسلامی دائرہ کے عام اعتقاد وعمل کا ہے یہ اسلام ہے۔ یعنی جس نے اسلامی عقیدہ کا اقرار کر لیا اور اس کے اعمال کی زندگی اختیار کر لی وہ اس دائرہ میں آ گیا۔ لیکن دائرہ میں داخل ہو جانے سے یہ لازم نہیں آ جاتا کہ علم ویقین کے جو مقامات ہیں وہ بھی ہر وارد و داخل کو حاصل ہو گئے پس اب دوسرا مرتبہ نمایاں ہوا جسے ایمان سے تعبیر کیا ہے۔ اسلام ظاہر کا اقرار وعمل ہے۔ ایمان دل ودماغ کا یقین واذعان ہے۔ یہ مرتبہ جس نے حاصل کر لیا۔ وہ عوام سے نکل کر خواص کے زمرہ میں داخل ہو گیا۔

لیکن معاملہ اتنے ہی پر ختم نہیں ہو جاتا۔عرفان حقیقت اور عین الیقینی ایقان کا ایک اور مرتبہ بھی باقی رہ جاتا ہے اسے احسان سے تعبیر کیا گیا ہے لیکن یہ مقام محض اعتقاد اور یقین پیدا کر لینے کا نہیں جو ایک گروہ کو بحیثیت گروہ کے حاصل ہو سکتا ہے۔یہ ذاتی تجربہ کا مقام ہے۔جو یہاں تک پہنچتا ہے وہ اپنے ذاتی تجربہ و کشف سے یہ درجہ حاصل کر لیتا ہے۔تعلیمی اور احکامی عقائد کو اس میں دخل نہیں۔بحث و نظر کی اس میں گنجائش نہیں یہ خود کرنے اور پانے کا معاملہ ہے۔بتلانے اور سمجھانے کا معاملہ نہیں جو یہاں تک پہنچ گیا وہ اگر کچھ بتلائے گا بھی تو یہی بتلائے گا کہ میری طرح بن جاؤ پھر جو کچھ دکھلائی دیتا ہے دیکھ لو

پرسید یکے عاشقی چیست؟ گفتم کہ چومن شوی بدانی!

اسلام نے اس طرح طلب و جہد کی ہر پیاس کے لئے درجہ بدرجہ سیرابی کا سامان کر دیا۔عوام کے لئے پہلا مرتبہ کافی ہے۔خواص کے لئے دوسرا مرتبہ ضروری ہے اور خواص الخواص کی پیاس بغیر تیسرے جام کے تسکین پانے والی نہیں۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۱۲۰ تا ۱۲۲)

علمائے اہلحدیث کی کیفیت احسان: احسان کا یہی مقام جس کی طرف مولانا آزاد رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ان بزرگوں کا مقصد حصول تھا حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کا واقعہ ہے کہ:''ایک مرتبہ عصر کی نماز پڑھ رہے تھے کہ یکا یک بارش شروع ہو گئی ایسی سخت کہ مقتدی سب نماز چھوڑ کر بھاگ گئے صرف دو چار رہ گئے نماز سے فارغ ہو کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو کیچڑ سے بھرے ہوئے تھے،فرمانے لگے۔

باراں شد! واللہ عبداللہ راخبر نہ شد''

یہی عرفان و احسان کا مقام ہے کہ خدا کی ذات کے بغیر اور کسی طرف دھیان نہیں۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۱۲۲)

تصوف کیا ہے؟:۔تصوف کی تشریح اور مفہوم سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ ''سیدی وابی'' میں اپنے والد مکرم حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے حوالے سے اس طرح بیان کرتے ہیں:تصوف لوٹنے پوٹنے کا نام نہیں بلکہ مقامات کا نام تصوف ہے اور مقامات یہی ملکات ہیں۔

اخلاص،رضا،تواضع وغیرہ ان کو حاصل کرو اور ان کے اضداد ریا،کبر،حسد،بغض،حرص،طول امل سے باز رہو بس صوفی ہو گئے۔

مسائل متفرقہ تصوف میں لکھتے ہیں:

''یاد رکھو!اصل مقصد تصوف سے یہ ہے اعمال شرعیہ یعنی طاعت واجبہ مستحبہ کا بجالانا اور معاصی سے اجتناب کرنا۔یہ بندہ کی طبیعت ثانیہ بن جائے پس یہ وہ چیز ہے جس سے قرب و رضائے حق حاصل ہوتی ہے کیفیات و کشفیات کا اس سے کچھ تعلق نہیں۔اگر ایک شخص ادائے طاعت و اجتناب عن المعاصی میں پختہ ہو وہ کامل صوفی ہے۔گو کیفیات کچھ بھی اس پر وارد نہ ہوتی ہوں اور جس پر کیفیات بکثرت وارد ہوتی ہوں کشف و تصرف میں ملکہ رکھتا ہو مگر اوامر و نواہی میں پختگی حاصل نہ ہو وہ صوفی نہیں(سیدی وابی صفحہ۳۵۷)

سطور بالا میں تصوف کی صحیح صورت پیش کر دی گئی ہے اور اسی تصوف کو ہمارے بزرگ اختیار کئے ہوئے تھے جس کے باعث ہزاروں بے راہ لوگ راہ راست پر آئے۔اور انہیں قرب الٰہی حاصل ہوا۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۱۲۳)

اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش:۔تصوف کی حقیقت کو سمجھنے اور اس کی افادیت اور مضرت کے پہلوؤں سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے جناب پروفیسر یوسف سلیم چشتی کی تصنیف''تاریخ تصوف''یا کم از کم اس کا ایک باب''اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش''کا مطالعہ ضروری ہے جو علیحدہ کتابی صورت میں شائع ہو چکا ہے۔

آپ اس کے شروع میں لکھتے ہیں۔

''اسلامی تصوف،قرآن و حدیث و سنت نبوی ﷺ سے ماخوذ ہے۔اس کے اجزائے ترکیبی یہ ہیں(۱)توحید خالص(۲)تبلیغ دین(۳) اتباع شریعت(۴)خدمت خلق(۵)جہاد۔

لیکن اس میں شک نہیں کہ چوتھی صدی ہجری کے بعد مسلمانوں میں غیر اسلامی تصوف بھی راہ پا گیا اور یہ تصوف چونکہ عجمی یا غیر اسلامی

تھا۔اس لئے اس کے اجزائے ترکیبی اسلامی تصوف کی ضد تھے یعنی (۱) شرک (حلول واتحاد وانسان پرستی وتجسم وتناسخ ارواح) (۲) رہبانیت (۳) تخریب دین (۴) اباحت مطلقہ (۵) نفاق ومداہنت''

آگے چل کر آپ نے غیر اسلامی تصوف کی اسلام میں آمیزش اور اس کے نفوذ کی تاریخ بیان کرتے ہوئے حقائق وشواہد سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسلامی تعلیم تاریخ اور تصوف میں غیر اسلامی نظریات کو داخل کرنے کی سازش کا بانی عبداللہ بن سبا یہودی تھا۔اس نے اور اس کے پیروؤں نے اپنی دسیسہ کاریوں،خفیہ سازشوں اور در پردہ کوششوں سے اسلام کی اصل شکل وصورت مسخ کرنے اور بگاڑنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا اور اپنی سعی پیہم سے مسلمانوں میں افتراق واختلاف،دشمنی اور عداوت پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کی۔اس میں در پردہ اسلام دشمنی کا وہ پہلو مضمر تھا جس کی وجہ سے یہودیوں کو صدر اسلام میں ذلت اور خواری کے ساتھ مدینہ اور اس کا نواحی علاقہ چھوڑنا پڑا اور اپنے باغات،زمینوں اور مکانات سے ہاتھ دھونا پڑے اور یہی بغض وعناد آج تک یہودیوں کی رگ وپے میں سرایت کئے ہوئے ہے عبداللہ بن سبا اور اس کی جماعت نے شہادت عثمان رضی اللہ عنہ اور واقعہ کربلا سے فائدہ اٹھا کر مسلمانوں میں گروہ بندی پیدا کی،ان کے اعتقادات میں نقب لگائی،غیر اسلامی نظریات اور عجمی افکار کو ان میں رائج کیا۔مشاہیر اسلام کی تعلیمات اور تصنیفات میں اس انداز سے تدسیس کی کہ اصل اور نقل میں فرق کرنا بظاہر مشکل ہو گیا۔

جناب چشتی صاحب نے غیر مسلم محققین مثلاً ڈاکٹر کلین،سرولیم میور،پروفیسر نکلسن ڈاکٹر جے،این ہالسٹر،پروفیسر پی کے ہٹی اور دیگر غیر مسلم مصنفین اور مسلم مؤرخین کے حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ عبداللہ بن سبا جو بظاہر مسلمان کہلاتا تھا اور اصل میں یہودی تھا۔اس نے اور اس کے متبعین نے اسلام کی تمام اصناف تعلیم میں خصوصاً تصوف میں غیر اسلامی اور عجمی نظریات کی آمیزش کی جس کی بدولت ملاحدہ،باطنیہ اور قرامطہ جیسے فرقے پیدا ہوئے اور انہوں نے تصوف کے لباس میں حلول واتحاد،تجسم وتناسخ،رجعت وبدا اور قدامت مادہ ایسے غیر اسلامی اعتقادات کو رائج کیا اور اسی کو اسلامی تصوف کا نام دے کر پیش کیا اور عوام بے چارے یہ سمجھے کہ یہی اصلی تصوف ہے جو قرامطہ صوفیوں کے لباس میں پیش کر رہے ہیں۔اناللہ

اس طرح اس چشمہ صافی کو کہ جس کے ذریعے تزکیۂ نفس اور صفائے قلب حاصل ہوتا تھا اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کا زینہ بنایا اور ہر بے دین اور تارک قرآن وسنت کو صوفی کا لقب دے کر تصوف کو بدنام کیا۔

حضرت علی ہجویری رحمہ اللہ ''کشف المحجوب'' میں فرماتے ہیں:صفائے قلب کی منزل ہی معراج انسانیت ہے اور یہ صرف محسن انسانیت ﷺ کی کامل اتباع سے حاصل ہوتی ہے صوفی وہ ہے جو زندگی کے آخری لمحے تک آپ ﷺ کی حیات طیبہ کو نمونہ بنائے۔آپ ﷺ کی محبت اور اطاعت کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دے۔

جاہل صوفی وہ ہے جو کسی بزرگ کا تربیت یافتہ نہ ہو اور نہ اپنے عہد کے عملی تقاضوں سے باخبر ہو لباس درویشانہ پہن رکھا ہو مگر حق وباطل میں امتیاز کرنے کی صلاحیت سے عاری ہو۔

آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دو قسم کے لوگوں سے کنارہ کشی کرو۔غافل علماء سے اور جاہل صوفیاء سے۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۲۳ تا ۱۲۶)

بیعت اصلاح علمائے اہلحدیث کی نظر میں:۔ بیعت کے بارے میں بھی بہت غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں اہل اللہ اور خدا رسیدہ بزرگوں کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر اعمال صالحہ اختیار کرنے اور برائیوں سے بچنے کا عزم اور وعدہ کرنا اس میں اسلاف سے اکثر بزرگوں نے کوئی قباحت نہیں سمجھی اور اس پر ان کا عمل رہا ہے اور اسے انہوں نے ضروری بھی قرار نہیں دیا اور ساتھ ہی تاکید کرتے رہے ہیں کہ بدعقیدہ،گمراہ،برائے نام اور نام نہاد پیشہ ور صوفیوں کے دام تزویر سے بچنا چاہیے۔

آنکہ خود گمراہ ہست کرا رہبری کند

ایسے لوگوں سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے وہ تو انسان کی شکل میں شیطان ہیں جو اپنی دکانداری کو فروغ دینے کی خاطر دھوکے اور فریب سے لوگوں کو چاہ ضلالت میں دھکیل رہے ہیں۔

اے بسا ابلیس آدمؑ روئے ہست　　　　بس بہر دستے نہ بایدوار دست

(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۲۶)

بیعتِ اصلاح مسنون موجبِ برکات:۔ اب بیعت کے بارے میں حضرت مولانا غزنوی رحمہ اللہ کی وضاحت ملاحظہ فرمائیے آپ فرماتے ہیں: بیعت طریقت کے بارے میں حضرت والد علیہ الرحمہ کی رائے وہی تھی جس کا اظہار حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ نے ''القول الجمیل'' میں کیا ہے۔ بیعت طریقت کو مسنون اور موجب برکات سمجھتے تھے فرماتے تھے کہ یہ کہنا درست نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد میں صرف بیعت اسلام اور بیعت جہاد ہی تھی۔ مسلم شریف، ابوداؤد اور نسائی کی اس حدیث سے استدلال فرماتے تھے۔

عن عوف ابن مالك الاشجعی رضی الله عنه قال كنا عندالنبی صلی الله علیه وسلم تسعة اوثمانیة اوسبعة فقال الاتبایعون رسول الله صلی الله علیه وسلم فبسطنا ایدینا و قلنا علی مانبایعك یا رسول الله صلی الله علیه وسلم قال علی ان تعبدوا الله ولاتشركوابه شیئاً وتصلوا الصلوٰت الخمس و تسمعوا وتطیعوا واسر كلمة خفیة قال ولا تسئلوا الناس شیئاً فلقد رأیت اولئك النفر یسقط سوط احدهم فما یسئل احداً یناوله ایاه۔

(حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر تھے۔ ہم سات آدمی تھے یا آٹھ نو ہوں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کے رسول ﷺ سے بیعت نہیں کرتے؟ ہم نے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کس امر پر آپ کی بیعت کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان باتوں پر بیعت کرو کہ تم اللہ کی عبادت کرو گے اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ گے اور پانچ وقت نماز پڑھو گے اور احکام توجہ سے سنو گے۔ اور اطاعت کرو گے اور ایک بات آہستہ کی وہ یہ تھی کہ لوگوں سے کوئی چیز مت مانگو۔ عوف بن مالک کہتے ہیں کہ ہم نے ان میں سے بعض افراد کو دیکھا کہ ان میں سے کسی کا کوڑا گر جاتا تو وہ بھی کسی سے نہ مانگتا کہ اسے اٹھا کر دے دے)

فرماتے تھے: یہ بات بالکل واضح ہے کہ اس حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخاطب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اس لئے یہ بیعت اسلام نہ تھی اور بیعت کے مضمون سے ظاہر ہے کہ بیعت جہاد بھی نہ تھی۔ بلکہ اعمال صالحہ کے التزام واہتمام پر بیعت لی گئی اور صوفیاء کرام کے ہاں جو بیعت معمول ہے! اس کی حقیقت بھی اعمال صالحہ کے التزام واہتمام کا معاہدہ ہے۔ (سیدی وابی)

یہی وہ بیعت تھی جو علمائے غزنویہ یا علمائے بھوجیاں کا معمول تھا اسی سلسلہ میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ، ''القول الجمیل'' میں فرماتے ہیں: **لان الغرض من البیعة امره بالمعروف ونهیه عن المنكر وارشاده الی تحصیل السكینه الباطنیه وازالة الرذائل واكتساب الحمائد۔**

''کہ غرض بیعت سے مرید کو مشروعات کا حکم کرنا اور غیر مشروع باتوں سے روکنا اور اس کی تسکین باطنی کی طرف رہنمائی کرنا، برائیوں سے روکنا اور اوصاف حمیدہ پیدا کرنا ہے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۲۸)

''تصوف'' علمائے اہلحدیث کا روشن پہلو:۔ اس عاجز نے محض اپنے زیر تذکرہ بزرگوں کی زندگی کے ایک روشن پہلو کی نقاب کشائی کے لئے اس موضوع کو ذرا طویل کر دیا ہے۔ ورنہ ذاتی طور پر میرے فہم وفراست کے طول وعرض میں اتنی وسعت ہے نہ عقل وشعور کے عمق میں اتنی گہرائی کہ ایسے دقیق اور باریک مسئلہ پر قلم اٹھاؤں اس سلسلے میں کسی لغزش کے لئے اہل علم حضرات، صوفیائے کرام اور قارئین عظام سے معذرت خواہ ہوں۔

فن تصوف کی مایہ ناز کتب:۔ اس بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے بزرگان سلف اور صوفیائے قدیم کی کتابیں مثلاً ''قوت القلوب''،'' عوارف المعارف''،'' احیاء العلوم''،''کیمیائے سعادت''،'' فتوح الغیب''،'' غنیۃ الطالبین''،'' صراط مستقیم''،'' عبقات''،''القول الجمیل''،''مکتوبات مجدد الف ثانی رحمہ اللہ''اور دیگر کتب تصوف ملاحظہ فرمائیں۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۲۸)

شیخ الکل کا ذوق تصوف:۔ جن حضرات نے میاں نذیر حسین رحمہ اللہ کے صرف علمی فضل وکمال کی تصویریں دیکھی ہیں وہ شاید یہ جان کر حیران ہوں کہ میاں صاحب نہایت بلند مقام رکھنے والے صوفی بھی تھے اور صفائی باطن اور درس اخلاق جو تمام تصوف کی اصل ہے اس پر کس محنت اور مشقت سے کاربند رہتے تھے''صحیح بخاری''وغیرہ کتب حدیث میں آپ جس وقت کتاب الرقاق پڑھاتے اور تصوف کے نکات بیان فرماتے تو وہ سماں دیدنی ہوتا۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۲۹)

حضرت مولانا عبدالرحمٰن بھوجیانی رحمہ اللہ

گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را　　　تازہ خواہی داشتن گرداغہائے سینہ را

مولانا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ بن مولانا فیض اللہ خاں رحمہ اللہ ۹۹-۱۸۹۸ء میں موضع بھوجیاں ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے گھر ہی میں حاصل کی اور تکمیل مولانا عبدالرحیم بن حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سے منڈی صادق گنج ضلع بہاول نگر میں کی۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۴۴)

آپ پورے وقار کے ساتھ مسند درس پر بیٹھتے اور نہایت ادب سے قرآن مجید اور حدیث کا درس دیتے۔طلباء آپ کے حسن سلوک، شفقت اور انداز تدریس سے بڑے خوش اور مطمئن رہتے اور آپ کا بہت ہی ادب واحترام کرتے اور نہایت عزت وتکریم سے پیش آتے۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۴۵)

عادات عبادات وخصائل:۔ عبادت وریاضت اور زہد وورع میں آپ کی شخصیت مثالی تھی پاکیزہ عادات وخصائل کے باعث انتہائی ہر دلعزیز اور مقبول عام وخاص تھے۔دیانت وامانت میں اعلیٰ کردار کے مالک تھے۔

قرآن مجید کی تلاوت سے بڑا شغف تھا۔ہر وقت قرآن پاک، درود شریف اور مسنون دعائیں ورد زبان رہتیں۔ظہر کی نماز کے بعد اکثر قرآن مجید لے کر بیٹھ جاتے اور عصر تک تلاوت میں مشغول رہتے۔بڑے رقت انگیز لہجہ میں قرآن پڑھتے۔سننے والے پر وجد کی کیفیت طاری ہوجاتی۔

نماز انتہائی خشوع وخضوع اور عاجزی سے ادا کرتے۔شب بیداری اور تہجد گزاری ان کا معمول تھا۔اکثر نفلی روزے رکھتے کسی سائل کو خالی ہاتھ واپس نہ کرتے۔ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی اور شیریں کلامی سے پیش آتے۔انتہائی مہمان نواز تھے۔مہمان کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے اور اپنی استطاعت کے مطابق اس کی تواضع اور خدمت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے۔اس بارے میں آپ سب سے یکساں سلوک روا رکھتے۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۴۷)

نامحرموں سے حفاظت نظر:۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ ''الحیاء شعبة من الایمان''کہ ایمان کا ایک حصہ حیا بھی ہے اور قرآن پاک میں ہے'' قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ''کہ اے نبی! مومنوں کو فرمادیجئے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں۔اس میں شرم وحیا اور غض بصر کی تعلیم دی گئی ہے۔ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ راستے میں چلتے ہوئے نظریں نیچی رکھو اور اگر غیر محرم عورت پر نادانستہ ایک بار نظر پڑ جائے تو دوبارہ دانستہ دیکھنے کی کوشش نہ کرو۔مولانا عبدالرحمٰن شرم وحیا اور پاکبازی کا پیکر تھے۔راستے میں چلتے ہوئے ہمیشہ نظریں نیچی رکھتے۔ادھر اُدھر دیکھنے کی ہرگز عادت نہ تھی۔''وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا'' کا عملی نمونہ تھے۔شرم وحیا اور غض بصر کے سلسلے میں ان کا ایک واقعہ سنیے۔

میری عمر اس وقت آٹھ سال ہو گی۔ مولانا عبدالرحمٰن رحمہ اللہ ہمارے ہاں موضع بلہر تشریف لائے۔ شام کے وقت فرمایا کہ تھوڑی دیر کے لیے گاؤں سے باہر گھوم پھر آئیں میرے چچا میاں الٰہی بخش مرحوم ساتھ تھے۔ میں بھی ان کے ہمراہ ہولیا۔ جب گاؤں سے باہر آئے تو تھوڑی دور جا کر راستے میں ایک طرف ہو کر کھڑے ہوئے۔ میں نہ سمجھا کہ اس کی کیا وجہ ہے جب سامنے نظر اٹھا کر دیکھا تو کچھ سکھ عورتیں آ رہی تھیں جب وہ گزر گئیں تو پھر راستے میں چلنے لگے کسی غیر محرم عورت سے حتی الامکان مخاطب ہونے سے بھی گریز کرتے۔

کسی کے گھر میں بغیر اجازت کے داخل نہ ہوتے یہاں تک کہ اپنی والدہ ماجدہ کے گھر کے دروازہ پر کھڑے ہو کر اندر آنے کی اجازت طلب کرتے جب اذن ملتا اندر جاتے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۵۰)

عارف باللہ وصاحب حال بزرگ:۔ حقیقت میں آپ ایک عارف باللہ اور صاحب حال بزرگ تھے۔

سلوک وطریقت میں بھی درک حاصل تھا۔ اکثر اللہ کا ذکر زبان پر جاری رہتا اور خدا کی یاد میں رطب اللسان رہتے۔

مولانا کے فضائل ومحاسن، علم وفضل، عبادت وریاضت اور ذکاوت وذہانت کے تذکرے کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیوں اور صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۵۷)

> **وضاحت:۔** سید محمد شریف مرحوم گھڑیالوی رحمہ اللہ نہایت خداترس بزرگ، متقی، متورع، نیکی اور پارسائی کے بلند مقام پر فائز تھے اس لئے جماعت اہلحدیث پنجاب نے انہیں اپنا امیر منتخب کر لیا تھا۔ ''تنظیم اہلحدیث'' کے نام سے جماعت کو منظّم کیا گیا تھا اور اس تنظیم کی طرف سے گوجرانوالہ شہر میں ''مدرسہ محمدیہ'' کے نام سے ایک مرکزی درس گاہ علوم عربیہ اور قرآن وحدیث کی تدریس کی غرض سے قائم کی گئی تھی۔ اس مدرسہ کے منتظم اور مہتمم مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمہ اللہ تھے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۶۸)

فرشتہ خصلت بزرگ:۔ کہنے لگے مولوی صاحب آپ نے کن فرشتہ خصلت بزرگوں کا ذکر چھیڑ دیا ہے۔ اب وہ لوگ کہاں ہیں۔ اس مادی اور بے دینی کے دور میں کون مانے گا کہ اس قسم کے خدارسیدہ اور برگزیدہ لوگ بھی ہو گزرے ہیں جن کے شب وروز اور لیل ونہار صرف خدا کی یاد اور دین کی خدمت کے لئے وقف تھے اور جو خونی رشتوں سے بڑھ کر اسلامی اخوت اور بھائی چارہ کو ترجیح دیتے تھے اور اپنے مسلمان بھائی کی تکلیف کو اپنی تکلیف اور اس کی راحت کو اپنی راحت سمجھتے تھے جن کا مطمع نظر صرف اسلام تھا۔ جو ''الحب للہ والبغض للہ'' کے مظہر تھے جن کے ذکر سے آج بھی دل میں سرور اور آنکھوں میں ٹھنڈک پیدا ہوتی ہے۔ مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ اور ان کے بیٹے قرون اولیٰ کے نمونہ تھے جن کے قول وفعل، نشست وبرخواست اور گفتار ورفتار سے ایک سچے اور حقیقی مومن کی شخصیت اجاگر ہوتی تھی۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۳۴)

حافظ محمد عظیم میرمحمدی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف

خاندانی پس منظر:۔ حافظ محمد عظیم کے والد گرامی نواب خان اور چچا مستقیم خان جناب روشن خان کے صاحبزادے تھے......مسلک اہل حدیث سے سب سے پہلے جناب مستقیم خاں متاثر ہوئے۔ پھر نواب خاں نے بھی ان کا اثر قبول کیا اور اس مسلک حقہ کو اختیار کیا۔ یہ حضرات غزنوی اور لکھوی خاندانوں سے متاثر تھے۔ شروع میں اپنے گاؤں میں انہیں زبردست مخالفت کا سامنا رہا۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۵۱)

جناب نواب خاں کے تین بیٹے تھے سربلند خاں، محمد عظیم خاں اور دوست محمد خاں مؤخر الذکر دونوں بیٹے قرآن مجید کے حافظ اور بے شمار خوبیوں اور صلاحیتوں کے مالک تھے۔ حافظ محمد عظیم رحمہ اللہ مولانا فیض اللہ بھوجیانی کے داماد تھے۔ آپ کی بڑی صاحبزادی ہاجرہ بی بی آپ کے نکاح میں تھی۔ آپ حافظ محمد یحیٰ عزیز میرمحمدی رحمہ اللہ کے والد گرامی تھے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۵۱)

تصوف، وظائف اور چلہ کشی کی عملی مشق:۔ نہایت پارسا اور صالح بزرگ تھے۔ تصوف وسلوک کی طرف رغبت زیادہ تھی۔ آپ نے سید

محبوب شاہ لکھوی رحمہ اللہ سے طریقت وتصوف اور احسان ومعرفت کی منزلیں طے کیں۔مہینوں آپ شاہ صاحب کے پاس رہ کر اوراد و وظائف اور چلہ کشی میں مصروف رہتے۔سید محبوب شاہ لکھوی رحمہ اللہ موضع لکھو کے ضلع فیروز پور کے رہنے والے تھے جو دریائے بیاس کے کنارے پر واقع تھا۔اس نسبت سے آپ لکھوی کہلاتے تھے۔فقر وزہد، عبادت وخلوص، تقویٰ وطہارت اور فضل وصلاح میں ممتاز تھے۔شاہ صاحب موصوف حضرت الامام مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ اور مولانا محی الدین عبدالرحمٰن بن حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ سے فیض یافتہ تھے۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۵۲)

مولانا عبدالرحمٰن کا ذوق طریقت:۔ مولانا عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ اپنے وقت کے ولی کامل، عابد وزاہد اور اکابر صوفیاء اور عظیم المرتبت علمائے کرام میں سے تھے۔تصوف وطریقت اور وجد وحقیقت میں کمال حاصل تھا۔سلوک وصفا اور دعوت وارشاد سے خصوصی تعلق تھا۔زہد وورع میں بے مثل تھے۔آپ نے اپنے زمانے کے بلند پایہ علمائے ربانی، صوفیائے حقانی اور سالکین طریقت سے استفاضہ کیا۔شیخ الکل حضرت میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ سے اکتساب فیض اور حصول علم کیا۔

حضرت عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ کے حالات زندگی پر ایک رسالہ مولانا ابوالمنظور عبدالحق سرہندی نے لکھا تھا (جو آپ کے مرید تھے) اس رسالہ میں انہوں نے مولانا موصوف کی غایت درجہ توصیف وتعریف کی ہے اور انہیں انتہائی عالی مرتبت، ذی احترام اور مقبول درگاہ خداوندی شخصیتوں میں شمار کیا ہے۔ان سے اکثر کشوف وکرامات کے صدور کا ذکر کیا ہے۔

یہ کتاب مجھے قیام پاکستان سے قبل سرہند کے سفر کے دوران مولانا عبدالحق سرہندی مرحوم کے صاحبزادے صوفی محمد حسن مرحوم (جن کا انتقال غالباً پاکستان آ کر ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہوا ہے) نے عنایت کی تھی جو نہایت نادر چیز تھی۔افسوس کہ ۴۷ء کے فسادات کی نذر ہو گئی جس کا مجھے بے حد صدمہ ہے۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۵۲)

طالبعلمی میں تصوف سے وابستگی:۔ حافظ محمد عظیم رحمہ اللہ میر محمدی نے جو ''حافظ محمد'' کے نام سے معروف تھے کچھ عرصہ مدرسہ غزنویہ امرتسر میں امام عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے پاس رہ کر افادہ حاصل کیا لیکن آپ کا قلبی لگاؤ اور دلی رجحان تصوف وسلوک سے تھا۔ایک بزرگ صوفی کمال الدین جو موضع چھیمیاں والا ضلع فیروز پور کے رہنے والے تھے اور زہد واستغناء اور فقر واخلاص میں ممتاز تھے۔بڑے مستجاب الدعوات اور صاحب مقامات تھے سادہ مزاج اور عجز وخاکساری کے پیکر تھے ایک بار قصبہ پٹی میں تشریف لائے تو ان سطور کے راقم عاجز نے بھی ان کی زیارت کی تھی۔لباس انتہائی سادہ اور معمولی ہوتا۔ہر وقت ذکر خدا ورد زبان رہتا۔

حافظ محمد رحمہ اللہ میر محمدی نے ان سے بھی فیض طریقت حاصل کیا اور ان کی صحبت میں رہ کر عرفان ووجدان کی دولت سے مالا مال ہوئے یہاں تک کہ صوفی صاحب حافظ صاحب سے فرمایا کرتے کہ اب آپ کو میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں۔راہ سلوک میں آپ مجھ سے بازی لے گئے ہیں۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۵۳)

کثرت سے کرامات کا ظہور

ان کے صاحبزادے مولانا محمد یعقوب کا بیان ہے کہ عوام میں ان کی کئی کرامتیں مشہور ہیں لیکن ہم انہیں اس لئے بیان نہیں کرتے کہ اس میں خودستائی اور شخصیت پرستی نہ پائی جائے۔میرے اصرار پر انہوں نے ایک واقعہ بیان کیا۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۵۳)

چلتی ٹرین کا رک جانا:۔ موضع میر محمد میں ایک صاحب محمد شفیع ولد نہال دین رہتے ہیں جو زمیندار ہیں اور ابھی زندہ ہیں۔ان کا بیان ہے کہ میں دوران تعلیم موضع رکھانوالہ کے مڈل سکول میں داخل تھا۔اس وقت نوعمر تھا اور ہر روز میر محمد سے پیدل چل کر رکھانوالہ پڑھنے جایا کرتا۔ایک روز میں سکول جانے کے لئے گھر سے روانہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ میرے آگے حافظ محمد صاحب رحمہ اللہ تیز تیز قدم جارہے ہیں۔دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ رکھانوالہ اسٹیشن سے گاڑی پر سوار ہو کر براستہ فیروز پور موضع مکھو میں اپنے روحانی استاد سید محبوب شاہ رحمہ اللہ کے پاس جانا ہے۔گاڑی کے آنے کا وقت قریب تھا۔میں نے کہا کہ حافظ صاحب آپ گاڑی پر سوار نہیں ہو سکیں گے کیونکہ اس کے آنے کا وقت ہو گیا ہے۔

آپ کہنے لگے کہ تم میرے پیچھے پیچھے چلتے آؤ اور جب دایاں قدم اٹھاؤ تو کہو ''اللہ'' اور بائیں قدم پر کہو ''ھو'' بس اسی طرح چلتے رہو اور میرے ساتھ کوئی بات نہ کرنا خاموش رہنا۔ ابھی ہم یہ باتیں کر رہے تھے کہ راجہ جنگ اسٹیشن سے گاڑی نے وسل دیا میں نے کہا کہ حافظ صاحب گاڑی تو آ گئی یہ سن کر آپ نے مجھے جھڑکا کہ بے وقوف بات نہ کرو۔ ہم چلتے رہے ابھی ایک آدھ میل رکھانوالہ اسٹیشن سے ادھر تھے کہ گاڑی ہمارے پاس سے گزر گئی میں نے پھر کہا کہ حافظ صاحب گاڑی نکل گئی۔ آپ نے مجھے پھر خاموش رہنے کا اشارہ کیا جب ہم اسٹیشن سے قریباً ایک فرلانگ پر تھے تو گاڑی رکھانوالہ اسٹیشن سے چل پڑی۔ میں نے تو سکول جانا تھا اس لئے ادھر چل پڑا لیکن حافظ صاحب بدستور اسٹیشن کی طرف گامزن تھے میں بار بار مڑ کر دیکھ رہا تھا پھر اچانک ایک عجیب واقعہ ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ تھوڑی دور جا کر گاڑی رک گئی اور پھر واپس اسٹیشن کی طرف آنے لگی اتنی دیر میں حافظ صاحب اسٹیشن پر پہنچ گئے اور ٹکٹ لے کر گاڑی میں بیٹھ گئے اور گاڑی روانہ ہو گئی یہ محمد شفیع صاحب کا چشم دید واقعہ ہے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۵۴)

ایذائے ولی پر چور کو سزا:۔ قاری محمد صدیق صاحب استاذ ''مدرسہ حفظ القرآن فریدیہ قصور'' کے والد ماجد بیان کرتے ہیں کہ حافظ صاحب موصوف اپنے مویشی کھیتوں کے باڑے میں ہی چھوڑ آتے۔ آیت الکرسی پڑھ کر باڑے پر پھونک دیتے اور رات گھر آ جاتے۔ مویشی جن میں بیل بھینس اور گائیں وغیرہ ہوتیں رات کو اکیلے باہر رہتے اور نقصان نہ ہوتا بلکہ اور لوگوں کے مویشی گاؤں سے چوری ہو جاتے۔ ایک دفعہ ان کے باڑے سے بھی ایک مشہور چور جو علاقے میں بدنام تھا ان کی بھینس چوری کر کے لے گیا جب آپ کو خبر ہوئی تو بالکل پریشان نہ ہوئے بلکہ کہا کہ میں نے اسے معاف کر دیا لوگ کہتے رہے کہ بھینس تلاش کریں لیکن آپ نے کوئی توجہ نہ کی۔ اِدھر جو چور بھینس لے کر گیا تھا گھر جا کر سخت اذیت میں مبتلا ہو گیا خون کے دست اور قے آنے شروع ہو گئی جب زیادہ تنگ ہوا تو لوگوں نے کہا کہ تم نے ایک بزرگ کی بھینس چوری کی ہے یہ اس کی بددعا کا اثر ہے۔ گھر والوں نے اسے ایک چارپائی پر ڈالا اور اسے اٹھا کر میر محمد لے آئے۔ ساتھ بھینس بھی لیتے آئے عجیب منظر تھا آگے آگے چارپائی تھی اور پیچھے پیچھے بھینس چلی آ رہی تھی حافظ صاحب کے پاس آ کر منت سماجت کرنے لگے کہ دعا کرو اسے آرام آ جائے اور اپنی بھینس لے لو۔ حافظ صاحب نے فرمایا کہ میں نے تو اسے اسی روز معاف کر دیا تھا مگر معلوم ہوتا ہے خدا نے اسے معاف نہیں کیا پھر اس کے لیے دعا کی اور وہ صحت یاب ہو گیا۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۵۵)

چوروں کا اندھا ہو جانا (کرامت):۔ یہ تمام خاندان ہی ''ہمہ آفتاب'' تھا۔ آپ کے برادر صغیر حافظ دوست محمد مرحوم (وفات مئی ۱۹۷۲ء) کے متعلق بھی اس قسم کا ایک واقعہ حافظ محمد یحییٰ صاحب میر محمدی رحمہ اللہ نے سنایا کہ ایک دفعہ علاقہ میں چوری کی وارداتیں زیادہ شروع ہو گئیں تو ان کے بھائی مولوی محمد یعقوب صاحب مویشیوں کو کھیت سے گھر لے آئے پہلے رات کو کھیت ہی میں رہتے تھے۔ آپ کے چچا حافظ دوست محمد رحمہ اللہ نے دریافت کیا کہ آج مویشی گھر کیوں لے آئے ہو تو بھائی صاحب نے کہا کہ چوری کے متعدد واقعات ہو رہے ہیں اس لئے حفاظت کی خاطر گھر لے آیا ہوں۔ حافظ دوست محمد نے فرمایا کہ کوئی فکر نہ کرو مویشی باہر ہی رہنے دیا کرو، انشاء اللہ نقصان نہیں ہوگا۔ اس کے چند روز بعد راجہ جنگ اسٹیشن پر ایک روز حافظ صاحب کو علاقہ کا ایک بدنام قسم کا آدمی جو چوری وغیرہ کی وارداتوں میں ملوث تھا، ملا اور آپ کو جھک جھک کر سلام کرنے لگا۔ آپ نے پوچھا کیا بات ہے آج اتنی انکساری کا اظہار کر رہے ہو۔ وہ کہنے لگا کہ حافظ صاحب ہم نے کئی بار آپ کے مویشی چوری کرنے کی کوشش کی ہے لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ جب مویشیوں کے قریب پہنچتے تو اندھے ہو جاتے جب واپس ہوتے پھر بینائی درست ہو جاتی۔ آخر ہم نے یہ ارادہ ترک کر دیا کہ آپ جیسے بزرگوں کی حفاظت خدا کر رہا ہے۔

حافظ محمد صاحب کاشت کاری کا کام کرتے تھے بیل وغیرہ ہل میں جوتتے تو عام کسانوں کی طرح بیلوں کو ڈنڈے وغیرہ نہ مارتے تھے بلکہ انہیں کپڑا مار کر ہانکتے تاکہ انہیں تکلیف نہ ہو۔ اس طرح حیوانوں سے بھی آپ شفقت اور رحم کا سلوک کرتے۔

یہ صاحب فضل و کمال بزرگ ۱۹۴۰ء میں میر محمد میں فوت ہوئے۔ آپ کی آخری آرام گاہ موضع ستو کے اور میر محمد کے درمیان واقع

قبرستان میں ہے۔ وفات کے بعد بعض بزرگوں نے انہیں خواب میں دیکھا کہ ایک باغ میں نہایت اچھی حالت میں خوش وخرم محوخرام ہیں۔''رفع الله مقامه فی اعلی الجنان''(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۲۵۶)

عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة :۔ حافظ محمد زکریا غزنوی مرحوم بھی حضرت شیخنا المکرّم مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ کے داماد تھے۔ان کے نکاح میں آپ کی بیٹی (آمنہ بی بی) تھی۔

حافظ صاحب مولانا عبدالرحیم بن حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے صاحبزادے تھے۔حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے بڑے صاحبزادے تھے بطور ذکر صالحین ان کے اسمائے گرامی ذیل میں درج کئے جاتے ہیں کہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة

حضرت مولانا محمد رحمہ اللہ غزنوی،حضرت مولانا عبداللہ،حضرت مولانا احمد،حضرت مولانا عبدالجبار،حضرت مولانا عبدالواحد،حضرت مولانا عبدالرحمٰن،حضرت مولانا عبدالستار،حضرت مولانا عبدالقیوم،حضرت مولانا عبدالعزیز،حضرت مولانا عبدالحئی،حضرت مولانا عبدالقدوس، حضرت مولانا عبدالرحیم رحمہم اللہ۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۲۶۰)

حاجی خلیفہ امام الدین شہید کا ذوق تصوف :۔ خلیفہ امام الدین بن میاں اللہ دتہ رحمہ اللہ مولانا فیض اللہ خان اوران کے فرزندان گرامی کے فیض یافتہ تھے۔مکارم اخلاق،حسن سیرت،شیریں گفتار اور اعلیٰ اوصاف سے آراستہ تھے۔نہایت نیک،تقویٰ وطہارت کے پیکر عبادت گزار،شب زندہ دار،نرم مزاج اور ایمان واحتساب کی دولت سے مالا مال تھے۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۲۷۶)

تربیت:۔ شیخ الاسلام مولانا فیض اللہ خاں رحمہ اللہ اور حضرت سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی صحبت نے آپ کو کندن بنادیا۔
(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۲۷۶)

بیعت واصلاحی تعلق:۔ آپ نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کے دست مبارک پر بیعت جہاد برخلاف شرک وبدعت کرکے آپ سے خلافت حاصل کی اور خلیفہ کے لقب سے سرفراز ہوئے۔جب کبھی حضرت مولانا عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کسی سفر پر گاؤں سے باہر تشریف لے جاتے تو امامت نماز کا فریضہ آپ سرانجام دیتے۔اسی بناء پر سب لوگ آپ کو''خلیفہ جی'' کہہ کر پکارتے تھے۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۲۷۷)

اہلحدیث متصوف صلحائے شہر بھوجیاں:۔ مولانا عبدالعظیم انصاری رحمہ اللہ نے مرتب کردہ کتاب تذکرہ علمائے بھوجیاں کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا ان میں سے ایک حصہ صلحائے بھوجیاں کے عنوان کا بھی ہے اس کے تحت آپ نے ان اسلاف اہلحدیث کا ذکر فرمایا ہے جو صلاح وتقویٰ، باطنی طہارت اور ذوق تصوف کے پرزور حامی تھے ان پاکیزہ نفوس کے نام درج ذیل ہیں:

☆ حاجی شمس الدین بلہری رحمہ اللہ(۲۸۷) ☆ مولانا خدابخش حداد رحمہ اللہ ۲۸۹ ☆ مولوی عبدالکریم ۲۹۰ ☆ حاجی رحمت اللہ
☆ میاں عبداللہ رحمہ اللہ(کوٹ دھرم چند)(۲۹۱) ☆ میاں خدابخش رحمہ اللہ(۶۹۲) ☆ میاں شمس الدین باقی پوری رحمہ اللہ(۲۹۳)
☆ میاں رحیم بخش مڑھانے والے رحمہ اللہ(۲۹۳) ☆ میاں فضل دین(جیمس آباد)(۲۹۴) ☆ خلیفہ حاجی امام الدین(۲۸۹)
☆ میاں عبدالسمیع رحمہ اللہ(۲۸۹) ☆ میاں صدرالدین حسن رحمہ اللہ(۲۹۰) ☆ میاں رکن الدین رحمہ اللہ(۲۹۱) ☆ میاں نورالدین(۲۹۱)
☆ میاں کرم دین ومیاں فضل دین رحمہ اللہ(۲۹۲) ☆ میاں احمد رحمہ اللہ(۲۹۵)(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۲۸۴)

تیرہ صوفیا علماء اہلحدیث کا تعارف

گلے خوشبوئے درحمام روزے — رسید ازدست محبوبے بدستم
بدوگفتم کہ مشکی یا عبیری — کہ ازبوئے دلآویز تومستم
بگفتامن گلے ناچیز بودم — ولیکن مدتے باگل نشستم

جمال ہم نشیں درمن اثر کرد   وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

عرفان تصوف کی باکمال ہستی:۔ حضرت مولانا فیض اللہ خاں رحمہ اللہ کی شخصیت جامع اوصاف اور مجموعہ کمالات تھی۔ان جیسی نابغۂ روزگار اور عبقری شخصیتیں آج کل ناپید ہیں۔ان کا فضل وکمال،علم وعمل،ثقاہت وفقاہت،خلوص ودیانت ان کی شان دلآویزی ان کا مقام رفیع طریقت ومعرفت اور سلوک وتصوف میں کمال،عرفان وفراست کا ملکہ اور دوسرے فضائل ومحاسن کا ایک شخصیت میں جمع ہو جانا معجزہ سے کم نہیں۔

ایک گمنام علاقہ سے اٹھ کر سارے پنجاب میں اپنی شہرت کا سکہ جمایا،ہر ایک شخص کے دل میں اپنا مقام پیدا کیا سب کے مطاع اور مخدوم ٹھہرے۔ان کے زہد واتقاء عفاف وصفوت اور حکمت وبصیرت کے باعث دور دور سے لوگ آ کر ان کے ایسے گرویدہ اور فریفتہ ہوئے کہ انہی کے ہو رہے۔جو ان کی مجلس وعظ وذکر میں بیٹھا حلقہ بگوش ہو گیا۔جس کو دیکھا غلام بے دام ہوا۔جس پر نظر پڑ گئی خاک سے کیمیا اور مس خاک سے کندن بن گیا ۔

آنانکہ خاک رابہ نظر کیمیا کنند   آیا بودکہ گوشۂ چشم بماکنند

موضع بھوجیاں کے مضافات میں جو دیہات تھے ان میں اکثریت سکھوں کی تھی۔مسلمان کہیں خال خال تھے اور وہ آزادانہ طور پر اپنے دینی فرائض مثلاً بلند آواز سے اذان کہنا،خطبہ جمعہ اور مساجد کی تعمیر وغیرہ نہیں کر سکتے تھے۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۸۵)

روحانی مجالس کی برکات:۔ جب موضع بھوجیاں میں مولانا فیض اللہ خاں رحمہ اللہ کا چشمۂ فیض جاری ہوا اور کتاب وسنت کی روشنی سے تاریکیاں دور ہونے لگیں آپ کے دل پذیر اور اثر انگیز وعظ وخطاب سے برسوں کی جہالت اور بدعات ورسومات کا پردہ چاک ہونے لگا تو دور ونزدیک سے لوگ آ کر آپ کی نورانی اور پاکیزہ مجالس میں شریک ہو کر اپنی روحانی پیاس بجھانے لگے۔جو شخص سحر انگیز خطاب اور دل کش شخصیت سے ایسا متاثر اور مسحور ہوتا کہ اپنا گھر بار اور مسکن چھوڑ کر آپ ہی کے پاس رہنے کو سعادت اور نجات کا ذریعہ سمجھتا۔چنانچہ بہت سے لوگ اپنے آبائی اور پیدائشی گاؤں چھوڑ کر موضع بھوجیاں میں آ کر آپ کے سایہ عاطفت میں رہنے لگے۔جن لوگوں نے اپنی سکونت ترک کر کے آپ کی ہمسائیگی اور مصاحبت اختیار کی ان کی تعداد بہت زیادہ ہے یہاں صرف چند اہم حضرات کے ذکر پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔جنہوں نے حضرت کی قربت حاصل کرنے کی غرض سے اپنا گھر بار برادری ماحول اور کاروبار سب کچھ قربان کر دیا اور کئی قسم کے کٹھن حالات سے دوچار ہونے کے باوجود آپ کی صحبت اور مجلس میں رہنے کو ترجیح دی۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۸۷)

پہلے صوفی بزرگ حاجی شمس الدین بلہری رحمہ اللہ:۔ حاجی شمس الدین میاں نظام الدین موضع بلہر ضلع لاہور(حال امرتسر) میں پیدا ہوئے جب مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ حق گوئی کی پاداش میں ملک بدر کر دیئے گئے اور آپ افغانستان سے ہجرت کر کے وارد ہند ہوئے تو سب سے پہلے امرتسر کے قریب ایک گاؤں ''خیروی کے'' میں مقیم ہوئے اور کچھ عرصہ وہاں رہ کر پھر امرتسر چلے گئے۔

جب حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ موضع ''خیروی کے'' میں تھے تو تمام علاقے میں ان کی خدا ترسی اور تعلق باللہ کا شہرہ عام ہو گیا اور دور دراز سے لوگ ان کی زیارت کے لیے حاضر ہونے لگے۔جناب عزیز انصاری (گوجرانوالہ) بروایت اپنے والد مرحوم حاجی امان اللہ شہید بیان کرتے ہیں کہ میرے دادا حاجی شمس الدین بھی موضع بلہر سے اپنے چند رفقاء کے ساتھ موضع ''خیروی کے'' ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کا پرنور چہرہ دیکھتے ہی متاثر ہو گئے اور یقین ہو گیا کہ یہ خدا کا برگزیدہ بندہ ہے۔حاجی صاحب فرماتے تھے کہ ہم ان کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت غزنوی رحمہ اللہ کے گھر سے ایک لڑکا آیا اور فارسی زبان میں کہنے لگا ''بابا جان مادرم گوید کہ بخانہ آرد نیست'' بابا جان والدہ کہتی ہیں کہ گھر میں آٹا موجود نہیں ہے۔

حضرت صاحب صرف فارسی بولتے تھے انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔وہ لڑکا واپس چلا گیا۔تھوڑی دیر بعد پھر آ کر یہ سوال دہرایا آپ پھر خاموش رہے جب تیسری بار آ کر اس نے پھر یہی کہا تو سید عبداللہ رحمہ اللہ نے غصہ سے فرمایا کہ

خدائے عبدالله نمی داند که بخانه عبدالله آردنیست

کہ عبداللہ کا خدا نہیں جانتا کہ اس کے گھر میں آٹا نہیں! وہ لڑکا خاموش ہو کر چلا گیا۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک اجنبی آدمی آیا اور گھر کے دروازے پر آٹے کی ایک بوری رکھ کر چلا گیا۔ حاجی شمس الدین صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یہ واقعہ دیکھ کر میرا یقین پختہ ہو گیا کہ یہ خدا کے ولی ہیں پھر آپ امرتسر حاضر ہوتے رہے۔ جب مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ امرتسر کے مدرسہ سے فارغ ہو کر بھوجیاں میں آ کر مقیم ہوئے تو ہم موضع بلہر سے جا کر بھوجیاں جمعہ کی نماز میں شریک ہوتے اور خطبہ سنتے مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ کی شخصیت سے متاثر ہو کر اور حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے ارشاد پر ہم نے موضع بلہر کی سکونت ترک کر کے موضع بھوجیاں میں مستقل رہائش اختیار کر لی اور مولانا فیض اللہ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہونے لگے۔

حاجی شمس الدین مرحوم نہایت خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ غرباء و مساکین سے محبت کرنے والے اور تواضع و انکساری کا پیکر تھے مدرسہ میں جو طلباء قرآن و حدیث پڑھتے ان کی آپ بہت دلجوئی اور خدمت کرتے۔ مختلف پر تکلف کھانوں اور مٹھائی وغیرہ سے ان کی خاطر و مدارت کرتے کہ یہ مسافر ہیں اور خدا کے دین کی خاطر اپنا گھر بار چھوڑ کر آئے ہیں۔ حاجی صاحب موصوف قیام پاکستان سے قبل ہی انتقال فرما گئے۔

حاجی شمس الدین رحمہ اللہ کے پانچ بیٹے تھے۔ حاجی امان اللہ، مولانا عبدالرحمٰن، حاجی عبداللہ، حاجی محمد اسمٰعیل اور حاجی محمد ابراہیم انصاری، حاجی امان اللہ رحمہ اللہ دوران فسادشہید ہوئے۔ جبکہ مولانا عبدالرحمٰن کافی عرصہ پہلے فوت ہو چکے تھے حاجی عبداللہ اور حاجی محمد اسمٰعیل قیام پاکستان کے بعد گوجرانوالہ آ کر فوت ہوئے۔ اب صرف حاجی محمد ابراہیم انصاری بقید حیات ہیں حفظہ اللہ تعالیٰ۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۸۷)

دوسرے صوفی بزرگ خلیفہ جی حاجی امام الدین: آپ موضع پنجوڑ کی سکونت ترک کر کے بھوجیاں میں آئے اور یہیں مستقل رہنے لگے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۸۹)

تیسرے صوفی بزرگ مولانا خدا بخش حداد:۔ مولانا خدا بخش بھی موضع کھارہ متصل دوبرجی ضلع امرتسر سے موضع بھوجیاں میں تشریف لائے اور مولانا فیض اللہ کی خاص تربیت میں پروان چڑھے۔ علماء بھوجیاں میں آپ کا ذکر موجود ہے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۸۹)

چوتھے صوفی بزرگ میاں عبدالسمیع رحمہ اللہ:۔ یہ بزرگ موضع جھبال کے رہنے والے تھے۔ میاں کالو کے نام سے مشہور تھے سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی ذات سے وابستگی کے بعد کایا ہی پلٹ گئی۔ حضرت امام رحمہ اللہ نے ان کا نام کالو کی بجائے عبدالسمیع رکھا۔ ان ہی کے ایما اور مشورہ سے مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے پاس بغرض حصول تعلیم گئے۔ فارغ ہو کر جب انہوں نے موضع بھوجیاں سکونت اختیار کی تو میاں عبدالسمیع بھی جھبال کو چھوڑ کر بھوجیاں آ گئے اور یہیں رہائش اختیار کر لی آپ کے بیٹے میاں عبدالرحیم ۱۹۴۷ء میں شہید ہوئے آپ کا انتقال کافی عرصہ پہلے ہو چکا تھا۔ آپ کا شمار صلحاء و متقین میں ہوتا ہے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۸۹)

پانچویں صوفی بزرگ مولوی عبدالکریم رحمہ اللہ:۔ یہ بزرگ بھی حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے تھے نہایت درویش صفت، عابد و زاہد اور متقی انسان تھے۔ مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ کے بہت قریبی رفقاء اور ارادت مندوں میں سے تھے۔ قیام پاکستان سے کافی عرصہ پہلے سندھ کے علاقے کنری میں جا بسے اور اسی جگہ فوت ہوئے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۹۰)

چھٹے صوفی بزرگ میاں صدرالدین حسن کی بیعت:۔ میاں صدرالدین مرحوم مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ کے والد بزرگوار تھے۔ حضرت الامام غزنوی رحمہ اللہ کے مرید اور عقیدت مند تھے۔ مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ کی معیت میں حضرت الامام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر یہ معمول بن گیا۔ آپ کا اہل اللہ اور خدا رسیدہ لوگوں میں شمار ہوتا ہے۔ عمل بالکتاب والسنہ کے سختی سے پابند تھے۔ آپ موضع مالووال ضلع امرتسر سے بھوجیاں میں آئے اور یہاں مستقل سکونت اختیار کی۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۹۰)

ساتویں صوفی بزرگ حاجی رحمت اللہ رحمہ اللہ:۔ مولانا فیض اللہ اور مولانا عبدالرحمٰن رحمہما اللہ کی صحبت و رفاقت کی بدولت آپ کا

شمار بھی اس گروہ میں ہوتا ہے۔ جوان بزرگوں کے ارشاد وخطاب اوران کی عملی زندگی دیکھ کر صراط مستقیم پر گامزن ہوا۔ آپ مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ کی وفات کے بعد رحیم یار خاں کے قریب چک نمبر ۱۰۳ میں زمین خرید کر زراعت کا کام کرنے لگے۔ اور یہیں فوت ہوئے۔

(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۹۱)

آٹھویں صوفی بزرگ میاں رکن الدین رحمہ اللہ:۔ یہ بزرگ بھی جھبال کے قریب کسی گاؤں سے آ کر یہاں آباد ہوئے بھوجیاں میں ان کی ہمشیرہ بیاہی ہوئی تھی۔ آپ شب وروز مسجد میں مقیم رہتے۔ ہروقت تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی میں مصروف رہتے۔ ان کے دو بھانجے بھی ۱۹۴۷ء کے ہنگامہ میں شہید ہوئے آپ اس سے پہلے وفات پا چکے تھے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۹۱)

نویں صوفی بزرگ میاں عبداللہ رحمہ اللہ:۔ ان کا شمار بھی ان شخصیتوں میں ہوتا ہے جو مولانا فیض اللہ اوران کے صاحبزادگان کے علم وعمل سے متاثر ہوکران کے گرویدہ ہوئے۔ بھوجیانی بزرگوں سے گہری عقیدت تھی ''میاں کوٹیا'' کے نام سے مشہور تھے۔ موضع کوٹ دھرم چند سے نقل مکانی کر کے بھوجیاں آ گئے اور یہیں رہائش اختیار کر لی۔ کثیر العبادت اور ذکر الٰہی میں مشغول رہنے والے بزرگ تھے ۱۹۴۷ء سے پہلے فوت ہوئے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۹۱)

دسویں صوفی بزرگ میاں نورالدین رحمہ اللہ:۔ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف کے پھوپھی زاد اور آپ کے خسر بھی تھے۔ بڑے نیک، پارسا اور متدین بزرگ تھے۔ دینی مسائل سے کماحقہ واقف تھے۔ غزنوی اور بھوجیانی بزرگوں سے مستفید ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد گوندلانوالہ میں رہائش اختیار کی۔ اکثر لاہور آتے جاتے تھے۔ جب لاہور آتے تو مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ نماز کے وقت امامت کے لیے ہمیشہ آپ کو ترجیح دیتے قرآن مجید کی تلاوت نہایت رقت انگیز لہجہ میں کرتے۔ ۱۹۶۸ء میں موضع گوندلانوالہ ضلع گوجرانوالہ میں خدا کو پیارے ہوئے اور اسی جگہ آسودۂ لحد ہیں۔

ان کے ایک بھائی عبداللہ تھے۔ وہ بھی ان ہی کے نقش قدم پر چلنے والے تھے۔ قیام پاکستان سے قبل ان کا موضع بھوجیاں میں انتقال ہوا۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۹۲)

گیارہویں صوفی بزرگ میاں خدا بخش رحمہ اللہ:۔ موضع سبھراؤں کی سکونت ترک کر کے بھوجیاں میں مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ کی صحبت میں آ گئے۔ نہایت پاکباز ہستیوں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ ان کے ایک بیٹے مولوی فتح دین تھے۔ جو فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ خاکی شاہ کے نام سے مشہور تھے کچھ عرصہ قصبہ پٹی میں بھی رہے ہیں وہیں سے ہجرت کر کے پاکستان آئے۔ فتح دین کے ایک صاحبزادے مولانا عطاء اللہ لیہ میں اور دوسرے مولانا عبدالحق کوٹ رادھاکشن میں سکونت رکھتے ہیں۔

میاں خدا بخش قیام پاکستان کے بعد سنجورو سندھ میں اپنے عزیزوں کے پاس چلے گئے تھے اور اسی جگہ ایک سو ستائیس سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۹۲)

بارہویں صوفی بزرگ میاں کرم دین ومیاں فضل دین رحمہ اللہ:۔ یہ دونوں بزرگ بھی کسی دوسری جگہ سے منتقل ہوکر موضع بھوجیاں میں مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ کے پاس آ کر رہائش پذیر ہوئے اور بھوجیاں ہی میں وفات پائی۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۹۳)

تیرہویں صوفی بزرگ میاں شمس الدین باقی پوری رحمہ اللہ:۔ یہ بزرگ موضع باقی پور کے رہنے والے تھے۔ مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ کی قائم کردہ سلف صالحین کے نمونہ پر جماعت میں ان کا بھی شمار ہوتا ہے نہایت صالح، دین سے محبت رکھنے والے اور متبع کتاب وسنت تھے۔ آخر عمر میں سندھ کے ضلع تھر پارکر میں جیمس آباد کے قریب گوٹھ نمبر ۳۰۰ دو بر جی میں رہائش اختیار کر لی اور اسی جگہ داعی اجل کو لبیک کہا اور مدفون ہوئے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۹۳)

دیگر بزرگان تصوف:۔ درج ذیل بزرگ بھی موضع باقی پور سے تعلق رکھتے تھے۔ جو مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ کے تربیت یافتہ تھے۔ ان کا شمار بھی عباد وزہاد اور صلحاء واتقیاء میں ہوتا ہے۔

میاں رحیم بخش، میاں شیخ عید محمد باقی پوری، چودھری شرف الدین، میاں عبداللہ، مولوی اللہ بخش اور مولوی امیر الدین جو مولانا ابوالحسن محمد یحییٰ حافظ آبادی کے والد بزرگوار تھے یہ سب لوگ خدا کو پیارے ہو چکے ہیں رحمہم اللہ۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۹۳)

میاں رحیم بخش مڑہانہ والے:۔ حاجی شمس الدین مرحوم بھوجیانی کے برادر نسبتی تھے یہ بزرگ بھی اپنا گاؤں موضع مڑہانہ چھوڑ کر مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ کے پاس موضع بھوجیاں آ گئے اور ان کے فیض وافادہ سے متمتع ہوتے رہے۔ قیام پاکستان کے بعد گوجرانوالہ آ گئے اور یہیں وفات پائی۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۹۳)

سندھ میں سلسلہ تصوف کے حامل اسلاف:۔ کچھ بزرگوں کا پہلے ذکر ہو چکا ہے جن کا تعلق مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ کی قائم کردہ جماعت صالحہ سے تھا۔ درج ذیل حضرات بھی اس سلسلے کی کڑی ہیں۔ جو پنجاب سے سندھ میں جا کر مقیم ہو گئے۔ یہ سب بھوجیانی علماء کے عقیدت کیش تھے۔

چودھری حاجی نظام الدین، مولوی محمد، مولوی اللہ دین رحمہم اللہ یہ ترنتارن کے قریب دوبرجی کے رہنے والے تھے اور کنری سندھ میں جا بسے وہاں سینکڑوں مربع جات زمین کے مالک بنے۔

چودھری دین محمد عادیوال بزرگ جلال آباد سے سندھ گئے مولوی عبدالرحمٰن ومولوی اللہ بخش چک ۳۹۴ موضع دوبلی ضلع امرتسر سے سندھ میں جا کر مقیم ہوئے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۹۴)

حکیم میاں فضل الدین (جیمس آباد):۔ یہ بزرگ جلال آباد ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے۔ بھوجیانی علمائے کرام کے غایت درجہ عقیدت منداور معتقد تھے۔ بھوجیاں میں اکثر آنا جانا تھا اور علمائے بھوجیاں سے نہایت قریبی تعلقات تھے۔

مسلکاً اہلحدیث تھے مگر ہر مکتب فکر کے اصحاب کے ساتھ مخلصانہ تعلقات تھے۔ چند سال ہوئے انتقال فرما چکے ہیں۔ رحمه الله وغفرله۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص، ۲۹۵)

مقام صالحیت کے لیے دس شرطیں:۔ (۱) روزہ رکھنا (۲) رات کو قیام کرنا (۳) موت کو یاد رکھنا (۴) جنازے کے ساتھ جانا (۵) قبرستان جانے کو لازم کرنا (۶) یتیموں کی سرپرستی کرنا (۷) بیماروں کی عیادت کرنا (۸) صدقہ دینا (۹) سخاوت کرنا (۱۰) اہل خیر سے محبت رکھنا۔ ملفوظات حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمہ اللہ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۹۵)

مولانا محمد علی لکھوی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف

لکھوی خاندان کی بیعت نقشبندیہ:۔ برصغیر پاک وہند کے علاقہ متحدہ پنجاب میں لکھوی خاندان کو اپنے شرف علمی برتری، تبلیغ دین اور تصنیف وتالیف کی بنا پر بلند مقام حاصل تھا۔

علم وفضل، تقویٰ وطہارت، عبادت وریاضت اور درس وتدریس کی وجہ سے ممتاز حیثیت حاصل تھی۔ اس خاندان کے مورث اعلیٰ حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ کے نامور خلفاء میں سے تھے۔ نہایت متورع، متدین اور عابدوزاہد ولی اللہ اور خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ ان کے والد گرامی حافظ احمد رحمہ اللہ اور جد امجد حافظ محمد امین بھی اپنے اپنے وقت میں صاحب فضل وکمال، تقویٰ اور پارسائی میں یگانہ تھے۔ ان کی وساطت سے خلق کثیر صراط مستقیم اور راہ راست پر گامزن ہوئی...... حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ کے بیٹے حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ ساری عمر درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں مصروف رہے۔ تفسیر محمدی منظوم پنجابی زبان میں سات جلدوں میں لکھی۔ اس کے علاوہ احوال الآخرت، زینت الاسلام، انواع محمدی، محامد الاسلام اور ردنیچری وغیرہ کتابیں بھی تحریر کیں جو قبل تقسیم ملک پنجاب کے گھر گھر میں موجود تھیں۔ پنجاب میں دین کی اشاعت اور کتاب وسنت کی ترویج میں ان کتابوں کا بہت حصہ ہے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۳۲۶)

مجلس ذکر میں لوگوں کا بے خود ہو جانا:۔ حافظ محمد رحمہ اللہ کے بیٹے مولانا محی الدین عبدالرحمٰن تھے۔ جو مولانا محمد علی رحمہ اللہ کے والد

گرامی تھے۔ مولانا عبدالرحمٰن زیادہ تر خدا کی یاد میں مشغول رہتے، بڑے عابد وزاہد بزرگ تھے۔ حلقہ ذکر میں صرف ''اللہ'' کی آواز سے لوگ بے ہوش ہو جاتے۔ ۱۳۱۳ہجری میں حج بیت اللہ کے لیے گئے اور مدینہ میں انتقال ہوا اور جنت البقیع میں صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کے پاس مدفون ہوئے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۳۲۶)

نام کتاب:۔ ابقاءُ المِنَنِ بِالْقَاءِ الْمِحَنِ یعنی، خودنوشت سوانح حیات

مصنف:۔ نواب سیّد محمد صدیق حسن خان رحمہ اللہ (۱۸۳۲ء-۱۸۹۰ء)

تسھیل:۔ مولانا محمد خالد سیف۔ **تنقیح و نظرِ ثانی: قاری نعیم الحق نعیم، دارالدّعوہ السّلفیّہ شیش محل روڈ لاہور**

نواب والا جاہ رحمہ اللہ کا ذوق تصوف

نواب والا جاہ کا تعارف:۔ نواب والا جاہ سید محمد صدیق حسن خاں قنوجی رحمہ اللہ، دارالدعوۃ السّلفیہ کے مؤسس مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کی محبوب شخصیت، راہنما بلکہ وہ ان کو مینارۂ نور جانتے ہوئے ان سے بے انتہا عقیدت رکھتے تھے۔ اس لیے کہ نواب صاحب رحمہ اللہ، نے اپنے علم، وقت اور......میسر ہونے پر...... مال کو جس طرح علوم قرآن وحدیث کی اشاعت کیلئے صرف کیا اور صدیوں سے مستور کتب تفاسیر واحادیث و شروحاتِ حدیث کو منصۂ شہود پر لائے وہ ان کے اس جذبہ وعمل کو نہ صرف قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے بلکہ حسب استطاعت وتوفیق اسی طریق کو انہوں نے زندگی کا رفیق اور مشعل راہ بنالیا۔

دوران طالب علمی ۱۹۲۹ء ۱۳۴۹ھ میں گوندلانوالہ ضلع گوجرانوالہ کی انجمن ندوۃ الطلبہ ہو، ۱۳۲۵ھ ۱۹۴۵ء میں فیروز پور کا مکتبہ عتیقیہ ہو، ۱۳۷۱ھ ۱۹۵۱ء کا المکتبۃ السّلفیہ ہو، ۱۳۷۵ھ ۱۹۵۵ء کا لعامہ اشاعۃ السنہ ہو، جمعیت اہلحدیث لاہور کی اہلحدیث اکادمی ہو، یا ۱۴۰۰ھ ۱۹۸۰ء کا دارالدعوۃ السّلفیہ ہو، یہ سب ان کے اسی داعیے اور جذبے کی صدائے بازگشت تھی جو ان کے دل میں والا جاہ نواب رحمہ اللہ کی محبت وعقیدت کے باعث موجزن تھا۔ (ابقاءُ المِنَنِ بِالْقَاءِ الْمِحَنِ:ص:۳)

نواب صاحب پر تحقیقی مقالہ جات:۔ ہمارے علم کی حد تک ۱۴۰۸ھ میں ہندوستان کی ایک فاضل شخصیت ڈاکٹر اختر جمال لقمان حفظہ اللہ نے المملکتہ العربیہ السعودیہ سے ''السید صدیق حسن خاں قنوجی آراءہ الاعتقادیہ وموقفہ من عقیدۃ السلف'' کے عنوان سے Ph.D کا ایک مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی جو بعد میں دارالھجرہ الریاض سے طبع بھی ہوا۔

پھر ۱۴۲۴ھ میں جامعتہ الامام محمد بن سعود سے الشیخ علی بن احمد الاحمد نے ''دعوۃ الامیر العالم صدیق حسن خاں واحتسابہ'' کے عنوان سے ایم اے کا ایک مقالہ لکھا جو مکتبۃ الرشد الریاض سے طبع ہو چکا ہے۔

علاوہ ازیں نواب صاحب کے تفسیری منہج پر پروفیسر عبدالحفیظ رحمہ اللہ (سابق صدر شعبہ اسلامی انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور) کا Ph.D کیلئے ایک مقالہ منظور ہوا جو تحریر تو ہو چکا تھا لیکن ابھی تکمیلی مراحل میں ہی تھا کہ صاحبِ تحریر کا وقت اجل آ پہنچا۔ اس کے بعد پنجاب یونیورسٹی ۱۹۹۸ء میں ایک طالب علم شاہ نواز نے ''نواب صدیق خان لغویاً'' کے عنوان سے ایم اے کا مقالہ لکھا پھر اسی نوجوان کا ۱۹۹۹ء میں ''نواب صدیق حسن خان محدثاً'' کے عنوان سے Ph.D کا مقالہ منظور ہو گیا جو مکمل بھی ہو چکا ہے جس کے نگران محترم ڈاکٹر اکرم چودھری حفظہ اللہ (V.C سرگودھا یونیورسٹی) تھے۔ (ابقاءُ المِنَنِ بِالْقَاءِ الْمِحَنِ:ص:۵)

اسی طرح پنجاب یونیورسٹی ہی کے ایک طالب علم جناب عتیق امجد صاحب نے نواب صاحب کی حدیثی خدمات پر ایم اے کیلئے ایک مقالہ لکھا جو کتاب سرائے اُردو بازار لاہور کی جانب سے کتابی صورت میں چھپ چکا ہے۔

ابھی حال ہی میں جماعت کے معروف قلمکار جناب عبدالرشید عراقی صاحب نے ''تذکار نواب صدیق حسن خاں'' کے نام سے نواب صاحب

اوران کے خاندان کا تعارف لکھا جوادارہ احیاء التراث اہل السنہ الہ آباد (وزیرآباد) سے طبع ہوا ہے۔(ابقاءُ المِنن بِإ لْقَاءِ الْمِحَن:ص:٦)

والا جاہ نواب سیّد صدیق حسن خان مرحوم والیٔ بھوپال کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں۔موصوف دین و دنیا کے جامع تھے۔اللہ تعالیٰ نے علوم دینیہ وعربیہ کی دولت لازوال سے بھی بدرجۂ کمال نوازا تھا۔جس پر ان کی تین سو سے زائد تصنیفات و تالیفات شاہد عدل ہیں۔جو عربی، فارسی، اردو تینوں زبانوں میں ہیں۔نیز دنیاوی شرف وجاہ سے بھی آپ کو حظ وافر عطا کیا گیا تھا۔جیسا کہ سب پڑھے لکھے لوگ جانتے ہیں۔

زیرنظر کتاب نواب صاحب موصوف ہی کی خودنوشت سوانح حیات ''ابقاء المنن بالقاء المحن'' ہے جس کی تسہیل مولانا خالد سیف (اسلام آباد) اور تنقیح وتصحیح ونظر ثانی کا کام ہمارے فاضل رفیق مولانا حافظ قاری نعیم الحق صاحب رفیق المجلس العلمی السّلفی لاہور نے حضرت الاستاذ المحترم مولانا محمد عطاء اللہ حنیف (رحمہ اللہ) کی خواہش اور ایماء پر کی ہے۔ جزاهما الله احسن الجزاء۔

ابقاء المنن کا ماخذ:۔ نواب صاحب موصوف نے یہ کتاب بعض جلیل القدر اسلاف کے تتبع میں مرتب کی ہے۔جیسا کہ انہوں نے آغاز میں اس کی صراحت کی ہے۔بالخصوص شیخ عبدالوہاب شعرانی کی کتاب "لطائف المنن والاخلاق في بيان و جوب التحدث بنعمة الـلـه عـلـى الاطـلاق" ان کے پیش نظر رہی ہے۔نواب صاحب مرحوم امام شعرانی رحمہ اللہ کی یہ تالیف، جس میں انہوں نے ان انعامات و احسانات کا ذکر کیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر کیے، بڑی پسند تھی اور اس کی ضروری تلخیص بھی انہوں نے اردو میں بنام ''فتح الخلاق للطائف المنن والاخلاق'' ١٣٠٥ھ میں شائع کی تھی۔(ابقاءُ المِنن بِإ لْقَاءِ الْمِحَن:ص:١١)

حصول اخلاص اور تزکیہ باطن کی اہمیت:۔ حضرت علی خواص رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اعمال کے اظہار واخفاء کے اعتبار سے لوگوں کی کئی قسمیں ہیں: اوّل: وہ جن کا ظاہر، باطن سے بہتر ہے۔دوم: جن کا ظاہر و باطن یکساں ہے۔

سوم: جن کا باطن خیر میں علانیت کی نسبت راجح ہے۔چہارم: جو ان سب اقسام سے غائب ہیں۔

مؤخر الذکر کے علاوہ پہلی تین قسموں میں ترجیح کے واضح ہونے کے باعث ریا کاری کا اندیشہ ہوتا ہے۔مشائخ کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص اخلاص کا اظہار کرتا ہے، اس کا اخلاص ابھی تک محتاجِ اخلاص ہے۔قیامت کے دن تو صرف اسی شخص کی میزان وزنی ہوگی، جو اپنے آپ کو اس باربردار جانور کی طرح سمجھتا ہے، جس کو معلوم نہیں کہ اس کی پشت پر سامان نفیس ہے یا خسیس۔جب کسی انسان کو کشف ویقین سے یہ معلوم ہو جائے کہ میں سزاوارِ عقوبت ہوں، اور میرے ان سارے کمالات میں سے کوئی چیز بھی میری نہیں بلکہ میرے آقا نے یہ سب میرے پاس مستعار رکھے ہیں، اسے سب کے سامنے تحدیث نعمت جائز ہے کیوں کہ وہ اپنے آپ کو کسی دوسرے سے بہتر نہیں سمجھتا۔واللہ! میں دنیا وآخرت میں اپنے تئیں اللہ کے کسی فضل کا مستحق نہیں پاتا۔میں تو روئے زمین کے تمام عاصیوں کے پیچھے کھڑا ہونے کا مستحق ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کم عقلی، عدم توانائی کے باوجود بغیر اسباب کے ہزار ہا لوگوں سے زیادہ جاہ و مال عنایت فرما رکھا ہے اور بہت سے عقل وشعور اور فہم ودانش مندی کے بلند مراتب پر فائز لوگ حاجت کے باوجود ان سے محروم ہیں۔تو یہ اللہ پاک کا مجھ پر احسانِ عظیم اور انعام عمیم نہیں تو اور کیا ہے کہ مستحق تو محروم ہیں اور غیر مستحق حد سے زیادہ خوش حال۔مجھے زیادہ خدشہ اس بات کا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا تو دوست دشمن دونوں کو دیتا ہے، لیکن دین کی دولت سے صرف اپنے دوستوں ہی کو نوازتا ہے اس لیے دنیا دار اور مالدار کو کبھی یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ مجھے دنیا میں عزت وجاہ نصیب ہوئی ہے تو میں اللہ کو بھی عزیز ہوں اور آخرت میں بھی مجھے عزت نصیب ہوگی۔اور یہ بھی نہیں سمجھنا چاہیے کہ جو لوگ یہاں دنیا میں فقیر اور حقیر ہیں اللہ کے ہاں بھی ان کی کوئی عزت نہیں ہے۔ورنہ وہ یوں خوار اور محتاج نہ ہوتے کیوں کہ آخرت دنیا کی سوت ہے، وہاں کے معاملات یہاں کے معاملات سے برعکس ہوں گے۔ممکن ہے کہ دنیا کے اغنیاء وملوک آخرت میں غلام وکنیز سے بھی بدتر ہوں اور یہاں کے فقراء وہاں کے سلاطین بن جائیں، بلکہ یہاں کے ایمان دار اغنیاء بھی فقراء سے پانچ سو برس بعد جنت میں جائیں گے، اس سے آپ ان مالداروں اور دنیا کے پجاریوں کا اندازہ لگا لیجئے جو محض دنیا کی خاطر جیتے ہیں اور آخرت سے انہیں کوئی سروکار نہیں، ان کا ٹھکانہ یقیناً جہنم ہوگا۔نعوذ باللہ من غضب اللہ!(ابقاءُ المِنن بِإ لْقَاءِ الْمِحَن:ص:٢٣-٢٤)

احسانات خداوندی

حسب ونسب:۔ میں شریف النسب ہوں۔لیکن یاد رہے کہ تقویٰ کے بغیر یہ شرف قطعاً نفع بخش نہیں ہے۔امام شعرانی رحمہ اللہ نے اپنا شجرۂ نسب محمد بن الحنفیہ بن الامام علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب تک ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ

''مما من الله به علی شرف نسبي''۔''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جو احسان فرمائے ہیں ان میں سے ایک شرفِ نسب بھی ہے۔''

نیز انہوں نے لکھا ہے کہ میرے جد پنجم سلطان تلمسان تھے۔اسی طرح میں بھی یہاں اپنا شجرۂ نسب حضرت سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ تک سپرد قلم کرتا ہوں۔اگر چہ قبل ازیں اپنی کتاب ''فرع'' نامی میں لکھ چکا ہوں اور اس کتاب میں ہر نام کا مختصر تعارف بھی کرا چکا ہوں تاہم یہاں بھی شجرۂ نسب لکھتا ہوں اور صرف اسماء کے ذکر کر دینے پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔چناں چہ میرا سلسلہ نسب حسب ذیل ہے:

''صدیق بن حسن بن علی بن لطف اللہ بن عزیز اللہ بن لطف علی بن علی اصغر بن سید کبیر بن تاج الدین بن جلال رابع بن سید راجو شہید بن سید جلال ثالث بن حامد کبیر بن ناصر الدین محمود بن جلال الدین بخاری معروف بمخدوم جہانیاں جہاں گشت بن احمد کبیر بن جلال اعظم گل سرخ بن علی موید بن جعفر بن احمد بن محمد بن عبداللہ بن علی اشقر بن جعفر زکی بن علی نقی بن محمد تقی بن علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی زین العابدین بن حسین سبط بن فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ۔''

گویا میرے اور آنحضرت ﷺ کے مابین تینتیس (۳۳) نفوس کا واسطہ ہے۔اور ان میں سے آٹھ ائمہ اہل بیت ہیں، جن کا شمار ائمہ اثنا عشر میں ہوتا ہے۔پھر جعفر زکی سے لے کر جناب مخدوم جہانیاں بلکہ جلال رابع رحمہما اللہ تک غالباً تمام اولیاء وصلحاء تھے۔اور سید تاج الدین سے لے کر جد امجد علی بن لطف اللہ تک تمام اہل دولت ہوئے ہیں۔میرے دادا جو سید اولاد علی خاں کے نام سے مشہور ہیں۔

(ابقاءُ المِنن بِالْقَاءِ الْمِحَن:ص:۲۵)

والد محترم کی بیعت نقشبندیہ:۔ میرے والد سید اولاد حسن رحمہ اللہ نے شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ قدس سرہما سے علم حاصل کیا۔شاہ عبدالقادر صاحب موضح القرآن کو دیکھا اور شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے خلیفہ حضرت سید احمد رحمہ اللہ ساکن رائے بریلی کے ہاتھ پر بیعت کی۔آپ عالم باعمل تھے۔کلکتہ سے لاہور اور شمال سے دکن تک کے اکثر علماء وامراء آپ سے واقف ہیں۔اللہ تعالیٰ نے آپ کے نصائح میں نہایت اثر ودیعت فرمایا ہوا تھا۔چنانچہ قنوج کے دس ہزار سے زیادہ آدمی ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔جن میں اہل حرفت کی اکثریت ہے۔اور باقی شیخ، سید، مغل اور پٹھان ہیں۔

ولادت:۔ میں ۱۹- جمادی الاولیٰ ۱۲۴۸ھ میں پیدا ہوا۔ابھی چار پانچ برس ہی کا تھا کہ ۱۲۵۳ھ میں والد ماجد اللہ کو پیارے ہو گئے، اور والدہ محترمہ نے پرورش کی۔ "اللهم اغفرلي ولوالدي ولمن توالدا وارحمهما كما ربياني صغيرا"۔

شرافت نسب وفضائل اہل بیت:۔ میں نے اپنے نسب کو جو شریف لکھا ہے،اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے اہل بیت کو تطہیر کی بشارت دی ہے اور انسان کا سب سے بڑا شرف یہی ہے کہ وہ مطہر ہو۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت ﷺ بوقت صبح باہر تشریف لائے۔اس وقت سیاہ بالوں کا منقش کمبل زیب تن تھا۔اتنے میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آئے۔آپ ﷺ نے ان کو کمبل میں چھپالیا۔پھر حسین رضی اللہ عنہ آئے، آپ ﷺ نے ان کو بھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کرلیا۔پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں انہیں بھی اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو انہیں بھی اس کمبل میں داخل کرلیا اور فرمایا:''انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت و يطهركم تطهيرا''(الاحزاب:۳۳)''اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دور کردے اور تمہیں بالکل پاک صاف کردے۔''

اس حدیث میں گویا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ چاروں اور ان کی اولاد قرآن مجید کی نص کے ساتھ اہل بیت کے نام سے موسوم ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت شریفہ ''ندع ابناء نا وابناء کم'' نازل ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا: اللھم ھولاء اھلی۔ (رواہ مسلم: ۲۴۰۴/۳۲ والترمذی: ۲۹۹۹)

''اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔''

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہ کی اولاد کا اہل بیت ہونا کتاب وسنت کی نصوص سے ثابت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''یا فاطمة اما ترضین ان تکونی سیدة نساء اھل الجنة اونساء المومنین''۔ (متفق علیہ، بخاری: ۳۶۲۴، مسلم: ۲۴۵۰/۹۹) ''اے فاطمہ رضی اللہ عنہا تو اس بات سے خوش نہیں کہ تو اہل جنت کی عورتوں یا (آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ) مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو جائے۔'' مسور بن مخرمہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

فاطمة بضعة منی فمن اغضبھا اغضبنی۔ (متفق علیہ، بخاری: ۳۷۶۷۔ مسلم: ۲۴۴۹/۹۴)

''فاطمہ رضی اللہ عنہا میرا ٹکڑا ہے جو اسے ناراض کرے اس نے گویا مجھے ناراض کر دیا۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں آنحضرت ﷺ کے ہمراہ نکلا تو آپ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں تشریف لے آئے اور فرمایا کیا یہاں لکع ہے؟ کیا یہاں لکع ہے؟ لکع کے معنی ہیں چھوٹا بچہ، اور آپ ﷺ کی مراد حسن حسین رضی اللہ عنہما سے تھی۔ اچانک وہ بھی دوڑتے ہوئے آ گئے تو آپ ﷺ نے ان کو گلے لگا لیا۔ پھر فرمایا: اللھم انی احبہ فاحبہ و احب من یحبہ۔ (متفق علیہ، بخاری: ۵۸۸۴۔ مسلم: ۲۴۲۱/۵۷) ''اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر اور جو ان سے محبت کرے اُن سے بھی محبت کر۔''

یہ آنحضرت ﷺ کی محبت اہل بیت کے حق میں دعا ہے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں رات کو آنحضرت ﷺ کے پاس کسی کام کی غرض سے آیا۔ آپ ﷺ جب باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے کچھ اُٹھا رکھا تھا۔ مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کیا ہے۔ جب میں اپنے کام سے فارغ ہوا تو عرض کی، حضور ﷺ! آپ کیا اٹھائے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ نے کپڑا کھولا تو حسن وحسین رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے زانو پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ھذان ابنای و ابنا ابنتی اللھم انی احبھما فاحبھما و احب من یحبھما''۔ (رواہ الترمذی: ۳۷۶۹)

''یہ دونوں میرے بیٹے ہیں، میری بیٹی کے لخت جگر ہیں اے اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر اور جو ان سے محبت رکھے اس سے بھی محبت فرما۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد آنحضرت ﷺ کی اولاد ہے۔ اگرچہ اولاد دختر اپنی اولاد نہیں ہوتی لیکن یہ جناب رسالت مآب ﷺ کی خصوصیت ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ ''ای اھل بیتك احب''۔

آپ کو اپنے اہل بیت میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: الحسن والحسین (رضی اللہ عنہما)۔

(رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب: ۳۸۸۲)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''ادعی لی ابنی۔'' ''میرے بیٹوں کو تو ذرا بلاؤ۔''

جب وہ آ جاتے تو آپ ﷺ ان کو سونگھتے اور گلے لگاتے۔ (رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب: ۳۸۸۲)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا کرتے تھے۔

ھما ریحانی من الدنیا۔ (رواہ البخاری: ۳۸۵۳)

''کہ وہ دونوں میرے لیے دنیا (کی چیزوں میں) سے خوشبودار پودوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔''

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: انا حرب لمن حاربھم وسلم لمن سالمھم۔

(رواہ الترمذی:۳۸۷۰)''جوان سے لڑائی کرے اس سے میری لڑائی اور جوان سے صلح سے رہے اس سے میری بھی صلح ہے۔''
آپ ﷺ کی مراد حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حسن وحسین رضی اللہ عنہم سے تھی۔
حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ۔الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة۔(راوہ الترمذی:۳۷۸۱)
''حسن وحسین رضی اللہ عنہما جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔''
حضرت یعلی بن مرہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حسين مني انا من حسين احب الله من احب حسينا حسين سبط من الاسباط۔(رواہ الترمذی:۳۷۷۵)
''حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور میں حسین رضی اللہ عنہ سے ہوں، خدا اس سے محبت کرے جو حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے حسین سباط میں سے ایک سبط ہیں۔''
سبط پوتے کو کہتے ہیں۔سبط بہت سی شاخوں والے درخت کو کہتے ہیں۔اس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی کثرتِ نسل کی طرف اشارہ ہے۔بعض نے اس کی تفسیر میں کہا ہے کہ اس کے معنی ہیں حسین رضی اللہ عنہ امتوں میں سے ایک اُمت ہیں۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ احبوني بحب الله واحبو ا اهل بيتي بحبي۔(رواہ الترمذی بطولہ:۳۷۸۹)
''مجھے اللہ کی محبت کی وجہ سے اور میرے اہل بیت کو میری محبت کی وجہ سے محبوب سمجھو۔''
معلوم ہوا کہ محبت سادات، عین سیّد المرسلین ﷺ کی محبت ہے۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے در کعبہ پکڑے ہوئے ارشاد فرمایا:الا ان مثل اهل بيتي فيكم مثل سفينة نوح من ركبها نجا ومن تخلف عنها هلك (مستدرک حاکم:۳/۱۵۰)
''خبردار! میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی سی ہے۔جو اس پر سوار ہوا نجات پا گیا اور جو پیچھے رہا، ہلاک ہوا۔''
حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت ﷺ نے مکہ ومدینہ کے درمیان بئرخم کے مقام پر خطبہ ارشاد فرمایا، جس میں آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور وعظ وتذکیر کے بعد فرمایا:

"الا ايها الناس فانما انا بشر يوشك ان ياتيني رسول ربي فاجيب و انا تارك فيكم الثقلين اولهما كتاب الله فيه الهدى والنور فخذوا بكتاب الله واستمسكوا به فحث على كتاب الله و رغب فيه ثم قال و اهل بيتي اذكر كم الله في اهل بيتي اذكر كم الله في اهل بيتي۔ (رواہ مسلم:۳۶/۲۴۰۸)
''لوگو! میں ایک انسان ہوں، ممکن ہے کہ جلد ہی میرے پاس میرے رب کا پیامبر آجائے تو میں دعوت کو قبول کرلوں۔ میں تم میں دو مضبوط گراں قدر چیزیں چھوڑ کر رخصت ہو رہا ہوں ان میں سے ایک کتاب اللہ ہے جس میں ہدایت ونور ہے لہٰذا کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھام لو۔الغرض آپ ﷺ نے کتاب اللہ کی طرف بہت توجہ دلائی۔پھر فرمایا کہ دوسری چیز جو ہے میرے اہل بیت ہیں۔اپنے اہل بیت کے متعلق میں تمہیں خدا سے ڈراتا ہوں۔''

اس حدیث میں آپ ﷺ نے قرآن مجید اور اہل بیت کو ''ثقلین'' قرار دے کر دونوں کو ایک ہی سلک میں منسلک فرما دیا ہے۔اہل بیت کیلئے یہ نہایت شرف کی بات ہے۔حضرت زید رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"انى تارك فيكم ما ان تمسكتم به لن تضلوا بعدى احدهما اعظم من الآخر كتاب الله حبل ممدود من السماء الى الارض و عترتى اهل بيت و لن يتفرقا حتى يردا على الحوض فانظروا كيف تخلفو نى فيهما۔(رواہ الترمذی:۳۷۸۸)

''میں تم میں وہ کچھ چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر انہیں مضبوطی سے تھام لو گے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے۔ ایک کتاب اللہ ہے جو اللہ کی آسمان سے زمین تک پھیلی ہوئی ایک رسی ہے اور دوسری میری اولاد ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہوں گے حتیٰ کہ مجھے حوض کوثر پر آ ملیں گے۔ سو خیال رکھو کہ تم میرے بعد ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو۔''

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو حج کے موقع پر عرفہ کے دن قصواء اونٹنی پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا، جس میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا: یاایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم به لن تضلوا کتاب الله و عترتی اهل بیتی۔ (رواہ الترمذی: ۳۷۸۶)

''لوگو! میں تم میں ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر مضبوطی سے اسے تھامے رکھو گے تو گمراہ نہ ہو گے اور وہ کتاب اللہ ہے اور میرے اہل بیت میری اولاد ہیں۔''

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اہل بیت کے یہ مناقب حسنین، فاطمہ اور علی رضی اللہ عنہم کے ساتھ مخصوص ہیں یا ان کی اولاد کو بھی شامل ہیں۔ جمہور کے نزدیک وہ فضائل جو خاص اُن کے نام پر آئے ہیں۔ مثلاً ''حسن وحسین رضی اللہ عنہما جوانانِ جنت کے سردار ہیں'' وہ تو متجاوز نہیں۔ لیکن وہ الفاظ جو بصیغۂ عموم آئے ہیں، وہ متجاوز ہیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قیامت تک کی اولاد کو شامل ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے امام مہدی علیہ السلام کو اہل بیت میں سے قرار دیا ہے۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ اور ان کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ اور حسب ونسب کا ایک عظیم سلسلہ ہے۔ جب وہ آلِ رسول ہیں تو وہ سادات جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے زمانہ سے تا ظہورِ مہدی دنیا میں گزر چکے ہیں یا گزریں گے یا فی الحال موجود ہیں، قلت وسائط کے باعث بالاولیٰ اہل بیت میں داخل ہیں۔ (ابقاءُ المِنن بِاِلقَاءِ المِحَن: ص: ۲۶ تا ۳۲)

ابتدائی حالات اور والد کے بکثرت مریدین:۔ والد مرحوم کی وفات کے بعد اعزہ واقارب میں کوئی بھی ایسا نہ تھا جو میری پرورش کرتا۔ ہم دو بھائی اور تین بہنیں تھے۔ سب نے مادرِ مہربان کی آغوش میں تربیت پائی۔ آمدنی کا بھی بظاہر کوئی ذریعہ نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے خزانہ غیب سے رزق عنایت فرماتا رہا۔ والد مرحوم کے مرید بھی اگرچہ بکثرت تھے، جن کی اولاد ابھی تک باقی ہے۔ لیکن ان میں سے بھی کوئی ہمارا کفیل نہیں تھا۔ (ابقاءُ المِنن بِاِلقَاءِ المِحَن: ص: ۳۶)

مرشد کے بیٹے کی کفالت کیلئے فکرمند ہونا:۔ سید احمد علی مرحوم ساکن فرخ آباد، والد مرحوم سے ارادات کے باعث مجھے اپنے گھر لے گئے۔ میں کئی دفعہ ان کے ہاں کئی کئی ماہ تک رہا اور وہاں کچھ عربی پڑھی لیکن بے نیازی اور غفلت کے عالم میں۔ پھر والد صاحب کے کچھ مرید مجھے تعلیم کیلئے کانپور لے گئے اور وہاں بھی کچھ کتابیں پڑھیں۔ بچپن ہی سے مجھے علمائے کرام کی مجلس وعظ میں شرکت کا شوق تھا۔ اگرچہ میں اچھی طرح سمجھ نہیں سکتا تھا تاہم مجالس وعظ میں شرکت ضرور کرتا تھا۔ بریلی میں مولانا محبوب علی مرادآبادی کا وعظ سنا۔ فرخ آباد اور کانپور میں مجالس وعظ میں شرکت کی۔ مولانا محمد علی ٹونکی رحمہ اللہ کا ایک مرتبہ قنوج سے گزر ہوا، آپ نے وہاں جو وعظ فرمایا، مجھے بھی اس کے سننے کا شرف نصیب ہوا۔ آپ رحمہ اللہ بڑے خوش بیان واعظ، حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کے خلیفہ اور مولانا حیدر علی ٹونکی رحمہ اللہ کے برادرِ اصغر تھے۔ (ابقاءُ المِنن بِاِلقَاءِ المِحَن: ص: ۳۷)

والد صاحب کی قبر پر بکثرت حاضری:۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب بارک اللہ فی حیاتہم بھی بارہا قنوج میں تشریف لا کر جامع مسجد میں ٹھہرتے تھے اور میرے گھر بھی آتے جاتے تھے۔ ہم دونوں بھائیوں سے بہت محبت کرتے تھے اور والد علیہ الرحمۃ کی قبر پر بھی جایا کرتے تھے۔ آج کل مولانا صاحب کی شخصیت قناعت اور زہد وتقویٰ کے اعتبار سے یادگارِ روزگار ہے۔ میرے بڑے فرزند نور الحسن خاں کو ان سے بہت زیادہ اُنس اور عقیدت ہے۔

مشائخ متصوفین کی زیارت:۔ حضرت سید احمد صاحب رحمہ اللہ کے رفقاء میں سے مولانا نصیر الدین صاحب واعظ جامع

مسجد کی بھی زیارت نصیب ہوئی۔ خانقاہ مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ میں شاہ احمد سعید اور شاہ عبدالغنی رحمہما اللہ کی زیارت ہوئی۔

مفتی صاحب رحمہ اللہ ہر اتوار کو اکثر قطب صاحب جایا کرتے تھے۔ میں بھی ان کے ہمراہ چلا جایا کرتا تھا۔ اس وجہ سے بار ہا دہلی کے فوت شدہ صلحاء کی زیارت نصیب ہوئی۔ میں عصر، مغرب اور جمعہ کی نمازیں اکثر جامع مسجد دہلی میں پڑھا کرتا تھا۔ اس وجہ سے میرے زیادہ تر اوقات علماء، عقلاء، امراء اور صلحاء کی صحبت میں گزرے ہیں۔

بچپن کی تربیت:۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے کبھی پتنگ اڑائی ہو، مرغ لڑایا ہو، بٹیر پالا ہو، شطرنج گنجفہ، نزد شیر یا کوئی سا کھیل کھیلا ہو یا کبھی شہدوں کی صحبت میں بیٹھا ہوں اور میں ہمیشہ اچھے لوگوں کی صحبت کا طالب رہا اور اگر اتفاقاً کسی صحبت بد میں پھنس گیا تو جلد متنبہ ہو کر باز آ گیا۔ وللہ الحمد۔ میں سات برس کا تھا۔ میرے گھر کے دروازہ پر مسجد تھی۔ مجھے خوب یاد ہے کہ صبح کے وقت اذان ہوتے ہی والدہ مرحومہ مجھے بیدار کرا دیتیں، اور وضو کرا کے مسجد میں بھیج دیتی تھیں۔ اور گھر میں نماز کبھی نہ پڑھنے دیتی تھیں۔ اگر نیند کی سستی کی وجہ سے نہ اُٹھتا تو منہ پر پانی ڈال دیتی تھیں۔ اس وجہ سے بچپن ہی سے نماز کی عادت پڑ گئی۔ شاید دس برس کی عمر میں والدہ نے روزہ رکھوایا اور اس وقت سے روزہ رکھنے کی عادت پڑ گئی۔ (ابقاءُ المِنن بِاِلْقَاءِ الْمِحَن: ص: ۳۸-۳۹)

پیران پیر کا مسلکی تعلق:۔ شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ ظاہری مذہب سے وابستہ تھے۔ جبکہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ حنبلی مشرب سے پیوستہ۔ (ابقاءُ المِنن بِاِلْقَاءِ الْمِحَن: ص: ۶۵)

ائمہ کا ادب:۔ اور اگر محض سنی کہوں تو بھی بالکل سچ ہے۔ ائمہ اربعہ اور دیگر ائمہ مجتہدین کا محبّ اور خادم ہونے کی حیثیت سے اگر میں اپنے آپ کو ان میں سے کسی امام کی طرف منسوب کروں تو بھی درست ہے۔ (ابقاءُ المِنن بِاِلْقَاءِ الْمِحَن: ص: ۶۸)

دورِ نبوت میں اقسام بیعت: عصر نبوت میں جو بیعت ماثور تھی، وہ کبھی ہجرت پر، کبھی جہاد پر، کبھی ادائے واجبات پر اور کبھی ترکِ کبائر پر ہوتی تھی۔ (ابقاءُ المِنن بِاِلْقَاءِ الْمِحَن: ص: ۶۷)

والد صاحب کے پیر بھائی کے بیٹے سے ملاقات:۔ اقامت بھوپال کے زمانہ میں میں نے کتب صحاح و سنن پر کافی عبور حاصل کر لیا تھا۔ اور زرِ کثیر صرف کرنے کے بعد فقہ، سنت اور تفسیر کی بہت سی کتابیں حجاز، یمن، بصرہ اور دیگر ممالک سے منگوا کر جمع کر لی تھیں۔ اسی جگہ مولوی عبدالقیوم فرزند مولوی عبدالحیٔ مرحوم سے بھی ملاقات ہوئی، اُن کے باپ اور میرے باپ ایک ہی شیخ یعنی سیّد احمد بریلوی رحمہ اللہ کے مرید تھے۔ انہی کے والد مرحوم مولوی عبدالحیٔ صاحب رحمہ اللہ سب سے پہلے ہندوستان میں علامہ شوکانی رحمہ اللہ کا رسالہ ''الدرر البہیہ مع فوائد مجموعہ'' سفر حج سے لائے تھے۔ اور انہوں نے امام شوکانی رحمہ اللہ سے بذریعہ تحریر علوم شرعیہ کی سند اور اجازتِ روایت بھی حاصل کی تھی)

علامات عالم ربانی:۔ میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو انجام حال کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے مجھ سے کہا:

''ویسا حال نہیں دیکھا جیسا ہم سنتے تھے۔''

میں سلوک سبیل علم میں اپنے باپ، ان کے مشائخ اور اپنے شیوخ علم کے طریقہ پر چل رہا ہوں۔ ''قولِ جمیل'' میں عالم ربانی کے منجملہ آداب و علامات میں سے یہ بھی لکھا ہے کہ علم تفسیر، حدیث، فقہ سنت و سلوک یعنی تصوف سنی، عقائد اور صرف و نحو کا درس دے اور کلام و اصول اور منطق وغیرہ میں مشغول نہ ہو۔ مولانا عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس جگہ اصول کا کلام پر عطف تفسیری ہے۔ اس لیے کہ کلام کو اصول بھی کہتے ہیں۔ یہاں اصولِ فقہ یا اصولِ حدیث مراد نہیں۔

دوسری علامت یہ ہے کہ تلقین اشغال کرے، ایک وقت بیٹھ کر لوگوں پر توجہ دے، القاء سکینہ کرے کیونکہ اتمام حجت الٰہی استطاعت ممکنہ و میسرہ کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ میسرہ میں صحبت رکھنا اور اشغال پر قولاً وفعلاً وتصرفاً بالقلب اُبھارنا داخل ہے۔

تیسری علامت یہ ہے کہ وعظ و نصیحت سے ان کی خبر گیری کیا کرے۔

چوتھی علامت یہ ہے کہ آدابِ وضو ونماز وغیرہ کے متعلق امر ونہی کرے۔

اور پانچویں علامت یہ ہے کہ فقراء اور طلبہ علم کی بقدر امکان مواسات وغم خواری کرے۔ اگر اپنے مقدر میں نہ ہو تو کم از کم دوسروں کی اس طرف ضرور توجہ مبذول کرائے۔ ایسا شخص ہی وارث انبیاء ہوتا ہے۔ اسی کو ملکوت میں عظیم کہتے ہیں، اسی کیلئے مچھلیاں پانی میں دعا کرتی ہیں۔

"فلازمه فلا يفوتنك فانه الكبريت الاحمر"۔ جو شخص ان امور میں سے کسی میں کسی قسم کی کوتاہی کرے گا۔ اس کے اندر گویا ایک طرح کا رخنہ ہوگا جب تک کہ وہ اس کو بند نہ کر دے۔ الحمد للہ تعالٰی کہ میرے سب مشائخ علم دین اسی طریقہ پر گزرے ہیں۔ مجھ سے اگر چہ ان جملہ امور کا امتثال بخوبی نہیں ہوا اور نہ ہو رہا ہے۔ لیکن حتی المقدور ان علامات کی مراعات ضرور پیش نظر رہتی ہے۔

احب الصالحين ولست منهم لعل الله يرزقني صلاحا

(ابقاءُ المِنن بِاِ لْقَاءِ الْمِحَن:ص:۹۳)

صحبت اغنیاء سے دوری:۔ ابتداء شعور سے اغنیاء کی صحبت سے دور رہا ہوں۔ زمانہ طالب علمی میں بھی کبھی کسی تونگر کے پاس نہیں گیا۔ اگر چہ سفر دہلی میں بہت سے اغنیاء سے ملاقات ہوئی تھی۔ تاہم ان سے دور ہی رہا۔ جب سے یہاں آیا ہوں اگر چہ اکثر راجگان وامراء مثلاً خورشید جاہ وسالار جنگ، امراء حیدر آباد دکن اور راجہ جے پور، جودھ پور، پٹیالہ، گوالیار اور اندور وغیرہ سے سفر وحضر میں ملاقات کا اتفاق ہوا ہے۔ اور ان سے گورنر جنرل کے دربار میں بدرجہ مساوات نشست بھی ہوئی ہے۔ اور نواب کلب علی خاں رئیس رامپور سے خط وکتابت بھی رہی ہے۔ لیکن یہ سب سرسری ملاقاتیں تھیں۔ میں کسی کا مصاحب نہیں بنا۔ میرے شیوخ کے وصایا میں سے ایک وصیت یہ بھی ہے، جو "القول الجمیل"، میں لکھی ہوئی ہے۔

"منها ان لا يصحب الاغنياء الا لدفع مظلمة عن الناس او بعث عامتهم على الخير و هذا هو وجه التطبيق بين الاحاديث الدالة على ذم صحبة الملوك و بين ماصحبهم كثير من العلماء البررة"۔

"ایک وصیت یہ بھی ہے کہ اغنیاء کی صحبت اختیار نہ کرے ہاں اگر لوگوں سے ظلم دور کرنا ہو یا ان کی کوئی بھلائی کی بات مقصود ہو تو الگ بات ہے اور یہی تطبیق ہے، ان احادیث میں جو بادشاہوں کی صحبت کی مذمت پر دال ہیں اور اس بات میں کہ بہت سے نیک علماء بادشاہوں سے صحبت بھی رکھتے رہے۔" (ابقاءُ المِنن بِاِ لْقَاءِ الْمِحَن:ص:۹۸-۹۹)

صحبت صالحہ:۔ مجھے طبعی طور پر اہل تقویٰ سے محبت ہے اور صحبت صادقین سے رغبت ہے۔

میں یہ بھی خیال کرتا ہوں کہ اگر مجھے صلحاء یا اہل اللہ کی صحبت نصیب ہوتی تو یہ اعمالِ بد جو کہ اہل دنیا کی صحبت کی وجہ سے صادر ہوئے ہیں، ان کا عشر عشیر بھی وقوع پذیر نہ ہوتا، کیوں کہ غربت اسلام بھی ان گناہوں کے صادر ہونے کا ایک سبب عظیم ہے۔ اس کے باوجود اپنی بداعمالیوں کا اعتراف ہے۔ میں اپنے کسی فعل بد کی تاویل نہیں کرتا اور نہ کسی نیک عمل پر اعتماد رکھتا ہوں۔ اگر رحمت الٰہی سے ناامیدی کفر نہ ہوتی تو میرے اتنے گناہ ہیں کہ ناامیدی میں کچھ شک نہیں۔

تو مگر از جہتِ رحمت خود نزدیکی ورنہ من از طرفِ خویش بغایت دورم

میں تہہ دل سے صحبت جہاں سے بیزار رہتا ہوں اور اہل علم سے میل جول کو دوست رکھتا ہوں۔ دل صرف یہ چاہتا ہے کہ صحبت میں ایسے لوگ ہوں جو مذاکرہ علم یا ذکر الٰہی کریں۔ (ابقاءُ المِنن بِاِ لْقَاءِ الْمِحَن:ص:۱۰۲-۱۰۳)

تمام سلاسل حق اور موصل الی اللہ:۔ اگر چہ میں صوفیہ کے تمام طرق کو موصل الی اللہ سمجھتا ہوں۔ اور جملہ طرق کے مشائخ کو مانتا ہوں۔ لیکن میرے آباؤ اجداد، اساتذہ اور مشائخ کا طریقہ نقشبندیہ ہے گو اور طرق کی بھی اجازت حاصل تھی۔

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی بیعت نقشبندیہ:۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے "قولِ جمیل" میں سب طرائق کے اشغال واذکار

لکھے ہیں اور وہ سب نہایت مختصر، مرغوب، محبوب اور مطلوب ہیں۔ میرے والد ماجد مرحوم نقشبندی تھے، میرے شیخ سنت قاضی محمد بن علی شوکانی یمنی رحمہ اللہ بھی نقشبندی تھے۔ جیسا کہ انہوں نے اپنی کتاب ''البدر الطالع'' میں اس کی صراحت کی ہے۔ اگر چہ کسی طریق کو بموجب ''قولِ جمیل'' کے کسی دوسرے طریق پر ترجیح نہیں دیتا ہوں، اور مغلوبین اور ماولین فی السماع وغیرہ کا انکار نہیں کرتا ہوں لیکن اپنے نفس کو اسی امر کا تابع رکھتا ہوں، جو سنت صحیحہ ومعروفہ سے ثابت ہے اور جس پر محققین اور راسخین فی العلم گزرے ہیں۔

خاندان بھر کی بیعت نقشبندیہ:۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمہ اللہ کے توسط سے بواسطہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ تک پہنچتا ہے۔ میرے آباؤ واجداد بھی اصل میں ساداتِ بخاری ہیں۔ اور اب تک یہ خاندان میرے وطن قدیم شہر قنوج میں ساداتِ بخاری کے لقب سے معروف ہے۔ یعنی جس طرح میرے علم ظاہری کا تعلق امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ تک پہنچتا ہے، اور آباؤ اجداد کا نسب سید جلال اعظم گل سرخ بخاری تک منتہی ہوتا ہے اسی طرح مشائخ طریقت بھی خواجہ نقشبندیہ بخاری رحمہ اللہ تک پہنچتے ہیں۔ میرا نام بھی صدیق ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمرہ میں زیر لوائے سید المرسلین ﷺ محشور کر لے تو زہے سعادت!

طریقہ نقشبندیہ سے محبت وانسیت:۔ خلیفہ اوّل تک طریقہ کا یہ اتصال اویسیہ کہلاتا ہے۔ دوسری سند سے یہ طریقہ حضرت امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہ تک بھی پہنچتا ہے۔ سواوّلاً میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ثانیاً حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما بن ابی طالب کی اولاد سے ہوں۔ وللہ الحمد!

مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپ نے سب طرق میں سے طریقہ مجددیہ نقشبندیہ کو کیوں اختیار فرمایا ہے؟ انہوں نے جواب دیا اس لیے کہ

''من ایں طریقہ رامنطبق برکتاب و سنت یافتم که ثبوت آں قطعی ست و الحمد لله که تاایں زماں ایں طریقه ازجمیع طرق بدعت محفوظ ست۔''

''میں نے اس طریقہ کو کتاب وسنت کے مطابق پایا ہے جن کا ثبوت یقینی اور قطعی ہے۔ الحمد للہ! یہ طریقہ اس وقت تک بدعت کے تمام طریقوں سے محفوظ ہے۔''

جامی می فرماید۔ جامی کہتے ہیں:

قدرِ گل و مل بادہ پرستاں دانند	نے خود منشیاں و تنگ دستاں دانند
از نقش تواں بسوئے بے نقش شدن	ایں نقشِ غریب نقش بنداں دانند

(ابقاءُ المِنن بِا لقَاءِ المِحَن:ص:۱۵۶-۱۵۷)

اہلیہ کی مغفرت کی بشارت:۔ وفات کے بعد میں نے ۲۷ شوال ۱۳۰۱ھ کو انہیں خواب میں دیکھا کہ میرے حجرۂ خواب واقع محل سرکار میں آ کر میرے پلنگ پر بیٹھ گئی ہیں۔ میں نے پوچھا مرنے میں بہت تکلیف ہوئی ہوگی؟ کہا: ''دو تین دن کا فاقہ ہوا اور کچھ نہیں۔''

میں نے پوچھا: ''قبر میں کچھ سوال وجواب ہوا؟''۔ کہا: ''مجھ سے کسی نے کچھ نہیں پوچھا۔''

میں نے کہا: ''اللہ نے تمہیں بخش دیا؟'' کہا: ''ہاں'' میں نے خیال کیا کہ ان کے کان کے نیچے جو ورم ہو گیا تھا۔ وہ خشک ہو چلا ہے اور وہ بہت خوش ہیں۔ (ابقاءُ المِنن بِا لقَاءِ المِحَن:ص:۱۷۷-۱۷۸)

ائمہ کی بے ادبی کا الزام محض افتراء:۔ رجماً بالغیب مجھ پر یہ طوفان بھی باندھا گیا کہ میں خدانخواستہ ائمہ اربعہ کے حق میں عموماً اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حق میں خصوصاً بے ادب اور نامہذب ہوں۔ حالانکہ یہ محض افتراء ہے، اس کی تکذیب کیلئے میرا رسالہ ''جلب المنفعۃ'' ہی کافی ہے۔ اگر میں ایسا ہوتا تو اپنی کتب میں ہرگز کسی حنفی مسئلہ کو ترجیح نہ دیتا، حالانکہ ''مسک الختام'' اور ''شروح تجریداتِ صحیحین'' وغیرہ میں بہت جگہ میں نے مذہب امام عالی مقام کو راجح لکھا ہے اور دوسرے مذہب کو مذہب مرجوح یا ضعیف یا مردود قرار دیا ہے۔ میں نے تو

کسی کتاب میں بھی مقلدین مذاہب کے حق میں زبان قلم سے طعن وتشنیع کا کوئی لفظ نہیں نکالا چہ جائے کہ حضرات ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے حق میں کوئی ناز یبا کلمہ استعمال کروں ۔سبحنك هذا بهتان عظيم ۔(النور:١٦)

میرا چاروں ائمہ فقہ،جمیع محدثین، جملہ علماء پاک دین کے حق میں اسی طرح کا اعتقاد ہے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین اور تمام سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم کے حق میں ہے۔اگرچہ مجھے یہ معلوم نہیں کہ خدا کے نزدیک ان کے تفاضل درجات کیا ہیں؟ میں ان سب کے حق میں بےادبی کو سم قاتل اور زہر ہلاہل جانتا ہوں۔میں بحمدہٖ تعالیٰ ان لوگوں میں سے نہیں ہوں کہ دنیا کے کتوں سے ڈر کر تقیہ کروں،اگر ایسا ہوتا تو آج مجھے ان آفتوں کا کیوں سامنا کرنا پڑتا،اور نہ میں ریاکار ہی ہوں،اس لیے کہ ریاکاری تو مال وجاہ اور عزت کے حصول کیلئے ہوتی ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے مجھے میرے حوصلہ وہمت سے بڑھ کر دے رکھا ہے، مجھے تحصیل حاصل سے کیا فائدہ؟ بے شک میں اس وقت تک کسی کی مجرد رائے اور اجتہاد کو نہیں مانتا جب تک کہ اسے دلیل سنت کے موافق نہ پاؤں،خواہ اس کا تعلق علم ظاہر سے ہو یا علم باطن سے۔ یہ طریقہ حلت وحرمت کے مسائل میں مطرد ہے۔اور اصولِ عقائد میں متحد۔ رہے وہ امور جن کا تعلق ان دونوں اقسام میں سے کسی کے ساتھ بھی نہیں۔ وہاں میں معانی آیات واحادیث میں جملہ علماء اکابر،صلحاء اور ائمہ سلف کے اقوال واحوال پر اعتماد کرتا ہوں۔خواہ علماء حنفیہ ہوں یا شافعیہ،حنابلہ ہوں یا مالکیہ،علماء صوفیہ ہوں یا مشائخ طریقت۔عوام بلکہ خواص جہلا کا میرے متعلق یہ گمان کہ میں کسی عالم یا ولی اللہ کے حق میں بےادب ہوں،بالکل گناہ محض ہے۔''ان بعض الظن اثم ''(الحجراب:١٢)

''و ان الظن لا يغنى من الحق شيئا''(النجم:٢٨)(ابقاءُ المِنن بِا لْقَاءِ الْمِحَن:ص:١٩١-١٩٢)

تنقید میں راہ اعتدال:۔ وحدت الوجود کا مسئلہ کتاب وسنت کے واضح اور صریح نصوص کی بنیاد پر بے شک وشبہ کفر بواح ہے۔لیکن ہم متعین طور پر اس کے قائل اولیائے کرام کو خواہ وہ مغلوب تھے یا مأوّل،کافر نہیں کہہ سکتے وقس علی ہذا۔ بلکہ اگر نظر غور سے دیکھا جائے کہ جو لوگ اتباع اور متبعین پر طعن یا سب وشتم کرتے ہیں وہ بڑی خطرناک حالت میں ہیں،اس لیے کہ یہ طعن درحقیقت شارع پر پہنچتا ہے۔گو بعض افراد ان متبعین کے ریاکار یا خطاوار ہی کیوں نہ ہوں۔اللہ ورسول ﷺ کے حق میں بےادبی کفر صریح ہے،اللہ اور رسول ﷺ کو گالی دینے والا مرتد اور واجب القتل ہوجاتا ہے۔

تہمت وہابیت:۔ عام رواج کے مطابق مجھ پر مذہب وہابیت کی تہمت بھی لگائی گئی،اور اسی تہمت کو جرمِ عظیم قرار دے کر حکام کے پاس شکایت کی گئی،حالانکہ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی رحمہ اللہ سے،جن کی طرف وہابیت منسوب ہے۔کابراً عن کابرٍ،اباً عن جدٍ مجھے تلمذ یا ارادت کا تعلق نہیں ہے۔سنا گیا ہے کہ وہ ایک حنبلی المذہب عالم تھے۔ان کی تالیفات اس ملک میں مروّج نہیں ہیں۔ ہاں میں نے ان کی صرف ''کتاب التوحید'' دیکھی ہے۔اس میں آیات اور صحاح ستہ کی احادیث کے سوا اور کچھ نہیں،نہ جہاد وقتال کا ذکر ہے،نہ کسی قیل وقال کا،توحید کے موضوع پر ان آیات واحادیث سے زیادہ آیات واحادیث تو مجھے خود معلوم ہیں۔پھر ان کی تقلید کے کیا معنیٰ؟(ابقاءُ المِنن بِا لْقَاءِ الْمِحَن:ص:١٩٣)

انکارِ ولایت کا الزام:۔ بعض لوگوں کو یہ گمان ہے کہ میں اولیاء اللہ تعالیٰ کا معتقد نہیں ہوں،حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے،کیوں کہ ولایت خدا کا وجود کتاب وسنت دونوں سے ثابت ہے۔اور وقوع کرامات پر بھی قرآن وحدیث دلیل ہیں۔پھر انکار کے کیا معنیٰ؟ بلکہ میرے کتاب خانہ میں کتب تفسیر وحدیث کے بعد سب سے زیادہ کتبِ علم تصوف اور طبقاتِ اولیاء کی ہیں۔مثلاً: رسالہ قشیری مع شرح،احیاء العلوم، عربی واردو مع ملخص احیاء،عوارف،تعرف،طبقاتِ کبریٰ،للشعرانی رحمہ اللہ اخبار الاخیار،مدارج السالکین اور قطر الولی وغیرہ۔

میں نے ان کتابوں سے بہت کچھ فائدہ حاصل کیا ہے، بلکہ اس باب میں میری اپنی تالیفات بھی موجود ہیں۔مثلاً ''ریاض المرتاض''، مکارمِ اخلاق ترجمہ ریاض الصالحین،''خیرۃ الخیرہ'' وغیرہ۔

تمام صوفیاء سچے متبع سنت تھے:۔ صوفیہ صافیہ میں سے کوئی شخص کسی خاص مذہب کا مقلد نہ تھا۔یہی وجہ ہے کہ کہا گیا ہے:

''الصوفى لامذهب له۔''''صوفی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا''

''احیاء العلوم'' اور ''فتوحاتِ مکیہ'' کو دیکھو کہ ان میں تقلید اختیار کرنے سے کس قدر تحذیر اور اتباع اختیار کرنے پر کس قدر تحریض ہے۔ سید الطائفہ حضرت جنید رحمہ اللہ نے جو یہ فرمایا ہے تو کوئی مبالغہ نہیں کیا۔

''طریقتنا ھذا مقیدۃ بالکتٰب والسنۃ۔'' ''ہمارا یہ طریقہ کتاب وسنت کے ساتھ مقید ہے۔''

سارے خلف وسلف مشائخ اسی قول وحال پر گزرے ہیں۔ بلکہ اکثر صوفیاء علم ظاہری میں ظاہری المشرب تھے۔ جیسے ابن عربی رحمہ اللہ وغیرہ اور بعض جو کسی مذہب کی طرف منسوب تھے تو وہ بھی بطریق تستر تھے، بطور تحقق نہیں جیسے جیلانی رحمہ اللہ حنبلی کہلاتے تھے، تا کہ عامۃ الناس کے اعتراض سے محفوظ رہیں جو کہ جامد علی التقلید ہوتے ہیں۔ جنید رحمہ اللہ پر جب حقائق توحید کے بیان کی بابت اعتراض اور مواخذہ ہونے لگا تو وہ متستر بفقہ ہو گئے، اور سفیان ثوری رحمہ اللہ کے مقلد ہو کر فقیہہ مشہور ہو گئے۔

تصوف وسلوک کی حقیقت:۔ تصوف وسلوک سے مراد مرتبہ احسان میں استقامت ہے نہ کہ کرامات اور کشوفات ورسوم کا اظہار کہ یہ نہ اصل مقصود ہیں، اور نہ وسائل مقصود، بلکہ مجاہدات اور ریاضات کے ثمرات ہیں۔ کسی کو یہ ثمرہ اس جگہ حاصل ہوتا ہے، اور راسخین فی العلم و العمل کو اُس جگہ ظاہر ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہم سے کرامات کا صدور بہت کم ہوتا تھا۔ اور اولیائے خلف سے بہت زیادہ ظاہر ہوا حالاں کہ کوئی ولی، صحابی کے ادنیٰ مرتبہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اس مسئلہ پر ساری اُمت کا اجماع ہے۔ اگر ''اولیاء الرحمٰن'' اور ''اولیاء الشیاطین'' کے فرق کو سمجھنا ہو تو ''کتاب الفرقان'' کا مطالعہ کرو، اگر تصوفِ صافی ملاحظہ کرنا ہو تو ''مدارج السالکین'' دیکھو، اگر سلوک سنی منظور ہو تو ''ریاض المرتاض'' کفایت کرتی ہے۔ علاوہ ازیں اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم کو دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی گئی لیکن اولیائے کرام کا انجام ہمیں معلوم نہیں وہ صرف خدا کو معلوم ہے کہ کس کا خاتمہ اچھا ہوا اور کس کا اچھا نہ ہوا۔ اپنا کشف اپنے حق میں یا کسی دوسرے کا کشف اپنے حق میں محل وخطا وصواب ہوتا ہے۔ اس لیے کہ کسی کے حق میں ہم جزم کے ساتھ حسن خاتمہ اور وجود جنت کے متعلق نہیں کہہ سکتے۔ اگر چہ ہر مسلمان صادق کے حق میں مغفرت کی اُمید رکھتے ہیں۔ پھر اولیاء کا کیا ذکر کہ وہ تو صفوہ الصفوہ، خیرۃ الخیرۃ اور نخبۃ النخبہ ہیں: ''جعلنا اللہ منھم و حشرنا فی زمرتھم تحت لوآء سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم!(ابقاءُ المِنن بِاِلقاءِ المِحَن:ص:۲۰۰-۲۰۲)

حاسدوں کی طرف سے کچھ اور تہمتیں:۔ حاسدوں اور دشمنوں نے کبھی وضاحت نسب کی تہمت لگائی، کبھی اختیارِ حرفہ کی اور کبھی سابقہ فقر ومسکنت کی۔ لیکن میں بحمدہٖ تعالیٰ ان سب عیوب سے پاک ہوں۔ اس لیے کہ میرے نسب میں بارہ ائمہ اہل بیت میں سے آٹھ تو متصل آتے ہیں۔ اور وہ سب ساری اُمت کے پیشوا تھے۔ پھر مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمہ اللہ سے لے کر آٹھ دس پشت تک ولایت وعلم کا سلسلہ جاری رہا۔ پھر بعض آباؤ اجداد کے پاس بے پناہ ثروت ودولت تھی۔ میرے باپ کے زمانہ سے پھر علم کا شغل غالب آیا۔ چنانچہ اس امامت، ولایت، امارت اور علم کے سوا میرے خاندان میں کسی نے کوئی حرفہ اختیار نہیں کیا۔ اگر چہ میرا اعتقاد ہے کہ حرفہ سب سے افضل کمائی اور رزق حلال و طیب ہے۔ اکثر انبیاء، صلحاء اور علماء امت صاحب حرفہ گزرے ہیں اور وہ اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے اور کتب عقائد میں لکھا ہے کہ

''ہاتھ کی کمائی مستحب ہے اور اس کا منکر بدعتی ہے۔''

لیکن اس جگہ اعدائے نامحمود کے عار کو دفع کرنا مقصود نہیں بلکہ امر واقع کا اظہار مقصود ہے۔ فقر مجھ پر یتیمی کی وجہ سے طاری ہوا تھا۔

''الم یجدك یتیما فاوی o ووجدك ضالا فھدی o ووجدك عائلاً فاغنی'' (الضحیٰ:٦ تا ٨)

میں اس حالت میں بحمدہٖ تعالیٰ رسولِ ملت اور صلحائے اُمت کا ہم صفیر رہا۔ یہ کوئی عار و نار کی بات نہیں۔ ہماری ہستی آدم علیہ السلام سے لے کر اس دم تک ایک مشت خاک ہے۔ آدم علیہ السلام عصیان کے سبب کمالِ فقر ومسکنت کے ساتھ جنت سے نکلے تھے۔ یہاں تک کہ بدن کے کپڑے بھی نہ رہے، وہ بھی اتر گئے۔ ستر کو پتوں سے چھپایا تھا۔ یہی حال ہماری ماں حوا کا تھا۔ اسی طرح سارے انبیاء ورسل علیہم السلام نے بھی فقر کو اختیار کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب فرعونِ لعین سے بھاگ کر چاہِ مدین پر آئے تو بالکل بھوکے، پیاسے اور

محتاج تھے، انہوں نے فرمایا تھا: ''رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر'' (القصص:۲۴) ''یا رب! میری طرف تو جو بھی بھلائی نازل کرے میں اس کی طرف محتاج ہوں۔''

اور ہمارے آنحضرت ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اللھم اجعل رزق آل محمد قوتا'' (متفق علیہ، بخاری:۶۴۶۰۔ مسلم:۱۲۶/ ۱۰۵۵) ''اے اللہ! آلِ محمد ﷺ کے رزق کو قوت بنا دے۔''

قوت مقدار کفاف کو کہتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی درست نہیں کہ ہر فقیر خدا کا ممقوت اور ہر غنی اس کا محبوب ہوتا ہے بلکہ جسے اللہ دوست رکھتا ہے اسے دنیا سے اس طرح بچاتا ہے، جیسے ہم بیمار کو کھانے پینے سے بچاتے ہیں۔ (رواہ ابوسعید مرفوعاً)

بلکہ دنیا تو اہل اسلام وصلاح کی نسبت اہل کفر وفسق کو زیادہ ملتی ہے۔ یہ حالت لائق حقارت نہیں بلکہ قابل فخر ہے۔ اور حدیث حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ میں مرفوعاً آیا ہے، ''الا اخبر کم باھل الجنة کل ضعیف متضاعف لو اقسم علی الله لابره الااخبر کم باھل النار کل عتل جواظ مستکبر۔'' (رواہ البخاری:۶۰۷۱ و مسلم:۴۶/ ۲۸۵۳)

''کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ اہل جنت کون ہیں! ہر کمزور جو لوگوں میں کمزور سمجھا جاتا ہو۔ اگر اللہ پر قسم اٹھائے تو وہ اسے پورا کرے۔ کیا میں تمہیں آگ والوں کی خبر نہ دوں کہ وہ کون ہیں! ہر سخت خو، اکھڑ اور متکبر!''

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے: انه لیاتی الرجل العظیم السمین یوم القیمة لا یزن عند الله جناح بعوضة۔ (رواہ الشیخان، بخاری:۴۷۲۹۔ مسلم:۱۸/ ۲۷۸۵)

''قیامت کے دن ایک بہت بڑا اور موٹا آدمی آئے گا۔ جس کا اللہ کے ہاں مچھر کے پر جتنا بھی وزن نہیں ہوگا۔''

اس کے علاوہ آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''انما الغنی غنی القلب و الفقر فقر القلب'' (رواہ النسائی، مستدرک حاکم:۴/ ۳۲۷۔ فتح الباری:۱۱/ ۲۷۲) ''تونگری دل کی تونگری اور غریبی دل کی غریبی کا نام ہے۔''

یعنی تونگری بدل است نہ بمال۔ (ابقاءُ المِنن بِا لْقَاءِ الْمِحَن: ص:۲۲۳ تا ۲۲۵)

نواب صاحب کو جنت کی بشارت:۔ نواب صاحب جب زیادہ بیمار پڑے تو آپ کی صاحبزادی نواب صفیہ جہاں بیگم نے ایک معتمد کالے خاں کو کچھ تحفے دے کر حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی رحمہ اللہ کی خدمت میں دعائے صحت کیلئے بھیجا، حضرت مولانا نے براہِ راست نواب صاحب کو ایک خط بھیجا، جس میں لکھا تھا کہ آپ ہرگز نہ گھبرائیں، آپ کیلئے قطعی جنت ہے۔ یہ خط نواب صاحب کو دکھایا نہیں گیا۔ نواب نور الحسن خاں صاحب نے اس خط کو پڑھا تو بجائے افسردہ ہونے کے ہنسے۔ کیوں کہ اس خط میں گویا نواب صاحب کے انجام بالخیر ہونے کی بشارت تھی۔ نواب نور الحسن خاں صاحب اور نواب علی حسن خاں صاحب دونوں حضرت مولانا کے مرید ہوگئے تھے۔ اوّل الذکر پر فقر بہت غالب تھا......! (منقول از ہفت روزہ ''الاعتصام'' ۱۲-۱۰ اکتوبر ۱۹۵۰ء بحوالہ ابقاءُ المِنن بِا لْقَاءِ الْمِحَن: ص:۲۵۲)

آخری تالیف تصوف کی خدمت پر:۔ شیخنا المرحوم کی آخری کتاب ''مقالات الاحسان'' ہے۔ یہ کتاب ترجمہ ہے۔ فتوح الغیب کا جو کہ سیّدنا ومولانا حضرت سیّد عبدالقادر گیلانی رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔ جب اس کا طبع ہونا شروع ہوا تو میں نے اور انہوں نے اس کا مقابلہ کیا۔ جب صحت نامہ کا وقت آیا تو وہ بیمار تھے۔ میں نے اور ایک اور شخص نے اس کا مقابلہ ان کے روبرو کیا۔ (ابقاءُ المِنن بِا لْقَاءِ الْمِحَن: ص:۲۵۸)

نواب صاحب مجدد وقت تھے:۔ کسی کے ذاتی وشخصی وصف منقصت یا کمال سے بحث کرنا چنداں ضروری امر نہیں ہے۔ مگر جب وہ ذاتی وشخصی وصف قومی وصف ہو جائے اور اس کا اثر ایک قوم پر پہنچے تو وہ وصف ذاتی وشخصی نہیں رہتا۔ اور اس سے بحث قومی ضروریات سے ہو جاتی ہے۔ مثلاً ایک شخص کسی کی نسبت شہادت دینا چاہتا ہے اور اس کے کلام کا اثر اس کی جان و مال پر پہنچنے والا ہے تو اس کے ذاتی چال چلن سے بحث کرنا ضروری و قومی امر ہے۔ ایسا ہی اگر کوئی شخص کسی قوم کا رہنما ومقتدا ہے اور اس سے عام لوگوں کی ہدایت یا ضلالت متصور ہے تو اس کے

ذاتی حالات سے بحث کرنا ان لوگوں کا اعلیٰ فرض ہے جو قومی امور میں بحث کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

اسی اصول پر محدثین نے سلف سے خلف تک حدیث کے راویوں اور دین کے اماموں کے حالات سے بحثیں کی ہیں۔ اور فن اسماء الرجال میں کتابیں لکھی ہیں۔ اور مؤرخین نے سلاطین زمان وغیرہ اعیان کے حالات میں تاریخیں تالیف کیں۔

اسی اصول پر ہم نے پرچہ سابق (نمبر۴ جلد۶) میں ایک مضمون بعنوان ''نواب صاحب بھوپال اور ان کی بابرکت تالیفات'' لکھا تو اس کے ضمن میں نواب صاحب ممدوح کی نسبت بلا اختیار یہ فقرہ مدحیہ قلم سے نکل گیا کہ ''جناب ممدوح کو بعض علماء نے اس صدی کا مجدد قرار دیا ہے۔''

(ابقاءُ المِنن بِإِلقَاءِ المِحَن:ص:۲۶۸-۲۶۹)

منصب مجدد کے نصوص سے دلائل:۔ واضح ہو کہ یہ لفظ مجدد ایک حدیث نبوی ﷺ کا لفظ ہے جس کو ابوداؤد نے اپنی کتاب سنن میں روایت کیا ہے:

''عن ابی هريرة فيما اعلم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الله يبعث لهذه الامة على راس كل مائة سنة. من يجدد لها دينها'' (سنن ابوداؤد،ص:۳۲۳،جلد:۲،ح:۴۲۹۱)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے خدائے تعالیٰ اِس اُمت کیلئے ہر صدی پر ایسے لوگوں کو پیدا کرے گا جو ان کے دین کو نیا کریں گے۔ (یعنی رواج دیں گے اور قائم کریں گے۔)

اس حدیث کی صحت پر محدثین کا اتفاق ہے گو اس کی تعیین مصداق میں ان کا اختلاف ہے۔ کوئی کسی کو اس کا مصداق بناتا ہے، کوئی کسی کو اور اس لفظ مجدد کے معنی سبھی یہاں بیان کرتے ہیں کہ جو سنت کو بدعت سے جدا کرے اور علم کو پھیلاوے اور بدعات ومنکرات کو ہٹاوے یہ کسی نے نہیں کہا کہ مجدد وہ ہے جو نبیوں کی طرح معصوم ہو، اور کوئی خطایا گناہ نہ کرے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے مرقاۃ الصعود شرح سنن ابوداؤد میں کہا ہے:

''حدیث کے حافظ اس حدیث کی صحت پر اتفاق رکھتے ہیں۔ از اں جملہ حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے مدخل میں اس کی تصحیح کی ہے اور پچھلے اماموں سے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی صحت بیان کی ہے اور فرمایا ہے کہ متقدمین نے بھی اس حدیث کے ذکر سے زبان ہلائی ہے۔ حاکم نے مستدرک میں ابن وہب سے اس نے یونس سے اس نے زہری (تابعی) سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ پھر کہا (زہری) نے فرمایا ہے کہ جب پہلی صدی کا خاتمہ ہونے لگا تو خدا تعالیٰ نے اس اُمت پر عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ (خلیفہ) کے وجود سے فضل کیا یعنی پہلی صدی کا مجدد بنایا، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ زہری کا یہ قول بتا رہا ہے کہ یہ حدیث تابعین کے زمانہ میں بھی مشہور تھی۔ اس میں اس کی سند کی تقویت پائی جاتی ہے۔ باوجودیکہ اس کی سند راوین کی جہت سے بھی قوی ہے۔ ابوجعفر نحاس نے کتاب ناسخ ومنسوخ میں کہا ہے کہ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (تبع تابعین) نے فرمایا ہے مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ خدائے تعالیٰ علماء سے ایسے لوگوں کو پیدا کرے گا۔ جن سے دین کو قوت دے گا۔ میرے خیال میں یحییٰ بن آدم (محدث) ان میں سے ہے۔ ابوبکر بزار نے کہا ہے میں نے عبدالمالک سے سنا وہ کہتے ہیں میں احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے پاس بیٹھا تھا۔ وہاں امام شافعی رحمہ اللہ کا ذکر چل پڑا تو میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ امام شافعی رحمہ اللہ کو اونچا کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ حدیث میں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ اُس اُمت کیلئے ہر صدی پر ایسے لوگوں کو پیدا کرے گا جو دین کو قائم کریں گے۔ سو پہلی صدی پر عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ہوئے اور مجھے امید ہے کہ دوسری صدی کے مجدد امام شافعی رحمہ اللہ ہوں۔ بیہقی نے دوسری سند سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ خدائے تعالیٰ ہر صدی پر ایسے لوگوں کو مقرر کرتا ہے جو لوگوں کو احکام دین سکھاویں اور آنحضرت کی حدیث سے لوگوں کا افترا ہٹا دیں۔ ہم نے خیال کیا تو پہلی صدی میں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور دوسری صدی میں امام شافعی رحمہم اللہ کو پایا۔ ایسا ہی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے ہروی نے اور سند سے روایت کیا ہے۔ اس میں یہ ذکر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ میرے اہل بیت سے خدا ایسے لوگوں کو پیدا کرے گا جو ان کو دین کی بات بتاویں۔''

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

فتاویٰ اہلحدیث

جلداول

از

مجتہد العصر حافظ عبداللہ محدث روپڑی

المتوفیٰ

۱۱ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ ○ ۲۰ اگست ۱۹۶۴ء

شائع کردہ

ادارۃ احیاء السنۃ النبویۃ

ڈی بلاک سٹیلائٹ ٹاؤن سرگودھا

(پاکستان)

اعلام

نام کتاب ———— فتاویٰ اہل حدیث جلد اول
ترتیب وتدوین ———— تلمیذ محدث روپڑی محمد صدیق بن عبدالعزیز سرگودھا
تاریخ اشاعت ———— یکم جنوری ۱۹۷۳ء
تعداد ———— ایک ہزار
قیمت مجلد ———— بائیس روپے
پریس ———— الارشاد پرنٹنگ پریس لاہور
کتابت ———— محمد صدیق تسکین قلم
ملنے کا پتہ ———— ادارہ احیاء السنۃ النبویۃ ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

اعتراف

فتاویٰ اہلحدیث کی پہلی جلد شائع ہوکر احباب تک پہنچ چکی ہے۔ مجھے اعتراف ہے کہ اس میں ایسی فروگذاشت ہوگئی ہیں، جس کی اصلاح اور تذکرہ ضروری تھا۔ اسی طرح حضرت محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کے کئی ایسے تلامذہ کے اسماء گرامی درج نہ ہوسکے جن کا تعارف نہایت ضروری تھا۔ ان میں سے حضرت محدث روپڑی کے بھائی مولانا حافظ عبدالرحمٰن اور دوسرے ابوالسلیم مولانا محمد یوسف صاحب ناظم دارالحدیث راجووال ضلع ساہیوال ہیں۔ اس تساہل پر مرتب ان سے معذرت خواہ ہے۔

(مرتب)

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

فتاویٰ اہلحدیث

جلددوم

از

مجتہد العصر حافظ عبداللہ محدث روپڑی

المتوفیٰ

۱۱ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ ○ ۲۰ اگست ۱۹۶۴ء

شائع کردہ

ادارۃ احیاء السنۃ النبویۃ

ڈی بلاک سٹیلائٹ ٹاؤن سرگودھا

(پاکستان)

اعلام

نام کتاب ———— فتاویٰ اہل حدیث جلددوم
ترتیب وتدوین ———— تلمیذ محدث روپڑی محمد صدیق بن عبدالعزیز سرگودھا
تاریخ اشاعت ———— یکم جنوری ۱۹۷۳ء
تعداد ———— ایک ہزار
قیمت مجلد ———— بائیس روپے
پریس ———— الارشاد پرنٹنگ پریس لاہور
کتابت ———— محمد صدیق تسکین قلم
ملنے کا پتہ ———— اول ادارہ احیاء السنۃ النبویۃ ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

اعتراف

فتاویٰ اہلحدیث کی پہلی جلد شائع ہوکر احباب تک پہنچ چکی ہے۔ مجھے اعتراف ہے کہ اس میں ایسی فروگذاشت ہوگئی ہیں، جس کی اصلاح اور تذکرہ ضروری تھا۔ اسی طرح حضرت محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کے کئی ایسے تلامذہ کے اسماء گرامی درج نہ ہوسکے جن کا تعارف نہایت ضروری تھا۔ ان میں سے حضرت محدث روپڑی کے بھائی مولانا حافظ عبدالرحمٰن اور دوسرے ابوالسلیم مولانا محمد یوسف صاحب ناظم دارالحدیث راجووال ضلع ساہیوال ہیں۔ اس تساہل پر مرتب ان سے معذرت خواہ ہے۔

(مرتب)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے تجدید دین کے یہ معنی ہیں کہ وہ شخص سنت کو بدعت سے ممیّز کرے گا اور علم کو پھیلاوے گا۔اہل علم کی عزت کرے گا اور بدعت کی بیخ کنی کرے گا۔اور اہل بدعت کی شوکت توڑے گا۔

تیسیر شرح جامع صغیر میں ہے:''ان یجدد مفعول یبعث لھا ای لھذہ الامۃ دینھا ان یبین السنۃ من البدعۃ و یعز اھلہ و یقمع البدعۃ و یکسر اھلہ''۔(مرقاۃ)

اس حدیث میں مجدد سے مراد عام ہے ایک آدمی ہو یا کئی ہوں۔وہ ہے جو سنت کی بدعت سے تمیز کرے اور اہل بدعت کو ذلیل۔

ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ان اللہ یبعث لھذا الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من رجلا او اکثر یجدد لھا دینھا ای یبین السنۃ من البدعۃ ویذل اھلھا قال ابن کثیر و یدعی کل قومٍ فی امامھم انہ المراد و الظاھر حملہ علی العلمآء من کل طائفۃ۔(تیسیر شرح جامع الصغیر)

ہر ایک گروہ اس امر کا مدعی ہے کہ اس گروہ کا امام اس حدیث میں مراد اور اس کا مصداق ہے اور ظاہر یہ کہ سبھی گروہ کے علماء کو اس میں داخل سمجھا جاوے۔(ابقاءُ المِننِ بِاِلْقَاءِ الْمِحَن:ص:۲۷۰تا۲۷۳)

نام کتاب:۔فتاویٰ اہلحدیث (جلد اول)
مصنف:۔مجتہد العصر حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ المتوفیٰ ۲۰ اگست ۱۹۶۴ء

درویشانہ سادگی اور تعویذ کا استعمال:۔ حضرت امام عبدالجبار رحمہ اللہ کی خدمت اقدس میں سات آٹھ برس رہنے کی سعادت حاصل ہوئی اور انہی سے ظاہری و باطنی فیوض پائے اور تکمیل دینیات کی سند بھی انہی سے حاصل کی....... کم گو و خاموش طبع تھے، بے معنی اور لایعنی گفتگو سے پرہیز کرتے تھے۔غصے کی بات پر کسی کو گالی نہ دیتے،سادہ لباس پہنتے،داؤدی روزہ یعنی ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔کھانا ایک وقت کا کھاتے۔سفر حضر میں تہجد پڑھتے اور ایک پارہ کی تلاوت کرتے۔فتویٰ اور تعویذ کے سلسلے میں جو لوگ آپ کی خدمت کرتے وہ بہت کم اپنے مصرف میں لاتے بلکہ اس کا بیشتر حصہ نیک جگہوں پر صرف کرتے۔(فتاوی اہلحدیث ج ا ص ۲۲)

کوتاہی عمل پر خواب میں تنبیہ:۔ تلمیذ محدث روپڑی محمد صدیق بن عبدالعزیز ناظم ادارہ احیاء السنۃ النبویۃ سرگودھا بیان فرماتے ہیں کہ وفات سے چند روز پہلے کی بات ہے کہ محدث روپڑی نے (مجھے) فرمایا کہ اخبار تنظیم اہلحدیث میں مطبوعہ فتاویٰ اور میرے پاس غیر مطبوعہ پڑے ہیں۔فقہی ترتیب کے ساتھ ان کو شائع کرنے کا اہتمام کریں۔ان میں سے جن مسائل میں کمی محسوس ہو۔ان کا جواب لکھوالیا جائے۔مگر افسوس کہ یہ کام تغافل کی نظر ہو گیا او آپ کی زندگی میں اس کا آغاز نہ ہوسکا۔

۱۹۶۵ء میں حج بیت اللہ نصیب ہوا حرم میں آرام کی غرض سے لیٹا ہوا تھا۔نیند آ گئی۔خواب میں ملاقات ہوئی آپ رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اشاعت دین میں سستی کیسی؟ آنکھ کھلی آپ کے ان الفاظ کا دل پر ایک اثر تھا اور شائع کرنے کا عزم بالجزم کیا۔(فتاوی اہلحدیث ج ا ص ۱۱)

شریعت،طریقت،حقیقت کی آسان وضاحت:

سوال: شریعت اور طریقت الگ دو مفہوم ہیں یا ایک ہی مفہوم کے دو نام ہیں؟

جواب: یہ مسئلہ بہت تفصیل طلب ہے،ہم اس پر کچھ زیادہ لکھنا چاہتے تھے لیکن عدیم الفرصت کے باعث مختصر مضمون پر اکتفاء کرتے ہیں......

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور اس کے بعد خیر قرون میں شریعت۔طریقت،حقیقت،معرفت وغیرہ کوئی خاص اصطلاحیں نہ تھیں صرف شریعت کا لفظ دین کے معنی میں استعمال ہوتا تھا باقی الفاظ قریباً اپنے لغوی معنی پر تھے۔اس کے بعد جیسے فقہ والوں نے احکام کے درجات بتلانے کی غرض سے فرض واجب وغیرہ اصطلاحات مقرر کیں،اسی طرح صوفیائے کرام رحمہم اللہ نے تہذیب اخلاق یعنی علم تصوف میں سلوک عبد کے درجات ظاہر کرنے کی غرض سے یہ الفاظ مقرر کئے۔مثلاً شریعت عقائد اور ظاہر احکام کا نام رکھا جیسے نماز،روزہ وغیرہ۔طریقت ان پر

عمل کرنے میں ریاضت اور مجاہدہ نفس کرنا اور اپنے اندر اخلاص اور للّٰہیت پیدا کرنا۔ حقیقت ان کے اسرار پر مطلع ہو کر اپنا عمل اس کے مطابق کرنا جیسے شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہنے ''حجتہ اللہ البالغہ'' میں ان احکام کے اسرار لکھے یا نفس اور دل کے امراض پر مطلع ہو کر ہر ایک مرض کا مناسب علاج کرنا اور باطنی صحت کو قائم رکھنے کے اسباب پیدا کرنا۔ معرفت: کشف اور مراقبہ کی حالت ہے جو یقین اور اطمینان قلبی کا اعلیٰ مقام ہے اس وقت اللہ کے سوا کسی شے کی طرف نظر نہیں رہتی اور ذکر الٰہی میں وہ حلاوت اور لذت پاتا ہے کہ کوئی لذت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی بلکہ ذکر الٰہی ایک طرح سے اس کی غذا ہو جاتا ہے جس کے بغیر اس کی زندگی مشکل ہے۔

شریعت اور طریقت کا تلازم:۔ ان چار مراتب کی مثال درخت کی سی ہے۔ مثلاً درخت کے لیے جڑیں اور تنا ہے ان کے بغیر درخت کا وجود ہی نہیں۔ پھر ٹہنیاں اور شاخیں ہیں یہ بھی درخت کے لیے لازمی ہیں۔ پھر پھل ہے پھر اس کی لذت ہے۔ ٹھیک اسی طرح تصوف ہے۔ شریعت کے بغیر تو تصوف کوئی چیز ہی نہیں نہ وہاں طریقت ہے نہ حقیقت نہ معرفت کیونکہ شریعت بمنزلہ جڑ اور تنے کے ہے۔ اس کے بعد طریقت کا مرتبہ ہے جو بمنزلہ ٹہنیوں اور شاخوں کے ہے۔ اس کے بغیر بھی تصوف کالعدم ہے۔ پھر حقیقت پھل کے قائم مقام ہے اور معرفت اس کی لذت کے قائم مقام ہے۔ جیسے درخت پھل اور اس کی لذت کے بغیر کامل نہیں اسی طرح بندہ بھی خدا کے نزدیک کمال کو نہیں پہنچتا جب تک اس کے اندر حقیقت اور معرفت پیدا نہ ہو جائے۔

شرح فتوح الغیب سے وضاحت:۔ یہ چار قسمیں اس وقت ہوں گی جب طریقت کو اور معرفت کو بھی علم تصوف کی شاخیں شمار کریں۔ اگر طریقت کے معنی علم تصوف کے لیں جیسے اکثر صوفیاء استعمال کرتے ہیں تو اُس وقت علم تصوف کی صرف تین قسمیں ہوں گی۔ شریعت، حقیقت، معرفت۔ اگر معرفت کو حقیقت سے الگ شمار نہ کریں بلکہ حقیقت میں داخل کریں تو بھی علم تصوف کی صرف تین قسمیں ہوں گی۔ شریعت، طریقت، حقیقت۔ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ ''شرح فتوح الغیب'' میں فرماتے ہیں دین ایک ہے اور شریعت، طریقت، حقیقت اس کے مراتب اور درجات ہیں (ملاحظہ ہو بلاغ المبین تصنیف شاہ ولی اللہ صاحب ص ۲۵ ملخصاً) شیخ عبدالحق صاحب نے معرفت کو الگ شاخ شمار نہیں کیا گویا اس کو حقیقت میں داخل کر دیا۔

کشف المحجوب سے وضاحت:۔ شیخ علی بن عثمان ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش لاہوری ''کشف المحجوب'' ص ۲۰ میں شیخ محمد بن فضل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں۔ علم تین ہیں۔ علم باللہ، علم من اللہ، علم مع اللہ، یعنی علم توحید، علم شریعت، علم مقامات اولیاء جس کو زہد اور تقویٰ کہتے ہیں۔

''کشف المحجوب'' کے صفحہ ۱۵۹ میں فرماتے ہیں کہ شریعت اور حقیقت میں کسی نے فرق نہیں کیا (کہ آپس میں جدا ہو سکیں) کیونکہ شریعت، حقیقت کے بغیر نہیں اور حقیقت شریعت کے بغیر نہیں۔ اسی لیے کہتے ہیں لا الہ الا اللہ حقیقت ہے اور محمد رسول اللہ شریعت ہے اور شریعت معرفت دونوں حقیقت کی شاخیں ہیں۔ (انتہیٰ)

انہوں (شیخ علی بن عثمان ہجویری رحمہ اللہ) نے بھی علم تصوف کی تین قسمیں کر دی ہیں۔ شریعت، حقیقت، معرفت۔ لیکن ان کے نزدیک حقیقت کا معنی وہ نہیں جو اوپر بیان ہوا بلکہ حقیقت کے معنی علم توحید کے ہیں اسی لیے شریعت اور معرفت کو اس کی شاخیں قرار دیا ہے کیونکہ جو شخص خدا کو نہ مانے اُس کے نزدیک نہ شریعت نہ معرفت کچھ بھی نہیں۔

''کشف المحجوب'' میں ایک اور جگہ علم تصوف کی صرف دو قسمیں ظاہر باطن کر کے دونوں کو حقیقت کہہ دیا ہے چنانچہ ص ۱۶ میں کہا ہے کہ علم کی دو قسمیں ہیں: ظاہری، باطنی۔ ظاہری کے بھی اصول وفروع ہیں۔ باطنی کے بھی اصول وفروع ہیں۔ ظاہری کا اصول کلمہ شہادت ہے۔ '' **اشھدان لا الٰہ الا اللہ و اشھدان محمدًا عبدہ و رسولہ**'' اور فروع لوگوں کے ساتھ معاملات میں درستی رکھنا۔ اور باطنی کا اصول معرفت الٰہی کی تحقیق اور فروع نیت کا نیک اور صحیح کرنا اور ان میں سے ہر ایک کا دوسرے کے بغیر پایا جانا محال ہے۔ ظاہر باطن کے بغیر نہیں پایا جا سکتا اور باطن ظاہر کے بغیر نہیں پایا جا سکتا۔

علم حقیقت کے تین رکن :۔ پھر علم حقیقت کے تین رکن ہیں: ا۔اللہ کی ذات کو جاننا کہ وہ موجود ہے اور ایک ہے۔۲۔خدا کی صفات کو جاننا، اس کے احکام کو ماننا اور بجالانا۔۳۔اس کے افعال کو اور اس کی حکمت کو جاننا (انتہی ملخصاً ص ۱۶)

اس سے معلوم ہوا کہ جیسے طریقت کا استعمال علم تصوف کے معنوں میں ہوتا ہے ایسے ہی حقیقت کا استعمال بھی کبھی ان معنوں میں ہوتا ہے۔

اس کے بعد کشف المحجوب میں فصل باندھ کر لکھا ہے کہ علم شریعت کے بھی تین رکن ہیں۔کتاب مجید، حدیث شریف، اجماع، خداوند تعالیٰ کی ذات، صفات اور افعال کے ثابت کرنے پر خداوند تعالیٰ کا قول ہی دلیل ہے (انتہیٰ ملخصاً ص ۱۶) آگے چل کر سنت اور اجماع کا ذکر کیا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ علم شریعت، علم حقیقت کے دلائل ہیں اسی طرح اور بزرگوں نے بھی ان الفاظ کے معانی انہی کے قریب قریب بیان کیے ہیں۔

شریعت وطریقت آپس میں بالکل جدا نہیں:۔ خلاصہ یہ کہ شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت خواہ الگ الگ شاخیں ہوں یا ایک ہوں اور الگ ہونے کی حالت میں چار ہوں یا کم ہوں کسی صورت میں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے جو ایک دوسرے سے جدا ہونے کے قائل ہیں وہ ان کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔اللہ ان کو سمجھ دے اور راہ راست کی توفیق بخشے۔آمین

محدث روپڑی اور صوفیاء کا استقامت علیٰ الشریعت

وضاحت: آگے شیخ محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ ایک شبہ اور اسکے کئی جوابات کے تحت تفصیل سے اسکی وضاحت فرماتے ہیں کہ طریقت شریعت سے علیحدہ کوئی چیز نہیں اور اسکی تائید میں کبار اسلاف صوفیاء کے اقوال بھی نقل فرماتے ہیں جو خلاصتاً پیش کیے جاتے ہیں۔(از مرتب اثری)

شیخ ابن عربی اور شریعت کی اہمیت:۔ معتبر کتابوں میں جو کچھ ان (اولیاء) کے احوال درج ہیں ان سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے مریدوں کو غیر اللہ کی طرف نظر ڈالنے سے منع کرتے تھے، شیخ الشیوخ ابن عربی رحمہ اللہ ''عوارف المعارف'' میں لکھتے ہیں کہ مرید راست باز اور مخلص بندہ نہیں بنتا جب تک شریعت کی پوری پابندی نہ کرے اور اپنی نظر مخلوق سے نہ ہٹائے۔ابتدائی مراحل طے کرنے والوں پر جو گمراہی کی آفت آتی ہے اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ان کی نظر مخلوق کی طرف ہوتی ہے اور رسول اللہ ﷺ سے ہمیں حدیث پہنچی ہے کہ بندے کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک اس کی نظر میں تمام لوگ سینگنیوں کی طرح نہ معلوم ہوں اور اپنے نفس کو اس سے بھی چھوٹا نہ دیکھے۔

خواجہ بہاؤالدین نقشبندی اور تقاضا توحید:۔ مولانا جامی رحمہ اللہ نے ''نفحات الانس'' میں......خواجہ بہاؤالدین رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ خواجہ بہاؤالدین نقشبند یہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خدا کا مجاور بننا بندوں کے مجاور بننے سے زیادہ لائق ہے۔یعنی مسجدوں میں بیٹھنا چاہیے نہ کہ قبروں پر۔تو قبروں کی پرستش کب تک کرے گا خدا کے مردوں جیسے کام کر یعنی شریعت پر چل۔

سردار اولیاء کا عقیدہ توحید:۔ شاہ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ جو مشائخ کے سردار اور اولیاء اللہ کے سرکردہ ہیں ''فتوح الغیب'' میں فرماتے ہیں جو دنیا اور آخرت میں سلامتی چاہتا ہے وہ صبر اور رضا بالقضاء کو اپنا شیوہ بنائے اور مخلوق کے پاس اپنی مصیبت کی شکایت اور اپنی ضرورتوں کا پیش کرنا ترک کردے اور خدا کی طرف سے کشادگی کا انتظار کرے کیونکہ خدا غیر سے بہتر ہے۔

شیخ عبدالحق دہلوی اور شریعت کی اہمیت:۔ شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ حقیقت شریعت سے الگ نہیں اصل میں شریعت ہے ایمان والے اس کا مشاہدہ کرتے ہیں اور اس کی تہہ میں پہنچتے ہیں۔......

ابوسلیمان دارانی اور سنت کی اہمیت:۔ ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہت دفعہ وجدانی نکتہ مجھ پر کھلتا ہے اور بہت اچھا معلوم ہوتا ہے مگر میں اس کو دو گواہوں عادل کی گواہی کے بغیر قبول نہیں کرتا۔ایک کتاب اللہ اور دوسرا سنت رسول اللہ ﷺ۔

اس بات کو یاد رکھنا چاہیے کہ مراقبہ اور توحید کا مرتبہ شرعی حدود کی حفاظت کے ساتھ صدیقوں اور عارفوں کا مقام ہے جو اہل تحقیق ہیں۔بعض لوگ اس مقام پر پریشان ہو جاتے ہیں بعض اپنے آپ کو دائرہ اسلام سے باہر کر دیتے ہیں۔خلاصہ یہ کہ شریعت طریقت سے الگ

شئے نہیں بلکہ دین ایک ہے اور یہ اس کی شاخیں، مراتب اور درجات ہیں۔ اللہ حق کہتا ہے اور سیدھا راستہ بتلاتا ہے۔

مراقبہ سے اتباع سنت کا حصول:۔ شیخ ابو عبداللہ حارث بن اسدی محاسبی رحمہ اللہ جو علماء و مشائخ میں سے ہیں اور مقتداء میں اہل طریقت میں سے ہیں۔ فرماتے ہیں جس کا باطن مراقبہ اور اخلاص سے صحیح ہو گیا اُس کے ظاہر کو اللہ تعالیٰ ریاضت اور اتباع سنت کے ساتھ خوبصورت کر دیتا ہے۔

شیخ ابو حفص کبیر حداد اور کتاب وسنت کی پابندی:۔ ابو حفص کبیر حداد رحمہ اللہ جو اہل طریقت کے بڑوں سے ہیں۔ فرماتے ہیں جو شیخ اپنے اقوال، افعال اور احوال کو دو ترازو، کتاب وسنت کے ساتھ نہ تولے اور اپنے خیالات پر غلط ہونے کی تہمت نہ لگائے تو اس شخص کا شمار مردوں کے دفتر میں نہ کرو۔

سلطان العارفین اور احتیاط حدود شرع:۔ شیخ ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ جو مشائخ میں سلطان العارفین کے لقب سے پکارے جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ قسم قسم کی کرامات دیا گیا ہے یہاں تک کہ ہوا میں بیٹھتا ہے پانی پر چلتا ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہ کرو جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ امر ونہی کی پابندی اور حدود کی حفاظت اور احکام شرعیہ کی ادائیگی میں کیسا ہے۔

پیشوا اہل طریقت سنت نبوی ﷺ کے قدم بقدم:۔ سید الطائفہ جنید بغدادی رحمہ اللہ جو تمام اہل طریقت کے پیشوا ہیں فرماتے ہیں۔ مخلوق کی سانس کی گنتی کے بقدر خدا کی طرف راستے ہیں اور سب بند ہیں۔ مگر جو رسول ﷺ کے قدم بقدم چلا اس کا رستہ خدا تک پہنچتا ہے۔

ان بزرگوں کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ سنت رسول ﷺ کی پیروی واجب ہے امر ونہی شرعی کی پابندی لازم ہے

(فتاویٰ اہلحدیث جلد نمبر ایک صفحہ نمبر 44 تا 52)

شیخ ابن عربی کے بارے میں راہِ اعتدال

سوال:۔ ابن عربی کے اچھا ہونے کی نسبت علماء مختلف میں فیصلہ کن بات کیا ہے؟

جواب:۔ جب مسائل میں علماء کا اختلاف ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی کسی کی نسبت فتویٰ لگانے میں بھی اختلاف رائے ہو جاتا ہے جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ انسان کی حالت ہمیشہ ایک نہیں ہوتی۔ ایک وقت انسان سے لغزش ہو جاتی ہے تو دوسرے وقت رجوع کر لیتا ہے۔ کسی کو رجوع کا پتہ لگتا ہے۔ کسی کو نہیں لگتا۔ جس کو لگ گیا اس نے اس پر نیک گمان کیا اور دوسرا بدستور بدگمان رہا۔ کبھی غلطی پر اطلاع نہیں ہوتی تو انسان اسی طرح غلطی پر گزر جاتا ہے۔ جن کو حالات کا پورا علم نہیں ہوتا وہ تو صرف غلطی دیکھ کر بدگمان ہو جاتے ہیں اور جو پورے واقف ہوتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ دیدہ و دانستہ اس غلطی پر نہیں تھا۔ بلکہ اس کا باعث بے خبری تھی اور کبھی ایک بات ایک کی نظر میں گمراہی ہوتی ہے دوسرے کی نظر میں گمراہی نہیں ہوتی۔ اس لیے بھی فتویٰ میں اختلاف ہو جاتا ہے۔ غرض اس قسم کے وجوہات پیدا ہو کر اختلاف رائے کا باعث بن جاتے ہیں اور بعض دفعہ ہٹ دھرمی کے طور پر بھی کسی کو اچھا برا کہا جاتا ہے.......

اب ہمیں اس موقعہ پر کیا کرنا چاہیے جو بات ان کی غلط ہے اس کو غلط کہنا چاہیے اور ان کی ذات کی نسبت اس آیت پر عمل کرنا چاہیے۔

تلك امة قدخلت لها ماكسبت ولكم ماكسبتم ولا تسئلون عما كانوا يعلمون۔

یہ امت تحقیق گزر چکی اس کے لیے ہے جو کچھ اس نے کمایا اور تمہارے لیے ہے جو کچھ تم نے کمایا اور تم ان کے عمل سے نہیں پوچھے جاؤ گے۔ (عبداللہ امرتسری روپڑی ۹ فروری ۱۹۶۰) (فتاویٰ اہلحدیث ج1 ص 43)

محدث روپڑی اور مسئلہ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود

سوال:۔ مسئلہ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کی صوفیاء کے نزدیک کیا تعریف ہے؟ اور محققین علماء اس کے کیا معنی مراد لیتے ہیں؟ اور یہ توحید وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کی زمانہ سلف میں تھی یا نہیں؟

جواب:۔مولانا جامی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''نفحات الانس من حضرات القدس فارسی'' کے صفحہ ۷ الغایت صفحہ ۲۰ میں بحوالہ ترجمۃ العوارف باب اول توحید کے چار مراتب لکھے ہیں۔اصل عبارت نقل کر کے اس کا ترجمہ کرنے سے تو بات بہت طویل ہو جائے گی۔اس لیے کسی قدر توضیح کے ساتھ اُردو خلاصہ پر اکتفاء کی جاتی ہے جس کو زیادہ تفصیل کا شوق ہو وہ اصل کتاب ملاحظہ کرے۔

اول توحید ایمانی، دوم توحید علمی، سوم توحید حالی، چہارم توحید الٰہی

توحید ایمانی:۔ عوام کی توحید ہے یعنی کتاب وسنت کے مطابق خدا کو وحدہ لاشریک سمجھنا اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا۔ دل میں اس کا اعتقاد رکھنا اور زبان سے اقرار کرنا اور یہ توحید مخبر صادق کی خبر کے تصدیق کرنے کا نتیجہ ہے اور ظاہری علم سے حاصل ہے اور صوفیاء کرام اس توحید میں عام مومنوں کے ساتھ شریک ہیں اور باقی قسموں میں ممتاز ہیں۔

توحید علمی:۔ باطنی علم سے حاصل ہوتی ہے جس کو علم الیقین کہتے ہیں اور وہ اس طرح ہوتی ہے کہ انسان کا یقین اس حد تک پہنچ جائے کہ موجود حقیقی اور مؤثر مطلق بجز خدا کسی کو نہ جانے تمام ذات وصفات اور افعال کو خدا کی ذات، صفات اور افعال کے سامنے ہی سمجھے۔ ہر ذات کو اس کی ذات کا اثر خیال کرے اور ہر صفت کو اس کی صفت کا پرتو جانے۔مثلاً جہاں علم، قدرت، ارادہ، سننا، دیکھنا پائے ان سب کو خدا تعالیٰ کے علم، قدرت، ارادہ، سننے، دیکھنے کے آثار سے سمجھے۔اسی طرح باقی صفات وافعال کو خیال کرے گویا ظاہری اسباب کا پردہ درمیان میں نہ دیکھے اور سب کچھ مؤثر حقیقی کی طرف سے سمجھے یہاں تک کہ ظاہری اسباب سے متاثر نہ ہو۔مگر چونکہ اس مرتبہ میں حجاب باقی رہتا ہے اس لیے اکثر اوقات نظر ظاہری اسباب کی طرف چلی جاتی ہے جو شرک خفی کی قسم ہے۔

توحید حالی:۔ یہ ہے کہ قریب قریب تمام حجابات درمیان سے اُٹھ جاتے ہیں اور موحد مشاہدہ جمال وجود واحد کا کرتا ہے جیسے ستاروں کا نور آفتاب کے نور میں غائب ہو جاتا ہے اسی (کے) قریب قریب تمام وجودات موحد کی نظر سے غائب ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ توحید کی صفت کو بھی اسی وجود واحد کی صفت دیکھتا ہے اور اپنے مشاہدہ کو بھی اسی وجود واحد کی صفت دیکھتا ہے۔غرض اس کی نظر میں وحدت ہوتی ہے دوئی کا وہاں دخل نہیں رہتا۔اس طریق سے موحد کی ہستی بحرِ توحید کا ایک قطرہ ہو کر اس میں مضمحل ہو جاتی ہے اور ایسی گھل مل جاتی ہے کہ وہاں انتشار نہیں رہتا۔

سرتاج صوفیاء کی توحید:۔ اسی بنا پر جنید بغدادی رحمہ اللہ (سرتاج صوفیاء) نے کہا ہے:۔''**التوحید معنی یضمحل فیه الرسوم ویندرج فیه العلوم ویکون الله کمالم یزل**''

یعنی توحید ایک معنی ہے جس میں رسمی وجود حقیقی وجود میں گھل مل جاتے ہیں اور علوم اس میں مندرج ہو جاتے ہیں۔گویا خدا ویسے کا ویسا ہے کوئی چیز پیدا ہی نہیں کی۔''

یہ توحید مشاہدہ سے پیدا ہوتی ہے اور توحید علمی مراقبہ سے۔مراقبہ ظاہر کی طرف سے توجہ ہٹا کر جمال محبوب کا انتظار ہے اور مشاہدہ محبوب کا دیدار ہے۔توحید علمی میں اکثر لوازم بشریہ باقی رہتے ہیں اور توحید حالی میں تھوڑے باقی رہتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ انسان دنیا میں ترتیب افعال اور تہذیب اقوال کے ساتھ مکلّف ہے اور مکلّف اسی صورت میں رہ سکتا ہے کہ اس کے ساتھ کچھ لوازم بشریہ رہیں جن کا اس کو مقابلہ کرنا پڑے اسی بنا پر ابوعلی دقاق رحمہ اللہ نے کہا ہے۔ ''**التوحید غریم لا یقضی دینه وغریب لایودی حقه**''

''یعنی توحید ایسا قرض خواہ ہے کہ اس کا قرض پورا نہیں ہو سکتا اور ایسا مسافر ہے کہ اس (کی مہمانی) کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔''

دُنیا کی کبھی کبھی خالص حقیقت توحید جس میں یکبارگی آثار اور رسمی وجود گم ہو جاتے ہیں بجلی کی چمک کی طرح نمودار ہوتی ہے اور فی الفور بجھ جاتی ہے اور رسمی وجودات کا اثر دوبارہ لوٹ آتا ہے اور اس حالت میں شرک خفی کا نام ونشان نہیں رہتا۔انسان کے لیے توحید میں اس سے بڑھ کر اور کوئی مرتبہ ممکن نہیں۔

توحید الٰہی:۔ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ خود اپنی ذات میں بغیر اس کے دوسرا اس کی طرف وحدت کی نسبت کرے ازل میں ہمیشہ وحدت

سے موصوف رہا چنانچہ حدیث میں ہے: "كان الله ولم يكن معه شئ" یعنی "خدا تعالیٰ تھا اور اس کے ساتھ کوئی دوسری شئے نہ تھی۔ اور اب بھی اسی طرح ہے اور ابدالآباد اسی طرح رہے گا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے "كل شئ هالك الا وجهه" یعنی ہر شئے ہلاکت والی ہے مگر خدا کی ذات۔ اس آیت میں یہ نہیں کہا کہ ہر شئے ہلاک ہو جائے گی۔ بلکہ "ہالک" کہا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت بھی ہلاکت والی ہے یعنی نیست اور فانی ہے اس کی مثال اس طرح ہے جیسے رسی جلا دی جائے تو اس کے بل بدستور نظر آتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ رسی قائم ہے حالانکہ حقیقت میں رسی فنا ہو چکی ہوتی ہے اور اس حالت کے مشاہدہ کے لیے قیامت کا حوالہ دینا یہ مجوبوں کے لیے ہے ورنہ ارباب بصیرت اور اصحابِ مشاہدہ جو زمان و مکان کے تنگ کوچہ سے گذر کر خلاصی پا گئے یہ وعدہ ان کے حق میں قیامت تک اُدھار نہیں بلکہ نقد ہے یعنی مجوبوں کے لیے جو مشاہدہ قیامت کو ہوگا ارباب بصیرت کے لیے اس وقت ہو رہا ہے۔

یہ توحید الٰہی نقص وعیب سے بری ہے۔ برخلاف توحید مخلوق کے وہ بوجہ نقص وجود کے ناقص ہے۔

وحدت الوجود اور شہود کامل حضوری کا نام ہے:۔ یہ چار قسمیں توحید کی صوفیاء کے ہاں مشہور ہیں۔ اخیر کی دو وہی ہیں جن کے متعلق آپ نے سوال کیا ہے یعنی توحید حالی "وحدۃ الشہود" ہے اور توحید الٰہی "وحدۃ الوجود" ہے۔ یہ اصطلاحات زیادہ تر متأخرین صوفیاء (ابن عربی رحمہ اللہ وغیرہ) کی کتب میں پائی جاتی ہیں۔ متقدمین کی کتب میں نہیں۔ ہاں مراد ان کی صحیح ہے توحید ایمانی اور توحید علمی تو ظاہر ہے۔ توحید حالی کا ذکر اس حدیث میں ہے۔" **ان تعبدالله كانك تراه فان لم تكن تراه فا نه يراك**" یعنی "خدا کی اس طرح عبادت کر گویا کہ تو اُس کو دیکھ رہا ہے۔ پس اگر تو نہ دیکھے تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

یہ حالت چونکہ اکثر طور پر ریاضت اور مجاہدہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اس لیے یہ عقل سے سمجھنے کی شئے نہیں ہاں اس کی مثال عاشق و معشوق سے دی جاتی ہے۔ عاشق جس پر معشوق کا تخیل اتنا غالب ہوتا ہے کہ تمام اشیاء اس کی نظر میں کالعدم ہوتی ہیں۔ اگر دوسری شئے کا نقشہ اس کے سامنے آتا ہے تو محبوب کا خیال اس کے دیکھنے سے حجاب ہو جاتا ہے گویا ہر جگہ اس کو محبوب ہی محبوب نظر آتا ہے خاص کر خدا کی ذات سے کسی کو عشق ہو جائے تو چونکہ تمام اشیاء اس کے آثار اور صفات کا مظہر ہیں اس لیے خدائی عاشق پر اس حالت کا زیادہ اثر ہوتا ہے یہاں تک ہر شئے سے اس کو خدا نظر آتا ہے وہ شئے نظر نہیں آتی ہے جیسے شیشہ دیکھنے کے وقت چہرے پر نظر پڑتی ہے نہ کہ شیشہ پر۔

کشف المحجوب کی تائید:۔ شیخ مخدوم علی ہجویری رحمہ اللہ معروف بہ "داتا گنج بخش" جن کا لاہور میں مزار مشہور ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب "کشف المحجوب" باب مشاہدہ میں صوفیاء کے اقوال اس قسم کے بہت لکھے ہیں جن کا خلاصہ یہی ہے جو بیان ہوا ہے کہ غلبہ محبت اور کمال یقین کی وجہ سے ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ غیر خدا پر نظر ہی نہیں پڑتی۔ اسی طرح دوسرے بزرگوں نے اپنی تصانیف میں لکھا ہے مگر یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ خواص کی دو حالتیں ہیں جلوت اور خلوت۔ جلوت لوگوں سے اختلاط اور میل جول کی حالت ہے اور خلوت علیحدگی اور تنہائی کی حالت ہے جس میں ظاہراً باطناً خدا کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ جلوت میں تبلیغ کا کام ہوتا ہے اور خلوت میں نفس کی اصلاح اور دل کی صفائی ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں سورۃ مزمل کے شروع میں ان دونوں حالتوں کا بیان ہے چنانچہ ارشاد ہے:۔

"**ان نا شئة الليل هى اشدوطئا وّاقوم قيلا ، اِنّ لك فى النّهار سبحا طويلا**"

"رات کا قیام نفس کے لتاڑنے کے لیے سخت ہے اور زبان کو بہت درست رکھنے والا ہے۔ بے شک تجھے دن میں طویل شغل ہے۔"

ان دونوں آیتوں میں ان دونوں حالتوں کا ذکر ہے جن کی یہ دونوں حالتیں قائم ہیں ان کی توریس ہی نہیں اوّل نمبر ان میں انبیاء علیہم السلام کا ہے پھر درجہ بدرجہ ان کے جانشینوں کا ہے۔ (فتاویٰ اہلحدیث ج۱ ص150 تا154)

خواب میں انبیاء سے ملاقاتیں:۔ خوابات میں ملاقات سے انکار نہیں۔ خواب میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوتی ہے مسائل بھی دریافت کر لیے جاتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے بزرگ بھی ملتے ہیں مگر یہ شئے اختیاری نہیں جب خدا چاہتا ہے ایسا ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ اہلحدیث ج۱)

استخارہ اور الہام کی تعریف:۔ جو استخارہ سے معلوم ہوتا ہے وہ بیداری میں ہوتو الہام ہی ہے اور غیر نبی کا الہام دلیل ظنی ہے اور اس میں شیطان کا دخل بھی ممکن ہے اس لیے شریعت کے خلاف ہو تو معتبر نہیں اور کسی پر نیک و بد کا حکم بھی اسی درجہ کا ہوگا جس درجہ کا الہام ہے اگر کسی کامل بزرگ کا ہے تو وہ زیادہ قابل اعتماد ہے ورنہ معمولی ہے۔(عبداللہ امرتسری ۷محرم الحرام ۱۳۵۷)(فتاویٰ اہلحدیث ج1 ص156)

وضاحت: شیخ الحدیث محدث روپڑی ایک سوال کے جواب میں روحانی بقاء اور باطنی نشوونما کی ضرورت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔(از مرتب اثری)

روحانی بقاء کے لیے عبادت کی ضرورت:۔ ’’خدا بے شک ہماری عبادت کا بھوکا نہیں لیکن ہم تو خدا کی عبادت کے بھوکے ہیں جیسے کھائے پیئے بغیر ہماری جسمانی حیات قائم نہیں رہ سکتی۔اسی طرح ہماری روحانی بقاء عبادت کے بغیر نہیں ہوسکتی کیونکہ روحانی بقاء وصال الٰہی سے ہے اور وصال الٰہی عبادت الٰہی سے ہے۔پس اس حیثیت سے عبادت الٰہی کی ہمیں زیادہ ضرورت ہے‘‘۔(فتاویٰ اہلحدیث ج1 ص168)

وضاحت: اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے اسلاف علمی تفوق میں کمال مہارت کے باوجود بھی روحانی بقاء کو وصول الی اللہ میں کتنا معین سمجھا کرتے تھے۔(از مرتب اثری)

تعویذات کا حکم:۔سوال: آیات قرآنی سے تعویذ گلے میں ڈالنا یا بازو پر باندھنا جائز ہے یا نہیں؟ جواز یا عدم جواز پر قرآن وحدیث سے کیا دلیل ہے؟(السائل:۔حاجی ابراہیم حسین سیٹھ بنگلور مورخہ ۲۳۔۱۲۔۴۰)

جواب:۔مشکوٰۃ میں ہے:۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ وہ اپنے دادا سے(عبداللہ بن عمرؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو اپنی نیند میں گھبرائے وہ یہ کلمات پڑھے ’’اعوذ بکلمات اللہ التامات من‘‘الخ یعنی میں خدا کے پورے کلمات کے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں اس کے غضب سے اس کے عذاب سے اس کے بندوں کے شر سے شیاطین کے وسوسوں سے اور اس سے کہ میرے پاس حاضر ہوں۔پس وہ خواب اس کو بالکل نقصان نہیں دے گا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے جو بالغ ہوجاتا،عبداللہ بن عمرؓ اس کو یہ کلمات سکھا دیتے اور جو نابالغ ہوتا کاغذ پر لکھ کر اس کے گلے میں ڈال دیتے۔(مشکوٰۃ باب الاستعاذہ ص۲۱۷)

وضاحت از محشی: بعض کہتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تعویذ ڈالنا ہو تو نابالغوں کو ڈالو۔بالغوں کو نہ ڈالو۔مگر یہ کہنا ٹھیک نہیں کیونکہ اگر بالغوں کے لیے ناجائز ہوتا تو نابالغوں کے لیے بھی ناجائز ہوتا جیسے سونا چاندی ریشم وغیرہ کیونکہ عموماً چھوٹے بڑوں کے لیے اس قسم کے احکام یکساں ہوتے ہیں۔خاص کر جہاں ان پڑھ اس بارہ میں بچوں کے حکم میں ہیں۔کیونکہ ان کو پڑھنا مشکل ہے ہاں اس سے یہ ضرور نکلتا ہے کہ پڑھنا افضل ہے حتی الوسع اس کی کوشش چاہیے۔(فتاویٰ اہلحدیث ج اص189 ملخصاً)

غیر مسلم کے لیے تعویذ کا جواز:۔ سوال:۔غیر مسلم کو ایسا تعویذ دینا جائز ہے جس میں قرآن مجید کے الفاظ بسم اللہ وغیرہ ہوں؟

جواب: اس سے پرہیز چاہیے حدیث میں ہے کہ دشمن کی زمین میں قرآن مجید نہ لے جاؤ۔ایسا نہ ہو وہ اس کی بے ادبی کرلے اور آیت کریمہ ’’لا یمسہ الا المطھرون‘‘ میں اس کی مؤید ہے کہ کافر کا ہاتھ قرآن مجید کو نہ لگنا چاہیے میرا عمل اسی پر ہے آیت کی بجائے اس کا ترجمہ لکھ کر دیتا ہوں۔(شیخ الحدیث عبداللہ امرتسری روپڑی ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۵۹ء)(فتاویٰ اہلحدیث ج اص201)

معجزات اور کرامات کا ثبوت:۔ سوال:۔معجزات کے دکھلانے سے حضرت کا انکار اور خلفاء راشدین کے حالات میں اتنی کرامات کا ذکر نہیں۔جتنی کرامات دوسرے بزرگوں کے متعلق بیان کی جاتی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب:۔معجزات آپ ﷺ نے بہت دکھلائے ہیں جن کی تفصیل قرآن وحدیث میں ہے جنگ بدر میں ۳۱۳ کا بغیر سامان جنگ کے ہزار آدمی مسلح پر غالب آنا۔پھر اسی جنگ میں مسلمانوں کا کافروں کو اپنے سے دوگنا نظر آنا اور مسلمانوں کو کافروں کا تھوڑے نظر آنا یہ معجزہ قرآن میں ہے۔ہزار فرشتہ بلکہ پانچ ہزار فرشتے کے اُترنے کا بھی ذکر ہے، پھر مٹھی بھر کنکروں کا پھینکنا جو سب کفار کی نظر میں پڑ گئیں اور چاند کا

دو ٹکڑے ہونا یہ بھی قرآن میں موجود ہے، احادیث میں بے حساب معجزات کا ذکر ہے اس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم کی کرامتیں بھی بے شمار ہیں معجزات اور کرامات حسب ضرورت ظاہر ہوتے ہیں۔ان کی کمی بیشی روحانیت کی کمی بیشی سے نہیں ہوتی بلکہ جیسے جیسے موقع آ پڑتے ہیں خدا تعالیٰ خرق عادت کے ذریعے سے ان موقعوں کو نبھانا چاہتا ہے تو خرق عادت ظاہر کر دیتا ہے۔رہا بعض دفعہ معجزہ دکھلانے سے انکار تو اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ جب دیکھا کہ ضرورت نہیں یا اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔معجزہ دکھلانے سے انکار کر دیا۔

(عبداللہ امرتسری روپڑی ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ بحوالہ: فتاویٰ اہلحدیث ج اص 225)

وضاحت از مرتب اثری:۔ہم اہلحدیث حضرات پر معجزے اور کرامات کا منکر ہونے کا الزام لگانے والے قیامت کی جوابدہی سے ڈریں کہ وہ ان نفوس کے سامنے کیا جواب دیں گے جو ہمیشہ اظہار حق کے لیے پیش پیش رہے۔

تبرک باآثار صالحین:۔ تبرک باآثار صالحین سے کسی کو انکار نہیں لیکن اسی طریق پر ہونا چاہیے۔جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم یا خیر قرون نے حاصل کیا۔...... (فتاویٰ اہلحدیث ج اص 347)

نام کتاب:۔فتاویٰ اہلحدیث (جلد دوئم)
مصنف:۔مجتہد العصر حافظ عبداللہ محدث روپڑی المتوفی ۲۰ اگست ۱۹۶۴ء

ننگے سر نماز پڑھنا:۔ **سوال**:۔کیا ننگے سر نماز جائز ہے۔رسول اللہ ﷺ سر پر ٹوپی رکھتے یا نہ رکھتے۔اگر رکھتے تو نماز کے وقت سر سے اُتار کر زمین پر یا جیب میں رکھ کر ننگے سر نماز پڑھتے یا ٹوپی پہن کر نماز پڑھتے۔

(وضاحت از مرتب اثری) اس سوال کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے اور حد ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے شیخ الحدیث ارشاد فرماتے ہیں کہ" عام حالت سلف یہی تھی کہ وہ پگڑی اور ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھتے"۔(فتاویٰ اہلحدیث ج ۲ ص 17)

محدث روپڑی کا احترام رسالت ﷺ:۔**سوال**: زید کہتا ہے:" **اللهم صلّ علی سیّدنا محمد وعلیٰ اٰل سیدنا محمد وبارك وسلم**" یہ درود پڑھنا جائز نہیں کیونکہ سید کا لفظ کسی حدیث میں نہیں آیا۔اس واسطے یہ منع ہے۔عمرو کہتا ہے کہ یہ درود پڑھنا جائز درست ہے۔سیدنا کا لفظ شرافت وفضیلت کے لیے پڑھے تو کوئی منع نہیں۔(صدور دین)

جواب: حدیث میں ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تلبیہ میں بعض الفاظ اپنی طرف سے زیادہ کر دیا کرتے تھے۔امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جو کچھ زیادہ کیا۔وہ جائز ہے لیکن رسول ﷺ کے لفظ پر اکتفاء کرنا مجھے زیادہ محبوب ہے۔اس بنا پر اگر جائز لفظ بڑھا لے تو کوئی حرج نہیں۔ہاں بہتر آپ ﷺ کے الفاظ پر اکتفاء ہے اور سید کا لفظ آپ ﷺ کے حق میں جائز ہے۔چنانچہ فرمایا۔

"**انا سیّد ولد ادم یوم القیمة**"(مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین) یعنی" میں اولاد آدم کا سردار ہوں قیامت کے دن"

ایک حدیث میں ہے۔صحابہ رضوان اللہ علیہم نے آپ ﷺ کو سیدنا (ہمارے سردار) کہا تو فرمایا سید، اللہ تعالیٰ ہے پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا آپ ﷺ ہمارے افضل ہیں۔تو فرمایا یہ اس کا بعض کہو۔(مشکوۃ باب المفاخرہ فصل ۲)

خیر جواز میں تو کوئی شبہ نہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ زیادہ نہ کرے۔(عبداللہ امرتسری روپڑی ۱۲ شوال ۱۳۵۸ھ۔۲۴ نومبر ۱۹۳۹ء)

(فتاویٰ اہلحدیث ج ۲ ص 185)

قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا افضل ہے:۔ **سوال**:۔میت کو قبر میں دفن کرنے کے بعد قبر پر کھڑے ہو کر دعا کرنا نبی اکرم ﷺ کے قول وعمل سے ثابت ہے یا نہیں؟ (تاج الدین موضع بڈھا گوار یہ ضلع گوجرانوالہ)

جواب:۔میت کو قبر میں دفن کرنے کے بعد قبر پر کھڑے ہو کر دعاء کرنے کی حدیث مشکوٰۃ وغیرہ میں موجود ہے۔اُس کے الفاظ یہ ہیں۔

فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

فتاویٰ اہلحدیث

جلد سوم

از

مجتہد العصر حافظ عبد اللہ محدث روپڑی

المتوفیٰ

۱۱ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ ۲۰ اگست ۱۹۶۴ء

شائع کردہ

ادارہ احیاء السنۃ النبویۃ

ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

(پاکستان)

اعلام

نام کتاب ________ فتاویٰ اہل حدیث جلد سوم

ترتیب و تدوین ________ تلمیذ محدث روپڑی محمد صدیق بن عبد العزیز سرگودھا

تاریخ اشاعت ________ یکم جنوری ۱۹۷۲ء

تعداد ________ ایک ہزار

قیمت مجلد ________ بائیس روپے

پریس ________ الارشاد پرنٹنگ پریس لاہور

کتابت ________ محمد صدیق تسکین رقم

ملنے کا پتہ ________ ادارہ احیاء السنۃ النبویۃ ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

اعتراف

فتاویٰ اہلحدیث کی پہلی جلد شائع ہو کر احباب تک پہنچ چکی ہے۔ مجھے اعتراف ہے کہ اس میں ایسی فروگذاشتیں ہو گئی ہیں، جس کی اصلاح اور تذکرہ ضروری تھا۔ اسی طرح حضرت محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کے کئی ایسے تلامذہ کے اسماء گرامی درج نہ ہو سکے جن کا تعارف نہایت ضروری تھا۔ ان میں سے حضرت محدث روپڑی کے بھائی مولانا حافظ عبد الرحمن اور دوسرے ابو السلیم مولانا محمد یوسف صاحب ناظم دار الحدیث راجووال ضلع ساہیوال ہیں۔ اس تساہل پر مرتب ان سے معذرت خواہ ہے۔

(مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حیات الشیخ السید میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مصنف:۔ پروفیسر محمد مبارک (کراچی)

نام کتاب:۔ حیات الشیخ السید میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مصنف .... پروفیسر محمد مبارک

اشاعت ....

تعداد ....

مطبع .... کراچی

قیمت ....

یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دفن میت سے فارغ ہوکر قبر پر کھڑے ہوتے اور فرماتے اپنے بھائی کے لیے دعائے بخشش کرواوراس کے لیے بارگاہ ایزدی میں ثابت قدمی کی درخواست کروو ہ اس وقت سوال کیا جاتا ہے۔

لیکن عام طور پرلوگ دعا اُس کو سمجھتے ہیں جس میں ہاتھ اُٹھائے جائیں حالانکہ دعا ہاتھ اٹھائے اور بغیر ہاتھ اٹھائے دونوں صورتوں میں ہوتی ہے مثلاً نماز کے اندر بین سجدتین اور بعض دفعہ قیام میں بلا ہاتھ اٹھائے دعا ہوتی ہے اس طرح قبر پر اختیار ہے ہاتھ اٹھا کر دعا کرے یا بغیر ہاتھ اٹھائے ہاں ہاتھ اٹھانا آداب دعا سے ہے اس لیے اٹھانا بہتر ہے مگر لازم نہ سمجھے اور اگر کوئی ہاتھ نہ اٹھائے تو اس پر اعتراض نہ کرے جیسے فرضوں کے بعد کی دعا میں کوئی ہاتھ نہ اٹھائے تو ناواقف لوگ اعتراض کرتے ہیں۔(فتاویٰ اہلحدیث ج ۲ ص 466)

شہید کی لاش کومٹی کا نہ کھانا:۔ **سوال:** ۔شہید کی لاش کو قبر میں مٹی یا دیمک وغیرہ کھاتی ہے یا نہیں؟

جواب:۔شہداء کے جثوں کے متعلق قرآن مجید وحدیث میں تشریح نہیں آئی کہ ان کو قبر میں مٹی کھاتی ہے یا نہیں۔البتہ انبیاء علیہم السلام کے اجساد کے متعلق حدیث میں تصریح آئی ہے۔ ''ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء''(ابن ماجہ باب ذکر وفات النبی ﷺ)

''اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے جثوں کو زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ ان کو کھائے'' ہاں! بعض واقعات اس قسم کے پائے گئے ہیں کہ بزرگوں کی لاشوں کو مٹی نے نہیں کھایا جن میں سے بعض شہید ہیں اور بعض غیر شہید۔

(شیخ الحدیث عبداللہ امرتسری روپڑی ۲۷ رمضان ۱۳۵۳ء جنوری ۱۹۳۵ء)(فتاویٰ اہلحدیث ج ۲ ص 492)

نام کتاب:۔فتاویٰ اہلحدیث (جلد سوئم)
مصنف:۔مجتہد العصر حافظ عبداللہ محدث روپڑی المتوفیٰ ۲۰ اگست ۱۹۶۴ء

ایصال ثواب کے لیے قرات قرآن:۔ دفن کے وقت سر کی طرف شروع آیات سورۂ بقرہ کی اور پاؤں کی طرف اخیر آیات بقرہ کی پڑھنے کا ذکر آیا ہے اس طرح کی بعض روایتیں دیگر سورتوں وآیتوں کی بابت بھی وارد ہوئی ہیں۔جو زیادہ تر ضعیف ہیں خیر ان پر کوئی عمل کرے تو منع نہیں۔(عبداللہ امرتسری از روپڑی)(فتاویٰ اہلحدیث ج3 ص 422)

قرآن مجید سے تعویذ لکھنا:۔سوال: ۔کیا قرآن مجید سے آیت لکھ کر تعویذ دینا جائز ہے؟

جواب: ۔قرآن مجید کی آیت کا تعویذ ادب کرنے والے نمازی کو لکھ کر دینے میں کوئی حرج نہیں مڑھالیا جائے تاکہ پردہ میں رہے پیشاب،ہمبستری کے وقت اتارلیا جائے۔(عبداللہ امرتسری روپڑی)(فتاویٰ اہلحدیث ج3 ص 419)

نام کتاب:۔حیات الشیخ السید میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ
مصنف:۔از:پروفیسر محمد مبارک،کراچی

شیخ الکل کے استاد کی بیعت طریقت:۔ شیخنا وشیخ الکل نے ۱۷ سال کی عمر میں تعلیم کے لیے صوبہ بہار کے ''مدینۃ العلم''،عظیم آباد کے پٹنہ محلّہ صادق پور میں شاہ محمد حسین رحمہ اللہ کے پاس پہنچ کر تعلیم شروع کی۔اس مدرسہ میں مشکوٰۃ اور قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا۔

(شیخ الکل کے استاد محترم) شاہ محمد حسین بن شاہ محمد معز ۱۲۰۳ھ ۸۹۔۸۸ ۱۷ء کو پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے چچا شاہ محمد کریم سے حاصل کی اور ان سے بیعت بھی کی۔بعد میں اپنے پہلے مرشد کی اجازت سے سید احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ان کی شادی دیورہ (ضلع گیا) کے غلام مجتبیٰ کی دختر سے ہوئی اس شادی کے ذریعے وہ بھاگلپور کے مشہور ومعروف بزرگ شہباز کے خاندان سے بھی مربوط ہوگئے وہ سید احمد رحمہ اللہ کے اولین خلفاء میں سے تھے۔آپ کی خلافت کے متعلق ڈاکٹر قیام الدین صاحب تحریر کرتے ہیں۔

استاد محترم کی بیعت اصلاح میں سند خلافت:۔ وہ نایاب سند جو سید احمد رحمہ اللہ نے ان کو دی تھی اس کی ایک نقل اب بھی موجود

ہے۔اس کے کچھ ضروری اجزاء کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم۔ اُن لوگوں کو جوراہِ خدا کے جویاں (متلاشی) ہیں بالعموم، اور اُن لوگوں کو جو حاضر وغائب سید احمد کے دوست ہیں بالخصوص، معلوم ہو کہ جو لوگ بیعت کے ذریعے سے مقدس نفوس کے ہاتھوں پر بیعت کر کے مرید ہو جاتے ہیں ان کا مقصد اللہ کی رضا حاصل کرنا ہے اور یہ موقوف ہے اس کے رسول ﷺ کے احکام کی پیروی پر جو یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ رضائے الٰہی کا راستہ شریعت رسول ﷺ کے اتباع کے بغیر بھی مل سکتا ہے وہ باطل پر ہے اور فریب خوردہ ہے۔اس کا دعویٰ غلط اور نا قابل التفات ہے۔

وہ سب لوگ جو اللہ کے طالب ہیں ان کے لیے مناسب ہے کہ ان باتوں کو اپنے سامنے رکھیں اور ایک دوسرے سے مل کر عمل کریں۔اور یہ عمل بالخصوص شاہ محمد حسین رحمہ اللہ کے تعاون سے کریں جنہوں نے مجھ سے بیعت کر کے اس کا اقرار کیا ہے اور جن کو میں نے یہ ساری باتیں پوری طرح بتا دی ہیں اور ان کو اختیار دیا ہے کہ وہ تم سے بھی ایسے اقرار لیں اور میری جگہ یہ پاکیزہ عادات واطوار تمھیں سکھائیں۔اس لیے شاہ محمد حسین رحمہ اللہ موصوف کو مناسب ہے کہ ان احکام کو اختیار کریں جو ان کو بتا دیئے گئے ہیں۔اپنے جسم و جان سے خدا کی طرف رجوع کریں اور ان احکام کے ظاہر و باطن پر عمل کر کے شرک و بدعات کی ہر گرد کو جھاڑ دیں جو اُن کے دامن پر پڑی ہو اور لوگوں کو راغب کریں۔کہ ان سے بیعت کر کے عہد و اقرار کریں۔خدا کرے میں اور میرے سارے رفقاء اس گروہ میں شامل ہو جائیں جو توحید کے معتقد اور شریعت کے متبع ہیں۔(ملخصاً)

مہر (اسمہٗ احمد ۱۲۳۵ھ)

(حیات الشیخ السید میاں نذیر حسین محدث دہلوی ص3)

شیخ الکل کا علمی سفر:۔ شاہ عبدالعزیز محدث رحمۃ اللہ علیہ سے اخذ حدیث کا ارادہ کر کے دہلی روانہ ہوئے۔

۱۳ رجب ۱۲۴۳ھ مطابق ۳۰ جنوری ۱۸۲۸ء بروز بدھ دہلی پہنچے تو عبدالعزیز رحمہ اللہ کا انتقال ہو چکا تھا۔مسند ولی اللہ پر پیر شاہ محمد اسحاق رحمہ اللہ درس دیتے تھے۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ کے درس میں شامل ہونے سے پہلے مفتی عبدالخالق صاحب رحمہ اللہ سے استفادہ کرتے رہے۔

اپنے مشفق استاد مفتی عبدالخالق صاحب سے فراغت کے بعد شاہ محمد اسحاق رحمہ اللہ کے درس میں داخل ہو گئے شاہ صاحب رحمہ اللہ نے جب ۱۹۴۱ء میں ہندوستان سے ہجرت کی تو نظر انتخاب سید محمد نذیر حسین بہاری رحمہ اللہ پر پڑی اس لیے آپ کو اپنی مسند حدیث پر درس دینے کی اجازت دی جس کے متعلق ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی لکھتے ہیں:

"مدرسے کے دوسرے معلم مولوی عبدالخالق رحمہ اللہ کے داماد شمس العلماء علاعلامہ سید نذیر حسین رحمہ اللہ تھے جن کے علم وفضل کا یہ مرتبہ تھا کہ حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب رحمہ اللہ مہاجر مکی نے ہجرت کے وقت افادہ وافتاء اور تدریس کی خدمت ان کے سپرد کر کے اپنا خلیفہ وجانشین مقرر فرمایا تھا"۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور دیگر ائمہ کا احترام:۔ شیخ الکل محدث کبیر میاں نذیر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے جب یہ سوال کیا گیا کہ ائمہ اربعہ کی نسبت تمہارا کیا عقیدہ ہے؟ آپ نے فرمایا ہم انھیں اپنا سرتاج و پیشواء اور برسرِ حق سمجھتے ہیں اور ان میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو سب سے زیادہ قابل احترام سمجھتے ہیں۔

سوانح نگار کے مطابق آپ نے بات کو سمیٹتے ہوئے اس بیان پر اکتفاء کی کہ"ہمارا عقیدہ اہل سنت والجماعت کا ہے ائمہ اربعہ کو ہم مانتے ہیں، چاروں کو ہم حق پر سمجھتے ہیں۔امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو اپنا پیشوا جانتے ہیں۔ان کے بغض کو خلاف شیوہ ایمان سمجھتے ہیں"۔

(حیات الشیخ السید میاں نذیر حسین محدث دہلوی ص٦٠)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ (سورہ مریم)

مخدوم العلماء

مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

(۱۸۹۵ء - ۱۹۶۳ء)

ترتیب و تالیف

محترمہ سعدیہ ارشد بنت حافظ محمد ارشد صاحب

۱۹۸۹ء میں ایم اے علوم اسلامیہ (پنجاب یونیورسٹی) کے لیے لکھا گیا مقالہ

ناشر: دار الدعوۃ السلفیۃ

ملنے کا پتہ: انجمن اسلامیہ سلفیہ

نام ---------- مولانا محمد اسماعیل سلفی

جمع وترتیب ---------- سعدیہ ارشد

باہتمام ---------- احمد شاکر/المکتبۃ السلفیۃ لاہور

مطبع ---------- پرنٹ یارڈ پرنٹرز

طبع اول ---------- نومبر 2002ء

ناشر ---------- دار الدعوۃ السلفیۃ لاھور

قیمت ---------- /- روپے

بسم الله الرحمن الرحيم

تحریک پاکستان اور اہل حدیث

تالیف: مولانا عبدالعظیم انصاری

نام کتاب:۔ تحریک پاکستان اور اہل حدیث

مصنف ________ مولانا عبدالعظیم انصاری

اشاعت ________

تعداد ________

قیمت ________

مطبع ________

نام کتاب:۔سوانح مخدوم العلماء مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ
تالیف:۔محترمہ سعدیہ ارشد بنت حافظ محمد ارشد صاحب

ذکر اولیاء کے وقت رحمت کا نزول:۔(ناشر اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں)

"تنزل الرحمة عند ذکر الابرار"ایک مشہور عربی مقولہ محاورہ ہے۔لیکن افسوس کہ قیام پاکستان کے بعد جماعت اہل حدیث اس انداز کے نزول رحمت سے محروم ہی رہی۔گزرنے والی نصف صدی میں بھی ہمیشہ کی طرح جماعت اہل حدیث کا دامن ہر قسم کے شعبہ ہائے حیات کے گنج ہائے گرانمایہ سے بھرا رہا،منبر خطابت ہو یا فن مناظرہ،میدان تحقیق ہو یا درس وتدریس،شروح احادیث ہوں یا علمائے متقدمین کے جواہر پاروں کی ترتیب وتدوین،تبلیغ دین ہو یا جماعت کی تنظیم،ملکی سیاسیات ہوں،یا عوامی بہبود کے رفاہی کام،اگر یوں کہا جائے کہ خیالات وآراء کی جکڑ بندیوں سے آزادی کے باعث اہل حدیث نے جس ذمہ داری کو بھی اٹھایا ان پر جو ذمہ داری بھی ڈالی گئی وہ ہم عصر سے بہت بہتر اس ذمہ داری سے عہدہ برآء ہوئے،لیکن من حیث الجماعت ہم نے نہ ان کے حالات اکٹھے کیے اور نہ ان کی خدمات مرتب کیں حالانکہ اسلاف کے حالات وخدمات ہی اخلاف کے لیے مینارہ نور ہوتے ہیں۔(سوانح مولانا محمد اسماعیل سلفی ص 15)

الولدالصالح کی بشارت:۔حضرت مولانا محمد ابراہیم رحمہ اللہ بڑے عابدوزاہد بزرگ تھے۔اپنے خاندانی ورثہ یعنی فن کتابت وحکمت میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔فن نسخ اور نستعلیق دونوں میں ماہر تھے۔

آپ کی کوئی اولاد نہ تھی آپ نے اپنے استاد گرامی حضرت مولانا حافظ عبدالمنان صاحب رحمہ اللہ سے دعا کی درخواست کی کہ اللہ رب العزت اولاد عطا فرمائے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت حافظ صاحب کی دعا کو شرفِ قبولیت سے نوازا اور حافظ صاحب رحمہ اللہ کو مولانا محمد ابراہیم رحمہ اللہ کے ہاں ایک فرزند ارجمند کی ولادت کی بشارت دی گئی۔اس بشارت کا ذکر حضرت حافظ صاحب رحمہ اللہ نے اس سند میں بھی کیا ہے جو تحصیل علم کے بعد انہوں نے مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ کو عطا فرمائی تھی۔اس سند میں حافظ صاحب نے مولانا کو"الولدالصالح"کے نام سے یاد کیا ہے۔(سوانح مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ ص25)

سادگی،فروتنی اور تواضع کا مرقع:۔ درویشی،سادگی،فروتنی اور تواضع کا مرقع تھے۔قدرت نے انہیں بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا،ان کا آئینہ قلب صاف تھا۔گمنامی کی صفوں سے اٹھے اور اپنی سعی،خلوص،مسلسل محنت اور علمی لگن سے شہرت کے آسمان تک گئے۔

علمائے ہند حضرت کی شخصیت کی اہمیت کو بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں آپ جامع الصفات شخصیت تھے۔اکابر کی جملہ صفات آپ کی ذات میں جمع ہوگئی تھیں۔اس قدر اونچی شخصیت ہونے کے باوجود غرباء سے آپ کو بے حد محبت تھی۔نمود ونمائش سے سخت پرہیز تھا۔۲۱ فروری کو۲ بجے جب ان کا جنازہ اٹھا تو گردوپیش کی چھتوں اور چوباروں سے عورتوں کے نالہ ہائے ماتم کے علاوہ تقریباً ایک لاکھ ماتم گساروں کے چہرے اشکبار تھے۔نظر کے سامنے تھا کہ اللہ والوں کا جنازہ یونہی اٹھا کرتا ہے۔

شیخ سلفی کی قناعت پسندی:۔سوانح نگار حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کے اخلاق اور قناعت پسندی کے متعلق فرماتے ہیں کہ ابتداء میں حضرت کی تنخواہ صرف 25 روپے تھی مگر کبھی تنخواہ بڑھانے کا مطالبہ نہیں فرمایا۔بارہا زیادہ تنخواہ پر ملک وبیرون ملک سے پیشکش ہوئی تو فرماتے کہ منڈی یا مارکیٹ میں نہیں آیا ہوں کہ میری قیمت مقرر کی جائے۔

مسلکی اختلاف میں اعتدال:۔ علم کے ساتھ حلم کا جوہر بھی حضرت رحمہ اللہ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ایک دفعہ مولانا حاجیوں کو رخصت کرنے کے لیے لاہور تشریف لے گئے۔نماز کا وقت ہوگیا۔اسٹیشن کے بالا میدان میں جماعت کرانے لگے تو ایک بوڑھے نے کہا کہ میری نماز آپ کے پیچھے نہیں ہوتی۔آپ نے رومال اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور پیچھے ہٹ گئے اور کہا بابا جی آپ جماعت کرائیں میری نماز آپ کے پیچھے ہو جاتی ہے۔وہ بوڑھا شرمندہ ہوگیا اور معافی مانگی اور پھر اصرار کر کے حضرت کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ہم عصر علماء سے آپ کا برتاؤ

مثالی تھا۔ یہ ممکن نہ تھا کہ کوئی شخص آپ کے پاس بیٹھے اور اثر قبول نہ کرے۔ دوران جیل آپ کی معیت مولانا ابوالحسنات کو نصیب ہوئی۔ آپ مسجد وزیر خان کے امام اور پکے بریلوی تھے اور اہل حدیث کو کافر تک کہنے سے گریز نہیں کرتے تھے۔ مگر جب والد گرامی سے ملاقات ہوئی تو ایسے گرویدہ ہوئے کہ کئی دفعہ گوجرانوالہ میں ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ (سوانح مولانا محمد اسماعیل سلفی ص32)

اتحاد بین المسلمین کی کوشش:۔ مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ ایک ایسا قیمتی وجود ہے جنہیں دیکھ کر اسلاف کے تقدس، فقر، علو کردار اور رفعت فکر ونظر کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ وہ نہ صرف فرقہ وارانہ منافرت کے خلاف تھے بلکہ انہوں نے مختلف فرقوں کے مابین فروعی اختلافات ختم کرنے کی کوشش کی۔ (سوانح مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ ص35)

جناب عبدالغفار اثر صاحب مولانا کی شخصیت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں مولانا نے اپنے خطبات اور خطابت میں فروعی مسائل کو کبھی اس طرح بیان نہیں کیا کہ اختلاف کی آگ بھڑک اٹھے۔ آپ نے منبر ومحراب میں کبھی فرقہ وارانہ جذبات کو برانگیخت نہیں کیا۔ وہ اس کو افتراق وتشتت سے تشبیہہ دیتے تھے۔ مخالفین کے نارواحملوں کی صورت میں بھی مصالحانہ رویہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔

(سوانح مولانا محمد اسماعیل سلفی ص47)

فتاویٰ جات میں مسلکی اعتدال:۔ مولانا سلفی رحمہ اللہ کو اللہ رب العزت نے یہ ملکہ عنایت فرمایا تھا کہ علوم متحضر رکھتے تھے۔ اگر کوئی شخص تحریری طور پر فتویٰ طلب کرتا تو نہایت مدلل اور جامع جواب دیتے۔ بعض علماء فتویٰ دیتے ہوئے طعن وتشنیع سے کام لیتے ہیں مگر حضرت سلفی رحمہ اللہ کے ہاں فتاویٰ میں طنز کی رسم پروان نہیں چڑھ سکی۔ حضرت سلفی رحمہ اللہ کے فتاویٰ تبلیغ دین کا ایک ذریعہ تھے۔ کتنا ہی تلخ سوال ہو۔ اپنے مسلک کے بالکل الٹ ہی کیوں نہ ہو۔ مگر اس قدر دلائل وبراہین سے، محبت کی چاشنی سے اور نہایت نرم الفاظ سے فتوے کی عبارت رقم فرماتے۔

(سوانح مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ ص70)

شاگرد کو راہ اعتدال کی تلقین:۔ اپنے ایک تلمیذ کو خط کا جواب ارسال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کئی دن ہوئے خط ملا تھا مصروفیت اور علالت کی وجہ سے جواب نہ دے سکا۔ تبلیغ میں الفاظ کی شدت اور فتویٰ بازی سے پرہیز کریں۔ اس سے نفرت بڑھتی ہے "وجادلهم بالتی هی احسن" پر عمل کریں۔ لوگوں سے ذاتی تعلقات بڑھائیں غم اور خوشی میں ان سے مناسب ربط قائم رکھیں۔ یہ بے حد مؤثر چیز ہے۔

(سوانح مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ ص73)

فرقہ وارانہ تنگ نظری کے مخالف:۔ مکرمی ومحترمی جناب ایڈیٹر صاحب

حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ کی وفات سے دل کو سخت رنج وغم ہوا مرحوم برصغیر کے ممتاز عالم، وسیع النظر محقق، مفکر اور مصنف تھے۔ درس وتدریس اور خطابت کے ذریعہ آپ نے دین وملت کی طویل عرصہ تک جو خدمات انجام دیں وہ ہمیشہ یادگار رہیں گی۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ وحدتِ اُمت کے زبردست داعی تھے اور فرقہ وارانہ تنگ نظری کے شدید مخالف تھے۔ ان کے انتقال سے علماء کی صفوں میں شدید خلاء محسوس کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے دامان رحمت میں جگہ دے اور آپ کی جماعت کے صاحبان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

والسلام مخلص (سجاد میرٹھی)

(سوانح مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ ص38)

اولیاء کی دعا باعثِ سعادت: مولانا حافظ عبدالحق صدیقی خطیب اعظم ساہیوال حضرت کے جنازے کی کیفیت بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں ''جس شخصیت کے جنازے میں ہزاروں علماء اور ولی شامل ہوں اور وہ رورو کر اللہ سے التجائیں کر رہے ہوں کہ اے اللہ! اس کے گناہوں سے درگزر فرما۔ اس کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرما۔ اس میں اور اس کی خطاؤں میں اتنا فاصلہ کر دے جتنا مشرق ومغرب میں ہے۔ اے اللہ! اس کی مہمانی فرما۔ تو ایسے خوش نصیب کی بخشش میں کیا شک رہ جاتا ہے۔ (سوانح مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ ص41)

اصطلاحاتِ صوفیاء کا استعمال:۔ ۳۱ مارچ ۱۹۵۵ء کی میٹنگ کے اگلے روز یعنی یکم اپریل ۱۹۵۵ء کو علوم اسلامی کی اس عظیم درس گاہ کا سنگ بنیاد رکھ دیا گیا۔اس مبارک میٹنگ میں اس وقت کے امیر جمعیت اہل حدیث حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ، ناظم اعلی شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ قدوۃ السالکین جناب میاں محمد باقر رحمہ اللہ جھوک دادو والے اور امیر المجاہدین حضرت صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ جیسے اصحاب علم وفضل وزہدوتقویٰ شریک تھے۔یہ جامعہ فیصل آباد میں لاہور،شیخوپورہ روڈ پر بیس ہزار مربع میٹر اراضی میں شمال مشرقی جانب واقع ہے۔(سوانح مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ ص83)

ولی کی مستجاب رقت آمیز دعاؤں کا نتیجہ:۔ ۲۳ مئی ۱۹۶۷ء بروز جمعۃ المبارک حضرت الامیر مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ مرحوم نے اپنے دست مبارک سے ایک جم غفیر کی موجودگی میں الجامعہ تعلیم القرآن والحدیث للبنات کی بنیاد رکھی اور انتہائی رقت آمیز طریقے سے جامعہ کی کامیابی کے متعلق دعائے خیر فرمائی۔دعا میں اس قدر تضرع تھا کہ مجمع میں ہر شخص اشکبار تھا۔آج اس مدرسہ کو جو عظیم الشان کامیابیاں حاصل ہورہی ہیں وہ یقیناً حضرت سلفی کی مستجاب دعاؤں کا نتیجہ ہیں۔(سوانح مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ ص89)

وسعتِ قلبی کی روشن دلیل:۔ حضرت مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ نے ابتدائی تعلیم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ سے حاصل کی۔آپ جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ کے اولین طلباء میں سے تھے۔مولانا سلفی نے ندوی صاحب رحمہ اللہ کے علمی ذوق کے پیش نظر ان کے والد کو مشورہ دیا کہ وہ انہیں لکھنؤ کے مشہور ومعروف مدرسہ ندوۃ العلماء میں داخل کرادیں چنانچہ حصرت سلفی کی ترغیب وتحریک پر آپ ندوۃ العلماء میں داخل ہوگئے۔

ندوہ میں آپ نے مولانا حفیظ اللہ اعظمی رحمہ اللہ سے معقولات،مولانا حیدر حسن ٹونکی رحمہ اللہ سے حدیث،مولانا شبلی رحمہ اللہ فقیہہ سے فقہ، مولانا عبدالرحمٰن نگرامی رحمہ اللہ سے علوم القرآن،علامہ زینبی رحمہ اللہ اور مولانا عبدالعلیم رحمہ اللہ سے ادب کی تعلیم حاصل کی۔آپ نے سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ سے بھی بہت کچھ سیکھا۔درس نظامی سے فراغت کے ساتھ ساتھ آپ نے ذاتی محنت وشغف سے انگریزی زبان سیکھی۔(143)

مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ:۔ ۱۹۱۸ء کو لکھوکے(ضلع فیروزپور)میں پیدا ہوئے۔۱۹۴۰ء میں کچھ عرصہ حصرت مولانا سلفی رحمہ اللہ کے حلقۂ شاگردی میں رہے۔مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ کے بڑے بھائی تھے۔متقی اور پرہیزگار بزرگ،تہجد گزار،مہمان نواز اور بلند اخلاق تھے ،بہت لوگوں نے ان سے استفادہ کیا۔بلاشبہ پیکر حسنات تھے۔۲۸ فروری ۱۹۹۸ کو موضع الٰہ آباد(تحصیل دیپال پور،ضلع اوکاڑہ)میں وفات پائی۔
(سوانح مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ ص156)

نام کتاب:۔تحریک پاکستان اور اہل حدیث.... تالیف:۔مولانا عبدالعظیم انصاری

شاہ ولی اللہ اسلاف کی نظر میں: شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ ۱۵ سال کی عمر میں علوم وفنون کی تحصیل سے فارغ ہوگئے ان کی علمی وسعت ،ذہانت اور بصیرت کا اندازہ ان کی تصانیف سے لگایا جاسکتا ہے جن کی تعداد پچاس سے زیادہ ہے۔شاہ صاحب کی تصانیف میں سے سب سے زیادہ مشہور کتاب حجۃ اللہ البالغہ ہے۔(تحریک پاکستان اور اہل حدیث ص۱۲)

☆اسلامیان ہند میں سیاسی اور مذہبی بیداری شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی تجدیدی اور اصلاحی مساعی کی بہت بڑی حد تک رہین منت ہے۔
(تحریک پاکستان اور اہل حدیث ص۱۴)

☆شاہ صاحب رحمہ اللہ کے بعد آپ کے فرزندان گرامی شاہ عبدالقادر،شاہ رفیع الدین،شاہ عبدالعزیز اور شاہ عبدالغنی رحمہم اللہ نے جو علم وحکمت،فہم وفراست اور زہد وورع میں اپنی مثال آپ تھے دینی،ملی اور اصلاحی عدیم المثال کارنامے سرانجام دیئے۔
(تحریک پاکستان اور اہل حدیث ص۱۴)

مشائخ صوفیاء علمائے اہل حدیث کی نظر میں:۔ مسلمانوں کی اس زبوں حالی اور ابتری سے جو لوگ متاثر ہوئے ان میں حضرت

سید احمد شہید، مولانا محمد اسماعیل دہلوی رحمہما اللہ اور ان کے رفقائے کرام کے اسمائے گرامی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ یہ پاک باز اور نیک باطن خدا کے بندے دلوں میں اسلامی تڑپ لے کر اجتماعی طور پر میدان عمل میں نکلے اور پورے ہندوستان کے دیہات وقصبہ اور شہروں میں پہنچ کر مسلمانوں کو منظم کر کے انہیں جدوجہد کے لیے تیار کیا۔(تحریک پاکستان اور اہل حدیث ص ۱۴،۱۵)

مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ:۔ حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کا شمار برصغیر پاک وہند کے ممتاز اہل علم اور عظیم رہنمایان ملت میں ہوتا ہے۔آپ ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھتے تھے جو علم وفضل، زہد واتقاء اور فہم وفراست میں اپنا ثانی نہیں رکھتا ہے۔ملک عبدالرشید عراقی صاحب آپ کے حالات میں لکھتے ہیں:

''مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ بڑے آتش بیان خطیب تھے جب وہ کسی جلسے سے خطاب کرتے تو ایک سماں بندھ جاتا۔حاضرین میں جوش وخروش پیدا ہوجاتا۔مولانا غزنوی رحمہ اللہ کا شمار ملک کے نامور مقررین میں ہوتا تھا وہ بڑے فصیح البیان خطیب تھے ان کی زبان میں دریا کی روانی، تلوار کی کاٹ اور صبا کی لطافت تھی۔ان کی تقریر میں بلا کا درد اور سوز ہوتا تھا۔(الاعتصام ۲۹ جمادی الثانی ۱۴۰۵ء)

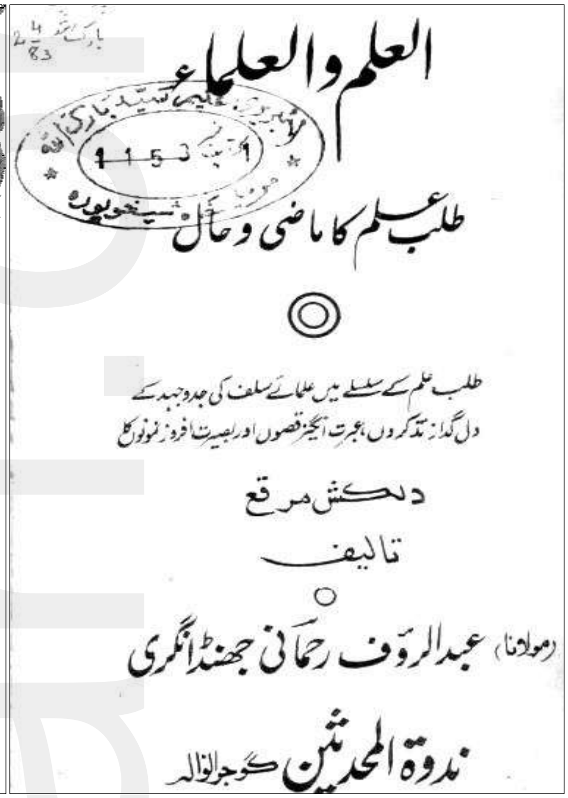
لکھوی خاندان کی ابتدائی بیعت نقشبندیہ:۔ متحدہ ہندوستان خصوصاً پنجاب میں لکھوی خاندان نے نہایت شان دار علمی، دینی، تبلیغی، تصنیفی اور سیاسی خدمات انجام دیں ہیں، خاندان کے جد امجد اور مورث اعلیٰ حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ اور ان کے بیٹے حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ نے پنجابی شاعری میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔جن میں اسلامی تعلیم کو عام فہم اور آسان طریقے سے عوام میں پیش کیا حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ نے قران مجید کی مکمل تفسیر پنجابی زبان میں نظم کی۔اس کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابیں مثلاً ''زینت الاسلام''،''احوال الآخرت'' وغیرہ تصنیف کیں حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ، حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ کے نامور خلفاء میں سے تھے۔نہایت متورع، متدین، عابد وزاہد ولی اللہ اور خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ان کے والد گرامی حافظ احمد رحمہ اللہ اور جد امجد حافظ محمد امین رحمہ اللہ بھی اپنے وقت میں صاحب فضل وکمال تھے۔

(تحریک پاکستان اور اہل حدیث ص41)

حلقہ ذکر نقشبند میں مریدین کا حال:۔ حافظ محمد بن حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ کے بیٹے مولانا محی الدین عبدالرحمٰن رحمہ اللہ تھے۔نہایت پارساز یادہ تر خدا کی یاد میں مشغول رہتے۔حلقہ ذکر میں صرف ''اللہ'' کی آواز سے لوگ بے ہوش ہوجاتے۔آپ شیخ الکل حضرت میاں سید نذیر حسین رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی کے شاگرد تھے۔۱۳۱۳ء ہجری میں حج بیت اللہ کیلئے گئے اور مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔جنت البقیع میں جلیل القدر صحابی رسول ﷺ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کے پاس مدفون ہوئے۔(تحریک پاکستان اور اہل حدیث ص ۴۱)

عارف باللہ مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ:۔ مولانا محمد علی رحمہ اللہ کے دوفرزندان گرامی مولوی محی الدین اور مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ تھے مولانا محی الدین نامور عالم دین، عارف باللہ اور درویش صفت بزرگ تھے۔فکر آخرت ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔دنیا کی طرف رغبت بہت کم تھی ۱۹۶۵ء میں پنجاب اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔لیکن ماحول راس نہ آیا تو مستعفی ہوگئے۔یہ خدا رسیدہ ولی کامل اور روحانی شخصیت ۲۸ فروری ۱۹۹۸ء کو اللہ کو پیاری ہوگئی۔ان کے چھوٹے بھائی مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ شروع سے ہی سیاست میں بھرپور حصہ لیتے رہے ہیں ایک عرصہ تک مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے امیر رہے۔تیسری بار قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔پاکستان کی فلاح و بہبود کیلئے ملکی سیاست میں ہر طرح سرگرم تھے۔(تحریک پاکستان اور اہل حدیث)

متصوف غزنوی خاندان کی نامور شخصیات:۔ غزنوی خاندان کے گل سرسبد، مجاہد حریت، عظیم سیاست دان، تحریک آزادی کے مقتدر راہنما اور نامور عالم دین حضرت مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی آزادی وطن کی خاطر مساعی، قید وبند اور مصائب وآلام کے بارے میں آپ سابقہ اوراق میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔اس کے علاوہ اس خاندان کے دیگر حضرات مولانا اسمٰعیل غزنوی، سید عبدالغفار غزنوی رحمہ اللہ، سید عمر فاروق غزنوی رحمہ اللہ، سلطان ابن سعود ابن سعود (عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن) فرماں روا سعودی عرب کی طرف سے



العلم والعلماء

طلب علم کا ماضی و حال

طلب علم کے سلسلے میں علمائے سلف کی جدوجہد کے
دل گداز تذکروں، عبرت انگیز قصوں اور بصیرت افروز نمونوں کا

دلکش مرقع

تالیف

(مولانا) عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری

ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ

نام کتاب:۔ العلم والعلماء

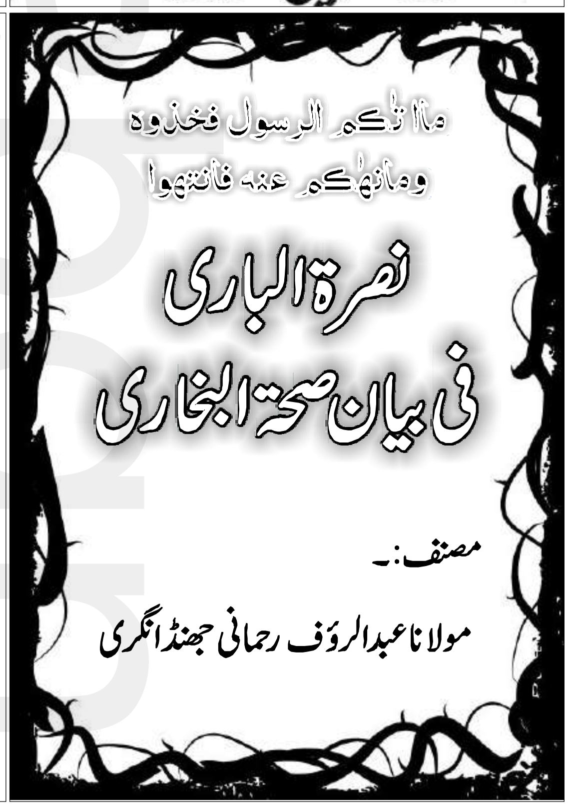
مصنف ________ مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری

اشاعت ________

تعداد ________

قیمت ________

مطبع ________



نام کتاب:۔ نصرۃ الباری فی بیان صحۃ البخاری

مصنف ________ مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری

اشاعت ________

تعداد ________

قیمت ________

مطبع ________

ہندوستان میں سفارتی امور انجام دیتے رہے۔ (تحریک پاکستان اور اہل حدیث ص ۴۲، ۴۳)

غزنوی صوفیاء کا فیض بھوجیانی خاندان میں:۔ موضع بھوجیاں ضلع امرتسر میں تحصیل ترنتارن کا ایک گاؤں تھا۔ تمام آبادی مسلمانوں پر مشتمل تھی، یہ بستی اہل علم، متدین، نیکوکار لوگوں اور اہل توحید کا مرکز تھی۔ مولانا فیض محمد جو حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے ان کی بدولت یہاں توحید وسنت کی شمع روشن ہوئی۔

کتاب کا نام:۔ العلم والعلماء
مصنف:۔ مولانا عبدالرؤف خان رحمانی جھنڈانگری

اساتذہ ومشائخ کا احترام

رأیت احق الحق حق المعلم   واوجبه حفظا علی کل مسلم

لقد حق ان یهدی الیه کرامة   لتعلیم حرف واحد الف درهم

یعنی استاد کا حق سب حقوق سے بڑھ کر ہے اور ہر مسلمان کو اس حق کا لحاظ ضروری ہے اور استاذ تو اس لائق ہے کہ ایک ایک حرف پر ہزاروں درھم نذر کئے جاویں۔'' اب احترام اساتذہ پر چند واقعات ملاحظہ ہوں:۔

خلیفہ وقت کے بچوں کا ادب:۔ علامہ شبلی رحمہ اللہ نے ''المامون'' میں ابن خلکان تذکرۂ فراء کے حوالے سے لکھا ہے کہ خلیفہ مامون کے دو بچے فراء نحوی سے تعلیم پاتے تھے۔ ایک بار وہ کسی کام کے لیے مسند تدریس سے اٹھا دونوں شہزادے دوڑے کہ جوتیاں سیدھی کر کے آگے رکھ دیں، چونکہ دونوں ساتھ پہنچ گئے تھے اس لئے پہلے تو جھگڑا ہوا پھر خود ہی طے کر کے ہر ایک نے ایک ایک جوتی سامنے لا کر رکھی۔ مامون نے ایک ایک چیز پر پرچہ نویس مقرر کر رکھے تھے۔ اس واقعہ کو بھی پرچہ نویسوں نے پہنچایا۔ مامون کو جب اطلاع ہوئی تو فراء بڑی شان سے دربار میں طلب ہوا مامون نے فراء سے کہا سب سے زیادہ معزز کون ہے؟ فراء نے کہا امیر المؤمنین۔ مامون نے کہا سب سے زیادہ معزز وہ ہے جس کی جوتیاں سیدھی کرنے پر امیر المؤمنین کے لخت جگر آپس میں جھگڑا کریں۔ پھر خلیفہ مامون نے اہل دربار کو واقعہ سنایا اور استاذ و شہزادگان کو اعلیٰ قدر مراتب انعام دیا۔ اس واقعہ کو حافظ بخاری نے فتح المغیث میں مفصل نقل فرمایا ہے۔ (العلم والعلماء ص ۱۴)

حصول فیض کا ذریعہ اساتذہ ومرشد کا ادب:۔ محدث سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے والد کی نصیحت تھی کہ اپنے اساتذہ کی خدمت واطاعت کو واجب سمجھو۔ اسی لئے میں اساتذہ کی خدمت میں مشہور تھا۔ میرے والد کا مقولہ تھا۔ لن یسعد بالعلماء الامن اطاعهم فاطعهم تسعد واخدمهم تقتبس من علمهم (تهذیب الاسماء جلد اول ص ۲۲۵) یعنی علماء واساتذہ سے وہی فیض اٹھائے گا جو ان کی خدمت کرے گا......۔ (العلم والعلماء ص ۱۵)

ادب پر ایک تاریخی واقعہ:۔ خلیفہ ہارون الرشید نے شہزادہ مامون کی تعلیم کے لئے یزیدی جیسے مجتہد فن کو مقرر کیا تھا۔ ایک دن یزیدی حسب معمول آیا مامون اس وقت محل میں تھا۔ خدام نے یزیدی کے آنے کی اطلاع دی مگر کسی وجہ سے مامون کو کچھ دیر ہوگئی۔ مامون جب باہر آیا تو یزیدی نے چھ سات بید رسید کئے۔ اتنے میں خادموں نے وزیر سلطنت جعفر بن یحییٰ برمکی کے آنے کی اطلاع کی۔ مامون فوراً آنسو پونچھ کر فرش پر بیٹھ گیا اور حکم دیا ''اچھا آنے دو'' جعفر حاضر ہوتا ہے اور دیر تک باتیں کر کے واپس جاتا ہے۔ یزیدی نے پوچھا کہ صاحبزادہ کچھ میری شکایت تو نہیں کی گئی؟ تو مامون نے سعادت مندی کے لہجہ میں کہا۔ استغفر اللہ میں اپنے والد ماجد ہارون الرشید سے تو کہنے کا نہیں، جعفر سے کیا کہوں گا؟ کیا میں نہیں سمجھتا کہ ادب وتعلیم سے مجھے کس قدر فائدے پہنچیں گے (تاریخ الخلفاء ص ۳۲۶)

اس واقعہ کو حافظ ذہبی اور علامہ یافعی نے بھی تذکرہ اور مرآۃ الجنان میں قلم بند کیا ہے۔ (العلم والعلماء ص ۱۵)

اساتذہ کی بے انتہا خدمت وادب:۔ امام زہری جو فن حدیث کے مدون اول ہیں۔ وہ اپنے استاد کی بے انتہا خدمت کرتے درس

حدیث سے پہلے اپنے استاد کا ایک باغ سینچتے اور کنویں سے ڈول بھر بھر کر نکالتے اور یہ عمل روزانہ کرتے۔

(تذکرۃ الحفاظ جلد اول درذکر شیخ عبید اللہ بحوالہ العلم والعلماء ص ۱۶)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا احترام اساتذہ:۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ احترام اساتذہ میں خود بھی بےنظیر تھے۔فرماتے ہیں میری عمر گزر گئی،لیکن اس مدت میں میں نے ایسی نمازیں نہیں پڑھیں جن میں والدین کے ساتھ اساتذہ کے لئے دعا نہ کی ہو۔

(العلم والعلماء ص ۱۷،بحوالہ تہذیب الاسماء ج ۲ ص ۶۱۸)

راہِ سلوک کا فقر اور امام شافعی کی تنگدستی:۔ سلیمان بن ربیع کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے شمار کیا کہ امام شافعی رحمہ اللہ سے استفادۂ علم کرنے والے اصحاب کتنے ہیں تو معلوم ہوا کہ نوسو سواریاں اہل علم کی موجود تھیں۔یہ وہی امام ہیں جنہوں نے طالب علمی کا زمانہ نہایت تنگ دستی سے بسر کیا ہے۔امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں علم کا مزہ اس کو آتا ہے جس نے تنگ دستی میں علم سیکھا ہو۔فرمایا زمانہ طالب علمی میں میری یہ حالت تھی کہ مجھے ضروری نوٹ کے لئے کاغذ بمشکل دستیاب ہوا کرتا۔'' تھذیب الاسماء للنووی'' کے الفاظ ہیں'' **نشا الشافعی یتیماً فی حجر امه فی قلة عیش و ضیق حال**''(العلم والعلماء ص ۲۴،بحوالہ تہذیب الاسماء ج ا ص ۴۶ و تاریخ المشاہیر ص ۱۸)

سفیان ثوری کا امام اعظم کا ادب کرنا:۔ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کے بھائی کا انتقال ہوگیا تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ان کے پاس تعزیت میں گئے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے امام صاحب رحمہ اللہ کا استقبال فرمایا اور تکریم وتعظیم کرتے ہوئے امام کو اپنی جگہ پر لاکر بٹھایا اور خود سامنے بیٹھ گئے کچھ لوگوں نے اختلاف مسلک کے باوجود اس طرح برتاؤ پر تعجب کا اظہار کیا تو سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا مجھے ان کے علم کا احترام لازم ہے۔اگر اس کا لحاظ بھی نہ کروں تو مجھے ان کی نقاہت کا لحاظ لازم ہے اگر اس کا بھی لحاظ نہ کروں تو مجھے عمر میں ان کے بڑے ہونے کا احترام ضروری تھا۔اگر اس سے صرف نظر کرلیں تو پھر ان کے ورع وتقویٰ وتدین کا لحاظ لازم ہے۔

(العلم والعلماء ص ۳۸،بحوالہ تہذیب الاسماء ج ۲ ص ۲۲۰)

امامِ صوفیاء حافظ الحدیث کا ادب: خلیفہ ہارون رشید رحمہ اللہ کے ساتھ مقام رقہ میں ملکہ زبیدہ بھی موجود تھی،اتفاق سے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی تشریف آوری رقہ میں ہوئی۔امام کی آمد پر ایک شور وغل کی آواز بلند ہوئی ملکہ زبیدہ نے پوچھا یہ کیا ہے؟لوگوں نے بتایا کہ حافظ الحدیث عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ رقہ میں آرہے ہیں۔اہل شہر ان کے استقبال میں بھاگ دوڑ کررہے ہیں ملکہ نے فرمایا'' **هـــذا والله الملك**'،قسم بخدا بادشاہ تو ان کو کہتے ہیں ان کے سامنے ہارون کی بادشاہت ہیچ ہے کیونکہ امام کی تکریم وتعظیم میں آدمی بےتابی اور اشتیاق سے دوڑ رہا ہے اور ہارون کی آمد پر آدمی صرف پولیس وحکام کے ڈر سے آتے ہیں۔(العلم والعلماء ص ۳۸،بحوالہ طبقات ابن سعد ج ۱۰)

نابینا محدث کا ادب:۔ حضرت ابومعاویہ الضریر رحمہ اللہ ایک نابینا محدث تھے ہارون رشید رحمہ اللہ نے ابومعاویہ رحمہ اللہ سے بھی احادیث کا سماع کیا تھا۔ایک دن کا حال ابومعاویہ نے حضرت علی بن مدینی رحمہ اللہ (امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ) سے اس طرح بیان کیا کہ کھانا کھا کر میں جب فارغ ہوا تو ہاتھ دھونے لگا میں تو نہ سمجھ سکا کہ میرا ہاتھ کون دھلا رہا ہے۔لیکن ہارون نے خود پوچھا کہ مولانا آپ کا ہاتھ کس نے دھلایا ہے؟فرمایا مجھے کیا علم ہوسکتا ہے؟ہارون نے کہا میں نے آپ کا ہاتھ خود ہی دھلایا ہے۔ **اجلاً للعلم** اور آپ کے علم کا احترام ہی میرے پیش نظر ہے۔(العلم والعلماء ص ۳۸،بحوالہ تاریخ خطیب ج ۴ ص ۹)

صوفی باکمال امام غزالی کا علم وفضل:۔ امام غزالی رحمہ اللہ کا واقعہ ہے کہ امام صاحب کے والد اپنی قلت مال سے مصارف تعلیم نہ برداشت نہیں کرسکتے تھے۔اس لئے مجبوراً امام غزالی رحمہ اللہ کو وطن چھوڑنا پڑا۔تحصیل علم کے بعد جب وہاں سے وطن آرہے تھے تو راستہ میں امام صاحب لٹ گئے۔آپ نے قزاقوں کے افسر سے درخواست کی کہ میرے کتابی نوٹ فقط واپس کردیئے جائیں۔اس نے موقع پر واپس کرتے ہوئے طعنہ مارا جس کا اثر یہ ہوا کہ آپ نے اپنے وطن پہنچ کر نوٹ زبانی یاد کرنے شروع کئے یہاں تک کہ پونے تین

برس صرف کر دیئے اور ان مسائل کے حافظ بن گئے اب تکمیل علم کے لئے وطن سے دوبارہ نکلے۔آپ نیشا پور میں امام الحرمین عبدالما لک رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نہایت جد و جہد سے علم کی تحصیل شروع کی۔ یہاں تک کہ اپنے تمام اقران میں ممتاز ہو گئے۔امام الحرمین رحمہ اللہ (امام غزالی رحمہ اللہ کے استاذ) کہا کرتے تھے کہ غزالی رحمہ اللہ دریائے زخار ہے۔آپ کے اس علم وفضل کا اثر یہ ہوا کہ مدرسہ نظامیہ (جس کا سالانہ خرچ چھ لاکھ اشرفیاں تھیں ایک اشرفی اس عہد کی پچیس روپیہ انگریزی کی ہم قیمت تھی) کی افسری کا فخر حاصل کیا۔آپ کو مدرسہ نظامیہ بغداد میں بڑی شان وشوکت کے ساتھ داخل کیا گیا۔اس وقت آپ کی عمر ۳۴ برس سے زائد نہ تھی، لیکن ابھی تشنگی تحقیق کی پوری نہیں سمجھتے تھے۔اس لئے آپ نے استعفیٰ داخل کیا جو کسی طرح منظور نہ ہوا۔آخر امام موصوف کا اصرار غالب آیا چنانچہ وہاں سے نکل کر شام دمشق پہنچے۔پھر اس کے بعد مصر واسکندریہ پہنچے، ایک شخص نے آپ کو بیابان میں دیکھا اس وقت ایک خرقہ بدن پر تھا اور ہاتھ میں پانی کی چھاگل تھی وہ ان کو چارسو شاگردوں کے حلقے میں دیکھ چکا تھا حیرت زدہ ہو کر پوچھا کہ کیا درس دینے سے یہ حالت بہتر ہے؟ امام صاحب نے اس کی طرف دیکھا اور یہ شعر پڑھا ۔

تادت بی الاشواق مهلاً فهذه منزل من يهوى رويدك فانزل

اسی مبارک سفر میں ''احیاء العلوم'' بھی تصنیف کی (دیکھو الغزالی مؤلف مولانا شبلی نعمانی ص۱۴ وص۲۴) غور کیجیے امام صاحب کو بیابان میں دیکھا اس وقت طلبا کے جھرمٹ اور شاہی انتظامات کو ترک کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ سوائے اس کے کیا کہا جائے کہ تحقیق حق اور انکشافات حقیقت کے شوق نے۔آخر میں آپ دوبارہ شاہی حکم سے مدرسہ نظامیہ تشریف لے گئے۔(العلم والعلماء ص۵۲)

آدابِ مرشد آداب استاد سے سیکھیں:۔ طالب علم اور علم شناس حضرات اسے غور سے پڑھیں

۱۔حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں طالب علم کی نیت کا صحیح ہونا۔

۲۔استاد کا ایک ایک حرف کمال توجہ سے سننا۔اس کے بعد خوب غور وخوض سے مضامین کا دل میں اتارنا اور اس کے بعد اس کا محفوظ کر لینا۔ دیندار ہونا، جھوٹ کبھی نہ بولنا، گناہ اور بدی کے قریب نہ جانا کیونکہ علماء نے لکھا ہے کہ اس کی وجہ سے انسان سئی الحفظ ہو جاتا ہے چنانچہ مشہور ہے۔

شكوت الى وكيع سوءَ حفظى فاوصانى الى ترك المعاصى (فوائد البهيه)

استاذ کو کبھی آزار نہ پہنچانا، اپنے عمل اپنی زبان اپنے اعضاء کے حرکات وسکنات کسی طرح سے استاذ کو رنجیدہ نہ کرنا۔حتیٰ کہ استاد سے کسی بات میں کیوں بھی نہ کہنا اشد ضروری ہے ایسا طالب بے ادب اور بے نصیب رہے گا مقولہ مشہور ہے باادب بانصیب۔

اسی طرح ''خزینة الاسرار'' میں ہے ''من قال لاستاذه لِمَ فهو لايفلح ابدا''

جس نے اپنے استاد سے کہا'' کیوں'' وہ سن لے کہ فلاح و بھلائی اسے حاصل نہیں ہو سکتی (دیکھو خزینۃ الاسرار فی مجالس الابرار ص۵۴۷)

امام طاؤس یمنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **من السنة ان يوقر العالم لقوله صلى الله عليه وسلم ليس منامن لم يوقر كبيرنا ولاشك انه بمنزلة الوالد واجلاله من اجلال العلم** (فتح المغیث ص۳۲۴)

یعنی عالم دین کی توقیر وتعظیم سنت نبوی ﷺ سے ثابت ہے بلکہ عالم بمنزلہ والد کے ہے اس کی تعظیم خود علم کی تعظیم ہے۔

ایک بزرگ نے تعظیم استاذ کے سلسلے میں لکھا کہ جب تمہارے کوئی استاد تمہارے یہاں آئیں تو ان کے ہاتھ کو بوسہ دو اور اونچی اور معزز جگہ پر ان کو بٹھاؤ اور تمیز وادب سے پیش آؤ اور ان کی ضروریات کو معلوم کرو اور حتیٰ الامکان چھوٹی بڑی ہر ضرورت کو پورا کر دو۔(فتح المغیث ص۳۲۴)

الفاظ یہ ہیں: **اذا قدم عليك خذ بركابه و قبل يده ووقر مجلسه واقض حوائجه كلها جليلها وحقيرها** (فتح المغيث ص۳۲۴)

(العلم والعلماء ص۶۶ تا ۶۸)

نام کتاب:۔نصرۃ الباری فی بیان صحۃ البخاری
مصنف:۔مولانا عبدالرؤف خان رحمانی جھنڈانگری

صاحب کتاب مولانا اسمٰعیل سلفی کی نظر میں:۔

وضاحت :مخدوم العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمہ اللہ نصرۃ الباری فی صحۃ البخاری کے شروع میں گیارہ صفحات پر مشتمل نہایت علمی پرمغز مقدمہ تحریر کرنے کے بعد صاحب کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں:(از مرتب اثری)

''میرے محترم دوست مولانا عبدالرؤف جھنڈانگری نے سنت کی نصرت وحمایت میں قلم اٹھایا ہے اور بڑی چھان پھٹک کر کے اس کے لئے مواد فراہم کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجر دے''۔(نصرۃ الباری ص ۱۷)

اسلاف کے آزمودہ ختم بخاری کے مجرب عملیات

زگل بوئے گلاب آید ازاں شاں — کہ پنداری گل اندر گل سرشتی

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کے پڑھنے والوں کے لئے دعا فرمائی ہے۔
(مقدمہ فتح الباری ص۱۲ اور ارشاد الساری ص۲۹)

ہر پریشانی سے نجات:۔(۱)امام ابو محمد بن ابی حمزہ رحمہ اللہ ودیگر عارفین اسلام نے تجربہ کے بعد لکھا ہے''ان صحیح البخاری ماقرئ فی شدۃ الافرجت ولارکب بہ فی مرکب الانجت''(مقدمہ فتح الباری ص۱۲ اور ارشاد الساری ج۱ ص۲۹ واتحاف ص۵۰ وتیسیر القاری ص۵) یعنی صحیح بخاری جس حادثہ وجس تکلیف کے دفیعہ کے لئے پڑھی جائے گی یقیناً وہ حادثہ وہ سانحہ مندفع ہو جائے گا اور جس سواری اور جس کشتی میں ساتھ ہوگی اس کو نجات وکامیابی حاصل ہوگی۔

قحط سالی سے نجات:۔(۲)حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے بخاری شریف کے پڑھنے سے قحط سالیوں سے نجات ملتی ہے اور استسقاء میں اس کے ختم کی برکت سے بارش کا نزول ہوتا ہے۔(ارشاد الساری ج۱ ص۲۹،البدایہ والنہایہ ج۱۱ ص۲۴)

حل مشکلات کے لیے آزمودہ:۔(۳)علامہ قیراطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں صحیح بخاری کے ختم کرنے سے موانع ومشکلات دور ہو جاتے ہیں۔

وہ لکھتے ہیں:وھو الذی یتلیٰ اذا خطب عری — فتراہ للمحذور اعظم دافع(ارشاد الساری ج۱ ص۲۹)

یعنی نزول حوادث پر صحیح بخاری کا پڑھنا ایک مجرب دافع ثابت ہوا ہے۔

۴۔حافظ سخاوی رحمہ اللہ نے بھی ختم بخاری کے سلسلہ میں بزرگوں کے تجارب اور واقعات کو نقل کیا ہے (فتح المغیث ص۱۸۵)

ہر جائز مقصد میں مجرب عمل(120 مرتبہ کا آزمودہ):۔(۵)محدث میر جمال الدین رحمہ اللہ اپنے استاد اصیل الدین رحمہ اللہ سے راوی وناقل ہیں کہ میں نے صحیح بخاری کو مختلف ایک سوبیس مقاصد کے لئے ایک سوبیس مرتبہ ختم کیا اور ہر مرتبہ جس مقصد کے لئے پڑھا وہ مقصد حاصل ہو کر رہا کبھی اپنے لئے پڑھا کبھی دوسروں کے لئے پڑھا۔مگر بہرنیت کہ خواندہ ایم مقصود حاصل شدو مہم بکفایت انجامید۔
(اتحاف النبلاء ص۱۰۴)

ہر پریشانی میں راہ نجات:۔ (۶)ایسا بھی ہوا ہے کہ صحیح بخاری کو حسن نیت کے ساتھ جس مقصد کے لئے پڑھا گیا ہے ختم ہونے سے پہلے ہی اس میں کامیابی حاصل ہوگئی ہے۔چنانچہ شیخ تقی الدین قاضی القضاۃ ابن دقیق العید رحمہ اللہ کے زمانے میں تاتاریوں کا ہنگامہ شروع ہوا تو سلطان شام نے حکم دیا کہ علمائے کرام مسجد جامع میں جمع ہو کر صحیح بخاری کو ختم کریں۔علمائے دین نے پڑھنا شروع کیا ختم ہونے میں

صرف ایک دن کی کسر رہ گئی تھی۔ شیخ ابن دقیق العید رحمہ اللہ مسجد جامع میں تشریف لے گئے اور علماء سے پوچھا ختم صحیح بخاری نمودید؟ علماء نے جواب دیا۔ وظیفہ یک روز باقی است۔ شیخ نے فرمایا: خدا نے ختم ہونے سے پہلے فتنہ تا تار کا خاتمہ کر دیا۔ بری طرح شکست کھا کر تا تاری فوج بھاگ کھڑی ہوئی اور مسلمانوں کو پوری طرح کامیابی اور فتح یابی حاصل ہوئی (اتحاف النبلاء ص۳۶۱)

دفع بلیات اور مصائب سے نجات:۔ (۷) شیخ عبدالحق صاحب علامہ دہلوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ بہت سے علماء اور مشائخ دین نے اس کو دفع بلیات اور رد مصائب وشدائد کے لئے پڑھا ہے اور اس میں ان کو کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ حصول مراد اور کفایت مہمات اور قضائے حاجات اور بیماریوں کی صحت وشفاء کے لئے صحیح بخاری کو ختم کر کے شیوخ وثقہ لوگوں نے اپنے مقصود کو حاصل کیا ہے۔ وایں معنی نزد علمائے حدیث بمرتبہ شہرت واستفاضہ رسیدہ۔ (اتحاف النبلاء)

یونانیوں کے حملے سے نجات:۔ (۸) جب یونانیوں نے ترکی پر حملہ کیا مصطفیٰ کمال پاشا مرحوم نے محاصرہ میں بحالت پریشانی شیخ سنوسی رحمہ اللہ کو تار دیا کہ بخاری شریف کو ختم کیا جاوے چنانچہ ان کے حکم کی تعمیل کی گئی اور بخاری شریف پڑھی جانے لگی ختم پورا ہونے سے پہلے ترک فتح یاب ہوئے۔ (ضرورت حدیث ص۱۱۲)

ختم بخاری پر علمائے اہلحدیث کی شہادتیں

۹۔ نواب صدیق الحسن رحمہ اللہ لکھتے ہیں بخاری شریف کا ختم کرنا مصیبتوں کے دور کرنے میں تریاق مجرب ہے خواہ خود ختم کرے یا کسی دوسرے سے ختم کرائے۔ (الداء والدواء ص۹۴)

۱۰۔ سیدنا سندنا ومرشدنا الشیخ (لاجل حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوری رحمہ اللہ نے ختم صحیح بخاری کی ان برکات، دفع مصائب، ردّ بلا وغیرہ کا مقدمہ ''تحفۃ الاحوذی'' میں اعتراف فرمایا ہے۔

۱۱۔ استاذ المتاخرین فخر المحدثین شیخنا حضرت مولانا احمد اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ (پرتاب گڑھی) کا تعامل ہماری آنکھوں کے سامنے ہے کہ مختلف حادثات ومعاملات کے لئے خود بھی ختم بخاری فرماتے ہیں اور ہم جیسے ناچیز تلامذہ کے ذریعہ پاروں کو تقسیم فرما کر بھی ختم کراتے۔ متعدد واقعات کا مجھے خود ذاتی طور پر بھی علم ہے۔

مبارک خواب کی مبارک بشارت:۔ سوانح قاسمی میں لکھا ہے کہ جب مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ نے پنجاب کے ایک صاحب کشف وکرامات راؤ عبدالرحمٰن صاحب رحمہ اللہ سے اپنے لئے دعاؤں کی درخواست کی تو ان بزرگ نے جواب میں لکھا ''بھائی میں تمہارے لئے کیا دعا کروں میں نے اپنی آنکھوں سے دونوں جہان کے بادشاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تمہیں بخاری شریف پڑھتے ہوئے دیکھا ہے (سوانح قاسمی ج۱ ص۲۵۷)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحیح بخاری کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ میں بہت خاص بلندی حاصل ہے۔ کتب حدیث میں سے صرف صحیح بخاری کے ساتھ اس رؤیا صالحہ کا تعلق دکھایا گیا ہے اور محدث ابوزید رحمہ اللہ کو بھی خواب ہی میں فرمایا گیا تھا کہ تم میری کتاب کب پڑھاؤ گے؟ انہوں نے پوچھا کہ حضور ﷺ آپ ﷺ کی کون سی کتاب ہے؟ فرمایا محمد بن اسمٰعیل رحمہ اللہ کی کتاب یعنی صحیح بخاری۔

(مقدمہ فتح الباری وتہذیب الاسماء للنووی وحجۃ اللہ البالغہ)

اس قسم کے واقعات سے صاف واضح ہے کہ آنحضرت ﷺ نے صحیح بخاری کو سب سے زیادہ محبوب رکھا ہے۔ اب اس کی برکات خاصہ و ثمرات صالحہ میں ادنیٰ شبہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی برکات سے مستفید کرے اور اپنی رحمتوں سے دارین میں سرخرو وسرفراز فرمائے و الحمد لله اولا و آخراً۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی بادشاہت میں فقیری:۔ دنیا کی دولت والد ماجد کے ترکہ سے بہت کافی حاصل ہوئی تھی مگر اس سے اپنی

دبستانِ حدیث

برِّصغیر پاک وہند کے علمائے اہلحدیث کی خدماتِ حدیث کا منفرد تذکرہ

ازقلم

مؤرخ اہلحدیث

محمد اسحاق بھٹی

مکتبہ قدوسیہ

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

کتاب وسنت کی نشر واشاعت کے لیے کوشاں

اہتمام طباعت

ابوبکر قدوسی

اشاعت اول ۲۰۰۸ء

مکتبہ قدوسیہ

رحمان مارکیٹ ● غزنی سٹریٹ ● اردو بازار ● لاہور پاکستان

رسول پلازہ ● امین پور بازار ● فیصل آباد

قدوسیہ اسلامک پریس

Tel: +92-42-7351124,7230585

info@quddusia.com

www.quddusia.com

ابو اسامہ سید عبداللہ گیلانی بن سید مبارک اللہ گیلانی

کاروانِ سلف

محمد اسحاق بھٹی

ناشر مکتبہ اسلامیہ

بھوانہ بازار ● فیصل آباد Ph:631204

نام کتاب ــــــــــ کاروان سلف

مصنف ــــــــــ مولانا محمد اسحاق بھٹی

ناشر ــــــــــ محمد سرور عاصم

کمپوزنگ ــــــــــ مکتبہ اسلامیہ کمپیوٹرز

اشاعت ــــــــــ دسمبر 1999

قیمت ــــــــــ 225روپے

کراچی میں ملنے کا پتہ

مکتبہ نورحرم

60/ نعمان سنٹر گلشن اقبال نمبر5

کراچی نمبر47 فون:4965124

ذات کے لئے مستفید نہیں ہوئے۔ عام طور پر کھانا سادہ رہتا اس میں دال تک کا گزر نہ ہوتا۔ ایک دفعہ آپ بیمار ہوئے تو آپ کا قارورہ اس وقت کے اطباء نے دیکھا تو کہا یہ رنگ ان لوگوں کے رنگ کے مشابہ ہے جو دنیا میں زاہدانہ زندگی گزارتے اور کبھی دال سالن وغیرہ نہیں استعمال کرتے ہیں۔ اب ان کا علاج یہ ہے کہ خشک روٹیاں نہ کھائیں بلکہ ان کے ساتھ سالن استعمال کریں۔ آپ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بے شک چالیس سال ہو رہے ہیں کہ میں نے صرف خشک روٹی کا استعمال کیا ہے اور کسی سالن کو اس پوری مدت میں نہیں کھایا اور اب بھی کسی سالن کے کھانے کا ارادہ نہیں ہے عقیدت مندوں اور دیگر اہل علم نے بہت مجبور کیا تو روٹی کے ساتھ شکر کا استعمال منظور فرمایا (مقدمہ فتح الباری)

عبادت میں طے الوقت حاصل ہونا:۔ امام بخاری رحمہ اللہ رمضان مبارک میں تراویح کے بعد ایک ثلث قرآن پڑھ کر سوتے اس طرح قرآن ختم کرتے اور دن کا معمول یہ تھا کہ صبح سے افطار کے مابین ایک ختم روزانہ علیحدہ فرمایا کرتے۔ (مقدمہ فتح الباری)

علامہ یافعی رحمہ اللہ وابن الجوزی رحمہ اللہ نے دیگر ائمہ حدیث کے یومیہ ختم قرآن کے واقعات کو قلم بند فرمایا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ اور دنوں میں ایک قرآن روزانہ ختم کرتے مگر رمضان میں دو قرآن روزانہ ختم فرماتے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ عام طور پر ایک قرآن ختم فرماتے مگر رمضان مبارک میں تین قرآن روزانہ ختم فرماتے۔ (مرأۃ الجنان ج۲)

غرض امام بخاری رحمہ اللہ اتباع سنن، زہد وطاعت کے اعتبار سے بھی جامع المحاسن والفضائل تھے۔ (نصرۃ الباری ص۲۰۳ تا ۲۰۷)

نام کتاب:۔ دبستان حدیث .... مصنف:۔ محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

دبستان حدیث کے اہلحدیث علماء

وضاحت:۔ ہمارے انتہائی محترم ومکرم جناب مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ نے اپنی اس تالیف میں برصغیر پاک وہند کے بہت سے ایسے علمائے اہل حدیث کا ذکر فرمایا ہے جنہوں نے کسی نہ کسی اسلوب میں حدیث شریف کی خدمت کی سعادت حاصل کی ہے۔ جناب بھٹی صاحب حفظہ اللہ کی یہ کتاب اس سلسلے کی تیسری کتاب ہے۔ وہ تاریخ اہل حدیث کے موضوع پر مسلسل لکھ رہے ہیں۔ (دبستان حدیث ص ۷)

خدمتِ علم کرامت سے کم نہیں:۔ اس تحقیقی وتصنیفی زندگی میں انہیں کئی ایک مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور پھر وہ عمر کے اس حصے میں ہیں کہ قلم کی توانائی عموماً بہت کم ہو جاتی ہے لیکن ان پر اللہ رب العزت کا خاص کرم ہے کہ چند سالوں میں ان کی درجن بھر کتب شائع ہو چکی ہیں اور ہر کتاب کم از کم چھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ وطن عزیز کے معروضی حالات بھی آپ کے سامنے ہیں۔ ایسے ابتر حالات میں قلم کو اپنا رفیق زندگی بنائے رکھنا بھی حضرت بھٹی صاحب کی کرامت ہے۔ اس سارے تصنیفی وتحقیقی کام میں ان کا کوئی معاون نہیں۔ (دبستان حدیث ص ۸)

شیخ الکل میاں نذیر حسین رحمۃ اللہ علیہ

سید احمد شہید رحمہ اللہ کے مرشد:۔ پہلی ملاقات سید صاحب رحمہ اللہ اور مولانا شہید رحمہ اللہ سے یہیں پٹنہ میں ہوئی تھی"۔

معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب رحمہ اللہ اور مولانا شہید رحمہ اللہ کی اس پندرہ روزہ صحبت اور وعظ کی برکت سے میاں صاحب رحمہ اللہ کے دل میں دہلی جانے کا خیال پیدا ہوا۔ کیوں کہ اس وقت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ زندہ تھے اور دہلی میں تشریف فرما تھے۔ وہ حضرت مولانا شہید رحمہ اللہ کے عظیم القدر خاندان کے رکن اعلیٰ اور سید احمد شہید رحمہ اللہ کے مرشد تھے۔ (دبستان حدیث ص۲۹،۳۰)

خانوادۂ نقشبندیہ سے کسبِ علم:۔ (شیخ الکل میاں نذیر حسین رحمہ اللہ) نے صحیح بخاری اور تفسیر بیضاوی کا درس مولانا اسماعیل

شہید رحمہ اللہ کی رفاقت میں شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ سے لیا تھا۔(دبستان حدیث ص ۳۲)

حضرت شاہ (عبدالعزیز رحمہ اللہ) صاحب ان کے ورود دہلی سے قبل سفرِ آخرت پر روانہ ہو چکے تھے اور ان کی جگہ مسند درس پر ان کے لائق ترین نواسے حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب رحمہ اللہ متمکن تھے، جن کے حلقۂ درس حدیث کو تمام ہندوستان کے شائقین حدیث کے مرکز کی حیثیت حاصل تھی۔ میاں صاحب رحمہ اللہ نے بھی علوم رسمیہ سے فراغت کے بعد علوم تفسیر و حدیث اور فقہ کی تحصیل کے لئے حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب رحمہ اللہ کے مرکز حدیث کا رخ کیا۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ ممدوح سے میاں صاحب رحمہ اللہ نے صحاح ستہ کی تکمیل کی، نیز تفسیر جلالین، تفسیر بیضاوی، کنز العمال اور حافظ سیوطی رحمہ اللہ کی جامع صغیر کا درس لیا۔ علاوہ ازیں تیرہ برس کی مدت مدید تک ان کی صحبت بابرکت سے مستفیض ہوتے رہے۔(دبستان حدیث ص ۳۳)

خاندان شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نقشبندیہ کے جانشین:۔ تدریس علوم حدیث میں خانوادۂ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے اصل وارث حضرت میاں سید نذیر حسین رحمہ اللہ تھے۔(دبستان حدیث ص ۴۰)

حضرت شاہ عبدالعزیز اور حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب رحمہما اللہ کی مسند درس و افتاء پر حضرت میاں سید نذیر حسین رحمہ اللہ ہی متمکن ہوئے۔ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ ''میاں صاحب'' کا لقب اس زمانے میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے خاندان کے لیے مخصوص تھا۔ پہلے شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ کو میاں صاحب کہا جاتا ہے۔ بعد ازاں ان کے جانشین حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب رحمہ اللہ کو میاں صاحب کہا جانے لگا۔ پھر یہ سلسلہ جانشینی ان سے منتقل ہوتا ہوا یہ لقب حضرت سید نذیر حسین صاحب رحمہ اللہ تک پہنچا اور ان کی ذات گرامی پر اس طرح چسپاں ہوا کہ میاں صاحب اور سید نذیر حسین گویا دو مترادف لفظ قرار پا گئے۔ جوں ہی علمی اور تدریسی حلقے سے تعلق رکھنے والے کسی شخص کی زبان سے میاں صاحب کا لفظ ادا ہوا فوراً ذہن سید نذیر حسین رحمہ اللہ کی طرف منتقل ہو گیا۔(دبستان حدیث ص ۴۰، ۴۱)

مجددِ وقت کی سادہ صوفیانہ زندگی:۔ میاں صاحب رحمہ اللہ کی حیات طیبہ کے شب و روز کے حالات اور قرآن و حدیث کے بارے میں ان کی خدمات کی تفصیلات پڑھ کر ذہن یہ سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ بے شک وہ اپنے دور کے مجدد تھے اور اس دور میں منصب تجدید انہی کو زیب دیتا تھا۔ تجدید کے معنی ہیں دین کو نیا کر دینا یعنی لوگوں کے دلوں میں دین پر عمل کے بارے میں جو کمی واقع ہو گئی تھی، اس میں از سر نو اضافہ کرنے کے اسباب بروئے کار لانا اور احکام الٰہی کی تبلیغ و اشاعت کی جدوجہد کرنا۔ بے شک یہ خصوصیات میاں صاحب رحمہ اللہ میں بہ درجہ اتم پائی جاتی تھیں۔(دبستان حدیث ص ۵۱)

انہوں نے کہیں ملازمت نہیں کی، کسی کے دست نگر نہیں ہوئے، کوئی دولت جمع نہیں کی، کبھی کسی سرمایہ دار کے دروازے پر نہیں گئے، کوئی سرکاری عہدہ قبول نہیں کیا، قاضی القضاۃ کا منصب پیش کیا گیا، اسے بھی ٹھکرا دیا۔ کسی کی مخالفت کی کبھی پروا نہیں کی۔ علم کو کسی وقت بھی ذریعہ معاش نہیں بنایا، غربت کی زندگی بسر کرتے رہے، فاقوں پر فاقے آئے مگر دلی کو نہیں چھوڑا۔ اور جس مقام پر حضرت استاذ شاہ محمد اسحاق صاحب رحمہ اللہ نے بٹھا دیا، تمام عمر وہیں بیٹھے رہے۔ اس شہر میں بے پناہ اثر و رسوخ کے باوجود اپنا ذاتی مکان نہیں بنایا۔ آخر وقت تک کرائے کے مکان میں رہے۔ قابل ترین تلامذہ اور جلیل القدر علمائے دین کی اتنی تعداد اپنے بعد چھوڑی کہ جس کی گنتی شمار میں لانا ممکن نہیں۔

ان کی تدریسی مساعی کی وجہ سے برصغیر کے اہل علم میں قرآن و حدیث کے تراجم کا شوق پیدا ہوا، تفاسیر قرآن اور شروح حدیث کے ذوق نے کروٹ لی، مسجدیں تعمیر اور آباد ہوئیں، لوگوں نے راہِ سنت کو اپنایا اور جگہ جگہ مدارس قائم کیے۔ بے شک یہ سب کوششیں اور تمام تگ و تاز اس حقیقت پر دلالت کناں ہیں کہ حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ اپنے دور کے مجدد تھے اور ان کی تجدید دین کے آثار پوری اسلامی دنیا پر بالعموم اور برصغیر پاک و ہند پر (جس میں بنگلہ دیش بھی شامل ہے) بالخصوص نمایاں تھے۔(دبستان حدیث ص ۵۲)

شیخ الکل کی کیفیت مراقبہ اور ذکر الٰہی: وہ شب کو ایک بجے بیدار ہو جاتے اور وضو کر کے نماز تہجد پڑھنا شروع کر دیتے تھے۔ ساڑھے تین بجے تک یہ عمل جاری رہتا۔ اس کے بعد مسجد میں جاتے۔ پھر مسجد کے اندر یا صحن میں بیٹھ کر مراقبے کی سی کیفیت اختیار کر لیتے اور ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتے۔ اس وقت بالعموم نہایت دردناک لہجے میں موقعے کی مناسبت سے عربی، فارسی اور اردو کے اشعار بھی پڑھتے۔ نماز فجر کے بعد قرآن مجید کا درس ہوتا۔ پھر گیارہ بجے تک طلباء کو حدیث شریف پڑھاتے۔

تسبیح کا استعمال فرمانا: جیب میں تسبیح بھی رہتی اور وہ ہاتھ میں بھی منتقل ہو جاتی۔ ماثورہ اوراد واذکار پڑھنے کا سلسلہ بھی جاری رکھتے۔ گیارہ بجے مسجد سے گھر تشریف لے جاتے اور بارہ بجے واپس مسجد آ جاتے۔ اس وقت سے مغرب تک تین وقتوں کی نمازوں اور درس کے سوا اور کوئی کام نہ ہوتا۔ مغرب کی نماز پڑھ کر گھر چلے جاتے اور پھر ثلث شب کے قریب نماز عشاء کے لیے مسجد آتے۔ حوائج ضروریہ کے اوقات کے علاوہ اس تمام وقت میں وہ باوضو اور طاہر رہتے۔ (دبستان حدیث ص ۵۳)

نماز میں مرتبہ احسان کی کیفیات: نماز نہایت اعتدال اور خشوع وخضوع سے پڑھتے۔ قرأت میں ایسی خشیت طاری ہوتی اور اس طرح اللہ کی طرف رجوع فرماتے کہ " ان تعبد اللہ کانک تراہ" کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ (دبستان حدیث ص ۵۳)

لوگوں کی خیر خواہی کا سچا جذبہ: حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ اپنے عہد کے بہت بڑے عالم اور بہت بڑے محدث ہونے کے ساتھ بہت بڑے خادم خلق بھی تھے۔ وہ عام لوگوں کی بھی خدمت کرتے تھے اور طلباء کی بھی......! سردی، گرمی، برسات ہر موسم میں وہ لوگوں کی خدمت کے لیے تیار رہتے اور ان کی مدد کے لیے پیادہ پا کہیں سے کہیں چلے جاتے۔ بازار سے لوگوں کی چیزیں خرید لاتے بلکہ گھروں میں آواز دیتے کہ میں بازار جا رہا ہوں، کسی نے کوئی چیز منگوانی ہو تو منگوا لے۔ بارش ہو یا گرمی اور سردی، طلباء کا کھانا خود مدرسے اور مسجد میں پہنچاتے۔ رمضان میں سحری کے وقت بالخصوص طلباء کے لیے بروقت کھانا پہنچانے کا اہتمام فرماتے۔ بارش کی حالت میں جب کہ طلباء کو مدرسے کے دروازے پر جا کر کھانا لینا مشکل ہوتا اور مدرسے کی گلی میں گھٹنوں تک پانی کھڑا ہو جاتا، مولانا فضل حسین بہاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حالت میں، میں نے اپنے کانوں سے میاں صاحب کی آواز مدرسے کے اندر سنی کہ وہ گلی میں کھانا دسترخوان میں لپیٹے ہوئے ہر طالب کا نام لے کر بار بار پکار رہے ہیں: اجی فلاں مولوی صاحب اپنی روٹی لے لو۔ اجی فلاں مولوی صاحب اپنی روٹی لے لو...... بتائیے اس قسم کی خدمت کوئی عالم دین کسی کی کر سکتا ہے اور کوئی استاد یا مدرسے کا مہتمم طلباء کے لیے اتنا مہربان اور مشفق ہو سکتا ہے......؟ (دبستان حدیث ص ۵۴)

نسبتِ فاطمی اور آپ کی کرامت: میاں صاحب رحمہ اللہ کے زمانے میں دہلی میں ایک بزرگ عطاء اللہ سوداگر پنجابی فروش تھے جو میاں صاحب کے مخلص ترین عقیدت مند تھے اور اکثر ان کی خدمت میں آیا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے کہا کہ "میں میاں صاحب رحمہ اللہ سے بہت ڈرتا ہوں۔" پوچھا گیا "کیوں ڈرتے ہو؟" انہوں نے بتایا کہ ایک دن میاں صاحب رحمہ اللہ کے ایک مخالف نے ان کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا اور وہ تلوار پکڑ کر پھاٹک حبش خاں میں ایسی جگہ بیٹھ گیا جہاں اسے کوئی دیکھ نہ سکے۔ اس کا ارادہ یہ تھا کہ میاں صاحب رحمہ اللہ عشاء کی نماز کے لیے مسجد میں جائیں گے تو آتے یا جاتے ہوئے انہیں قتل کر دیا جائے گا۔ چنانچہ میاں صاحب رحمہ اللہ وہاں آئے تو وہ تلوار ہاتھ میں تھامے ان کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ میاں صاحب رحمہ اللہ نے اسے ڈانٹتے ہوئے فرمایا: اگر میں بنی فاطمہ رضی اللہ عنہا ہوں تو تو اپنے ارادے میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ یہ الفاظ سنتے ہی اس کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا، ہاتھ سے تلوار گر گئی اور وہ گھر کی طرف بھاگا، گھر پہنچتے ہی اس کے پیٹ میں اتنا شدید درد اٹھا کہ زندگی سے مایوس ہو گیا۔ اب لوگوں کو بلا کر اس نے کہا کہ میں غضب الٰہی میں مبتلاء ہوں اور اس ابتلاء کی وجہ یہ ہے۔ چنانچہ اسی کی زبان سے لوگوں میں اس واقعہ کی تشہیر ہوئی اور وہ اسی دن مر گیا۔ (دبستان حدیث ص ۵۷)

ایثار نفس اور صوفیانہ مجاہدے سے رغبت:۔ حضرت حافظ عبدالمنان وزیرآبادی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ شروع شروع میں جب حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ عسرت کا شکار تھے اور اکثر فاقے تک نوبت پہنچ جاتی تھی، مولوی محمد دین پنجابی ان کے مہمان ہوئے، میاں

صاحب رحمہ اللہ دونوں وقت اپنے حصے کا کھانا ان کو پیش کر دیتے تھے۔ تین دن اور تین رات مسلسل یہی ہوتا رہا اور خود میاں صاحب رحمہ اللہ فاقے میں رہے۔ اس حالت میں نہ حضرت کے پابندی اوقات میں فرق آیا اور نہ عام معمولات میں کوئی کمی بیشی ہوئی۔ نہ ان دنوں کسی کو ان کے فاقوں کا پتا چلا۔ البتہ بعض اوقات اتنا ہوتا تھا کہ بیٹھ کر نہ پڑھا سکتے تو لیٹ کر پڑھانے لگتے، سبق میں ناغہ بالکل نہ کرتے۔ یہ ان کے ایثار نفس کی ایک مثال ہے اور یہی معنی ہیں" یوثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصہ" کے۔ (دبستان حدیث ص ۵۷)

مرشد واستاد کی نصیحت تقویٰ:۔ تقویٰ کے بارے میں قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے"ان اکرمکم عند اللہ اتقکم" یعنی اللہ کے نزدیک تم میں بہتر شخص وہ ہے جسے تقوے کی نعمت عطا کی گئی ہے۔ جب علم حدیث کی تحصیل کے بعد میاں صاحب رحمہ اللہ مدرسے کے طلباء کو رخصت کرتے تو فرماتے او صیکم بتقوی اللہ...... (میں تمہیں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔)

تقوے کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم کا تعلق عادات وعبادات سے ہے، اور دوسری کا ماکل ومشارب سے۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تقوے کی ان دونوں قسموں پر عامل تھے اور طلباء کو بھی ان پر عمل پیرا ہونے کی تاکید فرماتے تھے۔ چنانچہ ان کے تمام شاگرد تقوے کے اوصاف سے متصف تھے۔ (دبستان حدیث ص ۵۸)

ایذائے ولی پر پکڑ الٰہی:۔ مولانا محمد بدر الحسن سہوانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے میاں صاحب رحمہ اللہ کی دعوت کی۔ میاں صاحب رحمہ اللہ تشریف لائے، مگر کھانے سے قبل انہیں متلی سی ہوئی اور قے آنے لگی۔ اس لیے انہوں نے کھانا تناول نہیں فرمایا اور گھر تشریف لے گئے۔ ان کے تشریف لے جانے کے بعد میرے ملازم کے پیٹ میں شدید درد ہونے لگا، جس سے وہ نیم بسمل ہو گیا۔ اس کا نام عبد النبی تھا اور رام پور کا رہنے والا تھا۔ میاں صاحب رحمہ اللہ کے بارے میں اس کے دل میں سخت عداوت کے جراثیم پائے جاتے تھے۔ جب تکلیف بہت بڑھ گئی اور وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا تو اس نے مولانا محمد بدر الحسن سہوانی رحمہ اللہ سے منت سماجت کی کہ آپ میاں صاحب رحمہ اللہ سے میرا قصور معاف کرا دیجیے۔ یہ درد نہیں ہے بلکہ اللہ کی طرف سے میری غلطی کی سزا مجھے مل رہی ہے...... مولانا محمد بدر الحسن کے اصل واقعہ دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ میاں صاحب سے سخت عداوت کی بناء پر میں نے بکرے کے گوشت کے بجائے ان کے لیے خنزیر کا گوشت پکایا تھا، مگر ان کو تو اللہ نے اس کے کھانے سے محفوظ رکھا اور مجھ پر شدید درد کی صورت میں عذاب الٰہی نازل ہو گیا۔

قصہ مختصر یہ کہ ملازم کی درخواست پر مولانا ممدوح اسے میاں صاحب رحمہ اللہ کے حضور لے گئے اور ان سے سارا واقعہ بیان کیا۔ میاں صاحب رحمہ اللہ نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر مولانا سہوانی رحمہ اللہ نے میاں صاحب رحمہ اللہ سے ملازم کی تقصیر معاف کرنے کی سفارش کی تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ میں دعا کی۔

اے مجیب الدعوات۔ تیرے رسول کریم ﷺ کے ساتھ لوگوں نے کیا کچھ نہیں کیا۔ دھوکے بھی دیئے، شعبدے بھی کیے۔ پھر اگر مجھ ناچیز بندے کے ساتھ کسی نے کچھ کیا ہے تو تو اسے معاف فرما۔ تو" ارحم الراحمین" ہے اور اسے ہدایت فرما۔ تو" ھادی الضالین" ہے۔

چنانچہ اسی وقت اللہ نے اس کو درد سے نجات بخش دی اور وہ میاں صاحب کے دست مبارک پر تائب ہوا۔ آپ رحمہ اللہ کی بیعت کی اور اس کا نام عبد اللہ رکھا گیا۔ اس کے بعد وہ ہجرت کر کے مکہ معظمہ چلا گیا تھا اور وہیں بود و باش اختیار کر لی تھی۔ (دبستان حدیث ۵۸، ۵۹)

الفقر فخری کی عملی مثال:۔ میاں صاحب رحمہ اللہ کے جاں نثار معتقدین میں سے دہلی کے ایک مشہور سوداگر میاں عطاء اللہ رحمہ اللہ پنجابی تھے۔ انہوں نے ایک دن عرض کیا کہ حضور آپ بہت ضعیف ہو گئے ہیں، ٹاٹ پر بیٹھ کر پڑھانے میں آپ کو تکلیف ہوتی ہے۔ روئی کا گدہ بنا دیتا ہوں۔ اس پر بیٹھ کر طلباء کو پڑھایا کیجئے۔ فرمایا:"پرانی قبر پر کیا کچھ کرو گے"۔ ان کی درخواست میاں صاحب رحمہ اللہ نے منظور نہیں فرمائی۔ یہی معنی ہیں حدیث کے ان الفاظ کے "کن فی الدنیا کانك غریب او عابر سبیل"۔

(دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرو، جیسے کہ تم اجنبی ہو یا مسافر ہو۔) (دبستان حدیث ۶۰)

شیخ الحدیث کی صوفیانہ زندگی:۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ نہایت قناعت پسند اور درویش منش عالم تھے۔ والیہ بھوپال نواب سکندر جہاں بیگم اپنی ریاست کے مدار المہام منشی جمال الدین صدیقی کے ساتھ دہلی آئیں اور حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ سے ملیں۔ ان سے ریاست کا عہدۂ قاضی القضاۃ قبول کرنے کی درخواست کی۔ میاں صاحب رحمہ اللہ نے انکار کر دیا۔ فرمایا میں تو ریاست کے قاضی القضاۃ کے منصب عالی پر فائز ہو کر حاکمانہ مسند پر بیٹھ جاؤں گا اور ٹھاٹھ سے امیرانہ زندگی بسر کروں گا لیکن یہ غریب طلباء جو چٹائی پر بیٹھ کر علم حدیث حاصل کرنے کے متمنی ہیں، مجھے کہاں ملیں گے......؟ یہی شرح ہے حدیث پاک کے ان دعائیہ الفاظ کی "**اللھم احینی مسکینا و امتنی مسکینا و احشرنی فی زمرۃ المساکین**"۔

(اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ، مسکینی ہی کی حالت میں موت دے اور قیامت کو مسکینوں کی جماعت میں اٹھا۔)

میاں صاحب رحمہ اللہ کو مختلف مقامات سے روزانہ بہت سے خطوط آتے تھے۔ ایک دن ایک خط آیا جس میں لکھا تھا کہ میں آپ کی فلاں فلاں کتابیں جو تقریباً سو روپے کی ہوں گی، بلا اجازت لے کر یہاں کول (علی گڑھ) آ گیا ہوں۔ آپ مجھے معاف کر دیں اور "تفسیر جلالین"، بھیج دیں۔ میاں صاحب نے تفسیر جلالین بازار سے خریدی اور اسے بھیج دی۔ ساتھ ہی خط لکھا کہ کتابیں لے جانے کا فکر نہیں، لیکن آپ یہاں سے چلے کیوں گئے؟ آیئے اور ہم سے ملیے۔

پہلے بتایا جا چکا ہے کہ میاں صاحب کا دہلی میں اپنا مکان نہیں تھا، کرائے کے مکان میں رہتے تھے۔ مکان کے جس حصے میں ان کی رہائش تھی، وہ صرف ایک سائبان تھا جو گرمیوں کے موسم میں دوپہر کے بعد اتنا گرم ہو جاتا تھا کہ کسی دوسرے آدمی کے لیے اس میں تھوڑی دیر بیٹھنا بھی مشکل ہو جاتا، لیکن میاں صاحب وہیں بیٹھ کر لوگوں کے خطوط کے جواب دیتے اور وہیں فتویٰ نویسی کرتے۔ کوئی طالب علم گرمی کی شدت کے متعلق کہتا تو یہ بطور مزاح فرماتے کہ میں جس سائبان میں رہتا ہوں تم ایک گھنٹہ وہاں سو جاؤ تو تمہیں دو روپے دوں گا۔

طلباء کے لیے مسجد میں شطرنجی کا فرش تھا مگر میاں صاحب رحمہ اللہ خود ہمیشہ اور ہر موسم میں چٹائی یا ٹاٹ پر بیٹھتے اور اس بے تکلفی سے بیٹھتے کہ کسی کو کچھ کہنے اور دوسری جگہ بیٹھنے کے لیے اصرار کرنے کا موقع نہ ملتا۔ (دبستان حدیث ص ۶۰، ۶۱)

مرشدِ کامل کا دشمن سے حسن سلوک:۔ میاں صاحب رحمہ اللہ بے حد متحمل مزاج اور حلیم الطبع تھے۔ ڈپٹی نذیر احمد کا بیان ہے کہ میاں صاحب رحمہ اللہ جب سفر حج سے واپس لوٹے تو دہلی کے ریلوے اسٹیشن پر استقبال کرنے والوں کا بے پناہ اژدہام تھا۔ مصافحہ اور دست بوسی کرنے والوں میں میاں صاحب رحمہ اللہ کا ایک سخت معاند بھی موجود تھا۔ جب خاص خاص لوگ میاں صاحب رحمہ اللہ کو اپنے حلقے میں لیے پلیٹ فارم سے باہر لا رہے تھے تو ایک شخص آیا، اس نے مصافحہ اور دست بوسی کے بہانے ان کے ہاتھ کے انگوٹھے میں اس زور سے دانت کاٹا کہ خون جاری ہو گیا اور انگوٹھا سخت مجروح ہوا۔ میاں صاحب رحمہ اللہ نے فوراً اس انداز سے انگوٹھا اپنی چادر میں چھپا لیا کہ کسی کو اس واقعہ کا علم نہ ہوا۔ جب آپ مسجد میں پہنچے تو پانی لے کر اس خون آلودہ ہاتھ کو دھویا، تب لوگوں کو اس واقعہ کا علم ہوا۔ جس شخص نے یہ مکروہ حرکت کی تھی، میاں صاحب رحمہ اللہ اُسے پہچانتے تھے، لیکن لوگوں کے بے حد اصرار کے باوجود اس کا نام نہیں بتایا۔ یہ تھا میاں صاحب رحمہ اللہ کا صبر اور حلم۔ (دبستان حدیث ص ۶۲)

ولی کامل کے توکل پر غیبی امداد:۔ میاں صاحب رحمہ اللہ کا اللہ تعالیٰ پر توکل کمال درجے کا تھا اس کی ایک مثال یہاں بیان کی جاتی ہے۔ طلباء کے کھانے کا اہتمام جن صاحب کے ہاتھ میں تھا، ایک دن انہوں نے نماز عصر کے بعد میاں صاحب رحمہ اللہ سے کہا کہ آج طلبا کے لیے نہ آٹا ہے اور نہ خریدنے کے لیے کوئی پیسہ۔ میاں صاحب رحمہ اللہ نے جواب دیا، اس کی فکر نہ آپ کو کرنا چاہیے نہ مجھ کو، جس کے یہ بندے ہیں، وہی ان کے کھانے دانے کا انتظام کرے گا۔ وہ صاحب مایوسانہ صورت میں چلے گئے۔ ابھی وہ مسجد سے نکلے ہی تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے پانچ روپے میاں صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کیے۔ میاں صاحب رحمہ اللہ نے فوراً مہتمم کے پیچھے ایک طالب علم کو بھیجا کہ انہیں بلا لائے۔ وہ آئے تو انہیں پانچ روپے دیئے اور وہ طلباء کے کھانے پینے کا سامان لینے بازار چلے گئے۔ اس انتہائی سستے زمانے

میں جب کہ گندم بارہ آنے من تھی، پانچ روپے کو اچھی خاصی رقم سمجھا جاتا تھا۔ (دبستان حدیث ص ۶۳، ۶۴)

اپنے نفس کو مجاہدہ کا عادی بنانا:۔ یوں تو حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کی تمام زندگی مجاہدۂ نفس سے تعبیر تھی، جس کا اندازہ صفحات سابقہ میں مندرج واقعات سے ہو جاتا ہے۔ لیکن یہاں ایک دو واقعات اور سن لیجیے۔ صبح گیارہ بجے تک قرآن وحدیث کے درس میں اس طرح مصروف رہتے کہ پہلو تک نہ بدلتے۔ چہرے پر دھوپ آجاتی مگر پیشانی پر بل نہ آتا۔ مولانا شریف حسین مرحوم کی امامت میں نصف گھنٹہ نماز میں لگ جاتا جو بجائے خود ایک مستقل ریاضت تھی یا مجاہدۂ نفس۔ پھر یہ بات صوفیہ کی اصطلاح میں ایک چلے یا دو چلے کی نہ تھی بلکہ عنفوان شباب سے شروع ہو کر آخر عمر تک جاری رہی۔ ایک بجے شب سے بے داری اور قیام اللیل (تہجد) میں کبھی ناغہ نہ ہوا۔

دھوپ، گرمی، جاڑا، برسات ہر موسم میں بعد مسافت کے باوجود گیارہ بجے دوپہر پیادہ پا جامع مسجد جاتے اور دو بجے واپس آتے۔ چھتری تمام عمر کبھی نہیں لگائی۔ سر پر خطط موٹی چادر رکھ لیتے اور چل پڑتے۔ ماہ رمضان میں نماز فجر سے نماز مغرب تک قرآن مجید اور تفسیر جلالین پڑھاتے، بلکہ عام طریقہ یہ تھا کہ آگے آگے خود پڑھتے اور پیچھے پیچھے طلباء کا سلسلہ قرأت جاری رہتا۔ غیر رمضان میں تو گیارہ سے بارہ بجے تک ایک گھنٹے کا وقفہ ہو جاتا تھا، رمضان میں وہ بھی ختم ہو جاتا تھا۔ تدریس کی حالت میں جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا جوش بیان مزید بڑھتا جاتا۔ آواز بلند ہوتی جاتی اور طبیعت میں بشاشت ابھر آتی۔

رمضان المبارک کی راتوں میں دو دفعہ قرآن مجید بحالت قیام ہر سال سنتے۔ ایک دفعہ فرض عشاء کے بعد نماز تراویح میں جس کے امام ان کے شاگرد رشید حافظ احمد رحمہ اللہ ہوتے جو فقیہ بھی تھے اور محدث بھی۔ وہ ترتیل وتجوید کے ساتھ تین سیپارے روزانہ سناتے۔ دوسرا قرآن نماز تہجد میں سنتے، جس کے امام ان کے بڑے پوتے حافظ عبدالسلام رحمہ اللہ تھے۔ اس طرح ہر رات میں دو مرتبہ قرآن مجید کی سماعت کرتے۔

اس کے بعد طالب علموں کے لیے سحری اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے مسجد اور مدرسے میں جاتے اور ہر شخص کو جگا کر کھلاتے۔ یہ معمولات ان کی زندگی کا جزو بن گئے تھے۔ اس سے انہیں راحت محسوس ہوتی تھی۔ اگر ان میں خلل واقع ہو جاتا تو انہیں ذہنی تکلیف پہنچتی۔

(دبستان حدیث ۶۴، ۶۵)

مقام فنافی الرسول اور فنافی اللہ:۔ میاں صاحب رحمہ اللہ کے حالات زندگی اس حقیقت کی وضاحت کرتے ہیں کہ ان کے قلب صافی میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت راسخ ہو چکی تھی اور ان کی لوح ذہن پر قرآن وحدیث سے مودتِ صحیحہ کے نشانات مرتسم ہو گئے تھے۔ "من احب شیئًا اکثر ذکرہ" (جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے، زیادہ تر اسی کی یاد میں مشغول رہتا ہے) کے مطابق یہی باتیں ان کے وردِ زبان رہتی تھیں۔ (دبستان حدیث ص ۶۵)

مولانا جامی کا شعر ہے:

خوش آں منبر و مسجد و خانقاہے ۔۔۔ کہ دروے بود قیل و قال محمد ﷺ

میاں صاحب رحمہ اللہ کے سوانح نگار لکھتے ہیں کہ آپ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

مجتے ست کہ دل رانمی دہد آرام ۔۔۔ وگرنہ کیست کہ آرامِ جاں نمی خواہد

بیماری میں تدریس کرامت سے کم نہیں:۔ حیات مستعار کے آخری دور میں حضرت مرحوم کو ضیق النفس کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا، لیکن ان کی تدریس قرآن وحدیث کی سرگرمیاں اتنی نمایاں تھیں کہ اس عارضے کے اثرات ان پر حاوی نہیں ہو سکے۔ بلکہ یہ تدریس ہی اس بیماری کی ان کے نزدیک اصل دوا اور غذا تھی۔ عام حالات میں بعض اوقات اس بیماری کی وجہ سے ان کے لیے بیٹھنا اٹھنا مشکل ہو جاتا، لیکن جیسے ہی مسند تدریس کو رونق بخشتے، اور زبان سے قال اللہ وقال الرسول ﷺ کی صدا فضا میں گونجنے لگتی، بیماری کے اثرات اپنی جگہ چھوڑنا شروع کر دیتے اور پھر آہستہ آہستہ پوری بلند آہنگی سے فریضۂ درس کی انجام دہی کا سلسلہ جاری ہو جاتا۔ جو لوگ حضرت کے شدت مرض سے آگاہ

تھے اور انہوں نے تکلیف کی حالت میں انہیں دیکھا ہوتا تھا، اگر وہ درس قرآن وحدیث میں انہیں دیکھتے تو بالکل اندازہ نہیں کر سکتے تھے کہ یہ کسی مرض میں مبتلاء ہیں۔ بالکل ہشاش بشاش اور تندرست معلوم ہوتے تھے۔

اہل اللہ اور محبان خدا اور رسول ﷺ کے لیے اس قسم کے ریاضات ومجاہدات اطمینان روح اور سرور قلب کا باعث بنتے ہیں اور قرآن کی زبان میں ان اوصاف کے حامل شخص کو نفس مطمئنہ کہا جاتا ہے۔(دبستان حدیث ص٦٦)

مقام فنائیت میں استغراقی وجذبی کیفیات:۔ بعض اوقات حدیث پاک کا درس دیتے ہوئے حضرت ممدوح پر عجیب وغریب قسم کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ ایک دن صحیح بخاری کے سبق میں نبی ﷺ کی وفات کے متعلق حدیث آئی تو ایک دم دل کی دنیا بدل گئی اور ایسا گریہ طاری ہوا کہ سبق موقوف کر دیا۔ یہ حالت دیکھ کر طلباء پر بھی تاثر نے غلبہ پالیا اور دیکھتے ہی دیکھتے محفل درس کا رنگ بدل گیا۔ مولانا فضل حسین بہاری رحمہ اللہ کے بقول اس قسم کا واقعہ پہلے کبھی پیش نہیں آیا تھا۔ ان کے نزدیک اپنی نوعیت کا یہ پہلا اور آخری واقعہ تھا۔

ہم بھی اس موضوع کی حدیثیں پڑھتے ہیں اور نبی ﷺ کے واقعۂ ارتحال کا مطالعہ بھی کرتے ہیں اور لوگوں کو سناتے بھی ہیں، لیکن ہماری یہ حرماں نصیبی ہے کہ نہ اس کا اثر ہمارے دل پر ہوتا ہے اور نہ ہمارا ذہن اس سے متاثر ہوتا ہے۔ بس ایک واقعہ کی صورت میں اسے بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔ ہمارے سننے والے بھی اس سے کوئی اثر نہیں لیتے۔(دبستان حدیث ص٦٦،٦٧)

شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی نقشبندی سے مراسم:۔ میاں صاحب رحمہ اللہ اپنے عہد کے معروف ترین اہل حدیث عالم تھے، لیکن اپنے دور کے غیر اہل حدیث حضرات سے بھی مخلصانہ مراسم رکھتے تھے اور ان کے ساتھ ان کی خط وکتابت بھی رہتی تھی۔ ایک مرتبہ ایک طالب علم نے ان سے درخواست کی کہ مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمہ اللہ کے نام خط لکھ دیں کہ وہ اس کی تعلیم وتربیت کریں۔ میاں صاحب رحمہ اللہ نے خط لکھ کر اسے دیدیا۔ مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمہ اللہ نے اس خط کے جواب میں میاں صاحب رحمہ اللہ کو لکھا کہ آپ نے اس شخص کو میرے پاس کیوں بھیج دیا۔ وہ کون سی ایسی شرعی بات ہے جو ہم جانتے ہیں اور آپ نہیں جانتے۔ ہم آپ سے بڑے عالم نہیں ہیں۔(دبستان حدیث ص٦٧)

شیخ الکل کا سلسلہ بیعت تصوف:۔ میاں صاحب رحمہ اللہ کا بیعت کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ جو لوگ ان کے دست مبارک پر بیعت کرنے کے خواہاں ہوتے، میاں صاحب رحمہ اللہ ان کو اپنے حلقۂ بیعت میں شامل فرماتے اور انہیں نصیحتیں کرتے۔ ان کا کوئی شاگرد بیعت کرنا چاہتا تو فرماتے تم تو ہمارے شاگرد ہو، یہی کافی ہے۔ اس کے بعد بھی کوئی اصرار کرتا تو بیعت لے لیتے۔ جس مجمع میں کسی سے بیعت لیتے تمام حاضرین اس میں شامل ہو جاتے۔

بیعت کی سفارش کرنا:۔ مولانا شاہ مختار الحق رحمہ اللہ اپنے زمانے کے ممتاز عالم تھے۔ وہ بیعت کے لیے حضرت مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں امرتسر گئے۔ حضرت نے فرمایا تم دہلی جاؤ۔ وہاں کچھ عرصہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کی صحبت میں رہو اور ان سے استفادہ کرو۔ ان سے اجازت لے کر یہاں آؤ۔ چنانچہ پہلے وہ دہلی گئے اور کچھ عرصہ میاں صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں گزارا۔ پھر میاں صاحب رحمہ اللہ کا خط لے کر امرتسر گئے اور حضرت عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے حضور وہ خط پیش کیا۔ بعد ازاں حضرت ممدوح نے ان سے بیعت لی اور حلقہ مسترشدین میں شامل کیا۔(دبستان حدیث ص٦٧،٦٨)

میاں صاحب کا تبرک سنبھال کر رکھنا:۔ بچوں سے میاں صاحب رحمہ اللہ بے حد شفقت کا اظہار فرماتے تھے۔ حضرت مولانا شمس الحق صاحب ڈیانوی رحمہ اللہ (صاحب عون المعبود) کا شمار حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کے ارشد تلامذہ میں ہوتا تھا۔ وہ حضرت کی وفات سے چار مہینے قبل اپنے چھوٹے بیٹے حافظ ایوب کو (جو اس وقت قرآن مجید حفظ کر رہا تھا) لے کر دہلی گئے اور میاں صاحب رحمہ اللہ سے اس کے لیے دعا کی درخواست کی۔ میاں صاحب رحمہ اللہ اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں۔ پھر قرآن سنانے کو کہا۔ باوجود کہ اس وقت میاں

صاحب رحمہ اللہ کو بہت ثقل سماع ہو گیا تھا، لیکن ہونٹوں کی حرکت سے غلط اور صحیح کا اندازہ کر کے برابر لقمہ دیتے جاتے تھے۔اس کے بعد اس بچے کو ایک روپیہ انعام دیا جو طویل عرصے تک برکت کے طور پر مولانا شمس الحق صاحب رحمہ اللہ کے گھر میں محفوظ رہا۔(دبستان حدیث ص۷۳)

اساتذہ کی اولاد کا احترام:۔ دہلی شہر اور شرفائے دہلی سے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کو قلبی تعلق پیدا ہو گیا تھا۔ بالخصوص خاندان شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے ارکان کا بے حد احترام کرتے تھے۔حضرت شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ کے ایک ہی بیٹے تھے جو خورجہ رہتے تھے۔ان کی علمی دست گاہ زیادہ نہ تھی۔وہ دہلی اکثر آتے اور میاں صاحب رحمہ اللہ سے ملاقات کرتے۔جب وہ مسجد میں داخل ہوتے تو میاں صاحب رحمہ اللہ ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہو جاتے اور انتہائی تکریم سے پیش آتے۔مفلوک الحال مغل شہزادوں کا بھی وہ بہت اکرام کرتے تھے۔بالعموم دلی والوں سے ان کا یہی معاملہ تھا۔

وفات سے پینتیس چالیس برس پہلے ان کے اعزہ واقارب اور اہل وطن نے بار بار کہا کہ آپ نے دلی میں طویل عرصہ گزار لیا۔اب وطن آجائیں اور وہاں سکونت اختیار کر لیں تاکہ اس نواح کے لوگوں کو بھی اس سعادت سے بہرہ اندوز ہونے کا موقع ملے۔لیکن میاں صاحب رحمہ اللہ نے حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ، شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ اور شاہ محمد اسحاق رحمہ اللہ کی مسند خلافت سے علیحدہ ہونا گوارا نہ کیا اور اسی سرزمین میں مرنے کو ترجیح دی۔(دبستان حدیث ص۷۳،۷۴)

اساتذہ واسلاف کی تعظیم واحترام: جناب میاں صاحب رحمہ اللہ اپنے اساتذہ کا ذکر نہایت مؤدبانہ الفاظ میں کرتے تھے۔ان سے متعلق کسی بات کا تذکرہ فرماتے تو بہ صورت جمع ''ہمارے حضرات'' کے الفاظ استعمال فرماتے۔حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اور حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب رحمہم اللہ کے اسمائے گرامی بالخصوص بہ درجہ غایت ادب سے زبان پر لاتے۔قرآن اور حدیث کی کسی عبارت کا ترجمہ کرنا مقصود ہوتا تو فرماتے مجھ سے اس کا ترجمہ سنو جو ہمارے بزرگوں سے سینہ بہ سینہ چلا آرہا ہے اور بیان مسائل میں بھی انہی بزرگان عالی قدر کے اقوال بہ سند پیش فرماتے اور ارشاد ہوتا ''ہمارے حضرات یوں فرماتے ہیں۔''اس پر کوئی طالب علم اگر یہ کہہ دیتا کہ حضرات کا کہنا سند نہیں ہو سکتا، اصل سند قرآن وحدیث ہے تو خفگی کے انداز میں فرماتے۔''تم ان کے متعلق ایسی باتیں کرتے ہو، کیا یہ حضرات گھس کٹے تھے؟ یوں ہی باتیں بناتے تھے؟''(دبستان حدیث ص۷۴)

گستاخی اسلاف پر تنبیہ:۔ ایک مرتبہ میاں صاحب رحمہ اللہ ممدوح رحیم آباد سے آرہے تھے۔مولانا محمد ابراہیم آروی رحمہ اللہ بھی ساتھ تھے۔انہوں نے خواتین کے لباس کے بارے میں پوچھا کہ ان کے لیے ساڑھی پہننا جائز ہے یا ناجائز؟

فرمایا: ہمارے حضرات ساڑھی پہننے کو جائز قرار دیتے تھے۔

مولانا آروی رحمہ اللہ نے عرض کیا: حضرات کا کہنا حجت شرعی تو نہیں ہو سکتا۔

فرمایا: ''تمہارے نزدیک یہ سب حضرات گھس کٹے تھے، تم ہی ایک شیخ چلی پیدا ہوئے؟'' یوں تو میاں صاحب رحمہ اللہ خاندان ولی اللہی کے سب ارکان کے مداح تھے اور ان کے علم وفضل کی تعریف فرماتے تھے لیکن حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور مولانا اسماعیل شہید رحمہما اللہ کی نسبت اکثر فرمایا کرتے کہ ''میں ان دونوں دادا پوتے کی فضیلت کا بہت قائل ہوں جو صرف قرآن وحدیث سے استنباطِ مسائل کرتے تھے۔ ان کی تحریروں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دریائے فیضان الٰہی جوش مار رہا ہے۔''(دبستان حدیث ص۷۴)

شیخ سعدی کی ''بوستان'' کی اہمیت:۔ ایک مرتبہ بخاری شریف پڑھا رہے تھے کہ کسی حدیث کی تائید میں شیخ سعدی رحمہ اللہ کی ''بوستاں'' کا ایک شعر پڑھا۔ایک طالب علم بول اٹھا کہ بوستاں کیا بخاری کی شرح ہے کہ اس کے شعر کا حوالہ دیا گیا؟

فرمایا: تمہیں کیا معلوم کہ بوستاں کیا ہے؟ مجھ سے بوستاں پڑھو تو اس کی حقیقت کا تمہیں پتہ چلے۔(دبستان حدیث ص۷۵،۷۶)

گالیاں دینے والے سے حسن سلوک:۔ کوئی میاں صاحب رحمہ اللہ کی تنقیص کرتا یا انہیں نقصان پہنچاتا تو اس سے انتقام نہیں

لیتے تھے اور ہنسی مذاق میں بات ٹال دیتے تھے۔ایک روز نماز صبح اور درس قرآن کے بعد ایک مطبوعہ نسخہ جیب سے نکال کر فرمایا۔ یہ نظم ہمیں ایک دوست نے ڈاک میں تحفتاً بھیجی ہے۔ پھر نظم حاضرین کو سنانا شروع کی جس میں میاں صاحب رحمہ اللہ کی شدید مخالفت کی گئی تھی۔اس کا ایک ایک شعر وہ بار بار پڑھتے اور نہایت خوشی سے ہنس ہنس کر اس کی تشریح فرماتے۔

ظہر کے بعد ایک شخص نے عرض کی کہ صبح والی نظم کے جواب میں فلاں شخص ستر شعر لکھ چکے ہیں اور مزید لکھ رہے ہیں۔

فرمایا: ارے میاں اس کا جواب لکھ کر کیا کرو گے۔اس نے ہمیں کچھ دیا ہی ہے، ہم سے کچھ لیا تو نہیں، اگر چہ گالیاں دی ہیں۔ یہ فرما کر اس کا جواب لکھنے سے روک دیا۔

چور سے حسن سلوک:۔ اگر کوئی شخص میاں صاحب رحمہ اللہ کی کوئی ذاتی چیز چوری کر لیتا تو یہ معلوم ہونے پر بھی کہ اس نے فلاں چیز چوری کی ہے، اس کو بالکل نہ جتاتے، نہ اشارے کنائے میں اسے کچھ کہتے، بلکہ چشم پوشی سے کام لیتے، دوسروں کو بھی اس کا ذکر کرنے سے منع فرماتے۔کسی نے لاہور سے ان کو نہایت نفیس چادر بطور تحفہ بھیجی۔ایک دن اُسے اوڑھ کر مسجد میں آئے اور ایک شخص نے اسے ہاتھ لگا کر دیکھا اور بڑا متعجب ہوا۔میاں صاحب وہ چادر مسجد میں بھول گئے۔ یاد آنے پر اُسے تلاش کیا گیا، لیکن نہ ملی۔ تین چار روز بعد بعض لوگوں نے دیکھا کہ جس شخص نے اس چادر کو ہاتھ لگا کر دیکھا اور اس کی نفاست پر تعجب کا اظہار کیا تھا، اس کا لڑکا اسے بازار میں اوڑھے ٹہل رہا تھا۔ دیکھنے والوں نے میاں صاحب کو اطلاع دی۔آپ نے بے پروائی سے فرمایا: چھوڑو اس بات کو۔اطلاع دینے والوں نے خیال کیا کہ میاں صاحب کو یا تو ان کی بات کی سمجھ نہیں آئی یا ان کی بات کو کوئی اہمیت نہیں دی۔اس لیے انہوں نے دوبارہ عرض کیا اور کہا کہ اگر آپ کو یقین نہ ہو تو ہم اس لڑکے کو پکڑ کر آپ کے سامنے لے آتے ہیں، آپ خود وہ چادر دیکھ لیں۔میاں صاحب رحمہ اللہ نے نہایت برہمی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

کیا دنیا میں اس قسم کی وہی ایک چادر بنی تھی، دوسری نہیں بنی اور نہ کہیں سے ملتی ہے؟

آخر بتانے والوں کو ہی ندامت ہوئی اور وہ لڑکا سب کے سامنے اس کو اوڑھے پھرتا اور اوڑھ کر مسجد میں آتا تھا۔

(دبستان حدیث ص۷۶، ۷۷)

کلاہ اور عمامہ استعمال فرمانا:۔ حج سے قبل چھوٹا سا عمامہ مخطط بہ خط سرخ وسیاہ چارخانہ مؤاور اعظم گڑھ کا بنا ہوا پہنتے تھے۔عمامہ ایسی سادگی سے باندھا جاتا کہ درس کے وقت بار بار کھلتا اور وہ ہاتھ سے اس کے پیچ دباتے جاتے۔بسا اوقات بالکل کھل جاتا اور پھر جلدی سے سر پر لپیٹ لیتے یا اتار کر اپنے پاس رکھ لیتے۔کبھی گول ٹوپی پہنتے جس کی نوک کسی قدر اوپر کو نکلی ہوتی۔(ص۹۰)

دو پلی ٹوپی کا استعمال فرمانا: پورے سر پر دو پلی ٹوپی، دلی کی طرز کا انگرکھا، سفید پائجامہ، ہاتھ میں بڑا سا سفید رومال۔(دبستان حدیث ص۹۶)

تسبیح استعمال فرمانا:۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تسبیح بالعموم ہاتھ میں رکھتے اور ذکر و اذکار کرتے رہتے تھے۔آخری دنوں میں کمزوری زیادہ ہو گئی تو تسبیح ہاتھ سے گر جاتی تھی اور بے چینی سے اُسے تلاش کرتے تھے۔ جب ارد گرد بیٹھنے والوں کو معلوم ہو گیا کہ تسبیح ہاتھ سے گر جانے کی وجہ سے انہیں پریشانی ہوتی ہے تو وہ فوراً تسبیح اٹھا کر ان کے ہاتھ میں تھما دیتے اور وہ پڑھنے میں مصروف ہو جاتے۔اگر تسبیح جلدی سے ہاتھ میں نہ آتی تو انگلیوں پر پڑھتے رہتے۔کبھی تسبیح خود ہی بستر پر رکھ دیتے، کبھی گلے میں ڈال لیتے، غرض زبان پر ہر وقت تسبیح وتحمید کا سلسلہ جاری رہتا۔ بے ہوشی کی حالت میں بھی ذکر الٰہی سے ان کی انگلیاں حرکت میں رہتیں اور لب اللہ کی یاد میں ہلتے رہتے۔(دبستان حدیث ص۹۳، ۹۴)

مقام تدفین:۔ مولانا تلطف حسین رحمہ اللہ کے بقول کسی انداز میں ایک دن ان سے ان کے مقام تدفین کے بارے میں عرض کیا گیا اور بتایا گیا کہ جناب شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ کے مقبرے میں بھی جگہ کا انتظام کیا جا چکا ہے۔(دبستان حدیث ص۹۴)

اشاعت حدیث میں متصوفین علماء کا کردار

(بارھویں صدی ہجری) میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی تبلیغی و تصنیفی مہمات نے شہرت پائی۔ پھر ان کے صاحب زادگان گرامی قدر (حضرت شاہ عبدالعزیز محدث رحمہ اللہ، حضرت شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ اور حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ) اور ان کے شاگردوں کی تدریسی و تصنیفی خدمات کا ایک طویل سلسلہ چلا۔ مولانا اسماعیل شہید رحمہ اللہ، میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ، نواب سید صدیق حسن خاں رحمہ اللہ، مولانا شمس الحق ڈیانوی رحمہ اللہ عظیم آبادی، مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ، مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری رحمہ اللہ، مولانا محمد ابراہیم آروی رحمہ اللہ، حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ، سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ، امام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ، مولانا حافظ عبدالمنان وزیرآبادی رحمہ اللہ اور دیگر بہت سے حضرات عالی قدر اسی سلسلۃ الذہب کے تابندہ موتی ہیں۔ (دبستان حدیث ص ۱۱۱)

''پٹنہ'' شہر میں صوفیاء علماء کی خدمات:۔ پٹنہ میں جب مسلمانوں کی حکومت قائم ہوئی تو اس کا پہلا دارالحکومت بہار شریف تھا جو وہاں کا ایک تاریخی شہر ہے اور وہ بختیار خلجی کے عہد سے لے کر شیر شاہ سوری کے زمانے تک اس صوبے کا صدر مقام رہا۔ شیر شاہ سوری نے جب شہر پاٹلی پتر میں قلعہ تعمیر کرایا تو ۱۵۴۱ء میں بہار شریف کے بجائے صوبے کا دارالحکومت پاٹلی پتر کو بنا دیا گیا، جسے آگے چل کر ''پٹنہ'' کہا جانے لگا۔ اس علاقے میں بہت سے علماء، مصنفین، مجاہدین، سیاست دان اور صوفیائے کرام رحمہم اللہ پیدا ہوئے، جنھوں نے اپنے دائرے میں بے حد خدمات سرانجام دیں اور بڑی شہرت پائی۔ ان میں شیخ شرف الدین منیری رحمہ اللہ، قاضی محبّ اللہ بہاری رحمہ اللہ، مولانا ولایت علی صادق پوری رحمہ اللہ، سید میاں نذیر حسین رحمہ اللہ، علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ، سر سید علی امام رحمہ اللہ اور سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ جیسے اکابر شامل ہیں۔ (دبستان حدیث ص ۱۱۲)

مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف

برصغیر کے ماہرین حدیث کی ذی قدر جماعت اور حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کے ارشد تلامذہ کی وسعت پذیر فہرست میں حضرت مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی رحمہ اللہ کا اسم گرامی نہایت نمایاں حروف میں مرقوم دکھائی دیتا ہے۔ (دبستان حدیث ص ۱۴۴)

ہر مذہب و مسلک کا احترام:۔ مولانا رحیم آبادی رحمہ اللہ نہایت وضع دار عالم دین تھے۔ ہر مذہب و مسلک کے علماء کا احترام کرتے تھے اور گفتگو میں نہایت محتاط تھے۔ مسائل میں اختلاف کو وہیں تک محدود رکھتے تھے۔ معاشرتی زندگی میں بگاڑ نہیں پیدا ہونے دیتے تھے۔ تفسیر حقانی کے مصنف مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ ان کے ہم درس رہ چکے تھے۔ (دبستان حدیث ص ۱۶۸، ۱۶۹)

جناتی اثرات میں مجرب تعویذ:۔ ایک مرتبہ مولانا رحیم آبادی رحمہ اللہ کی دہلی تشریف آوری ہوئی۔ شیخ عبدالرحمٰن اور عطاء الرحمٰن کے ہاں قیام تھا۔ اس وقت ان کی کسی خاتون کو کوئی تکلیف تھی جس کے متعلق خیال ہوا کہ یہ جناتی اثر ہے۔ مولانا کی خدمت میں عرض کیا گیا تو انہوں نے تعویذ دے دیا اور مریضہ صحت یاب ہو گئیں۔ (دبستان حدیث ص ۱۶۹)

نماز تہجد میں مرتبۂ احسان کی کیفیات:۔ اللہ تعالیٰ نے مولانا رحیم آبادی رحمہ اللہ کو علم و تحقیق کے ساتھ ساتھ زہد و تقویٰ کی نعمت بھی فراوانی سے عطا فرمائی تھی۔ ان سے تہجد کی نماز کبھی فوت نہیں ہوئی۔ صحت، علالت، حضر، سفر، یہاں تک کہ ریل کے سفر میں بھی اس کا التزام رہا۔ جب بیماری نے زیادہ غلبہ پالیا تو بستر پر ہی تہجد کی نماز ادا فرمانے لگے تھے، روزانہ قرآن مجید کے دو یا تین پارے بھی پڑھ لیتے۔ نماز نہایت خشوع وخضوع سے پڑھتے۔ نماز میں ان پر نبی ﷺ کے فرمان '' ان تعبد الله كانك تراه'' کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ (دبستان حدیث ص ۱۷۴)

قربِ صالحین میں خواہشِ تدفین:۔ مولانا مرحوم ومغفور نے اپنی زندگی ہی میں قبرستان کے پہلے دروازے کے سامنے تدفین کے لئے جگہ تجویز کر رکھی تھی، لیکن آخری وقت میں وصیت فرمائی کہ پہلی جگہ پر تدفین کے متعلق میرا ارادہ بدل گیا ہے اب مجھے قبرستان میں حافظ محمد عمر رحمہ اللہ کے قریب دفن کیا جائے۔ اس لیے کہ وہ صالح نوجوان تھا، اس کی رفاقت میرے لیے مناسب ہوگی، چنانچہ ان کی وصیت

کے مطابق خاندانی قبرستان میں شب کے دس بجے انہیں دفن کر دیا گیا۔(دبستان حدیث ص۱۸۰)

مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ

ہندوستان کے صوبہ یوپی کے ضلع اعظم گڑھ کا ایک مشہور قصبہ مبارک پور ہے۔ والد کا نام نامی حافظ عبدالرحیم اور جد امجد کا حاجی شیخ بہادر تھا۔حاجی شیخ بہادر دیانت واتقاء کے اعتبار سے اس قصبے کے ممتاز فرد تھے۔(دبستان حدیث ص۱۸۲)

مسلکی اعتدال:۔ قاضی اطہر مبارک پوری لکھتے ہیں: ''بینائی سے محروم ہوجانے کے بعد بعض درسی کتابوں کی عبارتیں زبانی پڑھا کرتے تھے اور ہر قسم کے فتوے لکھوایا کرتے تھے'' قاضی صاحب ممدوح آگے تحریر فرماتے ہیں: ''ہر مکتب خیال کے لوگ مولانا سے علمی مسائل دریافت کرتے تھے اور وہ ہر مسلک والے کو اس کے مسلک کے مطابق مسئلہ بتاتے تھے۔'' (تذکرہ علمائے مبارک پور ص۱۴۹ بحوالہ دبستان حدیث ص۱۹۲)

ٹوپی اور رومال کا استعمال:۔ گول ٹوپی، کندھے پر بڑا رومال، ہاتھ میں چھڑی کا استعمال کرتے۔(دبستان حدیث ص۱۹۸)

زیادہ تر وقت درس وتدریس میں صرف ہوتا یا عبادت اور ذکر الٰہی میں مشغول ہوجاتے۔(دبستان حدیث ص۱۹۹)

تقویٰ اور خشیت الٰہی:۔ مولانا کی زندگی سلف صالحین کا نمونہ تھی۔علم وفضل،تقویٰ وطہارت، زہد وقناعت،عزلت اور سادگی میں اپنی مثال آپ تھے۔دنیا میں رہ کر دنیا سے بے گانہ تھے۔درس وتدریس،تصنیف وتالیف،طبابت وحکمت زندگی کے مشاغل تھے۔خشیت الٰہی کا غلبہ تھا۔سنا ہے جہری نماز نہیں پڑھاتے تھے، کیونکہ رودیا کرتے تھے۔ان کے ایک عزیز شیخ شبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا،مولانا رحمہ اللہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی تو آخری تکبیر میں بے قابو ہوگئے، مشکل سے تکبیر پوری کر سکے۔اس جنازے میں راقم بھی شامل تھا۔(دبستان حدیث ص۲۰۰،۲۰۱)

مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی کا عمامہ:۔ مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی رحمہ اللہ سر پر سفید عمامہ زیب تن فرماتے۔

(دبستان حدیث ص۲۲۶)

مولانا ابوعبدالرحمٰن محمد پنجابی کا کسبِ علم:۔ ان کا اصلی نام بہادر سنگھ تھا باپ کا نام سردار ہیرا سنگھ قصبہ فرید آباد ضلع منٹگمری (پنجاب) کے رہنے والے تھے۔

بہادر سنگھ کے دماغ میں دینی تعلیم کا شوق گھر کر چکا تھا۔ ہر وقت اسی فکر میں رہتے کہ ہوسکے تو پھر قصبے سے چلا جاؤں۔ چنانچہ موقع پاتے ہی وہ دارالعلوم دیوبند پہنچے اور چند سال میں فارغ التحصیل ہوکر دہلی آگئے اور فتح پور میں مقیم ہوئے۔(دبستان حدیث ص۲۳۳)

مولانا ابومحمد ابراہیم آروی صوفیاء کے جانشین:۔ مولانا ابومحمد ابراہیم آروی رحمہ اللہ ۱۲۶۷ھ(۱۸۵۱ء) میں آرہ کے ملکی محلّہ میں پیدا ہوئے۔مولوی عبدالمالک آروی رحمہ اللہ کے بقول حضرت مولانا ہمارے بزرگان سلف اور صوفیائے کرام کے صحیح طور سے نقش قدم پر تھے۔آپ رمضان کے آخری عشرے کی راتوں کو خود بھی جاگتے اور لوگوں کو تہجد اور نوافل پڑھنے کی بھی تلقین فرماتے۔آپ کے جاری کردہ مدرسہ احمدیہ سے متعدد بڑے بڑے علماء نے تحصیل علم کی اور کئی جید علمائے عظام اس میں خدمت تدریس سرانجام دیتے رہے۔

حضرت شاہ عین الحق پھلواروی کا بھی (جنہیں صحیح معنوں میں بہار کے ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ کہا جاسکتا ہے) کچھ عرصہ اس درسگاہ میں فیض درس جاری رہا۔(دبستان حدیث ص۲۴۰)

مولانا محمد حسین لکھوی کا عمامہ:۔ کتب حدیث کیلئے دہلی کا عزم کیا اور حضرت میاں سید نذیر حسین رحمہ اللہ کے حلقہ درس میں شامل ہوئے اور ان سے سند حدیث لی۔مولانا ممدوح علوم عقلیہ ونقلیہ کے ماہر اور اپنے آباؤ اجداد کی طرح نہایت متقی بزرگ تھے۔مولانا محمد حسین لکھوی رحمہ اللہ سفید عمامہ زیب تن فرماتے۔(دبستان حدیث ص۲۴۶)

مولانا رفیع الدین شکرانوی کا روحانی فیض:۔ مولانا رفیع الدین شکرانوی رحمہ اللہ صوبہ بہار کے قصبے شکرانواں میں پیدا ہوئے......انہوں

نے مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سے روحانی فیض حاصل کیا اور سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ سے کتب حدیث پڑھیں۔(دبستان حدیث ص ۲۵۱)

مولانا فقیر اللہ مدراسی کی بیعت:۔ مولانا ممدوح ۱۲۸۰ھ (۱۸۶۳ء) کو کڑھ مصرال شاہ پور (ضلع خوشاب پنجاب) میں پیدا ہوئے...... ابتدائی تعلیم اپنے برادر کبیر مولانا محمد رحمہ اللہ سے حاصل کی جو حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔اس کے بعد شیخ حسین عرب رحمہ اللہ سے مستفید ہوئے۔حضرت حافظ عبدالمنان وزیر آبادی رحمہ اللہ کے چشمۂ فیض سے بھی سیراب ہوئے اس کے بعد امرتسر کا قصد کیا۔امرتسر کے مدرسہ غزنویہ کا اس وقت بڑا شہرہ تھا اور اس کی مسند تدریس حدیث پر حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ متمکن تھے۔مولانا فقیر اللہ رحمہ اللہ نے ان کے علم وعرفان سے خوب استفادہ کیا۔یعنی ان سے حصول علم بھی کیا اور ان کے حلقۂ بیعت میں بھی داخل ہوئے۔امرتسر سے فراغت کے بعد دہلی گئے اور شیخ الکل حضرت میاں سید نذیر حسین رحمہ اللہ کے آستانہ فضیلت پر حاضری دی۔ ان سے کتب حدیث پڑھیں اور سند واجازت سے مفتخر ہوئے۔ (دبستان حدیث ص ۲۵۲)

نواب سید صدیق حسن خاں رحمہ اللہ کا ذوق تصوف

اخلاقیات اور تصوف پر پچپن کتابیں:۔ نواب صاحب رحمہ اللہ دنیائے اسلام کے کثیر التصانیف مصنف ہیں۔ان کی چھوٹی بڑی تصانیف کی کل تعداد ۲۳۰ کے لگ بھگ ہے......اڑتیس کتابیں اخلاقیات کے موضوع پر، سترہ کتابیں تصوف کے موضوع پر تصنیف فرمائیں۔

نواب صاحب کا سلسلہ نسب تینتیس واسطوں سے نبی ﷺ تک پہنچتا ہے۔نواب صاحب رحمہ اللہ کے والد مکرم کا اسم گرامی سید اولاد حسن تھا جو ۱۲۱۰ھ (۹۶۔۱۷۹۵ء) میں ہندوستان کے شہر قنوج میں پیدا ہوئے۔قنوج اور لکھنؤ کے بعض معروف اساتذہ سے حصول علم کے بعد سید اولاد حسن ۱۲۳۳ھ (۱۸۱۸ء) میں دہلی گئے۔وہاں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور شاہ رفیع الدین رحمہما اللہ سے استفادہ کیا اور شاہ عبدالقادر دہلوی رحمہ اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔امیر المجاہدین سید احمد شہید رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت جہاد کی۔(دبستان حدیث ص ۲۶۴)

صحبت اہل اللہ کی ضرورت:۔ ابقاء المنن میں فرماتے ہیں:''صحبت اہل جہاں سے تہہ دل سے بے زار رہتا ہوں اور اہل علم کی صحبت کو دوست رکھتا ہوں......ایسے لوگوں کی صحبت ہو جو مذاکرۂ علمی یا ذکر الٰہی کریں۔''(دبستان حدیث ص ۲۷۶)

معمولات: تقویٰ وتورع کے اوصاف ان کے مزاج میں راسخ ہو چکے تھے۔نماز تہجد بارہ رکعت......نماز فجر کے بعد تلاوت قرآن اور مختلف ادعیہ کی پابندی کرتے اور وظائف میں مشغول ہو جاتے۔(دبستان حدیث ص ۲۷۶)

''مقالات احسان'' آخری تالیف:۔ اب نواب صاحب رحمہ اللہ کی حیات طیبہ کے آخری ایام اور سانحہ موت کا تذکرہ ان کے شاگرد رشید سید ذوالفقار احمد نقوی بھوپالی کی زبانی سنیے۔سید ذوالفقار احمد نقوی رحمہ اللہ بھوپال کے ممتاز عالم اور وہاں کے مجلس علماء کے رکن اعظم تھے......۔نواب صاحب رحمہ اللہ نے ۱۷۔فروری ۱۸۹۰ء کو وفات پائی اور سید ذوالفقار احمد نقوی ان کی وفات سے ۳۱ سال سات مہینے تین دن بعد ۲۴۔ستمبر ۱۹۲۱ء کو فوت ہوئے۔اب سید ذوالفقار احمد نقوی کی تحریر ملاحظہ ہو۔

''شیخنا المرحوم کی آخری تالیف کتاب ''مقالات الاحسان'' ہے۔یہ کتاب ترجمہ ہے ''فتوح الغیب'' کا جو کہ سیدنا ومولانا حضرت سید عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ کی تالیف ہے۔ (دبستان حدیث ص ۲۷۷)

نواب صاحب کا بہت بڑا کتب خانہ تھا جو ان کی وفات کے بعد دار العلوم ندوۃ العلماء (لکھنؤ) میں منتقل کر دیا گیا تھا۔

اولاد میں ذوق تصوف:۔ نواب صاحب رحمہ اللہ کی اولاد دو بیٹے تھے اور ایک بیٹی۔بیٹوں میں سے ایک کا نام سید نور الحسن خاں کلیم تھا اور چھوٹے کا سید علی حسن خاں طاہر۔

سید نور الحسن خاں کلیم بدھ کے روز ۲۱۔رجب ۱۲۷۸ھ (۲۳۔مارچ ۱۸۶۲ء) کو بھوپال میں پیدا ہوئے۔ان کی پرورش خدا ترسی، علم دوستی اور صلاح وتقویٰ کے اس ماحول میں ہوئی جس میں قرآن وحدیث کی صدائیں گونجتی تھیں۔

سید نورالحسن خاں فارسی اور اردو کے شاعر بھی تھے اور کلیم تخلص کرتے تھے۔ آخر عمر میں تصوف سے زیادہ شغف ہو گیا تھا اور امور خیر کی انجام دہی میں مشغول رہتے تھے۔ مصنف بھی تھے اور جو کتابیں تصنیف کیں، ان کا تعلق صالحین امت کے واقعات اور حسنات کی ترغیب سے ہے......ایک ضخیم کتاب کا نام ''مجموعہ رسائل'' ہے۔ اس میں تصوف کے بعض موضوعات پر بحث کی گئی ہے۔ (دبستان حدیث ص ۲۷۹)

سید احمد حسن عرشی کے نقشبندی استاد:۔ اب نواب صاحب رحمہ اللہ کے بھائی سید احمد حسن عرشی رحمہ اللہ کے مختصر حالات ملاحظہ ہوں جو نواب صاحب رحمہ اللہ سے عمر میں دو سال بڑے تھے۔ ۱۹ رمضان (۳۔ مارچ ۱۸۳۱ء) کو قنوج میں پیدا ہوئے۔ آغاز تعلیم گھر ہی میں ہوا...... کتب حدیث شیخ عبدالغنی مجددی دہلوی رحمہ اللہ سے ان کے زمانہ قیام مدینہ منورہ میں پڑھیں۔ (دبستان حدیث ص ۲۸۰)

مجذوب کی بڑ یا دعائے ولی:۔ نواب صاحب رحمہ اللہ کی وجہ سے بہت سے اہل علم بھوپال آئے اور بھوپال نے مجمع علماء اور مرکز شعراء کی حیثیت اختیار کر لی۔ ان میں سے متعدد حضرات کا تذکرہ ڈاکٹر رضیہ حامد نے اپنی کتاب ''صدیق حسن خاں'' میں کیا ہے۔ ان بزرگان ذی احترام میں سے ایک بزرگ مولوی قدرت اللہ قدرت رحمہ اللہ تھے جو اپنے دور کے مشہور شاعر اور عالم دین تھے۔ ان کا خاندان ہمیشہ فضل وکمال اور شعر وادب میں ممتاز رہا۔ ۱۹۷۳ء میں ہندوستان کے منصب نائب صدارت پر جسٹس ہدایت اللہ فائز تھے، وہ مولوی قدرت اللہ قدرت کے حقیقی پوتے تھے۔ نواب صاحب رحمہ اللہ سے مولوی قدرت اللہ قدرت کے گہرے مراسم تھے اور مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمہ اللہ کے مدرسے میں نواب صاحب اور مولوی قدرت اللہ صاحب ہم مکتب تھے اور دونوں کے حجرے بھی قریب قریب تھے۔ اب ایک عجیب واقعہ ملاحظہ فرمائیے جو ڈاکٹر رضیہ حامد نے تحریر فرمایا ہے۔ یہ واقعہ مولانا سید عبدالخالق نقوی پروفیسر عربی اسکول آف فارن لنگویجز دہلی نے محترمہ مصنفہ کے والد مکرم سید فتح علی صاحب سے بیان کیا تھا۔

ایک دن مولوی قدرت اللہ صاحب فجر کی نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں جانے لگے تو دیکھا کہ صدیق حسن خاں سردی میں ٹھٹھر رہے ہیں۔ مولوی صاحب نے ان پر اپنا دوشالہ اڑھا دیا۔ گرمی حاصل ہوئی تو صدیق حسن خاں کو نیند لگ گئی۔ جب نیند کھلی تو درس شروع ہو چکا تھا۔ وہ درس میں پہنچے تو مولانا فضل الرحمٰن رحمہ اللہ نے فرمایا: ''کہیے نواب صاحب! اب تشریف لا رہے ہیں۔''

یہ بات صدیق حسن خاں کی طبیعت پر گراں گزری اور وہ اپنے حجرے میں آ کر ہچکیوں سے رونے لگے۔ مولوی قدرت اللہ نے جا کر حال معلوم کیا تو انہوں نے مولانا کے الفاظ سنائے اور انہیں طنز قرار دیا۔ لیکن مولوی قدرت اللہ یہ جملہ سن کر محظوظ ہوئے اور بولے: ''ارے روتا کیوں ہے۔ دیکھنا حضرت کا کہنا سچ ثابت ہوگا اور تو ایک دن نواب بنے گا۔'' پھر مولوی صاحب نے ایک پرچہ ان کو لکھ کر دیا کہ جب صدیق حسن خاں نواب ہوں گے تو قدرت اللہ کو ایک سو چودہ روپے کی نوکری دیں گے۔ صدیق حسن خاں رحمہ اللہ نے اس پرچے پر دستخط کر دیئے اور بات ختم ہو گئی۔

حصول تعلیم کے بعد تلاش معاش کے لیے صدیق حسن خاں رحمہ اللہ بھوپال آئے اور مولوی قدرت اللہ میسور چلے گئے۔ جب شاہ جہاں بیگم سے صدیق حسن خاں رحمہ اللہ کی شادی ہو گئی تو قدرت اللہ نے بھوپال کا رخ کیا اور نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ کے پاس تشریف لائے اور وہ پرچہ انہیں دکھایا۔ نواب صاحب بہت خوش ہوئے اور فوراً ان کو ایک سو چودہ روپے ماہانہ پر مہتمم کوٹھیات کے عہدے پر مقرر فرما دیا۔ (دبستان حدیث ص ۲۸۰، ۲۸۱)

سید ابوالخیر احمد برق حسنی لکھنوی کا حصول علم:۔ ہندوستان کے علمائے اہل حدیث میں انہیں عزت کا مقام حاصل تھا۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے تعلیم حاصل کی تھی اور لکھنؤ ہی سے تعلق سکونت تھا۔ (دبستان حدیث ص ۲۸۶)

مولانا عبدالقادر لکھوی رحمہ اللہ

تعارف: لکھوی خاندان کی تدریسی اور تصنیفی خدمات سے پنجاب کا ہر وہ شخص آگاہ ہے جو دینی علوم سے تھوڑی بہت دلچسپی رکھتا ہے۔ ان کی علمی خدمات کا سلسلہ حضرت حافظ بارک اللہ لکھوی رحمہ اللہ سے شروع ہوا اور یہی علمی اعتبار سے اس خاندان کے رکن اعلیٰ ہیں۔

حافظ بارک اللہ لکھوی رحمہ اللہ کے چار بیٹے تھے جن کے نام علی الترتیب یہ ہیں: ا۔حافظ محمد لکھوی،۲۔حکیم غلام محمد،۳۔حافظ محمد سلیم،۴۔حافظ محمد صالح رحمہم اللہ تھے۔آگے ان چاروں بھائیوں کی اولاد کا سلسلہ چلتا ہے۔ان میں سے حکیم غلام محمد رحمہ اللہ کے بیٹے مولانا عبدالقادر لکھوی رحمہ اللہ تھے۔دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ مولانا عبدالقادر لکھوی رحمہ اللہ،حضرت حافظ بارک لکھوی رحمہ اللہ کے پوتے اور حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ کے بھتیجے تھے۔(دبستان حدیث ص۲۸۹)

مولانا عطاء اللہ لکھوی رحمہ اللہ

مولانا عطاء اللہ لکھوی،مولانا محی الدین لکھوی (متوفی ۲۷۔فروری ۱۹۹۸ء) کے حقیقی ماموں تھے۔(ص۲۹۳)

امرتسر کے مدرسہ غزنویہ کا عزم کیا،وہاں حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضری دی اور ان سے کتب حدیث پڑھیں۔۱۹۰۵ء میں اس عالی مرتبت عالم دین سے سند حدیث لی۔(دبستان حدیث ص۲۹۳)

حضرت مولانا عطاء اللہ لکھوی درس وتدریس اور تقویٰ وصالحیت،نیک نفسی،ہمدردی،ایثار،خلوص اور دیانت وامانت میں بے مثال تھے۔نرم زبان،خوش کلام،عالی کردار اور صاحب عزیمت عالم دین تھے۔ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ خدمت دین میں گزرا۔اپنے اسلاف کی پاکیزہ تریں یادگار تھے۔(دبستان حدیث ص۲۹۷)

مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ خاندان لکھویہ کے اہل علم کے ساتھ بے حد اکرام کا برتاؤ فرماتے تھے۔(دبستان حدیث ص۲۹۵)

مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی رحمہ اللہ

مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی رحمہ اللہ کے ساتھ ان کے ایک نوجوان فرزند گرامی تھے جو قد وقامت میں والد کی مانند تھے۔ان کا نام مجھے یاد پڑتا ہے،عبدالمالک تھا۔میں نے ایک دن دونوں کو دوپہر کے کھانے کی دعوت دی تو بے حد مسرت کے ساتھ تشریف لائے اور کھانے کے بعد میرے لیے اور تمام افرادِ خانہ کے لیے دعا فرمائی۔ان کی دعا سے ہم لوگ بہت خوش ہوئے اور خیال کیا کہ اتنے بڑے عالم نے ہمارے گھر آکر ہم پر انتہائی احسان فرمایا ہے اور ہمارے لیے بہتری کی جو دعا کی،اسے اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرمائے گا۔اور واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا کی دعا قبول فرمائی۔(دبستان حدیث ۲۰۵)

علمائے احناف کا بے حد احترام:۔ مولانا کھنڈیلوی رحمہ اللہ خاموش طبع،خلوت گزیں،سادہ مزاج،قناعت پسند،فقر ودرویشی کا مرقع تھے۔تحقیقی مسائل کے سلسلے میں ہر عالم سے اگرچہ وہ عمر اور مرتبے میں کم تر ہوتا اور کسی مسلک سے انسلاک رکھتا،استفادے میں کسی قسم کی جھجک اور عار محسوس نہ فرماتے...... ہر مسلک کے اہل علم کا احترام کرتے تھے۔

ان کی ایک تصنیف ''الانصاف لرفع الاختلاف'' ہے......اس کتاب میں حضرت مصنف رحمہ اللہ علمائے احناف کا بے حد احترام سے ذکر فرماتے ہیں اور مختلف فیہ مسائل کے بارے میں باحوالہ ان کے ارشادات نقل کرتے ہیں اور پھر دردمندانہ لہجے میں اہل حدیث اور احناف سے مسلکی اختلاف کو برداشت کرنے کی تلقین فرماتے ہیں۔(دبستان حدیث ص۳۱۱)

مولانا عبدالحق ہاشمی رحمہ اللہ

مولانا عبدالحق ہاشمی رحمہ اللہ پچیس سال احمد پور شرقیہ کے منصب خطابت پر متمکن رہے...... وہ سرائیکی زبان کے بہت بڑے مقرر اور معروف واعظ تھے......سادہ زندگی بسر کرتے تھے اور کھلے جنگل میں اونٹ چراتے تھے طلباء کی جماعت ان کے ہم رکاب ہوتی تھی اور وہ اونٹ چرانے کے ساتھ ساتھ انہیں پڑھاتے بھی جاتے تھے......ایک خصوصیت بارگاہ الٰہی سے انہیں یہ ودیعت فرمائی گئی تھی کہ نیکی

اور صالحیت میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔تہجد گزار اور ذکر خداوندی کی دولت سے مالا مال تھے۔(دبستان حدیث ۳۱۴،۳۱۵)

زیارت نبی ﷺ کے مبارک خواب:۔ نبی کریم ﷺ کی ذات ستودہ صفات اور آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ سے مولانا ہاشمی رحمہ اللہ کو انتہائی قلبی محبت تھی۔ نبی کریم ﷺ سے متعلق مولانا ہاشمی رحمہ اللہ کے چند خواب ان کے پوتے پروفیسر محمد اسرائیل (انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور) نے اپنے ایک مضمون میں درج کیے ہیں۔ یہ اس زمانے کے خواب ہیں جب مولانا ممدوح طلب علم حدیث میں مصروف تھے، ملاحظہ فرمائیے۔

پہلا خواب:۔ ۱......انہوں نے دیکھا کہ نبی ﷺ ان کے آگے سے گزرے۔ نبی کریم ﷺ سفید لباس پہنے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چاند کی طرح چمک رہا ہے۔

دوسرا خواب:۔ ۲......ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کی اس طرح زیارت ہوئی کہ آپ ﷺ نہایت خوب صورت لباس میں کرسی پر تشریف فرما ہیں اور آسمان سے اترے ہیں۔(مولانا فرماتے ہیں) نبی کریم ﷺ نے مجھ سے معانقہ فرمایا۔

تیسرا خواب:۔ ۳......تیسری بار مولانا ممدوح رحمہ اللہ نے نبی کریم ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ ایک آدمی کے ساتھ مل کر نبی کریم ﷺ کا جنازہ مبارک اٹھائے ہوئے ہیں (مولانا فرماتے ہیں) کیفیت یہ ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کو سر مبارک کی طرف سے اور دوسرا آدمی آپ ﷺ کے پاؤں مبارک کی طرف سے اٹھائے ہوئے ہے۔ میں اسی حالت میں پانی میں داخل ہو جاتا ہوں۔خواب ہی میں میرے دل میں القاء ہوا کہ میں نبی کریم ﷺ کی مردہ سنتوں کو زندہ کروں گا۔

چوتھا خواب:۔ ۴......چوتھی مرتبہ مولانا رحمہ اللہ نے نبی کریم ﷺ کی زیارت آپ ﷺ کے حجرہ مبارک میں کی۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ایک بڑا رجسٹر پڑا ہے۔مولانا ممدوح رحمہ اللہ نے نبی کریم ﷺ سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا نام پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس رجسٹر میں دیکھو۔مولانا رحمہ اللہ نے اس رجسٹر میں اس صحابی کا نام لکھا ہوا دیکھا۔

پانچواں خواب:۔ ۵......مولانا رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ ہمارے گھر میں تشریف فرما ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے مجھے بلایا۔ میرے ہاتھ میں قلم دوات ہے۔ نبی کریم ﷺ مجھے املاء فرماتے ہیں اور میں لکھ رہا ہوں۔ میری والدہ ہمارے قریب آئیں تو نبی کریم ﷺ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر ہم دوسرے کمرے میں گئے اور آپ ﷺ مجھے لکھوانے لگے۔(مولانا نے یہ تمام خواب بقول پروفیسر محمد اسرائیل اپنے فرزند مولانا ابوتراب الظاہری کو نوٹ کرائے)۔ (دبستان حدیث ص ۳۱۸)

مولانا عبدالجبار عمرپوری رحمہ اللہ کا ذوق تصوف

یوں تو مولانا عبدالغفار حسن کے آباؤ اجداد کے سبھی ارکان فضل وکمال کی دولت سے بہرہ یاب تھے،لیکن ان کے جد امجد حضرت مولانا عبدالجبار عمرپوری رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے خاص طور سے علم وعمل اور ادراک وعرفان کی نعمت بے بہا سے نوازا تھا۔

امرتسر جا کر علمائے غزنویہ اور وہاں کے بعض دیگر اصحاب تدریس سے استفادہ کیا۔علمائے غزنویہ میں اس وقت حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی،مولانا عبدالرحیم غزنوی،مولانا عبدالغفور غزنوی اور مولانا عبدالاول غزنوی رحمھم اللہ ایسے اصحاب فضیلت اساتذہ مسند تدریس پر فائز تھے اور طلباء جہاں ان سے علم حاصل کرتے،وہاں ان کی روحانیت سے بھی فیض یاب ہوتے تھے۔مولانا عبدالجبار عمرپوری رحمہ اللہ نے بھی ان بزرگان عالی قدر سے یہ نعمت حاصل کی۔

دیگر مسالک سے کسب علم:۔ مولانا محمد مظہر نانوتوی رحمہ اللہ سے فقہ،اصول فقہ اور حدیث کی چند کتابیں پڑھیں۔سہارن پور میں مولانا احمد علی سہارن پوری رحمہ اللہ سے فقہ واصول اور بعض کتب حدیث کا درس لیا۔مولانا فیض الحسن سہارن پوری رحمہ اللہ سے عربی ادبیات اور علم بلاغت میں استفادہ کیا۔(دبستان حدیث ص ۳۲۲)

حافظ عبدالستار عمر پوری کا تین ماہ میں قرآن حفظ کر لینا:۔ اب آیئے چند لمحے حضرت مولانا عبدالجبار عمر پوری رحمہ اللہ کے فرزند دلبند مولانا حافظ عبدالستار عمر پوری رحمہ اللہ کی خدمت میں گزارتے ہیں۔مولانا موصوف کا سال ولادت ۱۳۰۱ھ(۱۸۸۴ء) ہے۔(دبستان حدیث ص ۳۲۴)

حافظ عبدالستار بے حد ذہین تھے۔قرآن مجید صرف تین ماہ میں حفظ کر لیا تھا۔درس نظامی کی تکمیل مدرسہ احمدیہ سلفیہ آرہ(دربھنگا) میں کی۔

مولانا عبدالواحد غزنوی کی مریدہ خاتون:۔ مولانا حافظ عبدالستار رحمہ اللہ کی والدہ محترمہ بے حد صابرہ وشاکرہ اور عابدہ وزاہدہ خاتون تھیں۔حضرت مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ سے انہوں نے بیعت ارشاد کی تھی۔حضرت مولانا غزنوی رحمہ اللہ کو ان کے نیک نام اور عالم ومتقی بیٹے حافظ عبدالستار رحمہ اللہ کی خبر وفات پہنچی تو نہایت حزن وملال کا اظہار کیا۔(دبستان حدیث)

مولانا ابوالحسنات علی محمد سعیدی رحمہ اللہ

پیر محبوب شاہ مکھوی رحمہ اللہ سے حصول علم:۔ مولانا ممدوح مشرقی پنجاب کے ضلع فیروز پور کی تحصیل زیرہ کے ایک گاؤں ''صدر والا'' میں ۱۹۱۲ء کے پس وپیش پیدا ہوئے۔تحصیل زیرہ میں مسلمانوں کی اکثریت تھی اور مسلمانوں میں بھی اہل حدیث مسلک سے تعلق رکھنے والے لوگ زیادہ تعداد میں تھے۔......دین داری اور تقویٰ شعاری میں بھی یہ لوگ اپنا ایک مقام رکھتے تھے.....مولانا علی محمد سعیدی رحمہ اللہ کے گھرانے میں کوئی عالم دین نہ تھا۔تعلیم وتعلم سے اس خاندان کو کوئی دلچسپی بھی نہ تھی لیکن مولانا علی محمد رحمہ اللہ کو کیوں کر دلچسپی پیدا ہوئی اور انہوں نے کس طرح علم حاصل کیا؟

بات یہ ہے کہ اس گاؤں (صدر والا) میں ایک نیک سرشت اور صالح بزرگ رہتے تھے،جن کا نام صوفی ولی محمد رحمہ اللہ تھا۔وہ خود تو کوئی بڑے عالم نہ تھے مگر اصحاب علم سے تعلق رکھتے تھے اور انہیں دینیات کی ان کتابوں کے مطالعہ کا شوق تھا جو اس وقت اردو زبان میں حاصل ہو سکتی تھیں۔وہ پیر محبوب شاہ مکھوی مرحوم کے عقیدت مند اور ان سے فیض یافتہ تھے۔مولانا علی محمد سعیدی کو حصول علم کا شوق تھا،انہوں نے ابتدائی تعلیم انہی صوفی ولی محمد رحمہ اللہ سے حاصل کی۔بعد ازاں انہی کے کہنے سے موضع مکھو پہنچے اور پیر محبوب شاہ مرحوم کے بیٹے سید عبدالرحیم شاہ سے چند کتابیں پڑھیں......صالحیت میں بھی وہ اپنا ایک مقام رکھتے تھے۔گاؤں میں ان کا دینی مدرسہ بھی قائم تھا۔انہوں نے ۱۹۳۲ء میں وفات پائی۔(دبستان حدیث ص ۳۵۹)

پیر صاحب کا اعزاز واکرام:۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد ۱۹۳۹ء میں وہ اپنے وطن واپس آ گئے......اپنے اولین استاد صوفی ولی محمد رحمہ اللہ اور ایک اور بزرگ مولوی کمال الدین رحمہ اللہ کے مشورے سے اپنے گاؤں میں دینی مدرسہ جاری کرنے کا فیصلہ کیا۔چنانچہ پیر محبوب شاہ مکھوی اور سنگھاں والا کے مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کو گاؤں تشریف لانے کی دعوت دی اور ۱۹۴۰ء میں مدرسہ فیض الاسلام کے نام سے مدرسے کا اجراء کر دیا گیا۔(دبستان حدیث ص ۳۶۰)

۱۹۴۰ء میں مولانا علی محمد سعیدی رحمہ اللہ کی شادی ان کے پہلے استاد صوفی ولی محمد رحمہ اللہ کی بڑی صاحب زادی سے ہوئی۔(دبستان حدیث ص ۳۶۱)

حافظ احمد اللہ بڈھیمالوی رحمہ اللہ

حافظ احمد اللہ کا سلسلہ نسب یہ ہے: احمد اللہ بن قادر بخش بن علی محمد بن حمید بن شمس دین بن خالد بن محمد شریف بن محمد بن امین بن حافظ حبیب الرحمٰن۔سلسلہ نسب کے یہ بہت خوبصورت نام ہیں۔اس سلسلے کے آخری بزرگ حافظ حبیب الرحمٰن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ حضرت پیر پیراں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے خالہ زاد بھائی عون بن عبدالاعلیٰ عرف قطب شاہ رحمہ اللہ کی اولاد میں سے تھے جن کا نسب نامہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے سے جا ملتا ہے۔(دبستان حدیث ص ۳۶۷)

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ سے صحیح مسلم،مختصر المعانی اور عربی ادبیات وغیرہ کی تکمیل کی۔مولانا سلفی اپنے اس شاگرد کی طبعی شرافت،کم گوئی،صالحیت اور سادگی کی بناء پر انہیں ''فرشتہ'' کے نام سے پکارتے تھے۔(دبستان حدیث ص ۳۶۹)

فارغ التحصیل ہونے کے بعد حافظ احمد اللہ کی شادی بڈھیمال میں اپنی پھوپھی کی بیٹی سے ہوئی۔اس نیک بخت خاتون کے والد کا نام

صوفی عنایت اللہ رحمہ اللہ تھا...... وہ ایک ولی اللہ بزرگ کی حیثیت سے مشہور تھے...... جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کے لائبریرین عبدالقیوم ضیاء انہی کے اخلاف میں سے ہیں۔(دبستان حدیث ص ۳۷۰)

اسلافِ اہلحدیث کے خدا ترس بزرگ:۔ حافظ احمد اللہ رحمہ اللہ کے اسلاف میں سے (جیسا کہ ابتدائے مضمون میں عرض کیا گیا) ایک بزرگ قطب شاہ رحمہ اللہ تھے۔ وہ خوش کردار بزرگ تھے۔ان سے متعلق بعض عجیب وغریب واقعات بیان کیے جاتے ہیں۔ایک مرتبہ وہ اپنے مریدوں میں بیٹھے تھے کہ ایک بھنگی اور چرسی آیا۔اس نے ان سے چار آنے مانگے۔انہوں نے چار آنے دے دیئے اور وہ چار آنے لے کر خوشی کا اظہار کرتا ہوا چلا گیا۔لوگوں نے قطب شاہ رحمہ اللہ سے کہا آپ نے اسے چار آنے دے دیئے، یہ چار آنے کی بھنگ اور چرس پئے گا۔آپ کو اسے پیسے نہیں دینا چاہئیں تھے۔انہوں نے فرمایا میں نے تو اسے آج پہلی دفعہ چار آنے دیئے ہیں (آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا) اس سے پوچھو جو اُسے روزانہ دیتا ہے۔(دبستان حدیث ص ۳۷۴)

خواب کے ذریعے سے رہنمائی:۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حافظ علم الدین رحمہ اللہ (دادا حضرت مولانا عبداللہ گوجرانوالہ) گولڑہ کے پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ کے حلقہ بیعت میں شامل تھے۔حافظ صاحب رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ ایک میدان میں بے شمار لوگ کھڑے ہیں، میں بھی اس ہجوم کے ایک طرف کھڑا ہو گیا۔میرے پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ بھی اس ہجوم میں شامل ہیں۔میں نے دیکھا کہ اچانک ایک عجیب وغریب چیز آسمان سے اترنا شروع ہوئی۔تمام لوگ اس کی طرف دیکھنے لگے۔جیسے جیسے وہ چیز قریب آرہی تھی لوگوں کی توجہ اس کی طرف زیادہ مبذول ہو رہی تھی۔ہر شخص چاہتا تھا کہ دوڑ کر اسے اپنے قبضے میں کر لے۔جب وہ چیز زمین پر آ گئی تو میں اور پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ دونوں اس کو پکڑنے کے لیے دوڑے۔لیکن وہ عجیب وغریب چیز پیر صاحب رحمہ اللہ کے ہاتھ میں آنے کے بجائے میرے ہاتھ میں آ گئی اور اسی خوشی میں میری آنکھ کھل گئی۔(دبستان حدیث ص ۳۷۸)

مولانا ابوالبرکات احمد رحمہ اللہ

مولانا ابوالبرکات احمد رحمہ اللہ کا پیدائشی اور سکونتی تعلق ہمارے اس علاقے سے سینکڑوں میل دور جنوبی ہند سے تھا۔وہاں کے علاقہ مدراس کے ایک شہر کا نام ''چمناڈ'' ہے۔چمناڈ کے نواح میں ایک قصبہ ''کاسرگوڈ'' کے نام سے موسوم ہے۔کاسرگوڈ میں ایک اہل حدیث خاندان آباد تھا۔اس خاندان کے ایک بزرگ کا اسم گرامی مولانا محمد رحمہ اللہ تھا جو اس علاقے میں علم وعمل کے لحاظ سے اچھی شہرت رکھتے تھے۔ مولانا محمد رحمہ اللہ کے ایک فرزند مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ تھے۔یہ بھی باپ کی طرح عالم اور پاکیزہ اطوار شخص تھے۔۱۹۲۶ء میں مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ کے گھر ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام ابوالبرکات احمد رحمہ اللہ رکھا گیا۔

صلح وآشتی کا زمانہ:۔ یہاں یہ یاد رہے کہ اس علاقے میں اکثریت شافعی مسلک سے تعلق رکھنے والوں کی تھی۔اہل حدیث بہت کم تھے، البتہ ابوالبرکات احمد رحمہ اللہ کے دادا اور والد کے علاوہ ان کے دونوں تایا اور ماموں اہل حدیث تھے...... وہ صلح وآشتی کا زمانہ تھا، تمام لوگ اتحاد واتفاق سے زندگی بسر کرتے تھے۔نہ شوافع، اہل حدیث سے جھگڑتے تھے، نہ اہل حدیث، شوافع سے پنجہ آزمائی کرتے تھے۔مسلک و مذہب کی بنیاد پر کسی کو ہدف تنقید یا نشانہ تنقیص نہیں بنایا جاتا تھا۔(دبستان حدیث ص ۳۸۴)

بچوں کو ننگے سر نہ گھومنے کی تلقین:۔ مولانا ابوالبرکات احمد رحمہ اللہ دارالعلوم کی چار دیواری میں تعلیم وتربیت کا اہتمام کرتے اور انھیں نصائح سے نوازتے تھے، وہاں تعطیلات کے زمانے میں اپنے گھروں میں جانے والے طلباء کو نصیحتیں فرماتے کہ وہ اپنے گھر، اپنے محلے اور گاؤں کے لوگوں میں وقار سے رہیں ان کو اپنے علم اور نیکی سے متاثر کرنے کی کوشش کریں، باجماعت نماز پڑھیں، ننگے سر گلیوں میں نہ گھومیں، کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کریں، ہر شخص سے خوش اسلوبی سے پیش آئیں۔چھوٹے بڑے سے ہم کلام ہوتے وقت اخلاق کی دولت اور شیرینی زبان کی پونجی آپ کے پاس ہونی چاہیے۔(دبستان حدیث ص ۳۸۹)

مایوس مریض اور سورہ فاتحہ کا وظیفہ: میں (مولانا اسحاق بھٹی حفظہ اللہ) نے اپنی ایک تصنیف (برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن) میں ان کے ایک فاضل شاگرد قاری محمد ادریس عاصم پر تفصیلی مضمون لکھا ہے۔ قاری صاحب نے بتایا کہ وہ جامعہ اسلامیہ (گوجرانوالہ) میں مولانا ابوالبرکات احمد رحمہ اللہ کے حلقہ درس میں شامل تھے کہ بیمار ہوگئے اور بیماری نے اتنی شدت اختیار کر لی کہ ڈاکٹر نے میری زندگی سے مایوسی کا اظہار کیا اور تعلیم کا سلسلہ ترک کرنے کا مشورہ دیا۔ مولانا ممدوح کو بتایا گیا تو فرمایا کوئی علاج نہ کرو۔ اول آخر درود شریف پڑھ کر روزانہ اکتالیس مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھا کرو۔ چنانچہ یہ عمل کیا گیا تو چند روز میں اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرمادی۔ (دبستان حدیث ص ۳۹۱)

حافظ عبدالغفور جہلمی رحمہ اللہ

بابرکت ہاتھوں سے جامعہ کا سنگ بنیاد: (جامعہ اثریہ جہلم کا) سنگ بنیاد اس طرح رکھا گیا کہ حافظ عبدالغفور صاحب رحمہ اللہ نے اسے شیخ عبدالقادر حبیب اللہ سندھی رحمہ اللہ کو پکڑایا اور شیخ عبدالقادر حبیب اللہ سندھی رحمہ اللہ نے اسے امام کعبہ شیخ محمد بن عبداللہ سبیل حفظہ اللہ کے بابرکت ہاتھوں سے متعلقہ مقام پر نصب کرایا۔ یہ نہایت مسرت انگیز موقع تھا۔ (دبستان حدیث ص ۴۰۶)

حافظ عبدالغفور جہلمی کے معمولات ذکر: (حافظ عبدالغفور جہلمی رحمہ اللہ تہجد گزار اور عابد و زاہد شخص تھے) تہجد کے بعد قرآن مجید کے تقریباً چار پاروں کی تلاوت کرتے نماز فجر کے بعد مسنون وظائف و اوراد کرتے۔ دن رات میں بہ کثرت درود شریف پڑھتے۔ نماز اشراق مسجد میں پڑھ کر گھر تشریف لاتے۔ (دبستان حدیث ص ۴۱۶)

وسیع الظرف اور فراخ حوصلہ عالم دین: کسی سے بے مقصد بات کرنا اور لڑنا جھگڑنا ان کی عادت نہ تھی۔ وسیع الظرف اور فراخ حوصلہ عالم دین تھے۔

ربیع الاول کا مہینہ تھا، مسجد اہل حدیث کے چوک میں بریلوی برادران نے جلسہ رکھا ہوا تھا۔ ہم نے مسجد کی گیلری سے جلسے میں مقررین کی تقاریر سنیں۔ ایک مقرر "نور بشر" کے موضوع پر اپنے مخصوص انداز میں تقریر فرما رہے تھے۔ میں نے کہا حافظ صاحب اب فرمائیے کیا خیال ہے؟ حافظ صاحب نے ہنستے ہوئے فرمایا کہ بخاری صاحب! بات کوئی ایسی نہیں، حضور (ﷺ) نور ہدایت بھی ہیں اور بشر تو ہیں ہی۔
(دبستان حدیث ص ۴۱۸)

مولانا عبدالغفار ضامرانی رحمہ اللہ

اعتدال پسندی اور حکیمانہ انداز: مولانا عبدالغفار ضامرانی رحمہ اللہ نے دورۂ حدیث کے لیے بنوری ٹاؤن میں مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ اور مفتی ولی حسن صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضری دی اور ۱۹۵۷ء میں عالمیہ کی سند ممتاز نمبروں میں حاصل کی۔

مولانا عبدالغفار ضامرانی رحمہ اللہ تنگ نظر اہل حدیث نہیں تھے بلکہ پرحکمت شخصیت کے مالک تھے۔ اور ان کا انداز تبلیغ حکیمانہ تھا۔ اس کا اندازہ کرنے کے لیے یہ مثال ہی کافی ہے کہ مولانا نے جو مدرسہ قائم فرمایا تھا اس میں اکثریت حنفی اساتذہ کی تھی اور یہ اساتذہ بڑا متشددانہ ذہن رکھتے تھے۔ مسلک کے بارے میں وہ مولانا ضامرانی کے خلاف باتیں کرتے رہتے تھے اور کسی نہ کسی ذریعے سے ان باتوں کا علم مولانا کو ہو جاتا تھا۔ مگر مولانا ان اساتذہ کو احساس تک نہ دلاتے اور نہ انہیں مدرسے سے نکالنے کا کبھی سوچا۔
(دبستان حدیث ص ۴۳۷)

زہد و تقویٰ: مولانا ضامرانی رحمہ اللہ زاہد و عابد اور قائم اللیل تھے۔ اشراق کی نماز کے پابند تھے۔ پیر اور جمعرات کا روزہ ہمیشہ رکھتے۔ قرآن کریم کی تلاوت پابندی سے روزانہ کرتے......آخری دنوں میں ان کی بینائی جاتی رہی تو قرآن کریم کثرت سے پڑھنے لگے اور اکثر رویا کرتے تھے۔ (دبستان حدیث ص ۴۴۳)

مولانا عبدالرشید لداخی اور ندوۃ العلماء

مولانا عبدالرشید ندوی رحمہ اللہ کا تعلق علاقہ بلتستان کے ایک گاؤں بلغار سے تھا۔

دہلی کے مدرسہ میاں صاحب رحمہ اللہ کے اساتذہ سے استفادے کے بعد عبدالرشید لداخی رحمہ اللہ لکھنؤ کو روانہ ہوئے اور دارالعلوم ندوۃ العلماء میں داخلہ لیا۔ وہاں انہوں نے سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ، شاہ حلیم عطاء رحمہ اللہ، مولانا محمد ادریس نگرامی رحمہ اللہ، مولانا عبدالحفیظ بلیاوی رحمہ اللہ، مولانا ابوالعرفان ندوی رحمہ اللہ، مولانا عبداللہ عباس ندوی رحمہ اللہ اور سید محمد رابع ندوی رحمہ اللہ سے تحصیل علم کی۔ ان حضرات سے انہوں نے علم نحو، بلاغت، فلسفہ، منطق، فقہ، تفسیر، حدیث، تاریخ، انگریزی، سیاسیات، عربی ادب اور اقتصادیات کے موضوع سے متعلق وہ کتابیں پڑھیں جو دارالعلوم ندوۃ العلماء کے نصاب تعلیم میں شامل تھیں۔ ۱۹۵۵ء میں وہ ندوہ کی نصابی تعلیم سے فارغ ہوئے اور سند لی۔ (دبستان حدیث ص ۴۵۵)

جامعہ تعلیمات اسلامیہ میں وہ طلباء کو عربی ادب کی کتابیں پڑھاتے تھے۔

وہ نہایت پاکیزہ فطرت عالم دین تھے۔ اس لیے دعا کرانے والے لوگ اچھی خاصی تعداد میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اس کے لیے انہوں نے نماز عصر کے بعد کا وقت مقرر کر رکھا تھا۔ (دبستان حدیث ص ۴۵۹)

حافظ عبدالقہار سلفی دہلوی رحمہ اللہ:۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنی معہد علمی دارالکتاب والسنہ میں فریضہ تدریس سرانجام دینے لگے، نیز ان کے والد گرامی کے جاری کردہ مجلّے "صحیفہ اہل حدیث" کے انتظامی امور کی نگرانی ان کے سپرد ہوئی۔" (دبستان حدیث ص ۴۶۰)

روحانی علاج:۔ وہ متقی اور تہجد گزار بزرگ تھے۔ خوش مزاج، صابر و شاکر، بلند اخلاق اور ملنسار۔ دم درود اور دعا کرانے والے لوگ بھی ان کے پاس آتے تھے اور وہ ان کے لیے دعا کرتے تھے۔ (دبستان حدیث ص ۴۶۲)

حافظ محمد الیاس سلفی کی دینی خدمات:۔ حافظ محمد الیاس رحمہ اللہ ۱۹۵۵ء میں کراچی میں پیدا ہوئے۔ کراچی کے جامعہ بنوری ٹاؤن میں بھی کچھ عرصہ پڑھتے رہے۔

۱۹۷۴ء میں مدینہ یونیورسٹی میں داخل ہوئے اور چار سال وہاں تعلیم حاصل کی۔

عمل الیوم واللیلہ: ابوبکر ابن سنی رحمہ اللہ کی عربی کتاب ہے جس میں دن رات کے وظائف و اوراد تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ حافظ محمد الیاس نے اس کا اردو ترجمہ کیا۔ بعض مقامات پر حواشی بھی سپرد قلم کیے۔ (دبستان حدیث ص ۴۶۳)

مولانا عبدالصمد رؤف کا پٹکا:۔ سر پر پٹکا پہنتے والد کا اسم گرامی صوفی محمد ابراہیم رحمہ اللہ تھا۔ والد صاحب نہایت تقویٰ شعار بزرگ تھے۔ صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ ۱۹۲۳ء کے پس و پیش اس گاؤں میں آئے تو ایک روایت کے مطابق انہوں نے بھی صوفی محمد ابراہیم صاحب رحمہ اللہ سے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا، حالانکہ وہ یہاں آنے سے پہلے بھی ترجمہ قرآن پڑھ چکے تھے۔ (دبستان حدیث ص ۴۶۶)

مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی حفظہ اللہ کا ذوق تصوف

صحبت مرشد کے فوائد:۔ (جب) عبدالرشید کی پڑھائی کا آغاز ہوتا ہے۔ قاعدہ یسرنا القرآن ان کے ہاتھ میں پکڑا دیا جاتا ہے اور وہ اسے پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ میاں محمد باقر رحمہ اللہ اس لڑکے کے استاد بھی ہیں، مرشد بھی ہیں اور مربی بھی ہیں۔ وہاں انہوں نے بڑا فیض پایا۔ میاں صاحب رحمہ اللہ کو دیکھ کر، ان کی باتیں سن کر اور ان کی مجلس میں بیٹھ کر دل کی دنیا بالکل بدل گئی۔ رات کو جاگنے اور تہجد پڑھنے کا شوق پیدا ہوا۔ قلب میں اللہ کی یاد کا جذبہ ابھرا، طبیعت مختلف اوقات کے وظائف کی طرف راغب ہوئی۔ اللہ سے رشتہ تعلق مضبوط ہوا، نماز میں حضور و سرور کی کیفیت پیدا ہوئی۔ نماز مغرب کے بعد چھ نفل پڑھنے کی عادت پڑی۔ پھر معاملہ یہاں تک پہنچا کہ دل اللہ کی یاد سے تڑپنے لگا اور آنکھوں

سے آنسو ابلنے لگے۔ایک دفعہ اسی قسم کی کیفیت طاری تھی ہچکی بندھی ہوئی تھی اور اس کی آواز حلق سے باہر آ رہی تھی کہ ایک شخص قائم دین نے اس حالت میں انہیں دیکھ لیا اور اپنی علاقائی پنجابی زبان میں کہا: ''ایہ چھوہر جیہڑا ساڈے درس وچ آیا ہے، ایہ تاں مڑ اپنیاں پچھلیاں نوں روندا رہندا اے''۔(یعنی یہ لڑکا جو ہمارے مدرسے میں داخل ہوا ہے یہ تو اپنے عزیز و اقارب کی یاد میں روتا رہتا ہے، یہاں یہ کس طرح رہ سکے گا۔)

یہ بات عبدالرشید نے سنی اور میاں صاحب رحمہ اللہ کو بتائی تو انہوں نے فرمایا کہ اب قائم دین اس قسم کی کوئی بات کرے تو اسے کہنا کہ مجھے تو پیدا ہی اللہ سے ڈرنے اور اس کی یاد میں رونے کے لیے کیا گیا ہے۔انسان جتنا اس سے ڈرے گا اور جس قدر اس کی یاد میں آنسو بہائے گا، اللہ تعالیٰ اتنا ہی اس سے خوش ہوگا اور دنیا و آخرت میں اسے کامیابی عطا فرمائے گا۔نیکی میں اضافے اور گناہوں کے ختم ہونے کا اصل ذریعہ یہی ہے کہ انسان پر ہر وقت اللہ کا خوف طاری رہے اور وہ اپنا سر اس کے سامنے جھکائے رکھے۔اس کی آنکھوں سے بھی اس کے آثار ظاہر ہوں اور اس کا دل بھی اس سے لرزتا رہے۔(دبستان حدیث ص۵۰۵)

میرے مرشد، مربی وہادی:- موضع ڈھلیانہ سے سند فراغت حاصل ہوئی پنجاب یونیورسٹی سے فاضل عربی کا امتحان بھی پاس کیا۔گوہڑنزد پتوکی، ضلع قصور کے ایک بزرگ حاجی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ تھے جو پرہیزگاری اور صالحیت میں بڑی شہرت رکھتے تھے۔ان کو اپنی بیٹی کا رشتہ دینے کا فیصلہ کر لیا۔تحصیل علم اور شادی کے بعد قدرتی طور پر مولانا عبدالرشید کو ذریعہ معاش کی فکر لاحق ہوئی۔چنانچہ یہ پھر اپنے پرانے محسن میاں عبدالحق ایم ایل اے کے پاس گئے جو اس زمانے میں منٹگمری (ساہی وال) میں سکونت پذیر تھے، ان سے کسی آبرومندانہ ملازمت کے لیے کہا۔انہوں نے ساہیوال کے ایک ہائی سکول میں بہ طور عربی ٹیچر ان کی تقرری کرادی۔اس وقت ان کا قیام اپنے سسرال کے گھر موضع گوہڑ میں تھا۔ساہیوال سے گوہڑ آئے اور اپنے سسرال والوں کو ملازمت کی خوش خبری سنائی۔ظاہر ہے انہیں اس سے بہت مسرت ہوئی ہوگی۔دوسرے دن انہوں نے وقت مقررہ پر سکول میں حاضر ہونا اور تدریس کا آغاز کرنا تھا۔طے شدہ پروگرام کے مطابق صبح کے وقت گھر سے نکلے اور سائیکل پر سوار ہو کر ''واں رادھا رام'' پہنچے۔وہاں کسی جگہ سائیکل رکھ کر بس کے ذریعے ساہیوال جانا چاہتے تھے۔لیکن وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہے۔اللہ کی مشیت کے بغیر انسان کچھ نہیں کر سکتا۔اس کے تمام منصوبے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔اللہ کا فیصلہ تمام منصوبوں پر غالب آ جاتا ہے۔''**ان الله علی کل شئی قدیر**''

واں رادھا رام پہنچ کر سڑک پر کھڑے ہوئے تو دیکھا کہ حضرت میاں محمد باقر صاحب رحمہ اللہ بیٹھے ہیں۔میاں صاحب رحمہ اللہ نے ان کو نہیں دیکھا۔ان کی نظریں نیچی تھیں۔ان کو دیکھ کر دل میں خیال آیا کہ یہ مجھے سکول کی ملازمت سے روکنے کے لیے آئے ہیں۔ایسا نہ ہو کہ یہ مجھے دیکھ لیں، اس لیے جلدی سے ادھر اُدھر ہو جانا چاہیے۔لیکن فوراً ذہن نے فیصلہ کیا کہ یہ تو بہت بری بات ہے۔میں دو سال ان کے پاس رہا ہوں اور ان سے استفادہ کرتا رہا ہوں۔انہوں نے مجھے دین کی سیدھی راہ پر لگایا اور بہترین انداز سے میری تربیت کی۔یہ میرے مربی ہیں، میرے مرشد ہیں، میرے ہادی ہیں، میرے بہت بڑے محسن ہیں۔انہوں نے میرے دل کی بنجر زمین کو صالحیت کی نعمت عظمیٰ سے آشنا کرنے کی سعی فرمائی ہے۔ان سے نہ ملنا بہت بڑی احسان فراموشی ہوگی۔چنانچہ یہ میاں صاحب رحمہ اللہ کی طرف بڑھے اور انہیں سلام عرض کیا۔

انہوں نے اوپر نظر اٹھا کر ان کو دیکھا تو اپنے انداز خاص سے فرمایا: بھرا تو کدے جاؤں ایں (بھائی تم کہاں جا رہے ہو؟)

جواب دیا: میں ساہیوال کے ایک ہائی سکول میں عربی ٹیچر مقرر ہو گیا ہوں، وہاں جا رہا ہوں۔شادی ہو گئی ہے۔غریب آدمی ہوں۔کوئی کام تو کرنا چاہیے۔یہ اچھا کام ہے جو آسانی سے مل گیا ہے۔

میاں صاحب رحمہ اللہ کے چہرے پر عام طور سے مسکراہٹ چھائی رہتی تھی۔مسکراتے ہوئے فرمایا: تم مسجد کے لیے پیدا ہوئے ہو اور تمہیں مسجد میں رہنا چاہیے۔کسی مسجد میں بیٹھ جاؤ۔کوئی بڑی کتابیں پڑھنے والا نہیں ملتا تو چھوٹے بچوں کو قاعدہ ''یسرنا القرآن'' پڑھانا شروع کر دو۔اللہ تعالیٰ برکت دے گا۔دنیا اور آخرت کے لیے یہی کام فائدہ مند ہے۔اس قسم کی باتیں انہوں نے تفصیل سے کیں اور خدمت دین

کے سلسلے میں کئی حدیثیں سنائیں۔اس وقت مولانا عبدالرشید کی بیوی اسلام پور میں تھیں۔دونوں وہاں پہنچ گئے۔میاں صاحب رحمہ اللہ نے ان کو بھی وعظ کیا، وہ بھی ان کی بات ماننے پر مجبور ہوگئیں۔(دبستان حدیث ص۵۱۰،۵۱۱)

کہاں گئے یہ آپس کے روابط .....؟: (مولانا عبدالرشید اسلام پوری اور حافظ عبدالرشید گوہڑوی) کو مزید تعلیم کیلئے مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے لاہور میں جامعہ اشرفیہ میں داخل کرادیا تھا۔جامعہ اشرفیہ کے مہتمم اس زمانے میں مفتی محمد حسن صاحب مرحوم تھے جو مولانا غزنوی کے والد محترم حضرت امام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے اور مولانا کا اپنے استاذِ عالی قدر کے فرزند گرامی ہونے کی وجہ سے بے حد احترام کرتے تھے، مولانا بھی ان سے بہت اکرام سے پیش آتے تھے۔(دبستان حدیث ص۵۱۲)

مولانا داؤد غزنوی کا طریقۂ ذکر:۔ قارئین کرام مولانا عبدالرشید کی زبانی بھی چند باتیں ملاحظہ فرمالیں۔

دارالعلوم تقویۃ الاسلام کے ناظم و مہتمم حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ نہایت زیرک، انتہائی فہیم، دوراندیش، فصاحت و بلاغت کے امام اور اللہ کا بہ کثرت ذکر کرنے والے تھے۔قعدہ کی شکل اختیار کر کے ذکر الٰہی میں مشغول ہوجاتے تھے۔دارالعلوم کی بالائی منزل میں سکونت پذیر تھے۔تہجد کے وقت خوف خدا سے ان کے رونے کی آواز نیچے اقامتی طلباء کو سنائی دیتی تھی۔مرکزی جمعیت اہل حدیث کے منتخب امیر تھے اور بارعب شخصیت کے مالک تھے۔

احادیث کا ادب:۔ ایک دفعہ مؤطا امام مالک طلبا کو پڑھا رہے تھے کہ ضلع لاہور کے ڈپٹی کمشنر ملاقات کے لیے آئے اور خاموشی کے ساتھ بیٹھ گئے۔درس سے فراغت کے بعد سلام دعا ہوئی تو مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث پڑھا رہا تھا۔حدیث کی عظمت کے پیش نظر دوران تدریس آپ سے کوئی بات نہ کرسکا۔ڈپٹی کمشنر صاحب نہایت خوش ہوئے۔

مولانا داؤد غزنوی اور ننگے سر نماز:۔ مولانا عبدالرشید مزید فرماتے ہیں: مولانا صاحب رحمہ اللہ نے کبھی ننگے سر نماز نہیں پڑھی، بلکہ ان کی طرف سے دارالعلوم میں اعلان تھا کہ کوئی معلم یا متعلم ننگے سر نماز نہ پڑھے۔دارالعلوم میں امامت کیلئے کسی کو مقرر فرمادیتے تھے۔خود نماز نہ پڑھاتے تھے۔نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ان کے معمولات میں شامل تھا۔(دبستان حدیث ص۵۱۴،۵۱۵)

حافظ صلاح الدین یوسف اور ندوۃ العلماء:۔ ڈھائی تین سال حافظ صلاح الدین یوسف کو مولانا حاکم علی رحمہ اللہ کے حلقۂ درس میں رہنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ان کے ذوق مطالعہ میں اضافے کا سبب جامع العلوم سعودیہ کے ایک استاذ مولانا عبدالرشید ندوی رحمہ اللہ لداخی کی تربیت بھی ہوئی۔انہوں نے دارالعلوم ندوۃ العلما لکھنؤ میں متعدد مشہور اساتذہ سے حصول فیض کیا تھا اور ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔

(دبستان حدیث ص۵۸۱)

مولانا عبدالسلام رحمانی اور امام اولیاء:۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے مستعفی ہونے کے بعد فیجی کی انجمن اہل حدیث کی دعوت پر ۲۴۔جون ۱۹۷۸ء کو فیجی چلے گئے۔وہاں انہوں نے اپنی جماعت اور مسلک کی بہت خدمت کی اور اس سلسلے میں ان کی تبلیغ نہایت مؤثر ثابت ہوئی۔۱۰ مارچ ۱۹۸۵ء تک سات سال وہاں رہے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے حالات وملفوظات بڑے مؤثر اور حکیمانہ ہیں اور اصلاح کا ذریعہ۔یہ کتاب بھی متعدد مرتبہ چھپ چکی ہے۔(دبستان حدیث ص۶۰۵)

ڈاکٹر عبدالعلیم بستوی رحمہ اللہ:۔ مولانا عبدالعظیم بستوی رحمہ اللہ جو ضلع بستی کے ایک گاؤں ''اکرہرا'' کے رہنے والے تھے، اور اپنے ضلعے کی بناء پر ''بستوی'' کی نسبت سے مشہور ہوئے۔

مولانا عبدالعظیم بستوی کی نرینہ اولاد چار بیٹے تھے اور چاروں علم کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ان کے نام علی الترتیب یہ ہیں: عبدالودود، عبدالصبور، عبدالنور اور عبدالعلیم......!

مولانا عبدالنور نے دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخلہ لیا اور وہیں سے سند فراغ حاصل کی۔ پھر مصر جا کر جامعہ ازہر سے عربی ادب میں ایم اے کیا۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء اور جامعہ ازہر کے تعلیم یافتہ ہونے کی بناء پر انہیں ندوی اور ازہری کہا جانے لگا۔ اپنی قابلیت کی بناء پر وہ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں عربی ادب کے استاد مقرر کیے گئے ...... آخر دم تک ندوۃ العلماء میں عربی ادب کے استاد رہے۔

ان سب بھائیوں سے چھوٹے صاحب ترجمہ ڈاکٹر عبدالعلیم بستوی ہیں۔

گاؤں کے مدرسے سے فارغ ہو کر ۱۹۶۱ء میں عبدالعلیم اپنے بڑے بھائی مولانا عبدالنور ندوی ازہری کے پاس لکھنؤ چلے گئے اور دارالعلوم ندوۃ العلماء میں داخل ہو گئے۔ ۱۹۶۶ء میں وہاں عالمیت کا امتحان پاس کیا۔ (دبستان حدیث ص ۶۶۰)

نام کتاب:۔ کاروان سلف ..... مصنف:۔ مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ

اسلاف فراموشی نا قابل تلافی جرم: برصغیر اور دنیا بھر میں علمائے اہلحدیث کی خدمات تاریخ کا وہ روشن باب ہیں جس سے حقیقت فراموش ہی انکار کر سکتا ہے محترم و مکرم اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ جو محقق سوانح نگار اور صاحب بصیرت عالم ہیں۔ اسلاف نگاری کا درد اور بزرگوں سے عقیدت کا غم رکھتے ہیں۔ اور اسلاف فراموشی نا قابل تلافی جرم قرار دیتے ہیں۔ اپنی کتاب کاروان اسلاف میں فرماتے ہیں: ''بحمد اللہ یہ تمام حضرات اہل حدیث علمائے عظام ہیں اور مسلک اہل حدیث ہی ان کا اوڑھنا بچھونا اور ان کی وابستگیوں کا مرکز اصلی ہے''۔ وضاحت از مرتب اثری (کاروان سلف ص ۱۱)

مرشد کامل سید محمد شریف گھڑیالوی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف (وفات: مئی ۱۹۴۴ء)

مرشد کامل سے مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔ ۱۹۳۶ کی بات ہے کہ ہمارے شہر (کوٹ کپورہ) کی انجمن اصلاح المسلمین کے سالانہ جلسے میں حضرت سید محمد شریف گھڑیالوی رحمہ اللہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ اس وقت وہاں خطابت و تدریس کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ بعض لوگ جامع مسجد میں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے حلقہ بیعت میں شامل ہوئے۔ میرے دادا مرحوم میاں محمد رحمہ اللہ مجھے (اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ کو) بھی وہاں لے گئے۔ مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب رحمہ اللہ بھی تشریف فرما تھے، جن سے میں دینیات کی ابتدائی کتابیں پڑھتا تھا۔ دادا مرحوم نے شاہ صاحب رحمہ اللہ سے میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ میرا پوتا ہے، مہربانی فرما کر اس کے لیے دعا کیجیے اور اسے اپنے مبایعین کی جماعت میں شامل فرما لیجیے۔ چنانچہ انہوں نے میرا ہاتھ اپنے مبارک ہاتھوں میں لے کر کچھ پڑھا اور کچھ باتیں ارشاد فرمائیں۔

یہ آج سے باسٹھ تریسٹھ برس قبل کی بات ہے، اس وقت میری عمر دس گیارہ سال کی تھی۔ اب بالکل یاد نہیں کہ انہوں نے مجھ سے کیا فرمایا، کیا کہلوایا اور میں نے اس کا کیا جواب دیا۔ یہ سارا سلسلہ میرے لیے نیا تھا۔ بس مجھے یہ معلوم ہے کہ ان کے چہرے کی طرف دیکھتا اور ان کی باتیں سنتا رہا۔ مجھے اس وقت کا ان کا حلیہ اتنا ہی یاد ہے کہ ان کا چہرہ گول تھا، رنگ سرخ و سفید تھا اور داڑھی پر مہندی لگی تھی۔ لوگ ان کے اردگرد بیٹھے ان کی باتیں سن رہے تھے اور وہ باتیں کرتے کرتے کسی وقت رو پڑتے تھے۔ میں اس بیعت پر اپنے دل میں بہت خوش تھا۔ کیوں خوش تھا؟ اس لیے کہ میرے ذہن میں یہ بات آ رہی تھی کہ میں آج سے نیک ہو گیا ہوں اور آئندہ مزید نیک ہو جاؤں گا...... کسی بزرگ نے کہہ بھی دیا تھا کہ میاں محمد رحمہ اللہ کا پوتا نیک ہو گا اور اچھے کام کرے گا۔ چنانچہ اس بزرگ کی بات سے میرا حوصلہ بڑھ گیا تھا اور میں نیکی کی طرف پیش قدمی کرنے لگا تھا۔ روزانہ اپنی نیکیوں کو شمار بھی کرتا تھا کہ کل اتنی کی تھیں، آج اتنی کی ہیں اور آنے والے کل کو ان شاء اللہ اتنی کروں گا۔ (کاروان سلف ص ۳۷)

مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔ میں عرض یہ کر رہا تھا کہ میں نے ۱۹۳۶ء میں حضرت شاہ محمد شریف گھڑیالوی رحمہ اللہ کی بیعت کی تھی اور اس وقت نیکی کے بعض معنی سمجھے تھے۔ اب آیئے! تین سال کے لیل ونہار کا سفر طے کر کے ۱۹۳۹ء کی فضاؤں میں داخل

ہوتے ہیں۔اس وقت میں چودہ سال کی عمر کو پہنچ گیا تھا اور فیروز پور میں حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کے حلقہ درس میں شامل تھا۔ ایک روز دوپہر کے وقت دیکھا کہ ایک صاحب سفید چادر باندھے،سفید ململ کا کرتا پہنے اور سر پر سفید کپڑا رکھے گنبداں والی مسجد کے دروازے پر بیٹھے ہیں۔میں نے غور سے دیکھا تو وہ وہی صاحب تھے،جن کی تین سال قبل ۱۹۳۶ء میں، میں نے بیعت کی تھی۔میں جلدی سے بھاگتا ہوا مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ مسجد کی چوکھٹ پر بیٹھے ہیں۔مولانا حیرانی کے عالم میں فوراً باہر نکلے،شاہ صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں آئے،انہیں سلام کیا اور اندر مسجد میں لے گئے۔میں نے بھی نہایت ادب کے ساتھ جھک کر انہیں سلام عرض کیا اور ان کے حضور دوزانو ہو کر بیٹھ گیا۔(کاروان سلف ص ۳۸)

......آیئے اب اس پیکر خیر وصلاح اور مرد حق آگاہ کی صحبت بابرکت میں چند لمحے گزارنے کی کوشش کرتے ہیں،ممکن ہے اس بہانے ہم سنگ دل گناہ گاروں کے ضمیر وروح میں بھی رقت اور بھلائی کا کچھ تاثر ابھر آئے اور خیرات وحسنات کے کسی گوشے سے تھوڑی بہت آشنائی پیدا ہو جائے اور پھر اس کے نتیجے میں۔ع دل کے ویرانے میں بھی ہو جائے دم بھر چاندنی

مرشد شاہ صاحب رحمہ اللہ کا تعارف:۔ سید محمد شریف گھڑیالوی رحمہ اللہ کا جو پورا شجرۂ نسب اس وقت ہمارے سامنے ہے، وہ چالیس واسطوں سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی وساطت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔یعنی اس حساب سے ان کا شمار اولاد علی رضی اللہ عنہ میں ہوتا ہے۔

اس خانوادہ عالی بخت کے ایک بزرگ حضرت امام علی رضا رحمہ اللہ تھے جو حضرت امام موسیٰ کاظم رحمہ اللہ کے بیٹے تھے، وہ اپنے چند بھائیوں کے ساتھ عرب سے چل کر ایران آئے اور وہاں کے شہر مشہد میں اقامت گزیں ہوئے۔ان بھائیوں میں سے ایک بھائی کا نام ابراہیم اصغر رحمہ اللہ تھا،شاہ محمد شریف رحمہ اللہ انہی ابراہیم اصغر رحمہ اللہ کی اولاد سے ہیں۔ابراہیم اصغر رحمہ اللہ نے مشہد میں وفات پائی اور وہ اس شہر کی نسبت سے مشہدی کہلائے۔چنانچہ ان کی اولاد کو مشہدی کہا جاتا ہے اور ہمارے حضرت شاہ محمد شریف رحمہ اللہ کا تعلق مشہدی سادات سے ہے۔

اس شجرہ نسب میں نویں نمبر پر پیر سید حمید الدین رحمہ اللہ کا نام آتا ہے۔یہ اس خاندان کے اولین بزرگ ہیں جو مشہد سے چل کر ہندوستان آئے اور پھر صوبہ پنجاب کے ضلع گورداس پور کے ایک مقام ''ہردوروال کلاں'' میں سکونت پذیر ہوئے۔(کاروان سلف ص ۳۹)

شاہ صاحب کا مسلکی تعلق:۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ کے مسلک اہلحدیث اختیار کرنے کا ایک واقعہ گزشتہ سطور میں بیان ہو چکا ہے کہ انہوں نے ایک ضلع دار کے کہنے سے تمام مسالک فقہی کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کیا اور وہ اس کے بعد مسلک اہل حدیث سے وابستہ ہو گئے۔دوسرا واقعہ جس کی وجہ سے وہ اس مسلک سے بہت زیادہ متاثر ہوئے، یہ ہے کہ جب وہ ملازمت کے سلسلے میں اپنے گاؤں سے کچھ دور موضع چولہ میں آئے تو وہاں سے قریب کے ایک گاؤں ''گنڈی ونڈ'' میں ایک نہایت نیک آدمی فروکش تھے،جن کا نام میاں فضل الٰہی رحمہ اللہ تھا۔میاں صاحب رحمہ اللہ مرحوم مسلکاً اہل حدیث تھے اور مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے والد مکرم حضرت امام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے عقیدت مند......شاہ صاحب اس وقت حنفی المسلک تھے،لیکن ان کی طبعی صالحیت نے ان کا رابطہ فضل الٰہی رحمہ اللہ سے کرا دیا اور شاہ صاحب رحمہ اللہ کی ان کے ہاں آمد ورفت شروع ہو گئی۔شاہ صاحب رحمہ اللہ کا (بقول ان کے صاحبزادے سید محمد اسماعیل شاہ کے) خود اپنا بیان ہے کہ انہوں نے میاں فضل الٰہی رحمہ اللہ کے اثر صحبت سے مسلک اہل حدیث اختیار کیا۔یعنی اس مسلک سے وہ اثنائے ملازمت ہی میں وابستہ ہو گئے تھے اور اس کے بعد ان کی دنیا بدل گئی تھی۔(کاروان سلف ص ۴۷)

ایک زمانے میں انہیں صوبہ پنجاب کی جماعت اہل حدیث کا امیر منتخب کیا گیا تھا۔(کاروان سلف ص ۵۵)

باسٹھ علمائے اہلحدیث کی مرشد کامل کے حق میں رائے: پنجاب کی جماعت اہل حدیث کے باسٹھ علماء وزعماء کی مجلس منعقد ہوئی تو اس میں صوبہ پنجاب کی جماعت کی امارت کے لیے تین نام پیش ہوئے، وہ نام یہ تھے:

ا۔سید محمد شریف گھڑیالوی رحمہ اللہ۲۔مولانا حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ۳۔مولانا ثناءاللہ امرتسری رحمہ اللہ۔

کافی بحث وتمحیص کے بعد آخر فیصلہ سید محمد شریف رحمہ اللہ کے حق میں ہوا۔لیکن شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اس بار امانت کو اٹھانے سے انکار کر دیا اور بڑی منت سماجت کی کہ یہ فریضہ ان کے سپرد نہ کیا جائے۔آخر آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہا کہ اس مجلس میں بڑے بڑے علمائے کرام اور مشہور واعظین ومبلغین موجود ہیں، میں ان کے مقابلے میں کوئی علمی حیثیت نہیں رکھتا،ان میں سے کسی بزرگ کو یہ ذمے داری سونپ دی جائے لیکن جواب میں سب نے یہی کہا کہ وہی اس کے اصل حق دار ہیں، چنانچہ مولانا نیک محمد رحمہ اللہ اور دوسرے بہت سے حضرات کے اصرار پر وہ خاموش ہو گئے اور انہیں صوبہ پنجاب کے امیر جماعت منتخب کر لیا گیا۔(کاروان سلف ص ۵۷)

جنات کا بیعت اصلاح کے لیے حاضر خدمت ہونا:۔ سید محمد اسماعیل رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ معتبر عینی شاہدوں کے ذریعے انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں جنات بھی آتے تھے اور ان کے حلقۂ بیعت میں شامل ہوتے تھے۔وہ کہتے ہیں کہ اس کی تفصیل بھی اس کتاب میں درج کریں گے جو شاہ صاحب رحمہ اللہ کے حالات میں لکھی جائے گی۔(کاروان سلف ص48)

قبولیتِ دعا کی پیشگوئی (کرامت):۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ مستجاب الدعوات تھے،اللہ ان کی دعا قبول فرماتا تھا۔سید اسماعیل شاہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں بھمبہ کلاں (ضلع قصور) کے ایک شخص حاجی عبداللہ نے بتایا کہ تقسیم ملک سے قبل وہ اپنے چند ساتھیوں سمیت کسی لڑائی میں شریک تھے اور پولیس نے پکڑ کر انہیں جیل میں بند کر دیا تھا۔ضمانت کے لیے بہت کوشش کی لیکن ضمانت نہیں ہو رہی تھی۔ایک دن شاہ صاحب رحمہ اللہ سے عرض کیا تو انہوں نے دعا کی۔فرمایا: جاؤ،اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرما لی ہے،آج ضمانت ہو جائے گی، چنانچہ اسی دن ضمانت ہو گئی۔ (کاروان سلف ص49)

پاگل مریض کا فوراً شفاء پاجانا (کرامت):۔ انہی سید اسماعیل شاہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ضلع لائل پور (حال فیصل آباد) کے ایک گاؤں چک نمبر۴رام دیوالی کے لوگوں نے انہیں بتایا کہ ایک مرتبہ شاہ صاحب رحمہ اللہ وہاں گئے۔ایک گلی سے گزرے تو بتایا گیا کہ اس گھر میں ایک شخص پاگل ہے اور زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔اس کے لیے ان سے دعا کی درخواست کی گئی۔شاہ صاحب رحمہ اللہ نے گلی میں کھڑے کھڑے دعا مانگی۔ابھی منہ پر ہاتھ پھیرا ہی تھا کہ قفل ٹوٹ گئے، چھن چھن کی آواز کے ساتھ زنجیر نیچے گر گئی اور مریض تندرست ہو گیا۔(کاروان سلف ص۴۹)

کنوئیں کا پانی اُوپر آجانا (کرامت):۔ ایک مرتبہ تحصیل چونیاں سے ان کا ایک عقیدت مند آیا اور اپنے گاؤں لے گیا۔عرض کیا اس کے کنوئیں سے اتنا تھوڑا پانی آتا ہے کہ فصل سیراب نہیں ہو پاتی۔دعا کیجیے اللہ تعالیٰ اس میں اضافہ فرما دے اور فصل کو پورا پانی آئے۔شاہ صاحب رحمہ اللہ نے نہایت عاجزی سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔کنوئیں کا پانی اتنا بڑھ گیا کہ زمیندار کو اس میں دو"ماہلیں"ڈالنا پڑیں۔(کاروان سلف ص۵۰)

مرگی کے مرض سے دائمی شفاء (کرامت):۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ کی اپنی بیٹی مریم بی بی مرگی کے مرض میں مبتلا ہو گئی اور مرض اتنا بڑھ گیا کہ شدید دورے پڑنے لگے۔بڑے علاج کرائے مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔یہ سخت پریشان کن مسئلہ تھا۔شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی اور کئی دن "یاحلیم یا کریم اشف مریم" پڑھتے رہے۔اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور بیٹی کو صحت عطا فرما دی۔پھر کبھی دورہ نہیں پڑا۔غالباً ۱۹۹۶ء میں ستر سال کی عمر پا کر اس بی بی کا انتقال ہوا۔(کاروان سلف ص۵۰)

کشف وکرامات ناقابل یقین حقیقت:۔ ہم ان کشوف وکرامات کے قائل نہیں جو عام لوگ بیان کرنے کے عادی ہیں،لیکن جو بات بالکل سامنے کی ہو اور مشاہدے میں آ رہی ہو،اسے بہر حال ماننا پڑتا ہے۔انہی حاجی عبداللہ کی روایت سے سید اسماعیل شاہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد حاجی فضل الدین سے کسی نے کہا کہ تمہارا بیٹا (عبداللہ) مرض طاعون سے وفات پا گیا ہے۔وہ اسی وقت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں آئے اور جنازے کے لیے کہا۔شاہ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: حاجی صاحب! تمہارا بیٹا فوت نہیں ہوا،اور وہ اس بیماری سے فوت بھی نہیں ہوگا۔وہ بے ہوشی کی حالت میں ہے،ابھی ہوش میں آ جائے گا۔

چنانچہ حاجی فضل الدین گھر آئے تو دیکھا کہ حاجی عبداللہ ہوش میں آچکے تھے اور اس واقعہ سے طویل عرصہ بعد تک وہ زندہ رہے۔(کاروان سلف ص ۵۰)

لڑائی کی کشفی اطلاع (کرامت):۔ ایک مرتبہ شاہ صاحب رحمہ اللہ کے مسکن گھڑیالا سے ایک میل کے فاصلے پر سکھوں اور مسلمان اوڈوں کے درمیان لڑائی ہوگئی۔ شاہ صاحب نے لوگوں کے سامنے لڑائی کی کیفیت بیان کی اور فرمایا معلوم ہوتا ہے اس طرح سے لڑائی ہو رہی ہے۔ کچھ دیر کے بعد لڑائی ختم ہوئی تو ایک اوڈ آیا اور اس نے وہی کیفیت بیان کی جو شاہ صاحب رحمہ اللہ نے بتائی تھی۔(کاروان سلف ص ۵۰)

برکت والی لذیذ کھچڑی (کرامت):۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ کا قصبہ گھڑیالا مولانا عبدالعظیم انصاری رحمہ اللہ کے گاؤں ''بلہر'' سے بجانب جنوب سات میل کے فاصلے پر تھا۔ ان کے والد اور اس گاؤں کے بہت سے حضرات عام طور سے شاہ صاحب رحمہ اللہ سے ملاقات کے لیے وہاں جاتے اور شاہ صاحب رحمہ اللہ بھی ان کے ہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ انصاری صاحب اپنے والد محترم کی روایت سے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ تین چار دوستوں کے ساتھ شاہ صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نماز مغرب کا وقت تھا اور شاہ صاحب رحمہ اللہ مسجد میں تھے۔ ان سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے مغرب کی نماز پڑھائی تو فوراً گھر تشریف لے گئے۔ چند منٹ بعد دیکھا کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ ایک کنالی سر پر اٹھائے ہوئے ہیں اور اس پر پگڑی کا پلو رکھا ہے۔ آتے ہی مسجد میں کنالی مہمانوں کے سامنے رکھ دی اور فرمایا: کھاؤ...... کنالی کھچڑی سے بھری ہوئی تھی۔ کھچڑی مہمانوں نے بھی کھائی اور شاہ صاحب رحمہ اللہ نے بھی کھائی۔ پھر بھی کافی بچ گئی۔

انصاری صاحب اپنے والد کا قول بیان کرتے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے ہم نے زندگی میں بہت سے مقامات پر اچھے سے اچھا کھانا کھایا، لیکن وہ کھچڑی کبھی نہیں بھولی جو شاہ صاحب رحمہ اللہ نے کھلائی تھی۔ جو مزہ اس کھچڑی میں تھا اور کسی کھانے میں نہیں تھا۔(کاروان سلف ص ۵۱)

شاہ صاحب کی عادات وتقویٰ:۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ کسی انجمن کے جلسے میں جاتے تو منتظمین کا تیار کردہ کھانا نہیں کھاتے تھے، اس لیے کہ لوگ انجمنوں کو بالعموم صدقہ وزکوٰۃ کے پیسے دیتے ہیں اور اسی سے کھانا تیار کیا جاتا ہے۔ فرماتے: اس قسم کا کھانا کھانے کو میرا جی نہیں چاہتا۔

ایک دفعہ کسی جماعتی جلسے میں گئے تو ستے کے گھر سے کھانا منگوا کر کھایا کہ اس میں بہ ظاہر کسی شبے کی گنجائش نہیں ہے۔(کاروان سلف ص ۵۲)

ہر عیدالاضحیٰ کے موقعے پر نبی ﷺ کی طرف سے ایک صحت مند جانور کی قربانی کرتے اور فرماتے، یہ قربانی میں اس لیے کرتا ہوں کہ قیامت کے دن نبی ﷺ کو یاد آجاؤں اور آپ ﷺ مجھ گنہگار کی اللہ سے سفارش کر کے مغفرت کرا دیں۔

اور یہ الفاظ زبان سے ادا کرتے ہی رو پڑتے۔

جس سال فوت ہوئے اس سال چودہ قربانیاں کیں، جن میں ایک گائے اور سات بکرے اور چھترے تھے۔ پھر بعض انبیاء علیہم السلام اور اپنے والدین اور دیگر قریبی حضرات کی طرف سے قربانیاں کیں۔ سب سے بہتر اور عمدہ جانور کی قربانی نبی ﷺ کی ذات اقدس کی طرف سے کی۔(کاروان سلف ص ۵۵)

بلاشبہ شاہ صاحب رحمہ اللہ اس دور کے نہایت متقی اور صالح بزرگ تھے۔ وہ اسی دنیائے فانی کی مخلوق تھے، اور اسی زمین پر اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتے تھے۔ لیکن ان کا دل عالم آخرت سے وابستہ تھا اور ضمیر کا ٹھکانہ افلاک تھا۔ مومن خان مومن کے الفاظ میں ان کی جسمانی کیفیت اور تھی روحانی اور۔ یعنی ان کی حالت یہ تھی کہ: قدم رکھتا فلک پر ہے کہ سر رکھتا زمین پر ہے۔(کاروان سلف ص ۵۸)

جمعرات کے روز ۲۵۔ مئی ۱۹۴۴ء کو جب کہ ان کے فرزند کبیر سید محمد یحییٰ رحمہ اللہ قریب کی مسجد میں فجر کی نماز پڑھا رہے تھے، وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔(کاروان سلف ص ۵۹)

مسلمان، ہندو اور سکھ میت کی طرف چہرہ دیکھنے کے لیے دوڑے۔ چہرہ کھلا تھا اور داڑھی اور سر کے بالوں کو دو چار دن پہلے مہندی لگائی گئی تھی۔ لبوں پر مسکراہٹ طاری تھی جو مرد مومن کی نشانی ہے ۔

نشان مرد مومن باتو گویم چو مرگ آید تبسم برلب اوست

راویوں کا بیان ہے کہ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اللہ کی طرف سے نور کی تجلیات میت کے چہرے پر بکھیر دی گئی ہیں۔(کاروان سلف ص۶۰)
ان کے اعمال صالحہ کی بناء پر یقین ہے کہ جنت الفردوس کے دروازے ان کے لیے کھول دیئے گئے ہوں گے اور ملاء اعلیٰ سے ندا آئی ہوگی:
یاایتها النفس المطمئنه ارجعی الی ربك راضية مرضية فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی (۸۹:الفجر:۲۷۔۳۰)۔(کاروان سلف ص۶۰)

اسلاف فراموشی دکھی صدا.....! اب مرنے والوں کی صرف یاد ذہن میں رہ گئی ہے اور یہ ذہن ہی ان کا مدفن ہے

بعد از وفات تربت ما در زمین مجو　　در سینہ ہائے مردم عارف مزار ماست

لیکن وہ ''مرد عارف'' بھی اب بہت کم تعداد میں رہ گئے ہیں، جن کے سینے ان کے ''مزار'' ہیں۔ موجودہ نسلیں پچھلی نسلوں کو بھولتی جا رہی ہیں۔ ان بڑے خاندانوں کے وہ بڑے افراد جن کا کسی زمانے میں علم و معرفت اور تقویٰ وصالحیت کے ایوانوں میں طوطی بولتا تھا۔ ان کی یادیں لوگوں کے لوح قلب سے تیزی کے ساتھ محو ہوتی جا رہی ہیں۔ حضرت سید محمد شریف رحمہ اللہ آج سے ساٹھ ستر سال قبل متحدہ پنجاب کی جماعت اہلحدیث کے بڑے آدمی تھے۔ اب ان کے واقعات حیات کا کھوج لگانا نہایت مشکل ہو گیا ہے۔(کاروان سلف ص۶۱)

اکابر اہلحدیث میں پگڑی کا ہدیہ:۔ شاہ محمد یحییٰ صاحب رحمہ اللہ (فرزند سید محمد شاہ مشہدی گھڑیالوی) مقرر، مناظر، مفتی، حافظ حدیث، خوش کلام اور خوش بیان واعظ تھے۔ کہا جاتا ہے کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ ان پر اس درجہ مشفق اور مہربان تھے کہ ہر سال مولانا عبداللہ گورداس پوری رحمہ اللہ کے ہاتھ انہیں مشہدی پگڑی بھیجا کرتے تھے۔(کاروان سلف ص۶۳)

مولانا عطاء اللہ شہید کے دور میں سلسلہ بیعت:۔ (وفات: اگست ۱۹۴۷ء) تقسیم ملک سے بہت پہلے جس گاؤں میں یہ سکونت پذیر تھے، اس گاؤں کا نام ''رام دیوالی'' تھا۔ یہ گاؤں موجودہ جغرافیے کی رو سے مشرقی پنجاب کے ضلع امرتسر میں واقع تھا۔
یہ اس زمانے کی بات ہے جب امرتسر شہر میں غزنوی خاندان کے علمائے کرام فروکش تھے، جن کا حلقۂ ارادت اور دائرہ عقیدت دور تک پھیلا ہوا تھا۔ ان کے درس و تدریس کی مسندیں آراستہ تھیں اور بیعت و ارشاد کے روح پرور سلسلے جاری تھے۔ بے شمار لوگ ان سے استفادہ کرتے اور ان کے طریق عمل اور نہج حیات سے مستفیض ہوتے تھے۔(کاروان سلف ص۷۱)
مولانا عطاء اللہ شہید رحمہ اللہ کے بزرگوں کی بھی ان حضرات کی مجالس روحانی میں آمد و رفت شروع ہو گئی تھی۔ یہ لوگ پنجاب کے جاٹوں کی ''رندھاوا'' برادری سے تعلق رکھتے تھے اور ماجھے کے علاقے کے رہنے والے تھے۔ ماجھے کا علاقہ بہت سی باتوں میں اس وقت بھی مشہور تھا، اب بھی مشہور ہے۔
یہ لوگ حضرت مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی مجالس دینی اور محافل روحانی میں حاضری دینے لگے تو ان کی دنیا بدل گئی۔ ضمیر جاگ اٹھا، دلوں کا زنگ اترنے لگا اور حالات بالکل نیا رنگ اختیار کر گئے، جو خالص رحمانی اور روحانی رنگ تھا، دنیا کا کوئی رنگ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ قرآن کے الفاظ میں کہنا چاہیے ''صبغة الله ومن احسن من الله صبغة ونحن له عبدون'' (2:البقرة:138)
ہم نے اللہ کا رنگ اختیار کر لیا ہے، اور کس کا رنگ اللہ کے رنگ سے بہتر ہو سکتا ہے اور ہم اسی کے عبادت گزار ہیں۔(کاروان سلف ص۷۲)

حافظ محمد زکریا رحمہ اللہ کے والد کا ذوق تصوف (وفات: اگست ۱۹۴۹ء)

حافظ محمد زکریا رحمہ اللہ اپنے دور کے مشہور عالم دین اور معروف صاحب تقویٰ بزرگ میاں محمد باقر رحمہ اللہ کے فرزند ارجمند تھے......
میاں محمد باقر رحمہ اللہ پرانی وضع کے عالم دین تھے۔ نہایت حلیم الطبع، بے حد کریم النفس اور پیکر صالحیت۔ انہیں استاذ پنجاب حضرت حافظ عبدالمنان وزیرآبادی رحمہ اللہ سے شرف شاگردی حاصل تھا اور حضرت امام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ سے تعلق ارادت۔!
حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ اور جماعت اہل حدیث کے تمام علمائے کرام میاں محمد باقر رحمہ اللہ کا احترام کرتے تھے۔ یہ بھی سب سے بدرجہ غایت خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد میاں صاحب رحمہ اللہ نے اپنے گاؤں میں ایک مدرسہ قائم کر لیا تھا جس کا نام ''مدرسہ خادم القرآن والحدیث'' رکھا تھا۔(کاروان سلف ص۹۶)

کلام صوفیاء سے اُنسیت:۔ (مولانا محمد حیات رحمہ اللہ) فارسی زبان پر عبور رکھتے شیخ سعدی رحمہ اللہ، حافظ شیرازی رحمہ اللہ، مولانا رومی رحمہ اللہ اور متعدد فارسی شعراء کے بہت سے اشعار انھیں زبانی یاد تھے اور تقریر میں وہ اشعار بڑی خوب صورتی کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔

وظائف اور ذکر الٰہی کا شوق:۔ (مولانا محمد حیات) زیادہ تر مسجد میں رہتے اور کسی بہت ہی ضرورت کے لیے مسجد سے باہر نکلتے تھے ان کے وقت کا اکثر حصہ طلبا کو پڑھانے میں صرف ہوتا تھا، جو لمحات اس سے بچتے، وہ وظائف و اوراد اور ذکر الٰہی میں صرف ہوتے۔ انتہائی عابد و زاہد، شب زندہ دار اور صاحب تقویٰ بزرگ تھے۔ قرآن مجید کی تلاوت کثرت سے کرتے تھے۔ (کاروان سلف ص۱۱۶)

مولانا نیک محمد رحمہ اللہ کا ذوق تصوف (وفات: جنوری ۱۹۵۴ء)

تقویٰ کی شعاعیں، ذکر الٰہی کے فوارے:۔ انہیں دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ان کے چہرے سے تقوے کی شعاعیں نکل رہی ہیں، زبان سے ذکر الٰہی کے فوارے جاری ہیں اور آنکھوں میں خدا ترسی کے چراغ جل رہے ہیں۔ (کاروان سلف ص۱۲۲)

مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کی بیعت تصوف:۔ مولوی علاؤالدین رحمہ اللہ کو حضرت مولانا غلام رسول رحمہ اللہ (ساکن میہاں سنگھ والا) کی ارادت و شاگردی کی کا شرف حاصل ہے۔ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ اور مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ ایک دوسرے کے بہت قریب رہے تھے۔ دونوں نے اکٹھے دہلی میں حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ سے حدیث کی کتابیں پڑھی تھیں۔ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ نے مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سے روحانی فیض بھی حاصل کیا تھا اور ان کے حلقۂ بیعت میں بھی شامل ہوئے تھے، اس لیے عین ممکن ہے مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے شاگرد، مولانا علاؤالدین ہی نے مولانا نیک محمد کو مدرسہ غزنویہ میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے امرتسر جانے کا مشورہ دیا ہو۔ (کاروان سلف ص۱۲۳)

عقیدت میں فنائیت:۔ اپنے استاد محترم حضرت مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ سے ان (مولانا نیک محمد رحمہ اللہ) کی محبت اور عقیدت کا یہ عالم تھا کہ ان کی وفات کے بعد ہمیشہ مسجد غزنویہ کے اسی گوشے میں بیٹھ کر درس دیتے رہے، جہاں استاد محترم بیٹھ کر درس دیتے تھے، بلکہ درس دیتے وقت جس رحل پر استاد مکرم کتاب رکھتے تھے، اس کی بھی وہ نہایت حفاظت کرتے تھے اور اسی پر کتاب رکھتے تھے۔ (کاروان سلف ص۱۲۵)

اکابر صوفیاء کا احترام:۔ ۱۹۵۵ء کے اپریل کی ابتدائی تاریخوں میں لائل پور (موجودہ فیصل آباد) میں مرکزی جمعیت اہلحدیث مغربی پاکستان کی تیسری سالانہ کانفرنس مولانا اسماعیل غزنوی رحمہ اللہ کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ اسی موقع پر جامعہ سلفیہ کا سنگ بنیاد نصب کیا گیا تھا۔ حاجی آباد جہاں جامعہ سلفیہ قائم ہے اس زمانے میں اجاڑ سی جگہ تھی۔ ایک بہت بڑے مجمعے میں اس شہر کے ایک مشہور بزرگ نے اس کی پہلی اینٹ رکھی۔ اس بزرگ کا نام نامی تھا، حکیم نور الدین رحمہ اللہ۔ اس کے بعد اس ضلعے کی دو معروف شخصیتوں نے یکے بعد دیگرے ایک ایک اینٹ نصب کی۔ ان شخصیتوں کے اسمائے گرامی تھے، صوفی محمد عبداللہ اور میاں محمد باقر رحمہما اللہ۔!

اس دور کی مرکزی جمعیت اہلحدیث مغربی پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ نے اس پر وقار تقریب میں پر نہایت مؤثر اور پرسوز تقریر کی۔ تقریر ختم ہوئی تو حضرت مولانا محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ (صدر مرکزی جمعیت اہلحدیث) نے خشوع و خضوع کے ساتھ دعا فرمائی۔ (کاروان سلف ص۱۳۵)

حکیم نور الدین لائل پوری کا مسلکی اعتدال:۔ لائل پور میں ایک بزرگ ''بابا لسوڑی شاہ'' کے نام سے موسوم تھے جو فقیر منش آدمی تھے۔ انہوں نے ۱۹۳۱ء میں وفات پائی۔ بعض مسلمانوں نے اسے شہر میں دفن کرنے کی کوشش کی، لیکن سکھوں اور ہندوؤں نے مخالفت کی۔ بابا جی کا ایک مرید غلام محمد جو حکیم صاحب سے بھی تعلق عقیدت رکھتا تھا، حکیم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ بیان کر کے بابا لسوڑی شاہ کی شہر میں تدفین کے لیے ان سے مدد کی درخواست کی۔ حکیم صاحب اس کے ساتھ مقام واقعہ پر پہنچے تو سکھ اور ہندو جو وہاں موجود تھے، انہیں دیکھ کر منتشر ہو گئے۔ لیکن بعض ہندوؤں نے ان سے کہا کہ آپ اہل حدیث ہیں اور یہ لوگ جو کچھ کرنا چاہتے ہیں آپ کے عقیدہ توحید کے خلاف ہے، آپ ان لوگوں کی کیوں مدد کرتے ہیں؟

فرمایا: یہاں مسئلہ اہل حدیث یا غیر اہل حدیث کا نہیں بلکہ ایک مسلمان کی میت کا مسئلہ ہے، جس میں اسلام کی عزت اور مسلمانوں کی غیرت کا معاملہ پایا جاتا ہے۔ اگر یہاں آپ کے مزاحم ہونے کی وجہ سے ہم پیچھے ہٹ گئے تو سمجھا جائے گا کہ ہم آپ لوگوں سے مرعوب ہیں۔ پھر اس کے نتیجے میں ممکن ہے۔ اس قسم کا کوئی اور معاملہ بھی سامنے آجائے اور اسے مثال بنا کر آپ ہمیں دبانے کی کوشش کریں۔ بہتر یہ ہے کہ آپ لوگ مزاحمت نہ کریں اور یہیں قبر بننے دیں۔ چنانچہ وہیں قبر بنی اور بابا جی کو وہیں دفن کیا گیا۔ (کاروان سلف ص ۱۴۴)

مسلکی بے اعتدالی قابل غور:۔ وضاحت: مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ مسلکی بے اعتدالیوں میں اپنے دکھی دل کی صدا کچھ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔ (از مرتب اثری)

قصبہ ہابڑی میں دس گیارہ مسجدیں تھیں اور احناف کی اکثریت تھی۔ اہلحدیث مسلک سے تعلق رکھنے والوں کی تعداد بہت کم تھی۔ عام طور سے احناف اور اہل حدیث کے درمیان بحث وتکرار کا سلسلہ جاری رہتا تھا، اور یہ سلسلہ ہمارے ہاں اب بھی جاری ہے بلکہ پہلے سے کہیں زیادہ ہے۔ دور قدیم میں تو معاملہ صرف مناظروں اور مباحثوں تک ہی پہنچتا تھا یا زیادہ سے زیادہ بعض اوقات بات تھانے یا کچہری تک چلی جاتی تھی، قتل وغارت تک نوبت نہیں آتی تھی، نہ کوئی فریق جبراً دوسرے فریق کی مسجد پر قبضہ کرتا تھا۔

اب تو مسجدوں میں گولیاں چلتی ہیں، محض اختلاف مسلک کی بناء پر نمازیوں کو حالت نماز میں قتل کر دیا جاتا ہے...... گھروں میں گھس کر اپنے مذہبی مخالفوں کو چھلنی کر دیا جاتا ہے۔ وہ مناظروں کا زمانہ موجودہ زمانے سے ہزار درجے بہتر تھا۔ کسی مسئلے پر بحث ہوئی، مناظرہ ہوا اور بات ختم ہوگئی۔ پھر وہی پیار ومحبت کی باتیں اور وہی ہنسی مذاق کے سلسلے۔! کوئی کسی کے درپے آزار نہیں۔ سب ایک دوسرے کے دوست، ایک دوسرے کے تعلق دار اور ایک دوسرے کے بہی خواہ۔! کدورت، بغض اور مار دھاڑ کا کہیں نام ونشان نہ تھا۔ (کاروان سلف ص ۱۹۳)

مولانا عبدالعزیز سعیدی کا سلسلہ تعویذات:۔ عبدالعزیز رحمہ اللہ کو سعیدی کی نسبت سے پکارا جاتا تھا، کیوں کہ وہ حضرت مولانا شرف الدین دہلوی کے قائم فرمودہ مدرسہ سعیدیہ کے سند یافتہ تھے۔ (کاروان سلف ص ۱۹۹)

سعیدی صاحب ان دنوں تعویذ اور دم وغیرہ کیا کرتے تھے۔ کئی دن وہ کوٹ کپورہ میں رہے، ہر وقت تعویذ لینے اور دم کرانے والے مردوں اور عورتوں کا جمگھٹا ان کے اردگرد رہتا تھا۔ ایک تعویذ انہوں نے مجھے بھی دیا تھا، لیکن یاد نہیں رہا کہ وہ تعویذ کس سلسلے کا تھا۔ یہ البتہ فرمایا تھا کہ یہ تعویذ مؤثر ثابت ہوگا۔ اب یہ بھی معلوم نہیں کہ مؤثر ثابت ہوا بھی تھا یا نہیں۔ (کاروان سلف ص ۲۰۰)

ولی کامل کی دعا پر بیٹے کامل جانا (کرامت):۔ مولانا عبداللہ رحمہ اللہ کے والد کا نام حاجی عنایت اللہ تھا جو فیصل آباد کی تحصیل سمندری کے ایک گاؤں "لشارن" میں مقیم تھے اور اپنے علاقے کے متقی اور پرہیزگار بزرگ تھے۔ ان کے گھر کئی بچے پیدا ہوئے، لیکن کوئی زندہ نہ رہا، سب چھوٹی عمر میں وفات پا گئے۔ اس نواح کے ایک گاؤں چک نمبر ۴۹۳ گ ب (اوڈانوالہ) میں ایک شخص صوفی عبداللہ رحمہ اللہ سکونت پذیر تھے جو تدین وتقویٰ اور خلوص وللّٰہیت کے اعتبار سے خاص شہرت کے حامل تھے اور حاجی عنایت اللہ ان کے حلقہ عقیدت سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے دعا کی درخواست کی اور عرض گزار ہوئے کہ اللہ انہیں ایسا بیٹا عطا فرمائے جو باعمل عالم بنے اور لوگ اس سے استفادہ کریں۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے بارگاہ خداوندی میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے، حسن اتفاق سے وہ قبولیت کی گھڑی تھی۔ اللہ نے دعا قبول فرمائی اور حاجی عنایت اللہ کو بیٹا عطا فرمایا، جس کا نام صوفی صاحب رحمہ اللہ کے نام پر عبداللہ رکھا گیا۔ یہ آج سے تقریباً ۸۶ برس قبل ۱۹۱۴ء کی بات ہے۔ یہ واقعہ ایک مرتبہ خود مولانا عبداللہ رحمہ اللہ نے بھی بیان فرمایا تھا اور کہا تھا: "میں صوفی عبداللہ رحمہ اللہ کی دعا کا نتیجہ ہوں۔" (کاروان سلف ص ۲۶۱)

صوفی صاحب کی جذبی کیفیات:۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ ان کی قبولیت دعا کے سلسلے میں بعض عجیب وغریب واقعات مشہور ہیں۔ دعا کے وقت جب ان کے ہاتھ ایک دوسرے پر تیزی سے گھومنے لگتے تو سمجھا جاتا کہ دعا قبول ہوگئی۔ ان کی نیکی اور پرہیزگاری کی وجہ سے ہر مسلک فقہی کے لوگ ان کے حلقۂ ارادت اور دائرہ عقیدت میں شامل تھے۔ وہ زیادہ پڑھے لکھے تو نہ تھے لیکن

بہت معاملہ فہم اور صاحب فراست تھے۔علم اور اصحاب علم کی خدمت ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ان سطور کے راقم عاجز پر انتہائی شفقت فرماتے تھے۔ ۲۸۔اپریل ۱۹۷۵ء (۱۳/ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ) کو وفات پائی اور اپنے قائم کردہ دارالعلوم (ماموں کانجن) کے احاطے میں دفن کیے گئے۔ان کی شخصیت اور ان کے گوناگوں کارناموں کا انشاءاللہ ایک مستقل کتاب میں ذکر کیا جائے گا جو ان سطور کا راقم لکھ رہا ہے۔(کاروان سلف ص۲۶۲)

محافل تصوف، دینی ذوق کی بنیاد:۔ مولانا (عبداللہ لائل پوری رحمہ اللہ) کے والد حاجی عنایت اللہ رحمہ اللہ اصحاب علم کی مجلسوں اور ارباب تصوف کی محفلوں میں حاضر ہوتے رہتے تھے،اس لیے ان کے دل میں بیٹے کو دینی تعلیم دلانے اور علم وفضل کے زیور سے آراستہ کرنے کا جذبہ ابتداء ہی سے کروٹ لے رہا تھا۔(کاروان سلف ص۲۶۲)

مولانا عبداللہ لائل پوری کے ہم مزاج متصوف:۔ میرے مرحوم دوست،جعفر قاسمی صاحب کئی سال محکمہ اوقاف پنجاب میں ایک بڑے منصب پر فائز رہے تھے۔پھر اپنے وطن چنیوٹ (ضلع جھنگ) میں سکونت پذیر ہو گئے تھے،پڑھنا لکھنا اور اہل علم سے تعلقات قائم کرنا اور قائم رکھنا ان کا مشغلہ تھا۔

صوفیاء واولیاء کے حالات وکوائف سے انہیں بالخصوص دلچسپی تھی۔ایک دن مجھ سے کہا کہ چنیوٹ کے علاقے یا فیصل آباد میں کسی صوفی مزاج اہل علم اور کتابوں کے شائق کا تمہیں علم ہو تو اس کا پتہ ٹھکانہ بتاؤ۔میں نے کہا،فیصل آباد میں منٹگمری بازار جائیے،وہاں ادارہ علوم اثریہ میں مولانا عبداللہ رحمہ اللہ سے ملیے،وہ آپ کے ذوق اور مزاج کے آدمی ہیں،ان کا بہت اچھا کتب خانہ ہے۔پھر مسکراتے ہوئے ان سے کہا کہ وہ آپ کو پڑھنے کے لیے کتابیں بھی دیں گے،کھانا بھی کھلائیں گے،چائے بھی پلائیں گے۔(کاروان سلف ص۲۶۷)

متوازن اور معتدل اہل علم:۔ بعض حضرات نے بتایا کہ ایک مرتبہ حج کے موقعے پر حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ (گولڑہ شریف) کے جانشین جناب پیر غلام محی الدین رحمہ اللہ کو (جنہیں لوگ پیار سے باؤجی کہا کرتے تھے) مولانا عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے پیچھے نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا۔نماز میں پیر صاحب رحمہ اللہ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ تعارف کے بعد اصرار کیا کہ قیام مکہ کے دوران مولانا انہی کے ہاں قیام فرمائیں۔مولانا نے ہر چند معذرت کی،مگر پیر صاحب رحمہ اللہ نے قبول نہیں فرمائی۔چنانچہ وہ کئی دن پیر صاحب رحمہ اللہ کے پاس مقیم رہے۔پیر صاحب رحمہ اللہ نے اپنے باورچی کو خاص طور سے ہدایت کر دی تھی کہ مولانا کا کھانا ان کی پسند کے مطابق تیار کیا جائے۔جماعت کے وقت اگر مولانا موجود ہوتے تو پیر صاحب رحمہ اللہ انہی کو امام بناتے اور ان کی اقتداء میں نماز پڑھتے۔

اس اثنا میں پیر صاحب رحمہ اللہ نے یہ عجیب واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۔جنوری ۱۹۵۶ء) مولانا ثناءاللہ امرتسری رحمہ اللہ (وفات ۱۵ مارچ ۱۹۴۸) جو اہل حدیث مسلک کے حامل تھے،حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ (متوفی ۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ،۱۱مئی ۱۹۳۷ء) سے ملاقات کے لیے گولڑہ تشریف لے گئے۔نماز کا وقت ہوا تو پیر صاحب رحمہ اللہ نے امامت کے لیے مولانا ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ کو آگے کر دیا۔اس سے ان کے بعض مرید اور معتقد کچھ پریشان سے ہوئے۔پیر صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس کی نماز مولانا ابراہیم صاحب رحمہ اللہ کے پیچھے نہیں ہوتی،وہ الگ جا کر نماز پڑھ لے،ہم مولانا کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے۔

یہ پرانے زمانے کے متوازن اور معتدل اہل علم کی باتیں ہیں۔اس دور تعصب پسند اور عہد فتنہ انگیز میں تو ان باتوں کو صحیح سمجھنے والے لوگ بھی بہت کم ملیں گے۔

مولانا عبداللہ رحمہ اللہ بے شک ایک خاص فقہی مسلک کے حامل تھے،لیکن ان کا دائرہ تعلقات بہت وسیع تھا۔تمام مکاتب فکر کے حضرات سے ان کے روابط تھے۔فیصل آباد کے قریب سالا روالا میں ایک بزرگ پیر ابو انیس محمد برکت علی رحمہ اللہ فروکش تھے،ان کے مولانا سے گہرے مراسم تھے۔مولانا ان کے ہاں جاتے اور وہ مولانا کے ہاں تشریف لاتے تھے۔انہوں نے کسی موضوع پر کوئی کتاب لکھی تو ان کا مسودہ مولانا کو دکھایا،مولانا نے اس کی تخریج کی اور احادیث واقوال کے حوالے درج کیے۔وہ وسیع النظر اور فراخ حوصلہ عالم تھے۔(کاروان سلف ص۲۷۲)

سلسلہ محبتیہ یا سلسلہ اُلفتیہ:۔ عادات واطوار کے اعتبار سے کہنا چاہیے کہ وہ (مولانا عبداللہ لائل پوری رحمہ اللہ) بالکل فقیر اور

درویش آدمی تھے۔ ہر شخص سے محبت اور پیار سے ملتے۔ ہر قسم کے لوگوں سے ان کے مراسم تھے اور سب ان کا احترام کرتے تھے۔ میں انہیں کہا کرتا تھا کہ سلاسل تصوف کی طرح آپ بھی ایک سلسلہ قائم کر لیجیے اور اس کا نام ''سلسلہ محبتیہ یا سلسلہ اُلفتیہ'' رکھیے۔ اس میں ایسے لوگوں کو شامل کیجیے جو سب سے محبت اور الفت کا برتاؤ کریں۔ میں پہلا شخص ہوں گا جو آپ کے دست پرُ شفقت پر بیعت کر کے ''حلقہ اُلفتیہ'' میں شامل ہوں گا۔ اس دنیا میں ہر شئے کی فراوانی ہے، لیکن خلوص سے بھر پور محبت مفقود اور دل کی گہرائیوں میں اترنے والی الفت معدوم ہے۔ آپ کے ''سلسلہ محبتیہ اور دائرۂ اُلفتیہ'' میں شامل ہو کر ہم لوگوں کو پیار کا درس دیں گے اور دنیا میں محبت کے ذریعے امن وامان قائم کریں گے۔ نہ کوئی کسی کا دشمن ہو گا، نہ لڑائی جھگڑے تک نوبت پہنچے گی۔ ہر طرف سکون کی چادر تنی ہو گی اور ہر سو امن کا شامیانہ سایہ فگن ہو گا۔ (کاروان سلف ص ۲۷۳)

مولانا عبداللہ لائل پوری کے پرُ شفا تعویذات:۔ مولانا مرحوم طبیب بھی تھے اور بعض لوگ علاج معالجے کے لیے ان کے پاس آتے تھے۔ تعویذ بھی لکھتے تھے اور دم جھاڑا بھی کرتے تھے، لوگوں کو ان پر یقین تھا۔ ان کے دم دعا اور تعویذ گنڈے میں اللہ نے شفا رکھی تھی۔ اگر کوئی شخص کچھ دے دیتا تو لے لیتے، نہ دیتا تو نہ سہی۔ (کاروان سلف ص ۲۷۴)

صوفی شاہ عبداللطیف بھٹائی کا مسلک اور کرامت:۔ سید صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بعض ایسے شواہد موجود ہیں جن کی بناء پر کہا جا سکتا ہے کہ شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمہ اللہ موحد بلکہ اہل حدیث تھے۔ ان کا ارشاد ہے کہ مولانا مخدوم محمد معین الدین رحمہ اللہ جو ٹھٹھہ کے رہنے والے تھے، شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمہ اللہ کے گہرے دوست تھے۔ مولانا ممدوح نے اپنی کتاب میں احناف کے بعض مسائل کی کتاب وسنت کی روشنی میں تردید کی ہے اور اہل حدیث کے مسلک کو حدیث رسول ﷺ کے مطابق قرار دیا ہے۔ مولانا محمد معین الدین رحمہ اللہ ٹھٹھوی نے اپنی موت سے پہلے وصیت کی تھی کہ ان کا جنازہ شاہ عبداللطیف رحمہ اللہ پڑھائیں۔ وہ وفات پا گئے تو لوگ پریشان ہوئے کہ شاہ عبداللطیف رحمہ اللہ کو کہاں تلاش کیا جائے اور جنازہ ان سے کس طرح پڑھایا جائے، اس لیے کہ وہ ٹھٹھہ میں نہیں رہتے تھے۔ اب حسن اتفاق ملاحظہ ہو کہ شاہ صاحب اچانک وہاں آ گئے اور لوگوں نے مولانا کی وصیت کے متعلق بتایا تو انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جنازے کے بعد لوگوں سے کہا کہ میرا جن سے تعلق تھا، وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں، اب آئندہ میرا یہاں آنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ (کاروان سلف ص ۳۹۵)

سرمایۂ اہلحدیث صوفی، ولی کامل:۔ صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ مستجاب الدعوات بزرگ تھے، بارگاہ الٰہی سے ان کی دعا کو شرف قبولیت بخشا جاتا تھا۔ ایسے بہت سے واقعات اس نواح میں زبان زد عوام ہیں کہ صوفی صاحب نے اللہ کے حضور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی اور اللہ نے قبول فرمالی۔ دارالعلوم کے لیے ظفر اللہ کی والہانہ جدوجہد دیکھ کر ایک دفعہ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: ظفر اللہ! کیا میں تیرے لیے ایسی دعا نہ کروں کہ اللہ تعالیٰ دست غیب سے تیری ضروریات تجھے عطا فرماتا رہے۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ کا فرمان سن کر ظفر اللہ نے عرض کیا:

حضرت! اس دعا کی بجائے میرے لیے ایسی دعا فرمایے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دین کی خدمت کا کوئی بہت بڑا موقع عطا فرمائے۔

چنانچہ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے عجز وعاجزی کے ساتھ اللہ سے دعا کی اور اللہ نے دعا اس طرح قبول فرمائی کہ انہوں نے ماموں کانجن سے دینیات کے علوم متداولہ سے فراغت کے بعد ایف اے کا امتحان دیا، پھر بی اے کیا اور کراچی یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات کا امتحان پاس کیا اور پھر اسی یونیورسٹی میں لیکچرار مقرر کر لیے گئے۔ یہاں تک کہ اسی میں صدر شعبہ اسلامیات ہو گئے۔ (کاروان سلف ص ۵۰۶)

مولانا عبدالجبار رحمہ اللہ کے مرید:۔ مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کو (جو ۱۹۳۷ء میں مولانا محمد علی لکھوی رحمہ اللہ کے ہاں جامعہ محمدیہ مرکز الاسلام میں پڑھاتے تھے) فیروز پور کی جماعت اہل حدیث کے سرکردہ ارکان مسجد گنبداں والی میں لے گئے تھے۔ فیروز پور شہر اور چھاؤنی میں اہل حدیث کی یہ ایک ہی مسجد تھی، اس سے قبل اس مسجد میں اس دور کے معروف اہل حدیث عالم مولانا عبدالکریم گرنتھی رحمہ اللہ خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے تھے، وہ ضلع فیروز پور کی تحصیل زیرہ کے ایک گاؤں ''گھدوالا'' کے رہنے والے تھے اور مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے والد گرامی قدر حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے شاگرد اور مرید تھے۔ (کاروان سلف ص ۵۱۳)

مرشد کی آخری بات جو یاد رہی:۔ میں (اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ) سمجھتا ہوں کہ جس شخص کے ذہن میں اپنے بزرگوں کی کچھ باتیں موجود

گلستانِ حدیث

محمد اسحاق بھٹی

مکتبہ قدوسیہ

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

کتاب و سنت
کی
نشر و اشاعت
کے لیے
کوشاں

اهتمام طباعت
ابوبکر قدوسی

اشاعت ـــــ ۲۰۱۱ء

مکتبہ قدوسیہ
قدوسیہ اسلامک پریس

رحمان مارکیٹ ● غزنی سٹریٹ ● اردو بازار ● لاہور پاکستان

Tel: +92-42-37351124,37230585
Cell: +92-321-7351350
maktaba_quddusia@yahoo.com
www.quddusia.com

وسیلہ

کتاب و سُنّت کی روشنی میں

تصنیف

محمد قاسم خواجہ

ناشر

ادارۂ احیاء السُنّۃ ۔ گھرجاکھ ۔ گوجرانوالہ

قیمت: ۳۵ روپے

کتاب ہذا ملنے کے پتے

(۱) ادارہ احیاء السنۃ ۔ گھرجاکھ ۔ گوجرانوالہ

(۲) جناب حاجی عبدالرشید صاحب چغتائی کاٹن کلاتھ ٹریڈرز
جناح بازار گوجرانوالہ ۔ فون ۴۳۴۸۲ / ۵۹۹۷

(۳) جناب شیخ محمد یونس صاحب ۔ کلاتھ مرچنٹ ۔ مسلم بازار ۔
گلہ کھجور منڈی ۔ گوجرانوالہ فون ۴۳۴۸۲

(۴) مکتبہ نعمانیہ اردو بازار گوجرانوالہ ۔ فون نمبر ۵۳۰۱

(۵) مدینہ کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ ۔ فون ۶۴۱۳ / ۵۸۲۱

(۶) چوہدری عیش محمد صاحب ۲۶۱/ج جی ۳-۳ اسلام آباد

ہیں، اسے جان لینا چاہیے کہ اس کے پاس سب کچھ موجود ہے اور اس کے قلب کی دنیا پوری طرح آباد ہے اور ہمیشہ آباد رہے گی، اس میں کبھی ویرانی نہیں آئے گی۔ دولت خاں قاقشال سمرقندی کا شعر کہاں یاد آیا ہے

از صد سخن پیرم یک حرف مرا یاد ست   عالم نه شود ویران تا میکده آباد است

یعنی مجھے اپنے مرشد کی سینکڑوں باتوں میں سے فقط یہی ایک بات یاد ہے کہ یہ دنیا اس وقت تک برباد نہیں ہوگی جب تک مے خانے کی رونقیں قائم ہیں۔ (کاروان سلف ص ۵۲۰)

نام کتاب:۔ گلستان حدیث..... مصنف:۔ مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ

علمائے اہلحدیث کا گلستانِ حدیث: الحمدللہ! مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ کا نیا قلمی شاہکار اور سلسلہ تاریخ اہل حدیث کا چوتھا مجموعہ ''گلستان حدیث'' کے دلکش عنوان سے منظر عام پر آچکا ہے۔ یہ بڑے سائز کے تقریباً پونے چھ سو صفحات میں پھیلا ہوا اٹھاون (58) مرحومین اور چھبیس موجود دین وابستگان قرآن وسنت اور خدام حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعارف، خدمات اور سوانح حیات پر مشتمل خوشنما گلدستہ ہے۔ (گلستان حدیث ص 35,34)

اس کے علاوہ بھی مؤرخ اہل حدیث کی بڑی جامع اور مفید معلومات کا مرقع کئی تصانیف ہیں جو ان کے علم و ادب، تصنیفی ذوق، وسعت معلومات اور حفظ و ضبط کا بین ثبوت فراہم کرتی ہیں۔ ان کتابوں میں ان کی خدمت حدیث اور خدمت جماعت اہل حدیث واضح طور سے ہمارے سامنے آجاتی ہے۔ میرا خیال ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ حدیث اور مسلک حدیث کی خدمت اور وابستگان کتاب وسنت کے ساتھ محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں انشاء اللہ ضرور جزائے خیر سے نوازے گا۔ (گلستان حدیث ص 35)

مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ صاحب کرامات بزرگ:

وضاحت از مرتب اثری: مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ اپنی کتابوں کا تعارف کرتے ہوئے سوانح حضرت مولانا غلام رسول قلعوی کے بارے میں فرماتے ہیں۔

تیسری کتاب کا نام ہے ''تذکرہ حضرت مولانا غلام رسول قلعوی'' مولانا ممدوح بہت بڑے عالم، حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کے شاگرد اور حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے فیض یافتہ تھے۔ مستجاب الدعوات اور صاحب کرامات بزرگ تھے۔ ان کی زندگی نہایت عجیب و غریب حالات میں گزری اور واقعات کی انتہائی دلکش داستان اپنے پیچھے چھوڑ گئی۔ یہ دلکش داستان ''تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی'' میں بیان کردی گئی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعمال خیر کی توفیق عطا فرمائے اور قرآن و حدیث کی تبلیغ و اشاعت کو ہمارا معمول بنادے، آمین یارب العالمین۔ (محمد اسحاق بھٹی، اسلامیہ کالونی ساندہ لاہور) (ٹیلی فون: 042-37143677) (گلستان حدیث ص 42)

مولانا محمد اسماعیل شہید دہلوی رحمہ اللہ (شہادت ۶ مئی 1831ء)

مولانا محمد اسماعیل شہید دہلوی رحمہ اللہ علامہ دہر، عالم کبیر، فقیہہ ذی مرتبت اور محدث دوراں تھے۔ شاہ عبدالغنی رحمہ اللہ کے فرزند، شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ، شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ اور شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ کے بھتیجے، شاہ ولی اللہ محدث رحمہ اللہ کے پوتے اور شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ کے پڑپوتے......! برصغیر پاک و ہند کی اس وسیع و عریض سرزمین میں علم و فضل، وعظ و ارشاد، تصنیف و تالیف، درس و تدریس، احیائے اسلام، تجدید دین، اصلاح امت اور جہاد فی سبیل اللہ کے جو بلند ترین اوصاف اس عالی قدر خاندان کے لائق احترام ارکان میں پائے جاتے ہیں اس میں کوئی ان کا مدمقابل نہیں۔ مولانا شاہ محمد اسماعیل رحمہ اللہ نے اپنے اسلاف کے ان اوصاف اور بزرگوں کی اس میراث کی نہ صرف حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا بلکہ اپنے بے پناہ عمل و سعی سے ان کے حسن و زیبائی میں انتہائی اضافہ کردیا۔

مولانا شاہ محمد اسماعیل کی ولادت صحیح اور مستند روایت کے مطابق 12 ربیع الاول 1193ھ (26 اپریل 1779ء) کو دہلی میں ہوئی۔

والدہ ماجدہ کا نام نامی بی بی فاطمہ تھا۔اپنے مرشد امیر المومنین سید احمد شہید دہلوی رحمہ اللہ سے تقریباً سات سال بڑے تھے۔(گلستان حدیث ص45)

مرشد نقشبند سید احمد شہید کی بیعتِ اصلاح:۔ حصول علم سے فراغت کے بعد شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی فضیلت علمی اور قابلیت کی شہرت ہر حلقے میں پہنچ گئی تھی۔لیکن ابھی تک کوئی مستقل کام شروع نہیں کیا تھا اور طبیعت میں کچھ بے پروائی سی پائی جاتی تھی۔یا تو اس کی یہ وجہ ہوگی کہ خاندان میں جو مشاغل رواج پذیر تھے ان کے نزدیک وہ اصل مقاصد تک پہنچنے کیلئے کافی نہ تھے اور وہ کوئی نیا قدم اٹھانا چاہتے تھے یا پھر وہ اپنے دل میں ایک لائحہ عمل مرتب کر چکے تھے اور اس کا آغاز کرنے کیلئے رفقا و معاونین کی تلاش میں تھے۔کئی سال اسی حالت میں گزر گئے۔اس اثناء میں اگر چہ انہوں نے اپنے اسلاف کے طریق کار کے مطابق تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور کئی اہم شخصیتوں نے ان سے علم حاصل کیا' لیکن یہ کام ان کے کامل اطمینان قلب کا باعث نہ تھا۔

ایک عرصے تک یہی حالت رہی تا آنکہ 1234ھ (1819ء) میں امیر المجاہدین سید احمد بریلوی رحمہ اللہ' نواب خان والئ ٹونک کی رفاقت و ملازمت ترک کر کے راجپوتانہ سے دہلی پہنچے اور اکبر آبادی مسجد میں اقامت گزیں ہوئے۔وہ بے حد متقی اور پرہیزگار بزرگ تھے۔جوں ہی انہوں نے دہلی میں قدم رکھا' لوگوں نے ان کے حلقہ بیعت میں شامل ہونا شروع کر دیا۔پہلے مولانا محمد یوسف پھلتی' پھر شاہ عبدالعزیز کے داماد مولانا عبدالحئی بڑھانوی اور بعد ازاں شاہ اسماعیل رحمہم اللہ نے ان سے بیعت کی۔اس وقت سے شاہ اسماعیل رحمہ اللہ کی زندگی کا دھارا بالکل بدل گیا اور ان کے شب و روز پہلے سے کہیں زیادہ لوگوں کی دعوت وارشاد میں بسر ہونے لگے۔سہ شنبہ اور جمعہ کو بالالتزام بادشاہی مسجد میں وعظ فرماتے۔

سر سید رقمطراز ہیں کہ نماز جمعہ کیلئے لوگ اس کثرت سے آنے لگے جیسے عیدین کی نمازوں میں آتے تھے۔سامعین کا شمار نہ ہوتا تھا۔وعظ کا طریقہ ایسا تھا کہ جو کچھ فرماتے دلوں میں پیوست ہو جاتا۔اگر کسی بات پر کوئی خلش پیدا ہوتی تو آگے چل کر بالکل رفع ہو جاتی۔(گلستان حدیث ص47)

آغاز تحریک جہاد:۔ شوال 1236ھ 1821ء میں امیر المجاہدین سید احمد بریلوی رحمہ اللہ نے حج بیت اللہ کا عزم کیا۔

حج سے واپسی کے بعد مولانا (اسمٰعیل) شہید رحمہ اللہ نے اپنے مرشد سید احمد شہید رحمہ اللہ کے تیار کردہ منصوبے کے مطابق اپنے آپ کو جہاد کے لیے وقف کر دیا اور وعظ و تبلیغ میں لوگوں کو جہاد کے لئے کمر بستہ ہونے کی تلقین فرمانے لگے۔اس ضمن میں سر سید لکھتے ہیں۔

''بموجب ارشاد سید اصفیا یعنی پیر طریق ہدیٰ اس طرح سے تقریر و وعظ کی بنا ڈالی کہ مسائل جہاد فی سبیل اللہ بیشتر بیان ہوتے اور یہاں تک کہ آپ کی صیقل تقریر سے مسلمانوں کا آئینہ باطن مصفا و مجلّا ہو گیا۔'' (گلستان حدیث ص49)

50 لاکھ تعداد میں شائع شدہ کتاب:۔ تقویۃ الایمان (اردو) شاہ اسماعیل رحمہ اللہ کی یہ بہت ہی مشہور کتاب ہے اور اردو زبان میں ہے۔بے شمار مرتبہ شائع ہو چکی ہے۔ایک محتاط اندازے کے مطابق اس کی مجموعی تعداد اشاعت پچاس لاکھ بتائی جاتی ہے۔اردو زبان کی کوئی کتاب اتنی زیادہ تعداد میں شائع نہیں ہوئی۔یہ اس کی مقبولیت کی بہت بڑی دلیل ہے۔(گلستان حدیث ص52)

''العبقات'' تصوف پر علمی کتاب:۔ (۱) ''العبقات'' (عربی): یہ کتاب تصوف کے موضوع پر ہے اور بڑی ادق اور مشکل کتاب ہے۔ان کی دوسری تصانیف کی طرح اس میں تصوف کے علاوہ بعض دیگر موضوعات بھی زیر بحث آگئے ہیں۔اس کا اردو ترجمہ مولانا مناظر احسن گیلانی مرحوم نے کیا تھا جو حیدر آباد (دکن) سے شائع ہوا ہے۔ترجمہ بھی بہت مشکل ہے۔(گلستان حدیث ص53)

(۲) ''حقیقت تصوف'' (فارسی) یہ کتاب اب نایاب ہے،اس کا ذکر ''الحیات بعد الممات'' میں کیا گیا ہے،اس میں شاہ صاحب نے تصوف اور اس کی حقیقت بیان کی ہے اور سچے صوفی کی تعریف بیان فرمائی ہے۔(گلستان حدیث ص55)

گوشہ نشین دادا اور پوتا:۔ شاہ محمد اسماعیل رحمہ اللہ کی تعلیم و تربیت کی منزلیں ان کے چچا شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ کی آغوش محبت میں طے ہوئی تھیں۔شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ کی ایک ہی صاحب زادی تھیں جن کی شادی ان کے بھتیجے مولانا مصطفیٰ سے ہوئی تھی۔ان کی بھی ایک ہی بیٹی

تھیں جو شاہ محمد اسماعیل رحمہ اللہ کے عقد میں آئیں۔ شاہ محمد اسماعیل کے ہاں بھی ایک ہی لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمد عمر رکھا گیا۔

شاہ محمد عمر رحمہ اللہ مزاجاً وطبعاً دنیا اور اہل دنیا سے اسی طرح بے نیاز اور مستغنی تھے جس طرح کہ ان کے جد امجد شاہ عبدالغنی رحمہ اللہ تھے۔ تمام عمر گوشہ نشین اور لوگوں سے الگ تھلگ رہے۔ (گلستان حدیث ص 61)

حالت جذب کا مکان پر اثر:۔ شاہ محمد عمر رحمہ اللہ اپنے دور کے درویش آدمی تھے اور بعض دفعہ ان پر جذب کا غلبہ ہو جاتا تھا امور مشتبہ سے پرہیز کرتے اور ممنوعات سے دامن کشاں رہتے۔ کسی ایسی جگہ نہ جاتے جہاں کسی شکل میں بھی برائی کا ارتکاب ہوتا ہو۔ اس سلسلے میں نواب مصطفیٰ خاں کا بیان ہے کہ ہم چند احباب جن میں مرزا غالب بھی تھے اپنے بالا خانے میں بیٹھے ہوئے تھے اور مزامیر کے بغیر گانا ہو رہا تھا۔ اتفاق سے مومن خان مومن کہیں سے شاہ محمد عمر صاحب رحمہ اللہ کو پکڑ کر وہاں لے آئے۔ وہ برابر یہ کہتے جاتے تھے کہ ''مجھے چھوڑ دو'' مجھے چھوڑ دو'' مگر مومن خاں نہیں مانتے تھے' آخران کو لاکر اس مجلس میں بٹھا دیا۔ گانا برابر ہوتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد شاہ محمد عمر صاحب رحمہ اللہ نے جسم کو ایک بہت ہی معمولی سی حرکت دی' اس کے اثر سے سارا مکان ہل گیا۔ اس پر حاضرین مجلس کچھ پریشان سے ہوئے یہ بھی خیال ہوا کہ شاید شاہ صاحب کی جنبش کا اثر ہو۔ یہ بھی کہا جانے لگا کہ ممکن ہے زلزلے کا جھٹکا ہو۔ مگر سب کی توجہ شاہ محمد عمر رحمہ اللہ کی طرف ہوگئی۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے دوبارہ جسم کو حرکت دی جو پہلی حرکت سے زیادہ تھی۔ اس سے پھر مکان ہلا اور پہلے کی نسبت زور سے ہلا۔ اب سب کو یقین ہو گیا کہ یہ سب شاہ محمد عمر رحمہ اللہ کی حرکت کا اثر ہے۔

تھوڑی دیر بعد ذرا اور زور سے جسم کو حرکت دی تو اس سے مکان کو اور زور سے حرکت ہوئی۔ یہاں تک کہ کڑیاں بھی بول گئیں اور طاقوں وغیرہ میں جو شیشے اور آلات وغیرہ پڑے تھے وہ کھن کھن کر کے گرنے لگے۔ اس پر کسی نے شاہ محمد عمر رحمہ اللہ سے کہا ''یہ کیا؟'' فرمایا ''میں تو پہلے کہتا تھا کہ ''مجھے چھوڑ دو' مجھے مت بٹھاؤ'' یہ الفاظ کہے اور اٹھ کر چلے گئے۔

شاہ محمد عمر رحمہ اللہ نماز نہایت خشوع وخضوع سے پڑھتے تھے۔ میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مولوی محمد عمر کے زہد و عبادت کا یہ حال تھا اور نماز اس طرح اطمینان سے پڑھتے تھے کہ رکوع و سجود اس قدر طویل ہوتے کہ اس اثنا میں عام آدمی '' سبحان ربی العظیم '' اور '' سبحان ربی الاعلی '' ستائیس اٹھائیس مرتبہ پڑھ لیتا۔ (گلستان حدیث ص 62)

نقشبند شاہ ولی اللہ خاندان کا تعارف:۔ اسلامی ہندوستان میں تحریک احیائے اسلام کی نشاط آفرینیوں کو اگر کسی مرکز وسر چشمہ کا کرشمہ قرار دیا جا سکتا ہے تو اس کا دوسرا نام خاندان ولی اللّٰہی ہی ہے۔ اس خاندان کا ہر فرد اصلاح وتجدید کے افق پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکا ہے۔ علم وبصیرت اور ذوق واجتہاد سے سرشار یہی وہ گھرانا ہے جس کے فیوض وبرکات سے آج بھی اذہان وقلوب تابندہ وروشن ہیں اور آئندہ بھی جب کوئی قدم فکری وعملی نوعیت کا اسلام کی سربلندی کیلئے اٹھے گا تو ضرور ہے کہ وہ انہی خطوط کی روشنی میں اٹھے' جن کی نشان دہی ان بزرگوں نے اپنے علم وکردار سے کی ہے۔ (گلستان حدیث ص 63)

''عبقات'' افکارِ عالیہ کا فکر انگیز تبصرہ:۔ ''عبقات'' مولانا (اسماعیل) شہید رحمہ اللہ کا وہ علمی وفکری شاہکار ہے جس کے متعلق نہایت اختصار کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس میں ہمیں علم ومعرفت کے ایسے ان مول موتی اور خزائن مخفی نظر آتے ہیں کہ جن کو اگر تفصیل سے بیان کیا جائے تو کلام تصوف اور کائنات سے متعلق متعدد غوامض کا حل نکل آئے۔ اس میں خصوصیت سے تجلی کی بحث ایسی ہے کہ جس سے نہ صرف خالق ومخلوق کے مابین استوار رشتوں کی تشریح ہوتی ہے بلکہ ایک خاص انداز میں سیما طلوعیا (Sematolagy) کی بنیادوں کا پتہ چلتا ہے جس کا موضوع بحث فلسفہ لسانیات میں یہ اہم سوال ہے کہ لفظ ومعنی میں ربط وتعلق کا اسلوب کیا ہے؟ یعنی الفاظ کس حد تک معانی کے حقائق کی تجلیات کا تحمل رکھتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہمیں صرف یہ کہنا ہے کہ اہل حدیث کے نوجوان علماء خدارا خصوصیت سے ادھر متوجہ ہوں اور مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کی علمی وفکری عظمتوں کو منظر عام پر لائیں اور دنیا کو بتائیں کہ وہ شخص جس نے اپنے خون سے اسلام کے دبستان کو سینچنے

کی سعادت حاصل کی اس نے اپنے کمال علم سے فکر وادراک کی بلندیوں کو بھی چھونے میں کسی دوں ہمتی کا ثبوت نہیں دیا۔

مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ کے افکار عالیہ ختم ہوئے اس کے ساتھ مولانا شہید رحمہ اللہ کے متعلق ہماری گزارشات بھی اختتام کو پہنچیں۔(گلستان حدیث ص66)

شاہ محمد اسحاق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات جولائی 1846ء)

دیار ہند کی عظیم المرتبت شخصیتوں میں حضرت شاہ محمد اسحاق دہلوی رحمہ اللہ کا اسم گرامی صفحات تاریخ میں ہمیشہ نقش رہے گا۔ وہ شیخ وقت' امام عصر' محدث عالی قدر اور فقیہ نامدار تھے۔ زہد وتقویٰ' اتباع سنت اور ورع وعبادت میں بھی یگانہ روزگار تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے نواسے اور خلیفہ' نسباً فاروقی' سلسلہ نسب یہ ہے۔ محمد اسحاق بن محمد افضل بن احمد بن محمد بن اسماعیل بن منصور بن احمد بن محمد بن قوام الدین فاروقی دہلوی۔(گلستان حدیث ص67)

خاندانی حالات:۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ کی دو صاحب زادیاں تھیں' ایک مولانا عبدالحئی صدیقی بڑھانوی رحمہ اللہ کے عقد میں آئیں اور ایک مولانا محمد افضل فاروقی دہلوی رحمہ اللہ کے......! مولانا محمد افضل کی زوجہ محترمہ سے صاحب ترجمہ حضرت شاہ محمد اسحاق رحمہ اللہ ظہور میں آئے جو آگے چل کر علم وعمل اور فضل وکمال میں فرید الدہر قرار پائے۔(گلستان حدیث ص67)

کسب علم:۔ شاہ محمد اسحاق رحمہ اللہ کی ولادت 8 ذی الحجہ 1196ھ (13 نومبر 1882ء) کو ہوئی......نشو ونما اور تربیت اپنے جلیل القدر نانا حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ محدث دہلوی کی نگرانی میں پائی۔ کتب صرف اور کافیہ تک علم نحو کی کتابیں مولانا عبدالحئی بڑھانوی رحمہ اللہ سے پڑھیں۔ باقی درسی کتابوں کی تکمیل شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین رحمہم اللہ کے حلقہ درس میں کی۔ علم حدیث کیلئے ان دونوں بزرگوں کے علاوہ شاہ عبدالعزیز کے سامنے بھی زانوئے شاگردی تہہ کیا اور فارغ التحصیل ہونے کے بعد حدیث کی سند ان سے لی۔ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ کے نرینہ اولاد نہ تھی وہ اپنے اس نواسے پر انتہائی شفقت فرماتے اور اسے بیٹے کی حیثیت دیتے تھے۔ کتابوں' مسودوں اور متاع علمی کی صورت میں جو کچھ بھی ان کے پاس تھا نواسے کے حوالے کر دیا تھا۔ پھر شاہ صاحب رحمہ اللہ کی وفات کے بعد یہی ان کی مسند پر بیٹھے اور شائقین علم حدیث کی کثیر تعداد کو مستفید فرمایا۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنی زندگی ہی میں ان کو تدریس علم حدیث پر مامور فرما دیا تھا۔ چنانچہ پورے بیس سال انہوں نے شاہ صاحب رحمہ اللہ کے سامنے اور ان کی نگرانی میں یہ اہم خدمت انجام دی۔(گلستان حدیث ص67)

دن رات تدریس حدیث اور عبادت الٰہی میں مصروف رہتے۔ نیکی اور تدین کا یہ عالم کہ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ان کو اپنا امام جماعت مقرر کر رکھا تھا اور وہ عین سنت کے مطابق نماز پڑھاتے تھے۔(گلستان حدیث ص68)

برکت علمی کا حلول کر جانا:۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ اپنے اس نواسے کے زہد وعبادت پر انتہائی خوش ہوتے اور عالم مسرت میں فرمایا کرتے میری تقریر اسماعیل نے اور تحریر رشید الدین نے لے لی اور تقویٰ اسحاق کے حصے میں آیا۔

(الحیات بعد الممات ص47 بحوالہ گلستان حدیث ص69)

ان (شاہ اسحٰق دہلوی رحمہ اللہ) میں ان کے نانا شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی برکت علمی حلول کر گئی تھی۔ (گلستان حدیث ص72)

مولانا خطیب محمد معین الدین انصاری سہسوانی رحمہ اللہ (وفات 1855ء)

جنازے میں ملائکہ رحمت کا نزول:۔ جنازہ ہوا تو لوگوں نے دیکھا کہ قصبہ ڈبائی کی کل آبادی سے تین گنا زیادہ لوگ اس میں شامل تھے۔ حاضرین کا یہ انبوہ کثیر دیکھ کر وہاں کے لوگ حیران تھے کہ یہ اتنے لوگ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔ اس کے بعد ان کی میت سہسوان لائی گئی اور وہاں دوسری دفعہ جنازہ پڑھا گیا تو وہاں بھی بے شمار لوگ جنازے میں شریک تھے۔ ڈبائی اور سہسوان کے بزرگوں کا خیال تھا کہ جنازے میں اتنا بڑا اجتماع ملائکہ رحمت کا تھا۔(گلستان حدیث ص75)

مبارک خواب میں اطلاع موت:۔ کتاب ''حیاۃ العلماء'' کے مصنف مولانا سید محمد عبدالباقی سہوانی رقم طراز ہیں کہ میرے والد مولانا سید سراج احمد سہوانی رحمہ اللہ نے اسی رات خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے ہیں۔ یہ خواب انہوں نے مولانا بزرگ علی ماہروی رحمہ اللہ کو سنایا تو انہوں نے فرمایا کہ کسی عالم دین اور ہادی برحق کا انتقال ہوگیا ہے۔ پھر لوگوں نے دیکھا کہ اسی دن شام کو مولانا خطیب محمد معین الدین انصاری رحمہ اللہ کی نعش مبارک سہوان آئی۔ (گلستان حدیث ص75)

مولانا غلام العلی قصوری رحمہ اللہ کا متصوف خاندان (وفات 17 اپریل 1889ء)

متحدہ پنجاب کے جن حضرات نے کتاب وسنت کی اشاعت اور توحید کی تبلیغ کو اپنا مقصد حیات قرار دیا' ان میں ایک بزرگ یہی مولانا غلام العلّی قصوری تھے جو تقریباً 1826ء (1241ھ) کو قصور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام حافظ محمد داؤد رحمہ اللہ تھا۔ کئی پشتوں سے اس خاندان میں پیری مریدی کا سلسلہ چلا آ رہا تھا۔ (گلستان حدیث ص77)

بیعت والہام پر اعتراض اور معتدلانہ جواب:۔ مولانا غلام العلّی قصوری اور مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمهما اللہ کے باہمی تعلقات بے حد مخلصانہ تھے۔ تاہم بعض مسائل میں علمی نوعیت کا اختلاف بھی تھا۔ مثلاً حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ الہام اور بیعت کے نہ صرف قائل تھے بلکہ کوئی ان سے بیعت کرنا چاہتا تو اس سے بیعت لیتے بھی تھے، جبکہ مولانا غلام العلی قصوری پیری مریدی کے اس سلسلے سے اختلاف کرتے تھے۔ اس موضوع پر انہوں نے ''تحقيق الكلام في البيعة والالهام'' کے نام سے کتاب لکھی۔ اس کتاب کا جواب حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے صاحب زادہ عالی قدر حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ نے لکھا۔ جواب کا لہجہ کچھ تلخ تھا جسے حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے پسند نہیں فرمایا۔ اختلاف کے باوجود مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ عیدگاہ میں ان کی امامت میں عیدین کی نمازیں ادا فرماتے رہے۔ (گلستان حدیث ص79)

مولانا عبدالعلی کا بیعت پر قائل ہونا:۔ امرتسر سے تعلق رکھنے والے ایک اہل قلم محمد حسن عرشی ایک مضمون (جو 17 جون 1962ء کے روزنامہ امروز لاہور میں شائع ہوا تھا) لکھتے ہیں کہ امرتسر کے ایک بزرگ نے مولانا غلام العلی سے کہا کہ میں آپ کی اور حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی اپنے گھر میں دعوت کرنا چاہتا ہوں۔ اس دعوت سے یہ معلوم کرنا مقصد ہے کہ بیعت وغیرہ کے سلسلے میں آپ دونوں حضرات کا کیا موقف ہے۔ حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سے گفتگو کا آغاز آپ کی طرف سے ہونا چاہیے۔ مولانا غلام العلی قصوری رحمہ اللہ نے ان کی درخواست قبول کی اور جو کچھ وہ حضرت سید صاحب سے پوچھنا چاہتے تھے اسے ذہن میں مستحضر کرلیا۔ چنانچہ ان صاحب کی طرف سے دعوت کا انتظام کیا گیا اور دونوں بزرگ تشریف لے آئے۔ خورد ونوش سے فارغ ہو چکے تو مولانا غلام العلی قصوری رحمہ اللہ نے حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سے مخاطب ہو کر کہا: ''ازشما چیزے پُرسیدن خواہم۔'' (آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں)

حضرت سید صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: ''بلے اگر نیت بخیر باشد۔'' (ہاں! اگر نیت بخیر ہو)

یہ الفاظ سن کر مولانا غلام العلی قصوری رحمہ اللہ خاموش ہوگئے۔ بات آگے نہ بڑھی اور مجلس برخاست ہوگئی۔ یہ دونوں بزرگوں کے اخلاص اور تعلق باللہ کی بہت بڑی علامت ہے۔ (گلستان حدیث ص79)

دیوبندی، اہلحدیث، بریلوی خادمین حدیث:۔ دہلی ہی میں مولانا شرف الدین رحمہ اللہ کا مدرسہ سعیدیہ تھا، اسی شہر کے بعض مدارس میں مولانا سید تقریظ احمد سہوانی رحمہ اللہ کا سلسلہ درس جاری رہا۔ اسی شہر میں مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ کا مدرسہ امینیہ تھا اور اسی شہر میں مدرسہ فتح پوری تھا۔ ان مدارس اور بے شمار علمائے حدیث کی سکونت و تدریس کی بنا پر اس شہر کو ہر دور میں بہت بڑے مرکز حدیث کی حیثیت حاصل رہی اور اللہ کے فضل سے یہ شہر اب بھی مرکز حدیث ہے۔ انکار حدیث کے جراثیم یہاں پھیل نہیں سکے۔ (گلستان حدیث ص83)

کراچی اشاعت حدیث کا مرکز ہے' جہاں حافظ عبدالستار دہلوی رحمہ اللہ کے نام کا بہت بڑا تدریسی ادارہ جامعہ ستاریہ قائم ہے۔ اس

جامعہ کے اصحاب انتظام نے تفسیر، حدیث اور علوم دینیہ کی چھوٹی بڑی بے شمار کتابیں شائع کی ہیں اور کر رہے ہیں۔ کراچی میں مولانا یوسف بنوری رحمہ اللہ کا بہت بڑا دار العلوم قائم ہے اور کراچی ہی میں مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کا دار العلوم جاری ہے۔ کراچی سے متبعین حدیث کے متعدد رسائل و جرائد باقاعدگی سے شائع ہو رہے ہیں۔ منکرین حدیث کا نہ وہاں کوئی ہفت روزہ جریدہ ہے نہ ماہنامہ رسالہ۔ (گلستان حدیث ص83)

لاہور ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے عالموں اور عاملوں کا مرکز رہا ہے۔ اہل حدیث، حنفی، دیوبندی، بریلوی وغیرہ تمام مسالک کے بڑے بڑے مدارس یہاں قائم رہے ہیں اور قائم ہیں۔ پہلے بریلوی حضرات کے مدارس سنیے۔ مفتی محمد حسین نعیمی رحمہ اللہ کا جامعہ نعیمیہ اور مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ کا جامعہ رضویہ اسی شہر میں قائم ہیں اور یہ دینی علوم کے قابل ذکر مراکز ہیں۔ دیوبندی اہل علم کے جامعہ اشرفیہ اور جامعہ مدنیہ بھی اسی شہر میں ہیں۔ جہاں سینکڑوں طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

اب اہل حدیث کی طرف آیئے! مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کا جاری کردہ دار العلوم تقویۃ الاسلام (مدرسہ غزنویہ)، حضرت حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ کی جامعہ قدس، حافظ عبدالرحمٰن مدنی رحمہ اللہ کی جامعہ رحمانیہ، میاں محمد جمیل رحمہ اللہ کا کلیہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، جامعہ احسان الٰہی ظہیر مریدکے کو بھی لاہور میں شامل سمجھئے۔ وہاں جماعۃ الدعوۃ کا مدرسہ، لاہور شہر ہی میں حافظ ثناء اللہ خاں مدنی رحمہ اللہ کا مدرسہ، مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی کی جامعۃ الدراسات الاسلامیہ، جامعہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ یہ جماعت اہل حدیث کے چند جامعات و مدارس ہیں جن میں دن رات قرآن وحدیث کی تعلیم دی جاتی ہے۔

لاہور میں بریلویوں، دیوبندیوں، شیعوں اور اہل حدیث کے یہ تمام مدارس کامیابی سے جاری ہیں اور ان میں سے ہر مدرسے اور جامعہ کو علوم دینیہ کے مرکز کی حیثیت حاصل ہے۔ (گلستان حدیث ص84)

لاہور میں منکرین حدیث کا ایک بھی قابل ذکر تذکرہ اشاعتی ادارہ نہیں ہے۔ مگر دیوبندیوں بریلویوں اور اہل حدیث کے بے شمار ادارے قائم ہیں اور ان میں سے بعض تقسیم ملک سے پہلے سے قائم ہیں۔ (گلستان حدیث ص84,85)

اختلافات تعلقات میں مخل نہ تھے:۔ مولانا قصوری رحمہ اللہ نہایت متقی اور زاہد و عابد انسان تھے۔ ارشاد خداوندی (لم تقولون مالا تفعلون) کے پابند رہتے ہوئے وعظ و نصیحت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ (گلستان حدیث ص87)

حکیم صاحب ممدوح رقم فرماتے ہیں کہ ''مولانا قصوری اور مولانا (عبداللہ) غزنوی رحمہما اللہ کے درمیان (مسئلہ بیعت وغیرہ سے متعلق) جو اختلافات تھے وہ احقاق حق ہی کیلئے تھے کوئی ذاتی جھگڑا نہ تھا۔ مولانا غزنوی رحمہ اللہ جب تک زندہ رہے مولانا قصوری رحمہ اللہ کی اقتدا میں عیدین کی نمازیں ادا کرتے رہے اور تبلیغی کاموں میں ایک دوسرے کے معاون و مددگار رہے۔ (گلستان حدیث ص88)

قاضی طلا محمد طلا پشاوری رحمہ اللہ کا ذوق تصوف وفات 1892ء

منظوم شجرہ ہائے طریقت:۔ قاضی طلا محمد نے پشاور میں سکونت اختیار کیے رکھی اور درس و تدریس اور تصنیف و تالیف سے تعلق رکھا۔ قاضی طلا محمد رحمہ اللہ نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر میں یا اپنے علاقے کے اہل علم سے حاصل کی۔ حضرت میاں صاحب سے سند حدیث لی۔ بعد ازاں حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضری دی اور ان سے حصول فیض کیا۔

ایک مختصر کتابچہ جو چند قصائد اور منظوم شجرہ ہائے طریقت پر مشتمل ہے (تالیف کیا)۔ (گلستان حدیث ص97)

مولانا سلامت اللہ جیراج پوری رحمہ اللہ (وفات 15 جون 1904ء)

مدرسہ دیوبند حاضری:۔ دیوبند گئے اور مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے پاس ایک سال رہے۔ حافظ محمد اسلم جیراج پوری کے بقول مولانا محمد قاسم رحمہ اللہ سے وعظ و ارشاد کا طریقہ سیکھا۔ (گلستان حدیث ص103)

سنتا سب کی ہے مگر خاص بندوں کی جلدی:۔ اب ایک واقعہ سنیے جو حافظ محمد اسلم جیراج پوری اپنے متعلق اپنے والد اور والدہ کی قبولیت دعا کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

مجھے چوبیس مہینے یعنی دو سال پورا قرآن حفظ کرنے میں لگے جن میں سے تقریباً تین مہینے بیماری میں گزرے۔

یہ بیماری تپ محرقہ تھی۔حکیم بھی تھے اور ڈاکٹر بھی مگر کسی کی دوا سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔نوبت یہاں تک پہنچی کہ سر کے بال جھڑ گئے اور کبھی کبھی غفلت کا غلبہ ہونے لگا۔ایک دن سر شام ہی سے بالکل ہوش جاتا رہا اور آنکھیں بند ہوگئیں۔رات بھی والدہ میرے سرہانے بیٹھی رہیں اور والد اضطراب میں چارپائی کے سامنے صحن میں ٹہلتے رہے۔پریشانی کی وجہ سے گھر میں کھانا بھی نہیں پکا۔فجر کے وقت جب کہ والد مسجد میں نماز پڑھانے گئے تھے میں ایک دم اٹھ بیٹھا اور لوٹے میں پانی مانگا۔والدہ نل میں سے لوٹا بھر رہی تھیں کہ سیڑھیوں پر والد کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی لپک کر گئیں اور کہا کہ لڑکا اٹھ بیٹھا۔والد الٹے پاؤں مسجد کو لوٹ گئے اور مقتدیوں کو جن کے ساتھ مل کر میری صحت کی دعا مانگی تھی یہ خبر سنائی پھر گھر میں آئے میں بشاش تھا اور مرض سے نجات پا چکا تھا۔

والدہ نے مجھ سے ایک بار کہا کہ ایسی کوئی بات نہ کرنا جس سے تمہارے حق میں تمہارے ابا کی زبان سے کوئی برا کلمہ نکل جائے۔کیونکہ اللہ انکی بات سنتا ہے۔میں نے کہا کیا ہماری بات نہیں سنتا؟ کہنے لگیں سنتا تو سب کی ہے مگر ان کی جلد مان لیتا ہے جو اس کے ولی ہوتے ہیں۔غالباً ٹھیک وہی وقت تھا جب کہ والد ادھر نماز کے بعد دعا مانگ رہے تھے کہ ادھر اللہ نے مجھ کو دوبارہ زندہ کر دیا اس لیے مجھے والدہ کی بات کا یقین آ گیا۔(گلستان حدیث ص106)

تصوف پر علمی خدمت:۔ مولانا سلامت اللہ جیراج پوری کی خدمات کا تعلق قرآن وحدیث اور دیگر اسلامی علوم کی تدریس اور وعظ وتبلیغ سے ہے جس کی تفصیل گزشتہ سطور میں بیان کی گئی ہے۔انہوں نے تحریر و کتابت کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔صرف ایک رسالہ تصوف کے بارے میں لکھا اور کچھ باتیں بیعت کے سلسلے میں تحریر فرمائیں۔ان کی یہ مختصر سی تحریریں تھیں یہ بھی دست برد زمانہ کی نذر ہوگئیں۔(گلستان حدیث ص107)

مولانا محمد سعید بنارسی رحمہ اللہ (وفات 27 نومبر 1904ء)

کسب علم:۔ متحدہ ہندوستان کے جن حضرات نے کسی غیر مذہب سے نکل کر اسلام قبول کیا اور ایک عظیم عالم دین کی حیثیت سے شہرت پائی ان میں ایک عالی قدر شخصیت کو مولانا محمد سعید رحمہ اللہ کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ان کا خاندانی تعلق پنجاب کے ضلع گجرات کے قصبہ کنجاہ سے تھا جو فارسی کے مشہور شاعر غنیمت کنجاہی کا مسکن تھا۔(گلستان حدیث ص111)

ملازمت سے مستعفی ہو کر دیوبند چلے گئے۔وہاں باقاعدگی سے حصول علم کا آغاز کر دیا اور دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ سے فنون کی نصابی کتابیں پڑھیں۔(گلستان حدیث ص112)

مولانا تلطف حسین عظیم آبادی کے مشفق استاد (وفات 19 مئی 1906ء)

کسب علم:۔ ممتاز عالم ومصنف مولانا عبدالحئی فرنگی محلی انصاری لکھنوی رحمہ اللہ سے فقہ اور اصول فقہ کی کتابیں پڑھی۔(ص115)

ائمہ فقہاء کا ادب واحترام:۔ جب آپ سے سوال کیا گیا کہ آپ اجماع وقیاس کو بھی مانتے ہیں؟ مولانا نذیر حسین رحمہ اللہ نے کہا کہ ہاں ہم اجماع وقیاس کو اسی طرح مانتے ہیں جس طرح ائمہ مجتہدین مانتے تھے۔اس پر گفتگو ہوئی اور بہت قیل وقال ہوئی۔اس کے بعد کہا گیا کہ ائمہ اربعہ کی نسبت تمہارا کیا عقیدہ ہے؟ انہوں نے کہا ہم انہیں اپنا سرتاج وپیشوا برسرحق سمجھتے ہیں اور ان میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو سب سے زیادہ قابل احترام سمجھتے ہیں۔(گلستان حدیث ص122)

آخر میں انہوں نے اس بیان پر اکتفاء کیا کہ ہمارا عقیدہ اہل سنت کا ہے ائمہ اربعہ کو ہم مانتے ہیں۔چاروں کو ہم حق پر سمجھتے ہیں۔امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو اپنا پیشوا جانتے ہیں۔ان سے بغض کو خلاف شیوہ ایمان سمجھتے ہیں۔(گلستان حدیث ص122)

مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری رحمہ اللہ (وفات 26 نومبر 1918ء)

خواب میں بشارت، مصافحہ سے برکت:۔ مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

انہی دنوں میں نے یہ خواب دیکھا کہ ایک مقام پر ازدحام کثیر ہے۔لوگ بہ کثرت چلے جارہے ہیں۔کسی نے کہا کہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تشریف رکھتے ہیں۔لوگ آپ ﷺ سے شرف مصافحہ حاصل کررہے ہیں۔میں نے دیکھا کہ ایک شخص ازدحام سے باہر نکلا۔میں نے پوچھا کیا تم نے شرف مصافحہ حاصل کرلیا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔میں نے کہا مہربانی سے وہ اپنا ہاتھ مجھے دے دوٗ میں بھی مشرف ہوجاؤں اور برکت حاصل کرلوں۔اس نے ہمت دلائی اور کہا کہ واسطے کی کیا ضرورت ہے۔تم خود ہمت کرکے آگے بڑھو اور ازدحام سے دل میں کچھ بھی ہراس نہ لاؤ' بلاواسطہ شرف مصافحہ حاصل کرو۔چنانچہ اس کے ہمت دلانے پر میں آگے بڑھا اور جناب سیدنا محمد ﷺ سے بلاواسطہ مصافحہ اور برکت حاصل کی۔اس پر میں نے اس شخص کا جس نے ہمت دلائی تھی شکریہ ادا کیا اور مجھے نہایت مسرت حاصل ہوئی۔بیدار ہوا تو وہی مسرت' وہی سماں دل میں باقی تھا۔'' (گلستان حدیث ص 132)

علمائے اہلحدیث اور احناف کے مراسم:۔ مولانا عبدالحئ فرنگی محلی رحمہ اللہ اس دور کے بہت بڑے حنفی عالم تھے جن سے حضرت عبداللہ غازی پوری رحمہ اللہ کے مراسم قائم تھے ان دونوں بزرگوں کے درمیان ایک مرتبہ نماز میں رفع الیدین کے متعلق گفتگو ہوئی اس کا ذکر سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ اپنے بھائی کے حوالے سے ان الفاظ میں کرتے ہیں ''میرے برادر منظم حافظ صاحب کے تلامذہ میں ہیں۔ان کا بیان ہے کہ فاضل لکھنوی مولانا عبدالحئ فرنگی محلی رحمہ اللہ نے ایک بار جناب حافظ صاحب سے پوچھا کہ آپ نے رفع الیدین عند الرکوع و عند رفع الراس من الرکوع کیوں اختیار کیا؟ جناب حافظ صاحب نے آب دیدہ ہوکر فرمایا مولانا آپ بھی پوچھتے ہیں۔یہ سن کر مولانا عبدالحئ خاموش ہوگئے۔(گلستان حدیث ص 133)

وضاحت: ہمارے اسلاف اختلاف مسلک کے باوجود کتنے معتدل اور حقیقت شناس تھے ان کا اختلاف ذاتی غرض اور عناد کی وجہ سے نہیں تھا۔اللہ پاک ان پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔آمین۔(از مرتب اثری)

حافظ عبدالوہاب نابینا رحمہ اللہ (وفات مارچ 1920ء)

باطنی بصیرت:۔ حافظ عبدالوہاب نابینا رحمہ اللہ نے تفسیر' حدیث اور فقہ کی تعلیم حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی...... تیز فہم اور اخاذ ذہن کے مالک تھے۔بے شمار حدیثیں نوک زبان تھیں اللہ کی قدرت کاملہ دیکھئے کہ ان سے بصارت چھین لی اور اس کی جگہ بصیرت کی دولت فراوانی سے عطا فرمادی۔(گلستان حدیث ص 143)

تہجد کے وقت بھی کوئی طالب علم حدیث پڑھنے کا خواہاں ہوتا تو پڑھانا شروع کردیتے۔(گلستان حدیث ص 144)

مولانا عبدالسلام مبارک پوری رحمہ اللہ کا ذوق تصوف (وفات 24 فروری 1924ء)

خدمت تصوف پر غیر مطبوعہ رسالہ:۔ مولانا عبدالسلام مبارک پوری رحمہ اللہ عام جماعتی کاموں میں بھی پوری دلچسپی لیتے بلکہ اس سلسلے میں پیش پیش رہتے تھے۔علمائے کرام کے حالات سے بالخصوص انہیں لگاؤ تھا۔اخبار اہل حدیث امرتسر میں تراجم علمائے اہل حدیث کا ایک سلسلہ 30 اگست 1918ء کو شروع ہوا تھا جو 17 اگست 1922ء تک جاری رہا تھا۔اس اثناء میں 82 علمائے کرام کے حالات شائع ہوئے تھے جن میں ایک تہائی کے قریب مولانا عبدالسلام مبارک پوری رحمہ اللہ کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ تھے۔

مولانا ممدوح نے مضامین کے علاوہ کتابیں بھی تصنیف کیں۔ان کی تصانیف میں سیرۃ البخاری' کتاب ''التمدن'' اور ایک رسالہ ''تصوف'' کے بارے میں ہے۔یہ رسالہ غیر مطبوع ہے۔(گلستان حدیث ص 146)

مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی دہلوی رحمہ اللہ (وفات 19 مارچ 1943ء)

علمائے دیوبند کا کسب علم میں اعتدال:۔ اہل حدیث علماء میں تو ان کو بے حد اعزاز کا مستحق گردانا ہی جاتا تھا' احناف اصحاب علم بھی انہیں نہایت تکریم کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔مولانا کے شاگرد حاجی محمد رفیق زبیدی نے (جو میرے ہم وطن بھی تھے اور گہرے دوست بھی) مجھے بتایا کہ دہلی کے معروف دیوبندی نقطۂ فکر کے عالم مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ بعض فقہی مسائل کے سلسلے میں مولانا کی خدمت میں آیا کرتے تھے اور نہایت ادب کے ساتھ دوزانو ہو کر ان کے سامنے بیٹھتے تھے۔خود مولانا بھی ان کا بہت احترام کرتے تھے۔(گلستان حدیث ص156)

ندوۃ العلماء میں تدریسی خدمات:۔ 1898ء میں لکھنؤ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کا قیام عمل میں آیا۔مولانا حفیظ اللہ رحمہ اللہ اس کے ابتدائی ارکان میں شامل تھے۔ندوۃ العلماء کی مجلس انتظامیہ نے ان سے مدرسہ عالیہ رام پور کی تدریس کا سلسلہ ختم کر کے ندوہ میں تشریف لانے کی درخواست کی۔چنانچہ انہوں نے اپنی خدمات ندوہ کے سپرد کر دیں اور انہیں اس دارالعلوم کے مہتمم اور اول مدرس بنا دیا گیا۔ 1908ء تک وہ ندوہ میں اس منصب پر فائز رہے۔سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے اسی زمانے میں ان سے منقولات ومعقولات کی کتابیں پڑھیں۔(گلستان حدیث ص158)

مولانا عبدالتواب رحمہ اللہ (وفات 29 مئی 1947ء)

تنکوں والی ٹوپی کا استعمال:۔ ان کا حلیہ اور لباس یہ تھا دبلے پتلے' رنگ گندمی' قد وقامت درمیانہ' ڈاڑھی پتلی' چہرہ مبارک تھوڑا سا لمبا' لباس بہت مختصر اور بہت سادہ' سر پر تنکوں کی ٹوپی' تہبند عموماً موٹی پنڈلی تک اور ایک سادہ سی واسکٹ زیب تن۔مزاج حد درجہ منکسرانہ مگر باوقار۔سنت رسول ﷺ کے سلسلے میں انتہائی حساس۔(گلستان حدیث ص161)

انتہائی مہمان نواز تھے۔علماء طلباء کو بالعموم کھانا گھر سے خود لا کر کھلاتے۔(گلستان حدیث ص163)

نماز تہجد ان کا ہمیشہ معمول رہا۔نماز نہایت خشوع وخضوع سے پڑھتے۔دعا وثنا میں الحاح وزاری کا انداز بے حد دلگداز اور پرسوز ہوتا۔شیخ عبدالرشید صدیقی مرحوم ایک مضمون میں بیان کرتے ہیں کہ ان کے لائق اور جوان عمر بیٹے مولانا عبدالصبور رحمہ اللہ فوت ہوئے تو خود ان کا جنازہ پڑھایا۔جنازے میں ان پرسوز وگداز کی ایسی کیفیت طاری تھی کہ لوگ خواہش کر رہے تھے کہ کاش یہ ہمارا جنازہ ہوتا۔(گلستان حدیث ص163)

مولانا عبدالتواب غزنوی علی گڑھی رحمہ اللہ (وفات 1950ء کے پس وپیش)

عمامہ استعمال کرنا:۔ وہ اہل حدیث کی مختلف مساجد ومدارس کے خطیب رہے۔موضع گنور (ضلع بدایوں) میں دس سال دانا پور (ضلع پٹنہ) میں دس سال اور علی گڑھ میں بیس سال خدمت درس وخطابت سرانجام دی۔انہوں نے علی گڑھ کو مستقل طور پر سے اپنا وطن بنالیا تھا۔(گلستان حدیث ص172)

قدرے لمبا قد' درمیانہ جسم نہ موٹے نہ زیادہ پتلے دبلے' گورا رنگ' چہرے کے نقوش خوب صورت۔سر پر عمامہ۔شیروانی پہنے ہوئے۔(گلستان حدیث ص172)

مولانا عبداللہ رحمہ اللہ (ساکن کھپیاں والی) (شہادت 24 اگست 1947ء)

ابتدائی حالات:۔ حضرت مولانا عبداللہ مرحوم ومغفور (موضع کھپیاں والی' تحصیل مکتسر ضلع فیروز پور مشرقی پنجاب) کے بارے میں چند گزارشات پیش کرنا مقصود ہے۔ان کا مختصر سلسلہ نسب یہ ہے عبداللہ بن نور احمد بن قطب الدین بن رحمت اللہ۔(گلستان حدیث ص183)

حافظ بارک اللہ لکھوی نقشبندی کی بیعت اصلاح:۔ مولانا محمد ابراہیم خلیل فیروز پوری نے ہفتہ روزہ ''الاعتصام'' (مورخہ 23 فروری تا یکم مارچ 2007ء) میں مولانا محمد عبداللہ اور ان کا خاندان'' کے عنوان سے ایک مضمون لکھا تھا جس سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا عبداللہ کے آباؤ اجداد علم دین سے بہرہ ور تھے اور راجپوت برادری سے تعلق رکھتے تھے۔مولانا ممدوح کے پڑدادا مولانا رحمت اللہ رحمہ اللہ اپنے دور کے عالم فاضل اور صاحب تقویٰ بزرگ تھے۔وہ مصنف بھی تھے۔انکی تصانیف میں ایک کتاب کا نام ''رحمت باری'' ہے جو فارسی لغت کی کتاب ہے۔

مولانا رحمت اللہ رحمہ اللہ نے دہلی کے بعض اساتذہ سے تحصیل علم کی اور شاہ غلام علی دہلوی رحمہ اللہ کے حلقہ بیعت میں شامل ہوئے۔ حضرت حافظ بارک اللہ لکھوی رحمہ اللہ (متوفی 1871ء) نے بھی ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ شاہ غلام علی رحمہ اللہ دراصل بٹالہ (ضلع گورداس پور مشرقی پنجاب) کے رہنے والے تھے اور دہلی چلے گئے وہیں 22 صفر 1240ھ (16 اکتوبر 1824ء) کو وفات پائی۔ انہیں حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ کی ارادت وخلافت کا شرف حاصل تھا۔ (گلستان حدیث ص 183)

مولانا عبداللہ رحمہ اللہ (ساکن کھپیاں والی) سر پر سفید امامہ زیب تن فرماتے۔ (گلستان حدیث ص 186)

مولانا اسماعیل غزنوی رحمہ اللہ وفات 13 جون 1960ء

متصوف غزنوی خاندان کا اشاعت اسلام میں کردار:۔ یہ یاد رہے کہ برصغیر میں اسلام مسلمان بادشاہوں کی تلوار کے ذریعے سے نہیں پھیلا بلکہ یہ بوریا نشینوں اور مسجدوں کی چٹائیوں پر اللہ کی وحدانیت کا درس دینے والوں کے فیوض و برکات کے سایہ میں پھیلا اور عوام کے قلوب واذہان کی گہرائیوں میں اترا۔ خاندان غزنویہ کے بزرگ اسی طائفہ مقدسہ میں شامل تھے اور مولانا اسماعیل غزنوی رحمہ اللہ کے پوتے، مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ کے بیٹے، حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی کے بھتیجے اور مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے چچازاد بھائی تھے۔ امرتسر میں پیدا ہوئے اور وہاں کے مدرسہ غزنویہ میں تعلیم حاصل کی جو ان کے آباؤاجداد نے جاری کیا تھا اور جس سے بے شمار علماء وطلباء نے اخذ فیض کیا۔ (گلستان حدیث ص 188)

مولانا اسمٰعیل کی فیاض طبیعت:۔ مولانا ممدوح طبیعت کے فیاض تھے۔ اس سلسلے میں ان کا دل بھی کھلا تھا اور ہاتھ بھی کھلا تھا وہ غرباء کے مددگار تھے اور مستحقین کی مالی اعانت ان کا شیوہ تھا۔ عازمین حج کی وہ خاص طور پر سے مدد کرتے تھے۔ اگر انہیں کسی نادار حاجی کا پتہ چل جاتا تو اس کی اعانت کو فرض سمجھتے تھے۔ اس قسم کے حاجی انہیں حجاز میں مل جاتے یا کراچی کے حج کیمپ میں ملاقات ہو جاتی تو ان سے ضرور تعاون کرتے۔ (گلستان حدیث ص 189)

حافظ سلیمان غزنوی رحمہ اللہ (وفات 29 دسمبر 1961ء)

قراقلی ٹوپی استعمال فرمانا:۔ میانہ قد، گداز جسم، گورا رنگ، گول چوڑا چہرہ، حلیم الطبع، سر پر قراقلی ٹوپی، شلوار قمیض میں ملبوس۔ یہ تھے حافظ سلیمان غزنوی، حضرت سید عبداللہ غزنوی کے پوتے، حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی کے فرزند اور مولانا سید محمد داؤد غزنوی کے چھوٹے بھائی۔ 1905ء کے پس وپیش امرتسر میں پیدا ہوئے۔ (گلستان حدیث ص 192)

بزرگوں کی مجالس کے دلدادہ:۔ حافظ صاحب متقی، مخلص اور خداترس شخص تھے۔ عمر بھی زیادہ نہ تھی۔ زیادہ سے زیادہ 55,56 برس عمر ہوگی۔ امور خیر میں خوب حصہ لیتے تھے گفتگو میں محتاط، عادات کے لحاظ سے بے حد متین اور مرنجان مرنج طبیعت کے مالک۔ چھوٹے بڑے کے مراتب کا خیال رکھنے والے۔ اہل علم کے قدردان۔ نیک لوگوں کی مجلس میں حاضری کا اہتمام کرتے۔ غرض ان تمام خوبیوں سے بہرہ ور اور ان تمام اوصاف سے متصف تھے۔ جن کا ایک متدین وصالح آدمی میں پایا جانا ضروری ہے۔ (گلستان حدیث ص 193)

بزرگوں کی رفاقت باعث سعادت:۔ خاندان غزنویہ کے بزرگ اوصاف حمیدہ اور اخلاق فاضلہ کی جس دولت بے بہا سے مالا مال تھے اس کا ہر اس شخص کو علم ہے جو علمائے دین کی تاریخ سے تھوڑا بہت تعلق رکھتا ہے۔ ان حضرات کے زہد واتقاء کی ضوفشانیوں اور علم وفضل کی فراوانیوں سے ایک دنیا مستفیض ہوئی اور ایک عالم بقعۂ نور بنا۔ ان میں سے بعض بزرگوں کی زیارت اور بعض بڑی شخصیتوں کی رفاقت میں طویل عرصے تک رہنے کی سعادت اس فقیر کو حاصل ہوئی ہے۔ ان کی باتیں سن کر اور انہیں دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ انکے اکابر کی ادائے تقویٰ کس قدر اثر آفریں ہوں گی انکی شب وروز کی عبادت کا کیا انداز ہوگا اور لوگوں سے میل جول کے کیا طریقے ہوں گے۔ حافظ سلیمان غزنوی رحمہ اللہ میں اپنے اسلاف کے کردار کی کچھ جھلکیاں موجود تھیں۔

میں نے دیکھا کہ حافظ صاحب اپنے بڑے بھائی مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ کا بے حد احترام کرتے تھے (گلستان حدیث ص 193)

مولانا عبدالغفور جیراج پوری رحمہ اللہ (وفات 1965ء کے پس وپیش)

استاذ کا ادب واحترام:۔ مولانا عبدالغفور جیراج پوری رحمہ اللہ اپنے دور میں درس نظامیہ کے مشہور اساتذہ میں سے تھے۔ شمس العلماء مولانا حفیظ اللہ کے شاگرد تھے جنہیں دارالعلوم ندوۃ العلماء کے اولین صدر مدرس ہونے کا امتیاز حاصل تھا۔ تمام درسی علوم کی تکمیل انہی سے کی اور اپنے عالی قدر استاذ کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ مولانا ابوعلی اثری کے بقول اس کی تصویر الفاظ میں نہیں کھینچی جا سکتی۔ ہمارے موجودہ دور کے طلباء کو مولانا ابوعلی اثری کے ان الفاظ کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے جو انہوں نے استاذ کے احترام کے بارے میں تحریر فرمائے ہیں۔

استاد شاگرد میں عمر کا کیا تفاوت تھا؟ یہ تو صحیح طور پر معلوم نہیں لیکن ہم کو جس قدر ان بزرگوں کا نیاز حاصل ہوا ہے بہت بوڑھے ہو چکے تھے لیکن عمر کی اس منزل میں پہنچ جانے کے باوجود مولانا عبدالغفور صاحب استاذ کی خدمت ایک سعادت مند نوجوان شاگرد کی طرح کرتے تھے۔ ان کو نہلاتے۔ ان کے بدن کی مالش کرتے ان کا سر داپتے تھے۔ ان کے کپڑے دھوتے۔ ان کے لیے کنوئیں سے پانی لاتے ان کے جوتے اٹھاتے اور یہ تمام خدمات اس ذوق وشوق اور والہانہ انداز سے کرتے کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے۔ یہ استاد شاگرد ہم مسلک اور درس نظامیہ کے شہرہ آفاق مدرس تو تھے ہی ہم مذاق بھی تھے۔ (گلستان حدیث ص 196)

مولانا محمد داؤد راز شدر رحمہ اللہ (وفات 9 مئی 1966ء)

سفید عمامہ:۔ سفید قمیص پہنتے اور کلے پر عمامہ باندھتے تھے۔ (گلستان حدیث ص 199)

سیاسی اعتبار سے مجلس احرار سے تعلق رکھتے تھے۔ احرار مقرروں جیسا انگریز دشمن لہجہ۔ گفتگو میں بے دھڑک۔ احکام شریعت کے مخلص ترین مبلغ اور ان پر سختی سے عامل۔ سفید تہبند۔ سفید قمیص اور سفید ہی عمامہ ان کا پہناوا تھا۔ (گلستان حدیث ص 203)

مولانا محمد یوسف کلکتوی رحمہ اللہ وفات 11 ستمبر 1970ء

غریب طالبعلموں کی اعانت:۔ اچھا مگر سادہ لباس پہنتے تھے۔ مہمان نواز تھے۔ ضرورت مند کی مدد کرتے تھے۔ طلباء پر بڑے مہربان تھے۔ ان کی ضروریات کا پورا خیال رکھتے تھے۔ نادار طلباء کی مالی امداد کرتے۔ بعض غریب گھرانے کے طلباء کے والدین کو نقد روپے بھجواتے۔ کسی طالب علم کے پھٹے پرانے کپڑے دیکھتے تو اسے کپڑے عنایت فرماتے۔ بسا اوقات جوتے تک طلبا کو خرید کر دیتے۔ کوئی مقروض ان کے پاس آتا تو اس کی ضرور مدد کرتے۔ مریض کی عیادت کرتے۔ اس طرح کے بہت سے اوصاف ان میں پائے جاتے تھے۔ (گلستان حدیث ص 214)

مولانا سید تقریظ احمد سہسوانی رحمہ اللہ (وفات ستمبر 1971ء)

ٹوپی کا استعمال فرمانا:۔ قدرے طویل قامت، جسم مائل بہ فربہی، گندمی رنگ، کتابی چہرہ، تیکھی ناک، خندہ رو، خوش گو، آنکھوں پر نظر کی عینک، ڈاڑھی سفید اور سیاہ بالوں کا مجموعہ، کرتا پاجامہ پہنے ہوئے۔ سر پر سفید کپڑے کی ٹوپی۔ یہ تھے مولانا سید تقریظ احمد سہسوانی رحمہ اللہ۔ (ص 216)

سادہ زندگی سے رغبت:۔ انہوں نے ساری عمر دلی کی مسجدوں میں گزار دی۔ مکان خریدنا تو کجا کبھی کرائے پر بھی مکان نہیں لیا، حالانکہ اس زمانے کی دلی میں اچھا خاصا مکان پانچ سات روپے ماہانہ کرائے پر مل جاتا تھا۔ لیکن ان کی رات مسجد میں تہجد پڑھتے یا مطالعہ کتب میں بسر ہوتی تھی اور دن کسی نہ کسی مدرسے میں طلباء کو پڑھاتے ہوئے گزرتا تھا۔ (گلستان حدیث ص 219,220)

درویشی اور خاکساری:۔ درویشی اور خاکساری کا یہ عالم تھا کہ نہ کبھی اپنے آپ کو نمایاں کرنے کی کوشش کی، نہ آگے بڑھنے اور

قیادت کا لبادہ اوڑھنے کا کبھی خیال آیا۔ رقابت، حسد، دشمنی اور بغض کے جراثیم سے ان کا ذہن پاک تھا اور سب سے حسن سلوک ان کا طرہ امتیاز، کبیر بھگت کے الفاظ میں کہنا چاہیے ؎

کبیر کھڑا بازار میں مانگے سب کی خیر نہ کاہو کی دوستی نا کاہو سے بیر (گلستان حدیث ص221)

قناعت، زہد اور خشیت:۔ قناعت و استغنا آپ کی فطرت ثانیہ تھی، زہد و ورع، خشیت وللّٰہیت اور تقویٰ و راست بازی میں اپنی مثال آپ تھے۔ (گلستان حدیث ص229)

ہمیشہ باوضو رہنا آپ کی خاص عادت تھی۔ اعلیٰ اخلاق اور پاکیزہ کردار کے لحاظ سے آپ اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ سادگی، ضبط وتحمل، خلوص و وفا جیسے صفات آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے۔ آپ کی ذات مجسمہ صبر و شکر تھی۔'' (گلستان حدیث ص230)

مولانا عبدالجلیل سامرودی رحمہ اللہ (وفات 1973ء)

جو مانگا رب نے عطا کیا:۔ 1912ء میں انہیں حج بیت اللہ کی سعادت سے بہرہ مند ہونے کا موقع ملا۔ اس وقت ان کی عمر تقریباً بیس برس کی تھی۔ وہاں انہوں نے آب زم زم پیتے ہوئے اور ملتزم میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے باری تعالیٰ مجھے علم حدیث میں امام بخاری رحمہ اللہ کے درجے تک پہنچا دے اور تحقیقات میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ سے فوقیت عطا فرما۔ بقول ان کے یہ اس عاجز کی دلی دعا تھی یا ایک قسم کا جنون تھا مگر اللہ عزوجل نے اس حقیر پر تحقیقات میں وہ کرم فرمایا کہ اس کا شکر یہ ادا کرنے سے قاصر ہوں۔''

مولانا ممدوح فرماتے ہیں بہت سے اہم مسائل میں میری تحقیق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی تحقیق سے ہم آہنگ ہوتی ہے۔ بارہا ایسا ہوا کہ میں نے کسی مسئلے پر غور کیا اور ایک نتیجے پر پہنچا۔ پھر فتح الباری کی طرف رجوع کیا تو اس میں وہی بات ملی جو مجھے اپنے غور وفکر سے معلوم ہوئی تھی۔ یعنی میری تحقیق حافظ رحمہ اللہ کی تحقیق سے موافقت کرتی ہے۔ جو میری تحقیق ہوتی ہے وہی حافظ رحمہ اللہ کی ہوتی ہے گو میں نے حافظ رحمہ اللہ کی فتح الباری کی عبارات کا اس سلسلے میں مطالعہ نہیں کیا ہوتا۔ یہ اس احقر پر خدا کی عظیم مہربانی ہے۔ (گلستان حدیث ص234-235)

امام اعظم اور دیگر علماء کا ادب:۔ مولانا عبدالجلیل سامرودی رحمہ اللہ ائمہ عظام اور علمائے کرام کا ذکر بے حد احترام سے کرتے ہیں مثلاً حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا نام نہیں لکھتے تھے بلکہ ان کیلئے امام اعظم رحمہ اللہ کے الفاظ تحریر فرماتے ہیں۔

مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی لکھنوی کو جو مشہور حنفی عالم و مصنف تھے علامہ لکھنوی اور اہل حدیث عالم و مفسر نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ کیلئے نواب والا جاہ بھوپالی کے الفاظ رقم فرماتے ہیں ان کے اصل نام نہیں لکھتے۔ اسی طرح مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کو علامہ امرتسری مولانا حافظ عبداللہ روپڑی کو مولانا روپڑی، مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی کو مولانا کھنڈیلوی مولانا عبدالرؤف جھنڈانگری کو خطیب العلماء مولانا عبدالعزیز میمن کو ادیب الہند علامہ عبدالعزیز میمن لکھتے ہیں۔ اپنے دور سے قبل کے اصحاب علم کا بھی اور اپنے معاصر علماء کا بھی وہ نہایت تکریم سے ذکر فرماتے ہیں۔ (گلستان حدیث ص 237)

مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کیلئے ان کے یہ الفاظ ہیں حضرت مولانا عارف باللہ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ۔ (گلستان حدیث ص237)

سید مولا بخش کوموی رحمہ اللہ (وفات جون 1975ء)

مستجاب الدعوات بزرگ:۔ ان کی پرہیز گاری اور قبولیت دعا کے متعلق لوگوں سے بہت کچھ سنا لیکن افسوس ہے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر براہ راست ان کے ارشادات کی سماعت سے محروم رہا۔ وہ عالم دین اور متقی بزرگ تھے اور انہی اوصاف کے حامل لوگوں سے ان کے مراسم تھے۔ اگر میں ان کی خدمت میں حاضر بھی ہوتا تو اپنی بے عملی کے باعث شاید اخذ فیض نہ کر سکتا۔ (گلستان حدیث ص243)

حافظ محمد زکریا غزنوی والد رحمہ اللہ کے جانشین (وفات 30 دسمبر 1980ء)

مولانا فیض اللہ خان بھوجیانی رحمہ اللہ، حضرت مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے ارادت مند اور ان کے فیض یافتہ تھے۔

حافظ محمد زکریا غزنوی اپنے والد گرامی عبدالرحیم غزنوی کی وفات کے بعد ان کے جانشین ہوئے۔(گلستان حدیث ص244,245)
یہ اونچے خاندان کے بلند اخلاق ارکان تھے جس کا اظہار ان کی گفتگو اور میل جول سے ہوتا تھا۔(گلستان حدیث ص245)

حافظ فتح محمد فتحی رحمہ اللہ (وفات 29 اکتوبر 1984ء)

سادے کپڑے کی ٹوپی پہننا:۔ میں نے ان کو پہلی دفعہ دیکھا تھا بھاری بھرکم جسم' میانہ قد' چوڑا چہرہ' کھلی پیشانی' سنت کے مطابق ڈاڑھی اور اس میں سفید بالوں کا غلبہ' ابھری ہوئی ناک' گندمی رنگ' عربوں کا سا چغہ زیب تن' سر پر کپڑے کی ٹوپی اور رومال ہاتھ میں لاٹھی۔(گلستان حدیث ص249)

پروفیسر غلام علی حریری کی قراقلی ٹوپی:۔(وفات 8 مئی 1990ء): قدرے اُونچی دیوار کی قراقلی ٹوپی۔ متحمل مزاج بردبار' خوش طبع اور ملنسار حریری نسبت رکھتے تھے اور واقعی حریرہ و پرنیاں تھے۔(گلستان حدیث ص258)

میاں جان محمد کا جانوروں کے لیے مجرب تعویذ:۔ منڈا پنڈ اور اس کے قرب و جوار کے دیہات میں جانوروں کے گل گھوٹو کی بیماری پھیل گئی۔ جانوروں کا گلا گھٹتا' انہیں کھانسی آتی اور وہ مرجاتے۔ اس طرح لوگوں کی بہت سی بھینسیں' گائیں' اونٹ اور بھیڑ بکریاں مرگئیں۔ لوگ دعا اور دم وغیرہ کے لیے میاں جان محمد کی خدمت میں آنے لگے۔ ان کے گاؤں میں سکھوں کی اکثریت تھی اور مال مویشی بھی زیادہ تر انہی کے تھے جو گل گھوٹو کی بیماری سے مر رہے تھے اس لیے وہ زیادہ تعداد میں میاں جان محمد کے پاس آتے تھے۔ میاں صاحب دعا فرماتے یا پانی پر دم کرتے یا جانوروں کے گلے میں باندھنے کے لیے تعویذ دیتے اور اللہ کے فضل سے بیماری رفع ہوجاتی اور جانور تندرست ہوجاتے۔ اس طرح لوگوں میں میاں صاحب کا احترام بہت بڑھ گیا اور سکھ انہیں اوتار سمجھنے لگے۔(گلستان حدیث ص262,263)

بے حد صالح، تہجد گزار بزرگ:۔(وفات 2 فروری 1991ء) حضرت الامام عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے تلمیذ عالی مرتبت مولانا نیک محمد مرحوم و مغفور کا سلسلہ درس جاری تھا۔ مولانا ممدوح اسم با مسمی تھے۔ بے حد صالح اور نہایت نیک اعمال بزرگ مولانا عبداللہ ویرووالوی نے ان سے خوب استفادہ فرمایا وہاں کے دیگر اساتذہ سے بھی تحصیل علم کی۔ ایک بزرگ مولانا محمد اسماعیل تھے جو موضع بھاؤوال کے رہنے والے تھے ان سے بھی اخذ فیض کیا۔(گلستان حدیث ص264)

تہجد گزار پرہیز گار' حد درجہ کے متبع سنت' انہوں نے تدریس کا کام ہمیشہ فی سبیل اللہ کیا۔ اس کا کبھی کوئی پیسہ نہیں لیا۔ مدرسے سے کبھی کھانا بھی نہیں کھایا۔ اپنے مہمانوں اور ملنے والوں کو کبھی مدرسے سے نہیں کھلایا وہ اپنا کام کرتے تھے اور یہی ان کا ذریعہ معاش تھا۔(گلستان حدیث ص270,271)

مولانا عبیداللہ رحمانی مبارک پوری کا عمامہ استعمال کرنا:۔(وفات 6 جنوری 1994ء) مولانا عبیداللہ رحمانی مبارک پوری سر پر سفید ململ کا عمامہ زیب تن فرماتے۔(گلستان حدیث ص276)

حکیم عبدالرحیم اشرف کا قراقلی ٹوپی استعمال فرمانا:۔(وفات 28 جون 1996ء) حکیم عبدالرحیم اشرف سفید شلوار قمیص پہنے ہوئے' سر پر قراقلی ٹوپی پہنتے تھے۔(گلستان حدیث ص301)

لکھوی خاندان کے پیران عظام:۔ اللہ کے نیک بندوں سے دنیا خالی نہیں ہوئی اور نہ ہوگی۔ ہمارے کوٹ کپورہ (مشرقی پنجاب) میں بعض نہایت نیک اور پارسا لوگ فروکش تھے۔ ان میں ایک بزرگ کا نام صوفی عین دین تھا۔ وہ چھوٹے قد' سانولے رنگ اور گداز بدن کے بزرگ تھے۔ حضرت مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ کے ارادت مند اور ان کے حلقۂ بیعت میں شامل تھے۔ لوگ ان کی خدمت میں آتے اور ان سے دعا کی درخواست کرتے تھے۔ اللہ ان کی دعا قبول فرماتا تھا۔ وہ زیادہ پڑھے لکھے نہ تھے۔ میرے خیال میں صرف ناظرہ قرآن پڑھے ہوں گے یا شاید اپنے مرشد حضرت مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ کے والد مکرم حضرت حافظ محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات' احوال الآخرت' زینت الاسلام اور انواع محمدی وغیرہ پنجابی اشعار کی کتابیں پڑھ سکتے ہوں۔ زیادہ تر مسجد میں بیٹھے اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے تھے۔(گلستان حدیث ص308)

علماء کا بے حد ادب واحترام:۔ مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی رحمہ اللہ بہت بڑے عالم، عالی قدر مدرس اور مشہور محقق تھے وسیع المطالعہ اور صاحب تصنیف۔اس کے ساتھ ہی نہایت متقی' عابد وزاہد اور طلباء کے انتہائی ہمدرد' اپنے عہد کے علمائے کرام کا بے حد احترام کرتے تھے۔وہ بھی ان سے بہ درجہ غایت اکرام سے پیش آتے تھے۔ (گلستان حدیث ص322)

مولانا عبدالغنی سیف عمری رحمہ اللہ (وفات 14 فروری 2009ء)

سید محمد علی رام پوری کے خلیفہ مجاز:۔ مولانا سید قادر باشاہ صاحب رحمہ اللہ' انہی حضرت مولانا سید محمد علی رام پوری رحمہ اللہ کے خلیفہ تھے۔ مولانا سید قادر باشاہ صاحب رحمہ اللہ نے بھی دعوت الی اللہ میں اپنے استاد محترم کی طرح بے شمار صعوبتیں برداشت کیں۔(گلستان حدیث ص 359)

مولانا نماز بروقت پڑھنے کے سخت پابند تھے۔سردی ہو کہ گرمی گھر سے تہجد پڑھ کر نکلتے۔وقت ملتا تو جامعہ تشریف لاتے اور ہر بچے کے بستر کے پاس عصا سے '' ٹک ٹک '' کی آواز کرتے ہوئے نہایت شفقت سے ''اے بچہ! او بابو! نماز کیلئے اٹھو'' کی صدا لگاتے جس سے طلباء فوراً جاگ اٹھتے' اور سو کر اٹھنے کی دعا پڑھتے ہوئے مسجد کی جانب روانہ ہو جاتے۔ (گلستان حدیث ص362)

مولانا عبدالغنی کا شملہ:۔ مولانا عبدالغنی عمری رحمہ اللہ خطبات جمعہ اور عیدین کے موقعے پر سر پر شملہ اور گاہے کالی یا ہلکے نیلے کلر کی شیروانی یا عربی قبا زیب تن فرماتے۔خطبہ مسنونہ حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ کا ارشاد فرماتے۔ (گلستان حدیث ص362)

صوفیاء کی مشہور کتاب حلیۃ الاولیاء کے مطالعے کا شوق:۔ مولانا مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے کتب بینی اور مطالعہ کا بے پناہ شوق عطا فرمایا تھا جب تک جامعہ میں تدریس کی طاقت رہی تب تک تو مطالعہ جاری ہی تھا لیکن تدریسی ذمہ داری سے سبکدوشی کے بعد زیادہ تر وقت گھر پر ہی گزرنے لگا اور اس عرصے میں انہوں نے ''خیر الجلیس الکتاب'' مقولے کو عملی جامہ پہناتے ہوئے کتاب کو اپنے ہم دم ورفیق بنالیا۔

جامعہ میں جتنی کتابیں میسر تھیں ان کے مطالعہ سے تو وہ تقریباً فارغ ہو چکے تھے لیکن نئی کتابوں کی تڑپ نے انہیں بے چین کر دیا۔

اصحاف صفہ اور اصحاب بدر کتابوں کی تالیف کے دوران انہیں امام ابونعیم الاصفہانی رحمہ اللہ کی ''حلیۃ الاولیاء'' کے مطالعے کا شوق پیدا ہوا۔ چونکہ جامعہ کے کتب خانے میں یہ کتاب موجود نہیں تھی اس لیے مولانا نے اس کتاب کے لیے مجھے لکھا کہ آتے ہوئے لیتا آؤں۔ میں نے یہاں کویت کے مکتبوں میں اسے دریافت کیا تو وہ سولہ ضخیم جلدوں میں نکلی۔ظاہر ہے جو کتاب پچیس تیس کلو وزنی ہو تو اسے اپنے ساتھ کیسے لا سکتا تھا؟ میں نے اپنی اس مجبوری کا مولانا سے تذکرہ کیا اور گزارش کی کہ اگر ہندوستان میں یہ کتاب کہیں سے مل سکتی ہے تو آپ خرید لیں قیمت میں ادا کروں گا۔مولانا نے جواب میں لکھا:

اب رہی بات کتاب کی! آپ نے اپنے اخلاق حسنہ کی وجہ سے معذرت چاہی ہے غیر ممالک کا مسئلہ یہ ہے کہ ہر شخص جو ممالک عربیہ میں ملازمت کرتا ہے یا سیاحت کے لیے آتا ہے تو وہ واپسی میں اپنے گھر کے بچوں کی ضرورت کے سامان کا ایک ڈھیر اپنے ساتھ لاتا ہے۔مجھ غریب کی یہ ضخیم ترین کتاب کون لانے کے لیے تیار ہوگا؟

عزیزم! یہ کتاب غالباً اب تک ہندوستان میں نہیں آئی اس کی صورت یوں ہو سکتی ہے کہ ابنائے جامعہ محمدیہ اپنی واپسی کے وقت دو ایک جلدیں اپنے ساتھ لے آئیں۔وہ آپ کے والدین کی طرف سے مکتبہ جامعہ کو وقف کر دیں۔اس طرح ہر صاحب علم اس سے مستفید ہو سکے گا۔یہ میری رائے ہے۔اب جو صورت آپ کی سمجھ میں آئے کریں۔''(مراسلہ مورخہ 9 محرم الحرام 1429ھ' مطابق 8/2/2006)

اس مراسلے سے ابنائے جامعہ محمدیہ سے مولانا کی خوش گمانی عیاں ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس کسی سے میں نے اس تعلق سے کہا اس نے فوراً سر جھٹک دیا جب کہ ان میں سے اکثریت کو راقم نے اپنے کمرے میں مہمان رکھ کر انہیں ملازمت میں پہنچایا۔ان میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہو جو سفر پر جاتے ہوئے کم از کم سلام ہی کر لے یا اپنی چھٹیوں میں اپنی مادر علمی کی زیارت ہی کر لے۔واللہ المستعان

خیر! اس کے بعد عمرے پر مکہ مکرمہ جانا ہوا تو میں نے مشہور محقق محترم شیخ عزیز شمس صاحب سے اس کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے مجھے مکہ مکتبہ الباز کا پتہ بتایا بلکہ از راہ کرم وہ خود میرے ساتھ مکتبے تشریف لائے۔ یہاں ''حلیۃ الاولیاء'' دس جلدوں میں مل گئی اور قیمت بھی کویت کے مقابلے میں آدھی۔ میں نے موقع غنیمت جان کر دو نسخے خرید لیے۔ ایک اپنے لیے اور دوسرا مولانا مرحوم کیلئے۔ پھر دیگر کتابوں کے ہمراہ کارگو کیا اور رائیدرگ جانے والے ایک طالب کے ساتھ اسے مولانا کی خدمت میں روانہ کیا تو مولانا نہ صرف بہت خوش ہوئے بلکہ ڈھیر ساری دعائیں دیتے ہوئے یہ خط ارسال فرمایا:

''حلیۃ الاولیاء'' کا ہر صفحہ جواہرات سے قیمتی تر ہے:۔ آپ کی تحفہ میں دی ہوئی لاجواب کتاب ''حلیۃ الاولیاء'' دس جلدیں، اس کا ہر تذکرہ بلکہ ہر صفحہ لؤلؤ والمرجان' ہیرے و جواہرات سے زیادہ قیمتی معلومات سے بھرا ہوا ہے۔ میری تالیف کا بے حد مواد ہے۔ جب کتاب کی کسی جلد پر ہاتھ ڈالتا ہوں تو سوچ میں پڑ جاتا ہوں کیا پڑھوں کیا نقل کروں؟ کہاں سے پڑھوں؟ کہاں ختم کروں؟ کس بزرگ کا تذکرہ نقل کروں کس کا چھوڑوں؟ تاہم کوشش کرتا ہوں۔ (مراسلہ مورخہ 27/12/2007)

نیز تحریر فرماتے ہیں الحمد للہ کتاب کا مطالعہ جاری ہے۔ یہ میری زندگی کا انمول ذخیرہ ہے جو آپ نے مجھے دیا ہے' یہ ہیرے جواہرات اور موتیوں سے بڑھ کر ہے۔ اس کتاب کی ایک روایت نقل کر دوں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: (کتاب اللہ کے ظرف بنو اور علم کے سرچشمے ہو جاؤ' اور اللہ تعالیٰ سے ہر دن کا رزق اسی دن مانگو)

''حلیۃ الاولیاء'' انمول معلومات کا خزانہ:۔ اس کتاب کے مطالعے سے بے شمار معلومات حاصل ہو رہی ہیں۔ عجیب عجیب احادیث سے پر ہے۔ احادیث اور بزرگان دین کے ارشادات جمع کرنے میں شیخ ابونعیم نے بڑی محنت کی ہے۔ غفر اللہ!...... یہ انمول دینی معلومات کا ذخیرہ آپ کی بڑی یادگار رہے اور رہے گی۔ جب تک اس کا مطالعہ کرتا رہوں گا آپ کیلئے دعائیں دیتا رہوں گا۔ جزاك الله احسن الجزاء۔

اس کتاب کے مطالعہ سے اپنی دینی کمزوری معلوم ہوتی ہے اور ایمان پختہ ہو جاتا ہے۔ عزیزم! میں نے ہر کتاب کے شروع میں ایک سفید ورق چسپاں کر دیا ہے اس میں حاصل مطالعہ جو احادیث اور آثار مجھے پسند آتے ہیں ان کو اس ورق میں صفحہ نمبر کے ساتھ رقم کر دیتا ہوں۔ عزیزم! اس کتاب کے بھیجنے پر کن الفاظ و عبارات سے آپ کا شکریہ بجا لاؤں۔ بس اتنا ہی کافی سمجھتا ہوں جزاك الله احسن الجزاء في الدارين۔ (مراسلہ مورخہ 8/2/2007)(گلستان حدیث ص 369-368-367)

حاجی تاج محمود بھٹی کی ارادت وعقیدت:۔ وفات 16 فروری 2009ء:...... 1992ء میں انہوں نے حج بیت اللہ کیا اس سال مولانا محمد اسحاق سندھو ملتانی مرحوم بھی حج کیلئے گئے تھے۔ جو صوفی عبداللہ مرحوم ومغفور کے ارادت مند اور جامعہ تعلیم الاسلام (ماموں کانجن) کے فاضل مدرس قاری حفیظ الرحمٰن کے والد مکرم تھے۔ تاج محمود نے سفر حج میں مولانا اسحاق سندھو ملتانی کی بہت خدمت کی۔ انہوں نے خوش ہو کر ان کو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں سات بیٹے عطا فرمائے۔ دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے واقعی انہیں سات بیٹے عطا فرمائے۔ (گلستان حدیث ص 383)

حافظ عبدالرشید گوہڑوی رحمہ اللہ (وفات 18 جنوری 2010ء)

روحانی معاملات میں لوگوں کا رجوع:۔ ضلع قصور کی ایک تحصیل کا نام پتوکی ہے۔ پتوکی سے ساڑھے تین کلومیٹر کے فاصلے پر ایک گاؤں گوہڑ چک نمبر 8 کے نام سے موسوم ہے۔ اس گاؤں کی آبادی ارائیں برادری پر مشتمل ہے۔ مالی اعتبار سے خوش حال لوگ ہیں۔ ان کی موجودہ نسل کے آباؤ اجداد لکھوی علمائے کرام کے حلقہ عقیدت میں شامل تھے اب بھی اس گاؤں اور اس کے اردگرد کے قصبات و دیہات کے لوگ لکھوی اصحاب علم کا بے حد احترام کرتے اور روحانی معاملات میں ان کو اپنا مرجع قرار دیتے ہیں۔ (گلستان حدیث ص 398)

نیک سیرت موحد نقشبندی بزرگ:۔ ان کے گاؤں میں ایک درویش منش بزرگ مولوی کرم دین قیام فرما تھے ان سے ناظرہ قرآن مجید پڑھا۔ بعد ازاں والدین کے دل میں بیٹے کو حافظ قرآن بنانے کا جذبہ ابھرا تو انہیں ضلع اوکاڑہ کے ایک گاؤں چک مروکا نمبر 16

جی ڈی میں سید جماعت علی شاہ کے پاس بھیج دیا گیا جو اس نواح کے مشہور دیو بندی عالم تھے اور مولانا حسین علی رحمہ اللہ (واں بھچراں) کے خلیفہ اور مولانا غلام اللہ خاں (راولپنڈی) کے ساتھیوں میں سے تھے۔ نیک سیرت اور پکے موحد۔ ان سے انہوں نے قرآن مجید حفظ کیا اور اپنے نام عبدالرشید کے ساتھ حافظ عبدالرشید کہلائے۔ (گلستان حدیث ص398)

غزنوی بزرگ کا فیض جامعہ اشرفیہ:۔ مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے حافظ عبدالرشید گوہڑوی اور مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی کو بعض فنون کی مزید تعلیم کے لیے جامعہ اشرفیہ میں داخل کرا دیا۔

جامعہ اشرفیہ اس وقت نیلا گنبد کی مول چند بلڈنگ میں جاری تھا اور اس کے مہتمم مولانا مفتی محمد حسن رحمہ اللہ تھے جو مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے والد محترم حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔ استاذ زادہ ہونے کی وجہ سے وہ غزنوی رحمہ اللہ کا بہت احترام کرتے تھے۔ مولانا کا رویہ بھی ان کے ساتھ تکریم کا تھا۔ جامعہ اشرفیہ میں حافظ عبدالرشید گوہڑوی اور مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی نے مولانا محمد ادریس کاندھلوی، مولانا رسول خان رحمہما اللہ اور مولانا عبیداللہ صاحب سے بعض نصابی کتابیں پڑھیں۔

(گلستان حدیث ص400,401)

اساتذہ کا ادب:۔ حافظ عبدالرشید اپنے اساتذہ کا ذکر نہایت تکریم کے لہجے میں کیا کرتے تھے اور ان کے اسلوب درس کیلئے بے حد مداح تھے۔ (گلستان حدیث ص403)

اتحاد بین المسلمین کی کوشش:۔ حافظ صاحب کے دوستوں کی فہرست میں لاہور کی بادشاہی مسجد کے مرحوم خطیب مولانا عبدالقادر آزاد کا نام خاص طور سے قابل ذکر ہے۔ وہ دیو بندی مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ پنجاب میں اتحاد بین المسلمین کے نام سے ایک کمیٹی قائم ہوئی تھی جس میں تمام فقہی مسالک کے اہل علم شامل تھے۔ مولانا عبدالقادر آزاد اور حافظ عبدالرشید گوہڑوی بھی اس کمیٹی کے رکن تھے۔ اس کمیٹی کے ارکان کی حیثیت سے ان حضرات نے بنگلہ دیش کا دورہ بھی کیا اور انہیں اس ملک کے بلاد وقصبات میں جانے اور وہاں کے علماء وزعما سے ملاقات کے مواقع میسر آئے۔ (گلستان حدیث ص403)

مولانا محمد اسرائیل ندوی سلفی رحمہ اللہ (ولادت 1924ء)

حصول تعلیم میں اعتدال پسندی:۔ میٹرک تک انگریزی اور ہندی کی تعلیم دارالعلوم ندوۃ العلماء میں پائی۔

حکیم محمد اسرائیل ندوی سلفی نے جامعہ سلفیہ شکراوہ، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ دارالعلوم دیو بند اور دہلی کے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ بعض کتابیں دو دو مرتبہ پڑھیں۔ (گلستان حدیث ص412)

مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی حفظہ اللہ (ولادت 1935ء)

قطب شاہ نیک سیرت بزرگ:۔ عبدالرشید اعوان برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد کا نام مولانا عبدالمجید اور دادا کا حکیم محمد اسحاق تھا۔ اعوانوں کے بڑے بزرگ کا نام قطب شاہ تھا رحمہ اللہ اس لیے ان لوگوں کو قطب شاہی اعوان کہا جاتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قطب شاہ بہت نیک بزرگ تھے اور پنجاب اور ہزارہ وغیرہ کے مختلف اضلاع میں ان کا تبلیغ دین کا سلسلہ جاری رہتا تھا وہ سخی اور ہمدرد خلائق بھی تھے۔ (گلستان حدیث ص418)

چرسی پر نگاہ ولی کا اثر:۔ حضرت مولانا غلام رسول رحمہ اللہ (ساکن قلعہ میہاں سنگھ، ضلع گوجراں والا) بھی اعوان تھے۔ سخاوت میں ان کا ہاتھ بھی بڑا کھلا تھا۔ کہتے ہیں کہ ان سے ایک بھنگی چرسی نے روپیہ مانگا اور انہوں نے دے دیا۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ بھنگی اور چرس پیتا ہے۔ فرمایا پیتا ہوگا۔ لیکن امید ہے اب ترک کر دے گا۔ چنانچہ اس نے جلد ہی بھنگ اور چرس پینا ترک کر دیا تھا۔ (گلستان حدیث ص418)

صوفی عبداللہ کا احترام کرنا:۔ اوڈاں والا کے مدرسہ تعلیم الاسلام کے بانی حضرت صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ کی مولانا عبدالرشید حفظہ اللہ بہت تعریف کرتے ہیں اور بے حد احترام سے ان کا نام لیتے ہیں۔(گلستان حدیث ص422)

سادگی اور فقیرانہ زندگی:۔ عبدالرشید راشد کا آخری تعلیمی سال تھا اور ان کے پاس لباس صرف ایک جوڑا تھا۔قمیص کھدر کی تھی جسے پھٹ جانے کی وجہ سے کئی جگہ پیوند لگائے ہوئے تھے جنوری کا مہینہ تھا کئی دن موسم ابر آلود رہا۔کپڑے میلے ہونے کی وجہ سے جمعرات کو دھوئے لیکن نہ جمعرات کو سوکھے نہ جمعے کو۔کھیس اوڑھ کر نمازیں پڑھتے رہے۔ہفتے کے روز اساتذہ سے سبق پڑھنا تھے۔پیر محمد یعقوب قریشی مرحوم صحیح بخاری پڑھاتے تھے۔عبدالرشید کھیس اوڑھ کر سبق میں بیٹھ گئے۔کچھ دیر بعد استاذ محترم کی ان پر نظر پڑی تو ناراض ہوئے کہ تم کھیس اوڑھ کر سبق میں بیٹھے ہو' کپڑے کیوں نہیں پہنے؟''عبدالرشید کے ہم سبق قاضی محمد اسلم سیف نے جواب دیا کہ اس کے پاس صرف ایک قمیص ہے قمیص جمعرات کو دھوئی لیکن دھوپ نہ ہونے کی وجہ سے سوکھی نہیں۔استاذ مکرم نے از راہ شفقت پوچھا تمہارے پاس اور کوئی جوڑا نہیں؟ عرض کیا نہیں۔انہوں نے ناظم دفتر کو بلایا اور پوچھا دفتر میں کپڑا ہے؟اس نے نفی میں جواب دیا تو استاذ نے فرمایا ایک سوٹ کا کپڑا خرید کر اس کیلئے ایک سوٹ سلوادو......مولانا عبدالرشید فرماتے ہیں انتہائی غربت کے زمانہ کا یہ واقعہ انہیں کبھی نہیں بھولا۔(گلستان حدیث ص431)

بابا فرید گنج شکر رحمہ اللہ عظیم شخصیت:۔ کھانے کے دوران ایک چھوٹا سا لطیفہ بھی ہوا۔ایک صاحب نے پوچھا:اب آپ کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے کہا پاکپتن سے......ایک اور دوست نے لقمہ دیا: پاک پتن شریف کہیے۔میں نے مسکراتے ہوئے کہا پاک پتن شریف کہنے میں کوئی حرج نہیں۔اگر ادا کارہ بابرہ شریف ہوسکتی ہے تو پاک پتن شریف کیوں نہیں ہوسکتا۔

عرض کیا: جس عظیم شخصیت فریدالدین گنج شکر رحمہ اللہ کی وجہ سے پاک پتن کے ساتھ شریف کا لاحقہ ہوا ہے وہ اہل حدیث کی طرح نماز پڑھتے تھے۔میں نے اپنی کتاب فقہائے ہند میں ان کے متعلق مضمون لکھا ہے اسمیں ان کے مسلک کی وضاحت کی ہے۔

وہیں ایک صاحب نے بتایا کہ بابا فرید رحمہ اللہ کے طریقہ نماز کے متعلق مولانا عبدالجبار سلفی رحمہ اللہ نے ایک فارسی کتاب کے حوالے سے پوری تفصیل بیان کردی ہے جسے کتابی صورت میں شائع کیا جارہا ہے۔

مولانا عبدالجبار سلفی ہمارے عزیز دوست ہیں جو دیپال پور ضلع اوکاڑہ کے ایک سرکاری ہائی سکول میں معلم کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔مولانا ممدوح تحقیق وکاوش کا صاف ستھرا ذوق رکھتے ہیں۔انہوں نے بابا فریدالدین گنج شکر رحمہ اللہ کے حالات پر مشتمل ایک فارسی کتاب جواہر فریدی(مصنفہ مخدوم علی اصغر چشتی نبیرہ زادہ حضرت بابا صاحب) کے ایک حصے دربیان عبادت آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم کا اردو ترجمہ مع اصل فارسی عبارت کے بہ صورت کتاب چھپوا دیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بابا صاحب کا نماز ادا کرنے کا وہی طریقہ تھا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور جس کا ذکر کتب حدیث میں تفصیل سے آیا ہے۔یہ کتاب مولانا عبدالجبار سلفی کی ایک اہم خدمت ہے اور کئی دفعہ چھپ چکی ہے۔(گلستان حدیث ص432-433)

حافظ عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ کا ذوق علم:۔(ولادت 15 فروری 1943ء): جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں انہوں نے جن اساتذہ کے سامنے زانوئے شاگردی تہہ کیے ان میں تین بزرگوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔(وضاحت از مرتب اثری)

مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ:۔ یہ جامعہ اسلامیہ میں شیخ التفسیر کے منصب پر فائز تھے۔مشہور دیوبندی عالم دین تھے جو کسی زمانے میں دارالعلوم دیوبند میں طلباء کو پڑھاتے رہے تھے اور (سابق) ریاست قلات کے وزیر تعلیمات تھے۔مولانا افغانی کو ان تمام اجلاسوں میں شرکت کا اعزاز حاصل ہے جو قیام پاکستان کے بعد ان کی زندگی میں اسلامی آئین کے نفاذ کے مطالبے کے سلسلے میں منعقد ہوئے۔ان اکتیس علمائے کرام میں بھی یہ شامل تھے جنہوں نے ملک کے اسلامی آئین سے متعلق بائیس نکات مرتب کیے۔

مولانا عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ:۔ یہ بھی دیوبندی حنفی استاذ تھے متعدد کتابوں کے مصنف۔ان کی تصانیف میں لغات القرآن بھی شامل ہے جو چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔(گلستان حدیث ص446,447)

سنت کے مذاق پر تجدید ایمان کا حکم (رواداری):۔ مولانا عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ نماز کی امامت نہیں کراتے تھے۔ عام طور سے حافظ عبدالعزیز علوی کو جماعت کرانے کے لیے کہتے۔ ایک دن ان کے حکم کے مطابق انہوں نے عصر کی جماعت کرائی۔ نماز میں ایک نہایت متعصب حنفی نمازیوں بھی شامل تھے، حافظ عبدالعزیز نے رفع یدین کی تو نماز کے بعد اس شخص نے مولانا عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ سے کہا کہ آپ نے ایسے شخص کو آگے کر دیا جو نماز میں مکھیاں مارتا رہا۔ اس پر مولانا عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ نے اس شخص سے کہا کہ ہم لوگ رفع یدین کو سنت نہیں قرار دیتے۔ لیکن یہ امام سنت سمجھ کر رفع یدین کرتا ہے تم نے سنت کا مذاق اڑایا ہے اس لیے اپنے ایمان کی تجدید کرو۔

مولانا عبدالرشید نعمانی نے اپنے ہاتھ سے سند لکھ کر حافظ عبدالعزیز علوی کو عنایت کی۔ (گلستان حدیث ص 448)

مولانا احمد مجتبیٰ سلفی رحمہ اللہ :۔ (ولادت 3 فروری 1949ء) بعدازاں دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو میں داخلہ لیا۔ وہاں مولانا عبدالحفیظ بلیاوی (مصنف مصباح اللغات) مولانا عبدالماجد ندوی، مولانا سعید الرحمٰن ندوی، مولانا محمد رابع ندوی، مولانا محمد عرفان ندوی رحمھم اللہ اور دوسرے اساتذہ سے استفادہ کیا۔ ندوہ میں وہ 1966 سے 1970ء تک رہے۔ (گلستان حدیث ص 471)

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے یہ مقالہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو میں لکھا۔ (گلستان حدیث ص 472)

مولانا عارف جاوید محمدی (ولادت یکم اپریل 1953ء)

مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ کا مرید:۔ مولانا معراج الدین قلعہ دیدار سنگھ میں جماعت اہل حدیث کی تنظیم کے بانی تھے۔ انہوں نے لمبی عمر پا کر 1997ء میں سفر آخرت اختیار کیا۔ عارف جاوید کی شادی مولانا معراج الدین کی نواسی سے ہوئی۔

مولانا معراج الدین رحمہ اللہ 1914ء میں قلعہ دیدار سنگھ گئے تو وہاں صرف ایک شخص اہل حدیث تھا۔ جس کا نام شیخ محمد دین تھا۔ محمد دین پوسٹ مین تھے صالح اور متقی بزرگ۔ مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ کے مرید تھے جو اس وقت چینیاں والی مسجد (لاہور) کے خطیب و امام تھے۔ (گلستان حدیث ص 500)

مولانا محی الدین سے بکثرت لوگوں کا بیعت اصلاح کرنا:۔ مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ سے عارف جاوید محمدی کی پہلی ملاقات شادباغ (لاہور) کی جامع مسجد اہل حدیث میں ہوئی تھی۔ وہاں ان کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا کی۔ نماز مغرب انہوں نے احاطہ تھانے دار کی مسجد نجم میں پڑھی۔ وہاں مولانا محی الدین رحمہ اللہ کا درس بھی تھا جو عارف صاحب نے سنا۔ وہاں سے مولانا لکھوی چینیاں والی مسجد میں چلے گئے۔ عارف صاحب بھی ان کے ساتھ گئے۔ رات وہیں رہے۔ نماز فجر کے بعد ان کا درس قرآن سننے کی سعادت حاصل کی۔ وہیں پہلی دفعہ علامہ احسان الٰہی ظہیر سے ملاقات ہوئی۔

اس سے کچھ عرصہ بعد مولانا لکھوی قلعہ دیدار سنگھ تشریف لے گئے۔ رات کوا گو چک گئے آگے کسی اور گاؤں میں بھی ان کے عقیدت مند لے گئے۔ عارف جاوید محمدی کو پتہ چلا تو یہ بھی وہاں پہنچ گئے۔ نماز فجر کے بعد ان کے درس قرآن میں شرکت کی۔ درس کے بعد بہت سے لوگوں نے مولانا لکھوی رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ عارف صاحب بھی ان کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ بیعت لیتے وقت مولانا نے ان سے پوچھا بیٹا، نماز کا ترجمہ آتا ہے انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو فرمایا نماز سوچ سمجھ کر پڑھا کرو اور چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے ہر وقت اللہ کا ذکر کیا کرو۔ اس کے بعد عارف صاحب کئی مرتبہ مولانا لکھوی رحمہ اللہ سے ملنے ان کے گاؤں گئے جس کا نام انہوں نے الہ آباد رکھا تھا اور وہ گاؤں دیپالپور کے قریب ہے۔ مولانا لکھوی رحمہ اللہ سے عارف صاحب بہت متاثر ہیں۔ ان کی عبادت گزاری اور نماز میں خشوع وخضوع کا ان پر بے حد اثر ہے۔ (گلستان حدیث ص 502)

حافظ عبدالوہاب روپڑی:۔ (ولادت 1960) جامعہ محمدیہ کے مہتمم اس وقت شیخ الحدیث مولانا عبداللہ صاحب رحمہ اللہ تھے۔ طلباء

کے لیے نماز پنجگانہ باجماعت پڑھنا ضروری تھا بلکہ تکبیر اولیٰ بھی کسی کی فوت ہوجاتی تو اس کی گرفت کی جاتی تھی اور یہ بہت بڑی بات تھی جس پر عمل کرنا ہر طالب علم کے فرائض میں شامل تھا۔(گلستان حدیث ص545)

نام کتاب:۔وسیلہ کتاب وسنت کی روشنی میں
تصنیف:۔محمد قاسم خواجہ........ناشر:۔ادارہ احیاء السنۃ گھر جاکھ گوجرانوالہ

خدمات صوفیاء کا اعتراف: ۔رفتہ رفتہ ہندو حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے تو اپنے ساتھ بہت سی رسمیں بھی لے آئے۔ یہ تیجا ساتواں، دسواں، چالیسواں وغیرہ انہی کی پیوندکاری کا نتیجہ ہیں، ہندوؤں کے ساتھ صدیوں ملے جلے رہنے کی وجہ سے عوام کالانعام کے اسلام پر ہندوانہ رسوم کی دبیز تہیں چڑھتی چلی گئیں۔ پھر مغل بادشاہ اکبر نے بھی دین الٰہی کے نام سے مخلوط مذہب جاری کرکے اسلام کو نقصان پہنچانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ خدا غریق رحمت کرے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کو جنہوں نے اس کی اس کوشش کو بہت حد تک ناکام بنایا۔(وسیلہ ص5)

کفر و جہالت کی گھٹاؤں اور بدعات وخرافات کی تاریکیوں کو دور کرنے کیلئے حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے قرآن مجید کا فارسی میں ترجمہ کیا۔(وسیلہ ص5)

وضاحت از مرتب اثری: مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نہایت متبع سنت توحید پرست متصوف عالم تھے آپ کو چاروں سلاسل (چشتیہ، نقشبندیہ، سہروریہ، قادریہ) میں اجازت حاصل تھی اور آپ نقشبندی سلسلے میں حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز تھے آپ کے مکتوبات جو تین جلدوں میں شائع ہوچکے ہیں شریعت وطریقت کا جامع ہیں تفصیل کے لیے دیکھیے حضرات القدس۔

برصغیر میں اشاعت حدیث کی جو خدمت حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ کے مقدر میں تھی اس کی مثال آج تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ آج ہر عالم کی حدیث کی سند کا اتصال شاہ صاحب رحمہ اللہ کے ذکر کے بغیر ادھورا ہے ،آپ حدیث کے ساتھ ساتھ تصوف کے بھی امام تھے ''الانتباہ فی سلاسل اولیاء'' تصوف میں آپکی نہایت ہی مشہور و مقبول کتاب ہے اس میں آپ اپنے سلسلہ طریقت کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں: ''پس فقیر ایک مدت حضرت والد بزرگوار کی صحبت میں رہا اور معیت کی ہے اور آداب طریقت میں سے بہت کچھ سیکھا اور طریقت کے اشغال اخذ کیے،اور خرقہ صوفیاء ان کے ہاتھ سے پہنا اور خلوت میں اس ضعیف پر بہت توجہ فرمائی ہے۔اور اصل نسبت ان کی توجہ سے حاصل کی ہے،اور بہت کرامتیں اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں اور واقعات عجیبہ اور اتفاقات غریبہ جوان پر اور ان کے مشائخ پر ہوئے ہیں یاد کئے ہیں چنانچہ قسم اول کتاب ''انفاس العارفین'' میں بیان کئے ہیں اور آخر عمر میں اجازت تلقین اور بیعت وصحبت وتوجہ عنایت فرمائی ہے۔اور کلمہ "یدہ یدی" مکرر فرمایا ہے یعنی اسکا ہاتھ جیسے میرا ہاتھ ہے سو ''الحمدلله علی ذالك حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه'' اورانھوں نے صحبت رکھی ہے،بہت سے شیوخ سے ان میں سے سید عبداللہ رحمہ اللہ ہیں کہ انہوں نے صحبت رکھی ہے شیخ آدم بنوری رحمہ اللہ سے انہوں نے شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ سے انہوں نے خواجہ محمد باقی رحمہ اللہ سے انہوں نے خواجہ امکنی رحمہ اللہ سے انہوں نے مولانا درویش محمد رحمہ اللہ سے اُنہوں نے مولانا زاہد رحمہ اللہ سے اُنہوں نے خواجہ عبیداللہ احرار رحمہ اللہ سے اور وہ بہت سے شیوخ کی صحبت میں رہے ہیں کہ اُن میں سے مولانا یعقوب چرخی رحمہ اللہ ہیں اور خواجہ علاؤالدین غجدوانی رحمہ اللہ ہیں۔ یہ دونوں صحبت میں رہے ہیں خواجہ نقشبند رحمہ اللہ کے بلاواسطہ اور مولانا یعقوب چرخی رحمہ اللہ خواجہ علاؤالدین عطار رحمہ اللہ کی صحبت میں بھی رہے

ہیں غجد وانی رحمہ اللہ خواجہ محمد پارسا رحمہ اللہ کی صحبت میں رہے ہیں اور یہ دونوں صاحب بڑے بڑے اصحاب خواجہ نقشبند رحمہ اللہ کی صحبت میں رہے ہیں کہ اُن میں بہت بزرگ خواجہ محمد سماسی رحمہ اللہ ہیں، اور خلیفہ امیر سید کلال رحمہ اللہ ہیں اور خواجہ محمد رحمہ اللہ صحبت میں رہے ہیں خواجہ علی رامیتنی رحمہ اللہ کے وہ صحبت میں رہے ہیں خواجہ محمود خیر فغنوی رحمہ اللہ کے اور خواجہ محمود رحمہ اللہ صحبت میں رہے ہیں خواجہ عارف ریوگری رحمہ اللہ کے خواجہ عارف رحمہ اللہ رہے ہیں صحبت میں خواجہ عبدالخالق غجد وانی رحمہ اللہ کے اور خواجہ عبدالخالق رحمہ اللہ صحبت میں خواجہ یوسف ہمدانی رحمہ اللہ کے خواجہ یُوسف رحمہ اللہ صحبت میں رہے ہیں ابوعلی فارمدی رحمہ اللہ کے اور ابوعلی رحمہ اللہ بہت سے شیوخ کی خدمت میں رہے ہیں کہ اُنمیں دو بہت بزرگ ہیں ایک تو امام ابوالقاسم قشیری رحمہ اللہ کہ وہ صحبت میں رہے ہیں ابوعلی دقاق رحمہ اللہ کے اور ابوعلی دقاق رحمہ اللہ ابوالقاسم نصیر آبادی رحمہ اللہ کے اور ابوالقاسم ابوعلی رود باری رحمہ اللہ کے اور ابوبکر شبلی رحمہ اللہ اور ابوبکر واسطی رحمہ اللہ کے جنہوں نے صحبت پائی ہے سید الطائفہ جنید بغدادی رحمہ اللہ کی اور دوسرے خواجہ ابوالقاسم گرگانی رحمہ اللہ ہیں۔ جو صحبت میں رہے ہیں ابوعثمان مغربی رحمہ اللہ کے اور ابوعثمان ابوعلی کا تب رحمہ اللہ کے اور ابوعلی کا تب ابوعلی رود باری رحمہ اللہ کے اور ابوعلی رود باری رحمہ اللہ جنید بغدادی رحمہ اللہ کے اور جنید بغدادی رحمہ اللہ صحبت میں رہے ہیں اپنے ماموں سری سقطی رحمہ اللہ کے اور سری سقطی رحمہ اللہ معروف کرخی رحمہ اللہ کے اور معروف کرخی رحمہ اللہ صحبت میں رہے ہیں بہت سے شیوخ کے اُن میں دو بہت بزرگ ہیں۔ ایک تو امام علی بن موسی رضا رحمہ اللہ وہ اپنے والد امام موسی رحمہ اللہ کے اور وہ اپنے والد امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے اور وہ اپنے والد امام محمد باقر رحمہ اللہ اور وہ اپنے والد امام زین العابدین رحمہ اللہ کے اور وہ اپنے والد امام حسین رضی اللہ عنہ کے اور وہ اپنے والد امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور وہ صحبت میں سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے۔ (الانتباہ فی سلاسل اولیاء ص ۱۱،۱۲۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ)

علمائے اہلحدیث کا وسیلوں کے ساتھ دعا کرنا

عبادت وسیلہ ہے: قرآن پاک میں ہے۔"واعبدو ربکم وافعلو الخير لعلكم تفلحون" (الحج 77)

ترجمہ: اور عبادت کرو اپنے رب کی اور نیکی کرو تا کہ کامیاب ہو جاؤ۔ (کتاب وسیلہ ص 14)

اتباع نبوی ﷺ وسیلہ ہے: ۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:"قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ويغفرلكم ذنوبكم" (آل عمران 31)

ترجمہ: کہہ دیجئے! اگر تمہیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہے تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد پر مشتمل ہر فعل مسنون اور عمل صالح اس میں شامل ہے۔ (وسیلہ ص 14)

حضور ﷺ سے محبت وسیلہ ہے: ۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:'' لا يؤمن احدكم حتى اكون احب اليه من ولده ووالده والناس اجمعين"(عن انس رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم)

تم مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ میں تمہیں اولاد، باپ اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (وسیلہ ص 14)

مومنوں سے محبت وسیلہ ہے: ۔ حدیث قدسی ہے"وجبت محبّتي للمتحابّين فيّ والمتزاورين فيّ والمتباذلين فيّ" (عن معاذ بن جبل، مالک)

ترجمہ: واجب ہوگئی میری محبت ان لوگوں کے لیے جو میری رضا کے لیے باہم محبت کرتے ہیں مجلس کرتے ہیں ملاقات کرتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں۔ (وسیلہ ص 14)

دعا وسیلہ ہے: ارشاد ہے: "واذا سألك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الدّاع اذادعان"۔ (البقرۃ: 186)

ترجمہ: اور جب میرے بندے تجھ سے میری بابت پوچھیں تو میں نزدیک ہوں پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔(وسیلہ ص 15)

حضور ﷺ کی دعا وسیلہ تھی:۔ "ولو انهم اذظلموا انفسهم جا ء وك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابًا رّحیمًا"۔(النساء 64) ترجمہ: اور اگر جس وقت وہ اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھتے آپ کے پاس آتے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتے اور رسول ﷺ بھی ان کے لیے بخشش طلب کرتے تو وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پاتے۔

جو دعائیں آپ اپنی امت کے لیے کر گئے وہ قیامت تک ہمارے لیے وسیلہ ہیں۔(وسیلہ ص 15)

ایک دوسرے کیلئے دعا وسیلہ ہے:۔ "ان اسرع الدُعاء اجابۃً دعوۃ غائب لغائب"(عن عبدالله بن عمر ،ترمذی)

ترجمہ: کسی کے لیے غیر حاضری میں دعا کرنا نہایت سریع الاثر ہوتا ہے۔(وسیلہ ص 15)

درود وسیلہ ہے:۔ "اولی الناس بی یوم القیامۃ اکثر هم علی صلوۃً"(عن ابن مسعود ترمذی)

ترجمہ: مجھ پر بکثرت درود بھیجنے والا روز قیامت میرے قریب ترین ہوگا۔(وسیلہ ص 15)

دوسروں سے دعا کروانا وسیلہ ہے:۔ تاہم دوسروں سے بھی دعا کروانے کی اجازت ہے یعنی خود بھی مانگے اور بندگان صالح سے کہے تم بھی میرے حق میں دعا مانگو یہ سونے پر سہاگہ اور نور علیٰ نور ہوگیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنحضرت ﷺ سے دعائیں کروایا کرتے تھے۔

مثلاً ترجمہ: ایک آدمی آکر کہنے لگا حضور ﷺ میں سفر پر جارہا ہوں مجھے دعا دیجئے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے تقویٰ نصیب کرے بولا مزید' فرمایا اور تیرے گناہ معاف کرے' عرض کیا میرے ماں باپ قربان کچھ اور فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے ہر جگہ خیریت سے رکھے۔(عن انس' ترمذی)

حضرت عثمان یا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے زمانے میں برستہ سمندر مسلمانوں نے جہاد کے لیے نکلنا تھا۔ آنحضرت ﷺ کو خواب میں اس کی بشارت دے دی گئی تو حضرت انس رضی اللہ عنہٗ بن مالک کی خالہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا نے عرض کیا دعا کیجئے اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے کردے فرمایا تو ان میں سے ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس موقع پر سواری سے گر کر شہادت پائی۔(بخاری 391 بحوالہ وسیلہ ص 25,26)

زندوں کا وسیلہ:۔ عن انس ان عمر بن الخطاب کان اذا قحطوا استسقی بالعباس بن عبدالمطلب فقال اللهم انا کنا نتوسل الیك بنبینا فتسقینا وانا نتوسل الیك بعم نبینا فاسقنا فیسقون۔

حضرت انس رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے خشک سالی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ حضرت عباس رضی اللہ عنہٗ بن عبدالمطلب کے ذریعہ بارش کی دعا کرواتے فرماتے یا اللہ! ہم تیرے حضور اپنے نبی ﷺ کو وسیلہ بناتے تھے تو تو ہم پر بارش فرمادیا کرتا تھا اور اب ہم اپنے نبی ﷺ کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں۔(بخاری)(کتاب وسیلہ ص 35)

ہاتف غیبی کا کلام:۔ حسن بن حسین بن علی رضی اللہ عنہما فوت ہوئے تو ان کی بیوی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے قبر پر سال بھر خیمہ لگائے رکھا آخر اُٹھ کر جانے لگیں تو ایک غیبی آواز سنائی دی کوئی کہہ رہا تھا "الاهل وجدوا مافقدوا" کیا گم شدہ چیز مل گئی؟ دوسری طرف سے جواب آیا "بل یئسوا فانقلبوا" بلکہ ناامید ہوکر لوٹ گئے۔(بخاری)(وسیلہ ص 47)

اولیاء کی غیبی رہنمائی:۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک دفعہ اوپر ایک نورانی تخت سے آواز آئی اے عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ! میں تیرا رب ہوں اور جو دوسروں کے لیے حرام ہے تیرے لیے حلال کرتا ہوں فرمایا "لاحول ولا قوۃ الا بالله" دور ہو اے دشمن خدا۔ یکا یک نور پھٹ گیا تاریکی پھیل گئی پھر آواز آئی اے عبدالقادر! تو اپنے علم سے بچ گیا ورنہ میں اس شعبدہ میں ستر مشائخ کو گمراہ کر چکا ہوں۔

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ

(صلی اللہ علیہ وسلم)

مُہرِ نبوّت

علامہ قاضی محمد سلیمان منصورپوری رحمہ
سیشن جج ، ریاست پٹیالہ

ناشر

نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

نام کتاب : مہرِ نبوّت
تالیف : علامہ قاضی محمد سلیمان منصورپوری
ناشر : نعمانی کتب خانہ لاہور
صفحات : ۶۴
تاریخ طبع : نومبر ۱۹۹۱ء

ملنے کے پتے

مکتبہ نعمانیہ اردو بازار گوجرانوالہ
اسلامی کتب خانہ نزد ریلوے پھاٹک ٹوبہ ٹیک سنگھ
عظیم بک ڈپو جھنگ روڈ ٹوبہ ٹیک سنگھ
محمدی کتب خانہ ریلوے روڈ راولپنڈی
رحمانیہ دارالکتب امین پور بازار فیصل آباد
محمدی کتب خانہ اردو بازار لاہور
مکتبہ رضوان اقبال روڈ میرپور آزاد کشمیر
طور سٹیشنری مارٹ ریلوے روڈ سیالکوٹ

Al-Shad Printing Press LHR.

ہفت روزہ الاعتصام لاہور
فون نمبر ۷۶۳۴۶
جلد ۴۰ شمارہ ۵۲
۱۳ تا ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ
۲۳ تا ۳۰ دسمبر ۱۹۸۸ء
جمعۃ المبارک

حافظ احمد شاکر

بگیر ایں ہمہ سرمایۂ بہار از من

مولانا محمد حنیف ندوی علیہ الرحمۃ کی وفات (جولائی ۸۷ء) کے بعد الاعتصام میں اعلان کر دیا گیا تھا کہ ان کے علمی اور قلمی کارہائے نمایاں اور خدمات دینیہ کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے الاعتصام کا "حنیف ندوی نمبر" شائع کیا جائے گا۔ اسی وقت سے اس کار عظیم کے لئے ادارہ مضامین کے حصول اور سرمائے کی فراہمی کے لئے مصروف کار ہو گیا تھا۔ الحمد للہ مضامین اور ان کی تزئین و کتابت کا مرحلہ طے ہو گیا۔ اور اگرچہ مطلوبہ اور متوقع سرمایہ تمام تر حاصل نہیں ہوا مگر بہرحال اس ضخیم نمبر کی طباعت و اشاعت کا اہتمام ہو گیا اور یہ صحیفہ عقیدت و محبت آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ ع

بگیر ایں ہمہ سرمایۂ بہار از من

ہفت روزہ الاعتصام کا اجراء ۱۹۴۹ء میں گوجرانوالہ سے ہوا تھا جس کے اولیں مدیر مولانا محمد حنیف ندوی مرحوم تھے۔ اس وقت مولانا نے اداریے لکھے، مضامین تحریر فرمائے اور ترتیب بھی دیے، مسلمانوں کو عموماً اور جماعت اہل حدیث کو خصوصاً صور اسرافیل پھونک کر بیدار کیا۔

مولانا محمد حنیف ندوی علیہ الرحمہ کے اسلوب تحریر کا امتیاز تھا کہ وہ جس بات کو صحیح سمجھتے اسے وہ اتنا مدلل اور مؤثر انداز سے بیان فرماتے کہ قاری متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔

مولانا مرحوم کے شگفتہ نگار قلم نے ۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک سے متاثرہ مسلمانوں کی اعصاب شکستگی اور دل گرفتگی کے عالم میں ڈھارس بندھائی اور خصوصاً افراد جماعت اہلحدیث کے دل و دماغ میں عقیدہ کی ٹمٹماتی لو کو نہ صرف بجھنے نہ دیا بلکہ اس کو شعلہ جوالہ بنانے کی تگ و تاز میں مصروف و منہمک رہے اور اس میں مجموعی طور پر کامیاب بھی رہے۔

الاعتصام کے اجراء سے ایک سال قبل ۱۹۴۸ء میں محترم مولانا پروفیسر عبدالقیوم زید مجدہ کی تحریک و تجویز سے جماعت کے اکابر — مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا محمد داؤد غزنوی، مولانا محمد اسماعیل سلفی علیہم الرحمہ — ایک اجلاس میں جماعت کے بکھرے شیرازہ کو جمع کرنے اور ان کو ایک اکائی کی صورت — مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کا نام — دینے کا فیصلہ کر چکے تھے اور ملک بھر میں مسلک کی بنیاد پر یہ اولیں تنظیم معرض وجود میں آ چکی تھی۔

چنانچہ ہفت روزہ الاعتصام کے اجراء کے بعد مولانا مرحوم کے معجز نگار قلم نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کو مضبوط کرنے، فعال بنانے اور اس کے ارکان بلکہ اس کاروان دعوت و عمل کی جس جذبہ لگن اور اخلاص سے ہمت بندھائی اور حدی خوانی فرمائی اور اصحاب کو جس انداز سے ابھارا اس سے احباب جماعت میں ایک نیا عزم بیدار ہوا اور یہ کارواں ایک نئے حوصلہ سے آشنا ہوا۔

مولانا مرحوم خلقتاً پڑھنے لکھنے کی شخصیت تھے۔ قرآن حکیم سے ان کو خاص لگاؤ اور شغف تھا جو انہیں اپنے استاذ و مربی مولانا محمد اسماعیل سلفی — علیہ الرحمہ سے حاصل ہوا تھا، اور جس کا اظہار انہوں نے لسان القرآن جلد اول کے مقدمہ میں فرمایا ہے۔ وہ نہ صرف اپنے دور — قیام پاکستان سے قبل — بلکہ قیام پاکستان کے بعد بھی برصغیر کی ان چند گنی چنی شخصیات میں تھے جنہیں فن تفسیر میں عمدہ ذوق اور قرآن حکیم سے تعلق وہبی طور پر ودیعت ہوا تھا۔ چنانچہ تفسیر سراج البیان اس کی زندہ مثال ہے۔ صحافت میں ان کا انداز بھی مجتہدانہ تھا جس میں اگرچہ وہ خوشہ چین بلکہ متبع تو مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم ہی کے تھے لیکن اس اسلوب میں فلسفیانہ مزاج کے مطابق انداز استدلال اور اپنی بات پر یقین محکم ان کے اسلوب کے نمایاں جوہر تھے۔

ایسے ہی خطابت میں اپنی بات کو علمی دلائل سے مزین کرنا اور ان دلائل کو دل نشین انداز میں سامع کے دل و دماغ میں اتار دینا اور مخالفین و معترضین کے اعتراضات کو علم و ہنر سے رفع کرنا ان کے نمایاں اوصاف تھے۔

مولانا مرحوم نے الاعتصام کے ابتدائی سالوں میں مسلک اہل حدیث کی ترجمانی جس عمدہ، مدلل، منفرد اور سائنٹیفک انداز سے فرمائی، حقیقت یہ ہے کہ اس کے بعد مسلک کو ان جیسا ترجمان میسر نہیں آیا۔ اور بلاشبہ مسلک محدثین کی ترجمانی میں جو زور بیان اور یقین کی پختگی ان میں تھی وہ انہیں کا حصہ تھی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ!

ہم توقع رکھتے ہیں کہ یہ نمبر ہمارے احباب و قارئین کی انبساط خاطر کا باعث ہو گا۔ ہم نے بساط بھر اس کو اغلاط و تسامحات سے پاک رکھنے کی کوشش کی ہے تاہم اگر کسی جگہ کتابت وغیرہ کی اغلاط باقی رہ گئی ہوں تو انہیں ہماری بشری کوتاہی سمجھ کر نظر انداز کیا جائے۔ البتہ کسی علمی فروگذاشت سے اطلاع دے کر ممنون فرمایا جائے۔ ہمیں آپ کی رائے گرامی کا انتظار رہے گا۔

(آپ سے جب) سوال ہوا آپ نے کیسے جانا وہ شیطان تھا۔ فرمایا اس کے حرام کو حلال کرنے سے جبکہ شریعت محمدیہ نا قابل تبدیل ہے۔(وسیلہ ص130)

نام کتاب:۔مہر نبوت ﷺ
مصنف:۔علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری.......ناشر:۔نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ

عالم جنات میں قاضی صاحب کا احترام:۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ کا ادب نہ صرف انسان بلکہ جنات بھی کرتے چنانچہ یہ سچا واقعہ ہے کہ ایک شخص کی بیوی کو آسیب ہوتا تھا بے چارے شوہر نے کئی حکیموں اور عاملوں سے رجوع کیا مگر کامیابی نہ ہوئی۔ آخر وہ قاضی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ بیان کر کے تعویذ طلب کیا قاضی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا میں تعویذ تو نہیں دیا کرتا البتہ آپ ان سے میرا اسلام کہیں اور یہ پیغام دیں کہ اللہ کے بندے کسی غریب کو ستانا اچھی بات نہیں۔شاید وہ مان جائیں۔ وہ صاحب یہ سن کر چلے گئے، گھر پہنچے تو دیکھا کہ جن آیا ہوا ہے اور بیوی کو برا حال ہے وہ اسی وقت اس سے مخاطب ہوئے اور کہا قاضی محمد سلیمان صاحب رحمہ اللہ نے سلام کہا ہے اور یہ پیغام دیا ہے اتنا سنتے ہی عورت کی چیخ نکل گئی اور پھر جن کہنے لگا اگر تم ان کا پیغام نہ لاتے تو میں کبھی اس کا پیچھا نہ چھوڑتا۔ مجھے ان کے نام سے شرم ہے۔ میں اب رخصت ہوتا ہوں چنانچہ وہ عورت تندرست ہوگئی اور پھر اسے آسیب نہ ہوا۔(مہر نبوت ص10)

سمندری مخلوق میں قاضی صاحب کا احترام:۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ کی تمنا تھی بلکہ وہ اکثر دعا فرمایا کرتے تھے کہ الٰہی جب تو مجھے اپنے پاس بلائے تو مالی لحاظ سے میں تہی دامن ہوں۔ ان کی دعا اللہ نے قبول فرمائی اور ان کا انتقال ایسے ہی حالات میں اس وقت ہوا جب وہ دوسرے حج بیت اللہ کی سعادت سے مشرف ہو کر وطن واپس آرہے تھے۔

انہوں نے دوران سفر جہاز پر وفات پائی۔نماز جنازہ مولانا سید اسماعیل غزنوی رحمہ اللہ مرحوم نے پڑھائی اور بعد ازاں ان کی نعش سمندر کی لہروں کے سپرد کردی گئی۔ اس موقع پر دیکھنے والوں نے دیکھا کہ تا حد نظر ان کی نعش سمندر کے سینے پر بہتی چلی جارہی ہے اور کسی سمندری جانور کو اسے نقصان پہنچانے کی جسارت نہ ہوئی حالانکہ یہ بات عموماً مشاہدے میں آئی ہے کہ جونہی کوئی انسانی نعش سمندر میں گرتی ہے مگر مچھ اور بڑی بڑی مچھلیاں اس پر ٹوٹ پڑتی ہیں اور آناً فاناً اسے ختم کر ڈالتی ہیں لیکن صاحبِ رحمۃ اللعالمین ﷺ کا سمندری مخلوق نے بھی احترام کیا اور ان کی نعش کی حفاظت کی۔سال وفات 1930ء ہے۔(از حکیم محمد عبداللہ رحمہ اللہ جہانیاں منڈی)(مہر نبوت ص12,13)

نام رسالہ:۔ہفت روزہ الاعتصام لاہور، جلد 40 شمارہ 52، اشاعت خاص

مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ تصوف کے غواص وشناور

مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ، رازی رحمۃ اللہ علیہ اور غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حزم رحمہ اللہ سے بہت متاثر ہوئے۔
(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص23)

(مولانا محمد صادق خلیل کراچی سے لکھتے ہیں): فلسفہ وتصوف کے بحرعمیق کے غواص اور شناور، علم وفضل کے تاجدار، گفتار وکردار میں جمالیاتی حسن کا نایاب جوہر، انسانیت کے قدردان، صدق وصفا کے پیکر خیر خواہی ہمدردی کے خوگر۔(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص36)

روحانی اقلیم: (جناب سراج منیر، ڈائریکٹر ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور لکھتے ہیں): مسلمانوں کا نظام علم دنیاوی سلطنت کے عین وسط میں وہ روحانی اقلیم تھی جو زمانے کی گردشوں سے منزہ رہی اور اس طرح اس نے اپنے لوگوں کے عقائد اور علوم کی حفاظت کا فریضہ اس کمال کے

ساتھ سرانجام دیا کہ آج اس کا شمار ایک عظیم تاریخی کرامت کے طور پر کرنے کو جی چاہتا ہے دینی علوم کے منظر پر اس سے مدارس کا ایک پورا نظام پیدا ہوا جس میں دیوبند اور ندوۃ العلماء کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص39)

دارالعلوم ندوہ کی خدمات:۔ (مولانا عبدالمبین ندوی دارالمصنفین اعظم گڑھ (بھارت) ہفت روزہ الاعتصام لاہور میں لکھتے ہیں:)

مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ اپنے وطن کی ابتدائی تعلیم کے بعد 1926ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء میں داخل ہوئے اور 1930ء تک یہاں زیر تعلیم رہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب ندوہ شہرت کے بام عروج پر پہنچ چکا تھا اور یہ اس کا عہد شباب تھا۔ مولانا ندوی رحمہ اللہ نے جب ندوہ کی پر بہار اور عطر بیز فضا میں قدم رکھا تو اس وقت ندوہ این خانہ تمام آفتاب است کا صحیح طور سے مصداق تھا۔ دارالعلوم علامہ سید عبدالحق حسنی مرحوم اور ان کے بالغ نظر رفقاء کی وجہ سے آسمان شہرت کی بلندیوں کو چھو رہا تھا۔ علامہ ڈاکٹر تقی الدین ہلالی مراکشی رحمہ اللہ' ادیب کبیر مولانا حیدر حسن خاں رحمہ اللہ، شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن کاشغری رحمہ اللہ' مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ' مولانا عبدالحفیظ بلیاوی رحمہ اللہ' ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنی رحمہ اللہ جیسی یگانہ روزگار اور نابغۂ عصر شخصیتوں نے اس پر اپنی زندگیاں کھپا کر اور خون جگر دے کر اسے شہرت کے بام عروج پر پہنچا دیا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے قرآن وحدیث فقہ' تاریخ' سیر و سوانح' شعر و ادب' تہذیب وصحافت کے مختلف النوع موضوعات پر فضلاء ندوہ نے اپنی داد تحقیق سے وافر علمی سرمایہ فراہم کر دیا تھا کہ برصغیر میں کوئی ادارہ ان سے لگا ؤ نہیں کھا سکتا تھا تھوڑے ہی عرصہ میں جدید و قدیم کے حسین امتزاج سے مؤلفین' مصنفین' محققین ومترجمین' محدثین ومفسرین ادباء وشعراء اور صحافیوں کی ایک بڑی کھیپ تیار ہوگئی جو اپنے اپنے حلقہ میں داد تحقیق دے رہے تھے اور ندوہ کا نام روشن کر رہے تھے انہی ناموران ندوہ میں مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ بھی تھے۔

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص52)

امام غزالی رحمہ اللہ کی علمی خدمات:۔ انہوں نے اپنی تحریروں کے ذریعہ امام غزالی رحمہ اللہ کی تعلیمات اور ابن خلدون کے افکار کی بڑی ترویج کی ہے' امام غزالی رحمہ اللہ کی ''المنقذ'' کا اردو ترجمہ ''سرگذشت غزالی'' کے نام سے کیا ہے۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص55)

سرگزشت غزالی: طبع اول جولائی 1959ء ثقافت اسلامیہ لاہور مطبوعہ علمی پرنٹنگ پریس لاہور

یہ کتاب غزالی کی شہرہ آفاق کتاب "المنقذ من الضلال" کا سلیس اور شگفتہ اردو ترجمہ ہے' صفحہ 3 تا 108 پر محیط مترجم کے قلم سے مبسوط وجامع مقدمہ ہے جس میں امام غزالی رحمہ اللہ کی جامعیت وعظمت' غزالی رحمہ اللہ کا اشکال' فلسفہ غزالی کی خصوصیات' متعلق وفلسفہ پر غزالی رحمہ اللہ کی تنقیدات' غزالی رحمہ اللہ کا انداز تحقیق وغیرہ مباحث پر مفصل روشنی ڈالی ہے مجموعی صفحات 188۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص56)

صوفی صاحب سے والہانہ عقیدت:۔ ایک مرتبہ مولانا ندوی رحمہ اللہ نے فرمایا جامعہ ماموں کانجن سے مجھے قلبی محبت ہے میں پہلے تو کانفرنس میں حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کی زیارت کیلئے حاضر ہوتا تھا۔ اب ان کی قبر پر دعا کرنے کیلئے حاضر ہوتا ہوں اور ان کے رفقاء سے ملاقات کے لیے حاضر ہونے کو ضروری سمجھتا ہوں۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص60)

مولانا ندوی کے مربی ومرشد:۔ (رانا عبدالعظیم انصاری' قصور صاحب لکھتے ہیں) مولانا فرماتے ہیں کہ عربی و درس نظامی کی تکمیل مولانا سلفی کی نگرانی میں ہوئی مولانا میرے استاذ بھی تھے اور مربی ومرشد بھی۔ علم وادراک کی پہلی قندیل ان ہی کی کوشش سے دل میں فروزاں ہوئی۔ ان کی ذات میں منقول ومعقول کا نہایت گہرا اور حسین امتزاج پایا جاتا تھا۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور 64)

مولانا ندوی کا ذوق تصوف:۔ قرآن وسنت کی حدود میں زہد وتقویٰ اور تزکیہ وتطہیر قلوب کا نام تصوف ہے تو اسلام میں عین مطلوب ہے مولانا فرماتے تھے کہ ہمارے بزرگ علماء انہی معنوں میں تصوف پر عمل پیرا تھے ایک دفعہ آپ نے بتایا کہ اپنی تصوف کی دنیا مولانا عبدالرحیم رحمہ اللہ کی وجہ سے شاداب ہوئی۔

قاضی عبدالرحیم رحمہ اللہ اپنے وقت کے مشہور طبیب' عالم اور نہایت شریف النفس انسان تھے میں نے مولانا سلفی مرحوم کی عدم موجودگی

میں چند اسباق بھی ان سے پڑھے میں نے پہلی دفعہ ابن عربی رحمہ اللہ کی ''فصوص الحکم'' اور ''فتوحات مکیہ'' کی تمام جلدیں نہ صرف ان کے ہاں دیکھیں بلکہ بعض مشکل مقامات کی تشریح بھی ان کی زبان فیض ترجمان سے سنی۔ میرے لیے تصوف کے رموز واسرار سے روشناسی کا یہ نقطہ آغاز تھا جس نے آگے چل کر تصوف کے اسرار ورموز سمجھنے میں مدد دی۔ میرے لیے یہ قابل افتخار بات ہے کہ ان کی صحبت سے اگر مستفید ہونے کا موقع نہ ملتا تو آج کل کے مشہور محقق اور عظیم صوفی ومفکر شعرانی رحمہ اللہ کی کتابیں قطعی سمجھ نہ پاتا جو مغرب میں وحدۃ الوجود اور وحدت ادیان کے زبردست حامی اور ترجمان ہیں یوں کہیے کہ اس دور کے ابن عربی رحمہ اللہ ہیں۔

مولانا ندوی رحمہ اللہ کا تقویٰ:۔ مولانا اپنے خرچ پر علاج کیلئے لندن تشریف لے گئے واپسی پر ہم ملاقات کیلئے حاضر ہوئے تو فرمانے لگے میں وہاں اپنے خرچ پر گیا تھا۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ کے ارباب اقتدار نے مجھے پیش کش کی کہ آپ اپنا خرچ بتائیں تاکہ آپ کو ادا کیا جائے مگر میں نے کہا اس سے بہت سے لوگوں کا حق تلف ہوگا۔

میں کسی طرح یہ رقم لینے کو تیار نہیں ہوں یہ ان کے تقویٰ اور استغناء کی ایک چھوٹی سی مثال ہے۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص 68,69)

نظریاتی کونسل کے ممبر:۔ مولانا پاکستان کی وفاقی نظریاتی کونسل کے مدت دراز تک ممبر رہے اور اہل حدیث کے نمائندہ کی حیثیت سے گراں قدر خدمات انجام دیتے رہے۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص 69)

معتقد غزالی رحمہ اللہ سے ہاتھ ملانے کی سعادت:۔ مولانا ندوی رحمہ اللہ شیخ الاسلام بن تیمیہ رحمہ اللہ اور امام غزالی رحمہ اللہ کے بہت بڑے مداح تھے۔ تقریب کے اختتام پر لوگ مولانا کے ارد گرد جمع ہوئے بڑی مشکل سے ان تک پہنچ سکا وہ لوگوں کے ہجوم میں گھرے ہوئے تھے۔ ہر کوئی دوسرے سے پہلے ان سے مصافحہ کرنے کی تگ ودو میں تھا چنانچہ میں نے بھی ان سے ہاتھ ملانے کی سعادت حاصل کی۔ جواب میں وہ وعلیکم السلام کہہ کر مسکرائے۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص 82)

مولانا علاؤالدین کی بیعت اصلاح:۔ (محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ مدیر ''المعارف'' لاہور لکھتے ہیں) حضرت مولانا غلام رسول رحمہ اللہ (قلعہ میہاں سنگھ والا) کے شاگرد اور مرید مولوی علاؤالدین خطابت وامامت کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ یہ چھوٹی سی مسجد تھی جسے مولوی علاءالدین کی مسجد کہا جاتا تھا مسلک اہلحدیث سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی تعداد اس شہر میں بہت کم تھی اور جو لوگ اس مسلک سے منسلک تھے وہ اسی مسجد میں جمعہ وجماعت کے لیے آتے تھے۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص 93)

سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کا مشورہ:۔ دار العلوم ندوۃ العلماء سے فراغت کے بعد مولانا دیگر ندوی حضرات کی طرح قلم وقرطاس سے رشتہ قائم کرنا چاہتے تھے اور اس کے لیے دار المصنفین اعظم گڑھ میں چلے بھی گئے تھے۔ لیکن سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے جو اس زمانے میں دار المصنفین کے ناظم تھے۔ ان سے کہا کہ زیادہ تر ندوی تصنیف وتالیف کے میدان میں آگئے ہیں تبلیغ وتقریر میں ان کا حصہ نہ ہونے کے برابر ہے آپ کو اس محاذ پر کام کرنا چاہیے چنانچہ انہوں نے سید صاحب رحمہ اللہ کے مشورے سے درس قرآن اور خطابت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص 95)

وضاحت: ہمارے اسلاف میں اختلاف مسلک کے باوجود باہمی محبت اور رواداری کی کھلی مثال ہے (از مرتب اثری)

مقبول بندوں کی گزرگاہ پر دعا کی قبولیت:۔ مولانا اسماعیل صاحب رحمہ اللہ جب مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ کو بیماری کی حالت میں کھلابٹ لے کر گئے تو ایک دن یہ تینوں حضرات سیر کرتے کرتے ایک ندی کے کنارے پہنچے۔ مہدی زماں خاں صاحب نے انہیں بتایا کہ سید احمد شہید رحمہ اللہ اور مولانا اسماعیل شہید رحمہ اللہ کا لشکر جب جہاد کے لیے اس علاقے میں آیا تھا تو ان کا گزر اس مقام سے ہوا تھا جہاں ہم اس وقت کھڑے ہیں۔ یہ الفاظ سن کر مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ پر رقت طاری ہوگئی اور ہاتھ اٹھا کر اللہ سے دعائے صحت کی۔ مولانا ندوی رحمہ اللہ نے بتایا کہ وہ دعا سے فارغ ہوئے تو ایسے محسوس ہوا کہ بخار اتر گیا ہے اور وہ صحت یاب ہوگئے ہیں اس کا ذکر مولانا اسماعیل اور

مولانا مہدی زمان سے کیا تو وہ انہیں ان کے معالج کے پاس لے گئے۔معالج کا کلینک ایک پہاڑی کے اوپر تھا۔نبض دیکھی تو کہا نبض کی حرکت تیز ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بخار نہیں اترا۔مولانا ندوی رحمہ اللہ نے کہا میری جسمانی حالت مجھے بتارہی ہے کہ بخار اتر گیا ہے اور نبض کی رفتار اس لیے تیز ہے کہ نیچے سے پہاڑی پر چڑھتے ہوئے کمزوری کی وجہ سے سانس پھول گیا ہے۔آپ دس منٹ بعد نبض دیکھیں گے تو انشاءاللہ اسی نتیجے پر پہنچیں گے جس پر میں پہنچا ہوں چنانچہ دس منٹ بعد نبض دیکھی گئی تو وہ بالکل ٹھیک تھی اور وہ ایک ہفتے بعد واپس گوجرانوالہ آ گئے اللہ نے مریض کی دعا جو دل کی گہرائی سے نکلی تھی قبول فرمائی اور بیماری ختم ہوگئی۔(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص95,96)

اک سالک حق جو

وہ شارح تیمیہ و خلدون و غزالی — ذوق ادب و شعر میں دلدادہ حالی

ایک صوفی بے سند و بے دلق و بلا ھو — اک مرشد بے جبہ و بے قبہ و گیسو

اک مومن حق بین تو اک سالک حق جو — اک واعظ شائستہ سخن عالم خوش خو

دنیا کے حوائج میں ہمہ صبر و قناعت — عقبیٰ کے لیے صبح و مسا ذکر و اطاعت (ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص112)

صوفیاء کے علمی نکات کی مٹھاس:۔ مولانا فرماتے ہیں صوفیائے کرام اہل اللہ رحمہم اللہ اور ائمہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم نے کہیں کہیں تفسیر و تعبیر کے جو جام و سبو چھلکائے ہیں ان کو بھی ہم نے چکھا ہے۔(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص116)

صوفی صاحب کے روحانی معارف:۔ (پروفیسر غلام نبی عارف ایم اے لاہور لکھتے ہیں)

صوفی صاحب رحمہ اللہ کی تعریف سن کر میرے دل میں کچھ ایسا ولولہ پیدا ہوا کہ ہواؤں کے دوش پر بوئے ولایت آنے لگی اور میں مسافتوں پر مسافتیں طے کرتا ان کے حضور جا حاضر ہوا۔پھر بدون انقطاع پانچ سال تک اسی بلاد خوش نہاد میں اکتساب علوم وفنون کرتا رہا۔اور ولی کامل رحمہ اللہ کی صحبتوں میں روحانی معارف سے اپنے قلب وجگر کو طمانیت وتسکین کی دولت وثروت سے مالا مال کرتا رہا۔ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ دفتر اسرار حیات تھا۔وہ خلوص وعمل کی ان بلندیوں پر فائز تھے کہ وہاں تک پرواز کرنا کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ان کی زبان مبارک سے میں نے بارہا مولانا محمد حنیف ندوی کا ذکر سنا۔(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص 118)

اللہ کے ساتھ مکالمہ کی تین صورتیں:۔ بندوں کو اللہ تعالیٰ جب شرف مکالمہ سے نوازتے ہیں تو اس کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں یا تو قلب میں القاء ہوگا اور لوح دل پر منشاء الہٰی مرتسم ہوجائے گا یا پھر پیغمبر اور الہام کے درمیان کوئی حجاب اور واسطہ ہوگا مگر وہ پیغام بہر آئینہ پیغمبر تک پہنچ جائے گا اور یا یہ صورت ہوگی کہ جبرائیل امین بنفس نفیس تشریف لائیں گے اور بالمشافہ مراد الہٰی سے آگاہ فرمادیں گے جہاں تک نفس الہام کا تعلق ہے۔یہ عقلاً ممکن ہے کیونکہ اپنے سینے کے خیالات کو دوسرے تک منتقل کردینا بالکل ممکن ہے۔مسمریزم میں یہ ہوتا ہے کہ عامل وسط میڈیم میں اپنے خیالات کو بجنسہ پہنچادیتا ہے۔اور یہ درمیانی آدمی بالکل عامل کے نقطہ نگاہ سے سوچتا اور دیکھتا ہے بلکہ اس کی تمام حرکات اس کے تابع ہوجاتی ہیں اس طرح اللہ تعالیٰ جن بندوں کو نبوت کے لیے چن لیتے ہیں اپنے الہامات پیغامات اور تعلیمات کو ان تک پہنچادیتے ہیں۔

جنات حقیقت نہ کہ افسانہ:۔ سورہ احقاف کی آیت نمبر 29 کی تفسیر میں جنوں کے وجود پر روشنی ڈالتے ہیں۔

تجربات کی روشنی میں معلوم ہوگیا ہے کہ جنات ایک مستتر اور نظر نہ آنے والی مخلوق ہے اب خود یورپ نے جو دانش وعقل کا سب سے زیادہ مدعی ہے۔جنات کے وجود کو تسلیم کرلیا ہے۔بلکہ انکے وظائف اور اعمال تک کو معلوم کرلیا ہے جدید تحقیقات یہ ہیں کہ جن ایک لطیف ذی روح مخلوق ہے جس کا وزن ہے۔سوچتی اور سمجھتی ہے اور جس کی قوتیں اور حواس انسان سے زیادہ تیز اور بڑھ کر ہیں وہ دیکھی نہیں جاسکتی البتہ

جب وہ عام مادی اشیاء کو اپنے ارادوں کی تکمیل کے لیے استعمال کرتی ہے تو اس وقت اس کے وجود کا پتہ چلتا ہے۔ یہ تاویل کہ جن انسان ہی کی ایک صنف کا نام ہے نہ صرف واقعات کے اعتبار سے بھی غلط ہے اور اصل میں یہ نتیجہ ہے ایک طرح کی مرعوبیت اور شوق اجتہا دکا۔

حضرت مولانا سورۂ جن کی تفسیر میں جنوں کے وجود پر جدید انداز سے دلائل پیش کرتے ہیں۔

جنات، تاویل اور شہاب ثاقب:۔ اولاً حکمائے یونان کے متقدمین نے جنات کا انکار کیا اور بعد میں یورپ زدہ حضرات نے اس ضمن میں تاویلات کو ضروری سمجھا۔ حالانکہ قرآن حکیم میں، احادیث میں، مذہبی صحائف میں اور مشرقی لٹریچر میں ان کے متعلق اتنا ذخیرہ ہے کہ انکار ناممکن ہے اور اب تو وہ عقلی مشکلات بھی درمیان میں نہیں رہی ہیں اب تو یورپ والے بھی کہہ رہے ہیں کہ جنات اور ارواح کا وجود برحق ہے۔ اب ان کی تصویریں لی جارہی ہیں ان کا وزن دریافت کرلیا گیا ہے۔ ان سے باتیں کی جاتی ہیں اور بغیر کسی فریب نفس اور سہو وخطا کے اب یہ ایک مستقل سائنس ہے یعنی روحانیت۔ مگر اس وقت بھی بدقسمتی سے کچھ لوگ ایسے موجود ہیں اور نادانی کی وجہ سے تاویل پر مجبور ہیں انہوں نے آج سے پچاس برس پیشتر جو کچھ سنا تھا اس پر جمے بیٹھے ہیں۔ حالانکہ دنیا کی معلومات میں بڑا انقلاب واقع ہو چکا ہے۔ کل کے مسلّمات آج مسترداور مخرفات قرار پارہے ہیں اور کل کے اوہام آج حقائق۔

آج جنات کا وجود صرف مشرق کا وہم نہیں ہے بلکہ مادہ پرست یورپ کی ایک حقیقت بن گیا ہے آج جگہ جگہ سائنس روم کھلے ہیں جہاں لوگ مشق روحانیت کرتے ہیں۔ اور ان ارواح سے گفتگو کرتے ہیں اور ان اسرار ورموز کو معلوم کرتے ہیں جو عام انسانوں کی دسترس سے باہر ہیں۔ ہاں! یہ درست ہے کہ آج بھی ان کی حقیقت دریافت نہ ہوسکی مگر ان کے وجود کے بارے میں کچھ شبہ باقی نہیں رہا۔

واضح رہے کہ شہاب ثاقب قدیم الایام سے گرتا ہے اس کو زمانہ بعثت سے صرف اس قدر تعلق ہے کہ اس زمانہ سے اس کے اثرات میں اس چیز کا اضافہ کردیا گیا کہ وہ ان جنوں کو جو عالم بالا کی ٹٹولی میں پرواز کرتے ہیں روک دے اور سماعت سے محروم کردے۔ یہ اس لیے کہ مقدرات میں سے ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں ان کے بعد قیامت تک اب کوئی آسمانی ذریعہ معلومات انسان کیلئے بجز اس کے باقی نہ رہے کہ ختم المرسلین ﷺ کے باب نبوت پر دستک دے اور جو کچھ پائیں یہیں سے پائیں۔

جنات کے بارے میں مولانا کا بیان اس قدر حقیقت افروز اور فلسفیانہ ہے کہ آدمی کا ذہن اسے قبول کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص 127-126)

تصوف وکلام کے معارفِ تفسیری کا استیعاب:۔ مولانا ایک انتہائی روشن خیال اور بیدار مغز اہل علم تھے ان کی سوچ اور فکر نہایت درجہ فلسفیانہ تھی اسلامی فتوحات نے عربوں کے سامنے دنیا کے علم ودانش کے دروازے کھول دیئے تھے۔ انہوں نے یونانی علوم وفنون کو عربی قالب میں ڈھال کر ان کے نظریاتی پہلوؤں کو ہی قابل اعتناء نہیں سمجھا بلکہ عملی تجربات کی روشنی میں ان کو مزید فروغ بخشا ہے۔

حضرت مولانا رحمہ اللہ عربوں کی جغرافیائی فتوحات کے ساتھ ان کی علمی اور فنی فتوحات سے بھی بخوبی آگاہ تھے۔ انہوں نے ابن رشد اور غزالی رحمہ اللہ کی تصانیف سے بھرپور استفادہ کیا ابن رشد نے فلسفہ اور شریعت کو ہم آہنگ کرنے کے لیے اپنی بے پناہ صلاحیت وذہانت کا مظاہرہ کیا اور حضرت غزالی رحمہ اللہ کے بحر فلسفہ میں غوطہ زن ہوئے تو مقاصد الفلاسفہ کو مدون کرڈالا۔ مگر وہ اس سمندر کی موجوں کی تاب نہ لا سکے اور عافیت ایمان نظارہ ساحل میں ٹھنڈی اور پھر تہافت الفلاسفہ جیسی عظیم کتاب لکھ ڈالی۔ اب وہ اپنی گم شدہ متاع کو واردات عقل کے بجائے واردات قلب میں تلاش کرنے لگے جس کے نتیجہ میں انہوں نے ایک عظیم صوفی اور معلم اخلاق کی حیثیت سے شہرت پائی۔ مگر ابن رشد کی روح نے فلسفہ اور شریعت دونوں کے دامن میں پناہ لی۔ اور دونوں کو ایک ہی حقیقت کے مظاہر قرار دیا۔ انہوں نے مذہب اور فلسفہ کو دو جڑواں بہنوں سے تشبیہ دی جنہوں نے ایک سرچشمہ سے عہد طفولیت میں غذا اور توانائی حاصل کی۔ ابن رشد ملک سپین کا شہری تھا۔ پورے یورپ میں ایک عظیم فلسفی کی حیثیت

سے اسے تسلیم کیا جاتا تھا۔اس کی تصانیف کے یورپ کی اکثر زبانوں میں تراجم ہوئے ہیں۔انہوں نے امام غزالی رحمہ اللہ کے افکار کی پرزور تردید کی اور تہافتہ التہافتہ کے نام سے امام غزالی رحمہ اللہ کی کتاب کا جواب لکھا۔اب ان دونوں عظیم دانشوروں کی راہیں الگ الگ ہیں۔

غزالی رحمہ اللہ نے کتاب ''احیاء العلوم الدین'' لکھ کر مستقل شریعت کی راہ اختیار کی۔حضرت العلام مولانا ندوی نے دونوں دانشوروں کو اپنی تصانیف کا موضوع بنایا۔ابن رشد کے افکار ونظریات کو آسان اور رواں اردو میں پیش کیا۔غزالی رحمہ اللہ پر ان کی تحقیقات تو علمی سند و حجت کا درجہ رکھتی ہیں۔آپ نے غزالی رحمہ اللہ پر تین اہم کتابیں لکھ کر ان کی زندگی بھر کی تمام علمی اور فکری کاوشوں کو یکجا کر دیا۔

افکارغزالی یہ ''احیاءعلوم الدین'' کا مکمل خلاصہ ہے اس میں اسلامی عقائد وعبادات اور معاملات کو دل نشین انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

سرگذشت غزالی..... فقہ وتصوف کا باہمی تعلق:۔ یہ غزالی رحمہ اللہ کی تصنیف کا ''المنقذ من الضلال'' کا دل کش اردو ترجمہ ہے۔اس میں غزالی رحمہ اللہ نے اپنے فکر سفر کا تفصیل سے ذکر کیا ہے کہ کیوں انہوں نے جاہ وحشمت کی زندگی ترک کی اور زہد وتصوف کی پرخار وادی میں قدم رکھا۔مسند نشینی سے دست کش ہو کر صحرا نوردی اور آبلہ پائی کو اختیار کیا۔مولانا مرحوم کے روح پرور ترجمہ اور مقدمہ نے کتاب کی افادیت کو دو چند کر دیا ہے۔

تعلیمات غزالی:۔ یہ کتاب ''احیاءعلوم الدین'' کے ان ابواب کا سلیس اور شگفتہ ترجمہ ہے جن میں غزالی رحمہ اللہ نے فقہی مسائل کی حکمتیں بیان کی ہیں۔فقہ وتصوف کے باہمی تعلق کو واضح کیا ہے۔اس کتاب کے گرانقدر مقدمہ میں حضرت مولانا نے تصوف کی حقیقت کو واضح کیا ہے اور اس کی مختلف اصطلاحات کی آسان پیرایہ میں تشریح وتفہیم کی ہے۔

حضرت مولانا نے بظاہر وادی تصوف میں قدم نہیں رکھا اور نہ شاید واردات قلب کے عملی مشاہدات وتجربات سے گزرے۔البتہ ان کیعلمی تحقیق گروہ صوفیاء کے بارے میں لائق صد تحسین وتبریک ہے اس لیے بعض آیات کی تفسیر میں وہ سالک وصوفی کے لیے بھی دلچسپی کا سامان رکھتے ہیں اس حقیقت کی ایک جھلک سورہ بقرہ آیت 143 کی تفسیر میں دیکھئے۔(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص127-128)

سرگشت غزالی مایہ ناز علمی تصنیف:۔(مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ ادارہ ثقافت اسلامیہ کے لیے لکھی گئیں کتابوں کے تعارف میں فرماتے ہیں''ازمرتب اثری'')امام غزالی رحمہ اللہ طوس کے ایک گاؤں میں 450ھ میں پیدا ہوئے اور 505ھ میں وفات پائی۔ان کی تصنیفات میں''المنقذ من الضلال'' کو اہل علم میں بڑی اہمیت حاصل رہی ہے۔یہ غزالی رحمہ اللہ کی دلچسپ اور دلآویز سرگزشت ہے جو انہوں نے خود اپنے قلم سے رقم کی۔اس میں انہوں نے تفصیل سے بتایا ہے کہ ان کے فکر وذہن میں کیوں تبدیلی پیدا ہوئی اور ان کے افکار کس طرح انقلاب وتغیر کی خوش خرام موجوں سے روشناس ہوئے۔وہ جبہ وعبا اور مسند ودستار کی نہایت شاندار زندگی بسر کر رہے تھے اور تعلیم وتعلم کے ہنگاموں میں مشغول تھے کہ ان کے فہم وفراست نے اس اسلوب سے پلٹا کھایا کہ جبہ وعبا اتار پھینکے اور دنیا سے بے زار ہو کر بادیہ پیمائی شروع کر دی۔فقر ودرویشی کی روش اختیار کر لی اور فلسفہ وحکمت کے میدانوں سے نکل کر کتاب وسنت کی روح پرور وادی میں سکونت پذیر ہو گئے کہ اطمینان قلب اور سامان سکینت اسی میں ہے۔ایسا کیوں ہوا؟اور یہ ذہنی وفکری انقلاب کیوں بپا ہوا؟ کتاب میں اس سوال کا مفصل جواب دیا گیا ہے جو دل کی گہرائیوں میں اترتا اور روح وضمیر میں پیوست ہوتا چلا جاتا ہے۔

غزالی رحمہ اللہ نے ''المنقذ من الضلال'' میں اپنے وقت کی تمام مروجہ ذہنی وفکری تحریکات کا مکمل جائزہ لیا ہے اور اذعان ویقین کی ان بنیادوں کی نشان دہی کی ہے جو کتاب وسنت سے ہم آہنگ اور مسلک سلف سے ہم دوش ہیں۔

کتاب میں نفسیات' فلسفہ' منطق' تنقید' تمام چیزیں انتہائی اعتدال وتوازن کے ساتھ موجود ہیں قاری کو متاثر کرتی ہیں۔علاوہ ازیں تصور نبوت کو نہایت معقول بے حد سلجھے ہوئے اور بہ درجہ غایت حقیقت پسندانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

غزالی رحمہ اللہ کے دور میں تعلیمیہ اور قرامطہ جنہیں باطنیہ بھی کہا جاتا ہے کا فتنہ زوروں پر تھا اور انہی کے عقائد وتصورات کی خطرناکیوں

سے اثر پذیر ہو کر انہوں نے یہ کتاب سپر دقلم کی۔ کتاب میں بتایا گیا ہے کہ یہ لوگ کون تھے؟ ان کے عقائد و افکار کیا تھے؟ ان میں کیا کیا تبدیلیاں رونما ہوئیں اور فکر وفلسفے میں انہوں نے کیا اضافہ کیا؟

مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ نے "المنقذ من الضلال "کا سرگزشت غزالی کے نام سے ترجمہ کیا ہے اور اس پر 89 صفحات کا طویل مقدمہ لکھا ہے جس میں اس دور کی فکری تفصیلات اور غزالی کے قدیم رجحانات کو اجاگر کیا ہے نیز ان میں تبدیلی کے باوجود واسباب اور ان کے فلسفہ وحکمت کی تفصیل سے وضاحت کی ہے اردو ترجمہ اتنا جاندار اور دلکش ہے کہ اگر غزالی رحمہ اللہ زندہ ہوتے اور اس ترجمے کا مطالعہ کرتے تو زیادہ نہیں تو اسے اپنی عربی کتاب کے برابر ضرور جگہ دیتے۔(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص 143-142)

افکار غزالی..... کتب تصوف کی تلخیص:۔ امام غزالی رحمہ اللہ سے مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ کو خاص تعلق خاطر ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے بارے میں انہوں نے تین کتابیں لکھیں ایک افکار غزالی' دوسری تعلیمات غزالی اور تیسری سرگزشت غزالی' تعلیمات غزالی ''احیاء علوم الدین'' کے بعض ابواب کی تلخیص ہے سرگزشت غزالی ''المنقذ من الضلال '' کا ترجمہ ہے اور افکار غزالی میں ''احیاء علوم الدین '' کے مضامین ومشمولات کا خلاصہ اور اختصار بیان کر دیا گیا ہے۔ان تینوں کتابوں پر علیحدہ علیحدہ مبسوط مقدمات تحریر کیے گئے ہیں جو اپنی جگہ مستقل کتاب کی حیثیت رکھتے ہیں اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ''افکار غزالی'' کا مقدمہ 104 صفحات میں پھیلا ہوا ہے اس طرح ہر مقدمہ ایک مستقل کتاب کی حیثیت رکھتا ہے۔ان کتاب ثلاثہ میں بااعتبار ترتیب تصنیف کے پہلا نمبر ''افکار غزالی'' کا' دوسرا '' سرگزشت غزالی'' کا اور تیسرا ''تعلیمات غزالی'' کا ہے۔

جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ افکار غزالی ''احیاء علوم الدین'' کے بعض اہم مضامین کا خلاصہ ہے اس کے بڑے بڑے عنوان یہ ہیں فضائل علم' قلب کی موت' حصول علم کے فضائل' تعلیم' علم کے محامد شواہد عقلیہ کی روشنی میں وہ علوم جن کا سیکھنا فرض کفایہ ہے' علم المکاشفہ اور علم المعاملہ' مشاغبات علم الکلام' ائمہ فقہ کا زہد وورع' مضر علوم' وہ الفاظ مصطلحات جن کے معنوں میں تغیر وتبدل ہوا ہے بحث وجدل سے لوگوں کی دلچسپی کے اسباب وجوہ اور اس کے شرائط بحث ومناظرہ سے کیا کیا نفسی برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔

استاد اور شاگرد کے آداب' ارشاد وتعلیم کی ذمہ داریاں عقل اور اس کی قسمیں' مدارک عقل میں تفاوت عقائد کی تفصیل' عقائد کی تلقین میں تدریج کا لحاظ' ظاہر اور باطن کی تقسیم' ظاہر وباطن میں فرق کی نوعیت' ایمانیات میں پہلا رکن توحید' دوسرا رکن اللہ کی صفات' تیسرا رکن اللہ کے افعال کا علم' چوتھا رکن سمعیات ایمان اور اسلام کے اطلاقات' کیا ایمان میں کمی بیشی ممکن ہے ایمانیات میں استثناء کا استعمال' ان موٹے موٹے عنوانات میں بہت سے ضمنی عنوانات بھی ہیں۔

''احیاء علوم الدین'' کے ان ابواب میں امام غزالی رحمہ اللہ نے عقائد اسلامی کا پورا تجزیہ کیا ہے۔تہذیب اخلاق کے تمام گوشوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ایمان کی گتھیوں کو سلجھایا ہے عبادت کی روح متعین کی ہے اور ان کی تہہ میں جو فلسفہ کارفرما ہے اس کی نشان دہی کی ہے معاملات کی وضاحت فرمائی ہے۔غرض بحثیت مجموعی دین اسلام کی ایسی دلآویز تشریح کی ہے کہ جس سے الحاد وزندقہ کی تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں اور احکام دین میں جو روشنی پنہاں ہے وہ پوری آب وتاب کے ساتھ قلب ونظر میں سما جاتی ہے۔

مولانا ندوی رحمہ اللہ کی اپنی زبان اور اپنا انداز ہے جو انہی کے ساتھ مخصوص ہے انہوں نے نہایت حسن وخوبی سے غزالی کے ان مضامین کو صفحہ قرطاس کی زینت بنایا ہے۔

مقدمہ کتاب میں مولانا رحمہ اللہ نے امام غزالی رحمہ اللہ کے حالات وسوانح پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے ان کے خیالات وافکار کی اہمیت بیان کی ہے اور علمی دنیا میں ان کے مقام ومرتبے کی وضاحت کی ہے۔

تعلیمات غزالی ... رموزِ تصوف کا شاہکار:۔ امام غزالی رحمہ اللہ کی مشہور تصنیف ''احیاء علوم الدین'' حلقہ اہل علم اور اصحاب

تصوف میں ہمیشہ متداول رہی ہے۔غزالی رحمہ اللہ نے اس کتاب میں ارکان دین' احکام اسلام' رموز تصوف اور فرامین الٰہی کو نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ ان میں کیا اسرار پنہاں ہیں اور کس رکن دین کی بجا آوری میں کیا فلسفہ وحکمت کارفرما ہے۔

مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ نے غزالی رحمہ اللہ کی اس معرکہ آرا کتاب کے گیارہ ابواب کی تلخیص کی ہے اور وہ ابواب یہ ہیں۔

ابواب صلوٰۃ' ابواب زکوٰۃ' حدیث صوم' اسرار حج' ذکر ودعا' تہذیب وآداب' نکاح ومعاشرت' محبت واخوت' معاملات' فہم قرآن تفسیر بالرائے۔

''احیاء علوم الدین'' کے یہ انتہائی اہم اور بنیادی ابواب ہیں۔مولانا نے نہایت شگفتہ زبان میں ان کو اردو کے قالب میں ڈھالا ہے اور اس کو تعلیمات غزالی کے دلکش نام سے مرتب کیا ہے۔

کتاب پر 88 صفحات کا مبسوط مقدمہ تحریر فرمایا ہے جس میں تصوف کے رموز ونکات پر سیر حاصل بحث کی ہے۔مقدمے میں بتایا گیا ہے کہ جو ذوق و وجدان کا قیمتی سرمایہ ہے تزکیہ باطن اور تعمیر سیرت کے اعتبار سے کن اہمیتوں کا حامل ہے اور ارتقا کے کن کن مراحل سے دوچار ہوا ہے۔اس کے مشائخ کون کون ہیں اور اس کی اصطلاحات کیا ہیں۔نیز اس سے واردات قلب کی کن کن کیفیتوں پر روشنی پڑتی ہے۔

اپنے مندرجات ومشمولات کے اعتبار سے ''تعلیمات غزالی'' نہایت عمدہ کتاب ہے اس کے گیارہ ابواب میں جو اوپر درج کیے گئے ہیں بہت سے ضمنی عنوانات بھی ہیں۔(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص 144-143-142)

مکتوب مدنی... وحدۃ الوجود اور وحدت الشہود کا سنگم:۔ الٰہیات کے سلسلے میں یہ بحث خاص طور سے بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ اللہ تعالیٰ اور کائنات میں ربط وتعلق کی نوعیت کیا ہے؟ اس ضمن میں ابن عربی رحمہ اللہ نے وحدت وجود کا نظریہ پیش کیا ہے جس کا دو لفظوں میں مطلب یہ ہے کہ بحر وجود دراصل ایک ہے اور تمام کائنات اسی بحر بیکراں کی موجیں ہیں۔

مجدد الف ثانی رحمہ اللہ اس کے مقابلے میں نظریہ شہود کی وضاحت کی ہے جس میں دو وجود ہیں ایک مادی دنیا کا اور دوسرا حقیقت وراء الوراء کا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ان دونوں نظریوں کے درمیان تطبیق دینے کی کوشش کی ہے شاہ صاحب رحمہ اللہ سے اس دور کے معروف عالم اسماعیل بن عبداللہ آفندی رومی مدنی رحمہ اللہ نے اس سلسلے میں سوال کیا تو انہوں نے بذریعہ مکتوب اس کا تفصیلی جواب دیا جو کتابی شکل میں اشاعت پذیر ہوا۔یہ مکتوب عربی زبان میں مکتوب مدنی سے موسوم ہے۔

مولانا مرحوم نے شاہ صاحب کی اس اہم علمی کاوش کا شگفتہ اور سلیس اردو ترجمہ کردیا ہے۔وحدت وجود اور وحدت شہود کے موضوع سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے اس کا مطالعہ نہایت مفید ثابت ہوگا۔(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص 147)

علمائے کرام اور صوفیائے عظام کا طریق گفتگو:۔ موت وحیات کے ہمہ گیر قاعدے کے مطابق ہر متنفس کو مرنا ہے مولانا کو بھی ایک دن مرنا تھا اور وہ موت کا لقمہ بن گئے لیکن موت اور موت میں فرق ہے انسان اور انسان میں فرق ہے۔ع

قضا کس کو نہیں آتی یوں تو سب ہی مرتے ہیں پر اس مرحوم کی بوئے کفن کچھ اور کہتی ہے

مختلف مسائل ومعاملات سے متعلق مولانا ندوی رحمہ اللہ نہایت عمدہ تجزیہ کرتے تھے ایک دن عام علمائے دین اور صوفیائے کرام کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ تبلیغ حق کے سلسلے میں دونوں ایک ہی قسم کی بات کہیں گے لیکن دونوں کے لب و لہجے اور اسلوب کلام میں نمایاں فرق ہوگا۔

عالم دین کلمہ حق کہنے میں انتخاب الفاظ پر زیادہ توجہ نہیں دے گا۔نرم یا سخت جو الفاظ زبان پر آئے بلاتأمل کہہ دے گا۔یہ خیال نہیں کرے گا کہ مخاطب پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے وہ یہ سمجھتا ہے کہ حق کڑوا ہوتا ہے اور اس کی کڑواہٹ کا اثر مخاطب کے حلق اور معدے تک پہنچنا چاہیے لیکن صوفی اور عارف اس طرز ادا کو نہیں اپنائے گا وہ سخت سے سخت بات کہنے کے لیے بھی نرم سے نرم الفاظ تلاش کرے گا۔اس

رئیس المناظرین شیخ الاسلام

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ تعالیٰ

المتوفی ۱۹۴۸ء

تحریر

فضل الرحمن بن میاں محمد

ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات شریعت کورس جامعۃ الازہر مصر
خطیب مبارک مسجد اسلامیہ کالج ریلوے روڈ ○ لاہور

دار الدعوۃ السلفیہ
شیش محل روڈ — لاہور
الباکستان

طابع ـــــــــ حافظ محمد بشیر
تاریخ طبع ـــــــــ مارچ ۱۹۸۷ء
مطبع ـــــــــ المطبعۃ العربیہ لاہور
کتابت ـــــــــ محمد صدیق خوش نویس

میاں فضل حق اور ان کی خدمات

محمد اسحاق بھٹی

میاں فضل حق ویلفیئر ٹرسٹ
111 ملتان روڈ۔ لاہور

طبع اول
سنہ اشاعت 1997ء
کمپوزنگ فراز کمپوزنگ سنٹر لاہور۔ فون : 7352332
طابع طیب اقبال پرنٹرز، لاہور
قیمت روپے

کی کوشش یہ ہوگی کہ اپنی بات بھی کہہ دی جائے اور مخاطب کو ذہنی اور قلبی تکلیف نہ پہنچے(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص193-192)

مولانا کی یہ بات بالکل صحیح ہے کہ آج کل اکثر مبلغین کو ہم دیکھتے ہیں کہ انتخاب الفاظ کو اہمیت نہیں دیتے۔ وہ ایسا ترش اور کڑوا انداز اختیار کرتے ہیں کہ مخاطب پر اچھا اثر پڑنے کے بجائے برا اثر پڑتا ہے حالانکہ قرآن کا واضح حکم ہے کہ نرم وملائم لفظوں میں تبلیغ کرنی چاہیے اور نوبت جھگڑے تک بھی پہنچ جائے تو گفتگو میں احسن طریق اختیار کرنا چاہیے۔(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص193)

سلوک ومعرفت کے ماہر کا کمال:۔ موت کے بارے میں مولانا ندوی رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ اس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں موت' تغیر مقام اور تغیر احوال کا نام ہے جو شخص کارگاہ آفرینش میں اس ڈھب سے زندگی بسر کرتا ہے کہ جو موت کے بعد پیش آنے والے ماحول واسلوب سے ہم آہنگ ہو سکے اس کے وہاں پہنچتے ہی اس ماحول اور اس طرز حیات سے مطابقت پیدا ہو جاتی ہے اور اسے وہاں کسی قسم کی اجنبیت کا احساس نہیں ہوتا بلکہ وہ یوں محسوس کرتا ہے کہ گویا ابتداء ہی سے اسی ماحول اور اسی نواح سے اس کا تعلق ہے لیکن جن لوگوں نے اس دنیا میں رہ کر بعد از موت کے اسلوب زیست کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی وہاں انہیں بلاشبہ دقت پیش آئے گی تھوڑی بہت اذیت اٹھانے اور کچھ عرصہ گزارنے کے بعد یہ بتدریج اسی ماحول سے ان کی موانست ومطابقت پیدا ہوگی۔

وہ فرمایا کرتے تھے کہ اس دنیا میں بھی ماحول کی عدم مطابقت اور اجنبیت کی وجہ سے عام طور پر ہمیں یہ دقت پیش آتی ہے مثلاً ہم کسی ایسے علاقے یا ملک میں چلے جاتے ہیں جہاں کی زبان ثقافت' تہذیب اور طرز معاشرت سے واقفیت نہیں ہوتو جب تک اس سے ذہنی مطابقت اور لسانی مناسبت نہیں پیدا ہو جاتی احساس اجنبیت قائم رہتا ہے۔ جوں ہی مناسبت ومطابقت پیدا ہوئی' غیریت اور دوئی کے تمام حجاب ختم ہو جاتے ہیں یہ صورت حال انسان کی قلبی اور عملی استعداد سے تعلق رکھتی ہے اگر یہ استعداد تیز ہے تو مطابقت جلد پیدا ہو جاتی ہے اور اگر اس میں کمی ہے تو مطابقت کی رفتار ظاہر ہے' کم رہے گی۔

یہ بات خالص عارفانہ ہے اور معرفت وسلوک کا کوئی ماہر ہی یہ بات کہہ سکتا ہے اتنی بڑی حقیقت کو اس درجہ حکیمانہ پیرائے میں کوئی عام عالم بیان نہیں کر سکتا۔(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص194-193)

تلقین غزالی رحمہ اللہ کی بازگشت:۔ (شیر محمد گریوال لکھتے ہیں:)

مولانا رحمہ اللہ کے درسوں سے امام غزالی رحمہ اللہ کے درسوں کی یاد تازہ ہوتی تھی۔امام غزالی رحمہ اللہ بلاشک وشبہ اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم' فلسفی اور مفکر تھے ان کے درسوں کو سننے کے لیے تو لوگ دور دور سے ہزاروں میل کی مسافت طے کر کے آتے تھے مولانا کے درس اصل میں تلقین غزالی ہی کی صدائے بازگشت تھے۔(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص202)

درویش وقلندر وقت:۔ مولانا خاموشی سے اپنے کام میں جتے رہتے تھے نمود ونمائش کے بالکل قائل نہیں تھے انتہائی قناعت پرست تھے۔ بالکل سادہ زندگی بسر کر سکتے تھے صحیح معنوں میں درویش اور قلندر تھے۔اسلامی اخلاق کا مجسمہ تھے۔(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص203)

نام کتاب:۔سوانح ثناءاللہ امرتسری، المتوفی 1948ء
تحریر:۔فضل الرحمٰن بن میاں محمد

مولانا ثناءاللہ امرتسری رحمہ اللہ

سکھ کے ساتھ نیک سلوک:۔ ایک مرتبہ آپ(مولانا امرتسری رحمہ اللہ) کسی جلسہ میں شرکت کے لیے تشریف لے جارہے تھے کہ ریل کے سیکنڈ کلاس ڈبہ میں ایک سکھ مسافر اپنی جگہ سے اٹھا تو اس کو اوپر کے پھٹے سے ایسی چوٹ آئی کہ چکرا کر گرا اور کراہنے لگا۔حضرت مولانا اچھل کر اس کے پاس پہنچے۔اس کو اٹھایا، سنبھالا، بستر پر لٹایا، سر اور پاؤں دبائے، مٹھی چاپی کی۔اس نے ہر چند منع کیا مگر آپ نے فرمایا: سردار

صاحب! اسلام نے محض مسلمانوں ہی کی خدمت کا حکم نہیں دیا۔تمام بنی نوع انسان اور تمام مذاہب کے پیروؤں سے نیک سلوک کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔اس لیے میں نے جوسلوک آپ سے کیا ہے یہ کوئی آپ پر احسان نہیں ہے میرے فرائض میں داخل ہے۔اور ہمارے آقا ومولاﷺ کا ارشاد ہے کہ:"ارحموامن في الارض يرحمكم من السماء"

خدا رحم کرتا نہیں اس بشر پر نہ ہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر
کسی کے گر آفت گزر جائے سر پر پڑے غم کا سایہ نہ اس بے اثر پر
کرو مہربانی تم اہل زمیں پر خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

آپ ہمیشہ وعید نبویﷺ:''ليس منا من لم يوقر كبيرناويرحم صغيرنا''بزرگوں کا ادب واحترام کرتے،بچوں پر رحم فرماتے ،چھوٹوں سے شرم کھاتے اوران کا لحاظ کرتے،ان سے محبت وشفقت سے پیش آتے۔(سوانح ثناءاللہ امرتسری ص45)

بچوں اور بوڑھوں سے حسن سلوک:۔ ایک مرتبہ کوئی ضعیف العمر اپنے بچے کو ساتھ لئے دفتر اہل حدیث میں آئے،بچہ کارآمد کاغذوں پر ہاتھ مارنے لگا۔ایک دو کاغذ پھاڑ بھی دیئے۔ملازم نے جو بچے کی یہ حرکت دیکھی تو اس کو سخت الفاظ میں جھڑکا۔بوڑھے کو بھی برا بھلا کہا،کرسی سے اٹھا کر ایک چٹائی پر بٹھادیا۔اتنے میں حضرت مولانا رحمہ اللہ تشریف لائے جب ان کو ملازم کی گستاخی کا پتہ چلا تو اُسے طلب کر کے ڈانٹ پلائی اور فرمایا:بیوقوف!تو مسلمان ہوکر بچوں کو جھڑکتا ہے اور بوڑھوں کی بے ادبی کرتا ہے۔سن!رسول اللہﷺ نے فرمایاہے:ليس منا من لم يرحم صغير نا ولم يوقر كبيرنا ويا مر بالمعروف وينه عن المنكر۔"خبردار ایسی حرکت نہ کرنا''
(سوانح ثناءاللہ امرتسری ص46)

مخالفین سے خندہ پیشانی سے پیش آنا:۔ دفتر اہلحدیث میں اور مولانا مرحوم کے خود اپنے دولت کدہ پر جب آپ کے حریف ومخالف کسی کام کے سلسلہ یا کسی اور وجہ سے آتے تو مولانا اٹھ کران کا استقبال کرتے' اپنی جگہ پر بٹھاتے' نرم وشیریں گفتگو فرماتے۔خاطر ومدارت میں کوئی کسر نہ اٹھار کھتے' انہی اخلاق وعادات کی وجہ سے آپ ہر مکتبہ فکر کے نزدیک ہر دلعزیز تھے۔

تمام مذاہب والے آپ کا احترام کرتے تھے مخالفین میں سے اگر کوئی بیمار ہوجاتا تو عیادت کے لیے تشریف لے جاتے۔اگر کسی کی مالی حالت کمزور ہوتی تو بڑے پیارے انداز سے اس کی مدد فرماتے ان کا عام دستور تھا کہ مخالف کی عیادت کو جاتے وقت ایک لفافے میں سو کا نوٹ ڈال کرلے جاتے اور واپسی کے وقت اسے بیمار کے تکیے کے نیچے رکھ آتے۔آج کل بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو کہ مولانا مرحوم کے اس عالی خلق کی گواہی دے سکتے ہیں۔

اگران میں سے کسی کی موت واقع ہوجاتی تو جنازے میں شریک ہوتے تعزیت کے لیے اس کے ورثاء کے پاس جاتے اگر خود نہ جاسکتے تو اپنے لڑکے کو ضرور بھیجتے۔(سوانح ثناءاللہ امرتسری ص48)

صلح صفائی کی فکر:۔ ایک مرتبہ ایک شخص ان کی مجلس میں آکر جوتے سمیت قالین پر بیٹھ گیا۔آپ نے باتوں باتوں میں اس پر عیاں کردیا کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: اذا جلس الرجل ان يخلع نعليه فيضعهما الى جنبه (مشكوة)

ایک مرتبہ دو مسلمانوں کو آپس میں جھگڑتے ہوئے دیکھا جھگڑے سے بات بڑھ کر مارنے مرانے پر آگئی۔مولانا مرحوم ومغفور آگے بڑھے اور دونوں سے مخاطب ہوکر فرمایا بھئی جو کچھ کہنا ہے مجھ کو کہہ لو یوں دو مسلمان آپس میں لڑتے ہوئے اچھے نہیں لگتے دونوں میں صلح کرادی اور آئندہ نہ لڑنے کا ان سے وعدہ لے لیا۔(سوانح ثناءاللہ امرتسری ص49)

اہل حق علمائے اہلحدیث کا اظہار حقیقت:۔ جنگ آزادی کے دس سال بعد مدرسہ دیوبند کی ابتدا مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ

اللہ کی سرپرستی میں ہوئی جس کا نصب العین انگریز سرکار کی بجائے دین وملت کی خدمت تھا۔ وقت کے مشہور علمائے کرام حضرت مولانا محمد قاسم، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت شیخ الہند محمود الحسن، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اور حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمھم اللہ نے مدرسہ کے نصب العین کو پانے کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ (تاریخ مسلمان عالم بحوالہ سوانح ثناءاللہ امرتسری ص 52)

ندوۃ العلماء:۔ بقول مولانا ابوالوفاء رحمہ اللہ کے کہ 1892ء میں مدرسہ فیض عام کانپور کی جس مجلس میں فارغ التحصیل ہونے کے بعد ان کی دستار بندی ہوئی اسی مجلس میں ندوۃ العلماء کی بنیاد رکھی گئی۔ جو چند ہی سالوں میں ایک عظیم الشان علمی ادارہ بن گیا جو بجا طور پر مولانا شبلی نعمانی اور سلیمان ندوی رحمھما اللہ پر فخر کر سکتا ہے۔ ان دونوں حضرات کے قلم ہمہ تن دین اسلام کی خدمت میں کوشاں رہتے تھے۔ ان کی ''سیرۃ النبی'' کتب سیر میں اونچا مقام رکھتی ہے سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کے ماہنامہ ''المعارف'' کی مقبولیت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ (سوانح ثناءاللہ امرتسری ص 53)

اولیاء عام امت سے افضل ہیں:۔ تمام مخلوق میں سید البشر انبیاء علیہم السلام ہیں اور انبیاء میں سید الانبیاء حضرت محمد رسول ﷺ ہیں جو قیامت کے روز شفاعت کبریٰ وصغریٰ کریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم'' ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے برابر کوئی شخص تقویٰ اختیار نہیں کر سکتا نیز حضرت محمد ﷺ نے فرمایا مذکورہ آیت کے مطابق اولیاء اللہ عام امت سے افضل ہیں۔ (سوانح ثناءاللہ امرتسری ص 87)

اولیاء کا بدظن فاسق ہے:۔ انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنے والا کافر اور اولیاء کی توہین یا ان کی طرف بدظنی کرنے والا فاسق ہے۔ اہل حدیث کا طریقہ اس سلسلہ میں وہی ہے جو کہ صاحب ہدایہ نے کتاب الشہادۃ میں بیان کیا ہے۔ جو سلف صالحین کو برا کہے اس کی شہادت معتبر نہیں۔ (سوانح ثناءاللہ امرتسری ص 88)

مشائخ صوفیاء کی تفسیری خدمات

متصوفین مفسرین کی جماعت:۔ جو قرآن پاک میں سلوک اور تصوف کے مسائل سے دلچسپی رکھتے ہیں۔

مذکورہ بالا گروہوں نے قرآن کی تفسیر کرنے کا حق ادا کرنے کی انتہائی کوشش کی ہے لیکن اس کے باوجود قرآن کا یہ اعجاز ہے کہ ہر دور میں ایسے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی نازل ہوا ہے لہٰذا ہر دور میں پیش آمدہ مسائل کو حل کرنے میں رہنمائی کا سبب بنتا ہے۔

پاک وہند میں بھی علماء اس فن میں پیچھے نہ رہے بلکہ عربی، فارسی، اردو، پنجابی، سندھی، پشتو، بنگالی، مرہٹی، تامل، ہندی، کشمیری اور گجراتی وغیرہ میں تراجم اور تفاسیر لکھ دیں۔

اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ کے استاد شیخ احمد ملا جیون رحمہ اللہ (المتوفی 1130ھ) نے ''التفسیرات الاحمدیہ'' کے نام پر ان آیات کی تفسیر کی جن سے فقہی احکام استنباط ہوتے تھے۔

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ (المتوفی 1176ھ) نے ہندوستان میں پہلی دفعہ قرآن پاک کا ترجمہ فارسی میں کیا جس کی وجہ سے ان کی شدید مخالفت کی گئی یہاں تک کہ ان پر قاتلانہ حملہ بھی کیا گیا انہوں نے اس ترجمہ کا نام فتح الرحمٰن فی ترجمۃ القرآن رکھا۔

ان کے بعد ان کے بیٹوں نے اردو میں ترجمے اور تفاسیر لکھیں۔ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی تفسیر عزیزی شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ کا موضح القرآن اور شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ کے تحت اللفظ ترجمہ آج بھی عوام الناس میں مقبول ہیں۔

قاضی ثناءاللہ پانی پتی رحمہ اللہ (المتوفی 1225ھ) نے عربی میں لغوی تشریح روایات وآثار، فقہی مباحث، اسرار تصوف اور مسلک حنفی کی تائید وتوثیق کے لحاظ سے ایک جامع تفسیر لکھی۔

نواب صدیق الحسن بھوپالی رحمہ اللہ (المتوفی 1307ھ) نے عربی میں ''فتح البیان'' اور ''نیل المرام'' کے علاوہ اردو میں ترجمان القرآن

کے نام پر علامہ شوکانی رحمہ اللہ کی ''فتح القدیر'' کی تلخیص لکھی۔نواب صدیق حسن رحمہ اللہ کو سینکڑوں کتب کے مصنف ہونے کا شرف حاصل ہے۔

مولانا عبدالحق حقانی رحمہ اللہ المتوفی 1335ھ کی اردو میں تفسیر ہندوستان کے مسلمانوں میں بہت معروف ہے۔مولانا احمد حسن دہلوی رحمہ اللہ نے شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ کے ترجمہ کے ساتھ ایک فاضلانہ تفسیر شائع کی۔(سوانح ثناءاللہ امرتسری ص122,123)

نشان دہی غلطی پر فوراً رجوع:۔ مولانا رحمہ اللہ میں یہ بڑی خوبی تھی کہ اگر کہیں بشری تقاضوں کے تحت غلطی ہو جاتی تو نشان دہی پر فوراً رجوع کر لیتے۔اپنی غلطی کو ثابت کرنے کے لیے فضول قیل وقال کے چکر میں نہ پڑتے بلکہ اہل علم کو دعوت دیتے رہتے کہ بھائی جان میری غلطی دیکھو مجھے خبر کر دو۔(سوانح ثناءاللہ امرتسری ص213)

سیاسی ودینی اتحاد کی فکر:۔ مولانا رحمہ اللہ اپنے اخبار اہلحدیث میں فرماتے ہیں:۔

اتحاد واتفاق،تعظیم میں مسلمان ہند بہت نیچے گرے ہوئے ہیں ہماری قوم میں جس قدر اختلاف اور پھوٹ فرقہ بندی اور نا اتفاقی ہے ہندوؤں میں ہے نہ سکھوں میں نہ عیسائیوں میں ہے۔نہ دنیا کی کسی قوم میں غرضیکہ ساری قومیں متحد اور متفق ہو کر اپنے سیاسی،مذہبی اور ملی مفاد کو حاصل کرنے میں کوشاں اور منہمک ہیں مگر آہ! ایک ہم ہیں کہ نہ ہماری سیاسی پارٹیاں متحد ہیں اور نہ ہی مذہبی انجمنیں۔نہ عوام میں اتفاق ہے اور نہ خواص میں اتحاد کیا اچھا کہا ہے شاعر نے:

ترقی کر رہی ہیں اور قومیں علم وحکمت میں ہماری قوم لیکن مبتلائے خواب غفلت ہے

جو ہیں دو بھائی تو ہے ایک کا اک دشمن جانی نہ آپس میں محبت ہے نہ باہم ربط الفت ہے

سنائیں کس کو افسانہ غم آلام کا اپنے! طبیعت میں مسلمانوں کی کیا جوش حمیت ہے

(سوانح ثناءاللہ امرتسری ص219)

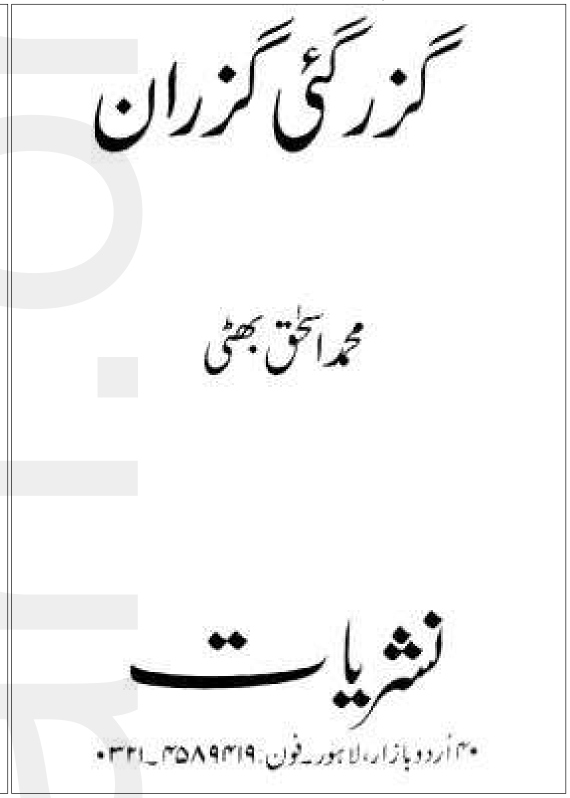
اس اتحاد واتفاق کی بدولت بدر کے موقع پر 313 آدمی ہزاروں کا مقابلہ کر کے فتح حاصل کر لیتے ہیں اور آج ہزاروں کی تعداد میں ہونے کے باوجود شکست اور ناکامی ہے۔ہوسکتا ہے کہ اس کے وجوہ اور علل بہت ہوں لیکن عدم اتحاد واتفاق ایک وجہ ضرور ہے اور اسی قانون کے چھوڑنے کا نتیجہ ہے۔(سوانح ثناءاللہ امرتسری ص221)

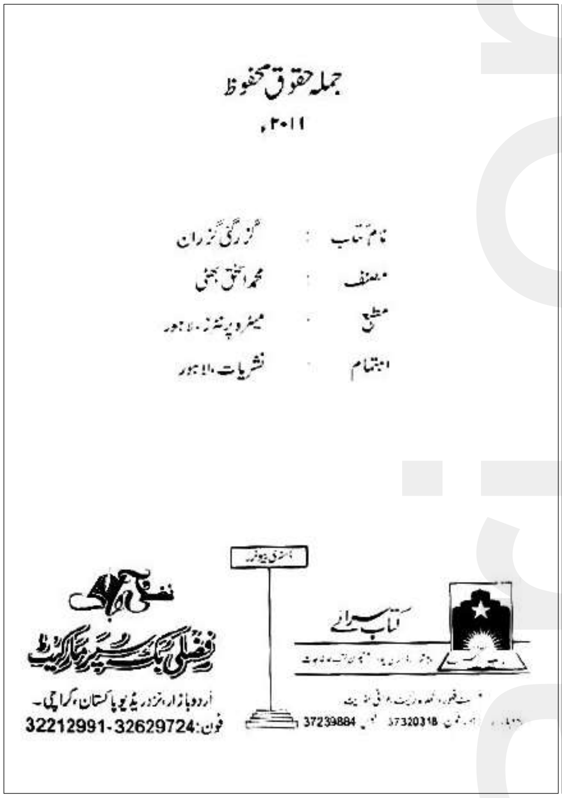
نام کتاب:۔میاں فضل حق رحمہ اللہ اوران کی خدمات
مصنف:۔محمد اسحاق بھٹی

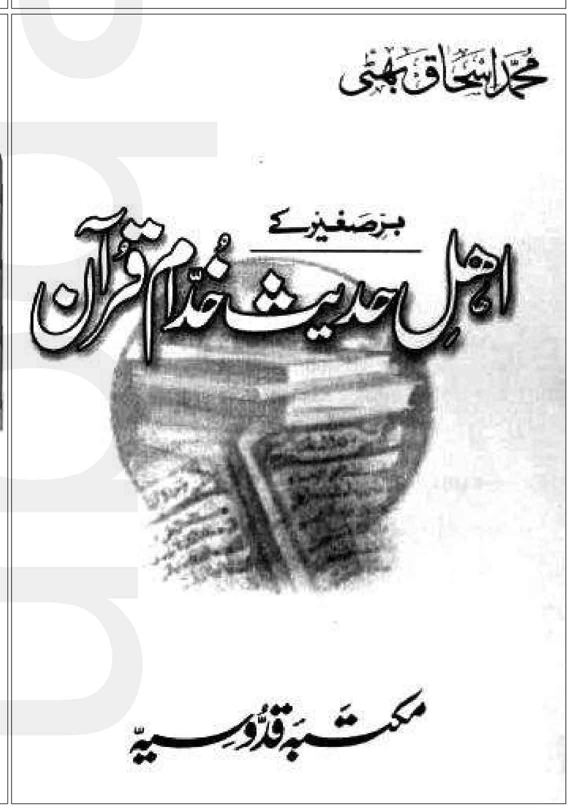
ولی باکمال عارف باللہ مستجاب الدعوات صوفی عبداللہ رحمہ اللہ

صوفی عبداللہ رحمہ اللہ ان کا اصلی نام سلطان تھا اور وہ وزیر آباد(ضلع گوجرانوالہ)سے تعلق رکھتے تھے۔عالم جوانی ہی میں مولانا فضل الٰہی رحمہ اللہ وزیر آبادی کی سرگرمیوں سے متاثر ہو کر سرحد پار کے مجاہدین سے وابستہ ہو گئے تھے۔مجاہدین سے تعلق رکھنے والوں کا اصل نام بدل دیا جاتا تھا اور انہیں کسی دوسرے نام سے پکارا جاتا تھا۔چنانچہ ان کا نام سلطان کے بجائے عبداللہ رکھ دیا گیا اور پھر وہ صوفی عبداللہ کے نام سے مشہور ہوئے۔وہ مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔

1922ء میں اپنے ایک ساتھی میاں عطاءاللہ کے ساتھ ضلع فیصل آباد کی تحصیل سمندری کے ایک گاؤں چک نمبر 493 گ ب اوڈانوالہ میں آ گئے۔1932ء میں انہوں نے وہاں ایک دینی مدرسہ قائم کیا جو دارالعلوم تعلیم الاسلام کے نام سے مشہور ہے۔اس مدرسے میں


گزر گئی گزران
محمد اسحٰق بھٹی
نشریات
۴۰ اُردو بازار، لاہور۔ فون: ۰۳۲۱۔۴۵۸۹۴۱۹


جملہ حقوق محفوظ
۲۰۱۱ء
نام کتاب : گزر گئی گزران
مصنف : محمد اسحٰق بھٹی
مطبع : میٹرو پرنٹرز، لاہور
اہتمام : نشریات، لاہور
کتاب سرائے
فضلی بک سپر مارکیٹ
اردو بازار، نزد ریڈیو پاکستان، کراچی۔
فون: 32212991-32629724


محمد اسحاق بھٹی
برصغیر کے
اہلِ حدیث خدّامِ قرآن
مکتبہ قدوسیہ


خوبصورت اور معیاری مطبوعات
کتاب و سنت کی نشر و اشاعت کے لیے کوشاں
اس کتاب کے
جملہ حقوق اشاعت محفوظ ہیں
اشاعت —— 2005
اہتمام طباعت
ابوبکر قدوسی
مکتبہ قدوسیہ
Ph:042-7230585-7351124
Email: qadusia@brain.net.pk
www.quddusia.com

بہت سے جلیل القدر علماء معلمین نے تدریسی خدمات سرانجام دیں اور بے شمار حضرات اس سے فارغ التحصیل ہو کر نکلے' جنہوں نے مختلف مقامات میں بہت سے علمی اور دینی معاملات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور لے رہے ہیں۔

صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کا قائم کردہ یہ مدرسہ اوڈانوالہ میں بھی قائم ہے' لیکن ماموں کانجن میں یہ بہت بڑی جگہ میں واقع ہے۔ تدریس کے مختلف شعبوں میں متعدد اساتذہ عالی مقام کئی سو طلباء کو مستفید فرما رہے ہیں۔صوفی صاحب رحمہ اللہ نے 28 اپریل 1975ء (13 ربیع الاول 1395ھ) کو وفات پائی اور اپنے قائم کردہ دارالعلوم (ماموں کانجن) کے احاطے میں دفن کیے گئے۔

(میاں فضل حق اور ان کی خدمات ص190)

میاں فضل حق عادات واطوار:۔ وہ بیمار کی عیادت کرتے' جنازوں میں شرکت کرتے' دسرے کو سلام کرنے میں سبقت لے جانے کے لیے کوشاں ہوتے' ملازموں سے حسن سلوک کا برتاؤ کرتے' ہر شخص سے خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آتے' ضرورت مند کی مدد کرتے' دوسروں کو بھی اس کی مدد پر آمادہ کرتے' چھوٹوں پر شفقت کرتے' بڑوں کا احترام بجالاتے اور ان کی کوشش ہوتی کہ ان کے عمل اور قول سے کسی کو نقصان یا تکلیف نہ پہنچے۔وہ خوش گفتار' خوش کردار اور خوش اخلاق شخص تھے۔(میاں فضل حق اور ان کی خدمات ص236)

نام کتاب:۔گزر گئی گزران ...... مصنف:۔محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

میاں امام الدین کے شاگرد جنات:۔ (وضاحت: مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ فرماتے ہیں) میاں امام الدین میرے دادا میاں محمد کے سگے چچا تھے یعنی دوست محمد (عرف وسوندھی) کے بڑے بھائی۔نہایت متقی اور پرہیز گار بزرگ، کوٹ کپورہ کی مسجد کے امام تھے جسے ''سراجاں والی مسجد'' کہا جاتا تھا۔مسجد کے قریب ہی ایک مکان تھا، مسجد میں بچوں کو قرآن پڑھایا کرتے تھے۔

ان سے بعض ملنے والے اور ان کے مقتدی بتایا کرتے تھے کہ جنات بھی ان کے شاگردوں میں شامل تھے۔(گزر گئی گزران ص25)

خادم جنات کا چارہ لانا:۔ ایک شخص نے بتایا کہ میاں امام الدین رحمہ اللہ نے گائے رکھی تھی ان کے ایک سکھ عقیدت مند نے ان سے کہا کہ آپ کسی شاگرد کو بھیج کر میرے کھیت سے گائے کے لیے چارا منگوالیں۔میاں صاحب نے ایک لڑکے کو بھیجا اور وہ چارا لایا جس سے میاں صاحب کا گھر بھر گیا۔میاں صاحب نے اس سے کہا اتنا چارا کیا کرنا تھا؟ کچھ دیر بعد زمین کا مالک سکھ آیا۔اس نے ہنستے ہوئے میاں صاحب سے کہا کہ آپ نے کس لڑکے کو بھیجا تھا وہ آدھا کھیت کاٹ لایا ہے میاں صاحب نے تحقیق کی تو چارا لانے والا جن تھا۔جو سکھ کے آدھے کھیت کا صفایا کر آیا تھا۔(گزر گئی گزران ص25)

شاگرد جنات کا قیام:۔ ہمارے ایک بزرگ حاجی فیض محمد مرحوم کا مکان میاں امام الدین کی مسجد سے متصل تھا۔انہوں نے ایک مرتبہ بتایا کہ کبھی کبھی رات کو ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے مسجد کے اندرونی حصے کے فرش پر زور زور سے کوئی پاؤں مار رہا ہے۔ہمیں پتا ہوتا تھا کہ یہ میاں صاحب کے شاگرد جن ہیں جو یہ حرکتیں کر رہے ہیں۔حاجی فیض محمد نے قیام پاکستان کے بعد ہمارے گاؤں چک نمبر 53 گ ب (جڑاں والا) میں وفات پائی۔(گزر گئی گزران ص25)

اذان اور نماز کا اہتمام:۔ میاں امام الدین محنت مزدوری سے گزر اوقات کرتے تھے۔عام طور سے وہ اینٹوں کے بھٹے کے لیے کچی اینٹیں بناتے تھے۔ان کے بیٹے بھی ان کے ساتھ یہی کام کرتے تھے۔جوں ہی اذان سنتے فوراً کام بند کرکے نماز کے لیے مسجد کو چل پڑتے۔بیٹوں کو بھی حکم دیتے کہ اٹھو اور مسجد میں جا کر نماز پڑھو۔اگر کوئی بیٹا سستی کرتا اور اذان سن کر فوری طور پر مسجد میں نہ آتا اور خیال کرتا کہ جماعت میں ابھی دیر ہے' اتنے میں دو چار اینٹیں اور بنالی جائیں تو میاں صاحب واپس آکر وہ اینٹیں ضائع کر دیتے جو اس نے اذان کے بعد بنائی تھیں۔(گزر گئی گزران ص25)

امیر جماعت اہلحدیث کا بیعت اصلاح لینا:۔ جو نیک آدمی یا عالم دین' کہیں سے کوٹ کپورہ آتے میرے دادا دعا کے لیے مجھے ان کی خدمت میں لے جاتے۔ ایک مرتبہ انجمن اصلاح المسلمین کے سالانہ جلسے میں سید محمد شریف شاہ گھڑیالوی رحمہ اللہ تشریف لائے۔ وہ نہایت تقویٰ شعار بزرگ تھے اور پنجاب کی جماعت اہل حدیث کے امیر تھے۔ پیکر زہد و عبادت اور بہ درجہ غایت منکسر و متواضع۔ لوگ ان کے حلقہ بیعت میں داخل ہوتے اور ان سے صالحیت کی باتیں سنتے۔ (گزر گئی گزران ص 40)

مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔ میرے دادا مجھے ان (سید محمد شریف شاہ گھڑیالوی رحمہ اللہ) کے پاس لے گئے۔ اس وقت وہ جامع مسجد میں تشریف فرما تھے اور لوگ ان کے اردگرد بیٹھے تھے۔ دادا مرحوم نے ان سے کہا کہ یہ میرا پوتا ہے۔ میری خواہش ہے کہ آپ اسے اپنے حلقہ بیعت میں شامل فرمالیں اور دعا فرمائیں کہ یہ علم حاصل کرے اور امور خیر کی طرف اس کا دھیان رہے۔ چنانچہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے مجھے اپنے حلقہ بیعت میں شامل کرلیا اور دعا بھی فرمائی۔ مجھے کچھ نصیحتیں بھی کیں۔ اس وقت میری عمر بارہ تیرہ سال کی ہوگی۔

انتقال مرشد کے بعد تجدید بیعت تصوف:۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ کی وفات کے بعد حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ نے فیروز پور میں مجھے مولانا کمال الدین ڈوگر (ساکن چھینبیاں والی) کے حلقہ بیعت میں شامل کرادیا تھا۔ (گزر گئی گزران ص 40)

دادا مرحوم کو صحبت اہل اللہ کی فکر:۔ مجھے (اسحٰق بھٹی کو) وہ (دادا مرحوم) بار بار بعض اہل علم کی خدمت میں لے کر گئے۔ میرے لیے نیک لوگوں سے دعائیں کروائیں اور خود کیں۔ شاہ محمد شریف صاحب رحمہ اللہ سے بیعت کرائی جو اس دور کے بہت بڑے بزرگ تھے۔ وہ نماز فجر سے قبل مسجد میں جاتے اور مجھے بھی جگاتے اور اپنے ساتھ لے کر جاتے۔ (گزر گئی گزران ص 42)

حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ مجھے فرمایا کرتے تھے کہ جو اچھا کام تم کر رہے ہو' یہ بزرگوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے ورنہ جو کچھ تم ہو میں اسے خوب جانتا ہوں۔ (گزر گئی گزران ص 43)

لکھوکے علم وعرفان کا مرکز فیض:۔ ضلع فیروز پور (مشرقی پنجاب) میں ایک چھوٹا سا گاؤں "لکھوکے" تھا جو تقسیم ملک سے تقریباً سوا سو سال پہلے سے علم وعرفان کا مرکز چلا آرہا تھا۔ اس گاؤں میں متعدد علمائے کرام پیدا ہوئے جن سے بے شمار لوگوں نے علمی اور روحانی فیض حاصل کیا۔ اس گاؤں میں ایک بہت بڑے عالم حضرت حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ گزرے ہیں۔

ان کے شاگردوں اور عقیدت مندوں کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ (گزر گئی گزران: ص 64)

انہی حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ کے پوتے اور حضرت مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ (متوفی مئی 1895۔ ذیقعدہ 1312ھ) کے فرزند گرامی مولانا محمد علی لکھوی رحمہ اللہ تھے جو اپنے عہد کے جلیل القدر عالم تھے۔ (گزر گئی گزران ص 65)

مولانا عطاء اللہ حنیف کے والدین کی بیعت:۔ مولانا ممدوح 1909ء کے پس و پیش موضع بھوجیاں تحصیل ترنتارن ضلع امرتسر (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد میاں صدر الدین حسن اور والدہ مکرمہ حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے دائرہ بیعت میں شامل تھے۔ دونوں میاں بیوی رحمہما اللہ نہایت صالح سرشت تھے۔ (گزر گئی گزران ص 69)

مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کی دستار:۔ سفید کھدر کی قمیص' کھدر کا تہبند اور کھدر ہی کی دستار' یہ ان کا لباس تھا۔ قیام پاکستان کے بعد انہیں مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے اپنے خاندانی دار العلوم تقویۃ الاسلام (مدرسہ غزنویہ) کے منصب شیخ الحدیث پر متمکن کردیا تھا۔ (گزر گئی گزران ص 73)

لکھوی خاندان سے ارادت مندی کا تعلق:۔ مولانا معین الدین رحمہ اللہ سے میرے دیرینہ تعلقات تھے اور ہمارے بزرگ ان کے بزرگوں کے حلقہ ارادت میں رہے تھے۔ ان کے پیغام کے چند روز بعد میں مرکز الاسلام پہنچا۔ مرکز الاسلام کی بنیاد موضع "لکھوکے" سے دو میل دور مولانا محمد علی لکھوی رحمہ اللہ نے 1928ء میں رکھی تھی۔ مولانا ممدوح حضرت بارک اللہ لکھوی رحمہ اللہ کے پڑپوتے حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ

کے پوتے اور اور مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ کے فرزند عالی قدر تھے۔(ص135)

مدعی نبوت پر تکفیر کا القاء:۔ مولانا محمد علی لکھوی رحمہ اللہ 1890ء(1307ھ) میں بمقام لکھو کے پیدا ہوئے۔ان کی پیدائش سے پہلے مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ کے دو یا تین بیٹے بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا اور فرمایا تھا کہ مجھے اللہ کی طرف سے القاء ہوا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کافر ہے اور قرآن کی یہ آیت سامنے آئی ہے۔" **وقارون و فرعون و هامان**" ...... یعنی وہ قارون فرعون اور ہامان کا ساتھی ہے۔''اس کے بعد مرزا صاحب نے غصے میں بد دعا کرتے ہوئے پیش گوئی کی کہ اب محی الدین عبدالرحمٰن کے گھر بیٹا پیدا نہیں ہوگا اور یہ اولاد نرینہ سے محروم رہیں گے۔لیکن اس بد دعا اور پیش گوئی کے بعد مولانا محمد علی رحمہ اللہ پیدا ہوئے اور زندہ بھی رہے اس لیے بعض اوقات مولانا محمد علی رحمہ اللہ مسکراتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کی بد دعا کا نتیجہ ہوں۔(گزر گئی گزران ص136)

بکثرت لوگوں کا تعویذ لینے آنا:۔ مولانا محی الدین اور معین الدین رحمہما اللہ اپنے افراد خانہ کے ساتھ مرکز الاسلام میں اقامت گزیں تھے۔مختلف مقامات سے ان سے تعویذ لینے والے بے شمار لوگ آتے تھے۔مولانا محی الدین رحمہ اللہ تعویذ نہیں دیتے تھے۔وہ نمک پر دم کر کے ضرورت مند کو دیتے تھے اور اللہ شفا عطا فرماتا تھا۔میں انہیں کہا کرتا تھا کہ آپ کسی وقت تکلیف کر کے کوہستان نمک تشریف لے جائیں اور اس پر پھونک مار دیں تاکہ اس نمک کو استعمال کرنے والے تمام لوگ تکلیفوں اور بیماریوں سے محفوظ رہیں۔(گزر گئی گزران ص146)

مولانا معین الدین کا جن نکالنے کے لیے سفر:۔ مرکز اسلام سے میل ڈیڑھ میل کے فاصلے پر اکالیوں کا ایک گاؤں ٹہل سنگھ تھا۔مسلمانوں کے خلاف اکالی بے حد متعصّبانہ ذہن رکھتے تھے۔مولانا محمد علی لکھوی رحمہ اللہ سے بھی ان کے دلوں میں عناد بھرا ہوا تھا لیکن مرکز الاسلام میں رہنے والے چھوٹے بڑے جس شخص سے ان میں سے کسی کا آمنا سامنا ہوتا وہ اپنے مذہب کے مطابق اسے ہاتھ جوڑ کر سلام کرتا اور خیر وعافیت پوچھتا۔ان کے بچے بیمار ہو جاتے تو تعویذ اور دم کے لیے ان کی عورتیں مرکز الاسلام آتیں اور تعویذ لے کر اور دم کرا کے انہیں یقین ہو جاتا کہ بچہ اب تندرست ہو جائے گا۔تندرستی اور بیماری کا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے لیکن کسی کے یقین پر کوئی پابندی عائد نہیں کی جا سکتی۔

تعویذ اور دم کرانے کے لیے وہاں بہت لوگ آتے تھے عورتیں بھی، مرد بھی، مسلمان بھی، غیر مسلم بھی۔1945ء کے اکتوبر کی بات ہے کہ ایک سکھ اپنی بیوی کو لے کر آیا۔اس خاتون کو جن کا عارضہ لاحق تھا لیکن جن حاضر نہیں ہوا۔ان میاں بیوی کیلئے یہاں ٹھہرنا مشکل تھا۔یہ لوگ رام پورہ پھول سے آئے تھے اور واپس جا رہے تھے۔ان کا اصرار تھا کہ دو چار روز میں اس کام کیلئے مولانا معین الدین رحمہ اللہ ان کے ہاں پہنچیں۔چنانچہ مولانا نے وہاں جانے کا وعدہ کر لیا اور مجھے بھی اپنے ساتھ جانے کے لیے کہا۔اس وقت دن کے تین بجے کے قریب ایک ٹرین لاہور سے دہلی کیلئے روانہ ہوتی تھی جو پانچ بجے کے پس وپیش فیروز پور پہنچتی تھی ہم اس ٹرین پر سوار ہوئے اور تقریباً نو بجے بھٹنڈہ ریلوے اسٹیشن پر اترے۔بھٹنڈہ سے چوتھا ریلوے اسٹیشن رام پورہ پھول تھا جو انبالہ بھٹنڈہ ریلوے لائن میں واقع تھا۔رات کے دس بجے ہم بھٹنڈے سے انبالہ جانے والی ٹرین پر سوار ہوئے اور سوا گیارہ بجے رام پورہ پھول پہنچے۔

رام پورہ اور پھول الگ الگ دو قصبے ہیں جو ایک دوسرے سے متصل ہیں جس زمانے کی میں بات کر رہا ہوں اس زمانے میں رام پورہ ریاست پٹیالہ میں تھا اور پھول ریاست نابھہ میں۔دونوں قصبے اس طرح باہم ملے ہوئے اور ایک دوسرے سے قریب تر تھے کہ ایک قصبے کے مکان کی دیوار ریاست پٹیالہ کی حد میں ہے تو چولہا ریاست نابھہ کی حد میں۔اس قرب واتصال کی وجہ سے دونوں قصبے الگ الگ ناموں کے باوجود صوتی اعتبار سے ایک ہی مقام کی آہنگ اختیار کر گئے تھے۔یعنی''رام پورہ پھول''

ہم ریلوے اسٹیشن پر اترے تو میزبان وہاں موجود تھا۔اس کے ساتھ ایک اور شخص تھا۔وہ ہمیں نہایت اعزاز کے ساتھ مہمان خانے میں لے گئے جو دوسری منزل میں تین چار کمروں پر مشتمل تھا۔

سونے کے کمرے کے ساتھ اٹیچڈ باتھ اور پانی کا نلکا تھا۔نماز کے لیے الگ کمرے میں نیا کپڑا بچھایا گیا تھا۔سکھ میزبان کے بقول نماز روزے کے پابند مسلمان کے گھر میں ہمارا کھانا تیار کیا گیا تھا۔مٹھائی بھی مسلمان سے بنوائی گئی تھی۔

کھانا کھا چکے تو میزبان نے باتیں شروع کر دیں اور گزشتہ دور کی کہانی سنانے لگا۔اس نے بتایا کہ ایک میرا بڑا بھائی تھا جو بیمار تھا۔جس کمرے میں ہم اس وقت بیٹھے ہیں اس میں ایک دن وہ لیٹا ہوا تھا۔اس کی بیوی اس کے پاس بیٹھی تھی۔اسے بیماری کا اتنا سخت دورہ پڑا کہ وہ مر گیا۔اس کی بیوی نے اس کی موت کی کسی کو اطلاع نہیں دی چپکے سے ایک شخص کو بلایا' اس سے کاغذ پر لکھوایا کہ میں نے اتنی زمین اپنی بیوی کو دی اور پھر اس کاغذ پر میرے مردہ بھائی کا انگوٹھا لگوایا۔بعدازاں اس شخص کو گھر سے نکال کر بیوی نے رونا پیٹنا شروع کر دیا......!

وہ شخص ہمیں یہ باتیں بتا رہا تھا اور ساتھ ساتھ باقاعدہ جگہ کی نشان دہی کر رہا تھا کہ یہاں میرا بھائی مرا تھا۔یہاں اس کی لاش پڑی تھی اور یہاں اس کا انگوٹھا لگوایا گیا تھا اور یہاں اس کی بیوی بیٹھی تھی۔

تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ سکھ میزبان' ہمیں یہ کتھا سناتا رہا اور ساتھ ساتھ موقعہ واردات کی نشان دہی کرتا رہا۔سامنے تھوڑی دور مرگھٹ تھا۔اس نے اشارہ کر کے بتایا کہ یہاں سے اس کی ارتھی اٹھائی گئی اور وہاں اسے جلایا گیا۔

ایک تو گئے جن نکالنے دوسرے جگہ اجنبی' تیسرے پوری نشاندہی کے ساتھ بتانے والا ہر بات کا تعین کر رہا ہے چوتھے گھر غیر مسلم کا...... میں تو سچی بات ہے ڈر گیا۔بار بار جی چاہا کہ اس سے کہوں کہ یا تو آپ یہاں سے تشریف لے جائیے یا یہ رام کہانی بند کیجئے......۔

سنتے سنتے برا حال ہو گیا اور دل دہلنے لگا۔

خدا خدا کر کے وہ اٹھا تو معین الدین رحمہ اللہ سے میں نے کہا: مجھے سخت پیشاب لگ رہا ہے۔حضرت نے نہایت آرام سے فرمایا: غسل خانہ ساتھ ہی تو ہے اٹھو اور پیشاب کر لو۔

عرض کیا: میرا سارا جسم مارے ڈر کے کانپ رہا ہے......موت سامنے کھڑی صاف نظر آ رہی ہے......اگر یہی حالت رہی تو میں تھوڑی دیر تک مر جاؤں گا۔......مجھے اٹھا کر اور ہاتھ سے پکڑ کر پیشاب کرنے والی جگہ پر بٹھاؤ۔

وہ مجھ بے حال کا مذاق اڑاتے ہوئے اٹھے اور پیشاب کرایا......اب اندھے کی طرح مجھے بازوؤں سے پکڑ کر چارپائی پر بٹھانے لگے تو میں نے کہا میں تو اکیلا نہیں لیٹوں گا۔آپ کے ساتھ ہی لیٹوں گا۔چنانچہ میں ان کے ساتھ ہی لیٹا اور دو تین گھنٹوں کی جو رات رہ گئی تھی وہ جن بھوتوں کے تصور میں کٹی۔ایسے لگ رہا تھا جیسے سامنے جن ناچ رہا ہے اور ادھر بھوت دوڑا آ رہا ہے۔

صبح ہوئی تو ناشتہ آ گیا اور میزبان نے ہمیں پھر تسلی کرائی کہ ناشتہ مسلمانوں کے گھر سے تیار کرایا گیا ہے۔

اب ہم نے مہمان خانے کی بالکونی پر کھڑے ہو کر دیکھا تو نیچے دور تک پھیلے ہوئے دالان میں کتنے ہی کچے مکان اور جھونپڑیاں سی تھیں۔میزبان نے بتایا کہ یہ اس کے مزارعوں کے گھر ہیں۔نو بجے کے قریب وہ بیوی کا جن نکالنے کیلئے' ہمیں اپنے گھر لے گیا۔آئیے اب دیکھتے ہیں کہ معین الدین رحمہ اللہ جن کیسے نکالتے ہیں؟

مہمان خانے سے چند قدم کے فاصلے پر ہم میزبان کے مکان پر تھے۔ایک صاف ستھرے کمرے میں چارپائی پر وہ خاتون لیٹی ہوئی تھی۔تین کرسیاں رکھی گئی تھیں۔ایک پر خاتون کا شوہر بیٹھ گیا اور دو پر ہم بیٹھ گئے معین الدین رحمہ اللہ نے اس کے شوہر سے کہا: بی بی پر بڑی سی چادر ڈال دو......چادر ڈال دی گئی تو انہوں نے کچھ پڑھنا شروع کیا۔اتنے میں بھاری بھرکم سی آواز خاتون کے حلق سے بلند ہوئی۔اس کا مطلب یہ تھا کہ جن حاضر ہو گیا ہے۔خاتون کے پاؤں سے گھبراہٹ کی وجہ سے چادر سرک گئی۔مولانا نے اس کے شوہر سے کہا: بی بی کے پاؤں پر چادر ڈال دو۔

یہ آج سے 67,68 برس پہلے (اکتوبر 1945ء) کی بات ہے۔مولانا معین الدین رحمہ اللہ اور جن کا جو مکالمہ مجھے یاد ہے وہ عرض کرتا

ہوں۔خاتون کی آواز عجیب طرح کی ہوگئی تھی اور وہ دراصل جن کی آواز تھی۔دونوں کے درمیان مکالمہ پنجابی میں ہوا تھا۔میں اس کا اردو ترجمہ کر رہا ہوں۔

پنجابی جن کے ساتھ مکالمہ:۔ مولانا:تمہارا نام کیا ہے؟۔جن:نور محمد۔

مولانا: کہاں کے رہنے والے ہو؟۔جن:ضلع حصار کا۔

مولانا:اس بے چاری عورت ذات کو کیوں پریشان کرتے ہو؟۔جن:اس نے میرا نقصان کیا ہے۔

مولانا: کیا نقصان کیا ہے؟۔جن: میں ایک درخت کے سائے میں بیٹھا روٹی پکا رہا تھا۔یہ وہاں سے گزری‘ میرے آٹے کو پاؤں کی ٹھوکر ماری اور وہ مٹی میں مل گیا۔

مولانا:اس نے تمہیں روٹی پکاتے اور آٹا لیے بیٹھا دیکھا تھا؟۔جن:نہیں۔

مولانا:تم نے اسے اپنی طرف اور اپنے آٹے کی طرف آتے ہوئے دیکھا تھا؟۔جن: جی ہاں دیکھا تھا۔

مولانا:اس نے تمہیں نہیں دیکھا تھا......اگر تم نے اسے دیکھ لیا تھا تو آٹا اٹھا کر اس کے راستے سے دور کیوں نہیں کیا؟

دفع جنات کیلئے اذان کا وظیفہ:۔ اس پر وہ خاموش ہوگیا۔اب مولانا نے کھڑے ہوکر دونوں کانوں میں انگلیاں ڈالیں اور اونچی آواز میں اذان دینا شروع کر دی......ادھر اذان کا پہلا کلمہ بلند ہوا اوادھر سے آواز آنے لگی ہائے جل گیا‘ ہائے مر گیا......اس اثناء میں چادر پھر خاتون کے پاؤں سے سرک گئی اور اس کی پنڈلیاں نظر آنے لگیں......مولانا نے اس کے شوہر سے کہا: بی بی کے پاؤں اور ٹانگوں پر اچھی طرح چادر ڈال دو اور اسے ہاتھوں سے دبائے رکھو‘ اترنے نہ دو۔

مولانا: جن سے مخاطب ہوئے اور کہا: تم صحیح صحیح بتاؤ کون ہو؟۔جن: میں آپ کے پڑدادے حافظ محمد کا شاگرد ہوں۔

مولانا:ان کے حلقہ شاگردی میں کہاں رہے؟۔جن:لکھوکے میں۔

مولانا: کیا تم نے میرے پڑدادے سے یہ تعلیم حاصل کی ہے کہ عورتوں کو پریشان کرو؟ یہ تعلیم اسلام کے خلاف ہے میرے پڑدادے نے ہرگز کسی کو یہ تعلیم نہیں دی۔تم اس عورت کو پریشان نہ کرو اور چلے جاؤ۔جن: میں آپ کا احترام کرتا ہوں اور آپ کے حکم سے چلا جاتا ہوں۔

مولانا: کوئی نشانی دے جاؤ۔اس نے مکان کی پختہ دیوار سے ایک اینٹ نیچے گرائی اور بھاری سی آواز میں السلام علیکم کہہ کر چلا گیا۔

کہتے ہیں جن جاتے ہوئے اگر اس طرح کی کوئی نشانی دے جائے تو دوبارہ نہیں آتا۔اب وہ خاتون نڈھال ہوگئی تھی۔اس نے تمام جسم پر اپنے ہاتھوں سے اچھی طرح چادر لپیٹی اور کروٹ لے کر دوسری طرف منہ کر کے لیٹ گئی۔

مولانا نے فرمایا:اب انشاء اللہ بی بی کو یہ شکایت نہیں ہوگی اور ہم اسی دن دوپہر کے وقت بھٹنڈہ آنے والی ٹرین پر سوار ہوئے اور ایک گاؤں میں آ گئے جس کا نام جھنبا تھا۔(گزر گئی گزران ص 151 تا 156)

ہم مرید وہ ہمارے مرشد:۔ ملک احمد خان بوڑھے آدمی تھے۔دراز قامت اور وجیہہ۔بہت متقی بزرگ تھے۔مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے والد محترم مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے ارادت مند تھے۔جلد ہی مجھ سے مانوس ہوگئے تھے۔میں نے باتوں باتوں میں ان سے پوچھا کہ آپ غزنوی خاندان کے حلقہ ارادت میں کیسے شامل ہوئے اور ان کی کون سی ادا آپ کو پسند آئی؟ اس کا انہوں نے جو جواب دیا وہ انہی کے الفاظ میں عرض کرتا ہوں۔فرق صرف یہ ہے کہ انہوں نے یہ باتیں پنجابی میں بیان کی تھیں‘ میں اردو میں ترجمہ کر رہا ہوں۔

بولے: 1897ء یا 1898ء کی بات ہے میں اٹھارہ سال کی عمر کا تھا کہ گنٹھیا کے موذی مرض میں مبتلاء ہوگیا۔والد نے بہت علاج کرائے مگر آرام نہ آیا۔وہ حضرت امام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے عقیدت مند تھے۔انہیں یقین تھا کہ ان کی دعا کو اللہ شرف قبولیت سے نوازتا ہے اور وہ بیمار کیلئے دعا کریں تو اللہ اسے صحت عطا فرماتا ہے۔

اس زمانے میں گھوڑے کے سوا ہمارے گاؤں سے امرتسر جانے کا کوئی ذریعہ نہ تھا شام کے وقت میرے والد نے گٹھڑی کی شکل

میں مجھے گھوڑی پر رکھا اور امرتسر چل پڑے۔

ہم امرتسر مسجد غزنویہ میں پہنچے تو فجر کی جماعت ہو رہی تھی۔ والد نے مجھے گھوڑی کی پیٹھ سے اٹھایا اور مسجد کے صحن میں رکھ دیا۔ گھوڑی باہر باندھی اور خود وضو کر کے جماعت میں شریک ہو گئے جو بزرگ جماعت کرا رہے تھے وہ اس قدر درد و سوز سے قرآن مجید پڑھتے تھے کہ دل ان کی طرف کھنچا جاتا تھا۔ نماز کے بعد اس بزرگ نے میری طرف دیکھا تو پوچھا یہ کون شخص ہے؟ والد نے سلام عرض کرنے بعد تمام صورت حال بیان کی اور نہایت ادب سے دعا کیلئے درخواست کی۔ پاک باز بزرگ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے جیسے جیسے وہ دعا مانگ رہے تھے مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جوڑوں کی بندش کھل رہی ہے۔ تین دن اور تین راتیں ہم وہاں رہے۔ ہمارا کھانا ان کے گھر سے آتا تھا۔ گھوڑی کیلئے چارے کا انتظام بھی وہی کرتے تھے۔ تین دن کے بعد میں اللہ کے فضل سے بالکل تندرست تھا۔ گھوڑی پر سوار ہو کر امرتسر سے اپنے گاؤں فیروز وٹواں آیا۔ دعا کرنے والے بزرگ مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے صاحب تقویٰ والد مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ تھے جنہیں لوگ امام صاحب کہہ کر پکارتے تھے۔ اس کے بعد اللہ کے بے پایاں فضل اور امام صاحب کی دعا سے جسمانی حالت کے ساتھ ساتھ ہماری روحانی دنیا بھی بدل چکی تھی۔ ہم ان کے مرید اور یہ ہمارے مرشد......! (گزر گئی گزران ص 209 تا 210)

بزرگوں کی دعا کا نتیجہ:۔ بے شمار بزرگوں سے میں نے دعاؤں کی درخواست کی اور مجھے یقین ہے کہ بارگاہ خداوندی میں ان دعاؤں کو شرف قبول حاصل ہوا' جس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ فقیر اپنے محدود علم کے مطابق تحریری صورت میں خدمت دین میں مصروف ہے اور یہی اس کا اوڑھنا بچھونا اور شب و روز کا مشغلہ ہے۔ (گزر گئی گزران ص 212)

ننگے سر نماز اچھی عادت نہیں:۔ ننگے سر نماز ہو جاتی ہے لیکن اسے عادت بنا لینا میرے نزدیک اچھی بات نہیں۔ مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ ننگے سر نماز پڑھنے والے کو ڈانٹتے اور اسے سختی سے روکتے تھے۔ آج کل بعض علمائے کرام' خطبائے عظام اور عزیز طلباء کو ہم ننگے سر نماز پڑھتے اور بازاروں میں گھومتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ یہ بات علماء کے وقار کے منافی ہے۔ بعض حضرات نماز پڑھتے وقت کپڑا سر سے اتار کر آگے رکھ لیتے ہیں اور ننگے سر نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ اچھی عادت نہیں۔ (گزر گئی گزران ص 269)

مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ کا مسلکی تعلق:۔ میرا مسلکی تعلق چونکہ اہل حدیث سے ہے اس لیے میں سب سے پہلے اسی جماعت کا تذکرہ کروں گا اور مختصر الفاظ میں یہ بتاؤں گا کہ اس کے نظم و نسق کیلئے لاہور میں کیا کوششیں ہوئیں اور کس دور میں ہوئیں۔ (گزر گئی گزران ص 276)

برصغیر کے شہنشاہ خطابت:۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ برصغیر کی دنیائے خطابت کے مشہور خطیب تھے۔ وہ کئی کئی گھنٹے بے تکان تقریر کرتے تھے۔ جو شخص ان کی تقریر سننے کیلئے آ جاتا وہ اس میں مسحور ہو جاتا اور اٹھنے کا نام نہ لیتا۔ (گزر گئی گزران ص 353)

عشاء کی نماز سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد تیس پینتیس آدمیوں کے ساتھ شاہ جی جلسہ گاہ میں داخل ہوئے اور انہیں دیکھتے ہی امیر شریعت زندہ باد۔ مجلس احرار زندہ باد اور نعرہ تکبیر اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ شاہ جی نے سٹیج پر کھڑے ہو کر چاروں طرف نگاہ ڈالی اور پھر ایک کرسی پر جو خاص طور سے ان کیلئے رکھی گئی تھی تشریف فرما ہوئے۔

میرے خیال میں رات کے گیارہ بجے کے قریب انہوں نے تقریر کیلئے مائیک سنبھالا اور پھر نعرے گونجنے لگے۔ ہاتھ کے اشارے سے انہوں نے نعروں کا سلسلہ بند کرایا اور ایک ادائے خاص سے دائیں بائیں دیکھ کر مائیک کو ذرا اپنے قریب کیا اور خطبہ مسنونہ کے الفاظ سامعین کے پردہ سماع سے ٹکرانے لگے۔ نہایت دل کش اور پر تاثیر آواز خطبے کے مضمون سے جب آواز کا زیر و بم ہم آہنگ ہوتا تو لوگ جھوم جھوم جاتے پھر جب درود شریف پڑھنا شروع کیا اور ''اللهم صل على محمد وعلى آل محمد'' کے الفاظ ان کے لسان سحر آفریں سے ادا ہوئے تو ایسے لگا کہ نبی آخر الزمان ﷺ کی ذات اقدس سے عقیدت و احترام کے تمام لوازم ان کی ذات اور زبان میں جمع ہو گئے ہیں اس کے بعد جب آیات قرآن کی تلاوت کا آغاز ہوا تو خیال گزرا کہ یہ آیات براہ راست آسمان سے نازل ہو رہی ہیں۔ سبحان اللہ! ان اوصاف کا حامل خطیب اب کہاں پیدا ہوگا۔

برصغیر کے اس شہنشاہ خطابت نے قمری حساب سے 71 برس اور عیسوی حساب سے عمر کی تقریباً 70 منزلیں طے کرنے کے بعد 9 ربیع الاول 1371ھ (21 اگست 1961ء) کو ملتان میں وفات پائی۔ (گزر گئی گزران ص 353 تا 354)

لکھوی خاندان کا غیبی بابرکت تعویذ:۔ ایک بات جو میں (اسحٰق بھٹی) نے بعض لکھوی اور غیر لکھوی حضرات سے سنی یہ ہے کہ ایک مرتبہ سردیوں کا موسم تھا۔ آدھی رات کے وقت حافظ بارک اللہ لکھوی رحمہ اللہ اپنے گاؤں موضع ''لکھوکے'' میں حسب معمول نماز تہجد کیلئے مسجد میں گئے۔ اندر داخل ہوئے تو اندھیرے میں ایک شخص کو ان کے پاؤں کی ٹھوکر لگی وہ شخص غصے سے اٹھا اور کہا تمہیں دکھائی نہیں دیتا کہ میں یہاں لیٹا ہوا ہوں حافظ صاحب نے نہایت نرمی سے فرمایا معاف کیجئے اندھیرے میں کچھ پتا نہیں چلا۔ وہ شخص اٹھا اور ان کا بازو پکڑ کر کہا: میرے ساتھ باہر چلو۔ وہ انہیں نہر کے کنارے لے گیا جو لکھوکے گاؤں کے قریب ہے بولا وہ سامنے دیکھو کیا ہے؟ حافظ صاحب نے فرمایا یہ جھگیاں سی ہیں جن میں بہت سے عجیب وغریب شکل وشباہت کے لوگ بیٹھے ہیں اس شخص نے کہا یہ جنات ہیں اور میں ان کا سردار ہوں۔ آج کل میں ہم لوگ یہاں سے چلے جائیں گے۔

پھر اس نے حافظ صاحب کو قرآن مجید کی چند آیات اور نبی ﷺ کی بعض احادیث مبارکہ کے کچھ الفاظ بتائے کہ یہ چیزیں لکھ کر اور پڑھ کر آپ اگر ان لوگوں کو دیں گے جنہیں جنات کی شکایت ہو وہ اولاد سے محروم ہوں تو اللہ تعالیٰ انہیں شفا بخشے گا اور ان کی جائز تمنائیں پوری فرمائے گا۔ یہ سلسلہ آپ کی سات پشتوں تک چلے گا۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ ان کے اخلاف میں سے مولانا معین الدین لکھوی کے تعویذات سے اللہ تعالیٰ شفا بخشتا ہے۔ حافظ بارک اللہ لکھوی رحمہ اللہ کے بیٹے حافظ محمد لکھوی تھے ان کے بیٹے مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی تھے ان کے بیٹے مولانا محمد علی لکھوی مدنی اور ان کے فرزندان گرامی ہوئے مولانا محی الدین لکھوی اور مولانا معین الدین لکھوی۔ حافظ بارک اللہ لکھوی کے بعد یہ پانچویں پشت ہوئی۔ چھٹی پشت میں مولانا محی الدین لکھوی اور مولانا معین الدین لکھوی رحمہم اللہ کی اولاد کا سلسلہ چلتا ہے۔ (گزر گئی گزران ص 359 تا 360)

بغیر اسباب کے غیبی رقم ملنا:۔ ہماری ایک ممانی نہایت نیک خاتون تھیں تہجد گزار اور روزانہ تلاوت قرآن کرنے والی۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ انہوں نے نماز پڑھ کر مصلیٰ اٹھایا اور اس کے نیچے سے کچھ پیسے نکلے' جو اس نے اپنے پاس رکھ لیے یا کسی کو دے دیئے۔ اس کی بیٹیوں نے یہ معاملہ خود دیکھا۔ لیکن پھر اس صالحہ خاتون نے ہنسی مذاق میں بعض عورتوں سے اس کا ذکر کر دیا اور کہا کہ معلوم نہیں یہ پیسے کہاں سے آتے ہیں۔ اس کے بعد یہ سلسلہ بند ہو گیا۔ (گزر گئی گزران ص 363)

صوفی صاحب کی برکت والی رقم:۔ ایک مرتبہ مولانا سید محمد داؤد غزنوی اور مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہم اللہ نے ایک کام کے سلسلے میں مجھے صوفی عبداللہ مرحوم ومغفور کے پاس اوڈاں والا بھیجا۔ صوفی صاحب نے مجھے از راہ کرم دس دس روپے کے دو نوٹ عطا فرمائے۔ میں نے واپس آ کر اس کا ذکر مولانا غزنوی رحمہ اللہ سے کیا تو فرمایا یہ نوٹ آپ خرچ نہ کریں۔ اپنے بکس وغیرہ میں رکھیں۔ جہاں اپنے پیسے رکھتے ہیں۔ انشاء اللہ ان میں اللہ تعالیٰ برکت پیدا فرمائیں گے۔ (گزر گئی گزران ص 363)

رجال الغیب یا غیبی امداد:۔ عبدالرحمٰن نامی ایک نمبردار کا واقعہ ہے کہ وہ کسی وجہ سے اپنا معاملہ آبیانہ بروقت تحصیل دار کے دفتر جمع نہ کرا سکا۔ وہ گھر سے باہر تھا کہ پولیس اسے گرفتار کر کے تھانے لے گئی کہ رقم جمع کراؤ گے تو رہائی ہو گی۔ وہ حیران کہ میں رقم کیسے جمع کراؤں۔ میں تو تھانے بیٹھا ہوں نہ میرے گھر والوں کو پتا ہے نہ کسی تعلق دار کو۔ اس نے اللہ سے دعا کی کہ تو ہی مجھے نجات دلانے والا ہے۔ اتنے میں اچانک ایک آدمی آیا اور آواز دی عبدالرحمٰن کون ہے؟ اس نے کہا میں ہوں جتنی رقم کی ضرورت تھی اس شخص نے عبدالرحمٰن کو دی اور چلا گیا عبدالرحمٰن کو بالکل معلوم نہیں کہ رقم دینے والا کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ یہ کیا سلسلہ ہے؟ یہ اللہ ہی جانتا ہے۔ (گزر گئی گزران ص 363)

گمشدہ لڑکوں کے بارے میں کشفی معلومات:۔ ایک روز مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ کے پاس ان کے رشتے دار آئے جن کا نام اختر علی تھا۔ انہوں نے کہا کہ کئی دن ہوئے میرا بیٹا اپنے ایک دوست کے ساتھ کہیں چلا گیا ہے۔ ہم سخت پریشان ہیں کچھ پتا نہیں کہ وہ

کہاں ہے؟ اور اس کا دوست کہاں ہے؟ اس نے مولانا سے کہا آپ دعا کریں وہ لڑکے خیریت سے گھر آ جائیں۔ مولانا نے اس کی بات سنی وضو کیا اور قرآن مجید پکڑا۔ نہایت خشوع وخضوع سے سورۂ فاتحہ پڑھ کر قرآن مجید کھولا تو سورۃ المؤمنون کی یہ آیت سامنے آئی۔

"واوینهما الی ربوة ذات قرار ومعین"۔ (یعنی ہم نے ان دونوں کو ایک اونچے مقام پر جگہ دی جو ٹھہرنے کے قابل ہے اور وہاں صاف پانی جاری ہے) یہ آیت پڑھ کر مولانا نے فرمایا یہ لڑکے مری گئی ہیں اور بالکل خیریت سے ہیں دو ایک روز میں آجائیں گے۔ چنانچہ وہ لڑکے دوسرے دن آ گئے ......اور وہ واقعی سیر کیلئے مری گئے تھے۔ (گزر گئی گزران ص 364)

ایک مرتبہ ٹیلی فون پر مجھے کسی شخص نے ایسی خبر سنائی جو میرے لیے نہایت تشویش کا باعث تھی یہ شام کا وقت تھا اور اس وقت صحیح صورتحال سے مطلع ہونا بہت مشکل بلکہ ناممکن تھا میں نے فوراً وضو کیا۔ درود شریف اور سورہ فاتحہ پڑھ کر قرآن مجید کھولا مشکل کے وقت عام طور پر انسان کا رجوع پوری طرح اللہ کی طرف ہو جاتا ہے اب سورۂ نور کی یہ آیت میرے سامنے آئی۔

"لاتحسبوه شرا لکم ط بل هوخیر لکم ط لکل امری ء منهم ما اکتسب من الاثم"

(یعنی تم اسے اپنے لیے برا نہ سمجھو بلکہ تمہارے لیے بہتر ہے ان میں سے جس شخص نے جتنا گناہ کیا اتنی ہی سزا پائے گا)

(گزر گئی گزران ص 364 تا 365)

وفادار کتے کا احترام مالک:۔ کتے کے بارے میں ایک شخص نے بتایا کہ اس نے اپنے کھیت میں ایک کتا رکھا تھا جو اس کا بے حد فرماں بردار تھا۔ ایک دن اسے شبہ پڑا کہ کتا باؤلا ہو گیا ہے۔ اس کو گولی مارنے کی اسے ہمت نہیں پڑی۔ اس نے کتے سے کہا اب تم یہاں سے چلے جاؤ۔ یہ الفاظ کہہ کر اس کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے اور کتے کی آنکھیں بھی بھیگ گئیں۔ تاہم کتا وہاں سے چل پڑا۔ کتا تھوڑی دور جاتا اور کھڑا ہو کر اس کی طرف پیچھے کی طرف دیکھتا جب تک وہ آنکھوں سے اوجھل نہیں ہو گیا اسے پیچھے جھانک کر دیکھتا رہا۔ (گزر گئی گزران ص 375)

اسم اعظم، یقین اعظم اور تاثیر اعظم:۔ ہمارے قدیم وطن کوٹ کپورہ میں ہمارے محلے میں ایک شخص عمر دین کی گڑ شکر وغیرہ کی دکان تھی، ہم چند قریب قریب ہم عمر شام کے بعد وہاں آ جاتے اور مونگ پھلیاں' ریوڑیاں وغیرہ کھایا کرتے تھے۔ ہمارے ایک رشتے دار محمد صدیق تھے۔ ان کی ٹانگ پر پھوڑا نکلا جس کی انہیں بہت تکلیف تھی۔ کئی ڈاکٹروں اور حکیموں سے علاج کرایا لیکن آرام نہیں آیا بلکہ تکلیف مزید بڑھ گئی ایک دن ان کی تکلیف دیکھ کر خود مجھے تکلیف ہونے لگی میں نے ان سے کہا: میں اس پھوڑے پر دم کرتا ہوں اگر تم نے یقین کر لیا کہ دم سے ضرور آرام آ جائے گا تو انشاء اللہ پھوڑا ختم ہو جائے گا اس وقت ہمارے دوست محمد زکریا' عبدالشکور اور عبدالقیوم وغیرہ بھی وہاں موجود تھے میں نے بسم اللہ پڑھ کر دم کیا اسے کچھ افاقہ محسوس ہوا دوسرے دن پھر کیا' اللہ نے فضل فرمایا اور تین دن میں پھوڑا بالکل ختم ہو گیا۔ اس کے بعد جب بھی اسے اس قسم کی کوئی تکلیف ہوئی اس نے دم کرایا اور تکلیف رفع ہو گئی اس کا تعلق یقین اور صدق دل سے ہے آرام دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ (گزر گئی گزران ص 375 تا 376)

ولی سے بدسلوکی کا انجام:۔ قیام پاکستان سے قبل ایک مرتبہ وہ (حکیم عبدالمجید عتیقی) میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ سے ملاقات کیلئے شرق پور گئے۔ اس وقت وہ نابینا تھے اور ایک شخص ان کے ساتھ تھا۔ کچھ دیر میاں شیر محمد رحمہ اللہ کے پاس رہے۔ پھر لاہور آنے کیلئے اڈے پر پہنچے۔ ان دنوں ٹریفک کا معاملہ موجودہ دور سے بالکل مختلف تھا' کافی دیر کے بعد بس چلتی تھی۔ ایک بس لاہور کیلئے تیار ہوئی تو حکیم صاحب اور ان کے ساتھی کو ڈرائیور نے فرنٹ سیٹ پر بٹھایا اور بس چل پڑی۔ تقریباً آدھا فرلانگ گئی ہوگی کہ بس رکی۔ ڈرائیور نے حکیم صاحب سے کہا آپ یہ سیٹ خالی کر دیں پچھلی سیٹ پر چلے جائیں۔ حکیم صاحب نے پوچھا یہاں کسی بیمار کو بٹھانا ہے؟ جواب دیا نہیں۔ کسی بوڑھے یا عورت کو بٹھانا ہے؟ کہا نہیں۔ بولے: تو پھر مجھے کیوں اٹھایا جا رہا ہے؟ جواب ملا تھانیدار صاحب لاہور جا رہے ہیں' انہیں فرنٹ سیٹ پر بٹھانا ہے۔ حکیم صاحب نے کہا: اگر تھانیدار کو بٹھانا ہے تو میں یہ سیٹ خالی نہیں کروں گا۔ کسی بیمار یا بوڑھے یا عورت کیلئے تو سیٹ چھوڑ دوں گا'

تھانیدار یا کسی اور سرکاری افسر کیلئے نہیں چھوڑوں گا۔اب وہاں عجیب صورت حال پیدا ہوگئی۔اس زمانے میں تھانیدار کا مقابلہ کرنا بہت مشکل تھا۔کافی دیر بس رکی رہی۔سواریاں بھی پریشان ہوگئیں اور انہوں نے حکیم صاحب کی منت سماجت کی کہ آپ پچھلی سیٹ پر آجایئے۔بالآخر حکیم صاحب بس سے اتر پڑے اور کہا کہ میں اس بس پر سوار نہیں ہوں گا۔دوسری بس سے لاہور جاؤں گا۔

بس ابھی روانہ ہوئی تھی کہ اس کا ٹائر پھٹ گیا۔آدھ پون گھنٹے بعد ٹائر بدلا اور بس روانہ ہوئی تو دوسرا ٹائر پھٹ گیا۔اڈے پر جا کر اور ٹائر لایا گیا' وہ بدلا تو چند منٹ میں تیسرا ٹائر پھٹ گیا۔اب خود تھانیدار اور بس کا ڈرائیور حکیم صاحب کے پاس آئے اور عرض گزار ہوئے کہ آپ اس بس پر بیٹھیے اور فرنٹ سیٹ پر تشریف رکھیے۔حکیم صاحب نے کہا: میں اس بس پر نہیں بیٹھوں گا۔اب آپ جایئے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔چنانچہ بس بخیریت لاہور پہنچ گئی۔(گزر گئی گزران ص381 تا382)

حکیم صاحب کا کشف القبور اور ہندو نوجوان:۔ حکیم صاحب نے بتایا کہ تقسیم ملک سے قبل ان کے پاس ایک ہندو نوجوان آیا کرتا تھا۔وہ مذہب اور دھرم وغیرہ کو بالکل نہیں مانتا تھا۔کہا کرتا تھا کہ نہ اللہ ہے' نہ رسول ہے' نہ کوئی میشور ہے' نہ کوئی دیوتا ہے' بس یہ دنیا ہے اس میں اچھا کام کرو تو تاکہ لوگوں کو آرام پہنچے۔کسی کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔مرنے کے بعد قصہ ختم۔نہ کوئی جزا ہے' نہ سزا۔مسلمان مردے کو زمین میں دفن کر دیتے ہیں اور ہندو جلا دیتے ہیں۔

حکیم صاحب اسے سمجھانے کی کوشش کرتے کہ اس دنیا میں جو اچھا یا بُرا کام کیا جائے گا' مرنے کے بعد اس کی سزا یا جزا ملے گی۔اللہ بھی موجود ہے اور رسول (علیہم السلام) بھی لوگوں کو راہ راست پر لانے کیلئے اس نے بھیجے مگر وہ اپنی ضد پر قائم تھا۔

ایک دن حکیم صاحب رحمہ اللہ اسے قبرستان میانی صاحب پر لے گئے اور فرمایا کسی ایسی قبر پر بٹھا دو جو تمہارے خیال میں بہت پرانی ہو۔اس نے ان کو ایک قبر پر بٹھا دیا۔حکیم صاحب نے ایک دائرہ کھینچا اور اس سے کہا کہ میں کچھ پڑھوں گا۔تم مضبوطی سے میرے کندھوں پر ہاتھ رکھنا اور دائرے سے باہر نہ نکلنا۔حکیم صاحب نے کچھ پڑھنا شروع کیا تو تھوڑی دیر کے بعد اس نوجوان کے ہاتھ کانپنے لگے۔حکیم صاحب نے اس کے ہاتھوں کو پکڑا اور محسوس کیا کہ وہ کانپ رہا ہے۔اس کے بعد کچھ اور پڑھنا شروع کیا تو اس کی گھبراہٹ میں کچھ کمی ہوئی۔پھر وہ قبرستان سے باہر آگئے۔حکیم صاحب نے اس سے گفتگو کرنے کی کوشش کی لیکن وہ خاموش رہا۔کوئی بات نہیں کی۔اس کے بعد وہ حسب معمول حکیم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا لیکن اس موضوع پر اس نے ان سے کبھی گفتگو نہیں کی...... میں نے حکیم صاحب سے یہ نہیں پوچھا کہ آپ نے قبر پر کیا پڑھا اور اسے کیا کچھ دکھائی دیا۔انہوں نے بات کی اور میں نے سن لی۔(گزر گئی گزران ص382)

توجہ ولی کے منکر جنت پر اثرات:۔ مولوی ولی محمد رحمہ اللہ ایک مشہور بزرگ تھے جو سید احمد شہید بریلوی اور مولانا اسماعیل شہید دہلوی رحمہما اللہ کی جماعت مجاہدین سے تعلق رکھتے تھے۔ان کا مسکن ضلع قصور کا ایک گاؤں فتوحی والا تھا۔جو دریائے ستلج کے قریب ہے۔مولوی ولی محمد رحمہ اللہ کی کرامتوں اور قبولیتِ دعا کے بہت سے واقعات مشہور تھے۔میں نے تقسیم ملک سے قبل مولوی ولی محمد کو دیکھا تھا اور ایک دفعہ ان کے گاؤں بھی گیا تھا۔حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ کے صاحب زادۂ گرامی قدر حافظ احمد شاکر نے مرحوم علیم ناصری کے حوالے سے بتایا کہ مولوی ولی محمد مرحوم کے ملنے والے ایک شخص جنت، دوزخ کے وجود کو نہیں مانتے تھے۔ایک دن نماز ظہر کے بعد مولوی ولی محمد انہیں اپنے حجرے میں لے گئے اور دونوں وہاں اس طرح لیٹ گئے کہ ایک کے پاؤں ایک طرف تھے اور دوسرے کے دوسری طرف۔لیکن سر دونوں کے ملے ہوئے تھے۔مولوی صاحب نے ان سے کہا کہ اب تم سو جاؤ میں بھی سو جاتا ہوں۔لیکن ہمارے سر اسی طرح ملے رہنے چاہئیں۔معلوم نہیں نیند کی حالت میں اس شخص نے کیا دیکھا اور اس پر کیا کیفیت طاری ہوئی۔نیند سے بے دار ہونے کے بعد وہ جنت اور دوزخ کے وجود کا قائل ہو چکا تھا۔یہ کیا معاملہ ہے؟ اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا۔(گزر گئی گزران ص383)

مرنے کے بعد تلاوت کی آواز:۔ حافظ احمد شاکر راوی ہیں کہ ان کے ایک رشتے دار مولوی عبدالحق تقسیم ملک کے بعد کوٹ رادھا

کشن (ضلع قصور) میں آ بسے تھے۔ انہوں نے حافظ احمد شاکر کو ان کے دادا یعنی مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ کے والد محترم میاں صدرالدین حسن مرحوم کے متعلق بتایا کہ وہ روزانہ نماز عصر کے بعد خاص لہجے میں سورۂ الرحمٰن اور سورۂ یٰسین پڑھا کرتے تھے۔ مولوی عبدالحق بیان کرتے ہیں کہ ان کی وفات کے بعد قبرستان کی طرف سے ہمیں عصر کے بعد ان کی آواز میں سورۂ رحمٰن اور سورۂ یٰسین کی تلاوت سنائی دیتی تھی۔ بارہا ایسا ہوا کہ ان کی تلاوت سن کر ہم قبرستان کی طرف چل پڑے۔ جیسے جیسے قبرستان کے قریب ہوتے گئے تلاوت کی آواز آہستہ ہوتی گئی۔ قبرستان میں پہنچے تو آواز آنا بند ہوگئی۔ یہ تجربہ انہوں نے کئی دفعہ کیا۔ (گزر گئی گزران ص,383)

میاں صدرالدین کی بیعت اصلاح:۔ میاں صدرالدین رحمہ اللہ جن کو ہم نے نہیں دیکھا' موضع بھوجیاں (ضلع امرتسر' مشرقی پنجاب) کے رہنے والے تھے۔ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ کے والد تھے اور مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے والد محترم حضرت امام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے مرید اور ان سے بیعت تھے۔ ان کی اہلیہ (یعنی مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کی والدہ) بھی حضرت امام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے حلقہ ارادت سے تعلق رکھتی تھیں۔

اس واقعہ کے راوی مولوی عبدالحق کو میں نے دیکھا ہے اور ان کے حلقے میں بیٹھا ہوں۔ صالح بزرگ تھے اور اپنے عہد کے پرانے بزرگوں کے واقعات سناتے وقت بعض اوقات ان پر ایک خاص قسم کی جذباتی سی کیفیت طاری ہوجاتی تھی۔ (گزر گئی گزران ص،384)

اولیاء کے ساتھ کوئی خاص نظام ہے ضرور:۔ ایک اور واقعہ سنیے اس کے راوی بھی محترم المقام حافظ احمد شاکر ہیں۔ ان کے دفتر (اخبار الاعتصام) میں ایک مزدور کام کرتا تھا۔ اس نے ان کو بتایا کہ ایک مرتبہ وہ حج بیت اللہ کیلئے گیا۔ بیت اللہ شریف میں بیٹھا تھا کہ اس نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے۔ وہ دعا کر رہا تھا کہ اسے چند عورتیں نظر آئیں۔ ہماری اس دنیا کی عورتوں سے بالکل الگ قسم کی انتہائی حسین وجمیل۔ اس نے دعا ختم کی تو وہ عورتیں غائب ہوگئیں۔ اب بھی وہ کبھی متوجہ الی اللہ ہوکر دعا کرتا ہے تو وہی صورت حال پیدا ہوجاتی ہے۔ لیکن جب دعا ختم کر کے چہرے پر ہاتھ پھیرتا ہے تو وہ صورت حال ختم ہوجاتی ہے۔

وضاحت: مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ:۔ کوئی مانے یا نہ مانے' کچھ معاملات ایسے ضرور ہیں جو بعض خاص اوقات میں اللہ کی بعض بندوں پر ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اس قسم کے معاملات کی کیفیات وتفصیلات کا ہمیں علم نہیں۔ (گزر گئی گزران ص384)

میاں الحمدللہ مستجاب الدعوات بزرگ:۔ ضلع گورداس پور (مشرقی پنجاب) کے کسی گاؤں کے رہنے والے ایک شخص امام الدین تھے ان کے اس نام کا علم بہت کم لوگوں کو ہوگا۔ انہیں میاں الحمدللہ کہا جاتا تھا۔ اس لیے کہ غمی شادی کی ہر بات سن کر وہ ایک خاص لہجے کے ساتھ قدرے بلند آواز میں الحمدللہ کہا کرتے تھے۔ کسی کی وفات کی خبر سنتے تو کہتے الحمدللہ۔ کسی کے ہاں بچے کی ولادت کا بتایا جاتا تو کہتے الحمدللہ۔ بکثرت الحمدللہ کہنے کی وجہ سے ان کا نام ہی الحمدللہ پڑ گیا تھا۔

تقسیم ملک سے قبل وہ ہمارے قدیم وطن کوٹ کپورہ جایا تھے اور لوگ نہایت مسرت سے ان کی باتیں سنا کرتے تھے۔ مجھے بھی ان کی گفتگو سے دلچسپی تھی۔ چھوٹا قد' گھٹا ہوا بدن' سرخی مائل گندمی رنگ' چہرے پر مسکراہٹ' دل میں خشیت الٰہی کا جذبہ صادقہ موجزن' سادہ لباس اور پرخلوص اسباب کلام۔ اپنے عہد کے علماء وصلحاء کا تذکرہ والہانہ انداز سے کرتے اور جن اہل اللہ کی مجلسوں میں بیٹھنے کے انہیں مواقع میسر آئے تھے ان کی باتیں بے حد شوق سے سناتے۔ اس مرد درویش کی دعا اللہ قبول فرماتا تھا۔ وہ مویشیوں کی تجارت کرتے تھے ہمارے شہر سے بارہ تیرہ کلومیٹر کے فاصلے پر ریاست نابھہ میں ایک قصبہ "جیتو منڈی" کے نام سے موسوم تھا۔ وہاں گرمیوں کے دنوں میں مویشیوں کی منڈی لگتی تھی اور لوگ دور دور کے علاقوں سے مویشی خریدنے اور بیچنے کیلئے وہاں آیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص کے ساتھ میاں الحمدللہ بھی وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے سات آٹھ کٹے اور کٹیاں خریدے۔ وہاں سے انہوں نے کوٹ کپورے پہنچنا تھا۔ سخت گرمی میں ان کے مویشی ہانپنے لگے۔ خود ان دونوں کا بھی گرمی سے برا حال ہوگیا۔ وہ ریتیلا علاقہ تھا ان کے ساتھی نے کہا میاں الحمدللہ دعا کرو اللہ تعالیٰ بارش برسائے' ہمیں بھی کچھ آرام میسر ہو اور ہمارے کٹے کٹیوں کی تکلیف بھی رفع ہو۔

میاں الحمدللہ نے کہا جی تو میرا بھی دعا کرنے کو چاہتا ہے لیکن پھر خیال آتا ہے کہ بارش ہوگئی تو یہ جانور ریت میں دھنس جائیں گے اور ان کا چلنا مشکل ہوجائے گا یعنی انہیں اللہ پر یقین تھا کہ بارش کی دعا کی تو بارش ضرور ہوگی۔ لیکن جانوروں کیلئے مشکل پیدا ہوجائے گی۔

ساتھی نے کہا کوئی بات نہیں۔ آپ دعا کریں ان جانوروں کو ہم کسی نہ کسی طرح ہانک کرلے جائیں گے

چنانچہ اس شخص کے بقول میاں الحمدللہ نے دعا کی اور تھوڑی دیر بعد آسمان پر بادل نمودار ہوئے گھٹا چھائی اور بارش ہونے لگی۔ اس کے نتیجے میں واقعتاً جانوروں کیلئے چلنا کچھ مشکل ہوگیا لیکن کسی طرح وہ انہیں کوٹ کپورے لے آئے۔ یہ بات اس شخص نے میاں الحمدللہ کی موجودگی میں سنائی۔ وہ سنارہا تھا اور میاں الحمدللہ مسکرارہے تھے۔ اس واقعہ پر کم وبیش ستر سال گزر چکے ہیں لیکن میں اب بھی انہیں اپنے شہر کی جامع مسجد میں بیٹھے اور مسکراتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ (گزر گئی گزران ص386)

قاضی عبدالعلی صاحب رحمہ اللہ کے مجرب وظائف:۔ ہمارے ایک بزرگ قاضی عبدالعلی تھے۔ (گزر گئی گزران ص400)

قاضی عبدالعلی کو بہت سے وظائف یاد تھے۔ ان کے فوائد بھی وہ بتایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے بتایا کہ اول آخر درود شریف پڑھ کران گنت مرتبہ روزانہ ''یاحافظ یاحفیظ یا ناصر یا نصیر یا وکیل یارقیب یااللہ'' پڑھا جائے تو اللہ تعالیٰ رزق کے خزانے اس کیلئے کھول دیتا ہے اور کسی کو احتیاج باقی نہیں رہتی۔ (ص402)

بکثرت کرامات کا صدور:۔ انیسویں صدی عیسوی کے ساتویں عشرے کے معروف عالم وصالح بزرگ حضرت مولانا غلام رسول (ساکن قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجراں والا) ہیں۔ مولانا ممدوح سے بے شمار کرامات کا صدور ہوا۔ وہ 1291ھ (1874ء) میں فوت ہوئے۔ (گزر گئی گزران ص430)

میں نے اپنی کتاب ''فقہائے ہند'' کی دسویں جلد میں ان کے حالات تفصیل سے بیان کیے ہیں جو کتاب کے ساٹھ صفحات میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کی بعض کرامات بھی بیان کی ہیں۔ (گزر گئی گزران ص430)

نام کتاب:۔ برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن
مصنف:۔ مولانا اسحٰق بھٹی

وضاحت: ''حرف آغاز'' میں مولانا عبدالخالق محمد صادق (کویت) فاضل مدینہ یونیورسٹی علمائے اہلحدیث اور مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ کی علمی خدمات کو سراہتے ہوئے لکھتے ہیں: ''تاریخ اہل حدیث کا زیر نظر حصہ چونکہ علمائے اہل حدیث کی قرآنی خدمات سے متعلق ہے'' (از مرتب اثری حفظہ اللہ)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف

ابتدائی حالات:۔ قاضی ثناء اللہ 1145ھ اور 1147ھ (1733ء اور 1735ء) کے درمیانی عرصے میں پانی پت میں پیدا ہوئے۔ نہایت ذہین تھے اور ہر وقت حصول علم کی طرف متوجہ رہتے تھے۔ اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا تھا۔

ابتدائی تعلیم اپنے شہر پانی پت کے اساتذہ سے حاصل کی۔ تقسیم ملک سے پہلے پانی پت صوبہ پنجاب میں شامل تھا۔ اب صوبہ ہریانہ میں شامل ہے۔ قاضی ثناء اللہ صاحب کے زمانے میں اس شہر میں مروجہ علوم کی کتابیں پڑھانے کیلئے جو اہل علم موجود تھے ان سے انہوں نے استفادہ کیا۔ بعد میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی خدمت میں دہلی گئے اور ان سے حدیث وفقہ کی تکمیل کی۔ اٹھارہ سال کی عمر میں علوم عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل سے فارغ ہوگئے تھے۔

قاضی ثناء اللہ کی سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت:۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد شیخ محمد عابد سنامی رحمہ اللہ کے حلقہ بیعت میں داخل

ہوئے۔ان کی وفات کے بعد مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ کے دست حق پرست پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔مرزا صاحب ممدوح' قاضی صاحب پر بے حد شفقت فرماتے تھے اور قاضی صاحب رحمہ اللہ ان کا انتہائی احترام بجالاتے تھے۔(برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص113)

کمالِ مرشد یا مریدِ باکمال:- اللہ تعالیٰ نے قاضی صاحب رحمہ اللہ کو اوصاف حمیدہ سے متصف فرمایا تھا۔تفسیر' حدیث' فقہ وغیرہ اپنے وقت کے تمام علوم متداولہ پر عمیق نگاہ رکھتے تھے۔ان موضوعات پر انہوں نے عربی اور فارسی میں کتابیں تصنیف کیں' جن سے اصحاب علم فیض یاب ہوئے اور ہورہے ہیں۔وہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ کی خدمت میں پہنچے تو مرزا صاحب ممدوح نے ان کے زہد و اتقاء کی بناء پر انھیں ''علم الہدیٰ'' کے لقب سے سرفراز کیا اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ان کے علم و کمال کی وجہ سے انہیں ''بیہقی وقت'' کے خطاب سے نوازا۔شیخ غلام علی شاہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے کانوں سے مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ سے سنا' وہ قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ کو اپنے لیے ذریعہ مغفرت ٹھہراتے تھے۔ان کے فارسی الفاظ یہ ہیں: می فرمودند اگر خدائے تعالیٰ بروز قیامت از بندہ پر سید کہ بہ درگاہ ما چہ تحفہ آوردی؟ عرض کنم ثناء اللہ پانی پتی را۔(بحوالہ مقامات مظہری)

یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے قیامت کے روز مجھ سے پوچھا کہ ہمارے دربار میں کیا تحفہ لائے ہو؟ تو عرض کروں گا ثناء اللہ پانی پتی کو لایا ہوں۔
(برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص113 تا 114)

تفسیر کا انتساب مرشد کے نام:- قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ نے مختلف موضوعات پر کتابیں تصنیف کیں۔جن میں ان کی تفسیر قرآن بھی شامل ہے۔یہ تفسیر عربی زبان میں ہے اور دس ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔اس کا نام ''تفسیر مظہری'' ہے جو انہوں نے اپنے استاذ و مرشد مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ کی طرف منسوب فرمائی ہے۔(برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص115)

مولانا عبدالحق مالیر کوٹلوی رحمہ اللہ کی سندِ تصوف

مولانا ابو منظور محمد مظہر الحق عرف عبدالحق 24 شعبان 1283ھ (یکم جنوری 1867ء) کو جمعے کے روز مالیر کوٹلہ (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔تعلیم کا آغاز صوفی عبدالرحیم رحمہ اللہ سے کیا۔بعد ازاں مولانا اشرف الدین فیروز پوری سے استفادہ کیا۔حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے حلقہ شاگردی میں بھی رہے۔1305ھ (1888ء) میں حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ سے سند حدیث لی۔1307ھ (1890ء) میں مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ کے دست مبارک پر بیعت کی۔1309ھ (1892ء) میں حضرت حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ سے قرآن و حدیث اور تصوف کی سند سے مفتخر ہوئے۔1310ھ میں ریاست پٹیالہ کے شہر سرہند کا عزم کیا اور وہاں سندھی والی مسجد میں فریضۂ خطابت انجام دینے لگے۔ان کے تین بیٹے اور ایک بیٹی۔بیٹوں کے نام علی الترتیب محمد حسن' منظور الحق اور محمد مظہر الاسلام تھے۔بیٹی کا نام ام الخیرات تھا۔(برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص236)

تعمیل حکم مرشد میں تالیف کتاب:- (الہامات رحمانی و خرافات قادیانی کا مقابلہ) یہ کتاب مولانا عبدالحق رحمہ اللہ نے اپنے مرشد حضرت مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی کے ایما پر لکھی تھی۔حضرت مولانا لکھوی رحمۃ اللہ علیہ پہلے عالم دین تھے جنھوں نے الہامی ذریعے سے مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر و دجال قرار دیا تھا۔(برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص237)

مولانا عبدالرحمٰن عاجز مالیر کوٹلوی اور عظمت مدینہ

گزرا ہوں تپتے ہوئے صحراؤں سے پیدل — آساں نظر آئی رہِ دشوار مدینہ
وہ شوق کا عالم تھا کہ تھا جوش عقیدت — پلکوں سے چنے میں نے خس و خار مدینہ

وہ کتنا حسین کتنا دلآویز سماں تھا — جس دم نظر آنے لگے آثار مدینہ
دل ڈوب گیا' کیف میں بہنے لگے آنسو — جب سامنے آئے در و دیوار مدینہ

(برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص254)

مولانا عبدالرحیم پشاوری اور مکتوبات امام ربانی:۔ مولانا عبدالرحیم نے ابتدائی تعلیم اپنے والد مولوی محمد نعیم سے حاصل کی اور مولوی صدر الدین' قاضی عبدالمجید اور مولوی غلام رسول رحمہم اللہ سے بھی حصول علم کیا۔ حدیث کی کتابیں مولانا داؤد سے پڑھیں۔ اخبار ''وکیل'' کے سب ایڈیٹر مقرر رہوئے۔ 1912ء میں لاہور تشریف لائے اور اخبار ''زمیندار'' میں مترجم کی حیثیت سے مولانا ظفر علی خاں کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ (برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص270)

مکتوبات امام ربانی (ترجمہ وتشریح مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی مع سوانح حضرت مجدد) (برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص273)

عبدالعلی صادق پوری کی سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت:۔ عبدالعلی صادق پوری کی خدمت قرآن کا طریقہ ملاحظہ ہو:

یہ ارادۃ اللہ صادق پوری کے بیٹے تھے۔ بنگال کے نواب مظفر جنگ کے عہد نظامت میں پٹنہ میں جج کے عہدے پر فائز تھے۔ زاہدانہ' فقیرانہ اور فیاضانہ طبیعت رکھتے تھے۔ نواب نے ان کو اعزازی خلعت اور بہت سے انعامات بخشے لیکن انہوں نے مسکینوں اور محتاجوں میں تقسیم کر دیئے' خود اپنے ہاتھ سے قرآن مجید لکھ کر گزر اوقات کرتے تھے۔ سید احمد شہید رحمہ اللہ جب پٹنہ میں تشریف لائے تھے تو دوسرے لوگوں کے ساتھ عبدالعلی صاحب نے بھی ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ صادق پور کے قائدین کے نام سید صاحب کے مکتوبات میں ان کے نام بھی ایک مکتوب تھا۔ 1245ھ (30-1829ء) میں تقریباً ایک سو سال کی عمر میں رحلت فرما ہوئے۔

(برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص341 بحوالہ ہندوستان میں وہابی تحریک ص۳۷۲،۳۷۳)

حضرت شاہ عین الحق پھلواروی رحمہ اللہ کا احترام تصوف

حضرت شاہ عین الحق پھلواری رحمہ اللہ کے متعلق مختلف اہل علم سے مختلف باتیں سنی ہیں۔ وہ پھلواری (صوبہ بہار، ہندوستان) کی خانقاہ مجیبیہ کے سجادہ نشین تھے۔ انھوں نے مسلک اہل حدیث اختیار کر لیا تھا۔ حضرت شاہ سلیمان پھلواری رحمہ اللہ کے برادر نسبتی اور شاہ محمد جعفر پھلواری کے حقیقی ماموں تھے۔ (برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص۴۰۹)

ارباب تصوف کا احترام اب بھی اسی طرح کرتے جس طرح وہ دوران سجادگی میں کرتے تھے۔ (برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص410)

مرید کی خبر گیری:۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ کا ایک نور باف مرید بیمار رہوا۔ وہ بہت غریب' مگر بے حد دین دار تھا۔ شاہ صاحب نے اس کی عیادت کا ارادہ کیا' مگر مصنوعی اقتدار پسند اصحاب نے سخت مخالفت کی۔ شاہ صاحب چپ ہو گئے۔ دوسرے دن صبح دیکھتے ہیں کہ شاہ صاحب غائب ہیں۔ سارے گھر میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا اور جستجو شروع ہو گئی۔ آخر اسی نور باف کے ہاں اس حال میں ملے کہ وہ غریب دم توڑ رہا تھا اور آپ اس کے سر پر سورۂ یٰسین کی تلاوت فرما رہے تھے۔ (برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص410)

تسبیح کا استعمال فرمانا:۔ استاذ گرامی شاہ عین الحق پھلواروی رحمہ اللہ جید عالم تھے اور کامل طبیب بھی تھے۔ (برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص416)
آخری عمر میں تسبیح بھی رکھتے تھے۔ کہتے تھے کہ یہ بدعت بڑی اچھی ہے' کیونکہ جب ہاتھ میں ہو تو کچھ نہ کچھ اللہ کا ذکر ہو ہی جاتا ہے۔
(برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص410)

مولانا غلام محمد رسول قلعوی رحمہ اللہ

ارض پنجاب کے ایک معروف عالم دین مولانا غلام رسول تھے، جو ضلع گوجرانوالہ کے ایک قصبے قلعہ میہاں سنگھ کے رہنے والے تھے۔ 1227ھ (1813ء) میں پیدا ہوئے۔ کئی پشتوں سے یہ خاندان علم وعمل میں ممتاز چلا آرہا تھا۔ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ نے اپنے عہد کے متعدد اساتذہ سے اخذ علم کیا۔ ایک دور آیا کہ حضرت مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سے ان کی ملاقات ہوئی دونوں کو اللہ نے تقویٰ اور روحانیت کی دولت سے بہرہ وافر عطا فرمایا تھا۔ اس بناء پر دونوں میں محبت اور گہرے روابط کا رشتہ قائم ہوگیا۔ دونوں بزرگ اولیاء اللہ تھے۔

دونوں نے باہم مشورہ کر کے علم حدیث پڑھنے کا عزم کیا۔ یہ 1857ء کی جنگ آزادی سے پہلے کی بات ہے۔ اس وقت دہلی میں حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کی مسند تدریس حدیث آراستہ تھی۔ دونوں بزرگ امرتسر سے دہلی کو روانہ ہوئے۔

امرتسر سے دہلی تک کا سفر آٹھ دن میں طے کیا اور حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ سے حدیث کی کتابیں پڑھنا شروع کیں۔ (برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص422)

حضرت میاں سید نذیر حسین رحمہ اللہ نے ان کی سند پر لکھا تھا کہ مولوی عبداللہ المعروف غلام رسول رحمہ اللہ نہایت ذہین و بے حد نیک اور بلند اخلاق وعالی کردار شخص ہیں۔ یہ سند ماہ ربیع الثانی 1279ھ (اکتوبر 1862ء) کو تحریر فرمائی گئی۔ یعنی سال تعلیم سے چھ سال بعد اس کا اجراء ہوا۔ اس سے نو دس سال بعد 1288ھ (1872ء) کو انہوں نے حج بیت اللہ کیا۔

اجابتِ دعا اور کرامات کے چند واقعات

مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کا سلسلہ درس بھی جاری تھا بہت سے حضرات نے ان سے حصول علم کیا۔ وہ مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ ان کی باتوں کے اثرات اور قبولیتِ دعا کے حیرت انگیز واقعات ان کے سوانح نگار نے بھی بیان کیے ہیں اور عام لوگوں سے بھی سننے میں آئے ہیں ان بہت سے واقعات میں تین واقعات یہاں درج کیے جاتے ہیں۔

وعظ ولی کے غیر مسلموں پر اثرات:۔ 1۔ ایک دن مولانا غلام رسول رحمہ اللہ لاہور میں وعظ فرمارہے تھے۔ دو گورے عیسائی، چند سکھ اور ہندو بھی مجلس وعظ میں موجود تھے۔ وعظ میں انہوں نے سورۂ مریم کی چند آیات تلاوت کیں اور حبشہ کے بادشاہ ہرقل کے دربار میں قریش مکہ کی سفارت کا ذکر کیا۔ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے ہرقل سے جس انداز سے بات کی تھی اس کا ذکر کیا اور کلمہ شہادت کے بارے (میں) بتایا تو ساتھ ہی اس طرح زوردار اور پرکشش آواز میں کلمہ شہادت پڑھا کہ سننے والوں میں ایک تہلکہ بپا ہوگیا اور ہندو، مسلمان، گورے عیسائی اور سکھ شدت تاثر سے تڑپ اٹھے۔ اس وعظ میں جتنے غیر مسلم موجود تھے، سب مسلمان ہوگئے۔ (برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن 424)

ہندو عورت کا مسلمان ہوجانا:۔ 2۔ لاہور ہی کا واقعہ ہے کہ مولانا ممدوح فجر کی نماز سے فارغ ہوکر وضو کرنے کی جگہ پر بیٹھے تھے کہ ایک سکھ عورت ''واہ گرو، واہ گرو'' کہتی ہوئی وہاں سے گزر رہی تھی۔ مولانا نے فرمایا'' وحدہٗ وحدہٗ '' کہو۔ اس عورت کی زبان پر اسی وقت واہ گرو واہ گرو کی بجائے'' وحدہٗ وحدہٗ '' کے الفاظ جاری ہوگئے۔ اسی طرح کہتی ہوئی گھر آگئی۔ گھر والوں نے اسے بہت سمجھایا بھی اور مارا پیٹا بھی مگر وہ باز نہ آئی اور مسلمان ہوگئی۔ (برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص424)

نگاہ ولی کی تاثیر:۔ 3۔ ایک مرتبہ ضلع گجرات (پنجاب) میں کہیں سفر پر جارہے تھے کہ ایک سکھ ادھر سے آیا اور اس نے ان سے پوچھا'' ڈنگا'' کا راستہ کون سا ہے؟ فرمایا: مجھے ڈنگوں کا راستہ تو آتا نہیں البتہ سیدھوں کا راستہ معلوم ہے۔ اس نے کہا سیدھوں کا ہی بتادو۔ فرمایا سیدھوں کا راستہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ''۔ ادھر مولانا کی زبان سے یہ کلمہ نکلا اور ادھر سکھ کی زبان سے جاری ہوگیا اور اس نے اسلام قبول کرلیا۔ (برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص424)

مولانا غلام رسول (قلعوی رحمہ اللہ) نے کئی کتابیں تصنیف کیں۔ انہوں نے ٹھیک 63 سال عمر پا کر 1291ھ (1874ء) کو جنت الفردوس کی راہ لی۔ (برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص425)

وضاحت: ہمارے اسلاف و اخلاف پر منکر کرامات اور گستاخان اولیاء کا الزام لگانے والے انصاف کے دن ان باکمال لوگوں کے سامنے کیا جواب دیں گے......!!!(از مرتب اثری)

مولانا محمد سلیمان روڑوی کی بیعتِ اصلاح:۔ ہندوستان کے صوبہ ہریانہ کے ضلع حصار کی تحصیل سرسہ میں ایک قصبہ روڑی ہے جو کسی زمانے میں ایک عالم دین اور صاحب تقویٰ بزرگ مولانا محمد سلیمان رحمہ اللہ کا مسکن تھا۔ ان کے صاحب زادے مولانا حکیم عبداللہ تھے جو طب کی بہت سی کتابوں کے مصنف تھے۔ مولانا محمد سلیمان رحمہ اللہ نے حضرت حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ سے فیض حاصل کیا تھا اور حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ سے بیعت تھے۔

مولانا محمد عبدہ الفلاح فرماتے ہیں کہ حکیم عبداللہ مرحوم نے ان سے بیان کیا کہ: ''تحصیل سرسہ میں سب سے پہلے میرے والد مولوی محمد سلیمان اہل حدیث ہوئے تھے، جنہوں نے امام عبدالجبار رحمہ اللہ کی بیعت کی اور حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ سے مستفیض ہوئے۔'' مولانا محمد سلیمان کے جو حالات میسر آئے میں نے اپنی کتاب ''قافلۂ حدیث'' میں تحریر کر دیئے ہیں وہ صالحیت و تدین اور علم و عمل کی وجہ سے علاقے میں بڑی شہرت رکھتے تھے۔ ان کے شب و روز کا زیادہ تر حصہ مسجد میں گزرتا تھا۔ کثیر تعداد میں لوگ ان کی خدمت میں حاضری دیتے اور حصول فیض کرتے تھے۔

مرید باکمال کا طریقہ وعظ:۔ ان (مولانا محمد سلیمان رحمہ اللہ) کا انداز وعظ اور طریق تبلیغ عام واعظین و مبلغین سے مختلف تھا۔ وہ نرم الفاظ میں بات کرتے اور لوگوں کو ان کے ذہنی سانچے کے مطابق دینی مسائل سمجھانے کی کوشش فرماتے تھے۔ ان کا واسطہ زیادہ تر دیہات کے ان پڑھ یا نیم خواندہ لوگوں سے پڑتا تھا۔ چنانچہ وہ انہی کی بولی میں اور انہی کی استعداد فہم کے مطابق ان سے مخاطب ہوتے تھے۔ مشکل بات کر کے انہیں مشکلات میں نہیں ڈالتے تھے۔

وہ مستجاب الدعوات عالم دین تھے اور ان کی زبان میں بے حد اثر تھا۔ لوگ اپنی مشکلات ان سے بیان کرتے اور دعا کی درخواست لے کر آتے، وہ اللہ کے حضور ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے اور اللہ ان کی دعا کو شرف قبولیت بخشتا۔ (برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص572)

قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ

شیخ نقشبندیہ سے عقیدت:۔ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری کا مختصر سلسلہ نسب یہ ہے محمد سلیمان بن احمد شاہ بن باقی باللہ بن معزالدین......!

قاضی صاحب کے پڑدادا قاضی معزالدین رحمہ اللہ کا اصل وطن موجودہ جغرافیائی اعتبار سے ہندوستان کے ضلع فرید کوٹ کا ایک گاؤں بڈھیمال تھا۔ وہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمہ اللہ کے حلقۂ عقیدت سے تعلق رکھتے تھے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ان کو منصور پور جانے اور اسے مرکز بنا کر اس علاقے میں تبلیغ دین کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہاں آ کر وہ تبلیغ میں مشغول ہو گئے۔ ان کے بیٹے قاضی باقی باللہ رحمہ اللہ نے بھی باپ کے ساتھ اللہ کے دین کی نشر و اشاعت کا سلسلہ جاری رکھا۔

تقسیم ہند سے قبل منصور پور، ریاست پٹیالہ میں بھٹنڈا انبالہ ریلوے لائن پر پٹیالہ سے 23 میل کے فاصلے پر تھا۔ قاضی صاحب کے والد قاضی احمد شاہ نہایت صالح اور متدین بزرگ تھے۔ (برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص574)

وضاحت: شاہ غلام علی رحمہ اللہ سلسلہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگ ہیں آپ کو مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ سے بیعت

باسمہ تعالیٰ

نحن جعلناها تذكرة ومتاعا للمقوين (القرآن)

ہم نے

اسے ذکر خیر اور ضرورت کا سرمایہ بنایا

تراجم علمائے حدیث ہند

طبع دوم — ۱۳۹۱ھ

مؤلفہ

حضرت مولانا ابو یحییٰ امام خان صاحب نوشہروی رحمۃ اللہ علیہ

مشتملہ

تراجم خاندان ولی اللہی دہلی و علمائے دہلی و بیرونی

ناشر

مرکزی جمعیۃ طلبہ اہلحدیث مغربی پاکستان

قیمت ۔۔ روپے

(جملہ حقوق بحق مرکزی جمعیت طلبہ اہلحدیث مغربی پاکستان محفوظ ہیں)

نام کتاب — تراجم علمائے حدیث ہند

تالیف — ابو یحییٰ امام خان نوشہروی مرحوم

مقدمہ — سید سلیمان ندوی

طبع اول — ۱۳۵۶ھ ، ۱۹۳۸ء

طابع — حافظ عبدالرشید اظہر امینوالوی

ناشر — مرکزی جمعیت طلباء اہلحدیث مغربی پاکستان

قیمت — ۱۰ روپے

کتابت — خادم دفتر کتابت چنیوٹ بازار لائلپور

پروف ریڈنگ

- حافظ عبدالحمید ازہر قصوری
- مولانا محمد امین حکیم

ملنے کا پتہ:

حافظ عبدالرشید اظہر امینوالوی

جامعہ سلفیہ ۔ لائل پور

(نیازی پرنٹنگ پریس لاہور)

تصوف میں خلافت حاصل ہے۔ (از مرتب اثری)

مولانا ہدایت اللہ نوشہروی رحمہ اللہ کی بیعتِ اصلاح:۔ مولانا ہدایت اللہ ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں ''نوشہرہ ککے زیاں'' کے رہنے والے تھے' اور ککے زئی برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ والد کا نام بسے خاں تھا۔ مولانا کے آباؤ اجداد اپنے گاؤں میں گرم چادریں بننے کا کام کرتے تھے۔ مولانا ممدوح اپنے خاندان کے اولین شخص تھے' جنہوں نے دینی تعلیم حاصل کی اور حصول کیلئے بے حد جدوجہد فرمائی۔ ابتداء میں اپنے گاؤں کے بعض افراد سے چند ابتدائی کتابیں پڑھیں پھر سیالکوٹ آئے اور وہاں کے اہل علم سے مستفید ہوئے۔ بعد ازاں لاہور کا عزم کیا اور بعض حضرات سے اخذ فیض کیا۔

اس وقت دہلی میں حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کی مسند درس آراستہ تھی۔ لاہور سے پیدل دہلی گئے اور حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ درس میں شامل ہوئے۔ وہاں تعلیم مکمل کی اور میاں صاحب رحمہ اللہ سے سند حدیث لی۔ یہ 1857ء کی جنگ آزادی سے تھوڑا عرصہ بعد کا واقعہ ہے۔ دہلی ہی میں شریفی خاندان کے اطباء سے طب کی تعلیم حاصل کی۔

دہلی سے واپسی پر امرتسر آئے اور حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ حضرت سید صاحب اور ان کے صاحب زادۂ گرامی قدر حضرت الامام عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ سے خط وکتابت کا سلسلہ جاری رہا۔

(راولپنڈی) کی مسجد اہل حدیث میں خطابت وامامت کا فریضہ بھی انجام دیتے رہے۔ (برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص679)

نام کتاب:۔ تراجم علمائے اہلحدیث.... مصنف:۔ حضرت مولانا ابو یحییٰ امام خان صاحب نوشہروی

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف

خاندانی اسلاف کا ذوق تصوف:۔ اس خاندان کے جو بزرگ سب سے پہلے ہندوستان میں وارد ہوئے وہ شیخ شمس الدین مفتی تھے جو غالباً اسلامی حکومت کے آغاز ہی میں یہاں آ گئے۔ رہتک میں قیام فرمایا یہ اس وقت بھی ایک بارونق شہر تھا۔ شیخ ممدوح علوم ظاہری وباطنی دونوں کے حامل اور صاحب کشف بزرگ تھے۔ جیسا کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ (حضرت ولی اللہ) اپنے رسالہ ''امداد'' الخ میں فرماتے ہیں۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص۴۰)

شیخ وجیہہ الدین (شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کے دادا) عالم دین اور صاحب حال ہونے کے ساتھ ایک بہادر سپاہی بھی۔

(تراجم علمائے اہلحدیث ص۴۱)

ان بزرگوار (شیخ وجیہہ الدین مرحوم) کے صاحبزادے سے شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمہ تھے۔ جن کے ۶۰ برس کی عمر تک اولاد نہ تھی اور اسی عہد میں آپ کو متعدد بار اولاد کی بشارتیں ہوئیں مگر اہلیہ کا آغاز پیری بھی ہو چکا تھا آخر آپ نے ابوالرضا شیخ محمد صاحب رحمہ اللہ (متوفی ۷ محرم ۱۱۰۱ھ کی صاحبزادی سے عقد کرلیا، اس نیک بخت خاتون کے بطن سے جو مولود مسعود متولد ہوا، شاہ عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ نے ان بشارتوں کی بناء پر ولی اللہ نام رکھا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ سے عقیدت کی وجہ سے دوسرا نام قطب الدین رکھا اور مادۂ تاریخ کی مناسبت سے عظیم الدین (تراجم علمائے اہلحدیث ص۴۲)

بیعتِ اصلاح وخلافت:۔ اپنے والد ماجد مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ کے علاوہ شیخ ابوطاہر ممدوح سے شیخ احمد شناوی سے، شیخ احمد قشاشی سے، سید عبدالرحمٰن ادریسی (المشہور مجحوب) سے، شیخ عیسیٰ جعفری مغربی سے، شیخ شمس الدین محمد بن عربی باہلی اور شیخ ابراہیم کردی مدنی سے شیخ حسین شیخ احمد انخلی اور شیخ عبداللہ بن سالم بصری سے رحمہم اللہ ان حضرات سے یہ شرف زمانہ قیام حجاز میں نصیب ہوا اور جب شاہ عبدالرحیم صاحب آپ کی تربیت روحانی پر متوجہ ہوئے تو اس وقت آپ کی عمر کا ۱۵واں سال شروع تھا جب ۱۷ سال کی عمر تک پہنچے تو آپ کے والد علیہ الرحمہ نے آپ کو بیعت وارشاد کی اجازت مرحمت فرما دی اور خود اسی سال میں اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔ آپ رحمہ اللہ کی رحلت کے

بعد شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے ۲۵ سال تک اس مسند علم وارشاد کو مزین فرمایا اور آپ کے سفر آخرت پر آپ کے چاروں بیٹے اس محفل علم وعمل کی زینت کا سبب بنے آخر میں آپ کے پوتے مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ نے اس بزم کو اپنے خون سے لالہ گوں کر دیا۔(ص ۴۴)

مثالی خاندان:۔ حضرت والا جاہ السید نواب صدیق حسن خاں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

اور اس خاندان کا ہر ایک فرد اپنے اسلاف اور اعمام کی طرح عالم دین صاحب مرتبت حکیم وفقیہہ تھا۔ کیوں نہ ہوتا یہ حضرات علم وعمل میں یکتائے زمانہ ہونے کے ساتھ نسب عالی فاروقی کے بھی تو حامل تھے۔ ولیکن کس قدر افسوس ہے کہ چیرہ دست زمانہ کی شوخی نے اس خاندان کو ایک سرے سے صفحۂ ہستی سے کھوڑ الا ۔"انا للہ وانا الیہ راجعون"۔

اس بیت العلم کے تمام افراد جملہ علوم نقلیہ وعقلیہ میں کامل ہونے کے ساتھ مشائخ وقت بھی تھے حتیٰ کہ ہندوستان بھر میں کوئی ایک گھرانہ بھی اس کا ہم پلہ نہ ہوسکا اور ایک وہ خاندان ہے جو معقولات میں کچھ اس طرح مشہور ہوا کہ عوام بغیر سوچے سمجھے اس پر جھکنے لگے تو کون سی تعجب کی بات ہے"۔(تراجم علمائے اہلحدیث ص ۴۵)

شاہ ولی اللہ صاحب نے نشر حدیث وفہم قرآن کے وہ وہ سامان بہم پہنچائے کہ جن کی بدولت مسلمانوں کے کان قال اللہ وقال الرسول سے حقیقی معنوں میں آشنا ہونے لگے۔ متفقہین (ہند) کا شوروغوغا کم ہونا شروع ہوا علمائے مصنفین نے اپنی تحریروں میں حدیث وتفسیر کو بھی جگہ دینا شروع کی "مدرسہ رحیمیہ دہلی" حدیث کا ادارۂ اولین تھا جس میں نصف صدی تک تو حضرت حجۃ اللہ البالغہ نے حدیث وتوابع حدیث پڑھائے، آپ کے بعد آپ کے جانشین "وخلیفہ بلافصل" مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث رحمہ اللہ (حضرت کے فرزند اکبر) نے اسی مدرسہ میں ان علوم کی تجدید کی اور اس وقت مدرسہ کا نام شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ صاحب کا مدرسہ تھا۔(تراجم علمائے اہلحدیث ص ۶۰)

شاہ صاحب کی تصنیفات:۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ کی تصانیف کی تعداد 127 تھی مگر زمانے کی دست بُرد نے پوری طرح محفوظ نہ رہنے دیں کہ بہت سی کتابوں کے تو نام بھی مٹا دیئے اس وقت ان میں سے بقدر ۵۱ ایسی کتابیں ہیں جن سے بقدر نصف کے ملتی ہیں اور باقی ابھی تک نایاب ونادر۔

تصوف پر علمی خدمات:۔ ۱۔ھوامع شرح حزب البحر (دعائے حزب البحر کی شرح وخصوصیات) ۲۔الدرالثمین فی مبشرات النبی الکریم ۳۔سطحات (عربی) ۴۔ شرح رباعیتین (خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کی ۲ رباعیوں کی شرح) ۵۔ فیوض الحرمین (حرمین سے واپسی پر الہامات ومبشرات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل کتاب) ۶۔العطیتہ الصمدیہ ۷۔الانفاس المحمدیہ ۸۔لمعات (عربی) ۹۔ھمعات (فارسی) ۱۰۔ الخیر الکثیر (عربی) ۱۱۔تفہیمات ۱۲۔شفاء القلوب (عربی) ۱۳۔زھراوین (عربی) ۱۴۔ عوارف ۱۵۔ القول الجمیل (عربی) ۱۶۔الطاف القدس ۱۷۔تاویل الاحادیث ۱۸۔فیض عام (فارسی) ۱۹۔ مکتوبات المعارف (فارسی) ۲۰۔رسالہ مکتوب مدنی (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۶۹، ۷۰)

شاہ عبدالغنی رحمہ اللہ کی بیعت تصوف:۔ شاہ عبدالغنی رحمہ اللہ کی بیعت محدث ابن حجۃ اللہ شاہ ولی اللہ محدث سن وفات ۱۲۲۷ھ: امیر المؤمنین سید احمد صاحب بریلوی رحمہ اللہ سے آپ بھی بیعت تھے مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے آپ سے حدیث پڑھی۔(تراجم علمائے اہلحدیث ص ۸۶)

سیدنا محمد اسمٰعیل شہید ابن شاہ عبدالغنی کا ذوق تصوف

میاں اسمٰعیل رحمہ اللہ اور مولوی عبدالحیٔ رحمہ اللہ نے ایک نوجوان سید کی بیعت کر لی تو تمام شہر سید صاحب رحمہ اللہ کو دیکھنے کے لیے امنڈ آیا کے ان صاحبوں نے جس کو اپنا امام تسلیم کر لیا ہے وہ کیسا انسان ہے۔

مبایعین میں تمام ولی اللہ خاندان بشمول حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمہ اللہ ومولانا محمد مخصوص اللہ.... یہاں یہ بیان کر دینا ضروری

ہے کہ سید صاحب کا سلسلہ بیعت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ سے ہی شروع ہوتا ہے۔

شاہ اسمعیل شہید رحمہ اللہ نے علم تصوف پر ایک نہایت مایہ ناز علمی کتاب ''عبقات'' تحریر فرمائی جسکا مختصر تعارف تراجم اہلحدیث کی زبانی سنئے:

علم تصوف پر مایہ ناز کتاب ''عبقات'':۔ عبقات علم تصوف کی کتاب ہے جس میں بہت سے مسائل علم کلام کے بھی آ گئے ہیں خوبی یہ ہے کہ کلام وتصوف کے مسائل کو بدیہات ومسلمات کی روشنی میں کتاب وسنت کے مطابق حل کیا ہے اور نہایت دقت نظر سے ان کو طے کیا گیا ہے۔اس کتاب میں ایک مقدمہ چار اشارہ اور ایک خاتمہ ہے۔

مقدمہ میں ۴ عبقات ہیں عبقہ اولیٰ میں علم کے اسباب وذرائع بتائے۔عبقہ ثانیہ میں یہ بتایا ہے کہ علم نقلی نظریات سے ہے موجودہ حالت میں نظری علم معتد بہ کے اسباب ۳ ہیں تعقل، نقل، کشف ان میں سے ہر ایک میں خلل واقع ہوسکتا ہے لیکن جب خلل سے ہر ایک پاک ہوتو ان میں باہم تناقض نہیں ہوتا۔عبقہ ثالثہ میں اس بات کی تردید ہے کہ نقل مفید یقین نہیں ہوتی فرماتے ہیں

''قد تفوه بعض من لم يرزق الفهم بامر فظيع ان النقل لايفيد العلم القطعي'' (عبقات ۷ ص۶) ترجمہ: ''بعض ایسے لوگوں نے جن کو سمجھ نہیں عطا کی گئی ہے ایک بہت بری بات کہی ہے کہ نقل علم قطعی یقینی کو مفید نہیں۔

عبقہ رابعہ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ الہام سے بھی یقین حاصل ہوتا ہے، مقدمہ کے بعد کتاب کے عنوانات ''اشارہ'' کے لفظ سے شروع ہوتے ہیں پہلے اشارہ میں ۴۳ عبقات ہیں اور ایک خاتمہ آخر میں تنزل وجود حقیقی کے مراتب کا بیان ہے اور فرماتے ہیں:

''قد ظهران مراتب التحقيق ستة التحقيق نفسه بشرط لاوهولا هوت وسماه الامام الرباني لايقين'' (تراجم علمائے اہلحدیث ص۵۴)

ترجمہ: یہ بات ظاہر ہے کہ تحقیق کے ۶ مرتبے ہیں تحقیق نفس بشرط لا اور یہی لاہوت ہے اور اسی کا نام امام ربانی نے لایقین رکھا ہے۔'' (تراجم علمائے اہلحدیث ص۵۴)

اس کے خاتمہ میں صفات کے متعلق بہت مفید بحث ہے۔

دوسرے ''اشارہ'' میں ۲۵ عبقے اور ایک خاتمہ ہے اس میں تجلیات کی بحث علمائے ادیان کے لئے قابل دید ہے.......

چوتھے ''اشارہ'' میں بھی ۱۲ عبقات ہیں، ان میں مراتب کمال نفس کی بحث ہے، اور معرفت قرب النوافل وقرب الفرائض کو ایک خوبی کے ساتھ بیان فرمایا، خاتمہ پر ارشاد ہوا۔

خلاصہ یہ کہ مولانا رحمہ اللہ کی یہ کتاب ان کے کمال دقت نظر اور عقلی ونقلی علوم کے مہارت کاملہ کی شہادت ہے۔(تراجم علمائے اہلحدیث ص۱۱۹)

شاہ محمد مخصوص اللہ کی بیعت اور ذوق گوشہ نشینی:۔ شاہ محمد مخصوص اللہ بن شاہ رفیع الدین بن شاہ ولی اللہ رحمہم اللہ متوفی ۱۲۷۳ھ =۱۸۵۷ء: مقدس بزرگ زاہد وعابد شب زندہ دار تدریس وتعلیم کے سوا کوئی مشغلہ نہ تھا اور یہ بزم روشن کی مسجد واقعہ قاضی واڑہ میں منعقد تھی عامل آمین ورفع الیدین تھے۔(تراجم علمائے اہلحدیث ص۱۲۴)

طبیعت زیادہ تر عبادت دوست اور مزاج زہادت پرست واقع ہوئی تھی اس لئے آخر عمر میں سر رشتہ تدریس ہاتھ سے دے کر گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی اور ہمیشہ عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے، آپ کے اوقات اس درجہ مجموع تھے کہ شاید سلف صالحین کے زمرہ میں اولیائے کرام کے اوقات ایسے ہوں گے اور چونکہ آپ کی ساری ہمت عبادت الٰہی اور تقویٰ شعاری میں مصروف تھی۔

امیر المؤمنین سید احمد بریلوی رحمہ اللہ سے بیعت تھے۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص۱۲۵)

شاہ عبدالحیٔ بڈھانوی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح: شاہ عبدالحیٔ شہید بڈھانوی ثانی اثنین سیدنا شاہ محمد اسماعیل شہید متوفی ۸ر شعبان ۱۲۴۳= ۱۸۲۸ء (عدد۱۲)۔شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ اور مولانا عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ سے تکمیل علوم وفقہ وحدیث کی اور شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ نے خلافت بھی عطا فرمائی۔(تراجم علمائے اہلحدیث ص۱۳۲)

سفر حجاز میں قاضی شوکانی امام محمد بن علی نے آپ کی شہرت علم وفضل سن کر اپنی تمام تصانیف مع سند واجازۂ حدیث از خود پیش کیں۔ سیدنا محمد اسمٰعیل رحمہ اللہ سے باہم محبت اس قسم کی تھی کہ دونوں ساتھ ساتھ پڑھے، ایک ہی امام کے ربقہ بیعت سے مشرف ہوئے دونوں کا مقصد زیست تجدید دین واعلائے کلمۃ اللہ تھا۔

آپ کی بیعت کا ماجرا یہ ہے کہ جب امیر المؤمنین السید احمد رحمہ اللہ دہلی تشریف لائے تو آپ انہیں سیر کیلئے دریا (جمن) کی طرف لے گئے اور اپنے اقتداء میں دو رکعت نماز نفل پڑھادی جس کے کیف سے متاثر ہو کر پھر کسی اور جگہ کے نہ رہے، امام حج بیت اللہ کے لئے گئے، تو آپ بھی ہمراہ تھے، تبلیغ کے لئے سیاحت فرمائی تو آپ ساتھ تھے، جہاد کے لئے نفیر عام ہوا، تو حضرت الامام رحمہ اللہ کے گھوڑے کی ایک رکاب پر سیدنا اسماعیل شہید کا ہاتھ تھا۔ تو دوسری رکاب سیدنا عبدالحیٔ پکڑے تھے۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۱۳۳)

شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف

متصوفین علماء سے کسب علم: (شیخ الکل میاں نذیر حسین کی) تشنگی علم بڑھنے لگی مگر گھر سے نکلے بیاس نہ بجھ سکتی تھی اور گھر میں عسرت مسلط تھی جس کی وجہ سے والد سے سفر کی اجازت طلب کرنا بے سود تھا مگر تابہ کہ اپنے ہم عمر طالب علم بشیر الدین عرف مولوی مراد علی سے مل کر ان کے حفظ امانت کا اندازہ کرتے رہے، جب یقین ہو گیا تو ان سے ایک روز قسم لے کر راز کہہ ہی دیا۔ انہیں بجائے خود یہ لگن تھی۔ دونوں نے مشورہ کیا کتابوں کی گٹھڑی بغل میں دبا کر رات کو گھر سے چل نکلے اور صادق پور ملہ نمو ہیہ مولوی شاہ محمد حسین رحمہ اللہ (یہ صاحب مولوی ولایت علی کے خلیفہ تھے) کی درسگاہ میں پہنچے اس وقت صوبہ بہار کا یہی مرکزی مدرسہ تھا۔ یہاں دونوں نے مشکوٰۃ شریف وترجمہ قرآن مجید پڑھا یہ ۱۲۳۷ھ کا واقعہ ہے۔ اور عمر کے ۱۷ویں سال کی روئیداد، صادق پور صرف ۶ مہینے ٹھہرے اسی دوران میں امام الوقت حضرت السید احمد بریلوی رحمہ اللہ کا قافلہ پٹنہ وارد ہوا۔ جمعہ کی نماز پولیس لائن میں ہوئی۔ سیدنا شہید دہلوی رحمہ اللہ نے وعظ کیا یہاں میاں صاحب ان حضرات سے ملتے رہے یہ صحبتیں آخر کار دہلی کی طرف کھینچنے لگیں اس وقت مولانا شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کہ سید احمد بریلوی رحمہ اللہ کے بھی امام ومرشد تھے۔ بقید حیات موجود تھے۔ جن سے استفادہ کے شوق نے اور بھی بے قرار کر دیا۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۱۳۸)

اب ۱۲۴۳ء میں دہلی میں نزول فرمایا۔ حضرت محمد اسحاق (خلیفہ ونواسہ) حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کا فیضان علم وعمل جاری تھا۔ مگر اس وقت آپ شامل حلقہ ہونے کی قابلیت نہ رکھتے تھے۔ اس لئے ابتداء دوسرے اساتذہ سے اکتساب کیا۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۱۳۸)

صوفیائے متقدمین کی عزت واحترام: میاں صاحب مرحوم علمائے متقدمین کی بہت عزت کرتے۔ شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کا نام ''شیخ اکبر'' اور اکثر ''خاتم الولایۃ المحمدیہ'' کے خطاب کے ساتھ پکارتے اور اس پر علامہ قاضی بشیر الدین قنوجی رحمہ اللہ (استاد جناب السید نواب صدیق حسن خان صاحب رحمہ اللہ والی بھوپال) کہ ابن عربی رحمہ اللہ کے اشد مخالفین میں سے تھے اور ابن عربی رحمہ اللہ کی برتری و بزرگی کے روادار نہ تھے۔ میاں صاحب سے صرف شیخ اکبر رحمہ اللہ پر مناظرہ کرنے کیلئے دہلی تشریف لائے، ۲ ہفتے متواتر گفتگو جاری رہی، مگر میاں صاحب نے شیخ اکبر رحمہ اللہ کا احترام ہاتھ سے نہ دیا، اور آخر کار قاضی صاحب بھی آپ سے متفق ہو گئے۔

اسی طرح علامہ شمس الحق ڈیانوی رحمہ اللہ نے بھی کئی روز شیخ اکبر رحمہ اللہ پر آپ کے ساتھ مناظرہ کیا اور دوران گفتگو میں ''فصوص الحکم'' پیش کرتے رہے۔ میاں صاحب نے پہلے تو اور طریقوں سے سمجھایا مگر جب دیکھا کہ آپ کسی طرح نہیں مانتے تو فرمایا کہ ''فتوحات مکیہ'' شیخ اکبر کی آخری تصنیف ہونے کی وجہ سے ان کی تمام کتابوں کی ناسخ ہے اس پر مولانا شمس الحق صاحب رحمہ اللہ حقیقت کو پا کر خاموش ہو گئے۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۱۴۶)

حفیظ اللہ خان رحمہ اللہ (متوفی ماہ شعبان ۱۳۲۴ھ)

نسبت اتحادی اور مقبول دعا: مولد وطن دہلی، ۹ برس کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا، آپ کے والد مرحوم گاماں خاں جن کو شاہ عبدالقادر

صاحب رحمہ اللہ سے شرف ارادۃ ونسبت بیعت حاصل تھی، ایک مرتبہ ان کو حضرت کی خدمت میں لے جا کر درخواست کی کہ اس بچے کا قرآن سنیے، شاہ صاحب نے ایک مشکل رکوع کا ارشاد کیا جسے انہوں نے صاف پڑھ دیا، حضرت بہت خوش ہوئے اور تین مرتبہ ان کو سینے سے لگا کر دعا کی، جس کے اثر سے زمانہ کے مشہور واعظ اور عالم باعمل مولوی حفیظ اللہ خاں رحمہ اللہ کے نام سے موسوم ہوئے۔(تراجم علمائے اہلحدیث ص ۱۵۸)

قاضی ثناء اللہ نقشبندی پانی پتی رحمہ اللہ (متوفی رجب ۱۲۲۵)

بیہقی وقت کی بیعت اصلاح:۔ کبیر الاولیا شیخ جلال الدین رحمہ اللہ کی ۱۰ ویں پشت سے تھے، ۷ برس کی عمر میں قرآن کریم حفظ کر لیا اور ۱۶ ویں برس میں جملہ علوم (عقلیہ ونقلیہ) پر حاوی ہو گئے، تکمیل حجۃ اللہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ سے اور بیعت ولی شاہ محمد عابد سنامی سے کی، ان کے وصال پر حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جس طرح شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ محدث (دہلوی) نے آپ کو بیہقی وقت کا خطاب بخشا اسی طرح مرزا صاحب (مظہر جان جاناں رحمہ اللہ نے آپ کو علم الہدی کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔(تراجم علمائے اہلحدیث ص ۱۸۸)

نقشبندی مجددی معارف کی باکمال ہستی:۔ درس وتدریس نے پوری شہرت نہیں پائی مگر تصنیف وتالیف اور حقائق ومعارف مجددیہ کے بیان میں آپ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے تلامذہ میں سب سے فائق ہیں۔(تراجم علمائے اہلحدیث ص ۱۸۹)

''شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ آپ کو''بیہقی وقت'' اور آپ کے پیر حضرت مرزا جانجاناں رحمہ اللہ آپ کو''علم الہدی'' فرماتے تھے، اور شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی مجتہدانہ شان اگر آپ کے کسی شاگرد میں نمایاں ہے تو وہ صرف آپ کی ذات گرامی ہے۔(ص ۱۸۹)

یوں تو آپ رحمہ اللہ کی بہت سی تصانیف ہیں مگر''تفسیر مظہری'' عربی دنیا میں ایک بہترین تصنیف ہے۔ جس کی خوبی کا اندازہ تمام متقدمین ومتاخرین کی مطول ومختصر تفسیر کے مطالعہ کے بعد آپ کی خاص کتاب دیکھنے سے کیا جا سکتا ہے۔(تراجم علمائے اہلحدیث ص ۱۸۹)

تذکروں میں آپ سے استفادہ کرنیوالوں کا پتہ نہیں چلتا صرف آپ کے پیر بھائی حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی آپ کو بجائے اپنے پیرومرشد حضرت مرزا صاحب رحمہ اللہ کے سمجھتے تھے، مگر آپ اس سے راضی نہ تھے بلکہ خود کو''کمترین مستفیداں شما خود می دانند'' ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے۔(تراجم علمائے اہلحدیث ص ۱۹۳)

شاہ عبدالجلیل شہید کی خلافت:۔ علی گڑھ میں مولانا شاہ عبدالجلیل شہید علیہ الرحمۃ اکابر علماء سے تھے، علوم ظاہر کے ساتھ فیوض باطن سے بھی متمتع تھے، معقولات میں مولانا بزرگ علی مارہروی رحمہ اللہ کے شاگرد اور حدیث وفقہ میں مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب دہلوی رحمہ اللہ سے مستفیض ہوئے۔ خلافت حضرت السید احمد بریلوی رحمہ اللہ نے عطا فرمائی جامع مسجد علی گڑھ کی امامت تفویض تھی۔(تراجم علمائے اہلحدیث ص ۲۰۰)

علمائے دیوبند کو تدریس حدیث کی بشارت:۔ مولوی سید احمد حسن قنوجی رحمہ اللہ سے صرف ونحو وفقہ کی ابتدائی کتابیں پڑھیں اور تکمیل مولوی فیض الحسن سہارنپوری سے کی جو اس وقت سرسید مرحوم کے دفتر میں ملازم تھے، حدیث کا شوق تھا، مگر والدہ مانع سفر تھیں، اس لئے یہ آرزو چندے دل ہی میں رہی کہ مولانا محمد قاسم مرحوم نانوتوی (جو اس وقت مطبع احمدی میرٹھ میں متعین تھے) نے خواب میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ''قاسم علی گڑھ جاؤ اور ہمارے دوست عبدالجلیل رحمہ اللہ کے بیٹے اسمٰعیل کو حدیث پڑھاؤ''

مولانا محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ کا خلوص محبت مشہور ہے کہ مدرسہ دیوبند میں ۵۰ روپے مشاہرہ پر ملازم ہیں مگر صرف دس روپے لیتے ہیں اس پر بھی اگر کوئی ملاقاتی آ گیا تو گھڑی سامنے رکھ لی اسی طرح مہینے میں جتنا وقت صرف ہوتا اپنے حساب میں لگا لیتے۔ مولانا علی گڑھ تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ کے دوست عبدالجلیل کے بیٹے کو نو مہینے میں صحاح ستہ کا دور ختم کرا کے واپس چلے گئے اس مدت کی اُجرت بجز نانِ جویں کے کچھ قبول نہ فرمائی۔(تراجم علمائے اہلحدیث ص ۲۰۱)

محمد یونس خان کی بیعت :۔ بن حاجی فیض احمد خاں بن عبدالرحمٰن خاں بن مراد خاں بن شجاعت خاں بن عمر خاں شیروانی...... جوسٹروانی کا مفرس ہے۔

تاریخ ولادت ماہ ربیع الاول ۱۲۸۳ھ نام یونس خاں لقب خاں صاحب۔ آپ کے ۴ بھائی اور تھے جن میں آپ کے سوا مولوی موسیٰ خان صاحب نے بھی عربی پڑھی......مولوی سید محمد علی مونگیری بہاری رحمہ اللہ ناظم ندوۃ العلماء سے بیعت کی اور آپ نے حدیث پر عمل کی تلقین فرمائی، غرض اس طرح علم وفن کی کتابیں پڑھتے گئے۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۲۰۷)

عبدالتواب غزنوی کے والد کی بیعت :۔ مولد غزنی (موضع گیروگاؤں) سن ولادت ۱۲۸۸ھ آپ کے والد عبدالوہاب مرحوم بھی عبداللہ صاحب غزنوی رحمہ اللہ امرتسری کے اتباع میں سے تھے، جنہیں اپنے مرشد کے ہم عقیدہ ہونے کی پاداش میں غزنی سے ہجرت کرنا پڑی، یہ لوگ اس قافلہ میں آئے جس میں مولوی عبدالجبار مولوی عبدالواحد اور مولوی عبدالرحیم (صاحبزدگان صاحب مرحوم) تشریف لائے تھے۔
(تراجم علمائے اہلحدیث ص ۲۰۹)

علامہ سید نواب اولاد حسن کی بیعت اور ذوق تصوف

سید اولاد حسن بن نواب سید اولاد علی خاں جنگ بہادر

جن کی وجہ شرف ایک تو وہ سلسلہ نسب عالی ہے جس کی ایک کڑی بواسطہ امام جعفر صادق علیہ السلام ''فخر ولد آدم'' جناب ختمی مآب حضرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتی ہے......ایک اور سبب مجددہ خلافت واجازت ہے جو آپ (سید اولاد حسن صاحب) کو مجاہد فی سبیل اللہ حضرت السید مولانا ومولی المسلمین الغزاۃ جناب سید احمد صاحب رحمہ اللہ سے عطا ہوا۔ (تراجم اہلحدیث ص ۲۳۰)

مولانا شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ سے کتب حدیث وفقہ وتفسیر کو ترتیب متداولہ کے ساتھ پڑھا، مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے تبرکاً بعض کتب حدیث ووظائف وادعیہ ماثورہ کی سند لی...... تکمیل کے بعد قنوج تشریف لے گئے، امیر المؤمنین سید احمد بریلوی رحمہ اللہ کا غلغلہ چار دانگ عالم میں بلند تھا، آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے سرفراز ہوئے۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۲۳۱)

''شیخنا المرحوم کی آخری تالیف'' کتاب مقالات الاحسان'' ہے۔ یہ کتاب ترجمہ ہے'' فتوح الغیب'' کا جو کہ سیدنا ومولانا حضرت سید عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ کی تالیف ہے۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۲۴۹)

معارف باطنی کے لیے روانگی قنوج :۔ ۱۳۰۵ھ میں حضرت والد محترم نے ریاست کے اندرونی سیاسی تغیرات اور زمانہ کے روز افزوں انقلابات کو پیش نظر رکھ کر اور'' مباش ایمن ازبازی روزگار ''عمل پیرا ہو کر از راہ درویشیہ یہ ارادہ کیا، کہ شہر قنوج میں جو قدیم آبائی وطن ہے، بطور یادگار سلف اور مصالح آئندہ کے لحاظ سے ایک مکان ہم لوگوں کی سکونت کے لئے تعمیر کیا جائے اور ساتھ ہی اس کے ان کی دین پرستی اور معارف نوازی اس کی مقتضی ہوئی کہ جس طرح وہ مجھ کو دنیوی مال ومتاع سے آسودہ حال دیکھتے ہیں اسی طرح وہ معارف باطنی کی دولت لازوال سے بھی میرے جیب ودامن کو مالا مال دیکھیں، اس لئے انھوں نے مجھ کو سفر قنوج کا ایماء کیا اور تعمیر مکان کو میری پسند ومرضی پر محمول کیا، اور سرخیل صوفیائے عصر شیخ وقت حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی قدس سرہ العزیز کے شرف حضوری اور برکات انفاس سے مستفید ہونے کی طرف توجہ دلائی، چنانچہ تیئسویں ماہ جمادی الاول ۱۳۰۵ء کو دوشنبہ کے دن بھوپال سے روانہ ہو کر چہارشنبہ کے روز میں قنوج پہنچا اور اپنے جد بزرگوار حضرت سید علامہ مولانا اولاد حسن صاحب بخاری رحمہ اللہ خلیفہ حضرت مجدد عصر مولانا سید احمد صاحب بریلوی شہید قدس سرہ کے مزار پرانوار کی زیارت وفاتحہ سے شرف اندوز ہوا، نماز ظہر کے وقت باوجود غایت معذرت بعض مریدان ومعتقدان خاص جدمرحوم کے اصرار سے مجبور ہو کر جد مرحوم کی مسجد قدیم میں مجھ کو امامت کرنی پڑی فراغ نماز کے بعد حضرت جلال ثالث رحمہ اللہ وحضرت بالا پیر اور حضرت حاجی شریف زندنی کی زیارت مزارات وفاتحہ خوانی سے مشرف ہوا۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۲۶۸)

طریقہ نقشبندیہ میں بیعت:۔ پھر وہاں سے چوتھی جمادی الثانی کو گنج مرادآباد روانہ ہوا، جمعہ کے دن مغرب کے وقت وہاں پہنچ کر حضرت مرشدنا و مولانا مولوی فضل رحمٰن صاحب رحمہ اللہ کی خدمت اقدس میں باریاب ہوا، حضرت طہارت گاہ سے برآمد ہوکر حجرہ کی صحنچی میں وضو کر رہے تھے، مجھ کو دیکھ کر فرمایا کہ حضرت عالمگیر رحمہ اللہ اپنے پیر کے پاس تنہا اور پیدل جایا کرتے تھے اور حضرت عمر اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بہت دور سے پیادہ پا آیا کرتے تھے اس کے بعد مجھ سے فرمایا کہ میں وضو کرتا ہوں تم دیکھتے جاؤ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی طرح وضو کیا کرتے تھے۔ غرض جب وضو اور نماز سے فارغ ہوئے تو ایک حاضر الوقت صاحب سے میری نسبت فرمایا کہ یہ امیر آدمی ہیں ان کو احمد میاں کے گھر میں ٹھہراؤ، تھوڑی دیر میں جناب احمد میاں صاحب خود آکر مجھ کو اپنے مکان پر لے گئے، رات بھر وہاں قیام رہا، صبح کو نماز فجر کے بعد پھر مجھ کو حضرت کے دیدار فائض الانوار سے مستفیض ہونے کا موقع ملا اور میں نے ان کے دستِ شریعت و طریقت پناہ پر طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کی، قریباً نصف ساعت سے زائد حضرت مراقب رہ کر مجھ کو اپنی توجہ اور ہمت باطنی سے مستفید فرماتے رہے، اس کے بعد سر اٹھا کر اپنی زبان فیض ترجمان سے بیتابانہ عشق کے لہجے میں فرمانے لگے، ''اپنے پیا پر تن من واروں جو واروں سو تھوڑا رے'' اس وقت برق و روح کے اتصال اور جذبات اور تجلیات کے باہمی امتزاج سے میرے دل پر جو ایک پرسرور والہانہ وجدانی کیفیت طاری تھی، اس کو لفظوں میں ادا کرنا میرے لئے قطعاً ناممکن ہے۔

لطیفہا کہ بہ لفظ و بیان نمی گنجد — توچوں فرشتہ زغیب آمدی و داگفتی

بہر حال اس کے بعد حضرت بہت سے اشعار فارسی اور اردو اور ہندی کے دلکش انداز اور پرتاثیر لہجہ کے ساتھ ساتھ پڑھتے رہے ان میں سے صرف یہ دو شعر مجھ کو یاد رہ گئے۔

پروانہ نیستم کہ بہ یکدم عدم شوم — شمعم کہ جان گدازم ودم برنیا درم

در کنز وہدایہ نتواں یافت خدارا — بر صفحہ دل بیں کہ کتابے بہ ازیں نیست

(تراجم علمائے اہلحدیث ص ۲۶۸)

کرامات اولیاء پر تصنیفی خدمت:۔ تاریخ ولادت ٦ جمادی الاخریٰ ۱۲۸۴ھ تاریخی نام ''مظہر الحق'' والد کا اسم گرامی مولانا سید حمید الدین احمد بن سید جلال الدین احمد ہے۔

آپ صاحب تصانیف بھی تھے، ترجمہ شفاء، کرامات الاولیاء، تذکرۃ الاعلیٰ، تحفہ اخیار، مصادر ستہ وغیرہ آپ کی تصنیفات طبع ہوچکی ہیں۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۲۸٦)

مولانا سخاوت علی کی بیعتِ نقشبندیہ:۔ سخاوت علی بن مولانا رعایت علی بن مولانا درویش علی فاروقی قصبہ مٹنڈیا میں جو شہر جونپور سے ١١ میل جنوب میں واقع ہے ۱۲۲٦ھ میں پیدا ہوئے ...... ابتدائی کتابیں مولوی قدرت اللہ ردولوی مرحوم سے پڑھیں ...... جناب سید احمد شہید بریلوی رحمہ اللہ سے بیعت تھی۔

خواب میں غیبی رہنمائی:۔ بھوپال میں مجدد العصر خاتمۃ المحدثین حضرت والا جاہی نواب صدیق حسن خان صاحب رحمہ اللہ کا بابرکت زمانہ تھا، والیہ بھوپال حضرت علیا جناب نواب شاہجہاں بیگم صاحبہ ریاست کے تمام امور اپنے لائق فخر زماں شوہر کے مشورہ سے سرانجام دیتیں، قاضی القضاۃ مولانا زید العابدین انتقال فرما چکے تھے، حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ متلاشی تھے کہ اس تردد میں آپ نے حضرت عبداللہ صاحب غزنوی رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا جو ایک شخص کی طرف اشارہ کر کے فرما رہے کہ ان کو مقرر کردو ان کا نام محمد ہے، بیدار ہوئے تو حلیہ اور نام دونوں محفوظ تھے، اتفاق سے قاضی صاحب بھوپال پہنچے، نواب صاحب سے ملاقات ہوئی۔ دیکھتے ہی فرمایا، بس

یہی صورت ہے، نام پوچھا تو وہی پایا، جس کی اطلاع خواب میں ہوئی تھی عہدہ قضاۃ پیش کیا، یہ ۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۲۹۷ھ کا واقعہ ہے۔

(تراجم علمائے اہلحدیث ص ۳۰۶)

ابوالفیاض عبدالقادر رحمہ اللہ کی بیعت وخلافت:۔ والد کا نام شیخ عبداللہ سن ولادت ۱۲۷۹ھ تعلیم کا ماجرا یہ ہے کہ کتب صرف ونحو اور منطق وغیرہ مولد ہی میں ملا حسام الدین رحمہ اللہ اور مولوی ابوالمکارم محمد علی رحمہ اللہ سے پڑھیں......دہلی سے رخصت ہونے کے بعد خلافت نامہ و اجازت اوراد ووظائف مولوی سید ضیاء النبی (رائے بریلوی) سے حاصل کئے۔ نوراللہ مرقدہ با نوار تام ۱۳۳۱ھ = ۱۹۱۳ء (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۳۳۹)

علمائے دیوبند سے علمی استفادہ:۔ ابتدائی کتب صرف ونحو (اور فارسی) تا شرح جامی اپنے والد ماجد سے پڑھ کر مدرسہ جامع العلوم کان پور میں ۳ سال تک کتب فنون پڑھیں اس وقت یہاں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور مولوی محمد اسحاق ہردوانی رحمھما اللہ اصحاب مسند تھے جن سے آپ نے استفادہ کیا۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۳۴۳)

مبارک خواب غیبی بشارت:۔ متوفی ۲۱ رصفر ۱۳۳۷ھ = ۲۶ نومبر ۱۹۱۸ء...... میں نے یہ خواب دیکھا کہ ایک مقام میں اژدہام کثیر ہے لوگ بکثرت چلے جارہے ہیں اور مصافحہ کیلئے اس قدر اژدہام ہے، کسی نے کہا سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے ہیں لوگ آپ سے شرف مصافحہ حاصل کررہے ہیں، میں نے دیکھا کہ ایک شخص اس اژدہام سے باہر نکلا، میں نے پوچھا، کیا تم نے شرف مصافحہ حاصل کرلیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں! میں نے کہا: مہربانی سے وہ اپنا ہاتھ مجھے دے دو۔ میں بھی مشرف ہوجاؤں۔ اور برکت حاصل کرلوں۔ اس نے ہمت دلائی اور کہا کہ واسطہ کی کیا ضرورت ہے تم خود ہمت کرکے آگے بڑھو اور اژدہام سے دل میں کچھ بھی ہراس نہ لاؤ۔ بلا واسطہ شرف مصافحہ حاصل کرو، چنانچہ اس کی ہمت دلانے پر آگے بڑھا، اور جناب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بلا واسطہ مصافحہ اور برکت حاصل کی، اس پر میں نے اس شخص کا جس نے ہمت دلائی تھی، شکریہ ادا کیا، اور مجھے نہایت مسرت حاصل ہوئی، بیدار ہوا تو وہی مسرت وہی سماں دل میں باقی تھا۔

(تراجم علمائے اہلحدیث ص ۳۶۱، بحوالہ اخبار اہلحدیث امرتسر ج ۱۷ ص ۱۶۷ بروایت مولانائے عبدالسلام مرحوم مبارک پور)

بیعت اصلاح اور نواب صاحب کی سچی توبہ

خلیفۃ امیر المؤمنین الکرام السید احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ

ان مردان خدا سے ہیں جن کی گردنیں امام جہاد سید احمد رحمہ اللہ (مجدد ۱۳ ویں صدی) کے ربقہ بیعت سے مزین ہوئیں......سید محمد علی صاحب رحمہ اللہ نے مدراس پہنچ کر وحدانیت کا ڈنکا بجایا۔ قیام گاہ مولوی عبدالرب خلف مولانا عبدالعلی کا مدرسہ تھا۔ وعظ شروع ہوئے، گھر گھر یہی ذکر ہے۔ ہزاروں بندگان خدا نے شرک وبدعت سے تبرا کیا۔ ایک روز نواب محمد خاں عالم خاں تہور جنگ سو مصاحبوں کے جھرمٹ میں تحقیق حالات کیلئے حاضر ہوئے مگر یہاں آکر پہلی ہی نبرد عشق میں پاؤں ایسے زخمی ہوئے کہ گویا۔

''نہ ٹھہرا جائے ہے مجھ سے نہ بھاگا جائے ہے مجھ سے''

شرف بیعت سے مفتخر ہوئے، اب تک ان نواب صاحب کی محفل سرور کا یہ عالم تھا کہ ایک کمرہ صرف آلات موسیقی کیلئے مختص ہے۔ مزامیر کے انواع واقسام اور ارباب موسیقی تعداد کہاں تک ہوگی۔ نواب صاحب (مرحوم) ایسے متاثر ہوئے کہ ان جملہ آلات کو توڑوانا شروع کرا دیا۔ بعض شوقین خریدنے پر مصر ہوئے، مگر آپ نے:۔

ایں خرقہء بے معنی غرق مئے ناب اولیٰ کے مطابق سب کو چکنا چور کرا کے پھنکوا دیا۔

ان نواب صاحب کی والدہ سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی اولاد سے تھیں اور کچھ عرصہ گزرا کہ انہوں نے رؤیا میں اپنے جد بزرگوار

حضرت شاہ جیلان رحمہم اللہ سے بیعت کی درخواست کی مگر جناب نے اپنی بجائے ایک نوجوان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ان کی بیعت کرنا۔اس رؤیا کے بعد جب بیگم صاحبہ کسی بزرگ کی بیعت کرنا چاہتیں تو کسی حیلہ سے پہلے اسے دیکھ لیتیں مگر وہ شکل نظر نہ آتی۔آخر اسی رؤیا کی بناء پر سید محمد علی صاحب کی دعوت بھی کی گئی۔بیگم صاحبہ نے پردہ سے دیکھا تو وہی شکل پائی جو رؤیا میں دیکھی تھی اور بصد عجز و نیاز بیعت سے مشرف ہوئیں۔(تراجم علمائے اہلحدیث ص ۳۸۶)

دوران سفر لوگوں کی بیعت:۔ دوران سفر حج بیت اللہ بنارس میں نزول اجلال فرمایا۔کلکتہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے عزت بخشی اور جہاں بھی قیام فرمایا وعظ کہا اور جہاں بھی وعظ کہا جوق در جوق لوگ بیعت سے مشرف ہوئے۔(تراجم علمائے اہلحدیث ص ۳۸۷)

مولوی سید محمد علی مولوی حیدر علی رام پوری کے بھائی تھے۔سید احمد صاحب رحمہ اللہ کے خلیفہ اور حقیقی بھانجے تھے۔

(تراجم علمائے اہلحدیث ص ۳۸۷)

سید مفتی بشیر الدین رحمہ اللہ کی نسبتِ بیعت:۔ متوفی ۱۳۰۹ھ =۱۸۹۱ء مولد و منشا شاہجہاں پور محلّہ غلزئی، والد کا نام سید عبداللہ عرف ننھے میاں جو سید عبدالرزاق خلف اکبر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی اولاد سے تھے، نواب سید احمد علی بہادر کے عہد میں رام پور آئے، اور مفتی شرف الدین اور مولوی حیدر علی رحمہما اللہ سے تمام علوم پڑھے نسبت بیعت شاہ مشیر علی خلف سید غلام علی رزاقی سے تھی، صاحب تقویٰ بزرگ تھے، آخر دم تک ریاست رام پور میں مفتی عدالت فوجداری رہے، اور نہایت دیانت سے اس خدمت کو سرانجام دیا، کوچہ فرنگن میں رحلت فرمائی اور سرائے دروازہ کے باہر منا شاہ کے تکیہ میں دفن ہوئے۔

(تراجم علمائے اہلحدیث ص ۳۹۰ بحوالہ تذکرہ کاملان رام پور)

سید محمد شاہ کی بیعت اور وظائف کی اجازت:۔ سید محمد شاہ بن سید میاں حسن شاہ محدث بن سید شاہ محمد، متوفی ۲۳ر شعبان ۱۳۳۸ھ = مئی ۱۹۲۰ء (جو بروایت مولوی محمد حیات صاحب قصوری عامل بالحدیث تھے)

ساکن محلّہ زینہ عنایت خاں رام پور میں تقریباً ۱۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے ابتداء میں اپنے والد سے صرف و نحو اور فارسی کتابیں پڑھیں اور مینا بازار اور ظہوری شیخ احمد علی صاحب سے پڑھیں، فقہ حنفیہ کی کل کتابیں ابتداء سے آخر تک اپنے والد سے پڑھیں، بعض کتب اصول فقہ مولوی عزیز اللہ ولایتی اور بعض اپنے والد سے پڑھیں کتب تفسیر و صحاح ستہ و مشکوٰۃ و حصن حصین اور مؤطا امام مالک بھی والد سے پڑھیں۔ کچھ معقول کا استفادہ مولوی معظم شاہ ولایتی شاگرد مفتی سعد اللہ سے کیا، قصیدہ بردہ، حرز یمانی، اسماء بدریین، حزب البحر اور دیگر وظائف اپنے والد کو سنائے اور اجازت حاصل کی۔

دلائل الخیرات کی اجازت قاضی عبدالسلام بدایونی سے (جو مولوی شمس الاسلام کے والد تھے) پائی، سفر و حضر میں کبھی اپنے والد کی خدمت سے علیحدہ نہ ہوئے، اولاً قادریہ طریقہ میں اپنے والد ہی سے ذکر و شغل سیکھا، اولیاء اللہ کے مزاروں کی زیارت کا شوق غالب ہوا، تو اجمیر، دہلی، گڑھ، گنگوہ، کرنال، لکھنؤ، جون پور، بنگالہ، نارنول، گلبرگہ، دکن وغیرہ جملہ اہل اللہ کے مزارات پر شد رحال کرتے۔

مگر اب تک حدیث نہ پڑھی تھی جیسا کہ آگے مذکور ہے

آخر اسی دوران میں مولوی کرامت علی جونپوری خلیفہ حضرت سید احمد بریلوی رحمہ اللہ کی خدمت میں دو مہینے رہنے کا اتفاق ہوا، اسی اثناء میں خواب دیکھا کہ جامع مسجد دہلی کی سیڑھیوں پر خرما کا درخت ہے جس سے آپ خرمے توڑ رہے ہیں، غیب سے ندا آئی کہ آپ تو سیدہ (فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا) کے درخت سے خرمے توڑ رہے ہیں، جس کی تعبیر آپ نے یہ کی کہ جامع مسجد کی سیڑھیوں سے شاہ عبدالعزیز صاحب کا خاندان مراد ہے اور خرمے کے درخت سے میرے والد اسی دن سے شوق حدیث کی تکمیل اور اشاعت کا خیال غالب آ گیا۔

صاحب ''تذکرہ کاملان رامپور'' نے آپ کے اساتذہ حدیث کا ذکر نہیں کیا، مگر معلوم ہوتا ہے کہ اس خواب کے بعد آپ نے حدیث

اپنے والد بزرگوار سید میاں حسن شاہ محدث مرحوم سے پڑھی جو حضرت الصدر الحمید مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب دہلوی مہاجر مکی کے شاگرد اور خود عالی پایہ محدث تھے۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص۳۹۲)

خرم علی بلہوری رحمہ اللہ کی خلافت طریقت:۔ متوفی ۱۲۶۰ھ = ۱۸۴۴ء: بقول صاحب تذکرہ علمائے ہند ''در قلع بدعت و احیائے سنت مے کوشید'' (ص ۵۶)

اس سعادت سے اس حد تک مستفید ہوئے کہ امیر المؤمنین سید احمد صاحب شہید رحمہ اللہ کے خلفاء کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔

(تراجم علمائے اہلحدیث ص۳۹۶)

رجب علی (امروہہ) رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔ متوفی ۱۲۷۰ھ = ۱۸۵۴ء ساکن بریلی، ابتداً کتب فروشی کرتے، عامل بالحدیث تھے اور قاضی عوض علی کے مخلص دوست، فرمایا کرتے کہ مریدی میں کیا دھرا ہے؟ جو کتاب وسنت سے ثابت ہے وہی کافی ہے۔ اتفاق سے ایک روز قاضی صاحب کے ہمراہ حضرت شاہ رحمٰن بخش چشتی شاگرد شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ ''مولانا یہاں کیا دھرا ہے خدا کے فضل وکرم سے آپ تو کتاب وسنت پر عامل ہیں'' ندامت سے سر جھکا لیا، آپ نے توجہ فرمائی ایک کیفیت ان پر طاری ہوگئی۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ مکان میں آگ لگ گئی ہے کچھ دیر بعد سنبھلے، استدعائے بیعت کی۔'' اتباع سنت اور رد بدعت میں بے نظیر تھے اور آخر عمر کے حصہ میں استغراق تام حاصل تھا۔ مگر آخر دم تک درس حدیث وقرآن میں مصروف رہے مزار احاطہ درگاہ حضرت شاہ داتا ولی میں ہے۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص۳۹۷)

مظہر علی کاکوروی رحمہ اللہ کی بیعت وخلافت:۔ متوفی ۴ر جمادی الاولی ۱۲۸۱ھ = ۲۵ نومبر ۱۸۶۴ء قدمائے کاکوروی میں ایک بزرگ عالم وعامل صوفی باصفا نصیر الملۃ والدین مولانا شاہ محمد کاظم قلندر (م ۱۲۲۱ھ) ابن حضرت شاہ محمد کاشف چشتی رحمہ اللہ تھے۔ صاحب ترجمہ مولانا حافظ شاہ مظہر علی بن شیخ غالب علی بن شیخ غلام صفی شاہ محمد کاظم قلندر رحمہ اللہ کے نواسے تھے۔

سن ولادت (تقریباً) ۱۲۱۲ھ حافظ قرآن عالم وفاضل متشرع شافعی المذہب خوش اوقات درویش صفت متوکل اور خوشنویس تھے۔ انہوں نے علوم رسمیہ کی تکمیل مولوی عبد الحق ابن مولوی فضل اللہ نیوتنوی سے کی۔ پھر دہلی جا کر حدیث کی سند مولانا محمد اسحاق مہاجر نواسہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہما اللہ سے کی۔ بیعت واجازت وخلافت ان کو سید احمد رحمہ اللہ مجاہد رائے بریلوی رحمہ اللہ سے تھی۔ اس قصبہ کے اکثر لوگ نیز اطراف کے ان کے مرید بھی تھے۔ اس جوار سے کسی رئیس نے کچھ زمین مع چند درخت ان کی گزر اوقات کیلئے نذر بھی کی تھی حکیم بخشش علی کاکوروی بھی ان کے مخلص عقیدت مند تھے۔

وفات ان کی بتاریخ ۴ جمادی الاولیٰ روز شنبہ ۱۲۸۱ء مطابق ۲۵ رنومبر ۱۸۶۴ء ہوئی۔ قبرستان تکیہ شریف میں دفن ہوئے۔

(تراجم علمائے اہلحدیث ص۳۹۹)

فریدالدین خاں کاکوروی رحمہ اللہ کی بیعت اور خواب:۔ متوفی ۱۱رمحرم ۱۳۳۵ھ، ۸رنومبر ۱۹۱۶ء

مولانا حاجی فریدالدین خاں محدث ابن مولوی مسیح الدین خاں بہادر میر منشی گورنر جنرل وسفیر شاہ اودھ بمقام لندن ماہ ربیع الاول روز دوشنبہ ۱۲۵۹ھ میں پیدا ہوئے۔...... کچھ (علم) تبرکاً حضرت مولانا شاہ تقی علی قلندر رحمہ اللہ سے پڑھا۔ پھر مفتی ریاض الدین مغفور کے ساتھ رام پور جا کر مولوی سعد اللہ مرادآبادی اور مولوی حسن شاہ محدث رام پوری رحمہ اللہ سے تحصیل تمام کی اور احادیث کی سند بھی حاصل کی۔ ان کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مبشرہ میں اپنا خادم بھی فرمایا تھا چنانچہ یہ خود فرماتے تھے کہ میں نے ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ یہ بھی میرا خادم ہے۔

(بغیر اجازت مصنف کوئی صاحب طبع نہ کریں)

مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (پ۵ ع۶)

"جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی"

بہ مصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

ضربِ حدیث

اس کتاب میں قرآنی آیات کے استدلال سے فتنۂ انکارِ حدیث کا استیصال کرکے، حضور والی بطحا رامین اسرئی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو وحی، حجت۔ ماخذ دین اور قرآن کی تبیین ثابت کیا گیا ہے

(تالیف)

حکیم مولانا محمد صادق صاحب سیالکوٹی

مصنف کتب کثیرہ

ناشر: مکتبۂ نعمانیہ۔ اُردو بازار۔ گوجرانوالہ

لاہور میں ملنے کا پتہ: نعمانی کتب خانہ اُردو بازار حق سٹریٹ۔ لاہور

نام کتاب:۔ ضرب حدیث

مصنف ________ مولانا محمد صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ

اشاعت ________

تعداد ________

قیمت ________

مطبع ________ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار، لاہور۲

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ

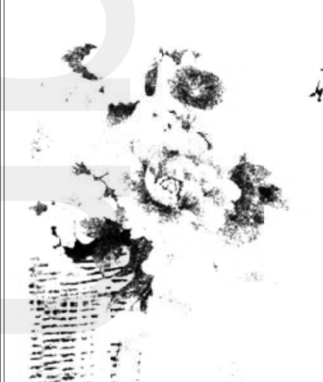
سُنّتیں

جو چھوڑ دی گئیں

مؤلف: عبد الملک القاسم

مترجم: یوسف بن اسحاق

نظر ثانی: ابو یحییٰ محمد زکریا زاہد



صبح روشن

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
0321-4275767, 0300-4516709
subheraoshan@yahoo.com

نام کتاب .... سنتیں جو چھوڑ دی گئیں

مؤلف .... عبد الملک القاسم

مترجم .... یوسف بن اسحاق

نظر ثانی .... ابو یحییٰ محمد زکریا زاہد

اہتمام .... عبید اللہ

ضخامت .... 120 صفحات

قیمت ....

پاکستان میں ہماری کتب مندرجہ ذیل اداروں سے مل سکتی ہیں۔

اسلام آباد: المسعود اسلامک بکس 2261356 واہ کینٹ: دار الفکر الاسلامی 0321-5216287
لاہور: دار الایمان 7361428 مکتبہ اسلامیہ 7244973 نعمانی کتب خانہ 7321865 دار الھدی 7242457 دار الاندلس 7230549 مکتبہ قدوسیہ 7330585 مکتبہ سلفیہ 7337184
کتاب سرائے 7320313 اسلامی اکیڈمی 7357587 راولپنڈی: تجلیات حبیبہ کشمیری بازار 5535168
حیدرآباد: مکتبہ دعوت سلفیہ 2607264 شیخوپورہ: دار العلم 03214097670 اوکاڑہ: 0321-4218084
فیصل آباد: مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار 631204 کراچی: مکتبہ نور حرم 4965724 دی بک ڈسٹری بیوٹرز 7787137
مکتبہ دار القرآن 2211998 پشاور: معراج کتب خانہ 214720

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
0321-4275767, 0300-4516709
subheraoshan@yahoo.com

صبح روشن

بخاری شریف قریب قریب ان کو حفظ تھی۔ حافظہ بہت قوی تھا...... بیعت ان کو حضرت مولانا شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ سے تھی۔ ثروت ظاہری کا یہ حال تھا کہ ننہال و دادھیال میں سب لوگ امیر کبیر تھے مگر یہ اپنے مشغلہ علمی میں مصروف رہے۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۴۰۱)

سید ابوالحسن (علی) بن سید عبدالحیٔ ناظم ندوۃ العلماء:۔ علی نام ابوالحسن کنیت والد کا نام سید عبدالحیٔ (مولانا حکیم سید عبدالحیٔ صاحب ندوۃ العلماء و مصنف تصانیف کثیرہ) راقم کے نانا حضرت شاہ سید ضیاء النبی صاحب رحمہ اللہ تھے جو مولانا محمد ابراہیم صاحب آروی مرحوم اور دوسرے مشاہیر کے شیخ طریقت اور اپنے زمانہ کے مشہور بزرگ و مرشد تھے۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۴۱۸)

رسالہ دربیان سلاسل خانوادہ نقشبندیہ: (ناظم مدرسہ ندوۃ العلماء لکھنؤ)

سید عبدالحیٔ بن فخر الدین بن عبدالعلی بن علی محمد اکبر شاہ بن محمد شاہ تا بہ آخر (سادات حسنی و حسینی) متوفی ۱۵/ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۱ھ ۲/ فروری ۱۹۲۳ء (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۴۱۹)

یہ رسالہ میری نظر سے نہیں گزرا میرے ماموں مولوی سید ابوالقاسم صاحب مرحوم نے برکات احمدیہ میں اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے

دربیان سلاسل خانوادہ نقشبندیہ رسالہ ایست از برادر عزیز القدر سلالۃ الاکابر خلاصہ ارباب المفاخر السید عبدالحیٔ رزقہا اللہ حظا وافرا من العلم العمل و بارک لہ فیما اعطاہ اجمع ما فی الباب کہ جمیع سلاسل این خاندان در آں جمع نمودہ گویا کہ دُرِ منثور را در ملک نظم آوردہ و یا بحر زخار در کوزہ بند ساختہ دیدنی است و قابل ہزار تحسین و آفرین۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۴۲۵)

نام کتاب:۔ ضرب حدیث....... مصنف:۔ مولانا محمد صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ
نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ، اردو بازار، لاہور ۲

مقام فنافی الرسول ﷺ کی تعلیم:۔

به مصطفی برساں خویش را که دیں ہمه اوست — اگر بـه او نـرسیدی تـمام بـولهبی است

اس شعر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہے۔ یعنی علامہ اقبال کہتے ہیں کہ اگر تو ان تک نہ پہنچا یعنی حضور انور ﷺ تک تو پھر تو پورا ابولہب ہے گویا اطاعت رسول ﷺ کی از حد تاکید کی گئی ہے۔ فنافی الرسول ﷺ ہو جانے کا سبق دیا گیا ہے۔ (ضربِ حدیث ص ۴۱)

سنتیں جو چھوڑ دی گئیں..... مؤلف عبدالمالک القاسم....... مترجم یوسف بن اسحاق

صوفیاء کے کثرت مجاہدات کے دلائل

وضاحت: متقدمین صوفیاء کی زندگی میں کثرت صوم و ذکر و درود، قلت طعام و نوم، اجتماعی ذکر خفی و جلی کوئی من گھڑت اور خود ساختہ اعمال نہیں تھے بلکہ عین سنت سے ثابت شدہ منصوص اعمال تھے جن کی منشاء و انتہا دنیا سے بیزاری و قطع تعلقی اور بیوی بچوں سے علیحدہ ہونا نہیں تھی بلکہ نص قطعی پر عمل یعنی نفس امارہ کو نفس مطمئنہ سے تبدیل کرنا تھا تا کہ شریعت طبیعت کا حصہ بن جانے سے اوامر و نواہی میں سستی و کوتاہی کا ازالہ کیا جائے۔ (از مرتب اثری)

اللہ کی محبوب ترین عبادت:۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **احب الصلاة الی الله صلاة داؤد علیه السلام، واحب الصیام الی الله صیام داؤد، وکان ینام نصف اللیل ویقوم ثلثه وینام سدسه، ویصوم یوما و یفطر یوما "(صحیح بخاری کتاب التهجدح1131 صحیح مسلم کتاب الصیام ح1159)**

''اللہ تعالیٰ کو سب سے محبوب نماز (یعنی رات کی نماز) داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور سب سے محبوب روزے داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں داؤد علیہ السلام آدھی رات سوتے تھے، تہائی حصہ قیام کرتے، رات کے چھٹے حصے میں (تہجد پڑھ کر) سوتے تھے۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔'' (سنتیں جو چھوڑ دی گئیں ص ۴۳)

صوفیاء کی دنیا سے بے ثباتی کی دلیل:۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب انہیں یمن کی طرف بطور امیر روانہ کیا تو اس وقت فرمایا: " **اياك والتنعم، فان عباد الله ليسوا بالمتنعمين** "

(مسند احمد 2160،الحليه لابی نعيم الاصبهانی ج 5 ص 155)

''نازونعمت والی زندگی سے بچنا، اس لیے کہ اللہ کے بندے عیش وعشرت والی زندگی نہیں گزارتے''۔ (سنتیں جو چھوڑ دی گئیں ص ۴۸)

صوفیاء کے قلت طعام کی دلیل:۔ (۱) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

(ماشبع آل محمد ﷺ من طعام ثلاثة ايام حتٰى قُبِض)

''آل محمد (ﷺ) نے تین دن سے زیادہ سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا، یہاں تک کہ آپ ﷺ فوت کر دیئے گئے۔'' (بخاری ومسلم)

(۲) ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

لقد مات رسول الله ﷺ وما شبع من خبزٍ وزيتٍ في يومٍ واحدٍ مرتين ''رسول اللہ ﷺ اس حال میں فوت ہوئے کہ آپ ﷺ نے کبھی ایک دن میں دو مرتبہ صبح وشام روٹی اور زیتون سیر ہو کر نہیں کھایا۔'' (صحیح مسلم)

(۳) سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے (گھریلو زندگی کے بارے) میں فرمایا:

فراش للرجل، وفراش لامرأته، والثالث للضيف، والرابع للشيطان)

''(گھر میں) ایک بستر آدمی کا، ایک بستر عورت کا اور تیسرا مہمان کا بستر ہونا چاہیے، اس کے علاوہ چوتھا بستر شیطان کا ہوگا۔''
(صحیح مسلم بحوالہ سنتیں جو چھوڑ دی گئیں ص ۴۹)

اجتماعی ذکر کی فضیلت ودلیل:۔ (۱) سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''**مثل الذي يذكر ربه والذي لايذكر ربه مثل الحي والميت**''

''اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو اپنے رب کو یاد نہیں کرتا، زندہ اور مردہ کی طرح ہے''۔ (صحیح بخاری)

(۲) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو اللہ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے ہوئے راستوں میں گھومتے پھرتے ہیں۔ جب وہ کسی ایسی جماعت کو پاتے ہیں جو اللہ کے ذکر میں مصروف ہوتی ہے، تو ایک دوسرے کو پکار کر کہتے ہیں کہ ادھر آؤ، یہاں تمہاری حاجت (مطلوبہ چیز) ہے۔ پس وہ ان اللہ کا ذکر کرنے والوں کو آسمان دنیا تک اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں، (جب وہ وہاں سے فارغ ہو کر اللہ کے پاس جاتے ہیں تو) ان کا رب ان سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ خوب جانتا ہے، میرے بندے کیا کہتے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: فرشتے جواب دیتے ہیں، وہ تیری تسبیح وتکبیر اور تیری تحمید وتمجید کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے: کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں: اللہ کی قسم! انہوں نے تجھے نہیں دیکھا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: فرشتے عرض کرتے ہیں: اے رب کریم! اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو وہ تیری اس سے بھی زیادہ عبادت کریں، اس سے بھی زیادہ تیری بزرگی اور اس سے بھی زیادہ تیری پاکیزگی بیان کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: وہ کیا مانگتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: فرشتے جواب دیتے ہیں: اے اللہ! وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کہتا ہے، کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے عرض

کرتے ہیں: اللہ کی قسم !اے رب انہوں نے جنت تو نہیں دیکھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر وہ جنت کو دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟ فرمایا: فرشتے کہتے ہیں: اگر وہ اس کو دیکھ لیں تو اس کے لیے ان کی حرص اور طلب مزید بڑھ جائے اور اس میں ان کی رغبت اور زیادہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے وہ کس چیز سے پناہ مانگتے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: وہ جہنم کی آگ سے پناہ مانگتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے اسے دیکھا ہے؟ فرمایا: فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں اللہ کی قسم !انہوں نے اسے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر وہ اسے دیکھ لیں تو کیا حال ہو؟ فرمایا: فرشتے عرض کرتے ہیں اگر وہ اسے دیکھ لیں تو اس سے کہیں زیادہ دور بھاگیں اور اس سے کہیں زیادہ ڈریں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: پس میں تمہیں اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا فرمایا: فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے: ان میں فلاں آدمی جو تھا، وہ ان میں سے نہیں تھا، وہ تو صرف ایک کام کے لیے آیا تھا (کہ ان کے ساتھ مجلس ذکر میں بیٹھ گیا) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ اللہ کو یاد کرنے والے ایسے ہم نشیں ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا''۔ (سنتیں جو چھوڑ دی گئیں ص۵۲تا۵۵)

صوفیاء کے ذکرِ خفی واجتماعی کی دلیل:۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں جو وہ میرے ساتھ رکھتا ہے۔ اور جب وہ مجھے یاد کرے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے، تو میں اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ کسی جماعت میں مجھے یاد کرے تو میں اسے ایسی جماعت میں یاد کرتا ہوں جو اس سے بہتر ہے......الخ۔

(صحیح بخاری، کتاب التوحید، ح:۷۴۰۵۔ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء ح:۲۶۷۵ بحوالہ سنتیں جو چھوڑ دی گئیں ص۵۵)

صوفیاء کے کثرتِ ذکر کی دلیل:۔ سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ !اسلام کے احکام تو میرے لیے بہت ہیں، پس آپ مجھے ایسی بات بتلائیے جس کو میں مضبوطی سے پکڑ لوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

(لا یزال لسانك رطبا من ذکر الله)

''تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہے۔'' (ترمذی، ح۳۳۷۵۔ ابن ماجہ، ح۳۷۹۳ بحوالہ سنتیں جو چھوڑ دی گئیں ص۵۶)

محاسبہِ صوفیاء کی دلیل:۔ امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اپنے آپ کا محاسبہ کرو، اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے۔ اپنے اعمال کا وزن کرو، اس سے پہلے کہ تمہارے اعمال کا وزن کیا جائے۔ بے شک کل (یعنی قیامت کے روز) حساب کے لحاظ سے آسانی میں وہ شخص ہوگا، جس نے آج اپنا محاسبہ کیا ہوگا، اور ایک بڑے دن کے آنے کی تیاری کرو، (یعنی قیامت کی، پھر دلیل میں یہ آیت تلاوت کی)۔ (یومئذٍ تعرضون لا تخفٰی منکم خافیةٌ)(الحاقة)

''اس دن جس میں تمہارے اعمال پیش کیے جائیں گے اور کوئی چیز مخفی نہیں ہوگی''۔ (اخرجه ابن ابی الدنیافی محاسبة النفس)

جناب میمون بن مہران رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ آدمی اس وقت متقی ہوتا ہے، جب وہ اپنا محاسبہ کرتا ہے، بالکل اسی طرح جس طرح وہ اپنے حصے دار کا محاسبہ کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ جان لے کہاں سے اس نے پہنا کہاں سے اس نے کھایا اور پیا۔

(اخرجه وکیع فی الزهد بحوالہ سنتیں جو چھوڑ دی گئیں ص۵۷)

صوفیاء کے کثرتِ صوم کی دلیل: (۱) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوموار کے روزے کی بابت پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: (ذلك یوم ولدت فیه ویوم بعثت او انزل علی فیه)

''یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی اور اسی دن میری بعثت ہوئی یا اسی دن مجھ پر وحی نازل کی گئی''۔

(صحیح مسلم بحوالہ سنتیں جو چھوڑ دی گئیں ص۱۰۷)

عرفان المقربین

المعروف

معارف اشرفیہ

مصنفہ

خطیب اسلام حضرت مولینا ابوالکلیم

محمد اشرف سلیم مدظلہ العالی

ملنے کا پتہ

مکہ کتاب گھر مقام محلہ توحید پورہ قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ

نام کتاب	عرفان المقربین
نام مصنف	مولانا محمد اشرف سلیم مدظلہ العالی
ناشر	مکہ کتاب گھر، قلعہ دیدار سنگھ، ضلع گوجرانوالہ
تعداد اشاعت	ایک ہزار
تاریخ اشاعت	جنوری ۱۹۸۲ء
مطبع	المطبعۃ العربیۃ ۲۰ لیک روڈ پرانی انارکلی لاہور
قیمت	۲۰/- روپے

(۲)ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ (نفلی) روزے نہیں رکھتے تھےاور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سوائے چند دنوں کے شعبان کے باقی روزے رکھتے تھے۔
(صحیح بخاری وصحیح مسلم بحوالہ سنتیں جو چھوڑ دی گئیں ص ۱۰۸)

شوال کے چھ روزے:۔ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
(من صام رمضان ثم اتبعه ستاً من شوال كان كصيام الدهر)

''جس نے رمضان کے روزے رکھے، اس کے بعد شوال کے چھ (نفلی) روزے رکھے تو یہ پورے زمانے کے روزے رکھنے کی مانند ہے۔'' (صحیح مسلم بحوالہ سنتیں جو چھوڑ دی گئیں ص ۱۰۹)

وضاحت: صوفیاء کے کثرت صوم کی مستند ترین روایت ہے جو صحیحین کے حوالے سے ماقبل نقل ہوئی (از مرتب اثری)

کثرت درود اور حیاۃ الانبیاء کی دلیل:۔ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
(ان افضل ايامكم يوم الجمعة فاكثروا علي من الصلاة فيه فان صلاتكم معروضةٌ عليّ)

''تمہارے دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ کا دن ہے، پس تم اس میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، اس لیے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔''

صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! آپ پر ہمارا درود کس طرح پیش کیا جائے گا؟ جب کہ آپ کا جسم بوسیدہ ہو چکا ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان الله حرم على الارض اجساد الانبياء'' (سنن ابی داؤد كتاب الصلاة،ح1047،صححه الألباني رحمه الله)
''اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے مبارک جسموں کو زمین پر حرام کر دیا ہے''۔ (سنتیں جو چھوڑ دی گئیں ص ۱۱۰)

وضاحت: ہمارے اسلاف کے ذوق درود کی صرف یہ ایک مثال ہے وگرنہ اسی کتاب میں سینکڑوں دلائل، حکایات وواقعات اسی ذوق کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ ہمارے اسلاف پر نہایت گستاخانہ جملہ ''مر گئے مردود نہ فاتحہ نہ درود'' کہنے والوں کو ہم کیا کہیں شاید ان کی نیتوں میں اخلاص ہو......!! لیکن اس کتاب کو پڑھنے کے بعد خدارا ایک مرتبہ ضرور سوچئے گا کہ کیا ہمارے یہ اسلاف ابھی بھی بے ادب اور گستاخ تھے۔ (از مرتب اثری)

نام کتاب:۔ عرفان المقر رین المعروف معارف اشرفیہ
مصنف:۔ خطیب اسلام حضرت مولانا ابوالکلیم ...... محمد اشرف سلیم مدظلہ العالی
ملنے کا پتہ: مکہ کتاب گھر مقام محلّہ توحید پورہ قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ

بسم اللہ کے فضائل و برکات

وضاحت: اسلام ایک سچا مذہب ہے اس کی تعلیمات حقانیت پر مشتمل ہیں اس پاکیزہ مذہب میں ہر کام کی ابتداء حدیث مبارک: **كل امر ذي بال لم يبدا ببسم الله فهو اقطع** کے مطابق بسم اللہ سے کی گئی ہے حصول معرفت تک رسائی کیلئے بسم اللہ پہلا سبق ہے اور اس پہلے سبق کی کیا کیا برکات ہیں مختصر انداز میں پیش خدمت ہیں لیکن ......!!! ایک بات ضرور سوچئے گا کہ آج سینکڑوں بار پڑھنے کے باوجود بھی ہم ان برکات سے کیوں محروم ہیں......؟؟

فرعون پر بسم اللہ کی برکت:۔ تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ فرعون نے خدائی دعویٰ سے پہلے ایک محل بنایا تھا اس کے باہر دروازے پر بسم اللہ لکھوایا تھا۔ بعدہٗ خدائی دعویٰ کیا اور پھر موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے تبلیغ توحید کی۔ اس نے انکار کر دیا

موسیٰ علیہ السلام نے بددعا کی اور کہا یا اللہ! اس کا بیڑہ غرق کر، جواب الٰہی آیا کہ اے موسیٰ فرعون کا علاج تو ہلاکت ہی ہے لیکن دروازے پر بسم اللہ لکھی ہوئی ہے اسی کی برکت سے میرے عذاب سے بچا ہوا ہے۔ اسی وجہ سے فرعون پر گھر میں عذاب نہ آیا بلکہ وہاں سے نکال کر دریائے نیل میں ڈبویا گیا اور اپنے انجام بد کو پہنچ گیا۔ (عرفان المقررین ص ۳۴)

ثواب بسم اللہ پر قبر میں رفع عذاب:۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر پر گزرے۔ دیکھا کہ میت کو عذاب ہو رہا ہے واپسی پر پھر قبرستان سے گزرے اور اسی قبر پر گزر ہوا اور دیکھا قبر سے عذاب رفع ہو گیا ہے اور قبر نور و نور ہو گئی ہے اور خدا کی رحمت کی بارش ہو رہی ہے بہت حیران ہوئے اور بارگاہ الٰہی میں التجاء کی مجھے اس کا راز بتلایا جائے۔ جواب ملا اے روح اللہ! یہ قبر والا سخت گناہگار اور بدکردار تھا اسی وجہ سے عذاب میں مبتلاء تھا لیکن اس نے اپنی بیوی حاملہ چھوڑی تھی اس کی وفات کے بعد لڑکا پیدا ہوا تھا وہ پرورش پاتا رہا آج صبح وہی لڑکا اپنی والدہ کے کہنے پر اپنے استاد کے پاس گیا اور بسم اللہ کا سبق ملا وہ پڑھتا پڑھتا گھر کو آ رہا ہے ہمیں حیا آئی کہ میں زمین کے اندر اس شخص کو عذاب دوں جس کا بچہ زمین پر میرا نام جپ رہا ہے۔ (عرفان المقررین ص ۳۵)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور بسم اللہ کی برکت:۔ میدان جنگ میں کفار نے مقابلہ کے وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے یہ شرط باندھی کہ ہمارے پاس زہر کا پیالہ ہے اگر تم اس زہر کے پیالہ کو پی کر زندہ وسلامت رہے اور آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا تو ہم جان لیں گے کہ واقعی آپ کا مذہب اسلام سچا ہے اس کا لانے والا محمد ﷺ عربی سچا ہے اس کو بھیجنے والا العرش والا خدا برحق ہے۔

تفسیر حقانی میں یہ سارا واقعہ موجود ہے آپ نے بسم اللہ شریف پڑھ کر فوراً وہ پیالہ سارے کا سارا پی لیا۔ خدا کے فضل اور بسم اللہ کی برکت سے کچھ نہ ہوا۔ اس وقت کے تمام دشمن کلمہ طیبہ پڑھ کر اسلام کے گلستان میں داخل ہو گئے۔

نکاتِ واقعہ (اولیاء کی اور عام لوگوں کی زبانوں میں فرق):۔ انہوں نے زہر پی لیا اور کچھ نہ ہوا۔ ہم تو بسم اللہ پڑھ کر بھاری غذا کھا لیں وہ بھی ہضم نہیں ہوتی آج کل بعض لوگوں کا یہ اعتراض ہے تو جواب یہ ہے کہ وہ بسم اللہ خدا کا قرآن تھی اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ اللہ کی پاک زبان تھی۔ تمام قرآنی دعائیں اور مسنون وظیفے مثل کارتوس کے ہیں اور پڑھنے والے کی زبان مثل بندوق کے ہے کارتوس یقیناً شیر کو مارتا ہے۔ مگر جب رائفل اچھی ہو۔ دعائیں تو وہی ہیں لیکن ہماری زبانیں اصحاب رسول ﷺ جیسی پاک نہیں ہم اسی زبان سے دن رات جھوٹ، غیبت، غلط گواہی بکتے رہتے ہیں پھر وہ تاثیر اور برکت کہاں سے آئے۔ خدا عمل کی توفیق بخشے، آمین۔ (عرفان المقررین ص ۳۶)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بسم اللہ کی تاثیر:۔ بادشاہ روم ہرقل نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خط لکھا کہ مجھے دردسر کی بہت شکایت ہے اور بڑی پرانی تکلیف ہے ہر قسم کے علاج کروائے مگر بے سود ثابت ہوئے تکلیف میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے، میرا ضرور کچھ علاج فرمائیے۔

خلیفہ ثانی جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک کپڑے کی ٹوپی سلوا کر بھیجی جب بادشاہ وہ اوڑھتا تو آرام ہوتا اور جب اتار دیتا تو پھر درد ہوتی تھی۔ اس کو سخت تعجب ہوا اس نے ٹوپی کو کھلوایا۔ دیکھا تو اس میں ایک پرچہ لکھا۔ جس میں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" لکھا تھا یہ تمام بسم اللہ کی تاثیر تھی۔ (عرفان المقررین ص ۳۷)

معراج مصطفیٰ ﷺ اور مقام بسم اللہ:۔ جب خاتم المرسلین جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا نے معراج کرایا اور پھر جنتوں کی سیر کرائی تو وہاں چار نہریں ملاحظہ فرمائیں: ایک پانی کی دوسری دودھ کی تیسری شہد کی چوتھی شراب کی اور جبرائیل سے پوچھا یہ نہریں کہاں سے آ رہی ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا مجھے اس کا علم نہیں دوسرے نے کہا: ان کا منبع چلو میں آپ کو دکھاتا ہوں جہاں گئے وہاں درخت کے پاس ایک عمارت تھی اور دروازہ پر قفل پڑا ہوا تھا اس کے نیچے سے چاروں نہریں نکل رہی تھیں فرشتہ سے کہا قفل کھولو اس نے کہا: چابی آپ کے پاس "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" ہے حضور ﷺ نے "بسم اللہ" پڑھی دروازہ فوراً کھل گیا اندر گئے ملاحظہ کیا کہ اندر چار ستون ہیں اور چاروں ستونوں پر

آپ کے مسائل

اور ان کا حل

قرآن وسنت کی روشنی میں

ابوالحسن مبشر احمد ربانی

مکتبہ قدوسیہ

غزنی سٹریٹ اردو بازار - لاہور

مسلک کتاب وسنت کے فروغ کے لئے کوشاں

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

مکتبہ قدوسیہ

ناشر ـــــــ ابوبکر قدوسی

اشاعت ـــــــ مارچ 1999

مطبع ـــــــ احمد پریس لاہور

قیمت ـــــــ ۱۶۵/= روپے

MAKTABA QUDDUSIA
REHMAN MARKET GHAZNI STREET URDU BAZAR
LAHORE-PAKISTAN.Ph: 7351124-7230585
Fax: 7230585 Email: qadusia@brain.net.pk

اسلام اور دولت

مع

دولتمند صحابہؓ

مرتبہ

مولانا عبد المجید سوہدروی علیہ الرحمۃ

ملنے کا پتہ

مینجر مسلم پبلی کیشنز ۱۵ قذافی مارکیٹ اردو بازار لاہور

بار سوم قیمت چھ روپے

نام کتاب :۔ دولتمند صحابہ

مرتب ـــــــ حضرت مولانا عبد المجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ

مطبع ـــــــ مسلم پبلی کیشنز قذافی مارکیٹ اردو بازار لاہور

پوری ''بسم اللہ'' درج ہے اور ''بسم اللہ'' کی میم سے پانی کی نہر اچھل رہی ہے اللہ کی ''ھ'' کے نیچے دودھ کی نہر بہہ رہی ہے اور الرحمٰن کی ''میم'' کے نیچے شہد کی نہر اور الرحیم کی ''میم'' کے نیچے سے شراب کی نہر نکل رہی ہے حضور شافع یوم النشور ﷺ حیران و پریشان رہ گئے اندر سے آواز آئی کہ اے میرے محبوب! جو آپ کا ایماندار امتی ''بسم اللہ'' حضور قلب سے پڑھے گا وہ ان کا حقدار ہوگا۔ (عرفان المقربین ص ۳۷)

نام کتاب:۔ آپ کے مسائل اوران کا حل
مصنف:۔ ابوالحسن مبشر احمد ربانی..... ناشر:۔ مکتبہ قدوسیہ

علمائے اہلحدیث کا ذوق کثرتِ درود شریف:۔ صبح وشام کے اذکار میں 10 بار درود شریف کا عدد صحیح ثابت ہے اسے معمول بنائیں اور پھر چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے درود شریف پڑھتے رہیں بلکہ اگر آپ اپنی ساری دعاؤں کی جگہ درود ہی پڑھتے رہیں تو یہ بھی درست ہے۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رات کا دوتہائی حصہ گزر جاتا تو رسول کریم ﷺ کھڑے ہو جاتے اور فرماتے لوگو! اللہ کو یاد کرو، اللہ کو یاد کرو۔ آ گیا زلزلے کا جھٹکا، اس کے پیچھے ایک اور جھٹکا۔ موت آگئی اپنی ہولنا کیوں کے ساتھ، موت آگئی اپنی ہولنا کیوں کے ساتھ۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ:

(انی اکثر الصلاة علیك فكم اجعل لك من صلاتی فقال ما شئت قال قلت الربع قال ما شئت فان زدت فهو خيرلك قال قلت فالثلثين قال ماشئت فان زدت فهو خيرلك قلت اجعل لك صلاتی كلها قال اذا تكفى همك ويغفرلك ذنبك)

''میں آپ ﷺ پر کثرت سے درود پڑھا کرتا ہوں۔ میں درود کی آپ ﷺ کیلئے کیا مقدار رکھوں (یعنی اور دعاؤں کے مقابلے میں) آپ ﷺ نے فرمایا: جس قدر تو چاہے عرض کیا کیا ایک چوتھائی؟ فرمایا جتنا تو چاہے۔ اگر زیادہ کرے تو بہتر ہے۔ عرض کیا نصف فرمایا، جتنا تو چاہے، اگر زیادہ کرے تو بہتر ہے عرض کیا دو تہائی فرمایا جتنا تو چاہے اگر زیادہ کرے تو بہتر ہے میں نے عرض کیا، میں تمام (وقت) آپ ﷺ کے درود کے لیے وقف کردوں آپ ﷺ نے فرمایا: ایسی حالت میں تیرے مقاصد کی کفایت کی جائے گی اور تیرے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔''

(سنن الترمذی كتاب صفة القيامة (۲۴۵۷) مستدرك حاكم ۵۱۳/۲ مسند احمد ۱۳۶/۵، مسند عبد بن حمید بحواله جلاء الافهام ص۴۰ رقم ۵۹ بحوالہ آپ کے مسائل ص ۵۲۸)

نام کتاب:۔ دولتمند صحابہ...... مصنف:۔ حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمتہ اللہ علیہ
ناشر:۔ مسلم پبلی کیشنز قذافی مارکیٹ اردو بازار لاہور

سخاوت وفیاضیِ صوفیاء کی دلیل:

وضاحت: ولایت رنگ ولباس کا نام نہیں بلکہ دل کے سنور جانے کا نام ہے ہمارے اسلاف میں مالدار اور فقیر دونوں طرح کے اکابر موجود تھے جو ہمیں سمجھا گئے کہ مال اگر ہے اور بکثرت ہے تو اسے جیب میں تو رکھ سکتے ہو مگر دل میں اس مال کیلئے حضور ﷺ کے فرمان ''دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے، اور خدا کی محبت حرام اس شخص پر جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر دنیا کی محبت ہو'' کے مطابق خانۂ دل اللہ تعالیٰ کی محبت کیلئے خاص ہے۔ ان اسلاف صحابہ اور صوفیاء کے واقعات جنہوں نے دنیا کو جیب میں تو رکھا لیکن دل میں نہ آنے دیا۔ (از مرتب اثری)

حضرت عامر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:۔ آپ بڑے مخیّر اور فیاض تھے مجاہدین اسلام کی خدمت کا خاص شوق تھا آپ کو دو ہزار وظیفہ ملتا تھا جس وقت ملتا راستہ میں گھر آتے آتے سب خرچ کر آیا کرتے تھے۔ (دولتمند صحابہ ص ۷۵ بحوالہ ابن سعد ص ۷۵)

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی سخاوت و دیانت:۔ اگر چہ ابھی بہت سے تابعین کے حالات باقی ہیں، مگر ہم طوالت کے خوف سے اب مضمون کو تبرکاً و تیمناً حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مبارک حالات پر ختم کرتے ہیں تا کہ آپ کو پتہ چل جائے کہ حضرت نعمان بن ثابت رحمہ اللہ بھی دیگر ائمہ ہدی کی طرح بہت بڑے متموّل اور تاجر تھے، آپ رحمہ اللہ کے مختصر حالات ''سیرت النعمان'' (علامہ شبلی) ''مناقب النعمان''، ''عقود المرجان''، ''خیرات الحسان''، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ وغیرہ کتب سے اخذ کر کے درج کئے جاتے ہیں آپ کپڑے کے بہت بڑے تاجر تھے، دور دراز شہروں میں آپ نے گماشتے مقرر کر کے رکھے تھے لاکھوں کا لین دین تھا بڑے بڑے سوداگروں سے معاملہ رہتا تھا اور کاروباری دیانت کے باعث آپ رحمہ اللہ اطراف واکناف میں مشہور تھے۔

(۲) ایک رحمہ اللہ دفعہ آپ رحمہ اللہ نے اپنے منشی حفص بن عبدالرحمٰن سے کہا کہ دیکھو یہ ریشمی تھانوں کی گٹھ کچھ داغدار سی ہے جب بیچو تو خریدار کو آگاہ کر دینا اور اس کے دام بھی کچھ کم لینا تا کہ خریدار کو نقصان نہ پہنچے مگر حفص بھول گئے اور گٹھ پوری قیمت پر نکل گئی چند روز کے بعد جب آپ رحمہ اللہ نے حساب لیا تو معلوم ہوا کہ غلطی سے ملازم نے اس کی پوری قیمت چارج کر لی ہے آپ نے فرمایا: اچھا اب اس کی ساری قیمت (جو تیس ہزار درہم ہے) فقراء اور مساکین میں بانٹ دو میں اس مشکوک مال کو اپنے طیب مال میں شامل نہیں کر سکتا۔

(۳) ایک بار ایک عورت آپ کے پاس خز (ریشمی کپڑے) کا ایک تھان لے کر آئی آپ نے قیمت پوچھی اس نے کہا: سو درہم۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: نہیں یہ تو پانچ سو درہم کا ہے اگر لینا ہو تو پانچ سو درہم لے لو وہ سمجھی کہ آپ مذاق کرتے ہیں مگر آپ نے پانچ سو درہم نکالے اور اسے دیدیئے اور فرمایا تمہاری غلطی سے میں ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا چاہتا۔

(۴) ایک بار کچھ لوگ آپ سے ملنے آئے ان میں سے ایک شخص ظاہراً شکستہ حال معلوم ہوتا تھا جب سب رخصت ہو گئے تو آپ رحمہ اللہ نے اسے کہا ذرا ٹھہرو۔ پھر اندر گئے اور ایک ہزار کی تھیلی لا کر پیش کی اور فرمایا یہ لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو اس نے عرض کیا حضرت میں دولت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت کچھ دے رکھا ہے اس کی ضرورت نہیں آپ رحمہ اللہ نے فرمایا اگر دولت مند ہو تو حالت خستہ کیوں بنا رکھی ہے؟ دوسروں کو خواہ مخواہ شبہ ہوتا ہے۔

(۵) آپ لباس بہت قیمتی پہنا کرتے تھے اکثر خوش لباس رہتے سنجاب اور قاقیم جیسے قیمتی کپڑوں کے جبّے استعمال کیا کرتے تھے ٹوپی خصوصاً بہت قیمتی ہوتی تھی دیگر رؤسا کے پاس صرف ایک آدھ درباری ٹوپی ہوتی مگر آپ رحمہ اللہ کے پاس بارہ ٹوپیاں تھیں جو ہزاروں روپیہ کی مالیت رکھتی تھیں۔

ابو مطیع بلخی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن آپ رحمہ اللہ کو سادہ لباس میں دیکھا مگر اس دن بھی آپ رحمہ اللہ ایسی قمیص اور چادر پہنے ہوئے تھے جن کی قیمت چار چار سو درہم تھی۔

(۶) نصر بن محمد رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک دن آپ کہیں جا رہے تھے راستہ میں میرا مکان تھا فرمایا اگر کوئی چادر ہو تو دینا میں گھر سے لانا بھول گیا میں نے اچھی سے اچھی چادر پیش کر دی واپس آئے تو چادر کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ناحق مجھے اس کی وجہ سے شرمندہ ہونا پڑا میں حیران ہوا کہ اتنی قیمتی چادر جو میں نے پانچ دینار (پانچ پونڈ) میں خریدی تھی پتہ نہیں امام صاحب کی نگاہ میں کیوں نہیں جچی؟ اتفاقاً دوسرے روز آپ کے ہاں گیا تو دیکھا آپ رحمہ اللہ ایک چادر اوڑھے بیٹھے ہیں جس کی قیمت تیس دینار کے قریب ہے جب میں نے اس سے بھی زیادہ قیمت کی چادریں آپ کے ہاں دیکھیں تو میرا استعجاب جاتا رہا۔

(۷) آپ رحمہ اللہ بڑے فیاض، علم نواز اور حق شناس تھے آپ رحمہ اللہ کے عہد میں ابراہیم نامی ایک بہت بڑے عالم تھے جو چار ہزار قرض کے نیچے دب گئے تھے اور اسی ندامت کی وجہ سے باہر نہیں نکلتے تھے ان کے ایک دوست نے چاہا کہ چندہ کر کے کسی طرح ان کا قرض اتار دیا جائے چنانچہ وہ اسی سلسلہ میں وہ آپ کے پاس پہنچا آپ نے فرمایا کہ اور کسی سے چندہ نہ مانگو اس میں ان کی فضیحت ہے چار ہزار مجھ سے لے جاؤ اور چپکے سے قرضہ ادا کر دو۔

(۸) ایک دفعہ آپ رحمہ اللہ کسی بیمار کی عیادت کو جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک شخص ملا جوان کا مقروض تھا وہ آپ کو دیکھ کر کترا گیا اور راستہ بدل لیا آپ نے بھی بھانپ لیا اسے آواز دی وہ ٹھہر گیا پوچھا کہ تم نے مجھے دیکھ کر راستہ کیوں کاٹا؟ اس نے عرض کیا۔ میں نے آپ کا دس ہزار روپیہ دینا ہے جو بطور قرض لیا تھا چونکہ تنگ دستی کی وجہ سے ادا نہیں کر سکا اس لئے شرم کے مارے آپ رحمہ اللہ کے سامنے نہیں آتا آپ رحمہ اللہ نے فرمایا اچھا یہ بات ہے مجھے تو اس کا خیال بھی نہیں تھا جاؤ میں نے قرض معاف کر دیا مگر تم میل جول کے سابقہ تعلقات نہ توڑو۔

(۹) اسی طرح عبداللہ سہمی جو آپ کے دوست تھے ایک بار حج میں آپ رحمہ اللہ کے ساتھ تھے کہ کسی قرض خواہ نے عبداللہ کو آلیا عبداللہ نے کہا: ابھی میرے پاس کچھ نہیں جب ہوگا دے دوں گا اس نے برا بھلا کہا امام صاحب کو معلوم ہوا تو اس کا سارا قرضہ ادا کر دیا اور فرمایا کہ ہم دوستوں کی توہین برداشت نہیں کر سکتے۔

(۱۰) آپ رحمہ اللہ علماء شیوخ اور محدثین کی بکثرت خدمت کرتے تھے اور جو طلباء تحصیل علم کیلئے آپ رحمہ اللہ کے پاس آتے آپ ان کے وظائف مقرر کر دیتے تھے تاکہ وہ اطمینان سے علم حاصل کر سکیں۔

(۱۱) اہل علم کی قدر دانی کا اندازہ اس واقعہ سے ہوسکتا ہے کہ جس عالم کے پاس آپ رحمہ اللہ نے اپنے صاحبزادہ حماد رحمہ اللہ کو پڑھنے کیلئے بٹھایا جب اس نے حماد کو الحمد شریف ختم کرائی تو آپ نے پانچ سو درہم ان کی نذر کئے۔

(۱۲) خدا تعالیٰ نے جہاں آپ رحمہ اللہ کو علم وفضل اور مال وزر عطا فرمایا تھا وہاں استغناء بھی حد سے زیادہ تھا ایک بار حرّہ زوجہ شاہ منصور نے پچاس ہزار کی تھیلی بطور نذر بھیجی آپ رحمہ اللہ نے یہ کہہ کر واپس کر دی کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے اللہ نے مجھے بہت کچھ دے رکھا ہے۔

(دولتمند صحابہ ص ۷۶ تا ۸۰)

مالدار صوفیاء کرام

وضاحت از مرتب اثری: صوفیائے کرام کی تعلیمات سو فیصد شریعت کے موافق ہیں ان تعلیمات میں اس طرح کی تجرد پسندی نہیں ہے کہ تمام گھر واسباب اور اہل وعیال کو چھوڑ کر ساری زندگی جنگلوں میں تنہا بسر کرو بلکہ اعتدال اور میانہ روی اولیاء کا خاصہ ہے بس وہ اتنا ضرور فرماتے کہ دنیا جیب میں تو ہو لیکن دل میں نہ ہو کیونکہ خانۂ دل محبت الٰہی کیلئے خاص ہے:

حضرت خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ:۔ مشاہیر صوفیاء میں حضرت خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ کی ذات گرامی بھی محتاج بیان نہیں۔ آپ رحمہ اللہ کی سیرت سے آپ کی دولت وثروت اور شوکت وصولت بھی اظہر من الشّمس ہے۔ آپ ہمیشہ شاہانہ تزک واحتشام سے رہتے تھے۔ موتیوں کی تجارت کیا کرتے تھے۔ اسی لئے آپ کو حسن لؤلوی کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ (دولتمند صحابہ ص ۸۵)

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ:۔ سید الاتقیاء حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ کے نام نامی واسم گرامی سے کون مسلمان واقف نہیں؟ ان کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا تموّل اور تجمّل حد سے بڑھا ہوا تھا آپ کے گھوڑے طلائی اور نقرئی میخوں سے بندھا کرتے تھے اور گھوڑوں کی گردنوں میں سونے کے ہار ہوا کرتے تھے۔ (دولتمند صحابہ ص ۸۶)

خدمتِ ولی پر مغفرت کی بشارت:۔ علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ کسی نے یحییٰ برمکی رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدائے تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ اس نے کہا کہ خدا نے مجھے حضرت سفیان رحمہ اللہ کی دعا کی بدولت بخش دیا کیونکہ میں ایک ہزار درہم ماہوار سفیان رحمہ اللہ کو دیا کرتا تھا وہ میرے لئے دعا فرمایا کرتے تھے مطلب یہ کہ آپ چھپ چھپ کر ضرورت منداصحاب کی مدد فرمایا کرتے تھے۔ (دولتمند صحابہ ص ۸۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَقَدْ آتَیْنَا دَاوُدَ وَسُلَیْمَانَ عِلْمًا

مقالات

مولانا محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش : ۱۸۹۵ء

وفات : ۱۹۶۳ء ۱۶ دسمبر سوموار

جمع و ترتیب

مولانا محمد حنیف یزدانی

ناشر

مکتبہ نذیریہ لاہور

قینچی امر سدھو فیروزپور • ڈاکخانہ کوٹ لکھپت

نام کتاب: مقالات حضرت مولانا محمد داؤد غزنوی

جمع و ترتیب: مولانا محمد حنیف یزدانی

ضخامت:

سائز: ۲۳ × ۱۸ / ۸

کتابت: خوشخطی کالج اردو بازار لاہور

مطبع: شاہ اینڈ سنز پروسس پرنٹرز لاہور

ناشر: مکتبہ نذیریہ، لاہور

قیمت

اہل حدیث

منزل بہ منزل

مولف

پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد

مرکزی جمعیت اہل حدیث، پاکستان

106 - راوی روڈ، لاہور

اہل حدیث ... منزل بہ منزل 4

جملہ حقوق بحق مولف محفوظ ہیں

نام کتاب	....	اہل حدیث منزل بہ منزل
نام مولف	....	پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد
ناشر	....	مرکزی جمعیت اہل حدیث، پاکستان
		106 - راوی روڈ، لاہور
طبع اول	....	مئی 2001ء
تعداد	....	1100
قیمت	....	روپے

نام کتاب:۔مقالات محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ
جمع وترتیب:۔مولانا محمد حنیف یزدانی.... ناشر:۔مکتبہ نذیریہ لاہور

امام اعظم مولانا ابراہیم سیالکوٹی کی نظر میں:۔ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ ہماری جماعت کے مشہور مقتدر علماء میں سے تھے۔انہوں نے اپنی کتاب تاریخ اہلحدیث میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مدح وتوصیف اوران کے خلاف ارجاء وغیرہ الزامات کے دفعیہ میں ۲۳/۸×۲۹ سائز کے ۸صفحات وقف کئے اورمقتدر مشاہیر علماء سلف مثلاً امام ابن تیمیہ، امام ذہبی، حافظ ابن حجر اورعلامہ شہرستانی رحمہم اللہ کے اقوال نقل کرکے یہ بتایاہے۔''الناس فی ابی حنیفة حاسد او جاھل'' یعنی حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حق میں بری رائے رکھنے والے کچھ لوگ تو حاسد ہیں اورکچھ ان کے مقام سے بے خبر ہیں۔

پھرکسی جگہ ان کا ذکر امام اعظم رحمہ اللہ کے نام سے کرتے ہیں کسی جگہ سیدنا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہہ کرادب واحترام سے ذکرکرتے ہیں اورحضرت الامام الاعظم رحمہ اللہ کے خلاف جوسب سے زیادہ سنگین جملہ امام سفیان کے حوالہ سے بروایت نعیم بن حماد کیا جاتاہے اس پرمعقول اورمدلل جرح کرکے ثابت کیاہے کہ نعیم بن حماد سنت کی تقویت میں اورامام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی بدگوئی میں جھوٹی حدیثیں اورمن گھڑت حکایات وضع کرلیا کرتا تھا اوراس ساری بحث کوآخر میں مولانا محمد ابراہیم اس فقرہ کے ساتھ ختم کرتے ہیں۔

خلاصۃ الکلام یہ کہ نعیم کی شخصیت ایسی نہیں ہے کہ اس کی روایت کی بناء پرحضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جیسے بزرگ امام کے حق میں بدگوئی کریں جن کوحافظ ذہبی جیسے ناقد الرجال امام اعظم کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں اورحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ''البدایہ والنہایہ''میں آپ کی تعریف کرتے ہیں اورآپ کے حق میں فرماتے ہیں۔

(احد ائمة الاسلام و سادة الاسلام واحد ارکان العلماء واحد الائمة الاربعة اصحاب المذاهب المتبوعه)

نیز حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ عبداللہ بن داؤد حرینی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا لوگوں کومناسب ہے کہ اپنی نماز میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے لیے دعا کیا کریں۔کیونکہ انہوں نے ان پرفقہ اورسنن (نبویہ) کومحفوظ رکھا۔

(البدایہ والنہایہ ج دوم،ص ۱۰۷،بحوالہ مولانا محمد داؤد غزنوی ص ۵۵،۵۶)

امام اعظم رحمہ اللہ اورعلمائے اہلحدیث: نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ جن کا ذکر بعض حلقوں میں اہانت اورتحقیر کے ساتھ کیا جاتاہے اپنی مشہور تصنیف''الحطه فی ذکر الصحاح الستّه''میں تبع تابعین کے ذکر میں فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے یہ تیسرا طبقہ ہیں اوراس طبقے کے اکابر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''منهم الامام جعفر الصادق وابو حنيفة النعمان بن ثابت و الامام الاشجعي ومالك والاوزاعي والثوری وابن جريج ومحمد بن ادريس الشافعي وغيرهم وهذه الطبقات الثلاثة هی المشهودلهابالخير علی لسان نبينا صلی الله عليه وسلم وهم الصدر الاوّل والسلف الصالح والمحتج بهم فی کل باب''

کہ ان تبع تابعین میں سے امام جعفرصادق، امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام اوزاعی رحمہم اللہ وغیرھم ہیں اورنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق یہ تین زمانے (صحابہ تابعین، تبع تابعین) خیروبرکت کے ہیں اوریہی اسلام کے صدراول اورہمارے سلف صالح ہیں جن سے ہرباب میں سند پیش کی جاسکتی ہے۔(مولانا محمد داؤد غزنوی ص ۵۶)

امام اعظم شیخ الکل کی نظر میں: مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ جوامام عرب وعجم اوراستاذ العلماء ہیں اپنی کتاب''معیار الحق''میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تابعی ہونے کی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ہر چند کہ فضائل سے امام صاحب رحمہ اللہ کے ہم کو عین عزت اور فخر ہے اس لئے کہ وہ ہمارے پیشوا ہیں اور ہم ان کے امر حق میں پیرو ہیں ان فضائل سے جو فی الواقع بھی ہوں اور ساتھ اسناد صحیح کے ثابت ہوں......اور اس میں امام صاحب کی کسر شان اور مذمت نہیں ہے اس لیے کہ ان کی فضیلت تابعی ہونے پر موقوف نہیں ان کا مجتہد ہونا اور متبع سنت اور متقی پرہیزگار رہنا کافی ہے ان کے فضائل میں اور آیۃ کریمہ ''ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم''

(زینت بخش مراتب ص ۵ بحوالہ مولانا محمد داؤد غزنوی ص ۵۷)

علمائے اہلحدیث اور دیوبند میں رواداری: مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ علماء دیوبند میں ممتاز مقام رکھتے ہیں ان سے دو واقعات ان کے خلیفہ مجاز خواجہ عزیز الحسن صاحب اشرف السوانح میں نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

کہ حضرت والا جناب مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی رحمہ اللہ سے جو اہلحدیث کے بہت سر برآوردہ علماء میں سے تھے دوبار ملے ایک بار دہلی میں طالب علمی کے زمانے میں اور ایک بار آرہ (بہار) میں دہلی کی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔

اس زمانہ میں ایک غیر مقلد طالب علم مدرسہ دیوبند میں پڑھتا تھا اس نے حضرت امام محمد رحمہ اللہ کی شان میں کچھ گستاخانہ کلمات استعمال کیے اس پر اور طالب علموں نے اسے پیٹ دیا تھا۔اس واقعہ کی (مولانا نذیر حسین صاحب سے) شکایت بھی کی۔حضرت والا نے فرمایا کہ اس نے امام محمد کی شان میں گستاخانہ کلمات استعمال کئے تھے اس پر طلباء کو غصہ آ گیا یہ سن کر مولوی صاحب نے فرمایا کہ واقعی یہ اس کی بڑی بے جا حرکت تھی۔

دوسرا واقعہ آرہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس وقت ایک غالی غیر مقلد مولوی صاحب نے جو ان کے پاس بیٹھے تھے۔دوران گفتگو حضرت ابن ہمام رحمہ اللہ کی کچھ تنقیص کی مولوی صاحب یعنی مولانا نذیر حسین رحمہ اللہ نے ان کو ڈانٹا کہ یہ بڑے لوگ تھے ہمارا منہ نہیں کہ ہم ان کی شان میں کچھ کہہ سکیں۔

یہ دونوں واقعات اہلحدیث علماء کی روایت سے نہیں بلکہ اکابر علماء دیوبند کے واسطہ سے ہیں۔ان سے کس قدر وضاحت سے ثابت ہوتا ہے کہ اکابر علماء اہلحدیث امام ابوحنیفہ امام محمد اور ان کے بہت بعد کے علماء جیسا کہ علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کیلئے کس درجہ ادب واحترام رکھتے تھے۔

(مولانا محمد داؤد غزنوی ص ۵۸ بحوالہ اشرف السوانح حصہ اول ص ۱۲۳، ۱۲۴)

گستاخی اور بے ادبی اہلحدیث کا مسلک نہیں:۔ اگر ہم ان تمام عبارات کو نقل کریں جو علماء اہلحدیث اور اکابر اہلحدیث نے اپنی تصنیفات میں تحریر فرمائی ہیں تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو جائے۔یہ سب کی سب اس پر شاہد عدل ہیں کہ انہوں نے ائمہ دین کے ادب و احترام کے اظہار میں کبھی کوتاہی نہیں کی اور اپنے تلامذہ اور وابستگان دامن کے دلوں میں ائمہ کرام کی تعظیم وتکریم کے نیک جذبات پیدا کرنے میں ہمیشہ کوشش کی۔

لیکن اگر کوئی شخص اہلحدیث کہلا کر کسی امام کے حق میں سوء ظن رکھتا ہے یا ادب واحترام سے ذکر نہیں کرتا ہے تو اس کا طرز عمل جماعت اہلحدیث کا مسلک نہیں بن جائے اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسا کہ کوئی حنفی کہلا کر امام شافعی رحمہ اللہ کی شان میں گستاخی کے کلمات کہے۔

(مولانا محمد داؤد غزنوی ص ۵۷، ۵۹)

امام صاحب کی گستاخی پر سوئے خاتمہ: عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے درس بخاری میں ایک طالب علم نے کہہ دیا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو پندرہ حدیثیں یاد تھیں مجھے ان سے زیادہ حدیثیں یاد ہیں۔والد صاحب کا چہرۂ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا اس کو حلقہ درس سے نکال دیا اور مدرسہ سے بھی خارج کر دیا اور بفحوائے ''اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ'' فرمایا کہ اس شخص کا خاتمہ دین حق پر نہیں ہوگا ایک ہفتہ نہیں گزرا تھا کہ معلوم ہوا کہ وہ طالب علم مرتد ہو گیا ہے۔''اعاذنا اللہ من سوء الخاتمہ'' یہ ہے جو آپ سے کہہ رہا ہوں کہ جس طرح

ایک حنفی عالم یا حنفی درس گاہ اگر امام شافعی رحمہ اللہ کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کرے تو اس کو احناف کا من حیث الجماعت مسلک نہیں قرار دیا جاسکتا اسی طرح اگر کوئی اہلحدیث امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حق میں کوئی ناشائستہ لفظ استعمال کرتا ہے یا دل میں سوءظن رکھتا ہے تو یہ اہلحدیث کا مسلک نہیں کہلائے گا۔(مولانا محمد داؤد غزنوی ص ۶۱،۶۲)

نام کتاب:۔اہلحدیث منزل بہ منزل...... مؤلف:۔پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد
مرکزی جمعیت اہلحدیث، پاکستان، 106 راوی روڈ، لاہور

علماء وصوفیاء کی حدیثی خدمات

متاخرین میں شیخ محمد عابد سندی اور شیخ محمد حیات سندی رحمہما اللہ گزرے ہیں۔شیخ حسن بن محمد صنعانی مولف مشارق الانوار ۵۷۷ھ میں لاہور میں پیدا ہوئے۔(ابجد العلام)

شیخ علی مہاتمی اور شیخ علی متقی جونپوری صاحب کنز العمال، شیخ محمد طاہر گجراتی رحمہم اللہ'' صاحب مجمع البحار فی لغة الحدیث و تذکرة الموضوعات'' شیخ وجیہہ الدین گجراتی شارح نخبۃ، شیخ احمد سرہندی، شیخ عبدالرحمٰن خازن الرحمت، شیخ محمد سعید چشتی محشی مشکوٰۃ، شیخ سلام اللہ رحمہم اللہ شارح مؤطا جیسی شخصیات نے فکر محدثین کی شمع کو فروزاں کئے رکھا۔

۵۷۰ھ سے قبل تک سرزمین ہند کے علماء ومحدثین نے جو کتب حدیث تالیف کیں ان کی تعداد ۲۲۲ ذکر کی گئی ہے۔

شیخ رضی الدین حسن صنعانی رحمہ اللہ:۔ آپ ۵۷۷ھ میں لاہور میں پیدا ہوئے۔۶۱۵ میں بغداد، عراق چلے گئے کچھ مدت مکہ معظّمہ میں رہے پھر بغداد پلٹ گئے۔۶۱۷ھ میں خلیفہ معتصم باللہ عباسی کی طرف سے سفیر بن کر ہندوستان آئے۔۶۲۴ھ تک اپنی ذمہ داری نبھائی دوبارہ آئے تو ۶۳۷ھ تک بطور سفیر رہ کر واپس بغداد چلے گئے۔آپ نے ۶۵۰ھ میں بغداد میں رحلت فرمائی آپ نے تدریسی اور تالیفی میدان میں بڑی خدمات انجام دیں۔حدیث میں مشارق الانوار کے علاوہ صحیح بخاری کی شرح اور معرکۃ الآراء کتب تالیف کیں۔
(اہلحدیث منزل بہ منزل ص ۳۵ تا ۳۹)

شیخ علی متقی جونپوری کی بیعت اصلاح: نویں صدی ہجری کے رجل عظیم علی متقی رحمہ اللہ برہان پور میں ۸۸۵ھ میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی صوفی مزاج تھے، لہٰذا انہوں نے اپنے لخت جگر کو ایام طفولیت میں ہی اپنے مرشد شیخ باجن کی بیعت سے منسلک کردیا۔شیخ علی رحمہ اللہ جب سن بلوغت کو پہنچے تو والد گرامی اور اپنے مرشد کے سایہ سے محروم ہوگئے۔اپنے پیر کی وفات کے بعد ان کے بیٹے شیخ عبدالحکیم رحمہ اللہ کی بیعت اختیار کرلی۔تصوف کی جو چاٹ بچپن میں لگی وہ تادم آخر موجود رہی۔آپ مدت مدید تک ملتان، پنجاب میں شیخ حسام الدین متقی رحمہ اللہ کی خدمت میں بھی رہے۔۹۵۳ھ میں حج کے ارادہ سے مکہ معظّمہ چلے گئے جہاں اپنی علم دوستی اور فاقہ مستی برقرار رکھی۔۹۷۵ھ مکہ معظّمہ میں ہی انتقال کیا۔شیخ علی رحمہ اللہ کی ایک سو سے زیادہ تصانیف منصۂ شہود پر آئیں جن میں امام سیوطی رحمہ اللہ کی ''جمع الجوامع'' کو فقہی ابواب میں ترتیب دینا ایک بڑا کارنامہ ہے۔(اہلحدیث منزل بہ منزل ص ۳۹،۴۰)

دشمن پر نسبت آل رسول ﷺ کے اثرات: آپ (شیخ الکل مولانا نذیر حسین رحمہ اللہ) عقیدہ صحیحہ کے حامل ہونے کے ساتھ بے خوف ولی کامل بھی تھے کیونکہ ولی وہ ہوتا ہے جس کو خوف وحزن دامن گیر نہیں ہوتا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون''

ایک رات حضرت میاں صاحب عشاء کی نماز ادا کرنے کیلئے گھر سے نکلے تو راستہ میں ایک تلوار سے مسلح ملا جو قتل کا ارادہ رکھتا تھا، حضرت



إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ (پ ۳۰)
بیشک ہم نے تجھ کو (حوض) کوثر اور خیر کثیر عطا کی ہے۔

محمدؐ خود شناس و محرم راز حقیقت ہے
قسیم حوض کوثر ہے وسیم مہر و شفقت ہے

ساقی کوثر

اس رسالہ میں بدلائل یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سید البشر سید الکونین و الثقلین، رحمت للعالمین، شفیع المذنبین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حوض کوثر کی دولت بھی عطا کی ہے اور ہر قسم کی خیر و خوبی، نیکی اور بھلائی کی وہ کثرت اور برکت بھی بخشی ہے جس کے سامنے اولاد آدم کے تمام انبیاء [illegible] ہیں!!!

از

حکیم مولانا محمد صادق صاحب سیالکوٹی

ناشر و تاجر

نعمانی کتب خانہ — حق سٹریٹ اردو بازار۔ لاہور
مکتبہ نعمانیہ — اردو بازار۔ گوجرانوالہ

نام کتاب:۔ساقی کوثر

مصنف ____ حکیم مولانا محمد صادق
____صاحب سیالکوٹی رحمہ اللہ

اشاعت ____

تعداد ____

قیمت ____

مطبع ____نعمانی کتب خانہ حق
سٹریٹ اردو بازار لاہور
مکتبہ نعمانیہ اردو بازار گوجرانوالہ



بغیر اجازت مصنف کوئی صاحب طبع نہ کریں!

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا (پ ۶)
اور اتارا ہم نے (قرآن) تمہاری طرف جگمگاتا نور!

کچھ پھول چن کے زینت داماں بنالئے
وہ پھول جن سے لعل بدخشاں بھی شرمسار

قرآنی شمعیں

اس کتاب میں قرآنی آیات کی شمعیں رسالت کے ہاتھوں بلند جگمگ کر رہی ہیں، جن کے انوار و لمعات سے کتمان حق کی تاریکیاں سیماب پا ہوگئی ہیں اور بصائر و حقائق اپنے پورے خدوخال کے ساتھ روز روشن میں آگئے ہیں۔

تالیف

حکیم مولانا محمد صادق صاحب سیالکوٹی مدظلہ

مصنف: صلوٰۃ الرسول، ریاض الاخلاق، تجلیات رمضان، انوار التوحید، سبیل رسول، سید الکونین، اعجاز حدیث، ضرب حدیث، بستان الاربعین، ریاض الابرار، حج مسنون وغیرہ

ناشر: مکتبہ نعمانیہ، اردو بازار، گوجرانوالہ

لاہور میں ملنے کا پتہ: نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

قیمت

نام کتاب:۔قرآنی شمعیں

مصنف ____مولانا محمد صادق سیالکوٹی

اشاعت ____

تعداد ____

قیمت ____

مطبع ____ نعمانی کتب خانہ حق
سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

میاں صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میرا تعلق بنی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے تو مجھے قتل نہیں کرسکتا۔ جب یہ الفاظ اس کے کانوں میں پڑے تو اس پر اس قدر لرزہ طاری ہوا کہ اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی حتیٰ کہ وہ شخص پیٹ درد میں مبتلا ہوا۔ گھر پہنچا تو سارا واقعہ گھر والوں کو سنایا اور اسی رات وہ شدت درد و مرض سے انتقال کر گیا۔ اس واقعہ نے بھی یہ ثابت کیا کہ رب کائنات کسی طرح خدام حدیث کی حفاظت فرماتا ہے۔
(اہلحدیث منزل بہ منزل ص ۲۶)

نام کتاب:۔ ساقی کوثر.... مصنف:۔ حکیم مولانا محمد صادق صاحب سیالکوٹی رحمہ اللہ
ناشر و تاجر، نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور، مکتبہ نعمانیہ اردو بازار گوجرانوالہ

حضور ﷺ کی افضلیت کے دلائل

وضاحت: جی ہاں......! میں اور میرے اسلاف اہلحدیث کا یہی عقیدہ ہے کہ آپ علیہ السلام افضل البشر خاتم النبین کو تمام مخلوق میں سے افضل، اعلیٰ، ارفع، و اکمل خلاصہ کلام کہ "بعد از خدائے بزرگ توئی قصہ مختصر" مانتے ہیں یہ کتاب، ہم پر بے ادبی اور گستاخی کے الزام کی وضاحت ہے انصاف کا دن آپ سے انصاف کے فیصلے کا سوال کر رہا ہے۔ (از مرتب اثری)

رحمت للعالمین کے فضائل کی خیر کثیر:۔ خدا کے تمام رسول علیہم السلام سچے اور برحق تھے خدا نے ان کو بڑے بڑے درجے اور مرتبے دیئے تھے لیکن ان میں ہمارے پیارے رسول ﷺ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سب رسولوں سے بڑے مرتبے کے ہیں خدا تعالیٰ رسولوں کے درجات کے متعلق فرماتا ہے۔ "تلك الرسل فضلنا بعضهم علی بعض" (پ۳ ع۱)
یہ پیغمبر (جو ہم نے بھیجے ہیں) بزرگی دی ہم نے ان کے بعضے کو بعض پر۔

معلوم ہوا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں میں سے بعض کو بعض پر بزرگی اور فضیلت دی ہے جیسے پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو سب انبیاء پر بزرگی دی چنانچہ ہادی عالم سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ

"وعن ابی هریرة قال قال رسول الله صلّی اللّٰه علیه و آله وسلّم انا سیّد ولدآدم یوم القیمة و اوّل من ینشقّ عنه القبر واوّل شافعٍ وّ اوّل مشفعٍ" (صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا میں سردار ہوں اولاد آدم کا قیامت کے دن اور سب سے پہلے میں قبر سے اٹھایا جاؤں گا اور میں ہوں اول شفاعت کرنے والا اور اول شفاعت قبول کیا گیا۔

رحمت عالم ﷺ سید ولد آدم:۔ حضرت انور اولاد آدم کے سردار ہیں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یہ مرتبہ اللہ نے حضور کو بخشا۔
اور حضور ﷺ ہی سب سے پہلے قبر مبارک سے اٹھائے جائیں گے جب خواجہ محشر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قبر سے اٹھیں گے ان کے بعد آناً فاناً خدا تعالیٰ تمام مردے زندہ کر دے گا۔

شفاعت کبریٰ کی خیر کثیر:۔ حضور ہی سب سے پہلے شافع ہیں تمام اہل ایمان میدان محشر میں کھڑے ہوں گے آفتاب محشر سر پر ہو گا اور زمین تانبے کی سب چاہیں گے کہ جلد ترازو لگے اور حساب شروع ہو، تاکہ جو نتیجہ نکلنا ہے نکل آئے پھر کون کہے کہ اے اللہ! حساب شروع کر کہ سب بے حال و بے چین ہیں تمام مسلمان حضرت آدم علیہ السلام کو کہیں گے اے ہمارے باپ! اللہ کو کہہ کہ وہ حساب شروع کرے تاکہ حشر کے میدان کی دشواری سے چھوٹیں حضرت آدم علیہ السلام درخت کے پھل کھانے کا واقعہ یاد کر کے کہیں گے کہ میرا یہ مقام و مرتبہ نہیں ہے تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ خلقت حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جا کر وہی عرض کرے گی لیکن حضرت نوح علیہ السلام بھی اپنے

بیٹے کو غرق ہونے سے بچانے کے لئے خدا سے سوال کرنے کے واقعہ کو یاد کر کے کہیں گے میں اس مقام و مرتبہ میں نہیں ہوں غرض خلقت دیگر انبیاء کے پاس جا کر سب سے جواب پا کر بالآخر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوگی حضرت انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے مقام محمود میں حاضر ہونے کا اذن مانگیں گے اللہ آپ کو اذن دے گا پھر حضور مقام محمود میں پہنچ کر اللہ کے آگے سجدہ میں گر جائیں گے اور اللہ کی تعریف کریں گے جو اس وقت اللہ آپ کو سکھائے گا۔ آپ دیر تک سجدہ میں رہیں گے۔ (اور اذن شفاعت چاہیں گے) پھر اللہ فرمائے گا" ارفع محمد و قل تسمع واشفع تشفع وسل تعطه" سر اٹھا اے محمد ﷺ! اور کہہ جو چاہے قبول کی جائے گی عرض تیری اور شفاعت کر قبول کی جائے گی۔ اور مانگ جو چاہے دیا جائے گا پھر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی مرضی سے شفاعت کریں گے۔ (ان گناہگاروں کی جنہوں نے شرک اور بدعت کا جرم نہیں کیا ہوگا)۔

خداوند! ہم سب بھائیوں اور بہنوں کو حضور شافع روز جزا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب فرما ہمیں کتاب وسنت پر تازیست چلا حضور ﷺ کا فرماں بردار بنا اور شرک اور بدعت سے بال بال بچا۔ پس حضور انور نبی اول شافع اور اول مشفع ہوئے۔

جنت کے چابی بردار:۔ "وعن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا اكثر الانبيآء تبعاً يوم القيمة وانا اوّل من يقرع باب الجنّة "(صحيح مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں زیادہ ہونگا پیغمبروں میں از روئے تابعوں کے قیامت کے دن اور پہلا شخص ہوں گا جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا یعنی کھلواؤں گا۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی امت تمام انبیاء علیہم السلام کی امتوں سے بہت زیادہ ہوگی۔ حدیث میں آیا ہے کہ اہل جنت کی دوثلث ہوگی۔ پھر کتنی خیر کثیر ملی ہے خواجہ محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سب سے پہلے حضور ﷺ ہی جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اور کھلوائیں گے چنانچہ دوسری حدیث میں حضور ﷺ یوں فرماتے ہیں:"اتی باب الجنة يوم القيمة فاستفتح فيقول الخازن من انت فاقول محمد فيقول بك امرت ان لآ افتح لاحد قبلك "(صحيح مسلم)

آؤں گا میں بہشت کے دروازہ پر قیامت کے دن پھر کھلواؤں گا میں تو دربان بہشت کا کہے گا کون ہے تو؟ میں کہوں گا کہ میں محمد ﷺ ہوں پھر وہ کہے تیرے سبب میں حکم دیا گیا ہوں کہ نہ کھولوں میں دروازہ کسی کے لیے پہلے تیرے۔

یعنی بہشت کے دربان کو خدا نے حکم دے رکھا ہے سب سے پہلے سوائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہشت کا دروازہ کسی کے لئے نہ کھولنا چنانچہ اس حکم کے مطابق ہمارے پیشوائے اعظم، امت کے رؤف رحیم رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سب سے پہلے بہشت کا دروازہ کھلوائیں گے۔ يا رب صل وسلّم دائماً ابدًا علی حبيبك من زانت به العصر

معجزہ قرآن قیامت تک رہے گا:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے کوئی پیغمبر، پیغمبروں میں مگر دیا گیا ہے معجزات میں سے اسی قدر کہ جس پر بشر ایمان لا سکے۔ (یعنی ہر پیغمبر کا معجزہ اس کی زندگی تک تھا، اس کے بعد منقطع ہوگیا)" وان ما كان الذى اوتيت وحيا اوحى الله الى فارجوا ان اكون اكثرهم تابعاً "اور بیشک میں وحی کیا گیا ہوں کہ وحی کی اللہ تعالیٰ نے میری طرف (یعنی قرآن مجید) پس امید رکھتا ہوں میں کہ ہوں میں زیادہ پیغمبروں میں از روئے تابعوں کے قیامت کے دن۔ (صحیح بخاری ومسلم)

مطلب یہ کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کے معجزے ان کے زمانے تک تھے لیکن حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ قرآن مجید قیامت تک رہے گا اور نبوت محمدیہ کی صداقت کی شہادت دیتا رہے گا یہ معجزہ بھی عجب خیر کثیر حضور ﷺ کو ملی ہے۔

دوسری بات یہ کہ حضرت انور از روئے تابعوں کے تمام نبیوں سے بڑھ کر ہیں جس قدر بنی آدم نے حضور ﷺ کی تصدیق کی ہے کسی نبی

کی اتنی کثیر تعداد میں تصدیق نہیں کی گئی چنانچہ حضورﷺ نے خود فرمایا:"لم یصدّق نبیٌّ من الانبیآء ماصدّقت وانّ من الانبیآء نبیًّا ما صدّقه من امّته الّا رجل واحد" (صحیح مسلم) نبیوں میں کوئی نبی نہیں تصدیق کیا گیا۔ جس قدر کہ میں تصدیق کیا گیا ہوں (یعنی میری امت سب سے زیادہ ہے) اور ایک نبی علیہ السلام ایسا بھی ہوا ہے کہ اس کی امت میں صرف ایک آدمی نے ہی تصدیق کی ہے یعنی ایک ہی مسلمان ہوا ہے۔

کتنی خیر و برکت (کوثر) ملی ہے حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو!

حضرت انورﷺ پر پانچ خصوصی انعام:۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ ایسی خصلتیں عطا کی ہیں جو پہلے کسی نبی علیہ السلام کو نہیں ملیں۔

(۱)"**نصرت بالرّعب مسیرة شهر**"، میں فتح دیا گیا ہوں ایک مہینے کی مسافت سے۔

یعنی ایک مہینے کی راہ سے خدا تعالیٰ میرا رعب دشمن کے دل میں ڈال دیتا ہے کہ وہ گھبراتے اور بھاگتے ہیں مجھ سے۔

(۲)"**جعلت لی الارض مسجدا وّطهورا**"، بنالی گئی ہے میرے لئے روئے زمین سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی۔

پہلی امتوں کی نماز صرف ان کے عبادت خانوں میں ہی درست ہوتی تھی لیکن حضرت انورﷺ کی امت کے لیے روئے زمین پر جہاں وقت آجائے نماز پڑھ لینی درست ہے (سوائے حمام اور قبرستان کے) گویا حضورﷺ کی امت کے لئے ساری زمین سجدہ گاہ ہے۔

اور زمین پاک کرنے والی ہے یعنی پانی نہ ملنے کی صورت میں مٹی سے تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں مٹی پانی کے قائم مقام طہارت ہے پہلی امتوں میں طہارت صرف پانی پر موقوف تھی۔ (۳)"**واحلت لی الغنائم ولم تحل لاحد قبلی**"

اور میرے لئے غنیمتیں (جہاد کی) حلال کی گئی ہیں جو پہلے مجھ سے کسی کے لئے حلال نہ کی گئیں۔

(۴)"**واعطیت الشفاعة**"، اور دیا گیا ہے مجھ کو مرتبہ شفاعت عظمیٰ عامہ کا۔

آپ پیچھے پڑھ آئے ہیں کہ خدا تعالیٰ حضورﷺ کو شفاعت کی اجازت دے گا اور آپ خدا کی مرضی سے شفاعت کریں گے ایسی شفاعت کبریٰ صرف حضور ہی کا درجہ ہے۔

(۵)"**وکان النبی یبعث الی قومه وبعثت الی الناس عامّة**"، اور ہر نبی علیہ السلام اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں تمام لوگوں (سارے جہان) کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

ہر نبی علیہ السلام قبیلے قبیلے اور بستی بستی کی طرف بھیجا جاتا تھا لیکن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روئے زمین کے لئے نبی ہیں اور قیامت تک آپﷺ کی نبوت اور رسالت جاری ہے کوئی نیا نبی نہیں آئے گا حضورﷺ کی نبوت اور نبوت کا معجزہ قرآن دونوں خیر کثیر ین قیامت تک نور افشاں رہیں گی۔

تمام انبیاء حضورﷺ کے لواء الحمد کے نیچے ہونگے: حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (خدا کی بخشی ہوئی نعمتیں بیان کرتے ہوئے) فرمایا کہ میں اولاد آدم کا سردار ہوں قیامت کے روز اور فخر سے نہیں کہتا اور میرے ہاتھ میں ہوگا لواء الحمد (تعریف کا جھنڈا) اور میں فخر سے نہیں کہتا۔"**وما من نبی یومئذ اٰدم فمن سواه الاتحت لوائی**"، اور نہیں کوئی پیغمبر قیامت کے دن، کیا آدم علیہ السلام اور کیا ان کے سوا مگر میرے جھنڈے کے نیچے آئیں گے (اور میرے تابع ہونگے) اور سب سے پہلے میں ہی قبر سے نکلوں گا اور نہیں فخر مجھ کو اس پر۔ (ترمذی)

قیامت کے روز حضور انورﷺ کو خدا تعالیٰ لواء الحمد (حمد کا نیزہ یا جھنڈا) عطا فرمائے گا جو کوئی حضورﷺ کے جھنڈے تلے آئے گا اس کو گھبراہٹ، کرب، خوف اور ہول محشر سے امن ہوگا پس تمام انبیاء اور ان کی صالح امتیں اور امت محمدیہ خواجہ محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لواء الحمد کے نیچے سکون پائیں گے کیسی خیر کثیر ملی ہے حضرت انورﷺ کو!

محشر کو حضرت انور ﷺ قائد المرسلین ہونگے: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
انا قآئد المرسلین ولافخر وانا خاتم النبیین ولافخر۔ (مسند دارمی)
میں (محشر میں) آگے چلوں گا اور سب رسول علیہم السلام میرے پیچھے پیچھے آئیں گے۔ (بہشت کو) اور نہیں کہتا میں فخر سے اور میں ختم کرنے والا ہوں نبیوں کا اور نہیں کہتا میں فخر سے۔

معلوم ہوا حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محشر کو سب رسولوں کے قائد ہوں گے ان کو اللہ کے حضور لے کر چلیں گے اور حساب ہو چکنے کے بعد قائد المرسلین الی الجنتہ ہوں گے۔

کتنی خیر کثیر عطا کی ہے خدا تعالیٰ نے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ حشر کے روز بھی آپ ﷺ قائد خطیب، شفیع، صاحب لواء الحمد اور ساقی کوثر ہیں اور دنیا میں بھی صاحب خیر کثیر، ہادی خلق اور پیشوائے جن وانس ہیں۔ (ساقی کوثر ص ۳۵ تا ۴۶)

محمد ﷺ رہبرِ راہِ طریقت

محمد ﷺ پیکر ایثار و الفت	محمد ﷺ مصدر مہر و مروت
محمد ﷺ مرکز اوصاف حسنہ	محمد ﷺ منبع بحر شریعت
محمد ﷺ رونق گلزارِ ہستی	محمد ﷺ زینتِ بزم رسالت
محمد ﷺ ساقی تسنیم و کوثر	محمد ﷺ شافع روز قیامت
محمد ﷺ شاہِ اقلیم زمانہ	محمد ﷺ فاتح ابوابِ جنت
محمد ﷺ مخزنِ گنجِ معانی	محمد ﷺ مشعلِ راہِ حقیقت
محمد ﷺ باعثِ تکوینِ عالم	محمد ﷺ حاصلِ اظہارِ قدرت
محمد ﷺ مصلحِ اقوام ہستی	محمد ﷺ رہبرِ راہِ طریقت
محمد ﷺ باعثِ تسکینِ راسخ	محمد ﷺ چارہ سازِ دردِ ملت

(راسخ عرفانی) (ساقی کوثر ص ۴۶)

حضور ﷺ کے لئے جنت کا بلند درجہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سلوا اللہ لی الوسیلۃ'' اللہ سے مانگو میرے لئے وسیلہ۔'' قالوا یا رسول اللہ وما الوسیلۃ '' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اور کیا ہے وسیلہ؟ '' قال اعلیٰ درجۃ لاینا لھا الا رجل واحد وارجو ان اکون اناھو '' آپ ﷺ نے فرمایا: وسیلہ بہت بلند درجہ ہے جنت کا نہ پائے گا اس کو سوائے ایک آدمی کے اور امید رکھتا ہوں میں کہ وہ آدمی میں ہوں۔ (ترمذی بحوالہ ساقی کوثر ص ۴۸)

نام کتاب:۔ قرآنی شمعیں..... مصنف:۔ مولانا محمد صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ
نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

رحمت عالم ﷺ کا مقدس مقام:۔ کوئی کج بین، مظفر، منصور، مبشر جماعت اہلحدیث (کثر اللہ سوادھم) کے متعلق یہ کہہ کر عوام کو بدظن نہ کرے کہ یہ لوگ حضور ﷺ کی ذات یا شخصیت کو (معاذ اللہ) بزرگ نہیں سمجھتے کیونکہ ان کی ذات یا شخصیت کو وسیلہ قرب نہیں مانتے ہم اس مردود پر لعنت بھیجتے ہیں اسے ابوجہل کا ساتھی جہنمی مانتے ہیں جو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات یا شخصیت کی بزرگی پر شک کرے آپ کے وجود اطہر پر تمام آدم کی اولاد، ایک لاکھ کئی ہزار پیغمبروں (صلوٰۃ اللہ علیہم) تمام بزرگوں، شہیدوں، ولیوں، تمام فرشتوں کی بزرگی قربان حوران خلد کی عصمت نچھاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يوم لا ينفع مال ولا بنون إلا من أتى الله بقلب سليم

قلب سلیم اور اس کی علامات

مرتبہ

حضرت مولانا حافظ قاری محمد اسمٰعیل صاحب حافظ آبادی (فاضل عربی)

ناشران

جمعیت شبان اہل حدیث احمد پورہ سیالکوٹ

يوم لا ينفع مال ولا بنون إلا من أتى الله بقلب سليم

نام کتاب:۔ قلب سلیم اور اس کی علامات

مرتب ---------- حضرت مولانا حافظ قاری محمد اسمٰعیل صاحب حافظ آبادی (فاضل عربی)

ناشران -------- جمعیت شبان اہل حدیث احمد پورہ سیالکوٹ

آپ کے مسائل اور ان کا حل قرآن وسنت کی روشنی میں

ابوالحسن مبشر احمد ربانی

مکتبہ قدوسیہ

غزنی سٹریٹ اردو بازار - لاہور

مسلک کتاب وسنت کے فروغ کے لئے کوشاں

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

مکتبہ قدوسیہ

ناشر ________ ابوبکر قدوسی

اشاعت ________ مارچ 1999

مطبع ________ احمد پریس لاہور

قیمت ________ ۱۶۵/= روپے

MAKTABA QUDDUSIA
REHMAN MARKET GHAZNI STREET URDU BAZAR
LAHORE-PAKISTAN.Ph: 7351124-7230585
Fax: 7230585 Email: qadusia@brain.net.pk

جسم اقدس کے ایک قطرۂ خون کی قیمت میں دونوں جہان ہیچ ہماری جانیں اور ہمارے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان بڑے مرتبے کے ہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضور ﷺ کا سارا سراپا طیب وطاہر، رواں رواں اور بال بال پاک، آپ ﷺ اُمت کے غمخوار، رسولوں علیہم اسلام کے سردار، حشر میں انبیاء علیہم اسلام کے قائد، شافع محشر، ساقی کوثر پہلے شافع اور پہلے مشفع ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ (قرآنی شمعیں ص۱۵۰،۱۵۱)

ولی کی تعریف:۔ اولیاء ولی کی جمع ہے اور ولی ولایت سے ہے۔ ولایت کے معنی قرب اور محبت کے ہیں، پس ولی وہ ہوتا ہے جو خدا کے نزدیک اور قریب ہو جیسا کہ کہا جاتا ہے "هذا يلي هذا" یہ چیز قریب ہے اس چیز کے۔

اولیاء کی زندگی سنتوں کا عکس:۔ ولی اللہ کی اپنی زندگی روشنی، یعنی کتاب وسنت کے اجالے میں گزرتی ہے اس کا ہر قول وفعل حدیث مصطفیٰ ﷺ اور سنت خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین مطابق ہوتا ہے اس کی دینی مذہبی، اخلاقی، تمدنی، معیشی، معاشرتی زندگی اسوۂ حسنہ کی ڈگر پر چلتی ہے ثابت ہوا کہ جس سے خدا دوستی کرتا ہے اسے کھینچ کر اسی روشن ڈگر پر لاتا ہے سبیل رسول ﷺ کا راہی بناتا ہے۔
(قرآنی شمعیں ص ۳۳۹،۳۴۰)

نام کتاب:۔قلب سلیم اوراس کی علامات

مرتبہ:۔حضرت مولانا حافظ قاری محمد اسمٰعیل صاحب حافظ آبادی (فاضل عربی)

ناشران:۔جمعیت شبان اہل حدیث احمد پورہ سیالکوٹ

صوفیاء کی محنت کا مرکز محور:۔ قلب عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی دل کے کئے جاتے ہیں......اعضائے جسم میں دل کی حیثیت رئیس اعظم کی ہے گویا جسم انسان میں دل مرکز ومحور ہے جس پر جسم کی صحت وسقم حتیٰ کہ موت وحیات کا دارومدار ہے۔
(قلب سلیم اوراس کی علامات ص ۳)

صوفیاء کی محنت کا نتیجہ قلب سلیم:۔ جس طرح اعمال صالح دل کو سلیم اور روشن ومنور کرتے ہیں اسی طرح گناہ براہ راست دل پر اثر انداز ہوتے ہیں جس کے نتیجہ میں دل سے ایمان کی نورانیت محو ہونا شروع ہو جاتی ہے حتیٰ کہ گناہوں کی کثرت وبہتات سے دل کلیتہً سیاہ ہو جاتا ہے اوراس پر ظلمتوں کے اس قدر دبیز پردے پڑ جاتے ہیں کہ اس میں نور ایمان کے داخلہ کیلئے کوئی منفذ ومسلک باقی نہیں رہتا۔
(قلب سلیم اوراس کی علامات ص ۵)

قلب سلیم کی علامات:۔ محدثین عظام، ائمہ دین اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کے اس بارہ میں بہت سے اقوال ہیں ان میں سے چند بیان کئے جاتے ہیں جناب حضرت العلام حافظ ابن قیم رحمہ اللہ اپنی مایہ ناز کتاب "اغاثة اللهفان" میں بایں الفاظ ذکر فرماتے ہیں۔

"ان لايفتر عن ذكر ربه ولا يسئام من خدمته ولايانس بغيره الابمن يدله عليه و يذكره به" الخ (اغاثة)

یعنی صحیح وسالم دل کی یہ علامت ہے کہ وہ اپنے پروردگار کی یاد میں سست اور اس کے دین کی خدمت میں ملول نہ ہوا اور اس کی محبت اور انسیت فقط اپنے مالک حقیقی سے ہو اور اس کی مخلوق میں سے صرف اس سے اس کا علاقہ ہو جو خالق کائنات کی طرف راہنمائی کرتا ہو اور اسی کی نصیحت کرتا ہو وغیرہ۔ (قلب سلیم اوراس کی علامات ص ۶)

امام ابوالحسین وراق رحمہ اللہ کا بیان: حيات القلب في ذكر الحي الذي لا يموت (اغاثة)
(دل کی زندگی اسی حی وقیوم کی یاد میں ہے جس کے لئے کبھی موت نہیں)

علامت نمبر۲، کہ اس کو عبادت اور درود وظائف کے فوت ہونے سے اس بخیل سے بھی زیادہ رنج پہنچے جو اپنے مال کے ضیاع اور فقدان

سے انتہائی کرب والم میں مبتلا ہوتا ہے۔اسی لئے خدا کے مخلص عارف بندوں کیلئے ذکر وعبادت کا فوت ہو جانا موت سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔(قلب سلیم اوراس کی علامات ص ۷)

اسکا سبب: علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اس تکلیف کی وجہ سے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"لان الفوت انقطاع عن الحق والموت انقطاع عن الخلق فكم بين الانقطاعين"

ذکر وعبادت کا فوت ہو جانا موت سے بھی زیادہ سخت اس لئے ہے کہ اس سے بندے کا علاقہ حق تعالیٰ سے منقطع ہو جاتا ہے اور موت اک معاملہ اس سے کہیں کمتر ہے کیونکہ حد سے حد اس سے یہی ہوتا ہے کہ انسان کا تعلق مخلوقات سے کٹ جاتا ہے فكم بين الانقطاعين؟ اب خود اندازہ کیجئے خدا سے تعلق کا منقطع ہو جانا زیادہ تکلیف ہے یا مخلوق سے یقیناً ہر ذی شعور انسان کے لئے خدا تعالیٰ سے ربط و تعلق کا ٹوٹ جانا موت سے زیادہ شدید ہے۔

علامت نمبر۳۔صحت مند دل کی علامتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ خدمت دین اور خدمت خلق کا ایسے مشتاق ہوتا ہے جیسے بھوک کا ستایا ہوا کھانا پینے کا مشتاق۔

علامت نمبر۴۔اور جب وہ نماز میں داخل ہو تو دنیا کے تمام ہم وغم جاتے رہیں اور اس کیف وسرور کے عالم میں اس کا نماز سے نکلنے کو قطعاً دل نہ چاہے اور اس کی قلبی کیفیت الابذكر الله تطمئن القلوب کی آئینہ دار ہو۔

علامت نمبر۵۔"ومن علامات صحته ان يكون همته واحداً وان يكون فى الله"

ایک علامت یہ ہے کہ اس کا مطلوب ومقصود صرف ایک ہو اللہ کی محبت اور اس کی رضا وخوشنودی جیسا کہ حدیث پاک میں یہ مفہوم بایں الفاظ ذکر ہے۔**من جعل الهموم هما واحداهم اخرته كفاه الله هم دنياه**

حضرت محمد اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے صرف آخرت کی کامیابی کو اپنا واحد مقصود حیات بنالیا اللہ تعالیٰ اس کے ہموم دنیا کیلئے خود کافی ہو جاتا ہے۔

نوٹ:۔آخرت کی کامیابی کا انحصار اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا پر ہے چنانچہ حدیث پاک کا معنی یوں ہوگا کہ اخروی فلاح وکامرانی کیلئے خدا کی رضا اس کا مطلوب ہو۔(قلب سلیم اوراس کی علامات ص ۸)

مسکین کون؟ اس سلسلہ میں حافظ ابن قیم رحمہ اللہ ایک بندہ عارف کا ارشاد ذکر فرماتے ہیں:

مساكين اهل الدنيا، خرجوا من الدنيا وماذا قوا اطيب مافيها۔ قيل وما اطيب ما فيها؟ قال محبة الله والانس به والشوق الىٰ لقائه الخ

اہل دنیا میں سے مسکین وہ ہیں جو دنیا سے چل بسے لیکن اس دنیا کی پاکیزہ اور عمدہ ترین چیز کو چکھا تک نہیں پوچھا گیا اس دنیا کی سب سے عمدہ چیز کیا ہے فرمایا اللہ کی محبت اور اس کی انسیت کا دل میں جاگزین ہونا اس کی ملاقات کا شوق،اس کی یاد اور اطاعت ایسی اعلیٰ نعمت سے بہرہ ور ہونا۔(قلب سلیم اوراس کی علامات ص ۸)

قلب سلیم کے فوائد:۔قرآن حکیم میں اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں **يوم لاينفع مال ولا بنون الامن اتى الله بقلب سليم(١٩)**

قیامت کا دن وہ ہے جس دن مال اور بیٹے نفع نہیں دیں گے ہاں جو شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں دل سلیم لے کر آیا وہ کامیاب ہوگا۔

اس آیت سے واضح ہو گیا جس دن ساری مخلوق ترساں لرزاں ہوگی خدا کے برگزیدہ پیغمبر علیہم السلام گھٹنوں کے بل ہوں گے حاملین عرش پر خدا کے رعب وجلال کی بناء پر رعشہ طاری ہوگا۔اس دن اولاد،خویش واقارب سب ساتھ چھوڑ دیں گے۔نجات پانے والے وہ خوش نصیب انسان ہوں گے جو خدا تعالیٰ کے ہاں قلب سلیم لے کر حاضر ہوں گے۔(قلب سلیم اوراس کی علامات ص ۹)

نام کتاب:۔آپ کے مسائل اوران کا حل قرآن وسنت کی روشنی میں
مصنف:۔ابوالحسن مبشر احمد ربانی.... ناشر:۔مکتبہ قدوسیہ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

قرآنی تعویذات شرک نہیں:۔ اگر کوئی شخص اللہ کا نام یا قرآن مجید کی آیت لکھ کر گلے میں لٹکائے تو اسے شرک کہنا درست نہیں کیونکہ اس میں اس نے کسی غیر سے مدد نہیں مانگی۔اگر کوئی کہے کہ اس نے کاغذ گلے میں لٹکایا ہے تو یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ تعویذ لکھنے والا یا گلے میں ڈالنے والا کوئی موحد کاغذ میں نفع نقصان کی کوئی تاثیر نہیں سمجھتا۔بلکہ اس کاغذ میں لکھے ہوئے اللہ کے نام یا اس کے کلام کی برکت سے شفاء کا عقیدہ رکھتا ہے۔اللہ کا کلام دم کی صورت میں انسانی آواز میں ادا ہو تب بھی اللہ کا کلام اور اس کی صفت ہے اور غیر مخلوق ہے اور انسانی قلم و دوات سے کاغذ پر لکھا جاتا ہے تب بھی اللہ کا کلام اس کی صفت اور غیر مخلوق ہے اس لیے جو لوگ اسے شرک قرار دیتے ہیں، ان کی بات بالکل بے دلیل ہے اور وہ غلو کا ارتکاب کر رہے ہیں۔

جواز کے قائلین اسے علاج کی ایک صورت قرار دیتے ہیں جس میں کوئی شرک نہیں اور شرک سے پاک دم کی طرح اس کی کوئی ممانعت نہیں۔(آپ کے مسائل اوران کا حل ص ۴۳۲)

سفید وسیاہ عمامہ مسنون ہے:۔ (۱)ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو سفید عمامہ بندھوایا (صحیح جامع صغیر) اور عمامہ جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باندھا کرتے تھے اس کا رنگ حدیث میں سیاہ مذکور ہوا ہے جیسا کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: (**دخل النبی صلی الله علیه و آله وسلم یوم الفتح وعلیه عمامة سوداءُ**)''نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ والے دن مکہ میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سیاہ پگڑی تھی''۔(مسلم، ابوداؤد، ۴۰۷۶، ابن ماجہ ۵۸۵، ترمذی ۱۷۳۵، احمد ۳/۳۶۳۔۳۸۷، دارمی ۲/۸۴)

(عن عمرو بن حریث ان النبی صلی الله علیه و آله وسلم خطب الناس وعلیه عمامة سوداءُ)

عمر بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر سیاہ پگڑی تھی''۔

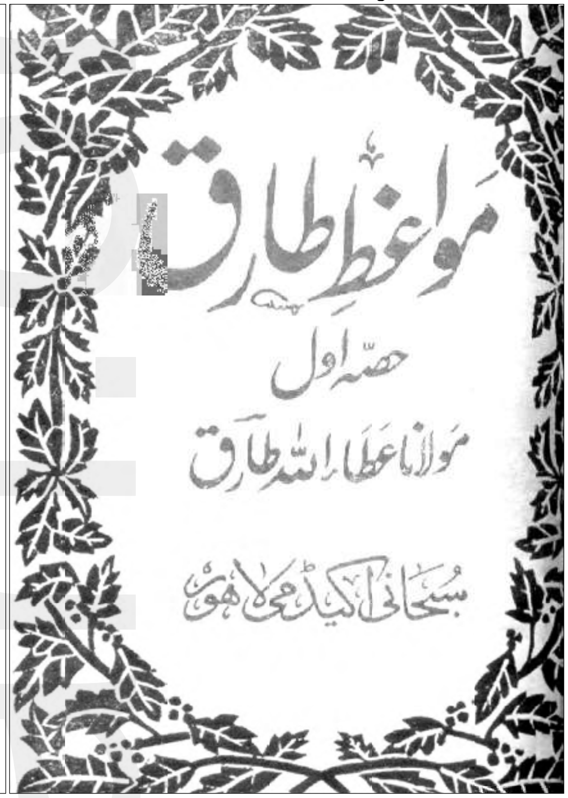
ابوداؤد میں اس طرح ہے: (**رایت النبی صلی الله علیه وآله وسلم علی المنبر وعلیه عمامة سوداءُ قد ارخٰی طرفها بین کتفیه**)''عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر سیاہ پگڑی تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے شملہ کو اپنے کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا تھا۔(مسلم ۱۳۵۹، ابن ماجہ ۳۵۸۴، ابوداؤد ۴۰۷۷، شمائل ترمذی ۹۳)

(عن ابن عمر قال کان النبی صلی الله علیه وآله وسلم اذا اعتم سدل عمامته بین کتفیه قال نافع وکان ابن عمر یفعل ذلك قال عبیدالله رایت القاسم بن محمد وسالماً یفعلان ذلك)

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب پگڑی باندھتے تو اس کے شملہ کو اپنے کندھوں کے درمیان لٹکا دیتے۔نافع نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہ اسی طرح کرتے تھے۔عبید اللہ نے کہا: میں نے قاسم بن محمد بن ابی بکر اور سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کو اسی طرح کرتے دیکھا'' (شمائل ترمذی ۹۴، جامع ترمذی ۱۷۳۶) مذکورۃ الصدر احادیث سے معلوم ہوا کہ سیاہ عمامہ باندھنا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔
(آپ کے مسائل اوران کا حل ص ۴۹۶)

ٹوپی وپگڑی پر ابن القیم کی شہادت:۔ کئی روایتیں امام ابونعیم اصبہانی نے کتاب ''اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم و آدابه'' میں نقل کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹوپی عمامہ کے بغیر بھی پہنتے تھے امام ابن قیم رحمہ اللہ ''زاد المعاد'' ۱/۱۳۵ پر رقم طراز ہیں:

کانت له عمامة تسمٰی السحاب کساها علیا وکان یلبسها ویلبس تحتها القلنسوة وکان یلبس القلنسوة بغیر عمامة ویلبس العمامة بغیر قلنسوة۔



ترتیب

- پہلے مجھے پڑھیے ۳
- حمد باری تعالیٰ

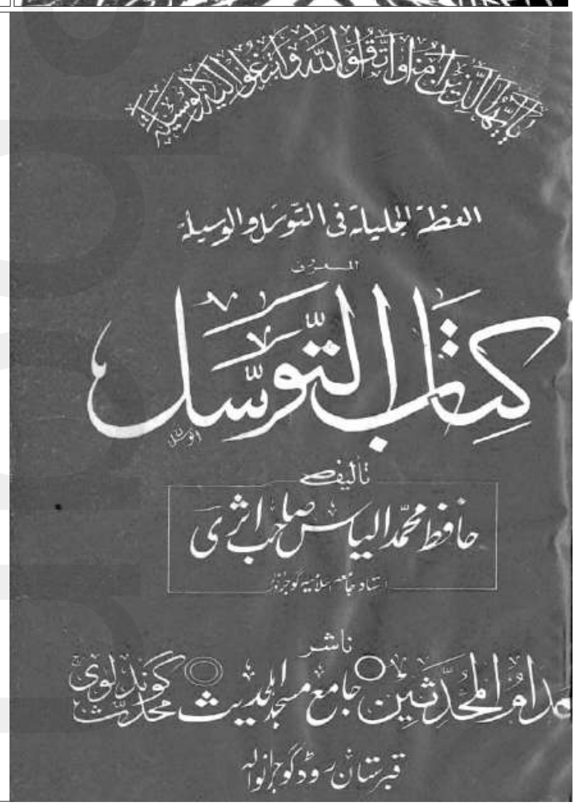
۱- پہلا وعظ ۵
مسئلہ توحید ۱

۲- دوسرا وعظ ۲۱
مسئلہ توحید ۲

۳- تیسرا وعظ ۴۹
اَمَّن یُجِیبُ المُضطَرَّ اِذَا دَعَاہُ

۴- چوتھا وعظ ۶۵
وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمرِہٖ وَلٰکِنَّ اَکثَرَ النَّاسِ لَا یَعلَمُونَ

۵- پانچواں وعظ ۸۷
استقامت فی الدین



نام کتاب:۔ کتاب التوسل

مصنف ________ حافظ محمد الیاس صاحب اثری استاد جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ

قیمت ________

مطبع ________ خدام المحدثین جامع مسجد اہلحدیث گوندلوی محدث قبرستان روڈ گوجرانوالہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک پگڑی تھی جس کا نام سحاب تھا آپ ﷺ نے وہ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنائی۔ اسے آپ ﷺ پہنتے اور کبھی اس کے نیچے ٹوپی ہوتی اور کبھی ٹوپی بغیر پگڑی کے اور پگڑی بغیر ٹوپی کے پہن لیتے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ کی اس تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف پگڑی باندھنا یا صرف ٹوپی لینا یا ٹوپی پر پگڑی باندھ لینا، تینوں طرح جائز و صواب ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۴۹۸)

نام کتاب:۔ مواعظ طارق، حصہ سوم...... مصنف:۔ مولانا عطاء اللہ طارق

صوفیاء کی دنیا سے بے رغبتی کی دلیل:۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی کیفیت یہ ہے کہ دنیا میں ایک مسافر کی طرح اپنی ساری زندگی گزار دی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن ایک چٹائی پر سو کر اٹھے تو آپ ﷺ کے جسم مبارک پر چٹائی کے نشان پڑ گئے میں نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر آپ ﷺ فرمائیں تو آپ کے لئے ایک بستر تیار کر دیں تا کہ سونے کے وقت اس کو نیچے بچھا دیا کریں تو آپ نے فرمایا۔

میں تے دنیا سیر نہ کوئی حضرت آکھ سنایا ۔۔۔ دنیا رہن مثال اینویں جیویں راہ و چہ رکھ دا سایہ

سائے بیٹھ لوے دم راہی ہووے فیر روانہ ۔۔۔ اس دم کارن کد کوئی عاقل طلب کرے سمیانہ

اے عبداللہ! مجھے دنیا کی آسائش سے کیا تعلق، میرا حال تو دنیا میں اس سوار کی طرح ہے جس نے ایک درخت کے سایہ میں گھڑی بھر آرام کیا اور پھر درخت کو وہیں چھوڑ کر آگے چل دیا۔

ہماری حالت یہ ہے کہ ہم اپنے لئے بڑے بڑے مکان، بڑی بڑی بلڈنگیں، بڑی بڑی کوٹھیاں، بڑی بڑی دکانیں غرضیکہ ہر قسم کی آسائش کا سامان مہیا کرتے ہیں جیسا کہ ہم نے مرنا ہی نہیں ہے کسی بزرگ نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ بندوں کو اگر اپنی موت معلوم ہوتی تو بڑے بڑے اونچے گنبدوں والے محل نہ بنتے نہ کبھی بازار لگتا نہ کبھی خرید و فروخت ہوتی اور نہ ہی باہمی عداوت ہوتی، بلکہ سب یاد خدا میں ہی مصروف رہتے۔ یہ سب کام موت کے بھولنے سے ہی ہو رہے ہیں۔ حافظ محمد صاحب لکھوی رحمہ اللہ نے کیا ہی خوب لکھا ہے۔

رنگ محل بناون احمق خرچن مال ربانا ۔۔۔ آئی موت سب چھوڑ علاقہ قبریں کرن ٹکانا

حق حقوق خدا ہور بندیاں مالوں ادا نہ کر دے ۔۔۔ مال ربانا خاک رلاون بچھو تا وسن مردے

دنیا نال محبت کوڑی دنیا چار دھاڑے ۔۔۔ ایہ نال کسے دے رہی نہ رہسی دنیا دین وگاڑے

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اکثروا ذکر ھاذم اللذات الموت'' کو دنیاوی لذتوں کو توڑ دینے والی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ (مواعظ طارق حصہ سوم، ص ۳۸، ۳۹)

نام کتاب:۔ کتاب التوسل... تالیف: حافظ محمد الیاس صاحب اثری استاد جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ خدام المحدثین جامع مسجد اہلحدیث گوندلوی محدث قبرستان روڈ گوجرانوالہ

دعا کی غرض سے بزرگوں کے پاس حاضری:۔ قال شهاب حدثنا حمادبن سلمة عن ابی جعفر الحظبی، عن عمارة ابن خزیمة بن ثابت عن عثمان بن حنیف اتی اعمی النبی صلی الله علیه وسلم فقال ادع الله تعالیٰ ان یرد بصری قال او ادعك قال بل ادع قال ثلاثاثم قال توضا وصل رکعتین و قل اللهم انی اسئلك و اتوجه الیك ففعل فردبصره،

(توحید خالص ص ۵۹۲)

وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا
(اعراف: ۱۸۰)
اور اللہ تعالیٰ کے لیے اچھے اچھے نام ہیں پس اسے ان کے ساتھ پکارو۔

بچوں اور بچیوں کیلئے دو ہزار سے زائد منتخب

پیارے نام

مفصل

تالیف

فاروق اصغر صارم

ناشر

إدارۂ إحیاء التحقیق الإسلامی گوجرانوالا
فون: ۲۱۸۰۹۸-۰۴۳۱

سلسلہ مطبوعات نمبر ۴

نام کتاب ---------- پیارے نام
مؤلف ---------- فاروق اصغر صارم
طبع ---------- اوّل
ناشر ---------- ادارہ احیاء التحقیق الاسلامی گوجرانوالہ

مؤلف کا پتہ
فاروق اصغر صارم، گلی نمبر ۱، محلہ داتا بخش، نوشہرہ روڈ، گوجرانوالا
فون ۲۱۸۰۹۸ - ۰۴۳۱

ہماری مطبوعات ملنے کے پتے

اردو بازار لاہور — سبحانی اکیڈمی — فاروقی کتب خانہ — نعمانی کتب خانہ — مکتبہ قدوسیہ — مکتبہ سلفیہ — مکتبہ مرکزی دفتر دعوۃ وارشاد

اردو بازار گوجرانوالہ — مدینہ کتاب گھر — مکتبہ نعمانیہ

فیصل آباد — مکتبہ اہل الحدیث امین پور بازار — مکتبہ ناصریہ حاجی آباد امین بازار

کراچی مکتبہ اہل الحدیث ٹرسٹ اہلحدیث چوک کورٹ روڈ • حافظ آباد حافظ بکڈپو بازار ارائیاں

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِتَّخَذُوْا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

بغیر مہر کے کتاب (پ ۱۰ سورہ توبہ رکوع ۵) مسروقہ تصور ہوگی

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب بے نظیر ولاجواب

نتائج التقلید

اللہ والوں کی فرمائش سے مع اضافہ جدیدہ بار ثانی مطبوع گردید
۔ ا جمادی الثانی ۱۳۷۷ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۵۸ء

مرتبہ
فقیر الی اللہ حکیم محمد اشرف عفاء اللہ تعالیٰ عنہ

شائع کردہ
دار الاشاعت اشرفیہ سندو بلو کی ضلع لاہور (پاکستان)

پتہ ثانی سکول بکڈپو۔ گوجرانوالہ

تعداد ایک ہزار — اشاعت فنڈ چار روپے للعہ — محصہ

مصنف ____________
اشاعت ____________
تعداد ____________
قیمت ____________
مطبع ____________

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک نابینا حاضر ہوا عرض کیا کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ صحت دے دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا کروں تین دفعہ تکرار ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو وضو کر اور دو رکعت نماز ادا کر اور'' **اللھم انی** '' الیٰ آخرہ، دعا پڑھ اس نے پڑھی تو وہ صحت مند ہو گیا۔... حدیث مذکور کی سند صحیح ہے (کتاب التوسل ص ۱۴۱،۱۴۲)

نام کتاب:۔ پیارے نام، فاروق اصغر صارم
ناشر:۔ ادارۃ احیاء التحقیق الاسلامی گوجرانوالہ

ناموں کے زندگی پر اثرات:۔ نام سے ہی مسمیٰ ممتاز ہوتا ہے، نام کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ کسی بھی انسان کا نام اس کی شخصیت کا آئینہ ہوتا ہے اس کے دین و مذہب کی شناخت ہوتا ہے، نیز نام سے مسمیٰ کی زندگی پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ (پیارے نام ص۴)

اچھے برے نام کا اثر مسمیٰ کی شخصیت پر:۔ شخصیت کا اپنے نام کے ساتھ ایک خاص اور گہرا تعلق ہوتا ہے اچھے ناموں کے اچھے اثرات ہوتے ہیں جب کہ برے ناموں کے برے اثرات ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اچھا نام رکھنے کی تلقین فرماتے اور اچھا نام سنتے تو خوش ہوتے جب کہ برا نام رکھنے سے منع کرتے اور برا نام سنتے تو کراہت فرماتے اور اسے تبدیل کر دیتے تاکہ اس شخص کی زندگی پر برے اثرات مرتب نہ ہوں۔ اس بارے میں چند روایات ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) حضرت سعید بن مسیّب بن حزن رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا 'حزن' (سخت زمین) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو سہل (آسان، نرم) ہے، انہوں نے کہا: جو نام میرے والد نے رکھ دیا ہے میں اسے نہیں بدلوں گا۔ حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (اس نام کے سبب) پھر ہمارے خاندان پر مسلسل سختی اور مشکل چھائی رہی۔ (صحیح بخاری مع فتح الباری ۱۰/۵۷۴)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک لڑکا لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام دریافت فرمایا تو جواب ملا ''سائب'' (آزاد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا نام سائب کی بجائے عبداللہ رکھو...... راوی کا بیان ہے کہ ان لوگوں نے اس بچے کا نام سائب ہی رہنے دیا۔ (جس کی وجہ سے) وہ اس وقت تک نہیں مرا جب تک اس کی عقل نہ چلی گئی اور دیوانہ ہو گیا۔ (جامع ابن وہب بحوالہ تحفۃ المودود ص ۸۵)

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین قبائل کے نام سنے۔ اسلم، غفار اور عصیہ (جن کے بالترتیب لغوی معانی یہ ہیں محفوظ، معافی اور نافرمانی) تو زبان مبارک سے نکلا اسلم کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ فرما لیا اور غفار کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا جب کہ عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی (صحیح بخاری ۱/ ۴۹۸) اور پھر ویسا ہی ہوا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔

(۴) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص سے دریافت فرمایا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا۔ جمرہ (چنگاری) پھر انہوں نے پوچھا: تو کس کا بیٹا ہے؟ اس نے جواب دیا۔ شہاب (آگ کے ستارے) کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تیرا قبیلہ کون سا ہے؟ اس نے جواباً کہا حرقہ (آگ جلانے والوں کا) امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے پوچھا تیرا مسکن کہاں ہے؟ تو اس نے کہا حرۃ النار (آگ کی گرمی) میں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا تم کس علاقے سے ہو؟ اس شخص نے جواب دیا ذات لظیٰ (شعلوں والی سرزمین) میں یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا جا اپنے گھر والوں کی خبر لے وہ جل گئے ہیں یا ہلاک ہو چکے ہیں راوی بیان کرتا ہے کہ جب اس شخص نے جا کر دیکھا تو بالکل ویسا ہی پایا جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا (موطا امام مالک، ما یکرہ من الاسماء ص ۷۲۸)

(۵) کتب تواریخ میں ہے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی مقام کربلا پر اترے تو انہوں نے لوگوں سے اس

مقام کا نام پوچھا لوگوں نے بتایا اس مقام کا نام کربلا (مشکلات ومصائب) ہے یہ سن کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کرب وبلا (ہائے مشکلیں اور مصیبتیں آ گئیں) کون نہیں جانتا کہ پھر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں پر کیا گزری۔

(تحفۃ المودود ص ۸۵ بحوالہ پیارے نام ص ۲۳ تا ۲۵)

نام سے اچھا شگون لینا:۔ دین اسلام میں جاہلانہ ومشرکانہ نظریات کے اچھے اور برے شگون کی قطعی حرمت ہے البتہ اچھے ناموں سے نیک فال (خیر کا سبب سمجھنا) حاصل کرنا شریعت اسلام میں جائز قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش مکہ کے نمائندہ سہیل کی آمد سے نیک فال حاصل کی اور فرمایا ہمارا کام اب آسان ہوجائے گا واضح رہے سہیل کے معنی آسانی کے ہیں۔ (تحفۃ المودود ص ۸۳)

مروی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے نواسوں کے نام حسن وحسین رضی اللہ عنہما تجویز فرمائے حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں کا نام حرب (جنگ وجدال رکھا تھا اور آپ ﷺ کو جنگ وجدال پسند نہ تھا۔ (الادب المفرد للبخاری ۲۴۴، مستدرك للحاكم ۳/۱۶۵)

اگر کسی کی اولاد بچپن میں ہی فوت ہوجاتی ہو تو ولادت کے بعد بچے کا نام اللہ رکھا یا بچی کا نام اللہ رکھی رکھ دے اور نیک فال کے طور پر اللہ تعالیٰ سے اس کی زندگی کی امید رکھے تو درست ہے۔ (پیارے نام ص ۲۵)

انبیا کے نام خیر وبرکت کا ذریعہ:۔ جس طرح انبیاء ورسل علیہم السلام اپنے اپنے وقت کی عظیم اور اعلیٰ شخصیات تھیں۔ اسی طرح ان کے نام بھی اعلیٰ اور بہترین تھے۔ ان ناموں کا رکھنا نہ صرف ان کی یاد تازہ کرتا ہے بلکہ خیر وبرکت کا بھی باعث ہے۔

نام کتاب:۔ نتائج التقلید .... مصنف:۔ فقیر الی اللہ حکیم محمد اشرف عفاء اللہ تعالیٰ عنہ
دار الاشاعت اشرفیہ سندو بلو کی ضلع لاہور پاکستان، پتہ ثانی سکول بکڈ پو، گوجرانوالہ

خلیفہ وجانشین کی تائید وتوثیق: حضرت مولانا امام عبد الجبار صاحب غزنوی رحمہ اللہ کے خلیفہ وجانشین شیخ الحدیث مولانا نیک محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **الحمدلله و السلام على عباده الذين اصطفى امابعد**

پس واضح آنکہ میں نے رسالہ" نتائج التقلید" کو متفرق مواضع سے بغور پڑھا اور اسم بامسمی پایا مجھے اس میں کوئی خامی نظر نہیں آئی۔ (نتائج التقلید ص، ن)

بزرگان دین کا ادب:۔ پھر ایک بار حضرت والا بمقام (مولانا تھانوی رحمہ اللہ) آرہ مقیم تھے کہ اتفاق سے مولوی نذیر حسین صاحب رحمہ اللہ وہاں تشریف لے آئے حضرت والا ان کے قیام گاہ پر ملنے کے لئے تشریف لے گئے اس وقت ایک غالی غیر مقلد مولوی صاحب نے جو ان کے پاس بیٹھے تھے دوران گفتگو میں حضرت ابن ہمام رحمہ اللہ کی کچھ تنقیص کی مولوی صاحب رحمہ اللہ نے ان کو ڈانٹا کہ یہ بڑے لوگ تھے ہمارا منہ نہیں کہ ہم ان کی شان میں کچھ کہہ سکیں"۔ (نتائج التقلید ص ۳۱ بحوالہ اشرف السوانح ص ۱۲۴)

انہیں دنوں دیو بند کے مدرسہ میں ایک اہلحدیث طالب علم کے پیٹنے (مار کھانے) اور مدرسہ سے خارج ہونے کی خبر مشہور ہو رہی تھی حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ نے مولوی اشرف علی صاحب رحمہ اللہ سے اس کی حقیقت پوچھی تو اس پر حضرت والا رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس نے امام محمد رحمہ اللہ کی شان میں گستاخانہ کلمات کہے تھے اس پر طلبا کو غصہ آ گیا یہ سن کر مولوی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ واقعی یہ امر اس کی بے جا حرکت تھی۔ (اشرف السوانح جلد ۱، ص ۱۲۳ بحوالہ نتائج التقلید ص ۳۱)

اللہ کے دوست کا دشمن اللہ کی پکڑ میں:۔ ایک روز رات کو نماز عشاء کے لئے جب مسجد میں نماز کے لئے گئے تو ایک شخص پھاٹک حبش خاں کے ایک موڑ (کونہ) گلی میں ننگی تلوار لئے قتل کے ارادہ سے چھپ رہا تھا جب حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ اس کی زد میں پہنچے تو

اس نے وار کرنا چاہا حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ نے اس کی حالت دیکھ کر فرمایا کہ اگر میں بنو فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوں تو تو مجھے قتل نہیں کر سکتا یہ سن کر وہ کانپ گیا اور اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ پورے اطمینان سے چلے گئے اور کسی سے اس واقعہ کا ذکر تک نہ کیا شخص مذکور جب تلوار اٹھا کر پہنچا تو اسے پیٹ کا درد اس شدت سے ہوا کہ اسے اپنی زندگی سے مایوسی ہوگئی۔اس حال میں اس نے اپنے گھر والوں اور تیمارداروں سے کہا کہ یہ درد شکم نہیں بلکہ میں خدا کے قہر اور غضب میں گرفتار ہوں اس لئے کہ میں چھپ کر میاں صاحب رحمہ اللہ کے قتل کرنے کو کھڑا تھا جب وہ میرے پاس سے گزرے اور میں نے ان کے قتل کو تلوار اٹھائی تو انہوں نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ اگر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں تو تو مجھے قتل نہیں کر سکتا یہ سن کر میری ہوش اڑ گئی اور میں کانپ گیا اور تلوار گر پڑی میاں صاحب رحمہ اللہ خاموشی سے گزر گئے جب میں وہاں سے گھر پہنچا ہوں تو قہر الٰہی نے دبوچ لیا ہے اب جان بر ہونے کی امید نہیں۔ بالآخر وہ اسی رات مر گیا چنانچہ یہ واقعہ سننے والوں نے جبکہ دوسروں سے آگے بیان کیا اور عام شہرت و چرچا ہوا تو لوگوں نے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ سے تصدیق کی غرض سے دریافت کیا تو حضرت والا رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہاں ایک رات ایک شخص نے قتل کے ارادہ سے تلوار اٹھائی تو تھی لیکن مجھے اس سے کچھ ڈر اور خوف نہ ہوا اور میں پورے اطمینان سے گزر گیا۔(نتائج التقلید ص ۳۴،۳۵)

گستاخ ولی کی توبہ اور بیعت اصلاح:۔ مولوی بدر الحسن کہتے ہیں میں نے ایک دن حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کی دعوت کی جب آپ رحمہ اللہ تشریف لا کر بیٹھ گئے تو کھانے سے قبل ہی آپ کو متلی اور ابکائیاں اور قے شروع ہوگئیں لہٰذا آپ بغیر کھانا کھائے واپس تشریف لے گئے آپ کے چلے جانے کے بعد میرے نوکر عبدالنبی کے پیٹ میں درد شدید شروع ہو گیا جب وہ شدت درد سے تڑپنے لگا اور اسے جان سے مایوسی ہوگئی تو اس نے مجھے نہایت عاجزی اور منت سے کہا کہ آپ میاں صاحب سے میرا قصور معاف کرا دیجئے یہ میرا درد نہیں بلکہ میری شامت اعمال کے نتیجہ میں خدا کی طرف سے سزا ہو رہی ہے میں یہ سن کر حیران ہوا اور کیفیت واقعہ دریافت کی تو اس نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ میں نے میاں صاحب کو غائت عداوت اور دشمنی کے سبب حرام کھلانے کی غرض سے بکرے کے گوشت کی جگہ سور کا گوشت لا کر پکایا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت میاں صاحب کو تو حرام سے بچالیا اور مجھ پر بصورت غضب پیٹ درد کو مسلط کر دیا یہ سن کر میں عبدالنبی کو ساتھ لے کر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا تو آپ بالکل تندرست اور آرام سے تشریف فرما ہیں الغرض میں نے پورا واقعہ آپ کی خدمت میں عرض کیا اور عفو تقصیر اور اس کی معافی کیلئے سفارش کی آپ نے دعا کی اے مجیب الدعوات! تیرے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لوگوں نے کیا کچھ نہیں کیا دھوکے بھی دیئے جھوٹے بہتان بھی باندھے، شعبدے بھی کئے پھر اگر مجھ ناچیز بندے کے ساتھ کسی نے کچھ کیا تو تو ارحم الراحمین ہے پس تو اسے ہدایت کر تو ہادی الضالین ہے چنانچہ اسی وقت خدا تعالیٰ نے عبدالنبی کو درد سے نجات دے دی اور اس نے حضرت میاں صاحب کے حضور سچی توبہ کر کے حضرت میاں صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ پس حضرت میاں صاحب نے اس کا نام عبداللہ رکھا اور پھر وہ تھوڑے دنوں بعد ہجرت کر کے مکہ معظّمہ چلا گیا اور وہیں رہائش اختیار کر لی اور دیار حبیب ﷺ ہی میں اس کا خاتمہ ہوا۔(نتائج التقلید ص ۳۵)

شاگرد جنات کا فرمائش وعظ:۔ انسان تو رہے در کنار مسلمان جن بھی آپ کے شاگرد گرویدہ اور عاشق تھے قرآن و حدیث اور آپ کا وعظ سننے کے لیے دور دراز ملکوں سے سفر کر کے آتے تھے مرض الموت میں ملاقات عیادت اور وصیت سننے کی غرض سے اس کثرت سے آئے کہ خود آپ فرماتے تھے کہ تمام مکان میں چھا رہے ہیں اور نہایت عاجزی اور منت سے وعظ کی درخواست کرتے ہیں نہ صرف یہی بلکہ تیمارداروں نے حضرت میاں صاحب (شیخ الکل) سے بس بس کے کلمات سنے تو عرض کیا کہ حضرت کیا ہے اس پر آپ نے فرمایا کہ جنات وعظ کی فرمائش کرتے ہیں ان کے جواب میں کہہ رہا ہوں بس معاف کرو وعظ ہو نہیں سکتا۔(نتائج التقلید ص ۳۷)

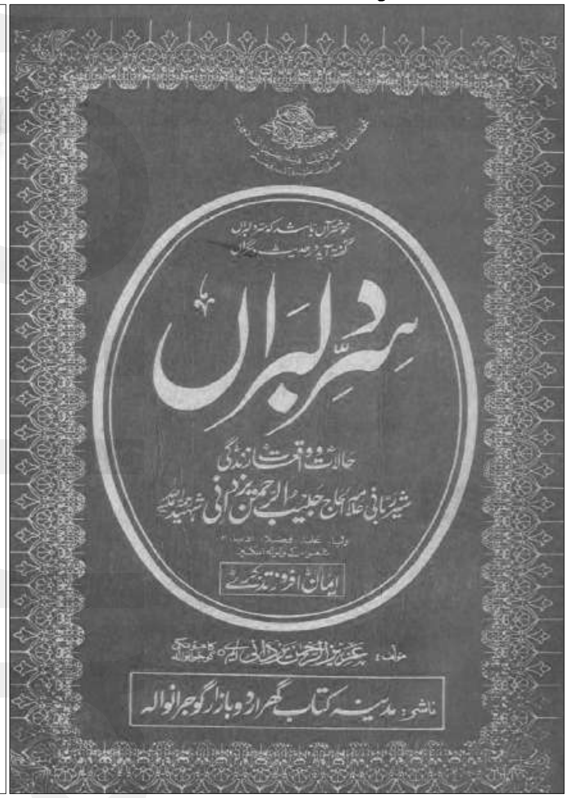
اہلحدیث جنات کی بیعت اور دشمن سے انتقام:۔ حالات و واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت میاں صاحب کی کوشش سے

جنات میں بھی اہلحدیث کثرت سے ہو چکے ہیں چنانچہ حضرت سید محمد شریف صاحب گھڑیالوی رحمہ اللہ جب امیر اہلحدیث منتخب ہوئے تو اہلحدیث جنوں نے بھی آپ سے آ کر بیعت کی مرحوم نے خود اس کا اظہار مجھ سے کیا تھا مولانا عبدالواحد صاحب غزنوی رحمہ اللہ کے پاس ایک خاص جن انتہائی محبت عقیدت کی بناء پر رہتا تھا جو کہ بعض دفعہ سردیوں میں تہجد کے وقت گرم پانی کا انتظام کر دیتا تھا۔ اوران کے بڑے بھائی حضرت امام صاحب عبدالجبار اور عبدالرحیم صاحب رحمہما اللہ کے بھی کئی جن شاگرد وعقیدت مند تھے۔ مولانا عبدالواحد کی وفات کے بعد بھی مسجد چینیا نوالی لاہور کے بائیں کمرہ میں تہجد کے وقت اکثر لوگوں کو بیدار کرتا ہوا پایا گیا۔ ملک پور (روپڑ ضلع انبالہ) کی مشہور لڑائی جو گائے کی قربانی سے متعلق سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان ۱۹۲۸ء میں ہوئی۔ اکثر سکھوں کو جنوں ہی نے قتل کیا تھا۔ جسکا اظہار خود جنات نے اکثر موقعوں پر کیا ہے: ایک واقعہ حضرت شاہ صاحب گھڑیالوی نے خود مجھ سے بیان کیا کہ ایک جن نے کہا کہ روپڑ (ملک پور) میں ہم نے مسلمانوں کی خوب مدد کی۔ اور دوسرا واقعہ میاں لال الدین صاحب پنسانویں کمیر پوری نے ذکر کیا کہ میرے لڑکے کو آسیب کی شکایت ہوگئی میں نے کہا حضرت مولانا عبداللہ صاحب روپڑی رحمہ اللہ سے تعویذ لے آتے ہیں۔ جن نے کہا ماشاءاللہ حافظ صاحب تو ہمارے خاص محترم بزرگ ہیں، ملک پور کے میدان میں ہم نے ان کی خوب مدد کی تھی اور سکھوں کو جہنم رسید کیا حتی کہ خود سکھوں نے بھی عدالت میں یہ بیان دیا کہ ماخوذین میں سے کوئی بھی ہمارے ساتھ لڑنے والا اور قاتل نہیں ہمارے قاتل تو سفید لباس میں خوش رنگ نوجوان تھے حتی کہ بعض مسلمانوں کا بیان ہے کہ بار ہا ایسا ہوا کہ ہم ایک سکھ پر حملہ آور ہونے کو دوڑے لیکن ہمارے حملہ سے پیشتر سکھ خون سے لت پت زمین پر تڑپتا ہوا ہم نے پایا۔ خود حافظ عبداللہ صاحب نے جو مکتوب واقعہ ملک پور سے متعلق حضرت امیر جماعت شاہ صاحب گھڑیالوی رحمہ اللہ کو لکھا اس کا یہ اقتباس حضرت شاہ صاحب نے مجھے بتایا کہ ملک پور کی لڑائی میں جنگ بدر کی مانند اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد فرمائی۔ مؤلف (نتائج التقلید ص ۳۷)

امام بخاری کی دنیا سے بے نیازی:۔ حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو فن حدیث کے سب سے زیادہ باکمال امام ہیں نہ صرف یہی بلکہ ان کے حالات زندگی خود اس امر کی زندہ دلیل اور مجسم نمونہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو خدمت حدیث کے لیے ہی پیدا کیا ہے چنانچہ دنیوی زندگی کے متعلق خود ان کا ایک مصرع کلام ''**طبقات الحنابلہ**'' میں یوں موجود ہے۔ **منذ ولدت مااشتريت من احدبدرهم شيئاقط ولا بعت من احدبدرهم شيئاالخ** (طبقات الحنابلۃ ترجمہ امام بخاری) یعنی اپنی ساری عمر میں ہم نے نہ تو اپنے ہاتھوں کسی سے کوئی چیز خریدی ہی ہے اور نہ ہی تمام عمر کسی کے ہاتھ بیچی ہے۔ اہل مجلس نے اس تعجب خیز بیان کو سن کر کہا تو پھر بخاری شریف وغیرہ کا سامان کتابت وکاغذ کیونکر مہیا ہوا؟ سلطان المحدثین نے فرمایا کہ دوسروں کے ہاتھ سے منگوالیا جاتا تھا سبحان اللہ! جو دینوی زندگی میں ہی اس درجہ بے پرواہ ہو کہ جس نے ضروریات زندگی تو کجا بلکہ خود دینی ضرورت کے سامان بھی عمر بھر بازار سے نہ خریدے ہوں اسے بھی دنیا کا انسان کہا جاسکتا ہے۔ (نتائج التقلید ص ۱۸۴)

خوابوں میں بشارات غیبیہ:۔ آپ کے مذکورہ اعلانات کے علاوہ خود آپ کی عظمت شان کا بالکل انوکھا ونرالا زندہ واقعہ بھی آپ کی زبان فیض ترجمان سے سنتے چلئے ابومحمد المؤذن کہتے ہیں کہ میں نے بارہا اپنے استاد معظم سے یہ کہتے سنا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی آنکھیں بچپن کی حالت میں جاتی رہی تھیں (یعنی والدہ کی گود ہی میں اندھے ہو گئے) **فرأت والدته فى المنام ابراهيم خليل الله عليه السلام فقال لهايا هذه قدرد الله على ابنك بصره بكثرة دعائك (طبقات الحنابلہ** ص ۲۰۲ مطبوعہ دمشق) یعنی آپ کی والدہ نے خواب میں حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو یہ بشارت دیتے ہوئے پایا کہ اے بی بی! تیری کثرت دعا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تیرے لخت جگر کی آنکھیں روشن کر دی ہیں پس جب صبح ہوئی تو امام بخاری رحمہ اللہ کی آنکھیں بالکل روشن پائی گئیں۔ (نتائج التقلید ص ۱۸۴)

وضاحت: سلطان المحدثین کی دنیا سے بے ثباتی و بے رغبتی کے واقعات کے بارے میں جو وضاحت یا

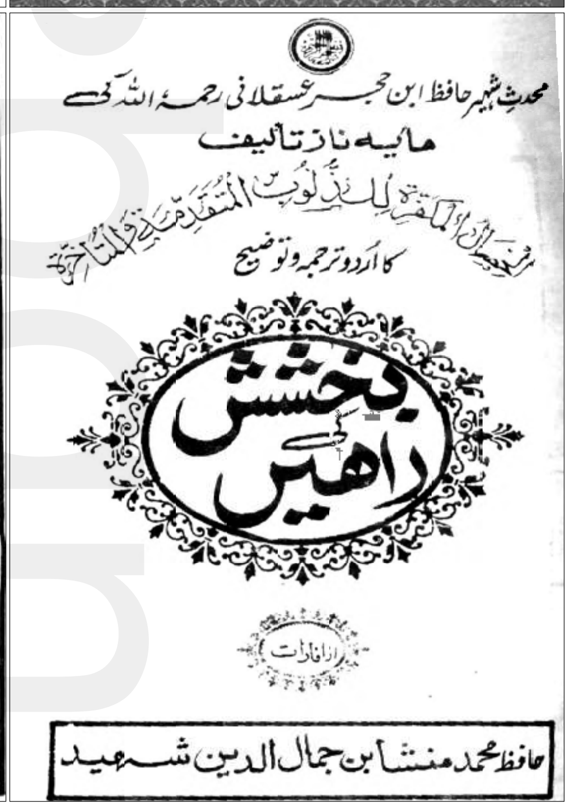


نام کتاب: **سرِ دلبراں**

حالات وواقعات زندگی

شیر ربانی علامہ الحاج

حبیب الرحمٰن یزدانی شہید رحمہ اللہ



اشاعت ---------- اول

تعداد ---------- ۱۰۰۰

سالِ طباعت ---------- ۱۹۸۸

ہدیہ ---------- ۶۰

کتابت ---------- سیف اللہ خالد

فاضل جامعہ ابی بکر الاسلامیۃ

ملنے کا پتہ

(۱) جامعہ ابی بکر الاسلامیہ گلشن اقبال ۵ کراچی نمبر ۴۷ ص-ب:- ۱۱۱۰۶

(۲) سبحانی اکیڈمی اردو بازار لاہور

(۳) مدینہ کتاب گھر گوجرانوالہ

تاویل کی جائے اگر وہی تاویل صوفیاء کے بھی انہی حالات میں کر لی جائے تو کیا مناسب نہیں رہے گا........!!

امام بخاری کی قبر سے جنتی خوشبو:۔ دوسرے واقعات سے قطع نظر یہ کرامت زندہ شہادت ہے کہ حضرت امام رحمہ اللہ کو جب سپرد خاک کیا گیا تو ایک مدت تک آپ کے مرقد انور سے کستوری سے زیادہ خوشبو اور مہک اٹھتی رہی دور دراز سے سفر کر کے مشتاقین یہ ماجرا دیکھنے اور دماغ کو معطر کرنے کی غرض سے آتے رہے بلکہ لوگ اس مقدس خاک کو اٹھا کر لے جانے لگے حتیٰ کہ حکومت کی طرف سے اس پر لکڑی کا تابوت بنوا دیا گیا۔(نتائج التقلید ص ۱۸۵)

تاریخی واقعات سننے حضور ﷺ کا تشریف لانا:۔ علامہ ذھبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: **الذهلي والخطيب امام مصنف حافظ لم يدرك مثله (تذكرة الحفاظ ج۳ص۷ا۳)** یعنی امام ذھلی رحمہ اللہ اور خطیب کی مثل تصانیف کثیرہ کا مصنف اور حافظ کتاب وسنت دیکھا اور پایا نہیں گیا۔ نیز علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں **قال غيث الامساري قال مكي الرميلي كتب ببغداد نائمافي ليلة ثاني عشر في ربيع الاول سنة ثلاث وستين فرايت كان عند الخطيب لقراة تاريخه على العادة الشيخ نصربن ابراهيم المقدسي عن يمينه وعن يمين نضررجل سالت عنه فقيل هذه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم جاء يسمع التاريخ فقلت في نفسي هذه جلالة ابي بكر (تذكرة الحفاظ جلد۳ص۳۲۱)** حاصل ترجمہ یہ کہ خواب میں دیکھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی تاریخ سننے کے لیے تشریف فرما ہوئے ہیں۔(نتائج التقلید ص ۲۰۰)

جنت کی بشارت:۔ ایسے ہی ایک دوسرا خواب ذہبی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ: **قال على ابن حسين بن حذاء رايت بعد موت الخطيب كان شخصا قائما بحذائي فاردت ان اساله عن الخطيب فقال لي ابتداء انزل وسط الجنة حيث يتعارف الابرار۔(تذكره الحفاظ ج۳ص۳۲۱)** یعنی امام خطیب رحمہ اللہ کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا گیا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خطیب رحمہ اللہ کو جنت الماویٰ کے وسط میں خاص الخاص ابرار کے طبقہ میں جگہ عطا فرمائی ہے۔(نتائج التقلید ص ۲۰۰)

نام کتاب: سر دلبراں
حالات وواقعات زندگی شیر ربانی علامہ الحاج حبیب الرحمٰن یزدانی شہید رحمہ اللہ

قدوۃ السالکین ولی کامل حضرت دہلوی رحمہ اللہ:۔ (امام الائمہ تاج المجتہدین قدوۃ السالکین سید الطائفہ ولی کامل شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ کی ہمہ گیر شخصیت) کسی شخص کیلئے تمام اعلیٰ صفات کا جامع ہونا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ مشاہدہ کی بات ہے کہ اکثر شخصیات ایک آدھ پہلو ہی میں نمایاں ہوتی ہیں اگر کوئی اچھا مقرر ہے تو اچھا مدرس نہیں اور اگر کوئی اچھا مدرس ہے تو اچھا مصنف نہیں۔ ارسطو بہت بڑا فلسفی تھا مگر فاتح نہ تھا۔ سکندر اعظم دنیا کا بہت بڑا فاتح تھا مگر فلسفی نہ تھا مگر شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے۔ آپ مفسر تھے' محدث تھے' فقیہہ تھے' متکلم تھے' صاحب سلوک وطریقت تھے' مجدد تھے' مجتہد تھے' بیدار مغز' معاملہ فہم' دور اندیش' امت کے نبض شناس' وسیع الظرف' رمز شناس' نکتہ داں' عظیم مدبر اور سیاستدان تھے۔

ان کی مثال ایک مکان کی مثال ہے جس کے کئی دروازے ہیں۔ ہر دروازے میں ایک صاحب کمال بیٹھا ہے۔ ایک دروازے میں سکندر ذوالقرنین بیٹھا ہے جو ملک فتح کر رہا ہے دوسرے دروازے میں نوشیروان عادل بیٹھا ہے جو عدل وانصاف کر رہا ہے۔ تیسرے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ یا امام مالک رحمہ اللہ بیٹھے ہیں جو مسائل حل کر رہے ہیں۔ چوتھے میں سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ یا خواجہ بہاؤالدین رحمہ اللہ بیٹھے ہیں جو مردہ دلوں کی مسیحائی کر رہے ہیں۔ پانچویں میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ علیہ یا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں جو حدیث بیان کر رہے ہیں۔ چھٹے میں نافع رحمہ اللہ یا عاصم رحمہ اللہ بیٹھے ہیں جو قرأت قرآن کے اصول بتا رہے ہیں اور ساتویں میں مولانا جلال الدین

رومی رحمہ اللہ یا شیخ فریدالدین عطار رحمہ اللہ ہیں جو عقل کے مقابلہ میں عشق کا راگ الاپ رہے ہیں۔ آپ وعظ وارشاد درس وتدریس اور تصنیف وتالیف کے لحاظ سے بے مثل تھے۔

نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ نے ''اتحاف النبلاء'' میں لکھا ہے:۔

اگر وجوداو در صدر اول و در زمانہ ماضی می بود امام الآئمہ وتاج المجتہدین شمردہ می شد۔

''اگر آپ پہلے زمانہ میں پیدا ہوتے تو آپ کو اماموں کے امام اور مجتہدین میں باعث فخر سمجھا جاتا۔'' (سردلبراں صفحہ نمبر 37,38)

بذریعہ کشف رہنمائی:۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے ''فیوض الحرمین'' میں اپنے ایک مکاشفہ کا ذکر کیا ہے جس میں وہ حضور ﷺ کے ساتھ ملاقات کے دوران سوال کرتے ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ ہندوستان میں اسلامی نظام کیسے قائم ہوسکتا ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا ''فك كل نظام'' یعنی اس کافرانہ نظام کے ایوان کی ایک ایک اینٹ اکھاڑ کر پھینک دی جائے اور نئے سرے سے اسلامی نظام کی بنیاد رکھی جائے۔ (سِرِ دلبراں 40)

بذریعہ خواب ادب کی رہنمائی:۔ آج سے چند سال قبل راقم آثم (مولوی عزیز الرحمٰن یزدانی) کو خواب میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی زیارت ہوئی۔ میں نے محسوس کیا کہ حضرت نے نماز تہجد کے بعد نماز فجر ادا کی ہے۔ فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک وظائف میں مشغول رہے ہیں اور اب نماز اشراق سے فارغ ہوئے ہیں تھکاوٹ محسوس کر رہے ہیں اور اونگھ رہے ہیں۔ میں نے سلام کہا اور پاؤں دبانے شروع کر دیئے۔ انہوں نے آنکھیں کھولیں، میری طرف بغور دیکھا اور سلام کا جواب دیا۔ میں نے عرض کی ''حضرت مجھے کوئی وظیفہ ارشاد فرمائیں'' تو انہوں نے فرمایا: ''بیٹا ہمارا سب سے بڑا وظیفہ ادب ہے، بڑوں کا ادب کریں اور چھوٹوں کا بھی'' میں نے عرض کی ''حضرت چھوٹوں کے ادب کا مفہوم میں نہیں سمجھ سکا'' تو فرمایا: ''اس کا مفہوم یہ ہے کہ حقوق ادا کریں۔''

یقیناً یہ ادب کا نہایت ارفع واعلیٰ مفہوم ہے۔ ادب کا مطلب یہ ہے کہ جس کا ادب کیا جائے اگر وہ بزرگ ہے تو اس کی فرمانبرداری کی جائے، کہا مانا جائے اس کے نقش قدم پر چلا جائے اور اس کی تعلیمات کو اپنایا جائے۔ محض چوما چاٹی کا نام ادب نہیں اور اہلحدیث تو ماشاء اللہ سب سے زیادہ اور صحیح ادب کرنے والے ہیں۔

محدث مدینہ امام مالک رحمہ اللہ طلباء کو حدیث کا درس دے رہے تھے۔ طلباء نے دیکھا کہ ان کا رنگ بار بار بدلتا ہے سبق کے بعد انہوں نے عرض کی ''حضرت دوران سبق آپ کا رنگ بدلتا تھا'' آپ نے فرمایا میری پشت پر بچھو نے سترہ ڈنگ کیے ہیں مگر میں نے حرکت نہیں کی کہ حدیث رسول ﷺ پڑھا رہا تھا اگر حرکت کرتا تو ادب کے خلاف ہوتا۔

از خدا جوئیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

بے ادب محروم ماند از فضل رب (مولانا روم)

ادب کی تشریح کرنے کے بعد کچھ دیر بیٹھے رہے اور پھر اٹھ کر ایک ایسی جگہ چلے گئے جہاں بکائن کے درختوں کا گھنا اور ٹھنڈا سایہ تھا اور وہاں پانی کی ایک صراحی بھی تھی۔ آپ کے پاس وہاں لوگوں نے آنا شروع کر دیا۔ اتنے میں فجر کی اذان شروع ہوگئی اور راقم الحروف جاگ اٹھا۔ (سردلبراں ص 40 سے 42)

عصر سے مغرب تک قرآن ختم کرنا:۔ ایک دفعہ مولانا عبدالحئی بڈھانوی رحمہ اللہ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے اوقات میں برکت فرما دیتا ہے۔ وہ بڑے بڑے کام تھوڑے سے وقت میں کر لیتے ہیں اور فرمایا میں اور مولانا اسماعیل رحمہ اللہ عصر سے مغرب تک پورا قرآن ختم کر لیتے ہیں بلکہ مولانا اسماعیل شہید رحمہ اللہ نے عملاً اس کا مظاہرہ کیا اور گومتی کے پل پر ہزاروں کے مجمع میں عصر سے مغرب تک قرآن ختم کرلیا۔ (سِرِ دلبراں ص نمبر 54)

شاہ شہید کی ایک اور کرامت: آپ بحری جہاز میں سفر کر رہے تھے دوران سفر جہاز میں پانی ختم ہوگیا۔ شاہ شہید رحمہ اللہ سے

لوگوں نے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کر لی۔ بہت اونچائی میں بہتے پانی کی ایک لہر جہاز کے قریب نمودار ہوئی۔ لوگوں نے اپنے پینے کیلئے پانی بھر لیا۔ (سِرِ دلبراں ص 55)

طوائفوں کے کوٹھے پر شاہ شہید رحمہ اللہ کا وعظ:۔ ایک دفعہ شاہ شہید رحمہ اللہ نے دیکھا کہ چند مرد اور عورتوں زرق برق لباس پہنے بیل گاڑیوں پر سوار ہو کر کہیں جا رہے ہیں۔ آپ نے لوگوں سے ان کے متعلق پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں اور کدھر جا رہے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ طوائفیں اور انکے آشنا ہیں جو دہلی کی بڑی طوائف کے پاس ایک تقریب میں شمولیت کیلئے جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں آج وہاں جا کر انہیں وعظ کروں گا۔ لوگوں نے کہا: وہاں جانا مناسب نہیں مگر آپ نے کسی کی نہ سنی اور بڑی طوائف کے مکان پر چلے گئے۔ دستک دی نوکر نے کہا تم کون ہو اور کیا کام ہے؟ آپ نے فرمایا: بڑی بی سے کہہ دو کہ ایک درویش آیا ہے جو تماشا دکھائے گا۔ بڑی بی نے اجازت دے دی۔ اندر داخل ہوئے اور پتہ چلا کہ سب لوگ بالا خانے میں جشن منا رہے ہیں۔ آپ بالا خانے میں تشریف لے گئے۔ چونکہ مشہور و معروف خاندان کے فرد تھے۔ اس لیے ان لوگوں نے آپ کو پہچان لیا ادباً سب کھڑے ہو گئے اور کہا حضور! آپ نے ہمارے ہاں آنے کی زحمت کیوں اٹھائی؟ آپ ارشاد فرماتے تو ہم خود آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے۔

آپ نے پہلے قرآن کی تلاوت کی۔ تلاوت سن کر سب نے زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ پھر آپ نے زنا کی مذمت کی اور آخرت کے عذابات کا ذکر کیا اور فرمایا' بتاؤ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گی اور جس جس رنڈی کے ساتھ جتنے مردوں نے بدکاری کی ہوگی وہ اس کے ساتھ ہوں گے' پھر آپ نے توبہ کی فضیلت بیان کی اور " التائب من الذنب كمن لا ذنب له " ۔ کی پر تاثیر انداز میں تشریح کی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بہت سی طوائفوں نے بدکاری سے توبہ کر کے نکاح کر لیے اور پاکیزہ زندگی اختیار کی۔

غالباً یہی وہ بڑی طوائف تھی جس کا نام موتی تھا یہ تائب ہوئی اور مجاہدین کی خدمت کیلئے سید احمد شہید رحمہ اللہ اور شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئی۔ چنانچہ دوران جہاد مجاہدین کے گھوڑوں کیلئے دانہ ڈالتی رہی۔

عجیب بات ہے کُجا طوائف اور کُجا چکی پیسنا۔ مگر جب طبائع میں انقلاب آتا ہے تو ایسے ہی ہوتا ہے۔ (سِرِ دلبراں ص 57,58)

نام کتاب:۔ بخشش کی راہیں ...... افادات:۔ حافظ محمد منشاء بن جمال الدین شہید
ملنے کا پتہ:۔ جامعہ ابی بکر الاسلامیہ گلشن اقبال نمبر ۵ کراچی نمبر ۴۷

ائمہ اربعہ مصنفین اہلحدیث کی نظر میں

حضرت امام مالک بن انس رحمہ اللہ:۔ امام مالک رحمہ اللہ کی ولادت ۹۳ھ میں ہوئی اور وفات ۱۷۹ھ میں ہوئی عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ کی طرح امام مالک رحمہ اللہ کی بھی مونچھیں بڑی تھیں جو بال لبوں کے کنارے پر آ جاتے تھے تو انکو کترا دیا کرتے تھے۔

فرمایا کرتے تھے کہ جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت دیا ہے اور پھر وہ اپنے اوپر اس کا اثر ظاہر نہیں کرتا تو یہ بھی کفران نعمت ہے کیونکہ اس نے اللہ کی دی ہوئی نعمت کو چھپایا ہے آپ اکثر نفیس اور سفید کپڑا پہنتے تھے اور اکثر اوقات عطر بھی لگاتے تھے خاص کر جب کہ حدیث کا درس دیتے اور طلباء کو پڑھاتے تھے۔ امام صاحب جب سرمہ لگاتے تو باہر نہ نکلتے تھے بلکہ گھر میں ہی رہتے تھے۔ ایک چاندی کی انگوٹھی تھی۔ جس میں سیاہ رنگ کا نگینہ تھا اور اس میں " و قالوا حسبنا الله ونعم الوكيل " کندہ کیا ہوا تھا۔

مجتہدانہ بصیرت کا حیرت انگیز واقعہ:۔ ایک واقعہ ہے کہ مدینہ میں کسی نیک عورت کی وفات ہوئی جب کسی عورت نے اس کو غسل دیا اور اسکی شرمگاہ پر ہاتھ رکھا تو یہ کہہ دیا کہ یہ فرج کسقدر زنا کار تھا تو یہ کہتے ہی اسکا ہاتھ فرج پر چمٹ گیا اور ایسا چمٹا کہ باوجود ہر کوشش کے

جدا نہ ہوا علماء اور فقہاء سب دیکھ کر حیران رہ گئے اور کوئی اسکی تدبیر نہ سوجھی لیکن امام صاحب اس راز کو سمجھ گئے فرمایا اس غسل دینے والی عورت کو وہ حد لگاؤ جو تہمت لگانے والی کو لگائی جاتی ہے چنانچہ جب اس کو اسی درّے لگائے گئے تو اسکا ہاتھ چھوٹ گیا لوگوں نے دیکھا تو حیران رہ گئے پھر ہر چھوٹا بڑا امام مالک رحمہ اللہ کو بیحد عزت و اکرام کی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ اور انکا ادب و احترام ہر آدمی کے دل میں راسخ ہو گیا۔

حدیث کا ادب و احترام:۔ حدیث کا اسقدر احترام کرتے تھے کہ لوگ دیکھ کر حیران رہ جاتے جیسا کہ ان کے شاگرد عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک روز میں امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ حدیث پڑھا رہے تھے تو ایک بچھو نے آپ کو نیش زنی شروع کی تو شاید اس نے دس مرتبہ آپ کو کاٹا ہو گا۔ جسکی وجہ سے آپ کا چہرہ متغیر اور سرخی مائل ہوتا جاتا لیکن آپ نے حدیث کا احترام اور اسکی عظمت سمجھتے ہوئے حرکت تک کی اور نہ ہی حدیث کو قطع کیا جب سب لوگ چلے گئے تو میں نے عرض کیا کہ آج آپ کا چہرہ متغیر ہو رہا تھا تو آپ نے فرمایا کہ میرا اسقدر صبر کرنا صرف رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی تعظیم کی وجہ سے تھا۔ (بخشش کی راہیں ص ۴۴۶، ۴۴۷)

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ

نام نعمان بن ثابت ہے، ان کے باپ ثابت بچپن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کیلئے برکت کی دعا کی تھی پھر ۸۰ھ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی انکے زمانہ میں صرف چار صحابہ زندہ تھے باقی سب فوت ہو گئے تھے، حضرت انس بن مالک بصرہ میں عبداللہ بن ابی اوفی کوفہ میں سہل بن سعد الساعدی مدینہ میں اور ابوطفیل عامر بن واصلہ رضوان اللہ علیہم مکہ میں تھے۔

امام صاحب رحمہ اللہ کا تقویٰ:۔ ایک دفعہ منصور نے انکو قاضی بننے پر اتنا مجبور کیا کہ حلفاً کہہ دیا کہ میں آپ کو ضرور قاضی بنا دوں گا تو امام صاحب نے بھی قسم اٹھالی کہ میں نہیں بنوں گا تو آخر جب امام صاحب رحمہ اللہ نہ مانے تو منصور نے قید کر دیا۔ اور پھر قید میں ہی وفات پائی حکم بن ہشام کا بیان ہے کہ شام میں مجھے یہ خبر پہنچی کہ امام صاحب رحمہ اللہ بہت بڑے امانت دار تھے اسی وجہ سے بادشاہ نے امام صاحب کو کہا کہ آپ خزانے کی چابیاں قبول کر لیں ورنہ آپ کو سزا دی جائے گی تو امام صاحب رحمہ اللہ نے کہا کہ میں آخرت کے حساب پر دنیا کے عذاب کو پسند کرتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے پاس ایک دفعہ امام صاحب کا ذکر ہوا تو عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کہا تم ایسے آدمی کا ذکر کر رہے ہو۔ کہ جس پر ساری دنیا پیش کی گئی لیکن وہ اس سے بھاگ گیا۔

ساری رات عبادت کرنا:۔ ابوحامد غزالی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ نصف رات عبادت کرتے تھے کسی نے کہہ دیا کہ امام صاحب پوری رحمہ اللہ رات عبادت کرتے تو پھر انہوں نے پوری رات کی عبادت شروع کر دی کہتے تھے کہ اب مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ لوگ جتنا مجھے عابد خیال کریں اتنا میں نہ ہوں۔

اسی طرح اور بھی امام صاحب رحمہ اللہ کی نیکی اور انکی پرہیزگاری کے کافی واقعات ہیں آخر بغداد میں ۱۵۰ھ میں یہ فقہ کا آفتاب غروب ہو گیا۔
(بخشش کی راہیں ص ۴۴۸، ۴۴۹)

امام شافعی رحمہ اللہ

نام محمد بن ادریس ہے تقریباً سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کی ولادت 150ھ کو ہوئی گویا یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس سال امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی وفات ہوئی اسی سال امام شافعی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عطاء اور اسکی نوازش ہے کہ ایک علم کا چراغ غروب ہوا اور دوسرا اسکی جگہ پر آ گیا۔

امام شافعی رحمہ اللہ کی والدہ کا خواب:۔ محمد بن حکیم کا بیان ہے کہ جب امام شافعی رحمہ اللہ کی والدہ محترمہ امام شافعی سے حاملہ ہوئیں تو انکا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مشتری ستارا میرے پیٹ سے نکلا جس نے ہر شہر کو منور کر دیا تو معبرین نے اسکی تعبیر کی کہ

الارشاد الی سبیل الرشاد

تقلید اور عمل بالحدیث کی بحث پر بے نظیر کتاب

حضرت مولانا محمد شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ

سنہ ۱۳۳۸ھ
۱۹۲۰ء

اہلحدیث اکادمی کشمیری بازار لاہور

(سلسلہ مطبوعات اہل حدیث اکادمی)

تالیف :- مولانا حافظ ابو یحییٰ محمد شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ
تنقیح وتبویب :- مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی
مطبع :- اشرف پریس — لاہور
ناشر :- اہل حدیث اکادمی، کشمیری بازار لاہور
تعداد :- ایک ہزار
قیمت :- سات روپے پچاس پیسے ۷/۵۰

تاریخ طبع ثالث :- ربیع الثانی — ۱۳۸۶ھ
ستمبر — ۱۹۶۶ء

پاک وہند میں علمائے اہلحدیث کی خدمات حدیث

مؤلف
ارشاد الحق اثری

ناشر
ادارۃ العلوم الاثریۃ فیصل آباد

طبع اول :- شعبان ۱۴۱۰
مارچ ۱۹۹۰ء
مطبع :- میاں عمران غنی پرنٹرز فیصل آباد
قیمت :-

تیرے ہاں ایک لڑکا ہوگا۔ جوعلم وفضل کا چراغ اور اپنے وقت کا امام ہوگا۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا خواب:۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا خود اپنا بیان ہے کہ میں نے خواب میں نبی ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ نے کہا تو کون ہے۔ میں نے کہا: میں آپکے نسب سے ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا آپ میرے قریب ہو جب میں قریب ہوا تو آپ نے لب لی اور اسکو پکڑ کر میری زبان ہونٹوں اور منہ پر مل دی اور کہا ''مش بارك الله فيك'' جا اللہ تعالیٰ آپ میں برکت کرے پھر حافظے کا یہ عالم تھا کہ جس کو ایک مرتبہ پڑھ لیتے وہ ازبر ہو جاتی۔(بخشش کی راہیں ص450)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بغداد میں 164 ہجری میں پیدا ہوئے پھر تحصیل علم کیلئے کوفہ' بصرہ' مکہ' مدینہ' یمن اور شام کا سفر کیا اپنے زمانہ میں حدیث' فقہ اور دیگر علوم کے بہت بڑے امام تھے۔ اسی طرح زہد وتقویٰ اور عبادت میں بھی ایک مثالی انسان تھے۔ جیسا کہ اسحاق بن راھویہ رحمہ اللہ کا بیان ہے۔(احمد بن حنبل حجة بين الله وبين عبادہ فی ارضہ) کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان اس کی زمین پر ایک برھان ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ کی نظر میں:۔ ''قال خرجت عن بغدادٍ وماخلفت بها احدًا اتقى او اورع ولا افقه ولا اعلم من احمد بن حنبل'' میں جب بغداد سے نکلا تو اپنے پیچھے زہد وتقویٰ اور علم وفقہ میں امام احمد رحمہ اللہ سے بڑھ کر کسی اور کو نہیں چھوڑا۔ ابوداؤد سجستانی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی کوئی ایسی مجلس نہیں دیکھی کہ جس میں علمی گفتگو کی بحث کے علاوہ کوئی دنیاوی بات چیت ہوتی ہو۔

احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بارگاہ الٰہی میں اعزاز: ''رايت امام احمد بن حنبل فى المنام فقلت ماصنع الله بك قال غفرلى ثم قال يااحمد ضربت فى قال قلت نعم يارب قال يااحمد هذا وجهى فانظراليه فقد ابحتك اليه۔

خواب میں زیارت:۔ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور پھر کہا کہ اے احمد تو میری خاطر مارا گیا تھا تو میں نے کہا ہاں تو فرمایا اچھا یہ میرا چہرہ ہے اب تو اس کیطرف دیکھ اور تحقیق میں نے تم کو اس کی طرف دیکھنے کیلئے خالص کر لیا ہے۔

عبدالرحمن بن احمد کا بیان ھے:''كنت اسمع ابى كثيراً يقول دبرصلاته اللّٰهم كما صنت وجهى عن السجود لغيرك فصن وجهى عن المسألة لغيرك۔

کہ میں نے اپنے باپ سے نماز کے بعد کئی مرتبہ یہ کہتے ہوئے سنا۔ اے اللہ! جس طرح تو نے میرا چہرہ غیر کے سامنے جھکنے سے محفوظ رکھا ہے اسی طرح میرے چہرے کو اس سے بھی بچانا کہ یہ تیرے سوا کسی اور سے سوال کرے۔(بخشش کی راہیں ص453,454)

نام کتاب:۔الارشادالی سبیل الرشاد........ مصنف:۔حضرت مولانا محمد شاہجہانپوری رحمہ اللہ

اولیاء واجب التعظیم:۔ ہر ایک کو اسی کے مرتبہ پر رکھنا چاہتے ہیں۔(ہم) ولی کو ولی اور واجب التعظیم سمجھتے ہیں اور کیسے نہ سمجھیں حدیث قدسی میں خود اللہ تعالیٰ ہی نے فرمادیا ہے۔''من عادى لى ولياً فقد أذنته بالحرب'' جو میرے کسی ولی کے ساتھ عداوت کرے اس کے ساتھ میں لڑائی کا اعلان کرتا ہو۔(صحیح بخاری)(الارشادالی سبیل الرشاد ص30)

ائمہ کا احترام:۔ ائمہ اربعہ کی نسبت کئی ناپسندیدہ باتیں لوگوں نے جوڑ دی تھیں اور خود امام اعظم صاحب رحمہ اللہ کی نسبت تہمت لگائی گئی تھی کہ وہ کرامات اولیاء کے قائل نہیں اور یہ بھی مشہور تھا کہ مبتدع اور نئی نئی باتیں نکالنے والے ہیں اور یہ بھی مشہور تھا کہ قیاس کی بناء پر دانستہ حدیث کا رد کرتے ہیں حالانکہ یہ سب غلط تھا' کوئی ربانی عالم ایسا نہیں کرسکتا۔(الارشادالی سبیل الرشاد ص34)

تنقیص ائمہ کرام رحمہم اللہ اہلحدیث کا کام نہیں:۔ پھر بھلا وہ کس طرح ایسا کر سکتے ہیں کہ ائمہ کو برا کہیں۔قرآن وحدیث میں ایک طرح سے نہیں بلکہ مختلف طور پر اس کی ممانعت ثابت ہورہی ہے۔اول تو عموماً کسی مومن کو گالی دینا فسق بتایا' ادنیٰ مومن کو برا کہنا فسق ہے۔دوسرے عموماً اموات کو برا کہنا صریح منع ہے۔تیسرے عام مومن پر بہتان باندھنا حرام ہے۔چوتھے عموماً محسن کی شکر گزاری واجب ہے۔پھر بھلا کس کا منہ ہے کہ وہ ان ائمہ کو جو پیشوایان مؤمنین اور مسلمانوں کے افراد کاملین سے ہیں کوئی گالی دے یا برا کہے یا ان کی برائی کرکے ان پر بہتان باندھے۔اس لیے کہ وہ بڑے بڑے پاکیزہ نفوس تھے،ہم جو عیب گیری کریں وہ اس سے پاک تھے برا کہنا تو درکنار ہم ان کے شکریہ ہی سے سبکدوش نہیں ہوسکتے۔ان ہی سب کی خدمتوں کا نتیجہ ہے جو ہم دین کو کیسا آسانی کے ساتھ موجود اور مرتب پارہے ہیں اس سب کے بعد بڑا مردود ہوگا جو ان کو برا کہے۔اہل حدیث کا ہر گز یہ کام نہیں اور اگر بالفرض کوئی ایسا ہو بھی تو یہ اس کا ذاتی فعل ہے جس کا وہ خود ذمہ دار ہے اور اسی کے نفس پر اس کا وبال ہے۔اس کے اس فعل سے جو اہل حدیث کے اصول مذہب کے خلاف ہے۔اہل حدیث کے مذہب پر کوئی دھبہ نہیں آسکتا بلکہ اس کا الزام خاص اس شخص کی ذات تک محدود رہے گا نہ یہ کہ اسلام جھوٹوں' چوروں' زناکاروں کا مذہب کہلائے بلکہ اگر غیر مقلدوں میں سے کوئی اس قسم کا پایا بھی جائے تو وہ قابل اعتبار افراد ہی سے خارج ہے جس کا فعل ساقط الاعتبار رہے۔وہ بانسبت اس کے کہ اہل حدیث کہا جائے زیادہ مستحق ہے کہ اہل حدیث سے خارج ٹھہرایا جائے۔چنانچہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بعض بعض جرموں پر "لَيْسَ مِنَّا" فرمایا۔

غرض اس قسم کی تمام وہ ناپسندیدہ باتیں جو اہل حدیث کی طرف منسوب کی جاتی ہیں اگر نفس الامر میں وہ قرآن وحدیث سے ثابت ہیں تو ان کے ساتھ عیب گیری جائز نہیں بلکہ اس صورت میں عیب گیری کرنے والا سخت مخالف اسلام ہے اور اگر ثابت نہیں تو ان کی نسبت اہل حدیث کی طرف صحیح نہیں۔کیونکہ یہ دراصل ان کا مذہب نہیں اور نہ وہ اس کے قائل ہیں اور اگر ثابت نہیں ہے اور غلطی سے وہ اس کے قائل ہیں تو یہ ان کی اجتہادی غلطی ہے۔(الارشاد الی سبیل الرشاد ص ۳۴)

مقام فنا فی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتیں:۔ شیخ ابن عربی رحمہ اللہ "فتوحات مکیہ" میں لکھتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن حزم رحمہ اللہ سے معانقہ کیا اور ایک دوسرے میں غائب ہو گئے اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نظر آتے تھے۔یہ غایت درجہ کا وصل واتحاد ہے۔"انتہی۔یہ ان کے اتباع حدیث کا طفیل تھا۔(الارشاد الی سبیل الرشاد ص 378)

مقام فنائیت پر محشی کی تائید:۔ اسی کے قریب وہ خواب ہے جو میرے والد ماجد (حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب مدظلہ العالی) کو جو ہمیشہ سے ایک عجیب زاہد اور دین دار آدمی ہیں حضرت مولانا سید نذیر حسین صاحب دھلوی مدظلہ العالی کی نسبت نظر آیا۔جب والد ماجد تمام فنون درسیہ سے فارغ ہوگئے اور حدیث کی تحصیل کا عزم کیا تو چونکہ جناب میاں صاحب اس فن میں نہ صرف کمال کے ساتھ بلکہ اپنے زمانہ میں تقریباً تفرد کے ساتھ مشہور ہیں لہٰذا انہیں کی خدمت میں حاضری کا قصد کیا اور دہلی پہنچے۔دہلی پہنچنے کے بعد بعض ان کے پرانے احباب اس بات پر مصر ہوئے کہ میاں صاحب سے نہ پڑھیں اس لیے کہ کہیں بگڑ نہ جائیں۔اور بعض دیگر مولویوں کے پاس جانے کی تحریص کی۔کہے سنے سے ان کے ارادے میں بھی تزلزل ہوا اور وہ خود بھی میاں صاحب کے پہلے سے ہم مسلک نہ تھے۔خواب میں دیکھتے ہیں کہ ایک مقام پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں۔پھر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے میاں صاحب نظر آنے لگے اور اب اسی جگہ پر میاں صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔اس خواب کے بعد انہوں نے انہیں سے استفادہ پر کمر بستہ کی اور وہیں تحصیل حدیث سے فراغت حاصل کی۔یہ انکو میاں صاحب کا کمال اتباع اور سچی جانشینی دکھائی گئی۔(الارشاد الی سبیل الرشاد ص 378 سے 379)

پیران پیر کی مجتہدانہ بصیرت:۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ گو حنبلی مشہور ہیں لیکن دراصل وہ کسی کے مقلد نہ تھے۔چنانچہ امام شعرانی رحمہ اللہ کے قول میں گزر چکا ہے اور "بہجۃ الاسرار" میں ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے مذہب پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔انتہیٰ۔معلوم ہوا بلا پابندی کسی ایک مذہب کے جس بات کو قوی پاتے تھے اسی پر فتویٰ دیتے تھے اور "فتوح الغیب" میں فرماتے

ہیں قرآن وحدیث کو اپنے پیش نظر رکھو اور ان کو غور و تامل کے ساتھ دیکھو اور کسی کے قول سے دکھو کہ نہ کھانا۔انتہیٰ۔

اور''غنیۃ الطالبین''میں تحریر فرماتے ہیں اہل بدعت کی کتنی علامات ہیں جن سے وہ پہچان لیے جاتے ہیں۔ایک علامت ان کی اہلحدیث کی بدگوئی کرنا ہے۔انتہیٰ

شیخ موصوف کا صاحب کرامات ہونا ہمارے بیان کا محتاج نہیں۔491ھ میں پیدا ہوئے اور 561ھ میں انتقال فرمایا۔

حسن بن مسلم صاحب کرامت ابدال وقت:۔ حسن بن مسلم رحمہ اللہ نے حضرت پیران پیر صاحب کی صحبت اٹھائی تھی۔ صاحب کرامات تھے۔امام ابوشامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ ابدال میں سے تھے اور سلف کے مسلک عمل بالحدیث کو پکڑے ہوئے تھے۔انتہیٰ۔ درندوں کا بھی ان کے تابع ہونا بیان کیا گیا ہے۔504ھ میں پیدا ہوئے اور 594ھ میں انتقال فرمایا۔(الارشاد الی سبیل الرشاد ص380)

صاحب کرامات حافظ الحدیث:۔ حافظ الحدیث تقی الدین عبدالغنی مقدسی رحمہ اللہ ایک لاکھ سے بھی زائد حدیثیں ان کو حفظ تھیں۔ تلاش حدیث کا شغل رکھتے تھے، رقیق القلب تھے، حدیث پڑھاتے وقت رویا کرتے تھے اور لوگ بھی ان کے اثر سے رونے لگتے تھے۔عابد آدمی تھے اپنے وقت کو ضائع نہیں ہونے دیتے تھے۔صاحب کرامات تھے۔ان کی کئی مقبول اور نہایت مفید تصانیف ہیں۔

محمد بن احمد قدامہ مقدسی عابد وزاہد بزرگ:۔ محمد بن احمد قدامہ مقدسی بڑے عابد وزاہد تھے۔بعض بزرگوں کا مقولہ ہے ان کے وقت میں اگر کوئی نبی ہونے والا ہوتا تو یہ ہوتے۔حافظ ضیاء مقدسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں جو حدیث پاتے اس پر ضرور عمل کر لیتے۔(الارشاد الی سبیل الرشاد ص381)

صوفیاء اہلحدیث کے شاذلی بزرگ:۔ احمد بن ابراہیم واسطی خرامی رحمہ اللہ عارف وزاہد ومحدث تھے۔ابتداء میں یہ فقہاء شافعیہ اور بعض فقراء سے ملے مگر دل کو تسکین نہ ہوئی پھر اسکندریہ میں شاذلیوں سے ملے ان سے آثار محبت الٰہی اور معرفت سلوک کے پاکران سے متنفع ہوئے۔پھر دمشق پہنچے تو شیخ تقی الدین بن تیمیہ رحمہ اللہ سے ملے اور ان کی صحبت میں رہے۔انہوں نے''سیرت محمدیہ ﷺ''کے مطالعہ کی ہدایت کی۔پس یہ کتاب حدیث کے مطالعہ میں مشغول ہوئے اور تمام طریقوں اور ذوقوں کو چھوڑ کر احادیث رسول اللہ ﷺ کے اور جو آپ کی چال ڈھال کتب احادیث میں مروی ہوئی ہے اس کے تابع ہوگئے۔اصول وفروع ہر دو میں حدیث کے ہو رہے۔جو حدیث میں پاتے اس پر عمل کرتے اور طوائف مبتدعہ مثل اتحادیوں وغیرہ کا رد کیا کرتے۔امام احمد رحمہ اللہ صاحب کا مذہب عقائد میں اختیار کر لیا۔طریقت اور فقر محمدی اور حدیث کے موافق سلوک کے بیان میں متعدد کتابیں لکھیں جن سے صوفیہ اہلحدیث نے بہت فائدہ اٹھایا۔657ھ میں پیدا ہوئے اور 711ھ میں انتقال کیا۔(الارشاد الی سبیل الرشاد ص383،384)

نام کتاب:۔پاک وہند میں علمائے اہل حدیث کی خدمات حدیث..... مؤلف:ارشاد الحق اثری

شیخ الکل مشائخ بریلویہ کی نظر میں:۔ حضرت میاں صاحب کے فضائل ومناقب اور علومرتبت کی تفصیل کا نہ یہ موقع ہے اور نہ ہی اس مختصر رسالے میں اس کی گنجائش ہے۔ہم یہاں صرف دو قول ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔جن سے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کی جلالت شان کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ان میں ایک قول معروف پیر صوفی خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ کا ہے۔خواجہ صاحب کے اقوال اور مجالس کا تذکرہ''اشارات فریدی''کے نام سے مطبوع ہے۔اصل کتاب فارسی میں ہے مگر چند سال قبل صوفی فاؤنڈیشن بہاولپور کی طرف سے اس کا ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔جن میں منقول ہے:

''حضرت خواجہ محمد بخش نے عرض کیا کہ حضور لوگ مولوی نذیر حسین رحمہ اللہ کو غیر مقلد اور وہابی کہتے ہیں وہ کیسے آدمی تھے؟ آپ نے فرمایا سبحان اللہ وہ تو ایک صحابی معلوم ہوتے ہیں۔آپ نے فرمایا کہ کسی شخص کی عظمت کیلئے یہی کافی ہے کہ دنیا میں اس کی مانند کوئی نہ ہو۔ چنانچہ آج کل کے زمانے میں علم حدیث میں ان کی کوئی نظیر نہیں۔نیز وہ اس قدر بے نفس ہیں کہ اہل اسلام کے کسی فرقے کو برا نہیں کہتے۔

وقال ربکم ادعونی استجب لکم (المؤمن: ٦٠)
اور تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ تم مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔

دعا کے جملہ احکام و مسائل پر جامع کتاب

تحفة السائلین

تالیف: محمد ارشد کمال
نظر ثانی: پروفیسر مزمل احسن شیخ

سید محمد ضیاء اللہ گیلانی
بن مولانا سید محمد عبد اللہ گیلانی
کتاب بسر

الفلاح پبلیکیشنز لاہور۔ پاکستان

جملہ حقوق بحق الفلاح پبلی کیشنز رجسٹرڈ محفوظ ہیں۔

نام کتاب	تحفۃ السائلین
تالیف	محمد ارشد کمال
نظر ثانی	پروفیسر مزمل احسن شیخ
کمپوزنگ	حافظ عبدالوہاب
ناشر	الفلاح پبلی کیشنز لاہور
قیمت	80 روپے

برائے رابطہ:
الفلاح پبلیکیشنز
فسٹ فلور الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور، پاکستان
فون 042-7320318,5717842 فیکس 042-7239684 موبائل: 0321-4161840



مواعظِ یزدانی

شہید اسلام
علامہ حبیب الرحمٰن یزدانی رحمہ اللہ

تخریج وتحقیق:
حافظ عباس انجم

ترتیب:
عبدالوحید ربانی

عبدالوحید اکیڈمی گوجرانوالہ

نام کتاب: مواعظِ یزدانی

نام مصنف: شہید الاسلام علامہ حبیب اللہ یزدانی رحمہ اللہ

ناشر: عبدالوحید اکیڈمی گوجرانوالہ

ملنے کے پتے:

عبدالوائی کتاب گھر گوجرانولہ	فون: 0431-233089
مکتبہ نعمانیہ اردو بازار گوجرانوالہ	فون: 0431-235072
مکتبہ دارالسلام اردو بازار گوجرانوالہ	
مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور	فون: 042-7224228
نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور	فون: 042-7321865

اگر چہ لوگ ان کو منہ پر برا بھلا کہتے ہیں لیکن وہ کسی کو برا نہیں کہتے۔

(ارشادات فریدی مترجم مقبوس نمبر 85 ص 796 بحوالہ پاک و ہند میں علمائے اہل حدیث کی خدمات حدیث ص نمبر 34)

نام کتاب: تحفۃ السائلین........ تالیف محمد ارشد کمال

دعا میں ہاتھ اٹھانے کے دلائل

پہلا طریقہ:۔ دعا کرتے وقت دونوں ہتھیلیوں کا رخ اپنے منہ کی جانب کریں۔

سیدنا سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:''کان اذا سال الله جعل باطن کفیه الیه''(صحیح الجامع)

''جب آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تو ہتھیلیوں کا اندرونی حصہ اپنی طرف کر لیتے تھے۔''

سیدنا مالک بن یسار السکونی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اذا سالتم الله فاسئلوہ ببطون اکفکم ولا تسالوہ بظھورھا)(ابوداؤد،کتاب الصلاۃ، حسنه الالبانی رحمه الله)

''جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو (دعا مانگو) تو اس سے ہتھیلیاں سامنے کر کے مانگو اور ہاتھوں کی پشت اوپر کر کے دعا نہ مانگو''

(تحفۃ السائلین ص 22)

دعا میں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھانا:۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(المسالة ان ترفع یدیك حذو منکبیك اونحوھما' والاستغفار ان تشیر باصبع واحدۃ والابتھال ان تمد یدیك جمیعا)(ابو داؤد،باب الدعاء، صححه الالبانی رحمه الله)

دعا مانگنے کا طریقہ یہ ہے کہ تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر یا ان کے قریب تک اٹھائے اور استغفار کا طریقہ اس طرح ہے کہ تو ایک انگلی سے اشارہ کرے اور ابتہال اس طرح ہے کہ تو اپنے دونوں ہاتھوں کو خوب پھیلا دے۔''

وضاحت: استغفار پڑھتے وقت شہادت کی انگلی اپنے نفس کی طرف کر کے عرض کرے''اے اللہ! یہ نفس امارہ مجرم ہے' میں تیرا گنہگار بندہ حاضر ہوں' مجھے معاف کر دے' ابتہال دعا میں مبالغہ کرنے کو کہا جاتا ہے۔یعنی انتہائی عاجزی اور انکساری سے مانگتے وقت دونوں ہاتھوں کو خوب پھیلا دے۔واللہ اعلم۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:والابتھال ھکذا' ورفع یدیه وجعل ظھور ھما مما یلی وجھه ''اور ابتہال (مبالغہ آرائی سے دعا کرنا) اس طرح ہے اور انہوں (ابن عباس رضی اللہ عنہ) نے اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کیا اور دونوں ہتھیلیوں کے اندرونی حصے کو اپنے چہرے کی جانب کیا۔(ابو داؤد ،باب الدعاء، صححه الالبانی رحمه الله)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:''کان یجعل اصبعیه حذاء منکبیه' ویدعو'' (مشکوۃ المصابیح)

''آپ ﷺ دعا کرتے وقت اپنی انگلیاں کندھوں کے برابر بلند کرتے تھے۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:''انه رفع یدیه حتیٰ رأیت بیاض ابطیه''(صحیح بخاری)

بے شک آپ ﷺ نے دعا میں اس قدر ہاتھوں کو اٹھایا حتیٰ کہ میں نے آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی۔

عموماً دعا کے بعد اگر کوئی چہرے پر ہاتھ پھیر لیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر اسلاف سے یہ ثابت ہے۔سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور سید عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما دعا کے بعد اپنی ہتھیلیاں منہ پر مل لیا کرتے تھے۔

(الادب المفرد للبخاری ،رقم صححه الحافظ ابن حجر رحمه الله بحوالہ تحفۃ السائلین ص 24,25)

ہاتھ اٹھا کر مانگنا آداب دعا میں سے ہے:۔ کیونکہ دعا میں ہاتھ اٹھانا بلاتخصیص آداب دعا میں سے ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔ایک حدیث میں ہے کہ جب بندہ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس بات پر شرم آتی ہے کہ اپنے بندے کے ہاتھ خالی لوٹائے۔

یہ حدیث اپنے عموم پر دلالت کرتی ہے جس کی تخصیص بلا دلیل جائز نہیں اور پھر یہ کہ فرض نمازوں کے بعد دعا میں ہاتھ اٹھانے کی ممانعت بھی کسی صحیح اور صریح حدیث سے ثابت نہیں بلکہ کئی ایک روایات سے تو اس کے ثبوت پر صریحاً جواز ملتا ہے گو وہ روایات ضعیف ہی ہیں۔

علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری رقمطراز ہیں:قلت: الراجح عندی ان رفع الیدین فی الدعاء بعد الصلاۃ جائز' لوفعله احد لابأس علیه ان شاء الله والله اعلم۔ (تحفة الاحوذی' ج ا ص445)

میں (عبدالرحمٰن) کہتا ہوں کہ میرے نزدیک راجح بات یہی ہے کہ بلاشبہ نماز (فرضی ہو یا نفلی) کے بعد دعا میں ہاتھ اٹھانے جائز ہیں اگر کوئی یہ کام (دعا میں ہاتھ اٹھانا) کر لیتا ہے تو اس پر کوئی حرج نہیں' ان شاء اللہ (باقی) اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔''

اگر کوئی انفرادی طور پر نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ لیتا ہے تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔

(القول المقبول ص499 بحوالہ تحفۃ السالکین ص128)

مرشد کا دعا کی تلقین کرنا:۔ ''ان دعوۃ الاخ فی الله تستجاب''(الادب المفرد للبخاری، صححه البانی رحمه الله)

ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ رحمہ اللہ نے اپنے خطبات میں سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کا اسی قسم کا ایک بڑا دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے جو ڈاکٹر صاحب کے الفاظ میں سنیے:''مرشدی حضرت سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ ان کی اہلیہ محترمہ بیمار پڑ گئیں اور کوئی علاج کارگر نہ ہو رہا تھا مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں انہوں نے اپنی اہلیہ محترمہ کو تلقین فرمائی کہ وہ تمام مومنین ومومنات کی شفا کیلئے ہر وقت دعا کرتی رہا کریں'اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تین چار روز میں ہی اللہ تعالیٰ نے انہیں شفا عطا فرما دی۔(خطبات حرم'ص420)

نام کتاب:۔مواعظ یزدانی...... مصنف:۔شہید اسلام:علامہ حبیب الرحمٰن یزدانی رحمہ اللہ
تخریج وتحقیق:حافظ عباس انجم،ترتیب:عبدالوحید ربانی

حضور ﷺ کی شان میں علمائے اہلحدیث کا عقیدہ

وضاحت:۔ علمائے اہلحدیث میں شہید اسلام حضرت مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی رحمہ اللہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں آپ کے جسم میں جذبہ توحید،اشاعت قرآن وحدیث اور محبت خدا اور رسول ﷺ کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی آپ اپنی تقاریر میں صداقت کا اظہار بلا خوف لومۃ لائم کیا کرتے نبی ﷺ کی شان اعلیٰ وارفع کا اظہا کچھ اس انداز میں فرماتے ہیں:(از مرتب اثری)

میرا عقیدہ نوٹ کر لو۔آمنہ کے لال نسل اور جنس کے لحاظ سے انسان ہیں لیکن شان کے لحاظ سے سارے جہان سے افضل ہیں۔

بشر ان سا جہاں میں پھر نہیں آیا نہ آئے گا — نبی ان سا جہاں میں پھر نہیں آیا نہ آئے گا
بہت آئے ہدایت کیلئے دنیا میں پیغمبر — محمد ﷺ جیسا پیغمبر' نہیں آیا نہ آئے گا
خلیل اللہ بھی آئے کلیم اللہ بھی لیکن — محمد ﷺ پاک سا مظہر نہیں آیا نہ آئے گا
بہت آئے جہاں میں ساقیان دلربا لیکن — مثال ساقی کوثر نہیں آیا نہ آئے گا

تصوّف کی حقیقت

مع

رسالہ **مجذوب**

تصنیف

شیخ الاسلام **امام ابن تیمیہ** رحمہ اللہ

— ترجمہ —
مولانا **عبدالرزاق** ملیح آبادی

— نظرثانی ومقدمہ —
محمد خالد سیف

طارق اکیڈمی
ڈی گراؤنڈ (سموسہ چوک) فیصل آباد

انسانی گمراہی کا سب سے بڑا سرچشمہ آباؤاجداد کی اندھی تقلید ہے۔
(ابوالکلام آزادؒ)

- کتاب ——— تصوف کی حقیقت، مجذوب
- مصنف ——— شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ
- اہتمام ——— محمد سرور طارق
- اشاعت ——— جنوری 2006، ذوالحج ۱۴۲۶ھ
- طباعت ——— انٹرنیشنل دارالسلام پرنٹنگ پریس لاہور

ڈسٹری بیوٹر
دارالسّلام
(پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز)
ریاض.... هیوسٹن.... لاهور
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون 7120054 فیکس 7320703
DARUSSALAM

مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ

*

تہذیب النسواں

مصنفہ

نواب شاہجہان بیگم صاحبہ
والیۂ ریاست بھوپال

ناشر
نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ اُردو بازار لاہور

گوجرانوالہ میں ملنے کا پتہ
مکتبہ نعمانیہ اُردو بازار گوجرانوالہ

نام کتاب ——— تہذیب النسواں وتربیت الانسان
مصنفہ ——— نواب شاہجہاں بیگم صاحبہ والیہ بھوپال
ناشر ——— نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اُردو بازار لاہور
طابع ——— بشیر احمد نعمانی۔ پروپرائٹر نعمانی کتب خانہ
صفحات ——— ۴۵۶
خوشنویس ——— محمد داؤد حضرت کیلیانوالہ شریف، ضلع گوجرانوالہ
قیمت ۱۶/۵۰

<u>ملنے کے پتے</u>

- مکتبہ نعمانیہ اردو بازار ——— گوجرانوالہ
- شیخ محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار ——— لاہور
- مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ ——— لاہور
- رحمانیہ دارالکتب امین پور بازار ——— لائل پور
- شریف سنز کارخانہ بازار ——— لائل پور
- ملک برادرز کارخانہ بازار ——— لائل پور
- فاروقی کتب خانہ ——— ملتان
- عزیزیہ کتب خانہ جونا مارکیٹ ——— کراچی
- مکتبہ تنویر القرآن اردو بازار ——— لاہور
- شریف سنز کلاں بازار ——— سیالکوٹ
- تاج کمپنی بیل ڈپو لیاقت روڈ ——— راولپنڈی
- فیروز سنز مال روڈ ——— لاہور

یوں تو حسن یوسف کا چرچا ہے زمانے میں — محمد ﷺ سا حسین پیکر نہیں آیا نہ آئے گا

میرا اعلان ہے لوگو، میرا پیغام ہے لوگو — محمد ﷺ سے نبی بہتر' نہیں آیا نہ آئے گا

(مواعظ یزدانی ص193،194)

نام کتاب:۔تصوف کی حقیقت، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ
ترجمہ:۔مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی......... نظر ثانی:۔محمد خالد سیف

ولی اللہ کی پہچان اور مقام:۔ ولایت کی دلیل فقط ایک ہے اور وہ محمد ﷺ کی غلامی ہے۔ جو جتنا ان کے قریب ہوا وہ اتنا بڑا ولی ہوا۔ جو جتنا ان کی ذات اور ان کی سنت میں فنا ہوا وہ اتنا ہی مقرب بارگاہ الٰہی ہوا۔

قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله ویغفرلکم ذنوبکم والله غفور رّحیم (آل عمران 31)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو' اگر تم اس کی ولایت کا دم بھرتے ہو تو میری پیروی کرو' اللہ تعالیٰ تمہیں مقام محبوبیت پر سرفراز کردے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا اور کرم کرنے والا ہے۔ (تصوف کی حقیقت ص5)

سلاسل طریقت کا مختصر تعارف

سلسلہ چشتیہ کا تعارف:۔ سلسلہ چشتیہ کے بانی خواجہ احمد ابدال رحمہ اللہ کا تعلق چوتھی صدی ہجری سے ہے ان کی وفات 965ء اور 355ھ میں ہے اور بعض کے نزدیک اس سلسلہ کے بانی خواجہ ابواسحاق شامی رحمہ اللہ ہیں ان کی وفات 940 عیسوی اور 329 ہجری میں ہے۔ یاد رہے اس سلسلہ کو برصغیر پاک و ہند میں خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ نے جاری کیا تھا۔ خواجہ صاحب نے 16 مارچ 1236ء 6 رجب 633 ہجری کو انتقال فرمایا تھا۔

سلسلہ سہروردیہ کا تعارف:۔ سلسلہ سہروردیہ کے بانی اگرچہ شیخ ابوالنجیب سہروردی رحمہ اللہ تھے لیکن اس سلسلہ کو فروغ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ کی وجہ سے ہوا۔ جن کا سال وفات 1234ء اور 632 ہجری ہے۔

سلسلہ قادریہ کا تعارف:۔ سلسلہ قادریہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (م۔1166ء) کی طرف منسوب ہے۔ برصغیر میں یہ سلسلہ آپ کے فرزند شیخ عیسیٰ رحمہ اللہ کی وجہ سے داخل ہوا لیکن اس سلسلہ کو فروغ دینے والے شیخ محمد حسین گیلانی رحمہ اللہ تھے جو 1488ء میں فوت ہوئے۔

سلسلہ نقشبندیہ کا تعارف:۔ سلسلہ نقشبندیہ کے بانی خواجہ محمد یسوی رحمہ اللہ (1166ء 562ھ) ہیں لیکن اسے فروغ دینے والے خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمہ اللہ ہیں جو (1388ء، 692ھ) میں اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ (تصوف کی حقیقت ص10)

قبروں پر حاضری:۔ سنت یہ ہے کہ جب کسی مسلمان کی قبر کی زیارت کی جائے' خواہ وہ کسی نبی کی ہو یا کسی ولی کی ہو تو سلام کیا جائے اور اللہ سے صاحب قبر کیلئے دعا مانگی جائے یہ دعا بمنزلہ جنازہ کے ہے۔ (تصوف کی حقیقت ص81)

نام کتاب:۔تہذیب نسواں..... مصنفہ: نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والیہ ریاست بھوپال

صاحب قبر کے ادراک اور شعور کی دلیل:۔ حارث ابن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: ''یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اچھا کفن دو اپنے مردوں کو پس تحقیق وہ فخر کرتے ہیں آپس میں اور ایک دوسرے کی ملاقات کرتے ہیں اپنی قبروں میں۔'' (تہذیب نسواں ص383)

عبادت کا ایصال ثواب:۔ عبادت مالی کے ثواب پہنچنے میں کسی کا اختلاف نہیں اور کیوں کر اختلاف ہو اس لیے کہ یہ امر صحیح حدیثوں سے ثابت ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے: ''یعنی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بیشک ایک آدمی نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ تحقیق ماں میری ناگہاں مرگئی اور میں گمان کرتا ہوں اس کو کہ اگر وہ بولتی تو کچھ للہ دینے کی وصیت کرتی پس کیا ہے واسطے اس کے ثواب اگر صدقہ دوں میں اس کی طرف سے۔ فرمایا: ہاں!۔

عبادت بدنیہ کا ایصال ثواب:۔ اور عبادت بدنی جیسے نماز، روزہ، قرآن شریف کی تلاوت، ذکر اللہ، درود شریف کے ثواب پہنچنے میں بعض علماء نے اختلاف کیا ہے لیکن صحیح قول ہے کہ بدنی عبادت کا بھی میت کو ثواب پہنچتا ہے جیسا کہ ''مسلم'' نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔قال كنت جالسا عندالنبیﷺ اذا اتته امراة فقالت يارسول الله انى تصدقت على امى بجارية وانها ماتت قال وجب اجرك وردها عليك الميراث قالت يارسول الله انه كان عليها صوم شهر افا صوم عنها قال صومى عنها قال انها لم تحج قط افا حج عنها قال نعم حجى عنها (صحيح مسلم)

یعنی بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ناگہاں ان کے پاس ایک عورت آئی پھر کہا یارسول اللہ ﷺ! تحقیق میں نے صدقہ دی تھی ایک لونڈی اپنی ماں کو اور تحقیق میری ماں مرگئی یعنی پس آیا لوں اور عود کرے گی میری ملک میں یا نہیں فرمایا ثابت ہوا ثواب تیرا یعنی بسبب صدقہ کرنے کے اور پھیر دیا لونڈی کو تجھ پر میراث نے، عورت نے کہا: اے رسول اللہ ﷺ! کے تحقیق تھے ماں پر روزے مہینہ بھر کے کیا روزے رکھوں میں اس کی طرف سے یعنی حقیقتاً یا حکماً فرمایا کہ روزے رکھ اس کی طرف سے۔ کہا اس عورت نے کہ تحقیق ماں میری نے کبھی حج نہیں کیا کیا حج کروں میں اس کی طرف سے؟ فرمایا کہ ہاں حج کر اس کی طرف سے۔ (صحیح مسلم)

ان دونوں حدیثوں سے صاف ظاہر ہے کہ عبادت مالی ہو یا بدنی خواہ دونوں سے مرکب تینوں قسموں کا ثواب بلا شک میت کو پہنچتا ہے اس لیے کہ آنحضرت ﷺ نے پہلی حدیث میں صدقے کے ثواب پہنچنے کی تصریح فرمائی اور دوسری حدیث میں روزے کے ثواب پہنچنے پر بدنی عبادت کی تصریح فرمائی اور حج سے مالی اور بدنی دونوں سے مرکب کے ثواب پہنچنے پر اطلاع بخشی پس تینوں طرح کی عبادتوں کا ثواب پہنچنا صریح حدیثوں سے ثابت ہے پس اگر میت کے وارث مال والے ہوں تو بہتر صدقہ مالی میں صدقہ جاریہ یعنی وہ خیرات ہے جس کا ثواب میت کو ہمیشہ پہنچتا رہے جیسے کنواں کھدوانا یا پل خواہ مسجد یا سرا بنوانا حاصل یہ کہ دولت مندوں کے واسطے افضل یہی ہے کہ ایسی کوئی چیز بنوا کے میت کے نام پر وقف کریں کہ اس چیز کے باقی رہنے تک اس کا ثواب میت کی روح کو پہنچتا رہے۔

(تہذیب نسواں ص 426 تا 428)

سورۂ اخلاص کے ایصال ثواب پر دلائل:۔ جو کسی طرح کی قدرت نہ ہو تو قرآن مجید کی تلاوت اور استغفار اور درود اور دعا ہی سے میت کو فائدہ پہنچاتے رہیں اس لیے کہ میت کے حق میں یہ بھی بہت مفید ہے دیکھو ابو محمد سمرقندی رحمہ اللہ نے سورۂ اخلاص کے فضائل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے: ''قال من مر على المقابر وقرأ قل هوالله احد عشرة مرة ثم وهب اجره للاموات اعطى من الاجر بعدد الاموات'' ترجمہ: یعنی جو شخص کہ قبرستان پر گزرا اور قل ہو اللہ احد گیارہ بار پڑھا اس کا اجر مردوں کو بخشا، تو دیا جاوے گا وہ ثواب سے برابر گنتی مردوں کے۔

اور قاسم ابن سعد بن علی زنجانی رحمہ اللہ نے اپنے فوائد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قال رسول الله ﷺ من دخل المقابر ثم قرأ فاتحة الكتاب وقل هو الله احدٌ والهٰا كم التكاثر ثم قال اللّٰهم انى جعلت ثواب ماقرات من كلامك لاهل المقابر من المؤمنين والمؤمنات الا كانوا شفعآء لهٗ الى الله۔

ترجمہ: یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص کہ قبرستان میں داخل ہوا پھر ''فاتحه الكتاب'' اور '' قل هو الله احد'' اور '' الهاكم

التکاثر'' کو پڑھا پھر کہا الٰہی کیا میں نے ثواب اس چیز کا کہ پڑھا میں نے تیرے کلام سے واسطے قبرستان والوں کے مومن مرد اور مومن عورتوں سے مگر ہوں گے وہ شفاعت کرنے والے واسطے اس کے طرف اللہ کے۔

بدنی عبادت پر صریح دلالت:۔ امام یافعی رحمہ اللہ نے ''روض الریاحین'' میں لکھا ہے کہ علامہ عالی مقام ابن عبدالسلام رحمہ اللہ کو مرنے کے بعد کسی شخص نے خواب میں دیکھا ان سے پوچھا کہ آپ دنیا میں یہ کہتے تھے کہ مردے کو قرآن شریف کی تلاوت کا ثواب نہیں پہنچتا کیا ایسا ہی ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے اس عالم میں اس کے خلاف پایا یعنی ان کو ثواب پہنچتا ہے پس یہ حدیثیں اور صالحین کے خواب اس بات پر صریح دلالت کرتے ہیں کہ قرآن شریف کی تلاوت کا اجر مردوں کو پہنچتا ہے اور پڑھنے والوں کو بھی اسی قدر ثواب ملتا ہے تو مسلمان مرد اور عورتوں کو چاہیے کہ قرآن شریف پڑھ کر اس کا ثواب خاص اپنے لیے ذخیرہ نہ رکھیں بلکہ عزیز وا قاریب وغیرہ مردوں کو بخشتے رہیں تا کہ دونوں کو فائدہ پہنچتا رہے۔چه خوش بود که برآید بیک کرشمه دو کار (تہذیب نسواں، 438، 430)

قبرستان حاضری پر خاص عمل: زائر کو چاہیے کہ زیارت کے وقت سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھ کے اس کا ثواب میت کو بخشے پھر اس کیلئے دعا کرے۔

مردے کا ادب زندوں کی طرح کیا جائے:۔ اور زائر کو یہ بھی چاہیے کہ میت کا ویسا ہی ادب ولحاظ کرے جیسا کہ اس کی زندگی میں کرتا تھا یعنی اگر دنیا میں بسبب اس کی بزرگی کے ادب کی راہ سے اس سے دور بیٹھتا تھا تو زیارت کے وقت بھی اس کی قبر سے دور کھڑا رہے یا بیٹھ جاوے اور جو زندگی میں اس کے پاس بیٹھتا تھا تو اب بھی قریب بیٹھے اور مراد بزرگی سے یہ ہے کہ متوفی ناتے کی راہ سے بڑا ہو جیسے والدین وغیرہ یا دین کی جہت سے بزرگ ہو جیسے استاذ، پیر، عالم، درویش وغیرہ اور سلام پڑھتے وقت اس لیے ادب کرنا چاہیے کہ میت سلام کرنے والے کو پہچانتا ہے اور اس کا جواب دیتا ہے جیسا کہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے ''استذ کار والتمهيد'' میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:۔

قال رسول اللهﷺ ما من احد يمر بقبر اخيه المؤمن كان يعرفه في الدنيا فسلم عليه الا عرفه ورد عليه السلام۔

ترجمہ: یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہیں ہے کوئی شخص کہ گزرے اپنے مومن بھائی کی قبر پر اور وہ اس کو دنیا میں پہچانتا تھا پھر اس پر سلام پڑھے مگر وہ اس کو پہچانتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے۔

اور قبروں پر بیٹھنا یا ان پر تکیہ کرنا اور ان کی طرف نماز پڑھنا ان کے نزدیک سونا منع ہے اسی طرح ان کو روندنا اور ان پر پیشاب اور پاخانہ پھرنا بھی منع ہے۔

تعین دن کے ساتھ زیارت قبور:۔ اور قبرستان میں ننگے پاؤں جانا مستحب ہے اور والدین کی زیارت کے لیے جمعے کے دن یا ہر ہفتے میں ایک بار جانا بہتر ہے جیسا کہ ''بیہقی'' نے ''شعب الایمان'' میں مرسلاً روایت کیا ہے: **عن محمد بن النعمان يرفع الحديث الى النبى** ﷺ **قال من زار قبر ابويه او احدهما فى كل جمعةٍ غفر لهٗ و كتب برّاً۔** یعنی روایت ہے محمد بن نعمان سے پہنچاتے تھے حدیث کو طرف نبی ﷺ کے فرمایا جو کوئی زیارت کرے اپنے ماں باپ کی قبر کی یا ایک کی ان میں سے ہر روز جمعہ میں یا ہر ہفتے میں بخشش کی جاتی ہے واسطے اس کے اور لکھا جاتا ہے یعنی دیوان اعمال میں نیکی کرنے والا ساتھ ماں باپ کے۔ (تہذیب نسواں ص 439، 440)

اہل قبور کے شعور وادراک کی دوسری دلیل:۔ امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے:

یعنی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں داخل ہوتی اپنے گھر میں کہ اس میں مدفون تھے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی مدفون تھے اس حالت میں کہ تحقیق رکھتی ہیں یعنی اتارتی بدن سے کپڑا اپنا یعنی چادر اور کہتی یعنی اپنے دل میں سوائے اس کے نہیں شان یہ ہے کہ مدفون ہیں خاوند میرے یعنی رسول ﷺ اور میرا باپ یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دونوں اجنبی نہیں ہیں پس جب کہ دفن کیے گئے عمر رضی اللہ عنہ ساتھ ان کے یعنی اس مکان میں پس قسم ہے اللہ کی نہیں داخل ہوئی میں گھر میں مگر میں باندھے ہوئے ہوتی اپنے اوپر کپڑے اپنے واسطے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذالکم وصاکم بہ لعلکم تتقون (الانعام)

صراطِ مستقیم

تصنیف

حضرت مولانا عبدالرحمن (فاضل دیوبند)

تلخیص وتقدیم

مختار احمد ندوی

ناشر

جمعیت اہلحدیث • آزاد کشمیر

نام کتاب	صراط مستقیم
مصنف	مولانا عبدالرحمن ہزاروی
تلخیص	مولانا مختار احمد ندوی
اشاعت باراول	مارچ ۱۹۹۰
تعداد اشاعت	پانچ ہزار
طباعت	الشیخ پرنٹرز مظفرآباد
کتابت	محمد مسلم سپرا
قیمت	۲۵ روپے

ملنے کا پتہ

مولانا محمد یونس اثری امیر جمعیت اہل حدیث مدینہ مارکیٹ

مظفرآباد ۔ آزاد کشمیر

ناشر

جمعیت اہل حدیث آزاد کشمیر

مولانا محمد یونس اثری نے الشیخ پرنٹنگ پریس مظفرآباد آزاد کشمیر سے طبع کرا کے دفتر جمعیت اہل حدیث آزاد کشمیر سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ٥

اور نصیحت کیجئے کیونکہ نصیحت اہل ایمان کے لیے نفع بخش ہوتی ہے۔

خطباتِ الٰہ آبادی

جلد اوّل

خطیبِ دلنشیں

حضرت مولانا محمد شریف الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

عبدالرؤف تابانی

ناشر

مکتبہ ربانیہ

فیض مارکیٹ منڈی عثمان والا تحصیل وضلع قصور

Mob:0 .00-6595304

واحد تقسیم کار

مکتبہ محمدیہ

قذافی سٹریٹ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

Mob.: 0300-4826023

جملہ حقوق طباعت واشاعت محفوظ ہیں

نام کتاب	خطبات الٰہ آبادی جلداول
مصنف	مولانا محمد شریف الٰہ آبادی رحمہ اللہ
جمع وترتیب	عبدالرؤف تابانی
طابع	حافظ محمد ربانی
کمپوزنگ	نعمت اللہ تبسم
طبع اول	اکتوبر 2009ء
تعداد	1100
ناشر	مکتبہ ربانیہ
قیمت	-/250 روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ محمدیہ قذافی سٹریٹ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

Mob.: 0300- 4826023, 042-37114650

اردو بازار لاہور:
- نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ فون: 7321865
- محمدی کیسٹ ہاؤس ایوان علم پلازہ اردو بازار
- دارالفرقان الفضل مارکیٹ اردو بازار فون 7231602
- اسلامی اکیڈمی الفضل مارکیٹ فون 7357587
- مکتبہ اسلامیہ غزنی سٹریٹ 042-7244973
- مکتبہ قدوسیہ۔ رحمن مارکیٹ۔ غزنی سٹریٹ۔
- دارالکتب السلفیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ
- فاران اکیڈمی الفضل مارکیٹ اردو بازار

فیصل آباد: مکتبہ اہل حدیث، امین پور بازار 041-2624007 • مکتبہ اسلامیہ۔ بیرون امین پور بازار

گوجرانوالہ: والی کتاب گھر اردو بازار 4441613 • والکتب اردو بازار

ساہیوال: اشفاق کیسٹ ہاؤس نزد جامعہ عزیزیہ پل بازار 0300-7830059

چیچہ وطنی: اسلامی کتب خانہ ڈاکخانہ بازار چیچہ وطنی ضلع ساہیوال 0346-7467125

ضروری تحریر

ہر پبلشر اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ کتاب کی طباعت پر کس قدر مشکلات پیش آتی اور اس کام پر کتنے اخراجات برداشت کرنا پڑتے ہیں اور خاص طور پر کیسٹ سے مضامین نقل کرنے پر کتنے مراحل سے گذرنا پڑتا ہے۔ زیر نظر کتاب بھی ان مراحل سے گذر کر آپ کے پاس پہنچنے کے قابل ہوئی ہے۔

لہٰذا ہر خاص وعام متنبہ رہیں کہ اس کتاب کے مضامین کی ترتیب اور تسہیل وتزئین کی نقل اور فوٹو سٹیٹ وغیرہ سے اجتناب کریں بصورت دیگر ایسا کرنے والا نفع ونقصان کا خود ذمہ دار ہوگا۔ ادارہ ایسے فرد/ افراد اور پبلشرز وغیرہ کے خلاف کارروائی کا پورا حق محفوظ رکھتا ہے۔

اس کتاب کے جملہ حقوق مکتبہ ربانیہ منڈی عثمان والا ضلع قصور کو حاصل ہیں۔

مدیر
حافظ محمد ربانی

حیاء کے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ اجنبی تھے۔

فائدہ: اس میں دلیل ہے اس پر کہ لحاظ میت کا کرے وقت زیارت کے مانند اس کے لحاظ کے حالت حیات میں۔

(تہذیب النسواں ص 441، 442)

کتاب تہذیب نسواں کی تائید و توثیق:۔ حضرت رفیع المنزلت ناقد ہر سخن، ماہر ہر فن و سادہ آرائے امارت علم افراز امامت، ہدایت روش، افادت منش، درستی پسند، راستی پیوند، روشن دماغ، حقیقت سراغ، والا خطاب معلی انقلاب حضرت والا جاہ امیر الملک نواب سید محمد صدیق حسن خاں رحمہ اللہ بہادر نے اس کو اول سے آخر تک ملاحظہ کیا نہایت پسند کر کے قابل افاضہ انام و افادہ خاص و عام سمجھا اس لیے بحکم جناب مؤلفہ عالی وقار والا تبار تصحیح علامہ بزرگی نہاد فضیلت بنیاد جامع ملکات بے حد ابو الحسن سید ذو الفقار احمد و شرکت المعنی بالغ نظر فطانت اثر، تحقیق پسند، تدقیق پیوند، حافظ محمد احمد و بکتابت مورد مراحم رؤف رحیم منشی محمد عبد الرحیم یہ صحیفہ حکمت نصاب ہدایت مآب مطبع صدیقی میں طبع ہو کر مطبوع طبائع اعلام منظور نظر دانشوران عالی مقام ہوا۔ (تہذیب النسواں ص 444، 445)

نام کتاب:۔ صراط مستقیم .... تصنیف:۔ حضرت مولانا عبد الرحمٰن
تلخیص و تقدیم، مختار احمد ندوی، ناشر: جمعیت اہلحدیث آزاد کشمیر

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اہمیت حدیث:۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ اترکوا قولی بخبر رسول اللہ۔ حدیث رسول ﷺ کے سامنے میرے قول کو چھوڑ دو۔ (میزان شعرانی)

مطلب یہ کہ اگر تمہارے پاس میرا کوئی قول موجود ہو اور تم اس کے مطابق عمل کر رہے ہو کہ تمہیں رسول کریم ﷺ کی حدیث مل جائے تو میرے قول کو چھوڑ دو اور حدیث رسول ﷺ پر عمل کرو۔

اور ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں: حدیث رسول ﷺ کے بالمقابل میرے قول کو دیوار پر دے مارو یعنی اس پر عمل نہ کرو۔ بلکہ رسول کریم ﷺ کی حدیث پر عمل کرو۔ آپ کا یہ قول ان لوگوں کیلئے تازیانہ عبرت ہے جو حدیث رسول ﷺ کی موجودگی میں دوسرے لوگوں کے اقوال کو ترجیح دیتے ہیں نیز اس سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ عامل بالحدیث تھے۔

ایک مقام پر اپنے اہل حدیث ہونے کا کس شاندار طریق سے اظہار فرماتے ہیں:

''اذاصح الحدیث فھو مذھبی'' کہ صحیح حدیث میرا مذہب ہے۔ (کتاب شامی)

اس کا مطلب یہ ہے کہ صحیح حدیث پر عمل کرنا میرا مذہب ہے چنانچہ ثابت ہوا کہ آپ حدیث رسول ﷺ کے سچے پیروکار تھے۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو اہل حدیث کس نے بنایا ہے۔ فرمانے لگے مجھے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اہل حدیث بنایا ہے۔ (حدائق الحنفیہ بحوالہ صراط مستقیم ص 181، 182)

علمائے اہلحدیث اور آداب رسالت ﷺ کی اہمیت:۔ عام طور پر ہمارے حنفی بریلوی حضرات اہل حدیث پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ سید الرسل سرور کائنات ﷺ کے بے ادب ہیں اور محبوب خدا ﷺ کا احترام نہیں کرتے۔

اہل حدیث کا مسلک یہ ہے کہ پیغمبر ﷺ کا ادب اسی طرح کرنا چاہیے جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کیا کرتے تھے کیونکہ اصحاب رسول ﷺ سے زیادہ محبّ رسول ﷺ نہ کوئی ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پیغمبر خدا ﷺ سے براہ راست فیض یافتہ تھے اور اللہ نے ان کو ازل سے ہی پیغمبر ﷺ کی رفاقت اور متابعت کیلئے منتخب کر لیا تھا، اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب امت سے زیادہ مقام پیغمبر ﷺ کو جاننے اور ماننے والے تھے اور سب سے زیادہ پیغمبر ﷺ کا ادب کرنے والے تھے اسی لیے انہوں نے

اپنے رشتے داروں اور دوستوں کو بھی پیغمبر ﷺ کی خاطر اپنا دشمن بنالیا اور پیغمبر ﷺ کی خاطر اپنا ملک گھر بار سب کچھ قربان کر دیا یہاں تک کہ اپنی قیمتی جانیں بھی پیغمبر ﷺ کے فرمان پر نچھاور کر کے دکھا دیں اور دنیا کی سب مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کیں مگر پیغمبر ﷺ کا دامن نہ چھوڑا۔ اس وجہ سے جماعت اہل حدیث کا یہ عقیدہ ہے کہ پیغمبر ﷺ کا ادب اسی طرح کرنا چاہیے جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کیا کرتے تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے آداب رسول ﷺ کتب احادیث میں موجود ہیں ہم ذیل میں اپنے حنفی بھائیوں کی ہدایت کی خاطر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے آداب رسول ﷺ کے چند واقعات پیش کرتے ہیں ورنہ یہ ادب احترام مصطفیٰ ﷺ کا مضمون نہایت طویل اور روح پرور ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے آداب کے متعلق یہ الفاظ بیان فرمائے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ حال ہوتا کہ: گویا کہ ان کے سروں پر کوئی پرندہ بیٹھا ہوا ہے اس لیے وہ حرکت نہیں کرتے۔ (صراط مستقیم ص196 تا199)

صوفیائے کرام کی زندگی میں کتاب وسنت کی پابندی

پیران پیر قادری رحمہ اللہ کی شہادت:۔ شاہ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا فتویٰ کہ صرف قرآن وسنت پر عمل کرو:

واجعل الكتاب والسنة اماما لك وانظر فيهما بتأ ملٍ وتدبرٍ واعمل بهما ولا تغتر بالقال والقيل والهوس۔

(فتوح الغیب)

اور تو کتاب وسنت کو اپنا رہنما بنالے اور ان دونوں میں تامل وتدبر سے غور وفکر کر اور ان کے مطابق عمل پیرا ہو اور قیل وقال اور خواہشات سے دھوکہ نہ کھا۔ (صراط مستقیم ص223)

حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ کی شہادت: قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، فخر الواصلین، فنافی ہو۔ حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اور جن فقیروں کا دل حضوری میں ہو، ان کا دفتر معرفت الٰہی سے ہوتا ہے اس واسطے عارفوں کا کوئی گناہ ظاہر اور باطن کے دفتر میں ملائک نہیں لکھتے ہیں کیونکہ ان کے دل میں ذکر اللہ زبان پر مطلق قال اللہ وقال رسول اللہ ﷺ ہوتا ہے۔ یہ لوگ اہل حدیث ہوتے ہیں اور دنیا کی طلب میں ابلیس خبیث کے طالب نہیں ہوتے۔ (محک الفقراء مترجم ص10۔ بحوالہ صراط المستقیم ص253)

نام کتاب:۔ خطبات الہ آبادی (جلد اول) ...... خطیب دلنشیں:۔ حضرت مولانا محمد شریف الہ آبادی

جمع وترتیب:۔ عبدالرؤف تابانی، مکتبہ رحمانیہ عثمان والا (قصور)

صوفیائے کرام کے کثرت ذکر کی دلیل

الذين يذكرون الله قيما وقعودا وعلى جنوبهم (آل عمران:191)

''میرے بندے وہ ہیں جو مجھے کھڑے بھی یاد کرتے ہیں، بیٹھے بھی یاد کرتے ہیں، لیٹے بھی یاد کرتے ہیں'' چلتے پھرتے بھی یاد کرتے ہیں، وہ کام میں بھی یاد، مکان میں بھی یاد، کاروبار میں بھی یاد جب ہر وقت یہ انسان اللہ کو یاد کرتا ہے۔ پھر اللہ فرماتے ہیں۔ اے میرے بندے! تو مجھے یاد کر، میں تجھے یاد کروں گا، تو مجھے زمین پر یاد کر میں تجھے عرش عظیم پر یاد کروں گا۔

اللہ کریم فرماتے ہیں اے میرے بندے! جب تجھے غصہ آجائے تو اس وقت مجھے یاد کر اور جب قیامت کے دن مجھے غصہ آئے گا میں

اس وقت تجھے یاد کروں گا' یہ نہ ہو کہ کاروبار چل پڑے تو الحمد للہ اور اگر نہ چلے تو پھر نہیں۔

میرے بھائی' دوکان چلے نہ چلے' رب کا ذکر زبان سے نہیں ہٹنا چاہیے۔''

کثرت مجاہدہ اور ذکر کی دلیل:۔ جناب موسیٰ علیہ السلام اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ یا اللہ! مجھے اپنا کوئی ولی دکھا میں تیرا ولی دیکھنا چاہتا ہوں؟ اللہ پاک فرماتے ہیں اے میرے نبی موسیٰ (علیہ لسلام)! فلاں جگہ پر چلا جا' وہاں میرا ایک ولی اور دوست ہے' موسیٰ علیہ السلام گئے' جا کر دیکھا کہ ایک آدمی لیٹا ہوا ہے' ہڈیوں کا ڈھانچہ ہے' بیماری اس کو کھا گئی ہے' موسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں' یا اللہ! کیا تیرا یہ ولی ہے؟ اللہ پاک فرماتے ہیں' ہاں یہی میرا ولی ہے' موسیٰ علیہ السلام دیکھتے ہیں کہ اس میں ولایت کی نشانی کیا ہے؟ دیکھا کہ اس کے لب حرکت کر رہے ہیں۔موسیٰ علیہ السلام نے اس کے لبوں سے اپنا کان لگایا تو آواز یہ آ رہی تھی ''الحمد للہ'' اللہ تیرا شکر ہے۔تمام تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں۔

جب موسیٰ علیہ السلام اس کی زبان سے الحمد للہ سنتے ہیں تو کہتے ہیں اے اللہ والے یہ تو شکر کا کلمہ ہے' تیرے پاس تو جسمانی نعمت بھی کوئی نہیں' تو چل پھر بھی نہیں سکتا' اٹھ کر بیٹھ بھی نہیں سکتا' تو کون سی نعمت کا شکرانہ ادا کر رہا ہے؟

یہ بندہ کہتا ہے' یہاں سے چلا جا' میری رب سے ملی ہوئی کال کو توڑنے والا تو کون ہوتا ہے' مجھے تو بڑی لذت اور سرور آ رہا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں آخر تو کون سی نعمت کا شکرانہ ادا کر رہا ہے؟

یہ کہتا ہے سرکار! اللہ نے میری زبان صحیح رکھی ہے' اگر رب میری زبان بند کر دے تو میں نے رب کا کیا کر لینا ہے' زبان درست ہونے کی بناء پر میں اس کا شکرانہ ادا کر رہا ہوں۔(ایضاً)

نبی علیہ السلام کو تکرار نفی اثبات کا حکم: موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے: یا اللہ! مجھے کوئی ایسا وظیفہ بتا دے جو میں کروں اور تو راضی ہو جائے۔اللہ پاک فرماتے ہیں' اے میرے نبی موسیٰ علیہ السلام لا الہ الا اللہ پڑھا کر۔

موسیٰ علیہ السلام عرض کرتے ہیں' یا اللہ! یہ کلمہ تو سارا جہان پڑھتا ہے' میں تو وہ وظیفہ پوچھنا چاہتا ہوں جو صرف میں ہی کروں اور تو خوش ہو جائے' میرے سوا اور کوئی بھی یہ کلمہ نہ پڑھتا ہو۔اللہ پاک فرماتے ہیں اے میرے نبی موسیٰ (علیہ السلام) تو نے اس کلمے کو معمولی سمجھا ہوا ہے' یہ اتنا بھاری اور وزنی کلمہ ہے کہ ترازو کے ایک پلڑے میں ساتوں آسمان اور زمین رکھ دیئے جائیں اور ایک پلڑے میں لا الہ الا اللہ رکھ دیا جائے تو پھر بھی لا الہ الا اللہ کا وزن زیادہ ہے۔

چلتے پھرتے کثرت ذکر کی دلیل:۔ چلتے پھرتے' ''لااله الا الله' استغفر الله' الحمدلله' سبحان الله' الله اكبر' لاحول ولا قوة الا بالله'' پڑھا کر۔یہ کلمات معمولی نہیں' یہ اللہ کا ذکر ہے اور یہ اتنا قیمتی ذکر ہے' اسے معمول بنا لو اللہ کی قسم ہے دنیا بھی بنے گی اور اگلا جہان بھی بنے گا۔(خطبات الہ آبادی ج اص 28 تا 29)

صوفیاء کے فقیرانہ لباس کی دلیل:۔ داؤد نبی علیہ السلام کہتے ہیں' میں چاہتا ہوں کہ 24 گھنٹے میرے گھر سے اللہ' اللہ کی آواز آئے' ویسے بھی اللہ نے حکومت دی ہوئی ہے' آپ خود بھی اللہ کا بڑا ذکر کرتے ہیں' بیویاں اور اولاد بھی ذکر کرتی ہے' نبی شاہانہ لباس اتار کر اور سادہ لباس پہن کر باہر سڑکوں اور بازاروں میں چلا جاتا ہے اور لوگوں سے پوچھتے ہیں تمہارا بادشاہ اور حکمران کیسا ہے؟ ہر بندہ یہی کہتا ہے' جی ہمارے حکمران کے کیا کہنے' آپ ایک طرف نبی علیہ السلام ہیں اور دوسری طرف آپ بادشاہ بھی ہیں۔ ہر طرف انصاف ہی انصاف ہے' عوام کی خبر گیری ہے۔(خطبات الہ آبادی ص 40)

علمائے اہلحدیث اور درود شریف کی فضیلت

تعداد مقررہ میں درود کی دلیل:۔ صحیح مسلم کی روایت ہے۔آمنہ کے لال اور ساری کائنات کے سردار ﷺ فرماتے ہیں: ''من صلى على واحدة صلى الله عليه عشرا''

24 گھنٹے درود پڑھنے کی دلیل:۔ ایک دن حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ میرے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کرتے ہیں سوہنیا میں آپ پر کتنا درود پڑھوں؟

آپ ﷺ فرماتے ہیں اے ابی تو جتنا زیادہ پڑھ لیں تیرے لیے بہتر ہے' یہ کہتا ہے سرکار ﷺ میں نے چار گھنٹے دعا کے لیے وقف کیے ہیں میں چار گھنٹوں میں سے ایک گھنٹہ درود ہی پڑھتا جاؤں گا اور کوئی دعا نہیں مانگوں گا۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں یہ بہتر ہے مگر تو اور زیادہ کرلے صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں دو گھنٹے پڑھ لیا کروں گا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں اور زیادہ کرلے صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تین گھنٹے پڑھا کروں گا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں اور زیادہ کرلے۔ یہ کہتے ہیں حضرت وہ جو دعا کا وقت ہے میں وہ بھی درود کیلئے ہی وقف کردوں گا۔

اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں اے میرے ابی' جب تیری حالت یہ بن گئی کہ تو ہر وقت مجھ پر درود پڑھے گا پھر تجھے کوئی چیز رب سے مانگنے کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔ سب کام رب خود ہی سیدھے کردیں گے۔ تیری ضرورتیں بھی پوری ہوجائیں گی اور تیری دعائیں بھی قبول ہوجائیں گی۔ (خطبات الہ آبادی ج1 ،ص246،247)

درود پر بخشش کی بشارت:۔ آؤ میں آپ کو بتاؤں کہ درود کے کیا فوائد ہیں فقیہہ ابواللیث رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری رحمہ اللہ سے سنا' حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی بیت اللہ کا طواف کررہا تھا اور پڑھ رہا تھا "اللهم صل علي محمد"۔ جب وہ طواف سے فارغ ہوجاتا تب بھی یہی پڑھتا وہ ہر وقت درود ہی پڑھتا جاتا ہے۔ میں نے اس کو پوچھا اے بھائی کوئی بندہ کوئی دعا کررہا ہے کوئی کوئی دعا کررہا ہے اور تو درود ہی پڑھتا جارہا ہے تو کون ہے اپنا تعارف تو کروا۔

یہ کہتا ہے لوگ مجھے سفیان ثوری (رحمہ اللہ) کہتے ہیں یہ بندہ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کو جانتا تھا آپ اللہ کے بہت بڑے ولی تھے یہ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کو کہتا ہے اگر مجھے یہ پتہ نہ ہوتا کہ تم اتنی اُونچی شان والے ہوتو میں نے تم کو بات نہیں بتانی تھی۔ سنو! میں نبی پاک پر زیادہ درود کیوں پڑھ رہا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ میں ایک سفر میں تھا میرا باپ میرے ساتھ تھا میرا باپ بیمار ہوگیا میں نے اس کا سر اپنی جھولی میں رکھ لیا۔ میں اپنے باپ کا علاج کرواتا رہا۔ لیکن زندگی نے وفا نہ کی۔ میرا باپ فوت ہوگیا۔ میں نے دیکھا کہ میرے باپ کا منہ سیاہ ہوگیا ہے۔ میں نے باپ کے چہرے پر کپڑا ڈال دیا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا خوبصورت آدمی ہے میں نے کبھی اس جیسا خوبصورت آدمی نہیں دیکھا تھا، جب میں نے اس کے کپڑے دیکھے تو کپڑے بھی بڑے خوبصورت تھے۔ میں نے آج تک اس طرح کا سوہنا بھی نہیں دیکھا اور اس طرح کا لباس بھی نہیں دیکھا۔ وہ آدمی جو خوبصورت چہرے اور اعلیٰ لباس والا تھا اس نے میرے باپ کے چہرے پر آکر ہاتھ پھیرا تو میرے باپ کا چہرہ اس طرح چمکا جیسے آسمان کا چاند چمکتا ہے، میں نے کہا: اللہ والے! تو یہ تو بتا تو کون ہے اپنا تعارف تو کروا۔ میں تو بڑا پریشان تھا کہ میرے بابا کا چہرہ کالا کیوں ہوگیا ہے؟

یہ کہتا ہے تو مجھے نہیں جانتا میں محمد (ﷺ) بن عبداللہ ہوں میں اللہ کا سچا نبی ﷺ ہوں' مجھے خواب میں اللہ کے نبی ﷺ نے بتایا کہ تیرے بابا سے بڑی غلطیاں اور گناہ سرزد ہوجاتے تھے لیکن تیرا باپ مجھ پر کثرت سے درود پڑھتا تھا اس درود کی برکت کی وجہ سے اللہ نے تمام گناہ ہی معاف کردیئے ہیں۔

کتابت درود پر نزول رحمت:۔ علامہ منذری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ جو بندہ کسی کتاب میں کسی کاپی پر یا کسی کاغذ پر درود شریف لکھ کر رکھ دیتا ہے جب تک اس کی یہ درود والی تحریر موجود رہے گی اللہ اس پر اپنی رحمتیں نازل فرماتے رہیں گے۔

فضیلت درود کے دلائل:۔ اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ نے مجھے خواب میں دکھایا کہ لوگ پل صراط کی گھاٹی سے گزر رہے ہیں میری نظر میرے ایک اُمتی پر پڑی میں نے اس کو دیکھا کہ وہ پل صراط کی گھاٹی پر کبھی کھڑا ہوتا ہے اور کبھی بیٹھتا ہے بڑا ہی پریشان ہے اور

رب سے دعا کر رہا ہے یا اللہ! اتنی مشکل گھاٹی سے میں کس طرح پار جاؤں۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے میرے اس اُمتی کا میرے اُوپر درود پڑھنا آیا جو وہ پڑھا کرتا تھا۔ اس درود نے میرے اُمتی کو بازو سے پکڑ کر پل صراط کی گھاٹی سے پار کر کے کھڑا کر دیا۔

درود کے بغیر دعا قبول نہیں ہوتی:۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں اے بھائی! اللہ نے تیری دعا قبول نہیں فرمائی کہتا ہے سرکار پھر کس طرح قبول ہوگی؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں پہلے اللہ کی تعریف کر اور کچھ نہیں آتا تو کم از کم اتنا ہی کہہ۔

"الحمدلله رب العلمين يارب لك الحمد كما ينبغي لجلال وجهك ولعظيم سلطانك"

یعنی کے اللہ کی بڑائی اور تعریف بیان کر پھر مجھ پر درود پڑھ اس کے بعد تو جو دعا کرے گا اللہ قبول فرمائے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو دعا بغیر درود کے مانگی جائے وہ آسمان اور زمین کے درمیان لٹکی رہتی ہے۔ اوپر جاتی ہی نہیں۔ جب تو درود پڑھے گا پھر وہ دعا آسمان پر جائے گی تو اللہ قبول فرمالیں گے۔

آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک اور صحابی مسجد نبوی ﷺ میں آیا۔ اس نے آ کر نماز پڑھی، نماز پڑھ کر پھر اس نے اللہ کی تعریف بیان کی۔ پھر نبی پاک ﷺ پر درود پڑھا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں اب اللہ سے مانگتا جا رب دیتا جائے گا۔ یعنی کہ یہ دعا کا طریقہ ہے۔

درود نہ پڑھنے والا بخیل ہے:۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اللہ نے زمین پر فرشتوں کی ڈیوٹی لگائی ہوئی ہے۔ رب کے فرشتے زمین پر پھر رہے ہیں۔ اگر ان کو کوئی ایسا شخص مل جائے جو نبی پاک پر درود پڑھ رہا ہے وہ فرشتے اس کا درود مجھ پر پہنچا دیتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ "البخيل الذی ذكرت عنده فلم يصل علی" ۔ اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم اگر آپ نے سب سے بڑا بخیل اور کنجوس دیکھنا ہے تو اس کو دیکھ لو جس کے سامنے میرا نام آئے اور وہ میرا نام سن کر مجھ پر درود نہ پڑھے۔ مولانا نے لکھا ہے

اور جو نام نبی ﷺ دا سن کر نئیں درود پوچاندے ملک نورانی حق اوناں دے اے دعا فرماندے

فرشتے کہتے ہیں:

رب نہ بخشے نت تنیوں نے نہ توں رحمت پانویں جنت ہو یا حرام بخیلا توں کیونکر جنت جانویں

درود رضائے مصطفی ﷺ کا ذریعہ:۔ جو نبی ﷺ پاک کا نام سن کر درود پڑھتے ہیں ان کے حق میں فرشتے دعا کرتے ہوئے کہتے ہیں:

نام نبی ﷺ دا سن کر مومن جو درود پوچاون ملک نورانی حق اوناں دے اے دعا فرماون

اللہ بخشے جنت تنیوں نے ساتھ رسول الٰہی دعا منظور نورانی ملکاں، وچ دربار الٰہی

جب بندہ درود پڑھتا ہے تو آسمان پر رب خوش ہوتا ہے۔ فرشتے خوش ہوتے ہیں اور آمنہ کے لال علیہ السلام خوش ہوتے ہیں۔

درود نہ پڑھنے والوں کی بربادی:۔ اور جو درود نہیں پڑھتا وہ اپنی سزا سن لے! ایک دفعہ اللہ کے نبی ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے کیلئے منبر پر تشریف لے گئے۔ مسجد نبوی ﷺ ہے اور آپ کا شہر مدینہ طیبہ ہے۔ جب حضرت ﷺ نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو آپ ﷺ زبان نبوت سے فرماتے ہیں۔ اللھم آمین۔

پھر آپ نے دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا۔ آمین۔ پھر آپ نے منبر کی تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا۔ آمین

حضرت ﷺ خطبہ ارشاد فرما کر فارغ ہوئے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بیٹھے ہوئے ہیں ایک صحابی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر کہتے ہیں سرکار ﷺ آج ہم نے ایک بڑی عجیب ہی بات دیکھی ہے۔ جو پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ ہم نے دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو زبان نبوت سے آمین فرمایا۔ پھر دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو پھر آمین فرمایا۔ پھر تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو پھر آمین فرمایا۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں اے میرے صحابہ! سنو میں نے کیوں آمین کہی ہے جب میں نے منبر پر قدم رکھا تو جبرائیل علیہ السلام آ گئے آ کر

کہتے ہیں سونہیا جس کے سامنے آپ ﷺ کا نام مبارک لیا جائے اور وہ سن کر آپ ﷺ پر درود نہ پڑھے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ وہ تباہ و برباد اور ذلیل ہو جائے میں نے فرمایا۔آمین۔

میرے بھائی! جبرائیل علیہ السلام بددعا کر رہے ہیں اور میرے محمد ﷺ آمین کہہ رہے ہیں' ذرا دیکھ تو سہی کہ بددعا کی تائید کون سی ہستی کر رہی ہے۔کتنا بدبخت ہے وہ انسان جس کے حق میں جبرائیل علیہ السلام اور اللہ کے رسول ﷺ بددعا کریں۔اللہ نبی پاک ﷺ کی دعائیں لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

میرے بھائیو! نبی پاک ﷺ کی دعا لیا کرو بددعا سے بچو۔آج بھی اگر کوئی آدمی چاہے تو وہ اللہ کے نبی ﷺ کی دعا لے سکتا ہے۔(خطبات الہ آبادی ص 247 تا 250)

اولیاء کا اہتمامِ سنت اور کشف:۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو بندہ عصر کی نماز یعنی فرضوں سے پہلے چار رکعتیں پڑھتا ہے میں دعا کرتا ہوں اللہ اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔اللہ ہم کو بھی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ فوت ہونے سے پہلے اپنا وصیت نامہ لکھ رہے ہیں آپ کا جنازہ آ گیا چارپائی پڑی ہوئی ہے لوگ اس پیر کا جنازہ پڑھنے کیلئے اکٹھے ہوئے ہیں لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے' بڑے بڑے علماء کرام اور گدی نشین موجود ہیں' آپ کی وصیت پڑھ کر سنائی جا رہی ہے۔

لکھتے ہیں کہ میری نماز جنازہ وہ آدمی پڑھائے جس کی زندگی میں کبھی نماز تہجد بھی قضا نہ ہوئی ہو۔میرے بھائی غور کر! تیرا پیر فرض نہ پڑھے تو وہ تب بھی ولی ہے' نماز' روزے کے قریب نہ جائے تو وہ پھر بھی پہنچی ہوئی ہستی ہے۔

۲۔لکھتے ہیں میری نماز جنازہ وہ آدمی پڑھائے جس کی کبھی عصر کی نماز سے پہلے چار رکعتیں نہ چھوٹی ہوں۔

۳۔فرماتے ہیں میری نماز جنازہ وہ آدمی پڑھائے جس کی کبھی تکبیر اولیٰ نہ رہی ہو۔

۴۔چوتھی وصیت یہ لکھتے ہیں کہ میری نماز جنازہ وہ آدمی پڑھائے جس نے اپنی ہوش سنبھالنے کے بعد کبھی کسی غیر محرم عورت کی طرف نہ دیکھا ہو۔

ولی اور پیر کا جنازہ پڑا ہوا ہے۔بڑے بڑے علماء اور گدی نشین موجود ہیں لیکن حضرت کا جنازہ کون پڑھائے۔

خواجہ صاحب رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ میرا جنازہ وہ پڑھائے جس میں چار اوصاف پائے جائیں۔اب کوئی آدمی آگے ہونے کیلئے تیار ہی نہیں۔اس رب کے ولی کا جنازہ کون پڑھائے کبھی تو تہجد رہ ہی جاتی ہے' کبھی بندہ پہلی صف میں کھڑے ہونے سے رہ ہی جاتا ہے' کبھی عصر سے پہلے چار رکعتیں رہ ہی جاتی ہیں۔لیکن ایک بات میں تجھے بتا دیتا ہوں' اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں۔پہلی صف والوں پر اللہ آسمان سے اپنی خصوصی رحمتیں نازل کرتے ہیں۔اسی لیے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بعض دفعہ قرعہ اندازی تک نوبت آ جاتی ایک کہتا میں نے پہلی صف میں کھڑے ہونا ہے' دوسرا کہتا میں نے کھڑے ہونا ہے اس کے بعد دائیں طرف کھڑے ہونے کیلئے ایک کہتا کہ ادھر میں نے کھڑے ہونا ہے حتیٰ کہ قرعہ تک نوبت آ جاتی۔

خواجہ صاحب کی میت پڑی ہوئی ہے کوئی بندہ جنازہ پڑھانے کیلئے تیار نہیں وقت کا حکمران شمس الدین التمش رحمہ اللہ خواجہ صاحب رحمہ اللہ کا مرید تھا۔وہ آگے ہو کر رو پڑتا ہے۔اس کی آنکھوں سے سیل رواں جاری ہو جاتے ہیں یہ کہتا ہے۔خواجہ صاحب آپ جاتے وقت مجھے بھی ننگا کر گئے ہیں۔حضرت کو پتہ تھا کہ یہ چاروں صفات اللہ نے میرے اندر پیدا کر دی ہیں۔(خطبات الہ آبادی' ص 251،253)

ولیہ کی موت پر پیشگی اطلاع کی دلیل:۔ میرے بھائی! پہلے لوگ اتنے اللہ والے ہوتے تھے میرے نبی ﷺ کی پیاری بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بابا ﷺ کے دنیا سے چلے جانے کے بعد اتنی پریشان رہتی تھیں کہ بابا ﷺ کا صدمہ دل سے جاتا ہی نہیں۔میرے نبی ﷺ کے دنیا سے رحلت فرمانے کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صرف چھ مہینے زندہ رہیں۔ایک دن حضرت فاطمہ

رضی اللہ عنہا صبح صبح اٹھ کر حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو نہلاتی ہیں۔ بیٹی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیار کرتی ہیں اور فرماتی ہیں اے میرے حسن و حسین رضی اللہ عنہما آج مجھے جی بھر کر امی امی کہہ لو۔ اتنے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ آ جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیا بات ہے؟

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) جی! سن لو میری اور آپ کی زندگی کے ایام گزرے ہیں۔ اس دوران اگر مجھ سے کوئی غلطی اور گستاخی ہوگئی ہو تو اللہ کیلئے معاف کر دو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں اے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کوئی بات نہیں۔ اللہ شفاء عطا فرمائے گا۔

بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں اب شفاء والی کوئی بات نہیں' جو بات میں بتانا چاہتی ہوں وہ سن لو' فرماتی ہیں۔ اے علی! (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) جی! جب سے مجھے ہوش آئی ہے اس وقت سے لے کہ آج تک میں نے ان آنکھوں سے کسی غیر محرم آدمی کو دیکھا ہی نہیں۔ اگر میں ابھی فوت ہو جاؤں تو سارا دن میرا جنازہ گھر رکھ کر شام کے بعد میری چار پائی قبرستان لے کر جانا اور ساتھ چراغ لے کر نہ جانا میں نہیں چاہتی کہ میرا کفن بھی غیر محرم آدمی دیکھ لیں۔ (خطبات الہ آبادی' ص، 252)

ولیات اہلحدیث خواتین کا تقویٰ:۔ آؤ میں تجھے بتاؤں پہلے حکمران کس طرح کے ہوتے تھے' خلیفہ ہارون الرشید رحمہ اللہ کی بیگم جس کا نام زبیدہ تھا۔ اللہ تجھے مکے لے جائے تو عرفات اور مزدلفہ چلا جا۔ وہاں تجھے زبیدہ کے نام پر ایک نہر ملے گی۔ اس نے وہ نہر کھدوائی۔ تاکہ وہاں سے حاجی بھی پانی پئیں اور جانور بھی پانی پئیں۔ وہ اتنی نیک اللہ والی تھی اس نے اپنے گھر میں سو خاتون صرف اس لیے رکھی ہوئی تھیں کہ وہ سارا دن اس کے گھر قرآن ہی پڑھتی رہتی تھیں۔ زبیدہ سو بی بی کو اس بات کی تنخواہ دیتی ہے ان کو اس چیز کا خرچہ دیتی ہے کہ یہ سو بی بی صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک میرے گھر قرآن کی تلاوت ہی کرتی رہیں۔

میرے بھائی! پہلے لوگ اس طرح کے تھے حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ کے والد حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ کی والدہ ایک نواب کی بیٹی تھیں وہ نواب کی بیٹی ہونے کے باوجود حافظ صاحب کو دودھ تب پلاتی تھیں جب پہلے وضو کر لیتی' اب تو یہاں تک نوبت ہی نہیں آتی۔ ماں بچے کو دودھ پلانے کیلئے تیار ہی نہیں۔ (خطبات الہ آبادی' ص253)

دنیا کا نظام اولیاء کے دم سے:۔ غالباً حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا زمانہ ہے فرماتے ہیں آسمان سے بارش بند ہوگئی لوگوں نے بیت اللہ کا غلاف پکڑ کر دعائیں کی یا اللہ! اپنی رحمت کی بارش برسا دے' لیکن بارش نہ ہوئی' لوگ مینہ مانگ مانگ کر تھک گئے ایک دن میں نے دیکھا کہ ایک کالے رنگ کا ہڈیوں کا ڈھانچہ کمزور سا آدمی ہے۔ یہ آ کر بیت اللہ کے غلاف کو پکڑ کر کہتا ہے یا اللہ! تیرے بندوں نے بڑی دعائیں مانگی ہیں لیکن تو نے قبول نہیں کیں۔ میں تیرا کمزور سا بندہ ہوں اللہ! میری دعا قبول کر لے۔

امام صاحب فرماتے ہیں میں دیکھ رہا تھا' یہ دعائیں مانگ رہا تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے یہ رو رو کر رب سے باتیں کر رہا تھا۔ یہ دعا مانگ کر ہٹ گیا بندوں میں گھل مل گیا۔ میں نے دیکھا کہ اسی وقت رحمت کی بارش شروع ہوگئی میں نے اس کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔ آخر ایک دن وہ پھر مجھے مل گیا یہ آگے آگے اور میں اس کے پیچھے پیچھے تھا میں نے سوچا کہ پتہ کروں یہ کون ہے۔ یہ ایک حویلی میں داخل ہو گیا وہاں ایک چوہدری صاحب بیٹھے ہوئے تھے میں نے اس سے پوچھا کہ یہ کالا اور کمزور سا آدمی کون ہے؟ وہ کہتا ہے حضرت یہ میرا غلام ہے امام صاحب فرماتے ہیں یہ بندہ مجھے قیمتاً دے دو۔ وہ چوہدری کہتا ہے حضرت میں تو اس کو غریب اور درویش سمجھ کر روٹی دیدیتا ہوں یہ دیکھو میرے اور کتنے غلام پھر رہے ہیں آپ وہ غلام لیجائیں جو تمہاری خدمت کرے۔ امام صاحب فرماتے ہیں ہم اس سے خدمت نہیں کروائیں گے بلکہ اس کی خدمت کریں گے۔

چوہدری آواز دے کر کہتا ہے اے غلام! بات سن یہ کالا آدمی امام صاحب کے پاس آیا۔ چوہدری کہنے لگا: تو حضرت کیساتھ چلا جا۔ ان

(بغیر اجازت مصنف کوئی صاحب قصد طبع نہ فرمائیں)

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ (قرآن)

کہہ دے یہ ہے راہ میری پکارتا ہوں میں (اس راہ سے تم کو) طرف اللہ کی۔

دیکھ کر تجھ کو مٹے جاتے ہیں دُنیا کے حسین
جمع ہوتا ہے مسالا تیری یکتائی کا

سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

اس کتاب میں قرآن اور حدیث کے استدلال سے ثابت کیا گیا ہے کہ دین اسلام پر چلنے کے لئے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے راستے کے سوا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ صرف احادیث نبویؐ کے دیپ اور سنن ہدایٰ کے چراغ ہی قرآن کی راہِ عمل کے اجالے ہیں!

تالیف

حضرت مولانا حکیم محمد صادق صاحب سیالکوٹی

ناشر: نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اُردو بازار لاہور

گوجرانوالہ میں ملنے کا پتہ۔ مکتبہ نعمانیہ اردو بازار گوجرانوالہ۔ قیمت:

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

مصنف ______

اشاعت ______

تعداد ______

قیمت ______

مطبع ______

سیرتِ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

یعنی

ابو عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

150ھ ——— 204ھ

جس میں آپ کے حالاتِ زندگی اور آپ کی تجدید و اصلاحاتِ فقہی و کمالاتِ علمی پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

از

حضرت فاضلِ مولانا میاں خالد صاحب انصاری بھوپالی

ناشر

دار الفرقان الفضل مارکیٹ اُردو بازار لاہور

نام کتاب	:	سیرت الشافعیؒ
تالیف	:	
طبع اول	:	رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ
تعداد	:	۳۰۰
قیمت	:	=/165 روپے

کی خدمت کرتے رہنا۔غلام راستے میں کہتا ہے حضرت صاحب میں تو بالکل کمزور ہوں۔کچھ نہیں کرسکتا کاروبار بھی مجھ سے نہیں ہوسکتا آپ کوئی طاقتور غلام لیکر جاتے۔

امام صاحب فرماتے ہیں اے بھائی! اللہ والے ہم تجھ سے خدمت نہیں کروائیں گے بلکہ تیری خدمت کریں گے۔یہ کہتا ہے جی آپ میری خدمت کیوں کریں گے؟

آپ فرماتے ہیں۔سارا جہان زور لگا کر تھک گیا لیکن مینہ نہیں پڑا تو نے ایک دفعہ کہا تو بارش پڑ گئی۔معلوم ہوتا ہے کہ تو اللہ کا ولی ہے غلام کہتا ہے حضرت آؤ پھر بیت اللہ سے ہو کر جائیں اس نے جا کر بیت اللہ کا غلاف پکڑ لیا۔کعبۃ اللہ کا غلاف پکڑ کر کہتا ہے یا اللہ! پہلے تو تیرا اور میرا پردہ تھا مجھے پتہ تھا یا تجھے پتہ تھا اب راز کھل گئے ہیں اب میں دنیا پر نہیں رہنا چاہتا اس نے ہائے ماری اور جان نکل گئی۔

میرے بھائی! کئی اللہ کے نیک بندے ہیں جن کی وجہ سے جہان کا نظام قائم ہے۔(خطبات الہ آبادی ص253,254)

خدمت ماں پر ہاتف غیبی کا کلام:۔ امام غزالی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنی ماں کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر سات حج کروائے یہ ساتویں حج کا طواف کروا کر آسمان کی طرف منہ کر کے کہتا ہے یا اللہ! میں نے اپنی ماں کو سات حج کروا دیئے ہیں اب تو میری ماں کا حق ادا ہو گیا ہوگا۔

آواز آتی ہے: اے ماں کے حق ادا کرنے والے سن! سردی کا موسم تھا تو نے بستر پر پیشاب کر دیا' تیری ماں نے اٹھ کر تجھے صاف کیا گھر میں بڑی غربت تھی کوئی اور کپڑا نہیں تھا۔جو نیچے بچھا کر تجھے اوپر لٹاتی تیری ماں خود گیلی جگہ پر لیٹی اور تجھے سینے پر لٹا لیا۔ابھی تو تو اس کی ایک رات کا حق بھی ادا نہیں کر سکا۔(خطبات الہ آبادی ص255)

نام کتاب:۔سبیل رسول ﷺ
مصنف:۔مولانا محمد صادق سیالکوٹی......ناشر:۔نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قادری رحمہ اللہ کی تعلیم:۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں:۔واجعل الكتاب والسنة امامألك وانظر فيهما بتامل وتدبر واعمل بهما ولا تغتر بالقال والقيل والهوس۔(فتوح الغيب)

اور کتاب اور سنت کو اپنا امام (پیشوا) بنالے اور دونوں کو غور اور تدبر سے پڑھا کر' (خبردار) ان دونوں پر (ہی) عمل کرنا' کسی کے قول قیاس رائے پر نہ چلنا۔''(سبیل رسول ﷺ ص84)

امام اعظم کے حالات زندگی:۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ 80 ہجری میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔اس وقت خلیفہ عبدالملک بن مروان بن الحکم کا عہد تھا۔آپ کے دادا زوطی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ' کے عہد خلافت میں اسلام قبول کیا' آپ کے والد ثابت اسلام میں پیدا ہوئے۔

آپ نساج تھے' ریشمی پارچہ بانی کا بہت بڑا کارخانہ آپ کے گھر میں تھا اور پشت ہا پشت سے کپڑے کی تجارت کا یہ کام آپ کے خاندان میں ہوتا چلا آتا تھا۔شروع شروع میں آپ بھی اپنے آبائی پیشے میں مصروف رہے۔حلال کی روزی کما کر کھانی آپ کی گھٹی میں تھی مشکوک لقمہ تک آپ کے پیٹ میں نہیں گیا۔

تعلیم کا دور:۔ خدا تعالیٰ جب کسی سے کوئی کام لینا چاہے تو اس کی طبیعت میں اس کا رجحان ومیلان پیدا کر دیتا ہے۔آپ کی طبیعت نے یک لخت پلٹا کھایا اور آپ تحصیل علم کی طرف مائل ہو گئے۔حافظہ بلا کا تھا، طبیعت علم کو ایسے جذب کرتی گئی جیسے مٹی پانی کو۔اصل بات یہ ہے کہ خدا کی توفیق اور اس کا فضل آپ کے شامل حال تھا اس کو منظور تھا کہ انہیں دنیا میں علم کا ایک خاص مرتبہ عطا کرے زمانے کا مجتہد بنائے۔

آپ کی پیدائش کے ایام میں کئی اصحاب رضی اللہ عنہم زندہ تھے۔حضرت انس بن مالک بصرہ میں' حضرت عبداللہ بن ابی اوفی کوفہ میں'

سہل بن ساعدی مدینہ میں اور ابوطفیل رضی اللہ عنہم مکہ میں موجود تھے۔

آپ نے فقہ کا علم حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ سے حاصل کیا اور حدیث عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ، ابو اسحاق رحمہ اللہ، محمد بن منکدر رحمہ اللہ، ہشام بن عروہ رحمہ اللہ، نافع مولا ابن عمر وغیرہم سے سماعت کی۔ امام مالک رحمہ اللہ سے بھی آپ کی سماعت حدیث ثابت ہے۔

آپ کی طبیعت کی صفائی، پاکیزگی اور ذہن کی رسائی مشہور تھی۔ دماغ بڑا موزوں، حافظہ بلا کا اور قوت استدلال بہت زبردست تھی۔ تائید ایزدی سے آپ علم کی معراج کو پہنچ گئے۔ آپ کے ہم عصر لا ینحل مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ علم کی خوبیوں اور بلندیوں کے سبب آپ امام اعظم کے لقب سے مشہور ہوگئے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے علم کی دولت پائی۔ آپ کے شاگرد امامت علم کے مرتبوں کو پہنچ گئے۔ جن میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ، امام محمد رحمہ اللہ اور امام زفر رحمہ اللہ بہت مشہور ہیں۔ (سبیل رسول ﷺ ص 275 سے 278)

سنت کی اہمیت:۔ آپ فرماتے ہیں "اذا صحح الحدیث فھو مذھبی" "جب حدیث صحیح (ثابت) ہوجائے تو وہی میرا مذہب ہے۔"

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔ اذا قلت قولا و کتاب اللہ یخالفہ فاترکوا قولی بکتاب اللہ۔ فقیل اذا کان خبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم یخالفہ قال اترکو قولی بخبر الرسول فقیل اذا کان قول الصحابۃ یخالفہ قال اترکو قولی بقول الصحابۃ۔ جب میرا قول قرآن مجید کے خلاف ہو تو اسے چھوڑ دو آپ سے پوچھا گیا جب آپ کا قول حدیث کے خلاف ہو؟ فرمایا چھوڑ دو، پھر سوال ہوا۔ اگر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے خلاف ہو؟ فرمایا: پھر بھی چھوڑ دو۔" (سبیل رسول ﷺ ص 280، 281)

پیران پیر کی ہمہ گیر شخصیت:۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ آپ کے علم و فضل اور زہد و ورع کا آفتاب نصف النہار پر ہے اور آپ کی ذات احناف اور اہل حدیث میں یکساں عزت اور مرتبہ کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ نجات پانے اور تا قیامت حق پر رہنے والی مظفر و منصور۔ "ماا نا علیہ و اصحابی" کی روشن راہ پر چلنے والی جماعت کے متعلق آپ اپنی مایہ ناز کتاب "غنیۃ الطالبین" میں ارشاد فرماتے ہیں: واما الفرقۃ الناجیۃ فھی اھل السنۃ والجماعۃ۔ (غنیۃ الطالبین)

"اور لیکن نجات پانے والا (حق پر ثابت) گروہ اہل سنت والجماعت ہے۔" (سبیل رسول ﷺ ص 327، 328)

پیران پیر اور سنت کی اہمیت:۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں "واجعل الکتاب والسنۃ امامالك وانظر فیھما بتأمل وتدبر واعمل بھما۔ اور صرف کتاب و سنت (قرآن و حدیث) کو اپنا امام بنا اور غور اور تدبر سے ان دونوں کو پڑھا کر، اور ان دونوں ہی پر عمل کیا کر۔ (سبیل رسول ﷺ ص 347)

نام کتاب:۔ سیرت امام شافعی رحمہ اللہ یعنی ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ

مصنف:۔ از مولانا میاں خالد انصاری بھوپالی رحمہ اللہ... ناشر:۔ دار الفرقان الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

خواب میں زیارت النبی ﷺ:۔ آپ فرماتے ہیں میں نے خواب میں حضور ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے لڑکے تو کس خاندان سے ہے۔ میں نے عرض کیا حضور ﷺ کے خاندان سے۔ فرمایا میرے قریب آ۔ جب میں آپ ﷺ کے قریب پہنچا آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن میری زبان پر ہونٹوں پر اور منہ میں ڈال دیا۔ پھر فرمایا جا خدا تجھ پر برکت نازل فرمائے۔ آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے اسی عمر میں پھر حضور ﷺ کو خانہ کعبہ میں نماز پڑھاتے دیکھا۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کو تعلیم دیتے رہے پھر میں بھی آپ ﷺ کے قریب پہنچا اور آپ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے بھی کچھ سکھایئے۔ آپ ﷺ نے اپنی آستین سے میزان (ترازو) نکال کر عطا فرمائی۔ اور فرمایا: تیرے لیے میرا یہ عطیہ ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ایک معبر سے اس کی تعبیر دریافت کی۔ اس نے کہا کہ تم دنیا میں حضور علیہ السلام کی سنت مطہرہ کی نشر و اشاعت میں امام بنو گے۔ (اکمال صفحہ 41) (سیرت شافعی ص 14)

امام شافعی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد بشارتیں:۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو خواب میں پوچھا۔آپ سے پوچھا فرمائیے خدا نے کیا کیا؟۔فرمایا: مجھے اپنے کرم سے بخش دیا۔اور میرے سر پر تاج رکھا، میرا نکاح بھی کرا دیا اور پھر یہ ارشاد فرمایا: شافعی تجھ پر ہمارا کرم اس لیے ہے کہ تو نے نہ کبھی تکبر کیا اور نہ بیشمار انعامات الٰہی پر نخوت کا مظاہرہ کیا۔(ابن عساکر)

۲۔ربیع بن سلیمان فرماتے ہیں میں نے امام شافعی علیہ الرحمہ کو خواب میں دیکھا عرض کیا فرمائیے کیا ہوا؟ جواب دیا ربیع خدا نے مجھے اپنے انعام سے بخش دیا سونے کی کرسی پر بٹھا کر فرشتوں سے مجھ پر موتی نثار کرائے۔(ابن عساکر)

۳۔محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ جب امام ابوزرعہ کا انتقال ہوا تو میں نے خواب میں ان کو دیکھا پوچھا کہیے خدا نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا: یہ حکم دیا کہ ابوعبداللہ اور ابوعبداللہ اور ابوعبداللہ کے ساتھ رکھو۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں کہا پہلے ابوعبداللہ امام مالکؒ دوسرے ابوعبداللہ امام شافعیؒ تیسرے ابوعبداللہ امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ۔

۴۔امام بیہقی رحمہ اللہ نے عثمان رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی اور حشر برپا ہے۔عرش کے نیچے سے ایک پکارنے والے نے آواز دی کہ ابوعبداللہ اور ابوعبداللہ اور ابوعبداللہ اور ابوعبداللہ کو جنت میں داخل کرو۔ میں نے ایک فرشتہ سے جو میرے پہلو میں کھڑا تھا پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔اس نے کہا امام مالک۔امام سفیان ثوری۔امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم ہیں۔
(سیرت شافعی ص51)

بزرگوں کا ادب واحترام:۔ کسی نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا تذکرہ کیا۔فرمایا: سنو! لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ کی اولاد ہیں۔کسی نے امام سفیان بن عیینہ وامام مالک رحمہما اللہ کے متعلق دریافت کیا۔فرمایا اگر یہ دونوں نہ ہوتے تو حجاز سے علم حدیث ناپید ہوجاتا۔جب امام مالک رحمہ اللہ کا کوئی قول نقل کرتے تو فرماتے ''**هـذا قول استاذ نا الامام مالك**'' یہ ہمارے استاد امام مالک کا قول ہے۔کسی نے پوچھا آپ نے امام مالک جیسا آدمی بھی دیکھا ہے۔فرمایا: ہماری کیا حقیقت ہے جو علم اور عمل میں ہم سے زیادہ ہیں وہ یہی کہتے رہے کہ امام مالک رحمہ اللہ جیسا آدمی ہم نے نہیں دیکھا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق فرماتے تھے ''**والصحابة فوقنافی کل علم و اجتهادو ورع وعقل**۔''صحابہ رضی اللہ عنہم ہم سے علم اجتہاد۔تقویٰ اور عقل میں بڑھے ہوئے ہیں۔

ایک مرتبہ کسی شخص نے مسئلہ دریافت کیا کہ اگر کسی شخص نے کعبہ تک پیدل جانے کی نذر مانی اور پھر اس نذر کو پورا نہ کرسکا تو کیا کرے؟ فرمایا: قسم کا کفارہ ادا کرے اور ہم سے بہتر شخص حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے بھی یہی کیا ہے۔(سیرت شافعی ص58،59)

بشر حافی رحمہ اللہ کو خواب میں زیارت:۔ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے بحوالہ ابراہیم حربی بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا۔ان کی آستین میں کوئی چیز حرکت کررہی ہے۔میں نے پوچھا فرمائیے آپ کے ساتھ کیا ہوا۔فرمایا خدا نے مجھے بخش دیا۔میں نے کہا کہ آستین میں کیا چیز ہے۔فرمایا رات کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ پر موتی ویاقوت نثار کیے گئے۔ان میں سے کچھ میں نے بھی اٹھالیے۔یہ وہ ہیں۔

ابوبکر مروزی رحمہ اللہ کو خواب میں زیارت:۔ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ابوبکر مروزی رحمہ اللہ نے آپ (امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ) کو خواب میں دیکھا کہ آپ ایک روز میں جلوہ افروز ہیں اور دو سبز چادریں پہنے ہوئے ہیں اور آپ کے سر پر ایک ایسا تاج ہے جو بقعہ نور معلوم ہوتا ہے اور آپ نئی چال سے چل رہے ہیں میں نے پوچھا حضرت یہ کیسی چال ہے: فرمایا دارالسلام کے خدام کی چال یہی ہے۔ میں نے پوچھا تاج کیسا ہے فرمایا میرے خدا نے مجھ سے بڑا ہی آسان حساب لے کر میری مغفرت فرمائی۔اور مجھے اپنے دیدار کی اجازت سے ممتاز فرمایا اور یہ تاج پہنا کر فرمایا۔اے احمد یہ وقار کا تاج ہے جس طرح تو نے صبر واستقامت سے میرے کلام کو غیر مخلوق کہا اس کا یہ صلہ ہے۔

230 برس بعد بھی لاش کا سالم رہنا:۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ''تہذیب التہذیب'' ج،1 ص76 میں فرمایا ہے ابوالحسن زاغوانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب شریف ابوجعفر بن ابی موسیٰ کی قبر امام احمد رحمہ اللہ کے پہلو میں کھودی گئی تو حضرت امام رحمہ اللہ کی

قبر کا پہلو بھی کھل گیا۔ دیکھا گیا تو کفن ویسا ہی تھا اور آپ کا پہلو جسم اقدس ویسا ہی محفوظ تھا اور یہ واقعہ آپ کے دفن سے دوسوتیس برس بعد پیش آیا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ (سیرت شافعی ص 94,95)

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی کرامات اور آپ کا شیخ الطریقت ہونا

اصطلاح صوفی کی ابتدا:۔ طریقت یا تصوف کے الفاظ خیر القرون میں نہ تھے۔ چنانچہ امام قشیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کے سوا اور کوئی لفظ ایجاد نہیں ہوا تھا۔ چونکہ حضور ﷺ کی شرف صحبت سے بڑھ کر کوئی اور شرف نہیں ہوسکتا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین اور تبع تابعین کے القاب پیدا ہوئے۔ اس کے بعد صلحائے امت' زاہد' عابد اور متبع سنت کے القاب سے ممتاز ہوئے لیکن زہد و عبادت کا دعویٰ جب اہل بدعت نے بھی کیا تو اہل سنت میں جو لوگ زاہد و عابد تھے وہ صوفی کہلانے لگے اور یہ لقب دوسری صدی ہجری کے ختم ہونے سے پہلے رائج ہو چلا تھا۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ نے ''ازالۃ الخفا'' مقصد دوم ص 185 پر نہایت عمدہ تصریح فرمائی ہے۔

''اس مقام پر ایک نکتہ ہے جس کو لازمی طور پر پیش نظر رکھنا چاہیے اور وہ یہ کہ عہد صحابہ' عہد تابعین اور عہد تبع تابعین تک مشائخ کیساتھ تلامذہ کا تعلق بیعت اور خرقہ پوشی کے ذریعہ سے نہ تھا بلکہ صرف صحبت کے ذریعہ سے تھا اور وہ لوگ ایک شیخ یا کسی خاص سلسلہ پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ ہر شخص بہت سے مشائخ کی صحبت اختیار کرتا تھا۔ اور بہت سے سلسلوں کے ساتھ تعلق پیدا کرتا تھا۔ اس لیے ان کا سلسلہ مخصوص طور پر کسی ایک صحابی تک نہیں پہنچایا جاسکتا۔ بجز اس کے کہ وہ خود ہی اس کو بیان کریں کہ ان کو ایک ہی صحابی کے فیض صحبت سے سب کچھ حاصل ہوا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سامنے صرف حضور ﷺ کی ذات پاک تھی جو انسانیت واخلاق کا سرچشمہ تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسی شمع ہدایت سے اقتباس نور کیا۔ اس لیے ان کے اجزائے تصوف میں روحانیت' اخلاق' عمل' عبادت' زہد' توکل' صبر' استقامت وغیرہ کے سوا کوئی فلسفیانہ عقیدہ شامل نہیں تھا۔ یہی حال تابعین اور دوسری صدی کے آخر کے صلحائے امت کے پیش نظر بھی یہی نظریہ تھا۔ وہ کسی ادنیٰ سی بدعت کے متحمل نہ تھے اور ہر صالح' عابد' زاہد کے اعمال میں ان کی صحیح تنقید بھی ہوتی تھی کہ وہ جادۂ شریعت اور اتباع سنت سے تو تجاوز نہیں کررہا ہے۔

چنانچہ کتب اسماء الرجال کے مطالعہ سے اس کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے کہ ناقدین فن حدیث نے بلا خوف و خطر اور بلا کسی شخصی اثر کے صاف صاف ہر شخص کے عیب و ہنر کو اس لیے نمایاں کردیا کہ حضور ﷺ کے ارشادات عالیہ ہر قسم کی گندگیوں سے منزہ و پاک رہیں۔ اس اصول کے تحت ہم کو حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی مقدس زندگی کے اس پہلو کو بھی واضح کرنا ضروری ہے۔

عسرت اور تنگدستی کی زندگی:۔ آپ کی ابتدائی زندگی بے حد عسرت اور تنگدستی کی رہی۔ اس دور میں جب آپ سے لوگوں نے کہا کہ یہ کیا حالت ہے تو آپ نے فرمایا۔ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نہیں سنا جو آپ ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:۔

''کن فی الدنیا کانك غریب اوعابر سبیل وعد نفسك من اهل القبور''

دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرو جیسے ایک غریب شخص یا مسافر اور خود کو یہ سمجھتے رہو کہ ایک روز قبر میں جانا ہے۔

اس لیے اس حدیث پر غور کرو تو لذات و مکروہات دنیا کی خواہش خود ہی جاتی رہتی ہے۔ یہ تو عسرت کے وقت کا جواب تھا لیکن جب خدا نے اپنے فضل و کرم سے دولت کے خزانے کھول دیئے اس وقت حضرت امام نے اس دولت کو غرباء نادار' یتامیٰ، بیوگان' سقیم الحال طلباء اور علماء پر بے دریغ صرف فرمایا اور اپنے لیے بمشکل چوتھائی کے حساب سے رکھا۔ اس وقت اکابر محدثین نے عرض کیا کہ حضرت اس قدر اوروں پر خرچ فرمارہے ہیں تو فرمایا: ہم اتباع سنت کا دعویٰ کرتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل وعیال کیلئے کیا چھوڑا تھا۔ وہ بھی آپ حضرات کو یاد ہے جب حضور ﷺ نے آپ سے دریافت کیا تو عرض کیا خدا کا نام اور رسول ﷺ کا نام۔ یہ اہل توحید کیلئے اشارہ ہے۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس　　صدیق کیلئے ہے خدا کا رسول ﷺ بس

صوفیاء کی زندگی کا مجاہدہ:۔ آپ کے زہد وورع، شب بیداری اور احتساب نفس کا یہ حال تھا کہ آپ خود فرماتے ہیں کہ میں نے بیس سال کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا اور کبھی میں نے جھوٹی یا سچی قسم نہیں کھائی۔ رات کا ایک تہائی حصہ نوافل، ذکر الٰہی اور استغفار میں صرف ہوتا تھا۔ ایک تہائی حصہ میں قرآن وحدیث وفقہ کا مطالعہ اور تالیف وتصنیف میں صرف ہوتا تھا کبھی آپ نے کسی کی غیبت نہیں فرمائی آپ کے شاگرد باہمی زہاد وعباد کا تذکرہ کررہے تھے۔ عمرو بن تباتہ نے کہا میں نے تو امام شافعی رحمہ اللہ سے بڑھ کر کسی کو متقی و پرہیز گار نہیں پایا۔

علامہ ابن جوزی نے ''صفة الصفوة'' جلد۲ صفحہ۱۴۲ میں بحوالہ عبداللہ بن امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ یہ واقعہ روایت کیا ہے کہ عبداللہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا۔ یہ امام شافعی رحمہ اللہ آخر کون ہیں؟ جن کیلئے آپ اکثر دعائے خیر فرمایا کرتے ہیں آپ نے فرمایا جان پدر امام شافعی رحمہ اللہ کی مثال ایسی ہے جیسی آفتاب دنیا کیلئے۔ اور جیسے صحت وتندرستی انسان کے لیے۔

آپ کو حضرت ادریس عابد وحضرت سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہما سے خاص عقیدت تھی۔

امام شافعی رحمہ اللہ کی کرامتیں بسند صحیح:۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی متعدد کرامتیں بسند صحیح ثابت ہیں۔

ا۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے مالکیہ کے بعض مسائل کے رد میں جب ایک کتاب مرتب فرمائی تو اس کی شکایت والی مصر سے کی گئی۔ اور والی پر زور ڈالا گیا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا اگر مصر سے اخراج نہ کیا گیا تو شہر میں عام بدامنی ہوجائے گی۔ والی نے آپ کو بلوا کر حکم دیا کہ آپ مصر چھوڑ دیجئے۔ امام شافی رحمہ اللہ نے والی کے چہرہ کو دیکھ کر فرمایا اگر حرج نہ ہو تو مجھے تین دن کی مہلت عنایت فرمایئے۔ والی نے غور کرتے ہوئے حکم دیا کہ بہتر ہے۔ تیسری شب کو اس کا دفعتاً انتقال ہوگیا۔ لوگوں کو اس پر استعجاب ہوا۔ فرمایا۔ ''**یمحو االلہ مایشاء ویثبت**''۔ خدا جس کو چاہتا ہے مٹادیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے۔

امام ربیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم سب شاگرد آپ کے دفن کے بعد آپ کے حلقہ درس کے مقام پر جمع تھے۔ دفعتاً ایک بدو آیا۔ سلام کیا۔ پھر ہم سے کہا۔ اس مجلس کا شمس وقمر کہاں چھپ گیا۔ ہم نے کہا ان کا انتقال ہوگیا۔ وہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ اور کہنے لگا خدا ان پر رحم فرمائے اور ان کی مغفرت فرمائے۔ وہ بات کیا کرتے تھے موتی پروتے تھے۔ دلائل ایسے بیان کرتے تھے کہ سر تسلیم خم کرنا پڑتا تھا۔ وہ شرمسار چہروں سے شرمندگی دور کردیتے تھے اور وہ تاریک دلوں میں نور صفا بھر دیتے تھے افسوس آج وہ آفتاب علم وحکمت چھپ گیا۔ وہ چیختا روتا ہوا چلا گیا۔

امام شافعی کی بارگاہ رسالت ﷺ میں قبولیت:۔ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ صفة الصفوہ جلد۲/۱۴۶ میں بحوالہ بیان الاصفہانی روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کے چچا کی اولاد میں محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوگیا ہے کیا حضور انور ﷺ نے ان کیلئے کچھ شفاعت فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے خدا سے عرض کیا۔ پروردگار عالم محمد ابن ادریس شافعی کو تو بغیر حساب وکتاب کے بخشدے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ایسی شفاعت کس عمل کی وجہ سے فرمائی گئی ارشاد فرمایا شافعی مجھ پر ایسا درود پڑھا کرتا تھا جو آج تک کسی نے نہیں پڑھا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ درود کیا ہے فرمایا!''**اللھم صل علی محمد کلماذکرہ الذاکرون وصل علی محمد کلماغفل عنه الغافلون**''

اس واقعہ کے بعد ہمیں اس حدیث پر غور کرنا چاہیے جو حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے اور جس کو امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ وامام ترمذی، ابوداؤد رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ میری امت میں سے ستر ہزار اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور تین لپ پروردگار کے لپوں سے بغیر حساب وکتاب کے جنت میں جائیں گے۔ اس لحاظ سے یہ بشارت عظمیٰ حضرت امام عالی مقام کے علوء شان کی دلیل ہے۔ (سیرت شافعی ص96 تا101)

آپ کے شیوخ صوفیاء کا تذکرہ

حضرت فضیل بن عیاض بن مسعود رضی اللہ عنہٗ:۔ آپ اولیاء کرام ومحدثین میں ممتاز ہیں۔خراسان کے رہنے والے تھے اور مکہ میں مستقل سکونت اختیار فرمائی۔''تہذیب التہذیب'' ج 8 ص 294 وصفۃ الصفوہ ج 2 ص 134 کا حاصل یہ ہے آپ نے اعمش یحییٰ بن سعید انصاری، امام جعفر صادق سے اور حمید الطّویل رحمہم اللہ سے روایتیں کی ہیں اور آپ سے عبداللہ بن مبارک، قتیبۃ بن سعید، اصمعی اور امام شافعی رحمہم اللہ وغیرہم نے روایتیں کی ہیں۔مکہ مکرمہ میں 187 ہجری میں انتقال ہوا۔تمام محدثین آپ کی جلالت شان کے معترف ہیں۔محدثین کے آپ کے متعلق یہ الفاظ ہیں: ثقتہ نبیلا، فاضلاً، عابداً، ورعاً، کثیر الحدیث آپ دنیا واہل دنیا کے مقابلہ میں خلوت کو پسند فرماتے تھے۔امام شافعی رحمہ اللہ سے آپ کو بے حد محبت تھی۔زہد وورع کی تعلیم حضرت امام رحمہ اللہ نے آپ ہی سے حاصل فرمائی اور یہ واقعہ ہے کہ حضرت فضیل رحمہ اللہ کے تعلیمی تاثرات امام شافعی رحمہ اللہ کی زندگی میں آخر عمر تک نمایاں رہے۔(سیرت شافعی 105 تا 106)

امام شافعی رحمہ اللہ بحیثیت مجدد

حدیث صحیح سے مجدد ہونے کا ثبوت:۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے بسند صحیح روایت کیا ہے کہ باری تعالیٰ ہر صدی پر ایک شخص پیدا فرماتا ہے جو مخلوق کو صحیح دین کی تعلیم دیتا ہے اور منکرات و بدعات کو مٹاتا ہے۔امام احمد فرماتے ہیں پہلی صدی میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تھے اور دوسری صدی میں امام شافعی رحمہ اللہ ہیں اور حضور ﷺ کا یہ ارشاد بھی ہے کہ قریش میں ایک عالم ایسا پیدا ہوگا جو دنیا کو علم سے مالا مال کر دیگا ان دونوں روایتوں کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے مختلف شیوخ کے واسطہ سے روایت کیا ہے اور آپ نے یقین کے ساتھ یہ فرمایا کہ اس صدی میں ان دونوں روایتوں کے مصداق حضرت امام شافعی رحمہ اللہ ہیں۔(سیرت شافعی ص 117)

باہمی رواداری:۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ جو حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے ممتاز شاگرد ہیں اور دنیائے اسلام کے ممتاز مسلمہ امام ہیں۔آپ نے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے معینہ اصولوں کو کلیتاً تسلیم کیا اور عمل کیا۔(سیرت شافعی ص 254)

مذہب مالکی کا تعارف:۔ اس مذہب کے مشہور وممتاز امام حضرت امام مالک بن انس رحمہ اللہ ہیں جو بالخصوص مدینہ میں اور بالعموم ساری دنیا میں امام اہلحدیث تسلیم کیے گئے۔آپ امام شافعی رحمہ اللہ کے استاد ہیں اور ہزار ہا محدثین کرام نے آپ سے استفادہ کیا ہے۔(سیرت شافعی ص 327)

امام مالک رحمہ اللہ کے پاس زیادہ تر مصری اور مغربی یعنی افریقہ واندلس کے لوگ آئے اور انہیں لوگوں نے تمام شمالی افریقہ اندلس اور مصر میں امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب کی اشاعت کی۔یہی لوگ اکابر تلامذہ امام مالک رحمہ اللہ ہیں۔(سیرت شافعی ص 330)

مذہب حنبلی کا تعارف:۔ اس مذہب کے امام حضرت امام احمد بن حنبل بن ہلال الذہلی الشیبانی المروزی ثم البغدادی ہیں۔آپ 164 ہجری میں پیدا ہوئے۔آپ کا مفصل تذکرہ ہو چکا ہے آپ نے امام شافعی رحمہ اللہ سے فقہ کی تعلیم پائی اور حضرت امام کے بغدادی شاگردوں میں آپ سب سے زیادہ ممتاز تھے۔آپ امام شافعی رحمہ اللہ کے مسلک کے بالکل مطابق تھے انہی اصولوں کو تسلیم فرماتے تھے۔انہی کی طرح صحیح السند ہونے کی حالت میں خبر واحد پر بلاشرط عمل کرتے تھے آپ نے خود اجتہاد کیا۔

آپ کے صاحبزادے نے آپ کا مجموعہ حدیث از نام ''مسند امام احمد'' مرتب فرمایا۔اصول میں آپ کی کتاب ''طاعۃ رسول ﷺ'' کتاب الناسخ والمنسوخ اور کتاب العلل ہے۔مسئلہ خلق قرآن کی ابتلاء وآزمائش میں آپ ہی ثابت قدم رہے۔حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے بعد آپ 37 سال زندہ رہے۔امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ باوجود مجتہد ہونے کے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی رائے کو اپنی رائے پر مقدم سمجھتے تھے۔آپ کے مسلک کے مطابق متاخرین میں علامہ ابن تیمیہ وشمس الائمہ امام ابن قیم رحمہما اللہ کے وجود مقدس ممتاز ترین ہیں۔حافظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرک و بدعت کے اندھیاروں میں قندیل رحمانی اور مبنیہ خطابت میں شیر ربانی حضرت مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی شہید کی تقاریر خطبات کا مجموعہ

خطباتِ یزدانی رح

حصہ سوم

ترتیب

مولانا عبد الرؤف تابانی

پروانہ

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی شہید

ناشر

سبحانی اکیڈمی ○ اردو بازار ○ لاہور

نام کتاب ------- خطباتِ یزدانی
نام مصنف ------- عبد الرؤف تابانی
کاتب ------- حسین احمد کیلانی
نفیس دار الکتابت حضرت کیلیانوالہ
مطبع -------
قیمت

ناشر
سبحانی اکیڈمی اردو بازار ــــــ لاہور

خطیبانہ انداز میں منفرد تفسیر

خطبات



پروفیسر حافظ عبد الستار حامد

حامد اکیڈمی وزیر آباد - پاکستان

نام کتاب ---------- خطبات سورۃ فاتحہ
مصنف ---------- عبد الستار حامد
سن طباعت ---------- اکتوبر 2000ء
تعداد ---------- ایک ہزار
کمپوزنگ ---------- سخاوت محمود
ناشر ---------- حامد اکیڈمی-وزیر آباد
مطبع ---------- موٹروے پرنٹرز-لاہور
قیمت ---------- Rs 22/-

ملنے کے پتے
- حامد اکیڈمی' محلہ کٹڑہ مائی-وزیر آباد
- آصف بکڈپو' مین بازار-وزیر آباد
- مدینہ کتاب گھر' اردو بازار-گوجرانوالہ
- مکتبہ نعمانیہ' اردو بازار-گوجرانوالہ
- سبحانی اکیڈمی' حسن مارکیٹ' اردو بازار-لاہور
- دار الفرقان الفضل مارکیٹ' اردو بازار-لاہور
- نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ' اردو بازار-لاہور
- المکتبہ السلفیہ شیش محل روڈ-لاہور
- اسلامی اکادمی' اردو بازار-لاہور
- مکتبہ رحمانیہ' اردو بازار-لاہور
- مکتبہ قدوسیہ غزنی سٹریٹ' اردو بازار-لاہور
- فاروقی کتب خانہ' بیرون بوہڑ گیٹ-ملتان
- مکتبہ اسلامیہ' بھولنہ بازار-فیصل آباد
- مولانا عبد المنان راسخ' دار الحدیث محمدیہ جلالپور روڈ-حافظ آباد

ابن قیم رحمہ اللہ نے ''اعلام الموقعین'' و''زاد المعاد فی ہدی خیر العباد'' میں جس تحقیق وتدقیق سے مسائل فقہیہ کو سلجھایا ہے اور حضور ﷺ کی حیات طیبہ کو جن مستند روایتوں سے پیش کیا ہے وہ بامثل اور بے مثال ہے۔

مذہب شافعی کا تعارف:۔ اس مذہب کے مشہور وممتاز امام حضرت امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ ہیں۔امام شافعی رحمہ اللہ کی ولادت اس سال ہوئی جس سال کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا 150 ہجری میں انتقال ہوا آپ کی پیدائش سے چند روز قبل ہی آپ کے والد کا انتقال ہوگیا تھا تنہا آپ کی والدہ آپ کی مربی وسرپرست تھیں۔ذرا بڑے ہوجانے پر وہ آپ کو لیکر آپ کی ننھیال چلی گئیں اور آپ کی تعلیم وتربیت ابتدائی جس قدر ہوئی وہ سب سرزمین حجاز ویمن میں ہوئی۔اپنے ذوق سلیم سے حسرت وناداری کے باوجود آپ نے علم قرأت،علم تفسیر،علم حدیث،علم فقہ،علم کلام،لغت،طب،تاریخ،انساب،مناظرہ،ادب،عروض،فراست وایام عرب ان پندرہ علوم میں وہ کمال پیدا کیا کہ عرب کے مشہور ترین افراد نے آپ کی سیادت وامامت ہر ہر علم میں تسلیم کرلی۔علم فقہ کی ابتداء تو آپ نے مسلم بن خالد زنجی مفتی مکہ سے حاصل کیا لیکن پھر آپ کو اکابر واعاظم امت کے علوم سے بہرہ اندوز ہونے کا قدرتی طور پر موقع ملا۔حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کے فیضان صحبت سے زہد وورع،صداقت وامانت،معارف وحقائق،قرآن وحدیث کو حاصل کیا اور حضرت سفیان بن عیینہ وحضرت امام مالک رحمہما اللہ کے فیوض وبرکات سے حدیث رسول اللہ ﷺ کو حاصل کیا ان ائمہ کرام نے آپ کے فہم وادراک کے شعور اور آپ کی غیر معمولی صلاحیت کا اندازہ کرنے کے بعد آپ کی نوعمری یعنی چودہ پندرہ برس ہی کی عمر میں آپ کو مسند درس وافتا پر رونق افروز کردیا۔مگر چونکہ قدرت باری تعالیٰ کو آپ سے تجدید واصلاح امت کا کام لینا تھا۔آپ نے اکناف عالم اسلامی کا دورہ شروع کیا اور تیس سال کی عمر تک جگہ جگہ جاکر احادیث رسول ﷺ وآثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کیا۔ان کے باہمی اختلاف پر غور کرتے رہے۔اس دوران میں کچھ حکومت کی خدمت بھی ادا کی اور پھر جس وجہ سے معتوب ہوئے اس کی وضاحت کی جاچکی ہے اس کو چھوڑ کر کوفہ وبغداد وعراق میں فقہ امام ابوحنیفہ اہل الرائے کو امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ اور وہاں کے ممتاز فقہاء سے اچھی طرح سمجھا۔(سیرت شافعی ص 331 تا 333)

نام کتاب:۔خطبات یزدانی جلد سوم.... مصنف:۔حضرت مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی شہید رحمہ اللہ
ترتیب:۔حضرت مولانا عزیز الرحمٰن یزدانی،مکتبہ نعمانیہ،اردو بازار گوجرانوالہ

صوفیاء کے کثرت نوافل کے دلائل:۔ آمنہ کے لال،پیکر حسن وجمال اور ساری کائنات کے سردار جناب محمد رسول اللہ ﷺ وہ پیغمبر جو معصوم عن الخطاء ہیں میرا عقیدہ پیغمبر ﷺ کے متعلق یہ ہے کہ میرے آقا ﷺ بخشے بخشوائے تھے اگر ساری زندگی کوئی عبادت اور نیکی نہ بھی کرتے تو میرے آقا ﷺ کی شان میں کوئی فرق نہیں آسکتا تھا۔مرتبت اتنی ہے،عظمت اتنی ہے،شرافت اتنی ہے۔علو مقام اتنا ہے لیکن میرے اور تمہارے پیرومرشد جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے نفلی عبادات پر بڑا زور دیا ہے۔(خطبات یزدانی ص 4)

علمائے اہلحدیث پر نوافل نہ پڑھنے کا الزام:۔ ہمارے متعلق عام طور پر یہ طعن ہے کہ سنتوں نفلوں کے قائل نہیں۔حالانکہ ہمارا مسلک عین کتاب وسنت کے مطابق ہے اگر حدیث میں سنتوں اور نفلوں کا ثبوت ہے تو ہم پڑھتے ہیں اور ہم نوافل کی نماز کو باعث ترقی درجات سمجھتے ہیں اور ہمارا یہ مسلک ہے کہ نوافل کے ذریعے ہی خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے۔اللہ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔اللہ کی رحمتوں کی موسلا دھار بارش کی برکھا برسنے لگتی ہے اور خدا کے فضل کی منزلیں طے کرنی ہوں خدا کے قرب کی منزلیں طے کرنی ہوں تو نوافل کے ذریعے ہوتی ہے۔(خطبات یزدانی ص 7)

نفلی روزے کی برکات:۔ میں نے ایک روایت میں آج ہی پڑھا ہے مشکوٰۃ کی روایت ہے میرے مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا ہے''جو آدمی اللہ کی رضا کیلئے ایک نفلی روزہ رکھتا ہے اللہ اس کو دوزخ سے اتنا دور کردیتے ہیں اتنی مسافت اور فاصلہ دور کردیتے ہیں حدیث میں موجود

ہے جتنا کہ ایک کوے کا بچہ پیدا ہوا اور اڑنے لگے آپ فرماتے ہیں ساری زندگی اڑتا رہے اور اڑتا اڑتا بوڑھا ہو جائے۔ وہ جتنا فاصلہ بچپن سے لے کر بوڑھا ہونے تک اڑتے اڑتے طے کرتا ہے۔ اللہ ایک نفلی روزہ رکھنے والے کو دوزخ سے اتنا دور کر دیتے ہیں۔

ایک نفلی روزہ اور بتاؤں میرے اور تمہارے پیغمبر جناب محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''جو آدمی عاشورہ کا روزہ رکھتا ہے''۔ سمجھ گئے ہو عاشورہ؟ یعنی دسویں محرم کا روزہ رکھتا ہے نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں ''اللہ اس کے بارہ مہینوں کے گناہ معاف کر دیتے ہیں''۔ دیکھا کتنی لُوٹیں ہیں۔ ایک اور نفلی روزہ اس سے بڑھ کر نہ بتاؤں؟ میرے اور تمہارے پیغمبر جناب محمد ﷺ نے فرمایا ہے جو آدمی جو میرا امتی عرفہ کا روزہ رکھتا ہے پتہ ہے عرفہ کس کو کہتے ہیں؟ نویں ذوالحج کو۔ وہ پہلی تھی، دسویں محرم اور اب نویں ذوالحج ہے۔ میرے اور تمہارے پیغمبر جناب محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو آدمی زندگی میں عرفہ کا یعنی نویں ذوالحج کا ایک روزہ رکھ لیتا ہے آپ فرماتے ہیں اللہ پاک اس کے ایک سال پچھلے اور ایک سال آنے والے دو سال کے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔

چھ نفلی روزوں کی فضیلت:۔ آج جو بات میں نے کرنی ہے وہ سنو! اس مہینے کے متعلق میں نے اپنے پاس سے بات نہیں کرنی میرے ہاتھ میں مشکوٰۃ ہے۔ اب حدیث سن لو! میاں اس حدیث کے راوی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہیں وہ فرماتے ہیں:۔

قال رسول الله ﷺ من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال كان كصيام الدهر كله۔

لو جی دل کی تختیوں دماغ کی پھٹیوں پر لکھ لو میرے اور تمہارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے حضرت ابو ایوب انصاری اس کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے ''**من صام رمضان**'' جو میرا امتی رمضان کے انتیس یا تیس روزے رکھ لے۔ ''**ثم اتبعه ستا من شوال**'' اور پھر شوال کے مہینے میں چھ نفلی روزے اور رکھ لے تیس روزے رمضان کے پورے کر کے یہ جو مہینہ کل سے شروع ہوا ہے آپ فرماتے ہیں ''**ثم اتبعه ستا من شوال**'' پھر یہ شوال کے چھ روزے رکھ لے۔ **كان كصيام الدهر كله**۔ یہ چھ روزے رکھنے والے کو اللہ ثواب دیتے ہیں گویا کہ اس نے سال کے بارہ مہینے ہی روزہ رکھا ہے جو آدمی اس مہینے میں چھ روزے رکھ لے۔ ایک مہینہ تو رمضان کا اس نے پورا کیا یہ چھ روزے رکھنے والے کو ثواب اتنا ملے گا جس طرح کہ اس نے رمضان کے علاوہ گیارہ مہینے ہی روزے رکھے ہیں۔ دیکھا کتنی لوٹیں ہیں۔ (خطبات یزدانی ص 21 تا 23)

مقام مصطفیٰ ﷺ خادمین حدیث کی نظر میں

سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارے نبی ﷺ:۔ چار عالم ہیں ایک عالم ارواح، ایک عالم دنیا، ایک عالم قبر، ایک عالم حشر، میں صدقے جاؤں میرے آقا ﷺ کہ جب عالم ارواح میں تھے تو سب نبیوں کی ارواح سے افضل تھے۔ اب عالم دنیا پر آئے میں بتاؤں کہ کیا شانیں لے کر آئے۔ کیا شرافتیں لے کر آئے اور کیا رفعتیں لے کر آئے۔ دیکھ لے عالم ارواح سے عالم دنیا میں آئے میرے آقا ﷺ صدقے جاؤں ''**والضحى**'' کا چہرہ لے کر آئے، ''**والیل**'' کی زلفیں لے کر آئے۔ ''**الم نشرح**'' کا سینہ لے کر آئے۔ ''**ومارميت اذرميت**'' کے ہاتھ لے کر آئے ''**قدنرى تقلب وجهك في السماء**'' کی پیشانی لے کر آئے۔ ''**مازاغ البصر وماطغى**'' کی آنکھیں لے کر آئے۔ ''**يـاايـهـا الـمـزمـل**'' کی کملی لے کر آئے اور دوستا! آ میں تجھے بتاؤں آدم علیہ السلام کی انابت لے کر آئے۔ نوح علیہ السلام کی استقامت لے کر آئے۔ ہود علیہ السلام کی ہدایت لے کر آئے۔ صالح علیہ السلام کی صالحیت لے کر آئے۔ ابراہیم علیہ السلام کی خلیلی لے کر آئے۔ اسماعیل علیہ السلام کی حلیمی لے کر آئے۔ موسیٰ علیہ السلام کی کلیمی لے کر آئے۔ ایوب علیہ السلام کا صبر لے کر آئے یونس کی دعا لے کر آئے۔ زکریا علیہ السلام کا ذکر لے کر آئے۔ یحییٰ علیہ السلام کا زہد لے کر آئے عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت لے کر آئے۔ یوسف علیہ السلام کا حسن لے کر آئے اور یعقوب علیہ السلام کا حزن لے کر آئے اور آمنہ کے لال آئے۔ فاطمۃ الزہراء، زینب اور کلثوم رضوان اللہ علیھن کے باپ بن کر آئے۔ رب ذوالجلال کے غلام بن کر آئے، ساری کائنات سے اعلیٰ بن کر عالم دنیا میں آئے۔

آقا ﷺ کی شان سُنی ہے تو آقا ﷺ کے پیروں سے سن' اہلحدیثوں سے سن۔(خطبات یزدانی ج۲ ص301، 302)

دو عالم سے اعلیٰ ہمارے نبی ﷺ:۔ یا اللہ! تو نے خلیل اللہ علیہ السلام کو معراج کروائی ہے تو زمین پر کروائی ہے یا اللہ تو نے معراج کروائی ہے اسماعیل علیہ السلام کو تو چھری کے نیچے کروائی ہے۔ یوسف کو معراج کروائی ہے تو کنویں میں گرا کر کروائی ہے۔ اللہ اپنے موسیٰ علیہ السلام کو کروائی ہے تو کوہ طور پر کروائی ہے اور جب میرے مصطفیٰ ﷺ کی باری آئی تو زمین سے کیوں اٹھا لیا ساتویں آسمانوں پر کیوں پہنچا دیا فرمایا: یزدانی بات یہ ہے کہ میں نے کائنات کو بتانا یہ ہے کہ ساتوں زمینیں' ساتوں آسمان اور چودہ طبق میرے مصطفیٰ ﷺ کے قدموں کے نیچے میرا مصطفیٰ ﷺ چودہ طبقوں کے اوپر مصطفیٰ ﷺ کے اوپر اگر کوئی ہے تو مصطفیٰ ﷺ کا خدا ہے۔

خدا سے تو کم ہیں اور سب سے زیادہ دو عالم سے اعلیٰ ہمارے محمد ﷺ

روضہ رسول ﷺ کا مقام:۔ میرے پیرومرشد ﷺ عالم دنیا سے عالم قبر میں گئے پھر بھی سب سے اونچی شانیں لے کر گئے۔ اور میرا عقیدہ یہ ہے کہ آمنہ کے لال ﷺ کی قبر پاک ''روضة من رياض الجنة'' ہے۔ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔ ساری کائنات سے اس دنیا میں اونچی شان والی ہے تو آمنہ کے لال ﷺ کی قبر پاک ہے اور آپ کی زندگی جو قبر کی ہے برزخ کی ہے وہ سب سے اعلیٰ ہے۔

قیامت میں سب سے اونچی شان:۔ عالم قبر سے میرے آقا ﷺ نے عالم حشر میں جانا ہے اور دوستو! میرا عقیدہ یہ ہے کہ پھر بھی سب سے اونچی شانیں لے کر جانا ہے حمد کا جھنڈا ہوگا تو میرے مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھ میں ہوگا۔

مخلوقات میں سب سے اعلیٰ:۔ عالم ارواح میں سب سے اعلیٰ عالم دنیا میں آئے تو سب سے اعلیٰ عالم قبر میں گئے تو سب سے اعلیٰ عالم حشر میں جائیں گے تو سب سے اونچی شانیں پا کر جائیں گے یہ ہے میرا مصطفیٰ دوستاء میں اسی لیے بتا رہا تھا۔

''واذاخذالله ميثاق النبيين لما اتيتكم من كتاب و حكمة ثم جاء كم رسول مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه قال ء اقررتم واخذتم على ذلكم اصرى قالوا اقررنا۔ قال فاشهد وانامعكم من الشٰهدين''۔(آل عمران 81)

وقت کافی ہو گیا ہے۔ یار زندہ صحبت باقی میں ان الفاظ پر اکتفاء کرتا ہوا ختم کرتا ہوں۔ اللہ مجھے اور آپ کو کتاب وسنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(خطبات یزدانی ج۲ ص305، 306)

نام کتاب:۔ خطیبانہ انداز میں منفرد تفسیر، خطبات سورۂ فاتحہ
مصنف:۔ پروفیسر عبدالستار حامد....... ناشر:۔ حامد اکیڈمی، وزیرآباد(پاکستان)

علمائے اہلحدیث اور ادب کی اہمیت

صفحات کا ادب واحترام:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کا ادب' احترام' تعظیم اور توقیر کرنا ہر مسلمان کا مذہبی فریضہ ہے۔ بلکہ کاغذ کے جس ٹکڑے پر بسم اللہ تحریر اس کاغذ کا احترام کرنا بھی لازمی اور ضروری ہے۔ صحابی رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قال رسول الله من رفع قرطاسامن الارض فيه بسم الله الرحمن الرحيم اجلالله ان يداس كتب عنده من الصديقين و خفف من والديه(تفسیر کبیر ص 88 ج 1غنية الطالبين عربی اردو ص 201فصل فی فضل بسم الله)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کاغذ کے بسم اللہ لکھے ہوئے ٹکڑے کو اس خیال سے اٹھاتا ہے کہ کسی کے پاؤں تلے نہ آجائے۔ تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا نام صدیقین میں لکھ دیا جاتا ہے اور اگر اس کے والدین فوت ہو چکے ہوں اور عذاب میں مبتلا ہوں تو بیٹے کے اس عمل کی وجہ سے اس کے ماں باپ کے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔ سبحان اللہ۔

اللہ کریم ہم سب کو بسم اللہ قرآن حکیم کے لکھے ہوئے کاغذات کا احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اگر کوئی شخص بسم اللہ لکھے ہوئے کاغذ کا احترام نہ کرے۔ اسے پاؤں تلے روندے یا جان بوجھ کر زمین پر پھینک دے تو ایسے شخص کو امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ملعون قرار دیا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ایک مرسل حدیث میں بیان فرماتے ہیں کہ '' ان النبی ﷺ مر علی کتاب فی الارض '' نبی مکرم ﷺ زمین پر گرے ہوئے ایک کاغذ کے قریب سے گزرے تو اپنے خادم سے فرمایا۔ '' ما ھذا؟ '' دیکھو یہ کاغذ کیسا ہے۔ اس نوجوان نے کاغذ اٹھایا۔ اسے کھولا تو اس میں بسم اللہ لکھی ہوئی تھی خادم نے عرض کیا۔ حضور! اس کاغذ پر تو بسم اللہ لکھی ہوئی ہے۔ فرمایا '' لعن الله من فعل هذا '' ۔ جس شخص نے بسم اللہ لکھا ہوا کاغذ زمین پر پھینکا ہے اللہ تعالیٰ اس پر لعنت فرمائے۔ نیز فرمایا '' لاتضعوا اسم الله الا فی موضعه '' تم اللہ تعالیٰ کا نام لکھے ہوئے کاغذ کو احترام کی جگہ رکھا کرو۔

(مراسیل ابی داؤد' صفحہ 20' باب الکتاب یلقی فی الطریق)

برادران محترم! بسم اللہ کا احترام کرنے کے فوائد کے ضمن میں صرف ایک واقعہ عرض کر کے بات کو آگے بڑھانے کی کوشش کرتا ہوں اور اس واقعہ عجیبہ کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ بسم اللہ کے احترام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بڑے بڑے گناہ گاروں کو معاف فرما دیتا ہے۔

بشر حافی رحمہ اللہ کا ادب پر مقام پا جانا:۔ اللہ تعالیٰ کے نیک اور صالح بندے حضرت علی ہجویری رحمہ اللہ جنہیں لوگ '' داتا صاحب '' کہتے ہیں حالانکہ یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کیلئے مناسب اور روا نہیں کیونکہ داتا کا معنی ہے دینے والا یعنی رزق دینے والا' اولاد دینے والا' کاروبار میں برکت دینے والا' شفاء دینے والا وغیرہ...... اور ان تمام اختیارات کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ لہٰذا داتا صرف اللہ تعالیٰ کو ہی جاننا اور ماننا چاہیے بہر حال حضرت علی ہجویری رحمہ اللہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب '' کشف المحجوب '' میں ایک ولی کامل حضرت بشر حافی رحمہ اللہ کی توبہ کا واقعہ بیان فرمایا ہے کہ بشر نامی ایک نوجوان شراب کا دلدادہ تھا اور ہر عیب' گناہ اور نقص اس میں پایا جاتا تھا۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ بشر شراب خانہ سے مستی کی حالت میں کہیں جا رہا تھا کہ اسے زمین پر گرد و غبار میں لتا ہوا کاغذ کا ایک ٹکڑا نظر آیا۔ اس نے اسے اٹھا کر دیکھا تو اس پر لکھا ہوا تھا '' بسم اللہ الرحمٰن الرحیم '' (وہ نوجوان اس گرد و غبار والے کاغذ پر اللہ تعالیٰ کا نام دیکھ کر از حد پریشان ہوا اور دل میں خیال کیا کہ میرے اللہ کے مبارک نام کی کس قدر توہین ہو رہی ہے) اس کاغذ کو پاک کیا۔ بڑی تعظیم کے ساتھ اسے اٹھایا۔ عطر لگایا اور انتہائی ادب و احترام کے ساتھ ایک بلند اور پاکیزہ جگہ پر رکھ دیا۔

اسی رات جب یہ نوجوان نیند کی آغوش میں گیا تو خواب کی حالت میں اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز اور خوشخبری سنائی دی۔ '' یا بشر طیبت اسمی فبعزتی لاطیبن اسمك فی الدنیا والاخرہ '' اے بشر! تو نے میرے نام کو خوشبو لگا کر معطر کیا۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! میں تیرے نام کو دنیا اور آخرت میں معطر کر دوں گا۔ (نیند سے بیدار ہوئے توبہ کر اور خوشخبری سن کہ بسم اللہ اور میرے نام کے احترام کی وجہ سے میں نے تیرے پچھلے تمام گناہوں کو معاف فرما دیا ہے اور میں نے تیرے نام کو ایسا باعزت بنا دیا ہے) کہ جو بھی تیرا نام سنے گا اپنے دل میں راحت محسوس کرے گا۔ (کشف المحجوب مترجم صفحہ نمبر 159' تفسیر قرطبی 91 جلد 1)

آپ نے غور فرمایا کہ بسم اللہ کے احترام' ادب' عزت' توقیر' تکریم اور تعظیم کی وجہ سے رب تعالیٰ نے ایک شرابی اور گناہ گار کے تمام گناہوں کو معاف کر کے اسے اپنا دوست اور ولی بنا دیا اور اس کے نام کو عزت و احترام عطا فرمایا۔ سبحان اللہ۔ شاید انہی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ

تو اج ادبوں گرد اتاری اسم اساڈے پاروں   پاک کیتے اساں دفتر تیرے حکم ہویا سرکاروں

پیران پیر اور اہمیت بسم اللہ:۔ بعض اسلاف سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوح و قلم کی تخلیق کے بعد جو سب سے پہلے تحریر لکھوائی وہ بسم الله الرحمن الرحیم تھی' سبحان اللہ' یہ بسم اللہ کی فضیلت اور عظمت کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ کائنات میں جو سب سے پہلی تحریر وجود میں آئی وہ بسم اللہ تھی چنانچہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اول ما خلق الله اللوح و القلم کہ اللہ کریم نے سب سے پہلے لوح

(یعنی لوح محفوظ) اور قلم کو پیدا فرمایا۔ فاول ما کتب علی اللوح "بسم الله الرحمن الرحیم" پس اس لوح پر جو چیز سب سے پہلے لکھی گئی وہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ کو اس کے پڑھنے والے کے لیے امن وامان کا باعث بنا دیا۔

(غنیۃ الطالبین اردو عربی ص202 بحوالہ خطبات سورۂ فاتحہ ص60 تا63)

محبوب سبحانی اور بسم اللہ کی اہمیت:۔ بسم اللہ کی برکات فضائل اور اس کے اثرات وثمرات کو سمجھنے کیلئے اس بات کو بھی ذہن نشین کریں کہ شیطان لعین کو بسم اللہ سے بڑی ضد، عداوت اور دشمنی ہے کیونکہ جہاں بسم اللہ پڑھی جائے گی، وہاں برکات کا نزول ہوگا، وہاں رحمتیں اتریں گی، سکون واطمینان حاصل ہوگا، گناہ معاف ہوں گے، جہنم سے آزادی کا اعلان ہوگا۔ جنت کے دخول کی بشارت سنائی جائے گی اور یہ ساری چیزیں ابلیس کیلئے تو موت کا پیغام ہیں اس لیے شیطان جب کسی کو بسم اللہ پڑھتے ہوئے دیکھتا ہے تو روتا، پیٹتا اور چیخیں مارتا ہوا وہاں سے بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ اپنے سر پر مٹی ڈالتا اور بسم اللہ کی برکت والی سرزمین سے دور چلا جاتا ہے۔ حضرت محبوب سبحانی الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "غنیۃ الطالبین" میں فرمایا ہے کہ ابلیس لعین نے اپنی زندگی میں تین مرتبہ ایسا نوحہ اور ماتم کیا ہے اور ایسا شدید رویا اور پیٹا ہے کہ اس طرح کبھی نہیں رویا۔ آپ حضرات توجہ فرمائیں تو میں ابلیس کے رونے کے مقامات عرض کرنے والا ہوں۔

1۔ حین لعن واخرج من ملکوت السماء۔ جب ابلیس کو لعنتی قرار دے کر بارگاہ الٰہی، فرشتوں کی صحبت اور آسمان کی رہائش سے نکال دیا گیا تو وہ ایسا رویا کہ اس جیسا کبھی نہ رویا تھا۔

2۔ حین ولد النبی ﷺ۔ جب امام رسولاں، رحمت عالمیاں، پیغمبر دو جہاں اور سرور کون ومکان جناب محمد ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی اور شیطان لعین کو یقین ہوگیا کہ اب روئے زمین پر توحید کا پرچم لہرائے گا تو ابلیس یہ تصور کر کے آنحضرت ﷺ کی ولادت مبارکہ کے دن اتنا رویا کہ اس نے رو رو کر برا حال کر لیا۔

3۔ حین أنزلت فاتحة الکتاب لکون بسم الله الرحمن الرحیم۔ اور ابلیس کی زندگی میں تیسرا وہ موقع جب اسے بہت رونا آیا اور وہ اپنی سسکیوں اور چیخوں پر قابو نہ رکھ سکا۔ وہ دن تھا جس دن اللہ تعالیٰ نے امام کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر سورۂ فاتحہ کو نازل فرمایا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ میں شیطان کو رلانے والی کون سی چیز ہے۔ جواب آیا لکون "بسم الله الرحمن الرحیم" کیونکہ سورۂ فاتحہ کے شروع میں بسم اللہ ہے۔ اس بسم اللہ کی وجہ سے ابلیس اتنا رویا کہ اپنے آنسوؤں پر ضبط نہ رکھ سکا۔ کیونکہ اسے بسم اللہ کی برکات اثرات اور ثمرات کا علم ہو چکا تھا۔ (خطبات سورۂ فاتحہ ص67 تا69)

"غنیۃ الطالبین" میں بسم اللہ کی برکت:۔ بزرگان محترم! حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عظیم الشان کامیابی، فرعون کی ذلت آمیز شکست اور جادوگروں کے قبول ایمان نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دیگر کامرانیوں کو "بسم اللہ" کی برکات اور بسم اللہ کے ثمرات قرار دیتے ہوئے حضرت الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "فانزلت علی موسیٰ فی الصحف فیها قهر فرعون وسحرته وهامان وجنوده وقارون و اتباعهٗ" (غنیۃ الطالبین صفحہ 202)

ترجمہ: پس یہ بسم اللہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ان کے صحیفوں میں نازل فرمائی اور انہیں اس کے پڑھنے کی برکت سے فرعون اور اس کے جادوگروں، ہامان اور اس کے لشکروں اور قارون اور اس کے فرمانبرداروں پر غلبہ عطا ہوا اور ہر میدان میں فتح نصیب ہوئی۔ سبحان اللہ۔

(خطبات سورۂ فاتحہ ص79)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بسم اللہ کی برکت:۔ برادران گرامی! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی برکات، اثرات اور ثمرات کا موضوع خاصا طویل ہوگیا ہے مگر ہم اسے مزید طوالت کی طرف لے جانے کی بجائے اختصار اور اشارات پر اکتفا کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان مقدس سے بسم اللہ کے فوائد کا تذکرہ ضروری سمجھتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر اور رسول برحق ہیں۔ آپ کی

ولادت، کفالت، نبوت، رسالت، بچپن، جوانی، شباب اور ارتفاع الی السماء۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نشانات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو عظیم معجزات آیات اور نشانات عطا فرما رکھے تھے ان میں سے ایک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تھی جب یہ آیت مبارکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی گئی تو آپ بے حد مسرور ہوئے۔ آپ نے اپنے امتیوں اور حواریوں کو اس کے نزول کی بشارت اور خوشخبری سنائی۔ اللہ احکم الحاکمین نے بذریعہ وحی آپ علیہ السلام کو مطلع فرمایا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم "آیات امان" یعنی امن وسلامتی والی آیت ہے۔ لہٰذا اٹھتے، بیٹھتے، سوتے، جاگتے، چلتے، پھرتے، چڑھتے، اترتے، آتے جاتے غرض ہر وقت اس کی تلاوت کیا کریں کیونکہ۔ **"من وافا یوم القیامة و فی صحیفته بسم الله الرحمن الرحیم ثمان مائة مرة و کان مومنا بی و بربوبیتی اعتقنهٗ من النار وادخلته الجنة"**

(غنية الطالبين عربی اردو ص 203 فصل اخرفی فضل بسم الله)

ترجمہ: قیامت کے دن جس شخص کے نامہ اعمال میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا آٹھ سو مرتبہ پڑھنا لکھا ہوا پایا گیا اور اس کا مجھ پر اور میری ربوبیت پر ایمان ہوا تو میں اسے آگ کے عذاب سے آزاد کر کے جنت کا داخلہ نصیب فرما دونگا۔

کثرت سے بسم اللہ کا وظیفہ:۔ کوشش فرمایئے کہ توحید خداوندی کا عقیدہ اپنایا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر یقین پختہ کیا جائے نیک اعمال کا ذخیرہ کیا جائے اور کثرت سے بسم اللہ کا وظیفہ پڑھا جائے اللہ کریم ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(خطبات سورۂ فاتحہ ص 86 تا 87)

بسم اللہ کے 19 حروف:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے کل انیس حروف ہیں۔ (۱) باء (۲) سین (۳) میم (۴) الف (۵) لام (۶) ھاء (۷) الف (۸) لام (۹) راء (۱۰) حاء (۱۱) میم (۱۲) الف (۱۳) نون (۱۴) الف (۱۵) لام (۱۶) راء (۱۷) حاء (۱۸) یا (۱۹) میم۔ اور قرآن حکیم نے بیان فرمایا ہے کہ جہنم کے نگران فرشتوں کی تعداد بھی انیس ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ساصلیه سقر o وماادرٰك ماسقر o لاتبقی ولاتذر o لواحة للبشر o علیها تسعة عشر o (سورۂ مدثر آیت نمبر 26 تا 30)**

ترجمہ: عنقریب ہم اسے سقر میں داخل کریں گے اور تمہیں کیا علم کی سقر ہے؟ وہ (آگ ہے) نہ باقی رکھے گی اور نہ چھوڑے گی اور جھلس کر سیاہ کردے گی اور انیس داروغے مقرر ہیں۔

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ جو شخص قیامت کے دن جہنم کے انیس فرشتوں کی گرفت سے بچنا چاہتا ہے۔ وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا وظیفہ پڑھتا رہے تو اللہ تعالیٰ اسے آگ کے انیس فرشتوں کی پکڑ سے محفوظ فرمائے گا۔ سبحان اللہ۔

(تفسیر ابن قرطبی صفحہ ۲ خطبات بحوالہ سورۂ فاتحہ ص 87،)

بسم اللہ پر چھہتر ہزار نیکیاں:۔ بسم اللہ کا پڑھنا کار ثواب، بسم اللہ کا لکھنا ذریعہ نجات اور بسم اللہ کا وظیفہ باعث برکات ہے۔ اس کی تلاوت کے اجر وثواب کا ذکر کرتے ہوئے مشہور صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ **قال رسول الله ﷺ من قرء بسم الله الرحمن الرحیم کتب الله له بکل حرف اربعة الاف حسنة ومحاعنه اربعة آلافٍ سیئةً ورفع له اربعة آلافٍ درجةً۔** (تفسیر فتح القدیر ص 19 ج 1)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تلاوت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بسم اللہ کے ہر حرف کے بدلے میں اس کے نامہ اعمال میں چار ہزار نیکیاں درج فرما دیتا ہے اور اس کے چار ہزار گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اس کے چار ہزار درجات بلند فرما دیتا ہے۔

برادران گرامی! بسم اللہ کی تلاوت کے ثواب اور اجر پر آپ غور فرمائیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ پوری بسم اللہ پڑھنے والے کو چار ہزار نیکیاں ملتی ہیں۔ چار ہزار گناہ معاف ہوتے اور چار ہزار درجات بلند ہوتے ہیں۔ بلکہ فرمایا کہ بسم اللہ کے ہر حروف کے بدلے میں اس کے قاری کو یہ مرتبہ اور مقام نصیب ہوتا ہے۔ سبحان اللہ۔

آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے عرض کیا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے کل 19 حروف ہیں۔اب آپ انیس کو چار ہزار سے ضرب دیں تو آپ حیران رہ جائیں گے کہ ایک دفعہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے سے چھہتر ہزار نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔چھہتر ہزار گناہ معاف ہوتے ہیں اور اسے پڑھنے والے کے چھہتر ہزار درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں۔سبحان اللہ۔سبحان اللہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایسا عظیم بابرکت اور مہتم بالشان وظیفہ ہے کہ جس مقام پر اسے پڑھا جائے وہاں کے پہاڑ' درخت' زمین اور دوسری اشیاء بھی ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتی ہیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ' طاہرہ' مطہرہ' زاکیہ' مزکیہ' مفقہیہ' محدثہ' معلّمہ' مبلغہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ

لما نزلت بسم الله الرحمن الرحيم ضجت الجبال حتى سمع اهل مكة دويها فقالوا سحر محمدٌ ن الجبال۔ فبعث الله دخانا حتى اظل على اهل مكة فقال رسول الله ﷺ من قرء بسم الله الرحمن الرحيم موقنا سبحت معه الجبال الا انه لايسمع ذالك منها۔ (تفسير فتح القدير ص١٩ ج١)

ترجمہ: جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا نزول ہوا تو پہاڑوں نے زور سے (بسم اللہ کی) آواز نکالی۔یہاں تک کہ پہاڑوں کی اس آواز کو اہل مکہ نے بھی سنا تو انہوں نے (اسے بسم اللہ کی برکت اور نبی اکرم ﷺ کا معجزہ قرار دینے کی بجائے یہ) کہا کہ محمد ﷺ نے پہاڑوں پر جادو کر دیا ہے پس اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ پر ایک دھواں بھیجا جس نے تمام اہل مکہ کو گھیرے میں لے لیا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص یقین کامل کے ساتھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا ہے تو اس کے ساتھ پہاڑ بھی رب تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں مگر وہ ان پہاڑوں کی آواز نہیں سن سکتا۔سبحان اللہ

بسم اللہ ہر مشکل سے نکلنے کا وظیفہ:۔ محترم حضرات! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے سے کام میں برکت' رزق میں وسعت' معاملات میں آسانی' مشکلات سے نجات' پریشانیوں سے چھٹکارا' اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رب العزت کی قربت نصیب ہوتی ہے اور بسم اللہ کا وظیفہ کرنے والا مسلمان' اللہ رب العالمین کے اس قدر قریب ہوتا ہے کہ اس سے زیادہ قرب کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

نا اُمید افراد کیلئے بسم اللہ کا وظیفہ:۔ نبی مکرم ﷺ کے چچازاد بھائی اور اول مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہٗ ذکر فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہٗ نے نبی محترم ﷺ سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بارے میں دریافت کیا تو رسول معظم ﷺ نے فرمایا کہ بسم اللہ' اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ (خوبصورت ناموں) میں سے ایک نام ہے اور اس کے (پڑھنے والے) اور اللہ تعالیٰ کے بڑے نام کے درمیان اتنا (نہ ہونے کے برابر) ہی فاصلہ ہوتا ہے جتنا آنکھ کی سیاہی اور سفیدی کے درمیان ہوتا ہے۔

یعنی جس طرح آنکھ کی سفیدی اور سیاہی کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں ہوتا۔اسی طرح بسم اللہ کے قاری اور رب تعالیٰ کے تعلق کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں ہوتا۔بسم اللہ کا وظیفہ کرنے والا اپنے منہ سے کلمات بعد میں ادا کرتا ہے۔اس کا رب اس کی دعا کو پہلے ہی درجہ قبولیت عطا فرما دیتا ہے۔سبحان اللہ۔

ایسے لوگ جن کا گلہ اور شکوہ ہی یہ ہوتا ہے کہ رب العزت ہماری تو سنتا ہی نہیں ہے۔نعوذ باللہ۔ وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو حرز جان بنالیں۔انشاء اللہ ان کی دعائیں قبول ومنظور ہوں گی۔(خطبات سورۂ فاتحہ ص93 تا94)

مٹی میں شفاء:۔ اگر میں رسول پاک ﷺ کی احادیث مبارکہ کی روشنی میں کہوں کہ بسم اللہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ مٹی میں شفا پیدا فرما دیتا ہے۔تو یقیناً مبالغہ نہ ہوگا۔آپ نے پچھلے خطبہ جمعہ مبارکہ میں تفصیل سے سماعت فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی پانی کے سیلاب سے محفوظ رہی تو بسم اللہ کی برکت سے۔☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے نار کو گلزار بنایا گیا تو بسم اللہ کی برکت سے۔☆ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو بخشش کی نوید سنائی تو بسم اللہ کی برکت سے۔☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کیلئے دریا میں بارہ راستے بنائے گئے تو بسم اللہ کی برکت سے ☆ فرعون کو ایک عرصے تک ہلاکت سے بچایا گیا تو بسم اللہ کی برکت سے۔☆ حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے ملکہ سباء کو مطیع بنایا گیا تو بسم اللہ کی برکت

سے۔☆حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نجات کی بشارت سنائی تو بسم اللہ کی برکت سے☆نبی اکرم ﷺ کو شفاء عطا فرمائی گئی تو بسم اللہ کی برکت سے۔

جو رب العزت بسم اللہ کی برکت سے یہ سارے اور ان جیسے لاکھوں دوسرے کام کر سکتا ہے۔ وہی اللہ کریم اگر چاہے تو بسم اللہ کی برکت سے ''مٹی میں شفاء'' بھی پیدا فرما سکتا ہے، سبحان اللہ '' وماذالك على الله بعزيز ''اور یہ اللہ تعالیٰ کیلئے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ سبحان اللہ۔

(خطبات سورۂ فاتحہ ص 121 تا 123)

پاگل پن دور کرنے کا دم:۔ سورۂ فاتحہ کو اللہ الرحم الراحمین نے موت کے سوا ہر بیماری اور مرض کی شفا بنا دیا ہے۔ یہ سورت روحانی اور جسمانی دونوں قسم کی بیماریوں کیلئے شفاء ہی شفا ہے۔ (خطبات سورۂ فاتحہ ص 162)

سورۂ فاتحہ پر اولیاء کے مجربات:۔ ایک دفعہ سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرنیوالے کو دو تہائی قرآن مجید کا ثواب ملتا ہے۔(الدر المنثور ص 5 جلد اول)

☆رات کو لیٹ کر سورت فاتحہ اور سورۂ اخلاص پڑھنے والا موت کے سوا ہر آفت سے محفوظ رہتا ہے۔(الدر المنثور ص 5 ج ا)

سورۂ فاتحہ پڑھ کر سونے والے کی حفاظت کیلئے اللہ تعالیٰ فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے۔(الدر المنثور ص ۶ ج ا)

سورۂ فاتحہ روزانہ پڑھنے والا نظر بد سے محفوظ رہتا ہے۔(الدر المنثور ص 5 ج اول)

ناجائز قید میں پھنسا ہوا شخص سورۂ فاتحہ کو ایک سو اکیس بار تلاوت کر کے دس دس دفعہ قید خانہ پر پھونکے تو انشاء اللہ اسے رہائی نصیب ہوگی۔(الداء والدواص ۱۹)

نماز فجر کے بعد ایک سو پچیس بار سورۂ فاتحہ پڑھنے والا ہر نیک مقصد میں کامیاب ہوگا۔ انشاء اللہ۔(تفسیر ستاری ص ۹۵)

جو شخص فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان اکتالیس بار ہمیشہ سورۂ فاتحہ مع بسم اللہ پڑھے گا تو وہ اگر فقیر ہے تو غنی ہو جائے گا اگر مقروض ہے تو قرض اتر جائے گا۔ اگر بیمار ہے تو شفا پائے گا۔ اگر ضعیف ہے تو قوی ہو جائے گا اگر حقیر ہے تو معزز بن جائے گا۔ اگر منصب سے معزول ہو چکا ہے تو بحال ہو جائے گا اور اگر بے اولاد ہے تو انشاء اللہ صاحب اولاد ہو جائے گا۔(خطبات سورۂ فاتحہ ص 164)

قبولیت وظائف کی شرائط:۔ میرے عزیزو! اگر ہم سورۂ فاتحہ اور دیگر قرآنی وظائف سے فائدے حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں ☆شرک چھوڑنا ہوگا۔☆بدعتوں سے تائب ہونا ہوگا۔☆غیر شرعی رسوم کو خیر باد کہنا ہوگا۔☆شریعت کا پابند بننا ہوگا۔☆عقیدے کو درست کرنا ہوگا۔☆نیت کو خالص کرنا ہوگا۔☆رزق حلال کھانا ہوگا۔☆حرام سے بچنا ہوگا۔☆جھوٹ چھوڑنا ہوگا۔☆سچ بولنا ہوگا۔☆گناہوں سے توبہ کرنا ہوگی۔☆کثرت سے نیکیاں کرنا ہوں گی۔☆فرائض کی پابندی کرنا ہوگی۔☆صلہ رحمی اور ہمدردی اختیار کرنا ہوگی۔☆صدقات و خیرات دینا ہوں گی۔☆فضولیات سے اجتناب کرنا ہوگا۔☆نماز پنجگانہ کی پابندی کرنا ہوگی۔☆نفل نوافل کثرت سے پڑھنے ہونگے۔☆اعمال صالحہ بجالانے ہونگے۔☆حقوق العباد کا خیال رکھنا ہوگا۔☆اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی آخر الزماں ﷺ کے ارشادات اور احکام پر عمل کرنا ہوگا۔

آپ یہ کام کر کے اپنی زندگی کو پاکیزہ بنائیں پھر دیکھیں سورت فاتحہ پڑھنے سے کیا کیا فوائد' اثرات' برکات اور ثمرات حاصل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔(خطبات سورۂ فاتحہ ص 166)

صلحاء اور بزرگوں کا راستہ:۔ صلحاء عظام اور اولیاء کرام کا راستہ بھی قرآن و سنت اور توحید و رسالت کا راستہ ہے۔ ان بزرگوں نے قرآن و حدیث پر عمل کر کے ہی درجہ ولایت حاصل کیا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ جس طرح صلحاء امت صراط مستقیم پر گامزن رہے ہم بھی اسی جذبۂ شوق اور محبت سے قرآن و سنت کے احکام پر عمل کر کے ان کی طرح اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کریں۔ صراط الذی انعمت علیھم راستہ ان لوگوں کا جن پر تیرا انعام ہوا۔

یہ بات ذہن نشین فرمائیے کہ صرف اولیاء کرام کی طرف نسبتیں قائم کرنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا بلکہ ان جیسے عقائد اور اعمال اختیار کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور نبی رحمت ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔(خطبات سورۂ فاتحہ ص 487)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ

الفیوض المحمّدیہ

بتذکار

سلالۃ لکویّہ

۱۴۰۶ھ

تصنیف

مولانا محمّد ابراہیم خلیل فیروزپوری

ناشر

مکتبۃ العزیزیہ حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ

قیمت -/۲۵ روپے

نام کتاب:۔ الفیوض المحمدیہ ﷺ

بتذکار سلالۃ الکویۃ

مصنف ـــــــــ محمد ابراہیم خلیل فیروزپوری

مطبع

المکتبۃ العزیزیۃ

حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ

فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

فتاویٰ علمائے حدیث

کتاب الجنائز

جلد پنجم

ترتیب: ابوالحسنات علی محمد سعیدی مہتمم جامعہ سعیدیہ خانیوال ضلع ملتان

ناشر

مکتبہ سعیدیہ خانیوال (ملتان)

ماخذ فتاویٰ علمائے حدیث جلد پنجم

۱۔ فتاویٰ عـزیزی
۲۔ فتاویٰ اخبار اہلحدیث سوہدرہ
۳۔ فتاویٰ الاعتصام لاہور
۴۔ فتاویٰ اخبار محدث دہلی
۵۔ فتاویٰ اخبار اہل حدیث گزٹ دہلی
۶۔ فتاویٰ اخبار اہل حدیث لاہور
۷۔ فتاویٰ غزنویہ امرتسر
۸۔ فتاویٰ ماہنامہ الاسلام دہلی
۹۔ فتاویٰ شرفیہ قلمی مسودہ
۱۰۔ فتاویٰ اخبار ترجمان دہلی
۱۱۔ فتاویٰ ثنائیہ
فتاویٰ بوا والبدسئے
۱۲۔ فتاویٰ رسالہ بدعات کی تردید
۱۳۔ فتاویٰ حصر پوری
۱۴۔ فتاویٰ ارغام المبتدعین
۱۵۔ فتاویٰ نذیریہ دہلی
۱۶۔ فتاویٰ صحیفہ اہلحدیث کراچی
۱۷۔ فتاویٰ صاعقۃ الرحمٰن خانپوری قلمی
۱۸۔ فتاویٰ اہلحدیث
۱۹۔ فتاویٰ ستاریہ
۲۰۔ زیارت قبور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ
۲۱۔ فتاویٰ دلیل الطالب علی ارجح المطالب
۲۲۔ المعتصم کراچی
فتاویٰ محدث لاہور

نام کتاب: فتاویٰ علماء حدیث جلد پنجم
نام مرتب: ابوالحسنات علی محمد سعیدی خانیوال
کتابت: ابن منیر رحم خوشنویس چک ۵۳۳ ای بی
طباعت:
تاریخ اشاعت: ۳ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ مطابق ۴ مارچ ۱۹۷۶ء
تعداد: ایک ہزار
ناشر: مکتبہ سعیدیہ خانیوال
قیمت: ۳۵ روپے
ملنے کا پتہ: مکتبہ سعیدیہ خانیوال ضلع ملتان (مغربی پاکستان)

علماء وصوفیاء کی مریدین کو تعلیمات:۔ اکابرین ملت' زعماء قوم' بزرگان دین' اولیاء کرام اور صلحاء امت نے اپنے مریدوں اور عام مسلمانوں کو قرآن وسنت کے احکام پر عمل کرنے کی تبلیغ وتلقین فرمائی ہے۔

پیران پیر کی مریدین کو نصیحت:۔ (پیران پیر) جن کے نام سے زمانہ واقف ہے۔آپ کمال درجے کے بزرگ تھے۔خلوص' للٰہیت' تواضع' انکساری' اخلاق حسنہ' عبادت الٰہی میں استغراق' عقیدہ اور عمل کی اصلاح' ذکر الٰہی میں اشغال اور آخرت کا خوف آپ کی سیرت وکردار کے نمایاں پہلو ہیں۔مگر آج لوگوں نے ان کے نام پر بدعات کو رواج دے رکھا ہے۔آیئے آپ کے ارشادات وفرمودات میں سے آپ کے راستے کو تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔آپ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب ''فتوح الغیب'' کے دوسرے مقالے میں فرماتے ہیں:

واتبعوا ولا تبتدعوا واطیعوا ولا تمز قو اوحدوا ولا تشر کوا۔ (فتوح الغیب مترجم صفحہ ۱۴)

ترجمہ:اورسنت کی پیروی کرواور بدعت نہ کرو اور اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرواور ان کے حکم سے باہر نہ جاؤ۔اللہ کو یکتا جانو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔

آپ پیر صاحب کے ان الفاظ پر غور فرمائیں کہ آپ اپنے مریدوں اور ماننے والوں کو سنت کی پیروی کرنے' بدعت سے احتراز کرنے' عقیدہ توحید اختیار کرنے اور شرک سے باز رہنے کا حکم دے رہے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کتاب ''فتوح الغیب'' کے مقالہ نمبر ۱۰ میں لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وهوالحاكم كتاب الله وسنة رسوله لاتخرج عنهما فان خطر خطر اووجد الهام فاعر ضهما على الكتاب والسنة۔

(فتوح الغیب مترجم صفحہ ۱۳)

ترجمہ: کتاب اللہ اور سنت رسول ہی اصل حاکم ہیں تم ان دونوں کے احکام سے باہر نہ نکلو۔اگر تمہارے دل میں کوئی خطرہ گزرے یا الہام پایا جائے تو اسے کتاب وسنت پر پیش کرو۔(خطبات سورۂ فاتحہ ص 487 تا 488)

اتباع سنت ہر ولی کا شیوہ:۔ عزیزان گرامی! ایک شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ ہی کیا۔ہر مرد صالح' نیک شخص اور ولی کامل نے لوگوں کو توحید وسنت کا راستہ دکھلانے کی کوشش کی ہے۔(خطبات سورۂ فاتحہ ص 489)

نام کتاب:۔الفیوض المحمد یہ ﷺ۔ بتذکار،سلالۃ الکویہ
مصنف:۔محمد ابراہیم خلیل فیروز پوری، المکتبۃ العزیزیہ' حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ

مولانا حافظ محمد امین شاہ رحمہ اللہ

نام ونسب:۔ ابواحمد حافظ محمد امین بن ملک عالم شاہ بن ابوداؤد ڈھنگ شاہ آپ کا سلسلہ تئیسویں پشت میں محمد بن الحنفیہ سے جاملتا ہے۔آپ خاندان کھوکھر یہ کے مؤسس اعلیٰ تھے۔آپ کے والد ماجد کا نام ملک عالم شاہ تھا جو خود بھی ایک بلند پایہ عالم تھے۔اوران کے والد یعنی حافظ محمد امین کے دادا حضرت شیخ المشائخ ابوداؤد ڈھنگ شاہ صاحب قدس سرہٗ تھے جنہوں نے اپنے ماحول میں تبلیغ دین کی خدمات انجام دیں اور اہل علم میں ایک بلند پایہ مقام حاصل کیا۔(الفیوض المحمد یہ ص 19)

بیعت اصلاح:۔ حافظ محمد امین رحمہ اللہ سید محمود کمال رحمہ اللہ کے دست حق پرست پر بیعت تھے اور بعض کتب بھی ان سے پڑھی تھیں۔

حاشیہ میں وضاحت:۔ سید محمود کمال جن کا مقبرہ غرب رویہ درس میاں بڑا صاحب میں موجود ہے اور اسی محلّہ تیل پورہ میں رہائش پذیر تھے (الفیوض المحمد یہ ص 20، بحوالہ اولیائے لاہور ص ۲۴، تحقیقات چشتی ص ۴۵۱)

الشیخ الحافظ احمد رحمہ اللہ

نام وجائے پیدائش:۔ حافظ احمد بن مولانا حافظ محمد امین رحمہ اللہ آپ قریباً دسویں صدی ہجری کے اواخر میں بمقام موضع ڈھنگ شاہ حافظ محمد امین کے ہاں تولد ہوئے۔

ریاست ممدوٹ ضلع فیروز پور میں ایک لکھا نامی شخص کے نام پر مشہور گاؤں موضع لکھو کے کو اپنا مسکن بنایا۔(الفیوض المحمد یہ ص21 تا25)

بیعتِ اصلاح وخلافت طریقت:۔ حافظ احمد نے علوم ومعرفت کا آغاز اپنے والد ماجد سے کیا اور سنت تصوف اور قرآن پاک شیخ محمد اسماعیل لاہور عرف بڑے میاں سے حاصل کیا اور ان کے دست مبارک پر بیعت کی اور بیعت وخلافت کی اجازت حاصل کی۔ حافظ محمد امین رحمہ اللہ، سید محمود کمال رحمہ اللہ کے مرید تھے جو کہ شیخ اسماعیل لاہوری رحمہ اللہ کے بڑے دوست اور تعلق دار تھے حافظ محمد نے اپنی سند تصوف اس طرح لکھی ہے: محمد عن بارك الله عن الحافظ احمد عن الشيخ محمد اسماعيل لاهوری۔"

حاشیہ میں وضاحت:۔ شیخ محمد اسماعیل لاہوری رحمہ اللہ عرف بڑے میاں ایک ولی کامل صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ ۹۹۵ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت مخدوم عبدالکریم سے علوم کا اکتساب کیا۔۴۳ برس کی عمر میں لاہور تشریف لائے۔ایک دینی دارالعلوم کا اجراء فرمایا جو"درس میاں بڑا" کے نام سے مشہور ہوا۔اور آج تک اس کا یہ نام زندہ ہے۔ درس وتدریس کے ذریعہ علم وعرفان کی بے حد اشاعت فرمائی۔ بے شمار لوگ آپ سے مستفید ہوئے۔ حافظ احمد اور حافظ نور محمد دونوں بھائیوں نے اسی شیخ اسماعیل لاہوری رحمہ اللہ درس والا اور بگہ والا سے اسناد واجازہ حاصل کیے۔ پانچ شوال ۱۰۸۵ھ میں فوت ہوئے۔ ملاحظہ ہو تحقیقات چشتی ص۴۶۲ تذکرہ اولیائے لاہور ص ۲۱، تذکرہ اولیاء ہند و پاک ص۵۰۴۔(بحوالہ: الفیوض المحمد یہ ص25)

وضاحت:۔ موجودہ تُربت شالیمار روڈ نزد شالیمار ہسپتال مغل پورہ میں درس بڑے میاں کے نام سے موجود ہے ان کی وصیت تھی کہ میری تربت کو پکا نہ کیا جائے اور واقعی اب بھی انکی تربت پکی نہیں بلکہ کچی ہے اور دینی طلباء کیلئے حفظ کا مدرسہ اب بھی وہاں موجود ہے۔ اپنے دور کے مشہور مانے ہوئے درویش تھے اور قال اللہ قال رسول ﷺ کی ترتیب میں بہت پیش پیش تھے۔(از مرتب اثری)

شیخ اسماعیل کی کرامت اور جوگی کا استدراج:۔ حافظ محمد نے"زینت الاسلام" کے حواشی پر کرامت اور استدراج کا فرق واضح کرنے کیلئے شیخ اسماعیل لاہوری رحمہ اللہ کا ایک واقعہ اپنے والد حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ کے حوالہ سے لکھا ہے جو قدرے تفاوت کے ساتھ تحقیقات چشتی ص۴۵۴ اور اولیائے لاہور ص۲۴ میں بھی موجود ہے۔ قارئین کی دلچسپی کیلئے درج کیا جاتا ہے۔

"چنانچہ مشہور ہے اور اپنے والد بزرگ وار سے کئی بار سنا ہے کہ مولانا حافظ اسماعیل لاہور (جو بگے والا اور درس والا) مشہور ہیں۔ اس مسجد میں آپ درس دیتے تھے جس میں اب بھی درس دیا جاتا ہے اور اس میں آپ کے خلیفے موجود ہیں آپ کے ساتھ چند طلباء بھی تھے۔ آپ نے ایک طالب علم کو ایک مسجد کا جو آبادی شہر سے باہر تھی حال معلوم کرنے کیلئے بھیجا۔ جب طالب علم مسجد کے پاس پہنچا تو مسجد کے اندر سے ایک جوگی کافر نکلا اور طالب علم پر ایسی غضب کی نگاہ ڈالی کہ وہ پنڈلیوں تک زمین میں دھنس گیا کچھ دیر کے بعد مولوی صاحب نے ایک اور طالب علم کو بھیجا اس کے ساتھ بھی اس جوگی نے وہی سلوک کیا غرض تمام طلباء کو زمین میں اسی طرح دھنسایا۔ آخر میں مولوی صاحب خود تشریف لائے تو جوگی نے مسجد سے نکل کر آپ پر نگاہ ڈالی مگر اس کی نگاہ نے مولوی صاحب پر کوئی اثر نہ کیا بلکہ طلباء کے پاؤں بھی زمین سے باہر نکل آئے جوگی نے یہ معلوم کر کے کہ اس شخص کی باطنی قوت زیادہ ہے مسجد کو کہا کہ اے مسجد ملاں یہاں نہیں رہنے دیتا مسجد کانپ گئی اور اس کے

ساتھ چل پڑی مولوی صاحب نے اپنا پاؤں مسجد پر مارا اور کہا کہ اے مسجد کافر کے پیچھے مت جا اور اپنی جگہ پر کھڑی رہو۔ آپ کے کہنے سے مسجد پھر ٹھہر گئی اور جوگی کا سینہ چاک ہو گیا اور مر گیا۔ (زینت الاسلام ج ۲، ص ۵۶)

یہ صاحب واقعہ وہی شیخ اسماعیل ہیں جن سے حافظ احمد نے سند و اجازت بیعت حاصل کی تھی۔

خانگی زندگی:۔ آپ کی پاکیزہ سیرت اور اخلاق و عادات اور زھد اور تقویٰ سے متاثر ہو کر موضع ''طور'' کے ایک رئیس نے آپ کے عقد میں اپنی نیک سیرت بیٹی دے دی۔

مولانا معین الدین صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ ''اس کا اثر تھا کہ موضع طور کے ایک رئیس نے اپنی نیک سیرت بیٹی آپ کے عقد میں دے دی جس کے بطن سے فرزند وحید حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ پیدا ہوئے۔ (الفیوض المحمدیہ ص ۲۶، ۲۷)

حافظ رحمہ اللہ کی کرامات:۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حافظ احمد رحمہ اللہ اپنے زمانہ کے مایہ ناز ولی اللہ، عالم دین، صاحب تقویٰ بزرگ تھے آپ کے کشف و کرامت کے کئی واقعات زبان زد خواص و عوام تھے۔ مولانا الٰہی بخش کلیروی نے دو کو نظم میں بیان کیا ہے ملاحظہ فرمائیں اور آپ کے فضل و منزلت کا اندازہ لگائیں۔

حافظ احمد یار جو دادا حافظ صاحب سندا — انہاں دی اک گل سناوے پاس اساں اک بندہ
میاں قندا نام اوس دا تے قوم کا ہریا آیا — محمد صالح بن بارک اللہ تھیں سنیا اوس سنایا
اک کمہاری وڈی عمراں لکھو کیاں وچ رہندی — دادے تہاڈے دی اک گل سناواں سانوں کہندی
فوت ہوئے جد حافظ احمد یار ہوریں سن پیارے — خویش بیگانے طرف قبوراں منجی چا سدھارے
تیاری گور کریندیاں بھائی وقت نماشاں آیا — حافظ احمد یار ہوراں نوں لحد دے وچ ٹکایا
سرہاندیوں سامی چانن لگے جو تیک پواندی آئے — اک موری اجے رہندی سی جاں سر عجیب وسائے
اچا چیتی سامی اندر چانن اتلیاں پایا — بھی ہک الامند جو میوہ سوہناں انہاں نوں وسایا
حافظ بارک اللہ جی دے اہناں ایہ گل گوش گذاری — فرمایا کڈھ لو ایہ میوہ رب قسمت اساں اتاری
شمار آدم دا کر کے پھر اوہ ذرہ ذرہ کیتو نے — جتنی مجلس آہی حصہ کل نوں ٹھیک دتو نے
ساری مجلس کھایا نہ باپ میرے نے چکھیا — میں ساں ماپیاں دے گھر ہکا میرے کارن رکھیا
میں منہ دے اندر رکھا گھر کے لنگیا خبر نہ کائی — عمراں اندر اہو جیہی لذت کدی نہ پائی

(کرامات نامہ مولانا عبدالرحمٰن لکھوی ص ۹۶)

کرامات کا دوسرا واقعہ:۔ دوسرا واقعہ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

نام شام دین تے قوم قریش پکا مرد دسیا — فیروز پور اندر اک دستی ادہ ملن بھراواں آیا
غلام فرید دی مسجد اندر بیٹھی مجلس ساری — تد اس نے ایہ گل سنائی واہ واہ عمدہ کاری
امرتسر دے ضلع اندر اک شخص جو آہا بھائی — کھوہ بٹن دا کم کریندا بندہ ایہائی
خواب دے اندر ہک بزرگ آ کے اسنوں ایہ فرمایا — دو کھوہیاں ساڈیاں ٹبر دے سانوں ایہ پیغام سنایا
دوجی راتیں خواب اونویں پھر تریجی رات جو ہوئی — تریجی رات اس پچھیا مینوں پتہ نہ لگ دا کوئی
جو کی نام تساں تے کھوہیاں کتھے کہڑی جا گ آئی — سب حقیقت دسو حضرت کرساں حکم ادائی

احمد یار ہے نام میرا تے دستی تدھ بتاواں — فیروز پوروں ہے بارہ کوہ میں چنگے پتے بتاواں
پنڈ دا نام ہے لکھوکے جانے سب لوکائی — اک گھریں اک مسجد دوکھوہیاں ایہن بھائی
اوہ غلاظت نال بھریاں جا انہاں ٹب سواریں — اے مومن اس سخن اساڈیوں ہرگز مول نہ ہاریں
جانبہ رکھی اس گڈی اندر لکھوکیاں وچ آیا — دوہاں کھوہیاں تائیں اس نے ٹب سوار بنایا
حافظ صاحب نے فرمایا لے مزدوری یارا — اس عرض کیتی مزدوری کارن ایڈ نچائم بھارا
میں حکم تعمیل کیتی جوکارن رب رضائیں — میں اللہ کارن کم کیتا، یہ اجر دیوے رب سائیں

بہرحال حافظ صاحب ان نابغۂ روزگار ہستیوں میں سے تھے جن کے متعلق علامہ اقبال نے کہا ہے:۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں۔ (کرامت نامہ ص۹۶)

کشف کرامات کے بے شمار واقعات:۔ یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ آپ سے کن کن لوگوں نے علوم وفیوض کا استفادہ کیا کیونکہ بعد زمانہ کی وجہ سے آپ کے زیادہ تر حالات معرض خفاء میں رہے ہیں۔اس موضوع پر کسی نے قلم اٹھانے کی زحمت ہی گوارا نہیں کی ورنہ آپ شہرت تقویٰ، علم وفضل وکمال وتفوق میں کسی اہل اللہ سے کم نہ تھے۔اگر ان کے زمانہ کے فوراً بعد ان کی سوانح حیات کو جمع کیا جاتا تو ایک طویل دفتر تیار ہوجاتا اور کشف وکرامات کے بے شمار واقعات آپ محفوظ فرماتے۔آپ کے علم وفضل کا ایک مظہر آپ کے صاحب زادے حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ تھے جنہوں نے تمام ظاہری اور باطنی علوم کا اکتساب آپ ہی سے کیا اور اپنے تبحر علمی کی وجہ سے پورے پنجاب میں مشہور ہوئے۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اعلیٰ علیین میں بلند درجات عطا فرمائے۔آمین!

مدفن: طویل عرصہ دین حق کی خدمت انجام دیکر موضع لکھوکے ضلع فیروز پور پنجاب میں رحلت فرمائی اور جامع مسجد کے پہلو میں دفن ہوئے۔اللهم ارحمه رحمة واسعة (الفیوض المحمدیہ ص29 تا 31)

الشیخ الصالح الحافظ بارک اللہ رحمہ اللہ کا ذوق تصوف

نام ونسب: حافظ بارک اللہ بن الحافظ احمد بن الحافظ محمد امین

جائے پیدائش:۔ آپ موضع لکھوکے ضلع فیروز پور میں ۱۱۵۶ھ بمطابق ۱۷۴۳ء کو حافظ احمد کے ہاں تولد پذیر ہوئے۔(تحفہ واعظ ص۲)

تعلیم وتربیت:۔ آپ کی والدہ ماجدہ نہایت صالحہ عورت تھیں جس نے اپنے اکلوتے فرزند کی خوب خوب تربیت فرمائی۔مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس نیک ماں نے اپنے بیٹے کو کبھی بغیر وضو دودھ نہیں پلایا۔(پنجاب کا عظیم مصلح ص۴)

سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت اصلاح:۔ حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ کو حفظ قرآن اور تصوف کی سند اپنے والد بزرگ وار حافظ احمد رحمہ اللہ سے حاصل تھی اور حافظ احمد رحمہ اللہ کو شیخ اسماعیل رحمہ اللہ لاہور یگہ والا سے حاصل تھی بعد ازاں مزید اطمینان قلب کیلئے دہلی میں مرزا مظہر جان جاناں کے خلیفہ شیخ عبداللہ المعروف بشاہ غلام علی دہلوی رحمہ اللہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔

شیخ عبداللہ المعروف شاہ غلام علی سحبان ہند قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ کے پیر برادر تھے اس طرح حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ کو ارادت وخلافت میں ایک ایسا سلسلہ حاصل ہوا جو پورے ہند میں مشہور اور بے مثل تھا اور اپنی عظمت وشان میں مشہور ومعروف۔

مولانا عبدالحق فرماتے ہیں:''حضرت میاں صاحب حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ کو خلافت واجازت حضرت مولوی عبداللہ شاہ صاحب المعروف شاہ غلام علی دہلوی رحمہ اللہ سے تھی اور وہ خلیفہ اصل مسند نشیں قیم طریقہ احمدیہ محی سنت نبویہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں دہلوی رحمہ اللہ کے تھے۔رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (ایقاظ عقلاء الزمان ص۵)

مولانا خدا بخش نے اسی موضوع کو نظم میں بیان کیا ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

پھر حافظ صاحب بارک اللہ جی ہوئے متقی نیک سوہارے　　تقویٰ تے پرہیز تہاں مشہور اندر جگ سارے
بارک اللہ بھی ولی اللہ دے پاون فضل الٰہی　　نام انہاندے نال لاکھہ آمین آکھیں بھائی
تے شاہ غلام علی دی آہی صحبت اتے خلافت　　حضرت بارک اللہ دے تائیں پائی ایڈ شرافت
تے مرزا مظہر جان جاناں تھیں فیض غلام علی نوں　　ایہ بھی نسبت ملدی آہی محی الدین ولی نوں

الحاصل حافظ بارک اللہ صاحب رحمہ اللہ کو ایسے جلیل القدر بزرگوں سے فیض حاصل ہوا جو بہت کم لوگوں کو حاصل ہوا اور حافظ صاحب رحمہ اللہ اپنے وقت کے جید اولیاء کرام کے خلفاء میں سے تھے۔ (الفیوض المحمدیہ ص ۳۳ تا ۳۵)

حاشیہ میں وضاحت:۔ حضرت شاہ شمس الدین، حبیب اللہ مرزا مظہر جان جاناں بن مرزا جان سید عبدالسبحان۔ آپ سادات علوی میں سے تھے۔ نسب محمد بن حنفیہ کے توسط سے حضرت علی رضی اللہ عنہٗ سے جا ملتا ہے۔ صاحب شرح تاریخ پیدائش ہے جو کہ ۱۱۱۱ھ بنتا ہے۔ اہل تشیع کے خلاف زبردست تقریریں فرمایا کرتے تھے۔ قاضی ثناء اللہ اور شاہ غلام علی دہلوی رحمہما اللہ آپ کے خلفاء میں سے تھے۔ شیعہ نے ایک سازش کے تحت آپ پر پستول سے حملہ کیا۔ سات محرم بروز چہارشنبہ ۱۱۹۵ھ میں آپ پر حملہ ہوا۔ تین دن بعد نو محرم ۱۱۹۵ھ کو جمعۃ المبارک کے روز جام شہادت نوش فرمایا۔

حافظ بارک اللہ کا سلسلہ خلافت:۔ سید عبداللہ شاہ المعروف غلام علی دہلوی بن سید عبداللطیف بٹالوی رحمہ اللہ ۱۱۵۶ھ کو بٹالہ میں پیدا ہوئے آپ کے والد شاہ ناصر الدین قادری رحمہ اللہ کے مرید تھے۔ آپ کو ان کے حلقہ ارادت میں شامل کرنے کیلئے بلایا۔ لیکن آپ کی دہلی تشریف آوری سے قبل شاہ ناصر الدین رحمہ اللہ وفات پا گئے۔ ۱۱۸۰ھ میں مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ ان کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ آپ کے اجلہ خلفاء میں سے تھے۔ ۱۲۴۰ھ کو دہلی میں وفات ہوئی۔ شاہ ابوسعید مجددی رحمہ اللہ بھی آپ کے مرید تھے تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو۔ (تذکرہ اولیائے ہند پاک ص ۴۶۰، آثار الصنادید ص ۱۴، ص ۲۔ ایقاظ عقلاء الزمان ص ۵، بحوالہ: الفیوض المحمدیہ ص ۳۴)

قطب وقت کا کشف وخوارق عادات:۔ حافظ صاحب نہایت کم گو درویش صفت علیحدگی پسند انسان تھے اکثر اوقات اوراد و وظائف وذکر الٰہی میں گزارتے۔ یا فرائض وسنن کی ادائیگی میں مصروف ومشغول رہتے۔ خلوص' للّٰہیت' خدا خوفی ایسے اوصاف حمیدہ سے مزین اخلاق حسنہ کا پیکر اور تعلق باللہ میں انتہاء تک پہنچے ہوئے صاحب کشف وکرامت اور صاحب الہام بزرگ وولی اللہ اپنے وقت کے قطب وخدا رسیدہ صاحب دل شخصیت کے حامل تھے۔ آپ سے بے شمار کشف وکرامات کا ظہور ہوا لیکن یہاں چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

اوس ولی تھیں ظاہر یارو بہت ہیویاں کراماتاں　　اللہ وچ فردوس پہنچائے حرماں نیک صفاتاں
مولوی صاحب بارک اللہ فرداوہ واہ زُھد کمایا　　چھیاں برساں تک بیٹھیاں جھوٹہ پا زمین نہ لایا
باراں برساں زہد کیتا اس رب دے ولی پیارے　　بارک اللہ صاحب نوں مولیٰ دتے منصب بھارے

حافظ محمد صاحب رحمہ اللہ نے ''زینت الاسلام'' کے حواشی پر آپ کے ایک کشف کا تذکرہ کیا ہے اس کا پنجابی ترجمہ ناظرین کی خدمت میں پیش ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: جویں جو یک واری والد بزرگ وار ایس خاک مار دا جو صاحب کشف اتے کرامات دا بیسی جیکر سارے حال انہاندے لکھے جاون تاں وڈا دفتر بن جاوے۔ وچ بڑھاپے دے نابینے ہوگئے آہے۔ یک دن طرف شمال مغرب دے اشارہ نال ہتھ اپنے دے کیتا جو ایس طرف تھیں آفت معلوم ہوندی اے۔ پچھے ایس دے دی کئی دیراں ایہ گل فرماوندے اتے بے قرارے اتے گھبراہٹ دا اظہار کردے۔ تاں جو پچھے چھ مہنیاں دے یا کچھ اوپر لشکر انگریزاں دا اناں نہ مان شاہ بادشاہ اتے بھائی اوس دے دے وچ ملک اساڈے دے آئے۔ اتے بہت دیر تک وچ ملک اساڈے دے ٹھہرے۔ بہت ویرانی اتے خرابی اتے کال وچ ملک اساڈے پے گیا۔ جویں جوں وقت اشارہ کرنے والا مرحوم دے بھا کنک دا

ویہ سیر آیا اتے وقت ٹھہر نے لشکر دے وہ سیر ہو گیا۔ ایسے طرح ہور وی کئی ویراں مجمل گل کوئی فرماندے پچھے اوس دے اوہ گل نال تفصیل دے معلوم ہو جاندی اتے کئی ویراں خطاوی ہو جاندی اے پر بہت گھٹ۔'' (ترجمہ حواشی زینت الاسلام جلد اول ص ۳۰)

ذکر نقشبندیہ کیلئے جنگل کی راہ:۔ مولانا عبدالحق صاحب ملیر کوٹلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''میاں صاحب بارک اللہ رحمہ اللہ متقی کامل' ولی خدا' حافظ قرآن' صاحب الہام تھے۔ میاں صاحب بارک اللہ رحمہ اللہ ایک روز حسب عادت ذکر قلبی کے جوش میں جنگل کو تشریف لے گئے۔ اتنے میں نماز کا وقت آ گیا۔ آپ کو جماعت کا خیال آیا۔ الہام ہوا' فقیری میں ایسے امور کے التزام کا خیال نہیں چاہیے۔ میاں صاحب نے بارگاہ ایزدی میں بصد التجاء عرض کی کہ یا الٰہی! مجھ کو نانک شاہی فقیری منظور نہیں مجھ کو تو محمدی فقیری درکار ہے۔'' (الفیوض المحمدیہ ص ۳۸)

خاندان شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور حافظ بارک اللہ رحمہما اللہ

مرشد کی خدمت میں بکثرت آنا:۔ حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ کا دہلی میں اپنے مرشد غلام علی دہلوی رحمہ اللہ کے پاس عموماً آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا تھا اور یہ دور شاہ ولی اللہ کا آخری اور شاہ عبدالعزیز رحمہما اللہ کا زمانہ تھا۔ اس وقت شاہ ولی رحمہ اللہ کا خاندان رشد و ہدایت کا روشن آفتاب بن کر ہندوستان پر چمک رہا تھا۔ حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ کا اس خاندان سے مرسوم طریقہ سے استفادہ کرنا اگرچہ کسی تاریخی کتاب سے ثابت نہیں۔ تاہم ان کے مدارس میں آنا جانا اور ملاقات کا سلسلہ ضرور رہا ہے۔ اس سلسلہ میں ''انواع بارک اللہ'' کی یہ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

''دو الد ماجد ایں ضعیف از مولوی عبدالعزیز دہلوی نقل میکرد کہ درحکم ڈھینگ می گفتند اگر ماہی خورد حلال است واگر مردار می خورد حرام است'' (حاشیہ انواع بارک اللہ ص ۲۸۵۔ بحوالہ الفیوض المحمدیہ ص ۴۲)

وفات: حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ آخر عمر میں بینائی سے محروم ہو گئے تھے۔ زیادہ اوقات مسجد میں ذکر و اذکار میں گزارتے کشتہ مرحوم اور عبدالغفور قریشی صاحبان نے پنجابی ادیب کے طور پر حافظ صاحب کا تذکرہ کیا ہے۔ ان دونوں صاحبان نے آپ کی تاریخ ولادت و وفات میں تساہل سے کام لیا ہے اور فاش غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ ان ہر دو صاحبان کے مطابق ولادت کے سن ۱۲۰۱ھ بمطابق ۱۷۸۶ء ہیں اور وفات کا ۱۲۸۷ھ بمطابق ۱۸۷۱ء ہیں جبکہ درست سن ولادت ۱۱۵۶ھ بمطابق ۱۷۴۳ء ہے اور وفات ۱۲۶۶ھ بمطابق اور آپ کی عمر ایک سو دس برس ہے۔

مولانا خدا بخش فرماتے ہیں

حافظ صاحب بارک اللہ جی اک سو دس برساں دے دھائے   حافظ صاحب باجھوں بیٹے تن انہاندے آہے

تحفہ واعظ کے اس شعر کے نیچے بین السطور میں آپ کی وفات ۱۲۶۶ھ تحریر ہے۔ مولوی عبدالحق صاحب مولانا محی الدین کی تاریخ پیدائش لکھتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔'' آپ ۱۲۵۳ھ میں پیدا ہوئے۔ آٹھ برس کی عمر میں قرآن پاک ختم کیا۔ تیرہ سال کی عمر میں آپ نے نحو میں کافیہ ختم کر لیا تھا اسی سال آپ کے جدامجد مولوی بارک اللہ صاحب رحمہ اللہ نے انتقال فرمایا۔ (الفیوض المحمدیہ ص ۴۷، ۴۸)

زھد وعبادت اور ٹوپی کا استعمال:۔ اس موضوع پر مولانا محمد علی مدنی تحریر فرماتے ہیں:۔''تمام عمر آپ نے سادہ پن میں گزاری' علماء کے تصنع و تکلف سے بالکل متنفر تھے چنانچہ آپ کی تصانیف سے ظاہر ہے عبادت کی یہ حالت تھی کہ باوجود نوے سال کی عمر کے نماز باجماعت ادا کرتے۔ اور قیام اللیل کبھی ترک نہ کیا۔ اکثر لباس آپ کا تہہ بند' کرتہ' ٹوپی یا دوپٹہ ہوتا۔'' (الفیوض المحمدیہ ص ۵۶)

مولانا عبدالغنی کی بیعت طریقت:۔ مولانا عبدالغنی دہلوی رحمہ اللہ کو سلسلہ ارادت میں اپنے والد شاہ ابوسعید رحمہ اللہ مجددی سے اجازت حاصل تھی جو کہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے جلیل القدر خلیفہ تھے۔ یاد رہے کہ میر محبوب علی دہلوی رحمہ اللہ کو سید احمد شہید رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ (الفیوض المحمدیہ ص ۶۷)

مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کی سند تصوف

حافظ صاحب رحمہ اللہ سے مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کو دوسری سند تصوف حاصل ہوئی ویسے تو حافظ صاحب کا کئی اہل طریقت سے سلسلہ تلمذ ونسبت منسلک تھا لیکن مولوی عبدالحق رحمہ اللہ کو جو سند عطاء فرمائی اس میں اپنے والد گرامی کے واسطہ کے علاوہ کسی کا ذکر نہیں کیا۔ یہ سند ۱۳۰۹ھ کی تحریر کردہ ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

" الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على خيرخلقه محمد واله واصحابه اجمعين "

اما بعد فيقول العبد المسكين محمد بن مخدومي بارك الله عفا الله عنهما قرات القرآن المجيد علىٰ سيدى و مولائي و مخدومي ووالدى بارك الله وقرأ والدى علىٰ جدى امجد الحافظ احمد و قرأ جدى على الحافظ اسماعيل المعروف اللاهوری الگنج والد اجزت بالقرآن المجيد والفرقان الحميد لابی منظور عبدالحق الكوتلوی واجزتہٗ ايضا بالبيعة فی الطريقة النقشبندية المجددية المظهرية وانی قد بايعت علی يد سيدى و مولائي و مخدومي و والدى بارك الله وقد اجازنی بالبيعة وقد بايع والدى و حصل اجازة البيعة من عبدالله شاه المعروف بشاه غلام علی الدهلوی و قد حصل اجازة البيعة عن محی السنة النبوية قيم الطريقة الاحمدية حضرت شمس الدين' حبيب الله مرزا مظهر جان جاناں الدهلوی رحمة الله ورضوانہٗ عليهم اجمعين۔

حررہٗ سنة 1309 هجرية النبوية فی اخر شهر ربيع الاول۔

العبد المسكين محمد بن مخدومي بارك الله (اربعين مظهری ص۲۱ بحوالہ الفیوض المحمد یہ ص۷۰تا۷۱)

مسلکی اعتدال:۔ بے جا تعصب اور اعتداء بے مقصد سے ہمیشہ منع فرماتے رہے۔نفسیاتی طریقہ تبلیغ کو پسند فرماتے ان کے اپنے اشعار ملاحظہ فرمایئے:۔

سب اہل اسلام اتفاق کرورل پنڈاں شہراں والے	مقلد غیرمقلد بھائی بنو تا رہو سو کھالے
مقلد برا نہ کہن انہاں نوں عمل حدیث جو کردے	تے اہل حدیث مقلد مومن بھائی تے عیب نہ دھردے
جویں حنفی شافعی مالک حنبل ہک دوجیدے بھائی	سب مومن سنیں اہل حدیثاں جونہیں تفاوت کائی

(الفیوض المحمد یہ ص۷۳،۷۴)

صاحب کشف والدین کا احترام:۔ "وقضی ربك الاتعبدوا الاایاه وبالوالدين احسانا" کے مطابق حقوق اللہ کے بعد والدین کی خدمت واطاعت آپ کا شعار زندگی تھا جب حافظ بارک اللہ صاحب کوئی بات فرماتے تو حافظ محمد صاحب بلا تامل اس پر عمل پیرا ہوتے۔اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ اپنے والد ماجد کو صاحب کشف والہام سمجھتے تھے۔ان کا ارشاد اگر بظاہر نا قابل فہم بھی ہوتا تو حافظ صاحب اس کو کشف والہام پر محمول کر کے عملی جامہ پہنا دیتے۔(الفیوض المحمد یہ ص۷۵)

کشف کی بدولت نقصان سے حفاظت:۔ مولانا عبدالرحمٰن لکھوی بن شیخ پنجاب مولانا عطاء اللہ علیہ الرحمۃ ایسا ہی ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں:۔''ایک دفعہ حافظ صاحب رحمہ اللہ نے حصول غلہ کیلئے کچھ جوار کاشت کی جب وہ پکنے کے قریب ہوئی اور اس کی پختگی میں ابھی مزید چند یوم کی ضرورت تھی لیکن حافظ بارک اللہ نے بلا کر حافظ محمد کو حکم دیا کہ جا کر جوار کی فصل کاٹ دو۔حافظ صاحب نے اسے جا کر کاٹ دیا۔فرماتے تھے کہ میں اس کو کاٹتا تھا اور ساتھ ہی ساتھ یہ سوچتا تھا کہ واللہ اعلم والد ماجد نے اس کو کاٹنے کا حکم کیوں دیا ہے حالانکہ ابھی تک اس کی پختگی میں چند یوم کی تاخیر کی ضرورت ہے اور ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اس میں بھی کوئی حکمت ہے۔صرف اس کے تین دن بعد ایسا

شدید طوفان آیا جس سے تمام لوگوں کی فصلیں تباہ ہوگئیں صرف ہماری جوار محفوظ رہی۔ باقی تمام لوگ اپنی فصل سے محروم ہو گئے تب مجھے ان کے ارشاد کی حکمت معلوم ہوئی۔ (الفیوض المحمد یہ ص۷٦)

مجدد وقت کی کرامات:۔ حافظ محمد صاحب رحمہ اللہ کی پیدائش ایک ایسے خاندان میں ہوئی جو ذکر و وظائف اور تعلق باللہ میں مشہور و معروف تھا اور جس کا ایک ایک فرد خدا رسیدہ صاحب کشف و کرامت اور ولی اللہ تھا۔

حافظ محمد کی شخصیت پورے ہندو پاک میں شہرت کی حامل ہے۔ ان کی خدمات بے انتہا ہیں آپ کی ذات حقیقت میں ایک مجدد کی حامل ہے۔ ایک طرف علم کے سمندر جاری ہیں تو دوسری طرف تصنیف و تالیف کا سلسلہ ہے۔ وعظ و تقریر کا بحر بے کنار ذکر و اذکار یاد الٰہی کا پیکر اور خلوص للّٰہیت کا مجسمہ تھے۔ آپ بھی اپنے آباؤ اجداد کی طرح صاحب کشف و کرامت تھے۔

اس عنوان پر صرف مولانا الٰہی بخش کا ایک تحریر کردہ ایک واقعہ اور چند تاثرات پیش خدمت ہیں ورنہ اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں:۔

حافظ صاحب دی قبر مبارک نیویں جا گ آہی	تقدیروں قبر مبارک اندر پانی پے گیا بھائی
ہک عالم نے فتوے دے کے گورنوں جا کھلوایا	حافظ صاحب دا بدن صحیح سلامت پایا
ڈیڑھ برس تھیں بعد نکالے ہوئی کرامت ظاہر	جسیوں ہرگز کوئی نہ گھٹیا نال خدادی داہر
پھر ہور نیا کفن پہنا کے دفن کرائے گوریں	سونپے اللہ مالک تائیں حافظ محمد ہوریں
پھٹہ انہاندی تھیں اللہ اک ایسا لعل نکالیا	ہرگز کوئی نہ لدھا ایسا حاجیاں عرب ملک جا بھالیا

اس کے علاوہ پنجاب کے عوام و خواص میں آپ کے متعلق بے شمار خرق عادات مشہور ہیں لیکن خوف طوالت سے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ واللناس فیما یعشقون مذاھب۔ (الفیوض المحمد یہ ص۷۹،۸۱)

صاحب بصیرت بزرگ:۔ حافظ صاحب اپنے زمانہ کے تسلیم شدہ صاحب بصیرت عالم دین تھے اور ہر مکتب فکر کے لوگ بحیثیت عالم کے ان سے متاثر تھے۔ آپ جامع کمالات صوری و معنوی، شریعت و معرفت اور حقیقت تمام فنون میں ماہر اور ذی اقتدار، صاحب جذب و مستی بزرگ تھے۔ پنجاب کے اکثر صوفیاء آپ سے متعارف اور آپ کے کمال و تفوق کے معترف تھے۔ (الفیوض المحمد یہ ص۹۹)

حافظ محمد کے خاندان میں ذوق تصوف:۔ حافظ محمد صاحب رحمہ اللہ کی نشو و نما اور تربیت ایک ایسے خاندان میں ہوئی جو صدیوں سے اہل علم و تصوف کا گہوارہ چلا آ رہا تھا۔ حافظ بارک اللہ علیہ الرحمۃ نے اپنے والد بزرگوار حافظ احمد کے واسطہ سے شیخ محمد اسماعیل محدث لاہوری رحمہ اللہ اور خود حضرت عبداللہ شاہ المعروف شاہ غلام علی دہلوی رحمہ اللہ سے تصوف و سلوک کی منازل طے کیں۔ شاہ غلام علی رحمہ اللہ، حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز تھے اور مرزا صاحب علیہ الرحمۃ طریقہ احمدیہ کے مطابق فن تصوف کے بہت بڑے بزرگ و امام تھے۔

نیز شاہ غلام علی دہلوی شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ محدث دہلوی کے تلامذہ میں سے تھے اور ان کے فیض سے بہرہ وافر حاصل کیا تھا۔ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ محدث دہلوی نے اپنے والد بزرگوار حضرت مجدد ہند رأس الاتقیاء زبدۃ الاصفیاء سند المحدثین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ سے اکتساب فیوض و برکات کیا تھا۔ شاہ ولی اللہ محدث رحمہ اللہ کے علوم مرتبہ اور شان سے کون بے خبر ہے۔

حافظ محمد صاحب کی بیعت اصلاح اور خلافت: حافظ محمد نے سید میر محبوب علی دہلوی رحمہ اللہ سے براہ راست استفادہ کیا تھا۔ جو شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ محدث دہلوی کے اجلہ تلامذہ اور حضرت احمد شہید رحمہ اللہ کے ارادت مند تھے۔ ظاہر ہے کہ ایسے اساطین فن کے ماحول

میں تعلیم وتربیت میں حافظ صاحب کا فن تصوف سے انہماک قدرتی اور حتمی چیز تھا۔ چنانچہ اس ماحول کا ہی اثر تھا کہ آپ نے اپنے والد ماجد حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ کے دست حق پرست پر بیعت کا سلسلہ قائم کیا۔ اور ایک محدث وعظیم مفسر ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ پایہ کے ایک ذاکر اور ولی اللہ صوفی تھے۔ اذکار ووظائف کا سلسلہ جاری رہا اور بیعت خلافت سے قدرتی علمی مصروفیات کی بنا پر پہلوتہی کرتے رہے البتہ عوام کے بجائے خواص اہل علم سے بیعت لیتے۔ (الفیوض المحمد یہ ص۱۰۳،۱۰۵)

اہمیت طریقت پر منظوم کلام:۔

بھی اہل شرع دی کرن مخالفت پر صوفیات زمانے — طریقت غیر شریعت جانن بولن کفر دیوانے
طریقت مغز شریعت ہے پر جاہل جانن نہیں — قرب الٰھی وچ حرام نے بدعت بھالن نہیں

(الفیوض المحمد یہ ص۱۰۶)

برصغیر میں صوفیاء کی کاوشیں: ہندوستان کی سرزمین میں تقریباً حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کے دور خلافت ۱۵ھ سے اہل اسلام تشریف لائے اور ہندوستان میں کئی لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے حجاج بن یوسف کے دور گورنری میں محمد بن قاسم رحمہ اللہ نے فاتحانہ انداز میں سندھ کو ملتان تک سر کیا۔ اس کے بعد پورے ہندوستان میں مسلم مبلغین پھیل گئے جن کی اکثریت غیر ہندی صوفیاء بزرگان دین کی تھی جیسے حضرت علی ہجویری رحمہ اللہ اور حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ وغیرہم ان بزرگوں نے تبلیغ کا سلسلہ ایسے بہترین انداز میں جاری کیا کہ بے شمار لوگ ان کے دست حق پرست پر اسلام کے شیداء بن گئے۔ (الفیوض المحمد یہ ص۱۱۶)

حق پرست علماء اور اولیاء نے ہمیشہ اپنی مساعی ان رسومات وبدعات کو ختم کرنے پر صرف کیں۔ جن میں حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمہ اللہ، مجدد ہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ اوران کا تمام خاندان نمایاں ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ، شاہ محمد اسحاق اور ان کے بعد ترجمان قرآن شاہ عبدالقادر، شاہ رفیع الدین رحمہم اللہ اجمعین کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ (الفیوض المحمد یہ ص۱۱۷)

مولانا امام الدین عبدالصمد کی بیعت اصلاح:۔ حافظ محمد رحمہ اللہ کے تلامذہ کرام میں ایک بزرگ بنام عبدالصمد امام الدین تھے جن کے مفصل حالات تو معرض خفاء میں ہیں۔ البتہ چند یادداشتیں حاضر خدمت ہیں۔

مولانا امام الدین رحمہ اللہ نے مرکز العلوم مدرسہ محمدیہ لکھو کے میں تعلیم کی تکمیل فرمائی اور بزرگ استاد کے حسب ارشاد محض تبلیغ دین حق کی خاطر علاقہ حجرہ کے مشہور موضع چک وریام عرف بٹیاں راجووال میں سکونت اختیار کر لی گردونواح میں مسلک حق اہلحدیث کی اشاعت کا آغاز فرمایا۔ مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ کے دست حق پرست پر بیعت ہو چکے تھے۔ علوم ظاہریہ کے ساتھ ساتھ اصلاح باطن سے بھی مشرف تھے۔ (الفیوض المحمد یہ ص۲۱۵)

مولانا احمد الدین رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح :۔ مولانا احمد دین رحمہ اللہ بن چوہڑ قوم ڈوگر۔ مولانا کمال الدین رحمہ اللہ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ ۱۸۵۵ء میں پیدا ہوئے اور تعلیم میں مولانا کمال الدین کے ساتھ شریک سبق رہے۔

مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ کے فیض یافتہ اور مرید تھے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد مولانا کمال الدین رحمہ اللہ کے ساتھ ہی تمام زندگی گزاری اور اپنے گاؤں میں ہی تدریس علوم اسلامیہ میں مصروف رہے اور اسی شغل میں ۱۹۴۰ء میں انتقال فرمایا۔ (الفیوض المحمد یہ ص۲۲۲)

حرام چاول سے خون بہنا (کرامت):۔ مولانا عبدالسلام رحمہ اللہ بروایت مولوی محمد اسماعیل بابری خانوی علاقہ بیکا نہر سے چلتے چلتے آئے اور آپ نے موضع ہرکھائی کو اپنا مسکن بنالیا۔ ابتدا میں اکثر اہلحدیث آبادی آپ ہی سے متاثر ہو کر مسلک حقہ میں منسلک ہوئی۔

آپ متبحر عالم دین اور صاحب تقویٰ ولی اللہ تھے۔ مولوی ولی محمد رحمہ اللہ فتوحی والا سے آپ کے گہرے روابط تھے۔ غیر اللہ کے نام کی چیز سے بہت نفرت فرماتے۔ چنانچہ حاجی دوست محمد موضع ڈاہر ضلع اوکاڑہ متوفی 13 اگست ۱۹۸۲ء کی روایت کے مطابق ایک دفعہ ایک شخص آپ کی خدمت میں چاول لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا حضرت میں نے ختم دلوایا ہے اور آپ کیلئے چاول لایا ہوں جب مولانا رحمہ اللہ نے اس کے یہ الفاظ سنے تو رنگ سرخ ہو گیا اور فرمایا یہ حرام کھانا مجھے کھلانے کیلئے لائے ہوا سے اٹھاؤ واپس لے جاؤ' اس نے عرض کیا حضرت اس میں کون سی چیز حرام ہے آپ نے فرمایا یہ مردار ہے۔ اور اس میں صاف خون نظر آ رہا ہے۔ اس کے بعد آپ نے مٹھی میں چاول اٹھا کر ہاتھ سے دبائے تو ان سے خون جاری ہو گیا۔ تب اس آدمی سے فرمایا دیکھو یہ اس کے حرام ہونے کی دلیل ہے وہ آدمی اس کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اس عمل سے تائب ہو گیا۔ واہ سبحان اللہ کتنے صاحب کرامت اور خدا رسیدہ تھے۔ (الفیوض المحمد یہ ص۲۴۴ تا ۲۴۵)

صحبت ولی کی تاثیر:۔ میاں نظام الدین خان بن لال خاں بن روہیلہ۔ میاں صاحب موضع روہیلہ میتلہ میں ۱۸۷۰ء بمطابق ۱۲۸۲ھ میں تولد ہوئے۔

سکون موضع' دہلیہ میتلہ مشہور قصبہ حجرہ شاہ مقیم سے جانب مشرق سات میل کے فاصلہ پر واقع ایک گاؤں ہے جو میاں نظام الدین خاں مرحوم کے جد امجد نے آباد کیا تھا میاں صاحب کو ایک دفعہ مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ کی صحبت میسر ہوئی تو آپ کی کایا پلٹ گئی دنیا مافیہا سے نفرت ہو گئی۔ عبادت خداوندی کا ذوق وشوق دل وقلب میں رچ بس گیا اس دن سے لیکر تا زیست اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے دین کیلئے وقف کر دیا۔ مولانا محی الدین رحمہ اللہ صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔ (الفیوض المحمد یہ ص۲۷۰)

نام کتاب:۔ فتاویٰ علمائے اہلحدیث، کتاب الجنائز۔ جلد ۵
ترتیب:۔ ابوالحسنات علی محمد سعیدی مہتمم جامعہ سعیدیہ خانیوال ضلع ملتان.. ناشر:۔ مکتبہ سعیدیہ خانیوال (ملتان)

صوفیائے کرام کا ذوق فقہ

امام غزالی رحمہ اللہ کا ذوق فقہ:۔ حضرت امام غزالی رحمہ اللہ نے ''احیاء العلوم'' میں لکھا ہے اگر پوچھا جائے عالم سے وہ مسئلہ جس کو بالتحقیق وہ جانتا ہے ساتھ کھلے حکم قرآن شریف کے یا حدیث شریف کے یا اجماع کے یا قیاس روشن مجتہد کے تو فتوے دے اور اگر پوچھا جائے وہ مسئلہ جس میں اس کو شک ہو تو کہہ دے کہ میں نہیں جانتا۔

ابن عربی رحمہ اللہ کی تحقیق:۔ شیخ ابن عربی رحمہ اللہ نے ''فتوحات'' میں لکھا ہے کہ اگر تجھ کو مفتی بتلا دے کہ تیرے مسئلہ میں اللہ اور رسول ﷺ کا حکم یہ ہے۔ تو اس کو پکڑ لے اور اگر کہے کہ میرے رائے یہ ہے تو مت پکڑ اور کسی اور مفتی سے پوچھ لے۔ (فتاویٰ علمائے اہلحدیث ج ۵ ص ۲۶)

جمعہ اور پیر کی موت:۔ فائدہ! جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کی موت بہت اچھی ہے ''جامع ترمذی'' ص ۱۸۰ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو مر گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبر کے فتنہ سے بچائے گا۔ یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس کی تائید متعدد حدیثوں سے ہوتی ہے الحمدللہ کہ میرے والد مرحوم نے جمعہ ہی کے دن بعد نماز جمعہ اس دار ناپائیدار سے دار البقاء کو رحلت فرمائی ہے اور وہ جمعہ بھی رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کا جمعہ تھا غفر اللہ لہ ورضی عنہ دوشنبہ کے دن کی بھی موت اچھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی دوشنبہ ہی کے دن انتقال فرمایا ہے۔ اسی وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے مرض الموت میں دوشنبہ کے دن اپنے مرنے کی تمنا ظاہر کی تھی۔ مگر ان کا انتقال منگل کی رات کو ہوا۔ (فتاویٰ علمائے اہلحدیث ج ۵ ص ۳۳)

مصنف ''کرامات اہلحدیث'':۔ (مولانا عبدالمجید سوہدری) جماعت اہل حدیث کی بڑی قابل قدر وفخر شخصیت تھے، جید عالم

بہترین مقرر اور اعلیٰ درجے کے حکیم وطبیب اور کامیاب مصنف تھے۔عمر بھر جماعت اہلحدیث کی خدمت میں مصروف رہے۔کئی رسائل جاری کئے اور خود ہی ان کے ایڈیٹر رہے اہلحدیث،سوہدرہ اور مسلمان۔ نیز ایک طبی ماہوار رسالہ بھی نکالا کرتے تھے کئی ایک کتابوں کے مصنف تھے ان کی کتاب ''رہبر کامل'' بڑی خوبصورت اور ان کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہترین آئینہ دار ہے۔۹ ے۱۳ھ میں وفات پائی اللهم اغفرله وارحمه۔(فتاویٰ علمائے اہلحدیث ج۵ص۹۷)

روضہ اطہر کے آداب:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل البشر اور تمام بنی نوع انسان کے سردار ہیں اور روئے زمین پر کوئی دوسری ایسی قبر نہیں جس کی بابت یقینی طور پر کہا جا سکے کہ یہ نبی کی قبر ہے اور اس کی نسبت صحیح ہو،حتیٰ کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر میں بھی اختلاف موجود ہے۔ بایں ہمہ ائمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کے پاس جا کر صرف یہ کرے کہ آپ پر اور آپ کے دونوں خلفاء پر درود وسلام بھیجے،کیونکہ ''سنن اربعۃ'' میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:''جو شخص مجھ پر سلام کہتا ہے اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹا دیتا ہے اور میں اُس کے سلام کا جواب دیتا ہوں'' یہ ایک جید الاسناد حدیث ہے۔

سماعِ سلام وارسال درود:۔ نیز ابن ابی شیبہ اور دار قطنی کی روایت میں ہے کہ:''جو شخص میری قبر کے پاس آ کر سلام کرتا ہے میں اس کو سنتا ہوں اور جو کوئی مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے''۔

اس کی اسناد کسی قدر کمزور ہے۔لیکن دوسرے شواہد سے اس کی تقویت ہوتی ہے کیونکہ اہل سنن نے مختلف اسنادوں سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:''جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو،کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے''۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا،یارسول اللہ ﷺ! ہمارا درود آپ پر کس طرح پیش کیا جائے گا جب کہ آپ کی ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی ہوں گی؟ آپ نے فرمایا:اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کا گوشت کھانا حرام کر دیا ہوا ہے۔نسائی وغیرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ:''اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر کچھ فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو مجھ کو میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔''(فتاویٰ علمائے حدیث ص۳۰۶)

اہل مدینہ کا طرز عمل:۔ ابن القاسم کہتے ہیں میں نے اہل مدینہ کو دیکھا کہ جب وہ مدینہ سے نکلتے یا اس میں داخل ہوتے ہیں تو آپ کی قبر مبارک کے پاس حاضر ہو کر سلام کرتے ہیں اور میرا اپنا بھی یہی عمل ہے۔(فتاویٰ علمائے اہلحدیث ج۵ص۳۰۷)

ایصال ثواب میں مرشد کے ہم مشرب:۔ سوال:میت کے ایصال ثواب اور مغفرت کے لیے''قرآن مجید''اور''بخاری شریف''یا دیگر وظائف مثلاً''حصن حصین''اور دینی کتب کا ختم کرانا درست ہے یا نہیں؟

جواب:اس کے بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے میرا مسلک وہی ہے جو حضرت مولانا ومرشدنا عبدالرحمٰن صاحب محدث مبارکپوری رحمہ اللہ کا ہے۔آپ کا فتویٰ''فتاویٰ نذیریہ جلد اول ص۴۴۱''پر درج ہے۔بعینہٖ آپ کے فتوے کو ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

متاخرین علمائے اہلحدیث سے علامہ محمد بن اسماعیل میر رحمہ اللہ نے''سبل السلام''میں مسلک حنفیہ کو ارجح دلیلاً بتایا ہے یعنی یہ کہا ہے کہ قرأت قرآن اور تمام عبادات بدنیہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔از روئے دلیل زیادہ قوی ہے۔اور علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے بھی''نیل الاوطار''میں اسی کو حق کہا ہے مگر اولاد کے ساتھ حق کہا ہے۔یعنی یہ کہا ہے کہ اولاد اپنے والدین کے لیے قرأۃ قرآن یا جس عبادت بدنی کا ثواب پہنچانا چاہے تو جائز ہے کیوں کہ اولاد کا تمام عمل خیر مالی ہو خواہ بدنی،اور بدنی میں قرأۃ قرآن ہو یا نماز یا روزہ یا کچھ اور سب والدین کو پہنچتا ہے ان دونوں علامہ کی عبارتوں کو مع ترجمہ یہاں نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔''سبل السلام شرح بلوغ المرام''جلد اول ص۲۰۷ میں ہے:

''ان هذه الادعية ونحوهانا فعة للميت بلاخلاف واما غيرها من قرأة القران فالشافعي يقول لايصل ذالك اليه وذهب احمد وجماعة من العلماء الى وصول ذلك اليه۔ وذهب جماعة من اهل السنة والحنفية الى ان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوٰة كان اوصوما اوحجا او صدقة اوقرأة قرأن اوذكراوای نوع من انواع القرب وهذا هو القول الارجح دليلا وقد اخرج الدارقطني ان رجلا سأل النبي صلى الله عليه وآله وسلم انه كيف يبرابويه بعد موتهما فا جابه بانه يصلي لهما مع صلوٰته ويصوم لهمامع صيامه و اخرج ابوداؤدمن حديث معقل بن يسارؓ عنه صلى الله عليه وسلم اقرأواعلٰی موتاكم سورة يٰسٓن هوشامل للميت بل هوالحقيقة فيه واخرج الشيخان انه صلى الله عليه وسلم كان يضحي عن نفسه بكبشٍ وعن امته بكبش وفيه اشارة الٰی ان الانسان ينفعه عمل غيره و قد بسطنا الكلام في حواشي ضوء النهار بما يتضح منه قوة هذا المذهب انتهٰی''۔

یعنی یہ زیارت قبر کی دعائیں اور مثل ان کے اور دعائیں میت کو نافع ہیں بلا اختلاف میت کے لیے قرآن پڑھنا۔ سو امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ہے۔ اور امام احمد رحمہ اللہ اور علماء کی ایک جماعت کا مذہب ہے کہ قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے اور علمائے اہلسنّت سے ایک جماعت کا اور حنفیہ کا مذہب ہے کہ انسان کو جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب غیر کو بخشے، نماز ہو، یا روزہ یا صدقہ یا قرأۃ قرآن یا کوئی ذکر یا کسی قسم کی کوئی اور عبادت اور یہی قول دلیل کی رو سے زیادہ راجح ہے اور ''دار قطنی'' نے روایت کیا ہے کہ ایک مرد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ ان کے مرنے کے بعد کیوں کر نیکی واحسان کرے آپ نے فرمایا: اپنی نماز کے ساتھ دونوں کے لیے نماز پڑھے اور اپنے روزہ کے ساتھ ان دونوں کے لیے روزہ رکھے اور ''ابوداوَد'' میں معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اپنے مردوں پر یٰسین پڑھو۔ اور یہ حکم میت کو بھی شامل ہے بلکہ حقیقتاً میت ہی کے لیے ہے اور ''صحیح بخاری'' اور ''صحیح مسلم'' میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بھیڑ اپنی طرف سے قربانی کرتے تھے اور ایک اپنی امت کی طرف سے اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آدمی کو غیر کا عمل نفع دیتا ہے اور ہم نے حواشی ضوء النہار میں اس مسئلہ پر مبسوط کلام کیا ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہی مذہب قوی ہے۔ (فتاویٰ علمائے اہلحدیث ج ۵ ص ۳۴۶)

شرح ''المنہاج'' سے ایصال ثواب کی وضاحت:۔ (جلد ۳، ص ۳۳۵ نیل الاوطار میں ہے) جب علامہ شوکانی اور علامہ محمد بن امیر کی تحقیق ایصال ثواب قرأۃ قرآن وعبادت بدنیہ کے متعلق سن چکے تو اب آخر میں علامہ ابن النحوی کی تحقیق بھی سن لینا، خالی از فائدہ نہیں۔ آپ ''شرح المنہاج'' میں فرماتے ہیں:''لايصل عندنا ثواب القرأة على المشهور المختار الوصول اذا سئال الله ايصال ثواب قرأته وينبغي الجزم به لانه دعا فاذا جازالدعاء للميت بماليس الداعي وفلان يجوزبما هوله اولى و يبقى الامر فيه موقوفاً على استجابة الدعاء وهذا المعنى لايختص بالقرأة بل يجزى فى سائرالاعمال والظاهر ان الدعاء متفق عليه ان ينفع الميت والحي القرب والبعيد بوصيته وغيرها على ذالك احاديث كثيرة بل كان افضل ان يدعو لا خيه بظهرالغيب انتهیٰ ذكره فى نيل الافطار بمعنى''

ہمارے نزدیک مشہور قول پر قرأت قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ہے اور مختار یہ ہے کہ پہنچتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ سے قرأۃ قرآن کے ثواب پہنچنے کا سوال کرے (یعنی قرآن پڑھ کر دعا کرے اور یہ سوال کرے کہ یا اللہ! اس قرأت کا ثواب فلاں میت کو پہنچا دے) اور دعا کے قبول ہونے پر موقوف رہے گا۔ (یعنی اگر دعا اس کی قبول ہوئی تو قرأت کا ثواب میت کو پہنچے گا اور اگر دعا قبول نہ ہوئی تو نہیں پہنچے گا) اور اس طرح پر قرأت کے ثواب پہنچنے کا جزم کرنا لائق ہے۔ اس واسطے کہ یہ دعا ہے پس جب کہ میت کے لیے ایسی چیز کی دعا کرنا جائز ہے جو داعی کے اختیار میں نہیں ہے تو اس کے لیے ایسی چیز کی دعا کرنا بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا، جو داعی کے اختیار میں ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ دعا کا نفع میت کو

بالاتفاق پہنچتا ہے اور زندہ کو بھی پہنچتا ہے۔نزدیک ہو خواہ دور ہو۔اس بارے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں بلکہ افضل یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کے لیے غائبانہ دعا کرے۔واللہ اعلم (ماہنامہ الاسلام دہلی جلد۳ شمارہ۴، ۱۹۵۸ء ۲۰۷ بحوالہ فتاویٰ علمائے اہلحدیث ج۵ ص۳۵۰)

ایصال ثواب میں قول راجح:۔ اس کے متعلق ائمہ عظام اور علمائے کرام کا اختلاف ہے۔بعض جواز کے قائل ہیں اور بعض عدم جواز کے لیکن حق جواز ہے جو خواہ ایصال ثواب صدقہ وخیرات سے ہو یا دعا اور قرأۃ قرآن سے ہو یا کھانا کھلانے اور پانی پلانے سے ہو مگر یہ سب کچھ بلا تخصیص تاریخ ورسم ورواج کے ہو۔علامہ محمد بن اسماعیل سبل السلام شرح بلوغ المرام ص۲۰۶ جلد ۱ میں فرماتے ہیں:

ان هذه الادعية ونحرها نافعة للميت بلاخلاف واماغيرها من قرأة القرأن له فالشافعي يقول لايصل ذلك اليه وذهب احمد وجماعة من العلماء الىٰ وصول ذلك اليه وذهب جماعة من اهل السنته والحنفية الى ان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلٰوة كان اوصوما اوحجاً و صدقة اوقرأة قرأن اوای نوع من انواع القرب وهذا هوالا رجع دليلا وقد اخرج الدارقطنی (فتاویٰ علمائے اہلحدیث ج۵ ص۳۵۵)

بلا تخصیص وقت اعمال کا ایصال ثواب:۔ (نیل الامانی سے وضاحت) **سوال:** کیا قرآن مجید کی تلاوت بلا تخصیص وقت ومکان کے میت کو ثواب پہنچتا ہے؟

جواب: کسی آیت یا حدیث سے تلاوت قرآن کی ثواب رسانی کا ثبوت نہیں۔نہ زمانہ رسالت میں اس کا ثبوت ملتا ہے۔حنفی علماء اس کو مالی عبادات پر قیاس کر کے جائز کہتے ہیں۔

شرفیہ: اس باب میں کچھ روایات یا آثار کتاب ''ثمار التنكيت في ابيات التشبيت'' میں ہیں۔مگر اس وقت وہ کتاب موجود نہیں جو نقل کی جائیں۔ہاں ''نیل الاوطار'' سے بحیثیت مجموعی ملتا ہے کہ جمہور اہل سنّت کے نزدیک تلاوت قرآن کا ثواب بھی میت کو ملتا ہے۔

(نیل الاوطار ص۷۹، ۸۰، ابوسعید شرف الدین دہلوی (رحمہ اللہ) فتاویٰ ثنائیہ ص۵۳۰ بحوالہ فتاویٰ علمائے حدیث ج۵ ص۳۶۱)

سوال: گھر یا قبرستان میں قرآن خوانی سے میت کو ایصال ثواب ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مرقومہ میں بعض علماء کے نزدیک جائز ہے (فتاویٰ علمائے اہلحدیث ج۵ ص۳۶۲ بحوالہ فتاویٰ ثنائیہ ص۵۳۲ جلد ۱)

سوال: کسی شخص کے مرجانے کے بعد چوتھے یا چالیسویں دن یا اس کے علاوہ متعین یا غیر متعین دنوں میں کسی مردے کے نام پر قرآن خوانی کر کے اور غرباء کو کھانا کھلا کر ایصال ثواب کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: قرآن مجید پڑھ کر یا صدقہ خیرات کر کے میت کے لیے استغفار کرنا جائز بلکہ احسن طریقہ ہے، رسمی طور پر دن مقرر نہ کرنا چاہیے۔(فتاویٰ علمائے اہلحدیث ج۵ ص۳۶۳)

تشریح: مردے کے واسطے ختم قرآن پڑھ کر بخشا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ قرأۃ قرآن کا ثواب مردہ کو پہنچتا ہے یا نہیں۔علمائے احناف کے نزدیک اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک اور بعض اصحاب شافعی کے نزدیک پہنچتا ہے اور اکثر علمائے شافعیہ کے نزدیک نہیں پہنچتا ہے جن کے نزدیک مردے کے واسطے ختم قرآن پڑھ کر بخشا جائز ہے اور جن کے نزدیک نہیں پہنچتا ہے ان کے نزدیک جائز نہیں ہے۔شرح کنز میں ہے۔

''ان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوٰة كان اوصوماً اوحجا اوصدقة اوقرأة قرآن اوغيرذلك من جميع انوا ع البر ويصل ذلك الى الميت وينفعه عند اهل السنّة امام نووی شرح مقدمہ مسلم میں لکھتے ہیں: واما قرأة القرآن فالمشهورمن مذهب الشافعي ان لايصل ثوابها الى الميت وقال بعض اصحابه يصل الى الميت و ثواب جميع العبادات من الصلوت والصوم والقرأة وغيرذلك اوراذکار میں لکھتے ہیں: وذهب احمد بن حنبل وجماعة من العلماء وجماعة من اصحاب الشافعي الى انه يصل والله اعلم''۔(فتاویٰ علمائے اهلحديث ج۵)

ایصال ثواب میں علمائے اہلحدیث کا راجح قول:۔ متاخرین علمائے اہلحدیث سے علامہ محمد بن اسمٰعیل امیر رحمہ اللہ ''سبل السلام'' میں مسلک حنفیہ کو ارجح دلیلاً بتایا ہے یعنی یہ کہا ہے کہ قرأۃ اور تمام عبادات بدنیہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے از روئے دلیل کے زیادہ قوی ہے اور علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے بھی ''نیل الاوطار'' میں اسی کو حق کہا ہے۔ مگر اولاد کے ساتھ خاص کیا ہے۔ یعنی یہ کہا ہے کہ اولاد اپنے والدین کے لیے قرأۃ قرآن یا جس عبادت بدنی کا ثواب پہنچانا چاہے تو جائز ہے کیوں کہ اولاد کے تمام عمل خیر مالی ہو یا بدنی اور بدنی میں قرأت قرآن ہو یا نماز یا روزہ یا کچھ اور سب والدین کو پہنچتا ہے ان دونوں علامہ کی عبارتوں کو معہ ترجمہ یہاں نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ''سبل السلام شرح بلوغ المرام'' جلد اول ص ۲۰۶ میں ہے:

''ان هذا الادعية ونحوها نافعة للميت بلاخلاف واما غيرها من قرأة القران له فالشافعي يقول لايصل ذالك اليه وذهب احمد وجماعة من العلماء الى وصول ذالك اليه۔ وذهب جماعة من اهل السنة والحنفية الى ان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوٰة كان اوصوما اوحجا او صدقة اوقرأة قرأن اوذكرا واى نوع من انواع القرب وهذا هو القول الارجح دليلا وقد اخرج الدارقطني ان رجلا سئال النبى صلى الله عليه وآله وسلم انه كيف يبرا بويه بعد موتهما فا جابه بانه يصلى لهما مع صلوٰته ويصوم لهمامع صيامه و اخرج ابوداؤدمن حديث معقل بن يسار عنه صلى الله عليه وسلم اقرأ واعلىٰ موتاكم سورة يٰسن هوشامل للميت بل هوالحقيقة فيه واخرج الشيخان انه صلى الله عليه وسلم كان يضحى عن نفسه بكبش وعن امته بكبش وفيه اشارة الىٰ ان الانسان ينفعه عمل غيره و قد بسطنا الكلام فى حواشى ضوء النهار بما يتضح منه قوة هذا المذهب انتهى''۔

یعنی یہ زیارت قبر کی دعائیں اور مثل ان کے اور دعائیں میت کو نافع ہیں بلا اختلاف اور میت کے لیے قرآن پڑھنا سو امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ہے اور امام احمد اور علماء کی ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ قرآن پڑھنے کا یہ ثواب میت کو پہنچتا ہے اور علمائے اہلسنّت سے ایک جماعت کا اور حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ انسان کو جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب غیر کو بخشے نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا قرأۃ یا کوئی ذکر یا کسی قسم کی کوئی عبادت اور یہی قول دلیل کی رو سے زیادہ راجح ہے اور دارقطنی نے روایت کیا ہے کہ ایک مرد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ ان کے مرنے کے بعد کیوں کر نیکی واحسان کرے۔ آپ نے فرمایا اپنی نماز کے ساتھ ان دونوں کے لیے نماز پڑھے اور اپنے روزے کے ساتھ ان دونوں کے لیے روزہ رکھے اور ابوداؤد میں معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مردوں پر سورۃ یٰس پڑھو اور یہ حکم میت کو بھی شامل ہے فی الحقیقت میت ہی کے لیے ہے اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بھیڑ اپنی امت کی طرف سے قربانی کرتے تھے اور ایک اپنی امت کی طرف سے اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آدمی کو غیر کا عمل نفع دیتا ہے اور ہم نے حواشی ضوء النہار میں اس مسئلہ پر مبسوط کلام کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہی مذہب قوی ہے۔ نیل الاوطار میں ہے (صفحہ نمبر ۳۳۵ جلد ۳)

''والحق انه يخصص عموم الاية بالصدقة من الولد كما فى احاديث الباب و بالحج من الولد كما فى خبرالخثعمية ومن غيرالولد ايضاً كما فى حديث المحرم عن اخيه شبرمة ولم يستفصل صلى الله عليه وسلم هل اوصىٰ شبرمة ام لا وبالعتق من الولد كما وقع فى البخارى فى حديث سعدخلافاًللمالكية على المشهور عندهم وبالصلوٰة من الولد ايضاً لما روى الدارقطنى ان رجلا قال يا رسول الله انه كان لى ابوان ابرهما فى حال حياتهما فكيف لى برهما بعد موتهما فقال صلى الله عليه وسلم ان من البربعد البران تصلى لهما مع صلاتك وان تصوم لهما مع صيامك وبا لصيام من الولد لهذا الحديث ولحديث ابن عباس عندالبخارى ومسلم ان امرأة قالت يا رسول الله ان امى ماتت وعليها صوم نذرفقال ارأيت لوكان دين على امك فقضيتيه أكان يودى ذلك عنها قالت نعم قال فصومى عن امك واخرج مسلم وابوداؤد والترمذى من حديث بريدة ان امرأة قالت انه كان على امى صوم شهرا فاصوم عنها قال صومى عنها ومن غيرالولد ايضاً لحديث من

مات وعليه صيام، صام عنه وليه متفق عليه و بقرأة يٰس من الولد وغيره لحديث اقرو اعلیٰ موتاكم يٰس ومن الولد لحديث او ولد صالح يدعوله ومن غيره لحديث استغفروا لاخيكم وسئلوا له التثبيت ولقوله تعالىٰ والذين جاؤامن بعدهم يقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولما ثبت من الدعاء للميت عندالزيارة الخ و بجميع مايفعله الولد لوالديه من اعمال البر لحديث ولد الانسان من سعيه الخ (نيل الاوطار طبع جديدمصری جلد۴ص۸۰(از دهلوی)

حاصل وخلاصہ ترجمہ اس عبارت کا بقدر ضرورت یہ ہے کہ حق یہ ہے کہ آیۃ ''ان لیس للانسان الاما سعی'' اپنے عموم پر نہیں ہے اور اس کے عموم سے اولاد کا صدقہ خارج ہے۔یعنی اولاد اپنے مرے ہوئے والدین کے لیے جو صدقہ کرے اس کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے اولاد اور غیر اولاد کا حج بھی خارج ہے۔اس واسطے کہ خثعمیہ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اولاد جو اپنے والدین کیلئے حج کرے اس کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے اور اولاد جو اپنے والدین کے لیے غلام آزاد کرے تو اس کا ثواب بھی والدین کو پہنچتا ہے جیسا کہ بخاری میں سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے اور اولاد جو اپنے والدین کے لیے نماز پڑھے یا روزہ رکھے سو اس کا ثواب بھی والدین کو پہنچتا ہے اس واسطے کہ دار قطنی میں ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ تھے میں ان کی زندگی میں ان کے ساتھ نیکی اور احسان کرتا تھا پس ان کے مرنے کے بعد ان کے ساتھ کیوں کر نیکی کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرنے کے بعد نیکی یہ ہے کہ اپنی نماز کے ساتھ اپنے والدین کے لیے نماز پڑھ اور اپنے روزہ کے ساتھ اپنے والدین کے لیے بھی روزہ رکھ اور صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں مرگئی اور اس کے ذمہ نذر کے روزے تھے آپ نے فرمایا اگر تیری ماں کے ذمہ قرض ہوتا اور اس کی طرف سے تو ادا کرتی تو ادا ہو جاتا یا نہیں اس نے کہا ہاں ادا ہو جاتا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ رکھ اپنی ماں کی طرف سے اور صحیح مسلم وغیرہ میں ہے کہ ایک عورت نے کہا کہ میری ماں کے ذمہ ایک ماہ کے روزے ہیں تو کیا میں اس کی طرف سے روزہ رکھوں آپ نے فرمایا اپنی ماں کی طرف سے روزہ رکھ اور غیر اولاد کے روزہ کا بھی ثواب میت کو ملتا ہے اس واسطے کہ حدیث متفق علیہ میں آیا ہے کہ جو شخص مرجائے اور اس کے ذمے روزے ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزے رکھے اور سورہ یٰس کا ثواب بھی میت کو ملتا ہے اولاد کی طرف سے اور غیر اولاد کی طرف سے بھی اس واسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے مردوں پر سورۃ یٰس پڑھو اور دعا کا نفع بھی میت کو پہنچتا ہے اولاد دعا کرے یا کوئی اور اور جو کار خیر اولاد اپنے والدین کے لیے کرے سب کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے۔اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ انسان کی اولاد اس کی سعی سے ہے۔جب علامہ شوکانی اور محمد بن اسماعیل امیر کی تحقیق ایصال ثواب قرأۃ قرآن وعبادات بدنیہ کے متعلق سن چکے تو اب آخر میں علامہ ابن النحوی کی تحقیق بھی سن لینا خالی از فائدہ نہیں۔آپ ''شرح المنہاج'' میں فرماتے ہیں۔

لايصل عندنا ثواب القرأة على المشهور، والمختار الوصول اذا سئال الله ايصال ثواب قرأة القران على المشهور و ينبغي الجزم به لانه دعاء فاذاجاز الدعاء للميت بماليس للداعي فلان يجوزبما هوله اولیٰ ويبقى الامرفيه موقوفاً على استجابة الدعا وهذاالمعنى لايختص بالقرأة بل يجرى فى سائرالاعمال والظاهران الدعاء متفق عليه انه ينفع الميت والحي القريب والبعيد بوصيته وغيرها وعلى ذلك احاديث كثيرة بل كان افضل ان يدعو لاخيه بظهر الغيب انتهىٰ ذكره فى نيل الاوطار : یعنی ہمارے نزدیک مشہور قول پر قرأۃ قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا اور مختار یہ ہے کہ پہنچتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ سے قرأۃ قرآن کے ثواب پہنچنے کا سوال کرے (یعنی قرآن پڑھ کر دعا کرے اور یہ سوال کرے کہ یا اللہ اس قرأۃ کا ثواب فلاں میت کو پہنچا دے) اور دعا کے قبول ہونے پر امر موقوف رہے گا (یعنی اگر دعا اس کی قبول ہوئی تو قرأۃ کا ثواب میت کو پہنچے گا اور اگر دعا قبول نہ ہوئی تو نہیں پہنچے گا) اور اس طرح پر قرأۃ کے ثواب پہنچنے کا جزم کرنا لائق ہے۔اس واسطے کہ یہ دعا ہے پس جب کہ میت کے لیے ایسی چیز کی دعا کرنا جائز ہے جو داعی کے اختیار میں نہیں ہے تو اس کے لیے ایسی چیز کی دعا کرنا بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔جو آدمی کے اختیار میں ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ دعا کا نفع میت کو بالاتفاق پہنچتا ہے اور زندہ کو بھی پہنچتا ہے۔نزدیک ہو خواہ دور ہو اور اس بارے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں

فتاوی برکاتیہ

شیخ الکل فی الکل حضرت علامہ

ابو البرکات احمد صاحب

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ

تالیف، ناشر

محمد یحیی طاہر کاموں کے

جامعۃ اسلامیہ

محلہ گلشن آباد حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ

الف

نام کتاب	فتاوی برکاتیہ
از شیخ الکل فی الکل	علامہ ابوالبرکات احمد
مؤلف و ناشر	محمد یحیی طاہر فاضل عربی اردو
کاتب	عبدالمنان اسحاق
تعداد	۱۵۰۰
تاریخ اشاعت	ستمبر ۱۹۸۸ء / جنوری ۱۹۸۹ء
کل صفحات	۳۶۸
قیمت	۴۰ روپے

اطلاع ضروری

کوئی صاحب بھی مفتی صاحب کی اجازت کے بغیر ایک فتوی بھی شائع نہیں کرسکتا۔

(مؤلف)

تعویذ اور دم

کتاب و سنت کی روشنی میں

مصنفہ

محمد قاسم خواجہ

ادارہ احیاء السنۃ۔ گھرجاکھ۔ گوجرانوالہ

نام کتاب:۔ تعویذ اور دم قرآن وسنت کی روشنی میں

مصنف ________ خواجہ محمد قاسم

مطبع ________ ادارہ احیاء السنۃ

گوجرانوالہ (پاکستان)

بلکہ افضل یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کے لیے غائبانہ دعا کرے۔ واللہ اعلم بالصواب (کتبہ محمد عبدالرحمن المبارك پوری عفا اللہ عنه (فتاویٰ نذیریہ ص۲۴۱ جلد ۱)

قرأۃ قرآن سے ایصال ثواب کے متعلق بعد تحقیق یہی فتویٰ ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن مجید کی تلاوت کر کے ثواب میت کو بخشے تو اس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ بشرطیکہ پڑھنے والا خود بغرض ثواب بغیر کسی رسم ورواج کی پابندی کے پڑھے۔ از مولانا ثناء اللہ امرتسری 9 جولائی ۱۹۳۷ء الراقم علی محمد سعیدی۔ (فتاویٰ علمائے اہلحدیث ج۵ ص۳۶۳ تا ۳۶۷)

فتاویٰ ثنائیہ میں جواز کا فتویٰ:۔ سوال: قرآن خوانی مردہ کی طرف سے بخشوانا جائز ہے۔ اس میں علماء کا اختلاف کیوں ہے؟

جواب: بعض افعال کا ثبوت آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ملتا ہے جیسے میت کی طرف سے کنواں لگوانا یا روزہ رکھنا ائمہ سلف میں سے بعض تو ان ہی افعال تک محدود رکھتے ہیں جن کا ثبوت اور بعض دیگر افعال کو بھی ان پر قیاس کر کے جائز بتاتے ہیں۔ قرأت قرآن انہی قیاس مسائل میں سے ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک قرأۃ قرآن کا ثواب بھی مثل دیگر افعال ثابتہ کے پہنچتا ہے۔

دوسرے علماء ان سے منکر ہیں یہی وجہ اختلاف ہے۔ خاکسار کے نزدیک بھی جائز ہے۔

(فتاوی ثنائیہ جلد اول ص۵۴۵ بحوالہ فتاویٰ علمائے اہلحدیث ج۵ ص ۳۶۸)

سوال: ایصال ثواب بذریعہ غذا مردہ کو ملتا ہے یا نہیں؟

جواب: بغیر تخصیص وقت، دن، تاریخ اور مہینہ کے میت کو ثواب پہنچانے کی غرض سے میت کی طرف سے تسبیح، درود یا قرآن شریف کی تلاوت کرنا، غرباء و مساکین کو کھانا کھلانا وغیرہ وغیرہ جائز درست ہے۔ (صحیفہ اہل حدیث کراچی جلد ۲ ۴ش ۴ بحوالہ فتاویٰ علمائے اہلحدیث ج۵ ص ۳۷۱)

نام کتاب:۔ فتاویٰ برکاتیہ..... مصنف:۔ حضرت علامہ ابوالبرکات احمد صاحب شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ
مئولف وناشر: محمد یحییٰ طاہر (جامعہ اسلامیہ گلشن آباد گوجرانوالہ)

ابوالبرکات رحمہ اللہ کے مناقب وکمال:۔ استاذی المکرّم والمعظم شیخ التفسیر والحدیث جناب علامہ ابوالبرکات احمد صاحب مدظلہ العالی مہتمم جامعہ اسلامیہ اہلحدیث گلشن آباد گوجرانوالہ مسلک اہلحدیث کے مفتی اور شیخ الکل فی الکل حافظ محمد صاحب محدث گوندلوی مرحوم کے صحیح جانشین ہیں۔ (فتاوٰی برکاتیہ ص۳)

صاحب فتاویٰ کا تقویٰ:۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب آپ فریضہ حج کی ادائیگی کیلئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو مجھے جامعہ کی خدمت کیلئے حکم دیا پورے تین چار دن نظم ونسق اور لائبریری سے متعلق تربیت وہدایات دیتے رہے۔ آخر میں فرمایا کہ میں لائبریری کی چابی کل دوں گا جب میں حاضر ہوا تو چابی دیتے ہوئے فرمایا بیٹا میرے گھر میں جامعہ کی ایک کتاب رہ گئی تھی جس کی وجہ سے میں نے کل چابی نہیں دی تھی وہ کتاب لے لو زندگی کا کوئی اعتبار نہیں اور فرمایا کہ اب میرے گھر میں جامعہ کی کوئی چیز نہیں ہے۔

سچی بات ہے کہ میری آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ اللہ تیرے ایسے نیک بندے موجود ہیں جن کا دل تیرے خوف سے معمور ہے۔ حضرت الاستاد کا مقام تقویٰ اس قدر بلند ہے کہ جب آپ عارضہ قلب میں مبتلا ہوئے اور سول ہسپتال گوجرانوالہ میں زیر علاج تھے میں نے جامعہ کی ذمہ داریوں کو سنبھالا میں اور میرے رفقاء اساتذہ کرام نے آپ کے اسباق کو آپس میں تقسیم کر لیا۔ میں نے بخاری شریف اور دوسرے اساتذہ کرام حضرت مولانا حافظ محمد الیاس صاحب اثری اور حافظ محمد امین صاحب سلفی نے باقی اسباق لے لئے۔ تقریباً چھ مہینے آپ کی علالت میں گزر گئے۔ مجھے ہسپتال سے پیغام ملا کہ میں تنخواہ نہیں لوں گا۔ اساتذہ میں تقسیم کر دیں جب آپ صحت یاب ہونے کے بعد مسند تدریس پر جلوہ افروز ہوئے تو مجھے اور میرے ساتھیوں کو ملا کر اپنی تنخواہ پیش کی کہ یہ روپے لے لو آپ کا حق ہے ہم آبدیدہ ہو گئے اور میں بے اختیار پھوٹ

پھوٹ کر رونے لگا اور کہا کہ ہم آپ کے روحانی بیٹے ہیں ہم آپ کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ آپ نے ہماری تعلیم و تربیت فرمائی ہے......اسی طرح کا خط آپ نے سعودی عرب سے فریضہ حج کے موقع پر لکھا کہ میری تنخواہ اساتذہ میں تقسیم کر دی جائے۔ ہم آپ کے ایثار و قربانی کے جذبے سے بڑے متاثر ہوئے اسی طرح کی للّٰہیت و تقویٰ کم لوگوں میں پایا جاتا ہے۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا — ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں (فتاوٰی برکاتیہ)

آسیب شدہ بچی پر دم کرنا:۔ مفتی صاحب کی خودداری کا یہ عالم ہے کہ ان کے اجناب کا بیان ہے کہ جونہی مدرسہ میں تدریس شروع کی جس گھر سے کھانا آتا تھا ان کو پیغام بھیج دیا کہ اب میری تنخواہ مقرر ہو گئی ہے اس لئے آج سے روٹی بند ہے خود پکاؤں گا یا بازار سے کھاؤں گا اور فوراً مسجد کی رہائش ترک کر دی اور اسی پر ہی بس نہیں بلکہ مسجد کے لئے ماہانہ چندہ مقرر کر دیا۔

میاں محمد ادریس ایڈوکیٹ ہمارے ایک بزرگ ہیں انہوں نے مجھے ایک واقعہ سنایا کہ میری بچی کو کوئی تکلیف ہو گئی، بسیار علاج کے باوجود بھی شفا نہ ہوئی۔ تو میں نے حضرت مفتی صاحب سے گزارش کی کہ مجھے اپنی اس بیٹی پر کوئی آسیبی اثر معلوم ہوتا ہے اس لئے آپ کچھ پڑھ کر پھونک دیں، مفتی صاحب نے فرمایا کہ میں جھاڑ پھونک کا کام نہیں کرتا۔ میں نے بہت ہی اصرار و تکرار کیا تو آپ نے کچھ پڑھ کر بچی کو دم کر دیا جس پر اللہ نے میری بچی کو صحت یاب فرما دیا وہ امریکہ میں مقیم تھی۔ وہاں سے اس نے تحفتہً پارکر کا ایک قلم بھیجا کہ یہ حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں پیش کریں۔

چنانچہ میں وہ قلم لئے دوپہر کے وقت حضرت مفتی صاحب کے دولت کدے پر حاضر ہوا، پہلے تو حق ضیافت ادا کیا پھر پوچھا کہ آیئے جناب! حسب پروگرام میں نے وہ قلم پیش کیا تو فوراً جیب سے قلم نکال کر فرمایا کہ میرے پاس قلم ہے میں نے عرض کیا کہ تحفہ قبول کرنا کیسا ہے؟ فرمانے لگے جائز ہے میں نے کہا پھر آپ قبول کیوں نہ فرما رہے کہنے لگے مجھے ضرورت نہیں ہے میں نے کہا چلو کوئی بچہ لے لے گا فرمانے لگے ہر بچے کے پاس قلم ہے جب میری ہر تدبیر نا کام رہی تو میں قلم پھینک کر وہاں سے واپس آ گیا۔ (فتاوٰی برکاتیہ ص۹)

سر پر کپڑا اور پگڑی کا استعمال فرمانا:۔ سر پر کپڑا رکھنا زینت ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ اور عید کے دن پگڑی باندھتے تھے۔ (فتاوٰی برکاتیہ ص۳۴)

ولی، ابدال، اوتاد:۔ اسلام میں عورت کا مقام بہت اعلیٰ وارفع ہے کیونکہ عورتوں کو اللہ نے یہ اعزاز بخشا ہے کہ وہ بڑے بڑے انسان مثلاً نبی، ولی، ابدال، اوتاد اور رسولوں کو جنم دیں اور بڑے بڑے بادشاہ، کمانڈر انچیف وغیرہ کو جن کر ان کو اعلیٰ تعلیم و تربیت سکھائیں اور جوان بنا کر میدان میں بھیجیں۔ (فتاوٰی برکاتیہ ص۶۱)

سچا خواب رہنمائی کا ذریعہ:۔ مجھے ایک واقعہ یاد آیا کہ شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ حافظ محمد صاحب گوندلوی رحمہ اللہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں شیخ الجامعہ کے عہدے پر تفسیر و حدیث کی تدریس میں مصروف تھے کہ ایک مرتبہ وہ بے وقت گھر آ گئے۔ راقم الحروف نے عرض کیا کہ آپ قبل از وقت تشریف لائے ہیں کیا وجہ ہے، فرمایا رات کو سوتے میں خواب آیا کہ چاند نیچے آ گیا ہے میں نے سمجھا کہ والدہ بیمار ہے گھر آنے پر معلوم ہوا کہ واقعی وہ بیمار ہیں اور اسی بیماری میں وہ وفات بھی پا گئی تھی۔ (فتاوٰی برکاتیہ ص۶۲)

جادوئی اثرات میں سات چشموں کا پانی:۔ سوال: زید بیمار ہے عمر کہتا ہے کہ اس پر جادو کیا گیا ہے اس لئے سات چشموں یا نلکوں کا پانی پڑھ کر پلایا جائے اور اس سے نہلایا جائے سات درختوں کے پتوں کو پڑھ کر کھلایا جائے تو زید تندرست ہو جائے گا۔ کیا ایسا فعل کتاب وسنت کی روشنی میں جائز ہے؟ وضاحت فرمائیں۔ (سائل: محمد رشید سیالکوٹ)

جواب: مختلف پانی کی مختلف تاثیر وخصوصیت ہو سکتی ہے۔ لہٰذا اگر تجربہ سے ثابت ہو جائے کہ سات نلکوں یا چشموں کے پانی سے فلاں بیماری درست ہو جاتی ہے تو اس پر عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ درختوں کے پتوں کی کیفیت بھی یہی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مشکوں کے پانی سے بیماری کی حالت میں نہایا تھا۔ لہٰذا یہ فعل

قرآن وحدیث کےخلاف نہیں ہے، بلکہ یہ ایک طبعی تجربہ ہےجس کا دین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔(فتاوٰی برکاتیہ ص ۱۶۸)

مجدد کا ثبوت:۔ ہر صدی میں مجدد آتا ہےاس کے متعلق بہت سی روایتیں موجود ہیں،ان میں اکثر ضعیف بھی ہیں، بہر حال مجدد کے آنے کا کچھ ثبوت ملتا ہے۔

مجدد کیلئے اپنی حیثیت کا اعلان کرنے کی ضرورت نہیں اور نشان دہی کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ بیک وقت ایک مجدد بھی ہوسکتا ہے اور زیادہ بھی ہوسکتے ہیں۔(فتاوٰی برکاتیہ ص ۲۱۲)

یک مشت ڈاڑھی:۔ بعض ایسی روایتیں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک قبضہ سے زائد کو لینے کی رخصت ہے اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل بھی اس کی تائید کرتا ہے۔مثلاً بخاری میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک قبضہ سے زائد کو کاٹتے تھے۔حالانکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ متبع السنتہ تھے۔یہ نہیں ہوسکتا کہ آنحضرت ﷺ سے رخصت ملے بغیر اس طرح عمل کریں۔نیز سنن ابوداؤد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول اس طرح موجود ہے کہ ”كنا نعفى السبال الافى حج وعمرة “یعنی ہم داڑھی بڑھاتے تھے۔ مگر حج وعمرہ میں یعنی حج وعمرہ سے حلال ہوتے وقت داڑھی کٹواتے تھے اور قبضہ سے لیتے تھے اوپر کاٹنا مراد ہے۔اگر قبضہ کے اوپر بھی کاٹنا مراد نہ ہوتا تو پھر حج کے موقع پر کس طرح حلال ہوسکتا ہے۔

معلوم ہوا کہ قبضہ کے اوپر سے کاٹنے کی رخصت تھی۔اس لئے ابن عمر رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور صحابہ بھی اس طرح کرتے تھے۔جیسا کہ ”كنا “کا لفظ دلالت کررہا۔بعض لوگ اس حدیث میں ”سبال“ کا معنی لب کرتے ہیں۔امام ابوداؤد کو بھی اس سلسلے میں غلطی (اجتہادی) ہوئی۔ کیونکہ انہوں نے اس حدیث کو شارب کے باب میں بیان کیا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ اس حدیث میں سبال کا معنی بھی داڑھی ہونا چاہیے ورنہ معنی غلط ہوگا۔معنی یہ ہوگا کہ ہم ہمیشہ لبیں بڑھاتے تھے۔مگر حج وعمرہ میں!اگر سبال سے مراد داڑھی ہوتو پھر کوئی خرابی نہیں ہے۔معنی یہ ہوگا کہ ہم ہمیشہ داڑھی بڑھاتے تھےمگر حج وعمرہ میں!یعنی حج وعمرہ میں ایک قبضہ سے زائد کو کٹواتے تھے کیونکہ اس کی رخصت دی گئی ہے۔

قصہ مختصر حدیث کی رو سے داڑھی پوری رکھنی چاہیے اگر ایک قبضہ (مٹھی) سے زائد ہوتو اسے کاٹنے کی رخصت ہے۔(فتاوٰی برکاتیہ ص ۲۶۴)

تعویذ کی شرعی حیثیت:۔ سوال: جناب مفتی صاحب کیا فرماتے ہیں مفتیان اسلام اس مسئلہ کے بارے کہ تعویذ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟(السائل:عتیق الرحمٰن سلفی راہوالی)

الجواب: شریعت میں تعویذ کی کوئی حیثیت نہیں۔نہ فرض ہیں نہ واجب نہ مستحب جولوگ یہ کرتے ہیں وہ بطور علاج کررہے ہیں اگر تعویذ میں شرکیہ باتیں نہ ہوں بلکہ اللہ کے اسماء وصفات ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر شرکیہ الفاظ ہوں تو ان کے ساتھ دم اور تعویذ سب حرام اور شرک ہیں۔(فتاوٰی برکاتیہ ص ۲۷۰)

جواز تعویذ پر چیلنج:۔ **سوال:** جناب شیخ الحدیث ومفتی صاحب کیا خیال ہے علمائے اسلام کا اس مسئلہ کے بارے میں جو آدمی تعویذ کرتے ہیں اور اس پر اُجرت لیتے ہیں اور لوگ ان کو مشرک کہتے ہیں ابولہب اور ابوجہل اور ان مشرکوں میں کیا فرق ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ تعویذ کرنیوالوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اس کے بارے قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔(السائل:محمد عثمان قاضی کوٹ)

الجواب: اس طرح کہنے والے لوگ بیوقوف ہیں جن کو نہ قرآن کا علم ہے نہ حدیث کا قرآن کی آیت ”لا الٰه الا هو الحى القيوم“ ایک پڑھتا ہے بیمار کے اُوپر پھونکتا ہے یا ان پڑھ مریض پر لکھ کر باندھتا ہے یہ شرک کیسا؟ یہ تو عین توحید ہے اس میں قطعاً شرک نہیں ہے۔ایک شخص ”اعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق“ پڑھ کر پھونکتا ہے یا لکھ کر باندھتا ہے۔یہ شرک کیسا؟ کتب احادیث میں چند احادیث ہیں ان سے بے وقوفوں کو شبہہ پڑتا ہے۔سنن میں ایک حدیث ہے اس پر محدثین کی طرف سے تنقید بھی ہے کہ اس میں ایک راوی مجہول ہے۔الفاظ اس طرح ہیں ”الرقىٰ والتمائم والتولة شرك“ یعنی دم منکے اور عشق پیدا کرنیوالے جادو شرک ہیں۔

اس حدیث میں سب سے پہلے دم کو شرک کہا ہے اب اہم بات یہ ہے کہ صحاح الستہ کی تمام کتابوں میں اوران کے علاوہ کتب احادیث میں صحیح اور مختلف سندوں کے ساتھ جو کہ تواتر کو پہنچتی ہیں۔ احادیث موجود ہیں کہ نبی ﷺ نے دم کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے موت کی بیماری میں دم کیا ہے جیسا کہ ''صحیح بخاری'' و''مسلم'' وغیرہ میں موجود ہے اس کی تائید میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اوران کی اہلیہ کا واقعہ موجود ہے۔''سنن'' میں ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ کے گلے میں دھاگہ دیکھا انہوں نے کاٹ کر پھینک دیا اور فرمایا ابن مسعود کا خاندان شرک سے پاک ہے زوجہ نے اعتراض کیا کہ میں ایک یہودی کے پاس آتی جاتی تھی اس کے دم کردہ دھاگہ کہ باندھنے پر میری آنکھ کی تکلیف دور ہو جاتی تھی۔ جب نہیں باندھتی تھی آنکھ دکھتی تھی میل اترنے لگتی تھی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب وہ دم کرتا تو شیطان چلا جاتا جب دم نہیں کرتا تھا شیطان انگلی مارتا تھا۔ یہ فائدہ اور بیماری شیطانی کرشمہ ہے معلوم ہوا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہودی کے دم کو شرک اور شیطانی عمل کہا ہے اوپر درج کردہ حدیث میں الرقیٰ یہ رقیہ کی جمع ہے دم کو کہتے ہیں۔ اس سے مراد بالاتفاق شرکیہ دم ہے۔ جو یقیناً شرک ہے خود عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے زوجہ کو ساتھ ہی توحید والا دم سکھایا تھا جیسا کہ ''سنن'' میں موجود ہے معلوم ہوا کہ جس حدیث میں دم کو شرک کہا ہے وہ شرکیہ دم ہے جو مشرک کرتے تھے۔ ہمارے نااہل مولوی یا مسٹر نے اسے توحید والے دم پر محمول کیا جو جہالت ہے۔ حالانکہ توحید والے دم متواتر احادیث سے ثابت ہیں۔ اُوپر درج کردہ حدیث میں دوسرا لفظ تمائمہ یہ تمیمہ کی جمع ہے۔ مشہور محدث اور مورخ اور عربی لغت کے ماہر امام ابن اثیر رحمہ اللہ اور دیگر شراح احادیث نے تمیمہ کا معنی منکا کیا ہے مراد وہ ہے جو کہ یہاں مست قسم کے لوگ گلے میں باندھتے ہیں۔ کفار لوگ یہ منکے نظر سے بچنے کیلئے بچوں کے گلے میں باندھتے تھے۔ یا مشرک لوگ شرکیہ الفاظ یا بے معنی الفاظ لکھ کر گلے میں باندھتے تھے۔ جیسا کہ امام ابن الاثیر نے یا دیگر احادیث کی شرح لکھنے والوں نے بالاتفاق وضاحت کی ہے۔

تیسرالفظ تـــــوَلة ہے اس کواوپر درج کردہ حدیث میں شرک کہا ہے اس سے مراد ائمہ لغت نے یہی لیا ہے کہ یہ جادو ہے جس کے ذریعہ مرداورعورت کے درمیان عشق ومحبت پیدا کرنا ہے اوپر والی حدیث میں ذکر کردہ تین باتوں کا شرک ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ لیکن ''اللہ لا الہ الاھو الحی القیوم'' پڑھ کر پھونکنا یا لکھ کر باندھنا کوئی شخص یا مسٹر یا مولوی اسے شرک ثابت نہیں کر سکتے۔ اگر ایسی کوئی حدیث میں ہو تو پیش کرو۔ لیکن قیامت تک پیش نہیں کر سکتے۔ اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے سے مسئلہ ثابت نہیں کر سکتے۔ شرکیہ کو شرک کہنے سے یا تمام شرکیہ کو شرک کہنے سے توحیدی تعویذات کو شرک ثابت نہیں کر سکتے۔ دراصل قرآن کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے نازل کیا ہے کہ اس کو پڑھیں پڑھائیں اور اس پر عمل کریں اور عمل کرائیں۔ یہ دراصل نزول کا اصل نصب العین ہے اور اگر اصل نصب العین کو کام میں لانے کے بعد کسی کو یہ تجربہ ہوا ہو کہ اس کے پڑھ کر پھونکنے سے بیماری کو شفا ملتی ہے اور وہ عالم باعمل اس طرح توحید والا تعویذ پڑھ کر پھونکتا ہے تو اس میں شرک کیسا؟ قرآن نے اس کی حقیقت اس طرح بیان کی ہے'' وننزل من القرآن ماھو شفاء و رحمة للمؤمنین'' یعنی قرآن لوگوں کیلئے شفاء ہے شفاء کی دو قسمیں ہیں (۱) روحانی شفاء (۲) جسمانی شفاء

اب ایک عالم باعمل جسمانی بیماری کیلئے پڑھ کر پھونکتا ہے تو یہ قرآن کے منشاء کے عین مطابق ہے۔ اس نے قرآن کے خلاف نہیں کیا۔ اصل میں اس عمل کا تعلق طب سے ہے دراصل یہ قرآن کا اصل مقصد نہیں اور نہ اس کا تعلق دین سے ہے جس طرح ڈاکٹر حضرات جڑی بوٹیوں کے ذریعے تجربہ کی بنا پر علاج کرتے ہیں فیس بھی وصول کرتے ہیں۔ معاوضہ بھی لیتے ہیں اس کا دین سے تعلق نہیں۔ صرف جواز کی صورت ہے جس سے شریعت نے منع نہیں کیا ٹھیک اس طرح بیماریوں میں سے بعض بیماریاں ایسی ہوتی ہیں کہ دنیا کے تمام ڈاکٹر اکٹھے ہوں وہ بیماری دور نہیں ہوتی۔ لیکن قرآن کے عالم باعمل اپنے قرآنی عمل کے ذریعہ دم کرتے ہیں یا لکھ کر توحید کا کلمہ باندھ دیتے ہیں وہ بیماری بالکل دور ہو جاتی ہے اب سوال یہ ہے کہ یہ تفرقہ کیوں ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی فیس یا معاوضہ حلال وطیب ہے اور دوسرے صاحب کی

فیس یا معاوضہ ناجائز ہے یہ فرق کہاں ہے یہ دعویٰ صرف حسد کی بنا پر ہے کیونکہ یہ دعویدار مسٹر یا مولوی یہ عمل نہیں کرسکتا کیونکہ یہ اس کے بس کی بات نہیں ورنہ اس کو نہ اللہ نے حرام کیا ہے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارا چیلنج ہے کوئی ملاں یا مولوی ثابت کر دے اور لفظ واضح ہو کہ ''اللہ لا الہ الا ھو ''لکھ کر دینا یا پڑھ کر پھونکنا یا اس قسم کے توحید والے الفاظ سے علاج اور اس کا معاوضہ لینا حرام ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے اور چیلنج ہے کہ قیامت تک کوئی بھی ثابت نہیں کرسکتا۔ (الراقم: ابوالبرکات احمد) (فتاوٰی برکاتیہ ص ۲۷۰ تا ۲۷۲)

جوازتعویذ اسلاف اہلحدیث کی نظر میں :۔ سوال: کیا فرماتے ہیں اہل علم اس مسئلہ کے بارے میں اگر تعویذ کرنا جائز ہے تو حدیث میں ''من تعلق تميمةً فقد اشرك''کا کیا مفہوم ہے نیز'' من تعلق شيًا و كل عليه'' کا معنی اور مراد واضح فرمائیں؟

جواب: امام ابن الاثیر مشہور محدث مؤرخ اور لغوی گزرے ہیں۔ انہوں نے احادیث کے مشکل الفاظ کو بیان کرنے کے لئے کتاب تحیانہ لکھی ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں۔ تمیمہ منکے کو کہتے ہیں جو کہ کفار نظر سے بچنے کیلئے ہار بنا کر لٹکاتے تھے۔ یہ شرک کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے۔ شیأ یعنی لفظ شی تمیمہ ہی کی معنی روایت ہے یا پھر اللہ کے اسماء وصفات کے علاوہ شی مراد ہے۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ ''زاد المعاد'' میں لکھتے ہیں جو اسماء وصفات پڑھ کر پناہ مانگنا جائز ہے انہیں لکھ کر باندھنا بھی جائز ہے۔

امام عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ آپ کے والد احمد بن حنبل تعویذ کیا کرتے تھے تو انہوں نے کہا: ہاں! ایک روایت میں ہے کہ کسی عورت کو وضع حمل میں مشکل ہوجاتی تو ابن حنبل رحمہ اللہ کرب کی دعا''لا اله الا الله الحليم الكريم '' آخر تک لکھ کر دیتے تھے۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعویذ لکھ کر باندھنے کے قائل تھے۔

حافظ محمد عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ اور علامہ حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ تعویذ لکھنے کے قائل تھے۔ اور بھی بہت سے ائمہ وعلماء اس کے قائل تھے اور قائل ہیں صرف منکرین حدیث اس کو شرک کہتے ہیں ان کو دیکھا دیکھی ہمارے کچھ مولوی بھی اس کو شرک کہنے لگے ہیں۔ حالانکہ جن احادیث میں شرک کہا ہے ان میں دم کو بھی شرک کہا ہے۔ معلوم ہوا اس سے مراد شرکیہ دم وتعویذ ہیں۔ جو کہ یہود اور عیسائی کیا کرتے تھے۔ تعویذ کو شرک کہنے والوں نے جتنی احادیث بھی پیش کی ہیں سب ضعیف ہیں۔ سوال میں مذکور حدیث بھی ضعیف ہے۔

(الراقم ابوالبرکات احمد) (فتاوٰی برکاتیہ ص ۲۷۳)

صالحین اور نیکوں کی مشابہت :۔ سوال: کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ننگے سر پھرتے تھے؟ اس مسئلہ کی وضاحت قرآن وحدیث سے فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ (سائل: عبدالمنان اسحاق، منڈی کاموںکی)

جواب: ننگے سر پھرنا اسلام میں جرم نہیں ہے۔ لیکن آج کل بے دین لوگوں نے اپنا خاص حلیہ اور خاص لباس بنایا ہوا ہے۔ دینداروں کو ان جیسا حلیہ نہیں بنانا چاہیے۔ ''سنن ابی داؤد'' میں حدیث میں 'من تشبه بقوم فهو منهم' 'شارحین اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''اى من تزيابظاهره بزينتهم وساربسيرتهم وهديهم فى ملبسهم وبعض افعالهم فهو منهم''

یعنی جو شخص اپنے ظاہر میں غیر مسلم کا لباس ان کی سیرت وطریقہ اور بعض اعمال میں ان کی نقل اتارتا ہے وہ ان میں سے۔

امام علقمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''من تشبه بالصالحين يكرم كمايكرمون۔ ومن تشبه بالفساق لم يكرم''

یعنی جو نیک انسانوں کا لباس اپناتے ہیں اور ان کے طریقہ وچال وچلن کو اپناتے ہیں ان کی عزت کی جائے گی اور جو فاسق اور بدکردار لوگوں کے طریقہ ولباس کو اپنائے گا ان کی عزت نہیں کی جائے گی۔

''سنن ابی داؤد'' کتاب اللباس میں ابن الحنظلیہؓ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو کہتے ہوئے سنا ہے انہوں نے فرمایا:''اصلحوالباسكم حتى تكونواكانكم شامة فى الناس'' اپنے لباس کو درست کرو یہاں تک کہ تم لوگوں میں ممتاز نظر آؤ۔

الراقم: ابوالبرکات احمد (فتاوٰی برکاتیہ ص ۳۰۵)

نام کتاب:۔تعویذ اور دم قرآن وسنت کی روشنی میں
مصنف:۔خواجہ محمد قاسم........ناشر:ادارہ احیاء السنۃ گوجرانوالہ (پاکستان)

دم کرنا کرانا:۔ دم کرنا کرانا جائز ہے چاہے وہ کلام الٰہی سے باہر اور ادعیہ ماثورہ کے علاوہ کیوں نہ ہو بشرطیکہ اس میں شرک کا شائبہ نہ پایا جائے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دم سے منع فرمایا تو خاندان عمرو بن حزم نے آکر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس ایک دم ہے جس سے ہم بچھو کے کاٹے کا علاج کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دم سے منع فرما دیا ہے ان کا دم سن کر آپ نے فرمایا:(۱)"ما اری بها باسامن استطاع منكم ان ينفع اخاه فلينفعه"(مسلم ج۲ص۲۲۴)

اس میں کوئی حرج نہیں اگر تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے تو پہنچائے۔

(۲)عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم جاہلیت کے زمانہ میں کچھ دم کیا کرتے تھے ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ کا ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"اعرضوا علی رقاكم لاباس بالرقى مالم يكن فيه شرك"(مسلم ج۲ص۲۲۴)

اپنے دم میرے سامنے پیش کر غیر شرکیہ دم میں کوئی حرج نہیں۔

(۳)"رخص رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في الرقية من العين والحمة والنملة"(عن انس مسلم ج۲ص۲۲۳)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نظر ڈنک اور نملہ یعنی پسلی میں دانے اور پھنسیاں نکلنے کی تکلیفوں سے دم کی اجازت دی۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے گھر ایک لڑکی کے چہرے پر زردی دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۴)"استرقوالها فان بها النظرة"(بخاری ص۸۵۴، مسلم ج۲ص۲۲۳)اسے دم کراؤ اسے نظر لگی ہے۔

(۵)حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں دم فرماتے:

"بسم الله تربة ارضنا و ريقة بعضنا يشفي سقيمنا باذن ربنا"(بخاری ص۸۵۵)

شروع اللہ کے نام سے مٹی ہماری زمین کی لعاب میں سے بعض کا خیر ہو ہمارے بیمار کی ہمارے رب کے حکم کے ساتھ۔

(۶)حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک رات نماز کے دوران میں بچھو نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کی انگلی پر کاٹ لیا آپ نے اُسے جوتے سے مسل ڈالا سلام پھیر کر فرمایا بچھو پر خدا کی مار یہ نمازی کا لحاظ بھی نہیں کرتا یا فرمایا یہ نبی اور غیر نبی میں بھی تمیز نہیں کرتا پھر آپ نے برتن میں نمکین پانی منگوا کر کاٹنے کی جگہ پر ڈالا اسے ملا اور اس پر معوذتین پڑھیں۔

(۷)عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر رات بستر پر دراز ہوتے وقت آخری تینوں قل پڑھ کر اپنے ہاتھوں میں پھونکتے اور پھر حتی الامکان اپنے سر اور چہرے سمیت انہیں اپنے سارے بدن پر مل لیتے یہ عمل تین بار دہراتے۔(بخاری ص۷۵۰)

نیز فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو معوذات پڑھ کر اپنے اوپر دم کرتے جب آپ کی تکلیف شدت اختیار کر گئی تو میں پڑھ کر دم کرتی اور حصول برکت کے لیے آپ ہی کے ہاتھوں کو پھیرتی۔(ایضاً)(تعویذ اور دم ص۲۲ تا۲۴)

جواز اجرت دم:۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت دم کے بارے میں بخاری شریف میں حدیث ہے۔ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ ایک سفر کے دوران میں ایک عرب قبیلے کے پاس رکے ان سے مہمانی طلب کی انہوں نے مہمانی دینے سے انکار کر دیا خدا کی قدرت ان کے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا بہت علاج کیا مگر فائدہ نہ ہوا کوئی بولا یہ جو جماعت آکر ٹھہری ہوئی ہے شاید ان کے پاس اس کا کوئی دوادارو ہو چنانچہ وہ ہمارے پاس آئے اور کہا اے قافلے والو! ہمارے سردار کو بچھو نے ڈس لیا ہے اور کوئی علاج کارگر ثابت نہیں ہوا تمہارے پاس اس کا کچھ توڑ ہے؟ میں نے کہا: ہاں! خدا کی قسم ہے میں دم کروں گا لیکن واللہ! ہم نے تم سے

فاقصص القصص لعلهم یتفکرون

سیرۃ ثنائی

شیخ الاسلام رئیس المناظرین امام اہلحدیث حضرت مولانا

ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری

کی

سوانح حیات

مرتبہ

مولانا عبد المجید خادم سوہدروی

ناشر

مکتبہ قدوسیہ
اہل حدیث مارکیٹ
غزنی سٹریٹ
اردو بازار لاہور

اشاعت اول ____ مئی ۸۹ء
تعداد ____ ایک ہزار
مطبع ____ زاہد بشیر پرنٹرز
قیمت ____ ۷۵ روپے

مہمانی طلب کی مگر تم نے انکار کر دیا اب تو معاوضہ لیے بغیر میں تمہیں دم نہیں کروں گا چنانچہ تیس بکریوں میں معاملہ طے ہو گیا، میں نے جا کر الحمد شریف پڑھ کر پھونک ماری اسے اتنی جلدی آرام آیا اور وہ چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا۔ جیسے بندھے ہوئے جانور کی رسی کھول دی جائے اسے ذرا بھی تکلیف نہ رہی اور کہنے لگا: انہیں ان کا معاوضہ دے دیا جائے۔ ہم میں سے بعض نے کہا آؤ انہیں آپس میں تقسیم کر لیں میں نے کہا: حضور ﷺ سے پوچھ کر کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پورا ماجرا سن کر فرمایا تجھے کیسے معلوم ہو گیا تھا کہ الحمد شریف دم ہے تم نے ٹھیک کیا ہے انہیں آپس میں بانٹ لو اور بیچ میں ہمارا بھی حصہ ہو گا اور ساتھ ہی آپ ﷺ نے مسکراہٹ کے پھول بکھیر دیئے۔ (ص۳۰۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق آخر میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔ **ان احق ماخذ تم علیه اجراً کتاب الله** (بخاری ص۸۵۴) کتاب اللہ پر تم معاوضہ لینے کے زیادہ حق دار ہو۔ (بحوالہ تعویذ اور دم ص۲۶، ۲۷)

استاد محترم کا تعویذ دینا:۔ میرے استاد محترم شیخ الحدیث حضرت العلام جناب علامہ ابو البرکات احمد صاحب رحمہ اللہ باوجود یکہ تعویذ فروشی کے قائل تھے تاہم ان کا اپنا یہ عالم تھا کہ ایک بچی کو دم کیا تو معاوضہ میں بطور تحفہ بھی پارکر پین قبول کرنے سے انکار کر دیا۔
(تعویذ اور دم ص۳۴ بحوالہ فتاویٰ برکاتیہ ص۹)

نام کتاب:۔ سیرت ثنائی شیخ الاسلام رئیس المناظرین، شیر پنجاب، فاتح قادیان، سردار اہلحدیث حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب مرحوم فاضل امرتسری کی مکمل سوانح عمری

مصنف:۔ مرتبہ مولانا ابوالوحید عبدالمجید صاحب خادم سوہدروی، مدیر اہلحدیث

مقام اشاعت: دفتر اہلحدیث سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ، پنجاب پاک

اساتذہ اور بزرگوں کا ادب:۔ یوں تو مولانا ''**لیس منامن لم یوقر کبیرنا**'' کے فرمان نبوی ﷺ کے تحت تمام بزرگان ملت کا چاہے وہ کسی خیال اور کسی عقیدہ کے ہوں۔ بڑا ادب کرتے تھے۔ لیکن اپنے استادوں کا خاص طور پر احترام فرماتے تھے آپ نے کبھی کسی استاد کی نافرمانی نہیں کی...... بزرگوں کا ارشاد ہے کہ دنیا میں ہر شخص کے تین باپ ہوتے ہیں جن کا ادب و احترام کرنا اس پر واجب ہے ایک وہ جس کے نطفے سے انسان پیدا ہوا یعنی حقیقی باپ، دوسرا وہ جس کی لڑکی اس کے نکاح میں آئی یعنی خسر اور تیسرا وہ جس سے اس نے کچھ پڑھا یا کوئی کام سیکھا یعنی استاد۔ اسی لئے معلم عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور تاکید سے فرمایا ''**تواضعوالمن تعلمون منه**'' جس سے علم حاصل کرو۔ اس کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ۔

یہی وجہ ہے کہ مولانا مرحوم اپنے اساتذۂ کرام سے بے حد ادب و احترام کے ساتھ پیش آتے اور ان کی خدمت کو فخر سمجھتے۔ مولانا کے ان حالات میں ان طلباء کیلئے ایک سبق مضمر ہے۔ جو اپنے استاد کی نافرمانی پر اتراتے اور اپنی گستاخیوں کو بڑائی تصور کرتے ہیں۔ جناب ہادئ دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اس زمانے سے پناہ مانگی اور اس عہد سے بیزاری ظاہر فرمائی ہے جس میں علماء و معلمین کی اطاعت نہ کی جائے۔ ان کے سامنے گستاخیاں کی جائیں اور ان کے ادب و لحاظ خدمت و تواضع سے منہ موڑا جائے۔ حضور علیہ السلام نے تو یہاں تک فرمایا کہ مسلمانوں کو غیر مذاہب کے بزرگوں اور لیڈروں کا بھی احترام کرنا چاہیے۔ اسی بناء پر ایک پنجابی شاعر نے بھی کہا ہے ۔

بے ادباں مقصود نہ حاصل تے درگاہ نہ ڈھوئی   تے منزل مقصود نہ پہنچا باجھ ادب دے کوئی (سیرت ثنائی ص۱۰۱، ۱۰۲)

دلجوئی و دلنوازی:۔ حضرت مولانا رحمہ اللہ اپنے احباب، اپنے اعزاز اپنے متعلقین کی دلجوئی فرماتے رہتے تھے۔ آپ نے کبھی کسی کی

[illegible]

تذکرۂ ابوالوفا ؒ

یعنی

شیخ الاسلام فاتح قادیان، امام المناظرین مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری، مرحوم و مغفور کے حالاتِ زندگی اور آپ کی علمی خدمات پر سیر حاصل اور جامع تبصرہ

مرتبہ

عبدالرشید عراقی سوہدروی

ناشر

ندوۃ المحدثین اسلام آباد

گوجرانوالہ

۲

سلسلۂ ندوۃ المحدثین

—— ۱۸ ——

نام کتاب	تذکرہ ابوالوفا	نام مصنف	عبدالرشید عراقی
صفحات	۱۷۶	طبع اوّل	۱۹۸٤

—— تعداد ۱۰۰۰ ——

تقسیم بلا قیمت

—— باہتمام ——

ضیاءُ اللہ کھوکھر ۱۳- اسلام آباد گوجرانوالہ

نذرانہ اشک

یعنی

سوانحی اور تاثراتی مضامین کا مجموعہ

از

محمد ثناء اللہ عمری، ایم۔اے عثمانیہ

صدر شعبہ انگریزی ہندو کالج

مچھلی بندر، آندھرا پردیش (انڈیا)

ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ (پاکستان)

کتاب	:	نذرانہ اشک
مصنف	:	مولانا ثناء اللہ عمری
طبع اول	:	۱۹۹۷ء
تعداد	:	۱۰۰۰
کمپوزنگ	:	سجاد کمپوزنگ سنٹر گوجرانوالہ (پاکستان)
مطبع	:	شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

تقسیم بلا قیمت

باہتمام

ضیاء اللہ کھوکھر ۸۳۔بی، ماڈل ٹاؤن، گوجرانوالہ (پاکستان)

دلآزاری نہیں کی۔مخالف سے مخالف بھی آپ کے ان صفات کا مداح تھا ہجو وتہتک سے کلی پرہیز تھا۔تالیف قلوب آپ کا خالص شیوہ تھا جو شخص حق پر ہوتا اس کی دلداری وطرفداری کرتے اور غیر مسلموں کی دلنوازی کرتے تا کہ اسلام کی عظمت اور رواداری ظاہر ہو۔خود فرمایا کرتے تھے...... ''ہم غیر مسلم اصحاب کے ساتھ محض اس لئے اچھا برتاؤ کرتے ہیں تا کہ وہ اسلام کی بزرگی اور وسعت کے قائل ہو جائیں''۔

جلسوں میں مبتدی حضرات تقریریں کرتے تو آپ ان کی پیٹھ ٹھونک کر بڑھا دیتے۔انہیں تحسین ومرحبا کہتے اور اس طرح ان کی جھجک دور کر کے انہیں ترقی کرنے کا موقع دیتے۔کوئی نیا مقرر شرم سے رکنے لگتا تو آپ یہ کہہ کر اس کا دل بڑھاتے صاحب! جھجکئے نہیں آپ اچھا بول رہے ہیں آپ کے الفاظ پراثر ہیں کھل کر بولئے۔شرم کرنا عورتوں کا کام ہے اور آپ تو خدا کے فضل سے مرد ہیں۔

ایک جلسے میں کسی مبتدی نے ضرورت حدیث پر تقریر کی جو زیادہ مؤثر و جاذب نہ تھی۔مولانا نے بڑی داد دی اور خوب واہ کی کسی نے کہا ''مولانا! تقریر تو پھیکی ہے۔مدلل و پراثر نہیں آپ یونہی تعریف کئے جاتے ہیں''۔آپ نے جواب میں حضرت اقبال کا یہ شعر پڑھ دیا۔

حق پرستوں کی اگر کی تو نے دلجوئی نہیں طعنہ دینگے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں (سیرت ثنائی ص ۱۵٦)

اختلاف سے نفرت:۔ مولانا کو مذہب وملت کے اختلاف وتفرقہ سے بے حد نفرت تھی اور آپ ہمیشہ اس سے بیزاری کا اظہار کرتے تھے عامتہ المسلمین کو گروہ بندی اور فرقہ سازی سے منع کرتے اور جماعت اہلحدیث کو خاص طور پر تلقین فرماتے کہ ملت بیضائے اسلام میں افتراق ونفاق نہ پھیلنے پائے۔تمام اہل توحید آپس میں متحد ومتفق رہیں۔قوم کو مضبوط بنائیں اور اسے کمزور ہونے سے بچائیں۔

چنانچہ ماہ دسمبر ۱۹۰٦ء کو جلسہ احمدیہ منعقدہ آرہ کے موقع پر ایک مجلس قائم ہوئی جس میں حضرت مولانا رحمہ اللہ نے جماعت کو تاکید فرمائی کہ وہ تحریری وتقریری طور پر تبلیغ واشاعت کا فرض ادا کرے۔قرآن وحدیث کی تعلیم دے اور اس تدریس کا مقصد یہ ہوا کہ جملہ فرزندان اسلم کتاب وسنت سے آشنا ہوں اس کی پیروی کریں اتحاد واتفاق کی دولت سے مالا مال ہوں اور دین مقدس کی اخوت ومساوات کو اسی ڈھب پر لائیں جس پر سلف صالحین رحمہ اللہ عامل رہے ہیں۔چنانچہ فرمایا'' لاتنازعو افتفشلوا وتذهب ريحكم ''! آپس میں نزاع مت پیدا کرو ورنہ پھسل جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

نام کتاب:۔تذکرۂ ابوالوفا یعنی شیخ الاسلام فاتح قادیان، امام المناظرین مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری، مرحوم ومغفور کے حالات زندگی اور آپ کی علمی خدمات پر سیر حاصل اور جامع تبصرہ مرتبہ: عبدالرشید عراقی سوہدروی۔ناشر: ندوۃ المحدثین اسلام آباد گوجرانوالہ

وضاحت: شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمہ اللہ جنہیں علامہ رشید رضا مصری (م ۱۳۵۴ھ) نے دینی خدمات کی بنا پر 'رجل الہٰی' کہا ہے۔(تذکرہ ابوالوفاء ص ۱۴)

نام کتاب:۔نذرانۂ اشک خاکے...... مولانا محمد ثناء اللہ عمری ناشر:۔ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ پاکستان

کلاہ اسلاف اہلحدیث

کٹانچوری رحمہ اللہ کا ٹوپی استعمال کرنا:۔ (مولانا حافظ محمد عبدالواحد کٹانچوری) میراث کے مسئلے میں خوب متحضر تھے حفظ بھی اچھا تھا اہلحدیث تھے مگر متعصب نہیں تھے۔جوانی میں گھنے گھنگھریالے شرعی بال، اس پر کبھی ترکی ٹوپی، کبھی پگڑی (پہنتے تھے)۔(نذرانۂ اشک ص ۲۹)

منشی عبدالرحیم پڈنوی کا ٹوپی استعمال کرنا:۔ (منشی حکیم عبدالرحیم پڈنوی مرحوم) ہمارے منشی صاحب اہلحدیث ہی نہیں

''اہلحدیث گر' بھی تھے۔ کپڑے کی ٹوپی اوڑھتے تھے۔ (نذرانۂ اشک ص۵۴)

خواب سے حقیقت کا سفر:۔ آبائی وطن کٹانچور، گڈیواڑہ، تحصیل کرشنا، ضلع آندھرا پردیش تھا۔

بچپن کا سنا ہوا یاد ہے کہ مولوی حافظ بشیر احمد صاحب پڑنوی رات کے وقت خواب دیکھتے کہ نظم لکھ رہے ہیں، اٹھتے بیٹھتے وضو کرتے اور پوری نظم نقل کر لیتے، عالم خواب میں تصنیف وتالیف پر تعجب نہ کیجئے ایسی نظریں گزر چکی ہیں۔ (نذرانۂ اشک ص۶۱)

مولانا محمد عبدالغفار پڑنوی کا ٹوپی استعمال کرنا:۔ آپ کی چوڑی پیشانی، عمامے سے نورانی، کبھی تر کی ٹوپی بھی اوڑھتے تھے۔ (نذرانۂ اشک ص۶۷)

مولانا نذیر احمد پڑنوی مرحوم:۔ سر پر گنگھر یالے بال اور فرکیپ (پہنتے تھے) (نذرانۂ اشک ص۸۰)

شیخ اہلحدیث مولانا عبدالسبحان اعظمی عمری رحمہ اللہ:۔ سفید پوشاک سر پر کپڑے کی ٹوپی (پہنتے تھے)۔ (نذرانۂ اشک ص۱۳۱)

مولانا احمد اللہ خان عمری مرحوم:۔ سر منڈوائے ہوئے، لباس عام طور پر لنگی، قمیض اور کپڑے کی ٹوپی (پہنتے تھے)۔ (نذرانۂ اشک ص۱۶۷)

مولانا سید اسماعیل رائیدرگی مرحوم

مولانا قیصر اللہ صاحب کی بیعت اصلاح:۔ کرنول کے قیام اور تعلیم سے مولانا اسماعیل کی علمی پیاس نہیں بجھی بلکہ کچھ اور بڑھ گئی۔ چنانچہ آپ نے پیارم پیٹ، ضلع شمالی آرکاٹ علاقہ مدراس کا رخ کیا اور مولانا فقیر اللہ صاحب مرحوم کا تلمذ حاصل کیا۔ جو پنجاب کے باشندے اور شیخ الکل نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید تھے۔ چلتے چلتے یہ بھی سن لیجئے کہ مولانا فقیر اللہ صاحب مرحوم کا تلمذ حاصل کیا۔ جو پنجاب کے باشندے اور شیخ الکل نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید تھے۔ چلتے چلتے یہ بھی سن لیجئے کہ مولانا فقیر اللہ مرحوم سرزمین پنجاب سے مدراس کیسے پہنچے۔ ان دنوں مولوی سلطان احمد رحمہ اللہ کے ناروا حملوں اور بے سروپا دعوؤں سے جماعت اہلحدیث بنگلور بہت پریشان تھی۔ میاں صاحب نے مولانا فقیر اللہ کا نام لیا جو مطبع مجتبائی دہلی میں تصحیح کی خدمت پر مامور تھے۔ یہ انتخاب ہر طرح بابرکت ثابت ہوا۔ مجلس مناظرہ منعقد ہوئی۔ سلطان کو شکست اور فقیر کو فتح حاصل ہوئی۔ اہل بنگلور نے مولانا فقیر اللہ کو روک لیا۔ مولانا مرحوم، مولانا عبدالجبار غزنوی کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ آپ کی ذہانت اور تبحر علمی کی ایک دنیا قائل تھی۔ بنگلور میں اپنے علمی اور عملی فیضان کا دریا بہا دیا۔ (نذرانۂ اشک ص۲۲۷)

مولانا سید اسماعیل صاحب کے فکر ونظر پر غزنوی مکتب فکر کی بڑی گہری چھاپ تھی، جس کا امتیاز یہ تھا کہ سلفیت پر قائم رہتے ہوئے تصوف کی طرف بھی توجہ دی جائے۔ (نذرانۂ اشک ص۲۲۸)

رواداری اور باہمی تعلقات:۔ مولانا مسلکاً اہلحدیث تھے مگر جیسا کہ اپنی ایک یادداشت میں صراحت کی ہے کہ غالی نہیں تھے۔ ہر مسلک کے علماء سے کھلے دل کے ساتھ ملتے اور ان کا شایان شان استقبال کرتے۔ مولانا حفظ الرحمٰن مرحوم رائیدرگ تشریف لائے تو ان کے اعزاز میں ایک جلسہ منعقد کیا۔ غیر مسلم رہنماؤں کے ساتھ بھی ان کا یہی حسن سلوک تھا۔ آن جہانی جے پرکاش نارائن اور سابق صدر جمہوریہ شری نیلم سنجیوا ریڈی آندھرا پردیش کے چیف منسٹر کی حیثیت سے رائیدرگ آئے۔ مولانا نے ان کا خیر مقدم کیا اور ان موقعوں پر تلگو زبان میں اسی زور اور جوش سے تقریریں کیں، جو ان کا طرۂ امتیاز تھے۔ (نذرانۂ اشک ص۲۳۲)

مولانا محمد عبیداللہ مبارکپوری رحمہ اللہ: سر پر کپڑے کی ٹوپی (پہنتے تھے)۔ (نذرانۂ اشک ص۲۴۴)

مولانا داؤد راز مرحوم: سر پر کپڑے کی ٹوپی (پہنتے تھے)۔ (نذرانۂ اشک ص۲۵۷)

مولوی حافظ میاں محمد پنجابی مرحوم: دوپلی ٹوپی اوڑھتے (نذرانۂ اشک ص۲۷۴)

مولانا محمد صدیق خاں رحمانی رحمہ اللہ مرحوم: سر پر فرکیپ (پہنتے تھے) (نذرانۂ اشک ص۲۸۵)

اہلحدیث اور سیاست

مصنف

حضرت مولانا نذیر احمد رحمۃ اللہ علیہ رحمانی

ناشر

مکتبہ اہلحدیث ٹرسٹ کورٹ روڈ۔ کراچی فون: ۲۶۳۵۹۳۵

کتاب کا نام	اہل حدیث اور سیاست
مصنف	مولانا نذیر احمد رحمانی
طبع سوم	۱۹۹۶ء
تعداد	پانچ سو
ناشر	مکتبہ اہل حدیث ٹرسٹ کراچی

ملنے کا پتہ

مکتبہ اہل حدیث ٹرسٹ

کورٹ روڈ، اہلحدیث چوک، کراچی

فون: ۲۶۳۵۹۳۵

چند رجال اہل حدیث

مولانا ابو علی اثری

ندوۃ المحدثین

گوجرانوالہ ○ پاکستان

سلسلہ ندوۃ المحدثین

(۳۷)

نام کتاب	چند رجال اہلحدیث
نام مصنف	ابو علی اثری
طبع اول	۱۹۹۶ء
صفحات	۱۹۲
تعداد اشاعت	ایک ہزار
کتابت	حسین احمد خوشنویس حضرت کیلیانوالہ

تقسیم بلا قیمت

باہتمام

ضیاء اللہ کھوکھر، ۱۳۱ اسلام آباد، گوجرانوالہ

مولانا ابو تمیم جانباز خاں محمدی: رومی ٹوپی اوڑھتے تھے۔(نذرانہ اشک ص۳۱۲)

مولانا عبدالعزیز کرنولی رحمانی مرحوم: سر کے بال سن سفید، منڈے ہوئے، ان پر سفید، ململی عمامہ، کندھے پر رومال، ہاتھ میں عصائے پیری (ہوتا)۔(نذرانہ اشک ص۳۲۷)

مولانا شمس الحق مرحوم: سر پر کھڑی فرکی ٹوپی (پہنتے تھے)۔(نذرانہ اشک ص۳۵۵)

مولانا سید عباس عمری رائیدرگی مرحوم: سفید عمامہ (پہنتے تھے)۔(نذرانہ اشک ص۳۵۸)

مولانا عبدالوحید سلفی رحمہ اللہ: سر پر بھی شرعی بال اوران پر کپڑے کی ٹوپی (پہنتے تھے)(نذرانہ اشک ص۳۶۴)

مولوی عبدالرحمٰن جامی مرحوم: شرعی بال اور کپڑے کی ٹوپی (پہنتے تھے)۔(نذرانہ اشک ص۳۹۲)

مولوی عبدالنور مرحوم: سر پر فرکیپ، کندھے پر تولیہ (رکھتے تھے)۔(نذرانہ اشک ص۴۰۵)

کاکا رشید احمد مرحوم: فرکیپ (پہنتے تھے)۔(نذرانہ اشک ص۴۳۶)

جناب عبدالرؤف علیہ الرحمۃ: کپڑے کی جالی دار ٹوپی (پہنتے تھے)۔(نذرانہ اشک ص۴۳۷)

پٹیل عبدالرحیم مرحوم: ٹوپی (پہنتے تھے)۔(نذرانہ اشک ص۴۶۸)

نام کتاب:۔اہلحدیث اور سیاست...... مصنف:۔حضرت مولانا نذیر احمد رحمہ اللہ علیہ رحمانی

ناشر: مکتبہ اہلحدیث ٹرسٹ، کورٹ روڈ کراچی فون 2635935

منشی فضل الرحمٰن کی بیعت:۔ منشی فضل الرحمٰن بردوانی کے متعلق بتایا جاچکا ہے کہ وہ بھی سفر حج میں سید صاحب (شہید) کے ساتھ تھے اور مسلک میں شیخ عبدالحق محمدی بنارسی کے ہم عقیدہ وہمنوا تھے۔مولانا مہر نے لکھا ہے کہ حج کو جاتے ہوئے جب سید صاحب راج محل پہنچے تو منشی محمدی انصاری سید صاحب کو بہ اصرار اپنے وطن لے گئے (جو راج محل سے دس بارہ کوس پر تھا) وہاں منشی صاحب کے اکثر اقرباء نے سید صاحب رحمہ اللہ کی بیعت کی، مثلاً ان کے والد منشی شاہ محمد منشی رؤف الدین، منشی مخدوم بخش، منشی حسن علی، (جن کا رشتہ معلوم نہ ہوسکا) منشی فضل الرحمٰن اور منشی عزیز الرحمٰن (یہ منشی محمدی کے ماموں تھے) اور لوگ بھی سید صاحب رحمہ اللہ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔منشی شاہ محمد حج کیلئے ساتھ لے گئے۔(اہلحدیث اور سیاست ص۱۰۵، بحوالہ جماعت مجاہدین ص۲۲۶)

سید صاحب سے بیعتِ نقشبندیہ:۔ منشی محمدی انصاری جنہیں بعض اوقات بردوانی بھی لکھتے ہیں۔منشی فضل الرحمٰن (مذکور) کے بھانجے تھے۔مجاہدین میں ان کا عہدہ میر منشی کا تھا۔انہوں نے سید صاحب سے اس زمانہ میں بمقام میرٹھ بیعت کی تھی۔جب سید صاحب میرٹھ، سہارن پور، مظفر نگر وغیرہ کے دورے پر نکلے تھے۔اس وقت منشی صاحب کی عمر انیس بیس سال سے زیادہ ہوگی۔(اہلحدیث اور سیاست ص۱۱۰)

سید اولاد حسن قنوجی رحمہ اللہ

تعارف: موصوف ۱۲۰۰ھ، ۱۷۸۵ء میں قنوج میں پیدا ہوئے باپ کے سایۂ عاطفت سے بچپن ہی میں محروم ہوگئے تھے۔(اہلحدیث اور سیاست ص۱۱۴)

بیعت وخلافت:۔ تحصیل علم سے فراغت کے بعد سید احمد صاحب شہید کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ہر طرح کے ایثار وقربانی اور خدمت قوم وملت کیلئے اپنے کو پیش کیا۔ان سے بیعت کی اور مجاہدین کی جماعت میں شامل ہوگئے ان سابقین اولین میں شریک تھے جو سید صاحب کے ساتھ جہاد کیلئے سرحد پار گئے تھے کچھ مدت کے بعد سید صاحب نے ان کو سند خلافت دے کر دعوت وتبلیغ کی غرض سے وطن واپس بھیج دیا چنانچہ نواب صاحب ان کے حالات میں لکھتے ہیں۔

"وجاهد معه في سبيل الله وصار خليفة له، في دعوة الحق الى دين الله تعالى فرجع الى الوطن"۔

اجازت وخلافت :۔ مراجعت وطن کے بعد کامل بیس برس تک یعنی اپنی آخر حیات تک وہ اسلام کی تبلیغ اور قوم کی اصلاح میں سرگرم رہے۔نواب صاحب لکھتے ہیں۔(ص ۱۱۵)

سید احمد شہید رحمہ اللہ سے اجازت وخلافت کی سعادت حاصل کر کے وہ قنوج واپس آ گئے۔ ہدایت خلق اور وعظ وارشاد میں مشغول ہو گئے۔لوگوں کو جہاد کی ترغیب دیتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی اتباع پر آمادہ کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی اتباع پر آمادہ کرتے تھے یہاں تک کہ تھوڑی ہی مدت میں ان کی ذات سے مخلوق خدا کو بڑا فیض پہنچا۔اطراف قنوج کے دس ہزار سے زیادہ غیر مسلم ان کی تبلیغ سے مسلمان ہو گئے اور جو مسلمان غافل تھے وہ احکام اسلام کی پابندی میں سرگرم ہو گئے مسجدیں آباد ہو گئیں۔صوم و صلوٰۃ کی رونق بڑھ گئی۔(اہلحدیث اور سیاست ص ۱۱۶)

سید احمد حسن عرشی رحمہ اللہ

ان کی ولادت ۱۹ رمضان ۱۲۴۶ھ (۱۸۳۱ء) کو ہوئی ابتدائی تعلیم اپنے وطن قنوج میں حاصل کی پھر بغرض اکتساب علم کانپور، فرخ آباد، بریلی، علی گڑھ اور دہلی کا سفر اختیار کیا اور اساتذہ وقت کے حلقہ درس میں شامل ہوئے اور ان سے مستفید ہوئے۔(اہلحدیث اور سیاست ص ۱۲۰)

مولانا عرشی کا ایک خواب :۔ نواب صاحب نے "اتحاف النبلاء" اور "ابجد العلوم" ان دونوں کتابوں میں مولانا سید احمد حسن عرشی مرحوم کا ایک خواب نقل کیا ہے ہمارے نزدیک وہ بھی اس موقع پر قابل ذکر ہے اس خواب کی تفصیلات عرشی صاحب نے خود اپنے قلم سے بیان کی ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔(ص ۱۲۴)

میں نے قنوج میں ۸ رمضان مبارک ۱۲۶۵ھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ کا رنگ گیہوں کے رنگ سے بھی زیادہ صاف اور حسین تھا آپ کا قد بھی معتدل اور متناسب تھا۔ میں نے دیکھا کہ میں کھانا کھا رہا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنا دست مبارک میرے برتن کی طرف بڑھایا۔ میں نے اپنا سالن آپ کے قریب کر دیا آپ ﷺ اس میں سے لے کر کھانے لگے۔ میں نے عرض کیا حضور ﷺ! جو شخص اس زمانے میں آپ کو دیکھ لے اور خواب میں آپ کی ہم نشینی کا شرف بھی حاصل کر لے کیا وہ آپ کے صحابہ میں شمار کیا جائے گا؟ آنحضرت ﷺ نے اس کے جواب میں جو کچھ فرمایا تھا اس کا مفہوم یہ تھا کہ نہیں۔

میں جب کوئی بات پوچھتا تھا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میرا بدن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کو چھو رہا ہے مگر حضور ﷺ اس کو برا نہ مانتے تھے بلکہ مجھ پر جھک کر میری طرف مزید توجہ فرماتے تھے۔اس خواب کے بعد سے میرے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت بہت بڑھ گئی ہے۔جی یہی چاہتا ہے کہ آپ کی حمایت میں خود کو قربان کر دوں۔خدا کی راہ میں جہاد کروں اور قتل کیا جاؤں میں نے محسوس کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث پر عمل کرنے کی وجہ سے خوش ہیں۔ یہ جو کچھ میں نے کہا ہے اس پر اللہ گواہ ہے اور اس کی گواہی کافی ہے۔(اہلحدیث اور سیاست ص ۱۲۶)

نواب صاحب رحمہ اللہ کی عقیدت اولیاء :۔ بعض لوگوں کو یہ گمان ہے کہ میں اولیاء اللہ تعالیٰ کا معتقد نہیں ہوں حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ ولایت خدا کا وجود کتاب وسنت دونوں سے ثابت ہے اور کرامات کے وقوع پر بھی قرآن وحدیث دلیل ہیں۔(اہلحدیث اور سیاست ص ۱۴۷)

حکیم مومن خاں مومن کی بیعت :۔ حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اس تحریک کو فروغ دینے میں اپنی شاعری سے بھی کام لیا۔مومن ۱۲۱۵ء (۱۸۰۱ء) میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ان کا خاندان طبیبوں کا ایک مشہور خاندان تھا ان کے والد حکیم غلام نبی خاں اپنے زمانے کے مشہور طبیبوں میں سے تھے مومن کے گھرانے میں فارغ البالی تھی لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ مذہبیت کا بھی چرچا تھا ان کے والد کو شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ سے خاص ارادت تھی کہا جاتا ہے کہ جب مومن خاں پیدا ہوئے تو ان کے والد کی فرمائش پر

شاہ صاحب نے ان کے کانوں میں اذان دی اور ان کا نام مومن خاں رکھا۔ (ص ۱۵۹)

تمام خاندان ان کا سخت کٹر قسم کا مسلمان، خود موحد، عامل بالحدیث اور بیعت کے بعد اور بھی سخت ہو گئے تھے۔ (اہلحدیث اور سیاست ص ۱۶۵)

مولانا ابوالحسن افغانی رحمہ اللہ:۔ آپ علاقہ میوات کے باشندے نہ تھے بلکہ ہنگامہ ۱۸۵۷ء میں علاقہ میوات میں وارد ہوئے تھے۔

علم کیمیا کے متعلق بھی ان کے بارے میں یہ عام شہرت تھی کہ وہ علم جانتے ہیں جس وقت ان کی وفات ہوئی تو ان کے حجرے میں ستر جوڑی مونے کے بٹن اور کچھ کٹھیالیاں اور سنسیاں پائی گئیں۔ ان کے اس اندوختہ سے بھونری اور گردونواح کے آدمیوں نے ایک عیدگاہ تعمیر کرائی اور ان کا مزار بنوایا۔ (اہلحدیث اور سیاست ص ۱۷۰)

تصوف کا ذوق:۔ مولانا ابوالحسن طبیعت کے بڑے تیز تھے، مطالعہ کے بہت شوقین تھے۔ آخری زندگی میں تصوف کی جانب مائل ہو گئے تھے۔ تصوف میں گفتگو ہونے کے ساتھ ان کی زبان پر ''فتوحات مکیہ'' اور ''احیاء العلوم'' کے مقولے بڑی جلدی سے آیا کرتے تھے۔ اپنی آمد کے ابتدائی برسوں میں ان کو بحث ونظر سے واسطہ پڑا۔ اہل حدیث مسلک رکھتے تھے۔ (اہلحدیث اور سیاست ص ۱۷۰)

تعویذات کا استعمال:۔ آخر عمر میں آپ بھونری کی مسجد کے ایک حجرے میں مقیم ہو گئے۔ تعویذ لکھانے والوں کا تانتا بندھا رہتا تھا خلق خدا نے ان سے بڑا فیض پایا گردونواح کے اضلاع کے مسلمان اور میوات کے باشندے انہیں اچھی طرح جانتے پہچانتے ہیں خود مجھے ان سے بارہا نیاز حاصل ہوا۔ آخر عمر میں اگرچہ ان کے دماغ میں خلل آ گیا تھا مگر جب راستی پر آ جاتے تھے تو بڑی اچھی گفتگو کیا کرتے تھے اور ہر بات کا شافی جواب دیا کرتے تھے۔ ان کے متعلق عوام وخواص میں بہت سی کرامتیں مشہور ہیں۔ سو سال سے زائد عمر میں وفات پائی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ (اخبار اہلحدیث دہلی بابت یکم اگست ۱۹۶۳ء بحوالہ اہلحدیث اور سیاست ص ۱۷۱)

مولانا ولایت علی کی بیعت:۔ مولانا ولایت علی لکھنؤ میں عربی دینی تعلیم حاصل کر رہے تھے کہ انہیں دنوں میں حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کا وہاں ورود مسعود ہوا۔ مولانا ولایت علی سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پہلی ہی ملاقات میں ان کے گرویدہ ہو گئے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ سید صاحب ان کو اپنے ساتھ بریلی لے گئے اور مولانا اسمعیل شہید کی تربیت میں دیدیا۔ (اہلحدیث اور سیاست ص ۱۸۳)

مریدوں کی بڑی تعداد:۔ مولانا مسعود عالم ہی نے ان کی تبلیغی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

''دینیات کی تعلیم کے لئے گھر پر ظہر اور عصر کے درمیان قرآن وحدیث کا درس دیتے آپ کے بڑے بیٹے مولوی عبداللہ (۱۳۲۰ھ) قاری ہوتے دوسرے علماء تفسیر کی کتابیں ہاتھ میں لے کر بیٹھتے علماء کے علاوہ عام مریدوں اور معتقدوں کی بڑی تعداد موجود ہوتی۔

(اہلحدیث اور سیاست ص ۱۸۵)

نام کتاب:۔ چند، رجال اہل حدیث...... مصنف:۔ مولانا ابو علی اثری
ناشر:۔ ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ (پاکستان)

تکیہ شاہ علم اللہ کا سید خاندان

سید آدم شاہ بنوری رحمہ اللہ کی بیعت نقشبندیہ:۔ ایک عرصہ سے تکیہ شاہ علم اللہ رائے بریلی میں دینی اعتبار سے ایک معزز ترین خاندان سادات آباد ہے اس خاندان کو بڑی خصوصیات حاصل ہیں اس کے مورث اعلیٰ شاہ علم اللہ رحمہ اللہ بڑے صاحب زہد و تقویٰ اور عارف باللہ تھے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے خلیفہ اعظم حضرت سید آدم بنوری رحمہ اللہ کے جن کا آفتاب ہدایت وارشاد بڑے عروج پر تھا، مرید وخلیفہ تھے، حضرت سید آدم رحمہ اللہ نے اپنا عمامہ اور حضرت مجدد رحمہ اللہ کی دستار مبارک ان کو عنایت کی تھی۔ جن سے ان کا رتبہ اور زیادہ بلند ہو گیا تھا اورنگزیب عالمگیر رحمہ اللہ کے عہد ۱۰۹۶ء میں ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی اور اپنی بنوائی

ہوئی مسجد کے جنوب مشرقی گوشہ میں آسودۂ خواب ہیں۔

مولانا عبداللہ بڈھانوی کے مرشد:۔ اس خاندان نے دینی اور دنیاوی دونوں حیثیتوں سے بڑی ترقی کی۔ بعض فقر وتصوف کی خانقاہوں میں عزلت گزیں تھے، بعض درس وتدریس کی چٹائیوں کی زینت تھے اور بعض تصنیف وتالیف کی مسندوں پر جلوہ آرا تھے اس خاندان کے آخری رکن سید احمد شہید بریلوی رحمہ اللہ تھے، جو عام طور سے سید صاحب کے نام سے مشہور ہیں اور جو مولانا شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ اور مولانا عبدالحق بڈھانوی رحمہ اللہ جیسے علماء کے مرشد تھے غدر ۱۸۵۷ء سے پہلے بنگال سے لے کر پنجاب تک مجاہدین کا جو طوفان پنجاب کے ظالم سکھوں اور حکمرانوں کے مقابلہ کے لئے اٹھا تھا۔ اس کا منبع سید صاحب موصوف ہی کی ذات تھی۔ اور آپ ہی کی قیادت میں ان مجاہدین نے بالاکوٹ میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فوجوں کا مقابلہ کیا تھا۔ لیکن اسی سلسلہ جنگ کے ایک معرکہ میں سرحدی پٹھانوں نے آپ سے حیرت انگیز طور پر بے وفائی کی اور آپ کو اور آپ کے رفقاء کو جام شہادت نوش کرنا پڑا اور انہی میں مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ بھی تھے۔ (چندرجال اہلحدیث ص ۱۳)

وضاحت: مولانا ابوعلی اثری صاحب مصنف چندرجال اہلحدیث فرماتے ہیں:

خوارق عادات اور کرامات کا مشاہدہ:۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی کی مشہور ترین سیرت سید احمد شہید رحمہ اللہ میں ایک باب سید احمد شہید رحمہ اللہ اور ان کے رفقاء کے سفر حج کا بھی ہے جب میں نے اس کو پڑھنا شروع کیا تو مجھ کو ایسا محسوس ہوا کہ اس دور کے مقدس ترین قافلہ حج میں جو دریا کے راستہ سے سفر کر رہا تھا میں بھی شریک ہوں اور منزل بمنزل اس کے ساتھ چل رہا ہوں اپنی آنکھوں سے سید صاحب کے خوارق عادات کرامات کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔ اور اپنے کانوں سے ان کا اور مولانا شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ اور مولانا عبدالحیٔ بڈھیانوی رحمہ اللہ کا وعظ سن رہا ہوں۔
(چندرجال اہلحدیث ص ۱۶)

شیخ غلام علی الہ آبادی کی بیعت وخلافت:۔ الہ آباد میں کشتیاں بلوہ گھاٹ پر رکیں......یہیں شیخ غلام علی نے سید صاحب کے جمال جہاں افروز سے اپنی آنکھیں روشن کیں اور آپ پر ایسے فدا ہوئے کہ تن من دھن سب آپ پر قربان کر دیا۔ اور جب سید صاحب الہ آباد سے رخصت ہوئے تو انہی کو اپنا نائب مقرر کیا اور اس دیار میں وعظ وتلقین کی خدمت سپرد کی تفصیل آگے پڑھئے۔ (ص ۱۷)

شیخ صاحب امراء اور ارباب دولت وثروت کی طرح بڑے عیش وتنعم کی زندگی بسر کرتے تھے۔ نہ منہیات شرعیہ کا ان کو کوئی لحاظ وخیال تھا نہ ممنوعات کا، سونے چاندی کے ظروف استعمال کرتے تھے، طرح طرح آلات لہو ولعب تھے جن سے وہ شغل کرتے تھے، زندگی یکسر آخرت فراموشانہ تھی، آخرت کا بھولے سے بھی خیال نہیں آتا تھا یہی ان کا ماحول تھا کہ سید صاحب کا الہ آباد میں ورود ہوا، ساتھ میں مریدین ورفقاء بھی تھے، شیخ صاحب نے سید صاحب رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی منہیات شرعیہ سے تائب اور ممنوعات سے کنارہ کش ہو گئے، سونے چاندی کے تمام قیمتی ظروف اور آلات لہو ولعب توڑ پھوڑ ڈالے بلکہ ان سب کو دریا برد کر دیا۔ شیخ صاحب نے بارہ روز تک اہل قافلہ کی مہمانداری اور ضیافت کی دونوں وقت روزانہ قورمہ، پلاؤ، زردہ اور تازہ مٹھائیاں افراط کے ساتھ دسترخوان پر ہوتی تھیں اور لوگ خوب سیر ہو کر کھاتے تھے۔ (چندرجال اہلحدیث ص ۱۷)

تربیت واصلاح کی ذمہ داری:۔ جب سید صاحب رحمہ اللہ الہ آباد سے رخصت ہونے لگے تو شیخ غلام علی صاحب سے فرمایا کہ شیخ بھائی ہم تو اب جا رہے ہیں معلوم نہیں ادھر آنا ہو گا یا نہیں، اس علاقے میں جو مسلمان آباد ہیں ان کی تعلیم وتلقین کے لیے تم کو مقرر کر رہے ہیں۔ (چندرجال اہلحدیث ص ۱۸)

شیخ غلام علی کی مدد کے لیے سید صاحب نے الہ آباد کے اور ممتاز لوگوں کو بھی اپنا خلیفہ اور نائب بنایا اور تعلیم وتلقین کی خدمت ان کے سپرد کی۔ مثلاً شیخ لعل محمد، شیخ وزیر، کرامت علی اور حافظ اکرام الدین دہلوی وغیرہ کو جو الہ آباد میں جوتوں کی دکان کرتے تھے۔ ان

سے سید صاحب نے فرمایا کہ تم الہ آباد کے اطراف و جوانب کی بستیوں میں دورہ کرنا اور ہر جمعہ کو شیخ غلام علی صاحب کے بنگلہ پر وعظ و تذکیر کی مجلس گرم رکھنا۔ شیخ وزیر نے فرمایا آپ بھائیو! للہ فی اللہ اپنے اطراف کی بستیوں میں دورہ کرو اور مسلمانوں کو توحید اور اسلام کا طریقہ سکھاؤ اور شرک و بدعت سے بچاؤ اللہ تعالی ان تمام نیک خدمات کے صلہ میں تم کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ اسی طرح ہر اس شخص کو ہدایت فرماتے تھے جس کو توحید و سنت کی دعوت کا اہل سمجھتے تھے۔ (چند رجال اہلحدیث ص ۱۹)

شیخ فرزند غازی پوری رحمہ اللہ

حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کے کاروان حج کے میز بانوں میں ایک بزرگ شیخ فرزند علی غازی پوری بھی تھے یہ بھی الہ آباد کے شیخ غلام علی کی طرح بہت بڑے رئیس، تعلقہ دار اور صاحب جائیداد واملاک تھے، سید صاحب سے ان کی ارادت کا تعلق اس کاروان حج کے ان کے شہر غازی پور پہنچنے سے بہت پہلے ہی ہو گیا تھا اور حضرت سید صاحب رحمہ اللہ ان سے بڑا تعلق رکھتے تھے۔ (چند رجال اہلحدیث ص ۲۰)

مجذوب سے ملاقات:۔ ایک مہینہ کے بعد یہ قافلہ بنارس سے روانہ ہوا تو مغل سرائے سے آگے غازی پور کے قصبہ زمانیہ میں ٹھہرا جو اکھڑ پٹھانوں کی بستی تھی، یہاں قافلہ کا قیام چار روز تک رہا اور بڑے دلچسپ واقعات پیش آئے جس کو مولانا غلام رسول مہر نے اپنی کتاب سیرت سید احمد شہید رحمہ اللہ میں بہت لذت سے لے کر بیان کیا ہے، ان میں وہیں کے ایک جنگل میں ایک مجذوب سے سید صاحب کی ملاقات کا بھی ایک واقعہ ہے جس نے حافظ شیرازی کی ایک غزل پڑھ کر آپ کا خیر مقدم کیا اور آپ کو بہت بہت دعائیں دیں۔ (چند رجال اہلحدیث ص ۲۱)

لوگوں کا ہجوم اور بیعت توبہ:۔ یہاں سے قافلہ روانہ ہوا تو شہر غازی پور کے ایک گھاٹ پر رکا وہیں ایک مسجد بھی تھی جس میں اہل خانہ نے کشتیوں سے اتر کر نمازیں پڑھیں اور وہیں ان کے مسترشد اور غازی پور کے رئیس اعظم شیخ فرزند علی کی حویلی بھی تھی، لیکن اتفاق سے وہ موجود نہیں تھے ان کی عدم موجودگی میں مہمانداری کے تمام فرائض ان کے مختار خاص مرزا محی الدین کشمیری نے انجام دیئے۔ شہر کے اور ممتاز لوگوں مثلاً شاہ منصور عالم، شیخ غلام ضامن اور قاضی محمد حسین وغیرہ نے دعوتیں کیں اور بیعت کی ان کے علاوہ شہر و اطراف شہر کے بے شمار آدمیوں نے آ کر بیعت کی وعظ و نصائح سنے اور شرکت و بدعت کی تمام چیزوں سے جن کا وہاں رواج تھا، صدق دل سے توبہ کی۔ (چند رجال اہلحدیث ص ۲۱)

سورۂ یٰس کا غیبی اشارہ اور بیعت اصلاح:۔ شیخ فرزند علی غازی پوری کی قرابت میرا قیاس ہے کہ یوسف پور، محمد آباد میں ڈاکٹر انصاری کے خاندان سے تھی، سید احمد شہید رحمہ اللہ سفر حج سے واپس رائے بریلی جاتے ہوئے دوبارہ اسی راستہ سے گزرے تو ضلع غازی پور میں ان کی پہلی منزل محمد آباد تھی، کشتی سے اترتے ہی ہاتھ کے اشارہ سے بتایا کہ اس طرف سے میرے ایک دوست کی خوشبو آ رہی ہے اور چند مخصوصین کے ساتھ جن میں حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ بھی تھے روانہ ہو گئے۔ راستہ میں اسی جگہ سے ڈھولک کی آواز سنائی دی جس سے آپ کو سخت تنغض پیدا ہوا آپ نے حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ سے فرمایا کہ سورۂ یٰس پڑھنی شروع کی تو ڈھولک کی آواز موقوف ہوئی فرمایا کہ مجھے ڈھولک کی آواز ناگوار ہوئی تو اشارہ غیبی ہوا کہ اس کو روکنے کے لیے سورۂ یٰس پڑھی جائے چنانچہ اس کی برکت سے اس کی آواز بند ہو گئی۔

وہ دوست جن کی خوشبو آ رہی تھی یہی فرزند علی غازی پوری تھے۔ جو اس زمانہ میں معہ اپنے تمام متعلقین کے یوسف پور میں ڈاکٹر انصاری کے خاندان کے مہمان، بیمار اور صاحب فراش تھے ان کو معلوم نہیں کس طرح علم ہو گیا تھا کہ سید صاحب رحمہ اللہ ان سے ملنے آ رہے ہیں انہوں نے استقبال کے لیے اپنے لڑکوں کو بھیج دیا تھا، آپ انہی کے ساتھ شیخ صاحب کے پاس تشریف لے گئے شیخ صاحب نے بڑی تعظیم و تکریم کی۔ خود تو پہلے سے بیعت تھے، یہاں اپنے تمام اہل و عیال کو بھی بیعت کرایا سید صاحب نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ آپ لوگوں نے ہمارے دوست کو دیکھا آپ یوسف پور، محمد آباد سے روانہ ہوئے تو شیخ صاحب بھی مع اہل و عیال آپ کے ہمراہ تھے، آپ غازی پور میں شیخ صاحب کی حویلی میں جو دریائے گنگا کے قریب ہی تھی چھ روز تک رہے اور چھٹے روز دونوں وقت شیخ صاحب نے پورے قافلہ کی جس میں مع مستورات کے سات سو آدمی تھے خوب خوب ضیافت کی اس دوران میں شہر کے بکثرت لوگ بیعت ہوئے، شرک و بدعت اور دوسرے مراسم سیئہ سے توبہ

کی اور راہ راست پر آئے، شہر کی جامع مسجد ویران ہو چکی تھی، وہ از سرنو آباد ہوئی اور پانچوں وقت نماز پابندی سے اس میں اذان اور نماز باجماعت ہونے لگی۔(چندرجال اہلحدیث ص۲۳،۲۴)

مولوی عبدالغفور کا ٹوپی استعمال کرنا:۔ سر پر کشتی نما ٹوپی (پہنتے تھے)۔(چندرجال اہلحدیث ص۳۱)

اسلافِ اہلحدیث میں رواداری کی باتیں:۔ اعظم گڑھ میں اہلحدیث مسلک کے شیوع کے بہت بعد تک ایک ہی جامع مسجد میں جمعہ ہوتا رہا اور سب لوگ ایک ہی جامع مسجد میں حنفی المذہب امام کے پیچھے نماز پڑھتے رہے تقلید وعدم تقلید کا کوئی اختلاف نہ تھا بعض نماز میں آمین بالجہر کہتے اور بعض آہستہ، نہ کوئی آمین بالجہر کہنے والے پر اعتراض کرتا اور نہ کوئی آہستہ کہنے والے کو برا جانتا، طریقہ سلف کے مطابق ہر شخص ایک دوسرے کی اقتداء میں بلا کراہت نماز پڑھتا تھا کسی مسجد میں بھی کوئی روک ٹوک نہ تھی دونوں اپنے اپنے مسلک اور طریقہ کے مطابق ایک ساتھ نماز پڑھتے تھے۔دونوں مسلک کے لوگوں میں بڑا ارتباط اور اتحاد تھا۔(چندرجال اہلحدیث ص۳۳)

فروعی اختلاف میں راہ اعتدال:۔ (از مولانا شبلی نعمانی رحمہ اللہ)

آمین جو شخص بالجہر کہتا ہے اس کے پیچھے نماز یقیناً درست ہے نماز تو فاسق کے پیچھے بھی درست ہے اور آمین بالجہر کہنے والا تو فاسق بھی نہیں ہے اور جماعت سے ایسے شخص کو الگ نہ کرنا چاہیے اور اس شخص کے آمین بالجہر کہنے سے دوسروں کی نماز میں کچھ اثر نہیں پڑتا اور جماعت سے ایسے شخص کو خارج کرنا گناہ ہے۔ہاں اگر یہ معلوم ہو کہ یہ شخص بنظر تفرق جماعت وفساد انگیزی کے یہ فعل کرتا ہے تو اس کا خارج کرنا جماعت سے روا ہے اور حدیث میں آمین آہستہ وزور سے کہنا دونوں طرح آیا ہے۔واللہ الموفق محمد شبلی نعمانی بندولی۔(چندرجال اہلحدیث ص۳۶)

از مولانا محمد یعقوب المحی الہ آبادی:۔ آمین بالجہر اور آمین بالخفأ اور اسی طرح رفع یدین اور عدم رفع یدین احادیث معتبرہ قابل احتجاج سے ثابت ہیں اور ہر دو میں ثواب اقتدائے حدیث اور اتباع سنت کا حاصل ہے۔اور اقتداء نماز میں ہر ایک فریق کی خلف دیگر صحیح ہے اور یہ اعتقاد کی آمین بالجہر اور رفع یدین کرنے والے شریک جماعت ہونے سے نماز آمین بالخفأ اور عدم رفع یدین کرنے والوں کی خراب ہو جاتی ہے، یا فاسد یا مکروہ ہو جاتی ہے، باطل اور لغو ہے اور اس کو حضور مسجد اور شرکت جماعت سے منع کرنا تعصب محض اور جہل صرف ہے، بلکہ بالیقین بوجہ الزام توہین سنت، مستحق وعید شدید ہیں اور یہ منع اذن عام میں جو مشروط مسجد سے ہے مخل اور منع ذکر اللہ فی المساجد میں داخل ہے۔ اعاذنا اللہ وجمیع المسلمین۔حررہ العبد المذنب محمد یعقوب المحی الہ آبادی عفی اللہ ذنوبہ(چندرجال اہلحدیث ص۳۷)

علمائے اہلحدیث اور مدینہ کی حاضری:۔ اہلحدیثوں کے متعلق خدا جانے یہ بدگمانی کن لوگوں نے پیدا کردی ہے کہ وہ مناسک حج کی ادائیگی کے بعد مدینہ منورہ جانا ضروری نہیں سمجھتے ہیں اور وہ مکہ معظّمہ ہی سے حج کر کے واپس چلے آتے ہیں، اسی مؤتمر عالم اسلامی کے اجلاس کے دوران میں سید صاحب رحمہ اللہ نے اس کے متعلق مولانا سے دریافت کیا، تو انہوں نے اس کے جواب میں جو کچھ فرمایا وہ لفظ بلفظ تو سید صاحب کو یاد نہیں رہا لیکن اس کا مفہوم یہ تھا کہ جو اہلحدیث حج کی ادائیگی کے بعد یا اس سے پہلے مدینہ منورہ نہ آئے روضۂ اقدس کی زیارت نہ کرے اور آپ پر درود وسلام نہ پڑھے اس کا دل محبت رسول ﷺ سے خالی ہے وہ خود مناسک حج سے فراغت کے بعد مکہ سے عازم مدینہ ہوئے تو ان کا خود بیان ہے کہ وہ اونٹنی پر مدینہ کا سفر کر رہے تھے جونہی سواد مدینہ، پھر مسجد نبوی کے مینارے اور گنبد خضراء نظر آیا تو میں نے دیکھا کہ ناقہ کی گردن فرط احترام ومحبت میں اچانک جھک گئی اور میرے دل کی تو وہ کیفیت ہوئی کہ میں اس کا اظہار لفظوں میں نہیں کرسکتا۔(چندرجال اہلحدیث ص۵۰)

علمائے دیوبند کا خراج عقیدت:۔ مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ علمائے اہلحدیث کی دینی وعلمی تدریسی وتصنیفی وتبلیغی خدمات کے بہت زیادہ معترف تھے تراجم علمائے حدیث کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

علمائے اہلحدیث کے درس وتدریس، تبلیغ واشاعت، تقریر وتحریر، وعظ وارشاد سے ہندوستان میں حدیث وسنت کو بہت فروغ ہوا اور

طبیعتوں کا جمود ٹوٹا، ذہنوں میں جو رنگ لگ گیا تھا وہ دور ہوا تحقیق و کاوش کا ذوق پیدا ہوا، بہت سی بدعتوں کا استیصال ہوا۔ توحید کی حقیقت نکھاری گئی۔ قرآن پاک کی تعلیم و تفہیم کا آغاز ہوا قرآن جو محض تبرک بن کر رہ گیا تھا جس سے صرف دیوان حافظ کی طرح فالیں نکالی جاتی تھیں۔ اس سے از سر نو رشتہ استوار رہا۔ اس کی تلاوت شروع ہوگئی۔ مدرسوں میں اور فنون کے ساتھ اس کا بھی درس جاری ہوا۔ حدیث نبوی ﷺ کی تعلیم و تدریس اور تالیف اور تدوین کی کوششیں ہوئیں۔ فقہ کے بہت سے مسئلوں کی چھان بین ہوئی دلوں سے اتباع نبوی ﷺ کا جو جذبہ کم ہوگیا تھا وہ دوبارہ پیدا ہوا۔ (بحوالہ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ماہ اپریل ۱۹۷۸ء بحوالہ چندرجال اہلحدیث ص ۱۷)

مولانا ابوالمکارم محمد علی رحمہ اللہ

ہردل عزیز شخصیت:۔ مولانا محمد علی عقائد و اعمال کے لحاظ سے اہلحدیث مسلک و جماعت سے تعلق رکھتے تھے...... یہ بات قابل تعریف ہے کہ بظاہر عامل بالحدیث ہونے، رفع یدین کرنے اور آمین بالجہر کہنے اور ان تمام مسائل پر رسائل تصنیف کرنے اور ان پر عمل کی اعلانیہ تلقین کرنے کے باوجود مسلمانوں کے ہر طبقہ میں ہردلعزیز تھے اور ہر عقیدہ و مسلک کے لوگ ان کو پسند کرتے تھے۔ ان سے فتوے حاصل کرتے تھے۔ اور ان کے فیصلوں، رایوں اور اجتہادات پر آنکھ بند کر کے عمل کرتے تھے۔ (چندرجال اہلحدیث ص ۱۳۴)

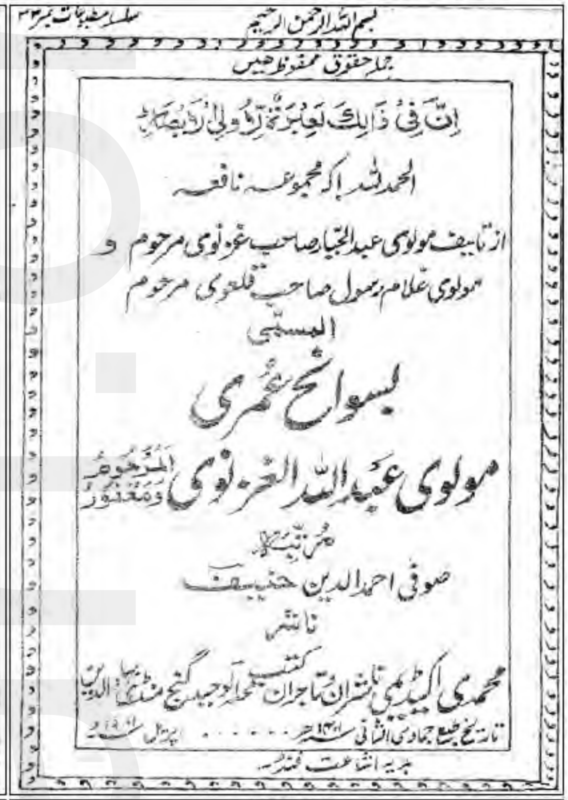
شاہ فضل الرحمٰن نقشبندی کی خدمت میں حاضری:۔ تحصیل طب ہی کے زمانہ کا واقعہ ہے کہ ان کو ایک مرتبہ مولانا شاہ فضل رحمان گنج مرادآبادی (نقشبندی) کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا۔ اس وقت طب کی مشہور کتاب ''شرح اسباب'' ان کے درس میں تھی جس کا مولانا شاہ فضل الرحمان گنج مرادآبادی رحمہ اللہ کو علم ہوگیا تھا عصر کی نماز اور دعا سے فارغ ہوئے تو مصلے ہی بیٹھے فرمایا کہ وہ طالب علم کہاں ہیں جو لکھنؤ سے آئے اور شرح اسباب پڑھتے ہیں یہ سن کر مولانا محمد علی رحمہ اللہ فوراً آپ کے پاس پہنچے ان کو دیکھتے ہی ارشاد فرمایا کہ ذرا میری نبض تو دیکھنا انہوں نے نبض دیکھ کر عرض کیا کہ حضور والا کو حرارت ہے اور غالباً اس کا سبب تحریک نزلہ ہے فرمایا سچ کہتے ہو تو کیا میں اس کے ازالہ کے لیے عرق گلاب میں شربت انار ڈال کر پی لوں؟ عرض کیا کہ عرق بادیان میں شہد ڈال کر نوش فرمایا جائے۔ شاہ صاحب موصوف ان کی اس تجویز سے بہت خوش ہوئے فوراً عرق بادیان اور شہد آیا اور آپ نے استعمال فرمایا۔

یہ درحقیقت اس پردہ میں ان کا امتحان تھا۔ جس میں وہ کامیاب ہوئے شاہ صاحب کا خیال تھا اگر یہ شرح اسباب پڑھتے ہیں تو عرق گلاب اور شربت انار کہنے پر ان کے کان کھڑے ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور انہوں نے ان دونوں دواؤں کی جگہ عرق بادیان اور شہد تجویز کیا اور اس امتحان میں پاس ہوگئے جس کی شاہ صاحب موصوف نے بے حد تحسین فرمائی۔ (چندرجال اہلحدیث ص ۱۳۶)

حاجی حسن علی مرحوم:۔ سفید شیروانی، سفید شرعی پاجامہ اور سر پر سفید بڑا عمامہ ان کا مرغوب ترین لباس تھا۔ (چندرجال اہلحدیث ص ۱۴۵)

مولوی خدا بخش رحمہ اللہ

جذبہ ذوق وعبادت:۔ مولوی صاحب جیسا کہ ہم نے اوپر کہیں لکھا ہے گوشہ نشین تھے، حلقہ درس سے نکلتے تو محراب عبادت میں پہنچ جاتے۔ رات دن کا بڑا حصہ تسبیح و تہلیل اور اوراد و وظائف میں گزار دیتے زندگی کے یہی دو مشغلے تھے جن کو وہ عزیز رکھتے تھے اور انہی میں ان کو روحانی سرور حاصل ہوتا تھا۔ زندگی زاہدانہ، مرتاضانہ اور متصوفانہ تھی۔ دنیاداروں اور خصوصاً ارباب جاہ و منصب سے بہت کم تعلق رکھتے تھے، دولت کی حرص ذرہ برابر نہ تھی، قناعت و استغناء ان کا خاص وصف تھا، مدرسہ کی صدر مدرسی کی خدمت ایک معمولی مشاہرہ پر جس طرح ایک طویل زمانہ تک کی وہ ان کے توکل، ایثار اور اعتماد باللہ کی عجیب و غریب مثال ہے حالانکہ صاحب اولاد تھے اور کنبہ بڑا تھا جس کی کفالت کا بار تنہا انہی کے دوش ناتواں پر تھا۔ زندگی بھر کسی سے ایک پیسہ قرض نہیں لیا۔ خرج باندازہ دخل مئی بائد کرد کا اصول ہمیشہ پیش نظر رہا، کبھی چادر سے باہر پاؤں پھیلانا نہیں چاہا رہتے اس قدر رکھ رکھاؤ سے تھے کہ کوئی ان کی غربت کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ (ص ۱۷۱)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق محفوظ ہیں

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِأُولِي الْأَبْصَارِ

الحمد للہ کہ مجموعہ نافعہ

از تالیف مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی مرحوم و

مولوی غلام رسول صاحب قلعوی مرحوم

المسمّٰی

بسوانح عمری

مولوی عبداللہ الغزنوی المرحوم ومغفور

مرتبہ

صوفی احمد الدین حنیف

ناشر

محمدی اکیڈمی ناشران وتاجران کتب محلہ توحید گنج منڈی بہاؤالدین

تاریخ طبع جمادی الثانی ۱۴۰۱ھ .... اپریل ۱۹۸۱ء

ہدیہ اشاعت محمدیہ

[جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں]

نام کتاب:۔ سوانح عمری

مولوی عبداللہ الغزنوی المرحوم المغفور

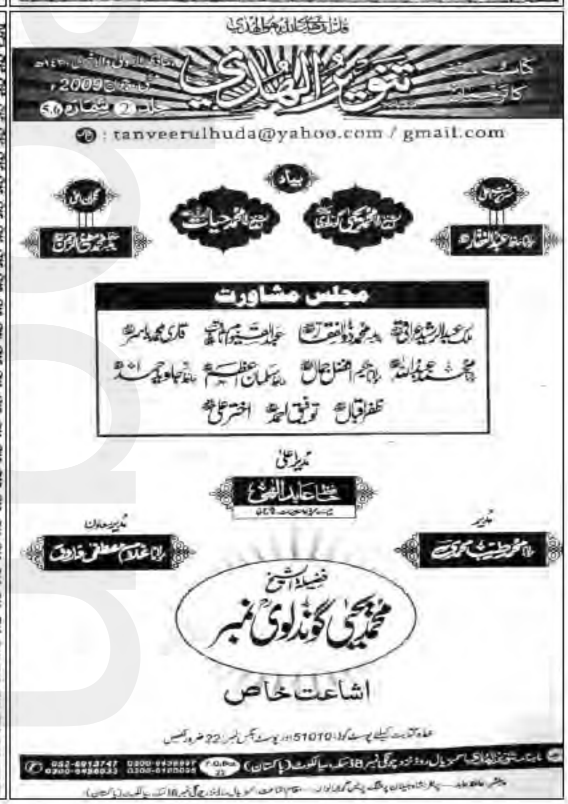
مصنف ــــــــــــ صوفی احمد الدین حنیف

ناشر

محمدی اکیڈمی ناشران وتاجران

کتب محلّہ توحید گنج منڈی بہاؤالدین

تاریخ طبع جمادی الثانی ۱۴۰۱ھ......اپریل ۱۹۸۱ء



تنویر الہدیٰ

جلد 2 شمارہ 5،6

2009ء

tanveerulhuda@yahoo.com / gmail.com

مجلس مشاورت

مدیر اعلیٰ

مدیر

مدیر معاون

فضیلۃ الشیخ

محمد یحییٰ گوندلوی نمبر

اشاعت خاص

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام رسالہ:۔ تنویر الہدیٰ جلد۲ شمارہ ۵،۶

مصنف ــــــــــــ فضیلۃ الشیخ محمد یحییٰ گوندلوی

اشاعت خاص ــــــــــــ مئی جون 2009ء

تعداد ــــــــــــ

قیمت ــــــــــــ

مطبع ــــــــــــ

سفید ٹوپی اور رومال:۔ سر پر سفید سوزنی کی میرٹھی ٹوپی، گلے میں سفید ململ تکمہ وار کرتہ، جھانسی کا عربی کٹ عالمانہ پائجامہ، یہی ان کا مرغوب ترین لباس تھا۔ (چند رجال اہلحدیث ص ۱۷۱)

مولوی محمد احمد انصاری رحمہ اللہ

بیعت اصلاح وتصوف:۔ مولوی محمد احمد صاحب کی ابتدائی تعلیم خاندانی مدرسہ میں متورع و پرہیز گار اور پابند شریعت اساتذہ کی نگرانی میں ہوئی وہ جس خاندان کے چشم و چراغ تھے شریعت کا سخت پابند تھا ان کے والد، ان کے دو چچازاد بھائی اور ان کے بہنوئی مولوی خدا بخش صاحب مرحوم، سید احمد شہید رحمہ اللہ کے خاندان کے ایک بزرگ سے (جو بڑے سید صاحب کے نام سے مشہور تھے اور ان اطراف میں رشد وہدایت کے لیے آتے تھے) بیعت تھے۔ (چند رجال اہلحدیث ص ۱۷۳)

داروغہ دوست محمد رحمہ اللہ

گوشہ نشینی اور ذکر الٰہی کی رغبت:۔ داروغہ دوست محمد صاحب آخر عمر میں بالکل گوشہ نشین ہو گئے تھے اور سارا وقت اپنے گھر کی مسجد میں جس میں اہلحدیثوں کا جمعہ بھی ہوتا تھا۔ عبادت وریاضت، تسبیح وتہلیل اور اوراد و وظائف میں گزارتے تھے، دنیا ومافیہا سے کوئی تعلق باقی نہیں رہ گیا تھا۔ میں نے ان کا بہت کم زمانہ پایا۔ چہرہ پر حسن عقیدت اور مسلک حق کی تابندگی اور درخشندگی عمر رسیدہ ہونے کے باوجود بھی قائم رہی ان کو دیکھ کر خدا یاد آجاتا تھا، بہت کافی عمر میں انتقال ہوا۔ (چند رجال اہلحدیث ص ۱۹۱)

نام کتاب:۔ بسوانح عمری: مولوی عبداللہ الغزنوی المرحوم المغفور...... مصنف:۔ صوفی احمد الدین حنیف

ناشر:۔ محمدی اکیڈیمی ناشران وتاجران کتب محلہ توحید گنج منڈی بہاؤالدین

تاریخ طبع جمادی الثانی ۱۴۰۱ھ...... اپریل ۱۹۸۱ء

حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ

ابتدائی تعارف:۔ محمد اعظم بن محمد بن محمد شریف عمرزئی شیخ عبداللہ غزنوی کے نام سے مشہور تھے۔

بچپن میں تجرد کا ذوق:۔ (حضرت مولانا عبداللہ غزنوی) فرماتے تھے کہ چھوٹی عمر میں مجھ کو یہ شوق از حد تھا کہ جنگل اور تنہائی میں جا کر دعا کروں اور اس کی طرف کمال توجہ تھی اور مجھ کو خیال تھا کہ ہر ایک شخص کو دعا کا شوق اور ذوق ایسا ہی ہوگا ان دنوں میں بعض ارباب ذوق و باطن آپ کو فرماتے کہ تمہاری پیشانی چمکتی ہے خبردار ایسا نہ ہو کہ برے عالموں کی صحبت میں رہ کر اپنے دل کو خراب کرلو اور تمام خاص وعام آپ کی صلاحیت اور تقویٰ پر جو طفولیت میں تھی، حیران تھے اور علوم متداولہ کی تحصیل میں آپ تھوڑی مدت مشغول رہے آپ کی زیرکی اور فہم کی تیزی اور فکر کی سلامتی پر لوگ حسرت کی انگلیاں چباتے اور تعجب کرتے تھے۔ (بسوانح عمری ص ۱۱)

پاس انفاس اور مرتبہ احسان:۔ آخر الامر جب آپ کی قوت کی شدت اور جوانی کی حد کو پہنچ گئی تو آپ کو جذبہ غیبی اور عنایت ربانی نے پا لیا اور آپ تمام ان چیزوں سے جو اللہ تعالیٰ کے سوا ہیں بیزار ہو کر اپنے مالک کی طرف متوجہ ہو گئے اور تنہائی اور لوگوں سے کنارہ کشی آپ نے اختیار کی۔ دفعتہً حضور دائمی اور پاس انفاس یعنی احسان کا مرتبہ آپ کو دیا گیا۔ (بسوانح عمری ص ۱۱)

بغیر مبادیات تصوف کے مقصد کی رسائی:۔ ایک مبادی ہیں دوسرے مقاصد مبادی سے وسیلے اور واسطے مراد ہیں۔ لوگ وسیلوں اور واسطوں کے ساتھ مقصودوں کو حاصل کرتے ہیں۔ مثلاً صوفیوں کے اشغال یعنی ان کے لطیفے موضوعہ اخلاق حمیدہ یعنی تواضع اور توکل اور قصر امل اور قناعت اور صبر اور رضا اور زہد اور تقویٰ اور رتبہ یادداشت اور حضور دائمی کی تحصیل کے لیے وسیلے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل عمیم سے اس حقیر کی تربیت کی ہے پہلے اس فقیر کے دل میں اللہ تعالیٰ نے مقاصد (مذکورہ) کو بغیر استعمال مبادی کے دفعتہً ڈال دیا جس کی وجہ

سے اس کے تمام برے خلق مجھ سے یکبارگی اپنی بے غایت رحمت کے ساتھ کھینچ لیے اور احسان کا مرتبہ مجھ کو عطا فرمایا اور ماسوی اللہ کا خیال بالکل میرے دل سے اُٹھ گیا اور مالک کا ایک ہونا نظر آ گیا اور نیت اور اخلاص ہر کام میں مجھ کو عنایت فرمائی۔ الحمدلله علی نعمه السابغته سب تعریف واسطے اللہ تعالیٰ کے اوپر نعمتوں اس کی پوری کے۔ (بسوانح عمری ص۱۲)

لباسِ ولی کے لوگوں پر اثرات:۔ آپ پہلے پہل لوگوں کی صحبت سے اس قدر بھاگتے تھے کہ تمام ناطے داروں اور دوستوں سے ہجرت کر کے خواجہ ہلال کے پہاڑ میں کہ جہاں کوئی باشندہ نہ تھا جا کر رہنا اختیار کیا پس اس حدیث کے مضمون کے مطابق جس میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دوست بناتا ہے تو اس کے لیے قبولیت زمین میں رکھ دی جاتی ہے لوگ اس جگہ بھی آپ کے پیچھے پہنچتے تھے۔ زمانے کے عالم وفاضل آپ کے کام میں حیران تھے یہاں تک کہ بعض لوگ صرف دیکھنے کے ساتھ اور بعض صحبت اور مجلس کے ساتھ صاحب حالات اور واردات ہو گئے اور آپ کے لباس سے شاگردوں کو فائدہ حاصل ہونے لگا۔ چنانچہ ایک طالبعلم کو آپ کی پوستین اٹھانے سے وجد آ گیا اور اسی سبب سے طالب علم مذکور پوستین کے مرید کے ساتھ مشہور ہو گیا۔ علاوہ اس کے بہت لوگ صاحب حالات عجیبہ ہو گئے اور ماسوی اللہ سے فارغ ہو کر اللہ کی طرف راجع ہو گئے۔ (بسوانح عمری ص۱۳)

خلوت سے محبت:۔ آپ لوگوں کے ملنے جلنے سے بہت ایذا پاتے یہاں تک کہ فرماتے اگر کوئی شخص ہندوستان سے میرے پاس آنے کا ارادہ کرتا تو میرے دل میں ایسا صدمہ پہنچتا کہ گویا مجھ کو کسی نے گولی لگا دی اور بہت ایذا پاتے اور لوگوں سے نفرت کرتے۔ (بسوانح عمری ص۱۳)

مرشد کی خدمت میں حاضری:۔ دور دور کے شہروں کے عالم بے بدل جامع انواع تقی، حامی شریعت، غرا وحید عصر فرید دہر شیخ حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ کی طرف جو بلاد افغانستان میں ہر علم میں بے نظیر اور علوم دینیہ وغیرہ میں مجتہد وقت اور امام زماں اور زہد وتقویٰ میں بے مثل تھے اور ان کے زہد اور تقویٰ کے بیان کے لیے ایک بڑا دفتر درکار ہے سفر فرمایا کچھ مدت ان سے فائدہ اٹھا کر اپنے وطن کی طرف لوٹ آئے اور آپ کی یہی حالت رہی کہ جو مسئلہ مشکل پیش آتا ان سے جا کر استفسار کر لیتے اور شیخ مذکور محققین کی طرز پر جواب دیتے اس ولایت میں شیخ مذکور کے سوا کوئی یہ طریقہ نہ رکھتا تھا۔ اور وہ بھی بُرے عالموں اور وقت کے حاکموں کے خوف سے خاموش اور ساکت رہتے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اس سیدھے راستے کی طرف دعوت نہ کر سکتے۔ دوسری بار آپ نے پھر قندھار کا سفر کیا اور اپنے شیخ کے پاس بعض مشکلات کے حل کرنے کیلئے حاضر ہو گئے۔ شیخ مذکور آپ کے حال پر تعجب کرتے اور عام مجلس میں جس شہر کے عالم موجود ہوتے فرماتے دین کے مسئلوں کو جیسے یہ شخص سمجھتا ہے میں بھی نہیں سمجھتا۔ (بسوانح عمری ص۱۴)

مرشد کی خاص نصیحتیں:۔ دوسری بار جو آپ شیخ صاحب رحمہ اللہ سے رخصت ہونے لگے تو رخصت ہوتے وقت شیخ صاحب نے فرمایا کہ یہ شہر (قندھار) تمہارے ملک سے بہت دور ہے اور تم کو یہاں تک آنے میں سخت تکلیف اور سفر کی مشقت ہوتی ہے۔ اب آنے کی تکلیف نہ اٹھانا جواب میں فرمایا میرا آنا دین کی ضرورت کے واسطے ہے اور تکلیفوں اور مشقتوں کو جو میں اپنے پر گوارا کرتا ہوں تو آخرت کے کام کے لیے۔ شیخ نے کہا مجھ کو معلوم ہے کہ تمہارا تربیت کرنے والا خود اللہ عزوجل ہے تم کو میری حاجت نہیں ہے۔ اللہ عزوجل کبھی تم کو ضائع نہیں کرے گا اور اگر کبھی کوئی مشکل اور عقدہ پیش آئے گا تو مجھ کو یقین ہے کہ اللہ عزوجل کسی دیوار یا درخت کو آپ کے لیے گویا کر دے گا جس سے آپ کا عقدہ حل ہو جائے گا۔

نسبت اویسی اور طریق نقشبندیہ: آپ فرمایا کرتے تھے کہ میرے مالک نے جس کی ذات بزرگ ہے موافق شیخ کے کہنے کے میرے ساتھ معاملہ کیا۔ قندھار کے قاضی اور عالم آپ کو دیکھ کر نہایت خوش ہوا کرتے۔ مگر ملا کٹہ کہ عداوت اور مخالفت کے درپے تھا۔ قندھار کے قاضی غلام نے ملا کٹہ کی شکایت ملا سعد الدین مقری کی طرف لکھی کہ ملا کٹہ حقائق ومعارف آگاہ الموفق من عند اللہ قائد الخلق الی صراط اللہ محی السنته وقامع البدعته میاں محمد اعظم صاحبزادہ کی نسبت جس کے حق میں یہ کہنا بجا اور درست ہے "رجل مملومن السنة من الفوق الی القدم" اور اس نے سیر اور سلوک باطن میں نسبت اویسی کے حاصل کرنے کے بعد محض اللہ پاک کی عنایت سے طریقہ نقشبندیہ میں قدم ٹکایا ہے اور اس طریق کے سیر وسلوک کو پورے

طور پر حاصل کیا ہے اور اس طریقہ میں مجاز ہو گیا اور اس کے بعد سید آدم بنوری رحمہ اللہ قدس اللہ سرہ کے طریق کو بھی حاصل کیا ہے اور اس طریق میں بھی مجاز ہو گئے ہیں۔ القصہ میاں محمد اعظم صاحب کا ظاہر تقویٰ کے زیور سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کی موافقت کے ساتھ آراستہ ہے۔ اس کا باطن اہل صفا کے احوالات اور مقامات کے ساتھ پیراستہ لیکن صرف اسی قدر نقصان ہے کہ یہ صاحبزادہ اپنے آپ کو اس کے مخلصوں اور دوستوں سے شمار نہیں کرتا۔ ملا کٹھ اس بزرگ صاحبزادہ کو کبھی وہابی کہتا ہے اور کبھی مبتدع کہہ کر پکارتا ہے۔ (بسوانح عمری ص ۲۰)

الہام اور القار بانی: ملا عبدالحق اپنے زمانہ کے فاضل تھے اس خط کے آخر میں جس کو انہوں نے آپ کے نام نامی پر بھیجا ہے اور اس میں بعض مسائل کی تحقیق کی ہے لکھتے ہیں "مخدوما و مطاعا از امثال ما گم گشتگان بوادی جہالت و نگونساراں مغاک غفلت ایں مسائل رابدان جناب مقدس قلمی نمودن دررنگ آنسب کہ کنا سے طرق غالیہ سازی رادرنزد عطار بیاں نماید اما ایں جرأت و گستاخی ہرزہ سرائی محض بنا برالطاف و اشفاق آن مخدوم معظم است کہ درپارہ ایں احقر وارد آنچہ بفکر قاصر می رسد بدان گستاخی کردہ مے آید۔ انتہیٰ

مولوی عبدالرحمٰن بن شیخ محمد بن بارک اللہ کہ وقت کے عالموں سے مشہور عالم ہیں اور زہد اور تقویٰ اور صلاحیت میں اپنے زمانے کے امام آپ کی صحبت بابرکت سے فیض حاصل کرنے کے لیے پنجاب سے سفر کر کے ملک غزنی تک جو دو ماہ کی مسافت ہے گئے۔ راستے میں جو انہوں نے مخالفوں سے کچھ کلمات آں جناب کی نسبت سنے تو حیران ہوئے اسی رات ان کو یہ الہام ہوا:

ترجمہ: سو قسم ہے رب آسمان اور زمین کی کہ یہ بات تحقیق ہے جیسے کہ تم بولتے ہو۔

دوسری بار یہ الہام ہوا۔ ترجمہ: تحقیق یہ ہمارے پاس سے چنے ہوئے نیک لوگوں میں سے۔

تیسری بار یہ الہام ہوا۔ ترجمہ: وہ کیا ہے ایک بندہ ہے جس پر ہم نے فضل کیا ہے۔ (بسوانح عمری ص ۲۰، ۲۱)

پنجاب میں توحید کی پہلی آواز:۔ الاماشاءاللہ! حافظ حقیقی نے آپ کا اسباب بمعہ کتابوں کے بچالیا۔ لٹیروں نے راستے میں آپ پر حملہ کیا اور کابلی پٹو جو آپ کے بدن پر تھا آپ کے بدن سے اتار کر بھاگ گئے۔ ایک دن کے بعد وہی پٹو خوب تہہ کر کے لے آئے اور آپ کے آگے رکھ کر چپ چاپ چلے گئے۔ جب آپ پنجاب میں پہنچے تو اللہ کے راستہ کی طرف لوگوں کو بلانا شروع کیا اور کتاب وسنت کی تابعداری کی رغبت دینے لگے۔ اس سے پہلے پنجاب میں توحید کا نام ونشان نہ تھا ہزاروں آدمی آپ کی صحبت بابرکت سے توحید کا دم بھرنے لگے۔ یہ سب مسجدوں کی آبادی اور نماز روزے کا لحاظ اور حدیث پر عمل کرنا اور کتاب وسنت کا پڑھایا جانا اور سلف کے عقیدے کو اختیار کرنا، پنجاب کے شہروں میں جو تو دیکھ رہا ہے آپ ہی کی سعی اور کوشش کا نتیجہ ہے۔ ورنہ آپ سے پہلے کسی شخص کو ان باتوں کے ساتھ سروکار نہ تھا۔ (بسوانح عمری ص ۲۷، ۲۸)

امیر وقت کے نام آپ کا ایک خط:۔ ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ "میں مظلوم ہوں اور حاسدوں کے افتراء اور تہمت کے ساتھ تمہارے باپ نے مجھ کو اپنے ملک سے بدر کر دیا تھا تم اس کام میں اپنے باپ کی تابعداری نہ کرو۔

امیر نے جواب میں لکھا کہ میں ایک شخص کی تمام رعایا کے خلاف رعایت نہیں کر سکتا تم کو لازم ہے کہ ہماری ولایت سے باہر ہو جاؤ۔

ایک غار میں چھپنا اور الہام ہونا:۔ آپ حیران ہوئے کہ اب کس طرف جاؤں اور کوئی جگہ بھاگنے کی نہ دیکھی جنگل کی کسی غار میں اکیلے جا کر چھپ گئے اور کچھ مدت پوشیدہ رہے۔ ان دنوں میں یہ الہام ہوا "فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمدللہ رب العالمین" ترجمہ: پھر کٹ گئی جڑ ان ظالموں کی اور تعریف ہے واسطے اللہ کے جو رب ہے سارے جہان کا۔

اور یہ شعر بھی الہام ہوا۔ اے مدعی مپیچ کہ سرپیچ میشوی من سبزہ دمیدہ زبستاں کیتم

انہیں دنوں میں اس کی سلطنت الٹ پلٹ ہو گئی اور اس کا اقبال اِدبار کے ساتھ بدل گیا اور وہ اپنی سلطنت سے جدا ہو کر ہرات چلا گیا۔ (بسوانح عمری ص ۳۴)

الہام اشاعت دین کا سبب:۔ جب آپ وہاں پہنچے تو صوبہ دار صرف آپ کا چہرہ مبارک دیکھ کر نرم ہو گیا ادب کے ساتھ بولا کہ آپ کیوں اپنے راستہ کو چھوڑ نہیں دیتے جو کچھ وقت کے مولوی کرتے ہیں آپ بھی ان کے ساتھ شریک ہو جائیں سردار محمد عمر کے جرنیل نے کہا کہ اس شخص کو میرے ہاتھ میں دو میں اس کو توپ سے اڑا دوں آپ نے جواب میں فرمایا مجھ کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میں کتاب اور سنت کو جاری رکھوں۔ بارہا مجھ کو الہام ہوا ہے۔(بسوانح عمری ص ۳۵)

دشمنوں کے حق میں دعا کرنا:۔ مولوی عبدالاحد خانپوری نے ایک دن عرض کی کہ میرے حق میں دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ایمان میں استقامت دے۔فرمایا کہ میں اس شخص کے حق میں بھی دعا کرتا ہوں جو کابل میں مجھ کو نہایت سختی سے مارتا تھا کہ یا اللہ! اس کو معاف کر اور اس کو بہشت میں داخل کر کیونکہ وہ جاہل تھا، جانتا نہ تھا۔تمہارے واسطے کیوں دعا نہ کروں بلکہ میرے دل سے بے اختیار تمام مسلمانوں کے لیے دعا نکلتی ہے، جو آدم سے اس دم تک پیدا ہوئے ہیں اور اس وقت کے کافروں کے واسطے بھی ہدایت کی دعائیں کرتا ہوں جو زندہ ہیں۔

سب کو معاف کر دینا:۔ کئی دفعہ آپ کی زبان مبارک سے میں نے سنا کہ فرمایا کرتے تھے جن لوگوں سے میں نے قسم قسم کی تکلیفیں اور گونا گوں ضرر اٹھائے ہیں میں نے سب کو معاف کر دیا۔قیامت میں اللہ تعالیٰ میرے لیے کسی کو نہ پکڑے۔جب وہ ظالم اس زدوکوب اور تشہیر سے فارغ ہوئے اور آپ کو سمیت بیٹوں کے قید خانہ میں لے گئے تو بعض دوستوں نے کہا کہ اس زدوکوب کا کچھ علاج کرنا چاہیے ورنہ آپ ہلاک ہو جائیں گے۔جب دیکھا تو آپ کی پشت مبارک پر تھوڑی سی سرخی بھی نمودار نہیں تھی۔گویا آپ کو کوئی چوٹ ہی نہیں لگی تھی۔(بسوانح عمری ص ۴۰،۴۱)

ولی اللہ ہونے پر گواہی:۔ کابل کے امیروں میں سے ایک عالم گل خان نام کہتا تھا کہ مجھ کو بسبب اس واقعہ کے آپ کے ولی ہونے پر یقین کامل ہو گیا۔کیونکہ اس قدر سخت اگر میرے اس ہاتھی کو مارتے تو بخدا یہ بھی ہلاک ہو جاتا لیکن اس شخص کو باوجود اس قدر ضعف اور کلاں سالی کے کچھ نہیں ہوا۔اس واقعہ عظیم کے بعد آپ کو یہ الہام ہوا۔"**وجزاهم بما صبروا جنة وحريراً** ط"

ترجمہ:اور بدلہ دیا ان کو اس پر کہ انہوں نے صبر کیا بہشت اور کپڑے ریشمی۔(بسوانح عمری ص ۴۱)

قید خانے میں غیبی امداد:۔ بس قید خانہ میں ڈالے گئے اور پھر خبر نہ ملی۔شہر کے لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے القاء ہو گیا وہ ہر وقت قسم قسم کے کھانے اور پھل آپ کے سامنے لاتے اور اس قدر فراخی تھی کہ اپنے گھروں میں بھی کبھی اس قدر فراخی نہیں دیکھی تھی۔امیر افضل خان بعارضہ وبا مر گیا۔اس کے بعد امیر اعظم خان تخت پر بیٹھا۔اس کم بخت ظالم نے خان ملا خان عبدالرحمٰن نام کے بہکانے سے عین گرمی کے موسم میں پیادہ پا آپ و بغیر زادِ راہ پشاور کی طرف نکال دیا اور سخت دل سپاہیوں کو آپ کے ساتھ مقرر کیا کہ بہت جلد آپ کو پشاور پہنچا دیں۔(بسوانح عمری ص ۴۲)

اوپر سے گرمی کی آگ برستی تھی اور نیچے سے زمین کی تپش کے ساتھ پاؤں جلتے تھے اور سنگدل سپاہیوں کی وجہ سے جو آپ کے پیچھے تھے آرام کی نوبت نہ ملتی تھی اس سفر میں آپ کے دو خادم آپ کے ساتھ تھے ایک ملا سفر نام اور ایک ملا مراد نام جب آپ چل نہ سکتے تو ملا سفر اللہ تعالیٰ اس کو دارین میں عزیز کرے آپ کو اپنی پیٹھ پر اٹھا لیتا تھا۔الغرض نہایت تکلیف کے ساتھ پشاور پہنچے اسی سبب سے ملا سفر راحلہ عبداللہ کے نام سے مشہور ہو گیا۔اس اثناء میں آپ کو کئی بار یہ الہام ہوا۔"**فقطع دابر القوم الذين ظلموا والحمدلله رب العالمين**"

ترجمہ: پھر کٹ گئی جڑ ان ظالموں کی اور تعریف ہے واسطے اللہ کے جو رب ہے سارے جہان کا۔

اور اسی طرح یہ القاء ہوا۔"انامن المجرمين منتقمون"ترجمہ:تحقیق ہم گناہگاروں سے بدلہ لینے والے ہیں۔(بسوانح عمری ص ۴۲،۴۳)

فنا فی اللہ کا مقام:۔ آپ نے فرمایا میں دنیا میں نہیں ہوں فقط میرا ظاہر بدن دنیا میں آپ کا مشاہدہ کرتا ہے۔ورنہ میں آخرت میں ہوں اور واقع میں بات اسی طرح تھی کہ صرف آپ کے دیکھنے سے خدا یاد آتا تھا اور آپ کی صحبت میں بیٹھنے سے تمام خطرے اور فکر ذرات کی طرح اڑ جاتے۔اگر کوئی شخص اتفاقاً آپ سے دینوی امر پوچھتا تو جواب میں فرماتے:

بسودائے جاناں زجان مشتغل بذکر حبیب از جہان مشتغل (بسوانح عمری ص ۴۵)

غرباء، مساکین سے محبت وسخاوت:۔ روپیہ آپ ٹھیکریوں کی طرح سمجھتے تھے صد ہا روپے آپ کے پاس آتے اور جس مجلس میں وہ روپے آپ کو ملتے اسی مجلس میں مصارف میں بانٹ دیتے۔ یتیم اور مسکین آپ پر اس قدر دلیر ہو گئے تھے کہ جس وقت آپ کے پاس حاضر ہوتے جس قدر روپیہ کہ آتا آپ کے ہاتھوں اور دامن سے کھینچ لیتے اور آپ مسکراتے رہتے اور کچھ برا بھلا نہ کہتے۔ جو لوگ پیچھے رہ جاتے ان کو کچھ نہ ملتا آپ کے جیب اور رومال اور دامن تلاش کرتے کہ شاید کچھ ہاتھ آ جائے آپ اپنے سب کپڑے تبسم کرتے اور ان کو دکھا دیتے اور فرماتے کہ کوئی چیز نہ رہی۔ انشاء اللہ تعالیٰ جس وقت کہ اور روپیہ آئے گا تم کو دے دیا جائے گا۔ بخدا میں نے یہ معاملہ کئی بار اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ تسبیح اور تحمید اور دعاؤں کے سوا آپ کا کوئی دوسرا شغل نہ تھا یہاں تک کہ آپ ماہ ربیع الاول ۱۲۹۸ھ میں آدھی رات اللہ تعالیٰ کو جا ملے اور زوال کے بعد ظہر کی نماز سے پہلے دفن کیے گئے۔ (بسوانح عمری ص ۴۶)

الہامات اور مبشرات ہزاروں میں:۔ جو الہام اور خوابیں آپ کو کتاب اور سنت پر ثابت رہنے اور خلق اللہ کو کتاب وسنت کی طرف بلانے اور تقویٰ اور توکل اور صبر اور خشیت اور زہد اور قناعت وترک ماسوی اللہ اور انابت اور آپ کے مقام امانت میں پہنچنے اور آپ کی حفظ اور نصر اور مغفرت کے وعدہ پر ہوتی ہیں وہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں تک پہنچتی ہیں۔ ان کے جمع کے لیے ایک بڑی کتاب چاہیے۔ (بسوانح عمری ص ۴۷)

ذوق سلوک وتصوف:۔ آپ اگرچہ سلوک کی کتابوں اور صوفیہ کے مشاغل مروجہ سے پہلے ہی بری تھے۔ لیکن جذبہ غیبی کے پہنچنے کے بعد آپ میں صوفیہ کے مشاغل کے ثمرات اور آثار کسی کی تعلیم کے سوا مشاہدہ کرتے تھے رفتہ رفتہ صوفیاء کے طریق کے مطابق اس راہ پر طالبوں کو تعلیم دینے لگے اور ہمیشہ بہمہ تن ہدایت کی زیادتی کے لیے اللہ تعالیٰ کے آگے گریاں اور نالاں رہتے۔ گویا آپ کا بدن اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت کرنے اور اس سے ڈرنے کی تصویر تھا۔ (بسوانح عمری ص ۴۷)

اہل اللہ پر طعن جرح کرنیوالا مردود ہے:۔ اور اہل اللہ پر طعن اور جرح کرنے والے کو خدا کی راہ سے مردود ہونے اور محرومی کا سبب سمجھتے اور ان کے اقوال، افعال کو نصوص کے تابع کرتے۔ (بسوانح عمری ص ۵۱)

مطالب قرآنی کا الہام:۔ قرآن مجید کے وہ الفاظ جو آپ کو یاد نہ ہوتے اور نہ آپ ان لفظوں کے مقام جانتے الہام ہو جاتے۔ پھر حافظوں سے پوچھتے۔ سبحان اللہ! کس قدر آپ کو نواتب حقہ اور مصیبتوں اور اعمال شاقہ پر ثبات اور استقامت تھی، بلاشبہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی تربیت اور ولایت سے تھا۔ بشر کی کیا طاقت ہے! واصبر وما صبرك الاباللہ۔ (بسوانح عمری ص ۵۲)

آپ کا حلقہ بیعتِ اصلاح:۔ آپ کے ہاتھ پر بہت لوگوں نے بیعت کی اور توبہ کی ان کو فاتحۃ الکتاب کا ترجمہ اپنے خداوند فکر کے لحاظ سے سناتے تھوڑے دنوں میں طالب کو ذوق اور محبت کی حالت ہو جاتی اور نماز میں لذت آنے لگتی اور اول وقت قیام اور رکوع وقومہ، سجدہ جلسہ وغیرہ کی تعدیل کے ساتھ ایسی نماز پڑھتے کہ اس کے حسن اور طول سے کچھ نہ پوچھ۔ (بسوانح عمری ص ۵۲)

آپ کی نماز: آپ ایسی نماز پڑھتے کہ اپنی جان کی خبر نہ رہتی دیکھنے والوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں اور تضرع اور خشوع کا مشاہدہ راعی العین ہوتا۔ یہ وہ ہے جو معلوم کیا اور جانا ہم نے آپ کے حال سے راضی ہو اللہ تعالیٰ آپ سے اور ہم سے اور یہ وہ ہے جو مشاہدہ کیا ہم نے بغاوت دشمنوں اور حاسدین آپ سے " واللہ حسیبه وحسیبهم "(بسوانح عمری ص ۵۲)

حالات غیبیہ کا مجموعہ:۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی

امابعد! یہ ایک مجموعہ ہے جو شامل ہے عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے حالات غیبیہ اور واردات لاریبیہ کے ایک ٹکڑے پر اور خبر دینے والا ہے ان کے کلمات قدسیہ کے کچھ حصے پر جو وہ نمونہ ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلمات جامعہ کا اور وارث کرنے والا ہے ظاہر اور باطن کے فائدوں کو اور اللہ تعالیٰ اس کے پورا کرنے کی توفیق دینے والا ہے جاننا چاہیے کہ آپ کا نام مبارک محمد اعظم ہے قوم عمرزئی سے اور آپ کے

باپ دادے بھی ولایت کے ساتھ مشہور ہیں اور آپ کے گاؤں کا نام گیرو ہے۔ساتھ کاف فارسی اور یائے تحتیایہ کے جو خواجہ ہلال کے پہاڑ کے متصل ہے شہر غزنی کے ضلع میں اور چونکہ آپ کا نام مشعر تھا تزکیہ نفس پر اس لیے آپ فرماتے تھے محمد ﷺ کہ کائنات سے اعظم اور مخلوقات سے افضل ہیں۔وہ اللہ کے رسول ہیں۔میرا نام عبداللہ بہتر ہے اسی لیے سب چھوٹے بڑے آپ کے ساتھ بات چیت کرنے کے وقت آپ کو عبداللہ کہتے ولیکن آپ لوگوں کو اس لقب کے ساتھ جو شرع شریف کے موافق ہوتا یاد فرماتے اور جس نام میں شرک کی بو آتی اس کا بدل دینا آپ کی عادت شریف تھی۔(بسوانح عمری ص ۵۶)

جذبہ الٰہی کا آغاز:۔ اور فرماتے تھے کہ جذبہ الٰہی کا آغاز پہلے دن شام کی نماز کے بعد تھا جو خود بخود بلا واسطہ کسی پیر کے جذبہ الٰہی پہنچ گیا اور تمام زور کے ساتھ ماسوا اللہ کو میرے دل سے کھینچ لیا۔یہاں تک کہ تین دن تک مجھ کو اپنے نفس سے کدورت اور ظلمت اس طور پر معلوم ہوتی تھی کہ از خود گندی بو آتی جس سے جی متلانے لگتا اور باقی لوگوں سے بھی دیکھنے کے وقت تے آنے لگتی۔(بسوانح عمری ص ۵۶، ۵۷)

لکڑیوں کا ساتھ ذکر کرنا (کرامت):۔ فقر امل یہاں تک تھی کہ فانی زندگانی پر کسی طرح کا اعتماد نہ رہا اور مخلوقات سے یہاں تک نفرت تھی کہ نماز جماعت کے ساتھ بڑی دشواری کے ساتھ گزاری جاتی اور ذکر کی نسبت اس طرح غالب تھی کہ جو شخص مجھ کو دیکھتا ذکر کرنے لگتا اور کبھی کبھی چھت کی لکڑیوں سے بھی ذکر سنا جاتا۔(بسوانح عمری ص ۵۷)

نفی اثبات کے آگ پر اثرات:۔ برف کی بارش کے موسم میں جب میں آگ پر بیٹھتا تو نفی اور اثبات کے وقت جو میں سر کو ہلاتا۔اسی طرح آگ بھی گھومتی اور اس سبب سے کہ میں نے کسی شیخ کی صحبت نہیں اٹھائی تھی اور نہ مشائخ کا حال دیکھا سنا تھا۔حیرانی پیش آتی تھی کہ آیا کسی شیخ کے پاس جا کر تعلیم حاصل کروں چنانچہ اسی نواح میں ایک شیخ شاہ صاحب غلام علی دہلوی مجددی احمدی رحمہ اللہ کے مریدوں میں سے ریاضت شاقہ اور چلوں کے ساتھ مشہور تھا ان کے دیکھنے کا دل میں پختہ ارادہ ہوا۔چونکہ میں اکیلا راہ کا واقف نہ تھا اور کسی کی ہمراہی بھی ممکن نہ تھی۔ایک شخص کو راہ بتلانے کے لیے میرے ساتھ کیا گیا اس طرح کہ وہ دور سے راہ دکھلائے جب شیخ سے ملاقات ہوئی تو اس پر حالت آ گئی جو خود بخود اپنے سر کو ہلاتا تھا اور اس نے اپنے سارے لطیفے اس جوش میں ظاہر کیے جو کچھ میں نے اس صحبت میں دیکھا کسی زمانہ میں نہیں دیکھا۔پس میں ناامید ہو کر واپس آیا۔(بسوانح عمری ص ۵۷)

کرامات مولوی سید سلیمان روڈی رحمہ اللہ

عیاش نوجوان پر توجہ کا اثر (کرامت):۔ آپ کے ایک دوست کا لڑکا نظام الدین نامی بدچلن ہو گیا اور سارا وقت گانے بجانے، ناچنے کودنے میں گزارنے لگا، ماں باپ اور سارے رشتہ دار سمجھا سمجھا کر تھک گئے مگر وہ نہ مانا اور حقیقت بھی یہی ہے کہ عیاش طبع انسانوں کی اصلاح بہت مشکل ہوتی ہے اس کا باپ آپ کے پاس آیا اور بیٹے کی حالت بیان کر کے رو دیا۔آپ نے فرمایا فکر نہ کرو خدا نے چاہا تو ٹھیک ہو جائے گا۔ایک دن نظام الدین اتفاقاً مولوی صاحب کے پاس سے گزرا۔آپ نے اُسے پکڑ لیا۔بس پکڑنا ہی تھا کہ اس کا نقشہ پلٹ گیا، وہ زار و قطار روتا تھا اور اپنے گناہوں سے تائب ہو رہا تھا، چنانچہ وہی نظام الدین اب بہت بڑا متقی اور پارسا بن گیا ہے۔(بسوانح عمری ص ۷۱، ۷۲)

> **وضاحت:** آپ مولانا عبدالجبار صاحب بن مولانا عبداللہ صاحب غزنوی رحمہ اللہ کے مریدین میں سے ہیں۔روڑی ضلع حصار میں رہتے ہیں۔۸۰ سال کے قریب عمر ہے۔نہایت رقیق القلب، متقی، پارسا، شب زندہ دار، متبع سنت بزرگ ہیں پاس بیٹھنے والوں پر اتنا اثر ہوتا ہے کہ خشیت الٰہی طاری ہو جاتی ہے۔راقم الحروف کو جب زیارت کا موقعہ ملا تو جماعت کے موجودہ بزرگوں میں سے بس آپ ہی پر نگاہ ٹھہری تھی بڑے مسکین طبع، محبّ خدا، عاشق رسول واقع ہوئے ہیں پہلے پہل جب بدعات کی تردید اور سنت کی اشاعت شروع کی تو بڑی تکلیفیں اور مصیبتیں جھیلنی پڑیں

مگر آپ کی تبلیغی کوششوں اور وجدانی مساعیوں سے سارے علاقہ میں توحید کا ڈنکا بج چکا ہے۔ اب گو آپ ضعیف ہو چکے ہیں اور بجز ذکر الٰہی کے کوئی تبلیغی کام نہیں کر سکتے تاہم خدا کا شکر ہے کہ آپ کے صاحب زادے مولوی عبداللہ صاحب جو بجائے خود طبی لائن میں شہرہ آفاق ہیں، تبلیغی میدان میں بھی آپ کے بہترین جانشین ہیں۔ مولوی عبداللہ صاحب بھی صوفی منش بزرگ ہیں۔ خدا کرے کہ جماعت کو آپ سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کا موقع مل سکے۔ (بسوانح عمری ص ۷۱)

انتقال مرشد کی غیبی اطلاع (کرامت):۔ ایک روز علی الصبح آپ فرمانے لگے کہ لو بھائی آج ہمارے پیر و مرشد (مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی) بہشت میں پہنچ گئے ہیں میں نے رات ان کو بہشت میں دیکھا ہے اور یہ شعر سنا ہے جو میری زبان پر جاری ہو گیا ہے۔

''لے او بیلی اللہ بیلی ساڈے ہوئے چلانے''

یعنی اے دوست! خدا حافظ ہم تو جا رہے ہیں۔ سب حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے، چنانچہ بعد میں جو اطلاعات آئیں ان سے معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی وقت اور اسی دن امام صاحب کا انتقال ہوا تھا جس دن مولوی صاحب نے علی الصبح ہم سے یہ کہا تھا۔ (بسوانح عمری ص ۷۲)

انتقال لڑکی کی کشفی اطلاع (کرامت):۔ تحصیل سرسہ میں ایک بہت بڑے رئیس اور نواب تھے ان کی صاحبزادی بیمار ہو گئی کئی علاج کیے آفاقہ نہ ہوا۔ انہوں نے چاہا کہ مولوی صاحب کو بلایا جائے۔ وہ دم کریں گے تو شفا ہو جائے گی۔ چنانچہ آپ کی طرف آدمی آیا۔ آپ جانے کے لیے تیار ہوئے سواری منگائی گئی کہ معاً آپ نے فرمایا، اب جانا فضول ہے، لڑکی کا تو انتقال ہو گیا ہے چنانچہ آدمی جب واپس گیا تو معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی وقت جب مولوی صاحب نے فرمایا تھا اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی تھی۔ (بسوانح عمری ص ۷۳)

پریشانی میں مرشد کی رہنمائی:۔ مولوی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک دن میرے دل میں ایک بزرگ کے ملنے کا خیال پیدا ہوا اور جی چاہا کہ کچھ دن ان کے پاس جا کر ٹھہروں اور فیض حاصل کروں۔ ابھی یہ میرے جی ہی جی میں تھا اور میں نے کسی سے اس کا تذکرہ نہیں کیا تھا کہ مولوی صاحب سامنے سے آ گئے اور آتے ہی فرمایا کہ ذرا سوچ سمجھ کر جانا، آج کل دکانداریاں زیادہ ہیں اللہ والے بہت کم ہیں چنانچہ بعد میں معلوم ہوا کہ واقعی وہ دکاندار ہی تھے۔ (بسوانح عمری ص ۷۳)

کرامات عبدالرحمٰن صاحب لکھوی رحمہ اللہ

نگاہ ولی کے فقیر پر اثرات (کرامت):۔ مولوی قائم الدین صاحب سکنہ چک مڈھیوالہ ضلع لائلپور کا بیان ہے کہ جن دنوں میں مولانا عبدالرحمٰن صاحب کے ہاں لکھو کے پڑھا کرتا تھا ان ایام کا واقعہ ہے کہ ایک بھنگی چرسی فقیر آیا جس کی داڑھی تو صفاچٹ تھی اور مونچھیں لمبی لمبی تھیں ہاتھ میں چمٹا، بدن پر کملی، شکل وصورت خلاف شرع گاتا تھا اور کہتا تھا کہ مولوی صاحب نشہ ٹوٹا ہوا ہے کچھ دے دو مولوی صاحب نے ایک طالب علم سے کہا کہ اسے پیسہ دیدو وہ بولا ایک پیسہ سے کیا بنتا ہے اگر دینا ہے تو کچھ آپ دو فقیر کا عمل ٹوٹا ہوا ہے نہ بھنگ ملی ہے نہ چرس، مولانا نے ایک نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور فرمایا مجھ سے کچھ لینا ہے جونہی اس کی نظر سے نظر ملی وہ لڑکھڑا کر گرا اور ایسا گرا کہ بے ہوش ہو گیا طالبعلم اسے سنبھالنے کے لیے بڑھے مگر وہ ایسا بے حس پڑا تھا جیسے مردہ، تین گھنٹے وہ بیہوش پڑا رہا جب ہوش سنبھالا تو اٹھا مولانا نے پوچھا کیوں بھائی کیا لینا ہے؟ وہ بولا جو لینا تھا وہ لے لیا بس مجھے مسلمان بنا دیجئے مولانا نے حجام کو بلوایا اس کی مونچھیں اور لٹیں کٹوا دیں بھنگ چرس سے توبہ کرائی اور قرآن پڑھانا شروع کیا مولوی قائم الدین صاحب کا بیان ہے کہ وہ فقیر اٹھارہ برس تک مولوی صاحب کی خدمت میں رہا اور اچھا خاصا عالم اور صوفی بن گیا۔ (بسوانح عمری ص ۷۵)

در مدینہ فوت شد قطب زمان: آپ مولانا حافظ محمد بن بارک اللہ رحمہ اللہ مصنف تفسیر محمدی کے صاحبزادہ ہیں آپ

۱۲۵۳ھ میں بمقام لکھو کے ضلع فیروز پور میں پیدا ہوئے آپ کا نام تو عبدالرحمٰن تھا مگر محی الدین کے نام سے مشہور تھے، سات سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا اور ۱۷ سال کی عمر میں علوم درسیہ متعارفہ سے فراغت پائی۔طبیعت شروع ہی سے تصوف کی طرف مائل تھی اور کسی پیر طریقت کی تلاش تھی ۲۲ سال کے تھے کہ غزنی پہنچے اور حضرت عبداللہ صاحب الغزنوی رحمہ اللہ کی بیعت کی۔حضرت عبداللہ صاحب غزنوی رحمہ اللہ کے پنجاب تشریف لانے اور امرتسر قیام فرمانے پر تو ہزار ہا لوگوں نے فیض پایا۔مگر غزنی پہنچ کر السابقون السابقون کا مرتبہ آپ ہی نے حاصل کیا تھا۔حضرت عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کو آپ سے بہت محبت تھی چنانچہ آپ اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے کہ ''ماؤ عبدالرحمٰن یکسیت'' پھر آپ کو مخاطب کر کے یہ بھی فرمایا ''درمیان ما شما مناسبت دراز ل بود'' چنانچہ عبداللہ صاحب رحمہ اللہ نے آپ کو اپنا نائب بھی قرار دیدیا تھا۔آپ کو اکثر الہام ہوا کرتے تھے، جو الگ رسالہ کی شکل میں مطبوع ہیں آخری عمر میں الہام ہوا ''یــــا ایتھا النفس المطمئنه ارجعی الی ربك راضية مرضيةً فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی'' جس پر آپ حج کے لیے روانہ ہو گئے اور مدینہ منورہ پہنچ کر بعد زیارت روضہ نبوی ﷺ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ والی دعا ''اللهم ارزقنی شهادة فی سبیلك واجعل موتی ببلدرسولك'' نہایت خشوع خضوع سے کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ پیٹ کی بیماری میں مبتلا ہو گئے اور ۶۰ سال کی عمر میں ۱۵ ذیقعد ۱۳۱۲ء کو بروز جمعہ وہیں شہادت پاک جنت البقیع میں مدفون ہوئے ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' آپ کا قطعہ تاریخ ہے:

در مدینہ فوت شد قطب زمان (۱۳۱۲) (دیگر) صادقین را نور حق تا بدمدام (۱۳۱۲) (بسوانح عمری ص ۷۴،۷۵)

نگاہ ولی کا دشمن پر اثر:۔ایک بار مولانا موصوف معہ چند طلباء کے نہر پر جو لکھوکی کے قریب ہی تھی غسل کے لیے تشریف لے گئے نہر کے متصل ہی ایک سڑک گزرتی ہے جو فیروز پور کی طرف سے آتی ہے اس پر دو سوار گزر رہے تھے جن میں سے ایک محمود نامی ڈوگر تھا یہ بہت بڑا زمیندار اور متکبر انسان تھا اور اسے اہلحدیث سے خاص عداوت تھی اس نے بار ہا یہ کہا تھا کہ اگر مولوی عبدالرحمٰن مجھے اکیلا کہیں مل گیا تو میں اسے جان سے مار ڈالوں گا کیونکہ اس نے سارے علاقہ میں وہابیت پھیلا دی ہے کسی طالب علم نے مولانا سے ذکر کر دیا کہ محمود آپ کا اشدترین دشمن ہے اور وہ جا رہا ہے۔مولانا نے فرمایا کہ اسے بلا لو اور کہو کہ جو کچھ کرنا ہے یہیں کر لے، طالب علم نے آواز دی کہ میاں محمود! مولوی صاحب یہیں ہیں آؤ اور اپنے دل کے ارمان نکال لو۔محمود آیا گھوڑی سے اترا ابھی مولانا کے سامنے ہی آیا تھا اور آنکھ سے آنکھ ملی تھی کہ اپنا پیٹ پکڑ کر بیٹھ گیا اور ہائے ہائے کرنے لگا مولانا نے پوچھا کیوں بھائی کیا ہے؟ مجھ سے کیوں ناراض رہتے ہو! وہ بولا حضرت مجھے معاف کیجئے میری غلطی تھی میں نے آپ کے خلاف بہت کچھ کیا مگر اب اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہوں اور معافی چاہتا ہوں۔مولانا نے کہا دل صاف کر لو اور جاؤ اللہ تمہیں خوش رکھے، وہ کہنے لگا: حضور اب کہاں جاؤں ہاتھ بڑھائیے اور مجھے اپنا مرید بنائیے۔اس واقعہ کے راوی مولوی قائم الدین صاحب کا بیان ہے کہ محمود کی آنکھ پر ایک موہکہ تھا جو اسے بہت تکلیف دیتا تھا وہ بار ہا اسے کٹوا چکا تھا مگر وہ پھر بڑھ جاتا تھا اور آنکھ ڈھانپ لیتا تھا جس سے وہ سخت تنگ آ گیا تھا اس نے عرض کیا حضرت اس پر دم کر دیجئے تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے اس مصیبت سے بھی نجات دے مولانا نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا اور اس پر لب لگا دیا محمود کا بیان ہے کہ اس کے بعد وہ موہکہ کچھ ایسا مٹا کہ پھر کبھی ظاہر نہیں ہوا اور مجھے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس سے نجات مل گئی۔(بسوانح عمری ص ۷۶،۷۷)

ولی کامل کی طرف مجذوب کی رہنمائی:۔موضع لکھوکی سے کچھ فاصلہ پر ایک جمیل نامی گاؤں تھا جہاں کا سردار جلال الدین عرف جلّو بہت بڑا زمیندار اور کئی گاؤں کا مالک تھا جلو کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی اس نے کئی بیویاں کر رکھی تھیں، مگر پھر بھی وہ اولاد سے محروم تھا۔پنجاب میں یہ رواج ہے کہ جب کسی کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو تو وہ پیروں، فقیروں، جوگیوں، مست قلندروں، خانقاہوں اور قبروں کی طرف رجوع کرتا

ہے اوران سے اولاد چاہتا ہے۔جلوبھی اسی خیال کا بندہ تھا اور جہاں کسی فقیر کا پتہ چلتا تھا وہیں اُٹھ دوڑتا تھا۔ایک بار اسے پتہ چلا کہ فیروز پور شہر میں ایک مستانہ ہے جو مجذوب ہے اور بالکل ننگ دھڑنگ رہتا ہے وہ اس کے پاس گیا اور اس سے بیٹا مانگا،مجذوب بولا، نالائق اگر بیٹا لینا ہے تو لکھوکی جا۔جلو نے دل میں کہا کہ وہاں تو سب وہابی ہی وہابی ہیں، بھلا وہاں بیٹا کیسے ملے گا؟۔مجذوب نے کہا نالائق جاتا نہیں ہے بیٹا یہاں سے نہیں بلکہ وہاں ہی سے ملے گا۔جلو اس مستانہ کے ارشاد پر لکھوکی پہنچا اور مولانا عبدالرحمٰن صاحب رحمہ اللہ سے سارا واقعہ بیان کردیا۔ مولانا عبدالرحمٰن صاحب رحمہ اللہ نے کہا کہ میں دعا تو کردیتا مگر تو منکر قرآن ہے تیرے حق میں میری دعا قبول نہ ہوگی۔جلو نے کہا: میں نے کب قرآن کا انکار کیا ہے آپ نے پوچھا کہ تیری کتنی بیویاں ہیں؟ اس نے کہا: سات۔آپ نے فرمایا قرآن تو چار سے زیادہ اجازت نہیں دیتا۔ پھر تو نے سات کیوں کیں؟ اس نے کہا: جو حکم ہو میں اس پر عمل کروں۔آپ نے فرمایا کہ تین کو یہیں طلاق دیدے گاؤں میں مسجد بنوا، خود نماز پڑھنے کا اقرار کر اور دوسروں کو بھی نماز کی تلقین کر تو میں تیرے لیے دعا کرتا ہوں اس نے ایسا ہی کیا آپ نے دعا فرمائی خدا کی قدرت اگلے ہی سال اس کے ہاں فرزند نرینہ تولد ہوا وہ دوڑا دوڑا آیا اور مولانا کو لے جانا چاہا۔مگر آپ نہ گئے اور کہا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ عوام یہ سمجھنے لگیں عبدالرحمٰن نے بیٹا دیا ہے پھر اس نے عرض کیا کہ حضور آپ اس کی تردید کریں اور توحید کا وعظ کہیں تاکہ ہمارے گاؤں والے بھی کچھ توحید و سنت سے آشنا ہو جائیں چنانچہ اس پر آپ وہاں گئے اور کئی دن تک وہاں وعظ کیے اور سب کے سب گاؤں اہلحدیث ہو گئے روانگی پر سردار نے آپ کو بہت کچھ دینا چاہا مگر آپ نے ایک حبہ تک قبول نہ کیا۔(بسوانح عمری ص ۷۸)

ولی کی روحانی طاقت پر اعتماد:۔حضرت مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ سوہدروی کا بیان ہے کہ مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی رحمہ اللہ نے ایک بار اپنے رسالہ ''اشاعۃ السنۃ'' میں مرزا قادیانی کو چیلنج دیا کہ وہ ہمارے ایک صوفی کے ساتھ روحانی مقابلہ کرے۔اگر وہ کامیاب ہوا تو ہم اس کا ساتھ دیں گے اور اگر وہ ناکام ہوا تو اپنے دعوٰی سے تائب ہو جائے یہ روحانی مقابلہ دونوں کو الگ مکان میں بٹھا کر سات دن تک رہے گا۔مرزا جی نے اس سے انکار کردیا کہ میں ایسا نہیں کرسکتا مولانا غلام نبی صاحب کا بیان ہے کہ میں نے مولانا محمد حسین صاحب سے پوچھا کہ وہ کون صوفی تھے جن پر آپ کو انتہائی اعتماد ہے کہ مرزا جی کو ایسا اہم اور ذمہ دارانہ الٹی میٹم دے دیا۔مولانا محمد حسین صاحب نے فرمایا کہ وہ صوفی عبدالرحمٰن صاحب لکھوی رحمہ اللہ ہیں، مجھے ان کی روحانی طاقت پر اتنا اعتماد اور وثوق ہے کہ اگر مرزا مان جاتا تو یقیناً اس مقابلہ میں زندہ نہ بچتا۔(بسوانح عمری ص ۷۸،۷۹)

خرابی جہاز کی الہامی اطلاع:۔مولانا عبدالرحمٰن صاحب جب سفر حج کے لئے روانہ ہوئے اور بمبئی پہنچ کر جہاز کا ٹکٹ خرید لیا اور جہاز چلنے کو تھا کہ آپ نے فرمایا اس جہاز پر نہیں جانا چاہئے۔چنانچہ ٹکٹ واپس کردیا گیا۔پھر ایک ہفتہ کے بعد دوسرے جہاز نادری کا ٹکٹ خریدا جب وہ تیار ہوا تو آپ نے پھر یہی فرمایا کہ اس جہاز پر بھی نہیں جانا چاہیے ہمراہی حیران تھے کہ مولانا کیا کررہے ہیں جان بوجھ کر روانگی میں تاخیر کرتے ہیں مگر بالآخر آپ کا کہا مانا اور وہ ٹکٹ بھی واپس کیا۔پھر تیسرے جہاز پر سوار ہوئے جب جدہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ پہلے دونوں جہازوں میں بیماری پھیل گئی تھی اور حکومت نے انہیں چالیس چالیس دن کے لیے کامران روک لیا ہے۔یعنی اگر وہ لوگ ان جہازوں میں سوار ہوتے تو ۴۰ دن بعد جدہ پہنچتے کسی نے مولانا سے پوچھا کہ آپ کو کیونکر پتہ چلا تھا تو آپ نے فرمایا کہ الہام ہوا تھا۔

نوٹ: آپ کے بہت سے الہامات اور کرامات اور بھی ہیں مگر انہیں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔(بسوانح عمری ص ۷۹)

کرامات مولانا غلام رسول صاحب قلعوی رحمہ اللہ

گمشدہ بیٹے کی فوراً حاضری (کرامت):۔ایک بار قلعہ میاں سنگھ میں ایک حجام آپ کی حجامت بنا رہا تھا کہ اس نے یہ شکایت کی، حضور! میرا بیٹا کئی سال سے باہر گیا ہوا ہے جس کا ہمیں کچھ پتہ نہیں کہ کہاں ہے۔زندہ ہے یا مر گیا ہے بس ایک ہی بیٹا تھا، اس کے فکر میں ہم تو مرے جارہے ہیں آپ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا میاں وہ تو گھر بیٹھا ہے اور روٹی کھا رہا ہے جاؤ بیشک جا کر دیکھ لو، حجام گھر گیا تو سچ مچ

بیٹا آیا ہوا تھا اور کھانا کھا رہا تھا بیٹے سے ماجرا پوچھا تو اس نے کہا کہ ابھی ابھی میں سکھر سندھ میں تھا، معلوم نہیں مجھے کیا ہوا اور کیونکر طرفۃ العین میں یہاں پہنچ گیا۔ (بسوانح عمری ص ۸۰)

روحانی بصیرت اور کشفی اطلاع (کرامت):۔ میاں محمد چٹو جولا ہور میں ایک مشہور سوداگر تھا، بیان کرتا ہے کہ میں نے بہت سے گھوڑے بغرض فروخت کشمیر روانہ کئے، مگر تین مہینے گزر گئے، کوئی گھوڑا فروخت نہ ہوا میں مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا کہ حضرت دعا کیجئے بہت نقصان ہو رہا ہے اور مفت کا روزانہ خرچ پڑ رہا ہے آپ نے فرمایا میاں! تیرے گھوڑے والئی کشمیر نے خرید لیے اور تین ہزار روپیہ منافع ملا ہے، میاں محمد حیران ہوا کہ ابھی ابھی تو خط آیا کہ یہاں کوئی خریدار نہیں اور آپ فرماتے ہیں کہ تین ہزار منافع ملا ہے، میاں محمد کہتا ہے کہ دوسرے دن خط آ گیا کہ سب کے سب گھوڑے فروخت ہو گئے اور تین ہزار منافع ہوا۔ (بسوانح عمری ص ۸۱)

نہ چاہتے بھی عورت کا مسلمان ہو جانا (کرامت):۔ شیخ عبداللہ، نومسلم جو موضع دلاور میں رہتا تھا کہتا تھا کہ جب میں مسلمان ہو گیا تو میری بیوی نے اسلام سے انکار کر دیا اور کہنے لگی کہ میں تو کبھی مسلمان نہ ہوں گی مجھے بہت صدمہ ہوا اور اسی صدمہ میں نڈھال ہوتا چلا گیا، کیونکہ میں اسے بہت چاہتا تھا اور حد سے زیادہ محبت رکھتا تھا۔ تمام اقرباء بھی میرے دشمن ہو گئے اور بیوی بھی از حد نفرت کرنے لگی کچھ عرصہ کے بعد میں مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا کے لیے فہمائش کی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اس کے بغیر میری زندگی محال ہے، آپ نے فرمایا کہ وہ آ رہی ہے اور مسلمان بھی ہو گئی ہے چنانچہ اسی دن اس کا پیغام آیا کہ مجھے آ کر لے جاؤ میں مسلمان ہو گئی ہوں۔ (بسوانح عمری ص ۸۱)

ہندو عورت پر کلماتِ ولی کا اثر (کرامت):۔ محمد عمر ولد کرم الٰہی کا بیان ہے کہ مولانا نماز صبح سے فارغ ہو کر گھر کو جا رہے تھے میں بھی ساتھ تھا کہ ایک ہندو عورت ''واہگرو، واہگرو'' پڑھتی ہوئی جا رہی تھی آپ نے کہا کہ واہگرو نہیں بلکہ ''وحدہٗ'' کہو صحیح یہی ہے وہ عورت ''وحدہٗ، وحدہٗ'' کہنے لگی اور یہ جملہ اس کی زبان پر ایسا جاری ہوا کہ بہزار کوشش بھی بدل نہ سکا اور بالآخر وہ مسلمان ہو گئی۔ (بسوانح عمری ص ۸۱)

سکھ کا فوراً مسلمان ہو جانا (کرامت):۔ ایک بار آپ گجرات کی طرف جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک سکھ ملا اس نے پوچھا کہ حضرت موضع ڈنگہ کا راستہ کون سا ہے؟ (ڈنگہ ضلع گجرات میں ایک مشہور مقام ہے آپ نے فرمایا بھائی مجھے ڈنگہ راستہ تو معلوم نہیں، البتہ سیدھا راستہ یاد ہے (ڈنگہ پنجابی میں ٹیڑھے کو کہتے ہیں) اس نے ہنس کر کہا اچھا سیدھا راستہ بتا دیجئے۔ آپ نے کہا پڑھو ''**لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ**'' آپ کا یہ کہنا تھا کہ وہ کلمہ پڑھنے لگ گیا اور وہیں مسلمان ہو گیا۔ (بسوانح عمری ص ۸۲)

جو کہا ولی نے، وہ ہو گیا (کرامت):۔ فضل الدین نمبردار سکنہ مان ضلع گوجرانوالہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک ساہوکار سے بارہ سو روپے قرض لیا تھا اور وہ مجھے بہت تنگ کر رہا تھا چنانچہ ایک بار تو اس نے مجھے نوٹس دیدیا اور قریب تھا کہ دعویٰ کر کے مجھے ذلیل کرتا میں مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا اپنی غربت اور ناداری کا ذکر کیا اور دعا کی فہمائش کی آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں جاؤ چار آدمی ساتھ لے کر اس سے حساب کرو صرف بائیس روپیہ نکلیں گے وہ ادا کر دینا فضل الدین حیران ہوا کہ میں نے ابھی تک اسے دیا لیا تو کچھ ہے نہیں۔ بھلا بائیس روپیہ کیونکر نکلیں گے وہ چند دوستوں کو ساتھ لے کر گیا اور ساہوکار سے کہا کہ کھاتہ لاؤ اور میرا حساب صاف کر لو، ساہوکار نے بہی نکالی تو دیکھا کہ اس حساب میں کہیں لکھا ہے، فلاں تاریخ کو اتنی گندم لی۔ اتنا تمبا کو وصول ہوا اتنی کپاس آئی، علیٰ ہذا القیاس سارا حساب جو لگایا تو بقایا صرف ۲۲ روپیہ نکلے ساہوکار بھی حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہوا ہے اور فضل الدین بھی حیران تھا مگر بہی کھاتہ کے مطابق بائیس روپیہ دے کر حساب صاف کر دیا گیا۔ (بسوانح عمری ص ۸۲)

بانجھ بھینس کا گیارہ بچے جننا (کرامت):۔ اسی فضل الدین زمیندار سکنہ مان کا بیان ہے کہ میرے پاس کوئی گائے بھینس نہ تھی، کہ گھر والوں کو دودھ گھی مل سکتا، پاس کوئی رقم بھی نہ تھی کہ گائے بھینس خریدی جا سکتی۔ ایک بوڑھی سی بھینس تھی جس سے ہم مایوس ہو چکے تھے کہ وہ اب گابھن نہیں ہو سکتی، کیونکہ بہت بوڑھی اور کمزور ہو چکی ہے میں نے مولانا سے عرض کیا کہ دعا کریں، خدا کوئی دودھ گھی کا انتظام کر دے آپ نے فرمایا کہ تمہاری وہی بھینس گابھن ہو چکی ہے اور عنقریب بچہ دینے والی ہے وہ مدت تک دودھ دیتی رہے گی تم فکر نہ کرو۔ فضل الدین کا بیان ہے کہ سچ مچ تھوڑے ہی

دنوں میں وہ بھینس دودھ دینے لگی اور قریباً گیارہ دفعہ اس کے بعد بچوں کو جنم دیا اور مدت دراز تک دودھ دیتی رہی۔(بسوانح عمری ص۸۳)

خواجہ چشتی اجمیری رحمہ اللہ کی یاد تازہ (کرامت):۔ باوا کاہن داس گورداسپوری ایک بار قلعہ میہاں سنگھ آیا ہندوؤں نے مل کر عرض کیا، باوا جی یہاں ایک مولوی صاحب ہیں جن کے وعظ سے کئی ہندو مسلمان ہورہے ہیں آپ بھی بہت بڑے وِددان ہیں ذرا ان کا مقابلہ تو کیجئے تاکہ ہندو مسلمان ہونے سے بچ جائیں۔باوا جی نے کہا: بہت اچھا میں اسلام پر ایسے اعتراض کروں گا کہ وہ کچھ جواب نہ دے سکیں گے، چنانچہ باوا جی بڑے طمطراق کے ساتھ مولانا کے پاس پہنچے اور جاتے ہی کہا کہ اسلام کیا ہے؟ جسے آپ لیے پھرتے ہیں۔مولانا نے فرمایا کہ آؤ میں بتاؤں اسلام کیا ہے اول کلمہ پڑھنا ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' ابھی آپ نے کلمہ پڑھ کر سنایا ہی تھا اور آگے کچھ کہنا چاہتے تھے کہ باوا جی نے خود بخود کلمہ پڑھنا شروع کر دیا اور وہیں مسلمان ہو گئے۔(بسوانح عمری ص۸۳)

ناراضگی ولی پر تاثیر اعمال کا سلب ہو جانا (کرامت):۔ قلعہ میہاں سنگھ میں ایک بڈھا نامی کشمیری تھا جو بہت عیالدار تھا مگر مفلس اور غریب تھا اس نے حاضر ہو کر اپنی ناداری کی شکایت کی اور دعا کے لیے التجاء کی آپ نے فرمایا میاں بڈھا! بعد نماز صبح ایک بار سورۂ یٰس پڑھ لیا کرو انشاء اللہ کسی نہ کسی صورت تمہیں ایک روپیہ روز مل جایا کرے گا۔میاں بڈھا نے یہ عمل شروع کر دیا اور سچ مچ اسے ایک روپیہ روزانہ ملنے لگا کبھی کسی بہانہ ملتا، کبھی کسی بہانہ، مگر ایک روپیہ روز ضرور مل جاتا اس نے دل میں خیال کیا کہ اگر دو بار سورۂ یٰس پڑھوں تو شاید دو روپیہ ملا کریں، چنانچہ اس نے دو بار روزانہ پڑھنی شروع کر دی تو سچ مچ دو روپیہ ملنے لگے پھر اس نے تین بار شروع کر دی تو تین روپیہ ہو گئے پھر چار بار تو چار روپیہ ملے پھر وہ پانچ بار پڑھنے لگے تو پانچ روپیہ ملنے شروع ہو گئے اسی اثنا میں ایک دن مولوی صاحب آ گئے فرمایا کہ میاں بڈھا اب تم لالچی ہو گئے ہو اب سورۂ یٰس سے تمہیں کچھ نہیں مل سکتا بڈھا کہتا کہ اس کے بعد میں ہزار بار بھی سورۂ یٰسین پڑھتا رہا مگر پھر ایک روپیہ بھی نہ ملا۔(بسوانح عمری ص۸۴)

ولی کی حیرت انگیز طاقت (کرامت):۔ ایک بار مولوی صاحب نے موضع فیروز والا سے ایندھن کے لیے ایک درخت لیا، جو بہت بڑا تھا، اسے کانٹ چھانٹ کر آپ نے ایک گڈے پر لدوالیا تاکہ اپنے گاؤں لے آئیں۔راستہ میں اندھیرا ہو گیا اور گڈا اُلٹ گیا میاں بوٹا جو گاڑی بان تھا کہنے لگا کہ حضرت اب گھر پہنچنے کی کوئی صورت نہیں قریب کوئی آبادی نہیں کہ لوگوں کو بلایا جاسکے اور گڈا سیدھا کیا جاسکے، اب رات یہیں گزرے گی اور کل کام ہو سکے گا۔مولوی صاحب نے فرمایا کہ میاں بوٹا آؤ تم اور ہم مل کر کوشش کریں اور گڈا سیدھا کر لیں۔بوٹا بولا حضور یہ تو چالیس پچاس آدمیوں کا کام ہے بھلا دو آدمی کیونکر سیدھا کر سکتے ہیں۔آپ نے ہنس کر فرمایا کہ مایوس نہ ہو کوشش کرو شاید اللہ سیدھا کر دے۔چنانچہ بوٹا کہتا ہے کہ میں نے تو یونہی مذاق کے طور پر ہاتھ لگا رکھا اور مولوی صاحب نے تھوڑا سا زور لگایا اور گڈ ھا سیدھا ہو گیا اور ہم جلد ہی گھر پہنچ گئے۔مولوی صاحب نے کہا: میاں بوٹا! دیکھو یہ واقعہ کسی سے بیان نہ کرنا ایسا نہ ہو کہ لوگ اسے ولایت سمجھ لیں۔

یہ چند کرامتیں محض بطور مشتے نمونہ درج کر دی گئی ہیں۔ورنہ آپ کی بہت سی کرامات زبان زد خاص و عام ہیں اور آپ کی سوانح عمری میں بھی درج ہیں۔(بسوانح عمری ص۸۰تا۸۵)

کرامات قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ

صحبت ولی سے زندگی بدل جانا (کرامت): عنایت حسین پٹیالوی آپ کے بہت دوست تھے انہوں نے اپنی بیٹی کی شادی شیخ فضل حق سکنہ سنام کے بیٹے سے کر دی، وہ لڑکا نہایت خراب نکلا شراب پیتا، جواء کھیلتا، بدکاروں کے ساتھ رہتا اور گھر والوں کو سخت تنگ کرتا، غرضیکہ پرلے درجے کا بے دین نکلا۔عنایت حسین کو سخت صدمہ پہنچا ''نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن'' قاضی صاحب سے التجا کی آپ نے فرمایا: اسے میرے پاس لے آؤ وہ آیا تو آپ نے اس پر توجہ کی بے ہوش ہو گیا۔جب ہوش آیا تو استغفار پڑھنے لگا اور تمام گناہوں سے توبہ کر لی۔بس ایک ہی صحبت میں اس کی حالت بدل گئی اور وہ نہایت نیک صالح دیندار بن گیا۔(بسوانح عمری ص۸۶)

توجہ ولی کا اثر (کرامت): شاہ جی نجم الدین کا بیان ہے کہ مجھے تیتر بازی کا بڑا شوق تھا چنانچہ شب و روز میرا یہی مشغلہ رہتا۔ سب مجھے سمجھاتے مگر کسی کا کہا مؤثر نہ ہوتا ایک دن میرے والد مجھے قاضی جی کے پاس لے گئے آپ نے تھوڑی سی توجہ دی اور مجھے تیتر بازی سے ایسی نفرت ہوگئی کہ میں نے آتے ہی سب تیتر چھوڑ دیئے اور پنجرے توڑ دیئے۔ (بسوانح عمری ص ۸۸)

حکم ولی کا جنات میں احترام (کرامت): ولایت احمد نامی قصاب کی ہمشیرہ کو جن تھا جو کسی سے نہ نکلتا تھا بڑے بڑے عامل آئے مگر جن کسی سے نہ نکلا ولایت احمد، قاضی جی کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ تشریف لے چلیں شاید آپ کا کہا مان جائے آپ نے فرمایا کہ میں جنات کا عامل نہیں ہوں مگر خیر تم جاؤ اور اسے میرا اسلام کہہ کر یہ پیغام پہنچا دو کہ وہ کہتے ہیں اب تم چلے جاؤ۔ چنانچہ ولایت احمد نے ایسا ہی کیا۔ کہا قاضی محمد سلیمان صاحب رحمہ اللہ تمہیں اسلام علیکم کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اب تم چلے جاؤ۔ جن نے کہا: قسم کھاؤ انہوں نے یہ کہا ہے اس نے کہا بخدا انہوں نے یہی کہا ہے۔ جن بولا بہت اچھا لیجیئے اب جاتا ہوں چنانچہ اس کے بعد اس کی ہمشیرہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آرام ہوگیا۔ (بسوانح عمری ص ۸۸)

ایک نصیحت پر بازاری عورت کی توبہ (کرامت): پٹیالہ میں ایک میر جان رنڈی تھی جو عرصہ دراز سے بدکاری کا پیشہ کرتی تھی ایک بار آپ کی خدمت میں تعویذ لینے کے لیے حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اس پیشہ سے توبہ کر اور کہیں نکاح کر کے بیٹھ جا، آپ کا کہنا تھا کہ وہ اسی وقت تائب ہوگئی اور پھر تیس سال تک نہایت زاہدانہ زندگی بسر کی۔ (بسوانح عمری ص ۸۹)

قبر سے جنت کی خوشبو (کرامت): شام نجم الدین سکنہ بستی کا بیان ہے کہ ایک بار میں قاضی صاحب کے ساتھ جا رہا تھا لاہوری گیٹ کے قریب ایک قبر آئی جس پر آپ ٹھہر گئے اور کہا دیکھو شاہ جی اس صالح مرد کی قبر سے کس قدر خوشبو آرہی ہے شاہ جی کا بیان ہے کہ میں جو آگے بڑھا تو سچ مچ مجھے بھی نہایت خوشگوار خوشبو آئی اس کے بعد میں بارہا اکیلا وہاں سے گزرا مگر پھر کبھی ویسی خوشبو نہیں آئی (یہ محض ان کی صحبت کا اثر تھا) شاہ جی کہتے ہیں کہ میں نے اس مرد صالح کا نام پوچھا تو آپ نے فرمایا اس کا نام زردار خان پٹھان بتایا گیا ہے جو عرصہ دراز سے یہاں مدفون ہے۔ (بسوانح عمری ص ۹۰)

صاحب قبر سے ملاقات اور اطلاع احوال (کرامت):۔ قاضی صاحب جب کبھی لاہور تشریف لاتے تو مال روڈ پر حیات برادرز کے ہاں قیام فرمایا کرتے تھے، میاں فضل کریم صاحب بن حاجی حیات محمد صاحب مالک فرم کا بیان ہے کہ جس مکان پر آپ ٹھہرا کرتے تھے اس کے قریب ہی ایک خانقاہ تھی جو اجڑی ہوئی تھی ایک دن آپ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا یہاں کوئی قبر ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے کہا آج رات ہمیں وہ بزرگ ملے اور کہا کہ قاضی جی آپ اتنی بار یہاں آئے مگر ہمیں ایک بار بھی نہیں ملے۔ پھر فرمایا وہ بہت نیک اور صالح آدمی ہیں، فلاں جگہ کے رہنے والے تھے، ادھر سے گزر رہے تھے کہ انتقال ہوگیا، میاں فضل کریم کہتے ہیں کہ اس کے بعد جب میں نے اس کی تحقیق کی تو وہ باتیں ویسی ہی ثابت ہوئیں جو قاضی صاحب نے بیان فرمائی تھیں یہاں تک کہ ان کا نام اور پتہ بھی قاضی جی نے مجھے بتا دیا تھا۔ (بسوانح عمری ص ۹۰)

مجدد صاحب سے حالت بیداری میں ملاقات (کرامت):۔ صوفی حبیب الرحمٰن کا بیان ہے کہ ۱۹۱۰ء میں جب حضرت ضیاء معصوم صاحب، مرشد امیر حبیب اللہ خان شاہ کابل پٹیالہ تشریف لائے تو انہوں نے سرہند جانے کے لیے قاضی جی کو اپنے ساتھ لے لیا حضرت ضیاء معصوم جب روضہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ پر مراقبہ کے لیے بیٹھے تو قاضی جی نے دل میں کہا کہ شاید ان بزرگوں نے آپس میں کوئی راز کی بات کہنی ہو ان سے الگ ہو جانا چاہیے۔ ابھی آپ اپنے جی میں یہ خیال لے کر اٹھے ہی تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے آپ کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور فرمایا کہ سلیمان بیٹھے رہو ہم کوئی بات تجھ سے راز میں نہیں رکھنا چاہتے۔ صوفی صاحب کا بیان ہے کہ قاضی صاحب نے بعض دوستوں سے ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ واقعہ مراقبہ یا مکاشفہ کا نہیں بلکہ بیداری کا ہے۔ (بسوانح عمری ص ۹۰)

انوار آسمانی کا نزول (کرامت):۔ حافظ محمد حسن صاحب مرحوم لاہوری کا بیان ہے کہ میں نے ایک بار قاضی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور کرامت کی اہمیت کے بارے میں کچھ پوچھا، آپ نے اس مسئلہ کے مالہ و ماعلیہ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ صحیح بات تو یہ ہے کہ کرامت اہل اللہ کے نزدیک کچھ وقعت نہیں رکھتی، اصل چیز تو تقویٰ اور خشیت الٰہی ہے۔ پھر فرمایا کہ ایک دفعہ عالم بیداری میں مجھ پر انوار

آسمانی کی بارش ہوئی اور میں ان آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہ اجرام فلکی میرے بدن پر گر رہے ہیں اور ایک طرف سے داخل ہوتے ہیں اور دوسری جانب نکل جاتے ہیں یہ حالت دیکھ کر معاً سجدے میں گر پڑا اور دعا مانگی کہ الٰہی میں ایسی چیزوں کا طالب نہیں ہوں مجھے تو تیری محبت مطلوب ہے پھر فرمایا حافظ صاحب میں نے یہ بات آج ہی آپ سے کہی ہے کسی سے ذکر نہ کرنا۔(بسوانح عمری ص۹۱)

مستانہ فقیر کو موت کی اطلاع (کرامت):۔ پٹیالہ میں ایک گیندے شاہ نامی مستانہ فقیر تھا جو ہر وقت شراب میں مخمور رہتا تھا، لوگوں کا خیال تھا کہ اسے شراب پلانے سے حاجات بر آتی ہیں، چنانچہ جو شخص آتا شراب ہی لے کر اس کے پاس آتا۔ ایک بار قاضی جی کا ادھر سے گزر ہوا وہ احترام کے طور پر اُٹھ بیٹھا آپ نے فرمایا سائیں جب شراب حرام ہے اس سے تائب ہو جایئے اب آپ کے آخری دن ہیں گیندے شاہ نے اسی وقت توبہ کر لی اور تمام شراب پھینک دی پھر جو کوئی شراب لاتا پھینک دیتا چنانچہ اس واقعہ سے تین دن بعد وہ انتقال کر گیا اور شیرانوالہ گیٹ کے پاس مدفون ہوا۔(بسوانح عمری ص۹۱)

مستانے برہنہ مجذوب کا اعزاز و اکرام (کرامت):۔ قاضی عبدالرحمٰن صاحب پٹیالوی کا بیان ہے کہ نابھ میں ایک مستانہ فقیر تھا جو بالکل ننگ دھڑنگ رہتا تھا اور مجذوب تھا کسی نے قاضی صاحب سے اس کا ذکر کیا آپ نے اُسے ملنے کا ارادہ کیا اور فرمایا کہ کل چلیں گے اور اس کے لیے کچھ کھانا بھی لے جائیں گے چنانچہ جب آپ گئے اور ابھی اسٹیشن سے اترے ہی تھے کہ اس نے کہنا شروع کیا کپڑے لاؤ کپڑے لاؤ ایک بزرگ آرہا ہے اور مجھے اس سے حیا آتی ہے چنانچہ قاضی جی کے پہنچنے سے پہلے ہی اس نے کپڑا اوڑھ لیا۔ جب آپ پہنچے تو نہایت تکریم سے پیش آیا اور دیر تک آپ سے سلوک اور علم کی باتیں کرتا رہا، کھانا بھی کھایا اور کہا کہ جو آج کھانے کا مزہ آیا ہے عمر بھر کبھی نہیں آیا پھر جب آپ تشریف لے گئے تو اس نے کپڑے اتار پھینکے اور اسی طرح دیوانہ ہو گیا۔(بسوانح عمری ص۹۲)

کشف کی بدولت تکلیف جان لینا (کرامت):۔ مولوی حسین احمد تاجر کتب پٹیالہ کا بیان ہے کہ مجھے درد کمر کی شدید شکایت رہتی تھی اور اسی وجہ سے میں نماز باجماعت ادا کرنے سے معذور تھا، کیونکہ اکثر اہلحدیث صبح کی نماز میں لمبی قرأت کرتے ہیں اور میں کھڑا نہیں ہو سکتا تھا ایک دن میں قاضی صاحب کی مسجد میں نماز صبح کے لیے چلا گیا، قاضی صاحب سورۂ آل عمران پڑھ رہے تھے دو رکوع پڑھے ہوں گے کہ مجھے درد شروع ہو گیا اور میں نے ارادہ کیا کہ اب نماز چھوڑ دوں معاً قاضی جی نے اللہ اکبر کہا اور رکوع میں چلے گئے پھر دوسری رکعت میں بھی مختصر قیام کیا اور سلام پھیر دیا لوگ حیران ہوئے کہ آج اتنی مختصر قرأت کیوں کی۔ کسی نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ بھئی حضور ﷺ کا حکم ہے کہ مقتدیوں کا لحاظ رکھا جائے۔ مولوی حسین احمد کہتے ہیں کہ تین چار یوم کے بعد پھر ایک دفعہ میں نماز میں شامل ہوا تو ایسا ہی اتفاق ہوا جب مجھے درد شروع ہوا اور میں جی میں یہ سوچنے لگا کہ نماز چھوڑ دوں یا نہ؟ تو قاضی جی نے قرأت ختم کر دی اور اختصار سے کام لیا۔ قریباً قریباً آٹھ مرتبہ میں نے آزمایا حالانکہ میں جماعت کے ساتھ بعد میں شریک ہوتا تھا اور قاضی جی کو میری آمد کا کوئی علم نہ ہوتا تھا اس سے میں نے یقین کر لیا کہ آپ صاحب کشف ہیں۔(بسوانح عمری ص۹۲)

اظہارِ توحید بذریعہ کرامت:۔ ایک بار آپ یوپی کے سفر سے واپس آرہے تھے کہ الہ آباد اسٹیشن پر کچھ وقت کے لیے ٹھہرنا پڑا آپ ویٹنگ روم میں تشریف لے گئے وہاں کوئی پیر صاحب بیٹھے تھے جو اپنے مریدوں سے سجدہ کروا رہے تھے قاضی صاحب نے متانت سے انہیں سمجھایا مگر وہ نہ سمجھے اور الٹے کہنے لگے کہ اچھا کچھ دیکھو یا دکھاؤ قاضی جی نے کہا تم ہی دکھاؤ کیا دکھانا چاہتے ہو، اس نے باہر سے بھی اپنے مرید بلائے اور سب کو کہا کہ مجھے اچھی طرح سجدہ کرو۔ قاضی جی نے کہا: بس یہی دکھانا تھا۔ اس نے کہا: ہاں! قاضی صاحب نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے بس ہاتھوں کا اٹھانا تھا کہ پیر صاحب زار و زار رونے لگے اور کہنے لگے کہ بس کیجئے میں توبہ کرتا ہوں آئندہ کبھی سجدہ نہ کراؤں گا۔ چنانچہ اسی وقت آپ نے اپنے مریدوں کو یہ ہدایت دے دی کہ خبردار آئندہ کبھی مجھے سجدہ نہ کرنا، سجدہ کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے اور وہی حاجت روا اور مشکل کشا ہے (راوی صوفی حبیب الرحمٰن) صاحب کا بیان ہے کہ افسوس مجھے ان پیر صاحب کا نام جو قاضی صاحب رحمہ اللہ نے بتایا تھا یاد نہیں رہا۔

قلبی پریشانی کا منکشف ہو جانا (کرامت):۔ پروفیسر محمد ظہور الدین احمد ایم، اے۔ ایل ایل بی۔ بی ای ایس۔ بمبئ جو قاضی

صاحب مرحوم کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں بیان کرتے ہیں کہ ایک بار مجھے بدھ ازم کے مطالعہ کا شوق ہوا۔ چنانچہ میں نے ان کی کتابوں کا خوب مطالعہ کیا جن سے میں اتنا متاثر ہوا کہ جی چاہا بدھ مذہب اختیار کرلوں، اسی اثناء میں قاضی صاحب کے پاس پہنچا تو آپ نے خود بخود ہی بدھ مذہب کی حقیقت بیان کرنی شروع کردی علمی اور عقلی رنگ میں اس کے اتنے عیوب بیان کیے کہ میرے دل میں اس سے نفرت پیدا ہوگئی اور وہ تمام شکوک وشبہات بھی رفع ہوگئے جو پیدا ہوگئے تھے۔(بسوانح عمری ص۹۴)

کشف الصدور سے شبہات کا ازالہ (کرامت):۔ پروفیسر عبدالرحمٰن صاحب بی اے علیگ جو قاضی صاحب رحمہ اللہ کے شاگرد رشید اور خاص عزیز رہے ہیں بیان فرماتے ہیں کہ بارہا ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا جب کسی مسئلہ کے متعلق ہمارے دل میں شک وشبہ پیدا ہوتا اور ہم اعتراض کرنا چاہتے تو آپ پہلے ہی سے اس کا جواب دے دیتے جس سے ہماری تسلی ہوجاتی چنانچہ اس ضمن میں پروفیسر صاحب نے کئی واقعات بھی بیان کیے ہیں (جو آپ کی سیرت میں درج ہوں گے۔(انشاءاللہ تعالیٰ)

اپنی موت کی پیشگی اطلاع (کرامت):۔ ۷ جنوری ۱۹۲۱ء کو جب آپ نے حج پر جانے کے لیے رخصت کی درخواست دی تو وہ ۱۵ اپریل تک منظور نہ ہوئی سب کا خیال یہی تھا کہ مہاراج آپ کو رخصت نہیں دیں گے کیونکہ امسال انہیں آپ کی خاص طور پر یہاں ضرورت ہے۔ مگر ۲۵ اپریل کو آپ نے اعلان کردیا کہ جس جس نے ساتھ چلنا ہو تیار ہوجائے۔ احباب نے پوچھا کیا درخواست منظور ہوگئی اور رخصت مل گئی آپ نے فرمایا اس کا تو ابھی کوئی پتہ نہیں مگر ہاں یہ پتہ ضرور چل گیا ہے کہ حج کو ضرور جاؤں گا۔ چنانچہ ۵۴ آدمی آپ کے ساتھ تیار ہوئے جب تیاری ہوچکی اور روانگی کا دن مقرر ہوگیا تو آپ کی رخصت بھی منظور ہوکر آگئی۔

آپ مسجد سکلی گراں میں ۳۰ سال تک وعظ کہتے رہے جب ۱۹۳۰ء میں حج کو روانہ ہونے لگے تو نماز جمعہ کے بعد فرمایا کہ میرا یہ آخری جمعہ ہے اگر اس اثنا میں کسی کو تکلیف پہنچی ہو تو کہہ دے میں اس سے معافی مانگ لوں۔ چنانچہ کئی لوگ تاڑ گئے کہ معلوم ہوتا ہے اب آپ واپس نہیں آئیں گے آپ کو کشف کے طور پر اپنی موت کا علم ہوچکا ہے (چنانچہ ایسا ہی ہوا، واپسی پر آپ جہاز ہی میں انتقال فرماگئے) اور کیوں نہ ہوتا جب آپ کی دلی دعا یہی ہوتی تھی ''اللهم ارزقنی شهادة فی سبیلك واجعل موتی فی بلد حبیبك''

حضور ﷺ کا فرمان سلیمان ہمارا مہمان:۔ جب آپ حج کو جارہے تھے تو فرمایا کہ عبدالعزیز کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا (یعنی اپنا پوتا) اس کا نام معزالدین حسن رکھنا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

جب آپ حج پر تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ پہنچے تو مسجد نبوی ﷺ کے پیش امام آپ کی بہت مدارات کرنے لگے ایک دن آپ جو اٹھے تو امام صاحب جوتیاں سیدھی کرنے لگے آپ رحمہ اللہ نے فرمایا یہ کیا؟ تو امام صاحب نے کہا کہ مجھے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''محمد سلیمان ہمارا مہمان ہے، اس کی مدارات میں فرق نہ کرنا۔

بارگاہ رسالت ﷺ سے کتاب ''رحمۃ للعالمین'' پڑھنے کی تلقین:۔ خلیفہ ہدایت اللہ صاحب منیجر (کتاب) رحمة للعالمین کا بیان ہے کہ میرے پاس برما، بنگال، بہاولپور وغیرہ سے کئی ایسے خطوط آئے ہیں جن میں یہ مرقوم ہے کہ ''رحمة للعالمین''، بھیج دیجئے کیونکہ ہمیں خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر مجھ سے محبت چاہتے ہو تو ''رحمة للعالمین'' جو قاضی محمد سلیمان (رحمہ اللہ) نے لکھی ہے پڑھا کرو۔

مرزا جی کے خلاف کتاب لکھنے کا القاء:۔ مرزا محمد حسین صاحب سکنہ راہوں کا بیان ہے کہ ۱۸۱۱ء میں قاضی صاحب رحمہ اللہ نے جب مرزا قادیانی کی تردید میں ''رسالہ غایت المرام'' شائع کیا تو کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے یہ رسالہ کیونکر لکھا۔ جواباً فرمایا کہ ایک روز نماز جمعہ کے بعد مجھے القا ہوا کہ مرزا جی کے متعلق ایک کتاب لکھوں چنانچہ اس کا مضمون بھی مجھے بتا دیا گیا اور یہ بھی کہا گیا کہ اس کا جواب کوئی نہیں دے سکے گا اس کے بعد آپ نے یہ بھی فرمایا کہ لو اب میں پھر تحدی سے کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی حج نہیں کرسکے گا اور یہی اس کی بطالت کی دلیل

ہے۔ چنانچہ ''غایت المرام'' میں بھی یہ اعلان ہوا اور اس کے بعد مرزا قادیانی کئی سال تک زندہ رہا مگر نہ اس رسالہ کا جواب لکھ سکا نہ حج کو جا سکا۔

عبدالکریم آپ کے ایک دوست تھے جو نزوانہ میں رہتے تھے۔ وہ بیمار ہو گئے اور بہت سخت بیمار ہوئے۔ آپ عیادت کے لیے تشریف لے گئے فرمایا کہ دواؤں پر روپیہ ضائع نہ کرو سب دوائیں چھوڑ دو اور صرف پلاؤ کھایا کرو۔ چنانچہ اس نے تمام حکیموں اور ڈاکٹروں کا علاج چھوڑ دیا انہوں نے کہا کہ پلاؤ تمہارے لیے مفید نہیں مگر اس نے کہا کچھ ہو قاضی صاحب کا ارشاد بلا وجہ نہیں چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں وہ روبصحت ہونے لگا اور پھر اچھا بھلا ہو گیا۔

راجپوتوں کے ہاں نکاح بیوگاں نہایت معیوب سمجھا جاتا تھا اور وہ اسے اپنی عزت اور آن کے خلاف سمجھتے تھے اور کسی صورت بھی اپنی بیوہ بیٹی یا بہو کے نکاح ثانی پر آمادہ نہ ہوتے تھے۔ آپ ایک باران کی بستی بڑبر ریاست نابھ میں تشریف لے گئے اور منشی محمد چراغ خان سررشتہ دار وغیرہ چند راجپوتوں کو جمع کر کے نکاح بیوگان کی تلقین کرنے لگے ابھی آپ نے چند ہی جملے ارشاد فرمائے تھے کہ سب نے اپنی رضامندی اور آمادگی کا اعلان کر دیا اور اسی دن ہی ان کے ہاں سے یہ رواج مٹ گیا۔ حالانکہ یہ پشتہا پشت سے برابر چلا آرہا تھا۔

سید عبدالرزاق صاحب کرمانی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ہولی کا دربار تھا میں قاضی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا آپ دربار میں جانے کے لیے تیار تھے (ریاست کے درباریوں میں تمام افسروں کی حاضری حکماً ہوتی تھی، اس لیے قاضی صاحب کا بھی جانا ضروری تھا) آپ سر سے پاؤں تک سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ میں حیران تھا کہ آج قاضی جی کپڑے کیونکر بچیں گے کیونکہ ہولی کے موقعہ پر دربار میں اہلکار اور امراء آپس میں خوب رنگ رلیاں کرتے ہیں اور راستہ میں بھی ہندو لوگ کوٹھوں پر سے راہ چلتوں پر رنگین پانی پھینکتے رہتے ہیں اور اس قدر بیہودگی کا مظاہرہ ہوتا ہے کہ کوئی شریف آدمی گھر سے باہر نہیں نکل سکتا تھا مگر جب قاضی صاحب دربار سے واپس آئے تو آپ کے کپڑوں پر رنگ کا چھینٹا تک نہ پڑا تھا میں نے سوال کیا کیا جناب آج دربار میں نہیں گئے؟ آپ نے فرمایا گیا تھا اور کیونکر نہ جاتا جب کہ وہاں حاضری دینی پڑتی ہے۔ میں نے پوچھا پھر کیا دربار میں ہولی نہیں کھیلی گئی؟ آپ نے فرمایا کھیلی گئی اور خوب کھیلی گئی میں نے کہا پھر آپ پر رنگ کا کوئی چھینٹا کیوں نہیں پڑا آپ نے فرمایا دیکھ لو اللہ کی قدرت ہے اس نے بچا لیا۔ ورنہ وہاں تو وہ اُودھم مچا ہوا تھا کہ بچنا محال تھا۔

یہ تھیں اہلحدیث اولیاء اللہ کی چند کرامات طوالت کے خوف سے انہیں پر اکتفا کرتا ہوں اور اصل مضمون کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

(بسوانح عمری ص ۸۸ تا ۹۸)

حضرت مولانا غزنوی رحمہ اللہ کے دیگر الہامات و کرامات

خواب میں شیخ عبدالقادر جیلانی کی زیارت: فرماتے ہیں ایک دفعہ میں نے شیخ سلیمان تونسہ والے کی زیارت کیلئے کہ اس زمانہ میں چشتیہ کی نسبت میں ان کی بڑی مشہوری تھی اور لوگ وہاں آتے جاتے تھے، پختہ ارادہ کیا، خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ مجھ پر خفا ہو گئے ہیں اور مجھ کو زمین سے اٹھا لیا ہے اور چاہتے کہ دے ماریں خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ نے سفارش کے طور پر عرض کیا کہ پھر یہ کسی جگہ نہیں جائے گا۔ اور ان کی تقریروں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اویسیت کی نسبت رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان دنوں میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی محبت افراط کی حد کو پہنچی ہوتی تھی۔ ان دنوں میں الہام ہوا کہ صلوا علیہ وسلموا تسلیما پھر درود پڑھنے کے ساتھ میری مجلس معطر ہو جاتی اور عاشقی کی نسبت غالب تھی۔ ایک بزرگ کے بیت آپ کے حال کے مطابق ہیں۔

آنچہ من درخواب دیدم ہیچ بیداری مزید ‌ ‌ ‌ آنچہ دردیوانگی دیدم ہیچ ہشیاری مزید

کاسہ سراز شراب بے خودی سرشار گشت! ‌ ‌ ‌ مستی جام محبت ہیچ خماری مزید!

(بسوانح عمری ص ۹۸)

مشکوک مال کی بدبو کا محسوس ہونا (کرامت): ۔ان دنوں ایک امیر نے کابل کے میوؤں میں سے کچھ میوہ بطور تحفہ بھیجا آپ کو دور سے

بدبوآنے لگی بظاہر چونکہ اس تحفہ کا رد کرنا ناممکن تھا اس کے جانے کے بعد اپنے گھر میں گڑھا کھود کر وہ میوہ دبا دیا اور ہر طرف سے ارادتمند ٹوٹے ٹوٹے آتے تھے اور بیعت اور تلقین کے سواذ کر کرنے لگے تا کہ قندھار سے ہرات تک آپ فضلاء اور علماء کی آمد و رفت کی جگہ بن گئے۔(بسوانح عمری ص۹۹)

چولہے اور صحن کا گریہ کرنا(کرامت):۔فرماتے تھے ایک دفعہ گرمی کے دنوں میں سردی کے مکان سے گرمی کے مکان میں جو انتقال کیا گیا۔تو چولہا اور گھر کے صحن کا گریہ اور نالہ کرنا سنا گیا اور فرماتے تھے کہ از بس نسبت نازک تھی اور باطن کی صفائی تھوڑی سی کدورت کے ساتھ لوگوں سے برداشت نہیں کر سکتے تھے۔چنانچہ ایک بار حالت غالب تھی اور لوگوں میں ملنا جلنا ناممکن تھا بکری کے بچہ کے گوشت کھانے کا اتفاق ہو گیا۔صفائی کم ہوگئی اور طبیعت اپنے حال پر آ گئی اور یہ آپ کی حکایت اس کے مشابہ ہے کہ حضرت خواجہ محمد صادق رحمہ اللہ جو امام ربانی رحمہ اللہ کے بڑے بیٹے تھے اور اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ مؤیدالدین خواجہ محمد باقی باللہ رحمہ اللہ کی خدمت بابرکت میں مشرف ہوئے تھے از بس جذبہ الٰہی کی وجہ سے مغلوب الحال ہو گئے۔ یہاں تک کہ قریب تھا کہ مجنون ہو جائیں خواجہ علیہ الرحمتہ نے تین بار ان کو بازار کا کھانا کھلایا۔ یہاں تک کہ طبیعت اپنی حالت پر آ گئی۔(بسوانح عمری ص۱۰۰)

مرشد کی آخری وصیت:۔اور فرماتے تھے آخری وصیت جو حبیب اللہ قندھاری علیہ الرحمۃ نے مجھ کو کی یہ تھی:

"واذا رأيت شحاً مطاعاً وهوىً متبعاً واعجاب كل ذی رأی برأيه فعليك بنفسك ودع امر العآمّة"

ترجمہ: یعنی جب تو دیکھے کہ بخل کے لوگ تابعدار ہیں اور خواہشوں کے پیرو اور ہر ایک شخص اپنی عقل پر فریفتہ ہے تو تو اپنی جان کو بچا اور لوگوں کے کام کو چھوڑ۔(بسوانح عمری ص۱۱۷)

خواب میں رب العالمین کی زیارت:۔اور فرماتے تھے کہ فجر کی نماز کے بعد میں نے رب العالمین کو خواب میں دیکھا کہ سورۃ فاتحہ کی تلاوت اور اس کے بہت ورد کرنے کے ساتھ ارشاد فرماتے ہیں اور اس سورۃ کی فضیلت میں جس قدر حدیثیں ہیں ان سب کو لکھ کر میرے سامنے رکھ دیا اور یہ واقعہ سوا کا ہے۔

الہامات کثیرہ:

سکندر پور کے باغ میں جو ہزارہ کے علاقہ میں ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فجر کی نماز کے بعد یہ القاء ہوا کہ ایمان کی لذت حاصل نہیں ہوتی جب تک ظالموں کی طرف مائل ہونے سے پرہیز نہ کیا جائے یعنی اس آیت کریمہ کا مضمون الہام ہوا۔

"ولاتركنوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار" ترجمہ: اور نہ جھکو طرف ان کی جو ظالم ہیں پھر لگے گی تم کو آگ۔

اور ظالم کی تعریف ان لفظوں سے معلوم کرائی۔"والظالمون هم الذين يخالفون عن امر ربهم ثم لايتوبون"

ترجمہ: یعنی ظالم وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ارشادوں کی مخالفت کرتے ہیں اور پھر توبہ نہیں کرتے۔

اور جن لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے ان کو اس مضمون کے ساتھ آگاہ کیا۔

"واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغدٰوة والعشی يريدون وجهه"

ترجمہ: اور ٹھہرا اپنے نفس کو ان کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح وشام چاہتے ہیں رضامندی اس کی۔اور فرماتے تھے کہ الہام ہوا:

"فاذا قرأنه فاتبع قرانه ثم ان علينا بيانه"

ترجمہ: پھر جب ہم پڑھنے لگیں تو ساتھ رہ اس کے پڑھنے کے پھر مقرر ہمارے ذمہ ہے اس کو کھول بتانا۔یعنی جو کچھ الہام ہوتا ہے اس کے لفظ یاد رکھ اور اس کا بیان کرنا اور تفسیر ہمارا ذمہ ہے اور فرماتے تھے کہ الہام ہوا:"واما من خاف مقام ربه"الاية"

ترجمہ: یعنی وہ شخص کہ ڈرا اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے۔

اور یہ بھی الہام ہوا کہ" ہمیشه بدل خود مطالعه کرده باش مبادا کدورتے ازماسوئے بنشیند"یعنی ہمیشہ اپنے دل میں

جھانکتے رہو ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کدورت بیٹھ جائے۔

اور شہر دہلی میں یہ الہام ہوا۔"ولا تمدن عینیك الی ما متعنا به ازواجاً منهم زهرة الحیوة الدنیا"

ترجمہ: یعنی اور مت پھیلا اپنی آنکھیں طرف اس کی کہ فائدہ دیا ہم نے ساتھ اس کے بھانت بھانت لوگوں کو زندگی دنیا کی تازگی سے۔

اور باغ سکندریہ میں یہ الہام ہوا "قل لازواجك واؤلادك واتباعك قوموا لله قنتين"

ترجمہ: یعنی کہہ دے اپنی بیبیوں اور اولاد اور تابعداروں کو کہ کھڑے ہو جاؤ اللہ کے لیے تابعدار ہو کر۔

اور اس کے آخر میں یہ الہام ہوا۔"انا جلیسك وانیسك فلاتحزن" ترجمہ: یعنی میں تیرا مددگار رہوں تو غم نہ کھا۔

اور یہ بھی الہام ہوا۔"ولاتنس ما اودعت فی قلبك فان رویا المؤمن جزء من ستة و اربعین جزء من النبوة"

ترجمہ: یعنی جو تدبر اور تفکر قرآن کا تیرے دل میں ہم نے ڈال دیا ہے اس کو مت بھول کیونکہ مومن کا خواب ایک حصہ ہے نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے۔

اور فرماتے تھے کہ دہلی میں یہ الہام ہوا:"ولاتطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا واتبع هواه وکان امره فرطا"

ترجمہ: اور فرمانبرداری نہ کر اس شخص کی جو غافل کیا ہم نے اس کے دل کو اپنی یاد سے اور پیچھے پڑا اپنی خواہش کے اور ہے کام اس کا حد سے بڑھا ہوا۔

یعنی غافلوں کی غفلت میں پیروی نہ کر اور یہ بھی القاء ہوا۔"کن فی الناس کا حد من الناس"

ترجمہ: یعنی ہو تو لوگوں میں جیسے دوسرے لوگ ہیں۔ اور القاء ہوا "اگر وقتے غفلت شد تدارک آں وقت دیگر لازم است"، یعنی اگر ایک وقت غفلت ہو جائے تو دوسرے وقت میں اس کا تدارک لازم ہے۔

اور فرماتے تھے حدیث میں آیا ہے:"واذارأیت شحا مطاعاً وهویٰ متبعاً واعجاب کل ذی رأی فعلیك بامرنفسك ودع امرا لعآمته" ترجمہ: یعنی جب تو دیکھے بخل کی تابعداری کی ہوئی اور خواہش کی پیروی کی ہوئی اور پسند کرنا ہر مرد کا اپنی رائے کو تو اپنی جان کو بچا اور لوگوں کو چھوڑ۔

پس اس حدیث میں اور آیت کریمہ:"وأمر بالمعروف و انه عن المنکر" ترجمہ: یعنی اور حکم کر ساتھ بھلائی کے اور منع کر بری بات سے۔

میں تطبیق اس طرح ممکن ہے کہ جب یقین ہو جائے کہ مخلوقات راہ پر نہیں آتی اور مجھ کو بھی راہ سے کھینچتے ہیں اور اندھیرے سے ہجوم کرتے ہیں تو اس وقت تنہائی اور گوشہ نشینی بہتر ہے اور اگر جانتا ہے کہ میرا فائدہ ان کو پہنچتا ہے مجھ کو ان کا ضرر نہیں پہنچتا تو اس وقت امر بالمعروف اور لوگوں میں ملا جلا رہنا بہتر ہے۔

اور فرماتے تھے کہ وہ شغل اور مقام اور مرتبہ کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرے۔ وہ استدراج ہے اور گمراہی۔

اور فرماتے تھے تین بار الہام ہوا۔"ولله علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلاً"

ترجمہ: اور واسطے اللہ کے ہے اوپر لوگوں کے حج کرنا بیت اللہ کا جو طاقت رکھے طرف اس کی راہ کی۔

اور فرماتے تھے الہام ہوا۔"ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ" ترجمہ: یعنی اور البتہ جلدی دے گا تجھ کو رب تیرا پھر تو خوش ہو جائے گا۔

اور فرماتے تھے، الہام ہوا:"الم نشرح لك صدرك" ترجمہ: یعنی کیا نہیں کھولا ہم نے سینہ تیرا۔ (بسوانح عمری ص ۱۱۷ تا ۱۲۱)

دہلی میں غدر اور مریدین کو نصیحت: ۔ اور دہلی میں جو غدر مچ گیا تھا اور ہر ایک نے وہاں سے نکلنا چاہا تو فرمانے لگے کہ ہم تو نہیں جاتے جو ہونا ہوگا ہو جائے گا شاید کہ یہ اللہ تعالیٰ کا امتحان ہو اور امتحان کے وقت یا تو آدمی عزیز ہو جاتا ہے یا ذلیل۔ ان دنوں میں آپ بیمار تھے اپنی جگہ پر بیٹھے فرماتے تھے کہ یہ فتنوں کے دن ہیں ہر ایک شخص کو توبہ کرنا اور خدا کی طرف رجوع کرنا لازم ہے اور ہر روز تجدید توبہ کا ارشاد

فرماتے۔اوران دنوں میں نجم الدین کبریٰ رحمہ اللہ کی آپ نے حکایت بیان فرمائی کہ فتنوں کے دنوں میں انہوں نے اپنے مریدوں کو رخصت کر دیا کہ اپنے اپنے وطنوں میں چلے جاؤ۔مریدوں نے عرض کیا ہم آپ کی سواری کے لیے گدھا لا دیں۔فرمایا ہم تو نہیں جاتے پس وہاں ہی شہادت کے ساتھ مشرف ہوئے اورعید فطر کے بعد فقیر جو گھر کی طرف رخصت ہوا تو لاہوری دروازہ کے باہر آ کر شاہدرہ تک تشریف لائے۔شہر سے نکلتے وقت ایک سقا پانی کی مشک بھر کر شہر کے اندر داخل ہوتا ہوا ہم کو ملا تھا میں نے عرض کی کہ اس قسم کا تفاول بھی مسنون ہے یا صرف بات سن کر فرمایا۔غالباً یہ بھی جائز ہوگا اور رخصت کے وقت میں نے وصیت طلب کی فرمایا:''اوصیکم بتقویٰ الله''

ترجمہ:یعنی تجھ کو وصیت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی۔ایک معتبر آدمی سے منقول ہے کہ عین ہنگامہ عذر میں جولوگ اپنا تفرقہ اور اسباب کے نقصان اورعیال کے خراب ہونے کی حکایت کرتے اور ہر آدمی اندیشہ کرتا اور کوئی تدبیر کرتا۔فرماتے مجھ کو تو ایک فکر ہے کہ ایسا نہ ہو کہ اپنے مالک کی یاد کے بغیر جان جان آفرین کے حوالہ کروں اور غفلت میں روح اڑ جائے۔سبحان اللہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کا معاملہ ہی اور ہے۔

علی الصباح که مردم بکار و بار روند بلاکشان محبت بکوئے یار روند (بسوانح عمری ص۱۲۱)

ولی کی قیمتی بات:۔ایک شخص کو میں نے لاہور میں ترغیب دے کر بھیجا اس شخص کو آپ نے اپنی صحبت کے ساتھ مشرف کرنے کا اشارہ کیا۔وہ حیلے بہانے بنانے لگا۔آپ نے فرمایا کہ'' عبدالله مرغے است ہرگاه خواهد پرید ہرکس دست خواهد مالید ''یعنی عبداللہ ایک پرند کی طرح ہے جب اڑ جائے گا تو ہر ایک شخص افسوس کے ملتا رہ جائے گا۔سبحان اللہ آپ کی اس بات کی تہہ تک پہنچنا ہر ایک شخص کو دشوار ہے۔بلکہ بعض نافہموں کو یہ بات آپ کی ناگوار معلوم ہوتی ہے۔لیکن حقیقت میں یہ ایسی بات ہے جو سونے کے پانی کے ساتھ لکھنی چاہیے۔

ہر دو عالم قیمتے خود گفته نرخ بالا کن که ارزانی ہنوز (بسوانح عمری ص۱۲۲)

سکندر پور کے باغ کا واقعہ:۔سکندر پور کے باغ میں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی عنایت کے ساتھ اس عاجز کے دل میں یہ القاء فرمایا ہے اور مقصود اعلیٰ کا راہ دکھایا ہے کہ ملت اسلام بلکہ سب پاک دینوں میں صبر جیسا اور کوئی کام نہیں ہے آیت کریمہ ان الله مع الصبرین میں اپنی معیت کو صبر کرنے والوں کے ساتھ مختص فرمایا اور صلوٰۃ اور رحمت اور ہدایت یابی کو صبر کے ساتھ باندھ دیا۔انبیاء اور رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عصمت کا پرتو جو وہ پہلے پچھلے گناہوں کا معاف ہو جاتا ہے صبر کرنے والوں پر ڈالا۔پس اس سعادت کے حاصل ہونے کے لیے اس حدیث کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

''کن فی الدنیا کانك غریب او عابر سبیل وعد نفسك من اصحاب القبور''

ترجمہ:یعنی رہ تو دنیا میں مسافر کی طرح یا جیسے راہ گزر اور شمار کر اپنے نفس کو قبر والوں میں سے۔

کیونکہ یہ حدیث طول امل کی جڑ کاٹنے کے لیے کافی علاج ہے اور ایک دوسری حدیث کو اس کے ساتھ ملا لینا چاہیے۔

''مالی وللدنیا وما انا والدنیا الا کراکب استظل تحت شجرة ثم راح وترکها''

ترجمہ:یعنی مجھ کو دنیا سے کیا علاقہ؟ میری اور دنیا کی تو ایسی مثال ہے جیسے سوار کہ اس نے آرام کیا ایک درخت کے نیچے پھر چل دیا اور اس درخت کو چھوڑ دیا۔

پس رہنے کا اسباب مسافر کو بنانا نہیں چاہتے اور کوچ کرنے کے اسباب کی تیاری میں مشغول رہنا چاہیے اوران دونوں آیتوں کے مضمون کو زیر نظر رکھنا چاہیے۔''انما مثل الحیوۃ الدنیا کمآء انزلناہ من السمآءِ فاختلط به نبات الارض مما یاکل الناس والا نعام حتی اذا اخذت الارض زخرفها وازینت وظن اهلها ''الخ ترجمہ:یعنی دنیا کے جینے کی وہی کہاوت ہے جیسے ہم نے پانی اتارا آسمان سے پھر مل گئی ساتھ اس کے روئیدگی زمین کی جو کھائیں آدمی اور جانور یہاں تک کہ جب پکڑی زمین نے چمک اور آراستہ ہوئی اور گمان کیا زمین والوں نے آخر آیت تک۔اور یہ آیت

''اعلموا انما الحیوۃ الدنیا لعب ولهو وزینة وتفاخر بینکم وتکاثر فی الاموال والا ولاد''

ترجمہ: یعنی جان رکھو دنیا کا جینا یہی ہے کھیل اور تماشا اور بناؤ اور بڑائیاں کرنی آپس میں اور بہتات ڈھونڈنی مال کی اور اولاد کی۔
جب ماسوائے اللہ سے اعراض نظر آنے لگے تو اس کے شکر میں مشغول ہوئے۔
"واشکروا لِلّٰہ ان کنتم ایاہ تعبدون" ترجمہ: یعنی اور شکر کرو اللہ تعالیٰ کا اگر ہو تم اسی کی بندگی کرتے۔
پس شکر اور صبر کے جمع کرنے میں تمام دین حاصل ہو جاتا ہے۔
"فالھمھا فجورھا وتقوھا قد افلح من زکھا وقد خاب من دسھا" ترجمہ: یعنی پھر سمجھ دی اس کو برائی اس کی اور پرہیزگاری اس کی۔ مراد کو پہنچا جس نے اس کو سنوارا اور نامراد ہوا جس نے اس کو خاک میں ڈالا۔
فجور اور تقویٰ کے الہام کے بعد نفس کی خلاصی اس کے پاک کرنے میں صبر اور شکر کے ساتھ جیسا کہ ناشکری کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔"کذبت ثمود بطغوھا" ترجمہ: یعنی جھٹلایا ثمود نے صالح علیہ السلام کو بسبب سرکشی اپنی کے۔
اس سعادت عظمٰی کے حاصل ہونے کے بعد یہ خوف ہوتا ہے کہ سالک فخر میں نہ آجائے اس کا علاج یہ ہے:
"لا الہ الا ھو فا تخذہ و کیلا" ترجمہ: یعنی نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا پھر بنا اسی کو کارساز۔
کے مضمون میں غور کرلے اور ہر چند ماسوائے اللہ سے اعراض اور اللہ کے ذکر پر قدرت ہو جائے پر یہ حالت اعتبار کے لائق نہیں ہے جب تک ظلم نہ چھوڑے آیت کریمہ۔"ان اللہ لایھدی القوم الظالمین" یعنی اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو۔
اور آیت کریمہ "و لایزید الظالمین الاخسارا"، "یعنی اور نہیں زیادہ کرتا ظالموں کو مگر ٹوٹا" میں یہ صاف مذکور ہے اور ظلم سب مامور چیزوں کے چھوڑنے اور منہیات کے استعمال کرنے کو شامل ہے اور ظلم کے چھوڑنے کے بعد بھی اگر ایمان کی لذت میں کوئی قصور دیکھے تو اس کا سبب اس آیت سے سمجھے۔"و لاترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار"
یعنی اور مت جھکو طرف ظالموں کے پھر لگے گی تم کو آگ۔
جب تک ظالموں کی طرف مائل ہونے کو نہ چھوڑے تا ہنوز اس راہ میں قدم نہیں ٹکایا اور ان سب بیماریوں کا علاج اس آیت میں فرمایا۔
"ورتل القرآن ترتیلا" یعنی اور کھول کھول کر پڑھ قرآن کو صاف۔(بسوانح عمری ص۱۲۲تا۱۲۶)
غرور کا الہامی علاج:۔ اور غرور کے علاج میں یہ الہام ہوا:"فلاتزکوا انفسکم ھواعلم بمن اتقیٰ" سومت بولو اپنی ستھرائیاں وہ خوب جانے جو بچ چلا۔
اور دو چیزوں کے بارے میں بہت کوشش فرماتے،حضور نماز کے باب میں اور کلام اللہ کے تدبر کے باب ہیں اور فرماتے تھے کہ الحمدللہ میرا بال بال قرآن مجید کی محبت سے بھرا ہوا ہے اور کبھی کبھی لوگوں کی سستی میں نظر فرما کر فرماتے سبحان اللہ لوگ اشعار غریبہ کو یاد کرتے ہیں اور علوم فلاسفہ میں باریک بینیاں کرتے ہیں اور اللہ کی کلام کو پیٹھ کے پیچھے ڈال رکھا ہے۔

پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

اور میں اور میرا دینی بھائی حیات گل جو کبھی کبھی حال کے مطابق فارسی شعر پڑھتے تو آپ فرماتے کہ اس کے بعد جو حال کے مطابق بات کرو قرآن مجید سے کرو اور تعجب کے وقت بلند آواز سے اللہ اکبر کہنے میں بہت کوشش فرماتے اور فرماتے تھے کہ یہ سنت صحابہ علیہم الرضوان میں جاری تھی اور مدت سے مرگئی ہے پہلے پہل جب ملاقات ہوئی تو کبھی کبھی اکیلے جنگل میں عاشقانہ بیت سن کر لذت اٹھاتے۔دوسری بار جو پھر ملاقات کا اتفاق ہوا تو سننے کے لیے قرآن مجید معین تھا اور بیت سننے موقوف فرمادیئے تھے اور فرماتے تھے میں نے عہد کرلیا ہے کہ اپنے مالک کے کلام کے سوا کسی کے کلام کے ساتھ اپنے دل کو آرام نہ دوں گا۔
دہلی میں مولوی فخر الدین علیہ الرحمۃ کے خاندان کے قوالوں میں سے ایک شخص نے آپ کی اجازت کے سوا خوش آواز کے ساتھ ایک

غزل پڑھی بے ذوق ہو کر چپ ہو رہے اس کے جانے کے بعد فرمایا اس کی غزل نے کچھ لذت نہ دی اور ایسی غزلوں کا سننا قرآن مجید کی لذت کو کھینچ لیتا ہے۔(بسوانح عمری ص ۱۲۷)

آخر وقت میں ذکر نفی اثبات کی تلقین: ۔آپ سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایسے عاشق تھے کہ آپ کی وفات میں بھی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق کی داستان مضمر ہے ہماری مسجد میں ایک حافظ صاحب رہتے تھے مؤذن بھی تھے اور لڑکوں کو قرآن شریف بھی پڑھایا کرتے تھے مولوی صاحب کی عمر کے ۶۳ سال سے ایک دن کم تھا خلاف معمول حافظ صاحب کے حجرے میں تشریف لے گئے فرمانے لگے حافظ صاحب جب سے میں نے ہوش سنبھالی ہے مجھ سے کوئی عمل ایسا نہیں ہوا جو خلاف سنت ہوا اور کوئی عمل ایسا نہیں چھوٹا جو مسنون ہو اب آخری سنت باقی رہ گئی ہے اگر اللہ تعالیٰ وہ بھی نصیب کرے تو زہے قسمت یعنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر پورے ۶۳ سال ہوئی ہے اور میری عمر بھی کل ۶۳ سال کی ہو جائے گی دیکھیے اللہ تعالیٰ کو کیا منظور ہے اتفاق سے دوسرے روز ساہی وال سے دو مہمان تشریف لے آئے قبل از وقت ظہر آپ نے مجھے فرمایا کہ قطب الدین درویش کو ساتھ لے کر گھر سے دانے اٹھوا لاؤ اور خراس پر لا رکھو تا کہ آٹا پیس جائے۔ظہر کی اذان ہوئی آپ نے خود جماعت کرائی بعد نماز آپ ہر دو مہمانوں کو ہمراہ لے کر حجرہ میں تشریف لے گئے بالکل تندرست تھے کسی قسم کی بیماری کی شکایت نہ تھی مہمانوں کو تلقین کرنی شروع کی اول مولوی فضل الدین صاحب کو ذکر کلمہ کرایا ایک بار کلمہ کی ضرب دی دوسری بار دے رہے تھے کہ روح مبارک پرواز کر گئی۔(بسوانح عمری ص ۱۴۳)

نام رسالہ:۔تنویر الھدیٰ جلد ۲ شمارہ ۶،۵۔اشاعت خاص:۔مئی جون 2009ء
فضیلۃ الشیخ محمد یحییٰ گوندلوی رحمہ اللہ نمبر

اہلحدیث اکابر فراموش نہیں.....!!: ۔ اکابر کی خدمات کا تذکرہ کرنا اور ان کو خراج تحسین پیش کرنا اور اسلاف کی نہج کو اپنانا، ان جیسا ذوق وشوق اور جذبہ اپنے اندر پیدا کرنا زندہ قوموں کی علامت ووطیرہ ہے۔نوجوان نسل اور آئندہ نسلوں کے لئے ایک راہ عمل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے کلام مقدس میں اس راہ عمل کے لئے انبیاء واولیاء اور اپنے نیک بندوں کا کئی مقامات پر تذکرہ فرمایا:

''واذ کر فی الکتاب ابراھیم انہ کان صدیقا نبیاً''۔''واذکر فی الکتب مریم اذاانتبذت من اھلھا مکانا شرقیا''۔ ''واذکر فی الکتاب موسیٰ انہ کان مخلصاً وکان رسولا نبیاً''

دوسرے نمبر پر کسی کے فوت ہو جانے کے بعد اس کی اچھی عادات اور خصلتوں کا باہم تذکرہ کرنا، اس کے لئے باعث رحمت ونجات اور تحدیث نعمت ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے دور میں ایک جنازہ اٹھا لوگوں نے اس کی اچھائیاں بیان کرنا شروع کر دیں، نبی ﷺ نے فرمایا: (وجبت) پھر ایک جنازہ اٹھا تو لوگوں نے اس کی برائیاں بیان کرنا شروع کر دیں تو نبی ﷺ نے فرمایا:(وجبت) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ!(وجبت) کا کیا مطلب ہے؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا جس کا جنازہ اٹھنے کے بعد تم نے اس کی خوبیاں بیان کیں اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جنت واجب کر دی ہے۔(تنویر الھدیٰ ص ۹)

''اولیاء'' سرور، نور اور ہدایت کا ذریعہ: ۔ موت کے قانون سے نہ کوئی نبی مستثنیٰ ہے، نہ ولی، نہ عالم، نہ جاہل، نہ نیک، نہ بد، نہ مؤمن، نہ کافر، نہ شاہ نہ گدا، اپنے اپنے وقت پر سبھی گئے اور سبھی کو جانا ہے۔لیکن جانے والوں میں کچھ ایسے خوش بخت بھی ہوتے ہیں کہ زندگی ان کے نقش پا سے راستے ڈھونڈتی ہے، قومیں ان کے نور سے روشنی پاتی ہیں۔انسانیت ان سے غازہ حسن مستعار لیتی ہے، شرافت ان پر ناز کرتی ہے، محبوبیت انہیں دیکھ دیکھ کر اپنے کاکل وگیسو سنوارتی ہے۔ایوان علم ان کے بہار آفریں وجود سے گل ولالہ بن جاتا ہے، مجروح قلب ان کے نفوس سے مرہم شفا پاتے ہیں، بے کس ودرماندہ افراد ان کے سایہ عاطفت میں پناہ لیتے ہیں، وہ شمع کی مانند خود پگھلتے ہیں مگر مخلوق خدا پر

صِیَانَۃُ الحَدِیث

مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری

ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ (پاکستان)

سلسلہ ندوۃ المحدثین

(۲۴)

نام کتاب	صیانۃ الحدیث
نام مصنف	مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری
طبع اوّل — حصہ اوّل	۱۹۶۶ء
طبع اوّل — حصہ دوم	۱۹۷۶ء
طبع دوم — ندوۃ المحدثین	۱۹۸۴ء
صفحات	۴۰۰
تعداد	۱۰۰۰

طفیل آرٹ پرنٹرز لاہور

تقسیم بلاقیمت

باھتمام

ضیاء اللہ کھوکھر، ۱۳۱- اسلام آباد گوجرانوالہ

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ

سِرَاجًا مُّنِیْرًا

مؤلفہ

علامہ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

شائع کردہ: عبدالقیوم میر برادر زادہ مؤلف مرحوم

حسب فرمائش جمعیۃ اہل حدیث سیالکوٹ شہر

تعداد جلد: ایک ہزار — شعبان ۱۳۸۴ھ طبع ثانی دسمبر ۱۹۶۴ء — ہدیہ: ایک روپیہ ۲۵ پیسے

نام کتاب: ۔ سراجاً منیرا

مصنف	محمد ابراہیم میر فاضل
اشاعت	
تعداد	
قیمت	
مطبع	سیالکوٹی رحمہ اللہ

جمعیت اہلحدیث سیالکوٹ

ضوفشانی کرتے ہیں، خود جلتے ہیں مگر دوسروں کو جلا بخشتے ہیں، خود بے چین و بے قرار رہ کر دوسروں کو راحت وسکون عطا کرتے ہیں، ان کے آئینہ رخ زیبا میں یادخدا کی تصویر جھلکتی نظر آتی ہے۔ (اذا راوا ذکر الله)

ان کی دید، دل کو سرور اور آنکھوں کو نور عطا کرتی ہے۔ ان کی محفل سکینت کا نمونہ پیش کرتی ہے۔ بات کریں تو موتی رولتے ہیں، مسکرائیں تو پھول برساتے ہیں، ناز کریں تو آسمان سے صدائے لبیک آتی ہے، گڑگڑائیں تو عرش الٰہی کانپ جاتا ہے، دنیا سے بھی جاتے ہیں تو اس شان سے جاتے ہیں کہ چہار سو افسردگی چھا جاتی ہے۔ آسمان و زمین روتے ہیں، انسانیت کا پرچم سرنگوں ہو جاتا ہے، زمانہ تاریخ کی کروٹ بدل دیتا اور قصر ملت پر زلزلہ آ جاتا ہے۔ ہماری جماعت کی عظیم علمی، تحقیقی، سماجی اور دینی شخصیت کے حامل شیخ الحدیث مولانا محمد یحییٰ گوندلوی چلے گئے۔ (تنویر الھدی ص۴۳)

قلبی تعلق مرکز تجلیات الٰہی:۔ اور وہ کام سے پہلے اللہ تعالیٰ سے دعائیں، التجائیں اور استخارہ کرتے اور نالہ ہائے نیم شبی میں اتنی سسکیاں بھرتے کہ مالک رؤف رحیم کو ان پر ترس آ جاتا وہ جب بھی میدان جہاں میں اترتے تو اسی کی رضا کے لئے اور اسی کے بھروسے پر، پھر ان کا قلبی تعلق مرکز تجلیات الٰہی، کعبہ مشرفہ اور معدن انوار نبوت سے ہمیشہ پیوستہ رہتا، اس کے ساتھ تمام ارباب قلوب سے جو ان کے علم میں تھے۔ ہمیشہ ربط و تعلق رہتا اور اسے بھی دعاؤں اور التجاؤں کو مسلسل استدعائیں ہوتی رہتیں:

ذکر ان کا چھیڑ کر دیکھے کوئی اے شاہد بے خودی کیا چیز ہے وارفتگی ہوتی ہے کیا

(تنویر الھدی ص۴۵)

وضاحت: ہمارے مشائخ اور بزرگوں کو اللہ نے جامعیت کاملہ سے نوازا تھا، چنانچہ وہ علم و عمل، تقویٰ وطہارت، تصنیف و تالیف، تعلیم و تدریس، اصلاح و تربیت وغیرہ۔ ہر میدان میں امام نظر آتے ہیں۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اکیلے ان سے وہ کام لیا جو ایک مستقل جماعت بھی بمشکل سرانجام دے سکتی ہے۔ (تنویر الھدی ص۴۶)

مولانا یحییٰ، عابد، زاہد، پابند نوافل بزرگ:۔ آپ انتہائی عابد و زاہد، تہجد گزار اور شب زندہ دار بزرگ تھے صوم وصلوٰۃ کے اس قدر پابند تھے کہ فرائض کے علاوہ نوافل کی ادائیگی میں بھی کبھی سستی نہ کرتے تھے۔ (تنویر الھدی ص۱۱۲)

وضاحت: مسلک اہلحدیث جو کہ صاف قرآن وحدیث کا نام ہے اس لئے اصل میں وہ خادم اہلحدیث نہیں بلکہ خادم قرآن وحدیث تھے۔ (تنویر الھدی ص۱۶۴)

نام کتاب:۔ صیانۃ الحدیث...... مصنف:۔ مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری
ناشر:۔ ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ (پاکستان)

صوفیاء کا عدل وانصاف:۔ دیانت کا ایک عجیب واقعہ حضرت عبداللہ رحمہ اللہ کے والد مبارک کے پاس مرو میں ایک باغ تھا۔ آپ کے والد نے اس باغ میں لڑکیوں کو حصہ نہیں دیا۔ بلکہ صرف حضرت عبداللہ رحمہ اللہ کے لیے اس کو مخصوص کر دیا جب حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ علیہ بڑے ہوئے اور پڑھنے لکھنے لگے تو ان کو باپ کا یہ عطیہ خلاف شریعت نظر آیا تو بہنوں کے پاس گئے اور فرمایا اس باغ میں آپ لوگوں کا بھی حصہ ہے۔ والد مرحوم کے لیے جائز نہ تھا کہ وہ مجھے تنہا دے جائیں۔ اس لیے ان کے سر سے بوجھ اتارنے کے لیے میں اس باغ کو میراث ٹھہراتا ہوں اور اس میں آپ سب لوگ اپنا حصہ لے لیں، بہنوں نے کہا ”انت فی حل وابونا فی حل وھولك كما كان“ یعنی ہم اس باغ کو آپ کے لیے جائز ٹھہراتی ہیں اور باپ کو بھی معاف کرتی ہیں اب وہ صرف آپ ہی کا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مبارک نے

اسے تسلیم نہیں کیا اور سب کو باغ میں شرع شریف کے مطابق حصہ دے دیا۔ جب حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ کے ایک صاحبزادہ کا تولد ہوا تو بہنوں نے اپنا اپنا حصہ برادرزادہ کو بطور عطیہ دے دیا۔ (صیانۃ الحدیث ص۳۱۴ بحوالہ مقدمۃ الجرح والتعدیل ص ۲۶۸)

صوفیاء کرام کی حدیثی وفقہی خدمات

وضاحت: حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ صوفیاء اور محدثین میں یکجا مقبولیت کے حامل ہیں۔ آپ کا مشہور مقولہ ہے جو تمہارے ساتھ برا کرے اسکا بدلہ بھلائی سے دو اسی کا نام احسان ہے۔ آپ کی شان صداقت وامانت میں اسلاف کی تحقیق پیش خدمت ہے (از مرتب اثری)

صوفی باکمال کی شان فقاہت وامامت:۔ (۱) (حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ پر تبصرہ) علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے آپ کا ذکر جمیل ''**الامام شیخ الاسلام سید الحفاظ ابو عبدالله الثوری الکوفی الفقیه**'' کے شاندار لفظوں سے کیا ہے۔ اس سے ضبط وحفظ اور فقاہت وامامت میں ان کا انتہائی ممتاز مقام معلوم ہوا۔ آپ کے تلامذہ میں امام ابن عیینۃ رحمہ اللہ، امام شعبہ رحمہ اللہ، یحییٰ قطان رحمہ اللہ، ابونعیم رحمہ اللہ، ابواسحاق فزاری رحمہ اللہ، عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ، امام وکیع رحمہ اللہ اور عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ جیسے مشاہیر ائمہ داخل ہیں۔

(صیانۃ الحدیث ص ۳۲۸ بحوالہ تذکرہ اول ص ۱۹۰ وتہذیب الاسماء، ج۱ ص ۲۲۳ وکتاب الضعفاء للنسائی ص ۳۷)

کمال حافظہ:۔ (۲) سفیان ثوری رحمہ اللہ بڑے قوی الحافظہ امام ہیں۔ اپنے حافظہ کے متعلق انہوں نے خود فرمایا ہے کہ میں نے اپنے دل میں معلومات کی جو امانت رکھی کبھی اس میں میرے سینہ نے خیانت نہیں کی۔ (تہذیب الاسماء ج۱ ص۲۲۲)

(۳) یحییٰ قطان رحمہ اللہ، سفیان بن عیینۃ رحمہ اللہ، عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ اور امام اوزاعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہم نے عراق میں ان سے بڑھ کر حافظ الحدیث نہیں دیکھا۔ (تذکرہ اول ص ۱۳۱، وتہذیب الاسماء ج۱ ص۲۲۲ وکتاب الجرح والتعدیل ج۲ ص۲۲۳)

(۴) خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ثوری رحمہ اللہ حفظ واتقان، ضبط احادیث معرفت طرق اور وسعت نظر میں شہرۂ آفاق امام ہیں۔ (تاریخ بغداد ج۹ ص۱۵۲)

(۵) امام بخاری رحمہ اللہ نے امام شعبہ رحمہ اللہ اور سفیان ثوری رحمہ اللہ کے متعلق فرمایا کہ یہ دونوں حفظ واتقان کے پہاڑ ہیں۔ (مقدمہ، بن الصلاح ص۱۳)

(۶) ذہبی رحمہ اللہ ناقل ہیں کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ کا حافظہ امام شعبہ رحمہ اللہ سے بڑھ کر تھا۔ شعبہ رحمہ اللہ کو صرف دس ہزار حدیثیں یاد تھیں اور سفیان ثوری رحمہ اللہ کو تیس ہزار حدیثیں حفظ تھیں۔ (تذکرہ ج۱ ص۱۹۲)

(۷) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور امام ابوزرعہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ثوری رحمہ اللہ حدیث کی سند، اسماء الرجال اور سنن دونوں کے حافظ تھے۔ (کتاب الجرح والتعدیل قسم اول ج۲ ص۲۲۴)

(۸) امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ مختلف علم وفنون کے جامع تھے۔ ایک طرف درس حدیث میں اسانید ورجال پر بحث کرتے دوسری طرف فقہ کے غوامض میں مشغول ہو کر فقیہ نظر آتے۔ (تاریخ صغیر ص۱۸۶)

(۹) عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب کسی مشکل مسئلہ کے حل کیلئے میں امام ثوری رحمہ اللہ کے پاس گیا تو آپ کو ایک سمندر پایا۔ (مقدمۃ ص ۵۷ وتذکرہ اول ص۱۹۱)

(۱۰) خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ امام نخعی رحمہ اللہ وغیرہ کے زمانہ میں اگر سفیان ثوری رحمہ اللہ ہوتے تو وہ لوگ علمی جامعیت کی وجہ سے ان کی خدمت میں حاضری دینے پر مجبور ہوتے اور ان سے اکتساب علم وفن فرماتے۔ (تاریخ خطیب ج۹ ص۱۶۷)

امامت وثقاہت:۔ (۱۱) یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں۔

(مرأۃ الجنان ج۱ ص۳۴۶ وتہذیب الاسماء ج۱ ص۲۲۲)

(۱۲) خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے کہا کہ ثوری رحمہ اللہ علم حدیث میں امامت کے درجہ پر فائز تھے۔ (مقدمة الجرح ص ۵۶)

(۱۳) امام بخاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ امام شعبہ رحمہ اللہ وغیرہ سفیان ثوری رحمہ اللہ کو امیر المؤمنین کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ (تاریخ صغیر ص ۲۱۶)

(۱۴) امام وکیع رحمہ اللہ بھی امام ثوری رحمہ اللہ کو امیر المؤمنین فی الحدیث کہتے تھے۔ (فتح المغیث بحوالہ صیانۃ الحدیث ص ۳۳۲)

(۱۵) **جلالت شان:** جلالت شان حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کو آپ کے معاصرین امام ابواسامہ رحمہ اللہ، محدث ابن ابی ذئب رحمہ اللہ اور امام وکیع رحمہ اللہ وغیرہ علم حدیث کا سمندر کہتے تھے اور سب کو اعتراف تھا کہ عراق میں ثوری رحمہ اللہ کا کوئی مماثل پیدا نہیں ہوا۔
(مقدمہ ص ۵۷ و تذکرہ اول ص ۱۹۱)

(۱۶) عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے گیارہ سو شیوخ سے علم حدیث کو حاصل کیا۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ کا ہم پلہ کوئی نہ تھا۔ (تہذیب الاسماء ج اص ۲۲۲)

(۱۷) ایک بار کسی نے ابن عیینۃ رحمہ اللہ سے کوئی مسئلہ پوچھا آپ نے جواب دیا تو سائل نے کہا کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ کا جواب آپ کے خلاف ہے انہوں نے فرمایا: تو پھر بات سفیان رحمہ اللہ ہی کی پکی ہے۔ کیونکہ ان کے علم و تحقیق کا کوئی مماثل نہیں پیدا ہوا۔
(مقدمۃ الجرح والتعدیل ص ۵۸ بحوالہ صیانۃ الحدیث ص ۳۳۴)

نام کتاب:۔ سراجاً منیراً...... مصنف:۔ محمد ابراہیم میر فاضل سیالکوٹی رحمہ اللہ
ناشر:۔ جمعیت اہلحدیث سیالکوٹ

تعارف کتاب:۔ کتاب سراجاً منیرا جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کے مضامین مسلسل مولانا ثناء اللہ مرحوم امرتسری کی حیات طیبہ میں ''اخبار اہلحدیث'' امرتسر میں شائع ہوتے رہے۔ قارئین کرام نے اپنے حسن مذاق سے اسے بے حد پسند فرمایا پھر ان کے اشتیاق مزید کی وجہ سے اسے کتابی صورت میں طبع کرایا گیا۔ کاغذ کے بہ وقت میسر آنے کے سبب کُل پانچ سو نسخے طبع کرائے گئے جو تھوڑے عرصے میں ہاتھوں ہاتھ نکل گئے اور بہت جلد طبع ثانی کی ضرورت محسوس ہوئی شائقین کے شوق بھرے خطوط کثرت سے آتے رہے لیکن میں اسے بوجوہات قبل ازیں نہ چھپوا سکا۔ اب خدا کے فضل سے اس پر نظر ثانی کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

مَنْ لَّمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرِ:۔ اس کتاب میں عنوان ''حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پسینہ میں خوشبو کے ضمن میں لکھا گیا ہے کہ ''اہل صلاحیت کے دم قدم کی برکت سے بیماریوں اور آفتوں کا دور ہونا۔ اور بارشوں کا بوقت ضرورت برسنا اور رزق اور مال میں افزائش احادیث صحیحہ مرفوعہ اور آثار صحابہ و تابعین اور دیگر بزرگان دین کے واقعات سے ثابت ہے اور یہ متواترات کی جنس سے ہے۔ اس سے انکار کی گنجائش نہیں۔ اسی کتاب میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ کا قول مذکور ہے۔ مَنْ لَّمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرِ۔ یعنی جس نے چکھا ہی نہیں وہ نہیں جانتا۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمئہ آفتاب راچہ گناہ

(طالب شفاعت محمد ابراہیم میر سیالکوٹی ۵۰/۳/۷)

سراجاً منیراً فیض و برکت رسول ﷺ:۔ میرے مخلص مقتدی ماسٹر محمد حسین صاحب سکول ماسٹر نے اگلے روز بعد نماز تراویح کے خواہش ظاہر کی کہ کوئی مختصر سا رسالہ لکھ دیا جائے جو ہم کم فرصت دنیاداروں کیلئے تزکیہ قلب میں کام آسکے۔ اور اس میں اذکار و اوراد، اس طرز پر لکھے جائیں کہ حضور چشمہ نور سے قلبی تعلق وانس پیدا ہو جائے، اس وقت تو میں نے مسکرا کر کر ٹال دیا کہ اپنے آپ سے فرصت نہیں تو دوسروں کی صفائی کے لئے کیا کر سکتا ہوں؟ لیکن آج نماز ظہر میں دفعتہً خیال آ گیا کہ عرصہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض قدسی کے متعلق ایک رسالہ لکھنا شروع کیا تھا اگر اس پر نظر ثانی کر کے اور آج ۲۹ رمضان شریف کو اس کا آغاز کر کے پورا کر دیا جائے تا کہ اس میں

رمضان شریف کی برکت کا اثر ہو سکے تو بہتر ہے حسب عادت تازہ وضو کر کے اور دوگانہ توبہ واسطے استغفار و استعانت کے ادا کر کے اس رسالہ کو شروع کر دیا ہے اور نام اس کا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض و برکت کی مناسبت سے سراجاً منیرًا رکھا ہے۔(سراجاً منیراً ص ۶)

مرشد اور والدین وسیلہ:۔ جسمانی جنم کیلئے ماں باپ کو وسیلہ بنایا ہے لیکن بہت سے مرد و عورت ہیں کہ ان کے ہاں اولاد نہیں ہوتی اور حضرت مریم علیہا السلام کو فرزند دینا چاہا تو بغیر خاوند کے دیدیا اسی طرح روحانی جنم کے لئے مرشد ذریعہ ہوتا ہے لیکن بہت سے بدقسمت ہیں کہ باوجود مدتوں مرشد کامل کی صحبت میں رہنے کے بے نصیب رہتے ہیں۔اس معنی میں کہا گیا ہے ۔

تہی دستان قسمت راچه سود از رہبر کامل! | که خضر از آب حیواں تشنه می آرد سکندر را

یعنی بدقسمتوں کو مرشد کامل سے بھی فائدہ نہیں پہنچتا جیسے کہ سکندر بادشاہ حضرت خضر علیہ السلام جیسے مرشد کامل کی رہنمائی کے باوجود بھی آب حیات سے پیاسا واپس آیا۔چونکہ اپنی خوش قسمتی یا بدقسمتی کسی کو بھی معلوم نہیں اس لئے ہم کو عالم اسباب میں رہتے ہوئے اللہ عزوجل کے فضل وکرم پر نظر رکھ کر ان اسباب کے ذریعے اپنی قسمت آزمائی کرنی چاہیے جو اس نے ہمارے اختیار میں کئے ہیں۔(سراجاً منیراً ص ۱۴)

مرشد پر اعتماد و عقیدت:۔ جس طرح جسمانی جنم کے بعد جسمانی پرورش کی نگہداشت اور کفالت مہربان ماں باپ کرتے ہیں اسی طرح روحانی جنم یعنی بیعت کے بعد روحانی پرورش و اصلاح کی نگہداشت مرشد مشفق کرتا ہے پس جس طرح بچہ جسمانی پرورش کے زمانہ میں ماں باپ پر اعتماد کر کے جوانی کی عمر کو پہنچتا ہے۔اسی طرح مرید کو بھی چاہیے کہ وہ روحانی تربیت کے زمانہ میں یعنی جبکہ وہ مرشد کی زیرنگرانی روحانی عملیات مسنونہ کی مشق کرتا ہوا اپنے مرشد سے خلوص و عقیدت رکھے۔اور اس کی تعلیم کردہ ہدایتوں پر عمل کرتا رہے۔تاکہ اپنی قسمت و کوشش کی مقدر منزلت کو حاصل کر سکے۔اللہ تعالیٰ نے ہر شخص اور ہر شے کے لئے اپنے علم ازلی میں ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔وہی اس کی قسمت وہی اس کی تقدیر ہے۔(سراجاً منیراً ص ۱۴)

زیارت و بشارت رسول ﷺ کی تمنا:۔ عام انسانی زندگی میں سب سے بڑی سعادت و فضیلت جو کسی صاحب قسمت کو حاصل ہو وہ حبیب رب العالمین ﷺ کی زیارت کی نعمت ہے جس کی تمنا میں ہزاروں اولیاء اللہ نے بہت کڑی ریاضتوں میں لمبی لمبی عمریں صرف کر دیں۔کسی کی قسمت نے یاوری کی تو وہ مراد کو پہنچ گیا اور کوئی راہ ہی میں رہ گیا۔

بزرگان دین نے (خدا تعالیٰ ان سے راضی ہو) اس سعادت کی تحصیل کے کچھ طریقے اور عملیات لکھے ہیں اور اپنے عملیات سے ان طریقوں کا تجربہ بھی کیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ان کی آرزو پوری کر دی۔حقیقت میں یہ اس کا فضل ہوتا ہے جس کیلئے وہ اس سعادت کا حصول چاہتا ہے اسے اس ذات گرامی صفات سے روحانیت میں قریب کر کے نعمت زیارت کا شرف بخش دیتا ہے۔

ولنعم ما قال العارف الجامی قدس سره

تاب و صلت کار پاکاں من ازیشاں نیستم | چوں سگانم جائے ده درسایه دیوار خویش

خواب میں زیارت النبی ﷺ کے آداب:۔ ہر قسم کی ظاہری و باطنی جسمانی و روحانی، ذہنی و اخلاقی، عملی و اعتقادی اور نفسانی و جذباتی پاکیزگی حاصل کرنے کے بعد سب سے بڑی چیز جس کے ذریعے ذات اقدس ﷺ سے روحانی قرب حاصل ہوتا ہے وہ درود شریف کا وظیفہ ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب (قدس سرہ) اپنی بابرکت کتاب ''القول الجمیل'' میں فرماتے ہیں:

''**واوصانی بمواظبة الصلوٰة علی النبی (صلی الله علیه وآله وسلم) کل یوم وقال بها وجدنا ماوجدنا**'' ''یعنی میرے سردار اور والد (حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ) نے مجھے وصیت فرمائی۔درود شریف کی ہمیشگی پر ہر روز اور فرمایا کہ ہم نے جو کچھ پایا وہ اسی (کی برکت) سے پایا۔''(سراجاً منیراً ص ۱۹،۲۰)

دوسرا ادب ماہی بے آب کی طرح تڑپنا:۔ درود شریف کے برکات و فضائل جو احادیث میں وارد ہیں ان پر نظر کرنے سے واضح ہو

جا تا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات سے روحانی قرب حاصل کرنے کیلئے درودشریف سب سے بڑا ذریعہ ہے پس لازم ہے کہ طالب زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت ومحبت اپنے دل میں سب مخلوق سے زیادہ بٹھا دے اوراس میں شوق زیارت کا چراغ ہمیشہ جلائے رکھے۔ یہاں تک کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی طرح عشق ومحبت کا درجہ حاصل ہو جائے اور ایسی حالت ہو جائے کہ ماہی بے آب کی طرح سعادت دیدار کی طلب میں تڑپتا رہے اور بغیر دیدار وزیارت کے یا کم از کم بغیر درودشریف اور ذکر حبیب ﷺ کے چین وآرام نہ پائے کیونکہ کثرت ذکر سے بھی دل ودماغ میں ایک کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو قائم مقام ملاقات ہوکر ایک گو نہ موجب تسکین وتسلی ہو جاتی ہے۔ محدثین رحمہم اللہ جو دن رات حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درس دیتے اور لیتے رہنے کی وجہ سے کثرت سے درودشریف پڑھنے کا موقع دوسروں کی نسبت زیادہ پاتے ہیں ان کی شان میں کسی بزرگ نے کہا ہے:

"اهل الحديث هموا اهل النبي — وان لم يصحبوا نفسه انفاسه صحبوا"

''یعنی اہلحدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل ہیں گو ان کو آپ ﷺ کی صحبت جسمانی میسر نہیں آئی۔ لیکن آپ ﷺ کے انفاس طیبہ یعنی کلام پاک کی صحبت تو حاصل ہے''۔

حضرت میاں صاحب مرحوم دہلوی کے سمدھی مولانا حفیظ اللہ خاں صاحب مرحوم دہلوی کے مرض الموت میں یہ عاجز مع ڈاکٹر سید جمال الدین صاحب مرحوم پشاوری ان کی زیارت کو گیا۔ آپ کو مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسری رحمہ اللہ کی طرح شعر بہت یاد تھے مجھے فرمانے لگے یہ شعر لکھ لو اور سمجھو کہ علم حدیث کی نسبت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ۔

در سخن پنہاں شدم من ہمچو بو در برگ گل — ہر کہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا

تفسیر معالم وغیرہ میں آیت'' **اولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين**'' الخ (پ۵،النساء) کے شان نزول کے متعلق مرقوم ہے کہ مولیٰ ثوبان رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ سے نہایت درجہ کی محبت تھی کہ آپ ﷺ کو دیکھے بغیر ان کو قرار نہیں تھا ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور ان کا چہرہ متغیر تھا اور غم کے آثار چہرے پر نمایاں تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (از راہ شفقت) دریافت فرمایا کہ تمہارا رنگ کیوں متغیر ہے؟ انہوں نے عرض کیا حضور ﷺ! (میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان جائیں) مجھے کوئی بیماری یا آزار نہیں ہے مگر یہ کہ جب میں آپ ﷺ کو نہیں دیکھتا تو بے بیقرار و بے چین ہو جاتا ہوں اور مجھے چین نہیں آتا حتی کے آپ سے ملاقات کرلوں پھر جب میں آخرت کو یاد کرتا ہوں تو خوف کھاتا ہوں کہ میں آپ ﷺ کو وہاں نہیں دیکھ سکوں گا کیونکہ آپ ﷺ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ علیین کی بلندی پر ہونگے اور میں اگر داخل جنت ہو بھی گیا تو (بہر حال) میرا رتبہ آپ ﷺ کے رتبے سے ادنیٰ ہوگا۔ اور اگر میں (خدانخواستہ) داخل جنت نہ ہوا تو آپ ﷺ کو کبھی بھی نہیں دیکھ سکوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا یہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر خدا نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور صالحین اور یہ لوگ رفیق ہونے میں بہت اچھے ہیں''۔ (سورۂ نساء)

پس طالب زیارت عاشق صادق کی طرح اپنے دل کو ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے پر رکھے اور اپنے فانوس سر میں زیارت کے شوق کا چراغ ہر دم روشن رکھے۔ (سراجاً منیراً ص ۲۱،۲۲)

زیارت رسول ﷺ کیلئے دیگر ہدایات:۔ خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شوق رکھنے والے کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی جسمانی پرورش کے لئے کامل طور پر حلال کی خوراک کھائے حرام تو کجا مشتبہ سے بھی پرہیز کرے۔ ظاہر شریعت میں مال مشتبہ کی دعوت کھانی جائز لکھتے ہیں لیکن اہل طریقت واہل محبت کے نزدیک درست نہیں۔ مال حرام کی نسبت تو حدیث شریف میں صاف طور پر وارد ہے اور اسی حدیث میں مشتبہات کا بھی ذکر ہے کہ جس نے مشتبہات سے پرہیز کی اس نے اپنے دین کو (نقصان سے) اور اپنی عزت کو

(طعن سے) بری رکھا۔ (بخاری کتاب الایمان) یہ مقام ورع ہے۔ جو بعض محققین کے نزدیک مقام تقویٰ سے بلند تر ہے۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ مشتبہات سے بچنے سے ایمان کامل ہوتا ہے اور عزت محفوظ رہتی ہے اسی مقام کے متعلق امام بخاری رحمہ اللہ نے ''کتاب اللقطہ'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً بطریق ہمام بن منبہ رحمہ اللہ نے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ''میں بعض اوقات اپنے گھر جاتا ہوں تو کوئی کھجور اپنے بستر ے پر گری ہوئی پاتا ہوں اسے اٹھاتا ہوں کہ اسے کھاؤں پھر ڈر جاتا ہوں کہ مبادا یہ صدقہ (کی) ہو پس میں اسے ڈال دیتا ہوں''۔

۲۔ اسی طرح شکم کی پاکیزگی کے بعد بدن اور لباس ہمیشہ پاک صاف رکھے، ''صحیح بخاری'' میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو جو پیشاب کی نجاست سے پاک نہیں رہتا تھا۔ قبر کے عذاب میں مبتلا دیکھا۔ پس جو شخص عالم برزخ میں عذاب میں گرفتار ہوگا۔ وہ حکماً اس دارِ دنیا میں بھی خدا کے غضب کے نیچے ہے۔ پس اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا لطف و کرم نہیں ہوسکتا۔ بالخصوص لباس کے متعلق اسی طرح کی پرہیز ضروری ہے جیسا کہ شکم کی خوراک کے متعلق ہے کہ وہ حرام یا مشتبہ وجہ سے حاصل نہ کیا ہو کیونکہ جس کا کھانا پینا اور لباس حرام وجہ سے ہو اس کی تو عام دعا بھی قبولیت کے قابل نہیں ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے (بلوغ المرام) چہ جائیکہ اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے شرف سے نوازا جائے۔

۳۔ پھر یہ کہ برے اعمال اور برے اخلاق سے کلی طور پر الگ رہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا کہ قرآن شریف شاہد ہے خلق عظیم پر تھے۔ (سراجاً منیرًا ص ۲۳،۲۴)

توضیح تمثیل: اسی طرح ذات بابرکات آں سرور کائنات (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو سراجاً منیرًا ہونے کی وجہ سے خزانہ روشنی ہیں اور وائرنگ مرشد و شیخ یا پیر و استاد ہے۔ جس کی ایک جانب تو ذات گرامی صفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور دوسری طرف بلب ہے جو اپنا یا فیض کے طالب مرید کا دل ہے۔

اوصاف شیخ و مرشد: پس اس مرشد کا متبع سنت صحیح العقیدہ اور صالح العمل ہونا ضروریات سے ہے اور یہ بھی کہ وہ کفر و شرک، الحاد و بدعت، فسق و فجور اور اعمال سیئہ کی آلودگیوں سے پاک ہو اور یہ بھی کہ وہ فرائض و سنن اور مستحبات کا ادا کرنے والا اور محرمات اور مکروہات اور مشتبہات سے پرہیز کرنے والا ہو پس ایسا پاکباز متبع سنت شیخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے (خزانہ روشنی) سے قلبی تعلق رکھتے ہوئے آنحضرت ﷺ سے نور حاصل کرے اور اس کی انعکاسی شعاعیں مرید کے آئینہ صافی پر ڈالے۔

۲۔ بلب کے اندر کی تار: اور یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ بلب کا خالی خول روشنی حاصل نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے اندر ایک باریک سی تار ہوتی ہے اور وہ بجلی کی کیفیت سے متکیف ہوتی ہے تو پھر جا کر روشنی لیتی ہے۔ پس دل کا زندہ ہونا بھی ضروری ہے۔

۳۔ دل سے مراد: دل دو معنی پر بولا جاتا ہے ایک تو صنوبری شکل کا گوشت کا ٹکڑا ہے اس کی بیماری کا سمجھنا اور علاج کرنا اطباء کے متعلق ہے دوم دل اس لطیفہ غیبی اور نور ربانی پر بولا جاتا ہے جو خالق حکیم نے اس گوشت کے ٹکڑے میں رکھا ہے یہ دل ربانی لوگوں کا مقصود ہوتا ہے پس اس کی زندگی بھی لازمی ہے۔ (سراجاً منیرًا ص ۲۶، ۲۷)

آپ ﷺ سے روحانی مناسبت پیدا کرنے کا ذریعہ

۱۔ ایک طریقہ درود شریف پڑھنے کا یہ ہے کہ ہر روز نماز عشاء کے بعد صاف ستھرے لباس سے جو حلال کمائی سے حاصل کیا ہو ملبوس ہو کر اور تازہ وضو کر کے اور خوشبو لگا کر خلوت میں ہو کر شور و شغب سے توجہ میں خلل نہ پڑے۔ صاف و ستھرا مصلی بچھائے اور یہ درود شریف پڑھے۔

''اللھم صل علی سیدنا محمد و الہ کما تحب و ترضے''

یعنی یا اللہ! تو درود بھیج اوپر سردار ہمارے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ ﷺ کی آل کے جس طرح کہ تو پسند کرے۔ اور راضی ہو'۔

۲۔ یا یہ درود شریف پڑھے۔"**اللهم صل علی روح سیدنا محمد فی الارواح وعلی جسد سیدنا محمد فی الاجساد اللهم صل علی قبره فی القبور**"

خداوند! تو درود بھیج اوپر روح سردار ہمارے محمد ﷺ کے بیچ ارواح کے اور اوپر جسم مبارک سردار ہمارے محمد ﷺ کے بیچ اجسام کے خداوند! تو درود بھیج اوپر آپ ﷺ کی قبر کے بیچ قبروں کے۔

۳۔ یا جمعہ کے روز (عصر اور مغرب کے درمیان) ایک ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھے۔

اللهم صل علی سیدنا محمد النبی الامی...... خداوند! تو درود بھیج اوپر سردار ہمارے محمد ﷺ نبی امی کے۔

انشاء اللہ پانچ جمعہ تک جب مناسبت روحانی پیدا ہو جائے گی تو گوہر مقصود سے دامن پر ہو جائے گا اور خواب میں اپنی جگہ بہشت میں دیکھ لے گا۔ (سراجاً منیراً ص ۲۸، ۲۹)

قرب روحانی کا دوسرا ذریعہ:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرب روحانی حاصل کرنے کے لئے سورت " **انا اعطیناك** " کا ورد بھی بہت مؤثر و مجرب ہے کیونکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عطائے کوثر (نہر کوثر اور خیر کثیر) کا ذکر ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ شب جمعہ کو آداب مذکورہ بالا سے پاک وصاف مصلیٰ پر باوضو بیٹھے اور ایک ہزار بار یہ سورۃ مع بسم اللہ شریف کے پڑھے اور بغیر کلام اور دیگر تفکرات کے شوق زیارت کے چراغ کو روشن رکھتے ہوئے اور خدا تعالیٰ کی جناب میں دعائیں اور التجائیں کرتے ہوئے سو جائے۔ انشاء اللہ شرف زیارت سے مشرف ہو جائے گا۔

حاشیہ میں وضاحت:۔ یہ عملیات کتاب عملیات خاندان شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ سے ماخوذ ہیں۔ (سراجاً منیراً ص ۳۰)

زیارت نہ ہونے میں کمی کا ازالہ:۔ اگر خدانخواستہ مراد حاصل نہ ہو۔ تو سمجھو کہ دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو گناہوں کی نجاست سے پاکیزگی نہیں ہوئی تو حضوری میں باز یابی نہیں ہوسکی۔ پس گناہوں کو یاد کر کے جناب باری میں تضرع وزاری کرے اور توبہ واستغفار کرے اور عمل جاری رکھے۔

یا یہ سمجھے کہ میرے ضعف کی وجہ سے عمل میں ضعف ہے پس ہر شب جمعہ کو ایسا کرے حتیٰ کہ عمل میں قوت حاصل ہو کر مقصود حاصل ہو سکے۔ دیکھتے نہیں کہ آیت کریمہ یعنی'' **لا اله الا انت سبحانك انی کنت من الظلمین**''۔ حضرت یونس علیہ السلام نے صرف ایک دفعہ پڑھی تھی اور خدا نے رحم کر دیا تھا لیکن اب اس کا عمل سوا لاکھ مرتبہ کیا جاتا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی ایک آہ درد ہماری سوا لاکھ آہ سے بھی زیادہ مؤثر تھی وہ نبی اللہ تھے اور ہم امتی ہی نبی اور امتی میں جو فرق مرتبہ کا ہے وہ ظاہر ہے محتاج بیان نہیں پس بحکم ؎

دست از طلب ندارم تا کام من بر آید! یا تن رسد بجاناں یا جاں زتن بر آید!

کئے جاؤ کوشش میرے دوستو! (سراجاً منیراً ص ۳۰)

فیض سینہ بسینہ کا ثبوت:۔ مسلمانوں کی زبان سے ایک لفظ سینہ بسینہ اکثر سنا جاتا ہے جو ان معنوں میں بولا اور سمجھا جاتا ہے کہ کوئی علم ایسا بھی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الفاظ میں نہیں بیان کیا۔ اس لئے وہ احادیث میں منقول نہیں ہوا بلکہ وہ آپ ﷺ نے خاص اوقات میں شاہ ولایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ان جیسے بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے سینہ پر القا کیا۔ جس سے وہ منور ہو گئے۔ انہی کے فیض و برکت سے سلسلہ بسلسلہ وہ علم مشائخ طریقت میں چلا آیا۔ اور اب بھی وہ علم اسی طرح سے ا۔ ب۔ ت حروف تہجی والے الفاظ کے بغیر ایک سینے سے دوسرے سینے میں منتقل ہوتا ہے بلکہ بعض وقت ان سے ایسے امور بھی واقع ہو جاتے ہیں جو اہل ظاہر کی نظر میں خلاف شریعت ہوتے ہیں۔ (سراجاً منیراً ص ۲۹ تا ۳۱)

حاشیہ میں وضاحت: گناہوں کی نجاست تو بہت بری بلا ہے پرانے اہل دہلی میں تو یہ بھی مشہور تھا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ کو حضور ﷺ کی حضوری کا مرتبہ حاصل تھا ایک دفعہ آپ کے ہاں کوئی مہمان آیا اور وہ حقہ پیتا تھا خادم اس کیلئے کہیں سے حقہ لے آئے لیکن خادموں کو اس حقہ کا مکان سے نکال دینا یاد نہ رہا۔ کئی روز کے بعد حضرت شاہ صاحب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مکان میں حقہ ہے اس لئے ہم اس جگہ تشریف فرما نہیں ہوسکتے۔ (سراجاً منیراً ص ۳۰)

فیض سینہ بہ سینہ کا صحیح مفہوم: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ فیوض گنجینہ کے انوار جو دوسرے قابل دلوں پر منعکس ہوتے تھے اور ان میں ایک باطنی کیفیت پیدا کر کے اُسے منور کر دیتے تھے ان سے انکار نہیں ہوسکتا اور ہم فیض سینہ بسینہ کے ان معنوں میں ہونے اور سلسلہ بسلسلہ بزرگان دین میں برابر چلے آنے کو برابر مانتے ہیں اور اسی کے ثابت کرنے اور سمجھانے کیلئے ہم نے اس عنوان کو مقرر کیا ہے۔

(سراجاً منیراً ص ۳۳)

طریقت وشریعت میں مخالفت نہیں: شریعت وطریقت میں مخالفت کا ہونا گو کبھی کبھی ہو یہ امر بھی باطل ہے کیونکہ جس امر کو خدا تعالیٰ نے بواسطہ اپنے رسولوں کے علی الاعلان الفاظ میں ظاہر کیا اور اس کی فرمانبرداری بندوں پر لازم کر دی اور اس کی نافرمانی سے اپنی ناراضی صاف وصریح الفاظ میں ذکر کر دی۔ اس کی خلاف ورزی اس کو کس طرح پسند آسکتی ہے پس اگر طریقت خدارسی کے طریق کا نام ہے تو اس کا شریعت کے مطابق وموافق ہونا لازمی ہے اسی لئے اہل طریقت بزرگوں کا (خدا ان سے راضی ہو) متفقہ قول ہے کہ طریقت بغیر شریعت کے زندقہ و بیدینی ہے۔

یہ بات اتنی مسلم اور مشہور ہے کہ ہم کو اس کے لئے ان اقوال کے نقل کرنے اور کتابوں کے حوالے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ مولانا روم رحمہ اللہ نے ''مثنوی شریف'' میں اور خواجہ علی ہجویری رحمہ اللہ لاہوری نے ''کشف المحجوب'' میں اور سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے ''غنیۃ الطالبین'' اور ''فتوح الغیب'' میں اور حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ نے اپنے ''مکتوبات'' میں نہایت صفائی سے اسے بیان کیا ہے۔ (سراجاً منیراً ص ۳۳،۳۴)

علمائے اہلحدیث کو طریقت وتصوف کی مخالفت تسلیم نہیں:۔ یہ ذرۂ بے مقدار (بدنام کنندہ نکونامے چند) متبع سنت ہو کر اہل طریقت سے بھی عقیدت ومحبت رکھتا ہے۔ ان دونوں فریقوں کی نزاع کو یوں مٹانا چاہتا ہے کہ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ ہمارے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ صرف قرآن وحدیث کی صورت میں ہے اور ان ہر دو سے باہر ہم کسی چیز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب نہیں کر سکتے اور اسی طرح ہم شریعت وطریقت کی مخالفت کو بھی تسلیم نہیں کر سکتے کیونکہ جب ہر دو منجانب اللہ ہیں اور ہر دو خدا کے پاس پہنچنے کی سبیلیں ہیں تو ان میں مخالفت کیوں ہوگی؟ اگر کسی کو نظر آتی ہے تو ہر روز اہل شریعت واہل طریقت میں سے کسی طرف کی غلط فہمی ہے اگر ہر دو مقام صحت پر کھڑے ہوں تو دونوں میں مخالفت نہیں ہوسکتی لیکن یہ کہنا یا سمجھنا کہ ایک سینہ سے دوسرے سینہ میں بغیر حرفوں کی تعلیم کے کچھ آ نہیں سکتا یہ خشکی اور بے ذوقی ہے۔ قدر ایں بادہ ندانی بخدا تا نچشی (سراجاً منیراً ص ۳۴،۳۵)

ناآشنا.....! تصوف حقیقت کیا جانیں:۔ اہل ظاہر کی خدمت میں التماس ہے کہ بیشک آپ کو یہ الفاظ سخت معلوم ہوں گے اور آپ ان کو اپنی شان علم کے خلاف سمجھیں گے لیکن بے ادبی معاف! حقیقت یہی ہے۔'' قدر ایں بادہ ندانی بخدا تاپخشی''

کا معاملہ ہے کیونکہ کیفیات ووجدانیات کا احساس صاحب کیفیت اور صاحب وجدان کے سوا کوئی دوسرا نہیں سمجھ سکتا اور یہ وہ حقیقت ہے جو الفاظ میں بیان نہیں ہوسکتی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ جو عالم عامل اور ولی کامل تھے بیان توجہ میں فرماتے ہیں:''ومن لم یذق لم یدر''، یعنی جس نے چکھا ہی نہیں وہ کیا جانے اور کیا سمجھے؟ اسی اصول پر خدا تعالیٰ نے منکرین نبوت محمدیہ ﷺ کو یوں خطاب کیا ہے۔''**افتمارونه علی مایری**'' (النجم پ ۲۷) یعنی تو کیا

تم اس نبی ﷺ سے ایسے امر میں جھگڑا کرتے ہو جسے وہ (عیاناً سامنے) دیکھ رہا ہے''۔ (سراجاً منیراً ص ۳۵)

مرشد سے باطنی علم کا حصول:۔ اب اس امر کو اسی علم (معقول ومنقول) سے سمجھئے جس سے آپ مانوس ہیں کہ علم دو طرح پر ہوتا ہے حروف سے اور قلب سے کتابی علم حرفوں کے ذریعے اہل علم استاد سے حاصل ہوتا ہے اور قلبی علم اہل دل مرشد سے قلبی مناسبت پیدا کرنے اور زہد و عبادت اور مجاہدہ و ریاضت سے ملتا ہے اور ان سب میں آداب شرعیہ کی رعایت اور اتباع سنت اس حد سے بڑھ کر کرنی پڑتی ہے جس حد تک کہ آپ اپنی نماز وغیرہ عبادت کی صحت کے لئے کافی جانتے ہیں یہ تو خلاصہ ہے اب معقولاً ومنقولاً اس کی تشریح مطالعہ فرمائیے۔

جس طرح اس مادی عالم میں ایک شے مؤثر بھی ہے کہ دیگر شئے پر اثر ڈالتی ہے اور کسی دوسری چیز کا اثر قبول بھی کرتی ہے اسی طرح ایک قلب وروح انسانی دوسرے دل پر اثر ڈالتا بھی ہے اور دوسرے قلب سے اثر کو قبول بھی کرتا ہے۔ اصل چیز تاثیر و تاثر کے لئے یہی دل ہے باقی سب اعضاء اس کے تابع ہیں کہ بلا تردد و تامل اور بلا وقفہ ومہلت اور بلا انکار و کراہت اس کی اطاعت کرتے ہیں اس خاکدان دنیا میں ایسی اطاعت کسی اور جگہ نہیں ملے گی بس یہی سمجھ لیجئے کہ خالق حکیم نے لشکر اعضا کی فطرت میں اپنے سلطان یعنی قلب کی نافرمانی رکھی ہی نہیں اسی لئے کہتے ہیں القلب سلطان البدن یعنی دل بدن کے باقی اعضا کا بادشاہ ہے پس اعضا پر جو بھی اثر ہوتا ہے وہ سب اسی کی وساطت سے ہوتا ہے اور اگر وہ بھی کسی دوسرے پر اثر ڈالتے ہیں تو اسی کے فیض سے ڈالتے ہیں۔

زبان کی تاثیر مسلم ہے اس کی افسوں گری دل پر ایسا قبضہ جما لیتی ہے کہ اسے کسی اور کے مطلب کا نہیں رہنے دیتی۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود افصح العرب تھے کسی شاعر کی تقریر سن کر فرمانے لگے ''**ان من البیان لسحراً**'' یعنی بیان میں بھی جادو کا اثر ہوتا ہے۔

مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسری (مدظلہ) نے امرتسر میں اس عاجز کی سب سے پہلی تقریر سن کر فرمایا تھا۔

کسی کی آنکھ میں جادو تیری زبان میں ہے — اثر لبھانے کا پیارے! تیرے بیان میں ہے

لیکن جب اس کے بولے ہوئے الفاظ میں بولنے والے کی قلبی کیفیت بھی بسی ہوئی ہو تو اس کا جذب لوہے کی زنجیر سے زیادہ طاقتور ہو جاتا ہے اسی معنی میں کہا گیا ہے۔

سخنے کی از دل بیروں آید دروں جامی گیرو۔ یعنی جو بات دل سے نکلتی ہے وہ دل میں جگہ پکڑتی ہے۔''

اسی طرح آنکھ کی مقناطیسی کشش سے کون انکار کرسکتا ہے جو ایک نظارے سے تڑپا دے اور ایک اشارے سے گھائل کردے اور آسیب زدہ کی طرح حیران و ششدر کر کے کھڑا کردے۔ یا زمین پر ٹپکا دے۔

اب سوال یہ ہے کہ زبان اور آنکھ محض اپنے گوشت اور جسم مادی سے اثر ڈالتے ہیں یا دل کی کیفیت سے متکیّف ہو کر اپنا جادو چلاتے ہیں اگر پہلی صورت ہے یعنی بغیر دل کے خود بخود مؤثر ہیں تو یہ تاثیر ہر وقت کیوں نہیں رہتی اور اگر دوسری صورت ہے جو واقعی ہے تو سلسلہ اسباب میں اصل مؤثر دل ہوا اور آنکھ زبان وغیرہ اس کے آلات تاثیر ہوئے۔ ''**وھذا ھو المراد**''۔

جب یہ معلوم ہوگیا کہ تمام اعضاء دل کے فرمانبردار اور ماتحت ہیں۔ اور وہ اسی سے اثر پذیر ہو کر حرکت کرتے اور اپنے فعل انجام دیتے ہیں تو اب سمجھنا چاہیے کہ سینہ، آنکھ اور کان کی نسبت دل کے بہت قریب ہے بلکہ جملہ اعضا بدن سے نزدیک ہے کیونکہ سینہ ظرف ہے اور دل مظروف چنانچہ خالق اکبر فرماتا ہے: ''**فانھا لاتعمی الابصار و لکن تعمی القلوب التی فی الصدور**''

''یعنی (ان بے بصیرتوں کی) آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں۔ بلکہ دل اندھے ہیں جو سینوں کے اندر ہیں''۔ (حج پ ۱۷)

اور ظاہر ہے کہ ظرف و مظروف میں جو قرب و اتصال ہوتا ہے وہ دوسروں کو حاصل نہیں ہوسکتا۔ پس سینہ دل کے جذبات وکوائف سے بہ نسبت دیگر اعضا کے بہت جلد اور بہت زیادہ متکیّف ہو جاتا ہے اور چونکہ سینہ میں نہ تو زبان کی طرح گویائی ہے کہ بول کر اثر ڈالے اور نہ آنکھ

کی مثل بینائی ہے کہ دیکھ کر اور آنکھ سے آنکھ ملا کر کسی کو کھینچ سکے۔ اس لئے یہ کلام اور نظر سے اثر انداز نہیں ہوتا بلکہ خالق حکیم نے اس میں دو دیگر قوتیں ودیعت کی ہیں جن سے یہ اپنے اعضائے بدن کے علاوہ بیرونی اشیاء (اجسام وقلوب) کو بھی مسخر کر کے ان پر حکومت جمالیتا ہے اور ان کو اپنی کیفیت سے متکیف کر دیتا ہے۔

پہلی یہ کہ خدا تعالیٰ نے اس کے اعصاب حاسہ (حِس والے پٹھوں) میں قلبی کیفیات کو جذب کرنے کی قوت دیگر سب اعصاب سے زیادہ رکھی ہے۔ اس لئے یہ قوت لامسہ کے ذریعے بھی اثر ڈالتا ہے۔ یعنی اگر عامل اپنے معمول کے سینے کو اپنے سینے سے لگا دے اور پوری توجہ سے دبا دے تو عامل کے دل کی کیفیتیں معمول کے دل میں منعکس ہو جاتی ہیں بشرطیکہ ان میں جذب وانجذاب کی قابلیت ہو۔

دوسری یہ کہ خدائے جبار نے اس میں ایک ایسا وصف بھی رکھا ہے کہ جب یہ خود نور ومحبت الٰہی سے بھر جاتا ہے تو اس کے اندر ایک انبعاث (ابھار) پیدا ہوتا ہے جو کبھی رقت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور صاحب دل زور زور سے رونے اور گڑ گڑانے لگتا ہے اور کبھی جوش کی صورت میں نمودار ہوتا ہے اور یہ اس کی جلالی حالت ہوتی ہے ایسی حالت میں اس سے نور کی شعاعیں نکلتی ہیں جو فیض کی خواہش اور قابلیت رکھنے والے دل پر اس کے سینے کے گوشت اور ہڈیوں کو چیرتی ہوئی منعکس ہو جاتی ہے ایسی حالت میں لمس اور مس یعنی سینے سے لگانے یا چھونے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ بس ایک جلالی توجہ ہی کام کر جاتی ہے بلکہ ایسی حالت میں شیخ کے سامنے ہونے کی بھی حاجت نہیں بلکہ مسافت بعیدہ سے بھی اثر ہوسکتا ہے۔

”وجربت ذلك مرارا والحمدلله، يشهد بذلك من وقع عليه هذا الحال من مخلصي هذا العبد الاثيم“

الحمدللہ میں نے اس کا کئی بار تجربہ کیا ہے۔ اس گنہگار بندے کے مخلص دوستوں میں سے جن پر یہ کیفیات گذری ہے۔ وہ اس کی گواہی دیں گے۔ (سراجاً منیراً ص ۳۹)

مرشد سے کسب فیض کا طریقہ: اگر مرشد کے دل کی کیفیتیں اور اس کے جذبات پاک ہیں اور وہ انوار قدسیہ سے منور ہے اور مرید کا دل بھی کدورت نفسانیہ سے پاک ہوتے ہوئے انوار قدسیہ کا طالب وخواہشمند اور اس کے فیض کے حاصل کرنے کے قابل ہے تو اس میں بھی اس کی رسائی پر نور بھر جاتا ہے چنانچہ یہ مضمون اہل طریقت واشارات کے طریق پر اس آیت سے سمجھا جاسکتا ہے۔

”انزل من السمآءِ مآءً فسالت اودية بقدرها“ ”یعنی حق تعالیٰ آسمان کی طرف سے بارش اتارتا ہے تو وادیوں میں بقدر ان کی وسعت کے پانی بہ پڑتا ہے۔

اس اثر کو اہل طریقت کے ہاں تصرف کرنا یا فیض وبرکت بخشنا کہتے ہیں اور آئندہ ہم اسے اسی نام سے ذکر کریں گے انشاء اللہ۔ (سراجاً منیراً ص ۴۰)

مرشد کا طریق توجہ وتصرف: حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب ”ارشادات رحیمیہ“ میں فرماتے ہیں:

طریقہ توجہ خواجگان (قدس اللہ اسرارہم)

> ”وآں توجه راتصرف نامند بریں وجه است که بدل متوجه دل طالب شوند و ازراه گزران ارتباط اتصال و اتحاد سے میان دل ایشاں و باطن آں طالب واقع می شود، و بطریق انعکاس از دل ایشاں پر توبرباطن دے می تابد وایں صفتے است که ناشی از استعداد ایشاں ست که بطریق انعکاس در آئینه استعداد آں طالب ظاہر شده، اگر ایں ارتباط متصل شود آنچه بطریق انعکاس حاصل شده بود صفت دوام پذیرد، وتبین شرائط تصرف دوقائق آں و تفصیل روش آں بگفتن مرشد تعلق وارد، و منقول است از حضرت خواجه محمد یحییٰ پسر

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار (قدس اللہ تعالیٰ اسرارھما) کہ ارباب تصرف برانواع اند، بعضے ماذون و مختار کہ باذن حق سبحانہ و تعالیٰ و باختیار خود ہر گاہ کہ خواہند تصرف کنند، و اور ابمقام فناء د و بیخودی رسانند و بعضے دیگرازاں قبیل اند کہ باوجود قوت تصرف جزبامر غیبی تصرف نکنند تاازپیشگاہ مامور نشوند بکسے توجہ نکنند و بعضے دیگر آنچناں کہ گاہ گاہ صفتے و حالتے برایشاں غالب شود و در غلبہ آں حال باطن مرید تصرف کنند و ازحال خودایشاں رامتاثر سازند پس کسے کہ نہ مختار بود و نہ ماذون و نہ مغلوب، ازوچشم تصرف نبایدداشت "۔(ارشادات رحیمیہ ۴۵،۴۴)

ترجمہ: توجہ خواجگان کا طریقہ (خدا ان کے بھیدوں کو پاک کردے) اور وہ اس توجہ کا نام تصرف رکھتے ہیں۔ یہ ہے کہ وہ اپنے سارے دل سے طالب کے دل کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور ارتباط کی وجہ سے ان کے دل میں اور طالب کے دل میں اتصال واتحاد پیدا ہوجاتا ہے۔

اور بطریق انعکاس ان کے دل سے اس (طالب) کے باطن پر تو پڑتا ہے۔ اور یہ ایک ایسی صفت ہے جو ان (بزرگوں) کی استعداد (قابلیت) سے پیدا ہوتی ہے کہ بطریق انعکاس اس طالب کی استعداد کے آئینہ میں ظاہر ہوجاتی ہے۔ اگر یہ ارتباط متصل ہوجائے تو جو کچھ بطریق انعکاس حاصل ہوا تھا وہ دوام کی صفت پکڑ لیتا ہے اور شرائط تصرف اور اس کی باریکیوں کا بیان اور اس کے طریقہ کی تفصیل مرشد کے بتانے کے متعلق ہے۔ اور حضرت خواجہ محمد یحییٰ بن حضرت خواجہ عبیداللہ احرار (قدس اللہ اسرارھما) سے منقول ہے کہ اصحاب تصرف کئی قسم پر ہیں بعضے ماذون ومختار ہیں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کے اذن سے اور اپنے اختیار سے جب چاہتے ہیں تصرف کرتے ہیں اور اس (طالب) کو مقام فنا اور بیخودی پر پہنچادیتے ہیں اور بعض دوسرے اس قسم کے ہیں کہ باوجود قوت تصرف کے سوائے امر غیبی کے تصرف نہیں کرتے جب تک درگاہ الٰہی سے مامور نہ ہوں کسی کو توجہ نہیں دیتے اور بعض دیگر اس طرح کے ہیں کہ ان پر کبھی کبھی کوئی صفت یا کوئی حالت غالب ہوجاتی ہے۔ تو اس غلبہ حال کے وقت مرید کے باطن میں تصرف کرتے ہیں اور ان کو اپنے حال سے متاثر کردیتے ہیں۔ پس جو شخص نہ مختار ہو اور نہ ماذون ہو اور نہ مغلوب ہو اس سے تصرف کی امید نہیں رکھنی چاہیے۔"

تنبیہ: اس فیض وبرکت کا ذکر کتب سابقہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی نسل کے انبیائے بنی اسرائیل کے حالات میں بھی ملتا ہے۔ اور اسے انگریزی میں (ٹو گیو بلیسنگس To give Blessings) کہتے ہیں یعنی کسی کو فیض وبرکت بخشنا۔ (سراجاً منیراً ص۴۲)

نسبت اتحادی کا حدیث سے ثبوت:۔ گزشتہ تمہید اور تفہیم کے بعد ہم اپنے مقصود کو احادیث صحیحہ اور واردات نبویہ ﷺ سے ثابت کرتے ہیں:

حدیث اول (صحیح بخاری کتاب الوحی وکتاب التفسیر) غار حرا میں جب آنحضرت سرور انبیاء (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو خلعت نبوت سے نوازا گیا اور حضرت جبریل علیہ السلام روح الامین نے آپ ﷺ سے کہا: اقراء یعنی پڑھئے! تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "ما انا بقاری"، "یعنی میں پڑھا ہوا نہیں"، اس پر جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو تین دفعہ (یکے بعد دیگرے) اپنے سینے سے لگایا اور زور سے دبایا اس طرح تین بار کرنے کے بعد اقراء باسم ربك الخ یعنے سورت علق کی پانچ ابتدائی آیتیں پڑھائیں عطائے نبوت پر یہ سب سے پہلے وحی ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ اس سینے سے لگانے اور دبانے کے متعلق سورت علق کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

(نکتہ) دوم آنکہ تاثیر حضرت جبریل علیہ السلام و روح ایشاں بواسطہ افشردن و در برگرفتن نہایت مرتبہ کمال ثابت و راسخ کروند۔

(ترجمہ) دوسرا (نکتہ) یہ ہے کہ حضرت جبریل فرشتہ کی تاثیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پاک میں جھنجھوڑنے اور بغل میں لینے کے ذریعے کمال کے آخری مرتبہ میں جائیگیر وپختہ کردی۔" (سراجاً منیراً ص ۲۴۵)

توجہات مرشد کی چار اقسام:۔ اس کے بعد تاثیر وتوجہ کے اقسام اربعہ بالتفصیل بیان کرتے ہیں کہ وہ چار ہیں:

اول: انعکاسی۔ دوم: القائی۔ سوم: اصلاحی۔ چہارم: اتحادی

پھر اس قسم چہارم یعنی اتحادی کی تفصیل میں فرماتے ہیں۔

چہارم تاثیر اتحادی که شیخ روح خود راکه حامل کمالست باروح مستفید بقوت تمام متحد سازد، تاکمال روح شیخ باروح مستفید انتقال غاید، وایں مرتبه اقویٰ ترین انواع تاثیر است چه ظاہر است که بحکم اتحاد روحین ہرچه درروح شیخ است بروح تلمیذمیرسد، و باربار حاجت استفاده نمی ماند، و در اولیاء الله ایں قسم تاثیر به ندرت واقع شده۔ (سراجاً منیراً ص۲۴۵)

ترجمہ: چوتھی قسم تاثیر اتحادی ہے کہ شیخ (پیر حقانی) اپنی روح کو جو کہ کمال کی حامل ہے۔فیض حاصل کرنے والے (مرید) کی روح کے ساتھ پوری قوت سے متحد کر دیتا ہے تا کہ شیخ کی روح کا کمال مستفید کی روح میں منتقل ہو جائے اور یہ مرتبہ تاثیر کی اقسام میں سب سے زیادہ قوی ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ ہر دو روحوں کے اتحاد سے جو کمال کہ شیخ کی روح میں ہے وہ تلمیذ (مرید باصفا و شاگرد ورشید) کی روح میں پہنچ جاتا ہے اور بار بار استفادہ کی حاجت نہیں رہتی اور اس قسم کی تاثیر اولیاء اللہ میں بھی گاہے ماہے واقع ہو جاتی ہے"۔

حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ کے مرشد کامل حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمہ اللہ کا ایسا ہی ایک واقعہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

بالجمله تاثیر حضرت جبریل علیه السلام دریں افشردن تاثیر اتحادی بود که روح لطیف خود راازراه مسام بدن درون بدن آنحضرتﷺ داخل فرموده باروح مبارك متحد ساختند و چوں شیروشکر بہم آمیختند و حالت عجیب درمیان بشریت و ملکیت پیداشد که دربیان نمی آید۔ (سراجاً منیراً ص۲۴۵و۲۴۶)

ترجمہ: غرضیکہ اس جھنجھوڑنے میں حضرت جبریل علیہ السلام کی تاثیر اتحادی تھی کہ انہوں نے اپنی لطیف روح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن مبارک میں مساموں کے رستے آپ ﷺ کی روح مبارک کے ساتھ متحد کر دیا اور ان کو شیر وشکر کی طرح ملا دیا اور بشریت و ملکیت کے درمیان ایک ایسی عجیب حالت پیدا ہوگئی جو زبان قال میں نہیں آسکتی۔"

بس اسے وہی دل سمجھ سکتا ہے جس پر وہ حالت طاری ہوتی ہے کیونکہ زبان کوائف سے نا آشنا ہے خدا تعالیٰ نے وجدان کے لئے دل پیدا کیا ہے نہ زبان۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ کے جد امجد شاہ عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ "ارشادات رحیمیہ ص۲۲" میں فرماتے ہیں۔

"**ومن لم يذق لم يدر**" یعنی جس نے چکھا ہی نہیں وہ نہیں جان سکتا؟ زبان محسوسات کا مزہ چکھنے کے لئے ہے دماغ معقولات کے سمجھنے کے لئے ہے اور وجدانیات وکوائف روحانیہ ولطائف قلبیہ کیلئے خالق اکبر نے دل پیدا کیا ہے غرض خدا تعالیٰ نے ہر عضو کا فعل الگ الگ رکھا ہے۔ ایک کو دوسرے کے فعل سے کوئی واسطہ نہیں۔

"**اللهم اذقنامن حلاوة افضالك وافض علينا من بركاتك واشرح صدورناو نور قلوبنا بأنوارك**"

لذیذ بود حکایت و راز تر گفتم! چنانکه حرف عصا گفت موسیٰ اند طور

حدیث دوم:۔ چشمہ فیض وبرکت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

ضمني النبي صلى الله عليه وسلم الى صدره و قال اللهم علمه الحكمة ومن طريق ابى معمر اللهم علمه الكتاب "یعنی مجھ کو (مصدر فیض وکرم) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک سے لگایا۔ اور یہ دعا دی خداوند!! اسے حکمت (سمجھ کی درستی)

عطا کر اور ابو معمر کی روایت میں یوں ہے کہ اسے اپنی کتاب (قرآن مجید) کی سمجھ عطا کر''۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس بہت اچھے ترجمان قرآن ہیں۔

تبرک بآثار صالحین کی چند مثالیں

الغرض یہ احادیث اور ان جیسی دیگر احادیث ہمارے مقصد فیض صدری کے ثابت و واضح کرنے میں بالکل صاف ہیں۔ اس کے بعد ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ مبارک تو تھا ہی مصدر فیض وکرم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ فیض گستری تو اتنی زبردست اور مؤثر تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایک جز و بدن اطہر حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بال بال بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد مبارک کے عوارض و متعلقات وفضلات بھی موجب فیض برکت تھے پڑھتے جائیے اور گنتے جائیے۔ (سراجاً منیراً ص ۴۷)

دست مبارک کی برکات:۔ حدیث اول: حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن میں قاضی مقرر کر کے بھیجنا چاہا۔ انہوں نے عرض کیا۔ حضور! میں نے یہ کام کبھی کیا نہیں۔ یعنی مجھے سابقاً اس کا تجربہ ومشق نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سینہ مبارک پر ہاتھ مارا اور دعا کی۔ ''**اللھم اھد قلبہ و سدد لسانہ**'' یعنی خداوند! اس کے دل کو اور اس کی زبان و پختہ (حق ترجمان) رکھ اور ساتھ یہ ہدایت بھی فرمائی کہ جب تک دوسرے فریق کی بات نہ سن لیا کرو تب تک دونوں فریق کے فیصلہ کا حکم نہ سنایا کرنا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

''**فو اللہ ماشککت بعد ھا فی قضآءِ اثنین**'' یعنی خدا کی قسم! اس واقعہ کے بعد مجھے کبھی دو فریقوں میں فیصلہ کرنے کے متعلق شک وتردد لاحق نہیں ہوا''۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ کمال صحابہ میں عام طور پر مشہور و مسلم تھا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول منقول ہے۔ ''**اقضانا علی**'' یعنی ہم (جماعت صحابہؓ) میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے بڑے قاضی ہیں''۔

حضرت علیؓ میں یہ کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک اور دعا کی برکت سے تھا۔

حدیث دوم: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ جب مشرف باسلام ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ذی الخلصہ بت خانے کے گرانے پر مامور فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا حضور! میں گھوڑے کی پشت پر قائم نہیں رہ سکتا یعنی میں پختہ سوار نہیں ہوں گر پڑتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک ان کے سینے پر مارا اور دعا دی **اللھم ثبتہ و اجعلہ ھادیاً مھدیاً** یعنی بارخدایا! (اسے گھوڑے پر) قائم رکھیو۔ اور اسے ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنائیو۔ حضرت جریرؓ کہتے ہیں۔ ''**فما وقعت عن فرسی بعد**'' یعنی میں اس کے بعد پھر کبھی گھوڑے سے نہیں گرا''۔

خاتمۃ الحفاظ نے اس حدیث کی شرح میں امام حاکم رحمہ اللہ سے بتفصیل نقل کیا کہ (جب) حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گھوڑے پر سے گر پڑنا عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''نزدیک آؤ'' حضرت جریر رضی اللہ عنہ نزدیک ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک ان کے سر پر رکھا اور چہرے سر اور سینے پر پھیرتے ہوئے زیر ناف تک پہنچے پھر (دوبارہ) ان کے سر پر دست مبارک رکھا اور پشت پر پھیرتے ہوئے زیر کمر تک پہنچے اور پہلے کی طرح دعا دی اس کے بعد حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

''**فکان ذلك للتبرك بیدہ المبارکة**'' یعنی اپنے دست مبارک سے برکت دینے کے لئے تھا۔

حدیث سوم: مسند دارمی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائی اور کہنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے اس بیٹے کو جنون ہے جو اسے دن کے کھانے اور رات کے کھانے کے

وقت گرفت کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سینہ کو مسح کیا یعنی اس پر اپنا دست مبارک پھیرا اور دعا کی اس لڑکے نے خوب کھل کر قے کی اور اس کے پیٹ سے ایک شے کوئی بلا کتے کے پلے کی شکل کی نکلی اور دوڑ گئی۔ (مشکوٰۃ ص۵۲۳)

حدیث چہارم: ابوالحقیق ابورافع، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانی دشمنوں سے تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کیا کرتا تھا اور خیبر میں جا کر اسے مرکز شرارت بنا رکھا تھا قبیلہ خزرج کے غیرتمندوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی سزادہی کی اجازت مانگی اور پانچ بہادر جن کا سردار عبداللہ بن عتیک تھے روانہ ہوئے حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اس کا کام تمام کر دیا واپسی پر سیڑھی سے پاؤں اکھڑ گیا اور پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی ان کے ساتھی ان کو پٹی باندھ کر اور ان کو اٹھا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے آئے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ ماجرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''ابسط رجلك'' یعنی اپنا پاؤں (سیدھا کر کے) پھیلاؤ ''فمسحها'' آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اسے مسح کیا۔ یعنی اس پر اپنا دست مبارک پھیرا ''فکانها لم اشتکها قط'' (یعنی) تو میں ایسا صحیح سلامت ہو گیا کہ مجھے اس کے متعلق کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ (رواہ البخاری)

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اپنی بے نظیر کتاب ''شفا'' میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک کی برکت سے پانی، غلہ اور کھانے میں کثرت ہو جانے کے متعلق صحیح بخاری، صحیح مسلم، موطا امام مالک رحمہ اللہ جامع ترمذی وغیرہا کتب حدیث سے حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایات ذکر کی ہیں جن کی نقل موجب طوالت ہے۔ (سراجاً منیراً ص۵۰)

لعاب مبارک کی برکت: ۔ لعاب (آب دہن) ایک قسم کا فضلہ ہے جو زبان کی جڑ کے نیچے کے دو سوراخوں سے منہ میں آتا رہتا ہے تا کہ زبان اور منہ ہر وقت تر رہے ہر چند کہ یہ ایک فضلہ ہے لیکن نہایت کار آمد ہے اور چونکہ زبان کی جڑ سے پیدا ہوتا ہے اور پیغمبران خدا کی زبان وحی الٰہی کی ترجمان ہوتی ہے اس لئے اس میں یمن و برکت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ تسبیح وتہلیل وغیرہ اذکار اور تلاوت قرآن مجید اور درود شریف میں مشغول رہنے اور خطبہ وتذکیر اور خلق اللہ کو ارشاد وہدایت اور تفسیر وحدیث کی تدریس میں لگے رہنے سے بزرگان دین کے لعاب و دم میں بھی برکت پیدا ہو جاتی ہے اور ان سے بیمار شفا پاتے ہیں۔

اس کے برخلاف جن لوگوں کی زبانیں جھوٹ، بیہودہ بکواس، گالی گلوچ، غیبت و بدگوئی اور دیگر منکر باتوں میں لگی رہتی ہیں ان کے لعاب میں ایک روحانی زہر پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ دوسروں کے لئے باعث ضرر ہو جاتا ہے بلکہ ان کا سانس بھی اس سے متکیف ہو جاتا ہے جس طرح کسی کو مسوڑوں میں یا منہ کے اندرونی حصے میں کوئی طبی وخلطی بیماری ہو یا زخم کے سبب اس میں پیپ پڑ گئی ہو تو اس کا لعاب دوسروں کے لئے موجب حدوث مرض ہو جاتا ہے بلکہ اس کا سانس خطرناک ہو جاتا ہے۔ اس تمہید کو سمجھ جانے کے بعد احادیث ذیل کو مطالعہ فرمائیں:۔

پہلی حدیث: جنگ خیبر کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دینے کے لئے یاد فرمایا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا'' هو يا رسول الله يشتكي عينيه''۔ یعنی حضور! ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ آپ ﷺ نے ان کو بلوایا فبصق رسول الله صلی الله علیه وسلم فی عینیه (یعنی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی دونوں آنکھوں میں تھوکا۔ ''فبرء حتى كان لم يكن به وجع'' (یعنی) پس آپ کو عافیت ہو گئی۔ گویا کہ آپ کو کوئی تکلیف و بیماری تھی ہی نہیں۔ (متفق علیہ)

دوسری حدیث: صحیح بخاری میں یزید بن ابی عبید کی روایت ہے کہ میں نے حضرت سلمہ بن اکوع (صحابی رضی اللہ عنہ) کی پنڈلی پر ضرب کا نشان دیکھا میں نے پوچھا اے ابوسلمہ! یہ ضرب کیسی ہے؟ فرمایا یہ وہ ضرب ہے جو مجھے خیبر (کی لڑائی) کے دن لگی تھی جس پر لوگ کہتے تھے کہ سلمہ مر گیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اس پر تین دفعہ تھوکا پھر مجھے اس ساعت تک شکایت نہیں ہوئی۔ (سراجاً منیراً ص۵۰ بحوالہ مشکوٰۃ ص۵۲۲)

حضور ﷺ کے پسینہ کی برکات: ۔ پسینہ ہضم رابع کا فضلہ ہے جس سے رقیق مواد خارج ہوتے ہیں اور وہ بدبودار ہوتا ہے لیکن

حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ بھی خوشبودار تھا چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں بخاری ومسلم کی متفق علیہ روایت سے منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی اپنے خادم خاص حضرت انس رضی اللہ علیہ کے گھر جاتے تو ان کی والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے لئے چمڑے کا بستر ہ بچھا دیتیں اور آپ ﷺ اس پر قیلولہ فرماتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسینہ زیادہ آتا تھا حضرت ام سلیم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ کو ایک شیشی میں لے لیتیں اور کسی دوسری خوشبو میں ملا کر اپنے پاس رکھتیں (اور نئی دلہن یا لڑکیوں کو بطور تحفہ دیتیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ایک دن) دریافت کیا ام سلیم (رضی اللہ عنہا)! یہ کیا؟ (کرتی ہو) انہوں نے عرض کیا حضور! (میرے ماں باپ آپ پر سے قربان ہوں) ہم اسے دوسری خوشبو میں ملا دیتے ہیں۔ تو وہ بہت عمدہ (قسم کی) خوشبو ہو جاتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم اس سے اپنے بچوں کیلئے برکت کی امید رکھتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اَصَبْتِ'' (یعنی) ام سلیم رضی اللہ عنہا تو نے یہ ٹھیک کیا۔ (متفق علیہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رنگت نہایت روشن تھی اور آپ ﷺ کے پسینہ کے قطرے گویا کہ موتی کے دانے تھے چلنے کے وقت کچھ آگے کو جھک کر چلتے اور میں نے کوئی ریشم یا پٹ آپ ﷺ کی ہتھیلی مبارک سے زیادہ نرم نہیں چھوا اور نہ کستوری نہ عنبر آپ ﷺ کے (جسد مبارک) کی خوشبو سے زیادہ خوشبو سونگھی۔

(مشکوٰۃ ۵۰۸،۵۰۹)

صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پیشین (ظہر) کی نماز پڑھی۔ آپ ﷺ (مسجد سے) گھر کو نکلے تو میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہی نکلا۔ سامنے سے آپ ﷺ کو (رستہ میں) چند بچے آتے ہوئے ملے۔ آپ ﷺ نے (بکمال شفقت ومحبت) ایک ایک کے چہرے پر دست مبارک پھیرا۔ اور میرے چہرے پر بھی پھیرا میں نے آپ ﷺ کے دست مبارک کی ٹھنڈک اور خوشبو ایسی پائی کہ گویا آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک کسی عطار کے ڈبے سے نکالا ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۰۹)

اسی طرح جامع ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس رستے سے چلتے تھے آپ ﷺ کے بعد کا چلنے والا پہچان لیتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس رستے سے گزرے ہیں آپ ﷺ کی خوشبو کی وجہ سے۔'' (مشکوٰۃ ص ۵۰۹)

الغرض حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سراپا برکت تھے۔ اور سب انبیاء علیہم السلام خدا کی وحی کے سبب ہر امر میں یمن وبرکت والے ہوتے ہیں چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی نقل کیا کہ انہوں نے گود مادر میں کہا ''**وجعلنی مبارکاً اینما کنت**'' (یعنی) خداوند تعالیٰ نے مجھ کو صاحب برکت بنایا ہے جہاں کہیں میں ہوں۔ (زمین پر یا آسمان پر، سفر میں یا حضر میں) اور حضرت ابراہیم واسحاق (علیہما السلام) کے حق میں فرمایا: ''**وبارکنا علیه وعلیٰ اسحق**'' (صافات پ۲۳) (یعنی) ہم نے برکت رکھی اس پر یعنی ابراہیم علیہ السلام پر اور اسحاق علیہ السلام پر (بھی)''۔

اور اہل صلاحیت کے دم قدم کی برکت سے بیماریوں اور آفتوں کا دور ہونا اور بارشوں کا بوقت ضرورت برسنا اور رزق ومال میں افزائش احادیث صحیحہ مرفوعہ اور آثار صحابہ وتابعین اور دیگر بزرگان دین کے واقعات سے ثابت ہے اور یہ متواترات کی جنس سے ہے اس سے انکار کی گنجائش نہیں ہے **هذا والله الهادی**۔

وهذا کتاب انزلنه مبارك (انعام پ۷) یعنی یہ برکت والی کتاب ہے، جسے ہم نے (مقام عظمت سے) نازل کیا ہے۔

الغرض یہ برکت والی کتاب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب پاک پر اتار دی گئی۔ جیسا کہ فرمایا **فانه نزله علی قلبك باذن الله** (بقرہ پ۱) (یعنی) حضرت جبریل علیہ السلام تو یہ قرآن پاک کے قلب پر خدا کے حکم سے لے کر آئے ہیں۔ (پھر ان کی دشمنی کے کیا معنی؟)

نیز فرمایا ''**نزل به الروح الامین علی قلبك**'' (الشعراء پ۱۹) (یعنی) (اے پیغمبر!) آپ ﷺ کے قلب پر اس قرآن کو الروح الامین لے کر آئے ہیں۔

مومن کا دل برکات کا خزینہ اور اسرار کا گنجینہ:۔ ان آیات سے واضح ہو گیا کہ حضور ﷺ کا قلب فیوض و برکات رحمانیہ کا خزینہ اور انوار و اسرار ربانیہ کا گنجینہ ہے جس کسی کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ کی طرح اس سے اتصال و انضمام نصیب ہو گیا اس کا سینہ نور و سکینہ سے بھر گیا اور جس کسی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر کرم پڑ گئی۔ اس کا دل خدا کی طرف متوجہ ہو گیا۔

چنانچہ تفسیر سراج منیر میں امام خطیب شربینی رحمہ اللہ آیت'' ویز کیھم'' (جمعہ پ ۲۸) کے ضمن میں فرماتے ہیں:

ویزکیھم یعنی یہ نبی امی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پاک کرتا ہے ان کو شرک اور رذیلے اخلاق اور ٹیڑھے عقائد سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ تزکیہ اپنی حیات طیبہ میں ان لوگوں کی طرف نظر (کرم) کرنے اور ان کو علم دین کے سکھانے اور ان پر قرآن شریف کے تلاوت کرنے سے تھا پس ایسا بھی ہوتا کہ آپ ﷺ کسی انسان کی طرف نظر محبت سے دیکھتے تو اللہ تعالیٰ اس کی قابلیتوں کے موافق اور ان امور کے مطابق جن کی نسبت خدا تعالیٰ نے عالم قضا وقدر میں مقرر کر رکھا ہے۔ (سراجاً منیراً ص ۵۷)

باطن کا فیض:۔ اهل الحديث همو اهل النبی و ان لم يصحبوا نفسه انفاسه صحبوا

یعنی اہل حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل ہیں اگرچہ انہوں نے آپ ﷺ کی ذات گرامی کی صحبت کا شرف نہیں پایا لیکن آپ ﷺ کے انفاس طیبہ کی صحبت تو حاصل ہے۔

حضرت شاہ عبداللہ مجددی رحمہ اللہ المعروف شاہ غلام علی صاحب رحمہ اللہ'' مقامات مظہری'' میں بضمن ذکر حاجی محمد افضل صاحب سیالکوٹی حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید کا قول نقل فرماتے ہیں:۔

حضرت (مرزا جان جاناں رحمہ اللہ) صاحب فرماتے تھے کہ اگرچہ میں نے حضرت (حاجی محمد افضل) صاحب رحمہ اللہ سے بظاہر (سلوک فقر) کا استفادہ حاصل نہیں کیا۔ لیکن حدیث شریف کے سبق کے ضمن میں آپ کے باطن شریف سے فیوض فائض ہوتے تھے اور عرض نسبت میں قوت پہنچتی تھی حضرت (حاجی) صاحب کو حدیث شریف کے بیان میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت میں استغراق ہو جاتا تھا اور بہت سے انوار و برکات ظاہر ہوتے تھے گویا کہ معنوی طور پر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت حاصل ہو جاتی تھی۔ الخ

(مقامات مظہری ص ۲۲/۲۳)

اولیاء علوم و اعمال کے محافظ:۔ الغرض حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) چشمہ فیض و برکت ہیں اور آپ ﷺ کا فیض بوجہ آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی تاقیام دنیا جاری ہے اور ان فیوض کے حصول کے ذرائع قرآن و حدیث کی اتباع اور محدثین عظام کی صحبت ہے قرآن و حدیث تو اصل منبع و مخزن شریعت ہیں اور محدثین و اولیاء اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم و اعمال کے محافظ و رہنما ہیں۔ بس ان کی رہنمائی میں سیدھے چلے جاؤ اور دائیں بائیں نہ دیکھو۔ پھر خدا کے فضل سے اپنی محنت بھر کا ثمرہ پالو گے۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ طبیعت مرا در غایت اعتدال آفریدہ است و در طینت من رغبت اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ودیعت نہادہ۔ (مقامات مظہری ص ۱۶)

اللہ تعالیٰ نے میری طبیعت نہایت اعتدال پر پیدا کی ہے اور اتباع سنت کی رغبت میری سرشت میں ودیعت کی ہوئی ہے۔ (سراجاً منیراً ص ۶۰)

"القول الجمیل" میں روحانی ترقی کا راز:۔ روحانی ترقی کی صورت یہ ہے کہ روح میں جذب الی اللہ کی صفت حاصل ہو جائے۔ تاکہ انسان اللہ تعالیٰ کی عنایت و مہربانی خصوصی کا محل بن جائے اور یہ بات دائمی توجہ الی اللہ اور کثرت ذکر سے حاصل ہوتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب حقیقت نسبت کے بیان میں فرماتے ہیں:

اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ جب بندہ طاعات اور طہارت اور اذکار پر ہمیشگی کرتا ہے تو اس کو ایک صفت حاصل ہو جاتی ہے جس کا قیام نفس ناطقہ میں ہوتا ہے اور اس توجہ کا ملکہ راسخہ پیدا ہو جاتا ہے۔ (انتہی مترجماً، القول الجمیل)

پھر حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ اس شبہ کا حل کہ متاخرین صوفیہ رحمہم اللہ کا طریق ذکر صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ سے منقول نہیں

ہے یوں کرتے ہیں:۔میرے نزدیک ظن غالب یہ ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سکینہ یعنی نسبت کو اور ہی طریقوں سے حاصل کرتے تھے۔سو منجملہ ان کے مواظبت (ہمیشگی) ہے۔صلوات اور تسبیحات پر خلوت میں خشوع اور خضوع کی شرط کے ساتھ اور منجملہ ان کے مواظبت ہے طہارت پر اور لذتوں کی توڑنے والی (موت) کی یاد پر اور (یاد کرنا) اس کو جو حق تعالیٰ نے مطیعوں کے واسطے ثواب تیار کر رکھا ہے۔نیز (یاد کرنا اس کو جو نافرمانوں (گناہگاروں) کے لئے عذاب معین کر رکھا ہے تو اس مواظبت اور یاد سے لذات حسیہ سے جدائی اور انقطاع ہو جاتا ہے اور منجملہ ان کے مواظبت ہے قرآن مجید کی تلاوت پر اور اس کے معانی میں تدبر کرنے پر اور واعظین کی (پندو موعظت سننے پر اور ان احادیث کے سننے سمجھنے پر جن سے دل نرم ہو جاتے ہیں حاصل کلام یہ کہ (صحابہ اور تابعین) اشیائے مذکورہ پر مدت دراز تک (پختگی سے) مواظبت کرتے تھے۔پس ان کو اس سے ملکہ راسخہ اور ہیات نفسانیہ حاصل ہو جاتی تھی پھر باقی تمام عمر تک اس کی محافظت کرتے تھے (کہ یہ متاع بے بہا کہیں ضائع نہ ہو جائے) اور یہ معنی متوارث ہے رسول (کریم) صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ہمارے مشائخ کے طریق سے اس میں کسی قسم کا شک نہیں ہے۔اگر چہ رنگ مختلف ہیں اور حاصل کرنے کے طریقے جدا جدا ہیں (القول الجمیل ص۹۳/۹۲)

اشغال اولیاء کی سندی حیثیت:۔مولانا خرم علی صاحب ''القول الجمیل'' کے ترجمہ شفاء العلیل میں اس عبارت کے ترجمہ کے بعد فرماتے ہیں: خلاصہ جواب یہ ہے کہ جس امر کے واسطے اولیائے طریقت رضی اللہ عنہم نے یہ اشغال مقرر کئے ہیں۔وہ زمان رسالت سے اب تک برابر چلا آیا ہے۔گو طرق اس کی تحصیل کے مختلف ہیں۔تو فی الواقع اولیائے طریقت مجتہدین شریعت کے مانند ہوئے (القول الجمیل ص۹۴)

یہ عاجز خاکپائے حضرات بزرگان دین کہتا ہے کہ کثرت ذکر اور تسبیحات اور تلاوت قرآن مجید پر مواظبت کی تاکید و ترغیب قرآن مجید اور حدیث شریف میں بکثرت ہے۔ہم اپنے قارئین کے لئے بعض مقامات مع ترجمہ اور تشریحات کے نقل کرتے ہیں حق تعالیٰ نے سورۂ احزاب پارہ۲۲ میں فرمایا: **یایھا الذین امنوا اذکرو الله ذکراً کثیراً و سبحوه بکرةً واصیلاً**

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو (تمہارے ایمان کا مقتضیٰ یہ ہے کہ) تم خدا کو بہت بہت یاد کیا کرو اور تسبیح پڑھتے رہا کرو اس کی صبح و شام (تاکہ ان ہر دو واقعات میں تسبیح کرنے سے ان کے درمیانی اوقات یعنی باقی دن اور رات میں بھی کثرت تسبیحات کا اثر جاری و ساری رہے کیونکہ خدا کے ذکر اور تسبیحات سے نور قلب اور تصفیہ و تزکیہ باطن حاصل ہوتا ہے۔

پھر فرمایا:''**هو الذی یصلی علیکم و ملائکته لیخر جکم من الظلمت الی النور و کان بالمؤمنین رحیماً**''

خدا وہ ذات ہے جو تم پر (دائماً) برکات نازل کرتا رہتا ہے اور فرشتے بھی تمہارے لئے مغفرت و رحمت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں۔تاکہ (خدا تعالیٰ) تم کو (کفر و شرک اور بدعات و توہمات اور معاصی و شبہات اور ناپاک اخلاق و عادات اور نفسانی حجابات کی) ظلمتوں سے نکال کر (ایمان و اتباع سنت اور طاعات و خیرات اور کشوف و مشاہدات کی) روشنی میں لے آئے اور وہ مومنوں پر (تو خصوصیت سے) مہربان ہے چنانچہ قیامت کے دن اور بھی لطف و کرم کرے گا کہ ان ذاکرین و مسبحین کو اس کے دربار سے سلام کا تحفہ ملے گا جو ہر طرح کی آفت سے سلامتی کا ضامن ہوگا چنانچہ اس کے بعد فرمایا:۔

''**تحیتھم یوم یلقونہ سلام**''، یعنی جس دن (یہ مومن) اس کی ملاقات کریں گے تو ان کا تحفہ سلام ہوگا اور مزید بر آں یہ کہ'' **واعدلھم اجراً کریماً**'' (احزاب پ۲۲) یعنی اور تیار رکھا ہے ان کیلئے اجر نہایت عزت وقدر والا''۔(سراجاً منیراً ص۶۳)

ذکر کثیر پر فرشتوں سے موانست:۔ احادیث و آیات سے ثابت ہے کہ فرشتوں کی پیدائش نور سے ہے ان کا مایہ حیات ذکر خدا ہے تسبیحات ان کا دن رات کا شغل ہے، نہ وہ اس سے تھکتے ہیں نہ اکتاتے ہیں انسان خاکی ہے پھر سرکش نفس بھی اس پر سوار ہے سفلیات میں گرنا اس کا کام ہے اس لئے اس خاک کے پتلے کو نورانی لوگوں سے مناسبت و مشابہت تب حاصل ہو جب وہ روزانہ مشق اور دائمی ریاضت سے ممنوع نفسانی خواہشوں سے تو بالکل پاک ہو جائے اور مباحات میں تقلیل (کمی) کر کے نفس کے اضطراب اور

نفسانی خواہشوں کی کشمکش سے سلامت رہے اور سکون خاطر اور فراغ قلب سے اپنے اوقات کو طاعات و ذکر خدا سے معمور رکھے اور یقین جانیے کہ قلب کی حقیقی طمانیت تو بس ذکر خدا میں ہے اگر کسی کا دل اس کے سوا کسی اور چیز سے مانوس ہو گیا اور وہ سمجھتا ہے کہ میں اس حالت میں مطمئن ہوں تو یہ اس کی نادانی ہے جیسے کہ بچوں کو کھیل یا کھلونے سے سکون وقرار ہو جاتا ہے اسی طرح دنیا دار جو ذکر خدا کی لذت سے ناآشنا ہیں وہ امور دنیا اور اس نہ رہنے والی زندگی کی لذت میں اپنا سکون وقرار سمجھ لیتے ہیں۔اسی معنی میں فرمایا:۔ان الذین لایرجون لقآءَ نا ورضوا بالحیوۃ الدنیا واطمانوابھا والذین ھم عن اٰیاتنا غافلون اولٓئک ماوھم النار بما کانوا یکسبون (یونس)

’’(یعنی) جولوگ ہماری ملاقات کا ڈر نہیں رکھتے اور دنیوی زندگی پر راضی ہو گئے اور اسی سے مطمئن ہو گئے اور وہ ہمارے احکام سے غافل ہو گئے ہیں کچھ شک نہیں کہ ان کا ٹھکانا جہنم میں ہوگا اس کمائی کے بدلے جو وہ کرتے رہے۔‘‘

اور خدایا دلوگوں کی نسبت فرمایا:’’الذین امنوا وتطمئن قلوبھم بذکراللہ الابذکر اللہ تطمئن القلوب‘‘ (۱۳پ)(یعنی) خدا کی طرف وہ لوگ رجوع لاتے ہیں جو ایمان لے آتے ہیں اور خدا کے ذکر سے ان کے دل قرار پکڑتے ہیں سن رکھو کہ دلوں کو اطمینان حقیقی صرف یادخدا ہی سے ملتا ہے۔‘‘

حاصل مطلب یہ کہ امور دنیا میں کمی کر کے ذکر خدا کیلئے فراغت حاصل کی جائے اور اطمینان قلب اور سکون خاطر سے خدا کو یاد کیا جائے اور اطمینان قلب اور سکون خاطر سے خدا کو یاد کیا جائے اور مشق روزانہ اور دائمی چاہیے کیونکہ ناغوں سے استعداد (ناقص رہتی) ہے اور کمال حاصل نہیں ہوتا۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا’احب الاعمال الی اللہ ادومھا وان قل‘‘ (مشکوٰۃ ص۱۰۲)(سراجاً منیراً ص۶۳ تا۶۵)

ذکرواذکار سے رغبت:۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کی بشارت کے سلسلہ میں حضرت ذکریا علیہ السلام کو حکم دیا’واذکر ربك کثیراً‘‘ (آل عمران۳پ)

جہاد میں دشمنوں کے مقابلہ میں ڈٹے رہنے کے ساتھ یاد الٰہی میں مشغول رہنے کا حکم دیا۔واذکرو اللہ کثیراً (پ۱۰) یعنی یاد کرتے رہو خدا کو بہت بہت۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو معاون بنانے کے سلسلہ میں عرض کیا تھا نسبحك کثیراً ونذکرك کثیراً (طٰہٰ پ۱۶) یعنی ہم دونوں مل کر تسبیح کریں تیری بہت بہت اور یاد کریں تجھ کو بہت بہت۔(سراجاً منیراً ص۶۵)

قرب نوافل سے تقرب الٰہی:۔ قرآن وحدیث کی تصریحات واشارات اور بزرگان دین کے تجربات سے اس عاجز نے قرب نوافل میں سب سے زیادہ مؤثر چار چیزوں کو پایا۔

۱۔نماز تہجد ۲۔تلاوت قرآن مجید ۳۔کثرت درود شریف ۴۔کثرت استغفار

پس جملہ ارادت منداحباب ان پر ہر چہار کو (عملی طور پر) اپنے اوپر لازم گردانیں۔اگر پہلے طبیعت پر بوجھ پڑے تو اکتا نہ جائیں بغیر ریاضت ومشقت کے کوئی کام پورا نہیں ہو سکتا۔اگر بالفرض رات کو ناغہ ہو جائے تو دن کو اور دن کو ہو جائے تو رات کو پورا کر لیں۔(ص۱۳۔۱۲)

ذکر نفی اثبات کے فضائل:۔ پانچویں چیز تسبیحات بھی لکھی ہیں اور اب چھٹی چیز تہلیل (لاالہ الااللہ) بھی لکھتا ہوں کیونکہ حدیث پاک میں اسے افضل الذکر کہا گیا ہے۔(مشکوٰۃ شریف)

سو نماز تہجد کے متعلق ایک مستقل اور جامع رسالہ بنام نماز تہجد مدت سے شائع ہو چکا ہے،اسی طرح تلاوت قرآن مجید کے متعلق بھی بہت جامع اور بے نظیر رسالہ بنام’’ حلاوۃ الایمان بتلاوۃ القرآن‘‘ چھپ چکا ہے اور درود شریف کا بھی کسی قدر ذکر اسی کتاب’’سراجاً منیراً

''میں پہلے ہو چکا ہے اب اس مقام پر خدا کی توفیق سے استغفار وتسبیحات وتہلیلات وغیرہا کا ذکر کیا جاتا ہے۔ واللہ الموفق۔

خاصان خاص کا استغفار:۔ پرہیزگار نیکوکار استغفار کر کے اپنے قلوب کو کبر ونخوت اور رعونت و پنداشت سے پاک کرتے ہیں اور ضدی وسرکش استغفار کو موجب عار جان کر گناہ پر اصرار کرتے ہیں۔

استغفار کا بہتر وقت:۔ بعد از نماز تہجد ہے جیسا کہ آیات مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی تجلی خصوصی کے نزول کا یہی وقت ہے جیسا کہ حدیث النزول سے ثابت ہے تفسیر ''معالم التنزیل'' میں آیت ''سوف استغفرلکم ربی'' (یوسف پ۱۳) کے ذیل میں اکثر مفسرین کا قول نقل کیا ہے کہ (حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کے لئے فوراً استغفار نہ کیا بلکہ ان سے وعدہ کیا کہ عنقریب بخشش مانگوں گا) اس سے ان کی مراد سحر کے وقت دعا کرنا تھی۔'' (جلد۲ص ۴۷۵)

فضائل استغفار کے بیش از بیش ہیں یہ خدا کی رحمت کا جالب ہے گناہ اور گناہ کرانے والی قوتوں (کے میل) کے لئے صابن کا حکم رکھتا ہے حدیث ابن ماجہ میں ہے خوشخبری ہے اس کے لئے جس نے پایا اپنے نامہ اعمال میں استغفار کثیر۔ (سراجاً منیراً ص ۷۱ بحوالہ مشکوٰۃ شریف)

مریدین اور تمام متعلقین کیلئے دعا:۔ امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو درداء صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سب مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے ہر روز پچیس یا ستائیس دفعہ بخشش مانگتا ہے وہ ان لوگوں میں سے ہو جاتا ہے جن کی دعا مستجاب ہوتی ہے اور اہل زمین کو ان کی برکت سے رزق ملتا ہے۔ (حصن حصین: ص۵۴)

''تحدیثاً بنعمة الله'' یہ بندہ حقیر سراپا تقصیر محمد ابراہیم میر سیالکوٹی خدا تعالیٰ کے حسن توفیق سے سالہا سال سے عموماً ہر شب کو بوقت تہجد اس حدیث کے رو سے خاص خاص فوت شدہ اور زندہ احباب اور ان کی ازواج اور اپنے تمام اساتذہ کرام اور ان کی ازواج اور اپنے تمام اقرباء اور اپنے تمام ارادتمند مبایعین اور مخلص خدام اور محسنین ومحبین اور جن کی میں نے کبھی غیبت کی یا جس کسی پر ناحق ظلم کیا اور جس کسی کا میرے ذمہ حق باقی رہ گیا ہو اور میں نہیں جانتا ان سب کے لئے دعائے مغفرت کرنے کے بعد ستائیس دفعہ حضرت نوح علیہ السلام والا استغفار پڑھا کرتا ہوں کہ وہ بہت جامع ہے خدا تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے مجھے اس کی برکات سے متمتع کرے۔ آمین ورنہ میں بہت بڑا گناہگار رہوں۔ سوائے اس کے فضل کے کوئی سہارا نہیں۔ ''اللهم مغفرتك اوسع من ذنوبي ورحمتك ارجى عندي من عملي''

ترجمہ: اے اللہ تیری بخشش میرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے اور مجھے اپنے عمل کی نسبت تیری رحمت کی زیادہ امید ہے۔

(سراجاً منیراً ص۷۳)

ذکر نفی اثبات کی اہمیت:۔ تہلیل کے معنی ہیں ''لا الہ الا اللہ'' کہنا یعنی اُلوہیت کو صرف خدا تعالیٰ کے لئے مخصوص کرنا دین اسلام کی اصل بنیاد یہی ہے اور یہی اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ قرآن شریف میں سب سے زیادہ اسی کی تاکید ہے اور جملہ دیگر مذاہب میں جو شرک پھیلا۔ وہ اسی کو صحیح طور پر نہ سمجھنے اور قائم نہ رکھنے کی وجہ سے پھیلا۔ یہی شرک سوز کلمہ توحید ہے اور اس کے صحیح رکھے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ صوفیائے کرام رحمہم اللہ نے ذکر خدا کی مشق کے لئے اسی کو منتخب کیا ہے اور ان کے نزدیک اس کا نام نفی، اثبات کا ذکر ہے، یعنی لا الہ میں غیر اللہ کی اُلوہیت کی نفی ہے۔ اور الا اللہ میں خاص خدا کے لئے اس کا اثبات ہے اور حدیث شریف میں افضل الذکر اسی کو قرار دیا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ۱۹۳، بحوالہ سراجاً منیراً ص ۸۹)

ذکر نفی اثبات کی دوسری فضیلت:۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے درگاہ ایزدی میں عرض کی کہ خداوند!! مجھے کچھ سکھا جس سے میں تیرا ذکر کروں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا: یا موسیٰ! قل لا اله الا الله یعنی اے موسیٰ لا الہ الا اللہ کہا کر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: خداوند! تیرے سب بندے یہی کہتے ہیں میں تو ایسا ذکر چاہتا ہوں جس سے تو مجھے مخصوص کرے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ علیہ السلام اگر ساتوں آسمان اور ان کے آباد کرنے والے سوائے میری ذات کے اور ساتوں زمینیں بھی (ساتھ ملا کر) ایک پلڑے میں رکھے جائیں اور (یہ کلمۂ توحید) لا الہ الا اللہ

دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو لا الہ الا اللہ ان سے بھاری ہوگا۔''(رواہ فی شرح السنۃ مشکوٰۃ ص۱۹۳)

نفی اثبات سے طمانیت قلب:۔ میں عاجز محمد ابراہیم میر بوجہ کثرت اشغال کے ذکر کے وقت پوری توجہ سے دل نہیں باندھ سکتا۔ جب کبھی اپنے دل کو زیادہ بے لذت پاتا ہوں تو اسی کلمۂ توحید کا ذکر کرتا ہوں۔ پھر خدا کے فضل سے دل سنبھل جاتا ہے اس اثر کی وجہ سے میں عاجز نے اپنے نزدیک اس کا نام محی القلب رکھا ہوا ہے۔'' اللھم انی اسئلك حلاوۃ ذکرك ''قرآن شریف میں سب سے زیادہ ذکر توحید الوہیت کا ہے۔(سراجاً منیراً ص۹۰)

ذکر نفی اثبات پر انعام: جامع ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں کہا کسی بندے نے کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' خالص دل سے مگر کھولے جاتے ہیں اس کے لئے آسمان کے دروازے حتیٰ کہ پہنچتا ہے (یہ کلمہ) عرش تک جب تک کہ وہ بندہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب رکھے۔(مشکوٰۃ ص۱۹۴)(سراجاً منیراً ص91)

ذکر اللہ کی برکات کا عملی مشاہدہ:۔ حدیث پاک کے رو سے ان تینوں کا اکٹھا ذکر بھی موجب ثواب اُخروی اور باعث برکات دنیوی ہے خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے گھر کے کام کاج سے تھک جانے کی وجہ سے کوئی خادم مانگا۔آپ ﷺ نے فرمایا (بیٹی) میں تمہیں ایسا ورد بتاؤں جو خادم سے بہتر ہو ہر نماز کے بعد اور جب تم رات کو بستر پر لیٹو تو تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمدللہ اور چونتیس بار اللہ اکبر پڑھا کرو۔(رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص۲۰۱)

یہ عاجز محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ بھی کثیر الاشغال ہے جب کبھی بہت تھک جاتا ہوں تو رات کو بستر پر لیٹتے وقت یہ وظیفہ پڑھتا ہوں تو خدا تعالیٰ تکان اتار دیتا ہے اور دیگر برکات تو وہی جانتا ہے جس کے ہاتھوں میں سب برکتیں ہیں۔واللہ الموفق (سراجاً منیراً ص۹۹)

بابرکت وظیفوں سے مبارک بشارتیں

ابراہیم علیہ السلام کی زیارت اور بشارت:۔ اس عاجز ذرۂ بے مقدار کا سب سے پہلا تبلیغی سفر ۱۸۹۸ء میں شہر جہلم میں ہوا اس وقت سے اس وقت تک ان لوگوں کو اور ان کی اولاد کو اس گناہگار سے اُلفت وعقیدت ہے اب مئی ۱۹۸۲ء میں جو وہاں پر میرا جانا ہوا تو اس خاندان کی ایک معمر خاتون نے جس خاندان سے جہلم میں توحید وسنت کا ولولہ پیدا ہوا اور وہ میرے ظن میں نہایت خدایاد ذاکرات سے ہے میرے پاس آ کر بیان کیا کہ پچھلی دفعہ جب آپ تشریف لائے تھے اور آپ نے خدا کی یاد کے لئے چند اوراد ووظائف بتلائے تھے خدا کا شکر ہے کہ میں اس کی توفیق سے وہ اذکار پڑھتی ہوں ایک رات خواب میں دیکھا کہ گوری رنگت کے ایک سفید ریش بزرگ جو عمدہ سفید لباس زیب تن فرمائے ہوئے تھے میرے سامنے آ گئے۔ میں نے ان کی بزرگی کی وجہ سے ان کی تعظیم کی۔اور اپنے سب حالات بیان کئے۔انہوں نے مجھے ایک وظیفہ بتایا اس کے بعد وہ اور نصائح فرماتے رہے اور میں سنتی رہی آخر میں نے جرأت کر کے عرض کیا کہ آپ فرمائیں کہ آپ کون بزرگ ہیں۔فرمانے لگے: میں ابراہیم خلیل اللہ ہوں میں نے عرض کیا مجھے وہ وظیفہ جو آپ نے ابھی بتلایا تھا بھول گیا ہے پھر فرمائیں کہ وہ کس طرح ہے؟ انہوں نے آپ کا نام لے کر کہا کہ وہ وظیفہ مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ سے پوچھ لینا اس کے بعد وہ رخصت ہو گئے اور میری آنکھ کھل گئی۔ میں اس وقت کی کیفیت بیان نہیں کر سکتی کہ میرے دل پر کیا گزری۔ ہر دم شوق رہا کہ ہمت ہو تو سیالکوٹ پہنچوں۔لیکن عمر اور مالی حالت کی کمزوری کی وجہ سے اس شوق کو پورا نہ کر سکی۔اب آج سنا تھا کہ آپ جہلم تشریف لائے ہیں تو بصد شوق وتمنا حاضر ہوئی ہوں کہ وہ وظیفہ کون سا ہے۔ان کے خویشوں میں سے مولوی عبدالعزیز (آہ! آج وہ فوت شدہ ہیں) مرحوم مع دیگر مردان وخواتین کے میرے پاس بیٹھے تھے میں نے ان سے کہا کہ کیا مشکوٰۃ شریف تمہارے پاس ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! مظاہر حق (اس کی شرح) موجود ہے۔ میں نے کہا: لے آؤ! وہ اپنے گھر سے مظاہر حق لے آئے اور میں نے یہ حدیث اس میں سے نکال کر ان کو پڑھوائی اور کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس



نام کتاب:۔ تصوف وشریعت

مصنف ______ از محمد عباس انجم گوندلوی

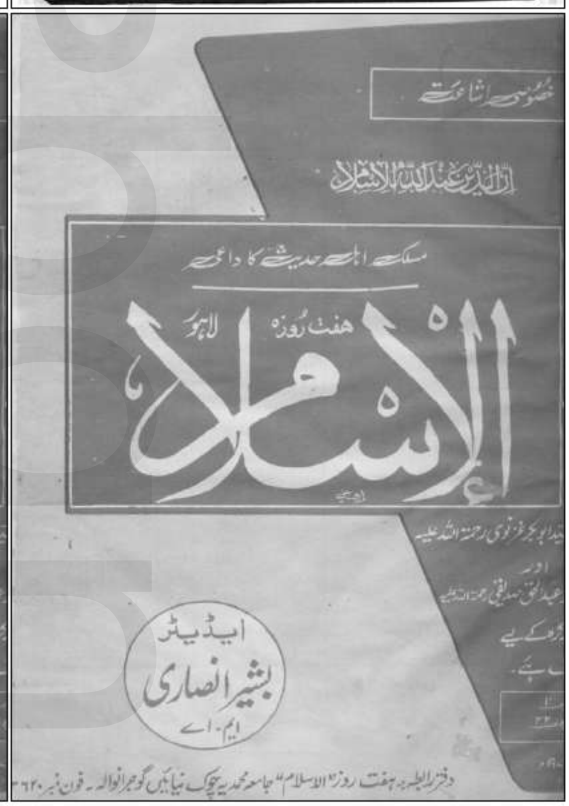
اشاعت ______

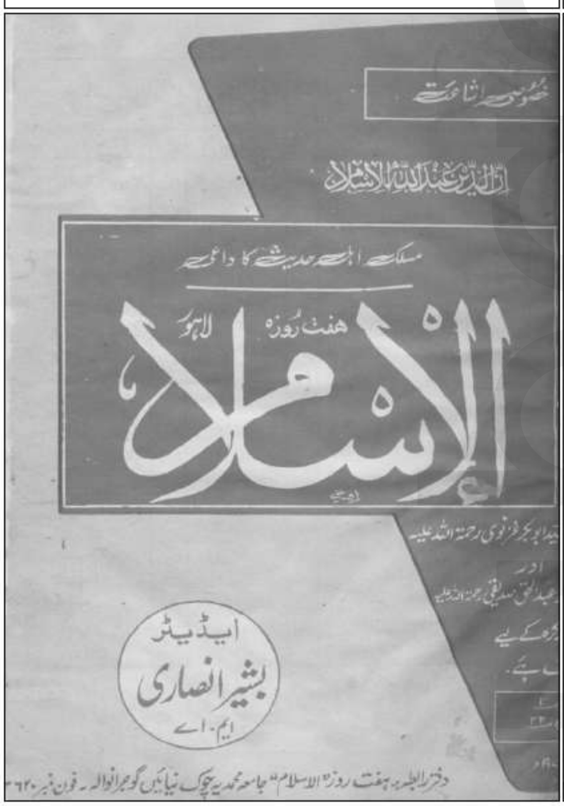
تعداد ______

قیمت ______

ملنے کا پتہ

جامع مسجد صدیقیہ
اہلحدیث ماڈل ٹاؤن (گوجرانوالہ)





امت مرحومہ کو نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت جو وظیفہ سکھایا ہے۔ وہ یہی ہے۔ غالبًا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مراد یہی ہوگی۔ میں خود تو اس لائق نہیں ہوں کہ ان کی پاک مجلس میں باریابی حاصل کرسکوں، بلکہ جیسا کہ مولانا جامی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے ۔

تاب و صلت کارپاکاں من ازیشاں نیستم — چوں سگانم جائے دہ درسایہ دیوار خویش

میں اس نسبت سے بھی کمتر نسبت والا ہوں نیز بفحوائے ''مجھ سے میرا ذکر بہتر ہے کہ اس محفل میں ہو'' لیکن الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ جب سے مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ پیغام پڑھا ہے اس وقت سے یہ وظیفہ عموماً کرتا ہوں غالبًا اسی وجہ سے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے اس سن رسیدہ نیک خاتون کو جو اپنے عام اوقات ذکر خدا سے معمور رکھتی ہے میری طرف رجوع کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

خداوند جانتا ہے کہ میں بہت گناہگار ہوں اور اس سے زیادہ گناہگار رہوں۔ جس قدر کہ کوئی مجھے جانے لیکن باوجود اس کے تیری رحمت کا امیدوار ہوں اس لئے کہ مغفرت کے زیادہ لائق گناہگار ہی ہیں پس تو اپنی ستاری وغفاری اور کریمی ورحیمی کے صدقے میرے حال پر رحم فرما اور مجھے اپنے ذکر کی حلاوت نصیب کر اور اسے قبول فرما کر اور میرے گناہ بخش کر اپنی رحمت کے سایہ میں لے لے۔ آمین یا ارحم الراحمین آمین (سراجاً منیراً ص۱۰۳)

نام کتاب:۔ تصوف وشریعت........ مصنف:۔ از محمد عباس انجم گوندلوی
ملنے کا پتہ: جامع مسجد صدیقیہ اہلحدیث ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

اولیاء کا احترام واجب ہے:۔ ''الاان اولیاء اللہ لا خوف علیهم ولا هم یحزنون الذین امنوا وکانوا یتقون''
سنو! اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو کوئی خوف وڈر نہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔(یونس۶۲،۶۳)

اللہ کے ولی وہ ہوتے ہیں جو ایمان لانے کے بعد ہر برائی سے بچتے ہیں۔ شریعت محمدیہ میں ولی وہ ہوتا ہے جو کتاب وسنت کا پابند ہوتا ہے۔ اس کا عقیدہ خالص توحید کا ہو اور شریعت اسلامیہ پر مکمل عمل کرے۔ اس تعریف کی روشنی میں سب سے افضل اولیاء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں صحابہ کرام کی ولایت وتقویٰ کی شہادتیں قرآن دیتا ہے۔ اولیاء اللہ کا احترام قرآن واحادیث کی روشنی میں واجب ہے۔(تصوف وشریعت ص۲)

وضاحت: تصوف میں توحید کا تصور اس قدر بنیادی ہے کہ اگر یوں کہا جائے کہ تصوف درحقیقت توحید پر پختہ ایمان کا نام ہے اور صوفی ایک پختہ موحد کو کہتے ہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ مشہور صوفی عزیز الدین نسفی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الانسان الکامل'' میں صوفی کو اہل وحدت کے نام سے یاد کرتے ہیں۔(از مرتب اثری)

بیعت جہاد اور بیعت اصلاح:۔ ابن اثیر رحمہ اللہ بیعت کی تعریف میں رقمطراز ہیں۔''هو عبارة عن المعاقدة علیه و المعاهدة کان کل واحدة منهما باع ماعنده من صاحبه واعطاه خالصة نفسه''(نہایہ ج۱ص۱۷۴) بیعت سے مراد ہے باہم معاہدہ وعقد کرنا کیونکہ بیعت میں ایک آدمی دوسرے ساتھی کو ولی اخلاص عطا کرتا ہے۔ اللہ پاک حدیبیہ کے مقام پر ان صحابہ کرام رضوان اللہ کی تعریف فرماتے ہیں جنہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ فرمایا:''ان الذین یبایعونك انما یبایعون الله یدالله فوق ایدیهم فمن نکث فانما ینکث علی نفسه ومن اوفی بما عاهد علیه الله فسیوتیه اجرا عظیما''(الفتح۱۰) بے شک جو لوگ تجھ سے اے پیغمبر حدیبیہ میں بیعت کررہے ہیں وہ گویا خدا سے بیعت کررہے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے اور پھر جو کوئی اپنا اقرار توڑے وہ اقرار توڑ کر اپنا نقصان کرے گا اور جو کوئی اس اقرار کو پورا کرے ساتھ باندھا اس کو اللہ تعالیٰ کے اللہ اس کو بہت ثواب دے گا۔ جن لوگوں نے یہ بیعت کی تھی اللہ پاک نے ان پر رضامندی کا اعلان فرمایا۔

''لقد رضی الله عن المؤمنین اذیبا یعونك تحت الشجرہ فعلم مافی قلوبهم فانزل السکینة علیهم واثابهم فتحا قریبا'' (الفتح ۱۸) اللہ ان مسلمانوں سے راضی ہو چکا جب وہ (کیکر یا بیری) کے درخت کے نیچے (حدیبیہ میں) تجھ سے بیعت کر رہے تھے اللہ نے جان لیا جو اخلاص ان کے دلوں میں تھا تو ان کے دلوں پر تسلی اتاری اور ایک نزدیک والی فتح ان کو انعام میں دی۔

(فوائد سلفیہ حاشیہ ۸) میں لکھا ہے کہ یہ بیعت اس وقت لی تھی جب آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کفار سے گفتگو کرنے کے لیے مکہ معظمہ بھیجا اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو روک لیا اور ادھر مسلمانوں میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمان شہید کر دیئے گئے یہ بیعت اس بات پر تھی کہ مرتے دم تک میدان جہاد سے نہیں بھاگیں گے (انتہیٰ)

شرعی اور بدعی بیعت کے اثرات کا فرق معلوم ہوا شرعی بیعت جہاد، مسلمان کی خیر خواہی کے لئے ہوتی تھی اور نبی پاک ﷺ اور آپ کے بعد خلفائے راشدین اور امراء کی بیعت ایک معاہدہ تھا ''لا اله الا الله محمد رسول الله'' کی غلامی اختیار کریں گے جس کا ہر مسلمان پابند ہے اور اس بات پر بھی اتفاق کی گنجائش ہے کہ منکرات کو ترک کرنا اور خیرات کو روبہ عمل لانے اور شقاوت سے بچنے اور سعادت حاصل کرنے کے لئے تگ ودو کرنا اور تربیت اسلامی کے لئے کسی مرد کامل کو مربی تصور کرنا اچھا کام ہے اور دینی امر ہے۔ (تصوف وشریعت ص ۲۸، ۳۰)

نام رسالہ:۔ ہفت روزہ الاسلام......ایڈیٹر:۔ بشیر انصاری

وضاحت از مرتب اثری: مسلک اہلحدیث کا داعی و ترجمان ''ہفت روزہ الاسلام'' جو کہ ایڈیٹر بشیر انصاری (ایم اے) کی سرپرستی میں لاہور سے شائع ہوتا تھا۔ اس معروف رسالے میں حضرت ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ اور حضرت حافظ عبدالحق رحمہ اللہ کے انتقال پر خصوصی اشاعت کا انتظام کیا گیا جس میں مختلف اہلحدیث محقق اور نامور قلم کاروں نے حصہ لیا ان کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں جو حضرت مولانا ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کی متصوفانہ رسوخ کا بین ثبوت ہیں۔

قافلہ صوفیاء کے عارف غزنوی رحمہ اللہ

وضاحت از مرتب اثری: جناب پروفیسر سلیمان اظہر (ایم اے) لکھتے ہیں:

امام عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ اس سید الطائفہ کا نام ہے جس میں عارف باللہ مولانا غلام رسول قلعہ والے، پیر میر حیدر شاہ، امام عبدالجبار غزنوی، مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ، مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی، صوفی عبدالحق سرہندی مؤلف ''ایفاظ غفلاء الزمان'' بترجمہ محی الدین عبدالرحمٰن، صوفی ولی محمد فتوحی والے، حافظ عبدالمنان وزیر آبادی، مولوی قطب الدین پران والے، مولانا محمد علی لکھوی، مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی اور صوفی محمد عبداللہ اوڈانوالہ رحمہم اللہ اجمعین شامل ہیں۔ یہ تمام بزرگ بالواسطہ یا بلاواسطہ امام عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ ہی کے وابستگان دامن ہیں۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے میں چقماق ہوں، دیئے جلا سکتا ہوں، روشنی نہیں دے سکتا، لیکن غزنوی عارف رحمہ اللہ نے دیئے بھی جلائے اور برصغیر ہند وافغانستان کو نور توحید وسنت سے منور بھی کیا۔

(ہفت روزہ الاسلام لاہور، ص ۱۱)

عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے مرشد کی پیشگوئی:۔ محو حیرت ہوں کہ میں کیا لکھوں اور کس طرح لکھوں کیونکہ پیش نظر وہ تابدار شخصیت ہے جس کا دل انوار الٰہی کی زد میں آ گیا تھا جس کے متعلق افغانستان کے سب سے بڑے شیخ حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ نے فرما دیا تھا تمہیں دور دراز کا سفر کر کے مسائل سمجھنے کی خاطر میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں مجھے یقین ہے کہ مشکل مسئلہ پیش آنے پر اللہ تعالیٰ تمہارے لیے درودیوار کو گویائی عطا کر دیا کریں گے۔ (ہفت روزہ الاسلام لاہور ص ۱۱)

جنید وقت اور بایزید زماں رحمهما الله:۔ افغانستان نے اس (عبداللہ غزنوی) رحمہم اللہ گوہر نایاب، جنید وقت اور بایزید زماں

رحمہما اللہ کو ہند کی جھولی میں ڈال دیا۔ انیسویں صدی کے افغانستان کا نصیب سو گیا اور غزنی کا آفتاب نصف النہار اپنی تمام ترضوفشانیوں کے ساتھ افق ہند پر طلوع ہو گیا۔ (ہفت روزہ الاسلام لاہور ص۱۲)

دوران سفر پرندوں کا مطیع ہو جانا (کرامت):۔ سفر ہجرت امام عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کا ایک یادگار سفر ہے جس خالق کونین کی اطاعت میں اپنے گھر سے رابطہ توڑا تھا اس نے تسخیر کائنات کے عجیب عجیب مظاہر دکھائے۔ بھوک لگی تو دہشت ناک تنہائیوں میں ''مــــن حیــث لایحتسـب'' کے خزانہ سے لذت کام ودہن کا سامان مہیا کیا۔ ہری پور میں اس عاجز نے بعض ثقات سے سنا کہ جب آپ ہری پور کے نواح میں مقیم تھے تو ایک روز ہمراہیوں نے شکار کا گوشت کھانے کی خواہش ظاہر کی، عارف نے نظریں اٹھائیں۔

جانوروں کی ڈار آئی پھڑ پھڑ پرندے نیچے گرنے لگے جب مطلوبہ تعداد میں سامان مہیا ہو گیا تو نگاہیں نیچی کر کے فرمایا اٹھاؤ اور ذبح کر لو.....

(ہفت روزہ الاسلام لاہور ص۱۳)

بطور کرامت مریض کا شفاء پا جانا:۔ اسی جگہ میں نے سنا کہ ایک شخص آپ رحمہ اللہ کو بائیں ہاتھ میں لوٹا پکڑا کر وضو کروانے لگا تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا دائیں ہاتھ سے پکڑو۔ وہ کہنے لگا: جناب میرا دایاں ہاتھ بیکار ہے آپ رحمہ اللہ نے کچھ پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کیا اور ہاتھ اس کے دائیں بازو پر پھیر کر فرمایا: اب پکڑلو بیمار کو مسیحا مل گیا اور اس کا ہاتھ ہمیشہ کیلئے کارآمد ہو گیا۔ اس جگہ بے شمار لوگوں نے آپ رحمہ اللہ سے کسب فیض کیا جن میں راجگان گکھڑ (خان پور ضلع ہزارہ) نمایاں حیثیت کے حامل ہیں۔ قاضیان خانپور کا آپ رحمہ اللہ کے خاندان سے رابطہ بھی شاید اسی جگہ شروع ہوا۔ (ہفت روزہ الاسلام لاہور ص۱۳)

جذبی کیفیات کے درودیوار پر اثرات:۔ یاد رہے کہ قاضی عبدالاحد خانپوری رحمہ اللہ اور قاضی محمد خانپوری رحمہ اللہ ان معدودے چند سعادت مندوں میں شامل ہیں جنہیں امام عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے برعکس علوم زانوئے تلمذ طے کروایا ہے قاضیان خانپور اور غزنویوں میں باہم رشتہ داریاں بھی ہوئیں اور کسب واستفادہ کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ اس وقت حضرت مولانا قاضی محمد عبداللہ صاحب ایم اے ایل ایل بی (حال مقیم مانسہرہ) بعمر اسی سال بقید حیات ہیں جنہیں حضرت الامام عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسب فیض کا شرف حاصل ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت الامام جب مسجد میں ذکر واذکار کرتے تو درودیوار وجد میں آجاتے تھے وہ ہر وقت خشیت الٰہی کے باعث زاروقطار روتے رہتے۔ قرآن وسنت کے اس قدر شیدائی تھے کہ ان کے مدرسے میں صرف قرآن وسنت کی تعلیم دی جاتی تھی۔ منطق فلسفہ وغیرہ کی کتب تک مسجد میں لے جانا منع تھا۔ (ہفت روزہ الاسلام لاہور ص۱۳)

حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کا مراقبہ اور بیعت:۔ بات حضرت عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہو رہی تھی جو افغانستان سے چل کر ضلع امرتسر کی بستی خیردی میں آکر مقیم ہو گئے تھے ان کے دم قدم سے یہ بستی اسم بامسمیٰ بن گئی۔ کچھ عرصہ گمنامی میں گزرا لیکن ؎

کہاں چھپتا ہے اکبر پھول پتوں میں نہاں ہو کر   مشک خود بول اٹھتا ہے عطار کے تعارف کی ضرورت نہیں ہوتی

اور امام تو ''ایں قدر ستم کہ از چشم شراب آید بروں''

تصور مجسم بن چکے تھے اس لیے وحدت کے متلاشیوں کا ان کے گرد ہجوم ہو جانا کوئی بعید از قیاس بات نہ تھی۔

انہی دنوں آپ رحمہ اللہ کے فرزند اکبر جناب احمد غزنوی رحمہ اللہ عسرت وتنگدستی سے پریشان ہو کر فراخی رزاق کی دعائیں مانگتے تھے چند روز بعد ایک رئیس محمد حسن خان کی طرف سے پیغام آیا ہمارے پاس تشریف لا کر خدمت کا موقع عنایت فرمائیے۔ احمد غزنوی رحمہ اللہ باپ کے پاس بغرض اجازت آئے۔ انہوں نے چند روز مراقبہ کے بعد فرمایا اے فرزند دلبند میں نے اپنی اولاد کیلئے کوئی سامان دنیا وراثت کیلئے نہیں چھوڑا۔ حتیٰ کہ عزت وجاہ بھی نہیں چھوڑی۔ میرے ورثاء کیلئے میری میراث صرف اللہ عزوجل کی محبت اور توحید ہے میں اپنے فرزندوں کو رب عزیز کی امانت سمجھتا ہوں اور مجھے یقین محکم ہے کہ میرا خدا اس امانت کو ضائع نہیں کرے گا۔ میرے بیٹو! جب بھی تم پر کبھی عسرت آپڑے تو بارگاہ

خداوندی میں عاجزی سے عرض کردینا''یارب العالمین !ہمارے والد نے جو تیرا بندہ تھا ہمارے لیے دنیاوی جائیداد سے کوئی میراث نہیں چھوڑی۔ وہ تیرے ہی سپرد کر گیا ہے'انشاءاللہ خدائے رزاق اس طرف سے کشادگی وگزران کا سبب بنادے گا جہاں سے تمہیں وہم وگمان بھی نہ ہوگا۔باقی رہا امراء وخوانین کی ہم نشینی کا مسئلہ تو گوش قلب سے سن لو کہ ستم گر خوانین اور امراء کی سماجیت ومجلس سے سخت پرہیز کرو۔ایسے لوگوں کی ہم نشینی زہر قاتل ہے پس کلام اللہ ہی کو اپنے دلوں کیلئے سرور'سینوں کیلئے نور'غم اور فکر کیلئے اکسیر جانو اور ہمیشہ اسی کتاب حق کی تلاوت کو لازم سمجھو۔

قارئین! آپ نے امراء وخوانین کے متعلق علماء اہل حدیث خصوصاً غزنویوں کا نقطہ نظر ملاحظہ فرمایا کہ وہ ان مسلمان امراء کی مصاحبت کو بھی زہر قاتل سمجھتے ہیں چہ جائیکہ انگریز حکمران سے کسی قسم کے روابط پیدا کرنا' حیرت ہے عقل ودانش سے عاری ان مصنفین پر جو ایسے لوگوں کو انگریز کا وفادار سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے انگریز سرکار سے مفاہمت کا تعلق پیدا کرلیا تھا۔دراصل وہ نہیں جانتے کہ امام عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ بیعت تھے شیخ حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ کے جو مرید تھے امیر المؤمنین سید احمد بریلوی رحمہ اللہ شہید بالاکوٹ کے اور امام عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ تیمناً بیعت تھے حضرت سید امیر رحمہ اللہ آف کوٹہ ضلع مردان کے۔جو مرید تھے سید احمد بریلوی شہید رحمہ اللہ بالاکوٹ کے۔امام عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ رفیق وہمدم تھے عارف باللہ مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ کے۔(ہفت روزہ الاسلام لاہور'ص۱۳تا۱۴)

مراقبہ اور کرامت:۔ مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی مرحوم نے'' کرامات اہل حدیث''میں لکھا ہے کہ ایک شخص آپ (حضرت عبداللہ غزنوی) کے پاس پریشان اور مضطرب الحال آیا کہنے لگا میں سرکاری ملازم ہوں اور تحریک مجاہدین سے بھی وابستہ ہوں۔ میرا ایک ایسا خط حکومت کے ہاتھ لگ گیا ہے جس کے باعث میرا تعلق مجاہدین سے عیاں ہوتا ہے۔نہ صرف میری ملازمت خطرے میں ہے بلکہ جان کا بھی اندیشہ ہے آپ رحمہ اللہ نے مراقبہ کیا اور تھوڑی دیر بعد بغل سے ہاتھ نکالا اس میں ایک کاغذ تھا سائل کو دے کر فرمایا دیکھو خط یہی تو نہیں ہے؟ اس نے پہچان لیا۔آپ رحمہ اللہ نے فرمایا اسے پھاڑ ڈالو۔خط پھٹ گیا۔ثبوت غائب ہوگیا۔تحقیقات اپنے پہلے مرحلہ میں ہی اپنی موت مرگئی۔(ہفت روزہ الاسلام لاہور ص۱۴)

بیعت اصلاح اور پر اسرار مجذوب سے ملاقات:۔ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کسی اہل دل کی تلاش میں سرگرداں تھے چلتے چلاتے ضلع مردان میں کوٹہ نامی جگہ پہنچ گئے جہاں سید امیر سے بیعت ہوئے۔اسی جگہ سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ بھی اپنی روحانی پیاس کو تسکین دینے آگئے اور بطور برکت بیعت ہوئے۔مولانا غلام رسول اور مولانا عبداللہ غزنوی رحمہما اللہ میں تعلقات اخوت ومروت پیدا ہوگئے۔ایک ماہ یہاں قیام رہا۔پھر مشورہ کیا کہ کہیں چل کر حدیث پڑھیں مشورہ کرکے پنجاب کی طرف چل دیئے۔گجرات پہنچے تو عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کہنے لگے مجھے یہاں کسی مجذوب کی خوشبو آرہی ہے۔آؤ اسے تلاش کرکے ملیں۔پھرتے پھراتے اس کو تلاش کرلیا۔یہ جنگو شاہ نامی مجذوب تھا جس کی قبر آج بھی ضلع گجرات میں موجود ہے مجذوب نے ان مہمانوں کا مرتبہ پہچان کر کما حقہ استقبال کیا۔باتیں ہوئیں۔جب چلنے لگے تو کہنے لگا تم حدیث پڑھنا چاہتے ہو تو جنت کا دروازہ اس طرف (انگلی سے جانب دہلی اشارہ کیا) ہے۔جب یہ لوگ چل دیئے تو دوبارہ آواز دے کر کہا اس کی سادگی اور کپڑوں پر نہ جانا'اس کا نام نذیر حسین ہے۔حدیث اسی سے پڑھنا'اور پھر یہ بزرگ چلتے' قیام کرتے دہلی پہنچ گئے جس جگہ ان کی سواری رکی۔وہاں ایک قلی پھر رہا تھا ان کے پاس بستر اور کتابوں کا وزن تھا۔نووارد بھی تھے۔قلی نے پوچھا کہاں جانا ہے؟۔بتایا ہم سید نذیر حسین رحمہ اللہ کے مدرسہ میں جانا چاہتے ہیں۔قلی ان کا سامان اٹھا کر وہاں لے گیا اور بغیر اُجرت لیے غائب ہوگیا۔یہ مسجد میں ٹھہر گئے اور کچھ دیر بعد دیگر طلباء سے پوچھنے لگے میاں صاحب رحمہ اللہ سے کس وقت ملاقات ہوسکتی ہے وہ بولے بھائیو! جو شخص تمہارا سامان اٹھا کر لایا ہے وہی میاں صاحب رحمہ اللہ تھے جب دوبارہ ملاقات ہوئی تو میاں صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا بس اپنی گزراوقات اسی طرح کرتا ہوں تم سے کچھ اس لیے وصول نہ کیا کہ تم میرے پاس حدیث پڑھنے آئے تھے اور یاد رکھو حدیث کا پہلا سبق یہی ہے۔(ہفت روزہ الاسلام لاہور ص۱۵)

کیفیتِ نماز اور تعلق باللہ:۔ روایت ہے کہ ایک بار نماز عصر پڑھا رہے تھے کہ اس زور کی بارش ہونے لگی کہ تمام مقتدی سوائے دو چار کے نماز چھوڑ کر چلے گئے نماز سے فارغ ہو کر دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تو وہ کیچڑ میں لت پت تھا۔ حیران ہو کر فرمانے لگے باران شد؟ واللہ عبداللہ را خبر نشد“
تعلق باللہ کا یہ عالم تھا کہ ہر وقت ذکر محبوب میں مگن رہتے کوئی ملاقاتی آتا ہے تو عموماً طریق یہ ہے کہ پوچھتے ہیں آپ کا کیا حال ہے۔ بال بچوں کا کیا حال ہے کاروبار گھربار کیسے ہیں وغیرہ وغیرہ.......... آپ اپنا حال تو بتا دیتے۔ باقی معاملات کے متعلق فرماتے ”از عبدالجبار پرس“ کہ باقی باتیں عبدالجبار رحمہ اللہ سے پوچھ لو۔ میرے اور خدا کے درمیان زیادہ دیر مت حائل ہو۔
(ہفت روزہ الاسلام لاہور ص ۱۵)

صحیح جانشین اور کرامات کثیرہ:۔ حضرت امام عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے احوال و مقامات جس کی نظر میں ہوں وہ بخوبی جانتا ہے کہ آپ جنید زمان اور بایزید وقت رحمہما اللہ تھے اور اگر ان کی قبر قبور بین کے ہتھے چڑھ جاتی یا ان کے اہل خاندان دکانداری چلانا چاہتے تو آج امرتسر بھی اسی طرح مرجع عوام ہوتا جس طرح لاہور پاکپتن اور اجمیر کی حیثیت ہے۔
بہت کم دیکھنے میں آیا ہے کہ علمی اور روحانی طور پر بیٹا باپ کا صحیح وارث ہو۔ پوتوں تک پہنچتے پہنچتے تو معاملہ عموماً چوپٹ ہو جایا کرتا ہے لیکن غزنویوں میں امام عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے بعد ان کے تمام صاحبزادے بالخصوص حضرۃ الامام عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ یکے بعد دیگرے اپنے گرامی قدر والد کے صحیح جانشین تھے۔ عبدالجبار رحمہ اللہ تو مرتبہ امامت پر فائز ہوئے۔ ان کی کرامات کا سلسلہ بہت دراز ہے۔ ابھی کچھ ایسے لوگ موجود ہیں جنہیں ان کی مجلس میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔ استاذ العلماء حضرت مولانا حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں جب کسب فیض کیلئے امام صاحب رحمہ اللہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور تھوڑے ہی وقت میں مجھ پر روحانی اثرات مرتب ہوئے تو میں حیران ہوا کہ وہ لوگ جو دیر سے یہاں موجود ہیں شدت تاثر سے مر کیوں نہیں گئے وہ مستجاب الدعوات ولی اللہ تھے انہیں شیخ الکل رحمہ اللہ سے کسب فیض کا شرف حاصل تھا۔ (ہفت روزہ الاسلام لاہور ص ۱۶)

توصیف مرشد میں منظوم کلام:۔ قارئین محترم! خیالات پریشان اور بے ربط جملے محض بشیر انصاری صاحب کے فرمان تعمیل ہیں ورنہ اس عاجز کا غزنوی اکابر رحمہم اللہ پر کچھ لکھنا: یہ تاب یہ مجال یہ طاقت نہیں مجھے
آخر میں آپ سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے ہمدم و رفیق عارف باللہ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ قلعوی کی ایک غیر مطبوعہ تحریر کا مطالعہ کر لیجئے جو انہوں نے سید صاحب رحمہ اللہ کے متعلق لکھی تھی۔ عبارت فارسی میں ہے لیکن میں اس کا ترجمہ کر کے عبارت کا حسن ختم کرنے کی گستاخی نہیں کر سکتا۔ اہل ذوق پڑھیں اور حظ اٹھائیں: کسی کو جذبه او مقدم برسلوك باشد مجذوب سالک پیر تمام است
واگر نباشد سالک مجذوب هم کافی است
وجناب عبدالله غزنوی ازقسم اول است که صحبت ادا اکسیراست و مکمل پیراست .بیت

من چه گوئم وصف آں عالی جناب	شمه زان می نگنجد درکتاب
جنید وقت و بایزید زمانه است اما تصور طالبین است که بدون	صحبت فیض خفیقت می جوئید دلفریب شیطان مبتلاء شده چوں
مهوساں مال خودراسوخته پس اکسری پوئندوایں را طلب الشئی	من غیر باهم میگوئند ادیم تراز گنج مقصود نشان' خود نرسیدم
تو شائد برسی واز اوصاف عبدالله	اندکی گفتم که تمازاں ره بری
پیش زاں که نوة آں حسرة خوری	وایں قسم در زماں هائے سابقه نیز کم بوده اند
اماالمعاصرت سبب منافرت مشهور است	عمر هابایدکه تا اندر جهاں پیدا شود

بــا یــزید انــدر خــراســاں یــا اویــس اندر قــرن صـلـی الـلـه عـلـی خیر خـلـقـه محمد وآلـه واصحـابـه

(ہفت روزہ الاسلام لاہور ص 17)

اب انہیں ڈھونڈ یئے چراغ رخ زیبا لیکر

وضاحت:۔ مولانا حکیم عبدالرحمان آزاد نگران اعلیٰ ادارہ ''ہفت روزہ الاسلام'' گوجرانوالہ حضرت مولانا ابو بکر غزنوی رحمہ اللہ کا سلسلہ نسب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔(از مرتب اثری)

''آپ رحمہ اللہ بلند پایہ علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے جن کے جدامجد سلک اولیاء میں مروارید حقیقی کی طرح پیوست دکھائی دیتے ہیں۔ برصغیر ہند کے مسلمانوں کی محبت بھری چشم عقیدت جب بھی کسی عظیم خاندان کیلئے اٹھتی ہے تو ولی اللّٰہی کے مقدس خاندان کے بعد غزنوی خاندان کی پاکیزہ ضیاء پاشیوں سے لذت محسوس کرتی ہے۔کیا مبارک ہے ان کا سلسلہ نسب پروفیسر ابو بکر غزنوی بن مجاہد تحریک آزادی ہند مولانا محمد داؤد غزنوی بن امام الموحدین مولانا عبدالجبار غزنوی بن امام طریقت مولانا عبداللہ مہاجر غزنوی'' رحمہم اللہ۔(ہفت روزہ الاسلام لاہور ص 19)

امام طریقت ایثار و محبت کے امین:۔ اللہ تعالیٰ نے سید صاحب رحمہ اللہ کو ایسا نسب عطا فرمایا جس پر جتنا فخر کیا جائے کم ہے یہ وہ خاندان ہے جس کی ایک ایک کرن آفتابِ جہاں تاب بن کر ایسی جگہ پر چمکی جہاں ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کی پوجا پاٹ کی جاتی ہو' عدم تولید پر ایک ہندو عورت ہر قسم کی زیب و زینت سے آراستہ سات برہمنوں سے حصول اولاد کیلئے عصمت ازار بند تار تار کرانے کا جائز حق رکھتی ہو۔ فاتح ہند محمد بن قاسم رحمہ اللہ کی مساعی جمیلہ نے لوگوں کو اسلام کی نعمت سے نوازا لیکن قلت وقت نے تربیت کا موقع نہ دیا جس وجہ سے نام کے مسلمان ہندوانی رسومات سے نجات نہ پاسکے جن کی اصلاح کیلئے ولی للّٰہی کے خاندان کو مشیتِ الٰہی نے منتخب کیا یا پھر غزنی سے امام طریقت حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کو ایثار و محبت کا امین بنا کر ہند کے مسلمانوں کی اصلاح اور کفر کو حلقہ بگوش اسلام لانے کیلئے بھیجا جن کے سینے میں عشق رسول ﷺ کا دریا موجزن تھا وہ ہر عمل کو کتاب اور سنت رسول اللہ ﷺ کے ترازو میں تولتے اور مسلمانوں کو ہندوانی رسومات اور منکرات سے نجات دلانے کیلئے عشق رسول ﷺ کا درس دینے میں لگے رہے ان کے بعد ان کی اولاد شجاعت مند مسلح افواج کی طرح کتاب وسنت کے اسلحہ سے آراستہ توحید و سنت کی حفاظت پر کمر بستہ رہی اور یہ خاندان علم وعمل کا گہوارہ رہا۔(ہفت روزہ الاسلام لاہور ص 21)

محویت نماز پر استاد کی شہادت:۔ ہجرت کی سنت پر امام طریقت مولانا عبداللہ رحمہ اللہ نے عمل کیا۔ ذکر الٰہی میں عاشق دلگداز کی طرح محو رہنا خصوصاً نماز میں یکسوئی اور محویت کا یہ عالم تھا کہ حضرت میاں نذیر حسین صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ سے جب سند فراغت حاصل کی تو مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا عبدالجبار رحمہ اللہ نے حدیث ہم سے پڑھی اور نماز پڑھنی ہم نے ان سے سیکھی۔ یقیناً امام عبدالجبار رحمہ اللہ کی اقتداء میں جس شخص نے ایک نماز بھی پڑھ لی پوری زندگی وہ لذت پھر کسی نماز میں نصیب نہیں ہوئی مولانا عبدالواحد صاحب رحمہ اللہ کی نماز بھی کچھ ایسی ہی تھی کہ نماز شروع ہے تو آنسو ٹپک رہے ہیں۔(ہفت روزہ الاسلام لاہور ص21)

اہمیتِ تصوف پر نہایت اہم خطاب

وضاحت: اہل حدیث کانفرنس ماموں کانجن 1975ء میں حضرت مولانا پروفیسر سید ابو بکر غزنوی رحمہ اللہ کا خطاب۔ خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا: بزرگان کرام' برادران عزیز' عزیزان گرامی قدر!(از مرتب اثری)

پھر وضع احتیاط سے رکنے لگا ہے دم برسوں ہوئے ہیں چاک گریباں کیے ہوئے

آپ سے ملاقات کئے ہوئے اور آپ سے بات کیے ایک مدت ہوگئی۔

جسے آپ گنتے تھے آشنا' جسے آپ کہتے تھے باوفا میں وہی ہوں مومن مبتلا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

حال دل برزبان اہل دل:۔ حضرات! جب میں یہ خیال کرتا ہوں کہ یہ وہ جماعت ہے جس کی سرزمین گو آج بنجر ہو چکی ہے مگر یہ وہی سرزمین ہے جس سے کبھی مولانا حافظ محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ اور حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ ایسے لعل ویاقوت وگہر پیدا ہوئے تو یہ سوچ کر کہ شاید اس راکھ میں کوئی چنگاری باقی ہو' یہ شعر پڑھتا ہوا تمہاری طرف کشاں کشاں چلا آتا ہوں۔

اریٰ تحت الرّماد ومیض جمرٍ ویوشك ان یکون لها ضرام

(خاکستر کے نیچے کچھ چنگاریاں دیکھ رہا ہوں' شاید ان سے شعلے بھڑک اٹھیں)۔

اور جب یہ آگ جلتی تھی تو اسے تاپنے کیلئے اور حرارت ایمانی حاصل کرنے کے لیے لوگ پورب اور پچھّم سے آتے تھے مگر جب آپ لوگوں کی اٹرنگا پُنجنی' دھینگا مشتی اور سر پھٹول دیکھتا ہوں تو جی جلتا ہے۔ ہر طرف خاک اڑائی جارہی ہے۔ اتنی خاک کہ سب کے سروں پر خاک پڑی ہوئی ہے۔ سب کے چہرے خاک سے یوں لتھڑے ہوئے ہیں کہ میرے لیے شکلیں پہچاننی بھی مشکل ہوگئی ہیں۔ جب یہ صورت حال دیکھتا ہوں تو آپ لوگوں سے بھاگ جاتا ہوں اور سالہا سال آپ سے روپوش رہتا ہوں اور یہ شعر ان دنوں پڑھا کرتا ہوں۔

ونارٌ لو نفخت بها اضاءت ولکن انت تنفخ فی الرّماد

یہ راکھ جس میں تم پھونکیں مار رہے ہو اگر اس میں کوئی چنگاری ہوتی تو وہ یقیناً بھڑک اٹھتی' مگر تم تو راکھ میں پھونکیں مار رہے ہو۔ راکھ میں پھونکیں مارنے سے اس کے سوا کیا حاصل ہوگا کہ تمہارے سر پر بھی راکھ پڑے گی۔

اوصاف مرشد بمع امثال:۔ دوستو! میں تو دہقان ہوں۔ میرا کام دلوں کی زمین میں ہل چلانا ہے تم نے کہا کہ تم ہماری زمین پر ہل چلانے کے قابل نہیں ہو میں تو خاندانی اور موروثی طور پر دہقان تھا مجھے تو ہل چلانا ہی تھا مجھے تو آبیاری کرنا ہی تھی یہ بات میری گھٹی میں تھی میرے خمیر میں گندھی ہوئی تھی میں نے اور زمینیں ڈھونڈیں۔ دلوں اور روحوں کی زمینیں اور ان زمینوں پر ہل چلاتا ہوں۔

دوستو! میں تو رنگ ساز ہوں میرا کام دلوں کو اللہ کے رنگ میں رنگ دینا ہے۔

"صبغة الله ومن احسن من الله صبغة ونحن له عابدون"۔

اللہ کا رنگ اور اس سے بہتر کس کا رنگ ہوسکتا ہے اور ہم تو بس اس کی غلامی کرتے ہیں۔

تم نے کہا کہ تمہیں رنگنا نہیں آتا' میں نے ملک میں ہانک لگائی کہ کوئی ہے جو دلوں کو رنگوانا چاہے۔ دیکھو! میرے دروازے پر گاہکوں کی بھیڑ ہے۔

دوستو! میں تو دھوبی ہوں میرا کام دلوں کی میل کچیل کو چھانٹ دینا ہے۔ تم نے کہا کہ تمہیں دھونا نہیں آتا۔ میں نے ملک میں ہانک لگائی کہ کوئی ہے جو دل کی سیاہی دھلوانا چاہے۔

کھوٹے کھرے سب میرے:۔ دوستو! میں تو سقہ ہوں' میرا کام روح کی پیاس بجھانا ہے۔ تم نے کہا کہ ہم تیرے مشکیزے سے پانی نہیں پیتے۔ میں نے ملک میں ہانک لگائی کہ کوئی ہے جو دل کی پیاس بجھانا چاہے۔ دیوبندی آئے' بریلوی آئے' مولوی آئے' بابو آئے' انجینئر آئے' ایڈووکیٹ آئے' پروفیسر آئے سب نے کہا ہم تیرے مشکیزے سے پانی پیتے ہیں۔

اور اس سارے دھندے سے خدا شاہد ہے مقصود فقط یہ ہے کہ اپنے نفس کا تزکیہ کرسکوں۔ اپنے دل کا میل کچیل چھانٹ سکوں۔

وعظ کیا ہے؟:۔ دوستو! وعظ کیا ہے؟ روحانی اور اخلاقی بیماریوں کی تشخیص کرنا اور دوا دینا۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دوا تلخ ہوتی ہے اور بیمار ناک بھوں چڑھاتا ہے لیکن مشفق طبیب کو چاہیے کہ وہ دوا حلق میں انڈیل دے۔ مریض کو جب شفاء ہوجاتی ہے تو دعا دیتا ہے۔

دوستو! اگر مریض کو زکام ہو اور طبیب اسے معدے کی دوا دے تو اس کی نااہلی میں شک وشبہ کی کیا گنجائش باقی رہتی ہے اپنی اور سامعین کی جو بیماریاں ہوں انہیں ڈھونڈنا اور ان کی دوا دینا، یہ وعظ ہے یہ طب روحانی ہے۔

دنیادار واعظ:۔ میں چند باتیں عرض کروں گا جو میرے لیے مفید ہوں' جو آپ سب کیلئے مفید ہوں......وہ واعظ دنیادار ہے جس کا منتہائے نظر فقط یہ ہو کہ دھواں دار تقریر کی جائے' جذبات کو بھڑکا دیا جائے' نہ اپنے آپ کو فائدہ نہ دوسروں کو فائدہ۔ آج کل تو سر دھننا، وجد میں آنا' نعرے لگانا' ہاؤ ہو کرنا' وعظ کے لوازمات بن کر رہ گئے ہیں۔ میری نظر میں وعظ تو یہ ہے کہ بیماریوں کو چن چن کر بیان کیا جائے اور ان کا علاج کیا جائے۔

توحید کے تقاضے یا خود فریبی:۔ پہلی بات میں کہتا ہوں میرا اولین مخاطب خود میرا نفس ہے کہ یہ سمجھنا خود فریبی میں مبتلا ہونا ہے کہ صرف قبروں کی پوجا نہ کر کے آدمی نے توحید کے سب تقاضے پورے کر دیئے۔ ''**ومن الناس من يتخذ من دون الله اندادا**''۔

''اور لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو اللہ سے ہٹ کر اوروں کو اس کا ہم پلہ بنا لیتے ہیں''

آپ غور کیجئے کہ قرآن نے جہاں بھی توحید بیان کی ہے' **من دون الله**'' کے لفظ استعمال کیے۔

''**ان الذين تدعون من دون الله عباد امثالكم**'' اللہ کے علاوہ جن کو تم پکارتے ہو وہ بھی تمہاری طرح بندگان خدا ہیں''

یہاں بھی لفظ ''من دون الله '' استعمال کیا۔''**والذين يدعون من دون الله لايخلقون شيئا وهم يُخلقون**''

''اور جو لوگ اللہ کے سوا اوروں کو پکارتے ہیں وہ خود کسی چیز کے خالق نہیں بلکہ انہیں پیدا کیا گیا ہے۔

''**من دون الله**'' کے لفظ اتنے جامع ہیں کہ ان میں تمام غیر اللہ ہیں ان میں زندہ بھی ہیں اور مردہ بھی شامل ہیں۔

تم میں سے بعض نے مردوں سے مرادیں مانگیں اور تم میں سے بعض نے زندوں سے مرادیں مانگیں افسوس تم نے مل کر غیر اللہ سے مرادیں مانگیں۔

جابر حکمران کی نفی کی مثال:۔ قرآن اٹھا کر دیکھیئے۔ قرآن کے تیس پاروں میں سب سے زیادہ فرعونوں کی نفی پر زور دیا گیا ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا گیا کہ یہ نمرود خدا بن بیٹھا ہے اس کی نفی کرو۔

یہ قبر کی نفی نہیں ہو رہی تھی بلکہ زندہ جابر حکمران کی نفی کا حکم دیا جا رہا تھا۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ، اللہ ان کی قبر کو نور سے بھر دے انہوں نے دو فرعونوں میں سے اس مطلب کو بیان کیا۔

اے کہ اندر حجرہ ہا سازی سخن نعرہ لا پیش نمرودے بزن

''اے حجروں کے اندر بیٹھ کر باتیں بنانے والو! کسی نمرود کے سامنے جا کر لا کا نعرہ لگاؤ''۔

قبر تو مٹی کا ڈھیر ہے' اس کی نفی میں کون سی دقت پیش آتی ہے جس کسی نے قبر پر چادر نہ چڑھائی اور چراغ نہ جلایا وہ اتراتا پھرتا ہے کہ توحید کے سب تقاضے اس نے پورے کر دیئے۔ جب موسیٰ علیہ السلام کو توحید کی ارتقائی منزلوں سے گزارا گیا تو ان سے بھی یہی کہا گیا کہ '' **اذهب الى فرعون انهٗ طغٰى**'' جاؤ جا کر فرعون کی نفی کرو۔ اور اس کے روبرو جا کر کرو وہ سرکش ہو گیا ہے۔

فلسفہ توحید کی عجیب منطق:۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھو کہ عزیز مصر کی نفی کر رہے ہیں۔ زندہ خداؤں کی نفی کرنا بڑی کٹھن منزل ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی توحید یہی تھی' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی توحید یہی تھی' ائمہ کرام رحمہم اللہ کی توحید یہی تھی۔ وہ تمام ضمیر فروش علماء جو دنیادار، جاہ طلب' سرمایہ داروں کی زکوتیں کھا کر سال بھر ان کی کاسہ لیسی اور حاشیہ برداری کرتے ہیں اور اس کے باوجود اپنے آپ کو توحید کے بلند ترین مقام پر فائز سمجھتے ہیں اور پوری ملت اسلامیہ کو حقیر جانتے ہیں اور ان کی توحید کا حال یہ ہے کہ حقیر ترین دنیوی اغراض کیلئے دنیادار سرمایہ داروں کے گھروں کا طواف کرتے ہیں اور ان کی صبحیں اور شامیں ان کی چاپلوسی میں بسر ہوتی ہیں۔ کیا ''**من دون الله**'' میں صرف حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ہی شامل ہیں؟ کیا فاسق وفاجر حکام اور دنیادار سرمایہ دار **من دون الله** میں شامل نہیں ہیں؟ یہ کیا منطق ہوئی؟ توحید کا یہ تصور ان لوگوں نے اپنے جی سے گھڑ لیا ہے۔ کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ ﷺ کی توحید تو بڑی

انقلاب آفرین ہے وہ تو ساری دنیا کے بادشاہوں کے نام انقلابی خطوط لکھنے والی توحید ہے۔

"اسلم تسلم"۔اسلام لاؤ تو محفوظ رہ سکو گے' اس توحید کے نتائج کا ظہور تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اعلان میں ہوا تھا۔

"هلك قيصرو لا قيصر بعده هلك كسرىٰ ولا كسرىٰ بعده"۔

فرمایا کہ میری آمد کا بدیہی نتیجہ قیصر و کسریٰ کی ہلاکت ہے۔اور یہ انقلاب جو میں برپا کر رہا ہوں اس کا بدیہی نتیجہ قیصریت اور شہنشاہیت کی تباہی ہے۔دوستو! وقت کے فرعونوں کی بھی نفی کرو۔دنیادار سرمایہ داروں کی بھی نفی کرو۔

توحید کی اصل حقیقت:۔ "لاتسئل الناس شيئا"۔غیر اللہ سے کچھ نہ مانگو۔نہ مردوں سے مانگو نہ زندوں سے کچھ مانگو۔

حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ "فتوح الغیب" میں توحید بیان فرماتے ہیں:

"مادمت قائماً مع الخلق' راضيا لعطا ياهم' مترددا ً الى ابوابهم انت مشرك بالله خلقه"۔

جب تک تو مخلوق کے سہارے لیتا ہے زندوں کے سہارے لیتا ہے اور مردوں کے سہارے لیتا ہے جب تک ان کی جیب پر تمہاری نظر ہے جب تک ان کی بخشش اور نوال کی آس لگائے بیٹھا ان کے دروازوں پر تو دھکے کھا رہا ہے تو اللہ کے ساتھ ان کو شریک ٹھہرا رہا ہے۔محمد علی جوہر رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں:

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

اور سلطان باہو رحمہ اللہ فرماتے ہیں

چو تیغ لا بدست آری بیا تنہا چہ غم داری مجو از غیر حق یاری کہ لافتاح الا ھو

جب لا کی تلوار تیرے ہاتھ میں ہے تو حق کے سوا کسی کا سہارا نہ لو کہ اس کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں۔

اور شیخ شیراز رحمہ اللہ سے توحید سنیے:

موحد کہ دریائے ریزی زرش دگر تیغ ہندی نہی برسرش

امید و ہراسش نہ باشد زکس ہمیں است بنیاد توحید وبس

موحد وہ ہے جس کے قدموں میں تم سونے کے انبار لگا دو' مگر اس کی رال نہ ٹپکے جس کے سر پر آرا لٹکا دو لیکن اللہ کے سوا کسی کا خوف اس کے دل میں نہ ہو۔

توحید اور ادب یکجا کرو:۔ دوسری بات یہ عرض کرتا ہوں کہ موحد ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آدمی بے مہار ہو جائے' رسیاں تڑا بیٹھے' بے ادب اور گستاخ ہو جائے' اہل اللہ کی شان میں گستاخیاں کرے' محسنوں کا گریبان پھاڑے اور سمجھے کہ میں توحید کے تقاضے پورے کر رہا ہوں۔

دوستو! میرا کام مرض کی تشخیص اور اس کا علاج ہے گو مریض چیخے' چلائے' ناک بھوں چڑھائے' مشفق ڈاکٹر وہ ہے جو حلق میں دوا انڈیل دے۔آج تم کسمساؤ گے' مضطرب ہو ہو کے زانو بدلو گے' مگر کچھ عرصے کے بعد تم مجھے دعا دو گے اور کہو گے کہ بات ٹھیک کہہ گیا تھا۔جب مریض شفایاب ہوتا ہے تو کڑوی دوا کھلانے والے کو بھی دعا دیتا ہے۔

بزرگوں کا ادب احادیث کی روشنی میں:۔ دوستو! کچھ حدیثیں ایک مسجد میں بیان ہوتی ہیں کچھ دوسری مسجد میں بیان ہوتی ہیں اور کچھ ایسی بھی ہیں کہیں بیان نہیں ہوتیں اس لیے کہ ان کا بیان کرنا فرقہ وارانہ مصلحتوں کے منافی سمجھتے ہیں۔

دوستو! احادیث میں تو یہ بھی لکھا ہے کہ:"اذا تكلم اطرق جلساه كانما على رؤوسهم الطير"

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گفتگو فرماتے تو آپ ﷺ کے پاس بیٹھنے والے گردنوں کو جھکا لیتے تھے اور حرکت نہ کرتے تھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں یعنی حرکات فاضلہ نہ کرتے تھے...... فالتو حرکت سے بھی اجتناب کرتے تھے۔فالتو حرکت کو بھی خلاف ادب جانتے تھے۔

دوستو یہ بھی تو صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ عروہ بن مسعود صلح حدیبیہ کے موقع پر جب حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ساتھیوں سے کہا عجیب منظر دیکھا ہے وہاں "انه لایتوضاء الا ابتدروا وضوء ہ"

وہ جب وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کا پانی زمین پر نہیں گرتا ہے۔ لوگ تبرکاً اور تیمناً اسے جسم پر ملتے ہیں۔

"ولایبصق بصاقاً الا تلقوہ باکفھم "۔ اور ان کا لعاب دہن بھی گرتا ہے تو صحابہ رضی اللہ عنھم کے ہاتھوں پر گرتا ہے۔

"ولا تسقط منه شعرة الا ابتدروھا"۔ ان کا کوئی بال بھی گرتا ہے تو صحابہ رضی اللہ عنھم اس پر لپکتے ہیں۔

ادب قرآن کی نظر میں:۔ قرآن مجید پڑھ کر دیکھیں کہ وہ شخصیتیں جو اللہ کی ربوبیت کی مظہر ہیں اور انسان کی تربیت کرتی ہیں ان کا ادب ملحوظ رکھنے کی کس شدت سے تلقین کی گئی ہے۔ آپ دیکھیں کہ والدین جسمانی تربیت کرتے ہیں ان کے متعلق فرمایا۔ "ولاتقل لھما اف ولا تنھر ھماوقل لھما قولا کریما"

دیکھو! انہیں کبھی یہ بھی نہ کہنا کہ تُف ہے تم پر۔ یہ میری ربوبیت کے مظہر ہیں ان کے ذریعے سے میں تمہاری تربیت کر رہا ہوں ان کو کبھی نہ جھڑکنا۔ ان سے جب بات کرو تو بات کو جانچ لیا کرو۔

روحانی تربیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی کے ذریعے سے کی گئی۔ ان کے بارے میں حکم ہوا۔

"یاایھا الذین امنوالا ترفعوااصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھرو الہٗ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون"۔

اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو پیغمبر ﷺ کی آواز سے اُونچا مت ہونے دو اور ان کے ساتھ یوں بے تکلفی سے بلند آواز سے بات مت کیا کرو جیسا کہ تم آپس میں کرتے ہو ورنہ میں تمہارا پورا اعمالنامہ غارت کر دوں گا۔ یعنی میں تمہاری عبادتوں اور ریاضتوں کو لے کر کیا کروں اگر میرے حبیب ﷺ سے تمہیں بات کرنے کا سلیقہ نہیں۔

شاہ اسماعیل شہید رحمه الله کا ادب مرشد:۔ دوستو! ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں۔

شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کے حالات "ارواح ثلاثہ" میں دیکھ رہا تھا وہ اپنے شیخ سید احمد شہید رحمہ اللہ کی معیت میں حج کرنے کے بعد جب واپس آئے تو لکھنؤ میں اطلاع ملی کہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ انتقال فرما گئے ہیں۔ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ، سید احمد شہید رحمہ اللہ کے شیخ تھے۔ سید احمد شہید رحمہ اللہ، حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے عاشق تھے۔ یہ خبر سن کر سید احمد شہید رحمہ اللہ سخت بے قرار ہوئے اور شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ سے کہا فوراً دہلی جاؤ اور معلوم کر کے آؤ کہ سچ مچ میرے شیخ دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں اور شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کو اپنا ذاتی گھوڑا دیا۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تمام راستہ گھوڑے کی باگیں تھامے ہوئے پیدل چلتے رہے لیکن گھوڑے کی اس زین پر بیٹھنے کی ہمت نہ ہوئی جس پر ان کے شیخ بیٹھتے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کس قدر باادب آدمی تھے کہ اس زین پر بیٹھنا بھی سوئے ادب سمجھا جس پر ان کے شیخ بیٹھتے تھے۔

ارواح ثلاثہ میں لکھا ہے کہ سید احمد شہید رحمہ اللہ کی موجودگی میں شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ تقریر نہ کرتے تھے۔ خاموش بیٹھے رہتے کہ میرے شیخ بیٹھے ہیں۔ ان کی موجودگی میں کیا کہوں۔

سلوک سے ناواقفیت یا کتمان حق:۔ بعض لوگوں نے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی کتاب "تقویۃ الایمان" ہی پڑھی ہے، کبھی "صراط مستقیم" بھی دیکھو، کبھی "عبقات" بھی پڑھو وہ تو بہت لطیف آدمی تھے وہ تجلیات سے آگاہ، وہ انوار سے آگاہ، سلوک کے مقامات سے آگاہ، خدا کی محبت اور معرفت کے تمام رموز سے واقف، ان کی شخصیت میں توحید اور ادب یکجا ہو گئے تھے۔ توحید و ادب کا یکجا ہونا تکمیل کی علامت ہے۔

حضرت مجدد نقشبندی رحمہ اللہ کا ادب مرشد:۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے مکتوبات دیکھ رہا تھا خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

کے صاحبزادوں کو خط لکھتے ہیں۔ ''ایں فقیر از سرتاپا محرق احسان ہائے والد شما است''

یہ فقیر سر سے پاؤں تک آپ کے والد کے احسانات میں ڈوبا ہوا ہے۔ ایک خط میں خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کے صاحبزادوں کو لکھتے ہیں:۔

''اگر مدت العمر سرخود را پائمال اقدام خدمہ عتبہ علیہ شمار کردہ باشم ہیچ نکردہ باشم''

فرماتے ہیں: آپ کے مجھ پر اتنے احسانات ہیں کہ اگر آپ کے آستانے کے خادموں کی عمر بھر خدمت کرتا رہوں تو پھر بھی آپ کا حق تو ادا نہ ہو سکے گا۔

اپنوں پہ ستم:۔ دوستو! بھاگ تو ایسے لوگوں کو ہی لگتے ہیں' اور جو اپنے محسنوں کو ذبح کریں' وہ سرسبز کیوں کر ہو سکتے ہیں۔ یہودی بھی یہی کیا کرتے تھے۔ جو لوگ ان کے محسن تھے ان کے مربی تھے جنہوں نے زندگیاں اپنی تربیت کیلئے وقف کر رکھی تھیں ان ہی کو اپنا دشمن جانتے تھے۔ ان کے گریبان پھاڑتے تھے اور ان ہی کے قتل کے درپے تھے۔

''یقتلون النبیین بغیر الحق '' ناحق پیغمبروں کو قتل کیا کرتے تھے۔

اس جرم کی پاداش میں ان پر اللہ کی لعنتیں برسیں' اور وہ مغضوب ہوئے۔

ضربت علیهم الذلة والمسکنة وباء وا بغضب من الله

ادب اور توحید لازم ملزوم:۔ دوستو! یہ فقرہ غور سے سنیں۔ موحد ہوتے ہوئے مؤدب ہونا اور مؤدب ہوتے ہوئے موحد ہونا بہت بڑی سعادت ہے کچھ لوگوں کو توحید کی شد بد ہوتی ہے تو ادب کی لطافتوں اور باریکیوں سے محروم ہوتے ہیں اور کچھ لوگوں کو ادب کی شد بد ہوتی ہے تو توحید کے معارف سے محروم ہوتے ہیں۔ مؤدب ہوتے ہوئے موحد ہونا اور موحد ہوتے ہوئے مؤدب ہونا یہ بہت بڑی سعادت ہے۔ دوستو! اور میں اللہ سے اس سعادت کی بھیک مانگتا ہوں۔

آئین محمدی ﷺ کا نفاذ:۔ اگلی بات یہ عرض کرتا ہوں کہ شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کا یہ مشن تھا کہ اس خطہ زمین پر آئین محمدی ﷺ کو نافذ کریں۔ اے کاش! کہ تم اسے اپنا مشن بناؤ۔ محض چند فروعی اور اختلافی مسائل پر اپنی تمام توانائی کو غارت کر دینا اور احیائے دین اور آئین محمدی ﷺ کے نفاذ کے کام سے یکسر غافل ہونا' میں جرم عظیم سمجھتا ہوں۔

اے کاش کہ آئین محمدی ﷺ کے نفاذ کے اس عظیم مقصد کو تم اپنے پیش نظر رکھو اور اس کیلئے مسلسل تگ و دو کرو جس کیلئے شاہ اسماعیل شہید اور سید احمد شہید رحمہما اللہ نے اپنی جان تک کو نچھاور کر دیا تھا۔

دوستو! ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہئے وہ لوگ بہت اچھے ہوتے ہیں جو اپنا احتساب کرتے ہیں جو اپنی گھات میں بیٹھ کر اپنی چوریاں پکڑتے ہیں۔

خواہی اگر کہ عیب تو روشن شود ترا ۔۔۔ یکدم منافقانہ نشین درکمین خویش

ہم جو اتباع سنت پر اس قدر زور دیتے ہیں تو کیا سچ مچ سنت کی پیروی ہمارا شعار ہے کیا چند فروعی مسائل پر جھگڑنا اتباع ہے؟

اطاعت امیر: آپ غور کیجئے کہ احادیث میں امیر کی اطاعت پر کس قدر زور دیا گیا ہے۔ جماعتی نظم وضبط کو برقرار رکھنے اور امیر کی اطاعت وانقیاد کی کس شدت سے تلقین کی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''من یطع الامیر فقد اطاعنی ومن یعصی الامیر فقد عصانی''۔

جو امیر کی اطاعت کرتا ہے' وہ حقیقت میں میری اطاعت کرتا اور جو امیر کی نافرمانی کرتا ہے وہ حقیقت میں میری نافرمانی کرتا ہے کچھ لوگ امیر کو بھینگی آنکھ سے دیکھنے کے عادی ہوتے ہیں اس لیے یہ بھی فرمادیا ''اسمعوا واطیعوا ولو استعمل علیکم عبد حبشیٌّ۔''

دیکھو! امیر کی بات مانو' اگرچہ تم پر کالا بھجنگ حبشی غلام ہی کیوں نہ مقرر کر دیا جائے۔

آپ غور کریں آپ کس طرح مجلس شوریٰ میں امیر منتخب کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہ باہر باہر سے امیر آپ پر ٹھونس دیا جاتا ہو اور آپ وہ دولتیاں جھاڑیں کہ یہ کہاں سے آ گیا ہے پچھلے پچیس برسوں سے تو میں دیکھ رہا ہوں کہ خود ہی امیر بناتے ہیں اور پھر خود ہی اس کے خلاف

سازشیں کرتے ہیں خود اس کی ٹانگیں کھینچتے ہیں خود اس کی تذلیل وتحقیر کرتے ہیں۔

دوستو! یہ کتنی بڑی نحوست ہے یہ تو ہم نے اسلام کی عمارت کی بنیادوں کو ڈھا دیا۔تم کون سے اتباع سنت کا ذکر کرتے ہو' یہ خلفشار' یہ انتشار' یہ انارکی' یہ طوائف الملو کی کی ہر شخص خاک اڑا رہا ہے۔امیر کے سر پر بھی خاک پڑی ہوئی ہے سب کے چہرے لتھڑے ہوئے ہیں سب کے سروں پر خاک پڑی ہوئی ہے۔"**فما لهؤلآء القوم لايكادون يفقهون حديثا**"

دوستو! کچھ لوگ تو ویسے ہی باغی ہوتے ہیں اور کچھ جماعت کے اندر رہ کر بھی امیر کو معطل کیے رہتے ہیں اور حکم اپنا چلاتے ہیں وہ بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نظر میں سنگین مجرم ہیں۔

یہ جماعت کے اندر رہتے ہوئے امیر کو معطل کیے رکھتے ہیں اور اسے الو بنا کر اپنا الو سیدھا کرتے ہیں۔یہ فریب اور دھاندلی...... یہ کیا زندگی ہے جو تم بسر کر رہے ہو؟ یاد رکھو! جب تک جماعت کے اندر افراد امیر پر اس طرح جانیں نہ چھڑکیں جس طرح پتنگے شمعدان پر گرتے ہیں اسلام کے جماعتی نظام کی ابجد ہوز بھی سیدھی نہیں ہو سکتی۔

یہ دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف حسد اور بغض کا ہونا یہ اڑنگا پچھنی' یہ دھول دھپا اور دھینگا مشتی......کیا یہ دینی زندگی ہے؟

بزرگ فراموشی یا علمی بھول:۔ دوستو! ہمارے بزرگوں کی تصنیفات کو دیمک چاٹ رہی ہے' ہم میں کوئی نہیں' جوان بزرگوں کے حالات زندگی کو ضبط تحریر میں لائے۔عظیم شخصیتیں تمہارے ہاں گزری ہیں۔لوگوں نے اپنے بزرگوں کے خادموں کے حالات زندگی بھی لکھ ڈالے تم کو کیا ہوا کہ جن لوگوں نے ساٹھ ساٹھ برس تک تمہاری بے لوث خدمت کی' ان پر قلم اٹھانے کے لیے تمہارے پاس وقت نہیں ہے۔تمہیں الیکشن جیتنے اور ہارنے کا ایسا لپکا پڑ گیا ہے کہ اور کسی بات کا تمہیں ہوش باقی نہیں رہا۔تمہاری درسگاہیں بنجر ہو گئیں۔ بانجھ ہو گئیں۔ان درسگاہوں سے اب کوئی مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ پیدا نہیں ہوتے۔کوئی مولانا ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ پیدا نہیں ہوتے۔کوئی داؤد غزنوی رحمہ اللہ پیدا نہیں ہوتے۔نہ اہل قلم پیدا ہوتے ہیں نہ مبلغ پیدا ہوتے ہیں نہ مقرر پیدا ہوتے ہیں۔نہ محقق پیدا ہوتے ہیں اور یہ باتیں تھیں غور کی دوستو! تم دن رات اکھاڑ پچھاڑ میں لگے رہتے ہو۔یہ کیا زندگی ہے جو تم نے اختیار کر رکھی ہے۔آہ! کس قدر درد ہے میرے سینے میں جس کا اظہار کر رہا ہوں اور اس تلخ نوائی کیلئے آپ سے معذرت چاہتا ہوں۔مرکزیت نہ ہو تو خلفشار ہے' انتشار ہے۔

امام اسے بناؤ جسے روح کی گہرائیوں سے پیار کرو۔چند برس پہلے بھی میں یہاں آیا تھا اور اپنی باتیں کہہ گیا تھا مگر تمہارے سینوں میں دل نہیں پتھر ہیں جس سے میری آواز ٹکرا کے لوٹ آتی ہے۔

تم نے عرض ہی نہیں بلکہ تم نے **جعلوا اصابعهم فی اذانهم واستغشوا ثيابهم واصرّوا واستكبروا استكبارا**۔ کی تمام سنتیں پوری کر دیں۔

اسلاف رحمهم الله کے ذکر اللہ کا حال:۔ ایک نصیحت تمہیں اور کرتا ہوں روزانہ کچھ وقت اللہ اللہ بھی کیا کرو' میں نے بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ ہر وقت جدل و بحث ہی میں لگے رہتے ہیں اور اللہ کے ذکر سے یکسر غافل ہیں۔ہمارے اسلاف ایسے تو نہ تھے وہ سب ذاکر تھے۔ان کی زبانیں ذکر سے رکتی نہ تھیں۔شیخ شمس الحق ڈیانوی رحمہ اللہ' غاية المقصود '' کے مقدمے میں حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:"**كان مستغرقًا فی ذكر الله فی جميع احيانه**"

وہ آٹھوں پہر چونسٹھ گھڑی اللہ کے ذکر میں ڈوبے رہتے تھے۔

شیخ لکھتے ہیں:"**وكان لحمه وعظامه واعصابه واشعاره متوجها الى الله فانيا فی ذكر الله**"۔

ان کا گوشت' ان کی ہڈیاں' ان کے پٹھے' ان کا ہر ہر بُن مو اللہ کی طرف متوجہ رہتا تھا اور اللہ کے ذکر میں فنا ہو گیا تھا۔

یہ تھے ہمارے اسلاف، ہم تو دنگا فساد اور لڑائی جھگڑے میں پڑ گئے۔

مقابلہ، یا اپنا محاسبہ:۔ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کی کھلی اڑا رہا تھا اور اس پر پھبتی کس رہا تھا کہ تمہارا درود غیر مسنون ہے اور تم بدعتی ہو۔ میں نے اسے کہا کہ بھائی آج جمعہ تھا خود تم نے کتنا درود پڑھا۔ یہ تو تم نے کہا کہ اس نے غلط درود پڑھا مگر تمہاری اپنی زبان بھی تو ساکت وصامت تھی۔ مسنون درود پڑھنے کی آج ایک بار بھی نہیں توفیق ہوئی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''**اکثروا علی الصلوٰۃ یوم الجمعۃ**'' جمعہ کے دن مجھ پر درود کثرت سے بھیجا کرو۔

ہم پر کیسی غفلت طاری ہوئی۔ جمعہ کے دن ہم نے درود پڑھنا بھی چھوڑ دیا۔

مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ کا کثرت درود شریف:۔ مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ کی عجیب کیفیت ہوتی تھی جمعہ کے دن۔ ان کی زبان درود سے رکتی نہ تھی۔ ان کی ایک عزیزہ جو ابھی زندہ ہیں اور معمر خاتون ہیں نے مجھ سے ذکر کیا کہ ایک جمعہ کو عصر کے وقت میں مولانا عبدالواحد غزنوی سے پوچھ بیٹھی کہ آپ نے میری فلاں چیز بازار سے منگوالی ہے؟ ان کا چہرہ متغیر ہوگیا۔ کہنے لگے تم کو کیا ہوگیا ہے، دیکھو ساری کائنات میں حضور ﷺ کے عاشقوں کے درود فرشتے مدینہ لئے جا رہے ہیں تم دنیا کی باتیں کر رہی ہو درود پڑھو خدا کے لیے یہ ہمارے اسلاف تھے دوستو ہم کو کیا ہوگیا۔ صرف تخریب' صرف خاک اڑانا ہمارا کام رہ گیا۔

ذکر اللہ سب سے بڑی نعمت:۔ ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کچھ وقت روزانہ اللہ اللہ کیا کرو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس دنیا میں اللہ کے ذکر کی لذت سے بڑھ کر کوئی لذت نہیں۔ دنیا کی تمام لذتیں ذکر کی لذت کے سامنے ہیچ ہیں۔ ایک فقیر کہتا ہے۔

اندر بوٹی مشک مچایا جان پھلن پر آئی ھو

''میرا سینہ ذکر سے مہک اٹھا ہے۔ میں آپے سے باہر ہوا جاتا ہوں''

خاقانی کہتا ہے:

پس ازسی سال ایں نکتہ محقق شدبہ خاقانی که یکدم باخدا بودن به از ملک سلیمانی

تیس سال میں لذت کی تلاش میں پھرتا رہا' تیس سال کے بعد یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچی کہ ایک لحہ اللہ کی معیت میں گزار دینا تخت سلیمانی کے ہاتھ آنے سے بھی بہتر ہے۔

لذت پرست یا خدا پرست:۔ دوستو! اللہ کا ذکر بڑی چیز ہے اور یہ بات بھی پلے باندھو کہ لذت آئے یا نہ آئے اس کے ذکر میں لگا رہنا چاہئے۔ جو آدمی لذت آئے تو ذکر کرتا ہے اور نہ آئے تو نہیں کرتا ہے۔ وہ لذت پرست ہے خدا پرست نہیں ہے۔ میرے ایک بزرگ کہا کرتے تھے۔

یابم اورا یا نیابم جستجوئے میکنم حاصل آیدیا نے آید آرزوئے میکنم

میں اس کی جستجو میں لگا رہتا ہوں اسے حاصل کر سکوں یا نہ کر سکوں' یہ کیا کم ہے کہ اپنی تمنا کا چراغ اس نے میرے سینے میں جلا دیا ہے۔ اپنی آرزو سے میرے سینے کو آباد کر دیا ہے۔ یہ کرم کچھ کم ہے' جو اُس نے مجھ پر کیا ہے۔

دوستو! فراق ہو یا وصل ہو' کیف ہو یا بے کیفی ہو' قبض ہو یا بسط ہو' اس کے آستانے پر جم کر بیٹھے رہو اور اللہ اللہ کرتے رہو۔

فراق ووصل چه باشد رضائے دوست طلب که حیف باشد ازو غیر اوتمنائے

فراق اور وصل کیا چیز ہے؟ دوست کی رضا مانگو۔ حیف ہے جو اس سے اس کے سوا کسی اور کی آرزو کرو۔

اگر ذاکر ہر وقت کیف اور لذت کی حالت میں رہے تو اس میں غرور اور کبر پیدا ہو جائے اور ابلیس کی طرح راندۂ درگاہ ہو' یہ بے کیفی بھی اس کی ربوبیت ہے کہ اس بے کیفی کی حالت میں انسان کو اپنی اوقات معلوم ہوتی ہے اور اس میں عجز و نیاز پیدا ہوتا ہے۔

بدرد وصاف ترا حکم نیست دم درکش ہر آنچہ ساقی ماریخت عین الطاف است

تم دَم سادھے رہو اور ساقی سے مت کہو کہ مجھے تلچھٹ پلاؤ یا مئے صاف دو۔ ساقی کی شفقت پر ایمان لاؤ وہ جو کچھ تیرے پیالے میں

ڈالتے ہیں عین لطف و کرم ہے۔ یہ فراق اور وصل کی منزلیں' یہ بڑے لوگوں کی باتیں ہیں۔

ایک عارف کہتا ہے:۔

ہمینم بس کہ داند ماہ رویم ۔۔۔ کہ من نیز از خریداراں اُویم

فرماتے ہیں کہ میں تو اسی بات پر وجد میں ہوں کہ میرا محبوب جانتا ہے کہ میں بھی اس کے طلب گاروں میں ہوں۔ اصل بات اس کے آستانے پر جم کر بیٹھنا ہے اور اس کے ذکر میں لگے رہنا ہے۔ غالب کہتا ہے:

اس فتنہ خو کے در سے اب اٹھتے نہیں اسد ۔۔۔ اس میں ہمارے سر پہ قیامت ہی کیوں نہ ہو

دیکھو! غالب رند ہو کر کیسی استقامت کی بات کہہ گیا۔ تف ہے ہم پر اللہ کے عاشق ہونے کا دعویٰ کریں اور اتنی استقامت بھی نہ دکھلا سکیں۔

ایک چور استقامت کا ذریعہ:۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ امام صاحب تہجد کے وقت دعا فرماتے تھے "**رحم اللہ اباالھیثم**"۔ "یااللہ! تو ابوالہیثم پر رحم فرما"

مجھے بڑا رشک آیا کہ یہ کون ہے جس کیلئے اس قدر الحاح اور عاجزی سے دعا فرماتے تھے۔ ایک دن جرأت کر کے پوچھ لیا کہ یہ ابوالہیثم کون ہے؟ فرمایا: جب مجھے درے لگنے والے تھے اور مجھے جیل خانے کی طرف لے جا رہے تھے اور ضمیر فروش مولویوں نے آ کر مجھے تحریفیں کر کر کے آیتیں سنائیں اور کہا کہ کس نے اتنی ضد اور ہٹ دھرمی کی ہے اے احمد جو تم کر رہے ہو۔ امام صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں بھی کچھ ڈانواں ڈول ہونے لگا تھا۔ اس وقت ایک ڈاکو میرے سامنے آیا جس کا بازو کٹا ہوا تھا اس نے کہا: احمد میں ڈاکہ زنی کی پاداش میں کئی بار جیل جا چکا ہوں میں جب رہا ہوا ہوں سیدھا ڈاکہ ڈالنے کیلئے گیا۔ میرا ہاتھ کاٹ دیا گیا' پھر بھی ڈاکہ ڈالتا رہا' اب میرا بازو کاٹ دیا ہے اور میں پھر ڈاکہ ڈالنے کیلئے جا رہا ہوں۔ اس نے کہا احمد! میری یہ استقامت شیطان کے رستے میں ہے حیف ہے تجھ پر اگر اللہ کے راستے میں اتنی بھی استقامت نہ دکھا سکو۔ امام احمد کہتے کہ یہ سن کر میں استقامت کا پہاڑ بن گیا اسی لیے دعا کرتا ہوں "**رحم اللہ اباالھیثم**"

سودا قمار عشق میں خسرو سے کوہ کن ۔۔۔ بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا

کس منہ سے آپ کو کہتا عشق باز ۔۔۔ اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

خلاصہ کلام:۔ پس اس کے آستانے پر جم کر بیٹھنا' اس کی غلامی پہ ناز کرنا' توحید و ادب کو یکجا کرنا' مرکزیت کو قائم کرنا' اپنے بزرگوں کی تصنیفات کو زندہ کرنا اور اپنی درسگاہوں سے جو بانجھ ہو گئی ہیں، جو بنجر ہو گئی ہیں، نکاسی کا سامان کرنا۔ یہ ہیں کام کرنے کے دوستو! اس بات کیلئے سر جوڑ کر بیٹھنا کہ نکاسی کیسے ہو گی درسگاہوں سے اہل قلم کیسے نکل سکتے ہیں، مبلغ کیسے پیدا ہو سکتے ہیں؟ مقرر کیوں کر پیدا کیے جائیں ورنہ قحط ہوتا چلا جائیگا دوستو! نہ کوئی اہل قلم ملے گا نہ مقرر ملے گا' نہ قاری ملے گا' نہ محدث ملے گا' بانجھ ہوتی چلی جائیگی یہ زمین۔ اگر تم الیکشنوں میں لگے رہے۔

اللہ اللہ کی ضرورت:۔ دوستو! یہ باتیں ہیں کرنے کی۔ مرکزیت کو قائم کرنا' روح کی پوری گہرائیوں سے اس کے ساتھ وابستگی کو محسوس کرنا' جو شخص اللہ اللہ نہیں کرتا ہے اس کے دل کا کھوٹ نہیں جاتا ہے اس کو مرکز کے ساتھ وہ وابستگی نہیں ہو سکتی ہے جو اللہ والوں کو اپنے مرکز سے ہوتی ہے۔

یادرفتگاں:۔ یہ درسگاہ حضرت صوفی عبداللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی یادگار ہے۔ وہ کس قدر اللہ اللہ کیا کرتے تھے۔ اللہ نے انہیں کیسی عزت بخشی۔ تم الیکشن لڑ لڑ کر ذلیل ہوئے' وہ اللہ کے ذکر میں فنا ہو کر معزز ہوئے۔ حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے دل پر عجب کیفیت طاری ہے۔

مجھے یاد ہے کہ پچھلی مرتبہ جب میں یہاں تقریر کرنے لگا تو اس وقت کوئی اور صاحب جلسے کی صدارت کر رہے تھے صوفی صاحب رحمہ اللہ غلبہ حال میں بھاگتے ہوئے آئے اور صاحب صدر سے منت کی کہ اب میں صدارت کروں گا کرسی صدارت پر بیٹھ گئے اور ان پر جذب کی حالت طاری تھی۔ میں گفتگو کر رہا تھا اور ان کا چہرہ تمتما رہا تھا۔

اس رخ آتشیں کی شرم سے رات شمع مجلس میں پانی پانی تھی

حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ بیمار ہوئے تو ان کی عیادت کیلئے میں لاہور سے لائلپور آیا۔ انہوں نے میرے ساتھ مل کر دعا کی اور بہت دیر تک دعا کرتے رہے یہ میری خوش نصیبی ہے کہ حضرت سید مولا بخش رحمہ اللہ بھی وہاں موجود تھے۔ ان کے ساتھ الگ بیٹھ کر دعا مانگنے کا شرف بھی مجھے حاصل ہوا۔ یہ آخری دعا تھی جو حضرت کوموی رحمہ اللہ نے میرے ساتھ مانگی۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ان کے ساتھ یہ میری آخری دعا ہے تو میں دعا کو اور لمبا کرتا۔

جب حرمین سے واپسی ہوئی تو جدہ میں حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ دومنٹ کیلئے ملاقات ہوئی۔ خیریت پوچھی اور پھر دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے۔ یہ آخری دعا تھی جو حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ میں نے مانگی اور مجھے علم نہیں تھا کہ وہ میرے ساتھ آخری دعا مانگ رہے ہیں۔

دیکھئے! یہ قافلہ کس تیزی سے رخصت ہو رہا ہے۔ حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ رخصت ہوئے حضرت کوموی رحمہ اللہ رحلت فرما گئے۔ مولانا عبداللہ رحمہ اللہ روڑی والے بھی وفات پا گئے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہیں کسی عہدے کی ہوس نہ تھی اور اسکے باوجود عہدوں کی ہوس کرنے والوں سے زیادہ معزز تھے یہ وہ لوگ تھے جو مثبت انداز میں دین کا کام کرتے رہے یہ وہ لوگ تھے جو اپنے مشن میں فنا ہوئے۔ یہ وہ لوگ تھے جن کے بارے میں قرآن کہتا ہے۔ "تلك الدار الاخرة نجعلها للذين لايريدون علوا في الارض ولافسادا"۔

آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کیلئے مختص کر دیا ہے جو روئے زمین پر منصب کی بلندی اور فساد نہیں چاہتے ہیں۔

آپ نے غور فرمایا کہ اس آیت میں لفظ علو استعمال کیا اور اب تو ہر شخص کو یہ لت پڑی ہے کہ وہ ناظم اعلیٰ ہو اور اعلیٰ کا لفظ بھی علو سے ہے اور یہ وہی بیماری ہے جس کا قرآن ذکر کر رہا ہے جن لوگوں کو ناظم اعلیٰ بننے کی ہوس ہے وہ یــریــدون عــلــوا کے زمرے میں شامل ہیں۔ اور جو اڑنگا پٹخنی اور دھینگا مشتی میں لگے ہیں وہ فســادا کے زمرے میں شامل ہیں۔ یاد رکھو! جو اپنے آپ کو اللہ کی راہ میں فنا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بقا بخشتے ہیں۔ اس کو سچی اور دائمی عزت عطا فرماتے ہیں۔

آیئے! اب ہم سب مل کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کی قبروں کو نور سے بھر دے اور جو باتیں ہم نے کہی ہیں ان پر مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمادے۔ (ہفت روزہ الاسلام لاہور ص 25 تا 34)

فقہ و مسائلِ تصوف میں حکیمانہ بصیرت

وضاحت:۔ جناب پروفیسر چوہدری عبدالحفیظ رئیس شعبہ علوم اسلامیہ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور "سیدی و اخی۔ سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ" عنوان کے تحت تحریر فرماتے ہیں: (از مرتب اثری)

ان کا دلنشیں اسلوب بیان لیکچر کا وہ انداز جس میں شعر و ادب پڑھاتے پڑھاتے' قرآن و حدیث فقہ اور مسائل تصوف اس حسین اور مؤثر ترین طریقے سے دل و دماغ میں اتار دیتے تھے کہ آج بھی ان کی چاشنی سے دل و دماغ باغ و بہار ہیں۔ (ہفت روزہ الاسلام لاہور ص 49)

سراپا ادب واحترام:۔ جناب سید صاحب رحمہ اللہ سراپا ادب تھے۔ اولیاء اللہ کا نام نہایت ادب و احترام سے لیتے تھے۔ علماء کی حد درجہ تعظیم بجالاتے تھے۔ دنیاداری کے برعکس اہل دل' اہل علم اور اہل اللہ حضرات ان کے ہاں زیادہ عزت پاتے تھے۔ جب یہ علم ہوتا کہ یہ آدمی محض اللہ کی خاطر آیا ہے تو سب کام چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔ ائمہ کرام اور فقہائے عظام رحمہم اللہ کا نام ہمیشہ عزت سے لیتے تھے "رحمۃ اللہ علیہ" کے بغیر کبھی نام نہ لیتے تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے دین سراسر ادب ہے توحید سراسر ادب ہے ادب میں یہی ان کا نظریہ تھا۔

میں نے ان سے ادب کی لطافتیں سیکھی ہیں مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ کوئی خط لکھوانے لگے تو میں نے حدیث کی ایک کتاب جو سامنے پڑی تھی پکڑ کر کاغذ کے نیچے رکھنے کی کوشش کی تو میرے ہاتھ سے فوراً کتاب چھین لی اور ایک کاپی اٹھا کر دے دی ایک دفعہ قرآن مجید پر تفسیر کی کوئی

کتاب رکھی تو فوراً اوپر سے اٹھانے کا حکم دیا فرمایا کہ حفظ مراتب کا ہمیشہ خیال رکھو۔قرآن مجید کے اوپر تفسیر اور حدیث کی کتاب مت رکھو۔ ہاں قرآن کے نیچے رکھ سکتے ہو جس کاغذ پر بسم اللہ لکھی ہوئی ہوتی اسے پھاڑ کر کبھی ردی کی ٹوکری میں نہ پھینکتے تھے فرمایا کرتے کہ آنحضرت ﷺ کا ادب سیکھنا ہو تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سیکھو۔ (ہفت روزہ الاسلام لاہور ص 53)

ذکر کے انوارات اور تسبیح استعمال فرمانا:۔ (حضرت ابوبکر غزنوی) نے حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی ساری زندگی پڑھی تھی اور بہت حد تک روحانیت میں، عبادت میں، کلمہ حق کہنے میں دین کو پھیلانے میں انہوں نے وہی طریقہ اختیار کیا جو حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کا متعین کردہ تھا للّٰہیت' تقویٰ' ذکر الٰہی' کثرت ذکر' دوام ذکر' درود شریف اور بے پناہ درود شریف......یہی وہ بنیاد تھی جس کی بنا پر ان کا ہر وعظ اثر انگیز ہوتا وہ کسی بھی جلسے کا خطاب کرنے سے پہلے ذکر کرتے۔ جب گاڑی پر جلسے کی طرف رواں ہوتے تو ذکر کے انوار ان کے چہرے سے پھوٹ پڑتے تھے۔اس عالم میں ان کے چہرے پر نظر نہیں رکھی جاتی تھی۔ صبح کے وقت نماز فجر کے بعد سے 9 بجے تک ذکر میں مشغول رہتے۔ طالب علمی کے زمانے میں ایک روز کلاس نے مجھے کہا کہ غزنوی صاحب رحمہ اللہ سے درخواست کروں کہ صبح سویرے سات بجے ہمارا (extra period) لے لیں۔ میں نے نمائندگی کرتے ہوئے درخواست کی۔ فرمایا یہ وقت تو حاصل عمر رائیگاں ہے۔ یہ فقرہ میں نے بارہا ان کی زبان سے سنا تھا وہ دن مجھے ہرگز نہیں بھولتا۔ میں صبح سویرے ان کے دردولت پر حاضر ہوا۔ قبلہ رومنہ کیے کرسی پر بیٹھے تھے ہاتھ میں تسبیح تھی چہرہ ذکر کی کثرت اور اس کے انوار سے تمتمار ہا تھا مجھے دیکھتے ہی ہاتھ سے پاس پڑی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ کرسی پر بیٹھتے ہی مجھ پر عجیب کیفیت طاری ہوئی یوں محسوس ہوا جیسے میں انوار کی بارش میں غسل کر رہا ہوں میری زبان پر بھی یکا یک ذکر جاری ہو گیا۔ کوئی پانچ چھ منٹ بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ میں نے بھی دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے۔ دعا سے فارغ ہو کر دل نواز مسکراہٹ کے ساتھ فرمایا۔ میں معذرت چاہتا ہوں آپ کو انتظار کرنا پڑا۔ (ہفت روزہ الاسلام لاہور ص 55)

لفظ پیر اور کامل مرشد سے پہلی دفعہ شناسائی

وضاحت: جناب مولانا حکیم محمد عبدالرحمٰن دار العلاج رحمانی گوجرانوالہ، عنوان بیاد سید ابوبکر غزنوی مرحوم کے تحت' ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں: (از مرتب اثری)

مولانا عبدالجبار غزنوی سے ایک خاتون کی بیعت:۔ ایک دفعہ میں نے خان (خان موج دین) صاحب موصوف کو خمیرہ مروارید بہ نسخہ کلاں دیا آپ نے وہ اپنی والدہ محترمہ کو بطور تحفہ دیا۔ خاں صاحب کی والدہ محترمہ جنہیں ہم اماں جی کے خطاب سے یاد کرتے حضرت سید عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ کی شاگردہ تھیں اور حضرت سید امام عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی بیعت تھیں۔ اماں جی رحمہا اللہ نہایت شفیق اور اولوالعزم دل رکھتی تھیں۔ با قاعدہ تہجد ادا فرماتیں۔ موج نے کہا اماں جی سجدہ اتنا طویل فرماتیں میں سمجھتا شاید آپ کب اٹھیں گی۔ (ہفت روزہ الاسلام لاہور ص 64)

.....چنانچہ آپ نے وہ خمیرہ مروارید حضرت سید محمد داؤد صاحب رحمہ اللہ کو مرحمت فرما دیا۔ چند دنوں کے بعد دواخانہ میں میرے پاس عبدالحئی خاں صاحب (موج کے بڑے بھائی) آئے اور کہا کہ ذرا لاہور چلنے کی تکلیف فرمائیے۔ ہمارے پیر صاحب آپ کو یاد کرتے ہیں۔ یہ پیر صاحب کے لفظ سے میں چونکا تو انہوں نے ذرا وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ آپ کا خمیرہ مروارید ہم نے اپنے پیر صاحب کو دیا تھا انہوں نے فرمایا ہے کہ میں ان حکیم صاحب کو دیکھنا چاہتا ہوں جنہوں نے یہ خمیرہ تیار کیا ہے۔ پیر صاحب کا نام انہوں نے نہیں بتایا اور میں نے تو اس بات کو معمولی سمجھتے ہوئے دریافت ہی نہ کیا۔

ویسے میرا خیال تھا پیر مکی یا اس کے گردونواح علی ہجویری صاحب رحمہ اللہ یا کسی چھوٹے موٹے پیر صاحب کے ہاں چلنا ہوگا لاہور پہنچ کر عبدالحئی صاحب شیش محل روڈ کی طرف چل دیئے۔ میں نے پھر بھی یہی اندازہ کیا کہ ہجویری صاحب رحمہ اللہ کے دربار میں کوئی پیر صاحب ہوں گے حتیٰ کہ ہم شیش محل روڈ مدرسہ تقویۃ الاسلام کی بلڈنگ میں داخل ہو گئے۔ عبدالحئی صاحب آداب ہائے اذن سے بے نیاز مجھے ساتھ

لیے رواں دواں اوپر چلے گئے۔آخری منزل پر پہنچے، کیا دیکھتا ہوں۔حضرت سید مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ سادہ سی نواڑ کی بنی ہوئی چارپائی پر بیٹھے ہیں۔حسن و جمال کے انوارات ان کے سراپا کی زینت ہیں۔

مجھے دیکھتے ہی چارپائی پر اٹھ کھڑے ہوئے، گلے سے لپٹ گئے فرمایا میں نہ کہتا تھا یہ تو ہماری تربیت کے اثرات ہیں ہماری صحبت ایسے یافتگان کے فیوض و برکات ہیں ایسا مخلص اور محنتی طبیب فن طب کے نظر و عمل کی کلیات جو مجھ تک پہنچی ہیں آپ نے خمیرہ کی ترکیب میں جواہرات کے صلایہ میں اس قدر محنت کی ہے کہ وہ خمیرہ کی ذات بن گئے ہیں اور پھر یہ کہہ کر بے اختیار آنکھوں میں آنسو آ گئے۔(ص65)

ذکراللہ کے داعی:۔ آپ کے انتقال کے بعد آپ کے غزنویہ نے انہیں بالا تفاق اپنا (امیر) مقرر کیا۔آپ ایم اے ایل ایل بی بھی تھے۔راسخ العقیدہ اور روشن خیال عالم دین تھے ذکراللہ کے بہت بڑے داعی تھے۔(ہفت روزہ الاسلام لاہور ص66)

تم کیا گئے دن روٹھ گئے بہار کے

وضاحت: جناب مولانا ارشاد الحق اثری عنوان: ''تم کیا گئے دن روٹھ گئے بہار کے''، ''کچھ یادیں کچھ باتیں'' کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔(از مرتب اثری)

خاندان غزنویہ سے تعارف حمائل غزنویہ اور مترجم مشکوٰۃ سے ہوا اور تعلق خاطر حضرت سید عبداللہ غزنوی نور اللہ مرقدہٗ کے سوانح اور بالخصوص ان کے مطبوع خطوط سے ہوا حسن اتفاق کہ اسی زمانہ میں حضرت مولانا غلام رسول صاحب قدس سرہٗ (قلعہ میہاں سنگھ) کے سوانح حیات مل گئے۔انہوں نے جلتی پر تیل ڈالا اور یوں اس خاندان سے قلبی تعلق استوار ہوتا گیا۔

مستغرق فی ذکر اللہ:۔ حضرت موصوف کے وہ خطوط جو انہوں نے حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ارسال فرمائے فارسی ادب میں بلند مقام کے حامل ہیں۔گو دونوں بزرگ ہم سبق ہیں دونوں نے حضرت میاں صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کے سامنے اکٹھے زانوئے تلمذ تہہ کیے لیکن خطوط میں اسی عقیدت ادب واحترام اور محبت کا اظہار ہے جو ایک مرید کو شیخ سے اور ایک سچے طالب علم کو استاد سے ہوتا ہے۔حضرت غزنوی رحمہ اللہ کے متعلق صاحب ''عون المعبود'' مولانا شمس الحق محدث ڈیانوی رحمہ اللہ کی رائے ہے۔

امام الزمان ولی الرحمن خادم القرآن متقربا الیٰ الله المنان وكان في جميع احواله مستغرقافي ذكر الله عزوجل حتى ان لحمهٗ و عظامهٗ واعصابهٗ واشعارهٗ وجميع بدنهٗ كان متوجهاً الیٰ الله تعالیٰ فانيافي ذكرهٗ عزوجل

لیکن حضرت مولانا غلام رسول رحمہ اللہ نے انکی شخصیت کا تعارف محبت بھری زبان میں بیان فرمایا وہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔چنانچہ وصیت نامہ میں لکھتے ہیں:۔

صحبت محدثین لازم شمارند کہ اہل حدیث اہل اللہ و بعد فراغ از علم دینیہ دست بیعت بشیخ کامل مکمل دہند و دریں زمان مثل عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ درقیاس ما احدے نیست، صحبتش اکسیر است و بحقیقت آنحضرت ﷺ کامل مکمل پیر است۔

عبدالقادر ترجمه قرآن ازيشان شروع كنند وبسم الله عبدالعزيز ازيشان شروع كنند كه در عقيده فقير مثل جنيد و نظير حضرت بايزيد است (رحمهما الله)

لايدرك الواصف المطرى فصايصهٗ وان يك سابقا فى كل ماوصفا

ہمیں بس گرچہ بس کا سد قماشم کہ در سلک فرید ارانش باشم

(ہفت روزہ الاسلام لاہور ص67,68)

استغناء، درویشی اور پابندی اذکار:۔ سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ اسی عظیم خانوادے کے چشم و چراغ تھے۔آپ ماہر علوم قدیمہ و جدیدہ کے ساتھ آپکو وجہات للّٰہیت استغناء درویشی میں بادشاہی ذکر و اذکار میں انہماک، فقراء سے محبت اپنے خاندان سے ورثہ میں ملا۔

راقم السطور سے ان کا تعارف غالباً 1970ء میں ہوا۔ آپ رحمہ اللہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں لائل پور تشریف لائے۔ میں ان دنوں معتکف تھا۔ استاذ محترم مولانا محمد عبداللہ صاحب مدظلہ العالی سے گزارش کی کہ میرا پیغام حضرت سید صاحب رحمہ اللہ تک پہنچا دیں کہ مسجد کے کونہ میں ایک درویش زیارت کا متمنی ہے شرعی حدود مانع نہ ہوتیں تو حاضر خدمت ہوتا۔

حسب اطلاع دوپہر کے وقت پیغام پہنچا تو عصر کے بعد جناب میاں عبدالواحد کے ساتھ مسجد منٹگمری بازار میں تشریف لائے میں ابھی وضو سے فارغ ہو کر معتکف میں جا رہا تھا کہ پیچھے سے آواز سنائی دی کہ حضرت سید صاحب رحمہ اللہ تشریف لائے ہیں۔ واپس لوٹا اور جلدی سے سلام کے بعد نعلین اٹھا کر معتکف میں رکھ لیے۔ آپ رحمہ اللہ نے وضو کیا میں پاس کھڑا ان کی ایک ایک حرکت دیکھ رہا تھا محسوس یوں ہوتا تھا کہ آپ ہاتھ پانی سے نہیں آنسوؤں سے دھو رہے ہیں اور بار بار وضو کے دوران مسنون دعا پڑھ رہے ہیں۔''**اللهم اغفرلي ذنبي ووسع لي داري وبارك لي في رزقي**''۔(ہفت روزہ الاسلام لاہور ص 68)

دیوانگی عشق بڑی چیز ہے:۔ (شیخ ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ) نے نماز پڑھائی۔ کسی زمانہ میں غزنوی طریقہ نماز سن رکھا تھا۔ آج اس کا مشاہدہ کیا۔ تقریباً بیس منٹ میں نماز سے فارغ ہوئے۔ نماز میں جو سکون واطمینان حاصل ہوا افسوس وہ آج تک دوبارہ حاصل نہ ہو سکا۔

نماز کے بعد چائے آ گئی۔ اسی دوران کچھ طالب علمانہ سوال کیے۔ ذکر واذکار کے طریقہ کا سبق لیا۔ کوئی آدھ گھنٹہ بعد اجازت طلب کی تو فرمانے لگے اتنی جلدی؟ میں بڑھ کر گلے چمٹ گیا اور گردن کا بوسہ لیتے ہوئے کہا:

لپٹ کر چوس لے گل کو اری بلبل چمن میں پھر بہار آئے نہ آئے

فرمانے لگے اس قدر دیوانگی اچھی نہیں میں نے معاً عرض کیا

دیوانگی عشق بڑی چیز ہے سیماب یہ اس کا کرم ہے جسے دیوانہ بنادے

تو ہنس دیئے ان سے رخصت ہوا تو دیر تک یوں گنگنا تا رہا:۔

نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است رفتم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است

حضرت رحمہ اللہ نے مجلس ذکر قائم کر رکھی تھی تین چار مرتبہ اس میں بھی حاضری کا موقع ملا۔(ہفت روزہ الاسلام لاہور: ص 69)

بغیر محبت کے دعویٰ اطاعت:۔ مخصوص غزنوی انداز میں کچھ وقت کے بعد **استغفر الله** فرماتے اور کبھی اللہ کا مبارک نام لیتے۔ تقریباً پندرہ بیس منٹ تک یہ سلسلہ جاری رہتا(ہفت روزہ الاسلام لاہور: ص 69)

ایک مرتبہ بیٹھے ہوئے اللہ سے محبت کی باتیں ہو رہی تھیں فرما رہے تھے کہ محبت کے بغیر اطاعت سے انسان منزل مقصود تک نہیں پہنچتا اور نہ ہی گوہر نایاب ہاتھ آتا ہے اس کے بعد بڑے درد بھرے انداز میں یہ شعر پڑھا:

لقد لسعت حية الهوى كبدى لا طبيب لها ولا راقى

پابندی ذکر آٹھ پہر:۔ ایک مرتبہ ذکر کے موضوع پر بات کر رہے تھے کہ اللہ کی یاد سے کوئی لمحہ خالی نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی میں جس قدر وقت گزر جائے غنیمت ہے۔ فرمایا کہ سید الاولین والآخرین ﷺ کو حکم ہوا کہ ''**واعبد ربك حتى ياتيك اليقين**'' اور پھر اس کی ترجمانی میں جذب کے عالم میں شیخ فرید رحمہ اللہ کا یہ شعر پڑھا:

کوک فریدا کوک توں جیویں راکھا ہے جوار جد تک ٹانڈا نہ پکے توکردا رہ پکار

حالت استغراق میں جذبی کیفیات:۔ بلاشبہ حضرت رحمہ اللہ ایک سچے صوفی اور درویش منش انسان تھے۔ کئی مجلسوں میں مسلمانوں کی زبوں حالی پر انہیں کڑھتے دیکھا۔ انہیں قوم کے واعظوں سے بھی شکوہ تھا فرمایا کرتے جس ملک میں خداوند قدوس کا انکار ہو اس کے دین سے کھلے بندوں استہزاء ہو شیطان چوراہوں میں ننگا ناچ رہا ہو اس میں فروعی اختلافات کو ہوا دینا کوئی دین کی خدمت نہیں۔ وہ صحیح

معنوں میں عالم دین تھے۔اللہ کریم کی محبت اور اس کا ڈر ان کے رگ و ریشے میں رچا بسا تھا۔واقف کار حضرات جانتے ہیں کہ انہیں بسا اوقات غلبہ حال میں ماہی بے آب کی طرح تڑپتے بھی دیکھا گیا ہے۔(ہفت روزہ الاسلام لاہور ص 69 تا70)

سلوک اُن کا تجمل تھا

وضاحت: جناب ولی وارثی صاحب سرمایہ خاندان غزنوی صوفی با کمال حضرت مولانا ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کی متصوفانہ زندگی کو منظوم کلام میں پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔(از مرتب اثری)

سلوک اس کا تجمّل تھا خُلق اس کی ادا نگاہ عشق میں وہ رشک صد نگاراں تھا
وہ خلوتوں میں اگر تھا فقیر گوشہ نشیں تو جلوتوں میں سدا صدر بزم یاراں تھا

(ہفت روزہ الاسلام لاہور ص71)

زبانِ حال کے لوگوں پر اثرات

وضاحت: حضرت مولانا عبدالرشید صاحب حنیف، ناظم ادارہ علوم اسلامی جھنگ صدر ''سید ابوبکر غزنوی...... خاندان غزنویہ کا درخشندہ ستارہ'' کے عنوان سے آپ کی زبان حال، پر تاثیر محافل ذکر و تزکیہ نفس کا نقشہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔(از مرتب اثری)

''سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ خاندان غزنویہ میں علمی اور عملی سورج تھے جس کی روشنی صرف پنجاب ہی نہیں ہندوستان سے دیار غیر میں پوری وسعت سے پھیل چکی تھی۔

مولانا موصوف زہد و تقویٰ اور ریاضت میں امتیازی مقام پر فائز تھے، چنانچہ علامہ شبلی رحمہ اللہ نے بھی ایک مقام پر عجیب انداز سے تذکرہ کیا ہے مولانا شیروانی کی زبان سے ایک واقعہ سنا ہے کہ مولانا عبدالجبار غزنوی علی الحیاۃ، روزانہ قرآن کا درس دیتے تھے۔مولانا شبلی نعمانی رحمہ اللہ ان کی زندگی میں ایک مرتبہ امرتسر تشریف لے گئے۔

مولانا شبلی اگرچہ علوم وفنون میں درک رکھتے تھے مگر ان چیزوں سے انہیں زیادہ شغف نہ تھا۔جب مولانا غزنوی کے درس سے واپس آئے تو کہنے لگے کہ یہ شخص جب اللہ کہتا تھا تو دل چاہتا تھا کہ سر اسی کے قدموں پر رکھ دوں، یہ تھا ان لوگوں کے تعلق باللہ کا حال''۔

(اہل حدیث وسیاست مرتبہ مولانا نذیر احمد رحمانی صاحب مطبوعہ جامعہ سلفیہ بنارس بحوالہ ہفت روزہ الاسلام لاہور:ص۷۳)

کرامات میں سے ایک کا انتخاب:۔ مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی یوں تو بے شمار کرامات ہیں۔ملک احمد نمبر دار فیروز وٹواں نے اپنی مرض کا ذکر کیا کہ اٹھارہ برس کی عمر میں گنٹھیا کا مریض تھا میرے والد صاحب نے بے شمار علاج کرائے لیکن مرض بڑھتا گیا بالآخر میرے والد صاحب مجھے امرتسر میں مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے پاس لے گئے۔میرے والد نے مجھے مرض کی حالت میں مسجد کے صحن میں رکھ دیا اور خود جماعت میں شریک ہو گئے۔والد صاحب نے آگے بڑھ کر درخواست دعا کی انہوں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے جیسے جیسے وہ دعا مانگ رہے تھے یوں احساس ہوتا تھا جیسے مرے جوڑوں کی بندش کھل رہی ہے۔تین دن ہم وہاں رہے اور اللہ کے فضل سے میں تندرست ہو کر واپس آیا اب جسمانی حالت کے ساتھ ہماری روحانی دنیا بھی بدل چکی تھی۔(ہفت روزہ الاسلام:ص۷۴)

مجلسِ ذکر کا تاحیات اہتمام:۔ اگرچہ کچھ اہل حدیث کتاب وسنت کی روشنی میں تصوف کے بارے میں مختلف رائے رکھتے ہیں مگر سید صاحب رحمہ اللہ اسے اصلاح نفس تزکیہ نفس اور ریاضت نفس قرار دیتے تھے۔چنانچہ کالج میں بھی اس سلسلہ کو تاحیات جاری رکھا۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں ایک رسالہ ''حقیقت ذکر'' کے نام سے خوبصورت طباعت میں عوام الناس کے سامنے پیش کیا جسے حلقہ احباب نے نہ

صرف خوب پسند کیا بلکہ اپنا...... روحانی علاج سمجھ کر اسے پڑھا۔(ہفت روزہ الاسلام:ص ۷۵)

توحید مگر ادب کے ساتھ:۔ غزنوی رحمہ اللہ شہسوار خطابت تھے۔کلام میں متانت سنجیدگی اور وقار کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہوتا تھا۔حب نبی ﷺ اور حب اہل بیت رضی اللہ عنہم کا تذکرہ بڑی ایمانی جرأت سے کیا کرتے تھے۔تقریر کا آغاز کرتے وقت فرمایا کرتے تھے کہ میں کچھ سیکھنے آیا ہوں اور دعا کرانے آیا ہوں۔موصوف نے مسلک اہلحدیث میں راہ اعتدال کے طریق پر پوری زندگی بسر کردی۔چنانچہ ایک مقام پر تحریر کرتے ہیں۔

مجھے اپنے آباؤ اجداد کا مسلک عزیز ہے اور اس کے پرچار کو بہت بڑی سعادت سمجھتا ہوں۔اسی مسلک میں حسن اعتدال ہے یہاں بے داغ اور بے لچک توحید بھی ہے۔ائمہ کرائم اور اولیائے عظام کی غایت درجہ تعظیم وتکریم بھی ہے۔یہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بے پناہ محبت بھی ہے اور اہل بیت رضی اللہ عنہم سے والہانہ عقیدت بھی۔(الاسلام ص ۷۵)

توحید کے ساتھ ادب کے تقاضے

وضاحت: جناب پروفیسر محمد مزمل احسن شیخ لاہور ''سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ اور ان کا پیغام'' کے عنوان سے حضرت ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کی ادب سے بھرپور متصوفانہ زندگی کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔(از مرتب اثری)

بے ادبی نا قابل تلافی جرم:۔ آج کی محفل میں ان کے مختلف تاثرات کو پیغام کی صورت میں حیطہ تحریر میں لانے کی کوشش کرنے لگا ہوں۔اللہ کرے کہ ان سے ہی ہم کوئی درس عبرت حاصل کریں۔ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

موحد ہونے کے ساتھ ساتھ مؤدب نہ ہونا ان کے نزدیک نا قابل تلافی جرم تھا کہ جیسے ہم توحید کے پرستار نہ ہوئے۔بے ادبی کے ٹھیکے دار بن گئے۔یبوست اور خشکی کے مارے ہوئے،جیسے دنیا جہاں کی سختی ہمارے اندر نشیمن بن چکی ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے والے اتنے باادب اور بااخلاق ہونے چاہئیں کہ دنیا جہاں ان پر رشک کرے اور انہیں راہنما مانے۔

اس خشکی کو دور کرنے کے لیے سید صاحب رحمہ اللہ ذکر کا نسخہ تجویز فرمایا کرتے تھے کہ یہی وہ کیمیا ہے،جس سے یبوست کا مارا انسان حد درجہ شائستہ اور مہذب بن جاتا ہے۔

دوسری بات جس کا اکثر انہیں دکھ ہوتا تھا وہ جاہل قسم کے نام نہاد حضرات کا وجود تھا۔جو دین متین کی سربلندی اور اعلائے کلمۃ الحق کی بجائے آپس میں دست وگریباں تھے۔سب سے زیادہ دین کو نقصان پہنچانے والے یہی دیندار ہیں اور اس میں انہوں نے کبھی کسی گروہ،فرقہ،طبقہ یا فرد پر کیچڑ نہیں اچھالا تھا جبکہ درحقیقت وہ اس شعر کی تفسیر تھے۔

میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند　　　　نے آبلہ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند

(ہفت روزہ الاسلام ص ۷۷)

کثرت سے تجلیات الٰہی کا ظہور:۔ ایک محترم نے بیان فرمایا کہ اللہ کی محبت اور خشیت کی یہ کیفیت تھی کہ بیت اللہ میں اہل اللہ کی طرح فرمایا کہ ''دل کو الٹا کرلیا ہے اگر سیدھا رہے تو تجلیات الٰہی سے کہیں پھٹ نہ جائے''۔

اللہ اللہ! کیا انسان تھے وہ بھی،ضرورت ہے کہ ہم بھی آج ان کی اچھائیوں کو نقش راہ بنائیں تاکہ دین متین کی شمع کی روشنی سے ہمیں دین ودنیا میں جلا ملے اور اللہ کی رضا بھی۔(ہفت روزہ الاسلام ص ۷۸)

علم کا ایک آفتاب

وضاحت: جناب مولانا محمد خالد سیف صاحب ''حضرت مولانا سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ پر'' علم کا ایک

آفتاب'' کے عنوان کے تحت پیکر شرافت، مجسم اخلاق، خاندان غزنوی کی روایتِ تصوف کے امین اصلاح باطن وتزکیہ نفس کے خوگر کی متصوفانہ زندگی کی ان الفاظ میں نشاندھی کرتے ہیں: (از مرتب اثری)

اسلامیہ کالج لاہور انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کے عربی واسلامیات کے شعبوں کی سربراہی سے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی وائس چانسلری کے عہدہ پر فائز ہو گئے۔ آپ رحمہ اللہ اس یونیورسٹی کے پہلے وائس چانسلر تھے اور حکومت کے حسن انتخابت کی ایک بہترین مثال۔ اسلامک سٹڈیز کے علاوہ شعروادب اور تصوف آپ رحمہ اللہ کے خاص موضوع تھے بلکہ شعروادب اور تصوف کا آپ رحمہ اللہ کی شخصیت نہایت حسین امتزاج تھی۔ (الاسلام ص۸۲)

معارف تصوف کا سرچشمہ:۔ آپ رحمہ اللہ کی زبان فیض ترجمان سے شعروادب تصوف، تاریخ اور سیاست کے حقائق ومعارف کا ایک چشمہ سا ابل پڑتا اور لوگ تصویر حیرت بنے آپ رحمہ اللہ کے رخ آتشیں کو تکتے رہ جاتے۔ (ہفت روزہ الاسلام ص۸۲)

ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ سے محبت اور عقیدت کا تقاضا تو یہ ہے کہ ہم ان کے نقش قدم پر چلیں......اب دیکھنا یہ ہے کہ ان کے عقیدت مند اور ارادت منداپنے فرائض سے کہاں تک عہدہ برا ہوتے ہیں؟ اس ضمن میں ان کی اپنی جماعت اہلحدیث کے افراد بطور خاص میرے مخاطب ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ہم اس بات کے منتظر ہیں کہ سید صاحب رحمہ اللہ سے عقیدت اور محبت رکھنے والوں میں سے وہ کون ہے جو صحیح طور پر ان کے نقش قدم پر چلے؟......اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ذکر وفکر الٰہی کی مجلسوں کو گرم کرلے!۔ (ہفت روزہ الاسلام ص۸۳)

فرقہ وارانہ تنگ دامانی سے دور

وضاحت: حضرت مولانا عبدالغفار حسن صاحب استاذ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ بعنوان: ''آہ! مولانا سید ابوبکر غزنوی مرحوم'' حضرت مولانا کے مسلکی اعتدال اور فرقہ واریت سے دور پاکیزہ زندگی کو کچھ یوں بیان فرماتے ہیں: (از مرتب اثری)

''مرحوم کی تیسری خصوصیت یہ تھی کہ انہوں نے فرقہ وارانہ تنگ دامانی سے باہر رہتے ہوئے کھلی فضا میں ہر مکتب فکر کے افراد سے ربط وضبط قائم رکھا اور یہ طرز عمل ان کو اپنے والد محترم مرحوم ومغفور سے ورثہ میں ملا تھا باوجود فقہی اختلافات کے مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ اور مفتی محمد حسن رحمہ اللہ میں گہرے روابط اور مراسم محبت قائم تھے اور اسی وسعت ظرفی کا نتیجہ تھا کہ مولانا داؤد غزنوی مرحوم کی زندگی میں ہمیشہ مولانا احمد علی (لاہوری) رحمہ اللہ نے ان کی اقتداہی میں عیدین کی نماز ادا کی''۔ (ہفت روزہ الاسلام ص۸۸)

اہل اللہ کی شان میں گستاخی توحید نہیں

وضاحت: جناب ابوسلمان راغب شیخوپوری بہ عنوان: ''سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ ایک عظیم علمی شخصیت......ایک بلند پایہ مفکر اسلام'' ہفت روزہ الاسلام لاہور (خصوصی اشاعت سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ اور حافظ عبدالحق صدیقی) میں حضرت مولانا ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کے اہل اللہ کے آداب کے بارے میں یوں توجہ دلا رہے ہیں۔ (از مرتب اثری)

باادب ہونا نہایت ضروری ہے:۔ آپ پکے موحد تھے اور بہت بڑے روپ شناس بھی۔ اہل اللہ کا ادب بجالاتے اور اپنے مربی اور محسنوں کے شکر گزار بھی تھے۔ آپ توحید وادب کی لطیف امتیازی حدود کے عرفان میں صحیح شعور وادراک کے حامل تھے اور ادب کی لطافتوں اور باریکیوں سے بہرہ ور تھے۔ آپ کے نزدیک یہ امر معیوب تھا کہ آدمی موحد ہو مگر ادب کی شد بد سے محروم ہو۔ ''موحد ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ آدمی بے مہار ہو جائے۔ رسیاں تڑا بیٹھے۔ بے ادب وگستاخ ہو جائے اور اہل اللہ کی شان میں گستاخیاں کرے اور محسنوں کا گریبان پھاڑے۔'' ایک موحد کے لیے باادب ہونا ضروری سمجھتے۔ بزرگوں کی مجالس میں حرکات فاضلہ کو بھی خلاف ادب سمجھتے تھے۔ جو شخصیتیں انسان

کی تربیت کرتی ہیں جسمانی یا روحانی، ان کا خود بھی ادب کرتے اور دوسروں کو بھی ان کا ادب ملحوظ رکھنے کی شدت سے تلقین کرتے تھے۔ ان کی اس ادب شناسی کا مرجع قرآن پاک کا والدین کے بارے میں یہ حکم ہے: "ولا تقل لهما اف ولا تنهر هما وقل لهما قولاً كريما"

''دیکھو! انہیں کبھی یہ بھی نہ کہو کہ تف ہے تم پر......''

اسی حق تربیت کی بناء پر ہے کہ والدین اولاد کی جسمانی تربیت کرتے ہیں اور بدیں صورت وہ خدا کی ربوبیت کے مظہر ہیں اور حضور علیہ السلام کے بارے قرآن کا یہ حکم ہے کہ: "يآايها الذين آمنوالا ترفعو اصواتكم فوق صوت النبى ولا تجهروا له بالقول كجهر بعضكم لبعض ان تحبط اعما لكم و انتم لاتشعرون"

''یعنی اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز سے اونچا مت ہونے دو......''

ادب پہلا قرینہ:۔ روحانی تربیت کی حق ادائی کے سبب ہے۔ پھر آپ نے احادیث سے ادب چنا۔ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ اور دیگر اہل اللہ کے تذکروں سے ادب پارے آپ کی تادیب کا سبب بنے اور نتیجۃً ادب و احسان مندی آپ کی سیرت کے لازمی جزو بن گئے۔ آپ ادب کو محبت کے قرینوں میں پہلا قرینہ شمار کرتے تھے اور موحد ہوتے ہوئے مؤدب ہونا اور مؤدب ہوتے ہوئے موحد ہونا بہت بڑی سعادت سمجھتے تھے اور اللہ سے اس سعادت کی ہمیشہ بھیک مانگتے رہتے تھے۔ (الاسلام ص ۱۰۱)

ہمہ وقت ذکر اللہ کی لذت:۔ توحید و ادب میں بڑھتے بڑھتے اور فکر دین و اسلام میں غرق ہوتے ہوئے آپ پر خدا اور رسول ﷺ کی محبت کا رنگ اتنا غالب ہوتا چلا گیا کہ آپ ہمہ وقت ذکر الٰہی میں محو رہنے لگے۔ اسلاف و اولیاء کے ذکر و فکر سے اثر قبول کیا اور اپنی سیرت میں مسنون ذکر الٰہی بسا لیا۔ ذکر الٰہی کی لذت سے اس قدر محظوظ ہوتے کہ قسم کھا کر پکار اٹھتے کہ اس دنیا میں اللہ کے ذکر کی لذت سے بڑھ کر کوئی لذت نہیں۔ دنیا کی تمام لذتیں ذکر کی لذت کے سامنے ہیچ ہیں'' مگر اس کے باوجود آپ لذت پرست نہ تھے۔ فرماتے ''لذت آئے یا نہ آئے اس کے ذکر میں لگے رہنا چاہیے۔ جو آدمی لذت آئے تو ذکر کرتا ہے اور نہ آئے تو نہیں۔ وہ لذت پرست ہے۔'' وہ ذکر الٰہی سے فقط ہمہ وقت اپنی اور خالق کی پہچان کے خواہش مند تھے اور عجز و نیاز میں رہنے کے آرزومند تھے۔ فرماتے ''اگر ذاکر ہر وقت کیف اور لذت کی حالت میں رہے تو اس میں غرور و کبر پیدا ہو جائے اور وہ ابلیس کی طرح راندہ درگاہ ہو جائے۔ بے کیفی بھی اس کی ربوبیت ہے کہ اس بے کیفی میں انسان کو اپنی اوقات معلوم ہوتی ہے اور اس میں عجز و نیاز پیدا ہوتا ہے۔'' گویا آپ کے ذکر الٰہی میں استقامت تھی اور ذکر الٰہی کی تعریف اور اس کے فلسفہ و محاسن میں ہر وقت رطب اللسان رہتے اور اہل اللہ کے بے شمار اقوال و اشعار آپ کا تکیہ کلام تھے۔ (الاسلام ص ۱۰۱)

میلان تصوف اور ذکر کی رغبت

وضاحت: جناب پروفیسر غلام احمد حریری صاحب، اوصاف و محامد سے متصف با اخلاق خانوادۂ غزنویہ کو ''سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ میری نگاہ میں'' کے عنوان کے تحت ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں: (از مرتب اثری)

غزنوی خاندان رحمھم اللہ سے عقیدت کی بنا پر سید ابوبکر رحمہ اللہ کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا۔ آپ نے پنجاب یونیورسٹی میں پہلے عربی میں ایم اے اور پھر ایل ایل بی کے امتحانات امتیازی حیثیت کے ساتھ پاس کئے اور اسلامیہ کالج لاہور میں عربی کے لیکچرار تعینات ہو گئے۔ یہ ۱۹۵۰ء کی بات ہے ان دنوں آپ صرف سید ابوبکر تھے۔ (ہفت روزہ الاسلام ص ۱۰۵)

فرقہ وارانہ تعصب ان کے لئے قابل برداشت نہ تھا یہی وجہ ہے کہ ان کے عہد میں کبھی کوئی فرقہ وارانہ ناخوشگوار واقعہ رونما نہ ہوا، تصوف کی جانب میلان تھا مگر فرمایا کرتے تھے کہ شریعت سے ہٹ کر میں تصوف کا قائل نہیں ہوں، شریعت کا وہ حصہ جو تزکیہ باطن سے متعلق ہے وہی تصوف ہے۔ ذکر الٰہی کے بڑے رسیا تھے اور اس کے لیے انہوں نے اوقات مقرر کر رکھے تھے۔ (ہفت روزہ الاسلام ص ۱۰۶)

صحبتِ ولی کی تاثیر

وضاحت: مولانا محمد صادق صاحب سیالکوٹی رحمہ اللہ مسلک اہلسنت اہلحدیث میں تعارف کے محتاج نہیں۔علمی اور قلمی دنیا میں آپ کے شاہکار آپ کی صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔آپ نے مولانا ابوبکر رحمہ اللہ کے بارے لکھا:

مولانا سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ: خوش در خشید ولے دولت مستعجل بود(از مرتب اثری)

وہ چراغ حدیث کو ہتھیلی پر رکھ کر غزنی سے امرتسر لے آئے۔اور پھر تا زیست اشاعت توحید وسنت کے روغن اور ذکر الٰہی کے زیت سے خوب روشن رکھا، کہتے ہیں کہ جو شخص بھی ایک آدھ گھنٹہ ان کے پاس بیٹھ کر گیا۔اللہ نے اس کے دل کی حالت بدل ڈالی۔اس کی عملی زندگی میں انقلاب آ گیا۔(ہفت روزہ الاسلام ص ۱۰۷)

بیعت اصلاح کی روحانی تاثیر

وضاحت: حضرت مولانا محمد صدیق اعظمی (بدھوآنہ ضلع جھنگ)''اخلاص وایقان کی شمعیں''کے عنوان کے تحت اولیاء سے بیعت ہوتے وقت کی روحانی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:(از مرتب اثری)

محترم استاذی المکرّم مولانا عبدالحمید صاحب جھنگوی رحمہ اللہ ان صالحین میں سے تھے جن کی مجلس ہمیشہ روحانی طمانیت سے لبریز رہتی آپ بے حد اثر وسوز والے بزرگ تھے۔آپ کے باعث ضلع جھنگ کے ویرانوں میں صدائے حق بلند ہوئی۔آپ رحمہ اللہ جب کبھی اپنے تعلیمی دور کا ذکر کرتے تو سننے والے کے دل ودماغ قوت ایمانی سے معمور ہو جاتے اور اس سلسلہ مبارک میں ایک بات پورے وثوق سے فرمایا کرتے تھے کہ جو کیفیت روح کی بیداری کی حضرت امام عبدالجبار غزنوی علیہ الرحمۃ سے بیعت ہوتے وقت طاری ہوئی وہ بیان نہیں کی جا سکتی۔اس وقت سے مشکوک روٹی سے نفرت آنے لگی اور بری مجلس سے بھی دل بیزار ہو گیا۔(ہفت روزہ الاسلام ص ۱۱۰)

محفل ولی میں استغراقی کیفیات:۔ شیخ العرب والعجم استاذی المحترم جناب حافظ محمد صاحب گوندلوی رحمہ اللہ نے ایک دن اپنے سلسلہ تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب میں امرتسر مدرسہ غزنویہ میں داخل ہوا تو صرف تین دن میں حضرت الامام رحمہ اللہ کی مجلس کا میرے دل پر اتنا اثر ہوا کہ میں سوچنے لگا جو لوگ مدت سے آپ کی خدمت میں رہتے ہیں وہ تڑپ تڑپ کر مر کیوں نہیں جاتے۔(ہفت روزہ الاسلام ص ۱۱۱)

احب الصالحین ولست منهم: جناب برق التوحیدی ادارہ علوم اثریہ لائل پور، صالحین کی محبت اوران سے نسبت کی خواہش کا اظہار، عنوان:''سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کا سفر آخرت''کے تحت لکھے گئے مضمون میں عربی کے معروف مصرعہ میں یوں فرماتے ہیں:

''احب الصالحین ولست منهم لعل الله یرزقنی صلاحا''(ہفت روزہ الاسلام ص ۱۱۶)

خاندان غزنویہ اور اہمیت تزکیہ نفس

وضاحت: جناب مولانا عبدالعظیم انصاری قصوری خاندان غزنویہ کی دینی اصلاحی، تربیتی تبلیغی کوششوں، ذکر الٰہی اور حصول نسبت تصوف کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔(از مرتب اثری)

خاندان غزنویہ رحمہم اللہ نے برصغیر پاک وہند میں دینی شعور پیدا کرنے، قرآن وسنت کی اشاعت اور اسلام کی صحیح تعلیم وتربیت اجاگر کرنے میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں جس کی مثال نہیں ملتی۔دینی تعلیمات کے فروغ، توحید وسنت کی اشاعت، تبلیغ واصلاح کی سعی کے ساتھ ساتھ تزکیہ نفس تعلق باللہ اور ذکر الٰہی کا درس بھی دیا اور اس میدان میں اپنا مثالی کردار اور عملی نمونہ پیش فرمایا اس خاندان کے مورث اعلیٰ حضرت سید

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

نظمِ جماعت کے آداب

میاں محمد جمیل ایم اے

مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان

مصنف : .... میاں محمد جمیل

ناشر : .... مرکزی جمعیۃ اہلحدیث ۱۰۶ راوی روڈ لاہور

مطبع .... اُحد پرنٹنگ پریس ۵۰ لوئر مال - لاہور

تعداد .... گیارہ سو

قیمت : ____________

نقوش عظمت رفتہ

مصنف

محمد اسحاق بھٹی

مسلک کتاب وسنت کے فروغ کے لیے کوشاں

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

مکتبہ قدوسیہ

ناشر ____________ ابوبکر قدوسی

اشاعت ____________ مئی 1999ء

مطبع ____________ [illegible]

قیمت ____________ -/250 روپے

MAKTABA QUDDUSIA
REHMAN MARKET GHAZNI STREET URDU BAZAR
LAHORE - PAKISTAN. Ph: 7351124 - 7230585
Fax: 92 - 42 - 7230585 Email. qadusia@brain.net.pk

عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ تھے۔جو بدرجہ غایت پاک باز، مجسمہ اخلاص، انتہائی نیک نفس، توحید خالص کے داعی اور مبلغ، کتاب وسنت کے شیدائی اور پیکر علم وعمل تھے۔آپ اس وقت کے مشہور عالم دین، صوفی اور بزرگ ملا حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ کے فیض یافتہ تھے۔(ہفت روزہ الاسلام ص ١١٦)

کیفیتِ ذکر:۔ عنوان ''ایک تعارف'' کے تحت حضرت کی اہلیہ محترمہ اپنے ولی کامل شوہر حضرت مولانا ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کی کیفیت ذکر بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرتے تھے۔فجر کی نماز کے بعد دن نکلنے تک اوراد ووظائف میں مشغول رہتے، نماز اور وظیفہ کے دوران آنکھیں پرنم رہتیں۔سارا دن اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے۔(ہفت روزہ الاسلام ص ١٢٤)

مرشد العلماء کی مجلس ذکر

وضاحت ازمرتب اثری: جناب پروفیسر محمد حسین آزاد صاحب ''چند ملاقاتیں، چند یادیں'' عنوان کے تحت حضرت کی مجلس ذکر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

جیسا کہ اکثر احباب جانتے ہیں غزنوی صاحب مرحوم ہر جمعرات کو مجلس ذکر کا اہتمام فرماتے تھے بہاولپور منتقل ہونے کے بعد جامعہ کی مصروفیات کے پیش نظر یہ کام بہت دیر سے شروع ہوا۔نومبر کے پہلے ہفتے میں وی سی ہاؤس میں خوبصورت مسجد کا افتتاح بھی تھا اور مغرب کے بعد مجلس ذکر کا بھی اہتمام کیا گیا تھا مغرب کی نماز حضرت مرحوم نے خود پڑھائی۔نماز سے فارغ ہوکر درس شروع کیا ذکر الٰہی کی فضیلت واہمیت پر کوئی دس منٹ گفتگو کی ان کا کہنا یہ تھا کہ دنیوی کاموں میں کامیابی کے لئے بہت سی دعائیں موجود ہیں لیکن ذکر الٰہی خالصتاً رضائے الٰہی کے لئے ہونا چاہئے۔(ہفت روزہ الاسلام ص ١٢٨)

اخلاقی پستی اور روحانی امراض کی وجہ

وضاحت ازمرتب اثری: ''ایک با اخلاق شخصیت'' کے عنوان سے حافظ عبدالرشید اظہر صاحب رحمہ اللہ حضرت مولانا ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کے تربیت اخلاق اور اصلاح نفس کے پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

مرحوم نے خود راقم الحروف سے ایک ملاقات کے دوران فرمایا کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہمارے اہل علم وفضل علماء وطلباء جنہیں قوم کی راہنمائی کے لئے منتخب کیا گیا۔جوں جوں ان کا علم وسیع ہوتا چلا جاتا ہے۔ان میں روحانی امراض زیادہ ہوتی چلی جاتی ہیں اور اخلاقی پستی کا شکار ہوتے چلے جاتے ہیں۔حالانکہ انہیں بلند اخلاق کا مینارہ ہونا چاہئے میرا بارہا کا تجربہ ہے کہ علماء میں حسد، بغض، کینہ اور غیبت جیسی مہلک امراض بکثرت پائی جاتی ہیں۔راقم نے عرض کیا آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

فرمانے لگے: اس کی وجہ واضح ہے قرون اولیٰ میں یہی علماء وطلباء اخلاق وکردار کا بہترین نمونہ ہوا کرتے تھے۔دراصل قرون اولیٰ میں تعلیم کے ساتھ ساتھ باقاعدہ تربیت اور اصلاح نفس کے مدارس ہوا کرتے تھے جہاں لوگ حدیث وتفسیر اور فقہ کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ان مدارس میں انہی امراض کی ''اصلاح قلب'' کی طرف سے مجرمانہ غفلت برتی جاتی ہے۔جو سبب ہے ہمارے اخلاق کی پستی کا۔(الاسلام ص ١٣٩)

نام کتاب:۔نظم جماعت کے آداب......مصنف:۔میاں محمد جمیل ایم۔اے(فاضل اردو، فاضل وفاق)
ناشر:۔مرکزی جمعیت اہلحدیث(پاکستان)

باہمی اختلافات کی بھرمار اور اس کے نقصانات

مرض باطنی غیبت کی مذمت:۔ ایک آدمی جب بدگمانی کا شکار ہوجاتا ہے تو پھر اس بدگمانی کا زیادہ دیر تک اپنے دل اور سینے میں چھپائے رکھنا اس کیلئے مشکل بن جاتا ہے۔بالآخر یہ بدگمانی الفاظ کا روپ دھار کر غیبت کی صورت میں اس کی زبان سے نکلنا شروع ہوجاتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ سے جب پوچھا گیا' اے اللہ کے نبی ﷺ کیا یہ بات بھی غیبت کے زمرے میں آتی ہے کہ ہم فی الواقع ایک شخص میں عیب دیکھتے ہیں اور اس کی اس کمزوری کا آگے ذکر کرتے ہیں؟ تو رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں یہی تو غیبت ہے۔ اگر متعلقہ شخص میں وہ عیب نہیں ہے تو پھر بیان کرنے والا غیبت میں نہیں' تہمت اور الزام تراشی بھی کر رہا ہے۔ غیبت ایک ایسا برا روگ ہے جس کے اثرات ختم کرنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ بے شمار ایسے لوگ ہیں جو غیبت کرنے والے کی غیبت سن کر نہ صرف دوسرے سے بغیر کسی وجہ کے بدظن ہو جاتے ہیں بلکہ وہ خود بھی غیبت کے گھناؤنے اور بدترین فعل کے مرتکب ہو جاتے ہیں جبکہ دوسرے شخص کو اس سارے معاملے کی خبر تک نہیں ہوتی۔ اس لیے نبی اکرم ﷺ نے غیبت کو بے حیائی اور بدکرداری سے بھی زیادہ بدترین فعل قرار دیا ہے۔ اور انہی وجوہ کی بنیاد پر چونکہ اس متعلقہ آدمی کو خبر نہیں ہوتی اس لیے وہ بیچارہ اپنی صفائی بھی پیش نہیں کر سکتا اور یوں ہی لوگوں کی نظروں میں حقیر اور نفرتوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ (نظم جماعت کے آداب ص ۱۷۸)

میاں محمد جمیل (ایم اے) لکھتے ہیں:

اسلام اختلاف رائے کا حق دیتا ہے مگر اختلافات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کیونکہ اس طرح مضبوط اور بڑی سے بڑی جماعت کی بھی ساکھ اکھڑ جاتی ہے۔ ساکھ اور وقار ہی تو وہ چیز ہے جس سے فرد ہی نہیں جماعت کا وجود اور اقبال قائم رہتا ہے۔ اگر وقار مٹ جائے اور اقبال ضائع ہو جائے تو ایسا وجود بے مقصد ہو کر رہ جاتا ہے۔ گویا کہ اب زندہ لاش ہے جس کا کچھ فائدہ نہیں۔ اس حقیقت کو جاننے کے لیے پلٹ کر ماضی کے دریچوں میں جھانک کر دیکھئے۔ نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل عربوں میں تمام اوصاف موجود تھے جو ایک زندہ قوم میں ہونے چاہئیں۔ سخاوت اتنی کرتے کہ حج کے موقع پر اپنے گھر حجاج کے لیے وقف کر دیتے، زبان دانی پر اس قدر ناز کہ غیر عربی کو اپنے مقابلے میں بے زبان اور گونگا تصور کرتے تھے۔ یادداشت اتنی کہ ہزاروں اشعار اور قصیدے ان کی نوک زبان پر ہوتے۔ حافظے کا یہ حال کہ خاندان کا شجرہ نسب ہی نہیں، گھوڑوں کی کئی کئی نسلیں اور پشتیں ان کو یاد رہتیں۔ غیرت تو عربوں کا طرۂ امتیاز تھا۔ اسی بناء پر جب وہ کسی کے مخالف ہو جاتے تو کئی سال تک لڑائی میں اپنا مال و جان جھونکتے چلے جاتے۔ مرنے والا اپنی اولاد کو بدلہ لینے کی وصیت کرتا۔ مائیں دودھ پیتے بچوں کو غیرت کے گیت سنا کر لوریاں دیا کرتیں۔ غرضیکہ ہر اعتبار سے عربوں میں زندہ قوم کی خوبیاں موجود تھیں لیکن ٹھوس نظریہ (ایمان) اور اتحاد و اتفاق نہ ہونے کی وجہ سے تمام اوصاف دب گئے اور عرب پستی کی اتھاہ گہرائیوں میں اوندھے منہ گرتے چلے گئے۔ (نظم جماعت کے آداب ص ۱۷۴)

نام کتاب:۔نقوش عظمت رفتہ......مصنف:۔محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

کوٹ کپورہ میں حضرت غزنوی رحمہ اللہ کے مرید:۔ مولانا (سید محمد داؤد) غزنوی رحمہ اللہ نے فرمایا''(اسحٰق بھٹی) آزادی سے پہلے آپ کا تعلق پنجاب کے کس علاقے سے تھا؟''

عرض کیا''کوٹ کپورہ ریاست فرید کوٹ سے۔''

ارشاد ہوا''کوٹ کپورے میں انجمن اصلاح المسلمین کے سالانہ جلسے ہوتے تھے اور وہاں ہمارے کچھ مرید بھی تھے۔ ان جلسوں میں، میں اور میرے چچازاد بھائی حافظ محمد ذکریا غزنوی رحمہ اللہ شرکت کرتے رہے ہیں۔''(نقوش عظمت رفتہ ص ۱۸)

صوفیانہ عادات اور وظائف کے خوگر:۔ قاعدے وضابطے میں بندھے ہوئے تکلفات سے پاک، تصنع سے دور، دوستوں کے ہمدرد، ساتھیوں کے خیر خواہ، چھوٹوں پر دست شفقت رکھنے والے، علماء کے قدر دان، بزرگان دین سے محبت اور تعلق خاطر میں بے مثل،......وظائف واوراد کے خوگر، آزادی وطن کے قائد، رفتار سیاست کے نباض اور اس کے نشیب وفراز پر نگاہ عمیق والے۔ عالمانہ وقار،

صوفیانہ عادات، بزرگانہ اطوار...... مجھے بہت سے ارباب علم اور اصحاب کمال سے ملنے، ان سے باتیں کرنے اور تھوڑا یا زیادہ وقت ان کی صحبت و رفاقت میں رہنے کے مواقع میسر آئے ہیں۔ لیکن میرا تجربہ اور مشاہدہ یہ ہے کہ مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ متعدد معاملات میں بہت سے علماء و زعماء سے فائق تر تھے اور اپنی منفرد حیثیت رکھتے تھے۔ وہ باجماعت نماز پڑھتے تھے، مگر خود امامت کرانے سے گریز کرتے تھے، نماز میں انتہائی خشوع و خضوع کی کیفیت ان پر طاری ہو جاتی تھی۔ ہر نماز کے بعد وظائف پڑھتے اور ہاتھ اٹھا کر لمبی دعا مانگتے تھے۔ نماز فجر، نماز مغرب اور نماز عشاء کے بعد بالخصوص وظائف کا سلسلہ بہت طویل ہوتا تھا۔ (نقوش عظمت رفتہ ص۲۲)

ننگے سر نماز اور ہاتھ اٹھا کر دعا نہ مانگنا:۔ ننگے سر نماز پڑھنا اور نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا نہ مانگنا ان کے نزدیک نہایت ناپسندیدہ فعل تھا۔ رات کو اگرچہ کتنی ہی دیر سے سوتے، مگر نماز تہجد بالالتزام پڑھتے۔ وہ تخت اب بھی ان کے گھر میں موجود ہے، جس پر وہ تہجد ادا کرتے اور وظیفے پڑھتے تھے۔ لیکن اب وہ تخت نشین کہیں نظر نہیں آتا۔ تہجد کے بعد اللہ کے حضور گڑگڑا کر دعا کرتے تھے۔ فجر کی نماز کے لیے نیچے ہال میں تشریف لاتے وقت سیڑھیوں پر ان کے جوتوں کی کھٹکھٹاہٹ کی آواز آتی اور جب اترتے ہوئے طلباء کو آواز دیتے ''لڑکو! اٹھ جاؤ۔'' تو سب طلباء آواز سنتے ہی چارپائیوں سے جلدی سے اٹھ جاتے۔ (نقوش عظمت رفتہ ص۲۳)

خانوادۂ تصوف کے چشم و چراغ:۔ اہل علم کی بہت قدر کرتے تھے اور تمام مکاتب فقہ کے علماء کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ وہ خانوادۂ تصوف کے چشم و چراغ تھے، اس لیے بنیادی طور پر صحیح معنوں میں صوفی تھے۔ حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے فرزند ارجمند اور حضرت مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے پوتے تھے۔ عالی قدر باپ اور بلند مرتبت دادے کا زہد و تقویٰ اور فضل و کمال ان کی ذات میں سمٹ آیا تھا اور اس اعتبار سے وہ ان کے صحیح جانشین تھے۔ (نقوش عظمت رفتہ ص۲۳)

مشائخ تصوف سے تعلقات:۔ ان کے معاصرین میں جو علمائے عظام طریقت و سلوک سے رسم و راہ رکھتے تھے ان سے ان کو بالخصوص تعلق خاطر تھا۔ مثلاً مولانا عبدالقادر رائے پوری، مولانا مفتی محمد حسن امرتسری، مولانا احمد علی لاہوری، مولانا محمد علی لکھوی، صوفی عبداللہ (ماموں کانجن) حضرت حافظ محمد گوندلوی، مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی، مولانا عبداللہ لائل پوری، میاں محمد باقر (جھوک دادو ضلع فیصل آباد) اور سید مولا بخش کوموی سے گہرے مراسم تھے۔ اب یہ تمام حضرات اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں، رحمۃ اللہ علیہم۔ ان بزرگوں سے وہ خاص طور پر وظائف و اوراد سے متعلق گفتگو کرتے تھے۔ بارہا مجھے ان کی اس قسم کی مجلسوں میں حاضر ہونے کی سعادت حاصل ہوئی اور میں اپنی تمام عملی کمزوریوں کے باوصف ان کی گفتگو سے متاثر ہوا، بلکہ بعض اوقات دل کے تاثر کی آنکھوں نے گواہی دی اور اس کو چھپانے کے لیے رومال سے مدد لینا پڑی۔ (نقوش عظمت رفتہ ص۲۳)

تصوف سے دوری نہایت افسوسناک پہلو:۔ نہایت افسوس ہے کہ اب دعا و وظائف اور تصوف کی روایت جماعت اہلحدیث میں ختم ہو گئی ہے۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ بعض برخود غلط لوگ اسے بدعت قرار دیتے ہیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ بات یہ ہے کہ ہمارے پرانے عالموں اور بزرگوں کی حالت ایسی تھی کہ انہیں ہر وقت اللہ کی ضرورت رہتی تھی، وہ اسی کے محتاج تھے، ہر شے اسی سے مانگتے اور ہر وقت مانگتے تھے، نماز کے بعد بھی اور دیگر اوقات میں بھی۔ ہاتھ اٹھا کر بھی اور بغیر ہاتھ اٹھائے بھی۔ وہ غریب تھے، نادار تھے اور اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑاتے تھے۔ دور حاضر کے عالموں کے پاس سب کچھ موجود ہے۔ زمینیں بھی، کاروبار بھی، کوٹھیاں بھی، موٹریں بھی اور بڑی بڑی ملازمتیں بھی۔ ان کے بیٹے سمندر پار کی یونیورسٹیوں میں پڑھتے بھی ہیں اور کماتے بھی ہیں۔ رہی سہی کسر جہادوں نے پوری کر دی ہے۔ اب یہ کروڑوں میں کھیلتے اور اربوں کے خواب دیکھتے ہیں۔ انہیں کیا ضرورت ہے اللہ سے ہاتھ اٹھا کر مانگنے اور اس کے احسان مند ہونے کی۔ یہی وجہ ہے کہ ادھر سلام پھیرا اور ادھر یہ کوتل گھوڑے کی طرح اچھل کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

کھرک فی الصلوۃ:۔ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا تو رہا ایک طرف، گونا گوں مصروفیتوں کی بناء پر ان بیچاروں کے لیے نماز پڑھنا بھی مشکل ہے۔ یہ تو ان کی بہت بڑی قربانی ہے کہ کسی نہ کسی طرح اپنی بے پناہ مصروفیات سے تھوڑا سا وقت نکال کر دو چار رکعت نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اور نماز ہی میں ان کو کھرکنے اور جسم کے مختلف حصوں پر ہاتھ پھیرنے کو وقت ملتا ہے اور یاد آتا ہے کہ ''کھرک فی الصلوۃ'' بھی ایک مسئلہ ہے، جس پر عمل ہونا چاہئے۔

پھر یہ بات بھی ان کے نزدیک محقق ہوگئی ہے کہ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کی روایات کے راوی ضعیف ہیں۔

اس تحقیق کے بارے میں اس فقیر پر تقصیر کی مؤدبانہ گزارش ہے کہ کیا وہ راوی ہم سے بھی ضعیف ہیں جو بات بات میں غلط بیانی کرتے، قدم قدم پر جھوٹ بولتے اور ہر معاملے میں دوسرے کو دھوکا دیتے ہیں۔ (نقوش عظمت رفتہ ص۲۴۔۲۳)

وظائف حقیقت کے آئینے میں:۔ یہاں یہ یاد رہے کہ وظائف وادعیہ تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو قرآن مجید میں مذکور ہیں، دوسرے وہ جن کا کتب حدیث میں ذکر فرمایا گیا ہے اور تیسرے وہ جو بزرگان دین سے منقول ہیں اور بعض امور ومعاملات میں مجرب ہیں۔ ہمارے بزرگ علماء ان تینوں پر عامل رہے ہیں اور اب بھی اللہ کے نیک بندے، جن کو اللہ نے توفیق دی ہے، ان پر عامل ہیں۔ وظیفے کے عمل اور لفظ سے بعض دوست آخر گھبراتے کیوں ہیں؟ اگر ان کے بچوں کو سکول سے وظیفہ ملے تو بڑے خوش ہوتے ہیں اور گھر گھر بتاتے پھرتے ہیں کہ ان کے بچے ماشاءاللہ اتنے ہوشیار ہیں کہ وظیفہ لے رہے ہیں۔ لیکن اگر اللہ اور رسول ﷺ کا بیان فرمودہ وظیفہ پڑھنے کو کہا جائے تو غلط ہو جائے۔ یہ عجیب منطق ہے کہ حکومت سے وظیفہ حاصل کرنا بالکل صحیح اور اللہ کے نام کا وظیفہ پڑھنا قطعی بدعت......!

سچی بات یہ ہے کہ اگر کوئی وظیفہ دل لگا کر اور متوجہ الی اللہ ہو کر پڑھا جائے تو بے عمل سے بے عمل کو بھی ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے قلب پر سکون واطمینان کی بارش ہو رہی ہے۔ اور کیفیت عالم بالکل بدل گئی ہے۔

هوا مسیح نفس گشت و بادنافه کشا ۔۔۔ درخت سبز شد و مرغ در خروش آمد

تنور لاله چناں برفروخت باد بہار ۔۔۔ که غنچه غرق عرق گشت و گل به خوش آمد

(نقوش عظمت رفتہ ص۲۴۔۲۵)

''التکشف'' کتاب تصوف کا ہدیہ:۔ میرے جیسا بے عمل مولانا رحمہ اللہ کے سامنے تصوف کی کوئی بات کرتا تو خوش ہوتے۔ ایک مرتبہ معلوم نہیں، کس ترنگ میں اس موضوع کا کوئی کلمہ بے خبری میں میرے منہ سے نکل گیا۔ سن کر انتہائی مسرت کا اظہار کیا اور فرمایا، مولوی اسحٰق! آپ تو صوفی ہو گئے ہیں۔ مولوی اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب ''التکشف''، جو تصوف سے متعلق ہے، از راہ کرم میرا نام لکھ کر مجھے عنایت فرمائی اور اس کے مطالعے کی تاکید کی۔ (نقوش عظمت رفتہ ص۲۵)

مریدین کے گھر حاضری:۔ مئی ۱۹۴۹ء کے ابتدائی دنوں کی بات ہے ایک روز مجھ سے کہا: ''مولوی اسحاق! آپ میرے ساتھ ہمارے مریدوں کے ہاں جائیں گے؟''

عرض کیا، اگر آپ حکم فرمائیں گے تو تعمیل کرنے سے مجھے خوشی ہوگی۔

فرمایا، ''تیار ہو جائیے' تین جوڑے کپڑوں کے رکھیئے۔ کل نو بجے کی ٹرین سے چلیں گے۔ پہلے منڈی واربرٹن جائیں گے، ایک رات وہاں رہیں گے۔ پھر فیروز وٹواں جائیں گے، چار دن کے بعد واپسی ہوگی۔'' (نقوش عظمت رفتہ ص۲۷)

ہمارے مرشد اور ہم انکے مرید:۔ فیروز وٹواں میں ہمارے اصل میزبان ملک احمد خاں نمبردار تھے جو وٹو برادری سے تعلق رکھتے تھے اور وہاں کے اچھے خاصے زمیندار تھے۔ وہ خود تو بہت سال ہوئے وفات پا گئے ہیں، لیکن ان کے خاندان کے لوگ مولانا کے خاندان سے انہی کی طرح عقیدت واحترام کے جذبات رکھتے ہیں۔

ملک احمد خاں بوڑھے آدمی تھے۔ دراز قامت اور وجیہہ۔ بہت متقی بزرگ تھے۔ مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے والد محترم مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے ارادت مند تھے چند لمحوں میں مجھ سے مانوس ہو گئے تھے۔ میں نے باتوں باتوں میں ان سے پوچھا کہ آپ غزنوی خاندان کے حلقہ ارادت میں کیسے شامل ہوئے اور ان کی کون سی ادا آپ کو پسند آئی؟ اس کا انہوں نے جو جواب دیا، وہ انہی کے الفاظ میں عرض کرتا ہوں، فرق صرف یہ ہے کہ انہوں نے یہ باتیں پنجابی میں بیان کی تھیں، میں اردو میں ان کا ترجمہ کر رہا ہوں۔

بولے: میں اٹھارہ سال کی عمر کا تھا کہ گنٹھیا کے موذی مرض میں مبتلاء ہو گیا۔ والد نے بہت علاج کرائے، مگر آرام نہ آیا۔ وہ حضرت مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے عقیدت مند تھے۔ انہیں یقین تھا کہ ان کی دعا کو اللہ شرف قبولیت سے نوازتا ہے اور وہ بیمار کے لیے دعا کریں تو اللہ اسے صحت عطا فرماتا ہے۔

اس زمانے میں گھوڑے کے سوا ہمارے گاؤں سے امرتسر جانے کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ شام کے وقت میرے والد نے گٹھڑی کی شکل میں مجھے گھوڑی پر رکھا اور امرتسر کو چل پڑے۔ ہم امرتسر مسجد غزنویہ میں پہنچے تو فجر کی جماعت ہو رہی تھی۔ والد نے مجھے گھوڑی کی پیٹھ سے اٹھایا اور مسجد کے صحن میں رکھ دیا۔ گھوڑی باہر باندھی اور خود وضو کر کے جماعت میں شریک ہو گئے۔ جو بزرگ جماعت کرا رہے تھے، وہ اس قدر درد و سوز سے قرآن مجید پڑھتے تھے کہ دل ان کی طرف کھنچا جاتا تھا۔ نماز کے بعد اس بزرگ نے میری طرف دیکھا تو پوچھا یہ کون شخص ہے؟ والد نے کھڑے ہو کر تمام صورتحال بیان کی اور نہایت ادب سے دعا کے لیے درخواست کی۔ پاک باز بزرگ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ جیسے جیسے وہ دعا مانگ رہے تھے، مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ جوڑوں کی بندش کھل رہی ہے۔ تین دن اور تین راتیں ہم وہاں رہے۔ ہمارا کھانا ان کے گھر سے آتا تھا۔ گھوڑی کے لیے چارے کا انتظام بھی وہی کرتے تھے۔ تین دن کے بعد میں اللہ کے فضل سے بالکل تندرست تھا۔ گھوڑی پر سوار ہو کر امرتسر سے اپنے گاؤں فیروز وٹواں آیا۔ دعا کرنے والے بزرگ مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے صاحب تقویٰ والد مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ تھے، جنہیں لوگ امام صاحب کہہ کر پکارتے تھے۔ اس کے بعد اللہ کے بے پایاں فضل اور امام صاحب رحمہ اللہ کی دعا سے جسمانی حالت کے ساتھ ساتھ ہماری روحانی دنیا بھی بدل چکی تھی۔ ہم ان کے مرید ہیں اور یہ ہمارے مرشد......! (نقوش عظمت رفتہ ص ۲۸، ۲۹)

مولانا عبدالجبار رحمہ اللہ کی دعائیں و کرامات

مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی قبولیت دعا کے متعلق بہت سے واقعات مشہور ہیں۔ ایک عجیب و غریب واقعہ مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے بھی سنایا اور ایک مدراسی بزرگ عزیز اللہ (گھڑی ساز) نے بھی بیان کیا۔

ملازم کا کروڑ پتی بن جانا:۔ عزیز اللہ صاحب ۱۹۵۸ء میں اپنے عزیزوں سے ملاقات کے لیے ہندوستان کے شہر مدراس سے کراچی آئے۔ کراچی سے عازم لاہور ہوئے۔ اس سفر کا مقصد مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ اور علمائے اہل حدیث سے ملاقات تھا۔ وہ ہفت روزہ ''الاعتصام'' کے خریدار تھے اور میں اس وقت اس اخبار کا ایڈیٹر تھا۔ وہ ''الاعتصام'' کے دفتر آئے اور اپنا نام اور پتہ بتایا۔ میں ان کے نام سے واقف تھا۔ بحیثیت ایڈیٹر الاعتصام کے وہ بھی میرے نام سے آشنا تھے۔ میں نے ان کو اعزاز سے بٹھایا اور مدراسی ہونے کی وجہ سے ان کی خدمت میں مچھلی پیش کی۔ مولانا غزنوی اس دن لاہور سے باہر تشریف لے گئے تھے۔ میں نے مولانا رحمہ اللہ کے ساتھ ان کی عقیدت کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ ۱۹۱۰ء کے پس و پیش مدراس سے دو آدمی چمڑے کی تجارت کے سلسلے میں امرتسر آئے تھے۔ ان کے ساتھ ایک مدراسی ملازم تھا، جس کا نام اسماعیل تھا۔ اسماعیل فجر کی نماز روزانہ مسجد غزنویہ میں مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی اقتداء میں پڑھتا تھا۔ ایک روز انہوں نے اس سے پوچھا: ''آپ کون ہیں؟ کہاں کے رہنے والے ہیں اور یہاں کیا کام کرتے ہیں؟

اس نے جواب دیا: ''میرا نام اسماعیل ہے، مدراس کا رہنے والا ہوں اور دو مدراسی سیٹھوں کے ساتھ ان کے ملازم کی حیثیت سے یہاں آیا ہوں۔''

اس کی بات سن کر امام صاحب رحمہ اللہ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ اگر دعا خلوص قلب سے کی جائے اور گڑ گڑا کر اللہ کے حضور کسی چیز کی التجاء کی جائے تو لازماً اپنا رنگ دکھاتی ہے اور خارج میں اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ اس دعا کا نتیجہ بھی یہی نکلا اور اللہ نے اسے شرف قبول سے نوازا۔ عزیز اللہ اور اس کے بعد مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے بتایا کہ اسماعیل کہا کرتا تھا کہ امام صاحب دعا مانگ رہے تھے اور مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ گویا دولت میری جھولی میں گر رہی ہے۔ نماز اور دعا کے فوراً بعد وہ واپس گھر گیا تو سیٹھوں نے کہا، اسماعیل! تم بہت عرصے سے ہمارے ساتھ ہو، ہم نے تم کو دیانت دار اور محنتی شخص پایا ہے، لہٰذا آج سے ہم نے تمہیں اپنے کاروبار میں شریک کر لیا ہے۔ تمہارا ایک خاص حصہ مقرر کر دیا گیا ہے۔ اپنے حصے کی رقم تم نقد ادا نہیں کرو گے، وہ رقم تمہارے حصے کے منافع سے وضع ہوتی رہے گی۔

اس سے چند مہینے بعد وہ اس درجے امیر ہو گیا کہ اسماعیل سے ''کا کا اسماعیل'' بن گیا...... مدراس کی بولی میں ''کا کا'' سیٹھ کو کہا جاتا ہے۔

کا کا اسماعیل مسلکاً اہل حدیث تھے اور نہایت نیک آدمی تھے۔ صوبہ مدراس کے ضلع ارکاٹ میں انہوں نے کئی ایکڑ زمین خریدی، اسے آباد کیا اور اپنے والد محمد عمر کے نام سے اس کا نام ''عمر آباد'' رکھا۔ ''جامعہ دار السلام'' کے نام سے وہاں ایک بہت بڑا دار العلوم قائم کیا جو اب تک کامیابی سے چل رہا ہے اور اس کا شمار ہندوستان کے مشہور اسلامی مدارس میں ہوتا ہے۔ مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ بتایا کہ آزادی سے پہلے جامعہ دار السلام کے سالانہ جلسہ تقسیم اسناد میں انہیں باقاعدہ دعوت شرکت دی جاتی تھی۔ وہ وہاں جاتے تو کا کا اسماعیل اور ان کے خاندان کے لوگ انتہائی احترام سے پیش آتے اور امام صاحب رحمہ اللہ کی دعا کا واقعہ ضرور بیان کرتے۔ (نقوش عظمت رفتہ ص۳۰، ۳۱)

خواب میں قرآنی آیت کی رہنمائی:۔ مولانا غزنوی رحمہ اللہ نے بتایا کہ ۱۹۴۳ء کو جیل میں ان کی آنکھوں میں درد شروع ہوا جو آہستہ آہستہ سخت تکلیف دہ شکل اختیار کر گیا۔ جیل کے افسروں نے اچھے سے اچھے ڈاکٹروں کی خدمات حاصل کیں اور بڑے علاج کرائے، لیکن افاقہ نہ ہوا۔ ایک دن میں نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ اب کوئی علاج نہیں کراؤں گا، جو اللہ کو منظور ہے، ہو جائے گا۔ اس فیصلے پر ایک ہفتہ گزرا ہو گا کہ رات کو خواب میں گتے کا ایک بڑا سا بورڈ میرے سامنے آیا، جس پر صاف اور نمایاں الفاظ میں قرآن مجید کی ایک آیت مرقوم تھی۔ چند لمحے وہ بورڈ میرے سامنے رہا اور اس اثناء میں قرآن مجید کی وہ آیت میں نے یاد کر لی۔ اس کے فوراً بعد آنکھ کھلی تو وہ آیت میری زبان پر جاری تھی۔ میں نے اس خواب کی تعبیر یہ سمجھی کہ یہ آیت پڑھ کر پانی پر دم کرنا چاہیے اور پھر وہ پانی آنکھوں پر ڈالنا چاہیے۔ ان شاء اللہ اس سے افاقہ ہو گا۔ چنانچہ چند روز میں نے یہ عمل کیا اور آنکھوں کی تکلیف ختم ہو گئی۔ اس کے بعد بعض اور لوگوں کو بھی یہ عمل بتایا، ان کی تکلیف بھی اللہ نے رفع فرما دی۔

مولانا نے یہ آیت مجھے بتائی تھی، لیکن نہایت افسوس ہے، یہ چھوٹی سی آیت جو چند الفاظ پر مشتمل ہے، مجھے یاد نہیں رہی۔

(نقوش عظمت رفتہ ص۳۱)

مولانا نے ۶۸ برس عمر پائی اور ان کی نظر آخر وقت تک بہت اچھی رہی۔ باریک الفاظ پڑھتے وقت، بعض دفعہ وہ عینک لگا تو لیتے تھے، لیکن اس کی انہیں زیادہ ضرورت نہ تھی۔

ولی کامل کے ذکر کی تاثیر:۔ مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے والد مکرم مولانا عبد الجبار غزنوی رحمہ اللہ کے سلسلے کے یہاں دو واقعے اور سنتے جائیے جن کے راوی ہندوستان کے معروف عالم مولانا سید ابو الحسن علی ندوی رحمہ اللہ ہیں۔ سید صاحب موصوف فرماتے ہیں۔

''مولانا عبد الجبار رحمہ اللہ کے متعلق میں نے عرصہ ہوا دو واقعات سنے تھے، جن کے راوی نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن خان شیروانی مرحوم ہیں۔ ایک واقعہ تو یہ کہ جب ندوۃ العلماء کا امرتسر میں پہلا جلسہ ہوا تو مولانا سید عبد الجبار رحمہ اللہ بقید حیات تھے اور قرآن مجید کا درس دیتے تھے۔ یہ درس بہت سادہ اور بے تکلف ہوتا تھا۔ مولانا شبلی نعمانی رحمہ اللہ ایک مرتبہ اس درس میں شریک ہوئے۔ واپس آ کر انہوں نے شیروانی صاحب سے بیان کیا کہ مولانا عبد الجبار صاحب اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ کا نام لیتے تھے اور ''اللہ'' پاک کا نام ان کی زبان سے نکلتا تھا، تو بے اختیار جی چاہتا تھا کہ سر ان کے قدموں پر رکھ دیا جائے۔''

ولی کامل کی طرف قلبی کھچاؤ:۔ دوسرا واقعہ یہ تھا کہ ندوۃ العلماء کے جلسے میں شریک ہونے والے علماء اور باہر کے مہمانوں کی کسی جگہ دعوت تھی۔ایک بہت بڑا طویل دالان تھا، جس میں کئی درجے تھے۔ایک طرف کے بیٹھنے والے دوسری طرف کے بیٹھنے والوں کو دیکھ نہیں سکتے تھے۔ایک درجے میں مولانا سید محمد علی مونگیری بانی و ناظم ندوۃ العلماء شریک دستر خواں تھے۔دوسری طرف ایک دوسرے درجے میں کچھ اور مہمان تھے۔کھانے سے فارغ ہونے کے بعد مولانا محمد علی صاحب مونگیری نے شیروانی صاحب سے پوچھا کہ جس طرف آپ بیٹھے ہوئے تھے،اس طرف اور کون کون تھا۔انہوں نے چند معززین علماء کا نام لیا۔مولانا محمد علی صاحب ہر ایک نام پر فرماتے جاتے تھے کہ کوئی اور بھی تھا؟ جب انہوں نے مولانا عبدالجبار صاحب غزنوی رحمہ اللہ کا نام لیا تو مولانا نے فرمایا کہ ہاں اسی وجہ سے میرا دل بے اختیار اس طرف کھنچ رہا تھا۔''(نقوش عظمت رفتہ ص۳۲)

مولانا عبدالجبار غزنوی کا روحانی فیض:۔ مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ ۱۲۶۸ھ (۱۸۵۲ء) کو غزنی میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم اپنے دو بھائیوں مولانا محمد اور مولانا احمد سے حاصل کی۔اپنے والد محترم حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سے بھی علمی اور روحانی فیض پایا۔پھر دہلی تشریف لے گئے اور حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ سے کتب حدیث پڑھیں اور سند حاصل کی۔زندگی بھر امرتسر میں مدرسہ غزنویہ میں طلباء کو علم حدیث پڑھاتے رہے۔۲۵ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ (۲۷ اگست ۱۹۱۳ء) کو جمعتہ الوداع کے دن امرتسر میں وفات پائی۔
(نقوش عظمت رفتہ ص۳۲)

صوفی صاحب کی برکت والی رقم:۔ ایک اور واقعہ ملاحظہ ہو۔یہ بہت ہی نازک اور اہم واقعہ ہے......۱۹۵۰ء کی بات ہے کہ جمعیت اہلحدیث کا خزانہ بالکل خالی تھا۔لفظ ''خزانہ'' تو یونہی زبان قلم سے نکل گیا ورنہ عملاً تو اس زمانے میں اس کا تصور بھی نہیں تھا......مولانا محمد داؤد غزنوی اور مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہما اللہ کی طرف سے جو علی الترتیب جمعیت اہل حدیث کے صدر اور ناظم اعلیٰ تھے،حکم ہوا کہ میں صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے پاس اوڈانوالہ (ضلع فیصل آباد) جاؤں اور ان سے جمعیت کے لئے پانچ سو روپے قرض لاؤں۔

صوفی صاحب رحمہ اللہ عابد و زاہد بزرگ تھے۔طویل عرصے تک سرحد پار کی جماعت مجاہدین سے وابستہ رہے تھے۔اصلاً وزیر آباد (ضلع گوجرانوالہ) کے رہنے والے تھے اور کشمیری برادری سے تعلق رکھتے تھے۔۱۹۲۲ء کے لگ بھگ اوڈانوالہ (تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد) میں انہوں نے ایک دینی مدرسہ قائم کرلیا تھا۔اب یہ بہت بڑی درس گاہ ''دارالعلوم تعلیم الاسلام'' کے نام سے ماموں کانجن (ضلع فیصل آباد) میں قائم ہے۔صوفی صاحب کی دعا کو اللہ شرف قبولیت سے نوازتا تھا۔میرے مشفق و مہربان تھے۔۲۸ اپریل ۱۹۷۵ء (۱۳ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ) کو فوت ہوئے۔دارالعلوم کے احاطے میں مدفون ہیں۔

بہر حال دونوں بزرگوں نے ارشاد فرمایا کہ میں صوفی صاحب کے پاس جاؤں اور جمعیت کے لیے پانچ سو روپے بصورت قرض لاؤں۔اس زمانے میں پانچ سو روپے کا اطلاق بہت بڑی رقم پر ہوتا تھا اور اتنی بڑی رقم قرض کے طور پر کسی کو دینا بڑے دل گردے کا کام تھا۔میں نے معذرت کی کہ اتنا بڑا کام مجھ سے نہیں ہو سکے گا۔کسی اور صاحب کو بھیجئے جو صوفی صاحب رحمہ اللہ سے تعلق رکھتے ہوں۔نہ وہ مجھے جانتے ہیں اور نہ مجھے اتنی بڑی رقم دیں گے۔

مولانا اسماعیل رحمہ اللہ کے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے بے تکلفانہ مراسم تھے۔انہوں نے فرمایا:تم جاؤ،اگر صوفی کچھ دے گا تو لے آنا، ورنہ تمہیں تو نہیں رکھ لے گا۔ساتھ ہی پنجابی کی کہاوت بیان کردی کہ میاں تعویذ نہیں دے گا تو تعویذ مانگنے والے کو تو پکڑ کر نہیں بٹھا لے گا۔

مولانا غزنوی رحمہ اللہ نے فرمایا:صوفی صاحب ان شاءاللہ آپ کو ضرور پیسے دیں گے،آپ جائیے،کامیاب لوٹیں گے اور ہم آپ کے لیے دعا کریں گے۔عرض کیا:آپ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے نام رقعہ لکھ دیجئے۔

فرمایا:آپ کو کون نہیں جانتا۔آپ اخبار ''الاعتصام'' کے ایڈیٹر ہیں اور جماعت کے سب لوگ آپ سے واقف ہیں۔ساتھ ہی کہا

آپ کا صوفی صاحب رحمہ اللہ سے تعارف کرانا اور رقعہ لکھ کر دینا آپ کی توہین ہے۔(اس وقت ''الاعتصام'' کے ایڈیٹر مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ تھے اور میں ان کے معاون کی حیثیت سے خدمات انجام دیتا تھا)۔

پانچ سو روپے قرض لینے کے لیے میرا صوفی صاحب رحمہ اللہ کے پاس جانے کو بالکل جی نہیں چاہتا تھا،لیکن ان بزرگان عالی مقام کا حکم تھا،اس لیے مجبوراً جانا پڑا۔دس روپے مجھے کرائے کے لیے دیئے گئے۔رات کواوڈانوالے پہنچ گیا جو ریلوے اسٹیشن ماموں کانجن سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ہے۔وہاں اپنے مخلص دوست مولانا عبدالقادر ندوی صاحب رحمہ اللہ سے ملا اور آمد کا مقصد بیان کیا۔صبح نو بجے کے قریب ہم دونوں صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔سردیوں کا موسم تھا،صوفی صاحب رحمہ اللہ دھوپ میں چار پائی پر بیٹھے تھے۔ ندوی صاحب نے میرا ان سے تعارف کرایا تو وہ کھڑے ہو کر بغل گیر ہوئے اور میرا ماتھا چوما۔ہمیں انہوں نے اسی چارپائی پر بٹھالیا جس پر وہ خود بیٹھے تھے۔ان کے حسب ارشاد ندوی صاحب پائینتی میں بیٹھ گئے اور میں سرہانے کی طرف بیٹھا۔وہ ہم دونوں کے درمیان تشریف فرما تھے۔

ندوی صاحب نے ان سے میرے متعلق کہا کہ ان کو بزرگوں نے بھیجا ہے اور وہ آپ سے پانچ سو روپے مانگ رہے ہیں۔نہ انہوں نے بزرگوں کا نام لیا اور نہ یہ کہا کہ پانچ سو روپے قرض مانگتے ہیں۔صوفی صاحب نے بھی وضاحت کا مطالبہ نہیں کیا۔ان سے فرمایا: پرسوں میں نے آپ کو جو ڈھائی سو روپیہ دیا تھا،وہ ان کو دے دیں۔باقی ڈھائی سو تین چار روز میں فلاں آدمی کے ہاتھ بھجوادیں گے......پھر فوراً کہا، میرے پاس بھی ڈھائی سو روپیہ موجود ہے۔اس طرح انہوں نے پانچ سو کی رقم پوری کر دی۔

صوفی صاحب رحمہ اللہ نے سفید چادر اوڑھ رکھی تھی۔باتیں کرتے ہوئے چادر کی اوٹ سے میرے کوٹ کی جیب میں کوئی شے ڈالی، جس کا ندوی صاحب کو پتا چل گیا۔

ہم گھر آ کر کھانا کھانے لگے تو وہ ''شے'' دیکھی جو صوفی صاحب نے راز داری سے میرے کوٹ کی جیب میں ڈالی تھی...... وہ دس دس روپے کے دونوٹ تھے،جو پانچ سو کی رقم کے علاوہ خاص طور سے مجھے عطا کیے گئے تھے۔

اب پانچ سو بیس روپے میری جیب میں تھے۔اس دور میں یہ ایک خطیر رقم تھی اور اسے جیب میں ڈال کر مارے خوشی کے میرا زمین پر پاؤں نہیں لگتا تھا۔چاہتا تھا کہ جتنی جلدی ہو سکے لاہور پہنچوں اور یہ رقم مولانا کی خدمت میں پیش کروں۔

مولانا عبدالقادر ندوی سے کہا،اب مجھے اجازت دیجئے وہ اس وقت بھی کاروبار کرتے تھے،اب بھی ماشاءاللہ کاروبار کرتے ہیں اور اس میں کامیاب ہیں۔انہوں نے بھی اپنے کاروبار کے سلسلے میں ماموں کانجن آنا تھا اور اس وقت ان کا کاروبار ماموں کانجن ہی میں تھا۔بولے، اتنی جلدی کیا پڑی ہے،مجھے بھی تو وہیں جانا ہے۔اکٹھے چلیں گے،چنانچہ ہم سائیکل پر ماموں کانجن پہنچے اور میں وہاں سے بذریعہ ٹرین رات کو لاہور آ گیا۔مولانا سے ملا اور پانچ سو کی رقم ان کی خدمت میں پیش کی۔پھر دس دس روپے کے دونوٹ پیش کیے اور جس انداز سے صوفی صاحب نے عنایت فرمائے تھے،وہ انداز بھی بیان کیا۔مولانا نے جاتے وقت دس روپے کرائے کے لیے دیئے تھے،ان میں سے سات روپے خرچ ہوئے تھے تین بچ گئے تھے،وہ بھی ان کے سامنے رکھ دیئے۔

مولانا نے پانچ سو رکھ لیا اور فرمایا: میں نے کہا تھا کہ آپ کامیاب آئیں گے۔اپنے آپ پر اعتماد کرنا چاہیے،اللہ مدد کرتا ہے۔اس رقم کی وصولی کی اطلاع انہوں نے اسی وقت گوجرانوالہ کے مولانا محمد اسماعیل صاحب رحمہ اللہ کو پہنچادی۔دوسرے دن صوفی صاحب رحمہ اللہ کو بھی خط لکھ دیا۔

بیس روپے کے متعلق مجھے فرمایا کہ یہ روپے صوفی صاحب رحمہ اللہ نے خاص طور سے آپ کو دیئے ہیں۔یہ بابرکت روپے ہیں،انہیں سنبھال کر رکھیے اور خرچ نہ کیجئے۔چنانچہ کئی سال وہ میرے بکس میں پڑے رہے اور جب حکومت کی طرف سے پرانے نوٹوں کی تبدیلی کا اعلان ہوا تو میں نے ان کے بدلے میں دوسرے نوٹ لیے اور پھر وہ خرچ ہو گئے۔

تصوف پر اعتراض ناآشنائی کا سبب:۔ میں اوراد وظائف کو بھی صحیح سمجھتا ہوں،تصوف وسلوک کو بھی مبنی برصحت قرار دیتا ہوں،

بزرگوں کی دعاؤں اوران کی قبولیت کا بھی قائل ہوں......اور جولوگ اس سے انکار کرتے ہیں ان کے لیے دعا گو ہوں کہ اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون۔(نقوش عظمت رفتہ ص۴۹)

قبولیتِ دعا اور کشفی اطلاع:۔ ۱۹۶۰ء کے مئی کا مہینہ تھا کہ ہمارے ایک عزیز جھنگ سے تشریف لائے۔ان کے بیٹے کسی ہنگامے کی زد میں آکر شدید زخمی ہوگئے تھے اور وہ بیٹے کو میو ہسپتال میں داخل کرانا چاہتے تھے۔میو ہسپتال کے کرتا دھرتا اس زمانے میں ڈاکٹر ریاض قدیر تھے اور مریض کا علاج انہی سے کرانا مقصود تھا،لیکن فوری طور پر داخلے کی کوئی صورت نہ تھی۔میں انہیں مولانا کے پاس لے گیا کہ وہ ڈاکٹر صاحب سے کہہ دیں تو مریض کو داخل کیا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب اگر چہ مجھے اچھی طرح جانتے تھے،لیکن مولانا کا وہ بہت احترام کرتے تھے۔مولانا نے فرمایا: مولوی اسحاق! آپ کیوں اپنے آپ پر اعتماد نہیں کرتے؟ کیوں اس وہم میں مبتلا ہیں کہ کوئی آپ کی بات نہیں مانے گا؟ جایئے ڈاکٹر صاحب سے بات کیجیے،وہ مریض کو ضرور داخل کرلیں گے۔پھر مسکراتے ہوئے فرمایا: ہم دعا کریں گے۔چنانچہ میں گیا،ڈاکٹر صاحب سے ملا اور مریض کو داخل کرلیا گیا۔میں نے ان کے سامنے مولانا کا نام نہیں لیا۔انہوں نے خود ہی پوچھا کہ مولانا کا کیا حال ہے؟(نقوش عظمت رفتہ ص۵۰)

ہر مسلک کے علماء کا احترام:۔ مولانا علماء کے بے حد قدر دان تھے۔ہر مسلک کے عالم کا احترام کرتے تھے،وہ بھی انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔مولانا عبدالعظیم انصاری رحمہ اللہ(سابق ناظم دفتر جمعیت اہلحدیث) کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ وہ مولانا کے ساتھ تانگے پر بیٹھے کہیں جا رہے تھے۔مولانا نے اچانک تانگے والے سے کہنا شروع کیا،تانگہ روکو،تانگہ روکو......تانگہ رکا تو مولانا جلدی سے نیچے اترے اور ہاتھ پھیلاتے ہوئے ایک طرف کو بڑھے،دیکھا تو ادھر شیعہ عالم مفتی کفایت حسین تانگے سے اتر کر اسی طرح ہاتھ پھیلائے مولانا کی طرف بڑھ رہے تھے۔دونوں بزرگوں نے مصافحہ کیا اور کچھ دیر کھڑے آپس میں باتیں کرتے رہے۔(نقوش عظمت رفتہ ص۵۲)

علماء کا احترام:۔ مولانا علمائے دین کا بے حد احترام کرتے تھے۔اگر کوئی شخص کسی عالم کا ناقدانہ یا مخالفانہ انداز میں ذکر کرتا تو انہیں بڑی تکلیف ہوتی۔ایک مرتبہ وہ بیمار تھے اور جامعہ سلفیہ کی انتظامیہ کمیٹی کی میٹنگ ان کے کمرے میں ہورہی تھی۔مولانا محمد اسماعیل صاحب رحمہ اللہ بھی اس میں شامل تھے۔ایک شخص نے جو دراصل گوجرانوالہ سے تعلق رکھتے ہیں اور فیصل آباد میں کاروبار کرتے ہیں،حضرت حافظ محمد گوندلوی مرحوم ومغفور کا ذکر توہین آمیز الفاظ میں کیا اور کہا کہ وہ ہمارے ملازم ہیں،لیکن ہماری بات نہیں مانتے۔مولانا کو یہ الفاظ سن کر سخت غصہ آیا۔فرمایا نہایت افسوس کی بات ہے کہ آپ حضرت حافظ صاحب کے متعلق ملازم کا لفظ استعمال کرتے ہیں......؟ آپ ان کے علم وفضل سے واقف نہیں؟ پھر مولانا اسماعیل صاحب سے مخاطب ہوئے۔کہا آپ نے ان کو جامعہ سلفیہ کمیٹی کا رکن مقرر کیا ہے جنہیں یہ معلوم نہیں کہ علماء کے لیے کس قسم کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔مجھے ان کے الفاظ اور لہجے سے شدید صدمہ ہوا ہے......مولانا اسماعیل صاحب رحمہ اللہ کو ان کی طرف سے مولانا غزنوی سے معذرت کرنا پڑی۔اس کے بعد مولانا غزنوی رحمہ اللہ نے میٹنگ کی کارروائی روک دی اور فرمایا: باقی باتیں کسی دوسرے موقعے پر ہوں گی۔(نقوش عظمت رفتہ ص۵۸)

شیخ الحدیث کا نہایت ادب:۔ ایک مرتبہ مولانا داؤد غزنوی،مولانا اسماعیل صاحب،مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہم اللہ اور ان سطور کا راقم جماعتی تنظیم کے سلسلے میں ضلع قصور کے ایک قصبے ''کھڈیاں خاص'' گئے۔جمعے کا دن تھا،جمعہ ہم نے وہیں پڑھا۔شام کو قصور پہنچے،مسجد اہل حدیث میں گئے تو مغرب کی جماعت ہوچکی تھی اور نماز پڑھ کر لوگ اپنے اپنے گھروں کو جاچکے تھے۔ہم چار آدمی تھے،مولانا اسماعیل صاحب رحمہ اللہ نے جماعت کرائی۔نماز پڑھ کر مولانا غزنوی رحمہ اللہ تو وظیفے میں مشغول ہوگئے اور مولانا اسماعیل صاحب رحمہ اللہ نے عشا کی نماز پڑھنا شروع کردی۔پہلے دو فرض پڑھے اور پھر ایک وتر پڑھا۔

مولانا غزنوی رحمہ اللہ وظیفے اور دعا سے فارغ ہوئے تو مولانا اسماعیل صاحب رحمہ اللہ سے پوچھا: یہ آپ نے کیا پڑھا ہے؟

جواب دیا، عشا کی نماز......!۔فرمایا، عشا کا وقت ہو گیا......؟ بولے، میں مسافر ہوں۔پھر پوچھا، ایک رکعت کیا پڑھی ہے؟۔کہا، وتر......! فرمایا، جس نماز کا وقت نہیں ہوا، وہ نماز کیوں پڑھی جائے؟ ساتھ ہی فرمایا، ایک رکعت تو کوئی نماز نہیں ہوتی۔

مولانا اسماعیل صاحب رحمہ اللہ ان کی سب باتوں کا جواب دے سکتے تھے، لیکن تقاضائے ادب سے خاموش رہے، کسی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔

یہ تھا ان بزرگان عالی قدر کے نزدیک ایک دوسرے کا احترام کہ اختلاف کو نہایت فراخ دلی سے برداشت کرتے اور خندہ پیشانی سے ایک دوسرے کی بات سنتے تھے۔

کہاں گیا بزرگوں کا ادب واحترام....!۔ اب یہ دور ہے کہ اس قسم کی بات آپ کسی سے کریں تو وہ فوراً کمر کس کر میدان میں آجاتے ہیں اور نعرہ لگاتے ہیں، کرلو میرے ساتھ مناظرہ۔ میں ثابت کروں گا کہ میں سچا ہوں اور تم جھوٹے ہو۔ نہ دل میں بڑے کی عزت نہ ذہن میں چھوٹے پر شفقت کا جذبہ......!

اس سے اندازہ کیجئے کہ گزشتہ عہد کے علماء کی تربیت کیسی ہوئی تھی اور اب کیسی ہو رہی ہے۔ وہ ماحول کتنا قابل رشک تھا اور یہ ماحول کس درجہ تکلیف دہ ہے۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۸۷)

ولی کی اقتدا میں نماز کے اثرات:۔ مولانا کے والد گرامی حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے ارادت مندوں میں ایک بزرگ میاں نورالدین بھوجیانی رحمہ اللہ تھے جو حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کے سسر تھے اور آزادی وطن کے بعد گوندلانوالہ (ضلع گوجرانوالہ) میں آبسے تھے۔ وہ لاہور تشریف لاتے تو نماز دارالعلوم تقویۃ الاسلام میں پڑھتے......مولانا رحمہ اللہ نماز میں شرکت فرماتے اور میاں صاحب مرحوم بھی موجود ہوتے تو مولانا رحمہ اللہ امامت کے لیے انہی سے کہتے۔ میاں صاحب زیادہ پڑھے لکھے تو نہ تھے، لیکن متقی اور پرہیز گار بزرگ تھے۔ بڑے سوز اور درد سے قرآن مجید پڑھتے تھے۔ مولانا رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ان کی اقتدا میں نماز پڑھنے سے سرور حاصل ہوتا ہے۔ (نقوش عظمت رفتہ ص۸۲)

علماء دیوبند سے روابط:۔ بعض اوقات عصر کے بعد حضرت مفتی محمد حسن امرتسری رحمہ اللہ کے پاس تشریف لے جاتے۔ ان دنوں جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد کی ایک بلڈنگ میں قائم تھا، مغرب کی نماز نیلا گنبد کی مسجد میں پڑھتے، وہاں بھی کتنے ہی لوگوں سے ملاقات ہو جاتی۔ (نقوش عظمت رفتہ ص۸۴)

امن، آشتی کیلئے متحدہ محاذ:......۔ فقہی مسلک سے متعلق ان کا نقطہ نظر یہ تھا کہ اپنی بات مثبت انداز میں کی جائے، کسی کی مخالفت نہ کی جائے۔ اس کے لیے انہوں نے مختلف مواقع پر دارالعلوم تقویۃ الاسلام میں تمام مسالک فقہ کے سرکردہ حضرات کے کئی اجلاس بلائے اور اپنے اپنے مسلک پر قائم رہتے ہوئے مشترک مسائل میں متحد ہونے کی درخواست کی......ربیع الاول کے دنوں میں سیرت کانفرنس کے انعقاد کی تجویز بھی پیش کی کہ تمام مسالک فقہ کے علمائے کرام متحدہ طور پر سیرت کے موضوع پر تقریریں کیا کریں۔ مقصد محض باہمی اختلافات کو ختم کرنا یا ان میں ممکن حد تک کمی کرنا تھا۔ چنانچہ لاہور میں سیرت کانفرنس کا انعقاد ہوا، جس میں شیعہ، دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث مقررین نے اس اہم موضوع پر تقریریں کریں۔ (نقوش عظمت رفتہ ص۸۸)

مولانا رحمہ اللہ کا ایک مجرب عمل:۔ ایک دن مولانا کے ساتھ میں تانگے پر بیٹھا تھا، کوچوان کوئی ساٹھ کے پیٹے میں ہوگا۔ سفید لمبی داڑھی، سر پر پگڑی کی قسم کا سفید کپڑا، سانولا سا رنگ اور ماتھے پر محراب۔ وہ آہستہ آواز سے جو کسی وقت قدرے اُونچی ہو جاتی تھی اور سنی جاتی تھی، مسلسل پڑھے جا رہا تھا "یا حی یا قیوم برحمتك استغیث" یہ ایک دعا ہے، جس کا نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پڑھنے کے لیے حکم دیا تھا۔ مقروض اور تنگ دست یہ دعا کثرت سے پڑھے تو اللہ تعالیٰ ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ وہ قرض سے سبک دوش ہو جاتا ہے اور تنگ دستی سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔

مولانا نے کوچوان سے کہا: آپ جو دعا پڑھ رہے ہیں، اس کے الفاظ تو یہی ہیں، لیکن اگر اس میں " لا الہ الا انت " ملا لیں اور " یا حی یا قیوم لا اله الا انت برحمتك استغیث " پڑھیں تو اس میں اللہ کی توحید کا اقرار ہو جاتا ہے۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۹۱)

امام غزالی سے قلبی اُنسیت :۔ قدیم بزرگان دین میں سے امام غزالی رحمہ اللہ کے بارے میں ان کا مطالعہ بڑا وسیع تھا۔ مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ کا بھی یہ خاص موضوع تھا، چنانچہ اس موضوع پر مولانا ندوی رحمہ اللہ کی پانچ کتابیں شائع ہو چکی ہیں، وہ ہیں تعلیمات غزالی، افکار غزالی، سرگزشت غزالی، تہافتہ الفلاسفہ کا اردو ترجمہ اور قدیم یونانی فلسفہ جو غزالی رحمہ اللہ کی مقاصد الفلاسفہ کا ترجمہ ہے۔

مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ اور مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ کی غزالی رحمہ اللہ کے متعلق گفتگو شروع ہو جاتی تو وقت کی رفتار کا کوئی پتہ نہ چلتا، دیر تک گفتگو جاری رہتی۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۹۲)

فرشتہ صفت ولی اور اسم اعظم کا ذکر :۔ ایک مرتبہ مولانا نے اپنے عم محترم حضرت مولانا عبدالواحد صاحب غزنوی رحمہ اللہ کے بارے میں بتایا کہ وہ لفظ "اللہ" بولتے تو سننے والے شدت تاثر سے کانپ اٹھتے۔ اس کی ایک مثال دیتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ کسی نے پولیس کے ایک اعلیٰ افسر سے شکایت کر دی کہ مولانا عبدالواحد صاحب سرحد پار کے مجاہدین کی مالی امداد کرتے ہیں۔ افسر نے سی، آئی، ڈی کے ایک انسپکٹر کو جن کا نام شیخ عبدالعزیز تھا، ہدایت کی کہ وہ اس کی تحقیق کریں کہ مولانا ممدوح واقعی مجاہدین کی امداد کرتے ہیں۔

شیخ عبدالعزیز معاملے کی تحقیق کے لیے چینیاں والی مسجد میں مولانا عبدالواحد صاحب کی خدمت میں گئے (اس وقت وہ اس مسجد کے خطیب تھے) لیکن ان سے ملاقات نہ ہوسکی۔ وہ کہیں گئے تھے۔ دوسرے یا تیسرے دن وہ پھر گئے۔ اس دن بھی مولانا گھر میں موجود نہ تھے۔ اب انہوں نے ان کے گھر اپنا پتہ دیا اور کہا کہ جب وہ آئیں، مجھے ضرور ملیں۔ مولانا ان کے گھر گئے تو شیخ صاحب موجود تھے۔ وہ نہایت احترام سے پیش آئے اور مجاہدین کی امداد کے متعلق سوال کیا۔ مولانا نے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: شیخ صاحب! اللہ سے ڈر جاؤ۔

یہ لفظ شیخ صاحب کی بیوی کے کان میں پڑے تو فوراً دروازہ کھٹکھٹا کر ان کو اندر بلایا اور کہا خدا کے لیے اس شخص سے کوئی بات نہ پوچھو۔ یہ فرشتہ ہے جسے انسانی شکل میں اللہ نے دنیا میں بھیجا ہے۔ اس سے اپنے لیے بہتری کی دعا کراؤ۔ تحقیق کا سلسلہ بند کر دو، ایسا نہ ہو کہ یہ پریشان ہو جائے اور ہم پر کوئی آفت آ پڑے۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۹۹)

مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے حالات

ابتدائی حالات :۔ مولانا (داؤد غزنوی) جولائی ۱۸۹۵ء کے آخری ہفتے یا اگست ۱۸۹۵ء کے پہلے ہفتے میں بمقام امرتسر پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی اور مولانا عبدالاول غزنوی رحمہما اللہ سے حاصل کی۔ اردو حساب وغیرہ کے لیے مولانا گل محمد رحمہ اللہ کے سامنے زانوئے شاگردی تہہ کیا۔ پھر عازم دہلی ہوئے اور وہاں مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری رحمہ اللہ اور بعض دیگر اساتذہ سے اکتساب علم کیا۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۱۱۱)

عہدے اور ذمہ داریاں :۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ مولانا غزنوی مختلف اوقات میں مندرجہ ذیل جماعتوں کے عہدے دار رہے۔...... پنجاب خلافت کمیٹی کے ناظم اعلیٰ۔...... مجلس احرار ہند کے ناظم اعلیٰ۔

...... جمعیت علمائے ہند کے نائب صدر۔...... کانگریس کمیٹی پنجاب کے صدر۔

...... ۱۹۵۳ء کی خلاف مرزائیت تحریک کے سلسلے میں قائم کردہ مجلس عمل کے ناظم اعلیٰ۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث کے صدر (اور امیر)۔

ملفوظات مرشد مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ :۔ مولانا کی یہ خواہش تھی کہ ان کے جد امجد حضرت مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے حالات ضبط تحریر میں لائے جائیں۔ وفات سے چار پانچ سال قبل بالخصوص اس خواہش میں شدت پیدا ہو گئی تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ جس طرح سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے "سیرت شبلی" کے نام سے علامہ شبلی رحمہ اللہ کے حالات تفصیل سے بیان کیے ہیں، اسی طرح مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ

کے حالات معرض کتاب میں آنے چاہئیں۔اس کے لیے وہ مواد بھی جمع کر رہے تھے۔میں اس وقت لوہاری دروازے کے اندر لوہاری منڈی کے قریب رہتا تھا۔میرے مکان کے سامنے ایک شخص احسان الحق صدیقی کی کتابوں کی دکان تھی،وہ پرانی اور قلمی کتابوں کے تاجر تھے۔ایک مرتبہ ان کے پاس کہیں سے قلمی کتابوں کی لاٹ آئی تو انہوں نے مجھے بتایا کہ اس میں ایک کتاب ''ملفوظات ملا حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ'' ہے۔ملا حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ کے متعلق مجھے معلوم تھا کہ وہ مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے مرشد تھے۔میں نے وہ کتاب دیکھی تو اس کی اطلاع مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کو دی۔دوسرے دن کتاب ان کو دکھا بھی دی۔فرمایا کتاب خرید لو۔چنانچہ کتاب خرید لی گئی۔(نقوش عظمت رفتہ ص۱۲۲)

حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ

حضرت حافظ صاحب رحمہ اللہ کی یہ پہلی زیارت تھی جو میں نے ڈرتے ڈرتے کی۔اس زیارت کے دوران یہ خدشہ بھی کئی دفعہ پیدا ہوا کہ جب ان کا ناک میرے گناہوں کی بدبو سے بھر گیا تو وہ تنگ آ کر مجھے مجلس سے باہر نکال دیں گے،لیکن پھر خیال آتا تھا کہ ایسا نہیں ہوگا،وہ بدبو کی تکلیف برداشت کر لیں گے،لیکن مجلس سے نہیں نکالیں گے،بہر حال آدھ پون گھنٹے کی اس مجلس میں ذہن اسی طرح کے خیالات کی آماجگاہ بنا رہا۔(نقوش عظمت رفتہ ص۱۲۴)

مولوی علاؤالدین صاحب کی بیعت اصلاح:- گوجرانوالہ کی جامع مسجد اہل حدیث (چوک نیائیں) میں مولانا علاؤالدین رحمہ اللہ امامت وخطابت اور درس وتدریس کی خدمت انجام دیتے تھے۔اسی بنا پر اس مسجد کو مولوی علاؤالدین رحمہ اللہ کی مسجد کہا جاتا تھا۔بہت عرصے تک یہ مسجد اسی نام سے موسوم رہی۔مولوی صاحب ممدوح مولانا غلام رسول (ساکن قلعہ میہاں سنگھ والا) کے شاگرد و مرید تھے اور بڑے صاحب تقویٰ بزرگ تھے۔(نقوش عظمت رفتہ ص۱۲۵)

صحبتِ صالحین تقویٰ کا سبب اللہ نے حضرت حافظ محمد گوندلوی صاحب رحمہ اللہ کو ذہانت وفطانت کی بے پناہ دولت سے نوازا تھا،اس سے انہوں نے خوب فائدہ اٹھایا اور علم وادراک کے ہر گوشے سے متمتع ہوئے۔ذکر الٰہی اور معرفت وتقویٰ کی نعمت عظمیٰ سے بھی انہیں بارگاہ الٰہی سے حصہ وافر عطا ہوا تھا۔وہ تہجد گزار اور شب زندہ دار تھے۔وظائف واوراد سے ان کی زبان مبارک ہر وقت تر وتازہ رہتی تھی۔کم گو اور خاموش طبع تھے۔اس کی کئی وجوہ تھیں۔

ایک وجہ ان کے عہد طفولیت کا گھریلو ماحول تھا۔انہوں نے شعور کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی ماں باپ کو اوراد ووظائف میں مشغول پایا تھا۔اس سے وہ متاثر ہوئے اور جیسے جیسے سفر حیات کے مختلف موڑ کاٹتے گئے اس ذوق میں اضافہ ہوتا گیا۔

دوسری وجہ خود ان کا ذاتی رجحان تھا جو مددگار ثابت ہوا،اور ذہنی وفکری پاکیزگی تھی جو انہیں امور خیر کی عملی وادیوں میں لے گئی۔

تیسری وجہ ان کے اساتذہ گرامی تھے۔ابتداء میں ان کو حضرت مولانا غلام رسول (قلعہ میہاں سنگھ) کے مرید وتلمیذ مولانا علاؤالدین کی صحبت وشاگردی کا موقع میسر آیا،جس سے ان کے قلب ودماغ میں حسنات وخیرات کے جذبے نے راہ پائی۔پھر امرتسر کے مدرسہ غزنویہ میں حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی اور دیگر عالی مرتبت اساتذہ کے حضور زانوئے تلمذ تہہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی،جس سے قیام اللیل،تہجد اور تقویٰ کے داعیے ابھرے اور ان میں استحکام ودوام پیدا ہوا۔(نقوش عظمت رفتہ ص۱۲۷)

حضرت حافظ صاحب اس صدی کے وہ بزرگ تھے جو زہد وعبادت میں بھی منفرد حیثیت کے مالک تھے اور علم وعرفان میں بھی کوئی ان کا حریف نہ تھا۔(نقوش عظمت رفتہ ص۱۵۳)

مولانا اسمٰعیل رحمہ اللہ کا مسلکی اعتدال

دعائے ولی پر اولاد نرینہ کا حصول: شادی کے کئی سال بعد تک مولوی ابراہیم صاحب کے کوئی بچہ نہیں ہوا۔اس وجہ سے وہ بہت

مغموم رہتے تھے۔اس وقت وزیرآباد میں حضرت حافظ عبدالمنان وزیرآبادی رحمہ اللہ کا سلسلہ درس جاری تھا۔مولوی صاحب اپنے گاؤں ڈھونیکے سے وہاں چلے جاتے اور زیادہ تر وقت حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں گزارتے۔ایک دفعہ انہوں نے حضرت حافظ صاحب سے اس کا ذکر کیا اور عرض گزار ہوئے کہ وہ دعا فرمائیں اللہ انہیں اولاد کی نعمت سے نوازے۔ چنانچہ انہوں نے دعا کی کہ وہ قبولیت کا وقت تھا۔اللہ نے دعا قبول فرمائی اور بیٹا پیدا ہوا،جس کا نام خود حضرت حافظ صاحب نے اسماعیل رکھا۔(نقوش عظمت رفتہ ص ۱۵۹)

مسالک ثلاثہ میں راہ اعتدال: مولانا کے اسلوب تقریر اور طرز بیان سے تاثر پذیری کے بارے میں جناب اسماعیل ضیاء کی ایک روایت ملاحظہ ہو۔وہ کہتے ہیں کہ سن وسال کا تو انہیں علم نہیں،البتہ یہ معلوم ہے کہ خود ان کی عمر بارہ تیرہ برس کی تھی۔خدا جانے کسی مرد حق کی طرف سے اشارہ ہوا اور پھر کس کس کی کوششوں سے بیل منڈھے چڑھی کہ گوجرانوالہ کے اہل سنت یعنی اہل حدیث، دیوبندی اور بریلوی حضرات اس بات پر متفق ہوگئے کہ شہر میں نماز جمعہ ایک ہی جگہ پڑھی جائے اور ہر مسلک کا خطیب باری باری جمعہ پڑھائے۔بریلوی مکتب فکر کے خطیب مولانا بشیر حسین صاحب اور مولانا صابر حسین صاحب تھے۔

اہل حدیث جماعت میں مولانا محمد اسماعیل صاحب اور مولانا حافظ محمد صاحب گوندلوی علمی اعتبار سے بڑی شہرت کے مالک تھے۔

دیوبندی حضرات کی دو مسجدیں تھیں۔ایک شیرانوالہ باغ کے قریب جہاں مولانا عبدالواحد رحمہ اللہ خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے تھے اور دوسری قبرستان کے قریب مسجد ارائیاں تھی،جس کے خطیب مولانا محمد چراغ رحمہ اللہ تھے۔

شہر کے اہل سنت کا پہلا اجتماعی جمعہ مولانا محمد اسماعیل صاحب رحمہ اللہ نے پڑھایا اور ان کا خطبہ دیوبندی حضرات کے علاوہ بریلوی مسلک کے علماء وعوام نے بھی سنا اور نماز بھی ان کی اقتداء میں پڑھی۔(ص ۱۶۸)

اللہ نے ان کو بہت سے اوصاف سے نوازا تھا،وہ تہجد گزار اور قائم اللیل تھے۔صبح سب سے پہلے مسجد میں آتے......نماز میں نہایت درد اور سوز سے قرآن مجید پڑھتے۔(نقوش عظمت رفتہ ص ۱۷۰)

مولانا کرم الٰہی کی بیعت تصوف:۔ ڈاکٹر محمد اسحاق ضلع فیروز پور کے ایک مقام قادروالا میں پیدا ہوئے۔وہ مشہور اہل حدیث عالم اور حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے مرید خاص مولانا کرم الٰہی کے پوتے اور چودھری عبدالرحمٰن صاحب (ہیڈ ماسٹر فاضل ہائی سکول پاکپتن) کے بیٹے تھے۔بے حد متین اور نیک نوجوان تھے۔مرحوم نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں قادروالا میں حاصل کی۔اس کے بعد علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں داخل ہوگئے تھے۔وہاں سے واپسی کے بعد ایم بی ایس کیا اور امراض چشم کے سپیشلسٹ ہوئے۔(نقوش عظمت رفتہ ص ۲۶۲)

وضاحت: مولانا کرم الٰہی ۱۹۳۹ء میں عطاء اللہ حنیف فیروز پور کی جامع مسجد اہل حدیث گنبداں والی میں درس خطابت کا فریضہ انجام دیتے تھے۔(نقوش عظمت رفتہ ص ۲۵۱)

مولانا محمد بھوجیانی رحمہ اللہ کے والد کی عقیدت مندی:۔ (مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کے) والد کا اسم گرامی میاں صدرالدین تھا،جو اپنے دور کے مرد صالح تھے اور حضرت امام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے عقیدت مند تھے۔(ص ۲۶۷)

میاں محمد باقر رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔ جھوک دادو اگرچہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے،لیکن نیک لوگوں کا مسکن اور پڑھے لکھے افراد کا مرجع ہے۔یہ گاؤں ضلع فیصل آباد میں منڈی تاندلیانوالہ کے قریب ہے۔جس زمانے کی ہم بات کر رہے ہیں،اس زمانے میں وہاں ایک بزرگ میاں محمد باقر رحمہ اللہ سکونت پذیر تھے جو اس علاقے کی ''طور'' برادری سے تعلق رکھتے تھے۔مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے والد مکرم حضرت مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے مرید اور شاگرد تھے۔اللہ نے ان کو علم کی دولت سے بھی نوازا تھا اور عمل کی نعمت سے بھی سرفراز کیا تھا۔انہوں نے اپنے گاؤں (جھوک دادو) میں ایک دینی و مذہبی مدرسہ جاری کر رکھا تھا،جس میں بہت سے طلباء تعلیم حاصل کرتے تھے اور کئی فاضل اساتذہ خدمت تدریس سرانجام دینے پر مامور تھے۔(نقوش عظمت رفتہ ص ۳۱۶)

مولانا احمد علی لاہوری قادری سے کسب علم:۔ مشرقی پنجاب کے لکھوی خاندان کے جلیل القدر رکن اور جماعت اہلحدیث کے رہنما مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ نے بھی ان (مولانا احمد علی) کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ حالانکہ خود ان کے آباؤ اجداد کا بہت بڑا مدرسہ تھا اور ان کے پردادا حضرت مولانا حافظ محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ پنجاب کے ہم پلے عالم ہیں جنہوں نے ''تفسیر محمدی'' کے نام سے سات جلدوں میں پنجابی نظم اور فارسی نثر کے حواشی میں قرآن مجید کی تفسیر لکھی۔ یہ تفسیر کئی دفعہ زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہے، لیکن اس کے باوجود مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ نے مفسر قرآن حضرت مولانا احمد علی رحمہ اللہ کے باب علم پر دستک دی۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۳۷۷)

علماء دیوبند کی رواداری اور اعتدال:۔ مولانا مرحوم پاکیزہ فکر اور صاف ذہن کے مالک تھے اور مسلکی تعصب سے پاک۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ خود اپنا بہت بڑا حلقہ ارادت وعقیدت رکھنے کے باوجود عمر بھر پہلے حضرت مولانا عبدالواحد غزنوی مرحوم اور ان کے بعد مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی اقتداء میں لاہور کے منٹو پارک میں (جواب اقبال پارک کے نام سے موسوم ہے) عیدین کی نماز ادا فرماتے رہے۔ ہمیشہ صف اول میں امام کے پیچھے جا کر بیٹھ جاتے اور پورا خطبہ سننے کے بعد وہاں سے اٹھتے۔

پھر ان کی یہ بلندی کردار اور وسعت قلب ونظر ملاحظہ ہو کہ اپنی ایک صاحب زادی مولانا عبدالمجید سوہدروی مرحوم کے عقد میں دی جو مشہور اہل حدیث عالم ومبلغ، معروف مصنف ومناظر اور ہفت روزہ ''مسلمان'' اور ''جریدہ اہل حدیث'' کے نامور ایڈیٹر تھے۔ رحمہما اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ ان کے انہی اوصاف کی وجہ سے ان کے ارادت مندوں میں احناف کے علاوہ اہل حدیث بھی کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔ ان کا یہ وصف قابل ذکر ہے کہ وہ معاصرانہ رقابت سے مبرا تھے۔ لاہور میں کسی ہم فکر عالم دین کے درس قرآن کا سلسلہ شروع ہوتا تو مسرت کا اظہار فرماتے۔ ۱۹۳۰ء میں مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ نے مسجد مبارک (اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور) میں درس قرآن کا آغاز کیا تو حضرت مرحوم مسجد مبارک میں گئے۔ مولانا ندوی کو مبارک باد دی اور دعا فرمائی۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۳۷۷، ۳۷۸)

سید محمد متین ہاشمی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف

تصوف کی علمی خدمت:۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی مشہور تصنیف ''سطعات'' کا اردو ترجمہ کیا تھا۔ یہ کتاب تصوف کے موضوع سے متعلق ہے اور عربی زبان میں ہے۔ شاہ صاحب نے جس موضوع پر اظہار خیال فرمایا ہے، اس میں کچھ اپنی خاص اصطلاحات استعمال کی ہیں، جس کی جھلک ''سطعات'' میں پائی جاتی ہے۔

مولانا محمد متین ہاشمی کے پاس اردو ترجمے کا مسودہ تھا، وہ چاہتے تھے کہ ادارہ ثقافت اسلامیہ کی طرف سے یہ ترجمہ شائع کیا جائے۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۴۵۸)

علمائے دیوبند سے کسب علم:۔ مولانا محمد متین ہاشمی رحمہ اللہ ۱۷ اگست ۱۹۲۷ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے شہر غازی پور کے ایک دینی مدرسے میں حاصل کی، جس کا نام ''چشمہ رحمت'' تھا۔ اس کے بعد عازم دیوبند ہوئے اور وہاں کے دارالعلوم کے جلیل القدر اساتذہ کے حضور زانوئے شاگردی تہہ کیا، جن میں مولانا سید حسین احمد مدنی، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، مولانا اعزاز علی اور مولانا عبدالخالق ملتانی رحمهم الله کے اسمائے گرامی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

تین سال دارالعلوم دیوبند میں اقامت گزیں رہے اور اس اثناء میں وہاں کے فاضل اساتذہ سے خوب استفادہ کیا۔ (ص ۴۶۰)

تصوف کا بنیادی نقطہ نگاہ الفت، محبت:۔ مولانا محمد متین ہاشمی سے ملاقات کا موقع اس وقت ملا جب وہ ''سطعات'' کا ترجمہ لے کر ادارہ ثقافت اسلامیہ آئے۔ یہ تصوف کی کتاب ہے اور یہی کتاب میرے اور مولانا متین ہاشمی کے درمیان تعلقات کا باعث بنی۔ تصوف کا بنیادی نقطہ لوگوں میں محبت اور الفت کی فضا پیدا کرنا اور دلوں کے بعد کو قرب سے بدلنا ہے۔ لہٰذا اس کتاب نے غیر شعوری طور پر

سید مبارک اللہ گیلانی

رہبرِ کامل

مولانا عبدالمجید خادم رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ قدوسیہ 8 اردو بازار لاہور

ناشر	--------	ابوبکر قدوسی
طبع اول	--------	اکتوبر ۹۵ء
مطبع	--------	ندیم یونس پرنٹرز
قیمت	--------	روپے

اپنا رنگ دکھایا اور ہمیں ایک دوسرے کے قریب کر دیا۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۴۶۵)

کتاب سید ہجویری رحمہ اللہ: حضرت خواجہ علی ہجویری رحمہ اللہ کے سوانح حیات اور تعلیمات وافکار (کا مجموعہ) (نقوش عظمت رفتہ ص ۴۶۴)

قاضی صاحب رحمہ اللہ کا عمامہ: قاضی صاحب کا عمامہ جو کلف لگا کر چھت پر سوکھنے کے لیے ڈالا گیا تھا، ہوا کے جھونکے سے اڑ کر گلی میں بجلی کے کھمبے پر جا گرا، اب ہم اس کو کھمبے سے اتارنے کے جتن کر رہے ہیں، لیکن کامیابی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ حسن اتفاق سے ایک پڑوسی کے گھر میں لمبا سا بانس تھا، وہ منگوایا گیا اور اس کی مدد سے عمامہ کھمبے سے اتارا گیا۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۵۳۹)

قاضی حبیب الرحمٰن منصور پوری رحمہ اللہ

ایثار، توکل اور قناعت:۔ قاضی حبیب الرحمٰن منصور پوری رحمہ اللہ نہایت متقی اور واقعتاً ولی اللہ تھے۔ ان کے بعض ساتھی اور دوست بتایا کرتے ہیں کہ ان کے پاس ایک پیسہ نہیں ہوتا تھا اور اچھے خاصے اخراجات کا منصوبہ بنا لیتے تھے اور اللہ تعالیٰ اس کی تکمیل کے سامان فراہم کر دیتا تھا۔ ان کا کوئی ذریعہ معاش نہ تھا اور ان کی غیرت گوارا نہ کرتی تھی کہ دوسرے کے آگے ہاتھ پھیلایا جائے۔ بغیر کسی نوع کے ظاہری اسباب کے اللہ تعالیٰ ان کی تمام ضرورتیں پوری کر دیتا تھا...... بعض غرباء و مستحقین کی مالی امداد بھی کرتے تھے۔ عید الاضحیٰ کے موقع پر اپنے وطن (پٹیالہ) میں ہوتے تو بالالتزام قربانی کرتے۔ تنگ دستی میں مسکینوں کی نصرت ان کا شیوہ اور اپنی ضرورت کو نظر انداز کر کے دوسروں پر سخاوت کرنا ان کا پیشہ تھا۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۵۳۹)

صوفی مصفّٰی قلب کی وفات:۔ اس عالم ہمہ اوصاف اور صوفی مصفّٰی قلب نے بڑی پاکیزہ زندگی بسر کی، زبان کو کبھی کسی کی غیبت سے آلودہ نہیں کیا.......

۱۵ جولائی کو ضعف قلب کے باعث پھر تکلیف ہوگئی۔ اس دن نماز ظہر کے لیے وضو نہیں کر سکے۔ تیمّم سے نماز ادا کی۔ نماز کے بعد وظیفہ پڑھ رہے تھے کہ روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۵۴۱)

گیانی ذیل سنگھ

دوستی کی حدود اربعہ مسلک کی پابند نہیں:۔ دوستی کا نہ کوئی حدود اربعہ اور جغرافیہ ہے نہ یہ مذہب اور مسلک کی پابند ہے نہ کسی ملک اور شہر تک محدود ہے اور نہ کسی منصب اور عہدے کی طالب ہے۔ ''بس دل کے لگ جانے کے ڈھب کچھ اور ہیں۔'' گیانی جی کا اور میرا یہی معاملہ تھا جو آخر تک قائم رہا۔ ہمارا اس دور کا یارانہ تھا جب نہ کوئی عہدہ ہوتا تھا نہ منصب۔ نہ امارات کو کوئی اہمیت حاصل تھی اور نہ غربت کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ نہ روپیہ پیسہ معیار تعلق قرار پاتا تھا اور نہ سرکار دربار سے ربط وانسلاک کو پیمانہ دوستی قرار دیا جاتا تھا۔ ہم ایک ہی جگہ کے رہنے والے اور ہر وقت کا ساتھ، یوں سمجھئے کہ ما و مجنوں ہم سبق بودیم در دیوان عشق

(نقوش عظمت رفتہ ص ۵۴۴)

نام کتاب:۔ رہبر کامل..... مصنف:۔ مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی

کرامات اہلحدیث کے مصنف:۔ مولانا عبدالمجید سوہدروی ایک معروف علمی شخصیت کے مالک تھے۔ آپ شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری اور امام العصر حضرت مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی کے ہمعصر اور ان کے رفیق کار بھی تھے۔ آپ حضرت مولانا احمد علی لاہوری (قادری) کے داماد بھی تھے۔ (رہبر کامل ص ۶)

آنحضور ﷺ بحیثیت پیر کامل

آپ متعجب ہوں گے کہ وہ مقدس ہستی جو ایک وقت میں فوجی جرنیل ہو۔ اور دوسرے وقت میں جوڈیشنل قاضی کے فرائض بجالا رہی ہو۔ ایک وقت میں سیاسی لیڈر رہو اور دوسرے وقت میں طبی خدمات بجالا رہی ہے ایک وقت میں عابد وزاہد کی زندگی بسر کررہی ہو اور دوسرے وقت میں بین الاقوامی نظام جمہوریت کے صدر کے حیثیت میں دنیا کے سامنے ہو، ایک وقت میں معلم اور پروفیسر ہو، اور دوسرے وقت میں تجارتی کاروبار میں مصروف نظر آتی ہو۔ کس طرح دنیا کے سامنے ایک پیر و مرشد کی حیثیت سے پیش ہوسکتی ہے؟ (رہبر کامل ص ۱۷۰)

حضور ﷺ سب پیروں کے پیر ہیں: ۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر حضور ﷺ کی سب حیثیتوں کو چھوڑ کر صرف آپ ﷺ کو ایک پیر کی حیثیت سے دیکھا جائے تو یقیناً یہ ماننا پڑے گا، کہ حضور ﷺ سب پیروں کے پیر ہیں دنیا میں جس قدر پیر فقیر ہوئے سب آپ کی نظر عنایت سے ہوئے آپ ہی کی خاک پا سے استفادہ کر کے ان مراتب کو پہنچے۔

اگر آج کوئی دنیا کا پیر اپنا سلسلہ حضور ﷺ سے توڑ کر کسی اور طرف منسوب کرتا ہے تو یقیناً وہ پیر نہیں ہے شیطان ہے مرشد نہیں ہے بلکہ ہمارا دشمن ہے۔ (رہبر کامل ص ۱۷۱)

متبع بزرگ حضور ﷺ کے خلیفہ: ۔ ہم حضور ﷺ ہی کو اپنا پیر سمجھتے ہیں اور حضور ﷺ کے پورے متبعین اور نقش قدم پر چلنے والے بزرگوں کو ان کا خلیفہ تصور کرتے ہیں۔ (رہبر کامل ص ۱۷۱)

حضور ﷺ کی بیعت اصلاح: ۔ اگر ایک پیر کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ لوگوں کو بیعت کر کے ان کی روحانی اصلاح کرتا ہے، تو پھر حضور ﷺ سے بڑھ کر نہ کسی نے دنیا کی بیعت کی ہے اور نہ عوام الناس کی روحانی اصلاح ہی کی ہے۔ (رہبر کامل ص ۱۷۲)

حضور ﷺ کا صحابہ سے بیعت لینا: ۔ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے وقت میں مردوں سے بھی اور عورتوں سے بھی الگ الگ بیعت لی اور ہزار ہا صحابہ کرام نے صحابیات عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ ﷺ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور صحیح معنوں میں مرید بن کر حضور ﷺ کو اپنا پیر و مرشد تسلیم کیا۔ (رہبر کامل ص ۱۷۲)

حضور ﷺ کی بیعت کا مقصد: ۔ مگر حضور ﷺ کی یہ بیعت، یہ پیری مریدی، نذرانے لینے اور ٹکے بٹورنے کے لیے نہ تھی بلکہ ان کو جہاد کے لیے تیار کرنے اپنا قومی نظام استوار کرنے اور ان کی اخلاقی مادی اور روحانی اصلاح کرنے کے لیے تھی۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اس بیعت کے ذریعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو کچھ کام لیا وہ آج دنیا کے سامنے ہے اور دنیا انگشت بدنداں ہے کہ حضور ﷺ نے صرف ان کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر انہیں کیا سے کیا بنا دیا اور وہ کون سا فسوں تھا، جو پھونکتے ہی ان کی کایا پلٹ دی۔ (رہبر کامل ص ۱۷۳)

حضور ﷺ کا عورتوں سے بیعت لینا: ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تو آپ ﷺ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت لیا کرتے تھے مگر عورتوں سے کبھی ایسی بیعت نہیں لی وہ ہمیشہ حضور ﷺ سے پردہ کرتیں اور پردہ ہی میں بیعت ہوا کرتی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عورتوں کی بیعت کا واقعہ ذکر کرتی ہوئی فرماتی ہیں: "والله مامست يده يدا مراة قط من المبايعات"

خدا کی قسم! حضور ﷺ نے بیعت کے وقت کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو ہاتھ نہیں لگایا''

فتح مکہ کے دن بہت سی عورتوں نے حضور ﷺ کی بیعت کر لی تو کچھ عورتیں ایسی رہ گئیں جو اس وقت بیعت نہ کرسکیں وہ جمع ہو کر آئیں۔ الفاظ بیعت سے تو واقف ہی تھیں، کہنے لگیں: "يا رسول الله ابسط يدك نصا فحك فقال انى لا اصافح النساء" (ابن جریر) ''حضور ﷺ! ہاتھ دیجئے ہم آپ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھیں''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں عورتوں کے ہاتھ پر ہاتھ نہیں دیا کرتا''۔

علامہ ابن جریر رحمہ اللہ نے ایک دوسری حدیث میں نقل کیا ہے کہ عورتوں نے سمجھا تھا جس طرح حضور ﷺ مردوں کے ہاتھ لے کر بیعت لیتے ہیں اسی طرح ہم سے بھی لیں گے چنانچہ جب حضور ﷺ نے ان سے چند باتوں کا عہد لے لیا تو انہوں نے حیرت سے کہا: ''الا تصا فحنا فقال انی لا اصافح النساء''

''کیا آپ ﷺ ہمارے ہاتھ اپنے ہاتھ میں نہیں لیں گے؟'' حضور ﷺ نے فرمایا ''نہیں میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملایا کرتا''۔ (ص ۱۷۴)

بیعت اصلاح پر علامہ ابن کثیر کی تحقیق:۔ بیعت کیا ہے دراصل ایک معاہدہ ہے جو زبانی بھی ہوسکتا ہے چنانچہ حضور ﷺ عورتوں سے یہ عہد زبانی ہی لیا کرتے تھے۔ مگر علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے: **بایع رسول الله ﷺ النساء وعلی یده ثوب وضعه علی کفه** ''حضور ﷺ ایک چادر (کپڑا) اپنے ہاتھ میں پکڑ لیتے اور اس کا دوسرا حصہ عورتوں کی طرف پھینک دیتے وہ سب اس کو ہاتھ میں لے لیتیں پھر آپ ﷺ ان سے یہ عہد لیتے''۔

جو مختلف روایات سے نمبروار درج ہیں:

عورتوں کا عہد اور بیعت:۔ ہم یہ عہد کرتی ہیں: ۱۔ ''خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی''۔ (اگر چہ وہ شرک جلی ہو یا مخفی، اعتقادی ہو یا عملی)

۲۔ ''چوری نہ کریں گی'' (اگر چہ وہ کسی کی ہو یا اپنی۔ یعنی اپنے ہی گھر سے خاوند کی مرضی اور اجازت کے بغیر کسی چیز کا لینا یا چھپانا بھی چوری ہی میں شامل ہے)

۳۔ ''زنا نہ کریں گی'' (ارتکاب زنا کے علاوہ مبادیات زنا کا اظہار، یعنی بن ٹھن کر باہر نکلنا اور بے پردہ پھرنا جسے تبرج الجاہلیت کہا گیا ہے۔ اس میں شامل ہے)

۴۔ ''اولاد کو قتل نہ کریں گی'' (عرب میں لڑکوں کو زندہ رکھنے اور لڑکیوں کو مارنے کی رسم تھی اس کو مٹانے کے لیے یہ عہد لیا گیا ہے جیسے آج کل منصوبہ بندی کے مطابق رحم میں ہی بچے کو مار دیا جاتا ہے اگر آج کل تعلیم کے متعلق اس کی تاویل کر لی جائے تو نہایت ہی موزوں ہے۔ یعنی اولاد کو جاہل رکھنا گویا قتل کر دینے کے مترادف ہے۔ ''**قوا انفسکم واھلیکم نارا**'' اور وہ احادیث جو تحصیل علم کے متعلق تاکیدی طور پر فرمائی ہیں قابل توجہ ہیں)

۵۔ ''کسی پر بہتان نہ لگائیں گی'' (یعنی کسی پاکدامن کو مطعون یا ذلیل کرنے کے لیے بدنام کرنا اور اس پر افتراء جوڑنا جسے ایک معمولی چیز سمجھا جاتا ہے)

۶۔ ''میری نافرمانی نہ کریں گی'' (یعنی حضور ﷺ بحیثیت پیرومرشد اور نبی ہونے کے جو حکم فرمائیں گے اسے قبول کریں گی، جس کام سے روکیں گے، اس سے رک جائیں گی)

۷۔ ''بین نہ کریں گی''۔ ۸۔ ''بال نہ نوچیں گی''۔ ۹۔ ''کپڑے نہ پھاڑیں گی''۔ ۱۰۔ ''سینہ کوبی نہ کریں گی''

(یعنی جب کوئی عزیز مر جائے تو ایام جاہلیت کی طرح نہ اس پر بے تحاشا روئیں گی نہ چیخیں گی نہ چلائیں گی اور نہ خدا تعالیٰ کا شکوہ اور شکایت کریں گی بلکہ اس صدمہ پر صبر کریں گی اور سوائے چند آنسو بہانے کے اور کچھ نہ کریں گی)

۱۱۔ ''کسی غیر محرم کے ساتھ سفر نہ کریں گی'' (کیونکہ غیر محرم سے پردہ لازمی ہے اس لیے حضور ﷺ نے خصوصیت سے عورتوں کو یہ حکم دیا کہ وہ کسی محرم کے ساتھ الگ نہ ہوں۔ نہ کسی مکان میں نہ سفر میں کیونکہ تیسرا شیطان ہوگا جو انہیں ورغلائے گا)

۱۲۔ ''خاوند کی اطاعت کریں گی'' (اس کی حکم عدولی نہ کریں گی۔ اس کے گھر کی نگرانی کریں گی اسے کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ کریں گے اس کی اولاد کی صحیح طور پر تربیت کریں گی)

سبیل الجنۃ

تالیف

علامہ احمد بن حجر آل بوطامی البنعلی

ترجمہ

عبدالسلام سلفی

النور اکیڈمی

مکتبہ ثنائیہ

جامع مسجد اہلحدیث

بلاک ۱۹ سرگودھا

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ________ سبیل الجنۃ

مصنّف ________ علامہ احمد بن حجر

بار ________ اوّل

تعداد ________ گیارہ سو (۱۱۰۰)

قیمت ________ ۳۶/- روپے

کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

اللؤلؤ والمرجان

فی معرفۃ

مسائلِ موتِ الانسانِ

تذکرۂ موت

از قلم

ابوالخیر سید محمد اکرم کیلانی

جملہ حقوق محفوظ

کتاب : تذکرۂ موت

مصنف : ابوالخیر سید محمد اکرم کیلانی

اشاعت : اول

تعداد : 1000

کمپوزنگ : گیلانی کمپیوٹر سنٹر

ٹائٹل : عرفان احمد قریشی

با اہتمام : سید ضیاء الرحمن گیلانی

ناشر : گیلانی دارالکتب

یہ اور چند اسی قسم کی اور باتیں تھیں جن کی آنحضرت ﷺ بیعت لیا کرتے تھے اور بیعت کے بعد فرماتے تھے۔ **فان وفیتم فلکم الجنة** (رواہ ابی حاتم) ''اگر تم نے ان شرائط کو پورا کیا تو جنت مل جائے گی''

بیعت کی شرائط کا پورا کرنا: حضور ﷺ قریباً قریباً یہی بیعت مردوں سے بھی لیا کرتے تھے۔ صرف ایک شرط جہاد کا اضافہ ہوتا تھا۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سے نبی ﷺ نے انہی شرائط پر بیعت لی اور فرمایا: ''**فمن و فی منکم فاجرہ علی الله و من اصاب من ذالك شيئا فعوقب به**'' ''اگر تم نے ان شرائط کو پورا کیا تو اللہ تعالیٰ سے اجر ملے گا اور کسی شرط کو توڑ دیا تو سزا دی جائے گی''۔

اب حضور ﷺ کی ان شرائط پر غور فرمایئے، جو بیعت کے وقت مریدین سے بطور معاہدہ لی جارہی ہیں کہ کس قدر پاکیزہ کس قدر اہم اور کس قدر ضروری ہیں اور پھر ان کے ساتھ ہی ذرا اپنی حالت پر غور کیجئے۔...... (رہبر کامل ص ۱۷۷)

مریدین کا مرشد سے دعا کرانا: یہ قاعدہ ہے کہ مرید اپنے پیر کے پاس اکثر دعا کے لیے آیا کرتے ہیں انہیں جب کوئی تکلیف ہو، مرض ہو یا ضرورت ہو تو اپنے پیر سے شکایات کرتے ہیں اور پیر کو مستجاب الدعوات سمجھ کر دعا کی درخواست کرتے ہیں حضور ﷺ بھی چونکہ پیر تھے اس لیے لازماً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی آپ ﷺ کے پاس آنا چاہئے تھا۔ چنانچہ وہ آتے اور اس قدر آتے تھے کہ شاید آج دنیا کے کسی پیر کے پاس اتنے لوگ نہ آتے ہوں حضور ﷺ ان کے لیے دعا کرتے برکت کے طور پر ہاتھ پھیرتے اور ان میں سے بے شمار لوگ اپنے اپنے مطالب میں کامیاب ہو جاتے۔ (رہبر کامل ص ۱۷۷)

نام کتاب:۔ سبیل الجنۃ ...... مصنف:۔ احمد بن حجر رحمہ اللہ

ائمہ اربعہ کی عزت اور احترام: ہم چاروں مسلک کا پہلے بھی احترام کرتے تھے اور اب بھی کرتے ہیں۔ اور ائمہ کرام کی فضیلت و عظمت کے معترف بھی ہیں۔ کیوں نہ ہوں جبکہ انہوں نے شریعت مطہرہ کی زبردست خدمت کی۔ اللہ کے عائد کردہ فرائض بے کم و کاست انجام دیئے۔ وہ لوگ زہد و تقویٰ، علم و عمل، اور ایمان و اخلاص میں قابل تقلید نمونہ تھے۔ مسلمانوں کی اکثریت ان کی مداح اور ان کی محبت و عظمت پر متفق ہے۔ ان کے فضائل اور صفات ستودہ کے بیان میں بے شمار روایات وارد ہیں۔ علماء نے ان کے مناقب، فضائل اور علمی مہارت کے متعلق متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ ان کا سوانحی خاکہ گزشتہ صفحات میں۔ ''تقلید و اجتہاد کا کیا حکم ہے؟'' کے زیر عنوان بالتفصیل گزر چکا ہے۔ ہم اللہ کو گواہ رکھ کر کہتے ہیں کہ ہم ان سے محبت کرتے ہیں اور ان کی شان میں گستاخی کرنے والوں سے نفرت رکھتے ہیں خدا ہمارے شیخ احسائی عبدالعزیز بن صالح کو غریق رحمت کرے انہوں نے کیا خوب کہا:

اَئِمَّةُ حَقٍّ كَالشُّمُوْسِ اِشْتِمَارُهُمْ　　فَمَا انْطَمَسُوْا اِلَّا عَلٰى مَنْ بِهِ عَمِي

(یہ لوگ ائمہ حق ہیں جو سورج کی طرح روشن ہیں، ان کو وہی شخص نہیں دیکھ سکتا جو بصارت سے محروم ہو)

نام کتاب:۔ تذکرہ موت .... مصنف:۔ سید محمد اکرم گیلانی

کتاب ''تذکرہ موت'' کا ایصال ثواب:۔ وضاحت: موت ایک اٹل حقیقت ہے جس سے کسی فرد بشر کو مفر نہیں۔ مولانا سید اکرم شاہ گیلانی رحمہ اللہ کی اہلیہ رضائے الٰہی سے انتقال فرما گئیں موصوف نے مرحومہ کے ایصال ثواب کے لیے ''تذکرہ موت'' 415 صفحات کی کتاب قرآن احادیث اور اقوال صوفیاء پر مشتمل تالیف فرمائی اللہ پاک آپ کی کاوش کو قبول فرما کر جزا دارین عطا فرمائے۔ صفحہ 204 پر مؤلف سبب تالیف ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔ (از مرتب اثری)

''میری اہلیہ محترمہ مرحومہ سیدہ ثریا بیگم جس کے ایصال ثواب کیلئے یہ کتاب لکھی جارہی ہے کا انتقال بھی ۲۹ رمضان المبارک بروز جمعرات ۱۴۲۳ھ کو ہوا تھا۔

سرداراولیاء کی استقامت علی الشریعت:۔ حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی مرحوم بے نماز کے متعلق بڑا سخت فتویٰ لگاتے ہیں جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ ہمارے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک بے نماز کافر ہے۔اس پر نہ نماز جنازہ پڑھا جائے اور نہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔(غنیۃ الطالبین عربی ج۲:ص۱۱۱)

اولیاءاللہ کے سردار حضرت پیر جیلانی مرحوم بے نماز کو مسلمان کہنا ہی پسند نہیں فرماتے لہٰذا ہر مسلمان کو پابندی کے ساتھ ساری عمر نماز پڑھتے رہنا چاہیے۔(تذکرہ موت ص ۲۲۸)

ہر نیک عمل کا ایصال ثواب: جہاں تک فوت شدہ کو ایصال ثواب کا تعلق ہے وہ تو ہم ذکر کرآئے ہیں کہ میت کا اولاد کی طرف سے صدقہ وخیرات اور ہر نیک عمل کا ثواب والدین کو اساتذہ کرام کو عزیز واقارب کو پہنچتا ہے جیسا کہ مالی صدقہ جاریہ یا دعا وغیرہ۔(ص ۳۴۲)

ذکر صالحین پر رحمت کا نزول:۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ علماء کرام کو بلاتے وہ موت، قیامت اور آخرت کا تذکرہ فرماتے تو تمام اہل مجلس روتے ایسا معلوم ہوتا کہ ان کے سامنے جنازہ پڑا ہوا ہے۔

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب موت کا ذکر ہوتا تو کئی دن پریشان رہتے کوئی سوال کرتا تو فرماتے مجھے علم نہیں ہے۔(التذکرہ ص ۱۶)

مندرجہ بالا واقعات حصول عبرت کیلئے فائدہ مند ہوتے ہیں یوں بھی نیک لوگوں کے واقعات سے نزول رحمت ہوتا ہے۔ واقعات کتاب وسنت سے متصادم نہ ہوں تو بیان کرنے میں کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے۔

امام قرطبی اسی طرح کا ایک واقعہ پہلے لوگوں کے حالات میں بیان فرماتے ہیں جو عبرت کیلئے مندرجہ ذیل ہے۔

اولیاء کی دعا پر مردہ زندہ ہوجانا:۔ امام ابوبکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں ذکر کیا ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم واقعات بنی اسرائیل بیان کیا کرو ان میں بڑے عجیب واقعات ہیں پھر خود آپ نے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ قوم بنی اسرائیل سے ایک گروہ قبرستان میں آیا اور کہنے لگے کہ ہم دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ کسی مردہ کو نکالے جو ہم کو موت کے متعلق بتائے انہوں نے ایسا ہی کیا تو ایک شخص قبر سے نکلا جس کا رنگ سیاہ اور سر سفید تھا۔اس کی آنکھوں کے درمیان سجدے کا نشان تھا اس نے کہا اے لوگو! تم کیا چاہتے ہو مجھے وفات پائے ہوئے ایک سو سال گزر گیا ہے لیکن ابھی تک موت کی حرارت ٹھنڈی نہیں ہوئی تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ مجھے واپس لے جائے۔(التذکرہ، امام قرطبی ص ۲۸۔ج ۱)

جمعہ کے روز زیارتِ قبور کی فضیلت:۔ علامہ محدث عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ رقمطراز ہیں۔

زیارت قبر کے واسطے کوئی خاص دن یا کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے۔ جب اور جس وقت چاہے دن کو یارات کو زیارت قبر کیلئے قبرستان جائے۔ ہاں جمعہ کے روز قبروں کی زیارت کرنا بہ نسبت اور دنوں کے افضل ہے۔

محمد بن نعمان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص جمعہ کو اپنے ماں باپ دونوں کی یا ان میں ایک کی قبر کی زیارت کرے تو اس شخص کے لئے مغفرت کی جاتی ہے اور لکھ لیا جاتا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کا فرمانبردار ہے روایت کیا اس کو بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں۔اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص ہر جمعہ کو ایک بار اپنے ماں باپ دونوں کی یا ایک کی قبر کی زیارت کرے تو اللہ تعالیٰ کے اس کے گناہوں کو بخشے گا اور لکھے گا کہ وہ اپنے ماں باپ کا فرمانبردار ہے۔روایت کیا اس کو حکیم ترمذی نے۔(تذکرہ موت ص ۳۷۷)

وقل رب ارحمهما كما ربياني صغيرا

والدی و مشفقی

سوانحی حالات والد گرامی

شیخ القرآن حضرت مولانا محمد حسین شیخوپوری صاحب مدظلہ العالی

ابتدائے نگارش یکم ذوالحجہ 1420ھ بمطابق 8 مارچ 2000ء،
دار الضیافہ رابطہ عالم اسلامی کمرہ نمبر 422 منیٰ۔ بجوار مسجد الخیف مکہ المکرمہ

تحریر: عطاء الرحمٰن
ایم اے، عربی (پنجاب یونیورسٹی)
فاضل وفاق المدارس السلفیہ
مدیر جامعہ محمدیہ توحید آباد کاہنیانوالہ شیخوپورہ

منجانب: شعبہ طبع و تالیف جامعہ محمدیہ توحید آباد شیخوپورہ، پاکستان

نام کتاب ———— والدی و مشفقی
تحریر ———— عطاء الرحمٰن (ایم اے)
سن طباعت ———— 2001ء
مطبع ———— توحید ایڈورٹائزرز اردو بازار لاہور
کمپوزنگ ———— عطاء اللہ گجر

ملنے کا پتہ

جامعہ محمدیہ توحید آباد، ڈاکخانہ کوٹ سلیم شیخوپورہ۔
فون: 04931-56062
ooo
عزیز الرحمٰن عزیز عزیز گیسٹ ہاؤس جامع مسجد اقصیٰ نزد جنڈیالہ پھاٹک شیخوپورہ
فون 04931-613166
ooo
سبحانی اکیڈمی۔ حسن مارکیٹ اردو بازار لاہور۔
فون: 042-7242850
ooo
محترم حافظ محمد سعید باقرین حفظہ اللہ شارجہ ص ب 5899
فون 5338628-5385993
ooo
فضیلۃ الشیخ عبدالخالق محمد صادق حفظہ اللہ کویت
فون: 4345078

تذکرہ علمائے اہلحدیث پاکستان

جلد سوم

حسب ارشاد

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد علی جانباز دام فیضہم

ترتیب و تالیف

پروفیسر میاں محمد یوسف سجاد

شعبۂ تصنیف و تالیف
جامعہ ابراہیمیہ

نام کتاب:۔ تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۳

مصنف ———— پروفیسر میاں محمد یوسف سجاد
اشاعت ————
تعداد ————
قیمت ————
مطبع ————

زیارتِ قبور کا طریقہ:۔ زیارت قبر کا طریقہ یہ ہے کہ منہ قبر کی طرف اور پشت قبلہ کی طرف کر کے کھڑا ہو اور زیارت قبر کی جو دعائیں آگے لکھی گئی ہیں ان میں سے کوئی دعا پڑھے اور ان کے علاوہ مردوں کے واسطے اور بھی دعائیں کرے۔ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل مدینہ کی قبروں پر آئے اور اپنے منہ کو قبروں کی طرف کیا۔اور کہا۔ **السلام علیکم یا اھل القبور یغفر الله لنا ولکم**،روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

ملا علی قاری ''مرقاۃ شرح مشکوٰۃ'' میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ زیارت کرنے والا میت پر سلام کرنے کے وقت اپنے منہ کو میت کے منہ کی طرف کئے رکھے۔اسی پر عامہ مسلمانوں کا عمل ہے۔اور زیارت قبر کے وقت کھڑے کھڑے دعا کرنا چاہیے۔ہاتھ اٹھا کر بھی دعا کرنا ثابت ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع میں تشریف لے گئے اور دیر تک کھڑے رہے پھر تین بار دعا کیلئے ہاتھ اٹھایا۔(تذکرہ موت ص ۳۷۸)

نام کتاب:۔والدی ومشفقی سوانحی حالات والد گرامی
مصنف:۔شیخ القرآن حضرت مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ

دعائے ولی پر خلاصی کی کشفی اطلاع:۔ کیس ایک تو سندھ میں تھا دوسرے مارشل لاء کی کئی دفعات کے تحت کیس کیا گیا تھا اس لئے ذہن میں پریشانی ایک طبعی بات تھی ایک دن خیال آیا حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ سے دعا کرائی جائے حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ ماشاء اللہ مستجاب الدعوات تھے۔ ماموں کانجن میں ان کے پاس حاضری ہوئی میں نے ساری بات سنائی تو فرمانے لگے۔صبح تہجد کی نماز کے وقت ملنا میں سمجھتا تھا کہ صبح تنہائی بھی ہوگی اور وقت بھی خاصہ اور نہایت سہانا ملے گا۔ جب تہجد کے وقت صوفی صاحب کے کمرے میں گیا تو دیکھا کہ بہت سارے لوگ دعا کے لئے موجود ہیں میں نے دعا کے لئے درخواست کی بس پھر ہاتھ اٹھے۔ مجھے ہاتھ اٹھائے تھکاوٹ کا احساس ہونے لگا مگر حضرت صوفی صاحب کے ہاتھ اٹھے ہیں اور دعا کئے جا رہے ہیں اور رو رو کر میرا بھرم رکھنا اور کیس ختم کر دے،ایسے الفاظ ان کی زبان سے یوں نکل رہے تھے جیسے کسی دوست سے کہا جا رہا ہو دیر بعد دعا ختم ہوئی فرمانے لگے جا کوئی نہیں پوچھے گا انشاء اللہ۔

(والدی ومشفقی شیخ القرآن حضرت مولانا محمد حسین شیخوپوری ص ۱۲۱)

شیخ القرآن کے معمولات یومیہ:۔ قرآن کریم کی کثرت کے ساتھ تلاوت۔تدبر وتفحص کے علاوہ صبح وشام کے وظائف کے متعلق میں نے پوچھا تو فرمانے لگے۔اللہ تعالیٰ ریاکاری سے بچائے صرف ترغیب کے لیے بتا دیتا ہوں۔میرے روزانہ وظائف میں

(۱) نماز فجر کے بعد سورۃ یٰسین۔(۲) نماز مغرب کے بعد سورۃ الواقعہ،نماز عشاء کے بعد سورۃ السجدہ اور سورۃ الملک۔

(۳) ہر نماز کے بعد **سبحان الله** ۳۳ دفعہ،**الحمدلله** ۳۳ دفعہ۔ **الله اکبر** ۳۴ مرتبہ اور آیۃ الکرسی ہر نماز کے فرضوں کے بعد۔

(۴) فجر اور مغرب کے فرضوں کے بعد سورۃ الحشر کی آخری تین آیات۔(۵) ان کے علاوہ درود ابراہیمی کم از کم 100 بار (۶) **سبحان الله وبحمده سبحان الله العظیم** 100 بار (۷) **استغفر الله الذی لا اله الا هو الحی القیوم واتوب الیه** 100 بار (۸) **سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر ولا حول ولا قوة الا بالله** 100 بار (۹) **حسبی الله لا اله الا هو علیه توکلت وهو رب العرش العظیم** 100 بار (۱۰) **لا اله الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین** 100 بار (۱۱) آخر میں پھر کثرت سے درود شریف۔پھر مجھے یہ شعر سنایا۔

فجرے پڑھ یٰسین تو پیشی سورۃ نوح عم یتسأ لون عصر نوں خوش ہووے گا روح

سورۃ واقعہ شام نوں سورۃ ملک عشاء — دیوے رب تو نگری تن نوں رہوے شفاء

(والدی ومشفقی شیخ القرآن حضرت مولانا محمد حسین شیخوپوری ص ۱۵۶)

تقویٰ کیا ہے؟:۔ قال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه لكعب الاحبار حدثنی عن التقوىٰ قال هل اخذت طريقا ذاشوكٍ قال نعم قال فما عملت فيه؟قال جذرت وشمرت قال كعب كذالك التقوىٰ.......

فنظمه شاعر :

خلّ الذّنوب صغير ها وكبير ها فهوا التقى — واصنع كماش فوق ارض الشوك يحذر مايرىٰ

لا تحقرنّ صغيرةً انّ الجبال من الحصىٰ — (غنية الطالبين مترجم للشیخ جیلانی رحمه الله ج ۱ص ۳۴۹)

حضرت مدظلہ العالی نے اس کا ترجمہ پنجابی اشعار میں اس طرح کیا ہے۔

تقویٰ کا ترجمہ

چھوٹیاں وڈیاں کل برائیاں چھوڑن تقویٰ سوئی — کنڈیاں والی دھرتی تے جیویں ترے مسافر کوئی

چھوٹے نوں نہ چھوٹا سمجھے بچ بچ قدم ٹکا دے — دے توفیق خدا وند عالم لنگھ سلامت جاوے

چھوٹے کنکر کٹھے ہو کر بنن پہاڑ اچیرے — چھوٹیاں اوگناں لاپرواہیوں کیاں دے روڑے بیڑے

گھوڑے نفس سواری کر کے کیتے ای سیر اگاہاں — رات عمر دی سر تے آ گئی واگاں موڑ پچھاہاں

(والدی ومشفقی شیخ القرآن حضرت مولانا محمد حسین شیخوپوری ص ۳۴۹)

نام کتاب:۔تذکرہ علماء اہلحدیث جلد۳........ ترتیب وتالیف:۔پروفیسر میاں محمد یوسف سجاد

متصوف عالم سے کسب علم:۔ مہتمم جامعہ سعیدیہ خانیوال مولانا علی محمد سعیدی نے ابتدائی دینی تعلیم پیر محبوب شاہ رحمہ اللہ سے حاصل کی۔ جولکھو کے والوں سے فیض یافتہ تھے۔انہی کی ہدایت پر آپ مزید تعلیم کے لئے گھر سے نکلے کچھ عرصہ مولانا سید عبدالرحیم شاہ بن پیر محبوب شاہ رحمہ اللہ سے استفادہ کیا پھر موضع میر محمد ضلع لاہور (حال ضلع قصور) میں حضرت مولانا ابوالعطاء محمد عبدالحق سنگھانوالہ سے جملہ بڑی کتب حدیث وتفسیر وفقہ قواعد،منطق وفلسفہ وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ بعدازاں امرتسر میں مولانا نیک محمد،مولانا عبدالرشید،مولانا ثناء اللہ امرتسری مولانا عبدالغفور غزنوی،مولانا محمد حسین غزنوی اور مولانا عبدالرحمان دیوبندی رحمہم اللہ سے کسب فیض کیا۔(تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۳ ص ۱۴۳)

مولانا سعیدی کے استادگرامی مولانا عبدالحق مرحوم غالبًا مولانا ابوالحسنات عبدالحئی لکھنوی رحمہا اللہ فرنگی محلی حنفی کے فیض یافتہ تھے...... جب آپ تحصیل علم سے فراغت کے بعد وطن واپس آئے تو اسی گاؤں کے ایک نیک دل خوش خصال بزرگ صوفی ولی محمد رحمہ اللہ نے اپنی بڑی صاحبزادی کا نکاح آپ سے کر دیا۔(تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۳،ص ۱۵)

کسبِ علم میں راہ اعتدال:۔ مولانا قاری عبدالحفیظ خطیب جامع مسجد اہل حدیث شیخ کالونی جھنگ روڈ فیصل آباد

مولانا قاری عبدالحفیظ کے والد مرحوم دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل تھے۔

...مولانا خیر محمد جالندھری مہتمم خیر المدارس ملتان،مولانا اللہ بخش ملتان،مولانا قاری تاج محمد منڈی عبدالحکیم رحمہم اللہ سے بھی اکتساب علم کیا۔

(تذکرہ علماء اہلحدیث ج ۳،ص ۲۰)

مولانا عبدالقادر ندوی رحمہ اللہ

ندوۃ العلماء سے کسب علم :۔ مولانا عبدالقادر ندوی فاضل ندوۃ العلماء لکھنؤ مہتمم جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن ضلع فیصل آباد ۔۱۹۴۰ء میں آپ نے حضرت صوفی صاحب اور حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کے مشورہ سے ندوۃ العلماء لکھنؤ (بھارت) میں داخلہ لیا۔آپ کو ندوہ کے آخری درجہ میں داخل کیا گیا۔ یہاں آپ نے سید حلیم عطا شاہ سے حدیث، تفسیر، کشاف، مولانا عمران خاں الازہری سے الاتقان فی علوم القرآن مولانا محمد ناظم ندوی سے حجۃ اللہ البالغہ، مولانا ابوالحسن علی ندوی سے علوم تفسیر اور سیاسیات و معاشیات کے لئے مولانا محمد اسحاق سندیلوی رحمہم اللہ سے اخذ فیض کیا۔(تذکرہ علماء اہلحدیث ج ۳،ص ۳۲)

صوفی صاحب کے جانشین :۔ آپ نے صحیح معنوں میں اپنے آپ کو حضرت صوفی صاحب کا جانشین ثابت کر دکھایا ہے۔حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کی دعاؤں کا ثمرہ جامعہ تعلیم الاسلام کے ذرہ ذرہ سے مولانا ندوی کے خلوص وللّٰہیت کی مہک آتی ہے جامعہ کو دیکھ کر جہاں حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کے مستجاب الدعوات ہونے کا یقین ہوتا ہے وہاں مولانا ندوی کے حسن انتظام وانصرام کا بھی اعتراف کرنا پڑتا ہے۔(جلد ۳،ص ۳۳)

ایک بار مولانا ولی محمد صاحب رحمہ اللہ فتوحی والا ضلع قصور والے بزرگ جو کہ نہایت متقی و پرہیز گار اللہ والے انسان تھے اوکاڑہ آئے میں ان کو گھر لے آیا۔ چاول پکے ہوئے تھے مٹی کی کنالی میں ڈال کر انہیں پیش کیے تو وہ فرمانے لگے کہ عبدالعزیز آج آپ نے میری طبیعت خوش کر دی ہے۔ میں لوگوں کے پرتکلف کھانوں اور برتنوں سے بہت گھبراتا ہو۔ آج آپ نے کنالی میں میرے آگے چاول رکھے ہیں ایسے سادے برتنوں میں کھانے سے طبیعت کو سکون واطمینان حاصل ہوتا ہے۔(تذکرہ علماء اہلحدیث ج ۳،ص ۸۵)

مولانا کی عمر کے تقاضے کے مطابق صحت آخر وقت میں تقریباً معمول کے مطابق تھی......وفات سے دو رات قبل آدھی رات کے وقت بڑے اطمینان سے بتایا کہ میرا وقت قریب ہے میری نماز جنازہ مولانا صدیق حسن صاحب پڑھائیں......اور نیک لوگوں کے پڑوس میں مجھے دفن کرنا۔(تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۳،ص ۸۶)

مولانا حکیم عبدالرحمٰن خلیق رحمہ اللہ :۔ حکیم حاذق (گولڈ میڈلسٹ) منشی فاضل ادیب فاضل فاضل علوم اسلامیہ خطیب جامع مسجد رحمانیہ اہلحدیث ومہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام بدوملہی ضلع سیالکوٹ۔

آپ کے قصبہ تیجہ کلاں ضلع گورداسپور بھارت میں کشمیر برادری کے دو گروہ تفوق قیادت میں ایک دوسرے کے ساتھ برسرپیکار رہتے تھے گاؤں میں فتنہ وفساد، جنگ وجدل اور حرب وضرب کے بادل منڈلاتے رہتے تھے ایک گروہ کے سربراہ جناب فیض محمد تھے اور دوسرے کی سیادت جناب فقیر محمد کے ہاتھ میں تھی۔ مولانا خلیق کا خاندان بھی ان اصحاب حرب وضرب میں شامل تھا۔آپ کے والد محترم نے آپ کی تقریری صلاحیتوں میں مزید تابندگی پیدا کرنے کیلئے خطبہ جمعہ آپ کے سپرد کر رکھا تھا۔ایک خطبہ جمعہ کے آخر میں جبکہ متحارب گروہوں کے افراد مسجد میں موجود تھے۔آپ نے انتہائی دلدوز تقریر فرمائی جس میں آپ نے محشر کے محاسبے، اللہ تعالیٰ کی ہولناک گرفت وقہر اور دوزخ کے شعلوں کا ذکر کیا اور اس فتنہ وفساد کے نتائج وعواقب سے انہیں آگاہ کیا۔ مسجد میں شور وگریہ اٹھنے لگا۔ جناب فیض محمد اٹھے اور انہوں نے اپنی زیادتیوں کا اعتراف کیا اور فقیر محمد سے معافی کے خواستگار ہوئے۔ جناب فقیر محمد اٹھے اور فیض محمد سے بغل گیر ہو گئے۔ پھر فریقین کے سارے لوگ ایک دوسرے سے لپٹ لپٹ کر رونے لگے اگر چہ دلوں کا یہ انقلاب کسی آسمانی دخل سے ہی تھا مگر اللہ تعالیٰ نے مولانا کو اس کا ذریعہ بنا کر یہ سعادت ان کے مقدر میں کر دی۔۔(تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۳،ص ۹۵)

ہمارے اسلاف کا اللہ سے کیسا تعلق تھا........!۔ مولانا کی عمر جب بائیس برس کی تھی۔آپ کے قصبہ کے شمال میں ایک میل کے فاصلے پر سکھوں کا ایک گاؤں منجیانوالی تھا۔ یہاں اگر چہ کچھ مسلمان گھرانے بھی رہتے تھے مگر انہیں نماز پڑھنے کے لئے مسجد میسر نہ تھی۔اللہ مسبب الاسباب نے اس کا سبب بھی پیدا فرما دیا۔اسی گاؤں کا ایک سکھ ملا سنگھ اولاد نرینہ سے محروم تھا۔وہ بیٹے کے لئے برس ہا برس تک اپنے سادھوؤں

سنتوں مہنتوں، گرنتھیوں، پروہتوں اور پجاریوں کے دروازوں کی خاک چاٹتا رہا۔ مندروں، بت خانوں گوردواروں اور دھرم شالاؤں میں شالاؤں میں سیوک بن کر رہا۔ منتیں مانیں، نذریں پیش کیں، چڑھاوے چڑھائے۔ مرادوں کے دھاگے باندھے، مگر گوہر مقصود ہاتھ نہ آیا ایک روز اس نے مولانا کے والد محترم کی خدمت میں اپنی دکھ بھری کہانی سنائی۔ انہوں نے اسے تسلی دی اور کہا کہ اب مسلمانوں کے اللہ کو بھی آزما دیکھو یقیناً وہ تمہیں مایوس نہیں کرے گا ملا سنگھ نے کہا کہ اگر آپ کا اللہ مجھے بیٹا دے تو میں اپنے گاؤں میں اس کے گھر کی تعمیر کے لئے زمین کا ایک ٹکڑا پیش کر دوں گا۔ مولانا کے والد محترم نے دعا فرمائی ایک سال سے پہلے پہلے اللہ نے اس کی مراد پوری کر دی۔ اس پر ملا سنگھ نے لب سڑک مسجد کے لئے زمین دے دی اور نشاندہی کر دی لیکن دوسرے سکھوں کے لئے مسجد کی تعمیر قابل قبول نہ تھی۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۳ ص ۹۶)

مولانا صوفی علی محمد خیالوی رحمہ اللہ:۔ خطیب جامع مسجد اہلحدیث جھوک خیال چک ۳۹۲ تاندلیانوالہ فیصل آباد میاں غوث محمد سابق خطیب و امام جھوک کھرلاں چک ۴۴۳ نزد فیصل آباد

مولانا صوفی علی محمد صوفی اور ذکر و عبادت سے خصوصاً لگاؤ رکھنے والے عالم دین ہیں۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۳ ص ۱۴۸)

مولانا محمد عبداللہ بھٹوی رحمہ اللہ:۔ مولانا محمد عبداللہ بھٹوی نے...... مدرسہ غزنویہ لاہور اور جامعہ اشرفیہ لاہور جیسے دینی مدارس سے تکمیل تعلیم کی۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۳ ص ۱۷۲)

روحانی طبیب و مرشد:۔ آپ نے مندرجہ ذیل اجل علماء کرام سے اخذ فیض کیا۔

ان اساتذہ کرام سے شرف تلمذ حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ آپ حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ لاہور۔ صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ ماموں کانجن سے بے حد متاثر ہیں۔ بلکہ امیر المجاہدین صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ کو وہ اپنا روحانی طبیب و مرشد مانتے ہیں۔ اور اگرچہ ماضی میں آپ کو کئی انسانوں سے واسطہ پڑا۔ حضر و سفر میں ساتھ رہنے کے وسیع مواقع میسر آئے۔ جن میں بڑے بڑے اصحاب عمائم علم و فضیلت بھی تھے۔ ارباب قلم و قرطاس بھی تھے۔ مدعیان رشد و ہدایت بھی تھے۔ فلسفی بھی تھے۔ محدث بھی، اور مفسر بھی۔ مگر پروفیسر صاحب امیر المجاہدین صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ کو شارح القلوب والا رواح شہنشاہ فقر و غنا اور کاروان آزادئ ہند کا آخری مسافر قرار دیتے ہیں۔ نیز آپ کے نزدیک علامہ ابن حزم، امام ابن تیمیہ شیخ احمد سرہندی، امام شوکانی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہم اللہ مثالی شخصیات ہیں۔

آپ اب تک سعودی عرب کے بڑے بڑے شہروں مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، ریاض، خرج، درعیہ، طائف کا سفر کر چکے ہیں۔

مولانا حافظ فتحی کی روحانی و باطنی بصیرت:۔ مولانا حافظ فتح محمد المعروف حافظ فتحی رحمہ اللہ: فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ مدرس المسجد الحرام مکۃ المکرّمہ۔

حافظ صاحب گو مادرزاد آنکھوں کی بصارت سے محروم ہیں تاہم اللہ تعالیٰ نے ان کو فہم و فکر کی اصابت اور روحانی و باطنی بصیرت سے مالا مال کر رکھا تھا عقل و خرد کی وہ روشنی عطا ہوئی تھی کہ ظاہری آنکھوں والے لوگ بھی اس پر رشک کرتے تھے اور یہ ان پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی احسان و فضل تھا۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۳ ص ۲۰۹)

مولانا حکیم فیض عالم صدیقی کے تعویذات:۔ خطیب جامع مسجد اہل حدیث محلّہ مستریاں جہلم

مولانا حکیم فیض عالم صدیقی کے والد گرامی قدر معمولی دینی اور رسمی تعلیم رکھتے تھے۔ انتہائی کم گو آدمی تھے۔ زمینداری کے علاوہ طبابت اور تعویذ نویسی شغل تھا۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۳ ص ۲۲۶)

طبیعت انتہائی سادہ، دنیا داری سے دور، عابد، شب بیدار، تہجد کے پابند اور تلاوت قرآن مجید سے قلبی سکون حاصل کرتے مخلص دیانتدار، متقی و متواضع تھے۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۳ ص ۲۳۹)

حضرت مولانا حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ:۔ سابق شیخ الحدیث مدرسہ تعلیم الاسلام اوڈانوالہ۔ سابق امیر جماعت اہلحدیث پاکستان

تذکرہ علمائے اہلحدیث پاکستان

جلد دوم

حسب ارشاد

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد علی جانباز دام ظلہم

ترتیب و تالیف

پروفیسر میاں محمد یوسف سجاد

شعبہ تصنیف و تالیف

جامعہ ابراہیمیہ ناصر روڈ سیالکوٹ

نام کتاب:۔تذکرہ علماء اہلحدیث جلد۲

مصنف ــــــ پروفیسر میاں محمد یوسف سجاد

اشاعت ــــــ

تعداد ــــــ

قیمت ــــــ

مطبع ــــــ

حضرت حافظ صاحب کے والد گرامی قدر میاں فضل دین...... حضرت مولانا عبدالجبار غزنوی المعروف امام صاحب کے بہت عقیدتمند اور مداح تھے۔
میاں فضل دین مرحوم کی دو بیویاں تھیں چھوٹی بیوی کا نام زینب بی بی تھا۔ یہ خاتون غایت درجہ کی نیک اور صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ تہجد واشراق کبھی نہ چھوٹی تھیں۔ بہت لمبا قیام کرتی تھیں اور دیر تک اللہ کی بارگاہ میں سربسجود رہ کر گڑ گڑاتی رہتی تھیں انہی سعیدہ وصالحہ خاتون کے ہاں رمضان المبارک ۱۸۹۷ء میں حضرت حافظ محمد گوندلوی تولد ہوئے۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۳ ص ۲۴۷)

مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ:۔ ستارۂ امتیاز، ممبر پاکستان قومی اسمبلی، سابق رکن مجلس شوریٰ، امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان
حضرت مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ کا خاندان سات پشتوں سے علم اور روحانیت کا گہوارہ چلا آ رہا ہے سلسلہ نسب سترھویں پشت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جاملتا ہے۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۳ ص ۲۶۷)
بارہ سال کی عمر میں آپ نصاب مکمل کر کے فارغ التحصیل ہو گئے ۱۹۴۲ء میں مشہور مفسر قرآن حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ حنفی شیرانوالہ گیٹ لاہور کے دورۂ تفسیر میں شریک ہوئے۔ اوران سے تفسیر قرآن میں امتیازی سند حاصل کی۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۳ ص ۲۶۸)
ہر طبقہ فکر اور ہر مسلک کے لوگ آپ کی خاندانی شرافت، علمی ثقاہت شخصی وجاہت اور سیاسی بصیرت کے معترف ہیں مولانا بلاکسی امتیاز و تفریق ہر ایک فرد کے کام آنے والے راہنما ہیں۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۳ ص ۲۷۰)

پروفیسر مولانا محمد یامین محمدی:۔ پروفیسر مولانا یامین محمدی کے آباؤ اجداد دہلی میں لڑنک کی تجارت کرتے تھے۔ نہایت دیندار، متقی اور علماء کے خدمت گزار تھے۔ آپ کے دادا جی عبدالرحمٰن مسلکا دیوبندی تھے۔ مفتی کفایت اللہ دہلوی اور مولانا اشرف علی تھانوی رحمہما اللہ کے عقیدتمند اور صحبت یافتہ تھے۔ ان کی تقریریں سنتے اور خدمت کرتے تھے۔ آپ کے والد محمد ابراہیم مرحوم بھی ان علماء کے عقیدت مند تھے۔
(تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۳ ص ۳۶۷)

نام کتاب:۔ تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۲.... تالیف:۔ پروفیسر میاں محمد یوسف سجاد
حسب الارشاد:۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ

صالحین کے احوال مثال اور نمونہ:۔ پس علماء ربانی کے آثار قابل تعریف اوران کے کام پسندیدہ ہوتے ہیں۔ ان کی کوشش باعث تشکر وامتنان اوران کا ذکر بلند ہوتا ہے جب مجالس میں ان کا ذکر ہوتا ہے تو ان کی تعریف اور رحمت کی دعا کی جاتی ہے اور جب اعمال صالحہ اوراچھے آداب کا ذکر کیا جائے تو یہ لوگوں کے لیے مثال اور نمونہ ہوتے ہیں۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۲ ص ۷)

علمائے صوفیاء کی خدمت کا اعتراف:۔ عالمی سطح پر علماء کی خدمت کا احاطہ کرنا تو ناممکن ہے۔ لیکن اگر ہم برصغیر کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ سے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تک کا عرصہ علماء کی عظمت کردار کا پتہ دیتا ہے۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۲ ص ۱۹)

کسب علم میں راہ اعتدال:۔ مولانا ابوالبرکات شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ۔ آپ نے ایک حنفی عالم دین سے فقہ حنفی اور اصول فقہ کی چند بڑی کتابیں پڑھیں۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۲ ص ۳۹)

علمائے اہلحدیث کی فراغ دلی:۔ دینی ادارہ کا انتظام اہل علم ہی چلا سکتے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند، ندوۃ العلماء لکھنو، دارالعلوم کراچی، جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی اور جامعہ اشرفیہ لاہوراس کی زندہ مثالیں ہیں۔ یہ ادارے جس خوبی اور حسن انتظام سے چل رہے ہیں اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ ان اداروں کا انتظام وانصرام صرف علماء کے ہاتھوں ہی میں رہا ہے۔ اسی لیے مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ نے بھی اپنے اخلاف علماء کو کہا تھا کہ جامعہ کا انتظام اپنے ہاتھوں ہی میں رکھنا اور مخیرؔ ومتمول لوگوں کو صرف مالی تعاون اور چندہ تک ہی محدود رکھنا، کیونکہ ایسے لوگ دینی اداروں کے مزاج سے واقفیت نہیں رکھتے۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث ج ۲ ص ۸۶)

جذبی کیفیات اور روحانی غذا:۔ مولانا نیک محمد اسم با مسمیٰ تھے اور مولانا عمر دین کی شب بیداری اور دوران نماز سینے کی آواز ان کی للّٰہیت اور مقبولیت کی دلیل تھی۔ آپ فرمایا کرتے ہیں کہ میں نے صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ اور مولانا کو موی رحمہ اللہ دونوں کو ولی اللہ پایا۔ ذکرو اذکار ان بزرگوں کی غذا تھی۔(تذکرہ علماء اہلحدیث جلد۲ص۸۸)

مولانا ارشاد الحق کا حصول علم میں اعتدال:۔ مولانا ارشاد الحق الاثری رفیق ادارۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد۔ خطیب جامع مسجد محمدی اہل حدیث، نیوگرین مارکیٹ فیصل آباد دینی تعلیم کا شوق ہوا تو مدرسہ قاسم العلوم لیاقت پور میں داخلہ لیا یہ دیو بندی مکتب فکر کا مدرسہ ہے۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث ج ۲ص۹۲)

خاندان قادری راشدی کے علماء اہلحدیث

حضرت مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدی کے جد امجد علامہ سید ابو تراب رشد اللہ شاہ راشدی جھنڈے والے چہارم ہیں جنہوں نے عربی سندھی اور اردو میں کئی قابل قدر کتب لکھ کر مسلک اہل حدیث کی ترجمانی کی۔ انہوں نے سندھ میں دینی درسگاہ کی بنیاد رکھی اور علمی کتب کا بہت بڑا ذخیرہ جمع کیا۔ جناب مولانا ابو تراب۔ علامہ قدرت اللہ اور مولانا محمد رحمہم اللہ یہ تینوں بزرگ شیخ الکل فی الکل میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کے تلامذہ تھے۔ انہوں نے مسلک اہلحدیث کی بڑی خدمت کی۔(تذکرہ علماء اہلحدیث ج ۲ص۱۵۸)

ولی کامل رشد اللہ شاہ کے والد کی بیعت جہاد:۔ رشد اللہ شاہ کے والد سید رشید الدین شاہ رحمہ اللہ نے سندھ میں جہاد پر بیعت لی تھی۔ فضل اللہ شاہ شہید ان کے بھائی تھے۔ ان دونوں کے والد سید محمد یاسین شاہ تھے یہ صاحب اللواء الاول تھے۔ ان کے والد سید محمد راشد شاہ تھے۔ پورا خاندان انہی کی وجہ سے راشدی کہلایا۔ دوسری شاخ سید حزب اللہ شاہ پیر پگاڑا والی ہے۔(تذکرہ علماء اہلحدیث جلد۲ص۱۵۹)

خاندانی تعارف:۔ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کا نسب نامہ مندرجہ ذیل ہے......سید بدیع الدین شاہ راشدی بن سید احسان اللہ شاہ بن رشد اللہ شاہ بن رشید الدین شاہ محمد بن یٰسین شاہ بن محمد راشد شاہ الراشدی الحسینی رحمہم اللہ۔(تذکرہ علماء اہلحدیث جلد۲ص۱۵۹)

سید بدیع الدین شاہ رحمہ اللہ کے بزرگوں میں سے سید محمد راشد شاہ رحمہ اللہ ایک ولی اللہ شخصیت تھے انہوں نے پوری زندگی خدمت اسلام کے لیے وقف کردی تھی آپ کے مختلف ملفوظات کو آپ کے پیروکاروں نے جمع کیا ہے۔(تذکرہ علماء اہلحدیث جلد۲ص۱۶۰)

اسی طرح آپ کے جد اعلیٰ سوم سید رشید الدین شاہ رحمہ اللہ صاحب البیعۃ کے ملفوظات بھی جمع کیے گئے ہیں۔(تذکرہ علماء اہلحدیث جلد۲ص۱۶۰)

......جب آپ وفات پا گئے تو احباب جماعت نے آپ کے دو بڑے صاحبزادوں کے لیے یہ فیصلہ کیا کہ سید محمد راشد شاہ رحمہ اللہ کی دو نشانیوں میں سے پگڑی سید حزب اللہ شاہ کے سر پر رہے۔ اور دوسری نشانی جھنڈا سید محمد یاسین کے پاس رہے۔ لہٰذا اس طرح سے یہ خاندان دوشاخوں سے پیر پگاڑا اور پیر جھنڈا کے نام سے متعارف ہوا۔(تذکرہ علماء اہلحدیث جلد۲ص۱۶۰)

بیعتِ جہاد اور بیعتِ اصلاح:۔ جھنڈا والے سوم نے مجاہدین کی ایک جماعت تشکیل دی اور ان سے جہاد اور احکام شریعت کی پابندی کرنے پر بیعت لی۔ جس کی وجہ سے وہ ''صاحب البیعت'' مشہور ہوئے۔(تذکرہ علماء اہلحدیث جلد۲ص۱۶۱)

مولانا محمد حنیف کی کتبِ صوفیاء سے رہنمائی:۔ خطیب جامع مسجد قبا علامہ اقبال ٹاؤن لاہور ۱۸

۱۹۵۸ء میں دار العلوم تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ لاہور میں داخل ہو کر مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی زیر سرپرستی درس نظامی کی تکمیل کی اور سند فراغت حاصل کی۔ آپ نے اللہ کے فضل وکرم اور مطالعہ کتب خصوصاً قرآن پاک ترجمہ از شاہ عبدالقادر دہلوی، فتوح الغیب، غنیۃ الطالبین، الفتح الربانی از شیخ عبدالقادر جیلانی، مکتوبات مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہم اللہ کی کتب کی بدولت آپ نے مسلک اہلحدیث اختیار کیا۔(تذکرہ علماء اہلحدیث جلد۲ص۲۵۱)

تحریری طریقے کے طور پر مسند ولی اللٰہی کے آخری جانشین حضرت شیخ الکل مولانا میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ سے روحانی عقیدت کی بناء پر ان کی یاد میں مکتبہ نذیریہ کی بنیاد رکھی۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث جلد۲ص ۲۵۲)

حافظ شریف اللہ خیالوی کے صوفی مزاج چچا:۔ آپ کے چچا حکیم محمد یوسف رحمہ اللہ ایک صوفی منش اور ذکر واذکار میں مصروف رہنے والے آدمی تھے۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث جلد۲ص ۳۳۷)

مولانا محمد صادق خلیل کی صوفی اساتذہ سے تعلیم:۔ مدیر ضیاء السنۃ ادارۃ الترجمہ والتالیف رحمت آباد فیصل آباد

شیخ الحدیث حضرت العلام حافظ محمد گوندلوی ۲۔ امیر المجاہدین صوفی محمد عبداللہ بانی مدرسہ تعلیم الاسلام، صوفی محمد ابراہیم اوڈانوالہ (ج ۲ص ۳۴۹)

افکار صوفیہ ترجمہ فکر الصوفی تالیف عبدالخالق عبدالرحمان الفرقان بین اولیاء الرحمان و اولیاء الشیطان (جلد۲ص ۳۵۱)

اتحاف النبیہ یحتاج الیہ المحدث والفقیہ:۔ یہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے حدیث وفقہ سے متعلق نادر مخطوطہ " الانتباہ فی سلاسل اولیاء و اسانید وارثی رسول اللہ" کا تیسرا حصہ ہے جو اب تک غیر مطبوعہ تھا۔ مولانا نے اس پر بیش قیمت تعلیمات و حواشی لکھے۔ اور مناسب مقامات پر اکابر اہلحدیث کا مختصر تعارف بھی عربی زبان میں قلم بند کیا۔ اس میں حضرت شیخ الکل فی الکل میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کا مختصر ترجمہ میں شامل ہے۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث جلد۲ص ۳۹۶)

مولانا محمد عبداللہ فیصل آبادی رحمہ اللہ

مولانا محمد عبداللہ اور راہ سلوک:۔ "خطیب جامع مسجد اہلحدیث کریمیہ جیلانی پور فیصل آباد، شیخ الحدیث ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد" آپ کی ایک نمایاں خوبی یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے علم کی سطوت کے ساتھ عمل کی نعمت سے بھی نوازا تھا۔ تصوف ومعرفت کی راہ ورسم سے بھی آشنا تھے۔ اور کتاب وسنت کے مطابق اس سے استفادہ کرنے کے زبردست قائل تھے۔ آپ ایک درویش صفت، منکسر المزاج اور سراپا علم، عالم دین تھے۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث جلد۲ص ۴۰۱)

ولی کامل کی دعا پر اولاد نرینہ کی سعادت:۔ مولانا کے والد حاجی عنایت اللہ رحمہ اللہ اپنے علاقے کی ایک نیک سیرت اور محترم و مکرم شخصیت تھے۔ آپ کا خاندان کچھ عرصہ لشارن میں قیام کرنے کے بعد ایک قریبی گاؤں چک نمبر ۴۵۱/ گ ب روڑ میں منتقل ہو گیا۔ مولانا کے والدین صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ بانی مدرسہ تعلیم الاسلام کے بہت زیادہ عقیدت مند تھے۔ ۱۹۳۳ء میں جب صوفی صاحب رحمہ اللہ نے اوڈانوالہ میں اس مدرسہ کی بنیاد رکھی تو مولانا کے والد نے ایک بوری آٹا اور ایک ٹین گھی ان کی خدمت میں پیش کیا۔ مولانا کے والد کی اولاد زندہ نہ رہتی تھی۔ ۱۹۱۴ء میں انہوں نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایسا بیٹا عطا فرمائے جو عالم باعمل ہو۔ اور بندگان اللہ اس سے مستفید ہوں۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ انتہائی متدین۔ متقی اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ انہوں نے ایسی گریہ و زاری اور عجز وانکساری سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرماتے ہوئے حاجی عنایت اللہ کو وہ فرزند ارجمند عطا فرمایا جس کا نام صوفی صاحب رحمہ اللہ کے نام پر محمد عبداللہ رحمہ اللہ رکھا گیا۔ اور جو انہتر سال تک آفتاب و ماہتاب بن کر آسمان علم وفضل پر جگمگا تا رہا۔ مولانا فرمایا کرتے تھے کہ میں صوفی صاحب کی دعا کا نتیجہ ہوں۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث جلد۲ص ۴۰۲)

محافل تصوف، دینی ذوق کا ذریعہ:۔ مولانا کے والدین اور خاندان میں دینداری اور نیکی کا جذبہ بدرجہ اتم موجود تھا۔ صوفی صاحب کے تعلق نے اس جذبہ میں مزید افزودگی پیدا کی۔ ان کی صحبت نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ مولانا کے والد اصحاب علم وفضل کی مجلسوں اور ارباب تصوف کی محفلوں میں حاضر ہوتے رہتے تھے اور یوں ان کے دل میں اپنے لخت جگر کو دینی تعلیم دلانے اور زیور علم وفضل سے آراستہ کرنے کا جذبہ پیدا ہو گیا تھا۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث جلد۲ص ۴۰۲)

قرون اولیٰ کی سادگی ومتانت:۔ مولانا کی امامت نماز ایک خاص انفرادی شان کی حامل تھی۔ لیکن اس میں کسی تصنع، بناوٹ یا

ریا کاری کا شائبہ تک بھی نہیں ہوتا تھا۔ انتہائی فطری دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے الفاظ ایک پر کیف آواز کے ساتھ ادا ہوتے تو قرون اولیٰ کی سادگی ومتانت، وقار واخلاص کا نقشہ کھینچ جاتا۔(تذکرہ علماء اہلحدیث جلد۲ ص ۴۰۶)

بریلوی علماء کا مسلکِ اعتدال:۔ ایک مرتبہ حج کے موقع پر پیر صاحب گولڑہ (شریف) حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ کے جانشین حضرت پیر غلام محی الدین رحمہ اللہ جنہیں محبت سے ''باؤ جی'' کہا جاتا کو مولانا کے پیچھے نماز اقتداء کرنے کا اتفاق ہوا۔ انہیں نماز میں ایسا لطف آیا کہ تعارف کے بعد باصرار کہا، کہ قیام مکہ مکرمہ کے بقیہ ایام ان کے یہاں تشریف فرما رہیں۔ اگرچہ مولانا نے بہت معذرت کی مگر پیر صاحب نے قبول نہ کی۔ لہٰذا آپ نے باقی دن ان کے پاس گزارے۔ باؤ جی نے اپنے باورچی کو خاص طور پر ہدایت کر رکھی تھی کہ کھانا مولانا کی حسب پسند تیار کیا جائے۔

اس قیام کے دوران جب بھی جماعت کا وقت ہوتا اور مولانا موجود ہوتے تو حضرت باؤ جی مولانا ہی کو امامت کے لیے آگے بڑھاتے، ایک موقع پر انہوں نے مولانا کو یہ دلچسپ واقعہ بھی سنایا کہ ایک مرتبہ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی اور مولانا ثناء اللہ امرتسری والد بزرگوار حضرت پیر مہر علی شاہ رحمہم اللہ سے ملاقات کے لیے گولڑہ شریف تشریف لائے۔ نماز کا وقت ہوا تو حضرت نے مولانا محمد ابراہیم میر رحمہ اللہ کو امامت کے لیے آگے کر دیا۔ بعض مریدین اور معتقدین تذبذب میں پڑ گئے۔ پیر صاحب نے ان کو متذبذب محسوس کر کے فرمایا جس شخص کی ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی وہ جا کر اپنی نماز الگ پڑھ لے۔ جماعت مولانا ابراہیم رحمہ اللہ ہی کرائیں گے۔ غالباً ۱۹۵۳ء کی بات ہے وہ دارالعلوم تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ لاہور تشریف لائے۔ نماز کا وقت ہوا تو کسی صاحب نے انہیں نماز پڑھانے کو کہا۔ جماعت کھڑی ہو چکی تھی کہ حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ تشریف لائے۔ اس وقت تک مولانا غزنوی رحمہ اللہ آپ کو نہیں جانتے تھے۔ نماز کے بعد مولانا غزنوی رحمہ اللہ ذکر واذکار سے فارغ ہوئے تو کسی سے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ بہت نیک آدمی ہیں۔ لہٰذا مولانا سے ملے۔ تعارف ہوا مولانا غزنوی رحمہ اللہ نے دعا دی اور فرمایا آپ کی اقتداء میں نماز پڑھ کر مجھ کو ایک خاص سرور حاصل ہوا ہے۔ اس کے بعد دونوں بزرگوں کے درمیان بہت اچھے مراسم قائم ہوئے مولانا غزنوی رحمہ اللہ انہیں اکثر دارالعلوم تقویۃ الاسلام میں اختتام بخاری شریف کی تقریب میں آخری حدیث پر درس دینے کی دعوت دیتے۔(تذکرہ علماء اہلحدیث جلد۲ ص ۴۰۷)

صوفیاء احباب واعیان سے تعلقات:۔ مولانا کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا جس میں پڑھے لکھے ان پڑھ اور امیر غریب سب شامل تھے...... آپ کے حلقہ احباب میں پیر غلام محی الدین رحمہ اللہ گولڑہ شریف شامل تھے۔ ان کے علاوہ مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ حضرت مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا سید محمد جعفر شاہ پھلواروی رحمہما اللہ کے ساتھ بھی آپ کے بہت اعلیٰ مراسم تھے۔ دارالاحسان (سالار والا) فیصل آباد کے ایک بزرگ پیر ابوانیس محمد برکت علی کے ساتھ بھی گہرے دوستانہ راہ ورسم رکھتے تھے۔ ان دونوں کا ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا تھا۔ انہوں نے ایک کتاب لکھی تو مولانا نے اس کی تخریج فرمائی۔(تذکرہ علماء اہلحدیث جلد۲ ص ۴۰۸)

مولانا محمد عبداللہ بڈھیمالوی کا ذکر وفکر:۔ ہر وقت ذکر وفکر میں محو دکھائی دیتے ہیں قرآن سے غایت درجہ محبت ہے۔ اب بھی تقریباً چھ سات پارے سے تلاوت کرنا روزانہ کا معمول ہے۔ ایک دفعہ ایک دن آپریشن کی وجہ سے چھ پارے تلاوت نہ کر سکے تو دوسرے دن بارہ پاروں سے تسکین قلب حاصل کی۔(تذکرہ علماء اہلحدیث جلد۲ ص ۴۱۸)

مسلکی رواداری اور پیغام خیر سگالی:۔ (مولانا قاری حافظ عبدالخالق رحمانی فاضل علوم دینیہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی)

شیعہ حضرات نے توحید کانفرنس کے انعقاد کیا اور ہر مکتب فکر کے علماء کو دعوت دی...... جماعت اہلحدیث کے بزرگان کافی تعداد میں آئے ہوئے تھے جن میں علماء واہل اللہ کی اتنی بڑی تعداد تھی جو پہلے کبھی دیکھنے میں نہ آئی تھی۔ تمام خلوص دل سے مصروف دعا تھے۔ ان دعاؤں کے جلو میں قاری صاحب نے توحید پر تقریر شروع کی۔ اللہ نے سینہ کھول دیا اور تقریباً اس میں آپ نے پاؤ پارہ کے قریب قرآن سنایا اور اللہ تعالیٰ نے ایسی آیات القاء فرمائیں کہ ان آیات نے مخالفین توحید کو کاٹ کاٹ کر گرا دیا آپ کو اپنی طرف سے کچھ نہ

فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ
پس پوچھ لو یاد والوں سے اگر تم نہیں جانتے النحل ۴۳

فتاوی سلفیہ

مولانا محمد اسمٰعیل السلفی

اسلامک پبلشنگ ہاؤس
۲-شیش محل روڈ (نزد داتا دربار) - لاہور

سلسلہ مطبوعات (۵۷)

طابع: افضل پرنٹرز اوٹ فال روڈ لاہور
ناشر: اسلامک پبلشنگ ہاؤس
۲ شیش محل روڈ لاہور
طبع اول: ۵۰۰ (۱۹۸۷ء — ۱۴۰۷ھ)
قیمت: ~~۳۰/- روپے~~ 36/=

تحریکِ مجاہدین

جلد پنجم

مرتبہ

ڈاکٹر صادق حسین - ایم بی بی ایس

نام کتاب:۔ تحریک مجاہدین جلد ۵
مصنف ________ ڈاکٹر صادق حسین ایم بی بی ایس
تعداد ________
قیمت ________
مطبع ________

کہنا پڑا اور پابندی بھی تھی کہ ایسی کوئی بات نہ کہی جائے جس سے کسی دوسرے مکتب فکر کی دل آزاری ہو۔
(تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۲ ص ۴۴۴)

مولانا عبدالعزیز النورستانی رحمہ اللہ:۔ فاضل درس نظامی، فاضل السنہ شرقیہ (کراچی) شیخ الحدیث وشیخ الجامعہ الاثریہ، اثر آباد پشاور۔مولانا عبدالعزیز کا مولد اور آبائی وطن افغانستان ہے آپ کے خاندانی بزرگوں میں امیر عبدالرحمان بادشاہ، والدہ ماجدہ اور ایک بھائی حضرت گل حنفی بزرگ تھے اور پیری مریدی کرتے تھے۔افغانستان پر روسی تسلط کے بعد آپ کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا۔تلاش معاش کے سلسلہ میں کراچی پاکستان چلے آئے۔(تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۲ ص ۴۷۷)

نام کتاب:۔فتاویٰ سلفیہ: مولانا محمد اسمٰعیل السلفی
اسلامک پبلشنگ ہاؤس: شیش محل روڈ (نزد داتا دربار) لاہور

سید احمد شہید رحمہ اللہ صوفی بزرگ:۔ قریباً ایک سو سال سے زیادہ عرصہ ہو رہا ہے ایک بزرگ سید احمد بریلوی رحمہ اللہ ہوئے یہ حنفی المذہب تھے۔نہایت پرہیزگار ولی اللہ تھے۔انہوں نے سکھوں اور انگریزوں کے ساتھ جہاد کا فیصلہ کیا۔بہت سے لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔بڑے بڑے عالم بھی ان کے مرید تھے۔اس سلسلہ میں مولانا اسمٰعیل بن شاہ عبدالغنی بن شاہ ولی اللہ اور مولانا عبدالحیٔ بڈھانوی حنفی ان کے عقیدت مند تھے مولانا اسمٰعیل صاحب اہلحدیث تھے۔سید احمد صاحب حنفی بریلوی صوفی بزرگ تھے انہوں نے تصوف میں ایک کتاب لکھوائی جس کا نام ''صراط مستقیم'' ہے یہ کتاب فارسی میں ہے۔اس کے چار باب ہیں اس کے دو باب کا ترجمہ مولوی عبدالحی صاحب بڈھانوی حنفی نے کیا ہے۔(فتاویٰ سلفیہ ص ۶، ۷)

صحبت مرشد وسوسے کا علاج:۔ سید صاحب رحمہ اللہ نے وسوسے کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں ایک وسوسہ لا علاج ہے اس کے لیے یا تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرے یا کسی کامل پیر کی صحبت میں کچھ عرصہ گزارے۔(فتاویٰ سلفیہ ص ۸)

بزرگوں کے علوم سے استفادہ: ہم جس طرح آئمہ اربعہ اور فقہائے مذاہب کو اپنا بزرگ سمجھتے ہیں، ان کے علوم سے فائدہ اٹھاتے ہیں اسی طرح سید احمد شہید رحمہ اللہ اور مولانا عبدالحیٔ صاحب رحمہ اللہ کو بھی باوجود حنفی ہونے کے اپنا بزرگ اور عالم سمجھتے ہیں ان کی جو باتیں قرآن و حدیث اور مصالح کے مطابق ہوں انہیں قبول کرتے ہیں۔(فتاویٰ سلفیہ ص ۱۰)

نام کتاب:۔تحریک مجاہدین جلد پنجم .... مصنف:۔ڈاکٹر صادق حسین ایم بی بی ایس

مولوی ولی محمد فتوحی والے کے مریدین:۔ (۱) دوسرا اہم گواہ مولوی ابراہیم نظام آبادی تھا۔نظام آباد ایک قصبہ ہے جو وزیر آباد کے قریب ہی ہے یہ شخص بھی مولوی ولی محمد فتوحی والے رحمہ اللہ کا مرید تھا۔یہ بھی مولوی فضل الٰہی وزیر آبادی رحمہ اللہ کی طرح خدمت بجالاتا اور اس پر فخر کرتا تھا۔(تحریک مجاہدین ج ۵ ص ۱۴۷)

(۲) تیسرا گواہ اللہ دتا تھا جو ولی محمد رحمہ اللہ فتوحی والے کا مرید تھا۔اس نے ملٹری ڈرل استمس میں سیکھی تھی۔(تحریک مجاہدین ج ۵ ص ۱۴۸)

(۳) ایک اور اہم گواہ تاج محمد تھا یہ بھی ولی محمد رحمہ اللہ فتوحی والے کا مرید تھا اور کوئی بارہ برس ہوئے اس نے ان کی بیعت کی تھی یہ شخص جب استمس پہنچا ہے تو وہاں تقریباً دو سو مجاہدین موجود تھے۔(تحریک مجاہدین ج ۵ ص ۱۴۸)

کتاب الجنائز

★

مولینا عبد الرحمٰن صاحب مبارکپوری

★

المکتبۃ الاثریۃ
سانگلہ ہل ـــ شیخوپورہ

طبع چہارم، آفسٹ ـــ ۵ جنوری ۱۹۷۰ء ۱۳۸۹ھ

ناشر: ـــ المکتبۃ الاثریہ - جامع اہلحدیث باغ والی
سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ

تعداد: ایک ہزار ـــ ۱۰۰۰

قیمت: دو روپے پچیس پیسے ـــ ۲/۲۵

اشرف پریس لاہور میں باہتمام پرنٹر شیخ محمد اشرف چھپی

تحریکِ مجاہدین

جلد ششم

مرتبہ

ڈاکٹر صادق حسین - ایم بی بی ایس

نام کتاب:۔ تحریک مجاہدین جلد ۶

مصنف ـــ ڈاکٹر صادق حسین ایم بی بی ایس

تعداد ـــ

قیمت ـــ

مطبع ـــ

نام کتاب:۔کتاب الجنائز......... مصنف:۔مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوری
ناشر:۔المکتبہ الاثریۃ،سانگلہ ہل.....شیخوپورہ

صوفیاء کے ذکر نفی اثبات کی اہمیت ودلائل:۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ”من کان اخر کلامہ لااله الا الله دخل الجنه“ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص کا آخری کلام ”لا اله الا الله“ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا(ابوداؤد)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس بندہ نے لا اله الا الله کہا، پھر اسی پر مر گیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔(مسلم)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ جب قریب المرگ ہوئے تو ایک شخص ان کو کلمہ لا الـه الا الـلـه کی تلقین کرنے لگا اور اس کلمہ کو بار بار کہنے لگا، عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب میں اس کلمہ کو ایک بار کہہ لوں تو میں اسی پر ہوں جب تک کہ میں کوئی اور بات نہ بولوں۔ امام ترمذی لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی مراد وہ حدیث ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جس شخص کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

یہاں مجھے ابوزرعہ محدث کا قصہ یاد آ گیا، حافظ ابن ابی حاتم نے لکھا ہے کہ جب ابوزرعہ قریب المرگ ہوئے تو لوگوں نے ان کو کلمہ” لا الـه الا الـلـه“ کی تلقین کرنی چاہی اور باہم حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا تذکرہ کرنے لگے۔ پس ابوزرعہ رحمہ اللہ نے حضرت معاذ رضی اللہ کی حدیث کو مع الاسناد پڑھنا اور سنانا شروع کیا، جب ”لا اله الا الله“ پر پہنچے اور اس کلمہ کو زبان سے کہہ چکے بس اسی وقت ان کی روح قبض ہوگئی سبحان اللہ کیسی اچھی موت ہوئی ہے اور کیسا اچھا خاتمہ ہوا۔”اللهم ارزقنا حسن الخاتمة واجعل اخر كلامنا لآ اله الا الله“ آمین۔ جان کنی کے وقت مریض کے پاس سورۂ یٰسین پڑھنے کا بھی حکم ہے۔(کتاب الجنائز ص۱۰)

کشف القبور اور غیبی اطلاع:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے۔ پس فرمایا کہ ان دونوں قبروں کے مردے عذاب کیے جاتے ہیں اور کسی بڑے امر میں عذاب نہیں کیے جاتے (یعنی کسی ایسے امر میں عذاب نہیں کیے جاتے ہیں، جس سے ان کو بچنا شاق اور گراں ہوتا) لیکن ان دونوں میں سے ایک، سو وہ پیشاب سے بچتا نہیں تھا اور لیکن دوسرا، سو وہ چغل خوری کرتا تھا، پھر آپ نے کھجور کی ایک تازی شاخ لی اور اس کو نصفا نصف پھاڑا، پھر ایک ٹکڑے کو ایک قبر میں اور دوسرے ٹکڑے کو دوسری قبر میں گاڑ دیا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! آپ نے یہ کیوں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: شاید ان دونوں کے عذاب میں تخفیف کی جائے جب تک کہ یہ دونوں ٹکڑے خشک نہ ہوں“۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قبر میں کھجور کی شاخ گاڑنا درست ہے چنانچہ اس حدیث کے راوی حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ ان کی قبر میں کھجور کی دو شاخیں رکھ دی جائیں۔(کتاب الجنائز ص۷۲،۷۳)

بروز جمعہ قبور والدین کی زیارت:۔ قبر کی زیارت کرنا مردوں کے واسطے سنت ہے...... جمعہ کے روز قبروں کی زیارت کرنا بہ نسبت اور دنوں کے افضل ہے۔(کتاب الجنائز ص۸۷)

محمد بن نعمان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص ہر جمعہ کو اپنے ماں باپ دونوں کی قبر کی یا ان میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے، تو اس شخص کی مغفرت کی جاتی ہے اور لکھ لیا جاتا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کا فرمانبردار ہے۔ روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص ہر جمعہ کو ایک بار اپنے ماں باپ

دونوں کی قبر کی یا ایک کی قبر کی زیارت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخشے گا اور لکھے گا کہ وہ اپنے ماں باپ کا فرمانبردار ہے۔ روایت کیا اس کو حکیم ترمذی نے۔

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص جمعہ کے دن اپنے ماں باپ دونوں کی قبر کی یا ایک کی قبر کی زیارت کرے اور اس کے پاس سورۂ یٰسین پڑھے تو اس کی مغفرت کی جاتی ہے روایت کیا اس کو ابن عدی نے۔

لیکن یہ تینوں حدیثیں ضعیف ہیں اور حاکم کی ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہر جمعہ کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرتی تھیں۔(کتاب الجنائز ص ۸۸)

اہل قبور کی زیارت کا طریقہ:۔ زیارت قبر کا طریقہ یہ ہے کہ منہ قبر کی طرف اور پشت قبلہ کی طرف کر کے کھڑا ہو اور زیارت قبر کی جو دعائیں آگے لکھی گئی ہیں ان میں سے کوئی دعا پڑھے۔ اور ان کے علاوہ مردوں کے واسطے اور بھی دعائیں کرے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کی قبروں پر آئے تو اپنے منہ کو قبروں کی طرف کیا اور کہا: ''**السلام علیکم یا اھل القبور یغفر اللہ لنا ولکم**'' روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ ''مرقاۃ شرح مشکوٰۃ'' میں لکھتے ہیں کہ ''اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ زیارت کرنے والا میت پر سلام کرنے کے وقت اپنے منہ کو میت کے منہ کی طرف کرے اور دعا کرنے کے وقت بھی اپنے منہ کو میت کے منہ کی طرف کیے رہے اور اسی پر عامہ مسلمانوں کا عمل ہے'' اور زیارت قبر کے وقت کھڑے کھڑے دعا کرنا چاہیے۔(کتاب الجنائز ص ۸۸)

قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا:۔ ہاتھ اٹھا کر بھی دعا کرنا ثابت ہے۔ ''صحیح مسلم'' میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع میں تشریف لے گئے اور دیر تک کھڑے رہے۔ پھر تین بار دعا کے واسطے ہاتھ اٹھایا۔

زیارت قبر کے وقت نہایت اخلاص کے ساتھ مردوں کے واسطے دعا کرنا چاہیے اگر اللہ تعالیٰ نے زیارت کرنے والے کی دعا مردوں کے حق میں قبول کر لی اور مردوں کی مغفرت ہو گئی ان کے عذاب میں تخفیف کی گئی تو یہ کتنی بڑی بات ہے اگر عربی میں دعائیں یاد ہوں تو عربی میں دعا کرے ورنہ اپنی زبان میں دعا کرے۔(کتاب الجنائز ص ۸۹)

تلاوت قرآن کا ایصال ثواب

ایصال ثواب پر امام نووی کا حوالہ:۔ امام نووی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''اذکار'' میں لکھا ہے کہ محمد بن احمد مروزی رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ''جب تم لوگ قبرستان میں جاؤ تو ''سورۂ فاتحہ'' اور ''**قل اعوذ برب الفلق**'' اور ''**قل اعوذ برب الناس**'' اور ''**قل ھو اللہ احد**'' پڑھو اور اس کا ثواب مردوں کو بخشو مردوں کو ثواب پہنچے گا'' امام احمد رحمہ اللہ کے علاوہ اور اہل علم نے بھی زیارت قبور کے وقت ان سورتوں اور بعض اور سورتوں کو پڑھنے اور ان کا ثواب مردوں کو بخشنے کا لکھا ہے (کتاب الجنائز ص ۹۱)

سورہ اخلاص کی فضیلت:۔ ایک وہ حدیث ہے جس کو ابو محمد سمرقندی رحمہ اللہ نے فضائل ''**قل ھو اللہ احد**'' میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جو شخص قبروں کے پاس گزرے اور ''**قل ھو اللہ احد**'' گیارہ بار پڑھے پھر اس کا ثواب مردوں کو بخشے تو بقدر تعداد مردوں کے اس کو ثواب دیا جائے گا اور از اں جملہ ایک وہ حدیث ہے جس کو ابوالقاسم سعد بن علی زنجانی نے اپنے فوائد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص قبرستان میں جائے پھر **سورۃ فاتحہ** اور **قل ھو اللہ احد** اور ''**الھا کم التکاثر**'' پڑھے، پھر کہے یا اللہ! میں نے جو تیرا یہ کلام پڑھا ہے اس کا ثواب اس کی قبرستان کے مومن اور مسلمان مردوں کو بخش دیا تو وہ مردے اللہ تعالیٰ سے اس کی شفاعت کرائیں گے۔ اور از اں جملہ ایک وہ حدیث ہے جس کو خلال کے شاگرد عبدالعزیز نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص قبرستان میں داخل ہو پھر **سورۃ یٰسین** پڑھے تو

اللہ تعالیٰ مردوں پر تخفیف کرتا ہے اور بقدر تعداد مردوں کے اس کو نیکیاں ملتی ہیں۔اور از اں جملہ ایک وہ حدیث ہے جس کو قرطبی نے اپنے ''تذکرہ'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جب کوئی مومن آیت الکرسی پڑھے اور اس کا ثواب مردوں کو بخشے تو اللہ تعالیٰ مشرق اور مغرب کی ہر قبر میں نور داخل کرتا ہے اور ان کے خواب گاہ کو وسیع کرتا ہے اور پڑھنے والے کو ساٹھ نبی کا ثواب دیتا ہے اور ہر میت کے مقابلہ میں اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ہر میت کے مقابلہ میں اس کے واسطے دس نیکیاں لکھتا ہے، یہ چاروں حدیثیں ایصال ثواب کے بارے میں مشہور ہیں، اکثر علماء ایصال ثواب کے بیان میں ان کو نقل کرتے ہیں مگر یہ سب ضعیف ہیں۔اہل علم نے ان کے ضعیف ہونے کی تصریح کی ہے لیکن حافظ سیوطی نے لکھا ہے کہ یہ روایتیں اگر چہ ضعیف ہیں لیکن ان کا مجموعہ بتاتا ہے کہ ان کی کچھ اصل ہے۔(کتاب الجنائز ص ۹۱،۹۲)

میت کو ایصال ثواب اور دعا:۔ میت کے واسطے دعا کرنا اور دعا کا نفع اس کو پہنچنا قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور تمام علمائے اہلسنّت کا مذہب بھی یہی ہے کہ دعا کا نفع میت کو پہنچتا ہے۔سورۂ حشر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:'' **والذین جآؤا من بعدھم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان**'' یعنی جولوگ صحابہ مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کے بعد آئے وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب! تو مغفرت کر ہماری اور ہمارے ان بھائیوں کی جنھوں نے ایمان لانے میں ہم پر سبقت کیا۔اس آیت سے میت کے واسطے دعا کرنا اور دعا کا نفع پہنچنا ثابت ہوتا ہے اور نماز جنازہ کی جس قدر دعائیں آئی ہیں ان تمام دعاؤں سے میت کے واسطے دعا کرنا اور دعا کا نفع پہنچنا ثابت ہوتا ہے و نیز بہت سی احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہوتا ہے۔(کتاب الجنائز ص ۹۴)

عباداتِ مالیہ کا ایصال ثواب:۔ اسی طرح عبادات مالیہ کا بھی ثواب میت کو پہنچنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور تمام علمائے اہلسنّت کا مذہب بھی یہی ہے کہ عبادات مالیہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے ''بخاری'' اور ''مسلم'' میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ میری ماں یکا یک مرگئی اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ بات کرتی یعنی بات کرنے کا اس کو موقع ملتا تو وہ صدقہ کرتی سو اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کا ثواب اس کو پہنچے گا؟

بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ میری ماں وفات کر گئی ہیں۔اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اس کو نفع پہنچے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اس شخص نے کہا: میرے پاس ایک باغ ہے آپ کو گواہ رکھتا ہوں کہ میں نے اس باغ کو اپنی ماں کی طرف سے صدقہ کر دیا۔

مسند احمد اور نسائی میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی ماں مرگئیں، تو انہوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ میری ماں کا انتقال ہوگیا، میں ان کی طرف سے صدقہ کروں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! انہوں نے کہا: کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پانی پلانا۔ابوداؤد کی روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا پانی۔پس انہوں نے ایک کنواں کھدایا اور کہا کہ یہ کنواں ام سعدؓ کے واسطے ہے یعنی اس کا ثواب سعد کی ماں کو پہنچے۔

ان احادیث صحیحہ صریحہ سے عبادات مالیہ کا ثواب میت کو پہنچنا صاف طور پر ثابت ہوتا ہے۔(کتاب الجنائز ص ۹۸،۹۵)

عبادات بدنیہ میں جمہور کی رائے:۔ اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔اکثر علماء کے نزدیک عبادات بدنیہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور بعض کے نزدیک نہیں پہنچتا ہے۔حافظ سیوطی ''شرح الصدور'' میں لکھتے ہیں:

اختلف فی وصول ثواب القران للمیت فجمہور السلف و الائمۃ الثلثۃ علی الوصول و خالف فی ذلک امامنا الشافعی (کذا فی المرقاۃ ج۲ ص۳۸۲)

تلاوت قرآن کے ثواب کے پہنچنے میں علماء کا اختلاف ہے جمہور سلف اور ائمہ ثلاثہ یعنی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک پہنچتا ہے اور ہمارے امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک نہیں پہنچتا ہے۔

اور ملا علی قاری شرح ''فقہ اکبر'' میں لکھتے ہیں: "اختلف العلماء فی العبادات البدنية كالصوم والصلوٰة وقرآءة القران والذكر فذهب ابوحنيفة واحمد وجمهور السلف الى وصولها والمشهور من مذهب الشافعي ومالك عدم وصولها والله تعالى اعلم"

عبادات بدنیہ جیسے روزہ اور نماز اور قرأت قرآن اور ذکر کے ثواب پہنچنے میں علماء کا اختلاف ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور جمہور سلف کا مذہب یہ ہے کہ عبادات بدنیہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور مذہب مشہور امام شافعی اور مالک رحمہما اللہ کا یہ ہے کہ نہیں پہنچتا ہے۔
(کتاب الجنائز ص ۹۵،۹٦)

میت کو ایصال ثواب اور دعا کی ضرورت:۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر کے اندر میت کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی ڈوب رہا ہو اور فریاد کر رہا ہو میت منتظر رہتی ہے کہ اس کے باپ یا ماں یا بھائی یا کسی دوست کی طرف سے کوئی دعا اس کو پہنچے پس جب کوئی دعا اس کو پہنچتی ہے تو وہ دعا اس کو دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ زمین والوں کی دعا سے قبر والوں پر پہاڑوں کے مانند (ثواب اور رحمت اور مغفرت) داخل کرتا ہے اور زندہ لوگوں کا تحفہ مردوں کی طرف یہ ہے کہ ان کے واسطے استغفار کیا جائے۔ روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں (مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہمارے مردے ہماری دعا اور استغفار کے بہت محتاج ہیں۔ پس مردوں کے واسطے بہت کثرت سے دعا اور استغفار کرنا چاہیے۔ (کتاب الجنائز ص ۹۸)

مسئلہ سماع موتیٰ میں راہ اعتدال:۔ سوال: کیا مردے سنتے ہیں یا نہیں؟ اگر سنتے ہیں تو نم كنومة العروس والی حدیث کا کیا مطلب ہے؟ ''بینوا بالدلیل توجروا عند الجلیل''

جواب: آیت ''انك لا تسمع الموتٰى'' اور آیت ''وما انت بمُسمع من فى القبور'' سے صریح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ مردے سنتے نہیں ہیں اور اسی کی تائید حدیث ''نم كنومة العروس'' سے بھی ہوتی ہے لیکن بعض احادیث صحیحہ سے خاص اوقات ومواقع میں مردوں کا سننا ثابت ہوتا ہے۔

جیسے حدیث انس رضی اللہ عنہ سے جس میں یہ لفظ واقع ہے انه ليسمع قرع نعالهم۔ (رواہ البخاری) اور: جیسے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جس میں یہ لفظ واقع ہے ما انت باسمع منهم (رواہ البخاری ایضاً)

جیسے حدیث بریدہؓ سے جس میں یہ لفظ واقع ہے'' كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يعلمهم اذا خرجوا الى المقابر بر السلام عليكم اهل الديار'' الخ (رواہ مسلم)

پس دونوں آیتوں مذکورہ بالا اور ان احادیث کے درمیان جمع اور توفیق کی صورت یہ ہے کہ مردے سنتے نہیں ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی خاص وقت یا کسی خاص موقع میں ان کو سنانا چاہتا ہے تو وہ سن لیتے ہیں۔ (کتاب الجنائز ص ۹۹)

نام کتاب:۔ تحریک مجاہدین جلد ششم ..... مصنف:۔ ڈاکٹر صادق حسین ایم بی بی ایس

مکتوبات سید احمد شہید نقشبندی رحمہ اللہ

مکان کا رونا اور آپ کا تسلی دینا (کرامت):۔ مکتوب از جانب سید احمد صاحب بنام مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی از مکہ معظّمہ

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: منجانب فقیر سید احمد بجناب خلائق مآب حضرت صاحب حجۃ اللہ علی العالمین وارث الانبیاء والمرسلین شاہ عبدالعزیز دامت برکاتہ'' بعد عرض سلام مسنون تقدیم تعظیمات وتکریمات وآداب واخلاص عقیدت، عرض آنکہ الحمدللہ فقیر وتمام قافلہ بخیر وعافیت مکہ معظّمہ میں آخر

ماہ شعبان سے اس خط کے لکھنے تک مقیم ہے۔ حج کے بعد مدینہ منورہ کی زیارت کا ارادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی عنایت سے حج اور زیارت نصیب فرمائے۔ آپ کی دعاؤں سے امیدوار ہوں، بفضل اللہ تعالیٰ اس بابرکت اور مسعود سفر میں جو بشارتیں اور اعلیٰ درجے کی عنایات خداوند تعالیٰ کی طرف سے اس فقیر کو میسر ہوئی ہیں ازاں جملہ ان میں سے کچھ تحریر کی جاتی ہیں تاکہ آنجناب اور کل مومن برادران واقف ہوں۔ اس وقت بھی خداوند تعالیٰ کا شکر ہے اور اس خط لکھنے کی بناء بھی آنجناب کی برکت اور فقیر کے حال پر عنایات ترتیب پا کر جن کا آغاز ابتداء سے ہی ہوا۔ آپ کی دعاؤں سے بفضل تعالیٰ ایسی کرامتیں حاصل ہوئیں امیدوار ہوں کہ آپ کی دعائیں ہمیشہ شامل حال رہیں تاکہ حق تعالیٰ حقیقی مقصد اور واضح مطلب بخشے اور ظاہراً ہدایت و رحمت عام کہ کل خلقت کے لیے ہے حاصل ہو۔ منجملہ اور باتوں کے یہ ہے کہ وطن سے سامان روانگی کی تیاری میں تھا اور لین دین کے کام اس کثرت سے رہے کہ صبح سے آدھی رات ہو جاتی تھی۔ انہی دنوں میں ایک رات ایسے ہی کاموں میں مشغول تھا اور ایک نیا مکان مختصر برادران مومن کی کوشش اور نیک اعداد سے بن گیا ہے۔ اس مکان میں تھا کہ اس مکان کی روحانیت نمودار ہوئی جو میرے روبرو بہت غمگین شکل میں کھڑی ہوگئی اور بھی غیب کی مخلوقات وہاں ظاہر ہوئیں۔ روحانیت مذکور اپنے غم و رنج کی وجہ سے دوسری غیبی مخلوق سے مخاطب ہوئی اور کہنے لگی کہ کل ہمارے معزز آقا ہمیں چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ وہ اتنی آبدیدہ ہوئی کہ اس کے رنج سے میں بھی رو پڑا۔ اس ادنیٰ بندہ (یعنی سید احمد خود) کا مالک حقیقی کی بارگاہ میں رسائی تھی اس کی ذیشان بارگاہ میں عرض کی کہ روحانیت کی یہ محبت اور انس بھی بفضل تعالیٰ ہے ورنہ میرے جیسے ہزاروں عاجز انسان ہیں کہ کوئی انہیں نہیں پوچھتا وہ مکان چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور مکانوں کو نہ رنج ہوتا ہے اور نہ پرواہ کرتے ہیں یہ انس اور محبت بڑے فضل و کرم کی بناء پر ہے اس انس اور محبت کے بدلے اس کی تسکین کے لیے کچھ فرمایئے مجھے حکم ملا کہ اسے کہو کہ تجھے جنت میں لے جائیں گے اور یہ خطاب وہ بھی سنتی تھی۔ لیکن میں بھی حکم بجا لایا اور اس کو یہ بشارت سنادی۔ بہت مسرور ہوئی اور تسکین پائی۔

غرق ہوئی کشتی کا بچ جانا (کرامت):۔ اور جس روز دلمؤ سے روانہ ہو کر کشتیوں میں سوار ہوئے ایسا سمجھ میں آیا کہ فلاں کی کشتی ان کشتیوں میں سے غرق ہو جائے گی اور اس کشتی میں لوگوں کا اسباب لادا گیا تھا۔ اس فقیر کے لیے دوسری کشتی مقرر کی گئی ہے۔ میں نے خیال کیا کہ اگر کسی کی خطا ہوگی تو میں بھی بوجہ غفلت چاہے کسی کو ہو اس تفسیر میں شامل ہوں اس کشتی میں سوار ہونے کی آمادگی ظاہر کی غیب سے ارشاد ہوا کہ اب اس کشتی کو غرق نہ کیا جائے گا۔ ''خداوند تعالیٰ کا شکر ادا کر چھوڑا'' الحمد للہ سبھی سلامتی اور حفاظت سے پہنچ گئے۔

دریا کے پانی کی روح سے مکالمہ (کرامت):۔ جس وقت کلکتہ سے روانہ ہو کر دریائے شور تک پہنچے اور میٹھے دریا کا پانی ختم ہو گیا۔ دریائے شور کی روح بڑی شان و شوکت اور دبدبہ کے ساتھ (جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کیا ہے) ظاہر ہوئی اور فقیر سے ملاقات کی اور مقابلہ اور جھگڑے کے لیے تیار ہوئی اس کی گفتگو کے الفاظ یاد نہیں رہے لیکن اتنا محفوظ ہے کہ اپنا رعب داب ظاہر کرتی تھی اور چاہتی تھی کہ اس کے سامنے عاجزی اور انکساری کی جائے۔ اس کی ہیبت مانی جائے۔ چونکہ کبھی اس کو نہ دیکھا تھا وہ بڑی شان و شوکت سے نمودار ہوئی اتنا کر و فر دیکھ کر میں حیران ہوا لیکن وہاں خیال مشاہدہ خداوند ذوالجلال بھی حاصل تھا اور غیبت اور غفلت ادھر سے نہیں تھی۔ جب اس کی ہیبت دیکھی اور اس کی درخواست معلوم ہوئی اس کے رعب اور ڈر سے میرے نفس پر ذرا اثر نہ ہوا اور میں نے پرواہ نہیں کی۔ میں نے اس کے جواب میں کہا کہ میں اور تو دونوں اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ مجھے تیری خوشامد کرنے کا کیا مطلب۔ تجھ سے ہرگز التجا نہ کروں گا بلکہ میں اور تو اور آسمان و زمین اور چیونٹیاں کل مالک حقیقی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ حضرت جل شانہ کی عظمت اور بزرگی اور مدح و ثنا بیان کی وہ روح یہ بیان سننے کے بعد جھگڑا کرنے سے باز آئی لیکن خوش معلوم ہوتی تھی جب جہاز بمقام موسومہ قاب وقمری پہنچا اور یہ جگہ مشہور ہے جہاں جہاز ڈگمگاتے ہیں اور بہت سے خطرے ہیں اور ہیبت ناک جگہ ہے۔ ہمارا جہاز بھی ڈگمگانے لگا اور بوجہ سر چکرانے کے لوگوں میں اضطراب اور اداسی چھا گئی باوجودیکہ ہمارا جہاز بہت لمبا چوڑا اور بھاری تھا یہاں تک کہ دور سے بیٹھے ہوئے آدمیوں کے سر بھی نہیں دکھائی دیتے تھے۔ اس وقت ایک تجلی نمودار ہوئی جو ایک طرف سے جا رہی تھی اور ارشاد ہوا اگر تجھے ڈبو دیں تو کیا کرے گا اور کس کو مدد کے لیے لائے گا۔ عرض کیا کہ اے خداوند!

اگر میرا ڈبونا تجھے پسند ہے اور مجھے ڈبونا چاہتا ہے اور تمام دنیا چاہے کہ مجھے پکڑے اور باہر لائے اور میری مدد کرے تو میں ہرگز باہر آنے کے لیے راضی نہیں ہوں اور کسی کو اپنا معاون نہ بناؤں گا۔ایک کیفیت کہ اس کو تبسم کہہ سکتے ہیں نمودار ہوئی اور فرمایا کہ تجھے ڈبویا نہ جائے گا۔

قافلہ کی حفاظت کی بشارت:۔ جب جہاز بندرعدن کے قریب پہنچ کر لنگرانداز ہوا اس دن جمعرات کا دن تھا۔ جہاز کا ناخدا جہاز سے اترا اور بندرگاہ گیا۔اس فقیر نے بھی جہاز سے اترنے کی درخواست کی چونکہ کل روز جمعہ ہے اور یہ سرزمین عرب ہے۔نماز جمعہ یہاں ادا کی جائے۔فقیر ڈرتا تھا کہ ایسا نہ ہو اہل قافلہ اور خاص کر عورتوں کو فقیر کی غیبت کے سبب کوئی تکلیف پہنچے اپنی روانگی کے لئے متردد تھا۔جمعہ کی رات ایک اور جہاز نظر آیا اس دن دوربین سے دیکھتا رہا اور یہ اندیشہ تھا کہ کہیں قزاق نہ ہوں۔یہ ہمیں معلوم ہو چکا تھا کہ قزاق کبھی کبھی مسافروں پر حملہ کر کے قتل وغارت کرتے ہیں۔اس لیے دل میں خلجان سا تھا اپنا بچاؤ اور حفاظت کا حکم خداوند تعالیٰ کی جانب سے ہے جہاز سے اترنے میں زیادہ تردد تھا کہ بارگاہ الرحیم والرحمان سے بشارت ہوئی کہ تو عدن جا اور ان کو ہمارے سپرد کر جا۔اور اس بشارت میں کل اہل قافلہ کہ اس جہاز میں تھے سبھی شامل تھے لیکن اس عاجز کے لواحق اور رشتہ داروں کی خصوصیت بہ نسبت دوسروں کے اس بشارت سے سمجھ آئی تھی۔

مرشد کی بدولت مریدین کی مغفرت:۔ صبح جمعہ کو کشتی میں سوار ہو کر کوہ عدن کے قریب پہنچے۔ بعد ادائے چند رکعات نفل دعائیں کیں۔الحمدللہ کی اجابت ادھر سے متوجہ تھی کئی خوشخبریاں ملیں ایک غیب کی جانب سے ان ہمراہیوں کے متعلق تھی جو فقیر کے ساتھ تھے۔وہ اس طرح پر تھی کہ اس کو فاخر خلعتوں جو کہ زیادتی خوشنودی اور رضا کا نشان ہے سے تعبیر کیا جا سکتا ہے اور یہ حقیقت فقیر کے مشاہدے میں تفصیل سے آئی ہے۔اور یہاں سے تدریجی رحمت عازمان حج کے لیے جو اس جہاز میں سوار تھے اور اس کے بعد سبھی سواران جہاز کہ جن میں اہل قافلہ تھے۔اس کے بعد وہ تمام لوگ جنہوں نے فقیر کے ہاتھ پر بیعت کی تھی متوجہ ہوئی کہ وہ غفران اور بخشش کے متعلق تھی اور یہ سب معلوم ہوتا تھا اس لیے پہلے فقیر سے دعا کرالی گئی تھی جس کا مدعا یہ تھا کہ یہ ملک اور آنس چالن کا علاقہ میرا اور میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور ہمیں اپنے فضل سے یہاں پہنچایا ہے۔پس عنایت فرما۔الفاظ بالکل وہی محفوظ نہیں لیکن اس طرح کے تھے۔یہ عرض کرنے کے بعد اجابت ظاہر ہوئی علاوہ ازیں ملک عرب میں فقیر کے ذریعہ ہدایت پھیلانا اور اس کے اثرات کو اقلیم روم تک پہنچانا لوگوں کو خوشخبری ملی اور خاص بشارت فقیر کے حق میں ایسی ہوئی کہ کمال شفقت ومحبت سے خاص ارشاد ہوا کہ تو جہاں کہیں جائے گا یوں سمجھنا کہ ہمارے در پر ہے۔اس کا مطلب میں یہ سمجھا کہ ایسی غور پرداخت جو دلداری اور کفالت ہر ایک کام کیلئے کی گئی ہے یہ اہل سخا کے کرم سے ہوتی ہے اس طرح اکرم الاکرام میں جل مجدہ نے اپنی عظمت و شان کے مطابق اس فقیر سے احسان واکرام کا وعدہ فرمایا۔

مرشد کی بدولت مغفرت اور قبولیت:۔ مخا میں ایک ہفتہ قیام رہا۔ یہاں بہت آدمی بیعت کرتے رہے۔ایک دن ایک بوڑھا آدمی جس کی نظر کمزور اور طاقت جواب دے چکی تھی اور خداوند تعالیٰ سے عجیب التجا کرتا تھا اور اپنے اعمال سے شرمندہ اور گناہوں کا ڈر بیان کرتا تھا۔ مالک القلوب کا اعتقاد اس درویش میں راسخ تھا۔فقیر سے رابطہ اور وسیلہ چاہتا تھا اور دعا کی درخواست کرتا تھا۔رحمت الٰہی کا جوش اس وقت پہلے اس پیر مرد کے شامل حال ایسا ہوا کہ صراحۃً معلوم ہوتا تھا کہ اس کو سعادت الٰہی کی طرف فوراً لے گئے۔دوسرے اس کے عموم وشمول سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جوش رحمت کا دروازہ معلوم ہو گیا جو اس سال حج کرے گا وہ آپ کے باعث کہ آپ ان میں ہوں گے سبھوں کو میں نے بخش دیا۔

آپ سے پہلے کسی کا تلبیہ قبول نہ ہونا:۔ اور جب جہاز یلملم کے قریب پہنچا سبھوں نے احرام کی تیاری کی۔فقیر نے غسل کیا اور چند رفیقوں نے غسل دیا اور اس کام میں مدد کی۔ان سبھوں کے حق میں بخشش ومغفرت معلوم ہوئی جو یہ عمل کر رہے تھے کہ وہ سب بخشے گئے۔اس کے بعد تلبیہ (لبیک) کا وقت آ گیا ایک صاحب نے مجمع میں پہل کی اور تلبیہ کے لیے اپنی آواز بلند کی۔اس کے لیے عنایت (بشارت) ہوئی جو کوئی تجھ سے پہلے تلبیہ کہے ہم اس کا تلبیہ نہیں سنتے۔بروز شرف حصول سعادت داخلہ مکہ معظمہ جب ہم بیر ذی طوی سے گزرے۔ایک فقیر کی طرف متوجہ ہوئے تاکہ اس راستے سے گزریں۔فقیر پر ایک عجیب حالت طاری تھی کہ بیان نہیں ہو سکتی۔یہاں تک کہ جملہ حاضرین پر

اس کا نمایاں ہوا۔ ہم لوگ لبیک کہہ رہے تھے اور ایسا کہنا صریح مخاطبہ تھا۔ ہم اس کی اجابت اور قبولیت دیکھ رہے تھے۔ اس وقت کی دعا سے ایک فتح حاصل ہوئی کہ اچھی طرح بیان کر سکتا ہوں۔ اس حال میں یہ مضمون تعبیر عجیب میری زبان سے آسان ہوا کہ بہت سے آدمی شرمندہ اور گناہگار دور دور کے ملکوں سے آپ کے حرم اور جائے پناہ میں آئے ہیں اور ان کو میں لایا ہوں جو چنیں و چناں چاہتے ہیں اس وقت ایک عجیب بشارت حیرت افزا ہوئی جس کی کیفیت یہ ہے کہ ان کو کیا کہا جائے لیکن وہ کمال رحمت و عنایات کے مستحق ہیں اور ایک خصوصیت رکھتے ہیں۔ رحمانی اشارہ تھا کہ اس کی تفصیل و شرح یہی ہے۔ اور یہ لفظ یاد ہے کہ ہم نے ہند سے لے کر انتہائے بخارا تک کو بخش دیا ہے اور ان کی مغفرت ہوئی۔ اس کے بعد دل میں یہ وسوسہ آیا کہ یہ عنایت زندوں کے لیے ہے یا مردے بھی داخل ہیں۔ رحمت فقیر کی طرف ہوئی اور ایسا معلوم ہوا کہ تخصیص کی ممانعت کر رہی ہے کہ تخصیص کا گمان نہ کر عام رحمت کو خاص نہ کرو۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ مردوں کی مغفرت ہوگئی تھی اور جو لوگ سختیوں میں مبتلا اور گرفتار تھے انہیں مخلصی اور رہائی مل گئی اور خوشیاں منا رہے تھے۔ یہ مغفرت عام تمام مومنین کو حاصل ہوئی۔ جن کے دل میں (خواہ کمزور سا بھی) ایمان تھا اس مغفرت سے محروم نہیں رہا۔

ماہ رمضان شریف، لیلۃ القدر کے موقع پر بہت سی دعائیں عام و خاص کی گئیں اور اجابت کے لیے ان دعاؤں کے لیے متوجہ دیکھا اور سبھی قبول ہوئیں۔ حق تعالیٰ ان کے آثار جلد ظاہر اور واقع فرمائے اور کل مسلمان خوش اور شادہوں اور آنجناب کی مسرت دلی بھی اس عرضی کے پہنچنے پر توقع ہے کیوں کہ یہ سب بشارات آنجناب کی بابرکت دعاؤں کے سبب سے ہیں اور آپ کی پاکیزہ دعاؤں سے آئندہ ترقی اور برکتوں کا اُمیدوار ہوں اور کامل امید ہے کہ ضروری دعائیں فرمائیں گے فقیر اور تمام مریدین معتقد سبھی متبرک مقامات پر دعائیں کرتے ہیں خداوند تعالیٰ قبول فرمائے۔ وہ بے شک ہر شے پر قادر ہے اور قبول کرنے والا ہے زیادہ آداب اور کیا عرض کروں۔ والسلام و الاکرام۔ (تحریک مجاہدین ص۵تا۱۰)

دوسرا خط:

طفلان طریقت کی تربیت:۔ خط مولانا شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ۔ محدث دہلوی بنام منشی نعیم خان صاحب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: منشی صاحب عالی مراتب، زبدہ اہل اخلاص، خلاصہ ارباب اختصاص اسال اللہ تعالیٰ ونزول علیہ برکاۃ فی الدنیا والاخر۔ منجانب فقیر عبدالعزیز بعد از سلام مسنون و دعائے مکرون (زیادہ) ضمیر صفائی پذیر پر واضح اور روشن ہو کہ مسرت افزا نامہ مع خط میر سید احمد صاحب (مسلمانوں کو ان سے بھلائی پہنچے) ملاحظہ میں آیا۔ نیز سوال مفصل معلوم ہوا۔

صاحب من: اس طرح کا قصہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی (رحمہ اللہ) کے زمانے میں ان کے بعض دوستوں کو پیش آیا تھا کہ اپنی بزرگی ان پر کھل گئی تھی اور خاص وعدے غیب سے ان کے ساتھ ہوتے تھے۔ وہ لوگ بھی یہی معلوم کرتے تھے۔ سید الطائفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ خیالات بے اصل نہیں یعنی از جانب خدا طفلان طریقت کی تربیت اور (جو کہ کسی شخص کے پیرو۔ تابع ہوں) ان کو خداوند کی طرف بلاتے ہیں۔ میسر ہوتے ہیں۔ اسی طرح کہ جیسے بچے کو مکتب میں لے جاتے ہیں۔ اس کے استاد یا ماں باپ اس سے اپنے وعدے کرتے ہیں کہ تیرے لیے اچھے لباس بنائیں گے اور مٹھائی لائے ہیں اور فلاں نعمت تجھ کو دی جائے گی۔ ہم تجھ سے بہت خوش ہیں اور تیرے لیے چاندی کی تختی لائیں گے۔ علیٰ ہذا القیاس بڑے بڑے سابقہ ولی مثل غوث اعظم قدس سرہ اور بزرگان کی طرف سے تابع اور مریدوں کو مغفرت اور رحمت کے وعدے دیئے گئے ہیں اور ان کے طفیل کل عالم پر نظر رحمت منقول کی گئی ہے اور وہ کل وعدے پورے ہوتے ہیں اور مشہور حدیث میں آیا ہے چالیس ابدالوں کے اس امت کا کوئی زمانہ ان سے خالی نہ ہوگا کہ بھم یمطرون اھل الارض وبھم ینصرون وبھم یرزقون (ان کے طفیل ساکنان زمین کے لئے بارش ہوگی۔ نصرت اور رزق حاصل ہوگا) اور کوئی تعجب کی بات نہیں کہ میر سید احمد کو ان مراتب میں سے بعض مرتبے حاصل ہو گئے ہوں اور ہم عصر بزرگوں کی طرف سے بطور القاء ان میں کچھ اثر آ گیا ہو۔ الغرض اس بارہ میں انکار اچھا نہیں بلکہ انتظار کرنا

چاہیے کہ حق تعالیٰ ان وعدوں کے آثار ظاہر فرمائے۔ پس یہ سبھی سچے ہیں۔ سوائے دارین کی ترقیوں کے اور کیا تحریر کیا جائے۔ فقط۔ (تحریک مجاہدین ص١٠)

غیبی اشارہ اور سچی بشارت:۔ انہیں مذکورہ وعدے برائے تسلی خاطر اور اطمینان قلب اور اعتماد خداوند تعالیٰ کے خزانوں پر اس فقیر اور کل مخلص مومنوں کے لیے کافی ہیں پس فقیر نے انہی خداوندی وعدوں پر اعتماد کیا ہے اور اپنے حاکم کا حکم قبول کر کے اس کو اپنی محبت کا قبلہ بنایا ہے۔ (یعنی اختیار کیا ہے) اور خداوند کے سوا کل دنیا کو بھلا دیا ہے۔ ہر طرح تیار ہو کر خداوند تعالیٰ کا صحیح راستہ اپنے سامنے رکھا ہے اور پوری دلجمعی اور مسرت سے اپنے کام میں مصروف ہے۔ جس نے اس کام میں فقیر کی شرکت کی ہے اس نے دونوں جہانوں کی سعادت اور ہمیشہ کی راحت پائی اور جس نے فقیر کی رفاقت سے پرہیز کیا ضرور ہے وہ ایک دن پچھتائے گا۔ کیوں کہ فقیر اس کام میں غیبی اشارہ پا کر مامور ہوا ہے اور سچی بشارت ہرگز ہرگز شیطانی وسوسہ و نفسانی خواہشوں سے آمیزش نہیں رکھتی۔ فقیر کو حکم الٰہی ماننا تہہ دل سے مقصود ہے اور وعدہ الٰہی پر کامل یقین ہے لیکن یہ کہ الٰہی وعدہ کس طرح ظاہر ہو گا سو حکم بجالانے والے بندے کی کیا طاقت ہے کہ وہ مالک سے معلوم کر سکے کہ اپنا وعدہ کس طرح پورا کرے گا۔ یہ سوال بندگی کے قانون اور ادب سے بعید ہے۔ مختصر یہ کہ چوں چرا سے میں بیزار ہوں اور اطاعت میں کوشاں ہوں سلامتی ہو ان پر جنہوں نے ہدایت قبول کی اور نفسیات کا شکار نہ بنے چونکہ آپ نے دلی مدعا معلوم کرنے کے لیے تحریر کیا تھا اس لیے اگر چہ ہدایت یافتہ دل میں ربانی الہامات اور انوار و نور ایمانی پوشیدہ ہیں لیکن وہ تقریر و تحریر کے میدان سے باہر ہے یعنی وہ ناقابل بیاں ہے۔ (تحریک مجاہدین ص١٢)

لڑائی میں فتح کی غیبی بشارت:۔ بیان الہام: فقیر غیبی بشارت ربانی کی بنا پر سکھوں کے استیصال کے لیے مامور ہے اور مطابق بشارت رحمانی مجاہدین کے غلبہ کی بشارت ہوئی ہے۔ پس جو اپنی جان و مال، عزت اور شان کو اعلائے کلمہ حق اور بہتری سنت المرسلین کے لیے خوشی خوشی استعمال نہیں کرے گا۔ کل اس سے مواخذہ ہو گا اور خائب و خاسر رہے گا۔ اس لیے آپ کو تحریر کیا جاتا ہے کہ اپنے علاقے کو مومنوں کی جماعت کو عموماً اور حاکموں کو خاص طور پر جس طرح سر وقت مناسب ہو تمام معاملہ اچھی طرح سمجھا دیں کہ وہ دنیا اور آخرت کی خرابیوں سے محفوظ رہ کر کونین کا نفع پائیں چونکہ دلی مدعا کا تحریر کرنا ضروری تھا اس لیے یہ چند سطریں کافی سمجھیں گئیں۔ زیادہ والسلام (تحریک مجاہدین ص١٤)

اقامت دین کا غیبی اور الہامی اشارہ:۔ اب دونوں طرف جنگ و جدل شروع ہو گیا رات دن آسمانی نصرت رحمانی تائید بارش کی طرح حاصل ہو رہی ہے جملہ تائیدات خداوندی میں سے یہ ہے کہ جنود مجاہدین اگر چہ تعداد میں کافی تھے لیکن ایک بے قاعدہ لشکر تھا۔ اور عام بلوائیوں کی مانند کوچ اور نظام میں بے قاعدگی رہی۔ اس بنا پر بحکم خداوندی اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ذی شان فقیہوں کے فتوؤں اور اعلیٰ اہل فہم کی رائیوں کے اور اقتضاء وقت اور مصلحت کے اس رکن اسلام کی اقامت بغیر امام کے شرعی نہیں ہو سکتی۔ اس بنا پر ١٢ جمادی الثانی ١٢٤٢ھ بہ اتفاق سادات کرام و علماء مشائخ و صاحبزادگان و خواتین و جماہیر خواص و عام اہل اسلام و ایمان نے ایں جناب کے ہاتھ پر بیعت امامت کی اور جمعہ کے دن نماز جمعہ کے خطبہ میں ایں جانب کا نام پڑھا گیا اول یہ کہ ہر چند یہ ناچیز خاکسار کو اس اعلیٰ مرتبہ کے لیے پہلے ہی غیبی اشاروں اور الہام سے بشارت دے دی گئی تھی دوسرے جماعت اہل اسلام کے اتفاق سے اس منصب شریف کو پا کر خاص و عام سے شریف کو قبول کرنا اس فقیر کا سوائے اقامت جہاد اور صحت جمعہ و عیدین اور ایسے ہی احکام ظاہری دینی اور اعلائے کلمہ رب العالمین کے اور کوئی دنیاوی غرض مثلاً مال جمع کرنا۔ عزت مرتبہ، سلطنت یا کسی علاقے پر تسلط یا حاکموں کی اہانت یا رئیسوں کی سبکی یا خدا کے بندوں پر حکم چلانا یا ہم عصروں اور رشتہ داروں پر برتری جتلانا ہرگز ہرگز نہیں۔ بالجملہ کوئی شیطانی وسوسے اور ذاتی خواہشیں اس رحمانی دعوت کے ساتھ وابستہ نہیں۔ چونکہ اس قسم کی اقامت فی سبیل اللہ وقوع میں آئی ہے اس لیے اس کے نشان بھی ظاہر ہونے لگے ہیں۔ (تحریک مجاہدین ص٥٦)

خاندانی تعارف:۔ یہ فقیر اور اس کا خاندان بلاد ہندوستان میں گمنام نہیں ہزاروں افراد خاص و عام اس فقیر اور اس کے اسلاف کو جانتے ہیں کہ باپ دادوں سے اس فقیر کا مذہب حنفی ہے اور بالفعل کل قول و فعل اس حنیف کے قوانین اور اصول حنفیہ اور ان کے قواعد و آئین

کے مطابق ہیں۔ایک بات بھی اصول سے خارج نہیں (الا ماشاءاللہ) (تحریک مجاہدین ص۸۱)

ہر چند آں اورنگ ارائے جلالت کی خوبیاں اور مناقب اکثر عوام وخواص اس علاقے سے عموماً اور فضیلت مآب ملا فیض محمد وملا نصراللہ کی زبانی خصوصاً کئی مرتبہ مجملاً سننے میں آئے تھے اور وہ تعلقات دوستی کے رابطوں کو مضبوط کرنے کا باعث ہوئے۔لیکن ان سعادت انجام دنوں میں خاص اخلاص نشان محبت عنواں آدینہ خاں بدخشمی نے جو کہ طریقت کے طریقہ اشغال سیکھنے کے لیے اس فقیر کے پاس آئے ہیں۔آں خجستہ خصائل کا کل بابرکت حال مفصل بیان کیا۔(تحریک مجاہدین ص۹۸)

اسرار طریقت کے حامل بزرگ:۔ مصلحتوں کی بنا پر چاہتا تھا کہ جسمانی ملاقات حاصل کروں اور کچھ فیوض ربانی اور رحمت ربانی کہ یہ عاجز وخاکسار اور ناچیز محض قادر مختار قدرت سے ان پر فائز ہوا ہے اور آں برادر عزیز کو علاقہ اخوت کی مضبوطی کے لیے تعلیم دوں اور اس امر میں تردد کر رہا تھا کہ اگر ملاقات آں عزیز کا عزم کروں تو مومنوں کا اجتماع برہم ہو جاتا ہے اگر اس سے پہلوتہی کرتا ہوں تو ان کی شرکت اس امر عظیم میں میسر نہیں ہوتی۔اس بنا پر ایک معزز تریں بزرگ اور خاص رفیق کو جو اس فقیر کے اسرار طریقت کے حامل اور اس ضعیف کے کل حالات سے باخبر ہیں اور ان کی ملاقات بعینیہ اس فقیر کی ملاقات ہوگی اور ان سے استفادہ اس فقیر کے استفادہ کے برابر ہوگا اور اس نحیف کے جملہ معاملات متعلقہ میں بات چیت کر سکتے ہیں یعنی ہدایت مآب کمالات انتساب، مناقب الکتاب، ناصر دین مبین، ناشر سنت سید المرسلین مخدومی معظمی شیخ نظام الدین چشتی کو مع خان ممدوح یعنی آدینہ خان آں اقبال معمور کے حضور میں روانہ کیا گیا ہے۔(تحریک مجاہدین ص۹۹)

اطاعت امام وقت امیر المومنین سید احمد میں عہد نامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ اس بات کا تذکرہ ہے کہ کمتریں بندہ درگاہ حضرت رحمٰن اضعف العباد فتح خان رئیس پنجتار وغیرہ کا۔ایک عہد نامے کی شکل میں اور یہ امر مکمل اور مسجل کیا کہ ہم بندگان بحمد اللہ مسلمان ہیں اور مسلمان زادے ہیں۔شرع متین اور دین سید المرسلین بسر وچشم قبول کرتے ہیں اور اسے اپنے لیے بڑا فخر سمجھتے ہیں جو معاملات قبائل میں خلاف شرع رواج پا گئے تھے ان تمام مذکورہ رسموں کو چھوڑ دیا ہے اور شریعت عزا کے حکموں کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھ لیا ہے اور تمام معاملوں اور جھگڑوں میں احکام شرعی کو جزوی طور پر جاری کرنے کے لیے جناب قدسی القاب امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام یعنی سید امجد امیر المؤمنین سید احمد مداللہ کو اپنا امام برضا ورغبت قرار دیا ہے اور آنجناب کے ہاتھ پر امامت کی بیعت بجالائے ہیں اور آنجناب کی اطاعت بموجب آیہ کریمہ۔عین خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایت سمجھ لی ہے اور اس التزام سے بیعت اور دین اسلام کی اطاعت مکمل کر لی ہے۔ہر چند یہ بیعت بہت مدت سے بجالائے تھے لیکن فی الحال گزشتہ کے تذکرے کے لیے اور حق کی تاکید کے لیے یہ امر علمائے دین ومجمع فاضلاں شرح متین کے محض ظاہر کرتے ہیں اور ان بزرگوں کو اپنے عہد و پیمانوں پر گواہ بنایا ہے اور ان سے اسی عہد و پیمان پر استقامت کے لیے دعا کی درخواست کی گئی ہے تاکہ ہماری زندگی اور موت اسلام کے قانون وآئین سنت سید الانام ﷺ کے مطابق واقع ہو جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھہراتے ہیں۔یہ چند کلمات بطریق عہد نامہ لکھے گئے ہیں تاکہ عندالحاجت حجت ہوں۔

بعد ازاں بروز جمعہ دیگر فتح خان نے اپنے قبائل کے تمام رئیسوں کو حاضر کیا اور ان سے بیعت امامت واحکام شریعت کے اجرا اور رسوم جاہلیت کے ترک کرنے چاہا گیا۔ان تمام مخلصوں نے نماز جمعہ کے بعد امامت کی بیعت کریں اور ہر دو امیر مذکور کا ذکر کیا گیا ہے۔اس مجمع میں ایک فاضل جلیل کو قضاء کا منصب سونپا گیا اور قضاۃ کی دستار ان کے سر پر باندھی گئی اور قضاء کا حکم ان کے حوالے کیا گیا۔بحمد اللہ شرع کے احکام جاری ہو گئے۔جھگڑے اور تنازعوں کا فیصلہ اضلاع متعلقہ پنجتار میں قانون شرع شریف کے مطابق ہونے لگے۔(تحریک مجاہدین ص۱۰۶)

سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

مولانا ابو علی اثری

تقسیم بلا قیمت

ندوۃ المحدثین

گوجرانوالہ ○ پاکستان

سلسلہ ندوۃ المحدثین

(۳۶)

نام کتاب: علامہ سید سلیمان ندوی ؒ

نام مصنف: مولانا ابو علی اثری

طبع اول: ۱۹۸۵ء

صفحات: ۲۲۴

تعداد اشاعت: ایک ہزار

تقسیم بلا قیمت

باہتمام

ضیاء اللہ کھوکھر، ۱۳-اسلام آباد، گوجرانوالہ

کُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ.

(پ)

حکومت اور علماء ربانی

مرتبہ

حضرت العلام حافظ عبداللہ صاحب محدث امرتسری روپڑی ؒ

مکتبہ تنظیم اہل حدیث

نزد چوک دالگراں ○ لاہور

نام کتاب:۔ حکومت اور علماء ربانی

مرتبہ

حضرت العلام حافظ عبداللہ صاحب

محدث امرتسری روپڑی رحمہ اللہ

ناشر:۔

مکتبہ تنظیم اہل حدیث

نزد چوک دالگراں (لاہور)

نام کتاب:۔سوانح سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ......مصنف:۔ابو علی اثری
ناشر:۔ندوۃ المحدثین، گوجرانوالہ (پاکستان) تقسیم بلا قیمت

علمائے دیوبند اور اہلحدیث کے باہم تعلقات:۔ (مولانا شبلی) اہلحدیثوں سے بہت قریب آ گئے تھے اور اپنے معاصر ممتاز علماء اہلحدیث سے ان کے بڑے تعلقات بھی ہو گئے تھے مشہور اہل حدیث عالم مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ تو ندوہ کے ایک سالانہ اجلاس منعقدہ دہلی کے انہی کے زمانہ میں صدر بھی مانے گئے تھے لیکن ان کے شاگرد اور جانشین مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ تو آخر تک ذہناً سلفی ہی رہے ان کے مقامی اور غیر مقامی علمائے اہلحدیث سے بڑے مخلصانہ تعلقات تھے ان میں سے بعض بعض سے ان کی خط و کتابت بھی تھی، وہ بنارس کے مشہور سبقت زبان مولانا عبدالمجید حریری کے اہتمام میں بنارس میں ندوہ کا ایسی شان وشوکت اور کروفر کے ساتھ سالانہ اجلاس منعقد کرانا چاہتے تھے جس شان وشوکت کے ساتھ مولانا شبلی کے زمانہ میں منعقد ہوا تھا اسی کے ساتھ ایک علمی نمائش کا بھی منصوبہ تھا لیکن وہ منعقد نہ ہو سکا۔مولانا ابوالقاسم بنارسی بھی ان کے دوستوں میں تھے۔مولانا ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی کی کتاب تراجم علمائے اہلحدیث ہند پر مقدمہ لکھا جس کے ایک ایک حرف سے بوئے سلفیت آتی ہے۔(سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ ص ۲۱۹)

باہمی رواداری:۔ مولانا ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی اپنی کتاب تراجم علمائے حدیث ہند کی تالیف کے دوران میں سید صاحب رحمہ اللہ سے ملنے کے لیے دارالمصنفین آئے تو انہوں نے دیکھا کہ مولانا عبدالسلام ندوی صاحب اسوۂ صحابہ باوجود مائل بہ توہب ہونے کے ظواہر پر ان کا عمل نہیں ہے یعنی رفع یدین اور آمین بالجہر نہیں کہتے تو جب تک وہ یہاں رہے فرط بے تکلفی سے مولانا سے رفع یدین بھی کراتے رہے اور آمین بالجہر بھی کہلواتے رہے یہ ایک دلچسپ منظر تھا جس سے خانقاہ شبلی کے متوسلین نے بڑا لطف لیا۔(سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ ص ۲۲۱)

مسلکی اعتدال:۔ اعظم گڑھ کے اہلحدیث علماء میں ایک مولوی حکیم محمد احمد صاحب لہراوی بھی تھے مدرستہ الاصلاح سرائے میر میں صرف ونحو کے استاد تھے مولانا حمید الدین فراہی کی صرف ونحو کے اسباق الصرف واسباق النحو کو خوب پڑھاتے تھے۔انہوں نے خود بھی صرف ونحو میں کئی چھوٹے چھوٹے رسالے لکھے تھے ان میں سے ایک رسالہ اپنے دست خاص سے معارف میں تبصرہ کے لیے سید صاحب کو دیا تھا سید صاحب نے اپنے قلم سے اس پر بہت حوصلہ افزا تبصرہ فرمایا وہ اپنی بعض تحقیقات میں منفرد تھے۔(سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ ص ۲۲۱)

نام کتاب:۔حکومت اور علماء ربانی... مرتبہ: حضرت العلام حافظ عبداللہ صاحب محدث امرتسری روپڑی رحمہ اللہ
ناشر:۔مکتبہ تنظیم اہل حدیث، نزد چوک دالگراں (لاہور)

ائمہ اربعہ علمائے اہلحدیث کی نظر میں

عالم مدینہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام مالک رحمہ اللہ کے علمی کمالات کا اعلان بطور بشارت جس انداز سے فرمایا ہے سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ ایسے نامور مورخ نے حیات امام مالک رحمہ اللہ میں یوں اسے آشکار کیا ہے:

''امام ہمام کا خاندان ابتدا سے علم کے ساتھ ایک خاص نسبت رکھتا تھا۔ان کے اضافی اوصاف کے ساتھ خود ذاتی جوہر نے وہ پروبال نکالے کہ دنیائے اسلام مشرق سے مغرب تک امام کے آوازہ حق سے معمور ہوگئی۔بلاد وممالک اسلامیہ کی جغرافیائی وسعت ہر سہ معلومہ براعظم (ایشیا، یورپ وافریقہ) سے مسافران علم بلا انقطاع مدینہ کا رخ کرنے لگے اور اس طرح پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ پیشین گوئی (آپ کی ذات گرامی) سے پوری ہوئی جو کہ ابو ہریرہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

عنقریب وہ زمانہ آئے گا جبکہ لوگ طلب علم کے لئے اونٹ ہنکائیں گے لیکن مدینہ کے عالم سے زیادہ بڑا عالم کوئی نہ پائیں گے''۔

(حیات امام مالک رحمہ اللہ ص ۴۶)

تاریخ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسی پیشین گوئی کو جس نمایاں حیثیت سے روشن واجاگر کیا ہے اس کا ادنیٰ مظاہرہ یہ ہے۔

ا۔فن حدیث کی پہلی کتاب موطا (امام مالک) کے نام سے دنیائے اسلام کے سامنے پیش کرنے کی سعادت وشرف صرف آپ کو ہی حاصل ہے۔

۲۔آپ اگرچہ اتباع تابعین میں سے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ مخصوص فضل وشرف آپ کو مل گیا اکابر تابعین، مثل امام زہری مدنی یحییٰ بن سعید انصاری، ہشام بن عروہ، سفیان ثوری اور امام جعفر صادق وغیرہم رضی اللہ عنہم آپ کے تلامذہ کی صف میں بیٹھے دکھائی دیتے ہیں آپ خود فرمایا کرتے کہ جن آئمہ عظام سے ابتدا میں ہم نے تلمذ وعلمی استفادہ کیا بالآخر ان حضرات کی بہت بڑی اکثریت نے خود ہم سے استفادہ کیا۔

۳۔تاریخی حقیقت یہ ہے کہ آئمہ مذاہب ومجتہدین یعنی امام ابوحنیفہ، امام شافعی، قاضی ابو یوسف، امام محمد حسن بن زیاد، عبداللہ بن وہب، مفتی مصر ابوعمر اشہب مصری امام ابن قاسم اور خلفاء بنی عباسیہ، منصور عباسی، مہدی موسیٰ ہادی، ہارون رشید، محمد امین عبداللہ، مامون عباسی رحمہم اللہ اور حبشہ کے فاقہ مست اور عرب کے پھٹے پرانے کپڑوں والے بدوی آپ کے درس میں دوش بدوش بیٹھے دکھائی دیتے ہیں۔حتیٰ کہ سلطان صلاح الدین ایوبی ایسے نامور فاتح اسلام نے بھی آپ کے تلامذہ کی فہرست میں شامل ہونے کی غرض سے (موطا کی سماعت کے لیے) اسکندریہ سے قاہرہ تک کا سفر گوارا کیا۔(حکومت اور علماء ربانی ص ۲۷ تا ۲۹)

فقیہ عراق امام حنیفہ رحمہ اللہ

حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کے تقویٰ اور احقاق کی جو تصویر علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ نے ''سیرۃ النعمان'' میں پیش کی ہے۔اس کی ایک جھلک نمونۂ عرض ہے۔آپ کی تجارت نہایت وسیع تھی۔لاکھوں کا لین دین تھا۔اکثر شہروں میں نمائندے مقرر تھے بڑے بڑے سوداگروں سے معاملہ رہتا تھا۔

ایسے بڑے کارخانہ کے ساتھ دیانت اور احتیاط کا اس قدر خیال رکھتے تھے کہ ناجائز طور پر ایک حبہ بھی ان کے خزانے میں داخل نہیں ہوسکتا تھا۔

دیانت وسخاوت:۔چنانچہ ایک دن حفص (اپنے شاگرد کے پاس خز (ریشم) کے کچھ تھان بھیجے اور کہلا بھیجا کہ فلاں فلاں تھان میں (قدرے) عیب ہے خریدار کو عیب (نقص) کا ذکر کر دینا فروخت کرتے وقت، حفص کو ہدایت یاد نہ رہی اور سب تھان (برابر کی قیمت پر) بیچ ڈالے۔جب امام صاحب کو معلوم ہوا (کہ خریدار کو نقص نہیں بتایا گیا) تو تمام تھانوں کی پوری قیمت جو تیس ہزار تھی خیرات کردی۔

سخاوت اور خیرات کا یہ حال تھا کہ شیوخ ومحدثین کے لئے تجارت کا ایک حصہ مختص تھا جو سال بہ سال ان کو پہنچا دیا جاتا۔

(حکومت اور علماء ربانی ص ۳۶)

خشیت وانابت الی اللہ:۔ ایک دفعہ بتا رہے تھے کہ ایک شخص نے کہا ''ابوحنیفہ رحمہ اللہ خدا سے ڈر کر فتویٰ دیا کرو۔''

یہ سن کر امام صاحب رحمہ اللہ پر اس کا اس درجہ اثر ہوا کہ چہرہ کی رنگت بدل گئی اور کہا: بھائی! خدا تجھے جزائے خیر دے۔اگر مجھے کتمان علم کے مواخذہ کا خوف نہ ہوتا تو میں بالکل ہی فتوے نہ دیتا۔

(ا) ایک دفعہ عشا کی نماز میں آپ نے ''اذازلزلت'' پڑھی۔لوگ نماز سے فارغ ہوکر چلے گئے۔تھوڑی دیر میں (راوی واقعہ) ٹھہرا رہا۔ دیکھا تو امام صاحب ٹھنڈی سانس بھر رہے ہیں۔یہ دیکھ کر آپ کی عبادت میں خلل نہ ہو میں بھی چل دیا صبح کے وقت جب میں نے دیکھا تو امام صاحب غمگین بیٹھے ہیں اور ہاتھ میں داڑھی پکڑے ہوئے بڑی رقت سے کہہ رہے ہیں۔

اللہ! کہ تو ذرا ذرا نیکی اور بدی کا بدلہ لے گا۔اپنے غلام نعمان کو آگ دوزخ سے بچانا۔

(۲)ایک دن بازار جا رہے تھے کہ اچانک بے خبری سے ایک لڑکے کے پاؤں پر آپ کا پاؤں پڑ گیا۔ وہ چلایا اور کہا کہ تو خدا سے نہیں ڈرتا'' یہ سنتا تھا کہ آپ پر غشی طاری ہونے لگی امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ (کوفہ کے مشہور محدث) ساتھ تھے انہوں نے سنبھالا اور ہوش آنے پر آپ سے کہا۔ ''ایک لڑکے کی اس بات پر اس قدر بے قرار ہونا کچھ معنی نہیں رکھتا''۔

آپ نے فرمایا: عجب نہیں کہ لڑکے کی آواز تائید غیبی ہو۔

(۳)ایک دن حسب معمول آپ دکان پر گئے نوکر نے کپڑے کے تھان نکال کر رکھے دکان لگائی اور تفاول کے طور پر کہا ''خدا ہم کو جنت دے۔ یہ سن کر امام صاحب پر رقت طاری ہوئی اور اس قدر روئے کہ رخسار (آنسوؤں سے تر ہو گئے) نوکر سے کہا: دکان بند کر دو اور خود چہرہ پر رومال ڈال کر باہر نکل گئے دوسرے دن جب دکان پر آئے تو نوکر سے کہا: بھائی! اس قابل کہاں کہ جنت کی آرزو کریں یہی بہت ہے کہ عذاب الٰہی سے نجات مل جائے۔ (حکومت اور علماء ربانی ص ۳۸)

زہر کا اثر اور آپکی دعا:۔ جب آپ کو معلوم ہوا اور شہادت یقینی ہوگئی تو دوگانہ شکر ادا کیا کہ مولا کریم جیسے تو نے اپنے فضل سے مجھے راہ حق میں مشکلات ومصائب برداشت کرنے کی توفیق بخشی ہے ویسے ہی انہیں قبول فرمائیے (رضی اللہ عنہ) غرضیکہ منصور کی قید سے آپ اس وقت رہا ہوئے جبکہ روح جسم کی قید سے آزاد ہوئی۔

صداقت کے بیان کرنے سے مومن رک نہیں سکتا اتر سکتا ہے سر خوددار کا پر جھک نہیں سکتا

(حکومت اور علماء ربانی ص ۴۵)

امام السنہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ

حضرت امام احمد بن حنبل (رحمہ اللہ) دنیائے اسلام کی وہ شخصیت ہیں جن کی نظیر امت میں کمیاب ہے۔ چنانچہ علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ نے آپ کا تعارف ''سیرۃ النعمان'' میں ان الفاظ میں پیش کیا ہے۔

''بڑے بڑے علماء کا قول ہے کہ اسلام کو دو شخصیتوں نے نہایت نازک وقت میں محفوظ رکھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مرتدین عرب کا استیصال کیا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ جو مامون الرشید وغیرہ کے زمانہ میں حدوث قرآن (خلق قرآن) کے منکر رہے۔ بلکہ ایک اعتبار سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو ترجیح ہے کیونکہ صحابہ کرام حضرت ابوبکر کے معاون و مددگار تھے۔ لیکن امام احمد رحمہ اللہ کا کوئی مددگار نہ تھا۔

(سیرۃ النعمان ص ۷۷ بحوالہ حکومت اور علماء ربانی ص ۴۵)

عزم واستقلال:۔ علامہ ابن قدامہ یہ روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں: **''لولا احمد بن حنبل قام بهذا الشان لكان عاراً وشنارا علينا الى يوم القيامة ان قوما سئلوا افلم يخرج منهم احد''** (مغنی جلد ا ص ۵)

ترجمہ: اگر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اس مسئلہ میں پورا عزم واستقلال نہ دکھاتے تو امت کے لئے قیامت تک عار اور شرمندگی کا باعث ہوتا۔ اس وقت پوری قوم میں سوائے احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے کوئی بھی میدان میں نہ نکلا۔

علامہ شعرانی رحمہ اللہ طبقات الکبریٰ میں لکھتے ہیں کہ خلیفہ مامون عباسی جبکہ معتزلہ ایسے بدترین وگمراہ فرقہ کا عقیدت مند ہو گیا تو اس نے فیصلہ کر لیا کہ قانونی طور پر مسئلہ خلق قرآن کو اسلام کا بنیادی عقیدہ قرار دیا جائے۔ (حکومت اور علماء ربانی ص ۴۶)

عجیب کرامت:۔ حضرت میمون کہتے ہیں جب آپ کو کوڑے لگائے جاتے تھے تو اس وقت آپ کا ازار بند ٹوٹ گیا اور قریب تھا کہ پاجامہ نیچے گر کر آپ ننگے ہو جائیں لیکن ہم نے دیکھا کہ آسمان کی طرف منہ کر کے آپ رحمہ اللہ نے یہ دعا پڑھی۔

''اے اللہ! میں تیرے اس باعظمت نام کے ساتھ سوال کرتا ہوں کہ جس کی برکت سے عرش بھرا ہوا ہے۔ اگر میں حق پر ہوں تو مجھے لوگوں کے سامنے ننگا نہ کر''۔ پس ہمارے دیکھتے ہی پاجامہ اپنی جگہ مضبوط ہو گیا۔ (حکومت اور علماء ربانی ص ۵۵)

بشارت وخوشخبری:۔ جبکہ آپ کی آزمائش ختم ہو گئی تو ایک دن ایسا ہوا کہ ایک غیر معروف آدمی آیا اور السلام علیکم عرض کرنے کے بعد کہنے لگا کہ میں دور دراز کا سفر کر کے صرف اس لئے آیا ہوں کہ بشارت وخوشخبری سناؤں کہ آسمانوں کے تمام فرشتے اور خود حاملین عرش خوش ہیں کہ آپ نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تمام آلام ومصائب کو انتہائی صبر وسکون اور خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ (حکومت اور علماء ربانی ص ۵۵)

دعائے برکت کی درخواست کرنا:۔ جب واثق مر گیا اور اللہ تعالیٰ نے متوکل ایسے محبّ سنت اور حامی دین کو خلیفہ کر دیا تو سب سے پہلے متوکل نے جو کام کیا وہ یہی تھا کہ پیدل جیل خانہ میں پہنچا۔ اور امام السنہ رحمہ اللہ سے سلام مسنون عرض کرنے کے بعد اپنے ہاتھ سے بیڑیاں کھولیں اور شاہی لباس امام صاحب کو زیب تن کرا کر آپ کو اپنے گھر میں دعا وبرکت فرمانے کے لئے درخواست کی۔

جب امام صاحب قصر شاہی میں تشریف فرما ہوئے تو متوکل نے انتہائی خوشی ومسرت سے اپنی والدہ سے باآواز بلند کہا ''اے اماں جان! ہم سے زیادہ خوش قسمت اور کون ہو سکتا ہے کہ امام السنہ کی تشریف آوری سے ہمارا گھر بقعۂ نور ہو رہا ہے۔ (حکومت اور علماء ربانی ص ۵۶)

زہد وتقویٰ:۔ جب امام السنہ رحمہ اللہ متوکل کے محلات سے باہر نکلے تو وہ شاہانہ لباس اتار کر ایک محتاج کو پہنا دیا۔ اور آپ وہی پرانا لباس زیب تن فرماتے ہوئے اپنے دولت کدہ پر تشریف لے گئے۔

متوکل آپ کا اس درجہ شیدائی اور عقیدت مند ہوا کہ دونوں وقت کا کھانا جو دو سو درہم کے خرچ سے تیار ہوتا تھا اور انواع واقسام کے پھل وغیرہ امام صاحب کی خدمت میں بھجوا تا لیکن امام صاحب اپنے نان پر قناعت فرماتے ہوئے وہ غربا ومساکین کو دے دیتے۔ (حکومت اور علماء ربانی ص ۵۶)

انتہائی احتیاط:۔ آپ کے بیٹے نے عہدہ قضا قبول کر لیا تو آپ کو بے حد صدمہ ہوا آپ کے مکانات ماشاء اللہ کافی تھے جن کے کرایہ پر آپ کی گزران تھی وہ چونکہ قابل مرمت تھے۔ آپ کے بیٹے نے ان کی مرمت وصفائی کرا دی۔ جس کے نتیجے میں آپ نے اس لئے کرایہ کا حصہ لینا بند کر دیا کہ مکانات کی مرمت قضا کی تنخواہ سے کی گئی۔ (حکومت اور علماء ربانی ص ۵۶)

صحرا کے ولی کی خلیفۂ وقت سے ملاقات:۔ ہارون الرشید حج کے لئے مکہ شریف آیا جب حرم میں داخل ہوا تو طواف شروع کیا دوسرے لوگوں کو طواف سے روک دیا ایک اعرابی آگے بڑھا اور امیر المؤمنین کے ساتھ طواف کرنے لگا۔ امیر المؤمنین کو یہ ناگوار گزرا سپاہی کو غصے سے دیکھا کہ اس کو روکے سپاہی نے روکا تو اعرابی نے کہا یہ مقام مساوات ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

''**سواء العاكف فيه والباد ومن يرد فيه بالحاد بظلم نذقه من عذاب اليم**'' بیت الحرام میں یہاں کا رہنے والا اور جنگل کا رہنے والا دونوں برابر ہیں اور جو اس مقام میں اس ظلم سے بڑھا چلنے کا قصد کرلے اسے ہم دردناک عذاب چکھائیں گے۔

جب امیر المؤمنین نے یہ سنا تو سپاہی کو حکم دیا کہ اعرابی کو اپنی حالت پر چھوڑ دے پھر جب امیر المؤمنین حجر اسود کا بوسہ لینے لگا تو اس میں بھی اعرابی نے پہل کی اسی طرح مقام ابراہیم پر بھی دو رکعت امیر المؤمنین سے پہلے پڑھ لیں۔ جب امیر المومنین طواف اور نماز سے فارغ ہوا۔ تو اعرابی کو بلانے کے لئے سپاہی بھیجا۔ اعرابی نے جواب دیا کہ حاجت مند چل کر آیا کرتا ہے مجھے تو بادشاہ کی طرف سے کوئی حاجت نہیں اگر بادشاہ کو حاجت ہے تو آجائے سپاہی بڑا جوش بھرا واپس ہوا اور بادشاہ کو اشتعال دلاتے ہوئے اس کا جواب سنایا بادشاہ نے کہا کہ بات اس کی معقول ہے چلو ہم چلتے ہیں بادشاہ اعرابی کے پاس آیا اور سلام کہا۔ اعرابی نے سلام کا جواب دیا اس کے بعد بادشاہ اور اعرابی کی جو کچھ گفتگو ہوئی وہ مکالمہ کی شکل میں حسب ذیل ہے۔

بادشاہ کوادب سکھانا:۔ بادشاہ: کیا مجھے یہاں بیٹھنے کی اجازت ہے؟

اعرابی: یہ میرا گھر یا میرا حرم نہیں بلکہ خدا کا گھر اور خدا کا حرم ہے ہم سب اس میں برابر ہیں بیٹھنا ہو بیٹھ جا، واپس ہونا ہو واپس ہو جا۔

(بادشاہ اس دلیرانہ اور معقول جواب سے بڑا متاثر ہوا اور اعرابی کے ایک طرف بیٹھ گیا)

بادشاہ: میں تم سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کہ خدا نے تم پر کیا فرض کیا ہے؟

اعرابی: سوال تعلم کا ہے یا لعنت کا؟ یعنی کچھ استفادہ کرنا مقصود ہے یا محض پہنچاننا یا امتحان لینا؟

بادشاہ: (حیران سا ہو کر) سوال تعلم کا ہے؟ یعنی کچھ سیکھنا چاہتا ہوں۔

اعرابی: پھر شاگردوں کی طرح ادب سے بیٹھو۔

(بادشاہ اعرابی کے سامنے دوزانو ہو کر ادب سے بیٹھ گیا)

اعرابی: اب پوچھو جو پوچھنا ہے۔

بادشاہ: آپ پر خدا نے کیا فرض کیا ہے؟

اعرابی: کون سے فرض سے سوال کرتے ہو فرائض بہت سے ہیں ایک، پانچ، سترہ، چونتیس، چورانوے، چالیس سے ایک ساری عمر میں ایک، دوسو سے پانچ۔

چالیس سے ایک یہ سونے کی زکوٰۃ ہے۔ چالیس دینار سے ایک دینار فرض ہے۔ ساری عمر میں ایک فرض حج ہے۔

دوسو سے پانچ، یہ چاندی کی زکوٰۃ ہے دوسو درہم سے پانچ درہم فرض ہیں۔ اعرابی کی یہ تفسیر سن کر بادشاہ بہت محظوظ ہو گیا اور خوشی سے بھر گیا اور سمجھا کہ یہ گودڑی میں موتی یا علمی خزانہ ہے۔ جب اعرابی نے دیکھا کہ بادشاہ میرا عقیدت مند ہو گیا ہے اور میری عظمت و بزرگی اس کے دل میں بیٹھ گئی ہے تو اس کو اپنی طرف زیادہ مائل کرنے کے لئے ایک مسئلہ اور چھیڑ دیا اور اس سے اعرابی کا مقصد کوئی اپنا ذاتی مفاد نہیں تھا۔ بلکہ وہ بادشاہ کو تبلیغ کرنی چاہتا تھا۔ تاکہ بادشاہ کچھ اپنی آخرت کی فکر کرے۔ مگر بغیر عقیدت مند ہونے کے واعظ کا اثر مشکل ہے۔ خاص کر بادشاہوں کو اس لئے اعرابی کی کوشش تھی کہ اپنا علمی سکہ اس کے دل پر بٹھائے۔ کیونکہ (سعودی حکومت کی طرح) ہارون الرشید کے دل میں (بھی) علم دین کی بڑی قدر تھی چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ کے قصہ میں گزر چکا ہے۔

اعرابی نے یہ (اور) مسئلہ عجیب طرح سے چھیڑا۔ بادشاہ کو کہا: میں نے آپ کی آرزو پوری کر دی اور آپ کی حسب خواہش مسائل کی تفسیر کر دی۔ کیا آپ بھی میرے کسی سوال کا جواب دے سکتے ہیں۔ میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے کہا: پوچھو''اعرابی'' ایک عورت صبح کے وقت ایک شخص پر حرام تھی۔ ظہر کے وقت حلال ہو گئی۔ عصر کے وقت پھر حرام ہو گئی۔ مغرب کے وقت پھر حلال ہو گئی۔ عشاء کے وقت پھر حرام ہو گئی۔ دوسرے روز صبح کے وقت پھر حلال ہو گئی۔ ظہر کے وقت پھر حرام ہو گئی۔ عصر کے وقت پھر حلال ہو گئی۔ مغرب کے وقت پھر حرام ہو گئی۔ عشاء کے وقت پھر حلال ہو گئی۔ یہ کون سی عورت ہے اور اس کی صورت کیا ہے؟

بادشاہ نے کہا آپ نے مجھے سمندر میں ڈال دیا ہے۔ اب آپ ہی اس سے نجات دیں۔

اعرابی آپ امیر المؤمنین ہیں اور آپ کی شخصیت سب سے بڑی ہے آپ کو کسی شئے سے عاجز نہ ہونا چاہیے میرا سوال تو ایک معمولی ہے۔ (اعرابی کا مطلب یہ تھا کہ بادشاہ عالی دماغ ہوتے ہیں اور عالی دماغ لوگ ان کے درباروں میں حاضر رہتے ہیں جن کی مدد سے مشکل سے مشکل مسائل حل ہو سکتے ہیں) پھر کیا وجہ ہے کہ آپ میرے ایک معمولی سے سوال سے عاجز آ گئے؟

بادشاہ: آپ کو علم نے بڑا کر دیا اور آپ کا ذکر بلند کر دیا۔ میرے اعزاز کے لئے اور اس مقام (حرم اللہ) کی شان کا لحاظ کرتے ہوئے

میری یہی آرزو ہے کہ آپ ہی تفسیر کریں''۔

اعرابی: اگر آپ کی خوشی اسی میں ہے۔ تو میرے لئے بھی یہ برکت اور عزت کا باعث ہے۔ یہ عورت کسی کی لونڈی ہے جو صبح کے وقت زید پر حرام تھی۔ جب ظہر کا وقت ہوا تو زید نے خرید لی۔ اب اس کے لئے حلال ہوگئی۔ پھر عصر کے وقت زید نے آزاد کر دی۔ تو اس پر حرام ہو گئی۔ پھر مغرب کے وقت نکاح کر لیا۔ حلال ہوگئی۔ پھر عشا کے وقت طلاق دے دی۔ حرام ہوگئی۔ پھر دوسرے دن کی صبح کے وقت رجوع کر لیا۔ حلال ہوگئی۔ پھر ظہر کے وقت مرتد ہو گیا۔ حرام ہوگئی۔ پھر عصر کے وقت توبہ کر لی۔ حلال ہوگئی۔ پھر مغرب کے وقت عورت مرتد ہوگئی۔ حرام ہوگئی۔ پھر عشا کے وقت تائب ہوگئی۔ حلال ہوگئی۔

بادشاہ نے یہ تفسیر سنی تو خوش ہو کر دس لاکھ درہم بطور انعام دینا چاہا۔ مگر اعرابی نے قبول نہ کیا اور کہا کہ یہ مستحقین کو دے دیں۔

''**ربنا هب لنامن ازواجنا وذرياتنا قرة اعين واجعلنا للمتقين اماماً آمين**۔

(عبداللہ امرتسری روپڑی رحمہ اللہ حال ماڈل ٹاؤن بلاک کوٹھی نمبر ۱۱۹ لاہور)۔

(حکومت اور علماء ربانی ص ۶۴ تا ۷۲)

امام العلم امام شافعی رحمہ اللہ حبر الامتہ

امام شافعی رحمہ اللہ کی کسی حکومت سے ٹکر نہیں ہوئی مگر چونکہ امام شافعی رحمہ اللہ ائمہ اربعہ سے ہیں اور ائمہ ثلاثہ کے حالات ذکر ہو چکے ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے مختصر حالات بھی یہاں درج کر دیئے جائیں تاکہ یہ مختصر رسالہ ائمہ اربعہ کے حالات پر مشتمل ہو جائے۔

شافعی رحمہ اللہ بلحاظ پیدائش تعلیم وتربیت پھر علمی کمالات واجتہاد وغیرہ کے اللہ تعالیٰ کی آیات بینات سے ایک کھلی آیت بلکہ زندہ معجزہ ہیں۔ چنانچہ علامہ ذہبی ایسے ماہر فن حدیث ورجال اور تاریخ وغیرہ آپ کا ترجمہ تذکرہ الحفاظ میں شافعی امام العلم حبر الامتہ کے عنوان سے ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''**ابو عبدالله محمد بن ادريس القرشي المطلبي الشافعي المكي نسيب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وناصر سنته**'' شافعی کی کنیت ابوعبداللہ اور اسم گرامی محمد ہے۔ آپ کے والد کا نام ادریس ہے۔ خاندانی لحاظ سے مطلبی اور ہاشمی قریشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت دار اور سنت کے ناصر وناشر ہیں۔ آپ کے جد بزرگوار کا نام چونکہ شافع رحمہ اللہ تھا۔ اس لئے آپ شافعی نام سے شہرہ آفاق ہوئے آپ کی پیدائش ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ بعض اہل علم یہ بھی کہتے ہیں کہ جس دن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ آپ اسی دن پیدا ہوئے چون سال عمر پا کر ۲۰۴ھ میں وفات پائی۔ (حکومت اور علماء ربانی ص ۷۲)

ولادت سے قبل بشارتیں:۔ امام شافعی رحمہ اللہ کی شان باقی آئمہ سے نرالی ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے حالات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت مشابہ ہیں۔ جیسے رسول اللہ کی والدہ کو حمل کے دنوں میں خواب آیا کہ ان کے اندر سے نور نکلا ہے۔ جس سے بصری شہر (جو علاقہ شام میں ہے) کے محل روشن ہوگئے۔ اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ کی والدہ خواب آیا کہ ان کے اندر سے ستارہ مشتری (جو بہت روشن ہے) نکلا۔ اور ٹوٹ کر اس کے ٹکڑے ہر شہر میں پہنچ گئے۔ ایک ماہر فن تعبیر نے اس کی تعبیر یہ کی کہ تجھ سے ایک بہت بڑا امام پیدا ہوگا۔ جس کا نور ہدایت ہر شہر میں پہنچے گا۔ (حکومت اور علماء ربانی ص ۷۳)

بشارت اور برکت کی دعا:۔ امام شافعی رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا: اے لڑکے تو کون ہے؟ میں نے عرض کی حضور ﷺ! میں آپ کی قرابت سے ہوں۔ فرمایا: نزدیک ہو۔ میں نزدیک ہوا تو آپ ﷺ نے میرا منہ کھول کر اپنا لعاب مبارک میری زبان پر جاری کر دیا اور فرمایا: جا اللہ تجھ میں برکت کرے۔ (حکومت اور علماء ربانی ص ۷۳)

امامت اور اتباع سنت کی بشارت:۔ مکہ شریف میں بچپن کے ایک اور خواب کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ کے چہرہ مبارک پر ہیبت ٹپکتی ہے۔حرم میں لوگوں کی امامت کر رہے ہیں۔نماز سے فارغ ہوکر لوگوں کو درس دینے لگے۔میں نے بھی قریب ہوکر کہا کہ مجھے بھی تعلیم دیجئے آپ ﷺ نے اپنی آستین سے ایک ترازو نکالا اور فرمایا: ''یہ تیرے لئے ہے''۔میں نے ایک معبر سے اس کی تعبیر پوچھی تو اس نے یہ تعبیر کی کہ تو علم میں امام ہوگا۔اور سنت پر ہوگا۔(حکومت اور علماء ربانی ص۷۳)

بڑے انقلاب کے اشارے:۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے متعلق اس قسم کی خوابیں اور آئمہ کی رائیں کسی بڑی دینی خدمت کا پیش خیمہ تھیں۔جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب ایک بڑے انقلاب کی طرف اشارہ تھا ایسے ہی امام شافعی رحمہ اللہ کی آمد سے ایک بڑا انقلاب رونما ہوا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور پر نور سے جاہلیت کی دنیا اسلام سے بدل گئی۔ایسے ہی امام شافعی رحمہ اللہ سے فقہی اختلاف کی وسیع خلیج پائی گئی۔مدینہ منورہ میں امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب رائج تھا۔اور کوفہ میں امام شعبی و امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ کا۔

صادق مصدوق ﷺ کی پیش گوئی:۔ منقبت علم وعمل امام شافعی رحمہ اللہ میں بطور نمونہ جو کچھ بھی ذکر ہوا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس پیش گوئی کا اقل القلیل (ادنیٰ) مظہر ہے جسے امام ابوداؤد طیالسی کی روایت سے حافظ ابن کثیر نے البدایۃ والنہایہ (تاریخ ابن کثیر) میں یوں نقل کیا ہے۔

قال ابو داؤد الطیالسی قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لاتسبوا قریشاً فان عالمها یملأُ الارض علماً اللهم انك اذقت اولها وبالا فاذق اخرها نوالاً وقد رواه الحاکم من طریق ابی هریرة قال الحافظ ابو نعیم الاصبهانی وهو الشافعی۔ (تاریخ ابن کثیر ج۲ص۲۵۱)

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قریش کو برائی سے مت ذکر کرو۔کیونکہ اللہ تعالیٰ ان میں سے ایک ایسا عالم پیدا کرے گا جو علم اور عمل سے انسانی آبادی کو مالا مال کرے گا اس بشارت کے ساتھ آپ نے یوں دعا فرمائی اے اللہ! جیسا کہ تو نے قریش کے پہلے لوگوں پر وبال کی بلا نازل کی ان کے اخیر پر نوازش وکرم فرما امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو دوسری سند (ابو ہریرہؓ کے طریق) سے بھی روایت کیا ہے۔حافظ ابونعیم رحمہ اللہ نے اس حدیث کا محل ومصداق امام شافعی کو ٹھہرایا ہے۔(حکومت اور علماء ربانی ص۷۷)

لامنس ھار کا حقیقت افروز اعلان:۔ عیسائیت اگرچہ ابتداء ہی سے مذہب اسلام کو نیست ونابود اور مسلمانوں کو ملیامیٹ کرنے پر کمربستہ ہے۔لیکن پانچویں صدی کے آخر میں انگلستان میں جو سب سے بڑا اسلام کش عیسائی لیڈر گزرا ہے۔وہ اسلام کشی میں اپنی نظیر آپ ہی ہے جبکہ تحریراً تقریراً وہ اپنی تمام اسلام کش تدابیر کو بروئے کار لا کر بھی اسلام اور مسلمانوں کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔تو مجبوراً اسے اسلام کے استقلال وبقا اور استحکام ومضبوطی پر غور وفکر کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوا۔بالآخر گہری سوچ بچار کے بعد اسلام کے تحفظ وبقا کا مدار اس نے صرف چار بلند پایہ شخصیتوں کی قابلیت اور حسن تدابیر علم وعمل پر منحصر گردانا ہے جن میں سے سب سے اول ہادی برحق جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ہے دوسرے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مبارک ہستی ہے جو اپنی سیاست اور خلوص میں ضرب المثل ہیں۔تیسرے حجۃ الاسلام حبر الامتہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی فقید المثال شخصیت ہے جن کی سعی وکوشش سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سراپا نور زندگی کے تمام شعبے ہی نہیں بلکہ جمیع حرکات وسکنات من وعن رہتی دنیا تک اسلامی دنیا کے لئے مشعل راہ ہیں۔

اس مخالف اسلام نے اعلان کر دیا کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ علمی وعملی زندگی کے لحاظ سے اسلام کے ان چار مخصوص ستونوں میں سے ایک اہم ترین ستون ہیں کہ جن کے سہارے اسلام کی محکم ومضبوط چھت قائم ہے۔(حکومت اور علماء ربانی ص۷۸)

امام شعرانی کا اعلان:۔ اور سنئے علامہ شعرانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ آپ کے شاگرد امام ربیع کہا کرتے کہ آپ کی علمی شہرت کا ادنیٰ مظہر میں نے یہ دیکھا کہ آپ کی تصنیفات کی سماعت کے لئے بیک وقت سات سو علماء طلباء کا ہجوم آپ کے درس میں موجود ہے۔اور آپ

ساتھ ساتھ فرماتے جارہے ہیں ''اذا صح الحدیث فھو مذھبی'' اگر خدانخواستہ میرا کوئی قول صحیح حدیث کے خلاف معلوم ہوتو اس کو متروک کرتے ہوئے حدیث صحیح کو میرا مذہب سمجھنا۔

آپ فرماتے تھے کہ میری دلی خواہش یہ ہے کہ خلق کثیر مجھ سے علم دین حاصل کرے۔لیکن کسی قول کو میری طرف منسوب نہ کیا جائے۔ (حکومت اور علماء ربانی ص ۷۸)

ائمہ میں باہمی محبت:۔ امام السنہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنی دعاؤں میں خصوصیت سے امام شافعی رحمہ اللہ کو یاد کرتے اور فرماتے کہ جیسے لوگوں کو سورج اور صحت کی ضرورت ہے اور ان کا عوض کوئی چیز نہیں ہوسکتی ایسے امام شافعی رحمہ اللہ کا درجہ لوگوں میں ہے۔امام شافعی رحمہ اللہ کے شاگرد امام ربیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کی وفات سے چند دن پہلے خواب میں دیکھا کہ حضرت آدم علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں اور لوگ ان کے جنازے کے لئے نکل رہے ہیں۔میں نے خواب کا ذکر بعض اہل علم کے پاس کیا کہ یہ زمین کے بہت بڑے امام فی العلم کی وفات کی طرف اشارہ ہے۔چنانچہ چند دن بعد امام شافعی رحمہ اللہ فوت ہوگئے۔(حکومت اور علماء ربانی ص ۷۹)

مرض الموت میں فکر:۔ امام مزنی امام شافعی رحمہما اللہ کے شاگرد فرماتے ہیں میں مرض الموت میں امام شافعی کے پاس بیمار پرسی کے لئے گیا۔میں نے کہا: کیا حال ہے؟ فرمایا کہ دنیا سے رخصت ہونے والا ہوں اپنے برے اعمال کو ملنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے والا ہوں۔مجھے پتہ نہیں کہ میری روح جنت کو جائے گی پس اس کو مبارکباد دوں یا جہنم کو جائے گی پس اس کی تعزیت کروں، پھر روئے اور یہ شعر پڑھے۔

ولما قسا قلبی وضاقت مذاھبی	جعلت رجائی نحو عفوك سلماً
تعاظمنی ذنبی فلما قرنته	بعفوك ربی كان عفوك اعظما
فما زلت ذاعفو عن الذنب لم يزل	تجود تعفو منه وتكرما
فلولاك لم يسلم من ابليس عابد	وكيف وقد اغوى صفيك آدما

ترجمہ: جب میرا دل سخت ہوگیا اور میرے راستے تنگ ہوگئے۔تو میں نے اپنی امید کو تیری معافی کے لئے سیڑھی بنایا۔میرے گناہ مجھے بڑے معلوم ہوئے جب میں نے تیری معافی کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا۔تو اے میرے رب! تیری معافی بہت بڑی ہوگئی تو ہمیشہ معافی دیتا رہا ہے۔اپنے فضل وکرم سے سخاوت کرتا رہا۔اگر تیری معافی نہ ہوتی تو ابلیس سے کوئی عابد سلامت نہ رہتا اور کس طرح سلامت رہے کوئی جب کہ اس نے تیرے برگزیدہ بندے آدم علیہ السلام کو گمراہ کردیا۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا خدا نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ کہا خدا نے مجھے بخش دیا تاج پہنایا اور حوروں سے نکاح کردیا اور فرمایا یہ اس کا عوض ہے کہ تو میری رضا کے ساتھ راضی رہا اور جو کچھ میں نے دیا اس پر قناعت کی۔(حکومت اور علماء ربانی ص ۸۰)

عبادت وتقویٰ وچند نصائح:۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے رات کے تین حصے کررکھے تھے۔پہلے حصے میں تحریر وتصنیف دوسرے میں نیند وآرام، تیسرے میں نفل وعبادت۔

☆ سترہ سال کی عمر سے کبھی پیٹ بھر کے کھانا نہیں کھایا۔☆ پوری عمر میں فکر وفاقہ سے کبھی گھبرائے نہیں۔☆ ساری عمر کبھی جھوٹ نہیں بولا۔☆ ساری عمر کبھی غسل جمعہ ترک نہیں کیا۔☆ ہاتھ میں ہمیشہ عصا رکھتے اور فرماتے میں مسافرانہ زندگی بسر کررہا ہوں۔☆ نیز فرماتے جو دل کی روشنی چاہتا ہے وہ کم کھائے تنہائی اختیار کرے۔عام مجلسوں سے دور رہے جہلاء سے بچے، علماء سوء سے بے زاری رکھے۔☆ امام شافعی

عرس اور گیارہویں

مصنف

شیخ الاسلام حضرت العلام مولانا حافظ محمد عبداللہ صاحب محدث روپڑی رحمہ اللہ

ناشر

حافظ عزیز الرحمٰن، مکتبہ تنظیم اھل حدیث
نزد چوک دالگراں (لاہور)

نام کتاب:۔ عرس اور گیارہویں

شیخ الاسلام حضرت العلام
مولانا حافظ محمد عبداللہ صاحب محدث روپڑی رحمہ اللہ

ناشر:۔

حافظ عزیز الرحمٰن، مکتبہ تنظیم اھل حدیث
نزد چوک دالگراں (لاہور)

تحریک پاکستان اور علماء اہلحدیث

مصنف:۔

مولانا محمد حنیف یزدانی
مکتبہ نذیریہ لاہور

نام کتاب:۔ تحریک پاکستان اور علماء اہلحدیث

مصنف:۔

مولانا محمد حنیف یزدانی، مکتبہ نذیریہ لاہور

رحمہ اللہ کے شاگرد امام مزنی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے ساری عمر میں آپ جیسا سخی نہیں دیکھا کسی عقیدت مند نے اپنے غلام کے ہاتھ اشرفیوں کی ایک تھیلی بھیجی۔ غلام تھیلی دے کر ابھی رخصت نہیں ہوا تھا کہ ایک مفلوک الحال آ گیا اور کہا کہ میری بیوی کے ابھی بچہ پیدا ہوا ہے اور گھر میں کھانے کو کچھ نہیں۔امام صاحب نے وہی تھیلی اس کے حوالے کر دی۔ حالانکہ خود بھی گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا۔☆امام حمیدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ کے پاس دس ہزار کی رقم تھی آپ نے مکرمہ سے باہر خیمہ لگایا اور غرباء پر سخاوت کا دروازہ کھول دیا یہاں تک کہ مکہ مکرمہ میں خالی ہاتھ داخل ہوئے۔☆امام شافعی رحمہ اللہ کی ہمشیرہ کہتی ہیں میں بعض راتوں میں شافعی رحمہ اللہ کے پاس تیس مرتبہ یا کم وبیش آتی جاتی۔ان کے آگے چراغ ہوتا اور آپ چت لیٹے ہوئے کچھ سوچتے رہتے پھر لونڈی کو چراغ جلانے کا حکم دیتے۔امام شافعی رحمہ اللہ کے بھانجے (ابو محمد) سے کسی نے پوچھا کہ ایسا کیوں کرتے کہا: اندھیرے میں دل زیادہ روشن ہوتا ہے امام شعرانی رحمہ اللہ نے طبقات کبریٰ میں آپ کے بہت سے حکیمانہ اقوال ذکر کئے ہیں۔☆ آپ فرماتے علم کی زینت بردباری زہد اور تقویٰ ہے۔

☆ علماء کا فقر و فاقہ اختیاری (اپنے اختیار سے ہوتا ہے اور جہلاء کا اضطراری۔☆علم صرف پڑھنے اور حفظ کرنے کا نام نہیں بلکہ علم درحقیقت وہ ہے جس سے آخرت کا فائدہ ہو۔☆ اگر کوئی انتہائی کوشش کرے کہ سب لوگ اس سے خوش رہیں تو یہ مشکل ہے۔(اس لئے خدا کو راضی کرنے کی کوشش کرے) ☆ اگر کوئی چاہے کہ لوگ اس سے اچھا سلوک کریں تو اس کو چاہیے کہ لوگوں سے حسن وسلوک اور خوش خلقی سے پیش آئے۔☆ جو آخرت میں بھلائی چاہتا ہے اس کو اخلاص سے علم حاصل کرنا اور اس پر عامل ہونا چاہیے۔☆ سب سے زیادہ ظالم اپنی جان پر وہ ہے جو ایسے شخص سے تواضع سے پیش آئے جو اس کی قدر نہ کرے اور ایسے آدمی سے دوستی رکھے جس سے فائدہ کی امید نہ ہو اور ایسے آدمی کی مدح کرے جو اس کو پہچانتا نہ ہو۔☆ سچے دوست کی پہچان یہ ہے کہ مصیبت کے وقت کام آئے اس کی لغزشوں سے درگزر کرے اور دوست کے دوست کی قدر کرے۔☆ جو تیرے سامنے کسی کی چغلی یا شکوہ کرتا ہے وہ یقیناً دوسروں کے پاس تیرا گلہ کرنے والا ہے۔

☆ اپنے بھائی کو تنہائی میں نصیحت کرنے والا اس کا سچا خیر خواہ ہے اور مجلس میں نصیحت کرنے والا اس کو ذلیل کرنے والا بدخواہ ہے۔

☆ ہادی وہ ہے جو عمل سے وعظ کرے۔(یعنی اس کا عمل دیکھ کر لوگ ہدایت پائیں)۔

(عبداللہ امرت سری روپڑی حال ماڈل ٹاؤن سی بلاک کوٹھی نمبر ۱۱۹۔لاہور) (حکومت اور علماء ربانی ص ۸۱ تا ۸۳)

نام کتاب:۔عرس اور گیارہویں
مصنف:۔شیخ الاسلام حضرت العلام مولانا حافظ محمد عبداللہ صاحب محدث روپڑی رحمہ اللہ
ناشر:۔حافظ عزیز الرحمٰن، مکتبہ تنظیم اھل حدیث، نزد چوک دالگراں (لاہور)

اولیاء کی عظمت اور عقیدت:۔ معزز ناظرین! حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ چھٹی صدی ہجری کے وہ مایۂ ناز بزرگ ہیں کہ جن کی ذات اقدس سے امت محمدیہ ﷺ کو کافی فیض پہنچا ہے ہم شاہ جیلانی اور تمام اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اور بزرگ مانتے ہیں ان کی محبت کو جزو ایمان سمجھتے ہیں اور ان کی تنقیص شان کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کا دشمن سمجھتے ہیں۔(عرس اور گیارہویں ص ۵۰)

نام کتاب:۔تحریک پاکستان اور علماء اہلحدیث..... مصنف:۔مولانا محمد حنیف یزدانی، مکتبہ نذیریہ لاہور

تحریک پاکستان اور علماء اہلحدیث

علمائے اہلحدیث کا کردار:۔ علماء اہلحدیث کی خدمات جلیلہ کا دائرہ بہت وسیع ہے۔درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور تحریر وتقریر کے

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

تاریخ اہل حدیث

تعیین الفرقة الناجیة وانها طائفة اہل الحدیث

مؤلف

الشیخ احمد الدہلوی خادم السنة المطہرة النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ

ڈاکٹر محمد منیر زبیر الراعی السلفی

حماد ظہیر تفہیمی

ملنے کا پتہ:

اسلامی اکادمی - ۱۷-۲ فتح شیر روڈ نیو مزنگ - لاہور

يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله وابتغوا إليه الوسيلة

العظة الجليلة في التوسل والوسيلة

المسمى

كتاب التوسل

تالیف

حافظ محمد الیاس صاحب اثری

استاد جامعہ سلفیہ گوجرانوالہ

ناشر

ادارہ المحدثین جامع مسجد اہلحدیث محمد گوندلوی

قبرستان روڈ گوجرانوالہ

علمائے اہلحدیث بستی و گونڈہ

بدر الزماں نیپالی

ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ

سلسلہ ندوۃ المحدثین

۵۰

کتاب	علمائے اہلحدیث بستی و گونڈہ
مولف	بدر الزمان نیپالی
طبع اول	۱۹۹۰ء
صفحات	۱۶۰
تعداد	۱۰۰۰

تقسیم بلاقیمت

باہتمام

ضیاء اللہ کھوکھر، ۸۳ بی ماڈل ٹاؤن، گوجرانوالہ

میدان میں علماء اہلحدیث سب سے آگے ہیں ہی، مذہبی خدمات کے ساتھ ساتھ سیاسی میدان میں بھی کسی سے کم نہیں ہیں۔متحدہ ہندوستان میں علمائے اہلحدیث نے ہراس تحریک کا ساتھ دیا جو دین وملت کے لئے اٹھی۔ بلکہ بہت سی تحریکوں کے یہ خود بانی تھے۔(تحریک پاکستان ص۵)

تحریک آزادی ہو یا تحریک پاکستان علماء اہلحدیث ہراولین دستہ میں شامل ہیں۔(تحریک پاکستان ص۵)

دیوبند اور علمائے اہلحدیث میں صلح پسندی:۔ کون نہیں جانتا کہ تحریک آزادی ہند میں علماء اہلحدیث اور علماء دیوبند ہی پیش پیش تھے۔اور جب تحریک پاکستان اٹھی تو بانی پاکستان کے دست و باز و علماء اہلحدیث اور علماء دیوبند ہی تھے۔ جماعت اہلحدیث کے مقتدر عالم دین مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی رحمہ اللہ نے تحریک پاکستان کے سلسلہ میں پورے ہندوستان کا دورہ فرمایا۔ بنارس اور لکھنؤ میں بیٹھ کر مسلم لیگ کی تائید وحمایت میں بیشتر مضامین لکھے۔اسلامیہ کالج لاہور کی گراؤنڈ آج بھی حضرت مولانا سیالکوٹی رحمہ اللہ کی تقاریر پر تاثیر کی گواہی دے رہی ہے۔(تحریک پاکستان ص ۲۵)

نام کتاب:۔تاریخ اہلحدیث........ مؤلف:الشیخ احمد الدھاوی
ناشر:۔اسلامی اکادمی،۴۲۔فتح شیر روڈ۔نیومزنگ لاہور

احترام ائمہ کا وجوب:۔ لاریب احترام ائمہ اربعہ ضروری ہے اور واجب ہے ان کی شان بلند ہے اور ان کی فضیلت بڑی ہے اور وہ وسیع علم کے مالک تھے اور حق ان کے ساتھ تھا وہ استمساک بالکتاب وسنت مطہرہ کو لازم جانتے تھے اور کتاب وسنت کے فہم کو ضروری خیال کرتے تھے۔(تاریخ اہلحدیث ص ۵۵)

نام کتاب:۔کتاب التوسل...... تالیف: حافظ محمد الیاس صاحب اثری،استاد جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ
ناشر: خدام المحدثین جامع مسجد اہلحدیث محدث گوندلوی رحمہ اللہ، قبرستان روڈ گوجرانوالہ، قیمت ۱۸ روپے

بزرگوں سے دعا کرانا:۔ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اصحاب پیغمبر زندگی ہی میں دعا کراتے تھے اسی طرح اگر کوئی آدمی کسی صالح، بزرگ اور دیندار شخص سے دعا کرانا چاہے تو بلا شک ارتیاب جائز ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور کوئی اختلاف کرے تو کیوں کر؟ اس عمل کی تائید میں احادیث کا وافر ذخیرہ موجود ہے۔ یہ حوالہ جات مشتے از خروارے کے طور پر پیش کیے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس موضوع پر ایک ضخیم کتاب مرتب ہوسکتی ہے۔(کتاب التوسل ص ۴۱)

نام کتاب:۔علمائے اہلحدیث بستی وگونڈہ
مصنف:۔بدر الزماں نیپالی (تقسیم بلا قیمت) ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ پاکستان

وضاحت: ضلع بستی اور گونڈہ میں اہلحدیثیت کی ابتداء مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ اور سید احمد شہید رحمہ اللہ کے فیض یافتہ مولانا جعفر علی نقوی رحمہ اللہ سے ہوئی ہے۔علماء وصلحائے اہلحدیث بستی گونڈہ کے کارناموں اور خدمات پر مشتمل کتاب مولانا بدر الزمان نیپالی کی تالیف ہے جو ان کے حسن ذوق اور اکابر سے عقیدت کا بین ثبوت ہے۔

مولانا جعفر علی نقوی رحمہ اللہ کامل پیر طریقت

مولانا جعفر علی صاحب رحمہ اللہ صرف ایک مجاہد اور پیر طریقت ہی نہیں تھے بلکہ ایک ممتاز عالم دین بھی تھے۔علوم عقلیہ ونقلیہ میں پوری مہارت حاصل تھی۔

مولانا خالص اہل حدیث تھے۔شاہ ولی اللہ وشاہ اسماعیل رحمہما اللہ کی طرح قرآن وسنت کو اپنا ماخذ سمجھتے تھے۔(علمائے اہلحدیث بستی و گونڈہ ص ۲۳)

ورثاء اور مریدین کو چھ نصیحتیں:۔ جتنے مدارس آپ نے قائم کئے وہ سب اہل حدیثوں ہی کے ہیں اور وہ آپ ہی کے مسلک کے ترجمان رہے ہیں اس سے بھی آپ کا اہلحدیث ہونا ثابت ہے۔نگاہ میں کافی توسع تھا۔ائمہ اربعہ کے مذاہب اور ان کے دلائل پر بڑی اچھی نظر تھی۔افسوس کہ چند مکاتیب اور فتوؤں کے سوا آپ کے سارے علمی رسائل ضائع ہو گئے۔وفات سے چند روز پہلے آپ نے اپنے ورثاء اور مریدین کے لئے چھ وصیتیں تحریر کیں۔آپ کی کئی کتابیں ضائع ہو گئیں۔صرف دو مطبوعہ بچی ہیں اور دو غیر مطبوعہ ان کا تعارف ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔(علمائے اہلحدیث بستی و گونڈہ ص ۲۴)

خلفاء، مریدین کیلئے وصیت نامہ:۔ وصایا: مولانا نے انتقال سے چند روز پہلے اپنے ورثاء، خلفاء، متعلقین و مریدین کے لئے ایک طویل وصیت نامہ تیار کیا تھا۔جو چھ وصیتوں پر مشتمل ہے اس میں دنیا کی بے ثباتی، موت کا عبرت آموز منظر پیش کر کے موت سے پہلے تلقین کے آداب اور موت کے بعد تکفین و تدفین کا مسنون طریقہ، اعزہ واقرباء اور پسماندگان کو صبر و رضا کی تعلیم اور جزع وفزع اور نوحہ سے احتراز کی تاکید فرماتے ہوئے مردہ کے پسماندگان کے ساتھ سلوک کا مسنون طریقہ بتایا ہے۔(علمائے اہلحدیث بستی و گونڈہ ص ۲۴)

رہنمائے سالکان و پیشوائے عارفاں:۔ چند روز بیمار رہ کر ۲۰ رمضان المبارک ۱۲۸۸ھ، نومبر ۱۸۷۱ء میں علم وعمل کا یہ درخشاں آفتاب اپنے آبائی وطن مجھوا میر میں ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا۔مندرجہ ذیل رباعی سے ان کی تاریخ نکلتی ہے۔

حاجی حرمین بود وسید عالی مکاں رہنمائے سالکان و پیشوائے عارفاں

سال تاریخ و فاتش ازسروش آمد بگوش عاجزا گو "غازی ہادی و علامہ زماں

(علمائے اہلحدیث بستی و گونڈہ ص ۲۵)

جنت میں بزرگوں کا انتظار کرنا:۔ وفات سے قبل آپ نے ایک خواب دیکھا کہ ایک آراستہ مکان میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور سید احمد شہید و شاہ اسماعیل شہید رحمہم اللہ اور کچھ اور حضرات کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں ایک کرسی خالی ہے ایک صاحب نے سوال کیا یہ کرسی کس کے لئے ہے؟ جواب ملا۔مولوی جعفر علی رحمہ اللہ کے لئے یہ خواب دیکھتے ہی آنکھ کھل گئی اور سجدۂ شکر میں گر گئے۔(علمائے اہلحدیث بستی و گونڈہ ص ۲۵)

جانشینی وخلافت:۔ آپ نے مولانا سید باقر علی رحمہ اللہ کو اپنا جانشین بنایا۔

مولانا سید جعفر رحمہ اللہ کی دو شادیاں ہوئی تھیں ایک خاندان میں کی تھی یہ بی بی عمر میں سید صاحب سے بڑی تھیں۔

دوسری شادی سید احمد علی رامپوری رحمہ اللہ کی صاحبزادی سے کی جن کا نام فاطمہ بی بی تھا۔دونوں آپ کی وفات کے بعد کافی دنوں تک باحیات رہیں اولاد میں صرف ایک لڑکی تھی جس کا نام سیدہ زینب تھا۔جس کی شادی محلّہ قافلہ ٹونک کے سید شریف حسن بن سید مہدی حسن سے ہوئی تھی۔آپ نے مولانا سید باقر علی شاہ رحمہ اللہ کو اپنا جانشین بنایا۔(علمائے اہلحدیث بستی و گونڈہ ص ۲۵)

میاں دانش علی ندیار رحمہ اللہ (بستی) خلیفہ مجاز:۔ آپ موضع ندیا کے رہنے والے تھے عالم دین نہیں تھے مگر طبابت میں ید طولیٰ رکھتے تھے علماء کی صحبت خصوصاً مولانا جعفر علی نقوی رحمہ اللہ کے فیوض سے بہرہ ور تھے۔آپ کا حلقہ طبابت حلقہ دعوت بھی ہوتا تھا۔علاقہ میں گھوم گھوم کر دونوں کام انجام دیا کرتے تھے۔تقویٰ اور پرہیز گاری کا کیا پوچھنا آپ کو سید جعفر علی صاحب نے اپنا خلیفہ بھی مقرر کیا تھا اوسان کوئیاں آپ بہت آتے جاتے تھے اور یہاں کے لوگ آپ کے معتقدین میں سے تھے۔(علمائے اہلحدیث بستی و گونڈہ ص ۱۲)

مولانا رئیس الاحرار ندوی بھٹیا (بستی)

نام محمد رئیس بن سخاوت علی بن محمد باقر جہانگیر آبائی وطن موضع بھٹیا پوسٹ مروٹیا بازار بستی ہے جولائی ۱۹۳۸ء میں پیدا ہوئے۔(ص ۳۳)

ندوۃ العلماء سے فراغت علم:۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء کی ایک شاخ مدرسہ عالیہ بدریہ پکا بازار بستی میں داخل ہوئے۔ابتدائی عربی درجات کی تکمیل وہیں ہوئی۔۱۹۵۷ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں عالمیت سال آخر میں داخلہ لیا۔تین سال تک یہاں استفادہ کرتے رہے اور ۱۹۶۰ء میں ندوہ سے فراغت حاصل کر لی۔(علمائے اہلحدیث بستی وگونڈہ ص۳۴)

مولانا شریف حسن نقوی (بستی) کا ذوق تصوف

خلیفہ طریقت:۔ ٹونک کے رہنے والے تھے بواسطہ خلافت سید جعفر علی رحمہ اللہ کی جگہ پر بستی میں رہے۔مولانا عبدالجلیل رحمانی آپ کے بارے میں فرماتے ہیں۔آپ (سید جعفر علی نقوی) کے داماد علامہ شریف حسن مرحوم بڑے جید عالم فاضل تھے آپ امراض باطنیہ کے طبیب تھے تو امراض ظاہریہ کے حکیم متبع سنت بزرگ بھی تھے،عامل بالحدیث اور صاحب تصنیف بھی۔

مولانا غلام رسول مہر سید عبدالسلام (جو سید جعفر علی کے خاندان کے ایک فرد ہیں) سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''سید جعفر علی کی صاحبزادی سیدہ زینب کی شادی محلّہ قافلہ ٹونک کے سید شریف حسن بن سید مہدی حسن سے ہوئی تھی۔وہی سید جعفر کے خلیفہ مقرر ہوئے لاولد رہے اور انہیں سیدہ زینب کے ذریعہ جو جائیداد ملی تھی وہ اپنے بھائی سید لطیف حسن کے نام ھبہ کر دی''۔(جماعت مجاہدین ص۳۱۰) اس سے ظاہر ہے کہ آپ بستی میں سید جعفر صاحب کے خلیفہ تھے اور ان کے بعد دینی خدمات اور تبلیغ سلفیت میں برابر کوشاں رہے۔(علمائے اہلحدیث بستی وگونڈہ ص۳۸)

میاں عباداللہ تلانگ رحمہ اللہ (بستی):۔ آپ موضع تلانگ علاقہ ڈومریا گنج کے رہنے والے تھے آپ مولانا سید جعفر علی نقوی کے فیض یافتگان میں سے تھے عالم تو نہ تھے مگر علماء کی صحبت نے بہت کچھ عطا کر دیا تھا۔بڑے عابد و زاہد اور نقوی صاحب کے مشن کو فروغ دینے والوں میں سے تھے۔(علمائے اہلحدیث بستی وگونڈہ ص۵۸)

مولانا عبدالرزاق سمرا رحمہ اللہ (بستی) کا ذوق تصوف:۔ ابتدائی درجات کی تعلیم مولانا اللہ بخش بسکو ہری سے بسکو ہر میں حاصل کی بعد ازیں مدرسہ مظہر العلوم اوسان کوئیاں میں مولانا محمد دین محدث رحمہ اللہ سے چار سال کسب فیض کیا۔پھر کانپور محلّہ ٹپکا پور کے حنفی مدرسہ میں داخلہ لیا اور مولوی احمد حسن سے پڑھتے رہے۔(علمائے اہلحدیث بستی وگونڈہ ص۴۲)

آپ کی دلیرانہ اصلاحی کوششوں میں سے ایک یہ واقعہ ہے کہ پاٹن دیوی کا ایک بڑا میلہ تلشی پور میں ہر سال لگتا ہے اور مہینہ بھر رہتا ہے وہاں پہلے جمعہ کی نماز جاری تھی لیکن ریاست بلرامپور کے ایک تحصیل دار نے آکر بند کروادیا۔آپ کو یہ معلوم ہوا تو آئے اور تقریر کر کے پچاس لٹھ بازوں کو ساتھ لے کر میلے میں پہنچے اور نماز جمعہ جاری کرائی۔بعد میں پھر کسی کو روکنے کی ہمت نہیں ہوئی۔(علمائے اہلحدیث بستی وگونڈہ ص۹۱)

حصولِ دینداری کے لیے بیعت ہونا:۔ آپ بڑے زاہد و متقی تھے۔کتنوں نے آپ کے دست مبارک پر دینداری کی بیعت کی اور پرانی روش سے توبہ کی۔بڑے خوش اخلاق ملنسار حلیم الطبع اور سخی تھے۔سخاوت اور داد و دہش کی یہ خوبیاں آپ نے اپنے گھر کے دوسرے افراد میں بھی پیدا کر دی تھیں۔(علمائے اہلحدیث بستی وگونڈہ ص۹۱)

مولانا عبدالسلام ششہنیاں (بستی):۔ والد کا نام یاد علی تھا آپ کے آباؤ اجداد فیض آباد کے رہنے والے تھے۔

مفتاح العلوم بھٹ پرا اور پڑریا نیپال میں فارسی پڑھی۔ایک سال کے بعد دہلی آئے اور مدرسہ حمیدیہ صدر بازار میں چھ ماہ رہ کر مظاہر العلوم سہارنپور چلے گئے یہاں مولانا خلیل احمد،مولانا ظہور الحسن اور مولانا زکریا وغیرہ رحمہم اللہ سے پانچ سال تک استفادہ کیا۔تعلیم مکمل کرنے کے بعد حدیث پڑھنے کی غرض سے دارالحدیث رحمانیہ دہلی آئے اور مولانا عبدالغفور اعظمی،مولانا عبدالرحمٰن بہاری،مولانا سکندر علی ہزاروی اور شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ پرتاپ گڑھی رحمہ اللہ سے رحمانیہ میں پڑھا۔اس کے بعد لکھنؤ گئے۔ندوہ میں طبیعت نہ لگنے کی وجہ سے تکمیل الطب کالج میں طب پڑھنے کے لئے داخل ہوئے۔پھر مدرسہ فرقانیہ میں فلسفہ پڑھا۔علم کے پیاسے کو ابھی دیوبند جانا باقی تھا۔وہ پورا ہوا۔مولانا

حسین احمد مدنی، مولانا مرتضیٰ، مولانا محمد شفیع، مولانا محمد ابراہیم، مولانا اعزاز علی، مولانا اصغر حسین اور مولانا غلام رسول رحمہم اللہ سے حدیثیں پڑھیں۔ دیو بند سے فارغ ہوکر دہلی آئے۔ (علمائے اہلحدیث بستی و گونڈہ ص ۹۸)

مولانا عبدالعظیم اکرہرا کے استاد مرشد:۔ بروایت مولانا عبدالنور بن مولانا عبدالعظیم

نام عبدالعظیم، قصبہ اٹوا کے پاس پیری نامی گاؤں آبائی وطن اور اکرہرا ننھال تھا۔ بچپن ہی میں اکرہرا آئے اور یہیں کے ہو رہے۔ ابتدائی تعلیم کے بارے میں معلومات نہیں البتہ بعد میں دہلی گئے اور مولانا محمد جونا گڑھی کے ساتھ مدرسہ دارالکتاب والسنہ میں پڑھنے لگے۔ مولانا عبدالوہاب صدری رحمہ اللہ آپ حضرات کے استاد اور مرشد و مربی تھے۔

بتایا جاتا ہے کہ آپ کا داخلہ مدرسہ میں چھ ماہ تک نہیں ہو سکا تھا اس درمیان میں آپ نے بڑی عسرت کی عبرت آموز زندگی گزاری۔ داخل شدہ طلبہ کے کھانے سے روٹیوں کے جو ٹکڑے بچ جاتے اور سوکھ چکے ہوتے تھے آپ انہیں بھگو کر کھایا کرتے تھے۔ مولانا محمد جونا گڑھی کے ساتھ فراغت حاصل کی۔ (علمائے اہلحدیث بستی و گونڈہ ص ۱۰۳)

مولانا قطب علی مجھوامیر (بستی):۔ مجھوامیر ضلع بستی (یو پی) وطن، متوسط درجے کے زمیندار تھے۔ شیخ محمد اسحاق گورکھپوری کے بیان کے مطابق علم وفضل اور زہد وتقویٰ میں ان کا پایہ بہت بلند تھا۔ سید صاحب نے شیخ اسحاق کو خلافت دینی چاہی تو انہوں نے قلت علم کے عذر کی بناء پر سید قطب علی ہی کا نام لیا تھا۔ اس دریائے فیض نے بے تکلف فرمایا کہ سید صاحب موصوف کو بھی لے آیئے۔

قطب علی سترہ آدمیوں کو لے کر سید صاحب کے پاس اس زمانے میں تکیہ شریف پہنچے جب آپ حج سے واپس آئے تھے اس قافلہ میں ان کے چھوٹے بیٹے سید حسن علی بھی شامل تھے بڑے بیٹے سید جعفر علی صاحب ''منظورۃ السعداء'' اس وقت لکھنؤ میں تعلیم پا رہے تھے وہ علالت کے باعث نہ جا سکے۔

سند خلافت:۔ سید قطب علی بہت کبیر السن تھے۔ رائے بریلی سے ایک کوس کے فاصلہ پر زحمت سفر کے باعث بیمار پڑ گئے۔ تکیہ شریف پہنچے تو ان کی مہمانداری سید صاحب کے بھتیجے سید محمد یعقوب کے سپرد ہوئی۔ ایک مہینہ ٹھہرے رہے پھر سید صاحب نے مولانا عبدالحیٔ سے خلافت کی سند لکھوادی۔ (علمائے اہلحدیث بستی و گونڈہ ص ۱۲۳)

مولانا محمد اسحاق بانسی (بستی) کی کرامتیں:۔ مولانا محمد اسحاق صاحب رحمہ اللہ ضلع بستی کے مشہور قصبہ بانسی کے رہنے والے تھے بتایا جاتا ہے کہ آپ نے جونپور میں تعلیم پائی۔ وہاں بارہ سال تک رہے۔ اس درمیان میں جتنے خطوط گھر سے ملے سب کو ایک مٹکے میں رکھتے گئے اور اس وجہ سے کھول کر نہیں پڑھا کہ کہیں تعلیم کو چھوڑ کر گھر نہ جانا پڑے۔ بارہ سال پورا کر کے خطوط پڑھے اور گھر آئے۔ آپ غالباً مولانا جعفر علی نقوی رحمہ اللہ کے ہمعصر تھے۔ (ص ۱۳۳)

آپ کی بہت سی کرامتیں ہیں۔ آپ بانسی کے علماء اہلحدیث کے جد اعلیٰ اور اس علاقے کے سب سے پہلے اہلحدیث عالم اور محدث تھے۔ آپ اپنے یہاں کی جامع مسجد کے سب سے پہلے اہلحدیث امام ہیں۔ آپ سے یہ شروع ہوا اور اب تک جامع مسجد اہلحدیث بانسی میں اہلحدیثوں ہی میں سے امام ہوتا ہے۔ (علمائے اہلحدیث بستی و گونڈہ ص ۱۳۳)

مولانا سید محمد اظہر بہاری ادئی پور (گونڈہ) کا ذوق تصوف

لوگوں کا کثرت سے بیعت ہونا:۔ مولانا عبدالغفور بسکوہری فرماتے ہیں ''مولانا (اللہ بخش) بسکوہری کے ہم عصر جناب مولانا سید محمد اظہر صاحب مرحوم ہیں آپ بہار کے رہنے والے تھے۔ کسی وقت اس علاقہ میں تشریف لائے۔ آپ کی بزرگی و دینداری پر اکثر لوگ فریفتہ ہوکر آپ سے بیعت ہو گئے اور اس تعلق کی بناء پر ان کی نگرانی اور ان کو دینداری پر آمادہ رکھنے کے لئے آپ نے ساری عمر اس علاقہ میں صرف کر دی...... مولانا عبدالحق صاحب محدث بنارسی کے خاص شاگردوں میں سے تھے......

(ماخوذ از اہلحدیث امرتسر مجریہ ۲۳ رمضان ۱۳۴۶ھ بحوالہ علمائے اہلحدیث بستی وگونڈہ ص ۱۳۶)

مخدوم پنچ ہر ہٹہ (گونڈہ):۔ مولانا عبدالغفور بسکو ہری گونڈہ کے علماء میں سے مولانا اظہر مولانا احمد علی اور حاجی عبدالجبار سرمہ دانی والے (گنور یا ریاست بلرامپور) کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

مولانا اظہر رحمہ اللہ کے مرید:۔ ''متذکرہ بالا مقدس ہستیوں کی جان توڑ کوشش کی وجہ سے علاقہ میں خوب دینداری پھیلی، چاروں طرف دیندار ہی دیندار نظر آنے لگے، خصوصاً مخدوم پنچ صاحب ساکن ہر ہٹہ ضلع گونڈہ پر دینداری کا وہ رنگ چڑھا کہ علاوہ گردونواح کے دور دراز مقامات پر بھی مخدوم پنچ کا نام روشن ہوگیا۔ اپنے اور اپنے بچوں کی صورت وشکل اور شادی وغیرہ میں سنت کی پوری پابندی کرتے تھے۔ مجال نہ تھی کہ کوئی چھوٹے سے چھوٹا بچہ بھی خلاف سنت کوئی کام کرسکتا۔ جود وسخا میں وہ یکتائے زمانہ تھے......مولانا محمد اسحاق رحمانی گونڈی کا بیان ہے کہ'' آپ بڑے بزرگ تھے، مولانا اظہر صاحب سے بیعت تھے مولانا اظہر نے بتایا تھا کہ کافروں کو سلام نہیں کرنا چاہیے اس اصول کی پابندی میں آپ نے ریاست بلرامپور کے راجہ سے صاف کہہ دیا کہ میں نے ایک پیر بنایا ہے وہ کہتے ہیں کہ راجہ کافر ہے اور کافروں کو سلام نہیں کرنا چاہیے۔ اس لیے میں تمہیں سلام نہیں کروں گا۔ (علمائے اہلحدیث بستی وگونڈہ ص ۱۴۹)

مولانا ممتاز علی کرتھی ڈیہہ (بستی) کا ذوق تصوف

لوگوں کی بیعت اصلاح:۔ آپ کے والد کا نام حسن علی تھا آپ نے ابتدائی تعلیم کافی عمر ہوجانے کے بعد مدرسہ سراج العلوم بونڈھار میں مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ کی سرپرستی میں حاصل کی پھر ندوہ گئے اور مولانا حفیظ اللہ بندوی اعظم گڑھی (۱۳۶۲ھ) وغیرہ سے حدیث وغیرہ پڑھی......آپ نے وعظ وتقریر کو اپنی تبلیغ کا ذریعہ بنایا بغیر کسی دعوت اور بلاوا کے مختلف جگہوں پر پہنچتے اور لوگوں کو عمل بالکتاب والسنۃ کی دعوت دیتے۔ (علمائے اہلحدیث بستی وگونڈہ ص ۱۵۱)

اطاعت رسول ﷺ کے لیے بیعت ہونا:۔ ہر مجلس میں کچھ نہ کچھ لوگ آپ کے ہاتھوں پر اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے لئے بیعت کرتے رہے......آپ کے مواعظ میں ایسی شیرینی اور لذت ہوتی کہ لوگ ہمہ تن گوش ہو کر گھنٹوں سنتے رہتے پھر بھی ان کی پیاس نہ بجھتی۔ اثر اندازی کا یہ عالم ہوتا کہ ''از دل خیزد وبر دل ریزد'' کا سماں نظر آتا۔ وعظ کہتے وقت خود روتے اور سامعین کو بھی رلاتے یہاں تک کہ روتے روتے بہتوں کی ہچکیاں بندھ جاتیں۔ (ص ۱۵۲)

مریدین کا حلقہ:۔ آپ خلوص وللّٰہیت کے پیکر تھے مریدین اور عقیدت مندوں کا حلقہ بہت وسیع تھا......زہد وتقویٰ اور عبادت و ریاضت میں مرتاض تھے۔ خشوع وخضوع اور تضرع وابتہال اور انابت الی اللہ میں اپنی مثال آپ تھے۔ (علمائے اہلحدیث بستی وگونڈہ ص ۱۵۳)

چودھری ولی محمد لموئیا (گونڈہ)

ایک دعا پر دنیا بدل جانا (کرامت):۔ (بروایت مولانا عبدالمعید گونڈوی)

انیسویں صدی کے اخیر اور بیسویں صدی کے چار پانچ دہے تک ملک ولی محمد چودھری لموئیا ضلع گونڈہ کی ضلع بستی وگونڈہ کی تین چار تحصیلوں میں دھوم مچی تھی۔ خلاق عالم کی کارسازی کہ اقتصادی بحران سے دوچار ایک خاندان کو ایسا نوازتا ہے کہ اپنے علاقہ کا عدیم المثال انسان بن جاتا ہے ان کے خاندان کے عروج وارتقاء کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ غالباً مولانا اظہر صاحب رحمہ اللہ ان کے گاؤں دعوت وتبلیغ کے لئے تشریف لے گئے غالباً ملک صاحب کے دادا تھے انہوں نے مولانا کو دعوت دے دی مولانا نے ان کی دعوت قبول کر لی۔ بعد میں معلوم ہوا میزبان سود خور ہے آپ نے دعوت کھانے سے انکار کر دیا ملک صاحب کے دادا نے عرض کیا آپ دعوت کھالیں ہم آج سے سود خوری چھوڑتے ہیں مولانا نے دعوت کھائی۔ اور رات کو اٹھ کر تہجد میں میزبان کے لئے بارگاہ رب العزت میں رو رو کے دعا کی کہ انہیں اتنا مال و دولت ملے کہ ان کے سنبھالے نہ سنبھلے چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ تیسری پشت تک پہنچتے پہنچتے باون گاؤں کے زمیندار بن گئے۔

سوانح حیات

پاکستان کے بانی اولین کی تحریک آزادی
کے آخری دور کی ایمان افروز داستان
مولانا فضل الہٰی رحمہ اللہ وزیر آبادی
امیر المجاہدین جمعیت عالیہ ہندیہ چمرقند ازاد

مرتبہ: خالد گھرجاکھی
ناشر: جمعیت مجاہدین پاکستان

ملنے کا پتہ: سکول بکڈپو گوجرانوالہ

نام کتاب:۔ سوانح حیات

مرتبہ ———— خالد گھرجاکھی
ناشر ———— جمعیت مجاہدین پاکستان
ملنے کا پتہ ———— سکول بکڈپو گوجرانوالہ
پنجاب (پاکستان)

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ
مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا (الاحزاب)

الشیخ عبداللہ غزنوی

۱۳۲۰ھ — ۱۵/۳/۱۲۹۸ھ

مولوی عبداللہ غزنوی حدیث مجھ سے پڑھ گیا اور نماز پڑھنی سکھا گیا
— میاں نذیر حسین محدث دہلوی

ترتیب

بدرالزماں محمد شفیع نیپالی

ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ (پاکستان)

سلسلہ ندوۃ المحدثین

(۱۹)

نام کتاب ———— الشیخ عبداللہ غزنو[ی]
نام مصنف ———— بدرالزمان نیپالی
طبع اوّل ———— ۱۹۸۴ء
صفحات ———— ۱۶۸
تعداد اشاعت ———— ۱۰۰۰

تقسیم بلا قیمت

باھتمام
ضیاء اللہ کھوکھر، ۱۳- اسلام آباد، گوجرانوالہ

انہوں نے اپنی دولت سے امیروں غریبوں علماء سب کو مستفید کیا کئی مدارس کے ذمہ دار ہے۔ بونڈھار مدرسہ کے دوسرے مرحلہ کی تعمیر انہیں کی عنایات کی مرہون منت ہے۔(علمائے اہلحدیث بستی وگونڈہ ص۱۵۹)

نام کتاب:۔سوانح حیات
پاکستان کے بانی اولین کی تحریک آزادی کے آخری دور کی ایمان افروز داستان
مولانا فضل الہٰی رحمہ اللہ وزیر آبادی،امیر المجاہدین جمعیت عالیہ ہندیہ چمرقند آزاد
مرتبہ:خالد گھرجاکھی۔ناشر:جمعیت مجاہدین پاکستان۔ملنے کا پتہ:سکول بکڈپو گوجرانوالہ

خاندان ولی اللہ کے مرید:۔ پنجاب بمعیت علاقہ سرحد وکشمیر سکھوں کے زیر نگین تھا۔اس میں ظلم کی یہ انتہا تھی کہ ہر بدترین حکومت کے لئے''سکھا شاہی'' کا نام ضرب المثل ہوگیا اس وقت خاندان ولی اللہی ہی کے ایک مرید حضرت سید احمد بریلوی رحمہ اللہ نے پورے زور سے ہندوستان میں جہاد کی تحریک شروع کی۔(سوانح حیات فضل الہٰی وزیر آبادی ص۲۹)

وظائف واذکار کی طرف رجحان:۔ سید احمد صاحب رحمہ اللہ تیرھویں صدی کے پہلے دن پیدا ہوئے یعنی پیدائش کا دن یکم محرم ۱۲۰۱ء ہے۔جماعت مجاہدین میں سید صاحب مجدد الف ثالث گنے جاتے ہیں۔حضرت شاہ صاحب قریباً پچیس سال تک اپنی تعلیم وتعلم میں مشغول رہے لیکن ان کا رجحان ذکر واذکار کی طرف زیادہ تھا۔تعلیم تھوڑی حاصل کرتے اللہ اللہ زیادہ کرتے رات کا اکثر حصہ تہجد میں گزارتے۔(سوانح حیات ص۲۹)

تجدید دین کے لیے بیعت ہونا:۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کوانہی دنوں خواب میں بشارت دی گئی تھی کہ تمہارے ہاتھوں یا تمہارے کسی شاگرد کے ہاتھوں تجدید دین کی تحریک کو عروج پر پہنچایا جائے گا چنانچہ حضرت سید احمد صاحب شاہ عبدالعزیز رحمہما اللہ کے پاس آئے تو حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے کہنے پر ان کے قریباً تمام کنبہ کے کارکن افراد نے ان کی بیعت کی۔ یہ دن قریباً اس اصلاحی اور جہادی تحریک کا پہلا دن تھا جبکہ یہ تحریک علمی دور سے نکل کر عمل کے دور میں داخل ہوئی۔(سوانح حیات ص۳۰)

دشمن سے حفاظت کا غیبی سامان:۔حضرت صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں مولانا بشیر صاحب رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد حضرت صاحب مولانا فضل الہٰی رحمہ اللہ کو ملنے کے لیے چمرکند گیا۔حضرت صاحب اس وقت فقیر صاحب علی نگار کی طرف گئے ہوئے تھے وہاں شہزادہ برکت اللہ نے ایک تنولی کو بھیجا کہ حضرت صاحب کو قتل کردے حضرت صاحب رحمہ اللہ ذکر واذکار میں بہت مشغول رہتے تھے خصوصاً صبح نماز پڑھنے کے بعد بہت دیر تک وظیفہ کرتے رہتے تھے چنانچہ حضرت صاحب رحمہ اللہ وہاں مسجد میں وظیفہ کرتے وہیں لیٹ گئے۔چنانچہ وہ تنولی کلہاڑی لے کر دو تین دفعہ گیا بالآخر اس نے کلہاڑی اٹھائی تاکہ حضرت صاحب رحمہ اللہ کو سوتے میں ماردے کہ کسی چیز نے اسے اٹھایا اور دور مسجد سے باہر کسی ڈھلوان جگہ پر پھینک دیا۔تنولی نے چوٹوں کی تاب نہ لاکر واویلا مچانا شروع کردیا۔حضرت صاحب رحمہ اللہ جاگ اٹھے اور فرمایا تجھے کیا ہوا تو وہ معافی مانگنے لگا اور سارا واقعہ بیان کیا۔(سوانح حیات ص۱۳۹)

مولانا فضل الہٰی رحمہ اللہ سے بیعت ہونا:۔ مولوی محمد یوسف صاحب نے کہا کہ اس بزرگ کے ہاتھ پر بیعت جہاد کرو میں نے کہا کہ ہم اہلحدیث لوگ ایسے مشرک ملنگوں کی بیعت نہیں کرتے جو قبروں کے مجاور ہوں۔لیکن چند دن کے بعد اس شرط پر میں نے بیعت کرلی کہ اگر مولانا فضل الہٰی صاحب امیر المجاہدین سرحد سے آجائیں تو میں ان کے ہاتھ پر بیعت جہاد کرلوں گا۔

بیعت کرنے کے بعد میں نے حضرت فقیر صاحب رحمہ اللہ سے کوئی وظیفہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنا

خواہ تجھ پر کتنی ہی مصیبت کیوں نہ آجائے اور نماز کی پابندی کرنا اور سب سے بڑا وظیفہ یہ ہے کہ اپنی زندگی میں کم از کم ایک انگریز کو ضرور قتل کرو۔ میں حیران تھا کہ ملنگ اور شرک سے بیزاری کی تبلیغ کرتا۔ (سوانح حیات ص۱۶۰)

کرامات مولانا فضل الٰہی وزیرآبادی رحمہ اللہ

مندرجہ ذیل واقعات ازقسم کرامات ہیں جن کا اکثر تعلق حضرت مولانا فضل الٰہی صاحب کی زندگی سے ہے یا پھر کچھ دوسرے واقعات جن کا تعلق تحریک مجاہدین سے ہے وہ واقعات جس جس بزرگ نے بتائے اسی کے حوالہ سے درج ہیں:

جنات عامل کے نہیں ولی کے تابع:۔ صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بمبئی کے ایک پیر ہدایت اللہ صاحب تھے جو حضرت صاحب کے شاگرد تھے۔ انہوں نے بمبئی کے کسی سیٹھ کی بیوی کا علاج کیا اس کو اٹھرا کی بیماری تھی یعنی اولاد نہ ہوتی تھی چنانچہ پیر صاحب کے علاج سے اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی اور اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوگیا چنانچہ سیٹھ نے اس خوشی میں بہت بڑی دعوت کی جس پر شاہ صاحب بھی گئے تھے اور فرمانے لگے کہ کاش آج حضرت صاحب بھی ہوتے تو اس دعوت میں شریک ہوتے۔ اس پیر صاحب کے ماتحت جن تھے۔ اس نے جنوں کو کہا کہ جاؤ۔ حضرت صاحب کو اٹھا کر لے آؤ چنانچہ حضرت اس وقت اشراق کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کے کندھوں پر بوجھ پڑ گیا۔ حضرت صاحب نے ان کو ڈانٹا تو دونوں جن جو لینے آئے تھے دونوں طرف لیٹ گئے۔ حضرت صاحب نے پوچھا کیا بات ہے تو انہوں نے ساری بات عرض کر دی حضرت صاحب نے ان جنوں کو کہا کہ جاؤ شاہ صاحب کو لے آؤ چنانچہ وہ شاہ صاحب کو لے آئے تو حضرت صاحب فرمانے لگے کہ کرامتیں جنوں کی معرفت حاصل نہیں ہوتیں۔ کرامت تو یہ ہے کہ جن ماتحت تو تمہارے ہوں اور کہا میرا مانیں کیونکہ حضرت صاحب نے پیر صاحب کو منگوالیا تھا۔ (سوانح حیات ص۱۶۹)

دو جڑواں بیٹوں کی بشارت:۔ صوفی صاحب نے ایک اور واقعہ بیان فرمایا کہ میں (صوفی صاحب) اور حضرت صاحب (مولانا فضل الٰہی صاحب) جودھپور گئے۔ سورتی دروازہ کے اندر اہلحدیث کی مسجد میں ہم بیٹھے تھے کہ ایک سیٹھ آیا اور ہم کو اپنے گھر لے گیا۔ ایک الماری کھولی جو روپوں کی بھری ہوئی تھی۔ پھر دوسری الماری دکھائی جو پونڈوں کی بھری ہوئی تھی۔ تیسری نوٹوں کی بھری ہوئی تھی اس نے کہا کہ اس میں سے جتنا مال چاہتے ہو لے لو۔ ہم نے کہا: جتنا تم چاہتے ہو دے دو۔ اس نے کہا نہیں تم جتنا چاہتے ہو لے لو۔ چنانچہ ہم نے کپڑوں میں کافی روپے باندھ لیے۔ جب روپے باندھ لیے تو اس نے کہا کہ اب خوش ہو ہم نے کہا ہاں بہت خوش ہیں اس نے کہا اب مجھے بھی خوش کرو کیونکہ میری اولاد کوئی نہیں جو میری وارث بنے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے لڑکا عنایت فرمائے ہم نے کہا پھر روپے واپس لے لو ہم لالچ میں آکر دعا نہیں کرتے۔ ویسے ہی دعا کریں گے۔ سیٹھ نے کہا کہ نہیں یہ تم لے جاؤ اور اگر نہ لو گے تو میں پولیس کو اطلاع دوں گا اور تم کو چور کہہ کر پکڑا دوں گا۔ رات کو مولانا صاحب نے دعا فرمائی۔ صبح کو حضرت صاحب نے سیٹھ کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے دو توام (جڑواں) اکٹھے لڑکے دے گا ایک کا نام عبدالمجید اور دوسرے کا عبدالحفیظ رکھنا۔ صبح کو سیٹھ نے کہا کہ میں تم کو اب چھوڑ آتا ہوں کیونکہ اتنا روپیہ اٹھانا تمہیں مشکل بھی ہے اور خطرہ بھی کہ کہیں پکڑے نہ جاؤ۔ چنانچہ وہ ہمیں لاہور تک چھوڑنے آیا دوسرے سال ہم گئے میں نے حضرت صاحب کو کہا کہ نہ جانا چاہیئے کہیں بدنامی نہ ہو۔ حضرت صاحب نے فرمایا نہیں ضرور جائیں گے۔ انشاء اللہ میری دعا قبول ہو چکی ہے خیر ہم مسجد میں گئے اور حضرت صاحب نے مسجد میں اعلان کیا کہ فقیر آگئے ہیں (عوام میں مجاہدین فقیر لوگ مشہور تھے) اور سیٹھ کو اطلاع دی وہ ننگے پاؤں چل کر آیا اور حضرت صاحب کو گھر لے گیا۔ ہزار روپیہ حضرت صاحب کو دیا اور پانچ صد مجھے دیا اور آئندہ ہر سال پانچ صد روپیہ دیتے رہنے کا وعدہ کیا اور حضرت صاحب کو مبارک بھی دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ واقعی اس کے ہاں دو جڑواں لڑکے پیدا ہوئے ایک کا نام اس نے عبدالمجید رکھا اور دوسرے کا عبدالحفیظ۔ (سوانح حیات ص۱۷۰)

خواب میں نشاندہی:۔ اسی طرح کا ایک اور واقعہ صوفی صاحب نے بیان کیا جو کہ ان کے سامنے شیخ عبدالرحمٰن صاحب امرتسری شیشہ والوں نے بیان کیا تھا کہ ایک سیٹھ بے اولاد تھا اس نے شیخ صاحب کی معرفت حضرت صاحب سے دعا کی سفارش کی چنانچہ اس کے حق میں دعا فرمائی تو رات خواب میں ایک لوٹا دیکھا لیکن اس کی ٹونٹی کوئی نہ تھی صبح کو آپ نے یہ خواب شیخ صاحب کو بتایا کہ سیٹھ تو بے ٹوٹی والا لوٹا ہے۔ جب تصدیق کی گئی تو واقعی درست نکلا۔(سوانح حیات ص ۱۷۱)

ولی کی صورت میں فرشتہ آنا:۔ صوفی صاحب نے ایک اور واقعہ بیان فرمایا کہ ایک دفعہ دہلی میں رات کو مجھے شہوت نے بہت تنگ کیا میں نے دل میں سوچا کہ میں یہاں مسافری میں ہوں اگر میں کسی سے بے حیائی بھی کرلوں تو مجھے کون پہچانتا ہے چنانچہ اس کے بعد مجھے ایسا محسوس ہوا جیسا کہ حضرت صاحب تشریف لے آئے ہیں اور حضرت صاحب نے مجھے ڈنڈے سے بہت مارا کچھ دنوں بعد جب میں وزیر آباد حضرت صاحب کے پاس آیا اور واقعہ بیان کیا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتہ بھیج کر تمہیں برائی سے روکا تھا ورنہ میں تو نہیں تھا۔(سوانح حیات ص ۱۷۱)

والدین کی روح یا غیبی فرشتے:۔ صوفی صاحب ہی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مالی اسٹیشن پر میں بخار سے بے تاب پڑا تھا اور سخت پیاس لگی ہوئی تھی۔ اٹھنے کی سکت نہ تھی۔ کوئی پانی پلانے والا بھی قریب نہ تھا تو میں نے دل میں کچھ گلہ سا کیا کہ خدایا! نہ میری ماں نہ باپ، اکیلا تو پہلے ہی ہوں کوئی پرسان حال نہیں ہے تو اب مجھے اس سفر میں بیمار کر دیا ہے اتنے میں آواز آئی کہ ماں باپ کو ملنا ہے اور اتنے میں واقعی میرے ماں باپ آ گئے میں نے کہا تم تو فوت ہو چکے ہو تم کہاں سے آ گئے؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے تمہاری بیمار پرسی اور تسلی کے لیے بھیجا ہے پھر انہوں نے کہا کہ تجھے پیاس لگی ہے یہ لو پانی پی لو تمہیں آرام آ جائے گا۔ چنانچہ میں نے پانی پیا تو واقعی فوراً میں چنگا بھلا ہو گیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ اب ہم جاتے ہیں میں نے کہا کہاں جاؤ گے؟ کہا جہاں سے آئے ہیں وہیں جائیں گے۔ میں نے کہا: اب میں نہیں جانے دوں گا اور اٹھ کر ان کو پکڑ لیا تب انہوں نے کہا: میاں، ہم تو فرشتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری تسلی کے لیے ہمیں بھیجا تھا اب ہم جاتے ہیں۔(سوانح حیات ص ۱۷۲)

بزرگ ولی کا سچا جذبہ:۔ مولوی عبدالقادر صاحب کڑالی فرماتے ہیں کہ علاقہ گلیات (ہزارہ) میں کچھ بقیۃ السلف مجاہدین جو بالا کوٹ سے بچ گئے تھے ہمارے علاقہ میں آ گئے چونکہ ہمارا علاقہ کافی اونچا دشوار گزار پہاڑی علاقہ ہے اس لیے وہ بالکل محفوظ رہے وہاں مجاہدین نے جو پانی پینے اور جانوروں کو پلانے کے لیے حوض بنائے تھے اس میں اوپر کے چشموں سے پانی لایا گیا تھا۔ اب بھی وہاں ان حوضوں کے نشان موجود ہیں چنانچہ ہمارے علاقہ میں ایک عبداللہ رحمہ اللہ شاہ بہت بزرگ آدمی ہوئے ہیں انہوں نے جب دیکھا کہ مجاہدین کو کھانے کی تنگی ہے تو انہوں نے اپنی بیوی سے سارا زیور مانگ کر انہیں دیدیا اور روزانہ اپنے علاقہ کے پہاڑی دیہات میں سے گھر گھر سے بچے کھچے ٹکڑے مانگ کر ٹوکرا بھر لیتے اور وہاں مجاہدین کو پہنچا دیتے ہیں میں نے انہیں بہت ہی مخلص پایا ہے۔(سوانح حیات ص ۱۷۳)

شاگرد جنات کا صندوقچی بھرنا:۔ مولانا عبدالقادر صاحب نے ہی فرمایا کہ حضرت مولانا فضل الٰہی صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے دو شخصوں کی وفات کا مجھے اتنا صدمہ پہنچا کہ اپنے تن بدن کا بھی ہوش نہ رہا۔ ایک تو مولوی عبدالعزیز رحیم آبادی تھے جنہوں نے نعمت اللہ کو روپیہ بھیجنا بند کر دیا بلکہ ان کے قتل کا فتویٰ بھی دیدیا دوسرے مولوی عین الہدیٰ صاحب لکھنوی تھے۔ بہت بڑے بزرگ آدمی تھے اولیاء کرام سے تھے اور مولوی فضل الٰہی صاحب کو بہت روپیہ وغیرہ سے امداد کرتے تھے حالانکہ چندہ وغیرہ بھی نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ کسی نے ان کی مخبری کی کہ یہ ٹکسال بناتے ہیں چنانچہ انگریز افسر نے چھاپہ مار کر پوچھا کہ آپ کا اپنا مدرسہ حفظ القرآن بھی ہے اور مجاہدین کی بھی امداد کرتے ہو یہ روپیہ کہاں سے آتا ہے؟ فرمایا کہ میرے پاس ٹکسال یعنی جعل سازی نہیں ہے بلکہ میرے شاگرد جنات لاتے ہیں (انسانوں کے مرد میرے کوئی سفیر نہیں ہیں) چنانچہ انہوں نے ایک صندوق کو تالا لگا کر چابی انگریز افسر کو دے دی اور (دعا) یا اشارہ وغیرہ کیا تو صندوق میں پونڈ گرنے شروع ہو گئے۔ حتیٰ کہ صندوق بھر گیا جب انگریز نے کھولا تو واقعی صندوق پونڈوں کا بھرا ہوا تھا۔ چنانچہ انگریز افسر چھوڑ کر چلا گیا اور کہنے لگا کہ آپ پر کوئی جرم نہیں ہے۔(سوانح حیات ص ۱۷۳)

نام کتاب:۔الشیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ،۱۳۲۰ھ،۱۴۹۸
ترتیب:بدرالزماں محمد شفیع نیپالی،ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ (پاکستان)
(مولوی عبداللہ غزنوی حدیث مجھ سے پڑھ گیا اور نماز پڑھنی سکھا گیا میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ)

حضرت غزنوی ایک تعارف

زیر نظر کتاب بنام ''شیخ عبداللہ غزنوی'' پہلے طرز فکر کی ایک کڑی ہے۔شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی قد آور شخصیت پورے برصغیر میں مشہور و معروف تھی اور وہ اہل انصاف کے نزدیک قابل ستائش بلکہ قابل رشک تھے۔اس طرح کی شخصیت اپنا تشخص رکھنے کے ساتھ تاریخ کا ایک باب ہوتی ہے۔چنانچہ ''معاصرین کے تاثرات'' کے ضمن میں آئے گا کہ علامہ شمس الحق ڈیانوی جیسا صاحب علم وفضل،محدث،میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ(جن کی وجہ سے ان کے تلامذہ کی ہم ایک شان سمجھتے ہیں) کا تعارف ''غایۃ المقصود فی شرح سنن ابی داؤد'' کے مقدمہ میں آپ کے ذریعہ کرایا ہے۔یہ ایسا فضل ہے جو میاں صاحب کے کسی شاگرد کو حاصل نہیں۔

یہی نہیں بلکہ اہلحدیث اور حنفی سارے لوگ آپ کو تسلیم کرتے اور آپ کی طرف ادنیٰ انتساب میں فخر محسوس کرتے تھے۔
(الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۷)

صاحب کرامات خاندان: آپ کا پورا نام اس طرح ہے:''عبداللہ بن محمد بن محمد بن محمد شریف''

آپ کے باپ دادا اور پردادا میں سے ہر ایک اپنے اپنے وقت کے ولی،بزرگ مرجع خلائق تھے۔چنانچہ مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''خراسان میں آپ کا خاندان سیادت ولایت میں مشہور ہے اور اب تک آپ کے خاندان کو وہ لوگ صاحب کرامات سمجھتے ہیں آپ کے جد امجد محمد شریف اکمل اولیاء سے ہوئے ہیں اور آج تک آپ کی قبر اس ملک کے خواص وعوام کا مرجع ہے۔آپ کے والد بڑے عابد،زاہد،صلحاء مشہورین سے ہوئے ہیں''۔

اس سلسلے میں آپ کے فرزند ارجمند عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کا بیان ہے۔''آپ کے پردادا بڑے کامل ولی تھے اور آپ کے باپ اور دادا بھی ان لوگوں میں سے تھے جو صالحیت کے ساتھ مشہور ہیں۔(الشیخ عبداللہ غزنوی ص۱۲)

بزرگ کی خدمت میں حاضری کا الہام:۔ شیخ نے قندھار کا سفر جس طرح خود کیا اور شیخ قندھار سے مل کر معلومات حاصل کیں اسی طرح آپ نے بعض مواقع پر،جب آپ کو سفر کا موقع نہ مل سکا،قندھار آدمی بھیجا،تاکہ وہ شیخ سے مل کر پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کرے۔ چنانچہ شیخ غزنوی کے ہم سبق مولانا غلام رسول قلعوی رقمطراز ہیں''فرماتے تھے،ایک دن الہام ہوا کہ دینی مسائل کے استفسار میں اخوند حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ کی طرف رجوع کرنا لازم ہے۔(الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۸)

خواب سے ہدایت ورہنمائی:۔ شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے علم کی تکمیل وقت کے سب سے بڑے عالم باعمل اور محدث میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ سے کی۔میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور علم حاصل کرنے کا جو سبب آپ نے بیان کیا ہے اسے اولاً ملاحظہ کر لیجئے(مندرجہ ذیل خواب غلام رسول قلعوی،فضل حسین مظفر پوری اور حکیم محمد اشرف رحمہم اللہ نے قریب قریب یکساں طور پر نقل کیا ہے،تینوں کو ملانے سے زیادہ وضاحت ہو جاتی ہے اس لیے یہاں تینوں کے بیانات ملا کر لکھے جا رہے ہیں)

فرماتے تھے''ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ اپنے مکان کی چھت سے سیڑھی کے ذریعہ نیچے صحن مکان میں اتر رہا ہوں۔جب صحن مکان میں اتر آیا تو ایک چراغ روشن پایا اور اپنی بغل میں صحیح بخاری دیکھی۔پس صحیح بخاری کھول کر چراغ کی روشنی میں پڑھنے کا ارادہ کیا جب

کھول کر دیکھا تو صحیح بخاری گرد وغبار کی وجہ سے اس درجہ سیاہ ہو چکی تھی کہ اس کے حروف پڑھے نہیں جا سکتے تھے۔ آخر کار رومال پکڑ کر میں نے اسے صاف کرنا شروع کیا ورق ورق صاف کرتے ہوئے اخیر تک پہنچ گیا۔ صرف تھوڑے ورق باقی رہ گئے تھے تو میں تھک کر ماند ہو گیا اور آہ سرد بھری کہ اللہ اکبر! کس درجہ تکلیف اٹھانی پڑی ہے اس خواب میں مجھے اپنا چہرہ بھی نظر آ رہا تھا جھاڑنے اور صاف کرنے سے میرے چہرے اور دانتوں پر گرد پڑی دکھائی دے رہی تھی۔

اس خواب کی تعبیر میں مجھے حیرانی ہوئی۔ صبح ہوتے ہی ایک شخص صحیح بخاری لے آیا اور اس کی شرح بھی مل گئی۔ اور ساری کتاب کا مطالعہ کر لیا اور سنت کی تابعداری کا داعیہ محکم ہو گیا اور حدیث پر عمل کرنا شروع ہو گیا۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۹)

شیخ الکل کی تواضع:۔ جب سہ نفری قافلہ امرتسر سے چل کر آٹھ روز کے بعد دہلی پہنچا تو میاں صاحب استقبال کیلئے تانگہ لے کر اڈہ پر پہنچے ہوئے تھے۔ چنانچہ مولانا محی الدین قصوری اپنے اساتذہ سے سنی ہوئی باتیں لکھتے ہیں۔

جس وقت یہ تینوں بزرگ (شیخ عبداللہ غزنوی، مولانا غلام رسول قلعوی اور مولانا حافظ محمد لکھوی رحمہم اللہ) دہلی گاڑیوں کے اڈے پر پہنچے تو ایک بزرگ آدمی کو وہاں موجود پایا جس نے ان سے پوچھا کہ کہاں کا قصد ہے؟ ان کا اسباب اٹھا لیا اور کہا کہ میں آپ لوگوں کو وہاں پہنچا دوں گا وہ بزرگ ان تینوں بزرگوں کا سامان اٹھا کر میاں نذیر حسین صاحب رحمہ اللہ کی مسجد میں لے گیا، ان کا اسباب وہاں رکھا اور خود غائب ہو گیا۔ یہ حیران کہ اس مزدور نے پیسے بھی نہیں لیے اور کہاں چلا گیا ہے۔ جب کافی وقت گزر گیا تو انہوں نے کسی صاحب سے دریافت کیا کہ میاں صاحب کہاں ہیں اور کب تک آئیں گے؟ تو اس نے جواب دیا کہ: ''میاں صاحب یہی تو تھے جو آپ کا سامان لائے ہیں، اب وہ غالبًا گھر آپ کے کھانے کا کہنے گئے ہیں:''

یہ تینوں بزرگ دل ہی دل میں بڑے نادم ہوئے۔ میاں صاحب نے فرمایا آپ تحصیل حدیث کے لیے تشریف لائے ہیں تو حدیث بجز اس کے کیا ہے کہ خدمت خلق؟ یہی حدیث کا پہلا سبق ہے''۔

بہر حال حدیث پڑھنے کا جو جذبہ آپ کے دل میں موجزن تھا کارساز مطلق نے اسے پورا کر دیا جب آپ اپنی جلاوطنی کے دور میں امرتسر پہنچے تو وہاں سے میاں صاحب کے پاس حاضر ہوئے چنانچہ آپ کے ہم سفر اور ہم سبق فرماتے ہیں'' پھر امرتسر سے یکہ میں سوار ہو کر آٹھ روز میں دہلی پہنچے اور مولوی سید نذیر حسین رحمہ اللہ (جو کہ محدث ہیں اور مولوی اسحاق صاحب کے شاگرد ہیں (قلعوی) کے مدرسے میں آئے اور میں نے آپ کے ساتھ بخاری پڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ ۱۲۷۲ھ (صحیح ۱۲۷۳ھ) میں رمضان کی سولھویں تاریخ (مطابق ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء) کو دہلی میں غدر مچ گیا''۔

غدر میں شیخ نے بڑی دلیری کا ثبوت ایک نماز کے وقت پیش کیا اور گولیوں کی بوچھاڑ میں وضو کرنا شروع کیا جس سے دیکھا دیکھی لوگوں کو بھی ہمت ہوئی چنانچہ علامہ اقبال کی دو روایتیں آغا شورش کاشمیری نقل کرتے ہیں:

''دہلی میں (شیخ عبداللہ غزنوی) تھے تو ۱۸۵۷ء کی بغاوت کا زمانہ تھا گورا فوج نے چاروں طرف گولیوں سے ہلاکت کا طوفان اٹھا رکھا تھا مسجدیں اور ان کے گرد ونواح کا علاقہ خصوصیت سے اس قتل عام کا مرکز تھا ظہر کی نماز کا وقت ہوا تو آپ مسجد کے حوض پر آ گئے گولیاں چلتی رہیں رائی برابر کھٹکا محسوس نہ کیا اس معجز نما جرأت کو دیکھ کر مقتدیوں نے بھی حوصلہ کیا اور گولیوں کی بوچھاڑ میں وضو کر کے نماز میں لگ گئے۔

میاں صاحب سے استفادہ کے بارے میں مولانا عبدالحئی لکھنوی لکھتے ہیں: **ثم قدم الهند وقرأ الصحاح الست علی الشیخ نذیر حسین الدهلوی ثم رجع الیٰ بلاده**'' ترجمہ: پھر شیخ ہندوستان آئے اور شیخ نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ سے صحاح ستہ پڑھی پھر اپنے ملک لوٹ گئے۔

اس طرح شیخ محدث وقت سے علم پا کر عملی زندگی کی طرف متوجہ ہوئے گو یہ عملی زندگی کا آغاز نہیں تھا لیکن چونکہ علم عمل پر مقدم ہے اور

بغیر علم کے عمل کی طرف قدم نہیں اٹھایا جا سکتا اور اگر اٹھایا جائے تو غلط راستے پر پڑنے کا ہر وقت خدشہ رہے گا اس لئے جب آپ نے علم حاصل کر لیا تو عمل کو اس کے مطابق بنانے کے لیے مصروف ہو گئے۔(الشیخ عبداللہ غزنوی ص۲۲)

بچپن میں گوشہ تنہائی کا ذوق:۔ بچپن میں عموماً کھیل کود اور لہو ولعب کی طرف دھیان زیادہ ہوتا ہے کم ہی ایسے ہوتے ہیں جنہیں ذکر الٰہی کی طرف توجہ ہو جاتی ہو چونکہ آپ کی شخصیت کچھ نرالی ہی صورت اختیار کرنے والی تھی اس لیے آپ بچپن ہی میں الگ تھلگ ہو کر دعا اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے تھے۔

سچ ہے ''ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات''

صاحب حال ہی کی زبانی اسے ملاحظہ فرمایئے ''چھوٹی عمر ہی میں مجھ کو از حد شوق تھا کہ جنگل اور تنہائی میں جا کر دعا کروں اور اس کی طرف کمال توجہ تھی اور مجھ کو خیال تھا کہ ہر ایک شخص کو دعا کا شوق اور ذوق ایسا ہی ہوگا۔(الشیخ عبداللہ غزنوی ص۲۲)

اہل دل اہل نگاہ اور انوار الٰہیہ:۔ اہل دل اور اہل نگاہ نے شیخ رحمہ اللہ کے اندر انوار الٰہیہ کی جھلک دیکھ لی تھی اور کہا تھا کہ تمہاری پیشانی چمکتی ہے خبردار ایسا نہ ہو کہ برے عالموں کی صحبت میں رہ کر تم اپنے دل کو خراب کر لو اس طرح تمام خاص و عام آپ کے صلاح و تقویٰ پر جو طفولیت میں تھی حیران تھے۔(الشیخ عبداللہ غزنوی ص۲۲)

جذبہ الٰہی اور استغراقی کیفیات:۔ جذبہ الٰہی کا آغاز پہلے دن شام (مغرب) کی نماز کے بعد محض عنایت ایزدی سے تھا جو خود بخود بلا واسطہ کسی پیر کے جذبہ الٰہی (کے) پہنچ گیا پہلے اس فقیر کے دل میں اللہ تعالیٰ نے مقاصد کو بغیر استعمال مبادی کے دفعۃً ڈال دیا جس کی وجہ سے اس نے تمام برے خلق مجھ سے یکبارگی اپنی بے عنایت رحمت کے ساتھ کھینچ لیے اور تمام زور کے ساتھ ماسوی اللہ کو میرے دل سے کھینچ لیا اور یکا یک حضور دائمی یعنی مرتبہ احسان مجھ کو حاصل ہوا جس سے مجھے تمام ماسوی اللہ سے نفرت ہو گئی۔ یہاں تک کہ تین دن مجھ کو اپنے نفس سے کدورت اور ظلمت اس طرح معلوم ہوتی تھی کہ از خود گندی بو آتی جس سے جی متلانے لگتا اور باقی لوگوں سے بھی دیکھنے کے وقت قے آنے لگی اور قصر امل یہاں تک تھی کہ فانی زندگی پر کسی طرح کا اعتماد نہ ہوتا اور مخلوقات سے یہاں تک نفرت تھی کہ نماز جماعت کے ساتھ بڑی دشواری کے ساتھ گزاری جاتی۔(الشیخ عبداللہ غزنوی ص۲۴)

تلاش مرشد کا سفر:۔ طبیعت کا میلان گوشہ نشینی اور مخلوقات سے تنفر کی طرف تو تھا ہی ساتھ ہی یہ خیال بھی ہوا کہ کسی اہل دل سے مل کر کچھ عملی رہنمائی حاصل کی جائے کیونکہ اب تک کسی شیخ سے اس سلسلے میں ملاقات نہیں کی گئی تھی اور عام طور پر بلا صحبت کے اس کا حصول نہیں ہوا کرتا اس لیے آپ حیران و پریشان تھے کہ آخر میں کروں کیا؟ غور و فکر کے بعد طے پایا کہ علاقہ کے مشہور چلہ کش کے یہاں چلا جائے شاید اس سے کوئی کام چل جائے۔

اب دل میں نہ جانے کتنی امنگیں لیے شیخ چلہ کش کے یہاں چلے۔ اس کی تفصیل شیخ کی زبانی سنیے۔

''چنانچہ ایک شخص شاہ صاحب غلام علی دہلوی مجددی احمدی رحمہ اللہ کے مریدوں میں سے ریاضت شاقہ اور چلوں کے ساتھ مشہور تھا ان کے دیکھنے کا دل میں پختہ ارادہ ہوا چونکہ میں اکیلا راہ کا واقف نہ تھا اور کسی کی ہمراہی بھی ممکن نہ تھی ایک شخص کو راہ بتانے کے لیے میرے ساتھ کیا گیا۔ اس طرح کہ وہ دور سے راستہ دکھائے جب شیخ سے ملاقات ہوئی تو اس پر حالت آ گئی جو خود بخود اپنا سر ہلاتا تھا اور اس نے اپنے سارے لطیفے اسی جوش میں ظاہر کیے جو کچھ میں نے اس صحبت میں دیکھا کسی زمانے میں نہیں دیکھا پس میں ناامید ہو کر واپس آیا۔(الشیخ عبداللہ غزنوی ص۲۴، ۲۵)

پیران پیر کی ناراضگی:۔ ایک دفعہ میں شیخ سلیمان تونسہ والے کی زیارت کے لیے کہ اس زمانے میں چشتیہ کی نسبت میں ان کی بڑی شہرت تھی اور لوگ وہاں آتے جاتے تھے۔ پختہ ارادہ کیا، خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (۵۶۱ھ) علیہ الرحمۃ مجھ پر خفا ہو

گئے ہیں مجھ کو زمین سے اٹھا لیا ہے اور چاہتے ہیں کہ دے ماریں۔خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ نے سفارش کے طور پر عرض کیا کہ پھر یہ کسی جگہ نہیں جائے گا۔'' (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۲۵)

تنہائیوں سے محبت:۔ عرفان حاصل ہو جانے کے بعد شیخ نے لوگوں سے الگ رہنے اور ذکر وفکر میں مشغول رہنے کی ٹھان لی تھی لیکن چونکہ آپ نے ابھی کسی شیخ وقت سے استفادہ نہیں کیا تھا اس وجہ سے کچھ وحشت کی سی کیفیت اپنے اندر محسوس کر رہے تھے چنانچہ پیران پیر شیخ جیلانی (متوفی ۵۶۱ھ) سے ان دنوں بہت زیادہ الفت تھی ان کے اشارے پر ہر ایک سے منہ موڑا اور دل کی آواز کو اس طرح لبیک کہا کہ: ''تمام ناطے داروں اور دوستوں سے ہجرت کر کے ''خواجہ ہلال پہاڑ'' میں جہاں کوئی باشندہ نہ تھا، جا کر اقامت اختیار کی''۔
(الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۲۵ بحوالہ سوانح عمری، ص ۴)

وضاحت: شیخ سلیمان تونسوی رحمہ اللہ (۱۲۶۷ھ) کے بارے میں نزہۃ میں ہے ''مغرب شمار ہند کے حدود اور پنجاب کے اندرون کے زمانے میں چشتی طریق کی سرداری انہیں پر ختم ہوتی ہے ان کے بہت سارے عجیب وغریب واقعات اور بہت سے کشف وکرامات ہیں''۔(الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۲۵ بحوالہ نزہۃ ۲۰۴/۷) سوانح عمری، ص ۲۹)

اہل دنیا سے کراہیت:۔ امراء سے شیخ صاحب کس قدر گریز کرتے تھے اس کا اندازہ ذیل کے اقتباس سے لگایا جا سکتا ہے۔

''امیروں اور دنیاداروں سے تاوقت حیات اس قدر گریزاں رہے کہ کسی سے باوجود ان کے درپے ہونے کے ملاقات نہیں اور اپنی اولاد اور دوستوں کو ہمیشہ یہ وصیت کرتے رہے کہ دنیاداروں کی صحبت زہر قاتل ہے، اپنے مالک کی طرف متوجہ رہو وہ تم کو ضائع نہ کرے گا''۔
(الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۲۷)

اور فرماتے تھے ''الحمدللہ الحمدللہ! کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دنیاداروں اور امیروں سے ابتدا اور انتہاء میں محفوظ رکھا ہے ابتداء میں تو یہ حالت تھی کہ امیر لوگ سینکڑوں روپے خرچ کرتے کہ ایک بار میرا منہ دیکھیں لیکن میں ہرگز ہرگز ان کو اجازت نہ دیتا تھا کہ میرے پاس سے گزریں دور دور سے چلے جاتے اس کے پیچھے اتباع سنت کی آتش شوق نے میرے سینے میں شعلہ مارا پس پھر تو تمام لوگ دشمن بن گئے اور انہوں نے مخالفت کا جھنڈا اٹھایا، الحمدللہ! یہ بھی اللہ عزوجل کی تربیت تھی کہ آخر عمر میں اس طرح اس نے مجھ کو دنیا داروں سے بچا لیا ورنہ میری اولاد تو بسبب توجہ امیروں اور حاکموں کے ان کی صحبت اور مجالست اختیار کر لیتی اور دین سے ہاتھ دھو بیٹھتی۔(الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۲۷)

مشکوک مال اور باطنی خوشبو:۔ شیخ جس وقت مرجع خلائق بنے ہوئے تھے اور جب آپ کی شہرت عروج پر پہنچی ہوئی تھی اس وقت کا ایک عجیب واقعہ قلعوی صاحب کی زبانی سنیے۔

ایک امیر نے کابل کے میووں میں سے کچھ میوہ بطور تحفہ بھیجا دور سے بدبو آنے لگی بظاہر چونکہ اس تحفے کا رد کرنا ممکن نہ تھا اس لیے اس کے جانے کے بعد اپنے گھر میں گڑھا کھود کر وہ میوہ دبا دیا۔(الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۲۸)

سلسلہ اُویسہ نقشبندیہ سے محبت:۔ مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ شیخ غزنوی رحمہ اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں آپ کا طریق بہت سیدھا تھا، نہ افراط تھا نہ تفریط تھی یعنی کل سنی صوفیوں کو اور خصوصاً اویسیوں کو زیادہ دوست رکھتے تھے اور خطا اور بھول کی وجہ سے ان کو صدیقین کے مرتبہ سے خارج نہیں کرتے تھے اگر کسی صالح صاحب الحال کو اپنے زمانے میں دیکھ لیتے تو اس کے ساتھ اس قدر محبت کرتے اور اس کی خاطر اس قدر رعایت کرتے کہ دوسروں کو تعجب ہوتا۔اہل اللہ کی دوستی کو قرب کا سبب، برکات کا موجب، حلاوت ایمانی اور لذت ایمانی کا مورث اور درجہ احسان تک پہنچنے کا باعث سمجھتے تھے اہل اللہ پر طعن اور جرح کرنے کو خدا کی درگاہ سے مردود اور محروم ہونے کا سبب سمجھتے ان کے اقوال وافعال کو نصوص کے تابع کرتے نصوص کے خلاف ان کے جو اقوال وافعال ہوتے انہیں نصوص پر مقدم نہ کرتے اور فرماتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ تمام لوگ ایسے ہی ہیں کہ ان کی کوئی بات ماننے کے لائق ہوتی ہے اور کوئی ماننے کے لائق نہیں ہوتی۔(الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۶۳)

مولانا عبداللہ رحمہ اللہ کی کرامات، احوال وکیفیات

شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ ایک صاحب حال اور صاحب قال بزرگ تھے، ہم تک آپ کی جو کرامتیں پہنچی ہیں وہ اس سے کہیں کم ہیں جو ہم تک نہیں پہنچیں۔ بہرحال ہم تک جتنی چیزیں پہنچ سکی ہیں ان سے آپ کی کرامتوں کے بارے میں رائے زنی کی جا سکے گی اور اس پر بھی رائے قائم کی جا سکے گی کہ آپ کتنے بڑے بزرگ اور ولی اللہ تھے۔

جمادات کا ذکر الٰہی اور نالہ وگریہ کرنا:۔ ابتدائی دور کی بات ہے آپ کو عرفان حاصل ہو چکا تھا لیکن کسی صاحب دل سے ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ اس وقت کے بارے میں قلعوی صاحب آپ سے نقل فرماتے ہیں:

''ذکر کی نسبت اس طرح غالب تھی کہ جو شخص مجھ کو دیکھتا ذکر کرنے لگتا اور کبھی کبھی چھت کی لکڑیوں سے بھی ذکر سنا جاتا اور برف کی بارش کے موسم میں جب میں آگ پر بیٹھتا اور نفی اور اثبات کے وقت جو میں سر ہلاتا اسی طرح آگ بھی گھومتی''۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۸۸)

در و دیوار کا ذکر نفی اثبات کرنا:۔ مولانا محی الدین قصوری لکھتے ہیں: ''ایک دن میاں غلام رسول کی کسی بات پر خفا ہو کر کہنے لگے:

''مولوی غلام رسول! تو مولوی شدی، محدث شدی، عالم شدی، واعظ شدی، واللہ ہنوز مسلمان نہ شدی''

یہ کہنا تھا کہ مولوی غلام رسول رحمہ اللہ فرش پر گر گئے اور تڑپنے لگے۔

پھر فرمایا: بگو ''لا الہ الا اللہ''

اور مولانا عبدالجبار کا بیان ہے کہ ''اس وقت مسجد کے در و دیوار سے ''لا الہ الا اللہ'' کی آواز آ رہی تھی'' (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۸۸)

چولہے اور صحن کا گریہ نالہ:۔ امام غزنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شیخ فرماتے تھے:

''ایک دفعہ گرمی کے دنوں میں سردی کے مکان سے گرمی کے مکان میں جو انتقال کیا گیا تو چولہے اور گھر کے صحن کا گریہ اور نالہ کرنا سنا گیا۔'' (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۸۸)

لباس کے مریدین پر اثرات:۔ امام عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''زمانے کے علماء وفضلاء آپ کے بارے میں حیران تھے یہاں تک کہ بعض لوگ صرف دیکھنے کے ساتھ اور بعض صحبت اور مجلس کے ساتھ صاحب حالات و واردات ہو گئے اور آپ کے لباس سے شاگردوں کو فائدہ ہونے لگا چنانچہ ایک طالب علم کو آپ کی پوستین اٹھانے سے وجد آ گیا اسی سبب سے وہ ''پوستین کے مرید'' مشہور ہو گئے''۔
(الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۸۹)

دعاؤں کی قبولیت:۔ مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ آپ کی دعاؤں کو بہت جلد قبول کرتا تھا یہاں تک کہ آپ کا مستجاب الدعوات ہونا ہندوؤں میں بھی مشہور تھا''۔

اس سلسلے میں ایک واقعہ مولانا محی الدین قصوری رحمہ اللہ کی زبانی سنیے۔

''نماز عصر کے بعد ان (شیخ عبداللہ غزنوی) کا خاص وقت تھا جن لوگوں کو دعا کرانی ہوتی وہ اس وقت پہنچ جاتے میرے والد بزرگوار کے پھوپھا مولوی غلام قادر کو ان سے ملنے کا بڑا شوق تھا۔ ایک مرتبہ وہ امرتسر پہنچ گئے۔ نماز کے بعد اپنا تعارف کرایا تو فرمایا ''پھر تم تو ضرور علم سے کچھ دسترس رکھتے ہو گے'' انہوں نے از راہِ انکسار عرض کیا ''کچھ شد بد رکھتا ہوں''۔

ایک دن حضرت نے اپنی کسی کتاب کا ایک قلمی نسخہ نکالا اور مولوی غلام قادر سے فرمایا کہ ''کچھ کتابت کر سکتے ہو تو یہ چھوٹی سی کتاب نقل کر دو''...... جب یہ کتاب نقل کر کے لے گئے تو چونکہ خط بہت اچھا اور صاف تھا، بے حد خوش ہوئے۔

ایک روز نماز عصر کے بعد پھوپھا نے فرمایا کہ حضرت! میرے لیے بھی دعا فرمائیں پوچھا کیا دعا کروں؟

عرض کیا کہ: مجھے دردِ سر کا کبھی ایسا شدید دورہ پڑتا ہے کہ میں بے حال ہو جاتا ہوں اور میری نمازیں قضا ہو جاتی ہیں۔ دعا فرمائیں کہ یہ شکایت دور ہو جائے میری نماز با جماعت قضا نہ ہو۔

چند منٹ ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور فرمایا ''قبول شد انشاء اللہ''

دعا کے بعد پینتالیس سال زندہ رہے دردِ سر کا دورہ ایک مرتبہ بھی اس مدت میں نہیں ہوا۔ سفر وحضر میں نماز با جماعت کبھی قضا نہیں ہوئی۔

سچے خواب اور بشارات:۔ خواب کے بارے میں حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

لم یبق من النبوۃ الامبشرات قالوا وما المبشرات؟ قال الرؤیا الصالحۃ'' (بخاری)

نبوت میں سے سوائے بشارتوں کے کچھ باقی نہیں رہا، صحابہؓ نے کہا کہ بشارتیں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''سچا خواب''

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:۔ **''الرؤیا الصالحۃ جزء من ستۃ واربعین جزءاً من النبوۃ (بخاری، مسلم)**

سچا خواب نبوت کا چھیالسواں حصہ ہے۔

اس پیمانہ کو سامنے رکھ کر شیخ عبداللہ کے مندرجہ ذیل چند خوابوں کو آپ جانچ سکتے ہیں۔

خواب میں دیدار الٰہی:۔ قلعوی صاحب رحمہ اللہ شیخ صاحب رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے فجر کی نماز کے بعد میں نے رب العالمین کو خواب میں دیکھا کہ وہ سورۂ فاتحہ کی تلاوت اور اس کا بہت ورد کرنے کے لیے ارشاد فرماتے ہیں اور سورۃ کی فضیلت میں جس قدر حدیثیں ہیں ان سب کو لکھ کر میرے سامنے رکھ دیا ہے یہ واقعہ ملک ''سواد'' کا ہے۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۹۱)

میاں صاحب کے بارے میں مبارک خواب:۔ شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ فرماتے تھے:

''ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ اپنے مکان کی چھت سے سیڑھی کے ذریعہ صحن مکان میں اتر رہا ہوں، جب صحن مکان میں اترا تو ایک چراغ روشن پایا اور اپنی بغل میں صحیح بخاری دیکھی۔ پس صحیح بخاری کھول کر چراغ کی روشنی میں پڑھنے کا ارادہ کیا جب کھول کر دیکھا تو صحیح بخاری گرد وغبار کی وجہ سے اس درجہ سیاہ ہو چکی تھی کہ اس کے حروف پڑھے نہیں جا سکتے تھے۔ آخر کار رومال پکڑ کر میں نے اسے صاف کرنا شروع کیا، ورق ورق صاف کرتے ہوئے اخیر تک پہنچ گیا صرف تھوڑے ورق باقی رہ گئے تھے، تو میں تھک کر ماند ہو گیا اور آہ سرد بھری کہ اللہ اکبر! کس درجہ تکلیف اٹھانی پڑی ہے۔ اس خواب میں مجھے اپنا چہرہ بھی نظر آ رہا تھا جھاڑنے، صاف کرنے سے میرے چہرے اور دانتوں پر گرد پڑی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

اس خواب کی تعبیر میں مجھے حیرانی ہوئی، صبح ہوتے ہی ایک شخص صحیح بخاری لے آیا اور اس کی شرح بھی مل گئی اور ساری کتاب کا مطالعہ کر لیا اور سنت کی تابعداری کا داعیہ محکم ہو گیا اور حدیث پر عمل کرنا شروع ہو گیا۔

اتفاقاً دہلی کا سفر درپیش ہوا جو کہ ہمارے ملک سے نچلی طرف واقع ہے۔ دہلی پہنچ کر بخدمت شریف خاتم المحدثین شیخنا سید نذیر حسین صاحب رحمہ اللہ حاضر ہوا اور صحیح بخاری شریف کو پڑھنا شروع کیا اسی زمانے میں غدر دہلی واقع ہوا۔ عین بلوہ کے زور وشور میں جبکہ موت سر پر منڈلا رہی تھی اور ہر ایک کو اپنی جان کی فکر ہو رہی تھی میں پورے اطمینان سے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ سے بخاری پڑھنے میں مشغول تھا۔ یہاں تک کہ انگریز دوبارہ قابض اور بحال ہو گئے اور انہوں نے لوگوں کو دہلی سے باہر نکال دیا ان دنوں میری صحیح بخاری ختم ہونے والی تھی مگر بوجہ دہلی والوں کے منتشر ہونے کے میرے اور سید صاحب کے درمیان جدائی ہو گئی اور چند اوراق باقی رہ گئے۔

جس سے میرے خواب کی تعبیر یوں ظاہر ہو گئی کہ میرے مکان کی چھت کے نیچے کا صحن دہلی ہوئی جو کہ ہمارے ملک کے نشیب یا ڈھلان میں ہے۔

اور سید صاحب انوار نبوت محمدیہ ﷺ کے روشن چراغ۔

اور صحیح بخاری کے جھاڑنے کی تعبیر، پڑھنا۔

اور مشقت و تکلیف کی تعبیر، عین غدر کے وقت میں پڑھنا۔

اور جو اوراق صاف کرنے سے باقی رہ گئے تھے وہی پڑھنے سے بھی باقی رہ گئے"۔(الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۹۲)

میاں صاحب کے منہ سے شربت شیریں جاری ہونا:۔ شیخ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت الشیخ سید نذیر حسین کے دہن مبارک سے شربت شیریں کا چشمہ جاری ہے اور وہ شربت میرے دونوں ہاتھوں کے چلو میں پڑ رہا ہے اور میں پی رہا ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ وہ شربت کا چشمہ حضرت شیخ کے مبارک منہ سے جاری ہے۔

اور اس کا جاری ہو کر دونوں ہاتھوں میں پڑنا اور میرے منہ میں داخل ہونا۔

اس کی تعبیر میں مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ اتفاقاً میرے فرزند عبدالجبار حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے علم حدیث کی تحصیل شروع کی جس سے خواب کی تعبیر عملی رنگ میں یوں ظاہر ہوئی کہ

چشمہ شیریں علم حدیث ہے جو حضرت میاں صاحب کے دہن مبارک سے جاری ہے۔ اور میرے بیٹے کا ان سے حدیث پڑھنا میرا پینا ہے کیونکہ میرا بیٹا میرے بدن کا جزو ہے انشاء اللہ میری باقیات صالحات کا سبب ہوگا۔(الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۹۳)

قرآن وحدیث کا رواج ہوتے دیکھنا:۔ شیخ نے اپنے فرزند اکبر مولانا محمد کو خط میں لکھا ہے "ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا بیٹا محمد اس درخت میں پیوند لگاتا ہے جو میرے جد امجد محمد شریف کی قبر کے پاس ہے وہ درخت بہت بڑا تھا اتنا بڑا کہ اس کے مانند دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس کی ایک ایک شاخ ایک بڑے درخت کے مثل تھی اب دیکھتا ہوں کہ سب مٹ گیا لیکن جڑ باقی ہے تم اس میں پیوند لگاتے ہو۔

کافی امید ہے کہ قرآن وحدیث کا رواج ہوگا۔ انشاء اللہ

اسی رات پھر دیکھا کہ تم صحیح بخاری کو "تیسری بار" چھاپ رہے ہو۔ ناچیز بھی وہیں ہے اور چار پانچ خط بھی اپنے ہاتھ سے لکھے ہیں۔ غرضیکہ یہ بشارت ہے کہ پوری کوشش اور بے لوث جدوجہد دین خالص کی اشاعت میں تم کرو، کیونکہ زندگی نعمت ہے مرنے کے بعد کچھ نہیں ہو سکتا۔"(الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۸۸ تا ۹۳)

فرقہ پرستی کی مذمت:۔ چونکہ اس زمانے کے لوگ باطل طواغیت کے سامنے اپنے معاملات اور جھگڑے پیش کرتے ہیں جبکہ یہ اس فائدہ کی ضد ہے جو رسولوں کے بھیجنے اور کتابوں کے اتارنے کی صورت میں تھا اور جس کی اطاعت لازم تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"ما ارسلنا من رسول الالیطاع باذن الله"۔ (النساء:۶۴)

اور ہم نے کوئی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں بھیجا مگر اس لیے تا کہ اللہ کی اجازت سے اس کی اطاعت کی جائے۔

ہر فرقہ کا ایک الگ طاغوت اور ہر گروہ کا ایک جداگانہ سردار ہے جس سے (امت کا) شیرازہ منتشر اور اتحاد پارہ پارہ ہے اور کتابوں اور رسولوں کے بھیجنے کا مقصد فوت ہوگیا ہے اسی وجہ سے فقیر کو الہام ہوا: واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا (آل عمران:۱۰۳) اور اللہ کی رسی کو یکجائی طور پر مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ نہ پیدا کرو۔(الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۹۹)

ولی اللہ کی قیمت کا احساس:۔ مولانا قلعوی صاحب کا بیان ہے کہ "ایک شخص کو میں نے لاہور میں ترغیب دے کر بھیجا اس شخص کو آپ نے اپنی صحبت کے ساتھ مشرف کرنے کا اشارہ کیا۔ وہ حیلے بہانے بنانے لگا آپ نے فرمایا: "عبداللہ مرغے است ہرگاہ خواہد پرید، ہر کس دست خواہد مالید، عبداللہ ایک پرندکی طرح ہے جب اڑ جائے گا تو ہر شخص افسوس کے ساتھ ہاتھ ملتا رہ جائے گا۔(الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۰۶)

مریدین کو نصیحت:۔ فقیر اپنے آپ کو ہمیشہ کلام اللہ کی ترویج وتبلیغ پر مامور اور ماجور سمجھتا ہے۔ اس لیے جب تک جسم میں جان اور بدن پر رکھتا ہوں آشنا اور بیگانہ تمام لوگوں کو ترغیب دلاتا ہوں اور اسے بار بار پیش کرنے میں ننگ و عار نہیں محسوس کرتا۔

جن لوگوں نے حاضر ہو کر حقیر کے ہاتھ پر بیعت کی ہے یا غائبانہ طور پر ہی عہد کیا ہے کہ ان کے اوپر بھی ضروری ہے کہ کلام اللہ کے اندر

زیادہ سے زیادہ غور وفکر کریں۔ اس کی تخویلیفات اور تہدیدات کو زیادہ سے زیادہ یاد رکھیں اور اس کے مواعظ ونصائح سے زیادہ سے زیادہ اثر لیں۔ اپنی عمر عزیز کے اوقات اسی کے اندر صرف کریں...... اتفاق واتحاد کو قائم رکھیں اور اختلاف وافتراق سے بچتے رہیں کیونکہ اس کی سخت ممانعت آئی ہے۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۱۰)

وصایا مبارکہ بمع شجرہ طریقت

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمدلله و كفىٰ وسلام علىٰ عباده الذين اصطفى اما بعد

ایں حقیر رابیعت استقامت برکات و سنت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم و توجه الى الله و ترك ماسوى الله و كمال سعى درحصول رضائے مولا و در تحصیل تقویٰ بردست امام وقت آگاه بالله، حبيب الله قندهاری است، وایشاں تربیت یافته رضائے طریقت، ہادی راه ہدایت "فرح الدین" اند، ایشاں فیض یافته واصل الی الله شیخ "فقیر الله" اند، وایشاں نور آلود "شیخ مسعود" اند و ایشاں پرورش یافته و مرید "شیخ سعید" اند و ایشاں برکات یافته خاص ولی الله "شیخ سعد الله" اند، وایشاں اکبر تلامذه و مریدان "شیخ آدم بنوری" اند۔

یہ حقیر امام وقت عارف باللہ حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ سے استقامت کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، توجہ الی اللہ، ترک ماسوی اللہ، رضائے مولیٰ اور تقویٰ کے حصول میں سعی کمال پر بیعت ہے اور عارف باللہ حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ رہنمائے طریقت، ہادی راہ ہدایت ''فرح الدین'' کے تربیت یافتہ تھے اور یہ واصل الی اللہ شیخ ''فقیر اللہ'' کے فیض یافتہ اور یہ ''شیخ مسعود'' کے، شیخ ''مسعود'' ''شیخ ''سعید'' کے مرید، اور تربیت یافتہ تھے، شیخ ''سعید'' شیخ ''سعد اللہ کے اور وہ شیخ ''آدم بنوری'' کے مرید اور ان کے اکبر تلامذہ میں سے تھے۔

نیز شیخ حبیب الله قندهاری را شرف صحبت و بیعت حاصل امام وقت "سید احمد بریلوی" و ایشاں تربیت یافته اکمل علماء وقت "شیخ عبدالعزیز" اند، وایشاں فیوض و برکات یافته والد بزرگوار خودش، حکیم امت "شیخ ولی الله' اند، وایشاں فیض و صحبت یافته والد بزرگوار خودش "شیخ عبدالرحیم" اندوایشاں فیض یافته "خواجه خرد" اند۔

و "شیخ آدم بنوری" و "خواجه خرد" ہر دو اشرف صحبت و بیعت حاصل است بردست حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ "احمد سرہندی" رحمهم الله اجمعین و باقی شجره معروف و مشہور است۔

وصیت:۔ پس وصیت فقیربه اولاد و احباب خود ہمیں است که:۔

(۱) کتاب الٰہی قرأة و علماً و عملاً و عبرةً مضبوط بیگر ندو از دست ند ہند(۲) وسنت نبویه (علیٰ صاحبها الف الف صلوٰة و تحیته) باہتمام چنگ بزنند۔(۳) وزبان خود رابا مصاحبت قلب به یاد الله عزوجل رطب بدارند۔(۴) وبه دل و جان ازماسوى الله منقطع و متبتل گشته، منیب و متوجه الى الله تعالیٰ شوند۔(۵) درد تحصیل تقویٰ، مقام احسان و رضا مولیٰ در دست آور دن کما ینبغی سعی نمایند۔(۲) واز صحبت بے دیناں، فساق و فجار و اہل تکبر و ہویٰ که صحبت ایشاں زہر قاتل است، مجتنب باشند۔(۷) واز جمیع منہیات بلکه از لایعنی و کثرت کلام که موجب غفلت و قسوت قلب است، درکنار مانند۔(۸) ودر امتثال اوامردر تعمیل احکام مالک و قادر خودرا چست و چالاك دارند۔(۹) وہر عملے که میکنند اگر خالص لوجه الله یا موافق سنت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نباشد، آں را مردود و نامقبول دانند، زیرا که مناط قبولیت براخلاص و موافقت سنت است۔

(۱۰) و قلوب خودرا بایں دنیادنی و عمرفانی نه بندند، بلکه خودرا مسافر دانند و راه گزر دریں جہان بدانند۔

ایں وصیت ہر چند مختصراست لکن جامع معانی و حاوی مقاصد آں تمام اولیاء الله و کل مشائخ است که مادامن گیر ایشانیم، تمام عمر که ریاضت و مجاہدات نمودند آں ہمه برائے تحصیل ایں حالات و مقامات می کردند آخر الامر مقبولین و محبوبین مالک ہر دو جہاں و ملائکه و جمیع مومنین گشتند۔

دادایم تراز گنج مقصود نشان گرما نرسیدیم، توشاید برسی

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ آدمیہ:۔ نیز ''شیخ حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ'' کو امام وقت ''سید احمد بریلوی رحمہ اللہ'' سے بیعت اور شرف صحبت حاصل تھا اور ''سید احمد بریلوی رحمہ اللہ'' عالم وقت ''شیخ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ'' کے تربیت یافتہ تھے اور وہ اپنے والد بزرگوار حکیم الامت شیخ ولی اللہ رحمہ اللہ کے فیض یافتہ اور ''شیخ ولی اللہ'' اپنے والد بزرگوار ''شیخ عبدالرحیم رحمہ اللہ'' کے صحبت یافتہ تھے اور ''شیخ عبدالرحیم'' خواجہ خرد کے فیض یافتہ تھے۔ شیخ آدم بنوری رحمہ اللہ'' اور خواجہ خرد رحمہ اللہ یہ دونوں، حضرت امام ربانی ''مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ سے بیعت اور ان کی صحبت میں بیٹھنے والے تھے۔ باقی شجرہ معروف و مشہور ہے۔

وصیت:۔ پس فقیر کی وصیت اپنی اولاد اور احباب کو یہ ہے کہ:۔

کتاب الٰہی کو ہر اعتبار سے قرأۃ، علاء، عملاً، عبرۃً مضبوط تھامے رکھیں اور کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

اور سنت نبویہ (علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ وتحیۃ) پر اہتمام سے عمل پیرا رہیں۔

اپنی زبان کو بحضور قلب اللہ کی یاد میں ہمیشہ جاری رکھیں۔

بہ دل و جان اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے منقطع اور متبتل رہیں اور ہمیشہ اللہ کی طرف متوجہ رہیں اور اسی کی طرف دھیان دیں۔

تقویٰ اور مقام احسان، تصوف اور رضائے الٰہی کے حصول میں ہمیشہ کوشاں رہیں۔

بے دین، فساق و فجار، متکبرین و ہوا و ہوس کے بندوں کہ ان کی صحبت زہر قاتل ہے کی صحبت سے الگ رہیں۔

تمام منہیات بلکہ لایعنی قسم کی باتوں سے بھی جو غفلت اور قساوت قلبی کا سبب بنتی ہیں ان سے کنارہ کش رہیں۔

اپنے قادر مطلق کے احکام کی تسلیم اور اس کے اوامر کی تعمیل میں اپنے آپ کو تیار رکھیں۔

ہر وہ عمل جو خالص لوجہ اللہ نہ ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق نہ ہوا سے مردود سمجھیں اور اس کو ٹھکرا دیں کیونکہ قبولیت کا دار و مدار حسن نیت، اخلاص اور کسی عمل کے موافق سنت ہونے پر ہے۔

اپنے دلوں کو اس دنیائے دوں اور عمر فانی میں مشغول نہ کر دیں۔ بلکہ اپنے آپ کو ایک مسافر اور راہ گزر سمجھیں۔

یہ وصیت اگرچہ مختصر ہے لیکن تمام وہ اولیاء اور مشائخ، جن کا دامن ہم نے تھاما ہے کے مقاصد اور جامع معانی پر حاوی ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی تمام عمر میں جس قدر ریاضتیں اور مجاہدے کیے وہ سب انہی احوال و مقامات کی تحصیل کے لیے تھے۔ آخرالامر وہ دنیا و آخرت کے مالک کے مقبول اور فرشتوں نیز مومن بندوں کے محبوب بن گئے۔'' (الشیخ عبداللہ غزنوی ص۱۱۴ تا ۱۱۷)

میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ:۔ مولانا عبداللہ غزنوی قدس سرہ چونکہ متشرع صوفی تھے ان کی تعزیت میں جو خط ان کے بیٹوں کو لکھا اس کا ترجمہ یہ ہے۔

از عاجز محمد نذیر حسین، بمطالعہ گرامی مولوی عبداللہ و مولوی عبدالجبار سلمہم اللہ تعالیٰ بالخیر۔ سلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ کے بعد۔

واضح ہو کہ خیر و برکات کے جامع کے انتقال کی خبر سے بہت زیادہ رنج اور افسوس ہوا ''انا للہ وانا الیہ راجعون''۔

اللہ! انہیں بخش دے، ان پر رحم کر اور انہیں جنت الفردوس میں داخل فرما۔

واہ عبداللہ فنا فی اللہ شد — از جناب باریش تسلیم باد
چشمہ فیض کرامت شان او — رونق افزاء چشمہ تکریم باد

ارحم الراحمین ان لوگوں کو باپ کی وراثت کے طور پر جادہ شریعت پر گامزن رکھے، یہ عاجز اللہ تعالیٰ کے دربار میں آپ لوگوں کے لیے دعا اور دونوں جہان میں خیر وخوبی کے لئے استدعا کرتا ہے۔ قبول فرمائیں۔

زیادہ سلام خیر الخاتم''

مولانا عبدالواحد بن مولانا عبدالوہاب صدری کا بیان ہے کہ: ''میں نے اپنے بھائی مولانا عبدالستار سے کئی بار اور والد مرحوم مولانا عبدالوہاب صدری سے ایک بار کہتے سنا کہ میاں صاحب فرمایا کرتے تھے مولوی عبداللہ حدیث مجھ سے پڑھ گیا اور نماز پڑھنی مجھے سکھا گیا۔(الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۱۸)

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی رحمہ اللہ:۔ شاہ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کیا ہی خوب بزرگ تھے وہ حدیث نبوی ﷺ اور مسنون راہ باطن کے علم کے جامع تھے لوگوں کو راہ حق دکھانے میں وطن کے اندر بدعتیوں سے بڑی بڑی مشقتیں برداشت کیں، عبادت وریاضت میں بڑی مشغولیت رکھتے تھے۔ علم حدیث کی اشاعت اور اتباع سنت کے سلسلے میں انہوں نے بڑا کام کیا۔ معاصرین کے اندر اس باب میں کوئی ان جیسا دکھائی نہیں پڑتا......

ان کی صحبت سے جو بھی فیض یاب ہوا وہ مخلوقات سے کٹ گیا اور خدارسیدہ ہو گیا ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں حضور کا کچھ اور ہی عالم ہوتا تھا آپ اشاعت حدیث کا ایک آلہ اور بدعات ومحدثات کے مٹا دینے کا ایک ذریعہ تھے، اصول اور فروع دونوں میں سلف صالح کے طریقہ پر چلتے تھے۔(الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۱۹)

علامہ حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ:۔ علامہ حبیب اللہ قندھاری نے شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے کچھ سوالات کے جوابات دینے سے پہلے معذرت کرتے ہوئے جو تفصیلی بیان دیا ہے اس کے چند جملے ملاحظہ ہوں: ''میرا خیال ہے کہ سائل دین کے احکام میں بڑی سمجھ رکھنے والا ہے۔ عین الیقین کے درجہ تک پہنچا ہوا ہے، ایسی صورت میں کوئی جاہل کسی باخبر کو کیا بتائے گا اور کوئی نابینا کسی بینا کی کیا رہنمائی کرے گا''

جواب کے اندر لکھتے ہیں: فقیر حقیر کی منتہائے آرزو تو یہ ہے کہ حق شناس پاکبازوں سے کچھ فیض یاب ہو اور حقیقت آگاہوں کے انوار سے روشنی حاصل کر سکے''(الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۲۱)

دوسرا خط:۔ السلام علیکم وعلیٰ من لدیکم

شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ جب آخری مرتبہ آپ کے پاس گئے تو آپ نے بھرے مجمع کے اندر اعلان کیا:۔

''دینی مسائل جیسا یہ شخص جانتا ہے میں خود نہیں سمجھتا ہوں''۔(الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۲۱)

مولانا عبدالحئی حسنی لکھنوی کا تبصرہ:۔ آپ ہیں شیخ، امام، عالم، محدث عبداللہ بن محمد بن محمد بن محمد شریف غزنوی شیخ محمد اعظم زاہد، مجاہد، اللہ کی خوشنودی کے لیے تگ ودو کرنے والے، اس کی رضا کو اپنے اہل وعیال، مال ودولت، گھربار اور خود اپنے نفس پر ترجیح دینے والے، مشہور احوال ومقامات اور بڑے بڑے معرکوں والے۔

غزنہ کے ایک کنارے ''قلعہ بہادر خیل'' میں آپ کی ولادت ۱۲۳۰ھ میں ہوئی، تعلیم علماء کی ایک جماعت سے حاصل کی۔

(الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۲۲)

ولی کامل سے لوگوں کا مستفید ہونا:۔ ورع، حسن سمت، تواضع اور روحانیت ہی میں اشتغال رکھنے کا آپ پر خاتمہ ہو گیا۔ تمام لوگ آپ کی تعریف اور آپ کے خصائل وعادات سے متعلق مدح سرائی پر متفق ہیں اس سلسلے میں آپ ہی کا نام لیا جانے لگا تھا۔

لوگوں نے آپ کی مقبول دعاؤں سے فائدہ اٹھایا اور اس کے لیے دور دور سے سفر کیا۔(الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۲۳)

قاضی غلام قندھاری رحمہ اللہ کا ذوق سلوک وتصوف:۔ قاضی غلام قندھاری رحمہ اللہ کا ایک مدافعت نامہ ملا سعد الدین مقری کے نام:۔

''حقائق ومعارف آگاہ، الموفق من عند اللہ قائد الخلق الیٰ صراط اللہ محی السنۃ وقامع البدعۃ میاں محمد اعظم صاحبزادہ کی نسبت، جس کے حق میں یہ کہنا بجا اور درست ہے کہ ''رجل مملوء من السنة من الفرق الى القدم'' اور اس نے سیر اور سلوک باطن میں نسبت اویسی کے حاصل کرنے کے بعد محض اللہ پاک کی عنایت سے طریقہ نقشبندیہ میں قدم ٹکایا ہے اور اس طریق کے سیر وسلوک کو پورے طور پر حاصل کیا ہے اور اس طریقہ میں مجاز ہو گیا اور اس کے بعد سید آدم بنوری قدس اللہ سرہ کے طریق کو بھی حاصل کیا ہے اور اس طریق میں بھی مجاز ہو گئے ہیں، القصہ میاں محمد اعظم صاحب کا ظاہر تقویٰ کے زیور اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کی موافقت کے ساتھ آراستہ ہے۔اس کا باطن اہل صفاء کے احوال ومقامات کے ساتھ پیراستہ، لیکن صرف اسی قدر نقصان ہے کہ یہ صاحبزادہ اپنے آپ کو ان (ملا کٹہ) کے مخلصوں اور دوستوں سے شمار نہیں کرتا۔ملا کٹہ اس بزرگ صاحبزادہ کو کبھی وہابی کہتا ہے اور کبھی مبتدع کہہ کر پکارتا ہے، بلکہ معتبر لوگوں سے سنا گیا ہے کہ ملا کٹہ نے ''غلجانی'' کے اطراف واکناف میں اس مضمون کے نامے بھی ارسال کیے ہیں کہ فلاں وفلاں (میاں محمد اعظم) کے ساتھ ایسا ایسا معاملہ کرو۔نعوذ باللہ! اس میں شک نہیں کہ اہل اللہ کی عداوت نے اس کے دل کی آنکھ کو نابینا کر دیا ہے کہ دن کو رات اور رات کو دن سمجھتا ہے''(الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۲۴)

علامہ حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ پیشوائے طریقت:۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مضمون نگار لکھتے ہیں:۔

حبیب اللہ قندھاری (المعروف بہ حبواندزادہ) ابن فیض اللہ اخوندزادہ بن ملا بابڑ قوم موسیٰ خیل (کاکڑ) افغانستان کے ایک جید عالم دین اور پیشوائے طریقت۔

۱۲۱۳ھ میں قندھار میں پیدا ہوئے اور پچیس سال کی عمر تک قندھار، ایران اور بلاد عرب میں تحصیل علم میں مصروف رہے۔ بعد ازاں قندھار میں تدریس وتالیف میں مصروف ہو گئے۔

میاں فرح الدین کی وساطت سے جو میاں ''فقیر اللہ'' شکار پوری کے مرید تھے، طریقہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے۔مولوی احمد قندھاری سے بعض علوم عقلیہ کا درس لیا اور بالآخر ''استاذ الکل'' اور ''محقق قندھاری'' کے القاب سے شہرت پائی۔

جب ۱۲۴۱ھ میں مجاہدین ہندی کا قافلہ حضرت ''سید احمد بریلوی'' اور ''مولانا اسمٰعیل شہید'' رحمہما اللہ کی قیادت میں قندھار پہنچا تو محقق قندھاری نے ''سید اسمٰعیل شہید'' سے خلوص ودوستی کے تعلقات قائم کر لیے اور اپنے قول کے مطابق کابل تک سفر میں ان کے ہمراہ رہے۔ چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں:۔''ایک دن کابل میں حضرت مولوی ''اسمٰعیل شہید'' رحمہ اللہ تعالیٰ نے فقیر کو نماز عصر میں امام بنایا اور پیچھے فاتحہ پڑھی۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۳۰)

قاضی عبدالاحد خانپوری رحمہ اللہ کی بیعت طریقت:۔(۱۲۶۸ھ/۱۸۵۳ء۔ ۱۳۴۷ھ/۱۵/۶، ۱۹۲۸ء/۱۲) شیخ عبدالاحد بن قاضی محمد حسن خانپوری، فقہ وحدیث کے اندر ایک ممتاز عالم ہیں، پیدائش ۱۲۶۸ھ میں ہوئی۔علم کے گھوارے میں آپ کی پرورش ہوئی اور اپنے والد سے پڑھا اس کے بعد ''سید نذیر حسین دہلوی محدث رحمہ اللہ'' سے حدیث پڑھی اور شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی صحبت میں رہے اور استفادہ کیا۔

مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

''آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے برادر بزرگ قاضی محمد صاحب اور قاضی حسین صاحب سے پائی پھر دہلی گئے تو حدیث میاں صاحب سے پڑھی۔عبداللہ صاحب غزنوی رحمہ اللہ کے مرید تھے''۔(الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۴۲)

مولانا عبدالرحمٰن لکھوی کی بیعت طریقت:۔(۱۲۵۳ھ۔۱۲۔۱۱۔۱۳۱۲ھ) آپ کا اسم گرامی ''محی الدین''، کنیت ''ابوالعلی'' ہے۔

چونکہ آپ کے مرشد حضرت مولانا عبداللہ صاحب غزنوی مرحوم نے آپ کا نام بوقت بیعت ''عبدالرحمٰن'' تجویز فرمایا۔ اسی لیے آپ مولانا عبدالرحمٰن صاحب مرحوم بن حافظ محمد صاحب مرحوم بن حافظ ''بارک اللہ'' صاحب مرحوم بن حافظ احمد صاحب مرحوم بن حافظ محمد امین صاحب مرحوم سے مشہور ہیں۔ آپ بمقام لکھو کے ضلع فیروز پور پنجاب ۱۲۵۳ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ فاروقی قامت، علوی جسامت، صدیقی جلالت اور عثمانی حلاوت رکھتے تھے اور ''بسطۃ فی العلم والجسم'' آپ کو عنایت تھی اور نہایت شہ زور تھے۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۴۵)

حافظ محمد صاحب کی تکمیل سلوک و بیعت:۔ وطن پہنچ کر تدریس شروع کی اور والد بزرگوار ''حافظ محمد صاحب'' تصنیف میں مشغول ہوئے آپ نے حفظ قرآن اور تدریس میں بہت محنت کی، آخر الامر ضعف دماغ ہو گیا۔ اس لیے تدریس چھوڑنے کا اطباء نے مشورہ دیا۔

اسی اثناء میں آپ کو علم آخرت اور سلوک کا شوق پیدا ہوا۔ تین سال کی ریاضت کے بعد الہام ربانی بسوئے غزنی مولوی ''عبداللہ صاحب غزنوی رحمہ اللہ'' کی ملاقات ہمراہ ایک خادم پا پیادہ تشریف لے گئے۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۴۵)

حضرت مولانا عبداللہ صاحب رحمہ اللہ نے صوفیہ کے اصطلاحات چند روز میں عبور کرا دیئے اور آپ کو تھوڑی محنت سے ہی ملکہ تامہ ہو گیا۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۴۵)

آپ ابھی غزنی میں ہی تھے کہ مولوی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ پر مبتدعین افاغنہ نے تہمت وہابیت لگا کر کابل کے قلعے میں بند کروا دیا تھا۔ آپ بادل بے تاب رخصت ہوئے۔ وطن پہنچ کر آپ نے دنیا و مافیہا سے تبتل کر لیا۔ اور خاندانی وجاہت کے سبب اور نیز ذاتی قابلیت کی وجہ سے لوگ جوق در جوق آنے لگے۔ اور بڑے بڑے علماء و فضلاء اصلاح باطن کے لیے آتے۔

بوجہ ذکر و شغل کے تصنیف کی طرف کم خیال کیا۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۴۶)

ٹوپی و پگڑی کا استعمال فرمانا:۔ بایں ہمہ کمالات تصنع و تکلف سے مبرا بلکہ متنفر تھے۔ لباس تہہ بند کرتہ، گرمی میں ٹوپی، سردی میں پگڑی، مجالس میں صدر نشینی کو اچھا نہ جانتے۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۴۶)

بہرحال آپ ایک عالم باعمل، بزرگ، ایک متبع سنت، صوفی، عربی کے اچھے شاعر اور مصنف تھے۔ آپ ہمیشہ راہ حق میں سینہ سپر رہے، کم ہی ایسے ہوتے ہیں جنہیں تصوف کے ساتھ تصنیفی صلاحیت ہو۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۴۷)

حافظ عبدالمنان وزیر آبادی رحمہ اللہ:۔ (۱۲۶۷ھ۔۱۶۔۹۔۱۳۳۴ھ) انسانوں کے علاوہ جنات نے بھی آپ سے علم حدیث حاصل کیا۔ اس امر کے بھی کئی واقعات آپ نے خود مجھ سے ذکر فرمائے۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۴۸)

احترام ائمہ دین:۔ آپ ائمہ دین کا بہت احترام کرتے تھے۔ چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ائمہ دین اور خصوصاً امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی بے ادبی کرتا ہے اس کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا۔ بعض متشدد لوگ آپ سے حدیث پڑھنے آتے مگر یہ شرط کر لیتے کہ حدیث تو آپ سے پڑھیں گے لیکن نماز آپ کے پیچھے ادا نہیں کریں گے۔ آپ اس شرط کو بخوشی منظور فرما لیا کرتے۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۴۸)

حافظ محمد رمضان پشاوری رحمہ اللہ

غائب ہونے کا عمل:۔ سید احمد بریلوی رحمہ اللہ کی جماعت سے تعلق رکھنے والے سال میں ایک بار ہمراہ چند حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کسی کی ڈائری پر پولیس نے مسجد کا محاصرہ کر کے ان کو گرفتار کرنے کی کوشش کی۔ اس وقت دو مجاہد مسجد میں موجود تھے۔ بروقت اطلاع ملنے پر حافظ صاحب مرحوم کی بتائی ہوئی چند آیات قرآنی پڑھ کر ایک مسجد کے غسل خانے میں چھپ گیا اور دوسرا مسجد کی ایک مزری کی ایک بنی ہوئی صف میں چھپ گیا۔ چنانچہ پولیس کی پوری تلاشی پر بھی وہ دستیاب نہ ہو سکے۔ غالبًا انہی دو مجاہدوں کی درخواست پر کہ ان کا واپس کا راستہ دشوار گزار اور وحشی درندوں کی وجہ سے خطرناک ہے، حافظ صاحب نے سورۃ المؤمنون کی آخری چار آیات

پڑھنے کا مشورہ دیا اور وہ صحیح سلامت بخیریت اپنے مقام پر پہنچ گئے۔ ہجرت کابل افغانستان کے سلسلے میں ان کی رائے طلب ہوئی تھی اور ان کی پیشین گوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی اور مہاجرین زبوں حالت میں واپس آئے۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۵۷)

تعبیر خواب میں مہارت:۔ تعبیر خواب میں اللہ تعالیٰ نے خاص ملکہ عطا فرمایا ہوا تھا۔ جیسی تعبیر بتاتے ویسا ہی ظہور ہوتا، پشاور کے ایک متقی اور قابل احترام خاندان سادات میں سے آغا زمحمد شاہ مرحوم و مغفور نے جو ماشاء اللہ خود بھی ایک جید عالم تھے اپنی بیوی کا خواب بیان فرمایا کہ وہ دو پتنگ اڑا رہی ہے دونوں پتنگوں کی ڈوری کا دھاگہ ٹوٹ گیا اور دونوں پتنگ نظر سے اوجھل ہو گئے۔ حافظ صاحب نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ لو، آغا صاحب مرحوم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئیں، یہی خواب کی تعبیر تھی۔ حافظ صاحب کی اپنی اہلیہ مرحومہ نے اپنا خواب بیان کیا کہ تند و تیز آندھی سے ان کے سر کی اوڑھنی یعنی دوپٹہ اڑ گیا مگر حافظ صاحب کے اس پالتو مرغ نے ایک ہی پرواز سے دوپٹہ اپنی چونچ میں پکڑ کر واپس ان کے سر پر ڈال دیا، فرمانے لگے اللہ تعالیٰ نے مجھے کچھ زندگی کی مہلت عطا فرمائی ہے۔

آخری سال زندگی میں خود خواب دیکھا، اپنا وصیت نامہ تحریر کرایا اپنے کتب خانے کے متعلق خاص طور پر فرمایا کہ کسی دینی مدرسہ میں دے دیا جائے جنہوں نے مجھ سے کوئی کتاب عاریتاً لی ہے وہ بھی کسی مدرسہ میں داخل کر دے اور اگر ان کو خود ضرورت ہو تو میری طرف سے ہبہ تصور ہو۔ اپنے انتقال سے کچھ ساعت پہلے اٹھ کر اجابت کی اور دریافت کیا کہ آسمان پر کچھ بادل ہیں؟ بتایا گیا جی ہاں، فرمایا الحمد للہ پھر تیمم کیا لیٹے ہوئے نماز چاشت کی نیت سے سینہ پر ہاتھ باندھے اور اسی حالت میں آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ ''انا للہ وانا الیہ راجـــعـــون'' تاریخ وفات ۱۱صفر ۱۹۹۳ھ مطابق ۲۵۔اکتوبر ۱۹۲۰ء ہے، عمر قمری سال کے حساب سے کم وبیش ۶۳ برس پائی غفر اللہ لہ و برد مضجعہ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۵۸)

شاہ ممتاز الحق کی بیعت تصوف:۔ آپ کی سیرت تو معلوم نہ ہو سکی، البتہ سیرت کا جز و معلوم ہے، جسے فضل حسین صاحب کی زبان میں سنیئے:۔ ''مولوی شاہ ممتاز الحق صاحب مرحوم جب حضرت مولانا عبداللہ صاحب غزنوی رحمہ اللہ کے حضور میں بغرض بیعت وارشاد حاضر ہوئے تو عبداللہ صاحب نے فرمایا کہ تم دہلی جا کر وہاں رہو، اور شرف صحبت شیخ سے مستفید ہو کر ان سے اجازت لے کر یہاں آؤ، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ دہلی آئے اور یہاں بہت دنوں تک رہے۔ پھر جب میاں صاحب رحمہ اللہ کے خط کے ساتھ امرتسر پہنچے تب عبداللہ رحمہ اللہ نے ان سے بیعت لی اور مسترشدین میں اپنے داخل کیا'' (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۶۱)

مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ (۱۲۲۸ھ۔۵۔۱۔۱۲۹۱ھ)

پنجاب میں اول اول آپ نے ہی وعظ شروع کیا اور توحید کا بیج بویا۔ گور پرستی اور شرک کی بیخ کنی کی بنیاد رکھی۔ اگر پنجاب میں آپ کو بانی اشاعت توحید وحدیث کہا جائے تو بجا ہے آپ بہت باکرامت بزرگ گزرے ہیں آپ ہر وقت باحضور تھے۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۶۳)

صاحب کشف وکرامات:۔ آپ صاحب کشف بھی تھے، ایک صبح باہر رفع حاجت کے لیے تشریف لے جا رہے تھے، راستے میں اہل ہنود کی ایک عورت نہا کر آ رہی تھی، آپ نے فرمایا ''لا الہ الا اللہ'' کہ اس کی زبان پر اسی وقت یہی ذکر جاری ہو گیا اور مسلمان ہو گئی۔

آپ کی ہزار ہا کرامتیں ہیں۔ طوالت کے خوف سے لکھنے سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ مولانا عبدالحئی لکھنوی فرماتے ہیں کہ:۔

''انگریزی حکومت کو آپ سے اتنا خوف لاحق ہوا کہ آپ پر بلا اجازت تقریر کرنے اور سفر کرنے پر پابندی لگا دی''

آپ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایسے عاشق تھے کہ جب آپ کی عمر تریسٹھ سال میں سے ایک دن کم رہ گئی تو فرمانے لگے۔

''آج تک مجھ سے کوئی عمل، کیا چھوٹا کیا بڑا، مطابق سنت رسول مقبول ﷺ خطا نہیں ہوا، اب میری عمر تریسٹھ سال کی ہو گئی ہے اگر میں تریسٹھ سال کی عمر میں مرجاؤں تو یہ آخری سنت بھی پوری ہو جائے''۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ۔ والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم

رسول اللہ توں صدقے جان میری ایہہ فانی زندگی قربان میری

سوانح حیات

عالم باعمل واعظ بے بدل حاجی حرمین شریفین مقبول دارین

جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول حضرت مولانا

غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ

ساکن قلعہ میاں سنگھ

ضلع :۔ گوجرانوالہ

مصنف و مولف

حضرت مولانا عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ خلف اکبر حضرت مولانا مرحوم

اشاعت ثانی از محمد نسیم ایم اے و برادران قلعہ میاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ

پبلشر :۔ فضل بکڈپو اردو بازار گوجرانوالہ

ملنے کا پتہ مکتبہ نعمانیہ اردو بازار لاہور

قیمت : ۱۸ روپے

کاتب : فیاض احمد بھٹی

دیباچہ طبع دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا مرحوم کی سوانح حیات کو شائع ہوئے عرصہ دراز گزر چکا ہے ۔ والد مرحوم نے اسے ۱۹۳۰ء میں شائع کروایا تھا ۔ کتاب کا یہ ایڈیشن اب نایاب ہے ۔ مولانا مرحوم کے عقیدت مندوں کے پیہم اصرار کے سبب اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں ۔

ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

وقت کی رفتار کے باعث اگرچہ اس کتاب کی زبان میں قدرے تبدیلی آ چکی ہے ۔ تاہم تحریر میں جو سادگی ، حسن اور شیرینی موجود ہے ۔ اس سے قاری متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ اسی بنا پر کتاب کی زبان میں تبدیلی کا ارادہ ترک کرتے ہوئے اسے من و عن شائع کیا جا رہا ہے ۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

ناچیز

محمد نسیم بن عبد الوکیل نبیرہ حضرت غلام رسول رح

ساکن قلعہ میاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (القرآن)

اور ان کے بعد (ان کے آگے) (قبروں میں) اٹھائے جانے کے دن تک پردہ ہے

عالمِ برزخ

مرنے کے بعد عرصہ حشر تک کے زمانے میں میت پر کیا گزرتی ہے یا جسد خاکی کو قبر میں دفن کر دیا جائے یا آگ میں جلا کر اس کی خاک کو ہوا میں اڑا دیا جائے یا دریا میں بہا دیا جائے یا درندوں کے پیٹ کا ایندھن بن جائے یا اسے ادویات کے ذریعہ محفوظ کر دیا جائے کیا ان سب حالات میں میت کی روح یا جسم دونوں کو عذاب و ثواب راحت و کلفت ہوتی ہے کہ نہیں ۔ اس پر عقلاً و نقلاً ، درایتاً اور روایتاً بحث کی گئی ہے قبر سے متعلق بعض عبرت انگیز سچے واقعات بھی بیان کیے گئے ہیں ۔ میزان اعمال کی نشاندہی کی گئی ہے جو موجب عذاب و ثواب قبر ہیں ۔

عبد الرحمٰن عاجز مالیر کوٹلوی

ناشر

رحمانیہ دار الکتب امین پور بازار فیصل آباد

فون نمبر ۳۲۹۱۶

عالمِ برزخ

طبع ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دوم

نام کتاب عالم برزخ

تعداد بار اول اکتوبر ۱۹۸۱ء ۔۔ ۱۱۰۰ بار دوم فروری ۱۹۸۲ء ۔۔ ۱۰۰۰

مطبع زاہد بشیر پرنٹرز لاہور

ناشر :۔ رحمانیہ دار الکتب امین پور بازار فیصل آباد فون ۳۲۹۱۶

قیمت :۔ سفید کاغذ جلد کارڈ بورڈ مع پلاسٹک کور ۔/۲۴

" آفسٹ ولایتی کاغذ مجلد مضبوط مع پلاسٹک کور ۔/۳۶

" جہازی اڈیشن نہایت دیدہ زیب مجلد سہ رنگ ڈائیدار مع شیشہ کور ۔/۴۸

تاریخ اشاعت :۔ فروری ۱۹۸۲ء

ملنے کا پتہ

رحمانیہ دار الکتب امین پور بازار فیصل آباد فون ۳۲۹۱۶

نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور ۔

شوروم ۔ اسلامک پبلشنگ ہاؤس نمبر ۲ شیش محل روڈ لاہور ۔

چنانچہ بالکل تندرست تھے اور جماعت ظہر خود کرائی۔ بعد نماز ظہر آپ کلمہ کا ذکر کروا رہے تھے کہ روح مبارک پرواز کر گئی اور آپ کی آخری تمنا بھی پوری ہوگئی۔(الشیخ عبداللہ غزنوی ص۱۶۴)

نام کتاب:۔سوانح حیات: حضرت العلام مولانا غلام رسول رحمہ اللہ ساکن قلعہ میہاں سنگھ گوجرانوالہ

مصنف:۔حضرت مولانا عبدالقادر رحمہ اللہ پسر حضرت العلام مولانا غلام رسول رحمہ اللہ

حسب فرمائش: مولوی عبدالوکیل رحمہ اللہ و برادران ونسیم اعوان ایم اے ایم ایڈ

ناشر:۔فضل بک ڈپو، اردو بازار گوجرانوالہ

ابتدائی تعارف:۔ (والد صاحب) نے اسوہ حسنہ پر چل کر اور صحیح طریق عمل پر کاربند ہو کر بارگاہ ایزدی میں وہ قرب حاصل کیا کہ جس کا ایک زمانہ اب تک شاہد ہے۔(سوانح حیات ص۴)

فلا تکفرہ بذنب:۔ نہ ہی کبھی کسی کلمہ گو کو کافر بنایا بلکہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے خون اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خویش واقارب بلکہ اپنے دانت مبارک لوگوں کو مسلمان بنانے کے لئے قربان کیے ہم کو بھی لازم ہے کہ فلا تکفرہ بذنب پر عمل کریں یعنی کسی معمولی گناہ یا لغزش کے سرزد ہونے سے جھٹ پٹ کافر نہ کہہ دیا کریں۔

تفریق بین المسلمین کو آپ ہمیشہ ایک بڑا اجرم سمجھتے رہے (ان سب باتوں کا علم آپ کو سوانح حیات کے پڑھنے سے ہو جائے گا)۔

آپ ہمیشہ بحث مباحثہ سے متنفر رہے ہاں خلاف شرع کام ہوتا دیکھ کر آپ سے نہ رہا جاتا تھا مگر اس حالت میں بھی آپ کسی سے سخت کلامی سے پیش نہ آتے۔ بلکہ اس طرز سے سمجھاتے کہ وہ ترک گناہ پر مجبور ہو جاتا۔

بزرگوں کے حق میں گستاخانہ کلمات کہنے والوں کو آپ بہت برا سمجھتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ ایسے شخص پر رجعت پڑ جاتی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ''میرا مقصد یہ ہے کہ ایک ہر دلعزیز اور مسلم ترین ہستی کے سوانح نموتناً عام لوگوں کے سامنے پیش کروں ممکن ہے کہ موجودہ روش روبہ اصلاح ہو جائے۔

عام لوگوں میں ایک غلط خیال بیٹھا ہوا ہے اور جہلاء کو اکثر کہتے سنا ہے کہ ''فقر اور علم دینی دو الگ الگ چیزیں ہیں (یعنی فقیر عالم نہیں ہو سکتا اور عالم فقیر نہیں ہو سکتا) میاں ان دونوں جماعتوں میں ہمیشہ سے اختلاف ہی چلا آیا ہے''۔ والد صاحب مرحوم سے ایک تبحر عالم ہونے کے علاوہ اعلیٰ درجہ کی اسلامی ضیاء باریاں آپ کی زبان اور عمل سے ظہور میں آئیں اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد آپ کو ایک برگزیدہ درگاہ رب العزت مانتی ہے۔

شریعت اور طریقت کا تلازم:۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریق عمل کتاب اللہ اور کتب احادیث میں مروی ہے اور خداوند تعالیٰ تک پہنچنے کا یہی صحیح راستہ ہے یہ کتاب (سوانح حیات مولانا غلام رسول رحمہ اللہ) تالیف کرنے سے ایک منشا یہ بھی ہے کہ یہ غلط اور گمراہ کن خیال لوگوں کے دلوں سے نکل جائے۔ اور شریعت حقہ کو اپنی مشعل راہ سمجھ کر صراط مستقیم (جس کو صوفیاء کی اصطلاح میں طریقت شریعت بھی کہتے ہیں) پر چل کر منزل مقصود پر پہنچیں (اور اس منزل پر پہنچنے کو معرفت یا حقیقت کہتے ہیں)۔

تالیف کا مقصد اصل صوفیاء تک رہنمائی:۔ اس تالیف سے یہ مقصد بھی ہے کہ شرعی اور غیر شرعی صوفیاء میں تمیز ہو سکے۔ کیونکہ غیر شرع صوفی کا اتباع انسان کے لئے سم قاتل کا حکم رکھتا ہے حالانکہ استدراج ان سے بھی ظاہر ہوتا ہے بھنگ و چرس پینے والے زنا کار شراب خور

اور نامحرم عورتوں سے بدنی خدمت لینے والے اپنی توصیف میں ایسے قصائد تصنیف کرانے والے کہ جن میں ان کا رتبہ انبیاء علیہم السلام سے بڑھا کر دکھایا گیا ہو اور خداوند کریم کے برابر بلکہ اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ رتبہ دیا گیا ہو اپنا ناموافق عقیدہ رکھنے والے مسلمانوں کو اپنی خاص مجلسوں میں خوب کوسنے والے اور علانیہ مسلمانوں کو کافر بنانے والے اکثر صوفی بنے پھرتے ہیں جہلاء کو اپنے دام تزویر میں پھانس کر دین اور دنیا دونوں میں رسوا کر رہے ہیں ایسے نام نہاد صوفیوں سے عوام بچ سکیں اور سچے اور جھوٹے فقیروں میں تمیز کر سکیں اور معلوم کر سکیں کہ اللہ والے لوگ کون ہوتے ہیں ان کی زندگی کس طرح گزرتی ہے ان کا ہر قول وفعل شریعت کے مطابق ہوتا ہے ذرا ذرا سی لغزش پر (جو کہ انسانی طبیعت کا خاصہ ہے) کفر کی مشین کو استعمال نہیں کرتے۔ عامل، باعمل حلیم اور بردبار ہوتے ہیں دنیاوی لالچ شرعی امور میں ان کے پائے استقلال کو متزلزل نہیں کر سکتا۔ حسد اور عناد، کینہ اور بغض سے دور رہتے ہیں۔ ان کی محبت ہر ایک سے محض اللہ ہی کے لیے ہوتی ہے اور اگر کسی سے بغض ہو تو محض اللہ ہی کے لیے ہوتا ہے۔ دنیاوی امور کا کوئی دخل نہیں ہوتا ''من احب لله وابغض لله واعطی لله ومنع لله فقد استکمل الایمان''۔ سخی اور بامروت ہوتے ہیں حرام اور حلال میں تمیز کرتے ہیں شر اور فساد کو دور کرنے میں کوشاں ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

بزرگوں کا ذکر باعث نجات:۔ بزرگوں کا ذکر خیر کرنا کفارۂ گناہ ہوتا ہے شاید میرا یہی عمل (سوانح حیات تالیف کرنا) باعث نجات ہو جائے اور لوگوں کے لیے بھی باعث ہدایت ہو لوگو! مولوی صاحب کو فوت ہوئے پچاس سال سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا ہے اور اس وقت ہم میں موجود نہیں۔ مگر ان کا ذکر خیر اسی طرح کیا جاتا ہے کہ جیسے ہم میں موجود ہیں۔ ان کے طرز عمل کو ابھی تک سند لی جاتی ہے۔ لوگوں کے دلوں میں وہی عزت، وہی عظمت اور وہی رعب مولوی صاحب کا موجود ہے۔ قرآن کریم میں وارد ہے۔ ''من عمل صالحاً من ذکرا وانثی فلنحیینه، حیوٰۃ طیبة'' میں اسی طرف اشارہ ہے۔

طرز صالحین ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ:۔ عوام مطالعہ کرنے کے بعد صالحین کے نقش قدم پر چل کر اپنی دینی اور دنیاوی اصلاح کریں۔ اخلاق حسنہ پیدا کرنے اور علم و ادب کے تحصیل شوق کے ساتھ ساتھ خدا پرستی۔ صلہ رحمی۔ اتقیٰ اور پرہیز گاری کا پاک جذبہ اپنے وجودوں میں پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

اگر ایسا ہی ہوا اور میری مراد بر آئی تو میں سمجھوں گا کہ میری محنت ٹھکانے لگی اور میں نے اسلام کی ایک اہم خدمت کی'' ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم ''۔

مقلد اور غیر مقلد کا کوئی جھگڑا نہ تھا:۔ میں اپنے والد صاحب مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم (مؤلف کتاب ہذا) کی خدمت میں سفر وحضر میں رہا۔ آپ نے مقلد اور غیر مقلد کا کبھی کسی سے جھگڑا نہیں کیا اور نہ ہی کسی کو کافر کہا۔ ہاں اگر کوئی شخص ان سے مسئلہ دریافت کرتا اور سمجھنا چاہتا تو آپ بڑی خوشی سے اس کو سمجھاتے اور اس کی پوری تسلی کرتے۔ حالانکہ ان کو بوجہ لکنت بولنے میں دقت ہوتی تھی۔ مگر قرأت کلام پاک میں آپ کو کبھی لکنت نہ ہوتی تھی۔ مقلد اور غیر مقلد آپ کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے۔ آپ کا وہی مسلک تھا جو مولوی صاحب مرحوم کا تھا تمام عمر نماز تہجد قضا نہیں کی ادائیگی نماز میں پابندی اوقات کا خاص خیال رہتا تھا۔ مولوی صاحب نے جو اخلاق اور مروت کا بیج بویا تھا۔ وہ تمام زندگی پھل لاتا رہا۔ آپ کا کلام اور وعظ پر تاثیر ہوتا تھا۔ آپ نے بھی ۶۳ سال عمر پوری کر کے مولوی صاحب مرحوم کے پہلو میں جگہ لی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عبدالمالک نبیرہ مولوی غلام رسول صاحب مرحوم قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ (سوانح حیات ص۸ تا۹)

کرامات اولیاء اللہ اور استدراج میں فرق:۔ یاد رہے کہ کرامات اولیاء اللہ سے ایسے ہی صادر ہوتی ہے۔ جیسے رسولوں سے معجزات۔ یعنی کرامت اس چیز کا نام ہے جو نبی کے معجزہ کے مشابہ ہو یا بعینہ ویسا ہی ہو۔ استدراج بھی کرامت کا ایک نمونہ ہے جس طرح کرامت ولی اللہ سے ظاہر ہوتی ہے ویسے ہی استدراج سادھو یا جوگی سے صادر ہوتا ہے کرامت صرف نبیوں کے متبعین سے صادر ہوتی ہے اور

استدراج غیر متبعین سے اور جو ان میں فرق ہے وہ اہل علم ہی سمجھتے ہیں دوسرے لوگ بغیر مشاہدہ کے فرق معلوم نہیں کر سکتے اگر ولی اللہ اور کسی سادھو جوگی کا مقابلہ شروع ہو جائے تو دین حق کا غلبہ ہوتا ہے۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام کا ساحروں سے مقابلہ ہوا یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے کئی نیک لوگوں کا غیر مذہب والوں سے مقابلہ ہوا۔ خداوند کریم نے دین حق کو ہی غلبہ دیا۔ استدراج اور کرامت کا فرق سمجھانے کے لئے ذیل میں ایک واقعہ درج کیا جاتا ہے۔

علی ہجویری صاحب رحمہ اللہ المعروف گنج بخش صاحب کو جن کا مزار لاہور میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو لاہور میں مقیم ہونے کا حکم ہوا۔ آپ لاہور تشریف لے آئے اور جہاں آپ کا مزار ہے مقیم ہو گئے۔ کیونکہ آپ کو یہی جگہ بذریعہ کشف دکھائی گئی تھی۔ آپ کے قرب و جوار میں ایک جوگی رہتا تھا جو استدراج کی بدولت بہت مشہور تھا اور بہت سے لوگ اس کو مقتدا سمجھتے تھے پنجشنبہ کے روز شہر اور دور دور کے گاؤں سے اس جوگی کے پاس دودھ آیا کرتا تھا جو شخص اس روز جوگی کے پاس دودھ نہ لاتا تھا یا اس کی نیت دودھ نہ لانے کی ہو جاتی تھی۔ اس کی گائے یا بھینسیں کے تھنوں میں بجائے دودھ کے خون آ جاتا تھا۔ بہت سے لوگ اس جوگی کے سبب سے شرک میں گرفتار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے علی ہجویری صاحب رحمہ اللہ کو اس فتنہ وفساد کو رفع کے لئے بھیج دیا۔ انہوں نے بھی اس کے راستہ میں جھونپڑی ڈال لی۔

ایک روز ایک بڑھیا دودھ لے کر جوگی مذکورہ کے پاس جا رہی تھی۔ راستہ میں دم لینے کے لیے علی ہجویری صاحب رحمہ اللہ کے پاس بیٹھ گئی۔ آپ نے پوچھا۔ ''مائی جی۔ کہاں سے آئی ہو اور کہاں جانا ہے۔'' بڑھیا نے اپنا مفصل حال ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ ابھی کچھ رستہ باقی ہے آپ کو وہاں پہنچنے میں تکلیف ہوگی۔ یہ دودھ مجھ کو دے دو۔ بڑھیا بولی میں نے تو دینا ہی ہے۔ تمہیں دے تو دوں۔ مگر خطرہ یہ ہے کہ دودھ دینے والی نہ مر جائے۔ کیونکہ ایسے واقعات کئی لوگوں سے گزر چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا خدا پر بھروسہ کرو اور دودھ مجھ کو دے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ دودھ دینے والی کا دودھ دوگنا کر دے گا۔ آپ کا فرمان بڑھیا کے دل پر اثر کر گیا اور آپ کو دودھ دے کر واپس چلی گئی خدا کے فضل سے اس کی گائے نے علی ہجویری صاحب رحمہ اللہ کے فرمان کے مطابق دوسرے روز دوگنا دودھ اور گھی دیا اور بڑھیا نے اپنے گاؤں کے لوگوں کو جو جوگی کے پاس جایا کرتے تھے اپنا قصہ سنایا اس کا یہ اثر ہوا کہ آئندہ جمعرات کو اس گاؤں کی تمام عورتیں سارا دودھ علی ہجویری صاحب رحمہ اللہ کی نذر کر گئیں۔ رفتہ رفتہ گردونواح میں یہ خبر مشہور ہو گئی تھوڑے ہی عرصے میں جوگی کی طرف لوگوں کی آمد ورفت کم ہو گئی اور آپ کی طرف زیادہ ''قال اللہ تعالیٰ و قل جاءَ الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا الحق يعلوولا يعلى'' جوگی نے اپنے چیلوں سے تنزل کا سبب دریافت کیا انہوں نے علی ہجویری صاحب رحمہ اللہ کا نام لیا اور ساتھ ہی کچھ الفاظ بھی کہے۔ جوگی سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا ان کے میلہ کا دن قریب تھا جب میلہ کا دن آیا تو جوگی علی ہجویری صاحب رحمہ اللہ کے مقابلہ کے لئے آیا اور کہا کہ '' آپ کچھ دیکھیں یا دکھائیں'' آپ نے فرمایا۔ ''میں مداری نہیں ہوں''۔ جوگی نے کہا ''پہلے آپ اڑیں یا میں اڑتا ہوں'' آپ نے فرمایا اڑنا مکھیوں کا کام ہے جوگی غصہ میں آیا اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر اڑ گیا جب نظر سے غائب ہونے کے قریب ہوا تو آپ نے ایک ٹوٹی ہوئی جوتی پکڑی اور بسم اللہ الرحمن الرحیم بقدرة اللہ تعالیٰ و انا علی ملت رسول اللہ (ﷺ) پڑھا اور کہا ''جا اور اس شیطان رجیم کو میرے پاس لے آ''۔ جوتی اللہ کے حکم سے اوپر کی طرف اڑی اور جوگی مرجوم کے سر پر پڑنی شروع ہو گئی۔ جوگی کو واپس زمین پر لے آئی ہزار ہا لوگ دیکھ رہے تھے جوگی بمع اپنے چیلوں کے اور ہزار ہا لوگ بھی مشرف بہ اسلام ہوئے۔

یہ قصہ بطور تمثیل لکھا گیا ہے تا کہ پڑھنے والوں کو کرامت اور استدراج کا فرق معلوم ہو جائے اب انشاء اللہ العزیز بالترتیب مولوی صاحب کا سن ولادت، حالت طفولیت تعلیم و تدریس اور اسباب حصول مراتب، زہد، کشف، کرامات، معاملات، وعظ اور تلقین، معاملات درویشاں اور تقویٰ وغیرہ وغیرہ بیان کروں گا۔ (سوانح حیات ص ۱۰ تا ۱۳)

بزرگوں سے بکثرت کرامات کا ظہور:۔ مسلمان بادشاہوں کے وقت میں قاضی اور مفتی کا عہدہ رکھتے تھے بادشاہی درباروں

کی مشکلات آپ ہی کے ناخن تدبیر یعنی نوک قلم سے حل ہوتی تھیں۔ چنانچہ ''انشائے خادمی'' جو اس وقت کی ایک درسی کتاب تھی میرے بزرگوں کی تصنیفات میں سے تھی۔ باوجود اس قدر اشغال کے میرے بزرگوں سے ایسی باتیں ظاہر ہوئیں جن کو کرامات کہا جاسکتا ہے اگر ان سب باتوں کو مفصل درج کیا جائے تو ڈر ہے کہ بڑا دفتر ہو جائے اور پھر بھی مطلب پورا نہ ہو۔ (سوانح حیات ص ۱۸)

ولادت سے قبل بشارات کا ظہور:۔ آپ رحمہ اللہ کی ولادت ۱۲۲۸ھ ہجری میں ہوئی آپ کا مولد کوٹ بھوانیداس ضلع گوجرانوالہ ہے۔ میرے جد شریف وہاں ہی رہتے تھے آپ کی ولادت میں بھی ایک بزرگ کا عجیب قصہ ہے اور کرامت کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ میاں محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ سکنہ پیرکوٹ ضلع گوجرانوالہ اپنے وقت میں مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ اس وقت کے صوفی ان کو ابدال کہتے تھے ان سے بہت سی کرامات ظاہر ہوئیں۔ ان میں سے ایک یہ کرامت بھی ہے جو میں مولوی صاحب کے متعلق لکھتا ہوں۔

میاں محمد یوسف صاحب نجاری پیشہ کرتے تھے۔ یہ صاحب میرے دادا مولوی رحیم بخش صاحب کے بموجب رسم کے بھائی بنے ہوئے تھے یا اس آیت کے مطابق ''انما المومنون اخوۃ'' یا یوں کہا جائے تو بھی بجا ہے۔

قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری

یا یوں کہ ے کند ہم جنس باہم جنس پرواز کبوتر باکتوبر باز با باز

غرض ان صاحبان کی آپس میں بہت ہی محبت تھی۔ کوٹ بھوانی داس اور پیرکوٹ کا آپس میں تین کوس کا فاصلہ ہے۔ میاں محمد یوسف صاحب مرحوم دوسرے روز بلا ناغہ تاحیات کوٹ بھونیداس میں آتے رہے میرے والد صاحب کے دادا اور بھائی بھی تھے۔ آپ سے بڑے حکیم غلام محمد صاحب مرحوم یہ بھی بڑے صاحب علم اور دنیاوی معاملات میں ہوشیار تھے چھوٹے بھائی حکیم شیر محمد صاحب تھے یہ بھی صوفی باکمال تھے۔ آپ کے بڑے بھائی حکیم غلام محمد صاحب کی پیدائش کے بعد میاں محمد یوسف صاحب نے ایک روز مولوی رحیم بخش صاحب کی پشت پر ہاتھ پھیر کر فرمایا۔ ''بھائی رحیم بخش میں نے آپ کو اپنا تمام فیض عطا کیا۔ اور میرے فیض کا نمونہ آپ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا اس کا نام غلام رسول رکھنا سرچشمہ ہدایت ہوگا اس سے لوگوں کو بہت فیض ہوگا۔ عالم باعمل، صوفی باکمال ہوگا، متبع سید الانام ﷺ ہوگا۔ مقتدائے خلقت ہوگا اور خلق خدا تا قیامت ثناء گو رہے گی''۔

جناب والد صاحب مرحوم کی والدہ صاحبہ نے آپ کی پیدائش سے پیشتر خواب دیکھا۔ کہ ان کی گود میں چودھویں رات کا چاند ہے اور اس کی روشنی مشرق سے مغرب تک ہے اور وہ چاند گود میں ہی بڑھتا جاتا ہے معبروں نے اس خواب کی تعبیر یہ کی کہ لڑکا باکمال اور بہمہ صفت موصوف ہوگا۔

یہ خاندان کچھ حد سے زیادہ مقبول انام تھا اور اس محترم خاندان کا ہر ممبر اپنی معاشرت اس طرز کی رکھتا تھا کہ کٹ ملانوں کا دست تظلم دراز نہ ہونے پاتا تھا۔ آخر اسلام کا نصیبہ جاگا اور مولوی صاحب جیسا شیر اسلام خواب کے پورے دو ماہ بعد پیدا ہوا۔ (سوانح حیات ص ۲۶)

ولی کامل کا مثالی بچپن:۔ آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کی گود میں پیشاب بھی کبھی نہ کیا۔ نماز کے وقتوں میں چارپائی پر لٹا دینے سے روتے نہ تھے۔ اس وجہ سے آپ کی والدہ ہر نماز اور تہجد بافراغت پڑھ لیتیں اور آپ چپکے لیٹے رہتے۔ مولوی رحیم بخش صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میرے ہاں جو بچہ پیدا ہوا ہے۔ ایسا چپ اور غریب طبع ہے کہ رونا مطلق نہیں جانتا۔ ماہ رمضان میں صبح سے شام تک دودھ، پانی نہ پیتے تھے اس وقت یہ مشہور تھا کہ میاں صاحب کا شیر خوار بچہ روزہ رکھتا ہے یہ خبر سن کر لوگ جوق در جوق آپ کی زیارت کے لئے آتے تھے۔ (سوانح حیات ص ۲۷)

بچپن میں بردباری اور حلم:۔ آپ کی فطرت میں بچپن ہی سے بردباری وحلم بھرا ہوا تھا جوں جوں آپ بڑے ہوتے گئے مزاج میں انکساری آتی گئی چھ برس کی عمر میں ہی آپ کا خلق ایسا تھا کہ کل بچے آپ کے ساتھ کھیلنے میں خوش رہتے تھے جب کوئی بچہ شرارت کرتا یا دوسرے ہم عمروں کو ستاتا تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ دیکھو قرآن شریف میں یوں لکھا ہے اور تم اس طرح کرتے ہو۔

ظاہری کتابی تعلیم جو ہر بچہ کو دی جاتی ہے یہ ضروری نہیں ہوتا کہ ہر بچہ اس تعلیم سے مصلح قوم بن جائے۔ مگر جسے فطرت اپنی بانگی اور ہنر کا نمونہ بنانا چاہتی ہے اس کے ضمیر کو پہلے ہی سے ربانی قابلیتوں اور ضمیری جواہروں سے آراستہ کر دیتی ہے۔ ایسی حالت میں اگر اسے ظاہری تعلیم نہ بھی دی جائے تو بھی کچھ حرج واقعہ نہیں اس کے ضمیری جوہر ایک نہ ایک دن اپنی اصلی تابانی اور درخشانی دکھا کے رہتے ہیں۔ (سوانح حیات ص ۲۸)

ولی اللہ سے لوگوں کی حسن عقیدت (کرامت):۔ جب آپ چلنے پھرنے لگے۔ تو لوگوں نے آپ کا نام متقی رکھا مولوی صاحب کی زبان مبارک کا بیان ہے کہ ایک روز میں استنجا کر رہا تھا اور وہ جگہ ہنود کے گزرگاہ کے قریب تھی۔ ہنود لوگ گزرتے گزرتے یہ کہتے جاتے تھے کہ مولوی رحیم بخش صاحب کا یہ لڑکا بڑا ولی اللہ ہوگا۔ ہر جگہ ذکر ہی ذکر کرتا رہتا ہے میں سن کر ہنستا تھا لڑکپن میں ہی لوگوں کا آپ پر حسن ظن تھا کوئی زیادہ بیمار ہو جاتا تو حسن عقیدت کی وجہ سے متقی صاحب سے پانی دم کراتے یا بیمار پر ہاتھ لگواتے۔ خدا کے فضل سے صحت ہو جاتی۔

گمشدہ جانور کی اطلاع دینا (کرامت):۔ ایک دفعہ ایک کمہار کا گدھا گم ہو گیا۔ بہت تلاش کی نہ ملا مولوی صاحب کو دیکھ کر کہنے لگا میاں متقی میرا گدھا گم ہو گیا ہے آپ نے فرمایا آپ کا گدھا آپ کے گھر میں ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ مولوی صاحب کو پکڑ کر اپنے گھر لے گیا دیکھا تو گدھا گھر میں کھڑا تھا۔ (سوانح حیات ص ۲۸)

والد کی پریشانی پر خواب میں بشارت:۔ جب آپ پانچ سال کے ہوئے تو مسجد میں قرآن مجید پڑھنے کے لئے بٹھائے گئے۔ بڑی مشکل سے آپ نے قرآن مجید تمام کیا حافظہ اور ذکاوت بالکل ندارد۔ آپ کے والد صاحب مرحوم بڑے متفکر رہتے تھے کہ اس کی تعلیم کیسے ہوگی امید کچھ اور تھی اور ظہور میں کچھ اور ہی آ رہا ہے چند سال آپ حالت ابتری میں ہی تعلیم پاتے رہے۔ اسی حالت میں ایک دن آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ راجہ رنجیت سنگھ کے طویلہ میں اذان دے رہے ہیں میری اذان لوگ دور دور سے سن کر جوق در جوق آ رہے ہیں۔

علی الصبح آپ نے اپنے دادا صاحب (حضرت نظام الدین صاحب المتخلص خادم) کے پاس خواب بیان کیا۔ انہوں نے تعبیر کی کہ لوگ تیرے ہاتھ پر بہت مسلمان ہوں گے۔ اس واقعہ سے کچھ دن بعد جدامجد حضرت نظام الدین صاحب المتخلص خادم اسہال کی بیماری سے بیمار ہو گئے والد صاحب مرحوم ان کی خدمت میں رہنے لگے مولوی صاحب مرحوم ان کا پاخانہ اپنے ہاتھ سے صاف کرتے تھے ایک دن آپ کو سحری کے وقت حاجت پاخانہ ہوئی۔ جناب والد صاحب مرحوم بھی جاگتے تھے جدامجد صاحب نے دیکھا کہ میرا پاخانہ اپنے ہاتھوں سے صاف کر رہے ہیں۔ آپ نے حیرت سے دیکھ کر فرمایا: ''غلام رسول! تم میرا پاخانہ ہاتھوں سے صاف کرتے ہو اس کے صلے میں لوگ تمہارا پاخانہ دانتوں سے صاف کرنے سے دریغ نہ کریں گے''۔ مولوی صاحب ہمیشہ اپنے معتقدین کو یہ قصہ سناتے اور فرماتے تھے کہ مجھے دادا صاحب سے ہی فیض حاصل ہوا ہے۔ اور ان ہی کی دعا ہے اگلے روز ہی حضرت جناب کا کا شاہ صاحب کوٹ بھوانیداس میں تشریف فرما ہوئے۔ ان کا تعلق بھی حافظ نظام الدین صاحب خادم مرحوم سے روحانی تھا۔ یہ کسی کو معلوم نہیں کہ ان دونوں میں سے کون پیر اور کون مرید تھا جب شاہ صاحب حافظ صاحب (جو خاکسار کے پڑدادا ہیں) سے ملاقاتی ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''شاہ صاحب! غلام رسول کو جو کچھ میں نے عطا کرنا تھا وہ کر دیا میرا وقت قریب ہے میں رحلت کرنے والا ہوں جو کچھ اس کے دل میں بیج بویا گیا ہے اس کی پرورش اور حفاظت ظاہری صورت میں بشرط زندگی ومشیت ایزدی آپ کے ذمہ ہے یہ خیال رکھنا کہ یہ لڑکا ضائع نہ ہو جائے''۔

دوسرے روز شاہ صاحب الوداع اور فی امان اللہ کہہ کر رخصت ہوئے۔ ان کے جانے کے دوسرے روز حافظ صاحب فوت ہو گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دعائے ولی پر مثالی حافظہ مل جانا:۔ جناب شاہ صاحب چند روز کے بعد کوٹ بھوانیداس تشریف فرما ہوئے۔ آتے ہی والد صاحب مرحوم سے ملاقات ہوئی۔ گلے لگا کر فرمایا: ''اگر تیرا دل حافظ نظام الدین صاحب کے ملنے کو چاہے تو یہ دو تین حرف پڑھ کر ملاقات کر لیا کرو اور جو دل چاہے ان سے تعلیم حاصل کر لیا کرو یہ کام میری موجودگی میں کر لو۔ شاید میری غیر حاضری میں تم نہ کر سکو رات گزرنے کے بعد مولوی

صاحب سے شاہ صاحب نے دریافت فرمایا،'' کیوں بھائی تم قبر پر گئے۔ اور میرے کہنے پر عمل کیا'' مولوی صاحب نے عرض کی۔'' جناب مجھے وہ حرف ہی بھول گئے ہیں شاہ صاحب نے ہنس کر فرمایا۔'' حافظہ ندارد، میرے پاس آؤ میرے پوتے ہو اور تمہاری نسبت مجھے ان کی خاص وصیت ہے''۔ جب مولوی صاحب قریب ہوئے تو شاہ صاحب نے ان کے سینے پر ہاتھ پھیر کر فرمایا:'' برخوردار کہو۔'' اللهم بارك لی فی علمی و عملی رب زدنی علما''

ذہانت اور حافظہ یہ فطرت کی خاص بخششیں ہیں جو بعض بعض نفوس کو عطا ہوتی ہیں۔ مولوی صاحب کو یہ صفات تخمیناً بارہ برس کی عمر میں عطا ہو گئیں اور ایسا قابل بنا دیا کہ اس پر تجلیات ربانی کا پرتو بخوبی پڑ سکتا تھا اور ہمیشہ وہ قوت جو ربانی نکات کے سمجھنے میں ید طولیٰ رکھتی ہے۔ وقتاً فوقتاً اس کا جوش اس روشن ضمیر میں پیدا ہوتا رہتا تھا۔ ایسی صورت میں نہ کسی کی تعلیم کی اتنی ضرورت تھی۔ نہ مطالعہ کرنے کی حاجت تھی۔ جو لوگ ضمیر جوہروں سے کسی قدر بھی واقفیت رکھتے ہیں وہ میرے قول کی خود بخود تصدیق کریں گے اور جو قلب کے اتار چڑھاؤ، اس کی لیاقتوں اور صفتوں سے بھی نابلد محض ہیں نہ ان سے میرا کلام ہے اور نہ وہ اس باریکی کو سمجھ سکتے ہیں۔ (سوانح حیات ص ۳۱)

دعائے ولی اور کرامت کا آنکھوں دیکھا حال:۔ مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اس روز سے (جس دن سے شاہ صاحب نے میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر مجھے دعا پڑھائی تھی) اگر میں نے سو صفحہ کی کتاب مطالعہ کی بالفظ تمامہ یاد نہیں رہی لیکن مضمون از سر تا پا یاد ہو گیا اس کے بعد مضمون کتاب جو میری نظر سے گزرا ہے۔ میرے تصور میں ہی رہتا ہے شاہ صاحب رخصت ہوئے اور آپ دور دراز تک وداع کرنے کے واسطے تشریف لے گئے۔ وقت رخصت شاہ صاحب نے فرمایا لڑکے! جب تمہیں بلاؤں ضرور ملنا ہوگا کتابوں کو جس طرح ہو سکے ایک بار عبور کر لو۔ محنت کی کوئی ضرورت نہیں۔ خداوند کریم خود حافظ ہے۔ وہ حفظ کرائے گا محنت اور مشقت جس قدر ہو سکے یاد خدا میں کرو پھر دعا کی اور چل دیئے۔ (سوانح حیات ص ۳۲)

خواب میں بشارت اور طریقت کی ہدایت:۔ آپ چند روز گاؤں میں ٹھہر کر لاہور پڑھنے کے واسطے تشریف لے گئے۔ وہاں لال مسجد بازار حکیماں میں مولوی غلام محی الدین صاحب بگوی کے پاس پڑھنا شروع کیا دو ماہ بعد شاہ صاحب کو خواب میں دیکھا۔ فرمایا تم مجھے ضرور ملو آپ علی الصبح ہی مولوی صاحب سے رخصت لے کر گڈگور پہنچے (یہ موضع ضلع سیالکوٹ میں خاص مسکن شاہ صاحب موصوف کا ہے) شاہ صاحب نے آپ کو فرمایا۔ ۳۶ بار سورۃ یٰسین تہجد میں پڑھا کرو اور ساتھ ہی درود کبریت احمر کی اجازت دی اور زکوٰۃ نکالنے کا حکم فرمایا اور فرمایا اجرائے لطائف یا ذکر وجود یا سلطان الاذکار یا حضور مطلق یا حضور دائمی یا مراقبات ان سے صوفیائے کرام متبعان سید الانام ﷺ نے یہ غرض معہود فی الذہن رکھی ہے کہ انسان کا تزکیہ نفس ہو کر افعال و اعمال و اقوال محمدی قبول کرنے کے قابل ہو جائے۔ یہ سب وسائل اتباع کے ہیں۔ مقصود بالذات پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ (سوانح حیات ص ۳۳)

صوفی اور شیخ کامل کی علامت:۔ صوفی اور شیخ کامل لائق بیعت وہ ہوتا ہے جس کے افعال و اعمال و اقوال مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوں پیر کو عشق الٰہی حاصل ہوتا ہے اور فنا فی اللہ اور حضور دائمی اس کا ہی نصیب ہوتا ہے۔ (سوانح حیات ص ۳۴)

مقام فنا فی الرسول ﷺ کی انتہا:۔ آپ فرماتے تھے کہ شاہ صاحب کے وعظ نے میرے دل میں گھر کر لیا جتنے مدارج حب کے تھے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منتقل ہو گئے۔ آپ کے وعظ نے میری کایا پلٹ دی مجھے پکا عاشق رسول ﷺ بنا دیا دل میں ایسا صدق ہوا کہ اتباع میں اگر میرے پرزے پرزے کئے جائیں یا مارا جاؤں یا جلایا جاؤں مگر یہ نعمت عظمیٰ ہاتھ سے نہ دوں گا۔ اس روز سے مجھے اس طرح معلوم ہونے لگا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو اپنے روبرو دیکھتا ہوں اگر مجھ سے خلاف سنت کوئی کام ہونے لگتا تو مجھے اس طرح معلوم ہوتا کہ خود رسول اللہ ﷺ منع فرما رہے ہیں میں ہر وقت نشہ محبت میں سرشار رہتا تھا۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ نے آپ کو رخصت کیا اور فرمایا کہ'' میری حیات تک مجھے ملتے رہنا میں بھی تمہیں ایک وسیلۂ نجات سمجھتا ہوں شاید

تم ہی میرے لیے باقیات صالحات سے ہو۔علم حاصل کرنے میں ہرگز کوتاہی نہ کرنا''۔آپ پھر لاہور تشریف لے آئے استاد صاحب موضع بگہ کو تشریف لے گئے تھے وہ ایک اور مولوی صاحب تھے جو علم میں پورے مگر اعمال میں ناقص تھے ان کی خدمت میں چندروز ٹھہرے اور ان سے کافیہ اور ہدایت النحو ختم کی۔(مولوی صاحب کا نام مجھے بھول گیا ہے دریافت کرنے سے بھی معلوم نہیں ہوا۔(سوانح حیات ص ۳۵)

خواب میں رہنمائی وتنبیہ:۔ ایک روز شاہ صاحب رحمہ اللہ نے خواب میں ملنے کا اشارہ کیا۔لیکن استاد نے اجازت نہ دی دوسرے روز پھر خواب میں وہی اشارہ ہوا پھر بھی استاد صاحب نے اجازت نہ دی۔تیسرے روز شاہ صاحب نے خواب میں مل کر فرمایا'' یہ میری آخری ملاقات ہے تم مولوی صاحب بگہ والے سے پڑھنا شروع کرو۔کیونکہ تمہارا موجودہ استاد دیندار نہیں اس ارشاد کے ہوتے ہی مولوی صاحب بلا اجازت کتابیں لے کر وہاں سے چل دیئے اور سیدھے شاہ صاحب کے گاؤں کی طرف روانہ ہوئے لیکن آپ کے پہنچنے سے پیشتر ہی شاہ صاحب رحلت فرما چکے تھے مولوی صاحب نے ان کے مزار شریف پر پھر نماز جنازہ ادا کی اور اپنے گاؤں میں واپس چلے آئے آپ کے والد صاحب نے فرمایا'' برخوردار تم نے بہت اچھا کیا۔آ گئے اور مجھ سے بھی ملاقات ہوگئی دوسرے دن مولوی رحیم بخش صاحب آپ کے والد صاحب جماعت کے ساتھ نماز عصر میں مصروف تھے کہ رکعت چہارم کے سجدہ میں ہی جان دے دی بجز انا للہ وانا الیہ راجعون اور کیا چارہ ہوسکتا تھا۔کفن ودفن سے فارغ ہوکر بعد چندروز کے مولوی صاحب موضع بگہ کو تشریف لے گئے اور مولوی احمد الدین صاحب برادر خورد مولوی غلام محی الدین صاحب سے پڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ تمام کتابیں آپ نے ان ہی سے ختم کیں۔(سوانح حیات ص ۳۶)

تکوینی راز پر اخفائے حال:۔ ایک مرتبہ مؤلف سوانح عمری کا گزر بگہ شریف سے ہوا اس وقت میری عمر بیس سال کی تھی جب لوگوں نے سنا کہ مولوی غلام رسول صاحب کا بڑا بیٹا آیا ہوا ہے تو سب لوگ مجھے دیکھنے کے لئے آئے میرے ساتھ میرے تایازاد بھائی مولوی احمد علی صاحب مرحوم ساکن کوٹ بھوانیداس بھی تھے لوگوں نے مولوی صاحب کا ذکر شروع کیا ایک سفید ریش آدمی نے بیان کیا کہ'' ایک دفعہ آپ کی طالب علمی کے زمانہ میں ہم اکٹھے دریا پر (جو قریب ہی تھا) نہانے کے لئے گئے۔ہم سب نے معہ مولوی صاحب کے غوطہ لگایا۔جب ہم نے نکل کر دیکھا تو مولوی صاحب نہ نکلے تھے۔ہمیں بڑی تشویش ہوئی۔بہت تلاش کیا مگر کچھ پتہ نہ چلا۔آخر جب ۳ گھنٹہ کی تلاش کے بعد ہم مایوس ہو چکے تھے تو اچانک مولوی صاحب نے پانی سے سر نکالا اور ہمیں بہت خوشی ہوئی اور حیرت بھی ہوئی کہ اتنی مدت آپ کہاں رہے جب آپ سے اس دیر کا سبب پوچھا گیا تو خاموش رہے اور کچھ جواب نہ دیا اور گاؤں کو چلے آئے اس معاملہ کے بعد آپ نے ہمارے ساتھ جانا چھوڑ دیا لیکن ہم یہ حیرت انگیز معاملہ دیکھنے کے لیے نظر بچا کر پیچھے پیچھے جایا کرتے اور ویسے ہی کئی دفعہ دیکھ کر حیران ہوتے۔(سوانح حیات ص ۳۷)

دوران درس ذکر ومراقبات کی کثرت:۔ مولانا صاحب کو خداوند کریم نے اپنے فضل اور ایک بزرگ کی دعا سے ایسا عمدہ حافظہ اور ذہن عطا کیا تھا کہ وہ صرف ایک ہی دفعہ سبق کی عبارت رواں ہی استاد سے پڑھ لیا کرتے اور مضمون کلہم ذہن میں رکھتے تھے اور پھر کبھی نہ بھولتے۔آپ کے استادوں کو یہ ہرگز علم نہ تھا کہ آپ کا ایسا حافظہ ہے۔اس لیے آپ کے ہر دو استاد یہ کہا کرتے تھے کہ مولوی غلام رسول ﷺ پڑھتا تو کچھ نہیں۔شب وروز مراقبات میں ہی مشغول رہتا ہے نہ مطالعہ کرتا ہے نہ پڑھ کر دوبارہ سہ بارہ کہتا ہے خاندانی آدمی تھا ہمیں خیال تھا کہ کچھ پڑھ جائے مگر یہ پڑھنے کی طرف تو آتا ہی نہیں۔خداوند کریم اس کے حق میں کوئی بہتری کی صورت کرے غرض اسی حال میں آپ نے درسی کتابیں تمام کیں۔(سوانح حیات ص ۳۷)

مجذوب کی رہنمائی: جب آپ باقی علوم سے فارغ ہو چکے تو جو اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لگن لگی ہوئی تھی وہ آرام نہ لینے دیتی تھی یہ شوق دن بدن ترقی پر تھا کہ کسی استاد کامل سے حدیث پڑھی جائے تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پورا پورا اتباع ہو سکے۔اس لیے باشارہ جنگو شاہ مجذوب دہلی سید نذیر حسین صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں معہ عبداللہ صاحب غزنوی رحمہ اللہ حدیث پڑھنے کے لیے گئے۔
(سوانح حیات ص ۳۹)

اصلاح نفس اور حصول طریقت کے لیے اسفار

تلاش مرشد کا سفر:۔ جب آپ بگہ سے صرف ونحو وفقہ تفسیر وغیرہ کی تعلیم ختم کر چکے تو استاد صاحب سے رخصت لے کر اپنے گھر تشریف لے آئے۔ دادا صاحب سے سردار میہاں سنگھ پڑھتا تھا۔ وہ تایا صاحب کے قلعہ میں آ گئے اور یہاں کی بود و باش اختیار کی۔ مولوی صاحب کے دل میں جو عشق الٰہی کی لگن تھی وہ چین نہ لینے دیتی تھی چاہتے تھے کہ کوئی اس راستہ کا واقف ملے ہر طرف جویاں تھے آپ نے سنا کہ سواد بینر میں ایک بزرگ کامل رہتا ہے ان کے ملنے کے واسطے سفر اختیار کیا بصد مشکل آپ سواد بینر پہنچے اخوند صاحب رحمہ اللہ سے ملاقی ہوئے آپ فرماتے تھے کہ اخوند صاحب رحمہ اللہ بڑے زاہد، عابد، متقی ہیں لیکن سنت سے واقف کا کا شاہ صاحب مرحوم کا فیض اور وہ بیج توحید جو دل میں بویا گیا تھا وہ مخالف پانی سے کب سیراب ہوتا تھا وہ دماغ جو عطر اور مشک وعنبر کی خوشبو سے معطر تھا اس کو بوئے سیر کب بھاتی تھی آپ دو روز ٹھہر کر واپس آئے راستہ میں تربیلا علاقہ ہزارہ میں ایک گاؤں آتا ہے جب واپسی کے وقت وہاں پہنچے تو آپ اس جگہ کے ارباب یعنی نمبردار کے مہمان ہوئے۔ (سوانح حیات ص۴۲)

مرشد باکمال کی خدمت میں حاضری:۔ نمبردار مذکور حضرت سید میر صاحب رحمہ اللہ مرحوم کوٹھہ والا کا مرید تھا اس شخص نے آپ سے سفر اختیار کرنے کا حال دریافت فرمایا۔ آپ نے کل حال کہہ سنایا۔ نمبردار نے حضرت میر صاحب رحمہ اللہ کی بہت تعریف کی۔ مولوی جامی رحمہ اللہ نے سچ فرمایا ہے۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد   بسا کیں دولت از گفتار خیزد

سنتے ہی زمام اختیار ہاتھ سے جاتی رہی دل کو قلق اور اضطراب شروع ہو گیا فرماتے تھے کہ رات مشکل سے کاٹی کس کو نیند اور کس کو آرام۔ میری عجب حالت تھی جس کو میں بیان نہیں کر سکتا علی الصبح بعد فراغت نماز روانہ ہوا شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے۔

رشتئہ درگردنم افگند دوست   مے برو آنجا کہ خاطر خواہ اوست

جس طرح بن سکا بصد وقت وہاں پہنچا دیکھتے ہی قدرے تسکین ہو گئی۔ میں نے حضرت صاحب سے سلسلہ بیعت دریافت کیا فرمایا میں بیعت شدہ سید احمد صاحب بریلوی مرشد مولوی اسماعیل صاحب رحمہما اللہ شہید کا ہوں مجھ کو ان سے ہی فیض حاصل ہے سنتے ہی دل باغ باغ ہو گیا تکان سفر و کوفت راہ بھول گیا بے ساختہ یہ اشعار منہ سے نکلے۔

بہ بیداریست یارب یا نجاب ست   کہ جانمن زجاناں کامیاب است
بشبہائے سیہ کے بود امیدم   کہ گردروز زی نگو نہ سفیدم
شبم راصبح فیروزی برآمد   غم و رنج شباروزی برآمد
شدم با نازنین خویش ہمراز   سزد اکنوں کہ برگردوں کنم ناز
دریں محنت سرائ غم چومن کیست   پس ازپژمردگی خرم چومن کیست
چہ بودم ماہی در ماتم آب   طپان بر ریگ تفاں زرغم آب
درآمد سیلے ازابر کرامت   بدریا بردازد یکم سلامت
کہ بودم گمرہے از ظلمت شب   رسیدہ ان زگراہیم برلب
برآمد از افق تابندہ ماہے   بکوئے دوستم نمبودرا ہے
کہ بودم خفتہ بربستر مرگ   خلیدہ دررگ جان نشتر مرگ

درآمد ناگہاں خضر ازدرمن!! بآب زندگی شد یا ورمن!

بحمدللہ کہ دولت یاریم کرد زمانہ ترك جاں از آریم کرد!

مجھے دوبارہ زندگی حاصل ہوئی پژمردگی جاتی رہی اتنا سرور ہوا کہ دنیا و مافیہا بھول گیا۔ کا کا شاہ صاحب والہ فیض دوبارہ عود کرآیا۔ خشک نہر جاری ہوگئی حضرت صاحب رحمہ اللہ میری طرف دیکھ دیکھ کر حیران ہوتے تھے کہتے تھے کہ یہ عجیب استعداد کا آدمی ہے میرے چراغ میں رمق باقی تھی روغن ڈالا گیا جو مراد تھی وہ برآئی۔ (سوانح حیات ص۴۲،۴۳)

مرید باکمال پر مرشد کا استقبال:۔ حضرت سید میر صاحب رحمہ اللہ نے مجھے اٹھ کر سینہ سے لگا لیا۔ (کا کا شاہ صاحب کی نسبت سید صاحب بریلوی سے مل گئی) اور فرمایا کہ تیری خوشی کا بھی کوئی حساب نہیں اور میری خوشی کا بھی کوئی حساب نہیں مجھے آج تک تیرے جیسا مشتاق سنت کوئی نہیں ملا۔ الحمدللہ خداوند کریم نے تمہیں بدعتیوں اور بے راہوں سے بچایا۔

مریدین کے لطائف سلوک فوری جاری ہوجانا:۔ حضرت کا فیض مثل موج دریا تھا کوئی بھی خالی نہیں جاتا تھا جو حلقہ میں بیٹھ جاتا یکبارگی اس کے تمام لطائف جاری ہوجاتے متبع سید الانام ﷺ بن جاتا۔ (سوانح حیات ص۴۴)

مرشد کے کشف و کرامات حدوشمار سے باہر:۔ ان کے کشف و کرامات حساب سے باہر تھے جو شخص بیعت کے لیے جاتا اول اس کے عیوب سے اس کو مطلع کر کے پھر بیعت کرتے آپ کے وظائف مطابق سنت تھے اکثر اپنے معتقدین کو وہی فرماتے جو حدیث شریف میں آئے ہیں۔ چندروز وہاں ٹھہر کر واپس قلعہ میہاں سنگھ تشریف لے آئے گھر میں کب آرام تھا۔ خواب و خورش کم ہوگئی۔ تنہائی اختیار کر لی۔ اکثر جنگل میں ہی رہتے۔ اہل وعیال زبردستی روٹی کھلانے کو گھر بلاتے ہوا و ہوس دنیا کی جاتی رہی۔ دنیاوی بات دل کو نہ بھاتی طالب علموں کو جواب دے دیا دل اور زبان پر ہر وقت ذکر جاری رہنے لگا۔ (سوانح حیات ص۴۴)

تلاش مرشد کا تیسرا سفر:۔ اس زمانہ میں خواجہ سلیمان صاحب تونسوی رحمہ اللہ بڑے مشہور بزرگ تھے۔ ان کی زیارت کے واسطے تونسہ کو روانہ ہوئے (آپ کی عادت شریف میں تھا کہ جب گھر میں آتے تو مجھے اور میرے دیگر بہن بھائیوں کو بلاتے اور فرماتے کہانی سنو آپ کی شیریں کلامی دل میں گھر کر جاتی تھی۔ ہم سب کے سب بھاگے بھاگے آتے۔ ہمیں فرماتے ''کیوں بھائی ہڈ ورتی سناؤں یا جگ ورتی''۔ ہم عرض کرتے ''ہڈ ورتی'' بس پھر آپ ایسے قصہ جات سناتے) فرماتے تھے جب تونسہ دو منزل رہ گیا ایک گاؤں میں مجھے رات آگئی وہاں کا امام مسجد بڑا فقیہہ محدث تھا روٹی کھلا کر میرا حال دریافت کیا جب اس نے مجھے ذی علم سمجھا مجھ سے چند مشکل مسائل دریافت کیے بعد تسکین خاطر بڑا خوش ہوا...... دوبارہ چند ماہ کے بعد پھر میں تونسہ گیا۔ اور اس گاؤں سے (جس میں وہ مولوی صاحب رہتے تھے) تونسہ پہنچا۔ خواجہ صاحب کی ملاقات ہوئی اور میں نے یہ خط لکھ کر پیش کیا۔ (سوانح حیات ص۴۴،۴۵)

خواجہ تونسوی کی خلافت اور تعویذات کی اجازت:۔ مجھ پر آپ نے بڑی مہربانی کی ہے اپنے مجربہ تعویذ اور وظائف سکھائے اور بلا بیعت ہونے کے مجھے اپنا خلیفہ ہونے کا لقب عطا فرمایا چندروز مجھے وہاں ٹھہرایا مجھ پر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اب تم کو مرید ہونے کی ضرورت نہیں تم خود لوگوں کو اپنا مرید بنایا کرو بعد رخصت میں گھر آیا۔ (سوانح حیات ص۴۷،۴۸)

مجذوب سے ملاقات کی رہنمائی:۔ چندروز رہ کر پھر آپ نے ارادہ فتح گڑھ چوڑیاں ضلع گورداسپور کا کیا یہاں آپ کے سسرال تھا۔ اس علاقہ کے لوگوں سے آپ نے سنا کہ موضع بچے علاقہ تخت ہزارہ میں ایک گاؤں ہے۔ وہاں ایک بزرگ ہیں یہ سب لوگ ان کے مرید تھے۔ ولی باکمال سنے جاتے تھے۔ فتح گڑھ سے ہی آپ بچے کو روانہ ہوئے اس وقت سواری کا کوئی انتظام نہ تھا نہ ریل نہ موٹر اور نہ یکہ صرف شوق کی ریل پر سوار آپ چند یوم میں حافظ صاحب کی خدمت میں موضوع مذکور میں پہنچ گئے۔ ملاقات کے بعد حافظ صاحب نے فرمایا کہ میرے پاس براہ راست آپ کا کوئی حصہ نہیں۔ مگر ایک مجذوب کے طفیل میرے فیض کا کچھ حصہ آپ کو ملے گا حافظ صاحب نے ایک خط لکھ کر

آپ کو دیا اور فرمایا کہ نام اس کا نامدار قوم کا مارتھ موضع گڑھی اعواناں میں ملک رحمت خاں کے گھر میں رہتا ہے۔ برا بھلا کہے گا آپ برا نہ منانا اور یہ میرا خط اس کو دے دینا اور میری طرف سے السلام علیکم کہہ دینا مولوی صاحب رخصت ہو کر اس موضع میں آئے۔ آپ کے ساتھ ایک طالب علم مطول پڑھنے والا تھا آپ کے مناسب حال کیا کسی شاعر نے کہا ہے ۔

مجنوں صفتم در بدر و خانہ بخار شاید کہ بہ بینم رخ لیلیٰ بہ بہانہ (سوانح حیات ص ۴۸)

مجذوب کا اطلاع علی الغیب دینا:۔ اس گاؤں میں آ کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ کہیں باہر بیمار گدھے لے کر چرا تا پھرتا ہے جب اس کے قریب پہنچے تو وہ دیکھ کر کہنے لگا۔ یہ تیرے ساتھ والا شخص حرام زادہ ہے۔ اس کو میرے پاس نہ لاؤ۔ دور چھوڑ کر میرے پاس آ جا کیا تم نہیں جانتے کہ اس کے والد نے ایک عورت کشمیر سے اغواء کی۔ یہ نطفہ قبل از نکاح ہے۔ کچھ اور بھی کہا جو اس کے لائق تھا۔ غرض جب مولوی صاحب مجذوب کے قریب ہوئے۔ حافظ صاحب کا خط اور سلام دیا۔ اپنی گودڑی بچھا کر مولوی صاحب کو اس پر بٹھایا اور بڑی عزت سے پیش آیا۔ بعدہ اس نے زمین پر ہاتھ مارا اور کہا چلا جا گوشت روٹی اور پلاؤ بہت ہے۔ خود کھاؤ اور لوگوں کو کھلاؤ (جو آپ کے پاس آویں) پھر ہاتھ اٹھا کر کہا کہ نہیں نہیں اتنی فراخی سے نفس سرکش ہو جاتا ہے۔ پھر زمین پر زور سے ہاتھ مارا اور کہا کہ ایک وقت گوشت روٹی اور پلاؤ اور دوسرے وقت دال روٹی خود بھی کھاؤ اور لوگوں کو بھی کھلاؤ ایک بڑا فحش نکال کر کہا کہ کون ہے۔ جو میری مہر لگائی ہوئی کو مٹائے۔ مولوی رومی رحمہ اللہ نے کیا خوب کہا ہے ۔

گفتن او گفتن اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

آپ فرماتے تھے کہ اس روز سے میرا شوق ترقی کرتا گیا۔ میری شہرت بھی شروع ہوگئی کثرت سے لوگ میرے پاس آنے لگ گئے لیکن مجھے حضرت صاحب کو ٹھہ والا کا شوق ملاقات آرام نہیں لینے دیتا تھا آپ کے حسب حال کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

پھروں میں یار کے غم سے مثل قیس دیوانہ لگن میں یار کے اپنے دیا ہے چھوڑ کاشانہ

(سوانح حیات ص ۴۹)

مجذوب کا جذبہ خیر خواہی:۔ (وضاحت حاشیہ میں محشی مجذوب کے حالات بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ) اس بزرگ کی عادت تھی کہ جب لوگ اپنے گدھوں سے خوب محنت کا کام لے کر بے کار اور دبلے کر کے چھوڑ دیتے تھے تو آپ از راہ عنایت سب کو اکٹھا کر کے جنگل میں محض بوجہ اللہ چرایا کرتے تھے جب گدھے پھر کام کے لائق اور تندرست ہو جاتے تھے تو مالک ان کو لے جایا کرتے تھے اور دوسرے بیکار شدہ چھوڑ جاتے یہی سارا دن آپ کا کام ہوتا تھا۔

گھر آ کر پھر ارادہ مصمم اس طرف کا کیا اور سفر کی تیاری کرنے لگے میرے بھائی کہتے تھے کہ یہ مجنون ہو گیا ہے یا اس کے پاؤں کو چکر آ گیا ہے یا آسیب زدہ ہے۔ یہ سکندر کی طرح آب حیات کی تلاش میں ہے بھلا بلاقسمت کہاں ملتا ہے یہ طعن اور ملامت میرے شوق کو زیادہ کرتے اور میری آتش شوق پر تیل کا کام کرتے مولوی جامی علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے۔

ملامت شحنۂ بازار عشق است ملامت صیقل بازار عشق است

آپ نے اپنی حالت سسی پنوں میں خود مختصراً تحریر کی ہے وہ بعینہ ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔

نظام الدین خادم جد مغفور فضیلت مو ہوا ہر طرف مشہور
ریاضت تے سخاوت موں یگانہ بکسر نفس بے مثل زمانہ!
خزانہ فیض دی کنجی زباں سی نظامی گنجوثانی بیاں سی
کیا مجھ پر کرم سے اک نظارہ ہویا غفلت دا پردہ پارہ پارہ

کیتی میں پرکرم سیتی عنایت ۔۔۔ ہوئی تحصیل کریندی ہدایت
انہاندے بعد حضرت قبلہ گاہی ۔۔۔ رحیم بخش میرے تکیہ گاہی
عجیبہ حسن صورت لبا معنےٰ ۔۔۔ تعالیٰ اللہ چہ دور اندیش دانا
کیتی اشفاق تے وافرعنایات ۔۔۔ بھیجا لاہور میں دے خرچ حاجات
بخدمت مولوی صاحب یگانہ! ۔۔۔ جو سن ممتاز فضلائے زمانہ
جو ساکن موضع بگہ شریف است ۔۔۔ غلام محی الدین اسم لطیف است
دوجے حضرت میرے ہن احمد الدین ۔۔۔ دونوں بھائی مبارک فیض آئین
کیتو نے علم دینی دی ہدایت ۔۔۔ میرے پر لطف وشفقت بے نہایت
جو کس منہ نال انہانوں صلاحیں ۔۔۔ مگر بیٹھا کراں ہر دم دعا میں
ہو یا پھر صوفیاں دا شوق غالب ۔۔۔ پھراں اس درد دا ہر طرف طالب
محرم ماہ موں سر ماندے آثار ۔۔۔ گیارہ سوتیرھویں سٹھ پر چار
غلام ایہ پرگناہ بے چارہ گمنام ۔۔۔ طلب درے درد نے چھوڑا نہ آرام
ہوا آخر موں آوارہ وطن سے ۔۔۔ نہ خویشیاں سے خبر نہ خویشتن سے
چلا جذبہ الٰہی موں گرفتار ۔۔۔ بحضرت صاحب کوٹھہ کے دیدار
انہاں روزاں میں آہا شوق غالب ۔۔۔ پھراں اس درد دا ہر طرف طالب
حکایت عاشقانہ بہت بھاوے ۔۔۔ کہانی عشق دی دلنوں سکھاوے
خصوصاً بات سسی دی زیادہ ۔۔۔ کرے سو زائد اور وازہ کشادہ
اسے کارن وچھوڑدی حکایت ۔۔۔ تھلاند پوچہ رلبنیدی روایت
لکھی اول میں درد اندی کہانی ۔۔۔ ہوئی باقی ہوں سسی بارثانی
لکھا میں درد اپنے دا افسانہ ۔۔۔ سسی پنوں دا قصہ کر بہانہ

(سوانح حیات ص۵۱)

حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی بیعت برکت:۔ دوروز ہی ٹھہرے ہوں گے کہ صاحبزادہ محمد اعظم کابلی المعروف بہ عبداللہ الغزنوی رحمہ اللہ کوٹھہ میں تشریف آور ہوئے۔ جب آپ کی حضرت سید میر صاحب رحمہ اللہ سے آنکھیں چار ہوئیں تو محبت نے ایسا جوش دیا اور ایسا بےخود ہوکران پرگرے جیسے پانی پر پیاسا یا معشوق پر عاشق مہجور یا شمع پر پروانہ حضرت صاحب کوٹھہ والا نے بھی آپ کی بڑی عزت کی۔ دیکھ کر بہت خوش ہوئے حضرت عبداللہ صاحب رحمہ اللہ نے بھی حضرت صاحب کوٹھہ والا رحمہ اللہ سے بیعت کی آپ فرماتے تھے کہ عبداللہ صاحب نے محض اس سلسلہ میں داخل ہونے کے واسطے بیعت کی ہے ورنہ ان کو ضرورت بیعت کی نہ تھی۔آپ نے عبداللہ صاحب رحمہ اللہ سے رشتہ اخوت باندھا۔ایک روز دونوں صاحب حضرت صاحب کوٹھہ والا کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت صاحب نے مولوی صاحب سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تیرے اور عبداللہ کے درمیان اخوت کا نور عجیب طرح کا آتا جاتا ہے تم دونوں کو دیکھ کر مجھے بڑا حظ حاصل ہوتا ہے۔ خداوند کریم تم دونوں کی محبت میں ترقی دے۔(سوانح حیات ص۵۲)

نور باطن میں مجذوب کی خوشبو:۔ چند روز دونوں (حضرت مولانا عبداللہ غزنوی اور مولانا غلام رسول رحمہما اللہ) صاحب کوٹھہ شریف ٹھہر کر قلعہ میہاں سنگھ (یعنی اپنے مسکن) کو روانہ ہوئے۔ جب گجرات (پنجاب) کے قریب پہنچے تو مولوی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجھے یہاں ایک مجذوب کی خوشبو آتی ہے وہ ملنے کے قابل ہے۔

رستہ میں ہی ارادہ حدیث پڑھنے کا کر لیا تھا اور یہ قصد بھی تھا کہ دہلی جا کر حدیث پڑھی جائے سو اسی خیال کو دل میں لیے ہوئے مجذوب کی طرف روانہ ہوئے تاکہ اس سے دریافت کریں کہ حدیث کہاں سے پڑھیں۔(سوانح حیات ص۵۲)

مجذوب جنگو شاہ کا استقبال اور رہنمائی:۔ اس مجذوب بزرگ کا نام جنگو شاہ رحمہ اللہ تھا جب آپ اس طرف روانہ ہوئے تو وہ اپنے حاشیہ نشینوں کو کہنے لگا کہ دیکھو دو شخص محمدی نمونہ صحابہ کرام رضوان علیہم چلے آتے ہیں مجھے کوئی کپڑا پہنا دو اور ان دونوں کے لیے فرش کر دو جب آپ اس بزرگ کے قریب پہنچے تو سائیں جنگو شاہ نے اٹھ کر استقبال کیا اور بٹھا لیا دہلی کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ جنت اس طرف ہے یہ سن کر اس کے پاس کے لوگ حیران تھے کہ یہ کبھی کسی سے مخاطب نہیں ہوا۔ آج ہوش وحواس کی باتیں کرتا ہے جب مولوی عبداللہ صاحب و مولوی صاحب واپس آنے لگے تو کہنے لگا کہ لباس دیکھ کر نہ بھول جانا وہ شخص مسکین صورت ہے اور اس کا نام سید نذیر حسین رحمہ اللہ ہے اس سے پڑھنا یہ سن کر ان کی پوری تسلی ہوگئی پھر وہاں سے چل کر قلعہ میہاں سنگھ پہنچے اور آتے ہی مولوی صاحب عبداللہ نے فرمایا کہ مجھ کو اللہ کی طرف سے معلوم ہوا ہے کہ چند ماہ ٹھہر کر پڑھنے کو جاؤں۔

چونکہ مولوی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ تھوڑے ہی عرصہ سے اپنے وطن سے ہجرت کر کے آئے تھے اور ان کا بھی کسی جگہ قیام کرنے کا ارادہ تھا اور مولوی صاحب کو حضرت صاحب کوٹھہ والا نے فرمایا تھا کہ تم لاہور جا کر ٹھہر و اور وہاں وعظ کیا کرو۔ اس لئے مطابق فرمان کے دونوں صاحب ہی لاہور چلے گئے چند روز لاہور ٹھہر کر امرتسر چلے گئے باغ والی مسجد میں حافظ محمود صاحب کے پاس اقامت کی حافظ صاحب بھی ان کی بیعت سے مشرف ہوئے۔(سوانح حیات ص۵۲،۵۳)

وعظ دلپذیر یا کرامت عارفانہ:۔ جب وعظ مؤثر ہونے کا بہت چرچا ہوا تو وہ لوگ جو کبھی کسی کا وعظ سننا پسند نہ کرتے تھے وعظ میں آنے لگے اس زمانہ میں ایک مولوی مسمی غلام محمد صاحب وہاں رہتے تھے ہاتھ میں سونے کے کنگن رکھنے کے علاوہ مونچھیں بھی خلاف شرع لمبی لمبی سکھوں کی طرح رکھتے تھے بہت علماء ان کے پاس جا کر ان کی لبوں کے خلاف شرع رکھنے سونے کے کنگن پہننے کے بارے میں بحث کر چکے تھے اور زک اٹھا چکے تھے مولوی غلام محمد صاحب کا دعویٰ تھا کہ مجھے کوئی عالم ان دو چیزوں کی حرمت کا قائل کر دے تو میں اسی وقت کنگن بھی اتار دوں اور لبیں بھی کٹوا دوں گا۔ اتفاقاً ایک دن وہ بھی مولوی صاحب کے وعظ میں آ گئے۔ یہ بھی ان کی حالت سے واقف تھے۔ مولوی صاحب نے آیات اور احادیث میں سے ان دونوں قباحتوں کی مذمت کے بارے میں بیان کرنا شروع کیا۔ عین وعظ میں مولوی غلام محمد صاحب نے کڑے تو خود اتار لیے اور مجلس میں ہی اٹھ کر بآواز بلند کہہ دیا کہ کوئی حجام اس مجمع میں ہو تو میری لبیں مولوی صاحب کے فرمان کے مطابق بنا دیوے یہ سن کر مولوی صاحب نے اپنے ہاتھ سے ان کی لبیں درست کیں۔

جب یہ قصہ مشہور ہوا تو غیر مذاہب کے لوگ بھی وعظ میں آنے لگے کوئی وعظ خالی نہ جاتا تھا جس میں غیر مذاہب کے متعدد آدمی مسلمان نہ ہوتے۔(سوانح حیات ص۵۴)

وعظ میں تمام اشکالات کا جواب مل جانا:۔ آپ کے وعظ میں ہمیشہ مشہور علماء اور بڑے بڑے فارغ التحصیل طلباء اس خیال سے آتے کہ ہم فلاں مسئلہ پر بحث کریں گے۔ لیکن وعظ سننے کے بعد کسی کو یہ چارا نہ ہوتا کہ بجز تسلیم اور کوئی کلام کرے۔ سب کے سوالوں کے جواب وعظ میں ہی آپ بیان فرما دیتے۔ بارہا تجربہ کے بعد لوگوں کا اتفاق ہو گیا کہ مولوی صاحب ولی اللہ ہیں۔ جو سائل جاتے ہیں سب کے مطالب وعظ میں حل ہو جاتے ہیں۔ چون وچرا کی گنجائش نہیں رہتی۔ آپ کا کوئی وعظ خالی نہ جاتا جس میں متعدد آدمی غیر مذاہب کے اسلام نہ لاتے۔(سوانح حیات ص۶۰)

وعظ ولی کے ہندوؤں پر اثرات:۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ موضع گلوالہ کو جا رہے تھے راستہ میں ایک گاؤں بجول آتا ہے وہاں آپ نے دیکھا کہ ایک جگہ بہت سی خلقت جمع ہے اور ڈھول بج رہا ہے مولوی صاحب نے کھڑے ہو کر ایک شخص سے اجتماع کا سبب دریافت کیا اس نے کہا کہ نمبردار کا بیٹا چیچک سے لا چار ہے۔اس وجہ سے وہ ماتا رانی کی پوجا کر رہے ہیں۔آپ مجمع کے قریب پہنچ کر کھڑے ہو گئے اور وعظ کہنا شروع کیا۔وعظ کا سننا تھا کہ لوگوں نے ماتا رانی کو گرا دیا اور آئندہ کے لیے اس امر شنیع سے تائب ہوئے۔

مولوی صاحب کا کوئی وعظ ایسا نہ ہوتا کہ آپ کے وعظ میں دس پانچ ہندو سکھ مسلمان نہ ہوتے۔

مولوی نورالدین صاحب خلیفہ المرزا قادیانی جب وہ راہ راست پر تھے اور جموں میں تھے میں بھی (مؤلف سوانح عمری) ان کے پاس قانونچہ، قطبی اور میر قطبی پڑھتا تھا مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ انہوں نے کہا کہ اگر قرآن مجید بیان کیا ہے تو مولوی غلام رسول صاحب قلعہ والوں نے ہی کیا ہے۔(سوانح حیات ص ۶۴)

خواب ولی رہنمائی کا ذریعہ:۔ مولوی صاحب کو مولوی عبداللہ صاحب غزنوی رحمہ اللہ نے ایک دن فرمایا کہ ''میں خواب میں تم پر بلائے آسمانی نازل ہوتی دیکھتا ہوں۔آپ کا گھر کو چلے جانا یہاں کے رہنے سے بہتر اور النسب ہے۔ مجھے اس خواب کے دیکھنے سے بڑا اضطراب ہو رہا ہے۔'' مولوی صاحب فرماتے تھے کہ مجھ کو مولوی عبداللہ صاحب بار بار فرماتے کہ تم یہاں سے گھر چلے جاؤ۔ ہر چند میں نے کہا کہ جب میں مصیبت میں مبتلا ہونے والا ہوں تو آپ مجھ کو تسکین اور اطمینان دیں۔نہ یہ کہ مجھے گھبرا دیں آخر مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کے اصرار پر آپ گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔

کسی شخص نے گورنمنٹ سے شکایت کی کہ یہ انقلاب کی کوشش مولوی غلام رسول کے وعظ کے طفیل ہوئی ہے۔انگریز چونکہ مبتلائے بلا تھے آپ پر نیز اور ہندوستانی مولوی صاحبان پر بدظن ہو گئے تھے۔ بہت سے عالم گرفتار ہو گئے۔مولوی صاحب دہلی سے رخصت ہو کر وقت امرتسر پہنچے۔دو روز حافظ محمود صاحب کی مسجد میں رہے۔امرتسر میں ہی مولوی صاحب نے سن لیا تھا کہ میری گرفتاری کے لیے اشتہار جاری ہو گیا ہے۔دو روز کے بعد آپ فتح گڑھ چلے گئے۔ ہمارے نانا صاحب مولوی عبدالحق صاحب زندہ تھے۔گرفتاری کے اشتہار کا واقعہ سن چکے تھے۔مولوی صاحب کے رشتہ داروں اور واقفوں کی طرف جاسوس اور ملازم سرکاری پھر رہے تھے اس زمانہ میں امرتسر کا ڈپٹی کمشنر انگریز تھا فساد کے دوران جب سے اس کے دماغ میں کچھ جنوں سا ہو گیا تھا۔وہ لوگوں کو صرف اتہام پر بلا تحقیق ہی پھانسی دلوا دیتا تھا نانا صاحب مولوی عبدالحق صاحب تمام دن گھر کے دروازہ پر بیٹھے رہتے تھے تاکہ کہیں مولوی صاحب کے آنے کا پتہ نہ لگ جائے۔قصبہ فتح گڑھ میں دیوان نرنجن داس بڑا معزز اور مشہور شخص تھا۔دیوان صاحب مولوی عبدالحق صاحب کے شاگرد تھے۔ایک دن ملازمین سرکاری دیوان ترنجن داس کے پاس پہنچے اور مولوی صاحب کے وارنٹ گرفتاری دکھا کر مدد کے طالب ہوئے۔دیوان صاحب نے در پردہ مولوی عبدالحق صاحب کو کہلا بھیجا کہ اگر مولوی صاحب یہاں ہیں تو علی الصبح وطن کو روانہ ہو جائیں۔ کیونکہ ان کا اپنے ضلع میں چلا جانا بہتر ہے۔ وہاں ان کی عادت اور خصلت سے ہر شخص واقف ہے اور شاید کوئی حاکم بھی ایسا مل جائے جو محض اتہام کو چھوڑ کر شہادات اور آپ کے بیانات پر غور کرے اور فیصلہ کرے''۔لہٰذا مولوی صاحب قلعہ میہاں سنگھ چلے گئے۔

حکیم غلام محمد صاحب جو آپ کے بڑے بھائی تھے۔انہوں نے مولوی صاحب کو پوشیدہ طور پر رہنے کے واسطے کہا۔آپ نے فرمایا ''پوشیدگی میں عمر گزارنی مشکل ہے۔قضاء الٰہی پر میں راضی ہوں۔حاکم وقت میرے بیان بھی تو سنیں گے اور تحقیقات بھی کریں گے۔ یونہی شکایت پر مجھے پھانسی نہیں دیں گے آپ مجھے باہر نکلنے سے منع نہ فرمائیں''۔دونوں بھائیوں نے آپس میں اتنی بات چیت کی اور حکیم صاحب مسجد کی طرف چلے گئے دیکھا تو مسجد میں ایک نووارد مسافر ہے حکیم صاحب نے روٹی وغیرہ کے متعلق پوچھا لیکن مسافر نے کھانے سے انکار کیا اس کی شکل اور قیافہ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی انگریز ہے۔حکیم صاحب فوراً مولوی صاحب کے پاس گھر پہنچے اور مولوی صاحب کو نووارد مسافر کا تبدیلی

لباس میں آنا جتا دیا۔ظہر کا وقت تھا مولوی صاحب بلا دھڑک مسجد میں آ گئے وہ مسافر مولوی صاحب کو دیکھتے ہی باہر نکل گیا۔تھوڑے ہی وقفہ کے بعد پولیس کے سپاہی اور کپتان پولیس مع اس نووارد مسافر کے مسجد میں پہنچ گئے اور مولوی صاحب کو گرفتار کر لیا اور لاہور کی طرف روانہ ہوئے۔

عبدالسلام کشمیری قلعہ میہاں سنگھ میں ایک بڑا دلیر شخص تھا۔اس نے تمام گاؤں میں منادی کر دی کہ مولوی صاحب پکڑے گئے۔اب ہماری زندگی کس کام کی ہے۔بغیر جاناں جہاں میں رہنا مزا نہیں دیتا۔زن و مرد سوٹا لکڑی لے کر جمع ہو گئے۔سپاہیوں کو گھیر لیا۔مولوی صاحب نے بآواز بلند کہا میرے محبو مت گھبراؤ اور فساد نہ کرو اس طرح ہم سب کے سب مارے جائیں گے۔میری زندگی اگر چاہتے ہو تو تم سب کے سب گھر چلے جاؤ میں بھی انشاء اللہ بخیریت جلدی گھر واپس آ جاؤں گا۔غرض لوگ ہٹ گئے۔آپ کے بڑے بھائی اور عمومی صاحب بدرالدین (یہ مولوی صاحب کے پھوپھی زاد بھائی تھے) اور مولوی علاؤالدین صاحب (گوجرانوالہ) یہ تینوں صاحب آپ کے ساتھ تھے۔چالان لاہور ہوا کیونکہ مخبر لاہور ہی کا تھا۔

سکھدی جو سردار میہاں سنگھ کی بہو تھی۔اس نے دیوان جوالا سہا صاحب ایمن آبادی کو کہلا بھیجا کہ مولوی صاحب گرفتار ہو گئے ہیں میں عورت ہوں کچھ کر نہیں سکتی۔آپ میری مدد کریں اور میرے پیر اور استاد کی رہائی کے لیے کوشش کریں دیوان صاحب مذکور اتفاقاً اسی وقت جموں سے آئے تھے اور اپنی حفاظت کے لئے ایک سالم پلٹن جموں سے اپنے ہمراہ لائے تھے کیونکہ وہ وقت ہی اس وقت ایسا ہی تھا آپ مہاراجہ جموں کے وزیر تھے۔بڑے مدبر تھے ہر طرف ہل چل مچی ہوئی تھی۔آپ نے حکم دیا کہ مولوی صاحب کو معہ گرفتار کنندگان کے میرے پاس لے آؤ۔فوراً تعمیل ہوئی۔اور سپاہی مولوی صاحب کو معہ گرفتار کنندگان کے دیوان صاحب کے پاس لائے دیوان صاحب نے فرمایا کہ گرفتار شدہ قانوناً اپنے ضلع کے سوائے کہیں جا نہیں سکتا۔اس لیے مولوی صاحب کا مقدمہ گوجرانوالہ میں ہونا چاہیے۔سپاہی مولوی صاحب کو دیوان صاحب کے پاس چھوڑ کر خود لاہور چلے گئے۔دیوان صاحب مولوی صاحب کو ہمراہ لے کر گوجرانوالہ چھوڑ آئے۔بحکم صاحب ضلع چالان لاہور ہوا۔اور آپ صاحب فنانشل کمشنر کے پیش ہوئے۔جب آپ کو اس نے دیکھا تو آپ کو کرسی دے کر بآرام بٹھایا اور بعد بیان لینے حوالات بھیجے گئے۔

دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ مولوی صاحب کو گو حوالات میں رکھا گیا لیکن صبح کے وقت ہم مولوی صاحب کو آزادانہ طور پر ہی حوالات کی چھت پر پھرتے دیکھتے اور آپ چھت پر ہی وضو کرتے اور نماز ادا فرماتے۔

محمد المعروف چٹو لاہور میں پٹولی کا کام کرتا تھا یہ آپ کا بڑا معتقد تھا۔اس نے درخواست دے کر اپنی روٹی کھلانی منظور کرا لی۔بابا چٹو بیان کرتے تھے کہ ہم کو کام کاج سب بھول گیا۔آرام وچین حرام ہو گیا۔قدرتاً لاہور میں ایسی ہل چل شروع ہو گئی کہ ہر فرد وبشر یہی کہتا تھا کہ اگر مولوی صاحب رہا ہو گئے۔تو ہماری زندگی بھی ہو گی۔ورنہ ایسی زندگی سے مر جانا ہزار درجہ بہتر ہے۔تاریخ فیصلہ سے پیشتر لاہور اور اس کے گردونواح دیہات میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ مولوی صاحب کو پیش ہوتے ہی پھانسی کا حکم دیا جائے گا حیرانگی تھی کہ کسی حاکم وقت کی زبان کا تو یہ کلمہ نہیں ہے یہ منادی خدا جانے کس نے کر دی۔تاریخ پیشی پر معلوم نہیں کہ صرف لاہور کے ہی باشندے تھے یا کس کس جگہ کے تھے اتنا کثیر مجمع ہو گیا کہ میں نے ایسا مجمع آج تک نہیں دیکھا سبحان خان رسالدار نے معہ پلٹن جنگی سامان سے مسلح ہو کے فنانشل کمشنر صاحب کی کوٹھی پر پہنچ کر سلام کیا۔(سوانح حیات ص ۶۴ تا ۶۹)

بازیابی مرشد کیلئے مریدین کا احتجاج:۔ فنانشل کمشنر صاحب نے رسالدار صاحب سے دریافت کیا کہ تم اس صورت میں میرے پاس کیوں آئے۔اس نے کہا کہ حضور تھوڑی سی تکلیف فرما کر اس دریچہ سے باہر تو دیکھیں کس قدر خلقت مارنے مرنے کو تیار ہے مسٹر منٹگمری فنانشل کمشنر نے جب نظر کی تو حیرت کی حد نہ رہی تا حد نظر خلقت دکھائی دیتی تھی اور چاروں طرف ایسی ہی حالت تھی۔رسالدار صاحب سے پوچھا گیا کہ اتنے آدمی کیوں جمع ہو گئے ہیں۔عرض کی کہ لوگوں نے سنا ہے کہ جناب نے مولوی غلام رسول صاحب کے لیے پھانسی کا حکم نافذ فرمایا ہے۔مسٹر منٹگمری نے کہا کہ یہ بالکل جھوٹ ہے ہم نے کوئی حکم نہیں دیا۔سبحان خان نے کہا کہ حضور نے حکم تو نہیں دیا

مگر یہ شخص جو ناحق گرفتار ہوا ہے یہ تمام پنجاب کا استاد اور پیر ہے۔ یہ خلقت صرف انہیں کی خاطر جمع ہوئی ہے اور سب لوگ مارنے مرنے کو تیار ہیں۔ (سوانح حیات ص ۶۹)

باہمی منافرت سے کوسوں دور:۔ مولوی صاحب کی طبیعت میں شر کی بو تک نہ تھی۔ بعض لوگوں کا مقصد آپ سے مسائل دریافت کرنے کا اکثر یہ ہوتا تھا کہ اختلافی مسئلہ پر کوئی بحث چھڑ جائے گی مگر مولوی صاحب کو خداوند کریم نے ایسا ذہن اور لیاقت عطا فرمائی تھی کہ شریروں کا مقصد پورا نہیں ہونے پاتا تھا دوران وعظ ایک شخص نے دریافت کیا کہ حضرت مہربانی فرما کر مقلد اور غیر مقلد کی بابت فیصلہ کن بیان فرمایئے کہ دوبارہ ضرورت دریافت کی نہ رہے۔ آپ نے فرمایا کہ بھائی یہ سمجھ کی بات ہے اور ہے بھی بڑی موٹی بات۔ مثال اس کی یوں ہے کہ جیسے ایک تالاب سے چار نالیاں پانی کی بہتی ہیں۔ سو کوئی شخص خواہ کسی نالی کا پانی پیئے وہ تالاب ہی کا پانی ہوگا۔ اور اگر کوئی شک والی طبیعت والا براہ راست تالاب سے ہی جا کر پیئے تو وہ بھی اسی تالاب ہی کا پانی ہے۔ یہی مثال مقلد اور غیر مقلد کی ہے۔ صرف دل میں یہ خیال ہونا ضروری ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فداہ ابی وامی) کے فعل اور قول کے سامنے کسی کی وقعت نہیں اور یہی ائمہ مجتہدین کا فرمان بھی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ لوگوں میں تفریق پیدا کرنی اور ناحق تکفیر کرنی یہ دونوں بہت بڑے گناہ اور موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا بیان اس بات کا شاہد ہے کہ جب آپ تورات لینے کو کوہ طور پر خدا کے حکم سے گئے تو پیچھے سامری کی شرارت سے بچھڑے کی پوجا شروع ہوگئی۔ جب موسیٰ علیہ السلام واپس آئے بھائی پر غضبناک ہوگئے تو ہارون علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں تفرقے سے ڈر گیا تھا۔ (ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل) پیغمبر بھی تفرقہ کے گناہ کے ارتکاب سے ڈرتے تھے معلوم نہیں کہ آج کل کے نام نہاد فقراء کس دلیری اور جسارت سے تفرقہ اندازی اور تکفیر کی مشین سے کام لیتے ہیں اس گناہ کے ارتکاب سے ہر ایک مسلمان کو ضرور بچنا چاہیے۔ (سوانح حیات ص ۷۱)

دل شکنی ودل آزاری سے نفرت:۔ کسی کی دل شکنی مولانا صاحب کرنی جانتے ہی نہ تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے وعظ میں ہزار ہا لوگ جمع ہوتے تھے۔ اور سب کے سب اس قدر زیر اثر تھے کہ غیر مذاہب والے بھی اپنا وہی مذہب لے کر کم ہی واپس جاتے تھے۔ اکثر توحید کو مان کر کلمہ'' لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ '' پڑھ کر ہی جاتے۔ آپ کا وجود مبارک قدرت الٰہی کا ایک نشان تھا۔ لوگوں کے دلوں کے واسطے مقناطیسی کشش رکھتا تھا۔ آپ کا وجود قرن میں یکتا تھا۔ اس قدر مقبول اور اس درجہ کا آدمی لوگوں کی نظروں میں کوئی بھی نہ جچتا تھا۔ آپ کے فرمان کو لوگ دل و جان سے ماننے کے لیے تیار رہتے تھے پنجاب اور ہندوستان کے لوگ آپ کے زیر اثر تھے۔ بڑے بڑے مسلمان سردار ہمارے خاندان کے شاگرد تھے اور آپ کا حکم کما حقہ مانتے تھے۔ لوگوں کا آپ پر بہت حسن ظن تھا۔ (سوانح حیات ص ۷۲)

صوفی بے مثال کے فیض یافتہ علمائے اہلحدیث:۔ آپ سے فیض یافتہ علماء کے نام مندرجہ ذیل ہیں اور یہ فہرست محض ان علماء کی ہے۔ جو مشہور اور منبع فیض ہوئے ہیں۔

(۱)۔ مولوی علاؤالدین صاحب ساکن گوجرانوالہ (۲)۔ مولوی محمد عظیم اللہ صاحب موضع بڑبن ضلع میرپور
(۳)۔ مولوی محمد صاحب موضع بکن ضلع گوجرانوالہ (۴)۔ مولوی محمد عثمان صاحب سکنہ فتح گڑھ چوڑیاں ضلع گورداسپور
(۵)۔ مولوی قطب الدین صاحب ضلع فیروز پور (۶)۔ مولوی محمد علی صاحب میر واعظ سکنہ بوپڑہ ضلع گوجرانوالہ
(۷)۔ مولوی محمود شاہ صاحب واعظ سکنہ ڈھینڈہ ضلع ہری پور ہزارہ (۸)۔ مولوی بدرالدین صاحب سکنہ سیالکوٹ
(۹)۔ مولوی بدرالدین صاحب ساکن گلوالہ ضلع گوجرانوالہ (۱۰)۔ مولوی احمد علی صاحب ساکن کوٹ بھوانیداس ضلع گوجرانوالہ
(۱۱)۔ مولوی شمس الدین صاحب ساکن جموں (۱۲)۔ حافظ کرم الدین صاحب سکنہ جموں
(۱۳)۔ حافظ ولی اللہ صاحب لاہور (۱۴)۔ مولوی عبدالعزیز صاحب ناظم انجمن اہلحدیث لاہور بانی انجمن حمایت الاسلام لاہور
(۱۵)۔ حافظ گوہر سکنہ نوکھر ضلع گوجرانوالہ (۱۶)۔ حافظ غلام محمد صاحب سکنہ سدہا کمبوہ ضلع شاہ پور

(۱۷)۔مولوی برہان الدین جہلمی (۱۸)۔مولوی محمد نعمان صاحب سکنہ جہلم

(۱۹)۔مولوی نور احمد صاحب سکنہ کھائی ضلع جہلم (۲۰)۔مولوی نور احمد صاحب سکنہ چنیوٹ

(۲۱)۔مولوی غلام حسین صاحب سکنہ ساہووالہ چیمہ ضلع سیالکوٹ (۲۲)۔مولوی عمر الدین صاحب حال مقیم بقایا بٹالیاں گوجرہ، ضلع لائلپور۔اور بھی بہت سے لوگوں نے تعلیم حاصل کی۔اور فیض پایا مگر مجھ کو صرف ان ہی سے واقفیت ہے۔(سوانح حیات ص۴۷،۴۳)

ولی یگانہ فخر زمانہ: اول اول آپ ہی نے پنجاب میں وعظ کہنا شروع کیا۔بت شکنی اور توحید کا بیج بویا۔

ہر زمانہ میں بڑے بڑے ذہین اور طباع ہو گزرے ہیں۔مثلاً شیکسپیئر جیسا ڈرامٹک، کالیداس جیسا شاعر اور دیاس جیسا جامع دید مگر مقبولیت ایک دوسری چیز ہے جسے مولا بنائے وہی مقبول بنتا ہے۔ہم یہ مانتے ہیں کہ ؂

نکوئی گر روز زیں بحر نیکو تر شود پیدا چوگیرد قطرہ راہ عدم گوہر شود پیدا

خداوند کریم نے بھی قرآن مجید میں فرمایا ہے۔''ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے''۔یہ خدا ہی کی ودیعت تھی جو مولانا صاحب کو عطا ہوئی تھی اور اس بخشش کے لائق بھی وہی برتر ذات مولانا صاحب مرحوم کی تھی ورنہ آپ کے دو اور حقیقی بھائی بھی تھے اور اقرباء میں بھی بہت سے آدمی تھے لیکن جو کچھ آپ کو مقبولیت حاصل ہوئی وہ کسی کو نصیب نہ ہوئی۔(سوانح حیات ص۴۳،۴۷)

مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کی ۶۵ کرامات

جوش ولی یا مجذوب کی بڑ (کرامت):۔ قلعہ میہاں سنگھ میں ایک گلاب نام چوکیدار تھا۔وہ موضع مرالیوالہ میں چوکیدار مقرر ہو کر چلا گیا۔وہاں ایک بیوہ دھوبن تھی۔اس کے دام الفت میں گرفتار ہو گیا۔جب مرالیوالہ کے باشندوں کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے گلاب کو وہاں سے نکال دیا وہ واپس ''قلعہ میہاں سنگھ'' میں آ گیا اب چوکیدار نے یہ دستور مقرر کر لیا کہ روزانہ مولوی صاحب کے پاس جاتا اور یہ کہتا کہ حضرت میں مر چکا ہوں۔ایک دن مولوی صاحب کے ایک خادم بڑھا کشمیری کو سفارشاً ساتھ لے کر مولوی صاحب کی خدمت میں پہنچا اور دستور کے موافق مولوی صاحب کو دابنا شروع کیا اور اپنی سابقہ درخواست پیش کی۔بڑھا نے بھی مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت اس بات میں کیا گناہ ہے۔عورت بیوہ ہے۔اگر اس کا نکاح ہو جائے تو کار ثواب ہے۔آپ نے بڑھا کشمیری کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس سے قسم لے لو کہ یہ شخص قبل از نکاح اس کو مس نہ کرے۔گلاب نے قسم اٹھائی کہ قبل از نکاح بالکل عورت مذکورہ کو مس نہ کروں گا۔

مولوی صاحب نے فرمایا کہ بعد از نماز عشاء اپنے گھر کی چھت پر کھڑے ہو کر ''مرالی والا'' کی طرف منہ کر کے تین دفعہ یہ لفظ کہنا آ جا آ جا آ جا تین روز ایسا ہی کر کے پھر مجھے بتانا تیسرے روز عصر کے قریب عورت مذکورہ گلاب کے گھر آ گئی اور کہنے لگی کہ پرسوں عشا سے لے کر اب تک میرے تن بدن میں آگ لگی ہوئی تھی تمہارے گھر میں داخل ہوتے ہی آرام ہو گیا۔گلاب اس عورت کو پکڑ کر اندر لے گیا اور متواتر تین روز اندر ہی رہا تیسرے روز قیلولہ کے وقت مولوی صاحب نے بڑھا کشمیری کو بلا کر فرمایا کہ جاؤ اور اس موذی کو پکڑ لاؤ وہ اس وقت زنا کر رہا ہے۔بڑھا فوراً گیا اور گلاب کو پکڑ لایا مولوی صاحب نے کہا کہ جا میری آنکھوں کے سامنے سے دور ہو جا۔وہ لوٹ کر گھر گیا۔وہ عورت جیسے آئی تھی ویسے ہی خفا ہو کر چلی گئی۔(سوانح حیات ص۱۰۰)

ایک حرف پڑھنے کی بدولت مقدمہ خون میں مرید کی خلاصی (کرامت):۔ جوایا نام نمبردار ساکن موضع بھرت لوتھ ضلع شاہپور کسی کا مرید تھا۔ایک مقدمہ خون میں گرفتار ہو گیا۔شہادات خون اس پر گزر چکی تھی اس نے اپنے بیٹے کو آپ کی خدمت میں بھیجا۔آپ نے اس کو ایک حرف پڑھنے کے لیے فرمایا اور کہا کہ تم نے تین روز اس کو متواتر پڑھنا۔انشاءاللہ بری ہو جائے گا۔خدا کے فضل سے وہ بالکل بری ہو گیا۔جرمانہ تک بھی نہ ہوا۔(سوانح حیات ص۱۰۰)

تنگ دست کی پریشانی دور ہو جانا (کرامت):۔ عمرا گھمار سکنہ ستراہ سندھواں ضلع سیالکوٹ کا باشندہ چودھری فیض بخش ذیلدار کا

ملازم تھا اہل وعیال کی زیادتی کے باعث گزران بہت تنگ تھی۔ اتفاقاً آپ وہاں تشریف لے گئے عمرا نے مولوی صاحب کے پاس تنگی معاش کی شکایت کی آپ نے اس کو فرمایا کہ ''یاحی یا قیوم برحمتك استغیث'' بلاتعداد ہر وقت بلاوضو اور باوضو پڑھا کرو اور معنی کی طرف خیال رکھنا مولا کریم فضل کردے گا اس نے آپ کے فرمانے پر عمل کیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں متمول ہو گیا اور موضع ستراہ میں ہی کافی زمین خرید لی۔ (سوانح حیات ص۱۰۱)

ضرورت کے دو ہزار نورانی اور موکل کی حاضری (کرامت):۔ سلیمان بنگالی طالب علم آپ کے پاس تاحیات رہا آپ کی وفات کے بعد بیت اللہ شریف کو چلا گیا۔ اس نے میرے سامنے بیان کیا کہ مولوی غلام محمد صاحب حکیم برادر کلاں مولانا صاحب (مرحوم) (شیخ غلام حسین بھیروی) کے مبلغ دو ہزار روپیہ کے قرض دار تھے۔ اس نے دعوے کر کے ڈگری حاصل کی اور قید کا خرچہ رکھ دیا۔ مولوی صاحب مرحوم گھر میں موجود نہ تھے جس روز حکیم صاحب گرفتار کیے گئے اسی روز عصر کے قریب مولوی صاحب تشریف لے آئے۔ مطابق سنت نبوی ﷺ پہلے مسجد میں آئے اور پوچھا کہ بھائی صاحب کہاں ہیں میں نے تمام ماجرا کہہ سنایا۔ مولوی صاحب کے چہرے سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو یہ امر نہایت ہی شاق گزرا ہے۔ نماز عصر سے فارغ ہو کر آپ نے فرمایا سلیمان! ایک لوٹا پانی کا بھر لو۔ اور میرے ساتھ آؤ۔ ہمارے گاؤں کے نزدیک بجانب جنوب باغ ہے۔ (اس کے مشرق کی طرف کھلا میدان ہے) جب آپ باغ کے قریب پہنچے تو آپ نے اپنے گرد حصار کھینچ لیا اور فرمایا کہ لوٹا مجھے دے دو۔ آپ حصار کے اندر ہی وضو کر کے قبلہ رو ہو کر بیٹھ گئے اور کچھ پڑھنا شروع کیا میں بھی قریب ہی بیٹھا ہوا تھا۔ دیکھا کہ ایک سوار سفید پوش مغرب کی طرف سے آ کر کہنے لگا کہ لو یہ ہزار روپیہ کا بدرہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے دو ہزار روپیہ کی ضرورت ہے۔ اس نے کہا کہ حضرت دینے والے نے کہا ہے کہ باقی روپیہ وہ چھوڑ دے گا۔ آپ اسی وقت گاؤں سے روانہ ہو گئے شیخ غلام حسین کو تلاش کر کے روپیہ دیا اور کہا کہ باقی روپیہ میں آپ کو جلدی ادا کر دوں گا۔ شیخ غلام حسین نے ایک ہزار روپیہ لے لیا اور باقی کا روپیہ چھوڑ دیا مولوی صاحب حکیم صاحب کو رہا کرا کر واپس تشریف لے آئے۔ (سوانح حیات ص۱۰۲)

نمبردار کی موت اور جنازہ (کرامت):۔ حافظ غلام محمد صاحب ساکن سدہ ضلع شاہپور ایک دن مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مولوی صاحب کو دیکھ کر بہت روئے مولوی صاحب نے رونے کا سبب دریافت فرمایا۔ حافظ صاحب نے بیان کیا کہ گاؤں کا نمبردار مجھے سخت ایذا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ مجھے گاؤں سے باہر نکال دیا ہے میری اور نمبردار کی عداوت کی وجہ محض شریعتی امور ہیں۔ مولوی صاحب سن کر خاموش ہو گئے حافظ صاحب فرماتے تھے کہ میں تین روز آپ کی خدمت میں رہا مولوی صاحب اپنی جوتی صبح کے بعد زمین پر پانچ دفعہ زور سے مارتے تیسرے روز مجھے فرمایا کہ حافظ جاؤ جلدی پہنچنا تاکہ اس نمبردار کا جنازہ تم ہی پڑھاؤ تاکہ دشمن سے بھی کچھ مل ہی جائے۔

حافظ صاحب کا بیان ہے کہ جب میں گاؤں کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ لوگ اس نمبردار کا جنازہ لیے جا رہے ہیں۔ حسب فرمان مولوی صاحب اس کا جنازہ میں نے جا کر پڑھایا۔ (سوانح حیات ص۱۰۲)

ولادت لڑکی کی خوشخبری (کرامت):۔ موضع سدہ کے نزدیک ایک گاؤں کوٹلی ہے حافظ غلام محمد صاحب نے بیان فرمایا کہ وہاں ایک زمیندار لاولد تھا وہ اپنی عورت اور مجھے ہمراہ لے کر مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا حضرت میرے لیے آپ دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اولاد دے اگر خداوند کریم نے لڑکا عطا کیا تو یک صد روپیہ آپ کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کروں گا اور اگر لڑکی ہوئی تو پچاس روپیہ۔

مولوی صاحب نے اسی مجلس میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے دعا کے بعد فرمایا کہ شاید اللہ تعالیٰ تم کو لڑکی عطا کرے۔ خدا کی قدرت اس زمیندار کو اللہ تعالیٰ نے لڑکی عطا کی۔ مولوی صاحب تو فوت ہو چکے تھے حافظ صاحب نے اس زمیندار سے پچاس روپے نذرانہ مجھے دلوایا۔ (سوانح حیات ص۱۰۳)

شاہ جنات کا بات مان لینا (کرامت):۔ موضع بڈھا گورائیہ متصل ستراہ سندھواں ضلع سیالکوٹ میں مسمی نمبر دار تھا اس کا ایک ہی بیٹا تھا جو بڑا جوان اور خوبصورت تھا اور خوش آواز تھا اس کو فالج ہو گیا اور بہت علاج معالجہ کے بعد حکیموں نے اس کو لا علاج کر دیا۔ مولوی صاحب اتفاقاً ستراہ تشریف لے گئے بیگم سنتے ہی مع اپنے مریض بیٹے کے حاضر خدمت ہوا آپ مریض کا ملاحظہ فرمانے کے لئے آگے بڑھے اس نے السلام علیکم کہا۔ آپ نے نام پوچھا اس نے نام بتایا بیگم نے کہا یہ میرے لڑکے کا نام نہیں۔ آپ سمجھ گئے کہ اس میں جن داخل ہے۔ جن سے پکڑنے کا سبب دریافت کیا جن نے کہا کہ حضرت میں اپنے بادشاہ کا مامور ہوں ایک دن ہمارا گزران کے کنوئیں پر سے ہوا۔ ہم ان کے کنوئیں پر ٹھہر گئے یہ گادھی پر بیٹھا ہوا تھا سحری کے وقت اس نے نہایت خوش الحانی سے چند اشعار پڑھے۔ اس کی خوبصورتی اور خوش آوازی سے ہمارے بادشاہ کی لڑکی اس پر عاشق ہوگئی۔ بادشاہ کو غیرت آئی اس نے مجھے حکم دیا کہ اس کو پکڑ لو اور اس کا بدن سکھا سکھا کر اس کی جان نکالو اسی روز سے میں اس کو پکڑے ہوئے ہوں مولوی صاحب نے پوچھا کہ بادشاہ اس وقت کہاں ہے جن نے جواب دیا کہ اس وقت کشمیر میں ہے آپ نے فوراً اس کو حاضر کیا اور کہا کہ اس کو چھوڑ دو۔ بالآخر بہت اصرار کے بعد جنوں کا بادشاہ چھوڑنے پر راضی ہو گیا اور اس کو چھوڑ دیا۔ (سوانح حیات ص ۱۰۴)

لا علاج چنبل کا دم سے شفا پا جانا (کرامت):۔ قلعہ میہاں سنگھ میں ایک حافظ صاحب لڑکوں کو قرآن مجید پڑھاتے تھے ان کے چہرے پر چنبل ہو گیا۔ ہر چند علاج کیا لیکن صحت یاب نہ ہوئے میں بھی (مؤلف سوانح عمری) حافظ صاحب کے پاس پڑھتا تھا۔ آپ میرا سبق سننے کے لیے مسجد کے حجرہ میں تشریف لے آئے۔ بعد فراغت حافظ صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میرے چہرے کی طرف خیال فرمائیں آپ نے دیکھ کر پوچھا کہ علاج نہیں کرایا؟ حافظ صاحب نے عرض کی کہ حضرت علاج کراتے کراتے سال کامل گزر چکا ہے مگر بجائے فائدہ کے نقصان ہی ہوا اور دن بدن زیادتی میں ہی ہے۔ اب خدائی علاج چاہتا ہوں آپ نے دم کیا اور فرمایا کہ حافظ صاحب! تین روز متواتر دم کرانا۔ حافظ صاحب نے مطابق فرمان تین دن دم کرایا اور بالکل اچھے ہو گئے۔ (سوانح حیات ص ۱۰۴)

گمشدہ زیور کی غیبی اطلاع (کرامت):۔ حاجی کرم الٰہی باشندہ قلعہ میہاں سنگھ نے بیان کیا کہ میری شادی کے موقع پر میری والدہ کا زیور گم ہو گیا۔ جس جگہ رکھا تھا بہت ہی دفعہ وہاں دیکھا۔ لیکن کچھ پتہ نہ چلا کسی اور جگہ یا ہر جگہ بھی تلاش کیا لیکن بے فائدہ۔ میری والدہ مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئی اور زیور کے گم ہونے کا ذکر کیا آپ نے فرمایا جاؤ جس جگہ رکھا تھا وہیں پڑا ہوا ہے میری والدہ نے پھر آ کر دیکھا تو زیور اسی جگہ پڑا تھا۔ (سوانح حیات ص ۱۰۵)

مرشد کا تہجد میں جگانا (کرامت):۔ چودھری محمود خاں سکنہ ستراہ سندھواں نے بیان کیا کہ ابتدا میں میری حالت بہت شکستہ تھی۔ آپ ایک دفعہ ستراہ تشریف لائے میں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنی خراب حالت آپ کو سنائی۔ آپ نے فرمایا کہ اسم اللہ الصمد ہر روز بلا تعداد معینہ پڑھا کرو اور نماز تہجد بھی ادا کیا کرو میں نے آپ کے فرمان پر عمل کرنا شروع کر دیا اور چند روز میں ہی متمول ہو گیا۔ یہ معلوم ہی نہیں ہوا کہ میرے پاس مال کہاں سے آ گیا۔ جس دن سے مولوی صاحب نے نماز تہجد پڑھنے کا حکم فرمایا ہے ایک دن بھی نماز تہجد میں ناغہ نہیں ہوا۔ اگر کسی دن میں عمداً سو بھی جاؤں تو مولوی صاحب خود مجھے جگا دیتے ہیں۔ (سوانح حیات ص ۱۰۵)

سرکش جن کا آپ کا ادب واحترام کرنا (کرامت):۔ سلیمان بنگالی بیان کرتا تھا کہ میں مولوی صاحب مرحوم کی وفات کے بعد دہلی چلا گیا۔ وہاں ایک صاحب کو جن کا دخل تھا۔ بہت عاملوں نے جن نکالنے کی کوشش کی۔ مگر نا کام رہے۔ گھر والے مایوس ہو چکے تھے۔ جب صاحب جن کے گھر والوں نے سنا کہ مولوی صاحب قلعہ والوں کا شاگرد یہاں آیا ہوا ہے تو وہ مجھ کو بلا کر لے گئے جن ہر وقت حاضر ہی رہتا تھا۔ اس لیے مجھے حاضر کرنے کی ضرورت نہ پڑی۔ مولوی صاحب بہت مشہور عالم و عامل تھے۔ میں نے اس جن کو جاتے ہی کہا کہ میرے استاد مولوی غلام رسول صاحب قلعہ میہاں سنگھ والے تم کو السلام علیکم کہتے تھے جن نے سن کر کہا کہ کہتے تو یہی ہوں گے کہ نکل جا مگر میرا ارادہ نکلنے کا نہ تھا اچھا لو جاتا ہوں پھر نہ آؤں گا۔ (سوانح حیات ص ۱۰۶)

عاشق جن کالڑکی کو چھوڑ جانا (کرامت):۔ ایک دفعہ ایک عورت نوشادی شدہ کو اس کے وارث قلعہ میہاں سنگھ لائے اور مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر کیا وہ عورت جن کے مس کی وجہ سے بے ہوش تھی جب آپ کے سامنے آئی تو اٹھ کر بیٹھ گئی آپ نے اس جن کو فرمایا کہ اس عورت کو چھوڑ دے وہ بولا کہ حضرت میں اس کا عاشق ہوں۔ آپ نے اس کو زجر و توبیخ کی آخر وہ مان گیا کہ میں نکل جاتا ہوں آپ نے فرمایا کہ کوئی نشان دے جاؤ جن نے عرض کیا کہ جو آپ فرمائیں بجالانے کو تیار ہوں آپ نے فرمایا کہ وہ گھڑا جو اپنی جگہ پر پڑا ہوا ہے یہاں چھوڑ جاؤ چنانچہ وہ گھڑا چلتا چلتا سیڑھیوں پر سے ہو کر مولوی صاحب کی چار پائی کے نزدیک ٹھہر گیا یہ دیکھ حاضرین حیران اور ششدر رہ گئے۔(سوانح حیات ص ۱۰۶)

ناخواندہ شخص پر دم کرنے کے اثرات (کرامت):۔ حاجی امام الدین ماسٹر ٹیلر قلعہ میہاں سنگھ اکثر بیان کرتے تھے کہ میں بالکل کند ذہن تھا اوران پڑھ بھی تھا۔ میرے بڑے بھائی عبداللہ ایک دن مجھے ساتھ لے کر مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت امام الدین بالکل کورا ہے۔ معمولی حساب کتاب نہیں کرسکتا آپ نے فرمایا کہ جاؤ لوٹا میں تھوڑا سا پانی لے آؤ پانی لایا گیا آپ نے اس پر دم کر کے فرمایا امام الدین اس کو پی جاؤ گزارے کے لئے تم حساب کتاب کرلیا کرو گے۔ آپ کی دعا اور اللہ کے فضل سے اس دن سے میں حساب میں بہت کم غلطی کھاتا ہوں اور معمولی خط و کتابت بھی کرسکتا ہوں۔(سوانح حیات ص ۱۰۶)

جنات دیکھنے کی خواہش کا پورا ہو جانا (کرامت):۔ عبداللہ کشمیری المعروف دری جراح ساکن قلعہ میہاں سنگھ بیان کرتا ہے کہ ایک دن میں نے عرض کی کہ حضرت جن کس طرح کے ہوتے ہیں آپ نے پوچھا کیا تم دیکھنا چاہتے ہو میں نے عرض کیا جی ہاں آپ چپ ہو رہے۔ دوسرے روز میں لاہور جانے کو تیار ہوا اور مولوی صاحب کو ملنے کے واسطے بالا خانہ پر جو کہ مسجد کے قریب تھا گیا۔ آپ نے مجھے فرمایا۔ عبداللہ! وہ خواہش جو تم نے ظاہر کی تھی آج راستہ میں پوری ہوگی (یعنی آج راستہ میں تجھے جن دکھائی دیں گے) میں نے بہت منت سماجت اور عرض کیا کہ حضور مجھے بن دیکھے ہی خوف ہو رہا ہے مجھے یقین ہے کہ جن ضرور ہیں مجھے معافی دی جائے۔(سوانح حیات ص ۱۰۷)

یـا محیـط سے حفاظت جان و مال (کرامت):۔ کرم دادا المعروف ملاں جو ملتان میں دکان کرتا تھا اس نے بیان کیا کہ میرا باپ مولوی صاحب کے پاس گیا اور کہا حضرت ہم مال لانے کے لیے تیار ہیں راستہ میں بہت نقصان ہوتا ہے آپ کچھ پڑھنے کے لئے فرما دیں۔ تاکہ ہمارا مال محفوظ رہے۔ آپ نے فرمایا جس جگہ تم رات کو ٹھہرو اپنے مال کے گرداگرد اسم " یا محیط "ایک سوا ایک دفعہ پڑھ دیا کرو۔ ہم راستہ میں مطابق فرمان مولوی صاحب عمل کرتے رہے خدا کے فضل سے ہم صحیح سالم مال لے کر پہنچ گئے حالانکہ ہمارے ساتھیوں کا کئی دفعہ نقصان ہوا ہم اب تک یہی پڑھتے ہیں راستہ میں کبھی نقصان نہیں ہوا۔(سوانح حیات ص ۱۰۷)

لاپتہ بیٹے کا فوری گھر آجانا (کرامت):۔ ایک حجام آپ کی حجامت کر رہا تھا۔ اس نے کہا کہ حضرت میرا بیٹا کئی سال سے باہر گیا ہوا ہے۔ معلوم نہیں وہ کس جگہ ہے زندہ ہے یا مر گیا ہے۔ ایک ہی بیٹا ہے۔ بہو جوان ہے۔ دعا فرما دیں یا مجھے کچھ پڑھنے کے واسطے بتا دیں کہ آ جائے۔ آپ خاموش ہو رہے۔ حجام کہتا ہے کہ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کچھ پڑھتے ہیں جب حجامت کرا چکے تو میں نے پھر عرض کی۔ آپ نے فرمایا وہ تو گھر میں روٹی نمکین نخود کی کھا رہا ہے جا کر دیکھو حجام کہتا ہے میں آپ کا یہ فرمان سن کر حیران رہ گیا۔ چونکہ میں آپ کی کرامات بہت سی سن چکا تھا لہٰذا میرے دل میں خیال پیدا ہو گیا کہ شاید میرا بیٹا آ گیا ہو جب میں گھر گیا تو میرا بیٹا بیٹھا نخود کی روٹی کھا رہا تھا۔ اس نے بیان کیا کہ میں سکھر صوبہ سندھ میں آٹا گوندھ رہا تھا پانی لینے کے واسطے باہر نکلا ہوں معلوم نہیں کیا ہوا مجھے کسی نے اٹھایا۔ طرفۃ العین میں یہاں اپنے گاؤں میں پہنچ گیا ہوں۔ میرا کل سامان اور اوزار وغیرہ سکھر میں پڑے ہوئے ہیں۔(سوانح حیات ص ۱۰۸)

مایوس اطباء میں آسان علاج (کرامت):۔ موضع کوٹلی سنگھ بھڑاں متصل گوجرانوالہ کے بلند زمیندار نے میرے آگے بیان کیا کہ میرا بھائی علی گوہر بخار سے ایک مدت بیمار رہا۔ طبیبوں نے کہا کہ اس کو دق اور سل ہو گیا ہے۔ ناامید ہو کر ہم مولوی صاحب کے پاس قلعہ میہاں سنگھ میں آئے دکھایا اور عرض کیا کہ یا حضرت اس کو طبیبوں نے مدقوق اور مسلول کہا ہے۔ فرمانے لگے اطباء نے غلطی کھائی ہے۔ اس کو

معمولی بخار ہے۔ پانی لے کر دم کر کے پلا دیا۔ اسی روز بخار اتر گیا۔ (سوانح حیات ص ۱۰۸)

چھری گاڑنے پر غیبی پرندوں کی آمد (کرامت):۔ ایک شخص بیان کرتا تھا کہ ایک دن میں مولوی صاحب کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اور شخص آ گیا اس نے ذکر کیا کہ ایک بزرگ کی میں نے عجیب کرامت دیکھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس نے چھری لے کر اس پر دم کر کے زمین میں گاڑ دی ایک جانور اڑتا ہوا جا رہا تھا وہ جھٹ اس چھری پر آ گرا مولوی صاحب نے فرمایا یہ کوئی بڑی بات نہیں آپ نے ایک چھری منگوائی اور ہم کو ساتھ لے کر جنگل کی طرف چلے گئے۔ آپ نے کچھ پڑھ کر پہلے چھری پر دم کیا اور اس کو زمین میں گاڑھ دیا پھر چھری کا وہ حصہ جو زمین کے اوپر تھا اس پر آپ نے بہت سی کپڑے کی دھجیاں لپیٹ دیں اور پیچھے ہٹ کر بیٹھ گئے وہ شخص قسمیہ بیان کرتا تھا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جانوروں کے جھنڈ کے جھنڈ آتے ہیں اور اپنا گلا چھری کے ساتھ رگڑتے گویا ذبح ہونے کے لیے بے قراری ظاہر کر رہے ہیں اس دن ایسے جانور دیکھنے میں آئے جو نہ کبھی دیکھے اور نہ سنے تھے اور میں حیران تھا کہ یہ جانور اتنی تعداد میں کہاں سے آ گئے ہیں۔ کچھ دیر یہ حالت رہی پھر مولوی صاحب نے چھری زمین میں سے نکال لی۔ چھری نکالنا تھا کہ تمام جانور جدھر سے آئے تھے اُدھر ہی چلے گئے۔ (سوانح حیات ص ۱۰۹)

ہیرانوالہ میں اصحاب رسول ﷺ کی روحانی خوشبو (کرامت):۔ مولوی علاؤالدین صاحب نے مجھ سے بالمشافہ بیان کیا کہ ایک دن آپ موضع ہیرانوالہ کو تشریف لے جا رہے تھے۔ میں حضرت صاحب کے پابہ رکاب تھا۔ آپ گھوڑے پر سوار تھے۔ راستہ میں ایک اونچا سا ٹیلہ آتا ہے۔ جب وہاں آپ پہنچے تو گھوڑی سے اتر پڑے اور فرمانے لگے علاؤالدین یہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کی خوشبو آتی ہے۔ تم ذرا گھوڑی پکڑ لو میں نے حسب الارشاد گھوڑی کو پکڑ لیا۔ آپ وضو کر کے پابرہنہ تلاش کرتے کرتے ایک جگہ بیٹھ گئے دوپہر کا وقت اور گرمیوں کا موسم تھا آپ بیہوشوں کی طرح وہاں بیٹھے رہے اور یہ حالت ہوگئی کہ آپ کی دستار مبارک بھی سر سے نیچے گر گئی میں حیران کھڑا تھا ظہر کے اول وقت آپ وہاں سے اُٹھے اور نماز ادا کی فرمانے لگے میرا دل چاہتا ہے کہ میری قبر یہاں ہی ہو۔ (سوانح حیات ص ۱۰۹، ۱۱۰)

ہندو پنڈت اور آپ کا روحانی تصرف (کرامت):۔ موضع دلا ور چیمہ میں ایک سکھ بڑا صاحب ثروت تھا اور تخمیناً سات کنوئیں کا مالک تھا۔ اس کا بیٹا آپ کا وعظ سن کر مسلمان ہو گیا اس کا نام عبداللہ رکھا گیا۔ اس کے والد نے دلا ور اور علی پور میں منادی کرادی کہ کوئی پنڈت یا دواں مولوی صاحب قلعہ والا سے بحث کر کے ان کو مغلوب کر دے اور میرے بیٹے کو اصلی حالت پر کر دے یعنی اس کو پھر سکھ بنا دے تو میں اس کو ایک کنواں اور پانچ صد روپیہ نقد انعام دوں گا۔ علی پور کا ایک پنڈت یہ اعلان سن کر لالچ میں آ کر تیار ہو گیا۔ عبداللہ کے والد نے پانچ صد روپیہ نقد جمع کرا دیا اور کنوئیں کے واسطے دستاویز لکھ دی اور پنڈت صاحب کو ساتھ لے کر قلعہ کی طرف روانہ ہوا۔ بہت لوگ انجام دیکھنے کے لئے ساتھ روانہ ہو پڑے اور ہزار ہا لوگ تماش بین راستہ میں مل گئے مجمع عام ہو گیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بڑا بھاری میلہ ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ۔

چراغے را کہ ایزد برفروزد ہر آں کس تف زند ریشش بسوزد

آپ بالا خانہ پر تشریف فرما تھے اور ایک طالب علم کو بوستاں کا سبق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف سے پڑھا رہے تھے آتے ہی پنڈت صاحب نے سوال کیا مولوی صاحب نے فرمایا جناب تشریف رکھئے طالب علم کا سبق تمام ہونے پر آپ بہ طبیعت خاطر و حسب منشاء سوال کریں۔ میں بھی انشاء اللہ العزیز خوشی سے جواب دوں گا۔ میں آپ کی تشریف آوری پر بڑا خوش ہوں۔ اس قدر تقریر کے بعد آپ اس شعر کی تشریح کی طرف متوجہ ہوئے ۔

دریں بحر جز مرا دغی نرفت گم آں شد کہ دنبال داعی نرفت

سامعین اس وقت کی حالت بیان کرتے ہیں کہ پنڈت اور ہنود کا آ کر بیٹھنا ہی تھا کہ مجلس کا ڈھنگ بدل گیا مولوی صاحب کا رنگ اور ہو

گیا۔تقریر میں خداوند کریم نے ایسی تاثیر بھر دی کہ سامعین کے علاوہ در و دیوار کلمہ شریف پڑھتے معلوم ہو رہے تھے پنڈت صاحب ٹکٹکی باندھے آپ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ رہے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کے سامنے ایک بے جان تصویر بٹھائی گئی ہے۔ چند منٹ گزرے کہ پنڈت صاحب نے واویلا کرنا شروع کر دیا مجھے لے چلو مجھے لے چلو کے سوا پنڈت صاحب کو کوئی بات یاد نہ تھی ہمراہی لوگوں نے پنڈت صاحب کو دونوں شانوں سے پکڑ کر کھڑا کیا اور ایک مدت العصر مریض کی طرح بڑے سہارے سے بالا خانہ سے نیچے اتارا جب پنڈت صاحب ذرا ہوش میں آئے تو زمیندار مذکور نے دریافت کیا کہ آپ تو بڑے زور وشور سے وہاں سے آئے تھے یہاں آ کر کیا ہو گیا کہ بغیر بات چیت کے واویلا کرنے لگ گئے ۔ پنڈت صاحب بولے میں نے اکیس سوال اسلام پر سوچے ہوئے تھے جب میں مولوی صاحب کے سامنے آیا اور سوال کیا تو آپ نے مجھے ٹال کر بٹھا لیا اور تقریر شروع کر دی آپ کی تقریر سحر کی تاثیر رکھتی تھی میرے دل میں بحث شروع ہو گئی۔ ہر چند میں نے بھی جواب دیئے لیکن ایک نہ بنی۔اسلام کی سچائی میرے سینہ میں بھر دی گئی دل کہنے لگ گیا کہ اب کلمہ پڑھ لے مولوی صاحب کی طرف سے ایک روشنی اٹھ کر میرے اندر آنے لگ گئی۔اندھیرا کفر جانا شروع ہو گیا اگر میں ایک لمحہ اور مولوی صاحب کے سامنے بیٹھا رہتا تو میں بھی مسلمان ہو جاتا۔

لوگوں نے ہر چند پنڈت صاحب کو بحث کے واسطے کہا۔لیکن پنڈت صاحب نہ مانے اور کہنے لگے کہ اگر مجھے تمام موضع دلا ور بھی ملے تو بھی میں اس شخص سے ہرگز ہرگز بحث نہیں کروں گا۔(سوانح حیات ص۱۱۲)

بلاسوال مطالب کا پورا ہو جانا:۔ ایک دفعہ لاہور میں آپ کے وعظ میں ہزار ہا مخلوق جمع تھی علماء لاہور آپ سے بحث کرنے کی دل میں ٹھان کر وعظ میں ہی آ گئے ۔آپ اس وقت یہ آیت شریف پڑھ رہے تھے۔''**الٓمٓ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لایفتنون**''۔آپ نے اس خوش اسلوبی سے اس آیت کی تفسیر منطقی اور فلسفیانہ طریقے سے صرف ونحو کا ہر پہلو سے خیال رکھتے ہوئے شروع کی کہ بحث کرنے والوں کے جو سوال تھے وہ اول بیان کرتے پھر اس کا جواب دیتے اور اپنے اعتراضات اس پر جماتے ، جماعت مولویاں حیراں اور مانند تصویر بنی بیٹھی تھی۔اور آپ کے چہرے مبارک پر ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھی۔ حیران تھے کہ اس طرح قرآن شریف کا بیان کرنا اسی شخص کا کام ہے ہماری کیا جرأت ہے کہ ان سے ہم کلام ہوں۔وعظ ختم ہونے پر تمام صاحبان چپ چاپ چلے گئے ۔ جو مولوی صاحبان کے واقف راز تھے۔انہوں نے ان سے کہا کہ آپ تشریف بھی لائے اور چپ چاپ ہی چلے گئے یہ کیا سبب ہے۔انہوں نے جواب دیا کہ حق بات تو یہ ہے کہ بلا سوال ہی ہمارا گھر پورا ہو گیا ہے اور ایسی تسلی ہوئی ہے کہ اور کسی شخص سے نہ ہو سکتی تھی۔اب تو ہم کو بولنے کی جرأت ہی نہیں رہی یہ شخص عالم ہی نہیں ولی اللہ بھی ہے۔(سوانح حیات ص۱۱۲)

مجمع کے تمام اشکالات کا منکشف ہو جانا (کرامت):۔ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ حضرت آپ کے وعظ میں بعض شخص ایسے بھی آتے ہیں جن کے دل میں خیال ہوتا ہے کہ ہم مولوی صاحب سے بحث کریں گے اور کئی طرح کے سائل بھی بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں اور بعض غیر مذاہب کے لوگ بھی ہوتے ہیں جو اسلام پر اعتراض کرنے کے لئے آتے ہیں۔لیکن معلوم نہیں ہوتا کہ بعد وعظ وہ سب کے سب کیوں چپ چاپ ہو کر چلے جاتے ہیں۔آپ نے فرمایا جس قدر لوگ میرے وعظ میں حاضر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان کے سوالات مع ان کے ناموں کے میرے سامنے ایک فہرست بنا کر حاضر کی جاتی ہے۔اگر مجھے مشہوری کا خوف نہ ہو تو انشاء اللہ بفضل خدا معترضوں اور سائلوں کے نام پکار پکار کر سوال حل کرتا جاؤں۔آپ کے وعظ میں ہر ایک سائل کا سوال بلا سوال پورا ہو جاتا تھا موضع دلا در والے سکھ زمیندار کے بیٹے کا قصہ جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔وہ بھی اسلام پر اعتراض کرنے کے لیے آیا تھا۔آپ کا وعظ سن کر اور اپنے سوالوں کا جواب مکمل پا کر مسلمان ہو گیا تھا۔(سوانح حیات ص۱۱۳)

لاجواب ہو کر مولوی صاحب کا بیعت ہو جانا (کرامت):۔ ایک دفعہ مولوی غلام محمد صاحب نے اپنا ایک شاگرد صدرہ پڑھنے والا جو کہ سب شاگردوں سے ہوشیار و چالاک اور ذکی تھا۔صدرہ کے مشکل مقامات بحث فلکیات سے سمجھا کر آپ کی خدمت میں امتحاناً ارسال

کیا۔آپ اتفاقاً سورہ یٰسین سے'' والقمر قدرنا ہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم الخ ''ایک طالب علم کو پڑھا رہے تھے۔طالب علم السلام علیکم کہہ کر بیٹھ گیا جو سوال وہ مولوی صاحب سے سیکھ کر آیا تھا مولوی صاحب نے وہی سوال اپنے شاگرد پر کرنے اور جواب دینا شروع کر دیا جواب دے کر صدرہ والا کا منشاء سمجھایا پھر جو اس پر حواشی لگے تھے طالب علم کو وہ سمجھائے۔آپ نے بیان کر کے مولوی غلام محمد کے شاگرد کو فرمایا۔صدرہ کے مقام پر میرے دو سوال ہیں۔جو قبل ازیں کسی نے نہیں کیے یہ سمجھ لو اور اپنے استاد صاحب سے دریافت کر کے مجھے جواب لا دینا۔طالب علم چلا گیا اور استاد کی خدمت میں ماضیٰ جا سنایا اور آپ کے سوال بھی لفظ بلفظ جا سنائے بعد ازاں مولوی غلام محمد صاحب نے بغیر بیعت کے اور کوئی چارہ نہ دیکھا۔(سوانح حیات ص۱۱۴)

چوری شدہ مال کی وضاحت (کرامت):۔ ایک شخص مسمیٰ جوایا زمیندار باشندہ موضع پھڑت ضلع شاہ پور بڑا نامی گرامی چور تھا۔ آپ موضع سدہ میں تشریف لے گئے۔جوایا مولوی صاحب کی تشریف آوری کی خبر سن کر حاضر خدمت ہوا اور مبلغ پچیس روپیہ بطور نذرانہ پیش کئے۔آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ مجھے معاف رکھا جائے جوایا نے سبب انکار دریافت کیا۔آپ نے فرمایا یہ چوری کا مال ہے۔اس نے کہا حضرت یہ چوری کے مال میں سے نہیں ہے۔آپ کو کسی نے شبہ میں ڈال دیا ہوگا۔آپ نے فرمایا کہ تم نے فلاں شخص کی افیم چوری کی اور شاہ پور میں جا کر مبلغ ایک صد روپیہ سے فروخت کی یہ روپیہ اس روپیہ میں سے ہے اور باقی مبلغ پچھتر روپیہ فلاں جگہ تم نے رکھے ہوئے ہیں۔زمیندار نے توبہ کی اور ایسا تائب ہوا کہ تا حیات چوری کا نام تک نہ لیا۔صوم وصلوٰۃ کا ایسا پابند ہوا کہ مرتے دم تک نماز تہجد تک بھی قضاء نہ کی۔(سوانح حیات ص۱۱۴)

یاملائکتہ اللہ السلام علیکم من غلام رسول کا وظیفہ پڑھنا:۔ ایک دفعہ صدر الدین وسرفراز مالکان سدہ کمبوہ بمع حافظ غلام محمد صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہماری زمین کا بہت سا حصہ دریا نے لے لیا ہے اور قریب ہے کہ ہماری تمام زمین دریا برد ہو جائے۔دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس مصیبت سے نجات دے۔تینوں صاحب دو روز قلعہ میہاں سنگھ میں رہے۔وقت رخصت مولوی صاحب نے فرمایا کہ دریا کے کنارے پر کھڑے ہو کر بآواز بلند کہنا۔ یاملائکۃ اللہ السلام علیکم من غلام رسول قلعہ والا اور سورۂ یٰسین تین روز پڑھنا،تینوں شخصوں کا بیان ہے کہ جب ہم نے دریا کے کنارے پر کھڑے ہو کر حسب فرمان مولانا صاحب کا سلام پہنچایا ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے دریا ہٹنا شروع ہو گیا اور طغیانی بالکل جاتی رہی۔ہم حیرانی سے دیکھتے رہے دریا کا یک لخت ہٹنا شروع ہونا بڑا تعجب خیز امر تھا۔سورۃ یٰسین پڑھنے سے دریا بالکل ہٹ گیا اور اپنی اصلی حالت پر آ گیا۔(سوانح حیات ص۱۱۵)

دعا کی بدولت رخ دریا کا پلٹ جانا (کرامت):۔ مولوی صاحب کی وفات کے بعد حافظ صاحب ایک دفعہ تشریف لائے اور مذکورہ بالا قصہ سنایا اور کہا کہ اب مولوی صاحب تو فوت ہو چکے ہیں۔آپ ان کے جانشین ہو آپ کو ان کا قائم مقام سمجھ کر بیان کرتا ہوں۔ہمارے قریب ایک گاؤں ہے ہمارے گاؤں کی زمین کی طرح اس کی زمین بھی دریا برد ہونی شروع ہو گئی تھی۔گاؤں والوں نے مجھے کہا میں نے ان کو مولوی صاحب والا طریق سمجھایا اب ان کے گاؤں کی طرف سے ہٹ کر پھر ہمارے گاؤں کا ویسا حال کر رہا ہے میں نے حافظ صاحب کو پھر وہی طرز اور وہی الفاظ دہرا دیئے جو آپ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے تھے۔ایسا کرنے سے پھر خداوند کریم نے ان کی خلاصی کر دی۔یہ سب محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور آپ کی برکت تھی۔(سوانح حیات ص۱۱۵)

کثرت سے کرامات کی وجہ:۔ ایک دن آپ کو مولوی قطب الدین صاحب نے جو آپ کے شاگرد رشید اور فیض یافتہ مرید تھے۔سوال کیا کہ حضرت آپ سے ہزارہا کرامات صادر ہونے کا کیا سبب ہے جو موجودہ بزرگ ہیں یا متقدمین کرامات تو ان سے بھی صادر ہوتی رہی ہیں لیکن اتنی کثرت سے نہیں ہوئیں فرمایا جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اس وقت سے کرامات صادر ہو رہی ہیں مولوی قطب الدین صاحب کہتے تھے میں نے اس خواب کی کیفیت دریافت کرنی شروع کی کچھ دن تو مولوی صاحب ٹالتے رہے آپ نے حد سے زیادہ میری خواہش کو پا کر فرمایا۔ایک مبارک رات میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا (مجھے تو خیال ہے وہ رات

شاید لیلۃ القدر ہو گی) نہ تو اس حالت کو میں خواب سے تعبیر کر سکتا ہوں اور نہ ہی اس کو بیداری کہہ سکتا ہوں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صابون عنایت کر کے فرمایا اس سے اپنے کپڑے دھلواؤ۔ میں حسب الحکم کپڑے دھلوایا اور پھر حاضر ہوا آپ ﷺ نے مجھے منبر پر کھڑا کر کے ایک ہاتھ میں قرآن شریف دیا اور دوسرے میں صحیح بخاری اور فرمایا کہ لوگوں کو سناؤ تم میرے وارث ہو۔ ایسی رات پھر تمام عمر نصیب نہیں ہوئی۔ جو کچھ اس رات میں برکات اور فیوض حاصل ہوئے پھر وہ نہ کسی کی صحبت سے اور نہ کسی ذکر سے حاصل ہوئے کسی نے سچ کہا ہے ۔

آنچہ اندر خواب دیدم ہیچ نہ دید آنچہ در دیوانگی دیدیم ہوشیاری نہ دید

توجہ ولی سے جذبی واستغراقی کیفیات (کرامت):۔ مولوی قطب الدین صاحب اپنے وقت کے ولی اللہ گزرے ہیں۔ انہوں نے اپنی حالت کا ماجرا یوں بیان کیا۔

جب میں علوم امدادی سے فارغ ہو چکا میں نے آپ (مولوی صاحب مرحوم) سے ترجمہ شروع کیا ایک سیپارہ پڑھنے سے میرے تمام اذکار جاری ہو گئے۔ اس اثنا میں مولوی صاحب نے مجھ پر توجہ بھی نہ کی اور نہ ہی میں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اللہ کی قسم میری بیعت والوں سے اچھی حالت تھی میں اپنی ذات میں بڑا خوش تھا اور ایسا ذوق اور ایسی حلاوت تھی جو بیان میں نہیں آسکتی۔ میرے آنسو ہر وقت جاری رہتے تھے۔ یہاں تک کہ مجھے قرآن شریف پڑھنا اور مولوی صاحب کا بیان سننا مشکل تھا جب میں مولوی صاحب سے سبق پڑھنا شروع کرتا تھا تو اس طرح معلوم ہوتا تھا کہ گویا قرآن شریف اب نازل ہو رہا ہے میں یہ خیال کرتا تھا کہ پڑھنے والا میں ہوں اور پڑھانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں میرے ہر رونگٹے سے ذکر کلمہ طیبہ جاری ہو گیا۔ میرے تمام گناہ بالمشافہ ہو گئے۔ میرے سامنے حشر برپا رہتا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ ہر ایک کا حساب کتاب ہو رہا ہے۔ اور میں رب العالمین کے سامنے کھڑا ہوں۔ دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہ رہی اگر نیند آتی میں جھٹ چونک اٹھتا۔ بھلا کس کو نیند اور کس کو آرام کبھی مجھے ایسا کشف ہوتا کہ میں تمام جہان کو اور جو کچھ اس میں ہو رہا ہے دیکھتا ہوں۔ برابر میری وہ حالت تھی جیسی شیخ سعدی رحمہ اللہ نے یعقوب علیہ السلام کی حالت بیان کی ہے کسی سائل نے آپ سے یوسف علیہ السلام کا حال دریافت کیا کہا آپ نے یوسف علیہ السلام کو چاہ کنعاں میں پڑا ہوا نہ معلوم کیا اور مصر سے ان کے پیراہن کی خوشبو سونگھ لی یعقوب علیہ السلام نے فرمایا ۔

بگفت احوال ما برق جہانست دمے پیدا و دیگر دم نہان است

گہے بر طارم اعلیٰ نشینیم گہے بر پشت پائے خود نہ بینیم

میں موضع کھبکی میں جو کہ قلعہ میہاں سنگھ سے ایک میل بجانب مغرب ہے رات کو جا کر رہتا تھا کیونکہ وہاں کوئی اہل علم نہ تھا اور وہاں کے باشندوں نے مولوی صاحب کی خدمت میں درخواست پیش کی تھی کہ ہمیں کوئی اپنا طالب علم دیا جائے جو صبح آپ کے پاس رہا کرے اور شام کو کھبکی پہنچ جایا کرے اور ہمیں نماز پڑھا دیا کرے۔ مولوی صاحب نے مجھے وہاں رہنے کا حکم دیا ہوا تھا۔ اس لیے میں روزانہ بعد عصر چلا جاتا تھا۔ ایک دن آپ نے مجھے جاتے وقت فرمایا۔ قطب الدین، آج تمہیں رستہ میں ایک بے دین صوفی ملے گا اس سے پرہیز کرنا اس کے پھندے میں نہ پھنس جانا وہ شیطان مجسم ہے میں مولوی صاحب سے روانہ ہوا جب نصف فاصلہ طے کر چکا تو ایک آدمی کو اپنی طرف آتے دیکھا ہر چند میں نے اس سے کنارہ کیا۔ مگر اس نے میرا نام لے کر پکارا اور مجھے ٹھہرا لیا اور آتے ہی مجھے سینہ سے لگا لیا اس کے سینہ سے لگتے ہی میرا تمام فیض اور تمام ذوق وحلاوت جاتا رہا۔ صرف ایک لطیفہ قلب جاری رہا باقی تمام جاتے رہے میں شام کو کھبکی پہنچا نماز کو دل نہ چاہا لیکن بصد مشکل میں نے نماز ادا کی صبح قلعہ مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کو دل نہ چاہتا تھا لیکن دل پر جبر کر کے حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا۔ قطب الدین وہ شیطان تم کو مل گیا۔ میں نے عرض کیا حضرت میرے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن جو کچھ رات بھر میرے خیالات میں تبدیلی ہوتی رہی اور جو کچھ میں نے دل سے بحث کی وہ عرض کر دیتا ہوں آپ سے جس قدر فیض حاصل تھا وہ تو اس کے ملنے سے کافور ہو گیا۔ نماز بھی مشکل سے ادا کی دل کو بہت سمجھایا کہ میں عالم ہوں میرا بے نماز ہونا بہت لوگوں کو گمراہ کرے گا۔ کبھی دل میں

خیال آتا کہ کیا یہ شریعت نکمی ہے کیا یہ قرآن مجید اور احکام فضول ہیں رات انہیں خیالات میں گزر گئی ہے صبح آپ کی خدمت میں دل پر جبر کر کے حاضر ہوا ہوں۔ آپ میری باتیں سن کر مسکرائے اور خلاف عادت مجھ سے معانقہ کیا۔ آپ کا معانقہ کرنا اور میرے وسواسوں کا دور ہونا سبحان اللہ وہی حلاوت، وہی لذت، وہی ذکر اور وہی برکات پھر عود کر آئیں آپ نے دیوان حافظ کا شعر پڑھا۔

چہ نسبت است برندی صلاح و تقوائے را   سماع وعظ کجا نغمہ رباب کجا

مجھے فرمایا قطب الدین چہار شیخ جن سے یہ سلسلہ صوفیہ شروع ہوا ہے اور نام علیحدہ علیحدہ رکھے گئے ہیں گویا ایک ہی چشمہ کی چار نالیاں ہیں۔ یعنی (نقشبندی، سہروردی، فاروقی اور چشتی) اس چشمہ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چشمہ فیض ہے۔ جو حضور ﷺ کا سرمو مخالف ہے وہ اس چشمہ کا یا اس چشمے کی کسی نالی کا پانی نہیں پی سکتا۔ منتہائے مقصد سب کا ایک ہی ہے۔ صرف طریق اذکار میں فرق ہے۔ یہ مشائخ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کے سخت پابند تھے۔ ان کے طریق میں جو بدعات دیکھی جاتی ہیں یہ ان کا قصور نہیں ان کے نام نہاد متبعین جاہلوں کا قصور ہے۔ اور وہ محض متہم کیے گئے ہیں ورنہ وہ لوگ دنیاوی آلودگیوں سے پاک اور دین کے لیے جان تک قربان کر دینے کے لئے ہردم تیار رہتے تھے اپنے زمانہ میں اپنا ہمسر نہ رکھتے تھے انہوں نے پاک زندگی بسر کی۔ (سوانح حیات ص ۱۱۶ تا ۱۱۹)

صوفیاء مشائخ کا توجہ دینا بدعت نہیں (کرامت):۔ توجہ دینا یا ذکر سکھانا بادی الرای لوگوں میں بدعت ہے اور اس کو بھی وہ ان کے اختراعات سے جانتے ہیں یہ ان کی غلط فہمی اور قرآن وحدیث میں نہ تدبیر کرنے کے نتائج ہیں ورنہ ان کا اثر اگر نظر عمیق اور قلب سلیم سے قرآن و حدیث کو دیکھا جائے تو پایا جاتا ہے۔ افسوس اور صد افسوس ایسے لوگوں پر جو ایسے لوگوں کو اہل بدعت کہیں اور ان پر طعن وتشنیع کریں۔ یہ لوگ محافظ اور حامی دین ہوئے ہیں۔ ان کے یہ طریق دین کی خاطر تھے اول روح کو ذکر و افکار سے صاف کر لیتے پھر استقامت علی الدین کے لیے تلقین فرماتے اسی کی طرف آیہ کریمہ میں ارشاد ہے "ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا" ان کے اوصاف حمیدہ اور اعمال مخلصانہ مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تھے گویا وہ مجسم دین تھے۔ ان کے افعال خبر دے رہے ہیں کہ اسلام اس کا نام ہے پھر آپ نے مجھ سے بیعت لی اور فرمایا کہ آج وہ شیطان تمہیں پھر ملے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا اثر تجھ پر کچھ نہیں ہوگا۔ چنانچہ جب میں جا رہا تھا پھر شام کے وقت اسی جگہ پر وہ فقیر ملا اس نے مجھے بلایا میں ٹھہر گیا میرے پاس آکر کہنے لگا تیرا مرشد زور والا ہے تم جاؤ بس میں چلا گیا۔ صبح کو جب میں پھر خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مسکرا کر فرمایا۔ اب اس کا تجھ پر نہ اثر ڈالنا یہ میری بیعت کا سبب ہے۔ میں نے عرض کیا حضرت! اگر وہ شیطان ہیں پھر اتنی جلدی ان کا اثر کیوں ہوتا ہے۔ حالانکہ خداوند کریم نے فرمایا ہے۔" ان عبادی لیس لك علیهم سلطان" فرمانے لگے یہ تو سچ ہے مگر اب تک آپ عباد میں داخل نہیں ہوئے جب آپ بندۂ خدا بن جائیں گے تو پھر شیطان تم کو دیکھ کر بھاگے گا اثر کا کیا نام ہے کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حال تم نے نہیں سنا۔ یہ بھی فرمایا کہ بدبو، خوشبو پر اکثر غالب آجاتی ہے ہاں جب خوشبو کا انسان عادی ہو جائے تو پھر بدبو دماغ کو ضائع کر دیتی ہے بلکہ بعض وقت عمدہ دماغ کے آدمی ہلاک ہو جاتے ہیں۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ نے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ ع تحکم کند سیر بر بوئے گل

انسان کو خداوند کریم نے صحیح ایماندار کی شناخت کا معیار عطا فرمایا ہے" فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا وان تولو افانماهم فی شقاق" یعنی اصحابوں کا ایمان جو اس کسوٹی پر پورا نہ آئے وہ مومن نہیں اور نہ ہی مرشد بن کر بیعت لینے کے لائق ہے۔ مولوی رومی صاحب کا اس طرف اشارہ ہے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست   پس بہر دستے نباید داد دست

مولوی قطب الدین صاحب فرماتے تھے کہ میں بھی اس وقت تحصیل یافتہ تھا لیکن آپ کی اس تقریر سے میرا دل صاف ہوا۔ میں حق ایمان کا سمجھ گیا یقین کر لیا کہ ایمان اس کا نام ہے کئی صوفی وغیرہ دیکھے۔ لیکن دل نہیں چاہا کہ ان کے پاس بیٹھا بھی جائے میرے خیال میں کوئی ایسا آدمی شاید ہی ہو مگر میں نے نہیں دیکھا۔

مولانا کے کلام کا ایک اور جملہ یاد آ گیا جو کہنے کے قابل ہے خلاف شرع کوئی شخص ہو خواہ ہندو خواہ مسلمان زہد اور ریاضت کر لے اس کو دنیا میں ثمرہ مل جاتا ہے۔اس کے ملنے سے استدراج کے طور پر دوسرے پر غالب بھی آ جاتا ہے خلاف شرع بھی پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہیں اور اس کو ہی پکارتے ہیں وہی طالب کے دل پر جاری ہوتا ہے نور اور درجات اور بقاء درجات اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی حاصل ہوتا ہے اگر ایسے لوگوں کا مقابلہ کسی اہل شرع سے شریعت کے کاموں میں ہو تو اہل شرع کو خداوند کریم غلبہ دے گا یہ اس کا وعدہ ہے۔''لاغلبن انا ورسلی''(سوانح حیات ص ۱۱۹،۱۲۱)

نگاہ ولی سے شقاوت دور ہو جانا (کرامت):۔ قلعہ میہاں سنگھ میں بڈھا نام کشمیری پہلوان آدمی تھا بڑا زانی اور سرکش تھا۔مسجد اور ہمارے گھر کے درمیان اس کا گھر اور کھڈیاں تھیں۔ایک دن آپ قیلولہ کرنے کے واسطے مسجد کی طرف تشریف لے جا رہے تھے کہ خلاف عادت آپ اس کی کھڈی پر کھڑے ہو گئے اور بڈھا سے پوچھا کہ کبھی تم کو رونا بھی آیا ہے یا نہیں۔اس نے جواب دیا حضرت ایک بار کشتی لڑتے لڑتے میرا بازو ٹوٹ گیا تھا اس وقت بے اختیار رویا تھا۔آپ نے فرمایا میں یہ نہیں پوچھتا میں پوچھتا ہوں کبھی خدا کے خوف سے بھی تم روئے ہو یا نہیں اس نے کہا حضرت نہیں میں تو جانتا ہی نہیں کہ خدا کا خوف بھی ہوتا ہے میں تو اس نام سے بھی واقف نہیں ہوں آپ نے فرمایا دیکھو اگر کیچڑ لے کر دیوار پر مارا جائے خواہ وہ گر جائے لیکن اس کا نشان تو دیوار پر باقی رہے گا۔آپ کا فرمانا تھا بڈھا گھر سے اللہ اکبر کہہ کر باہر آ گیا دو روز تو بیہوش رہا جب ہوش میں آیا تو گورستان کو بھاگ گیا۔اس کے والدین جاتے یا کوئی اور اس طرف سے بے دین گزرتا تو بڈھا دیکھ کر کہتا کہ خنزیر پھر آ گئے اور بھاگ جاتا بڈھے کے والدین نے مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا حضرت ایک ہی بیٹا تھا۔ہم دونوں بوڑھے ہیں۔اسی کی کمائی پر گزارہ تھا ہم اتنا چاہتے ہیں کہ وہ کام کرتا رہے اور دیندار بھی رہے۔آپ نے فرمایا جاؤ اس کو بلالاؤ۔انہوں نے کہا کہ حضرت ہمارا جانا بے فائدہ ہے ہم جاتے ہیں تو وہ دیکھ کر بھاگ جاتا ہے۔آپ نے فرمایا جاؤ اور میرا نام لے کر بلاؤ آ جائے گا۔اس کا والد گیا اور کہا بڈھا مولوی صاحب بلاتے ہیں یہ سن کر اپنے والد کے ساتھ ہولیا اور مولوی صاحب کی خدمت میں آ کر بیٹھ گیا آپ نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا جاؤ کام کرو۔والد اور والدہ کی خدمت کرو اسی میں دارین کی سعادت اور فلاح ہے۔بڈھا اسی وقت چلا گیا اور اپنا کام کرنے لگ گیا۔تادم مرگ اللہ کا نام اور رونا نہ چھوٹا۔میاں بڈھا کہا کرتا تھا کہ میں نے جو جو بزرگ سنا اس کے پاس گیا۔مولوی صاحب سے جو حال ہوا تھا وہی رہا۔آپ کے کلام میں وہ اثر تھا جو دوسروں کی توجہ میں نہیں آپ کی نظر سے میری شقاوت سعادت سے بدل گئی۔مولوی رومی صاحب نے سچ کہا ہے ۔

صحبت صالح ترا صالح کند   صحبت طالح ترا طالح کند

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نیک اور بد کی صحبت کی کیا خوب مثال دی ہے نیک سے دوستی ایسی ہوتی ہے جیسے عطار سے یعنی اگر عطر لے گا نہیں تو خوشبو تو آئے گی اور بد کی دوستی جیسے لوہار کی دوستی۔اس کے پاس بیٹھنے سے کپڑے جلیں گے۔(سوانح حیات ص ۱۲۱،۱۲۳)

بطور کرامت سو افراد کی طاقت کا مظاہرہ (کرامت):۔ بوٹا سد و قلعہ میہاں سنگھ کا باشندہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ مولوی صاحب نے موضع فیروز والا سے ایندھن کے لیے ایک بیری کا درخت لیا وہ بیری ایک خانقاہ پر تھی اور بہت ہی بڑی تھی وہاں شرک وغیرہ بھی ہوتا تھا اس لیے مولوی صاحب نے زمینداروں سے وہ بیری کا درخت پوچھا۔کیونکہ آپ کی یہ عادت تھی کہ جب کسی جگہ بغیر اللہ عبادت ہوتی دیکھتے آپ ضرور اس کا ستیاناس کرتے۔مولوی صاحب کے پوچھنے پر زمینداروں نے کہا کہ حضرت یہ بیری خانقاہ والے فقیر کی ہے ہم تو اس کو استعمال نہیں کر سکتے اگر آپ کو توفیق ہے تو آپ کٹوا لیں۔آپ نے وہ بیری کٹوا لی اور مجھے پیغام بھیجا کہ اپنا گڈا لے کر فیروز والا میں آؤ۔میں حسب الحکم گڈا لے کر فیروز والا میں پہنچ گیا۔ہم نے اس بیری کا تیسرا حصہ گڈا پر لا دلیا اور گاؤں کی طرف روانہ ہو پڑے۔جب گوجرانوالہ سے گزر کر قلعہ میہاں سنگھ والی سڑک پر آ گئے تو تقدیراً گڈا راستہ میں الٹ پڑا۔اور لکڑیاں گر گئیں۔حیران تھے کہ اب کیا کیا جائے نہ گاؤں نزدیک اور نہ شہر۔راستہ میں اتنے آدمی ملنے مشکل،مولوی صاحب نے فرمایا آؤ تم بھی زور لگاؤ اور میں بھی لگاتا ہوں۔میں خاموش کھڑا رہا آپ نے

پھر دوبارہ فرمایا میں نے عرض کیا کہ حضرت فیروز والا سے تو ہم کو تقریباً سو آدمیوں نے گڈا لدوایا تھا اب ہم دو آدمی کس طرح لا دلیں گے۔ آپ نے فرمایا خداوند کریم قادر ہے کیا عجب ہے کہ وہ سو آدمی کا کام ہم دونوں سے کرا دے۔ فرمایا پڑھو بسم اللہ میں نے تو محض ہاتھ ہی لگایا وہ بھی حیرانی سے اور آپ کا مجھے معلوم نہیں کہ زور لگایا یا نہیں وہ لکڑیاں ہماری حسب خواہش لد گئیں۔ آپ نے فرمایا گاؤں میں جا کر کسی کے آگے یہ واقعہ بیان نہ کرنا اسی لیے میں نے ان کی زندگی میں ذکر نہ کیا فوت ہونے کے بعد ذکر کیا۔ (سوانح حیات ص ۱۲۴)

مجذوب کی الٹی بھی سیدھی (کرامت):۔ بوٹا بڑ باشندہ فیروز والا نے بیان کیا۔ جب مولوی صاحب فیروز والا میں بیری کٹوانے کے واسطے تشریف لائے۔ اس وقت چیت کا مہینہ تھا اس خانقاہ سے میرا کنواں قریب تھا۔ آپ کے نیچے گھوڑی تھی آپ نے اس کو چرنے کے واسطے میرے کنوئیں پر ہی چھوڑ دیا۔ کنوئیں کے نزدیک ایک گھماؤں موٹی گندم (وڈا نک) نئی آبپاشی کی ہوئی تھی۔ آپ کی گھوڑی سیدھی اسی کھیت میں چلی آئی میں اور میرا بیٹا دونوں دیکھ رہے تھے مولوی صاحب نے ایک مجذوب کا قصہ شروع کیا ہوا تھا کہ ایک مجذوب لوگوں کے لاغر گدھے جمع کر کے لوگوں کے کھیتوں میں چراتا پھرتا تھا جتنے پاؤں ان گدھوں کے کسی زمیندار کے کھیتوں میں لگتے اتنے ہی من غلہ اس زمیندار کا ہوتا۔ اگر کوئی منع کرتا تو اس کی زراعت اچھی نہ ہوتی۔ ایک سال میں ہی لوگوں پر اس مجذوب کا افشائے راز ہو گیا۔ پھر کوئی منع نہ کرتا بلکہ لوگ خود کہہ کر گدھے اپنے کھیتوں میں چرواتے بوٹا نے کہا کہ حضرت آپ کی گھوڑی سیدھی میری کنک میں خوشہ جات کھاتی چلی آئی ہے۔ میں بھی اس کے کھوج گن لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا تیری مرضی۔ اگر خدا کو میری عزت رکھنی منظور ہوگئی تو رکھ لے گا میں نے کھوج گنے تو ۸۴ کھوج تھے میری کاشت کل دس گھماؤں تھی جب گندم کاٹی اور دانے نکالے تو پوری ۸۴ من گندم ہوئی۔

اسی موقع پر موضع فیروز والا کے ایک زمیندار نے آ کر عرض کیا کہ حضرت میری چچی بیوہ اور بڑی متمول ہے۔ میں بڑا غریب ہوں میں نے اس کو نکاح کے واسطے کہا مگر وہ مجھ سے سخت کلامی سے پیش آئی۔ آپ نے فرمایا تم جا کر اپنی چچی کو میری زبانی کہو کہ مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ آج رات کو میری روٹی تم پکاؤ وہ زمیندار چلا گیا اور اس بی بی کو جا کر اس طرح کہہ دیا اس نے بڑی خوشی سے مولوی صاحب کی دعوت کی اور اپنے طالب کو ہی دعوت پکوانے اور کھلانے پر مختار کیا جب آپ ماحضر تناول فرما چکے تو اس بیوہ نے کہا کہ حضرت میرا اس شخص سے نکاح کر دو۔ شاید آپ کے مبارک قدموں کی برکت سے کوئی فرزند پیدا ہو۔ بعد نکاح اس کے ہاں بیٹے پیدا ہوئے۔ (سوانح حیات ص ۱۲۵)

ولی کی اہانت کا وبال (کرامت):۔ قلعہ میہاں سنگھ میں بوٹا نامی ایک شخص کشمیری قوم سے تھا اور پرلے درجے کا بے دین تھا۔ ایک دفعہ رمضان شریف میں مسجد میں آ کر بوکا نکالا۔ اور مسجد کا ہی لوٹا لے کر بھر لیا۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ کیا کرتا ہے۔ کہنے لگا پانی پیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تو کمال درجہ کی بے حیائی ہے کہ مسجد کا بوکا اور مسجد کا لوٹا اور پھر رمضان شریف میں مسجد میں ہی کھڑے ہو کر میرے سامنے اقرار کرتا ہے کہ پانی پیتا ہوں۔ اس نے لوٹا بھرا بھرایا دے مارا۔ لوٹا ٹوٹ گیا۔ آپ نے غصہ میں آ کر فرمایا۔ جا موذی جیسا تو نے مسجد کا لوٹا توڑا ہے خداوند کریم تیرا بھی ویسے ہی توڑے گا۔ اس کو جاتے ہی استسقا ہو گیا۔ محمد صدیق کشمیری اس کی برادری میں آپ کا بڑا معتقد اور مرید تھا۔ اس نے پوچھا کہ تو تو آج تندرست ہٹا کٹا تنومند جوان تھا تجھ کو کیا ہو گیا اس نے تمام واقعہ کہہ سنایا اور کہا کہ کسی حکیم کو بلاؤ۔ اس نے کہا کہ بیوقوف یہ تو کرامت ہے جس منہ سے نکلی ہے اسی منہ سے جائے گی۔ علاج وغیرہ بالکل بے فائدہ ہے ہم تمام آدمی بمع تمہاری بیوی اور بچے کے جمع ہو کر تمہارے ساتھ چلتے ہیں حضور کی خدمت میں عرض کریں گے اگر تیری حیات باقی ہے تو تیرے حق میں حضرت کے منہ سے کلمۂ خیر نکلے گا۔ تمام جمع ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس کی بیوی نے اپنا بچہ مولوی صاحب کی گود میں رکھ دیا اور عرض کیا کہ حضور میری جوانی اور اس معصوم بچے کی حالت پر رحم فرما کر اس کو معافی دیں اور اس کے حق میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آرام دے دے۔ محمد صدیق نے بہت منت کی آپ نے فرمایا میرا کوئی غصہ نہیں۔ اگر یہ شخص تائب ہو کر نماز، روزہ، زکوٰۃ ادا کرے گا۔ تو خداوند کریم اس کو معاف کر دے گا۔ ورنہ ''ان بطش ربك لشديد'' بوٹا نے اسی مجلس میں توبہ کی اور اسی وقت صحت یاب ہو گیا۔ ایک سال کے بعد اس نے نماز چھوڑ دی۔ پھر اسی بیماری میں مبتلا ہو

گیا۔نماز شروع کرنے پر پھر صحت یاب ہوا۔جب اس نے چوتھی دفعہ نماز چھوڑ دی تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ اب حد ہوگئی ہے تو خدا کو دھوکا دیتا ہے۔اب میں کچھ نہیں کہتا۔ہر چند وہ تائب ہوا مگر صحت نہ ہوئی اور اسی بیماری سے فوت ہوگیا۔(سوانح حیات ص ۱۲۵، ۱۲۷)

ولی کی رضا و ناراضگی کا اثر (کرامت):۔ شہر گوجرانوالہ سے ایک شیخ اور اس کی بیوی اپنی ۱۴ سالہ لڑکی کو ساتھ لے کر خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت اس لڑکی کے سر پر کوئی بال نہیں ہے یعنی گنجی ہے اس کی شادی نزدیک ہے آپ دعا فرمائیں کہ اس کے سر پر بال پیدا ہوں۔آپ نے فرمایا بیٹی نماز پڑھا کرو۔انشاءاللہ تو جلدی اچھی ہو جائے گی۔اس لڑکی نے نماز پڑھنی شروع کر دی سر پر بال بکثرت پیدا ہو گئے دو سال کے بعد وہ لڑکی مع اپنے چھوٹے بچے کے اپنی والدہ کے ہمراہ نذرانہ لے کر خدمت میں حاضر ہوئی۔آپ نے پوچھا تم کون ہو اور کہاں سے آئی ہو لڑکی کی والدہ نے تمام سرگزشت یاد دلائی۔آپ نے پوچھا کہ نماز پڑھا کرتی ہے یا نہیں۔لڑکی نے جواب دیا حضرت پڑھا تو کرتی تھی مگر اب تھوڑے دنوں سے چھوٹ گئی ہے۔اسی وقت آپ نے نذرانہ واپس کر دیا اور فرمایا تمہارے جیسے لوگوں سے جو خدا سے وعدہ کر کے توڑ دیتے ہیں مجھے کوئی سروکار نہیں ہر چند اس نے کہا۔آپ نے نذرانہ نہ لیا بالآخر وہ واپس گوجرانوالہ چلی گئیں۔رات کو وہ لڑکی سوئی صبح اٹھ کر سر پر ہاتھ پھیرا تو ایک بال بھی نہ تھا ایسا ہوا گویا "کان لم یکن شیئا" (سوانح حیات ص ۱۲۷)

بانجھ عورت اور بوڑھے مرد کو اولاد مل جانا (کرامت):۔ گجرات پنجاب کا ایک موچی لاہور میں کام کرتا تھا اتفاقاً آپ لاہور تشریف لے گئے اور وعظ فرمایا۔وعظ میں آپ نے حضرت ذکریا علیہ السلام کے ہاں حضرت یحیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر کیا۔وعظ ہی میں موچی اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا حضرت اب بھی ایسا ہو سکتا ہے۔آپ نے فرمایا ہاں اب بھی خداوند کریم ایسا کرنے پر قادر ہے موچی نے کہا میرا حال بعینہ حضرت ذکریا علیہ السلام کا سا ہے۔میری عورت عقیمہ (بانجھ) ہے اور میں بوڑھا ہوں آپ میرے لیے دعا فرمائیں شاید آپ کی دعا کی برکت سے کوئی فرزند میرے ہاں پیدا ہو۔آپ نے دعا فرمائی لوگوں نے بھی آمین کہا خداوند کریم نے اپنے فضل سے اس کو لڑکا دیا۔مولوی صاحب نے اس کا نام اللہ دتا رکھا اور وہ حافظ قرآن ہوا۔(سوانح حیات ص ۱۲۸)

دعا کی بدولت پریشان حال کا آسودہ ہو جانا (کرامت):۔ فضل دین زمیندار نمبردار موضع مان متصل قلعہ میہاں سنگھ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں ساہوکار کا مقروض ہوں اور وہ آج کل مجھ پر دعویٰ کرنے والا ہے آپ نے پوچھا کس قدر قرضہ ہے زمیندار نے کہا بارہ سو روپیہ اور سب سودی، ساہوکار کہتا ہے کہ زمین دے دو یا روپیہ ادا کر دو ورنہ میں دعویٰ کرتا ہوں اس طرح زمین اور نمبرداری دونوں جاتی رہیں گی۔

آپ نے فرمایا جا فلاں فلاں آدمی کو ہمراہ لے کر اس ساہوکار سے حساب کرنا اور جو چھوٹی سی گائے تمہارے پاس ہے وہ دے کر تمام حساب بیباق کر دینا تمہارے ذمہ کل روپیہ ہیں۔فضل دین نے عرض کیا کہ حضرت مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ قرضہ بارہ سو روپیہ ہے اور میں نے ان کو کچھ دیا ہوا بھی نہیں آپ نے فرمایا جاؤ جس طرح تم کو کہا کرو۔اللہ تعالیٰ فضل کرے گا زمیندار نے حسب فرمان چند معتبر آدمی جمع کیے اور ساہوکار کے پاس گیا اور کہا کہ میں حساب کرنے کے واسطے آیا ہوں ساہوکار نے اپنی بہی نکالی۔دیکھا تو زمیندار کے حساب میں کئی رقوم جمع ہیں کہیں کپاس، کہیں کماد ہے، کہیں گندم، کہیں قند سیاہ ہے تو کہیں توری، ساہوکار دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ رقوم کہاں سے آ گئیں جو نہ دیکھی تھیں اور نہ سنی تھی۔الغرض حساب کرنے کے بعد اس کے نام کل روپیہ نکلے زمیندار نے وہ چھوٹی سی گائے دے کر کل حساب بیباق کر دیا اسی زمیندار نے پھر آ کر عرض کیا کہ حضرت میرے پاس سوائے ایک بوڑھی بھینس کے اور کچھ نہیں اور وہ بھینس بھی سونے سے رہ گئی ہے۔آپ نے فرمایا میاں وہ تو سونے والی ہے۔جا خداوند کریم اس میں ہی برکت کرے گا۔اس کے بعد وہ گیارہ دفعہ سوئی، گھی اور دودھ پہلی حالت سے بہت زیادہ دیتی رہی۔وہ زمیندار اسی طرح آہستہ آہستہ آسودہ حال ہو گیا۔(سوانح حیات ص ۱۶۹)

ناراضگی ولی کا وبال (کرامت):۔ موضع مان متصل قلعہ میہاں سنگھ میں ایک کشمیری مسمیٰ اسمٰعیل بہت متمول آدمی تھا اور وہاں ہی

شرف الدین نامی ایک گلگو رہتا تھا شرف الدین مولوی صاحب کا مرید رشید تھا۔ بڑا صالح مرد تھا۔ اس نے میرے آگے بیان کیا کہ آپ کی شادی کے موقع پر (راقم الحروف کی) مولوی صاحب تشریف لائے اور مجھے فرمایا کہ عبدالقادر کی شادی ہے۔ اور مجھے ایک صد روپیہ کی ضرورت ہے جاؤ اسمٰعیل کو بلا لاؤ۔ میں بلا لایا آپ نے اسمٰعیل سے یک صد روپیہ بطور قرض حسنہ طلب کیا اسمٰعیل نے کہا کہ میرے پاس کوئی روپیہ نہیں آپ نے پھر فرمایا لیکن پھر بھی اس نے انکار کیا میں نے بھی تقاضا کیا لیکن نہ مانا آخر مولوی صاحب نے فرمایا شرف الدین کیوں تقاضا کرتے ہو۔ اس کو مت مجبور کرو اس کے پاس کوئی روپیہ نہیں۔ آپ واپس قلعہ تشریف لے گئے میں نے یک صد روپیہ قرض لے کر مولوی صاحب کو پہنچا دیا۔ آپ نے میرے حق میں دعائے برکت کی۔ میں تو ایک سال میں صاحب زکوٰۃ ہو گیا۔ سال کے اندر ہی اسمٰعیل مفلس قلاش ہو گیا۔ اور اسی صدمہ سے وہ سودائی ہو گیا۔ تا مرگ اس کی زبان پر یہ الفاظ رہے۔ ہائے میرا روپیہ کہاں گیا۔ نہ میں نے کوئی شادی کی نہ چوری ہوئی نہ میں نے کسی کو دیا۔ افسوس مولوی صاحب کو کیوں نہ دیا۔ (سوانح حیات ص ۱۳۰)

نگاہ ولی پر تائب ہو جانا (کرامت):۔ ستراہ سندھواں میں حاجی خدایار آپکا مرید رشید اور صالح مرد تھا۔ اس نے آکر عرض کیا کہ حضرت ہمارے گاؤں کا ذیلدار فیض بخش بڑا اعیاش ہے۔ سخی اور بارعب بھی ہے۔ اگر وہ مسلمان ہو جائے تو تمام گاؤں مسلمان ہو جاتا ہے۔ آپ ستراہ تشریف لے گئے۔ ذیلدار کا جو ستارۂ ہدایت انتظار میں چشم براہ ہو رہا تھا آتے ہی ملاقات ہو گئی۔ ذیلدار نے دیکھتے ہی سر تسلیم خم کیا۔ آپ سے مصافحہ کیا آپ نے فرمایا ۔

بیابانیک خواہاں متفق باش غنیمت دان امور اتفاقی

آپ کا یہ شعر پڑھنا تھا کہ ذیلدار بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا اور ایسا تڑپنے لگا جیسے جانور حلال کیا ہوا تڑپتا ہے ایک ہفتہ اسی حالت میں رہا اس کے والد نے آکر عرض کیا حضرت اب فیض بخش کو اٹھائیے۔ اگر ایسی حالت میں رہا تو مر جائے گا۔ آپ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا وہ ہوش میں آ گیا اور ایسا تائب ہوا کہ اس کے بعد جو کچھ خرچ کیا راہ خدا میں خرچ کیا۔ (سوانح حیات ص ۱۳۰)

ذاتی کوتاہی پر مطلع ہو جانا (کرامت):۔ حاجی خدایار نے اپنی ہدایات کا قصہ یوں بیان کیا پہلے میں ذیلدار کا منشی مقرر تھا اور علاوہ اور آمدن کے دس روپیہ سینکڑہ رشوت سے مقرر تھا۔ ایک دن ایک مقدمہ پر گوجرانوالہ میں ذیلدار کے ہمراہ آیا اس مقدمہ میں ۱۵ روپیہ رشوت سے مجھے حصہ ملا۔ گھوڑی میرے پاس تھی۔ میں نے ذیلدار کو کہا میرا دل چاہتا ہے کہ مولوی صاحب کا دیدار کرتا جاؤں۔ سنا ہے کہ بہت بزرگ ہیں۔ ذیلدار نے کہا کہ سینکڑوں مولوی دیکھے ہوئے ہیں۔ جانے کی کیا ضرورت ہے میں دل میں پختہ ارادہ کر چکا تھا کہ ضرور ہی مولوی صاحب کا دیدار کرنا ہے۔ میں نے گھوڑی کی باگ قلعہ کی طرف اٹھائی۔ شام کے قریب قلعہ پہنچ گیا۔ مولوی صاحب نے نہ مجھے دیکھا ہوا تھا اور نہ ہی میں نے ان کو دیکھا ہوا تھا آپ مسجد سے باہر نکل کر کھڑے ہوئے تھے اور ساتھ ایک درویش ابراہیم نامی تھا۔ ابراہیم کو فرمانے لگے یہ گھوڑی والا شخص ستراہ کے علماء سے ہے۔ اس کی گھوڑی لے کر باندھنا اور چارہ وغیرہ ڈالنا میں اپنے چاہ پر جا رہا ہوں۔ اتنے میں میں بھی پہنچ گیا۔ معمولی سلام علیک کے بعد آپ تو کھوہ پر تشریف لے گئے درویش نے گھوڑی پکڑ کر باندھی اور چارہ ڈالا۔ شام اور عشاء کی نماز مولوی صاحب نے پڑھائی۔ لیکن مجھے بالکل نہ پوچھا۔ کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو کیا کام ہے میں دل ہی دل میں پیچ وتاب کھا رہا تھا کہ میں نے ذیلدار کا کہا کیوں نہ مانا۔ ذیلدار سچ کہتا تھا اسی غصہ کی حالت میں سو گیا۔ مولوی صاحب سحری کے وقت مسجد میں تشریف لائے اور مجھے نیند سے بیدار کیا اور فرمایا کہ تم عالم ہو یا چوہڑے۔ میں نے عرض کیا کیوں حضرت مجھ میں چوہڑوں والی کون سی بات ہے میں حیران تھا کہ آپ کو کون بتا گیا ہے آپ نے فرمایا ذیلدار کا ساتھ چھوڑ دو اور آئندہ کے لئے توبہ کرو اتنی بات سے ہی میرے دل کی سیاہی دور ہو گئی اور ایسی توبہ کی کہ ذیلدار کی ملازمت گاؤں میں پہنچتے ہی چھوڑ دی۔ ذیلدار نے بہت اصرار کیا اور حصہ بجائے 10 فیصدی کے 35 فیصدی تک دینے کا اقرار کیا۔ لیکن میں نے انکار کر دیا۔ (سوانح حیات ص ۱۳۲)

برہمنوں کا دیکھتے ہی مسلمان ہوجانا (کرامت):۔ چودھری فیض بخش ذیلدار کے بھائی چودھری محمود خان نے میرے سامنے بیان کیا کہ ہمارے گاؤں کے برہمن جو ہمارے ساہوکار ہیں انہوں نے مجھے کہا۔ سنا جاتا ہے کہ جو کوئی مولوی صاحب کا غیر مذہب والا درشن کرنے کے لیے آتا ہے وہ مسلمان ہو جاتا ہے میں نے کہا بات تو ایسی ہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں بھی کسی دن درشن کرانا تھوڑے دنوں کے بعد آپ ستراہ تشریف فرما ہوئے میں نے برہمنوں والی گفتگو عرض کی آپ نے فرمایا محمود خاں اگر کوئی وقت آ گیا تو میں کہوں گا تم بلالانا جمعہ کے روز آپ وعظ فرما رہے تھے دوران وعظ میں آپ نے مجھے فرمایا محمود خاں ان کو بلالاؤ کوئی اور بھی غیر مذہب آنا چاہے تو اس کو بھی ساتھ لے آنا میں گیا ہر چند برہمنوں کو لانے کی کوشش کی لیکن وہ نہ آئے۔ ایک چوہڑا اور ایک ہندو میرے ساتھ ہولیا جب مولوی صاحب سے دو چار ہوئے۔ اللہ کی قسم ابھی انہوں نے کوئی کلمہ وعظ نہیں سنا۔ صرف مولوی صاحب کو دور سے دیکھتے ہی کلمہ شہادت کہنا شروع کر دیا۔

میں ایک کلہاڑی ایندھن لانے کے واسطے برہمنوں سے مانگ کر لایا تھا۔ ہر چند میں نے وہ کلہاڑی واپس کرنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے نہ لی اور کہنے لگے کہ اس کلہاڑی سے مولوی صاحب کی روٹی کے لیے ایندھن لایا گیا ہے۔ شاید ہم اس کو دیکھ کر ہی نہ مسلمان ہو جائیں۔ (سوانح حیات ص۱۳۲)

تیر نظر کا اثر جس کو لگا شکار ہوگیا (کرامت):۔ کیسر شاہ صاحب سکنہ دائیانوالی مشہور غیر شرع صوفی گزرے ہیں۔ شاہ صاحب کا ایک مرید اس طرف آیا۔ شاہ صاحب نے بوقت روانگی اپنے مرید کو فرمایا کہ آتی دفعہ قلعہ والے مولوی کا امتحان کرتے آنا۔ عصر کی نماز ہو رہی تھی وہ مرید آ گیا۔ جب مولوی صاحب نماز سے فارغ ہوئے تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آدھا گھنٹہ بیٹھ کر رخصت چاہی آپ نے فرمایا بیٹھ جا۔ ابھی بہت وقت ہے۔ اس نے عرض کیا حضرت دائیانوالی یہاں سے بارہ کوس ہے۔ فاصلہ بہت ہے اس لیے اب رخصت چاہیے آپ اس کے ہمراہ وداع کرنے کے لیے باہر تشریف لے آئے۔ بوقت روانگی آپ نے فرمایا۔ اپنے پیر کو میری زبانی یہ شعر سنا دینا۔

خلاف پیغمبر کسے رہ گزید   کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

وہ شخص بیان کرتا تھا کہ مولوی صاحب نے مصافحہ کیا اور معانقہ کر کے مجھے رخصت کیا ابھی آفتاب اسی حالت میں تھا کہ میں دائیانوالی پہنچ گیا۔ شاہ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ مولوی صاحب کا پیغام دیا شاہ صاحب نے پوچھا تم کس وقت قلعہ سے روانہ ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا ابھی نہ مجھے تکان ہے اور نہ کسی قسم کی بے آرامی ہے اس دن سے وہ مولوی صاحب کو بھلا برا کہنے سے ہٹ گیا جب کہتا یہ کہتا کہ مولوی صاحب فقیر ہیں۔ آج دنیا میں ان کا ہمسر کوئی نہیں شاہ صاحب سے سلسلہ بیعت توڑ کر مولوی صاحب سے بیعت کر لی۔ (سوانح حیات ص۱۳۳)

بابرکت کپڑا منوں گندم کا ذریعہ (کرامت):۔ میاں عبدالعزیز سکنہ کوٹ بھوانی داس آپ کا شاگرد اور فیض یافتہ مرید تھا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ ایک نجار موضع دھاریوال کا (یہ گاؤں قلعہ میہاں سنگھ سے بجانب مشرق ایک میل کا فاصلہ ہے۔ آپ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں سکھوں کا مزارع ہوں۔ چار مانی غلہ گندم ٹھیکہ دینا ہے۔ لیکن جو غلہ برآمد ہوا ہے وہ بمشکل ڈیڑھ دو رومانی کے قریب ہوگا۔ سکھ بڑے زبردست ہیں۔ مجھے بے عزت کریں گے۔ آپ دعا فرما دیں کہ کسی طرح میری خلاصی ہو جائے۔ آپ اتفاق سے اس وقت غسل کر رہے تھے اپنا کپڑا انہانے کا صاف کر کے اس کو دیا اور کہا اس کو غلہ پر ڈال کر " بسم اللہ الرحمن الرحیم " پڑھ کر ماپنا شروع کرو۔ میں بھی آتا ہوں آپ کے تشریف لے جانے تک گیارہ مانی ماپ چکے تھے۔ جاتے ہی آپ نے اپنا کپڑا گندم کے ڈھیر سے اٹھا لیا۔ دیکھا تو گندم اتنی کی اتنی کپڑا کے نیچے باقی پڑی ہوئی ہے آپ اس نجار کو خفا ہوئے اور فرمایا معاملہ پورا کرنے کے بعد اپنے گزارہ کے لیے ماپ لیتے اتنا لالچ اچھا نہیں۔ (سوانح حیات ص۱۳۴)

ابدال وقت کی توجہات کا اثر (کرامت):۔ پیر میر حیدر صاحب مرحوم نے اپنا قصہ یوں بیان فرمایا میں ابتدا میں خان پور گکھڑاں ضلع راولپنڈی کا باشندہ تھا۔ میرے آباؤ اجداد کا وہی مسکن تھا مجھے شکار کا بہت شوق تھا اسی دھن میں خواب وخورش بھی بعض دفعہ بھول جاتا میری

عمر قریب ۳۵ سال کے ہوگی ایک دن میں شکار کھیل کر گھوڑے پر سوار ہو کر بازار کے راستہ واپس آ رہا تھا کہ ایک لکڑ ہارے نے مجھے بلایا اور کہا میر حیدر ذرا یہاں بیٹھ جا۔ میں اس کے کہنے کی پرواہ نہ کر کے چلا گیا۔ دوسرے روز پھر مجھے گزرتے وقت اسی لکڑ ہارا نے بلایا پھر بھی میں نے کوئی جواب نہ دیا اور چلا گیا۔ تیسرے روز اس نے میرے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور نیچے اتار لیا اور میرے ساتھ مصافحہ اور معانقہ کیا۔ مصافحہ کرتے ہی میرے دل سے شکار کی محبت شکار ہوگئی میرے خیالات آناً فاناً بدل گئے۔ حالت اور سے اور ہوگئی میں نے اپنے ملازموں کو گھوڑا اور باز دے دیئے اور ان کو رخصت کر دیا کچھ یاد نہ رہا۔ بغیر ذکر اور کوئی فکر نہ تھا اہل وعیال بھول گئے محبت لغیر اللہ منقطع ہوگئی۔ اگر خیال تھا تو اللہ تعالیٰ کا۔ محبت تھی تو اللہ تعالیٰ کی اگر شغل تھا تو ذکر الٰہی کا تھا۔ چند روز میں اس لکڑ ہارے کے پاس رہا میرے بھائی میرے بچے مجھے لینے کے لیے آتے تو میں خالی واپس کر دیتا۔ ایک دن وہ لکڑ ہارا مجھے سویا ہوا دیکھ کر بستر اباندھ کر چلا گیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو نہ وہ پیر اور نہ اس کا کوئی سامان نظر پڑا وہ روز تو میں نے اس لکڑ ہارے کی تلاش میں گزارا کوئی سراغ نہ ملا میں مجنون سا ہو گیا حواس باختہ ہو کر ہر طرف جویاں و پویاں تھا۔ ایک سال تک میرا یہی حال رہا۔ بعد اس کے میں ہری پور ہزارہ میں حیات گل صاحب کے پاس گیا۔ انہوں نے میرا حال سن کر مولوی عبداللہ صاحب غزنوی رحمہ اللہ کی طرف بھیجا۔ وہاں سے جو جو صوفی کسی مشہور جگہ تھے وہاں بھی گیا لیکن محرم راز کوئی نہ ملا۔ اور نہ ہی ایسا استاد ملا جس سے سبق لوں یا گزشتہ پر نگاہ کر کے پھر وہی حال تازہ ہو ایک روز میں مجنونوں کی طرح گوجرانوالہ میں پھر رہا تھا کہ مجھے نبی بخش سراج مرحوم نے پوچھا کہ آپ کون ہیں کہاں سے تشریف لائے ہیں کہاں جانا ہے اس کے پوچھنے سے قدرتاً میرے دل کو قدری فرحت اور انبساط حاصل ہوا میں اس کے پاس بیٹھ گیا۔ گفتگو ہوتی رہی میں نے اس سے دریافت کیا کہ تم کس کے مرید ہو اس نے مولوی صاحب کا نام لیا نام سنتے ہی میرے دل کو سرور اور چین ہو گیا۔

میرے دل نے شہادت دی کہ خواہ کچھ ہو اس شخص (مولوی صاحب) کو ضرور ملنا چاہیے۔ آہستہ آہستہ شوق زیادہ ہوتا گیا۔ نبی بخش نے مجھے ہر چند کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ روٹی کھا کر چلے جانا۔ میں نے کہا اس وقت مجھے کچھ یاد نہیں اور نہ ہی کسی بات کی خواہش ہے مجھے قلعہ میہاں سنگھ کا راستہ بتا دو۔ یہی آپ کی بڑی بھاری خدمت ہوگی۔ الغرض مجھے راستہ بتاتا ہوا میرے ساتھ ہی قلعہ میہاں سنگھ میں پہنچ گیا۔ مولوی صاحب اس وقت گھر تھے ایک لمحہ بھی نہ گزرا کہ ہم دونوں کی روٹی لے کر تشریف لے آئے السلام علیکم کہا مصافحہ کیا اور فرمایا میر حیدر خوش ہو میں بجائے جواب دینے کے رو دیا۔ مولوی صاحب نے فرمایا صبر کرو۔ انشاء اللہ تمہارا مطلب پورا ہو جائے گا۔ میری بے صبری اور روٹی نہ کھانا دیکھ کر مجھے آپ نے فرمایا میر حیدر تمہارا پیر لکڑ ہارا ابدال تھا۔ تمہاری خاطر اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہاں مقیم تھا۔ جب تمہارا حصہ تمہیں مل گیا تو وہ چلا گیا اور لکھنؤ پہنچ کر فوت ہو گیا۔ باقی تمہارا حصہ اس عاجز کے پاس ہے یہ سن کر میری تسکین ہوگئی۔ میں ایک مدت مولوی صاحب کی خدمت میں رہا۔ آپ سوار ہوتے تو میں کنجکہ پکڑ کر ساتھ ساتھ دوڑتا جو مجھے اس وقت حاصل ہوتا وہ کچھ اور ہی لذت ہوتی۔ آپ کے ساتھ ہر وقت رہنے سے میری یہ حالت ہوگئی کہ جس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتا اس کو وجد ہو جاتا۔ جو مجھے ہاتھ لگاتا اس کی حالت دگرگوں ہو جاتی۔ میں مولوی صاحب کی خدمت میں ہی رہنا چاہتا تھا لیکن مولوی صاحب نے مجھے حق حقوق زن و بچہ اور فرمان رسول ﷺ سنا کر روانگی کے لیے رضامند کر لیا اور مجھے گھر کی طرف روانہ کر دیا۔ (سوانح حیات ص ۱۳۶)

شاگرد کی پریشانی کا بطور کشف جان لینا (کرامت):۔ چودھری احمد الدین آپ کا شاگرد ولد چودھری حاکم وڑائچ سکنہ لدھیوالہ وڑائچ بیان کرتا ہے کہ ایک بار میرا والد گھوڑی لے کر امرتسر منڈی پر فروخت کرنے گیا۔ وہاں دیر ہوگئی۔ میرا دل سخت اداس ہوا میں آپ سے سبق پڑھ رہا تھا مجھے فرمانے لگے احمد الدین اداس نہ ہو آج انشاء اللہ العزیز تیرا والد آ جائے گا اسی راستہ آئے گا اور تم کو بھی ساتھ لے جائے گا۔ جب وقت عصر ہوا تو میرا والد بمع اپنے ملازم آ گیا۔ میں بڑا خوش ہوا۔ مولوی صاحب کو ملا بوقت روانگی مولوی صاحب سے میرے لیے اجازت چاہی مجھے لے کر لدھیوالہ چلا آیا۔ میں اپنے والد کا ردیف تھا۔ راستہ میں میں نے کہا کہ آج میں سبق پڑھ رہا تھا مولوی صاحب نے

آپ کے آنے اور مجھے ساتھ ہی لے جانے کا ذکر فرمایا تھا۔ میرا والد اپنے ملازم میراثی کو کہنے لگا۔ سن لے مجھے لوگ کہتے ہیں کہ حاکم مولوی کا عاشق اور شیدا ہے یہ تو ایک معمولی بات احمد الدین نے بیان کی ہے۔ میں نے اس سے بڑھ کر آپ کی کشف و کرامات دیکھی ہوئی ہیں۔ اس لیے میں مولوی صاحب کا عاشق ہوں۔ میرا مال و جان سب مولوی صاحب کیلئے حاضر ہے۔ (سوانح حیات ص ۱۳۷)

ولی کامل کی زبان سیف الرحمٰن (کرامت):۔ موضع مرالیوالہ میں ہمارا ایک رشتہ دار سلطان احمد نامی رہتا تھا۔ بڑا متمول آدمی تھا ان کا ہمسایہ ایک لوہار تھا جو نامی چور تھا۔ بیوہ سلطان احمد صاحب نے میرے آگے بیان کیا کہ میں نے مولوی صاحب کے آگے عرض کیا کہ میرے بچے یتیم ہیں۔ رات بھر ہمارا ہمسایہ لوہار سونے نہیں دیتا۔ وہ ہر وقت اسی کوشش میں رہتا ہے کہ موقع بنے تو سب کچھ لوٹ لوں۔ آپ نے کچھ پڑھنے کے لیے فرمایا۔ اور کہا کہ پڑھ کر بےفکر ہو کر سو رہا کرو۔ انشاءاللہ وہ کتا بھونک بھونک کر خود ہی چلا جایا کرے گا۔ سو ایسا ہی ہوتا رہا۔ اس کے بعد مولوی صاحب جلد ہی فوت ہو گئے۔

وہ لوہار خود بیان کرتا ہے کہ میں نے مولوی سلطان احمد کے گھر چار دفعہ نقب لگائی جب اندر جاتا تو کتے کی شکل ہو جاتی اور کتے ہی کی طرح بھونکتا ہوا باہر نکل آتا۔ ایک دفعہ میں نقب لگا کر اندر گیا بیوی صاحبہ جاگ رہے تھے۔ میری صورت مسخ ہوتی دیکھ کر کہا بھائی تیری صورت مسخ ہونے سے تعجب بھی آتا ہے لیکن جس کی زبان سے یہ کلمات نکلے ہوئے ہیں اس کی زبان بھی سیف الرحمٰن تھی۔ جو کچھ انہوں نے کہا وہ ضرور ہوا اور آئندہ بھی انشاءاللہ ہوتا رہے گا۔ صبح میں نے بیوی صاحبہ سے دریافت کیا انہوں نے تمام ماجرا سنایا اس دن سے میں چوری سے تائب ہو گیا۔ (سوانح حیات ص ۱۳۷)

سخت آندھی میں ذرہ نقصان نہ ہونا (کرامت):۔ بوٹا سدھو باشندہ قلعہ میہاں سنگھ نے میرے آگے بیان کیا ہم غلہ نکال رہے تھے۔ سخت آندھی آئی میرا والد چودھری خیر محمد مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ حضرت ہم غلہ نکال رہے ہیں آندھی سخت آتی معلوم ہوتی ہے کیا کیا جائے۔ آپ نے فرمایا جاؤ کام کرو۔ خدا حافظ ہے۔ ہم اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔ آندھی اس زور سے آئی کہ بڑے بڑے درخت جڑ سے اُکھڑ گئے لیکن ہمارا ذرہ بھر نقصان نہ ہوا۔ (سوانح حیات ص ۱۳۸)

مال بکنے اور منافع کی پیشگوئی پوری ہونا (کرامت):۔ میاں محمد سکنہ لاہور نے میرے آگے بیان کیا کہ میں ابتدا زمانہ میں گھوڑوں کی سوداگری کیا کرتا تھا۔ میں نے کچھ گھوڑے خرید کر اپنے ملازموں کو سرینگر فروخت کرنے کے لیے بھیجا۔ خدا کی قدرت تین ماہ گھوڑے فروخت نہ ہوئے۔ اتفاقاً مولوی صاحب لاہور تشریف فرما ہوئے۔ مسجد چینیا نوالی میں آپ نے وعظ فرمایا۔ بعد فراغت میں نے عرض کیا۔ حضرت گھوڑے فروخت ہونے کے لیے سرینگر بھیجے تھے لیکن تین ماہ ہوئے فروخت نہیں ہوتے۔ مفت کا روزانہ خرچ پڑ رہا ہے۔ دعا فرما دیں۔ فرمانے لگے: میاں انشاءاللہ تیسرے روز تیرے گھوڑے راجہ والئی کشمیر خرید لے گا اور تم کو تین ہزار روپیہ منافع ہوگا۔ میں نے وہ تاریخ لکھ لی۔ جب میرے ملازم واپس آئے تو معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کے فرمانے کے تین دن بعد گھوڑے فروخت ہوئے اور حساب کرنے سے تین ہزار روپیہ منافع ہے۔ (سوانح حیات ص ۱۳۹)

جیسا فرمایا وہی ہوا (کرامت):۔ بوٹا اور فضل دین سکنہ مان مفلس ہو گئے۔ مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی مفلسی کا ذکر کیا۔ آپ نے ان کو کاشت کے واسطے اور بیل لے دیئے۔ انہوں نے کاشت شروع کر دی جب سال تمام ہوا تو فصل کاٹی اور دانہ توڑی الگ کرنے لگے۔ ابھی تھوڑا ہی غلہ نکلا تھا کہ سخت اندھیری آنے کے نشان ظاہر ہوئے بوٹا دوڑا دوڑا مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا حضرت اس وقت بڑی مشکل میں ہیں ہمارا حال آپ سے مخفی نہیں خدا خدا کر کے سال تمام ہوا تھا اب آندھی والی مصیبت پیش آ رہی ہے۔ آپ نے فرمایا بوٹا کچھ فکر نہ کرو خداوند کریم اپنے رحم سے تمہارا نقصان نہ کرے گا۔ بوٹا بیان کرتا ہے کہ آندھی اس قدر سخت تھی کہ کئی درخت جڑ سے اکھڑ گئے مگر ہمارا ذرا بھی نقصان نہ ہوا۔ (سوانح حیات ص ۱۳۹)

نومسلم شخص کی بیوی کا فوراً مسلمان ہو جانا (کرامت):۔ شیخ عبداللہ نومسلم دلاور والا بیان کرتا تھا کہ میں آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا اور مسلمان ہونے کے بعد میں نے مسلمان خاندان میں ہی نکاح کیا حالانکہ میں پہلے شادی شدہ تھا۔ایک دن میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ نے فرمایا۔میاں عبداللہ مع اہل وعیال خوش ہو۔میں نے عرض کیا کہ حضرت میری پہلی بیوی تابعدار اور سلیقہ والی تھی۔ مجھے وہ کسی وقت نہیں بھولتی۔آپ دعا فرمائیں وہ بھی مسلمان ہو جائے تب زندگی کا مزا ہے ورنہ یوں تو دن گزر رہے ہیں آپ نے فرمایا میاں عبداللہ جس نے تم کو ہدایت کی ہے وہ اس کو بھی ہدایت کرنے پر قادر ہے۔گھبراؤ نہیں۔خاطر جمع رکھو۔انشاءاللہ جلدی ہی تمہاری مراد بر آئے گی۔اب تم گھر جاؤ۔میں حسب فرمان گھر چلا آیا۔ابھی گھر آئے مجھے ایک ہی روز ہوا تھا۔کہ میری سابقہ بیوی نے ایک قاصد کو خط دے کر میری طرف روانہ کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ مجھے فلاں دن اور فلاں وقت آ کر لے جاؤ میں جا کر لے آیا وہ بھی قلعہ میں آ کر آپ کے ہاتھ پر مشرف با اسلام ہوئی۔(سوانح حیات ص۱۴۰)

ولی سے دشمنی کی بدولت زندگی ویران ہو جانا (کرامت):۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک سکھ تھانیدار مسمی جوند سنگھ کسی مخبر کی مخبری سے سرکاری طور پر قلعہ میں آیا۔مخبر نے خبر دی تھی کہ آج جمعہ کا دن ہے کم از کم دو ہزار آدمی مسجد میں جمع ہے۔اور فی الواقع بات بھی سچ تھی۔وہ تھانیدار مع اپنے شکاری کتوں کے مسجد میں آ داخل ہوا۔آپ نے فرمایا مسجد خانہ خدا ہے پرہیز کرو تھانیدار نے کہا۔مولوی تم میرے آنے کو تمام عمر یاد کرو گے۔اور بھی سخت سست کہا۔آپ نے زور سے پڑھا۔''ان بطش ربك لشديد'' یعنی خداوند کریم کی پکڑ بہت سخت ہے۔اگر میں برا ہوں۔تو وہ ''احکم الحاکمین'' مجھے پکڑے گا۔اگر تم برے ہو تو تمہیں پکڑے گا۔

تھانیدار نے حاضرین کی گنتی شروع کی بار بار گنتی کی صرف گیارہ آدمی ہی اس کی نظر میں آئے آخر مجبوراً اس کو اپنی رپورٹ میں گیارہ کی حاضری درج کرنی پڑی۔

تھوڑے ہی دن گزرنے پائے تھے کہ اس تھانیدار پر مقدمہ بن گیا اور وہ معزول ہو گیا۔روپیہ مقدمہ پر اس قدر خرچ ہوا کہ ایک کوڑی بھی اس کے پاس نہ رہی اور سخت ذلیل ہو کر گوجرانوالہ سے نکلا۔(سوانح حیات ص۱۴۰)

فکر معاش میں حضور ﷺ کا اطمینان دلانا (کرامت):۔ جناب تایا صاحب حکیم غلام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا میں نے مولوی صاحب کو کہا کہ ہم حکام کی باز پرس سے تنگ آ گئے ہیں بہتر ہے کہ ہم یہاں کی بود و باش ترک کر کے کسی ریاست میں جا کر قیام کریں مولوی صاحب نے فرمایا بھائی جان آپ کا فرمانا بجا ہے۔لیکن میں مجبور ہوں۔کیونکہ ایک دن میں مسجد میں سویا ہوا تھا کہ ایک شخص نے مجھے آ کر جگایا اور کہا کہ میرے ساتھ چلو تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاتے ہیں میں اس کے ساتھ ہو لیا جب گاؤں سے باہر نکلا تو دیکھتا ہوں کہ حضور ﷺ کی پالکی پڑی ہے۔حاضر ہو کر میں نے سلام کیا۔آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا غلام رسول ہم تمہاری مسجد کو جانا چاہتے ہیں۔آپ نے میرا ہاتھ پکڑے رکھا اور پالکی والوں نے پالکی اٹھالی مسجد میں تشریف لا کر اسی پکڑے ہاتھ سے مجھے ممبر پر بٹھایا اور فرمایا وعظ کیا کرو تم سے لوگوں کو ہدایت ہوگی تمہاری یہی جائے بود و باش ہے۔

بھائی صاحب فرمائیے میں تو مامور ہوں کیسے اس جگہ کو چھوڑ سکتا ہوں۔(سوانح حیات ص۱۴۱)

دیکھتے ہی کنویں کا صحیح سالم ہو جانا (کرامت):۔ موضع پنا کھ جو قلعہ میہاں سنگھ سے تین کوس کے فاصلہ پر بجانب شمال ہے۔ وہاں کے زمیندار مسمی دارا نے آپ کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا مولوی صاحب ہم نے ایک کنواں لگوایا تھا۔جس پر روپیہ بہت خرچ ہو گیا اب وہ کنواں شکستہ ہو گیا ہے۔میں پہلے ہی بہت مقروض ہو چکا ہوں دعا فرما دیں اللہ تعالیٰ اپنا رحم کرے۔آپ اس کے ساتھ تشریف لے گئے اور جاتے ہی کنوئیں پر جا کھڑے ہوئے اور فرمایا چودھری دارا کنوئیں کو دیکھو یہ تو بالکل صحیح وسالم ہے۔تم کو دیکھنے میں غلطی ہوئی ہوگی۔دارا نے عرض کیا حضور مجھے دیکھنے میں غلطی تو نہ ہوئی تھی۔یہ سب آپ کی برکت اور کرامت ہے۔(سوانح حیات ص۱۴۲)

توجہ کی بدولت مرید سے کشف سلب کر لینا (کرامت):۔ موضع سادوگورایہ متصل قلعہ میہاں سنگھ کا ایک شخص مسمیٰ برخوردار قوم ارائیں مولوی حیات گل صاحب سے (جو مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کے مریدوں میں سے تھا) فیض یافتہ تھا حیات گل صاحب کی توجہ سے اس کو کشف حاصل ہو گیا جب کسی کا بیل یا کوئی اور چوپایہ مرنے والا ہوتا تو مالک چوپایہ کو کہہ دیتا کہ اس کو فروخت کر دو اور جو حاصل ہو سکے کر لو۔ کیونکہ یہ چند روز تک مر جائے گا۔ جب اس کے چند وقوعے سچ ہوئے تو مولوی صاحب کو خبر پہنچی آپ نے سن کر فرمایا یہ کام تو اچھا نہیں کہ کسی بے چارے کا ناحق نقصان کراتا ہے۔ سادوگورایہ کا ایک شخص مسمیٰ کرم الدین قوم کشمیری آپ کا مرید تھا اور تقریباً ہر جمعہ وہ قلعہ میں آتا۔ کرم الدین جمعہ کے دن مولوی صاحب سے ملاقاتی ہوا۔ اس نے بھی برخوردار ارائیں کا ذکر کیا۔

مولوی صاحب نے فرمایا اچھا تم اس برخوردار کو میری طرف سے السلام علیکم کہنا جب کرم الدین نے آپ کی طرف سے اس کو سلام کہا۔ اس کا تمام فیض جاتا رہا۔ بعد ازاں وہ کئی دفعہ حیات گل صاحب کے پاس گیا اور مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی کا خواستگار ہوا۔ مگر وہ فیض حاصل نہ ہوا۔ (سوانح حیات ص۱۴۲)

مالیخولیا کے لاعلاج مریض کا شفا پا جانا (کرامت):۔ حکیم نبی بخش صاحب سکنہ کھبکی نے ذکر کیا کہ مجھے موضع اگوبھنڈر میں ایک ایسے مریض کے علاج کے لیے جانا پڑا۔ جس کو اطباء لاعلاج کر چکے تھے۔ مریض مبتلا مرض مالیخولیا تھا۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام قصہ سنایا۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے جاؤ وہ شافی مطلق شفا دے گا (حکیم صاحب بہت مسخرے تھے اور آپ ان کے تمسخر سے بہت خوش تھے) حکیم صاحب نے عرض کیا کہ حضرت یہ تو اچھا ہو گا۔ اگر کوئی اور ایسا مریض ملے تو پھر آپ نے فرمایا جاؤ اللہ تعالیٰ تم کو ہمیشہ اپنے فضل و کرم سے اس مرض پر غلبہ دے گا۔ حکیم صاحب کا بیان ہے کہ میں نے جا کر علاج شروع کر دیا۔ ایک ہی روز کے علاج سے نصف مرض دور ہو گئی۔ دوسرے روز وہ بالکل اچھا ہو گیا۔ اس کے بعد مالیخولیا والے بفضل تعالیٰ صحت یاب ہو جاتے ہیں۔ (سوانح حیات ص۱۴۳)

مفلس قرضدار کا آسودہ ہو جانا (کرامت):۔ چودھری سکنہ مان بیان کرتا ہے میں پہلے بڑا مفلس تھا میرا قرضہ میری حیثیت سے بڑھ گیا۔ زمین گروی ہو گئی۔ زمین کے علاوہ بھی قرض بہت ہو گیا۔ نظام الدین گلگو مجھے آپ کے پاس لے آیا اور میری حالت بیان کی آپ نے مجھے فرمایا کوئی بیل ہے میں نے عرض کی کہ حضرت ایک بھینس باقی رہ گئی ہے۔ آپ نے فرمایا جا کاشت کر و اللہ تعالیٰ برکت دے گا۔ بفضل خدا میں ایک سال میں مالا مال ہو گیا۔ میرا قرضہ بھی اتر گیا۔ زمین بھی فک کرالی اور نمبردار بھی ہو گیا۔ مجھے معلوم نہیں ہوا کہ اتنا مال مجھے کہاں سے مل گیا۔ (سوانح حیات ص۱۴۳)

باوا کاہنداس مہنت کا مسلمان ہو جانا (کرامت):۔ باوا کاہنداس ہندوؤں کا بڑا بھاری مہنت تھا۔ باشندہ علاقہ گورداسپور تھا۔ وہ اپنے سیوکوں کے پاس موضع کالووالی متصل قلعہ میہاں سنگھ آ گیا۔ سیوکوں سے دریافت کیا کہ قلعہ میاں سنگھ یہاں سے کتنے فاصلہ پر ہے انہوں نے کہا تین کوس باوا صاحب کہنے لگے میں مولوی صاحب کو ملنا چاہتا ہوں سنا جاتا ہے وہ بڑے عالم اور صوفی بزرگ ہیں۔ میرے بھی مذہب اسلام کے متعلق کچھ سوال ہیں۔ میں بھی دیکھوں گا کہ وہ کتنا علم رکھتے ہیں۔ ہر چند لوگوں نے کہا کہ باوا صاحب قبل ازیں کئی پنڈت مولوی صاحب کے امتحان کو گئے۔ آخر وہ مسلمان ہو گئے۔ آپ وہاں نہ جائیں اور نہ ہی امتحان لینے کی کوشش کریں۔ لیکن باوا صاحب نہ مانے اور قلعہ میہاں سنگھ میں پہنچ گئے مولوی صاحب بالاخانہ پر تشریف فرما تھے۔ باوا صاحب نے بیٹھتے ہی سوال کیا۔ حضرت یہ بتایا جائے کہ اسلام کیا چیز ہے آپ نے فرمایا اول کلمہ پڑھنا۔ آپ نے کلمہ پڑھ کر سنایا۔ باوا کاہنداس صاحب خود بخود کلمہ پڑھنے لگ گئے مؤلف سوانح عمری نے یہ واقعہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے بعد اس کے باوا صاحب دو سال قلعہ میہاں سنگھ میں رہے مولوی رومی صاحب نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

گفتن او گفتن اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

(سوانح حیات ص۱۴۴)

واہگرو سے وحدہ کا سفر (کرامت):۔ لاہور کا ذکر ہے کہ آپ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر وضو کی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے ایک عورت واہگرو واہگرو کرتی پاس سے گزری۔ آپ نے فرمایا۔ وحدہ، وحدہ، اس عورت کی زبان پر وحدہ، جاری ہو گیا۔ گھر والوں نے بہتیرا مارا پیٹا مگر باز نہ آئی آخر وہ مسلمان ہو گئی۔ (سوانح حیات ص۱۴۴)

ایک وعظ سن کر ہندو اور سکھ کا مسلمان ہو جانا (کرامت):۔ ایک روز آپ لاہور میں وعظ فرما رہے تھے دو گورے کچھ سکھ اور کچھ ہندو بھی آپ کے وعظ میں موجود تھے۔ آپ سورۂ مریم کا وعظ فرما رہے تھے۔ قصہ ہرقل اور سفارت قریشاں بیان کیا۔ ہرقل کا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے کلمہ اجازت کا سہ بار تکرار کرانا ذکر کر کے بزور کلمہ شہادت پڑھا وعظ کے سننے والے خورد و کلاں، ہندو مسلمان سکھ سب میں تہلکہ مچ گیا۔ اس طرح تڑپے جیسا مرغ نیم بسمل تڑپتا ہے۔ اس وعظ میں جس قدر غیر مذہب والے شامل تھے سب مسلمان ہو گئے۔ (سوانح حیات ص۱۴۵)

ساہوکار کا کلمہ سنتے ہی مسلمان ہو جانا (کرامت):۔ ایک بار آپ ساہو والا کی طرف جا رہے تھے۔ رستہ میں ایک ساہوکار گھوڑی پر سوار سامنے آ گیا۔ آپ کی حالت اس وقت دگرگوں تھی۔ گھوڑی کی باگ ہاتھ سے گر گئی ساہوکار نے کہا میاں گھوڑی والے باگ سنبھالو۔ آپ نے جواب دیا میں سنبھالنے کی کوشش کرتا ہوں۔ لیکن نفس بڑا سرکش ہے مانتا نہیں۔ ساہوکار نے کہا کیا کہتا ہے آپ نے فرمایا یہ لا الہ الا اللہ کے معنی کما حقہ نہیں مانتا آپ کا کلمہ پڑھنا تھا کہ ساہوکار بے ہوش ہو کر نیچے آ گرا، آپ بھی نیچے اتر آئے جب ہوش میں آیا تو مسلمان ہو گیا۔ آپ نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔ (سوانح حیات ص۱۴۵)

مصلّی کے نیچے روزانہ دو روپیہ حاصل ہونا (کرامت):۔ شیخ اللہ دتا المعروف اللہ الصمد سکنہ موضع درگاہی والا یہ وڈالہ سندھواں میں سردار دیال سنگھ مجسٹریٹ کا ملازم تھا بڑا رشوت خور اور بدچلن خائن اور بددیانت تھا یہ مفلس ہو گیا اور قرضدار بھی تھا آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ عصر کی جماعت کرانے کے لیے کھڑے ہوئے۔ شیخ اللہ دتا ابھی باہر ہی تھا آپ نے فرمایا ذرا ٹھہر جاؤ ایک اور مقتدی بنا لیں اتنے میں شیخ اللہ دتا مسجد میں داخل ہوا بعد سلام مسنون کے مصافحہ کر کے وضو کیا اور جماعت میں شامل ہو گیا۔ بعد نماز آپ نے آنے کا سبب دریافت کیا۔ اس نے کہا ارادہ بیعت ہونے کا ہے لیکن ایک آزمائش ہے۔ آپ نے فرمایا میں امتحان کے قابل نہیں گناہگار ہوں تم جو بات کہنا چاہتے ہو کہو اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو ہو جائے گی۔ اس نے کہا میں ایک عورت پر فریفتہ ہوں کسی صورت وہ میری مطیع ہو جائے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرمانبردار ہو جائے گی اور تیرے پاس آ جائے گی مگر یہ یاد رکھو اگر تم نے زنا کیا تو مجذوم ہو جائے گا اللہ دتا واپس درگاہی والا چلا گیا وہ عورت بھی خود بخود اس کے پاس آ گئی اللہ دتا کہتا تھا خدا کا ڈر تھا یا نہیں لیکن اس وقت ایسا معلوم ہوا کہ مولوی صاحب بھی میرے پاس ہیں۔ میں بعد یقین پھر آپ کی خدمت میں بیعت ہونے کے ارادہ سے آیا عصر کا وقت تھا آپ نے اپنے مقتدیوں کو فرمایا ذرا ٹھہر جاؤ شیخ اللہ دتہ بھی آتا ہے۔ اس کو بھی ساتھ ملا لو۔ یہاں تک میں بھی آ گیا۔ سلام کے بعد مصافحہ کیا آپ نے مجھے فرمایا کہ ایسی جگہ سے بچنے کو اسلام کہتے ہیں بعد نماز میں بیعت ہوا اور اپنی حالت فقر و فاقہ والی بیان کی آپ نے مجھے کچھ پڑھنے کے لیے بتایا اور فرمایا کہ اپنے مصلّی کے نیچے سے دو روپیہ ہر روز نکال لیا کرو۔ لیکن یہ سرالٰہی ہے کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ چندروز مجھے وہ نقد مصلّی کے نیچے سے ملتا رہا۔ آسودگی دیکھ کر میری عورت فراخی اور آسودگی کا سبب دریافت کرنے کے درپے ہو گئی۔ بہت دفعہ اس نے مجھ سے دریافت کیا میں ذکر کر بیٹھا میرا ذکر کرنا ہی تھا وہ آمدنی بند ہو گئی جمعہ کے روز میں پھر حاضر ہوا آپ نے فرمایا واہ بھائی اللہ دتا ایک تھوڑی سی چیز بھی ہضم نہ ہو سکی۔ آپ نے پھر اللہ الصمد پڑھنے کے لیے فرمایا۔ اس نے اس قدر اللہ الصمد پڑھا کہ تسبیح گھس گئی اور اس کا نام اللہ الصمد مشہور ہو گیا۔ (سوانح حیات ص۱۴۷)

ضرورت کے غیب سے اسباب بننا (کرامت):۔ یہی شیخ اللہ دتا بیان کرتا تھا کہ ایک دفعہ مجھے کچھ روپیہ کی ضرورت تھی میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور التجا کی کہ دعا فرما دیں تا کہ میری حاجت پوری ہو جائے۔ آپ نے فرمایا تم بھی دعا کرو اور میں بھی کرتا ہوں۔ دعا کرانے کے بعد رخصت ہوا رستہ میں مجھے پاخانہ کی حاجت ہوئی مجھے اینٹ کی ضرورت تھی اینٹ تو کوئی نہ ملی ایک سیاہ ٹاکی زمین میں دفن کی

ہوئی دیکھی میں نے جو اس کو نکالا تو اس میں اتنے روپیہ تھے جس قدر مجھے ضرورت تھی۔

شیخ اللہ دتا کا بیان تھا کہ میں بڑا سیاح ہوں لیکن میں نے آج تک مولوی صاحب جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھا۔ جو کچھ آپ نے کسی کو کہا اور جو کوئی آپ کے پاس آیا خالی نہ گیا۔ آپ کا کام آپ کا لباس آپ کا چلنا پھرنا سب مطابق سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا۔

کار پاکاں راقیاس ازخودیگر (سوانح حیات ص ۱۴۷)

توجہ کی بدولت اعمال میں برکت (کرامت): بڑھا کشمیری ساکن قلعہ میہاں سنگھ بیان کرتا تھا کہ ایک دن میں آپ کے پاس تنگی روزگار کی شکایت کر کے دعا کا ملتجی ہوا آپ نے فرمایا میاں بڑھا بعد نماز صبح سورۂ یٰسین ایک دفعہ پڑھ لیا کرو۔ انشاء اللہ العزیز ایک روپیہ روزانہ تمہیں کسی نہ کسی صورت میں مل جایا کرے گا۔ کچھ مدت میں اس طرح کرتا رہا خواہ کچھ بھی ہوتا ایک روپیہ روزانہ مجھے مل جاتا۔ ایک دن میرے دل میں خیال آیا کہ دو دفعہ پڑھ کر دیکھوں کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ میں نے دو دفعہ پڑھنی شروع کر دی اور مجھے دو روپیہ روزانہ آمدن ہونی شروع ہوگئی۔ آہستہ آہستہ بالترتیب میں نے روزانہ پانچ دفعہ سورۂ یٰسین پڑھنی شروع کر دی اور مجھے پانچ روپے روزانہ آمدن شروع ہوگئی۔ ابھی ایک دو یوم ہی پانچ دفعہ سورۂ یٰسین پڑھی تھی کہ مولوی صاحب نے مجھے بلا کر فرمایا۔ میاں بڑھا تو بہت لالچی ہوگیا ہے جس قدر تمہیں کہا گیا تھا۔ اس پر تم شاکر نہیں رہے۔ اب آئندہ اس مطلب کے لیے سورۂ یٰسین نہ پڑھا کریں اس کے بعد کئی دن میں نے بیس دفعہ بھی پڑھی۔ لیکن آمدن ایک روپیہ بھی نہ ہوئی۔ (سوانح حیات ص ۱۴۸)

لب لگانے کی برکت سے زخم ٹھیک ہو جانا (کرامت):۔ عبدالعزیز پسر نبی بخش درزی ساکن قلعہ میہاں سنگھ نے بیان کیا کہ بچپن میں میرے پاؤں پر لوہاروں کی آئرن گری اور میرا پاؤں سخت زخمی ہوا درد سے بیتاب ہو رہا تھا میری والدہ مجھے اٹھا کر مولوی صاحب کی خدمت میں لے گئی۔ آپ نے میرے پاؤں پر لب لگائی فوراً آرام ہوگیا۔ (سوانح حیات ص ۱۴۸)

کلمہ سنتے ہی سکھ کا مسلمان ہو جانا (کرامت):۔ ایک دفعہ آپ ضلع گجرات میں سفر فرما رہے تھے کہ ایک سکھ نے پوچھا موضع ڈنگہ کا راستہ کون سا ہے۔ آپ نے فرمایا بھائی مجھے ڈنگوں کا راستہ یاد نہیں البتہ سیدھوں کا یاد ہے اس نے کہا سیدھوں کا ہی بتا دو۔ آپ نے فرمایا سیدھوں کا راستہ لا الہ الا اللہ ہے۔ آپ کا زبان سے کلمہ نکلنا تھا کہ اس کی زبان پر کلمہ جاری ہوگیا اور وہ مسلمان ہوگیا۔ (سوانح حیات ص ۱۴۸)

صرف ایک تعویز پر روٹھے سسرال اور بیوی کا مان جانا (کرامت):۔ وزیرا حجام جا کے چیمہ ضلع سیالکوٹ کی شادی موضع بوپڑہ کلاں میں ہوئی تھی۔ بہت بدشکل تھا اور اس کی منکوحہ بہت خوبصورت تھی خدا کی مرضی اس کی عورت اس کی شکل دیکھ کر اس قدر متنفر ہوئی کہ پھر وہ آنے کا نام نہ لیتی تھی۔ بہت دفعہ سسرال گیا لیکن ناکام واپس آیا۔ جا کے چیمہ میں ہمارے رشتہ دار حکیم شہاب الدین صاحب تھے۔ ان کو سفارش کے طور پر ہمراہ لے کر قلعہ میں آگیا۔ مولوی صاحب کی خدمت میں تمام ماجرا بیان کیا آپ نے اس کو ایک تعویذ لکھ کر دیا اور کہا کہ جاؤ اور اپنے سسر اور ساس کو سلام کر آؤ۔ لیکن خبردار وہاں رات نہ رہنا رات کو یہاں واپس آ جانا۔ وزیر تعویذ لے کر چلا گیا۔ پہلے تو یہ حالت تھی کہ گھر کے تمام آدمی اس کو مارنے کو تیار ہوتے تھے لیکن اب یہ حالت ہوئی کہ سب نے خوب آؤ بھگت کی اور رات رہنے کو بہت اصرار کیا مگر وہ مولوی صاحب کے حکم کے مطابق واپس قلعہ چلا آیا۔ عصر کے قریب لڑکی کے والدین لڑکی کو قلعہ میں لے آئے۔ اس دن کے بعد وہ تمام عمر میکے نہ آئی۔ (سوانح حیات ص ۱۴۹)

لب لگانے کی برکت سے سوکڑا سے شفاء پا جانا (کرامت):۔ ہدایت اللہ پنجابی کا مشہور شاعر سکنہ لاہور نے بیان کیا کہ میں ابھی بچہ ہی تھا کہ ایک مرتبہ مولوی صاحب مسجد چینیا نوالی میں تشریف لائے میرے والد نمازی تھے۔ مگر بدعتی اور مشرک تھے وہ مولوی صاحب کی زیارت کو گئے میں اپنے والد کے ہمراہ تھا میرے گلے میں دو ہاوے (پنجاب میں اکثر عورتوں کا خیال ہے کہ جس شخص کے بچے مر جاتے ہوں۔ اگر سات سال تک ہر سال چاندی کی ایک ہنسلی بنوا کر لڑکے کے گلے میں ڈالتا رہے اور سات سال کے بعد ساتویں ہنسلیاں خیرات کر

دے۔ تو اس کی اولاد نہیں مرتی۔ وہ ہنسلیاں دوہادی کہلاتے ہیں) پڑے ہوئے تھے۔ مولوی صاحب نے دیکھ کر میرے والد سے نہایت حلیمی سے پوچھا کہ میاں اس لڑکے کے گلے میں کیا ڈالا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ حضرت میری اولاد نہیں بچتی اس لیے یہ دوہاوے ڈالے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا کہ زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ ان دوہاوں میں کیا پڑا ہوا ہے۔ انہیں اتار دو۔ چنانچہ میرے والد نے وہیں اتار دیئے۔ میں گھر آیا میری دادی اور والدہ بہت چیخیں چلائیں کہ یہ کیا ظلم کیا۔ لیکن میرے والد نے ایک نہ مانی۔ مولوی صاحب کے چلے جانے کے بعد میں بیمار ہو گیا۔

اور دو ماہ تک بیمار رہا۔ ایک ہاتھ سوکھ گیا چنانچہ چھ ماہ کے بعد مولوی صاحب لاہور پھر تشریف فرما ہوئے اور میرا والد مجھے لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت جس دن سے آپ نے دوہاوے اتروائے ہیں اسی دن سے بچہ بیمار ہے ایک ہاتھ اس کا بیکار ہو گیا ہے۔

چنانچہ مولوی صاحب نے میرے ہاتھ پر اپنی لب مبارک لگائی اور دم کیا۔ میں بالکل تندرست ہو گیا اور اب تک درزیوں کا کام کرتا ہوں۔ مولوی صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ ایسے کاموں پر عقیدہ رکھنے کے لیے شیطان یہ اذیتیں دیا کرتے تھے۔ (سوانح حیات ص ۱۵۰)

نام کتاب:۔ عالم برزخ .... مصنف:۔ عبدالرحمٰن عاجز مالیر کوٹلوی
ناشر:۔ رحمانیہ دار الکتب، امین پور بازار فیصل آباد

صوفیاء کی لذت مناجات سحر:۔ وقال الفضیل بن عیاض اذا غربت الشمس فرحت بالظلام لخلتی بربی واذا طلعت حزنت لدخول الناس علی (احیاء العلوم للغزالی)

جب سورج غروب ہوتا ہے تو میں ظلمت شب سے خوش ہوتا ہوں اس لیے کہ وہ وقت میرے رب کے ساتھ میری خلوت کا ہوتا ہے اور جب سورج طلوع ہوتا ہے تو میں غمگین ہو جاتا ہوں کہ اب میرے پاس لوگوں کی آمد و رفت شروع ہو جائے گی۔

اگر رات (عبادت کیلئے) نہ ہوتی میں دنیا کی زندگی نہ چاہتا۔ (ابوسلیمان)

وقال ابوسلیمان اھل اللیل فی لیلھم الذمن اھل اللھو فی لھوھم ولولا اللیل مااحببت البقآء فی الدنیا (احیاء)

ابوسلیمان فرماتے ہیں کہ رات کو جاگنے والے (عبادت میں) زیادہ لطف اٹھاتے ہیں ان کی نسبت جو فضول مشاغل میں لذت حاصل کرتے ہیں اگر رات نہ ہوتو میں دنیا میں رہنا پسند نہ کرتا۔

لذت مناجات سحر:۔ وقال بعضھم لذۃ المناجاۃ لیست من الدنیا انما ھی من الجنۃ اظھر ھا اللہ تعالیٰ لاولیاء ہ لایجدھاسواھم (احیاء العلوم) بعض کا قول ہے مناجات سحر کی لذت کے سوا کوئی چیز جنت کی کسی شے سے مشابہ نہیں ہے۔

جہنم کے خوف نے عابدوں کی نیند اڑا دی۔ (طاؤس بن کیسان)

قال طیر ذکر جھنم نوم العابدین (صفۃ الصفرۃ لابن الجوزی) فرمایا: جہنم کے ذکر (خوف) نے عابدوں کی نیند ختم کر دی ہے۔

تیرا غم میرے اور میری نیند کے درمیان حائل ہے۔ (ابوسلیمان داؤد بن نصیر الطائی)

کان یقول باللیل الھی ھمك عطل علی الھموم الدنیویۃ وحال بینی وبین الرقاد۔

داؤد طائی رات کے وقت یوں کہا کرتے خدایا تیرے غم نے تمام دنیوی غموں کو معطل (زائل) کر دیا ہے اور یہ غم میرے اور میری نیند کے درمیان مائل ہے۔

جب داؤد طائی کی وفات ہوئی تو ایک نیک (صالح) شخص نے انہیں خواب میں دیکھا کہ دوڑ رہے ہیں پوچھا کیا بات ہے۔

فقال الساعۃ تخلصت من السجن فاستیقظ الرجل من منامہ فارتفع الصیاح یقول الناس: مات داؤد الطائی۔

فرمایا: ابھی ابھی (دنیا کے) قید خانے سے چھٹکارا پا کر آیا ہوں اس کے بعد اس آدمی کی آنکھ کھل گئی اور رونے اور چیخنے کی آواز بلند ہوئی لوگ کہہ رہے تھے کہ حضرت داؤد طائی وفات پا گئے۔ رحمہ اللہ

احمد بن ابی الحواری بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں ابوسلیمان عبدالرحمٰن دارانی رحمہ اللہ کے پاس گیا تو وہ رو رہے تھے میں نے رونے کا سبب دریافت کیا فرمانے لگے۔''ولم ابکی واذا جن اللیل ونامت العیون وخلا کل حبیب بحبیبه وافترش اھل المحبة اقدامھم وجرت دموعھم علی خدودھم''

احمد! میں کیوں نہ روؤں۔ جب رات تاریک ہو جاتی ہے اور لوگ سو جاتے ہیں اور ہر حبیب اپنے محبوب کے ساتھ خلوت میں چلا جاتا ہے اور اہل محبت اپنے پاؤں پھیلا لیتے ہیں اور ان کے رخساروں پر آنسو بہتے ہیں۔

اور محرابوں میں قطرے گرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ توجہ فرماتے ہیں اور جبریل کو پکار کر کہتے ہیں اے جبرئیل! جو لوگ میرے کلام سے لذت حاصل کرتے ہیں اور میرے ذکر سے راحت پاتے ہیں وہ میری نگاہ میں ہیں انکی خلوت گاہوں میں میں انہیں دیکھتا ہوں ان کی آہ زاری کو سنتا ہوں اور ان کے رونے پر میری نظر ہے۔

فلم لاتنادی یاجبریل ماھذا البکآء ھل رایتم حبیبا یعذب احباء ہ (الرسالة القشیریه ص 13)

جبرئیل تو بآواز بلند کیوں نہیں پوچھتا کہ یہ رونا کیسا؟ کیا کبھی کوئی حبیب اپنے محبوب کو عذاب دیتا ہے۔

میرے لیے کیا یہ مناسب ہے کہ میں ان لوگوں کی گرفت کروں۔ جو رات ہوتے ہی میرے سامنے آہ وزاری کرتے ہیں مجھے اپنی ذات کی قسم جب یہ لوگ قیامت کے دن میرے پاس لوٹیں گے تو ان کیلئے اپنے چہرے سے پردہ اٹھادوں گا تا کہ وہ مجھے دیکھ لیں اور میں انہیں دیکھ لوں۔

عن ابراھیم ابن مسلم القرشی قال کانت فاطمة بنت محمد بن المنکدر تکون نھا رھا صآئمة فاذا جنھا اللیل تنادی بصوت حزین ھداأ اللیل واختلط الظلام وأدی کل حبیب الی حبیب وخلوتی بك ایھا المحبوب ان تعتقنی من النار۔

ابراہیم بن مسلم القرشی بیان کرتے ہیں کہ فاطمہ بنت محمد بن منکدر دن بھر روزے سے ہوتی تھیں اور جب رات آتی تو غمگین آواز سے کہتیں کہ رات آگئی ہے اور اندھیرا چھا گیا ہے اور ہر حبیب اپنے حبیب کی طرف چل پڑا ہے میری خلوت اے میرے محبوب (میرے اللہ) تیرے ساتھ ہے۔ تو مجھے جہنم سے آزاد کردے۔ (عالم برزخ ص 16 تا 20)

ہمارے شیخ طریقت کا انکشاف:۔ ہمارے ایک شیخ طریقت فرمایا کرتے تھے کہ صوفیاء کرام مجاہدات سے کچھ کشف حقائق کو لیتے ہیں۔ مگر علمائے دین جو مجاہدہ سمجھ کر دینی علوم کی تدریس میں مشغول رہتے ہیں موت کے ساتھ ہی ان پر کشف حقائق کے ابواب وا ہو جاتے ہیں اور وہ ان اصحاب مجاہدات سے کہیں آگے گزر جاتے ہیں۔ (عالم برزخ ص ۲۳)

عوارف المعارف میں روح کی حقیقت:۔ سئل ابن عباس رضی الله عنهما قیل این تذھب الارواح عند مفارقة الابدان فقال این یذھب ضوء المصباح عند فنآء الادھان قیل له فاین تذھب الجسوم اذا بلیت؟ قال فاین یذھب لحمھا اذا مرضت (عوارف المعارف ۴۴۸) ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ بدن سے نکلنے کے بعد روحیں کہاں چلی جاتی ہیں آپ نے جواب میں سوال کیا کہ جب تیل ختم ہو جاتا ہے تو چراغ کی روشنی کہاں چلی جاتی ہے؟ پھر آپ سے پوچھا گیا کہ جب (قبر میں) جسم گل جاتے ہیں کہاں چلے جاتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جب وہ بیمار ہو جاتے ہیں ان کا گوشت کہاں چلا جاتا ہے۔ (عالم برزخ ص 80)

نیک صحبت کی برکات کے کتے پر اثرات:۔ ابن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے بتایا کہ میں نے ابوالفضل جوہری رحمہ اللہ کا ایک وعظ ۴۶۹ ہجری میں جامع مسجد مصر میں سنا وہ برسر منبر فرما رہے تھے کہ جو شخص نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے ان کی نیکی کا حصہ اس کو بھی ملتا ہے دیکھو اصحاب کہف کے کتے نے ان سے محبت کی اور انکے ہمراہ رہا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر قرآن پاک میں فرمایا......

امام قرطبی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں ابن عطیہ رحمہ اللہ کی روایت نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ جب ایک کتا صلحاء اور اولیاء کی صحبت سے یہ مقام پا سکتا ہے۔ تو آپ قیاس کریں کہ مؤمنین وموحدین جو اولیاء اللہ اور صالحین سے محبت رکھیں ان کا مقام کتنا بلند ہوگا' اس واقعہ میں ان مسلمانوں کیلئے سامان تسلی اور بشارت ہے جو اعمال میں کوتاہ ہیں مگر حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل محبت رکھتے ہیں۔ (عالم برزخ ص ۱۵۲ تا ۱۵۳)

سکرات موت میں پیشگی اطلاع کے چند واقعات

خیر النساج کا واقعہ:۔ خیر النساج کا واقعہ مشہور ہے کہ آپ نے موت کے وقت فرمایا صبر کروں گا' اللہ پاک تمہیں عافیت عطا فرمائے تمہیں جو حکم ہے اس کے بغیر چارہ نہیں اور میری عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے پھر پانی منگوا کر وضو کیا اور نماز ادا کر کے فرمایا۔ اب تم اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرو یہ فرمایا اور دنیا سے انتقال فرما گئے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ:۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ جس روز عالم فانی سے عالم باقی کی طرف رحلت فرمانے والے تھے اس روز فرمانے لگے مجھے اٹھا کر بٹھاؤ' تیمارداروں نے آپ کو اٹھا کر بٹھا دیا' چشم پرنم کے ساتھ فرمایا میں وہ ہوں جس نے تعمیل احکام میں کوتاہی کی اور گناہوں میں سرگرمی دکھائی' یہ جملہ تین بار فرما کر کلمہ طیبہ پڑھا اور سر اٹھا کر غور سے دیکھنے لگے لوگوں نے پوچھا......

امیر المؤمنین! آپ اس قدر غور سے کیا دیکھ رہے ہیں فرمایا میں ایسی صورتیں دیکھ رہا ہوں جو نہ انسان ہیں نہ جن' پھر جان جان آفرین کو سونپ دی۔ مسلمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سکرات موت کے وقت میں آپ کے پاس موجود تھا آپ نے اشارے سے ہمیں باہر جانے کا حکم دیا ہم سب باہر آ کر بیٹھ گئے صرف ایک خادم آپ کے پاس رہ گیا اس وقت آپ اس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے

''تلك الدار الاخرة نجعلها للذين لايريدون علوا في الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقين۔ (القصص ۸۳)

ترجمہ: آخرت کا گھر (جنت) ہم نے ان لوگوں کیلئے تیار کیا ہے جو دنیا میں شان وشوکت کے طالب نہیں ہیں اور بہترین انجام متقیوں ہی کا ہے۔ بیشک تم نہ انسان ہو نہ جن پھر خادم نے باہر آ کر ہمیں اندر آ جانے کو کہا اب جو ہم اندر گئے تو آپ انتقال فرما چکے تھے۔

محمد بن واسع رحمہ اللہ:۔ فضالہ بن دینار کا بیان ہے کہ میں محمد بن واسع کی وفات کے وقت موجود تھا آپ دفعۃً فرمانے لگے اے میرے اللہ کے فرشتو آؤ' ہر طرح کی طاقت وقوت اللہ ہی کی طرف سے ہے اس وقت مجھے نہایت روح افزا اور مست کن خوشبو کی لپٹیں آ رہی ہیں پھر آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

اس سلسلہ میں بے شمار واقعات ومشاہدات ہیں لیکن سب سے بلیغ' مؤثر اور جامع یہ آیت ہے ''فلولآ اذا بلغت الحلقوم''۔ (الواقعہ) جب روح بدن سے سینے میں آ کر اٹک جاتی ہے اور اس وقت تم (یہ منظر) حسرت بھری نظر سے دیکھ رہے ہوتے ہو اور ہم مرنے والے کے تم سے زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تمہیں دکھائی نہیں دیتے۔ (عالم برزخ ص ۱۶۵، ۱۶۶)

مرنے کے بعد زندہ ہونے کے واقعات

سر گدھے کا اور جسم انسان کا:۔ حضرت عوام بن حوشب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ایک بستی میں ٹھہرا' اسی بستی کے ایک کنارے ایک قبرستان تھا جب عصر کا وقت ہوتا تو اس قبرستان میں ایک قبر کھلتی اور اس میں سے ایک آدمی نکلتا جس کا سر گدھے کا اور باقی جسم انسان کا ہوتا اور وہ گدھے کی آواز میں تین چیخیں مارتا اور پھر اپنی قبر میں داخل ہو جاتا میں نے دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت اون کات رہی تھی ایک عورت نے مجھ سے کہا آپ اس بڑھیا کو دیکھتے ہیں؟ میں نے کہا کیا بات ہے؟ کہنے لگی یہ اس شخص کی والدہ ہے۔ میں نے کہا اس کا قصہ کیا ہے؟ وہ عورت کہنے لگی کہ یہ شخص شراب پیتا تھا اور جب یہ اس کام کیلئے نکلتا تو اس کی والدہ اس سے کہتی میرے بیٹے اللہ سے ڈر! تو کب تک یہ شراب پیتا رہے گا؟ یہ اپنی ماں سے کہتا تو گدھے کی طرح چیختی رہتی ہے۔ اس عورت نے بتایا کہ یہ شخص عصر کے بعد (ایک دن) فوت ہو گیا۔ اسی روز سے ہمیشہ عصر کے بعد اس کی قبر کھلتی ہے اور یہ گدھے کی سی تین چیخیں مارتا ہے اور پھر یہ بدستور اپنی قبر میں چھپ جاتا ہے۔

تذکرہ بزرگانِ علوی سوہدرہ

مرتبہ
عبد الرشید عراقی

تزئین وترتیب
قمر الحمید فیصل

جملہ حقوق اشاعت برائے مسلم پبلیکیشنز محفوظ ہیں

ناشر: مسلم پبلیکیشنز　　مدیر: حکیم محمد ادریس فاروقی

ڈسٹری بیوٹر

دار السلام
کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض ○ جدہ ○ شارجہ ○ لاہور
لندن ○ ہیوسٹن ○ نیو یارک

ہیڈ آفس: پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 4043432 - 4033962 (00966 1)
فیکس: 4021659 ای میل: darussalam@naseej.com.sa بک شاپ فون وفیکس: 4614483
جدہ فون: 6712299 فیکس: 02 6173448 الخبر فون: 03 8948106
شارجہ فون: 5511293 فیکس: 5511294 (009716)

پاکستان: ① 50 لوئر مال نزد ایم۔ اے۔ او کالج لاہور فون: 7232400 - 7240024 (0092 42)
فیکس: 7354072 ای میل: darussalampk@mall.com
② رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703

لندن فون: 5202666 فیکس: 5217645 (0044 208)
ہیوسٹن فون: 7220419 فیکس: 7220431 (001 713) ای میل: darsalam@dar-us-salam.com.
نیویارک فون: 7255925 (001 718)
Website: http://www.dar-us-salam.com

ایڈیشن: (1)　　طبع: (2002)　　تعداد: (1600)

مطبع: احمد پرنٹنگ پریس 50 لوئر مال لاہور فون 7240024

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتاویٰ ثنائیہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا
ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

مرتب
مولانا محمد داؤد راز

مکتبہ ثنائیہ
بلاک 9، سرگودھا 0300-6046271

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	فتاویٰ ثنائیہ
مصنف	شیخ الاسلام حضرت ابو الوفاء مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ
ناشر	محمد اقبال
مطبع	زاہد بشیر پرنٹرز لاہور
اشاعت	مارچ 2006ء
قیمت	600 روپے

ملنے کے پتے

- نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور
- دار السلام غزنی سٹریٹ لاہور
- مکتبہ اصحاب الحدیث مچھلی منڈی لاہور
- مکتبہ قدوسیہ غزنی سٹریٹ لاہور
- فیض اللہ اکیڈمی اردو بازار لاہور
- مکتبہ اسلامیہ غزنی سٹریٹ لاہور
- محمدی کتب خانہ اردو بازار لاہور
- کتب خانہ خورشیدیہ اردو بازار لاہور
- مکتبہ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور
- دار الاندلس جامعہ قادسیہ چوبرجی لاہور

سٹاکسٹ: نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا واقعہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں مکے سے مدینے کو جا رہا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی اپنی قبر سے نکلا جس کا تمام جسم آگ میں جل رہا ہے اور اس کی گردن میں زنجیر ہے جسے گھسیٹا جا رہا ہے مجھے دیکھ کر کہتا ہے اے عبداللہ مجھ پر پانی چھڑک دو معلوم نہیں وہ مجھے پہچانتا تھا یا عبداللہ عرف کے اعتبار سے کہہ رہا تھا اتنے میں دوسرا شخص نکل کر آتا ہے اور کہتا ہے عبداللہ! اس پر پانی نہ چھڑکنا' پھر وہ اس کی زنجیر پکڑ کر اور اسے گھسیٹ کر قبر میں لے جاتا ہے (ابن ابی الدنیا)

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے بھی مذکورہ بالا واقعہ قدرے اختلاف الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے فرماتے ہیں اس کی دہشت سے میرے بال سفید ہو گئے میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ واقعہ سنایا تو آپ نے تنہا سفر کرنے سے مسلمانوں کو روک دیا۔

(کتاب الروح لابن قیم ص ۶۷ بحوالہ عالم برزخ)

نام کتاب:۔ تذکرہ بزرگانِ علوی سوہدرہ....... مرتبہ: عبدالرشید عراقی
ترتیب: قمرالحمید فیصل، مسلم پبلیکیشنز

تذکرہ اسلاف کی اہمیت:۔ ایک آدمی جب اپنی لائن سے ہٹ جاتا ہے تو عموماً اسے آباؤاجداد کا حوالہ دیا جاتا ہے کہ دیکھو تمہارے بڑے کیا تھے اور تم کیا ہو۔ اس طرح اس کا ضمیر جاگتا ہے اور اندر کا انسان بیدار ہوتا ہے۔ خلاصۂ کلام یہ کہ ایسی کتب سے غرض قوم کو جھنجھوڑنا اور بیدار کرنا ہوتا ہے تا کہ اخلاف اپنے اسلاف کو دیکھ کر اپنے احوال درست اور اپنی سمت صحیح کریں۔ (تذکرہ بزرگان علوی سوہدرہ ص 11)

مولانا غلام نبی الربانی کی بیعت اصلاح:۔ مولانا سید عبداللہ الغزنوی رحمہ اللہ (م ۱۲۹۸) للّٰہیت' تقویٰ اور علم دین میں یکتائے روزگار تھے۔ صاحب ''نزہۃ الخواطر'' ان کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

> حضرت عبداللہ بن محمد بن محمد شریف الغزنوی شیخ تھے۔ امام تھے' عالم تھے' زاہد تھے' مجاہد تھے۔ رضائے الٰہی کے حصول میں کوشاں تھے۔ اللہ کی رضا کیلئے اپنی جان' اپنا گھر بار' اپنا مال' اپنا وطن سب کچھ لٹا دینے والے تھے۔ علمائے سوء کے خلاف ان کے معرکے مشہور ہیں۔

دور دراز علاقوں سے علماء اور مشائخ آپ سے فیض حاصل کرنے کیلئے حاضر ہوتے اور جب آپ سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ وغیرہ کلمات کا ورد کرتے تو جمادات بھی آپ کے ساتھ بآواز بلند تسبیح وتہلیل کرتے اور وجد واضطراب میں آ جاتے۔ چنانچہ مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ بھی آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ بروایت مولوی یحیٰی امام خاں نوشہروی (م ۱۳۸۵ھ) سوہدرہ میں ایک حنفی عالم مولوی سید نور شاہ مرحوم تھے اور ''السعید من سعد فی بطن امه'' میں سے تھے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ مغربی جانب سے ایک نور چمکا' جو ستون کی شکل میں آسمان کو چھوتا ہوا نکل گیا۔ اس نور کا مبداء سے مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ تھے۔ چنانچہ مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ حضرت مولانا عبداللہ الغزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت ہوئے۔ حضرت مولانا غلام نبی الربانی کا روحانی پایہ بہت اونچا تھا۔ آپ کی زبان اور دعا میں ایک خاص تاثیر تھی جس کا صاف پتہ چلتا تھا۔ مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ ایک بہترین خوشنویس تھے۔ چنانچہ امرتسر جب بھی آپ تشریف لے جاتے تو وہاں حضرت شیخ کیلئے کتابیں نقل کرتے۔ (تذکرہ بزرگان علوی سوہدرہ ص ۱۷)

خواب میں بشارت:۔ حضرت غلام نبی الربانی مرحوم کا درج ذیل واقعہ مولانا سید عبداللہ الغزنوی رحمہ اللہ کے اس واقعہ سے مماثلت رکھتا ہے جو حضرت عارف باللہ نے غزنی میں خواب میں دیکھا تھا یعنی آپ نے بخاری شریف کو خاک آلود دیکھا اور پھر اس کو صاف کیا اور ممدوح (مولانا غلام نبی الربانی مرحوم) نے خواب میں یہ دیکھا کہ میں سوہدرہ کی مسجد سے کوڑا کرکٹ اٹھا رہا ہوں اور مسجد کو خوب صاف کر رہا ہوں۔ یہ خواب آپ نے مولانا سید عبداللہ الغزنوی سے ذکر کیا تو حضرت شیخ نے فرمایا:

''الحمدللہ است این رویا صادق است۔ برائے شماہمہ مبارك است انشاء اللہ''

انشاء اللہ از تو در دین اسلام کارے خواہد شد که این راز شرك و بدعت پاك خواہد نمومراد از مسجد این اسلام است' خس و خاشاك پیرون کردن کفر۔'' یا ''دین ازشرك و بدعت پاك نمودن است''

''سب اللہ کی تعریف ہے۔ یہ سچا خواب ہے اور آپ کیلئے بڑا باعث برکت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سے بڑا کام لے گا آپ اسلام کی حفاظت کریں گے اور کفر کو شکست دیں گے انشاء اللہ''

مرحوم کا زہد وتقویٰ محتاج وضاحت نہیں۔ مولانا الغزنوی رحمہ اللہ کے فیض یافتگان میں یہ جنس کمیاب تقویٰ وللّٰہیت ماشاء اللہ عام تھی۔ (تذکرہ بزرگان علوی سوہدرہ ص71 سے 74)

نظام تکوینی کی سپردگی:۔ مولوی ہدایت اللہ مرحوم نے بیان کیا: ''مجھے ایک صاحب بھیکن خان نے (جو کہ موضع سہاگ پور جو جی آئی پی ریلوے اسٹیشن پر ہے اور ضلع ہوشنگ آباد میں ہے) لکھا کہ آپ کے مضامین سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سوہدرہ کے رہنے والے ہیں۔ وہاں مولانا غلام نبی الربانی صاحب رحمہ اللہ سے ملاقات ہوتی ہوگی۔ وہ میرے استاد ہیں اور وہ علاقہ ان کے سپرد ہے۔ بھیکن خان نے مجھے لکھا کہ بہتر ہے کہ آپ ان سے بیعت کرلیں وہ جس علاقے میں رہتے ہیں وہ انہی کے سپرد ہے۔ میں کچھ نہ سمجھا۔ جب سوہدرہ آیا تو میں نے اس کا تذکرہ مولوی صاحب مرحوم سے کیا تو ہنس دیئے۔ میں نے عرض کیا سپردگی کا مطلب کیا ہے؟ جواب دیا کہ سوہاگ پور کا علاقہ انہی کے سپرد ہے۔ (تذکرہ بزرگان علوی سوہدرہ ص75 تا76)

حضرت مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی رحمہ اللہ:۔ مولانا عبدالمجید خادم رحمہ اللہ جنوری 1901ء/1381ھ میں سوہدرہ میں پیدا ہوئے آپ حضرت مولانا عبدالحمید سوہدروی (م ۱۳۳۰ھ) کے بیٹے' مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی رحمہ اللہ (م ۱۳۴۸ھ) کے پوتے اور استاد الاساتذہ شیخ پنجاب مولانا حافظ عبدالمنان صاحب محدث وزیرآبادی (م ۱۳۳۴ھ) کے نواسے تھے۔ مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ نجیب الطرفین تھے۔ (تذکرہ بزرگان علوی سوہدرہ ص87)

مولانا محمد یوسف کا تقویٰ:۔ مولانا حافظ محمد یوسف علیہ الرحمہ کا تعلق ایک علمی خاندان سے تھا۔ آپ کے پردادا حضرت مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ عالم بے بدل اور ولی کامل تھے۔ مولانا حافظ محمد یوسف رحمہ اللہ بھی ایک جید عالم اور حافظ قرآن وحدیث تھے اور زندگی بھر سوہدرہ اور تلواڑہ میں قرآن مجید کی تعلیم دیتے اور اپنا علمی وروحانی فیض پہنچاتے رہے۔ عمل میں اس قدر آگے تھے کہ مستحبات کو بھی ترک نہیں فرماتے تھے اور احکام شرعیہ میں بجائے رخصت کے عزیمت کو ترجیح دیتے تھے۔ فضائل اعمال کے باب میں ضعیف احادیث بھی اپنا لیتے تھے۔ (تذکرہ بزرگان علوی سوہدرہ ص142)

حضرت ''جی ہوری'' کے خادم جنات: حضرت مولانا غلام نبی الربانی المعروف ''جی ہوری'' کا حلقہ درس بڑا وسیع تھا۔ تشنگان دین اپنی علم دین کی پیاس بجھانے کیلئے دور ونزدیک سے آتے۔ مسجد میں ہی قیام وطعام کا بندوبست ہوتا اور یوں یہ سلسلہ ان کی پوری زندگی تک چلتا رہا۔ ایک ایسے ہی درس کے اختتام پر آپ نے شاگردوں سے کہا کہ موضع تلواڑہ سے مسجد کیلئے لکڑی کا شہتیر اٹھالاؤ اور آٹھ دس لڑکے اس کام کیلئے جاتے۔ اگلی صبح جب آپ نماز فجر کیلئے تشریف لائے تو شہتیر پڑا تھا۔ مگر سبھی نے شہتیر کے لانے پر لاعلمی کا اظہار کیا۔ البتہ ایک شاگرد نے نہایت ادب سے عرض کیا کہ اس شہتیر کو وہ اکیلا ہی اٹھا کر لایا ہے۔ ''حضرت صاحب'' معاملہ سمجھ گئے اور اسے فوراً ہی علیحدگی میں لے گئے۔ ایک اچھا مسلمان بننے کی تاکید کی اور نصیحت فرمائی کہ خلق خدا میں سے کسی کو تنگ نہ کرنا اور ہم زادوں میں تبلیغ کرنا۔ بزرگ کہتے ہیں کہ یہ ایک جن تھا جس نے ولی کامل کی درسگاہ سے فیض یاب ہونے کیلئے انسانی روپ دھارا اور علم کی دولت سے مالا مال ہوا۔ (تذکرہ بزرگان علوی سوہدرہ ص142)

کرامات کی ایک ادنیٰ جھلک: ایک دفعہ ابر باراں نہ برسنے سے سوہدرہ میں خشک سالی کا دور دورہ تھا۔ کھلیان اجڑ گئے اور کھیتیاں

ابر باراں سے محروم ہوگئیں۔زمین پیاس کے مارے پھٹی جاتی تھی۔مویشی اور جانور مرنے لگے۔اس آفت سماوی کے آگے سب لوگ بے بس تھے۔اہل سوہدرہ سے لوگوں کا جم غفیر حضرت ''جی ہوری'' صاحب سے ملتجی ہوا کہ حضرت خلق خدا مر رہی ہے آپ دعا فرمائیں کہ ابر رحمت برسے......آپ نے عوام الناس سے کہا کہ نماز استسقاء ادا کی جائے گی۔لہٰذا وقت مقررہ پر پلکھو کے کنارے کھجوروں والے کھلے میدان میں برہنہ پا وسر لوگ اکٹھے ہوئے۔اتنے میں ہندوؤں کے من چلے نوجوان مسلمانوں سے مذاق کر رہے تھے' کہ مسلمان اپنے خدا سے بارش لینے جا رہے ہیں۔اگر واقعی برکھا چاہیے تو کسی مندر کے سنکھ اور گھنٹیاں بجاؤ'' مگر جو غیر مسلم پختہ عمر اور تجربہ رکھتے تھے ان کو یقین تھا کہ ولی کامل کی پرارتھنا پربو کے ہاں ضرور قبول ہوگی۔بزرگ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ نے اپنے مخصوص لہجے میں گڑگڑا کر دعا مانگی تو گھنگھور گھٹائیں ہر سو آسمان پر پھیل گئیں اور جب لوگ بازار کے شمالی حصے سے ڈھلان چڑھ رہے تھے تو ابر رحمت نے ان کے کپڑوں کو تر بتر کر دیا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے ہر طرف جل تھل ہوگئے۔یہ ولئی کامل کی زندگی کی کرامات کی ایک ادنیٰ سی جھلک ہے۔

ہندوؤں میں ولی کامل کا ادب واحترام: ''مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ جنہیں اہالیان سوہدرہ عقیدت واحترام کے طور پر ''جی صاحب'' یا ''جی ہوری'' پکارتے ولی دوراں تھے۔جب بھی آپ کبھی بازار میں تشریف لاتے تو تمام غیر مسلم دکاندار بھی اپنی دکانوں سے اٹھ کر نذرانہ عقیدت پیش کرتے اور اس چھوٹے مندر کا دروازہ بند کر دیتے جو بازار کے وسط میں جہاں اب ملک بشیر کی سوڈا واٹر کی دکان ہے پر موجود تھا۔تقسیم ملک کے بعد اس کے آثار مفقود ہوگئے یہ درجہ اس ولی کامل کا تھا جو ولایت کے درجے پر پہنچا ہوا تھا۔

(تذکرہ بزرگان علوی سوہدرہ ص163 تا164)

نام کتاب:۔فتاوی ثنائیہ..... تالیف:۔شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاؒ ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ

مرتبہ:۔مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ......مکتبہ:۔ثانیہ بلاک ۱۹ سرگودھا

شب جمعہ کی موت کی فضیلت: جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کی موت بہت اچھی ہے۔جامع ترمذی صفحہ ۱۸۰ میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو مرے گا اللہ تعالیٰ اس کو قبر کے فتنہ سے بچائے گا'' یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس کی تائید متعدد حدیثوں سے ہوئی ہے۔الحمد للہ میرے والد مرحوم نے جمعہ ہی کے دن بعد نماز جمعہ رحلت فرمائی ہے اور وہ جمعہ بھی رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کا تھا غفر اللہ ورضی عنہ دوشنبہ کے دن کی بھی موت اچھی ہے رسول اللہ ﷺ نے دو شنبہ ہی کے دن انتقال فرمایا ہے اسی وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے مرض الموت میں دوشنبہ کے دن مرنے کی تمنا ظاہر کی تھی مگر ان کا انتقال منگل کی رات کو ہوا۔(فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص25)

قریب المرگ سے مرحومین کے لیے سلام کہلوانا: فائدہ: اگر کوئی شخص کسی قریب المرگ سے کہے کہ رسول اللہ ﷺ سے یا فلاں شخص سے میرا اسلام کہہ دینا تو اس میں کچھ حرج نہیں۔بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایسا کیا ہے۔(فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص26)

ایصال ثواب مالی وبدنی: ایصال ثواب مالی یا بدنی بلا تقرر اور تعین وقت اور دن کے جب چاہے پہنچاوے درست اور طریقہ مسلوکہ فی الدین ہے۔(حررہ سید محمد نذیر حسین عفی عنہ۔فتاویٰ نذیریہ ج اص ۴۲۱ بحوالہ: فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص30)

تعامل اسلاف سے استدلال: آنحضرت ﷺ نے ایک پتھر ایک صحابی کی قبر پر رکھ کر فرمایا تھا اس لیے رکھتا ہوں یہ قبر پہچان لیا کروں' پتھر پر نام میت لکھوا کر سرہانے کی طرف کھڑا کر دیا جائے تو میرے خیال میں منع نہیں۔مدینہ شریف کے قبرستان میں آج تک بھی امام مالک رحمہ اللہ کی قبر پر اسی طرح کا ایک پتھر یا لکڑی کی تختی کھڑی ہے۔(فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص۳۰)

نیل الاوطار سے ایصال ثواب کی دلیل: سوال: کیا قرآن مجید کی تلاوت بلاتخصیص وقت ومکان کے میت کو ثواب پہنچتا ہے؟

جواب: کسی آیت یا حدیث سے تلاوت قرآن کی ثواب رسانی کا ثبوت نہیں نہ زمانہ رسالت میں اس کا ثبوت ملتا ہے۔ حنفی علماء اس کو مالی عبادات پر قیاس کر کے جائز کہتے ہیں۔

شرفیہ: اس باب میں کچھ روایات یا آثار'' کتاب ثمار التنکیت فی ابیات التثبیت''میں ہیں مگر اس وقت وہ کتاب موجود نہیں جو نقل کی جائے ہاں نیل الاوطار سے بحیثیت مجموعی ملتا ہے کہ جمہور اہل سنت کے نزدیک تلاوت قرآن کا ثواب بھی میت کو ملتا ہے۔

(ابوسعید شرف الدین دہلوی) (بحوالہ: فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص ۳۱)

ہر نیک کام کا ایصال ثواب: سوال: میت کی طرف سے روزہ دار کو افطار کرانے سے ایصال ثواب ہوگا یا نہیں؟

جواب: ہر نیک کام کا ثواب میت کو پہنچ سکتا ہے۔ کنواں لگوا کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا'' ھذا لام سعد '' (یہ کنواں سعد کی ماں کو ثواب پہنچانے کیلئے بنایا گیا) (۱۴ جمادی الآخر ۱۳۶۵ھ) (فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص ۳۳)

ایصال ثواب میں امام حنبل رحمہ اللہ کا مسلک: میت کی طرف سے خیرات کی جائے تو اس کا ثواب میت کو بلاشبہ پہنچتا ہے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے۔ عن عائشه ان رجلا قال النبی ﷺ ان امی افتتلت نفسها وارٰها لوتکلمت تصدقت فهل لها اجران تصدقت عنها قال نعم ۔ اور اس کے علاوہ قرأت قرآن کے ثواب پہنچنے اور نہ پہنچنے میں اختلاف ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور ایک جماعت علماء کے نزدیک قرأت قرآن کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص ۳۴)

احناف حنابلہ اور بعض شوافع کا مسلک: قرآن مجید پڑھ کر یا صدقہ خیرات کر کے میت کیلئے استغفار کرنا جائز بلکہ احسن طریقہ ہے رسمی طور پر دن مقرر نہ کرنا چاہیے۔ (۱۸ ذی الحجہ ۱۳۶۲ھ)

سوال:۔ مردہ کے واسطے ختم قرآن پڑھ کر بخشنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ قرأت قرآن کا ثواب مردہ کو پہنچتا ہے یا نہیں۔ علماء حنفیہ کے نزدیک اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک اور بعض اصحاب شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک پہنچتا ہے۔

ہوالموفق: متاخرین علمائے اہل حدیث سے علامہ محمد بن اسماعیل امیر رحمہ اللہ نے ''سبل السلام'' میں مسلک حنفیہ کو دلیلاً بتایا ہے یعنی یہ کہا ہے کہ قرأت قرآن اور تمام عبادات بدنیہ کا ثواب میت کو پہنچنا از روئے دلیل کے زیادہ قوی ہے اور علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے بھی ''نیل الاوطار'' میں اسی کو حق کہا ہے مگر اولاد کے ساتھ خاص کیا ہے یعنی یہ کہا ہے کہ اولاد اپنے والدین کیلئے قرأت قرآن یا جس عبادت بدنی کا ثواب پہنچانا چاہے تو جائز ہے کیونکہ اولاد کا تمام خیر مالی ہو یا بدنی اور بدنی میں قرأت قرآن ہو یا نماز یا روزہ یا کچھ اور سب والدین کو پہنچتا ہے ان دونوں علامہ کی عبارتوں کو مع ترجمہ یہاں نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ''سبل السلام شرح بلوغ المرام'' جلد اول صفحہ ۲۰۶ میں ہے۔

''ان هذه الادعية ونحوها نافعة للميت بلاخلاف واماغيرها من قرات القرآن له فالشافعي يقول لايصل ذلك اليه وذهب احمد وجماعة من العلماء الى وصول ذلك اليه وذهب جماعة من اهل السنة والحنفية الى ان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوة كان اوصوما اوحجا اوصدقة اوقراءة قرآن اوذكرا اوای نوع من انواع القرب وهٰذا هو القول الا رجح دليلا وقد اخرج الدارقطنی ان رجلا سأل النبی ﷺ اه کيف يبر ابويه بعد موتهما فاجابه بانه يصلی لهما مع صلوته ويصوم لهما مع صيامه واخرج ابوداؤد من حديث معقل بن يسار عنه ﷺ اقرأ واعلی موتاکم سورة يٰسٓ وهو شامل للميت بل هوا لحقيقة فيه واخرج الشيخان انه ﷺ کان يضحی عن نفسه بکبش وعن امته بکبش و فيه اشارة الی ان الانسان ينفعه عمل غيره وقد بسطنا الکلام فی حواشی ضوء النهار بما يتضح منه قوة هٰذا المذهب انتهی'' یعنی یہ زیارت قبر کی دعائیں اور مثل ان کے اور

دعائیں میت کو نافع ہیں بلا اختلاف اور میت کے لیے قرآن پڑھنا سوا امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ہے امام احمد رحمہ اللہ اور علماء کی ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ قرآن مجید پڑھنے کا یہ ثواب میت کو پہنچتا ہے اور علمائے اہل سنت سے ایک جماعت کا اور حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ انسان کو جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب غیر کو بخشے نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا قرأت قرآن یا کوئی اور ذکر یا کسی قسم کی کوئی اور عبادت اور یہی قول دلیل کی رو سے زیادہ راجح ہے اور دار قطنی نے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ ان کے مرنے کے بعد کیسے کیونکر احسان کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی نماز کے ساتھ ان دونوں کیلئے نماز پڑھے اور اپنے روزے کے ساتھ ان دونوں کیلئے روزہ رکھے اور ابوداؤد میں معقل ابن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی نماز کے ساتھ ان دونوں کیلئے نماز پڑھے اور اپنے روزے کے ساتھ ان دونوں کیلئے روزہ رکھے اور ابوداؤد میں معقل ابن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے مُردوں پر سورۂ یٰسین پڑھو اور یہ حکم میت کو بھی شامل ہے۔ فی الحقیقت میت ہی کیلئے ہے اور صحیح بخاری، صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک بھیڑ اپنی طرف سے قربانی کرتے تھے اور ایک اپنی اُمت کی طرف سے اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آدمی کو غیر کا عمل نفع دیتا ہے اور ہم نے حواشی حنواء النہار میں اس مسئلہ پر مبسوط کلام کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے یہی مذہب قوی ہے۔ نیل اوطار میں ہے صفحہ ۳۳۵ جلد ۳۔

"والحق انه يخصص عموم الأية بالصدقة من الولد كما فى احاديث الباب وبالحج من الولد كما فى خبرا لخثعمية و من غيرالولد ايضا كما فى حديث المحرم عن اخيه شبرمة ولم يستفصله ﷺ هل اوصى شبرمة اولا وبالعتق من الولد كما وقع فى البخارى فى حديث سعد خلا فاللما لكية على المشهور عند هم وبالصلوٰة من الولد ايضا لماروى الدار قطنى ان رجلا قال يارسول الله ﷺ انه كان لى ابوان ابرهما فى حال حياتهما فكيف لى ببرهما بعدموتهما فقال ﷺ ان من البربعد البران تُصلى لهما مع صلاتك و ان تصوم لهما مع صيامك وبالصيام من الولد لهذا الحديث ولحديث ابن عباس عند البخارى ومسلم ان امرأة قالت يارسول الله ان امّى ماتت وعليها صوم نذر فقال ارأيت لو كان دين على امك فقضيته أكان يؤدى ذلك عنها قالت نعم قال تصومى عن امك واخرج مسلم وابوداؤد الترمذى من حديث بريدة ان امرأة قالت انه كان على امى صوم شهر فاصوم عنها قال صومى عنها ومن غيرالولد ايضالحديث من مات وعليه صيام صام عنه وليه متفق عليه وبقرائة يٰس من الولد وغيره لحديث اقراء واعلى موتاكم يٰسين وبالدعاء من الولد لحديث او ولد صالح يدعوله ومن غيره لحديث استغفر والا خيكم وسلواله التثبت ولقوله تعالىٰ والذين جآء وامن بعد هم يقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولما ثبت من الدعاء الميت عندالزيارة الخ وبجميع مايفعله الولدلوالديه من اعمال البرالحديث ولد الانسان من سعيه انتهى"۔

حاصل وخلاصہ ترجمہ اس عبارت کا بقدر ضرورت یہ ہے کہ حق یہ ہے کہ آیۃ وان لیس الانسان الا ماسعیٰ اپنے عموم پر نہیں ہے اور اس کے عموم سے اولاد کا صدقہ خارج ہے یعنی اولاد اپنے مرے ہوئے والدین کیلئے جو صدقہ کرے اس کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے اور اولاد اور غیر اولاد کا حج بھی خارج ہے اس واسطے کے خثعمیہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اولاد جو اپنے والدین کیلئے حج کرے اس کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے اور شبرمہ کے بھائی کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حج کا ثو میت کو غیر اولاد کی طرف سے بھی پہنچتا ہے اور اولاد جو اپنے والدین کیلئے غلام آزاد کرے تو اس کا بھی ثواب والدین کو پہنچتا ہے جیسا کہ بخاری میں سعد رضی اللہ عنہٗ کی حدیث سے ثابت ہے اور اولاد جو اپنے والدین کیلئے نماز پڑھے یا روزہ رکھے سو اس کا بھی ثواب والدین کو پہنچتا ہے اس واسطے کے دار قطنی میں ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ تھے ان کی زندگی میں ان کے ساتھ نیکی اور احسان کرتا تھا پس ان کے مرنے کے بعد ان کے ساتھ کیونکر نیکی کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مرنے کے بعد نیکی یہ ہے کہ اپنی نماز کے ساتھ اپنے والدین کیلئے بھی نماز پڑھ اور اپنے روزہ کے ساتھ اپنے والدین کیلئے بھی روزہ رکھ اور صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی حدیث میں ہے کہ ایک عورت نے کہا یارسول اللہ ﷺ میری ماں مرگئی اور اس کے ذمہ نذر کے روزے تھے آپ ﷺ نے فرمایا بتا اگر تیری ماں کے ذمہ قرض ہوتا اور اس کی طرف سے تو ادا کرتی تو ادا ہوجاتا یا نہیں' اس نے

کہاں ادا ہو جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ رکھ اپنی ماں کی طرف سے اور صحیح مسلم وغیرہ میں ہے کہ ایک عورت نے کہا کہ میری ماں کے ذمہ ایک مہینے کے روزے ہیں تو کیا میں اس کی طرف سے روزہ رکھوں آپ نے فرمایا کہ اپنی ماں کی طرف سے روزہ رکھ اور غیر اولاد کے روزہ کا بھی ثواب میت کو ملتا ہے اس واسطے کہ حدیث متفق علیہ میں آیا ہے کہ جو شخص مرجائے اور اس کے ذمہ روزے ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزہ رکھے اور سورۂ یٰسین کا ثواب بھی میت کو ملتا ہے اولاد کی طرف سے بھی اور غیر اولاد کی طرف سے بھی اس واسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے مردوں پر سورۂ یٰسین پڑھو اور دعا کا نفع بھی میت کو پہنچتا ہے اولاد دعا کرے یا کوئی اور۔ اور جو جو کار خیر اولاد اپنے والدین کیلئے کرے سب کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے۔ اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ انسان کی اولاد اس کی سعی سے ہے۔ جب علامہ شوکانی اور محمد بن اسماعیل امیر رحمہ اللہ کی تحقیق ایصال ثواب قرأت قرآن وعبادات بدنیہ کے متعلق سن چکے تو اب آخر میں علامہ ابن النحوی رحمہ اللہ کی تحقیق بھی سن لینا خالی از فائدہ نہیں آپ ''شرح المنہاج'' میں فرماتے ہیں

''لایصل عندنا ثواب القراءة علی المشهور والمختار الوصول اذا سأل الله ایصال ثواب قرأته وینبغی الجزم به لانه دعاء فاذا جاز الدعاء للمیت بما لیس للداعی فلان یجوز بما هوله اولیٰ ویبقی الامرفیه موقوفا علی استجابة الدعاء وهٰذا المعنی لایختص بالقراءة بل یجری فی سائرالاعمال والظاهر ان الدعاء متفق علیه انه ینفع المیت والحی والقریب والبعید بوصیة وغیرها وعلیٰ ذٰلك احادیث کثیرة بل کان افضل ان یدعو لاخیه بظهر الغیب انتهٰی ذکرہ فی نیل الاوطار''

یعنی ہمارے نزدیک مشہور قول پر قرأت قرآن کے ثواب پہنچنے کا سوال کرے (یعنی قرآن پڑھ کر دعا کرے اور یہ سوال کرے کہ یا اللہ اس قرأت کا ثواب فلاں میت کو تو پہنچا دے) اور دعا کے قبول ہونے پر امر موقوف رہے گا (یعنی اگر دعا اس کی قبول ہوئی تو قرأت کا ثواب میت کو پہنچے گا اور اگر دعا قبول نہ ہوئی تو نہیں پہنچے گا) اور اس طرح پر قرأت کے ثواب پہنچنے کا جرم کرنا لایق ہے اس واسطے کہ یہ دعا ہے پس جبکہ میت کیلئے ایسی چیز کی دعا کرنا جائز ہے جو داعی کے اختیار میں نہیں ہے تو اس کیلئے ایسی چیز کی دعا کرنا بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا جو آدمی کے اختیار میں ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ دعا کا نفع میت کو بالاتفاق پہنچتا ہے اور زندہ کو بھی پہنچتا ہے نزدیک ہو خواہ دور ہو۔ اور اس بارے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں بلکہ افضل یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کیلئے غائبانہ دعا کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

(کتبہ محمد عبدالرحمن المبارکفوری عفا اللہ عنہ فتاوی نذیریہ ج 1 ص 441-444 بحوالہ فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص 35 تا 39)

بدنی عبادت پر تحقیقی فتویٰ: قرأت قرآن سے ایصال ثواب کے متعلق بعد تحقیق یہی فتویٰ ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن مجید کی تلاوت کر کے ثواب میت کو بخشے تو اس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے بشرطیکہ پڑھنے والا خود بغرض ثواب بغیر کسی رسم ورواج کی پابندی کے پڑھے۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص ۳۹)

قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا: سوال: قبر پر ہاتھ اٹھا کر مُردے کیلئے دعا مانگنی جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو کس دلیل سے اور اگر ناجائز ہے تو کس دلیل سے۔ زید کہتا ہے کہ جب قبرستان جا کر ''السلام علیکم یااهل القبور'' کہنا جائز ہے تو قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا لیکن بکر کہتا ہے کہ ہرگز جائز نہیں دونوں میں سے کس کا قول درست ہے۔

جواب: دفن کے وقت قبر پر کھڑے ہو کر دعا کرنا ثابت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر جب مل کر دعا کرتے تھے تو ہاتھ بھی اُٹھاتے تھے اس لیے السلام علیکم پر قیاس کرنے کی حاجت نہیں صاف فعل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ (۲۴ ربیع الاول ۳۵ھ) (فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص ۴۹)

وضاحت:۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ دعا صرف مالک حقیقی کی بارگاہ ہی میں کی جائے اور صاحب قبر کے حق میں رفع درجات کی دعا کی جائے۔ (از مرتب اثری)

تلاوت قرآن کا ایصال ثواب: سوال: میت کو ثواب رسانی کی غرض سے بہ ہیئت اجتماعی قرآن خوانی کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: بہ نیت نیک جائز ہے اگر چہ ہیئت کذائی سنت سے ثابت نہیں۔ میت کے حق میں سب سے مفید تر اور قطعی ثبوت کا طریق استغفار (بخشش مانگنا) ہے۔ (۱۸ ربیع الثانی ۲۸ھ) (فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص ۵۱)

قبر میں پیر کی طرف سے مٹی دینا:۔ سوال: میت کو قبر میں دفن کرنے کے وقت ایک صاحب نے پیر کی جانب سے مٹی دی دوسرے صاحبوں نے اس کو جماعت سے الگ کر دیا کیا پیر کی جانب سے مٹی دینا گناہ ہے؟

جواب: پیر کی جانب سے مٹی ڈالنا منع نہیں ایسا کرنا (جماعت سے الگ کرنا) بالکل بے جا ہے۔ (۱۸ رمضان ۳۱ھ)

مردے کی ثابت قدمی کی دعا:۔ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے اللھم ثبتہ بالقول الثابت قبر پر کھڑے ہو کر دیر تک یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ (۱۳ جمادی الثانی ۴۳ھ) (فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص ۵۲)

قیاس سے ایصال ثواب کا جواز:۔ سوال: قرآن خوانی مردہ کی طرف سے بخشوانا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں علماء کا اختلاف کیوں ہے؟

جواب: بعض افعال کا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ملتا ہے جیسے میت کی طرف سے کنواں لگوانا یا روزہ رکھنا ائمہ سلف میں سے بعض تو ان ہی افعال تک محدود رکھتے ہیں جن کا ثبوت ہے اور بعض دیگر افعال کو بھی ان پر قیاس کر کے جائز بتاتے ہیں قرأت قرآن انہی قیاس مسائل میں سے ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہ اللہ کے یہی وجہ اختلاف ہے۔ خاکسار کے نزدیک بھی جائز ہے۔ (۱۷ ربیع الاول ۴۱ھ) (فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص ۵۳)

بعد دفن قبر پر دعا کا جواز: سوال: جنازہ پڑھ کر دفن کرنے سے پہلے دعا مانگنی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نماز جنازہ تمام دعا ہے الگ دعا کرنا قبل دفن میت کے ثابت نہیں بعد دفن کے لمبی دعا قبر پر کرنا ثابت ہے۔ (۱۲ نومبر ۱۹۳۷ء) (فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص ۵۸)

برتنوں میں لکھی قرآنی آیت کا استعمال:۔ سوال: چینی کی رکابیوں پر جو لوگ عربی وغیرہ لکھ کر بیماروں کو پلاتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں؟ (اہلحدیث ۲۲ محرم ۶۲ھ)

جواب: آیات قرآنی کو لکھ کر پلانا بعض صلحاء نے جائز لکھا ہے۔ (اہلحدیث ۲۲ محرم ۶۲ھ)

گستاخِ اولیاء فاسق ہے:۔ سوال: اگر کوئی مولوی صاحب منبر پر شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ، شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ، نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ صاحبان کو سخت سست کہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب: ایسا شخص بحکم حدیث "سباب المسلم فسوق" فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز جائز ہے بحکم حدیث "صلو اکل بر وفاجر اور بحکم قرآن وارکعوا مع الراکعین"۔ (۲ صفر ۶۲ھ)

گلے میں تعویذ کا جواز: سوال: جو لوگ تعویذ وغیرہ لکھ کر باندھتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: تعویذ کا مضمون اگر قرآن وحدیث کے مطابق ہو یعنی شرکیہ نہ ہو تو بعض صلحاء بچوں کے گلے میں ڈالنا جائز کہتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ (الحدیث ۲۹ محرم ۶۲ھ) (فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص ۶۸)

طریقت وحقیقت شریعت کے مخالف نہیں:۔ سوال: شریعت طریقت اور حقیقت اور معرفت کی جامع مانع تعریف اور ان کی تفریق مجمل طور پر۔

جواب: شریعت ان احکام کا نام ہے جو قرآن وحدیث میں مذکور ہیں۔ ان احکام کو بحضور قلب دل لگا کر ادا کرنا طریقت وحقیقت ہے۔ حقیقت شریعت کے مخالف نہیں ہو سکتی بلکہ حقیقت شریعت کیلئے طریق کار کا نام ہے۔ اسی لیے حضرت مجدد صاحب سرہندی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ "کل حقیقۃ ردتہ الشریعۃ فھی زندقۃ" یعنی حقیقت کے جس مسئلہ کو شریعت رد کر دے وہ واقعی الحاد اور بے دینی ہے یہ تینوں (طریقت حقیقت اور معرفت) اور اصل شرعی احکام کے طریق کار کے نام ہیں اور یہ تینوں دراصل ایک ہیں۔ (۹ ذی الحجہ ۶۳ھ)

کھانا ایصال ثواب میں راہ اعتدال: ۔سوال: کل یہاں ایک جلسہ بنگلور کے مسلم لائبریری کا ہوا جس میں مولوی حاجی غلام محمد شملوی نے لیکچر دیا دوران تقریر میں گیارہویں اور بارہویں میں برائے ایصال ثواب غرباء کو کھانا وغیرہ کھلانا جائز کہا ہے آپ اس کے عدم ثبوت کے دلائل پیش کریں۔

جواب: گیارہویں بارہویں کی بابت فریقین میں اختلاف صرف اتنی بات میں ہے کہ مانعین اس کو لغیر اللہ سمجھ کر مااھل لغیر اللہ میں داخل کرتے ہیں اور قائلین اس کو لغیر اللہ میں نہیں جانتے۔مولوی غلام محمد صاحب نے دونوں کا اختلاف مٹانے کی کوشش کی ہوگی کہ گیارہویں بارہویں کا کھانا بغرض ایصال ثواب کیا جائے یعنی یہ نیت ہو کہ ان بزرگوں کی روح کو ثواب پہنچے نہ کہ یہ بزرگ خود اس کھانے کو قبول کریں اس صورت میں واقعی اختلاف اُٹھ جاتا ہے۔ہاں نام کا جھگڑا باقی رہ جاتا ہے کہ اس قسم کی دعوت کہ گیارہویں بارہویں کہیں یا نذر للہ کہیں۔اس میں شک نہیں کہ شرع شریف میں گیارہویں بارہویں کے ناموں کا ثبوت نہیں۔اس لیے یہ نام نہیں چاہیے۔فقط دعوت للہ فی اللہ کی نیت چاہیے۔(اہل حدیث۔۲۶ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ)(فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص ۷۱)

مکہ اور مدینہ کے ساتھ شریف لکھنا:۔ سوال: آج کل لوگ سوائے مکہ شریف و مدینہ شریف کے دوسرے شہروں کو لفظ شریف لگا کر استعمال کرتے ہیں۔جیسے بغداد شریف، اجمیر شریف۔

جواب: مکہ یا مدینہ کے ساتھ شریف لفظ لکھنا کوئی مذہبی حکم نہیں۔قرآن مجید میں ان دونوں شہروں کا نام خالی آیا ہے۔''ان اول بیــــت وضع للناس للذی ببکۃ۔ لئن رجعنا الی المدینۃ ''شریف کا لفظ لکھنا کوئی مذہبی حکم نہیں بلکہ اپنا اعتقادی شوق ہے۔اس لیے کسی اور شہر کو کسی واقعی عزت کی وجہ سے شریف کہنا نہ کہنا دونوں برابر ہے نہ ثواب ہے نہ عذاب ہے۔(فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص ۷۴)

غنیۃ الطالبین پیر صاحب کی تالیف:۔ سوال: غنیۃ الطالبین حضرت پیر صاحب کی ہے یا کسی اور کی؟ ہمارے حنفی بھائی کہتے ہیں کہ یہ کتاب غیر مقلدوں نے بنا کر مشہور کر دی ہے۔

جواب: غنیۃ الطالبین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی ہے اس کی تصدیق ملا علی قاری رحمہ اللہ نے شرح فقہ اکبر میں کی ہے جو لوگ اس میں شک کرتے ہیں۔''مالھم بذالك من علم الا اتباع الظن''۔ہمارے پاس جو غنیۃ ہے وہ مکہ معظمہ کی چھپی ہوئی ہے اس میں اور ہندی میں کوئی فرق نہیں۔(۷ محرم ۱۳۵۰ھ)

حدیث ضعیف پر عمل کا جواز: سوال: ضعیف حدیث کا معنی کیا ہے ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب: ضعیف کے معنے ہیں جس میں صحیح کی شرائط نہ پائی جائیں۔وہ کئی قسم کی ہوتی ہے اگر اس کے مقابل میں صحیح حدیث نہیں تو اس پر عمل کرنا جائز ہے جیسے نماز کے شروع میں ''سبحانك اللھم ''پڑھنے والی حدیث ضعیف ہے مگر عمل ساری امت کرتی ہے۔(فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص ۷۶)

صوفیاء اور گانے کی حرمت:۔ سرداران صوفیہ حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ''الغناء رقیة الزنا''غنا زنا کا منتر ہے۔

امام یزید بن ولید رحمہ اللہ کا فرمان ہے'' ان الغناء راعیة الزنا''۔گانا سننے سے بدکاری کا چسکا پڑ جاتا ہے۔(فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص ۱۰۸)

جواز تعویذ کی دلیل:۔(از قلم جناب حافظ مولانا مولوی ابو عمران عنایت اللہ صاحب وزیر آبادی)

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میرے گلے میں ایک یہودی کا تعویذ بندھا ہوا تھا۔جسے میرے شوہر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے دیکھ کر توڑ پھینکا اور فرمایا کہ اس قسم کے بیہودہ اور شرکیہ تعویذات عبداللہ کے اہل وعیال کو ہرگز مناسب نہیں۔میں نے عرض کیا'' مجھے اس سے فائدہ معلوم ہوتا ہے'' فرمایا کہ یہ شیطانی عمل ہے کیا رسول اللہ ﷺ کا تجویز کردہ تعویذ۔''اذھب الناس رب الناس واشف انت الشافی لا شفآء الا شفاء ك شفاء لا یغادر سقما''۔تیرے لیے مفید اور کافی نہیں۔(احمد، داؤد، ابن ماجہ، ابن حبان، مستدرک)

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے جھاڑ پھونک سے بالکل ہی روک

دیا تھا پھر منتریوں سے اس کے الفاظ سن کر اس شرط پر اجازت دی کہ اس میں شرکیہ الفاظ ہرگز نہ ہوں۔

"لاباس بالرقی مالم یکن فیه شرك" (ملخص اخبار توحید امرتسر ۱۴ رمضان المبارک ۱۳۴۶ھ بحوالہ فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص ۱۱۲)

یک مشت ڈاڑھی کا جواز:۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) ڈاڑھی کے بالوں کو چھوڑ دیا کرتے تھے مگر حج یا عمرہ میں کٹوایا کرتے تھے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب حج یا عمرہ میں سر منڈاتے تو اپنی ڈاڑھی اور مونچھوں سے بھی کم کراتے اور یہ اثر تعلیقاً بخاری شریف میں ان لفظوں میں مروی ہے "و كان ابن عمر اذا حج اوا عتمر قبض علی لحیته فما فضل اخذه"۔ (ترجمہ) عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی ڈاڑھی کو مٹھی سے پکڑتے اور جو مٹھی سے زیادہ ہوتی اسے کٹوا دیتے اور اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ثابت ہے۔ یہ دونوں جلیل القدر صحابی ڈاڑھی کو کٹوایا کرتے تھے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص ۱۲۵)

فتح الباری شرح بخاری میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایک شخص کی ڈاڑھی کم کرائی تھی۔ (پارہ ۲۴)

تنبیہ: اس مسئلہ میں حضرات محدثین کرام میں اختلاف ہے۔ فریق اول کے نزدیک کسی حالت میں کٹوانا جائز نہیں ہے اور اس کے بہت تھوڑے لوگ قائل ہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص ۱۲۶)

فریق ثانی کے نزدیک حج یا عمرہ کے زمانہ میں کٹوانا مستحب ہے اس کے قائل امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ ہیں۔ فریق ثالث: جب کبھی ڈاڑھی کے بال بکھر جاویں اور ڈاڑھی ایک مٹھی سے بڑی ہو اس وقت ڈاڑھی کو مٹھی سے پکڑ کر زیادہ کو کٹوانا جائز ہے۔ اسی کے قائل حسن بصری رحمہ اللہ، قاضی عیاض رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا رجحان بھی اسی طرف ہے اور یہی مذہب اکثر علماء کا ہے۔ بموجب تحریر استاد الہند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کے چنانچہ شاہ صاحب ممدوح شرح مؤطا کے حاشیہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اثر مذکور کے تحت فرماتے ہیں "وعلیه اهل العلم"۔ (اہلحدیث امرتسر ۷ جنوری ۱۹۲۱ء) (فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص ۱۲۷)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے اعفوا اللحی (ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ) اور خود مٹھی سے زیادہ بال لیتے تھے۔ اس حدیث کا مطلب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خوب جانتے ہیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور جمہور علماء کے نزدیک یہ جائز ہے کہ ڈاڑھی سے وہ بال لیے جائیں جو زائد اور پراگندہ ہوں اور برے معلوم ہوں واللہ اعلم اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنی ڈاڑھی کے دائیں بائیں سے بال لیتے تھے۔ اور ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم دائیں بائیں ڈاڑھی کے بال لیتے تھے اور ابراہیم خود بھی دائیں بائیں اپنی ڈاڑھی کے بال لیتے تھے۔

اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنی ڈاڑھی کے طول کی طرف سے وہ بال لیتے تھے جو مٹھی سے زیادہ ہوتے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح ثابت ہے اور حسن بھی اور قتادہ نے کہا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایام حج اور عمرہ کے سوا اور دنوں میں ڈاڑھی کے لنبائی کی طرف سے بال کبھی نہ کاٹتے تھے اور ڈاڑھی کے دائیں بائیں طرف سے بال لیتے تھے یہ سب مضمون مذکورہ بالا ابوبکر بن ابی شیبہ کی کتاب میں باسناد ثابت ہے کہا خبر دی ہم کو عبدالوارث نے کہا حدیث سنائی ہم کو قاسم نے حدیث سنائی ہم کو حسن نے کہا حدیث سنائی ہم کو محمد بن ابی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حدیث سنائی ہم کو سفیان رحمہ اللہ نے کہا حدیث سنائی ہم کو ابن ابی الخیح نے مجاہد سے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ آپ نے اپنی ڈاڑھی کی مٹھی بھری۔ پھر حجام کو کہا جو مٹھی سے نیچے ہے کاٹ ڈال اور قبضہ سے کم رکھنا ڈاڑھی کا ناجائز ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص ۱۳۰)

بچوں کے گلے میں تعویذ لٹکانا:۔ جو دعائیں اور معوذات آنحضرت ﷺ نے سکھائے ہیں وہ لکھ کر بچوں کے گلے میں ڈالے جائیں تو ثبوت ملتا ہے مثلاً اعوذ بکلمات الله التامات من شر ما خلق و شر کل شیطان وهامة وشر کل عین لامة۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص ۱۵۴)

ہفت اقلیم

محمد اسحاق بھٹی

مکتبہ قدوسیہ

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

کتاب وسنت
کی
نشرو اشاعت
کے لیے
کوشاں

اس کتاب کے
جملہ حقوق اشاعت محفوظ ہیں

اہتمام طباعت
ابوبکر قدوسی

اشاعت —— ۲۰۰۹ء

مکتبہ قدوسیہ
قدوسیہ اسلامک پریس
رحمان مارکیٹ ● غزنی سٹریٹ ● اردو بازار ● لاہور ● پاکستان
Tel: +92-42-7351124,7230585
info@quddusia.com
www.quddusia.com

تعویذ بلاشک جائز ہے:۔ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور آیات قرآنی وادعیہ ماثورہ کے ساتھ تعویذ کرنا اور گلے میں لٹکانا بلاشک جائز ودرست ہے۔ حدیث مندرجہ ذیل اس پر شاہد ہے سنن ابوداؤد و جامع ترمذی میں بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مروی ہے۔ ان رسول اللہ ﷺ قال اذا فزع احدکم فی النوم فلیقل اعوذ بکلمات اللہ التامة من غضبه وعقابه وشر عبادہ ومن همزات الشیطین وان یحضرون۔ فانهالن تضرہ وکان عبداللہ بن عمرو یعلمها من بلغ ولدہ ومن لم یبلغ منهم کتبها فی صك ثم علقها فی عنقه قال صاحب التعلیق الصبیح تحت هٰذا الحدیث وهذا اصل فی تعلیق التعویذات التی فیها اسماء اللہ تعالیٰ وکذا فی المرقات یعنی یہ حدیث تعویذات کے لٹکانے کے متعلق جن میں اسمائے الٰہی ہوں اصل ہے فقط (یکم شوال عید الفطر ۲۷ ھ) (حررہ العاجز ابو محمد عبدالجبار صدر مدرس مدرسہ دار العلوم شکراوہ مشرقی پنجاب)

وضاحت:۔ تعویذات کے جواز کے سلسلے میں یہ بات بالضرور یاد رکھیں کہ ان تعویذات سے مراد آیت قرآنی، مسنون دعائیں، اسماء الحسنی اور ایسی عبارات جن میں شرک اور استعانت علی غیر اللہ نہ ہو اور ہمارے اسلاف سے ایسے ہی تعویذات کا جواز منقول ہے۔ (از مرتب اثری)

اہلسنّت الہامات کے قائل ہیں: اہل سنت اولیاء اللہ کے الہامات کے قائل ہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص ۶۲۵)

استحباب بیعت اصلاح کی دلیل:۔سوال:۔ یہ لوگ پیشوا (پیر) پکڑتے ہیں اور ان کو اپنی نجات کا باعث جانتے ہیں یہ شریعت میں کیسا ہے کیا جو شخص قرآن مجید اور حدیث شریف دیکھ کر عمل کرسکتا ہے وہ بھی پیر پکڑے یا نہ آیت قرآنی سے اگر نہ جانتے ہو تو جاننے والوں سے پوچھ لو کیا اسی ایک پیر سے پوچھ سکتے ہیں' دوسرے پیر سے نہیں پوچھ سکتے کیا اہل ذکر وہی ایک پیر ہوتا ہے جو لوگ ایک ہی کے مرید گروہ در گروہ ہوتے چلے جاتے ہیں؟

جواب: اس کو بیعت کہتے ہیں یہ کئی قسم کی ہے ایک تو مروجہ بیعت پیری مریدی ہے جس کا مطلب صرف یہ ہے کہ مرید پیر کے سلسلہ میں منسلک ہونا چاہتا ہے اور بس یہ فضول محض رسم ہے دوسری بیعت وہ ہے جس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ بیعت کنندہ اپنے مرشد کی صحبت میں رہ کر کچھ نیک علامات اور نیک اخلاق سیکھے اس نیت سے جائز ہے حدیث شریف میں ہے آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ایک دفعہ فرمایا "بایعونی علی ان لاتشرکوا باللہ شیئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادکم۔ الحدیث کتاب الایمان حدیث عبادہ بن الصامت" (مشکوٰۃ)

ترجمہ: میرے ساتھ اس شرط پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا' چوری نہ کرنا' زنا نہ کرنا' اور اولاد کو قتل نہ کرنا وغیرہ............

اس روایت سے ثابت ہے کہ کسی مرد سے بغرض استفادہ صحبت بیعت ہو تو جائز بلکہ مستحب ہے مگر چونکہ آج کل کثرت سے لوگ جادہ سنت سے دور اور بدعات سے معمور ہیں لہٰذا بہت کچھ احتیاط ضروری ہے اس نیت سے اگر کوئی بیعت کرے تو اس کو کسی اور ایسے مرد صالح سے مستفید ہونا منع نہیں بشرطیکہ درود و وظائف مسنون ہوں۔ (اہل حدیث امرتسر ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۲ھ) (فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص ۶۲۸)

بیعت تصوف مستحب ہے:۔ کسی مرد صالح سے حسن عقیدت رکھ کر اس سے تعلق پیدا کرنا اور اس کی صحبت میں رہ کر فائدہ صحبت لینا اور فائدہ تعلیم حاصل کرنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ (اہل حدیث ۷ محرم ۱۳۵۵ھ) (فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص ۶۲۸)

نام کتاب:۔ ہفت اقلیم ..... مصنف:۔ محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ کی وسعت قلبی:۔ اللہ تعالیٰ نے بھٹی صاحب حفظہ اللہ کو مثالی حافظہ عطا فرمایا ہے۔ پھر ان کی نثر ایسی دلکش ہے کہ قاری اس کے سحر میں کھو جاتا ہے۔ وہ جس شخصیت پر قلم اٹھاتے ہیں' اسے اس کی تمام کیفیات کے ساتھ قاری کے سامنے لا کھڑا کرتے ہیں۔

جناب محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں۔ وسعت قلبی اور وسعت نظری سے ان کا خمیر گوندھا گیا ہے۔ وہ علمائے کرام کا حد درجہ احترام کرتے ہیں جناب بھٹی صاحب مسلکاً اہل حدیث ہیں لیکن غیر اہل حدیث علمائے کرام کی عزت و اکرام میں بھی وہ کوئی کمی نہیں آنے دیتے۔ زیر نظر مجموعۂ شخصیات میں بھی انہوں نے حسب روایت اہلحدیث کے ساتھ ساتھ غیر اہلحدیث علمائے کرام کا تذکرہ کیا ہے اور اس دل نشیں اسلوب میں کہ شاید ان کے اپنے چاہنے والے بھی اس اسلوب میں نہ لکھ سکیں۔ تنگ نظری اور فکری غلامی کے اس دور میں وسعت قلبی کی اس سے بڑی اور کیا مثال ہو سکتی ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ منفرد اعزاز جماعت اہل حدیث کے ایک فرد کے حصے میں آیا ہے۔ اس جماعت کے حصے میں کہ جسے ہمارے بعض دوست طرح طرح کے ''اوصاف'' سے متصف کرتے ہیں۔ ان کا ایک ''وصف'' یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ ''خشک'' ہیں۔ جناب بھٹی صاحب کی ہنستی مسکراتی تحریر، ان کے لہجے کی حلاوت اور ان کے اسلوب کی چاشنی اس قسم کے منفی اثر کو زائل کرنے کیلئے کافی ہے۔ (ہفت اقلیم: ص۔۶)

تصوف وطریقت کی رمز شناسی:۔ اس مجموعے میں قارئین کرام مولانا عبدالقادر رائے پوری کے حالات کا مطالعہ کریں گے تو انہیں معلوم ہوگا کہ شروع سے لے کر آخر تک ان کا تمام سفر حیات خیرات وحسنات کی رفاقت میں طے ہوا۔ وہ اونچے مرتبے کے عالم دین بھی تھے اور تصوف وطریقت کے رمز شناس بھی۔ اپنی صالحیت کی بنا پر وہ ایک بہت بڑا حلقۂ عقیدت رکھتے تھے۔ اس اعتبار سے ہم انہیں ایک اقلیم ہی قرار دیں گے۔ (ہفت اقلیم: ص۔۱۱)

مخلص مرید کی بیعت اصلاح:۔ حکیم (عبداللہ مسکن روڑی، ضلع حصار) صاحب کے مولانا غزنوی رحمہ اللہ سے دوستانہ اور بے تکلفانہ مراسم تھے اور مولانا عطاء اللہ صاحب کا ان سے تعلق عقیدت تھا۔ ان کے والد محترم میاں صدرالدین حسن، مولانا کے والد مکرم حضرت مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ سے باقاعدہ بیعت اور ان کے مخلص ترین مرید تھے۔ (ہفت اقلیم: ص۔۲۲)

لکھوی خاندان کے مریدین:۔ خاندانی اعتبار سے ضلع فیروز پور اور فرید کوٹ (مشرقی پنجاب) کے لوگ بھی مولانا محی الدین اور معین الدین رحمہما اللہ کے آباؤ اجداد کے مریدین ومعتقدین میں شامل ہیں اور ان سے اپنی ارادت وعقیدت کا بڑی مسرت سے اظہار کرتے ہیں۔ (ہفت اقلیم: ص۔۶۶)

علمائے اہلحدیث اور دیوبند میں بے تکلفی:۔ مولانا محمد چراغ گوجرانوالہ کے مشہور دیوبندی عالم تھے اور حضرت مولانا انور شاہ کاشمیری رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔ مولانا اسماعیل صاحب اور مولانا حنیف ندوی رحمہم اللہ کے وہ بے تکلف دوستوں میں سے تھے۔ ۱۹۳۰ء میں نوجوان بھارت سبھا کی طرف سے سیاسی سرگرمیوں کی بنا پر مولانا محمد چراغ اور مولانا حنیف ندوی دونوں گرفتار ہوئے اور گوجرانوالہ کے مجسٹریٹ نے سزا دے کر دونوں کو قصور جیل میں بھیج دیا تھا اور دونوں کئی مہینے اکٹھے جیل میں رہے تھے۔ (ہفت اقلیم: ص:۶۷-۶۸)

علامہ احسان الٰہی ظہیر کا خاص عمل:۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کے چینی والی مسجد میں آنے سے بہت پہلے ایک نہایت متقی بزرگ اور انتہائی منکسر المزاج عالم دین حافظ محمد شریف مرحوم نماز تراویح پڑھایا کرتے تھے۔ ان کی آواز اور قرأت قرآن میں بڑا سوز تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو پُر اثر زبان عطا فرمائی تھی۔ حضرت مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ کے زمانے سے لے کر مولانا محمد داؤد غزنوی کے آخری دور حیات تک نماز تراویح پڑھانے کی ذمہ داری ان کے سپرد رہی۔ ان کی وفات کے بعد اس منصب پر کسی اور صاحب کو فائز کر دیا گیا تھا۔

معلوم نہیں کب سے اس مسجد میں یہ روایت چلی آ رہی تھی کہ ستائیسویں رمضان کو قرآن مجید ختم کیا جاتا تھا اور پھر نماز فجر تک مسجد میں نوافل پڑھنے کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ عورتوں کیلئے بھی انتظام کیا جاتا تھا۔ مسجد نمازیوں سے بھر جاتی تھی۔ تقسیم ملک سے قبل مولانا داؤد غزنوی کی سکونت وہیں مسجد کے مکان میں تھی۔ اس زمانے میں تو وہ سحری تک مسجد میں رہتے ہی تھے، تقسیم کے بعد جب شیش محل روڈ پر تشریف لے گئے تو ستائیسویں رمضان کو مسجد چینی والی چلے جاتے تھے۔ میں اس وقت الاعتصام کا ایڈیٹر تھا اور اس کا دفتر شیش محل روڈ پر تھا۔ ستائیسویں

رمضان کو میں بھی مولانا غزنوی رحمہ اللہ کے ساتھ اس مسجد میں جاتا تھا۔ عورتوں اور مردوں کیلئے سحری کا انتظام مسجد ہی میں کیا جاتا تھا۔ فجر کی نماز پڑھ کر لوگ اپنے گھروں میں چلے جاتے تھے۔ ذکر اذکار اور اللہ کے حضور دعا کا سلسلہ تمام رات جاری رہتا تھا۔ پھر علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کا زمانہ آگیا۔ میں نے سنا تھا کہ وہ رمضان کی ستائیسویں رات کو بارگاہ خداوندی میں دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتے تو بجلی بند کرا دیتے تھے اور اندھیرے میں اونچی آواز سے طویل دعا کرتے تھے۔ دعا میں خود بھی روتے اور لوگوں کو بھی رلاتے۔ نہایت آہ وزاری اور خشوع وخضوع کے ساتھ دعا مانگتے۔ شب کی تاریکی میں یہ بے حد پراثر اسلوب دعا تھا۔ بعض لوگ اب بھی اس طریق دعا کا ذکر کرتے ہیں تو ان کی زبان کپکپانے لگتی ہے اور آنکھوں میں ایک خاص تاثر کے ساتھ آنسو اتر آتے ہیں۔ لیکن مجھے علامہ مرحوم کی اس دعا میں شامل ہونے کا موقع نہیں ملا۔

(ہفت اقلیم: ص۔۱۸۴-۱۸۵)

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی محبت صحابہ:۔ اس ضمن میں ایک اہم مثال یہاں حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی بھی سنتے جائیے۔ شیعہ کی مخالفت حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی تعلیمات کا ایک بڑا حصہ تھا۔ خلفائے اربعہ کے احترام میں حضرت مجدد رحمہ اللہ نہایت تیز تھے اور اس سلسلے میں ان کے احساسات بہت ہی نازک تھے۔ ''رد روافض'' کے نام سے انہوں نے فارسی میں ایک رسالہ بھی لکھا، جس کا عربی ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے کیا۔

مجدد صاحب کے حالات میں فارسی کی کتاب ''زبدۃ المقامات'' ایک مستند کتاب ہے جو ان کے مرید خاص محمد ہاشم کشمی کی تصنیف ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ مجدد صاحب کو اطلاع پہنچی کہ شہر ''سامانہ'' کے خطیب نے عید الاضحیٰ کے خطبے میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے اسمائے مبارکہ زبان سے ادا نہیں کیے۔ (اسامیء متبرکہ ایشاں رانخوانده) مجدد صاحب نے خطیب کی اس فروگزاشت پر بے حد افسوس کا اظہار کیا اور خطیب صاحب اور کوتوالی شہر کو نہایت غصے سے مخاطب فرمایا۔ جی تو چاہتا ہے کہ یہاں حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ کا اس سلسلے میں پورا فرمان درج کیا جائے جو فارسی زبان میں ہے، لیکن بات لمبی ہو جائے گی، اس لیے صرف ان الفاظ پر اکتفا کرتا ہوں۔

چوں استماع ایں خبر وحشت ار در شورش آور درگ فاروقیم راحرکت دادبچند کلمات اقدام نمود

یعنی جب یہ وحشت اثر خبر حضرت مجدد تک پہنچی تو رگ فاروقی حرکت میں آ گئی جس کی وجہ سے چند باتیں (سخت لہجے میں ہوئیں)

(ہفت اقلیم: ص۔۲۲۵-۲۲۶)

اہلحدیث نوجوانوں سے دکھی صدا:۔ پہلی بات یہ ہے کہ جماعت اہلحدیث کے نوجوان اصحاب علم کو بزرگان دین کے واقعات ضرور پڑھنا چاہئیں۔ ان واقعات سے جہاں معلومات میں اضافہ ہوتا ہے، وہاں یہ واقعات دل کی صفائی کا ذریعہ بھی ثابت ہوتے ہیں اور لکھنے والے کو نئے الفاظ اور نئے اسلوب سے بھی بہرہ ور کرتے ہیں، لیکن افسوس ہے ہماری جماعت کی موجودہ نوجوان نسل کو ان واقعات سے دلچسپی نہیں ہے۔ ہمارے بزرگ اس قسم کے واقعات کا بے حد شوق سے مطالعہ فرماتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان کو اثر سے اور ان کے دل کو نرمی کی نعمت سے نوازا تھا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ نہایت عجز وانکسار سے رہتے تھے۔ اگر کوئی شخص حصول رشد وخیر کی نیت سے ان کی خدمت میں حاضر ہوتا تو کسر نفسی سے فرماتے کہ میں اس قابل نہیں، کسی اور کے پاس جاؤ۔ اگر مرد کامل کا پتہ چلے تو مجھے بھی اطلاع دینا، میں بھی اس کی خدمت میں حاضری دوں گا۔ خواجہ حسام الدین رحمہ اللہ بڑے پایہ کے بزرگ تھے۔ وہ خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کی خدمت میں گئے تو ان کے ساتھ یہی کچھ ہوا۔ وہ واپس آ گئے اور مرشد کی تلاش میں آگرہ پہنچے۔ پریشانی کی حالت میں ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ کسی کو ایک مکان سے شعر پڑھتے ہوئے سنا۔ کان اس طرف لگائے تو شعر خواں کہہ رہا تھا۔

تو خواهی آستین افشاں و خواهی دامن اندر کش — مگس هرگز نخواهد رفت از دکانِ حلوائی

یعنی تم آستیں کو کھولو یا دامن اندر کو کھینچو، مکھی حلوائی کی دکان سے ہرگز نہیں جائے گی۔

اس میں خواجہ حسام الدین رحمہ اللہ کیلئے استعارہ یہ تھا کہ جس طرح مکھی کیلئے حلوائی کی دکان فائدہ مند ہے، اسی طرح تمہارے لیے وہی آستانہ نفع بخش ہے، جہاں سے تمہیں جواب ملا ہے۔

شعر سن کر خواجہ حسام الدین رحمہ اللہ وہاں سے پلٹے اور سیدھے خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کی خدمت میں گئے اور اصرار کر کے ان کے حلقۂ بیعت میں داخل ہوئے۔(ہفت اقلیم:ص۔۲۵۶-۲۵۷)

ہماری تنقید بے جا کی اصلاح:۔ تیسری بات سنیے! ایک مرتبہ ایک دینی اخبار میں ایک عالم دین کا مضمون پڑھنے کا اتفاق ہوا، جس میں یہ مسئلہ بیان فرمایا گیا تھا کہ فوت شدہ کو مرحوم نہیں کہنا چاہیے۔ ہمیں کیا معلوم کہ اللہ نے اس پر رحم فرمایا ہے یا نہیں۔ اب فرمائیے جو لوگ اس قسم کی تحقیق فرمانے کے عادی ہوں، وہ علم وعقل کے اعتبار سے قابل رحم ہیں یا نہیں؟ حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ ایسے مواقع پر فرمایا کرتے تھے ''یا غربة العلم یا غربة العقل یا غربة الفهم''۔

فلسفے کی اصلاح میں کچھ لوگ رجائی ہوتے ہیں کچھ قنوطی۔ رجائی ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو ہر معاملے میں بہتری اور اچھائی کی امید رکھتے ہیں۔ قنوطی وہ ہیں جو ہر معاملے میں ناامیدی اور مایوسی کا شکار ہوں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت کی نہ صرف امید رکھتے ہیں بلکہ ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ لازماً ہم پر رحم فرمائے گا اور ہماری مغفرت ہوگی۔ دنیا میں بھی اپنی مخلوقات پر اس کا شامیانۂ رحمت تنا ہوا ہے اور آخرت میں بھی ان شاء اللہ اس کا سایۂ رحمت ہر سو پھیلا ہوا اور ہر کلمہ گو جنت میں داخل ہوگا۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''من قال لااله الا الله دخل الجنة'' لیکن ان لوگوں کا مطلب شاید یہ ہے کہ اللہ کی رحمت کی امید نہ رکھو۔ اسی لیے فرماتے ہیں کہ کسی کیلئے مرحوم کا الفاظ استعمال نہ کرو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ صاف الفاظ میں فرماتا ہے لا تقنطوا من رحمة الله ...... ولا تايئسوا من روح الله ...... كتب على نفسه الرحمة ...... ان رحمتي وسعت كل شي۔(ہفت اقلیم:ص۔۲۵۸-۲۵۹)

نوجوانوں سے بزرگوں کے ادب کی گزارش:۔ میری چوتھی گزارش اپنی جماعت کے نوجوانوں سے یہ ہے کہ باہم لڑائی جھگڑے سے اجتناب کریں۔ کسی کے متعلق دل میں کدورت نہ رکھیں، بڑوں کا احترام کریں۔ گفتگو کرتے وقت اپنے مخاطب کیلئے بہتر الفاظ استعمال کریں۔ کسی پر تنقید بھی کرنی ہو تو سلیقے سے کام لیں۔ الفاظ کا کبھی قحط نہیں پڑا۔ تقریر وتحریر کیلئے خوب صورت الفاظ کا انتخاب کریں۔

اب آخر میں جی چاہتا ہے کہ اپنی گزارشات ختم کرتے ہوئے احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کی بہشتی روح کو مخاطب کر کے فارسی کا یہ شعر پڑھا جائے اور اس مرحوم سے معذرت کر لی جائے کہ اے شہیدِ راہِ حق ......! میرا ناتواں قلم کوشش کے باوجود تیرے حالات کی پوری تفصیل اپنی گرفت میں نہیں لا سکا:

غمِ زلف و رُخت را شرح دادن شبے باید دراز و ماہتابے

(ہفت اقلیم:ص۔۲۵۹)

احناف اور اہلحدیث کا یکجا نماز پڑھنا:۔ غازی محمود دھرم پال کے والد کا نام محمد اور والدہ کا نام زینب تھا۔ والد گاؤں کے امام مسجد تھے۔ انتہائی نیک اور باوقار شخصیت کے مالک اور قرآن وحدیث کے عالم لوگ انہیں میاں جی کہا کرتے تھے۔ نماز میں وہ رفع یدین کرتے اور آمین بالجہر پکارتے تھے، لیکن اہلحدیث نہیں کہلاتے تھے، موحد کہلاتے تھے۔ حنفی اور اہل حدیث سب ان کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ جمعے کے دن اردگرد کے دیہات سے لوگ اچھی خاصی تعداد میں آتے اور ان کی اقتدا میں نمازِ جمعہ ادا کرتے۔(ہفت اقلیم:ص۔۲۶۴)

ہندوستان کے سب سے بڑے پیرومرشد:۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ کے وہ بے حد مداح ہیں اور مختلف مقامات پر نہایت احترام کے الفاظ میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔ انہیں فرشتہ رحمت، دیوتا، ہندوستان کا سب سے بڑا عالم، پیرومرشد، برگزیدہ اور عابد قرار دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ قاضی صاب کے اندر روحانیت کا غلبہ اور ان کے گرد نور کا حلقہ تھا۔ ان کے چہرے سے روشنی کی شعاعیں نکلتی تھیں، جسے وہ Radiation سے تعبیر کرتے ہیں۔(ہفت اقلیم:ص۔۳۲۷)

مولانا محمد حنیف ندوی کا تعارف:۔ ۱۹۴۹ء کے اپریل میں مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کی مجلس عاملہ نے فیصلہ کیا کہ جمعیت کی پہلی کانفرنس مئی کی آخری تاریخوں میں لاہور میں منعقد کی جائے گی اور قرار پایا کہ کانفرنس کی صدارت مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ فرمائیں گے اور صدر استقبالیہ مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ ہوں گے۔(ہفت اقلیم:ص۔۳۴۳)

ایصال ثواب کا طریقہ:۔ اگر آپ نے ایصال ثواب کیلئے کچھ دینا ہے تو غریبوں، مسکینوں اور یتیموں کو دیں۔ مسجدوں میں قرآن مجید خرید کر رکھ دیں۔ لوگ پڑھیں گے اور انہیں ثواب ہوگا۔ دینی مدارس کے طلباء کو دینی کتابیں خرید کے دے دیں۔ مُردوں کیلئے خلوص دل سے مغفرت کی دعا کریں۔(ہفت اقلیم:ص۔۳۹۱)

مولانا محمد یحییٰ شرق پوری کا لباس:۔ سفید تہبند، سفید قمیص اور سفید عمامہ ان کا لباس تھا۔ میرے ہم عمر ہوں گے۔ مولانا نے ان کا نام بتایا: محمد یحییٰ ضلع حصار کے رہنے والے!(ہفت اقلیم:ص۔۴۰۹)

مولانا محمد یحییٰ شرق پوری سلف صالحین کا صحیح نمونہ تھے۔ تہجد گزار، متقی، بلند اخلاق، شیریں کلام واعظ اور عمدہ خصال عالم۔ چھوٹے پر شفقت اور بڑے کا احترام ان کی فطرت میں داخل تھا۔(ص:۴۱۲)

نماز تہجد کے وقت لوگوں کیلئے دعائیں مولانا محمد یحییٰ کا معمول تھا۔ وہ نام لے کر دعا کرتے کہ اے اللہ! تیرے فلاں بندے یا بندی نے مجھے دعا کیلئے کہا ہے تو میری دعا قبول فرما۔ شاید اسی اخلاص اور توجہ کا نتیجہ تھا کہ بارگاہ رب العزت میں ان کی دعائیں مقبول ہوتی تھیں۔(ہفت اقلیم ص:۴۱۴)

دعا کی بدولت اولاد نرینہ:۔ میرے ایک جاننے والے کے ہاں شادی کے کئی سال بعد تک اولاد نہ ہوئی۔ میں نے ایک مرتبہ مولانا سے ان کیلئے دعا کی درخواست کی۔ مولانا نے فرمایا میں ضرور دعا کروں گا، آپ انہیں ایک بار میرے پاس شرق پور لے کر آئیں۔ میرے وہ دوست شرق پور تو نہ جا سکے البتہ مولانا نے ان کیلئے خاص طور سے دعا کی۔ اللہ کا فضل ہوا کہ وہ صاحب آج ماشاءاللہ صاحب اولاد ہیں۔ اسی طرح ایک اور صاحب ریڈی میڈ کپڑوں کا کام کرتے ہیں، ان کا مسئلہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں صرف بیٹیاں عطا کی تھیں، بیٹا کوئی نہ تھا۔ مولانا کی خدمت میں دعا کیلئے حاضر ہوئے۔ مولانا نے تہجد کے وقت دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور ان کو بیٹا عطا فرمایا۔ اس طرح کے کئی واقعات ہیں۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مولانا کے اخلاص کو اللہ تعالیٰ نے قبولیت سے نوازا تھا۔(ہفت اقلیم:ص۔۴۱۴-۴۱۵)

میاں محمد باقر رحمہ اللہ کا تعارف:۔ جھوک دادو وہ مقام ہے جو حضرات اہل حدیث کے ہاں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اِس گاؤں کی ایک عظیم شخصیت حضرت میاں محمد باقر رحمہ اللہ تھے جو اللہ کے نیک بندے تھے۔

میاں محمد باقر رحمہ اللہ ہمارے والد محترم (مولانا عبدالخالق قدوسی) پر بھی بڑی شفقت فرماتے تھے۔

میاں محمد باقر رحمہ اللہ سے ہمارے والد محترم بے حد عقیدت رکھتے تھے۔ ان کے تقویٰ اور ولایت کے قائل تھے۔ مولانا محمد یحییٰ رحمہ اللہ کے ساتھ یہ ہمارے والد کی ایک اور قدر مشترک تھی۔(ہفت اقلیم:ص۔۴۲۲-۴۲۳)

مولانا محمد یحییٰ شرق پوری کے مرشد:۔ جھوک دادو میں مولانا یحییٰ رحمہ اللہ نے حضرت حافظ عبداللہ بڈھیمالوی رحمہ اللہ سے تعلیم حاصل کی۔ میاں باقر رحمہ اللہ کے بارے میں مولانا کہا کرتے تھے کہ وہ میرے مرشد تھے، میرے مربی تھے۔ انہوں نے مجھ پر بڑی شفقت فرمائی۔ مولانا یحییٰ نے جھوک دادو کے علاوہ کچھ وقت اوڈاں والا میں بھی گزارا۔ یہاں انہوں نے حضرت حافظ محمد اسحاق مرحوم ومغفور سے استفادہ کیا۔ مولانا محمد یحییٰ رحمہ اللہ کچھ عرصہ مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کے پاس بھی رہے۔(ہفت اقلیم:ص۔۴۲۴)

مولانا غزنوی رحمہ اللہ کے معتقد:۔ ایک موحد بزرگ ملک حسن علی جامعی مرحوم حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے معتقد تھے۔(ہفت اقلیم:ص۔۴۳۰)

حکیم محمد عبداللہ رحمہ اللہ روڑی والے کا لباس: میانہ قد، گداز جسم، سیاہ گھنی داڑھی، کتابی چہرہ، گندمی سا رنگ، سر پر عمامہ۔(ہفت اقلیم:ص۔۴۴۵)

بچپن میں ولایت کے آثار:۔ حکیم صاحب والدین کی محبتوں کا مرکز تھے اور یہ ان کے اکلوتے بیٹے تھے۔لیکن معاملہ یہ تھا کہ یہ بالکل بھولے بھالے اور بے شعور تھے۔اسی بنا پر لوگ انہیں ''اللہ لوگ'' یا ''اللہ کا ولی'' کہا کرتے تھے۔یہ صورت حال والدین کیلئے نہایت پریشانی کا باعث تھی۔وہ اس کیلئے اللہ سے دعائیں کرتے رہتے تھے اور وہ یہی کر سکتے تھے۔(ہفت اقلیم:ص۔۴۴۶)

خواب میں بشارت:۔ مولانا محمد سلیمان رحمہ اللہ نے بھی اپنے اس بچے کیلئے دعا کی اور بے حد عجز و عاجزی کے ساتھ کی۔ظاہر ہے باپ اولاد کیلئے عاجزانہ انداز ہی میں دعا کرتا ہے۔پھر ایام حج ہی میں باپ کو اس دعا کی قبولیت کا احساس بھی ہو گیا۔وہ اس طرح کہ انہوں نے خواب میں بیٹے کے سر پر دو چمک دار تاج دیکھے۔اس کی تعبیر ان کے ذہن میں یہ آئی کہ میرا یہ سیدھا سادھا بیٹا دین اور دنیا دونوں میں عزت پائے گا۔(ہفت اقلیم:ص۔۴۴۶)

خیر المدارس کے بزرگ کا واقعہ:۔ نو وارد بزرگ نے اس بچے کی طرف سے اشارہ کر کے حکیم الٰہی بخش سے پوچھا: یہ بچہ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: اس کا نام تو عبداللہ ہے، لیکن اسے لوگ اللہ کا ولی کہتے ہیں۔اس لیے کہ یہ کم عمری میں ہی نماز کا پابند ہے، محنت سے اپنی نصابی کتابیں پڑھتا ہے، خاموش رہتا ہے اور سادگی پسند ہے۔

وہ بزرگ جنہوں نے ان کے بارے میں پوچھا تھا، وہ معروف عالم و مدرس تھے۔ان کا نام مولانا ابوالخیر خیر الدین احمد تھا اور سرسہ کے مدرسہ خیر المدارس کے بانی اور مہتمم تھے۔

دوسرے دن حکیم الٰہی بخش نے اپنے گاؤں موضع سردول گڑھ میں مولانا ابوالخیر خیر الدین احمد رحمہ اللہ کی دعوت کی۔اس دعوت میں وہ بچہ (عبداللہ) بھی شامل تھا اور دسترخوان پر موجود تھا۔مولانا خیر الدین رحمہ اللہ نے اس سے کہا: تم دسترخوان پر آ بیٹھے ہو، کیا اللہ کے ولی بھی کھانا کھاتے ہیں؟

اس نے جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ نے جن کے پیٹ لگایا ہے وہ سبھی کھانا کھاتے ہیں۔''مولانا نے فرمایا: ''پیٹ تو ڈھول کا بھی ہوتا ہے۔''

بچے نے جواب دیا: ''ڈھول بھی اپنی خوراک کھاتا ہے اور اس کی خوراک ہے ڈنڈے۔''

مولانا خیر الدین اس بچے کی باتوں سے بہت خوش ہوئے اور حکیم الٰہی بخش سے فرمایا۔ یہ ہونہار اور ذہین بچہ ہے۔اس کو تعلیم کیلئے میرے پاس بھیج دو۔پھر انعام میں ایک ٹوپی عنایت کی۔

اس کے بعد ۲۷، جون ۱۹۱۳ء کو جمعۃ المبارک کے دن اس بچے (عبداللہ) کو مولانا ابوالخیر خیر الدین احمد کے پاس حصول علم کیلئے سرسہ کے مدرسہ خیر العلوم میں بھیج دیا گیا۔(ہفت اقلیم:ص۔۴۴۷-۴۴۸)

نبض شناسی میں مہارت:۔ جہاں حکیم (عبداللہ) صاحب مشہور معالج تھے وہاں وہ بہت بڑے نباض بھی تھے۔نبض شناسی طب کا بہت بڑا فن ہے۔اس فن میں دہلی کے حکیم عبدالوہاب انصاری المعروف حکیم نابینا صاحب کو بڑی شہرت حاصل تھی۔اس باب میں حکیم عبداللہ نے حکیم عبدالوہاب نابینا رحمہ اللہ سے بہت کچھ حاصل کیا تھا۔وہ بالعموم نبض پر ہاتھ رکھ کر بہت سی ایسی باتیں بتا دیتے تھے جو بعض ڈاکٹر بہت سے ٹیسٹ کر کے بھی نہیں سمجھ پاتے۔

حکیم عبداللہ صاحب کے بیٹے حکیم عبدالوحید سلیمانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک سرکاری افسر حکیم صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ میرے والد بیمار ہیں، میں انہیں آپ کو دکھانا چاہتا ہوں۔حکیم صاحب نے مریض کی نبض دیکھی تو سوال کیا ''آپ کو شکار کا شوق ہے''؟

اس نے جواب دیا: ''ہاں! شوق ہے''۔دوسرا سوال کیا: ''آپ نے کبھی شیر کا شکار کیا ہے؟''

مریض نے اس کا جواب بھی ''ہاں'' میں دیا۔تیسرا سوال یہ تھا کہ ''آپ اپنے گھر میں شیر کی کھال پر بیٹھتے ہیں؟''

جواب دیا: ''پندرہ بیس سال سے میرا معمول یہی ہے کہ گھر میں شیر کی کھال پر بیٹھتا ہوں۔''

فرمایا: ''شیر کی کھال پر بیٹھنا چھوڑ دیں بیماری رفع ہو جائے گی۔''

حکیم عبدالوحید سلیمانی نے حکیم صاحب رحمہ اللہ سے پوچھا: ''آپ کو نبض سے ان باتوں کا کیسے علم ہوا؟''

فرمایا: نبض کی ستائیس قسموں میں سے اس شخص کی نبض بالکل الگ تھی۔ میں نے کسی زمانے میں سنا تھا کہ وحشی جانوروں کی نبض کی رفتار کچھ اور قسم کی ہوتی ہے۔ اس سے خیال آیا کہ وحشی جانوروں پر سوار ہونے والوں کی نبض میں بھی اس کا اثر ہوتا ہوگا۔ لیکن چوں کہ شیر پر سوار رہنا کسی شخص کے بس میں نہیں، اس لیے یقیناً یہ شخص شیر کی کھال پر بیٹھتا ہوگا۔ اس طرح اللہ کے فضل سے صحیح نتیجے پر پہنچ گیا۔ (ہفت اقلیم: ص۔۴۵۳-۴۵۴)

یا علیم یا بصیر کے ذریعہ کشف:۔ نبض کے سلسلے میں حکیم صاحب کے متعلق ایک اور عجیب و غریب واقعہ ملاحظہ ہو۔

قیام پاکستان سے قبل کچھ خانہ بدوش چمار لوگ ایک ایسے مریض کو حکیم صاحب کے پاس لے کر آئے، جس کا تمام جسم کوڑھ سے بھرا ہوا تھا۔ اس کی نبض دیکھنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ حکیم صاحب نے ان لوگوں کو اس کا قارورہ لانے کیلئے کہا۔ قارورہ دیکھا تو فرمایا اسے کوڑھ نہیں ہے، سانپ کے زہر کے اثرات ہیں۔ انہوں نے کہا اس کو سانپ نے کبھی نہیں کاٹا۔ حکیم صاحب نے مریض سے پوچھا تم نے کبھی مور کا گوشت کھایا ہے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا۔ فرمایا مور کا گوشت کھانے کے بعد تمہاری یہ حالت ہوئی ہے۔ مریض نے کہا میرے سامنے ایک مرتبہ مور نے ایک سانپ نگلا اور وہ مر گیا، لیکن میں نے اس مور کا گوشت کھا لیا۔ پھر میری یہ حالت ہوگئی۔

حکیم صاحب نے اس مریض کو تریاق دیئے اور اللہ نے اسے صحت عطا فرما دی۔

لوگوں نے اس عجیب و غریب تشخیص کے بارے میں حکیم صاحب سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ قارورہ ٹیسٹ کرنے کے بہت سے طریقے ہیں۔ میں اس میں ایک قطرہ سرسوں کے تیل کا ڈالتا ہوں اور پھر اس کا مشاہدہ کرتا ہوں۔ بعض مریضوں کے پیشاب میں یہ قطرہ لمبائی کے رخ پھیلتا ہے، بعض کے چوڑائی کے رخ۔ بعض میں اسی طرح رہتا ہے اور بعض مریضوں کے پیشاب کو گدلا کر دیتا ہے۔ اس سے مرض کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ لیکن اس مریض کے پیشاب میں ایسی کوئی بات نہ تھی۔ میں نے تیل کے قطرے کو اچھی طرح دیکھا تو اس میں مور کی شبیہ نظر آئی جس نے منہ میں سانپ پکڑا ہوا تھا۔

حکیم صاحب ''یا علیم یا بصیر'' کا وظیفہ ہر روز صبح و شام سو سو مرتبہ پڑھا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں، مجھے یقین ہے کہ قارورہ میں مور کی جو شبیہ نظر آئی، وہ اس وظیفے کی برکت کا نتیجہ ہے۔ (ہفت اقلیم: ص۔۴۵۴-۴۵۵)

علمائے اہلحدیث سے روابط:۔ حکیم صاحب غریبوں کے معاون تھے۔ غریب بیمار سے نہ صرف یہ کہ وہ دوا کا کوئی پیسہ نہیں لیتے تھے، بلکہ اس کی مالی مدد بھی کرتے تھے۔ نرم دل اور عالی کردار تھے۔ اہلحدیث کی بے حد تکریم کرتے تھے۔ مہمان نواز تھے۔ مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی رحمہ اللہ اور صوفی عبداللہ رحمہ اللہ (اوڈاں والا) مرحوم کی وساطت سے ہمیشہ جماعت مجاہدین کی مدد کرتے رہے۔ مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ سے ان کے دوستانہ مراسم تھے اور دونوں ایک دوسرے کا انتہائی احترام کرتے تھے۔ (ہفت اقلیم: ص۔۴۵۶)

عشق میں ڈوبی ہوئی نعت:۔ اس کے بعد محبت رسول (ﷺ) میں ڈوبے ہوئے انداز سے اپنی ایک نعت سنانا شروع کی۔ اس وقت ان پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔ جب اس شعر پر پہنچے۔

تم ہو ہمارے ہم ہیں تمہارے — جس کے تم ہوئے، وارے نیارے
کہہ دو زباں سے ہم تم، تم ہم — صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم

تو ایک لمحے کیلئے خاموش ہوگئے۔ پھر بڑے سکون کے ساتھ ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا اور اپنے خالق حقیقی کی بارگاہ میں پہنچ گئے۔ نہ کوئی بیماری، نہ تکلیف۔ (ہفت اقلیم: ص۔۴۵۹)

نعت پڑھتے ہوئے سفر آخرت:۔ یہ بات حکیم صاحب کے فرزند حکیم عبدالوحید سلیمانی نے بھی لکھی ہے اور خود خواجہ محمد طفیل مرحوم

نے بھی مجھے بتائی تھی۔انہوں نے بتایا تھا کہ نعت کا آخری شعر پڑھنے کے بعد جب ان کی جسمانی حالت بدلتی ہوئی معلوم ہوئی تو میں نے ان کو پکڑ کر جلدی سے گود میں لے لیا اور وہ اسی وقت وفات پا گئے۔''انا للہ و انا الیہ راجعون''۔(ہفت اقلیم:ص۔۴۶۰)

مولانا عبدالقادر اور حضرت غزنوی میں رواداری:۔ امام کے پیچھے صف اول میں مولانا رائے پوری رحمہ اللہ کے دائیں جانب مولانا غزنوی رحمہ اللہ اور بائیں جانب یہ عاجز تھا۔

نماز سے تھوڑی دیر بعد مولانا رائے پوری رحمہ اللہ اُٹھ کر بالکل سامنے کے کمرے میں تشریف لے گئے۔ان کے پیچھے دو آدمی اور تھے جو ان کے کمرے میں گئے۔مولانا غزنوی رحمہ اللہ نماز مغرب کے بعد لمبا وظیفہ پڑھا کرتے تھے۔وہ خود تو حسب معمول وظیفے میں مشغول ہو گئے اور مجھے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ میں مولانا کے کمرے میں چلا جاؤں چنانچہ میں اٹھا اور مولانا رائے پوری رحمہ اللہ کے بالکل سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ یہ ان کا پہلا اور آخری دیدار تھا جو اس عاجز کو نصیب ہوا۔(ہفت اقلیم:ص۔۴۷۱)

سلسلہ قادریہ کے بزرگ کے پاس بیٹھنے کی تلقین:۔ ان کے کمرے سے باہر نکلا تو مولانا غزنوی بارگاہ خداوندی میں ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگ رہے تھے۔میں ان کے قریب بیٹھ گیا۔چند منٹ کے بعد وہ دعا سے فارغ ہوئے تو میری طرف متوجہ ہوئے۔پوچھا مولانا کے پاس کوئی بیٹھا ہے؟۔عرض کیا، دو آدمی بیٹھے ہیں۔فرمایا: آپ بھی بیٹھے رہتے۔

اتنے میں عشاء کی اذان ہونے لگی۔تھوڑی دیر بعد مولانا رائے پوری رحمہ اللہ باہر تشریف لے آئے اور وہیں تشریف فرما ہوئے جہاں سے اُٹھ کر گئے تھے۔اب پھر وہی نماز مغرب والی صورت حال تھی، یعنی مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ ان کے دائیں جانب تھے اور یہ عاجز بائیں جانب......!

خانقاہ کا بابرکت کھانا:۔ نماز سے فارغ ہوئے تو کھانا آ گیا۔کھانا کیا تھا، گیہوں کا دلیا۔بہت سے آدمی تھے۔وہ منظر اب بھی پیشِ نگاہ ہے۔کم سے کم ڈیڑھ سو افراد ہوں گے۔سب کے سامنے دلیے کی ایک ایک پلیٹ رکھ دی گئی۔ہم تینوں ساتھ ساتھ بیٹھے تھے۔ہمارے سامنے بھی تین پلیٹیں آ گئیں۔مولانا غزنوی رحمہ اللہ نے مجھ سے فرمایا:

کھایئے! یہ سعادت پھر کہاں نصیب ہوگی اور حضرت کے ساتھ کھانے کا موقع کب میسر آئے گا......اور واقعی یہ بہت عمدہ موقع تھا۔اس کے بعد یہ موقع نہیں آیا۔(ہفت اقلیم:ص۔۴۷۳)

مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی تصوف سے بھرپور مجالس:۔ مولانا رائے پوری رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ حصول علم کے ابتدائی دور میں وہ امرتسر گئے تھے اور مولانا نور احمد کے حلقۂ درس میں شریک ہوئے تھے۔قیام امرتسر کے زمانے میں وہ حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں اکثر حاضری دیتے اور ان کے عمل و فکر کی خاص مجلسوں میں شریک ہوتے تھے۔

مولانا رائے پوری رحمہ اللہ نے ان سے یہ بھی فرمایا کہ میرے تصوف وسلوک کے سفر کی پہلی منزل درحقیقت وہی مجلسیں اور حضرت الامام رحمہ اللہ کی اس وقت کی صحبتیں تھیں۔ان کی پاکیزہ اور بابرکت صحبتوں سے وہ بہت متاثر ہوئے تھے۔

مولانا غزنوی رحمہ اللہ کے بقول مولانا رائے پوری رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ اس اعتبار سے وہ آپ کے والد گرامی (مولانا عبدالجبار غزنوی) کے شاگردوں اور فیض یافتہ لوگوں میں شامل ہیں۔

دوسرے دن حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا:

کل مولانا غزنوی رحمہ اللہ اور تم مولانا رائے پوری رحمہ اللہ سے ملے تھے؟۔میں نے جواب دیا: جی ہاں ملے تھے۔

فرمایا: ان سے کیا باتیں ہوئیں؟ میں نے سارا واقعہ بیان کر دیا اور بتایا کہ مولانا غزنوی رحمہ اللہ علیحدگی میں کافی دیر ان کے پاس رہے۔

اس سے دوسرے یا تیسرے دن مولانا عطاء اللہ صاحب نے بتایا کہ وہ بھی مولانا رائے پوری کی خدمت میں گئے تھے۔

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمہ اللہ کا دائرہ بیعت بہت وسیع تھا۔ (ہفت اقلیم: ص۔۴۷۴-۴۷۵)

علمائے اہلحدیث میں بیعت لینے والے مشائخ تصوف

مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کا بیعت صوفیاء لینا:۔ یہاں چند الفاظ میں یہ عرض کردوں کہ بیعت وارادت کا سلسلہ اہلحدیث حضرات میں بھی ایک عرصے تک جاری رہا۔ مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے جدِ امجد سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کو ''حضرت عبداللہ صاحب'' کہا جاتا تھا۔ میں ان کے حالات اپنے سلسلہ فقہائے ہند کی نویں جلد میں (جو تیرہویں صدی ہجری کے علماء وفقہاء کے واقعات و کوائف پر مشتمل ہے) تفصیل سے لکھ چکا ہوں۔ مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ (مولانا معین الدین لکھوی کے جدِ محترم) نے غزنی جا کر ان سے بیعت کی تھی۔ وہ غزنی سے ہجرت کر کے امرتسر کے قریب بستی ''خیر دین'' میں تشریف لائے تو میرے دادا (میاں محمد) کے حقیقی چچا میاں امام الدین اور ہماری برادری کے ایک بزرگ حاجی نورالدین رحمہما اللہ بیعت کیلئے ان کی خدمت میں گئے تھے لیکن حضرت عبداللہ صاحب رحمہ اللہ فارسی اور عربی بولتے تھے یا پشتو میں بات کرتے تھے اور یہ حضرات ان کی بات نہیں سمجھ پاتے تھے، اس لیے یہ ان کے حلقۂ بیعت میں شامل نہ ہو سکے اور پھر ان کے مرید ومبایع مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ سے بیعت کر لی۔

مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کا بیعت اصلاح لینا:۔ حضرت عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے صاحب زادگان گرامی حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ (جو مولانا داؤد غزنوی کے والد مکرم تھے) اور مولانا عبدالواحد غزنوی (جو مولانا داؤد غزنوی کے حقیقی چچا تھے) لوگوں سے بیعت لیتے تھے اور ہمارے علاقے اور خاندان کے بعض لوگ ان سے بیعت ہوئے تھے۔

مولانا محمد علی لکھوی کا بیعت تصوف لینا:۔ مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ کے والد محترم حضرت مولانا صوفی محمد علی لکھوی رحمہ اللہ جلیل القدر عالم تھے، سنا ہے اگر ان سے کوئی شخص بیعت کرنا چاہتا تو وہ اسے اپنے حلقۂ بیعت میں شامل کر لیتے تھے۔

مولانا کمال الدین رحمہ اللہ کا بیعت طریقت لینا:۔ ضلع فیروز پور میں ایک گاؤں ''چھینبیاں والی'' تھا، اس میں ایک نہایت متقی بزرگ مولانا کمال الدین رحمہ اللہ قیام فرماتے تھے جو مسلکاً اہلحدیث تھے اور ڈوگر برادری سے تعلق رکھتے تھے اور اس نواح میں مرجع خلائق تھے، لوگ ان سے بیعت ہوتے تھے۔ اس فقیر کو بھی چھوٹی عمر میں ان کے حلقہ بیعت میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔

شاہ محمد شریف گھڑیالوی کا بیعت توبہ لینا:۔ حضرت شاہ محمد شریف گھڑیالوی رحمہ اللہ کے تدین وتقویٰ کی بڑی شہرت تھی۔ ان سے بھی لوگ بیعت ہوتے تھے۔ اس گنہگار کو بھی ان کی بیعت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ یہ آزادی سے کئی سال پہلے کی باتیں ہیں۔

صوفی عبداللہ صاحب کا بیعت اخلاص لینا:۔ صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ کا سلسلۂ بیعت بھی جاری تھا۔

(ہفت اقلیم: ص۔۴۷۵-۴۷۶)

مولانا عبدالقادر صاحب سے پہلا تعارف:۔ بات مولانا رائے پوری کی ہو رہی تھی۔ میں نے ان کا نام پہلی مرتبہ ۱۹۵۰ء میں گوجرانوالہ میں سنا تھا۔ ایک دن میں آمدنی اور خرچ کے کاغذات بابو عبدالغنی کو دینے کیلئے ان کے گھر گیا اور دروازے پر دستک دی تو ایک صاحب باہر آئے، شکل وشباہت میں بالکل بابو عبدالغنی کی مانند۔ میانہ بدن، قدرے لمبا قد، چپٹی سی ناک، ٹخنوں سے اوپر پاجامہ نما شلوار، گرم چادر اوڑھے ہوئے۔ تیس بتیس سال کی عمر ہوگی...... السلام علیکم کے بعد میں نے ان سے کہا:

بابو عبدالغنی سے ملنا چاہتا ہوں۔ پوچھا: آپ کا نام......؟۔ عرض کیا: اسحاق۔

سوال کیا: نام بتانے سے وہ سمجھ جائیں گے؟۔ جواب دیا: جی ہاں! سمجھ جائیں گے۔

وہ اندر گئے اور چند لمحوں کے بعد باہر آئے اور کہا: آیئے، تشریف لایئے۔ بابو عبدالغنی نے ان کو میرے بارے میں بتایا کہ یہ ''الاعتصام''

میں کام کرتے ہیں اور، پھر مجھ سے کہا: یہ میرا بیٹا ہے، عبدالمنان! تعارف اسی کے بعد ہم دونوں نے مصافحہ کیا اور ایک دوسرے سے خیر وعافیت پوچھی۔ اس کے بعد وہ باہر چلے گئے۔ واقعتاً ان کا معاملہ "الولد سر لابیہ" کا سا تھا۔

ان کے جانے کے بعد بابو عبدالغنی نے بتایا کہ ضلع سہارن پور میں ایک قصبہ رائے پور کے نام سے مشہور ہے۔ وہاں ایک عالم دین رہتے ہیں جن کا نام مولانا عبدالقادر ہے۔ وہ اس دور کے بہت بڑے صوفی اور پرہیز گار بزرگ ہیں۔ دیوبندی مسلک کے حامل ہیں اور بے شمار لوگ ان کے حلقۂ ارادت میں شامل ہیں۔

سلسلۂ گفتگو جاری رکھتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میرا یہ لڑکا عبدالمنان بہت عرصہ ہوا مولانا رائے پوری کے پاس چلا گیا تھا۔ یہ ان کے خادم کی حیثیت سے وہاں رہتا ہے اور وہ اس پر بہت اعتماد کرتے ہیں۔ یہ بھی ان کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ وہ بھی اس کے بغیر پریشان ہو جاتے ہیں۔

یہ تھے وہ الفاظ جو میں نے پہلی دفعہ مولانا رائے پوری کے بارے میں سنے۔

مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمہ اللہ کا خاندانی تعارف:

مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمہ اللہ کا خاندان درحقیقت موضع "تھوہا محرم خاں" کا رہنے والا تھا جو ضلع کیمبل پور کی تحصیل تلہ گنگ میں واقع ہے۔ ان کا تعلق وہاں کی راجپوت برادری سے تھا۔ (ہفت اقلیم: ص۔ ۴۷۷-۴۷۸)

ابتدائی حالات:۔ مولانا عبدالقادر ۱۸۷۳ء (۱۲۹۰ھ) کے پس وپیش موضع ڈھڈیاں (ضلع سرگودھا) میں پیدا ہوئے۔ والدین نے ان کا نام غلام جیلانی رکھا تھا۔ ایک عرصے تک انہیں اسی نام سے پکارا جاتا رہا۔ جب وہ رائے پور جا کر مولانا شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے ان کا نام پوچھا، فرمایا: غلام جیلانی۔

مولانا عبدالرحیم رحمہ اللہ نے جواب میں ارشاد فرمایا: آپ تو عبدالقادر ہیں۔ اس وقت سے یہی نام مشہور ہو گیا۔ (ہفت اقلیم: ص۔ ۴۸۱)

مولانا عبدالجبار غزنوی سے استفاضہ:۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے چچا حافظ محمد یٰسین اور مولانا کلیم اللہ صاحب سے پائی۔ مولانا کلیم اللہ سے ہی قرآن مجید حفظ کیا۔

اب ان کے دل میں حصولِ علم کا شوق موجزن ہو چکا تھا اور وہ چاہتے تھے کہ اس کیلئے امرتسر، دہلی اور یوپی کے اساتذہ سے استفادہ کیا جائے۔ اس عہد کی دہلی کو علم وعلما کے مرکز کی حیثیت حاصل تھی لیکن پہلے امرتسر گئے، وہاں مولانا نور احمد اور مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ سے استفاضہ کیا۔

مرشد کی خدمت میں حاضری:۔ سہارن پور کی ایک مسجد میں کچھ عرصہ امامت بھی کی۔ غالباً وہیں پہلی مرتبہ شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمہ اللہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ چند سال بعد حالات نے ایسی کروٹ لی کہ انہی کے آستانہ فیض میں جا کر بیٹھ گئے۔ (ہفت اقلیم: ص۔ ۴۸۲)

ہمعصر اہلحدیث طالب علم سے دوستی:۔ رام پور میں ان دنوں ایک طالب علم عبدالرحمٰن بستوی تھے جو موضع پابنی (ضلع بستی) کے رہنے والے تھے۔ وہ مسلکی اعتبار سے اہلحدیث تھے اور مولانا عبدالقادر کے ہم درس اور گہرے دوست تھے۔ تقلید اور عدم تقلید وغیرہ قسم کے بعض اختلافی مسائل سے متعلق ان کے بحثوں کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ کبھی ایک دوسرے سے روٹھ بھی جاتے تھے اور پھر خود ہی صلح ہو جاتی تھی۔ (ہفت اقلیم: ص۔ ۴۸۳)

ابتدا میں ان کا قیام ممتاز اہلحدیث عالم مولانا عبدالوہاب صاحب کے مدرسے میں ہوا جو صدر بازار میں قائم تھا۔ وہاں زیادہ تر اہلحدیث طلباء سے تعلق رہتا تھا اور اختلافی مسائل میں باہم بحثوں کا سلسلہ بھی چلتا تھا۔ زیادہ بے تکلفانہ تعلق مولانا عبدالرحمٰن بستوی رحمہ اللہ سے تھا۔ اختلاف مسالک کے باوجود دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے اور اکٹھے رہتے تھے۔

اس زمانے میں حضرت میاں سید نذیر حسین صاحب رحمہ اللہ کے درس حدیث کا بڑا شہرہ تھا اور اہلحدیث طلباء بالخصوص ان کی طرف

رجوع کرتے تھے۔ مولانا عبدالقادر صاحب نے بھی ان کے حلقۂ درس حدیث میں شرکت کی۔ (ہفت اقلیم: ص۔۴۸۴)

مولانا عبدالرحیم رحمہ اللہ سے بیعت ہونا:۔ عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ کی بیعت کا شرف حاصل کیا اور پھر مستقل طور پر وہیں قیام کا فیصلہ کرلیا۔ یہ ۱۳۲۲یا۱۳۲۳ھ (۱۹۰۶ء یا ۱۹۰۷ء) کا واقعہ ہے۔

رائے پور میں انہوں نے بڑی ریاضت کی، اور وظائف خوانی کی مختلف منزلوں سے گزرے۔ سلوک وتصوف کا یہ وہ دور تھا جب کھانے پینے کا کوئی خیال دل میں نہیں رہا تھا۔ ذکر خداوندی ان کا اوڑھنا بچھونا قرار پا گیا تھا یا پھر مرشد کی خدمت کرنا ایک ضروری مشغلہ تھا۔

قیام رائے پور کے زمانے میں ایک مرتبہ مولانا عبدالرحیم صاحب نے ان کو مدرس کی حیثیت سے گمتھلہ (ضلع انبالہ) میں بھیج دیا۔ یہ راجپوتوں کا قصبہ تھا اور مولانا عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ کی ایک صاحب زادی کی شادی اسی قصبے میں ہوئی تھی۔ مرشد کی جدائی ان کیلئے بہت شاق تھی۔ ہر چند عرض کیا کہ اس فقیر کو اپنے سے الگ نہ کیجئے، لیکن حکم جاری ہوا کہ وہاں جانا ضروری ہے۔ ساتھ ہی فرمایا کہ ماں اپنے بچے کو سینے سے چمٹاتی ہے، پھر ایسا وقت بھی آتا ہے کہ بچے کی طلب کے باوجود اس کو اپنے سے علیحدہ رکھتی ہے۔

کچھ عرصہ مرشد کے حکم پر وہ گمتھلہ میں خدمت تدریس سرانجام دیتے رہے۔ اس کے بعد مرشد نے اپنے پاس بلا لیا۔

سفر وحضر میں عام طور پر دونوں اکٹھے رہتے تھے اور مولانا عبدالقادر رحمہ اللہ اپنے آپ کو حضرت شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ کا ادنیٰ خادم تصور کرتے تھے۔ ۱۳۲۸ھ (۱۹۱۰ء) میں شاہ صاحب ممدوح نے سفر حج کا عزم فرمایا تو مولانا موصوف ان کے ہم رکاب تھے۔ اس بابرکت سفر میں جہاں انہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے مواقع میسر آئے وہاں شاہ صاحب کی قربت وخدمت کا اختصاص بھی حاصل ہوا۔

(ہفت اقلیم: ص۔۴۸۵-۴۸۶)

جانشینی وخلافت:۔ شاہ عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ بیماری میں مبتلا ہوئے تو مولانا نے ان کی بہت خدمت کی۔ یہ ان کی زندگی کی آخری بیماری تھی جو کم وبیش چھ سال کے طویل عرصے میں پھیل گئی تھی۔ علاج اور تیمارداری کیلئے یوں تو ان کے تمام رفقا وخدام سرگرم تھے، مگر مولانا عبدالقادر ان میں سب سے تیز اور مستعد تھے۔ ان کا انتقال ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ (۲۹ جنوری ۱۹۱۹ء) کی شب کو موضع پیلوں میں ہوا، جہاں وہ کچھ مدت سے مختلف معالجوں کے زیر علاج تھے۔ دوسرے دن ان کی میت رائے پور لائی گئی اور وہیں ان کی تدفین ہوئی۔

اس کے بعد مولانا عبدالقادر جو مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمہ اللہ کے نام سے معروف ہو گئے تھے، شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمہ اللہ کے خلیفہ اور جانشین قرار پائے۔

مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمہ اللہ کے خلوص قلب، فضائل اخلاق اور سب سے محبت وشفقت اور ذکر الٰہی میں انہماک واستغراق کی بنا پر رائے پور کی خانقاہ بہت جلد مرجع خلائق بن گئی۔ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ عقیدت وارادت کا تعلق رکھنے والے لوگ ضلع سہارن پور اور اس کے قرب وجوار میں پہلے ہی کافی تعداد میں موجود تھے۔ ان کی وفات کے بعد یہ سب لوگ مولانا عبدالقادر رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہونے اور ان کے حلقۂ بیعت میں شامل ہونے لگے۔ (ہفت اقلیم: ص۔۴۸۶-۴۸۷)

لوگوں کو بیعت کرنے کا طریقہ:۔ وہ بیعت توبہ کراتے ہوئے عام طور سے حسب ذیل الفاظ میں تلقین فرماتے تھے۔

''کہو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ یا اللہ! ہم توبہ کرتے ہیں کفر سے، شرک سے، بدعت سے، زنا سے، چوری سے، غیبت سے، جھوٹ بولنے سے، نماز چھوڑنے سے اور سب گناہوں سے جو ہم نے ساری عمر میں کیے، چھوٹے ہوں یا بڑے۔ اور اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ تیرے سارے حکم مانیں گے، تیسرے رسول پاک ﷺ کی تابعداری کریں گے۔ یا اللہ! تو ہماری توبہ قبول کرلے، ہمارے گناہوں کو بخش دے۔ ہمیں توفیق دے اپنی رضامندی کی، اپنے رسول پاک ﷺ کی تابعداری کی''

توبہ کی اس تلقین کے بعد خاص طور سے فرماتے کہ نماز باجماعت کی پابندی کرنا، خلاف شریعت کاموں سے بچتے رہنا، موت کو یاد رکھنا،

مرنا ہے، یہاں سے چلے جانا ہے، وہاں عملوں کے سوا کچھ کام نہیں آئے گا۔

پڑھنے کیلئے کلمہ استغفار اور درود شریف کی ہدایت فرماتے۔ نیز ارشاد فرماتے کہ اللہ سے جتنا استغفار کیا جائے گا اور جس کثرت سے درود شریف پڑھا جائے گا، اتنی ہی قلب میں صفائی پیدا ہوگی اور ذہن نکھرے گا۔

رائے پور میں ان کی خانقاہ تھی جہاں ہر وقت فیض حاصل کرنے والوں کا ہجوم رہتا تھا اور یہی ان کی مستقل قیام گاہ تھی۔
(ہفت اقلیم:ص ۴۸۷-۴۸۸)

مولانا اسحاق بھٹی حفظہ اللہ کا ذوق وحسرت:۔ وہ فقط صوفی وسالک ہی نہ تھے، جید عالم دین اور ان تمام علوم سے بہرہ ور تھے جو ان کے عہد میں دینی مدارس میں پڑھائے جاتے تھے۔ اللہ اللہ! وہ کیسے فاضل یگانہ اور اصحاب علم وکمال لوگ تھے۔ وہ دور ختم ہوگیا جس میں ان بزرگان عالی مرتبت نے پرورش پائی تھی اور وہ اساتذہ عرصہ ہوا اس دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے جن سے ان کو شرف شاگردی حاصل تھا اور جن کی حسن تربیت سے ان کو وہ مقام میسر آیا تھا، جواب کسی کو حاصل ہونا بہت مشکل نظر آتا ہے۔ (ہفت اقلیم:ص۔۴۸۸)

خانقاہ میں کتاب ''رحمۃ للعالمین'' کی تعلیم:۔ رائے پور کی خانقاہ میں آنے والے لوگوں کو مناسب مواقع پر بعض مشہور مصنفین کی تصنیفات کے وہ واقعات پڑھ کر سنائے جاتے تھے، جن کا تعلق دور گزشتہ کے بزرگان عالی مقام سے ہے۔ یہ نہایت مؤثر اور پرکشش مجلس ہوتی تھی جس میں لوگوں کو بہت سے روحانی اور علمی فوائد حاصل ہوتے تھے۔ جو کتابیں مولانا مرحوم خاص طور سے اپنی مجلس میں سنتے ان میں قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ کی تصنیف ''رحمۃ للعالمین'' کو فوقیت حاصل تھی۔ (ہفت اقلیم:ص۔۴۸۸)

حضرت کا اہلحدیث خادم خاص:۔ مولانا رائے پوری رحمہ اللہ کی طبیعت ناساز ہوتی تو بھی یہ سلسلہ جاری رہتا۔ ان کے خادم خاص مولانا عبدالمنان صاحب تھے، وہ ان کے حکم سے بعض کتابوں کے کچھ مقامات پڑھ کر لوگوں کو سناتے۔ دوا، غذا، ڈاک وغیرہ کا انتظام مولانا عبدالمنان کے سپرد تھا۔ وہ سفر میں بھی ان کے ہم رکاب ہوتے۔ تقریباً انیس سال وہ ان کی خدمت میں رہے اور اسی خدمت کیلئے انہوں نے ہندوستان کی شہریت اختیار کی تھی۔ اصلاً وہ گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے اور جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا، وہ اہلحدیث خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور کے فارغ التحصیل تھے۔ کچھ عرصہ پیشتر وہ راولپنڈی میں مقیم تھے اور ایک مسجد میں بیٹھے اللہ اللہ کرتے تھے۔ اب معلوم نہیں کیا صورت حال ہے اور وہ کہاں ہیں۔ (ہفت اقلیم:ص۔۴۸۸-۴۸۹)

علمائے اہلحدیث کی کتابوں کا شغف:۔ مختلف عنوانات کی بہت سی کتابوں سے ان کو لگاؤ تھا اور بڑے شوق سے ان کا خود مطالعہ کرتے یا کسی سے سنتے تھے۔ ان کی پسندیدہ کتابوں میں مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کی تصنیف ''شہادۃ القرآن'' کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ وہ اس کتاب کو بے حد قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اس کو دوبارہ طبع کرانے کے متمنی تھے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس کی دوبارہ طباعت کی صورت پیدا کردی اور یہ علمی خزانہ اہل علم کے ہاتھوں میں پہنچ گیا۔ (ہفت اقلیم:ص۔۴۸۹)

علمائے اہلحدیث کی کتب سے استفادہ:۔ یہ خط ایک رسالے کی صورت میں ''القادیانیہ ثورۃ علی النبوۃ المحمدیۃ والاسلام'' کے نام سے پہلے ہندوستان میں شائع ہوا، اس کے بعد فلسطین کے مفتی اعظم امین الحسینی نے اور ملک شام کے بعض حضرات نے شائع کیا۔ بجز اس کے مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ مرزائیت کے بارے میں اس وقت تک کچھ نہیں جانتے تھے۔ تاہم ان کے مرشد مولانا رائے پوری رحمہ اللہ کا حکم تھا، اس کے مطابق مولانا ثناء اللہ امرتسری، قاضی محمد سلیمان منصور پوری، مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمہم اللہ اور بعض دیگر حضرات کی کتابیں جمع کردی گئیں اور وہ اللہ کا نام لے کر اس اہم کام کی تکمیل کیلئے کمربستہ ہوگئے۔

اب مولانا رائے پوری کا محور توجہ یہی کام تھا۔ ان کو ہرگز گوارا نہ تھا کہ علی میاں صاحب اس کے علاوہ کسی اور کام کی طرف متوجہ ہوں۔ کسی ضروری سے ضروری تقریب میں شرکت کیلئے بھی ان کا کوٹھی سے باہر جانا انہیں گراں گزرتا تھا۔

جو کام علی میاں صاحب دن کو کرتے، مولانا رائے پوری شام کی مجلس میں یا کبھی اس سے پہلے اس کا جائزہ لیتے۔ اسے سنتے اور جو لوگ ان کے نزدیک اس موضوع سے باخبر تھے، ان کو اس کی طرف توجہ دلاتے اور فرماتے کہ وہ اسے ملاحظہ کریں اور اپنی معلومات سے مطلع کریں۔ اس کے علاوہ شام کی مجلس میں وہ اور کسی موضوع پر گفتگو کرنا مناسب نہ خیال فرماتے تھے۔

کچھ عرصے کے بعد یہ کتاب "القادیانی و القادیانیه" کے نام سے خوب صورت عربی ٹائپ میں طبع ہوئی اور مصر شام اور افریقہ کے ان حصوں میں جہاں قادیانیت پھیل رہی تھی، یہ کتاب بڑی مفید ثابت ہوئی۔ (ہفت اقلیم: ص۔۴۹۴-۴۹۵)

مولانا عبدالمنان کا جنازہ پڑھانا:۔ ۱۵۔اگست کو (بدھ کے دن) طبیعت زیادہ خراب ہوگئی۔ آخر ۱۶۔اگست ۱۹۶۲ء کو جمعرات کے دن ساڑھے گیارہ بجے حاجی متین احمد کی کوٹھی واقع ایمپرس روڈ پر ان کا انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیه راجعون۔

ریڈیو پاکستان (لاہور) سے اسی وقت یہ روح فرسا خبر نشر کی گئی اور لوگ اس مکان پر آنا شروع ہو گئے، جہاں ان کی وفات ہوئی تھی۔ ہندوستان کے مختلف مقامات میں ٹیلی فون اور ٹرنک کال کے ذریعے اطلاع دی گئی۔

اسی دن ساڑھے پانچ بجے ان کے خادم خاص مولانا عبدالمنان نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اس زمانے میں شملہ پہاڑی کے قریب ایمبیسڈر ہوٹل نہیں بنا تھا۔ یہ بہت بڑا میدان تھا جو حاجی متین احمد کی کوٹھی کے قریب تھا۔ جنازہ اسی میدان میں پڑھایا گیا تھا۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ جنازے میں شریک ہوئے تھے۔ یہ عاجز مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے ساتھ جنازے میں شامل ہوا تھا۔

چار مرتبہ جنازہ پڑھا جانا:۔ مولانا رائے پوری رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ہندوستان کے لوگوں کی خواہش تھی کہ ان کے تدفین مرشد کے قریب رائے پور میں ہونی چاہیے، لیکن اس خواہش کو عملی صورت میں لانے کیلئے زیادہ اصرار کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا، اس لیے کہ مولانا کے بھتیجے، بھانجے اور اعزہ واقارب ان کو آبائی وطن ڈھڈیاں دفن کرنے پر مصر تھے۔

بعض حضرات نے یہ رائے دی کہ انہیں لاہور میں مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ کے مدفن کے قریب میانی صاحب کے قبرستان میں دفن کیا جائے تاکہ ہندوستان سے آنے والے ان کے عقیدت مندوں کو قبر پر حاضر ہونے اور دعائے مغفرت کرنے میں آسانی رہے۔ لیکن ان کے قریبی رشتے دار اور ڈھڈیاں اور اس کے قرب وجوار میں رہنے والے لوگ اس پر بھی رضامند نہ ہوئے۔

آخر نسبی اور خاندانی تعلق غالب آیا اور جنازہ بذریعہ ایمبولینس براستہ لائل پور مولانا کے آبائی وطن ڈھڈیاں کے لیے روانہ ہوا۔ لائل پور (حال فیصل آباد) بذریعہ ٹیلی فون اطلاع کر دی گئی تھی۔ وہاں رات کو نو بجے کے قریب دوسری نماز جنازہ پڑھی گئی، جس میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ نماز جنازہ مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی نے پڑھائی۔

لائل پور سے سرگودھا کیلئے روانہ ہوئے۔ چاندنی رات تھی اور بسوں اور کاروں کا قافلہ نہایت حزن وملال کے ساتھ جا رہا تھا۔ شب کے گیارہ بجے سرگودھا پہنچے تو وہاں لوگوں کا ایک جم غفیر تھا۔ وہاں تیسری نماز جنازہ مولانا عبدالعزیز شکمتھلوی نے پڑھائی۔

اب سرگودھا سے جنازہ اپنی آخری منزل کی طرف روانہ ہوا اور جھاوریاں کے راستے سے ڈھڈیاں کا قصد کیا۔ ڈھڈیاں میں دور ونزدیک کے قصبات ودیہات کے لاتعداد لوگ جمع تھے۔ وہاں شب کے پچھلے پہر چوتھی نماز جنازہ ہوئی جو مولانا مرحوم کے امام نماز سید مسعود علی آزاد نے پڑھائی۔

ڈھڈیاں میں قبر تیار تھی۔ صبح صادق کے وقت اِدھر تدفین سے فارغ ہوئے اور ادھر مؤذن نے نماز فجر کی اذان دی۔ لوگوں نے جماعت کے ساتھ نمازِ فجر پڑھی اور غم واندوہ کا بوجھ اٹھائے اپنے گھروں کو روانہ ہوگئے۔

رخصت کے وقت لوگ جب آخری سلام کیلئے قبر پر حاضر ہوئے تو عجب منظر تھا اور دلوں پر عجیب کیفیت طاری تھی۔ بالخصوص ہندوستان کے دور افتادہ خادم جو وہاں سینکڑوں میل کی مسافت پر رہنے والے تھے، سمجھ رہے تھے کہ شاید یہ آخری حاضری اور آخری سلام ہے۔ اس کے بعد یہاں آنا کہاں نصیب ہوگا۔ مگر زبان حال سے صدا اُٹھتی تھی۔ رفتید، ولے نه از دلِ ما (ہفت اقلیم: ص۔۴۹۹ تا ۵۰۱)

اسلام میں

اصلی اہلسنّت کی پہچان

مصنف

مُحقق اسلام حضرت العلام مولانا عبدالقادر عارف حصاری

ناشر

مکتبہ اصحاب الحدیث

حسن مارکیٹ ● مچھلی منڈی ● اُردو بازار ● لاہور

نام کتاب:۔ اسلام میں اصلی اہلسنت کی پہچان

سن طباعت:۔ فروری2002ء

پریس:۔ جاوید پرنٹرز لاہور

ناشر:۔ عبداللطیف ربانی

قیمت:۔

نوٹ:۔ مصنف عارف حصاری کی دیگر کتب مکتبہ اصحاب الحدیث اردو بازار لاہور سے طلب فرمائیں۔

کاوش قاری حبیب اللہ

مولانا عبدالغفار حسن رحمہ اللہ

حیات و خدمات

تالیف و ترتیب

صہیب حسن

سہیل حسن

مکتبہ اسلامیہ

کتاب ---------------------- مولانا عبدالغفار حسن حیات و خدمات

ناشر ---------------------- محمد سرور عاصم

اشاعت ---------------------- دسمبر 2010ء

قیمت ----------------------

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون:042-37244973

بیسمنٹ اٹلس بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ فیصل آباد۔ پاکستان فون:041-2631204, 2034256

E-mail:maktabaislamiapk@gmail.com

نام کتاب:۔اسلام میں اصلی اہلسنّت کی پہچان

مصنف:۔محققِ اِسلام حضرت العلام مولانا عبدالقادر عارف حصاری رحمہ اللہ... ناشر:۔مکتبہ اصحاب الحدیث

نقوش اسلاف رہنمائے منزل:

تبکی علیہ مساجد و منابر ولاہل العلم رنة وزفیر
قد کان مجتہدا مصیباً ناسکا یحییٰ الشرائع سعیہ المشکور
نقاد اسناد الحدیث و متنہ کشاف اسرار الکتاب بصیر

ہمیں جہاں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اپنے اسلام کو اپنی دعاؤں میں یادرکھیں وہاں ہمارا یہ بھی اخلاقی فرق ہے کہ ہم اپنے صالح بزرگان کے چھوڑے ہوئے نقوش پاک کا ذکر کرتے رہیں شاید یہ انمٹ نقوش کسی طالب علم کیلئے منزل کا کھوج لگانے میں مددگار ہوسکیں۔

کتاب کا نام:۔مولانا عبدالغفار حسن رحمہ اللہ حیات وخدمات

تالیف وترتیب:۔صہیب حسن، سہیل حسن

مولانا عبدالجبار عمر پوری:۔ والد مکرم اپنی کتاب ''عظمت حدیث'' میں اپنے دادا کے تعارف میں لکھتے ہیں:

۱-مولانا عبدالجبار عمر پوری محدث کبیر وشاعر عظیم، نام وولدیت: عبدالجبار بن الشیخ منشی بدرالدین مرحوم عمر پوری، سنہ پیدائش ماہ جمادی الاخریٰ ۱۲۷۷ھ۔

مشاہیر اساتذہ کرام کے اسماء گرامی:۔ ۱-قاری عبدالعلی، نزیل امرتسری ودیگر علمائے امرتسر۔۲-مولانا الشیخ محمد مظہر النانوتوی رحمہ اللہ سے فقہ، اُصول فقہ، اور چند کتب حدیث کا درس لیا۔۳-مولانا الشیخ احمد علی سہارن پوری رحمہ اللہ سے فقہ، اُصول فقہ اور چند کتب حدیث کا درس لیا۔

۴-مولانا الشیخ فیض الحسن سہارن پوری رحمہ اللہ سے عربی ادب اور علوم بلاغت کا درس لیا۔۵-مولانا الشیخ احمد حسن سے منطق وفلسفہ وغیرہ کا درس لیا۔۶-مولانا الشیخ السید نذیر حسین رحمہ اللہ سے طویل عرصہ تک علمی استفادہ کیا اور ان سے کتب تفسیر وحدیث، مثلاً بخاری ومسلم، نسائی، ابن ماجہ پڑھیں اور سندِ حدیث حاصل کی (۱۲۹۷ھ) (مولانا عبدالغفار حسن: ص۔۱۹)

مولانا عبداللہ صاحب ندوی:۔ مولانا موصوف کا تقرر رحمانیہ میں اس وقت ہوا جب کہ میرا آخری تعلیمی سال تھا مولانا موصوف کا عربی ادب کا ذوق بہت اچھا تھا راقم الحروف نے ان سے دیوان حماسہ پڑھی۔مولانا موصوف دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فارغین میں امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔مولانا محترم استاذ مکرم، مولانا محمد جونا گڑھی مرحوم کے ہم زلف تھے۔(مولانا عبدالغفار حسن: ص۔۶۰)

مولانا عبدالغفور صاحب بسکوہری، ضلع بستی:۔ مولانا موصوف ۱۹۳۳ء کے شروع میں رحمانیہ تشریف لائے۔یہ میرا آخری تعلیمی سال تھا۔مولانا موصوف نے دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی۔ادبی ذوق اچھا تھا۔

مولانا موصوف مولانا اعزاز علی مرحوم کے خاص تلامذہ میں سے تھے۔(مولانا عبدالغفار حسن: ص۔۶۱)

مولانا اعزاز علی صاحب استاذ الادب دارالعلوم دیوبند:۔ مولانا موصوف ۱۹ محرم ۱۳۵۳ھ کو رحمانیہ میں تشریف لائے۔ انہوں نے عربی زبان میں مدرسہ کے بارے میں اپنے تاثرات قلمبند کیے۔ان کی تحریر حسب ذیل ہے:

''انی قد دخلت بهذه المدرسة المسماة باسم صاحبها الرحمانية ودعاني اليها اعز احبائي عبدالغفور سلمه فتشرفت برؤية هذا المدرسة و اساتذتها و تلامذتها ثم ان بعضا منهم انشد اشعارا رائعة بديعة

بالعربیة و الفارسیة والاردیة و ایضا خطب احد منهم و کان موضوعه الردعلی الفرقة المسماة بالقرانیة و کانت خطبة حسنة مفیدة للضّلاّ ل و هادیة الی مدارج الفضل و الکمال اللهم اجعله هادیا مهدیا"۔

''اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ میں مولوی عبدالغفور صاحب مدرس دارالحدیث رحمانیہ کی دعوت پر مدرسہ میں حاضر ہوا۔ یہ مولوی عبدالغفور صاحب میرے عزیزترین اصحاب میں سے ہیں۔ یہاں آکر میں نے اساتذہ وطلبہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔طلبہ میں بعض نے فارسی،عربی اور اُردو میں نہایت فصیح و بلیغ قصائد سنائے اوران میں سے ایک نے قرآنیہ (اہل قرآن) فرقے کی تردید میں،عربی میں پُرمغز تقریر کی جو بہت مفیداور گم گشتگانِ راہ کیلئے دلیلِ ہدایت تھی۔اللہ اسے ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنائے۔''

اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کی یہ دُعاء میرے حق میں قبول فرما۔

مولانا اعزازعلی صاحب سے پھر کبھی ملاقات کا شرف حاصل نہیں ہوسکا۔اتنا یاد ہے کہ رحمانیہ سے فارغ ہونے کے بعد ایک دفعہ میں نے دارالعلوم دیوبند کا سفر کیا اور مولانا اعزازعلی صاحب کے درس میں شرکت کی۔وہ اس وقت طحاوی کا سبق پڑھارہے تھے اوراس حدیث کی تشریح کررہے تھے۔''اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ''(مولانا عبدالغفار حسن:ص۔۹۷-۹۸)

فروعی مسائل میں اعتدال:۔ ہماری والدہ امّ کلثوم کا تعلق ہندوستان کے ایک نومسلم خاندان سے تھا جس کے بعض افراد ریاست مالیرکوٹلہ (مشرقی پنجاب) میں آکر آباد ہوگئے تھے۔انہی میں والدہ کے دادا حکیم محمد داوٗد تھے،مسلکاً اہلحدیث تھے،رفع بالیدین پر عامل تھے، لیکن محلّہ کی مسجد حنفیوں کی تھی۔اس لیے وہاں نماز میں رفع یدین نہ کرتے تھے۔(مولانا عبدالغفار حسن:ص۔۱۰۹)

والدہ کے بارے میں دوخواب:۔ ابا جان کہتے ہیں کہ امی کے بارے میں دوخواب دیکھے تھے۔ایک یہ کہ پیر کی ایک جوتی گم ہو گئی ہے اور دوسرے یہ کہ گھر کی چابی نہیں مل رہی ہے۔زوجین چونکہ بمنزلہ نعلین ہیں یعنی ایک دوسرے کے ساتھی،تو یہ خواب اور گھر کی چابی گم ہونے کا خواب امی کی وفات کی شکل میں پورے ہوئے۔

موجودہ گھر جہاں وفات ہوئی،اس سے قبل ایک چھوٹے گھر میں رہائش تھی وہاں اباجان نے گھر بدلنے کے سلسلہ میں استخارہ کیا تو یہ خواب دیکھا کہ وہ گھر بہت زور سے ہلا جیسا کہ زلزلہ آگیا ہواور پھر بھاگ کر موجودہ مکان کے علاقہ میں چلا آیا۔(مولانا عبدالغفار حسن:ص۔۲۶۱)

ماں کی جنت میں زیارت کرنا:۔ کئی سال ہوئے لندن کی ایک یخ بستہ رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا تھا جسے آج پہلی دفعہ لکھنے کی ہمت کررہا ہوں۔کیا دیکھتا ہوں کہ میں دروازے پر کھڑا ہوں،ماں مجھے الوداع کہہ رہی ہیں۔میں ایک محل نما حویلی دیکھ رہا ہوں جس کی خوبصورتی اور چکاچوند آج بھی میری آنکھوں کو خیرہ کیے دیتی ہے۔ایسا خوبصورت محل کہیں میری نظر سے نہیں گزراتھا۔یہ خواب مجھے صبح اٹھنے پر اچھی طرح یاد تھا۔ذہن بار باراس طرف جاتا تھا کہ یہ جنت کا محل ہے اور میں وہاں ماں سے سبقت لے جاؤں گا لیکن یہ خواب زبان پر لانے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ان دنوں علامہ خالدمحمود،لندن میں موجود تھے،میں نے ان سے تعبیر پوچھی،غالباًوہ اشارہ خوب سمجھتے ہوں گے لیکن یہ کہہ کر بات ختم کردی کہ خواب اچھا ہے۔(مولانا عبدالغفار حسن:ص۔۲۶۳-۲۶۴)

باہمی عصبیت اوردوری کا ناسور:۔ مسلک اہلحدیث کی خوبصورتی،حقانیت اورسچائی سے کون انکار کرسکتا ہے لیکن اس سے وابستہ حضرات برادری عصبیت،علاقائی وابستگی اورلسانی جذباتیت کے ویسے ہی شکار ہیں جیسے کوئی بھی سیاسی جماعت اوراس لیے اس کی صفوں میں محراب ومنبر کی حدتک تو اہل علم کو خوب پذیرائی ملتی ہے لیکن جماعت کے کلیدی عہدوں پر سیاست کی بازیگری اپنا کھیل کھیلتی رہتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں مسلک کی یکسانیت کے باوجوداس مسلک کے نام پر کئی تنظیمیں وجود میں آچکی ہیں جوایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے پر بھی آمادہ نہیں۔خود برطانیہ میں سلفیت کے خودساختہ معیار کھڑے کرکے نوجوانوں کا ایک گروہ جماعت اہلحدیث کے سرکردہ علماء کوآئے دن نشانہ بنائے رکھتا ہے۔(مولانا عبدالغفار حسن:ص۔۲۹۳-۲۹۴)

علامہ عبدالعزیز میمن، سوانح اور علمی خدمات

مرتبہ
محمد راشد شیخ

قرطاس
سلسلۂ مطبوعات ۔ ۸۶
اکتوبر : ۲۰۱۱ء

قیمت :
ISBN : 978-969-8448-

قرطاس
پرنٹرز، پبلشرز اینڈ بک سیلرز

فلیٹ نمبر ۲، پہلی منزل، عثمان پلازا، بلاک ۱۳۔ بی گلشن اقبال، کراچی ۔ ۷۵۳۰۰
فون 34822480 (021) موبائل 0321-3899909
ای میل saudzaheer@gmail.com
ویب سائٹ www.qirtas.co.nr

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون
اہل علم سے پوچھو، اگر تم نہیں جانتے۔ القرآن

فتاویٰ علمائے حدیث
جلد ۴

(ترتیب)
ابوالحسنات علی محمد سعیدی مہتمم جامعہ سعیدیہ، خانیوال

(ناشر)
مکتبہ سعیدیہ خانیوال ملتان پاکستان

نام کتاب	فتاویٰ علمائے حدیث جلد ۴
نام مرتب	ابوالحسنات علی محمد سعیدی
کتابت	محمد نذیر منیر (گیلانی)
طباعت	حفیظ پریس کبیروالہ ضلع ملتان
تاریخ اشاعت	ماہ محرم ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹۸۹ء
تعداد	ایک ہزار / ۱۰۰۰
ناشر	مکتبہ سعیدیہ خانیوال
قیمت	۳۵ روپے
پتہ	مکتبہ سعیدیہ خانیوال ضلع ملتان
فون	۳۱۷

جوحضرات مدینہ منورہ میں ابا جان کی قیام گاہ پر ملاقات کیلئے آئے یا جن کی ضیافت کی، اُن میں مولانا ابوالحسن ندوی، مولانا منظور نعمانی، مفتی محمود اور کوثر نیازی شامل ہیں۔(مولانا عبدالغفار حسن:ص۔۳۰۰)

آؤمل کر دعا کریں:۔ ایک دفعہ لائبریری میں آئے، رورو کر کہنے لگے کہ ہاتھ اٹھاؤ اور دعا کرو، میں نے کہا کہ کیا دعا کریں، تو کہا کہ میرے سارے ساتھی اللہ کے پاس جا چکے ہیں۔شیخ ابن باز، شیخ البانی، شیخ عمر فلاتہ، تو میں کیوں جی رہا ہوں۔دعا کرو کہ اللہ مجھے بھی اپنے پاس بلالے۔(مولانا عبدالغفار حسن:ص۔۳۰۴)

اعتدال اور توازن:۔ ابا جان کی سب سے نمایاں خصوصیت ان کا ہر معاملہ میں معتدل اور متوازن ہونا تھا، عموماً مذہبی گھرانے کے افراد افراط وتفریط کا شکار ہو جاتے ہیں۔

مذہبی اختلافات کی خلیج کو کم سے کم کرتے ہوئے اتحادِ اُمت کی دعوت دیتے تھے اور کبھی بھی فرقہ وارانہ چپقلش، مناظرانہ انداز تخاطب اور مسلکی امتیازی مسائل کی حوصلہ افزائی نہیں فرمائی بلکہ اصل دینی منہج اور قرآن وحدیث کے فکر کی طرف رہنمائی کرتے تھے۔فیصل آباد کے قیام کے دوران جبکہ وہ اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر بھی تھے۔مختلف دینی مدارس کے اہل علم کو دعوت دیا کرتے تھے اور ان علمی مجالس میں کونسل میں زیر بحث مسائل پر گفتگو ہوتی تھی۔تعصب سے پاک اور طنز وتشنیع سے دور صرف دلیل کی بنیاد پر بات ہوتی تھی۔اسی طرح اسلام آباد کے قیام کے دوران بھی ایسی علمی مجلس کا اہتمام کیا گیا اور اس میں مختلف مکاتب فکر کے علماء کو دعوت دی جاتی تھی۔(مولانا عبدالغفار حسن:ص۔۳۲۹-۳۳۰)

ڈاکٹر اسرار احمد کا ابن عربی کا دفاع فرمانا:۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا:''میرے نزدیک ابن عربی کا تصور وحدت الوجود، وحدت الشہود ہی کا ایک عکس ہے، کوئٹہ کی تربیت گاہ میں ہم دونوں ساتھ تھے۔اور میں ابن عربی کے اس شعر سے استشہاد کر رہا تھا:ع

العبد عبدٌ و ان تعرّجَ والرب رب و ان تنزّل

(بندہ چاہے کتنے ہی معراج کیوں نہ حاصل کر لے بندہ ہی رہے گا اور رب چاہے کتنا نزول ہی اختیار نہ کر لے رب ہی رہے گا۔)(مولانا عبدالغفار حسن:ص۔۵۳۳-۵۳۴)

نام کتاب:۔سوانح علامہ عبدالعزیز میمن سوانح اور علمی خدمات.... تالیف وترتیب:۔محمد راشد شیخ

علی میاں عربی ادب کے شہسوار:۔ اس سے قطع نظر دارالعلوم ندوۃ العلماء نے جو صحیح عربی سے شغف پیدا کیا، عربی کا جو ستھرا ذوق دیا، فصیح وبلیغ، شستہ ورواں عربی لکھنے والے جو ماہرین پیدا کیے، وہ اسی کا حصہ ہے، جس نے مولانا مسعود عالم ندوی اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی جیسے عربی زبان کے نکتہ شناس اور ادیب پیدا کیے کہ عرب بھی جن کی تحریریں پڑھ کر عش عش کرتے اور سر دھنتے ہوں، خود علامہ میمن بھی مولانا علی میاں کی عربی تحریر کے بڑے مداح تھے۔(علامہ عبدالعزیز میمن:ص:۲۲)

مولانا عبدالعزیز میمن کے والد کا تقویٰ:۔ علامہ میمن نے اپنی ریکارڈ شدہ یادداشتوں میں اپنے والد شیخ عبدالکریم کی دینداری اور پابندیٔ نماز کے بارے میں فرمایا:''میرے والد بے انتہا متدین، خدا پرست اور بااصول انسان تھے، میں نے انہیں کبھی نماز جماعت قضا کرتے ہوئے نہ دیکھا۔نماز کی پابندی کا یہ عالم تھا کہ جب وہ اپنے کھیت پر جاتے تو وہاں بھی اذان دے کر کسی کو ساتھ کر لیتے اور باجماعت نماز پڑھتے۔اگر کوئی آدمی نہ ملتا تو سائیکل پر ولی محمد سیٹھ کی مسجد تک آتے اور باجماعت نماز ادا کرتے۔میں نے کبھی ان کی تہجد قضا ہوتے نہ دیکھی۔ روزانہ رات دواڑھائی بجے اُٹھ کر قرآن اور صحیح بخاری پڑھتے۔وہ فجر کی اذان مسجد میں جا کر خود دیتے۔(علامہ عبدالعزیز میمن:ص:۳۷)

مولانا عبدالخالق اور ان کی صحبت کا اثر:۔ ۱۸۸۴ء میں جب الحاج عبدالکریم کی عمر تقریباً انیس برس تھی ایک کشمیری النسل عالم مولوی عبدالخالق سے ان کا تعلق قائم ہوا۔مولوی عبدالخالق مولوی سلیمان جونا گڑھی (تلمیذ میاں نذیر حسین صاحب محدث دہلوی) کے شاگرد

تھے۔مولوی عبدالخالق کے دروس میں عبدالکریم مسلسل بیٹھنے لگے۔ان کی صحبت کا یہ نتیجہ نکلا کہ عبدالکریم جماعت اہلحدیث میں شامل ہوئے اور مولوی عبدالخالق سے یہ عہد کیا کہ شادی کے بعد جو پہلی نرینہ اولاد ہوگی اسے دینی تعلیم اورعربی زبان کیلئے وقف کردیں گے۔

علامہ میمن نے اپنی ریکارڈ شدہ یادداشتوں میں مولوی عبدالخالق کی اصول پرستی اورصحبت کے اثرات کے بارے میں بیان کیا:

''ان میں بعض خوبیاں ایسی تھیں جن کی بناپرلوگ ان کی مجلس میں بیٹھتے اوران کے دلدادہ بن جاتے تھے۔ان کی مجلس میں کئی معروف آدمی بیٹھنے لگے ان ہی لوگوں میں میرے والد بھی تھے جو 19 برس کی عمر میں ان کے ہاں بیٹھنے لگے میرے والد اور مولوی عبدالخالق کے درمیان گہرا تعلق قائم ہوگیا۔اس واقعے کے بمشکل تین سال بعد میرے والد کی شادی میری والدہ مریم بائی سے ہوگئی۔میرے والد نے مولوی عبدالخالق کی مجلس میں دعا کی تھی کہ شادی کے بعد پہلی نرینہ اولاد کو میں دین کی تعلیم کیلئے وقف کردوں گا۔انہوں نے مولوی صاحب سے بھی کہا تھا کہ آپ بھی دعا کریں''۔(علامہ عبدالعزیز میمن:ص:۳۸-۳۹)

مولانا میمن کامسلکی رنگ:۔ مولانا میمن ہماری خواہش پرہمیں کتاب''مقاماتِ حریری''پڑھاتے تھے جبکہ اپنی خواہش پروہ ابن حجرعسقلانی کی''نخبة الفکر فی مصطلح اهل الاثر''پڑھاتے تھے۔اتفاق سے ہردوحضرات مولانا میمن اورسیّدطلحہ غیرمقلّد تھے اورہم نہایت شوق اورذوق سے ان سے پڑھتے تھے۔دورانِ تشریح وہ نہایت نازک اوراہم نکات بیان کرجاتے۔(علامہ عبدالعزیز میمن:ص:۹۷)

ندوۃ العلماء لکھنؤ میں خطبات:۔ اس زمانے میں علامہ میمن کی عربی دانی اورمہارتِ زبان وادب کی پورے برصغیر میں شہرت ہوچکی تھی۔مولانا سیّدسلیمان ندوی رحمہ اللہ کی دعوت پرعلامہ میمن نے ۱۸اور۱۹جون ۱۹۲۵ءکوندوۃ العلماء میں طویل علمی خطبات ارشادفرمائے۔ مطبوعہ خطبات کے تعارف میں مولانا سیدسلیمان ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

خطیب ممدوح عربی ادب وتاریخ میں یدطولیٰ رکھتے ہیں اور اِسی کے ساتھ قلمی کتابوں،یورپین مطبوعات اورعلمائے یورپ کی کوششوں سے پوری طرح آگاہ ہیں اس لیے اس مضمون میں وہ پوری کامیابی حاصل کرسکے ہیں''۔(علامہ عبدالعزیز میمن:ص:۹۹-۱۰۰)

کلاہ مولانا عبدالعزیز میمن:۔ سرپرطویل عرصے تک انہوں نے ترکی ٹوپی پہنی بعد میں ترکی ٹوپی اور جناح کیپ دونوں استعمال کرنے لگے۔(علامہ عبدالعزیز میمن:ص:۲۴۰)

نام کتاب:۔فتاویٰ علمائے حدیث(جلدنمبر4)۔۔۔۔۔۔۔ترتیب:۔علی محمد سعیدی

خواب اورہاتف غیبی سے رہنمائی کامجرب استخارہ: سوال:حالات آئندہ دریافت کرنے کیلئے استخارہ وغیرہ کی ترکیب ارشادہووے؟

جواب:استخارہ کی ترکیب مشہور ہے اور''قول جمیل''میں مذکور ہے اورآسان طریقہ ہے کہ شب چہارشنبہ اورشب پنجشنبہ اورشب جمعہ میں برابراستخارہ اس ترکیب سے کرے کہ جب دنیاوی اموراورعشاء کی نماز سے فارغ ہوجاوے تو''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم''تین سومرتبہ پڑھے پھرالم نشرح بسم اللہ کے ساتھ سترہ مرتبہ پڑھے اوراپنے سینہ اورمنہ پردم کرے اور بارگاہ الٰہی میں دعا کرے کہ عالم الغیب فلاں امر میں جوکچھ ہونے والا ہے وہ خواب میں یابیداری میں ہاتف کے ذریعہ سے مجھ کومعلوم کرادے اوراس کے بعدسومرتبہ درودشریف پڑھے۔''اللهم صل علی سیدنا محمد بعد د کل معلوم لك''اوراگرچاہے تودعاءاستخارہ کہ حدیث میں آئی ہے مع استخارہ اپنے مطلب کیلئے تین مرتبہ پڑھے اوراپنے دل کی حالت پرلحاظ کرے تواگرمصمم عزم اس کام کا ہوجاوے تووہ کام شروع کرے اوراگرعزم میں فتورہووے توموقوف رکھے اوراستخارہ کی دعامشکوٰۃ شریف میں موجود ہے۔(فتاویٰ عزیزی جلد:اص:۴۲۷)

دعااستخارہ:''اللهم انی استخیرك بعلمك و استقد رك بقدرتك و اسئلك من فضلك العظیم فانك تقدر ولا اقد روتعلم ولا اعلم و انت علام الغیوب' اللهم ان كنت تعلم ان هذا الامر خیر لی فی دینی و

معاشي و عاقبة امري اوعاجل امري و اجله فاقدره لي و يسره لي ثم بارك لي فيه و ان كنت تعلم ان هذا الامر شر لي في ديني و معاشي و عاقبة امري او عاجل امري واجله فاصرفه عني و اصرفني عنه و اقدر لي الخير حيث كان ثم ارضني به۔(صحيح مسلم)(فتاویٰ علمائے اہلحدیث:ج:۴،ص:۲۵۴)

باکمال صوفی اہلحدیث کا مجرب استخارہ:۔ حضرت صوفی ولی محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ خلیفہ مجاز حضرت سید محبوب شاہ رحمہ اللہ سرپرست جامعہ سعدیہ کا فرمان ہے کہ حضرت مولانا علامہ محمد یوسف بگھیلوی رحمہ اللہ ایک دفعہ لکھو سے زیرہ تشریف لے جارہے تھے۔ مارچ اپریل کا مہینہ تھا گھوڑی پرسوار تھے۔سر پرایک ابر گرجا۔گھوڑی ٹھہرگئی۔مولانا نے یہ دعا تین مرتبہ پڑھی:اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَ اخْتَرْلِیْ وَ لَاتَکِلْنِی اِلٰی نَفْسِی۔اے اللہ بہتر کرواسطے میرے اور پسند کرواسطے میرے اور نہ سونپ مجھ کوطرف نفس میرے کے۔(علی محمد سعیدیؒ)
(فتاویٰ علمائے اہلحدیث:ج:۴،ص:۲۵۵)

مفتی اعظم کی بیعت اصلاح:۔ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بگھیلوی زیروی رحمہ اللہ حضرت میاں نذیرحسین صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کے مشاہیر تلامذہ میں سے ہیں۔اورسیّد محسوس شاہ صاحب لکھوی رحمہ اللہ کے خاص الخاص مریدوں سے ہیں۔آپ اپنے وقت کے بہت بڑے مفتی تھے۔حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ یوسفی تعاقب سے قلم لرزتا ہے۔اخبار اہلحدیث امرتسر میں آپ کے تعاقبات اورمضامین ہیں۔افسوس کہ یہ تحقیقی مواداورفتاوی جات ان کی وفات کے بعد ۱۹۴۷ء کے انقلاب میں ضائع ہوگیا۔ورنہ ''فتاویٰ علمائے حدیث'' کی زینت ہوتا۔(علی محمد سعیدیؒ)(فتاویٰ علمائے اہلحدیث:ج:۴،ص:۲۵۵)

فضائل میں ضعیف روایات سے استدلال:۔ سوال:کیا صلوٰۃ التسبیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا خیرقرون سے کوئی اثر ملتا ہے اگر کوئی باجماعت ادا کرتا ہے تو وہ بدعتی ہے؟اور جو جماعت جواز کے قائل ہیں ان کے دلائل کوبھی ملحوظ رکھ کر فیصلہ فرمائیں؟

جواب:صلوٰۃ التسبیح کے متعلق مشکوٰۃ وغیرہ میں ضعیف حدیث آئی ہے اورضعیف حدیث کے متعلق محدثین وغیرہ کا فیصلہ ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث معتبر ہے۔حلال وحرام میں اس کا اعتبار نہیں چوں کہ تسبیح نماز کچھ فضائل اعمال کی قسم سے ہے،اس لیے اس پرعمل جائز ہے۔(فتاویٰ علمائے اہلحدیث:ج:۴،ص:۲۵۷)

صوفیاء میں بےنمازی کا کھانا نہ کھانے کی دلیل:۔ بےنمازی کے یہاں کا کھانا اور پانی حرام نہیں ہے مگر چونکہ بےنمازی اسلام کے ایک رکنِ اعظم یعنی نماز کا تارک ہے جوکفراورایمان کے درمیان میں مابہ الفرق ہے اوراسی ترک نماز کی وجہ سے بےنمازی بہت سے علماء کے نزدیک کافر ہیں اوربعض احادیث سے بھی اس کا کافر ہونا ثابت ہوتا ہے اوراس کے نہایت درجہ فاسق ہونے میں تو کوئی شبہ ہی نہیں ہے لہٰذا اس کی دعوت قبول کرنا اوراس کے یہاں کھانا نہیں چاہیے۔مشکوٰۃ شریف میں عمران بن حصین سے روایت ہے۔''نهى رسول الله صلى الله علي وسلم عن اجابة طعام الفاسقين''یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسقین کی دعوت قبول کرنے اوران کے یہاں کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے اور بےنمازی سے ملنے جلنے اوراس کے ساتھ مصاحبت رکھنے کی بات یوں ہے کہ اس کے سمجھانے اورنصیحت کرنے کی غرض سے اس سے مصاحبت ومخالطت جائز ہے۔(فتاویٰ علمائے اہلحدیث:ج:۴،ص:۲۷۲)

صوفیاء کی باطنی بصیرت اورفراست کی دلیل:۔ سوال:دن اوررات میں تین وقت یعنی وقت طلوع آفتاب اوروقت غروب آفتاب اور ٹھیک دوپہر میں سجدہ وصلوٰۃ کرنی کیوں منع اورحرام ہوا اورحدیث شریف میں لا نها تطلع بين قرني الشيطان۔اس کی تشریح کیا ہے؟

جواب:صحیح بات یہ ہے کہ ان اوقات میں سجدہ کرنے کی قباحت پیغمبر علیہ السلام کوروحانی طور پرمعلوم ہوئی ہے جوظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھی جاتی نہ بیان کی جاتی ہے نہ سمجھ میں آتی ہے۔''فامنوا بالله و رسوله''
(فتاویٰ ثنائیہ جلد اوّل:ص ۴۴۸ بحوالہ فتاویٰ علمائے اہلحدیث:ج:۴،ص:۲۷۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتاویٰ ثنائیہ

(جلد اول)

شیخ الاسلام حضرت مولانا
ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری

مرتب
مولانا محمد داؤد رازؒ

مکتبہ ثنائیہ
بلاک ۱۹، سرگودھا 0300-6040271

نام کتاب	فتاویٰ ثنائیہ
مصنف	شیخ الاسلام حضرت ابوالوفاء مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ
ناشر	محمد اقبال
مطبع	زاہد بشیر پرنٹرز لاہور
اشاعت	مارچ 2006ء
قیمت	600 روپے

ملنے کے پتے

- نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور
- دارالسلام غزنی سٹریٹ لاہور
- مکتبہ اصحاب الحدیث مچھلی منڈی لاہور
- مکتبہ قدوسیہ غزنی سٹریٹ لاہور
- فیض اللہ اکیڈمی اردو بازار لاہور
- مکتبہ اسلامیہ غزنی سٹریٹ لاہور
- محمدی کتب خانہ اردو بازار لاہور
- کتب خانہ خورشیدیہ اردو بازار لاہور
- مکتبہ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور
- دارالاندلس جامعہ قادسیہ چوبرجی لاہور

سٹاکسٹ: نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تذکار حافظ عبدالغفور جہلمی رحمہ اللہ

تصنیف
قاضی محمد اسلم سیف فیروزپوری

ناشر
مکتبہ تعلیم الاسلام
جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن
فیصل آباد
پاکستان

نام کتاب	تذکار حافظ عبدالغفور جہلمی رحمہ اللہ
مصنف	قاضی محمد اسلم سیف فیروزپوری
ناشر	مکتبہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن (فیصل آباد)
مطبع	شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور
کتابت	احمد علی بھٹہ
بار اول	دسمبر ۱۹۹۳ء

نام کتاب:۔فتاویٰ ثنائیہ (جلد اول) شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ

مرتب:۔مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ

دورِ حاضر کے مجدد: حضرت مولانا امرتسری مرحوم فی الواقع اس صدی کے مجدّ د تھے۔(فتاویٰ ثنائیہ: ج:ا:ص:۵۲)

شاہ ولی اللہ کی عقیدت اوران کی پیروی:۔ مرحوم چونکہ مناظر تھے،اس لیے پہلی تفسیر میں آیات صفات کے باب میں سلفی عقائد کے بجائے حضرت شاہ ولی اللہ صاب رحمہ اللہ کی پیروی میں تاویل کی راہ اختیار کی تھی۔اس سے امرتسر کے غزنوی علمائے اہلحدیث نے ان کی بشدّ ت مخالفت کی۔۱۹۲۶ء میں جب حج کی تقریب سے خاکساراور مرحوم اور دیگر علمائے اہلحدیث کا حجاز جانا ہوا تو یہ نزاع سلطان ابن مسعود کے سامنے بھی پیش ہوئی اور سلطان نے کوشش کر کے فریقین میں صلح کرادی۔مرحوم وہیں مجھ سے فرماتے تھے کہ افسوس ہے کہ نجد کے علماء حضرت شاہ ولی اللہ کی قدر و قیمت سے واقف نہیں اور مجھ سے چاہتے تھے کہ میں اس باب میں سلطان سے کچھ عرض کروں۔(فتاویٰ ثنائیہ: ج:ا:ص:۶۰)

جو مدینہ نہ آئے وہ محبت سے خالی:۔ مرحوم ۱۹۲۰ء میں حجاز کے موتمر اسلامی میں نمائندہ اہلحدیث کی حیثیت سے شریک تھے اور عربی میں ایک دومختصر تقریریں بھی اپنے طرز کی موتمر میں کی تھیں مدینہ منورہ بھی حاضر ہوئے تھے کہتے تھے کہ جو اہلحدیث یہاں نہ آئے وہ محبت سے خالی ہے۔(فتاویٰ ثنائیہ: ج:ا:ص:۶۰)

فتاویٰ ثنائیہ کی تائیدوتوثیق:۔ جماعت اہلحدیث کی طرف سے آپ نے یقیناً ایک واجب الادا فریضہ فرض کفایہ کی شکل میں ادا کر دیا ہے۔یہ مجموعہ صرف فتاویٰ ہی نہیں بلکہ ایک اہم ترین علمی و دینی شاہکار ہے مزید سونے پر سہاگہ یہ ہے کہ دورحاضر کے بیہقی زمان حضرت مولانا ابوسعید شرف الدین مدظلہ العالیٰ نے اس پر تحشیہ فرمایا ہے۔تشریحات کے ذیل میں راز صاحب کے ذوق انتخاب نے جن مضامین کو جگہ دی ہے ان میں بیشتر علمی مقالے نوادرات کی حیثیت رکھتے ہیں۔(فتاویٰ ثنائیہ: ج:ا:ص:۶۲)

آپ ﷺ کل اولادِ آدم کے سردار:۔ آپ ﷺ تمام نبیوں سے افضل اور کل اولادِ آدم کے سردار ہیں۔آپ ﷺ کی شفاعت حق ہے۔قیامت کے میدان میں سب سے پہلے اور سب سے بڑی شفاعت آپ کی ہوگی۔

آپ ﷺ کی گستاخی اور بے ادبی کرنے والا،آپ کی توہین اور تحقیر کرنے والا،آپ پر سب وشتم،لعن طعن کرنے والا گردن زدنیکا مستحق اور کافر مطلق ہے۔

جب تک آپ ﷺ کی محبت وعزت و بزرگی انسان کے دل میں اپنے ماں باپ، بھائی بہن،حاکم ومحکوم وغیرہ غرض دنیا کے کل لوگوں سے زیادہ نہ ہوتب تک وہ مسلمان نہیں ہوتا۔(فتاویٰ ثنائیہ: ج:ا:ص:۸۴-۸۵)

قبور میں اجساد انبیاء کا سالم رہنا:۔ انبیاء علیہم السلام کے بدن قبر میں سڑتے گلتے نہیں، بلکہ جوں کے توں، باقی رہتے ہیں۔
(فتاویٰ ثنائیہ: ج:ا:ص:۸۶)

اولیاء کی عزت وادب:۔ صحابۂ کرام کی محبت عین ایمان ہے اوران کا بغض علامتِ کفر ہے۔

خصوصاً خلفاء اربعہ میں سے کسی سے بغض رکھنا،اولیاء اللہ سے دوستی رکھنا ایمان ہے اوراُن کی دشمنی خدا کی دشمنی ہے۔

اولیاء اللہ کی کرامتیں برحق ہیں،اولیاء اللہ کا ادب اور عزت کرنی چاہیے۔

اماموں اور مجتہدوں اور محدثین کی توہین کرنا، اُنہیں بُرا بھلا کہنا،اُن سے بغض رکھنا، دشمنی رکھنا مسلمان کا کام نہیں خصوصاً چاروں امام،امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ،امام مالک رحمہ اللہ،امام شافعی رحمہ اللہ،امام احمد حنبل رحمہ اللہ کی توہین کرنا،ان بزرگانِ دین کو بُرائی سے یاد

کرنا۔ اُن سے دشمنی رکھنا صریح بے دینی ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ: ج:۱:ص:۸۶)

ہم اہلحدیث گستاخِ ائمہ نہیں:۔ ہم اہلحدیث ان بزرگوں اور ان کے سوا اور بزرگان دین کی تہہ دل سے عزت کرتے ہیں۔ انہوں نے جو باتیں ہمیں خدا اور رسول ﷺ کی پہنچائی ہیں ہم ان کا ماننا اپنے ذمہ فرض سمجھتے ہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ: ج:۱:ص:۸۶)

زیارت روضہ مبارک مسنون اور کارِ ثواب:۔ ہم آپ ﷺ کی جائے پیدائش مکہ مکرمہ اور آپ ﷺ کی جائے ہجرت مدینہ منورہ کو حرم مانتے ہیں۔ ہم آپ ﷺ کے روضہ مبارک کی زیارت کو مسنون اور کارِ ثواب جانتے ہیں۔ ہم خلافت کو آپ کے خاندانِ قریش میں مختص مانتے ہیں۔ قیامت تک اُن کے سوا کوئی خلیفہ نہ ہوگا۔ آپ کی تمام اُمت میں سب سے زیادہ افضل اور بزرگ خلیفہ بلا فصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں آپ کے بعد خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، ہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ: ج:۱:ص:۸۷)

مرشد کے گھوڑوں کی خدمت:۔ شہید رحمہ اللہ خود اور مولوی عبدالحیٔ مرحوم دہلوی حضرت سید احمد صاحب رائے بریلوی رحمہ اللہ کے گھوڑے کو دونوں طرف چلا کرتے تھے۔ (فتاویٰ ثنائیہ: ج:۱:ص:۹۰)

نامحرموں کے اختلاط کے بارے میں کشف:۔ آپ جب بارادہ حج بیت اللہ تشریف لے گئے تو بیت اللہ کے اندر مردوں اور عورتوں کو اکٹھے داخل ہوتے دیکھا۔ آپ کو کہاں تاب تھی کہ کوئی امر مُنکر دیکھیں اور خموش ہو رہیں۔ تلوار کھینچ کر دروازہ بیت اللہ پر کھڑے ہو گئے۔ اور فرمایا، کہ واللہ جب تک اسماعیل زندہ ہے۔ مرد اور عورت مل کر بیت اللہ میں داخل نہ ہو سکیں گے۔ یہ دیکھ کر لوگوں میں شور ہوا اور شدہ شدہ یہ خبر ملازمانِ حکومت تک پہنچی۔ حضرت مولانا اسماعیل صاحب شہید رحمہ اللہ سے سبب دریافت کیا گیا۔ کہ آپ اتنا تشدد کیوں کرتے ہیں تو فرمایا کہ ان مردوں کے تہبند دیکھے جائیں جو عورتوں کے ساتھ مل کر بیت اللہ میں داخل ہوتے ہیں چنانچہ دیکھا گیا کہ ان سب کے تہبند آگے سے بھیگے ہوئے تھے۔ اس وقت سب کو اس کا احساس ہوا اور اُسی وقت سے عورتوں اور مردوں کے ساتھ داخل ہونے کی ممانعت ہوگئی۔

(فتاویٰ ثنائیہ: ج:۱:ص:۹۲-۹۳)

آپ کی کرامت، بازاری عورتوں کی توبہ:۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ جامع مسجد دہلی سے اُتر رہے تھے کہ دہلی کے چند شہدوں نے آپ کو گالیاں دینی اور حرامی کہنا شروع کیا۔ اب آپ کا جواب سنئے مسکرا کر نہایت متانت سے فرماتے ہیں کہ بھیّے میں حرامی کیوں کر ہو سکتا ہوں۔ میری والدہ کے نکاح کے گواہ تو اب تک موجود ہیں۔ تبلیغ احکامِ خداوندی اور اشاعت سنت کا خیال ہر وقت دامنگیر تھا۔ ایک روز خیال آیا کہ دہلی میں کسبی عورتیں بہت ہیں۔ ان کو کوئی وعظ و نصیحت نہیں سناتا۔ آخر یہ بھی تو آدمی ہیں۔ ممکن ہے کہ نصیحت کارگر ہو جائے اور ایک ساتھ سینکڑوں خدا کے بندے گناہ سے بچ جائیں۔

آخر رات کو ایک مشہور کسبی کے مکان پر جا کر دروازہ پر پہنچے معلوم ہوا کہ شہر کی اور بھی بہت سے کسبیاں اس مکان پر موجود ہیں اور گانے بجانے میں مصروف ہیں۔ جاتے ہی گداگروں کی سی صدا دی۔ مکان کے اندر سے ایک لڑکی بھیک لے کر آئی۔ حضرت شہید رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جا کر صاحب مکان سے کہہ دو کہ اس فقیر کی عادت ہے کہ جب تک اپنی صدا نہیں سنا لیتا۔ اُس وقت تک بھیک نہیں لیتا۔ لڑکی نے جا کر کہہ دیا جواب ملا کہ ہمیں صدا سننے کی ضرورت نہیں تم فقیر ہو تمہیں اپنی بھیک سے مطلب، ان باتوں سے کیا غرض، مگر حضرت شہید رحمہ اللہ کو تو غرض ہی اسی سے تھی فرمایا کہ ہم تو بدون صدا سنائے بھیک نہ لیں گے۔ آخر چند مرتبہ کی ردّ و کد کے بعد کسبیوں نے بھی خیال کیا کہ یہ کوئی عجیب فقیر ہے۔ اس کی صدا بھی سن لو دیکھو کیا کہتا ہے۔ یہ بھی ایک تماشہ سہی، حضرت شہید رحمہ اللہ اندر داخل ہوئے اور کھڑے ہو کر

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَ طُوْرِ سِيْنِيْنَ وَ هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۔الآیۃ

ترجمہ: ''قسم انجیر کی و زیتون کی اور طور سینین کی اور اس شہر امن والے کی ہم نے بنایا آدمی خوب سے خوب اندازہ''

پڑھ کر وعظ شروع کر دیا۔ حضرت شہید رحمہ اللہ کا وعظ ہے اور فاحشہ عورتوں کی مجلس، یہ عجیب و غریب منظر کچھ دیکھنے ہی سے تعلق

رکھتا ہے۔فواحش کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، طبلچیوں نے اپنے اپنے طبلوں اور سارنگیوں کو بغلوں سے نکال کر پھینک دیا ہے کوئی مصروف آہ وزار ہے تو کسی کو گریہ وبکا دم لینے کی اجازت نہیں دیتا۔ کسی کو کسی کی خبر نہیں۔ گویا یہ لوگ دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں۔

نہ معلوم کہ حضرت شہید رحمہ اللہ نے ان سردلوں میں وہ کونسی برقی حرارت چھوڑ دی جس کی تاثیر سے معاصی کے تمام نجس مادّے پگھل پگھل کر آنکھوں سے بہنے لگے ۔

آج اُس بزم میں ہم آگ لگا کر اُٹھے — یہاں تلک روئے کہ ان کو بھی رُلا کر اُٹھے

وعظ کا ختم ہونا تھا اور ساری مجلس کا حضرت شہید رحمہ اللہ کے قدموں پر گر پڑنا۔ ان کی ہدایت کا وقت آ گیا تھا۔ اسی ایک مجلس میں سب نے حضرت شہید کے ہاتھ پر توبہ کی اور سب کے سب خدائے تعالیٰ کے مقبول بندے ہو گئے۔ صاحب خانہ جوان سب میں حسن و جمال اور مال وریاست کے اعتبار سے بڑی تھی اور اکثر رؤسا ونواب اُس سے مبتلا تھے۔ اس سحر بیان وعظ سے اتنی متاثر ہوئی کہ اپنا سارا مال ومتاع لٹا کر شب وروز عبادت میں مشغول ہوگئی اور جب حضرت شہید رحمہ اللہ نے سکھوں سے جنگ کی تو یہ بھی آپ کے لشکر میں تھی۔ اور وہی ہاتھ جنہوں نے عمر بھر چکی کا ہتھہ نہ دیکھا تھا۔ آج اُن میں گھوڑوں کا دانہ دلتے دلتے مہندی کی بجائے آبلہ پڑے ہوئے ہیں۔ واللہ یھدی من یشاء الی سواء السبیل۔

مولانا اسماعیل صاحب رحمہ اللہ وعظ سے فارغ ہو کر باہر آئے۔ آپ کے ایک عزیز آپ کو فواحش کے گھر کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ کر آہستہ آہستہ پیچھے ہولیے تھے اور چھپ کر دروازہ میں یہ سارا ماجرا دیکھ رہے تھے۔ جب اس کے گھر سے نکل کر چند قدم آگے بڑھے تو وہ عزیز سامنے آئے اور عرض کیا کہ حضرت کچھ اپنی عزت کا بھی تو خیال چاہیے۔ مولانا نے فرمایا:

''واللہ میری عزت تو اس وقت ہوگی کہ میرا منہ کالا کر کے مجھے گدھے پر سوار کیا جائے اور دہلی کے چاندنی چوک میں پھرایا جائے مگر میری زبان کسی خلافِ حق کلمہ کے ساتھ ملوث نہ ہو۔ میری زبان پر وہی ''قال اللہ، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاری ہو''۔ (القاسم بابت شوال وذیقعدہ ۳۷ھ) (فتاویٰ ثنائیہ: ج:ا:ص:۹۳ تا ۹۵)

مشائخ صوفیا میں اہتمام سنت:۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ مرحوم نے کیا سچ کہا ہے ۔

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا — ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

اس اشتہار میں کس خوبی اور نرمی سے اسلام کی وہ شاہراہ دکھائی گئی ہے جس میں کسی ایک متنفس کو بھی اختلاف نہیں۔ اس دعوے پر گو کسی شہادت کی ضرورت نہیں تاہم دو شہادتیں بھی پیش کی جاتی ہیں۔ اوّل شہادت حضرت مولانا شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرۃ العزیز کی ہے جو فرماتے ہیں:

اجعل الکتاب والسنۃ امامک — قرآن اور سنت کو اپنا امام بنالو اور بس (فتوح الغیب)

حضرت سیّد الطائفہ مجدد صاحب سرہندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

بہترین مصقلہا برائے دور کردن محبت ...... غیر اللہ اتباع سنت است (مکتوب)

غیر اللہ کی محبت دل سے نکال کر خدا کا مقرب بندہ بننے کا ذریعہ اتباع سنت ہے اور بس'' (فتاویٰ ثنائیہ: ج:ا:ص:۱۱۲)

اشاعت اسلام میں صوفیاء کی خدمات:۔ علی گڑھ کالج کے پروفیسر آرنلڈ (انگریز) نے سرسید احمد خان علی گڑھی کی فرمائش پر ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام ''پریچنگ آف اسلام'' تھا۔ اس کا ترجمہ بھی سرسید احمد نے اُردو میں شائع کرایا تھا۔ جس کا نام ''دعوتِ اسلام'' ہے۔ مصنف موصوف نے دنیا کے مختلف ممالک میں اسلام کی اشاعت کے ذرائع لکھے تھے۔ ان ذرائع میں ایک ذریعہ یہ بتایا تھا کہ صوفیاء کرام کی وجہ سے اسلام کو بہت ترقی ہوئی۔ مثلاً راجپوتانہ میں اسلام کی اشاعت حضرت معین الدین چشتی رحمہ اللہ کے ذریعہ ہوئی۔ کشمیر میں

حضرت علی ہمدانی رحمہ اللہ کے ذریعے سے اسلام پھیلا۔ دہلی کے گردونواح میں حضرت نظام الدین رحمہ اللہ کا خاص اثر تھا۔ حضرت مجدّد صاحب سرہندی رحمہ اللہ کی خدمتِ اسلام بھی خصوصاً قابل قدر ہیں۔ رضی اللہ عنہم وارضاہم۔

ان بزرگانِ دین کی خدمت اسلام سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان بزرگوں کے حالات جو صحیح طور پر ہمیں پہنچے ہیں۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حضرات اپنے اپنے مسلک کے مطابق متبع سنت تھے۔ چنانچہ حضرت مجدّد صاحب کے مکتوبات کا مندرجہ ذیل فقرہ ممدوح کے مسلک کی خبر دیتا ہے آپ فرماتے ہیں: "بہترین مصقلہا برائے زدو دن محبت غیر الله اتباع سنت است"

"یعنی سب سے بہترین آلہ خدا کی محبت پیدا کرنے اور غیر خدا کی محبت دل سے نکال دینے کا اتباع سنت ہے۔"

(فتاویٰ ثنائیہ: ج:۱:ص:۱۴۸-۱۴۹)

حقیقی تصوّف پر ایک نامۂ مبارکہ:۔ از حضرت استاذ العلماء فخر المتأخرین مولانا سیّد نذیر حسین صاحب محدّث دہلوی رحمہ اللہ علیہ بنام شاہ سلیمان رحمہ اللہ قادری چشتی پھلواری۔

"هوالمولی الهادي الی الصراط المستقیم اے عزیز از محاسبہ و ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوه یحاسبکم به الله اندیشہ کن و ہمچو اولئك کالانعام بحظوظ نفسانی مباش، وسر و ر مراقبہ فاذکرونی اذکرکم فرو بر، و دیدۂ دل در مشاہدہ وجوه یومئذ ناضرة الی ربها ناظرة بکشائے ونظارہ کن وسکہ طلب استقامت خود در بوتہ فاستقم کما امرت والدین جاهدوا فینا و بآتش یحذر کم الله نفسه بگذار و خالص کن تا شیان مہر لنهدینهم سبلنا گردد و در بازار ان الله اشتری من المومنین انفسهم و اموالهم بان لهم الجنة اور اثمنے باشد و بدال سرمایہ تو آنی کہ بضاعت دین خالص الا لله الدین الخالص حاصل کنی شائد رمزے از اسرار و المخلصون علی خطر عظیم وتو کشائند و از لوامع انوار افمن شرح الله صدره للاسلام فهو علی نور من ربه شعاعے برتو تابد تا از حضیض قل متاع الدنیا قلیل پائے ہمت بیرون نہی و برواج والاخرة خیر و ابقی عبور کنی ومبشر اقبال ذالك فضل الله یوتیه من یشاء بشارت چنیں وارساند الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التی کنتم توعدون و رضوان جنت النعیم رضی الله عنهم ندا دہد کلو او اشربوا هنیئا بما کنتم تعملون۔"

ترجمہ مکتوب مقدس: "وہی مولا صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرنے والا ہے۔ اے عزیز فرمان الٰہی کے اس محاسبہ سے ڈرتا رہ و ان تبدوا۔ الخ (اور اگر تم اپنے دلوں کی بات ظاہر کرو یا چھپاؤ تو اللہ تعالیٰ اس کا محاسبہ کرنے والا ہے) اور مانند اولئك کالانعام (اور وہی ہیں مانند چوپایوں کے) اپنے نفس کی خواہش میں مبتلا نہ رہ اور" فاذکرونی اذکرکم "(تم ہمیں یاد کرو ہم تمہیں یاد کریں گے) کے مراقبہ میں غور کرو، اور دل کی آنکھ بمصداق وجوه۔ الخ مشاہدالٰہی کے نظارہ میں لگادے، اور اس کا نظارہ کر اور فاستقم کما امرت ۔ الخ (موافق حکم الٰہی مستقیم ہو اور راہِ حق میں جہاد کے بوتہ میں استقامت وطلب صادق کے زر وجواہر کو رکھ اور آگ میں یحذرکم الله نفسه، (خوف خدا سے اپنے نفسوں کو بچاؤ) کے اس طلبِ صادق کے زر کو پگھلا کر خالص کرلے تا کہ شایان پر ہدایت لنهدینهم (تو ہم ان کو اپنی راہوں کی طرف ہدایت کردیں گے) ہوجائے تا کہ وہ ان الله اشتری ۔ الخ (اللہ نے مومنین کی جانیں اور ان کے اموال جنت کے عوض خرید لیے ہیں) کے بازار میں کسی قیمت کے قابل ٹھہرے اور اس سرمایہ سے تو دینِ خالص کی پونجی بمصداق الا لله الدین الخالص (ہوشیار کہ خدا ہی کیلئے دین خالص ہے) حاصل کرسکے شائد اس طرح کی کوشش سے کوئی بھید اسرار الٰہیات سے تجھ پر کھل جائے۔ کیونکہ والمخلصون علی خطر عظیم (مخلص بڑے خطروں میں ہیں) اور افمن شرح الله۔ الخ کیا ایسا نہیں کہ جس کا سینہ اللہ کی جانب سے اسلام کیلئے کھل چکا ہے۔ پس وہ اپنے رب کی طرف سے نور میں ہے) کے انوار میں سے کوئی شعاع تیرے اوپر چمکنے لگے تا کہ قل متاع الدنیا قلیل (فرما دیجئے کہ دنیا کی متاع ہیچ ہے) کی پستی سے نکل کر تو اپنی ہمت کا پیر باہر رکھ سکے اور والاخرة خیر و ابقی (اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے) کی بلندی پر تو چڑھ جائے اور ذالك فضل الله ۔ الخ (یہ اللہ کا بڑا فضل ہے دیتا ہے جس کو چاہے) کی بشارت دینے والا اقبال مندی کی یوں بشارت دے

کرالاتخافوا۔الخ (خبردار نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوش ہو اس جنت سے جس کا وعدہ دیا گیا ہے) اور جنت النعیم کے دربان (اللہ ان سے راضی ہو) ندا کریں کہ کلوا۔الخ کہ جی بھر کر کھاؤ اور پیو بدلے اس کے جو تم کرتے تھے۔(اہلحدیث امرتسر: رمضان ۱۳۵۱ھ)

وضاحت از محشی: مفتی مرحوم نے تبرکات آثار سلف کے طور پر اس نامۂ مبارک کو شائع کیا تھا۔ اسی اہمیت کے پیش نظر اس کو فتاویٰ ثنائیہ میں جگہ دی گئی۔ فالحمد لله علی ذالك (راز) (فتاویٰ ثنائیہ: ج:۱:ص:۱۴۹ تا ۱۵۱)

ذکر نفی اثبات کی اہمیت وضرورت:۔ تشریح از علامہ ابوالقاسم بنارسی رحمہ اللہ۔ بات یہ ہے کہ کلمہ طیبہ پڑھنے کے دو موقع ہیں۔ ایک تو بطور اقرار وشہادت کے دوسرے بطور ذکر وعبادت کے۔ موقع اوّل میں تو دونوں جُز ملا کر پڑھنا ضروری ہے کیونکہ بغیر ان دونوں جزوں کے شہادت ہی نہ ہوگی۔ اسی لیے فرمایا گیا۔ الاسلام ان تشهد ان لا اله الاالله و ان محمدا عبده و رسوله (متفق علیہ) لیکن موقع ذکر وعبادت میں فقط لااله الا الله ہی ہے۔ کیونکہ عبادت کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو صرف عبد ہیں نہ معبود۔ جیسا کہ عبدہ' و رسوله' کے لفظ سے ظاہر ہے۔ اور حدیثوں میں بھی ایسے مقام پر صرف لا اله الا الله ہی آیا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔ لقنوا موتاکم لااله الا الله (مسلم) من كان اخر كلامه لااله الا الله دخل الجنة (ابوداؤد)

افضل الذکر لااله الا الله (ترمذی و ابن ماجه) یاایها الناس قولوا لااله الا الله و اتر کوا اللات والعزی۔ ما قال عبد لااله الا الله الافتحت له ابواب السمآء (ترمذی) قل لا اله الا الله (شرح السنة و مشکوٰة) ان اوران جیسی احادیث میں ''محمد رسول الله'' کا لفظ نہیں ہے۔ غالباً اسی لیے صوفیاء کے نزدیک بھی ذکر عبادت میں صرف لااله الا الله ہی ہے اور اس کے پڑھنے کے خاص طریقے مقرر ہیں۔ لہٰذا اہلحدیث باتفاق صوفیائے کرام یہ کہتے ہیں کہ ذکر وعبادت کے موقعہ پر تو صرف لااله الا الله ہی ہے۔ جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور اسی پر صوفیاء کا عمل ہے۔ ہاں اقرار شہادت کے وقت محمد رسول الله کہنا ضروری ہے۔ ورنہ بغیر اس کے ایمان ہی مقبول نہ ہوگا۔ اور اس میں کسی کا اختلاف بھی نہیں ہے۔ فافترقا۔(عاجز محمد ابوالقاسم سیف محمدی بنارسی ۲۷ شعبان ۱۳۳۹ھ) (فتاویٰ ثنائیہ: ج:۱:ص:۱۷۷-۱۷۸)

سلسلہ نقشبندیہ میں توحید وسنت کی اہمیت:۔ حضرت مجدّد قدس سرہٗ کا فیصلہ اس بارہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

''وحیوانات راکه نذر مشائخ می کنند: برسرقبرہائے ایشاں رفته اں حیوانات ذبح مے نمایند در روایات فقیہه ایں عمل رانیز داخلِ شرك ساخته اندودریں باب مبالغه نموده ایں ذبح را از جنس ذبائح جن انکا شته اندکه ممنوع شرعی است و داخل دائرئه شرك۔''

(مکتوب: ۴۱ دفتر سوم، ص: ۷۰) (فتاویٰ ثنائیہ: ج:۱:ص:۱۸۳)

سلاسل تصوّف میں بدعات سے بیزاری:۔ حضرت مجدّد قدس سرہٗ اس بارے میں بھی صاف ارقام فرماتے ہیں۔

''وازیں عالم است صیام نساء که به نیت پیراں و بیبیاں نگاه دار ندو اکثر نامہائے ایشاں را ازخود تراشیده روز ہائے خودرا بنام آنہا نیست کنند و دروقت افطار ازبرائے ہر روزه خاص بوضع مخصوص تعین مے نمائنده و تعین ایام نیزمی کنند ازبرائے صیام و مطالب، و مقاصد خود رابایں روز ہامربوط مے سازند و تبوسل ایں روزه ازینہا حوائج مے خواہند ور وائے حاجت خودرا از آنہامے دانند۔ ایں شرك در عبادت است و تبوسل عبادت غیر حاجات خود را ازاں غیر خواستن است۔ شناعت ایں فعل رانیک باید دریافت...... دحیله است آنچه بعضے از زناں در وقت اظہار شناعت ایں فعل گویند که ما ایں روزه ہا برائے خدانگاه مے واریم و ثواب آں به پیراں مے بخشیم اگر دریں امر صادق باشند تعین ایاؔم از برائے صیام چه درکار است و تخصیص طعام و تعیّن اوضاع شنیعه مختلفه درافطار برائے چیست

(مکتوب: ۴۱ دفتر سوم: ص: ۷۰)

ترجمہ: اور شرک ہی کے قبیلہ سے ہیں عورتوں کے وہ روزے جو وہ پیروں اور بیبیوں کی نیت سے رکھتی ہیں اور ان میں سے اکثر کے تو نام بھی خود انہی کے تراشے ہوئے ہیں۔ اور انہی خود ساختہ ناموں پر وہ روزے رکھتی ہیں۔ اور ہر روزہ افطار کیلئے انہوں نے خاص طریقے مقرر کیے ہیں۔ اور ان روزوں کے دن بھی الگ الگ مقرر ہیں۔ یہ بد بخت اور جاہل عورتیں اپنی حاجتوں کو ان روزوں سے وابستہ کرتی ہیں اور ان روزوں ہی کے وسیلہ سے اپنی مرادیں ان پیروں یا بیبیوں سے مانگتی ہیں اور ان کی حاجت روائی کا اعتقاد رکھتی ہیں۔ اور یہ بلا شک شرک فی العبادت اور غیر اللہ کی عبادت کے ذریعہ اسی غیر سے اپنی مرادیں چاہنا ہے۔ اس مشرکانہ فعل کی شناعت وخرابی اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے......

اور وہ جو بعض عورتیں اس کے جواب میں یہ تاویل کرتی ہیں کہ ہم یہ روزے اللہ کے واسطے رکھتے ہیں۔ اور ان کا ثواب پیروں کو بخشتے ہیں۔ سو یہ محض ان کا حیلہ ہے ورنہ اگر وہ اس بات میں سچی ہوتیں تو ان روزوں کیلئے خاص ہی دنوں کا تعین کیوں ہوتا۔ اور پھر افطار میں خاص قسم کے کھانوں اور خاص طریقوں کے اہتمام کے کیا معنی ہیں؟ (فتاویٰ ثنائیہ: ج:۱:ص:۱۸۲-۱۸۳)

جادو کے اثرات یقینی ہیں:۔ اب صرف اس بات کو سوچنا چاہیے کہ آیا اس سحر میں بنفسہٖ تاثیر ہے یا نہیں؟ آیئے سلف صالحین کی تحقیق کو سنیے: ''قال النووی والصحیح ان له حقیة و به قطع الجمهور و علیه عامة العلماء ویدل علیه الکتاب و السنة الصحیحة المشهورة'' (فتح الباری انصاری: پ۲۴-ص۴۴۰)

''یعنی امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں صحیح بات یہ ہے کہ اس میں بنفسہٖ تاثیر ہے اور اسی پر جمہور اور علماء عام نے بات کو طے کیا اور صحیح حدیث مشہور اور قرآن پاک اسی پر دلالت کرتے ہیں۔''

گویا امام نووی رحمہ اللہ رد کرتے ہیں ان لوگوں کی باتوں کو جو لوگ کہتے ہیں کہ اس میں بنفسہٖ تاثیر نہیں ہے۔ بتاتے ہیں کہ اس میں حقیقی اثر خداداد یعنی اس میں اللہ پاک نے حقیقی اثر دیا ہے جو کرنے والے کرتے ہیں اور اس پاک ذات کی مرضی سے ہوتا ہے۔

اب مرقومہ بالا شہادت کو معلوم کر لینے کے بعد جو لوگ کہتے ہیں کہ جادو کوئی چیز نہیں ہے وہ غلط ہے۔ ضرور جادو ایک چیز ہے جو قرآن پاک میں اللہ پاک نے مختلف لغات ہونے کی وجہ سے مختلف معنوں میں بیان کیا۔ عیاں راچہ بیاں۔ اور جادو کوئی چیز نہ ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ پر کیوں اثر کرتا اور دو سورۃ معوذتین اس کے دفع کرنے پر کیوں اترتیں۔ معلوم ہوا کہ یہ ایک چیز بُری ہے اور اس کا کرنے والا کافر ہے وہ فلاح نہ پائے گا۔ خدا خود فرماتا ہے لایفلح الساحر حیث اتی یعنی جادو جیسا بھی ہو کرنے والا فلاح (نجات) نہ پائے گا اور کروانے والا بھی فلاح نہ پائے گا۔ کما هو الظاهر۔

اور بعض لوگوں کا گمان یہ بھی ہے کہ جادو پر یقین کرنے والا بے ایمان ہے۔ تو اُن کی بات بھی صحیح نہیں کیونکہ مومن کا جادو پر یقین اس معنی کر کے ہے کہ وہ ایک بُری چیز ہے جو کہ برے لوگ کرتے ہیں۔ اس یقین سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ بے ایمان ہے۔ مثلاً ہم جانتے ہیں شیطان کا وجود دنیا میں ہے اور وہ رجیم ہے اور وہ لوگوں کو بہکاتا پھرتا ہے۔ تو کیا ہم ان باتوں کو جو خداوند کریم نے بتادی ہیں نہ یقین کریں اور نہ سچ جانیں۔ اسی طرح سے جادو کی حالت قرآن میں بیان کی۔ پس اس کو بھی من حیث جادو مؤثر ہے۔ بحکم خدا یقین کرتے ہیں اور اس کو برا جان کر حکم خدا کو پالن کرتے ہیں۔ یعنی خدا اور رسول ﷺ کے منع کرنے کی وجہ سے ہم نہیں کرتے۔ اور ساحروں کو لائق قتل ہم جانتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے عامل کو خط میں لکھتے ہیں۔ ان اقتلوا کل ساحر و ساحرة (یعنی قتل کرو تمام جادوگر مرد اور جادوگر عورتوں کو (فتح الباری انصاری پ۲۴:ص۴۴۰)

والسلام: محمد گلزار مدرس مدرسہ کھڑ دھول، پوسٹ گاجل ضلع مالدہ (اہلحدیث ۳۱ رمضان المبارک ۱۳۵۰)

(فتاویٰ ثنائیہ: ج۱:ص۱۹۱-۱۹۲)

عذاب قبر پر دلائل: سوال، عذاب قبر وسوال نکیرین کا اعتقاد جو شریعت محمدیہ ﷺ میں مسلم الثبوت واحادیث صحیحہ وکثیرہ سے ثابت

ہے۔بعض احباب اس کا ثبوت قرآن شریف سے چاہتے ہیں۔(ظہیر حسن)

جواب: عذاب قبر کا ثبوت ملتا ہے۔فرعونیوں کے حق میں مذکور ہے۔ النار یعرضون علیھا غدوا وعشیا و یوم تقوم الساعة ادخلوا ال فرعون اشد العذاب (پ۲۴: ع۹)

فرعونیوں کو آگ کے عذاب پر صبح وشام پیش کیا جاتا ہے)اس کے علاوہ ارشاد ہے۔و من وراء ھم برزخ الی یوم یبعثون‘‘ حدیثوں میں ان ہی دو آیتوں کی تفصیل ہے۔اللہ اعلم (۲۰ ذی قعدہ ۱۳۶۲ھ)

تشریح: یہ عذاب قبر بطور حوالات کے ہے۔ پورا عذاب قیامت میں ہوگا۔اسی طرح اے کلاس کے لوگوں کیلئے قبر میں کچھ راحت بھی ہے۔ پوری راحت قیامت کو ملے گا۔

مولانا عبدالسلام شیخ الحدیث دہلوی (اہلحدیث دہلی: ۱۵-۱۵ بحوالہ فتاویٰ ثنائیہ: ج۱:ص۱۹۲)

نقشہ تواریخ ولادت ووفات حضرات ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم:

نمبر شمار	نام امام	تاریخ ولادت	تاریخ وفات
۱-	امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ	۸۰ھ	۱۵۰ھ
۲-	امام مالک رحمہ اللہ	۹۳ھ	۱۷۹ھ
۳-	امام شافعی رحمہ اللہ	۱۵۰ھ	۲۰۴ھ
-	امام احمد رحمہ اللہ	۱۶۴ھ	۲۴۱ھ

(فتاویٰ ثنائیہ: ج۱:ص:۲۲۶)

فنافی الشیخ سے فنافی اللہ کا سفر:۔ سوال: صوفیائے کرام کی اصطلاح میں سنا گیا ہے کہ فنافی اللہ ہونے کیلئے فنافی الشیخ اور فنافی الرسول (ﷺ) ہونا ضروری ہے بغیر اس کے فنافی اللہ ہونا ناممکن ہے۔ کیا یہ دونوں درجے صحیح اور شرعاً جائز ہیں۔اگر نہیں تو عدم جواز کے جو دلائل ہوں ان کو واضح فرما دیجئے اور اگر جائز ہیں تو ان کے دلائل۔

جواب: صوفیائے کرام کی اصطلاح میں فنافی الشیخ کے معنی ہیں شیخ کی محبت کاملہ اور فنافی الرسول (ﷺ) کے معنی ہیں کامل محبت اور اتباع رسول ﷺ۔ یہاں تک کہ اپنی کوئی امنگ خلاف سنت نہ ہو جیسا حدیث شریف میں ہے۔ لا یومن احد کم حتی یکون ھواہ تبعالما جئت بہ (یعنی کوئی شخص مومن نہ ہوگا جب تک اس کی دلی خواہش اور اُمنگ میری تعلیم کے ماتحت نہ ہو) یہی مضمون مولوی رومی مرحوم کی مثنوی کے اس شعر میں ہے۔

تاہوئ تازاست ایمان تازہ نیست کایں ہوئ جز قفل آں دروازہ نیست

یعنی جب تک انسان کی اپنی خواہش زندہ ہے ایمان مردہ ہے کیونکہ یہ خواہش ایمان کیلئے بمنزلہ قفل کے ہے۔

پس محبت شیخ اور محبت رسول ﷺ درحقیقت اصل مقصود تعلق باللہ اور تبتل الی اللہ کیلئے تمہید ہے تعلق بالالوہیت ہی کا نام ہے فنافی اللہ یعنی پہلے درجہ میں مرید اپنے شیخ کو صرف استاد جانتا ہے جیسے طفل مکتب اپنے معلم کو دوسرے درجے میں رسول ﷺ کو بطور ہادی کے دیکھتا ہے۔ آخری درجہ میں خدا کو بحیثیت معبود کے دیکھتا ہے اس لیے اس درجہ میں نہ کوئی دوسری چیز اس کے مساوی ہو سکتی ہے، نہ اس سے بلند۔

(فتاویٰ ثنائیہ: ج۱:ص:۲۹۰-۲۹۱)

شیخ ابن عربی قابل عزت، الزامات متروک یا ماؤل ہیں: (ا) اکثر علماء اور خصوصی گروہ صوفیائے کرام شیخ محی الدین ابن عربی

شیخ اکبر (جن کی مشہور تصانیف فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ وغیرہ ہیں) کو مقدس بزرگ مانتے ہیں اور بعض علماء شیخ مذکور کو مسئلہ وحدۃ الوجود کے قائل ہونے کی وجہ سے جو ان کی تصانیف سے ظاہر ہے۔ کفر والحاد کی طرف منسوب کر کے دائرہ اسلام سے خارج فرماتے ہیں اور بُرے بُرے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ خصوصاً آپ پر اور اہل علم پر ان کی تصانیف سے شیخ موصوف کے خیالات اور ان کی تحقیقات پوشیدہ نہ ہوں گی اور فصوص شیخ مذکور کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے اور مسلمانوں کو کیا ظن رکھا جائے۔ امید ہے کہ اشد ضرورت کی وجہ سے بہت جلد جواب سے تشفی فرمائیں گے۔ (محمد سلیمان سودگر جڑ چڑلہ علاقہ نظام)

جواب: مسئلہ تکفیر شیخ ابن العربی رحمہ اللہ بہت نازک ہے۔ مولانا نواب صاحب بھوپال مرحوم ''تکثار'' میں علامہ شوکانی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے چالیس سال تک شیخ کی تکفیر کی آخر میری رائے غلط معلوم ہوئی۔ تو میں نے رجوع کیا۔ نواب صاحب مرحوم شیخ ممدوح کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور مولانا نذیر حسین المعروف حضرت میاں صاحب دہلوی رحمہ اللہ شیخ ممدوح کو ''شیخ اکبر'' لکھتے ہیں۔ (معیار الحق: ص ۱۲۸)

حضرت مجدد سرہندی رحمہ اللہ بھی شیخ موصوف کو مقربانِ الٰہی سے لکھتے ہیں۔ بڑی وجہ آپ کی مخالفت کی مسئلہ وحدۃ الوجود ہے۔ سو دراصل اس کی تفسیر پر مدار ہے جیسی اس کی تفسیر کی جائے ویسا ہی اس کا اثر ہوگا۔ خاکسار کے نزدیک اس کی صحیح تفسیر بھی ہوسکتی ہے جس کا ذکر کبھی کبھی اہلحدیث میں کیا گیا ہے۔ دوسری وجہ خفگی کی ایمان فرعون ہے مگر شیخ کا قول مندرجہ ''فتوحات'' اس خفگی کا ازالہ کرتا ہے شیخ موصوف نے فتوحات میں فرعون کو مدعی الوہیت لکھ کر ابدی جہنمی لکھا ہے۔ اور کسی مقام پر اس کے خلاف ملتا ہے تو وہ متروک ہے یا ماؤل۔ اس لیے خاکسار کی ناقص رائے میں بھی شیخ ممدوح قابل عزت لوگوں میں ہیں۔ رحمہ اللہ۔ (۲۶ محرم ۴۰ھ) (فتاویٰ ثنائیہ: ج ا: ص: ۳۳۲)

مسئلہ تعویذ میں راجح قول:۔ سوال: آیات دعائے احادث مرویہ کو شفاء کیلئے لکھ کر تعویذ بنا کر عورت یا بچے کے گلے یا بازو میں لٹکانا حالت طہارت میں جائز ہے یا نہیں اور بے نماز اور اہل ہنود لٹکا سکتے ہیں یا نہیں۔

جواب: مسئلہ تعویذ میں اختلاف ہے۔ راجح یہ ہے کہ آیات یا کلمات صحیحہ دعائیہ جو ثابت ہوں ان کا تعویذ بنانا جائز ہے۔ ہندو ہو یا مسلمان۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک کافر بیمار پر سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تھا۔ (۱۲ جمادی الاوّل ۴۵ھ)

شرفیہ: عبداللہ بن عمر بن عاص صحابی اعوذ بکلمات الله التامات من غضبه و عقابه و شر عباده۔ الخ ساری دعا ماثور لکھ کر اپنے بچوں کے گلے میں لٹکا دیا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ: ص ۲۱۷، ج ا بحوالہ سنن ابی داؤد و ترمذی) اس وقت کی کتاب پاس نہیں ورنہ محدث ابن قیم کی کتاب زاد المعاد سے بھی کچھ نقل کرتا اس میں بھی کچھ لکھا ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ: ج ا: ص: ۳۳۷)

وضاحت: تعویذ کے جواز کی یہ صورت اگر اپنی حد ہی تک ہی رہے تو ٹھیک اگر معاملہ بڑھ کر التزام اور استعانت علی غیر اللہ تک پہنچ جائے تو رخصت حرمت میں تبدیل ہوجائے گی۔ (از مرتب اثری)

مجدّد کا ثبوت: سوال: کیا مجدّد کیلئے دعویٰ کرنا ضروری ہے اور مجدد کی حدیث صحیح ہے یا نہیں۔ اگر صحیح ہے تو موجودہ صدی میں کون مجدّد ہے اور مجدّد کی پہچان کیا ہے۔ کیا باقی مجدّدوں نے بھی مجدّد سرہندی رحمہ اللہ کی طرح دعویٰ کیا ہے یا نہیں۔ ہر ایک سوال کا جواب بذریعہ قرآن وحدیث عنایت فرمادیں۔

جواب: مجدّد کی خدمت احیاء سنت نبوی ہے۔ ایک زمانہ میں کئی ایک ہوسکتے ہیں جو کوئی سنت نبوی ﷺ کی اشاعت واحیاء کرے۔ وہ اتنے حصہ میں مجدّد ہے کہ ایک شخص ایک گاؤں کا مجدّد ہو تو دوسرا ایک ضلع کا ہوسکتا ہے۔ تو تیسرا ملک کا بھی ہوسکتا ہے۔ مجدّد کا کام اس کی پہچان ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ: ج ا: ص: ۳۴۸)

بیعت اصلاح کیلئے مرشد بنانے کا ثبوت:۔ سوال: مرشد لینا فرض ہے یا نہیں اگر فرض نہیں تو اس کیلئے شرعی حکم کیا ہے۔

جواب: کسی نیک بخت صالح متبع سنت کو اپنا مرشد بنانا جس کی صحبت میں رہ کر خدا کی محبت دل میں پیدا ہو! جائز بلکہ مستحب ہے۔ صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم میں یہ دستور تھا۔ اپنے میں سے صالح تر کی صحبت میں بیٹھتے تھے۔ (۲۱ رجب، ۳۹ھ)

مرشد کس کو بنایا جائے:۔ سوال: مرشد کس قسم کے آدمی کو لینا چاہیے۔ اگر مرشد علانیہ شرعی پیروی نہیں کرتے لیکن ہمہ شرعی احکام کے قائل ہیں۔ ایسے مرشد کیلئے شرعی حکم کیا ہے۔

جواب: (مرشد) متبع سنت کو بنائے خلاف شرع سے علیحدگی کرنی چاہیے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے (لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاداللہ و رسولہ) مسلمانوں کو چاہیے کہ جولوگ اللہ اور رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں اُن سے محبت نہ رکھیں (۲۱ رجب ۳۹ھ)

مرشدین کیلئے ضروری ہدایت:۔ زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر زمانہ شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ تک پیر مریدوں سے وصول نہیں کرتے تھے۔ حضرت شیخ غنیۃ میں فرماتے ہیں مرید کو پیر کے گھر کھانا کھانا جائز ہے۔ پیر کو مرید کے گھر کا نہ کھانا چاہیے کیونکہ اس کی شان بلند ہے جو مرید پیر سے کسی نقصان کا خوف کر کے نذرانہ دے وہ بجائے ثواب عذاب کا مستوجب ہے۔ ایسے مرشد دوکاندار دنیادار ہیں۔ (۲۱ رجب ۳۹ھ) (فتاویٰ ثنائیہ: ج ۱: ص: ۳۵۱-۳۵۲)

اجسام انبیاء کا سالم رہنا:۔ حدیث شریف میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کا جسم مٹی پر حرام کیا ہوا ہے۔ (۲۹ شعبان المعظم ۴۰ھ)

اولیاء متبع سنت ہیں:۔ سوال: حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ حضرت فریدالدین عطار رحمہ اللہ، بایزید بسطامی رحمہ اللہ علیہم اجمعین وغیرہ جو مشہور اولیاء گزرے ہیں۔ انہوں نے اپنی کسی تصنیف کی ہوئی کتاب میں کوئی مضمون شریعت کے باہر لکھا ہے۔
(اہلحدیث ۹ ذی الحجہ ۳۷ھ)

جواب: یہ لوگ بڑے پابند شریعت اور متبع سنت تھے۔ یہ کیوں شریعت سے باہر لکھتے۔ (فتاویٰ ثنائیہ: ج ۱: ص: ۳۶۴)

معراج جسدِ عنصری کیساتھ:۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج لجسد عنصری ہوا۔ یہی صحیح ہے، باقی بالکل غلط ہے۔ کسے باشد: ''ابوسعید شرف الدین دہلوی''

آیۃ شریفہ سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ کے ذیل میں تفسیر ثنائی کا مطالعہ کیجئے جہاں حضرت مولانا ثناء اللہ مرحوم نے معراج جسمانی کو مدلل طور پر ثابت کرتے ہوئے۔ جملہ شکوک وشبہات کا بہترین طور پر ازالہ فرمایا ہے۔ ''محمد داوٗد راز'' (فتاویٰ ثنائیہ: ج ۱: ص: ۳۶۶)

طریقت ومعرفت کی جامع تعریف:۔ شریعت، طریقت، معرفت کی جامع مانع تعریف اوران کی تفریق مجمل طور پر۔ (محمد قاسم الینمو)

جواب: شریعت ان احکام کا نام ہے جو قرآن وحدیث میں مذکور ہیں۔ ان احکام کو بحضور قلب دل لگا کر ادا کرنا طریقت اور حقیقت ہے۔ حقیقت شریعت کے مخالف نہیں ہوسکتی بلکہ حقیقت شریعت کیلئے طریق کار کا نام ہے۔ اس لیے حضرت مجدّد صاحب رحمہ اللہ سرہندی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کل حقیقۃ ردتہ الشریعۃ فھی زندقۃ (مکتوبات) یعنی حقیقت کے جس مسئلہ کو شریعت رد کرے وہ واقعی الحاد اور بے دینی ہے یہ تینوں طریقت، حقیقت اور معرفت دراصل شرعی احکام کے طریق کار کا نام ہیں اور یہ تینوں دراصل ایک ہیں۔ (۹ ذی الحجہ ۳۷ھ)
(فتاویٰ ثنائیہ: ج ۱: ص: ۳۸۲)

ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا:۔ دعا میں ہاتھ اٹھانا آیا ہے لیکن اگر ایسے موقع میں دعا مانگتا ہے جہاں ہاتھ نہیں اُٹھا سکتا۔ مثلاً سجدے میں یا قعدے میں تو ایسی جگہ ہاتھ اٹھانا ضروری نہیں۔ امام کی دعا پر مقتدی آمین کہے۔ اور اگر اس کی کوئی خاص حاجت بھی ہے۔ تو وہ الگ طلب کرے۔ منع نہیں۔ امام کی دعا میں شریک رہے۔ اور اپنی حاجت بھی طلب کرے۔ لکل امرء مانوی (۲۸ ذی الحجہ ۳۹ھ)
(فتاویٰ ثنائیہ: ج ۱: ص: ۵۷۰-۵۷۱)

کنکریوں اور گٹھلیوں پر تسبیح کا ثبوت: حدیث نبوی ﷺ تقریری اور آثار صحابہ سے کنکریوں، گٹھلیوں وغیرہ پر تسبیح کا ثبوت وارد ہے:

”عن صفیة قالت دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم و بین یدی اربعه الاف نواة اسبح بها فقالت

لقد سبحت بهذا الا اعلمك باكثر مما سبحت به فقالت علمني فقال قولي سبحان الله عدد خلقه رواه الترمذي والحاكم و صححه السيوطي و عن سعد بن ابي وقاص مثل هذا ان رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل على امرأة و بين يديها نوى او حصى تسبح به فقال الااخبرك بما هوا يسر عليك من هذا الحديث ثم ذكر الفاظ الذكر رواهٗ ابوداؤد والترمذي والنسائي و ابن ماجة و ابن حبان والحاكم و صححه و حسنه الترمذي قال الامام الشوكاني والحديثان يدلان على جواز عدد التسبيح بالنوىٰ والحصىٰ وكذا بالسبحة لعدم الفارق لتقريره صلى الله عليه وسلم للمرأ تين علىٰ ذالك و عدم انكاره والارشاد الى ماهوا فضل لاينافي الجواز و قدوردت بذالك آثار ثم ذكر الاثارعن ابى صفية مولى رسول الله ﷺ وسعد ابن ابی وقاص وابی هريرة وابی الدارداء وعن علی رضی الله عنهم وغير هم باسانيد وعن كتب الحديث فارجع اليه (نيل الاوطار:ص:۲۶۶)

خلاصہ یہ کہ تسبیح وغیرہ پر ذکر اللہ بلا کراہت جائز ہے۔(ابوسعید شرف الدین دہلوی)

وضاحت از محشی: دانہ والی تسبیح پر تسبیح پڑھنے کی ممانعت سلف وخلف کسی سے منقول نہیں۔الخ

عاجز محمد ابوالقاسم بنارسی (اہلحدیث ۲مئی ۱۹۱۳ھ) (فتاویٰ ثنائیہ: ج ۱:ص:۵۷۱-۵۷۲)

مسجد نبوی میں ۵۰ ہزار نمازوں کا ثواب:۔ مدینہ منورہ کو زیارتِ مسجد نبوی ﷺ کی نیت سے جانا چاہیے۔مسجد نبوی میں ایک نماز ۵۰ ہزار نماز کا ثواب رکھتی ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ اور اجابت دعا کے مقامات:۔ مکہ مکرمہ میں مندرجہ ذیل مقامات میں خصوصیت سے دعا قبول ہوتی ہے۔

(۱) طواف بیت اللہ میں (۲) ملتزم کے پاس ("کعبہ کی دیوار" کا وہ حصہ جو رکن حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازے کے درمیان ہے (۳) بیت اللہ کے پرنالے کے نیچے (۴) بیت اللہ کے اندر (۵) زمزم کے پاس (پانی پینے کے وقت)، (۶) صفا پر جب سعی کرنے لگیں (۷) مروہ پر جب سعی کرنے لگیں (۸) طواف صفا مروہ میں (۹) مقام ابراہیم پر طواف بیت اللہ کی دو رکعت پڑھنے کے وقت (۱۰) عرفات میں (۱۱) مزدلفہ میں (۱۲) منیٰ میں (۱۳) جمروں کے پاس (بجز جمرہ عقبہ) (ایضاح للنوی بحوالہ رسالہ حسن بصری) (فتاویٰ ثنائیہ: ج ۱:ص:۷۸۶-۷۸۷)

نام کتاب:۔ تذکار حافظ عبدالغفور رحمہ اللہ جہلمی ..... تصنیف:۔قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری

اخلاقیات کا مجموعہ، دشمنوں کے دوست:۔ ہمارے ممدوح فاضل دوست مولانا حافظ عبدالغفور جہلمی سے ۱۹۴۶ء سے قابل رشک مراسم چلے آرہے ہیں۔سفر وحضر میں ان کی رفاقت کے بے شمار مواقع اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے۔واللہ، باللہ، ثم تاللہ ان کے ظاہر وباطن، قول وفعل اور گفتار و کردار میں کبھی فرق نہیں پایا، ان کا ظاہر وباطن ہمیشہ یکساں رہا۔وہ دوستوں کے دوست تو تھے ہی، وہ دشمنوں کے بھی دوست تھے۔ان کا دسترخوان وسیع تھا۔جیسا کہ مولانا محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ نے فرمایا کہ حافظ صاحب ہمیشہ مجھے کہتے رہے ایک مرتبہ جہلم تشریف لاؤ، دیکھو ہم آپ سے ایسا سلوک کریں گے کہ آپ جہلم کو کبھی بھول نہیں سکیں گے۔شیعہ دوست سید بشیر حسنی بخاری نے اپنے مکتوب میں فرمایا کہ حافظ عبدالغفور نہایت بااخلاق، بلند مرتبت اور مہمان نواز انسان تھے۔ان سطور کے راقم نے حافظ عبدالغفور رحمہ اللہ کی حیات مبارک کا ہر زاویہ نظر سے مطالعہ کیا، اور ان کے ہر گوشۂ زندگی کو مبرا پایا، تکبر وغرور، نفرت، رعونت، تنگ ظرفی، اخلاقی کمزوری کبھی ان کے قریب نہیں دیکھی۔دیانت وامانت، ریاضت وعبادت، ذکر وفکر اور ظاہر وباطن میں وہ اللہ کے قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے عامل اور حامل تھے۔للّٰہیت، خلوص، تقویٰ ان کے ماتھے کا جھومر تھا۔وہ ہر اعتبار سے اعلیٰ و بالا شخصیت کے مالک تھے۔ان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی قابل رشک تھی۔(تذکار حافظ عبدالغفور جہلمی ص:۱۱-۱۲)

پیشانی پر روشن مستقبل کی لکیریں پڑھنا:۔ ۱۹۳۹ء کے اواخر میں حافظ عبدالغفور نے مدرسہ جھوک دادو میں داخلہ لے لیا۔ میاں باقر رحمہ اللہ نے پہلی نظر میں حافظ صاحب کی پیشانی سے روشن مستقبل کی لکیریں معلوم کرلیں اور انہیں اپنی تربیت میں لے لیا۔ میاں باقر رحمہ اللہ علیہ کی صحبت اور تربیت نے انہیں مسِ خام سے کندن بناڈالا......

میاں باقر رحمہ اللہ اپنے وقت کے اولیاء میں سے تھے، عالم، عابد، زاہد، ذاکر، شب زندہ دار بزرگ تھے۔ ان کے ظاہر و باطن میں یکسانیت تھی، قول وعمل گفتار و کردار اور سیرت وصورت میں توافق تھا، وہ راستباز، خوش اخلاق، خوش اطوار شخصیت کے مالک تھے۔

ان کی کرامتیں اور ان کے حسنِ کردار کے واقعات عام وخاص کی زبان پر جاری ہیں۔ میاں صاحب ۱۹۷۷ء میں وفات پا گئے۔ حافظ عبدالغفور ہمیشہ میاں صاحب کو اپنا روحانی باپ اور دینی پیشوا سمجھتے تھے۔ (تذکار حافظ عبدالغفور جہلمی ،ص:۳۴)

صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ سے محبت وعقیدت:۔ حافظ عبدالغفور امیر المجاہدین حضرت صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ سے انتہائی متاثر تھے۔ ہمیشہ صوفی صاحب کے اخلاص، ایثار، استعداد، استقامت میں پوری زندگی لوجہ اللہ وقف کرنے کے سلسلہ میں ان کی زبان رطب اللسان رہی اور وہ ہمیشہ صوفی صاحب کو آئیڈیل شخصیت سمجھتے تھے۔ حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ بھی حافظ صاحب سے نہایت شفقت اور محبت سے پیش آتے اور ان کیلئے ہمیشہ دعائیں کرتے اور انہیں دینی کام کی تشجیع دلاتے۔

جامعہ تعلیم الاسلام اور اس کے بانی سے حافظ صاحب کو کس قدر محبت وعقیدت تھی کا اس امر سے اندازہ لگائیں کہ وہ خلوص اور کارکردگی میں ہمیشہ حضرت صوفی صاحب کی مثالیں پیش کرتے۔ احباب اس امر سے تو یقیناً باخبر ہوں گے کہ حضرت حافظ عبدالغفور صاحب نے دستارِ فضیلت اور سندِ فراغت ماموں کانجن (اوڈانوالہ) سے حاصل کی۔

صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ ولی کامل، مستجاب الدّعا عابد، مجاہد، زاہد، ذاکر، شب زندہ دار بزرگ تھے۔ ایک عرصہ جماعت مجاہدین میں گزار کرآئے تھے۔ تقویٰ، دیانت اور امانت کا یہ عالم تھا کہ پوری زندگی جامعہ کے فنڈ سے ایک پائی تک اپنی ذات پر خرچ نہیں کی۔ ان سے بے شمار کرامتیں سرزد ہوئیں، اور سینکڑوں لوگ ان کے بارے میں اپنے تاثرات اور مشاہدات بیان کرتے ہیں۔ وہ دیانت دار اور متقی تھے اور ہر وقت اپنی زبان کو خدا کے ذکر سے تر رکھنے والے، شب خیز، صاف گو، راستباز اور مہمان نواز تھے۔ علماء، صلحا، عابدین وذاکرین ان سے ہمیشہ محبت وعقیدت کا اظہار کرتے۔ افسوس اسلام کا یہ نیرِ تاباں ۲۸ اپریل ۱۹۷۵ء سوموار نماز ظہر با جماعت ادا کرنے کے بعد ہمیشہ کیلئے غروب ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (تذکار حافظ عبدالغفور جہلمی ،ص:۳۵-۳۶)

جامعہ سلفیہ کی تاسیس میں متصوف علماء کی شرکت:۔ جامعہ سلفیہ جس کی تاسیس اپریل ۱۹۵۵ء میں فیصل آباد میں عمل میں آئی تھی اس کے نام کے مجوزہ مولانا محمد حنیف ندوی مرحوم تھے۔ اس کے حجر اساسی کی تقریب کا منظر بڑا قابلِ دید تھا۔ مستجاب الدعاء حضرت صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ مجسمہ خیر وبرکت حضرت میاں باقر رحمہ اللہ، مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ، مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ، مولانا عبیداللہ احرار، مولانا محمد اسحٰق چیمہ، مولانا محمد صدیق اور دیگر بیسیوں اہل علم موجود تھے۔ (تذکار حافظ عبدالغفور جہلمی ،ص:۸۱)

جامعہ اثریہ کا سنگ بنیاد مبارک بابرکت ہاتھوں سے:۔ جامعہ علوم اثریہ کیلئے سنگ اساسی پاکستان کے سب سے بڑے خطاط حافظ محمد یوسف سدیدی مرحوم نے لکھا۔

حجر اساسی کی تقریب کا اہتمام عیدگاہ اہلحدیث جہلم میں شام کے وقت کیا گیا جس میں تقریباً ڈیڑھ ہزار شہر اور ملک کے بالغ النظر علماء اور دانشور موجود تھے۔ شرکائے تقریب کیلئے نہایت عمدہ اکل وشرب کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس باوقار تقریب میں حافظ عبدالغفور صاحب نے حجرِ اساسی فضیلۃ الشیخ عبدالقادر حبیب اللہ سندھی کو پکڑایا۔ سندھی صاحب نے سماحۃ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل امام کعبہ کے مبارک ہاتھوں سے متعلقہ جگہ پر نصب کروایا۔ (تذکار حافظ عبدالغفور جہلمی ،ص:۱۰۷-۱۰۸)

امیر شریعت کا فرمان:۔ انسان خطا و نسیان کا پُتلا ہے، اس سے غلطیاں بھی سرزد ہوتی ہیں اور گوناں گوں اوصاف کا حامل بھی ہوتا ہے۔ انسان کو فرشتہ سمجھنا اور غلطیوں سے مبرا خیال کرنا یہ بھی غلط ہے اور کسی کو مجموعہ اغلاط فرض کر لینا، یہ بھی عقل و فکر کے منافی بات ہے۔ امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ انسان نے اپنے اوپر تصنّع کا خول چڑھا رکھا ہے اور اس نے اپنے آپ کو مصنوعی دبیز پردوں میں چھپا رکھا ہے۔ انسان کی اصلیت ریل میں ظاہر ہوتی ہے یا جیل میں۔ (تذکار حافظ عبدالغفور جہلمی ص:۱۴۴)

صاحبِ کرامت بزرگ:۔ دعا کی قبولیت کا تعلق انسان کے باطن سے ہوتا ہے۔ جتنا کوئی اسلام کے اوامر و نواھی کا پابند اور دینی ارشادات پر عمل پیرا ہوتا ہے اتنی اُسکی دعا میں قبولیت ہوتی ہے بعض اشخاص اپنے ظاہر و باطن اللہ اور اس کے رسول کے تابع کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی پھر ان کی دعاؤں کو رائیگاں نہیں کرتا۔ حدیث میں آتا ہے کہ کتنے ہی پراگندہ حال، پراگندہ بال اگر وہ خدا کی قسم کھا کر یہ کہتے ہیں کہ یا اللہ یہ کام ضرور کرنا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو ضرور پورا کرتا ہے۔ حافظ عبدالغفور نے اپنی پوری زندگی اللہ کے دین کے مشن کے فروغ کیلئے وقف کر دی۔ اور ظاہر و باطن میں عبادت، نوافل، ذکر اور ریاضت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو عملی جامہ پہنایا۔ اسی وجہ سے بیسیوں مقامات پر حافظ عبدالغفور رحمہ اللہ نے دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے اسے قبولیت سے نوازا۔ بعض مواقع پر اللہ تعالیٰ نے ان کی کرامتوں کا ظہور بھی کروایا۔ چنانچہ جب بیت اللہ میں ۱۹۷۹ء میں خوفناک حادثہ پیش آیا اور تمام شہروں کی چیک پوسٹوں کو الرٹ کر دیا گیا۔ خصوصاً مدینہ منورہ کی چیک پوسٹ اپنی سخت گیری اور محاسبے میں خاصی شہرت رکھتی ہے۔ حافظ عبدالغفور مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جانا چاہتے تھے۔ دوستوں نے منع کیا کہ سانحہ حرم کی وجہ سے حالات بڑے سنگین ہیں، آپ کو نہیں جانا چاہیے لیکن حافظ عبدالغفور سفر کا پروگرام بنا چکے تھے اور وہ مدینہ منورہ کیلئے روانہ ہو گئے۔ جب مدینہ منورہ کی چیک پوسٹ پر پہنچے تو واقعی وہاں تفتیش خاصی سختی سے ہو رہی تھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے حافظ صاحب کی یوں عزت کروائی کہ چیک پوسٹ کے انچارج نے جب حافظ صاحب کو دیکھا تو بغیر تفتیش کے چلے جانے کا اشارہ کیا۔

دم کی برکت سے پیٹ کی رسولی ختم:۔ سیّد یونس علی شاہ بخاری ایڈووکیٹ نے بیان کیا کہ میرے چھ سالہ بچے کے پیٹ میں رسولی تھی، ڈاکٹروں کے ایک بورڈ کے وہ زیر علاج تھا، لیکن بچے کو افاقہ نہیں ہو رہا تھا۔ میں نے خاصی آزردگی سے اپنی پریشانی کا ذکر کیا۔ فرمانے لگے ڈاکٹری علاج چھوڑ دیں۔ لاؤ میں پانی دم کر دیتا ہوں، یہ بچے کو پلائیں۔ میں پانچوں نمازوں کے بعد یہاں آ کر دم کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اسے شفاء کاملہ، عاجلہ اور نافعہ عطا فرمائیں گے چنانچہ ایسے ہی ہوا۔

روحانی قوت کی تاثیر: سیّد یونس شاہ نے بیان کیا کہ یہاں جب بھی ضلعی اور شہری حکام مقامی علماء اور جماعتوں کی میٹنگ بلاتے تو وہ سب سے آخر میں پہنچتے۔ خاموشی سے ان کی گفتگو سنتے اور آخر میں بھرپور بات کرتے جس سے حکام بھی اتفاق کرنے پر مجبور ہو جاتے۔ ایک مرتبہ ایک صاحب خاصے تیز تھے اور علماء کے خلاف خاصا تلخ ذہن رکھتے تھے لیکن حافظ صاحب کی گفتگو سے وہ بالکل خاموش ہو گئے۔ ان سے کسی نے دریافت کیا، تمہاری تیزی، طراری اور تلخی اس وقت کدھر چلی گئی تھی جب حافظ عبدالغفور گفتگو کر رہے تھے اس نے کہا کہ میں اس قدر ان کے تشخص سے مرعوب ہو گیا کہ بات نہ کر سکنے میں ہی عافیت سمجھی۔

مارشل لاء کے دنوں میں مقبول دعا:۔ جنرل محمد ضیاء الحق کی مارشل لاء کی آمد پر حافظ صاحب نے مارشل لاء کو ہدف تنقید بنایا۔ مقامی ایڈمنسٹریٹر کی عدالت میں مارشل لاء کے تحت حافظ صاحب پر کیس قائم کیا گیا۔ شیخ محمد اصغر ایڈووکیٹ اور سید یونس شاہ بخاری نے اس کیس میں وکالت کی۔ معاملہ خاصہ سنگین تھا لیکن حافظ عبدالغفور صاحب تحمل اور استقامت کے پہاڑ تھے۔ صبح تاریخ تھی، رات دونوں وکلاء حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کیس کی سنگینی کا تذکرہ کیا۔ حافظ عبدالغفور نے جواباً فرمایا کہ آج رات اللہ تعالیٰ کے حضور درخواست پیش کریں گے۔ اگر وہ راضی ہو گیا تو یہ مارشل لاء کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ چنانچہ یہ منظر سب دوستوں نے دیکھا کہ صبح جب حافظ عبدالغفور صاحب ان کی عدالت میں پیش ہوئے، وہ اُٹھ کر بڑی عقیدت سے پیش آیا بلکہ آپ کا معتقد ہو گیا اور اپنے دو بچوں کو ناظرہ قرآن کیلئے ان کی خدمت میں بھیج دیا۔

برِّ صغیر میں
اسلام کے اوّلین نقوش

پاک و ہند میں صحابہؓ تابعین اور تبع تابعین

محمد اسحٰق بھٹی

ادارہ ثقافتِ اسلامیہ
۲۔کلب روڈ، لاہور

طبع دوم : 1994ء

تعداد : 1100

ناشر : ڈاکٹر رشید احمد جالندھری
ناظم ادارہ ثقافت اسلامیہ

مطبع : اظہار سنز لاہور

قیمت : 100/- روپے

اس کتاب کی طباعت واشاعت اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد کی مالی معاونت کی بدولت ممکن ہوئی ہے۔ شکریہ!

لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب۔
البتہ ان کے قصص میں سمجھدار لوگوں کے لئے عبرت ہے (القرآن)

سوانح مرتبہ
معجز نما
آفتابِ بخارا

امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ کی شخصیت وفن پر جامع اور مستند تالیف۔

مؤلفہ
البرق التوحیدی

ناشر
مکتبہ اہلسنت والجماعت، منٹگمری بازار لائلپور

نام کتاب : آفتاب بخارا

قیمت : دس روپے

بار اوّل : ایک ہزار
مؤلف : البرق التوحیدی
ناشر : مکتبہ اہلسنت والجماعت لائلپور
طابع : ظفر حسین مظفر
مطبع : لائلپور نفیس پرنٹنگ پریس لائلپور
کتابت : خالد ونمر کاتب لائلپور

دعا کی برکت سے دریا کی طغیانی ختم ہوجانا:۔ سیّد یونس شاہ بخاری یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ دریائے جہلم زبردست طغیانی پر تھا اور اس کا پانی کناروں سے بہہ کر شہر میں داخل ہو چکا تھا۔ ہم حافظ صاحب رحمہ اللہ کو دریا کے کنارے پر لے گئے۔ حافظ صاحب نے وہاں پوری آہ وزاری سے ایک طویل دعا کی اور اللہ تعالیٰ سے دریا کی طغیانی کو فرو کرنے کی درخواست کی۔ چنانچہ جب دعا سے فارغ ہوئے تو واقعتاً پانی اترنا شروع ہوگیا اور چند گھنٹوں میں پانی خاصا نیچے چلا گیا۔

اس قسم کے بیسیوں واقعات ہیں جنہیں ہم کتاب کے صفحات کی تنگ دامانی کی وجہ سے ضبط کرنے سے قاصر ہیں۔

(تذکار حافظ عبدالغفور جہلمی ،ص:۱۴۵ تا ۱۴۸)

مدینے کے گلیوں سے عشق:۔ حافظ عبدالغفور صاحب مدینے کی گلیوں کے عاشق تھے۔ بیت اللہ مکہ مکرمہ سے انہیں دلی محبت و عقیدت تھی۔ مدینہ منورہ میں وہ کئی کئی ایام قیام کرتے اور ریاض الجنۃ میں نفل پڑھتے۔ کثرت سے تلاوت قرآن پاک کرتے اور خشوع و خضوع سے دعائیں مانگتے۔ بیت اللہ میں باب بلال برصغیر کے اہلحدیثوں کا بہت بڑا مرکز ہے۔ (تذکار حافظ عبدالغفور جہلمی ،ص:۱۵۲)

امام کعبہ کی کرامت: قاری محمد صدیق ایم اے آف الریاض، شیخ ابن السبیل حفظہ اللہ سے ملاقات کیلئے مکہ پہنچے اور شیخ صاحب اس وقت طائف جا چکے تھے۔ ہم نے شیخ عبدالقادر حبیب اللہ سے رابطہ قائم کیا۔ انہوں نے فرمایا جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن اور چک نمبر ۲۴۹ گ ب جالندھریاں میں بچیوں کے مدرسہ کے سنگِ بنیاد کیلئے میں انہیں ضرور لے کر جاؤں گا۔ وہاں ان کو لے جانا فرض عین ہوگیا ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالقادر کی نوازش سے امام کعبہ مذکورہ بالا دونوں مقامات پر گئے۔ وہ جون کا مہینہ اور شدید ترین گرمی کا موسم تھا۔ لیکن امام صاحب کی کرامت دیکھیے کہ جہاں جہاں امام کعبہ تشریف لے گئے، وہاں وہاں اللہ تعالیٰ نے خوب باران رحمت برسائی۔ (تذکار حافظ عبدالغفور جہلمی ،ص:۱۵۴)

یومیہ معمولات:۔ حافظ عبدالغفور صاحب ان علماء میں سے تھے جو چلتے پھرتے، اُٹھتے، بیٹھتے، کھاتے پیتے، ہر وقت خدا کے ذکر سے اپنی زبان کو تر رکھتے۔ خصوصاً ان کے یومیہ معمولات کی کیفیت یوں تھی، وہ عہدِ جوانی یعنی طالب علمی کے زمانے سے تہجد کے پابند تھے۔ تہجد کی نمازوں میں ایک سپارہ کی تلاوت ان کا معمول تھا۔ اور بعض اوقات جب طبیعت سفر اور تکان سے محفوظ ہوتی تو دو دو پارے بھی پڑھ لیتے۔ نمازِ فجر کے بعد وہ مسنون وظائف و اوراد کافی دیر تک کرتے رہتے۔ دو تین سپارے پھر تلاوت کرتے۔ تہجد کے بعد تقریباً چار سپارے تلاوت ان کا یومیہ معمول تھا اور یہ معمول زندگی بھر جاری رہا۔ صرف ان ایام میں یہ قائم نہ رہ سکا۔ جب بیماریوں کے ہجوم نے انہیں صاحبِ فراش کر دیا۔ درود شریف کا ورد بھی کثرت سے کرتے۔ دن رات میں ایک ہزار مرتبہ درود پڑھتے یعنی درود پاک کی دس تسبیحات نکالتے، اشراق کی نماز پڑھ کر گھر تشریف لاتے۔ (تذکار حافظ عبدالغفور جہلمی ،ص:۱۶۱-۱۶۶)

نام کتاب:۔ برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش........ مصنف:۔ محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ

کرز بن ابو کرز عبدی:۔ کرز بن ابو کرز عبدی حارثی کوفی ...... کرز کے والد کا نام وبرہ تھا، لیکن عربوں کے رواج کے مطابق وہ اپنی کنیت ابو کرز سے مشہور تھے۔ قبیلہ بنو عبدالقیس سے تعلق رکھتے تھے۔

کرز نہایت متقی، پرہیزگار اور عابد و زاہد تھے۔ ابن جوزی رحمہ اللہ نے انہیں کوفے کے تابعین میں شمار کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان کا تعلق اصحاب الحدیث کے طبقہ رابعہ سے ہے۔

محمد بن فضیل اپنے باپ (فضیل) سے بیان کرتے ہیں کہ وہ (یعنی فضیل) کرز سے ملاقات کیلئے ان کے گھر گئے۔ وہ ٹاٹ کے مصلّے پر کمبل اوڑھے بیٹھے تھے اور قرآن مجید کی تلاوت کررہے تھے۔ اللہ نے ان کو یہ توفیق مرحمت فرمائی تھی کہ دن اور رات میں تین قرآن مجید ختم کر لیتے تھے۔ گھر سے باہر نکلتے تو لوگوں کو امر بالمعروف کرتے۔ لوگ ان کی تبلیغ سے تنگ آ کر بعض اوقات انہیں اس قدر مارتے کے وہ بے ہوش ہوجاتے۔

اسم اعظم کی بدولت جو مانگتے مل جاتا:۔ شرُ مہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ کرز حارثی کے ساتھ ہم سفر کر رہے تھے اور بصرے جا رہے تھے۔ راستے میں جہاں کوئی ایسا قطعہ زمین آ تا جو کرز کی نگاہوں میں خوبصورت معلوم ہوتا، وہاں جا کر وہ نماز پڑھنا شروع کر دیتے اور نماز سے فارغ ہو کر اگلے سفر پر روانہ ہوتے۔ وہ کہتے ہیں کہ کرز حارثی رحمہ اللہ مستجاب الدعوات تھے، جو چیز اللہ سے مانگتے مل جاتی۔ انہوں نے اللہ سے اسم اعظم کا سوال کیا جو اللہ نے عطا فرما دیا۔

روزانہ تین قرآن ختم کرنا:۔ وہ چاہتے تھے اللہ سے دنیا کی ہر چیز نہ مانگیں، صرف اسمِ اعظم سے بہرہ مند ہونے کی التجا کریں۔ انہوں نے اللہ سے یہ دعا بھی مانگی کہ انہیں اتنی ہمت اور طاقت عطا فرما دی جائے کہ وہ قرآنِ مجید پڑھنے میں مشغول رہیں۔ وہ دن اور رات میں تین قرآن مجید ختم کر لیتے تھے۔ (برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش، ص:۱۹۹)

تپتی دھوپ میں بادل کا سایہ فگن ہونا (کرامت):۔ کرز حارثی رحمہ اللہ کا غلام صبیح کہتا ہے مجھے ایک بزرگ ابوسلیمان رحمہ اللہ نے بتایا کہ میں نے ایک مرتبہ کرز کی رفاقت میں مکہ مکرمہ کا سفر کیا اور اثنائے سفر میں ان کے متعلق بعض نہایت عجیب وغریب باتیں مشاہدے میں آئیں۔ ایک دن وہ ہم سے کہیں علیحدہ ہو گئے۔ قافلے کے تمام لوگ ان کی تلاش میں اِدھر اُدھر گھومنے لگے، مگر کسی کو ان کا سراغ نہ ملا۔ میں نے بھی ان کو ڈھونڈنا شروع کیا۔ جنگل کے ایک کونے میں پہنچا تو سخت گرمی کا احساس ہوا۔ اتنے میں آگے دیکھا تو کرز حارثی رحمہ اللہ نماز پڑھ رہے ہیں اور بادل ان پر سایہ کیے ہوئے ہے۔ اس صورتِ حال سے مجھے انتہائی تعجب ہوا اور خاموشی سے کھڑا انہیں دیکھتا رہا۔ نماز سے فارغ ہوئے تو اُن کی نگاہ مجھ پر پڑی اور مجھے مخاطب ہو کر فرمایا: ابوسلیمان! مجھے آپ سے ایک کام ہے۔

میں نے عرض کیا: فرمائیے حاضر ہوں۔ بولے: مجھ سے پکا وعدہ کرو کہ آج جو کچھ تم نے دیکھا ہے، کسی کو بتاؤ گے نہیں۔

میں نے قسم کھائی کہ جب تک آپ زندہ ہیں، کسی کو نہیں بتاؤں گا۔

میت کا اہل قبور میں استقبال:۔ عمرو بن حمید کا کہنا ہے کہ جرجان کے ایک شخص نے بتایا کہ کرز کی وفات کے موقعے پر ایک شخص نے خواب دیکھا کہ جرجان کے قبرستان میں مدفون لوگ نیا لباس پہنے اپنی اپنی قبر پر کھڑے ہیں۔ ان سے پوچھا گیا: یہ کیا معاملہ ہے؟

انہوں نے جواب دیا: قبرستان میں کرز حارثی تشریف لا رہے ہیں۔ ان کے استقبال کیلئے ہم نے نئے کپڑے پہنے ہیں۔

راویانِ حدیث میں ثقاہت: کرز حارثی رحمہ اللہ تبع تابعین کی جماعت کے جلیل القدر رکن تھے۔ انہوں نے نعیم بن ابی ہند اور ربیعہ بن زیاد رحمہما اللہ سے حدیث روایت کی اور کرز سے سفیان ثوری، ابن شبرمہ، فضیل بن غزوان، ورقہ بن عمر اور عبیداللہ وصافی رحمہم اللہ نے درسِ حدیث لیا۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ ان کو تابعی اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تبع تابعی قرار دیتے ہیں۔ ابن حبان رحمہ اللہ نے ان کو ثقہ راویانِ حدیث میں گردانا ہے اور کہا ہے کہ یہ نہایت عبادت گزار محدّث تھے۔ (برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش، ص:۲۰۰-۲۰۱)

حٰم لا یُنصَرُونَ کی فضیلت:۔ راشد کے قتل کے بعد ۵۰ ہجری کو زیاد نے جب سنان بن سلمہ بن محبق کو ایک لشکر کے ساتھ حدود ہند کے مفتوحہ علاقوں کا والی بنا کر بھیجا تو معلیٰ بن راشد اس لشکر میں شامل تھے اور اس لشکر نے سنان کے زیر کمان جہادِ قلات میں شرکت کی تھی۔ اس ضمن میں خلیفہ بن خیاط نے ۵۰ ہجری کے واقعات بیان کرتے ہوئے اپنی تاریخ میں معلیٰ بن راشد کے متعلق جو الفاظ نقل کیے ہیں، ان کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے۔ وہ کہتے ہیں۔

> ''ہم سنان کی کمان میں قلات کے محاذِ جنگ پر آئے تو ہم نے دیکھا کہ سامنے دشمن کی بہت بڑی فوج کھڑی ہے۔ سنان نے یہ صورتِ حال دیکھ کر ہم سے کہا، تم خوش رہو، تمہیں دو چیزوں میں سے ایک ملنے والی ہے۔ جنت یا مالِ غنیمت......! پھر سنان نے سات پتھر اُٹھائے اور فوج کو روک لیا۔ کہا جب تم دیکھو کہ میں نے حملہ کر دیا ہے تو تم بھی حملہ کر دو...... پھر جب آفتاب آسمان کی تہہ سے باہر آیا تو سنان نے دشمن کی طرف ایک پتھر پھینکا اور اللہ اکبر کہا۔ پھر ایک ایک پتھر پھینکتے گئے، یہاں تک کہ ساتواں پتھر

باقی رہ گیا۔ جب آفتاب ڈھل گیا تو سا تو اں پتھر پھینکا اور کہا: "حٰم لا ینصرون۔" پھر فوراً اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور دشمن پر حملہ کر دیا، ہم نے بھی حملہ کر دیا۔ دشمن کی فوج نے اپنے کندھے ہم کو دے دیئے۔ یعنی ہمارے آگے بھاگ کھڑی ہوئی اور ہم چار فرسخ تک اس کو قتل کرتے گئے۔ اس طرح دشمن کا تعاقب کرتے ہوئے ہم ایک قلعہ بند فوج کے پاس پہنچ گئے۔ انہوں نے ہم سے کہا، خدا کی قسم تم وہ لوگ نہیں ہو، جنہوں نے ہمارے ساتھیوں کو قتل کیا ہے، ہمیں قتل کرنے والوں میں سے تو ایک آدمی بھی تم میں نظر نہیں آتا۔ وہ تو ابلق گھوڑوں پر سوار تھے اور سفید عمامے باندھے ہوئے تھے۔ دشمن کی زبان سے یہ الفاظ سن کر ہم نے آپس میں کہا، یہ اللہ کی مدد ہے۔ ہم نے واپس آکر سنان سے پوچھا: آپ نے فوج کو روک لیا اور آفتاب ڈھلا تو دشمن پر حملہ کیا، اس کی کیا وجہ ہے......؟ جواب دیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل یہی تھا"۔ (برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش، ص: ۲۰۲-۲۰۳)

کتاب کا نام:۔ آفتاب بخارا

مصنف:۔ برق التوحیدی......... ناشر:۔ مکتبہ اہلسنت والجماعت منٹگمری بازار (لائلپور)

مسجد کی صفائی کی اہمیت:۔ آپ (امام بخاری) اپنی صفائی پر مساجد وغیرہ کی صفائی کو ترجیح دیتے تھے جو کہ ایک ولی اللہ کے عین شایان شان ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ کوئی دنیا دار آدمی تو نہ تھے، ان کی زندگی سیدھی سادھی اور خالص علمی تھی اور صفائی کا اس حد تک خیال رکھتے تھے کہ فرش پر ایک تنکے کا پڑا رہنا بھی برداشت نہ کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ اثنائے درس کسی شخص نے آپ کی داڑھی سے تنکا نکال کر وہیں مسجد میں پھینک دیا۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے اس تنکا کو آنکھ چرا کر اٹھایا اور مسجد کے باہر پھینک دیا۔ اور راوی کے الفاظ ہیں:......

"فكانه صان المسجد عما تصان عنه لحيته" (یعنی جس چیز سے اپنی داڑھی کو محفوظ رکھا اس کو مسجد میں بھی برداشت نہ کیا)

عبادت کا ذوق:۔ امام صاحب رحمہ اللہ کا معمول تھا کہ ہر رات تیرہ رکعت نماز تہجد پڑھتے، جس میں ایک رکعت نماز وتر ہوتی۔ نماز پڑھتے تو ایسے خشوع وخضوع سے پڑھتے گویا کہ دنیا و مافیہا سے غافل ہو جاتے، چنانچہ ابو بکر بن منیر بیان کرتے ہیں کہ

"امام عالی رحمہ اللہ ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے کہ زنبور (بچھو) نے سترہ مرتبہ کاٹا، جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا دیکھنا کمر پر کچھ ہے تو نہیں۔ جب دیکھا گیا تو بچھو نے سترہ مقام پر کاٹا ہوا تھا، لیکن نماز کو نہیں چھوڑا۔

روزانہ ایک قرآن ختم کرنا: مقسم بن سعد بیان کرتے ہیں کہ امام صاحب رحمہ اللہ رمضان المبارک کی پہلی رات کو ساتھیوں کو اکٹھا کرتے اور نماز میں قرآن مجید بایں کیفیت پڑھتے کہ ہر رکعت میں بیس آیات پڑھتے اور اسی انداز سے نماز کو جاری رکھتے، حتیٰ کہ قرآن مجید ختم ہو جاتا۔ سحری کے وقت پھر ثلث قرآن مجید تلاوت کرتے اور اس طرح ہر تیسرے دن قرآن ختم کرتے۔ اسی طرح ہر روز صبح کے وقت قرآن مجید شروع کرتے تو بوقت افطار ختم کر دیتے۔ تلاوت قرآن بھی چونکہ ایک بہترین عبادت ہے اس وجہ سے باکثرت تلاوت کرتے اور فرماتے کہ "ختم قرآن کے وقت جو دعا کی جائے وہ مقبول ہوا کرتی ہے۔ (آفتاب بخارا، ص: ۲۸-۲۹)

امام صاحب کا ادب واحترام: یہ صفت بھی ایسی ہے جس سے مزین ہوئے بغیر آدمی اس بلند و بالا مقام پر نہیں پہنچ سکتا، لہٰذا امام صاحب میں یہ خوبی بھی کمال درجہ تک پائی جاتی تھی چنانچہ ایک مرتبہ امام صاحب رحمہ اللہ نے ابو معشر ضریر رحمہ اللہ کو قرآن مجید پڑھتے سنا چونکہ وہ اندھے تھے لہٰذا انہوں نے قرآن کی تلاوت کے وقت اندھوں کی سی حرکات کیں تو امام صاحب مسکرائے۔ اس مسکرانے کو بھی امام صاحب رحمہ اللہ نے خلاف ادب اور غیر مناسب سمجھتے ہوئے ابو معشر ضریر رحمہ اللہ سے معذرت چاہی۔ آداب میں اس قدر محتاط تھے کہ فن جرح وتعدیل کے امام ہونے کے باوجود جرح میں نہایت ہی مناسب الفاظ استعمال کرتے مثلاً اکثر طور پر جب کسی کو جرح میں کچھ کہنا ہوتا تو یہ انداز اختیار فرماتے (فيه نظر، تركوه، سقطوا عنه تا کہ کوئی کلمہ خلاف ادب زبان سے نکلنے نہ پائے۔ (ہدی الساری، ص ۴۸۰ بحوالہ آفتاب بخارا، ص: ۳۰)

ایمانی کمزوریاں
اور
اُن کا علاج

دارالاندلس
4- لیک روڈ چوبرجی لاہور فون: 91-42-7230549
www.jamatdawa.org

نام کتاب

ایمانی کمزوریاں اور اُن کا علاج

ترجمہ و تفہیم

ابو سعد احسان الحق شہباز

تعداد ...... ایک ہزار
پہلا ایڈیشن ...... فروری 2004ء
ناشر ...... دارالاندلس

ملنے کا پتہ
دارالاندلس 4- لیک روڈ، چوبرجی لاہور
فون: 7230549-7231106-7240940

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ ادعونی استجب لکم

فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم مجھ سے مانگو، تم کو میں ہی دوں گا۔

الدعاء المقبول

المأثور عن القرآن و احادیث الرسول ﷺ

المعروف بہ

اسلامی وظائف

جس میں قرآن و حدیث کی (۱۵۰) دعائیں مع حوالہ و ترکیب لکھی گئی ہیں

مؤلفہ:

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالسلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ

اضافہ و ترتیب جدید!

عبدالرشید بن شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالسلام بستوی علیہ الرحمۃ

نام کتاب: الدعاء المقبول المأثور عن القرآن و احادیث الرسول
المعروف بہ "اسلامی وظائف"

نام مصنف: شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ

اضافہ و ترتیب جدید: عبدالرشید بن شیخ الحدیث عبدالسلام بستوی

صفحات:

غیبت سے اجتناب:۔ جیسا کہ ہم پہلے نقل کر چکے ہیں کہ امام صاحب رحمہ اللہ کی طبیعت نہایت درجہ محتاط تھی چنانچہ آپ غیبت سے اس قدر کنارہ کش رہتے کہ فرمایا:’’ما غیبت منذ علمت ان الغیبة حرام ‘‘یعنی جب سے مجھے علم ہوا ہے کہ غیبت حرام ہے اس وقت سے میں نے کسی کی غیبت نہیں کی۔(مقدمہ فتح ص۔۴۸)

اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اُمید ہے کہ قیامت کے دن میرا کوئی خصم (مدعی) نہیں ہوگا۔وراق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا آپ پر لوگ تاریخ کے بارے شک کرتے ہیں کہ اس میں لوگوں کی غیبت ہے اور غیبت حرام ہے تو آپ نے فرمایا تاریخ میں جو کچھ ہے متقدمین کے اقوال منقول ہیں اور’’ولم ننقله من عندانفسنا‘‘یعنی ہم نے اپنی جانب سے کوئی بات نہیں کہی۔(آفتاب بخارا،ص:۳۲)

حدیث کا ادب واحترام:۔ امام بخاری رحمہ اللہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کا اتنا احترام تھا کہ حدیث کو لکھنے سے پہلے غسل کرتے اور پھر وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرتے،چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

’’ما وضعت فی کتاب الصحیح حدیث الاغتسلت قبل ذالك و صلیت رکعتین‘‘(ھدی الساری ص۔۴۸۹)

پہلے گزر چکا ہے کہ امام موصوف کے سامنے جو چیز اولین حیثیت رکھتی تھی،وہ یہ تھی کہ میری وجہ سے کہیں اس ذخیرہ حدیث کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔اور اسی وجہ سے آپ اپنی زندگی کا ہر قدم بڑی احتیاط سے رکھتے تھے اور آپ کے ذہن میں یہ بات بھی ہمیشہ رہتی تھی کہ اگر میری سیرت پر کوئی دھبہ لگا تو یقیناً میرا جمع کیا ہوا ذخیرہ حدیث بھی محفوظ نہ رہ سکے گا۔چنانچہ امام صاحب رحمہ اللہ نے ہر مرحلہ پر بڑی دوراندیشی سے کام لیا اور اس بات کی خاطر آپ کو کئی قسم کے خسارے کا سامنا کرنا پڑا تو بھی اس کو بڑی خندہ پیشانی سے قبول کیا جیسا کہ آپ کے ترجمہ میں یہ واقعہ مشہور ہے کہ ایک مرتبہ آپ اپنے تلامذہ کے ہمراہ سفر پر گئے اور آپ کے پاس ایک ہزار اشرفیاں تھیں جن کا طلبہ کو بھی علم تھا۔راستہ میں جب آپ دریا عبور کرنے کیلئے کشتی پر سوار ہوئے تو ایک جیب تراش کو آپ کی رقم کا علم ہو گیا۔

جب کشتی لنگر انداز ہوئی اور درمیان دریا پہنچی تو اس نوسرباز نے یہ شور مچا دیا کہ میری اتنی رقم چوری ہو گئی ہے لہٰذا عملہ کارروائی کرے۔عملہ نے جب اس کی درخواست پر تفتیش شروع کی تو امام صاحب رحمہ اللہ بھی حالات کو بھانپ گئے کہ یہ تمام کچھ اس چور نے میری رقم چھیننے کیلئے کیا ہے تو آپ نے سوچا اگر رقم چلی جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر میرے پاس سے یہ رقم نکل آئی تو لوگ یہ سوچے بغیر کہ حقیقتاً کس کی رقم ہے،کہیں گے کہ بخاری (رحمہ اللہ) چور ہے اور اس طرح تمام وہ ذخیرہ حدیث جو میرے توسط سے اُمت تک پہنچے گا ضائع ہو کر رہ جائے گا لہٰذا بہتر ہے کہ رقم کو دریا بُرد کر دیا جائے۔

چنانچہ آپ نے رقم کو دریا بُرد کر دیا۔جب تفتیش کی تو کچھ نہ نکل پایا اور معاملہ جوں کا توں ہی رہ گیا جب کشتی ساحل پر پہنچی اور سفر ختم ہوا تو بعد میں تلامذہ (جو اس ماجرا کو دیکھ چکے تھے) نے دریافت کیا کہ شیخ صاحب آپ کے پاس تو ایک ہزار اشرفیوں کی ذخیر رقم تھی،آپ نے کہاں چھپا دی تو آپ رحمہ اللہ نے جواب دیا،بیٹا میں نے وہ چھپائی کہیں نہیں بلکہ اس کو دریا بُرد کر دیا...... جب ایسا کرنے کی وجہ پوچھی گئی تو فرمانے لگے کہ میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ میری وجہ سے ذخیرۂ حدیث ضائع ہو جائے تو میں نے اپنی رقم کو حدیث کی خاطر قربان کر دیا اور رقم پر حدیث کو ترجیح دے دی۔(آفتاب بخارا،ص:۳۳-۳۴)

نام کتاب:۔ایمانی کمزوریاں اورانکاعلاج......مصنف:۔ابوسعد احسان الحق شہباز......ناشر:۔دارالاندلس

آپس کا اختلاف دور کرنے کی ضرورت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:’’ایاکم و سوء ذات البین فانها الحالقة‘‘

(صحیح مسلم:۲۵۵۸،جامع الترمذی:۲۵۰۸)

''آپس کے اختلاف سے بچو، اس لیے کہ یہ (آپس کا اختلاف) مونڈھ دیتا ہے''۔

مسند احمد اور ترمذی کی ایک روایت ہے: ''هي الحالقة لااقول تحلق الشعر و لكن تحلق الدين''

''یہ عمل مونڈھنے والا ہے اور میں یہ نہیں کہتا کہ یہ عمل سر کو مونڈھ دیتا ہے، یہ اختلاف تو دین کو مونڈھ دیتا ہے''۔

دین مونڈھ جانے کا مطلب:۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث ہے کہ ہر ہفتہ میں سوموار اور جمعرات کو اللہ تعالیٰ کے سامنے بندوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں، سب کو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتے ہیں مگر دو عمل کرنے والے (نمازی اور روزہ دار) جو آپس میں نفرت ولڑائی رکھتے ہیں، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں انہیں پیچھے کر دو جب تک یہ آپس میں صلح نہیں کرتے انہیں معاف نہیں کیا جائے گا۔

نماز، روزے اور صدقہ سے افضل آپس کی صلح:۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں تمہیں روزے، صدقے اور نماز سے افضل کام نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کی کیوں نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اصلاح ذات البين فان فساد ذات البين هي الحالقة'' ''آپس میں صلح رکھنا کیونکہ آپس کا اختلاف تو مونڈھ دیتا ہے''۔

افسوس: آج کے دور میں یہ چیز بہت عام ہے، ہر شخص کسی نہ کسی سے ناراض ہے، رشتہ دار رشتہ دار سے، دوست دوست سے، گلی محلّہ والے ایک دوسرے سے۔ یہ اللہ کی رحمت سے محرومی والا بہت منحوس کام ہے اور دین کو مونڈھ دینے والا عمل ہے اس سے بہت زیادہ توبہ کرنے کی ضرورت ہے۔ (جامع الترمذی: ۲۵۰۹۔۲۔ صحیح مسلم: ۲۵۶۵ بحوالہ ایمانی کمزوریاں اور ان کا علاج: ص: ۷۰-۷۲)

صوفیاء کے ذکر اجتماعی کی فضیلت: نبی اکرم ﷺ کی یہ حدیث آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے سیاح ہیں، جن کی ڈیوٹی زمین پر چلتے پھرتے رہنا اور جہاں دینی مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہو یعنی اس کے دین کا تذکرہ، ایمان و اسلام کا تذکرہ، کفر کی بربادی کا تذکرہ، اپنی اصلاح کا تذکرہ ہو رہا ہو وہاں وہ اس مجلس کو گھیر کر بیٹھ جاتے ہیں، رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے۔ پھر اختتام مجلس پر وہ فرشتے اللہ کے پاس جاتے ہیں تو اس مجلس کے حوالے سے اللہ تعالیٰ ان سے باتیں کرتے ہیں اور سوال و جواب کے بعد ان کی بخشش کا، جنت دینے اور دوزخ سے بچانے کا اعلان فرماتے ہیں۔ پھر حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ والی حدیث بھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ وہ فرما رہے تھے، حنظلہ منافق ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بات ہوئی تو بتایا کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوتے ہیں اور آپ ﷺ ہمیں نصیحت کرتے ہیں تو ایسے معلوم ہوتا ہے گویا اپنے سامنے جنت اور دوزخ دیکھ رہے ہیں اور جب اپنے گھروں میں، بیوی بچوں میں آتے ہیں تو وہ صورتحال نہیں رہتی۔ پھر دونوں نبی اکرم ﷺ کے پاس جا کر ذکر کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر ہر وقت تمہاری یہی صورتحال رہے تو فرشتے تم سے مصافحہ کریں مگر یہ وقت وقت کی بات ہے۔ ان دونوں احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن و حدیث سے نصیحت پر مبنی دینی پروگرام رحمت کے حصول، ایمان کے اضافے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں تذکرے کے مقامات ہیں، ان سے ایمان تازہ رہتا ہے اور ان سے دوری (اللہ معاف فرمائے) صحیح بخاری کی حدیث کے حوالے سے پڑھ لیں۔ (ایمانی کمزوریاں اور ان کا علاج: ص: ۸۳-۸۴)

اہل اللہ کی صحبت کی ضرورت:۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اچھے ساتھی اور بُرے ساتھی کی مثال کستوری اٹھانے والے اور لوہار کی بھٹی میں پھونک مارنے والے کی طرح ہے۔ کستوری والا آپ کو کستوری تحفہ دے دے گا یا آپ اس سے خرید لیں گے یا کم از کم اس سے خوشبو تو پائیں گے اور بھٹی میں پھونک مارنے والا یا تو آپ کے کپڑے جلا دے گا یا آپ اس سے بدبو محسوس کریں گے۔ (صحیح بخاری: ۵۵۳۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''المرء على دين خليله فلينظر احدكم من يخالل'' (مسند احمد، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد: ۲/۳۰۳) ''آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، اس لیے تم میں سے ہر

ایک کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی لگا رہا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: "المرء مع من احب" (صحیح بخاری:۶۱۶۸)

"آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔"

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قال الله عزوجل و جبت محبتی للمتحابین فی والمتجالسین فی والمتزاورین فی والمتباذلین فی" (مسند احمد:۵/۲۳۳)

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری محبت ان لوگوں کیلئے واجب ہو جاتی ہے جو میری وجہ سے محبت کرتے ہیں، میری وجہ سے اکٹھے بیٹھتے ہیں اور میری وجہ سے ملتے ہیں اور میری وجہ سے خرچ کرتے ہیں"

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل ایمان کے ساتھ بیٹھنے، دوستی اور محبت رکھنے سے بھی ایمان کی محبت پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل ہوتی ہے اور ان سے دور رہنے سے ایمان کو تازگی نہیں ملتی۔ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے تھے:

"اخواننا اعلٰی عندنا من اهلینا فاهلونا یذکروننا الدنیا و اخواننا یذکروننا بالاخرة"

"ہمارے دینی بھائی ہمارے اہل وعیال سے بھی زیادہ قیمتی ہیں کیونکہ ہمارے اہل والے ہمیں دنیا یاد دلاتے ہیں اور ہمارے یہ بھائی ہمیں آخرت کی نصیحت کرتے ہیں۔"

صحبت کا اثر: نبی اکرم ﷺ جب فوت ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو دفن کیا تو کہنے لگے (فانکرنا قلوبنا) ہم نے اپنے دلوں کی حالت کو بدلا ہوا محسوس کیا۔ بعض آثار میں اس طرح ہے کہ جیسے بارش والی سرد رات میں بکری پھنس جائے اس طرح ہم اپنے آپ کو ایمانی اعتبار سے محسوس کرتے تھے۔ (ایمانی کمزوریاں اور ان کا علاج:ص:۸۵تا۸۷)

صوفیاء کے مزاج سنجیدگی کی دلیل:۔ "ویل للذی یحدث بالحدیث لیضحك به القوم فیکذب ویل له ویل له" (جامع ترمذی:۲۳۱۵)

"شخص لوگوں کو ہنسانے کیلئے جھوٹی بات بیان کرتا ہے اس کیلئے ہلاکت ہو، اس کیلئے ہلاکت ہو، (دو بار آپ ﷺ نے بددعا فرمائی)۔"

یہ حدیث بھی بڑی مشہور ہے آپ ﷺ نے فرمایا: "فان کثرة الضحك تمیت القلب" (جامع ترمذی:۲۳۰۵)

"زیادہ ہنسنا دلوں کو مردہ کر دیتا ہے۔" اور غیبت، چغلی تو زنا سے بھی زیادہ شدید جرم قرار دیا گیا ہے اور اس پر قبر کے عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ اسی طرح فضول باتیں بھی اسلام وایمان کا حسن خراب کر دیتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه" (جامع ترمذی:۲۳۱۷) "آدمی کے اسلام کا حسن یہ ہے کہ وہ فضول باتیں چھوڑ دے۔"

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: "زبانوں کا ٹیڑھا پن انسانوں کو اوندھے منہ جہنم میں گرائے جانے کا باعث ہے۔"

(ایمانی کمزوریاں اور ان کا علاج:ص:۹۲-۹۳)

اولیاء کرام کی دنیا سے بے رغبتی مستند احادیث کی روشنی میں:۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "ان لکل امة فتنة و فتنة امتی المال" (ترمذی:۲۳۳۶) "بے شک ہر امت کا ایک فتنہ رہا ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔"

دوسری حدیث میں نبی اکرم ﷺ کا فرمان اس طرح ہے: "وما ذئبان جائعان ارسلا فی غنم بافسدلها من حرص المرء علی المال والشرف لدینه" (ترمذی:۲۳۷۶) "دو بھوکے بھیڑیے بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے جائیں تو یہ اتنا نقصان نہیں کریں گے جتنا نقصان کسی انسان کے مال اور شرف پر حرص سے ہوتا ہے۔ اس سے دین وایمان زیادہ تباہ ہو جاتا ہے۔"

صحیح بخاری میں نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

''ولکنی اخشی ان تبسط علیکم الدنیا...... فتنافسوا کما تنافسوھا''(صحیح بخاری:۳۰۱۵)

مجھے ڈر ہے کہ تمہارے سامنے دنیا کھول دی جائے گی......اور تم اس میں اسی طرح رغبت شروع کردو گے جس طرح پہلی امتوں نے کیا۔'' یہ دنیا کی محبت ایسی چیز ہے جو آخرت کی محبت کو پیچھے کر کے ایمان کمزور کر دیتی ہے۔آپ اندازہ لگائیں کہ اس دنیوی لالچ کو دین کیلئے بھوکے بھیڑیے سے بھی زیادہ تباہ کن قرار دیا گیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:''کن فی الدنیا کانك غریب اوعابر سبیل''(صحیح بخاری:۶۴۱۶)

''دنیامیں اس طرح رہوگویا آپ مسافر ہیں یاراہ گزر''اور فرمایا:''انمایکفی احدکم ماکان فی الدنیا مثل زاد الراکب''(طبرانی:۴/۷۸)

''دنیا میں تم سے ہر ایک کو اتنا ہی کافی ہے جتنا مسافر کو''

ایک حدیث میں ہے:''تعس عبدالدینار و عبد الدرھم''''دینار کا بندہ تباہ ہو،درہم کا بندہ تباہ ہو''

ٹھیک ہے دنیا ایک ضرورت ہے اسے ضرورت تک محدود رکھیئے،اسے مقصد نہ بنایئے اور نہ اصل مقصد حیات پر اسے ترجیح دیجئے۔ورنہ یہ ایمان تباہ کر دے گی۔ (ایمانی کمزوریاں اور ان کا علاج:ص:۹۴تا۹۶)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''واعلموا انما اموالکم و اولادکم فتنة''(الانفال:۲۸)''جان لو کہ تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہیں۔''

یہ فرمان بھی ہے:''زین للناس حب الشھوت من النساء والبنین......''(آل عمران:۱۴)

''لوگوں کیلئے خواہشات کی محبت مزین کر دی گئی ہے یعنی عورتوں کی،بیٹوں کی،سونے چاندی کے خزانوں کی،نشان زدہ بہترین گھوڑوں کی،جانوروں اور زمینوں کی۔یہ صرف دنیوی زندگی کا مال ومتاع ہے،اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین ٹھکانا ہے۔''

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:''ما ترکت بعدی فی الناس فتنة اضر علی الرجال من النساء''

''میں نے اپنے پیچھے لوگوں میں مردوں کیلئے عورتوں سے بڑا نقصان دہ فتنہ اور کوئی نہیں چھوڑا''

تنبیہ:اس سے مقصود یہ نہیں کہ انسان بیوی اور اولاد سے الگ ہو جائے اور کاروبار چھوڑ دے،مقصد صرف اتنا ہے کہ ان چیزوں کو اپنے دین کیلئے فتنہ نہ بننے دے۔اپنی بیوی اور اولاد کی دین پر تربیت کر کے دین کو قوت دے،مال کو حلال ذرائع سے کما کر دین قائم کرے۔نیکی کی راہ میں خرچ کر کے اپنی آخرت کو بہتر بنائے۔مقصد اس بات سے خبردار کرنا ہے کہ اگر ان چیزوں کی محبت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت پر غالب آ گئی تو ایمان کا بیڑا غرق ہو جائے گا۔(ایمانی کمزوریاں اور ان کا علاج:ص:۹۹)

اسلاف صوفیاء کرام کا خوف آخرت:۔ ایوب رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے سنا انہوں نے نماز کے اندر ایک آیت کو بار بار بیس سے بھی زیادہ دفعہ تلاوت کیا اور وہ آیت یہ تھی:''واتقوا یوما ترجعون فیه الی الله......''(البقرۃ:۲۸۱)

''اور اس دن سے ڈرو جس دن تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر ہر نفس کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔''یہ سب سے آخر میں نازل ہونے والی آیت ہے۔

ابراہیم بن بشار رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن فضیل رحمہ اللہ یہ آیت پڑھ رہے تھے:''ولو تری اذ وقفوا علی النار فقالو یا لیتنا نرد''(الانعام:۲۷)

''اور اگر آپ وہ منظر دیکھ لیں جب یہ آگ کے سامنے کھڑے ہوں گے تو کہیں گے کاش!ہم واپس لوٹا دیئے جائیں۔''

تو یہ آیت پڑھتے پڑھتے ہی وہ فوت ہو گئے تھے اور میں نے ان کا جنازہ پڑھا۔ (ایمانی کمزوریاں اور ان کا علاج:ص:۱۱۲)

باطن یعنی دل کی اہمیت: اللہ عزوجل کی عظمت وشان اور صفات کی پہچان سے ہی دل میں اللہ کی عظمت واحترام آ جائے گا اور شرک کی خباثت سے حفاظت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنے کے جذبات پیدا ہوں گے۔کیونکہ باقی اعضائے جسم دل کے تابع ہوتے ہیں۔نبی اکرم ﷺ نے بھی فرمایا:''الاوان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله و ان فسدت فسد الجسد کله الا و ھی

القلب ''،''جسم میں ایک ایسا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہوگا تو سارا جسم درست ہوگا اور اگر اس میں فساد ہوگا تو سارے جسم میں فساد ہوگا۔ اور وہ ٹکڑا دل ہے''(ایمانی کمزوریاں اوران کا علاج:ص:۱۱۵-۱۱۶)

صوفیاء کے کثرت ذکر کے دلائل:۔ ضعفِ ایمان کے علاج میں انتہائی اہمیت کا حامل طریقہ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ہے۔ ایک لمبی حدیث میں ذکر کو شیطان سے حفاظت کیلئے قلعہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ شیطان کو بھگانے اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔ دلوں کی صفائی کرتا ہے اوران کی بیماری کا علاج کرتا ہے اور اعمال صالحہ کی روح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا:

''یاایھاالذین امنوا اذکروالله ذکرا کثیرا..........''(الاحزاب:۴۱-۴۳)

''اے ایمان والو! اللہ کا کثرت سے ذکر کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح بیان کرو۔ وہ ذات تم پر رحمت بھیجتی ہے اور اس کے فرشتے دعائیں کرتے ہیں تا کہ تمہیں ظلمات سے نور کی طرف لے آئے اور وہ مومنوں کے ساتھ خصوصی رحمت کرنے والا ہے۔''

نبی اکرم ﷺ نے اس آدمی کو جس پر اسلام کی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہوگئیں وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

''لایزال لسانك رطبا من ذکر الله''(جامع ترمذی:۳۳۷۵)''تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے''

ذکر کے دل پر اثرات کا اثر قرآن کے اس بیان سے ظاہر ہے:''الابذکر الله تطمئن القلوب''(رعد:۲۸)

''خبردار! اللہ کے ذکر سے دل مطمئن ہوتے ہیں۔''دوسرے مقام پر فرمایا:''واذکر ربك اذا نسیت''(الکھف:۲۴)

''جب بھول جائیں تو کفارہ کیلئے رب کا ذکر کریں۔'' (ایمانی کمزوریاں اوران کا علاج:ص:۱۴۵-۱۴۶)

موت کے وقت کی عجیب حالتیں:۔ (۱)ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک آدمی سے موت کے وقت کہا گیا: ''لا الہ الا اللہ'' پڑھو تو اس نے کہا میرے اندر ہمت نہیں کہ میں اسے پڑھ سکوں۔

(۲)ایک اور شخص سے کہا گیا کہ''لا اله الا الله'' پڑھو۔ تو وہ آگے سے گانے لگ گیا۔

(۳)ایک تاجر سے جسے تجارت نے اللہ سے غافل کر رکھا تھا، موت کے وقت کہا گیا''لااله الا الله'' پڑھو۔ تو وہ کہنے لگا، یہ قطعہ بڑا بہترین ہے، یہ آپ کو بڑا مناسب رہے گا۔ لے لو، سستا ہی ہے۔ اسی طرح کہتا کہتا مر گیا۔

(۴)ملک ناصر کے ایک سپاہی کو موت کے وقت اس کا بیٹا''لا اله الا الله'' کی تلقین کرنے لگا تو وہ آگے سے کہتا ہے میرا مولا ناصر ہے۔ بیٹے نے پھر کلمہ کی تلقین کی تو اس نے پھر آگے سے یہی کہا کہ ناصر میرا مولا ہے اور اسے دہراتے دہراتے مر گیا۔

(۵)ایک اور شخص سے موت کے وقت''لااله الا الله'' پڑھنے کو کہا گیا تو وہ کہنے لگا، فلاں گھر کو اس طرح تعمیر کرو، فلاں باغ میں اس طرح اصلاح کرو۔

(۶)ایک سود خور سے موت کے وقت کلمہ پڑھنے کا کہا گیا تو وہ کہنے لگا، دس کے گیارہ لوں گا اور اس طرح کہتے کہتے مر گیا۔

بعض کا رنگ کالا سیاہ ہوگیا، بعض کا چہرہ قبلہ کی طرف نہیں ہوتا تھا۔ ابن جوزی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں نے بعض ایسے افراد سے جن کے متعلق میرا خیال تھا کہ یہ بہت اچھے لوگ ہیں، موت کے وقت سنا وہ کہہ رہے تھے''میرے رب! میرے اوپر کیوں ظلم کرتا ہے؟'' بستر موت پر اس نے اللہ پر ظلم کی تہمت لگا دی۔ ابن جوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں، میں اس کے بعد ہمیشہ پریشان ہی رہا ہوں۔

ان کے برے انجام میں کس قدر عبرتیں ہیں اور جن کا ہمیں علم نہیں ہوسکا پتہ نہیں ان کا کیا حال ہوا ہوگا۔

سچی بات ہے کہ جو شخص زندگی میں اللہ سے محبت کرتا ہو، اس کی اطاعت کرتا ہو، اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہو وہ موت کے وقت اللہ کی ملاقات پر خوش ہوتا ہے اور مطمئن ہوتا ہے۔ اور جو شخص اللہ سے دور، اس کے رسول ﷺ سے دور، دین سے بےزار رہا ہو تو موت کے وقت دولت، جائیداد اور رشتہ داریاں، برادریاں تو رہ جائیں گی دنیا میں ہی اکیلے آگے جانا ہے۔ تو اس وقت پھر بندہ اللہ کی ملاقات کو پسند نہیں

کرتا اور نہ ہی اسے اپنی بے دینی کی وجہ سے کلمہ کی توفیق ملتی ہے۔اس برے انجام سے بچنے کیلئے ضروری ہے کہ ہم اپنی طبیعتوں کو دینی اور فرمانبرداری سے محبت کرنے والا بنائیں اور دلوں میں ایمان کا نور روشن کریں۔(ایمانی کمزوریاں اوران کا علاج:ص:۱۵۲)

صوفیائے کرام کے سادگی لباس کی دلیل:۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''البذاذة من الایمان''(ابن ماجہ کتاب الزھد)

''سادگی اورزیب وزینت کا ترک کرنا ایمان کا حصہ ہے''۔

دوسری حدیث میں ہے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''من ترك اللباس تواضعا لله وهو يقدر عليه دعاه الله يوم القيامة على رؤس الخلائق حتى يخيره من اى حلل الايمان شاء يلبسها'(جامع ترمذی)

''جوشخص صرف اللہ کیلئے تواضع وعاجزی کرتے ہوئے بہترین لباس چھوڑ دے گا قیامت والے دن ساری مخلوقات کے سامنے اللہ اسے بلائیں گے اوراختیار دیں گے کہ ایمان کے''حلّہ جات''(لباسوں)میں سے جوچاہے پہن لو''(ایمانی کمزوریاں اوران کا علاج:ص:۱۵۴)

صوفیائے کرام کے محاسبہ نفس کی دلیل:۔ ''یایها الذین امنو اتقوا الله ولتنظر نفس ما قدمت لغد''(الحشر:۱۸)

''اے ایمان والو!اللہ سے ڈرواور ہرنفس یہ غور کرے کہ وہ کل(قیامت)کیلئے کیا آگے بھیج رہاہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان فرمایا کرتے تھے:''حاسبوا انفسكم قبل ان تحاسبوا''(جامع ترمذی:۲۴۵۹)

''اپنے آپ کا محاسبہ کیا کرو اس سے پہلے کہ(اللہ کی طرف سے)تمہارا محاسبہ کیا جائے۔''

حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں،آپ مومن کو اپنا محاسبہ کرتے ہی پائیں گے۔میمون بن مہران رحمہ اللہ کہتے ہیں،صاحب تقویٰ شخص کنجوس ساتھی سے بھی زیادہ سخت اپنا حساب کتاب کرتا ہے ابن قیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں،نفس کو محاسبہ سے آزاد اور خواہشات کے پیچھے لگا دینا ہلاکت ہے۔اس لیے ہرمومن کو چاہیے کہ اپنے شب وروز کا حساب کرے کہ آج کتنی فرمانبرداریاں کی ہیں،کتنی نافرمانیاں ہوئی ہیں۔قیامت کیلئے کتنا کام کیا ہے۔اس سے بھی اس کے اندر ایمان کے جذبات پیدا ہوں گے۔(ایمانی کمزوریاں اوران کا علاج:ص:۱۵۸-۱۵۹)

نام کتاب:۔الدعاء المقبول اسلامی وظائف
مصنف:۔شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ

صوفیا کے کثرت ذکر کا نصوص سے ثبوت:۔ ذکر الٰہی(یاد الٰہی)یعنی اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے سے کیا ثواب ملتا ہے۔یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ ذکر الٰہی تمام عبادتوں کا خلاصہ ہے۔نماز،روزہ،حج،زکوٰۃ،تکبیر،تحمید،تہلیل،تلاوت قرآن مجید وغیرہ سب ذکر الٰہی کی شاخیں ہیں اور سب عبادتوں کا مقصد یہی ذکر الٰہی ہی ہے کہ بندہ ہر وقت اپنے آقا ومالک کی یاد میں لگا رہے کیونکہ وہ اسی لیے پیدا کیا گیا ہے۔جیسا کہ فرمایا''وما خلقت الجن و الانس الا ليعبدون''ہم نے جن وانسان کو اپنی عبادت ہی کیلئے پیدا کیا ہے اگر بندہ اس عبادت وذکر الٰہی کو ادا کرتا رہا۔اللہ تعالیٰ بھی اس کو فراموش نہیں کرے گا کیوں کہ وہ خود فرماتا ہے''فاذكرونی اذكركم''میرے بندو!تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور فرمایا:''واذكر والله كثيرا لعلكم تفلحون''۔تم اللہ کو بہت یاد کروتا کہ تم اپنے مقصد میں کامیاب ہوجاؤ۔جولوگ یاد الٰہی میں ہروقت لگے رہتے ہیں ان کیلئے بڑے بڑے درجے ہیں۔فرمایا:''الذین یذکرون الله قیاما وقعود اوعلی جنوبهم''عقل مندوہ لوگ ہیں جو اللہ کو کھڑے،بیٹھے،لیٹے یاد کرتے رہتے ہیں۔کبھی بھی اس کی یاد سے غافل نہیں رہتے۔فرمایا:''اذكر ربك فی نفسك تضرعا وخيفةو دون الجهر من القول بالغدو والاصال ولا تكن من الغافلين''(اے نبی)تم اپنے رب کو یاد کرو صبح وشام تضرع وزاری سے اور پوشیدہ طور سے اورغفلت کرنے والوں میں سے مت ہو۔''اورفرمایا:''ان الصلوٰة تنهى عن الفحشاء والمنكر ولذكر الله اكبر''۔نماز حرکات ناشائستہ سے روکتی ہے اور یاد الٰہی توسب سے بڑی چیز ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث قدسی میں فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:''انا عند ظن عبدی بی و انا معه اذا ذكرني في نفسه ذكرته في نفسي و ان ذكرني فے ملاء ذكرته في ملاء خير منه''۔ میں اپنے بندے کے گمان کے موافق ہوں اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ رہتا ہوں اگر اس نے مجھے اپنے دل میں یاد کیا تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اگر اس نے مجھے کسی جماعت میں یاد کیا تو میں اس سے بہتر جماعت میں اس کو یاد کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ قیامت کے دن کس بندے کا درجہ سب سے بڑا ہوگا ''فقال الذاكرون الله كثيرو الذاكرات''۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان مردوں اور عورتوں کا جو یادالٰہی زیادہ کرنے والے ہوں گے بڑا درجہ ہوگا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دریافت کیا، کیا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنیوالے سے بھی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں مجاہد شہید سے بھی ذکر الٰہی کرنیوالوں کا زیادہ درجہ ہے اور فرمایا یادالٰہی کرنے والوں کی مثال زندوں کی سی ہے اور اس سے غفلت کرنیوالوں کی مُردوں کی سی۔ (ابوداؤد، احمد، ترمذی)

اور فرمایا جو قوم ذکر الٰہی کیلئے کسی جگہ بیٹھتی ہے تو اس کو رحمت کے فرشتے گھیر لیتے ہیں اور رحمت خداوندی کی اس پر بارش ہوتی ہے اور کھڑے ہوتے وقت ان سے کہا جاتا ہے ''قوموا قد غفرت ذنوبكم ''کھڑے ہو جاؤ تمہارے سب گناہ بخش دیئے۔ (بخاری ومسلم)

اور ذکر الٰہی کرنے والوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے مباہات (فخر) کرتا ہے کہ میرے بندے مجھے دنیا میں یاد کر رہے ہیں۔ (طبرانی، بیہقی)

اور فرمایا'' لكل شي صقالة و صقالة القلوب ذكر الله''۔ ہر چیز کو جلا دینے والی کوئی چیز ہوتی ہے اور دلوں کو جلا و چمکانے والی چیز یادالٰہی ہے۔ یعنی ذکر الٰہی کی وجہ سے دل صاف ہوتا اور میل کچیل نکل جاتا ہے اور دل میں سکون وطمانیت پیدا ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے''الا بذكر الله تطمئن القلوب''۔ اللہ کی یاد کرنے کی وجہ سے دل مطمئن ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ جو دل ذکر الٰہی سے خالی ہوگا اس پر شیطان مسلط ہوگا اس لیے کہا جاتا ہے کہ ''ان الشيطان جاثم علے قلب ابن ادم اذا ذكر الله خنس و اذا غفل وسوس اليه'' (خازن) شیطان انسان کے دل پر قابض رہتا ہے۔ جب وہ اللہ کو یاد کرتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب غافل ہو جاتا ہے تو اس میں وسوسہ ڈالتا ہے اس لیے فرمایا غافلین کے درمیان ذکر الٰہی کرنے والے بھگوڑوں کے پیچھے جہاد کرنے والے ہیں۔ (مؤطا امام مالک مشکوٰۃ)

اور فرمایا''اكثروا ذكر الله حتي يقول المنافقون انكم مراء ون''۔

تم ذکر الٰہی اس قدر زیادہ کرو کہ منافقین اس کثرت کو دیکھ کر ریاکار کہنے لگیں اور کہنے والے تم کو پاگل اور مجنون بنائیں (ابن حبان) اور فرمایا جو لوگ مجلس سے بلا ذکر الٰہی کیے چلے آتے ہیں وہ قیامت کے روز ندامت اٹھائیں گے۔

اور فرمایا جو صبح کی نماز پڑھ کر سورج نکلنے تک ذکر الٰہی کرتا ہے اس کو بنی اسماعیل کے چار غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جو عصر کی نماز پڑھ کر غروب آفتاب تک یادالٰہی میں مصروف رہے گا اس کو بھی چار غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا (ابوداؤد)

حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ذکر الٰہی کرنے والا اپنے کو محفوظ قلعہ میں داخل کر لیتا ہے۔ شیطان اس کو گمراہ نہیں کر سکتا۔ (ترمذی، ابن حبان، احمد) نبی کریم ﷺ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ کون سا مال افضل ہے جس کا ہم ذخیرہ بنائیں آپ نے فرمایا: افضله لسان ذاكر و قلب شاكر و زوجة مومنة سب سے بہتر یادالٰہی کرنے والی زبان شکر کرنے والا دل اور مومنہ نیک بیوی ہے۔

ذکر الٰہی کے درجات:۔ ذکر الٰہی کی فضیلت کے بعد اس کے درجوں کو بھی معلوم کر لینا مناسب ہے تاکہ ہر شخص بہتر سے بہتر درجہ حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ (آمین)

ذکر الٰہی کے چار درجے ہیں۔ (۱) صرف زبان سے ذکر الٰہی ہو اور دل اس سے غافل ہو۔ اس کا بہت ہی کم اثر ہوتا ہے مگر بیہودہ گوئی سے تو لاکھ درجہ بہتر ہے۔ (۲) ذکر قلبی ہو مگر یہ ذکر دل میں قرار نہ پکڑے۔ بہت مشکلوں سے وہ ذکر پر آمادہ ہوتا ہے۔ (۳) ذکر دل میں جم گیا اور کاموں کی طرف اس کا دل نہیں لگتا۔ (۴) ذکر کرتے کرتے اللہ تعالیٰ کی محبت وخیال دل میں بس گیا اور ذکر قلبی کے ساتھ تمام اعضاء بلکہ اس کے ذکر کی وجہ

سے تمام چیزیں ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتی ہیں۔ یہ ذکر کا آخری درجہ ہے: دل صاف ہو کر سورج کی طرح چمکنے لگتا ہے۔ ''قد افلح من زکھا''۔

جس نے نفس کو صاف کر لیا وہ مراد کو پہنچ گیا۔ ذکر الٰہی کے بہت سے فائدے ہیں۔ جن کو شیخ الاسلام علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے ''الوابل الصیب'' میں بیان فرمایا ہے یہاں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ آگے چل کر ''لا الــٰہ الا اللـــہ'' کے بیان میں کچھ فائدے بیان کیے جائیں گے اور یہی ''لاالہ الا اللہ'' سب ذکروں سے بہتر ذکر ہے۔ (الدعاء المقبول: ص:۴۲ تا ۴۶)

علمائے اہلحدیث میں قرآن کا ادب:۔ افضل عبادة اُمتی قراءة القرآن۔ (بیہقی)

میری امت کی بہترین عبادت قرآن مجید کی تلاوت ہے اور قرآن مجید کی ظاہری تعظیم بھی کرنی چاہیے اس سے بہت ثواب ملتا ہے۔ زمین پر قرآن مجید کے گرے ہوئے ورقوں کا اٹھانے والا اللہ کا ولی ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نام کے لکھے ہوئے کاغذوں کو زمین سے اٹھانے والے علیین میں بلند مرتبہ پائیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

''قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مامن كتاب يلقى بمضية من الارض الا بعث الله عزوجل اليه ملائكته يحفظونه باجنحتهم ويقدسونه حتى يبعث الله و ليا من اوليائه فير فعه من الارض و من رفع كتابا من الارض فيه اسم من اسماء الله تعالىٰ رفع الله اسمه و خفف عن والديه العذاب و ان كان كافرين''۔ (الطبرانی الصغیر: ج۱۔ ص:۱۴۴)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زمین پر جب کوئی کتاب گر پڑتی ہے تو اس کی حفاظت کیلئے اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیج دیتا ہے۔ وہ فرشتے اپنے پروں سے اس کی نگرانی کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں میں سے کسی ولی کو بھیج دیتا ہے وہ اس کو زمین سے اٹھا لیتا ہے اور جو زمین سے کسی ایسی کتاب (کاغذ) کو اٹھائے جس میں اللہ کے ناموں میں سے کوئی نام ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے نام کو علیین میں بلند کرے گا اور اس کے ماں باپ کے عذاب میں کمی کر دے گا اگرچہ اس کے ماں باپ کافر ہوں۔ (الدعاء المقبول: ص:۴۸-۴۹)

بسم اللہ کی فضیلت پر علمائے اہلحدیث کے مجرب وظائف: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جس اچھے کام کے شروع میں ''بسم اللہ'' نہ پڑھی جائے تو وہ کام ادھورا و ناقص ہی رہ جاتا ہے۔ لہٰذا اس کو ہر کام کے شروع میں ضرور پڑھنا چاہیے۔ حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ مشہور محدث فرماتے ہیں کہ ''بسم اللہ'' کو ایسی شرافت و سلطنت حاصل ہے جو اور کلموں کو حاصل نہیں۔ ذبیحہ اسی سے حلال ہوتا ہے، تمام عبادتوں وطہارتوں میں اس کا ہونا ضروری ہے۔ سچے دل سے کہنے والا نہ دریا میں غرق ہوگا، نہ آگ میں جلے گا، نہ سانپ، بچھو اس کو ڈسے گا اور دوزخ کے زبانیہ (فرشتوں) سے محفوظ رہے گا۔ (فصل الخطاب فی فضل الکتاب) حضرت علی رضی اللہ نے ایک بسم اللہ لکھنے والے کو دیکھ کر فرمایا:

''جود هافان رجلا جودها فغفرله''۔ (الداء والدواء)

اس کو اچھا کر کے لکھو۔ کیوں کہ ایک شخص نے ''بسم اللہ'' کو بہت خوش خط و اچھا اچھا لکھا تھا اس کو بخش دیا گیا۔ حضرت مجدد الدین مجاہد ملت والہ جاہ نواب سید صدیق حسن خان صاحب رحمہ اللہ (جو ان دعاؤں کی برکت سے نوابی کے تخت پر متمکن ہوئے) ''بسم اللہ'' کے خصائص کے متعلق فرماتے ہیں کہ جو شخص ''بسم اللہ'' کو زیادہ پڑھا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو روزی زیادہ عطا فرمائے گا۔ لوگوں کے دلوں میں اس کی عزت ہوگی، سوتے وقت **۲۱** بار پڑھنے سے اس رات جن وانسان و شیطان کے شر و فساد اور چوری، ڈاکہ اور آگ لگنے اور اچانک موت کے آجانے اور تمام بلاؤں و آفتوں سے محفوظ رہے گا۔ دیوانے کے کان میں **۴۱** مرتبہ پڑھنے سے جلد صحت یابی ہو جاتی ہے۔ مرگی والے پر دم کرنے سے جلد افاقہ ہوتا ہے۔ ظالم و جابر حاکم کے سامنے پچاس بار پڑھنے سے اس کے دل میں رعب و خوف آجاتا ہے۔ تکلیف زدہ اور جادو کیے ہوئے (مسحور) آدمی پر متواتر **سات** دن تک **سو سو** بار پڑھنے سے خدا کے حکم سے جادو اور تکلیف کی شکایت دور ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ بے شمار فائدے ہیں جن کا اہل علم و عمل نے تجربہ کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ سچ فرماتے ہیں کہ لوگ اللہ کی ایک آیت سے غافل ہیں حالانکہ وہ

آیت رسول اللہ ﷺ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے علاوہ کسی پر نہیں اتری۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو دوزخ کے فرشتے (زبانیہ) سے نجات چاہے وہ ''بسم اللہ'' پڑھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس روم کے بادشاہ نے خط لکھا کہ میرے سر میں ہمیشہ درد رہتا ہے، کبھی بند نہیں ہوتا۔ آپ کوئی دوا روانہ فرمائیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ٹوپی بھیجی۔ جب بادشاہ اس ٹوپی کو سر پر رکھتا تو سر کا درد موقوف ہو جاتا، جب اس کو اتار دیتا پھر درد ہونے لگتا، اس کو بہت تعجب ہوا، ٹوپی میں دیکھا تو صرف ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' کے سوا کچھ نہیں لکھا ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ اس ''بسم اللہ'' کی برکت سے ہی دردِ سر موقوف ہو جاتا ہے۔ اس نے کہا:

''ما اکرم ھذا الذی وعزہ شفانی واحد منہ''۔ پھر وہ پکا مسلمان ہو گیا۔ (کتابۃ الداء والدوا بحوالہ الدعاءالمقبول: ص: ۵۰-۵۱)

مولانا عبدالسلام بستوی کے مجرب عملیات:

سورۂ فاتحہ کی خاصیت یہ ہے کہ ہر بیماری کیلئے باعث شفاء ہے۔ وباء، طاعون زدہ پر ''بسم اللہ'' اور ''الحمدللہ'' دو دو بار پڑھ کر دم کرنے سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بہت جلد شفا ہو گی۔ علامہ ابن عربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مغرب کے فرض وسنت کے بعد اسی جگہ پر چالیس مرتبہ پڑھے اور اس جگہ سے اٹھے نہیں تو اللہ تعالیٰ سے جو حاجت مانگے گا پائے گا۔ اگر قیدی ایک سو اکیس بار پڑھ کر بیڑی پر دس بار دم کرے تو وہ اللہ کے حکم سے رہا ہو جائے گا۔ علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''کل داء لہ دواء و انا احسنت المداوۃ بالفاتحۃ وجدت لھا تاثیرا عجیبا فی الشفاء''۔ (الجواب الکافی بحوالہ۔ الدعاءالمقبول: ص: ۵۲-۵۳)

آیت الکرسی کی فضیلت: اس مقدس آیت کی بڑی بزرگی ہے۔ قرآن مجید کی آیتوں میں سب سے بڑی آیت ہے۔ (مسلم) سوتے وقت اس کے پڑھنے سے رات بھر شیطان قریب نہیں آ سکتا۔ اللہ کی طرف سے نگہبانی ہوتی ہے۔ ہر نماز کے بعد پڑھنے والا جنت میں داخل ہوگا۔ (طبرانی) اس آیت میں اسم اعظم (الحیّ القیوم) ہے اور پچاس کلمے ہیں اور ہر کلمے میں پچاس برکتیں ہیں۔ اس کے پڑھنے سے رنج وغم دور ہو جاتا ہے۔ روزی میں کشائش ہوتی ہے۔ گھر سے نکلتے وقت پڑھنے سے مقصد میں کامیابی ہوتی ہے۔ شیطان ہٹ جاتے ہیں اور ہر آفت وبلا سے محفوظ رہتا ہے۔ جہاتِ ستہ اور داخل جوف میں پڑھنے سے ایک مضبوط قلعہ حفاظت کیلئے ہو جاتا ہے۔ کوئی چور ڈاکو داخل نہیں ہو سکتا۔ (الدعاءالمقبول: ص: ۵۴)

دشمنوں سے نجات، ان پر غلبہ اور فتحیابی کی دعا: اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی دعا ہے۔ لڑائی کے وقت اِس دعا کو پڑھنا چاہیے۔

''ربنا اغفرلنا ذنوبنا و اسرافنا فی امرنا و ثبت اقدامنا و انصرنا علے القوم الکفرین'' (آل عمران: پ۴، آیت: ۱۴۷)

دشمنوں پر غلبہ کیلئے حضرت شعیب علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی: ''ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین''۔
(سورۂ اعراف، پ: ۹، آیت ۸۹) (الدعاالمقبول: ص: ۴۷)

ظالموں سے نجات حاصل کرنے کی دعا: یہ کمزور مسلمانوں کی دعا ہے جو مکہ میں مجبوراً مقیم تھے۔ ظالموں سے نجات حاصل کرنے کیلئے یہ دعا مجرب ہے:

''ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا واجعل لنا من لدنك ولیا و اجعل لنا من لدنك نصیرا''۔ (سورۂ یونس، پ: ۱۱، آیت ۸۵-۸۶) (الدعاءالمقبول: ص: ۵۷)

ظالموں کی معیت سے پناہ مانگنے کی دعا یہ اعراف والوں کی دعا ہے۔ ''ربنا لاتجعلنا مع القوم الظلمین'' (سورۂ اعراف، پ: ۷، آیت ۴۷)

کافروں کے ظلم اور فتنے سے بچنے کی دعا: یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے زمانے کے مسلمانوں کی دعا ہے۔

''ربنا علیك توکلنا و الیك انبنا و الیك المصیر'' (سورۃ الممتحنہ، پ ۲۸، آیت ۴، ۵)

مفسد لوگوں پر فتح حاصل کرنے کی دعا: حضرت لوط علیہ السلام کی دعا ہے:

"رب انصرنی علی القوم المفسدین"۔(سورۃ العنکبوت،پ:۲۰،آیت۳۰)

بے دین کی صحبت سے نجات پانے کی دعا: یہ حضرت لوط علیہ السلام کی دعا ہے:

"رب نجنی و اهلی مما یعملون"(سورۃ الشعراء،پ۱۹،آیت۱۶۹)(الدعاء المقبول:ص:۷۶-۷۷)

سلب مرض کی دعا: یہ حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا ہے مصیبت میں یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

"انی مسنی الضروانت ارحم الرحمین"(سورۃ الانبیاء،پ:۱۷،آیت:۸۲)(الدعاء المقبول:ص:۸۳)

دوزخ سے پناہ مانگنے کی دعا: یہ نیک بندوں کی دعا ہے جو دوزخ کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔

"ربنا اصرف عنا عذاب جهنم ان عذابها كان غراما انها ساء ت مستقرا و مقاما"۔(سورۃ الفرقان،پ:۱۹،آیۃ ۶۶)

(الدعاء المقبول:ص:۸۴)

ذکر نفی اثبات کی فضیلت: کلمہ طیبہ کی احادیث میں بہت فضیلت مذکور ہے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس نے"لااله الا الله" کہا وہ جنت میں داخل ہوگا۔(مسلم)

اور دوسری حدیث میں فرمایا اگر تمام آسمان اور زمین والے ایک پلے میں رکھے جائیں اور"لا الـه الا الـلـه" کو دوسرے پلے میں تو کلمہ طیبہ کا پلہ بھاری ہوگا۔(ابن حبان)

اور فرمایا قیامت کے روز سب سے زیادہ شفاعت کا وہی مستحق ہوگا جو سچے دل سے کلمۂ طیبہ پڑھتا ہے۔(بخاری)

اور فرمایا قیامت کے روز ننانوے سجلات وہ کلمہ طیبہ کا پرچہ ترازو میں رکھ کر تولا جائے گا تو کلمہ طیبہ کا پرچہ بھاری ہوگا۔(ابن ماجہ)

اور فرمایا سب ذکروں سے بہتر ذکر "لااله الا الله" ہے۔(ترمذی)

اور فرمایا تم اپنے ایمان کو نیا کرو۔عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ایمان کو کس طرح نیا کریں فرمایا:"لا اله الا الله" کثرت سے پڑھا کرو(احمد طبرانی)

اور فرمایا جو" لااله الا الله وحده لا شريك له' له الملك وله الحمد يحيي و يميت و هو علی كل شئٍ قدير" کو دس مرتبہ پڑھے گا تو وہ چار غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب پائے گا۔اور سو مرتبہ پڑھنے سے دس غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب پائے گا اور سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور سو گناہ معاف ہوں گے اور شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا اور اس سے بہتر کوئی نہ ہوگا مگر جو اس سے زیادہ پڑھے۔(مصنف ابن ابی شیبہ)

اور فرمایا"لا اله الا الله والله اكبر" یہ دو کلمے ہیں پہلے کلمہ کو عرش تک پہنچنے میں کوئی روک نہیں،اور دوسرا آسمان اور زمین کے بیچ کو بھی بھر دیتا ہے۔(الدعاء المقبول:ص:۳۹۴-۳۹۵)

علمائے اہلحدیث کا ذوق درود وسلام: درود شریف کی بہت بڑی بزرگی ہے۔قرآن مجید کی تلاوت کے بعد سب سے بہتر عبادت درود شریف کا وظیفہ ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔"ان الله و ملئكته يصلون علے النبي ياايهاالذين امنوا صلوا عليه وسلموا تسليما"

اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر رحمت بھیجتے ہیں۔اے ایمان والو!تم بھی اپنے نبی(ﷺ) پر درود اور سلام بھیجو۔

اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے،اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے(مسلم)

اور اس کے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔دس درجے بلند ہوتے ہیں(نسائی)

اور ایک روایت میں ہے کہ جو ایک بار آنحضرت ﷺ پر درود بھیجتا ہے تو اللہ اور اس کے فرشتے اس پر ستر رحمتیں بھیجتے ہیں۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں اپنی دعا کا ایک تہائی حصہ درود ہی کو بناتا ہوں آپ نے فرمایا اگر اس سے زیادہ کرو گے تو افضل ہوگا۔حضرت ابی بن کعب(رضی اللہ عنہ) نے فرمایا میں اپنی تمام دعا کا وقت آپ کے اوپر درود بھیجنے کا مقرر کرتا ہوں آپ نے فرمایا:"اذا يكفيك الله امرك من دنياك و آخرتك"اس وقت اللہ تعالیٰ تیرے دنیا وآخرت کے کاموں کو کافی ہوگا۔

سچ ہے درود شریف کی برکت سے دنیا اور آخرت کی مصیبت دور ہو جاتی ہے۔ حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب والد ماجد شاہ ولی اللہ صاحب رحمہما اللہ فرماتے ہیں۔ ''بها وجدنا ما وجدنا'' یعنی اسی درود شریف ہی سے ملا جو کچھ ملا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میرے اوپر محبت و شوق سے جتنا ہی زیادہ درود بھیجے گا میں اس کیلئے قیامت کے دن شفیع و شہید ہوں گا۔ اور دس غلام آزاد کرنے کا ثواب پائے گا۔ (القول البدیع) اور فرمایا جو میرا نام سن کر مجھ پر درود نہ بھیجے وہ بڑا بخیل ہے (ترمذی)

اور فرمایا قیامت کے روز سب سے زیادہ قریب مجھ سے وہ ہوگا جو کثرت سے مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ (ترمذی)

اللہ تعالیٰ کے فرشتے زمین پر پھرتے رہتے ہیں، میری اُمت کے سلام کو مجھ پر پیش کرتے رہتے ہیں۔ (نسائی، دارمی)

اور اللہ میری روح کو لوٹا دیتا ہے میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (ابوداؤد)

اور فرمایا جو پورے پورے ثواب لینے سے خوش ہو تو اس کو چاہیے کہ نبی اور آلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجے۔ (ابوداؤد)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجو گے تمہاری دعائیں زمین و آسمان کے درمیان لٹکتی رہیں گی۔ درود پڑھنے سے دعا قبول ہوتی ہے۔ (ترمذی)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر سو رحمتیں نازل فرمائے گا اور جو سو بار پڑھے گا تو وہ نفاق و دوزخ سے بری ہوگا۔ قیامت کے روز شہیدوں کے ساتھ رہے گا۔ (طبرانی)

درود شریف کے بے شمار فضائل ہیں جن کو محرر سطور بیان کرنے سے قاصر ہے۔ علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے ''القول البدیع'' اور مجدد ملت حضرت سید صدیق حسن رحمہ اللہ نے ''نزل الابرار'' اور حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے ''جلاء الافہام'' میں نہایت بسط و تفصیل سے بیان فرمایا ہے: ''و ان شئت زيادة التحقيق فطالعها''۔

درود شریف کے پڑھنے کے مقامات واوقات:۔ ان تینوں حضرات نے فرمایا ہے کہ مندرجہ ذیل مقامات پر درود شریف پڑھنا چاہیے۔ (۱) نماز کے تشہد اُولیٰ میں امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک، تشہد آخیرہ میں بالاتفاق، (۲) قنوت کے آخر میں (۳) نماز جنازہ کی دوسری تکبیر کے بعد (۴) خطبہ میں (۵) موذن کے آذان کے جواب کے بعد واقامت کے وقت (۶) دعا کرتے وقت اوّل، درمیان آخر میں (۷) مسجد میں داخل ہوتے وقت اور اس سے باہر نکلتے وقت (۸) صفا مروہ پر (۹) مجلس میں (۱۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک سننے کے وقت (۱۱) لبیک سے فارغ ہونے کے بعد (۱۲) حجرِ اسود کے بوسہ لیتے وقت (۱۳) بازار میں جانے کے وقت، اور واپسی کے وقت (۱۴) رات کو سو کر کھڑے ہونے کے وقت (۱۵) قرآن مجید کے ختم کرنے کے بعد (۱۶) رنج و غم کے وقت (۱۷) جمعہ کے دن (۱۸) مسجد کے پاس سے گزرنے اور اس کے دیکھنے کے وقت (۱۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک لکھتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من صلے علي في كتاب لم تزل الملئكة ليستغفرون له مادام اسمي في ذالك الكتاب و في رواية لم تزل الصلوٰة جارية له مادام اسمي في ذالك الكتاب۔ (ابوالشیخ: نزل الابرار: ص ۱۸۲)

جو کتاب لکھنے میں میرے اوپر درود بھیجے گا تو فرشتے ہمیشہ اس کیلئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔ جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا صلی اللہ علیہ وسلم دائماً۔ سبحان اللہ کیا شان عظمیٰ اور نعمت کبریٰ ہے۔ موجودہ زمانے کے مؤلفین اور مصنفین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے بعد صرف (صلعم) لکھ کر اکتفا کرتے ہیں۔ خاکسار محرر سطور کے نزدیک یہ کفایت شعاری کو مستحسن نہیں ہے۔ محدثین کرام رضی اللہ عنہم نے اس کفایت شعاری کو پسند نہیں فرمایا، بلکہ ہر جگہ نام مبارک پر صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ تحریر فرمایا اور اسی وجہ سے ان کی مغفرت ہوئی۔

(نزل الابرار: ص: ۱۴۲-۱۴۳)

(۲۰) صبح و شام کے وقت (۲۱) گناہ سے توبہ کے وقت (۲۲) محتاجی کے وقت (۲۳) منگنی اور نکاح کے وقت (۲۴) وضو کے بعد

إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تذکرہ

قاضی محمد سلیمان منصور پوری

عہد ○ خاندان ○ اساتذہ ○ ہمعصر علما

تالیف

محمد اسحٰق بھٹی

المکتبۃ السلفیۃ ○ شیش محل روڈ ○ لاہور

طبع اول ________ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ یعنی جنوری ۲۰۰۷ء

اہتمام ________ احمد شاکر
ناشر ________ المکتبۃ السلفیۃ لاہور
مطبع ________ ناصر پرنٹرز لاہور

شیش محل روڈ، لاہور 54000 فون: 0092-42-7237184, 7230271

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصحابِ علم و فضل

محمد تنزیل الصدیقی الحسینی

اصلاح المسلمین پبلشرز
پوسٹ بکس نمبر: 18130 کراچی نمبر: 74700

اصحابِ علم و فضل

اشاعت ..... فروری 2005ء/محرم 1426ھ
تعداد 1000
قیمت ....
طابع .... فیرفین پریس کراچی

اصلاح المسلمین پبلشرز
پوسٹ بکس نمبر: 18130 کراچی نمبر: 74700

(۲۵) نمازوں کے بعد (۲۶) ہر کام شروع کرتے وقت۔

ان مذکورہ اوقات کے دلائل کتب ثلاثہ میں مذکور ہیں طوالت کی وجہ سے نہیں لکھے:

"اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انك حمید مجید"۔

درود شریف کے بہت فوائد ہیں جو "نزل الابرار" اور "جلاء الافہام" "القول البدیع" "مفتاح الحسن" وغیرہ میں وضاحت کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔طوالت کی وجہ سے اس جگہ نہیں لکھے جا رہے ہیں۔(الدعا المقبول :ص:۳۹۵ تا ۳۹۹)

نام کتاب:۔تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ عہد خاندان، اساتذہ، ہمعصر علماء
مصنف:۔محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ تعالیٰ

خاندانی پس منظر: قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ کا مختصر سلسلۂ نسب یہ ہے۔محمد سلیمان بن قاضی احمد شاہ بن قاضی باللہ بن قاضی معزالدین احمد۔قاضی صاحب کے اسلاف میں ایک بزرگ کا نام پیر محمد تھا۔وہ عہد مغلیہ میں دہلی کے منصب قضاء پر فائز تھے، اس لیے انہیں قاضی پیر محمد رحمہ اللہ کہا جاتا تھا۔بعد از اں خاندان کے ہر فرد کو قاضی کہا جانے لگا اور پھر یہ خاندان "قاضی خاندان" کے نام سے مشہور ہو گیا۔قاضی پیر محمد رحمہ اللہ کی عدالتی مہر جوان کی انگشتری میں بہ صورتِ نگینہ پیوست تھی، طویل عرصے تک اس خاندان میں محفوظ رہی۔

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری :ص:۳۷)

خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت:۔ رات قاضی معزالدین احمد رحمہ اللہ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منصور پور تشریف لائے ہیں اور گھوڑوں پر سوار ہیں۔قاضی صاحب رحمہ اللہ نے انتہائی ادب سے انہیں سلام کیا اور عرض گزار ہوئے: حضور (ﷺ) میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ یہاں کیسے تشریف لائے؟

فرمایا: معزالدین! تم گھوڑے سنبھالو ہم نماز پڑھ کر نابھہ جائیں گے اور اپنے محبّ حکیم غلام فرید کو رہا کرائیں گے۔

جب تک رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے رہے۔قاضی معزالدین نے گھوڑوں کی باگیں پکڑے رکھیں۔

یہ خواب کی بات تھی جو ختم ہوئی۔

آنکھ کھلی تو قاضی معزالدین رحمہ اللہ حسب معمول فجر کی نماز پڑھنے مسجد میں گئے نماز کے بعد قرآن مجید کا درس دیا اور لوگوں کو بتایا کہ حکیم غلام فرید پر سخت آزمائش کا وقت آپڑا تھا، مگر اللہ نے ان کو بچا لیا۔

ادھر نابھہ میں جیل حکام نے صبح کو حکیم صاحب کی بیڑیاں کٹی ہوئیں اور درِ زنداں کھلا ہوا پایا۔مہاراجا کو اس کا پتا چلا تو پنجابی میں کہا:

"اللہ والوں" یعنی جو کچھ ہوا، اللہ کی طرف سے ہوا، ہم اس میں کچھ نہیں کر سکتے۔

اس نے حکیم صاحب سے معذرت کی اور پورے اعزاز کے ساتھ پچھلے منصب پر بحال کر دیا۔(سیرت سلیمان،ص:۲۶۲)

سورج نکلا تو نابھہ سے آنے والے لوگوں نے قاضی معزالدین رحمہ اللہ سے سارا واقعہ بیان کیا، جس سے خواب کی تعبیر واضح ہو گئی۔

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۴۱-۴۲)

قاضی معزالدین نقشبندی کی خدمات: قاضی معزالدین احمد رحمہ اللہ نہایت عبادت گزار اور پرہیز گار بزرگ تھے۔منصور پور اور اس کے نواح میں انہوں نے اللہ کے دین کی بڑی اشاعت کی اور کثیر تعداد میں لوگ ان کے طریق تبلیغ اور وعظ ونصیحت سے متاثر ہوئے۔

یہ اس خاندان کے جلیل القدر بزرگ تھے جو اس علاقے میں آئے اور جنہوں نے ایک خاص اسلوب سے، لوگوں کے فہم کے مطابق،

دین کی نشر و اشاعت کا سلسلہ شروع کیا اور اس میں اللہ نے انہیں کامیابی عطا فرمائی۔

جنات کا تعلیم حاصل کرنا:۔ قاضی معزالدین رحمہ اللہ کے بیٹے قاضی باقی باللہ تھے۔انہوں نے بھی باپ کے ساتھ اپنے آپ کو احکام دین کی تبلیغ کیلئے وقف کیے رکھا۔ بے حد سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔کسب معاش کا ذریعہ زراعت تھا۔لوگوں کو فی سبیل اللہ قرآن مجید پڑھاتے اور اسلامی و دینی علوم کی تعلیم دیتے تھے۔ان کے حدود اثر کا دائرہ منصور پور سے باہر نکل کر قرب و جوار کے قصبات و دیہات تک پھیل چکا تھا اور دینی مسائل سمجھنے اور اسلام کے اوامر و نواہی سے باخبر ہونے کیلئے بہت سے لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جنات بھی ان سے تعلیم حاصل کرتے تھے۔

قاضی معزالدین اور قاضی باقی باللہ رحمہما اللہ کی تواریخ ولادت و وفات کا پتا نہیں چل سکا۔البتہ اتنا معلوم ہوا ہے کہ وہاں کے لوگوں نے ان کی قبروں پر قبے بنا دیئے تھے اور باقاعدہ چراغ جلائے جاتے تھے۔لیکن ان کے اہل خاندان نے کبھی اسے لائق التفات نہیں سمجھا۔شنید ہے کہ آزادئ وطن کے بعد اس علاقے کے غیر مسلم معتقدین نے مسلمان بزرگوں کے بہت سے مزارات کی حفاظت و حرمت کو برقرار رکھا،جن میں قاضی معزالدین اور قاضی باقی باللہ رحمہما اللہ کے مزار بھی شامل ہیں۔

قاضی احمد شاہ رحمہ اللہ: قاضی باقی باللہ رحمہ اللہ کے بیٹے قاضی احمد شاہ تھے جو ۱۲۵۰ھ(۱۸۳۴ء) کو منصور پور میں پیدا ہوئے۔

قاضی احمد شاہ رحمہ اللہ اپنے وقت کے باعمل عالم، تہجد گزار اور شب زندہ دار بزرگ تھے۔انہوں نے دو حج کیے۔صالحیت، تقویٰ اور خشیت الٰہی ان کے وہ اوصاف تھے،جن کی وجہ سے لوگ ان کی بے حد تعظیم کرتے اور انہیں شاہ جی کہہ کر پکارتے تھے۔(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۴۲تا۴۴)

امام تصوف مجدّد الف ثانی نقشبندی رحمہ اللہ کا تعارف

ولادت:۔ تقسیم ملک کے بعد حکومت ہند نے ریاستیں ختم کر دی تھیں اور پٹیالہ کو ضلع کا درجہ دے دیا گیا تھا۔

پٹیالہ کی سرزمین کے مختلف مقامات میں مختلف اوقات میں بہت سے اہل علم اور اصحاب ورع و تقویٰ لوگ پیدا ہوئے۔مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ نے اس علاقے میں جنم لیا اور اپنے علم و عمل کی بنا پر تمام عالم اسلام میں ان کی آواز گونجی۔

ولادت سے قبل بشارات غیبیہ:۔ تاریخ کی کتابوں میں مرقوم ہے کہ ہندوستان کے بادشاہ فیروز شاہ تغلق کے عہد میں ایک مرتبہ شاہی خزانہ محافظوں کی نگرانی میں لاہور سے دہلی منتقل کیا جا رہا تھا۔ جب قافلہ اس مقام پر پہنچا جہاں اب سرہند آباد ہے تو ایک صاحبِ کشف بزرگ پر اللہ کی طرف سے منکشف ہوا کہ یہاں ایک بہت بڑا ولی پیدا ہوگا۔اس وقت یہ تمام علاقہ ایک وسیع جنگل تھا۔ بزرگ کی یہ بات بادشاہ کے گوش گزار ہوئی تو اس نے وہاں ایک شہر تعمیر کرنے کا حکم دیا اور اس کی تعمیر کا کام شیخ رفیع الدین رحمہ اللہ کے سپرد ہوا۔شیخ رفیع الدین چھٹی پشت میں شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ کے اجداد میں سے تھے۔شہر کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد شیخ رفیع الدین وہیں آباد ہو گئے۔

شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ کے والد ماجد شیخ عبدالاحد رحمہ اللہ تھے جو اپنے عہد کے معروف عالم اور متقی بزرگ تھے۔ان کے فرزند گرامی شیخ احمد کی ولادت جمعے کے روز ۱۴۔شوال ۹۷۱ھ(۲۶مئی ۱۵۶۴ء) کو سرہند میں ہوئی۔ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی، پھر سیالکوٹ کا عزم کیا، وہاں مولانا یعقوب صرفی کشمیری کا ہنگامۂ درس جاری تھا،ان سے علوم عقلیہ و نقلیہ کی انتہائی کتابیں پڑھیں۔مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۔ربیع الاول ۱۰۶۷ھ۔۱۹دسمبر ۱۶۵۶ء) ان کے ہم درس تھے۔''مجدّد الف ثانی'' کے الفاظ ان کیلئے سب سے پہلے مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ نے لکھے تھے۔''روضۂ قیومیہ'' کی روایت کے مطابق انہوں نے ایک مکتوب میں ان کو ان الفاظ میں مخاطب فرمایا تھا: امام ربانی، محبوب سبحانی، مجدد الف ثانی رحمہ اللہ۔

مجدّد نقشبند کی روشنی سارے عالم میں: سرزمین سرہند میں ان سے پہلے بھی علمائے دین پیدا ہوئے تھے، مثلاً انہیں کے ہم نام

ایک بزرگ شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ (متوفی ۹۸۶ھ ۱۵۷۸ء) تھے، اسی عہد کے ایک عالم دین شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ سرہندی تھے، ان کے علاوہ اور بھی متعدد بزرگان دین تھے، مگر ''الف ثانی'' کی مجددیت کا تاج جس کے سر مبارک پر رکھا گیا وہ یہی احمد سرہندی رحمہ اللہ ہیں جو افق سرہند سے جمال حق کی شعاع بن کر ابھرے اور پورے ہند میں جن کا تقویٰ شعاری اور خدمت دین غلغلہ بلند ہوا۔

مجدد صاحب کی استقامت علی الشریعت:۔ مجدّد الف ثانی رحمہ اللہ کی ولادت مغل شہنشاہ جلال الدین اکبر کے عہد میں ہوئی۔ اس کا عہد ۹۶۳ھ (۱۵۵۶ء) سے شروع ہو کر ۱۰۱۴ھ (۱۶۰۵ء) تک چلتا ہے اور اکیاون سال کے لیل ونہار میں پھیلا ہوا ہے۔ عہد اکبری کے اختتام یعنی اکبر کی وفات کے وقت حضرت مجدّد صاحب رحمہ اللہ کی عمر تینتالیس سال کی ہو چکی تھی۔ وہ اس وقت مسندِ تدریس اور سجادۂ اصلاح پر متمکن تھے۔ لیکن نہ اکبر ان کی تبلیغ کے راستے میں مزاحم ہوا اور نہ انہوں نے اکبر سے کچھ کہا۔

اکبر کے بعد اس کا بیٹا نورالدین جہاں گیر تخت حکومت پر بیٹھا تو اس کے بعض مصاحبوں نے مجدّد صاحب کے خلاف اس کے کان بھرے اور کہا کہ وہ بادشاہ کیلئے سجدۂ تعظیمی کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ بادشاہ نے ان کو دربار میں بلایا تو انہوں نے سجدہ نہیں کیا۔ اقبال نے ''بال جبریل'' میں اس کا ذکر ان اشعار میں کیا ہے:

حاضر ہوا میں شیخ مجدّد کی لحد پر	وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے	اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحبِ اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہاں گیر کے آگے	جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیٔ احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہباں	اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

حضرت مجدّد رحمہ اللہ تریسٹھ سال عمر پا کر بروز سہ شنبہ ۲۸۔ صفر ۱۰۳۴ھ (۳۰ دسمبر ۱۶۲۴ء) کو سرہند میں فوت ہوئے۔ نماز جنازہ ان کے صاحب زادۂ گرامی خواجہ محمد سعید رحمہ اللہ نے پڑھائی۔ (تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص: ۵۱ تا ۵۳)

قاضی محمد سلیمان رحمہ اللہ کا ذوق تصوف

ولادت: قاضی محمد سلیمان رحمہ اللہ (۱۲۸۴ھ) ۱۸۶۷ء کو منصور پور میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام احمد شاہ اور والدہ کا اللہ جوائی رحمہا اللہ تھا۔ وہ عبادت گزار اور صالحہ خاتون تھیں۔ (سیرت سلیمان، ص: ۲۶۱)

قاضی محمد سلیمان رحمہ اللہ کا پگڑی استعمال فرمانا:۔ ملازمت کے زمانے میں حاکمان پٹیالہ کی طرح پگڑی باندھتے تھے، لیکن ریٹائرمنٹ کے بعد پلو دار عمامہ باندھنے اور علی گڑھی طرز کا پاجامہ پہننے لگے تھے۔ (سیرت سلیمان ''سفرنامہ حجاز کا آخر'' ص: ۲۷۳)

150 سال پرانا خاندانی مجرب وظیفہ: اس خاندان میں مائی اللہ جوائی کا ایک ورد یا وظیفہ، جسے ہم دعا بھی کہہ سکتے ہیں، بہت مشہور ہے، جو پنجابی زبان میں ہے کہا جاتا ہے کہ اس خاندان کا کوئی شخص کسی مشکل میں پھنس جائے تو یہ وظیفہ پڑھنے یا دعا مانگنے سے اللہ تعالیٰ اسے مشکل سے نکال دیتا ہے۔ وظیفہ مسلسل پڑھتے رہنا چاہیے۔ اس کیلئے کسی خاص وقت یا مقام کا تعین نہیں کیا گیا۔ وظیفہ بہت آسان ہے جو اس خاندان میں اب تک چلا آ رہا ہے۔ حالات بدل گئے ہیں، نئی تہذیب، نئی شان وشوکت کے ساتھ ہر گھر میں ڈیرے ڈال چکی ہے، اس فہرست میں خود قاضی صاحب رحمہ اللہ کے اخلاف بھی شامل ہیں۔ زمانے کی ثقافت نئے رنگ میں جلوہ گر ہے، جدید تعلیم نے معاملات کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے، رہن سہن میں ایسا تغیر رونما ہو گیا ہے کہ چند سال پہلے اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا، لیکن شنید ہے کہ کم وبیش ڈیڑھ سو سال پیشتر کا یہ خالص دیہاتی اور پنجابی وظیفہ یا دعا اب بھی اس خاندان میں مقبول ومروّج ہے، ہر مشکل کے وقت اسے پڑھا جاتا ہے اور اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ وظیفہ یا دعا یہ ہے:

جل تو جلال تو	آئی بلا نوں ٹال تو
اوکھے ویلے نال تو	اللہ ہو، اللہ ہو

دعا کا تعلق قلب وروح سے:۔ یہاں یہ یاد رہے کہ کسی وظیفے یا دعا کا تعلق جہاں الفاظ وحروف سے ہے، وہاں قلب وروح سے بھی ہے۔ جو بات قلب وروح کی گہرائی سے اُچھل کر ایک خاص جذبے کے ساتھ سطح زبان پر آئے گی، اللہ کی بارگاہ میں لازماً شرفِ قبول حاصل کرے گی، اگرچہ وہ کسی زبان میں ہو اور کتنے ہی ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں ہو۔مگر شرط یہ ہے کہ اس میں اللہ کی وحدانیت کارفرما ہو، شرکیہ الفاظ سے پاک ہو......اور یہ الفاظ جو اوپر درج ہیں شرک سے قطعاً پاک ہیں، خالص توحید پر مبنی ہیں۔

حصول برکت کیلئے سائیں توکل شاہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضری:۔ ہمیشہ سے یہ دستور چلا آرہا ہے کہ بچے کی ولادت کے بعد والدین اپنے بچے کیلئے محلے یا گاؤں کے کسی ایسے شخص سے جسے وہ اپنے دانست میں نیک اور پرہیز گار سمجھتے ہوں، دعا کراتے ہیں۔ قاضی صاحب کے ایام طفولیت میں انبالہ میں ایک بزرگ سائیں توکل شاہ مرحوم رہتے تھے، جو صوفیاء کے نقشبندی مجددی سلسلے سے منسلک تھے۔متقی اور عبادت گزار شخص تھے، جن کا سال ولادت ۱۲۵۵ھ (۱۸۳۹ء) اور تاریخ وفات ۴ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ (۳ اگست ۱۸۹۷ء) ہے۔ قاضی صاحب کے آباؤ اجداد سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب جو نجم الدین شاہ کے نام سے موسوم تھے اور قاضی صاحب رحمہ اللہ کی ولادت کے وقت جن کی عمر اٹھارہ بیس برس تھی، وہ قاضی صاحب کو دعا کیلئے سائیں توکل شاہ رحمہ اللہ کی خدمت میں لے گئے۔سائیں موصوف رحمہ اللہ نے بچے کو گود میں لیا، منہ چوما اور بچے کی بہتری اور خیر وعافیت کیلئے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ سائیں توکل شاہ رحمہ اللہ کے عقیدت مندوں کا حلقہ بڑا وسیع تھا، جن میں والیٔ نابھہ بھی شامل تھا۔

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۶۵ تا ۶۸)

کوموی خاندان میں بیعت اصلاح:۔ مولانا عبدالعزیز کوموی رحمہ اللہ کے اکابر میں سے ایک عالم دین مولانا احمد الدین کوموی رحمہ اللہ تھے جو حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے مرید تھے۔انہوں نے امام نووی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب ''ریاض الصالحین'' کا اردو ترجمہ بنام ''ریاحین العابدین'' کیا تھا۔(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۷۱)

مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ کا جماعت اہلحدیث پر احسان:۔ ماشاءاللہ آپ کا جذبہ اور آپ کا قلم اب بھی جوان ہے اور آپ کا سمندِ رشوق بدستور سرپٹ دوڑ رہا ہے۔آپ کا قلمی سرمایہ بے ذوق اور ناقدردان جماعت پر احسانِ عظیم ہے۔آپ نے جماعت کے اکابر و اصاغر کا ذکر کیا ہے۔اللہ کریم آپ کو صحت مند رکھے۔آپ بے ذوق جماعت کے قیمتی سرمایہ ہیں۔(ندیم کوموی: گوشۂ ادب)

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۷۷-۷۸)

وضاحت: ندیم کوموی علمائے اہلحدیث میں ادب کی چاشنی لیے علمی تحقیقات کا ذوق رکھنے والی ذی صلاحیت شخصیت ہیں۔(از مرتب اثری)

عارف باللہ کی خدمت دین:۔ نوجوان عارف باللہ مولانا علاؤالدین رحمہ اللہ تھے، جن کا شمار تاریخ اہلحدیث کے اکابر شیوخ میں ہوتا ہے اور جن کی مجاہدانہ تبلیغی مساعی سے نہ صرف کوم کلاں بلکہ درجنوں ملحقہ دیہات میں مشرکانہ عقائد اور بدعات کا قلع قمع ہوا اور توحید و سنت کا چرچا ہونے لگا۔چراغ سے چراغ جلنے لگا۔(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۸۰)

قاتل کے حق میں فیصلہ:۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ کو سیشن جج کے زمانے میں بہت سی آزمائشوں سے گزرنا اور کئی قسم کے امتحانوں سے دوچار ہونا پڑا اور اس نوع کے سرکاری فرائض کی انجام دہی کے دور میں یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔لوگ اپنے کام کرانے کیلئے افسروں کی بڑی خوشامدیں کرتے اور بہت سی رشوتیں پیش کرتے ہیں۔قاضی صاحب رحمہ اللہ کو بھی بعض اوقات ان حالات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔مولانا حکیم عبداللہ مرحوم ومغفور (روڑی والے) ایک مضمون میں بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ قاضی صاحب رحمہ اللہ کا ایک ہندو دوست قتل کے ایک ملزم کی سفارش کیلئے ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ ملزم قطعاً بے گناہ ہے، لہٰذا آپ براہِ کرم اسے رہا کردیں۔قاضی صاحب رحمہ اللہ ابھی اس درخواست کا کوئی جواب نہیں دے پائے تھے کہ اس نے ایک بند لفافہ ان کی طرف بڑھایا۔قاضی صاحب نے چونک کر پوچھا:''اس لفافے

میں کیا ہے؟'' اس نے دبی زبان میں جواب دیا: ''یہ آپ کی مٹھائی ہے۔''

قاضی صاحب رحمہ اللہ سخت مضطرب ہو کر بولے: ''استغفر اللہ...... آپ مجھے حرام کھلانا چاہتے ہیں۔''

اس نے کہا: ''قاضی صاحب! یہ چالیس ہزار روپے ہیں۔'' قاضی صاحب رحمہ اللہ نے فوراً جواب دیا: ''حرام کی مقدار اگر زیادہ ہو تو وہ حلال نہیں ہو جاتا...... بلکہ مقدار بڑھنے کے ساتھ ہی حرام کی کراہیت بھی بڑھ جاتی ہے۔ لہٰذا اب میں اسے اور زیادہ مکروہ سمجھتا ہوں۔ آپ یہ اطمینان رکھیں کہ کسی پر کوئی زیادتی نہیں ہوگی، وہی کچھ ہوگا جس کا قانون تقاضا کرتا ہے۔''

قاضی صاحب رحمہ اللہ کا یہ جواب سن کر وہ شخص لاجواب ہو گیا اور ایک مسلمان کی عظمت و کردار کا ایسا گہرا نقش اس کے دل پر مرتسم ہوا کہ جس کی اسے بالکل توقع نہ تھی۔

یہ قاضی صاحب رحمہ اللہ کے عظیم الشان کردار کی ایک مثال ہے۔ معلوم نہیں، اس دور میں انہیں مختلف طریقوں اور ذریعوں سے کتنی پیشکشیں ہوتی ہوں گی اور وہ کس شان سے ان بھاری بھرکم پیشکشوں کو ٹھکراتے ہوں گے۔ یہ آج سے کم و بیش ایک صدی قبل ۱۹۱۰ء کے لگ بھگ کی بات ہے، جب پیسہ انتہائی مہنگا تھا اور چالیس ہزار روپے کی قیمت آج کل کے حساب سے کم از کم کروڑ روپے کے برابر ہوگی۔ اس وقت سونے کا بھاؤ دس روپے تولہ تھا اور آج دس ہزار روپے کے لگ بھگ ہے۔ (تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص: ۹۲-۹۳)

دیانتدارانہ فیصلے پر ہندو کا مسلمان ہو جانا:۔ ایک صاحب نے بتایا کہ ریاست پٹیالہ کے ایک گاؤں کے مسلمانوں نے ایک ہندو کی جگہ پر قبضہ کر کے مسجد تعمیر کرنا شروع کر دی۔ جگہ کا ہندو مالک قاضی صاحب رحمہ اللہ کی عدالت میں چلا گیا اور درخواست دی کہ مسلمان جبراً میری جگہ پر قبضہ کر کے مسجد تعمیر کر رہے ہیں۔ قاضی صاحب نے تعمیر روک دی اور فریقین کے بیان لینا شروع کر دیئے۔ مسلمانوں کو خیال تھا کہ اتنے بڑے عالم مسلمان جج کا فیصلہ ہمارے ہی حق میں ہوگا۔ لیکن فریقین کے بیانات سننے کے بعد قاضی صاحب رحمہ اللہ نے فیصلہ ہندو کے حق میں کر دیا اور فیصلے میں لکھا کہ جبراً حاصل کی ہوئی زمین پر مسجد تعمیر کرنا جائز نہیں۔ اس فیصلے سے مسلمان بڑے کبیدہ خاطر ہوئے۔ لیکن اِدھر جگہ کا ہندو مالک اس فیصلے سے اتنا متاثر ہوا کہ اپنے خاندان سمیت مسلمان ہو گیا اور اسی جگہ پر خود اپنے خرچ سے مسجد تعمیر کر دی۔

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص: ۹۸)

بزرگوں کا میٹھا طریقِ کلام و نہجِ تفہیم:۔ پرانے بزرگوں اور عالموں کا طریقِ کلام اور نہجِ تفہیم کس درجے میٹھا اور پیارا تھا۔ نہ زبان سے ان کے لباس کو غیر شرعی کہا، نہ ان کے وضع قطع کو سنت کے خلاف قرار دیا، نہ ان کی ہیئت کذائی پر تنقید کی۔ بس ایک ہی دفعہ درس قرآن میں شامل ہونے سے ان کی زندگی کا اسلوب بدل گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی ہر بات دل میں اترتی اور فکر و ذہن کی گہرائیوں میں اثر و رسوخ کے نقوش مرتسم کرتی جاتی تھی۔

مرکزی جمعیت کے نائب صدر ''صوفی بزرگ'':۔ صوفی نذیر حسین رحمہ اللہ کشمیری برادری سے تعلق رکھتے تھے اور کشمیریوں کی اس ''گوت'' کے فرد تھے جو ''صوفی'' کہلاتے تھے۔ کئی سال مرکزی جمعیت اہلحدیث کے نائب صدر رہے، جب کہ مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ اس کے صدر تھے۔ (تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص: ۱۱۹-۱۲۰)

عمامہ باندھنے کی نصیحت:۔ مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ ۱۹۲۵ء سے ۱۹۳۰ء تک (پانچ سال) دارالعلوم ندوۃ العلماء (لکھنؤ) میں تعلیم حاصل کرتے رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ اس اثنا میں ندوے کا ایک جلسہ لکھنؤ میں ہوا، اس جلسے میں پنجاب سے قاضی صاحب رحمہ اللہ اور مولانا ظفر علی خاں بھی تشریف لے گئے تھے۔

جلسے میں طلباء کی تقریروں کا پروگرام بھی رکھا گیا تھا۔ مولانا ندوی رحمہ اللہ کو عربی میں تقریر کرنا تھی۔ انہوں نے تقریر ختم کی تو سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے قاضی صاحب رحمہ اللہ سے ان کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا یہ آپ کے ہم مسلک ہیں اور مولانا ظفر علی خان سے کہا: یہ آپ کے ہم ضلع

ہیں، یعنی گوجراں والا سے تعلق رکھتے ہیں۔ مولانا ندوی رحمہ اللہ کے بقول علمائے کرام اور قاضی صاحب رحمہ اللہ ان کی عربی تقریر سے بہت خوش ہوئے۔ مولانا نے سر پر ٹوپی لے رکھی تھی۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ نے مولانا سے کہا: میاں علماء کا لباس عمامہ ہے۔ عمامہ باندھا کریں۔

فقہاء محدثین اور زعماء کا بے حد ادب:۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ کسی کو ہدف تنقید ٹھہرانے اور منفی طریق کلام اختیار کرنے کے بجائے اپنے مؤقف کو بہ صورت اثبات واضح اور مبنی برحق ثابت کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔ تقریر میں بھی یہی انداز تھا، عام گفتگو میں بھی یہی طریقہ اپناتے تھے اور تحریر میں بھی یہی سلسلہ چلتا تھا۔ فقہا و محدثین اور علماء وزعماء کا بے حد احترام سے نام لیتے اور انتہائی تکریم سے ان کا تذکرہ کرتے۔ کوئی شخص محدثین وفقہاء کے بارے میں سوء ادب کا مظاہرہ کرتا تو اسے پیار سے سمجھانے کی سعی فرماتے۔ (تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص:۱۲۳)

ناصحانہ اسلوب میں منکر حدیث کو نصیحت (کرامت):۔ (محدثین کی شان میں گستاخی کرنے والے کو فرمایا) بھائی محدثین نے بہت خدمات انجام دی ہیں اور وہ ہمارے محسن تھے، جنہوں نے احادیث کی جمع وتدوین کے سلسلے میں اتنی تگ وتاز کی اور اس موضوع پر بڑی بڑی کتابیں تصنیف کیں، ان کا نام احترام سے لینا چاہیے اور ان کے بارے میں زبان سے کوئی الفاظ نکالتے وقت ان کے مقام ومرتبے کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ لیکن انہوں نے قاضی صاحب رحمہ اللہ کی بات پر کان نہیں دھرا اور وہی طرز کلام اختیار کیے رکھا، جس کے وہ عادی تھے۔ کچھ دیر کے بعد وہ اٹھے، ابھی دروازے سے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ بستے سمیت دھڑام سے گندے نالے میں جا گرے۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ اور جو لوگ وہاں موجود تھے، جلدی سے باہر نکلے اور ان کو نالے سے نکالا۔ وہ غلیظ پانی سے بُری طرح لت پت ہو گئے تھے اور ان کے کپڑے غلاظت سے بھر گئے تھے۔ کاغذات کا جو پلندہ وہ اٹھائے ہوئے تھے، وہ بھیگ گیا تھا اور وہ سردی سے ٹھٹھر رہے تھے۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ نے فوراً پانی گرم کرایا، انہیں نہلایا اور پہننے کیلئے اپنے دھلے ہوئے کپڑے انہیں عطا کیے۔ یہ قاضی صاحب رحمہ اللہ کے اخلاق کی ایک جھلک اور اپنے نقطہ نظر سے شدید اختلاف رکھنے والوں کے بارے میں ان کے طرزِ عمل کی ایک چھوٹی سی مثال۔! (تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص:۱۲۴-۱۲۵)

غیر مسلموں سے حسن سلوک:۔ جس زمانے میں قاضی صاحب بٹھنڈے میں سیشن جج تھے، وہاں ہوشیار پور کے ایک گیانی قیام پذیر تھے۔ قاضی صاحب کے گیانی جی سے مراسم قائم ہو گئے تھے۔ ایک دن انہوں نے گیانی جی سے سکھوں کی مذہبی کتاب گرنتھ صاحب پڑھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ گیانی جی فوراً مان گئے اور کہا کہ گرنتھ صاحب احتیاط یعنی ادب کے ساتھ سنا جائے۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا ایسا ہی ہوگا۔ پڑھانے کیلئے وقت مقرر کر لیا گیا۔ وقت مقررہ پر وہ روزانہ آتے اور قاضی صاحب کو گرنتھ صاحب پڑھاتے۔ دونوں مل کر گرنتھ صاحب کے ان مقامات پر خصوصیت سے غور کرتے، جہاں مسئلہ توحید بیان کیا گیا ہے، پھر اس کا مقابلہ قرآن مجید کے ان مقامات سے کرتے جہاں توحید کے متعلق احکام زیر بحث آئے ہیں۔ اس تقابل کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس دن قاضی صاحب نے گرنتھ صاحب کا مطالعہ ختم کیا، اسی دن گیانی جی مسلمان ہو گئے۔ (تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص:۱۲۶)

ادائیگی حج کیلئے مجرب وظیفہ:۔ مائی صاحبہ کے بارے میں یہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے کہ تائب ہونے کے بعد وہ ایک مرتبہ قاضی صاحب رحمہ اللہ کے فرزند گرامی قاضی عبدالعزیز صاحب کے پاس آئی اور ایک خاتون کے متعلق سوال کیا کہ وہ حج کرنا چاہتی ہے، لیکن اس کی رقم مشتبہ ہے، کیا وہ اس رقم سے حج کر سکتی ہے؟

جواب دیا: نہیں کر سکتی۔ لیکن قاضی عبدالعزیز کو جب پتا چلا کہ وہ حج کیلئے بہت زیادہ بے تاب ہے اور اس رقم کے علاوہ اس کے پاس کوئی اور رقم نہیں ہے تو اپنے والد مکرم قاضی محمد سلیمان صاحب رحمہ اللہ سے بذریعہ تحریر کوئی ایسا وظیفہ پوچھا، جس کے پڑھنے سے اس کو حج کی سعادت حاصل ہو جائے۔

قاضی صاحب رحمہ اللہ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اوّل وآخر تین تین دفعہ درود شریف اور پھر ستر دفعہ یہ دعا پڑھا کرے:

"اللهم اكفني بحلالك عن حرامك و اغنني بفضلك عمن سواك"

اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! جو چیزیں تو نے حرام قرار دے دی ہیں، ان کے بجائے میرے لیے وہ چیزیں مہیا فرما دے جو تو

نے حلال ٹھہرادی ہیں اور مجھے اپنے فضل کے سواسب چیزوں سے بے نیاز کردے...... یہ دعا حدیث شریف میں مذکور ہے۔

اس واقعہ پر تین ہفتے گزرے ہوں گے کہ ایک شخص قاضی عبدالعزیز کے گھر آیا اور بتایا کہ اس عورت سے ایک شخص نے نکاح کرلیا ہے اور اسے آٹھ سوروپے بطور مہر ادا کیے ہیں...... چندروز کے بعد وہ خوش بخت خاتون حج بیت اللہ کیلئے روانہ ہوگئی۔

اس واقعہ کے راوی قاضی حبیب الرحمٰن منصور پوری ہیں۔(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۱۲۷)

غلط کردار عورت کی توبہ (کرامت):۔ ایک غلط کردار عورت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی علمی اور دینی شہرت سن کران کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ سے بعض باتیں پوچھیں، انہوں نے نگاہیں نیچی کرکے اسے جواب دیا اور چند نصیحتیں کیں۔ اس نے اسی وقت اپنے سابقہ کردار سے توبہ کرلی اور نماز روزے کی پابند ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ نے قاضی صاحب رحمہ اللہ کو بڑی مؤثر زبان سے نوازا تھا۔ بڑے بڑے ماڈرن اور دین سے ناآشنا لوگ ان کے پاس آتے اور دوتین ہی ملاقاتوں میں ان کی حالت بدل جاتی اور اسلامی احکام کے پابند ہوجاتے۔

قاضی صاحب کا ادب جنات بھی کرتے تھے:۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ کا ادب نہ صرف انسان، بلکہ جنات بھی کرتے تھے۔ ایک شخص کی بیوی آسیب زدہ تھی۔ شوہر نے متعدد حکیموں اور عاملوں سے رجوع کیا مگر کامیابی نہ ہوئی۔ آخر وہ قاضی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ بیان کرکے تعویذ طلب کیا۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: میں تعویذ تونہیں دیا کرتا، البتہ آپ جن سے میرا اسلام کہیں اور یہ پیغام دیں کہ اللہ کے بندے، کسی غریب کوستانا اچھی بات نہیں۔ شاید وہ مان جائے۔ وہ صاحب یہ سن کر چلے گئے۔ گھر پہنچے تو دیکھا کہ جن آیا ہوا ہے اور بیوی کا برا حال ہے۔ وہ اسی وقت اس سے مخاطب ہوا اور کہا: قاضی محمد سلیمان صاحب نے تمہیں سلام کہا ہے اور یہ پیغام دیا ہے کہ اللہ کے بندے کسی غریب کوستانا اچھی بات نہیں۔ اتنی بات سنتے ہی عورت کی چیخ نکل گئی اور پھر وہ جن کہنے لگا: تم قاضی صاحب کا پیغام نہ لاتے تو میں کبھی اس کا پیچھا نہ چھوڑتا، مجھے ان کے پیغام کی شرم ہے۔ میں اب رخصت ہوتا ہوں، چنانچہ وہ عورت تندرست ہوگئی اور پھر اسے کبھی آسیب کی شکایت نہ ہوئی۔

اولیاء کے بلند مراتب:۔ اللہ تعالیٰ کے عبادت گزاروں اور پارسابندوں کے مراتب بہت بلند ہیں۔ ان کی زندگی کے لیل ونہار چوں کہ کتاب وسنت کی اطاعت اور دین حق کی تبلیغ واشاعت میں گزرتے ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر وقت ان کے شامل حال رہتی ہے۔ ان کی نیت خلوص کی آماجگاہ بن جاتی ہے، ان کا دل حسنات کا مرکز قرار پاجاتا ہے، ان کا ذہن صالحیت کے منبع کی شکل اختیار کرلیتا ہے، ان کی سوچ بچار کے پیمانے بالکل بدل جاتے ہیں۔ اللہ کی یاد ان کا ہر آن کا معمول بن جاتی ہے اور ذکر الٰہی ان کا وظیفۂ حیات بن جاتا ہے۔ پھر وہ جو کچھ مانگتا ہے، اللہ اپنے بھرپور خزانے سے اسے عطا فرما دیتا ہے۔ برائی کے آثار واثرات سے اس کا دامن پاک ہوجاتا ہے اور تقویٰ اس کے دل میں جاگزیں ہوجاتا ہے۔ یہی مطلب ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی کا جو آپ نے دل کی طرف اشارہ کرکے فرمایا تھا کہ التقویٰ ھھنا، التقویٰ ھھنا۔(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۱۲۸ تا ۱۳۰)

فقہی مسالک میں اعتدال:۔ خطبے میں اہلحدیث کے علاوہ احناف بھی کثیر تعداد میں شریک ہوتے تھے۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ کسی فقہی مسلک کے خلاف کوئی بات نہ کرتے تھے۔(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۱۳۲)

تمام مسالک کا احترام: تمام مسالک فقہ کے لوگ ان کے پاس آتے اوران سے گفتگو کرتے، وہ سب کا احترام بجالاتے۔ یوں تو وہ تمام اہل علم کو مستحقِ اکرام گردانتے تھے، لیکن دینیات کے علماء کی بالخصوص عزت کرتے اور ایسے الفاظ میں ان سے مخاطب ہوتے جن سے ان کے مرتبے کی پوری وضاحت ہوجاتی۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر اوقات ان کے گھر کو علمائے کرام کے مرکز کی حیثیت حاصل ہوجاتی، جس میں بہت سے مسائل زیر بحث آتے۔

غیرمسلم اہل علم کی بھی تکریم کرتے اوران کے اکابر کا اچھے اسلوب میں تذکرہ فرماتے۔ انسان کو انسانیت کی ترازو میں تولتے۔ ہر موقعے پر مذہبیات سے اس کا موازنہ نہیں کرتے۔ لڑائی جھگڑے سے سخت نفور تھے۔

لوگوں میں صوفی صاحب سے مشہور:۔ ان کے چھوٹے بھائی قاضی عبدالرحمٰن کے ایک ہی بیٹے تھے، جن کا نام قاضی حبیب الرحمٰن تھا اور لوگ انہیں "صوفی صاحب" کہہ کر پکارتے تھے۔ وہ اکثر پٹیالہ سے باہر رہتے تھے، طبعاً کچھ زودرنج تھے۔ (قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص: ۱۴۲)

قاضی صاحب کا اندازِ تربیت: ایک مرتبہ قاضی صاحب کوٹ کپورہ (ریاست فرید کوٹ) تشریف لے گئے۔ وہاں کسی شخص نے ان کو اپنے گھر کھانے پر بلایا۔ وہ شخص نماز نہیں پڑھتا تھا۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ کو بتایا گیا کہ یہ شخص بے نمازی ہے۔ فرمایا: پھر کیا ہوا، مسلمان تو کہلاتا ہے۔ اس کے گھر جائیں گے، اسے ملیں گے اور اس سے بات چیت کریں گے تو اللہ اسے نماز کی توفیق عطا فرما دے گا۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ اس کے گھر گئے اور ان کے سامنے کھانا رکھا گیا تو وہ شخص دور ہو کر بیٹھ گیا۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ نے اس سے کہا، آپ دور کیوں ہو گئے ہیں، آیئے میرے ساتھ کھانا کھایئے، لیکن وہ گھبرا رہا تھا اور بے نمازی ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ بیٹھنے میں شرم محسوس کرتا تھا۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ نے اصرار کیا تو ان کے ساتھ بیٹھ گیا اور کھانا کھانے لگا۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ نے کھانے کے دوران اپنے اسلوب خاص میں چند باتیں کیں۔ کھانا کھا چکے تو عشا کی نماز کا وقت ہو گیا۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ نماز کیلئے مسجد کو روانہ ہوئے تو باتیں کرتے کرتے وہ بھی ساتھ چلا گیا اور نماز پڑھی۔ اس کے بعد وہ پکا نمازی ہو گیا اور تہجد پڑھنے لگا۔ پھر کتنے ہی لوگوں کو اس کی تبلیغ سے اللہ نے راہِ ہدایت پر گامزن فرمایا۔ (تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص: ۱۴۵)

علم تصوف سے دلچسپی:۔ ان کے دامنِ معلومات کو اللہ نے بڑی وسعت سے نوازا تھا۔ جہاں وہ دیگر علوم وفنون سے آگاہی رکھتے تھے، وہاں تصوف کے علمی پہلوؤں سے بھی انہیں دلچسپی تھی اور اس کے مختلف گوشوں سے متعلق ان کے حدود مطالعہ دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ یہاں اس کی ایک مثال بیان کی جاتی ہے۔

کسی زمانے میں ریاست پٹیالہ کے وزیر داخلہ سر جوگندر سنگھ تھے جو بعد میں وزیر اعظم ہو گئے تھے۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ کے بارے میں وہ بہت سی باتیں سن چکے تھے اور ان کے علم وفضل سے متاثر تھے۔ ان کی نیکی اور دیانت داری کا بھی انہیں علم تھا ایک مرتبہ ایک افسر کی حیثیت سے قاضی صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ ان کی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے قاضی صاحب رحمہ اللہ سے تصوف کے موضوع پر گفتگو شروع کر دی۔ تقریباً پون گھنٹے تک وہ اس موضوع پر بولتے رہے۔ مگر قاضی صاحب رحمہ اللہ خاموشی سے سنتے رہے اور کسی ردِعمل کا اظہار نہ کیا۔ آخر وہ بولے کہ آپ بھی کچھ فرمایئے۔ اس کے بعد قاضی صاحب رحمہ اللہ نے قبل از اسلام کے عرب کے تصوف کی وضاحت کی، ہندوستان میں اسلام کی آمد سے پہلے جس قسم کا تصوف رائج تھا، اس کی تفصیلات بیان کیں، پھر مختلف سلاسل تصوف کا ذکر کیا۔ مغربی مصنفین نے جس اسلوب میں اس موضوع کو ہدف بحث ٹھہرایا ہے، اس کا تجزیہ فرمایا۔ اسلام جس نوع کے تصوف کا حامی ہے، اسے گفتگو کا محور بنایا۔

سر جوگندر سنگھ تعجب اور غور سے سب باتیں سنتے رہے۔ پھر کہا کہ علم تصوف کے بارے میں آپ کی بہت سی معلومات انگریزی کتابوں کی رہینِ منت ہیں، مغربی مصنفین کی کتابوں کا مطالعہ آپ نے کب کیا اور کہاں کیا؟

قاضی صاحب رحمہ اللہ سے سر جوگندر سنگھ انتہائی اعزاز سے پیش آتے تھے اور بہت اچھے الفاظ میں لوگوں سے ان کا ذکر کرتے تھے۔
(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری)

قاضی صاحب کی مجذوبوں سے ملاقاتیں

بعض مجذوبوں اور اصحاب حال بزرگوں سے بھی قاضی صاحب رحمہ اللہ کے مراسم قائم تھے جو ان سے بہ درجہ غایت ادب وتکریم سے پیش آتے تھے۔ اس ضمن کے تین واقعے بہ روایت قاضی عبدالباقی یہاں درج کیے جاتے ہیں:

نابھہ شہر میں عبداللہ مجذوب سے ملاقات: نابھہ شہر میں ایک بزرگ حافظ عبداللہ رحمہ اللہ رہتے تھے، جو علی گڑھ کے گریجویٹ تھے اور تحصیل دار تھے۔ جذب وحال میں خاص شہرت رکھتے تھے۔ لہجے کے تشدد اور سخت کلامی کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑوں کو جھاڑ پلا دیتے اور قریب آنے سے روک دیتے تھے۔ رہنے سہنے کا معاملہ بھی عجیب وغریب سا تھا اس کے باوجود مشہور تھا کہ بڑے صاحب فیض بزرگ ہیں۔ مسلمان، ہندو،

سکھ سب ان سے بہ قدر استعدادِ ذہنی فیض یاب ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ قاضی صاحب رحمہ اللہ ان سے ملاقات کو گئے، وہ نہایت احترام سے پیش آئے۔ اس کے بعد جب بھی قاضی صاحب رحمہ اللہ ان سے ملاقات کا عزم کرتے اور اس کا انہیں علم ہو جاتا تو ان کی آمد سے پیشتر ہی وہ خاموشی اختیار کر لیتے اور متانت و سنجیدگی سے بیٹھ جاتے۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ تشریف لاتے تو بڑے اعزاز سے کھڑے ہو کر ملتے او جھک کر مصافحہ کرتے۔ پھر انہیں اپنے حجرے میں لے جاتے اور مختلف مسائل پر دونوں کے درمیان دیر تک سلسلۂ گفتگو جاری رہتا۔ (تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری)

شہر سنبھل کے مجذوب سے پراسرار گفتگو:۔ ایک اور بزرگ سائیں عبداللہ شاہ سنبھلی رحمہ اللہ تھے جو یو پی کے مردم خیز شہر سنبھل کے رہنے والے تھے۔ وہ طویل مدت سے پٹیالے میں اقامت گزیں تھے۔ عبادت گاہوں اور رفاہ عامہ کے معاملات میں بڑی دلچسپی لیتے تھے۔ ایک بہت بڑی مسجد بنوائی اور مسافر خانہ تعمیر کرایا۔ باشندگان پٹیالہ انہیں معزز و محترم گردانتے تھے۔ وہ اللہ کی راہ میں بہت کچھ خرچ کرتے تھے، مگر کسی کو معلوم نہ تھا کہ ان کا ذریعہ آمدنی کیا ہے۔ ان کا معمول تھا کہ دس محرم کو اپنی مسجد میں جلسے کا اہتمام کرتے جس کے واحد مقرر قاضی صاحب رحمہ اللہ ہوتے تھے۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ شہادت حسین رضی اللہ عنہ اور واقعہ کربلا کی تفصیل بیان فرماتے، جس سے لوگ انتہائی متاثر ہوتے۔ شہر اور بیرون شہر کے ہزاروں باشندے جلسے میں شرکت کرتے اور قاضی صاحب رحمہ اللہ کی تقریر سنتے، قاضی صاحب رحمہ اللہ تقریر میں کسی کی مخالفت نہ کرتے تھے۔ سلسلہ تقریر تاریخی واقعات تک محدود رکھتے تھے۔

سائیں عبداللہ شاہ سنبھلی رحمہ اللہ قاضی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں آتے تو دونوں بزرگ ایسے دقیق اور عمیق قسم کے مسائل پر بحث کرتے کہ جن کا سمجھنا عام لوگوں کیلئے انتہائی مشکل ہوتا۔ گھنٹوں ان کی گفتگو جاری رہتی۔ (تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری)

خواجہ ضیاء معصوم نقشبندی سے تصوف کی علمی گفتگو:۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ کا سلسلہ نسب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے، جسے فاروقی سلسلہ کہا جاتا ہے۔ انہی کے نسب سے حضرت خواجہ ضیاء معصوم نقشبندی رحمہ اللہ کا تعلق تھا جو کابل میں فروکش تھے۔ ''رحمۃ للعالمین'' کی دوسری جلد میں اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حالات کے ضمن میں ان کا ذکر آیا ہے، وہ اکثر سرہند تشریف لایا کرتے تھے اور فارسی بولتے تھے۔ ان کی آمد کے موقع پر قاضی صاحب رحمہ اللہ بھی وہاں تشریف لے جاتے تھے۔ دونوں کی سلوک وطریقت اور تصوف وروحانیت سے متعلق طویل گفتگو ہوتی۔

علم تصوف کے سلسلے میں بھی ان کا ذہن نہایت زرخیز تھا۔ (تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص: ۱۴۸ تا ۱۵۱)

پیر جی ملازم سے حسن سلوک:۔ ان کے ایک ملازم کا نام سید علی محمد تھا جو پیر جی کے عرف سے معروف تھا۔ گھر کے چھوٹے بڑے تمام افراد اس کا احترام کرتے تھے۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ کے فرزند گرامی قاضی عبدالعزیز اسے بھائی جان کہہ کر پکارتے اور ان کے پوتے قاضی عبدالباقی وغیرہ اسے چچا جان کہا کرتے تھے۔ خود قاضی صاحب رحمہ اللہ کو اس سے اتنا تعلق تھا کہ پٹیالہ میں اپنے مکان سے ملحق اس کے مکان کیلئے جگہ خریدی اور اپنی گرہ سے اپنی نگرانی میں اس کی تعمیر کرائی۔

پیر جی کا ایک ہی بیٹا تھا جو قاضی صاحب رحمہ اللہ کے پوتے قاضی حسن معزالدین کا ہم عمر اور ہم جماعت تھا۔ یتیم ہونے کی بنا پر قاضی صاحب کے اہل خانہ اس کے ساتھ زیادہ شفقت کا برتاؤ کرتے تھے۔ (تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص: ۱۵۴)

پیر جی کا انتقال: سید علی محمد (پیر جی) کی موت بھی عجیب طرح واقع ہوئی۔ جب قاضی صاحب رحمہ اللہ کی وفات کی اطلاع پہنچی تو پیر جی کو سخت صدمہ پہنچا اور وہ اسی وقت بیمار پڑ گئے اور پھر انہی دنوں موت کی آغوش میں چلے گئے۔ (قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص: ۱۵۵)

غلاف کعبہ کا بابرکت ٹکڑا: ۱۹۲۱ء میں جب قاضی صاحب رحمہ اللہ پہلے حج کیلئے گئے تھے، وہ شریف مکہ کا دور تھا۔ اسے قاضی صاحب کے مقام ومرتبے کا علم ہوا تو ان کی خدمت میں غلاف کعبہ کا ٹکڑا تحفے کے طور پر پیش کیا جو لمبائی میں دو یا ڈیڑھ گز اور چوڑائی میں

چالیس انچ تھا۔ اس میں چاندی کے تاروں سے قرآن مجید کی آیات لکھی گئی تھیں۔ نہایت خوب صورت ٹکڑا تھا۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ سے تعلق رکھنے والے ایک بزرگ شیخ غلام صابر رحمہ اللہ تھے، یہ ٹکڑا انہیں فریم کرانے کیلئے دیا گیا تھا، لیکن انہوں نے یہ بابرکت ٹکڑا خود ہی رکھ لیا اور واپس نہیں کیا۔ (تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری)

باطنی پاکیزگی کا گھوڑی پر اثر: قاضی صاحب رحمہ اللہ کے عقیدت مندوں میں ایک بزرگ عبدالصمد خان صاحب تھے جو تقسیم ملک سے بہت پہلے لاہور آئے، پھر رینالہ خورد (ضلع اوکاڑہ) میں جا بسے تھے، متقی اور متدین شخص تھے۔ تقسیم ملک سے قبل وہ پولیس انسپکٹر تھے۔ ان کی گھوڑی کا قصہ بڑا عجیب وغریب ہے۔ گھوڑی بڑی خوبصورت اور موٹی تازی تھی۔ ایک مرتبہ ایک انگریز افسر اس تھانے کا معائنہ کرنے آیا جہاں وہ بطور انسپکٹر متعین تھے۔ وہاں اس نے گھوڑی بندھی ہوئی دیکھی تو انسپکٹر صاحب سے کہا، آپ کی گھوڑی مال خانے کی گھاس کھا کر بہت موٹی ہوگئی ہے۔

انسپکٹر نے کہا میری گھوڑی مال خانے کی گھاس یا کوئی سرکاری چیز کھا ہی نہیں سکتی۔ میں اسے اپنی آمدنی سے حلال اور پاک چیزیں کھلاتا ہوں۔ آپ اس کے سامنے مال خانے کی گھاس یا چارہ رکھ کر دیکھیں، اسے منہ نہیں لگائے گی۔ چنانچہ تجربہ کیا گیا اور گھوڑی کے آگے مال خانے کی بہترین گھاس رکھی گئی، گھوڑی نے اس کو منہ نہیں لگایا۔ پھر انسپکٹر صاحب نے اپنی گرہ سے چارہ منگوایا تو اس نے کھا لیا۔ انگریز افسر اس پر انتہائی متعجب ہوا۔ لیکن انسپکٹر صاحب کی دیانت کے متعلق چوں کہ انگریز افسر نے شبہے کا اظہار کیا تھا اور یہ بات ان کے لیے نا قابل برداشت تھی، اس لیے انہوں نے اسی وقت ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور حصار چلے گئے، جو اِس وقت ہندوستان کے صوبہ ہریانہ کا ایک ضلعی مقام ہے۔

یہ واقعہ بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اکل حلال کے سلسلے میں قاضی صاحب رحمہ اللہ سے ملنے والے لوگ اس درجے محتاط تھے کہ اپنے ڈنگر ڈھوروں کو بھی ایسی چیزیں کھانے سے محفوظ رکھتے تھے جو ان کی اپنی کمائی سے نہ خریدی گئی ہوں۔ (قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص:۱۵۶-۱۵۸)

بچے کی ولادت کی پیشن گوئی (کرامت): شوال ۱۳۴۸ھ میں قاضی صاحب رحمہ اللہ دوسرے حج کیلئے تشریف لے گئے تھے۔ کراچی تک جو لوگ ان کے ساتھ گئے، ان میں ان کے چھوٹے بھائی قاضی عبدالرحمٰن (وکیل صاحب) بھی تھے۔ عرشہ جہاز پر گئے تو قاضی عبدالرحمٰن سے قاضی صاحب رحمہ اللہ نے کہا کہ عبدالعزیز کے گھر ایک بیٹا پیدا ہوگا، اس کا نام معزالدین رکھنا۔ چنانچہ قاضی صاحب رحمہ اللہ کے انتقال کے تقریباً سات مہینے بعد ۲۵ دسمبر ۱۹۳۰ء (۴ شعبان ۱۳۵۰ھ) کو جمعرات کے دن لڑکا پیدا ہوا جس کا نام قاضی عبدالعزیز نے حسن معزالدین رکھا۔ ''حسن'' کا اضافہ انہوں نے اپنی طرف سے کیا۔ (تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص:۱۵۹)

ولیہ کی قبر پر دعا اور تختی لگانا: بتایا جا چکا ہے کہ قرآن مجید سے قاضی صاحب رحمہ اللہ کو بے پناہ تعلق تھا۔

ایک مرتبہ ایک خاتون کے جنازے میں شریک ہوئے جن کی پرہیزگاری اور نیکی کی بڑی شہرت تھی۔ تدفین کے بعد دعا کی گئی تو کسی نے قاضی صاحب رحمہ اللہ سے کہا: ان کی قبر پر تختی لگا کر کیا الفاظ لکھے جائیں؟

فرمایا: بی بی کا کیا نام تھا؟۔ بتایا گیا: جنت......!۔ فرمایا: لکھو، "فادخلي في عبادي○ و ادخلي جنتي"

یہ سورۃ الفجر کی آخری دو آیتیں ہی۔ آیت نمبر: ۲۹ اور آیت نمبر: ۳۰۔ ان کا ترجمہ یہ ہے کہ قیامت کے روز نفس مطمئنہ یعنی نیک آدمی سے کہا جائے گا۔ ''میرے بندوں میں داخل ہو جاؤ اور میری جنت میں رہو بسو۔'' (قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص:۱۶۰)

ندوۃ العلماء کی امداد: قاضی صاحب رحمہ اللہ مسلمانانِ ہند کے متعدد معروف تعلیمی اداروں کی مالی امداد کرتے تھے۔ جامعہ ملیہ (دہلی) کے وہ باقاعدہ معاون تھے۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء (لکھنؤ) کی مجلس انتظامیہ کے رکن تھے۔ اس کے سالانہ جلسے ہندوستان کے مختلف شہروں میں منعقد ہوا کرتے تھے، وہ ان اجلاسوں میں شرکت فرماتے اور تقریر کرتے تھے۔ ندوۃ العلماء کی خود بھی مالی امداد کرتے اور اصحابِ ثروت مسلمانوں پر بھی اس کی امداد کیلئے زور دیتے۔ ایک مرتبہ سرکاری طور پر بھی ان کی کوشش سے ندوے کی گراں قدر مالی امداد کی گئی تھی۔

قرآن نے انہی اوصاف کے لوگوں کیلئے فرمایا ہے:

أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ (البینۃ:۷) (یہ دنیا کے بہترین لوگ ہیں۔) (قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۱۶۱-۱۶۲)

چھوٹے پر شفقت اور بڑے کا احترام:۔ حدیث رسول ﷺ کی روشنی میں قاضی صاحب رحمہ اللہ کی یہ عادت تھی کہ چھوٹے پر شفقت فرماتے اور اپنے سے بڑے اور برابر والے کی عزت کرتے۔ ہر ایک کو ''آپ'' کہہ کر پکارتے۔ بچے کو بھی آپ کہتے تا کہ چھوٹی عمر ہی میں اس کا ذہن اس لفظ سے آشنا اور زبان اس سے مانوس ہو جائے۔

چھوٹے بھائی کی تکریم: ان کے چھوٹے بھائی قاضی عبدالرحمٰن جنہیں وکیل صاحب کہا جاتا تھا، ریاست پٹیالہ کے سفیر کی حیثیت سے فیروز پور رہتے تھے۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ ان کا بہت احترام کرتے اور ان سے بے حد محبت سے پیش آتے تھے۔ بعض اوقات تو اس درجے ان کی تکریم کرتے کہ دیکھنے والے کو شبہہ ہونے لگتا کہ وکیل صاحب ان کے چھوٹے نہیں، بڑے بھائی ہیں۔ (قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۱۶۶)

اختلاف امتی رحمۃ کی تشریح:۔ حکیم عبداللہ صاحب اپنے مختصر مضمون ''حالات مبارکہ علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری'' میں لکھتے ہیں: قاضی صاحب رحمہ اللہ کو مبداءِ فیض نے فہم وفراست سے حصہ وافر عطا کیا تھا، چنانچہ وہ پیچیدہ مسائل کو عام فہم انداز میں سلجھانے کا ایک خاص سلیقہ رکھتے تھے۔ میرے ایک تایا زاد بھائی مولوی شرف الدین صاحب تھے۔ انہوں نے ایک مرتبہ مولانا ثناءاللہ امرتسری رحمہ اللہ سے اس حدیث نبوی ﷺ کی وضاحت کی درخواست کی جس میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اختلاف امتی رحمہ۔ (میری امت کا اختلاف باعث رحمت ہے) جب کہ یہ بظاہر انتشار اور فرقہ بندی کی علامت ہے۔

مولانا ثناءاللہ صاحب رحمہ اللہ نے اس سوال کا جو جواب دیا وہ میرے بھائی صاحب کی ذہنی سطح سے قدرے بلند تھا۔ لہٰذا یہ ان کی سمجھ میں نہ آیا۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ کو پتا چلا تو انہوں نے مولوی شرف الدین صاحب کو کہلا بھیجا کہ مولانا ثناءاللہ صاحب رحمہ اللہ تو بڑے آدمی ہیں، آپ کسی روز میرے پاس تشریف لائیے، میں آپ سے اس مسئلے پر گفتگو کروں گا۔

چنانچہ مولوی شرف الدین ایک دن قاضی صاحب رحمہ اللہ کے ہاں پہنچے۔ حسن اتفاق سے میں بھی اس مبارک مجلس میں موجود تھا۔ قاضی صاحب نے بڑی وضاحت کے ساتھ اس حدیث کا اصل نقشہ بیان کیا۔ قاضی صاحب کے جواب کا خلاصہ یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ نے حدیث میں لفظ ''اختلاف'' فرمایا ہے نہ کہ لفظ مخالفت۔ باہمی مخالفت کا جذبہ یقیناً باعث رحمت نہیں ہوسکتا، کیونکہ مخالفت، انتشار اور عداوت کی علامت ہے، لیکن اختلاف اس سے مبرا ہے۔ مخالفت اندھا دھند ہوتی ہے اور اس کی تہہ میں منفی جذبہ کار فرما ہوتا ہے، اس کے برعکس اختلاف کے پیچھے خیر خواہی کا تعمیری جذبہ پایا جاتا ہے، جو سراسر ایک نیک ذہن کی پیداوار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب دو یا دو سے زیادہ نیک لوگ کسی بات یا مسئلے پر اختلاف کا اظہار کرتے ہیں تو اس مسئلے کے بہت سے ایسے پوشیدہ اور اوجھل پہلو بھی نگاہوں کے سامنے آجاتے ہیں جن کی طرف پہلے کسی کی نگاہ نہیں جاتی۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس قسم کے اختلاف کی بدولت ہی مختلف دلائل سامنے آتے ہیں جن کی بنا پر ارشادات نبوی ﷺ کا بنظر غائر مطالعہ کرنے کا موقع ملتا ہے۔ پھر قاضی صاحب رحمہ اللہ نے اپنے موقف کی تائید کیلئے یہ حدیث نبوی ﷺ سنائی: ''لخلوف فم الصائم اطیب عنداللہ من ریح المسك''

یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک روزے دار مسلمان کے منہ کی بو کستوری کی خوشبو سے زیادہ پیاری ہے۔

قاضی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا اس حدیث کی تشریح میں ہمارے محدثین نے محض اختلاف رائے کی بنا پر نئے نئے نکتے پیدا کیے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کو روزے دار کے منہ کی بو بہت پسند ہے اس لیے روزے دار کو روزہ کھولنے سے پیشتر مسواک کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے، کیونکہ مسواک سے وہ بو ختم ہو جائے گی جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔

بعض محدثین اس حدیث سے یہ مطلب اخذ کرتے ہیں کہ چونکہ روزے دار کے منہ میں یہ بو عموماً دوپہر کے بعد پیدا ہوتی ہے لہٰذا دوپہر سے پہلے مسواک کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن فقہاء کے ایک گروہ نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اس حدیث کا منشاء زیادہ تر روزے دار کی اطاعت

شعاری کو اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ٹھہرانا ہے اور روزے دار کو یہ باور کرانا ہے کہ تمہاری بھوک اور پیاس کا اضطراب حتیٰ کہ اس کے سبب سے تمہارے منہ میں پیدا ہو جانے والی بو بھی اللہ تعالیٰ کو تمہارے جذبۂ اطاعت کی بنا پر بہت پسند ہے۔ اس کی بو کو باقی رکھنا روزے دار پر لازم نہیں ہے بلکہ اس ضمن میں اس حدیث نبوی ﷺ کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے جس میں حضور نبی اکرم ﷺ نے مسواک کرنے کی بلا استثناء تاکید فرمائی ہے۔

اس مثال کے ذریعے قاضی صاحب رحمہ اللہ نے مولوی شرف الدین پر یہ واضح کیا کہ فقہاء کا یہ وہ علمی اختلاف ہے جسے نبی کریم ﷺ نے باعث رحمت فرمایا ہے۔ (تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص: ۱۶۹-۱۷۱)

چار خواب اور ان کی تعبیر:۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ نے پہلا حج ۱۹۲۱ء میں کیا تھا، اس وقت وہ ریاست پٹیالہ میں سیشن جج تھے۔ حسب قاعدہ حج کیلئے محکمے کو رخصت کی درخواست بھیجی، لیکن کوئی جواب نہیں آیا اور سفر کی تیاری شروع کر دی۔ شیخ فضل الرحمٰن نے (جو ان کے مخلص ترین عقیدت مند تھے اور قاضی عبدالعزیز کے دوست و ہم عمر تھے اور ریاست کے الیکٹرک انجینئر تھے) ایک دن تعجب سے کہا کہ آپ پوری تیاری کر رہے ہیں، لیکن رخصت ابھی منظور نہیں ہوئی۔

فرمایا: فکر کی کوئی بات نہیں، رخصت منظور ہو جائے گی۔

روانگی میں صرف ایک ہفتہ باقی رہ گیا، مگر رخصت کی منظوری نہیں آئی۔ احباب کو فکر لاحق ہوئی تو مجبوراً ایک خواب سنایا۔ فرمایا:

۱- میں نے دیکھا کہ ایک قبر شق ہوئی۔ اس سے ایک بزرگ نمودار ہوئے۔ سلام و مصافحہ کے بعد دریافت کیا: ''آپ ''رحمۃ للعالمین'' کے مصنف محمد سلیمان ہیں؟'' جواب دیا: ''ہاں......''! کہا: ''آپ کو حضور ﷺ سے ملاقات کا اشتیاق ہے، میرے ساتھ چلیے۔''

کافی دیر چلنے کے بعد ایک مکان آیا۔ بزرگ نے دربان سے کہا: ''اندر جا کر حضور ﷺ کو سلام عرض کرو اور کہو کہ محمد قاسم سلام کیلئے حاضر ہوا ہے۔''

دربان حضور ﷺ سے اجازت لے کر آیا تو بزرگ مجھے بھی ساتھ لے چلے۔ پہلے انہوں نے حضور ﷺ کو سلام کیا۔ پھر مجھے پیش خدمت کیا اور میں نے سلام کی سعادت حاصل کی۔ اب محمد قاسم نے حضور ﷺ سے عرض کی۔

''مجھے رخصت عطا فرمائیے، میں محمد سلیمان کو خدمت اقدس میں چھوڑے جاتا ہوں۔''

اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور خواب ختم ہوا۔ اس کی تعبیر میں قاضی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں سمجھتا ہوں کہ دربار نبوی ﷺ میں محمد قاسم کی معیت میں حاضری خالی از انعام و اکرام نہیں ہو سکتی۔ رخصت کی منظوری آ ہی جائے گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دوسرے یا تیسرے دن منظوری آ گئی۔

بے شک محمد اور قاسم دونوں بابرکت نام ہیں اور دونوں کا اطلاق نبی ﷺ کی ذات اقدس پر ہوتا ہے اور قاضی صاحب انہی مقامات مقدسہ (مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ) میں جانے کا عزم فرما رہے ہیں، جہاں نبی ﷺ قیام فرماتے تھے۔ بہت اچھا خواب ہے اور صحیح ترین اور دل لگتی تعبیر۔

مبارک خواب اور آپ کی پیش گوئی:۔ اب دوسرا خواب سنیے جو ان کے خاندان اور احباب میں تواتر سے بیان ہوتا آیا ہے۔ لیکن خواب سننے سے پہلے اس کا پس منظر سن لیجئے۔

قاضی صاحب نے مرزائیت کے رد میں دو کتابیں لکھی تھیں۔ ایک ''غایت المرام'' اور دوسری ''تائید الاسلام''۔ اس وقت مرزا غلام احمد زندہ تھے۔ انہوں نے ''غایت المرام'' مرزا صاحب کو بھجوائی اور ساتھ ہی خط لکھا کہ آپ چونکہ پیش گوئیاں بہت کرتے ہیں، اس لیے بہ توفیق الٰہی میں بھی آپ کو تین باتیں لکھ دیتا ہوں۔ ۱......آپ کو حج نصیب نہیں ہوگا۔ ۲......آپ میری کتاب کا جواب نہیں دے سکیں گے۔

۳......آپ کی موت میری موت سے پہلے واقع ہوگی اور آپ کی موت عبرتناک ہوگی۔

قاضی صاحب رحمہ اللہ کے احباب و متعلقین کے حلقے میں اس خط کے مندرجات کے بارے میں گفتگو کا سلسلہ چلا تو فرمایا خط کو چھوڑیے کہ اس میں کیا لکھا ہے، لیکن ان شاء اللہ ہوگا اسی طرح۔ احباب کا اس ضمن میں اصرار بڑھا تو کئی ہفتوں کے بعد مندرجہ ذیل خواب بیان فرمایا۔

سیدنا حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو دیکھا، وہ ایک حوض میں ہیں۔ قریب جا کر سلام عرض کیا تو انہوں نے مجھ پر پانی کے چھینٹے پھینکے۔

میں نے عرض کیا: شہزادو! میں آپ کے خاندان کے غلاموں کے غلاموں سے بھی کم تر ہوں، میرے ساتھ یہ شوخی کیسی......؟

بولے: یہ شوخی نہیں، عطاء ہے۔ ہم جس حوض میں ہیں، اس کے چند چھینٹے تمہیں عطا کر رہے ہیں۔ یہ ''غایت المرام'' لکھنے کا انعام ہے، اپنی طرف سے تم بھی اس کو تین پیش گوئیاں لکھ دو، وہ بھی بہت پیش گوئیاں کرتا رہتا ہے۔

خواب ختم ہوا......اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ تینوں پیش گوئیاں قاضی صاحب نے اس خواب کے بعد لکھی تھیں۔

حضور ﷺ کی زیارت کی پیشن گوئی:۔ بٹھنڈا ریلوے اسٹیشن کے ایک چوکیدار کا نام ''مصری'' تھا۔ ایک دن وہ قاضی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک خواب سنایا۔ خواب یہ ہے:

میرے سامنے ایک اعلیٰ قسم کا قیمتی گھوڑا ہے۔ اس پر ایک حسین و جمیل شخص سوار ہے۔ اس کے آگے آگے آپ (یعنی قاضی صاحب) جا رہے ہیں۔

قاضی صاحب رحمہ اللہ نے خواب سن کر فرمایا: تمہارا خواب بہت اچھا ہے۔ وہ ایک بزرگ تھے، جن کی تم کو زیارت ہوئی۔ ان کی زیارت تمہیں دوبارہ ہوگی۔ اس وقت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے پاس ان کے بھتیجے صوفی حبیب الرحمٰن بیٹھے تھے۔ فرمایا یہ صوفی صاحب تم کو ایک دعا لکھ کر دیں گے، سوتے وقت اسے چار مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ دعا یہ ہے:

''اللهم رب الحل والحرام و رب البلد الحرام و رب الركن والمقام و رب المشعر الحرام بحق كل

اية انزلتها في شهر رمضان بلغ روح محمد صلى الله عليه وسلم منى تحية و سلاماً''

صوفی حبیب الرحمٰن رحمہ اللہ نے یہ دعا لکھ کر اسے دے دی۔ اس کے بعد تنہائی میں قاضی صاحب رحمہ اللہ سے اس کی تعبیر پوچھی تو فرمایا: وہ بزرگ رسول اللہ ﷺ تھے۔

صوفی صاحب رحمہ اللہ نے عرض کیا: وہ تو خواب کی بات تھی، آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ آنحضرت ﷺ تھے؟

کسی قدر جذبات کے لہجے میں بہ صورت سوال ہی جواب دیا: کیا میں کسی دنیا دار کی سائیسی کر سکتا ہوں۔

صوفی صاحب پھر عرض گزار ہوئے کہ اس بات کا کیسے پتا چلا کہ نبی ﷺ دوبارہ بھی زیارت سے مشرف فرمائیں گے؟

فرمایا: نبی ﷺ کی اپنی اُمت پر یہ شفقت ہے کہ جسے ایک مرتبہ زیارت سے مشرف فرماتے ہیں، اسے دوسری مرتبہ بھی فرماتے ہیں۔

یہ باتیں قاضی عبدالباقی صاحب نے سفر نامہ حجاز کے آخر میں اپنے مختصر مضمون بہ عنوان ''سیرت سلمان'' میں قاضی حبیب الرحمٰن کی روایت سے لکھی ہیں۔

بارگاہ رسالت ﷺ سے سلام آنا:۔ قاضی عبدالباقی تحریر کرتے ہیں کہ ۱۹۱۵ء میں دادا صاحب کو دو خط ملے۔ ایک مراد آباد (یو پی) سے، دوسرا بہاول پور سے۔ پہلے خط کا مضمون یہ تھا کہ مجھے نبی ﷺ کی فلاں تاریخ کو زیارت ہوئی اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ قاضی محمد سلیمان کو میرا سلام پہنچاؤ...... جب اسی مضمون کا دوسرا خط آیا اور تاریخ دیکھی تو پتا چلا کہ دونوں صاحبان نے یہ خواب ایک ہی رات میں دیکھا ہے۔ اس وقت ''رحمۃ للعالمین'' کی پہلی جلد شائع ہو چکی تھی۔ دور دراز سے حصول کتاب کیلئے آرڈر آتے تھے، حالاں کہ نہ کسی اخبار میں کوئی اشتہار دیا گیا تھا اور نہ کہیں اعلان کیا گیا تھا۔ (تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص: ۱۷۷-۱۸۱)

حکیم سید عبدالحئی حسنی رحمہ اللہ:۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ دار العلوم ندوۃ العلماء (لکھنؤ) کے رکن تھے، ان کے عہد رکنیت میں ندوۃ العلماء کی زمام نظامت جن اکابر ملت کے ہاتھوں میں رہی، ان میں ایک بزرگ مولانا حکیم سید عبدالحئی حسنی تھے جو رائے بریلی کے مشہور خانوادۂ سادات کے ممتاز فرد تھے۔ حدیث وفقہ، تصوف وطریقت اور تصنیف وتالیف میں اس دودمانِ عالی قدر کی خدمات بڑی نمایاں ہیں۔ حضرت سید احمد شہید بریلوی اسی خاندان کے رکن رکین تھے۔

ان کی تصانیف میں عربی کی کتاب ''نزہۃ الخواطر'' نے بڑی شہرت پائی۔(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۱۸۸)

شاہ سلیمان پھلواروی:۔ ۱۹۱۵ء سے ۱۹۳۰ء (یعنی قاضی صاحب کی وفات) تک ہندوستان کے علمی حلقوں میں چار سلیمانوں (سلامنہ اربعہ) کی بڑی شہرت رہی۔ جہاں یہ چار سلیمان جمع ہو جاتے تھے، کہا جاتا تھا کہ ہندوستان کا علم جمع ہو گیا ہے۔ بہ ترتیبِ وفات یہ تھے قاضی سلیمان منصور پوری، شاہ سلیمان پھلواروی، سلیمان اشرف اور سید سلیمان ندوی رحمہم اللہ............ قاضی صاحب رحمہ اللہ کے حالات قارئین کرام کے زیر مطالعہ ہیں۔ اب باقی تین سلیمانوں (سلامنہ ثلاثہ) کے متعلق چند سطریں ملاحظہ فرمایئے۔ اگرچہ ان کے علمی وعلمی کارنامے اس درجے مشہور ومتبادر ہیں کہ ان کے رسمی تعارف کی قطعاً ضرورت نہیں، تاہم ادائیگی فرض کی غرض سے سب سے پہلے شاہ سلیمان پھلواروی رحمہ اللہ کے بارے میں چند باتیں بیان کی جاتی ہیں۔

شاہ صاحب ۱۸۶۰ء کے پس وپیش ہندوستان کے صوبہ بہار کے مشہور اور مردم خیز قصبے پھلواری میں پیدا ہوئے۔ یہ قصبہ کئی صدیوں سے اربابِ فضل وکمال اور اصحابِ تصوف وطریقت کا مرکز چلا آرہا ہے۔ خود شاہ صاحب مرحوم ومغفور اپنے عہد کے جید عالم، بہت بڑے صاحبِ طریقت، مشہور واعظ ومقرر تھے۔

ندوۃ العلماء لکھنؤ کے بانی ارکان میں سے تھے۔(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۱۸۹)

نواب سید علی حسن خاں رحمہ اللہ:۔ والا جاہ نواب سید صدیق حسن خاں رحمہ اللہ (والئ بھوپال) کے نام نامی اور خدماتِ بوقلموں سے ہر پڑھا لکھا شخص آگاہ ہے۔ نواب سید علی حسن خاں ان کے چھوٹے صاحب زادۂ گرامی قدر تھے۔

وہ ایک مدت تک ندوۃ العلماء (لکھنؤ) کے اعزازی ناظم رہے۔ دارالمصنفین کے اساسی ارکان میں ان کا شمار ہوتا تھا۔

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۱۹۰)

سید سلیمان اشرف رحمہ اللہ:۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں دینیات کے پروفیسر تھے۔ مسلکی رجحان علمائے بریلوی سے ہم رنگ تھا لیکن تعلقات ومراسم ہر فقہی مسلک کے اہل علم سے تھے۔ اچھے واعظ ومقرر تھے۔ تصنیف وتالیف سے بھی علاقہ تھا۔

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۱۹۱)

مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ:۔ ان کے عہد کا ہندوستان مختلف مذاہب کا گہوارہ اور بوقلموں نقطہ ہائے نظر کے باشندوں کا مرکز تھا۔ یہ سب لوگ مذہبی ومسلکی اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کا احترام کرتے اور آپس میں جذباتِ تکریم کے ساتھ پیش آتے تھے۔ شستہ کلام اور شائستہ اسلوب لوگ تھے۔ (تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۱۹۶)

مولانا محمد سلیمان روڑی والے:۔ مولانا محمد سلیمان رحمہ اللہ کا تعلق موجودہ جغرافیائی لحاظ سے ہندوستان کے صوبہ ہریانہ کے ضلع حصار کے ایک قصبے روڑی سے تھا۔ ان کا خاندان کئی پشتوں سے اس علاقے میں مرجعِ خلائق چلا آرہا تھا۔

مولانا محمد سلیمان کا زمانۂ ولادت ۱۸۵۵ء کے لگ بھگ کا ہے۔ حضرت الامام عبد الجبار غزنوی رحمہ اللہ سے قلبی مراسم رکھتے تھے۔

مولانا ممدوح مستجاب الدعوات عالم دین تھے۔(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۱۹۷)

سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ:۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ کے چار معاصر سلیمانوں میں چوتھے سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ تھے جو قاضی صاحب رحمہ اللہ سے بے حد محبت اور عقیدت سے پیش آتے تھے۔

سید صاحب ۱۸۸۴ء میں پیدا ہوئے۔ علم وعمل اور تصنیف وتالیف میں ان کو اللہ نے جو مقام عطا فرمایا، اس کی تفصیل کا لوگوں کو علم ہے۔ وہ ندوۃ العلماء لکھنؤ کے معتمد تعلیمات، دارالمصنفین اعظم گڑھ کے روح رواں اور صاحب فضل وکمال بزرگ تھے۔(قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۱۹۹)

پگڑی کا استعمال فرمانا:۔ ریاستی فیشن کی پگڑی باندھے ایک بزرگ آئے، انہوں نے مجھے دیکھتے ہی بغل میں لے لیا۔ یہ قاضی محمد

سلیمان صاحب رحمہ اللہ سیشن جج پٹیالہ تھے۔(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۲۰۵)

غازی صاحب قاضی صاحب کے مرید:۔ ''جلاوطن'' کے حصہ پنجم میں بھی غازی صاحب نے قاضی صاحب رحمہ اللہ کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے میرے پیرومرشد قاضی محمد سلیمان رحمہ اللہ سیشن جج پٹیالہ پر زور ڈالا گیا کہ وہ مجھے شدھی کے انسداد اور ہندو کی اینٹی اسلام ذہنیت کا قلع قمع کرنے کیلئے آمادہ کریں۔(جلاوطن حصہ ۵، ص:۴۷۰ بحوالہ تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۲۲۲)

المعرفة رأس مالي: (معرفت میری اصلی پونجی ہے) قاضی صاحب اس ارشاد نبوی ﷺ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''راس المال اس رقم کو کہا جاتا ہے، جس کے بغیر تجارت کا آغاز نہیں ہوسکتا۔ حدیث میں معرفت کو رأس المال فرمایا گیا ہے۔ ''معرفت'' لغت میں شناخت کو کہا جاتا ہے۔ اصلاحِ عرفا میں اس کا استعمال بدایت پر بھی ہوتا ہے اور نہایت پر بھی۔ واضح رہے کہ معرفت کی ابتدا خود نفس انسانی کی شناخت سے ہوتی ہے۔ سعید وہ ہے جس کے شعور کا آغاز خود اپنے عیوب کی شناخت سے ہو۔

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۲۵۶-۲۵۷)

اللھم ارزق حبك و حب من یقربنی الی حبك:(اے اللہ تو مجھے اپنی محبت سے نواز اور اس شخص کی محبت سے بہرہ ور فرما جو مجھے تیری محبت سے قریب کردے)(قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۲۵۸)

مشہور صوفیاء کا مؤدبانہ تذکرہ:۔ حضرت ابوبکر صدیق رحمہ اللہ کی اولاد ہندوستان میں محمد بن ابوبکر کی نسل سے بہ کثرت پائی جاتی ہے۔ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ اسی خاندان عالی سے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نسل ہندوستان میں بہ کثرت پائی جاتی ہے۔ قطب الاقطاب خواجہ فریدالدین شکر گنج رحمہ اللہ، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، امام ربانی اور حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ سب فاروقی ہیں۔ شیخ الوقت شاہ ابوالخیر عبداللہ دہلوی مجددی رحمہ اللہ فاروقی ہیں۔ حضرت خواجہ ضیاء معصوم صاحب رحمہ اللہ نزیل چار باغ (کابل) اسی نژادِ عالی سے ہیں۔

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۲۶۸)

قاضی صاحب بہ حیثیت ثناء خواں:۔ حضرت قاضی صاحب مرحوم و مغفور فارسی اور اردو کے شاعر تھے۔ لیکن شعر و شاعری میں انہوں نے کبھی زیادہ دلچسپی نہیں لی، بہت کم شعر کہتے تھے۔ تاہم ان کے کلام میں تمام اصناف سخن موجود ہیں۔ حمد، نعت، قصیدہ، نظم، غزل، قطعہ وغیرہ۔(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۲۷۱)

اولیاء کی شان میں منظوم کلمات

سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ:

بہ تائید الٰہی عبدقادر ۔۔۔ بسے سبقت زجمع اولیاء برد

۴۷۱ھ، ۔۔۔ ۵۶۱ھ

سید بختیار قطب الدین رحمہ اللہ:

سید بختیار قطب الدین ۔۔۔ سینۂ اشتر و چشم پُرنم داشت

۶۲۸ھ

مرشدِ کامل است سالِ وفات ۔۔۔ سرتسلیم تاج رفعت یافت

۶۲۸ھ

شیخ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ:

معین الدین حسن آں سیدِ پاك — کہ از سنجر سوئے اجمیر آمد
زشرعِ پاك مفتاحِ بقا یافت — زہیر باغ فانی اُو بقایافت

۶۳۲ھ

شیخ فرید الدین فاروقی رحمہ اللہ:

آں شیخ فریدِ دین و دنیا — گنجِ شکر و خازنئی اصفیا

۶۶۸ھ

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ:

آفتاب است آں شہاب الدین — مطلع آفتاب سال غروب

۶۳۳ھ

حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ:

چوں ابراہیم ادہم شاہ زاہد — زدنیارفت گفتم کعبۂ دین

۱۶۱ھ

آئمہ اربعہ کی شان:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ:

ابو حنیفہ زاد اندر سال نیک — سالِ رحلت ہست لعل بے بہا

۱۵۰ھ

امام مالک رحمہ اللہ:

سالک زبدہ عباد امام — ازجہاں رفت و گفت مطلق امام

۱۷۹ھ

آنکہ الدین ہست میلاد ش — مالک ست آں امامِ حق آئین

۹۵ھ — ۱۷۹ھ

امام محمد بن ادریس الشافی رحمہ اللہ:

کوکب ایمان محمد شافعی — از جہاں رفت و مقام پاك یافت

۱۵۰ھ — ۲۰۴ھ

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ:

امام عہد امام احمد بن حنبل　　بسال فوت گفتم قلزم دیں

۱۶۱ھ　　۲۴۱ھ

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۲۷۴ تا ۲۷۷)

تاریخ المشاہیر سے دلچسپی:۔ اسلامی تاریخ قاضی صاحب رحمہ اللہ کا خاص موضوع تھا۔تاریخ المشاہیر اسی سلسلۃ الذہب کی ایک خوبصورت کڑی ہے۔(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۳۱۱)

اس کتاب کے ابتداء میں امام ابوحنیفہ، امام مالک بن انس، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے حالات درج ہیں۔اس کے بعد سعید بن جبیر، یعقوب بن داوٗد مسلمی، یوسف بن یحیٰی، یحیٰی بن یحیٰی اندلسی امام غزالی، امام رازی رحمہما اللہ وغیرہ بہت سے صوفیائے کرام، مشائخ عظام، ملوک ووزراء، شعراوادبا اور مصنفین ومؤلفین کے واقعات بیان کیے گئے ہیں۔(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۳۱۲)

قبولیت دعا اور کرامات کے چند واقعات

معجزہ کرامت اور استدراج کی تعریف:۔ یہ جان لینا ضروری ہے کہ معجزہ، کرامت اور استدراج تین الگ الگ چیزیں ہیں اور تینوں بظاہر خلاف عادتِ عامہ ہیں۔معجزے کا تعلق انبیاء علیہم السلام سے ہے، جس میں تحدی بھی پائی جاتی ہے۔کرامت کا ظہور اولیاء اللہ سے ہوتا ہے، اور جو خلاف عادتِ عامہ فعل کافر یا بے دین لوگوں سے صادر ہو اسے استدراج کہا جاتا ہے۔

ان معاملات پر عقائد سے متعلق کتابوں میں بحث کی گئی ہے۔حضرت امام ابن تیمیہ، حضرت امام ابن قیم، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہم اللہ اور دوسرے بہت سے آئمہ عظام نے کہیں تفصیل سے اور کہیں اختصار سے اس موضوع پر گفتگو فرمائی ہے۔

کرامت اور صاحب کرامت: صرف یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے تقویٰ شعار بندوں کی دعاؤں کو شرفِ قبول بخشتا اور انہیں ایسی بصیرت اور خصوصیت عطا فرما دیتا ہے، جس کی روشنی میں وہ اچھائی اور برائی میں نہایت آسانی سے امتیاز کر لیتے ہیں اور ایسی راہ پر گام فرسا ہو جاتے ہیں، جس میں ہر پہلو سے خیر ہی خیر کارفرما ہوتی ہے۔بارگاہِ الٰہی سے انہیں اس درجے ذہن کی صفائی اور طہارتِ قلب کی نعمتِ عظمٰی سے نوازا جاتا ہے کہ ان کا رُخ ہمہ وقت صالحیت اور اعمالِ حسنہ کی طرف رہتا ہے۔انہیں فوراً احساس ہو جاتا ہے کہ یہ راہ خیر کی ہے اور یہ شر کی......اس راہ کو اپنا لینا چاہیے اور اس سے کنارہ کش ہو جانا چاہیے۔اسی ذہنی احساس، اسی عملی استواری، اسی قلبی کیفیت، اسی تقویٰ شعاری اور اسی خیر شناسی کا نام کرامت ہے۔جو قدم اس کی رہنمائی میں اٹھے گا، وہ برکت سے معمور رضائے الٰہی کے تابع ہوگا اور جو نفوسِ قدسیہ اعمالِ صالحہ کے جویا اور امورِ حسنات کے متلاشی ہوں، انہیں صاحبِ کرامت کہا جائے گا، متقی اور اہل اللہ کہا جائے گا۔ان کے دل نور سے بھرپور اور ان کے ذہن محبتِ خداوندی سے مزین ہیں۔(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۸۰)

صاحب کرامات علمائے اہلحدیث:۔ ہمارے بزرگانِ ذی تکریم کی وسیع فہرست میں سے حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی، حضرت سید عبداللہ غزنوی، حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی، مولانا سید عبدالواحد غزنوی، مولانا غلام رسول قلعوی، حافظ محمد لکھوی، مولانا محی الدین، عبدالرحمٰن لکھوی، حافظ عبدالمنان وزیر آبادی، قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری، صوفی عبداللہ (ماموں کانجن) مولانا محمد سلیمان روڑوی، اور دیگر بہت سے حضرات کا شمار اسی پاک باز گروہ میں ہوتا ہے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے ان مصنفین کرام کی جنھوں نے اپنی تصانیف میں ان اہلحدیث علمائے دین کی قبولیتِ دعا اور پُر تاثیر مواعظ سے متعلق واقعات کا خوب صورت الفاظ میں تذکرہ فرمایا ہے اور اپنے اکابر کے ورع وتقویٰ اور زہد وصالحیت کی صحیح تصویر لوگوں کے سامنے پیش کی ہے۔نیز بتایا ہے کہ خشوع وخضوع اور اخلاصِ قلب سے دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ لازماً قبول فرماتا ہے۔(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۳۸۰)

کرامات کا ماخذ کتب اہلحدیث:۔ مندرجہ ذیل واقعات کا تعلق قاضی صاحب رحمہ اللہ کی ، ذات گرامی سے ہے یہ واقعات قاضی صاحب رحمہ اللہ کی اعلیٰ مرتبے کی روحانیت، تعلق باللہ اور ان کے اتباع کتاب وسنت پر دلالت کناں ہیں۔اس وقت میرے سامنے حضرت سید عبداللہ غزنوی کی سوانح عمری ہے جو حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ اور مولانا غلام رسول رحمہ اللہ (ساکن قلعہ میہاں سنگھ) کی تصنیف کا اردو ترجمہ ہے اور اس کے مرتب صوفی احمد الدین حنیف ہیں۔ناشر ہے محمدی اکیڈیمی محلّہ توحید گنج منڈی بہاؤالدین...... تاریخ طباعت جمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ (اپریل ۱۹۸۱ء) مرقوم ہے۔کتاب میں حضرت سید عبداللہ غزنوی، حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی، مولانا غلام رسول قلعوی، حضرت مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی، مولانا محمد سلیمان روڑوی اور حضرت قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمہم اللہ تعالیٰ کی قبولیت دعا، کرامات اور ان کے مؤثر ترین اسلوب کلام کا اختصار کے ساتھ تذکرہ کیا گیا ہے۔پیش نظر کتاب میں قاضی صاحب رحمہ اللہ کے متعلق زیادہ تر واقعات مولانا عبدالمجید سوہدروی مرحوم کی کتاب سے اخذ کیے گئے ہیں، ان میں سے چند واقعات الفاظ کے کچھ ردوبدل کے ساتھ یہ فقیر خوانندگانِ محترم کی خدمت میں پیش کررہا ہے۔(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۸۱)

صحبت اور نگاہ ولی کی تاثیر (کرامت): ۱-شیخ عنایت حسین پٹیالوی قاضی صاحب رحمہ اللہ کے دوست تھے۔انہوں نے اپنی بیٹی کی شادی شیخ فضل حق (ساکن سنام) کے بیٹے سے کی۔شادی کے بعد پتا چلا کہ لڑکا نہایت آوارہ مزاج ہے۔شراب پیتا، جوا کھیلتا، بدکردار لوگوں کے ساتھ رہتا اور گھر والوں کو تنگ کرتا ہے۔عنایت حسین سخت پریشان ہوئے۔نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن...... قاضی صاحب رحمہ اللہ کو صورت حال بتائی اور دعا کی درخواست کی۔فرمایا: لڑکے کو میرے پاس لاؤ۔وہ آیا تو اس سے چند باتیں کیں اور وہ اسی وقت استغفار پڑھنے لگا اور قاضی صاحب رحمہ اللہ سے معافی کا خواستگار ہوا۔اللہ کی بارگاہ میں گزشتہ گناہوں سے توبہ کی اور قاضی صاحب رحمہ اللہ کی ایک ہی صحبت میں اس کی حالت بدل گئی اور وہ اللہ کا صالح بندہ بن گیا۔

قاضی صاحب کی ایک نگاہ کا تیتر باز پر اثر (کرامت): ۲-شاہ نجم الدین (ساکن بسی) مقیم پٹیالہ کا بیان ہے کہ مجھے تیتر بازی کا بے حد شوق تھا۔دن رات یہی مشغلہ تھا۔لوگ مجھے سمجھاتے اور اس کام سے روکتے لیکن مجھ پر کسی کی بات کا کوئی اثر نہ ہوتا۔ایک دن میرے والد مجھے قاضی صاحب کی خدمت میں لے گئے۔قاضی صاحب نے ذرہ سا میری طرف دیکھا اور ایک آدھ بات کی۔نتیجہ یہ ہوا کہ مجھے اسی وقت تیتر بازی سے نفرت ہوگئی۔میں نے گھر آ کر پنجرے توڑ دیئے اور سب تیتر فضا میں اڑا دیئے۔

جنتی قبر سے خوشبو سونگنا (کرامت): ۳- انہی شاہ نجم الدین کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ پٹیالہ میں قاضی صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ جا رہا تھا۔ہم لاہور گیٹ کے قریب پہنچے تو وہاں ایک قبر تھی۔قاضی صاحب رحمہ اللہ وہاں رُک گئے۔فرمایا: دیکھو شاہ جی!اس مردِ صالح کی قبر سے کس قدر خوشبو آ رہی ہے۔اور واقعی بہت خوشبو آ رہی تھی۔شاہ جی کہتے ہیں، میں نے قاضی صاحب رحمہ اللہ سے اس مردِ صالح کا نام پوچھا تو فرمایا اس کا نام زردار خاں پٹھان بتایا جاتا ہے جو عرصہ دراز سے یہاں مدفون ہے۔شاہ نجم الدین بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد میں کئی دفعہ اکیلا وہاں سے گزرا، لیکن مجھے اس قبر سے خوشبو نہیں آئی۔ان کے بقول یہ خوشبو محض قاضی صاحب رحمہ اللہ کی صحبت اور رفاقت کی وجہ سے تھی۔

سرکش جن پر قاضی صاحب کے نام کا اثر (کرامت): ۴-پٹیالہ کے ایک شخص ولایت احمد قصاب کی بہن کو جن کا عارضہ لاحق تھا اور جن اتنا سخت تھا کہ کسی سے نکلتا نہ تھا۔بڑے بڑے عامل آئے مگر ناکام رہے۔ولایت احمد اب قاضی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ تشریف لے جائیں تو شاید جن چلا جائے۔قاضی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا میں جنات کا عامل تو نہیں مگر تم اسے میرا سلام پہنچاؤ اور پیغام دو کہ اب تم چلے جاؤ۔ولایت احمد گھر گیا تو جن حاضر تھا۔اس نے جن سے کہا کہ قاضی صاحب رحمہ اللہ نے تمہیں سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ تم چلے جاؤ۔جن نے کہا قسم کھاؤ کہ قاضی صاحب نے اسی طرح فرمایا ہے۔اس نے قسم کھائی تو جن نے جواب دیا: میں قاضی صاحب رحمہ اللہ کے حکم کے مطابق چلا جاتا ہوں۔چنانچہ جن چلا گیا اور ولایت احمد کی بہن اچھی بھلی ہوگئی۔

فاحشہ عورت کا فوراً توبہ کرنا (کرامت): ۵- پٹیالہ کی ایک طوائف سالہا سال سے بدکاری میں مبتلا تھی۔ وہ کسی سلسلے میں قاضی صاحب کی خدمت میں آئی۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا اس پیشے سے توبہ کرو اور کسی شریف آدمی سے نکاح کر لو۔ چنانچہ وہ اسی وقت تائب ہوگئی اور پھر تیس سال زندہ رہی اور عابدہ وزاہدہ خاتون کی حیثیت سے زندگی بسر کی۔

صاحبِ قبر کے حالات بیان فرمانا (کرامت): ۶- قاضی صاحب رحمہ اللہ لاہور تشریف لاتے تو بالعموم ہال روڈ پر حیات سنز کے یہاں قیام فرمایا کرتے تھے۔ اس کے قریب ہی پرانے زمانے کی ایک قبر ہے۔ حاجی محمد حیات کے فرزندِ گرامی میاں فضل کریم (مرحوم) بیان کرتے ہیں کہ ایک دن قاضی صاحب رحمہ اللہ نے مجھ سے پوچھا کہ یہاں کوئی قبر بھی ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! یہاں قریب ہی ایک قبر ہے۔ فرمایا: مجھے رات ایسا احساس ہوا کہ اس صاحبِ قبر بزرگ سے ملاقات ہوئی ہے۔ وہ ایک متقی بزرگ تھے۔ فلاں جگہ کے رہنے والے تھے۔ ادھر سے گزر رہے تھے کہ انتقال فرما گئے...... میاں فضل کریم کہتے ہیں کہ قاضی صاحب رحمہ اللہ کے تشریف لے جانے کے بعد میں نے خود اس بزرگ کے بارے میں تحقیق کی تو وہی معلومات حاصل ہوئیں، جو قاضی صاحب رحمہ اللہ نے بیان فرمائی تھیں۔

حالتِ بیداری میں انوارات کا مشاہدہ (کرامت): ۷- مسجد مبارک (لاہور) ۱۹۲۰ء میں تعمیر ہوئی تھی۔ اس کے ابتدائی دور کے امام حافظ محمد حسن رحمہ اللہ تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں قاضی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کرامت کی اہمیت کے بارے میں سوال کیا۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ نے اس کے مالہ وما علیہ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ صحیح بات تو یہ ہے کہ اہل اللہ کے نزدیک کرامت کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اصل چیز تقویٰ اور خشیتِ الٰہی ہے۔ پھر فرمایا کہ ایک دفعہ عالم بیداری میں مجھ پر انوارِ آسمانی کی بارش ہوئی۔ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہ انوار میرے بدن پر گر رہے ہیں۔ ایک طرف سے داخل ہوتے ہیں اور دوسری جانب نکل جاتے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر میں فی الفور سجدے میں گر پڑا اور دعا مانگی کہ یا اللہ! میں ایسی چیزوں کا طالب نہیں ہوں، مجھے تو فقط تیری محبت مطلوب ہے۔

پھر فرمایا: حافظ صاحب! میں نے یہ بات آج آپ ہی کو بتائی ہے، کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔ چنانچہ انہوں نے قاضی صاحب رحمہ اللہ کی زندگی میں اس کا کسی سے ذکر نہیں کیا۔

شرابی کو تلقینِ توبہ، اور پیشگوئی (کرامت): ۸- پٹیالہ میں ''گیندے شاہ'' نام کا ایک مستانہ فقیر تھا جو ہر وقت شراب میں مدہوش رہتا تھا۔ عام لوگوں کا خیال تھا کہ اسے شراب پلانے سے حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ چنانچہ لوگ اس کے پاس آتے اور اسے شراب پلاتے۔ ایک مرتبہ قاضی صاحب رحمہ اللہ کا اُدھر سے گزر ہوا تو وہ ان کے احترام میں کھڑا ہوگیا۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: سائیں جی! شراب حرام ہے۔ اس سے تائب ہو جاؤ۔ اب آپ کے آخری دن ہیں۔ گیندے شاہ نے اسی وقت توبہ کر لی اور جو شراب اس کے پاس پڑی تھی، پھینک دی۔ اس کے بعد جو شخص شراب لے کر آتا، وہ پھینک دیتا۔ اس واقعہ سے چند روز بعد اس کا انتقال ہوگیا اور اسے پٹیالہ کے شیراں والا گیٹ کے پاس دفن کیا گیا۔

کشف کی بدولت اختصارِ نماز (کرامت): ۹- مولوی حسین احمد تاجر کتب پٹیالہ کا بیان ہے کہ مجھے کمر کے درد کی شدید تکلیف رہتی تھی، جس کی وجہ سے میں باجماعت نماز نہیں پڑھ سکتا تھا۔ اہلحدیث حضرات فجر کی نماز میں لمبی قرأت کرتے ہیں اور میرے لیے اتنی دیر کھڑا رہنا مشکل تھا۔ ایک دن میں قاضی صاحب رحمہ اللہ کی مسجد میں فجر کی نماز کیلئے گیا تو قاضی صاحب رحمہ اللہ سورۂ آل عمران پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے دو رکوع پڑھے ہوں گے کہ مجھے درد شروع ہوگیا اور ارادہ کیا کہ اب جماعت سے نکل جاؤں۔ اسی وقت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے اللہ اکبر کہا اور رکوع میں چلے گئے۔ دوسری رکعت بھی مختصر کر کے سلام پھیر دیا۔ لوگ حیران ہوئے کہ آج اتنی مختصر قرأت کیوں کی؟ کسی نے پوچھا تو فرمایا کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ مقتدیوں کا خیال رکھا جائے۔ مولوی حسین احمد فرماتے ہیں کہ اس کے بعد سات آٹھ مرتبہ اسی طرح ہوا۔

گستاخ پیر اور قاضی صاحب کی کرامت: ۱۰- ایک مرتبہ قاضی صاحب رحمہ اللہ صوبہ یوپی کے سفر پر تھے کہ الہ آباد ریلوے اسٹیشن پر کچھ دیر کیلئے رکنا پڑا۔ آرام کیلئے ویٹنگ روم میں تشریف لے گئے۔ وہاں دیکھا کہ ایک پیر صاحب بیٹھے ہیں جو اپنے مریدوں سے اپنے آپ کو

سجدہ کرا رہے ہیں۔قاضی صاحب رحمہ اللہ نے نہایت سنجیدگی سے انہیں سمجھانے اور اس فعل سے روکنے کی کوشش کی۔لیکن پیر صاحب اکڑ گئے اور غصے سے کہا ''کچھ دیکھو یا دکھاؤ''۔قاضی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: تم ہی دکھاؤ کیا دکھانا چاہتے ہو؟ اس نے باہر سے اور مرید بلا لیے اور سب سے کہا کہ مجھے اچھی طرح سجدہ کرو۔قاضی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا بس یہی کچھ دکھانا تھا؟ اس نے کہا ہاں یہی کچھ دکھانا تھا۔

قاضی صاحب رحمہ اللہ نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے۔اور ابھی ہاتھ اٹھائے ہی تھے کہ پیر صاحب زار و قطار رونے لگے اور زور زور سے کہنا شروع کیا کہ بس کیجئے بس کیجئے۔میں توبہ کرتا ہوں۔آئندہ کبھی سجدہ نہ کراؤں گا۔اس کے ساتھ ہی اپنے مریدوں کو ہدایت کی کہ آئندہ مجھے کبھی سجدہ نہ کرنا۔سجدے کے لائق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور وہی سب کا حاجت روا اور مشکل کشا ہے۔(اس واقعہ کے راوی قاضی صاحب رحمہ اللہ کے بھتیجے اور داماد صوفی حبیب الرحمٰن ہیں۔انہی کی روایت سے یہ واقعہ کتاب میں نقل ہوا ہے)۔

اطلاع علی الغیب پر تالیف قلب (کرامت): ۱۱-پروفیسر محمد ظہور الدین احمد کا تعلق بمبئی سے تھا۔وہ قاضی صاحب رحمہ اللہ سے بے حد متاثر تھے اور کثیر المطالعہ شخص تھے۔ایک دفعہ انہیں بدھ مت کے مطالعے کا شوق پیدا ہوا اور اس موضوع کی تمام کتابیں پڑھ ڈالیں۔پھر معاملہ یہاں تک پہنچا کہ اس مذہب کو قبول کرنے پر تیار ہو گئے۔اسی اثنا میں قاضی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضری دی تو دورانِ گفتگو میں قاضی صاحب رحمہ اللہ نے بدھ مت کی حقیقت بیان فرمانا شروع کر دی اور علمی و عقلی انداز میں اس مذہب پر اس طرح گفتگو کی کہ پروفیسر ظہور الدین احمد کی تمام غلط فہمیاں رفع ہو گئیں۔اور ان کے دل میں اس مذہب کے خلاف نفرت پیدا ہو گئی۔

اسبابِ نقصان سے حصولِ فائدہ (کرامت): ۱۲-قاضی صاحب رحمہ اللہ کے ملنے والوں میں ایک صاحب کا نام عبدالکریم تھا جو ''نروانہ'' کے رہنے والے تھے۔ایک مرتبہ وہ سخت بیمار پڑ گئے۔قاضی صاحب رحمہ اللہ ان کی عیادت کیلئے گئے تو ان کی حالت دیکھ کر فرمایا: دواؤں پر روپیہ خرچ نہ کرو۔سب دوائیں چھوڑ دو، صرف پلاؤ کھایا کرو۔اس سے قبل معالجوں نے ان کو پلاؤ کھانے سے روکا تھا۔اب قاضی صاحب کے فرمان کے مطابق انہوں نے سب دوائیں چھوڑ دیں اور پلاؤ کھانا شروع کر دیا۔لوگوں نے کہا کہ اطباء نے آپ کیلئے پلاؤ کو مضر قرار دیا ہے۔کہا جو کچھ ہوتا ہے ہو جائے، میں قاضی صاحب رحمہ اللہ کی بات پر عمل کروں گا۔چنانچہ چند روز کے بعد وہ بالکل صحت یاب ہو گئے۔

احیائے سنت کا سچا جذبہ (کرامت): ۱۳-راجپوتوں کے ہاں نکاح بیوگان کو نہایت معیوب سمجھا جاتا تھا۔وہ اسے اپنی عزت اور انا کے خلاف قرار دیتے تھے اور کسی صورت میں بھی اپنی بیوہ بیٹی یا بہو کے نکاحِ ثانی پر آمادہ نہ ہوتے تھے۔ایک مرتبہ قاضی صاحب رحمہ اللہ ریاست نابھہ میں راجپوتوں کے ایک گاؤں میں تشریف لے گئے۔وہاں انہوں نے اپنے تعلق والے چند افراد کو جن میں منشی محمد چراغ خاں سررشتہ دار اور بعض دیگر سرکردہ راجپوت شامل تھے، جمع کیا اور اس مجمع میں نکاح بیوگان کی تلقین کی اور نوجوان عورتوں کے نکاح نہ کرنے کی وجہ سے جو معاشرتی قباحتیں پیدا ہو جانے کا خطرہ ہو سکتا ہے، اس کی نہایت حکیمانہ پیرائے میں وضاحت فرمائی۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پشتہا پشت سے راجپوتوں میں جو یہ غلط رواج چلا آ رہا تھا، ختم ہو گیا۔

مدعی نبوت کیلئے پیشنگوئی (کرامت): ۱۴-مرزا محمد حسین (ساکن راہوں) کا بیان ہے کہ ۱۸۹۲ء میں قاضی صاحب رحمہ اللہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف ''غایت المرام'' کے نام سے کتاب شائع کی تو کسی نے قاضی صاحب رحمہ اللہ سے پوچھا کہ یہ کتاب آپ نے کیوں لکھی؟ جواب میں فرمایا کہ ایک روز نماز جمعہ کے بعد میرے دل میں یہ بات راسخ ہو گئی کہ مرزا قادیانی کے متعلق ایک کتاب لکھی جائے۔اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس کا مضمون بھی ذہن میں آ گیا اور یہ بھی یقین ہو گیا کہ کوئی شخص اس کا جواب نہیں دے سکے گا۔اس کے بعد قاضی صاحب نے فرمایا کہ میں پوری تحدی سے کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی حج نہیں کر سکے گا اور یہ اس کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہے۔چنانچہ ''غایت المرام'' میں بھی یہ اعلان ہوا۔اس کے بعد مرزا قادیانی کئی سال زندہ رہا لیکن نہ وہ اس کتاب کا جواب لکھ سکا اور نہ حج کر سکا۔

اپنی موت کی پیشگی اطلاع (کرامت): ۱۵-قاضی صاحب رحمہ اللہ پٹیالہ کی مسجد سکلی گراں میں تیس سال تک خطبہ جمعہ ارشاد

فرماتے رہے۔ جب ۱۹۳۰ء میں دوسرے حج کیلئے روانہ ہونے لگے تو نمازِ جمعہ کے بعد فرمایا کہ اس مسجد میں میرا یہ آخری جمعہ ہے۔ اگر گزشتہ تیس سال کے عرصے میں میری طرف سے کسی صاحب کو کوئی تکلیف پہنچی ہو تو بیان کرے، تاکہ میں اس سے معافی مانگ لوں۔ چنانچہ کئی لوگ تاڑ گئے کہ معلوم ہوتا ہے، اب قاضی صاحب رحمہ اللہ واپس نہیں آئیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ واپس نہیں آئے اور حج سے واپسی پر جہاز میں وفات پا گئے۔ قاضی صاحب یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ ''اللھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلك واجعل موتی فی بلد حبیبك''

قاضی صاحب رحمہ اللہ کے متعلق اس قسم کے بہت سے واقعات بیان کیے جاتے ہیں، جن میں سے چند واقعات گزشتہ صفحات کے بعض مقامات میں بھی بیان کیے گئے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے تھے۔ ان کی زندگی کا ہر لمحہ ان کی برگزیدگی کی شہادت دیتا ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص: ۳۷۹ تا ۳۸۸)

اسلاف اہلحدیث پر دو جھوٹے الزام

جو بہتان اہلحدیث پر لگائے جاتے ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں۔

(۱) اہلحدیث رسول اللہ (ﷺ) کا درجہ بڑے بھائی کے برابر سمجھتے ہیں۔ (۲) اہلحدیث آئمہ دین اور اولیائے اسلام کے منکر ہیں۔

میں بہ یقین کامل جانتا ہوں کہ یہ دونوں باتیں کذب اور بہتان عظیم ہیں۔ مجھے بہ کثرت اہلحدیث کی خدمت میں رہنے کا موقع ملا ہے۔ میں نے کسی ایک شخص کو بھی ایسا نہ پایا جو نبی ﷺ کو سید المرسلین، خاتم النبیین، رحمتہ للعالمین، امام الانبیاء، شافعِ روز جزا، صاحب مقامِ محمود، صاحبِ حوض کوثر نہ جانتا ہو۔ اہلحدیث کا اعتقاد ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر انتہائے عالم تک جو کوئی نبی، ولی، شہید بھی وجود میں آیا وہ نشانِ محمدی کے نیچے کھڑا ہونے والا ہے اور حضور ﷺ سب کے سید ہوں گے۔ فخر الاولین والآخرین حضور ہی ہیں اور امین رب العالمین حضور ہی ہیں۔ حضور کو اللہ تعالیٰ نے سراج منیر فرمایا ہے اور عالمِ انوار کا خورشید جہاں تاب حضور ﷺ ہی کو بتایا گیا ہے۔ جس طرح عالمِ فلکیات میں سورج ہی مدارِ ثوابت و سیارگان ہے، اسی طرح عالم دینیات و روحانیات میں حضور ﷺ ہی کا وجود طیب و طاہر، مرجع انبیاء و صلحا و اولیاء و اصفیاء ہے۔ ملائکہ حضور ﷺ کو درود خوانی کے مکلّف ہیں اور قدوسی حضور ہی کی کلمہ گوئی پر منشرح صدور ہیں۔ جب سے حضور نے منبرِ نبوت کو شرفِ قیام بخشا ہے، اس وقت سے رحمت اور بخشش اور مغفرت و جود و نوال ربانی کے، اور سب دروازے بند کر دیئے ہیں، صرف حضور ﷺ کا دروازہ کھلا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اب جو کوئی جود و نوال ربانی کا خواہاں ہے، اب جو کوئی بخشش و مغفرت کا جویا ہے، اب جو کوئی رحمت و برکت و فیوض و انوار کا متلاشی ہے، اُس پر لازم ہے کہ حضور ﷺ ہی کے دروازے سے آستان الٰہی تک پہنچنے کی راہ کو اپنا مقصود بنائے۔

اگر اس دروازے کو کسی نے چھوڑ دیا تو اُسے سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور تورات کی متابعت یا سیدنا داؤد اور زبور کی متابعت یا سیدنا مسیح علیہ السلام اور انجیل کی متابعت ہرگز ہرگز فائز المرام نہیں کر سکتی۔

ہاں! اہل حدیث کا ایمان اس حدیث پر ہے: ''لایکون احد کم مؤمنا حتی اکون احب الیه من والدہ و ولدہ والناس اجمعین''۔

یعنی تم میں سے کوئی شخص مومن بن ہی نہیں سکتا جب تک کہ رسول کریم ﷺ کی محبت اُس کے دل میں سب محبتوں سے، جملہ قرابتوں سے، ماں، باپ، بیٹے، بیٹی سے، محبوب و مطلوب سے، عاشق و معشوق سے، غرض جملہ علائق سے افزوں تر، بیشتر اور کثیر در کثیر نہ ہو۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس محبتِ عظمیٰ و موہبتِ کبریٰ کا حصہ ہر ایک ایماندار کو ارزاں فرمائے اور بہتان لگانے والوں کو ان کی غلطی سے آگاہ فرمائے۔

گستاخی اولیاء کا جھوٹا الزام: اب محبت اولیاء و بزرگان دین کا مسئلہ رہ جاتا ہے۔

سنو! سنو! یہ آیت کلامی ربانی جس پر اہلحدیث بھی ایمان رکھتے ہیں۔

"والسبقون الاولون من المهجرين والانصار والذين اتبعو هم باحسان رضى الله عنهم و رضواعنه"۔ (سورۃ توبہ: ۱۰۰)

یعنی مہاجرین وانصار میں سے سبقت واولیت والے اور جن لوگوں نے ان کی پیروی عمدگی کے ساتھ کی اللہ اُن سے راضی ہے اور وہ اللہ سے خوشنود ہیں۔

"والذین اتبعو هم باحسان" کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ جن بزرگ وار نے ان سابقین اولین کی پیروی کو اپنا مسلک بنایا وہ ضرور "رضوانِ الٰہی" کا شایاں ہے، ان کو بزرگ سمجھنا، ان کا احترام وادب رکھنا، اُن کو دعائے خیر سے یاد کرنا ضروری ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ ائمہ دین ضرور اس بشارت میں آجاتے ہیں، جنہوں نے دین حقہ کو پھیلایا، بھولے بھٹکے ہوؤں کو راہِ مستقیم دکھلائی، دنیا و مافیہا سے منہ موڑ کر اپنی تمام عمر کو خدمت دین اور اشاعت اسلام میں لگایا، ان کا ادب نہ کرنا، احترام نہ کرنا، تعلیم اسلام سے جہالت ہے۔ حدیث پاک پڑھو۔

"عن تميم الدارى ان النبى صلى الله عليه وسلم قال الدين النصيحة قلنا لمن قال لله و الرسوله و لائمة المسلمين و عامتهم"۔ (رواہ مسلم)

(صحیح مسلم میں تمیم داری انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا دین تو خیراندیشی کا نام ہے۔ ہم نے پوچھا کس کی خیراندیشی؟ فرمایا اللہ کی، رسول کی اور مسلمانوں کے اماموں کی اور سب اہل اسلام کی۔)

اس حدیث کے بعد کوئی اہلحدیث ایسا نہیں رہ سکتا جو ائمہ مسلمین کے ساتھ صداقت اور خیراندیشی کے روابط کو مربوط نہ رکھے۔

اہلحدیث کے فرائض میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تبلیغ اور اشاعت اسلام کے فرض کو مقدم ترین فرض قرار دیں۔ اللہ تعالیٰ نے تبلیغ اور اشاعت اسلام کے فرض کو مقدم ترین فرض قرار دیں۔ اللہ تعالیٰ نے تبلیغ میں بڑی برکت رکھی ہے، جو کوئی شخص نیکی کا کام شروع کرتا ہے، وہ ضرور کامیاب ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ ادنیٰ ترین اصول کی اشاعت کرنے والے بھی اس فیض عام سے محروم نہیں رہ جاتے۔ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں اُمت مرحومہ سے رخصت ہوتے ہوئے سب کو مخاطب فرما کر یہ ارشاد کیا تھا" فليبلغ الشاهد منكم الغائب" (رواہ مسلم) کہ جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ ان لوگوں تک پیام نبوی ﷺ پہنچا دیں جو موجود نہیں۔

اللہ تعالیٰ بزرگان اسلام، ائمہ دین، حاملانِ علم اور ہمارے باپ دادا پر ہزاروں ہزار رحمتیں فرمائے جنہوں نے اسلام کو ہم تک پہنچایا اور نبی ﷺ کی اُس امانت میں خیانت نہ کی جو اُن کے سپرد کی گئی تھی۔ اسلام کا جو وجود آج اقصائے چین سے لے کر انتہائے مغرب تک پایا جاتا ہے، ہر ایک براعظم، ہر ایک ملک، ہر ایک قوم میں نشانِ اسلام لہراتا نظر آتا ہے، یہ ان ہی بزرگانِ سلف کی مساعی مشکورہ کے نتائج ہیں۔ لیکن آپ صاحبان کیلئے بھی ابھی بہت میدان خالی موجود ہیں۔ (تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص: ۴۲۲ تا ۴۲۵)

اُٹھو! اے اہلحدیث نئے ولولوں کے ساتھ:۔ اٹھو اے اہلحدیث! اُٹھو نئے ولولوں کے ساتھ، نئے جذبوں کے ساتھ، پرانی تعلیم کی اشاعت کیلئے اُٹھو۔ دنیا میں امنِ عامہ کی حفاظت کیلئے اُٹھو۔ دنیا کو محبت و یکجہتی اور اتفاق واتحاد کا سبق پڑھانے کو اُٹھو۔ اپنوں کو گلے لگاؤ اور غیروں کو اپنا بناؤ۔

یہ مت سمجھنا کہ آمین ورفع الیدین کے بعد اب کوئی سنت عمل کرنے کیلئے باقی نہیں رہی اور اس لیے اہلحدیث اپنی منزل ختم کر چکے ہیں۔ نہیں عزیزو نہیں، اہل حدیث کہلانے کے بعد تم نے ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ یاد رکھو کہ موتوا على مامات عليه رسول اللهﷺ کو جب تک اپنا نصب العین نہ بناؤ گے، اس وقت تک اپنے فرائض سے سبکدوش نہ ہو سکو گے۔ یعنی جس کام اور جدوجہد میں رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی، تم بھی اسی کام اور جدوجہد میں جان دے دو۔ (تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص: ۴۲۶)

روحانی باطنی امراض دور کرنیکی اہمیت: واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف قویٰ عطا فرمائے ہیں اور ہر ایک کی قوت کا کمال دوسرے کی قوت سے الگ ہے۔ مثلاً آنکھ کا کمال بینائی اور کان کا کمال شنوائی ہے اور جب کسی قوت کے کسی کمال میں ضعف یا زوال پیدا ہو جاتا ہے تو سببِ

عارضی کے دفعیہ کی سعی بذریعہ علاج کی جاتی ہے۔اسی طرح روحانی قویٰ کیلئے بھی روحانی امراض ہیں جن کا ازالہ ادعیہ ہی سے کیا جا سکتا ہے۔

قلب انسان کا کمال یہ ہے کہ اس میں خالق کی معرفت اور توحید راسخ ہو۔ مالک کی محبت ہی قلب کا سرور وابتہاج ہو اور اسی کی رضا و اطاعت اس کا مطلوب ہو۔موالات ومعادات اور حب وبغض میں اسی کا رضوان مقصود ہو۔قلب پر اِسی کا جلال سایہ فگن ہو اور اسی کا کمال نور افزا ہو۔دنیا کی کوئی نعمت،کوئی لذت،کوئی عیش،کوئی سرور، بلکہ زندگانیٔ دنیوی بھی مندرجہ بالامقصود کے سامنے ذرا عزیز ومحبوب نہ ہو۔جب تک قلب کی یہ کیفیت ہے اس وقت تک اس کی صحت کامل اور سالم ہے،لیکن جب دل کی ان معتقدات یا کیفیات میں فتور آجاتا ہے تو قلب کو اتنا ہی بیمار سمجھ لینا چاہیے۔علاج قلب بذریعہ ادویاتِ روحانی کیا جاتا ہے۔

دعا مانگنا علمائے اہلحدیث سے سیکھیں....!

قبولیت دعا کیلئے معرفتی اسرار:۔ **۱-توحیدالوہیت کی تعلیم:** کہ عرش سے فرش تک کی حکومت اور تدبیر اس واحد مالک کے قبضے میں ہے۔

۲-توحیدِ ربوبیت کی تعلیم: کہ پالنے والا، وجود بخشنے والا، نیست سے ہست بنانے والا، پرورش کے تمام بیرونی وسائل اور تمام اندرونی ذرائع جمع کرنے والا، ہر ایک شے کو اس کی مناسبت طبع اور ضروریات فطرت کے مطابق مواہب عطا کرنے والا وہی ہے۔

۳-توحیدِ علمی: کہ سمندروں کی گہرائی یا آسمانوں کی بلندی پر کوئی چھوٹی یا بڑی جو چیز موجود ہے، وہ اسی مالک کے علم کے اندر ہے۔

۴-تنزیہہِ باری: وہ بندوں پر ظلم کرنے سے برتر واعلیٰ ہے۔ہماری ہر ایک مصیبت میں اس کی حکمت ودانائی کام کرتی ہے۔

۵-اعتراف: یعنی بندے کا صدق دل سے یہ قرار کرنا کہ یہ بندہ ہی ظالم ہے اور اس کے ہاتھوں کے اعمال ایسے ہی بدترین انجام کے ملتزم ہیں۔**۶-توسل:** ان تمام حالات کو زیرنظر رکھ کر ہر دعا مانگنے والے کا رب العالمین کے اسمائے حسنیٰ اور صفات کاملہ کا یاد کرنا اور انہیں کے واسطے سے اپنی معروضات کو پذیرائی کیلئے پیش کرنا۔**۷-استعانت:** دنیا کے تمام وسائل اور تعلقات سے الگ ہو کر محض رب العالمین کی مدد پر حصر کرنا۔**۸-رجا:** گونا گوں ناکامی، نامرادی، ہیچ میرسی، بے کسی کے ہوتے ہوئے بھی افضال والطاف الٰہی پر اعتماد وثوق قائم رکھنا۔

۹-استغفار: گزشتہ افعال سے بیزار ہو کر آئندہ بہترین اعمال پر کاربند ہو جانا اور گزشتہ پر ندامت وپشیمانی کا بار بار اظہار کرنا۔

۱۰-توبہ: توبہ کا تعلق بھی استغفار ہی سے ہے یعنی گزشتہ افعال سے بیزار ہو کر آئندہ بہترین اعمال پر کاربند ہو جانا اور گزشتہ پر ندامت و پشیمانی کا بار بار اظہار کرنا۔**۱۱-تفویض:** اپنی دعاؤں اور التماسوں کو پیش کرنے کے بعد انجام کار کو مشیتِ ربانی پر چھوڑ دینا اور اس کی قبولیت کیلئے بہ کشادہ پیشانی آمادگی رکھنا۔**۱۲-ترک دعویٰ:** نیکی کرنے یا بدی سے بچنے کی طاقت کو اپنے سے منسوب نہ کرنا۔اپنے نفس کا اس میں کوئی حصہ نہ سمجھنا اور سب کو حوالہ بخدا کر دینا۔

دعا کی اصل اضطرارِ قلب:۔ اب دعا مانگنے والے کو یہ سمجھنا ضروری ہے کہ دعا کی جان اضطرارِ قلب ہے اور اضطرار قلب ہی کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ نے قبولیت دعا کا وعدہ فرمایا ہے۔الفاظ دعا کو بہ طور عادت زبان سے استعمال کرنا ہرگز ہرگز صحیح طریقہ دعا مانگنے کا نہیں۔بعض لوگ اچھے اچھے وظیفے کرتے اور عمدہ عمدہ اوراد پڑھا کرتے ہیں مگر اس طرح کہ زبان ذاکر ہے اور قلب غافل......اور پھر شکایت کیا کرتے ہیں کہ دعا قبول نہیں ہوئی یا کہا کرتے ہیں کہ کلام میں اثر نہیں یا اثر نہیں رہا۔ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ پینے کی دوا کا اثر سونگھنے سے نہیں حاصل ہوا کرتا۔

دعا بھکاریوں کی طرح مانگیں:۔ اگر اب بھی دعا مانگنا نہ آئے تو کسی شہر کی بڑی سڑک پر یا ریلوے اسٹیشن پر چلے جاؤ۔ وہاں تم کو بھیک مانگنے والے بیٹھے نظر آئیں گے۔خواہ گرمی سے زمین وآسمان تپ اُٹھے ہوں، خواہ وحوش وطیور پناہ کیلئے سایہ میں جا ٹھہرے ہوں، مگر یہ بھیک مانگنے والا ایک ہی جگہ پر اور ایک ہی وضع میں بیٹھا ہوا ہے، زمین پر جھکا ہوا یا آنکھیں بند کیے ہوئے، ہاتھ آگے کو پھیلائے ہوئے، یہ ایک ہی آواز کے ساتھ مسلسل بلا انقطاع اپنی مخصوص صدا کو دہرائے جاتا ہے، خواہ سردی کی وجہ سے لوگ مکانوں کے اندر چھپ کر بیٹھے ہوں، خواہ

آمدورفت کی راہوں پر رونق نہ رہی ہو۔خواہ پالا اور ہوا ہر کسی کو ٹھہرنے نہ دیتے ہوں......مگر وہ برف کی طرح جما ہوا ہے اور رعد کی طرح اپنی آواز دور دور تک جانے والوں کے کان میں پہنچا رہا ہے۔

یہ بھکاری کیا مانگتا ہے؟ پیسا دو پیسا! کس سے مانگتا ہے؟ اپنے ہی جیسے انسانوں سے!

کیا کسی استحقاق پر؟ نہیں کیا کسی وعدے پر؟ نہیں۔کیا اس کو مل جاتا ہے؟ ہاں! میرے اور آپ کے اندازے سے بڑھ کر۔

اب دعا مانگنے والے کو سبق لینا چاہیے۔وہ تو رب العالمین سے مانگتا ہے جس کی عظمت وجلال ہمارے اندازے وہم وخیال سے برتر ہے۔وہ تو ایسی چیزیں مانگ رہا ہے جو قیمت ووقعت میں لاکھوں کروڑوں روپے سے اعلیٰ ہیں۔

پس لازم ہے کہ اپنے سوال کی اہمیت اور مسئول عنہ کی عظمت کے لحاظ سے دعا مانگنے والے کی دعا میں سوز وگداز، عجز ونیاز، لجاجت و انکسار، عبودیت وافتقار پایا جائے۔

وہ بار بار اپنی شکستگی ودرماندگی، عاجزی وبے چارگی، بیکسی وناکسی کا اظہار کرے۔بار بار اپنے آپ کو اسی کے در کا گدا، اسی کے آستانے کا سوالی، اسی کے دربار کا امیدوار بتائے، اسی کے دین کا فقیر، اسی کے فضل کا مسکین، اسی کے احسانات کا پروردہ ہونا زبان ودل پر لائے اور اس حالت پر یہ یقین رکھے کہ رحمٰن الرحیم سے مانگ رہا ہے، جس کی رحمانیت نے اسے شکمِ مادر میں رزق پہنچایا، یہ ایمان رکھے کہ وہ اس غفور الودود سے مانگ رہا ہے، جس کے غفران نے ہر ایک عاصی کو خود طلب فرمایا اور جس کی محبت نے ہر ایک جان دار کو محبت سے نوازا۔

دعا یقین کے ساتھ مانگیں:۔ دعا مانگنے والے کو یاد رکھنا چاہیے کہ اثرِ دعا کے ظہور میں اگر دیر لگتی جائے، تو اسی قدر اس کا زیادہ اعتماد بڑھتا جائے اور یقین محکم ہوتا جائے۔دیکھو زمین سے کوئی دانہ جلد اور کوئی دانہ دیر سے نکلتا ہے۔کوئی درخت جلد پھل دینے لگتا ہے اور کوئی دیر میں ثمر لاتا ہے۔دعا مانگنے والے کو ضروری ہے کہ یاس وناامیدی کا اثر اپنے دل پر نہ ہونے دے۔ممکن ہے کہ نظر بہ اسباب دنیوی کسی مقصد میں یاس وناامیدی کا کھلا چہرہ بھی نظر آتا ہو، لیکن پھر بھی دعا مانگنے والے کی توقع اور اُمید رب العالمین کے ساتھ وابستہ رہے۔

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۴۲۹تا۴۳۴)

مبارک ہے وہ انسان: مبارک ہے وہ انسان جسے دعا مانگنا آجائے......مبارک ہے وہ انسان جسے دعا مانگنے والوں کے زمرے میں جگہ مل جائے۔دعا کی منفعت خود لذتِ دعا ہے اور دعا کی اجابت پر مداومتِ کامل کا ملجا ہے۔یہ وہ فائدے ہیں جو آغازِ کار میں عطا فرمائے جاتے ہیں۔

دعا مانگنے والے کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ مانگتا ہے۔جس طرح انسان اس شخص سے ناراض ہوجاتے ہیں جو ان سے ہر وقت مانگا کرتا ہے۔پس دعا مانگنے کا ایک عظیم فائدہ یہ بھی ہے کہ دعا مانگنے والا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرتا ہے۔

اے رب! ہم کو اپنے در کا فقیر بنادے ❁ اے رب! ہم کو اپنے گھر کا سوالی بنا دے

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۴۳۵-۴۳۶)

قاضی عبدالرحمٰن منصور پوری رحمہ اللہ کی عقیدت:۔ علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ کے چھوٹے بھائی قاضی عبدالرحمٰن تھے۔فن ریاضی وفلکیات میں خاص طور سے مہارت رکھتے تھے۔

وہ پاکستان کے ممتاز عالم مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ کے جد امجد حضرت مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ کے حلقۂ ارادت میں شامل تھے اور مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی کا سلسلۂ ارادت حضرت مولانا سید عبداللہ غزنوی سے وابستہ تھے۔

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۴۴۹)

پیران پیر سے نسبت:۔ شیخ عبدالشکور صاحب کے علم کے مطابق قاضی صاحب رحمہ اللہ کی نسبت عالی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے خاندان سے بھی ملتی ہے۔

قاضی صاحب مرحوم کے اسلاف میں بہت سے بزرگ عہدۂ قضا پر فائز رہے۔شاہ جہاں بادشاہ نے قصبہ منصور پور(مشرقی پنجاب، موجودہ نام چھینٹاں والا) کا علاقہ بطور جاگیر قاضی شیخ محمد غوث رحمہ اللہ کو عطا کیا تھا۔قاضی محمد غوث رحمہ اللہ کا مزار سنام میں ہے اور شاہی فرمان، شیخ عبدالشکور کے پاس محفوظ ہے۔(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۴۵۴)

خلوت کو جلوت پر ترجیح:۔ قاضی عبدالعزیز منصور پوری اولین دور کے مسلمان گریجویٹ تھے۔علی گڑھ یونیورسٹی سے تعلیم مکمل کی۔

''رحمۃ للعالمین'' کا مکمل ترجمہ صحت الفاظ کے ساتھ انگریزی زبان میں کیا۔

خلوت کو جلوت پر ترجیح دیتے تھے۔اپنے ہم عصر مشاہیر سے قلبی تعلق رکھتے تھے۔

قاضی عبدالعزیز ہر روز طویل وظائف پڑھتے تھے۔بہ ظاہر امورِ دنیا سے کوئی تعلق نہ تھا۔پٹیالہ سے ہجرت کرنے کے بعد لاہور میں کئی برس انتہائی غربت میں بسر کیے۔ہم عصر مشاہیر میں سے کسی کو اپنا حال نہ بتایا۔

اوراد وظائف ومراقبے:۔ تمام عرصہ معمولات میں کوئی فرق نہ آیا۔شب بیداری، مراقبے، اوراد، وظائف، نوافل اور رحمۃ للعالمین کے ترجمے کا کام جاری رہا۔ان کا عطا کردہ فیض ان کے روحانی ورثاء میں جاری ہے۔ان کے روحانی مدارج میں سے صرف ایک واقعہ درج ہے۔فارسی زبان میں طویل نعت رسول مقبول لکھی۔اس نعت کے سلسلے میں دو دفعہ حضور رسول کریم ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی اور ایک مرتبہ اصلاح (بھی کی)......ارشاد ہوا عبدالعزیز وہ نعت سناؤ۔تعمیل ارشاد ہوئی۔حضور ﷺ نے ایک مصرع میں اصلاح فرمائی۔سبحان اللہ تعالیٰ۔(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۴۵۷-۴۵۸)

آمنہ نیر:۳۱-بی بلاک ماڈل ٹاؤن(لاہور) میں مقیم ہیں۔

ان کے پانچ بیٹے ہیں۔سب اعلیٰ تعلیم یافتہ۔ان میں سے ایک مصطفیٰ ناصر ایم ایس سی، عملی تصوف سے وابستگی رکھتے ہیں۔
(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۴۶۳)

نام کتاب:۔اصحاب علم وفضل...... مصنف:۔محمد تنزیل الصدیقی الحسینی

تذکرہ اسلاف کی اہمیت وضرورت:۔ اسلاف کی خدمات گونا گوں کا تذکرہ اخلاف کیلئے ولولہ تازہ کا باعث بنتا ہے۔اسلام کی حیات رفتہ کے مختلف گوشے ایسے ہیں جن سے لائق اخلاف اپنے لیے رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔زیر نظر کتاب جناب محمد تنزیل الصدیقی الحسینی حفظہ اللہ کی سلسلہ شخصیات کی پہلی کتابی کاوش ہے۔موصوف کا انداز نگارش ممکن ہے کہ بعض طبیعتوں پر گراں گزرے، مگر اس امر کو فراموش نہیں کیا جا سکتا کہ لائق احترام مصنف نے جو کچھ بھی لکھا ہے پوری دیانت داری اور ذمہ داری سے لکھا ہے، اور قرآنی معیارِ تذکرہ کی پیروی کرنے کی کوشش کی ہے۔(از طرف عبدالرحمان محمد ثاقب صدیقی، ۴ جنوری ۲۰۰۵ء، کراچی)(اصحاب علم وفضل، ص:۷)

مولانا ارشاد حسین مجددی کی بیعت وخلافت:۔ مولانا ارشاد حسین مجددی رام پوری، حضرت شیخ احمد المعروف بہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اولاد امجاد سے تھے۔۱۴ صفر ۱۲۴۸ھ کو رام پور میں پیدا ہوئے۔لکھنؤ میں کتب درسیہ پڑھی اور رام پور میں علامہ نواب سے تکمیل کی۔شاہ احمد سعید رحمہ اللہ سے سند خلافت ملی۔

مولانا عبدالشکور کی خلافت طریقت: مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی ذی الحجہ ۱۲۸۳ھ میں کاکوری میں پیدا ہوئے، فتح پور میں تربیت پائی، مولانا نور محمد فتح پوری رحمہ اللہ سے مختصرات پڑھی، پھر لکھنؤ میں کتب درسیہ کی تکمیل مولانا عین القضاۃ لکھنوی سے کی۔طب حکیم

عبدالولی سے پڑھی، ایک زمانہ تک درس وتدریس کا فریضہ انجام دیا، پھر دہلی تشریف لے گئے جہاں مرزا حیرت دہلوی کے پاس قیام کیا، اس کے بعد دوبارہ لکھنؤ کی طرف شدرحال کیا اور وہاں 'مدرسہ فرقانیہ' لکھنؤ میں فریضۂ تدریس انجام دینے لگے۔ شیخ ابواحمد بھوپالی رحمہ اللہ کے خلیفہ تھے۔ (اصحاب علم وفضل، ص:۲۳)

سید ابوتراب رشد اللہ راشدی سندھی:۔ (۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ھ/۱۹۲۳ء) اقلیم سندھ کے سادات کی ایک شاخ خانوادۂ راشدی اپنی دینی خدمات، علمی عظمت، روحانی برکات اور مجاہدانہ قربانیوں کے اعتبار سے ممتاز اقران واماثل رہا ہے۔ اس خانوادۂ علم وفضل میں ہر دور میں کبار اصحاب رشد وہدایت وحاملین علم وفضیلت گزرے ہیں۔ جنہوں نے اپنی علم پروری سے دین وعلم دین کی بہتری خدمات انجام دیں۔

پیر روضہ دھنی کے لاکھوں مریدین:۔ خانوادۂ راشدی کے مؤسس اعلیٰ حضرت پیر محمد راشد شاہ المعروف بہ روضہ دھنی (۱۱۷۰ھ، ۱۲۲۳ھ/ ۱۷۵۷ء-۱۸۱۸ء) کا سلسلہ نسب حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے جا ملتا ہے۔ پیر محمد راشد شاہ رحمہ اللہ کے چار صاحبزادے تھے۔ اول الذکر پیر سید صبغت اللہ شاہ پیر پگاڑا مشہور بہ تجر دھنی (۱۱۸۳ھ-۱۲۴۶ھ/ ۱۷۷۹ء-۱۸۳۱ء) نہ صرف صاحب علم و فضل تھے بلکہ مجاہدانہ عادات وخصائل کے مالک بھی تھے۔ سید احمد شہید رائے بریلوی رحمہ اللہ کے ہم مسلک ورفیق خاص تھے۔ ان کی تحریک جہاد کے ایک اہم رکن اور حُروں، کے روحانی پیشوا تھے، بلاشبہ ان کے لاکھوں مرید تھے، جوان پر اپنی جان نچھاور کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ سید حمید الدین ممدوح گرامی کے متعلق لکھتے ہیں:

''باشندگان سندھ کے نزدیک سارے ملک میں اس جیسا شیخ ومرشد کوئی نہیں۔ قریباً تین لاکھ بلوچ مرید ہیں۔ رجوع خلق عام ہے۔ جاہ وجلال میں زندگی گزار رہے ہیں۔ جود وکرم اور اخلاص ومروت میں بھی شہرۂ آفاق ہیں۔'' (سید احمد شہید: ۲۹۰)

پیر صبغت اللہ اپنے والد گرامی کے بعد دستار وراثت روحانی کے مستحق قرار پائے، اسی وجہ سے وہ ''پیر پگاڑو'' کے لقب سے معروف ہوئے۔ پیر صبغت اللہ رحمہ اللہ نے اپنے بھائی پیر محمد یٰسین شاہ پیر جھنڈ ووال کو اپنے والد کی وصیت کے مطابق 'جھنڈا' دیا جو شاہِ افغانستان تیمور شاہ کے بیٹے زمان شاہ نے سندھ میں اشاعت دین اسلام کی خاطر پیر محمد راشد شاہ کی خدمت میں ازراہِ عقیدت پیش کیا تھا۔ پیر محمد یٰسین جھنڈا لے کر دوسری جگہ چلے گئے اور ''پیر جھنڈا'' کے تلقب سے زبان زدِ خواص وعوام ہوئے۔

ان کے بعد ان کے صاحبزادے پیر فضل اللہ شاہ سجادہ نشیں ہوئے، ان کی شہادت کے بعد ان کے بھائی پیر سید رشید الدین شاہ ۱۲۸۷ھ میں ''صاحب العَلَم الثالث'' بنے۔ (اصحاب علم وفضل، ص:۳۳-۳۴)

مدرسہ دارالرشاد میں علمائے دیوبند کی آمد:۔ مولانا عبیداللہ سندھی کی زندگی کا بیشتر حصہ غریب الوطنی میں گزرا، تاہم ان کی زندگی کے وہ ایام جو اطمینان وسکون کے ساتھ بسر ہوئے ان کا غالب حصہ پیر جھنڈا ہی میں گزرا ہے۔

> سیّد رشد اللہ شاہ کو سندھ میں علمی پسماندگی کا بڑا احساس تھا، اسی لیے جب مولانا عبیداللہ سندھی نے ''مدرسہ دارالرشاد'' کی تجویز پیش کی تو شاہ صاحب فوراً تیار ہو گئے۔ چنانچہ ۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء میں ''مدرسہ دارالرشاد'' نے اپنی عملی مساعی کا آغاز کیا۔ چنانچہ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولانا عبیداللہ سندھی لکھتے ہیں: ''اسستُ 'دارالرشاد' فی 'بیر جندا' قریباً من حیدر آباد السندیة بمشارکة السید الامام و ابی التراب رشد الله ابن شیخنا الامام رشید الدین۔'' (التمهید لتعریف آئمة التجدید:۲۳)

مدرسہ قائم کرنے کیلئے تمام تر سرمایہ سید رشد اللہ شاہ رحمہ اللہ نے فراہم کیا اور اس کے تمام اخراجات کے کفیل بھی وہی تھے۔ سات برس تک مولانا عبیداللہ سندھی کامل اختیارات کے ساتھ علمی اور انتظامی امور کے سربراہ رہے۔ یہ مدرسہ جلد ہی کامیابی کے منازل طے کرنے لگا۔ یہاں بلند پایہ ارباب علم تدریس کی ذمہ داریاں نبھاتے اور مدرسے کے معائنہ اور امتحان کیلئے رفیع المرتبت علماء کو مدعو کیا جاتا جن میں علامہ شیخ

حسین بن محسن یمانی انصاری، مولانا محمود الحسن دیوبندی، مولانا سید انور شاہ کشمیری، مولانا اشرف علی تھانوی، ڈاکٹر ضیاء الدین احمد رحمہم اللہ وائس چانسلر علی گڑھ یونیورسٹی وغیرہم شامل ہیں۔

مدرسہ دارالرشاد کے فضلاء: مدرسہ دارالرشاد سے جو فضلاء فارغ التحصیل ہو کر مسند علم وفضیلت کے وارث ہوئے ان میں مفسر قرآن مولانا احمد علی لاہوری، مولانا امید علی سندھی، پیر سید احسان اللہ شاہ راشدی، سید ضیاء الدین صاحب العلم، مولانا سید عبداللہ سربازی، مولانا عبداللہ الغازی سندھی، مولانا محمد اکرم ہالائی، مفتی عبدالقادر سندھی رحمہم اللہ وغیرہم شامل ہیں۔ (اصحاب علم وفضل، ص: ۳۶-۳۷)

مولانا رفیع الدین شکرانوی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف: (۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء-۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء)

مولانا رفیع الدین کے نانا کی بیعت:- مولانا رفیع الدین رحمہ اللہ کا سلسلہ نسب خلیفہ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ مختصر سلسلہ نسب درج ذیل ہے: مولانا رفیع الدین بن بہادر علی بن نعمت علی بن محمد دائم علی۔ آپ کے نانا شیخ غلام علی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ سید احمد شہید رحمہ اللہ کے کسی خلیفہ کے مرید تھے۔

مولانا رفیع الدین کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہی ہوئی۔ مولوی سلامت علی سے کافیہ تک تحصیل کی۔ اس کے بعد موضع شکرانواں کے قریب ایک مقام گیلانی میں مولانا محمد احسن گیلانی سے ۷ برس کی مدت میں درس نظامی کی تکمیل کی۔

سید نذیر حسین رحمہ اللہ سے مستفید ہونے کے بعد مولانا شکرانوی نے امرتسر کی طرف شد رحال کیا جہاں حضرت عارف باللہ سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی صحبت مبارکہ روحانی فیوض و برکات کے حوالے سے اصحاب خلوص کیلئے بڑی کشش رکھتی تھی۔ جب حضرت غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے فرمایا: ''شما در اثناء راہ بودی کہ مرا الہام شد کہ ع مردہ باد کہ مسیحا نفسے می آید (تعبیر) از دست شما اشاعت توحید و سنت بسیار خواہد گشت انشاء اللہ تعالیٰ'' امرتسر میں آٹھ ماہ قیام کر کے اکتساب فیض کیا۔ (اصحاب علم وفضل، ص: ۴۵-۴۷)

وسیع النظر اور وسیع المشرب: مولانا شکرانوی رحمہ اللہ بڑے وسیع النظر اور وسیع المشرب تھے، ان کا حلقہ روابط مختلف طبقوں میں پھیلا ہوا تھا۔ مولانا کو حدیث کے علاوہ فقہ سے بھی گہری مناسبت تھی، مولانا ابوسلمہ لکھتے ہیں: ''مولانا اگرچہ سلفی اور اہلحدیث تھے مگر فقہ سے بدکتے نہیں تھے بلکہ اس سے طبعی مناسبت تھی۔ صوبہ کے مشہور شاعر علامہ آزاد نے اپنے ایک قصیدہ میں اس طرف اشارہ بھی کیا ہے ۔

فخر اقران و اماثل ذات او ۔۔۔ ایں چنیں ذاتے دریں ایام کو؟
عالم فرزانہ دور زماں ۔۔۔ ہم فقیہ و ہم محدث بے گماں

''یہی وجہ ہے کہ مولانا کے ہاں کتب فقہ کا بھی انبار لگا ہوا ہے۔'' (ماہنامہ ''برہان'' دہلی جنوری ۱۹۵۷ بحوالہ اصحاب علم وفضل، ص: ۵۱-۵۲)

مولانا شاہ محمد سعید حسرت عظیم آبادی کا ذوق تصوف:- (۱۲۳۱ھ/۱۸۱۶ء-۱۳۰۴ھ/۱۸۸۷ء) مولانا شاہ محمد سعید حسرت رحمہ اللہ کا شمار اپنے عہد کے رفیع المرتب عالم دین اور صاحب دل بزرگوں میں ہوتا ہے۔ وہ نہ صرف علوم دینی کے ماہر تھے بلکہ منطق و فلسفہ اور شعر و ادب پر بھی غیر معمولی درک رکھتے تھے۔

مولانا کی ولادت ۲۷ ذیقعدہ ۱۲۳۱ھ/ ۱۸۱۶ء بروز ہفتہ ہوئی۔ مولانا کا خانوادہ عظیم آباد کے ممتاز خانوادوں میں شمار ہوتا تھا، مولانا کے جد امجد شیخ عمر دراز عظیم آباد کے مشہور رئیس تھے، ۱۲۲۲ھ میں انہوں نے اس دنیائے بوقلموں سے رحلت فرمائی۔ مولانا کے والد منشی واعظ علی دینی و دنیاوی علوم سے واقف اور عظیم آباد کے ممتاز فرد تھے۔ (اصحاب علم وفضل، ص: ۵۶)

مولانا شاہ سعید کی بیعت اصلاح: لکھنؤ میں مولانا مفتی ظہور اللہ لکھنوی رحمہ اللہ سے ''صدرا'' کے چند اسباق بطور تبرک پڑھے۔ ۱۲ برس کی عمر میں عظیم آباد پٹنہ میں حضرت مرزا حسن علی صغیر محدث لکھنوی رحمہ اللہ سے بیعت کر کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے۔ اس

سے صاحب ''الــدر الــمـنـثـور''، مولانا عبدالرحیم صادق پوری کے اس بیان کی نفی ہو جاتی ہے کہ ''اور وہاں (لکھنؤ میں) جناب مولانا حسن علی الہاشمی الّلکھنوی خاتم المحدثین سند المفسرین رحمہ اللہ سے سند حدیث و تفسیر حاصل کی۔'' (ص:۲۲۶) ڈاکٹر مطیع الرحمان نے بھی مولانا سعید حسرت پر لکھے گئے اپنے سوانحی مضمون میں غالباً صاحبِ ''الــدر الــمـنـثـور'' کی متابعت کرتے ہوئے لکھا ہے: ''پھر لکھنؤ تشریف لے گئے اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے خلیفہ مولانا حسن ہاشمی محدث لکھنوی رحمہ اللہ سے حدیث اور تفسیر کی سند حاصل کی۔'' (ماہنامہ، معارف، اعظم گڑھ جولائی ۱۹۶۴ء) ☆اثنائے تعلیم ہی میں کان پور میں شاہ نذر محمد (خلیفہ امیر المؤمنین سید احمد شہید رحمہ اللہ سے بیعت کر کے فیوض و برکات حاصل کیے۔ (اصحاب علم وفضل، ص:۵۷-۵۹)

مولانا شاہ محمد سعید نے کسب علم سے فراغت کے بعد عظیم آباد میں علوم دینی کی تشہیر و تبلیغ کی غرض سے ''مدرسہ سعیدیہ'' کی بناء ڈالی۔ (اصحاب علم وفضل، ص:۶۱)

مولانا نے جن اساتذہ علم و معرفت کے حلقے میں استفادۂ علمی کیا ان میں مولانا مظہر علی عظیم آبادی اور شاہ نذر محمد رحمہما اللہ، سید احمد شہید رحمہ اللہ کے خلفاء میں سے تھے۔ مولانا کے ایک دوسرے استاذ معرفت مرزا حسن علی صغیر لکھنوی رحمہ اللہ بھی عامل بالحدیث بزرگ تھے۔ (اصحاب علم وفضل، ص:۶۳)

اعظم گڑھ کے مشہور اہلحدیث عالم دین شاہ ابو اسحاق لہراوی (م:۱۲۳۴ھ) کی کتاب ''نور العینین فی اثبات رفیع الیدین'' کا قلمی نسخہ بھی مولانا کے کتب خانے میں موجود تھا، عظیم آباد کے مشہور محدث علامہ شمس الحق ڈیانوی کے کتب خانے میں ''نور العینین'' کا جو نسخہ تھا وہ مولانا ہی کے نسخے سے منقول تھا۔ (اصحاب علم وفضل، ص:۶۴)

مولانا برکت اللہ سورتی کا اخذ طریقت:۔ سورت کے ایک دوسرے صاحب علم مولانا برکت اللہ سورتی تھے، جنہوں نے نہ صرف فقہ و حدیث کی تحصیل عظیم آباد میں مولانا شاہ محمد سعید سے کی بلکہ اخذ طریقت بھی کیا۔ (اصحاب علم وفضل، ص:۷۱)

مولانا مظہر علی عظیم آبادی کی خلافت طریقت:۔ مولانا مظہر علی عظیم آبادی اکابر علمائے عظیم آباد سے تھے۔ ماہر علوم و فنون تھے، سید احمد شہید کے خلیفہ تھے۔ (اصحاب علم وفضل، ص:۷۵)

مولوی حسیب اللہ مختار کی بیعت اصلاح:۔ مولوی حسیب اللہ مختار ۱۸۶۵ء کو عظیم آباد پٹنہ کے معروف محلے لودی کٹرہ میں پیدا ہوئے، نسباً حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے تعلق تھا۔

کچھ عرصہ محلے میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد خانقاہ عمادیہ کے سجادہ نشیں مولانا شاہ امیر الحق عمادی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ۱۸ برس کی عمر تک یہیں فارسی و عربی کی تحصیل کی۔

تصوف کی طرف میلان طبع تھا، شاہ رشید الحق عمادی رحمہ اللہ سے بیعت تھے۔ تصانیف میں ''انوار الاولیاء مع اسرار الصوفیاء، انوار الاذکیاء فی احوال الصوفیاء، وسیلہ نجات، تذکرۃ الصالحین (طبع ۱۹۳۰ء پٹنہ)، تحقیق الکلام فی المولد والقیام'' ''علاج الامراض''، وغیرہا کا ذکر ملتا ہے۔ مولوی حسیب اللہ مختار عظیم آباد کے معروف تذکرہ نویس تھے، انہیں تاریخ، تصوف، تذکرہ، حکمت اور شاعری سے خاص لگاؤ تھا۔ (اصحاب علم وفضل، ص:۷۶)

مولانا شاہ محمد سلیمان پھلواروی رحمہ اللہ (۱۲۷۶ھ/ ۱۸۵۹ء-۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء)

حضرت مولانا شاہ محمد سلیمان حاذق بن حکیم داؤد پھلواروی رحمہ اللہ دیار ہند کے بلند پایۂ شیخ طریقت، زعیم ملت اور وسیع النظر عالم دین تھے۔ طبقۂ مشائخ میں بلند مرتبہ حاصل تھا، مولانا عبدالباری فرنگی محلی نے جب ''بزم صوفیاء'' کی بنیاد رکھی تو اس کی آل انڈیا اجلاس کی صدارت کیلئے مولانا فرنگی محلی کی نگاہ انتخاب بھی آپ ہی کی جانب اٹھی۔ خواجہ حسن نظامی نے جب ''حلقۂ مشائخ'' قائم کیا تو تا حیات شاہ سلیمان رحمہ

اللہ اس کے سرپرست اعلیٰ رہے۔ علامہ اقبال اور خواجہ حسن نظامی کے مابین جب تصوف کے مسائل پر اختلاف ہوا تو اس کے محاکے کیلئے نگاہ انتخاب بھی شاہ سلیمان پر ٹھہری۔

اپنے عہد کی سیاست پر بھی شاہ سلیمان پھلواروی رحمہ اللہ کو بڑا رسوخ حاصل تھا۔ ایک دفعہ گاندھی جی نے شاہ سلیمان رحمہ اللہ کے گھٹنوں کو ہاتھ لگا کر کہا: ''آپ اپنی شخصیت کے اثر سے مسلمانان ہند کو آمادہ کیجئے کہ وہ گاؤ کشی ترک کر دیں۔'' جس پر شاہ سلیمان نے فرمایا کہ میری ایک شرط ہے، گاندھی جی نے شرط دریافت کی۔ فرمایا: ''آپ ہندوؤں سے بت پرستی ترک کروا دیجئے۔'' اس پر گاندھی جی خاموش ہو گئے۔

شاہ سلیمان رحمہ اللہ کا شماران بالغ النظر افراد میں ہوتا ہے جنہوں نے ابتداء ہی میں مسئلہ فلسطین میں یہودیوں کی شاطرانہ چالوں کو سمجھا، جیسا کہ موصوف کے اس فتوے سے ظاہر ہوتا ہے جو انہوں نے ''جمعیت علماء ہند'' (کان پور) کے امیر کی حیثیت سے دیا تھا اور جو جریدہ ''الجامعۃ العربیۃ'' فلسطین کے ۱۱ فروری ۱۹۳۵ء کے شمارے میں اشاعت پذیر ہوا تھا۔

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے بھی ''کامریڈ'' کے مورخہ ۱۱ جولائی میں شاہ سلیمان رحمہ اللہ کی جادو بیانی کی تعریف کی ہے۔ (دیوان فائز: ۴۶)

شاہ محمد سلیمان کی ولادت ۱۱ محرم ۱۲۷۶ھ/۱۸۵۹ء کو پھلواری میں ہوئی۔ ''آثارات پھلواری شریف'' کے مطابق مختصراً سلسلہ نسب درج ذیل ہے:

''شاہ محمد سلیمان بن حکیم داؤد بن حکیم واعظ اللہ بن حکیم محبوب عالم عرف حکیم باسو بن شیخ پیر نذر محمد بن شیخ فتح محمد بن شیخ عبدالغفور بن مولانا فرید الدین یکے از اولاد حضرت امام محمد تاج فقیہہ۔'' (اصحاب علم وفضل، ص: ۷۸-۷۹)

حصول تعلیم:۔ ''مدرسہ چشمۂ رحمت، غازی پور میں بعض کتب درسیہ کی تحصیل مولانا حافظ عبداللہ غازی پور رحمہ اللہ سے کی۔ کتب درسیہ کی تکمیل لکھنؤ میں مولانا عبدالحیٔ حنفی لکھنوی رحمہ اللہ سے کی اور حدیث کی تحصیل و تکمیل مولانا احمد علی سہارن پوری اور سید میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ سے کی۔

شیوخ طریقت:۔ شاہ سلیمان رحمہ اللہ کے شیوخ طریقت ورہنمایان تصوف میں شاہ علی حبیب نصر پھلواروی، مولانا فضل رحمان گنج مرادآبادی، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مولانا عبدالحیٔ حنفی لکھنوی، مولانا عبدالرزاق فرنگی محلی، شاہ قدرت اللہ (ڈیرہ اسماعیل خان)، مولانا فیض اللہ نقشبندی، شاہ محمد یعقوب دہلوی، شیخ محمد صالح، علامہ عبداللہ النہاری یمنی، شاہ صفت اللہ پھلواروی، شاہ اشرف مجیب فریدی پھلواروی، شاہ وحید الحق منعمی، شاہ یحییٰ منعمی، مولانا عبدالرحمان جعفری پھلواری رحمہم اللہ وغیرہم شامل ہیں۔

جب شاہ سلیمان پھلواروی رحمہ اللہ بغداد گئے تو وہاں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے اخلاف میں سے السید عبدالرحمان المحض (سجادہ نشین) کے مہمان ہوئے اور ان سے سلسلۂ قادریہ کی تبرکاً اجازت لی۔ (اصحاب علم وفضل، ص: ۸۱)

مولانا شاہ محمد سلیمان نے سید میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کی بارگاہ علم وفضل سے ۱۲۹۷ھ میں سند و اجازۂ حدیث حاصل کیا۔ اسی زمانہ میں مولانا تلطف حسین عظیم آبادی کی توجہ سے سید نذیر حسن دہلوی رحمہ اللہ کی تصنیف ''معیار الحق'' کا ایک دوسرا ایڈیشن شائع ہوا۔ کتاب ''معیار الحق'' کا اصل مبحث ردّ تقلید ہے، بعض فروعی مسائل پر بھی بحث کی گئی ہے جس میں اصحاب الحدیث کے مسلک کی تائید کی گئی ہے۔ اس کتاب پر عالی مرتبت مصنف کے متعدد تلامذہ نے تقاریظ ثبت فرمائیں، انہی میں شاہ محمد سلیمان پھلواروی بھی شامل ہیں۔

شیخ الکل کی نظر عنایت:۔ سید نذیر حسین رحمہ اللہ بالعموم اپنے تلامذہ سے شفقت و محبت کا برتاؤ کرتے تھے، موصوف پر بھی نظر عنایت تھی۔ آپ میں خط و کتابت کا سلسلہ بھی تھا۔ مولانا غلام حسین ندوی پھلواروی رحمہ اللہ نے ''خاتم سلیمانی'' میں سید نذیر حسین رحمہ اللہ کا ایک مکتوب گرامی بنام شاہ سلیمان پھلواروی رحمہ اللہ نقل کیا ہے۔ یہ پُر از معارف مکتوب بطور یادگار یہاں نقل کرتا ہوں:

''اے عزیز از محاسبہ ''وان تبدوا مافی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ''۔ اندیشہ کن، وہمچو ''اولئك کالانعام'' محظوظ

نفسانی مباش، وسرورمراقبہ ’’فاذ کرونی اذکرکم‘‘ فروبر، ودیدۂ دل درمشاہدہ ’’وجوہ یومئذ ناضرۃ الیٰ ربہا ناظرۃ‘‘ بکشائے نظارہ کن، وسکہ طلب استقامت خوددر بوتہ ’’فاستقم کما امرت‘‘ ’’والذین جاھدوا فینا‘‘ و بآتش ’’یحذر کم اللہ نفسہ‘‘ بگداز وخالص کن تاشایان مہر ’’لنھدینھم سبلنا‘‘ گرددر بازار ’’ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ‘‘ اورازشے باشدوبداں سرمایہ توانی کہ بضاعت دین خالص ’’الا للہ الدین الخالص‘‘ اصلی کئی، شاید رمزے از اسرار والمخلصون علی خطر عظیم برتو بکشایند، وازلوامع انوار ’’فمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ‘‘ شعاعے برتو تابد، تاازحفیض ’’قل متاع الدنیا قلیل‘‘ پائے ہمت بیرون نہی، وبراوج ’’والاخرۃ خیر وابقی‘‘ عبورکنی، ومبشرا قبال ’’ذلك فضل اللہ یؤتیہ من یشأء‘‘ چنیں وارساند ’’الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون و رضوان جنات نعیم رضی اللہ عنھم‘‘ ندادردہد ’’کلوا و اشربوا ھنیئاًبما کنتم تعملون‘‘ زیادہ والسلام خیر الختام‘‘۔*الراقم العاجز محمد نذیر حسین۔‘‘*

(خاتم سلیمان، حصہ اوّل: ۸۵-۸۶)

پھلواری میں سب سے پہلے مولانا شاہ علی نعمت پھلواروی رحمہ اللہ نے مسلک اہلحدیث اختیار کیا۔ شاہ علی نعمت رحمہ اللہ، شاہ سلیمان رحمہ اللہ کے اعزہ میں سے تھے۔ شاہ سلیمان پھلواروی نے ان کا ذکر اپنے مکاتیب میں بھی کیا ہے، یہ مکاتیب بعد ازاں ’’شمس المعارف‘‘ کے عنوان سے یکجا ہوکر شائع ہوئے۔ شاہ سلیمان کی اہلیہ کے برادر بزرگ شاہ معین الحق رحمہ اللہ تھے، جو اپنے دور کے مشہور اہلحدیث عالم تھے۔ شاہ سلیمان پھلواروی رحمہ اللہ کے حقیقی ماموں شاہ صفت اللہ فریدی پھلواروی رحمہ اللہ کے صاحبزادۂ گرامی شاہ محمد ہارون نے بھی مسلک اہلحدیث اختیار فرمالیا تھا۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری کا تعزیت نامہ:۔ شاہ سلیمان رحمہ اللہ کی وفات پر مشہور اہلحدیث عالم دین مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری نے اپنے تعزیتی مکتوب بنام شاہ حسین میاں میں لکھا کہ

’’اسلام وعلیکم، اخبارات میں شاہ صاحب رحمہ اللہ کے انتقال کی خبر پڑھ کر صدمہ ہوا، پھلواروی میں اب ہمارا تعلق کیا رہا، واحسرتا، یاران من تنہا مرا بگداشتند۔ آخر سب کی یہی راہ ہے۔ غفر اللہ لہ ورحمہ۔ ابوالوفاء ثناء اللہ۔‘‘ (خاتم سلیمانی، حصہ سوم: ۷)

شاہ محمد سلیمان نے پھلواری رحمہ اللہ میں اپنی ایک الگ خانقاہ’’ خانقاہ سلیمانیہ‘‘ کی بنیاد رکھی۔ پھلواری کی خانقاہوں کے رسوم وآداب نہ خالص بریلوی طرز پر ہیں نہ دیوبندی طرز پر۔ شاہ سلیمان پر تصوف کا رنگ غالب تھا۔ (اصحاب علم وفضل، ص: ۸۲-۸۴)

تصوف پر مشتمل مکاتب:۔ شاہ سلیمان پھلواروی رحمہ اللہ کا مجموعۂ مکاتیب ’’شمس المعارف‘‘ زیادہ تر مسائل تصوف پر مشتمل ہے۔ بعض جگہوں پر بڑے عمدہ نکات ودقائق بھی تحریر فرمائے ہیں۔ مثلاً

ماہ رمضان گزرنے کے بعد عیدالفطر کے موقع پر مسلمان جس انداز میں عید کی خوشیاں مناتے ہیں، اس پر شاہ سلیمان رحمہ اللہ نے بڑا عمدہ نفسیاتی تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے: ’’عوام الناس عید کے ظاہر سے انبساط واحتشام اور اکل وشرب کے مشاغل میں ایسے مصروف ہوجاتے ہیں کہ گویا یہ ماہ مبارک ایک بلاتھی جو ٹل گئی۔‘‘ (ص: ۳۱۸)

اپنے فرزند شاہ حسن میاں کے نام ایک مکتوب گرامی میں فرماتے ہیں: ’’فرزند مَن! پیری ومریدی وبیعت وارشاد کی توضیح جو بعضے متاخرین بزرگان نے کی ہے اس کو کتاب وسنت پر پیش کرو جو موافق ہو اسے قبول کرو۔ میں ان اقوال کی تردید نہیں کرتا مگر الحق احق بالاتباع۔‘‘ (ص: ۶۴)

شاہ محمد عزیز فریدی کے نام لکھتے ہیں: ’’میرے قلب پر یہ بھی وارد ہوا کہ عموماً اس زمانے کے مشائخین وپیرزادگان کا موجودہ طریقہ جس کو وہ درویشی وعرفان سمجھتے ہیں مثلاً رسومات عرس ونیاز وندرو حال وقال وجوش وخروش وزبانی الفاظ توحید یہ وجودیہ وغیرہ وغیرہ، یہ ہرگز عرفان نہیں ہے۔‘‘ (ص: ۱۳۲) (اصحاب علم وفضل، ص: ۹۰)

علامہ اقبال کا مسائل تصوف میں رجوع:۔ علامہ اقبال بہار کے اس صوفی منش عالم کے بڑے معتقد تھے، موصوف نے جب فلسفۂ تصوف پر قلم اٹھایا تو قدیم وجدید اور مشرق ومغرب کے تفاوت سے پیدا ہونے والے مسائل نیز وحدۃ الوجود وغیرہ سے متعلق سوالات شاہ سلیمان پھلواروی رحمہ اللہ سے دریافت کیے اور استفادہ کیا اس سلسلے میں دونوں بزرگوں کے درمیان خط وکتابت بھی رہی۔

ایک موقع علامہ اقبال شاہ سلیمان پھلواروی رحمہ اللہ کے نام اپنے مکتوب گرامی میں لکھتے ہیں:

''آپ کو اللہ تعالیٰ نے کمال روحانی کے ساتھ علم وفضل سے آراستہ کیا ہے۔'' (انوار اقبال: ۱۸۰ بحوالہ اقبال کے ممدوح علماء: ۱۳۷) (اصحاب علم وفضل، ص: ۹۱)

چار سلیمان: شاہ سلیمان پھلواروی رحمہ اللہ بڑے بذلہ سنج اور زندہ دل بزرگ تھے۔ ان کی خوش بیانیوں کا شہرہ ملک کے طول وارض میں پھیل چکا تھا۔ ندوہ کے ایک جلسہ منعقدہ لکھنؤ میں ہندوستان کے چار سلیمان جمع ہو گئے تھے۔ یعنی قاضی سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ مصنف ''رحمۃ اللعالمین''، مولانا سلیمان اشرف بہاری رحمہ اللہ، سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ اور خود شاہ سلیمان پھلواروی رحمہ اللہ۔ اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ آج کل کئی کئی سلیمان پیدا ہو گئے ہیں لیکن ان میں اصلی سلیمان میں ہوں کیونکہ میں سلیمان بن داؤد ہوں۔ ع پریاں نئی نئی ہیں سلیماں نئے نئے۔ یہ سن کر مجمع بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر فرمایا پہلے سلیمان فرد تھا اب رباعی ہے، چار چار سلیمان یکجا ہیں۔ (اصحاب علم وفضل، ص: ۹۲-۹۳)

کتاب عین التوحید:۔ مسئلہ وحدت الوجود سے متعلق عربی میں نہایت قیمتی معلومات کا خزینہ ہے۔ شاہ صاحب نے اس کا ایک نسخہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کی خدمت میں بھی روانہ کیا تھا، جسے انہوں نے پسند فرمایا تھا۔

جوہر خمسہ: پانچ مواعظ کا مجموعہ ہے جو شاہ صاحب رحمہ اللہ کے ایک مریدِ خاص مولوی محمد اسحاق رحمہ اللہ ایڈیٹر ''العرفان'' بنگلور نے شائع کیا تھا۔ (اصحاب علم وفضل، ص: ۹۴)

کتاب حیات حضرت نصر:۔ اپنے پیرومرشد اور خسر شاہ علی حبیب نصؔر پھلواروی رحمہ اللہ کے حالات میں لیکن اب نایاب ہے۔

مجربات سلیمانی: یونانی وڈاکٹری نسخوں کا ایک مجموعہ۔

شمس المعارف:۔ یہ شاہ صاحب رحمہ اللہ کے مکاتیب کا مجموعہ ہے جسے ان کے صاحبزادوں مولانا غلام حسنین ندوی اور شاہ محمد جعفر ندوی نے مرتب کیا ہے، دو مرتبہ مرحلۂ طباعت سے گزر چکی ہے۔ اس کا دوسرا ایڈیشن جناب شفیق بریلوی کی مساعی سے ''مرکز علوم اسلامیہ'' کراچی سے ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا، تعداد صفحات ۲۷۶۔

نصرۃ الصوفیہ:۔ یہ کتاب عربی اور فارسی میں تالیف کی ہے، اس میں بعض مسائل تصوف کا بیان ہے۔

شجرۃ السعادۃ وسلسلۃ الکرامۃ: اس میں سلاسل تصوف کا ذکر ہے۔ (اصحاب علم وفضل، ص: ۹۶-۹۷)

قاضی طلا محمد خاں پشاوری کا ذوق تصوف (المتوفی ۱۳۱۰ھ)

قاضی طلا محمد نے علوم کی تحصیل مختلف علماء سے کی، کتب حدیث شیخ اجل سید میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ سے پڑھیں، کچھ عرصہ عارف باللہ سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی مصاحبت بھی اختیار کی اور ان سے استفادہ کیا۔

قاضی صاحب کو امراء کی صحبت سے تنفر تھا۔ (اصحاب علم وفضل، ص: ۱۰۴-۱۰۵)

ایک مختصر کتابچہ جو چند قصائد اور منظوم شجرہ ہائے طریقت پر مشتمل ہے۔ (اصحاب علم وفضل، ص: ۱۰۹)

مولانا عبدالغفار کا اخذ طریقت: مولانا عبدالغفار خاں بن محمد علی رام پوری، افغانی النسل تھے۔ تقریباً ۱۸۵۶ء میں ولادت ہوئی۔

آپ کے والد سرحد سے رام پور آ بسے تھے، مولانا محمد علی رامپوری خلیفہ سید احمد شہید کے شاگرد تھے۔ ۱۸۵۷ء میں مولانا عبدالجلیل شہید علی گڑھی کے ساتھ انگریزوں سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ مولانا عبدالغفار نے اپنے نانا کے زیرسایہ پرورش پائی۔ مولانا ارشاد حسین رام پوری سے کسب علم واخذ طریقت کیا۔ تلامذہ میں مشاہیر علماء شامل ہیں۔ (حالات کیلئے ملاحظہ ہو: نزہۃ الخواطر: ۸/ ۲۶۸، تذکرہ کاملان رام پور)

(اصحاب علم وفضل، ص: ۱۱۸)

مولانا عبدالتواب کے قادری اویسی اسلاف:۔ مولانا عبدالتواب کے مورث اعلیٰ مولانا عبدالقادر اُویسی حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ سے نسبی تعلق رکھتے تھے۔ حضرت اویس قرنی نبی کریم ﷺ کے عہدِ مبارکہ میں دولت ایمان سے بہرہ ور ہو چکے تھے، مگر انہیں نبی کریم ﷺ سے شرف لقا حاصل نہ تھا۔ مولانا عبدالقادر ایک روایت کے مطابق عراق سے اور ایک دوسری روایت کے مطابق یمن سے ہجرت کر کے ملتان آ بسے تھے۔ ان کی نسبت سے ان کے اخلاف ''قادری اویسی'' کہلاتے ہیں۔ مولانا عبدالقادر صوفی المشرب تھے۔ اُن کی وفات ملتان میں ہوئی۔ (اصحاب علم وفضل، ص: ۱۱۹)

حضور ﷺ کی عظمت وادب:۔ مولانا (عبدالتواب) کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ جو شخص ایک بار کچھ دیر ان کی صحبت میں بیٹھ کر آیا۔ پھر ان کا اخلاص اس شخص کو مجبور کرتا کہ وہ دوبارہ جاتا اور مولانا کے علمی ارشادات سے مستفیض ہوتا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی شخصیت سے پورا پاک وہند آشنا ہے۔ ان کی شعلہ بیانی اور قرآن مجید پڑھنے کا انداز شاید ہی کسی کو نصیب ہو۔ فن خطابت کا یہ شہنشاہ اکثر ملتان آیا کرتا اور توحید ورسالت پر گھنٹوں تقریر کرتا، اور دنیا کو مسحور کرتا۔ آج کان اس پُر تاثیر شعلہ بیانی کو ترستے ہیں۔ ایک رات ان کی تقریر تھی۔ قرآن مجید کے آخری پارے کی سورہ عبس و تولی کی تفسیر کرتے ہوئے شاہ صاحب نے ابن اُم مکتوم کا واقعہ بیان کیا اس کی تفسیر میں اکثر مفسرین نے جو کچھ لکھا تھا۔ اس میں اکثر کو تسامح ہوا۔ اور اس سورۂ کو حضور اکرم ﷺ کے بارے میں ذرا تادیبی رنگ میں بیان کیا۔ تقریرات کو ہو گئی۔ شاہ صاحب کی تقریر سننے کو ہر مسلک کے لوگ جاتے تھے۔ صبح کو مولانا کے پاس سلفی مسلک کے کچھ لوگ آئے اور تقریر کی بڑی تعریف کی۔ مولانا نے پوچھا عنوان کیا تھا۔ انہوں نے کہا تقریر رسالت پر تھی اور سورۂ ''عبس و تولی'' کی تفسیر تھی۔ اس پر مولانا نے فرمایا کہ شاہ صاحب سے عرض کریں کہ اس کے علاوہ اور کوئی عنوان نہ تھا۔ یہ تھا حضور اکرم ﷺ سے محبت کا اظہار۔ (اصحاب علم وفضل، ص: ۱۲۹-۱۳۰)

حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی امرتسری رحمہ اللہ:۔ (۱۲۶۸ھ-۱۳۳۰ھ/۱۹۱۳ء): خانوادۂ غزنویہ (امرتسر) کے مورث اعلیٰ سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ جن کی زاہدانہ روش اور عابدانہ طریق نے ہزارہا گم کردہ راہِ حیات کو منزل حقیقی سے آشنا کیا، جن کی فضیلت علمی کی ضیاء پاش کرنوں نے چار دانگ عالم کو روشنی سے منور کر دیا۔ جن کی ولایت وللّٰہیت کے آثار بد وِشعور کے آغاز ہی سے ہویدا تھے، جنہوں نے تکلیفیں سہیں، ایذائیں برداشت کیں مگر مواحدانہ روش سے ذرہ برابر ہٹنا گوارا نہیں کیا، جس پر غزنی سے جلاوطن ہونا پڑا اور اس طرح امرتسر کا نصیبہ جاگ اُٹھا کہ وقت کے عظیم ولی نے اسے اپنی جائے سکونت قرار دیا۔

عارف باللہ کا مقام فنافی الذکر:۔ محدث شہیر امام ابوالطیب شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی رحمہ اللہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف ''غایۃ المقصود فی حل سنن ابی دائود'' کے مقدمے میں امام کبیر عارف باللہ السید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''آپ ہیں شیخ، علامہ، سید، سند، مقدس کمالات والے، آخری زمانہ میں جو عزیز الوجود ہیں۔ مولانا اور فضل کے اعتبار سے ہم سے بہتر، محمد اعظم بن محمد بن محمد بن شریف معروف بہ عبداللہ غزنوی امرتسری رحمہ اللہ۔ آپ تھے اللہ کو پہچاننے والے، اس کی رضا کیلئے سب کچھ کرنے والے، کثرت ذکر کرنے والے، عابد، اللہ کی طرف رجوع کرنے والے متذلل، خاشع، خاضع، پرہیزگار، متواضع، حنیف، کامل، بارع، ملہم، مخلص، صدیق، کریم کہہ کر مخاطب کیے گئے۔ سخاوت کرنے والے، رجوع کرنے والے، حلیم، متوکل، منیب، صابر، قانت، انہیں اللہ کی راہ میں کسی کی ملامت کی پرواہ کبھی نہ ہوئی۔ اللہ کی خوشنودی کو اپنے اہل وطن، اپنے مال ودولت، اپنے اہل

وعیال اور خود اپنے نفس پر ترجیح دینے والے، مشہور احوال ومقامات والے، بڑے بڑے معرکوں والے، آپ اللہ کے دین کی مدد کیلئے صابر محتسب بن اُٹھے۔ توحید وسنت کا باغ لگانے والے، میدان اخلاص کے شہسوار، زاہدوں کے پیشوا، بندوں میں یکتا، زمانے کے امام، رحمان کے ولی، قرآن کے خادم، اللہ کا تقرب حاصل کرنے والے، آپ تمام احوال میں اللہ عزوجل کے ذکر میں مستغرق رہتے، حتیٰ کہ آپ کا گوشت، آپ کی ہڈیاں، آپ کے اعصاب، آپ کے بال اور آپ کا پورا بدن اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ اور اس کے ذکر میں فنا ہونے والا تھا۔'' (غایۃ المقصود فی حل سنن ابی داؤد: ۱/۱۲-۱۳ بحوالہ اصحاب علم وفضل، ص: ۱۴۳-۱۴۴)

مولانا عبدالجبار غزنوی کا روحانی استفادہ:- مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ ۱۲۶۸ھ میں غزنی کے ایک مقام ''صاحبزادہ'' میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتابیں اپنے برادران حقیقی مولانا محمد غزنوی رحمہ اللہ المتوفی ۱۲۹۶ھ اور مولانا احمد غزنوی رحمہ اللہ سے پڑھیں۔ اپنے عالی قدر والد گرامی سے علوم دینیہ کی تحصیل کی اور روحانی استفادہ کیا۔ بیس برس سے بھی کم عمر میں علوم دینیہ کی تحصیل سے فارغ ہوگئے۔ (اصحاب علم وفضل، ص: ۱۴۵)

دہلی میں مولانا غزنوی رحمہ اللہ نے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ سے استفادہ کیا یہ بہت بڑا اشرف تھا جو انہیں حاصل ہوا۔

مولانا غزنوی رحمہ اللہ نے جن علماء ومحدثین سے کتب حدیث وتفسیر پڑھی، ان کے اسمائے گرامی اپنے تلمیذ رشید مولانا عبداللہ بابر خانوی کے نام عطا کردہ اپنی سند مرقومہ ۷ شوال ۱۳۰۹ھ/ ۱۱۲۹ اپریل ۱۸۹۲ء میں لکھے ہیں، چنانچہ آپ نے لکھا ہے:

''اجازنی مشائخی الکرام وسادتی العظام:

اوّلھم: امام الوقت فی التقویٰ والدین والدی الشیخ عبداللہ الغزنوی السلفی رحمہ اللہ ۔

وثانیھم: شیخی و شیخ والدی و شیخ الکل السیّد نذیر حسین الدھلوی رحمہ اللہ ۔

و ثالثھم: الشیخ احمد الشرقی الحنبلی رحمہ اللہ نزیل مکۃ۔

و رابعھم: الشیخ نعمان الآلوسی رحمہ اللہ رئیسس المدرسین فی المدرسۃ المرجانیۃ ببلدۃ بغداد۔

خامسھم: الشیخ حسین البوفالی ثم الحدیدوی الیمانی الشافعی رحمہ اللہ الملقب بشیخ البخاری وغیرھم۔'' (الفیوض المحمدیۃ بتذکار سلالۃ لکویۃ: ۲۴۸-۲۴۹)

اس تحریر سے عیاں ہوتا ہے کہ مولانا غزنوی نے اپنے والد گرامی اور حضرت میاں صاحب کے علاوہ شیخ احمد بن ابراہیم بن عیسیٰ شرقی نجدی حنبلی رحمہم اللہ سے بھی استفادہ کیا جو بڑے صاحب عزیمت اور اکابر محدثین میں سے تھے۔ قارۂ ہند کے جن علمائے عالی مرتبت نے شیخ احمد شرقی سے استفادۂ علمی کیا ان میں محدث شہیر ابوالطیب شمس الحق عظیم آبادی، علامہ محمد بشیر سہسوانی صاحب ''صیانۃ الانسان''، مترجم حدیث وقرآن علامہ وحیدالزماں لکھنوی وغیرہم شامل ہیں۔

شیخ احمد شرقی نے ۴ جمادی الثانی ۱۳۲۹ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

مولانا عبدالجبار رحمہ اللہ نے مشہور مفسر قرآن علامہ شہاب الدین محمودی آلوسی صاحب ''روح المعانی'' کے فرزند ارجمند شیخ ابوالبرکات خیرالدین نعمان آلوسی سے بھی فیض علمی حاصل کیا۔ جن کا شمار بلدۂ عراق کے بلند پایہ فقہاء ومحدثین میں ہوتا تھا۔ فروع میں حنفی اور عقائد میں سلفی المشرب تھے۔ دیار ہند کے دو جلیل القدر محدثین حضرت نواب صدیق حسن خان والی بھوپال اور علامہ شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی صاحب ''عون المعبود'' بھی ان کے دبستان علمی کے فیض یافتہ تھے۔ علامہ نعمان آلوسی نے ۷/محرم ۱۳۱۷ھ کو بغداد میں وفات پائی۔ (اصحاب علم وفضل، ص: ۱۴۸-۱۴۹)

مولانا عبدالجبار کا فیض سلوک: امرتسر آنے کے بعد سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے توحید وسنت کی نشر واشاعت کیلئے اپنی

جھو دِمخلصہ کا آغاز فرمایا۔مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''امام اہل توحید،منبع آثارِسلف الصالحین، عارف باللہ حضرت مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ جب غزنی سے پنجاب تشریف لائے اور امرتسر میں سکونت پذیر ہوئے۔توحید وسنت کی اشاعت اور بدعات اور مشرکانہ رسوم سے پاک اسلام کی تبلیغ کا بے پناہ جذبہ جو آپ کے دل میں موجزن تھا،اس نے چند دنوں میں ایسی صورت حال پیدا کر دی کہ امرتسر مرجع عوام وخواص بن گیا۔

مرشد کامل کی خدمت میں بکثرت علماء کی حاضری:۔ آپ کے حلقہ پند ونصائح میں شریک ہوکے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھنے اور کیفیت خشوع حاصل کرنے اور آپ کے فیضان صحبت سے مستفیض ہونے کیلئے صلحاء اور علماء دور دور سے حاضر ہوکر اس چشمہ ہدایت ومعرفت سے اپنی روح کی تسکین اور قلب کی تطہیر حاصل کرتے۔آپ کے صاحبزادگان میں سے مولانا عبداللہ، مولانا محمد اور والد بزرگوار حضرت مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ قرآن و حدیث کا درس دیتے۔اس طرح مسجد غزنویہ ایسی تربیت گاہ بن گئی جہاں علم کے ساتھ عمل، قال کے ساتھ حال کی کیفیت اور علم وبصیرت کے ساتھ معرفت کا زر حاصل ہوتا تھا۔عارف باللہ حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے واصل بحق ہونے کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا عبداللہ بن عبداللہ ان کے خلیفہ مقرر ہوئے۔آپ تھوڑا عرصہ زندہ رہے،ان کی وفات کے بعد والد بزرگوار حضرت مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ منصب خلافت وامامت پر فائز ہوئے۔آپ کے عہدِ مبارک میں روحانی فیوض وبرکات حاصل کرنے والوں کا حلقہ بہت وسیع ہوگیا اور آپ کے علم وفضل کے چرچے پنجاب سے گزر کر پورے ہندوستان بلکہ بلادِعرب تک جا پہنچے اور اس طرح آپ کے شاگرد تمام ملک بلکہ بیرونی ممالک میں بھی پھیل گئے۔آپ نے اپنے عہدِ مبارک میں مسجد غزنویہ کی درس گاہ کو باقاعدہ دارالعلوم کی شکل میں تبدیل کر دیا اور اس کیلئے ایک نظام قائم کر دیا۔حضرت امام صاحب نے اپنی فراست ایمانی اور بصیرت قلبی کی برکت سے وقت کی اہم ترین ضرورت کو محسوس کیا علوم کتاب وسنت اور دیگر علوم دینیہ کی تعلیم کیلئے ''دارالعلوم تقویۃ الاسلام'' کے نام سے ایک ایسی درس گاہ قائم کی جو پنجاب میں علم اور روحانی فیوض کے لحاظ سے عدیم النظیر اور بے مثال تھی۔''

(سیدی وابی داؤد غزنوی:۴۵۰)

مولانا فقیر اللہ کی بیعت: مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے فیض صحبت سے مستفید ہونے والوں کی تعداد کثیر ہے اور پھر ان میں بھی بلند پایہ علمائے عالی مرتبت شامل ہیں۔مولانا غزنوی رحمہ اللہ کے ایک تلمیذ رشید مولانا فقیر اللہ پنجابی مدراسی ہیں، جو خانوادۂ غزنویہ کے خاص ارادت مند تھے، مجاہدانہ صفات کے حامل تھے، امیر المجاہدین مولانا عبدالکریم صادق پوری کے دست مبارک پر بیعت بھی کی تھی، مدراس میں تحریک مجاہدین کیلئے گراں قدر خدمات انجام دیں۔

(اصحاب علم وفضل،ص:۱۵۱-۱۵۲)

طریقت وسلوک میں صحیح جانشین: مولانا حکیم عبدالمجید خادم سوہدروی حضرت ممدوح غزنوی رحمہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''الملقب بہ''امام صاحب''بڑے عالم، فاضل، جامع معقول ومنقول، خاندان غزنویہ کے روشن چراغ، مدرسہ غزنویہ تقویۃ الاسلام کے بانی اول، صاحب نسبت، صاحبِ دل اولیاء اللہ میں شمار ہوتے تھے، اپنے والد عبداللہ صاحب غزنوی رحمہ اللہ کے صحیح جانشین تھے۔

الاستقامة فوق الكرامة: منقول ہے کہ ایک مرتبہ رات کے وقت کچھ مہمان مولانا موصوف کی خدمت میں حاضر ہوئے، سب سے پہلے آپ کی توجہ مہمانان گرامی کی ضیافت کی طرف گئی، گھر میں دریافت فرمانے پر معلوم ہوا کہ کچھ بھی موجود نہیں، چنانچہ آپ

نے فرمایا: ''فاقہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور آج ہمارے گھر میں فاقہ ہے۔''

مستجاب الدعوات اور صاحب کرامات تھے، مگر میرے نزدیک ان کی سب سے بڑی کرامت دین کیلئے ان کی بے مثال استقامت ہے۔'' الاستقامة فوق الكرامة''۔

بیعت اصلاح پر اعتراض کا حل:۔ مولانا نے امرتسر میں عامۃ الناس کے اصلاح نفس و باطن کی غرض سے انہیں اپنے حلقۂ ارادت میں بھی لیا، ان سے کتاب وسنت سے تمسک اور بدعات ومحدثات سے اجتناب پر بیعت لیتے۔بعض علمائے اہلحدیث امرتسر پر یہ امر گراں گزرا۔ ان حضرات کا خیال تھا کہ اس طرح ''پیری مریدی'' کے مروّجہ رسوم باطلہ کو پروان چڑھنے کا موقع مل سکتا ہے۔ چنانچہ ان حضرات کا اختلاف بھی دین ہی کی خاطر تھا، اس کے پس پردہ وہ کوئی ذاتی غرض نہ تھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اس ضمن میں مولانا غزنوی رحمہ اللہ کے معتقدین میں سے بعض افراد نے چند کبار علمائے عصر سے اس مسئلے میں رجوع کیا۔ چنانچہ محدیث کبیر شمس الحق عظیم آبادی نے جو جواب مرحمت فرمایا، مختصراً درج ذیل ہے:

''بیعت تو بہ منجملہ مستحبات کے ہے اور اس کے استحباب پر بہت سے ادلۂ شرعیہ قائم ہیں۔ کتاب اللہ وسنت رسول ﷺ سے......آخذ بیعت کیلئے جتنے شرائط چاہیے یعنی كونه عالماً بالكتاب والسنة آمراً بالمعروف ناهياً عن المنكر و كونه صاحب العدالة والتقوىٰ والصدق والضبط و كونه زاهداً في الدنيا راغباً الىٰ الآخرة مواظباً على الطاعات المؤكدة والاذكار الماثورة و ان يكون صحبا لعلماء بالكتاب والسنة و تاب بهم دهراً طويلاً واخذعند العلم والفضل و غير ذالك من الشروط الصحيحة یہ کل شرطیں جناب مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی رحمہ اللہ میں فيما اظن والله حسيبه موجود ہیں اور وہ اس امر کے لائق وقابل ہیں کہ ان پر لوگ بیعت توبہ کریں۔'' (اعلام الانام بزلة بعض الاعلام:۵۰

باہمی اختلاف کا حدود اخلاق میں جواب:۔ امرتسر کے ایک معروف اہلحدیث عالم دین مولانا ابوعبداللہ غلام العلی قصوری ثم امرتسری تھے، ایک روایت کے مطابق حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ ان ہی کی دعوت پر اپنے عالی مرتبت فرزندوں کے ہمراہ امرتسر تشریف لائے۔ مولانا قصوری اور خانوادۂ غزنویہ میں باہم بڑی یگانگت اور محبت تھی، لیکن چند ایک مسائل میں دائرہ علمی میں رہتے ہوئے ان بزرگوں کے مابین اختلافات بھی تھے۔ ارباب غزنویہ بیعت والہام کے قائل تھے جبکہ مولانا قصوری رحمہ اللہ کو اس سے اختلاف تھا۔ مولانا غلام العلی قصوری نے اپنے نقطۂ نظر کا اظہار اپنی کتاب ''تحقيق الكلام في مسئلة البيعت والالهام'' میں تحریر فرمایا تھا۔ اس کے جواب میں مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ نے ''اثبات الالهام والبيعة بادّلة الكتاب والسنة'' تالیف فرمائی۔ بقول حکیم محمد موسیٰ امرتسری:

''جس کا لب ولہجہ ذرا سخت تھا۔ یہ کتاب مؤلف فاضل کے والد (مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ) کی نظر سے گزری تو انھوں نے اس سخت طرز تحریر کو ناپسند کیا۔'' (سہ ماہی، بصائر، جنوری ۱۹۶۳ء)

عرض یہ کرنا ہے کہ ارباب غزنویہ اور مولانا غلام العلی رحمہ اللہ کے درمیان جو اختلافات تھے وہ محض علمی اور دائرہ اخلاق کے اندر تھے، اس کی تہہ میں کوئی ذاتی خلش ہرگز نہ تھی۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری لکھتے ہیں: ''مولانا قصوری اور مولانا (عبداللہ) غزنوی رحمہ اللہ میں جو اختلافات تھے۔ وہ احقاق حق ہی کیلئے تھے، کوئی ذاتی جھگڑا نہ تھا۔ مولانا غزنوی رحمہ اللہ جب تک زندہ رہے مولانا قصوری رحمہ اللہ کی اقتدا میں عیدین کی نمازیں ادا کرتے رہے اور تبلیغی کاموں میں ایک دوسرے کے معاون ومددگار رہے۔'' (سہ ماہی، بصائر، جنوری ۱۹۶۳ء)

اس سے ان بزرگوں کے اخلاص فی العمل اور خلوص فی الدین کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جبکہ آج عالم یہ ہے کہ جب تک مخالف کی قرار واقعی تحقیر نہ کر لی جائے دل کو تسلی نہیں ہوسکتی۔ اللہ رب العزت ہمیں صحیح دینی فہم کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (اصحاب علم وفضل، ص: ۱۵۷-۱۶۰)

صوفی امام عبدالجبار کا مسلکی ذوق: موصوف مسلک وعقیدے کے اعتبار سے سلفی نقطۂ نظر کے خاص علمبردار تھے، صفاتِ الٰہی کے

باب میں تاویل وتوجیہہ کے سخت مخالف تھے، مسائل توحید سے خاص دلچسپی تھی اور اس ضمن میں مسلک سلف نہایت مدلل انداز میں پیش کرتے تھے، فروعی مسائل میں بھی تاحیات عمل بر حدیث کے پابند رہے اور لوگوں کو اسی کی دعوت دی۔

اثبات الالهام والبيعة بادّلة الكتاب والسنة: اس کتاب میں مولانا موصوف نے الہام وبیعت کے اثبات پر کتاب وسنت سے دلائل جمع کیے ہیں اور مخالفانہ نقطہ نظر کی تصحیح بھی کی ہے، مولانا نے یہ کتاب اُردو میں تصنیف کی ہے۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ مطبع ''ریاض ہند'' امرتسر سے ۱۳۰۰ھ میں طباعت پذیر ہوئی۔ تعداد صفحات ۱۷۴۔ (اصحاب علم وفضل، ص:۱۶۲)

مولانا عبدالوہاب صدری دہلوی رحمہ اللہ (۸۱-۱۲۸۰ھ-۱۳۵۳ھ/۱۹۳۲ء)

برصغیر کے ان علمائے ذی اکرام میں جنہوں نے اپنے فیض علمی سے طلاب علم کی ایک بڑی تعداد کو مستفیض کیا اور جن کی زندگی بذات خود ایک تحریک بنی، ان میں مولانا عبدالوہاب ملتانی ثم دہلوی ممتاز ہیں۔ ان کی خدمات گوناگوں کا دائرہ نوع بنوع بہت وسیع ہے۔ (اصحاب علم وفضل، ص:۱۷۳)

مولانا غزنوی کی نماز:۔ مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ اپنے دور کے صاحب دل وصاحب نظر بزرگ تھے، ان کے فیض صحبت سے لوگ اپنے جذبۂ اخلاص کو جلا دیتے اور اذعان وافکار کو نکھارتے۔ جو شخص بھی ان کی صحبت میں کچھ عرصہ رہ جاتا تا زندگی بھر ان کے فیض اثر کو یاد کرتا۔ چنانچہ مولانا عبدالوہاب فرماتے ہیں:

> ''میاں صاحب مرحوم سید نذیر حسین علیہ الرحمۃ عموماً طلباء میں اور خصوصاً عاجز ابو محمد عبدالوہاب مہاجر سے بارہا فرمایا کرتے تھے کہ مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے مجھ کو نماز پڑھنی سکھائی، اور میں نے ان کو صحیح بخاری پڑھائی سکھائی، سمجھائی۔ واقعی عاجز ابو محمد ملتانی مہاجر نے مولانا عبداللہ غزنوی علیہ الرحمۃ کی صحبت میں رہ کو جو لطف اور مزہ نماز کا ان کے پیچھے اٹھایا اور کبھی کبھی میاں صاحب مرحوم دہلوی کے پیچھے اٹھایا تھا ویسا تو کسی کے پیچھے نصیب ہی نہیں ہوا'' والله المستعان على مايفعلون و يصفون الله والى المشتكى ''(اصحاب علم وفضل، ص:۱۸۴)

مولانا عبدالوہاب کے خلیفہ کی علمی کاوش:۔ مولانا عبدالوہاب کے ایک اہم تلمیذ رشید اور ان کے خلیفہ اجل مولانا عبدالجلیل سامرودی ہیں۔ قارۂ ہند کے نامور محدث شیخ محمد بن طاہر پٹنی رحمہ اللہ (م ۹۸۶ھ) کی ''تذکرۃ الموضوعات، اور قانون الموضوعات والضعفاء، مولانا سامرودی ہی کی تحقیق سے ''ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ'' مصر سے ۱۳۴۳ھ میں منصۂ شہود پر آئی۔ (اصحاب علم وفضل، ص:۱۷۷)

مولانا ابوالمکارم محمد علی مئوی رحمہ اللہ (۱۲۷۵ھ/۱۸۵۹ء-۱۳۵۲ھ/۱۹۳۴ء)

سلسلہ نقشبندیہ کے خلیفہ کا فیضان:۔ مئو، اعظم گڑھ کے اطراف میں ایک مشہور قصبہ ہے، جو اپنی علمی برکات اور مردم خیزی کے اعتبار سے مشہور ہے۔ یہاں سید احمد شہید رحمہ اللہ کے ایک خلیفہ علامہ سخاوت علی جون پوری رحمہ اللہ (م ۱۲۷۴ھ) کے تلمیذ رشید مولانا فیض اللہ مئوی کے توسط سے گلستان علم وعمل کی آبیاری ہوئی، مسلک عمل بر حدیث کا شعار عام ہوا۔

مولانا نے ابتدائی کتابیں اپنے والد گرامی سے پڑھیں، اس کے بعد اکتساب علوم وفنون کے شوق میں جون پور مولانا سخاوت علی جون پوری کی خدمت میں تشریف لے گئے، انہی سے علوم دینیہ کے مختلف شعبوں کی تکمیل کی۔ (اصحاب علم وفضل، ص:۲۰۹)

علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ کے ساتھ بھی مولانا کے مخلصانہ روابط تھے۔ علامہ شبلی رحمہ اللہ نے اپنے زمانہ طالب علمی میں مولانا کے ولدِ گرامی مولانا فیض اللہ مئوی سے عربی کی تحصیل کی تھی۔ یہ وجہ بھی تعلقات میں مزید خلوص کا ایک ذریعہ بنی۔

علامہ شبلی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ سے بھی بڑا ربط تھا۔ سید صاحب موصوف مولانا کا بڑا احترام کرتے تھے۔ مولانا اکثر اپنی علمی ضرورتوں اور سید صاحب سے تبادلۂ خیالات کیلئے دارالمصنفین جایا کرتے تھے۔ بقول ابوعلی اثری:

> ''سید صاحب ان کا بڑا احترام کرتے تھے، جب تک ان کا قیام رہتا، اپنا سارا کام کاج چھوڑ کے انہی سے مشغول

رہتے، علمی مذاکرہ اور تبادلۂ خیالات کرتے۔'' (سید سلیمان ندوی: ۲۰۰) (اصحاب علم وفضل، ص: ۲۱۵-۲۱۶)

اسلاف اہلحدیث میں بزرگ صوفیاء:- مولانا حافظ محمد امین، سید محمود کمال لاہوری رحمہما اللہ کے مرید وخلیفہ اور خود اپنے دور کے مشہور ولی اللہ تھے۔ مغل بادشاہ جہانگیر نے ان سے اپنی ملاقات کا ذکر بایں الفاظ کیا ہے:

'' یکم ماہ شوال ۱۰۱۶ھ کو شیخ محمود کمال رحمہ اللہ کے مرید مولانا محمد امین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے والد بزرگوار کو ان سے بہت عقیدت تھی۔ ان کی ملاقات سے مجھے از حد خوشی ہوئی...... ان کی مفید نصیحتیں اور دلچسپ مشورے میرے لیے باعث اطمینان ہوئے۔ میں نے ایک ہزار بیگھ زمین اور ایک ہزار روپیہ نقد نذر کیے۔'' (تزک جہانگیری بحوالہ الفیوض المحمدیہ: ۲۰)

مولانا حافظ محمد امین رحمہ اللہ گیارہویں صدی ہجری کے مشہور ومعروف بزرگ تھے، انہوں نے فیروز پور میں وفات پائی۔ ان کے دو صاحبزادے حافظ احمد اور حافظ نور محمد تھے۔ حافظ احمد بڑے دیندار اور صاحب علم وفضل بزرگ تھے۔ شیخ محمد اسماعیل لاہوری کے تلمیذ رشید تھے۔ ان کے اکلوتے فرزند ارجمند حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ ۱۲۵۶ھ/۱۸۴۳ء میں پیدا ہوئے۔ حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمہ اللہ کے خلیفہ اور خود اپنے زمانے کے بڑے معروف صاحبِ کرامت بزرگ تھے۔ ''انواع بارک اللہ'' ان کی بڑی معروف کتاب ہے، انہوں نے ۱۲۶۶ھ میں خلدِ بریں کی راہ لی۔

مولانا حافظ بارک اللہ لکھوی رحمہ اللہ کے چار صاحبزادے تھے، بڑے صاحبزادے مولانا حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ علم وعمل اور زہد وتقویٰ میں نہایت فائق تھے، انہوں نے ۱۲۲۱ھ میں اپنی حیات دنیوی کا آغاز کیا۔ انہیں شاہ عبدالغنی مجددی دہلوی رحمہ اللہ، مولانا احمد علی سہارنپوری رحمہ اللہ اور سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ سے اجازۂ حدیث حاصل تھا۔ پنجاب زبان میں قرآن پاک کی مکمل منظوم تفسیر بنام ''تفسیر محمدی'' لکھی جو پنجابی بھر میں نہایت مقبول ہوئی، اس کے علاوہ انہوں نے ''سنن ابی داوٗد'' اور ''مشکوۃ المصابیح'' پر عربی میں مختصر تعلیقات بھی لکھیں۔ مولانا حافظ محمد صاحب رحمہ اللہ نے ۱۳۱۱ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

مولانا حافظ محمد کو اللہ رب العزت نے ۶ صاحبزادے اور ۳ صاحبزادیاں عطا کیں، صاحبزادوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں: فتح دین، محی الدین، محمد حسن، محمد حسین، زین العابدین اور نور دین۔ یہاں مولانا کے صاحبزادۂ عالی مرتبت محی الدین رحمہ اللہ کے حالات قدرے تفصیل سے تحریر کرنا مقصود ہیں جو آگے چل کر مولانا صوفی محی الدین عبدالرحمان لکھوی رحمہ اللہ کے نام سے معروف ہوئے۔

مولانا محی الدین بمقام لکھو کے ضلع فیروز پور ۱۲۵۳ھ میں پیدا ہوئے۔ آٹھ سال کی عمر میں قرآن مجید ختم کیا، تیرہ برس کی عمر میں ''کافیہ'' تک تعلیم حاصل کی۔ سترہ برس کی عمر میں اپنے والد گرامی اور ایک خادم احمد کے ہمراہ دہلی تشریف لے گئے۔

دہلی میں سید نذیر حسین محدث رحمہ اللہ کا درس حدیث طلاب علم حدیث کیلئے بڑی کشش رکھتا تھا، مولانا محی الدین رحمہ اللہ نے ان کے بارگاہ علم وفضیلت میں بھی حاضری دی اور سند حدیث حاصل کی۔ (اصحاب علم وفضل، ص: ۲۲۸-۲۲۹)

شہر خدا کا جاروب کش مرشد کامل: دل درحقیقت، شہرِ خدا کا دروازہ ہے، جس کی گہرائی میں اترے بغیر اُس تک رسائی ممکن نہیں۔ اس راہ میں اگر کوئی عامل شریعت ومتبع سنت راہ نما مل جائے تو زہے نصیب وگرنہ کتاب وسنت کے چشمۂ صافی ہی کو اپنے قلب ونظر کی تطہیر کا حقیقی ذریعہ سمجھنا چاہیے، کیونکہ ''یہاں خضر علیہ السلام کی صورت میں کئی رہزن بھی پھرتے ہیں'' (اصحاب علم وفضل، ص: ۲۳۰)

تصوف، کی تکمیل کیلئے تلاشِ مرشد: مولانا محی الدین عبدالرحمان رحمہ اللہ تصوف نبوی ﷺ پر عامل ہوئے، انہوں نے حقیقت و معرفت کی جستجو میں کتاب وسنت کے انوار وتجلیات سے فیوض وبرکات حاصل کیے، تین برس تک سخت ریاضت کی اس کے بعد بالہام ربانی ایک خادم کے ہمراہ غزنی کی راہ لی۔ جہاں عارف باللہ سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی ذات گرامی تشنگان علم کیلئے مرجع افادہ تھی۔ حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ نے اپنے لائق قدر صاحبزادے کو زادِ راہ کیلئے سو روپے دیئے، یہ اس وقت کے لحاظ سے بہت بڑی رقم تھی جو ایک باپ نے اپنے فرزند کو دی۔

مولانا محی الدین رحمہ اللہ نے دومرتبہ مولانا غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں غزنی حاضری دی تھی۔

مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ اپنے دور کے بہت بڑے ولی وعارف تھے،ان کی زندگی کا لمحہ ذکر الٰہی میں فنا ہو چکا تھا۔

محدث شہیر علامہ شمس الحق ڈیانوی رحمہ اللہ عظیم آبادی "مقدمة غاية المقصود" میں لکھتے ہیں: "**وكان في جميع احواله مستغرقاً في ذكر الله عزوجل حتىٰ عن لحمه و عظامه و اعصابه و اشعاره و جميع بدنه كان متوجها الى الله تعالىٰ فانياً في ذكره عزوجل**" (غاية المقصود فى حل سنن ابى دائود: ۱/۱۳)

ترجمہ: ''وہ تمام احوال میں اللہ عزوجل کے ذکر میں مستغرق رہتے تھے،حتیٰ کہ ان کا گوشت،ان کی ہڈیاں،ان کے اعصاب،ان کے بال اوران کا پورا بدن اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ اوراسی کے ذکر میں فنا ہونے والا تھا۔''

غزنی میں حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے باب عالی پردستک دی۔ہمراہی نے مولانا محی الدین رحمہ اللہ کا تعارف کراتے ہوئے کہا: "پدر ایں درپنجاب چراغ است۔ ''یعنی ان کے والد پنجاب میں ہدایت کے چراغ ہیں۔سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے فرمایا: "ایں انشاء الله آفتاب خواهد شد۔ ''یعنی اگر اللہ نے چاہا تو یہ ہدایت کے سورج ہونگے۔بوقت بیعت مولانا غزنوی نے مولانا کا نام "عبدالرحمان" تجویز کیا،لہٰذا مولانا محی الدین عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے معروف ہوئے۔

حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کو مولانا موصوف سے از حد ربط اور تعلق خاطر تھا۔اکثر فرمایا کرتے تھے: "ما و عبدالرحمان یکیست۔''اور کبھی مولانا کو مخاطب کر کے فرماتے: "درمیان ماوشما مناسبت در ازل بود'' (اصحاب علم وفضل،ص:۲۳۰)

تکمیل سلوک کے بعد اشاعت سلوک:۔ وطن پہنچ کر اصلاح و ہدایت کی وہی شمع روشن کی جس کی کرنیں غزنی سے لے کر آئے تھے۔بڑے بڑے افاضل واعلام اصلاح باطن کیلئے ''لکھوکے'' کا رخ کرنے لگے،جہاں مولانا محی الدین عبدالرحمان کا فیض واتھا۔بہت کم لوگوں کے علم میں ہوگا کہ برصغیر کے عالم شہیر اور فاتح قادیاں حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسری رحمہ اللہ نے بھی لکھوکے کی طرف شدرحال کیا اور حضرت مولانا محی الدین عبدالرحمٰن کی خدمت میں رہ کر اکتساب علم کیا اور شرف بیعت حاصل کیا۔(اصحاب علم وفضل،ص:۲۳۱)

مولانا ثناءاللہ امرتسری کی بیعت تصوف:۔ مولانا امرتسری رحمہ اللہ کی اولین سیرت مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی نے ''سیرت ثنائی'' کے عنوان سے لکھی ہے،یہ کتاب جب طبع ہو کر منظرِ شہود پر آئی تو مولانا ثناءاللہ رحمہ اللہ کی زندگی کے اس اہم واقعے کا کوئی ذکر نہ تھا،چنانچہ مولانا محی الدین عبدالرحمٰن کے صاحبزادۂ گرامی مولانا محمد علی لکھوی رحمہ اللہ نے لائق تکریم مولف کی خدمت میں عریضہ گرامی لکھا کہ

''بخدمت جناب محترم مولانا عبدالمجید صاحب ایڈیٹر اخبار اہلحدیث سوہدرہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ''

بعض احباب سے مجھے معلوم ہوا کہ آپ نے حضرت مولانا ثناءاللہ صاحب مرحوم کی سوانح طبع کرائی ہے،اوراس میں ایک اہم واقعہ مندرجہ ذیل مولانا موصوف کی سوانح میں نہیں لکھا گیا،جس کا ہونا ضروری تھا،وھو ہذا:

میں راقم الحروف (محمد علی لکھوی) نے مولانا مولوی عبدالاول صاحب مرحوم غزنوی اور جناب چچا صاحب حضرت مولانا محمد حسین صاحب مرحوم لکھوی (شاگرد مولانا ثناءاللہ مرحوم) سے سنا،انہوں نے فرمایا کہ حضرت مولانا ثناءاللہ صاحب مرحوم امرتسری امرتسر سے بمقام لکھو کے ضلع فیروز پور ۱۳۱۱ھ میں پہنچے اور امرتسر سے مولانا عبدالاول صاحب غزنوی مرحوم (شاگرد ومرید حضرت والد ماجد مرحوم) کو بطور سفارتی کے اپنے ہمراہ لیا،مگر اتفاق ایسا ہوا کہ حضرت والد ماجد مرحوم لکھوکے سے بمقام تونبڑ بہن تحصیل موگہ ضلع فیروز پور میں اپنے کسی مرید کی دعوت ولیمہ پر گئے ہوئے تھے،لہٰذا حضرت مولانا ثناءاللہ صاحب ہمراہ مولانا عبدالاول صاحب بمقام تونبڑ بہن تحصیل موگہ میں پہنچے،کیونکہ ان کا مقصد تھا کہ حضرت والد ماجد مرحوم سے بیعت سلوک حاصل کریں،چنانچہ حضرت مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسری نے حضرت والد ماجد مرحوم مولانا محی الدین عبدالرحمٰن بن حافظ محمد مرحوم لکھوی رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور چند ارشادات سلوک سے مستفید ہوئے،چنانچہ

مولانا موضع مذکور میں کچھ روز رہے، اور حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمہ اللہ اور حضرت مولانا عبدالاول صاحب رحمہ اللہ غزنوی مرحوم امرتسر واپس گئے، بعدازاں کئی بار لکھوکے میں تشریف لائے اور ایک بار ہمارے کتب خانہ سے تفسیر ابن کثیر اور تفسیر فتح البیان بھی عاریۃً لے گئے تھے چنانچہ حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب رحمہ اللہ کا خط قلمی بھی ہمارے کتب خانہ میں موجود تھا، جس میں آپ نے تفسیر مذکور کی واپسی کا ذکر کیا ہوا تھا اور دیگر چند امور سلوک کا استفسار بھی تھا اور ذکر اسم ذات سے اپنی طبع پر خاص اثر کا ذکر بھی درج تھا۔ افسوس کہ یہ خط میں نے ہمیشہ کتب خانہ میں محفوظ رکھا تھا مگر تقسیم ہندو پاکستان میں جہاں سارا کتب خانہ ضائع ہوا یہ خط بھی ضائع ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔''

(ہفت روزہ ''اہلحدیث'' سوہدرہ: ۸ مارچ ۱۹۵۵ء)

ہم علمائے اہلحدیث بیعت اصلاح کے قائل ہیں......! ہفت روزہ اہلحدیث سوہدرہ مولانا عبدالمجید ہی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ تھا اور ''اہلحدیث'' امرتسر کا نقش ثانی۔ اس خط کو نقل کرنے سے قبل مولانا عبدالمجید خادم رحمہ اللہ نے ایک مختصر نوٹ بھی تحریر کیا ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسے بھی یہاں نقل کردیا جائے۔ وہو ہذا:

> ''مندرجہ ذیل مکتوب مولانا محمد علی صاحب لکھوی رحمہ اللہ نے مدینہ منورہ سے ارسال فرمایا ہے، چونکہ اس میں حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم کی بیعت کا ذکر ہے اس لیے اسے شائع کیا جارہا ہے تاکہ احباب کو معلوم ہو کہ مولانا مرحوم جہاں اتنے مشہور صحافی، بہترین لیکچرار اور رئیس المناظرین واقع ہوئے تھے وہاں ایک عابد، ذاکر اور صوفی منش بھی تھے۔ نیز جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اہلحدیث بیعت کے قائل نہیں ہیں وہ سن لیں کہ ہمارے اسلاف وعلماء اکثر بیعت کے قائل تھے۔'' (ہفت روزہ ''اہلحدیث'' سوہدرہ: ۸ مارچ ۱۹۵۵ء)

کرامت اور الہام ربانی سے مشرف بزرگ:۔ مولانا محی الدین عبدالرحمٰن بڑے عابد وزاہد، شب زندہ دار اور صاحب کرامت بزرگ تھے، ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت خاص تھی۔ رویائے صادقہ اور الہام ربانی سے مشرف کیے جاتے تھے۔ بقول کسے: ''فاروقی قامت، علوی جسامت، صدیقی جلالت اور عثمانی حلاوت رکھتے تھے اور (بسطة في العلم والجسم) کے حامل تھے۔''

نماز کا خشوع وخضوع:۔ مولانا نماز نہایت خشوع وخضوع سے پڑھا کرتے تھے مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ رقمطراز ہیں:

> ''حضرت مولانا کی نماز کی طوالت، رکوع وسجود کی اطمینان وسکون سے ادائی اور خشوع وخضوع کی اس نواح میں بڑی شہرت تھی۔ اس ضمن میں ایک لطیفہ بھی سننے میں آیا تھا۔ اگر بزرگوں کے تذکرے میں لطیفہ بیان کرنے کو سوءِ ادب نہ قرار دیا جائے تو عرض کروں:
>
> کہتے ہیں کسی شخص کا اونٹ گم ہوگیا تھا، وہ اونٹ تلاش کرتا کرتا لکھوکے آیا تو دیکھا کہ لوگ مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ اسے نماز پڑھنے کی عادت نہ تھی، تاہم وہ اس خیال سے نماز میں شامل ہوگیا کہ نماز کے بعد لوگوں سے اونٹ کے بارے میں دریافت کرے گا۔ جماعت مولانا محی الدین عبدالرحمان صاحب رحمہ اللہ کرا رہے تھے، وہ سجدے میں گئے تو سجدہ اس درجہ طویل تھا کہ اس شخص کیلئے امام کا ساتھ دینا مشکل ہوگیا، اور اُٹھ کر چلا گیا...... چھ مہینے بعد اس کی ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔
>
> پوچھا: کہاں کے رہنے والے ہو؟۔ جواب دیا: لکھوکے کا......! پوچھا: تمہارے امام صاحب سجدے سے اُٹھے یا نہیں؟
>
> یہ تو ایک لطیفہ تھا، ممکن ہے واقعہ بھی ہوا اور اسی طرح پیش آیا۔ ویسے بھی ہم گناہگاروں کا گزارا لطیفوں ہی پر ہے۔ ہم لطیفے سنتے اور آگے بیان کرتے رہتے ہیں......لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ انتہائی عبادت گزار اور نہایت پرہیزگار بزرگ تھے۔ بارگاہ خداوندی سے انہیں علم کی بے پناہ دولت سے نوازا گیا تھا اور خوف وخشیت اور انابت الی اللہ کی متاع بے بہا بھی ان کے حصے آئی تھی۔'' (بزم ارجمنداں: ۲۱۰)

مولانا کے نزدیک نماز کی ادائیگی خشوع وخضوع کے ساتھ ضروری تھی، علامہ وحید الزماں لکھنوی لکھتے ہیں:

''ہمارے شیخ، اتقی زماں مولوی عبدالرحمان صاحب لکھوکے فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص نماز کے معنی نہیں جانتا، اس کی نماز نہیں ہوتی، یہاں تک کہ جو شخص اس مسئلے میں ان کے خلاف پر اصرار کرتا تو اس سے مباہلے پر تیار ہو جاتے۔''

(تسہیل القاری ترجمہ صحیح بخاری، پارہ پنجم: ۱۴۰-۱۴۱ بحوالہ بزم ارجمنداں: ۲۱۰ بحوالہ اصحاب علم وفضل ص: ۲۳۰ تا ۲۳۴)

مدعی نبوت کو ایک صوفی کا چیلنج:۔ مرزا نے اپنے زمانہ ابتدائے نبوت ہی میں علمائے اسلام کو خوب تحدی (چیلنجز) دی مگر خود عین وقت پر فرار کی راہ اختیار کی۔ مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ مرزا کے اولین ناقد ومحتسب تھے انہوں نے آخری وقت تک مرزا کا تعاقب کیا لیکن مرزا نے ہر دفعہ چور دروازے تلاش کر لیے، بڑی بڑی ذلت آمیز ناکامیوں کے باوجود وہ اپنی ''عادات'' سے باز نہ آیا۔ اس کے ابتدائی دور کا قصّہ ہے کہ اس نے اپنی کتاب میں علمائے اسلام کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا۔

''اگر آپ سچے ہیں تو آپ کی سچائی کا نشان یا کوئی اعلیٰ درجہ کی پیش گوئی جو راستبازوں کو ملتی ہے آپ کو دی جائے۔ ایسے ہی دوسری طرف میں بھی توجہ کروں گا، اور مجھے خدا کی طرف سے یقین دلایا گیا ہے کہ اگر آپ نے اس طور سے میرا مقابلہ کیا تو میری فتح ہوگی، میری اس تحریر کے مخاطب مولوی محی الدین عبدالرحمان لکھوکے والے اور میاں عبدالحق غزنوی اور مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی عبدالجبار غزنوی امرتسری اور مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی ہیں اور باقی انہیں کے زیرِ اثر آجائیں گے۔'' (روحانی خزائن جلد۳ ازالۂ اوہام حصہ دوم ص ۲۵۷-۲۵۸ بحوالہ ہفت روزہ، الاعتصام، لاہور: ۱۶ اپریل ۲۰۰۱ء)

اس دعوے کے جواب میں مولانا بٹالوی رحمہ اللہ نے اپنے اخبار ''اشاعة السنة'' میں مرزا کی خوب خبر لی اور اسی پر اکتفاء نہ کیا بلکہ ایک صوفی بزرگ کی طرف سے یہ اعلان بھی اپنے رسالے میں شائع کر دیا:

''اگر مرزا صاحب کو درگاہ خداوندی میں اپنے مقبول ہونے اور علمائے اسلام کے مردود ہونے کا زعم ہے تو اس کو واجب ہے کہ کوئی ایسی کرامت دکھائے جو اس کے دعویٰ کی مصدق ہو۔ کرامت ایسی ہونی چاہیے جس کو روئے زمین کے طبیعی وفلاسفر بھی کرامت تسلیم کر لیں اور دکھانے سے پہلے یہ ضروری شرط ہے کہ اس کے جزوی وکلی حالات ایسی وضاحت سے مشتہر کیے جائیں کہ عوام وخواص، جاہل وعالم ہر شخص اس کی کیفیت اور صورت واقعہ اچھی طرح سمجھ لے۔ حتیٰ کہ سمجھنے اور دیکھنے میں اس کی کیفیت کے اندر کسی کو اختلاف نہ ہو۔ اگر مرزا صاحب اس شرط کے ساتھ کوئی آسمانی کرامت ونشانی دس ہفتہ میں دکھلا دے تو اس کی بڑی نوازش ہوگی اور اگر اس معیاد کے اندر ایسی کرامت دکھلانے سے عاجز آجائے تو اس کے اعتراف عجز کے بعد انشاء اللہ العزیز میں وہی کرامت اور آسمانی نشانی جو مرزا طلب کرے گا دس کی بجائے پانچ ہی ہفتہ کے اندر دکھلا دوں گا اور ایسی آسمانی نشان دیکھنے کے بعد مرزا پر صرف یہ واجب ہوگا کہ وہ اپنے مبتدعانہ عقائد سے توبہ کرے گا اور توبہ نامہ شائع کر دے گا۔'' (ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور: ۱۶ اپریل ۲۰۰۱ء)

یہ اعلان مرزا صاحب کیلئے ایک تازیانہ ثابت ہوا، پہلے پہل تو مرزا نے ان صوفی بزرگ کے وجود ہی کا انکار کر دیا، تاہم ایک طرف انہیں اپنی چلتر بازیوں کیلئے نت نئے بہانوں کی تلاش ہوئی اور دوسری طرف یہ دھڑکا لگا رہا کہ کہیں مولانا بٹالوی ان صوفی بزرگ سمیت قادیان نہ آدھمکیں۔ چنانچہ اس ''خطر عظیم'' کے سد باب کیلئے جون ۱۸۹۲ء میں چھپنے والے جواب نشان آسمانی میں (جو روحانی خزائن ج ۴ کے ص ۳۹۵-۳۹۶ پر موجود ہے) مقابلے کو مزید شرائط سے مشروط کر دیا اور فرمایا کہ میں ان صوفی صاحب سے تب ہی مقابلہ کروں گا جب وہ دو ایسی پیش گوئیاں پیش کریں گے جو ان کے حق میں گزشتہ ادوار کے اولیاء کرام نے فرمائی ہوں۔ (حوالۂ مذکور)۔

قارئین گرامی یہ تھی اس ''مناظرۂ نشان آسمانی'' کی روداد جو عملاً وقوع پذیر نہ ہوسکی۔ تاہم یہ سوال بہت اہم ہے کہ وہ صوفی بزرگ کون تھے؟ جنہوں نے مرزا کی اس ہرزہ سرائی کا جواب دینا ضروری خیال کیا۔ حضرت مولانا غلام نبی الربّانی سوہدروی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے مولانا بٹالوی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ وہ صوفی صاحب کون تھے جن کا چیلنج ''اشاعة السنة'' میں بسلسلہ آسمانی نشان شائع ہوا تھا؟ مولانا بٹالوی رحمہ اللہ نے جواب میں بتایا تھا کہ وہ بزرگ مولانا محی الدین عبدالرحمان لکھوی رحمہ اللہ تھے۔

(سوانح عمری مولانا عبداللہ غزنوی ص ۷۴-۷۹ بحوالہ ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور: ۱۶ اپریل ۲۰۰۱ء)

مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ کے الہامات

مولانا محی الدین عبدالرحمان رحمہ اللہ صاحب الہام بزرگ تھے، بڑے عابد، زاہد اور ذاکر تھے، کثرت سے ذکرواذکار کرتے تھے، اللہ رب العزت کی جانب سے ملنے والی راہنمائی کو وہ عامہ اہل اسلام تک پہونچانا ضروری سمجھتے تھے، چنانچہ ان کا ایک خط بنام اہل اسلام ''مرزائی لٹریچر'' میں بایں الفاظ محفوظ ہے۔

''بسم الله الرحمن الرحيم ...... حامداً و مصلياً''

امابعد! از عبدالرحمان محی الدین بجمیع اہل اسلام عرض یہ ہے کہ اس عاجز نے دعا کی یاخبیرا خبرنی مرزا کا کیا حال ہے۔ خواب میں یہ الہام ہوا ان فرعون وھامان و جنودھما كانوا خاطئين ...... و ان شانئك هو الابتر۔ مرزا صاحب کی طرف سے جواب آیا کہ یہ الہام محتمل المعانی ہے اور اس میں میرا نام نہیں اور بڑے زور سے دعویٰ کیا میرے نام سے الہام نہ بخشا جائے گا اور ہر دو الہام مذکورہ ماہ صفر کو ہوئے تھے۔ جب مرزا کا جواب آگیا، بعد ازاں ماہ صفر کو یہ الہام خواب میں ہوا ''مرزا صاحب فرعون'' ...... الحمدلله على ذلك اب مرزا کا دعویٰ بھی غلط ہوگیا اور مرزا صاحب مراد کو پہنچ گئے اور جس وقت مجھ کو یہ پہلا الہام ہوا تھا بیدار ہوتے ہی یہ تعبیر دل میں آئی کہ فرعون مرزا صاحب ہیں اور ہامان نوردین۔ مجھے اہل اسلام کی خیر خواہی کیلئے اطلاع دینی ضروری تھی۔'' (العبد عبدالرحمان محی الدین لکھو کے بقلمہ بتاریخ ۲۱ ماہ ربیع الاوّل ۱۳۱۲ھ، روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۳۶۷-۳۶۸ بحوالہ تحریک ختم نبوت حصہ اوّل ''۱۸۹۱ء-۱۸۹۶ء'': ۳۴۵)، (اصحاب علم وفضل، ص: ۲۳۵ تا ۲۳۷)

عازم حرمین ہونے سے قبل کا الہام:۔ مولانا محی الدین عبدالرحمان رحمہ اللہ کے فرزند ارجمند محمد علی ابھی صرف چار برس کے تھے کہ مولانا موصوف کو الہام ہوا (يا ايتها النفس المطمئنة ارجعى الى ربك راضية مرضية فادخلى فى عبادى و ادخلى جنتى) (الفجر: ۲۷-۳۰) اس الہام کے بعد مولانا عازم حرمین شریفین ہوئے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر زیارت روضہ نبوی ﷺ کے بعد سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ والی دعا: ''اللهم ارزقنى شهادة فى سبيلك واجعل موتى ببلد رسولك'' خشوع وخضوع سے کی جو بارگاہ الٰہی میں سند قبولیت سے سرفراز ہوئی اور مولانا نے ۱۵ ذیقعد ۱۳۱۳ھ کو بروز جمعۃ المبارک مدینۃ النبی ﷺ میں بحالت سجدہ وفات پائی اور جنت البقیع میں محو استراحت ہوئے۔ اللهم اغفرله و ارحمه۔ (اصحاب علم وفضل، ص: ۲۴۳)

مولانا سید ابوالمنصور ناصر الدین دہلوی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف (۱۲۳۷ھ-۱۳۲۰ء)

تعارف:۔ مولانا سید ابوالمنصور ناصر الدین دہلوی رحمہ اللہ اپنے وقت میں علوم مذاہب کے ماہر اور فن مناظرہ کے امام تھے۔ تردید عیسائیت میں ان کی خدمات گوناگوں کا دائرہ نوع بنوع بہت وسیع ہے۔

مولانا ابوالمنصور خانوادۂ سادات کے فرد فرید تھے سلسلہ نسب قاضی سید عبدالغفور داعی پوری قنوجی کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ مولانا نے اپنی تفسیر ''تبجيل التنزيل'' کے آغاز میں اپنا نام مختصر سلسلہ نسب کے ساتھ ان الفاظ میں لکھا ہے:

''محمد ابوالمنصور ابن جناب سید محمد علی مغفور ابن عالی جناب سید فاروق علی قدس سرہ ابن سید حیدر علی ابن سید عبدالغفور قاضی پرگنہ سکت پور

از سادات ترمذ اولا د امجاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام۔'' (ماہنامہ، عالم اسلام اور عیسائیت' اسلام آباد: ستمبر ۱۹۹۶ء)

سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت:۔ مولانا کے والد مولانا سید محمد علی اور دادا بزرگوار مولانا سید فاروق کا شمار بھی اپنے عصر کے اصحاب علم و فضل میں ہوتا تھا۔ مولانا کا قدیم وطن سید آباد (مضاف قنوج) ہے، مولانا کے والد ناگ پور میں ریزیڈنسی میں میر منشی تھے۔ مولانا ابوالمنصور کی ولادت ۲۷ رمضان المبارک ۱۲۳۷ھ کو بروز ہفتہ بمقام ناگ پور ہوئی۔ علوم رسمیہ کی تکمیل اپنے والد اور دادا سے کی۔ اس کے بعد سات برس لکھنؤ میں اہل تشیع حضرات کی صحبت میں رہے، اس دوران بہتیری کتابوں کا مطالعہ کیا اور حضرت مولانا شاہ رحیم بخش نقشبندی رحمہ اللہ (سجادہ نشیں خانقاہ شاہ غلام علی دہلوی رحمہ اللہ) سے بیعت کی۔ (اصحاب علم و فضل، ص: ۲۴۴)

مشاہیر عصر سے روابط:۔ مولانا ابوالمنصور کو اللہ نے بڑی عزت وار جمندی سے نوازا، سارا شہر مولانا کی تعظیم کرتا تھا۔ مشاہیر عصر سے روابط استوار تھے۔ سید میاں نذیر حسین دہلوی، مولانا محمد قاسم نانوتوی، ڈپٹی نذیر احمد دہلوی وغیرہم سے مخلصانہ روابط استوار تھے۔ مولانا کی فضیلت علمی و کمال جامعیت کا اعتراف کبار علمائے ذی اکرام و معروف تذکرہ نگاروں نے کیا۔ (اصحاب علم و فضل، ص: ۲۵۰-۲۵۱)

مولانا حکیم سید ابوحبیب دیسوی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف (۱۲۸۳ھ/ ۱۸۶۶ء-۱۹۲۷)

علامہ سید سلمان ندوی رحمہ اللہ عالم اسلام کے مشاہیر اعاظم رجال سے تھے، ایک بلند پایہ محقق اور عالی مرتبت مؤرخ کی حیثیت سے ان کی شخصیت نذر استحسان سے ملاحظہ کی جاتی ہے۔ آپ کی خدمات سے ایک زمانہ باخبر ہے مگر آں محترم نے پہلے پہل جس کے فیض صحبت سے دنیائے علم و عمل کی معرفت حاصل کی، جن کی دعاؤں سے اپنے قلم گوہر بار کو جنبش دی، ان سے یہ زمانہ بے خبر ہے۔ یہاں اسی گمنام گوہر شاہوار کے حالات رقم کرنا مقصود ہیں، جو رشتے میں سید سلیمان رحمہ اللہ کے حقیقی برادر کبیر ہیں۔

مولانا حکیم سید ابوحبیب بن ابوالحسن بن حکیم محمدی بن عظمت علی دیسوی کا تعلق بہار کے گاؤں ''دیسنہ'' سے تھا، سلسلہ نسب امام علی رضا بن موسیٰ کاظم کے توسط سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ مولانا ابوحبیب کی ولادت دیسنہ میں تقریباً ۱۲۸۳ھ/ ۱۸۶۶ء کو ہوئی۔ آپ کے والد حکیم ابوالحسن اپنے زمانے کے جید طبیب اور صوفی المشرب عالم دین تھے۔ ابتدائی تعلیم انہی سے حاصل کی۔ اس کے بعد پھلواری شریف تشریف لے گئے جہاں مولانا حکیم شاہ علی نعمت پھلواروی، اور شاہ بدرالدین پھلواروی رحمہما اللہ سے استفادہ کیا۔ پھلواری شریف میں ان بزرگان سے استفادہ کرنے کے بعد ''مدرسہ چشمہ رحمت'' غازی پور تشریف لے گئے جہاں استاذ الاساتذہ حافظ عبداللہ محدّث غازی پور رحمہ اللہ کا ''چشمہ رحمت'' جاری تھا۔ یہاں حضرت علامہ غازی پوری کے باب علم پر دستک دی اور بھرپور استفادہ کیا۔ حضرت غازی پوری کے فیض صحبت سے مولانا توحید و سنت کے شیدائی ہو گئے اور یہی وہ دبستان علم ہے جس نے مولانا موصوف کے جذبہ تبلیغ وسنت کو جلا بخشی۔ (اصحاب علم و فضل، ص: ۲۶۰)

ابوحبیب دیسوی کی بیعت و خلافت:۔ ابوحبیب دیسوی رحمہ اللہ نہایت متقی، پرہیزگار، عابد و زاہد تھے۔ دیسنہ کی جامع مسجد کے منتظم، امام اور خطیب تھے اور اس ذمہ داری کو اپنی حیات رفتہ کے آخری دور تک نبھایا اور ساتھ ہی گاؤں کے مطب میں طبابت کی خدمت بھی انجام دیتے رہے۔

آپ نے بھوپال جا کر شاہ ابواحمد بھوپالی رحمہ اللہ سے بھی استفادہ کیا تھا اور ان سے خلافت کی سند لی تھی۔ شاہ ابواحمد کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادے شاہ محمد یعقوب بہت کمسن تھے۔ چنانچہ آپ خلیفہ بنائے گئے اور جب تک شاہ محمد یعقوب سن شعور کو نہیں پہنچ گئے آپ کا قیام بھوپال ہی میں رہا۔

۱۸۹۸ء کو مولانا ابوحبیب حج بیت اللہ کیلئے تشریف لے گئے۔ وہاں فریضہ حج ادا کیا، زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے اور علماء و صلحاء کی مجالس میں بھی شریک ہوئے۔

مولانا حکیم سید ابوحبیب دیسوی اپنے عہد کے بے مثال عالم دین، بلند پایہ طبیب، سنجیدہ مزاج مبلغ و واعظ تھے۔

تصوف پر علمی خدمت:۔ مولانا نے شیخ احمد سرہندی المعروف بہ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے مکتوبات جو ''مکتوبات مجددیہ'' کے عنوان سے موسوم ہیں، کی فارسی میں شرح لکھی تھی جو افسوس کے زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکی۔

اصحاب صفہ

اور

تصوف کی حقیقت

تالیف

شیخ الاسلام احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ رحمہ اللہ

مترجم

عبدالرزاق ملیح آبادی

ناشر

المکتبۃ السلفیۃ

4 شیش محل روڈ، لاہور 54000

Ph.: 042-7237184, 7213032 # Fax: 042-7230271
P.O.BOX 1452 E-mail:alsalafiyyah@yahoo.com

نام کتاب ---------- اصحاب صفہ اور تصوف کی حقیقت
طابع ---------- احمد شاکر
مطبع ---------- موڑوے پرنٹرز
ناشر ---------- مکتبۃ السلفیۃ
قیمت ---------- /- روپے

واحد تقسیم کار

دار الکتب السلفیۃ ○ شیش محل روڈ ○ لاہور

Ph.: 042-7237184, 7213032 # Fax: 042-7230271
P.O.BOX 1452 E-mail:alsalafiyyah@yahoo.com

فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

فتاویٰ علمائے حدیث

کتاب الصلوٰۃ

جلد دوم

ترتیب

ابو الحسنات علی محمد سعیدی مہتمم جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

ناشر

مآخذ فتاوٰے علمائے حدیث

فتاویٰ نذیریہ قلمی	فتاویٰ عمر پوری	فتاویٰ اہل حدیث سوہدرہ
فتاویٰ نذیریہ مطبوعہ	فتاویٰ عزیزی	فتاویٰ محدث دہلی
فتاویٰ ثنائیہ	فتاویٰ ستاریہ	ترجمان دہلی
فتاویٰ غزنویہ	دلیل الطالب علی ارجح المطالب	اہل حدیث گزٹ دہلی
فتاویٰ شیخ حسین	فتاویٰ تنظیم اہل حدیث	نوائین فخرت
فتاویٰ نواب صدیق حسن خاں	فتاویٰ الاعتصام	اخبار محمدی دہلی

فتاوٰے متعلقہ مساجد طبع کلکتہ۔

نام کتاب ---------- فتاویٰ علمائے حدیث کتاب الصلوٰۃ جلد دوم
نام مرتب ---------- علی محمد سعیدی خانیوال
کتابت ---------- محمد نذیر خوشنویس چک ۵۴۳ براستہ بوریوالا ضلع ملتان
طبع اول ---------- ۱۳۷۳ھ مارچ ۱۹۵۴ء
طبع دوم ---------- ۱۳۹۳ھ ۱۹۷۳ء
تاریخ اشاعت ---------- ماہ صفر ۱۳۹۳ھ مطابق مارچ ۱۹۷۳ء
مطبع ---------- حفیظ برقی پریس کبیروالہ فون ۲۸
تعداد ---------- ایک ہزار
ناشر ---------- مکتبہ سعیدیہ خانیوال
ملنے کا پتہ ---------- مکتبہ سعیدیہ خانیوال ضلع ملتان (مغربی پاکستان)

نام کتاب:۔اصحابِ صفّہ اور تصوف کی حقیقت....... مصنف:۔از: شیخ الاسلام امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ
مترجم:۔مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی رحمہ اللہ...... المکتبۃ السلفیّۃ: شیش محل روڈ، لاہور

اولیاء متصوفین دلائل کی روشنی میں:۔ اولیاء اللہ وہی لوگ ہیں جو ایمان لائے اور پرہیز گار رہے۔ جیسا کہ خدا نے کتاب میں صاف فرما دیا ہے ان کی دو قسمیں ہیں:

"مقتصدون اصحاب الیمین و مقربون السابقون" "ولی اللہ" عدواللہ کی ضد ہے فرمایا:

"الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولاھم یحزنون○ الذین امنوا و کانوا یتقون۔ (یونس:۱۰،پ:۱۱،ع:۱۲)

خدا کے دوستوں پر نہ کوئی خوف ہے نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔ وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گار رہے۔

اور فرمایا: انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ و یؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون و من یتول اللہ و رسولہ والذین امنوا فان حزب اللہ ھم الغالبون۔ (مائدہ،پ:۶،ع۱۴)

تمہارا دوست صرف خدا ہے اور اس کا رسول (ﷺ) اور وہ جو ایمان لائے، نماز قائم کرتے، زکوٰۃ دیتے اور وہ رکوع کرنے والے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) اور مؤمنین کی دوستی و مددگاری کرے گا تو اللہ کی جماعت ہی غالب رہنے والی ہے۔

اور فرمایا: "لاتتخذوا عدوی وعدو کم اولیاء افتتخذونہ و ذریتہ اولیاء من دونی وھم لکم عدو"

میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ کیا تم اسے (شیطان) اور اس نسل کو مجھے چھوڑ کر (دوست) ٹھہراتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔

صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جس نے کسی میرے ولی سے عداوت کی اس نے خود مجھ سے علانیہ جنگ چھیڑ دی۔ کسی کام میں مجھے اتنا پس و پیش نہیں ہوتا جتنا اپنے اس مومن بندے کی روح قبض کرنے میں ہوتا ہے جسے موت ناپسند ہے۔ کیوں کہ میں اسے تکلیف دینا پسند نہیں کرتا حالانکہ موت اس کیلئے ضروری ہے۔ سب سے زیادہ جس چیز سے میرا بندہ مجھ سے قربت حاصل کر سکتا ہے، میرے فرائض کی ادائیگی ہے۔ میرا بندہ نوافل کے ذریعے مجھ سے برابر نزدیک ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں محبت کرنے لگتا ہوں تو اس کا کان ہوتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ ہوتا ہوں جس سے وہ حملہ کرتا ہے، اس کا پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، پس وہ مجھی سے سنتا ہے، مجھی سے دیکھتا ہے، مجھی سے حملہ کرتا ہے، مجھی سے چلتا ہے۔ "ولی" ولــــــیٌ سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں قرب و نزدیک ٹھیک اسی طرح جس طرح "عدو"، "عدوٌ" سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ہیں بعد و دوری پس اللہ کا ولی وہی ہے جو محبوبات و مرضیات میں اس کی موافقت و اطاعت کے ذریعہ اس سے قرب و نزدیکی حاصل کرتا ہے۔ (تصوف کی حقیقت، ص:۳۶-۳۷)

نام کتاب:۔فتاویٰ علمائے اہلحدیث (جلد دوم)
ترتیب:۔ابوالحسنات مولانا علی محمد سعیدی رحمہ اللہ
ناشر و تقسیم کار:۔فاروق کتب خانہ الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور

باب الدعاء بعد الصلوٰۃ

نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا:۔ سوال: بعد نماز فرض یا سنت ہاتھ اُٹھا کر دُعا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: نماز فرض وسنت کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کر سکتے، اس کے جواب پر قولی وفعلی اور اثری بہت سی دلیلیں ہیں جن کو بطور نمونہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔اور عدم جواز پر کوئی دلیل نہیں۔

"عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال مامن عبد بسط كفيه فى دبركل صلٰوة ثم يقول اللهم الٰهى واله جبرئيل و ميكائيل و اسرافيل اسئلك ان تستجيب دعوتى فانى مضطرو تعصمنى فى دينى فانى مبتلى و تنالنى برحمتك فانى مذنب و تنفى عنى الفقرفانى متمسكن الا كان حقا على الله عزوجل ان لا يرديديه خائبتين رواه الحافظ ابوبكر بن السنى عن الاسود الغامرى عن ابيه قال صليت مع النبى صلى الله عليه وسلم الفجر فلما سلم انحرف و رفع يديه و دعاء الخ

ترمذی، ابوداؤد اور بیہقی میں مالک بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذا سالتم الله فاسئلوه ببطون اكفكم ولا تسئلوه بظهور هما (ابوداؤد) عن عمر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا رفع يديه فى الدعاء لم يحطهما حتى يمسح بهما وجهه عن سلمان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ربكم حيى كريم يستحى من عبده اذا رفع يديه اليه ان يردهما صفراً (ترمذی، ابوداؤد، بيهقى) (والله اعلم، اخبار اہلحدیث (دہلی) جلد۴، ش۳)

سوال: بعد نماز فرائض وسنت ہاتھ اٹھا کر دعا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: نماز فرض وسنت کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کر سکتے ہیں۔اس کے جواب پر قولی فعلی اثری بہت سی دلیلیں ہیں۔جن کو نموتاً ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔عدم جواز پر کوئی دلیل نہیں۔

"عن انس رضى الله تعالىٰ عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال ما من عبدبسط كفيه فى دبركل صلوٰة ثم يقول اللهم الٰهى والٰه جبرئيل و ميكائيل و اسرافيل اسئلك ان تستجيب دعوتى فانى مضطر و تعصمنى فى دينى فانى مبتلى و تنالنى برحمتك فانى مذنب و تنفى عنى الفقرفانى متمسكن الا كان حقا على الله عزوجل ان لا يرد يديه خائبتين"۔

رواه الحافظ ابوبكر بن السنى عن الاسود العامرى من ابيه قال صليت مع النبى صلى الله عليه وسلم الفجر فلما سلم انحرف و رفع يديه و دعا الخ اور حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "فض الوعاء فى احاديث رفع اليدين فى الدعاء" میں روایت کیا ہے: عن محمد بن يحيىٰ الاسلمى قال رايت عبدالله ابن الزبير ورأى رجلا رافعا يديه قبل ان يفرغ من صلوته فلما فرغ منها قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن يرفع فديه حتى يفرغ من صلٰوته رجاله ثقات۔ عن مالك بن يسار قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سالتم الله فاسئلوه ببطون اكفكم ولا تسئلو ه بظهورها۔ ابوداؤد عن عمر رضى الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا رفع يديه فى الدعاء لم يحطهما حتى يمسح بهما وجهه عن سلمان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ربكم حيى كريم يستحيى من عبده اذا رفع يديه اليه ان يردهما صفرا (ترمذى، ابوداؤد، بيهقى)

علاوہ اس کے دعا میں ہاتھ اٹھانا پہلے نبیوں کی شریعت سے ثابت ہے چنانچہ (بخاری، ص: ۴۷۵م) میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب مکہ میں حضرت ہاجرہ کو چھوڑ کر چلے تو جب کہ ثنیہ کے پاس پہنچے تو قبلہ رو ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔

امام نووی رحمہ اللہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں هذا الحديث مشتمل على كثير من الفوائد و منها استحباب رفع اليدين فى الدعاء انتهٰى

ادب المفرد میں ہے (ص:۸۹) عن عكرمة عن عائشة انه سمعه منها انها رأت النبى صلى الله عليه وسلم يدعوارافعا يديه يقول اللهم انا بشر فلا تعاقبنى ايما رجل من المومنين اذيته او شتمته ولا تعاقبنى فيه۔

و عن ابى هريرة قال قدم الطفيل بن عمر الدوسى على رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يارسول الله ان دوساً

عصمت و ابت فادعُ الله علیها فاستقبل النبی صلی الله علیه وسلم القبلة و رفع یدیه فظن الناس انه یدعوعلیهم فقال اللهم اهد دو ساً و أت بهم (هکذافی فتاوی نذیریه) اخبار اهلحدیث دهلی ۱۵ مارچ ۱۹۵۴ء۔

سوال: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں سلام پھیرنے کے بعد دعا مانگی ہے؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگی ہے، حافظ ابوبکر بن السنی نے فرمایا ہے۔''عن الا سودالعامری عن ابیه قال صلیت مع النبی صل الله علیه وسلم الفجر فلما سلم انحرف و رفع یدیه و دعا'' (رواه ابی شیبة فی مصنفه) اور حافظ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب ''فض الوعافی احادیث رفع الیدین فی الدُعا'' میں روایت کیا ہے محمد بن یحییٰ اسلمی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں اُٹھاتے تھے ہاتھوں کو دعا میں مگر جب کہ فارغ ہوتے نماز سے اور کہا کہ اس حدیث کے جتنے راوی ہیں سب ثقہ ہیں۔ ''عن محمد بن یحیٰی الاسلمی قال رایت عبدالله بن الزبیر و رأی رجلا رافعاً یدیه قبل ان یفرغ من صلوٰته فلما فرغ منها قال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یکن یرفع یدیه حتی فرغ من صلوٰته'' رجاله ثقات نیز ابوداؤد میں ہے فرمایا رسول ﷺ نے کہ جب تو سوال کرے اللہ تعالیٰ سے سوال کر اندرونی ہتھیلیوں سے اور نہ سوال کر اس سے الٹے ہاتھوں کے ذریعے''عن مالك بن یسار قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا سالتم الله فاسئلوه ببطون اکفکم ولا تسئلوه بظهورها و فی روایة ابن عباس سلو الله ببطون اکفکم ولا تسئلوا بظهورها فاذا فرغتم فامسحوبها وجوهکم ''(رواه ابودائود) اور ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہاتھ دعا میں اٹھاتے تو نہیں چھوڑتے یہاں تک کہ مسح کرتے اپنے منہ کو۔ عن عمر قال کان رسول الله علیه وسلم اذا رفع یدیه فی الدعا ء لم یحطهما حتی یمسح بها وجهه، رواہ الترمذی اور نیز مشکوٰۃ،ص:۱۸۷ میں ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب بندہ ہاتھ اُٹھا کے دُعا کرتا ہے تو اللہ شرم کرتا ہے کہ اس کے ہاتھ کو خالی پھیر دے ''عن سلمان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان ربکم حیی کریم یحیٰی من عبده اذا رفع یدیه الیه ان یردهما صفراً''(رواه الترمذی ابودائود البیهقی فی الدعوات الکبیر)۔

علاوہ اس کے دُعا میں ہاتھ اٹھانا پہلی شریعتوں سے بھی ثابت ہے چنانچہ بخاری:ص۴۷۵ میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام جب حضرت ہاجرہ کو میدان مکہ میں چھوڑ کر چلے اور ثنیہ کے پاس پہنچے تو قبلہ کی طرف منہ پھیر کر ہاتھ اُٹھا کے دعا مانگی، امام نووی رحمہ اللہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں'' هذا الحدیث مشتمل علیٰ کثیر من الفوائد منها استحباب رفع الیدین فی الدعا ''انتہی اور ادب المفرد کے:ص۸۹، میں ہے۔عن عکرمة عن عائشه انه سمعه' منها انها رایت النبی صلی الله علیه وسلم یدعوارفعاً یدیه یقول اللهم انما انا بشر فلاتعاقبنی ایما رجل من المومنین اذیته شتمته فلا تعاقبنی فیه و عن ابی هریرة قال قدم الطفیل بن عمر والدوسی علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یارسول الله ان دوساً عصت و ابت فادع الله علیها فاستقبل رسول الله صلی الله علیه وسلم القبلة و رفع یدیه وظن الناس انه یدعوا علیهم فقال اللهم اهد دوساً وأت بهم۔ پس ان احادیث سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے اور دعا میں ہاتھ اٹھانا مسنون طریقہ ہے اور اگر زیادہ تحقیق دیکھنی ہو تو تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی:ص۲۴۳ تاص۲۴۶ پر اور رسالہ فض الوعاء فی احادیث رفع الیدین فی الدعاء للسیوطی ملاحظہ فرمائیں۔

(اخبار اہلحدیث، دہلی یکم دسمبر ۱۹۵۳ء)

سوال: کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی سلام پھیرنے کے بعد دعاء مانگی ہے؟

جواب: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس پر عامل ہوں گے۔'' (اخبار اہلحدیث دہلی یکم دسمبر ۱۹۵۳)

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعد فرض نماز کے ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: ہاتھ اٹھا کر بعد نماز فرض کے دعا مانگنا درست ہے۔کتاب عمل الیوم واللیلہ لابن السنی میں ہے۔''حدثنی احمد بن الحسن

حدثنا ابواسحق یعقوب بن خالد بن یزید الباسی حدثنا عبدالعزیز بن عبدالرحمن القرشی عن خصیف عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال مامن عبد بسط کفیہ فی دبر کل صلوٰۃ ثم لیقول اللھم الٰھی والہ ابراھیم و اسحق و یعقوب والہ جبریل و میکائیل و اسرافیل اسئلک ان تستجیب دعوتی فانی مضطر و تعصمنی فی دینی فانی متبلی و تنالنی برحمتک فانی مذنب و تنفی عنا الفقر فانی متمسکن الاکان حقا علی اللہ عزوجل ان لا یردیدیہ خائبتین"۔یعنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ ہر نماز کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلائے پھر کہے " اللھم الٰھی والہ ابرھیم " الخ۔تو اللہ تعالیٰ اس کے دونوں ہاتھوں کو نامراد نہیں پھیرتا۔''اس حدیث سے ثابت ہوا،کہ بعد فرض نماز کے ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا درست ہے۔ اس حدیث کے راویوں میں ایک راوی عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن اگر متکلم فیہ ہے،جیسا کہ میزان الاعتدال وغیرہ میں مذکور ہے۔لیکن اس کا متکلم فیہ ہونا ثبوت جواز واستحباب کے منافی نہیں،کیوں کہ حدیث ضعیف سے جو موضوع نہ ہو استحباب وجواز ثابت ہوتا ہے۔ "قال فی فتح القدیر فی الجنائز والاستحباب یثبت بالضعیف غیر الموضوع،الخ"۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے: قال ابن ابی حاتم حد ثنا ابی حدثنا ابومعمر المقری حدثنی عبدالوارث حد ثنا علی بن زید عن سعید بن المسیب عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدہ بعد ماسلم و ھو مستقبل القبلۃ فقال اللھم خلص الولید بن الولید و عیاش بن ابی ربیعۃ وسلمۃ بن ھشام و ضعفۃ المسلمین الذین لایستطیعون حیلۃ ولا یھتدون سبیلا من ایدی الکفار ذکرہ الحافظ ابن کثیر فی تفسیر، ایۃ الاالمستضعفین من الرجال والنساء والوالدان لایستطعیون حیلۃ ولا یھتدون سبیلا۔یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد سلام پھیرنے کے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا،اور آپ قبلہ رو تھے پس کہا:اللھم خلص الولید بن الولید الخ اس حدیث کے راویوں میں علی بن زید ہے جس کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تقریب میں ضعیف کہا ہے لیکن اس کا ضعیف ہونا ثابت جواز واستحباب کے منافی نہیں ہے۔کمامر،مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:''عن الاسودی بن عامر عن ابیہ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفجر فلما سلم انحرف و رفع یدیہ و دعا" (الحدیث) یعنی عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی،پس جب آپ نے سلام پھیرا تو قبلہ کی طرف سے منحرف ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور دعا کی۔ان احادیث سے بعد نماز فرض کے ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا قولاً فعلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا۔ "واللہ تعالیٰ اعلم ۔(حررہ العاجز عین الدین عفی عنہ سیّدنذیر حسین فتاوی نذیریہ،ص۵۶۴)''

مسئلہ: چہ می فرمائید علمائے دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ رفع یدین در دعائے کہ بعد ادائے نماز کردہ می شود،چناں کہ معمول ائمہ دیاراست از احادیث قولیہ یا فعلیہ ثابت است یا نہ ہر چند کہ فقہاء ایں را مستحسن می نویسند واحادیث در مطلق رفع یدین در دُعا نیز وارداند، لیکن دریں خصوص ہم حدیثے وارداست یا نہ،بینوا توجروا۔

ہوالمصواب: دریں خصوص نیز حدیثے وارداست،چنانچہ حافظ ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق بن السنی در کتاب عمل الیوم واللیلہ می نویسند۔ حدثنی احمد بن الحسن حدثنا ابواسحق یعقوب بن خالد بن یزید الباسی حدثنا عبدالعزیز بن عبدالرحمن القرشی عن خصیف عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال مامن عبد بسط کفیہ فی دبرکل صلوۃ ثم یقول اللھم الٰھی والہ ابرھیم و اسحق و یعقوب و الہ جبرئیل و میکائیل و اسرافیل اسئلک ان تستجیب دعوتی فانی مضطر و تعصمنی فی دینی فانی مبتلی و تنالنی برحمتک فانی مذنب و تنفی عنی الفقرفانی متمسکن الاکان حقاً علی اللہ عزوجل ان لا یرد ید یہ خائبین۔ اگر گفتہ شود،کہ درسند ایں روایت عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن است،وآں متکلم فیہ است چنانکہ درمیزان الاعتدلال وغیرہ مصرح است گفتہ خواہد شد، کہ حدیث ضعیف برائے اثناء استحباب کافی استد،چنانچہ ابن ہمام در فتح القدیر در کتاب الجنائز می نویسد والا ستحباب یثبت بالضعیف غیر الموضوع واللہ اعلم حررہ الراجی عفوربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔

سیّد نذیر حسین ابوالحسنات محمد عبدالحی

الجواب صحیح والرای نجیح۔ ویؤ یدہ ماروٰاہ ابوبکر بن ابی شیبة فی المصنف عن الاسودا العامری عن ابیه قال صلیت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم الفجر فلما انحرف رفع یدیه و دعا الحدیث فثبت بعد الصلوٰة المفروضة رفع الیدین فی الدعاء عن بید الانبیاء و اسوة الاتقیاء صلی الله علیه کما لا یخفی علی العلماء الاذکیاء حررہ السید شریف حسین عفاء الله عنه فی الدین سید شریف حسین۔

سید محمد نذیر حسین محمد عبدالرب سید احمد حسین

(فتاویٰ نذیریہ،ص۵۶۹)

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعد نماز فرائض کے ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنا درست ہے یا بدعت، زید کہتا ہے، کہ بعد نماز فرائض کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا بدعت ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: صاحب فہم پر مخفی نہ رہے، کہ بعد نماز فرائض کے ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا جائز ومستحب ہے اور زید مخطی ہے۔ عن انس عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال مامن عبد بسط کفیه فی و برکل صلوٰة ثم یقول اللهم الٰهی واله جبرئیل و میکائیل و اسرافیل اسئلك ان تستجیب دعوتی فانی مضطرو تعصمنی فی دینی فانی مبتلی و تنا لنی برحمتك فانی مذنب و تنفی عنی الفقر فانی متمسکن الاکان حقا علی الله عزوجل ان لا یردیدیه خائبتین رواہ الحافظ ابوبکر بن السنی۔ عن الاسود العامری عن ابیه قال صلیت مع النبی صلی الله علیه وسلم الفجر فلما سلم انحرف و رفع یدیه و دعا الخ رواہ الحافظ ابوبکر بن ابی شیبة فی مصنفه اور حافظ جلال الدین رحمہ اللہ نے اپنے کتاب فض الوعافی احادیث رفع الیدین فی الدعاء میں روایت کیا ہے۔ محمد بن یحیٰ اسلمی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں اٹھاتے تھے اپنے ہاتھ کو دعا میں مگر جب فارغ ہوتے نماز سے اور کہا ہے اس حدیث کے راوی جتنے ہیں سب ثقہ ہیں۔ عن محمد بن یحیٰ الاسلمی قال رأیت عبدالله بن الزبیر ورأی رجلا رافعایدیه قبل ان یفرغ من صلوٰة فلما فرغ منها قال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یکن یرفع یدیه حتیٰ یفرغ من صلوته و رجاله ثقات اور نیز ابوداؤد میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب سوال کرو اللہ تعالیٰ سے تو سوال کرو بطون کف اپنے کے ساتھ اور نہ سوال کرو اس سے ساتھ ظہور کف اپنے کے۔ عن مالك بن یسار قال قال رسول الله صلی علیه وسلم اذا سألتم الله فاسئلوہ ببطون اکفکم ولا تسئلوہ بظهور ها فاذا فرغتم فامسحوبها وجهه رواہ ابوداٸود۔ اور ترمذی میں ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہاتھ دعا میں اُٹھاتے تو نہیں چھوڑتے تھے یہاں تک کہ مسح کرتے اپنے منہ کو عن عمر قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا رفع یدیه فی الدعاء لم یحطهما حتی یمسح بهما وجه رواہ الترمذی اور نیز مشکوٰۃ کے صفحہ ۱۸۷ میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بندہ ہاتھ اُٹھا کر دعا کرتا ہے، تو اللہ شرم کرتا ہے کہ اس کے ہاتھ خالی پھیردے۔ عن سلمان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان ربکم حی کریم یستحیی من عبده اذا رفع یدیه ان یرد هما صفر ا(رواہ الترمذی و ابوداٸود و البیهقی فی الدعوات الکبیر)۔ علاوہ اس کے دعا میں ہاتھ اٹھانا شریعت من قبلنا سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ بخاری صفحہ ۴۷۵ میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب ہاجرہ کو چھوڑ کر چلے، پھر جب کہ ثنیہ کے پاس پہنچے، تو قبلہ کی طرف منہ پھیر کر ہاتھ اُٹھا کر دعا کی، امام نووی صاحب عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں هذا احدیث مشتمل علی کثیر من الفوائد و منها استحباب رفع الیدین فی الدّعاء انتهیٰ اور ادب المفرد کے صفحہ ۸۹، میں ہے۔ عن عکرمة عن عائشة انه سمعه منها انها رأیت النبی صلی الله علیه وسلم یدعو رافعا یدیه یقول اللهم انما انا بشر فلا تعاقبنی ایما رجل من المومنین اذیته او شتمته فلاتعاقبنی فیه۔

وعن ابی هریرة قال قدم الطفیل بن عمر والدوسی علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یارسول الله ان دوساًعصت و ابت فادع الله علیها فاستقبل رسول الله صلی الله علیه وسلم القبلة و رفع یدیه فظن الناس انه یدعوا علیهم فقال اللهم اهد دوساوائت بهم۔ پس ان احادیث سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتے تھے۔اور دعا میں ہاتھ اُٹھانا مسنون طریقہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب، حررہ محمد عبدالغفور عفی عنہ

سید محمد نذیر حسین سیّد محمد عبدالسلام غفرلہ سیّد محمد ابوالحسن (فتاویٰ نذیریہ، ج:۱،ص:۵٦٦)

(فتاویٰ علمائے اہلحدیث، ج:۲،ص:۲۱۴ تا ۲۲۲)

نام کتاب:۔فتاویٰ علمائے اہلحدیث (جلد۱۲) ....ترتیب:۔ الوالحسنات مولانا علی محمد سعیدی رحمہ اللہ
تقسیم کار:۔ فاروق کتب خانہ الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور

اولیاء ہماری آنکھوں کے تارے:۔ آنحضرت ﷺ اللہ کے رسول اور مقبول بندے ہیں، افضل البشر ہیں، معصوم عن الخطاء ہیں، واجب الاطاعت ہیں، ان کی اطاعت کے سوا کسی امام بزرگ اور ولی کی اطاعت ہم پر واجب نہیں ہے۔

جملہ صحابۂ کرام، ائمہ عظام اولیائے ذوی الاحترام ہماری آنکھوں کے تارے اور سر کے تاج ہیں ہم جس جس میں جو جو خوبی دیکھیں اس کی اقتدا کر سکتے ہیں، مگر اس کی تقلید کو واجب نہیں گردان سکتے، کیونکہ امکان ہے ان سے خطا ہو جائے، بری عن الخطا صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے اور وہی ذات واجب الاطاعت ہے مگران بزرگوں میں سے کسی ایک کی بھی توہین کرنا ہمارے نزدیک گناہ میں داخل ہے۔

(فتاویٰ علمائے اہلحدیث، ج:۱۲،ص:۸٦)

سید احمد مجدّدی رحمہ اللہ کا صوفیانہ رسوخ:۔ سید احمد بریلوی مجدّدی دبستان سے تعلق رکھتے تھے اور صوفیائے عظام میں بڑے اونچے درجہ کے مالک تھے، سیّد موصوف کا اعتقاد تھا کہ اُن کا تعلق براہ راست رسول اکرم ﷺ سے ہے اور انہیں حضور ﷺ ہی سے رہنمائی حاصل ہوئی ہے انہوں نے ایک نیا طریقہ طریق نبوت رائج کیا، باقی تمام طریقے اُنکے نزدیک ''طرق ولایت'' قرار پائے اس کی خصوصیت یہ تھی کہ صوفی پہلے سختی سے سنت پر عمل کرے اور پھر ''فکر'' کی راہ اختیار کرے۔

ذوق تصوف......اور موجودہ اہلحدیث پر افسوس......!: ہم اس موقع پر سیّد احمد شہید رحمہ اللہ کی روحانی قوت کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کیونکہ ہمارے نزدیک اہلحدیث کی اصل دولت یہی تھی جو امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ اب بالکل ناپید اور گم ہوتی جارہی ہے اور آج کا اہلحدیث تو اس کا قائل ہی نظر نہیں آتا کہ یہ طاقت بھی کوئی طاقت ہے۔

سیّد صاحب کی زبان میں تاثیر تھی اور بلا کی تاثیر تھی، آپ عالم تھے مگر بہت بڑے عالم نہیں تھے، وعظ فرماتے تھے مگر بہت بڑے واعظ نہیں تھے، جملوں کی ترتیب، الفاظ کی بندش، کلام کی روانی کا قطعاً احساس نہ فرماتے، ہاں جو بات ہوتی وہ دِل سے نکلتی اور دلوں پر اثر کرتی تھی، ہزارہا ہندو آپ کے وعظ سے مسلمان ہوئے لاکھوں گمراہ راہ پر آ گئے، بگڑے ہوئے سلجھ گئے اور سلجھے ہوئے مقام امامت پر پہنچ گئے۔

(حضرت مولانا عبدالحئ داماد مولانا عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہما اللہ) جو درسیّات میں اپنے زمانہ کی صفِ اوّل میں شمار ہوتے تھے اور سرکاری طور پر مفتی مانے جا چکے تھے اور زہد و ورع میں بھی کسی سے کم نہیں تھے، جب سیّد صاحب سے ملے تو آپ سے ''نماز حضور قلب کے متعلق سوال کیا، آپ نے فرمایا مولانا! باتوں سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوسکتا، اور نہ ہی یہ چیز سمجھانے سے سمجھائی جاسکتی ہے، اُٹھیئے اور

میرے پیچھے دو رکعت نماز پڑھ لیجئے، مولانا نے آپ کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی اور نماز کے بعد بیعت کر لی۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے، کہ آپ نے سیّد صاحب کی بیعت مولانا عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمہ اللہ (اپنے خسر) کے ارشاد پر کی تھی اور پھر مولانا سیّد اسماعیل رحمہ اللہ شہید کو مشورہ دیا تھا کہ وہ بھی بیعت کر لیں۔

چنانچہ دو چار دس بیس نہیں سینکڑوں اور ہزاروں علماء اور فضلاء جو مرتبہ میں آپ سے بہت بڑے تھے، روحانی فیوض حاصل کر کے آپ کے مطیع و منقاد ہو گئے اسی کو کہتے ہیں، ع

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

جب تزکیہ نفس ہو تو کیفیت بدل جاتی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کیفیت بھی اسی تزکیہ سے بدلتی رہی، کتب احادیث میں ابومحذورہ، ثمامہ بن اثال، ہندہ بنت ابوسفیان، فضالہ بن عمیر و عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم سینکڑوں صحابہ کے حالات بسند صحیح موجود ہیں کہ ان کی کیفیت حضور ﷺ کی ایک ہی صحبت سے پلٹ گئی مگر افسوس ہے کہ آج ہم اس کے قائل نہیں رہے اور تصفیہ قلوب سے بالکل بے نیاز ہو گئے ہیں۔ بقول اکبر مرحوم۔ ع

زباں گو صاف ہو جاتی ہے دل طاہر نہیں ہوتا

(فتاویٰ علمائے اہلحدیث، ج:۱۲، ص:۸۸ تا ۹۰)

نام کتاب:۔ فتاویٰ علمائے اہلحدیث (جلد ٦) .... ترتیب:۔ الوالحسنات مولانا علی محمد سعیدی رحمہ اللہ

تقسیم کار:۔ فاروق کتب خانہ الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور

باکمال صوفی کی مفتی کیلئے ہدایت:۔ حضرت امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے: اگر پوچھا جاوے عالم سے وہ مسئلہ جس کو بتحقیق وہ جانتا ہے۔ ساتھ کھلے حکم قرآن شریف یا حدیث شریف کے یا اجماع کے یا قیاس روشن مجتہد کے تو فتوے دیوے اور اگر پوچھا جاوے وہ مسئلہ جس میں اس کو شک ہو تو کہہ دے کہ میں نہیں جانتا۔

فتویٰ پر عمل کرنے کا طریقہ:۔ شیخ ابن عربی رحمہ اللہ نے فتوحات میں لکھا ہے، کہ اگر تجھ کو مفتی بتلا دے کہ تیرے مسئلہ میں اللہ اور رسول ﷺ کا حکم یہ ہے تو اس کو پکڑ لے اور اگر کہے کہ میری رائے یہ ہے تو مت پکڑ اور کسی اور مفتی سے پوچھ لے۔

(فتاویٰ علمائے اہلحدیث، ج:٦، ص:١٧)

صوفیاء کے بھوکے رہنے کے فوائد و دلائل:۔ انسانی فطرت اس بات کو چاہتی ہے کہ نفس ہمیشہ عقل کے ماتحت رہے، چونکہ روزہ میں نفس کی کسی خواہش کی بھی پرواہ نہیں کی جاتی، بلکہ اس کی ہر تمنا کو دبانا روزہ دار کا فرض اوّلین ہوتا ہے، لہٰذا نفسِ امّارہ عقل کی ماتحتی میں بخوشی کام کرنے لگ جاتا ہے۔

انسان احسان فراموش واقع ہوا ہے۔ ہم دن رات اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھاتے پیتے ہیں لیکن شکر گزاری کا نام تک نہیں لیتے، اور یہ امر مسلمہ ہے کہ اگر کسی کی کوئی محبوب و مرغوب چیز کچھ عرصہ تک گم رہے تو اس کو اس کی قدر معلوم ہوتی ہے، یہی حال روزہ دار کا ہے، سارا دن کھانا پینا متروک ہونے کی وجہ سے اس کو شام کے وقت قدر معلوم ہوتی ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا حقیقی شکر گزار رہتا ہے۔

چونکہ انسان کو روزہ میں بھوکا پیاسا رہنا پڑتا ہے، اس لیے اس میں مساکین و فقراء کے ساتھ حقیقی مروّت و ہمدردی کرنے کے جذبات پیدا ہوتے ہیں کیونکہ جن امراء نے کبھی بھوک پیاس دیکھی ہی نہیں وہ غرباء کے احوال سے کب آشنا ہو سکتے ہیں بقول حافظ رحمہ اللہ، ع

کجا دانند حال ما سبکسارانِ ساحل ہا

عشق ومحبت کے اس تقاضے کو ایک عاشق بخوبی جانتا ہے کہ جب یادِ معشوق اس کو بیقرار کر دیتی ہے، تو وہ کھانے پینے کو ترک کر دیتا ہے، دنیا کی دلکش سے دلکش چیزیں موجود ہوتی ہیں، مگر عاشق کا دل کسی کو بھی نہیں چاہتا۔ یہی حال روزہ میں روزہ دار کا ہے، حکم الٰہی کی تعمیل کرتے ہوئے اس کی محبت اور جبروت وعظمت حضرت انسان کو اکل وشرب کا صحیح تارک بنا دیتی ہے۔ (فتاویٰ علمائے اہلحدیث، ج:۶ ص:۹۱)

بھوکا و پیاس رہنا حضرت انسان کیلئے زحمت نہیں بلکہ رحمت ہے، حکماء سے جا کر پوچھ لیجئے گا کہ انسان کو کئی ایک بیماریاں ایسی لاحق ہوتی ہیں جن کا علاج صرف بھوک پیاس ہی ہوتا ہے، اور بس۔

جس طرح جسمانی صحت کیلئے اطباء نے بھوک پیاس کو مفید خیال کیا ہے ایسا ہی زاہدوں اور عابدوں نے بھوک کو تزکیہ نفس وصفائی قلب کیلئے اکسیر ثابت کیا ہے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں:

(الف): -الجوع سید العمل یعنی بھوک تمام عملوں کی سردار ہے۔ (ب): -الجوع مخ العبادۃِ یعنی بھوک تمام عبادتوں کا مغز ہے۔ (ج): -الجوع طعام الانبیاءِ یعنی بھوک نبیوں کی خوراک ہے۔ (د) -طھروا قلوبکم بالجوع لتنظروا الی عظمة الله تعالیٰ۔ یعنی تم اپنے دلوں کو بھوک سے صاف کرو تا کہ تم اللہ تعالیٰ کی عظمت وجبروت کو دیکھ سکو۔

الغرض بھوک و پیاس تزکیۂ نفس کیلئے ایک کامل ذریعہ ہے، جس کا نبیوں کے علاوہ رشیوں اور میمنوں نے بھی اعتراف کیا ہے۔ (۱۲ جون ۲۵ء) فتاویٰ ثنائیہ (فتاویٰ علمائے اہلحدیث، ج:۶ ص:۹۲-۹۳)

فقہی مسائل میں راہ اعتدال:۔ افسوس ہے کہ آج ہم آٹھ اور بیس رکعت تراویح کی بحث میں الجھے ہوئے ہیں اور قیام رمضان کا جو اصل مقصد اور اس کی روح تھی اس سے تو بے اعتنائی برت رہے ہیں اور عدد کی بحث اور قِیْـــل وَ قَـــال میں اس درجہ منہمک ہیں کہ بسا اوقات حد اعتدال سے گزر جاتے ہیں۔ (فتاویٰ علمائے اہلحدیث، ج:۶ ص:۲۵۴)

کیفیت نماز کو تو ہم نظر انداز کر رہے ہیں اور گنتی کو مدار کار بنا رکھا ہے اور اس کیلئے بحث وجدل کا دروازہ کھول رکھا ہے۔ اگر معاملہ یہیں تک رہتا کہ افضل کیا ہے تو چنداں مضائقہ نہ تھا۔ افسوس ہم حد اعتدال سے آگے بڑھ گئے اور ایک دوسرے کے عمل کو بدعت یا معصیت اور گمراہی قرار دینے کے درپے ہو گئے۔ انا لله و انا الیه راجعون۔ (فتاویٰ علمائے اہلحدیث، ج:۶ ص:۲۵۶)

صوفیاء کی گوشہ نشینی کی دلیل:۔ اعتکاف کے لغوی معنی بند رہنا، ٹھہرنا اور کسی چیز کو لازم پکڑنا اور کسی چیز پر متوجہ ہونا ہے۔ اور شریعت میں اعتکاف کے معنی مسجد میں ٹھہرنا، اور خاص انداز سے لازم کرنا ہے۔ (فتاویٰ علمائے اہلحدیث، ج:۶ ص:۴۵۲)

پردہ سے غرض یہ ہے کہ بیٹھنے والا گوشہ نشین رہے۔ (فتاویٰ علمائے اہلحدیث، ج:۶ ص:۴۵۸)

شب برأت کا روزہ اور عبادت:۔ سوال: نصف شعبان کے روزے کا کیا حکم ہے، جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نصف شعبان کے روزہ کے متعلق جو ابن ماجہ میں حدیث وارد ہوئی ہے، وہ صحیح نہیں ہے، اس میں ایک راوی کذاب ہے، سنت سمجھ کر روزہ جائز نہیں (الاعتصام لاہور، ج:۲۰ ش ۱۱-۱۸، رجب:۱۳۸۸ھ) محمد گوندلوی گوجرانوالہ

توضیح: ابن ماجہ کے علاوہ دیگر حدیثیں بھی ہیں "یقوی بعضھا بعضا" کے اصول پر حدیث کو حسن کا درجہ حاصل ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شعبان میں کثرت سے روزے رکھنا بھی اس کا مؤید ہے۔ (علی محمد سعیدی) (فتاویٰ علمائے اہلحدیث، ج:۶ ص:۴۷۳)

مشاہدے کا انکار غیب کا اقرار:۔ سوال: عذاب قبر ایک خیالی اور موہومی چیز معلوم ہوتی ہے جس کا خارج میں کوئی وجود نہیں

کیونکہ جس میت کو ہم قبر میں رکھتے ہیں تو وہ جوں کی توں قبر میں ملتی ہے اور اس کے جسم پر عذاب وثواب کا کوئی اثر نہیں پاتے۔اس پر کوئی عقلی دلیل قائم کریں۔

جواب: قبر کا معاملہ چونکہ برزخی ہے اللہ نے اس پر پردہ ڈالا ہے اس سے ہمیں اس کا مشاہدہ نہیں ہوتا۔اگر مشاہدہ ہو تو ایمان بالغیب نہ رہے،ہمیں کسی شے کا مشاہدہ نہ ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کی حقیقت ہی نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ قبرستان سے گزرے۔تو آپ کی خچر بدکنے لگی۔فرمایا کہ ''یهود تعذب في قبورها'' یعنی یہود اپنی قبروں میں عذاب دیئے جارہے ہیں'' نیز ایک حدیث میں ہے کہ میں دعا کروں تو عذاب قبر تمہیں دکھایا جاوے۔لیکن پھر تم اپنے مردوں کو دفن نہیں کروگے اور وحشیوں کی طرح جنگلوں میں نکل جاؤ گے۔

رہی یہ بات کہ یہ کس طرح ہوتا ہے کہ ایک شے ہو اور ہمیں اس کا مشاہدہ نہ ہو یا ایک شے جوں کی توں نظر آئے اور درحقیقت کچھ اور ہو اس کو یوں سمجھئے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے''يخيل اليه من سحرهم انها تسعى'' کہ رسیاں سوٹیاں ان کے جادو سے موسیٰ علیہ اسلام کو ایسی معلوم ہوتی تھیں کہ دوڑتی ہیں حالانکہ درحقیقت وہ رسیاں سوٹیاں سانپ نہیں بنی تھیں۔مگر موسیٰ علیہ السلام اور باقی لوگوں کو دوڑتے ہوئے سانپ معلوم ہوتی تھیں ٹھیک اسی طرح مردہ اگرچہ ہمیں جوں کا توں معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت میں وہ جزا اور سزا میں ہے۔

اس کے علاوہ وحی کی حالت اسی کی نظیر ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل علیہ السلام آتے ہیں۔اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی ہیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہتے ہیں۔مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پتہ نہیں لگتا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کو سلام پہنچاتے ہیں۔تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ترىٰ مالا نره او كما قال یعنی آپ وہ شے دیکھتے ہیں کہ ہم نہیں دیکھتے۔اسی طرح جنگ بدر میں فرشتے اترے۔ابلیس نے دیکھے اور کہا:انى ارىٰ مالا ترون،یعنی میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔اسی طرح جس کو آسیب ہوتا ہے۔اس کو جن نظر آتے ہیں۔اور ڈراتے ہیں۔مگر اس کے پاس والوں کو کچھ دکھائی نہیں دیتا۔یہ تو غیر خلقی باتیں ہیں۔صنعتی علوم میں دیکھئے۔ٹیلیفون میں دو شخص باتیں کرتے ہیں۔پاس والا خالی ہے۔اس قسم کے بیسیوں نظائر ہیں۔آپ کی شان سے تو یہ سوال بعید تھا۔خدا جانے آپ کو کیوں ضرورت ہوئی۔زادك الله علماً۔(اخبار تنظیم اہلحدیث جلد نمبر۱۲ شمارہ نمبر۱۱) (فتاویٰ علمائے اہلحدیث،ج:۹ص:۱۴۶-۱۴۷)

استقامت علی الشریعت پر مجدّد نقشبندی رحمہ اللہ کا فتویٰ:۔ قارئین کرام ایک بہت بڑے بزرگ کا فتویٰ ذیل میں بطور نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔حضرت مجدّد الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

اگر فرضاً علیه السلام درین آوان در دنیا زنده می بُو دند واین مجالس و اجتماع منعقد شدی آیا بایں امر راضی می شرند و اجتماع راپسندیدندیانه یقین فقیر آنست که ہرگز ایں معنی راتجویز نمی فرمودند بلکه انکار می نمودند۔'' (مکتوبات مجدّد الف ثانی، ص:۲۷۳)

یعنی اگر بالفرض آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانے میں زندہ موجود ہوتے اور (مروجہ) مجلس میلاد کو ملاحظہ فرماتے تو کیا ان سے خوش ہوتے؟ مجھ فقیر کو یہ کامل یقین ہے کہ آپ ان مجالس کو اگر دیکھتے تو ان کو ناجائز کہتے اور ان پر انکار فرماتے۔

پس کہاں ہیں وہ لوگ جو بزرگان دین کے ساتھ محبت اور عشق کا دعویٰ رکھتے ہیں،کیا وہ مجدّد الف ثانی رحمہ اللہ کے اس فرمان کو پڑھیں گے۔(تنظیم اہلحدیث جلد:۱۸،شمارہ:۲) (فتاویٰ علمائے اہلحدیث،ج:۹،ص:۱۴۸-۱۴۹)

مرنے کے بعد روح کا مقام:۔ سوال: مرنے کے بعد انسان کی روح کہاں رہتی ہے۔کہتے ہیں بد کی سجین میں اور نیک علیین میں رہتی ہے پھر قبر میں مُردے کو عذاب کیونکر ہوتا ہے۔

جواب: علیین اور سجین میں تو نام درج ہوتے ہیں روح قبر ہی میں رہتی ہے اور وہیں اسے دُکھ یا سُکھ ملتا ہے۔(اخبار اہلحدیث سوہدرہ، ج:٢،ش:٤٦،٦ ربیع الاوّل ١٣٧٠ھ) (فتاویٰ علمائے اہلحدیث، ج:٩،ص:١٥٠)

تعویذ لٹکانے کا جواز:۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کاغذ پر معوذات لکھ کر ننھے بچے کے گلے میں لٹکایا تھا جس سے اس مجبور و معذور کیلئے صرف تعویذ لٹکانے کا جواز مل سکتا ہے جو خود معوذات نہ پڑھ سکتا ہو۔(اخبار اہلحدیث سوہدرہ، ج:١٤،ش:٣)(فتاویٰ علمائے اہلحدیث، ج:٩،ص:١٥٥)

کتاب تقویۃ الایمان پر حنفی علماء کرام کا فتویٰ

تقویۃ الایمان اور مولانا اسماعیل رحمہ اللہ شہید کی نسبت:۔ کتاب تقویۃ الایمان اسم بامسمیٰ کتاب ہے۔درحقیقت اس سے ایمان قوی ہوتا ہے اس کو پاس رکھنا اور دیکھنا موجب ہدایت وقوت ایمانی ہے ایسی کتاب کو گمراہ کرنے والی کتاب کہنا جہالت وضلالت ہے سچ ہے یضل بہ کثیرا و یھدی بہ کثیراo قرآن شریف کے بارے میں نازل ہوا ہے۔لہٰذا اگر تقویۃ الایمان کو بھی اہل بدعت گمراہ کرنے والی کتاب کہیں تو کیا مستبعد ہے جو شخص اس کتاب کو جلانے اور پھاڑنے کی ترغیب دے وہ خود گمراہ اور دین حق سے منحرف ہے ''والله یھدی من یشاءُ الی صراط مستقیم''۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند۔(دستخط بمعہ مہر ٥ جمادی الاوّل ١٣٤٦ھ)

یہ کتاب بالکل قرآن وحدیث کے مطابق ہے جس شخص میں بدفہمی نہ ہو کہ، نیز عنوان (یعنی صاف اور بےلوث) سے متوحش نہ ہو جائے۔اس کے درس کے قابل ہے، جو شخص اس کتاب کو گمراہ کنی اور بُرا کہتا ہے وہ قائل یا جاہل ہے، یا معاند فقط۔(مولوی اشرف علی تھانوی)

کتاب تقویۃ الایمان اچھی کتاب ہے اس میں آیات واحادیث بھی بہت ہیں جو شخص از راہ توہین اس کو جلانے کا حکم دیتا ہے وہ سخت خاطی اور گنہگار ہے اس میں شرکت بدعت سے ممانعت اور صراط مستقیم وسنت کی ہدایت ہے(مولوی) کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی۔

کتاب تقویۃ الایمان بہت عمدہ کتاب ہے اور راہ حق بتانے والی کتاب ہے اس کے مصنف مولانا اسماعیل رحمہ اللہ صاحب شہید عالم حقانی ہیں وہ مقبول بارگاہ ہیں خدا کی راہ میں انہوں نے جان دی ہے اور شہید ہوئے ہیں ان کی طرف یا ان کی کتاب کی نسبت برے الفاظ کہنے سے پرہیز کرنا چاہیے ورنہ مورد عتاب باری تعالیٰ ہوگا۔'' من عادی لی ولی فقدا ذنتہ بالحرب'' حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص میرے دوست سے دشمنی رکھتا ہے اس کو میں مطلع کرتا ہوں کہ اس سے میری لڑائی ہوگی۔معاذ اللہ عنہ(مولوی) محمد شفیع عفی عنہ(مدرس مدرسہ مولوی عبدالرب صاحب مرحوم دہلی) (فتاویٰ علمائے اہلحدیث ج:٩،ص:٢٦١-٢٦٢)

گستاخ اولیاء سے اللہ کا اعلان جنگ:۔ سوال: جو شخص اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں یعنی اولیاء اللہ سے کہ مومن کامل وہ ہی لوگ ہیں جن کی فضیلت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:الاان اولیاء الله لا خوف علیھم ولاھم یحزنون. الذین امنو ا وکانوا یتقون۔عداوت و دشمنی رکھے اس کا کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب: جس شخص نے اللہ کے دوستوں سے اس کی دوستی کی وجہ سے ذرا بھی دشمنی رکھی وہ خدا اور رسول ﷺ کا دشمن ہے بلکہ خداوند تعالیٰ اپنے دوستوں کی تاکید فرماکے ان لوگوں کا دشمن ہوجاتا ہے۔اور حکم فرماتا ہے کہ تم میرے دوستوں سے جو عداوت رکھتے ہو۔گویا مجھ سے لڑائی کرتے ہو۔حدیث میں آگیا ہے۔فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔من عادی لی ولیاً فقد اذنتہ بالحرب،رواہ البخاری۔

خدا کی پناہ جس کا خدا دشمن ہوا اس کا کون دوست اور کہاں ٹھکانا ملے گا۔پس ایسا شخص مردود شیطان ہے اور خدا کا دشمن ہے۔

اہل اسلام کو چاہیے کہ ایسے خدا کے دشمن سے اپنے کو الگ بچائے رکھیں۔کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔یاایھا الذین امنو الا تتخذوا عدوی وعدو کم اولیاء جو اُن سے دوستی رکھے گا وہ بھی خدا کے دشمنوں میں محسوب ہوگا۔واللہ اعلم بالصواب المجیب ابوبرکات محمد عبدالحیٔ تقی عرف صدرالدین احمد حیدرآبادی الجواب صحیح سید محمد نذیر حسین ١٢٨٥،(فتاویٰ نذیریہ جلد اوّل:ص ٤٨-٤٩)(فتاویٰ علمائے اہلحدیث، ج:٩،ص:٢٧٣-٢٧٤)

مقام مصطفیٰ علمائے اہلحدیث کی نظر میں:۔ سوال: جو شخص ہمارے نبی محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی ذات سے کچھ ذرّہ بھی بغض رکھے اور تمام جہان پر آنحضرت کے بزرگ وافضل ہونے کا قائل نہ ہو اور شفاعت کا اور آنحضرت کے خاتم النبیین ہونے کا انکار کرتا ہو وہ کافر ہے یا نہیں بینوا وتوجروا

الجواب: جس نے ایسا اعتقاد رکھا وہ کافر ہے۔ جنت اس پر حرام ہے۔ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا جو رسول اللہ ﷺ کا دوست وہ اللہ کا دوست اور کوئی چاہیے کہ بعد بعثت رسول اللہ ﷺ کے بلا وساطت آنحضرت ﷺ کے اللہ سے دوستی رکھے وہ مردود ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے واسطے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔" قل ان کنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله"۔

اور فضیلت و بزرگی آنحضرت ﷺ کی تمام جہان پر قرآن وحدیث سے صاف ظاہر و باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور کسی نبی کو اس لقب سے یاد نہیں فرمایا ہے وما ارسلنك الا رحمة للعالمين۔ اے نبی ہم نے تم کو سب کے واسطے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اور صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ میں ہے۔" عن ابی ھریرہ رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوا مع الکلم و نصرت بالرعب و احلت بی الغنا ئم وجعلت لی الارض طهور او مسجدا و ارسلت الی الخلق کافة و ختم بی النبیون و فی روایة اعطیت الشفاعة"۔

اور دوسرے مقام میں ہے انا سید ولد آدم اور خاتم الانبیاء ہونا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل آفتاب نیم روز کے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے واضح دلائل ہے۔

"ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله و خاتم النبین۔ اور صحیح مسلم کے کتاب فضائل میں ہے باب ذکر کونه صلی الله علیه وسلم خاتم النبین۔ عن ابی هریرة، ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال مثلی و مثل الانبیاء من قبل کمثل رجل بنی بنیاناً فاحسنه' و اجمله الاموضع لبنة من زاویة من زوایاه فجعل الناس یطوفون به ویعجیون له ویقولون هلا وضعت هذا اللبنة قال فانا اللبنة و خاتم النبین و فی روایة فانا موضع اللبنة جئت فختمت الانبیاء علیهم السلام"۔ (فتاویٰ علمائے اہلحدیث، ج:۹،ص:۲۸۳-۲۸۴)

نام کتاب:۔احوال الآخرت

تالیف:۔ حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی رحمہ اللہ........ ناشر:۔اسلامی اکادمی ناشران وتاجران کتب

نام نسب: حافظ محمد بن حافظ بارک اللہ بن حافظ احمد بن حافظ محمد امین آپ کا سلسلہ نسب چھبیسویں پشت میں امام محمد بن الحنفیہ رحمہ اللہ کی وساطت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ والدین نے محمد نام رکھا بعد میں حافظ محمد مشہور ہوئے۔ آپ کی ولادت متحدہ پنجاب کے ضلع فیروز پور کے ایک گاؤں موضع لکھو کے میں ۱۲۲۱ھ یا ۱۲۲۵ھ میں ہوئی۔ صحیح سنہ ولادت معلوم نہیں ہو سکا۔ آپ کے آباؤاجداد کئی پشتوں سے مرجع خلائق چلے آتے تھے۔ آپ کے پردادا حافظ محمد امین موضع ڈھنگ شاہ ضلع لاہور کے رہنے والے تھے۔ حافظ محمد امین کے دادا کا نام ابوداؤد ڈھنگ شاہ تھا۔

ماں کا بغیر وضو دودھ نہ پلانا:۔ حافظ نور محمد رحمہ اللہ نے موضع "بارے" کے متصل فیروز پور کو اور حافظ احمد رحمہ اللہ نے موضع "لکھوکے" کو اپنا وطن بنایا۔ اور اصلاحی وتبلیغی سرگرمیاں شروع کر دیں۔ حافظ احمد رحمہ اللہ خداداد علم وفضل اور تقویٰ کے باعث علاقہ بھر میں مرجع عوام وخواص بن گئے۔ اسی کا اثر تھا کہ موضع "طور کے" ایک رئیس نے اپنی نیک سیرت بیٹی آپ کے عقد میں دے دی۔ جس کے بطن سے واحد فرزند حافظ بارک اللہ پیدا ہوئے۔ اسی نیک ماں نے اپنے بیٹے کو کبھی بغیر وضو دودھ نہیں پلایا۔

احترام ولی میں دریا کا رخ پھر جانا (کرامت):۔ حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ اپنے زمانے کے مقتدر عالم وفقیہہ تھے۔ اور ورع وتقویٰ

کے لحاظ سے اعلیٰ مقام رکھتے تھے ان کے متعلق مشہور ہے کہ نواب قطب الدین والی مدوٹ سے ناراض ہو کر دریائے ستلج کے رستے کشتیوں کے ذریعے ریاست بہاولپور میں چلے گئے تھے۔ وہاں سے حجاز جانے کا ارادہ تھا۔ ان کے جانے کے بعد مدوٹ کا قلعہ دریائے ستلج کی طغیانی کی زد میں آ گیا۔ لوگوں نے نواب صاحب سے کہا کہ آپ کی ریاست میں ایک ہی بابرکت شخصیت تھی جو یہاں سے جا چکی ہے۔ اب ریاست کی خیر نہیں چنانچہ نواب صاحب نے اپنے سوار بھیجے اور نواب بہاولپور کے توسط سے حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ صاحب کو روک لیا گیا اور بالآخر رضامند کر کے واپس لائے گئے۔ والی مدوٹ نے معافی مانگی اور ''لکھوکے'' کا گاؤں بطور جاگیر پیش کیا۔ مگر حافظ بارک اللہ صاحب نے یہ کہہ کر قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ ہمیں ایسی جاگیر نہیں چاہیے۔ جس کا لگان گورنمنٹ کے ہاں ادا کرنا پڑے۔ چنانچہ نواب صاحب نے وہ اراضی جو پہلے سے آپ کے والد حافظ احمد رحمہ اللہ صاحب کے وقت سے عطا کی ہوئی تھی اور جس کا لگان معاف تھا۔ واپس کر دی۔ یہ اراضی تقسیم ملک تک حافظ بارک اللہ صاحب کی اولاد کے پاس چلی آئی ہے۔ حافظ صاحب کے رضامند ہونے پر ستلج کا رُخ پھر گیا اور مدوٹ کا قلعہ جو آدھا دریا کی نظر ہو چکا تھا اب تک دعوت نظارہ دے رہا ہے۔ ''**فاعتبروا یا اولی الابصار**''۔

حافظ محمد بارک اللہ کی بیعت اصلاح:۔ حافظ محمد رحمہ اللہ نے فارسی، صرف ونحو، معانی، منطق، فقہ، اصول اور تجوید وغیرہ علومِ عربیہ کی اکثر تعلیم گھر میں رہ کر اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی۔ سلسلہ بیعت بھی اپنے والد سے ہے۔

بے پناہ حافظے کی مثال:۔ آپ نے حضرت میاں صاحب مولانا سیّد نذیر حسین صاحب دہلوی رحمہ اللہ سے بھی استفادہ کیا ہے۔ حضرت میاں صاحب آپ کی ذہانت اور قابلیت کے بے حد مداح تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میرے حلقہ درس میں ایک طالبعلم حافظ محمد پنجابی ہے جو میرے منہ سے بات نکلنے سے پہلے ہی سمجھ جاتا ہے۔ قوتِ حافظہ کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ جو کتاب دیکھ لیتے اس کے حوالہ جات اور صفحوں کے صفحے عبارتیں زبانی یاد ہو جاتیں۔ اسی بنا پر حضرت میاں صاحب ازراہِ تفنن طبع آپ کو مہتمم کتب خانہ کے لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی علمی اور تصنیفی استعداد کا اندازہ آپ کی صاحبزادیوں کے اس بیان سے لگایا جا سکتا ہے کہ آخر عمر میں جب آپ تفسیر محمدی لکھا کرتے تھے تو ہم دیکھتی تھیں کہ لکھتے ہی جاتے ہیں اور کچھ سوچا نہیں کرتے تھے۔ مختلف کتب اردگرد پھیلائی ہوتی تھیں۔ آنکھ اٹھا کر دیکھتے اور پھر لکھتے رہتے یہ بھی روایت ہے کہ کبھی مسودہ پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس نہیں کرتے تھے۔

زہد وعبادت اور صدق واخلاص:۔ آپ کی اولاد فوت ہو جاتی تھی۔ آپ نے دعا کی اور جس طرح ام مریم علیہا السلام نے مریم علیہا السلام کے متعلق کہا تھا ویسے ہی کیا۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ اولاد دے تو میں اس کو دین کی خدمت اور عبادت کیلئے وقف کر دوں گا۔ اور اس سے کوئی دنیاوی خدمت نہیں لوں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک لڑکا عنایت فرمایا جو ''الشیخ محی الدین عبدالرحمان'' کے نام سے مشہور ہیں۔ جن کے حالات میں مذکورہ کتاب ایقاظ عقلاء الزمان لکھی گئی ہے۔ عمر بھر آپ نے اپنے اس لائق فرزند سے کوئی دنیاوی خدمت نہیں لی۔ ان کی پوری عمر تعلیم وتعلیم، ذکر اللہ اور عبادت میں گزری اور آخر کار مدینہ منورہ میں پہنچ کر انتقال فرمایا۔

الہام کی بدولت شیخ طریقت کی خدمت میں حاضری:۔ مولانا محی الدین رحمہ اللہ موصوف کے علومرتبہ کا اندازہ اس ایک واقعہ سے کیا جا سکتا ہے۔ کہ آپ نے تکمیل علوم کے بعد بالہام ربانی روحانی استفادہ کیلئے غزنی تک کا دو مرتبہ پاپیادہ سفر کیا۔ ایک جانثار ہمراہ تھا۔ جب آپ پہلی مرتبہ شیخ طریقت حضرت غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں پہنچے تو ہمراہی نے تعارف کراتے ہوئے کہا کہ ''پدرایں در پنجاب چراغ است''، جواب ملا ''ایں انشاء اللہ آفتاب خواہد شد'' (احوال الآخرت، ص:۳ تا ۵)

انواع مولوی بارک اللہ: یہ کتاب دراصل حافظ محمد تصنیف ہے جو آپ نے اپنے والد ماجد کے ارشاد کی تعمیل میں لکھی تھی۔

احوال الآخرت: موت اور اس کے بعد پیش آنے والے حالات کے متعلق ہے۔ بے حد پر تاثیر کتاب ہے پنجاب کے ہر گھر میں پڑھی اور پڑھائی جاتی ہے۔

شیر ربانی خطیب لاثانی

علامہ حبیب الرحمن یزدانی رحمۃ اللہ علیہ

کی

زندگی کے ایمان افروز پہلوؤں پر مشتمل

حیاتِ یزدانی رح

- جید علماء کرام کی بیش قیمت تحریروں کا مرقع
- سانحہ لاہور ۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء کا اُردو اخباری ریکارڈ
- ایک تاریخی دستاویز

از: انور حمید ناظم لائبریری

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ

پورن نگر ـــــ سیالکوٹ

طبع اول	---------	اکتوبر ۱۹۹۳ء
مطبع	---------	
کمپوزنگ	---------	مکتبہ قدوسیہ اردو بازار، لاہور
ناشر	---------	انور حمید
قیمت	---------	100 /- روپے

وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ (الرحمٰن 24)

107 کانگریسی ہندو لیڈروں کے قاتل بھوپت

کو مسلمان کرنے والے، تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن "سالار ختم نبوت"
قیام پاکستان کے بعد کراچی میں پہلی بار جماعت اہل حدیث کو منظم کرنے والے
بحر العلوم سعودیہ کے بانی، عظیم الشان مناظر، جید عالم دین اور مفسر قرآن کی قابل رشک
زندگی پر ان کے شاگرد رشید جناب ملک بشیر احمد آف چھانگا مانگا کے قلم سے مجلہ ندا،
الجامعہ لاہور میں سلسلہ وار شائع ہونے والے مضامین اب کتابی شکل میں بنام

علامہ محمد یوسف خان کلکتوی رحمہ اللہ

مُصنف

ملک بشیر احمد

تقریظ: مولانا محمد اسحٰق بھٹی

ترتیب: شفیق الرحمن فرخ

ھُدیٰ اکیڈمی

گلی نمبر 43 گلزیب کالونی سمن آباد لاہور

0300-4478122

نام کتاب: علامہ محمد یوسف خان کلکتوی رحمہ اللہ

مصنف: ملک بشیر احمد

ناشر: ھُدیٰ اکیڈمی گلی نمبر 43 گلزیب کالونی
سمن آباد لاہور۔ 0300-4478122

اشاعت اول: جون 2011ء

قیمت: 300 روپے

ہماری مطبوعات ملنے کے پتے:

☆ اردو بازار لاہور: دار الکتب السلفیہ 0333-4334804، مکتبہ اصحاب الحدیث 37321823
البلاغ چیمبل روڈ 0300-8880450، نعمانی کتب خانہ 37321865، اسلامی اکیڈمی 37357587
مکتبہ اسلامیہ 37244973، مکتبہ قدوسیہ 37230585، مکتبہ سلفیہ 37237184
دار السلام 37232400، کتاب سرائے 0300-9401474، مکتبہ محمدیہ 0300-4826023، مکتبہ
تعمیر انسانیت 37310530، معارف اسلامی منصورہ 35432419، ادارہ اسلامیات انارکلی 37324412
نگارشات 37322892، دار الہدیٰ 0300-9480166، دار الاندلس 37230549
البلاغ ماڈل ٹاؤن 0300-6112240، دار الابلاغ 0300-4453358
☆ اردو بازار گوجرانوالہ: مدینہ کتاب گھر، مکتبہ نعمانیہ، والی کتاب گھر
☆ اسلام آباد: المسعود اسلامک بکس 2261356، البلاغ 0300-5205060
☆ فیصل آباد: مکتبہ اسلامیہ 6301204، مکتبہ اہل حدیث امین پور بازار
☆ کراچی: مکتبہ اہل حدیث کورٹ روڈ، دار الحسن 0333-3738795
☆ پشاور: معراج کتب خانہ 214720
☆ حیدر آباد: مکتبہ دعوت السلفیہ 0333-2607264
☆ چھانگا مانگا: 049-4381123، 0345-4381123

تفسیر محمد یہ قرآن مجید کی تفسیر سات ضخیم جلدوں میں ہے۔

جوعربی صرف ونحو۔ادب تاریخ،تصوف اور تحقیق مسائل غرضیکہ ہر لحاظ سے معیاری ہے اور علمی وتحقیقی حلقوں میں مسلم ہے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ نے ہندوستان کے لوگوں کو قرآن حکیم کے فارسی ترجمہ سے روشناس کرا کے اوّلیت حاصل کی تھی۔(احوال الآخرت،ص:۶ تا ۷)

مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ دیو بندی واں بھچراں ضلع میانوالی جو کہ صوفی مزاج عالم تھے۔آپ نے قرآن کریم کی تفسیر ''بلغتہ الحیران '' لکھی ہے۔آپ بھی تفسیر محمدی کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔

مولانا عبداللہ گھدوو الاتحصیل زیرہ ضلع فیروز والا کے رہنے والے تھے۔ایک صوفی منش اہلحدیث عالم باعمل گزرے ہیں۔

مولانا عبیداللہ سندھی کی تبدیلی کی وجہ:۔ ۱۹۴۶ء میں راقم لاہور میں احمد علی صاحب رحمہ اللہ کے حلقہ تدریس میں تھا۔تو حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ نے ذکر کیا'' کہ بچپن میں مجھ پر اسلام کی حقانیت دو کتابوں کے مطالعہ سے واضح ہوئی۔ایک تقویۃ الایمان شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ اور دوسری تحفۃ الہند۔تاہم اپنا آبائی مذہب اور وطن چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔وہ حافظ محمد صاحب رحمہ اللہ کی کتاب ''احوال آخرت'' ہے اس کے مطالعہ کے بعد میں نے سب کچھ چھوڑنے کیلئے اپنے آپ کو تیار پایا۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں:۔ حضرت مولانا محی الدین عبدالرحمان خلف اکبر حافظ محمد رحمہ اللہ علیہم۔آپ جید عالم اور کامل اہل اللہ تھے۔آپ کے روحانی وباطنی فیض سے ہزار ہا لوگوں نے استفادہ کیا۔آپ علامہ اقبال کے اس مصرعہ کا مجسم مصداق تھے۔نگاہ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں۔اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد دو سال تک درسگاہ کا اہتمام فرمایا۔سفرِ حج میں گئے۔اور ۱۳۱۳ھ میں مسجد نبوی ﷺ مدینہ منورہ میں بحالت سجدہ وفات پائی۔جنت البقیع میں شرقی دیوار کے ساتھ مدفون ہیں۔

تصوف میں جذبی کیفیات:۔ حضرت مولانا حافظ محمد علی صاحب مدنی ''متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ'': آپ مولانا محی الدین عبدالرحمان رحمہ اللہ کے اکلوتے صاحبزادے ہیں۔آپ کو علومِ دین میں مہارت تامہ کے علاوہ علوم وسیاسیات حاضرہ پر بھی عبور حاصل ہے۔اپنے والد کی طرح تصوف میں جذب وکیف کی نعمت سے بھی مالا مال ہیں تقریباً ۱۸ سال سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں جوار مسجد وروضہ نبویہ ﷺ سے محظوظ ہو رہے ہیں پس پرانے لوگوں کی آخری یادگار ہیں۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکات سے ہم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ متمتع فرمائے۔آمین (عاجز معین الدین لکھوی)(احوال الآخرت،ص:۸تا۹)

نام کتاب:۔حیات یزدانی ... قاطع شرک وبدعت، داعی توحید وسنت

شیر ربانی علامہ حبیب الرحمٰن یزدانی رحمہ اللہ کی زندگی کے ایمان افروز پہلوئوں پر مشتمل

حیات یزدانی رحمہ اللہ.. جید علماء کرام کی بیش قدر تحریروں کا مرقع... سانحہ لاہور ۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء کا اُردو اخباری ریکارڈ

انور رحمید: ناظم لائبریری علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید پورن نگر سیالکوٹ

مولانا حبیب الرحمٰن کا ٹوپی استعمال فرمانا: علامہ حبیب الرحمٰن یزدانی رحمہ اللہ سر پر ٹوپی پہنا کرتے تھے۔

میں تیرا نام نہ لوں پھر بھی لوگ پہچانیں　　　　کہ آپ اپنا تعارف ہوا بہار کی ہے

(حیات یزدانی،ص:۲۳)

مجھے اولیاء اللہ سے محبت ہے:۔ (جناب انور حمید)

مجھے اولیاء اللہ سے محبت ہے۔لہٰذا میں نے یزدانی رحمہ اللہ شہید کی سیرت کے مختلف اوراق کو یکجا کرنے کا ارادہ کیا ایک طالب علم کی

حیثیت سے قلم کاغذ لے کر بیٹھ گیا۔ یزدانی رحمہ اللہ شہید ولی اللہ تھے۔

اب بھی مجھے یقین کی حد تک ڈر ہے کہ میں ان کے مقام اور مرتبے کو انصاف کے ساتھ واضح نہیں کر سکا۔ اور نہ ہی مجھ جیسے کم مایہ طالب علم کیلئے یہ ممکن تھا۔ بس ایک تمنا تھی کہ اللہ کے ولیوں کے سیرت نگاروں کی فہرست میں مجھ گنہگار کا نام بھی درج ہو جائے شاید خداوند قدوس میری اس کاوش سے خوش ہو کر میری مغفرت فرما دے۔ (حیات یزدانی، ص:۲۳-۲۴)

کیا ہم اکابر فراموش تو نہیں ہو گئے......!۔ ہماری جماعت کے ممتاز اہل قلم میرے محسن مولانا محمد اسحاق بھٹی ایڈیٹر ''المعارف'' لاہور۔ شیخ الاسلام ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

''دیوبندی اور بریلوی حضرات کو لیجئے۔ یہ اپنے اکابر کی انتہائی تعظیم بجالاتے ہیں۔ اور مساجد و مدارس کی تعمیر و قیام میں انہوں نے جو خدمات سرانجام دی ہیں اس کا فخر کے ساتھ اظہار کرتے ہیں۔ اور ان کے اس نوع کے کارناموں کو لائق تذکرہ سمجھتے ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں جماعت اہلحدیث میں اس ضمن میں بہت احتیاط (جو بخل کی حد تک ہے) سے کام لیا جاتا ہے۔ نہایت افسوس ہے کہ ہم اپنے بزرگوں کو بھولتے جا رہے ہیں بلکہ ان کے کارناموں کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔ جماعت کے کسی ادارے اور کسی گروپ کو کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ جماعت کے کسی بزرگ کی چھوٹی بڑی کوئی سوانح عمری لکھوائی جائے یا ان میں سے کسی کے نام کی کوئی یادگار قائم کی جائے''

''بحوالہ مضمون شیخ الاسلام امرتسری رحمہ اللہ۔ مجلہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن۔ ش:۱، جلد۴ ستمبر ۱۹۹۰ء''

اسلاف بھلا دینے پر افسوس........!!:۔ سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ نے اہلحدیث کانفرنس ماموں کانجن ۱۹۷۵ء میں دوران خطاب بزرگوں کی تصنیفات کے متعلق فرمایا:

''دوستو! ہمارے بزرگوں کی تصنیفات کو دیمک چاٹ رہی ہے۔ ہم میں کوئی نہیں جو ان بزرگوں کے حالات زندگی کو ضبط تحریر میں لائے۔ عظیم شخصیتیں ہمارے ہاں گزری ہیں۔ لوگوں نے اپنے بزرگوں کے کاموں تک کے حالات زندگی بھی لکھ ڈالے تم کو کیا ہوا کہ جن لوگوں نے ساٹھ ساٹھ برس تک تمہاری بے لوث خدمت کی ان پر قلم اٹھانے کیلئے تمہارے پاس وقت نہیں ہے۔

اور یہ باتیں غور کی ہیں دوستو! تم دن رات اکھاڑ پچھاڑ میں لگے رہتے ہو۔ یہ کیا زندگی ہے جو تم نے اختیار کر رکھی ہے۔ آہ! کس قدر درد ہے میرے سینے میں جس کا اظہار کر رہا ہوں۔ اور اس تلخ نوائی کیلئے آپ سے معذرت چاہتا ہوں۔ مرکزیت نہ ہو تو خلفشار ہے۔ انتشار ہے۔ امام اسے بناؤ جسے روح کی گہرائیوں سے پیار کرو۔ چند برس پہلے بھی میں یہاں آیا تھا۔ اور اپنی باتیں کہہ گیا تھا مگر تمہارے سینوں میں دل نہیں پتھر ہیں۔ جن سے میری آواز ٹکرا کے لوٹ آتی ہے۔ (اقتباس ہفت روزہ ''الاسلام'' لاہور۔ صدیقی رحمہ اللہ، غزنوی رحمہ اللہ نمبر صفحہ ۳۱)

اساتذہ کرام:۔ مولانا یزدانی شہید رحمہ اللہ کے والد محترم مولانا عبدالحلیم صدیقی۔ حافظ مختار احمد منڈی چشتیاں، حافظ بنیامین (جو جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کے شیخ الحدیث ہیں) پروفیسر قاضی مقبول احمد۔ مولانا عبدالواحد دیوبندی لاہور حافظ عبدالرشید گوہڑوی۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ گوجرانوالہ۔ بخاری و مسلم حافظ محمد اسحاق رحمانی سے پڑھیں۔ (حیات یزدانی، ص:۶۴-۶۵)

ہم پر درود نہ پڑھنے کا جھوٹا الزام:۔ دو باتوں کا خاص خیال رکھنا جب میں قرآن پڑھوں تو لہلہا جانا، کھلکھلا جانا اور مسکرا جانا اور بار بار میری زبان پہ تمہارے اور میرے آقا امام الانبیاء حبیب کبریا، محبوب خدا، خیر الوریٰ، صدر العلی، شمس الضحیٰ، بدر الدجے، سرچشمہ صبر و رضا، منبع رشد و ھدی، پیغمبر رب ارض و سماء، والی بطحا، مصدر مہر و وفا، صاحب قاب قوسین او ادنیٰ، جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک آئے گا ''محمد'' تو آپ نے محبت اور پیار سے کہنا ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ اہلحدیثو! آج اتنے بڑے اجتماع کے اندر درود پاک کی اتنی چھل پڑ جائے جیسے سمندر میں پانی کی موجیں ٹھاٹھیں مارتی ہیں۔ ''محمد'' (لوگ بلند آواز سے صلی اللہ علیہ وسلم) پہلے میرا عقیدہ نوٹ کر لینا کہ جو شخص درود پاک کا منکر ہے وہ

بے ایمان ہے بولو وہ بے ایمان ہے جو نہ بولے وہ بے ایمان ہے۔اور جو منکر نہیں وہ آقا علیہ السلام کا نام پاک سن کر درود شریف پڑھتا نہیں وہ لعنتی ہے۔اے اللہ اتنے بڑے مجمع کو لعنتی نہ بنا رحمتی بنا۔

ہمارے باباجی صمصام رحمہ اللہ فرما گئے ہیں ؎

جو نام نبی ﷺ کا سن کے نہ درود پہچاون — ملک نورانی حق اوناں دے اے دعا فرماندے

رب نہ بخشے جنت تے نوں نہ توں رحمت پاویں — جنت ہو یا آرام دا بوٹا توں کیونکر جنت جاویں

نام نبی ﷺ دا سن کر مومن جو درود پہچاون — سن درود نورانی ملکاں بہت خوشی وچ آون

اللہ بخشے جنت تے نوں نال رسول الٰہی — دعا منظور نورانی ملکاں وچ دربار الٰہی

(حیات یزدانی،ص:۲۲۹-۲۳۰)

نام کتاب:۔تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے والے عظیم مجاہد علامہ محمد یوسف خان کلکتوی رحمہ اللہ..... مصنف:۔ملک بشیر احمد(آف چھانگا مانگا)

ترتیب:۔مولانا شفیق الرحمٰن فرخ..... تقریظ:۔مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

مرحوم ۱۹۰۰ء میں دینا نگر ضلع گورداس پور (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔مشہور مدرسہ غزنویہ امرتسر سے فارغ التحصیل ہوئے۔حضرت مولانا نیک محمد صاحب کے ممتاز تلامذہ میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔چنانچہ بعد از فراغت تعلم مدرسہ غزنویہ ہی میں مسند تدریس کو زینت بخشی۔(سوانح علامہ یوسف کلکتوی،ص:۳۳)

مسجد نبوی کی برکت حاصل کرنا:۔ مدینہ منورہ میں حضور اقدس ﷺ کی مسجد میں پانچوں وقت باجماعت نمازوں کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ روضۂ رسول ﷺ کی زیارت اور شیخین کی قبروں پر دعا کے علاوہ "روضة من رياض الجنة" میں تلاوت قرآن پاک اور نوافل کی ادائیگی کیلئے کافی وقت میسر رہا۔

ان دنوں مسجد نبوی علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کی توسیع کی جارہی تھی۔بنیادیں کھودی جا چکی تھیں۔ان میں کنکریٹ بھرا جارہا تھا۔علامہ صاحب رحمہ اللہ نے خواہش ظاہر کی کہ میرے وفد کے ارکان کی دلی خواہش ہے کہ ہم بھی مسجد نبوی کی بنیادوں میں کنکریٹ اپنے سر پر اٹھا کر بھریں۔جس کا حکومتی نمائندوں نے فوراً ہی بندوبست کر دیا۔وفد کے تمام ارکان اپنے سروں پر ٹوکریاں اٹھا کر والہانہ انداز میں بنیادوں کو بھرنے میں مصروف ہوگئے۔وہ اس کام کو اپنے لیے بہت بڑی سعادت خیال کر رہے تھے۔ارکان کہہ رہے تھے کہ ہمارے حصے کا یہ کارنامہ ہمارے سارے دورے کا روح رواں تھا۔جس کو ہم ساری زندگی نہیں بھول سکتے اور قیامت کے دن بھی ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کام کا بہترین معاوضہ عطا فرمائے گا اور ہمارے گناہ معاف کر دے گا۔(سوانح علامہ یوسف کلکتوی،ص:۱۳۳-۱۳۴)

عالم جنات میں ایک ہفتہ قیام:۔ علامہ صاحب رحمہ اللہ اگرچہ تدریسی میدان میں بڑی شہرت حاصل کر چکے تھے۔لیکن آپ کی خطابت میں بھی وہ جادو تھا کہ سامعین متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے تھے۔آپ کا چرچا پنجاب سے نکل کر بنگال میں بھی بہت ہو گیا تھا اور بنگال والے اہلحدیث آپ کو ہر سال بنگال لے جاتے اور ایک دو ماہ خوب تبلیغ ہوتی۔بنگال کے کونے کونے سے لوگ آپ کا بیان سننے کیلئے بے چین ہوتے۔علامہ صاحب رحمہ اللہ کی تدریسی قابلیت طالب علمی دور سے ہی تھی اور جب سندِ فراغت کے بعد امرتسر کے مدرسہ غزنویہ میں آپ نے تدریس کا باقاعدہ آغاز کیا تو ہر طالب علم کی یہ خواہش ہوتی کہ میرا سبق علامہ صاحب رحمہ اللہ کے پاس ہو اور علامہ صاحب رحمہ اللہ کی شاگردی

ان من عزّہ تذکرہ لمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا

مآثر صدیقی

موسوم بہ

سیرت والاجاہی

حصّہ اول

یعنی

سوانح وحالات خاندانی امام المحدثین، وزبدۃ المفسرین آبی ومولائی (امیر الملک والاجاہ) نواب سید صدیق حسن خان، حسینی البخاری، قنوجی شوہر رئیسہ خلد مکان علیا حضرت نواب شاہجہان بیگم صاحبہ۔ جی سی ایس آئی جی سی آئی ای فرمانروائے ریاست بھوپال تغمدہ اللہ بالرحمۃ والرضوان

تالیف

ابو نصر سید محمد علی حسن خان المخاطب بہ (صفی الدولہ حسام الملک) صانہ اللہ تعالے عن شرور الزمان

باہتمام تمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ مطبع

مطبع منشی نول کشور لکھنؤ میں چھپی

سلسلہ مطبوعات : ۲۱ تا ۲۴

نام کتاب .... مآثر صدیقی (کامل)

مصنف .... سید علی حسن خان

کل صفحات ۸۸۴

تاریخ طباعت .... رجب المرجب ۱۴۱۱ھ / فروری ۱۹۹۱ء

پریس ....

ناشر .... جمعیت اہل سنت، لاہور

یا فتاح　　یا کریم

اعفوا اللحی واحفوا الشوارب

داڑھیاں بڑھاؤ اور لبیں صاف کراؤ (الحدیث)

رسالہ

داڑھی و مونچھ

مصنفہ

سید محمد شریف صاحب گھڑیالوی

سابق امیر جماعت اہلحدیث (پنجاب)

ناشر

مکتبہ سعیدیہ خانیوال ضلع خانیوال

مطبع حفیظ پرنٹنگ پریس کبیر والا ضلع خانیوال فون ۱۲۷

نام کتاب:۔ اسلامی شکل صورت

مصنف .... سیّد محمد شریف صاحب (مرحوم) گھڑیالوی سابق امیر جماعت اہلحدیث (پنجاب)

ناشر .... مکتبہ سعیدیہ خانیوال (ضلع خانیوال)

مطبع

حفیظ پرنٹنگ پریس کبیر والا ضلع خانیوال

کا مجھے بھی شرف حاصل ہو۔اس وقت مدرسہ غزنویہ میں کچھ مسلمان جن علامہ صاحب رحمہ اللہ کے شاگرد بن چکے تھے اور خفیہ طور پر تعلیم حاصل کرنے کیلئے با قاعدہ کلاس میں بیٹھتے اور علامہ صاحب رحمہ اللہ سے استفادہ کرتے تھے۔

ایک دن ان جنوں نے علامہ صاحب رحمہ اللہ سے مشورہ کیا کہ آپ ہمارے قبیلہ میں چلیں اور وہاں پر تبلیغ کریں۔آپ کی تبلیغ سے ہمارے بہت سے بھائی مسلمان ہو جائیں گے اور راہ راست پر آ جائیں گے۔ چنانچہ جن علامہ صاحب رحمہ اللہ کو اٹھا کر اپنی بستیوں میں لے گئے اور ایک ہفتہ آپ سے وعظ ونصیحت سنتے رہے۔اس پروگرام کا اتنا اثر ہوا کہ جنوں کے بہت سے قبیلے اسلام لے آئے۔ایک ہفتہ کے بعد وہ جن علامہ صاحب رحمہ اللہ کو واپس مدرسہ میں چھوڑ گئے۔

علامہ صاحب رحمہ اللہ کے یک دم غائب ہونے کا علم ہوا تو ان کے گھر والے اور مدرسہ کے ناظمین پریشان ہو گئے اور علامہ صاحب کی تلاش شروع کر دی لیکن مایوسی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔تلاش کرنے والے ہر طرف روانہ کیے گئے مگر کوئی سراغ نہ ملا۔آخر ایک ہفتہ بعد علامہ صاحب رحمہ اللہ خود ہی مدرسہ پہنچ گئے اور بڑی پریشانی کے عالم میں سارا واقعہ خود بیان کیا۔جس کو سننے کے بعد بہت سے طالب علم خوفزدہ ہو گئے اور کچھ حیران و پریشان ہوئے۔علامہ صاحب رحمہ اللہ نے بتایا کہ جنوں نے انہیں ایک وظیفہ بتایا ہے کہ جب کسی تکلیف میں ہوں یا ان کو جنوں کی ضرورت ہو تو وظیفہ کرنے سے وہ جن ان کے پاس حاضر ہو جائیں گے۔

علامہ صاحب رحمہ اللہ نے ان جنات سے کسی بھی قسم کا مالی فائدہ نہیں اٹھایا وہ اس کو حرام سمجھتے تھے۔کیوں کہ اگر ان سے کچھ لے لیا جائے تو وہ کہیں نہ کہیں سے وہ چرا کر لائیں گے۔ہماری اور ان کی دنیا میں فرق ہے۔ہمارے کام کی چیز وہ ہماری دنیا سے ہی تو لائیں گے۔
(سوانح علامہ یوسف کلکتوی،ص:۱۶۰ تا۱۶۲)

چنانچہ ان گنت راہِ ہدایت پانے والوں کا رہنما،بے شمار طلباء کا پیارا استاد،لاتعداد عقیدت مندوں کا محترم،کثیر تعداد نمازیوں کا خطیب دل پذیر اور بڑی تعداد میں موجود قارئین کا محسن صحافی صدر مرکزی جمعیت اہلحدیث کراچی ونگران پندرہ روزہ الارشاد ۷۰ سالہ علامہ محمد یوسف کلکتوی کو یوسف پورہ قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔اناللہ و انا الیہ راجعون۔(رہے نام اللہ کا)(سوانح علامہ یوسف کلکتوی،ص:۱۷۶)

کتاب کا نام:۔سوانح حیات نواب صدیق حسن خاں صاحب رحمۃ اللہ.... مآثرِ صدّیقی (مکمل چار حصوں میں)

تالیف:۔جناب سیّد علی حسن خان فرزندِ صاحب سوانح....ناشر: جمعیۃ اھل سنۃ (لاھور)

نام ونسب:۔ صدیق حسن نام،ابوالطیب،ابوالطاہر،ابوالوفا کنیت،روحی ونواب وتوفیق تخلص خورشید حسن،تاریخی نام،نواب امیر الملک والا جاہ بہادر خطاب۔

سلسلہ نسب حسب ذیل ہے:سید صدیق حسن بن سید اولاد حسن بن سید اولاد علی بن سید لطف اللہ بن سید عزیز اللہ بن سید لطف علی بن سید علی اصغر بن سید کبیر بن سید تاج الدین بن،سید جلال رابع بن سید راجو شہید بن سیّد جلال ثالث بن سیّد رکن الدین ابوالفتح بن سیّد حامد کبیر بن سیّد ناصر الدین محمود بن سید جلال الدین قطب عالم معروف بہ مخدوم جہانیاں جہان گشت بن سیّد احمد کبیر بن سیّد جلال اعظم معروف بہ گل سرخ بن سیّد علی موید بن سیّد جعفر بن سیّد محمد بن سیّد احمد بن سیّد محمد بن سیّد عبداللہ بن سیّد علی اشقر بن سیّد جعفر زکی بن سیّد علی نقی بن سیّد محمد تقی بن امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام علی زین العابدین بن امام حسین شہید رضی اللہ عنہ کربلا بن فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بنت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ص صلی اللہ علیہ وسلم

یہ خاندان جیسا کہ ظاہر ہے سادات حسینی میں سے ہے اور سادات بخاری کے نام سے مشہور ہے چونتیس واسطوں سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تک منتہی ہوتا ہے۔منجملہ اکابر شجرۂ نسب کے آٹھ ائمہ اہلبیت ہیں جو زمرۂ اثنا عشر آل اطہار میں داخل ہیں۔باقی اسلاف جعفر زکی

سے لیکر جناب مخدوم بلکہ جلال رابع تک غالباً صلحاء اور اخیار قوم تھے۔ اور سید تاج الدین سے لیکر علی بن لطف اللہ تک اہل دولت و ثروت ہوے۔ (مآثر صدیقی حصہ اول، ص:۱-۲)

ذکر متصوفین آبائے کرام کا

سیّد جعفر رحمہ اللہ کا حال:۔ ان کی اولاد میں بھی سوائے سیّد علی موبد کے کوئی اور پسر نہ تھا۔

سیّد علی موبد رحمہ اللہ کا حال:۔ ان کی اولاد میں بھی صرف ایک صاحبزادے تھے جن کا نام سید جلال اعظم تھا۔

سیّد جلال اعظم رحمہ اللہ کا حال:۔ ان کا نام حسین، ابو عبداللہ کنیت گلسُرخ لقب تھا یہ اپنے عصر میں سرآمد اولیاء کبار میں سے تھے۔ کمالات باطنی اور قوت روحانی کے تابندہ جوہر اور وحید عصر تھے ۶۵۳ھ کو ترک وطن کر کے بخارا سے ملتان میں وارد ہوئے اور خانقاہ شیخ فرید الدین شکر گنج رحمہ اللہ میں آکر ٹھہرے۔ وہاں آرام لیکر بھکر آئے۔

یہاں انہوں نے ایک بشارت کی بناپر جو خواب میں ہوئی تھی۔ سید بدرالدین بن سیّد صدرالدین خطیب بھکری کی دختر نیک اختر دہرہ خاتون سے اپنا عقد کیا۔

سلسلہ سہروردیہ میں خلافت:۔ شیخ الاسلام بہاؤالدین ذکریا مُلتانی رحمہ اللہ کے مرید با اختصاص تھے۔ شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اُن کو خرقہ خلافت عطا فرما کر شہر اُچہ پر مامور کیا یہاں آکر وہ اپنے شیخ کی ہدایت کے مطابق اخیر عمر تک رُشد وہدایت کے اہم اور نازک فرض کو بڑی سرگرمی اور حسن وخوبی کے ساتھ انجام دیتے رہے۔ اور یہیں وفات پائی۔

آپ کی اولاد میں چار صاحبزادے تھے، علی، جعفر، سیّد محمد غوث، سیّد احمد کبیر رحمہم اللہ۔

سیّد احمد کبیر رحمہ اللہ:۔ یہ وہی سیّد احمد کبیر ہیں جن کے نام پر ہندوستان کے جاہل نادان لوگ گائے ذبح کیا کرتے ہیں اور جن کے نام نامی سے ہندوستان کا بچہ بچہ واقف ہے۔

سیّد صاحب موصوف کے دو صاحبزادے تھے سید جلال الدین قطب عالم اور سیّد صدرالدین محمد راجو قتال جن کی موجودہ نسل سرہند میں آباد ہے۔

سیّد جلال الدین قطب عالم رحمہ اللہ:۔ آپ کی ولادت باسعادت شب برأت ۷۰۷ھ میں ہوئی ابو عبداللہ کنیت قطب عالم مخدوم جہانیاں جہان گشت لقب، والدہ کا نام مریم ہے یہ سیّد مجد الدین کی صاحبزادی تھیں اور بقول دیگر آپ کی والدہ کا نام اخوند خاتون ہے یہ سیّد مرتضیٰ کی بیٹی تھیں۔

آپ علوم کتاب وسنت کے جوہر فرد اور کمالات باطنی کے معدن تہذیب اخلاق اور ملکات روحانی کے سُہیل میں تھے۔

مخدوم نے ابھی گہوارۂ طفولیت سے قدم باہر نکال کر رکھا ہی تھا کہ ان کے والد ماجد نے اُن کو اپنے ساتھ لیجا کر بطور نیک فال حضرت شیخ جمال خجندی کی بیعت ودست بوسی کا شرف بخشا اُس وقت ان کی عمر سات برس کی تھی مگر سعادت ورشادت کے انوار ابھی سے اُن کی جبین مبارک سے طالع اور نمایاں تھے۔ چنانچہ شیخ نے ان کے معصوم چہرہ پر نظر ڈالتے ہی فرمایا کہ ''تو آن پسری کہ خاندان خود را تا قیامت مُنّور داری۔''

جب وہ سن بلوغ کو پہنچے تو انہوں نے ایک عظیم الشان سیاحت کا عزم مصمم کیا اور مکہ معظّمہ، مدینہ منورہ، مصر، شام، بیت المقدس، روم، عراق، خراسان، بلخ اور بخارا کی طرف چل کھڑے ہوئے اس دران سفر میں متعدد حج بھی کیے، منجملہ ان کے چھ حج اکبر تھے۔

مشائخ طریقت سے خرقہ وخلافت حاصل ہونا:۔ مخدوم اس امر کے سخت مخالف تھے کہ آدمی کسی ایک شیخ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو کر اسی کا ہو رہے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ فیاض ازل کی بخششیں کسی ایک ملک یا ایک خاندان یا ایک قوم میں محدود ومحصور نہیں ہیں۔

درحقیقت آپ کا یہ قول آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ۔''جمیع مشائخ و فضلاء را باید دید۔ و از ہر کدام نصیبے و فیضے بایدبود''یعنی آدمی کو تمام با کمال مشائخ وفضلا کا فیض صحبت حاصل کرنا چاہیے اور ہر ایک سے بقدر مقدور تمتع حاصل کرنا

چاہیے۔ بقول سعدی رحمہ اللہ:

''تمتع زہر گوشۂ یافتم زہر خرمنے خوشۂ یافتم''

مخدوم نے اثناء سیاحت میں تین ہزار چالیس سے زائد صاحب دلان ذی کمال کا فیض صحبت حاصل کیا دو سال تک مدینہ منورہ میں استاذ المحد ثین شیخ عفیف الدین مطری شافعی یمنی رحمہ اللہ کی خدمت میں رہے۔ نسخہ عوارف کا درس لیا۔ شیخ موصوف شیخ رشید الدین ابوالقاسم محمد صوفی رحمہ اللہ کے خلیفہ تھے اوران کو خرقۂ خلافت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ نے عطا کیا تھا۔ جو شیخ سعدی رحمہ اللہ کے پیر طریقت ہیں مگر تعلیم وتربیت زیادہ مخدوم نے شیخ رُکن الدین ابوالفتح سہروردی رحمہ اللہ اور شیخ نصیر الدین محمود چشتی چراغ دہلی رحمہ اللہ سے حاصل کی۔

چودہ مشائخ طریقت سے خلافتیں:۔ خرقۂ خلافت اوّل ان کو ان کے والد اور چچا شیخ صدرالدین بخاری رحمہ اللہ نے عطا فرمایا بعد اُس کے شیخ الاسلام عفیف الدین مطری رحمہ اللہ نے حرم شریف نبوی ﷺ میں ان کو خرقۂ خلافت پہنایا۔ وَھَلُمّ جَرًّا اسی طرح ان کو چودہ خانوادوں کے خلیفہ ہونے کا خاص شرف حاصل تھا۔

مخدوم کسی کو اپنا مرید نہیں کرتے تھے کیونکہ آپ کے نزدیک عرفی ورسمی مریدی پر شرعی رسم مواخات کو ہر طرح ترجیح تھی۔ یہ طریقہ مواخات رسول اللہ ﷺ نے بروقت نزول مدینہ منورہ جاری فرمایا تھا اور مہاجرین وانصار کو ایک دوسرے کا بھائی ٹھہرایا تھا۔ چنانچہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی نسبت جو اجراء مواخات کے وقت موجود نہ تھے آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ میرا بھائی ہے۔

جب کوئی شخص مخدوم جہانیاں رحمہ اللہ کے پاس مرید ہونے کے قصد سے آتا تو آپ فرماتے کہ میں کسی کو مرید کرنا پسند نہیں کرتا۔ البتہ عہد اُخوت کو تازہ اور مستحکم کرنے کیلئے تیار ہوں۔

مریدین کو دیتے وقت کی سند خلافت:۔ جب آپ کسی کو سند خلافت عطا کرتے تو یہ لکھتے۔

''اوصینا ھذا الاخ بالاتباع الدائم المستقیم بشریعۃ نبیناعلیہ ﷺ والا نقیاد لاحکامھا و ان لا یترددالی ارباب الدنیا و اصحابھا و ان لا یحضر فی مجالسھم ابدا و ان یتوجہ الی اللہ بالکلیۃ فان کان ھذا فیدہ العزیزۃ نائبۃ عن یدنا و ھو من بین الناس خلیفتنا فرحم اللہ من اکرمہ' و اھان من اھانہ' و ھو الموفق والھادی والمستعان و علیہ التکلان''۔

''یعنی میں اپنے بھائی کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت بیضا پر نہایت مضبوطی کے ساتھ قائم رہے اور احکام شریعت کو اپنا دستور العمل بنائے اور ارباب دنیا اور ان کے ہم صحبتوں سے دور رہے اور ان کی مجالس میں کبھی قدم نہ رکھے اور کلیۃً سب طرف سے منہ پھیر کر خدا ہی کی طرف رجوع کرے جب اس رنگ میں وہ اپنے کو رنگ لے تو بلاشبہہ اس کا دست مبارک میرے ہاتھ کا قائم مقام ہے اور وہ مخلوق خدا کے سامنے میرا جانشین ہے۔ جو شخص اُس کا احترام واکرام کرے خدا اس پر رحم کرے۔ اور جو شخص ایسے شخص کی اہانت کرے خدا اُس کو ذلیل کرے۔ خدا ہی توفیق بخشنے والا راہ راست دکھانے والا اور مددگار رہے۔ اور اُسی پر کامل بھروسہ ہے۔''

سلطان محمد تغلق نے شیخ الاسلام کا جلیل القدر منصب آپ کو عطا فرمایا تھا۔ اور سیوستان کی خانقاہ محمدی کی اور اس کے مضافات کی سند آپ کو مرحمت کی تھی۔

فیروز شاہ کے عہد سلطنت میں آپ چند مرتبہ دارالخلافتِ دہلی میں تشریف لائے اور ہر مرتبہ سلطان کی جانب سے مراسم اعتقاد واخلاص حسب قاعدۂ معینہ ادا کیے گئے۔

آپ نے عیدالاضحیٰ کے روز بعد نماز ۷۸۵ھ میں وفات پائی۔ آپ کے تین بیٹے تھے۔ سیّد ناصرالدین محمود یہ دختر سید محمد غوث کے بطن

سے تھے۔ان کی اولاد سندھ و ہند میں آباد ہے۔سیّد عبداللہ یہ دختر سادات دہلی کے بطن سے تھے۔سیّد محمد اکبر یہ شہنشاہ بیگم سلطان ترکی کے بطن سے تھے۔ان کی اولاد قسطنطنیہ میں آباد ہے۔

سیّد ناصر الدین رحمہ اللہ:۔ افسوس ہے کہ ان کے واقعات زندگی کا ہم کو صرف اسی قدر علم ہو سکا کہ ان کی تین بیویاں تھیں ان سے اٹھارہ بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں۔پانچ صاحبزادے قطب کے لقب سے مشہور ہوئے۔سیّد حامد کبیر سیّد،سیّد علم الدین،سیّد شہاب الدین، سیّد اسماعیل،سیّد فضل اللہ باقی جو اولاد رہی اس کے نام یہ ہیں سیّد برہان الدین،ان کی اولاد گجرات میں آباد ہے۔شیخ الاسلام سیّد علاؤ الدین عرف بندگی (ان کا مزار قنوج میں محلّہ راجگیر کے اندر واقع ہے)ان کی ماں سعادت خاتون سادات دہلی میں سے تھیں۔سیّد شرف الدین ان کی اولاد نواح اُچہ میں آباد ہے۔سیّد نظام الدین یہ لاولد تھے ان کی ماں ایک بقال کی دختر تھیں۔

بادشاہ دہلی نے ان کو چند کنیزیں بھی اپنے قصر شاہی سے عنایت کی تھیں اُن سے جو ان کے اولاد ہوئی یہ نسل سادات کوشکی نام سے مشہور ہے۔

سیّد ناصر الدین محمود کی دو صاحبزادیاں تھیں تاج الملک سعادت خاتون یہ دونوں تنکنی خاتون دختر سلطان حسین لنگاہ کے بطن سے تھیں اور سید معز الدین بن سیّد علاؤ الدین رسول دار سے بیاہی گئیں۔

سیّد حامد کبیر رحمہ اللہ:۔ یہ سیّد ناصر الدین محمود کی وفات کے بعد سجادہ نشین ہوئے ان کی ایک بیٹی اور دو بیٹے تھے۔مریم بیگم اور سیّد بہاؤ الدین انہوں نے لاولد انتقال کیا،صرف سیّد رکن الدین باقی رہے۔

سیّد رکن الدین ابو الفتح رحمہ اللہ:۔ یہ اپنے باپ کی وفات کے بعد مسند آرائے ہدایت وارشاد ہوئے ان کے چار بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔سیّد جلال ثالث،سیّد محمود،سیّد ابو القاسم ان کی ماں سمنی خاتون بادشاہ ٹھٹھہ کی دختر نیک اختر تھیں،سیّد محمد یہ کیمیاء نظر کے لقب سے مشہور تھے ان کی والدہ مراد خاتون ملک داؤد خان بن میر علی لنگاہ کی بیٹی تھیں بو بوجیو یہ میمونہ بیگم کے بطن سے تھیں جو سادات دہلی کے خاندان سے تھیں۔تاج الملک یہ سیّد دولت بن سیّد شمس الدین بن سیّد محمد غوث کی بیٹی بیوی دوئی کے بطن سے تھیں۔تیسری بیٹی جنت خاتون تھیں۔

سیّد جلال ثالث رحمہ اللہ:۔ یہ بعد وفاتِ پدر قصبہ اُچہ ضلع ملتان کی سکونت ترک کر کے دہلی چلے آئے۔

اس نقل مکان کی وجہ کچھ تو اخوان کی باہمی مخالفت اور زیادہ تر بہلول شاہ لودھی بادشاہ دہلی کی حسن ارادت تھی وہ آپ کے خاص مریدوں میں تھا۔آپ کو ملتان سے اپنے ہمراہ دہلی لایا اور مزید عظمت واحترام کی نظر سے سرکار قنوج کی سند جاگیر آپ کو عطا فرمائی۔اُس وقت سے اُن کی موجودہ اور آئندہ نسل کا مستقر قنوج رہا۔

ان کے چار بیٹے تھے۔سیّد علی،سیّد راجو،سیّد شعیب،سیّد جعفر۔

سیّد راجو رحمہ اللہ:۔ سیّد راجو بعد وفات پدر سجادہ نشین ہوئے ان کے گیارہ بیٹے تھے سیّد جلال رابع،سیّد تاج الدین،سیّد علاؤ الدین،سیّد تھین،سیّد کہوان،سیّد احمد،سیّد برہان،سیّد محمد،سیّد علی،سیّد درویش،سیّد بلاقی۔

سیّد جلال رابع رحمہ اللہ:۔ ان کو بعد وفات پدر سجادہ نشینی کا منصب حاصل ہوا اور تبرکات مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وارث بالاستحقاق قرار پائے لیکن ان کے بھائی سیّد علاؤ الدین کو یہ امر ناگوار گزرا آخر کار وہ تبرکات مخدوم پر قبضہ کر کے منصب سجادہ نشینی پر فائز ہو گئے۔

سیّد جلال رابع نے اپنی بلند ہمتی اور آزادمنشی سے اس آثار پرستی کو دور سے سلام کر کے عزلت نشینی اور حق پرستی اختیار کی۔

پہلے یہ قنوج کے محلّہ شیخانہ میں رہتے تھے۔پھر وہاں سے اُٹھ کر محلّہ شیخو پورہ میں چلے آئے۔

ان کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں،سیّد تاج الدین،سیّد مبارک،سیّد کمال الدین،سیّد جمال الدین،فاطمہ چندرمکھ۔

(مآثر صدیقی حصہ اوّل،ص:۳۶-۴۳)

مولانا اولاد حسن مرحوم رحمہ اللہ کا ذوق تصوف:۔ سیّد علامہ کی ولادت باسعادت ۱۲۰۰ھ میں قنوج میں ہوئی۔

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ سے تبرکاً بعض کتب حدیث ووظائف وادعیہ ماثور کی سند لی اور مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ مؤلف موضح القرآن سے بارہا ان کو اتفاق صحبت رہا یہ ہی فیض صحبت و تعلیم نامہ مغفور کیلئے مذہب شیعۂ امامیہ کے ترک کرنے کا باعث اور مذہب اہلسنت کے اختیار کرنے کا سبب ہوا۔

بیعت اصلاح:۔ بعد فراغت تحصیل علم سیّد علامہ کو جب حضرت مجدد مائۃ الف ثالث مولانا سیّد احمد صاحب بریلوی رحمہ اللہ کے حالات پر کافی عبور ہوا تو بیتابانہ اُن کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر ہر طرح کے ایثار وقربانی اور خدمت قوم وملت کیلئے اپنے کو پیش کیا اور ان کے دست شریعت طریقت پناہ پر سنت سنیۂ مصطفویہ کے مطابق بیعت کی۔(مآثر صدیقی، حصہ اول، ص:۵۳ تا ۵۷)

دس ہزار مریدین:۔ چونکہ سیّد علامہ ہمیشہ جہال، متعبدین فقہائے متقشفین محدثین ظاہریہ غلاۃ ارباب عقول سے ہمیشہ کنارہ کش رہے اور سلف صالحین کی اقتدا اور اتباع میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اسی لیے جیسا کہ مولانائے ممدوح کے خط کے مضمون سے بھی ظاہر ہے خدائے عزوجل نے سیّد علامہ کی ہدایت وارشاد میں ایسی نمایاں دلکش تاثیر عطا فرمائی تھی کہ دس ہزار آدمیوں سے زیادہ قنوج اور اطراف قنوج کے لوگ ان کے مرید ہوکر جادۂ مستقیم اسلام پر قائم ہوئے ان میں اہل حرفہ بہت تھے باقی سیّد مغل پٹھان تھے اور اسی طرح کئی ہزار ہنود ان کے دست مبارک پر مشرف باسلام ہوئے۔(مآثر صدیقی، حصہ اوّل، ص:۵۸)

سلسلہ نقشبندیہ اور دیگر سلاسل سے تعلق:۔ یہ ایک عجیب حسن اتفاق ہے کہ جس طرح اس خاندان کے آبا اور اجداد شجرۂ نسب کے اعتبار سے جلال الدین بخاری رحمہ اللہ سے منسوب ہیں اسی طرح علم ظاہری کے اعتبار سے بھی ان کا سلسلہ علمی امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ تک منتہی ہوتا ہے اور طریقہ باطنی کے لحاظ سے سلسلۂ طریقت بھی خواجہ بہاؤالدین نقشبندی بخاری رحمہ اللہ پر ختم ہوا ہے۔ سیّد علامہ سلوک طریقت میں طریقۂ نقشبندیہ رکھتے تھے اگرچہ اور طریقوں کی بھی اُن کو اجازت تھی مگر ان کے مزاج پر تشرع اور اتباع سنت سنیۂ مصطفوی کا ذوق اس قدر حاوی وغالب تھا کہ وہ سرِ مو صراط مستقیم شریعت سے تجاوز کرنا روا نہیں رکھتے تھے۔(مآثر صدیقی، حصہ اوّل، ص:۵۹)

دنیا کی بے رغبتی اور مرشد کا سوال:۔ ایک مرتبہ ان کے مرشد ہادی مولانا سیّد احمد بریلوی رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا ''کہ سیّد برادر شما اموال کثیر والد خود کہ حسابش بہ لکوک میر سد چرا گذاشتید امروز آن زر بسیار اگر بدست شمامی بود بکار مسلمانان می آمد''
یعنی اے سید برادرتم نے اپنے والد کی دولت کثیر جس کا شمار لاکھوں تک پہنچتا ہے کیوں چھوڑ دی اگر آج وہ تمہارے قبضہ وتصرف میں ہوتی تو مسلمانوں کو تبلیغ اسلام اور جہاد میں اس سے مدد ملتی۔''

علامہ ممدوح نے جواب دیا ''کہ مخدوم گذاشتم پدرمن شیعی بود و مال بسیار فراہم آوردہ وعمارات بسیار برائے نام آوری بنیاد نہادہ ندانم کہ از وجہ حلال است یا حرام اگر حرام است خود گرفتنے نیست واگر حلال است حق تعالیٰ مراعوض آن دولت علم بخشیدہ ازان مستغنی فرمودا ست۔

فان المال یفنی عن قریب و ان العلم یبقی لا یزال

''بلکہ گمان کراہت و حرمت قوی است زیراکہ ہر کہ در دین خود امیں و ناقد نباشد درا مردنیا ازوچہ امانت خیزد ''یعنی ہاں مخدوم میں نے سب چھوڑ دیا میرے باپ شیعہ مذہب تھے انہوں نے مال وافر جمع کیا تھا اور نام آوری کیلئے بہت سی عمارتیں بنوائی تھیں مجھ کو علم نہیں ہے کہ وہ مال وجہ حلال سے حاصل ہوا تھا یا وجہ حرام سے۔اگر وجہ حرام سے تھا تو وہ خود لینے کے قابل نہیں ہے اور اگر حلال سے تھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس کے معاوضہ میں علم کی دولت عطا فرمائی ہے اور مجھ کو متاع دنیا سے مستغنی فرما دیا ہے۔''مال ایک سریع الزوال چیز ہے اور دولت علم پائدار اور لایزال ہے'' بلکہ اس مال میں گمان کراہت وحرمت کا کسی قدر قوی ہے۔اس لیے کہ جو شخص اپنے دین کا امانت دار اور حقیقت شناس نہ ہو اس سے دنیاوی کاروبار میں حق امانت کیا ادا ہو سکتا ہے۔

بے نیازی ہمتے دارد کریماں واقف اند ماہم ازدست ردِ خود چیز ہا نجشیدہ ایم

اس واقعہ سے بھی بڑھ کر یہ قصہ ہے کہ ''ایک روز تمام اسناد وتمسکات اور کاغذات جائیداد کے جو شہر قنوج میں واقع تھی آگ میں جلا دیئے ہر چند احباب نے روکا اور کہا کہ آخر اس میں کونسی قباحت ہے مگر آپ نے ایک کی بات نہ سنی اور فرمایا ''محتاج چند قطعات زمین و چند باغ برائے معاش نیستم ''وفی السماء رزقکم و ما توعدون''

شاہ مارادہ وہد منت نہد رازق مارزق بے منت دہد

یعنی میں اپنی معاش میں زمین کے چند قطعات و باغات کا محتاج نہیں ہوں خدا نے رزق آسمانی کا وعدہ فرمایا ہے۔ بادشاہ تو گاؤں دیکر احسان رکھتا ہے مگر میرا پروردگار بلا احسان کے مجھ کو روزی دیتا ہے۔''

اسی طرح ایک مرتبہ ضلع فرخ آباد کے صاحب کلکٹر نے سیّد علامہ کے بعض یاران بااختصاص کے ذریعہ سے عہدۂ صدر الصدوری اور عہدۂ افتا وقضا کے قبول کرنے کا پیغام کہلا بھیجا آپ سُن کر بہت برافروختہ ہوئے اور جو لوگ اِس امر کے محرک ہوئے تھے اُن سے رنجیدہ ہو گئے اور فرمایا کہ ''ما ایشان را بآخرت میخو انم و ایشان مارا بدام طمع دُنیا می کشند۔ **نعوذ بالله منه**۔''

کرا دماغ کہ از کوئے یار برخیزد نشستہ ایم کہ از ماغبار برخیزد

(مآثر صدیقی، حصہ اوّل، ص:۶۰-۶۲)

دلائل الخیرات کا قلمی نسخہ:۔ بعد ورزش تلاوت قرآن مجید اور اوراد ماثورہ کے پابند تھے ہر جمعہ کو وعظ کہا کرتے تھے کتاب دلائل الخیرات ان کے قلم کی لکھی ہوئی اور تصحیح کی ہوئی کتب خانہ والا جاہی میں موجود ہے اس پر ان کے حواشی ہیں۔ (مآثر صدیقی، حصہ اوّل، ص:۶۴)

بازار کا گوشت نہ کھاتے:۔ تقویٰ وطہارت کا خیال بدرجۂ غایت تھا۔ تمام عمر انہوں نے بازار کی مذبوح بکری کا گوشت نہیں کھایا۔ اپنے خاص خادم کو جو پابندِ صوم وصلوٰۃ ہوتا تھا اس کے ہاتھ سے بکری ذبح کراتے تھے اور جس قدر گوشت کی ضرورت ہوتی اس میں سے لے لیتے تھے یہ خدمت زیادہ تر حسینی خادم کے سپرد تھی جوان کا مرید بھی تھا اور خود انہوں نے اس کو دینیات کے ابتدائی رسائل پڑھائے تھے۔ اخیر عمر میں خدا نے اس کو علوم دین پر فائز کر دیا۔ یہ شخص عابد، زاہد، خداترس اور متبع سنت تھا اس نے محض دینی حمیت کی وجہ سے تمام بیگانہ وآشنا اور وطن وخانمان پر سیّد علامہ کے آستانہ کے اعتکاف کو ترجیح دی اور عمر بھر وہیں رہا۔ میں نے اس کو زمانہ صغرسنی میں دیکھا تھا۔ اس نے مجھ کو اپنی گود میں کھلایا اور پرورش کیا۔ غفر اللہ (مآثر صدیقی حصہ اوّل، ص:۶۵)

حاملین علم وتصوف کی صحبتیں:۔ چند مجلسوں اور علمی صحبتوں کا ذکر خود انہوں نے اپنی تالیفات میں کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ میں فرخ آباد میں مولوی مردان علی صاحب بدایونی سے ملا کانپور میں شیخ سلامت اللہ صاحب کشفی، مولانا عبدالحکیم صاحب لکھوی، مولوی سخاوت علی صاحب جونپوری، مولوی خرم علی صاحب بلہوری کی مجالس وعظ میں شریک رہا۔ مولوی یحییٰ علی صاحب، مولوی فیاض علی صاحب عظیم آباد، مولوی فخر الدین صاحب اور شاہ غلام رسول صاحب کانپوری وغیرہ اساتذۂ علم وفلسفہ وتصوف کی صحبتوں سے مستفید ہونے کا اوران کے علمی تذکروں اور باصفا مجلسوں سے لطف اندوز ہونے کا مجھ کو بارہا اتفاق ہوا۔ شاہ صاحب ہی کے دولت خانہ پر مولوی زین العابدین صاحب الہ آبادی سے بھی شرف ملاقات حاصل ہوا۔ بریلی میں مولوی محبوب علی صاحب مراد آبادی کا وعظ سنا اور قنوج میں مولوی محمد علی صاحب ٹونکی کی مجلس وعظ میں شریک ہوا یہ حضرت مجدّد العصر مولانا سیّد احمد صاحب بریلوی قدس اللہ سرہ کے خلیفہ اور مولوی حیدر علی صاحب ٹونکی کے چھوٹے بھائی تھے اور بہت خوش بیان واعظ تھے۔ (مآثر صدیقی، حصہ دوم، ص:۶)

خواب میں حضور ﷺ کی زیارت:۔ والا جاہ مرحوم نے جناب رسالت مآب ﷺ کے دیدار پُر انوار سے خواب میں مشرف ہونے کا ذکر اس نظم میں کیا ہے اس کا واقعہ یہ ہے کہ ماہ رجب ۱۲۷۳ ہجری میں وقت تہجد قریب صبح صادق جبکہ وہ قنوج میں تھے انہوں نے خواب میں

دیکھا تھا کہ وہ محل سرا سے اٹھ کر مردانخانہ میں آئے ہیں وہاں صحن میں چھوٹے چھوٹے تخت بچھے ہیں اوران تختوں کے نیچے آب صافی کی ایک نہر جاری ہے اوراُن تختوں میں سے ایک تخت پرحضور سرور کائنات ﷺ روحی فداہ رونق افروز ہیں اورآپ کے سامنے انارہائے شیریں کا ایک انبار لگا ہوا ہے آپ کے جانب قفا ایک عمارت بوضع حمام بنی ہوئی ہے اسی اثنا میں کسی نے والا جاہ سے کہا کہ دیکھو نواب محمد مصطفےٰ ﷺ یہاں تشریف فرما ہیں یہ سنتے ہی وہ قریب پہنچے اورادب کے ساتھ سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا یک بہ یک ان کی نظر رسول خدا کے روئے مبارک پر پڑی تو تمام سرپر موئے مشکین نظر آئے جو بنا گوش تک دراز تھے۔ ریش مبارک مدّ ور تھی لیکن نہ طویل نہ عریض بلکہ بقدر یک قبضہ، چہرۂ مبارک چمک رہا تھا قصد کیا کہ آگے بڑھیں نا گہاں تخت کے قریب طغیانی آب کی وجہ سے پاؤں پھسل گیا مگر انہوں نے اپنے آپ کوسنبھالا اور تخت کے ایک جانب قبلہ رو ہو کر آنحضرت ﷺ کے سامنے ادب سے بیٹھ گئے۔ آنحضرت نے مسند سے اُٹھ کر کچھ ارشاد فرمایا جس کو وہ پورے طور پر یاد نہ رکھ سکے مگر اس کے جواب میں یہ عرض کیا کہ میرے یہ نصیب کہاں تھے کہ میں دیدار پُر انوار سے سعادت اندوز ہوتا۔

من و این رتبہ از کجا لیکن مور پروردئہ سلیمان است

رسول خدا ﷺ نے دو انار اُس انبار سے اُٹھائے اور اُن کے قریب قدم رنجہ فرمایا پھر وہ دو انار عطا فرمائے انہوں نے جلدی سے ان اناروں کو لے لیا اس کے بعد کے جو واقعات خواب میں گزرے وہ ان کو بیدار ہونے کے بعد یاد نہیں رہے۔ صرف اتنی بات یاد رہی کہ کسی مکان کے گوشہ سے ایک نرم وحزین آواز سنائی دی اور ایسا معلوم ہوا کہ کوئی شخص چند اشعار مثنوی مولانا روم کے طرز پر پڑھ رہا ہے۔ انہوں نے وہ اشعار خواب میں یاد کر لیے مگر صبح کو جب سو کر اُٹھے تو وہ سب اشعار فراموش ہو چکے تھے صرف ایک مصرع یاد رہ گیا تھا۔ع

فتنہ کم اندر مدینہ می شود

جس وقت یہ اشعار خواب میں انہوں نے سنے تھے اس وقت مدینہ منورہ کی پوری شکل ان کی آنکھوں کے سامنے تھی بیداری کے بعد بھی مدینہ کے در ودیوار جو خواب میں نظر آئے تھے وہ بخوبی یاد رہے۔ والا جاہ کہا کرتے تھے کہ میں نے خواب میں مدینہ کے ایک کوچۂ تنگ کو دیکھا جو بہت پاک وصاف تھا اس کی دیواریں مٹی کی بنی ہوئی دور تک چلی گئی تھیں کہنگی اور قدامت کے آثار اس کے تمام اطراف وجوانب میں نمایاں تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا گویا اس میں آبادی کم ہے اور اُس کے تمام گلی کوچے سنسان پڑے ہوئے ہیں۔ اسی حالت میں کسی جانب سے ایک اور آواز بطرز غزل سنائی دی میں نے اُدھر کان لگائے اور اشعار یاد کر لیے مگر آنکھ کھلنے کے بعد بجز اِس ایک مصرع کے کچھ یاد نہ رہا وہ مصرع یہ ہے۔ع

ما بدانستیم ضعف بد دلی است

''خواب سے بیدار ہونے کے بعد والا جاہ پر صبح تک گریۂ شادی آمیز اور رقت وذوق ووجد کا ایک تلاطم برپا رہا اور ایک عجب سرور اور برد قلب حاصل ہوا۔

سحر کرشمۂ وصلش سنجواب میدیدم زہے مراتب خوامے کہ بہ زبیداری است

والا جاہ نے اِس خواب کی تعبیر خود اِس طرح بیان کی ہے کہ دو انار دینے سے حرمین شریفین کے حصول زیارت کی طرف اشارہ ہے اور مصرع اول میں مدینہ طیبہ کا تمام آفات وحوادث سے محفوظ ومصئون ہونا پایا جاتا ہے اور اُس کی اقامت کے متعلق اِس مصرع میں ایک نہایت لطیف تلمیح ہے اور دوسرے مصرع سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ زمانۂ فتنہ وفساد میں ظلمت کدہ، ہند کو چھوڑ کر دار الاسلام حجاز کی طرف ہجرت نہ کرنا اور تہیدستی اور زاد وراحلہ کی قلت وکمیابی وغیرہ کے عذر ہائے لا طائل کو موانع سفر قرار دینا پست ہمتی اور ضعیف القلبی کی صریح دلیل ہے۔ یہ بیان کرنے کے بعد اِس تعبیر برمحل سے متاثر ہو کر اور شوق زیارت حرمین محترمین سے بیتاب ہو کر وہ دعا کرتے ہیں۔

از گدایان توام شاہ بفرما مددے کوچو مرغسان حرم در حرمت جاگیرم

"رزقنا الله سبحانه اقامة فی بلد رسوله و شهادة فی سبیله" والا جاہ نے اس مبشرہ عظمیٰ کو ایک مستقل نظم عربی میں بھی تحریر کیا ہے۔ اس کے نسبت وہ لکھتے ہیں۔

"بعد ایں مبشرہ فقیر ابن قصہ را صباحِ رویت برشتہ نظم کشیدم و با اینکہ سلیقہ نظم تازی چنانکہ باید بمن ہو دا ما از برکت دیدار جناب سیّد الابرار آن صعب ذلول مذتہیٰ"

وہ ابیات یہ ہیں۔

رایت رسول الله فی النوم لیلة	وقد کنت مشتاقا الیه متمما
فسلمت تسلیما کریما معطرا	و صادفت رجعا نا شریفا معظما
و ناولنی رمانتین برافة	و اولٰی نصیبا من عطاء متمما
و غان تغنی فی جوانب بقعة	بصوتٍ حزین مستبین ترنما
فطار فوادی من غناه تاثرا	وسالت دموعی فی هواه معمما
نسیت اناشید المغنی کلها	سوی المصرعین فی حیالی تقدما
حفظتهما رومالنصحی و کیف لا	هما فی فوادی بارق العشق اضرما
فاحدا هما اومت الی امن طیبة	واخری بضعف القلب والنفس صبرها
فبالضعف لم یبلغ ترابی بارضها	نعم جادشادِ فی مقالٍ تکلّما
وجدّت، به شرح الصدری وهمزة	و عبرت ذاك النوم جزماً مصمما
ساتی الی زوراء طیبة تاویا	و اوی الی بطحاء مکة محرما
اقبل حجرا اسود متواضعاً	واشرب ماء شافیا کان زمزما
والقی رحالی فی ربوع مدینةٍ	وادفن اکراماً بقیعا معظماً

(مآثر صدیقی حصہ دوم، ص:۳۲-۳۴)

اصطلاح نقشبند "سفر در وطن" کا سفر حجاز میں لطف:۔ عازمان حجاز کی جان میں جان آئی جہاز نے لنگر اُٹھایا مگر ساتھ ہی اِس کے سمندری مرض شروع ہوا اور دوران سر اور غثیان کی شکایت پیدا ہوئی جو تین دن تک قائم رہی، چوتھے روز طبیعت بحال ہونا شروع ہوئی پھر تو وقت بہت لطف کے ساتھ گزرنے لگا اور حضرات صوفیہ کی اصطلاح کے مطابق جہاز پر سفر در وطن کا مزہ ملنے لگا۔ (مآثر صدیقی حصہ دوم، ص:۶۹)

ہم آئمہ کی ثقاہت اور دیانت پر اعتماد کرتے ہیں:۔ سب سے پہلے احادیث کو محمد بن شہاب زہری نے مدوّن کیا پھر سعید بن عروہ اور ربیع بن صبیح نے بصرہ میں، معمر بن راشد نے یمن میں، ولید بن مسلم نے شام میں جریر بن عبدالحمید نے رے میں، عبداللہ بن مبارک نے مرو وخراسان میں اور ہیثم بن بشیر رحمہم اللہ نے شہر واسط میں احادیث کے جمع کرنے میں کوشش کی اور تھوڑے زمانہ میں ایک ذخیرہ کافی حدیث کا جمع ہو گیا۔ اِسی زمانہ میں مسائل فقہ کی تدوین بھی عمل میں آئی اور مذاہب اربعہ یعنی مذہب حنفی وشافعی و مالکی اور حنبلی کی بنیاد پڑی۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی دیانت:۔ سب سے پہلے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے جو بڑے عابد زاہد اور متورع کامل تھے اور جن کو خدا نے قوت اجتہاد اور استنباط مسائل کی خاص طور پر قدرت عطا فرمائی تھی، اپنے استاذ امام نخعی رحمہ اللہ کی روایت حدیث واقوال اور اصول پر مذہب حنفی کی بنیاد قائم کی، فقہائے کوفہ نے اس کو استحسان اور پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ خلافت عباسیہ کے زمانہ میں امام صاحب کے شاگرد رشید قاضی ابویوسف رحمہ اللہ کی امارت قضا اور تسلط عام نے اور امام محمد صاحب رحمہ اللہ کی تالیفات نے اس مذہب کو تمام عراق وخراسان وماوراء النہر میں پھیلا دیا۔

امام مالک رحمہ اللہ کی خدمات:۔ اس کے بعد مدینہ منورہ میں امام مالک رضی اللہ عنہ نے جو حدیث وفقہ اور زہد وورع کے عامل و عارف تھے، مذہب مالکی کی بنیاد ڈالی۔ان کی بے نظیر صحیح و جامع کتاب ''مؤطا'' نے اسلامی دنیا میں شہرت وقبولیت عام حاصل کی۔ان کے شاگرد زیاد بن عبدالرحمٰن بسطور رحمہ اللہ اور یحییٰ بن اُندلسی رحمہ اللہ وغیرہ نے اطراف مغرب واندلس میں خلیفہ مرتضٰی بن ہشام کے ظلِ حمایت میں جو منتصر باللہ کے لقب سے ملقب تھا،اس مذہب کو خوب فروغ دیا،اس سے پہلے لوگ اوزاعی رحمہ اللہ کے طریقہ پر تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کی ثقاہت:۔ اس کے بعد امام شافعی رضی اللہ عنہ نے جو معارف کتاب وسنت کے ماہر اور زہد وعبادت اور تقویٰ وطہارت میں بڑا درجہ رکھتے تھے،ایک کتاب اصول کی نئے طرز پر تالیف کر کے مذہب شافعی قائم کیا،اور اگلے دو مذہبوں میں جو کمی رہ گئی تھی اس کو پورا کیا۔اصل یہ کہ امام شافعی رحمہ اللہ سے پہلے حدیثوں نے وہ عام شہرت نہیں پائی تھی جو ان کے زمانہ میں اس کو حاصل ہوئی۔اسی سبب سے جیسا کہ دراسات اللبیب میں لکھا ہے۔حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں''اترکوا قولی بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم''یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مقابل میں میرا قول چھوڑ دو۔

انہیں تینوں مذہبوں کی طرح امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے مذہب حنبلی کی بنیاد ڈالی،ان کا طریقۂ اجتہاد درائے وقیاس جداگانہ اور اصالت کتاب اور معاضدات روایت سے قریب تر تھا۔

بہر حال دوسری صدی کے وسط میں یہ چاروں مذہب قائم ہوئے اور عقائد کے اعتبار سے ان چاروں مذہبوں کے لوگ تین گروہ پر منقسم ہو گئے۔اشعری،ماتریدی،حنبلی،اشاعرہ اور ماتریدیہ میں دس بارہ مسائل کا اختلاف ہے۔حنابلہ اور اشاعرہ وماتریدیہ میں صرف تین چار ہی مسئلوں کا اختلاف ہے بعض علماء نے ان تینوں گروہ کے معتقدات میں تطبیق دیکر اختلاف کو نزاع لفظی بنایا ہے۔للہ الحمد۔

(مآثر صدیقی حصہ سوم،ص:۱۴۶تا۱۴۸)

شیخ عبدالقادر کا مسلک:۔ ان کا اور ان کے تمام خاندان کا مذہب حنبلی تھا۔یہ وہی مذہب ہے جس کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ جیسے سرخیل اولیاء کبار کے مذہب ہونے کا شرف حاصل ہے۔(مآثر صدیقی حصہ سوم،ص:۱۵۱)

محمد بن عبدالوہاب کا مسلک:۔ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ حنبلی مذہب تھے اور اتباع مذہب میں وہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کے طریقہ کی پیروی کیا کرتے تھے۔ان کے مؤلفہ رسائل میں اقوال مقبول اور غیر مقبول دونوں شامل ہیں جس مذہب کی وہ لوگوں کو دعوت دیا کرتے تھے وہ مذہب حنبلی تھا جس کو عامّہ جہلا اور ان کے مخالفین نے مذہب وہابی کے نام سے تعبیر اور مشہور کیا۔

(مآثر صدیقی حصہ سوم،ص:۱۵۳)

کتاب''مقالات احسان'' کی فکر اشاعت:۔ جب ذرا افاقۃ الموت کی وجہ سے حواس میں سکون پیدا ہوا تو انہوں نے حضرت استادی سیدی سندی صدر العلماء مولانا مولوی ذوالفقار احمد صاحب رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ کتاب''مقالات الاحسان''ترجمہ فتوح الغیب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ مطبع مفید عام اکبرآباد سے طبع ہو کر آئی یا نہیں انہوں نے جواب دیا کہ پروف آئے تھے وہ تصحیح کے بعد بھیج دیئے گئے ہیں ان کی رسید بھی مطبع سے آ گئی ہے اور کتاب مذکور بھی غالباً کل پرسوں تک تمام وکمال چھپ کر آ جائے گی پھر سر اٹھا کر دریافت کیا کہ آج کیا تاریخ ہے مولانائے ممدوح نے فرمایا کہ آج جمادی الثانی کی انتیس تاریخ ہے یہ سن کر والا جاہ مرحوم نے کہا کہ آج مہینہ بھی تمام ہوا اور ہماری تالیف بھی تمام ہوئی بعد ازاں تھوڑی دیر تک غفلت وغنودگی کی حالت طاری رہی یہاں تک کہ نصب شب گزر کر تہجد کا وقت آ گیا اور انہوں نے بالین سے سر اٹھا کر دریافت کیا کہ اب وقت کیا ہے لوگوں نے جو موجود تھے کہا کہ ایک بج چکا ہے یہ سن کر خاموش ہو گئے نصف ساعت کے بعد پھر سر اٹھایا اور دو ایک بار''احب لقاء اللہ''کہہ کر پانی مانگا اور ساتھ ہی اس کے ان پر حالت احتقار طاری ہوئی ہنوز پانی کا ایک جُرعہ بھی حلق سے نہیں اُترنے پایا تھا کہ طائر قدس روح نے قفس عنصری سے پرواز کرنا شروع کیا اور آن واحد میں وہ جامع علوم سنن سید المرسلین

صلی اللہ علیہ وسلم و معارف کتاب رب العالمین کا روشن چراغ ہمیشہ کیلئے گل ہو گیا۔

جنازے کے وقت درویشوں کی آمد:۔ صبح دس بجے تجہیز و تکفین عمل میں آئی تین مرتبہ گیارہ گیارہ اور تیرہ تیرہ صفوں کے ساتھ نماز جنازہ ادا کی گئی علماء اہلسنت ، اعیان دولت ، اخوان ریاست ، افسران فوج ، رعایا شہر ، کے کثیر افراد طلباء علم اور یتیمان خرد سال کا ایک جم غفیر شریک جنازہ تھا جس وقت جنازہ تاج محل سے روانہ ہو کر شاہراہ عام پر گزرا تو ایک درویش صوف پوش نے بے ساختہ ''کل من علیھا فان و یبقٰی وجہ ربك ذوالجلال والاکرام'' کا نعرہ لگا کر ایک رقت آمیز لہجہ میں نعش کی طرف اشارہ کر کے والا جاہ مرحوم کے ذاتی مناقب کے متعلق بہت سے الفاظ کہے اُن میں سے یہ چند لفاظ یاد رہ گئے۔

سیّد والا خطاب بود تابع سنت و کتاب بود سفینۂ علم و وقار بود خزینہ حلم و انکسار بود دارائے عقل و فراست بود دسالا رعزم و ارادت بود الغرض مردے بود۔

جب جنازہ مقبرہ میں پہنچ کر ایک درخت کے سایہ میں رکھا گیا تو اس وقت ایک عربی وضع باوقار بزرگ روشن چہرہ قبائے عربی اور سبز عمامہ زیب سر کیے اور عصا ہاتھ میں لیے ہوئے جس کے حصّہ زریں میں ایک آہنی پھل لگا ہوا تھا اپنے چار پانچ توابع کے ساتھ تشریف لائے اور ایک مؤدب طریقہ کے ساتھ قبلہ رو ہو کر نعش کے گرد حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے اور اپنے عصاؤں کو جھنڈوں کی طرح زمین میں گاڑ کر نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہے یہاں تک کہ نعش کو قبر میں اُتارنے کا وقت آ گیا اور وہ دفینۂ علم و فضل اور خزینۂ شریعت و عرفان زیر خاک دبا دیا گیا۔

گریان جگر زمین کُشادند و آن کان شرف درد نہادند

اللھم اغفرہ وارحمہ رحمۃ و اسعۃً و ظاھرۃً و باطنۃً

حقیقت حال یہ ہے کہ ایک عالم اور عارف باللہ جس کا ایک ایک قدم اپنے لیے نہیں بلکہ تبلیغ احکام الٰہی و اتباع سنن رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پناہی علوم شرعیہ و معارف قرآنیہ کے نشر و اشاعت کی جدوجہد میں اُٹھا ہو جس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ احیاء دین اصلاح عقائد، عباد و تنظیم اعمال اُمت اماتت بدعات وسئیات اور'' کلمۃ اللہ ھی العلیاء'' کی حمایت میں صرف ہوتا رہا ہو اگر چہ اس کی موت واقعاً موت نہیں کہی جا سکتی۔ (مآثر صدیقی حصہ سوم، ص:۲۰۰ تا ۲۰۲)

ایصال ثواب کے مختلف ذرائع: بعد وفات والا جاہ مرحوم رئیسۂ عالیہ نے بغرض ایصال ثواب دو ڈھائی سو پارے چھپائے پوشیدنی اور بہ تعداد کثیر طعام و زر نقد طلبہ علم دین اور فقراء و مساکین کو تقسیم کیا اور یہ مصارف خیر کا سلسلہ اپنے حین حیات تک جاری رکھا جو ملازمین دفتر جاگیر والا جاہ مرحوم میں ہم لوگوں کی ضرورت و حیثیت سے زائد تھے۔ (مآثر صدیقی حصہ سوم، ص:۲۰۶)

بکثرت لوگوں کا بدنی ایصال ثواب:۔ میں اس موقع پر اس سچی بے ریا اسلامی ہمدردی کو فراموش نہیں کر سکتا نہ ان کا متشکرانہ ذکر کیے بغیر آگے بڑھ سکتا ہوں جو بعض غریب و تہدست معتقدین و ارادتمندان خاص والا جاہ مرحوم سے مختلف ممالک میں بروقت وفات ظہور میں آئی سچ یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے اپنی طاقت و معذرت کے موافق ایصال ثواب میں پوری کوشش کی اور حق ارادتمندی اور اسلامی ادا کیا شاہ جعفر حسین صاحب متوکل نے دس مرتبہ اور حافظ شرف الدین خان صاحب نے چار مرتبہ اور خواجہ آغا میر صاحب متولی مسجد سواران نے دو مرتبہ اور تمام طلبہ مدرسۂ اسلامیہ ہر دوئی نے بارہ مرتبہ قرآن کریم پڑھ کر ان کی روح پر فتوح کو بخشا محمد عبدالرحیم صاحب رزاقی نے ایک من غلہ اور پچیس ہزار مرتبہ کلمۂ طیبہ اور دو مرتبہ قرآن مجید پڑھ کر بخشا اسی طرح ایک شریف...... بیوہ نور النساء صاحبہ نامی نے دس سیر خیرات کیا اور ایک مرتبہ قرآن شریف پڑھ کر بخشا جزاہم اللہ خیر الجزاء۔ (مآثر صدیقی حصہ سوم، ص:۲۰۶ تا ۲۰۸)

صوفیاء سے حسن اعتقاد:۔ سنی خالص محمدی رح موحد بحت متبع کتاب و سنت حنفی مذہب نقشبندی مشرب تھے اور ہمیشہ طریقہ اسلاف پر مذہب حنفی کی طرف اپنے کو منسوب کرتے تھے مگر عملاً و اعتقاداً اتباع سنت کو مقدم رکھتے تھے چنانچہ خود لکھتے ہیں۔ باقتفائے نیاکان بزرگ و

دانشمندان سترگ در ظاہر انتساب بروشِ امام ابوحنیفه رحمه الله معروف است لیکن ہموار گفتار و کردار رہا اتباع سنت آرایش دارد۔

لیکن بایں ہمہ تمام ائمہ مجتہدین اور سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے ساتھ نہایت عقیدت اور حسن ارادت رکھتے تھے چنانچہ خود لکھتے ہیں میں تمام اہل بیت اطہار وصحابہ کرام وتابعین وائمہ مجتہدین و جماعت محدثین و زمرۂ مُتبعین وفقہائے متقین وصوفیائے صالحین کے حق میں خوش اعتقاد ہوں اور اپنے دل میں ان کی محبت کا شہود پاتا ہوں اور دل تمنا کرتا ہے کہ کاش ان کی صحبت نصیب ہوتی ہم ایسے زمانہ میں آئے ہیں کہ ہم کو دین پر ثابت قدم رہنا مشکل پڑ گیا ہے۔ مقامات احسان وعرفان کا حاصل کرنا کجا ''اللھم یا مقلب القلوب ثبت قلوبنا علی دینك''۔ (مآثر صدیقی حصہ چہارم، ص: ۱ تا ۲)

نواب صاحب کا معتدل مسلک:۔ مجھ کو معلوم ہے کہ ان مذاہب اربعہ میں حق دائر ہے مگر منحصر نہیں اس لیے کہ محدثین وظاہر یہ، و صوفیائے کرام سب میں حق متحقق ہے بلکہ یہ لوگ افضل اہل حق ہیں۔ میں ان ائمہ اربعہ میں سے ہر ایک امام مجتہد کا محبّ وخادم ہوں۔ پس اگر اپنے کو کسی امام کی طرف مضاف کروں تو یہ اضافت درست ہے۔ (مآثر صدیقی حصہ چہارم، ص: ۳)

ائمہ کی عقیدت وادب:۔ کے نسبت وہ لکھتے ہیں کہ امام اعظم کوفی رضی اللہ عنہ کو ائمہ اربعہ اجتہاد میں شرفِ تقدم حاصل ہے، وہ اور امام دار الہجرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ وامام شافعی رضی اللہ عنہ وامام احمد رضی اللہ عنہ یہ چاروں اکابر قرون ہجرت مشہود لہا بالخیر کے قرن ثالث میں موجود تھے۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ''خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم'' (الحدیث متفق علیہ) اس حدیث میں اگر لفظ قرنی کو زمانۂ حیات نبوت سے مخصوص قرار دیا جائے جیسا کہ بعض علماء اعلام کا مسلک ہے تو دو قرن صحابہ اور تابعین کے باقی رہتے ہیں اور ان لوگوں کے نزدیک جو زمانۂ امام اعظم رضی اللہ عنہ میں بعض صحابہ کا موجود ہونا تسلیم کرتے ہیں گو امام صاحب نے ان کو نہ دیکھا ہو۔ ''علی اختلاف خبرین فی تعریف التابعی'' اس صورت میں امام ہمام رضی اللہ عنہ جماعت تابعین میں داخل ہیں اور اگر لفظ قرنی سے صحابہ کا قرن مراد لیا جائے تو تبع تابعین بھی اس حدیث میں شامل ہیں لیکن قول اوّل اظہر ہے۔ اس صورت میں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ تبع تابعین میں داخل ہیں۔ یہ بجائے خود ایک عظیم الشان فضیلت ہے اس لیے کہ خیریت کا لفظ تینوں زمانوں پر حاوی ہے ان ائمہ عظام اور اصحاب خیر القرون کے حق میں جن کے فضائل ومناقب کتب صحیحہ میں مرقوم ہیں۔ حاشا وکلا کبھی کوئی سوءظن ہمارے دل میں خطور نہیں کرتا و نعوذ بالله من جمیع ماکرہ الله اگر یہ اکابر ملت نہ ہوتے تو قرآن کریم کو کون ہم تک پہنچاتا اور اجتہاد کا باب کون ہمارے منہ پر مفتوح کرتا۔ اگر یہ حاملان علوم نبوت وناقلان روایات ملت مطعون اور مجروح قرار دیئے جائیں اور ان کی شان میں سوءظن روا رکھا جائے تو پھر وہ کون ہے جس پر سلف صالحین کا اطلاق کیا جائے یہ حسن عقیدت اور ارادت صرف امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے جو تمام مجتہدین میں علم وفضل وعمل کے لحاظ سے اوّل درجہ رکھتے ہیں بلکہ تمام ائمۂ عظام، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ اور ان کے نظراء جو جھابذۂ حدیث وسنت تھے سب کے ساتھ ہے۔ اور حفظ مراتب ونگہداشت مناصب میں سب کا حکم یکساں اور حکم واحد ہے ''قد جعل الله لکل شیء قدرا'' حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ثابت رحمہ اللہ جب صغرسنی میں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کے حق میں اور ان کی ذرّیت کے حق میں دعائے برکت دی۔ حضرت امام فرماتے ہیں کہ ہم اپنے حق میں قبولیت دعا کے امیدوار ہیں۔

والا جاہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ، عالم، عابد، زاہد، متورع، متقی، دائم التضرع الی اللہ تعالیٰ اور کثیر الخشوع تھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص فقہ میں تبحر حاصل کرلے وہ عیال ابوحنیفہ میں داخل ہے۔ امام صاحب کے تحفظ دین وورع وغیرہ میں کوئی شک نہیں ہے۔

امام اعظم پر الزام کا علمی دفاع:۔ بعض علماء متقدمین نے قلت علم نحو اور ضعف حدیث کی نسبت حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی

طرف کی ہے اس کے متعلق وہ لکھتے ہیں کہ ان عبارات سے ان کا مقصود اظہار طعن و جرح نہیں ہے بلکہ واقعہ کا اظہار ہے۔ اس لیے کہ امام عالی مقام کے فضائل اور مناقب میں مطاعن کی گنجایش نہیں ہے اگر کوئی شخص ایسے اکابر پر از راہ نفسانیت و تعصّب جرح کرے تو یہ محاربہ خداوند تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ دشمنی اولیاء خدا کے ساتھ غضب الٰہی کا باعث ہوتی ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ ہم اگر حضرت امام ہمام رضی اللہ عنہ کو قلیل النحو اور قلیل الروایت فرض بھی کر لیں تو اس سے ان کے علوم وفضائل میں کوئی خلل نہیں واقع ہوسکتا، اس لیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم افضل امت ہیں۔ ان کے نسبت یہ بات اجماع اُمت سے ثابت ہے کہ ان میں ایسے اصحاب بھی موجود تھے جو حدیث کا علم قلیل رکھتے تھے پس اگر امام اعظم رحمہ اللہ نے بعض صحابہ کے مطابق روایت حدیث کم کی تو اس میں کون سی قباحت لازم آئی علم نحو حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے ایجادات میں سے ہے اور تمام صحابہ بوجہ حادث ہونے کے اس کی مزاولت نہیں رکھتے تھے بلکہ وہ اس علم کے نام ونشان تک سے ناآشنا تھے جو شخص اس قسم کے امور کو امام مقبول کے ازدرا پر محمول کرتا ہے وہ سخت نامعقول ہے اور خیر القرون کی قدر وعظمت سے محروم ہے۔ یہ لکھنے کے بعد پھر آگے چل کر وہ لکھتے ہیں کہ ''جمیع احادیث نبوت کے احاطہ کرنے کا ادّعا افراد اُمت میں سے کسی کے امکان میں نہیں ہے۔

عنقا شکار کس نشود دام باز چین   کہ آنجا ہمیشہ بادبدست است دام را

خلفائے راشدین اور اجلۂ صحابہ کے حال پر بہ نظر عبرت دیکھو، حالانکہ وہ حالات وافعال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وسنت مطہرہ کے اعلم تھے مگر ذروۂ احاطہ علم احادیث تک ان کی بھی رسائی نہ تھی۔ خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو بیشتر اوقات سفر وحضر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے اور مسلمانوں کے معاملات میں مشورہ اور انواع واقسام کی گفتگو کیا کرتے تھے۔ یہی حال حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا تھا۔ آنحضرت ﷺ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ ''دخلت انا و ابوبکر و عمر و خرجت انا و ابوبکر و عمرو ذھبت انا وابوبکر و عمرجئت انا و ابوبکر و عمر ''یعنی فلاں مقام پر داخل ہوا اور میرے ساتھ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور عمر (رضی اللہ عنہ) تھے اور فلاں جگہ سے نکلا اور میرے ساتھ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور عمر (رضی اللہ عنہ) تھے اور فلاں جگہ گیا اور میرے ساتھ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ورعمر (رضی اللہ عنہ) تھے اور فلاں مقام سے آیا اور میرے ساتھ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور عمر (رضی اللہ عنہ) تھے۔ باوجود اس معیت کے اکثر احادیث کا علم ان کو نہ تھا ایک مرتبہ لوگوں نے میراث جدّہ کا مسئلہ دریافت کیا تو حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کتاب الٰہی میں اس کے متعلق ذکر نہیں۔ اور نہ سنت میں اس کو میں پاتا ہوں خیر اور لوگوں سے پوچھوں گا جب آپ نے لوگوں سے اس کا استفسار کیا تو مغیرہ بن شعبہ اور محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہما نے گواہی دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جدہ کو چھٹا حصہ دلوایا عمران بن حصین کو بھی اس سنت کا یقین تھا ''رفع الاعلام'' اور ''اعلام الموقعین'' ''اور حجۃ اللہ البالغہ'' میں یہ مرقوم ہے اسی طرح ''شرح مسلم'' میں نووی نے اور ''ارشاد الساری'' میں قسطلانی نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حدیث ''امرت ان اقاتل الناس الی آخرہ'' یاد نہیں رہی تھی۔

صحیحین اور ترمذی اور اعلام اور ایقاف میں لکھا ہے کہ حدیث رجوع بعد استیذ ان سہ بار کا علم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نہ تھا یہاں تک کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری اور ابوسعید خدری اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم نے ان کو اس کی خبر دی۔ اسی طرح سنن ابی داؤد، مسند دارمی اور ارشاد الساری اور حجۃ اللہ البالغہ اور دراسات اللبیب میں مذکور ہے کہ حدیث ودیت جنیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم نہیں تھی مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ان کو مطلع کیا۔ بعض ابواب ربا پر بھی ان کو اطلاع نہ تھی چنانچہ وہ یہ تمنا کیا کرتے تھے کہ کاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں گفتگو ہوئی ہوتی۔ اعلام وجُنّہ میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کا علم نہ تھا کہ زن متوفی عنہا کو جس مکان میں موت ہوئی ہے اس میں عدت پوری کرنی چاہیے یہاں تک کہ فریعہ بنت مالک اور ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن نے اپنا قصّہ جبکہ ان کے شوہر وفات پا چکے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور یہ روایت نقل کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ''امکثی فی بیتك حتیٰ یبلغ الکتاب اجله'' تم اپنے مکان میں ٹھہری رہو یہاں تک کہ زمانہ عدت گزر جائے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ روایت اخذ کی۔

اسی طرح وہ اقل مدّت حمل سے بھی واقف نہ تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ آیت کریمہ "و حمله و فصاله، ثلثون شهرا "دوسری آیت "والوالدات یرضعن اولاد هن حولین کاملین" یاد دلائی تب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی طرف رجوع کیا۔

صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو باوجود کثرت دانش وعلم وفضل جس کی نظیر موجود نہیں، یہ حدیث "نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث ماترکناه صدقه" یاد نہ تھی اور "ارشاد الساری" میں لکھا ہے کہ ان کو حدیث لاتعذبوا بعذاب الله محفوظ نہ تھی۔

"صحیح مسلم" میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حرمت حمار اہلی کی حدیث سے واقف نہ تھے، اور شرح صحیح مسلم میں ہے کہ عدم جواز نکاح متعہ کی حدیث بھی ان کو معلوم نہ تھی۔ اسی طرح موطا اور سنن ابن ماجہ میں مرقوم ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث مسح خفین مخفی رہی۔

اسی طرح حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے حدیث شعار ہدی ورفع الیدین مواضع اربعہ نماز میں وجہر بہ آمین وقرأت فاتحۂ خلف الامام وغیرہ مخفی رہی اور امام مالک ابن انس رضی اللہ عنہ کو حدیث صیام شش گانۂ شوال پر وقوف نہ تھا۔ وہ اس کو عمل اہل جفا اور رسم جاہلیت جانتے تھے اور کہا کرتے تھے "لم یبلغنی ذلك و عن احد من السلف" اصل یہ ہے کہ جمع وتدوین کتب سنن کی انقراض متبوعین کے بعد ہوئی ہے۔

(مآثر صدیقی حصہ چہارم، ص:۶ تا۱۲)

تقلید اور غیر تقلید کفر کا مسئلہ نہیں:۔ ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ تقلید علم اصول فقہ کا ایک جزوی مسئلہ ہے یہ مسئلہ اس قابل نہیں کہ نوبت تضلیل وتکفیر تک پہنچائی جائے اور اس قدر قلاقل وزلازل برپا کی جائیں۔

اسلاف واکابر کا دفاع:۔ چند بدنام لوگ سلف صالحین کے رسوا کرنے میں اپنے منہ کو اپنے نامۂ اعمال کی طرح کرتے ہیں۔ و نعوذ بالله من الخذلان۔ اگر کوئی متبع کسی امام یا عالم پر باتعین طعن وقدح کرتا ہے تو وہ مغتاب ہے اور غیبت زنا سے بھی بدتر ہے جب احاد امت کی غیبت کرنا حرام ہے تو پھر جو ائمہ وعلماء آخرت ہیں جو شخص ان کی غیبت کرتا ہے تو اس کا لعن وطعن اسی مغتاب پر عود کرتا ہے۔ یہ مذہب رفض کا شیوہ ہے نہ مذہب اہل سنت کا۔

مسلمان طالب آخرت کو اس قدر کافی ہے کہ وہ علم حق حاصل کر کے بقدر استطاعت خود عمل کرے اور مناظرہ اور مکابرہ سے بچے اور بحث ومجادلہ سے دور رہے۔

دانی کہ چنگ و عود چہ تقریر می کنند پنہاں خورید بادہ کہ تکفیر می کنند

ابتدائے طالب علم سے اب تک میری عمر پچپن برس کو پہنچی مگر میں نے کبھی کسی طالب علم یا عالم یا درویش سے مناظرہ مباحثہ مجادلہ اور مکابرہ نہیں کیا نہ کوئی کتاب یا رسالہ کسی شخص معین کے ردّ وقدح میں لکھا حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

"ماضل قوم بعد هدی کانوا علیه الااوتوا الجدل ثم قرء رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم هذا الایة ماضر بوه لك الا جدلا بل هم قوم خصمون"۔

کوئی قوم ہدایت پانے کے بعد گمراہ نہیں ہوئی جب تک ان میں مجادلہ شروع نہیں ہوا پھر آنحضرت ﷺ نے یہ آیت شریف پڑھی۔

بہر حال جو شخص علم محض خدا اور آخرت کیلئے حاصل کرتا ہے وہ ہرگز اس قسم کے خلفشار میں نہیں پڑتا یہ گاؤ زوری اور انتفاخ عروق گردن اور بالآخوانی انہیں لوگوں کا کام ہے جو لذت علم اور طالب آخرت سے محروم ہیں حدیث میں اس فعل کو نفاق کا ایک شعبہ فرمایا ہے۔

(مآثر صدیقی حصہ چہارم، ص:۲۲ تا۲۴)

مقلدین کے بارے میں رائے:۔ والا جاہ لکھتے ہیں کہ میں نے آج تک کسی مقلد مذہب کو برا نہیں کہا اگرچہ ترک تقلید پر بہت کچھ لکھا میں کسی مقلد صادق صحیح الارادہ عامل صالح متقی کو برا نہیں جانتا اور عوام متبعین سنت جو علم وعمل سے محض بے بہرہ ہیں ان کو بھی اچھا نہیں سمجھتا۔ اب نہ فقہا باقی رہے اور نہ عامل بالحدیث یہ ہی تلاعب باقی رہ گیا ہے۔ (مآثر صدیقی حصہ چہارم، ص:۲۵)

توحید وجودی و توحید شہودی:۔ مصطلحات صوفیہ کے یہ دو مسلمہ مسئلے ہیں والا جاہ مرحوم ان ہر دو مسائل کا اپنی کتاب دین الخالص اور کتاب خطیر القدس میں ذکر کر کے اس کا فیصلہ اس طرح کرتے ہیں۔

وجودیان گویند که درحق تعالیٰ و عالم غیبیت حقیقی است و غیریت مجازی ست چون دریا و حباب که درظاہر حباب از دریا جداست و درحقیقت یکے و شہودیان می گویند که درحق تعالیٰ و عالم غیرت حقیقی است و غیبیت مجازی چون آتش و آہن که ہر گاه آہن برنگ آتش رنگین گرد و آتش می نماید حالانکه آتش جداست و آہن جدا.

مخدوم میلا پوری برآن رفته که درحق تعالیٰ و عالم ہم غیبیت حقیقی است وہم غیریت حقیقی و این احداث قول ثالث است

قائلین وحدت وجود کہتے ہیں کہ ذات باری تعالیٰ اور عالم میں عینیت حقیقی ہے اور غیریت مجازی جس طرح دریا اور حباب میں کہ بظاہر حباب دریا سے جدا ہے اور حقیقت میں ایک ہے اور قائلین وحدت شہود کہتے ہیں کہ ذات باری تعالیٰ اور عالم میں غیرت حقیقی ہے اور عینیت مجازی جس طرح آگ اور لوہے میں لوہا جب گرم ہوجاتا ہے تو وہ ہمرنگ آتش ہوجاتا ہے اور مثل آتش نظر آتا ہے حالانکہ آگ اور چیز ہے اور لوہا اور چیز ہے۔

مخدوم میلا پوری فرماتے ہیں کہ خدا اور عالم میں عینیت حقیقی بھی ہے اور غیریت حقیقی بھی اور یہ تیسرا قول ہے، خدا فرماتا ہے کیا ان لوگوں نے قرآن حکیم میں تدبر نہیں کیا اگر واقعی جو کہتے ہیں وہ خدا کے طرف سے ہوتا تو اس میں اس قدر کثیر اختلاف کیوں ہوتا۔

پھر لکھتے ہیں۔

”قال الشیخ المحدث الدهلوی رحمه الله ان لكل زمان قرنا ولكل قرن علما اصابهم فی تقاسیم رحمة الله عزوجل و اذا تاملتم حال اوائل هذا الامة المرحومة حین لم تدون علوم الشرع ولا فنون الآدب الا وقع كثیر بحث و انه لم یزل الهام الحق سرافی صدورهم علما بعد علم علے حسب حكمة فی كل دورٍ لم یخف علیكم هذا المعنی و ان نصیبنا فی هذا الدور من تقاسیم رحمة الله ان یجتمع فی صد ورنا علوم علماء هذا الامة معقولها و منقولها و مكشو فهما و ینطبق بعضها علی بعض و یضمحل الخلاف بینهما و یستقر كل قول فے مقره فهذا الا صل منسحب علے فنون العلم من الفقه والكلام والتصوف وغیرها بحمد الله و توفیقه و اعلموا ان معرفة الحق علے ما قاله الخضر علیه السلام كبحر لجی لا مبتداء له ولا منتهی و ان المتكلمین بها كا لا برة المغموسة فیه لم ینقص من البحر شیئا اوكا لعصافیر تشرب منها حاجتها ثم تصدر فكل واحد لایخبر الا عن كمال ولا یصف الاجمال دون جمال۔ و علی تفنن واصفیه بوصفه یفنی الزمان و فیه مالم یوصف“۔

حضرت شیخ احمد محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہر ایک زمانہ کیلئے ایک قرن ہوتا ہے اور ہر قرن کے مخصوص علما ہوتے ہیں جن کو رحمت الٰہی میں سے کچھ حصے پہنچ جاتے ہیں اگر تم اس امت مرحومہ کے زمانہ اوائل پر غور کرو جبکہ علوم شریعت اور فنون ادب مدوّن نہیں ہوئے تھے اور نہ اس قدر کثرت سے بحثیں ہوا کرتی تھیں صرف الہام حق سے ان کے سینوں میں مطابق اقتضائے حکمت علوم کا القا ہوا کرتا تھا اور ہر ایک دور کا یہی حال تھا تو تم سے یہ امر مخفی نہیں رہ سکتا کہ ہمارے اس زمانہ میں رحمت الٰہی کے حصول میں سے ہم کو ایک ایسا حصہ ملا ہے جس نے تمام علماء سلف کے علوم کو ہمارے سینوں میں جمع کر دیا ہے۔ خواہ وہ علوم معقول ہوں یا منقول یا اکتشافات بعض علوم تو ایک دوسرے کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں اور جو ایک دوسرے کے خلاف ہیں ان کا ضعف خود بخود ظاہر ہوتا ہے غرض ہر ایک قول کیلئے ایک حد اور مستقر ہے یہ ہی اصول تمام فنونِ علم پر خواہ فقہ ہو یا کلام یا تصوف وغیرہ پر حاوی ہے۔ معرفت حق کے متعلق حضرت خضر علیہ السلام کا قول ہے کہ معرفت الٰہی ایک دریائے ناپیدا کنار ہے نہ اس کی ابتدا ہے نہ انتہا اور متکلمین معرفت الٰہی کے خوض میں ایسے ہیں جس طرح دریا میں کوزے ڈوبے ہوئے ان کوزوں سے دریا کے پانی میں

کچھ کمی نہیں واقع ہوتی یا مثل پرندوں کے ہیں جو اپنی چونچ سے بقدر حاجت پانی پی لیا کرتے ہیں پس ہر ایک متکلم اور محقق جو کچھ بیان کرتا ہے وہ کمالات ربانی میں سے کسی ایک کمال کو اور شیون جمال الٰہی میں سے کسی ایک خاص شان جمال کو ظاہر کرتا ہے۔

ہر ایک تعریف کرنیوالا ایک وصف اپنے مذاق کے موافق بیان کرتا ہے۔ زمانہ یوں ہی ختم ہو جائے گا مگر تعریف نہیں ختم ہوگی۔

پھر لکھتے ہیں: اس قسم کے موقعوں پر سامعین میں بہت کچھ اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں لیکن جو شخص ان اختلافات کے اصل حقیقت و مقام سے واقف ہوتا ہے وہ ہر ایک شخص کے قول کے محل و موقع کو پہچان کر اس کو اسی حد پر قائم رکھتا ہے اور تمام اقوال کو صحیح جانتا ہے لیکن جو شخص مختلف تقریروں اور اشاروں کو سنتا ہے لیکن ان کے محل و موقع سے واقف نہیں ہوتا جہاں اس قسم کے اختلافات پیش نہیں آتے وہ متحیر ہو کر رہ جاتا ہے جس طرح نابینا لوگ کسی درخت کے پاس آ کر اس کو چھوتے ہیں اور اس کا ذائقہ چکھتے ہیں تو ان میں سے کسی کا ہاتھ تو درخت کے تنا پر پڑتا ہے اور کسی کا ہاتھ اس کے پتوں تک پہنچتا ہے اور کسی کے ہاتھ میں اس کی شاخیں آ جاتی ہیں اور کسی کو اس کے شگوفہ تک رسائی ہوتی ہے اور کوئی پھول یا ان کے پھلوں تک پہنچ جاتا ہے پھر وہ آپس میں بیٹھ کر باتیں کرنے لگتے ہیں کوئی ان میں سے کہتا ہے کہ یہ درخت اجسام میں سے ہے دوسرا کہتا ہے کہ نہیں تیسرا کہتا ہے کہ یہ غایت درجہ تر و تازہ نرم ہے چوتھا کہتا ہے کہ یہ تو نہایت خشک اور سخت ہے اور پانچواں کہتا ہے اس میں تو غایت درجہ کی حلاوت ہے چھٹا کہتا ہے کہ یہ تو نہایت کڑوہ اور بدبودار ہے۔ ساتواں کہتا ہے کہ اس میں تو کسی قسم کا ذائقہ ہی نہیں ہے آٹھواں کہتا ہے کہ اس کی تو بہت پاکیزہ خوشبو ہے۔ نواں کہتا ہے کہ مجھ کو تو اس میں کسی قسم کی بو کا شائبہ بھی نہیں معلوم ہوتا۔ غرض جتنے منہ اتنی باتیں سب ایک دوسرے کو جھٹلانا شروع کرتے ہیں۔ اسی اثنا میں ایک شخص آتا ہے جو صاحب بصارت اور بصیرت ہوتا ہے اور اس میں بہت سے ایسے اوصاف ہیں جن کی لوگ مدح کیا کرتے ہیں۔ مثلاً خوش آوازی طاقت و زور قوائے سامعہ و ذائقہ اور لامسہ کا کامل ہونا۔ وہ ان سب کی گفتگو سن کر کہتا ہے کہ تم سب کا بیان درحقیقت بالکل صحیح ہے البتہ تمہارا اپنی ہی تحقیق و حصر کر لینا اور اس کو کامل سمجھ لینا سراسر غلط اور خطا ہے پھر وہ ہر ایک قول کا مرجع اور ہر ایک اشارہ کا جو مشار الیہ اور مرکز ہے وہ ان کو سمجھا دیتا ہے۔

یہ تمثیلی واقعہ بیان کر کے والا جاہ لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک مسئلہ وحدت وجود کا شرع شریف میں کہیں صراحتاً ذکر نہیں ہے حضرت صوفیہ رضی اللہ عنہم نے اپنے کشف و شہود کی تائید کیلئے جن کا مدار اس مسئلہ پر ہے قرآن و حدیث کچھ ارشادات اخذ کیے ہیں مثلاً یہ آیت ''الا انه بكل شي محيط'' یا یہ آیت ''كل شي هالك الا وجهه'' یا یہ حدیث '' لودليت بحبل الى الارض السابعة السفلى لهبط على الله و ان الله قبل وجهه '' اگر تم ایک رسی لٹکاؤ اور اس کو تحت الثریٰ تک پہنچا دو تو وہ رسی خدا تک پہنچے گی اور خدا اس کے سامنے ہوگا ظاہر ہے کہ یہ اشارات اس مسئلہ پر صراحتاً دلالت نہیں کرتے اس لیے علماء ظاہر نے ان اشارات کو اُلٹ کر صوفیائے کرام کو الزام دیا ہے اور کہا ہے کہ آیت ''الا انــــــه بكل شي محيط ایک صریح دلیل غیریت پر ہے کیونکہ محاط سے محیط ایک جداگانہ چیز ہے اسی طرح آیت کریمہ ''كل شي هالك الا وجهه'' میں لفظ ہالک سے ہالک فی المستقبل مراد ہے نہ ہالک فی الحال علی ہذا ہابط یعنی رسی خدا سے ایک جدا چیز ہے۔ غرض جب وحدت وجود کی بنا اسی پر ٹھہری کہ آگے اور پیچھے اور نیچے اور اوپر سب جگہ خدا ہی کی ذات ہے تو پھر قبل وجہ کہنے کی تخصیص کی کیا ضرورت ہے یہ اشارات کسی طرح ثبوت مدعا میں پیش نہیں ہو سکتے۔ بہر حال اس مسئلہ وحدت وجود کا دار و مدار حضرات صوفیہ کے کشف و شہود پر ہے اور علماء اور صوفیہ نے اس کے متعلق بہت سی کتابیں اور رسائل لکھے ہیں۔ مثلاً طبقہ قادریہ میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ، شیخ صدر الدین قونوی رحمہ اللہ، شیخ عبدالکریم جیلی رحمہ اللہ، شیخ عبدالرزاق جھجانوی رحمہ اللہ، شیخ امان اللہ پانی پتی رحمہ اللہ اور طبقۂ کبرویہ میں شیخ جلال الدین رومی رحمہ اللہ، شیخ شمس الدین تبریزی رحمہ اللہ طبقہ سہروردیہ میں شیخ فرید الدین عطار رحمہ اللہ طبقہ چشتیہ میں سید محمد گیسو دراز رحمہ اللہ، سید جعفر بر مکی رحمہ اللہ، طبقہ و نقشبندیہ میں خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ، ملا نور الدین جامی رحمہ اللہ، ملا عبدالغفور لاری رحمہ اللہ، خواجہ باقی باللہ کابلی رحمہ اللہ، شیخ عبدالرزاق کاشی رحمہ اللہ، شمس الدین فناری رحمہ اللہ، قیصری رحمہ اللہ، سعد الدین فرغانی رحمہ اللہ وغیرہ اکابر گزرے ہیں۔

ہم لوگ چونکہ ان اختلافات کے بعد پیدا ہوئے ہیں اس لیے ہم کو طرفین میں سے کسی ایک کی طرف جزماً میلان نہیں ہوسکتا۔ مذہب وحدت وجود اور مذہب وحدت شہود دونوں پر اگر نظر ڈالی جائے تو جس طرح ایک جانب بہت سے دلائل ہیں اسی طرح دوسری طرف بھی بہت سی دلیلیں ہیں ہم پر اعتقاداً لازم ہے کہ ہم کسی جانب بھی ضلالت اور گمراہی کا خیال دل میں نہ لائیں کیونکہ اس میں بہت سے علماء کرام اور مشائخ عظام کی تضلیل وتکفیر لازم آتی ہے۔ وحدت وجود کے اثبات یا ابطال میں لب کشائی نہ کرنی چاہیے اگر خود ذی فہم ہے تو اپنی فہم پر قناعت کرے اور اگر وہ نہیں سمجھتا تو ان اقوال کو ان کے قائلین پر چھوڑ دے۔ (مآثر صدیقی حصہ چہارم، ص:۳۱ تا ۸۳)

تصوف وسلوک: والا جاہ لکھتے ہیں کہ علم تفسیر وحدیث وفقہ سنت اور علوم تصوف کا مشغلہ میرے دل پر غالب ومتسلط ہے۔ علم نافع یہی چار علم ہیں یا وہ علوم جو ان کے آلات ومعدات ہیں باقی تمام فنون اسی دنیا میں رہ جاتے ہیں کوئی ساتھ نہیں جاتا۔ تصوف وسلوک میں والا جاہ نے متعدد کتابیں تالیف کی ہیں اور ان میں نہایت شرح وبسط کے ساتھ مسائل تصوف اور اس کے مصطلحات اور اولیاء کبار اور عرفاء کامل کے حالات جمع کیے ہیں۔ ریاض المرتاض اور تقصار جیود الاحرار اور خیرۃ الخیرۃ وغیرہ اسی قسم کی کتابیں ہیں۔ ریاض المرتاض میں اولاً صوفیائے کرام کے اقسام بیان کی ہیں۔ مثلا طلبہ وفقراء وعباد وزہاد وخدام وملامیۃ ومتشبہ محق ومتشبہ مبطل، ومریدان، وسالکان، وسائران، وطائران، ودواصلان، واختیار، وابرار وغوث، ونقباء ونجبا، وبدلا، واولیاء بعد ازاں مضمون ابن خلدون سے اقتباس کر کے صوفیۂ کرام کے حالات میں چار امر قابل بحث قرار دیئے ہیں۔

(امر اوّل) مجاہدات ان کا تعلق اذواق ومواجید اور محاسبۂ نفس واعمال کے ساتھ ہے انہیں اذواق کی منتہا اور غایات کو مقامات کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ (امر دوم) کشف وادراک حقائق عالم غیب جس کا تعلق صفات ربانیہ عرش وکرسی وملائکہ، ووحی، ونبوت، وروح، وحقائق موجودات غائب وشاہد وترکیب اکوان وغیرہ سے ہے۔

(امر سوم) تصرفات انواع کرامات کے ساتھ اکوان وعوالم ہیں۔

(امر چہارم) الفاظ موہمہ یعنی شطحیات۔

بعض لوگ ان امور چہارگانہ کے منکر ہیں بعض محسن ہیں اور بعض تاویلات کے قائل ہیں۔

بہر حال امر اوّل میں کوئی کلام وانکار نہیں ہوسکتا۔ صوفیہ کرام کے اذواق بالکل صحیح ہیں اور ان کا تحقیق عین سعادت ہے اسی طرح امر دوم صحیح ناقابل انکار ہے۔ اگرچہ بعض علما نے اس سے انکار کیا ہے مگر یہ انکار حق کے مقابل میں کوئی چیز نہیں ہے استاذ ابو اسحاق اسفرائینی کے احتجاج پر اشعریہ نے جو انکار کیا ہے وہ صرف تحدی وکرامت کے فرق وامتیاز پر مبنی ہے۔ "وقد وقع للصحابة و اكابر السلف كثير من ذالك و هو معلوم و مشهور" امر سوم یہ انواع متشابہات میں سے ہے اس لیے کہ اس کا تعلق وجدان قلبی سے ہے محض الفاظ ولغت سے ان کی مرادات پر اطلاع نہیں ہوسکی الفاظ تو محض محسوسات متعارفہ کی تعبیر کیلئے وضع کیے گئے ہیں۔

امر چہارم شطحیات اس کا تعلق غلبۂ حال اور واردات سے ہے انصاف یہ ہے کہ صوفیہ کرام غلبۂ حال وواردات کی وجہ سے محسوسات سے بیگانہ وار رہتے ہیں۔ اسی سبب سے بعض اوقات ان کی زبان سے ایسے کلمات صادر ہوجاتے ہیں جو خود ان کے قصد وارادہ سے نہیں ہوتے ظاہر ہے کہ جو شخص مغلوب الحال ہو وہ ہر طرح معذور ومجبور ہے۔

معرفت شیخ:۔ اس کے متعلق ولکھتے کہ کمال اور تکمیل شیخ کی اس پر منحصر نہیں کہ اس سے خوارق عادات کا ظہور ہو یا وہ خواطر پر اشراف رکھتا ہو یا وجد وحال وشوق میں رہتا ہو اس لیے کہ اس قسم کے بعض امور میں تو فلسفی، جوگی اور برہمن بھی شریک ہیں یہ امور انسان کیلئے دلیل سعادت نہیں ہیں شناخت شیخ کامل مکمل کی ہے کہ وہ ظاہر شرع پر مستقیم ہو اور عالم کتاب وسنت ہو تا کہ صفت تقویٰ کا اس پر اطلاق ہوسکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ان اولياو ه الا المتقون"۔

طرق مشائخ موصل الی اللہ کا ذریعہ:۔ مشائخ کے تمام طریقوں کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ ان کا مرجع نسبت حاصل کرنا ہے اور یہ نسبت خدا کے ساتھ ایک انتساب وارتباط ہے جس سے دل کو سکینہ اور نور حاصل ہوتا ہے نسبت ایک کیفیت کا نام ہے جو نفس ناطقہ کے اندر حلول کر جاتی ہے اس وقت نفس ملائکہ کے مشابہ ہو جاتا ہے یہ کیفیت نفس میں طاعات واطہارات اوراذ کارالٰہی پر مداوت کرنے سے پیدا ہوتی ہے اور اس سے یہ سب امورنسبت باطنی کیلئے ایک ملکۂ راسخہ بن جاتے ہیں نسبت کی بہت قسمیں ہیں۔

نسبت محبت، نسبت شوق، نسبت کسر نفس اور حظوظ نفسانی سے برأت اس نسبت کا نام نسبت اہل بیت ہے اور نسبت مشاہدہ بھی اس کو کہتے ہیں لیکن یہ گمان صحیح نہیں کہ مشائخ نے جو اشغال معین کیے ہیں ان کے بغیر نسبت حاصل ہی نہیں ہوسکتی۔ہاں یہ اشغال بھی اس نسبت کے حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو تمام اکابر علماء اس نسبت سے محروم رہتے حالانکہ عمل کے فضائل عبادت کی فضیلت سے بالاتر اور فائق ہیں۔حضرت خواجہ نقشبند رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپ کے شیوخ کا کیا طریقہ ہے آپ نے جواب دیا کہ کوئی شخص کسی سلسلہ سے خدا تک نہیں پہنچا کرتا۔مجھ کو ایک جذبہ پیدا ہوا اس نے مجھ کو اس حد تک پہنچا دیا حالانکہ ان کے شیوخ کا سلسلہ مشہور ومعروف ہے اسی بنا پر کہا جاتا ہے۔جذبة من جذبات الله توازی عمل الثقلین

طے مــی شــود ایــن ره بــدرخشیــدن بــرقــے   مــابــے خبــران مــنتظــر شــمــع وچــراغیم

پھر لکھتے ہیں کہ میں مشائخ کے تمام طریقوں کو موصل الی اللہ جانتا ہوں اور تمام مشائخ سے خواہ ان کا کوئی طریقہ بھی ہو حسن ارادت رکھتا ہوں البتہ میرا اور میرے آبا اور اساتذہ اور مشائخ کا طریقہ نقشبندیہ ہے۔اگرچہ اور طریقوں کی بھی اجازت ہے۔حضرت میرزا مظہر جانجان رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپ نے اس طریقہ مجدّدیہ نقشبندیہ کو اور طریقوں کو چھوڑ کر کیوں اختیار کیا آپ نے فرمایا۔

من این طریقہ را منطبق بر کتاب وسنت یافتم کہ ثبوت آن قطعی است الحمدللہ کہ تا این زمان این طریقہ از جمیع طرق بدعت محفوظ است۔

میں نے اس طریقہ کو بالکل کتاب وسنت کے موافق پایا اور اس کا قطعی ثبوت موجود ہے الحمدللہ کہ اس زمانہ تک یہ طریقہ بدعت کے تمام طریقوں سے محفوظ ہے۔

مولانا جامی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قــدروگــل و مُــل بــاده پــرستــان دانــنــد   نــے خــودمــنشــان و تــنــگــدستــان دانــنــد

ارنبقـــش تــوان بسـوئــے بــے نقـــش شــدن   ایــن نــقـــش غــریــب نــقشبــنــدان دانــنــد

بیعت اصلاح کا استحباب:۔ والا جاہ لکھتے ہیں کہ میں بیعت کرنے کو مستحب جانتا ہوں اگرچہ وجوب کا قائل نہیں ہوں میں نے کسی کے ہاتھ پر بیعت ارادت نہیں کی اس لیے کہ شرط قرآن وحدیث اور شرط سلف صالح کے مطابق مجھ کو کوئی شیخ میسر نہیں ہوا۔

(مآثر صدیقی حصہ چہارم،ص:۴۸ تا ۵۲)

عام سیرت واخلاق:۔ نہایت خوش خلق شیریں،کلام،کم سخن،ظریف الطبع،آزاد وبے پروامزاج،لطیفہ سنج،کثیر الحلم قلیل الغضب منکسر ومتواضع،سب وشتم سے کبھی ان کی زبان آلودہ اور آشنا نہیں ہوئی جب ان کو کسی خادم پر بہت غیظ وغضب آتا تو ان کی زبان سے جو سخت دشنام نکلتی وہ یہ تھی کہ اس کو کاٹ کا احمق کہہ کر خطاب کرتے تھے اور دوران غضب میں پیشانی پر ہاتھ رکھ کر ''لااله الا الله'' کہا کرتے تھے۔

عیدین اور جمعہ کو جب وہ عیدگاہ یا مسجد کے دروازے پر پہنچتے تو اپنا جوتہ خود اُٹھاتے اور جھاڑتے تھے اگر کوئی خادم سر پر آفتاب گیر لگانا چاہتا تو فوراً روک دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس دھوپ سے آفتاب محشر کی گرمی بہت زیادہ ہوگی اس سے کون بچائے گا۔

(مآثر صدیقی حصہ چہارم،ص:۶۸-۶۹)

عالی جاہ کا ٹوپی استعمال فرمانا:۔ عالی جاہ نواب صدیق حسن خان دہلی کی وضع کی گول ٹوپی زیب تن فرمایا کرتے تھے۔
(مآثر صدیقی حصہ چہارم،ص:۷۱)

بادشاہت میں فقیری:۔ ابقاء المنن میں وہ خود لکھتے ہیں کہ میرے پاس کوئی جائیداد ذاتی نہیں رئیسۂ عالیہ کے گھر میں مستعار رہتا ہوں جس دن مر گیا اس دن میرا گھر خانۂ گور ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے احد الحرمین میں موت دی جس کی تمنا دامن گیر ہے تو محض اللہ کا فضل ہوگا۔ میرزا مظہر جانجانان شہید رحمہ اللہ کرایہ کی خانقاہ میں رہا کرتے تھے حالت مقدرت میں بھی انہوں نے کوئی گھر نہیں بنایا کسی نے ان سے اس کا سبب پوچھا تو جواب دیا کہ چھوڑ جانے کو اپنا گھر اور غیر کا گھر برابر ہے۔

داشت لقمان یکے کریچۂ تنگ — چون گلوگاہ نے وسینۂ چنگ
بوالفضولے سوال کرد ازوے — کہ این چہ خانہ است یک بدست وسہ نے
بادم سرود چشم گریان پیر — گفت ہذا لمن یموت کثیر

(مآثر صدیقی حصہ چہارم،ص:۷۵)

معمولات:۔ وہ روزانہ قبل طلوع فجر بیدار ہوا کرتے تھے اور طلوع شمس اور وقت چاشت تک نماز وذکر وفکر الٰہی اور تلاوت واوراد و وظائف میں مشغول اور مستغرق رہا کرتے تھے۔ (مآثر صدیقی حصہ چہارم،ص:۸۵)

صوفی مشرب بزرگ روحانی مسرت کا ذریعہ:۔ نواب مصطفٰے خان بہادر دہلوی مرحوم ومغفور چونکہ ایک عالم متبحر صوفی مشرب اور خدا رسیدہ بزرگ تھے اور والا جاہ کو ان کے دولت کدہ پر دوسال تک زمانہ طالب علمی میں سکونت کا اتفاق ہوا تھا اور ان کی مہربانیوں کے وہ بے حد ممنون تھے اس لیے بالتخصیص ان کو ان سے قلبی محبت تھی اور ان کی صحبت سے ان کو روحانی مسرت حاصل ہوتی تھی۔
(مآثر صدیقی حصہ چہارم،ص:۹۹)

نسبت فاطمی کے حفاظت کی وصیت:۔ چوتھی وصیت یہ ہے کہ اپنے نسب کی حفاظت رکھو ہم لوگ اولا د رسول ﷺ ہیں اس باطنی نسبت کا فائدہ بشرطیکہ ہم ایمان کے ساتھ دنیا سے جائیں، آخرت میں معلوم ہوگا اور دنیا میں حرمت نسب یہ ہے کہ بنی ہاشم پر مال زکوۃ اور صدقہ قطعاً حرام ہے پس قرابت وبرادری ہمیشہ سادات یا قریش کے خاندان میں کرنی چاہیے اگر چہ دنیا اس کے خلاف میں حاصل ہو اور رشتہ داری جہاں تک ہو خوش عقیدہ اور نیک وصالح آدمی سے کرنا چاہیے۔ اگر چہ دولتمند نہ ہو آدمی کو دینداری پر ہر وقت نظر رکھتی چاہیے نہ خوبصورتی و مال وحسب پر۔ (مآثر صدیقی حصہ چہارم،ص:۱۱۰-۱۱۱)

مرقد اطہر کی زیارت:۔ جناب رسالت مآب ﷺ کے مرقد معنبر اور تربت مطہر کی زیارت تمام زیارتوں سے اشرف وافضل ہے اس مسئلہ میں اور اس امر میں کہ ارباب صاحب دل واولیاء اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے ارواح مقدسہ سے بغیر رسوم وبدعات کے پابندی کے جو اہل ضلالت کا شیوہ ہے اپنے مناسب حال فیض اٹھائیں تو اس میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (مآثر صدیقی حصہ چہارم،ص:۱۲۸-۱۲۹)

تبرکات صالحین کی حفاظت:۔ جو چیزیں بزرگوں سے حاصل ہوں ان کو بطور یادگار بہت حفاظت سے رکھنا چاہیے اور ان کو فروخت سے بچانا چاہیے یہ ایک نشان سعادت ہے جو شے جتنی کہنہ اور قدیم ہے وہ زمانہ مبارک نبوت سے زیادہ قریب ہے اور جو شے جدید ہے وہ اسی قدر بعید ہے۔ (مآثر صدیقی حصہ چہارم،ص:۱۴۳)

ایصال ثواب کی وصیت:۔ اگر سات دن تک کسی قدر صدقہ اور خیرات خاص میرے مال متروکہ میں سے تم کردو گے تو مجھ کو اللہ تعالیٰ اس کا اجر دے گا۔ تم بعد کفن ودفن مجھ میرے خالق رؤف وکریم کے سپرد کر دینا خلوا بینی و بین ارحم الراحمین۔
(مآثر صدیقی حصہ چہارم،ص:۱۴۶)

فن تصوف پر عالی جاہ کی علمی تالیفات:۔

نمبر شمار	نام کتاب	فن	زبان	نام مطبع
۱-	الداءوالدواء،	اعمال ووظائف		
۲-	تقصار جیود الاحرار من تذکار جنود الابرار	تراجم صوفیہ	فارسی	بھوپال
۳-	خیرۃ الخیرۃ	تصوف	اردو	آگرہ
۴-	ریاض المرتاض وغیاض العرباض	تصوف	فارسی	بھوپال
۵-	الروض الخضیب من تزکیۃ القلب المنیب	متفرقات	فارسی	آگرہ
۶-	عمارۃ الاوقات بوظائف العبادات مع بیان الدرجات والدرکات	وظائف	اردو	لکھنؤ وبھوپال
۷-	لسان العرفان	تصوف	اردو	آگرہ
۸-	مقالات الاحسان فی مقامات العرفان ترجمہ (فتوح الغیب مولفہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ یہ کتاب والا جاہ مرحوم کی آخری تالیف ہے)	تصوف	اردو	بھوپال
۹-	منتخب زاد المتقین للشیخ عبدالحق دہلوی	دینیات		قلمی
۱۰-	عین الیقین ترجمہ اربعین امام غزالی رحمہ اللہ	دینیات	اردو	دہلی
۱۱-	عاقبۃ المتقین	دینیات	اردو	آگرہ
۱۲-	فتح الخلاق بلطائف المنن والاخلاق (یہ کتاب سنن الکبری الشعرانی کا مختصر ترجمہ ہے)	اخلاق	اردو	آگرہ
۱۳-	دواء القلب القاسی بتذکیر الموت الناسی	دینیات	اردو	آگرہ
۱۴-	ادامتہ السکر باقامۃ الصبر والشکر	بیان صبر وشکر	اردو	آگرہ

(مآثر صدیقی حصہ چہارم)

نام کتاب:۔اسلامی شکل صورت

مصنف:۔سیّد محمد شریف صاحب (مرحوم) گھڑیالوی سابق امیر جماعت اہلحدیث

مکتبہ سعیدیہ (خانیوال)

پیر کامل سید محمد شریف گھڑیالوی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف

نام ونسب:۔ آپ کا نام محمد شریف ذات سیّد مشہدی اور کنیت ابویحیٰی تھی نسب یہ ہے سیّد محمد شریف بن سید اصغر علی بن سیّد کرم علی بن سیّد رحم علی بن سیّد محمد کامل بن سیّد ذاکر شاہ بن سیّد عبدالرحیم بن سیّد یار محمد بن سیّد حمید الدین یہ بزرگ مشہد واقع ایران سے ہندوستان میں تشریف لاکر ضلع گورداسپور میں ساکن ہوئے تھے۔ بن سیّد عبدالقادر بن سیّد عزیز اللہ بن سیّد بڈھا شاہ بن سیّد ابوسلیمان بن سیّد حافظ محمد داؤد بن سیّد فرید الدین قاضی بن سیّد محمد محمود بن سیّد محمد ایوب بن سیّد عبدالرحمٰن بن سیّد عبدالکریم بن سیّد محمد مسعود بن سیّد بہاؤ الدین بن سیّد عبدالغنی بن سیّد محمد یعقوب بن سیّد محمد حسین بن سیّد محمد سلمان بن سیّد فتح اللہ بن سیّد جمال دین بن سیّد محمد عثمان بن سیّد احمد شاہ بن سیّد جلال الدین بن سیّد

بُرہان الدین بن سیّد بدرالدین بن سیّد اسماعیل بن سیّد ابراہیم الاصغر بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن امام حضرت سیّدنا علی مرتضیٰ رحمہم اللہ ورضی اللہ عنہم اجمعین۔(اسلامی شکل وصورت، ص:۷۲)

شاہ صاحب کا لدّنی ووہبی علم:۔ ابتدائی تعلیم گھر میں حاصل کی، آپ کے والد ماجد نارمل پاس مدرس تھے آپ نے سکول میں صرف دوسری جماعت تک تعلیم پائی، جب آپ کچھ لکھنے پڑھنے کے قابل ہو گئے تو آپ کے والد ماجد نے خاندان مشہدی کے ایک بزرگ فارسی کے علامہ سیّد چراغ علی صاحب ساکن ہر دوروال کلاں ضلع گورداسپور کے سامنے شاگرد بٹھا دیا۔ فارسی کا کامل علم آپ نے اپنے استاد مذکور سے حاصل کیا بعد میں عربی کا علم تفسیر قرآن اور علم حدیث ذاتی مطالعہ کا نتیجہ تھا۔ یہ علم باقاعدہ کسی استاد سے حاصل نہ کیا تھا۔ ''و من یرد اللہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین ''، یعنی جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بہتری کا ارادہ فرمائے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے، کے تحت اللہ تعالیٰ نے اسلام کیلئے آپ کا سینہ کھول دیا تھا ہمارے بھائی سید محمد یحییٰ صاحب مرحوم کی روایت ہے کہ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ شاہ صاحب کو عربی کا علم لدنی ہے یعنی وہبی ہے کسبی نہیں ''ذلك فضل الله يوتيه من يشآء''۔(اسلامی شکل وصورت، ص:۷۳)

شاہ صاحب کا سفید عمامہ:۔ سیّد محمد شریف گھڑیالوی رحمہ اللہ سابق امیر جماعت اہلحدیث سفید عمامہ زیب تن فرماتے تھے۔(اسلامی شکل وصورت، ص:۷۴)

میاں فضل الٰہی کی صحبت کا اثر:۔ والد صاحب سے دور بہ سلسلہ ملازمت جب چولھہ میں آئے تو موضع گنڈی ونڈ میں ایک صاحب دِل اور حضرت امام عبدالجبار صاحب غزنوی رحمہ اللہ کے صحبت یافتہ میاں فضل الٰہی صاحب مرحوم کے ہاں آنا جانا ہو گیا آپ خود بیان فرمایا کرتے تھے کہ میں میاں فضل الٰہی کے اثرِ صحبت سے مسلکاً اہلحدیث ہوا۔ گویا دورانِ ملازمت میں ہی آپ اہل حدیث ہو گئے تھے، اہلحدیث ہو جانے کے بعد آپ کے دل کی دنیا پہلے سے بھی بدل گئی۔

حضرت الامام عبدالجبار صاحب غزنوی رحمہ اللہ سے ملاقات:۔ مسلکاً اہلحدیث ہو جانے کے بعد آپ نے اپنے چھوٹے بھائی سیّد محمد ظریف کو جو اس وقت کے میٹرک پاس تھے حضرت امام عبدالجبار صاحب غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت عالیہ میں علم حدیث حاصل کرنے کو چھوڑا۔ ان کا ذہن رسا تھا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں صحاح ستہ کی سند حاصل کر لی اس دوران میں آپ امرتسر تشریف لے جاتے اور حضرت امام صاحب کی خدمت صحبت میں پہروں رہتے۔ درسِ قرآن اور خطبۂ جمعہ سنتے۔ نتیجۃً آپ کو حضرت امام صاحب رحمہ اللہ سے بے حد عقیدت ہو گئی اور امام صاحب رحمہ کو آپ سے محبت ہو گئی۔ اتنی محبت کہ آپ کی استدعا پر حضرت امام صاحب متعدد بار گھڑیالہ میں تشریف لائے حضرت امام صاحب آپ سے متعلق بہت حسن ظن رکھتے تھے چنانچہ مولوی عبدالغفار اور میاں ابراہیم ساکنانِ کوٹلی رائے ابوبکر ضلع لاہور اپنے باپوں سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ دونوں یعنی ان راویوں کے باپ امرتسر میں حضرت امام صاحب کے درس قرآن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ دوران درس حضرت امام صاحب نے فرمایا کہ اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب صُفّہ میں سے کسی صحابی کو دیکھنا چاہتا ہے تو وہ گھڑیالہ میں شاہ محمد شریف صاحب کو جا دیکھے راوی واپسی پر گھڑیالہ میں اُترے اور شاہ صاحب کو مل کر گئے جیسا سنا تھا ویسا پایا۔(اسلامی شکل وصورت، ص:۷۶-۷۷)

آپ کا امیر جماعت اہلحدیث بننا:۔ دوران ملازمت میں ہی آپ کے زُہد فی الدنیا اور اتقا کی کہانیاں زبان زد خلائق ہو چکی تھیں۔ اکثر دیہات میں رہے تھے شہرت عام ہو چکی تھی اس وقت کے علمائے اہلحدیث سے مراسم تھے چنانچہ اس دوران میں کمیر پور تحصیل اخیالہ کے مقام پر ۱۱، ۱۲، ۱۳ جولائی ۱۹۳۰ء کو ایک جامع اہلحدیث تبلیغی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں صوبہ پنجاب کے اکثر جید علماء اور زعمائے اہلحدیث شامل ہوئے اس جلسہ میں آپ کو بھی دعوت شمولیت دی گئی آپ مع اپنے بڑے بیٹے مولانا سیّد محمد یحییٰ صاحب مرحوم اس کانفرنس میں تشریف لے گئے۔

علاوہ اور مسائل کے زیادہ تر زور جماعت کیلئے ضرورتِ امیر پر دیا گیا۔ مولانا محمد یوسف صاحب کلکتوی کی تقریر نے اس مسئلہ کی اہمیت کو بڑھا دیا سوائے ایک دو علماء کے باقی سب علماء اور اہل جلسہ اس مسئلہ پر متفق اللسان ہو گئے چنانچہ انتخاب امیر کیلئے قریباً باسٹھ علمائے کرام کی

مجلس منعقد ہوئی امارت کیلئے تین نام پیش ہوئے۔

(۱) حضرت مولانا سیّد محمد شریف صاحب گھڑیالوی رحمہ اللہ، (۲) حضرت مولانا حافظ عبداللہ صاحب روپڑی رحمہ اللہ، (۳) حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمہ اللہ آخر الذکر دونوں حضرات نے اپنے نام واپس لے لیے اس لیے آپ کو متفقہ طور پر امیر منتخب کر لیا گیا۔

آپ نے یہ بارِ امانت اُٹھانے سے انکار کر دیا لیکن مولانا نیک محمد صاحب مرحوم امرتسری رحمہ اللہ اور دیگر مخلص اہلِ علم حضرات نے مجبور کر دیا۔ مجبوراً آپ نے امارت سنبھالی، سب حاضرین علمائے اہلحدیث نے امارت کے اقرار نامہ پر دستخط ثبت فرما دیئے عوام حاضرین نے بھی بطیّب خاطر اس انتخاب کو منظور فرمایا۔ مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم امرتسری نے مندرجہ ذیل عبارت لکھ کر دستخط ثبت فرمائے۔

''میں نے چونکہ مسئلہ امارت کو سردست ملتوی رکھنے کا مشورہ دیا تھا لیکن میری رائے کے خلاف آراء کی کثرت ہوگئی ہے اس لیے باوجود عدم تسلیم امارت احکام کی اطاعت کروں گا۔'' (ابوالوفاء ثناء اللہ بقلم خود)

علماء مبایعین اور عہد نامہ اطاعت امیر پر دستخط کرنے والوں کی مطبوعہ فہرست میرے پاس موجود ہے۔ (اسماعیل مشہدی بقلم خود)

انتخاب کی خبر صوبہ پنجاب میں پھیلی تو قریباً ان سب علمائے کرام نے آپ کی امارت کو تسلیم کر لیا جو بوقت انتخاب کمیر پور میں حاضر نہ تھے غزنوی لکھوی روپڑی سب معزز خاندان آپ کی امارت پر متفق ہوگئے، جب حضرت امام مولانا عبدالواحد صاحب غزنوی رحمہ اللہ کے حضور اقرار نامۂ امارت پیش کیا گیا تو انہوں نے بایں جلالتِ قدر فوراً دستخط ثبت فرما دیئے۔ مولانا محمد داوٗد صاحب غزنوی، مولانا محمد اسماعیل صاحب غزنوی، مولانا عبدالغفار صاحب غزنوی رحمہم اللہ سب نے بطیّب خاطر دستخط ثبت فرمائے۔ علامہ قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری اور مولانا عبدالقادر صاحب قصوری رحمہما اللہ جیسی مشہور ہستیاں بھی آپ کی امارت کے خلاف حرف اعتراض زبان پر نہیں لائیں غرض اتنے بڑے طویل وعریض صوبہ کی جماعت اہلحدیث کا آپ پر گویا اجماع ہو گیا۔

امیر جماعت مقرر ہونے کے بعد:۔ امیر جماعت مقرر ہونے کے بعد مرزا محمود خلیفہ قادیانی کو مباہلہ کا چیلنج دیا لیکن وہ مقابلہ میں نہ آیا۔ دونوں طرف کے اشتہار، ان باتوں کی تفصیل مکمل سوانح حیات میں ملے گی۔

آپ کے مشورہ سے ایک اخبار پندرہ روزہ ''تنظیم اہلحدیث'' روپڑ سے مولانا حافظ عبداللہ صاحب روپڑی کی ادارت میں جاری ہوا۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ کے کہنے سے ہفت روزہ ہوا۔ (اسلامی شکل وصورت، ص: ۷۸-۷۹)

علمائے اہلحدیث کا اعتماد:۔ آپ کے زیر امارت علمائے اہلحدیث بڑے شوق سے جلسوں میں شامل ہوتے اور گرم جوشی سے تقریریں فرماتے اور اہلحدیث کے خلاف الزامات کی تردید کرتے۔ اکثر جلسے آپ کی زیر صدارت ہوتے لیکن آپ کی عادت مبارک تھی کہ اپنی جگہ کسی اور کو صدر مقرر فرما کر خود مسجد میں تشریف لے جاتے اور صبح کی نماز کے بعد صرف درس قرآن دیتے اکثر حمائل غزنویہ ساتھ رکھتے۔ علماء اور عوام بڑی توجہ سے آپ کا درس سنتے۔ آپ بہت رقیق القلب تھے درس دیتے وقت بہت روتے، آپ رحمہ اللہ چونکہ خود عامل اور ولی اللہ تھے اس لیے آپ کی باتیں سامعین پر بہت اثر کرتی تھیں جس نے کبھی ایک دفعہ بھی آپ کا وعظ ودرس سن لیا وہ بس آپ کا ہو رہا۔ (اسلامی شکل وصورت، ص: ۸۰)

آپ علماء کے قدر دان تھے علاوہ ازیں آپ نے نہایت احتیاط سے بعض لوگوں کی خواہش پر اپنے دائرہ امارت کو وسعت دی اور یوپی دربھنگہ وغیرہ میں نیابتاً آپ کی بیعت ہوئی۔ مولانا محمد یوسف صاحب کلکتوی رحمہ اللہ کو اس کارِ خیر پر مقرر فرمایا، الغرض آپ نے جماعت اہلحدیث کی ترقی کیلئے بہت سی علمی اور عملی کوششیں فرمائیں جماعت کو منظّم کر کے اپنی سی کوشش سے اسلام کی خدمت کی۔ خلوص صاف باطنی اور بے ریائی سے کام کیا اور جماعت نے بھی آپ پر کامل اعتماد رکھا اور آپ کے آخر دمِ حیات تک رکھا اور آج تک بھی عوام اہلحدیث اور علماء کرام آپ کا ذِکر خیر محبت بھرے الفاظ سے کرتے ہیں آج تک کوئی شخص یہ کہتا نظر نہیں آیا کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے بیت المال سے یا اور کوئی کسی چندہ سے ایک پائی بھی کھائی تھی۔

تذکرہ امام محمد اسمٰعیل شہیدؒ

تصنیف
محمد خالد سیف

طارق اکیڈمی
ایس اے سنٹر چنیوٹ بازار، فیصل آباد

اشاعت اول ...... مئی 1983ء
اشاعت دوم ...... ستمبر 1999ء

اہتمام .... محمد سرور طارق
طباعت .... زاہد بشیر پریس لاہور
قیمت .... 160/- روپے

TARIQ ACADEMY

قال اللہ تعالیٰ
إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا (الکہف)
ہم نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ

حالات، خدمات، آثار

تالیف
مولانا محمد اسحاق بھٹی

شاکرین
4 شیش محل روڈ، لاہور 54000

نام کتاب .... صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ
مصنف .... مولانا محمد اسحاق بھٹی
باہتمام .... حماد شاکر
مطبع .... میاں جمیل پریس
طبع اول .... فروری 2006ء
طبع دوم .... اگست 2007ء
تعداد 1000
قیمت 270/-

ڈسٹری بیوٹر
دارالکتب السلفیۃ
4- شیش محل روڈ لاہور 54000
0092- 42-7237184-7230271

ملنے کے پتے

لاہور
مکتبہ محمدیہ قذانی سٹریٹ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار
دارالفرقان، الفضل مارکیٹ ۞ اسلامی اکیڈمی الفضل مارکیٹ
نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ ۞ مکتبہ قدوسیہ غزنی سٹریٹ
مکتبہ اسلامیہ، غزنی سٹریٹ ۞ کتاب سرائے الحمد مارکیٹ

فیصل آباد
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار ۞ مکتبہ اہلحدیث امین پور بازار

گوجرانوالا
والی کتاب گھر، اردو بازار، گوجرانوالا

جنوں سے ملاقات اوران کی بیعت:۔ معتبر اور عینی شاہدوں کے ذریعے راقم الحروف کو یہ بات بھی پہنچی ہے کہ آپ کے پاس اہلحدیث جن آ کر بیعت ہوتے تھے جس طرح اہلحدیث انسانوں نے آپ کو امیر مانا تھا اسی طرح اہلحدیث جنوں نے بھی مانا، جنوں کے متعلق کہانیاں مکمل سوانح حیات میں درج ہیں۔

آپ کے کشف وکرامات:۔ ولی اللہ سے کرامت کا ظہور ممکن ہے اور اگر کبھی اللہ تعالیٰ چاہے تو غیب کی چیز بھی اس پر کشف کرسکتا ہے۔ بالکل مطابق سنت زندگی بسر کرنے کے باعث آپ سے بھی بعض عجیب کرامات ظاہر ہوئیں تفصیل مکمل سوانح حیات میں ملے گی۔ مختصراً عرض ہے۔

آپ رحمہ اللہ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ سوائے دو ایک علماء کے باقی سب علماء اور عوام اہلحدیث نے آپ کو امیر تسلیم کرلیا۔

قیدی کا فوراً رہائی پا جانا (کرامت):۔ حاجی عبداللہ ولد حاجی فضل دین ساکن بھمبہ کلاں کی روایت ہے کہ ایک لڑائی میں ہماری ضمانت نہ ہوتی تھی ایک دن شاہ صاحب رحمہ اللہ نے دعا کے بعد فرمایا کہ جاؤ آج خدا تعالیٰ نے دعا قبول فرمالی ہے ضمانت ہو جائے گی چنانچہ اسی دن ضمانت ہوگئی۔ اسی راوی کے متعلق خبر اُڑی کہ مرضِ طاعون سے فوت ہوگیا ہے اس کے والد حاجی فضل الدین آپ کو جنازہ کے واسطے بلانے آئے لیکن آپ نے فرمایا حاجی صاحب تمہارا لڑکا فوت نہیں ہوا اور اس مرض سے وہ کبھی نہیں مرے گا وہ تو غشی میں ہے چنانچہ حاجی صاحب واپس آئے تو عبداللہ ہوش میں تھا اور آج تک زندہ ہے۔

بن دیکھی لڑائی کی اطلاع دینا (کرامت):۔ گھڑیالہ سے ایک میل کے فاصلہ پر سکھوں اور مسلمان اوڈوں کے درمیان لڑائی ہو گئی آپ نے گھر بیٹھے فرمایا کہ اس طرح لڑائی ہوتی نظر آرہی ہے ایک گھنٹہ کے بعد ایک اوڈ نے لڑائی کی وہی کیفیت بتائی جو آپ نے کہی تھی۔

مجنون کا فوراً صحت یاب ہو جانا (کرامت):۔ ایک مجنون زنجیروں سے بندھا ہوا تھا قفل لگے ہوئے تھے چک ۴ رام ویوالی ضلع لائلپور کا یہ واقعہ ہے وہاں کے لوگوں نے راقم الحروف کو یہ بتایا کہ جب شاہ صاحب گلی میں اس مجنون کے سر پر آئے تو ہم نے اس کے لیے دعا مانگنے کو کہا آپ نے گلی میں کھڑے ہی دعا مانگی منہ پر ہاتھ پھیرا ہی تھا کہ قفل ٹوٹ گئے اور زنجیر چھن چھن کر کے ٹوٹ کر علیحدہ ہوگئی اور مریض صحت یاب ہوگیا۔

آخری لمحات میں مریدین کی عیادت:۔ ۱۹۴۰ء میں آپ پر مرض فالج کا حملہ ہوگیا۔ چار سال صاحب فراش رہے کمال صبر وتحمل کا ثبوت دیا صوبہ بھر سے مریدین۔ معتقدین عیادت کیلئے تشریف لاتے رہے علماء کرام کی آمد رہتی جب کبھی کوئی حال پوچھتا آپ فرماتے قبر والوں سے حال اچھا ہے وہ تو الحمدللہ، اللہ اکبر، سبحان اللہ کہنے کے مجاز نہیں ہیں ہم اللہ تعالیٰ کی حمد تو بیان کر سکتے ہیں۔ ہر وقت تسبیح پھیرتے رہتے، باقاعدہ نماز پڑھتے، روزے بھی رکھتے۔ مرض کے ایام میں بھی تہجد کی نماز قضا نہیں کی۔

بدھ کے دن اچانک آپ کی حالت نازک ہوگئی ایک قے آئی اس کے بعد آپ نے وصیت فرمانی شروع کردی۔ فرمایا میرا جنازہ مولانا نیک محمد صاحب امرتسری رحمہ اللہ پڑھائیں۔ جمعرات صبح کی نماز کے وقت آپ فوت ہوئے راقم الحروف نزدیک بیٹھا ہوا تھا آخر پر چھینک آئی اور بڑی آسانی سے روح پرواز کرگئی۔ ''انا للہ وانا الیہ راجعون''۔

غروب آفتاب سے آدھ گھنٹہ پہلے آپ کو قبر میں رکھ دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (ابوعثمان سیّد اسماعیل مشہدی)

(اسلامی شکل وصورت، ص:۸۱-۸۳)

نام کتاب:۔ تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ

مصنف:۔ محمد خالد سیف.... اسلامی نظریاتی کونسل (اسلام آباد)، طارق اکیڈمی (فیصل آباد)

نقشبند خاندان ولی اللّٰہی کی برکات:۔ اسلامی ہندوستان میں تحریک احیائے اسلام کی نشاط آفرینیوں کو اگر کسی مرکز و سرچشمہ کا

کرشمہ قرار دیا جا سکتا ہے، تو اس کا دوسرا نام خاندان ولی اللّٰہی ہے۔ اس خاندان کا ہر فرد اصلاح وتجدید کے اُفق پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکا ہے۔ (علم وبصیرت) اور ذوق واجتہاد سے سرشار یہی وہ گھرانہ ہے جس کے فیوض و برکات سے آج بھی اذہان وقلوب تابندہ وروشن ہیں اور آئندہ بھی جب کوئی قدم فکری وعملی نوعیت کا اسلام کی سر بلندی کیلئے اُٹھے گا، تو ضرور ہے کہ وہ انہی خطوط کی روشنی میں اُٹھے، جن کی نشاندہی ان بزرگوں نے اپنے علم وکردار سے کی ہے۔

عزیزم مولانا محمد خالد سیف ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس قافلۂ عشق ووفا کی تمام سرگرمیوں کو ایک سلک میں پرو دیا ہے اور خاص سلیقے اور سلجھاؤ سے اس تمام مواد کو اپنی تصنیف ''تذکرۂ شہید رحمہ اللہ'' کے دامن میں سمیٹ لینے میں کامیابی حاصل کی ہے۔
(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۹)

نوجوانوں کو اسلاف سے روشناس کرانے کی ضرورت:۔ مقام مسرت ہے کہ طارق اکیڈمی کا کاروانِ علم وادب برسوں کے تعطل کے بعد پھر اپنے سفر کا آغاز کر رہا ہے۔ طارق اکیڈمی کے بنیادی اغراض ومقاصد میں یہی جذبہ کارفرما تھا کہ پاکیزہ اور مثبت اسلامی لٹریچر کی اشاعت کے ساتھ ساتھ مسلمان نوجوانوں کو ان کے اسلاف کے کارناموں سے روشناس کروایا جائے۔ تاکہ ان کو معلوم ہو سکے کہ ان کے اسلاف میں کیسے کیسے گوہر آبدار اور صاحب کمال ہستیاں گزری ہیں جنہوں نے اپنے علم وفکر کی عظمتوں سے شجر اسلام کی آبیاری کی سعادت حاصل کی۔

علم وعمل کے بے مثل آفتاب، یگانہ روزگار شب زندہ دار خاندان غزنویہ کے چشم وچراغ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے وائس چانسلر سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ اہلحدیث اہل قلم نوجوانوں کو مخاطب ہو کر فرمایا کرتے تھے۔

''لوگوں نے اپنے بزرگوں کے خادموں کی زندگیوں کو قلم بند کر ڈالا افسوس کہ ہمارے نوجوان غفلت کا شکار ہیں''

یہ کتاب اسی جذبے اور تڑپ کی عملی تصویر ہے برصغیر پاک وہند کے عظیم جرنیل شرک وبدعت کے خلاف قافلۂ توحید وسنت کے سرخیل امام محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی حیات مبارکہ پر زندہ وجاوید کتاب۔

تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ کا پہلا ایڈیشن سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کے رفیق خاص برادرم حضرت مولانا عائش محمد حفظہ اللہ کی مخلصانہ دعاؤں اور مؤثر تعاون سے اشاعت پذیر ہوا ''جزاه الله احسن الجزاء''۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۱۶)

خاندان ولی اللّٰہی کے مشہور متصوف علماء کرام

اس سے قبل کہ ہم آپ کی سیرت وکردار، مجاہدانہ کارناموں کی تفصیل، اصلاحی تحریک، آپ کے عقائد ونظریات اور سوانح حیات سے متعلق دیگر امور پر روشنی ڈالیں، آپ کے آباؤ اجداد کا کچھ تذکرہ ضروری سمجھتے ہیں۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۱۸)

شیخ شمس الدین مفتی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف:۔ آپ کے خاندان کے اکابر میں سب سے پہلے جس شخصیت نے برصغیر پاک وہند میں قدم رنجہ فرمایا، وہ شیخ شمس الدین مفتی رحمہ اللہ تھے۔ انہوں نے اس وقت کے ایک بارونق اور مشہور شہر رُہتک میں سکونت اختیار فرمائی۔ پرہیزگاری اور شب زندہ داری وتہجد گزاری کے باعث آپ کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ نے بھی لکھا ہے کہ یہ بات یقینی ہے کہ ہمارے اجدادِ عظام میں سے سب سے پیشتر حضرت شمس الدین مفتی رحمہ اللہ ہندوستان تشریف لائے اور رُہتک میں سکونت اختیار کی نیز آپ نے یہ بھی لکھا ہے۔

''وایں بزرگ مر عالم و عابد بوده است و اوّل کسیکه نشراز او قریش درآں بلده در آمدو بسبِ و لے شعائر اسلام ظهور نموده و طغیان کِفر منطقی شد'' (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۱۸)

مرنے کے بعد جنازہ غائب ہو جانا (کرامت):۔ جیسا کہ ذکر کیا گیا آپ انتہائی عابد وزاہد تھے۔ آپ کے متعلق بہت سے

عجیب وغریب واقعات کتب تاریخ میں موجود ہیں مشتے نمونہ از خروارے، ایک حیرت انگیز واقعہ ملاحظہ فرمائیے:

''جناب شیخ شمس الدین مفتی کی حیاتِ مستعار کا وسیع پیمانہ جب لبریز ہو کر چھلکنے کے قریب ہوا تو آپ نے اپنی اولاد واحفاد کو جمع کر کے وصیت کی کہ جب میری روح اس عنصری جسد سے مفارقت کر کے عالم بالا میں پرواز کر جائے تو میری نعش کی تجہیز وتکفین بالکل اسی طریقے اور طرز پر ہونا چاہیے جو سنت سے ثابت ہے۔ تجہیز وتکفین کے بعد جنازہ کی نماز نہایت خشوع اور متواضعانہ ہیئت سے ادا کی جائے۔ اس کے بعد میرا جنازہ مسجد میں جو میری خاص عبادت گاہ اور مقامِ اعتکاف ہے رکھا جائے حاضرین کو چاہیے کہ تھوڑی دیر کیلئے وہاں سے ہٹ جائیں اور مسجد بالکل خالی کر دیں۔ بعد ازاں اگر میری نعش پائی جائے تو دفن کریں ورنہ اپنے اپنے گھر واپس چلے جائیں اور کسی طرح کا تذبذب وتردّد نہ کریں، چنانچہ آپ کے انتقال کے بعد لوگوں نے ایسا ہی کیا اور آپ کی وصیت کی بڑی سرگرمی اور مستعدی کے ساتھ تعمیل کی گئی۔ مسجد کے ایک مختصر گوشہ میں جنازہ رکھا گیا اور تھوڑی دیر کیلئے ساری مسجد خالی کر دی گئی پھر جو دیکھا تو جنازے کا نام ونشان تک نہ پایا۔ حاضرین اس حیرت انگیز واقعہ سے سخت متعجب ہوئے اور تعجب وحیرت کو ساتھ لیے ہوئے واپس آئے۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۱۸-۱۹)

شیخ کمال الدین مفتی رحمہ اللہ:۔ شیخ شمس الدین مفتی رحمہ اللہ کے انتقال کے بعد ان کے نامور فرزند شیخ کمال الدین مفتی رحمہ اللہ جانشین بنے اگرچہ شیخ شمس الدین رحمہ اللہ کے اور بھی صاحبِ علم وفضل صاحبزادے تھے مگر شیخ کمال الدین مفتی رحمہ اللہ ان میں سب سے زیادہ با کمال اور اپنے والد مرحوم کی سچی تصویر تھے۔ حوصلہ مندی، بلند خیالی، روشن دماغی، دقیق النظری اور خداداد فہم وفراست میں اپنی مثال آپ تھے۔ عبادت وریاضت یا مطالعۂ کتب میں ہر وقت مصروف رہتے۔ رُہتک کے قضاء احتساب اور افتاد ہ وغیرہ کئی ممتاز عہدوں پر بھی فائز رہے۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۱۹)

شیخ قطب الدین رحمہ اللہ کا ذوق تصوف:۔ شیخ کمال الدین مفتی رحمہ اللہ کے بعد اُن کے ہونہار صاحبزادے شیخ قطب الدین رحمہ اللہ ان کے جانشین ہوئے افسوس کے آپ کے تفصیلی حالات کے بارے میں کتب تاریخ خاموش ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے فرزند شیخ عبدالمالک رحمہ اللہ جانشین ہوئے۔ آپ نے اپنے دور کے بڑے بڑے اساتذہ سے کسب فیض کیا اور ابتدائی عمر میں علوم وفنون میں کمال حاصل کر لیا۔ لوگ بڑے شوق سے آپ کے وعظ وارشاد کی مجلسوں میں حاضر ہوتے تھے۔ قدرتی طور پر خوش الحان تھے اور سوز وگداز اس پر مستزاد۔ اس لیے سامعین ایک خاص تاثیر لے کر رخصت ہوتے مگر افسوس کے عالمِ شباب میں ہی علم وعرفان کی ان محفلوں کو سونی چھوڑ کر راہیِ ملکِ عدم ہوئے۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۱۹-۲۰)

قاضی بدھا رحمہ اللہ:۔ شیخ عبدالمالک رحمہ اللہ کی وفات پر آپ کے فرزند قاضی بدھا رحمہ اللہ آپ کی مسند پر متمکن ہوئے۔ قاضی بدھا رحمہ اللہ اگرچہ خاندان کے دیگر افراد کی طرح علوم وفنون میں کمال مہارت نہ رکھتے تھے۔ تاہم کثرتِ مطالعہ اور خداداد صلاحیتوں کے پیش نظر آپ نے بھی قضاء کی ذمہ داریوں کو خوش اُسلوبی کے ساتھ پورا کیا۔ قاضی بدھا رحمہ اللہ کے بعد قاضی قاسم رحمہ اللہ اور ان کے بعد قاضی قادن رحمہ اللہ مسند پر جلوہ افروز ہوئے۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۲۰)

شیخ محمود رحمہ اللہ:۔ قاضی قادن رحمہ اللہ نے بوقتِ وفات دو بچے یادگار چھوڑے ان میں سے ایک شیخ محمود رحمہ اللہ اور دوسرے شیخ آدم رحمہ اللہ تھے۔ شیخ محمود رحمہ اللہ نے علم وفضل میں کمال حاصل کیا اور بہت جلد آپ کی شہرت رُہتک اور اس کے گرد ونواح میں پھیل گئی۔

آپ کے دور میں کچھ ایسے خارجی اسباب پیدا ہو گئے تھے جن کے پیش نظر آپ نے منصب قضاء کو خیر باد کہہ دیا اور اعمال سلطانیہ میں مشغول ہو کر سپاہیانہ زندگی اختیار کر لی اس راہ میں اگرچہ آپ کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا مگر آپ نے ان تمام کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور قطعاً سپر انداز نہ ہوئے۔ گویا شیخ محمود رحمہ اللہ وہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے اُس روایت کی ابتداء کی جسے انتہاء تک پہنچا دینے کی سعادت حضرت امام محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی قسمت میں لکھی ہوئی تھی۔

شیخ محمود رحمہ اللہ نے آفریدہ نامی ایک نہایت عفت مآب اور شریف خاتون سے نکاح کیا جو کہ سولی پت کے سادات واشراف میں سے ایک بڑے شریف اور نجیب خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔اس کے بطن سے ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام احمد رکھا گیا۔(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۲۰)

شیخ احمد رحمہ اللہ:۔ شیخ احمد رحمہ اللہ نے بچپن ہی میں وطن مألوف کو خیر باد کہا اور رُہتک سے نکل کر حضرت شیخ عبدالغنی رحمہ اللہ بن شیخ عبدالحکیم رحمہ اللہ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ چونکہ آپ کی جبین سے ہونہاری و اقبال مندی اور رُشد و ہدایت کے آثار نمایاں تھے اس لیے شیخ عبدالغنی رحمہ اللہ نے آپ کی تعلیم وتربیت میں خصوصی دلچسپی لی حتیٰ کہ اپنی ایک صاحبزادی بھی ان کے حبالۂ عقد میں دے دی۔

کافی عرصہ تک شیخ کی خدمت میں رہنے کے بعد آپ دوبارہ رُہتک واپس آ گئے اور آتے ہی یہاں قلعہ سے باہر ایک نہایت عالی شان عمارت تعمیر کرائی اور اپنے خاندان کے تمام قبائل کو یہاں جمع کر دیا۔

شیخ احمد رحمہ اللہ نے دو صاحبزادے یادگار چھوڑے۔ایک شیخ منصور رحمہ اللہ اور دوسرے شیخ حسین رحمہ اللہ، شیخ منصور نہایت متواضع اور خلیق تھے۔آپ شجاعت و بہادری اور تحمل و وقار میں بھی بے مثل تھے۔آپ نے اوّلاً اپنے ماموں شیخ عبداللہ بن شیخ عبدالغنی رحمہما اللہ کی صاحبزادی سے نکاح کیا۔ان کے بطن سے معظم اور اعظم دو بچے پیدا ہوئے تھے کہ راہی ملک عدم ہو گئیں۔ پھر آپ نے ثانیاً ایک اور عورت سے نکاح کیا اور اس کے بطن سے بھی عبدالغفور اور اسماعیل نامی دو بچے پیدا ہوئے۔(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۲۰-۲۱)

شیخ معظم رحمہ اللہ:۔ شیخ منصور رحمہ اللہ کے چار صاحبزادے میں سے شیخ معظم نے بڑی ناموری حاصل کی۔علم وفضل میں کمال کے علاوہ فنونِ حرب میں بھی آپ کو بڑی مہارت حاصل تھی اور بقول مصنف ''حیات ولی'' شیخ معظم رحمہ اللہ کی تاریخ زندگی میں جو بات سب سے زیادہ قابل تعریف ہے اور جس کی مثال ایشیائی دنیا میں بمشکل مل سکتی ہے یہ ہے کہ آپ شجاعت و بہادری میں عدیم المثال اور لاجواب تھے۔ آپ کی شجاعت و بہادری کے بہت سے واقعات کتب تاریخ میں موجود ہیں۔(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۲۱)

شیخ وجیہہ الدین رحمہ اللہ:۔ شیخ معظم رحمہ اللہ کے تین صاحبزادے تھے شیخ جمال الدین، شیخ فیروز اور شیخ وجیہہ الدین، ان میں سے مؤخر الذکر جناب شیخ عبدالرحیم رحمہ اللہ کے والد ماجد اور شاہ ولی اللہ رحمہم اللہ کے جدِ امجد ہیں۔آپ بڑے تقویٰ شعار اور پرہیزگار بزرگ تھے۔ ابتدائی زمانہ میں سلطنت مغلیہ کی فوج میں بھرتی ہو گئے اور کسی بڑے معزز فوجی عہدہ پر فائز تھے۔تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ جب اسلامی فوجیں مخالفین اسلام کے ساتھ برسر پیکار ہوتیں تو آپ پہلی صفوں میں نظر آتے مگر دورانِ سفر جب لشکر کے گھوڑے غریب کسانوں کے کھیتوں کو روندتے اور پائمال کرتے تو آپ کمال احتیاط کے پیش نظر لشکر سے الگ ہو جاتے اور اپنے گھوڑے کی باگ کھیتوں کی بجائے کسی اور طرف موڑ دیتے تھے۔

پورے خاندان میں کوئی شخص آپ سے زیادہ پُر مغز، عالی دماغ، حوصلہ مند، دقیق النظر، بردبار، خوش اخلاق، صائب الرائے، شجاع، فصیح و بلیغ اور عقیل وفیاض نہ تھا۔امیرانہ شان وشوکت کے باوجود آپ انتہائی زیادہ منکسر المزاج تھے۔شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ والد مرحوم خدام و ملازمین سے جس رحیمانہ برتاؤ اور نرمی وانصاف سے پیش آتے تھے اس کی مثال کہیں نہیں پائی جاتی۔آپ میں یہ بہت بڑی خوبی تھی کہ جب کبھی کسی معاملہ میں تقاضائے بشریت کے مطابق آپ سے غلطی ہو جاتی اور کوئی متنبہ کر دیتا تو آپ اسے فوراً تسلیم کر لیتے۔لیکن آپ کے حالات میں سب سے زیادہ قابل تعریف بات ہمیں یہ ملتی ہے کہ آپ کلام ربانی کے ساتھ انتہاء سے زیادہ عشق رکھتے تھے۔سفر وحضر میں کلام الٰہی کو ہمیشہ پاس رکھتے بقول شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ دو پارے روزانہ تلاوت کرنا معمول تھا اور پھر تلاوت بھی بڑے تدبّر وتفکر کے ساتھ کرتے۔آپ نے شاہجہان اور اورنگ زیب دونوں مغل بادشاہوں کا زمانہ پایا تھا۔

آپ نے شیخ رفیع الدین محمد بن قطب العالم بن شیخ عبدالعزیز کی ایک دختر نیک اختر سے نکاح کیا تھا اور اس کے بطن سے تین بچے پیدا ہوئے۔شیخ عبدالرضا محمد رحمہ اللہ، شیخ عبدالحکیم رحمہ اللہ اور شیخ عبدالرحیم رحمہ اللہ آپ کو شیخ عبدالرحیم سے بہت زیادہ محبت تھی۔سفر وحضر میں اکثر انہیں اپنے ساتھ رکھتے تھے شاید اس کمالِ محبت کا نتیجہ ہے کہ شیخ عبدالرحیم کو وہ عالمگیر شہرت نصیب ہوئی، جس سے ان کے دوسرے دونوں بھائی

محروم رہے۔الغرض وشیخ وجیہہ الدین کے فضل وکمال روشن دماغی،صائب رائی،تدبیر وشجاعت،شوکت وہیبت کی جہاں تک سچی تعریف مشین اور وزنی الفاظ میں کی جائے کم ہے۔(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۲۳-۲۴)

شاہ عبدالرحیم نقشبندی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف:۔ جیسا کہ قبل ازیں ذکر کیا گیا شیخ وجیہہ الدین رحمہ اللہ نے شیخ عبدالحکیم رحمہ اللہ،شیخ عبدالرحیم رحمہ اللہ اور شیخ ابوالرضا محمد رحمہ اللہ تین فرزند یادگار چھوڑے شیخ عبدالکریم رحمہ اللہ کے سوانح حیات سے کتب تاریخ بالکل خاموش ہیں۔شیخ عبدالرحیم رحمہ اللہ عمر میں اگرچہ شیخ ابوالرضاء محمد رحمہ اللہ سے چھوٹے تھے تاہم زہد واتقاء اور علم وفضل کے اعتبار سے ان سے کہیں بڑھے ہوئے تھے۔شیخ عبدالرحیم رحمہ اللہ وہی بزرگ ہیں جن کے لختِ جگر شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے آفتاب جہاں تاب بن کر اپنے علم وفضل کی ضیا پاشیوں سے دنیا کو بقعۂ نور بنا دیا۔

شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ کی تاریخ ولادت کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ایک محتاط اندازے کے مطابق ۱۰۵۴ھ میں آپ کی ولادت ہوئی اور یہ وہ دور تھا جس میں اورنگ زیب عالمگیر سریر آرائے سلطنت تھا اگرچہ آپ کے والد شیخ وجیہہ الدین رحمہ اللہ ایک ممتاز فوجی عہدے پر فائز تھے اور گھر میں ناز ونعمت کے تمام ساماں موجود تھے مگر یہ ناز برداریاں شیخ عبدالرحیم رحمہ اللہ کی طبیعت پر قطعاً اثر انداز نہ ہوئیں۔آپ ہمیشہ درویش صفت ہی رہے۔

چار سال کی عمر میں آپ کی تعلیم کا باقاعدہ آغاز کر دیا گیا۔شیخ وجیہہ الدین رحمہ اللہ نے اپنے نونہال کو قرآن مجید کی تعلیم خود ہی دی۔آٹھ سال کی عمر میں آپ نے صرف ونحو اور ادب کی کتابیں پڑھ لیں،نو،دس سال کی عمر میں ''شرح عقائد'' اور ''حاشیہ خیالی'' وغیرہ کا درس اپنے برادرِ اکبر شیخ ابوالرضا محمد سے لیا۔آپ نے مرزا محمد زاہد ہروی کے سامنے بھی زانوئے تلمذ طے کیے اور ان سے ''شرح مواقف'' اور تمام کلامی و اصولی کتابوں کا درس لیا۔ذہانت وفطانت کا یہ عالم تھا کہ ''شرح مواقف'' ایسی مشکل کتاب کے بھی کئی کئی صفحات ایک ہی نشست میں پڑھ لیتے تھے۔غرضیکہ دس سال کی عمر میں آپ نے صرف،نحو،ادب،کلام،اصول،معقول وغیرہ تمام علوم کی تکمیل کر لی اور پھر گیارہویں سال فقہ و حدیث کی تعلیم میں مصروف ہو گئے۔اور ان میں بھی کمال مہارت حاصل کر لی۔شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

''میں اپنے والد بزرگوار کے علم کے آگے دنیا بھر کے علماء کے علوم کو بالکل ایسا دیکھتا ہوں جیسے دریا کے مقابلہ میں قطرہ''

شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ کی تصنیفات اور کتب فقہ وحدیث پر ان کے حواشی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے اس قول میں قطعاً مبالغہ نہیں۔

سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت اصلاح:۔ علومِ ظاہری میں تکمیل کے بعد آپ نے علوم باطنی کی طرف توجہ دینی شروع کی اور اس غرض سے حضرت خواجہ محمد باقی رحمہ اللہ کے صاحبزادے حضرت خواجہ خرد رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضری دی۔پھر ان کے مشورہ سے ساداتِ بارہہ کے خاندان کے چشم وچراغ اور بہت بڑے بزرگ سیّد عبداللہ رحمہ اللہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کر کے ان کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے۔

دوسری بیعت اصلاح اور مجاز یب سے ملاقاتیں:۔ ان کے علاوہ آپ نے خلیفہ ابوالقاسم اکبرآبادی رحمہ اللہ اور سیّد عظمت اللہ رحمہ اللہ جیسے سلاطینِ علم وفضل سے اکتساب کیا اور ان سے بھی بیعت کی اجازت حاصل کی اور اسی اثنا میں آپ نے ہندوستان کے مختلف مقامات کا سفر اختیار کر کے بہت سے اہل اللہ اور مجذوبوں سے ملاقات کا شرف حاصل کر کے روحانی مدارج طے کیے اور اس طرح شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ کی شخصیت علوم ظاہری و باطنی کا سنگم بن گئی۔آپ کے کمالِ علم وفضل کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ جب اورنگ زیب رحمہ اللہ نے ''فتاویٰ'' کی ترتیب کا کام وقت کے بڑے بڑے علماء وفضلاء کے ذمہ لگایا تو آپ کو بھی مدعو کیا گیا اور معقول مشاہرہ کے علاوہ جاگیر کی بھی پیشکش کی گئی تو آپ نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا لیکن بعد میں والدہ کے اصرار کے پیش نظر اسے قبول کر لیا اور ''فتاویٰ'' پر نظر ثانی کر کے اس کی بعض فقہی غلطیوں کی اصلاح کی۔

آپ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ جس طرح آپ نے شرک وبدعت کے خلاف تصنیف وتالیف اور وعظ وارشاد سے جہاد کیا اسی طرح اس مقصد کے حصول کیلئے ایک عظیم الشان مدرسہ کی بنیاد بھی رکھی جسے ''مدرسہ رحیمیہ'' کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔اس چشمۂ ہدایت سے بہت سے لوگوں نے کسبِ فیض کیا اور دور دراز سے آ کر تشنگانِ علوم نے اپنی تشنگی کو تسکین بخشی۔

شیخ عبدالرحیم رحمہ اللہ نے دو نکاح کیے۔ پہلا نکاح تو غالباً اس وقت کیا جب شیخ وجیہہ الدین رحمہ اللہ بقید حیات تھے مگر افسوس کہ اس کی تفصیلات معلوم نہ ہوسکیں اور آپ نے دوسرا نکاح شیخ محمد رحمہ اللہ کی صاحبزادی سے کیا تھا۔ پہلی بیوی کے بطن سے ایک صاحبزادہ صلاح الدین رحمہ اللہ پیدا ہوا تھا جو کہ عالمِ شباب میں فوت ہوگیا اور دوسری بیوی کے بطن سے شاہ ولی اللہ اور شاہ اہل اللہ دو قابل فخر فرزند تولد ہوئے۔ بالآخر ۱۲صفر ۱۱۳۱ھ میں علم وعمل کا یہ آفتاب ستر سال تک ضیا پاشیوں کے بعد پوری دنیا کو سوگوار چھوڑتے ہوئے عہدِ فرخ سیر میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دہلی کے اُفق پر غروب ہوگیا۔ نور الله مرقدہ۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۲۴-۲۶)

شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی نقشبندی رحمہ اللہ:۔ شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ نے ولی اللہ اور اہل اللہ رحمہما اللہ دو صاحبزادے یادگار چھوڑے اوّل الذکر وہی شخصیت ہے جو دنیا میں عارف باللہ حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے اسم گرامی سے مشہور ومعروف ہے اور جس کے علمی تبحر اور فضل وکمال کے پیش نظر اس خاندان کا شہرہ چہار دانگ عالم میں پھیل گیا۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۲۷)

ولادت:۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ ۴ شوال ۱۱۱۴ھ چہارشنبہ کے دن طلوع آفتاب کے وقت شیخ محمد رحمہ اللہ کی دختر فرخندہ اختر کے بطن اطہر سے متولد ہوئے۔ کہتے ہیں کہ آپ کے والد گرامی کو خواب میں بشارتیں دی گئی تھیں کہ تمہارے ہاں ایک ایسا فرزند جنم لے گا جو اپنے علم و فضل کی بدولت دنیا کیلئے سرچشمۂ ہدایت ثابت ہوگا۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۲۷)

تعلیم وتربیت:۔ شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ نے اپنے نونہال کی تعلیم وتربیت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔

اپنے والد گرامی کے علاوہ آپ نے شیخ محمد افضل سیالکوٹی رحمہ اللہ، شیخ وفد اللہ مکی بن شیخ محمد سلیمان مغربی رحمہ اللہ، شیخ ابوطاہر الکردی بن شیخ ابراہیم الکردی المدنی رحمہ اللہ جیسے علماء وفضلاء سے بھی ''مؤطا امام مالک، صحیح بخاری، مؤطا امام محمد، کتاب الآثار، اور مسند دارمی، وغیرہ کتبِ حدیث پڑھیں۔ یاد رہے کہ عربی مشائخ سے آپ نے حرمین شریفین کے قیام کے زمانہ میں استفادہ کیا تھا۔

(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۲۷-۲۸)

سندِ فراغت:۔ چودہ سال کی عمر میں جب آپ نے تمام مروّجہ علوم کی تکمیل کر لی۔ شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ نے آپ کو سندِ فراغت سے نوازنے کے موقع پر ایک خاص جلسہ منعقد کیا جس میں شہر کے تمام بڑے بڑے علماء، مشائخ، قضاۃ اور فقہاء کو مدعو کیا اور سب کی موجودگی میں اپنے بلند اقبال صاحبزادے کی دستار بندی کی اور آپ کے علم وعمر کی ترقی کیلئے دعا مانگی مجلس میں موجود تمام علماء وفضلاء نے بڑے جوش وخروش کے ساتھ شیخ کی خدمت میں مبارکباد پیش کی۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۲۸)

سلسلہ نقشبندیہ میں خلافت:۔ پندرہویں سال میں قدم رکھا تو آپ کے والد ماجد نے علم وباطن کے شرف سے بھی آپ کو معزز و ممتاز کرنا چاہا، چنانچہ آپ نے ان سے بیعت کی اور اشغال صوفیہ خصوصاً طریقہ نقشبندیہ میں اپنا زیادہ وقت صرف کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ والد صاحب کی زندگی ہی میں سلوک وعرفان کے اعلیٰ مدارج طے کر لیے اور اس علم کو بھی عروج کمال تک پہنچا دیا، چنانچہ انہوں نے آپ کو بیعت و ارشاد کی بھی اجازت دے دی۔ اور باطنی علوم کے متعلق مزید جو کچھ تلقین کرنا چاہا وہ بھی کر دیا۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۲۸)

خداداد قابلیت:۔ معاملہ فہمی اور ادق مسائل کے حل کرنے کے ملکہ خصوصی سے بھی اللہ تعالیٰ نے شاہ صاحب رحمہ اللہ کو نواز رکھا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی جگہ سے شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک استفتاء آیا جس کا جواب دینے سے ہندوستان اور کئی دیگر ممالک کے بڑے بڑے علماء قاصر تھے کیونکہ بہت زیادہ الجھاؤ اور پیچیدگی کے سبب کوئی اس کا مفہوم ہی سمجھ نہیں سکتا تھا۔ شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ کے ایک شاگرد نہایت ذہین وفطین اور حدیث وفقہ کے ماہر تھے۔ شاہ صاحب نے فتویٰ ان کے سپرد کیا اور فرمایا کہ خوب سوچ سمجھ کر اس کا جواب لکھ دو۔ اس نے مسلسل ایک مہینہ تک اس فتویٰ کا نہایت غور وفکر سے مطالعہ کیا لیکن وہ بھی اسے سمجھنے سے قاصر ہی رہا اور جواب لکھنے سے معذرت کر دی۔ شاہ ولی اللہ کی عمر اس وقت کوئی سولہ برس ہوگی شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ نے فتویٰ ان کے سپرد کیا اور فرمایا امید ہے کہ تم اس کا جواب لکھ سکو گے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے فتویٰ لے لیا اور گھر آ کر اس کا جواب لکھ دیا۔

......جواب اس قدر صواب اور شافی تھا کہ شاہ عبدالرحیم اور تمام طلبہ نے تحسین وآفرین کے پھول نچھاور کیے اور امید ظاہر کی کہ اگر شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ چند روز اور علمی مشق اور تعلیمی مشاغل جاری رکھیں تو تمام آئمہ وقت اور فقہاء عصر پر فوقیت لے جائیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۲۸-۲۹)

حج بیت اللہ:۔ ۱۱۴۳ھ کے آخر میں آپ بیت اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور مکمل ایک سال حرمین شریفین میں بسر کیا۔ اسی اثناء میں آپ نے نامور مشائخ عرب سے روایت حدیث کی۔ بڑے بڑے علماء وفضلاء سے ملے اور ہر طبقہ کے مشائخ سے استفادہ کیا۔ ان میں سے شیخ محمد وفد اللہ بن شیخ محمد سلیمان المغربی رحمہ اللہ، شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردی رحمہ اللہ مدنی، شیخ تاج الدین قلعی حنفی رحمہ اللہ، شیخ شناوی رحمہ اللہ، شیخ احمد قشاشی رحمہ اللہ، سید عبدالرحمٰن ادریسی رحمہ اللہ، شیخ شمس الدین محمد بن علاء بابلی رحمہ اللہ، شیخ حسن عجمی رحمہ اللہ، شیخ احمد نخلی رحمہ اللہ اور شیخ عبداللہ بن سالم البصری رحمہ اللہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱۱۴۵ھ میں آپ کو دوبارہ حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ ۱۱۴۵ھ کو مراجعت فرمائے وطن ہوئے اور پھر دہلی کے مدرسہ رحیمیہ کی مسندِ تدریس پر جلوہ افروز ہوگئے۔ اسی طرح عمر کی باقی اکتیس بہاریں بھی نشر واشاعتِ دین، مسلمانوں کی اصلاح اور ان کی خدمات کی نذر کر دیں۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۲۹)

ترجمہ قرآن:۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی دینی خدمات میں سب سے زیادہ وزنی شاید یہ ہے کہ آپ نے دورِ جدید میں سب سے پہلے قرآن مجید کا ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل کی۔ یہ ترجمہ وقت کے تقاضا کے مطابق فارسی زبان میں تھا۔

(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۳۱)

''فتح الرحمان'' یعنی ترجمہ قرآن کے علاوہ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اور بھی بہت سے علوم وفنون پر عربی و فارسی میں بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ یہ کتابیں کیا ہیں علم وادب کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے بحر ناپیدا کنار ہیں۔ ان پر تفصیلی تبصرہ کا تو یہ موقع نہیں مختصر سی کیفیت کے ساتھ ان میں سے مطبوع کے اسماء ذکر کر دینے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۳۳)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی ذوق تصوف پر مایہ ناز کتب

نمبر شمار	نام کتاب	زبان	فن	مختصر کیفیت
۱-	حجة الله البالغه	عربی	اسرارِ شریعت	اسرار حدیث اور مصالحِ احکام ایسے دلنشیں انداز میں بیان کیے گئے ہیں کہ اس کی مثال متقدمین کے ہاں ملنی بھی مشکل ہے، حکمت، حدیث، فقہ، تصوف، اخلاق اور فلسفہ وغیرہ بہت سے علوم اس کتاب میں ہیں:
۲-	فیوض الحرمین	عربی	تصوف	اس رسالہ میں حرمین کے واقعات کے علاوہ تصوف کے بہت سے مبحث آ گئے ہیں۔
۳-	الطاف القدس	فارسی	تصوف	اس میں شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنے الہامات کو ذکر کیا ہے
۴-	الدرالثمین فی مبشرات النبی الکریم	عربی	تصوف	اس میں شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنے والد بزرگوار اور عم محترم شیخ ابوالرضا محمد رحمہما اللہ کے وہ واقعات لکھے ہیں جو انہوں نے آنحضرت ﷺ کی روح مبارک سے حاصل کیے۔
۵-	شرح رباعیتین	فارسی	تصوف	یہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کی دو رباعیوں کی نہایت عمدہ شرح ہے۔
۶-	الحبیب المنعم فی مدح سید العرب والعجم	فارسی	سیرت	جیسا کہ نام سے ظاہر ہے آنحضرت ﷺ کی تعریف میں یہ ایک مایہ ناز تالیف۔

۷-	سطحات	فارسی	تصوف	اس رسالہ میں اسم الٰہی، اصطلاحات صوفیہ اور تصوف کے بہت سے رموز وارشادات کی تشریح ہے۔
۸-	انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ	فارسی	تصوف	اس میں اولیاء اللہ کے حالات واقعات مذکور ہیں۔
۹-	ہوامع شرح حزب البحر	فارسی	ادعیہ	دعاء حزب البحر کی نہایت عمدہ شرح ہے۔
۱۰-	القول الجمیل	عربی	تصوف	
۱۱-	العطیۃ العمدۃ فی الانفاس المحمدیہ	عربی	تصوف	
۱۲-	مکتوبات	فارسی	تصوف	
۱۳-	مکتوب مدنی	فارسی	تصوف	
۱۴-	ہمعات	فارسی	تصوف	
۱۵-	لمعات	فارسی	تصوف	
۱۶-	خیر کثیر	فارسی	تصوف	
۱۷-	شفاء القلوب	فارسی	تصوف	
۱۸-	البدور البازغہ	فارسی	تصوف	
۱۹-	زہراوین	فارسی	تصوف	
۲۰-	تفہیمات	فارسی	تصوف	
۲۱-	عوارف	عربی	تصوف	
۲۲-	الامداد فی مآثر الاجداد	فارسی		
۲۳-	نبذۃ الابریزیہ فی لجنتہ العزیزیہ	فارسی		

(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۳۴-۳۷)

وفات:۔ اسلام کے اس بطل جلیل، عظیم مفکر، نامور روحانی پیشوا اور مجدّدِ علوم وفنون نے ساری زندگی اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں بسر کرنے کے بعد تریسٹھ برس کی عمر میں خفیف سے مرض میں مبتلا ہوکر ۱۱۷۶ھ میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر اپنی جان، جان آفریں کے سپرد کردی اور شاہجہان آباد کے جنوبی جانب پرانی دلی میں اپنے والدِ مرحوم کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ ''رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً'' تاریخ وفات اس مصرعے سے نکلتی ہے۔ عامام اوبود امام اعظم دیں

آپ نے شاہ محمد رحمہ اللہ، شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ، رفیع الدین رحمہ اللہ، شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ اور شاہ عبدالغنی رحمہ اللہ فرزندانِ گرامی یادگار چھوڑے۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۳۹)

شاہ صاحب کی اولاد وامجاد

شاہ محمد بن ولی رحمہ اللہ صوفی صافی بزرگ:۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ صاحب کے حالات میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب انہوں نے رحلت فرمائی تو پانچ صاحبزادے یادگار چھوڑے۔ ان میں سب سے بڑے حضرت شاہ محمد رحمہ اللہ تھے۔ آپ اپنے دیگر بھائیوں کی طرح مشہور ومعروف نہیں ہیں شاید اسی وجہ سے اکثر وبیشتر تذکرہ نگاروں نے آپ کا ذکر خیر ہی نہیں کیا۔ آپ بہت زیادہ صاحب علم اور صوفی صافی بزرگ تھے۔

ولادت ونشأت دہلی میں ہوئی۔تمام علم اپنے والد گرامی سے پڑھے۔جب تک وہ بقید حیات تھے آپ ان کے پاس رہے۔ان کی وفات کے بعد بڑھانہ منتقل ہوگئے اور وہیں سکونت اختیار کرلی۔حتیٰ کہ ۱۲۰۸ھ میں دنیا فانی سے عالمِ جاودانی کو سدھار گئے۔بڑھانہ کی جامع کبیر میں آپ کا مدفن ہے۔

(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۴۱)

حضرت شاہ عبدالعزیز نقشبندی رحمہ اللہ:۔ آپ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے دوسرے نامور صاحبزادے ہیں۔ ۱۱۵۹ھ میں ولادت باسعادت ہوئی۔تاریخی نام''غلام حلیم''تھا۔خاندانی روایت کے مطابق نہایت ذہین فطین،سلیم الطبع خوش فہم اور طباع تھے۔

شاہ صاحب کے خلیفہ سے کسب علم:۔ جب حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا انتقال ہوا اس وقت آپ سولہ برس کے تھے اگرچہ ان مذکورہ علوم میں مہارت حاصل کرکے اس وقت تک فارغ ہوچکے تھے تاہم علمی تشنگی کی مزید تسکین کیلئے آپ نے اپنے والد کی وفات کے بعد شیخ نور اللہ بڑھانوی رحمہ اللہ شیخ محمد امین کشمیری رحمہ اللہ اور شیخ محمد عاشق بن عبیداللہ پھلتی رحمہ اللہ سے بھی کسب فیض کیا۔یاد رہے یہ تینوں بزرگ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے جلیل القدر رفقاء میں سے تھے۔شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کا ایک مستقل رسالہ بھی ہے جس میں آپ نے جو اپنے والد گرامی سے پڑھا اور جو دیگر علماء سے پڑھا ہر ایک کی تفصیل بیان کی ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ:۔

''سنن نسائی''کا بقیہ اور دیگر کتبِ صحاح میں نے شیخ نور اللہ اور خواجہ محمد امین سے پڑھیں اور ان کے علاوہ دیگر کتب کی سند اجازت میں نے اپنے والد کے افضل ترین خلیفہ شیخ محمد عاشق پھلتی رحمہ اللہ سے حاصل کی اور ان تینوں بزرگوں نے میرے والد صاحب سے پڑھا تھا۔یاد رہے کہ شیخ محمد عاشق تو شیخ ابوطاہر مدنی سے پڑھنے میں میرے والد مرحوم کے شریک بھی رہے تھے جیسا کہ آپ کی اسانید''**الارشاد فی مهمات الاسناد**''اور دیگر کتابوں میں مذکور ہیں''

جناب شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ صاحب اپنے وقت کے نہایت زبردست عالم تھے۔اس زمانہ کے تمام علماء ومشائخ آپ کی طرف رجوع کرتے تھے اور بڑے بڑے فضلاء آپ کی خدمتِ تلمذ پر بے حد فخر کیا کرتے تھے۔آپ کا علوم متداولہ وغیرہ میں وہ پایہ تھا جو بیان میں نہیں آسکتا۔(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۴۱-۴۳)

سفرآخرت: اس کے بعد آپ نے عربی وفارسی کے چند اشعار جو معرفتِ الٰہی کے رنگ میں ڈوبے ہوئے تھے ایسے دردناک لہجہ میں پڑھے کہ سامعین پر رقت کا عالم طاری ہوگیا۔بعدازیں آپ نے وصیت فرمائی کہ میری تجہیز وتکفین مسنون طریقہ کے مطابق کی جائے کفن کیلئے سادہ کپڑا جیسا کہ میں پہنتا رہا ہوں استعمال کیا جائے۔

پھر آپ اوراد ووظائف میں مشغول ہوگئے۔زبان پر آیت شریفہ''توفنی مسلما و الحقنی بالصلحین''کا ورد جاری تھا کہ ۷شوال بروز یک شنبہ بوقت صبح ۱۲۴۸ھ کو آپ کی رُوح قفس عنصری سے پرواز کرگئی اور اسی وقت اعزہ واقارب کی زبان سے غلغلہ بلند ہوا انا لله و انا الیه راجعون۔(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۴۸)

شاہ رفیع الدین نقشبندی رحمہ اللہ:۔ شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ،شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ سے چھوٹے اور انہیں کی طرح یگانۂ روزگار محدّث،متکلم اور اصولی تھے۔۱۱۶۳ھ میں دہلی میں پیدا ہوئے۔مدرسہ رحیمیہ میں تعلیم حاصل کی اپنے والدِ ماجد حضرت شاہ ولی رحمہ اللہ کے علاوہ دیگر بڑے بڑے علماءِ کرام سے بھی علم حاصل کیا صرف ونحو،منطق وفلسفہ،ادب وانشا اور تفسیر وحدیث بہت سے علوم میں دسترس رکھتے تھے تفسیر وحدیث کی سند تو اپنے برادرِ اکبر شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ سے حاصل کی۔(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۴۸-۴۹)

شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ کا کسب فیض باطن:۔ آپ حضرت شاہ ولی اللہ کے فرزندِ رشید اور شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ وشاہ رفیع الدین رحمہ اللہ کے چھوٹے بھائی تھے۔علم وفضل اور ورع وتقویٰ میں اپنے خاندان کی روایات کے امین تھے۔

۱۱۶۷ھ میں ولادت باسعادت ہوئی۔بچپن ہی سے بڑے باوقار اور سنجیدہ تھے تمام تعلیم اپنے والدِ ماجد ہی سے حاصل کی۔علوم ظاہری

کے ساتھ ساتھ کسب فیض باطن بھی کیا اور اس سلسلہ میں دوسرے بزرگوں سے بھی استفادہ کیا پوری زندگی تعلیم وتدریس میں بسر کی علم وفضل، فہم وفراست، ورع وتقویٰ اور سیاسی تدابیر کے پیش نظر وقت کے تمام علماء، امراء، سلاطین اور شہزادوں کی گردنیں آپ کے سامنے جھکی رہتی تھیں۔ ایک تذکرہ نویس نے یہ بالکل بجا کہا ہے:

''اگرچہ درویش صفت انسان تھے مگر رؤسائے شہر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے، بسبب ادب کے خاموش بیٹھتے اور بدوں آپ کی تحریک کے مجالِ سخن نہ پاتے اور ایک یادو بات سے زیادہ منہ سے نہ نکلتی'' (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۵۱)

کثرت سے کرامات کا ظہور:۔ آپ بہت زیادہ صاحبِ کرامت بزرگ تھے آپ کی بہت سی کرامات زبانِ زدعام وخاص تھیں مولوی فیض الحسن صاحب فرماتے تھے کہ شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ صاحب سے کرامات کا اس زور شور سے صدور ہوتا تھا جیسے خزاں کے زمانہ میں پت جھڑ یا بارش کے وقت بُوندیں گرتی ہوں۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۵۲)

شاہ عبدالغنی نقشبندی مجددی رحمہ اللہ:۔ آپ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ علم وفضل اور زہد وتقویٰ میں اپنے اسلاف کی سچی تصویر تھے ساری زندگی عبادت وریاضت اور تہجد گزاری وشب زندہ داری کے پیش نظر گوشۂ گمنامی میں بسر کی اور اسی وجہ سے آپ کی زیادہ شہرت نہ ہوسکی اور مفصل حالاتِ زندگی بھی پردۂ اخفا میں ہیں۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۵۴)

فقر،استغناء وتقویٰ:۔ آپ کے فقر، استغناء اور تقویٰ کے کئی واقعات مشہور ہیں۔ خان امیر شاہ رحمہ اللہ، مولانا گنگوہی رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ شاہ عبدالغنی صاحب رحمہ اللہ کے ہاں کئی وقت کا فاقہ ہوا اس کا تذکرہ ان کی خادمہ نے کہیں کردیا۔ اس کی خبر کسی ذریعہ سے مفتی صدر الدین خان رحمہ اللہ کو بھی ہوگئی۔ مفتی صاحب نے تین سو روپے شاہ صاحب کی خدمت میں بھجوا دیئے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے واپس کردیئے۔ اس پر مفتی صاحب رحمہ اللہ وہ روپے لے کر خود حاضر ہوئے اور تخلیہ میں روپے پیش کیے اور فرمایا کہ شاید حضور کو خیال ہو کہ یہ صدر الصدور ہے رشوت لیتا ہوگا۔ اس لیے میں عرض کرتا ہوں کہ میں رشوت نہیں لیتا بلکہ یہ روپے میری تنخواہ کے ہیں۔ آپ ان کو قبول فرمالیجئے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا میں تمہاری نوکری کو بھی اچھا نہیں سمجھتا اور اس لیے میں ان کے لینے سے معذور ہوں بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ آپ نے خادمہ کو بلا کر فرمایا نیک بخت! اگر فاقہ کی برداشت نہیں ہے تو اور گھر دیکھ لو مگر خدا کیلئے ہمارا راز افشانہ کرو۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۵۵)

اہلیہ کی بیعت اصلاح:۔ مولانا علاؤ الدین صاحب پھلتی رحمہ اللہ کی دختر فرخندہ اختر فاطمہ آپ کے حبالۂ عقد میں تھیں، یہ وہی سعادت مند خاتون ہیں جس کے بطنِ اطہر سے حضرت امام محمد اسماعیل رحمہ اللہ نے جنم لیا جن کے غلغلۂ علم وعمل سے چار دانگِ عالم گونج اُٹھا جب آپ کی ولادتِ باسعادت ہوئی تو حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمہ اللہ کا خیال تھا کہ آپ کی رضاعت کے فرائض کسی نیک انّا کے سپرد کر دیئے جائیں مگر اس نیک بخت خاتون نے اسے تسلیم نہ کیا اور اپنے لاڈلے کو خود ہی دودھ پلایا۔

آپ کو اپنے فرزند ارجمند کی معیت میں حجِ بیت اللہ کی بھی سعادت نصیب ہوئی اور آپ حضرت سیّد احمد سے بیعت بھی تھیں۔ حج کے موقع پر مکہ معظّمہ میں ہی قیام پذیر تھیں کہ سخت بیمار پڑ گئیں اور آخر کار پیام اجل آپہنچا اور عازم ملک عدم ہوگئیں جنت المعلّی میں آپ محوِ استراحت ہیں غفر اللہ لہا ونورّ مرقدھا۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۵۵-۵۶)

امام محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ

دنیا کے عظیم المرتبت اور اولوالعزم اشخاص کی حیات ایک سِرّ نہاں ہوتی ہے اور وہ اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کی بدولت جو کارہائے نمایاں سرانجام دیتے ہیں وہ آنے والی نسلوں کیلئے مینارۂ نور ثابت ہوتے ہیں ایسی ہی مقدس شخصیتوں میں سے ایک حضرت امام محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ بھی تھے جن کی سوانح حیات اور مجاہدانہ کارناموں کی تفصیل آپ اس کتاب میں پڑھیں گے معلوم ہوتا ہے کہ خالقِ کائنات نے حب الٰہی، عشق

رسول ﷺ، علم وعمل، ولولۂ جہاد، تڑپ احیائے دین اور سوز وگداز سے ایک آمیختہ بنایا اور نام اس کا اسماعیل رکھ دیا بلکہ سچ پوچھئے تو حضرت امام محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی حیات کائنات کی تمام تصوّری اور نظری خوبصورتیوں سے تعبیر ہے۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۵۸)

ولادت باسعادت:۔ اس نابغۂ عصر اور عبقری زماں (Genius) محدث ومفسر، فقیہہ ومتکلم، مصنف ومبلغ اور غازی ومجاہد نے ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ بمطابق ۲۹ اپریل ۱۷۷۹ء کو اس عالمِ رنگ وبُو کو قدومِ میمنت لزوم سے نوازا اور یہی روایت مستند ہے۔ میر شہامت علی نے آپ کی تاریخ پیدائش ۱۸ شوال ۱۱۹۶ھ لکھی ہے مگر یہ روایت غلط ہے یہ سعادت پُھلت ضلع مظفر نگر کے حصہ میں آئی کہ اس کے فلک پر یہ ماہِ شب چہاردھم نمودار ہوا۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۵۹)

تعلیم وتربیت:۔ والدین نے نہایت عمدہ طریق سے اپنے نونہال کی تربیت کی پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت شاہ عبدالغنی رحمہ اللہ صاحب اپنے لاڈلے کی رضاعت کے فرائض کسی انا کے سپرد کرنا چاہتے تھے مگر آپ کی والدہ ماجدہ نے اسے تسلیم نہ کیا اور اپنی کمزوری وناتوانی کے باوجود اپنے صاحبزادہ کو خود ہی دودھ پلایا۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۵۹)

اولاد کی دنیا سے بے رغبتی:۔ حضرت امام محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ کے ہاں صرف ایک صاحبزادہ گرامی شاہ محمد عمر صاحب رحمہ اللہ نے جنم لیا۔ آپ کی ولادت ونشأت دہلی میں ہوئی تحصیلِ علم سے فراغت کے بعد مسندِ تدریس پر رونق افروز ہوئے۔ انتہائی عابد وزاہد اور تہجد گزار وشب زندہ دار تھے۔ ساری زندگی قناعت، عفاف، توکل، استغناء تبتل الی اللہ اور دنیا سے بے رغبتی کے ساتھ گزار دی۔ حتیٰ کہ ابومظفر تیموری رحمہ اللہ بادشاہ نے اکثر آپ کی ملاقات کی تمنا کی اور ارا کینِ سلطنت کے ہاتھ پیغام ملاقات بھیج کر قلعہ کو قدومِ میمنت لزوم سے نوازنے کی استدعا کی مگر آپ نے جواب میں یہی فرمایا کہ جس باپ کی نسبت سے بادشاہ مجھ سے ملاقات چاہتے ہیں ان کی بزرگی اور تقدس مجھ میں نہیں ہے اسی عذر کے پیشِ نظر آپ کبھی ملاقات کیلئے نہ گئے۔ حضرت میاں سیّد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ:

> ''مولانا محمد عمر نہایت عابد وزاہد آدمی تھے نماز نہایت ہی خشوع وخضوع سے ادا کرتے، رکوع وسجود میں اتنا مکث طویل کرتے کہ آدمی سبحان ربی العظیم، سبحان ربی الاعلیٰ ۲۷-۲۸ بار پڑھ لیتا۔'' (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۶۶-۶۷)

خواب میں حضور ﷺ کی زیارت:۔ خاں امیر شاہ صاحب رحمہ اللہ نے مفتی صدرالدین صاحب رحمہ اللہ کی زبانی یہ بیان فرمایا ہے، مشہور تھا کہ مولوی محمد عمر صاحب رحمہ اللہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت زیارت ہوتی ہے اس پر میں اور امام صاحب رحمہ اللہ جامع مسجد اور دو دوسرے اشخاص نے اصرار کیا کہ ہم کو بھی زیارت کرا دیجئے مگر مولوی محمد عمر صاحب نے منظور نہ کیا لیکن ہم نے اپنا اصرار برابر جاری رکھا۔ ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جامع مسجد کے منبر پر تشریف فرما ہیں اور مولوی محمد عمر رحمہ اللہ آپ ﷺ کو مورچھل جھل رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ صدرالدین آ ؤ جناب رسول اللہ ﷺ کی زیارت کرلو اور بعینہٖ یہی خواب امام صاحب رحمہ اللہ نے دیکھا اور اسی طرح ان دوسرے اشخاص نے دیکھا۔ جب صبح ہوئی تو میں امام صاحب کی طرف چلا تاکہ ان سے یہ خواب بیان کروں اور وہ اپنا خواب بیان کرنے کیلئے میری طرف چلے اور وہ دوسرے اشخاص بھی ہماری طرف چلے۔ اتفاق سے راستہ میں ایک مقام پر ہم سب مل گئے اور میں نے کہا کہ میں تمہارے پاس جا رہا تھا۔ رات میں نے یہ خواب دیکھا ہے انہوں نے کہا کہ ہم تمہارے پاس آ رہے تھے ہم نے بھی بعینہٖ یہی خواب دیکھا ہے۔ اب ہم سب مل کر مولوی محمد عمر صاحب رحمہ اللہ کے مکان پر آئے تو اس وقت مولوی صاحب رحمہ اللہ اپنے مکان کے سامنے ٹہل رہے تھے ہم نے ان سے یہ خواب بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ نہیں میں ایسا نہیں ہوں اور یہ کہتے ہوئے بھاگ گئے۔
(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۶۷)

سیّد صاحب کی بیعت طریقت کا آغاز:۔ حضرت سیّد احمد رحمہ اللہ کو دہلی میں تشریف لائے ہوئے ابھی تھوڑی مدّت ہی ہوئی تھی کہ آپ نے بیعت طریقت لینے کا سلسلہ شروع فرما دیا اور یہ ۱۲۳۴ھ بمطابق ۱۸۱۸ء کی بات ہے آپ کے دستِ حق پرست پر سب سے

پہلے بیعت کرنے والے حضرت مولانا محمد یوسف صاحب پھلتی رحمہ اللہ تھے۔آپ نے حضرت امام صاحب رحمہ اللہ اور حضرت مولانا عبدالحیٔ صاحب رحمہ اللہ سے پہلے بیعت کی اور ترقی درجات و بلندی مراتب میں وہ مقام حاصل کر لیا کہ یہ دونوں مقدس شخصیتیں بھی آپ کو رشک کی نگاہوں سے دیکھتی ہیں۔آپ کے بعد یہ دونوں بزرگ بھی بیعت ہو گئے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مولانا عبدالحیٔ کی بیعت طریقت:۔ ایک روز مولانا عبدالحیٔ صاحب رحمہ اللہ نے اسرارِ نماز اور حضورِ قلب کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ سے گفتگو کی۔انہوں نے فرمایا کہ تصوف و اخلاق کی کتابوں میں ان اُمور کی تشریح موجود ہے مثلاً ''احیاء علوم الدین'' وغیرہ لیکن مُرشد کامل کے بغیر حصولِ مقصد مشکل ہے اور اس کے لیے انہوں نے حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ کی طرف رجوع کا مشورہ دیا۔

مولانا عبدالحیٔ صاحب رحمہ اللہ نے شاہ صاحب رحمہ اللہ کے مشورہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے فوراً حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ کی طرف رجوع کیا اور خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر اپنی آمد کا مقصد بیان کیا تو حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ فرمانے لگے۔

نماز کی حقیقت یہ ہے کہ چونکہ ربِ ذوالجلال والاکرام نے حضرتِ انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور اس کے سر پر تاجِ خلافت رکھا ہے لہٰذا اسے حکم دیا کہ اس کے دربارِ عالی میں روزانہ حاضری دے ورنہ غیر حاضری کی صورت میں سخت باز پُرس کی جائے گی۔پس نماز اس شہنشاہِ عالی کے بلند مرتبت دربار میں حاضری سے تعبیر ہے۔لہٰذا نماز پڑھتے وقت یہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے کہ میں کس ذاتِ اقدس کے دربار میں حاضری دے رہا ہوں اس دربار کے تقدس کا تقاضا ہے کہ انسان پاک اور طیب لباس زیب تن کرے اور ہر طرح کی صفائی، پاکیزگی، نظافت اور طہارت کا خیال رکھے اسی لیے قبل از نماز وضو ضروری قرار دیا گیا اور اگر ضرورت ہو تو غسل بھی پھر نماز میں خشوع وخضوع کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہر رکن کے مضمون پر غور کیا جائے اور جس سورۃ کی تلاوت کی جارہی ہو اس کے مضامین پر بھی تدبر کیا جائے۔

دربار الٰہی میں انتہائی عقیدت، احترام، تعظیم اور اخلاصِ نیت سے کھڑا ہونا چاہئے اور تصور یہ ہو کہ میں ہر طرف سے اپنے رُخ کو پھیر کر صرف اور صرف اسی کی طرف موڑ رہا ہوں اور جس طرح چہرہ کعبہ کی طرف ہوتا ہے ایسے ہی روح کی توجہ بھی ذاتِ اقدس کی طرف ہونی چاہیے یعنی نماز پڑھنے والے کو ظاہری و باطنی ہر طرح سے خدا سے لو لگا لینی چاہیے۔

جب قبلہ رو ہو کر دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے اور اللہ اکبر کہے تو تصور میں یہ ہو کہ اے اللہ! میں دنیا و مافیہا سے دستبردار ہو کر تیری طرف متوجہ ہو رہا ہوں اور دونوں ہاتھ سینہ پر باندھ کر نہایت خشوع وخضوع اور ادب سے کھڑا ہوں اور تصّور یہ ہو کہ اس شہنشاہِ عالی کے دربار میں کھڑا ہوں جو کہ میری تمام حرکات وسکنات کا مشاہدہ فرمارہا ہے۔

پھر دعا استفتاح پڑھے چونکہ شیطانِ لعین انسان کا ازلی و ابدی دشمن ہے جو ہر وقت اسے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے دور کرنے کی کوششوں میں مصروف رہتا ہے لہٰذا اس خطرہ کے پیش نظر کہ وہ کہیں بہکا نہ دے تعوذ پڑھنا ضروری قرار دے دیا گیا اور اس کے بعد سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورۃ تلاوت کرے اور پھر ارادۂ پابوسی کرتے ہوئے اللہ اکبر کہہ کر دربار الٰہی میں جھک جائے اور خیال میں ہو کہ اے اللہ! تیری عظمت و جلال کے پیش نظر میری کمر جھک گئی اور زبان سے ''سبحان ربی العظیم'' کا نغمہ آلاپ رہا ہوں۔جب رکوع میں حضوری کی سی کیفیت پیدا ہو جائے تو ''سمع الله لمن حمده'' کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے اور دل میں خیال یہ کرے کہ اے اللہ! میں تیری اطاعت وفرمانبرداری پر مستقیم ہو گیا ہوں۔اب پھر ارادۂ پابوسی سے ''اللہ اکبر'' کہتا ہوا سجدہ ریز ہو جائے اور ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کا بار بار اس تصور سے ورد کرے کہ اے اللہ! میں نے اپنے اعضاء میں سب سے افضل یعنی سر کو تیرے آستانۂ عالیہ پر رکھ دیا ہے۔

زندگی کی اب یہی سب سے بڑی ہے آرزو ہو جبینِ شوق میری اور تیرا آستاں

سجدہ چونکہ تقرب الٰہی اور انوار وتجلیات کے نزول کا محل ہے اس لیے بندہ ہیبت خداوندی کے سبب تمام مضمون ایک مرتبہ عرض کرنے سے قاصر ہے اس لیے حکم ہوا کہ کچھ دیر ٹھہر کر دوسری بار پھر عرض کرے اسی وجہ سے سجدہ سے سر اٹھا کر کچھ دیر بیٹھنا پڑتا ہے اور کہنا پڑتا ہے ''اللھم

اغفرلی و ارحمنی و اهدنی وارزقنی و ارفضنی و اجبرنی '' پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ ریز ہو جائے۔ اسی طرح دوسری رکعت پڑھے اور خیال میں ہو کہ اب میں دربارِ الٰہی میں بیٹھنے کے قابل ہو گیا ہوں اور قعدہ میں بیٹھ جائے چونکہ ایسے عظیم الشان اور جلیل القدر دربار میں خاموش بیٹھنا سُوءِ ادب ہے لہٰذا قعدہ میں بیٹھے ہوئے ذکر الٰہی میں رطب اللسان رہنے کا حکم ہوا ''التحیات للہ'' الخ پھر خیال کرے کہ اب دربار خداوندی سے رخصت کا وقت آ گیا لہٰذا سرورِ دنیا و دیں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف اور اپنے لیے دعا کے بعد دائیں بائیں کے نمازی بھائیوں اور فرشتوں کو سلام کہتا ہوا رخصت ہو جائے۔ یہ کیفیت بیان کرتے ہوئے آخر میں سیّد صاحب نے فرمایا:

''مولانا صاحب! حصولِ ایں مقصد به گفتگو راست نمی آید. ہمیں نماز است که در بدو نبوت سیّد الانبیاء صلی الله علیه وسلم را حضرت جبرائیل امین بحکم رب العالمین برائے تعلیم آں امامت فرموده اند. بیا برخیزد تحریمه دو رکعت نماز به اقتدا یم بربند مولانا علیه الرحمة حسب المامور به عمل آورده تحریمه دو رکعت نماز به اقتدائے آں عالی جناب بربستند. دریں مقام اکثر آں عالی مقام، (مولانا عبدالحئی) بیان می فرمودند که آنچه در آں دو رکعت یافته ام ہیچ گاه در عمر خود نیافته ام''

ترجمہ: مولانا صاحب! یہ مقصد گفتگو سے حاصل نہیں ہو سکتا یہی نماز ہے جو حضرتِ جبریل امین علیہ السلام نے بحکم رب العالمین امام بن کر حضرت سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتداء نبوت میں پڑھائی تھی۔ اٹھیے! اور دو رکعت نماز میری اقتداء میں پڑھ لیں۔ چنانچہ مولانا عبدالحئی نے سید صاحب کی اقتداء میں دو رکعت نماز کی نیت باندھ لی۔ اور آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ان دو رکعتوں میں جو کچھ حاصل ہوا وہ ساری زندگی حاصل نہ ہو سکا۔

(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۶۸-۷۰)

ایک رات میں منازل سلوک طے کرنا:۔ مولانا کرامت علی صاحب جون پوری نے اس بارے میں مولانا عبدالحئی صاحب رحمہ اللہ کا جو بیان اپنی کتاب ''نورٌ علیٰ نورٌ'' میں نقل کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مولانا عبدالحئی نے سلوک الی اللہ کے متعلق شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ سے استفسار کیا تو انہوں نے حضرت شاہ غلام علی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا ہر چند کہ تصوف وسلوک میں حضرت شاہ صاحب موصوف کا مقام بہت بلند تھا لیکن مولانا محترم کی تسلی نہ ہوئی تو شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے سیّد صاحب کی طرف مراجعت کیلئے کہا۔ چند روز بعد سیّد صاحب رحمہ اللہ، مولانا عبدالحئی اور حضرت امام صاحب رحمہ اللہ رات کو مدرسہ میں سوئے ہوئے تھے کہ آدھی رات سے کچھ قبل حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ نے مولانا کو آواز دی اور فرمایا اٹھیے! اور اس وقت اللہ کے کیلئے وضو کیجئے، دو تین قدم چلنے کے بعد روک کر بار بار فرمایا اور پھر فرمایا کہ اللہ کیلئے نماز پڑھیے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ یہ سن کر جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں مشاہدہ جلال میں اس طرح غرق ہوا کہ کچھ ہوش باقی نہ رہا اور روتے روتے آنسوؤں سے داڑھی تر ہو گئی۔ جب دو رکعت نماز پڑھ چکا تو خیال آیا کہ فاتحہ نہیں پڑھی پھر نیت باندھ لی غرض اسی طرح بار بار کسی فرض کے ترک کا خیال آتا اور میں از سرِ نو نیت باندھ لیتا اس طرح کم وبیش سو رکعت پڑھ لیں۔ پھر استغفار پڑھنے لگا حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۷۱)

مرشد کامل کی اقتدا کی دو رکعتیں:۔ حضرت مولانا عبدالحئی رحمہ اللہ نے صبح اپنا تمام ماجرا حضرت امام صاحب رحمہ اللہ سے کہہ سنایا حضرت نے سماعت فرماتے ہی مولانا کو ساتھ لیا اور حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں جا پہنچے۔ آپ نے حضرت امام صاحب کو بھی مولانا صاحب رحمہ اللہ کی طرح دو رکعت نماز پڑھائی۔ اسی دن سے ان دونوں مقدس شخصیتوں نے حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ کے دامن کو اس طرح تھاما کہ تا زیست جُدا نہ ہوئے صاحب ''انوار العارفین'' نے بھی لکھا ہے۔

''شاہ اسماعیل رحمہ اللہ اور مولانا عبدالحئی رحمہ اللہ اکٹھے امتحان کی غرض سے سیّد صاحب رحمہ اللہ کے پاس پہنچے اور نماز میں حضورِ قلب کے متعلق سوال کیا تھا۔ سیّد صاحب رحمہ اللہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا آج رات میرے حجرے میں آ کر میرے پیچھے دو رکعت نماز ادا کیجئے، چنانچہ دو رکعت نماز سیّد صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ پڑھ چکنے کے بعد دو رکعتوں کی نیت باندھ لی۔ سیّد صاحب رحمہ اللہ کی صحبت اور حقانی توجہ کی برکت سے ساری رات استغراق میں گزار دی بس اس وقت سے ایسے معتقد ہوئے کہ پھر ساتھ نہ چھوڑا''

ہنٹر نے بھی اس کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''سیّد احمد صاحب رحمہ اللہ کے پہلے دو مرید وہ شخص تھے جو اپنے لا ثانی ضمیری جوہروں اور اعلیٰ قابلیتوں میں اپنے وقت کے فرد اکمل تھے یہ دونوں فرد اکمل دہلی کے سب سے بڑے حکیم یا فاضلِ اجل (حضرت عبدالعزیز رحمہ اللہ) کے کنبے سے تعلق رکھتے تھے'' (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۷۱-۷۲)

مولانا یوسف رحمہ اللہ کی بیعت اور شہادت:۔ لیکن یاد رہے کہ یہ دونوں بزرگ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ پھلتی رحمہ اللہ کے بعد حلقۂ ارادت میں شامل ہوئے۔ حضرت امام صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''مجھے بیعت کیے ہوئے تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ ایک روز شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی خدمتِ والا درجات میں حاضر ہوا تو انہوں نے پوچھا کہ میاں! سیّد کے فیض صحبت سے جو نعمتیں حاصل ہوئیں ان کی کیفیت بیان کرو۔ میں نے عرض کیا کہ سیّد علی تبار کے رتبے کا اندازہ میرے لیے مشکل ہے، البتہ اتنا کہہ سکتا ہوں کہ خدا نے آپ پر خاص احسان فرمایا جس کا شکر واجب ہے۔ آپ کو دو علم عطا فرمائے تھے علم ظاہر کے حامل شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ تھے علمِ باطن کی وراثت سنبھالنے کیلئے خدا نے سیّد صاحب رحمہ اللہ کو کھڑا کر دیا یہ سن کر شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنے بارے میں کلماتِ عجز کہے، پھر فرمایا:

میاں! یہ بات سمجھنے کے لائق ہے۔ بارگاہِ احدیت کے محبّ بہت ہیں محبوب کمیاب ہیں۔

میں نے عرض کیا کہ جناب رسالت مآب ﷺ حبیب ربُ العالمین تھے۔

فرمایا: مرتبۂ محبوبیت مرتبہ رسالت کی طرح نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا ہو۔

میں نے عرض کیا: مثلاً محبوب سبحانی سیّد عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ۔

فرمایا: محبوبیت کا مرتبہ سیّد عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ پر بھی ختم نہیں ہوا۔ محبّ ہمیشہ بلا و محنت اور رنج و الفت میں مبتلا رہتے ہیں اس کے برعکس محبوبوں کو کوئی تکلیف نہیں دیتا بلکہ ان کے راحت و آرام کو دل و جان سے پسند کیا جاتا ہے۔ رب العالمین کے محبوں کو اکثر سرگردانی و پریشانی لاحق رہتی ہے، لیکن محبوبانِ بارگاہِ اقدس دنیا میں البسۂ فاخرہ، اطعمہ لذیذہ اور خدم و حشم سے ممتاز رہتے ہیں اور آخرت میں اس سے بھی زیادہ انعام پاتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے سیّد صاحب رحمہ اللہ کا نام تو نہ لیا لیکن تمام اشارے بداہۃً آپ ہی کی طرف تھے۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۷۲-۷۳)

تلامذہ:۔ جیسا کہ ذکر کیا گیا صراحت اور تفصیل کے ساتھ آپ کے تلامذہ کے متعلق علم نہیں ہو سکا۔ تاہم جستجو اور تلاش کے بعد آپ کے جن تلامذہ کا سراغ مل سکا ہے ان کے اسماءِ گرامی یہ ہیں۔

(۱) حضرت سیّد احمد شہید، (۲) مولانا سخاوت علی جونپوری، (۳) مولانا عبدالحق بنارسی، (۴) مولانا عبداللہ علوی، (۵) مولانا عبدالہادی جھوکوی، (۶) سیّد محمد بن اعلیٰ نصیر آبادی، (۷) مولانا معین الدین سہسوانی، (۸) مولانا وحید الدین پھلتی، (۹) مولانا ولایت علی صادقپوری، (۱۰) مولانا کرامت علی دہلوی، (۱۱) مولانا جعفر علی بستوی، (۱۲) مولانا جلال الدین بنارسی رحمہم اللہ۔

اب ان حضراتِ گرامی کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے، وبیدہ التوفیق۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۷۴)

حضرت شاہ عبدالعزیز نقشبندی سے بیعت اصلاح:۔ حضرت امام ہمام مجاہد کبیر شہید رحمہ اللہ سعید سیّد احمد بن عرفان بن نور حسنی بریلوی رحمہ اللہ، شیخ الاسلام قطب الدین محمد بن احمد مدنی رحمہ اللہ کی اولاد میں سے تھے اور آپ کا سلسلہ نسب ۳۶ واسطوں سے سیّدنا امیر المومنین حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جا پہنچتا ہے آپ ۶ صفر ۱۲۰۱ھ (۲۹ نومبر ۱۷۸۶ء) کو پیر کے دن رائے بریلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کو مکتب میں بٹھا دیا گیا لیکن کوششوں کے باوجود آپ کی طبیعت تحصیلِ علم کی طرف مائل نہ ہوئی لیکن اس کی وجوہ معلوم نہیں ہوسکیں اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ آپ تمام عمر ناخواندہ ہی رہے جیسا کہ بعض لوگوں نے امیّت کا افسانہ مشہور کر رکھا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ عربی فارسی بخوبی جانتے تھے۔ جب ۱۲۲۲ھ میں دہلی گئے اور حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ سے آپ کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے آپ کو خوش آمدید کہا اور اپنے بھائی عبدالقادر رحمہ اللہ کے پاس اکبر آبادی مسجد میں آپ کے قیام کا انتظام کر دیا وہاں آپ نے شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ سے عربی و فارسی کی کتابیں پڑھیں پھر شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ سے بیعت کی حتیٰ کہ علم و معرفت میں آپ کو بہرہ وافر نصیب ہوگیا۔ اس وقت آپ کے مفصل حالات بیان کرنا مقصود ہے اور نہ اس کی گنجائش آپ کے سوانح حیات میں کئی ضخیم کتابیں لکھی گئی ہیں۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۷۴-۷۵)

مرشد کا مرید سے تعلیم حاصل کرنا:۔ اس وقت یہ بیان کرنا مطلوب ہے کہ حضرت امام محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے جن بہت سی سعادتوں سے نوازا، ان میں سے ایک قابل فخر یہ بھی ہے کہ آپ کے پیر و مرشد حضرت امیر المومنین سیّد احمد شہید رحمہ اللہ نے بھی آپ سے کسبِ فیض کیا، تعلیم حاصل کی اور آپ کے تلامذہ میں شامل رہے چنانچہ امیر شاہ خاں صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

> ''میرے اُستاد میاں جی محمد صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ میں نے مولانا محمد اسحٰق صاحب رحمہ اللہ سے ''کافیہ'' شروع کیا تھا۔ اور سیّد صاحب رحمہ اللہ جب تشریف لائے تو انہوں نے شاہ اسحٰق صاحب رحمہ اللہ سے ''میزان'' شروع کی تھی اور اتنی جلدی ترقی کی کہ نصف سے آگے مجھے ''کافیہ'' میں پکڑ لیا اور ''کافیہ'' ہی پڑھتے ہوئے انہوں نے ''مشکوٰۃ'' بھی شاہ صاحب رحمہ اللہ سے شروع کر دی اور کوئی کتاب مولوی اسماعیل صاحب رحمہ اللہ سے بھی پڑھتے تھے'' (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۷۵)

مولانا سخاوت جونپوری رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔ مولانا سخاوت علی بن رعایت علی بن درویش علی بن نذر علی عمری جونپوری رحمہ اللہ مشہور علماء میں سے ہیں۔ آپ ۱۲۲۵ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے چھوٹی کتابیں مولانا قدرت علی ردولوی رحمہ اللہ سے اور متوسط مولانا احمد اللہ انامی رحمہ اللہ اور مولانا احمد علی چریا کوٹی سے پڑھیں۔ جب کہ مطولات کی تعلیم آپ نے حضرت امام محمد اسماعیل شہید اور مولانا عبدالحیٔ بڑھانوی رحمہما اللہ سے حاصل کی۔ حضرت سیّد احمد رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور کچھ مدت تک ان کے ساتھ رہے پھر جونپور واپس آ گئے۔

آپ بہت بڑے عالم، محدّث، فقیہہ اور زاہد تھے گوناگوں اوصافِ حمیدہ کے مالک تھے، خلقِ خدا نے آپ سے بہت فائدہ اُٹھایا۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۷۵-۷۶)

مولانا عبداللہ علوی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔ مولانا عبداللہ بن قاسم علی خاں رحمہ اللہ جہابذہ علماء کرام میں سے تھے۔ آپ کا اصلی وطن موَ قائم گنج ضلع فرخ آباد تھا۔

آپ سیّد احمد صاحب رحمہ اللہ سے بیعت بھی تھے اُردو، عربی اور فارسی تینوں زبانوں میں شعر کہتے تھے لیکن اصلاً فارسی کے شاعر تھے آپ کی نظم و نثر کے کچھ نمونے ''آثار الصنادید'' میں دیکھے جاسکتے ہیں سیّد صاحب رحمہ اللہ کی مدح میں آپ نے درج ذیل اشعار کہے۔

برخیز ای بہار گلستانِ احمدی	کاندر سر زمانہ ہوائے تو یافتند
آں گوہرے کہ حاصل صد گنج شائگان	یک فلس رالکان زبہائے تو یافتند

آں لالۂ شگفتہ باغ صیاد تھے — کز گلشن مدینہ صبائے تو یافتند
بگذار کوہسار باوغاں سنگ دل — کایں ابلہاں نہ قیمت جائے تو بافتند
دریاب ای مسیح کہ دل خستگانِ کُفر — بنہادہ گوشِ دل بصدائے تو یافتند
بشتاب ای کلیم کہ لب تشنگانِ دین — آبِ جگر بضربِ عصائے تو یافتند
امروز سرخروئے اسلام در جہاں — موقوفِ تیغ کفر زادئے تو یافتن

(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۷۸-۸۰)

مولانا عبدالہادی جھوکوی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔ حضرت مولانا عبدالہادی جھوکوی رحمہ اللہ علاقہ چمپارن کے ایک گاؤں ''جھومکا'' میں ۱۲۰۵ھ میں ایک بُت پرست گھرانے میں پیدا ہوئے، کتابت، حساب، انشاء، تاریخ اور انگریزی زبان کی تعلیم حاصل کی نیز اُمورِ سلطنت سے متعلق قوانین کا نہ صرف مطالعہ کیا بلکہ انہیں از بر بھی کیا۔ایک امتحان کے سلسلہ میں عظیم آباد گئے کہ خوش قسمتی سے حضرت سیّد احمد رحمہ اللہ کی زیارت ہوگئی۔آپ ان دنوں حجازِ مقدس کی طرف جاتے ہوئے یہاں فروکش تھے۔مقدر کا ستارہ چمکا اور آپ حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کرکے کفر سے تائب اور دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے۔(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۸۱)

سیّد محمد بن اعلیٰ نصیر آبادی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔ مولانا سیّد محمد بن اعلیٰ بن محمد بن تقی بن عبدالرحیم بن ہدایت اللہ حسنی نصیر آبادی رحمہ اللہ بہت بڑے عالم و عابد تھے۔آپ نے پہلے لکھنؤ کے اساتذہ سے پڑھا اور پھر مزید تحصیل علمِ کیلئے حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کی خدمتِ اقدس میں حاضری دی۔آپ سیّد صاحب رحمہ اللہ سے بیعت بھی تھے۔ایک مدّت تک ان کے ساتھ رہے پھر درس و تدریس میں مشغول ہوگئے مولانا عبدالحیٔ رحمہ اللہ بن فخر الدین صاحبِ ''نزہۃ الخواطر'' کے دادا مولانا سیّد عبدالعلی رحمہ اللہ جو ان کے برادر عم زاد تھے۔ سیّد خواجہ احمد نصیر آبادی رحمہ اللہ اور بہت سے دوسرے لوگوں نے آپ سے کسب فیض کیا۔ہفتہ کی رات یکم شعبان ۱۲۸۶ھ میں بعمر ۷۰ سال بہ عارضۂ فالج اللہ کو پیارے ہوگئے۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۸۱-۸۲)

مولانا معین الدین سہسوانی رحمہ اللہ:۔ مولانا معین الدین بن بخشش الدین انصاری سہسوانی رحمہ اللہ بہت بڑے عالم، خطیب اور عابد و زاہد تھے، ولادت سہسوان میں ہوئی۔بچپن بھی وہاں گزارا پھر طلب علم کے لیے رامپور چلے گئے اور اساتذۂ وقت سے درسی کتابوں کو پڑھا علمی تشنگی کی تسکین کیلئے کچھ اور شہروں کے سفر بھی اختیار کیے بالآخر حضرت امام صاحب رحمہ اللہ اور مولانا عبدالحیٔ صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں پہنچے اور طویل مدّت تک ان کے پاس رہ کر فیوض و برکات حاصل کرتے رہے پھر اپنے شہر واپس آ کر دعوت و ارشاد میں مصروف ہوگئے۔

اس طرح بے شمار خلقِ خدا کو آپ سے بہت بہت فائدہ پہنچا۔۱۲۷۲ھ میں آپ اللہ کو پیارے ہوگئے۔(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۸۲)

مولانا وحید الدین پھلتی رحمہ اللہ کی عقیدت:۔ مولانا وحید الدین بن معین الدین پھلتی رحمہ اللہ دہلوی عالم با عمل، عبد صالح اور بہت بڑے مجاہد تھے دہلی سے بیس میل کے فاصلہ پر واقع بستی پھلت میں آپ کی ولادت با سعادت ہوئی۔علم کی تحصیل آپ نے حضرت امام صاحب رحمہ اللہ سے کی نیز تیرہ سال تک آپ کو حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ اور شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ کی صحبت بھی نصیب رہی پھر حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوگئے اور ان کی معیت میں حرمین شریفین کا سفر کرکے حج و زیارت سے بھی مشرف ہوئے۔

(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۸۲)

مولانا ولایت علی صادقپوری رحمہ اللہ:۔ **تعلیم و تعلم:** حضرت مولانا ولایت علی بن فتح علی بن وارث علی بن محمد بن سعید ہاشمی صادقپوری عظیم آبادی رحمہ اللہ علماء ربانیین میں سے تھے آپ کی ولادت با سعادت ۱۲۰۵ھ،۹۱-۱۷۹۰ھ میں صادق پور کے ایک ممتاز زبیری خاندان میں ہوئی۔ مزید تحصیل علوم کیلئے ماہر معقول و منقول مولانا محمد اشرف بن نعمت اللہ کے پاس لکھنؤ تشریف لے گئے اور تقریباً چار سال تک وہاں اقامت پذیر رہے

اسی عرصہ میں حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی اور پہلی ہی صحبت نقد دل ہار بیٹھے۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۸۳)

سادگی:۔ حضرت امام صاحب رحمہ اللہ نے اپنی جماعت میں آپ کو اپنا نائب مقرر کر دیا تھا۔مگر آپ کو اب اسوۂ حسنہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ذوق حاصل ہو چکا تھا کہ آپ اپنی جماعت والوں کی آپ خدمت کیا کرتے تھے اور جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر اور اپنے سر پر رکھ کر لایا کرتے تھے اور اپنے ہاتھوں سے کھانا پکاتے اور مٹی گارے کا کام خود انجام دیتے چنانچہ اسی زمانہ میں آپ کے والدِ ماجد نے ایک خدمت گار کو جو بچپن میں آپ کی خدمت میں رہتا تھا، چار سو روپے نقد و ملبوسات بیش بہا دے کر روانہ کیا۔ملازم نے بریلی پہنچ کر سیّد صاحب کے قافلہ میں آپ کو دریافت کیا، لوگوں نے بتایا کہ دریا کنارے وہ مٹی کا کام کر رہے ہیں۔دریا کے کنارے بہت سے لوگ تعمیر مسجد و مکان قافلہ میں مصروف تھے۔مولانا بھی ایک موٹا سیاہ تہبند باندھے ہوئے گارے میں لتھڑے ہوئے کام میں مشغول تھے۔آپ کی صورت ایسی متغیر ہوگئی تھی کہ یہ قدیم ملازم وہاں پہنچ کر اور آپ سے ہم کلام ہو کر بھی آپ کو نہ پہچان سکا۔بلکہ مولانا ولایت علی صاحب کے خود اقرار کرنے کے باوجود اس نے اسے تمسخر پر محمول کیا اور سخت ناراض ہوا آخر آپ نے فرمایا اچھا پھر جا کر قافلہ میں تلاش کرو۔جب وہ قافلہ میں واپس آیا تو لوگوں نے اس کو یقین دلایا کہ مولوی ولایت علی عظیم آبادی وہی شخص ہیں جن سے تم دریا کنارے بات کر آئے ہو، تب وہ دوبارہ آپ کے پاس آ کر اپنی جسارت پر نادم و پشیمان ہوا اور آپ سے معافی چاہی۔آپ نے اسے گلے سے لگا لیا اور بہت اخلاق و تواضع سے پیش آئے۔اس ملازم نے نقد و ملبوسات پیش کر کے ان کے استعمال کی آرزو ظاہر کی اور آپ کی طبیعت دیکھ کر زار زار رونے لگا مگر آپ اسی روز رات آتے ہی نقد و ملبوسات جیسے بندھے ہوئے تھے، سیّد صاحب کے حضور میں رکھ کر خاموش چلے آئے۔آخرش ملازم چند روز تک آپ کو اسی حالت میں دیکھ کر آپ سے رخصت ہوا اور واپس آ کر آپ کے بزرگوں سے ساری کیفیت بیان کی۔اس کیفیت کو سن کر آپ کے والد ماجد اپنے فرزند خورد مولوی فرحت حسین کے ہمراہ بریلی پہنچے اور سیّد صاحب کی صحبت بیش بہا سے فیض یاب ہوتے رہے۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۸۳-۸۴)

درس میں مریدین کی کثرت: مولانا عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

''دینیات کی تعلیم کیلئے مکان پر بعد نمازِ ظہر تا نمازِ عصر قرآن و حدیث کا درس دیتے مولوی عبداللہ آپ کے خلفِ اکبر قاری ہوتے۔دوسرے علماء ایک تفسیر ہاتھ میں لے بیٹھتے۔علماء کے علاوہ مریدوں کی بڑی بڑی بھاری صف ہوتی۔ ''قرآن مجید'' اور ''بلوغ المرام'' کا لفظی ترجمہ مردوں، عورتوں اور بچوں کو پڑھواتے تا کہ لوگ اللہ کی مرضی اور غیر مرضی (امرونہی) سے آگاہ ہو جائیں۔ان پڑھ بھی نمازوں میں اپنے پڑھنے کی سورتوں اور دعاؤں کے معانی اور مطالب سے خوب آگاہ ہوتے (عام واقفیت کیلئے سوائے ترجمہ کے دوسری سبیل نہیں) جناب نے شاہ محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نبیرۂ مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ دہلوی کی خدمت میں ترجمہ قرآن از شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ اور رسائل مولانا اسمعیل شہید رحمہ اللہ کے ارسال کی درخواست کی اور جناب شاہ صاحب رحمہ اللہ کے ارسال فرمانے پر پہلے مطبع حسینی لکھنؤ میں ان کے طبع کرانے کی سعی فرمائی بعد انکار صاحب مطبع، آپ نے زمانہ دورِ دسیر بنگال کے اس خدمتِ طبع کو اپنے خلیفہ مولوی بدیع الزمان صاحب بردوانی کے حوالہ فرمایا۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۸۵-۸۶)

سفر آخرت: ۲۲ محرم ۱۲۶۹ھ (۵ نومبر ۱۸۵۲ء) کو بعارضہ خناق راہگرائے ملک بریں ہوئے ستھانہ میں آپ کی قبر ہے۔

(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۸۷)

مولانا جعفر علی بستوی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح: مولانا جعفر علی بستوی بن قطب علی حسینی نقوی بستوی رحمہ اللہ مبھ امیر ضلع بستی (یو۔پی) میں ۱۲۱۰ھ میں پیدا ہوئے۔آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کی اور تکمیل کیلئے لکھنؤ تشریف لے گئے آپ کو حضرت امام صاحب رحمہ اللہ سے بھی تلمذ کی سعادت نصیب ہوئی نیز حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ سے بیعت بھی تھے۔آپ کے چھوٹے بھائی سید حسن علی

اور والد صاحب تو تکیہ شریفہ جا کر بیعت کر چکے تھے مگر آپ علالتِ طبع کے باعث نہ جا سکے۔ ان کی طبیعت پر سیّد صاحب رحمہ اللہ کا رنگ دیکھ کر آپ بھی بہت بے قرار تھے۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۸۹)

یاد رہے مولانا جعفر علی صاحب حضرت امام صاحب کے تلمیذِ رشید ہونے کے علاوہ آپ کے کاتبِ خاص بھی تھے۔
(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۹۱)

کلکتہ میں کثرت سے لوگوں کی بیعت توبہ: جب حضرت سیّد احمد رحمہ اللہ صاحب نے کلکتہ کو قدومِ میمنت لزوم سے نوازا اور لوگ لپکتے ہوئے آئے اور آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کر کے معصیت آلود زندگیوں سے تائب ہو گئے تو حضرت امام صاحب نے زنگ سے دُھلے ہوئے ان دلوں کو صیقل کرنے کیلئے ہر منگل اور جمعہ کو ظہر سے شام تک وعظ فرمانا شروع کر دیا۔ کبھی کبھی حضرت مولانا عبدالحئی صاحب بھی اس مبارک کام میں حصہ لیا کرتے تھے۔ یہاں کے لوگ کثرت سے شراب نوشی کے عادی تھے۔ لہٰذا حرمتِ شراب کو بھی موضوعِ سخن بنایا گیا اور خاطر خواہ کامیابی ہوئی، مولانا جعفر تھانیسری لکھتے ہیں۔

> ''ان بزرگوں کے وعظ کی یہ تاثیر ہوئی کہ خلقت مثلِ پروانہ گرویدہ ہوگئی اور ہر ایک بیعت کنندہ کے شراب نوشی سے تائب ہونے پر شراب کی دکانیں بند ہو گئیں۔ ٹھیکیداران شراب نے اس کی نالش بہ حضور حاکمانِ شہر کر کے استعفاء داخل کر دیئے اور کہا کہ صبح و شام تک ایک خریدار نہیں آتا کس کے ہاتھ فروخت کریں'' (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۱۰۳)

کلکتہ میں شہزادوں کی بیعت توبہ: قیامِ کلکتہ کے دوران بھی حضرت امام صاحب رحمہ اللہ نے ایک مجلس میں اپنے علم و فضل کے جوہر دکھائے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ کلکتہ میں سلطان ٹیپو شہید کے خاندان کے کچھ افراد رہتے تھے ان میں سے بعض شہزادوں کے عقائد مولوی عبدالرحیم فلسفی کی صحبت کے پیشِ نظر خراب ہو گئے تھے۔ یہ شہزادے غالباً سلطان ٹیپو شہید کے پوتے تھے اور مولوی عبدالرحیم گورکھپور کے باشندے تھے جن کے والد کا نام مصاحب علی تھا۔ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ، شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ اور شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ کے تلامذہ میں سے تھے لیکن بعد میں منطق اور فلسفہ میں توغل کے سبب ''دہری''مشہور ہو گئے، سلطان شہید مرحوم کے پوتوں نے محمد قاسم خواجہ سرا کو بھیج کر حضرت سیّد احمد صاحب رحمہ اللہ کو اپنے ہاں مدعو کیا۔ سیّد صاحب رحمہ اللہ چند رُفقاء کی معیت میں تشریف لے گئے مجلس میں چند مسائل پر گفتگو شروع ہوئی۔ شہزادوں کی طرف سے مولوی عبدالرحیم اور حضرت سیّد صاحب کی طرف سے حضرت امام صاحب رحمہ اللہ بات میں حصہ لے رہے تھے۔ مولوی صاحب کو چونکہ اپنے منطقی و فلسفی ہونے پر بڑا ناز تھا اس لیے انہوں نے منطق و فلسفہ کی زبان میں بات کی لیکن اس بے چارے کو کیا خبر تھی کہ آج کس حکیم الّامت اور مفکرِ اسلام سے اس کا واسطہ تھا؟ حضرت امام صاحب رحمہ اللہ نے اس کی تمام باتوں کو اس قدر احسن پیرایۂ بیان میں جواب دیا کہ منطقی و فلسفی صاحب کا ناطقہ بند ہو گیا اور ہر طرف سے آپ کے حق میں تحسین و آفرین کی صداؤں کا غلغلہ بلند ہوا۔ بڑے شہزادے کو بھی اپنے علم پر بڑا غرور تھا اس نے بھی مختلف اسالیب بیان سے تقریر کی اس کا جواب دینے کیلئے بھی آپ بڑے بے قرار تھے مگر شہزادہ کا جواب حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ نے اپنے ذمہ لے لیا اور چند ہی لمحوں میں اس کے پندارِ علم کو خاک میں ملا دیا۔ ان دونوں بزرگوں کی ان دلنشین اور ایمان افروز تقریروں کا یہ اثر ہوا کہ وہ اپنے غلط خیالات سے تائب ہو گئے حتیٰ کہ وہ سیّد صاحب رحمہ اللہ کے حلقہ بیعت میں شامل ہو گئے اور پھر انہوں نے اہل قافلہ کی دعوت بھی کی۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۱۲۴-۱۲۵)

سفرِ حجاز میں دو کرامات کا صدور: اس زمانہ میں بادی جہاز تھے اور مسافروں کو روزانہ فی کس ایک بوتل پانی ملا کرتا تھا۔ اتفاق سے ہوا ناموافق ہوگئی اور جہاز میں پانی کم رہ گیا اس لیے جہاز والوں نے اعلان کر دیا کہ کل سے پانی آدھی بوتل ملے گا۔ دو دن تک آدھی بوتل پانی دیا اس کے بعد جب پانی بالکل ختم ہو گیا تو جہاز والوں نے کہہ دیا کہ اب پانی بالکل نہیں رہا ہے اس لیے ہم پانی نہیں دے سکتے، سب لوگ نہایت پریشان ہوئے۔

اس جہاز میں علاوہ سیّد صاحب رحمہ اللہ کے قافلہ والوں کے اور بھی بڑے بڑے لوگ سوار تھے اب ان لوگوں میں سرگوشیاں ہونے لگیں کہ یہ شخص (مولانا شہید رحمہ اللہ) لوگوں سے ہنسی مذاق کرتا ہے اسی کی شامت سے ہم پر یہ بلا آئی ہے لہذا اس کو روکنا چاہیے اور دعائیں کرنی چاہئیں اس کی اطلاع مولوی وجیہہ الدین صاحب رحمہ اللہ اور دوسرے لوگوں کو ہوئی مولوی وجیہہ الدین رحمہ اللہ مع چند دیگر اشخاص کے ان لوگوں کے پاس پہنچے اور ان کو مولانا شہید رحمہ اللہ کی عظمتِ شان سے آگاہ کیا اور کہا کہ یہ شامت تمہاری اس گستاخی اور بدگمانی کی ہے کہ تم ان کی نسبت ایسا خیال کرتے ہو تم کو چاہیے کہ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے معافی چاہو اور ان سے دعا کی درخواست کرو چنانچہ وہ سب لوگ آئے اور سب نے مولانا سے دُعا کی درخواست کی۔

مولانا نے فرمایا کہ سب دعا کرو میں بھی دعا کروں گا مگر میری دعا تو مٹھائی کے بغیر چپکتی نہیں اس پر ایک شخص نے وعدہ کیا کہ سب جہاز کے لوگوں کو مسقطی حلوا کھلاؤں گا اس کی مقدار مجھے یاد نہیں رہی مگر اتنا یاد ہے کہ فی کس پاؤ بھر سے زیادہ تھا۔ اس پر آپ نے دوسرے لوگوں سے مل کر دعا کی جس کا اثر اسی وقت ظاہر ہوا اور ایک چشمہ شیریں پانی کا جو لمبائی چوڑائی میں دو بڑی چارپائیوں کے برابر ہوگا دوڑتا ہوا آیا اور جہاز کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ مولانا نے اس کو دیکھ کر فرمایا اس پانی کو تو دیکھو کیسا ہے؟ لوگوں نے جو چکھا تو نہایت ٹھنڈا اور شیریں تھا اس پر سب لوگوں نے اپنے اپنے برتن بھر لیے اور جہاز والوں نے بھی اپنے ظروف خوب بھر لیے جب سب بھر چکے تو وہ پانی غائب ہو گیا۔

اس کے بعد لوگوں نے ہوا کی موافقت کیلئے دعا کی درخواست کی پھر آپ نے وہی فرمایا کہ سب دعا کرو میں بھی شریک ہو جاؤں گا مگر میری دعا مٹھائی کے بغیر نہیں چپکتی اس پر کسی اور امیر نے کچھ وعدہ کیا جو مجھے یاد نہیں رہا۔ اس پر آپ نے سب لوگوں کے ساتھ مل کر موافقت ہوا کی دعا کی اور ہوا موافق ہو گئی۔ جہاز کا لنگر کھول دیا گیا اور جتنے دنوں میں اچھی ہوا کی حالت میں جہاز جدہ پہنچتا تھا اس سے بھی نصف دنوں میں ہمارا جہاز جدہ پہنچ گیا۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۱۲۵-۱۲۶)

امام صاحب کی والدہ کی بیعت کا انوکھا قصہ:۔ اس مبارک سفر میں حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کے ہمراہ آپ کی والدہ ماجدہ اور ہمشیرہ مکرمہ بھی تھیں والدہ محترمہ مکہ معظّمہ پہنچ کر سخت بیمار پڑ گئیں اور ابھی تک آپ نے حضرت سیّد صاحب کے دستِ مبارک پر بیعت نہیں کی تھی بلکہ آپ بیعت سے سخت انکار کرتے ہوئے فرماتی تھیں کہ سیّد صاحب نے تو ہمارے گھر میں بیعت کی ہے اب ہم اُلٹی ان کے ہاتھ پر کیسی بیعت کریں؟ لیکن حصرت امام صاحب رحمہ اللہ کی دِلی آرزو تھی کہ والدہ صاحبہ، سیّد صاحب رحمہ اللہ کے دستِ مبارک پر بیعت کر لیں لیکن سعی بسیار اور بے پناہ اصرار کے باعث آپ انکار ہی کرتی رہیں۔ جب امام صاحب رحمہ اللہ کے اصرار پر آپ کا انکار غالب آتا رہا تو انہیں ایک تدبیر سوجھی کہ کیوں نہ اس بارہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے چنانچہ آپ نے نہایت الحاح وزاری سے دعا کی۔

اے اللہ! میری والدہ محترمہ کا شاید آخری وقت ہے نامعلوم کب ان کی رُوح آپ کے پاس پہنچ جائے لہٰذا انہیں سیّد صاحب رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی توفیق عنایت فرما دو۔

یہ تدبیر کامیاب ثابت ہوئی اور تیرِ دعا نشانہ مراد کو پہنچ گیا۔ چنانچہ ایک رات والدہ صاحبہ نے خواب دیکھا کہ میدانِ حشر کا نقشہ ہے، سر پر آفتاب آگ برسا رہا ہے، گرمی کی شدّت سے لوگوں کا برا حال ہو رہا ہے تاحدِ نگاہ کوئی شجر سایہ دار نہیں کہ سستا لیا جائے اور نہ پانی ہے کہ پیاس کی شدت سے کانٹا بنے ہوئے حلق میں دو قطرے ڈال لیے جائیں آپ بھی دوسرے لوگوں کی طرح سایہ و پانی کی تلاش میں اِدھر اُدھر حیران و سرگردان ہو کر دوڑنے لگیں۔ اچانک دور ایک جگہ گھنا سایہ نظر آیا جہاں ایک خلق کثیر شاداں وفرحاں جلوہ افروز ہے آپ نے کسی سے پوچھا یہ کون سعادت مند ہیں جو اس خزاں کے عالم میں بھی بہار کے مزے لوٹ رہے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ یہ حضرت سیّد احمد رحمہ اللہ اور اُن کے مُریدان باصفا کا مقدس گروہ ہے۔

گفت ایں جملہ گروہ احمدی است سایۂ شاں ظلِ فیضِ سرمدی است

تو از ایشاں شو کہ تاذی شاں شوی　　دور کن افکار تا از ایشاں شوی

خواب دیکھنے کے بعد پریشانی کے عالم میں آپ بیدار ہو گئیں۔ امام صاحب رحمہ اللہ کو بُلا کر خواب سنایا اور فرمایا کہ فوراً سیّد صاحب رحمہ اللہ کو بلا لاؤ تا کہ میں بھی بیعت کر لوں۔ چنانچہ آپ تشریف لائے تو مخدومہ محترمہ نے بیعت کر لی اس واقعہ کے سات روز بعد پیام اجل آ پہنچا اور آپ اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئیں۔ جنت المعلیٰ میں آپ محوِ استراحت ہیں ''غفر الله لها''۔

مولانا محمد جعفر صاحب تھانیسری رحمہ اللہ نے اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

> نواب وزیر الدولہ مرحوم اور صاحبِ ''مخزن'' بالاتفاق لکھتے ہیں کہ مولانا محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی والدہ شریفہ بھی اس سفر میں اپنے بیٹے کے ساتھ تھیں۔ ادائے حج کے بعد سخت بیمار پڑ گئیں اس وقت مخدومہ سیّد صاحب رحمہ اللہ کی بیعت سے مشرف نہ ہوئی تھیں بلکہ آپ کی بیعت کرنے سے آپ کو سخت انکار تھا اور اپنی خام خیالی کے سبب کہا کرتی تھیں کہ سیّد صاحب رحمہ اللہ نے ہمارے گھر میں بیعت کی ہے اب ہم اُلٹی ان کے ہاتھ پر کسی بیعت کریں حالانکہ ان کے شوہر مولوی عبدالغنی صاحب رحمہ اللہ اور ان کے لائق بیٹے مولوی محمد اسماعیل صاحب رحمہ اللہ بلکہ اس خاندان کے کل مرد و عورت سیّد صاحب رحمہ اللہ کی بیعت سے مشرف ہو چکے تھے۔

تعجب ہے کہ ان بزرگوں نے حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمہ کو حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ کے بیعت کنندگان میں کیسے شامل کر لیا جبکہ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمہ اللہ کی وفات ۱۶ رجب ۱۲۰۳ء کو ہوئی اور حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ نے اس وقت عمر شریف کی ابھی تک صرف دو تین بہاریں دیکھیں تھیں کیونکہ آپ کی ولادت باسعادت ۶ صفر ۱۲۰۱ھ میں ہوئی لہٰذا حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمہ اللہ کی بیعت کرنے کے کیا معنی؟ قبل ازیں بھی اس طرف اشارہ کیا جا چکا ہے۔ فافهم۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۱۲۷-۱۲۸)

سفر پر روانگی سے قبل تبرکاً تجدید بیعت:۔ ۸ ذوالحجہ کو سنت کے مطابق حج کیلئے روانہ ہوئے تمام مشاعر پر طویل دعائیں کیں۔ عقبہ کے مقام پر تمام رفقاء نے ازسرِ نو تبرکاً سیّد صاحب سے بیعت کی تجدید کی۔ سب سے لمبی دعائیں عرفہ کے دن جبلِ رحمت کے دامن میں کی گئیں اس مبارک دن اور مقام کے تقدس کے پیش نظر پھر بیعت کی گئی۔

مولانا عبدالحیٔ صاحب رحمہ اللہ نے حرم پاک میں مشکوٰۃ اور حضرت امام صاحب رحمہ اللہ نے اپنے جدّ امجد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی حکمت، فقہ، تصوف، فلسفہ اور سیاست سے اہل عرب کو متعارف کرانے کیلئے ان کی تصنیف لطیف ''حجة الله البالغة'' کا درس دینا شروع فرما دیا۔ سیّد صاحب رحمہ اللہ کے وہ ملفوظات جو حضرت امام صاحب رحمہ اللہ نے مولانا عبدالحیٔ صاحب رحمہ اللہ کے اشتراک سے ''صراطِ مستقیم'' کے نام سے ترتیب دیئے ہیں مولانا عبدالحیٔ صاحب رحمہ اللہ نے اسی اثنا میں ان کا عربی میں ترجمہ بھی کیا تا کہ اہلِ عرب سیّد صاحب رحمہ اللہ کے علوم و معارف سے بھی استفادہ کر سکیں بعض رفقاء نے بھی اس عربی ترجمہ کی نقلیں لے لی تھیں۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۱۲۸-۱۲۹)

سیّد صاحب کے مرید کے اشعار:۔ حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ کے ایک مرید خاص اور تحریک کے شاعر جناب مومن کے ایک فارسی نعتیہ قصیدے کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

ایں عیسویاں بہ لب رسانند　　جانِ من و جاں آفرینش

مگزار کہ پائمال گرویم　　زاں سیم سرانِ آفرینش

تاچند بہ خواب ناز باشی　　فارغ ز فغانِ آفرینش

مومن شدہ ہم زبانِ عرفی　　از بہر امانِ آفرینش

''برخیز کہ شورِ کفر برخاست
اے فتنۂ نشانِ آفرینش!''

باکمال نقشبند صوفی کی بیعت امامت و جہاد:۔ سرحد پہنچنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہاں کے لوگ نظم و جمعیت سے بالکل ناواقف ہیں اور مجاہدین کا ساتھ جہاد کے بلند مقاصد کے پیش نظر نہیں بلکہ حصولِ مال وزر کے سبب سے دیتے ہیں جیسا کہ جنگِ اکوڑہ میں اس کا تجربہ ہوا۔ نظم و جمعیت کے فقدان کے علاوہ وہاں کے خوانین ورؤسا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رقابتیں بھی رکھتے تھے۔ ان حالات میں ایک بلند نصب العین کی تکمیل ناممکن تھی اس لئے حضرت امام صاحب رحمہ اللہ نے سرحد پہنچنے کے بعد وہاں کے علماء اور خوانین کے ساتھ گفتگو کی اور انہیں ایک مرکزی نظام کی اہمیت کا قائل کر لیا اور انہیں سمجھایا کہ جب تک ہم ایک پرچم کے نیچے جمع نہیں ہو جاتے اس وقت تک کامیابی ناممکن ہے۔ چنانچہ سرحد کے رؤسا اس بات پر متفق ہو گئے کہ جہاد کیلئے ایک امام یا امیر کا انتخاب ضروری ہے اور اس منصبِ جلیل کے لائق صرف حضرت سیّد احمد رحمہ اللہ کی ذات گرامی ہے، چنانچہ ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۲۴۲ھ (۱۱ جنوری ۱۸۲۷ء) کو جمعرات کے دن ہند کے تالاب کے کنارے ''ساداتِ کرام، علماء عظام، مشائخ ذوی الاحترام، امرائے عالی مقام وسائر خواص وعوام نے سیّد صاحب رحمہ اللہ کے دستِ حق پرست پر بیعتِ امامتِ جہاد کی۔ اس کامیابی کا تمام تر سہرا حضرت امام محمد اسماعیل رحمہ اللہ کے سر ہے۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۱۶۷-۱۶۸)

بیعت طریقت کے لوگوں پر اثرات:۔ سیّد صاحب رحمہ اللہ اور امام صاحب رحمہ اللہ نے جب سرحد کو قدوم میمنت لزوم سے نوازا تو انہیں یقین تھا کہ اہلِ سرحد دیگر مسلمانانِ ہند کی نسبت تدین اور اسلام کیلئے جانثاری میں آگے بڑھے ہوئے ہیں لیکن دو سال بعد ہی یہ خوش فہمی غلط ثابت ہوئی اور معلوم ہو گیا کہ ان لوگوں کا اسلام بھی محض رسمی ہے اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ اہل سرحد کا ایک اجتماع بُلا کر انہیں احکام شریعت کی پابندی اور غلط رسم و رواج کے ترک کی تلقین کی جائے۔ اجتماع کے انعقاد کیلئے جب مناسب جگہ کے انتخاب کا مسئلہ زیر غور آیا تو فتح خاں رئیس پنجتار اور اشرف خاں رئیس زیدہ نے اپنے اپنے علاقے میں اجتماع منعقد کرنے کی پیشکش کی، چنانچہ پنجتار کو زیادہ مناسب خیال کرتے ہوئے فیصلہ کیا گیا کہ یہاں اجتماع منعقد کیا جائے۔

یہ اجتماعِ عظیم یکم شعبان ۱۲۴۴ھ (۶ فروری ۱۸۲۹ء) بروز جمعۃ المبارک منعقد ہوا جس میں زعماء، خوانین اور اکابر کی کثیر تعداد کے علاوہ قریباً دو ہزار علماء کرام اور اتنے ہی ان کے تلامذہ نے شرکت فرمائی۔ افتتاحی تقریر سیّد صاحب کی تھی اور آپ کے بعد امام صاحب رحمہ اللہ نے نہایت ولولہ انگیز اور ایمان خیز خطاب فرمایا۔

غالباً ۱۵ شعبان ۱۲۴۴ھ (۲۰ فروری ۱۸۲۹ء) کو جمعہ کے دن پھر ایک اجتماع ہوا جو فتح خاں کے قبیلے کے افراد پر مشتمل تھا۔ خان نے ان سب کو بیعت شریعت کی ترغیب دی اور انہوں نے بہ طیب خاطر نظام اسلامی کی پابندی قبول کر لی۔ پھر مختلف علاقوں کیلئے سیّد صاحب رحمہ اللہ نے قاضی مقرر فرما دیئے۔ مولوی سیّد محمد حبان کو قاضی القضاۃ بنایا گیا۔ ملا قطب الدین ننگرہاری کو احتساب کا کام سونپا گیا۔ اور تیس تفنگ چی ان کے ساتھ مقرر ہو گئے۔ وہ قریہ بہ قریہ اور دیہہ بہ دیہہ دورہ کرتے رہتے جہاں کوئی امر خلافِ شرع پاتے، اس کا انسداد کرتے۔

اس بیعت کے خاطر خواہ نتائج ثابت ہوئے اگرچہ کتبِ تاریخ تمام تفصیلات بیان کرنے سے تو خاموش ہیں تاہم متفرق روایات سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ برکات وحسنات کے اعتبار سے یہ بیعت کس قدر نتیجہ خیز ثابت ہوئی مثلاً محمد جعفر تھانیسری لکھتے ہیں۔

> ''ان تمام علاقوں میں جن کے باشندوں نے یہ عہد کیا تھا، کوئی مرد عورت بے نمازی نہ رہا اور تمام تنازعے اور مقدمے ازروئے شرع محمدی قاضیوں کے فیصل ہونے لگے۔ تھوڑے ہی دنوں میں یہ ملک رشکِ عرب ہو گیا، چوری چکاری، زناکاری اور قتل و خون وغیرہ جرائم کا نام نہ رہا۔ شریعت پر چلنے کی برکت سے لوگوں کے دلوں میں ایسا ایمان اور اخلاص پیدا ہوا کہ انہوں نے خود

لشکرِ اسلام کو اپنی پیداوار کا عُشر (دسواں حصہ) دینا قبول کرلیا۔(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۱۸۳تا۱۸۵)

متصوف مجاہدین کو اعمال کی تلقین:۔ عشاء کی نماز کے بعد سیّد صاحب رحمہ اللہ اور امام صاحب رحمہ اللہ نے کھانا تناول فرمایا۔ فراغت کے بعد امام صاحب رحمہ اللہ سے بھی آرام فرمانے کیلئے کہا گیا لیکن ابھی تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ سیّد صاحب رحمہ اللہ نے آواز دی۔ ایک مجاہد حاضر ہوئے ان سے کہا میاں صاحب رحمہ اللہ (امام صاحب رحمہ اللہ) کو بلائیے۔آپ تشریف لائے تو فرمایا کہ شبخون کی تجویز زیادہ موزوں معلوم ہوتی ہے اس لیے آپ بستی سے باہر گڑھی میں قیام فرمائیے ہم وہاں آدمیوں کو بھیج دیتے ہیں آپ گڑھی تشریف لے گئے تو سیّد صاحب رحمہ اللہ نے تین سو غازی اور چار سو ملکی روانہ فرمادیئے روانگی کے وقت حسب معمول سیّد صاحب رحمہ اللہ نے ہر ایک کو گیارہ گیارہ دفعہ سورۂ قریش پڑھ کر اپنے اوپر دم کرنے کا حکم دیا۔امام صاحب رحمہ اللہ نے غازیوں کو گڑھی کے باہر میدان میں جمع کیا اور بڑے عجز والحاح کے ساتھ دیر تک برہنہ سر دعا میں مصروف رہے پھر ایک رہبر کی رہنمائی میں سوئے منزل چل پڑے۔(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۱۹۹)

مزار پر انوار:۔ امام صاحب رحمہ اللہ کا مدفن ست بنے نالے کے کنارے بلندی پر واقع ہے کچھ عرصہ ہوا ہے محکمہ اوقاف نے مزار کا فرش پختہ کر دیا ہے اور پتھروں کا خوبصورت اور مضبوط پشتہ بنا دیا ہے۔سڑک اور مزار کے درمیان ایک بہت بڑا پہاڑی نالہ ہے جس کی وجہ سے مزار تک پہنچنا خاصا دشوار ہے اگر اس نالہ پر کوئی پل وغیرہ کا انتظام ہو جائے تو اچھا ہے تاکہ زیارت کرنے والوں کی یہ دشواری ختم ہو جائے اور وہ بآسانی مزار تک پہنچ کر دعا کرسکیں۔شہادت کے کافی مدّت بعد تک مدفن کا علم نہ تھا۔۱۸۹۳ء میں خان عجب خاں مانسہرہ میں نائب تحصیل دار متعین ہو کر آئے تو انہوں نے سیّد صاحب رحمہ اللہ اور امام صاحب رحمہ اللہ کی قبروں کی سند رسیدہ اور واقفِ حال آدمیوں کو مجتمع کر کے پوری تحقیق کی اور دونوں قبروں پر ایک ایک کتبہ نصب کیا امام صاحب رحمہ اللہ کی قبر پر انہوں نے جو کتبہ لگوایا وہ ناتراشیدہ پتھر پر ٹیڑھے اور ترچھے حروف میں لکھا ہوا ہے اور اب قبر کی چار دیواری میں مشرقی جانب ہے۔(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۲۲۷)

محدث رامپوری نقشبندی رحمہ اللہ کی خدمات:۔ حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ نے جب مولانا محمد علی محدث رامپوری رحمہ اللہ کو اپنا خلیفہ بنا کر مدراس کی طرف دعوت وارشاد کیلئے روانہ فرمایا اور آپ کی مساعی جمیلہ سے اللہ تعالیٰ نے وہاں کے ہزار آدمیوں اور عورتوں کو ہدایت نصیب فرمائی۔(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۲۴۱)

صراط المستقیم:۔ آپ کی یہ کتاب بزبانِ فارسی ہے جس میں آپ نے حضرت سیّد احمد صاحب رحمہ اللہ کے ملفوظات کو ترتیب دیا ہے چنانچہ مقصد تالیف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ''اس کمترین پر خدا تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں اور سب سے بڑی نعمت ہادی زمانہ مرشد یگانہ حضرت سیّد احمد صاحب رحمہ اللہ کی محفلِ ہدایت منزل میں حاضر ہونا ہے۔اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو آپ کے دیر تک زندہ رکھنے سے فائدہ دے اور آپ کے اقوال اور افعال اور احوال کے ساتھ سب طالبانِ (قُربِ الٰہی) کو نفع پہنچادے اور چونکہ یہ عاجز اس مجلسِ عالی میں حاضر ہونے کے وقت کلماتِ ہدایت آیات کے سننے میں کامیاب ہوا تو عام مسلمانوں کی نصیحت اور طالبان قُربِ الٰہی کی خیر خواہی کا یہ تقاضا ہوا کہ غائبین بھی اس فیوضِ الٰہیہ میں حاضرین کے ساتھ شریک ہوں اور اس کا طریقہ اس کے بغیر اور کوئی نہیں کہ ان بلند پرواز مضامین کو احاطۂ تحریر میں لایا جائے''۔

یہ کتاب مقدمہ، چار ابواب اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔اس کی ترتیب میں آپ کے رفیقِ خاص حضرت مولانا عبدالحیٔ صاحب رحمہ اللہ بھی شریک رہے جیسا کہ آپ نے مقدمہ میں صراحت فرمائی ہے چنانچہ دوسرا اور تیسرا باب مولانا عبدالحیٔ کے قلم کا رہینِ منت ہے۔مقدمہ تین افادوں پر مشتمل ہے افادہ اوّل میں حب عشقی وعقلی افادہ دوئم میں راہِ نبوت وراہِ ولایت اور افادۂ سوم میں مضامینِ کتاب کی تقدیم وتاخیر کے سبب کو بیان کیا گیا ہے۔باب اوّل میں طریقِ نبوت وولایت میں جن وجوہ سے امتیاز ہوتا ہے ان کی دلنشین انداز میں تشریح کی گئی ہے۔باب دوم میں عبادات

کے ادا کرنے، عمدہ صفات کے اپنانے اور بُری صفات کے ترک کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں یہ باب مقدمہ، چار فصلوں اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔ باب سوم راہِ ولایت کے سلوک کے بیان میں ہے اس میں چار فصل اور تکملہ ہے اور باب چہارم سلوک راہِ نبوت کے بیان میں ہے۔

اس کتاب میں اگرچہ سیّد صاحب رحمہ اللہ کے ملفوظات کو ترتیب دیا گیا ہے جو کہ تصوف و اخلاق اور نصائح وغیرہ پر مشتمل ہیں تاہم یہ کتاب بھی الفاظ کی بندش، عبارت کی عمدگی اور دلنشین طرزِ نگارش کے اعتبار سے مصنفین کا شاہکار رہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ، سیّد صاحب رحمہ اللہ اور دیگر رفقاء سمیت جب فریضہ حج کی ادائی کیلئے مکہ معظّمہ تشریف لے گئے تو آپ نے اور مولانا عبدالحئی رحمہ اللہ نے شیخ حسین آفندی کی خاطر ''صراطِ مستقیم'' کا عربی میں ترجمہ بھی کر دیا تھا جس کی نقلیں ان علماء نے بھی لے لی تھیں جو داخلِ بیعت ہوئے تھے۔ اس ترجمہ کا ایک مکمل نسخہ صاحبزادہ عبدالرحیم خاں مرحوم کے کتب خانہ ٹونک میں بھی موجود تھا۔

''صراط المستقیم'' کے اور بھی کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ مولانا عبدالجبار کانپوری رحمہ اللہ نے اس کا اُردو میں ترجمہ بھی کیا تھا، جو چھپ چکا ہے۔ غالبًا اسی ترجمہ کی ترمیم وتزئین مولانا حبیب الرحمٰن کاندھلوی نے کی اور فارسی وعربی اشعار کا ترجمہ کر دیا جسے حال ہی میں کلام کمپنی کراچی نے شائع کیا ہے۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۲۵۹-۲۶۱)

عبقات تصوف کی مشہور کتاب:۔ امام صاحب رحمہ اللہ کی تصوف کے موضوع پر یہ نہایت بلند پایہ اور گراں قدر تصنیف ہے جو مقدمہ، چار اشارات اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں آپ نے حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی کتب تصوف مثلاً ''لمعات، سطعات، ہمعات'' اور ''ہوامع'' وغیرہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے ''مکتوبات'' شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کی ''فتوحات'' اور اپنے اعمام کرام رحمہم اللہ کی کتب کے حاصل مطالعہ کو نہایت سلیقہ اور اپنی طرف سے حک و اضافہ کے ساتھ مرتب فرمایا ہے ان مذکورہ ائمہ کرام کے تذکرہ کے بعد جن کی کتب سے آپ نے استفادہ کیا، فرماتے ہیں:

''اردت ان اسرج فی سبیل المبادی سراجاً یهتدی به السالکون و أضع فِي مدارج المقدمات معراجاً یر تقی علیه الطالبون فالفت رسالة تکون کالبر زخ بین ماظهر بالعیان و ماثبت بالتبیان و کالو صلة بین ما فازبه ارباب الکشف و بین ماوصل الیه آل البرهان ثم ان ما اودعته رسالتی و ان لم یکن عین ما تلقیة من ائمتی الانه کالاصل لهٰذا الشجر والبذر لهذا الثمر شعر۔''

کذالك تنشأ لینة هو عرقها
وحسن نبات الارض من کرم البذر

مقدمہ چار عبقات پر مشتمل ہے پہلے عبقہ میں علم کے اسباب و ذرائع پر بحث کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ تین ہیں (۱) محسوس سے اخذ کرنا، (۲) معلوم سے مجہول کی طرف انتقال (۳) تلقی من الغیب۔ دوسرے عبقہ میں فرمایا کہ علم نقلی نظریات سے تعلق رکھتا ہے اور علم معتدبہ کے تین اسباب ہیں۔ ۱۔ عقل، ۲۔ نقل، ۳۔ کشف اور ان میں سے ہر ایک میں خلل واقع ہو سکتا ہے لیکن جب خلل نہ ہو تو ان میں تناقض نہیں ہوتا۔ تیسرے عبقہ میں اس بات کی تردید کرتے ہوئے کہ نقل مفید یقین نہیں۔ فرماتے ہیں:

''قد تفوه بعض من لم یرزق الفهم بامر فظیع ان النقل لایفید العلم القطعی زاعماً انه انما یقید العلم بواسطة اللفظ و افادته للمعنیٰ موقوفة علی العلم بوصفه له............الخ

چوتھے عبقہ میں الہام کے مفید علم نہ سمجھنے والوں کی تردید کی ہے اور اپنے موقف کو کتاب وسنت کے دلائل کے ساتھ مدلل طور پر بیان فرمایا ہے۔

مقدمہ کے بعد کتاب کے عنوانات ''اشارہ'' سے شروع ہوتے ہیں۔ پہلے اشارہ میں ۴۳ عبقات اور خاتمہ ہے اس میں تجلیات کی بحث نہایت احسن پیرایہ میں کی گئی ہے تیسرے اشارہ میں ۱۲ عبقات ہیں اور ان میں ایجاب و اختیار کی بحث ہے چوتھے اشارہ میں ۱۲ عبقات ہیں ان

میں کمال نفس کے مراتب پر بحث ہے خاتمہ پانچ عبقات پر مشتمل ہے عالمِ مثال پر بحث کے ضمن میں تیسرے عبقہ میں فرماتے ہیں۔

المجاهد بالوجود المثالی لیس من اهل السنة حقابل فیه شوب من الاعتزال لما انه یفرّ الی تاویل الف الف بل اکثر تاویلاً بعیداً

''وجود مثالی کا منکر قطعی طور پر اہلِ سنت سے خارج ہے کیوں کہ اس میں اعتزال کا شائبہ پایا جایا ہے کیوں کہ وہ ہزار قسم کی بعید از قیاس تاویلیں کرتا ہے۔''

مختصر یہ کہ آپ کی یہ عظیم الشان کتاب آپ کی دقتِ نظر اور علوم عقلیہ ونقلیہ میں مہارت تامہ کا ایک بین ثبوت ہے ذات، صفات، تجلیات، علم حق، تجدد امثال، تنزلات ستہ، خیر وشر، حق وباطل، ماہیت معاد، منازلِ قرب، طریقہ صوفیہ، عبد ورب کا تعلق، وحدت الوجود اور اس نوع کے دیگر عنوانات پر آپ نے جس خُوبی سے کتاب وسنت اور علماء تصوف کے ارشادات کی روشنی میں بحث فرمائی ہے اس کا اندازہ احبابِ ذوق ہی کر سکتے ہیں۔ آپ کا اس کتاب کی شرح لکھنے کا بھی ارادہ تھا لیکن وہ جہاد میں مصروفیت کے باعث پورا نہ ہوسکا۔

یہ کتاب سب سے پہلے مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ کی فرمائش پر دیوبند سے شائع ہوئی تھی دوسری مرتبہ ۱۳۸۰ھ میں مجلسِ علمی کراچی نے ۸/۲۶×۲۰ سائز کے ۲۳۷ صفحات پر نہایت خوبصورت انداز میں ٹائپ پر زیورِ طباعت سے آراستہ کرائی ہے اس وقت یہی نسخہ ہمارے پیشِ نظر ہے مولانا مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ نے اس کا اُردو میں ترجمہ کیا تھا جو کہ مکتبہ نشاۃِ ثانیہ حیدرآباد سے شائع ہو چکا ہے۔

(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۲۶۱-۲۶۳)

حقیقت تصوف:۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے مولانا فضل حسین صاحب بہاری لکھتے ہیں:۔

''ایک کتاب آپ نے لکھی جس کا نام ''حقیقتِ تصوف'' تھا۔ اب یہ نایاب ہوگئی ہے اس میں آپ نے سچے صوفیوں کی تعریف لکھی ہے۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۲۷۲)

قصیدہ درمدح حضرت سیّد احمد شہید رحمہ اللہ:۔ تذکرہ نگاروں نے گو اس کا ذکر کیا ہے لیکن افسوس کہ کسی نے بھی اسے نقل نہیں کیا۔ صرف مولانا تھانیسری رحمہ اللہ نے اس قصیدہ کے سات آٹھ اشعار نقل فرمائے ہیں ان میں سے ابتدائی دو شعر درج ذیل ہیں۔

بیاد تہنیتِ شجرہ امامت کُن — کہ بعد گم شدنش ہاں چگونہ گشت پدید

ہزار شکر بہ یزداں پاک کز فضلش — زنور قدسی غیبش کہ قطرئہ بہ چکید

(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۲۷۳)

متقدمین متصوفین کے اقوال

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

"لا یکمل ایمان امرٔ حتی یکُوْن النّاس عنده کالا باعر"

کسی شخص کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ سب آدمی اس کی نظر میں (عظمت الٰہی کے مقابلہ میں) اونٹ کی مینگنی جیسی نہ ہوں۔

امام یافعی رحمہ اللہ نے بھی شیخ موصوف کا یہ عقیدہ لکھا ہے:

''تمام مخلوقات ملائکہ وجن وانس وعرش وکرسی ولوح وقلم وزمین وآسمان وغیرہ اللہ جل جلالہٗ کی عظمت کبریائی کے مقابلہ میں رائی کے دانہ سے بھی حقیر ہیں''

حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ایمان کسے تمام نہ شد تا ہمہ خلق نزدِ اوایں چنیں نہ نماید کہ پشک شُتر''

سیّدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا ارشاد بھی سنیے اور سر دُھنیے، فرماتے ہیں:

"اجعل الخليقة اجمع كرجل كتفه سُلطان عظيم ملكه، شديد امره مهولة شوكته و سطوته' ثم جعل الفلة في رقبتهٖ مع رجليه ثم صلبه على شجرة الأرز على شاطئ نهر عظيم موجه فسيح عرضه عميق غرره' شديد جريه ثم جلس السُلطان على كُرسي عظيم قدره عال سمأ ه بعيد مرامه' ووصوله' و ترك الى جنبهٖ احمالا مِن السهام والرماح والقسي ممالا يبلغ قدرها غيره فجعل يرمي الىٰ المصلوب بماشاءَ من ذالك من السلاح"۔

تمام مخلوق کو اس آدمی کی طرح سمجھو کہ جس کو کسی ایسے بادشاہ نے گرفتار کر لیا ہو جس کا ملک بڑا، حکم سخت اور دبدبہ غلبہ خوفناک ہو پھر اس بادشاہ نے اس آدمی کے پاؤں اور گردن میں طوق وسلاسل ڈال کر اسے صنوبر کے درخت پر ایک بڑے مواج اور تلاطم خیز، وسیع وعریض دریا کے کنارے سُولی پر چڑھایا ہو پھر وہ بادشاہ ایک شاندار کرسی پر جلوہ افروز ہو اور تیر وکمان اور شمشیر وسناں اور دیگر ہتھیاروں کے لاتعداد انبار لگالے اور اس مصلوب شخص پر جس ہتھیار کو چاہے چلائے (پس جس طرح اس بادشاہ) کے سامنے یہ مصلوب لاچار ہے اسی طرح تمام مخلوق خدا تعالیٰ کے سامنے عاجز ولاچار ہے۔

شیخ المشائخ قطبِ عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

انہ' عبد ذلیل والرب رب جلیل سرگردانی در مقام عبودیت و ذل کو ور مقابلہ عالمِ ربوبیت ہمہ راست برطریق عموم انبیاء و اولیاء ہمہ حیران وسرگرداں اند۔

بے شک بندہ ذلیل ہے اور رب بزرگی والا، سرگردانی مقامِ عبودیت میں اور وجود کا عالمِ ربوبیت کے مقابلہ میں ذلیل ہونا سب سچ ہے اور بہ طریق عموم انبیاء واولیاء تمام حیران وپریشان ہیں۔

حضرت شیخ اکبر امام محی الدین ابنِ عربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فان كل شئى فى العالم بالنظر الىٰ عظمة اللهِ حقير" دنیا کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی عظمت کے مقابلہ میں حقیر ہے۔

اور حضرت امام احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ قم طراز ہیں:

عالم را با صانع خویش ہیچ نسبت نیست مگر آنکہ مخلوق وذلیل ست دینا کو اپنے صانع کے ساتھ کوئی نسبت نہیں مگر یہ کہ مخلوق وذلیل ہے۔

(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۲۷۹-۲۸۱)

مفتی عبدالقیوم رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم بن مولانا عبدالحئ بڑھانوی رحمہ اللہ۔ آپ کی ولادت ۱۲۳۱ھ میں ہوئی آپ نے بچپن میں ہی قرآنِ مجید حفظ اور حضرت سیّد احمد صاحب رحمہ اللہ کی بیعت کر لی تھی آپ نے کتب صرف ونحو شیخ نصیر الدین شافعی دہلوی اور بعض دیگر درسی کتب مولانا نصیر الدین لکھنوی رحمہ اللہ سے پڑھیں۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۳۲۷)

نواب بھوپالی کے والد کی بیعت اصلاح:۔ حضرت نواب والا جاہ السیّد ابوالطیب صدیق بن حسن بن علی بن لطف اللہ الحسینی البخاری القنوجی۔ آپ کا سلسلۂ نسب حضرت امام شہید حسین بن علی رضی اللہ عنہما تک منتہی ہوتا ہے آپ کی ولادت باسعادت بروز اتوار مورخہ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۲۴۸ھ میں ہوئی آپ کے والد ماجد بہت بڑے عالم وفاضل اور عابد وزاہد تھے۔ شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ وشاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے تلمیذ اور حضرت سیّد احمد رحمہ اللہ کے مُرید تھے۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۳۲۸)

قطب وقت کا انتقال:۔ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب پھلتی حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے برادرِ اکبر حضرت شاہ اہل اللہ رحمہ اللہ کے پوتے تھے۔ حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ نے تمام انتظامی امور آپ کو سونپ رکھے تھے۔ حافظ قرآن بھی تھے قضا حوائج بشریہ کے سواہر وقت قرآنِ حکیم کی تلاوت میں رطب اللسان رہتے تھے۔ سفرِ جنگ شیدو میں علیل پڑ گئے تو سیّد صاحب رحمہ اللہ نے گاؤں بھیج دیا جو کہ اوچ اور بھانڈا کے درمیان تھا۔ مرض شدت اختیار کرتا گیا اور وہ بالآخر اسی گاؤں میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ قاضی احمد اللہ میرٹھی رحمہ اللہ نے تجہیز وتکفین

کا سامان پیدا کیا، سیّد صاحب رحمہ اللہ نے جنازہ پڑھایا اور حضرت امام صاحب رحمہ اللہ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا ''یوسف جی اس لشکرِ اسلام کے قطب تھے آج لشکر قطب سے محروم ہوگیا'' آپ بڑے قانع، زاہد، متوکل، مستقیم الحال اور مستقل مزاج تھے ملاحظہ فرمایئے وصایا الوزیر ج۲ ص ۱۱۰-۱۱۱-۱۶۲۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۳۳۳-۳۳۴)

مولانا کرامت علی کی خلافت:۔ حنفی مکتبِ فکر کے یہ مشہور بزرگ مولانا کرامت علی صاحب جونپوری حضرت سیّد احمد صاحب رحمہ اللہ کے خلفاء میں سے تھے۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۳۳۵)

حضرت شاہ غلام علی نقشبندی رحمہ اللہ کے مجاہدات:۔ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمہ اللہ بڑے عالم و فاضل اور زاہد و عابد بزرگ تھے ۱۱۵۶ھ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ ابتداً اپنے علاقہ میں علم حاصل کیا اور پھر علمی تشنگی کی مزید تسکین کیلئے سوئے دہلی روانہ ہوگئے اور وہاں دودمانِ عالی ولی اللّٰہی کے چشمہ صافی سے سیرابی حاصل کرنے کیلئے شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے ''صحیح بخاری'' کا درس لیا۔ ۲۲ سال کی عمر میں شیخ جانجاناں علوی دہلوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرصہ دراز تک ان کے پاس اوراد و وظائف میں مشغول رہے اور جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے جانشین بن گئے آپ کا معمول تھا کہ روزانہ دس ہزار مرتبہ نفی و اثبات کا وظیفہ کرتے، اسمِ ذات کے وظیفہ، استغفار اور درود شریف کا تو شمار ہی نہ تھا اس کے علاوہ دس پارے یومیہ تلاوتِ قرآنِ پاک کرتے۔ پانی سے روزہ افطار کرتے اور زمین سے ہی بستر کا کام لیتے قریباً پندرہ برس آپ کا یہ معمول رہا ۲۲ صفر ۱۲۴۰ھ میں آپ اللہ کو پیارے ہوگئے اور دہلی میں مدفون ہیں نور اللہ مرقدہٗ مزید حالات کیلئے ملاحظہ فرمایئے۔ واقعات دارالحکومت دہلی ج ۲ ص ۱۵۳-۱۵۵، برکات الاولیاء ص ۱۸۵، گلزارِ اولیاء: ص ۴۷-۵۴، تذکرہ اولیائے ہندو پاکستان، ص ۴۶۱-۴۶۷، انوار العارفین، ص ۴۰۷-۴۸۱، ضمیمہ مقامات مظہری، ص: ۱-۳۸، رودِ کوثر، ص: ۶۴۳-۶۵۳، علم و عمل (وقائع عبدالقادر خانی) ج: ۱ ص: ۳۶۰، نزہۃ الخواطر، ج ۷، ص ۳۵۶-۳۵۷، خزینۃ الاصفیاء، ج ۱، ص ۶۹۳، حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۳۰۸-۳۳۰، تاریخ اولیائے دہلی ص ۱۳۰، تذکرہ علماء ہند اُردو ص ۳۶۴، آثار الصنادید، ص ۲۰۷-۲۱۲۔ بحوالہ تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۳۳۶)

سید ابو احمد بحیثیت مرید و مرشد:۔ حضرت سیّد ابو احمد حسن بن علی حسینی بخاری قنوجی رحمہ اللہ علیہ ۱۲۱۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۵۳ھ میں وفات پا گئے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز، رفیع الدین اور عبدالقادر رحمہم اللہ سے آپ کو تلمذ حاصل تھا اور حضرت امام صاحب رحمہ اللہ اور مولانا عبدالحیٔ صاحب رحمہ اللہ سے بے پناہ محبت کرتے تھے حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ سے بیعت تھے۔ ان کی معیّت میں خراسان بھی گئے۔

جن لوگوں نے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے ہدایت حاصل کی ان کی تعداد تقریباً دس ہزار ہے۔ آپ تقویٰ، عمل تاثیر وعظ، قلتِ حرص، ایثار اور وجاہت و ہیبت کے اعتبار سے اللہ کی نشانیوں میں سے ایک تھے ساری زندگی اطاعتِ الٰہی میں بسر کی مقلد اور عالم بالکتاب والسنہ تھے۔ آپ کا ارادہ تھا کہ ہندوستان سے ترکِ سکونت کر کے حرمین شریفین کی طرف ہجرت کر جائیں مگر اللہ کو یہ منظور نہ تھا اور عین عالمِ شباب میں دارِ آخرت کی طرف ہجرت کر گئے حدیث و تفسیر کی کتابوں کے علاوہ اور کوئی چیز ترکہ میں نہ چھوڑی ان میں سے بھی زیادہ تر آپ کے دستِ مبارک سے لکھی ہوئی تھیں آپ کی تصنیفات نہایت نفع بخش اور زیادہ تر اُردو میں اور نظم و نثر دونوں میں کچھ کتابیں عربی و فارسی میں بھی ہیں۔ وفات کے بعد آپ کی قبر پرُنور دکھائی دیتا رہا آپ کے احباب میں سے کسی نے ''مات بخیر/۱۲۵۳ سے تاریخ وفات نکالی'' رحمہ اللہ رحمۃ واسعتہ و جعل الجنۃ مثواہ و منزلہ'' حضرت نواب صاحب آپ کے صاحبزادہ گرامی ہیں، التاج المکلل ،ص ۲۹۴ نیز ابجد العلوم اور حضرت نواب صاحب کی کئی دیگر تصنیفات میں بھی آپ کے حالات مرقوم ہیں۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۳۳۹)

مولانا خرم علی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔ مولانا خرم علی ضلع کانپور کے ایک گاؤں بلہور میں پیدا ہوئے۔ درسی کتب پڑھنے کے بعد آپ سیّد صاحب سے بیعت ہوئے اور ایک مدت تک ان کے ساتھ رہے پھر باندا میں نواب ذوالفقار خاں کے پاس چلے گئے اور ترجمہ و تصنیف کے فرائض انجام دینے لگے۔ آپ نے فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''الدر المختار'' کا اُردو میں ''غایۃ الاوطار'' کے نام سے ترجمہ شروع کیا۔

ابھی باب الاذان تک ہی پہنچے تھے کہ پیام اجل آ گیا۔ اس کے علاوہ آپ نے ''مشارق الانوار'' کا ترجمہ شرح اور ''القول الجمیل'' کا ترجمہ ''شفاء العلیل'' کے نام سے کیا۔ علاوہ ازیں ''نصیحۃ المسلمین'' اور قرأت فاتحہ خلف الامام آپ کے رسائل ہیں۔ ۱۷-۲-۱۲۷۲ھ میں آپ کی وفات ہوئی نزہتہ الخواطر: ج ۷، ص: ۱۵۸-۱۵۹، تراجم علماء حدیث ہند، ص ۳۹۵-۳۹۶، تذکرہ علماء ہند، ص ۵۶، حیات سیّد احمد شہید، ص ۲۹۷، جماعت مجاہدین، ص ۲۹۴۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۳۳۹-۳۴۰)

مفتی الٰہی بخش کا سلسلہ نقشبندیہ:۔ مفتی الٰہی بخش کاندھلوی رحمہ اللہ کی ولادت ۱۱۶۲ھ میں کاندھلہ میں ہوئی آپ کا سلسلہ نسب امام رازی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک جا پہنچتا ہے آپ نے اپنے نانا شیخ محمد مدرس کاندھلوی رحمہ اللہ کی گود میں تربیت حاصل کی۔ کتاب، حساب اور چند چھوٹے چھوٹے رسائل اپنے والد صاحب سے پڑھے، پھر دہلی چلے گئے اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ سے تعلیم حاصل کی۔ ایک مدت تک ان کے پاس رہے اور ان سے بیعت بھی ہوئے طب کی تعلیم اپنے والد صاحب اور دادا جان سے حاصل کی اور پھر نواب ضابطہ خاں کے پاس منصبِ افتاء پر فائز ہوئے ان کی وفات پر بھوپال تشریف لے گئے اور وہاں بھی یہی خدمت انجام دیتے رہے کچھ مدّت بعد اپنے شہر واپس آ گئے اور بھائی الحاج کمال الدین کاندھلوی رحمہ اللہ سے سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے اور اذکار و اشغال میں مشغول ہو گئے۔ پھر حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ سے طریقہ نقشبندیہ کو حاصل کیا اور ''الملہمات الاحمدیہ'' تصنیف فرمائی جس میں اسی طریقہ کے اذکار و اشغال کے ساتھ ساتھ سیّد صاحب رحمہ اللہ کے مدائح کو بھی قلمبند کیا اس کے علاوہ آپ ''جوامع الکلم''، شیم الحبیب فی ذکر خصائل الحبیب ''شرح حضرات الخمس، تکملہ مثنوی معنوی'' اور کئی دیگر کتابوں کے مصنف ہیں بروز اتوار مورخہ ۱۵ جمادی الاخری ۱۲۴۵ھ کو اللہ کو پیارے ہو گئے۔ نزہتہ الخواطر۔ ج: ۷، ص: ۷۰۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۳۴۰)

مولانا محبوب علی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔ مولوی محبوب علی بن مصاحب علی دہلوی محرم ۱۲۰۰ھ میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ سے علم پڑھا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ سے سندِ اجازت حاصل کی۔ انہوں نے سیّد صاحب سے بیعت بھی کی تھی اور آپ کی مدد کیلئے اپنے رفقاء سمیت یاغستان کی طرف جا رہے تھے کہ شیطان نے وسوسوں میں مبتلا کر دیا اور واپس آ گئے۔ اسی کا تذکرہ متن میں کیا جا رہا ہے۔ ۱۰ ذوالحجہ ۱۲۸۰ھ کو دہلی میں فوت ہوئے۔ ترجمہ کیلئے ملاحظہ فرمائیے نزہتہ الخواطر، ج: ۷، ص: ۴۰۶۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۳۴۱)

فراق مرشد کا غم:۔ بالاکوٹ میں حضرت سیّد احمد رحمہ اللہ اور حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کی شادی کے بعد ہر ایک کی نگاہ بار بار جس پر پڑتی تھی وہ شیخ ولی محمد پھلتی ہی تھے کیونکہ سیّد صاحب رحمہ اللہ کے رفقاء خاص میں سے جو لوگ زندہ رہ گئے تھے ان میں سے شیخ صاحب ہی افضل تھے لیکن ان کی حالت یہ تھی جیسے کوئی دیوانہ یا حواس باختہ ہو۔ سیّد صاحب کے غم میں ہوش بجا نہ تھے۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۳۴۱)

امام صاحب کی مخالفت سے رجوع:۔ مولانا وجیہہ الدین سہارنپوری رحمہ اللہ مشہور حنفی عالم ہیں۔ آپ مولانا عبدالحیٔ صاحب رحمہ اللہ کے شاگرد تھے سندِ فراغت بھی انہی سے حاصل کی۔ مدت تک سہارنپور میں درس و تدریس میں مشغول رہے۔ مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ کے آپ تایا اور استاد تھے۔ انہوں نے ''صحیح بخاری'' کا درس آپ سے لیا تھا۔ آپ ابتداءً حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کے مخالف تھے حتیٰ کہ ''تقویۃ الایمان'' کا رد بھی لکھا لیکن بعد میں مخالفت سے تائب ہو گئے اور اپنی کتاب دہلی میں جا کر حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کے سامنے پھاڑ ڈالی اور اس روز سے حضرت امام صاحب کے عاشقِ زار بن گئے۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۳۴۹)

مولانا محمد حسین رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔ حضرت مولانا ابوسعید محمد حسین بن شیخ عبدالرحیم بٹالہ ضلع گورداسپور میں ۱۷ محرم ۱۲۵۶ھ کو پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم وطنِ مالوف میں حاصل کی اور پھر سوئے دہلی روانہ ہو کر مولانا مفتی صدرالدین آزردہ رحمہ اللہ، مولانا گلشن علی جانپوری رحمہ اللہ اور مولانا نورالحسن رحمہ اللہ سے علومِ معقول و منقول، فقہ اور اصولِ فقہ کی تکمیل کر کے ۱۲۸۱ھ میں سندِ فراغت حاصل کی۔ آپ نے حدیث شریف کی سب کتابیں حضرت مولانا سیّد محمد نذیر حسین محدّث دہلوی رحمہ اللہ سے پڑھیں اور ۱۲۸۲ھ میں آپ سے سند حاصل کی۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ نے آپ کی سند میں خاص طور پر یہ فقرہ تحریر فرمایا: ''ان لہ' زیادۃ صحبۃ معی و مزید اختصاص بی علی

غیرہ من الطلبة'' آپ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ اور حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۹۸) سے بیعت بھی تھے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد آپ دہلی سے لاہور تشریف لے آئے اور مسجد چینیاں والی میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع فرما دیا۔

مولانا ثناءاللہ رحمہ اللہ کا کسب علم:۔ شیخ الاسلام حضرت ابوالوفاء مولانا ثناءاللہ امرتسری رحمہ اللہ کی ولادت باسعادت امرتسر میں ہوئی۔ استاذ پنجاب حضرت حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ کی خدمت میں پہنچے اور کتبِ درسیہ کی تکمیل کے بعد ۱۸۸۹ء میں ان سے سندِ فراغت حاصل کی اس کے بعد آپ شمس العلماء حضرت میاں سیّد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے بھی آپ نے سند حاصل کی پھر دیوبند تشریف لے گئے اور وہاں بھی آپ نے کتب معقول ومنقول پڑھیں پھر کانپور جا کر مولانا احمد حسن صاحب رحمہ اللہ سے بھی تعلیم حاصل کر کے ۱۸۹۲ء میں سند حاصل کی۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۳۵۲-۳۵۳)

مولانا مظہر علی رحمہ اللہ کی بیعت:۔ مولانا مظہر علی عظیم آبادی رحمہ اللہ نے سیّد صاحب رحمہ اللہ کی دعوت کے آغاز میں ہی بیعت کی آپ بلند پایہ عالم دین اور بڑے غیور شخص تھے آپ کے وعظ وارشاد سے بہت سے لوگوں نے ہدایت پائی۔

آپ بہت بڑے عالم، متقی، ذکی الطبع صاحب اخلاق پسندیدہ اوصاف حمیدہ، سیّد صاحب رحمہ اللہ کے مخلص معتقد اور محبِ راسخ تھے۔ موصوف سپہ گری کے فن میں یکتائے زمانہ اور شجاعت و بہادری میں یگانہ مانے جاتے تھے'' (جماعت مجاہدین، ص: ۱۶۶-۱۶۹ حیات سیّد احمد شہید، ص: ۲۷۶-۲۷۷ مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی)۔

آپ مولانا عبدالحئی کے چچازاد یا علاتی بھائی تھے۔ آپ علم وتقویٰ کے اعتبار سے بہت بلند پایہ تھے خہر میں سیّد صاحب رحمہ اللہ کی جب ملاقات کی تو فوراً بیعت کر لی۔ نواب محمد میر خاں بن شاہ نظام الدین قادری نقشبندی کے حالات ''علم وعمل'' ص: ۲۹۴، ج: ۱، میں ملاحظہ فرمائیے۔

(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۳۶۴-۳۶۷)

شاہ عبدالعزیز سے سندِ خلافت حاصل ہونا:۔ مولانا محمد یعقوب بن مولانا محمد افضل دہلوی رحمہ اللہ دہلی میں ۲ ذوالحج ۱۲۰۰ھ میں تولد ہوئے آپ نے شرح جامی اور جلالین شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ سے پڑھیں اور دیگر درستی کتب کی تعلیم شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ سے حاصل کی۔ آپ کو شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ سے علم وتصوّف میں سند حاصل تھی۔ فراغتِ تحصیل علم کے بعد مدّت تک درس وتدریس میں مصروف رہے پھر برادرِ اکبر شاہ محمد اسحٰق رحمہ اللہ کی معیت میں ۱۲۵۸ھ کو مکہ ہجرت کر کے وہاں سکونت پذیر ہو گئے نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ، خواجہ احمد بن یٰسین نصیر آبادی کے علاوہ اور بھی بہت سے اہلِ علم نے آپ سے تلمذ حاصل کیا مکہ مکرمہ میں ہی ۲۷ ذی القعدہ ۱۲۸۲ھ کو رہگرائے ملک عدم ہو گئے ملاحظہ فرمائیے نزہۃ الخواطر، ج: ۷، ص: ۵۳۴-۵۳۵، آثار الصنادید، ص: ۲۷۶، واقعات دارالحکومت دہلی حصہ دوم ص ۴۱۳)

(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۳۹۶)

مولانا حیدر علی ٹونکی کا فیض تصوف:۔ علامہ حیدر علی ٹونکی رحمہ اللہ دہلی میں تولد ہوئے اور بچپن میں ہی رامپور چلے گئے اور سیّد غلام علی اور شیخ عبدالرحمٰن قہستانی وشیخ رستم علی رامپوری سے نحو اور ادب کی کتابیں پڑھیں پھر لکھنؤ جا کر شیخ مبین بن محبّ رحمہ اللہ اور دہلی جا کر شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ وشاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ سے علمِ حاصل کیا۔ حکیم شریف بن اکمل سے طب سیکھی اور حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ سے تصوف میں فیض حاصل کیا۔ تحصیلِ علم کے بعد آپ درس وتدریس میں مشغول ہو گئے۔ نواب وزیرالدولہ والئی ٹونک نے بہت سے اُمور آپ کے سپرد کر دیئے تھے بہت سے لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا آپ کی تصنیفات میں ''صیانة الاناس عن وسوسة الخناس'' اور ''رسالہ فی اثبات رفع الیدین'' مشہور ہیں۔ آپ امام صاحب رحمہ اللہ کی مدافعت میں لکھا کرتے تھے بالآخر ۷۰ برس کی عمر میں ۱۲۷۳ھ کو اللہ کو پیارے ہو گئے۔ نزہۃ الخواطر، ج ۷، ص ۱۵۳-۱۵۴۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۳۴۱) (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۳۷۰)

حضرت شاہ مخصوص اللہ کی گوشہ نشینی:۔ حضرت شاہ مخصوص اللہ صاحبِ علم وفضل بزرگ تھے ساری زندگی درس وتدریس میں بسر فرمائی آخر عمر میں مسندِ تدریس کو خیر باد کہہ کر گوشہ نشین ہو گئے تھے۔۱۳ ذی الحجہ ۱۲۷۱ھ کو وفات پائی۔نزہۃ الخواطر، ج:۷،ص:۴۶۸-۴۶۹ واقعات دارالحکومت دہلی حصہ دوم،ص:۵۸۹،آثار الصنادید،ص:۲۶۸۔(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۳۷۵)

نام کتاب:۔سوانح صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ........حالات، خدمات، آثار

تالیف:۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

عارف باللہ صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ: حالات،کرامات

صوفی عبداللہ رحمہ اللہ کا لباس: سفید قمیص اور سفید تہبند زیب تن کرتے،سر پر سفید عمامہ باندھتے اور سفید چادر اوڑھتے تھے۔ مہمان سے کھڑے ہوکر ملتے اور اسکا ماتھا چومتے ۔(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ،ص:۵۷)

انوارات وظائف میں استغراق:۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اس انسپکٹر پولیس کا نام،جس نے مجھے سزائیں دی تھیں عبدالعزیز تھا،اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ کوڑھ کے مرض میں مبتلا ہوگیا۔

اس قسم کے اور واقعات بھی ہیں جو صوفی صاحب رحمہ اللہ کو پیش آئے۔مولانا عائش محمد رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ انہوں نے صوفی صاحب سے پوچھا:

حضرت! آپ نے اس قدر شدائد کیسے برداشت کیے؟

صوفی صاحب نے جواب دیا: میں سورۃ فاتحہ کا وظیفہ پڑھ لیتا تھا۔اللہ کی رحمت کے اس قدر انوار برستے اور استغراق نصیب ہوتا کہ مجھے احساس تک نہ ہوتا کہ لوہے کی چوٹیں کہاں لگائی جارہی ہیں۔(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ،ص:۱۰۴-۱۰۵)

مولوی ولی محمد رحمہ اللہ کے مریدین:۔ ایک اور بیان مظہر ہے کہ قاضی عطاءاللہ ساکن سانگلا اور ابراہیم (ضلع فیروزپور) آئے اور ڈیڑھ ہزار روپے چندے کے مولوی فضل الٰہی کے مکان پر دے گئے۔یہ دونوں صاحب مولوی ولی محمد رحمہ اللہ ساکن فتوحی والا کے مرید تھے۔"

(سرگزشت مجاہدین،ص:۶۱۴)

کوٹ کپورہ کے بعض لوگ مولوی ولی محمد رحمہ اللہ (فتوحی والا) کے مرید تھے اور جماعت مجاہدین کے معاون تھے۔(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ،ص:۱۱۷)

علمائے غزنویہ کے ارادت منداور مریدین:۔ ضلع امرتسر کی تحصیل ترنتان میں ایک قصبہ نما گاؤں بھوجیاں تھا۔وہ اہل حدیث حضرات کا گاؤں تھا اور علماء کا مسکن تھا۔یہ سب لوگ علمائے غزنویہ سے تعلق تلمذ وارادت رکھتے تھے۔شارح نسائی حضرت مولانا محمد عطاءاللہ حنیف رحمہ اللہ اصلاً اسی گاؤں کے رہنے والے تھے۔مولانا فیض اللہ خاں رحمہ اللہ وہاں کے ایک جلیل القدر عالم تھے جو علمائے غزنویہ کے شاگرد اور مرید تھے۔

(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ،ص:۱۱۷-۱۱۸)

سانپ سے نجات کا آزمودہ وظیفہ:۔ اسی طرح ایک مرتبہ اکیلے جارہے تھے کہ رات کے وقت ایک پہاڑ کی چوٹی پر بہت بڑے سانپ سے سابقہ پڑا۔صوفی صاحب رحمہ اللہ نے اسی وقت قرآن کی آیت" سلام علی نوح فی العالمین" کا ورد شروع کردیا۔تھوڑی دیر میں سانپ غائب ہوگیا تو صوفی صاحب رحمہ اللہ آگے بڑھے اور ایک گاؤں سے گھوڑا لے کر منزل مقصود پر پہنچے۔(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ،ص:۱۵۰)

مبارک خواب مبارک بشارت:۔ انہی دنوں صوفی صاحب نے خواب دیکھا کہ ایک دریا کے بہت بڑے ہیڈ ورکس پر بیٹھے ہیں، جہاں سے بہت سی نہریں نکلتی ہیں جو مختلف مقامات کو جاتی ہیں۔دو آدمی وہاں اور تھے۔ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا:

یہ ہیڈ ورکس کس کا ہے؟۔اس نے جواب دیا: صوفی عبداللہ رحمہ اللہ کا۔

سوال کیا: اس سے جو نہریں نکلتی ہیں وہ کس طرف کو جاتی ہیں؟

جواب دیا: پنجاب، سندھ، سرحد، بلوچستان، بنگال، مدراس، بہار، کشمیر، افغانستان اور عرب مما لک کو......!

اس کے بعد صوفی صاحب رحمہ اللہ کی آنکھ کھل گئی۔ کسی نیک آدمی سے تعبیر پوچھی تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ سے کوئی اس قسم کا بہت بڑا کام لے گا، جس کا فیض اطراف عالم میں پھیلے گا۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۱۵۷-۱۵۸)

طلباء کے ساتھ اجتماعی مقبول دعا:۔ ۱۹۶۱ء یا ۱۹۶۲ء کی بات ہے کہ مدرسے میں عیدالاضحیٰ کی رخصتیں ہوئیں۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے طلباء کو جمع کر کے ایک لمبی دعا کی۔ دعا شروع کرنے سے پہلے طلباء سے فرمایا کہ میں دعا کروں گا، تم میری دعا کے ساتھ آمین آمین کہتے جانا۔ دعا میں جو الفاظ میں زبان سے بولوں ان پر حیران اور متعجب ہونے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ حسب معمول صوفی صاحب رحمہ اللہ نے اللہ کی حمد وثنا کی، پھر درود شریف پڑھا۔ بعد ازاں ادعیہ مسنونہ شروع کیں، طلباء آمین آمین کہتے رہے۔ پھر اپنی پُر تاثیر زبان میں پنجابی میں کہا: یا اللہ! یہ طلباء ریلوے اسٹیشن ماموں کانجن سے جو یہاں سے چار میل کے فاصلے پر ہے، کچے راستے میں پیدل چل کر یہاں آتے ہیں، ان کے کپڑے گرد وغبار سے اٹ جاتے ہیں، پاؤں مٹی سے بھر جاتے ہیں، یہ خود پسینے سے شرابور ہو جاتے ہیں۔ یا اللہ! ایسا انتظام فرما کہ گاڑی کی لائن مدرسے کے درمیان سے گزرے...... یا اللہ! ایسا انتظام فرما کہ گاڑی کی لائن مدرسے کے درمیان سے گزرے...... یہ الفاظ وہ بار بار کہتے رہے۔ طلباء آمین آمین پکارتے رہے۔ ساتھ ہی حیران بھی ہوتے تھے کہ ماموں کانجن سے اوڈاں والے گاڑی کی لائن کیسے آئے گی......صوفی صاحب نے ان سے فرمایا آپ لوگ میری اس دعا پر حیران نہ ہوں، بس آمین آمین کہتے جائیے۔ مدرسے کے قریب سے گاڑی کی لائن کے گزرنے کا انتظام اللہ تعالیٰ خود فرما دے گا، اس کیلئے کوئی بات مشکل نہیں ہے۔ نہ اس میں آپ لوگوں کو حیران ہونے کی ضرورت ہے۔

دعا کی قبولیت:۔ اللہ تعالیٰ نے صوفی صاحب رحمہ اللہ کی یہ دعا بہت جلد قبول فرمالی اور اسی طرح قبول فرمائی جس طرح صوفی صاحب رحمہ اللہ نے کی تھی۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۱۹۷-۱۹۸)

بنیاد رکھتے وقت اینٹوں پر دم کرنا:۔ بنیاد میں اینٹیں رکھنے سے پہلے صوفی صاحب نے تمام طلباء اور حاضرین سے اینٹوں پر مندرجہ ذیل کلمات پڑھ کر دم کرنے کا حکم دیا، خود بھی صوفی صاحب رحمہ اللہ یہ کلمات پڑھتے اور دم کرتے رہے۔

درود شریف سات سات مرتبہ......سورۃ فاتحہ سات سات مرتبہ......لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم سات سات مرتبہ......

سورۃ لایلف قریش سات سات مرتبہ......لاملجاء و لا منجا من اللہ الا الیہ رب اجعل ھذا بلدا امنا و ارزق اھلہ من الثمرات سات سات مرتبہ۔ یعنی وہاں موجود ہر شخص نے سات سات مرتبہ ان اینٹوں پر یہ کلمات پڑھ کر دم کیا، جو عمارت کی بنیاد میں رکھی گئیں۔ ان کے ساتھ صوفی صاحب نے بھی یہ تمام کلمات سات سات مرتبہ پڑھے۔

اس کے بعد دونوں کونوں اور درمیان میں صوفی صاحب رحمہ اللہ نے دم کر کے پانچ پانچ بنیادی اینٹیں رکھیں۔ پھر ہاتھ اٹھا کر طویل دعا کی۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۱۹۸-۱۹۹)

صوفی صاحب رحمہ اللہ کے پرانے تعلق دار جو اوڈاں والا کے رہنے والے ہیں، بتاتے ہیں کہ عالم جوانی میں بھی صوفی صاحب با قاعدہ تہجد پڑھتے اور ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔

رات کو تین بجے کے پس وپیش اُٹھ جاتے۔ وضو کر کے نماز تہجد شروع کر دیتے۔ فجر کی اذان تک ذکر واذکار میں مشغول رہتے۔ اذان کے فوراً بعد طلباء کو اٹھاتے۔ طلباء کو اٹھانے کا طریقہ یہ تھا کہ ان سے کہتے: ''اُٹھو مردو کھیر کھاؤ۔'' اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ نیند چھوڑ کر اللہ کی عبادت سے سرور حاصل کرو۔

دوپہر کے کھانے کے بعد گرمیوں کے موسم میں تھوڑی دیر قیلولہ کرتے۔ نماز ظہر کے بعد عصر تک، عصر کے بعد مغرب تک اور مغرب سے عشاء تک، پھر عشاء سے رات گیارہ بجے تک وظائف پڑھتے رہتے یا اس اثناء میں کوئی مہمان آجاتا تو اس کی بات سنتے، کوئی دعا کرانے والا

آ جاتا تو ہاتھ اُٹھا کر اس کیلئے دعا فرماتے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ رات کے بارہ بجے تک یہی مصروفیت رہتی۔ دو چار گھنٹے سونے کے بعد حسب معمول پھر تین بجے کے لگ بھگ بیدار ہو جاتے۔ رات کے چند گھنٹوں کے علاوہ ان کی زبان ہر وقت ذکر الٰہی سے تر رہتی تھی۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۲۰۱-۲۰۲)

صوفی عبداللہ رحمہ اللہ کے یومیہ وظائف:۔ (۱-درود شریف سو مرتبہ، (۲-سورۃ فاتحہ سو مرتبہ، (۳-سورۃ اخلاص (یعنی قل هو الله احد۔ پوری سورت) سو مرتبہ۔ (۴-معوذتین (قرآن کی آخری دو سورتیں) قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سو مرتبہ،

(۵-آیت الکرسی (الله لا اله الا هو الحی القیوم ......) سو مرتبہ۔ (۶-کلمہ طیبہ (لا اله الا الله محمد رسول الله) سو مرتبہ۔ (۷-سبحان الله والحمد لله و لااله الا الله والله اکبر لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم، سو مرتبہ، (۸-لاحول ولاقوة الا بالله العلی العظیم سو مرتبہ، (۹-یا بدیع العجائب بالخیر سو مرتبہ۔ (۱۰-یابدیع یا بدیع، سو مرتبہ، (۱۱-یاالله یارحمن یا رحیم یا ارحم الراحمین الله حافظی الله ناصری الله معی سو مرتبہ (۱۲-فالله خیر حافظاً و هو ارحم الراحمین سو مرتبہ۔ (۱۳-یاعزیز یاودود پانچ سو مرتبہ۔ (۱۴-یا حافظ یا حفیظ پانچ سو مرتبہ۔ (۱۵-حسبنا الله و نعم الوکیل پانچ سو مرتبہ، (۱۶-سبحان الله وبحمده، سبحان الله العظیم سو مرتبہ۔ (۱۷-انا لله و انا الیه راجعون سو مرتبہ (۱۸-یاکھیعص (سورۃ مریم کے شروع کے حروف مقطعات) سو مرتبہ۔ (۱۹-یا حم عسق (سورۃ شوریٰ کے شروع کے حروف مقطعات) سو مرتبہ۔ (۲۰- یاحی یاقیوم، سو مرتبہ، (۲۱-یا مستعان عونك ایاك نستعین، سو مرتبہ۔ (۲۲-سورۃ یٰس ایک مرتبہ۔ (۲۳-سورۃ واقعہ، رات کو ایک مرتبہ۔ (۲۴-سورۃ ملک (انتیسویں پارے کی پہلی سورت) رات کو ایک مرتبہ۔ (۲۵-سورۃ مزمل، رات کو سوتے وقت ایک مرتبہ۔ (۲۶-سورۃ سجدہ، رات کو سوتے وقت ایک مرتبہ۔ (۲۷-سورۃ کہف: جمعہ کے دن ایک مرتبہ۔

"انا لله و انا الیه راجعون" کا وظیفہ وفات سے چند مہینے پہلے شروع کیا تھا۔ درود شریف بعض اوقات ہزار دفعہ روزانہ پڑھا کرتے۔ دیگر وظائف بھی بسا اوقات ہزار مرتبہ پڑھ لیتے۔ لوگوں کی موجودگی میں بھی پڑھتے رہتے اور قریب بیٹھے ہوئے لوگوں کو ان کی زبان سے سنائی بھی دیتے۔

ان وظائف کے علاوہ حزب البحر پڑھتے۔ نیز سورۃ بقرہ کی آخری آیات، سورۃ آل عمران کا آخری رکوع، سورۃ توبہ کی آخری دو آیتیں۔ سورۃ بنی اسرائیل کی آخری آیت، سورۃ مومنون کی آخری چار آیات، سورۃ روم کے دوسرے رکوع کی آخری تین آیات۔ سورۃ فرقان کا آخری رکوع۔ سورۃ حشر کی آخری تین آیات روزانہ پڑھا کرتے۔ سورۃ کہف کی آخری دس آیات بھی قریب بیٹھنے والوں کو ان کی زبان سے سنائی دیتی تھیں۔ غرض وہ ہر وقت کوئی نہ کوئی وظیفہ پڑھتے اور اللہ کا ذکر کرتے رہتے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ وظائف ان کے رگ و ریشے میں رچ بس چکے تھے۔

وضاحت (وظائف کی یہ تفصیل مجھے مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی نے بہ صورت تحریر بھجوائی ہے۔ اس پر میں اپنے اس قابل احترام دوست کا شکر گزار ہوں)

یہ تھا اس جماعت مجاہدین کے بزرگوں کی ترتیب کا نتیجہ جو حضرت سیّد احمد شہید اور حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمہما اللہ نے قائم کی تھی۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۲۰۳-۲۰۵)

اولیاء اور روحانیت سے دوری ہماری بد قسمتی:۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے متعلق لوگ جو باتیں بیان کرتے ہیں اور اپنے تجربات بتاتے ہیں، انہیں سن کر ہم بے عمل لوگوں کو انتہائی تعجب ہوتا ہے اور خیال گزرتا ہے کہ وہ اس دور کے آدمی نہیں تھے، کسی اور دور سے تعلق رکھتے تھے۔

ہمارا دور سراسر مادی دور ہے، روحانیت سے ہمیں کوئی تعلق نہیں رہا۔ ہم ظواہر پر نگاہ رکھنے والے لوگ ہیں اور ظواہر ہی ہماری سوچوں کا مرکز ہے، اس لیے روحانیت کے معاملات ہمارے فہم کی گرفت میں نہیں آتے...... روحانیت کونے میں کھڑی ہمیں دیکھتی رہتی ہے، اپنی طرف آنے کے اشارے بھی کرتی ہے اور زور زور سے آوازیں بھی دیتی ہے لیکن ہم اس کی طرف کوئی دھیان نہیں دیتے، کان لپیٹ کر اور آنکھیں بند

کر کے آگے نکل جاتے ہیں۔ روحانیت کی محفلوں اور اللہ والوں کی مجلسوں میں نہ ہم کبھی گئے اور نہ کبھی انہیں کوئی اہمیت دی۔ ہماری بدقسمتی یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ ہم اس قسم کی محفلوں اور مجلسوں کو خلاف شرع قرار دینے لگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں جادۂ روحانیت پر قدم زن ہونے اور اس پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

صوفی صاحب جماعت مجاہدین سے تعلق رکھتے تھے۔ اب بھی جہاد کا نعرہ لگانے والے اور مجاہد کہلانے والے بہت سے لوگ موجود ہیں، کیا ان میں بھی اس قسم کی نیکی اور صالحیت کے تھوڑے بہت آثار پائے جاتے ہیں؟ یا یہ صرف نام کے مجاہد ہیں اور نام ہی کا ان کا جہاد ہے؟
(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۲۰۵-۲۰۶)

مولانا محمد یعقوب ملہوی رحمہ اللہ کے والد کی بیعت:۔ مولانا محمد یعقوب ملہوی ۱۹۲۱ء میں ضلع اوکاڑہ کی تحصیل رینالہ خورد کے چک نمبر ۲۰ الف میں پیدا ہوئے۔ رینالہ خورد کو ''ملہیاں والا'' بھی کہا جاتا ہے، اس اعتبار سے انہوں نے ملہوی کی نسبت سے شہرت پائی۔ چک نمبر ۲۰ الف میں جو رینالہ خورد کے بالکل قریب ہے، ایک بزرگ صوفی محمد یوسف قیام پذیر تھے، جو مجاہدین سے تعلق رکھتے تھے اور صوفی عبداللہ مرحوم کے مرید تھے۔ ان کے دو بیٹے تھے، ایک کا نام محمد ابراہیم تھا اور ایک کا محمد یعقوب...... ۱۹۳۵ء میں وہ اوڈاں والا آئے اور محمد یعقوب کو صوفی صاحب رحمہ اللہ کے سپرد کر دیا۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۲۰۸)

قاضی محمد اسلم سیف رحمہ اللہ:۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ سے بے حد عقیدت مندانہ تعلق رکھنے والے، ان کے مرید باصفا اور ان کے جاری کردہ دار العلوم کے خادمِ خاص قاضی محمد اسلم سیف کا تذکرہ اس کتاب میں نہایت ضروری ہے۔ وہ ۶ جون ۱۹۳۶ء کو بڈھیمال (ضلع فیروز پور، مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۲۴۱)

قاضی محمد اسلم سیف کی عقیدت مرشد:۔ دوسری اہم خصوصیت ان میں یہ تھی کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ سے بے پناہ تعلق عقیدت اور علاقہ ارادت رکھتے تھے۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ سے وہ باقاعدہ بیعت تھے اور جس طرح مرید اپنے مرشد سے وابستگی کا اظہار کرتا ہے، ٹھیک اسی طرح کا جذبہ ان میں صوفی صاحب کی ذات کے بارے میں پایا جاتا تھا۔ وہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کو مستجاب الدعوات بزرگ قرار دیتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتا ہے اور ان کی یہ بات بالکل صحیح تھی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور واقعی صوفی صاحب رحمہ اللہ کو ایک مرتبہ حاصل تھا اور بارگاہِ خداوندی میں ان کی دعائیں قبولیت کے اعزاز سے بہرہ مند ہوتی تھیں۔ اس کی کچھ تفصیل آئندہ صفحات میں ایک مستقل باب کی صورت میں آ رہی ہے۔

قاضی محمد اسلم کو صوفی صاحب رحمہ اللہ نے کچھ وظائف بھی بتائے تھے، جن کا ذکر وہ کبھی کبھی کیا کرتے تھے۔ ان کی دعا کی قبولیت کے بعض واقعات بھی انہوں نے کئی دفعہ بیان کیے۔

بہر حال صوفی صاحب رحمہ اللہ سے انہیں انتہائی قلبی لگاؤ تھا اور صوفی صاحب رحمہ اللہ کو بھی اس کا احساس تھا، اس لیے وہ ان پر نگاہِ شفقت رکھتے تھے۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے وہ فرماں بردار مرید تھے۔ چنانچہ ان کی طرف سے جو حکم انہیں دیا جاتا، اس کی تعمیل میں وہ پس و پیش نہیں کرتے تھے۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۲۴۴-۲۴۵)

مولانا عائش محمد رحمہ اللہ:۔ مولانا عائش محمد ۱۹۴۱ء میں موضع بڈھیمال (ضلع فیروز پور۔ مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ آزادئ وطن کے وقت یہ صرف چھ سال کے بچے تھے۔ ان کا مولد وہی گاؤں ہے، جس میں مولانا حافظ عبداللہ بڈھیمالوی، حافظ احمد اللہ بڈھیمالوی رحمہم اللہ اور دیگر متعدد علمائے کرام قیام پذیر تھے۔

صحیح بخاری مولانا عبداللہ صاحب ویروالوی رحمہ اللہ سے پڑھی۔ اس سے پہلے مولانا حافظ عبداللہ بڈھیمالوی رحمہ اللہ اور حافظ احمد اللہ رحمہ اللہ بڈھیمالوی سے بھی اس کا درس لے چکے تھے۔

گیارہویں جماعت میں تھے کہ اچھا دواخانہ والوں کے گھر جناح کالونی (لائل پور) میں صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کی بیعت کا شرف حاصل کیا اور ان سے دعا کرائی۔ نیکی کی راہ پر تو بفضلِ خدا پہلے ہی سے قدم زن تھے، لیکن بیعت اور دعا کے بعد تو دل کی حالت بالکل بدل گئی اور طبیعت میں وظائف و اوراد کیلئے شدید جذبہ پیدا ہوگیا۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۲۵۱-۲۵۲)

حج پر حاضری کا آزمودہ وظیفہ:۔ اس وقت قلب کی گہرائیوں میں حج بیت اللہ کیلئے ایسی تمنا نے جوش مارا کہ ہر لمحے تیز سے تیز تر ہوتا گیا۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں دعا کیلئے عرض گزار ہوئے کہ یہ سعادت جلد سے جلد حاصل ہو، لیکن جیب میں اس وقت صرف سوا روپیہ تھا اور وہ بھی ان کا نہ تھا۔ ہر وقت ''لبیك اللهم لبیك'' پڑھتے رہتے تھے۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا روزانہ سو مرتبہ یہ آیت پڑھا کرو۔

''و من يتق الله يجعل له مخرجا ○ و يرزقه من حيث لا يحتسب و من يتوكل على الله فهو حسبه ان الله بلغ امره قد جعل الله لكل شيء قدرا'' (طلاق: ۳-۴)

اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا، وہ اس کیلئے (رنج و غم سے) نکلنے کی صورت پیدا فرما دے گا اور اسے ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اسے وہم و گمان بھی نہ ہو، اور جو شخص اللہ پر بھروسا کرلے تو وہ اس کیلئے کافی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے کام کو (جو وہ کرنا چاہتا ہے) پورا کر دیتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

ان سطور کے راقم کو بھی بہت سال ہوئے ایک بزرگ عالم دین نے اول آخر تین مرتبہ درود شریف پڑھ کر روزانہ سو مرتبہ قرآن مجید کی یہ بابرکت آیت پڑھنے کا مشورہ دیا تھا اور میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے روزانہ یہ آیت پڑھتا ہوں۔ اس کے پڑھنے سے بلاشبہ بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

بہرحال مولانا عائش محمد رحمہ اللہ کے حریم قلب میں حج بیت اللہ کا شوق لحہ بہ لحہ بڑھتا گیا۔ وہ کثرت کے ساتھ ''لبیك اللهم لبیك'' بھی پڑھتے رہتے تھے اور صوفی صاحب کے بتائے ہوئے وظائف کو بھی انہوں نے اپنا معمول بنالیا تھا۔

اسی اثنا میں ایک مرتبہ انہیں ایک بزرگ حاجی محمد دین رحمہ اللہ کے پاس جانے کا اتفاق ہوا۔ انہوں نے فرمایا آیئے میرے ساتھ چلئے، کراچی کیلئے جہاز کی سیٹ بک کرانی ہے۔ اس طرح حج کیلئے اللہ تعالیٰ نے راستہ کھول دیا۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۲۵۲-۲۵۳)

شیر سے حفاظت کا آزمودہ وظیفہ:۔ ایک مرتبہ غازی عبدالکریم مجاہد آبادی صاحب رحمہ اللہ جہاد کے سلسلے میں کہیں تنہا جا رہے تھے کہ سورج غروب ہوگیا۔ وہیں رات بسر کی اور صبح کو پھر چل پڑے۔ ظہر کے وقت ایک جگہ پہنچے، وہاں تالاب کی شکل میں پانی جمع تھا۔ وضو کیا اور نماز پڑھی۔ وہاں سے ان کی منزل مقصود تک پہنچنے کے دو راستے تھے۔ ایک معروف راستہ تھا جو پگ ڈنڈی کی صورت میں تھا اور کچھ لمبا تھا۔ دوسرا جنگل میں سے ہوکر گزرتا تھا جو غیر معروف تھا اور مختصر تھا۔ غازی صاحب رحمہ اللہ نے مختصر راستہ اختیار کیا۔ آگے گئے تو دیکھا کہ راستے میں شیر بیٹھا ہے۔ شیر نے بھی ان کو دیکھ لیا...... کچھ دیر وہاں کھڑے رہے اور سوچنے لگے کہ اب کیا کیا جائے۔ نہ پیچھے مڑ سکتے ہیں، نہ آگے بڑھ سکتے ہیں...... کھڑے کھڑے سورۂ یٰس پڑھنا شروع کر دی۔ جب اس آیت پر پہنچے: وجعلنا من بين ايديهم سدا و من خلفهم سدا فاغشينهم فهم لايبصرون'' تو شیر اُٹھ کر جنگل میں چلا گیا اور غازی صاحب آگے نکل گئے۔

یہ وظیفہ انہیں مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی رحمہ اللہ نے بتایا تھا۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۲۶۰)

حضرت صوفی عبداللہ رحمہ اللہ سے مولوی محمد دین عقیدت مندانہ مراسم رکھتے تھے اور ان کے قائم کردہ دارالعلوم سے بھی انہیں پیار تھا۔ چنانچہ مختلف طریقوں سے تقریباً تیس سال انہوں نے اس دارالعلوم کی خدمت کی۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۲۷۴)

دم درود اور تعویذ تبلیغ دین کا مؤثر ذریعہ:۔ ان کے دم درود اور تعویذ دھاگے کا سلسلہ بھی چلتا تھا، چنانچہ میں نے جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن میں دیکھا کہ لوگ ان کی خدمت میں آتے، ان سے دم دعا کراتے اور تعویذ وغیرہ لیتے تھے...... یہ کام صحیح طور سے اخلاص کے

ساتھ کیا جائے تو میرے خیال میں تبلیغ دین کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ جماعت اہلحدیث کے بہت سے جلیل القدر علمائے کرام اس پر عامل تھے اور اللہ تعالیٰ مریض کو شفاء بخشتا تھا۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۲۷۵)

مولانا محمد دین کا عمامہ:۔ مولانا محمد دین سفید عمامہ باندھتے تھے۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۲۷۶)

مولانا عائش اور مولانا ابوبکر غزنوی کا ذوق تصوف:۔ حضرت صوفی عبداللہ رحمہ اللہ سے جو حضرات قلبی وابستگی اور روحانی مراسم رکھتے تھے، ان میں مرحوم ومغفور سیّد ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ بھی شامل تھے۔ وہ عمر میں صوفی صاحب مرحوم سے تقریباً پینتالیس برس چھوٹے تھے، لیکن صوفی صاحب رحمہ اللہ سن وسال کے نصف صدی کے اس تفاوت کے باوجود ان کا بہت احترام کرتے تھے۔

صوفی صاحب رحمہ اللہ کے مرید خاص مولانا عائش محمد صاحب رحمہ اللہ سے بھی وہ بہت تعلق رکھتے تھے اور دونوں کے درمیان تصوف و وظائف کے روح پرور موضوع پر سلسلۂ کلام جاری رہتا تھا۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۲۸۱)

مولانا سیّد ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف:۔ سیّد ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کی زندگی کو ہم دو عہدوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ پہلا عہد حصولِ علم، حصولِ ملازمت اور بعض دیگر مشغولیتوں کا تھا جو تقریباً ۱۹۶۰ء تک چلا۔ اس کے بعد دوسرا عہد شروع ہوا جس کے بہت سے گوشے پہلے عہد سے بالکل مختلف تھے۔ یہ ذکر الٰہی، وظائف واوراد، مجالس ذکر کے انعقاد، عبادت وتصوف، وعظ وتقریر، خطبات جمعہ کے التزام کا عہد تھا۔ اس عہد میں انہوں نے بڑی شہرت پائی اور ان کے اشغال سے بے شمار لوگوں نے فیض حاصل کیا۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۲۸۷-۲۸۸)

مجالس ذکر میں اہلحدیث اور غیروں کی شرکت:۔ ڈاکٹر صاحب (محمد راشد رندھاوا) سیّد صاحب مرحوم کے بے حد عقیدت مند بھی تھے اور مخلص ترین ارادت مند بھی۔ سیّد صاحب رحمہ اللہ کا اپنے اسلاف کی طرح ذکر واذکار کا سلسلہ جاری تھا اور جمعرات کی شام کو ان کی مجلس ذکر منعقد ہوتی تھی، جس میں بہت سے اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ شامل ہوتے تھے، ان میں اہلحدیث بھی اچھی خاصی تعداد میں شرکت کرتے تھے اور غیر اہلحدیث بھی۔ ڈاکٹر صاحب اس مجلس میں بالالتزام حاضری دیتے تھے اور انہوں نے باقاعدہ سیّد صاحب مرحوم سے اس کے اسباق مکمل کیے۔ ڈاکٹر صاحب کے تعلیمی مراحل اب تک چوں کہ طب کی وادیوں میں طے ہوئے تھے اور ان تمام وادیوں کا تعلق یورپ اور امریکہ سے تھا، اس لیے انہیں دینیات کی گہری تعلیم کے حصول کے مواقع میسر نہیں آئے تھے۔ اس کا انہیں شدید احساس بھی تھا اور اس کے حصول کیلئے بے تاب بھی تھے۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۳۰۲)

مجالس ذکر حصول علم کا ذریعہ:۔ سیّد ابوبکر غزنوی مرحوم سے ان کا سلسلہ مراسم آگے بڑھا تو انہوں نے اس علم سے بہرہ ور ہونے کا عزم کیا، چنانچہ قرآن وحدیث کی زیادہ تر تعلیم اسی ہفت روزہ مجلس ذکر کی وساطت سے حاصل کی۔ یہ سلسلہ سیّد صاحب رحمہ اللہ کی وفات (۲۴، اپریل ۱۹۷۶ء) تک دس برس جاری رہا (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۳۰۲)

28 سال سے اجتماعی مجالس ذکر:۔ کم وبیش اٹھائیس سال سے رندھاوا کلینک (۴۴۶ شادمان کالونی) میں ہفت روزہ مجلس ذکر کا سلسلہ جاری ہے۔ اس مجلس کے انعقاد کیلئے جمعرات کا دن مقرر ہے۔ یہ ایک بابرکت مجلس ہے اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ کے عین مطابق ہے۔ نبی ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس قسم کی بعض مجالس کو دیکھ کر مسرت کا اظہار فرمایا تھا۔ ان مجالس میں اللہ کی حمد وثناء بیان کی جاتی ہے۔ اس کی تقدیس وتمجید کا اعلان کیا جاتا ہے اور اس کی بارگاہ اقدس میں عجز وعاجزی سے دعائیں کی جاتی ہیں۔ اس لیے ان میں شامل ہونے والے یقیناً عالی بخت اور بلند مرتبت لوگ ہیں۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۳۱۲)

دفاع مجالس ذکر کے دلائل:۔ ذیل میں چند احادیث درج کی جاتی ہیں، جن میں مجالس ذکر کا تذکرہ فرمایا گیا ہے۔ یہ احادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے نقل کی گئی ہیں۔ ہر حدیث کے نیچے اس کا اردو ترجمہ دیا گیا ہے ملاحظہ فرمائیے۔

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خدا تعالیٰ کے فرشتوں کی ایک

ایسی جماعت ہے، جو راستوں میں ان لوگوں کو تلاش کرتی رہتی ہے جو ذکر الٰہی کرتے ہیں، پس جب وہ کسی جگہ ذکر الٰہی کرنے والے لوگوں کو پا لیتے ہیں تو اپنے ساتھیوں کو آواز دیتے ہیں کہ اپنے مقصد کی طرف چلے آؤ، (چنانچہ فرشتے آ جاتے ہیں) اور اپنے پروں سے آسمان دنیا تک ان ذاکرین کو گھیر لیتے ہیں (جب وہ فرشتے واپس ہوتے ہیں) تو ان سے ان کا پروردگار دریافت کرتا ہے، حالانکہ وہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے عرض کرتے ہیں: وہ تیری پاکیزگی اور تیری کبریائی بیان کر رہے تھے اور تیری تعریف میں مصروف تھے اور تیری عظمت بیان کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرماتا ہے؟ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں، بخدا انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے، اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو (ان کی کیا حالت ہو)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے کہتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھ لیتے تو وہ تیری بہت زیادہ عبادت کرتے اور بہت زیادہ بزرگی بیان کرتے اور بے حد تیری پاکیزگی بیان کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور وہ کیا چیز مانگتے تھے؟ آپ نے فرمایا: فرشتے کہتے ہیں وہ تجھ سے جنت مانگ رہے تھے، خدا فرماتا ہے کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں، بخدا اے رب انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے، اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو (ان پر کیا کیفیت ہوتی)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ (فرشتے) کہتے ہیں اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو ان کی حرص اور بڑھ جاتی اور جنت کی طلب اور زیادہ ہو جاتی اور اس کی رغبت انہیں شدت کے ساتھ ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر خدا پوچھتا ہے وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: دوزخ سے پناہ مانگ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ وہ کہتے ہیں، نہیں بخدا! انہوں نے دوزخ کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیں تو (ان کی کیا حالت ہو)؟ فرشتے کہتے ہیں، اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو اس سے بہت زیادہ بھاگتے اور بہت زیادہ خوف زدہ ہوتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ اس جماعت میں ایک فلاں شخص تھا جو ان میں سے نہیں تھا، اپنی کسی ضرورت کیلئے آیا تھا، اللہ فرماتا ہے ان کی مجلس ذکر میں بیٹھنے والا (میری رحمت سے) محروم نہیں رہتا۔''

''صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی نیک جماعت گھومنے پھرنے اور گشت لگانے والی ہے، یہ جماعت ذکر الٰہی کی مجلسوں کو تلاش کرتی رہتی ہے۔ پس جب یہ فرشتے کسی ایسی مجلس کو پا لیتے ہیں جس میں ذکر الٰہی ہوتا ہو، تو یہ فرشتے بھی اس مجلس میں بیٹھ جاتے ہیں اور بعض فرشتے بعض کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں، یہاں تک کہ وہ ساری فضا جو آسمان اور اس مجلس کے درمیان ہے، فرشتوں سے بھر جاتی ہے۔ پس جب ذکر کی مجلس منتشر ہو جاتی ہے اور یہ فرشتے اوپر چڑھتے ہیں اور آسمان تک پہنچتے ہیں تو ان سے اللہ عزوجل دریافت کرتا ہے حالانکہ وہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے، تم کہاں سے آئے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، ہم تیرے ان بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو زمین میں ہیں اور تیری پاکیزگی اور کبریائی کا ذکر کرتے ہیں اور تیری توحید اور تیری حمد و ثناء بیان کرتے ہیں اور تجھ سے سوال کرتے ہیں۔ خدا فرماتا ہے مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ وہ کہتے ہیں تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں۔ خدا فرماتا ہے انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، نہیں اے رب۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ان کا کیا حال ہو اگر وہ میری جنت دیکھ لیں؟ فرشتے کہتے ہیں۔ وہ تجھ سے پناہ (بھی) مانگ رہے تھے۔ خدا فرماتا ہے وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں اے رب تیری آگ سے۔ خدا فرماتا ہے کیا انہوں نے میری آگ دیکھی ہے؟ وہ کہتے ہیں نہیں۔ خدا فرماتا ہے اگر وہ آگ کو دیکھ لیتے تو ان کی کیا حالت ہوتی؟ فرشتے کہتے ہیں وہ مغفرت بھی مانگ رہے تھے۔ خدا فرماتا ہے: میں نے ان کو بخش دیا اور جو انہوں نے مانگا تھا، عطا کر دیا، انہیں پناہ بھی دے دی، جس چیز سے انہوں نے پناہ مانگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے کہتے ہیں: اے پروردگار! ان میں فلاں بندہ بھی تھا، جو بڑا گنہگار ہے، وہ وہاں سے گزر رہا تھا اور ان کی مجلس میں بیٹھ گیا۔ اللہ فرماتا ہے میں نے اس کو بھی بخش دیا۔ یہ ایسی جماعت ہے کہ اس میں بیٹھنے والا محروم نہیں رہتا۔

''حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہم سے روایت ہے، وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو جماعت اللہ کا ذکر کرنے کیلئے بیٹھتی ہے، فرشتے اس کو گھیر لیتے ہیں اور رحمت خداوندی اس کو ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینت نازل ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان (فرشتوں) سے کرتا ہے جو اس کے پاس ہیں۔

''حضرت ابوواقد حارث بن عوفؓ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک تین شخص آئے ان میں سے دو تو رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوگئے اور ایک چلا گیا۔ یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑے رہے۔ ان دونوں میں سے ایک نے مجلس کے حلقے میں کچھ کشادگی محسوس کی تو وہ وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا شخص حاضرین مجلس کے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا پشت پھیر کر چل دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا: کیا میں تم کو ان تین آدمیوں کی کیفیت سے آگاہ کروں؟ ان میں سے ایک نے تو اللہ تعالیٰ کی طرف جائے پناہ تلاش کی اور اللہ تعالیٰ نے اسے اچھی جگہ دے دی۔ دوسرے نے (بھیڑ میں گھسنے میں) شرم محسوس کی، تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس کے ساتھ شرم کا معاملہ کیا۔ تیسرے نے اعراض کیا (اور چل دیا) تو اللہ نے بھی اس سے اعراض فرمایا۔''

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد میں حلقہ (ذکر) کے پاس پہنچے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا تم یہاں کس وجہ سے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا ہم ذکر الٰہی کیلئے بیٹھے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: (قسم کھاؤ) کیا اللہ کی قسم تم اسی وجہ سے بیٹھے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہاں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے کسی بدگمانی کی وجہ سے تم سے قسم نہیں لی (اور میں نے یہ نہیں خیال کیا کہ تم غلط بات کہتے ہو۔ یاد رکھو) کوئی ایسا شخص نہیں جسے نبی ﷺ کے ساتھ میری طرح قریبی تعلق رہا ہو اور پھر وہ میری نسبت آپ ﷺ سے کم حدیثیں بیان کرنے والا ہو۔ بات یہ ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایک حلقے میں تشریف لے گئے اور فرمایا: تمہیں یہاں کس چیز نے بٹھایا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کیلئے اور اس کی اس بات پر حمد وثناء بیان کرنے کیلئے بیٹھے ہیں کہ اس نے ہم کو اسلام کی ہدایت کی اور ہم پر اس نے احسان فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، بخدا کیا تمہارے یہاں بیٹھنے کی یہی وجہ ہے؟ انہوں نے کہا بخدا ہم یہاں محض اسی لیے بیٹھے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: میں نے تم سے اس بدگمانی کی وجہ سے قسم نہیں اٹھوائی کہ میں تمہیں جھوٹا سمجھ رہا ہوں۔ (بات یہ ہے کہ) جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے (تمہارے متعلق مجھے) بتایا کہ اللہ تعالیٰ تم پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے۔''

ان تمام احادیث میں مجلس ذکر کی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے اور اس سے وہ مجلس ذکر مراد ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی جاتی ہے اور اس کی تسبیح اور تکبیر کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۱۲-۳۱۹)

قبولیت دعا، کرامات اور واقعات

اولیاء کی بارگاہ ایزدی میں شنوائی:۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو بہت سی نعمتوں سے نوازا اور بہت سی خصوصیات سے سرفراز فرمایا ہے، جن میں ایک بہت بڑی نعمت اور بہت بڑی خصوصیت قبولیت دعا ہے۔ انہوں نے ادھر بارگاہِ الٰہی میں دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور عاجزی سے اس کے سامنے جھولی پھیلائی، اِدھر قبولیت کے آثار ظاہر ہوگئے اور جو التجا کی اللہ نے پوری فرما دی۔

اس باب میں اصل مقصود تو اپنے علم کے مطابق صوفی عبداللہ مرحوم کی قبولیتِ دعا کے چند واقعات بیان کرنا ہے، لیکن جی چاہتا ہے ان سے پہلے دو اور بزرگوں کی قبولیت دعا کے بھی دو دو چار چار واقعات قارئین سے عرض کر دیئے جائیں تاکہ ان کی صالحیت کا بھی ہلکا سا اندازہ نظر و بشر کے زاویوں میں آ جائے۔

ضلع گوجراں والا کے ایک قصبے کا نام قلعہ میہاں سنگھ ہے، وہاں ایک بزرگ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ قیام فرما تھے جو قمری حساب سے ۱۲۲۸ھ میں اور عیسوی حساب سے ۱۸۱۴ء میں پیدا ہوئے اور تریسٹھ سال عمر پا کر ۱۲۹۱ھ (۱۸۷۴ء) میں فوت ہوئے۔ ان کی وفات پر تقریباً

ایک سو پینتیس برس کی مدت بیت چکی ہے۔مشہور عالم اور متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔ان کی قبولیت دعا کے بہت سے واقعات زبانِ زد عوام وخواص ہیں جن میں سے چند واقعات یہاں بیان کیے جاتے ہیں۔(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ،ص:۳۴۷)

لاولد کولڑکی کی بشارت(کرامت):۔ علاقہ شاہ پور کے موضع سدرہ میں ایک بزرگ حافظ غلام محمد سکونت پذیر تھے۔وہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے گاؤں (سدرہ) کے قریب ایک گاؤں ''کوٹلی'' ہے۔کوٹلی کا ایک زمیندار لاولد تھا۔وہ ان کی رفاقت میں مولانا غلام رسول کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اللہ سے دعا کریں وہ مجھے اولاد عطا فرمادے۔

مولانا نے اسی مجلس میں دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی۔دعا کے بعد فرمایا:''شاید اللہ تعالیٰ تمہیں لڑکی عطا کرے گا۔'' چنانچہ دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے لڑکی عطا فرمائی۔(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ،ص:۳۴۷-۳۴۸)

چنبل کے لاعلاج مرض سے شفایابی(کرامت):۔ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے سوانح نگار مولوی عبدالقادر لکھتے ہیں کہ قلعہ میہاں سنگھ میں ایک حافظ قرآن بچوں کو قرآن مجید پڑھاتے تھے۔ان کے چہرے پر چنبل ہو گیا تھا۔بہت علاج کرایا لیکن افاقہ نہ ہوا۔ایک دن انہوں نے مولانا رحمہ اللہ سے دعا کیلئے عرض کیا تو دیکھ کر فرمایا''کوئی علاج نہیں کرایا؟'' کہا:''بہت علاج کرائے اور کرا رہا ہوں مگر بجائے فائدے کے مرض بڑھ گیا ہے اور روز بروز بڑھ رہا ہے،اب خدائی علاج چاہتا ہوں۔''مولانا رحمہ اللہ نے اسی وقت دم کیا اور فرمایا''متواتر تین دن دم کراؤ''

حافظ صاحب نے مولانا رحمہ اللہ کے فرمان کے مطابق تین دن دم کرایا اور چنبل کی تکلیف بالکل ختم ہوگئی۔(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ،ص:۳۴۸)

زبان ولی کے ہندولڑکی پر اثرات(کرامت):۔ بعض ہندو یا سکھ اپنے بچوں کو سودا وغیرہ لینے کیلئے اگر کسی ایسی دکان پر بھیجتے جو مولانا رحمہ اللہ کی مسجد کی طرف ہوتی تو انہیں تاکید کرتے کہ مسجد کے قریب سے''واہگر و واہگر و یا رام رام'' کہتے جانا اور جلدی سے نکل جانا۔ایک دن ایک ہندو لڑکی والدین کی ہدایت کے مطابق بھاگتی ہوئی جارہی تھی اور رام رام کا لفظ اس کی زبان پر تھا۔مولانا رحمہ اللہ کے پاس سے گزری تو فرمایا:

''یا اللہ یا اللہ کہو،یہ پیارا لفظ ہے۔'' چنانچہ''یا اللہ یا اللہ'' کے الفاظ لڑکی کی زبان سے جاری ہوگئے اور یہی الفاظ ادا کرتی ہوئی گھر پہنچی۔والدین بے حد پریشان ہوئے اور اسے بار بار کہا کہ''رام رام'' کہو،مگر لڑکی مسلسل''یا اللہ یا اللہ'' کہتی رہی اور گھر والوں سے کہا تم بھی''یا اللہ یا اللہ'' کہو،یہ پیارا لفظ ہے۔نتیجہ یہ ہوا کہ گھر کے تمام افراد مسلمان ہوگئے اور رام رام کی جگہ اللہ،اللہ نے لے لی۔(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ،ص:۳۴۸-۳۴۹)

دعا کی بدولت بانجھ عورت کے ہاں ولادت(کرامت):۔ گجرات کا ایک موچی لاہور میں جوتے مرمت کیا کرتا تھا۔اتفاقاً مولانا رحمہ اللہ لاہور تشریف لائے اور وعظ فرمایا۔وعظ میں انہوں نے حضرت ذکریا علیہ السلام کے ہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کا قصہ بیان کیا۔اس وقت وہ موچی بھی موجود تھا۔اس نے اثنائے وعظ ہی میں عرض کیا،کیا اب بھی ایسا ہوسکتا ہے یا یہ صرف ایک واقعہ ہے جو بیان کیا جارہا ہے؟ فرمایا''ہاں اب بھی اللہ تعالیٰ ایسا کرنے پر قادر ہے،موچی نے کہا''میرا حال بعینہٖ حضرت ذکریا علیہ السلام کا ہے۔میری بیوی بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہوں۔آپ رحمہ اللہ میرے لیے دعا فرمائیں،شاید آپ کی دعا کی برکت سے میرے گھر لڑکا پیدا ہو جائے۔'' مولانا رحمہ اللہ نے دعا فرمائی اور لوگوں نے آمین آمین کہا۔اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کو لڑکا عطا فرمایا۔اس نے مولانا رحمہ اللہ کو اطلاع دی تو انہوں نے اس کا نام''اللہ دتا'' رکھا۔وہ لڑکا حافظ قرآن ہوا۔(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ،ص:۳۴۹)

سکھ پر زبان ولی کے اثرات(کرامت):۔ لاہور ہی کا واقعہ ہے کہ مولانا رحمہ اللہ فجر کی نماز سے فارغ ہو کر وضو کرنے کی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک سکھ عورت''واہگرو واہگرو'' کہتی ہوئی وہاں سے گزر رہی تھی۔مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا''وحدہ وحدہ'' کہو۔اس عورت کی زبان پر ''وحدہ وحدہ'' جاری ہوگیا۔گھر والوں نے اسے بہت سمجھایا اور مار پیٹ بھی کی،مگر وہ باز نہ آئی اور مسلمان ہوگئی۔(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ،ص:۳۴۹)

سکھ کا فوراً مسلمان ہوجانا(کرامت):۔ ایک مرتبہ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ ضلع گجرات کے کسی گاؤں میں جارہے تھے کہ ایک سکھ نے ان سے پوچھا''موضع ڈنگا کا راستہ کون سا ہے''؟ فرمایا''بھائی مجھے ڈنگوں کا راستہ تو یاد نہیں،البتہ سیدھوں کا یاد ہے۔'' اس نے کہا

''سیدھوں ہی کا بتادو۔'' فرمایا ''سیدھوں کا راستہ ہے لاالٰہ الا اللہ'' ادھر مولانا کی زبان سے یہ کلمہ نکلا اور ادھر سکھ کی زبان پر یہ کلمہ جاری ہوگیا اور اس نے اسلام قبول کرلیا۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۴۹-۳۵۰)

دعائے ولی پر پہلی بیوی کا مسلمان ہوجانا (کرامت):۔ ایک سکھ نوجوان نے مولانا غلام رسول مرحوم کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور اس کا نام عبداللہ رکھا گیا۔ ایک مسلمان خاندان میں اس کی شادی ہوگئی۔ قبول اسلام سے پہلے بھی وہ شادی شدہ تھا۔ ایک دن وہ مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مولانا رحمہ اللہ نے پوچھا ''کہو میاں عبداللہ اہل وعیال سمیت خوش ہو''؟ عرض کیا ''میری پہلی بیوی بہت سلیقہ شعار اور فرماں بردار تھی، مجھے وہ بہت یاد آتی ہے۔ آپ دعا فرمائیں وہ بھی اسلام قبول کرلے اور میرے پاس آجائے۔ اگر ایسا ہوجائے تو بہت اچھا ہے، ورنہ دن تو گزر رہی رہے ہیں۔'' فرمایا ''میاں عبداللہ! جس ذاتِ اقدس نے تم کو ہدایت دی ہے، وہ اسے بھی ہدایت دینے پر قادر ہے۔ گھبراؤ نہیں۔ ان شاء اللہ جلد ہی تمہاری مراد پوری ہوگی۔ اب تم گھر جاؤ۔''

عبداللہ کا بیان ہے کہ وہ مولانا رحمہ اللہ کے حسبِ فرمان گھر چلا گیا، ابھی ایک ہی دن گزرا تھا کہ پہلی بیوی نے ایک شخص کے ہاتھ اسے خط لکھ کر بھیجا کہ فلاں دن اور فلاں وقت آکر مجھے لے جاؤ۔ وہ گیا اور اسے ساتھ لے کر مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں قلعہ میہاں سنگھ حاضر ہوا اور وہ مسلمان ہوگئی۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۵۰)

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے (کرامت):۔ اس طرح کے ان کے بہت سے واقعات ہیں۔ اب آخر میں ایک اور واقعہ سنیے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مولانا غلام رسول اور مولانا سیّد محمد داؤد غزنوی رحمہما اللہ کے جدِ امجد حضرت مولانا سیّد عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ دہلی میں حضرت میاں سیّد نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کی مسجد میں ان سے صحیح بخاری پڑھتے تھے۔ ہنگامے کے بعد مولانا غلام رسول رحمہ اللہ اپنے گھر (قلعہ میہاں سنگھ) آئے تو کسی نے گوجراں والا کے انگریز حاکم سے شکایت کردی کہ یہ وہابی ہیں اور حکومت کی مخالفت کرتے ہیں۔ اس وقت وہابیوں کو انگریزی حکومت نے باغی قرار دے دیا تھا، یعنی باغی اور وہابی کے ایک ہی معنے تھے۔ چنانچہ مولانا رحمہ اللہ کو پکڑ لیا گیا اور لاہور لاکر کمشنر منٹگمری کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ اس نے پوچھا یہاں کوئی آپ کا ضامن ہے، جس کی ضمانت پر آپ کو رہا کردیا جائے؟

فرمایا ''ہاں''!۔ پوچھا ''کون''؟۔ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر فرمایا: ''وہ''

کمشنر منٹگمری اس سے بے حد متاثر ہوا اور اسی وقت انہیں رہا کردیا۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۵۰-۳۵۱)

مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی حیرت انگیز کرامات کے واقعات

گنٹھیا کے مریض کو شفایابی (کرامت):۔ اب دو چار واقعات ایک اور بزرگ کے پڑھیے۔ وہ ہیں، مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ، مولانا داؤد غزنوی کے والد ماجد اور حضرت مولانا سیّد عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے فرزند عالی قدر......اس خاندان کو ۱۸۵۷ء کے بعد افغانستان کے حاکم، امیر محمد اعظم نے اپنے ملک افغانستان سے نکال دیا تھا اور وہ خاندان وہاں کی سکونت ترک کرکے امرتسر چلا گیا تھا۔

مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی صالحیت اور فروانیِ علم کی وجہ سے انہیں امام صاحب کہا جاتا تھا۔ انہوں نے ۲۷-اگست ۱۹۱۳ء (۲۵ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ) کو امرتسر میں وفات پائی۔ یعنی آج سے کم وبیش ۹۰ سال پہلے۔

ضلع شیخوپورہ میں ایک قصبہ فیروز وٹواں ہے جو لاہور شیخوپورہ روڈ پر واقع ہے، جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے اس میں زیادہ تعداد میں وٹو برادری کے لوگ آباد ہیں اور غزنوی علمائے کرام سے تعلقِ ارادت رکھتے ہیں۔ ۱۹۴۹ء کی گرمیوں کا موسم تھا کہ میں مولانا سیّد داؤد غزنوی کے ساتھ وہاں گیا۔ ہمارے میزبان کا نام ملک احمد تھا۔ میں نے ان سے پوچھا آپ غزنوی اہل علم کے حلقہ ارادت میں کیوں شامل ہوئے؟

انہوں نے بتایا کہ میں اٹھارہ انیس برس کی عمر میں گنٹھیا کے موذی مرض میں مبتلاء ہو گیا تھا۔ میرے والد نے بہت علاج کرائے، لیکن افاقہ نہ ہوا۔ وہ حضرت امام یعنی مولانا عبدالجبار غزنوی مرحوم کے ارادت مند تھے، ان سے دعا کیلئے مجھے امرتسر لے گئے۔ مولانا رحمہ اللہ نے نمازِ فجر کے بعد دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تو مجھے ایسا محسوس ہونے لگا کہ میرے بدن کے جوڑ کھل رہے ہیں، چار پانچ روز میں اللہ تعالیٰ نے بیماری ختم کر دی اور میں تندرست ہو گیا۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۵۱-۳۵۲)

دعا ولی پر غربت کا ختم ہو جانا:۔ دوسرا واقعہ ۱۹۵۸ء کا ہے۔ میں اس وقت اخبار ''الاعتصام'' کا ایڈیٹر تھا۔ مدراس سے ایک شخص عزیز اللہ گھڑی ساز لاہور آیا اور مجھے ملا۔ اس نے بتایا کہ ۱۹۱۰ء کے لگ بھگ مدراس کے دو سیٹھ تجارت کیلئے امرتسر آئے۔ ان کے ساتھ ان کا ایک ملازم تھا، جس کا نام اسماعیل تھا۔ اسماعیل فجر کی نماز مسجد غزنویہ میں حضرت امام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی اقتدا میں پڑھا کرتا تھا اور ان کا درس قرآن سن کر واپس گھر آتا اور اپنے سیٹھوں کیلئے ناشتہ تیار کرتا تھا۔ ایک روز حضرت امام صاحب رحمہ اللہ نے اس سے پوچھا تم کون ہو اور یہاں کیا کام کرتے ہو؟ اس نے بتایا کہ میں اپنے دو سیٹھوں کے ساتھ ملازم کی حیثیت سے مدراس سے آیا ہوں اور غریب گھرانے کا غریب فرد ہوں۔ آمدنی کا ذریعہ بس یہی ملازمت ہے۔

حضرت امام صاحب رحمہ اللہ نے اس کی بات سنی تو پریشان سے ہو گئے اور جو لوگ وہاں بیٹھے تھے، ان سے کہا اس شخص کیلئے دعا کرو، اللہ اس کی غربت دور فرما دے۔ عزیز اللہ نے مجھے بتایا کہ اسماعیل کہا کرتا تھا، جب امام صاحب رحمہ اللہ، اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا کر میرے لیے دعا مانگ رہے تھے، مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ دولت میری جھولی میں گر رہی ہے۔

پھر یہ ہوا کہ نماز اور دعا کے بعد اسماعیل گھر گئے۔ حسبِ معمول ناشتہ تیار کیا، دسترخوان بچھایا اور اپنے سیٹھوں سے عرض کیا ناشتہ تیار ہے۔ وہ ناشتے کیلئے دسترخوان پر بیٹھ گئے۔ اسماعیل سے کہا، آپ بھی بیٹھئے اور ہمارے ساتھ ناشتہ کیجئے۔ کہا آج سے آپ ملازم نہیں ہیں، کاروبار میں ہماری طرح کے حصے دار ہیں، ملازم کسی اور کو رکھا جائے گا۔ آپ کوئی نقد پیسا نہیں دیں گے بلکہ جو آمدنی ہوگی اس سے آپ کے حصے کی رقم وضع ہوتی جائے گی۔ آپ کو ضروریات کیلئے ہماری طرح ماہانہ رقم ملا کرے گی۔

آگے سنئے! اللہ تعالیٰ نے کاروبار میں اتنا نفع دیا کہ اسماعیل نے مدراس کے ضلع ارکاٹ میں بہت بڑا رقبہ خریدا اور اپنے والد کے نام سے اس کا نام عمر آباد رکھا، وہاں ایک درس گاہ بنائی جسے جامعہ اسلامیہ عمر آباد کے نام سے موسوم کیا گیا۔ یہ واقعہ مجھے مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے بھی سنایا، مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آزادیٔ ملک سے قبل تقسیم اسناد کے موقع پر وہاں ہر سال جلسہ منعقد کیا جاتا تھا اور مجھے اس جلسے میں بلایا جاتا تھا۔ سیٹھ اسماعیل امام صاحب رحمہ اللہ کی دعا کی بات ضرور سنایا کرتے تھے۔ مولانا رحمہ اللہ مجھے جب یہ بات سنا رہے تھے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

یہ ہیں تقویٰ شعار لوگوں کی دعائیں اور یہ ہیں ان کے اثرات جو اسی وقت ظہور میں آ گئے۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۵۲-۳۵۳)

ولی کی زبان پر اسم ذات کی مٹھاس:۔ کسی زمانے میں ندوۃ العلماء لکھنؤ کا سالانہ جلسہ ہر سال منعقد ہوا کرتا تھا اور ملک کے مختلف شہروں میں اس کا انعقاد عمل میں آتا تھا، ایک سال یہ جلسہ امرتسر میں ہوا، جلسے میں علامہ شبلی نعمانی، مولانا محمد علی مونگیری رحمہما اللہ اور ملک کے بہت سے علماء و زعما موجود تھے۔ اسی اثناء میں ایک دن فجر کی نماز علامہ شبلی رحمہ اللہ نے مسجد غزنویہ میں حضرت امام عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی اقتداء میں پڑھی اور ان کا درسِ قرآن سنا۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ علامہ شبلی رحمہ اللہ نے درس کے بعد آ کر بتایا کہ مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ جب ''اللہ پاک'' کا لفظ زبان سے نکالتے تھے تو جی چاہتا تھا، سر ان کے قدموں میں رکھ دیا جائے۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۵۳)

صوفی عبداللہ رحمہ اللہ کے قبولیت دعا اور کرامات کے واقعات

قبولیت دعا کے ان چند واقعات سے آگاہ ہونے کے بعد آیئے اب ان واقعات سے مطلع ہونے کی کوشش کرتے ہیں جو مختلف حضرات کی وساطت سے حضرت صوفی عبداللہ مرحوم کی قبولیت دعا کے متعلق اس فقیر کے علم میں آئے۔ان میں سے اکثر واقعات بے حد حیرت انگیز اور تعجب خیز ہیں۔ سنیے......!

بے اولاد عورت کو اولاد نرینہ مل جانا (کرامت):۔ سردیوں کے دن تھے اور صوفی صاحب رحمہ اللہ دو پہر کے وقت جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کے کھلے میدان میں دھوپ تاپ رہے تھے۔اردگرد کچھ لوگ بیٹھے تھے جو مختلف اوقات میں پڑھنے کیلئے ان سے وظائف پوچھ رہے تھے۔اتنے میں ایک جوان عورت آئی اور سلام کر کے صوفی صاحب رحمہ اللہ کے سامنے کھڑے ہوگئی۔

پوچھا: بیٹی! تم کون ہو اور کیوں آئی ہو؟

عرض کیا: میں فلاں گاؤں سے آئی ہوں اور فلاں شخص کی بیٹی اور فلاں کی بہو ہوں۔آپ رحمہ اللہ میرے والد کو بھی جانتے ہیں اور سسر کو بھی......! میں اولاد سے محروم ہوں، دعا کیلئے حاضر ہوئی ہوں۔

صوفی صاحب رحمہ اللہ نے اللہ کے حضور دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے۔حاضرین سے کہا، تم بھی دعا کرو۔دعا کرتے ہوئے صوفی صاحب رحمہ اللہ نے خاتون سے اس کا نام پوچھا تو اس نے اپنا نام ''نوراں'' بتایا۔

صوفی صاحب رحمہ اللہ نے پہلے درود شریف پڑھا۔پھر تین چار دفعہ قدرے ہلکی آواز سے کہا ''یا اللہ نوراں کو لڑکا دے، یا اللہ نوراں کو لڑکا دے۔'' اس کے بعد یکا یک آواز بلند ہوگئی اور زبان سے یہ صدا آنے لگی۔یا اللہ نوراں سے لڑکا نکال...... یا اللہ نوراں سے لڑکا نکال۔دس بارہ منٹ پنجابی میں یہی الفاظ اسی انداز سے زبان سے ادا ہوتے رہے۔دعا ختم ہوئی تو نوراں چلی گئی۔''نوراں سے لڑکا نکال'' کے الفاظ بالکل صحیح تھے۔یعنی لڑکا اس کے بطن سے پیدا ہو، کسی اور کا نہ ہو...... عام طور سے بے اولاد کو اس کے رشتہ دار اپنا بچہ دے دیتے ہیں۔

اس پر تقریباً ایک سال کا عرصہ گزرا ہوگا کہ دو عورتیں صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں آئیں۔ان میں سے ایک بڑی عمر کی تھی، ایک چھوٹی عمر کی۔بڑی عمر کی عورت نے ایک بچہ اٹھا رکھا تھا۔عرض کیا: بابا جی! یہ نوراں ہے، جس کیلئے آپ رحمہ اللہ نے لڑکے کی دعا کی تھی، میں اس کی ساس ہوں اور یہ لڑکا ہے جو آپ رحمہ اللہ کی دعا کے بعد اللہ نے دیا۔آپ رحمہ اللہ اس بچے کیلئے بھی دعا کریں۔(یہ بات مجھے قاضی محمد اسلم سیف مرحوم نے بتائی تھی)

یہ تو تھا اس دور کا واقعہ جب صوفی صاحب رحمہ اللہ نے جوانی کا سفر پورا کر کے کہولت کی منزلیں بھی طے کر لی تھیں اور عہدِ پیری میں داخل ہو گئے تھے۔اب ان کی بھرپور جوانی کا اسی قسم کا ایک واقعہ سنیئے۔(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۳۵۳-۳۵۵)

میں صوفی عبداللہ رحمہ اللہ کی دعا کا نتیجہ ہوں:۔ ۱۹۱۱ء کے پس وپیش ایک بزرگ حاجی عنایت اللہ ضلع لائل پور کی تحصیل سمندری کے ایک گاؤں ''لشارن'' میں اقامت گزین تھے، نہایت نیک اور متقی بزرگ......ان کے گھر کئی بچے پیدا ہوئے، لیکن سب چھوٹی عمر میں وفات پا گئے۔معلوم نہیں کس طرح ان کا تعلق صوفی صاحب رحمہ اللہ سے پیدا ہو گیا اور جلد ہی صوفی صاحب رحمہ اللہ کی نیکی کے تاثر نے ان کے دل پر غلبہ پا لیا، چنانچہ انہوں نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے درخواست کی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ انہیں ایسا بیٹا عطا فرمائے جو باعمل عالم بنے اور لوگ اس کے علم وعمل سے فیض یاب ہوں۔

صوفی صاحب رحمہ اللہ نے دعا کی، اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور حاجی عنایت اللہ کو بیٹے کی نعمت سے نوازا۔حاجی صاحب نے اس کا

نام عبداللہ رکھا۔ یہ ۱۹۱۴ء کی بات ہے، جب صوفی صاحب رحمہ اللہ کی عمر انتیس برس تھی۔

حاجی عنایت اللہ کے بیٹے عبداللہ کو اللہ تعالیٰ نے علم کی دولت سے مالا مال فرمایا اور لوگوں نے ان سے خوب استفادہ کیا۔ نیکی اور صالحیت بھی بہت بڑی مقدار میں ان کے حصے میں آئی اور انہوں نے باعمل عالم کے طور پر شہرت پائی۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں صوفی عبداللہ کی دعاؤں کا نتیجہ ہوں۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۵۵-۳۵۶)

دعائے ولی سے پانچ کام ہوئے (کرامت):۔ مولانا محمد اسحاق سندھو نے بتایا کہ کسی زمانے میں ہم لوگ ضلع اوکاڑہ کی تحصیل رینالہ خورد کے ایک گاؤں میں غربت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ چھوٹا سا کچا مکان تھا۔ میرے والد بیمار ہو گئے۔ اپنی حیثیت کے مطابق ہم نے ان کا بہت علاج کرایا، لیکن افاقہ نہ ہوا، بلکہ صورت حال یہ ہوگئی کہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ کسی نے بتایا کہ اوڈاں والا چک ۴۹۳ گ ب (ضلع لائلپور) میں ایک بزرگ صوفی عبداللہ رحمہ اللہ سکونت پذیر ہیں، ان کے پاس جاؤ، وہ دعا کریں گے، اللہ تعالیٰ صحت عطا فرما دے گا۔ چنانچہ ہم مریض کو وہاں لے گئے، صوفی صاحب رحمہ اللہ نے دعا کی، اللہ نے کرم فرمایا اور مریض صحت یاب ہو گیا۔

سندھو صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ صوفی صاحب رحمہ اللہ ہمارے گاؤں گئے۔ ہم نے ان کو اپنے گھر دوپہر کے کھانے پر بلایا۔ سخت گرمی، چھوٹا سا مکان، نہ بتی نہ بجلی، کدو اور گوشت پکایا گیا تھا، اس کے حصول میں بھی تنگ دستی نے رکاوٹ ڈالنے کی بڑی کوشش کی، لیکن کسی نہ کسی طرح رکاوٹ دور ہوگئی اور مسئلہ حل ہو گیا۔ کھانا کھا چکے تو میرے والد نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ ایک تو یہ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ سکونت کیلئے ہمیں کوئی کھلی جگہ دے دے۔ دوسرے یہ کہ میرے بیٹے اسحاق کی شادی ہو جائے اور اسے اللہ نیک اولاد عطا فرمائے۔

بقول مولانا محمد اسحاق سندھو کے صوفی صاحب رحمہ اللہ نے دعا کی: یا اللہ! تیرے گھر کیا کمی ہے، سب کچھ تیرے قبضے میں ہے۔ تو ہی سب کو دینے والا ہے۔ تو نے اپنی نافرمانی کرنے والوں کو اور قسم قسم کی برائیوں کا ارتکاب کرنے والوں کو بڑے بڑے محل اور مکان دیئے ہیں، ان غریب لوگوں کو بھی ایک کھلا سا مکان دے دے۔ یہ تیرے نیک بندے ہیں، دن رات تیرا نام لیتے اور تیری عبادت کرتے ہیں، ان کو تو کیوں کھلا مکان نہیں دیتا...... ساتھ ہی دعا کی کہ یہ اسحاق تیرا فرماں بردار بندہ ہے، نماز پڑھتا ہے، روزے رکھتا ہے اور تیری عبادت کرتا ہے۔ اس کی کسی اچھی جگہ پر شادی کا بندوبست کر دے، پھر اس کو دس بارہ بچے عطا فرما دے۔

مولانا محمد اسحاق سندھو بیان کرتے ہیں کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ اس قسم کے الفاظ سے دعا فرما رہے تھے اور ہم ہنس رہے تھے کہ یہ کیا دعا ہے اور یہ کہاں قبول ہوگی...... لیکن دعا قبول ہوئی اور کچھ عرصے کے بعد ان کی شادی ہوگئی...... پھر اچانک رنگ میں بھنگ پڑ گئی، یعنی میاں بیوی میں اختلاف پیدا ہو گیا اور بیوی روٹھ کر میکے چلی گئی۔ اس کے باپ اور بھائیوں نے ان کو پیغام بھجوایا کہ تم ہماری بیٹی کو تنگ کرتے ہو، ہم تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے، تمہیں قتل کر دیں گے۔ ہمارے ہاتھوں تمہاری موت کے دن قریب آ گئے ہیں۔ یہ پیغام سن کر یہ سخت پریشان ہوئے۔ اسی اثناء میں صوفی صاحب سے ملنے کیلئے اوڈاں والے گئے، لیکن صوفی صاحب وہاں نہیں تھے، پتا چلا کہ فلاں گاؤں میں ہیں۔ وہاں پہنچے تو صوفی صاحب رحمہ اللہ نے پوچھا: تمہاری بیوی کا کیا حال ہے؟

جواب میں انہوں نے تمام واقعہ بیان کر دیا۔ فرمایا: تمہاری شادی کسی اور جگہ کر دیں؟ عرض کیا: کر دیجئے۔

رات گزری تو دوسرے دن فرمایا: تم کسی اور جگہ شادی کرانے کا خیال دل سے نکال دو، اپنے سسرال جاؤ اور بیوی کو لے آؤ۔

مولانا اسحاق سندھو نے کہا: جناب میں جاؤں گا تو وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ وہ بہت غصے میں ہیں اور مجھے روزانہ ان کی طرف سے موت کے پیغام آ رہے ہیں۔

فرمایا: وہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے، تم میری بات مانو اور چلے جاؤ، تمہاری بیوی بلا حیل و حجت تمہارے ساتھ آ جائیگی۔

کہا: آپ رحمہ اللہ مجھے ان کے ہاتھوں قتل کرانا چاہتے ہیں۔

بہر حال وہ ان کے کہنے پر سسرال چلے گئے۔سسر، ساس اور گھر کے تمام افراد اس طرح احترام سے پیش آئے جیسے ان کا انتظار ہی کر رہے تھے۔چندروز پیشتر جن کی طرف سے قتل کے پیغام آرہے تھے، وہ بالکل نرم ہو چکے تھے۔

اس کے بعد چار یا پانچ لڑکے بھی پیدا ہوئے اور لڑکیاں بھی۔سب بچے نیک اور تعلیم یافتہ، مالی حالت بھی اچھی ہوگئی۔

گاؤں سے وہ ملتان چلے گئے۔اچھا خاصا وسیع مکان ہے۔سات آٹھ دکانیں ہیں، بیٹے بیٹیاں، نواسے نواسیاں، پوتے پوتیاں، ماشاء اللہ تمام کنبہ خوش حال ہے۔مولانا محمد اسحاق سندھو کے ایک صاحب زادے لاہور رہتے ہیں اور طبیب ہیں۔

یہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کی مخلصانہ دعاؤں کا نتیجہ ہے۔مولانا محمد اسحاق سندھو کافی عرصہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ رہے۔ان کے بے حد عقیدت مند اور انتہائی مداح ہیں۔انہیں مستجاب الدعوات بزرگ اور اللہ کا ولی قرار دیتے ہیں۔صوفی صاحب رحمہ اللہ کی رفاقت میں رہنے کی بناء پر ان سے بے تکلفانہ اسلوب میں گفتگو کرتے تھے۔

محمد اسحاق سندھو صاحب کیلئے صوفی صاحب رحمہ اللہ کی دعا کا نتیجہ نکلا کہ۔

❁ ان کے والد کو اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرمادی۔❁ خود ان کی شادی ہوگئی۔❁ بیوی جو روٹھ کر میکے چلی گئی تھی، بغیر کسی منت خوشامد کے واپس آئی، سسرال کے نزدیک لائق احترام قرار پائے۔❁ اللہ تعالیٰ نے ایسی اولاد عطا فرمائی جو صالحیت اور صلاحیت سے متصف ہے۔ ❁ وسیع مکان اور خوش حالی کی نعمت سے نوازے گئے۔

وضاحت: مولانا محمد اسحاق سندھو نے فرمایا تھا کہ وہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کی قبولیتِ دعا کے متعلق مزید واقعات بتائیں گے لیکن افسوس ہے اس کے بعد ان سے ملاقات نہیں ہوسکی۔(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۳۵۶-۳۵۹)

ولی کامل کا انداز مجذوبانہ (کرامت):۔ اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے مختلف مواقع پر صوفی صاحب رحمہ اللہ کے مختلف طریقے تھے۔ ایک شخص نے عرض کیا میری کئی لڑکیاں ہیں، لڑکا کوئی نہیں، دعا کیجئے اللہ تعالیٰ لڑکا عطا فرمادے......صوفی صاحب رحمہ اللہ نے اس کی بات سن کر زمین پر لکیریں کھینچنا شروع کیں اور ساتھ ہی لکیریں گننے لگے۔پہلی لکیر کھینچی تو کہا ایک۔دوسری کھینچی تو کہا دو......تیسری کھینچی تو کہا تین......چوتھی لکیر آدھی کھینچی تھی اور ابھی لفظ "چار" زبان سے نہیں نکلا تھا کہ درخواست کنندہ نے ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا، بس تین ہی بہت ہیں۔ اس عمل کا اثر یہ ہوا کہ تین لڑکے صحیح اور تندرست پیدا ہوئے اور چوتھا ساڑھے چار مہینے کے بعد ساقط ہوگیا۔

(یہ بات صاحب واقعہ نے میرے فیصل آباد کے دوست علی ارشد صاحب کو بتائی اور انہوں نے مجھ سے بیان کی)۔

(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۳۵۹-۳۶۰)

بھینس پر حکم ولی کا اثر (کرامت):۔ دارالعلوم تقویۃ الاسلام (اوڈاں والا) کے ناظم حافظ محمد امین صاحب کو اللہ تعالیٰ کے علم نے ساتھ عمل کی نعمت سے بھی بہرہ مند فرمایا ہے۔وہ ایم اے (اسلامیات) ہیں۔دارالعلوم کی نظامت کے علاوہ اوڈاں والا میں امامت وخطابت کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔انہوں نے مکتوب میں مجھے بتایا کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کی قبولیت دعا کے حیرت انگیز واقعات دیکھنے اور سننے میں آئے ہیں۔جو دعا انہوں نے کی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔بعض ایسے واقعات بھی ہیں کہ انہوں نے ڈنگر ڈھوروں کو پیغام بھجوایا اور اللہ کے حکم سے پورا ہوگیا۔اس کی ایک مثال انہوں نے یہ دی ہے کہ اوڈاں والا کے قریب گاؤں چک نمبر ۵۰۷ گ ب سے ایک شخص صوفی صاحب رحمہ اللہ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ اس کی بھینس دودھ نہیں دیتی۔فرمایا اس سے جا کر کہو صوفی عبداللہ کہتا ہے، دودھ دیا کر۔اس نے بھینس کو انہی لفظوں میں صوفی صاحب رحمہ اللہ کا پیغام دیا اور بھینس دودھ دینے لگی۔(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۳۶۰)

دم و تعویذ کی تاثیر:۔ حافظ محمد امین کہتے ہیں کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ، اللہ لوگ تھے......لوگ دور دور سے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے، دعا کراتے اور مراد پاتے۔ان کے دم اور تعویذ میں بھی اللہ نے بڑی تاثیر رکھی تھی۔(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۳۶۰)

پولیس افسر کا متاثر ہو جانا (کرامت):۔ انہی حافظ محمد امین کا بیان ہے کہ اوڈاں والا میں قیام کے ابتدائی دور میں کسی شخص کی مخبری کی بنا پر ایک پولیس افسر انہیں گرفتار کرنے کیلئے آیا تھوڑی دیر میں کچھ ایسے عجیب وغریب واقعات اس کے مشاہدے میں آئے کہ ان کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گیا۔ پھر مستقل طور سے صوفی صاحب رحمہ اللہ کے قائم کردہ دارالعلوم کی مالی مدد کرنے لگا۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۶۰-۳۶۱)

بھینس کا تین کٹیاں جننا (کرامت):۔ میرے فیصل آباد کے ایک دوست مولوی محمد رمضان یوسف سلفی نے بتایا کے صوفی صاحب کسی گاؤں میں گئے اور ایک شخص انہیں اپنے گھر لے گیا اور کہا کہ میری بھینس ہر سال کٹا جنتی ہے، دعا فرمایئے، یہ کٹی جنے۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے بھینس کی دم پکڑی اور اسے تین دفعہ کھینچ کر کہا۔ دے کٹی...... دے کٹی...... اس کے بعد اس نے متواتر تین کٹیاں دیں۔

(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۶۱)

غبی طالبعلم کا باصلاحیت بن جانا (کرامت):۔ ایک طالب علم نے بتایا کہ وہ اوڈاں والا میں صوفی صاحب رحمہ اللہ کے مدرسے میں داخل ہوا، لیکن اتنا غبی اور کند ذہن تھا کہ نہ کتاب میں لکھا ہوا کوئی مسئلہ اس کی سمجھ میں آتا تھا اور نہ استاد کی بتائی کوئی بات یاد رہتی تھی۔ سخت پریشان تھا، پڑھنے اور سمجھنے کی بڑی کوشش کرتا مگر کچھ پلے نہ پڑتا۔ ایک دن شام کے وقت مدرسے سے نکلا اور کماد کے کھیت میں جا بیٹھا۔ وہاں تنہائی میں بیٹھ کر اپنی بدنصیبی پر رونے لگا، روتے روتے ہچکی بندھ گئی اور آواز کا دائرہ وسیع ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اتفاق سے صوفی صاحب رحمہ اللہ کا ادھر سے گزر ہوا تو وہ رونے کی آواز سن کر رکے۔ پھر جدھر سے آواز آرہی تھی، ادھر کو چل پڑے۔ آگے گئے تو طالب علم کو پہچان لیا اور وہاں بیٹھ گئے۔ رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ ماں باپ نے مجھے پڑھنے کیلئے یہاں بھیجا ہے لیکن میں ذہنی طور پر اتنا کمزور ہوں کہ نہ کچھ سمجھ سکتا ہوں نہ یاد رکھ سکتا ہوں۔ فرمایا: فکر نہ کرو، یہ مشکل اللہ تعالیٰ حل فرما دے گا۔

اب انہوں نے دم کرنا شروع کیا، طالب علم کا سر منڈا ہوا تھا۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ دعائیں پڑھتے جاتے تھے اور اس کے سر پر تھوکتے اور اسے ملتے جاتے تھے۔ کافی دیر یہ عمل جاری رہا۔ طالب علم بیان کرتا ہے کہ اس کا سر تھوک سے بھر گیا...... لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا ذہن کھل گیا اور وہ صحیح طور سے پڑھنے لگا۔ (یہ واقعہ مجھے مولانا ارشاد الحق اثری (ادارہ علوم اثریہ منٹگمری بازار، فیصل آباد) نے بتایا۔

(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۶۱-۳۶۲)

عسرت کا یسرت میں تبدیل ہو جانا (کرامت):۔ مولانا محمد اسحاق سندھو کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ وہ کافی عرصہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ رہے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ ایک گاؤں میں تشریف لے گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ چند روز وہاں رہنے کا اتفاق ہوا۔ ایک دن ایک عورت آئی، اس نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے عرض کیا باباجی مہربانی فرما کر آج آپ میرے گھر سے کھانا کھائیں...... فرمایا میرا کھانا فلاں گھر سے پکتا ہے، ان کے گھر اطلاع دے کر کھانا پکا لو۔ چنانچہ اس گھر میں اطلاع دے کر اس خاتون نے کھانا پکا لیا۔

کھانے سے فارغ ہوئے تو خاتون نے عرض کی کہ میرے چھ (یا سات کہا) لڑکے ہیں، ہم غریب لوگ ہیں، غربت کی وجہ سے کسی لڑکے کی شادی نہیں ہوئی۔ ایک لڑکا فوج میں ملازم ہے، اس کی آمدنی بھی محدود ہے۔ آپ رحمہ اللہ دعا کیجئے ہماری مالی حالت بھی اچھی ہو جائے اور لڑکوں کی شادیوں کا بھی کہیں انتظام ہو جائے۔

صوفی صاحب رحمہ اللہ نے حسب معمول اللہ کے حضور طویل دعا کی...... تھوڑے عرصے کے بعد عجیب اتفاق ہوا، اس خاتون کا جو لڑکا فوج میں ملازم تھا، اس کا کرنل جس کے وہ ماتحت تھا، وفات پا گیا۔ اس کی تین (یا چار) لڑکیاں تھیں، متوفی کی بیوہ نے اس عورت کے فوجی بیٹے سے نکاح کر لیا اور اپنی بیٹیوں کی شادیاں اپنے نئے شوہر کے بھائیوں سے کر دیں۔ گھر کا تمام مال سامان وہ اپنے ساتھ لے آئیں۔

اس طرح اس خاتون کے بیٹوں کی شادیاں بھی ہو گئیں اور مال و دولت بھی گھر میں آ گیا۔ (بروایت مولانا عائش محمد)

(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۶۲-۳۶۳)

گمشدہ لڑکے کا فوراً مل جانا (کرامت):۔ مولانا عبدالقادر ندوی کے بڑے بھائی چودھری محمد عبداللہ کے ایک بیٹے کا نام ارشد ہے۔ وہ میٹرک کا امتحان دے رہا تھا کہ امتحان کے دوران گھر سے نکل گیا۔ تمام رشتے داروں سے پتا کیا، کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ لڑکا کہاں ہے۔ تلاش کرتے کرتے پندرہ روز گزر گئے، سب گھر والے سخت پریشان...... لاہور سے مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ، مولانا عبدالقادر ندوی سے ملاقات کیلئے ماموں کانجن گئے، انہوں نے مولانا کو لڑکے کے بارے میں بتایا۔ یہ دونوں صوفی صاحب رحمہ اللہ سے ملنے کیلئے ان کے پاس گئے۔ صوفی صاحب نے فرمایا عبدالقادر! تم اتنے دن کہاں غائب رہے؟ انہوں نے حاضر نہ ہونے کی وجہ بیان کی تو فرمایا: تم آ کر بتاتے تو اللہ تعالیٰ سے پریشانی رفع فرمانے کی دعا کرتے، اللہ پریشانی دور فرمانے والا ہے۔ عرض کیا اب دعا کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ اس وقت عصر کی اذان ہو چکی تھی۔ نماز پڑھنے کے بعد صوفی صاحب رحمہ اللہ دعا کیلئے بیٹھ گئے اور لوگوں سے کہا آج ہم اس ذاتِ پاک سے مانگیں گے جو ہر رات سماء دنیا پر سوالیوں کو دینے کیلئے آتا ہے، لہٰذا میں دعا کروں گا، تم میرے ہر دعائیہ کلمے پر آمین، آمین کہتے جانا۔

صوفی صاحب رحمہ اللہ نے ہاتھ اُٹھا کر کچھ وظائف پڑھے۔ پھر دعا شروع ہوئی۔ مولیٰ کریم تو میری شہ رگ سے قریب تر ہے۔ تو جانتا ہے میں نے اپنی زندگی تیری رضا کیلئے وقف کر رکھی ہے۔ ہمیشہ تیرے ہی کام کیے ہیں۔ آج ایک میرا کام ہے جو تیرے کرنے کا ہے، وہ کام یہ ہے کہ تو ارشد کو سورج غروب ہونے سے پہلے واپس یہاں پہنچا دے۔ ایک گھنٹہ دعا کرتے رہے اور روتے رہے۔ بار بار یہی الفاظ زبان سے نکل رہے تھے۔ ارشد کو یہاں لا دے۔ ارشد کو یہاں لا دے...... ارشد کو یہاں لا دے...... سورج غروب ہونے سے پہلے لا دے...... سورج غروب ہونے سے پہلے لا دے......

پھر وہاں کے سب لوگوں نے دیکھا کہ سورج غروب ہونے سے پہلے ارشد آ گیا۔ اس وقت حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھی وہاں موجود تھے۔ (اس واقعہ سے مجھے تحریری صورت میں مولانا صوفی عائش محمد نے بھی مطلع فرمایا اور مولانا عبدالقادر ندوی نے بھی)۔

(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۳۶۳-۳۶۴)

سزائے موت کا حکم ٹل جانا (کرامت):۔ ۱۹۵۵ء کی بات ہے کہ چک نمبر ۴۳۳ گ ب میں لڑائی ہوئی۔ دو آدمی ولی محمد اور شاہد قتل ہو گئے۔ خاندانی رنجش کے باعث مدعی فریق نے وہاں کی جامع مسجد کے خطیب حاجی محمد خاں کا نام قاتلوں میں لکھا دیا اور ان کے خلاف شہادتیں بھگت گئیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سیشن جج نے حاجی محمد خاں کو موت کی سزا سنا دی، جبکہ حاجی صاحب بالکل بے گناہ تھے، ان کا قتل سے کوئی تعلق نہ تھا۔

سزائے موت کے خلاف ہائیکورٹ میں اپیل کر دی گئی، لیکن چوں کہ گواہوں نے حاجی صاحب کو قتل کا ذمے دار ٹھہرایا تھا، اس لیے بہ ظاہر ان کی برأت کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ ان کے والدین صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست کی۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا، صوفی صاحب رحمہ اللہ نے رات کو دعا کی۔ چند روز بعد مقدمہ ہائی کورٹ میں پیش ہوا اور حاجی صاحب کو بری کر دیا گیا۔ (بہ روایت مولانا عائش محمد)۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۳۶۴)

پولیس کا پکڑنا اور فوراً چھوڑ دینا (کرامت):۔ انہی حاجی محمد خاں کا بیان ہے کہ حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ اپنے بعض خادموں کے ساتھ ان کے گاؤں (چک نمبر ۴۳۲) تشریف لے گئے۔ انہوں نے اپنے گھر میں ان کیلئے کھانے کا اہتمام کیا۔ لیکن اچانک پولیس آئی اور انہیں پکڑ کر لے گئے۔ صوفی صاحب نے اللہ سے دعا کی کہ اے میرے مولیٰ محمد خاں کو پولیس سے نجات دلا، وہ آئے گا اور اپنے ہاتھ سے ہمیں کھانا کھلائے گا تو ہم کھائیں گے۔ محمد خاں کہتے ہیں، دعا کا اثر دیکھئے کہ ادھر کھانا تیار ہوا اور ادھر بغیر کسی سفارش کے پولیس نے انہیں چھوڑ دیا اور وہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور انہیں کھانا کھلایا۔ (بہ روایت مولانا عائش محمد)

معلوم نہیں اللہ تعالیٰ نے صوفی صاحب کی زبان میں کیا تاثیر بھر دی تھی اور انہیں خلوصِ قلب کی دولت سے کس قدر مالا مال فرما دیا تھا کہ جوں ہی کوئی تمنا دل کی گہرائی سے ابھری اور الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر بصورتِ دعا زبان پر آئی، بارگاہِ الٰہی میں قبولیت کا

مرتبہ پا گئی۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۶۴-۳۶۵)

فیل لڑکے کا پاس ہو جانا (کرامت):۔ اسی گاؤں چک نمبر ۴۳۲ گ ب کے ایک نوجوان جہاں گیر نے صوفی صاحب سے عرض کیا کہ اس نے بی، اے کا امتحان دیا ہے، آپ اللہ تعالیٰ سے میری کامیابی کیلئے دعا فرمائیں۔ کچھ دیر کے بعد ایک شخص (محمد علی) نے صوفی صاحب رحمہ اللہ کو بتایا کہ جس لڑکے کیلئے آپ نے امتحان میں کامیابی کی دعا کی تھی، وہ فیل ہو گیا ہے۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے پھر دعا کی یا اللہ! اس لڑکے نے بڑی مشکل سے بی، اے کا امتحان دیا تھا، یہ کامیابی کی امید لگائے بیٹھا تھا۔ اس نے محنت کی تھی، ذہین لڑکا ہے، لیکن اسے فیل کر دیا گیا ہے، تو اس پر رحم فرما اور اسے کامیاب کرا دے۔ چنانچہ دوسرے دن متعلقہ محکمے کی طرف سے اطلاع آ گئی کہ وہ کامیاب ہے۔ فیل ہونے کا کارڈ غلطی سے بھیجا گیا تھا۔ (بہ روایت مولانا عائش محمد) (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۶۵)

ہزاروں من گندم پیدا ہونا (کرامت):۔ چک نمبر ۵۵۰ گ ب (ضلع لائل پور) کا ایک شخص محمد اکبر ولد حاجی عطا محمد عشر دینے کیلئے صوفی صاحب کی خدمت میں (جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن) گیا۔ وہ آٹھ ایکڑ زمین کا مالک تھا۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے اس کیلئے دعا کی۔ یا اللہ! اس شخص کو ہزاروں من گندم عطا فرما۔ محمد اکبر کہتا ہے کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کی یہ دعا سن کر میں حیران ہوا کہ تھوڑی سی میری زمین ہے اور صوفی صاحب رحمہ اللہ ہزاروں من گندم کی دعا مانگ رہے ہیں...... یہ ۱۹۷۰ء کی بات ہے۔

وہ بیان کرتا ہے کہ اس سے اگلے سال ۱۹۷۱ء میں اس نے ٹھیکے پر کچھ زمین لی، جس سے چار ہزار دو سو من گندم ہوئی۔ اس نے اس کا عشر بھی صوفی صاحب رحمہ اللہ کو پیش کیا۔ (بہ روایت مولانا عائش محمد)

یعنی محمد اکبر کیلئے صوفی صاحب رحمہ اللہ کی یہ دعا قبول ہوئی کہ ''یا اللہ! اس شخص کو ہزاروں من گندم عطا فرما'' اور ہزاروں من عطا فرما دی گئی۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۶۵-۳۶۶)

لاپتہ عورت کا مل جانا (کرامت): ۔ اوڈاں والا چک نمبر ۴۹۳ گ ب میں صوفی صاحب رحمہ اللہ کے دارالعلوم میں ایک طالب علم کو داخل ہوئے ابھی تھوڑا عرصہ ہوا تھا کہ اچانک چار آدمی آئے اور کہا تم نے ہماری عورت کہیں غائب کر دی ہے، یا تو عورت ہمارے حوالے کر دو یا کڑی سزا بھگتنے کیلئے تیار ہو جاؤ۔ وہ بے چارہ سخت پریشان، نہ اسے عورت کا پتا، نہ اس کے غائب ہونے کا علم......! بحث و تکرار کے بعد مقدمہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے سامنے پیش ہوا۔ طالب علم نے اپنی صفائی میں بیان دیا اور ان لوگوں نے قطعیت کے ساتھ کہا کہ اس عورت کا اسے علم ہے اور اسی نے اسے غائب کیا ہے۔ دونوں کی باتیں سن کر صوفی صاحب رحمہ اللہ نے دعا کی۔ یا اللہ! عصر کی نماز تک اس عورت کو برآمد کر دے...... یا اللہ! عصر کی نماز تک اس عورت کو برآمد کر دے۔ کئی دفعہ یہ دعائیہ کلمات کہے...... چنانچہ ٹھیک چار بجے یعنی عصر کی نماز کے وقت وہ عورت ڈچکوٹ کے اڈے سے پکڑی گئی اور واپس اپنے گاؤں آ گئی۔ اس عورت کو غائب کرنے یا کہیں جانے میں اس طالب علم کا کوئی تعلق نہ تھا۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۶۶-۳۶۷)

۱۵ سالہ بے اولاد کے ہاں ولادت ہونا:۔ حاجی محمد خاں خطیب جامع مسجد (چک نمبر ۴۳۲ گ ب) کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ ہمارے گاؤں میں تشریف فرما تھے کہ منڈی تاندلیانوالہ کے قریب کے ایک گاؤں جھوک خیالی سے ایک شخص آیا۔ اس نے کہا میری شادی پر پندرہ سولہ سال کا عرصہ بیت چکا ہے، لیکن میں اولاد سے محروم ہوں، اگر اللہ تعالیٰ مجھے لڑکا عطا فرما دے تو میں آپ رحمہ اللہ کے مدرسے میں ایک کمرہ تعمیر کرا دوں گا۔

صوفی صاحب رحمہ اللہ نے اس کیلئے طویل دعا کی اور کہا: اے اللہ اگر تو ''کن'' کہے تو ہر کام ہو سکتا ہے، لہٰذا اس شخص کی بیوی کے پیٹ میں لڑکا ڈال دے اور پھر اسے زندہ سلامت پیٹ سے نکال دے۔

چنانچہ ایک سال بعد اللہ تعالیٰ نے اسے لڑکا عطا فرما دیا اور اس نے صوفی صاحب کے قائم کردہ دارالعلوم تعلیم الاسلام (ماموں

کانجن) میں ایک کمرہ تعمیر کرا دیا۔ (بہ روایت مولانا عائش محمد) (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۶۷)

ریل کی پٹڑی کا تبدیل ہو جانا (کرامت): ۔عبداللہ مشتاق جنہوں نے اپنی تعلیم کا آغاز چک ۴۹۳ گ ب اوڈاں والا کے مدرسہ تعلیم الاسلام سے کیا تھا، بیان کرتے ہیں کہ غالباً ۱۹۵۸ء کے ماہ جون کی کوئی تاریخ تھی کہ مدرسے میں عیدالاضحیٰ کی تعطیلات کا معاملہ پیش آیا۔ اساتذہ صرف پانچ چھٹیاں دینا چاہتے تھے، جب کہ طلباء اس سے دو چار زیادہ چھٹیوں کی درخواست کر رہے تھے۔ بڑی جماعتوں کے طلباء نے چھوٹی جماعتوں کے طلباء سے کہا تم صوفی صاحب رحمہ اللہ کے پاس جاؤ اور ان سے رونے کا سا انداز اختیار کر کے عرض کرو کہ گرمیوں کے دن ہیں، ہم پہلی دفعہ پڑھنے کیلئے گھر سے نکلے ہیں، مہربانی فرما کر ہمیں زیادہ چھٹیاں دی جائیں۔ چنانچہ چھوٹی جماعتوں کے طلباء صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بڑی مشکل سے رونے والے منہ بنا کر اور عاجزانہ اسلوب کلام اختیار کر کے عرض کیا جناب ہم پر رحم فرمایا جائے اور کچھ زیادہ چھٹیاں دی جائیں تا کہ ہم چند روز اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں میں رہ سکیں۔

فرمایا: کتنی چھٹیاں لینا چاہتے ہو؟ ۔طلباء نے ان کی فیاضی اور رحم دلی کا اندازہ کر کے عرض کیا: دس چھٹیاں۔

یہ سن کر صوفی صاحب رحمہ اللہ کھل کھلا کر ہنسے اور فرمایا: جاؤ میں تمہیں پندرہ چھٹیاں دیتا ہوں۔لیکن میری ایک بات سنو اور اس پر عمل کرو۔ آؤ، ہم سب مل کر اللہ سے ایک دعا کریں۔

یہ کہہ کر دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وستائش بیان کی، پھر پورے اعتماد اور قبولیتِ دعا کے دلی جذبے کے ساتھ اصل مقصد پر آئے اور اللہ سے عرض گزار ہوئے۔

اے میرے رب! تو میرے بچوں پر ترس فرما۔تو خوب جانتا ہے اتنی شدید گرمی میں میرے یہ چھوٹے چھوٹے معصوم بچے یہاں سے کتنی دور جا کر ریل پر سوار ہوں گے۔ تیری لیے کوئی کام مشکل نہیں تو ریل کی لائن میرے مدرسے کے بیچ میں سے نکال دے۔ (یہ الفاظ کئی بار دہرائے) تو ریل کی لائن مدرسے کے بیچ میں سے نکال دے۔ جب بار بار ٹھیٹھ پنجابی میں وہ اللہ تعالیٰ کے حضور یہ الفاظ کہہ رہے تھے کہ ریل کی لائن میرے مدرسے کے بیچ میں سے نکال...... گاڑی کی پٹڑی میرے مدرسے کے بیچ میں سے نکال......تو طلباء ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس رہے تھے کہ کہاں اوڈاں والا گاؤں اور کہاں ریل کی لائن......صوفی صاحب بے تکی اور ان ہونی باتیں کر رہے ہیں اور یہ دعا مانگ رہے ہیں جو کبھی قبول ہونے والی نہیں...... کافی دیر وہ انہی الفاظ سے دعا مانگتے رہے اور بالآخر یہ الفاظ کہتے کہتے ان پر سکتے کی سی کیفیت طاری ہوگئی۔ جب کچھ دیر کے بعد طبعیت میں اعتدال پیدا ہوا تو اختتامی کلمات ادا فرمائے اور ہاتھ منہ پر پھیرتے ہی ہنس پڑے اور فرمایا: بس کام ہو گیا۔

اس دعا کا واقعہ سنانے والے عبداللہ مشتاق کہتے ہیں کہ:

اس وقت ماموں کانجن میں دارالعلوم تعلیم الاسلام کے لیے جگہ خریدنے اور اوڈاں والا سے دارالعلوم کو ماموں کانجن منتقل کرنے اور اتنی بڑی عمارت تعمیر کرنے کا کسی کو خیال بھی نہیں تھا اور نہ کسی کا ذہن اس طرف کبھی منتقل ہوا تھا لیکن صوفی صاحب رحمہ اللہ کی یہ دعا جسے ہم اپنے عہدِ طفولیت میں بے تکی اور عمل میں نہ آنے والی بات سمجھ رہے تھے، بہت جلد اس طرح قبول ہوئی کہ ماموں کانجن میں جو چک ۴۹۳/ اوڈاں والا گاؤں سے چار میل کے فاصلے پر ہے، ایک وسیع قطعہ اراضی خریدا گیا اور پھر اللہ نے اسے جو تعلیمی اور تدریسی مرکز کی حیثیت عطا فرمائی اس کا ان سب لوگوں کو علم ہے، جو اس سے تھوڑی بہت دلچسپی رکھتے ہیں۔ ریل کی لائن اس کے بالکل قریب ہے اور ریلوے اسٹیشن چند قدم کے فاصلے پر ہے۔ ریل گاڑی کے علاوہ بسیں اور ویگنیں عام چلتی ہیں جو لوگوں کو دور دراز مقامات پر پہنچاتی ہیں۔ دارالعلوم کے اساتذہ اور طلباء کو کہیں آنے جانے میں قطعاً کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔

بلا شبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے اور وہ جو جائز اور بہتر چیز اللہ سے طلب کرتے ہیں، اللہ انہیں عطا فرماتا ہے۔اس کا واضح ارشاد ہے۔

''اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی لعلھم یرشدونo (البقرہ:۱۸۶)

(اور جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں انہیں چاہیے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ رشد وہدایت کی راہ پر گامزن ہو جائیں) (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۳۶۷-۳۶۹)

دعائے ولی یا مجذوب کی بڑ:۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ کی دعا کے بارے میں مولانا عبداللہ مشتاق کا بیان کردہ یہ واقعہ اس دور کا ہے جب دارالعلوم چک نمبر ۴۹۳گ ب اوڈاں والا میں قائم تھا اور وہ وہاں ابتدائی درسی کتابیں پڑھتے تھے۔اب ان کا بیان کردہ ایک اور واقعہ سنیے، جس کا مشاہدہ انہوں نے اس وقت کیا، جب یہ دارالعلوم اوڈاں والا سے ماموں کانجن منتقل ہو چکا تھا اور عبداللہ مشاق اس میں فریضہ تدریس انجام دینے لگے تھے۔ یہ بے حد تعجب انگیز واقعہ ہے۔ان کے بقول یہ غالباً ۱۹۶۷ء کا واقعہ ہے۔وہ بیان کرتے ہیں۔

مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی (جو آج کل ساہی وال کی ایک مسجد اہل حدیث میں منصب خطابت پر اور دارالحدیث اوکاڑہ کی مسند شیخ الحدیث پر متمکن ہیں) ۱۹۶۷ء میں جامعہ تعلیم الاسلام میں مدرس تھے اور جامعہ کی تعمیر کا کام شروع تھا، مدرس کے علاوہ اس کے وہ ناظم تعمیرات بھی تھے اور اس سلسلے کی آمدنی اور خرچ اخراجات کا حساب انہی کے پاس تھا۔

ایک دن انہوں نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے عرض کیا آج جمعرات ہے اور جمعرات کی شام کو معماروں اور مزدوروں کو ان کے گزشتہ سات روز کے کام کا معاوضہ دیا جاتا ہے۔ان کو معاوضہ دینے کے بعد جامعہ کے ملازمین اور مدرسین کی اس مہینے کی تنخواہ کیلئے ہمارے پاس کوئی پیسہ نہیں ہے۔آئندہ تعمیر کا سلسلہ جاری رکھنے کی بھی کوئی صورت نہیں۔اب پیسے کہیں سے آئیں گے تو بات بنے گی۔

صوفی صاحب رحمہ اللہ اس وقت لیٹے ہوئے تھے۔ان کا جواب سننے کیلئے مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی تھوڑی دیر کھڑے رہے، لیکن ان کی طرف سے جب کوئی جواب نہ آیا تو وہ وہاں سے چلے گئے۔

مولانا عبداللہ مشتاق (جو اس واقعہ کے راوی ہیں) ۲۶ مئی ۱۹۶۵ء سے وہاں خدمت تدریس انجام دے رہے تھے۔ درس سے فارغ ہو کر وہ ادھر سے گزرے تو صوفی صاحب رحمہ اللہ کی ان پر نظر پڑی۔اُٹھ کر بیٹھ گئے۔آواز دی۔

اوتو کون ایں؟ (تم کون ہو؟)۔عرض کیا: صوفی صاحب رحمہ اللہ! میں عبداللہ مشتاق ہوں۔

فرمایا: ادھر آؤ۔وہ حاضر ہوئے تو ایک ہاتھ میں عصا پکڑا، دوسرے ہاتھ سے ان کا دایاں ہاتھ پکڑا اور ان کو لے کر جامعہ کے دروازے کی طرف چل پڑے۔اس وقت دروازے کے سامنے کا راستہ کچا تھا، آج کل کی طرح پختہ سڑک نہ تھی۔ چلتے چلتے قبرستان کی طرف سے ہوتے ہوئے ریلوے لائن کی طرف رخ کر لیا۔ جامعہ کے دفتر کے پچھلی جانب پہنچے تو ہاتھ میں پکڑا ہوا عصا زور سے زمین پر پھینکا اور دردناک انداز میں اللہ تعالیٰ کو ان الفاظ میں پکارا...... میں یہاں ان کے پنجابی الفاظ نقل کرتا ہوں۔اس کے بعد ان الفاظ کا اردو ترجمہ کر دیا جائے گا۔

> ''ایہہ کوئی کم لین دا طریقہ اے۔میرا پچھلا پہرا، کمزوری، بڑھاپا، ان گنت بیماریاں، کڈ اوڈا کم میرے ذمے لایا اے۔میں انھوں کویں سنبھالاں۔''
>
> اللہ سے کہتے ہیں، یہ کوئی کام لینے کا طریقہ ہے۔میری زندگی کا آخری دور ہے۔کمزوری بھی ہے اور بڑھاپا بھی ہے۔پھر بہت سی بیماریوں میں مبتلاء ہوں، اس ناتواں جسم کے ذمے تو نے اتنا بڑا کام لگا دیا ہے۔میں اسے کیسے انجام دوں

بار بار اس قسم کے الفاظ کہتے کہتے، حالت یہ ہوگئی کہ سارا جسم کانپنے لگا، ٹانگیں لڑکھڑانے لگیں اور ان کا بوجھ اُٹھانے سے عاجز آ گئیں۔عبداللہ مشتاق کہتے ہیں کہ میں نے خیال کیا اب زمین پر گر پڑیں گے۔جلدی سے اپنے بازوؤں میں لے کر انہیں گرنے سے تو بچالیا، لیکن ان کا بوجھ نہ اٹھا سکا، آہستہ سے زمین پر بٹھا دیا۔

چند لمحے بیٹھنے کے بعد رونے لگے۔ پھر ''استغفر اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ'' کہتے ہوئے عصا اُٹھانے کیلئے اشارہ کیا۔ چنانچہ میں نے عصا اُٹھا کر ہاتھ میں دیا اور اس کا سہارا لے کر اُٹھے۔فرمایا، واپس چلو......!

واپس آ کر اسی چارپائی پر لیٹ گئے، جس پر جانے سے پہلے لیٹے ہوئے تھے۔عبداللہ مشتاق وہیں بیٹھ گئے اور ان کے ہاتھ پاؤں دابنے لگے۔

یہ دوپہر کا وقت تھا۔صوفی صاحب رحمہ اللہ بیمار بھی تھے اور نقاہت بھی تھی۔سخت پریشان اور افسردہ خاطر تھے۔ دوسری طرف منہ کیے، بائیں پہلو پر خاموشی سے لیٹے ہوئے تھے کہ ایک قد آور شخص آیا، جس نے پینٹ شرٹ پہنی ہوئی تھی، ہاتھ میں بریف کیس تھا۔اس نے السلام علیکم کہہ کر عبداللہ مشتاق سے پوچھا: یہ صوفی صاحب رحمہ اللہ ہیں؟ (صوفی صاحب دوسری طرف رخ کیے لیٹے ہوئے تھے) جواب دیا: ''جی ہاں یہ صوفی صاحب رحمہ اللہ ہیں۔''

صوفی صاحب رحمہ اللہ نے اس شخص کی آواز سنی تو ''بولے، ڈاکٹر بشیر آ گئے ہو۔'' یہ کہا اور اُٹھ کر بیٹھ گئے۔وہ شخص ان کے سامنے آیا اور السلام علیکم کہتے ہوئے سر جھکا دیا۔صوفی صاحب رحمہ اللہ نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور پیشانی کو بوسہ دیا۔اپنے ساتھ چارپائی پر بٹھایا اور عبداللہ مشتاق سے کہا ''پانی لاؤ۔'' وہ مہمان کیلئے پانی لینے چلے گئے۔جب پانی لے کر آئے تو دیکھا کہ مہمان بریف کیس سے نوٹوں کے پیکٹ نکال نکال کر صوفی صاحب کی خدمت میں پیش کر رہا تھا۔

اس کے بعد مہمان نے پانی پیا، صوفی صاحب رحمہ اللہ سے دعا کرائی اور چلا گیا۔اب صوفی صاحب رحمہ اللہ رقم گن رہے تھے اور ہنس ہنس کر عبداللہ مشتاق سے کہہ رہے تھے۔''عبداللہ! رب کولوں ایویں منگی دا اے۔'' (عبداللہ! اپنے رب سے اس طرح مانگا جاتا ہے۔)

رقم دینے والے یہ مہمان تھے، ڈاکٹر محمد بشیر، جو سیالکوٹ سے آئے تھے اور چشتیاں جا رہے تھے۔یہ خطیر رقم انہیں ان کی بیوی نے دی تھی اور تاکید کی تھی کہ وہ سیالکوٹ سے سیدھے ماموں کانجن جائیں اور وہاں یہ رقم صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کر کے چشتیاں جائیں، اس لیے کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کو جامعہ تعلیم الاسلام کی تعمیر اور اساتذہ کی تنخواہ کیلئے روپے کی ضرورت ہے۔

اندازہ کیجئے، اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی مبنی بر نیکی ضرورتیں کس طرح پوری کرتا ہے۔قرآن کے الفاظ ہیں: ''یرزقہ من حیث لایحتسب''

(ایسی جگہ سے دیتا ہے، جس کا وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔) (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۷۰-۳۷۳)

ضرورت کا ایک لاکھ فوری مل جانا (کرامت):۔ چک نمبر ۴۹۳ گ ب اوڈاں والا کے محمد شوکت بیان کرتے ہیں کہ ایک دن وہ کافی دیر سے مسجد میں عشا کی نماز پڑھنے گئے۔اندھیری رات تھی۔انہوں نے دیکھا کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے ہاتھ میں لاٹھی پکڑ رکھی ہے، اسے زمین پر مارتے جاتے ہیں اور ساتھ ساتھ کہتے جاتے ہیں: دے دے لاکھ...... دے دے لاکھ...... میں نے لاکھ ہی لینا ہے۔اس سے کم نہیں لینا...... میں نے اس سے نہ اپنے بیٹے کی شادی کرنی ہے، نہ بیٹی کی شادی کرنی ہے۔تیرے دین کا کام کرنا ہے...... لاکھ سے کم رقم سے کام نہیں چلے گا۔پورا لاکھ دے۔

محمد شوکت مسجد کے ایک کونے میں بیٹھے صوفی صاحب رحمہ اللہ کے یہ کلمات سنتے رہے اور پھر گھر آ گئے۔

اس سے کچھ دن بعد صوفی صاحب رحمہ اللہ کا کہیں جانے کا پروگرام تھا۔شوکت سے کہا کہ وہ انہیں بائیسکل پر وہاں چھوڑ آئے۔ راستے میں شوکت نے عرض کیا: حضرت وہ لاکھ مل گیا جو فلاں دن آپ عشا کی نماز کے بعد مانگ رہے تھے۔

سن کر سخت خفا ہوئے۔فرمایا تم کہاں تھے؟۔عرض کیا: میں مسجد میں نماز پڑھ کر بیٹھا تھا اور آپ رحمہ اللہ کا فرمان سن رہا تھا۔

فرمایا: جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن میں شہید ہال کی تعمیر ہو رہی ہے اس کیلئے فوری طور پر ایک لاکھ روپے کی ضرورت تھی۔ میں ایک لاکھ روپے اللہ تعالی سے مانگ رہا تھا۔دوسرے دن اس نے ایک شخص کو بھیج دیا اور وہ لاکھ روپے مجھے دے گیا۔

(بہ روایت مولانا اشرف جاوید (لائبریرین جامعہ سلفیہ، فیصل آباد) شہید ہال جامعہ تعلیم الاسلام کا بہت بڑا ہال ہے جو مولانا اسماعیل شہید دہلوی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے۔) (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۳۷۳-۳۷۴)

ولی کامل کا مجذوبانہ انداز (کرامت):۔ جن حضرات کو ماموں کانجن میں صوفی صاحب رحمہ اللہ کے قائم کردہ جامعہ تعلیم الاسلام کو دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے، انہیں معلوم ہے یہ کتنی بڑی عمارت ہے، کتنی جگہ میں پھیلی ہوئی ہے اور اس کی تعمیر پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہوگی۔ بارہا ایسا ہوا کہ اثنائے تعمیر میں شدید مالی مشکلات پیش آئیں۔صوفی صاحب رحمہ اللہ نے اللہ سے التجا کی کہ اتنے بڑے کام پر تو نے مجھے بوڑھے اور کمزور آدمی کو لگا دیا ہے، میں اکیلا اس کو کیسے مکمل کر سکتا ہوں۔تو پیسے دے گا تو کام چلتا رہے گا...... اللہ تعالیٰ صوفی صاحب رحمہ اللہ کی التجائیں قبول فرماتا اور مشکل حل ہو جاتی۔

وہ اس طرح اللہ سے التجا کرتے اور دعا مانگتے تھے، جیسے اللہ سے براہ راست مخاطب ہیں۔(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۳۷۴)

مدرسے کی مالی ضروریات پوری ہو جانا:۔ قاری عطاء اللہ جو ماموں کانجن میں معلم تھے، بیان کرتے ہیں کہ ایک دن جامعہ کے ارکان انتظامیہ، صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر تھے اور انہیں بتا رہے تھے کہ خزانہ بالکل خالی ہے۔صوفی صاحب رحمہ اللہ یہ سن کر بڑے فکر مند ہوئے، اسی وقت بارگاہ خداوندی میں ہاتھ پھیلا دیئے۔دعا کا آغاز ان الفاظ سے کیا: اے میرے اللہ، اگر تو نے پیسے نہیں دینے تھے تو اتنی بڑی عمارت مجھ سے کیوں بنوائی اور کیوں اتنے استادوں اور طالب علموں کو یہاں اکٹھا کیا؟ اب میں کیا کروں؟

قاری عطاء اللہ بتاتے ہیں کہ میں اس وقت وہاں موجود تھا اور صوفی صاحب رحمہ اللہ کی زبان سے یہ دعائیہ الفاظ میں نے خود سنے۔

ابھی وہ دعا مانگ ہی رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے چھ ہزار روپے چندہ دیا۔اس کے بعد دو تین دنوں میں چالیس ہزار روپے جمع ہو گئے۔(بہ روایت اشرف جاوید)

اولاد کیلئے دعا اور اس کی قبولیت سے متعلق چند واقعات گزشتہ سطور میں بیان ہو چکے ہیں۔اب مزید واقعات ملاحظہ ہوں۔

(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۳۷۴-۳۷۵)

دعا پر تین بیٹوں کا مل جانا (کرامت):۔ چک نمبر ۴۹۳ گ ب اوڈاں والا کے محمد شوکت نے بتایا کہ وہ اپنے سب بہن بھائیوں سے بڑے ہیں۔ان کے ہاں چار بہنیں پیدا ہوئیں۔ چوتھی بہن کی ولادت پر ان کے والد کچھ پریشان سے ہوئے اور صوفی صاحب کی خدمت میں گئے۔انہیں لڑکی کی ولادت کے متعلق بتایا۔صوفی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، اولاد بیٹے ہوں یا بیٹیاں، اسے اللہ کی نعمت سمجھنا چاہیے...... یہ الفاظ کہنے کے بعد صوفی صاحب رحمہ اللہ نے وہیں بیٹھے بیٹھے دعا کی اور دعا کرتے کرتے ایک ہاتھ سے اپنا ایک گھٹنا پکڑ لیا اور ہاتھ سے ہلاتے ہوئے کہا اے اللہ اس شخص کو ایک۔دو۔تین...... جب تین کہا تو ان کے والد نے ہاتھ پکڑ لیا......اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے تین بیٹے عطا فرمائے۔(بہ روایت اشرف جاوید) (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۳۷۵)

ضرورت کا پورا ہو جانا (کرامت): ایک مرتبہ فیصل آباد کے ایک بزرگ میاں غلام محمد صاحب نے جن کو اللہ تعالیٰ نے مال و

دولت سے بھی خوب نوازا ہے اور اس کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائی ہے، مولانا عبداللہ صاحب لائلپوری سے کہا کہ وہ کسی صاحب تقویٰ آدمی سے ملاقات کے خواہاں اور اس کی دعاؤں کے متمنی ہیں۔ مولانا نے فرمایا: آپ صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ سے ملئے اور ان سے دعا کرائیے۔

اس وقت صوفی صاحب رحمہ اللہ اوڈاں والا میں تھے اور وہیں ان کا مدرسہ تھا، دار العلوم تعلیم الاسلام۔

طے پایا کہ جب صوفی صاحب رحمہ اللہ لائل پور تشریف لائیں گے تو انہیں میاں صاحب کے مکان پر لے جا کر ان سے دعا کرائی جائے گی۔ چنانچہ ایک دن صوفی صاحب رحمہ اللہ تشریف لے آئے اور مولانا عبداللہ صاحب انہیں میاں غلام محمد صاحب کے مکان پر لے گئے۔ میاں صاحب نے دعا کی درخواست کی۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے پنجابی کے سیدھے اور صاف الفاظ میں دعا شروع کی جو دیر تک جاری رہی۔ اللہ نے اس مردِ درویش کی دعا قبول فرمائی اور میاں صاحب کو جس بات کی تمنا تھی وہ پوری ہوئی۔

میاں صاحب نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ آپ اپنے مدرسے کیلئے مختلف مقامات پر چندہ لینے جاتے اور سفر کی تکلیف اٹھاتے ہیں، آپ فرمائیے مدرسے کا سالانہ خرچ کتنا ہے، ہم ہر سال آپ کی خدمت میں اتنی رقم پیش کر دیا کریں گے۔ اس کی ایک شکل تو یہ ہے کہ آپ تمام رقم یکمشت وصول کر لیں۔ دوسری یہ کہ جب ضرورت پڑے، لے لیں۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ تجویز مجھے منظور نہیں۔ میں آپ سے مدرسے کا پورا خرچ وصول کر کے ان لوگوں کو ثواب سے محروم نہیں کرنا چاہتا جو اپنی حیثیت کے مطابق مدرسے کیلئے چندہ دیتے ہیں۔ میں ان غریبوں کے پاس جاتا ہوں، وہ خوش ہوتے ہیں، مجھ فقیر سے دعا کراتے ہیں اور حسب توفیق مدرسے کی خدمت کرتے ہیں، اس کا مجھے بھی بارگاہِ الٰہی سے ثواب ملتا ہے اور انہیں بھی اللہ اجر عطا فرماتا ہے۔ آپ اپنی طرف سے جو دینا چاہیں دیجئے، اللہ آپ کے مال و دولت میں برکت پیدا فرمائے گا۔ (بہ روایت حاجی محمد بلال بن مولانا عبداللہ لائل پوری)

بقول اشرف جاوید کے میاں صاحب نے مدرسے کیلئے مالی تعاون جاری رکھا، اب بھی جاری ہے۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۷۷)

نا امید جوڑے کو اولاد مل جانا (کرامت):۔ میرا گاؤں چک ۵۳ گ ب منصور پور، جڑاں والا فیصل آباد روڈ پر جڑاں والا سے تین میل کے فاصلے پر بائیں جانب سڑک سے دو فرلانگ کی مسافت پر واقع ہے۔ وہاں ارائیں برادری سے تعلق رکھنے والے ایک بزرگ حاجی محمد یوسف رہتے ہیں، جنہیں موجودہ دور کی بے ہنگم فضا میں، میں نیک ترین آدمی سمجھتا ہوں۔ تقسیم ملک سے قبل ہم ایک ہی شہر (کوٹ کپورہ، ریاست فرید کوٹ) میں مقیم تھے۔ وہاں بھی وہ مجھ سے بہت اچھے تعلقات رکھتے تھے، یہاں بھی نہایت پرتپاک انداز سے پیش آتے ہیں۔

وہ عمر کی بہت سی منزلیں طے کر چکے تھے اور شادی پر بھی کئی سال گزر چکے تھے، لیکن اولاد سے محروم تھے۔ حصولِ اولاد کیلئے (جیسا کہ عام طریقہ ہے) علاج معالجے اور تعویذ دھاگے کا سلسلہ چلتا رہتا تھا، لیکن کوئی مثبت نتیجہ نہ نکلا۔ حسنِ اتفاق سے ایک مرتبہ حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ وہاں تشریف لے گئے۔ ان کی صالحیت اور قبولیت دعا کا علم حاجی محمد یوسف کو ہو چکا تھا۔ وہ وہاں کے امام مسجد حافظ علی محمد کے ساتھ صوفی صاحب رحمہ اللہ کو اپنے گھر لے گئے اور دعا کی درخواست کی۔ ظاہری طور سے معاملات سازگار نہ تھے، لیکن صوفی صاحب رحمہ اللہ نے اللہ کے حضور حسب معمول خشوع وخضوع سے دعا کی۔ دعا کو بارگاہِ خداوندی میں قبولیت کا اعزاز حاصل ہوا، اور اللہ نے یکے بعد دیگرے تین بیٹیاں دیں۔

تیسری بیٹی کی ولادت کے بعد حاجی محمد یوسف، صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیٹے کیلئے دعا کی درخواست کی۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے دعا کی اور اللہ نے بیٹا عطا فرمایا۔ اس بیٹے کا نام ابوبکر حمزہ ہے۔ اس نے اوڈاں والا میں

تعلیم حاصل کی، جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں بھی مختلف اساتذہ سے اخذ علم کیا۔ اب انہیں مولانا ابوبکر حمزہ کہا جاتا ہے اور وہ اسلام آباد میں کسی علمی ادارے سے منسلک ہیں۔

حاجی محمد یوسف ماشاء اللہ نواسے نواسیوں اور پوتے پوتیوں کے جھرمٹ میں رہتے ہیں۔ جہاں تک میں جانتا ہوں وہ خلوص و شفقت کا پیکر متحرک ہیں۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۷۷-۳۷۸)

بیٹے کی آرزو پوری ہو جانا (کرامت):۔ مولانا قدرت اللہ فوق رحمہ اللہ (سابق شیخ الحدیث جامعہ تعلیمات اسلامیہ فیصل آباد) کافی عرصہ اوڈاں والا کے مدرسے میں تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں۔ اس زمانے میں صوفی صاحب رحمہ اللہ کا دستِ شفقت ان پر رہا تھا۔ مروجہ علوم درسیہ کی تکمیل کے بعد وہ مختلف مدارس میں خدمت تدریس انجام دینے پر مامور رہے۔ ایک دفعہ صوفی صاحب رحمہ اللہ اپنے کسی عقیدت مند کے پاس کارخانہ بازار (فیصل آباد) میں تشریف فرما تھے کہ ان کی زیارت کیلئے مولانا قدرت اللہ فوق وہاں پہنچے۔ دوران گفتگو میں انہوں نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دے رکھا ہے، لیکن بیٹا عطا نہیں فرمایا۔ اس کیلئے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کثرت سے استغفار کیا کرو، تمام مشکلیں آسان ہو جائیں گی اور ہر مسئلہ حل ہو جائے گا۔

عرض کیا: استغفار کن الفاظ سے کروں؟ ۔فرمایا: ''استغفر الله الذی لااله الا هو الحی القیوم و اتوب الیه'' پڑھا کرو۔

مولانا ممدوح فرماتے ہیں، انہوں نے اسی وقت یہ وظیفہ پڑھنا شروع کر دیا اور اس پر دوام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اگلے سال بیٹا عطا فرما دیا، جس کا نام انہوں نے محمد طیب رکھا۔ محمد طیب اب خود صاحب اولاد ہے۔ (بہ روایت مولانا اشرف جاوید (لائبریرین جامعہ سلفیہ، فیصل آباد)...... مولانا قدرت اللہ فوق نے ۱۴ جنوری ۲۰۰۴ء (۲۱ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ) کو وفات پائی اور یہ فقیر ان کے جنازے میں شامل ہوا۔

(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۷۸-۳۷۹)

دینی و مالی مشکلات کا حل ہو جانا:۔ قاضی محمد اسلم سیف کا نام کتاب کے متعدد مقامات میں آیا ہے۔ گزشتہ صفحات میں ایک مستقل باب میں بھی ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ انہوں نے ایک دن مجھے بتایا کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے ان سے فرمایا روزانہ اکتالیس مرتبہ (اول آخر درود شریف پڑھ کر) سورۂ فاتحہ پڑھا کرو۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی ذہنی، جسمانی اور مالی تکلیفوں سے محفوظ رکھے گا۔ انہوں نے بتایا کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے بتائے ہوئے اس وظیفے پر وہ عامل ہیں اور اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر ہے۔

(صوفی صاحب رحمہ اللہ کے روزانہ کے وظائف کا تذکرہ آئندہ صفحات میں ایک مستقل باب میں آ رہا ہے۔)

(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۷۹)

متکبر کمشنر کا حاضر خدمت ہو جانا (کرامت):۔ جامعہ تعلیم الاسلام (ماموں کانجن) کی زمین کے کچھ حصے پر بعض لوگوں نے ناجائز قبضہ کر لیا تھا۔ صوفی صاحب نے ہر چند انہیں سمجھایا اور کہا کہ یہ زمین دینی مدرسہ قائم کرنے اور اللہ کے دین کی تبلیغ کیلئے لوگوں کے چندے سے خریدی گئی ہے، اس پر تمہارا قبضہ کرنا اچھی بات نہیں ہے، لیکن وہ نہیں مانے۔

صوفی صاحب رحمہ اللہ نے ان کو کچھ رقم کی پیش کش بھی کی، اس پر بھی وہ قبضہ چھوڑنے پر تیار نہ ہوئے۔ بعض دیہات کے لوگوں نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے کہا کہ ہمیں اجازت دیجئے، ہم ایک ہی دن میں یہ جگہ ان سے خالی کرا لیتے ہیں، لیکن صوفی صاحب رحمہ اللہ نے ان کو یہ طریقہ اختیار کرنے سے روک دیا۔

اسی اثناء میں کمشنر صاحب دورے پر ماموں کانجن آئے تو صوفی صاحب رحمہ اللہ نے آدمی بھیج کر ان سے ملاقات کیلئے وقت مانگا، لیکن کمشنر صاحب کی کمشنری کا غرور اتنا بڑھا ہوا تھا کہ اس نے اس بوڑھے درویش سے ملنے سے انکار کر دیا۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ کو شدید صدمہ پہنچا کہ اس علاقے کا حاکم اعلیٰ اتنا مغرور اور متکبر ہے کہ ان سے ملنا اور بات کرنا بھی اسے گوارا نہیں۔ فرمایا اب میں اس سے

ملاقات کیلئے وقت نہیں مانگوں گا، یہ خود یہاں آ کر مجھ سے ملاقات کیلئے وقت مانگے گا...... ''میرے اللہ! یہ دنیا کا کمشنر ہے، میں تیرے دین کا کمشنر ہوں۔ کیا یہ مناسب ہے کہ میں اس کے پاس جاؤں۔'' کئی مرتبہ ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔

تھوڑی دیر بعد کمشنر نے تحصیلدار سے کہا، کیا یہاں کوئی دینی تعلیم کا مدرسہ ہے جو ایک بزرگ نے قائم کیا ہے؟ میرے دل میں اس مدرسے کو دیکھنے اور اس بزرگ کو سلام کرنے کا شدید جذبہ ابھرا ہے۔ تحصیلدار نے جواب دیا: ایک بزرگ صوفی عبداللہ رحمہ اللہ نے یہاں دینی مدرسہ قائم کیا ہے۔ چنانچہ کمشنر، تحصیلدار کے ساتھ مدرسے کی طرف روانہ ہوا۔ جامعہ کے دروازے پر پہنچا تو کمشنر نے آدمی بھیج کر صوفی صاحب رحمہ اللہ سے حاضری کی اجازت طلب کی اور از راہ احترام وہیں جوتے اتار دیئے، ننگے پاؤں صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور جھک کر سلام کیا...... کہا: میرے لائق کوئی کام ہو تو حکم فرمائیے۔

صوفی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: کوئی کام نہیں...... لیکن تحصیلدار نے کمشنر کو بتایا کہ جامعہ کی جگہ پر بعض لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ کمشنر نے تحصیلدار کو حکم دیا کہ یہ جگہ فوری طور پر قابضین سے خالی کرائی جائے اور ایک ہفتے کے اندر اندر مجھے اس کی اطلاع دی جائے۔

کمشنر نے جامعہ کیلئے دو سو روپے پیش کیے جو اس زمانے میں اچھی خاصی رقم تھی اور صاف لفظوں میں صوفی صاحب رحمہ اللہ سے عرض کیا، حضور! میرے پاس اس وقت یہی حقیر سا سرمایہ ہے، اسے قبول فرمائیے۔ میں گنہگار آپ کا خادم اور آپ سے دعا کا طالب ہوں۔

(یہ واقعہ مجھ سے ماموں کانجن سے تعلق رکھنے والے بعض حضرات نے بیان کیا۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۷۹-۳۸۰)

مدرسے کی کشادگی کیلئے غیبی اسباب (کرامت):۔ چک نمبر ۴۹۳ گ ب اوڈاں والا جہاں صوفی صاحب رحمہ اللہ نے پہلے پہل مدرسہ قائم کیا تھا، ایسا گاؤں تھا، جس میں جانے کیلئے کوئی کھلا راستہ نہ تھا۔ لوگوں کی آمدورفت کیلئے ایک پگ ڈنڈی سی تھی۔ مدرسے کیلئے مختلف مقامات سے گدھوں پر لاد کر وہاں غلہ پہنچایا جاتا تھا...... ایک دن مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے عرض کیا: حضور! دعا فرمائیے، یہاں آنے جانے کیلئے کھلے راستے کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔ فرمایا فکر نہ کرو، اللہ تعالیٰ اس مدرسے کو ایسی جگہ دے گا، جس کے ہر طرف وسیع راستے ہوں گے۔ اس گاؤں میں آمدورفت کیلئے بھی کشادہ راہیں میسر آ جائیں گی۔ چنانچہ تھوڑے عرصے کے بعد یہی ہوا جامعہ تعلیم الاسلام کو ماموں کانجن میں ایسی جگہ مل گئی، جس کے ہر طرف کھلے راستے ہیں اور اوڈاں والا میں آمدورفت کیلئے بھی کشادہ پختہ سڑکیں بن گئی ہیں۔ پرانی باتوں کا کہیں نام و نشان نہیں ہے۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۸۱)

سرکش جن کا حاضر ہو کر معافی مانگنا (کرامت):۔ ملتان سے میرے دوست محمد یاسین شاد نے بذریعہ مکتوب اطلاع دی کہ ایک مرتبہ صوفی صاحب رحمہ اللہ ضلع خانیوال کے ایک قصبے عبدالحکیم تشریف لے گئے، وہاں ان کے عقیدت مندوں میں ایک عالم دین حافظ محمد ایوب فیروز پوری اقامت گزیں تھے جو جامعہ تعلیم الاسلام کے پرانے طالب علم تھے اور جامعہ کے معاون تھے۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ کا قیام انہیں کے ہاں تھا۔ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا کہ فلاں گھر میں ایک عورت کو جن کی شکایت ہے اور وہ لوگ سخت پریشان ہیں، دعا فرمائیے، یہ شکایت رفع ہو جائے اور عورت کو اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے...... وہ گھر صوفی صاحب رحمہ اللہ کی قیام گاہ سے کچھ فاصلے پر تھا۔

صوفی صاحب رحمہ اللہ نے وہیں (اپنی قیام گاہ پر) کچھ پڑھنا شروع کیا اور جن حاضر ہو گیا۔ مریضہ اس جگہ سے دور ہے، لیکن صوفی صاحب رحمہ اللہ اس کو پریشان کرنے والے جن سے ہم کلام ہیں اور اس پر کچھ سختی بھی کر رہے ہیں۔ یہ سارا معاملہ لوگوں کے سامنے ہو رہا ہے...... جن چلا گیا اور اللہ تعالیٰ نے مریضہ کو صحت عطا فرما دی۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۸۱-۳۸۲)

نافرمان جن سے خلاصی مل جانا (کرامت):۔ اسی طرح کا ایک واقعہ جامعہ سلفیہ (فیصل آباد کے) لائبریرین اشرف جاوید نے بیان کیا، ان کا تعلق سکونت کھرڑیاں والا (ضلع فیصل آباد) سے ہے۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ کا کھرڑیاں والا میں آنا جانا تھا۔

وہاں کسی زمانے میں اشرف جاوید کے گھر سے چند قدم کے فاصلے پر پانی کا تالاب تھا، جس سے عورتیں پینے کا پانی گھڑوں میں بھر کر لایا کرتی تھیں۔ ایک دن وہاں کی ایک لڑکی نے ایک لڑکی کو بھاگ بھری کہہ کر آواز دی کہ میں تمہیں ملنے کیلئے آئی ہوں۔ اس کے بعد وہ لڑکی اپنے گھر چلی گئی۔ اسی آن اس کے سر کے بال اس طرح ایک دوسرے میں پیوست ہو گئے کہ ان میں سوئی بھی داخل نہیں ہو سکتی تھی۔ گھر والوں نے سوچا یہ جن کی حرکت ہے، حسنِ اتفاق سے صوفی صاحب رحمہ اللہ اس وقت وہیں تھے، ان سے عرض کیا گیا تو انہوں نے لڑکی کو دم کیا اور دعا کی، اللہ تعالیٰ نے پریشانی دور فرما دی، جو یکا یک لاحق ہو گئی تھی۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۸۲)

دعا پر فوراً بارش کا برس جانا (کرامت):۔ ضلع فیصل آباد کی تحصیل سمندری میں ایک گاؤں کا نام چک نمبر ۴۹۱ گ ب ہے۔ وہاں کے ایک نوجوان عطاء الرحمٰن نے (جو دار العلوم تقویۃ الاسلام اوڈاں والا میں تعلیم حاصل کرتے تھے) مولانا اشرف جاوید کو بتایا کہ ایک دفعہ حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ وہاں تشریف لے گئے۔ لوگوں نے حضرت سے بارش کیلئے دعا کی درخواست کی۔ حضرت نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اسی وقت آسمان پر بادل نمودار ہو گئے اور بارش کے آثار نظر آنے لگے۔ کچھ دیر کے بعد بارش شروع ہو گئی۔ کافی دیر بارش ہوتی رہی اور چاروں طرف پانی پھیل گیا۔ جب لوگوں نے خیال کیا کہ زمین کی پیاس بجھ گئی ہے اور اس کے مسام کھل گئے ہیں تو حضرت سے بارش تھم جانے کی دعا کیلئے درخواست کی، چنانچہ ان کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے بارش روک دی۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۸۳)

طوفانی بارش کا رک جانا (کرامت):۔ بارش کے سلسلے کا ایک واقعہ مولانا عبدالمجید کی زبانی چک ۴۹۳ گ ب اوڈاں والا کا سنئے جو اشرف جاوید صاحب نے بتایا۔

ایک مرتبہ وہاں بارش کا ایسا سلسلہ شروع ہوا کہ رکنے کا نام نہیں لیتا تھا۔ لوگ سخت پریشان، مال مویشی کیلئے کھیتوں سے چارہ لانا مشکل ہو گیا اور باہر جا کر روزانہ روزی کمانے والے لوگ بے حد مصیبت میں گھر گئے۔ لوگوں نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے دعا کیلئے عرض کیا تو حضرت مسجد سے باہر نکلے اور گلی میں بہتے ہوئے پانی میں بیٹھ گئے، دعا کی، مگر بارش کا زور نہ ٹوٹا، کافی دیر دعا کرتے رہے، لیکن بارش برابر ہوتی رہی بلکہ پہلے سے تیز ہو گئی...... اب انہوں نے زور زور سے کہنا شروع کیا: یا اللہ بارش روک دے۔ یا اللہ بارش روک دے...... اب بھی بارش نہ رکی، لیکن آپ اپنے مخصوص انداز میں دعا کرتے رہے، ابھی دعا کر ہی رہے تھے کہ بارش ایک دم رک گئی اور لوگ بے حد خوش بھی ہوئے اور انتہائی متعجب بھی۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۸۳)

دعا پر بارش رک جانے کا دوسرا واقعہ (کرامت):۔ عبدالرشید عراقی صاحب ایک مکتوب میں بیان کرتے ہیں کہ: ''۲۳/ مارچ ۱۹۷۵ء کو وہ خود، مولانا عبدالرحمٰن عتیق، حاجی عبدالرحیم وزیر آبادی اور حافظ محمد یعقوب سوہدروی ماموں کانجن صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، صوفی صاحب رحمہ اللہ بے حد شفقت سے پیش آئے۔ مولانا عبدالرحمٰن عتیق تو اوڈاں والا چلے گئے، لیکن باقی تینوں حضرات ماموں کانجن (جامعہ تعلیم الاسلام ہی) میں رہے۔ عراقی صاحب بتاتے ہیں کہ مغرب کی نماز سے آدھا گھنٹہ پیشتر سخت بارش شروع ہو گئی، اس کے ساتھ ہی آندھی نے زور باندھ لیا۔ بارش اور آندھی کی وجہ سے جامعہ کے کئی درخت جڑ سے اُکھڑ گئے اور میدان میں پانی بھر گیا۔ قاضی محمد اسلم سیف نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے عرض کی کہ شدید بارش کی وجہ سے سخت نقصان ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ سے اس کے رُک جانے کی دعا کیجئے۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے ہاتھ اُٹھا کر دعا کی: ''یا ارحم الراحمین، بارش بند کر دے...... اس کو پہاڑوں پر لے جا...... تو ہی اپنے بندوں پر رحم فرمانے والا ہے۔''

عراقی صاحب بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بارش بند فرما دی۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۸۴)

دعا پر خطیر قرض سے نجات:۔ تیس سال پہلے کی بات ہے بورے والا (ضلع وہاڑی) کی ایک کاروباری پارٹی اسی ضلع کے موضع گگو کی سے تعلق رکھنے والی ایک پارٹی کی مقروض تھی۔ قرض پندرہ لاکھ روپے تھا، جس کی وجہ سے قرض خواہ بھی سخت پریشان تھے اور

مقروض بھی بے حد فکر مند تھے۔ مقروض پارٹی کی اچھی خاصی رقم کہیں پھنسی ہوئی تھی، انہیں وہ رقم ملے تو وہ قرض خواہ کو دیں۔ نیت دونوں کی صاف تھی، مقروض کی بھی اور قرض خواہ کی بھی۔ دونوں حضرات صوفی صاحب رحمہ اللہ سے تعلق ارادت رکھتے تھے۔

دونوں فریقوں نے (جامعہ سلفیہ) فیصل آباد میں مولانا اشرف جاوید سے بات کی، اس وقت صوفی صاحب رحمہ اللہ فیصل آباد میں ہمارے مرحوم دوست مولانا محمد اسحاق چیمہ کے مکان پر قیام فرما تھے۔ اشرف جاوید بیان کرتے ہیں کہ وہ ان لوگوں کو دعا کیلئے صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں لے گئے اور سارا واقعہ ان کے گوش گزار کیا۔ انہوں نے دربار خداوندی میں دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور دیر تک ان الفاظ کے ساتھ دعا کرتے رہے۔

''یا اللہ! جن لوگوں نے قرض دینا ہے، ان کو روپے دے تا کہ یہ قرض اتار سکیں۔ تو ہی ان کو روپے دینے والا ہے اور تو ہی ان کو قرض سے نجات دلانے والا ہے۔''

نتیجہ یہ ہوا کہ مقروض پارٹی نے کہیں سے جو رقم لینی تھی، اس کے حصول کی اللہ تعالیٰ نے صورت پیدا فرما دی اور وہ لوگ قرض سے سبکدوش ہو گئے۔

قرض خواہ فریق کافی عرصہ مالی اور ذہنی پریشانی میں تو مبتلاء رہا، لیکن پھر صوفی صاحب رحمہ اللہ کی دعا کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے کاروبار میں بڑی برکت پیدا فرمائی۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۸۵)

مسجد کے حق میں دعائیں پوری ہو جانا:۔ نثار کالونی (فیصل آباد) کی مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کیلئے صوفی صاحب سے درخواست کی گئی، وہ تشریف لائے اور اس موقعے پر دعا کی: یا اللہ! میں تجھ سے تین باتوں کی التجاء کرتا ہوں۔

ایک یہ کہ اس مسجد کو خود کفیل بنادے، یہاں کے لوگ مسجد کیلئے کہیں پیسے مانگنے نہ جائیں۔

دوسری التجا یہ ہے کہ اس مسجد کو آباد رکھنا۔ تیسری التجا تجھ سے یہ ہے کہ اس مسجد میں نمازیوں کی کثرت ہو۔

اللہ نے تینوں دعائیں قبول فرمائیں۔ مسجد سے ملحق دکانیں ہیں، جن کا اتنا کرایہ آجاتا ہے کہ مسجد کی مرمت یا اور کسی قسم کی کوئی ضرورت پڑے تو اسی سے پوری ہو جاتی ہے۔ موذن، امام اور خطیب کے اخراجات کا انتظام بھی آسانی سے ہو جاتا ہے۔ مسجد کے اہتمام میں لڑکیوں کا ایک مدرسہ ہے، اس کے اخراجات بھی پورے ہو جاتے ہیں۔ نمازیوں کیلئے صفیں وغیرہ خریدنے کیلئے بھی کسی تکلیف کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ بجلی اور پانی کے بل بھی کرائے کی آمدنی سے ادا کیے جاتے ہیں، کسی سے مانگنے کی ضرورت نہیں پڑتی، حالانکہ کئی ہزار روپے ماہانہ کا خرچ ہے۔

مسجد ماشاء اللہ آباد ہے اور نمازیوں سے بھری رہتی ہے۔ (بہ روایت مولانا محمد رمضان یوسف سلفی، فیصل آباد)

(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۸۵-۳۸۶)

بریلوی علماء کا دعا کیلئے حاضر ہونا:۔ بریلوی مکتب فقہی کے ایک عالم دین (جو فیصل آباد سے تعلق رکھتے ہیں اور مفتی ہیں) بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے طالب علمی کے زمانے میں لوگوں سے صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کی صالحیت اور قبولیت دعا کے واقعات سنے تو وہ سلام کرنے کی غرض سے ان کی خدمت میں (جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن) گئے۔

فرمایا: کیسے آئے؟۔ وہ گردن جھکائے خاموش بیٹھے رہے۔ فرمایا: قرآن وحدیث پڑھنا چاہتے ہو؟۔ وہ اب بھی چپ رہے۔

صوفی صاحب رحمہ اللہ سمجھ گئے کہ یہ شخص دعا لینے آیا ہے۔ فرمایا: جاؤ کسی بڑی مسجد کو تالا لگاؤ گے۔

مفتی صاحب کہتے ہیں، جب میں مروجہ علوم کی تحصیل سے فارغ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ حکومت کے محکمہ اوقاف میں انہیں ایک بڑی مسجد کا خطیب مقرر کر دیا گیا، اور یہ وہ منصب تھا جو انہیں صوفی صاحب رحمہ اللہ کی دعا کے نتیجے میں حاصل ہوا۔ (بہ روایت مولانا محمد رمضان یوسف سلفی، فیصل آباد) (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۸۶-۳۸۷)

چودھری ظفر اللہ کے حق میں دعا پوری ہو جانا (کرامت):۔ چودھری ظفر اللہ پاکستان کے حلقۂ اہلِ علم کے مشہور رکن تھے۔ وہ بذریعہ کار لاہور سے کراچی جا رہے تھے کہ رحیم یار خاں کے قریب ان کی کار درخت سے ٹکرا گئی۔ ان کے ساتھ ایک ان کی خالہ تھیں، ایک نوجوان بھانجا تھا اور دو بیٹے تھے، جن میں سے ایک کی عمر سترہ سال اور ایک کی نو سال تھی۔ یہ پانچ افراد کا قافلہ وہیں موت کی آغوش میں چلا گیا۔ یہ حادثہ ۳ جون ۱۹۹۷ء کو پیش آیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

چودھری ظفر اللہ نے صوفی صاحب رحمہ اللہ کے قائم کردہ مدرسے میں تعلیم پائی تھی اور وہ صوفی صاحب رحمہ اللہ سے بے حد عقیدت رکھتے تھے، صوفی صاحب رحمہ اللہ بھی ان پر انتہائی شفقت فرماتے تھے۔ ماموں کانجن میں اس مدرسے کی تعمیر کے زمانے میں چودھری صاحب وہاں طالب علم تھے اور انہوں نے اس کی تعمیر کے وقت بڑی خدمات انجام دی تھیں۔ ایک دن صوفی صاحب رحمہ اللہ نے ان سے کہا: ظفر اللہ! تمہارے لیے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بہت بڑا مالدار بنا دے اور تم ٹھاٹھ کے ساتھ امیرانہ زندگی بسر کرو۔

ظفر اللہ نے عرض کیا: آپ میرے لیے صرف یہ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے کسی بہت بڑی نیکی کے کام کی توفیق دے، جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں اور میرے لیے وہ صدقہ جاریہ ثابت ہو...... چنانچہ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے ان کیلئے دعا فرمائی اور دعا اس طرح قبول ہوئی کہ انہوں نے تھوڑے عرصے میں دینی تعلیم مکمل کر لی اور دوسری طرف میٹرک، ایف اے اور بی اے کا امتحان پاس کرنے کے بعد پہلی پوزیشن میں ایم اے پاس کر لیا اور کراچی یونیورسٹی میں لیکچرار مقرر ہو گئے، پھر صدر شعبہ اسلامیات بنا دیئے گئے۔ اسی اثناء میں مدینہ یونیورسٹی میں جا کر وہاں کے نصاب کی تکمیل کی۔ پھر کراچی آ کر ایک وسیع قطعہ زمین خریدا، جس میں ابوبکر اسلامیہ یونیورسٹی قائم کی، اس یونیورسٹی میں اب مختلف اسلامی اور یورپی ملکوں کے ستر سے زیادہ اساتذہ تعلیم دینے پر متعین ہیں اور اچھی خاصی تعداد میں طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ہزاروں کتابوں پر مشتمل کتب خانہ ہے۔ چودھری ظفر اللہ وفات پا چکے ہیں، لیکن ان کی قائم کردہ یونیورسٹی میں نہایت اچھے طریقے سے سلسلہ تعلیم جاری ہے جو اس کے بانی کیلئے صدقہ جاریہ ہے۔

چودھری ظفر اللہ یا ان سے تعلق رکھنے والے کسی شخص کو خیال بھی نہیں آ سکتا تھا کہ اللہ تعالیٰ انہیں اتنا بڑا کام کرنے کے موقع عطا فرمائے گا۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۸۷-۳۸۸)

دعا کی بدولت ملازمت کا تبدیل ہو جانا (کرامت):۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے اصحاب عقیدت کی وسیع فہرست میں ایک نام پروفیسر ڈاکٹر محمد اسماعیل عقیل گورایہ کا ہے۔ انہوں نے ۱۹۵۷ء سے ۱۹۶۲ء تک صوفی صاحب رحمہ اللہ کے دارالعلوم تعلیم الاسلام (اوڈاں والا چک نمبر ۴۹۳ گ ب) میں تعلیم حاصل کی اور سند واجازہ سے مفتخر ہوئے۔ پھر تین سال وہاں فریضہ تدریس انجام دیتے رہے۔ اس کے بعد ایم اے اسلامیات کا امتحان دیا اور معروف محدث حضرت امام دارقطنی رحمہ اللہ کی تصنیف سنن دارقطنی پر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے عربی میں پی ایچ ڈی کیا اور اپنے اس مقالے کا انتساب صوفی صاحب کی طرف کیا۔ وہ گورنمنٹ کالج بوسن روڈ، ملتان میں صدر شعبہ اسلامیات مقرر کیے گئے۔

انہوں نے بتایا کہ ۱۹۶۳ء میں ان کے بڑے بھائی محمد ابراہیم گورایہ کیمبل پور پوسٹ آفس میں ملازم تھے اور چاہتے تھے کہ ان کا تبادلہ ملتان میں ہو جائے، لیکن تبادلے کی کوئی صورت پیدا نہیں ہو رہی تھی۔ محکمے کا متعلقہ آفیسر نہایت سخت اور ضدی تھا۔ نہ اسے کسی کی مجبوری کی پروا تھی، نہ کسی کی سفارش مانتا تھا۔ سخت پریشان کن معاملہ تھا۔ آخر صوفی صاحب سے عرض کیا گیا، انہوں نے ساری بات سنی اور چار پانچ دن کے بعد تبادلہ ہو گیا اور محمد ابراہیم گورایہ کیمبل پور سے ملتان پہنچ گئے۔ (بہ روایت محمد یاسین شاد، ملتان) (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۸۸-۳۸۹)

گرفتار ملزم کا اسم اعظم کی برکت سے نجات پا جانا (کرامت):۔ صوفی صاحب کے بارے میں ایک اور واقعہ سنیے! یہ

قیام پاکستان سے قبل کا واقعہ ہے جو پروفیسر ڈاکٹر محمد اسماعیل عقیل گورایہ نے جناب محمد یاسین شاد کو بتایا اور انہوں نے مجھے لکھ بھیجا......
واقعہ یہ ہے کہ ضلع قصور کے موضع گہلن ہٹھاڑ کا رہنے والا ایک شخص صوفی صاحب رحمہ اللہ کے پاس آیا اور کہا کہ اس کے متعلقین میں سے ایک شخص قتل کے مقدمے میں گرفتار ہے، آپ اس کیلئے دعا کیجئے کہ وہ بری ہو جائے۔ مصیبت کے وقت ہر شخص کسی نیک آدمی کے پاس جاتا ہے اور مصیبت سے نجات کیلئے اس سے دعا کی درخواست کرتا ہے، وہ شخص بھی آیا اور اس نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے دعا کی درخواست کی اور پڑھنے کیلئے وظیفہ پوچھا۔

صوفی صاحب رحمہ اللہ نے اس سے کہا کہ تمہارا جو شخص جیل میں بند ہے، وہ نمازِ عشاء کے بعد اسم اعظم کا وظیفہ پڑھے اور دل لگا کر پڑھتا جائے۔ وظیفے کے دوران جب وہ محسوس کرے کہ اس کے جسم میں آگ سے جلنے کی سی کیفیت پیدا ہو گئی ہے تو کھڑا ہو جائے اور ڈیوڑھی کی طرف چلنے کی کوشش کرے، اس کی تمام مشکلیں ختم ہو جائیں گی۔ چنانچہ اس نے حسب ہدایت وظیفہ پڑھنا شروع کر دیا۔ مصیبت کے وقت ہر شخص کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے۔ جب وظیفے کے دوران اس پر وہ کیفیت طاری ہوئی جو صوفی صاحب رحمہ اللہ نے بتائی تھی تو وہ اُٹھ کر کھڑا ہو گیا اور ڈیوڑھی کی طرف منہ کر کے چلنے کیلئے کوشاں ہوا۔ اس کے بعد اللہ نے اس کی برأت کا سامان پیدا فرما دیا۔ اس شخص نے ۱۹۶۰ء میں وفات پائی۔ اب سوال یہ ہے کہ اسم اعظم کیا ہے؟

وہ ہے: ''لا اله الا انت سبحانك انی كنت من الظالمین۔'' (الٰہی! تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، بے شک میں ہی ظالم ہوں)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں یہ دعا کی تھی۔

''جو مسلمان کسی حاجت کے وقت اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماتا ہے اور اس کی حاجت پوری کر دیتا ہے۔'' (مشکوٰۃ باب اسماء اللہ تعالیٰ، فصل ثانی) (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۸۹-۳۹۰)

جنت الفردوس کی سیر اور خواب میں غیبی رہنمائی (کرامت):۔ اب صوفی صاحب رحمہ اللہ کا ایک خواب سنیے جو ڈاکٹر محمد اسماعیل گورایہ کی روایت سے محمد یاسین شاد بیان کرتے ہیں۔ جس وقت ماموں کانجن میں جامعہ تعلیم الاسلام کی تعمیر کا آغاز ہوا، صوفی صاحب رحمہ اللہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت الفردوس میں سیر کر رہے ہیں اور انہیں وہاں حور و غلمان نظر آ رہے ہیں...... یہ خواب بیان کر کے انہوں نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے فردوس کا حصہ دکھایا ہے، لہٰذا جامعہ تعلیم الاسلام کے نام کے ساتھ ''الفردوس'' کا لفظ آنا چاہیے۔ چنانچہ ریلوے لائن کی طرف جامعہ کی جو عمارت بنائی گئی، اس پر جلی حروف میں ''الفردوس'' لکھا گیا۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۹۰)

دعا، وظیفہ اور تعویذ سے علاج کرنا:۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں لوگ بہت سے معاملات میں دعا کی غرض سے آتے تھے۔ کوئی کاروبار کیلئے دعا کراتا تھا، کوئی اولاد کیلئے، کوئی رفع مرض کیلئے، کسی کی بھینس دودھ نہیں دیتی تھی، کوئی زمین کی پیداوار میں اضافے کی دعا کراتا تھا، کوئی امتحان میں کامیابی کا خواہاں ہوتا تھا۔ کوئی اس لیے آتا تھا کہ اس کی اولاد نیک اور اطاعت شعار ہو۔ کوئی کسی مصیبت سے نجات پانے کی غرض سے دعا کا خواستگار رہتا تھا۔ صوفی صاحب کسی کیلئے دعا کرتے، کسی کو تعویذ دیتے، کسی کو دم کرتے، کسی کو پڑھنے کیلئے کوئی وظیفہ بتاتے، کسی کو نصیحت فرماتے اور اعمال نیک کی تلقین کرتے، کسی کو تہجد پڑھنے کا حکم دیتے، کسی کو تلاوتِ قرآن کی تاکید کرتے، کسی کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا وعظ سناتے، کسی کے سامنے اپنے ہاتھ سے کما کر کھانے کی فضیلت بیان فرماتے، کسی کو والدین کی اطاعت کا درس دیتے۔ وہ ہر آنے والے کی بات سنتے اور اس کے ذہن کا اندازہ کر کے مناسب الفاظ میں اس سے بات کرتے۔ دعا کرانے والا، تعویذ لینے والا اور دم کرانے والا نہایت خوش ہوتا اور سمجھ لیتا کہ اس کے من کی مراد پوری ہو گئی اور اللہ نے دعا قبول فرمالی۔

اللہ نے جہاں ان کو صالحیت اور اعمال خیر کی دولت عطا فرمائی تھی اور ان کی دعا کو شرف قبولیت بخشا جاتا تھا، وہاں انہیں مردم شناسی کی نعمت سے بھی نوازا تھا۔

انہوں نے بڑی دنیا دیکھی تھی، مختلف ذہنوں کے لوگوں سے ان کے روابط رہے تھے اور وہ معاملات کو خوب سمجھتے تھے۔
(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۹۰-۳۹۱)

غریب اور پریشان حال پر مالی آسودگی:۔ ہمارے مستند عالم دین دوست مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ضلع سرگودھا کے کسی گاؤں سے ایک شخص آیا۔ اس نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے اپنی غربت اور پریشانی کا ذکر کیا۔ یہ عشاء کے بعد کا وقت تھا۔ حسب عادت صوفی صاحب رحمہ اللہ نے دعا شروع کی اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا: خدایا تیرے ہاں نہ دنیا کی کمی ہے اور نہ کوئی حیثیت ہے...... نہ کوئی قیمت۔ یہ لوگ دنیا دار ہیں، دنیا مانگتے ہیں تو ان کو دنیا دے دے...... تو ان کو دنیا دے...... تو ان کو دنیا دے دے...... دیر تک یہی الفاظ کہتے رہے۔ خدا سے دعا کا یہ انداز سفارش کیسا تھا، وہ خدا سے اس کیلئے سفارش کر رہے تھے کہ تیرے پاس کسی چیز کی کمی نہیں، جو یہ مانگتا ہے تو اسے دے دے...... دس بارہ دن کے بعد وہ شخص آیا اور دعا کی قبولیت کی بشارت سنائی۔ کہا چند ہی روز میں میری حالت بدل گئی اور اللہ تعالیٰ نے مالی آسودگی سے ہمکنار فرما دیا۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۹۱)

خدا سے لڑ کر بات منوا لینا:۔ انہی مولانا عبدالرشید ہزاروی کی روایت سے ایک اور واقعہ سنیے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نظام آباد (ضلع گوجراں والا) کی مسجد اہلحدیث میں نمازِ جمعہ کے بعد مولانا احمد الدین گکھڑوی سے ملاقات ہوئی۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے متعلق گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا تو مولانا احمد الدین گکھڑوی نے فرمایا، صوفی عبداللہ رحمہ اللہ تو خدا سے لڑ کر بات منوا لیتا ہے، اس نے اللہ تعالیٰ سے اتنا تعلق پیدا کر لیا ہے وہ جو کچھ اس سے مانگتا ہے وہ عنایت فرما دیتا ہے۔

مولانا عبدالرشید ہزاروی نے مولانا احمد الدین گکھڑوی سے اس کی تفصیل بتانے کو کہا تو انہوں نے فرمایا کہ صوفی صاحب ایک دفعہ اتنے بیمار ہوئے کہ چلنا پھرنا مشکل ہو گیا۔ پورا ایک مہینہ یہی حالت رہی۔ ایک دن مدرسے کا خزانچی آیا اور اس نے کہا کہ مدرسین کی تنخواہوں کیلئے رقم نہیں ہے۔ فرمایا آپ قرض حسنہ کے طور پر کچھ روپے دے دیں۔ اس نے انکار کر دیا، کہا آپ بسترِ مرض پر پڑے ہیں، اگر آپ وفات پا گئے تو میں رقم کس سے لوں گا؟

خزانچی کا یہ صاف جواب سن کر صوفی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: اچھا، جس کا کام ہے، اسی پر چھوڑ دو، وہ خود ہی انتظام کر دے گا۔

یہ کہہ کر پانی منگوایا، وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور ہاتھ اٹھا کر اللہ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر مسنون دعائیں پڑھیں۔ بعد ازاں خدا کے حضور عرض کیا: خدایا! میں ایک مہینے سے بیمار پڑا ہوں، تندرست ہوتا تو علماء وطلباء کے خرچ کیلئے کچھ انتظام کرتا۔ اب تو نے مجھے بیمار کر دیا۔ میرا کیا نقصان ہے، تیرے ہی دین کا نقصان ہے۔ تیرے سوا میرا ساتھی بھی کوئی نہیں۔ خزانچی کا جواب تو نے سن لیا۔ اب تو ہی انتظام فرما...... کافی دیر اسی طرح دعا کرتے رہے۔

دعا ختم ہوئی تو کچھ دیر بعد بخار اتر گیا۔ شام کو ضلع شیخوپورہ کے قصبہ نبی پور پیراں سے پیر سیّد عبداللہ شاہ مرحوم عیادت کیلئے آئے۔ حالات دریافت کیے تو صوفی صاحب نے وہ بات سنائی جو خزانچی نے کہی تھی۔

پیر عبداللہ شاہ نے ماہانہ خرچ کا اندازہ پوچھا تو فوری طور پر جتنی رقم کی ضرورت تھی، وہ بتائی۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے کہا آپ کی تو صحت اچھی نہیں ہے، کسی بااعتماد آدمی کو میرے ساتھ بھیج دیجئے، میں رقم اسے دے دوں گا۔

صوفی صاحب رحمہ اللہ نے ان کے ساتھ کسی آدمی کو بھیج دیا، انہوں نے اس کے ہاتھ مطلوبہ رقم بھیج دی۔ اور فوری طور پر اتنی ہی رقم کی ضرورت تھی۔ مولانا احمد الدین گکھڑوی نے یہ واقعہ بیان کر کے مولانا عبدالرشید سے کہا: دیکھا آپ نے اس صوفی رحمہ اللہ نے خدا کو کس طرح منایا۔

مولانا عبدالرشید ہزاروی کا ذکر گزشتہ صفحات میں متعدد مقامات پر آ چکا ہے۔ وہ میرے مخلص دوستوں میں سے ہیں۔ وہ صوفی

صاحب رحمہ اللہ کے بہت قریب رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے مولانا احمد الدین گکھڑوی کا بیان کردہ یہ واقعہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کو سنایا تو انہوں نے اس کی تصدیق فرمائی یعنی صوفی صاحب رحمہ اللہ نے پریشانی کی حالت میں دعا کی تھی اور پیر عبداللہ شاہ مرحوم تشریف لائے تھے اور انہوں نے وہ رقم بھجوائی تھی، جس کی انہیں فوری ضرورت تھی۔ یہ کوئی بہت قدیم دور کی باتیں نہیں ہیں۔ چند سال پیشتر کے واقعات ہیں:

صوفی صاحب رحمہ اللہ کی قبولیت دعا کے ان واقعات کے گواہ اب بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ اوڈاں والا کے لوگ، اس کے قرب و جوار کے باشندے وہاں کے دارالعلوم کے پرانے اور موجودہ اساتذہ وطلباء، دارالعلوم کی انجمن کے ارکان، اس نواح کے زمیندار اور تاجر پیشہ لوگ۔ سب ان کی قبولیت دعا کے عینی شاہد ہیں اور بتاتے ہیں کہ لوگ دور دراز سے بھی آتے تھے اور قرب و جوار سے بھی حاضر ہوتے تھے۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ سے اپنی تکلیفیں اور ضرورتیں بیان کرتے، دعا کراتے اور اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتا۔

(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۹۲-۳۹۳)

لاڈلے ولی کا دعا میں عجیب انداز (کرامت):۔ ان کی دعا کا عجیب انداز تھا۔ ایک شخص نے اولاد کیلئے دعا کی درخواست کی تو ان الفاظ میں دعا فرمائی: یا اللہ! تو کتوں بلیوں کو بھی اولاد دے رہا ہے، اس بے چارے کو بھی دے دے، یہ تو انسان ہے، ممکن ہے اسکی اولاد سے کوئی شخص تیرے دین کا خادم ہو جائے۔ اللہ نے اس کو اولاد عطا فرما دی۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۹۳-۳۹۴)

لاڈلی دعا پر ضرورت پوری ہو جانا:۔ مولانا ولی اللہ بتاتے ہیں کہ اوڈاں والا کی مسجد زیر تعمیر تھی کہ ایک دن دوپہر کے وقت صوفی صاحب رحمہ اللہ آلتی پالتی مارے تنہا مسجد میں قبلہ رخ بیٹھے تھے۔ اچانک دونوں ہاتھ زور سے زمین پر مارے اور قدرے اونچی آواز سے بہ صورت سوال کہا اب یہ خرچ کیسے پورا ہوگا؟ تھوڑی دیر کے بعد کسی گاؤں سے ایک خاتون آئی اور اس نے کچھ رقم صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کی۔ یہ رقم انہوں نے گنی تو پانچ ہزار روپے تھے۔ خاتون رقم دے کر چلی گئی۔ صوفی صاحب نے روپے غصے سے اپنے سامنے کی طرف پھینکتے ہوئے کہا: میں نے اتنے پیسے مانگے تھے؟ ضرورت آج دس ہزار روپے کی ہے اور دیئے پانچ ہزار ہیں، باقی میں کہاں سے پورے کروں؟

اس وقت کوئی شخص ان کے پاس نہ تھا، اساتذہ اور طلباء کچھ فاصلے پر بیٹھے تھے اور ان کی بات سن رہے تھے۔ کچھ پتا نہیں چلتا تھا کہ مخاطب کون ہے اور کس سے یہ باتیں کہی جا رہی ہیں۔

تقریباً ایک گھنٹے کے بعد ایک شخص آیا اور اس نے چھ ہزار روپے پیش خدمت کیے۔ اب صوفی صاحب رحمہ اللہ نے وہ پانچ ہزار بھی اٹھا لیے جو غصے سے پھینک دیئے تھے۔

وہ اتنی رقم دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ تعمیر مسجد کی آمدنی اور خرچ کا حساب دارالعلوم کے مدرس مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی کے پاس تھا۔ انہیں بلایا اور فرمایا یہ لو گیارہ ہزار روپے، جس کو جو کچھ دینا ہے، آج شام تک دے دو، کسی کا کوئی پیسہ ہمارے ذمے نہیں رہنا چاہئے۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۹۴-۳۹۵)

بے اولاد عورت پر دم کا اثر (کرامت):۔ ایک اور واقعہ مولانا ولی اللہ منصور پوری نے بیان کیا، وہ بھی عجیب واقعہ ہے۔ ایک مرد اور عورت صوفی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے نہایت لجاجت سے عرض کیا کہ ہم اولاد سے محروم ہیں۔

فرمایا: تو پھر میں کیا کروں، میں خود اولاد سے محروم ہوں...... میاں بیوی خاموش بیٹھے رہے، کوئی بات نہیں کی۔

تھوڑی دیر بعد کچھ پڑھ کر عورت کی طرف منہ کیا اور فرمایا منہ کھول...... اس نے منہ کھولا تو منہ میں پھونک ماری جس میں تھوک کی آمیزش بھی تھی۔ فرمایا: اب جاؤ۔ ٹھیک ایک سال بعد وہی مرد اور عورت آئے۔ عورت کی گود میں لڑکا تھا اور مرد ایک کٹے کے گلے میں رسا

ڈالے اسے کھینچتا چلا آ رہا تھا۔ دونوں صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کٹا طلباء کے کھانے کیلئے پیش کیا اور لڑکے کیلئے دعا کرائی۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۹۵)

اژدھے سے نجات (کرامت):۔ مولانا ولی اللہ منصور پوری بیان کرتے ہیں کہ ایک دن صوفی صاحب رحمہ اللہ نے بتایا کہ جس زمانے میں وہ چمرکنڈ میں جماعت مجاہدین سے منسلک تھے، ان کا گزر ایک پہاڑ پر سے ہوا، دیکھا کہ بہت بڑا اژدھا سامنے بیٹھا ہے۔ سوچا کہ اس سے نہ بھاگا جا سکتا ہے اور نہ جان بچائی جا سکتی ہے، اس نے بہر حال مار دینا ہے۔ چنانچہ آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا شروع کر دی کہ موت نماز کی حالت میں آئے۔ دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیرا تو اژدھا وہاں سے جا چکا تھا۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۹۵)

سلام علی نوح کا مجرب وظیفہ (کرامت):۔ اسی قسم کا ایک واقعہ مولانا غلام رسول مہر نے ایک مضمون میں بیان کیا ہے جو انہوں نے صوفی صاحب رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ہفت روزہ ''الاسلام'' لاہور میں ''سرگزشت مجاہدین کا ایک ورق'' کے عنوان سے لکھا تھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ صوفی صاحب رحمہ اللہ اکیلے جا رہے تھے کہ ایک پہاڑ کی چوٹی پر رات کے وقت ایک بہت بڑا سانپ ملا۔ انہوں نے ''سلام علی نوح فی العالمین'' کا ورد شروع کر دیا۔ خدا نے اس بلا کو ٹالا تو وہ آگے بڑھے، پھر ایک گاؤں سے گھوڑا لے کر منزل مقصود پر پہنچے۔

صوفی صاحب رحمہ اللہ زیادہ تر سفر میں رہتے تھے اور انہیں خطرناک اور پُر پیچ راستوں میں سے گزرنا پڑتا تھا۔ معلوم نہیں کتنی دفعہ انہیں سانپ ملے ہوں گے، کتنی دفعہ خون خوار درندوں سے واسطہ پڑا ہو گا اور کتنی دفعہ ان سے محفوظ رہنے کیلئے دعائیں کی ہوں گی۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۹۵-۳۹۶)

حج کے بعد انتقال کی تقدیر پڑھ لینا (کرامت):۔ مولانا ولی اللہ منصور پوری کہتے ہیں کہ وہ اوڈاں والا سے فارغ التحصیل ہوئے تو انہیں ننکانہ صاحب کی مسجد اہلحدیث میں خطیب مقرر کر لیا گیا۔ ایک دفعہ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے ان سے کہا تم تحصیل سمندری کے چک نمبر ۴۸۵ گ ب میں آ جاؤ اور وہاں خطابت اور امامت کے فرائض انجام دو۔ چنانچہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے حکم سے وہ چک نمبر ۴۸۵ گ ب چلے گئے۔ صوفی صاحب کا وہاں آنا جانا رہتا تھا۔ ایک دن انہوں نے صوفی صاحب سے عرض کیا آپ حج کرآئیں۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ خاموش رہے۔ اس کے بعد جب بھی ان کی صوفی صاحب رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی، ان سے حج کیلئے عرض کیا۔

ایک دن صوفی صاحب نے زور سے ان کے کندھے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: بے خبر ولی اللہ! حج کے بعد کام پورا ہو جائے گا۔

وہ اس وقت تو ان کی بات نہ سمجھ سکے، لیکن جب ۱۹۷۵ء میں صوفی صاحب حج کر کے آئے اور پھر تھوڑے عرصے بعد وفات پا گئے تو بات سمجھ میں آئی کہ ان کا مطلب یہ تھا کہ حج کے بعد زندگی کا معاملہ ختم ہو جائے گا۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۹۶)

فوراً دگنی غیبی مدد (کرامت):۔ انہی مولانا ولی اللہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کو ہمارے گاؤں کے ایک تبلیغی جلسے میں شرکت کی دعوت دی گئی اور ایک اجلاس کی صدارت کیلئے بھی عرض کیا گیا۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے صدارت فرمائی اور مختصر سی تقریر کی۔ دو سو روپے جلسے کیلئے چندہ دیا۔ اس زمانے میں دو سو روپے بہت رقم تھی۔ جلسے میں جن علمائے کرام کو بلایا جاتا ہے، وہ اپنی گرہ سے کچھ نہیں دیتے، بلکہ ان کی خدمت میں کچھ پیش کیا جاتا ہے۔ سرکاری طور پر بھی جن لوگوں کو کسی میٹنگ وغیرہ میں دعوتِ شرکت دی جاتی ہے، انہیں کرایہ اور خرچ پیش کیا جاتا ہے لیکن صوفی صاحب رحمہ اللہ نے اپنی گرہ سے دو سو روپے دیئے۔

مولانا ولی اللہ بتاتے ہیں کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ دو سو روپے دے کر وہاں سے اٹھے اور اپنی قیام گاہ کی طرف روانہ ہوئے، پیچھے سے ایک شخص بھاگتا ہوا صوفی صاحب رحمہ اللہ کی طرف آیا، سلام عرض کیا اور کہا میں اسی لیے یہاں آیا ہوں کہ آپ تشریف لائیں گے۔ یہ کہہ کر اس نے چار سو روپے صوفی صاحب کی خدمت میں پیش کیے۔

ابھی دوسو روپے دیئے دس منٹ بھی نہیں ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے دوگنا زیادہ یعنی چار سو روپے کا انتظام فرما دیا۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۹۷)

دعا کی بدولت موذی مرض سے شفا پا جانا:۔ فیصل آباد سے میرے دوست محمد رمضان یوسف سلفی بتاتے ہیں کہ ان کے ایک بزرگ دوست حافظ ثناء اللہ طویل عرصے تک کوٹ ادو میں واپڈا کے محکمے میں ملازم رہے۔ تقریباً پینتیس سال قبل انہیں ایک ایسی بیماری لاحق ہوئی، جس سے وہ بے حد پریشان ہوئے۔ ایک مرتبہ صوفی صاحب رحمہ اللہ نثار کالونی (فیصل آباد) کی جامع مسجد اہلحدیث میں تشریف لائے تو حافظ ثناء اللہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیماری کی کیفیت بتا کر ان سے دعائے صحت کی درخواست کی۔ حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ نے اسی وقت دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور نہایت عاجزی سے ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے صحت و عافیت کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرما دی اور ان کی سب تکلیفیں رفع ہوگئیں۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۹۷-۳۹۸)

بے اولاد کو باصلاحیت بیٹے کی بشارت:۔ مولانا محمد صادق خلیل کا ذکر گزشتہ صفحات میں ایک سے زیادہ مرتب ہو چکا ہے۔ ان کا شمار پاکستان کے مشہور مصنفین و مترجمین میں ہوتا ہے۔ انہوں نے ''اصدق البیان'' کے نام سے قرآن مجید کی تفسیر لکھی ہے۔ وہ دراصل اوڈاں والا ہی کے رہنے والے تھے۔ وہیں انہوں نے تعلیم حاصل کی اور کئی سال وہاں پڑھاتے رہے۔ بہت عرصے سے فیصل آباد میں مقیم تھے اور تصنیفی خدمات انجام دیتے تھے۔ ان کے والد کا نام مولوی احمد الدین تھا، وہ صوفی صاحب رحمہ اللہ سے باقاعدہ بیعت تھے اور اس وقت نرینہ اولاد سے محروم تھے۔ انہوں نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے بیٹے کیلئے دعا کی درخواست کی۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے دعا کی اور فرمایا تمہارے ہاں بیٹا پیدا ہوگا اور علم حاصل کرے گا، لوگ اس کے علم سے استفادہ کریں گے۔ مولانا محمد صادق کئی سال ماں کے پیٹ میں رہے۔ حمل و ولادت کی اصطلاح میں اس صورت حال کو ''پت لگ جانا'' کہا جاتا ہے۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ کی دعا کے کچھ عرصے بعد وہ پیدا ہوئے اور علم حاصل کیا۔ شائقین علم نے ان کی تدریس سے بھی بے حد فائدہ اٹھایا اور تصنیف و ترجمے سے بھی خوب استفادہ کیا۔ اور کر رہے ہیں۔ (مولانا محمد صادق رحمہ اللہ کے مفصل حالات کیلئے ملاحظہ ہو راقم کی کتاب ''قافلہ حدیث'' شائع کردہ مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار، لاہور۔ ان کی وفات ۶ فروری ۲۰۰۴ء کو فیصل آباد میں ہوئی)۔

شیخ محمد سعید الفت لائل پوری پنجابی کے مشہور عوامی شاعر تھے۔ ان کا مجموعہ کلام دو جلدوں پر مشتمل ہے جو ''گل دستۂ الفت'' کے نام سے نعمانی کتب خانہ، اردو بازار لاہور نے خوب صورت طریقے سے شائع کیا ہے۔ اس کے مختلف حصوں پر مولانا غلام رسول مہر، مولانا عبدالمجید سالک، ملک نصر اللہ خاں عزیز، مولانا مجاہد الحسینی اور پروفیسر غلام احمد حریری ایسے متعدد ماہرین نظم و نثر حضرات نے مقدمات تحریر کیے ہیں، جن میں الفت کی شاعری کی تحسین کی گئی ہے اور بے شک ان کی شاعری لائق تحسین ہے۔

''گل دستۂ الفت'' کی دوسری جلد کے بہرہ ''چھلاں'' میں سعید الفت کی طویل نظم ''صوفی عبداللہ رحمہ اللہ'' اس وقت میرے سامنے ہے۔ اس میں انہوں نے صوفی صاحب رحمہ اللہ کی کرامتیں بھی ذکر کی ہیں اور قبولیت دعا کے چند واقعات بھی بیان کیے ہیں۔ نمبروں کی ترتیب سے یہ واقعات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۹۸-۳۹۹)

شیر کا احترام میں راستہ چھوڑ جانا (کرامت):۔ جس زمانے میں صوفی صاحب رحمہ اللہ چمرکنڈ کے مرکزِ مجاہدین سے وابستہ تھے اور فراہمیٔ زر کے سلسلے میں برصغیر کے مختلف علاقوں میں ان کی آمد و رفت رہتی تھی، اس زمانے میں بسا اوقات انہیں نہایت خطرناک علاقوں سے بھی گزرنا پڑتا تھا۔ ایک دفعہ ایک جنگل سے گزر رہے تھے کہ دیکھا سامنے شیر بیٹھا ہے اور شیر نے ان کو دیکھ لیا ہے۔ یہ بے حد پریشان کن لمحہ تھا، اگر سیدھے جاتے ہیں، جب بھی شیر کے حملے کا خطرہ ہے، اگر دوسری طرف قدم بڑھاتے ہیں تو بھی خطرہ موجود ہے۔ اس کے متعلق سعید الفت مرحوم کے چند شعر ملاحظہ ہوں۔

خیال آیا رستہ جے بدلیا جاوے — میرے پچھے شیر اُٹھ کے نہ آجاوے
ایہہ گل سوچ کے آکھدے نیں اوشیرا — مینوں دیر ہوندی اے راہ چھڈ میرا
صوفی صاحب دے بس آکھن دی دیر اے — کسے پاسے تو اُٹھ کے جاندا رہیا شیر اے

یعنی شیر سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں، مجھے جلدا پنے ٹھکانے پر پہنچنا ہے، تیری وجہ سے دیر ہو رہی ہے، تم مجھے راستہ دو تا کہ میں اپنا سفر جاری رکھوں۔ جوں ہی یہ الفاظ صوفی صاحب رحمہ اللہ کی زبان سے نکلے، شیر اُٹھ کر کہیں چلا گیا اور وہ آگے نکل گئے۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۳۹۹-۴۰۰)

جنات کو تنبیہ:۔ ایک مرتبہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کسی سفر سے واپس آئے تو پتا چلا کہ جامعہ کے ایک طالب علم کو دورے پڑ رہے ہیں اور وہ سخت تکلیف میں ہے۔ دیکھا تو معلوم ہوا کہ اسے ''جن'' کی شکایت ہے۔ نہ اسے دم کیا، نہ کچھ پڑھا پڑھایا۔ سیدھے سادے الفاظ میں جنوں کو مخاطب کر کے فرمایا: یہ تمہارے لیے بہت بُری بات ہے، تم بغیر کسی وجہ کے اس طالب علم کو تنگ کر رہے ہو۔ تمہارے نام کیا ہیں؟

جواب دیا: ہم دو جن ہیں۔ اپنے نام بھی بتائے۔ فرمایا: فوراً یہاں سے چلے جاؤ، آئندہ ادھر کا رخ نہ کرنا۔

صوفی صاحب کے یہ الفاظ سن کر وہ اسی وقت وہاں سے چلے گئے اور طالب علم اچھا بھلا ہو گیا۔ سعید الفت کہتے ہیں:

ولی اللہ نے جدا تیراں کہیا — اوہ درویش اُٹھ کے فوراً بہہ گیا
طالب علم چنگا بھلا ہو گیا سی — ساری عمر مڑ کے نہ دورہ پیا سی

(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۴۰۰)

سخت ضرورت میں فوراً پچیس ہزار مل جانا (کرامت):۔ ایک مرتبہ جامعہ کے اساتذہ کی تنخواہوں اور دیگر اخراجات کیلئے فوری طور پر پچیس ہزار روپے کی ضرورت تھی۔ لیکن خزانہ بالکل خالی تھا۔ سخت پریشانی لاحق ہوئی، اسی پریشانی کے عالم میں صوفی صاحب رحمہ اللہ نے چادر کندھوں پر ڈالی اور جامعہ کی چار دیواری سے باہر نکل گئے۔ باہر جا کر پنجابی میں دعا کی یا اللہ! اب کیا کیا جائے۔ میں بوڑھا آدمی ہوں اور سخت پریشانی میں ہوں، تیرے دین کا کام کر رہا ہوں، اس کام میں تو مدد کرے گا تو بات بنے گی میں اکیلا تو کچھ نہیں کر سکتا۔ اب پچیس ہزار روپے کا تو ہی انتظام کرنے والا ہے۔ جامعہ کے خزانچی یا تعمیرات وغیرہ کے ناظم مولانا عبدالرشید ہزاروی کی زبانی سعید الفت بیان کرتے ہیں کہ ناگہاں ایک شخص آیا اور ٹھیک پچیس ہزار روپے صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کر کے چلا گیا......

اس ضمن میں سعید الفت کے شعر سنیے۔ وہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کی دعا کے الفاظ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ٹھنڈے ٹھنڈے ہو کے ای بھر دے پئے سن — بابا جی ایہہ گلاں ای کر دے پئے سن
کہ اینے چ بندہ باہروں اک آیا — سلام آکے صوفی صاحب نوں سنایا
بہت دور توں کہندا چل کے ہاں آیا — ایہہ پنجی ہزار ہاں لیایا
ہتھاں نال اپنے ہن گن گتر لو — کرو مہربانی تے منظور کر لو

یعنی پچیس ہزار روپے اس نے صوفی صاحب رحمہ اللہ کو دیئے اور کہا میں بہت دور سے صرف اسی کام کیلئے آیا ہوں۔ آپ رقم گن لیں اور مہربانی کر کے اسے قبول فرمائیں۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۴۰۰-۴۰۱)

وظیفہ سے بند تالا کھل جانا:۔ ایک دفعہ جامعہ کے طلباء کیلئے کہیں سے گندم کا ٹرک آیا۔ رات کا وقت تھا اور اندر سے جامعہ کے بڑے دروازے کو تالا لگایا گیا تھا۔ ٹرک باہر کھڑا تھا لیکن تالے کی چابی نہیں مل رہی تھی۔ کچھ پتا نہیں چل رہا تھا کہ چابی کس نے کہاں رکھ

دی۔صوفی صاحب رحمہ اللہ نے ایک لڑکے سے کہا، گھبرانے کی ضرورت نہیں، تم بسم اللہ پڑھ کر تالے کو ہاتھ لگاؤ تالا کھل جائے گا، چنانچہ وہ لڑکا گیا، اس نے بسم اللہ پڑھ کر تالے کو ہاتھ لگایا اور تالا واقعی کھل گیا۔

ٹرک اندر آیا اور گندم اتار لی گئی۔سعید الفت کہتے ہیں:

بابا جی نے لڑکے نوں کہیا کہ جاتوں — تے بسم اللہ پڑھ کے ذرا ہتھ لاتوں
تے فرمایا جے اوہ اللہ پاک چاہسی — تیرے ہتھ لایاں، جندرا کھل جا سی
اوہنے پڑھ کے بسم اللہ جاں ہتھ لایا — اوسے ویلے کہندے نے، جندرا کھل آیا

(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۴۰۱-۴۰۲)

بڑھتے مرض میں دم سے شفایابی:۔ سعید الفت صاحب شعر کی زبان میں مولوی محمد یوسف کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ان کی ٹانگ میں شدید درد ہونے لگا، بڑے علاج کرائے اور ڈاکٹروں اور حکیموں سے بہت دوائیں لیں۔نیک لوگوں سے دم بھی کرائے لیکن نہ صرف یہ کہ افاقہ نہیں ہوا بلکہ ہر علاج درد کی شدت میں اضافے کا باعث ہوا۔آخر ان کے والد حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں گئے اور انہیں اپنے ساتھ لے کر آئے۔انہوں نے دو تین دفعہ دم کیا، اور درد ختم ہو گیا۔اس کا نام ونشان تک باقی نہ رہا۔

سعید الفت مولوی یوسف کی زبانی لکھتے ہیں:

آخر ابا جی ماموں کانجن سدھائے — صوفی صاحب نوں نال اپنے لے آئے
اوہناں دم کیتا جاں دو تن واری — کسے پاسے نوں درد جاندی رہی ساری
نشان تک اوہدا نہ رہ گیا کوئی — اوہ مڑ کے درد مینوں نہیں ہوئی

آخر میں سعید الفت صوفی صاحب رحمہ اللہ کے بارے میں کہتے ہیں:

بہت ای بڑے باکرامت ولی سن — توحید و سنت دی مہکدی کلی سن
خدا پاک اوہناں دے درجے ودھاوے — قبر اُتے رحمت دی بارش ورھاوے

(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۴۰۲-۴۰۳)

کشف سے گمشدہ بیل کی نشاندہی (کرامت):۔ ضلع فیصل آباد کی تحصیل سمندری میں ایک گاؤں کا نام چک ۴۷۹ گ ب ہے۔وہاں میرے ایک دوست جناب خلیل اثری رہتے ہیں۔ان کے علاوہ بھی اس گاؤں میں کئی دوست قیام فرما ہیں۔خلیل اثری نے بتایا کہ تقسیم ملک سے قبل وہاں کے ایک شخص کے چار پانچ بیل چوری ہو گئے۔کچے راستے تھے۔کھوجی کی خدمات حاصل کی گئیں تو بیلوں اور چوروں کے نشانِ قدم اوڈاں والا سے تین چار میل کے قریب پہنچ گئے۔کھوجی کے ساتھ گاؤں کے کئی آدمی تھے۔وہ سب ایک جگہ پر بیٹھ گئے اور ان میں سے ایک شخص ان کیلئے کھانا لانے کیلئے چودھری عبدالعزیز کے گھر اوڈاں والا چلا گیا۔کھانا تیار ہونے میں ابھی دیر تھی، اس نے سوچا صوفی صاحب رحمہ اللہ سے مل لیا جائے۔وہ مسجد میں صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اس وقت سات آٹھ آدمی وہاں بیٹھے تھے۔صوفی صاحب رحمہ اللہ نے اس سے پوچھا کہاں سے آئے؟ اس نے واقعہ بیان کیا تو صوفی صاحب مسجد کے اندر چلے گئے۔دس بارہ منٹ کے بعد باہر آئے تو فرمایا تمہارے بیل فلاں جگہ ''ڈھاری'' میں بیٹھے ہیں۔وہاں پہنچنے کا ذریعہ بھی بتایا اور اس مقام کی نشاندہی فرمائی۔

یہ لوگ وہاں پہنچے تو واقعی بیل وہاں بیٹھے تھے اور ان کے پاس کوئی شخص نہ تھا۔انہوں نے بیلوں کو وہاں سے ہانکا اور گھر لے آئے۔اسے صوفی صاحب رحمہ اللہ کا کشف قرار دیجئے یا کرامت، بات بہر حال ان کی صحیح ثابت ہوئی۔(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۴۰۳-۴۰۴)

تلی کے درد میں مجرب تعویذ:۔ مولانا مفتی عبیداللہ خاں عفیف گزشتہ کئی سال سے جامعہ قدس اہلحدیث (لاہور) کی مسندِ تدریس پر فائز ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۵۵ء میں ان کے والد مولانا محمد حسین خان تلی کے شدید درد میں مبتلا ہوگئے۔ علاج کرایا، لیکن افاقہ نہ ہوا۔ دم اور دعا کیلئے وہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے پاس گئے۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ اس وقت کسی کیلئے تعویذ لکھ رہے تھے۔ انہوں نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے اپنی تکلیف کا ذکر کیا تو صوفی صاحب رحمہ اللہ نے ایک کاغذ پکڑا، اس کے وسط میں گول دائرہ بنایا۔ اس دائرے میں ایک نشان لگایا اور لکھا ''تلی کا درد ختم ہو جائے'' مولانا محمد حسین خاں سے فرمایا، یہ کاغذ تلی پر باندھ لیں...... انہوں نے کاغذ تلے پر باندھ لیا اور تلی کا درد ختم ہو گیا۔ یہ ۱۹۵۵ء کی بات ہے۔ مفتی عبیداللہ خاں عفیف بتاتے ہیں کہ ان کے والد مولانا محمد حسین خاں کی وفات ۲۴۔ اپریل ۱۹۹۲ء کو ہوئی۔ یہ تقریباً سینتیس سال کا عرصہ بنتا ہے، اس اثناء میں اللہ تعالیٰ نے ان کو اس درد سے بالکل محفوظ رکھا۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۴۰۴)

صوفی صاحب رحمہ اللہ کا انداز دعا:۔ بے شک صوفی صاحب رحمہ اللہ مستجاب الدعوات تھے۔ وہ جب دعا کرتے تھے تو ایسے معلوم ہوتا تھا کہ جو کچھ اللہ سے مانگ رہے ہیں، لے کر ہی رہیں گے اور لازماً اپنی بات اللہ سے منوالیں گے۔ کتنے ہی بے اولاد دعا کیلئے ان کے پاس آئے، اللہ نے دعا قبول فرمائی اور انہیں اولاد کی نعمت حاصل ہوئی۔ کتنے ہی غربت کے مارے ہوئے پریشان حال لوگ آئے، دعا کرائی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی غربت دور فرمادی اور وہ آسودہ حال ہوگئے۔ پیچیدہ مقامات میں الجھے ہوئے لوگ آئے، دعا کرائی اور بری ہوئے۔ دعا کرانے والے دور دور سے آتے تھے، ایک ایک دن میں صوفی صاحب رحمہ اللہ کئی کئی بار دعا کرتے۔ دعا کرانے والا مطمئن ہو جاتا تھا اور یقین کر لیتا تھا کہ دعا قبول ہوگئی۔

ان کی دعا کا بھی عجیب انداز تھا۔ اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھاتے اور دعا کرتے ہوئے تیزی کے ساتھ ہاتھ پر ہاتھ گھماتے رہتے تھے...... پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کرتے، پھر درود شریف پڑھتے۔ بعد ازاں ادعیہ مسنونہ کئی کئی بار پڑھتے۔ دعا میں بالعموم حسب ذیل آیات پڑھتے۔ میں نے ان دعاؤں کا حوالہ بھی دے دیا ہے کہ قرآن میں کہاں ہیں اور ان کا اردو ترجمہ بھی کر دیا ہے تا کہ عربی نہ جاننے والے حضرات ان کا مطلب سمجھ سکیں۔ اندازہ کیجئے قرآن کی ان دعاؤں میں کس درجہ عجز اور تضرع کا عنصر پایا جاتا ہے اور انسان کی کتنی کمزوری اور بے بسی کا اظہار ہوتا ہے۔

> ''واذا سالك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان فلیسجیبوا لی ولیو منوا بی لعلهم یرشدون'' (البقرة:۱۸۶) (اے پیغمبر ﷺ) جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو آپ ان سے فرما دیجئے کہ میں تمہارے پاس ہی ہوں، جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ لہٰذا انہیں چاہیے کہ میرے حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت یاب ہوں۔)
>
> ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین'' (الاعراف:۲۳)
>
> (اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے)۔''لااله الا انت سبحانك انی كنت من الظالمین'' (انبیاء:۸۷)
>
> یہ حضرت یونس علیہ السلام کی دعا ہے جو انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں نجات دی تھی۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، بے شک میں ہی قصوروار ہوں۔

''امن یجیب المضطر اذا دعاه ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض ء اله مع الله، قلیلاً ماتذ کرون'' (نمل:۶۲) (بھلا کون بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے، جب وہ اس سے دعا کرتا ہے اور کون اس کی تکلیف دور کرتا ہے اور کون تمہیں زمین میں

پہلے لوگوں کا جانشین بناتا ہے، یہ سب کچھ اللہ ہی کرتا ہے۔کیا اس کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ ہرگز نہیں۔مگر تم بہت کم سوچتے ہو)۔

"واذكر عبدنا ايوب اذنا دى ربه' انى مسنى الشيطان بنصب وعذاب" (ص:۴۱)اور ہمارے بندے (حضرت) ایوب (علیہ السلام) کو یاد کرو، جب اس نے اللہ کو پکارا......اے اللہ مجھے شیطان نے تکلیف اور مصیبت پہنچائی ہے)۔

قرآن کی یہ آیتیں صوفی صاحب رحمہ اللہ بڑی عاجزی اور تضرع سے پڑھتے اور ہر دعا بار بار پڑھتے۔پھر پنجابی زبان میں اللہ سے اس طرح عرض کرتے: اے میرے پروردگار! تو نے وعدہ فرمایا ہے کہ مجھ سے سوال کرو، میں تمہارا سوال قبول کروں گا۔اب میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ فلاں شخص کی فلاں ضرورت پوری کر دے۔ تیرے لیے کوئی مشکل نہیں، یہ محتاج ہے، تو غنی ہے۔اس کی ضرورت پوری فرما۔ یہ سب لوگ جو یہاں بیٹھے ہیں، تیرے بندے ہیں اور تیرے ہی در پر آئے ہیں۔ ہم سب لوگوں نے تیرے سامنے ہاتھ پھیلا رکھے ہیں، تو ان ہاتھوں کو خالی واپس نہ کر۔ان میں اپنی رحمت اور سخاوت شامل فرما۔سب کا خاتمہ ایمان پر فرما۔ہم گنہگاروں کو نبی ﷺ کی شفاعت نصیب فرما۔

دعا کا یہ سلسلہ دیر تک جاری رہتا۔ بسا اوقات سامعین اُکتا جاتے، مگر صوفی صاحب رحمہ اللہ اس قسم کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ سے مانگنے میں خاص لطف محسوس کرتے، آخر میں درود شریف پڑھتے اور منہ پر ہاتھ پھیر کر دعا ختم کر دیتے۔

(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۴۰۴-۴۰۷)

تصوف و کرامت نہ ماننے والے حضرات سے گزارش......:۔ عین ممکن ہے بعض احباب حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کی قبولیتِ دعا کے ان واقعات کو ماننے پر آمادہ نہ ہوں اور مجھ پر بھی اعتراض کریں کہ میں نے یہ واقعات کیوں بیان کیے۔ان سے عرض کروں گا کہ آپ مانیں یا نہ مانیں اور مجھ پر اعتراض کریں یا نہ کریں، یہ واقعات رونما ہو چکے اور میں نے بیان کر دیئے۔اس قسم کے واقعات بیان کرنا میرے نزدیک کارِ ثواب ہے اور منکرین دعا کیلئے باعث عبرت!

یہاں یہ عرض کر دوں کہ جن لائق احترام دوستوں نے حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کی قبولیت دعا کے واقعات از راہِ کرم تحریری صورت میں مجھے ارسال فرمائے، وہ میرے پاس محفوظ ہیں۔ان میں عبدالرشید عراقی، حافظ محمد امین، مولانا اشرف جاوید، مولانا عائش محمد، مولانا محمد یاسین شاد اور مولانا محمد رمضان یوسف سلفی شامل ہیں۔مولانا عائش محمد اور اشرف جاوید کے تحریر کردہ واقعات سب سے زیادہ ہیں۔میں ان سب حضرات کا پہلے بھی شکریہ ادا کر چکا ہوں اب بھی کرتا ہوں۔

مولانا ولی اللہ منصور پوری، جناب علی ارشد، مولانا ارشاد الحق اثری اور مولانا محمد اسحاق سندھو اور جناب خلیل اثری نے زبانی واقعات بیان کیے۔(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۴۰۷-۴۰۸)

آخری دن کے وظائف اور وفات:۔ ۲۸/اپریل ۱۹۷۵ء (۱۴۔ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ) کو اتوار کا دن تھا اور یہ حضرت مرحوم کی دنیوی زندگی کا آخری دن تھا۔اس دن وہ تاندلیاں والا میں تھے۔حضرت کے خادم خاص مولوی محمد اسلم کا اصل وطن تو فورٹ عباس ہے، لیکن وہ حضرت کی خدمت کیلئے ان کے ساتھ تھے۔حضرت مرحوم کے آخری دن کے جو وظائف وہ بیان کرتے ہیں ان سے پتا چلتا ہے کہ ان کا ایک ایک لمحہ ذکر الٰہی میں گزرا تھا، بالکل اسی طرح جس طرح اس سے پہلے گزرتا تھا۔انہوں نے اپنے کسی وقت کو ذکر الٰہی سے محروم نہیں رہنے دیا۔ان کی زبان ہر آن یادِ خدا میں مصروف رہتی تھی۔آخری دن بھی مصروف رہی۔

حسب معمول وہ رات کے تین بجے سے پہلے ہی بیدار ہو گئے تھے۔وضو کر کے تہجد کی نماز پڑھی۔پھر فجر کی نماز پڑھنے کیلئے میزبان (احسن بٹ) کے گھر سے مسجد میں چلے گئے۔نماز کے بعد معمول کے وظائف پڑھنا شروع کیے، جس کی تفصیل یہ ہے۔اندازہ کیجئے کس درجہ قابل رشک تفصیل ہے۔ہم بے عمل لوگ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

درود شریف		100مرتبہ
سورۂ فاتحہ		100مرتبہ
کلمہ طیبہ		100مرتبہ
کلمہ تمجید		100مرتبہ
سورۂ اخلاص: (قل هو الله احد......)		100مرتبہ
آیت الکرسی		100مرتبہ
آیت کریمہ		100مرتبہ
لاحول ولاقوة الا بالله العلى العظيم		100مرتبہ
انا لله و انا اليه راجعون		100مرتبہ
سيد الاستغفار		100مرتبہ
سبحان الله و بحمده سبحان الله العظيم		100مرتبہ
يا ارحم الراحمين		100مرتبہ
يابديع العجائب بالخير يا بديع		100مرتبہ
يامستعان عونك اياك نستعين		100مرتبہ
حسبنا الله و نعم الوكيل		500سومرتبہ

نماز اشراق پڑھی۔ ہلکا سا ناشتہ کیا۔ لوگ آتے رہے اور حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ ان کیلئے دعائیں کرتے رہے۔

ان کے میزبان احسن بٹ نے گھر تشریف لے جانے کی درخواست کی۔ ان کی اہلیہ بیمار تھیں۔ تانگے پر ان کے گھر چلے گئے، پانی دم کر کے مریضہ کو پلایا۔ دوبارہ بوتل میں پانی دم کر کے دیا اور فرمایا یہ پانی پلاتے رہیں۔ دم کرتے وقت وہ بالعموم سومرتبہ سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے...... دیگر ادعیہ اس کے علاوہ پڑھتے۔

وہیں لاہور اور شیخوپورہ سے کچھ لوگ آ گئے، ان کیلئے دعائیں کیں۔ اتنے میں ظہر کی اذان کا وقت ہوگیا۔ میزبان احسن بٹ نے کھانا پیش کیا۔ خود صرف ایک لقمہ منہ میں ڈالا، خادم کو کھانا کھلا دیا۔

فارغ ہوکر نماز کیلئے چل پڑے۔ بٹ صاحب تانگا لینے گئے تو فرمایا پیدل ہی چلتے ہیں، مسجد قریب ہی تو ہے۔ خادم کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے جا رہے تھے، غلہ منڈی میں مغربی جانب سے مسجد کے دروازے کے سامنے پہنچے تو اچانک طبیعت خراب ہوگئی اور چلنا مشکل ہوگیا۔ پانی طلب کیا۔ فوراً چارپائی لائی گئی اور انہیں احسن بٹ کی دکان پر پہنچایا گیا۔ ڈاکٹر آیا اس نے دیکھا اور یہ کہہ کر چلا گیا کہ انہیں کچھ دیر کیلئے آرام کرنے دیں۔ لیکن احسن بٹ سے علیحدگی میں کہا کہ ان کے دماغ کی شریان پھٹ گئی ہے۔

اب اللہ کے ذکر سے ہر وقت معمور رہنے والی زبان بند ہو چکی تھی۔ ٹھیک ساڑھے تین بجے یہ مردِ مجاہد اور ولی کامل اس عالم آب وگل سے رشتہ توڑ کر بارگاہِ الٰہی میں پہنچ گیا۔ ''اللهم اكرم نزله ووسع مدخله و ادخله جنت الفردوس''

قدرت کے رنگ دیکھیے کہ جہاں تھوڑی دیر پہلے نماز ظہر کے بعد یہ اعلان ہو رہا تھا کہ نمازِ عشاء کے بعد حضرت صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کی صدارت میں جلسہ عام منعقد ہوگا، اب چند ساعتیں بعد وہیں نمازِ عصر کے بعد یہ اعلان ہونے لگا کہ حضرت صوفی

تاریخ اہلِ حدیث

مرتبہ

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ

تقدیم

عبد النور راغب سلفی

ناشر

مکتبۃ الرحمن السلفیۃ

نیو سول لائن ، سرگودھا پاکستان

عرض ناشر

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ امابعد۔ آج پروپیگنڈہ اور نشر واشاعت کا دور ہے باطل نظریات، غلط عقائد، گندے و فحش خیالات وافکار کی تبلیغ زوروں پر ہے۔ سچے اور زندہ خدا کو چھوڑ کر مردہ انسانوں اور بے جان چیزوں کی پرستش کی جارہی ہے۔ خدا کے کلام اور اس کے رسول کے طریقے کو چھوڑ کر بزرگوں ائمہ اور علماء کے افکار و مذاہب کے اتباع کی دعوت دیجارہی ہے۔

ان حالات میں ضرورت تھی کہ دنیا کے سامنے مسلک حقہ پیش کیا جائے اور اس عظیم تحریک و جماعت حقہ کی تاریخ بھی پیش کی جائے جو چودہ سو سال سے برابر کتاب اللہ وسنت رسول اللہ پر عامل چلی آرہی ہے اسی کی داعی اور اسی کی نشر واشاعت جس کا مشن ہے۔ یوں تو آج مسلمانوں کے سارے فرقے کتاب وسنت پر عامل ہونے کے دعویدار ہیں۔ لیکن کتاب وسنت پر عمل کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے، صحیح عامل کون لوگ ہیں کونسا فکر صحیح ہے اور کونسا غیر صحیح نیز کتاب وسنت پر عمل کرنے کا اصل مطلب کیا ہے۔ یہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہے۔ زیر نظر کتاب تاریخ اہل حدیث میں ان تمام مضامین پر حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت ہی سنجیدہ مثبت اور علمی انداز میں مدلل بحث کی ہے۔ اور تفصیل سے مسلک حقہ اور جماعت حقہ کی تاریخ اور خوبیوں پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ مضمون اگرچہ بے انتہا دقیق ہے لیکن مولانا کے سحر نگار قلم نے اس کی گتھیوں کو بڑی آسانی سے حل کر دیا۔ جماعت کی علمی فکری اور تحریکی تاریخ کو مرتب کر کے آپ نے ایک عظیم تاریخی کارنامہ انجام دیا ہے۔ آپ کے قلم میں ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ تمام ائمہ امت اور اکابر سلف صالحین کا تذکرہ بہت ہی محبت وخلوص اور عقیدت واحترام کے ساتھ کرتے ہیں۔ مسلک ومسائل میں اختلاف کے باوجود بھی کسی پر طعن وتشنیع نوک قلم پر نہیں لاتے نہ کوئی ناگوار لفظ استعمال کرتے ہیں۔ بلکہ صرف دلائل کے ساتھ اختلاف واضح کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور فیصلہ قاری پر چھوڑ دیتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ تعلیم یافتہ اور سنجیدہ حضرات خالی الذہن اور حق کے متلاشی ہو کر اس تاریخ کا مطالعہ کریں گے تو ضرور حق ان پر واضح ہو کر رہے گا۔

ہمارے صفحات میں گنجائش نہیں ہے ورنہ ہم تفصیل سے بتاتے کہ اس وقت اور اس سے قبل پاک و ہند عرب اور عالم اسلام میں جو بھی علمی عملی مجاہدانہ اور اصلاحی تحریکیں چلی ہیں ان کو پوری کی پوری روشنی تحریک اہل حدیث ہی سے ملی ہے۔ تحریک اہل حدیث ہی کی روح ان کے میدان میں سرگرم عمل کئے ہوئے ہے۔ اس تحریک کے افراد اگرچہ دنیا میں تعداد میں کم ہیں لیکن جہاں بھی ہیں علم و عمل میں ان کا پلہ بھاری ہے اور ممتاز ہیں۔ کیوں نہ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی اور دعاؤں کا نتیجہ ہے

زیر نظر کتاب ساٹھ سال قبل لکھی گئی تھی لیکن آج اس سے بھی زیادہ اس کی ضرورت ہے۔ اسی لئے اس کو نئی کتابت اور نئی تزئین کے ساتھ مکمل طور پر بغیر کسی حذف واضافہ کے شائع کیا جارہا ہے۔ اور افادہ عوام کی خاطر اس کی قیمت بھی بہت مختصر رکھی جارہی ہے۔ امید ہے پسند کی جائے گی۔ والسلام

محمد اسحاق بھٹی

قافلۂ حدیث



مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

مسلک کتاب وسنت کے فروغ کے لئے کوشاں

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

مکتبہ قدوسیہ

ناشر ______ ابوبکر قدوسی

اشاعت ______ جنوری 2003ء

مطبع ______ موزوے پریس

MAKTABA QUDDUSIA
REHMAN MARKET GHAZNI STREET URDU BAZAR
LAHORE - PAKISTAN. Ph: 7351124 - 7230585
Fax: 92 - 42 - 7230585 Email: qadusia@brair.net.pk

عبداللہ صاحب رحمہ اللہ انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ،ص:۴۱۳-۴۱۵)

دیو بندی، بریلوی، شیعہ حضرات کی شرکت:۔ یہ نہایت اندوہناک خبر تھی جو تیزی کے ساتھ تاندلیاں والا شہر اور اس کے اردگرد کے دیہات میں پھیل گئی اور لوگ بہت بڑی تعداد میں غلہ منڈی میں پہنچ گئے، جہاں ان کی میت رکھی ہوئی تھی۔ان میں ہر مسلکِ فقہی کے لوگ شامل تھے۔اہلحدیث کے علاوہ دیوبندی اور بریلوی یہاں تک کہ شیعہ حضرات بھی اس مجمع کثیر میں موجود تھے۔عورتیں بھی بہت بڑی تعداد میں وہاں آ گئی تھیں۔ان کی وفات کا اعلان تمام مسالک فقہ کی مساجد میں ہوا، اور بے حد افسوسناک لہجے میں ہوا۔ بازار بند ہو گئے اور دکانوں کو تالے لگا دیئے گئے۔

تھوڑی دیر بعد تجہیز وتکفین بھی ہو گئی۔ چارپائی کے ساتھ بڑے بڑے بانس باندھ دیئے گئے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اسے ہاتھ لگا سکیں۔نمازِ مغرب کے بعد حضرت میاں محمد باقر مرحوم ومغفور نے تاندلیاں والا کے کمیٹی باغ میں جنازہ پڑھایا۔ یہ حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کا پہلا جنازہ تھا۔ جنازے میں شہر اور گردونواح کے ہزاروں کی تعداد میں لوگ شامل تھے، اہلحدیث بھی، دیوبندی بھی، بریلوی بھی اور شیعہ حضرات بھی......

ماموں کانجن میں حضرت کی وفات کی اطلاع دی جا چکی تھی۔ جنازے کے بعد میت کو سمندری کے راستے ماموں کانجن لے جایا گیا۔سمندری میں اس حادثے کی خبر پہنچ چکی تھی۔ وہاں چہرہ دیکھنے والے بے شمار لوگ جمع ہو گئے تھے۔ رات کے تقریباً دس بجے میت جامعہ تعلیم الاسلام (ماموں کانجن) پہنچی۔ وہاں ایک جم غفیر موجود تھا۔ ہر شخص کے چہرے پر اداسی چھائی ہوئی تھی۔ ہر متنفس افسردہ تھا۔
(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ،ص:۴۱۵-۴۱۶)

ولی کامل اور عارف باللہ کا مقام مدفن:۔ حضرت مرحوم کو جامعہ تعلیم الاسلام (ماموں کانجن) کے احاطے میں دفن کیا گیا اور یہ بہت ہی اچھا ہوا۔ان کی زندگی جس انداز سے گزری تھی اور اللہ نے ان کو جن اوصاف ومحاسن سے نوازا تھا، اس کی بنا پر یوں تو سب لوگ انہیں ولی کامل اور عارف باللہ قرار دیتے تھے اور یہ بات بالکل صحیح تھی، لیکن ماموں کانجن کے قرب وجوار کے لوگ ان کی قبولیتِ دعا کی بنا پر بالخصوص ان سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے اور اندیشہ تھا کہ اس عقیدت کا دائرہ اتنی وسعت نہ اختیار کر لے کہ احکام شرع سے ناواقف طبقے کی طرف سے ان کی قبر پر اسی طرح کے جذبات کا اظہار ہونے لگے، جس طرح کا بہت سے بزرگانِ دین کی قبروں پر ہو رہا ہے۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ انک انت الغفور الرحیم۔(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ،ص:۴۱۶-۴۱۷)

کتاب کا نام:۔تاریخ اہلحدیث........ مرتبہ:۔ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ
تقدیم:عبدالنور راغب سلفی...... ناشر:۔مکتبہ الرحمٰن السّلفیہ، نیوسول لائن، سرگودھا (پاکستان)

اے اللہ ہم کو آپس میں محبت عطا فرما:۔ بعض لوگ روایت ''اختلاف امتی رحمہ'' کو حدیث صحیح قرار دے کر اس امت کے ہر اختلاف کو بے پرواہی سے دیکھتے ہیں۔لہٰذا ان کو اختلاف کے بدنتائج نہیں سوجھتے پس مناسب ہے کہ اس موقع پر اس غلط فہمی کو بھی دور کر دیا جائے۔

سو معلوم ہو کہ محدثین کے نزدیک یہ روایت ثابت نہیں ہوئی امام سخاوی رحمہ اللہ نے ''المقاصد الحسنۃ'' میں اور ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ نے موضوعات کبیر میں اور شیخ محمد طاہر پٹنی گجراتی رحمہ اللہ نے ''خاتمہ مجمع البحار'' میں مطولاً مختصراً بہت سے محدثین کے نزدیک اس کا بے اصل ہونا ذکر کیا ہے لہٰذا اس کا اعتبار کر کے دھوکے میں نہیں پڑنا چاہیے اور اختلاف اُمت کے غم سے بے فکر نہ ہونا چاہیے'' اللھم الف بین قلوب المسلمین و اصلح ذات بینھم ''(تاریخ اہلحدیث،ص:۱۷)

فرقۂ مرجیہ:۔ تاریخی سلسلہ کے ضمن میں فرقہ مرجیۂ کی ابتداء اوراس کے بانی اوراس کے مختلف مسائل کی نسبت کہ ارجاء کا اطلاق بحسب لغت کس کس مسئلہ پر آ سکتا ہے۔ مختصراً ذکر ہو چکا ہے اور یہ بھی گزر چکا ہے کہ اس کی بعض صورتیں ائمہ اہلسنت کے نزدیک قابل اعتراض نہیں ہیں۔البتہ مرجیہ خالصہ کا یہ قول کہ ایمان کے ہوتے معاصی وبدکرداریاں مضر نہیں ہیں۔سراسر باطل اور قابل اعتراض ہے۔

اس موقع پر اس شبہ کا حل بھی نہایت ضروری ہے کہ بعض مصنفین نے سیّدنا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو بھی رجال مرجیہ میں شمار کیا ہے۔ حالانکہ آپ اہل سنت کے بزرگ امام ہیں۔اورآپ رحمہ اللہ کی زندگی اعلیٰ درجے کے تقویٰ اور تورع پر گزری۔جس سے کسی کو بھی انکار نہیں۔(تاریخ اہلحدیث،ص:۳۹)

ارجاء اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ:۔ بے شک بعض مصنفین نے (خدا ان پر رحم کرے) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اورآپ رحمہ اللہ کے شاگردوں امام ابو یوسف امام محمد، امام زفر اور امام حسن بن زیاد (رحہم اللہ) کو رجال مرجیہ میں شمار کیا ہے جس کی حقیقت کو نہ سمجھ کر اور حضرت امام صاحب ممدوح کی طرز زندگی پر نظر نہ رکھتے ہوئے بعض لوگوں نے اسے خوب اچھالا ہے۔لیکن حقیقت رس علماء نے اس کا جواب کئی طریق پر دیا ہے۔

اوّل۔یہ کہ آپ پر بہتان ہے۔آپ مخصوص فرقہ مرجیہ میں سے نہیں ہو سکتے۔ورنہ آپ اتنے تقویٰ وطہارت پر زندگی نہ گزارتے، حوالجات ذیل ملاحظہ ہوں۔(۱) شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ'' منهاج السنة ''میں فرماتے ہیں۔

''كما ان ابا حنيفة و ان كان الناس خالفوه في اشياء وانكر وها عليه فلايستريب احد في فقهه و فهمه و علمه و قد نقلوا عنه اشياء يقصدون الشناعة عليه وهي كذب عليه قطعا مثل مسئلة الخنزير البرى و نحوها منهاج السنة ''(جلداوّل،ص:۲۵۹مطبوعہ مصر)

جس طرح کہ اگرچہ بہت لوگوں نے کئی مسائل میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مخالفت کی اورآپ پر ان امروں کا انکار کیا لیکن کوئی شخص بھی ان کی فقاہت اور فہم اور علم میں شک نہیں کرسکتا۔اورلوگوں نے آپ سے بہت سی ایسی چیزیں نقل کیں۔جن سے ان کا مقصد آپ پر برائی تھوپنا تھا۔ حالانکہ وہ باتیں آپ پر قطعی طور پر جھوٹ ہیں مثلاً خنزیر برّی اور مثل اس کی دیگر مسائل۔

(ب) اسی طرح دوسرے موقع پر امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ، امام بخاری رحمہ اللہ، امام ابوداؤد رحمہ اللہ، امام دارمی رحمہ اللہ وغیرہم ائمہ اہل سنت کے ساتھ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اورآپ رحمہ اللہ کے شاگردوں امام ابو یوسف رحمہ اللہ، امام محمد رحمہ اللہ، امام زفر رحمہ اللہ اور امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ لؤلوئی کا ذکر بھی ان کے ساتھ ہی کر کے سب کے علم وفضل اور اجتہاد کی تعریف کرتے ہیں۔حالانکہ بعض مصنفین نے ان کو بھی رجال مرجیہ میں شمار کیا ہے(منهاج السنة جلداوّل،ص۲۳۱-۲۳۲)

(ج) نیز فرماتے ہیں:۔

امام مالک رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وغیرہم ائمہ سلف میں سے ہیں(منهاج السنة جلددوم ص۲۳۳)

کہاں تک گنتے جائیں۔''منهاج السنة'' ایسے حوالجات سے بھری پڑی ہے۔اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حق میں دیگر ائمہ سنت کی طرح نہایت ہی حسن ظن رکھتے ہیں۔

(۲) اسی طرح علامہ شہرستانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔''اور تعجب ہے کہ غسّان (مرجیوں میں سے فرقہ غسانیہ کا پیشوا، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بھی مثل اپنے مذہب کے نقل کیا کرتا تھا اورآپ رحمہ اللہ کو مرجیوں میں شمار کرتا تھا اور غالباً یہ جھوٹ ہے۔(تاریخ اہلحدیث،ص:۳۹-۴۰)

اسی طرح حافظ ذہبی رحمہ اللہ آپ کی جلالت شان کے بدل قائل ہیں چنانچہ آپ اپنی مایۂ ناز کتاب ''میزان الاعتدال'' کے شروع میں فرماتے ہیں۔'' اور اسی طرح میں اس کتاب میں ان ائمہ کا ذکر نہیں کروں گا۔ جن کی احکام شریعت (فروع) میں پیروی کی جاتی ہے کیونکہ ان کی شان اسلام میں بہت بڑی ہے اور مسلمانوں کے دلوں میں ان کی عظمت بہت ہے۔ مثلاً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ اور امام بخاری رحمہ اللہ (میزان الاعتدال جلد اوّل، ص:۳ مطبوعہ لکھنؤ)

اسی طرح حافظ ذہبی رحمہ اللہ اپنی دوسری کتاب ''تذکرۃ الحفاظ'' میں آپ کے ترجمہ کے عنوان کو معزز لقب امام اعظم سے مزین کر کے آپ رحمہ اللہ کا جامع اوصاف حسنہ ہونا ان الفاظ میں رقم فرماتے ہیں۔'' كان اماماً و رعاً عالما عاملا متعبدا كبير الشان لايقبل جوائز السلطان بل يتجرو يكتب'' (تذكرة الحفاظ، ج:۱، ص:۱۵۱)
آپ (دین کے) پیشوا۔ صاحب ورع، نہایت پرہیز گار، عالم باعمل تھے (ریاضت کش) عبادت گزار تھے۔ بڑی شان والے تھے۔ بادشاہوں کے انعامات قبول نہیں کرتے تھے بلکہ تجارت کر کے اور اپنی روزی کما کر کھاتے تھے''

سبحان اللہ، کیسے مختصر الفاظ میں کس خوبی سے ساری حیات طیبہ کا نقشہ سامنے رکھ دیا ہے۔ اور آپ رحمہ اللہ کی زندگی کے ہر علمی اور عملی شعبہ اور قبولیت عامہ اور غنائے قلبی اور حکام وسلاطین سے بےتعلقی وغیرہ وغیرہ فضائل میں سے کسی بھی ضروری امر کو چھوڑ نہیں رکھا۔

اسی طرح اسی کتاب میں امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے نقل کر کے فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ میں کوئی عیب نہیں اور آپ کسی برائی سے متہم نہ تھے'' (امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ جرح میں متشددین سے تھے، باوجود اس کے وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر کوئی جرح نہیں کرتے ۱۲ منہ......ص:۵۱)

تنبیہ: شاید آپ کے دل میں ان حوالجات کے بعد بھی یہ وسوسہ گزرے کہ ہوسکتا ہے کہ امام ذہبی رحمہ اللہ کو امام صاحب کے مرجیہ ہونے کا علم نہ ہو۔ سو اس کا مختصر اور مسکت جواب یہ ہے کہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ ''میزان الاعتدال'' میں امام مسعر رحمہ اللہ کے ترجمہ کے ضمن میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور آپ کے بزرگ استاد حمّاد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ کا بالخصوص ذکر کر کے سب مذکورین سے الزام ارجاء کو اس طرح دفع کرتے ہیں۔

''مسعر بن کدام حجت ہیں۔ امام ہیں اور سلمانی کا یہ قول کہ مسعؔر اور حمّاد بن ابی سلیمان اور نعمان یعنی امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ اور عمرو بن مرّہ اور عبدالعزیز ابن ابی روّاد اور ابومعاویہ عمر بن ذرّ اور اس قسم کے دیگر بہت سے بزرگ جن کا ذکر اس نے کیا ہے۔ مرجیۂ میں سے ہیں قابل اعتبار نہیں ہے''۔ (میزان جلد دوم، ص:۷۴ مطبوعہ لکھنؤ)

اس کے بعد حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ارجاء بہت سے بڑے بڑے علماء کا مذہب ہے پس مناسب نہیں کہ اس کے قائل پر حملہ کیا جائے (ص، ۴۷۰) اس فہرست میں دیگر بزرگوں کے ساتھ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور آپ کے استاد حماد رحمہ اللہ کا بھی ذکر ہے جن کے مناسب حال یہ شعر ہے۔

نہ تنہا من دریں مے خانہ مستم جنید و شبلی و عطار شد مست

(تاریخ اہلحدیث، ص:۴۱-۴۲)

امام سعید بن جبیر تابعی رحمہ اللہ:۔ اسی طرح علامہ شہرستانی رحمہ اللہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کو بھی رجال مرجیہ میں شمار کرتے ہیں لیکن حجاج بن یوسف مشہور ظالم نے جب ان کو قتل کیا تو حافظ ذہبی رحمہ اللہ اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں ''قتله الحجاج قاتله الله''۔ حضرت سید بن جبیر رحمہ اللہ تابعی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کے شاگرد ہیں جب کوفہ کے لوگ حج کو آتے اور حضرت ابن عباس ؓ سے کوئی مسئلہ دریافت کرتے تو آپ رضی اللہ عنہ جواب میں فرماتے ''کیا تم میں سعید بن جبیر رحمہ اللہ نہیں ہے؟'' اگر حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ واجب التعظیم بزرگ نہ ہوتے تو حافظ ذہبی رحمہ اللہ جیسا ناقد الرجال امام ان کے قتل پر حجاج کے حق میں یہ بددعا نہ کرتا۔

(حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے یہ حالات تذکرۃ الحفاظ جلد اول، ص ۶۶ میں ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تقریب میں فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ ۹۵ھ میں شہید ہوئے) (تاریخ اہلحدیث، ص:۴۲)

خاتمۃ الحفاظ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ:۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے بعد خاتمۃ الحفاظ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کو بھی دیکھئے۔ علوم حدیثیہ و تاریخیہ میں ان کے تجر دفضل و کمال اور احوال رجال سے پوری آگاہی کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ آپ تہذیب التہذیب میں جو اصل میں امام ذہبی رحمہ اللہ کی کتاب تہذیب کی تہذیب ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ترجمہ میں آپ رحمہ اللہ کی دینداری اور نیک اعتقادی اور صلاحیت عمل میں کوئی بھی خرابی اور کسر بیان نہیں کرتے۔ بلکہ بزرگان دین سے ان کی از حد تعریف نقل کرتے ہیں اور فرماتے ہیں "الناس في ابي حنيفة حاسد و جاهل" یعنی حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق (بری رائے رکھنے والے) لوگ کچھ تو حاسد ہیں اور کچھ جاہل ہیں" سبحان اللہ! کیسے اختصار سے دو حرفوں میں معاملہ صاف کر دیا ہے۔

نیز حافظ صاحب ممدوح لکھتے ہیں کہ قاضی احمد بن عبدہ قاضی "رے" نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ ہم ابن عائشہ کے پاس بیٹھے تھے کہ اس نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ایک حدیث بیان کر کے کہا کہ تم لوگ اگر آپ کو دیکھ پاتے تو ضرور آپ کو چاہنے لگتے۔ پس تمہاری اور ان کی مثال ویسی ہے جیسے یہ شعر کہا گیا ہے۔ ؎ یعنی

اقلوا عليهم ويلكم لا ابا لكم من اللوم او سدوا المكان الذي سدوا

یعنی "لوگو! تمہارا برا ہو۔ تمہارے باپ مر جائیں۔ ان پر ملامت (کی زبان) کو تاہ کرو، ورنہ اس مکان کو پر کرو جس کو انہوں نے پر کیا تھا۔" یعنی ویسے بن کر دکھاؤ، سبحان اللہ کیسے عجیب پیرائے میں اعلیٰ درجہ کی تعریف کی ہے۔

(تاریخ اہلحدیث، ص:۴۲-۴۳)

ایمان میں کمی بیشی اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ:۔ ایمان میں کمی بیشی کے مسئلہ کا مدار ایمان و اعمال صالحہ کے درمیان نسبت ہے۔ اس کی متعلق علماء اسلام میں اختلاف ہے جس کی تفصیل امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے شرح صحیح بخاری میں بسط لکھدی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح کی کتاب الایمان کے شروع میں فرماتے ہیں:

"باب قول النبي صلى الله عليه وسلم بني الاسلام على خمس و هو قول و فعل ويزيد و ينقص"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا بیان کہ اسلام پانچ چیزوں پر بنایا گیا ہے اور وہ قول اور فعل ہے" اور وہ زیادہ بھی ہوتا ہے کم بھی ہوتا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اس کے ذیل میں فرماتے ہیں۔

"فالسلف قالوا هو اعتقاد بالقلب ونطق باللسان و عمل بالاركان"

"سلف امت کا قول ہے کہ ایمان اعتقاد قلبی اور شہادت زبانی اور اعضاء سے عمل کرنے کا نام ہے"

اور اس کے بعد فرماتے ہیں "والمرجئة قالوا هو اعتقاد و نطق فقط" یعنی مرجیہ کہتے ہیں کہ ایمان صرف اعتقاد اور شہادت کا نام ہے۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمہ اللہ نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ایمان کی تعریف کے متعلق اسلامی فرقوں کے اختلافات ذکر کیے ہیں۔ تیسرے فرقے کے اقوال کے ضمن میں نمبر اول پر فرماتے ہیں۔

"الاول ان الايمان اقرار باللسان و معرفة بالقلب و هو قول ابي حنيفة رحمه الله و عامة الفقهاء و بعض المتكلمين" (جلد ا، ص:۱۲۱ مصری) "کہ ایمان زبان سے اقرار کرنے اور دل کی معرفت کا نام ہے اور یہ قول ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا اور عام فقہاء کا اور بعض متکلمین کا"

پس حضرت امام صاحب رحمہ اللہ پر ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ ان کا قول مرجیوں کے موافق ہے۔

علامہ محمد بن عبدالکریم شہرستانی رحمہ اللہ "الملل و النحل" میں مرجیوں کے فرقوں کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو مرجیوں میں کیوں شمار کیا گیا؟

"ولعل السبب فيه انه لما كان يقول الايمان هوالتصديق بالقلب و هو لايزيد ولاينقص ظنوا انه يؤخر العمل عن الايمان و الرجل مع تحرجه فى العمل كيف يفتى بترك العمل وله سبب اخر و هو كان يخالف القدرية والمعتزلة الذين ظهروا فى الصدر الاوّل والمعتزلة يلقبون كل من خالفهم فى القدر مرجئا و كذلك و عيدية من الخوارج فلايبعد ان اللقب انما لزمه من فريقى المعتزلة والخوارج والله اعلم"

شاید اس کا سبب یہ ہو کہ چونکہ آپ یعنی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ ایمان (اصل میں) تصدیق قلبی کا نام ہے اور وہ نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ کم ہوتا ہے تو اس سے لوگوں نے سمجھ لیا کہ آپ عمل کو ایمان سے مؤخر کرتے ہیں اور وہ مرد (خدا) یعنی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ عمل میں اس قدر پرہیزگار ہوتے ہوئے ترک عمل کا فتویٰ کس طرح دے سکتے ہیں اور اس کا سبب ایک اور بھی ہے کہ آپ قدریوں اور معتزلوں کے مخالف تھے جو صدر اوّل میں ظاہر ہوئے اور معتزلہ لوگ ہر اس شخص کو جو تقدیر کے متعلق ان کا مخالف ہو مُرجی کہتے تھے۔ اسی طرح خوارج میں سے وعیدیہ لوگ بھی۔ پس بعید نہیں کہ آپ کو یہ لقب ہر دو فریق معتزلہ وخوارج سے الزاماً ملا ہو واللہ اعلم۔ (تاریخ اہلحدیث، ص: ۴۵-۴۶)

جملہ شرعیات ایمان شرعی میں داخل ہیں:۔ اگرچہ یہ امر حوالہ مذکورہ سے بھی ظاہر ہے لیکن ہم اس کی بابت ایک خاص حوالہ ذکر کرتے ہیں۔ جو اکثر علماء کی نظر میں نہ ہوگا۔

"وقد حكى الطحاوى رحمه الله حكاية عن ابى حنيفة مع حماد بن زيد ان حماد بن زيد لماروى له حديث اى الاسلام افضل الخ قال له الاتراه يقول اى الاسلام افضل قال الايمان ثم جعل الهجرة والجهاد من الايمان فسكت ابوحنيفة رحمه الله فقال بعض اصحابه الاتجيبه يا ابا حنيفة قال بما اجيبه و هو يحدثنى بهذا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم" (ص:۲۸۱)

امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ایک واقعہ جو امام حماد بن زید رحمہ اللہ محدث کے ساتھ ہوا حکایت کرتے ہیں کہ جب حضرت حماد نے امام صاحب رحمہ اللہ کے پاس حدیث "اى الاسلام" روایت کی اور کہا کہ آپ دیکھتے نہیں کہ سائل نے آنحضرت سے سوال کیا "اى الاسلام افضل" تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا الایمان پھر ہجرت اور جہاد کو بھی امور ایمان میں شمار کیا تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ خاموش ہو گئے آپ رحمہ اللہ کے ایک شاگرد نے کہا آپ رحمہ اللہ اس کو جواب کیوں نہیں دیتے تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا وہ مجھ کو اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث سناتا ہے میں اس کو کیا جواب دوں۔

وضاحت از محشی:۔ کتاب شرح الطحاویہ فی العقیدۃ السّلفیہ مطبوعہ مکہ مکرمہ ۱۲ یہ کتاب ۱۳۴۹ھ میں بامر سلطان ابن سعود ایدہ اللہ مکہ معظّمہ میں طبع ہوئی ہے۔ یہ حوالہ اس عاجز کو حاجی عبدالغفار صاحب تاجر کوٹھی حاجی علی جان صاحب مرحوم کے افادات سے ملا جبکہ میں سفر بمبئی سے دہلی واپس آیا۔ آہ آج حاجی عبدالغفار صاحب اس دنیا میں نہیں ہیں۔ "عامله الله برحمته الواسعة"۔ میں عاجز ان کیلئے ہر شب ان کا نام لے کر مع بعض دیگر اصحاب کے مغفرت کی دعا کرتا ہوں بفضل اللہ تعالیٰ: میر سیالکوٹی)

امام طحاوی رحمہ اللہ کے اس حوالے سے صاف معلوم ہو گیا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی کتنی تعظیم کرتے

تھے۔اس کے سامنے کس طرح گردن جھکا دیتے تھے۔اور یہ بھی کہ آپ رحمہ اللہ نے از روئے شرع اعمال کو داخل ایمان تسلیم کرلیا۔ یا آپ آگے ہی تسلیم کرتے تھے۔''هذا ولله الحمد''۔(تاریخ اہلحدیث،ص:۴۹-۵۰)

حوالہ غنیۃ الطالبین اور اس کا جواب:۔ بعض لوگوں کو حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے حوالے سے بھی ٹھوکر لگی ہے کہ آپ نے حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ کو مرجیوں میں شمار کیا ہے۔سو اس کا جواب ہم اپنے الفاظ میں نہیں بلکہ اپنے شیخ الشیخ حضرت سیّد نواب صاحب مرحوم کے حوالے سے دیتے ہیں جو انہوں نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کی کتاب سے نقل کیا ہے۔

آپ دلیل الطالب میں بطور سوال و جواب فرماتے ہیں۔

سوال:۔درغنیة الطالبین مرجیه رادر اصحاب ابی حنیفه نعمان رحمه الله ذکر کرده اندوکذاغیره فی غیره وجه آن چیست؟

جواب: شاه ولی الله رحمه الله محدث دہلوی درتفہیمات الہٰیه نوشته ارجاء دو گونه است یکے ارجاء است که قائل را از سنت بیروں می کند۔ دیگر آنست که ازسنت بیروں نمی کند۔ اول آن ست که معتقدآں باشد که ہر که اقرار بلسان و تصدیق بجنان کرد۔ ہیچ معصیت او رامضر نیست اصلاً و دیگر آنکه اعتقاد کند که عمل ازایمان نیست و لیکن ثواب و عقاب برآں مترتب ست و سبب فرق میان ہر دو آنست که صحابه و تابعین اجماع کرده اندبر عطیه مرجیۂ و گفته اندکه برعمل ثواب و عقاب مترتب می شود۔ پس مخالف ایشاں ضال و مبتدع است و در۔

شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ نے تفہیمات الٰہیہ میں لکھا ہے کہ ارجاء دو قسم پر ہے۔ایک ارجاء ایسا ہے کہ قائل کو سنت سے نکال دیتا ہے دوسرا وہ ہے جو سنت سے نکالتا نہیں۔اول یہ ہے کہ کوئی اس بات کا معتقد ہو کہ جس شخص نے زبان سے اقرار کرلیا اور دل سے تصدیق کرلی اس کو کوئی معصیت بالکل ضرر نہیں دے گی۔اور دوم یہ کہ اعتقاد کرے کہ عمل ایمان کی جز نہیں ہے لیکن ثواب و عقاب ان پر مترتب ہوتے ہیں اور دونوں (قسموں) میں فرق کرنے کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ اور تابعین کا اجماع ہے مرجیہ کے خطا ہونے پر اور ان (صحابہ اور تابعین) کا قول ہے کہ عمل پر ثواب اور عقاب مترتب ہوتا ہے۔

مسئلہ ثانیہ: اجماع سلف ظاہر نشده بلکه دلائل متعارضست بعض آیات و احادیث و اثر دلالت می کنند براں که ایمان غیر عمل ست و لبسیارے از دلیل دال ست برآں که اطلاق ایمان بر مجموع قول و فعل ست و این نزاع راجع می شود بسوئے لفظ۔ بجہت اتفاق ہمه براں که عاصی از ایمان خارج نمی شود اگرچه مستحق عذاب ست و صرف دلائل دالّه برآں که ایمان عبارت از مجموع ایں چیزہا است از ظواہرش باد نے عنایت ممکن ست انتہی۔

پس ان (صحابہ اور تابعین) کا مخالف گمراہ اور بدعتی ہے اور دوسرے مسئلہ میں سلف کا اجماع ثابت نہیں ہوا۔ بلکہ دلائل متعارض ہیں۔بعض آیات واحادیث اور آثار (صحابہ) اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ایمان غیر عمل ہے اور اکثر دلائل اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ایمان کا اطلاق قول و عمل پر ہے اور یہ نزاع (محض) لفظ کی طرف رجوع کرتی ہے یعنی لفظی ہے بوجہ اس کے کہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ عاصی ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔اگرچہ مستحق عذاب ہے اور ان دلائل کو پھیرنا جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ایمان ان سب چیزوں (عقائد و اعمال) کا نام ہے ادنیٰ توجہ سے ممکن ہے۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے اس حوالے کے بعد حضرت نواب صاحب مرحوم و مغفور اپنی طرف سے اس پر تبصرہ کہتے ہیں:

وازینجا معلوم شد که مرادِ حضرت شیخ جیلانی رحمه الله اور مرجیه بودن اصحاب ابی

حنیفه رحمه الله ثانی شق ست ولاغبار علیه اگرچه ارجح از روئے نظر در دلائل ہماں مذہب اہلحدیث ست که ایمان عبارت ست از مجموع اقرار تصدیق و عمل به قال القاضی ثناء الله فی مالا بدمنه '' فاندفع الاشکال و صفی مطلع الهلال و بالله التوفیق''(ص:۱۶۵-۱۶۶)

حضرت شیخ جیلانی رحمہ اللہ کی مراد شق ثانی ہے۔اور اس پر کوئی غبار نہیں۔اگر چہ دلائل پر نظر رکھنے سے اہلحدیث کا مذہب ہی راجح ہے کہ ایمان مجموع اقرار اور تصدیق اور عمل کا نام ہے۔اور قاضی ثناء اللہ صاحب رحمہ اللہ حنفی نے بھی ''مـالا بـدمـنـه''میں یہی کہا ہے۔پس مشکل دور ہوگئی اور ہلال کا مطلع صاف ہوگیا۔اور توفیق خدا سے ہے۔ (ص:۱۶۵-۱۶۶) (تاریخ اہلحدیث،ص:۵۰-۵۱)

امام اعظم رحمہ اللہ کی گستاخی کا وبال:۔ فیض ربانی: ہر چند کہ میں سخت گنہگار ہوں۔لیکن یہ ایمان رکھتا ہوں اور اپنے صالح اساتذہ جناب مولانا ابوعبداللہ عبیداللہ غلام حسن صاحب مرحوم سیالکوٹی اور جناب مولانا حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم محدث وزیرآبادی کی صحبت وتلقین سے یہ بات یقین کے رتبے تک پہنچ چکی ہے کہ بزرگان دین خصوصاً حضرات ائمہ متبوعین رحمہم اللہ سے حسن عقیدت نزول برکات کا ذریعہ ہے۔اس لیے بعض اوقات خدا تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے کوئی فیض اس ذرہ بمقدار پر نازل کردیتا ہے۔اس مقام پر اس کی صورت یوں ہے کہ جب میں نے اس مسئلہ کیلئے کتب متعلقہ المباری سے نکالیں۔اور حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کے متعلق تحقیقات شروع کیں تو مختلف کتب کی ورق گردانی سے میرے دل پر کچھ غبار آ گیا۔جس کا اثر بیرونی طور پر یہ ہوا کہ دن دوپہر کے وقت جب سورج پوری طرح روشن تھا۔ یکا یک میرے سامنے گھپ اندھیرا چھا گیا گویا''ظلمت بعضها فوق بعض''کا نظارہ ہوگیا۔معاً خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ یہ حضرت امام صاحب رحمہ اللہ سے بدظنی کا نتیجہ ہے اس سے استغفار کرو۔میں نے کلمات استغفار دہرانے شروع کیے۔وہ اندھیرے فوراً کافور ہو گئے اور ان کی بجائے ایسا نور چمکا کہ اس نے دوپہر کی روشنی کو مات کر دیا۔اس وقت سے میری حضرت امام صاحب رحمہ اللہ سے حسن عقیدت اور زیادہ بڑھ گئی۔اور میں ان شخصوں سے جن کو حضرت امام صاحب رحمہ اللہ سے حسن عقیدت نہیں ہے کہا کرتا ہوں کہ میری اور تمہاری مثال اس آیت کی مثال ہے کہ حق تعالیٰ منکرین معارج قدسیہ آنحضرت ﷺ سے خطاب کر کے فرماتا ہے''افتما رونه' علی مایری''۔ میں نے جو کچھ عالم بیداری اور ہوشیاری میں دیکھ لیا اس میں مجھ سے جھگڑا کرنا بے سود ہے۔هذا والله ولی الهدایة۔

خاتمۃ الکلام:۔ اب میں اس مضمون کو ان کلمات پر ختم کرتا ہوں اور اپنے ناظرین سے امید رکھتا ہوں کہ وہ بزرگان دین سے خصوصاً ائمہ متبوعین رحمہم اللہ سے حسن ظن رکھیں۔اور گستاخی اور شوخی اور بے ادبی سے پرہیز کریں۔کیونکہ اس کا نتیجہ بہردو جہان میں موجب خسران و نقصان ہے۔'' نسئل الله الکریم حسن الظن والتادب مع الصالحین و نعوذ بالله العظیم من سوء الظن بهم و الوقیعة فیهم فانه عرق الرفض والخروج علامة المعارقین ولنعم ماقیل ''۔

از خـــداخـــواہیـــم تـــوفیـــق ادب بـے ادب مـحـــروم شـداز لـطف رب

خاک پائے علماء متقدمین ومتاخرین حافظ محمد ابرہیم میر سیالکوٹی) (تاریخ اہلحدیث،ص:۵۱-۵۲)

ائمہ کا گستاخ شیخ الکل کی نظر میں:۔ مولانا ثناءاللہ صاحب مرحوم امرتسری نے مجھ سے بیان کیا کہ جن ایام میں میں کانپور میں مولانا احمد حسن صاحب کانپوری رحمہ اللہ سے علم منطق کی تحصیل کرتا تھا۔اختلاف مذاق ومشرب کے سبب احناف سے میری گفتگو رہتی تھی۔ان لوگوں نے مجھ پر یہ الزام تھوپا کہ تم اہلحدیث لوگ ائمہ دین کے حق میں بے ادبی کرتے ہو۔میں نے اس کے متعلق حضرت میاں صاحب مرحوم دہلوی یعنی شیخ الکل حضرت سیّد نذیر حسین صاحب مرحوم سے دریافت کیا تو آپ رحمہ اللہ نے جواب میں کہا کہ ہم ایسے شخص کو جو ائمہ دین کے حق میں بے ادبی کرے چھوٹا رافضی جانتے ہیں۔[2] علاوہ بریں میاں صاحب مرحوم معیار الحق رحمہ اللہ میں حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کا ذکر

ان الفاظ میں کرتے ہیں'' امامنا و سیّدنا ابوحنیفة النعمان افاض الله علیه شابیب العفو والغفران''(ص:۲) نیز فرماتے ہیں ان کا مجتہد ہونا اور متبع سنت اور متقی اور پرہیز گار ہونا کافی ہے ان کے فضائل میں اور آیۂ کریمہ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم زینت بخش مراتب ان کیلئے ہے''(ص:۵) وضاحت از محشی (تاریخ اہلحدیث، ص:۵۲)

امام صاحب کی ثقاہت: جن کو آپ کے شاگردوں میں سے سب سے پہلے امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے اور پھر امام محمد رحمہ اللہ نے اپنی تصانیف میں جمع کیا۔ چنانچہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ حجۃ اللہ میں فرماتے ہیں۔

> ''وکان ابوحنیفة رضی الله عنه الزمهم مذهب ابراهیم و اقرانه لایجاوزه الاماشاء الله و کان عظیم الشان فی التخریج علی مذهبه دقیق النظر فی وجوه التخریجات مقبلا علی الفروع اتم اقبال''
>
> اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (حضرت) ابراہیم (نخعی رحمہ اللہ) اور آپ کے ہم زمانہ کے مذہب کو ان سب سے زیادہ لازم پکڑنے والے تھے۔ اس سے تجاوز نہیں کرتے تھے۔ الا ماشاءاللہ۔ اور آپ کے مذہب پر تخریج کرنے میں بڑی شان رکھتے تھے۔ اور وجوہ تخریجات میں بڑی باریک نظر والے تھے۔ (اور) فروع میں پوری توجہ سے متوجہ تھے۔'' (حجۃ اللہ مصری ج ۱،ص:۱۴۵)

آپ رحمہ اللہ کے بعد آپ رحمہ اللہ کے لائق و مشہور شاگردوں میں سے امام ابو یوسف رحمہ اللہ عہد رشیدی میں عہد قاضی القضاۃ پر متعہد ہوئے جس سے آپ رحمہ اللہ کے اقوال مخرجہ کو بہت فروغ ہوا۔ اور وہ ایک مستقل مذہب قرار پایا چنانچہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ عبارت بالا کے تھوڑا آگے فرماتے ہیں:

> ''وکان اشهر اصحابه ذکراً ابویوسف رحمه الله فولی قاضی القضاة ایام هارون الرشید فکان سببا لظهور مذهبه والقضاء به فی اقطار العراق و خراسان وماوراء النهر'' (حجۃ اللہ مصری جلد ۱،ص:۱۴۵)
>
> اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے زیادہ شہرت والے (امام) ابو یوسف رحمہ اللہ تھے۔ وہ خلیفہ ہارون الرشید کے عہد میں عہدۂ قاضی القضاۃ کے متولی ہوئے تو وہ آپ کے مذہب کی شہرت اور اس کی وجہ سے قضاء کے ملنے کا سبب ہوئے عراق اور خراسان اور ماوراء النہر کے علاقوں میں''۔

امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ ۱۵۰ھ میں اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ۱۵۰ھ میں اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ ۱۸۱ھ میں اور امام محمد بن حسن رحمہ اللہ ۱۸۹ھ میں فوت ہوئے رحمہم اللہ اجمعین۔ (تاریخ اہلحدیث، ص:۷۴-۷۵)

امام شافعی رحمہ اللہ:۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی وفات کے سال یعنی ۱۵۰ھ میں امام شافعی رحمہ اللہ پیدا ہوئے سات سال کی عمر میں قرآن شریف اور دس سال کی عمر میں مؤطا امام مالک رحمہ اللہ حفظ کر لیا۔ (تہذیب التہذیب ۱۲)

پھر مدینہ طیبہ میں جا کر خود امام مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا اور حدیث و فقہ میں یکتائے زمانہ ہو گئے۔ حتیٰ کہ پندرہ سال کی عمر میں اپنے اساتذہ مثل مسلم بن خالد رحمہ اللہ کے سامنے فتویٰ دینے لگے اور وہ آپ رحمہ اللہ کی تصدیق کرتے تھے۔

آپ رحمہ اللہ نے ہر دو مذاہب (حنفی و مالکی) کو محدثانہ نظر سے دیکھ کر ان میں اصولی طور پر ایسے امور پائے۔ جو ان کو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نظر آئے۔ اس لیے آپ رحمہ اللہ نے اصول حدیث کے متعلق بہت کچھ چھان بین کی اور اصول فقہ کی بنیاد ڈالی۔ کہ قرآن و حدیث سے اس طرح استنباط کرنا چاہیے اور مختلف احادیث کو اس طرح جمع کرنا چاہیے۔ اور قرآن شریف کی آیت اور حدیث کو اس طرح جمع کرنا چاہیے۔

پس آپ کا طریقہ اجتہاد ہر دو مذاہب سے مختلف ہوا۔ تو آپ رحمہ اللہ کا مذہب بھی مستقل مانا گیا۔ امام شافعی رحمہ اللہ کی وفات خلیفہ مامون کے عہد میں ۲۰۴ھ میں ہوئی۔ (تاریخ اہلحدیث، ص:۷۵)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ:۔ امام مالک رحمہ اللہ و امام شافعی رحمہ اللہ کے بعد حدیث بہت منتشر ہو گئی اور تصانیف بھی عام ہوتی گئیں۔ حتیٰ

کہ امام احمد رحمہ اللہ کا زمانہ آیا تو آپ رحمہ اللہ کے پاس اتنا ذخیرۂ حدیث جمع ہوگیا۔ کہ کسی کے پاس نہ ہوا تھا۔ انہوں نے صرف روایات کو پیش نظر رکھا۔ اور دائیں بائیں نظر کرنے کی حاجت نہ سمجھی۔ اس لیے خالص احادیث اور آثار کی اتباع کرنے کے سبب آپ رحمہ اللہ کا مذہب الگ گنا گیا۔ چنانچہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ حجۃ اللہ میں فرماتے ہیں۔

"وکان اعظمهم شاناو اوسعهم روایة و اعرفهم للحدیث مرتبة و اعمقهم فقها احمد بن حنبل"

(حجة الله مصری باب الفرق بین اهل الحدیث و اهل الرائے جلد اوّل، ص:۱۴۹)

''سب سے بڑی شان والے اور وسیع روایت والے اور حدیث شریف کے مراتب کو سب سے زیادہ سمجھنے والے اور فقاہت میں سب سے گہرے امام احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ ہوئے''

امام احمد رحمہ اللہ کی وفات ۲۴۰ یا ۲۴۱ ھ میں ہوئی۔ امام احمد صاحب رحمہ اللہ کے وقت تک علم حدیث کی بہت شہرت ہوگئی۔ تصانیف بھی کثرت سے ہونے لگیں۔ (تاریخ اہلحدیث، ص:۷۵-۷۶)

متبرک قبور کی زیارت اور سلوک معرفت کا فیض:۔ ۱۳۳۰ھ کے سفر حج کے ضمن میں کئی ایک دیگر بلاد اسلامیہ کے سفر کا بھی موقع ملا۔ مثلاً حیفا۔ یافا بیت المقدس، دمشق، پورٹ سعید، سویز اور مصر (قاہرہ) مصر میں جمعہ کی نماز جامعہ شافعیہ میں مع اپنے رفقاء حج وٹیلر ماسٹر عبداللہ سیالکوٹی پڑھی اسی کے متصل امام شافعی رحمہ اللہ کی قبر شریف ہے اس کی بھی زیارت کی۔ بعد ازاں شیخ عبدالوہاب شعرانی شافعی رحمہ اللہ کے مرقد منور کی زیارت کی اور نماز مغرب ان کی مسجد میں ادا کی۔ اس گنہگار کو سب بزرگان دین کی طرح ان سے بھی کمال حسن عقیدت ہے اور میں نے ان کی کتاب سے سلوک وفروع کے متعلق بہت فیض حاصل کیا۔ "اللهم زدنی حب الصالحین"۔ وضاحت از محشی (تاریخ اہلحدیث، ص:۷۹)

تالیفات پیران پیر میں اہمیت سنت: آپ رحمہ اللہ کی تصانیف میں خالص کتاب وسنت کی پیروی کی کئی عبارتیں پائی جاتی ہیں۔ جن سے صاف عیاں ہے کہ آپ اہلحدیث تھے۔

آپ رحمہ اللہ کی دو کتابیں ہمارے ہاتھوں میں ہیں، فتوح الغیب اور غنیۃ الطالبین۔ فتوح الغیب تو علم طریقت کے متعلق ہے۔ اور غنیۃ الطالبین میں کچھ اس کا بیان بھی ہے۔ اور زیادہ تر علم شریعت کا ذکر ہے آپ فتوح الغیب کا دوسرا مقالہ ان الفاظ طیبہ سے شروع کرتے ہیں۔

"اتبعوا ولا تبتد عوا واطیعو اولاتمرقوا ووحدو اولا تشرکوا" (مقالہ ثانیہ، ص:۱۱)

سنت کی پیروی کرو اور بدعتیں مت نکالو خدا اور رسول کی اطاعت کرو اور دین سے باہر مت ہو توحید مانو شرک مت کرو۔

اور چھتیسویں مقالہ میں نہایت زوردار عبارت میں مع حوالہ آیات بتاکید فرماتے ہیں۔

واجعل الکتاب والسنة امامك و اعمل بها ولا تغتر بالقال والقیل والهوس قال الله تعالیٰ و ما اٰتکم الرسول فخدوه ومانهٰکم عنه فانتهوا واتقوالله ولا تخالفوه فتترکوا العمل بما جاء به و تخترعوا لانفسکم عملاً و عبادة کما قال الله تعالیٰ فی حق قوم ضلوا عن سواء السبیل و رهبانیة ابتدعو هاما کتبنا ها علیهم ثم انه قدزکی هو نبیه و نزهه من الباطل فقال و ما ینطق عن الهوی ان هو الاوحی یوحی ای ماأتکم به فهو من عندی لامن هواه و نفسه فاتبعو ه ثم قال قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله فبین ان طریق المحبة اتباعه قولا وفعلا (مقالہ ۳۶، ص:۱۶۷ تا ۱۶۹)

قرآن وحدیث کو اپنا امام بنالے اور انہی پر عمل کیا کر اور کسی کے کہے سے دھوکہ مت کھائیو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے جو تم کو رسول ﷺ دیں وہ لے لو اور جس سے ہٹائے ہٹے رہو، اللہ سے ڈرو اور اس کی مخالفت نہ کرو کہ جو کچھ تم کو اس نے دیا ہے اسے تو چھوڑ دو اور نئی بدعتیں ایجاد کرنے لگو۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے ایک گمراہ قوم کے حق میں فرمایا ہے کہ انہوں نے رہبانیت

نکالی ہم نے ان کو حکم نہ دیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو پاک کرنے میں فرمایا کہ میرا رسول ﷺ اپنی خواہش سے نہیں بولتا بلکہ جو کچھ بولتا ہے وحی سے بولتا ہے یعنی جو کچھ تمہیں دیتا ہے وہ میرے پاس سے ہے نہ اس کی اپنی خواہش نفسانی سے پس تم اس کی پیروی کرو۔ پھر فرمایا تو اے نبی ﷺ کہہ دیں اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ خدا تم سے محبت کرے گا۔ بتا دیا کہ محبت کی راہ اتباع ہے۔ قول میں اور عمل میں۔ (تاریخ اہلحدیث، ص:۱۰۶-۱۰۷)

غنیۃ الطالبین کی روشنی میں مرید کی صفات: ۔ اسی طرح دوسری کتاب یعنی غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں۔

فالمريد من كانت فيه هذا الجملة وا تصف هذا الصفة فهوا بدا مقبل على الله عزوجل و اطاعة مول عن غيره واجابه يسمع من ربه عزوجل فيعمل بما في الكتاب والسنة و يصم عما سوى ذلك

مرید وہ ہے جس میں یہ سب صفات ہوں اور اس صفت سے موصوف ہو۔ پس وہ ہمیشہ اللہ کی طرف راغب اور غیر کی طرف سے معرض ہوگا خدا کی سنے گا قرآن اور سنت نبویہ پر عمل کرے گا اور اس کے سوا باقی سے کان بند کرے گا۔

(غنیہ مترجم فارسی، ص:۵۷۵ بحوالہ تاریخ اہلحدیث، ص:۱۰۷)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے کرامات کا ظہور: ۔ ۷۰۲ھ میں شقحب میں جو دمشق کے قریب ایک مقام ہے شجاعت کے وہ جوہر دکھائے کہ سبحان اللہ اس جنگ میں بھی خلیفہ وسلطان اور اعیان ارکان دولت کو ترغیب وتحریص سے کھڑا کیا۔ اور مسلمانوں کو کفار کے فتنے سے بچالیا۔ اس جنگ میں آپ سے بہت سی کرامتیں ظاہر ہوئیں اور استجابت دعا بارہا ظہور میں آئی۔ (تاریخ اہلحدیث، ص:۱۱۳)

امام مالک رحمہ اللہ بن انس رحمہ اللہ (امام دار الہجر ۃ)

اب ہم اپنی تاریخ میں اس ممتاز ہستی کے بیان پر آپہنچے ہیں جن کی تصنیف آج تک زندہ اور علماء وطلباء حدیث کے ہاتھوں میں متداول ہے۔ اور اپنے بعد کی تصانیف کیلئے بمنزلہ ماں کے سمجھی جاتی ہے۔

وہ اپنے زمانہ تصنیف سے آج تک یعنی بارہ سو سال تک اسلامی دنیا کے ہر قطر میں برابر شہرت وقبولیت اور اعتبار وفضیلت کے ساتھ چلی آئی ہے اس سے ہماری مراد مؤطا امام مالک رحمہ اللہ ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ کا پایہ اس قدر بلند ہے کہ مجھ ایسے نا قابل کا آپ کی تعریف میں قلم اٹھانا ایک قسم کی جرأت اور ترک ادب ہے۔ مولانا عبدالحئی صاحب مرحوم لکھنوی "تعلیق ممجد" میں فرماتے ہیں۔

"الفائدة الثانية في ترجمة الامام مالك و ما ادراك ما مالك امام الائمه و مالك الازمة راس اجلة دارالهجرة قد وة علماء المدينة الطيبة يعجز اللسان عن ذكر اوصافه الجليلة و يقصر الانسان عن ذكر محاسنه الحميدة وقد اطنب المورخون في تواريخهم والمحدثون في تواليفهم في ذكر ترجمة و ثناء و صنف جمع منهم رسائل مستقلة في ذكر حالاتہ الخ (ص:۱۳)

امام مالک رحمہ اللہ کی بابت تجھے کیا معلوم کہ وہ کیا ہیں؟ اور ان کا کیا پایہ ہے؟ وہ اماموں کے امام ہیں اور (علم کی) باگ کے مالک، بزرگان دار الہجر ۃ کے سر (تاج) ہیں اور علماء مدینہ طیبہ کے پیشوا۔ آپکے اوصاف جمیلہ کے ذکر سے زبان عاجز ہے۔ اور آپ کے محاسن حمیدہ کے بیان سے انسان قاصر، مورخین نے اپنی تواریخ میں اور محدثین نے اپنی تصانیف میں آپ رحمہ اللہ کا ذکر اور ثناء بہت لمبا بیان کیا ہے اور ان میں سے ایک جماعت نے آپ رحمہ اللہ کے حالات میں مستقل کتابیں بھی تصنیف کی ہیں۔"

اسی طرح امام عبدالرحمٰن بن علی رحمہ اللہ الشیبانی المتوفی ۹۴۴ھ "تیسیر الوصول" میں فرماتے ہیں۔

هو امام الحجاز بل امام الناس فی الفقه والحدیث و کفاه فخرا ان الشافعی رحمه الله من اصحابه (ص:۷)

''آپ فقہ اور حدیث میں حجاز کے بلکہ تمام (جہان کے) لوگوں کے امام ہیں۔ اور آپ رحمہ اللہ کے فخر کیلئے یہ کافی ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ آپ کے (ارشد) شاگردوں میں سے ہیں''

امام شافعی رحمہ اللہ کی شخصیت امامت حدیث وفقہ میں محتاج بیان نہیں۔ آپ اپنے استاد بزرگ امام مالک رحمہ اللہ کی شان میں فرماتے ہیں۔

''اذا ذکر العلماء فمالك النجم وما احد امنُّ علی فی علم الله من مالك رحمة الله علیه'' (مصفی، ص:۳)

''جب علماء کا ذکر ہو تو امام مالک (ان میں) روشن ستارہ ہیں اور مجھ پر علم الٰہی میں امام مالک رحمہ اللہ سے بڑھ کر کسی کا احسان نہیں ہے۔

اسی طرح امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ جو جرح وتعدیلِ رجال کے مسلم امام اور مشہور نقاد ہیں اور امام احمد رحمہ اللہ اور امام بخاری رحمہ اللہ و امام مسلم رحمہ اللہ وغیرہم اجلّہ محدثین کے استاد ہیں کہتے ہیں۔

کان مالك من حجة الله علی خلقه یعنی امام مالک رحمہ اللہ خدا کی خلقت پر خدا کی ایک حجت تھے۔

اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ ''مصفی'' میں فرماتے ہیں۔

اہل نقل اتفاق دارند برآنکہ چوں حدیث بروایت او ثابت شد بذروۂ اعلیٰ صحت رسید (ص:۷)

علماء حدیث کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جب کوئی حدیث آپ (امام مالک رحمہ اللہ) کی روایت سے ثابت ہوگئی۔ تو بس صحت کے نہایت بلند کنگرے پر پہنچ گئی۔''

قاضی ابن خلکان نے آپ کے حالات میں آپ کا قول نقل کیا ہے۔

وقال مالك قل رجل کنت اتعلم منه مامات حتیٰ یجیئنی و یستفیدنی (جلد اوّل، ص۴۳۹)

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کم ہوگا جس کسی سے میں نے کچھ سیکھا ہو اور وہ فوت ہوگیا ہو۔ حتیٰ کہ میرے پاس آوے اور مجھ سے کچھ دریافت کرے۔''

ولادت:۔ آپ بعہد بنی امیّہ خلیفہ ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں ۹۳ھ میں مدینۃ الرسول ﷺ میں پیدا ہوئے۔ اس سے پہلے سنہ میں مسلمانوں نے سپین فتح کیا تھا۔ (فتوح البلدان)

نسب: آپ عرب کے معزز قبیلہ ذی اصبح میں سے ابو عامر کی اولاد سے ہیں۔ سلسلہ نسب یوں ہے۔ مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر رحمہ اللہ ورضی اللہ عنہم۔

۱- ابو عامر رضی اللہ عنہ کی نسبت حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے مصفی میں لکھا ہے کہ وہ صحابی ہیں۔ اور سوائے غزوۂ بدر کے سب غزوات میں آنحضرت ﷺ کے فدائیوں میں شامل ہوکر آپ کے ساتھ رہے۔

۲- امام صاحب رحمہ اللہ کے جدامجد کہ ان کا نام بھی ''مالک'' ہے۔ کبار تابعین اور ان کے علماء سے ہیں۔ آپ کو حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ حضرت عائشہؓ حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت حسانؓ وغیرہم صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ اور پھر آپ سے آپ کے تینوں بیٹوں انس (والد امام مالک رحمہ اللہ) ابو سہیل نافع اور ربیع نے اور دیگر بہت لوگوں رحمہم اللہ نے روایت کی۔ امام نسائی رحمہ اللہ وغیرہ نے آپ کو ثقہ کہا ۷۴ھ میں فوت ہوئے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی تاریخ صغیر میں آپ کو ان لوگوں میں شمار کیا ہے جو ۷۰ھ اور ۸۰ھ کے درمیان فوت ہوئے۔

آپ ان چار جانباز وفاداروں میں سے ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھا کر قبرستان میں لے گئے تھے۔ حالانکہ وہ وقت نہایت خوف اور بھاری فتنہ کا تھا۔ اور باغیوں کے ڈر سے کسی کو اٹھانے کی جرأت نہ پڑتی تھی۔

۳-امام صاحب رحمہ اللہ کا چچا ابو سہیل رحمہ اللہ بھی ثقات تابعین سے ہے۔امام صاحب رحمہ اللہ نے ان سے بھی بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔
ان حالات سے معلوم ہو گیا کہ امام مالک رحمہ اللہ بزرگوں کی اولاد اور خاندان اہل علم سے ہیں۔
حلیہ:-آپ رحمہ اللہ دراز قامت، بزرگ سر۔اصلح (جس کے تالو پر بال نہ ہوں) نہایت سفید رنگ مائل بسرخی یعنی خوب گوری رنگت کے (حسین ماہ جبین) تھے۔نہایت صاحب وجاہت و باوقار تھے۔مجلس میں حاضرین آپ کے رعب کی وجہ سے زیادہ گفتگو نہیں کر سکتے تھے۔
(تاریخ اہلحدیث،ص:۲۵۲-۲۵۴)

امام مالک رحمہ اللہ سے حسنِ عقیدت:۔ امام مالک رحمہ اللہ کی جلالت قدر اور عظمتِ شان جو خاکسار ہیچمدان کے دل میں ہے۔اس کے لحاظ سے اور جس صفائی اور ثقاہت کے ساتھ آپ کی زندگی کے حالات اور آپ کے علمی کمالات و خدمات معلوم ہو چکے ہیں اس کے رو سے بحر طبیعت میں موجیں اُٹھتی تھیں۔کہ آپ کے حالات خوب سیر دل ہو کر لکھوں۔لیکن موضوع باب کو ملحوظ رکھ کر طوالت سے بچنا چاہتا تھا۔مگر انتخاب میں دقت واقع ہوتی تھی، کہ کیا لکھوں اور کیا نہ لکھوں، کیونکہ ہر امر جزوی کی نسبت خیال آتا تھا کہ اس کی یہ ضرورت ہے اور اس کا یہ فائدہ ہے۔آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ میں شدت اشتیاق اور کثرت معلومات اور عظمتِ شان سے محوِ حیرت ہو گیا۔اور کئی روز کے بعد یہ خیال جما کہ اس امام ہمام عالی مقام کے حالات کی تفصیل سے اتر کر اختصار میں پڑھنے کی نسبت یہ بہتر ہے کہ آپ رحمہ اللہ کی تعریف و توصیف سے اپنا عجز ظاہر کر دوں۔
اس خیال کو رکھ کر پھر دوبارہ کتابوں کا مطالعہ شروع کیا کہ اگر مجھ سے پیشتر کسی بزرگ نے اس طریق پر آپ رحمہ اللہ کی تعریف کی ہو۔تو اس کا نقل کر دینا اپنے الفاظ عجز کی نسبت زیادہ مؤثر ہوگا۔الحمد للہ کہ میری پڑتال و ورق گردانی کی محنت ٹھکانے لگی۔اور گوہر مقصود ہاتھ آ گیا۔مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحئی صاحب لکھنوی رحمہ اللہ کی عبارت جو متن میں نقل کی گئی ہے ''احب الصالحین و لست منهم، لعل الله يرزقني صلاحا''۔خداوند! امام مالک رحمہ اللہ کو ہماری طرف سے اور تمام محدثین کی طرف سے اتنی جزائیں عطا کر کہ میزان میں زیادتی کی گنجائش باقی نہ رہے۔(تاریخ اہلحدیث،ص:۲۵۲)

ہندوستان میں علم وعمل بالحدیث کیلئے متصوفین علماء کی خدمات

شیخ علی متقی قادری شاذلی جونپوری رحمہ اللہ:۔ المتولد ۸۸۵ھ المتوفی ۹۷۵ھ
ان کے حالات حسان الہند میر غلام علی صاحب آزاد بلگرامی رحمہ اللہ نے مآثر الکرام (دفتر اوّل) میں لکھتے ہیں اور شیخ شیخنا حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ نے ابجد العلوم اور اتحاف النبلاء میں حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کی کتب سے نقل کیے ہیں۔
نوٹ: شیخ عبدالحق صاحب مرحوم مرید تھے شیخ عبدالوہاب صاحب رحمہ اللہ کے اور وہ خلیفہ تھے حضرت شیخ علی متقی رحمہ اللہ کے۔
(تاریخ اہلحدیث،ص:۲۶۹)

ذوق تصوف اور مرشد کی تلاش:۔ شیخ علی متقی رحمہ اللہ اصل میں جونپوری ہیں۔آپ کی پیدائش ۸۸۵ھ میں شہر برہان پور (علاقہ دکن) میں ہوئی۔ان کے والد ماجد صوفی مشرب تھے۔انہوں نے ان کو ان کی طفولیت ہی میں اپنے پیر شیخ باجن رحمہ اللہ کی بیعت میں منسلک کر دیا۔سن تمیز کو پہنچے تو والد ماجد مرحوم کی موافقت میں شیخ باجن صاحب موصوف ہی کے حلقہ ارادت میں رہے لیکن جب بالغ ہو گئے۔اور والد جسمانی اور پیر روحانی ہر دو خدا کی رحمت کے سائے میں چلے گئے تو بزرگوں کے مشہور قول کے مطابق کہ وہ بچہ جو بچپن میں کسی شیخ کی مریدی میں داخل ہوا جب بلوغت کو پہنچے تو اسے اختیار ہے کہ خواہ اسی کی بیعت میں رہے۔خواہ کسی دیگر شیخ وقت کے سلسلہ میں منسلک ہو جائے۔انہوں نے اس کے مطابق باختیار خود باقاعدہ شیخ باجن مرحوم کے فرزند شیخ عبدالحکیم صاحب رحمہ اللہ سے خرقہ پوشی کی سعادت حاصل کی۔چونکہ تصوف کی چاٹ بچپن میں لگ چکی تھی اور تخم کی تاثیر بھی تھی اور نشوونما بھی اسی چشمۂ صافی کی سیرابی سے ہوئی تھی۔اور معصوم طبع اسی رنگ کی گلکاری سے مزین ہو چکی تھی۔اس لیے طبیعت میں یہ پیاس ہمیشہ رہی کہ کوئی مرد خدا ملے جو مجھے راہ حق دکھائے۔اور منزل مقصود پر پہنچائے۔(تاریخ اہلحدیث،ص:۲۶۹)

سلسلہ قادری وشاذلی میں خلافت:۔ اسی تڑپ میں ملتان (علاقہ پنجاب) کی راہ پکڑی۔ اور علوم ظاہر و باطن میں حسام الدین متقی رحمہ اللہ کی خدمت میں پہنچے اور مدت تک ان سے ظاہری و باطنی فیوض حاصل کرتے رہے۔ بعد ازاں ۹۵۳ھ میں عازم حرمین شریفین ہوئے اور مکہ معظمہ میں طرح اقامت ڈالی شیخ ابوالحسن بکری رحمہ اللہ اور شیخ ابن حجر مکی رحمہ اللہ کی صحبت اختیار کر کے خرقہ قادری وشاذلی ومزنی زیب تن فرمایا۔ نیز یہ تینوں خرقے شیخ محمد بن محمد سخاوی رحمہ اللہ سے پہنے۔

مرشد کا مرید سے بیعت ہوجانا:۔ زمانہ اقامت ملکہ میں آپ رحمہ اللہ کے تقویٰ وطہارت اور نشر علوم ظاہری اور فیض باطنی کی شہرت دورونزدیک کے بلاد میں پھیل گئی۔ اور عوام وخواص آپ رحمہ اللہ کے فضائل وکمالات کا اعتراف کرنے لگے۔ حتیٰ کہ آپ رحمہ اللہ کے استاد شریعت اور شیخ طریقت شیخ ابن حجر مکی رحمہ اللہ مصنف ''صوافق محرقہ'' نے بھی آپ رحمہ اللہ کی شاگردی اختیار کی اور آپ رحمہ اللہ کے حلقۂ ارادت میں منسلک ہوگئے۔ اور آپ رحمہ اللہ سے خرقہ تصوف زیب تن فرمایا۔

تصانیف:۔ آپ رحمہ اللہ کی تصانیف ایک سو سے زائد ہیں اور سب نافع ومفید ہیں۔ ان میں سے علم حدیث میں قابل قدر خدمت یہ ہے کہ امام سیوطی رحمہ اللہ کی کتاب ''جمع الجوامع'' کو فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا۔ آپ رحمہ اللہ کے استاد ابوالحسن بکری مکی رحمہ اللہ اس کتاب کی نسبت فرماتے ہیں۔ کہ امام سیوطی رحمہ اللہ کا احسان تمام لوگوں پر ہے اور شیخ علی متقی رحمہ اللہ کا احسان امام سیوطی پر ہے۔ نیز حضور نواب صاحب مرحوم ابجد العلوم میں فرماتے ہیں۔ قد وقفت علی بعض توالیفه فوجدتها نافعة مفیدة ممتعة تامة (ص:۸۹۵)
میں آپ کی بعض تصانیف سے واقف ہوا تو ان کو نفع مند مفید اور کامل کارآمد پایا۔

قبولیت واشارۂ غیبی:۔ آپ رحمہ اللہ کے شاگرد وخلیفہ شیخ عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں ایک عالیشان مکان دیکھا۔ جو بہشت بریں کے طور پر انوار وانہار سے آراستہ وپیراستہ ہے۔ اور شیخ علی متقی رحمہ اللہ اس میں بیٹھے ہیں۔ اس مکان کے صحن میں بعض چھوٹی اور بعض بڑی نہریں اور نالیاں (لبالب) بہہ رہی ہیں۔ حضرت شیخ صاحب مرحوم نے مجھے ایک نہر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ جامع صغیر ہے۔ اور ایک نالی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ فلاں رسالہ ہے۔ پھر دوسری نالہ کی طرف کہ یہ فلاں رسالہ ہے۔ اسی طرح اپنی کتابوں اور رسالوں کے نام لے کر ہر ایک کو نہر اور نالی سے معین کرتے تھے۔ (اتحاف النبلاء، ص:۳۲۶)

اہل علم وفضل کی قدردانی:۔ شیخ شیخنا حضرت نواب صاحب مرحوم ملاعلی قاری رحمہ اللہ کے حال میں فرماتے ہیں کہ ''زاد المتقین'' میں شیخ علی متقی رحمہ اللہ کے ذکر میں لکھا ہے کہ اہل نجم سے ایک آدمی تھا۔ نہایت خوشخط۔ اس کو ملاعلی قاری رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ اس کی فضیلت اور اہلیت اور افلاس کو دیکھ کر میں نے اس سے تفسیر جلالین دس جدید پر خریدی، اس پر بھی فرماتے تھے کہ (ملاعلی قاری رحمہ اللہ) نے عجب محنت اٹھائی ہے اس سے زیادہ (قیمت) پر بھی خرید سکتے ہیں حالانکہ تفسیر مذکور اہل مکہ کے خط سے ایک جدید کو دستیاب ہوجاتی تھی (اتحاف النبلاء، ص:۳۲۶)

وفات:۔ آپ نوے سال کی عمر میں ۹۷۵ھ میں مکہ شریف میں فوت ہوئے۔ تاریخ وفات ''شیخ مکہ'' ہے۔ شیخ عبدالوہاب شعرانی مصری (رحمہ اللہ) طبقات کبریٰ میں فرماتے ہیں۔

شیخ علی ہندی رحمہ اللہ نزیل مکہ مشرفہ ہیں۔ ان سے ۹۴۷ھ میں مکہ شریف میں ملا۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ اور آپ رحمہ اللہ میرے ہاں تشریف لاتے تھے۔ آپ رحمہ اللہ صاحب علم، صاحب ورع، زاہد (بےنفس) تھے۔ نحیف البدن تھے۔ فاقوں کی کثرت سے آپ رحمہ اللہ کے بدن پر ایک اوقیہ گوشت نہیں ہوگا۔ آپ رحمہ اللہ نہایت خاموش اور تنہائی پسند تھے۔ گھر سے سوائے حرم کعبہ میں نماز جمعہ ادا کرنے کے نہیں نکلتے تھے۔ اور صفوں کے کناروں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے۔ اور جلدی ہی واپس چلے جاتے تھے۔ آپ رحمہ اللہ نے مجھ کو اپنے مکان میں داخل ہونے کا شرف بخشا تو میں نے آپ رحمہ اللہ کے پاس فقرائے صادقین کی ایک جماعت دیکھی ہر فقیر ایک خاص حالت میں خدا کی طرف متوجہ تھا۔ بعض تو (قرآن شریف) کی تلاوت کر رہے تھے۔ اور بعض ذکر (الٰہی) میں (مشغول تھے) اور بعض مراقبے میں (مستغرق)

تھے۔اور بعض کتابوں کے مطالعہ میں (مصروف) تھے۔مجھ کو مکہ شریف میں،لوگوں کی ملاقات واشغال کے متعلق،اس سے زیادہ کسی شے نے خوش نہیں کیا۔آپ رحمہ اللہ کی تصانیف متعدد ہیں۔مثلاً حافظ سیوطی رحمہ اللہ کی جامع صغیر کی (فقہی) ترتیب اور'' مختصر النهاية'' وغیرہما۔

آپ رحمہ اللہ نے مجھ کو ایک نسخہ قرآن شریف اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا دکھایا۔جو صرف ایک ورق پر (لکھا ہوا) تھا۔اس کی ایک سطر میں ایک حزب کی چوتھائی تھی۔(تاریخ اہلحدیث،ص:۲۶۹-۲۷۱)

شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ مشائخ طریقت:۔ شیخ عبدالوہاب شعرانی مذکور الفوق عبدالوہاب رحمہ اللہ (پیر ومرشد شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ) کے سوا دوسرے بزرگ ہیں۔آپ رحمہ اللہ دسویں صدی کے مصری مشائخ طریقت میں سے ہیں۔شافعی المذاہب تھے۔شریعت وطریقت ہر دو کے جامع تھے۔صاحب کرامت تھے۔ائمہ دین اور بزرگوں کا ادب ملحوظ رکھتے تھے۔بالخصوص امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بہت ادب کرتے تھے۔ان کے حق میں بے ادبی کرنے والے کو بہت برا جانتے تھے۔بلکہ اگر ایسے گستاخوں پر کوئی بلا نازل ہو۔تو ان کی عیادت بھی نہیں کرتے تھے۔اختلافات ائمہ میں ان کی روش معتدل ہے۔جہاں تک ہوسکے ان کے اقوال کی توجیہ بیان کر کے ان کے اختلافات کو جمع کرتے ہیں۔اس امر میں ان کی کتاب میزان کبریٰ مشہور ہے۔الحمدللہ اس فقیر کے پاس موجود ہے۔صاحب تصانیف تھے۔ان کی سب تصانیف مفید اور مقبول علماء ہیں۔مجھ زلہ ربائے کو ان سے کمال عقیدت ہے۔۱۳۳۰ھ کے سفر حج کے ضمن میں (دیگر بلاد اسلامیہ کا سفر بھی کیا تھا۔مصر،حیفا،یافا،مزمرین،بیت المقدس اور دمشق) مصر میں نماز جمعہ جامع امام شافعی رحمہ میں پڑھ کر امام شافعی رحمہ اللہ کی قبر پر فاتحہ پڑھی۔پھر مغرب کی نماز شیخ صاحب ممدوح کی جامع مسجد میں پڑھی اور آپ رحمہ اللہ کی قبر کی زیارت کی اور فاتحہ پڑھی۔آپ ۹۷۳ھ میں فوت ہوئے۔اللهم ارحمه برحمتك الواسعة۔(وضاحت از محشی)(تاریخ اہلحدیث،ص:۲۷۰-۲۷۱)

شیخ محمد طاہر گجراتی رحمہ اللہ متصوف متبحر عالم دین

(ولادت ۹۱۲ھ وفات ۹۸۶ھ)

بیعت تصوف:۔ شیخ رضی الدین مرحوم کے بعد معلوم نہیں اس ملک میں کونسا محدث گزرا۔ہاں جہاں تک معلوم ہوا۔ہندیوں میں سے جس شخص نے ہندوستان میں علم حدیث کی طرح ڈالی۔اور احیائے سنت مطہرہ ورد بدعات کا بیڑا اٹھایا وہ شیخ محمد طاہر صاحب رحمہ اللہ پٹن گجراتی ہیں۔

شیخ صاحب ممدوح قوم بوہرہ سے باشندگان پٹن گجرات سے تھے۔آپ ۹۱۲-۹۱۴ھ میں پیدا ہوئے اور اس ملک کے باکمال بزرگوں سے تحصیل علم کرنے کے بعد سفر حرمین شریفین ''حرسهما الله وعظم شانهما'' سے مشرف ہوئے۔وہاں کے مشائخ حدیث سے فن حدیث کی تکمیل کی۔خصوصاً شیخ علی متقی جونپوری رحمہ اللہ مذکورہ الفوق سے۔میر علی آزاد بلگرامی مآثر الکرام میں فرماتے ہیں۔''علوم متداولہ کی تحصیل کے بعد حرمین شریفین کی راہ لی،اور وہاں کے علماء اور مشائخ سے ملاقات کی خصوصاً شیخ علی متقی رحمہ اللہ سے کہ آپ کی محفل اشرف سے بہت سے فیوض حاصل کیے اور آپ رحمہ اللہ کی مریدی کی سعادت سے بھی فائز ہوئے' مترجماً وملخصاً،ص:۱۹۴) بعدہ اپنے وطن کی طرف واپس ہوئے۔اور اجرائے سنت مطہرہ اور رد بدعات میں نہایت سرگرمی سے سعی کرنے لگے۔حتیٰ کہ اپنے دل میں عہد کرلیا کہ جب تک اپنی قوم کی پیشانی سے بدعت کا داغ نہ دھولوں گا۔دستار سر پر نہ رکھوں گا۔(سبحان اللہ)

احیائے سنت کا سچا جذبہ:۔ ۹۸۰ھ میں جب اکبر بادشاہ ہند نے گجرات کو مسخر کرلیا۔اور پٹن میں جو شیخ صاحب ممدوح کا وطن تھا۔شیخ صاحب سے ملاقات کی اور حالات معلوم کیے تو شاہ قدر شناس نے اپنے دست خاص سے حضرت شیخ صاحب رحمہ اللہ کے سر پر دستار رکھی اور کہا کہ آپ کے دستار (مبارک) کو ترک کر دینے کا باعث ہمارے گوشگذار رہوا۔دین اسلام کی نصرت آپ رحمہ اللہ کے ارادے کے موافق ہماری علالت کا فرض ہے۔

اسی سال میں گجرات کی حکومت خان اعظم مسند میر زا عزیز کوکلتاش کے سپرد کی گئی چنانچہ اس کی اعانت وتوجہ خصوصی سے بہت سی رسوم و

بدعات کی بیخ کنی ہوگئی۔لیکن ان کے تھوڑی دیر بعد حکومت عبدالرحیم خاں خانخاناں کو دی گئی جس کی حمایت میں فرقہ مہدویہ یعنی سیّد محمد جونپوری مدعی مہدویت کے پیرو پھر جاگ اُٹھے۔شیخ صاحب ممدوح نے پھر دستارا تاردی۔اور دارالخلافہ اکبرآباد یعنی آگرہ کا قصد کیا۔تاکہ سارا ماجرا خود بادشاہ کے کانوں تک پہنچائیں۔مخالفین کی بھی ایک جماعت پیچھے ہولی۔چنانچہ انہوں نے رستہ ہی میں آپ رحمہ اللہ کو اوجین اور سارنگپور کے درمیان گرا کر شہید کردیا۔یہ واقعہ جاں گزا ۹۸۶ھ میں ہوا۔

تصانیف:۔ شیخ مرحوم نے علم حدیث کی نہایت قابل قدر خدمت کی۔راویانِ علم حدیث کے اسماء کی حرکات کا ضبط نہایت ضروری ہے۔اس کے متعلق ایک کتاب نام مغنی لکھی۔جو دہلی میں ''تقریب التهذیب'' کے ساتھ مکرر چھپ چکی ہے۔اسی طرح علم حدیث کی حل لغات میں ''مجمع بحار الانوار'' جو نہایت مشہور کتاب ہے۔مفید وقابل قدر یادگار چھوڑی۔جو تین جلدوں میں ہندوستان میں مکرر چھپ چکی ہے۔یہ کتاب ''فائق زمخشری اور نهايه ابن اثير'' کی جامع ہے۔

الحمدللہ کہ خاکسار کے پاس یہ سب کتابیں موجود ہیں (نفعني الله بها في الدنيا والاخره) (تاریخ اہلحدیث،ص:۲۷۲)

شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمہ اللہ باکمال متصوف عالم دین (ولادت ۹۵۸ھ وفات ۱۰۵۲ھ)

ولادت:۔ شیخ محمد طاہر صاحب رحمہ اللہ پٹنی کے بعد اسی زمانے میں علم حدیث کی خدمت کا تمغہ شیخ عبدالحق صاحب دہلوی رحمہ اللہ کے بازو پر ہے۔آپ رحمہ اللہ قوم ترک سے ہیں۔آپ رحمہ اللہ کے والد کا نام سیف الدین ہے جو شاہ عالی جاہ شاہجہاں مرحوم کے وقت دہلی میں متوطن ہوئے۔اور یہیں ہمارے شیخ صاحب رحمہ اللہ ۹۵۸ھ میں پیدا ہوئے۔(تاریخ اہلحدیث،ص:۲۷۳)

علمی ذوق اور خدمات:۔ اپنے وطن دہلی سے بائیس سال کی عمر میں تحصیل علوم کے بعد زیارت حرمین سے مشرف ہوئے۔اور کئی سال تک فن حدیث کی تکمیل کے بعد وطن کو مراجعت کی۔اور اس فن کی خدمت کرنے لگے۔چنانچہ لمعات شرح عربی مشکوٰۃ اور ''اشعة اللمعات شرح فارسی مشکوٰۃ اور شرح سفر السعادت وغیرہ نہایت عمدہ خدمتیں ہیں۔

آپ رحمہ اللہ کی تحقیقات حدیثیہ کا ماخذ زیادہ تر ابن ہمام کی فتح القدیر اور علامہ عینی رحمہ اللہ کی شرح بخاری ہے۔جو خود مذہب حنفی کی تقلید کے ملتزم تھے۔اور شرح مشکوٰۃ میں زیادہ تر طیبی اور مرقاۃ مصنفہ ملا علی قاری رحمہ اللہ وغیرہما سے لیا ہے۔(تاریخ اہلحدیث،ص:۲۷۳)

سلسلہ قادریہ میں بیعت اصلاح:۔ آپ رحمہ اللہ پر صوفیانہ مذاق غالب تھا۔قادری طریق پر تھے۔سیّد موسیٰ رحمہ اللہ کے مرید تھے۔جو شاہ جیلان رحمہ اللہ کی اولاد سے تھے۔اس فن کی خدمت میں بھی کتابیں لکھیں۔چنانچہ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی کتاب ''فتوح الغیب کی شرح فارسی ایک مفید یادگار ہے۔

شروح کتب کی خدمت کے علاوہ آپ رحمہ اللہ نے بعض مستقل کتابیں بھی لکھیں مثلاً ''مدارج النبوۃ'' جو آنحضرت ﷺ کی ایک مبسوط سوانح عمری ہے۔(تاریخ اہلحدیث،ص:۲۷۳)

رواداری اور اعتدال پسندی:۔ اسی زمانہ میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ کا آفتاب مجددیت بھی نور افگن تھا اور بدعات کے بادل ہوا ہو رہے تھے۔

چونکہ حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ احیائے سنت ورد بدعت میں نہایت سرگرم تھے۔اس لیے حضرت شیخ صاحب رحمہ اللہ کو آپ رحمہ اللہ سے بعض امور کی وجہ سے جوان کی نظر میں بوجہ تقلید واختیار تصوف مروجہ کے معیوب نہ تھے۔کچھ نقار تھا لیکن اخیر عمر میں جب خدا تعالیٰ نے طبیعت سے پردہ اٹھادیا۔اور حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ کے طریق عمل کی راستی مشہور ہوگئی تو سب غبار ونقار جاتا رہا۔اور ایسی صفائی حاصل ہوئی کہ باید وشاید۔چنانچہ آپ رحمہ اللہ خود حضرت خواجہ حسام الدین رحمہ اللہ خلیفہ حضرت شاہ باقی باللہ صاحب (قدس اللہ اسرارہم) کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔

ان ایام میں شیخ احمد (رحمہ اللہ) کی نسبت فقیر کی صفائی حد سے بڑھ گئی ہے۔ہرگز بشریت کا پردہ اور طبیعت کا حجاب باقی نہیں

رہا۔ عقل وانصاف وطریقت سے قطع نظر کر کے (یوں بھی) ایسے بزرگواروں اور عزیزوں کی برائی کوئی مناسب نہیں۔ اور (میرے) باطن میں بطریق ذوق ووجدان وغلبۂ (حال) ایسا کچھ آ گیا ہے کہ زبان اس کے ذکر سے گونگی ہے۔ پاک ہے وہ خدا جو دلوں کا پھیرنے والا اور احوال کا بدلنے والا ہے۔ شاید ظاہر بین لوگ اس بات کو بعید جانیں میں نہیں جانتا کہ (میرا) کیا حال ہے اور کس طور پر ہے۔ "عالم بے خودی وحیرت طاری ہے"(انتھی مترجمہ از اتحاف، ص:۳۰۵)

سبحان اللہ! ہمارے بزرگان دین کے دلوں میں کیسی صفائی تھی۔ اور وہ کس قدر صادق الاحوال تھے۔ کہ جب اپنی غلطی یا دوسرے بھائی کی بے گناہی معلوم ہوئی تو فوراً اس سے رجوع کر کے اس کا اعلان کر دیا اور اس پر اصرار وضد ہرگز نہیں کی۔ خداوند! ہم کو بھی ایسے پاک باطن نصیب کر" آمین"

مجھ عاجز کو آپ رحمہ اللہ کے علم وفضل اور خدمت علم حدیث اور صاحب کمالات ظاہری وباطنی ہونے کی وجہ سے حسن عقیدت ہے۔ آپ رحمہ اللہ کی کئی ایک تصانیف میرے پاس موجود ہیں۔ جن سے میں بہت سے علمی فوائد حاصل کرتا رہتا ہوں۔ (تاریخ اہلحدیث، ص:۲۷۳-۲۷۴)

قبر کی ٹھنڈک کا محسوس ہونا:۔ وضاحت: حضرت نواب صاحب مرحوم ابجد العلوم میں فرماتے ہیں "رحل الی الحرمین و صحب الشیخ عبدالوهاب المتقی خلیفة الشیخ علی المتقی واکتسب علم الحدیث و عادالی الوطن و استقربه اثنین و خمسین سنة بجمعیة الظاهر و الباطن و نشر العلوم "ص:۹۰۱۔ یعنی بائیس سال کی عمر میں حرمین شریفین کا سفر کیا اور شیخ علی متقی رحمہ اللہ کے خلیفہ شیخ عبدالوہاب رحمہ اللہ کی صحبت میں رہے اور ان سے علم حدیث حاصل کیا۔ اور اپنے وطن کی طرف لوٹے اور باون سال تک ظاہر وباطن کی جمعیت کے ساتھ یہیں ٹھہرے رہے۔ اور علوم کی اشاعت کرتے رہے۔ اس سے آگے فرماتے ہیں آپ رحمہ اللہ کی تصانیف سو تک پہنچتی ہیں۔ نیز فرماتے ہیں کہ جب میں دہلی میں وارد ہوا تو آپ رحمہ اللہ کی قبر کی زیارت کو گیا اور موضوع قبر کو انس وٹھنڈک کا موجب پایا (ص:۹۰۱) (از محشی) (تاریخ اہلحدیث، ص:۲۷۳)

امام ربانی مجدد الف ثانی نقشبندی رحمہ اللہ (ولادت شوال ۹۷۱ھ وفات ۱۰۳۴ھ)

ولادت:۔ تاریخ عبدالحق رحمہ اللہ کے بیان سے معلوم ہو چکا ہے کہ آپ رحمہ اللہ ان کے معاصر ہیں آپ رحمہ اللہ کی ولادت باسعادت ۱۴ شوال ۹۷۱ھ میں قصبہ سرہند ضلع انبالہ میں ہوئی۔ آپ رحمہ اللہ کا نسب نامہ کئی پشتوں کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔

ابتداء میں قرآن حفظ کیا۔ ابتدائی تعلیم کئی دیگر علوم اور فیوض باطنیہ اپنے والد ماجد مخدوم عبدالاحد رحمہ اللہ صاحب سے حاصل کیے جو اپنے وقت کے مسلم باکمال بزرگ تھے۔ (تاریخ اہلحدیث، ص:۲۷۴)

سلسلہ نقشبندیہ کی بیعت اور اشاعت:۔ آپ رحمہ اللہ کے والد ماجد نے ۱۰۰۷ھ میں وفات پائی تو آپ رحمہ اللہ ۱۰۰۸ھ میں دہلی پہنچے۔ جہاں پر اپنے مخلص دوست خواجہ حسن کشمیری رحمہ اللہ کی وساطت سے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دونوں بزرگوں کے دلوں میں بوجہ صفائی قلب ایسا جذب پیدا ہوا کہ حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ نے ان کے آنے کو غنیمت جانا اور انہوں نے ان کی صحبت کو اکسیر سمجھا۔

آپ نے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ صاحب سے نقشبندی طریقہ کا فیض پایا۔ اور اسی طرح دیگر مشائخ طریقت سے تصوف کے دوسرے طریقوں کا فیض حاصل کیا۔ آپ رحمہ اللہ کا سلسلہ یعنی طریقہ مجددیہ ہند سے ماوراء النہر، روم، شام، عرب اور مغرب اقصیٰ تک پہنچ گیا۔

آپ رحمہ اللہ بلا اختلاف عالم باعمل عارف کامل جامع کمالات ظاہری وباطنی اور گیارہویں صدی کے مسلم مجدد ہیں۔ مجددیت کا لقب سب سے پہلے آپ کو مولانا عبدالحکیم صاحب رحمہ اللہ سیالکوٹ نے دیا کہ وہ بھی بلا کمال کشمیری ممدوح کے شاگرد تھے۔ (تاریخ اہلحدیث، ص:۲۷۵)

نقشبندی مجدد کا جذبہ توحید وسنت:۔ عام قبولیت کے سبب آصف خاں وزیراعظم نے جو شیعی المذہب تھا۔ جہانگیر بادشاہ کے گوش گزار کیا کہ ان کا شہرہ اور لوگوں کی ان سے ارادت وعقیدت خطرہ سے خالی نہیں۔ اکثر امرائے دربار مثل خانخاناں وسید صدر جہاں وخانجہاں

وخان اعظم ومہابت خاں ونزہت خاں واسلام خاں وسکندر خاں ودریا خاں ومرتضٰی خاں وغیرہم ان کے معتقد ومرید ہو گئے ہیں۔ بادشاہ نے اوّل تو آپ رحمہ اللہ کے معتقد سرداروں کو دور دور کے علاقوں میں تبدیل کر دیا۔ اور پھر حاکم سرہند کے نام فرمان بھیجا کہ آپ رحمہ اللہ کو شاہی ملاقات کیلئے نہایت عزت واحتشام سے دربار میں بھیج دے۔ دربار میں جانے پر آپ رحمہ اللہ نے نہ تو سجدۂ سلام ادا کیا جو جہانگیر کے دربار میں مروج تھا۔ اور نہ آپ دیگر لوازماتِ آداب وکورنشاتِ شاہی بجالائے۔ ندیموں نے طریق معتدہ پر سجدہ کرنے کا اشارہ کیا تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا یہ پیشانی غیر اللہ کے لئے نہ کبھی پہلے جھکی ہے اور جھکے گی۔ اس جرأت کا نتیجہ یہ ہوا کہ جہانگیر نے آپ رحمہ اللہ کو خطرناک سمجھ کر بمشورۂ وزیر مع آپ رحمہ اللہ کے ساتھیوں کے قلعہ گوالیار میں نظر بند کر کے بھیج دیا۔ آپ رحمہ اللہ نے وہاں پہنچ کر اپنے کل خلفاء کو خطوط لکھے کہ میری یہ کیفیت میری رضامندی سے ہے۔ آپ رحمہ اللہ لوگ شاہ وقت کے برخلاف کوئی ایجی ٹیشن (بغاوت) نہ کریں۔ آپ رحمہ اللہ تین سال قید میں رہے۔ اس اثنا میں جہانگیر بیمار پڑا۔ اور اسے خواب میں تنبیہ کی گئی جس پر اس نے رہائی کا حکم دیا۔ نہایت عزت واحترام سے اکبر آباد (آگرہ) میں بلایا۔ اور دعا کی درخواست کی۔ آپ رحمہ اللہ نے گیارہ خلاف شرع رسوم کی جو سلطنت میں رائج ہو چکی تھیں اصلاح کیلئے فرمایا۔ سب سے ضروری اصلاح سجدۂ تعظیمی کی موقوفی تھی۔ جہانگیر نے بصدق دل سب کچھ قبول کیا۔ آپ رحمہ اللہ نے دعا فرمائی جسے اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت بخشا اور جہانگیر شفایاب ہو گیا یہی آپ رحمہ اللہ کی مجددیت کی شہرت کا زینہ ہے۔ اس کے بعد یوماً فیوماً آپ رد بدعات واصلاح رسوم شرکیہ میں مصروف رہے۔ آپ رحمہ اللہ کا نام عام طور پر مجدد صاحب مشہور ہو گیا۔ اور آپ رحمہ اللہ مجدد الف ثانی یعنی گیارہویں صدی کے مجدد کے لقب سے پکارے جانے لگے۔ اس کے بعد پھر آپ رحمہ اللہ سرہند تشریف لائے۔ آپ رحمہ اللہ نے ۶۳ سال کی عمر میں ۱۰۳۴ھ میں وفات پائی۔ اور سرہند میں مدفون ہو کر اس سرزمین کو شرف بخشا۔ (تاریخ اہلحدیث، ص: ۲۷۵-۲۷۶)

سیّد مبارک محدث بلگرامی رحمہ اللہ (ولادت ۱۰۳۳ھ وفات ۱۱۱۵ھ)

ابتدائی تعارف:۔ اس مبارک ہستی کا ترجمہ کسی قدر تفصیل سے میر غلام علی صاحب آزاد بلگرامی رحمہ اللہ نے لکھا ہے جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

صحیح الاصول والفروع تھے۔ اور احیائے سنت اور ازالہ بدعت کا نقارہ بجاتے تھے۔ علوم ظاہری وباطنی میں یگانہ اور تقویٰ وطہارت میں ممتاز زمانہ تھے۔ چھ ماہ شعبان مکرم ۱۰۳۳ھ میں پیدا ہوئے۔ شروع جوانی میں تحصیل علوم میں لگ گئے اور ابتداء سے انتہا تک علوم نہایت پختگی سے حاصل کیے۔ ابتدائی تعلیم میر سید طیب بن میر عبدالواحد قدس اسرارہما اور دیگر فضلائے بلگرام اور اس کے اطراف کے علماء سے حاصل کی۔ اور ۱۰۶۱ھ میں تکمیل علوم کیلئے دہلی میں تشریف لے گئے اور خواجہ باقی باللہ صاحب (رحمہ اللہ) کے فرزند خرد خواجہ عبداللہ صاحب المشہور بخواجہ خرد (رحمہ اللہ) کی خدمت میں پہنچ کر کتاب مطول پڑھی اور زمانہ اقامت دہلی میں بن شیخ عبدالحق صاحب (رحمہ اللہ) کے مکان پر سکونت پذیر رہے اران سے علم حدیث حاصل کر کے اس فن اشرف میں مہارت عالی حاصل کی۔ اور اپنی تمام عمر اسی فن مبارک کی خدمت میں ختم کر دی۔ حتیٰ کہ آپ لقب محدث سے مشہور ہو گئے۔ (تاریخ اہلحدیث، ص: ۲۷۶-۲۷۷)

حضرت مجدد الف ثانی کے مرشد طریقت:۔ حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب قدس سرہ دہلی کے مشہور اولیاء اللہ سے ہوئے ہیں۔ آپ رحمہ اللہ مرشد تھے حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ کے۔ حضرت خواجہ صاحب مرحوم کی وفات کے وقت دو حرموں سے آپ رحمہ اللہ کے دو شیر خوار فرزند تھے جن کے لیے آپ نے حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ کو تعلیم وتربیت کی وصیت کی تھی۔ فرزند اکبر کو خواجہ کلاں اور فرزند اصغر کو خواجہ خرد کہتے تھے۔ (مآثر الکلام، ص: ۱۰۰ بحوالہ تاریخ اہلحدیث، ص: ۲۷۵-۲۷۷)

قطب المحدثین کی بیعت سلسلۂ قادریہ:۔ حسان الہند حضرت میر علی صاحب آزاد بلگرامی مآثر الکرام میں ان کے ترجمہ میں فرماتے ہیں لہٰذا ہم نے ان کو اس کتاب میں قطب المحدثین سے یاد کیا ہے۔ آپ رحمہ اللہ نے شیخ نور الحق صاحب رحمہ اللہ سے ۱۰۶۴ھ میں تحصیل علوم سے فراغت پائی اور ۱۰۷۴ھ میں دہلی میں میر سیّد عبدالفتاح عسکری احمد آبادی قدس سرہ کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ کی بیعت کی۔

ان سب فیوض ظاہری و باطنی سے دامن بھر کر اپنے وطن بلگرام کی طرف لوٹے۔ اور مسند توکل وقناعت کو زینت دی۔ اور باقی عمر یاد خدا اور ریاضت اور تدریس علوم خصوصاً علم حدیث شریف میں گزار کر ۱۱۱۵ھ میں رحلت فرمائی۔ (تاریخ اہلحدیث ص: ۲۷۷)

جذبۂ اتباع شریعت:۔ اتباع شریعت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا جذبہ آپ رحمہ اللہ کے خمیر میں تھا۔ کسی کی کیا مجال کہ آپ رحمہ اللہ کے حضور میں جادہ شرع سے باہر قدم رکھے۔ آپ رحمہ اللہ کے کئی فرزند آپ رحمہ اللہ کی زندگی ہی میں قضا کر گئے۔ کسی کے ماتم پر بھی خلاف شرع رسوم کا ارتکاب نہ ہو سکا۔ میر صاحب ممدوح نہایت لطیف طبع اور نکتہ سنج، لطیفہ گو تھے۔ باوجود اس کے اتنی ہیبت اور رعب تھا کہ آپ کے سامنے لوگوں کے پتے پانی ہو ہو جاتے تھے۔

ایک روز غیرت خاں حاکم لکھنؤ حضور کی زیارت کیلئے حاضر خدمت ہوا۔ خاں صاحب موصوف کا پاجامہ چوڑی دار تھا۔ جو حد شرع سے متجاوز تھا ٹخنوں سے نیچے تھا۔ میر صاحب رحمہ اللہ نے اعتراض کیا۔ غیرت خاں صاحب کی مجال نہ تھی کہ کچھ عذر کر سکیں فوراً اپنے ہاتھ سے حد شرع سے زائد پائنچہ کاٹ ڈالا۔ (تاریخ اہلحدیث، ص: ۲۷۷)

فقر صوفیاء کا عملی مشاہدہ:۔ عادات: آپ رحمہ اللہ نہایت سادگی۔ بےنفسی اور توکل سے زندگی بسر کرتے تھے۔ اپنی حاجت کسی دوسرے پر ظاہر نہ کرتے تھے۔ استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی (آپ رحمہ اللہ کے شاگرد) فرماتے تھے۔ میں ایک روز میر صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رحمہ اللہ وضو کی تیاری کیلئے اٹھے ہی تھے کہ ناگاہ زمین پر گر پڑے۔ میں جلدی سے دوڑ کر پاس گیا۔ ایک ساعت کے بعد افاقہ ہو گیا۔ میں نے اس کا سبب دریافت کرنے کی جرأت کی۔ بہت اصرار کرنے کے بعد فرمایا: ''تین روز ہو گئے ہیں کہ غذا کی جنس سے کوئی چیز میسر نہیں آئی۔ اور ان تین روز میں نہ تو یہ بات کسی پر ظاہر کی اور نہ کسی سے قرض مانگا''۔ میرے دل میں رقت آ گئی۔ اور میں فوراً اپنے مکان کی طرف دوڑا۔ اور شیریں طعام جو حضرت رحمہ اللہ کو مرغوب تھا۔ تیار کرا کے حاضر خدمت کیا۔ اوّل تو آپ رحمہ اللہ بہت خوش ہوئے۔ اور مجھے دعائیں دینے لگے لیکن بعد ازاں فرمانے لگے۔ ایک بات کہتا ہوں۔ بشرطیکہ تم کو گراں نہ گزرے۔ میں نے عرض کیا فرمایئے! فرمانے لگے فقراء کی اصطلاح میں اس کو طعام اشراف کہتے ہیں۔ ہر چند کہ فقہاء کے نزدیک اس کا کھانا جائز ہے اور شریعت میں بعد تین روز (کے فاقہ) کے مردار بھی حلال ہے لیکن فقراء کے طریقوں میں طعام اشراف جائز نہیں ہے'' میں نے جب یہ بات سنی تو بلا چون و چرا اُٹھ کر کھڑا ہوا اور طعام اُٹھا کر لے کر دروازہ کے باہر آ گیا۔ کچھ دیر توقف کر کے وہ طعام لیے ہوئے پھر حاضر خدمت ہوا اور عرض کی کہ جب بندہ طعام اٹھا کر لے گیا تھا۔ تو کیا حضرت کو توقع تھی کہ میں یہ طعام پھر واپس لاؤں گا؟ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا نہیں، میں نے عرض کیا کہ اب جبکہ یہ طعام بندہ حضرت کی توقع کے بغیر لایا ہے تو یہ طعام اشراف نہ رہا۔ حضرت میر صاحب رحمہ اللہ میری اس توجیہ پر بہت محظوظ ہوئے اور فرمانے لگے تم نے عجب فراست کی ہے پھر آپ رحمہ اللہ نے وہ طعام برغبت تمام تناول فرما لیا۔ (تاریخ اہلحدیث، ص: ۲۷۷-۲۷۸)

اشراف نفس کی تعریف:۔ اشراف، نفس کے جھکاؤ کو کہتے ہیں۔ اہل طریقت بزرگ دنیا کے لذائذ کو نفس کے جھکاؤ سے استعمال نہیں کرتے بلکہ بغیر اس کے جو کچھ میسر آوے اس کو نعمت خداداد سمجھ کر استعمال کر لیتے ہیں اور خدا کا شکر بجالاتے ہیں۔ نفس کے جھکاؤ کے سوا حاصل شدہ کو قبول کرنا۔ اہل طریقت نے اس حدیث سے لیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کچھ عطا کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا '' اعطہٖ افقر منی'' حضور یہ مال کسی زیادہ حاجت مند کو عطا کیجئے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''ما اعطیت من غیر اشراف نفس'' الخ یعنی جو کچھ تجھ کو نفس کے جھکاؤ کے سوا دیا جائے اس کو لے لے۔ پھر اسے خود صرف کر یا صدقہ کر دے تیرا اختیار ہے (صحیح بخاری ملخصاً) حضرت میر صاحب نے جب اپنا فاقہ اپنے شاگرد استاد المحققین کے پاس ذکر کر دیا۔ اور وہ فوراً طعام لذیذ تیار کرا کے لے آئے تو اس میں آپکے خیال میں اشراف نفس پایا گیا۔ اس لیے اس کے کھانے سے پرہیز کی۔

استاد المحققین صاحب علم ومعرفت تھے سمجھ گئے اور باہر جا کر کچھ دیر توقف کر کے وہی کھانا واپس لائے تو اس میں حضرت میر صاحب رحمہ اللہ کا اشراف نفس نہ تھا اس لیے تناول فرمالیا۔سبحان اللہ۔(تاریخ اہلحدیث، ص:۲۷۸)

مراقبہ میں غیبی اطلاع منکشف ہوجانا:۔ نیز استاد المحققین فرماتے تھے کہ سلطان اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ کی پیشگاہ سے علامہ مرحوم میر عبدالجلیل بلگرامی رحمہ اللہ کی تعیناتی بخشگیری اور وقائع نگاری کی خدمت پر گجرات شاہ دولہ (پنجاب) میں ہوئی۔تو آپ رحمہ اللہ دکن سے بلگرام میں تشریف لائے اور بلگرام سے گجرات کا قصد کیا۔علامہ مرحوم نے مجھے ساتھ چلنے کیلئے فرمایا۔میں نے قبول کرلیا تو میں نے میر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنا ارادہ سفر عرض کیا۔میر صاحب موصوف نے فرمایا میری عمر اخیر کو پہنچ چکی ہے۔میں چاہتا ہوں کہ تم اس وقت مجھ سے جدا نہ ہو۔اور میرے جنازے میں حاضر ہو۔میں سوچ میں پڑ گیا کہ میر عبدالجلیل صاحب رحمہ اللہ کی رفاقت بھی ضروری ہے۔اتنے میں حضرت صاحب رحمہ اللہ نے مراقبہ کیا۔دیر کے بعد سر اٹھا کر فرمایا۔''جاؤ'' امید ہے کہ ایک دفعہ پھر بھی ملاقات ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جس سال حضرت میر صاحب رحمہ اللہ کی وفات ہونے والی تھی۔میر عبدالجلیل صاحب رحمہ اللہ کو ایک ضروری کام آپڑا جس کیلئے انہوں نے مجھے (استاد المحققین) کو بلگرام میں بھیجا۔میرے یہاں آنے کے تھوڑی مدت بعد حضرت میر صاحب رحمہ اللہ کا انتقال ہوگیا۔اور آپ رحمہ اللہ نے نماز جنازہ کی امامت کیلئے میرے حق میں وصیت کی۔

سنہ وفات:۔ آپ رحمہ اللہ کا انتقال مبارک بروز دوشنبہ بتاریخ بیس ماہ ربیع الاول ۱۱۱۵ھ ہوا۔میر عبدالجلیل مرحوم بلگرامی نے تاریخ وفات یوں لکھی

مقدت گهر میر سیّد مبارک	چو فرمود در بحر رحلت شناه
پے رحلت آں مطهر سرشت	خِرد گفت تاریخ رضواں پناه

(تاریخ اہلحدیث،ص:۲۷۸-۲۷۹)

شیخ نورالدین احمد آبادی رحمہ اللہ (ولادت ۱۰۶۴ھ وفات ۱۱۵۵ھ)

ابتدائی تعارف :۔ باپ کا نام محمد صالح ہے۔احمد آباد (گجرات) میں ۱۰۶۴ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ملا احمد سلیمانی۔اور ملا فریدالدین رحمہم اللہ احمد آبادی سے تحصیل علوم کی۔اور سرآمد روزگار ہوگئے ۔۱۱۴۳ھ میں مشرف زیارتِ حرمین شریفین ''حرسهما الله'' حاصل کیا۔(تاریخ اہلحدیث،ص:۲۷۹)

بیعت اصلاح وخلافت:۔ مختلف فنون میں مفید کتابیں لکھیں جن کی تعداد کوئی ڈیڑھ سو سے زیادہ ہے۔تفسیر قرآن مجید اور شرح صحیح بخاری بھی لکھی جس کا نام نور القاری ہے۔آپ رحمہ اللہ صوفیانہ مزاج رکھتے تھے۔چنانچہ حضرت محبوب عالم صاحب رحمہ اللہ احمد آبادی سے بیعت وخلافت خانوادہ باحاصل کی۔ابتدائے عمر سے آخر تک تدریس وتصنیف میں وقت بسر کیا اور ۱۱۵ھ میں اکانوے برس کی عمر میں رحلت کی۔ ''عامله الله برحمة الواسعة''۔(تاریخ اہلحدیث،ص:۲۷۹)

صاحب کمالات صوری ومعنوی ماہر علوم ظاہری وباطنی علامہ نبیل فاضل نامی وگرامی میر عبدالجلیل بلگرامی رحمہ اللہ

(ولادت ۱۰۷۱ھ وفات ۱۱۳۸ھ)

تعارف:۔ سیّد مبارک محدث رحمہ اللہ کے ذکر میں گزر چکا ہے کہ میر عبدالجلیل صاحب بلگرامی رحمہ اللہ میر غلام علی آزاد بلگرامی رحمہ اللہ کے نانا اور سیّد مبارک رحمہ اللہ کے شاگرد رشید اور استاد المحققین میر طفیل محمد صاحب رحمہ اللہ بلگرامی کے ہم درس ہیں اور یہ بھی گزر چکا ہے کہ آپ رحمہ اللہ

خلد مکان حضرت محی الدین اورنگ زیب رحمہ اللہ کے وقت میں مختلف ممتاز عہدوں پر مامور رہ چکے ہیں۔ بالخصوص گجرات پنجاب میں چار سال تک عہدہ وقائع نویسی و بخشگیری پر گزار چکے ہیں۔ باقی حالات علمی و عملی سطور ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔ وباللہ التوفیق۔

ان کے کمالات کی وجہ سے کئی مہینوں تک اس عاجز کا قلم رکا رہا۔ کیونکہ آپ کے کمالات ظاہری و باطنی اور مختلف علوم عربیہ میں آپ رحمہ اللہ کے تبحر کی وجہ سے دل و دماغ پر حیرت افزاء اثر تھا۔ آخر اس خیال سے کہ قلم فرسائی سکون سے اور لب کشائی سکوت سے بہتر ہے۔ اپنے عجز و ناتوانی کا اقرار کرتے ہوئے سطور ذیل سے آں برگزیدۂ النفس و آفاق کا تعارف اپنے ناظرین کو کراتا ہوں۔ ''والله ولی التوفیق''۔

نسب وولادت:۔ آپ رحمہ اللہ خاندان سادات بلگرام کے روشن چراغ ہیں۔ جن کی ذات گرامی صفات سے بلگرام کو چار چاند لگ گئے۔ آپ رحمہ اللہ کے والد ماجد کا نام سیّد امیر احمد ہے جو جامع کمالات صوری و معنوی تھے۔

ولادت:۔ آپ رحمہ اللہ نے بتاریخ ۱۳ شوال ۱۱۰۱ھ اپنے نور ولادت سے خطۂ بلگرام کو منور کیا۔ درسیات کی ابتدائی کتابیں استاد المحققین کے ہمراہ سیّد سعد اللہ بلگرامی رحمہ اللہ کی خدمت میں پڑھیں۔ پھر بلاد پورب کا قصد کیا اور درمیانی کتابیں متفرق مقامات کے ماہرین فن استادوں سے پڑھیں۔ آخر لکھنؤ میں شیخ غلام نقشبند صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں پہنچے اور انتہائی کتابیں ان سے حاصل کر کے تکمیل تحصیل کی۔

شیخ غلام نقشبند آپ کے استاد ہمیشہ آپ رحمہ اللہ کی تعریف و توصیف کرتے تھے۔

''آپ رحمہ اللہ کی پسندیدہ مبارک عادت تھی کہ جب آپ رحمہ اللہ کتابت کا ارادہ کرتے تو پہلے بسم اللہ، الحمد للہ اور درود شریف کاغذ پر لکھ لیتے۔ اور اس کے بعد مطلوبہ کتابت کرتے اور اخیر عمر تک اس عمل پر قائم رہے۔

وصال:۔ اس کے بعد آپ رحمہ اللہ دہلی پہنچے اور وہیں شنبہ کی شب ۲۳ ربیع الاول ۱۱۳۸ھ میں آپ رحمہ اللہ کا وصال ہوا۔ نعش مبارک کو حسب وصیت خود دار السلام بلگرام میں لایا گیا جہاں آپ رحمہ اللہ کو ۶ جمادی الاولیٰ کو بوقت عصر اپنے والد بزرگوار جناب امیر احمد مرحوم کے قدموں میں سپرد خاک کیا گیا۔ (تاریخ اہلحدیث، ص: ۲۷۹-۲۸۰)

بطور کرامت ۱۴ دن لاش سالم رہنا:۔ آپ رحمہ اللہ کی ایک کرامت یہ بھی تھی کہ باوجود اس کے کہ تابوت کو دہلی سے بلگرام لیجانے میں چودہ دن لگے اور گرمی کا موسم تھا۔ مگر آپ رحمہ اللہ کا جسم مبارک بالکل صحیح و سالم تھا۔ کسی عضو میں کوئی بھی تغیر نہیں ہوا تھا۔ جسد مطہر تازہ میت کی طرح تابوت سے چارپائی پر رکھا گیا۔ اور آپ کے ہم درس استاد المحققین میر طفیل محمد صاحب بلگرامی نے اپنے ہاتھوں آپ کو قبر میں اتارا۔

راقم الحروف (غلام علی آزاد بلگرامی) نے آپ کی تاریخ وفات نکالی ہے۔

''اولئك لهم عقبى الدار، جنت عدن'' اور نیز آیہ کریمہ

''للذين احسنوا الحسنى و زيادة'' (۱۱۳۸ھ) رحمه الله ملخصاً و مترجماً۔ (از مآثر الکرام دفتر اوّل، ص: ۲۶۵-۲۷۷)

(تاریخ اہلحدیث، ص: ۲۸۰-۲۸۱)

حاجی محمد افضل صاحب رحمہ اللہ کا ذوق تصوف

وابستگی تصوف:۔ افسوس ہم کو اس پاک و مبارک وجود کے حالات مفصل نہیں ملے جن کے نام نامی سے ہم (سیالکوٹی) فخر کر سکتے ہیں۔ جو کچھ ملتا ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور جناب مرزا مظہر جانجاناں (علیہما الرحمۃ) کے حالات میں تبعاً ملتا ہے کہ ان ہر دو بزرگواروں نے آپ سے علم حدیث حاصل کیا۔ اور آپ رحمہ اللہ نے شیخ عبداللہ بن سالم بصری مکی رحمہ اللہ سے اور اسی نسبت سے ہم نے آپ رحمہ اللہ کے ذکر خیر سے اپنی اس کتاب کو زیب دینا چاہا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ اور جناب مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمہ اللہ ایسے لوگوں کا آپ رحمہ اللہ کے سلسلہ تلمذ میں ہونا آپ رحمہ اللہ کی افضلیت اور اسم بامسمّٰی ہونے کی بین دلیل ہے۔

حضرت شاہ غلام علی صاحب رحمہ اللہ آپ کی بغائت تعریف کرتے ہیں چنانچہ مقامات مظہریہ میں فرماتے ہیں۔

ایشاں از علمائے متبحر و فضلائے دانشور نداز اسرارِ معارف علوم باطن خطے و افراد ارند طریقه ازحجة الله نقشبند فرزند و خلیفه حضرت ایشاں محمد معصوم رحمه الله علیهما گرفته تاده سال استفادئه فیوضِ باطن نمود ندوتاد و ازده سال از حضرت شیخ عبدالاحد فرزند و خلیفه خازن الرحمة شیخ محمد سعید فرزند سجاده نشین حضرت مجدد رحمه الله علیهم مشرف گردیده بمقاماتِ عالیه رسیده اندوتحصیل علوم معقول و منقول و اسناد علم حدیث ازایشاں نموده از شیخ سالم بصری ثم المکی علم حدیث نیز سند دارند (مقامات مظہریہ،ص:۹)

اوراسی کتاب میں دوسری جگہ حضرت جناب مرزا صاحب رحمہ اللہ کی زبانی نقل فرماتے ہیں۔

پس بخدمت حضرت حاجی محمد افضل التماس توجہات نمودیم، فرمودند شماعلی البصیرت سلوك کرده ایدوکشف مقامات دارید و مارا چنداں کشف و علم مقامات نیست۔ استاده باحسن وجوه نتو اندشد حضرتِ ایشاں (مرزا صاحب) می فر مودند اگرچه از آنحضرت (حاجی صاحب ممدوح) در ظاہر استفاده کرده نشد۔ لیکن درِ ضمن سبق حدیث فیوض از باطن شریف ایشاں رادر زر حدیث در نسبت رسول خدا صلی الله علیه وسلم استغراقے دست می دادو انوار و برکات بسیار ظاہر مے شد گو یا در معنی صحبت پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم حاصل می شد و دریں اثنا توجه والتفات نبوی صلی الله علیه وسلم مشہود می گشت و نسبت کمالات نبوت در غائت وسعت و کثرتِ انوار جلوه گرمی شود و معنی حدیث شریف ''العلماء ورثة الانبیاء'' علیہم السلام واضح می شد۔ ایشاں شیخ الحدیث واز روئے صحبت پیر فقیر اند فوائد بسیار در ظاہر و باطن تابست سال ازخدمت ایشاں حاصل نموده ایم۔ (مقامات مظہریہ،ص:۲۲-۲۳)

وضاحت حاشیہ:۔ چنانچہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ اپنی کتاب'' القول الجمیل'' کے اخیر پر اپنی سند علم حدیث کے ذکر میں فرماتے ہیں۔''و اجازنی مشکوة المصابیح و صحیح البخاری وغیره من الصحاح الست الثقة الثبت حاجی محمد افضل عن الشیخ عبدالاحد عن ابیه الشیخ محمد سعید عن جده شیخ الطریقة الشیخ احمد السر هندی بسنده الطویل المذ کور فی مقامات'' ترجمہ: اور مجھ کو اجازت دی مشکوۃ المصابیح اور صحیح بخاری وغیرہ صحاح ستہ کی معتمد ثابت القول حاجی محمد افضل رحمہ اللہ نے شیخ عبدالا حد رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے والد شیخ محمد سعید رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے دادا شیخ طریقت شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ سے ان کی سند طویل مذکور ہے۔ ان کے مقامات اور تصانیف میں۔(تاریخ اہلحدیث،ص:۲۸۱)

حضرت مرزا مظہر جانجاناں نقشبندی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف

ولادت رمضان شریف ۱۱۱۰ھ وفات ۱۱۹۵ھ

آپ رحمہ اللہ کا سلسلہ نسب ۲۸ واسطوں سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کے بیٹے امام محمد بن حنیفہ رحمہ اللہ سے جا ملتا ہے۔آپ رحمہ اللہ کا نام شمس الدین حبیب اللہ ہے اور آپ رحمہ اللہ کے والد ماجد کا نام میرزا جان رحمہ اللہ تھا۔ اسی وجہ سے مرزا آپ کے نام کا جزو بن گیا ہے۔(تاریخ اہلحدیث،ص:۲۸۲)

سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت اصلاح:۔ حسان ہند میر غلام علی صاحب رحمہ اللہ آزاد بلگرامی نے اپنی کتاب ''سرو آزاد'' میں درج کرنے کیلئے مرزا صاحب موصوف سے آپ رحمہ اللہ کے حالات دریافت کیے۔اس پر آپ رحمہ اللہ نے اپنے جو حالات خود تحریر فرمائے۔ان کا اردو ترجمہ بطور اختصار حسب ذیل ہے۔

''جان جاناں نام، مظہر تخلص، پسر میرزا جان۔ جانی تخلص، علوی نسب ہندی مولد، حنفی مذہب اور نقشبندی مشرب، پیدائش ۱۱۱۰ھ ظاہری نشو ونما اکبر آباد (آگرہ) میں ہوئی۔اور باطنی تربیت شاہجہان آباد (دہلی) میں حضرت سیّد محمد بدایونی رحمہ اللہ نقشبندی سے حاصل کی۔میرا نسب ۲۸ واسطوں سے حضرت محمد بن حنیفہ رحمہ اللہ کے ذریعے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جا ملتا ہے۔

میرے جد اعلیٰ امیر کمال الدین رحمہ اللہ نویں صدی ہجری کے شروع میں طائف کے علاقہ سے آکر ترکستان میں مقیم ہوئے۔اور عرصہ دراز تک ان علاقوں میں فرمانروائی کی۔ان کی اولاد بہت سی تھی جن میں سے امیر مجنون اور امیر بابا ہیں۔جو ہمایوں بادشاہ کے ہندوستان کے فتح کرنے کے موقع پر اس ملک (ہند) میں وارد ہوئے۔اس کے بعد سلاطین گورگانیہ کی خدمت اور رفاقت اس خاندان کا شعار رہا۔

میرزا جان مذکور نے جو امیر بابا سے چھٹے مرتبہ پر اور امیر کمال الدین مذکور سے بارہویں مرتبہ پر تھے عالمگیر بادشاہ کے زمانہ میں ایک عالی منصب سے ترک دنیا کی۔

بچپن سے ہی اس خاکسار کو مال وجاہ کی خواہش نہیں تھی۔ضرورت کو حاصل کرنے کے بعد یہ فقیر از خود رفتگان کے دامن سے وابستہ ہوا۔اس امید پر کہ دوسرے جہان کے حالات سے واقفیت حاصل کرے۔جب سے ان کے دروازے پر قدم رکھا ہے دماغ ضعیف ہو گیا ہے اور تدبیر کے اسباب کی طاقت نہیں رہی۔خلوت نشینی اختیار کر لی ہے اور کبھی کمینوں کے دستر خوان سے روٹی نہیں کھائی۔(تاریخ اہلحدیث،ص:۲۸۲-۲۸۳)

نقشبندی بزرگ کا ذوق اتباع سنت:۔ اتباع سنت کا شوق آپ رحمہ اللہ کی طبیعت میں مرکوز تھا چنانچہ حضرت شاہ غلام علی صاحب رحمہ اللہ اپنی کتاب مقامات مظہری کے (ص:۱۶) پر آپ رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ نے میری طبیعت نہایت اعتدال والی بنائی ہے اور میری طینت میں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی رغبت ودیعت کی ہوئی ہے۔(انتہی مترجماً)(تاریخ اہلحدیث،ص:۲۸۳)

طریقہ نقشبندیہ مجددیہ:۔ چنانچہ شیخ شیخنا نواب صاحب مرحوم اپنی کتاب ابجد العلوم میں بہ ضمن ذکر حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں'' آپ رحمہ اللہ کے متاخرین بزرگ فیض یابوں میں سے شیخ شمس الدین علوی المعروف مرزا مظہر جانجاناں رحمہ اللہ ہیں''۔

جو امام محمد بن حنیفہ رحمہ اللہ کی اولاد سے تھے۔آپ رحمہ اللہ بہت سے فضائل کے مالک تھے۔فن حدیث آپ رحمہ اللہ نے حاجی (محمد افضل) صاحب سیالکوٹی رحمہ اللہ سے حاصل کیا۔اور مجددی طریقہ اپنے وقت کے اکابر طریقہ مجددیہ سے اتباع سنت اور قوت کشفیہ میں آپ رحمہ اللہ کا پایہ بہت بلند تھا۔آپ رحمہ اللہ کے شعر بہت انوکھے اور آپ رحمہ اللہ کے مکتوبات بہت مفید ہیں۔آپ رحمہ اللہ تشہد میں مسبّحہ سے اشارہ کے قائل تھے۔اور (نماز میں) اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر سینے کے نیچے باندھتے تھے اور قرأت فاتحہ خلف الامام کی تقویت کے قائل تھے

آپ کا سن وفات ۱۱۹۵ھ ہے (عاش حمیدا مات شھیدا)(تاریخ اہلحدیث،ص:۲۸۳)

امام الہند حکیم الامۃ بقیۃ السلف حجۃ الخلف شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا ذوق تصوف (وفات ۱۱۷۶ھ)

ع کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے

مجھ ایسے نابکار کا آپ رحمہ اللہ کی تعریف وتوصیف میں کچھ لکھنا آپ رحمہ اللہ کی شان میں گستاخی ہے کیونکہ ہندوستان بھر میں شہر بشہر اور

کوچہ بکوچہ اور خانہ بخانہ جس قدر علم وعمل بالحدیث کا غلغلہ ہے۔اور اتباعِ سنت کا جتنا جوش طبائع میں موجزن ہے وہ سب کچھ آپ رحمہ اللہ ہی کی برکت وفیض کا ثمرہ ہے۔

بلبل کو شوقِ گل تھا نہ قمری کو عشق سرو یہ سارے گل کھلائے ہوئے باغباں کے ہیں

لہٰذا میرے لکھنے میں اس سے زیادہ نہیں ہوگا، جو آپ کی نسبت لوگوں کے سینوں میں ساری اور ان کی زبانوں پر جاری ہے

جامع ظاہر و باطن:۔ آپ رحمہ اللہ ۱۱۱۴ھ میں طلوع آفتاب کے ساتھ ہی دار الخلافہ دہلی میں پیدا ہوئے گویا خالق برحق نے عالمِ جسمانی و عالم روحانی ہر دو کے آفتابوں کو اکٹھا ظاہر کیا۔اور ظلمت ظاہری و باطنی کا پردہ چاک کر دیا۔آپ رحمہ اللہ کا سلسلہ نسب تیس واسطوں سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔تاریخی نام عظیم الدین ہے۔جو آپ رحمہ اللہ کو ہر طرح پھبتا ہے۔

آپ رحمہ اللہ کے حالات میں مستقل تصانیف ہیں۔سب کی جامع حیاتِ دلی ہے میرے خیال میں ہندوستان میں اس قدر تفصیل و جامعیت کے ساتھ کسی دیگر عالم کے حالات نہیں لکھے گئے۔اور نہ اتنی کثرت سے کسی اور کی نسبت تصانیف لکھی گئیں۔(تاریخ اہلحدیث، ص:۲۸۴)

شاہ عبدالرحیم جامع شریعت طریقت:۔ ''القول الجمیل'' میں آپ رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں۔

''جب آپ کی عمر سترہ سال کی ہوئی تو آپ رحمہ اللہ کے والد ماجد شیخ عبدالرحیم رحمہ اللہ بیمار ہوئے۔شیخ صاحب اپنے زمانہ میں فضیلت علمی کے ساتھ ایک مقدس بزرگ مانے جاتے تھے۔یعنی عالم شریعت بھی تھے۔اور پیر طریقت بھی۔ایام بیماری میں آپ رحمہ اللہ کو بیعت وارشاد کی بھی اجازت دی اور کلمہ ''یــدہ کیــدی'' بتکرار کہا۔اس کے بعد آپ رحمہ اللہ بارہ برس یا زیادہ تک کتب دینیہ وعقلیہ کی تدریس میں لگے رہے۔(تاریخ اہلحدیث، ص:۲۸۴-۲۸۵)

شاہ صاحب کہنے کی وجہ:۔ اسی لیے آپ رحمہ اللہ کے خاندان کو شاہ صاحب کے لقب سے پکارتے ہیں کیونکہ ہندوستان میں پیروں اور بزرگان طریقت کو شاہ صاحب کہتے ہیں۔ورنہ آپ رحمہ اللہ سیّد نہیں تھے۔

طریقت میں بھی صاحب کمال:۔ اور اپنے تعلیم کی بابت انفاس العارفین میں فرماتے ہیں۔

''حضرت ایشاں در خلوت وجلوت بسیار می بود کہ باین فقیر ملتفت می شدند وتلطف من نمودند ودر ابتہاج واہتزاز می شدند ومی فرمودند کہ در دل من بے اختیار خطور میکند کہ بیک دفعہ ہمہ علوم در سینۂ تو اندازم وباز بعد چندے جوشے می زدند وبہمیں کلمہ متکلم می شدند وہلم جرّاً۔اثر انفاس مبارک ایشاں ظاہر گشت والا ایں فقیر چنداں محنت تحصیل نکشیدہ (ص:۶۳)

تذییل:۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے والد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ علوم شریعت میں کامل ہونے کے علاوہ طریقت و باطن میں بھی صاحب کمالات تھے۔اور صاحب کرامت اولیاء اللہ میں تھے۔اور حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ان کی قلبی کیفیت وتوجہ کا جو ذکر اوپر کی عبارت میں کیا ہے۔فیوض رحمانیہ کے نزول کے وقت ایسے حضرات کے قلوب صافیہ پر ایسے کوائف گزرا کرتے ہیں اور ان کا انعکاس قابل ومستعد طبیعتوں پر پڑ کر ان کو منور کر دیتا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطاء نبوت کے وقت غار حراء میں جو حضرت جبریل علیہ السلام نے تین دفعہ سینے سے لگا کر زور سے بھینچا تھا۔وہ یہی کیفیت تھی۔الحمد للہ کہ اس سیاہ کار پر بھی حضرات اساتذہ جناب مولانا عبدالمنان صاحب مرحوم محدث وزیر آبادی اور جناب مولانا عبیداللہ غلام حسن صاحب رحمہ اللہ سیالکوٹی کی توجہ اور جذب نے یہی کیفیت طاری کر دی تھی۔ورنہ اس عاجز کو بھی تحصیل علم میں دماغ سوزی اور محنت کشی کی زحمت نہیں اٹھانی پڑی۔'' اللهم لك الحمد حمداً كثيراً طيباً مباركافيه اللهم زينني بالعمل كما كرمتني بالعلم وجملني بالتقوىٰ كما احسنت على بنور الفهم ''۔(تاریخ اہلحدیث، ص:۲۸۵)

فن تصوف میں قصائد:۔ آپ رحمہ اللہ عربی اور فارسی میں شعر کہنے میں یدطولیٰ رکھتے تھے چنانچہ تصوف اور مدح وحب نبی ﷺ میں آپ رحمہ اللہ کے قصائد واشعار آبدار کتب تراجم کی زینت ہیں جن کی زبان کی فصاحت وبلاغت علمائے عرب وعجم ومصر نے بھی تسلیم کی ہے۔

(تاریخ اہلحدیث، ص:۲۸۷)

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ (ولادت ۱۱۵۹ھ وفات ۱۲۳۹ھ)

مریدین کی تربیت:۔ نواب صاحب نے اپنی کتاب ''اتحاف النبلاء'' میں آپ رحمہ اللہ کے حالات نہایت جامع عبارت میں درج فرمائے ہیں جن کا انتخاب بصورت ترجمہ حسب ذیل ہے۔

آپ رحمہ اللہ ہندوستان بھر میں استاذ الاساتذہ، خاتم المفسرین والمحدثین تھے۔ آپ رحمہ اللہ کا تاریخی نام غلام حلیم (۱۱۵۹ھ) ہے۔ آپ رحمہ اللہ اپنے زمانہ میں مرجع علماء ومشائخ تھے۔

موافق ومخالف سب کو آپ رحمہ اللہ سے عقیدت تھی۔ آپ رحمہ اللہ نے اپنی تمام عمر تدریس وافتاء فصل خصومات، وعظ، مریدوں کی تربیت اور شاگردوں کی تکمیل میں گزاری، دنیوی جاہ وعزت اوراحترام وتعظیم کے ساتھ ساتھ آپ رحمہ اللہ کمالات باطنی بھی رکھتے تھے۔ (تاریخ اہلحدیث، ص:۲۸۸)

سید احمد شہید بریلوی رحمہ اللہ کی بیعت طریقت:۔ امیر المجاہدین سیّد احمد بریلوی رحمہ اللہ آپ رحمہ اللہ کے مرید طریقت تھے۔ (تاریخ اہلحدیث، ص:۲۸۸)

والد کے خلفاء سے تحصیل علم:۔ بلاد ہند میں آپ رحمہ اللہ اور آپ رحمہ اللہ کے برادران کرام علم وعمل کی ریاست کے سردار تھے۔ ہندوستان میں کوئی علاقہ بلکہ کوئی شہر ہو گا کہ اس میں کوئی ایسا شخص ہو جسے اس خاندان سے نسبت تلمذ یا استفادہ باطن نہ ہو۔ بڑے بڑے علماء آپ رحمہ اللہ کی شاگردی پر فخر کرتے ہیں۔ اور فضلاء آپ رحمہ اللہ کی تصنیف کردہ کتابوں پر کامل بھروسہ رکھتے ہیں۔ آپ نے اپنے والد ماجد اور ان کے خلفاء کرام رحمہم اللہ سے علوم حاصل کیے اور بہت سی خلقت نے آپ رحمہ اللہ سے استفادہ کیا۔ (تاریخ اہلحدیث، ص:۲۸۸)

خاندانی مسلک: آپ رحمہ اللہ کا خاندان علوم حدیث اور فقہ حنفی کا ہے۔ علم حدیث کی جو خدمت ملک ہند میں اس خاندان نے کی ہے کسی اور نے نہیں کی۔ سرزمین ہند میں عمل بالحدیث کا بیج حقیقت میں آپ رحمہ اللہ کے والد بزرگوار رحمہ اللہ نے بویا تھا۔ (تاریخ اہلحدیث، ص:۲۸۸)

شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ کا ذوق تصوف (المتوفی ۱۲۳۰ھ)

آپ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے خلف الرشید اور شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ اور شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ کے چھوٹے بھائی ہیں۔

آپ رحمہ اللہ نے تمام کتب دینیہ وعقلیہ اپنے والد ماجد سے سبقاً سبقاً پڑھیں۔ مگر کسب فیض باطنی کیلئے اپنے والد بزرگوار کے علاوہ دیگر اکابر دین اور اہل کمال کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے۔ آپ رحمہ اللہ اپنے زمانہ کے جملہ اہل کمال کے حلقہ میں ایسے ممتاز تھے جیسے جھلملاتے تاروں کے حلقہ میں پوری روشنی کا چاند۔

آپ رحمہ اللہ کے زہد واتقاء خلق وتواضع کی بے مثل شہرت ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیلی ہوئی تھی۔

آپ رحمہ اللہ نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ اکبرآباد کی ایک مسجد کے حجرہ میں بسر کیا۔ رات دن طاعت وریاضت میں مصروف رہتے۔ (تاریخ اہلحدیث، ص:۲۸۹)

وعظ میں جنات کی شرکت:۔ ۱۳۱۶ھ میں جب یہ عاجز اپنے اور پنجاب کے استاذ جناب حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم وزیر آبادی رحمہ اللہ کی معیت میں پہلی بار حضرت میاں صاحب مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ رحمہ اللہ نے ان ایام میں ایک دن مسجد میں آکر فرمایا کہ آج رات اس کمبخت نے ہم کو سونے نہیں دیا۔ کبھی اس طرف سے پاؤں آدباتا اور کبھی اس طرف سے۔ اس سے آپ رحمہ اللہ کی مراد یہ تھی کہ جو جن آپ رحمہ اللہ کا شاگرد تھا وہ رات کے وقت آپ رحمہ اللہ کے پاؤں دبایا کرتا تھا۔

۱۳۲۰ھ میں جب آپ رحمہ اللہ رحلت فرما گئے۔ تو اس کے کچھ عرصہ بعد میں پھر دہلی گیا تو مولانا متلطف حسین صاحب رحمہ اللہ عظیم آبادی جو حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کے لائق شاگرد اور سفر حج میں آپ رحمہ اللہ کے رفیق تھے۔ انہوں نے ذکر کیا کہ جس روز میاں صاحب رحمہ اللہ کا انتقال ہونا تھا ہم بہت سے ارادتمند آپ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ نے یکایک گھر کی مستورات کو فرمایا۔ کہ

پردہ کرلو۔ اس کے بعد بار بار وعلیکم السلام وعلیکم السلام کرتے رہے۔ کچھ عرصہ تک یہی وظیفہ جاری رہا۔ اس کے بعد آپ رحمہ اللہ نے سورۂ جن تلاوت کر کے وعظ کہنا شروع کیا۔ وعظ ختم کرنے کے بعد دیر تک وہی وعلیکم السلام وعلیکم السلام کرتے رہے۔ کچھ عرصہ تک یہی وظیفہ جاری رہا۔ اس کے بعد آپ رحمہ اللہ نے مستورات کو واپس آجانے کو فرمایا۔ واللہ علی ما اقول شھیدٌ۔ (تاریخ اہلحدیث، ص:۳۰۰-۳۰۱)

استادِ پنجاب حافظ محدث عبدالمنان وزیرآبادی

ائمہ کا ادب اور بے تعصبی:۔ آپ ائمہ دین کا بہت ادب کرتے تھے چنانچہ آپ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ائمہ دین اور خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی بے ادبی کرتا ہے۔ اس کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا۔ بعض متشدد لوگ آپ سے حدیث پڑھنے آتے مگر یہ شرط کر لیتے کہ حدیث تو آپ رحمہ اللہ سے پڑھیں گے لیکن نماز آپ رحمہ اللہ کے پیچھے ادا نہیں کریں گے۔ آپ رحمہ اللہ اس شرط کو بخوشی منظور فرمالیا کرتے۔

بعض عقیدت مند مقتدی اس پر سوال کرتے کہ آپ رحمہ اللہ ایسے لوگوں کو کیوں پڑھاتے ہیں جو نماز میں آپ رحمہ اللہ کی اقتداء پسند نہیں کرتے۔ اس کے جواب رحمہ اللہ میں آپ فرماتے کہ بھائی یہ ان کی نگاہِ انتخاب ہے۔ انہوں نے مجھے جس قابل پایا اس کا فائدہ اٹھانا چاہا۔ اگر ان کی قسمت میں سعادت لکھی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو اتباعِ سنت کی راہ دکھادے گا۔ چنانچہ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ایسے متشدد شاگرد رو رو کر آپ رحمہ اللہ کے پاؤں پر گر پڑتے اور اپنی خطائیں معاف کراتے۔ (تاریخ اہلحدیث، ص:۳۰۲-۳۰۳)

شیخنا حضرت الاستاد مولانا ابوعبداللہ عبیداللہ غلام حسن سیالکوٹی رحمہ اللہ

ولادت:۔ صحیح طور پر معلوم نہیں ہوسکی، غالباً حافظ عبدالمنان صاحب رحمہ اللہ کے ہم عمر تھے۔ وفات: ۱۸ جنوری ۱۹۱۸ء

آپ رحمہ اللہ کی طبیعت نہایت ذکی اور حافظہ نہایت قوی تھا۔ تھوڑی ہی مدت میں نصاب تعلیم ختم کر کے اپنے استاذ معظم رحمہ اللہ کی وفات کے بعد مسند درس پر جلوہ افروز ہوئے۔ علم حدیث کی سند آپ رحمہ اللہ نے کتابتاً حضرت نواب صدیق حسن خاں صاحب بھوپالی رحمہ اللہ سے حاصل کی۔

ہر وقت تسبیح کے ساتھ ذکر خدا جاری رہتا:۔ طبیعت نہایت بردبار اور بامذاق تھی۔ جو شخص آپ رحمہ اللہ کی زیارت کی سعادت حاصل کرتا اور ایک نماز بھی آپ رحمہ اللہ کے ساتھ پڑھ لیتا مدتوں اس سے لطف اندوز رہتا۔ اور آرزو کرتا رہتا کہ کاش پھر بھی یہ سعادت حاصل ہو۔ حافظہ کی قوت ایسی تھی کہ جس کتاب کا بھی کوئی صفحہ ایک دفعہ دیکھا ہے۔ عمر بھر اس کو دیکھنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ یہ عاجز اپنی ابتدائی عمر میں مولانا صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اخیر یوم وفات تک آپ رحمہ اللہ کی خدمت میں رہا۔ اتنے عرصہ میں میں نے آپ رحمہ اللہ کو کسی کتاب کا مطالعہ کرتے نہیں دیکھا۔ ہر دم تسبیح ہاتھ میں لے کر ذکر خدا میں مشغول رہتے۔ گویا آپ رحمہ اللہ حدیث ''لایزال لسانك رطباً من ذكر الله'' (حصن حصین) کی زندہ تصویر تھے۔ (تاریخ اہلحدیث، ص:۳۰۴)

مولانا غلام رسول (عبداللہ) سکنہ قلعہ میہاں سنگھ گوجرانوالہ

بازیابی مرشد کیلئے مریدین کا احتجاج:۔ آپ کی ولادت ۱۲۲۸ھ میں ہوئی آپ رحمہ اللہ نے حدیث سیّد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ سے پڑھی۔ مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ آپ رحمہ اللہ کے ہم سبق تھے وعظ ونصیحت کا شوق آپ رحمہ اللہ کو ابتدا ہی سے تھا۔ وعظ اس قدر مؤثر تھا کہ اکثر غیر مسلم سن کر مسلمان ہو گئے۔ دہلی میں آپکے وعظ کا چرچہ بہت رہا۔ ان دنوں ۱۸۵۷ء کا واقعہ رونما ہوا۔ انگریزوں نے موحدین کو اس کا مورد الزام ٹھہرایا جس کے متعلق شبہ ہوتا کہ یہ وہابی ہے دھرلیا جاتا۔ کسی نے شکایت کردی کہ غدر میں مولانا غلام رسول رحمہ اللہ وہابی کے وعظوں کو بھی دخل ہے۔ آپ رحمہ اللہ کی گرفتاری کا خطرہ ہو گیا۔ وطن واپس آ گئے اور وہاں گرفتار ہو کر منٹگمری کی عدالت میں لاہور پیش کیے گئے۔ لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ مولوی صاحب رحمہ اللہ کو پھانسی کا حکم ہوگا۔ ہزاروں آدمی جمع ہو گئے۔ منٹگمری نے معلوم کیا یہ کیوں آئے ہیں۔ جواب ملا کہ یہ شخص پنجاب بھر کا استاد اور پیر ہے۔ یہ لوگ اس لیے جمع ہوئے ہیں کہ اگر ہمارے پیر استاد کو پھانسی کا حکم ہوا تو ہم ختم ہو جائینگے ہمارا

زندہ رہنا فضول ہے۔ یہ سن کر منٹگمری کو اپنا ارادہ بدلنا پڑا اور مولانا رحمہ اللہ پھانسی سے بچ گئے۔ لیکن کچھ عرصہ کیلئے نظر بند کر دیئے گئے۔ رہائی کے بعد آپ رحمہ اللہ نے درس تدریس کا سلسلہ تا زیست جاری رکھا اور کتاب وسنت کو زندہ کیا۔ (تاریخ اہلحدیث، ص:۳۱۱)

نام کتاب:۔ قافلہ حدیث..... مصنف:۔ محمد اسحاق بھٹی.... مکتبہ قدوسیہ اُردو بازار۔ لاہور

لکھوی خاندان کے نقشبندی جداعلیٰ کا تذکرہ:۔ لکھوی خاندان کے جداعلیٰ حضرت حافظ بارک اللہ لکھوی کے حالات فقہائے پاک و ہند کی تیرہویں صدی ہجری کی دوسری جلد میں آگئے ہیں، ان کے صاحبزادے حضرت حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ کا تذکرہ پنجاب یونیورسٹی کے اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں لکھا گیا ہے اور مولانا محمد علی لکھوی رحمہ اللہ اور مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ کے حالات ''بزم ارجمنداں'' میں بیان ہو چکے ہیں اور'' قافلہ حدیث'' میں مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ اور ان کے صاحبزادے حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ کا تذکرہ آگیا ہے۔ (قافلہ حدیث، ص:۱۰)

مولانا سیّد امیر علی ملیح آبادی:۔ (وفات ۱۹۱۹ء) مولانا سیّد امیر علی ملیح آبادی رحمہ اللہ متحدہ ہندوستان کے بہت بڑے عالم، بہت بڑے مفسر قرآن، بہت بڑے مدرس، بہت بڑے مصنف اور بہت بڑے مترجم تھے۔ ۱۲۷۴ھ (۱۸۵۸ء) کو ہندوستان کے صوبہ یوپی کے مشہور قصبے ملیح آباد میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام سیّد معظم علی تھا۔ حسنی سادات میں سے تھے۔ ان کی ایک نہایت عالمانہ تصنیف ''تفسیر مواہب الرحمٰن'' ہے جو دس ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اردو زبان کی تفسیروں میں اسے بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس کا تذکرہ اس مضمون میں اختصار کے ساتھ کیا گیا ہے۔ ان کی دوسری بہت بڑی خدمت فتاویٰ عالمگیری کا اردو ترجمہ ہے۔ اصل فتاویٰ عربی میں ہے اور چھ جلدوں پر محیط ہے، جو ہندوستان کے مغل حکمران اورنگ زیب عالم گیر نے اپنے دور کے بہت سے علمائے کرام سے مرتب کرایا تھا۔ اس کے ایک حصے کا فارسی ترجمہ اس عہد کے ایک عالم ملا عبداللہ ترکی نے کیا تھا، جس کی ایک قلمی جلد پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے۔ اس کے اردو مترجم سیّد امیر علی ملیح آبادی نے اس پر تین سو صفحات کا طویل مقدمہ لکھا ہے، جس سے مترجم کی فضیلت علمی کا پتا چلتا ہے اور یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ ان کی معلومات کا دائرہ کس درجہ وسیع تھا اور مختلف موضوعات کی کتابوں پر ان کی نظر کس قدر گہری تھی۔

حضرت مولانا سیّد امیر علی ملیح آبادی رحمہ اللہ نے فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''ہدایہ'' کا اردو ترجمہ عین الہدایہ کے نام سے کیا جو پہلی دفعہ چار جلدوں میں مطبع نول کشور لکھنؤ سے چھپا تھا۔

وہ بہت بڑے مدرس تھے۔ ان کی تدریسی سرگرمیاں مدرسہ عالیہ کلکتہ میں بھی جاری رہیں اور دارالعلوم ندوۃ العلماء (لکھنؤ) میں بھی۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی کے والد گرامی سیّد عبدالحیٔ حسنی رحمہ اللہ نے جو اس وقت دارالعلوم کے ناظم تھے، ان سے سند حدیث لی تھی۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں وہ تین سال خدمت تدریس انجام دیتے رہے۔ یہیں ان کی وفات ہوئی۔

ایک مضمون انہوں نے اپنے استاد مکرم مولانا سیّد امیر علی ملیح رحمہ اللہ پر سپرد قلم کیا تھا جو ''صبح سعادت'' کے اپریل ۱۹۲۸ء کے شمارے میں چھپا تھا۔ مضمون نہایت جان دار اور بہت سی معلومات کو اپنے دامن صفحات میں لیے ہوئے ہے۔ فاضل مضمون نگار نے واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ مولانا سیّد امیر علی ملیح آبادی رحمہ اللہ اہلحدیث تھے اور حضرت میاں سیّد نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید تھے۔ یہ مضمون نایاب ہے، البتہ اس فقیر کے پاس محفوظ تھا۔ (قافلہ حدیث، ص:۱۳ تا ۱۵)

جدل ومناظرے سے نفرت:۔ جدل ومناظرے سے مولانا کو نفرت تھی۔ بعض اہل علم کی طرح حجت نہیں کرنے لگتے تھے۔ اپنی دلیل بیان کر کے خاموش ہو جاتے تھے۔ ایک مرتبہ مولانا عبداللہ صاحب غازی پوری مرحوم ومغفور سے ایک دقیق مسئلے میں گفتگو ہو پڑی۔ دونوں متبع سنت اور سنجیدہ تھے۔ یہ گفتگو بڑی دلچسپ تھی۔ دونوں نے صرف دو دو مرتبہ تقریر کی اور جب کسی فیصلے پر پہنچ نہ سکے تو اس طرح خاموش ہو گئے گویا کوئی بحث تھی ہی نہیں۔ (قافلہ حدیث، ص:۳۰)

مولانا محمد سلیمان روڑی والے (وفات ۲۱ نومبر ۱۹۴۹ء)

ریاست پٹیالہ کی سرحد کے قریب اس ضلع کا ایک قصبہ روڑی تھا۔

لوگ صوفی نام سے کیوں چڑ جاتے ہیں......؟:۔ یہ قصبہ چاروں طرف ریت کے اونچے اونچے ٹیلوں میں گھرا ہوا تھا۔ ریلوے اسٹیشن جس کا نام ''لکڑ والی'' تھا وہاں سے بارہ کوس دور تھا۔ (اس نواح میں مسافت کی پیمائش کیلئے کوس کا لفظ بولا جاتا تھا، میل کو بہت کم لوگ جانتے ہوں گے) اس قصبے میں محمد سلیمان نام کے ایک بزرگ رہتے تھے، جن کی بزرگی اور نیکی کی بہت سی باتیں مشہور تھیں۔ ''مولانا'' کا لفظ اس دور میں زیادہ مستعمل نہ تھا۔ یہ بزرگ اگرچہ علم وفضل میں مولانا کی روایتی اصطلاع سے بہت آگے نکلے ہوئے تھے لیکن لوگ انہیں یا تو مولوی صاحب کہتے تھے یا صوفی صاحب یا بابا جی۔ اب تو زمانہ بدل گیا ہے ''صوفی'' کا لفظ سنتے ہی بعض لوگ بدک جاتے ہیں اور اس طرح غصے سے اچھل پڑتے ہیں جس طرح کسی جانور کی دم پر پاؤں رکھ دیا جائے تو وہ اچھل پڑتا ہے۔ ان کا نقطہ نظر یہ ہے کہ ''صوفی'' لوگ اچھے نہیں ہوتے۔ ''اچھے نہیں ہوتے'' تو میں نے بہت نرم لفظ بولا ہے ورنہ وہ تو بہت کچھ کہتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ اس زمانے میں بہت ہی نیک آدمی کو ''صوفی'' کہا جاتا تھا۔ اور مولانا سلیمان رحمہ اللہ بہت ہی نیک آدمی تھے۔
(قافلہ حدیث، ص:۳۴-۳۵)

باباجی اللہ لوگ ہیں اللہ ان کی سنتا ہے:۔ شتربان نے مہار پکڑی اور تیزی سے چلنے لگا۔

پوچھا: روڑی کس کے گھر جائیں گے؟۔ ہم نے کہا: حکیم عبداللہ رحمہ اللہ کے گھر۔

بولا: بڑے مولوی صاحب باباجی تو دن رات مسجد ہی میں رہتے ہیں اور اللہ خیر کرے، ہم نماز کی اذان کے وقت مسجد میں پہنچ جائیں گے۔ باباجی اللہ لوگ ہیں، ہر وقت اللہ اللہ کرتے رہتے ہیں اور اللہ ان کی سنتا ہے۔ (قافلہ حدیث، ص:۳۷-۳۸)

مولانا سلیمان کا خاندانی تعارف:۔ اب آیئے مولانا محمد سلیمان رحمہ اللہ کے آباو اجداد اور ان کے اسلاف کی طرف......!

یہ خاندان کئی پشتوں سے اس علاقے میں مرجع خلائق تھا اور اس کے بزرگوں نے بدعات ورسوم کی مخالفت اور توحید وسنت کی اشاعت کو اپنے آپ پر فرض قرار دے لیا تھا۔ مولانا محمد سلیمان رحمہ اللہ کے دادا کا نام مولانا غلام حسن رحمہ اللہ تھا جن کا شمار اس علاقے کے ممتاز اہل علم میں ہوتا تھا۔ ان کے ایک بھائی حافظ قادر بخش تھے۔ ان دونوں نے حصار، کرنال، پٹیالہ، رہتک اور اس کے گردونواح کے علاقوں کو اپنی تبلیغی مساعی کا ہدف بنایا۔

حافظ قادر بخش رحمہ اللہ بصارت سے محروم تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے بصیرت کی بے پایاں نعمت سے انہیں نواز دیا تھا۔

مولانا غلام حسین رحمہ اللہ کے ایک بیٹے کا نام صوفی غوث الدین تھا اور ان سے چھوٹے کا حافظ جمال الدین......صوفی غوث الدین کا جوانی میں انتقال ہو گیا تھا۔ یہ مولانا محمد سلیمان رحمہ اللہ کے والد مکرم تھے۔ نہایت عابد وزاہد، متقی، شریف النفس اور سخاوت پیشہ، ایثار اور رحم دلی میں مشہور......! (قافلہ حدیث، ص:۳۹-۴۰)

رابعہ صفت خاتون کا تقویٰ:۔ صوفی غوث الدین کا ذکر گزشتہ سطور میں ہم نے پڑھا۔ ان کی بیوی کا ایک واقعہ حکیم عبدالوحید سلیمانی کی وساطت سے پیش کیا جاتا ہے۔ انہوں نے ایک دن ابھی مغرب کی نماز پڑھنا شروع کی تھی کہ سامنے سانپ نظر آیا۔ وہ گھر میں اکیلی تھیں۔ پہلے تو گھبرائیں، پھر یہ سوچ کر کہ فرض نماز پڑھ رہی ہیں، اس میں نہ گھبرانا چاہیے، نہ نماز توڑنی چاہیے، نماز میں مصروف رہیں۔

اس کے بعد سانپ ٹانگ پر چڑھ گیا۔ اب خوف کی ایک لہر دل میں اٹھی، لیکن پھر سوچا کہ نماز توڑ کر جان بچانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ سانپ ڈسے گا اور موت آجائے گی۔ آخر مرنا تو ہے ہی، کیوں نہ نماز کی حالت میں مرا جائے۔ اب سانپ قمیص کے نیچے سے ہوتا ہوا کندھے پر آ گیا۔ یہ انتہائی دہشت ناک وقت تھا لیکن وہ اللہ کی نیک بخت بندی بہ دستور نماز پڑھتی رہیں۔ نماز ہی کی حالت میں تھیں کہ سانپ اتر کر چلا گیا۔

اس کے کچھ دیر بعد گھر کے افراد آئے تو یہ واقعہ ان سے بیان کیا۔ انہوں نے یہ مسئلہ بتایا کہ نماز کی حالت میں موذی جانور سامنے آئے تو مار دینا چاہیے۔

مولانا محمد سلیمان رحمہ اللہ جن کے بارے میں یہاں چند باتیں بیان کرنا مقصود ہے۔ اسی صالحہ خاتون کے فرزند تھے اور اسی کی آغوش میں انہوں نے تربیت کی منزلیں طے کی تھیں......

اب حکیم عبدالوحید ہی کی زبانی مولانا سلیمان رحمہ اللہ کی ایک بہن کا واقعہ سنیے، یہ واقعہ بھی نہایت حیرت انگیز ہے۔ یہ اس بلند مرتبت خاتون کی بیٹی تھیں جن کا ذکر ابھی ہمارے مطالعے میں آیا ہے۔

وہ ایک بار گلی سے گزر رہی تھیں کہ کسی راہ گزر کا کندھا ان کے کندھے سے ٹکرا گیا۔ اسی وقت گھر آئیں اور کہا کہ کسی غیر محرم مرد کا کندھا میرے کندھے سے چھو گیا ہے۔ اب وہ جگہ آگ کی طرح جل رہی ہے، جی چاہتا ہے، اس کو استرے سے کاٹ دوں۔ گھر کے افراد نے اسے شدت احساس پر محمول کیا، لیکن جب انہوں نے اس جگہ کے کاٹ دینے پر بہت زیادہ اصرار کیا تو جسم کے اس حصے کو چھیل دیا گیا، اب انہیں چین آیا اور تکلیف رفع ہوئی۔ (قافلہ حدیث، ص: ۴۰-۴۱)

ساعتے چند بہ صحبت اولیاء:۔ اب آیئے مولانا محمد سلیمان رحمہ اللہ کے بارے میں چند باتیں بیان کرتے ہیں۔

یہ حالات اگرچہ مختصر ہیں مگر نہایت دلچسپ ہیں اور ان کی حیثیت ''ساعتے چند بہ صحبت اولیاء'' کی ہے۔ ہم یہاں انہی سے استفادہ کر رہے ہیں۔

مولانا محمد سلیمان رحمہ اللہ جو مستجاب الدعوات عالم دین تھے ۱۸۵۵ء کے پس و پیش پیدا ہوئے۔ آٹھ سال کے تھے کہ والد گرامی صوفی غوث الدین وفات پا گئے۔ دینی علوم کی تحصیل حافظ قادر بخش، حافظ جمال الدین اور اپنے چچازاد بھائی حکیم علاؤالدین سے کی۔ حضرت میاں سیّد نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ اور حضرت امام عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ سے بے حد قلبی تعلق رکھتے تھے۔

بقول حکیم عبدالوحید کے ''ان کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتے اور دینی علوم میں رہنمائی حاصل کرتے۔'' (قافلہ حدیث، ص: ۴۲-۴۳)

مولانا داؤد غزنوی کی بغرض اصلاح حاضری:۔ مولانا سیّد محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ اپنے آباؤ اجداد کی طرح علمائے عظام اور بزرگان دین سے بے پناہ علاقہ رکھتے تھے اور گوناگوں مصروفیات کے باوجود اکابرین کی خدمت میں جاتے تھے۔ وہ کئی دفعہ اس دور دراز علاقے میں مولانا محمد سلیمان کی خدمت میں روڑی گئے۔

ایک مرتبہ مولانا غزنوی رحمہ اللہ روڑی گئے تو انہیں مسجد سے نکلتے وقت دائیں بائیں پاؤں کا خیال نہ رہا۔ مولانا سلیمان رحمہ اللہ نے اس طرف ان کی توجہ مبذول کرائی اور فرمایا کسی سنت کو بھی چھوٹا نہیں سمجھنا چاہیے، ہر سنت کو ہر آن پیش نگاہ رکھنا چاہیے۔ پھر فرمایا میری بات کا برا تو نہیں مانا؟

مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے جواب دیا: میں تو سینکڑوں میل کا سفر کر کے آپ کی خدمت میں محض اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ اپنی اصلاح کر سکوں۔ اگر آپ توجہ نہ فرماتے تو میری اصلاح کیسے ہوتی۔ آپ کا توجہ دلانا ہماری دنیوی اور اخروی بہتری کیلئے ہے۔

میرا خیال ہے اتنا تکلیف دہ سفر اختیار کر کے اس قسم کے پاکیزہ خصال لوگوں کی محض اچھی باتیں سننے کیلئے بہت کم لوگ کہیں جاتے ہوں گے۔ (قافلہ حدیث، ص: ۴۳-۴۴)

صحبت صالح ترا صالح کند: آیئے اس مرد صالح کی صحبت میں چند لمحے گزارنے کی کوشش کرتے ہیں کہ

''صحبت صالح ترا صالح کند''

مولانا محمد سلیمان رحمہ اللہ نے اپنی زندگی کا زیادہ تر حصہ مسجد میں گزارا۔ مسجد سے ان کو بے پناہ لگاؤ تھا۔ حیات مستعار کے آخری چالیس سال تو مسجد میں ہی گزرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے سائے میں رہنے والے کی بڑی تعریف فرمائی ہے۔

"المؤمن فی المسجد کالسمك فی الماء" پنجابی کے ایک شاعر نے اس کا ترجمہ اس طرح کیا ہے:
مومن بندہ مسجد دے وچ جیویں مچھلی وچ پانی یعنی مومن آدمی مسجد میں اس طرح خوش رہتا ہے جس طرح مچھلی پانی میں خوش رہتی ہے۔
انہوں نے مسجد کے اس حجرے میں، جس میں وہ خود رہتے تھے قرآن مجید اور قاعدے سپارے فروخت کے لیے رکھ لیے تھے۔ سلسلہ طباعت پشتوں سے ان کے خاندن میں چلا آ رہا تھا۔

ایک مرتبہ ایک شخص ان کی خدمت میں آیا۔ عرض کیا کافی عرصے سے بیمار ہوں، بہت علاج کرائے آرام نہیں آیا۔ انہوں نے کاغذ پر نسخہ لکھ دیا اور فرمایا: "اسے پانی میں جوش دے کر پیو۔" چندروز بعد اس سے ملاقات ہوئی تو پوچھا دوا استعمال کی تھی؟

کہا: کون سی دوا؟ دوا تو آپ نے دی ہی نہیں۔ میں نے وہی تعویذ پانی میں جوش دے کر پیا جو آپ نے دیا تھا، اسی سے آرام آ گیا۔

نسخے کو جو مولانا نے کاغذ پر لکھ کر دیا تھا اس نے تعویذ سمجھا اور اسی کو پانی میں جوش دے کر پیا، اللہ نے شفا دے دی۔ (قافلہ حدیث، ص:۴۴)

نسبت اتحادی کی بدولت بدکردار شخص کی توبہ: مشرقی پنجاب میں ایک گاؤں "مڈاہر کلاں" تھا۔ ایک دفعہ وہاں گئے اور حسب معمول وعظ و نصیحت کی۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہاں ایک ملنگ رہتا ہے، جس کا نام عالم شیر ہے۔ اس نے اپنے ڈیرے میں ایک باغیچہ سا بنا رکھا ہے، جس میں اسی قماش کے لوگ آتے ہیں اور ہر وقت بھنگ، چرس اور افیون، گانجے کا دور چلتا ہے۔ گاؤں کے شریف لوگ اس سے نہایت پریشان ہیں، آپ دعا فرمائیں کہ اس مصیبت سے لوگوں کو نجات حاصل ہو۔

فرمایا: آؤ مجھے بتاؤ، وہ ملنگ کہاں ہے؟ میں اس سے بات کرتا ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا: آپ اس کے پاس نہ جایئے۔ وہاں ہر وقت بداطوار لوگوں کی بھیڑ لگی رہتی ہے۔ وہ لوگ آپ سے نامناسب انداز میں بات کریں گے جسے ہم برداشت نہ کر سکیں گے اور معاملہ بگڑ جائے گا۔

فرمایا: گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ آؤ میرے ساتھ چلو، اللہ بھلی کرے گا۔ چنانچہ مولانا نے عصا پکڑا جو ہمیشہ ان کے ہاتھ میں رہتا تھا اور عالم شیر کے باغیچے میں پہنچ گئے۔ اس وقت بھنگ گھوٹی اور چھانی جا چکی تھی اور پیالوں میں ڈالی جا رہی تھی۔ بلند آواز سے کہا "السلام علیکم"! عالم شیر اور اس کے ساتھی انہیں اچانک دیکھ کر گھبرا گئے۔ عالم شیر نے مصافحے کیلئے ہاتھ بڑھایا تو مولانا نے اسے گلے لگا لیا۔ وہ اس کی کمر پر ہاتھ پھیرتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے "کون کہتا ہے عالم شیر غلط آدمی ہے۔ کون کہتا ہے عالم شیر بھنگی چرسی ہے، یہ تو مولوی عالم شیر ہے۔ عالم بھی ہے اور شیر بھی ہے۔"

مولانا کو زیادہ تر لوگ "بابا جی" کہا کرتے تھے...... عالم شیر کا بیان کہ "بابا جی" سے معانقہ کرنے اور یہ الفاظ ان کی زبان سے سننے کے بعد مجھے ایسا محسوس ہوا کہ کوئی بڑی وزنی چیز میرے دل سے اتر کر زمین پر گر گئی ہے۔ میری ظاہری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور باطن کی آنکھیں کھلتی جا رہی تھیں۔ میں نے اسی لمحے گزشتہ گناہوں سے توبہ کر لی۔

بابا جی نے فرمایا: "مولوی عالم شیر! تمہارا باغیچہ مجھے بہشت کا نمونہ معلوم ہوتا ہے۔"

یہ الفاظ تین دفعہ کہے اور فرمایا: "دیکھو تو سہی کیا یہ بہشت کا نمونہ نہیں"؟

عالم شیر کہتا ہے: میرے تعجب کی انتہا نہ رہی کہ وہ میرے باغیچے جیسا باغیچہ نہ تھا بلکہ سچ مچ بہشت کا ٹکڑا معلوم ہو رہا تھا۔ چند لمحوں کے بعد وہ منظر نظروں سے اوجھل ہو گیا......"

حکیم عبدالوحید سلیمانی یہ واقعہ سننے اور دیکھنے والوں کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ: "اس کے بعد عالم شیر کی حالت بالکل بدل گئی۔"

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

بلاشبہ محمد سلیمان کی نظر سے اس کی حالت بدل گئی اور وہ تاریخ صالحیت کا ایک زریں ورق ہو گیا۔ (قافلہ حدیث، ص:۴۵-۴۶)

بطور کرامت کپڑوں کا گیلا نہ ہونا:۔ مولانا محمد سلیمان رحمہ اللہ ایک دفعہ نماز عشا پڑھنے کیلئے مسجد کو جا رہے تھے، شدید بارش ہو چکی تھی، گلیاں جوہڑ بنی ہوئی تھیں۔ تین چار آدمی ان کے ساتھ تھے۔ اچانک ان کا پاؤں پھسلا اور ایک گڑھے میں گر گئے جو پانی سے بھرا ہوا تھا۔ ان کے بھانجے میاں محمد ابراہیم ساتھ تھے۔ سب پریشان ہو گئے اور سوچنے لگے کہ گڑھے سے انہیں کیسے نکالیں، مگر دیکھا کہ وہ ایک دم باہر نکل آئے ہیں۔ جسم پر کہیں خراش تک نہیں آئی تھی۔ کپڑے بھی بالکل خشک تھے۔ ہم نے نہایت تعجب سے اس منظر کو دیکھا، لیکن اس کی تہہ تک نہ پہنچ سکے، اور نہ مولانا سے پوچھ ہی سکے۔ (قافلہ حدیث، ص:۴۶)

توجہ ولی سے بند کام ہو جانا:۔ ضلع فیروز پور، ضلع حصار اور ریاست بیکانیر کے سنگم میں ایک مشہور قصبہ ہے بازید پور......! اس علاقے میں مسلمان بہت کم تعداد میں تھے۔ وہاں مسلمانوں نے ایک چھوٹی سی مسجد بنائی، لیکن اس سے ملحقہ زمین ایک نہایت متعصب ہندو کی تھی، جو اپنی زمین میں کسی مسلمان کو قدم بھی نہیں رکھنے دیتا تھا، جب کہ مسجد میں جانے کا راستہ اس پلاٹ سے گزرتا تھا۔ ایک دن مولانا محمد سلیمان رحمہ اللہ اس قصبے میں آئے تو مسلمانوں نے اپنی پریشانی سے آگاہ کیا۔ آپ نے انہیں اطمینان دلایا اور فرمایا گھبراؤ نہیں اللہ بھلی کرے گا۔ خدا کی قدرت دیکھیے کہ ابھی وہیں کھڑے تھے کہ وہی ہندو آیا۔ آتے ہی باباجی کے پاؤں میں گر گیا اور ہاتھ جوڑ کر کہا آپ مجھے کوئی حکم دیں جس پر عمل کر کے میں آپ کو خوش کر سکوں۔ فرمایا: مجھے تم سے کوئی کام نہیں، لیکن یہ لوگ خدا کا نام لینا چاہتے ہیں ان کو تنگ نہ کرو اور زمین انہیں دے دو۔

فوراً کہا: آپ جتنی زمین پر نشان لگا دیں وہ مسجد کی رہی......! مولانا نے مناسب جگہ لے کر مسجد کے حوالے کر دی۔ ہندو نے اس کے بعد مولانا سے درخواست کی کہ میری شادی ہوئے مدت بیت چکی ہے، اولاد کی نعمت سے محروم ہوں، میرے لیے دعا فرمائیں۔

مولانا نے بارگاہ ایزدی میں دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اسے اس دعا اور کار خیر کے طفیل صاحب اولاد کر دیا۔

مولانا کا احترام مسلمان تو کرتے ہی تھے، ہندو اور سکھ بھی ان کی بے حد تکریم بجالاتے تھے۔ جس راستے سے ان کا گزر ہوتا، ہندو اور سکھ دور ہی سے انہیں دیکھ کر تعظیماً ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو جاتے اور جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہو جاتے اسی طرح کھڑے رہتے۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ وہ ان کے وضو کا پانی اکٹھا کر کے لے جاتے۔ اسے اپنے بیماروں کو پلاتے اور برکت حاصل کرنے کیلئے منہ پر ملتے۔

قیام پاکستان کے وقت پورے قصبے کے ہندو اور سکھ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رو رو کر کہنے لگے کہ ہمیں چھوڑ کر نہ جائیں۔ آپ گئے تو برکت اُٹھ جائے گی اور ہم یتیم ہو جائیں گے۔ ہم آپ کی حفاظت کریں گے۔ باہر کے علاقے سے اگر کسی غنڈے نے حملہ کیا تو اس کا مقابلہ کریں گے اور آپ کو کوئی گزند نہیں پہنچنے دیں گے۔

لیکن مولانا نہیں مانے۔ جب وہ اس علاقے کے مسلمانوں کی رفاقت میں گھر سے نکلے تو پورے قصبے کے ہندو اور سکھ کئی میل تک انہیں رخصت کرنے کیلئے ان کے ساتھ آئے اور پھر آہیں بھرتے واپس ہو گئے۔ (قافلہ حدیث، ص:۴۶-۴۷)

صرف اک دعا سے منظر بدل گیا:۔ ان کا قافلہ بے شمار عورتوں، بچوں اور مردوں پر مشتمل تھا۔ رات ایک جگہ قیام ہوا تو وہاں کے سکھوں نے قافلے پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ نہتے مسلمان جن کے پاس سبزی کاٹنے والا چاقو بھی نہ تھا، ان کا کیا مقابلہ کرتے۔ مولانا سے درخواست کی کہ اس مصیبت سے بچنے کیلئے کچھ کیجئے۔ فرمایا اللہ کے سامنے جھک جاؤ اور اسی سے دعا مانگو۔ تم بھی دعا کرو میں بھی دعا کرتا ہوں۔ لوگوں نے دیکھا کہ حملہ آور بوکھلا کر الٹے پاؤں بھاگ رہے ہیں۔ ان سے کسی نے پوچھا تم نے تو مسلمانوں کو لوٹنے اور قتل کرنے کا لمبا چوڑا منصوبہ بنایا تھا، اب بھاگ کیوں رہے ہو؟

جواب دیا: کچھ سمجھ میں نہیں آتا کیا ہوا۔ جب قدم آگے کی طرف بڑھاتے ہیں تو یوں لگتا ہے جیسے ہزاروں گئو ماتا راستہ روکے کھڑی ہیں۔ واپس مڑتے ہیں تو کچھ نظر نہیں آتا۔ آخر تنگ آ کر اپنا ارادہ بدل لیا۔ (قافلہ حدیث، ص:۴۷-۴۸)

اپنے مرید پر غیبی انکشافات:۔ ایک بزرگ میاں اللہ دتہ مرحوم تھے۔ انہوں نے یہ واقعہ سنایا کہ ۱۹۴۷ء کے فسادات کے دوران

ایک مقام پر مسلمانوں کا بے حد نقصان ہوا۔ کئی عالم فاضل شہید ہو گئے۔ میرے ایک بازو پر گولی لگی اور بازو ناکارہ ہو گیا۔ گرتے پڑتے پاکستان پہنچا اور مظفر گڑھ ہسپتال میں مرہم پٹی کراتا رہا، مگر زخم مندمل نہیں ہوا۔ ہڈی ٹوٹ گئی تھی، اس سے پیپ بہنے لگی، اور اس طرح چار مہینے گزر گئے۔

اسی دوران لاہور آئے تو شیخ قمر الدین مرحوم سے اپنے شیخ طریقت مولانا محمد سلیمان رحمہ اللہ کا پتا معلوم ہوا، اور رات کی گاڑی میں سوار ہو کر علی الصبح جہانیاں پہنچ گئے۔ جمعے کا دن تھا۔ خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہیں پریشان دیکھ کر اور بندھی ہوئی پٹی دیکھ کر پوچھا یہ کیا؟ تفصیل بتائی تو فرمایا: پٹی کھول دو۔ اللہ کے حکم سے یہ زخم اب بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن بیٹا یاد رکھو تمہاری موت اسی زخم سے ہوگی اور اس وقت یہ پھر ہرا ہو جائے گا۔ اللہ تمہیں شہادت کی موت نصیب کرے گا۔ بس ان کی زبان مبارک سے یہ بات نکلنے کی دیر تھی کہ پھر نہ زخم، نہ درد، نہ پیپ۔ اسی روز بازو درست ہو گیا۔ پندرہ سال بعد بغیر کسی ظاہری سبب کے وہ زخم پھر ہرا ہو گیا۔ ہر چند علاج کیلئے کہا گیا، لیکن اللہ دتہ نہیں مانے اور یہی کہتے رہے کہ اب میں بچوں گا نہیں...... چنانچہ چند روز بعد خالق حقیقی سے جا ملے۔

اس طرح کے بہت سے واقعات سننے میں آئے ہیں۔ ان کا کہنا تھا، اللہ رب العزت جب چاہتا ہے اپنے کسی بندے پر کوئی حقیقت منکشف کر دیتا ہے۔ (قافلہ حدیث، ص:۴۸)

نوافل وذکرواذکار کی پابندی:۔ مولانا محمد سلیمان رحمہ اللہ نے پوری زندگی تہجد کی نماز قضا نہیں کی۔ نماز عشا کے بعد دیر تک ذکر اذکار میں مشغول رہتے۔ ہر نماز کے بعد لمبا وظیفہ پڑھتے۔ اشراق باقاعدگی سے ادا کرتے، نماز پڑھتے وقت ان پر رقت طاری ہو جاتی۔ آیات عذاب آتیں تو روتے روتے ہچکی بندھ جاتی اور بسا اوقات بے حال ہو جاتے۔ اسی عذر کی بنا پر نماز کی امامت سے گریز کرتے کہ کہیں دوسرے لوگ اتنی لمبی قرأت کو بار نہ سمجھنے لگیں۔ تبلیغ کے ڈھنگ سے خوب آگاہ تھے۔ موقع ومحل دیکھ کر دین کی دعوت دیتے اور اس انداز میں بات کرتے کہ دل کی گہرائیوں میں اترتی چلی جاتی۔ (قافلہ حدیث، ص:۴۹)

نصیحت میں حکمت وبصیرت:۔ ایک شخص نے کئی سال پہلے ذکر کیا کہ میں ایک دفعہ روڑی گیا اور جلدی جلدی نماز پڑھ کر مسجد سے باہر نکلنے لگا۔ میری عمر اس وقت اٹھارہ انیس سال کے لگ بھگ تھی۔ مولانا کی نظر مجھ پر پڑی تو مجھے بلا کر کہا ماشاء اللہ تم نوجوان ہو، ہاتھ پاؤں میں طاقت ہے، قوت ہے، پھرتی ہے، ہر کام جلدی جلدی کرتے ہو۔ ہم تو بوڑھے ہو گئے، قویٰ جواب دے گئے۔ مسجد میں گئے تو وہیں پڑے رہے، جلدی جلدی اٹھا نہیں جاتا، رکوع میں گئے تو جلدی اُٹھ نہیں سکتے...... اس شخص نے بتایا کہ ان کے اس انداز کلام سے میں بے حد متاثر ہوا، اور اس واقعے پر تیس سال سے زیادہ عرصہ بیت گیا ہے لیکن جب بھی نماز پڑھنے لگتا ہوں بابا جی کی بات یاد آ جاتی ہے اور خود بخود نماز میں خشوع پیدا ہو جاتا ہے۔

مقام فنافی الرسول کا عملی مشاہدہ:۔ مولانا سیّد سلیمان روڑی والے رحمہ اللہ نے ایک کتاب تعویذات کے موضوع پر تصنیف کی ہے: (قافلہ حدیث، ص:۴۹-۵۰)

جہانیاں میں قیام پذیر تھے کہ طبیعت بے حد خراب ہو گئی۔ جب محسوس ہوا کہ اب آخری وقت آ پہنچا ہے تو اپنے اعزہ واقارب سے کہا کہ جمعے کے دن میرا خیال رکھنا، وہ رخصت کا دن ہے۔ جمعے کا دن آیا تو طبیعت بہت زیادہ بگڑ گئی، نبضیں جواب دے گئیں۔ غشی طاری ہو گئی اور سب لوگ زندگی سے مایوس ہو گئے۔ معاً آنکھیں کھولیں اور فرمایا: حدیث میں جمعے کی فضیلت تو بہت بیان ہوئی ہے لیکن محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال پیر کو ہوا تھا۔ اس کے بعد طبیعت سنبھل گئی۔ تین دن ٹھیک رہے اور پیر کے روز ۲۱ نومبر ۱۹۴۹ء کو اپنے مولا سے جا ملے۔ (قافلہ حدیث، ص:۵۰-۵۱)

مسلک اہلحدیث کے اوّل نمائندے: یہ اہلحدیث کے ان اولین نمونوں کی نمائندگی کرتے تھے جن کے زہد وورع کے چرچوں سے دوسرے دائرے بھی متاثر ہوتے تھے۔ چنانچہ ضلع حصار اور اس کے اردگرد کے لوگوں میں ان کی کرامات اور قبولیت دعا کا بڑا شہرہ تھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں مراتب علیا سے سرفراز فرمائے۔

''تمام مقامات کے جماعت اہلحدیث سے درخواست ہے کہ ان کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی جائے۔''

اس زمانے میں جمعیت اہلحدیث لاہور کارپوریشن کے صدر حافظ محمد اسماعیل ذبیح مرحوم (خطیب جامع مسجد اہلحدیث مغل پورہ) اور ناظم اعلیٰ حاجی محمد اسحاق حنیف مرحوم تھے۔ لاہور کارپوریشن کی مجلس عاملہ کا اجلاس ۱۶ دسمبر ۱۹۴۹ء کو بعد از نماز جمعہ حافظ محمد اسماعیل ذبیح کی زیر صدارت مسجد مبارک میں ہوا تھا۔ اس اجلاس میں مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی، مولانا محمد حسین ہزاروی، مولانا محمد سلیمان روڑی والے اور مولانا شبیر احمد عثمانی کی وفات پر تعزیتی قرارداد منظور کی گئی تھی۔ (قافلہ حدیث، ص:۵۱-۵۲)

''اللھم اغفرلھم و ارحمھم و عافھم و اعف عنھم''

مولانا نور حسین رحمہ اللہ کی پگڑی: مولانا نور حسین گھرجاکھی رحمہ اللہ مشہدی پگڑی باندھا کرتے تھے۔ (قافلہ حدیث، ص:۵۴)

علمائے بریلوی واہلحدیث ایک اسٹیج پر: وعظ میں بسا اوقات مولانا نور حسین رحمہ اللہ کی آنکھیں اشک بار ہو جاتی تھیں۔ یہی اثر ان کے سامعین پر پڑتا تھا۔ ان کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو جاتے تھے۔

وعظ میں مسلک اہلحدیث کی حقانیت وہ نہایت سادہ اور آسان الفاظ میں مؤثر ان کے سامعین پر پڑتا تھا۔ ان کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو جاتے تھے۔

وعظ میں مسلک اہلحدیث کی حقانیت وہ نہایت سادہ اور آسان الفاظ میں مؤثر طریقے سے بیان کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ گوجرانوالہ سے متصل موضع ''کھوکھر کے'' میں بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث کا مشترکہ جلسہ ہوا۔ صدر جلسہ بریلوی مسلک کے بزرگ تھے اور پہلی تقریر مولانا نور حسین گھرجاکھی کی تھی جو ایک گھنٹا جاری رہی۔ تقریر ختم ہوئی تو صدر جلسہ نے ان کی تقریر کے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ اگر وہابی اسی قسم کے ہوتے ہیں جس کا ذکر مولانا نور حسین رحمہ اللہ نے کیا ہے تو مجھے آج سے وہابی سمجھا جائے۔ (قافلہ حدیث، ص:۶۱)

نام ولی کے سرکش بیل پر اثرات: ایک دفعہ وعظ کیلئے (ضلع شیخوپورہ کے قصبے) فیروز وٹواں گئے۔ نہایت موثر وعظ کیا۔ ایک شخص مولانا کے پاس آیا اور کہا کہ اس کا بیل بہت مارتا ہے۔ اسے کھولنا اور باندھنا بے حد مشکل ہے۔ آپ اللہ اللہ کر کے اس پر کوئی دم کریں گے تو ہمیں یقین ہے بیل مارنا بند کر دے گا۔ مولانا نے فرمایا بیل کے کان میں کہو کہ مولوی نور حسین کہتا ہے مارا نہ کر۔ اس شخص کا بیان ہے کہ اس کے بعد جوان، بوڑھے اور بچے بھی بیل کو پکڑ لیتے تھے۔ اس نے کبھی کسی کو نہیں مارا بلکہ کسی کے سامنے کبھی کان بھی نہیں ہلائے۔ (قافلہ حدیث، ص:۶۲)

مزاح وظرافت کے ساتھ خوف وخشیت: مزاح وظرافت تو مرحوم کی طبیعت کا خاصا تھا، جہاں بیٹھتے باغ وبہار بن کر بیٹھتے اور ایسے ایسے لطائف بیان کرتے کہ سننے والے مارے ہنسی کے لوٹ لوٹ جاتے۔ بسا اوقات ایسا ہوا کہ جلسہ ومناظرہ کے بعد یہ اپنے مخصوص حلقے میں بیٹھے اور وہ چٹکلے سنائے کہ طبیعت کا سارا تکدر جاتا رہا۔

''پھر لطیفے سننے والوں اور محفوظ ہونے والوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ رند جو ابھی ابھی ہنسی مذاق اور بذلہ سنجی کے جام پر جام لنڈھا رہا تھا، تہجد میں خدا کے حضور مناجات میں مصروف ہے اور فارغ اوقات میں اس کی زبان پر ذکر و اذکار کا غلغلہ ہے۔ (قافلہ حدیث، ص:۷۱-۷۲)

تعویذات کیلئے لوگوں کی آمد: ایک بات انہوں نے یہ بتائی کہ سردیوں کا موسم تھا، مولانا سیالکوٹی ایک دن صبح کے وقت اپنی مسجد میں طلباء کو قرآن مجید کا درس دے رہے تھے۔ محلے کی ایک عورت آئی، اس نے مولانا سے بڑی لجاجت کے ساتھ کسی سلسلے میں تعویذ کیلئے عرض کیا۔

مولانا نے فرمایا: بیٹھ جاؤ طلباء کے درس سے فارغ ہو کر تعویذ لکھ دوں گا۔

وہ بیٹھ گئی، لیکن پانچ چھ منٹ کے بعد پھر تعویذ کا مطالبہ کیا۔

مولانا نے اب بھی وہی جواب دیا کہ ابھی ٹھہرو، تھوڑی دیر کے بعد فارغ ہوں گا تو لکھ دوں گا...... دو چار منٹ بعد اس نے پھر تعویذ کیلئے کہا۔

مولانا نے پھر وہی جواب دیا۔

چوتھی پانچویں دفعہ اس نے تعویذ مانگا تو مولانا اپنی جگہ سے اٹھے، اس عورت کے پاس گئے، اسے اٹھایا اور مسجد کے وضو کرنے والے حوض میں پھینک دیا۔ (قافلہ حدیث، ص:۸۴-۸۵)

بطور کرامت انشراح صدر کر دینا:۔ تیسری بات انہوں نے مولانا محمد صدیق مرحوم کے حوالے سے یہ بتائی کہ ایک مرتبہ مولانا سیالکوٹی جماعت اہلحدیث کے جلسے میں جھنگ گئے۔ سٹیج پر ان کے علاوہ چند اور علمائے کرام بھی تشریف فرما تھے۔ پروگرام کے مطابق مولانا محمد صدیق لائلپوری مرحوم کی تقریر کا وقت ہوا تو وہ مائک پر آئے۔ ان کی جوانی کا زمانہ تھا، خطبہ مسنونہ کے بعد انہوں نے کچھ اس قسم کے الفاظ سے تقریر کا آغاز کیا۔ وقت قلیل ہے، موضوع طویل ہے، طبیعت علیل ہے، لیکن فضل رب جلیل ہے...... وغیرہ وغیرہ۔

مولانا سیالکوٹی نے یہ قافیہ ردیف سنا تو آواز دی: تقریر بند کرو اور میرے پاس آؤ۔

مولانا صدیق نے حیران ہو کر ان کی طرف دیکھا، سامعین بھی بڑے متعجب ہوئے۔

ترش لہجے میں کہا: دیکھتے کیا ہو۔ میں کہتا ہوں، تقریر بند کرو اور میرے پاس آؤ۔

انہوں نے مجبوراً تقریر بند کی اور ان کے پاس گئے۔

فرمایا: بیٹھو اور منہ کھولو۔ بیٹھنا تو خیر ٹھیک تھا، لیکن منہ کھولنے کا حکم بڑا عجیب وغریب تھا۔

گرج دار آواز میں بولے: میری بات نہیں سنی، میں نے کہا ہے منہ کھولو۔

انہوں نے منہ کھولا تو کچھ پڑھ کر پھونک ماری، جس کا اثر حلق تک گیا اور حلق سے ذہن وفکر تک پہنچ گیا۔

فرمایا: جاؤ، اب تقریر کرو۔

مولانا محمد صدیق صاحب کا بیان ہے کہ مولانا سیالکوٹی کے پھونک مارتے ہی ان کی حالت یکسر بدل گئی۔ جو تقریر سوچی تھی اور جس کی تیاری کی تھی وہ ذہن سے بالکل نکل گئی اور ایک نئی تقریر نئے انداز اور نئے اسلوب کے ساتھ ذہن میں اترنے اور الفاظ کے قالب میں ڈھلنے لگی۔

یہ مولانا سیالکوٹی کی روحانیت اور تقوے کی ایک حیرت انگیز مثال ہے جس کی اثر انگیزی کا کرشمہ اسی لمحے ظہور میں آ گیا۔

(قافلہ حدیث، ص:۸۶-۸۷)

اب ایسے صاحب کمال پیدا نہ ہونگے:۔ اللہ اللہ! اندازہ کیجئے عمل وکردار اور فضل وکمال کے اعتبار سے یہ لوگ کس قدر اونچے مقام پر فائز تھے۔ موجودہ دنیا بالکل بدلی ہوئی ہے اور ان کے سوچ بچار کے پیمانے کچھ اور نوعیت کے ہیں۔ ان میں سے اکثر کو نہ ان کی مجلسوں میں حاضر ہونے کی سعادت نصیب ہوئی ہے اور نہ ان کی باتیں سننے کا موقع ملا ہے۔ اب مولانا ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ جیسے لوگ کبھی پیدا نہیں ہوں گے۔ وہ زمانے لد گئے جن میں یہ لوگ ابھرے تھے، اور وہ سانچے ٹوٹ گئے جن میں ان اوصاف کے لوگ ڈھلے تھے۔

پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ افسوس! تم کو میر سے صحبت نہیں رہی

مولانا سیالکوٹی رحمہ اللہ کے شاگردوں میں ایک عالم دین مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی رحمہ اللہ تھے جو اپنے دور کے بہت اچھے مقرر، کئی کتابوں کے مصنف اور صحافی تھے۔ (قافلہ حدیث، ص:۸۷)

جلالی طبیعت اور مسجد کا ادب:۔ ایک صاحب نے بتایا کہ گرمیوں کا موسم تھا، مولانا اپنی مسجد میں درس قرآن دے رہے تھے۔ ایک شخص سے کہا پنکھے چلا دو۔ اس نے تعمیل حکم کی اور پنکھے چلا دیئے۔ ایک شخص وہاں بیٹھے تھے جنہوں نے دو چار دن پہلے مسجد کیلئے پنکھا دیا تھا۔ انہوں نے پنکھا چلانے والے سے کہا: میرا پنکھا بھی چلا دو۔

مولانا نے یہ الفاظ سنے تو جلدی سے اٹھے، کوئی چیز پاؤں کے نیچے رکھنے کیلئے منگوائی۔ پلاس یا کوئی اور چیز ہاتھ میں پکڑی اور وہ پنکھا اتار کر گلی میں پھینک دیا۔ جس شخص نے پنکھا دیا تھا، اس کی طرف غصے سے دیکھا اور فرمایا لے جاؤ، اپنا پنکھا...... کیا بکواس ہے، میرا پنکھا بھی چلا

دو، میرا پنکھا بھی چلا دو...... یہ کہہ کر تم لوگوں کو بتانا چاہتے ہو کہ میں نے مسجد کو پنکھا دیا ہے۔ اب سب کو پتا چل گیا ہے۔ لے جاؤ اپنا پنکھا اور چلاؤ اسے اپنے گھر میں......!(قافلہ حدیث،ص:۸۸)

اختلاف رائے کے باوجود احترام:۔ مولانا ثناء اللہ صاحب رحمہ اللہ سے مولانا سیالکوٹی رحمہ اللہ کا بے پناہ تعلق تھا۔ مولانا ثناء اللہ ۱۸۶۸ء میں پیدا ہوئے جب کہ مولانا ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ کا سن ولادت ۱۸۷۴ء ہے، اس طرح وہ مولانا سیالکوٹی رحمہ اللہ سے عمر میں چھے سال بڑے تھے اور بڑا ہونے کی بنا پر مولانا سیالکوٹی رحمہ اللہ ان کا بے حد احترام کرتے تھے اور ان کی ایسی باتیں بھی اطمینان سے سنتے اور برداشت کرتے تھے جو ان کے فکر و عمل کے مطابق نہیں ہوتی تھیں۔(قافلہ حدیث،ص:۸۹)

دو مشائخ کا دورہ تفسیر:۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے، آزادی وطن سے پہلے اور اس کے بعد برصغیر پاک و ہند کے صرف دو شہروں میں دو علمائے کرام سال میں تین مہینے دورۂ تفسیر قرآن پڑھانے کا التزام کرتے تھے، اور وہ تھے لاہور میں مولانا احمد علی رحمہ اللہ اور سیالکوٹ میں مولانا محمد ابراہیم رحمہ اللہ۔

یکم رجب سے رمضان کی آخری تاریخ تک یہ دونوں بزرگانِ عالی مقام فارغ التحصیل حضرات کو تفسیر پڑھاتے تھے، دور و نزدیک سے شائقین آتے اور ان کے درس قرآن میں شریک ہوتے تھے۔ اس میں فقہی مسلک کا کوئی امتیاز نہ تھا۔ اہلحدیث طلباء مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ سے اور حنفی طلباء مولانا محمد ابراہیم صاحب سے استفادہ کرتے تھے۔

ہمارے دوست مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ کو آزادی سے قبل دونوں حضرات سے مستفید ہونے کا موقع ملا۔ ایک سال مولانا سیالکوٹی رحمہ اللہ سے اور ایک سال مولانا احمد علی رحمہ اللہ سے۔

مولانا معین الدین صاحب علمی اعتبار سے خود بھی پنجاب کے مشہور خاندان کے فرد ہیں۔ ان کے پردادا حضرت حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ وہ مفسر قرآن تھے جنہوں نے ''تفسیر محمدی'' کے نام سے پنجابی نظم میں سات جلدوں میں قرآن مجید کی تفسیر لکھی جو بار بار چھپی اور بے حد مقبول ہوئی۔ ان کے خاندانی پس منظر کی وجہ سے حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ اور مولانا سیالکوٹی رحمہ اللہ ان کا خاص خیال رکھتے تھے اور ان کے اکابر کے بعض واقعات طلباء کو سنایا کرتے تھے۔(قافلہ حدیث،ص:۱۰۱)

علم کی جگہ القابات نے لے لی: یہ اس زمانے کے لائق احترام اور عالی مرتبت بزرگان کرام تھے، جب بڑے سے بڑے عالم کو ''مولوی'' کہا جاتا تھا یا پھر زیادہ سے زیادہ ان کے نام کے ساتھ ''مولانا مولوی'' لکھا جاتا تھا۔ اس دور میں شاید زبدۃ العلما، عمدۃ المفسرین، قدوۃ الصالحین، رأس الاتقیا، شیخ القرآن والحدیث، امام العصر اور شیخ الاسلام وغیرہ القاب ایجاد نہیں ہوئے تھے، نہ علامہ اور فہامہ قسم کے الفاظ کبھی سننے میں آئے تھے۔ اب یہ حال ہے کہ القاب کی کثرت اور خطابات کی اگاڑی پچھاڑی میں میرے جیسے ناواقف کیلئے کسی عالم کا اصل نام تلاش کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

پہلے پہل القاب نویسی کا رواج بریلوی حضرات نے ڈالا۔ پھر یہ مرض دیوبندی مقالہ نگاروں میں آیا اور اب کچھ عرصے سے یہ متعدی بیماری بعض اہلحدیث مصنفوں اور مضمون نویسوں کو لاحق ہوگئی ہے۔ علم گھٹتا جا رہا ہے اور اس کی جگہ القاب وخطابات لے رہے ہیں۔

میری شنید کے مطابق ایسا بھی ہوا کہ بعض مقرروں نے اشتہار پھاڑ دیئے کہ ان کا نام دوسرے یا تیسرے نمبر پر لکھا گیا ہے، یا پھر محض اس بنا پر جلسے میں شریک ہونے سے انکار کر دیا کہ ان کے اسم گرامی سے پہلے اور بعد میں فلاں فلاں القاب کی لام ڈوری نہیں لگائی گئی۔(قافلہ حدیث،ص:۱۰۱)

مبلغین دور حاضر کیلئے اک نصیحت اک سبق:۔ اسی طرح ہمارے علماء کرام کی موٹروں کا پٹرول الگ دیا جاتا ہے، اور ''ٹائر گھسائی'' کے پیسے الگ دیئے جاتے ہیں۔

اب تو اکثر علمائے کرام اور مبلغین اسلام نے محافظ بھی رکھ لیے ہیں جنہیں باڈی گارڈ کہا جاتا ہے۔ مبلغ صاحب ایک بڑی گاڑی میں

سوار ہیں اوراس شان سے دین کی تبلیغ فرمانے جارہے ہیں کہ فرنٹ سیٹ پر بندوق بردار یا کلاشنکوف بردار بیٹھا ہے۔ڈرائیور سے پچھلی سیٹ پر ایک شخص دائیں جانب بیٹھا ہے اور ایک بائیں جانب، درمیان میں حضرت مبلغ تشریف فرما ہیں، ان کے پیچھے دوتین آدمی بیٹھے ہیں جوان کے محافظ یعنی باڈی گارڈ ہیں۔موبائل فون باڈی گارڈ کے ہاتھ میں ہے۔اگر باہر سے آنے والی گولی سے کسی کو مرنا ہے تو آگے پیچھے اور دائیں بائیں بیٹھنے والے مریں۔اس لیے کہ نہ وہ کسی کے بھائی ہیں، نہ بیٹے، نہ باپ ہیں، نہ شوہر، نہ کسی کے رشتے دار ہیں، صرف باڈی گارڈ ہیں۔ جب کہ مبلغ دین سب کے سب کچھ ہیں، جو اس طرح اسلحہ برداروں کے گھیرے میں بیٹھے ہیں جیسے بہت بڑا ڈکیت بیٹھا ہو۔اگر وہ گاڑی سے باہر نکلتا ہے تو اسلحہ والے اس کے ساتھ باہر نکلتے ہیں۔اگر وہ جماعت کرائے یا تنہا نماز پڑھے تو بندوق بردار بندوق تانے اس کے سامنے بیٹھا ہے۔اگر جلسے میں تقریر کرے تو ایک شخص بندوق یا کلاشنکوف یا موزر پکڑے اس کے دائیں کھڑا ہے اور ایک اس کے بائیں۔شاید انہیں خطرہ ہے کہ یہ ڈاکو بڑی مشکل سے ہاتھ لگا ہے، کہیں بھاگ نہ جائے۔اس کی پوری رکھوالی کی جائے اور ہر وقت اور ہر جگہ اسے پہرے میں رکھا جائے۔بس ہتھکڑی اور بیڑی اسے نہ لگائی جائے، اس کے سوا جکڑنے اور قید رکھنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی جائے۔

عجیب بات یہ ہے کہ خوف کے مارے اور لوگوں سے سہمے ہوئے یہ مبلغ جلسے میں جا کر لوگوں کو صرف اللہ سے ڈرنے اور کسی بڑی سے بڑی طاقت سے خوف زدہ نہ ہونے کی تلقین فرماتے ہیں اور میدان جہاد میں نکلنے، دشمن کی فوجوں کا مقابلہ کرنے اور شہروں کے شہر اور ملکوں کے ملک فتح کرنے کا پورے زور وجذبے کے ساتھ درس دیتے ہیں۔ جہاد کے موضوع پر بلند آہنگی سے تقریر فرماتے ہوئے قرآن کی آیات پڑھتے ہیں، نبی ﷺ کی احادیث سناتے ہیں، اس سلسلے میں حضور ﷺ کے عمل کا تذکرہ فرماتے ہیں۔صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے واقعات بیان کرتے ہیں اور میدان جنگ کے نقشے سامعین کے سامنے رکھتے ہیں۔

جلسے کے منتظمین ان باتونی اور ڈرپوک اور بزدل مبلغوں کو اپنے جلسوں میں بلاتے ہیں، ان کو پیسے بھی دیتے ہیں، یہ نہیں سوچتے کہ جو لوگ اکیلے دو قدم نہیں چل سکتے اور خود اپنے ہی لوگوں سے خوف زدہ ہیں، وہ دوسروں سے خاک لڑیں گے اور کیوں کر جہاد کریں گے۔

پہلے یہ بات نہ تھی، علمائے کرام جلسوں میں جاتے تھے اور لوگوں کو وعظ ونصیحت کرتے اور کلمہ حق سناتے تھے۔کسی قسم کے تکلف اور اسلحہ برداری کا کوئی تصور نہ تھا۔(قافلہ حدیث، ص:۱۰۳)

بزرگوں کی ڈانٹ باعث رحمت: انہی دنوں مجھے خط لکھا کہ آئندہ میرے نام "الاعتصام" نہ بھیجا جائے۔میرا خط پڑھتے ہی میرے نام کا پرچہ بند کر دو، مجھے اس اخبار کو دیکھ کر سخت تکلیف ہوتی ہے۔نہ میں اسے کھولتا ہوں نہ پڑھتا ہوں، اس اخبار سے مجھے شدید نفرت ہے۔

اس زمانے میں "الاعتصام" گوجرانوالہ سے شائع ہوتا تھا۔مولانا حنیف ندوی اس کے ایڈیٹر تھے اور میں بطور معاون مدیر کام کرتا تھا۔ مولانا سیالکوٹی رحمہ اللہ نے یہ خط میرے نام تحریر فرمایا تھا اور میں نے ان کا یہ جلالی اور تاریخی خط نہایت احتیاط کے ساتھ سنبھال کر رکھا تھا۔ بہت سے حضرات کو یہ خط میں نے دکھایا۔ارادہ یہ تھا کہ کبھی ان کے بارے میں کچھ لکھنے کا موقع ملا تو یہ پورا خط درج کر دوں گا۔اب یہ مضمون لکھنے بیٹھا تو خط کی تلاش کیلئے تمام کاغذات دیکھ ڈالے، لیکن خط کہیں سے نہیں ملا۔مولانا کی اس یادگار اور بابرکت تحریک کے جوکم وبیش چالیس برس میرے پاس رہی، گم ہو جانے کا مجھے انتہائی افسوس ہے۔بزرگوں کی ڈانٹ اور اہل علم کی خفگی بسا اوقات باعث رحمت ہوتی ہے اور میں تو اسے ہمیشہ اپنے لیے باعث رحمت ہی سمجھتا ہوں۔(قافلہ حدیث، ص:۱۰۶)

ائمہ کرام کا ادب وعلمی خدمت: احکام المرام باحیاء مآثر علماء الاسلام: اس کتاب میں بائیس فقہا ومحدثین کے حالات بیان کیے گئے ہیں، جن کے اسماء گرامی یہ ہیں:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ، امام ابو یوسف رحمہ اللہ، امام محمد رحمہ اللہ، امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ، امام بخاری رحمہ اللہ، امام مسلم رحمہ اللہ، امام ترمذی رحمہ اللہ، امام نسائی رحمہ اللہ، امام ابن ماجہ رحمہ اللہ، امام دارمی رحمہ اللہ، امام

دار قطنی رحمہ اللہ، امام بیہقی رحمہ اللہ، امام طحاوی رحمہ اللہ، امام نووی رحمہ اللہ، اپنے موضوع کی یہ نہایت اہم کتاب ہے جو ۱۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ پہلی دفعہ ۱۹۰۶ء میں طبع ہوئی تھی۔ دوسری دفعہ پاکستان کے مشہور مصنف و محقق جناب محترم طالب ہاشمی صاحب نے جولائی ۱۹۹۱ء (محرم ۱۴۰۲ھ) میں طبع کرائی۔ (قافلہ حدیث، ص:۱۱۴)

ائمہ اہلسنت اہل بیت ادب:۔ احیاء المیت: یہ کتاب ائمہ اہل سنت اور ائمہ اہل بیت کی تعظیم و تکریم کے موضوع پر ہے۔ (قافلہ حدیث، ص:۱۱۶)

فضائل شعبان نماز استخارہ:۔ فضائل شعبان، سولہ صفحات کے اس رسالے میں ماہ شعبان کے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔

برکات الصلوٰۃ: نماز استخارہ، نماز حاجت، نماز تسبیح، نماز اشراق، نماز توبہ اور نماز تہجد وغیرہ کے متعلق بتیس صفحات کا رسالہ جو پہلی مرتبہ اگست ۱۹۳۸ء میں چھپا تھا۔ (قافلہ حدیث، ص:۱۱۷)

مولانا حافظ محمد حسین رحمہ اللہ کا عمامہ استعمال فرمانا: مولانا حافظ محمد حسین روپڑی رحمہ اللہ سفید عمامہ باندھے تقریر کیلئے تشریف لائے۔ (قافلہ حدیث، ص:۱۲۷)

متصوف علماء کے علمی مراکز:۔ اس زمانے کے پنجاب میں اہلحدیث کے دو علمی مراکز تھے اور یہی تدریسی مراکز بھی تھے، جو عوام و خواص میں بہت مشہور تھے اور لوگ درس و تدریس اور علمی استفادے کیلئے انہی دو مراکز کی طرف رجوع کرتے تھے۔ ایک مرکز امرتسر کا تھا جس کا نام دار العلوم تقویۃ الاسلام تھا اور وہ مدرسہ غزنویہ کے نام سے معروف تھا۔ یہ مرکز یا مدرسہ حضرت سیّد عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ (وفات ۱۵ ربیع الاوّل ۱۲۹۸ھ- فروری ۱۸۸۱ء) کے فرزند عالی قدر حضرت الامام سیّد عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ (وفات ۲۵ رمضان ۱۳۳۱ھ- اگست ۱۹۱۳ء) نے قائم کیا تھا۔ دوسرا مرکز حضرت حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ (وفات ۱۳ صفر ۱۳۱۱ھ- اکتوبر ۱۸۹۳ء) نے مدرسہ محمدیہ کے نام سے قائم فرمایا تھا۔ پنجاب کے اہلحدیث علمائے کرام بلاواسطہ یا بالواسطہ انہی دو مدرسوں کے فیض یافتہ ہیں۔ تقسیم ملک کے بعد امرتسر کا دار العلوم تقویۃ الاسلام، لاہور منتقل ہو گیا تھا اور اللہ کے فضل سے اس میں تدریسی خدمات کا سلسلہ جاری ہے۔ لکھوکے کا مدرسہ قیام پاکستان کے بعد اوکاڑہ میں قائم کر دیا گیا تھا جو جامعہ محمدیہ کے نام سے موسوم ہے اور متعدد اساتذہ وہاں درس و تدریس میں مصروف ہیں۔

حافظ محمد حسین روپڑی رحمہ اللہ کے والد مکرم میاں روشن دین کے دل میں حصول علم کا شوق ابھرا تو انہوں نے لکھوکے کا عزم کیا اور حضرت حافظ محمد لکھوی کی خدمت میں پہنچے۔

ان کے سب سے بڑے بیٹے مولوی رکن الدین نے حصول علم کیلئے لکھوکے کا عزم کیا اور وہاں کے اساتذہ سے مستفید ہوئے۔ وہ اپنے چھوٹے بھائی حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ کو بھی وہاں لے گئے تھے۔ کچھ عرصہ یہ بھی وہاں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ حافظ صاحب امرتسر کے مدرسہ غزنویہ میں کئی سال اقامت گزین رہے اور حضرت امام سیّد عبدالجبار غزنوی اور دیگر اساتذہ کے حضور زانوئے شاگردی تہہ کیا۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ نے لکھوی اور غزنوی علمائے کرام سے بلاواسطہ فیض حاصل کیا اور پھر جن حضرات نے حضرت حافظ صاحب سے حصول علم کیا، وہ لکھوی اور غزنوی اہل علم کے بالواسطہ شاگرد ہوئے۔ (قافلہ حدیث، ص:۱۲۸ تا ۱۳۰)

ادب اور مرشد کی خوشبو:۔ اپنے سے بڑوں میں سے جس میں وہ نیکی کا جوہر دیکھتے، اس کے سامنے سر نیچا کر لیتے تھے۔ حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف کے سسر کا اسم گرامی میاں نور الدین تھا۔ تقسیم ملک کے بعد اپنے گاؤں بھوجیاں (ضلع امرتسر) سے ترک مکانی کر کے بہ طور پناہ گزین وہ گوندلانوالہ (ضلع گوجرانوالہ) میں آ بسے تھے۔ ان کے اخلاف اب بھی وہیں ہیں۔ مولانا عطاء اللہ صاحب اور اپنے دوسرے عزیزوں سے میل ملاقات کیلئے لاہور ان کی آمد و رفت رہتی تھی۔ نماز وہ دار العلوم تقویۃ الاسلام میں پڑھتے تھے۔ مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے دار العلوم کے امام صاحب سے کہہ رکھا تھا کہ میاں صاحب جتنے دن یہاں رہیں، جماعت کیلئے انہی سے عرض کیا جائے۔ وہ نہایت پرہیزگار بزرگ تھے اور مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے

والد مکرم حضرت امام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے ارادت مند تھے، اس لیے مولانا ان کا بہت احترام کرتے تھے۔ ایک دن ابوبکر صاحب دارالعلوم کے صدر دروازے سے متصل محمد ادریس کی دکان پر کسی سے باتیں کررہے تھے۔ ادھر سے میاں صاحب بھی تشریف لے آئے۔ انہوں نے حسب عادت وہاں کھڑے ہوئے لوگوں کو السلام علیکم کہا اور فرمایا: ''مجھے یہاں اپنے مرشد کی خوشبو آرہی ہے۔''

ابوبکر صاحب نے یہ الفاظ سنتے تو فوراً ادھر متوجہ ہوئے اور گردن جھکا کر نہایت ادب سے میاں صاحب کو سلام کیا اور انتہائی نرم آواز میں ان سے دعا کی درخواست کی۔ (قافلہ حدیث، ص: ۱۳۷-۱۳۸)

تعداد وظائف کی اہمیت:۔ زندگی کے آخری دور میں ان کی حالت بالکل بدل گئی تھی۔ زیادہ وقت وظائف اور یاد خدا میں گزرتا تھا۔ ہمارے دوست پروفیسر ڈاکٹر محمد یحییٰ (صدر شعبہ اسلامیات انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور) کا شماران کے شاگردوں میں ہوتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ایک مرتبہ وہ ان کی ہدایت کے مطابق اپنے ایک نہایت ضروری کام کیلئے کسی صاحب سے ملنے کیلئے روانہ ہونے لگے تو کہا اوّل آخر درود شریف اور ۳۱۳ دفعہ ''حسبی اللہ و نعم الوکیل'' پڑھنا۔ وہ کہتے ہیں میں ان کا بتایا ہوا وظیفہ پڑھنے لگا تو پڑھتا ہی چلا گیا۔ واپس آیا تو پوچھا، کتنی دفعہ پڑھا تھا۔

عرض کیا: بے شمار دفعہ۔ فرمایا: جتنی دفعہ بتایا جائے اتنی دفعہ ہی پڑھنا چاہیے۔ اس کا معاملہ معالج کی بتائی ہوئی دوا کی طرح ہے، جتنی مقدار میں وہ بتائے اس کی ہدایت کے مطابق اتنی ہی مقدار میں دوا استعمال کرنی چاہیے۔ (قافلہ حدیث، ص: ۱۴۱)

مولانا ابوبکر کے موافقین ومخالفین:۔ کسی کو ان سے اختلاف ہوگا، کسی کو اتفاق، کوئی ان کا معتقد ہوگا، کوئی مخالف...... اور دنیا میں ہمیشہ سے یہی ہوتا آیا ہے، نہ سب کسی سے متفق ہوتے ہیں، نہ سب کسی کی مخالفت کرتے ہیں۔ موافقت اور مخالفت کا سلسلہ برابر چلتا ہے۔ جس نے کسی سے اتفاق کیا، اس نے بھی اس کی حیثیت کو مان لیا اور جس نے اختلاف کیا اس نے بھی مان لیا۔ بلکہ میرے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ اختلاف کرنے والے نے اتفاق کرنے والے کی بہ نسبت اسے زیادہ مانا اور زیادہ اہمیت دی۔ اس میں کوئی کمال تھا تو اس سے اختلاف کیا گیا اور اس کے افکار وتصورات کے بارے میں اہل علم کی رائے میں تغیر رونما ہوا۔

ابوبکر صاحب کا سلسلہ نسب یہ ہے: ابوبکر بن مولانا محمد داؤد بن مولانا عبدالجبار بن مولانا عبداللہ بن محمد بن محمد شریف رحمہم اللہ......! یہ تمام حضرات اپنے اپنے وقت میں علم ومعرفت کی دولت سے مالا مال اور مرجع خلائق تھے۔ (قافلہ حدیث، ص: ۱۴۲)

عارف باللہ، بزرگ کی دینی خدمات:۔ مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ بہت بڑے عالم اور عارف باللہ تھے۔

امرتسر میں انہوں نے کتاب وسنت کی تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا، عربی اور فارسی کی متعدد کتابوں کے اردو زبان میں ترجمے کرائے اور انہیں شائع کر کے افادہ عوام کیلئے تقسیم کیا۔ امرتسر میں ایک دارالعلوم قائم کیا جو ''مدرسہ سلفیہ غزنویہ'' کے نام سے موسوم ہوا۔ اس دارالعلوم سے بے شمار علماء وطلباء نے استفادہ کیا۔ انہوں نے ربیع الاوّل ۱۲۹۸ھ (۱۸۸۱ء) میں وفات پائی۔

مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے بیٹے مولانا سیّد محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ تھے، جن کی ولادت ۱۸۹۵ء کو امرتسر میں ہوئی۔ وہ تحریر و تقریر، فضیلت علمی، دین داری اور تقوے میں اپنے اسلاف کے صحیح ترین جانشین تھے۔ انگریزی حکومت کے خلاف انہوں نے سیاسیات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور مختلف سیاسی تحریکوں میں مجموعی طور پر دس سال قید کاٹی۔ ان کی تاریخ وفات ۱۶ دسمبر ۱۹۶۳ء ہے۔

سیّد ابوبکر غزنوی ۲۲ مئی ۱۹۲۷ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔ اس وقت مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کا قیام امرتسر میں تھا اور لاہور کی چینیاں والی (جامع مسجد اہلحدیث) کے خطیب ان کے حقیقی چچا حضرت مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ تھے۔ ۱۹۳۰ء میں مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ فوت ہوئے تو ان کی جگہ اس مسجد کی مسند خطابت پر مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کو فائز کر دیا گیا تھا۔ (قافلہ حدیث، ص: ۱۴۳-۱۴۴)

تصوف پر عملی خدمات:۔ حقیقت ذکر الٰہی۔ ادب محبت کا پہلا قرینہ ہے۔ قربت کی راہیں۔ تعلیم وتذکیہ۔ (قافلہ حدیث، ص: ۱۴۷)

ذوق تصوف اور معلومات:۔ وہ بذلہ سنج، لطائف وظرافت کے ماہر، خوش کلام، خوش مزاج، دوستوں کے دوست اور حاضر جواب

تھے۔ علمی بات کا جواب علم سے، شعر کا جواب شعر سے، لطیفے کا جواب لطیفے سے، طنز کا جواب طنز سے اور تصوف سے متعلق بات کا جواب تصوف سے دیتے تھے۔ (قافلہ حدیث، ص: ۱۵۰)

اشغال تصوف سے لوگوں کا فیض پانا:۔ سیّد ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کی زندگی کو ہم دو عہدوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ پہلا عہد حصول علم، حصول ملازمت اور بعض دیگر مشغولیتوں کا تھا جو تقریباً ۱۹۶۰ء تک چلا۔ اس کے بعد دوسرا عہد شروع ہوا جس کے بہت سے گوشے پہلے عہد سے بالکل مختلف تھے۔ یہ ذکر الٰہی، وظائف و اوراد، مجالس ذکر کے انعقاد، عبادت و تصوف وعظ و تقریر، خطبات جمعہ کے التزام کا عہد تھا۔ اس عہد میں انہوں نے بڑی شہرت پائی اور ان کے ان اشغال سے بے شمار لوگوں نے فیض حاصل کیا۔

۱۶۔ دسمبر ۱۹۶۳ء کو مولانا سیّد محمد داؤد غزنوی نے وفات پائی تو ۱۷ دسمبر کو خاندان غزنویہ کا سربراہ بھی انہیں مقرر کیا گیا۔ دارالعلوم تقویۃ الاسلام کا اہتمام بھی ان کے سپرد ہوا اور یہ بڑی ذمہ داری تھی جسے وہ سرانجام دیتے رہے۔ یہ ان کے آباؤ اجداد کا قائم کردہ دارالعلوم تھا، جس کے انتظامی امور کو انہوں نے بہ طریق احسن انجام دیا۔

وہ ۱۹۷۶ء میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے وائس چانسلر تھے۔ (قافلہ حدیث، ص: ۱۵۱)

لکھوی اور غزنوی خاندان:۔ یہاں یہ عرض کر دوں کہ غزنوی اور لکھوی دو خاندانوں سے اس فقیر کو بے حد عقیدت ہے۔ میرے اکابرین خاندانوں کے اکابر کے فیض یافتہ تھے۔ غزنوی خاندان کے اس وقت سب سے زیادہ عمر کے رکن سیّد عثمان غزنوی ہیں جو حضرت مولانا سیّد محمد داؤد غزنوی کے بھتیجے اور حافظ محمد سلیمان غزنوی مرحوم کے صاحب زادے ہیں۔ انہوں نے اپنے خاندان کے بہت سے اکابر کو دیکھا ہے اور نہایت شوق اور خاص جذبے کے ساتھ ان کے حالات بیان کیا کرتے ہیں، وہ مجھے کہا کرتے ہیں کہ میں تمہیں خاندان غزنویہ ہی کا فرد سمجھتا ہوں، اس لیے کہ تمہیں اس خاندان سے قلبی محبت ہے اور تم ان کے حالات سے باخبر ہو اور حالات بیان بھی کرتے ہو۔

تیسرا خاندان جس کے اکابر نے ان دونوں سے استفادہ کیا، روپڑی خاندان ہے اور مجھے یہ سعادت حاصل ہے کہ میں نے ان تینوں خاندانوں کے بزرگان عالی قدر پر لکھا ہے اور نہایت عقیدت سے لکھا ہے اور کسی کے کہے بغیر اپنے شوق اور پیار کے جذبات سے لکھا ہے جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

میرے سلسلۂ ''فقہائے ہند'' کی اس جلد میں جو تیرہویں صدی ہجری کے برصغیر کے علماء و فقہا کے حالات پر مشتمل ہے، حضرت مولانا سیّد عبداللہ غزنوی سے متعلق کم و بیش ۸۰ صفحات کا مضمون ہے، جس میں اس فقیر نے پورے خاندان، غزنویہ کے علماء کی تاریخ بیان کرنے کی سعی کی ہے۔ اس میں ان بہت سے حضرات کا تذکرہ بھی آ گیا ہے، جنہوں نے ان سے استفادہ کیا۔ یہ کتاب ادارہ ثقافت اسلامیہ کی طرف شائع ہوئی تھی اور سیّد عثمان غزنوی صاحب نے اس کتاب کا مطالعہ کر کے از راہ کرم نہایت مسرت کا اظہار کیا تھا اور اس کے پچاس یا ساٹھ نسخے خریدے تھے، وہ اسے دارالعلوم تقویۃ الاسلام کے نصاب میں شامل کرنا چاہتے تھے۔ (قافلہ حدیث، ص: ۱۵۴-۱۵۵)

مرید بھی دوست بھی:۔ اسی کتاب میں حضرت مولانا غلام رسول (قلعہ میہاں سنگھ) پر بھی میں نے ایک طویل مضمون لکھا تھا، اس کی ضخامت بھی ۸۰ صفحات کے لگ بھگ تھی۔ یہ حضرت سیّد عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے دوست اور مرید تھے۔

پھر اپنی کتاب ''نقوش عظمت رفتہ'' میں مولانا سیّد محمد داؤد غزنوی پر اپنی دانست میں بھرپور مضمون لکھا ہے جو کتاب کے ۱۱۲ صفحات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

اسی طرح ہفت روزہ ''الاعتصام'' کی بعض اشاعتوں میں مولانا سیّد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے چچا زاد بھائی مولانا اسماعیل غزنوی رحمہ اللہ اور ان کے برادر صغیر حافظ سلیمان غزنوی پر میرے مضامین شائع ہو چکے ہیں۔

زیر مطالعہ مضمون کا تعلق سیّد ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ سے ہے۔ ان سے متعلق پنجاب یونیورسٹی کے انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کیلئے بھی

اس کے ارباب انتظام کی طلب پر مقالہ بھیج چکا ہوں۔

اب لکھوی خاندان کی طرف آیئے۔ سب سے پہلے حضرت حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ سے متعلق مجھ سے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے مرحوم چیئرمین ڈاکٹر سیّد عبداللہ نے مقالہ لکھوایا جو شائع ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں بہت عرصہ ہوا حافظ محمد صاحب لکھوی رحمہ اللہ پر روزنامہ ''امروز'' میں میرا ایک مضمون دو یا تین قسطوں میں چھپا تھا۔ حضرت حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ علیہ کے والد گرامی حضرت حافظ بارک اللہ لکھوی پر میں نے اپنی کتاب فقہائے پاک و ہند کی آٹھویں جلد میں طویل مضمون لکھا۔

پھر اپنی کتاب ''بزم ارجمنداں'' میں مولانا محمد علی لکھوی رحمہ اللہ اور مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ کے حالات میں مضامین تحریر کیے۔ اس کتاب میں جو قارئین کے پیش نگاہ ہے، مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ اور ان کے فرزند کبیر مرحوم حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ سے متعلق دو الگ الگ مضامین شائع ہوئے ہیں۔

غزنوی اور لکھوی خاندانوں سے فیض یافتہ روپڑی خاندان ہے، جس کے علمائے کرام کی تدریسی اور تبلیغی خدمات سے لاتعداد علماء وطلباء مستفید ہوئے۔ اس خاندان کے عالم کبیر مولانا حافظ عبداللہ روپڑی سے متعلق میری کتاب ''بزم ارجمنداں'' میں کئی صفحات پر مشتمل مضمون معرض اشاعت میں آیا۔ پھر زیر نظر کتاب میں مولانا حافظ محمد حسین روپڑی رحمہ اللہ، حافظ عبدالرحمٰن روپڑی رحمہ اللہ اور حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ پر مضامین مندرج ہیں۔ حافظ اسماعیل روپڑی مرحوم کے حالات میں کئی سال پہلے میں نے ''الاعتصام'' میں مضمون لکھا تھا۔ (قافلہ حدیث، ص: ۱۵۵ تا ۱۵۷)

ذکر الٰہی اور معرفت کا درس:۔ وہاں ہمارا یہ معمول ہوتا تھا کہ فجر کی نماز کے بعد سیّد ابوبکر صاحب رحمہ اللہ ہمیں معرفت الٰہی کے متعلق وعظ فرماتے اور حقیقت ذکر الٰہی کا درس دیتے۔ اس کے بعد چائے کا دور چلتا اور پھر اپنے اپنے اوراد و وظائف کیلئے کچھ وقت نکالتے۔ (قافلہ حدیث، ص: ۱۶۰)

بروز جمعرات مجلس ذکر:۔ یونیورسٹی میں غزنوی صاحب کے پاس میرا آنا جانا تھا۔ ہر جمعرات کو مجلس ذکر میں حاضر ہوتا اور پھر ٹریننگ کیلئے مجھے دو سال یعنی ۱۹۷۳ء، ۱۹۷۴ء ستمبر تک جز وقتی استاد بھی رکھا۔ (قافلہ حدیث، ص: ۱۶۲-۱۶۳)

تعداد وظائف کی افادیت:۔ ان کے اہل خانہ خانسہور پہنچے تو مجھے پند و نصائح کے ساتھ روانہ کیا اور کہا اب آپ لاہور جائیں، لاہور میں ملاقات ہوگی اور باقی پروگرام وہیں بنائیں گے۔ البتہ ایک ضروری وظیفہ کرنے کو بتایا کہ ہر روز ''حسبی الله و نعم الوکیل'' ۳۱۳ دفعہ اوّل و آخر درود شریف کے ساتھ پڑھا کریں اور اس پر استمرار کریں۔

اب میں واپس لاہور آیا تو بتائی ہوئی تعداد سے زیادہ بار، بار بار پڑھنے لگا کہ سب کام جلدی اور آسانی سے ہو جائیں۔ جب غزنوی صاحب واپس تشریف لائے تو ملاقات پر سب سے پہلے وظیفے سے متعلق پوچھا کہ کیسا چل رہا ہے؟ عرض کیا حضرت میں تو لاتعداد دفعہ پڑھتا ہوں۔ سن کر بڑے منطقی طریقے سے سمجھایا کہ بھئی یہ وظائف روحانی غذا ہوتے ہیں اور اگر ان کو Over Doze کر لیا جائے تو بجائے فائدے کے نقصان ہوسکتا ہے۔ جتنا آپ کو بتایا تھا اتنا ہی پڑھا کرو اور آئندہ یہ بات پلے باندھ لو کہ جس طرح ڈاکٹر کہے اسی طرح دوا استعمال کیا کرو۔ (قافلہ حدیث، ص: ۱۶۳)

مولانا محمد یعقوب ملہوی رحمہ اللہ (وفات ۱۳ نومبر ۱۹۸۱ء)

مولانا موصوف ۱۹۲۱ کو چک نمبر ۲۰ الف میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام نامی صوفی محمد یوسف رحمہ اللہ تھا اور خاندان راجپوت بھٹی تھا۔ صوفی محمد یوسف اپنے خاندان اور علاقے کی ایک صالح شخصیت تھے۔ اوڈاں والا کے ممتاز بزرگ صوفی عبداللہ مرحوم و مغفور سے تعلق ارادت رکھتے تھے۔

صوفی محمد یوسف رحمہ اللہ کے دو بیٹے تھے، ایک کا نام محمد ابراہیم تھا اور دوسرے کا محمد یعقوب۔ وہ اپنے دونوں بیٹوں کو صوفی عبداللہ مرحوم کے پاس اوڈاں والا لے گئے تھے۔ (قافلہ حدیث، ص: ۱۶۹ تا ۱۷۲)

مولانا چراغ محمد سے کسب علم:۔ گوجرانوالہ میں ایک مشہور دیوبندی عالم دین مولانا محمد چراغ فروکش تھے۔ ان کا سلسلہ تدریس

وہاں ''جامعہ اسلامیہ عربیہ'' میں جاری تھا۔ مولانا محمد یعقوب ملہوی رحمہ اللہ نے قیام گوجرانوالہ کے زمانے میں ان کے باب علم پر بھی دستک دی اور ایک سال ان کی خدمت میں رہے اور ان سے علم فقہ کی انتہائی کتابیں پڑھیں۔ (قافلہ حدیث، ص:۱۷۴)

اختلافی مسائل میں خوبصورت اسلوب:۔ درس میں یا وعظ میں اختلافی مسائل بیان کرنے سے حتی الامکان گریز کرتے۔ اگر کسی اختلافی مسئلے کے بیان و وضاحت کی ضرورت ہوتی تو خوبصورت اسلوب میں اس کو منقح کرنے کی سعی فرماتے۔ لڑائی جھگڑے اور بحث و مناظرے کی راہ پر نہ آتے۔ (قافلہ حدیث، ص:۱۷۹)

باادب بانصیب، بے ادب بے نصیب:۔ تمام ائمہ کرام اور علمائے دین کا نام نہایت احترام سے لیتے۔ کسی سے اظہار اختلاف ضروری ہوتا تو بے حد تکریم کے الفاظ میں کرتے، انتہائی شائستگی اور بہ درجہ غایت اکرام کے لہجے میں ......! ائمہ فقہ اور اہل علم کے باہمی فقہی اختلافات کا ذکر بھی نہایت نرم اسلوب کلام اور انتہائی اعتدال واحتیاط کے ساتھ کرتے۔

اپنے اساتذہ کی بے حد عزت کرتے۔ نہ ان کے برابر بیٹھتے، نہ ان کی موجودگی میں درس دیتے، نہ جمعہ جماعت کراتے، نہ اونچی بولتے۔ نہایت مؤدب اور دوزانو ہو کر نظر نیچی کر کے ان کے حضور بیٹھتے۔ اپنے شاگردوں کی موجودگی میں اپنے اساتذہ کی جوتیاں اٹھاتے۔ فرماتے باادب بانصیب، بے ادب بے نصیب۔ (قافلہ حدیث، ص:۱۸۱)

قاضی محمد اسلم سیف رحمہ اللہ:۔ اللہ نے ان کو بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔ زیادہ تر تعلیم اوڈاں والا میں حاصل کی۔ پھر یہ دارالعلوم ماموں کانجن میں منتقل ہوا تو وہیں سکونت اختیار کر لی۔

صوفی عبداللہ مرحوم ومغفور کے ارادت مند اور میرے مخلص دوست تھے۔ (قافلہ حدیث، ص:۱۸۳-۱۸۴)

صوفی نذیر احمد کاشمیری رحمہ اللہ (وفات ۵ دسمبر ۱۹۸۵ء)

صوفی صاحب کی تعظیم اور ادب میں کھڑے ہو جانا:۔ ۱۹۳۷ء میں میری عمر بارہ تیرہ سال تھی اور میں مرکز الاسلام میں مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کے حلقہ شاگردی میں شامل تھا۔ شدید سردیوں کا موسم تھا اور ہم دھوپ میں بیٹھے تھے۔ دن کے ایک بجے کا وقت ہوگا کہ ایک صاحب آئے اور بلند و بارعب آواز سے کہا: ''السلام علیکم......!''

لمبا قد، نہایت متناسب جسم، ستواں چہرہ، تیکھی اور اونچی ناک، لمبی خاکی سے رنگ کی قمیص اور اسی رنگ کی کھلے پائینچے کی شلوار (سر پر اونچی باڑ کی ٹوٹی)، پاؤں میں پرالی کی سی قسم کے موٹے موٹے تنکوں کی چپل، خوب صورت اور مرعوب کن شخصیت......

السلام علیکم کہنے کے بعد اسی گرج دار آواز میں کہا: مولوی محمد علی کہاں ہیں؟

انہیں دیکھ کر اور ان کی آواز سن کر سب لوگ احتراماً کھڑے ہو گئے، جن میں مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ اور مولانا محمد علی لکھوی رحمہ اللہ کے صاحب زادے مولانا محی الدین اور معین الدین بھی شامل تھے۔

پھر اسی لہجے میں کہا: ''میرا نام صوفی نذیر احمد کاشمیری ہے، انہیں میری آمد کی اطلاع دو'' (قافلہ حدیث، ص:۱۸۹)

صوفی صاحب کے متصوفین اسلاف:۔ صوفی نذیر احمد کاشمیری کی زندگی نہایت عجیب وغریب واقعات پر مشتمل تھی۔ یہاں ان کا سوانحی خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔

حالات کی رفتار کچھ اس طرح ہے کہ حضرت شاہ محمد غوث رحمہ اللہ تبلیغ دین کیلئے ہر سال وادی کشمیر میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ صوفی صاحب کا خاندان اس زمانے میں صوبہ سندھ کے شہر ٹھٹھہ میں آباد تھا۔ اس خاندان کے ایک بزرگ مولوی محمد واسع رحمہ اللہ تھے جو حضرت شاہ محمد غوث کے ہمراہ بغرض تبلیغ سری نگر جایا کرتے تھے۔ ایک سال ایسا ہوا کہ سری نگر سے واپس آتے ہوئے پونچھ شہر سے گزرے۔ اس دور میں ریاست کا حکمران ایک شخص رستم خاں تھا۔ اس نے حضرت شاہ محمد غوث رحمہ اللہ سے درخواست کی کہ اپنے رفیق سفر مولوی محمد واسع کو یہیں رہنے

کی اجازت دیں تا کہ یہ پونچھ کے مسلمانوں میں تعلیم کا فریضہ انجام دیں اور ان میں دین کی تبلیغ فرمائیں اور اسلامی احکام ومسائل سے انہیں آگاہ کریں۔ چنانچہ مولوی محمد واسع رحمہ اللہ کو پونچھ کیلئے مامور کر دیا گیا۔اس کے بعد انہوں نے پونچھ شہر ہی میں مستقل طور سے سکونت اختیار کر لی۔

مولوی محمد واسع سے آگے چل کر چوتھی پشت میں اس خاندان میں تین جلیل القدر عالم پیدا ہوئے وہ تھے نور بخش،محمد بخش،الٰہی بخش۔

(قافلہ حدیث،ص:۱۹۲-۱۹۳)

صوفی صاحب کا تعارف:۔ اب آیئے صوفی نذیر احمد کی طرف......! یہ اسی خاندان کے اخلاف میں سے ہیں اور ان کی زندگی عجیب و غریب منزلوں سے گزری جس کی کسی قدر تفصیل یہ ہے۔

انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے خاندان کے بزرگوں سے حاصل کی۔ سترہ یا اٹھارہ برس کی عمر میں مزید حصول علم کیلئے عازم لاہور ہوئے۔ یہاں اندرون شہر کے مدرسہ غوثیہ میں علوم دینیہ کی تحصیل کی۔اس کے ساتھ ہی ادیب فاضل،منشی فاضل اور مولوی فاضل کے امتحانات پاس کیے۔(قافلہ حدیث،ص:۱۹۳)

کثرت مجاہدات کی طرف میلان طبیعت:۔ پھر یہ ہوا کہ عبادات کی طرف راغب ہو گئے،اور یہ رغبت روز بروز بڑھتی ہی چلی گئی۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ رات بھر جاگتے اور دعا و مناجات کا سلسلہ اشک افشانی اور الحاح وزاری کے ساتھ جاری رہتا۔ یہ صورت حال ستائیس برس کی عمر میں شروع ہوئی اور چونتیس برس کی عمر تک برابر چلتی رہی۔انہی دنوں زبان بندی اختیار کر لی۔ بالکل خاموش رہنے لگے۔کلاس روم میں البتہ ضرور جاتے اور طلباء کو تختہ سیاہ پر چاک سے لکھ کر کچھ سبق پڑھاتے۔سکول کی ڈیوٹی کے بعد سکول کے احاطے کے ایک چھوٹے سے کمرے میں بند ہو جاتے۔خوراک بھی بہت کم کر دی تھی۔روزانہ دودھ کے ایک گلاس اور ایک آدھ کشمیری کلچے پر معدے کو پابند کر لیا تھا۔گھر کی طرف آنا جانا بہت کم ہو گیا تھا۔نہ خوش لباسی رہی تھی،نہ خوش قبائی،بس کھدر کے ڈھیلے ڈھالے کپڑے پہننے لگے تھے۔

اسی زبان بندی کے زمانے میں قلب پر کچھ واردات گزریں جس کے نتیجے میں ۱۹۳۵ء میں ملازمت سے مستعفی ہو کر لاہور چلے گئے۔ لاہور میں یہ معمول رہا کہ صبح سویرے سبزی منڈی جا کر دس بارہ آنے کی مزدوری کرتے اور کھانے پینے کی چند چیزیں لے کر مصری شاہ میں میاں عبدالعزیز مالواڈا بیرسٹرایٹ لا مرحوم کے باغ میں جا کر خاموشی سے بیٹھ جاتے اور پھر یاد خدا میں مشغول ہو جاتے۔ یہ ہر روز کا معمول تھا۔اس کے علاوہ زندگی کی کوئی راہ متعین نہیں تھی۔(قافلہ حدیث،ص:۱۹۴)

تصفیہ قلب کیلئے نقشبندی بزرگ کے پاس حاضری:۔ کچھ وقت اسی طرح گزار کر لاہور سے میاں والی کا رخ کیا اور واں بھچراں کے مشہور عالم دین مولانا حسین علی رحمہ اللہ کی خدمت میں پہنچے اور ان سے تصفیہ قلب وروح کیلئے استدعا کی۔سال بھر سے کچھ زیادہ عرصہ وہاں قیام رہا۔مولانا حسین علی رحمہ اللہ نے اپنا اطمینان کر لینے کے بعد ہدایت فرمائی کہ کلکتے کا رخ کرو اور وہاں تبلیغ دین میں مصروف ہو جاؤ۔ چنانچہ وہیں سے سوئے کلکتے روانہ ہو گئے۔(قافلہ حدیث،ص:۱۹۴-۱۹۵)

حلقۂ تعارف اور دائرہ متعلقین:۔ یہ سلسلہ بہت وسیع تھا جو پاکستان اور ہندوستان بلکہ بنگلہ دیش میں بھی دور تک پھیلا ہوا تھا۔ان کی زندگی کا زیادہ عرصہ ہندوستان میں گزرا اس لیے ان کے ذاتی رابطے زیادہ تر وہیں کے حضرات سے تھے۔

اسی طرح اکابر دیوبند میں سے مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ اور قاری محمد طیب رحمہ اللہ سے، جمعیت علمائے ہند کے رہنماؤں میں سے مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ،مولانا احمد سعید دہلوی رحمہ اللہ،مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ اور مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمہ اللہ وغیرہ سے،اکابر جامعہ ملیہ میں سے ڈاکٹر ذاکر حسین خاں اور ان کے ساتھیوں سے،اکابر ندوۃ العلما میں سے مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ اور ان کے رفقائے کرام سے، دارالمصنفین اعظم گڑھ میں سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ،مولانا مسعود علی ندوی رحمہ اللہ،حاجی معین الدین وغیرہ سے۔(قافلہ حدیث،ص:۲۰۱)

ہمیشہ طرز سلفیت پر قائم رہے: ۔ان کے صاحب زادے جناب سیّد مختار احمد ہاشمی نے ۳ مئی ۱۹۹۹ء کو مجھے ایک مکتوب ارسال فرمایا تھا، اس میں وہ لکھتے ہیں:

''مدرسہ غوثیہ اندرون شہر لاہور میں تعلیم حاصل کرنے کے باوجود اباجی ہمیشہ سلفی رہے۔ گھر میں بھی اس سلسلے میں اکثر ان کے ساتھ جھگڑا رہتا تھا۔'' (قافلہ حدیث، ص:۲۰۳)

ابتدائے سلوک کی استغراقی کیفیات: ۔اب ملاحظہ کیجئے وہ کیسٹ جو صوفی صاحب کے متعلق مولانا صفی الرحمٰن رحمہ اللہ کی یادداشتوں پر مشتمل ہے۔اس کی حیثیت ایک انٹرویو کی ہے جو مولانا ممدوح سے کسی صاحب نے کیا...... مولانا فرماتے ہیں:

> ''صوفی نذیر احمد ایک بار جامعہ سلفیہ (بنارس) تشریف لائے۔ ان دنوں ان کے ساتھ مجلسیں ہوا کرتی تھیں اور مختلف مجلسوں میں انہوں نے مختلف باتیں بتائیں۔ ایک بات ان کے متعلق یہ معلوم ہوئی کہ ان کے والد صوفی تھے۔ اسی تعلق کی بنا پر انہوں نے بھی تصوف کی مشق کی اور اوراد و وظائف پڑھنے لگے۔ اس تصوف میں گھسنے کے بعد آدمی پر کئی قسم کی کیفیتیں طاری ہوتی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ میرے اندر بڑی خصوصیت یہ تھی کہ کبھی تو دنیا کی چیزوں سے اتنی عجیب وغریب محبت پیدا ہو جاتی کہ میں درختوں کو پکڑ لیتا اور ان سے لپٹ جاتا تھا اور لپٹ کر رونے لگتا۔ کہا کہ ایک روز میں بیٹھا تھا کہ کچھ عجیب کیفیت طاری تھی۔ والد صاحب آئے اور کوئی کام کرنے کو کہا۔ میں جانگیہ پہنے ہوئے تھا تو والد صاحب میری کیفیت کو سمجھ گئے اور خاموشی سے واپس چلے گئے۔ یہ کیفیت ہر اس شخص پر طاری ہوتی ہے جو تصوف کے سلسلے میں اپنا ورد و وظیفہ شروع کرتا ہے۔ (قافلہ حدیث، ص:۲۰۹)

حافظ عبداللہ بڈھیمالوی (وفات ۷ مئی ۱۹۸۷ء)

بڈھیمال نیک لوگوں کی بستی: ۔بڈھیمال نیک لوگوں اور عالموں کی بستی تھی۔ وہاں ایک بہت بڑے عالم مولانا عبدالرحمٰن تھے جو صالحیت اور تقوے میں خاص شہرت رکھتے تھے۔ گاؤں کے نمبردار بھی تھے۔ وہاں ان کی مسند تدریس آراستہ تھی۔ ان سے قرب وجوار کے لوگوں اور خود بڈھیمال کے بہت سے حضرات نے استفادہ کیا۔ استفادہ کرنے والوں کی فہرست میں حافظ صاحب کے والد مولانا عبدالکریم کا اسم گرامی بھی شامل ہے۔ (قافلہ حدیث، ص:۲۳۰)

اساتذہ کے ادب سے بیگانہ دور: ۔ذہن کی اس طرح کایا پلٹ ہوگئی ہے اور حالات ایسی ڈگر پر چل پڑے ہیں کہ ہم اس قسم کے اساتذہ وتلامذہ کے حالات کسی سے سنتے یا کہیں پڑھتے ہیں تو ان کی صداقت پر یقین نہیں آتا اور ذہن ماننے پر آمادہ نہیں ہوتا کہ اس عالم آب وگل کو کبھی ان اوصاف کے حاملین سے بھی آشنائی کا موقع ملا ہے...... ہماری شناسائی موجودہ دور سے ہے، جبکہ واقعات کی آنکھوں سے حیا کا مادہ ختم ہو چکا ہے اور زمانے کا ذہن اساتذہ کی تکریم کے داعیے سے بیگانہ ہو گیا ہے۔ آئندہ نہ کسی استاذ کو حافظ عبداللہ بڈھیمالوی جیسے شاگرد ملیں گے اور نہ ان جیسے کہیں استاذ نظر آئیں گے۔ ماضی کا وہ دور اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ رخصت ہو گیا۔ (قافلہ حدیث، ص:۲۳۳)

الامر فوق الادب: ۔استاذ ان کے طریق وعظ وتقریر سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ حکم صادر ہوا کہ اردگرد کے دیہات میں جا کر تبلیغ دین کیا کرو۔ اس کارِ خیر کے لیے ایک گھوڑی خریدی گئی۔ جب پہلے دن انہیں تبلیغ کیلئے بھیجا گیا تو حضرت استاذ نے گھوڑی کی لگام ہاتھ میں پکڑی اور شاگرد کو اس پر سوار ہونے کا حکم دیا۔ شاگرد نے ہچکچاہٹ محسوس کی تو فرمایا جھجکنے اور شرمانے کی ضرورت نہیں۔ اس پر سوار ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ الامر فوق الادب کے تحت گھوڑی پر سوار ہو گئے۔ کچھ دور حضرت استاذ مکرم گھوڑی کی لگام پکڑے ہوئے، ان کے ساتھ گئے، پھر کامیابی کی دعا کر کے، لگام سوار کے ہاتھ میں تھما دی اور خدا حافظ کہہ کر ان کو رخصت فرمایا۔ (قافلہ حدیث، ص:۲۳۶-۲۳۷)

مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ (وفات ۱۲ جولائی ۱۹۷۸ء)

۱۰ مئی ۱۹۰۸ء کو مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ سرکاری سکول کی تعلیم صرف پرائمری تک حاصل کی۔ اس کے بعد مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کے حلقہ درس میں شامل ہو گئے جو ۱۹۲۱ء میں گوجرانوالہ میں قیام پذیر ہوئے تھے۔ درس نظامیہ کی کتابیں مولانا محمد اسماعیل صاحب سے پڑھیں۔ اس زمانے میں لکھنؤ کے دارالعلوم ندوۃ العلما کا بڑا شہرہ تھا۔ اونچے درجے کے اساتذہ اور ارباب انتظام کی خدمات اسے حاصل تھیں۔ (قافلہ حدیث، ص: ۲۳۰)

سفید ململ کی پگڑی کا استعمال فرمانا:۔ ایک دن خود ہی بتایا کہ جب وہ لکھنؤ پہنچے تو کلے پر سفید ململ کی طرے دار پگڑی باندھے ہوئے اور لٹھے کی شلوار پہنے ہوئے تھے۔ وہاں کا ماحول اور نہج زیست بالکل مختلف تھا اور لڑکے انہیں دیکھ کر ہنستے تھے۔ کچھ عرصہ بعد پہلے دن پاجامہ اور ٹوپی پہن کر استاد کے حلقہ درس میں بیٹھے تو استاد نے مسکراتے ہوئے کہا: اب تم یہاں کی ثقافت سے آشنا ہو گئے ہو۔ (قافلہ حدیث، ص: ۲۷۳)

رسالہ الاعتصام کے ایڈیٹر: مولانا مسعود عالم ندوی ۱۹۵۰ء میں گوجرانوالہ میں رہتے تھے۔ وہاں انہوں نے ''دارالعروبہ'' کے نام سے عربی پڑھانے کا ایک ادارہ قائم کر رکھا تھا۔ مولانا حنیف ندوی ان دنوں ہفت روزہ ''الاعتصام'' کے ایڈیٹر تھے، جو گوجرانوالہ سے شائع ہوتا تھا۔

میں نے مولانا مسعود عالم ندوی کو دیکھا کہ وہ مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ کا بے حد احترام کرتے تھے اور ان سے ملاقات کے متمنی رہتے تھے، بہت سی باتیں ان سے پوچھا کرتے تھے۔ (قافلہ حدیث، ص: ۲۷۴)

درس قرآن کا آغاز:۔ مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ ندوہ سے فارغ ہونے کے بعد ۱۹۳۰ء میں وطن واپس لوٹے تو لاہور کی مسجد مبارک میں جو اسلامی کالج (ریلوے روڈ) سے متصل ہے، درس قرآن اور خطابت کے فرائض سرانجام دینے لگے۔ اس سے پہلے لاہور میں درس قرآن کے دو حلقے قائم تھے، ایک مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ کا شیرانوالہ گیٹ کی مسجد میں اور دوسرا بادشاہی مسجد کے سابق خطیب مولانا غلام مرشد رحمہ اللہ کا سنہری مسجد رنگ محل میں۔! اب تیسرا حلقہ درس مسجد مبارک میں مولانا حنیف ندوی کا قائم ہوا۔ یہ حلقہ اس اعتبار سے پہلے دونوں حلقوں سے منفرد تھا کہ اس میں قدیم اسلوب درس کے علاوہ جدید انداز بھی کارفرما تھا اور علوم وفنون نے جو پھیلاؤ اختیار کر لیا ہے، اس کا تذکرہ نہایت مؤثر اور اچھوتے انداز میں ہوتا تھا۔ (قافلہ حدیث، ص: ۲۷۵-۲۷۶)

اختلاف کرنے والے کی عزت وتکریم:۔ سعودی حکومت نے حجاز میں برسراقتدار آنے کے بعد انہدام قبہ کا جو سلسلہ شروع کیا تھا اس میں ہندوستان کے بعض اہل علم اس کے مخالف تھے اور بعض حامی......! مولانا عبدالرحمٰن نگرامی حامیوں کی فہرست میں شامل تھے اور مولانا عبدالباری فرنگی محلی کا اسم گرامی مخالفین کے زمرے میں آتا تھا۔ مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ نے بتایا کہ ایک مرتبہ مولانا عبدالباری کے زیر صدارت لکھنؤ کے ایک چوک میں جلسہ ہوا، مقررین میں مولانا عبدالرحمٰن نگرامی بھی شامل تھے۔ ان کی تقریر میں انہدام قبہ کا ذکر آیا تو اس ضمن میں سعودی حکومت کی تائید کرنا شروع کر دی۔ مولانا عبدالباری بہت بڑے عالم تھے اور ہر حلقے میں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، وہ غصے میں آ گئے۔ بولے: عبدالرحمٰن! میں تمہارا سر پھوڑ دوں گا۔

فاضل مقرر نے دوران تقریر میں سر جھکا کر جواب دیا: حضور۔! کاسۂ سر حاضر ہے، لیکن بات وہی صحیح ہے جو یہ خاکسار عرض کر رہا ہے۔

مولانا عبدالباری نے فرمایا: اچھا تقریر جاری رکھو۔

اللہ اللہ! کس قدر بلند اخلاق اور اونچے ذہن کے حامل تھے یہ لوگ۔ اپنی بات بھی کہہ رہے ہیں اور اپنے سے اختلاف کرنے والے کی عزت وتکریم کے تقاضے بھی بطریق احسن پورے کیے جا رہے ہیں۔ (قافلہ حدیث، ص: ۲۷۸-۲۷۸)

اساتذہ کا تعظیم سے ذکر کرنا:۔ ندوہ کے اساتذہ کا مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ بڑی تعظیم سے نام لیتے تھے اور ان کی بعض باتیں مزے لے لے کر سنایا کرتے تھے۔ (قافلہ حدیث، ص: ۲۷۸)

باہمی نزاع دور کرنے میں اہم کردار:۔ آزادیٔ وطن سے کئی سال پہلے کی بات ہے کہ بعض مسائل کی تعبیر وتشریح کے سلسلے میں مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولانا حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا تھا جو طویل عرصے تک جاری رہا تھا اور اس کے اثرات اب بھی کسی حد تک باقی ہیں۔ یہ دونوں بزرگ مسلک اہلحدیث کے جلیل القدر عالم تھے۔ کسی نتیجے پر پہنچنے اور اختلاف ختم کرانے کے بارے میں جماعت اہلحدیث کے اہل علم کئی دفعہ مختلف مقامات پر جمع ہوئے مگر معاملہ حل نہ ہوا۔ یہ اختلاف ''ثنائی روپڑی نزاع'' کے نام سے معروف تھا۔ گفتگو کی ہر مجلس میں مولانا محمد حنیف ندوی کو شامل کیا جاتا تھا۔

جماعت اہلحدیث کے ایک جلیل القدر عالم مولانا محمد سورتی رحمہ اللہ تھے اور عربی ادب ولغت، صرف ونحو، حدیث وفقہ، اخبار وانساب اور رجال وروات پر عبور واستحضار میں درجۂ امامت پر فائز تھے اور ان علوم وفنون کے تمام گوشوں پر انہیں مجتہدانہ بصیرت حاصل تھی۔ مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ نے بتایا کہ ثنائی روپڑی نزاع ختم کرانے کی غرض سے ایک مرتبہ مولانا سورتی رحمہ اللہ کی طرف رجوع کیا گیا۔ فریقین سے بات چیت شروع کرنے سے پہلے مولانا سورتی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حنیف ندوی رحمہ اللہ بھی ان کے ساتھ بیٹھیں گے اور اس معاملے میں ان کی مدد کریں گے۔

(قافلہ حدیث، ص:۳۱۸-۳۱۹)

ندوۃ العلما کے اساتذہ کرام:۔ دارالعلوم ندوۃ العلما (لکھنؤ) میں مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ نے جن اساتذہ کے حضور زانوائے شاگردی تہہ کیا، ان میں مولانا حیدر حسن ٹونکی رحمہ اللہ اور شمس العلما مولانا حفیظ اللہ رحمہ اللہ کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ مولانا حیدر حسن ٹونکی نے سند حدیث شیخ حسین عرب یمنی رحمہ اللہ سے حاصل کی تھی، اس لحاظ سے مولانا حنیف ندوی اور شیخ حسین یمنی رحمہ اللہ کے درمیان صرف ایک واسطہ ہے۔

مولانا حفیظ اللہ صاحب کے استاذ مشہور عالم مولانا ابوالحسنات عبدالحئی رحمہ اللہ فرنگی محلی تھے، اس طرح مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ کا سلسلہ سند صرف ایک واسطے سے مولانا عبدالحئی رحمہ اللہ فرنگی محلی تک پہنچتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں کہنا چاہیے کہ ان کی سند عالی تھی۔

مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ ہمارے ملک کے طبقۂ علماء کے بہت بڑے رکن تھے جو مذہبی واصلاحی تمام قدیم وجدید تحریکوں پر عمیق نگاہ رکھتے تھے اور ان کے تحلیل وتجزیے میں انہیں عبور حاصل تھا۔ مسائل مذہبی اور ضروریات زمانہ کو وہ نہایت اچھی طرح سمجھتے تھے اور دونوں کا تطابق کرتے وقت مذہب کے پلڑے کو ہمیشہ بھاری ثابت کرتے تھے۔

انہوں نے چھتیس برس ادارہ ثقافت اسلامیہ میں تصنیفی خدمات سرانجام دیں اور اپنے پیچھے نہایت قیمتی علمی ذخیرہ چھوڑا۔

اس قسم کے ہمہ گیر معلومات کے حامل لوگوں کی اصل ضرورت اس وقت محسوس ہوتی ہے، جب علمی تقاضے للکارتے اور اہم مسائل معاشرے پر حملہ آور ہوتے ہیں، اور پھر کوئی بھروسے کا آدمی نہیں ملتا، جس کی طرف ان کے حل وکشود کیلئے رجوع کیا جاسکے اور جس کی گفتگو سے قلب وضمیر اطمینان کی دولت سے بہرہ ور ہوسکیں۔ اس فاضل دوراں نے ۱۲ جولائی ۱۹۸۷ء (۱۵ ذیقعدہ ۱۴۰۷ھ) کو وفات پائی۔ اللہ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ ان کی نماز جنازہ مولانا فضل الرحمٰن بن محمد ازہری (خطیب مسجد مبارک لاہور) نے پڑھائی تھی۔ (قافلہ حدیث، ص:۳۲۲-۳۲۴)

تصوف پر علمی وعملی خدمات:۔ بہر حال مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ نے تصنیف وتالیف، مقالات ومضامین اور خطابت وتقریر کے رنگ میں اسلام کی بے حد خدمت کی...... یہ ان کی چند کتابوں کا ذکر ہے، ان کی دیگر تصانیف کی طرف آیئے۔

افکار غزالی:۔ اس کتاب میں امام غزالی رحمہ اللہ کی ''احیاء علوم الدین'' کے بعض اہم مضامین کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔ اس پر طویل مقدمہ بھی ہے۔ پہلی مرتبہ ۱۹۵۶ء میں چھپی۔

تعلیمات غزالی:۔ یہ کتاب غزالی رحمہ اللہ کی ''احیاء علوم الدین'' کے گیارہ ابواب کی تلخیص ہے۔ وہ ہیں ابواب الصلوٰۃ، ابواب زکوٰۃ، حدیث صوم، اسرار حج، ذکر و دعا، تہذیب وآداب، نکاح ومعاشرت، محبت واخوت، معاملات، فہم قرآن، تفسیر بالرائے...... کتاب پر طویل مقدمہ بھی ہے۔ پہلی مرتبہ ۱۹۶۲ء میں طبع ہوئی تھی۔

سرگزشت غزالی:۔ یہ غزالی رحمہ اللہ کی ''المنقذ من الضلال'' کا ترجمہ ہے جوغزالی کی علمی زندگی کا نہایت دلچسپ حصہ ہے۔ پہلی مرتبہ ۱۹۵۹ء میں طبع ہوئی تھی۔

تہافت الفلاسفہ:۔ نہایت شگفتہ اور رواں دواں اردو میں یہ غزالی رحمہ اللہ کی تہافت الفلاسفہ کی تفہیم وتلخیص ہے۔ پہلی مرتبہ ۱۹۷۴ء میں چھپی تھی۔

مکتوب مدنی:۔ الٰہیات کے سلسلے میں یہ بحث خاص طور سے بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ اللہ تعالیٰ اور کائنات میں ربط وتعلق کی نوعیت کیا ہے؟ اس ضمن میں ابن عربی رحمہ اللہ نے وحدت الوجود کا نظریہ پیش کیا ہے، جس کا دولفظوں میں مطلب یہ ہے کہ بحر وجود دراصل ایک ہے اور تمام کائنات اسی بحر بیکراں کی موجیں ہیں۔

مجد دالف ثانی رحمہ اللہ نے اس کے مقابلے میں ''نظریہ شہود'' کی وضاحت کی ہے، جس میں دو وجود ہیں۔ ایک وجود دنیا کا اور دوسرا حقیقت وراء الورا کا......!

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ان دونوں نظریوں کے درمیان تطبیق دینے کی کوشش کی ہے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ سے ان کے دور کے مشہور عالم اسماعیل بن عبداللہ آفندی رومی مدنی نے اس سلسلے میں سوال کیا تو انہوں نے بذریعہ مکتوب اس کا تفصیلی جواب دیا جو کتابی شکل میں اشاعت پذیر ہوا۔ یہ مکتوب عربی زبان میں ہے اور مکتوب مدنی کے نام سے موسوم ہے۔

مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ نے شاہ صاحب کی اس اہم علمی کاوش کا شگفتہ اور سلیس اردو ترجمہ کر دیا ہے۔ وحدت وجود اور وحدت شہود کے موضوع پر گفتگو کرنے والوں کیلئے اس کا مطالعہ دلچسپی کا باعث ہوگا۔ (قافلہ حدیث، ص: ۳۳۴ تا ۳۳۷)

جامعہ اشرفیہ میں سیّد صاحب سے ملاقات:۔ اب مولانا کے چند لطیفے سنیے۔ لطائف سے انہیں بایں علم وکمال خاص تعلق تھا۔ ان کا موضوع اسلامی فلسفہ تھا اور اس موضوع کے آدمی کو عام طور سے خشک اور یبوست زدہ سمجھا جاتا ہے، لیکن مولانا حنیف ندوی کا معاملہ اس سے بالکل الٹ تھا۔ وہ لطیفہ بیان کرتے بھی تھے اور بڑے شوق سے لطیفہ سنتے بھی تھے۔

۱۹۵۱ء میں علامہ سیّد سلیمان ندوی رحمہ اللہ جامعہ اشرفیہ کے جلسے میں لاہور تشریف لائے۔ اس وقت جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد میں مول چند بلڈنگ میں تھا۔ ''الاعتصام'' ان دنوں گوجرانوالہ سے شائع ہوتا تھا اور میں معاون مدیر کی حیثیت سے اس اخبار سے منسلک تھا۔ میں اور مولانا ندوی، سیّد صاحب سے ملاقات کیلئے جامعہ اشرفیہ گئے۔ وہ ایک کمرے میں قیام فرما تھے اور ایک صاحب ان کے پاس بیٹھے تھے۔ ہم گئے تو وہ صاحب اُٹھ کر چلے گئے۔ شاید وہ اس انتظار میں تھے کہ کوئی آئے تو میں جاؤں۔ سیّد صاحب کو میں نے پہلی دفعہ دیکھا تھا اور پھر یہی رویت آخری رویت ثابت ہوئی۔ اس سے کئی سال پہلے سیّد صاحب مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے حلقہ بیعت وارادت میں شامل ہو چکے تھے۔

مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ کو دیکھ کر سیّد صاحب بہت خوش ہوئے اور بغل گیر ہو کر ملے۔ خیر وعافیت کے مبادلے اور ادھر کی ادھر کی چند باتوں کے بعد مولانا نے سیّد صاحب سے فرمایا۔ آپ نے ''سیرۃ النبی'' کو بہشتی زیور کے قدموں میں ڈال دیا ہے۔

سیّد صاحب نیچے دری پر گاؤ تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ انہوں نے جسم کو تھوڑی سی حرکت دی اور مسکراتے ہوئے فرمایا:

آپ ہماری عمر کو پہنچیں گے تو آپ بھی یہی کریں گے۔

مولانا نے جواب دیا: میرا بھی یہی خیال ہے کہ آپ پر عمر کا اثر ہے۔

یہ الفاظ سن کر سیّد صاحب کے چہرے پر اور مسکراہٹ پھیل گئی اور خاموشی اختیار فرمالی۔

اس کمرے کی دیوار پر جس میں سیّد صاحب کا قیام تھا، جامعہ اشرفیہ کے اس جلسے کا اشتہار لٹک رہا تھا۔ مولانا کی اس پر نگاہ پڑی تو دیکھا کہ ہر عالم کے نام کے ساتھ ''حضرت'' کا لفظ مرقوم ہے، لیکن سیّد صاحب کو ''مورخ اسلام سیّد سلیمان ندوی'' لکھا گیا ہے۔ مولانا نے کہا:

''یہ اشتہار دیکھیے، اس حلقے میں آپ ہمیشہ ''مورخ اسلام'' ہی رہیں گے۔ آپ کی ''حضرت'' بننے کی خواہش یہاں کبھی پوری نہیں

ہوگی۔''حضرت'' وہی لوگ ہوں گے جو پہلے سے اس حلقے سے وابستہ ہیں۔ یہ اعزاز آپ کو نہیں ملے گا۔

سیّد صاحب نے ہلکا سا تبسم فرمایا، لیکن مولانا کے اس طنز کا کوئی جواب نہیں دیا۔

اس کے بعد اور باتیں ہونے لگیں۔ گھنٹے سوا گھنٹے کے قریب ہم وہاں رہے۔ واپسی کیلئے اجازت چاہی تو فرمایا آپ کا اخبار ''الاعتصام'' مجھے پہنچ رہا ہے۔ آپ کے مضامین پڑھ کر بہت خوشی ہوتی ہے، اس میں نئی نئی باتیں مطالعہ میں آتی ہیں۔ (قافلہ حدیث، ص:۳۳۹-۳۴۱)

قرب صالحین میں تدفین کی خواہش:۔ حکیم صاحب اپنے بیٹوں کو کہا کرتے تھے کہ انہیں حافظ صاحب کے قریب دفن کیا جائے۔ جب بیمار ہو جاتے تو بار بار کہتے کہ ان کی قبر حافظ کی قبر سے متصل ہونی چاہیے۔ وفات سے پندرہ دن پہلے جب وہ تندرست تھے اور کسی مریض کیلئے دوا تیار کر رہے تھے اپنے صاحب زادے جناب عتیق الرحمٰن سے کہا کہ میری موت کا وقت قریب ہے، مجھے حافظ صاحب کے قریب دفن کرنا۔ یہ میرا اتم پر فرض ہے، جس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ یہ بات انہوں نے ایک سے زیادہ دفعہ کہی۔ (قافلہ حدیث، ص:۴۱۶)

وقت رخصت کشف:۔ رات کے بارہ بجے کے قریب ڈاکٹر یوسف کو آواز دی اور ان سے اپنی عینک مانگی۔ ڈاکٹر صاحب نے ادھر ادھر عینک تلاش کی تو انہیں نہ ملی۔ پھر خود ہی تکیے کے نیچے سے عینک نکال کر آنکھوں پر لگائی اور اس طرح دیکھنے لگے جیسے کسی کو پہچاننے کی کوشش کر رہے ہوں۔ اسی اثنا میں ڈاکٹر صاحب سے کہا: میرے سینے سے لگ جاؤ۔ سینے سے لگا کر انہیں زور سے بھینچا اور دو دفعہ کہا:

''استغفر الله استغفر الله'' یہ آخری کلمہ تھا جو ان کی زبان سے ادا ہوا اور پھر اللہ کو پیارے ہو گئے۔ (قافلہ حدیث، ص:۴۱۸)

تہجد کی اہمیت:۔ مولانا مرحوم کا ایک قول بہت خوب ہے جو داؤد صاحب مرحوم نے بیان کیا کہ جو مولوی تہجد نہیں پڑھتا، وہ دین سے مخلص نہیں، کیونکہ پانچ نمازیں تو اس کا روزگار ہے۔ (قافلہ حدیث، ص:۴۲۱)

خواب کے ذریعے اشارے:۔ اب دو خواب ملاحظہ ہوں جو عبداللہ سلیم کی وفات سے قبل مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ نے دیکھے۔

پہلا خواب انہوں نے یہ دیکھا کہ ان کے استاذ مکرم مولانا عطاء اللہ لکھوی رحمہ اللہ کے صاحب زادہ گرامی قدر حافظ عزیز الرحمان لکھوی (مرحوم) تشریف لائے۔ اس وقت وہ وضو کر رہے تھے۔ حافظ صاحب کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا اب میں لکھویوں کو نہیں چھوڑوں گا۔ اتنے میں حافظ صاحب نے ان کے قریب ہو کر بائیں پہلو میں پاؤں سے اس قدر زور سے ٹھوکر لگائی کہ وہ شدت درد سے چلا اٹھے اور مضروب حصے کو پکڑ کر کافی دیر بیٹھے کراہتے رہے۔

اس شدید درد کی تعبیر ان کے نزدیک ان کے بیٹے عبداللہ سلیم کی وفات تھی، جو اس خواب سے کچھ عرصہ بعد ظہور میں آئی۔

دوسرا خواب مولانا محمد یوسف نے اس وقت دیکھا جب وہ لاہور میں زیر علاج تھے۔ انہوں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ ان کا ایک دانت جو بالکل ٹھیک حالت میں تھا، ٹوٹ گیا ہے۔ اس کی تعبیر انہوں نے یہ کی کہ ان کا کوئی جوان بیٹا یا بیٹی اچانک وفات پا جائیں گے۔ چنانچہ خواب سے چند روز بعد عبداللہ سلیم وفات پا گئے۔

آخر میں ایک اور خواب سنیے جو مولوی احمد حسن لقمان (چک نمبر۱۰/ ون ایل، تحصیل رینالہ خورد، ضلع اوکاڑہ) نے مولانا عبداللہ سلیم کی وفات کے بعد دیکھا۔ وہ خواب یہ ہے کہ مولانا عبداللہ سلیم اپنے دارالحدیث کے دفتر میں بیٹھے ہیں۔ ان کے والد گرامی مولانا یوسف اور بھائی بھی وہاں موجود ہیں۔ ایک اجنبی شخص آیا اور اس نے عبداللہ سلیم رحمہ اللہ کو پرندوں کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا۔ مولانا عبداللہ سلیم رحمہ اللہ نے ایک کونے میں بیٹھ کر اسے کھانا شروع کر دیا۔ کسی کو کھانے میں شرکت کی دعوت نہ دی۔

مولانا محمد یوسف نے یہ خواب سنا تو بے ساختہ ان کی زبان سے قرآن مجید کے یہ الفاظ نکلے۔ ''وَلَحم طير مما يشتهون''

(یہ سورۂ واقعہ کی اکیسویں آیت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جنتی لوگ پرندوں کا، جس قسم کا گوشت جی چاہے گا، کھائیں گے۔)

مولانا محمد یوسف نے اس خواب کو عبداللہ سلیم کیلئے جنت کی بشارت سے تعبیر کیا اور یہی تعبیر صحیح معلوم ہوتی ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(قافلہ حدیث، ص:۴۴۰-۴۴۱)

قبلہ گاہ تشنگان فیض روحانی:۔ حافظ محمد سے لے کر اکتیسویں پشت میں ان کا سلسلہ نسب امام محمد بن حنیفہ رحمہ اللہ کی وساطت سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ خاندانی اعتبار سے یہ علوی ہیں اور اپنے اپنے عہد میں اس سلسلے کے تمام بزرگ قبلہ گاہ تشنگان فیض رہے ہیں۔ مخلوق خدا کی اصلاح اور علمی روحانی نفع رسانی ان کا بنیادی فریضہ تھا جسے یہ کامل اخلاص اور پوری تندہی سے انجام دیتے رہے۔ (قافلہ حدیث، ص:۴۴۵-۴۴۶)

حافظ محمد صاحب کی نسبتیں:۔ حافظ محمد رحمہ اللہ خاندان لکھویہ کے گل سرسبد مولانا محمد علی لکھوی رحمہ اللہ کے پوتے، مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ کے بیٹے اور جماعت اہلحدیث کے رہنما مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ کے بھتیجے تھے۔ والدہ کی طرف سے استاذِ پنجاب حضرت مولانا عطاء اللہ لکھوی رحمہ اللہ کے نواسے اور مولانا عبدالرحمٰن، مولانا حبیب الرحمٰن، حافظ شفیق الرحمٰن اور حافظ عزیز الرحمٰن لکھوی کے بھانجے تھے۔ ان چار بھائیوں میں سے حبیب الرحمٰن لکھوی نے ۲۰ مئی ۱۹۷۳ء کو وفات پائی، حافظ عزیز الرحمٰن کا انتقال آٹھ نو برس پہلے ہوا اور مولانا عبدالرحمٰن لکھوی ۴ مارچ ۲۰۰۱ء کو فوت ہوئے۔ (قافلہ حدیث، ص:۴۴۶)

بڑوں کا ادب و تعظیم:۔ اپنے بڑوں کے ساتھ تعلق رکھنے والوں سے تکریم سے پیش آنا، اسلامی ثقافت اور دینی تہذیب کا بنیادی عنصر ہے جس سے حافظ محمد آگاہ بھی تھے اور اس پر عامل بھی......! (قافلہ حدیث، ص:۴۴۶-۴۴۷)

تعویذ فارمیسی میں لوگوں کا ہجوم:۔ ان کے چھوٹے بھائی مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ کے پاس بے شمار تعویذ لینے والے آتے ہیں اور وہ انہیں تعویذ دیتے ہیں۔ ہم نے ان کے سلسلہ تعویذات کا نام ''تعویذ فارمیسی'' رکھا تھا۔ ہفتے میں دو دن (اتوار اور پیر) انہوں نے تعویذات کیلئے وقف کر رکھے ہیں۔ ماشاءاللہ ان کی تعویذ فارمیسی خوب چلتی ہے۔ وہ صبح کو اپنے تعویذ خانے میں بیٹھ جاتے ہیں اور شام تک لوگوں کو تعویذ پر تعویذ دیتے چلے جاتے ہیں۔ جنرل ضیاءالحق بھی ان سے تعویذ لیتا تھا اور ان سے دعا کی درخواست کیا کرتا تھا۔ (قافلہ حدیث، ص:۴۴۸)

پریشانیوں میں مؤثر تعویذ:۔ میرا تجربہ یہ ہے کہ بعض معاملات میں ان کا تعویذ اثر کرتا ہے، بشرطیکہ تعویذ لینے والا صدق دل سے تعویذ لے۔ مثلاً جنات کے سلسلے میں ان کا دم اور تعویذ مؤثر ہے، اسی طرح بچوں کی بیماریاں اٹھرا وغیرہ کیلئے بھی ان کے تعویذ میں اللہ نے تاثیر رکھی ہے۔ عورتوں کی بعض بیماریوں کیلئے بھی ان کا تعویذ اللہ کے فضل سے افاقے کا باعث بنتا ہے لیکن مولانا محی الدین تعویذ رحمہ اللہ نہیں دیتے تھے، نمک پر دم کر دیتے تھے اور اس کے استعمال سے اللہ تکلیف رفع فرما دیتا تھا۔ ایک دن میں ان کی خدمت میں حاضر تھا کہ بعض لوگوں نے ان سے نمک پر دم کرایا۔ (قافلہ حدیث، ص:۴۴۸)

جنات کے نام خط:۔ مولانا محی الدین رحمہ اللہ کی تقویٰ شعاری کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیے کہ مرکز الاسلام سے کچھ فاصلے پر ایک گاؤں میں خلجیوں کا ایک زمین دار خاندان آباد تھا۔ ان کا مولانا محی الدین رحمہ اللہ سے کسی معاملے میں کچھ اختلاف تھا، جس کی تفصیل کا مجھے علم نہیں۔ انہیں جنات پریشان کرتے تھے اور ان کیلئے مصیبت کا باعث بنے ہوئے تھے...... بعض لوگوں نے ان سے کہا کہ مولانا محی الدین رحمہ اللہ کی خدمت میں جاؤ، انہیں ساری بات بتاؤ، وہ اللہ اللہ کریں گے اور خدا بھلی کرے گا۔

خلجی ان کے پاس جانے سے گھبراتے تھے کہ ایسا نہ ہو، مولانا ہم پر خفگی کا اظہار فرمائیں اور ہمیں شرمندہ ہونا پڑے۔

لوگوں نے کہا: ایسی کوئی بات نہیں، تم جاؤ، وہ بہت اچھی طرح پیش آئیں گے، اللہ کا نام لیں گے اور تمہاری تکلیف رفع ہو جائیگی۔

چنانچہ وہ مولانا کی خدمت میں آئے اور اپنی بپتا بیان کی...... مجھے یاد پڑتا ہے، مولانا نے جنات کے نام ان کو اس قسم کے چند الفاظ لکھ دیئے تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از محی الدین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ یہ لوگ تمہارے ہاتھوں بہت پریشان ہیں۔ اب تم چلے جاؤ۔ والسلام

فرمایا: یہ رقعہ کسی صاف ستھرے کپڑے میں بند کر کے گھر کے بڑے دروازے پر باندھ دو، اللہ تعالیٰ تکلیف رفع فرمادے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، اوران لوگوں کی پریشانی ختم ہوگئی۔ (قافلہ حدیث، ص:۴۴۸-۴۴۹)

لکھوی خاندان کو جنات سے ملا خاص تعویذ:۔ لکھوی حضرات کے تعویذات سے متعلق جو بات مشہور تھی اور ہم نے سنی تھی، وہ بھی یہاں بیان کر دیں...... کہتے ہیں شدید سردیوں کے دن تھے، ان کے بزرگوں میں سے ایک بزرگ حسب معمول آدھی رات کو تہجد کی نماز پڑھنے مسجد میں گئے۔ اندر داخل ہوئے تو ایک شخص کو جو مسجد میں لیٹا ہوا تھا، ان کے پاؤں کی ٹھوکر لگی۔ اس نے کہا تمہیں دکھائی نہیں دیتا، میں لیٹا ہوا ہوں اور تم مجھے ٹھوکر لگا رہے ہو۔؟

انہوں نے کہا: مسجد میں اندھیرا ہے، اس لیے مجھے پتا نہیں چلا کہ تم یہاں لیٹے ہوئے ہو، تمہیں تکلیف ہوئی۔ میں معافی چاہتا ہوں، لیکن یہ بتاؤ تم کون ہو جو اتنی جلدی مسجد میں آ گئے ہو۔؟

وہ شخص اُٹھا اور کہا میرے ساتھ باہر آیئے...... وہ اس کے ساتھ چل پڑے۔ ایک اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر اس نے کہا وہ سامنے دیکھئے دور تک کیا نظر آ رہا ہے؟

جواب دیا: یہ جھگیاں سی ہیں جن میں بہت سے لوگ دکھائی دے رہے ہیں۔

اس نے کہا: یہ جنوں کی جھگیاں ہیں جو بہت بڑی تعداد میں یہاں آئے ہیں۔ میں اس گروہ کا سربراہ ہوں۔ اگر کسی کو جن کی شکایت ہو تو (ایک دعا بتائی کہ) یہ لکھ کر اسے پلایئے (یا اس کے گلے میں ڈالیے) شکایت رفع ہو جائے گی۔ اور آپ کی سات پشتوں تک اس سے فائدے کا سلسلہ جاری رہے گا۔ (یہ دعا مجھے معلوم نہیں کون سی تھی)

سنا ہے مولانا معین الدین لکھوی تک چھٹی (یا ساتویں) پشت ہے۔ یہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے روایت باللفظ نہیں، روایت بالمعنی ہے۔ (قافلہ حدیث، ص:۴۵۹-۴۶۰)

رحم دلی اور نرم مزاجی:۔ مولانا محی الدین رحمہ اللہ نہایت رحم دل اور نرم مزاج تھے۔ ہمیشہ اپنی ضرورت نظر انداز کر کے دوسرے کی ضرورت پورا کرنے کی کوشش کرتے......ایک مرتبہ نیا کھیس اوڑھے ہوئے تھے۔ ایک شخص کو دیکھا کہ سردی سے ٹھٹھر رہا ہے۔ کھیس اتار کر اسے دے دیا۔

کچھ عرصہ پیشتر میں نے سنا تھا کہ نئی موٹر سائیکل پر کہیں جا رہے تھے۔ ایک شخص نے جس سے کوئی جان پہچان نہیں تھی، ان کو روکا اور بہ انداز لجاجت کہا کہ ذرا موٹر سائیکل دیجئے، مجھے فلاں شخص سے کچھ کام ہے، ابھی آتا ہوں......اسے موٹر سائیکل دے دیا اور وہ لے کر چلتا بنا۔ (قافلہ حدیث، ص:۴۶۰-۴۶۱)

تحیۃ الوضو کی پابندی:۔ ہر وقت باوضو رہنے کی کوشش کرتے تھے اور بسا اوقات وضو کے بعد ''تحیۃ الوضو'' کی دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ کسی مسجد میں تشریف لے جاتے تو مسجد میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز ''تحیۃ المسجد'' پڑھتے۔ (قافلہ حدیث، ص:۴۶۹)

مولانا عبدالقادر رحمہ اللہ کی پگڑی:۔ مولانا عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ سر پر کلے والی مشہدی پگڑی باندھا کرتے تھے۔ (قافلہ حدیث، ص:۴۸۸)

حافظ عبدالرحمٰن کمیر پوری رحمہ اللہ (وفات ۹ مارچ ۲۰۰۰ء)

مزاج کی سادگی اور نوافل کا اہتمام:۔ حافظ صاحب کے دل میں خدمت کا دین کا بے پناہ جذبہ پایا جاتا تھا اور ہر وقت کسی نہ کسی صورت میں اس کی تبلیغ و اشاعت میں مشغول رہتے تھے۔ نماز خشوع و خضوع سے پڑھتے تھے۔ ان کا زیادہ وقت مسجد میں گزرتا تھا۔ نفلی روزے بہ کثرت رکھتے تھے۔ اللہ کا ڈر ان پر ہر آن طاری رہتا تھا۔ کھانا دن رات میں صرف ایک وقت کھاتے تھے۔ شہر میں کہیں جانا ہوتا تو سائیکل پر جاتے تھے اور یہی ان کی پسندیدہ سواری تھی۔ دنیوی تکلیفات سے ہمیشہ دور رہے۔ (قافلہ حدیث، ص:۵۱۴)

مولانا عبدالعظیم انصاری رحمہ اللہ کے والد کا ذوق تصوف (ولادت ۱۹۱۶ء)

مولانا عبدالعظیم انصاری کے والد کی بیعت:۔ عبدالعظیم کے آباؤ اجداد دراصل موضع ''بلہر'' کے رہنے والے تھے جو تقسیم ملک سے قبل ضلع لاہور کے ایک مشہور قصبے ''پٹی'' کے قریب تھا۔

ان کے والد مرحوم ایک صالح بزرگ تھے جو اپنے دور اور علاقے کے اہل علم اور اصحاب صلاح سے عقیدت مندانہ مراسم رکھتے تھے۔حضرت سیّد محمد شریف گھڑیالوی رحمہ اللہ اس نواح کے نہایت صاحب تقویٰ بزرگ تھے، عظیم صاحب کے والد شاہ صاحب رحمہ اللہ کے حلقہ بیعت میں شامل تھے اور ان کی خدمت میں حاضری دینا اور ان سے استفاضہ کرنا ان کے معمولات کا ضروری حصہ تھا۔(قافلہ حدیث، ص:۵۱۶ تا ۵۱۸)

مبارک خواب اور اساتذہ کی تعبیر:۔ مولانا نے جو خواب دیکھے تھے، یہاں ان کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد انہوں نے خواب میں دیکھا کہ کسی سفر پر جا رہے ہیں۔راستے میں دریا بہہ رہا ہے۔وہ اس میں داخل ہو گئے۔ان کے پاس تعلیم سے فراغت کی سند بھی ہے۔پانی بہت زیادہ ہے۔وہ اپنی سند بھیگنے سے بچانا چاہتے ہیں۔لیکن بے حد کوشش کے باوجود نہیں بچا سکے۔سند بھیگ گئی اور الفاظ کی سیاہی کاغذ پر ادھر ادھر پھیل گئی۔اس سے وہ بہت پریشان ہوئے۔

خواب اساتذہ سے بیان کیا تو انہوں نے کہا اس میں پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں، یہ بہت اچھا خواب ہے۔اس کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ تم سے اپنے دین کا کام لے گا اور لوگ تم سے علم حاصل کریں گے اور اپنی قابلیت کے مطابق مشرق ومغرب اور جنوب وشمال میں جا کر اللہ کے دین کی تبلیغ کریں گے، اس طرح وہ تم سے حاصل کردہ علم کو مختلف علاقوں میں پھیلانے کا باعث بنیں گے۔(قافلہ حدیث، ص:۵۳۵)

خواب میں موت کا غیبی اشارہ:۔ مولانا محمد داؤد ارشد رحمہ اللہ کے ایک شاگرد حافظ عبدالمنان ملتانی روایت کرتے ہیں کہ ایک دن وہ مولانا سے مسلم شریف پڑھ رہے تھے۔اچانک مولانا نے کتاب بند کر دی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔شاگرد (حافظ عبدالمنان) نے استاذ محترم سے عرض کیا: آپ کو اچانک کوئی تکلیف ہو گئی ہے؟

فرمایا: نہیں.....کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔بات یہ ہے کہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ پانی کا ایک کنواں ہے، جو پہلے جاری تھا اور لوگ اس سے خوب پانی بھر رہے تھے اور اپنی پیاس بجھا رہے تھے۔پھر وہ کنواں اچانک بند ہو گیا۔

اس کی تعبیر مجھے یہ معلوم ہوتی ہے کہ میری زندگی اب بہت کم رہ گئی ہے اور تدریس کا یہ سلسلہ جو میں چلا رہا ہوں ختم ہونے والا ہے......

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔اس سے چند روز بعد ۹ مئی ۱۹۶۶ء کو وہ اس دنیائے فانی سے عالم آخرت کی طرف روانہ ہو گئے۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔(قافلہ حدیث، ص:۵۳۹)

احناف اور اہلحدیث کا اکٹھے نماز پڑھنا:۔ ضلع اوکاڑہ کا ایک مشہور گاؤں جیٹھ پور ہے جو راجووال سے بجانب جنوب سات میل کے فاصلے پر ہے، یہاں کی مسجد میں احناف اور اہلحدیث اکٹھے نماز ادا کرتے تھے۔

ضلع اوکاڑہ میں دیپالپور روڈ پر ''بیٹیاں'' کے قریب ایک آبادی ہے، وہاں مولانا نے جنوری ۱۹۷۰ء میں مسجد اہلحدیث کی بنیاد رکھی۔اس مسجد کی تعمیر کیلئے مولانا نے بڑی کوشش کی۔مسجد کا نگران صوفی عبدالحمید کو بنایا گیا۔اس مسجد کی وجہ سے وہاں اہلحدیث کی تعداد میں کافی اضافہ ہوا ہے۔(قافلہ حدیث، ص:۵۵۰-۵۵۲)

فقہی اشکال اور خواب میں رہنمائی:۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں یہ باب قائم کیا ہے۔''باب ما یذکر فی الفخذ'' (بخاری، ج:۲، ص:۵۳) ''فخذ'' عربی میں ران کو کہتے ہیں۔یہ ایک سوال ہے کہ ران انسانی ستر میں شامل ہے یا نہیں؟ یہ اشکال اکثر ذہن میں گردش کرتا رہتا تھا۔ایک دفعہ خواب میں حضرت حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی۔مولانا نے یہ مسئلہ ان سے دریافت کیا۔یہ مسئلہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرنے والے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ اور جرہد بن جحش رضی اللہ عنہ ہیں۔ان سے مروی حدیث

کا خلاصہ یہ ہے کہ ران ستر میں شامل ہے۔ کیونکہ اس روایت میں ''ھذا احوط عندی '' کے لفظ ہیں۔ یہ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کے لفظ ہیں، جب کہ ایک دوسری حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ران انسانی ستر میں شامل نہیں۔ عام حالات میں بعض دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ران اتفاقاً برہنہ ہو جاتی تھی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سنداً بھی جرہد کی روایت سے قوی ہے، تو حافظ صاحب نے جواب میں فرمایا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے جو ثابت ہے وہی معتبر ہے کہ ران ستر میں شامل نہیں، لیکن میرا وجدان حضرت جرہد رضی اللہ عنہ کی روایت کی طرف مائل ہے، اگرچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے قوی سند کے ساتھ ران کا ستر میں شامل نہ ہونا ثابت ہے تاہم اس کے چھپانے میں احتیاط ہے تاکہ ہم اختلاف سے بچ سکیں۔ حتی نخرج من اختلافھم امام بخاری رحمہ اللہ کا یہی فتویٰ ہے۔ (قافلہ حدیث، ص: ۵۵۳-۵۵۴)

گزرے ہوؤں کو بھولنا...... ہمارا المیہ:۔ ان لوگوں کو ہماری نئی نسل کہاں جانتی ہے۔ چند حضرات کے سوا ان کیلئے یہ سب لوگ اجنبی ہیں۔ ہم زندہ لوگوں کو تو تھوڑا بہت یاد رکھتے ہیں، مردوں سے تعلقات توڑ لیتے ہیں۔ اگرچہ وہ اپنے دور کے کتنے بڑے لوگ ہوں۔ یہی مطلب ہے اپنی تاریخ کو بھول جانے اور اپنے ماضی کو نظر انداز کر دینے کا۔! (قافلہ حدیث، ص: ۵۵۵)

صوفی عبداللہ صاحب کی کسرنفی:۔ (ہمارے اکابرین کی زندگی میں بڑی بڑی نسبتیں ہونے کے باوجود ان کا اپنی نگاہوں میں کیا مقام تھا اس کی ایک جھلک ملاحظہ فرمایئے: از مرتب اثری) ابوالمساکین فقیر الی اللہ صوفی محمد عبداللہ، مہتمم دار العلوم تعلیم الاسلام، ماموں کانجن: ضلع لائل پور۔ (قافلہ حدیث، ص: ۵۶۰)

مولانا محمد صادق خلیل رحمہ اللہ کے خاندان میں ذوق تصوف (ولادت مارچ ۱۹۲۵ء)

مولانا محمد صادق خلیل کے والد کی بیعت:۔ بہرحال صادق صاحب کے والد جو نہایت متقی اور پرہیزگار بزرگ تھے، صوفی صاحب کے نزدیک بے حد قابل اعتماد تھے۔ میں نے ان کو دیکھا ہے، انتہائی منکسر اور نیک خصال بزرگ تھے۔

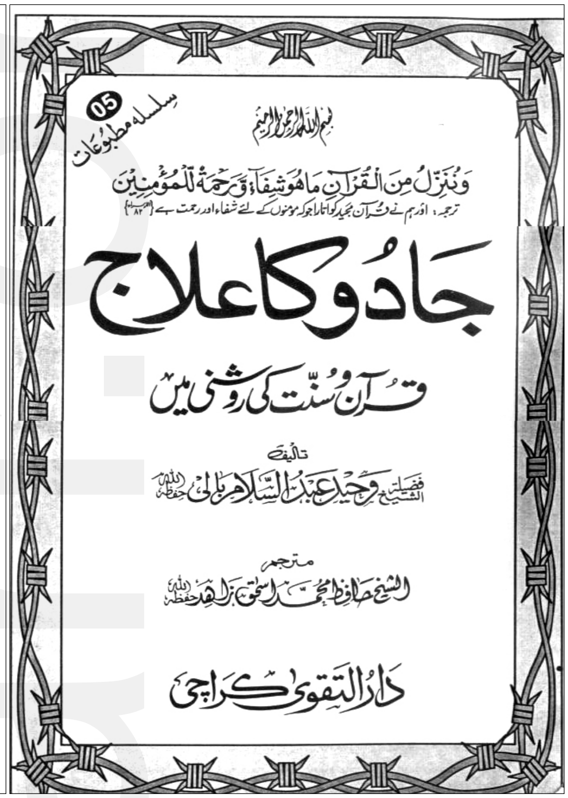
صوفی صاحب کے وہ مرید بھی تھے اور ان کے شاگرد بھی تھے۔ انہوں نے قرآن مجید کا ترجمہ صوفی صاحب سے پڑھا تھا اور اپنے اس استاد اور مرشد کے وہ مخلص ترین خدمت گزار تھے۔ (قافلہ حدیث، ص: ۵۷۲)

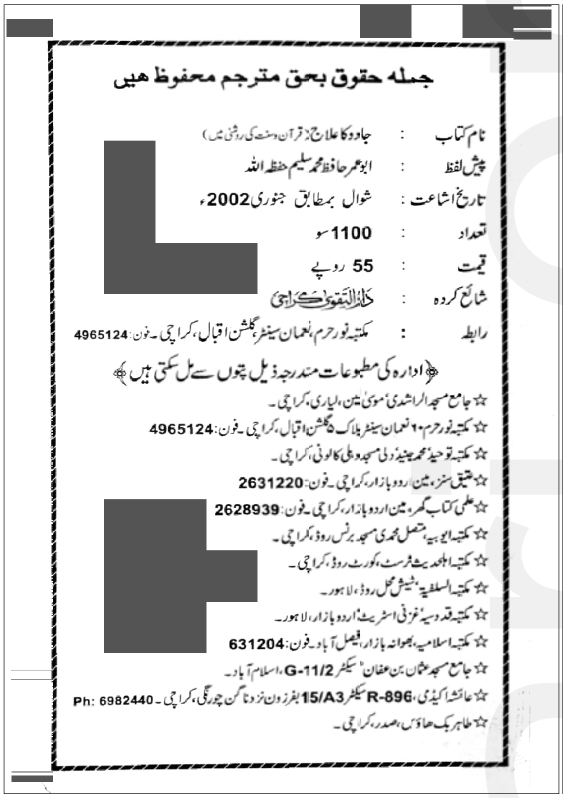
چار سال مادر شکم میں رہنا:۔ یہاں ایک حیرت انگیز بات سنتے جایئے، وہ یہ کہ محمد صادق چار سال شکم مادر میں رہے۔ سلسلہ ولادت کی اصطلاح میں اسے ''پت لگ جانا'' کہا جاتا ہے۔ صوفی صاحب کو ان کے والد نے یہ بات بتائی اور دعا کی درخواست کی تو انہوں نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی اور بچہ پیدا ہوا جس کا نام محمد صادق رکھا گیا۔ یہ اپنے والدین کی آخری عمر کی اولاد ہیں اور ان کے اکلوتے بیٹے...... صوفی صاحب نے ان کے والد سے کہا تھا کہ تمہارا یہ بچہ عالم فاضل ہوگا اور اسی حیثیت سے شہرت پائے گا۔ چنانچہ یہی ہوا۔

محمد صادق مارچ ۱۹۲۵ء میں پیدا ہوئے۔ (قافلہ حدیث، ص: ۵۷۲)

بچپن کا خواب اور مبارک تعبیر:۔ صادق صاحب بتاتے ہیں کہ جب وہ سکول میں پڑھتے تھے تو تقریباً ہر رات یہ خواب دیکھتے تھے کہ فضا میں اڑ رہے ہیں اور اڑتے ہوئے اپنے ساتھی طالب علموں سے کہتے ہیں آؤ تم بھی میرے ساتھ اڑو۔ وہ تو ان کا ساتھ نہیں دیتے تھے۔ لیکن یہ خود اڑتے ہوئے دور تک پہنچ جاتے، پھر نہایت آسانی سے جب جی چاہتا فضا سے زمین پر آ جاتے...... اس خواب کی جو وہ مسلسل دیکھتے تھے، یہی تعبیر معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے طویل عرصے تک تدریسی خدمت انجام دی اور ان سے بے شمار شاگردوں نے تعلیم حاصل کی، جن کے ذریعے دور دراز علاقوں تک علم پہنچا۔ (قافلہ حدیث، ص: ۵۷۲-۵۷۳)

سب سے بنا کر رکھتے:۔ مولانا محمد یوسف نہایت دھیمی طبیعت کے مالک ہیں۔ متحمل مزاج اور خوش کلام، سب سے بنا کر رکھتے ہیں۔ اپنی بات مثبت انداز میں کہنے کے عادی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس علاقے کے احناف بھی ان سے متاثر ہیں اور ان کے علمائے کرام



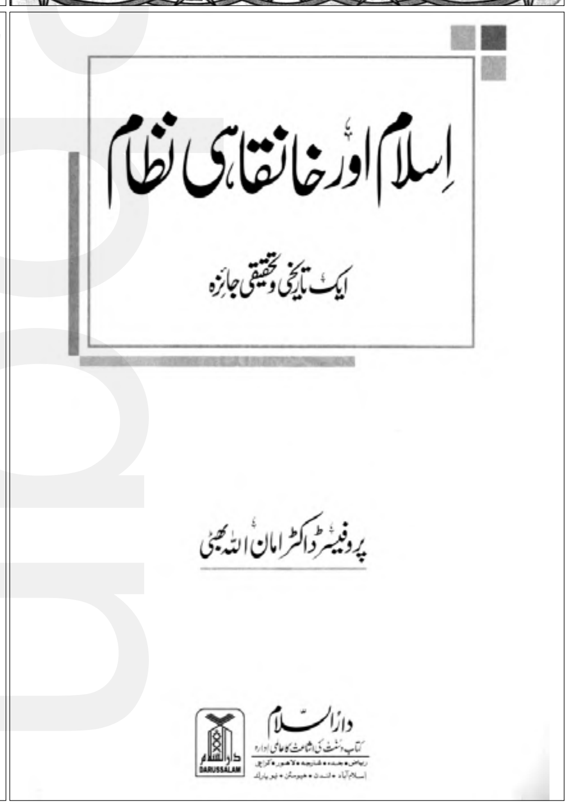


جملہ حقوق بحق مترجم محفوظ ھیں

نام کتاب	:	جادو کا علاج (قرآن وسنت کی روشنی میں)
پیش لفظ	:	ابو عمر حافظ محمد سلیم حفظہ اللہ
تاریخ اشاعت	:	شوال بمطابق جنوری 2002ء
تعداد	:	1100 سو
قیمت	:	55 روپے
شائع کردہ	:	دار التقوی کراچی
رابطہ	:	مکتبہ نور حرم، نعمان سینٹر گلشن اقبال، کراچی۔ فون: 4965124

ادارہ کی مطبوعات مندرجہ ذیل پتوں سے مل سکتی ہیں

- ☆ جامع مسجد الراشدی موسیٰ لین، لیاری، کراچی۔
- ☆ مکتبہ نور حرم ۲۰ نعمان سینٹر بلاک ۵ گلشن اقبال، کراچی۔ فون: 4965124
- ☆ مکتبہ توحید محمد جنید دلی مسجد دہلی کالونی، کراچی۔
- ☆ عتیق سنز، مین اردو بازار، کراچی۔ فون: 2631220
- ☆ علمی کتاب گھر، مین اردو بازار، کراچی۔ فون: 2628939
- ☆ مکتبہ ایوبیہ، متصل محمدی مسجد برنس روڈ، کراچی۔
- ☆ مکتبہ اہلحدیث ٹرسٹ، کورٹ روڈ، کراچی۔
- ☆ مکتبہ السلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور۔
- ☆ مکتبہ قدوسیہ غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور۔
- ☆ مکتبہ اسلامیہ، بھوانہ بازار، فیصل آباد۔ فون: 631204
- ☆ جامع مسجد عثمان بن عفان سیکٹر G-11/2، اسلام آباد۔
- ☆ عائشہ اکیڈمی، R-896 سیکٹر 15/A3 بفرزون نزد ناگن چورنگی، کراچی۔ Ph: 6982440
- ☆ طاہر بک ھاؤس، صدر، کراچی۔





جملہ حقوق اشاعت برائے دار السلام محفوظ ہیں

دار السلام

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 4043432-4033962 1 00966 فیکس: 4021659

E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com

Website: www.darussalam.com

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)

• 36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور

فون: 7110081-7111023-7232400-7240024 42 0092 فیکس: 7354072 موبائل: 0322-8484569

Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

Darussalamkhi@darussalampk.com

ان سے قریبی علاقے رکھتے ہیں۔(قافلہ حدیث،ص:۵۸۸)

ڈاکٹر محمد لقمان سلفی کا ٹوپی ورومال استعمال فرمانا:۔ عربوں جیسی سفید لمبی عبا زیب تن، سر پر کپڑے کی ٹوپی اور اس کے اوپر سفید رومال، پاؤں میں چپل، یہ تھے ڈاکٹر محمد لقمان سلفی......! ان کے ماتھے سے اوپر ٹوپی کی اوٹ سے سر کے بال منڈے ہوئے دکھائی دے رہے تھے، جس کا مطلب یہ تھا کہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کر چکے...... جو لباس انہوں نے اس وقت زیب تن کر رکھا تھا، وہاں کے بڑے چھوٹوں کا یہی لباس ہے۔(قافلہ حدیث،ص:۵۹۲)

ڈاکٹر وصی اللہ رحمہ اللہ کا ٹوپی استعمال فرمانا:۔ ڈاکٹر وصی اللہ رحمہ اللہ سر پر کپڑے کی ٹوپی زیب تن فرماتے۔(قافلہ حدیث،ص:۶۱۷)

نام کتاب:۔ جادو کا علاج قرآن وسنت کی روشنی میں

تالیف:۔ فضیلۃ الشیخ وحید عبدالسلام بالی حفظہ اللہ....... مترجم:۔ الشیخ حافظ محمد اسحٰق زاہد حفظہ اللہ

مترجم کی گزارش:۔ دیگر کئی خرابیاں جب ہمارے معاشرے میں منتشر ہیں تو میدانِ دعوت الی اللہ کے ہر کارکن کا فریضہ ہے کہ وہ عوام الناس کو ان کے متعلق آگاہ کریں، ان کے عقیدے کی تصحیح کریں اور انہیں ان روحانی بابوں اور جادوگروں کی شرانگیزیوں کی تفصیلات کے بارے میں بتائیں تاکہ وہ ان کے پاس جانے سے پرہیز کریں۔

اسی ضرورت کے پیشِ نظر میں نے الشیخ وحید عبدالسلام بالی حفظہ اللہ کی کتاب ''الصارم البتار في التصدي للسحرة الأشرار'' کو اردو زبان میں منتقل کیا ہے، اور اپنے تئیں کوشش کی ہے کہ اس کا ترجمہ آسان اردو میں ہوتا کہ عام لوگ اسے اچھی طرح سے سمجھ سکیں، اگر کسی مسلمان کو اس کتاب سے کوئی فائدہ پہنچے تو اس سے میری اپیل ہے کہ وہ صاحبِ کتاب اور اس کے مترجم کیلئے دعا کرے۔ اللہ رب العزت ہر مسلمان کو ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے، وهو ولي التوفيق۔

حافظ محمد اسحاق (عفا اللہ عنہ)

''کویت، مورخہ ۲/ ذوالقعدہ/ ۱۴۲۰ھ مطابق ۶/ فروری/ ۲۰۰۰'' (جادو کا علاج،ص:۱۰)

مولانا عبدالخالق محمد صادق کا اعتماد:۔ دورِ حاضر میں جہاں جادوگری کا مکروہ دھندا عروج پر ہے اور معاشرے کے یہ خطرناک دشمن (جادو کرنے اور کروانے والے) امن وسکون کو غارت کرنے اور خاندانوں میں فتنہ وفساد بپا کرنے میں مصروفِ کار ہیں وہاں بندگانِ رب العالمین کے بہی خواہ اور ناصحین بھی انسانیت کو ان خطرات سے آگاہ کرنے اور ان کے عقائد واعمال کی اصلاح کیلئے کوشاں اور سرگرم عمل ہیں، انہیں خیر خواہانِ امت میں سے فضیلۃ الشیخ وحید عبدالسلام بالی حفظہ اللہ ہیں جنہوں نے ''الصارم البتار في التصدي للسحرة الأشرار'' جیسی انتہائی جامع اور مفید کتاب لکھ کر لوگوں کی صحیح سمت میں رہنمائی فرمائی ہے۔ یہ کتاب سات فصول پر مشتمل ہے جن میں انہوں نے جادو کی حقیقت، کتاب وسنت کی روشنی میں جادوگری کا حکم، جنات کی حقیقت اور جادو کے سلسلے میں ان کا عمل دخل، جادو کی مختلف صورتیں اور جادوگروں کے مختلف طریقہ ہائے واردات، جادو کا شرعی علاج اور اس سے بچاؤ کے طریقے، نظرِ بند کی حقیقت اور اس کا علاج جیسے اہم موضوعات پر سیر حاصل بحث کی ہے، اصل کتاب عربی زبان میں ہے، برادرِ مکرم حافظ محمد اسحاق فاضل مدینہ یونیورسٹی حفظہ اللہ نے'' جادو کا علاج قرآن وسنت کی روشنی میں'' کے نام سے بڑے عمدہ پیرائے میں اس کا سلیس اور دلکش اسلوب میں اردو ترجمہ پیش کر کے اردو دان حضرات کیلئے استفادہ کرنے کا موقع فراہم کیا ہے، اللہ تعالیٰ مؤلف ومترجم کی اس سعیِ جمیل کو قبول فرمائے اور اسے ان کیلئے صدقۂ جاریہ بنائے، اور عوام الناس کو اس سے رہنمائی حاصل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے: آمین۔

"وصلى الله عليه نبينا محمد و على آله و صحبه أجمعين و من سار على نهجهم الى يوم الدين۔" عبدالخالق محمد صادق، مورخہ ۳۱/جنوری/۲۰۰۰ء" (جادو کا علاج، ص: ۱۳)

جنات قرآن وسنت کی روشنی میں

جنوں اور شیطانوں کے وجود پر دلائل:۔ جن، شیطان اور جادو کے درمیان بہت گہرا تعلق ہوتا ہے، بلکہ جادو کی بنیاد ہی جنات اور شیاطین ہیں، بعض لوگ جنات کے وجود کا انکار کرتے ہیں اور اسی بنیاد پر جادو کی تاثیر کے قائل نہیں، اس لیے پہلے جنات وشیاطین کے وجود پر دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔

قرآنی دلائل:۔ ۱۔"واذ صرفنا اليك نفرا من الجن يستمعون القرآن" "اور یاد کیجئے جب ہم کئی جنوں کو تیرے پاس پھیر کر لائے"

۲۔"يامعشر الجن والانس الم ياتكم رسل منكم يقصون عليكم آياتي و ينذرونكم لقاء يومكم هذا"

"جنو اور آدمیو! کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آئے جو میری آیتیں تم کو پڑھ کر سناتے اور اس دن کی ملاقات سے تم کو ڈراتے"

۳۔"قل اوحي الى انه استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرآنا عجبا"

"کہہ دیجئے، مجھے یہ وحی آئی ہے کہ جنات میں سے چند شخصوں نے (مجھ سے قرآن) سنا، پھر کہنے لگے ہم نے ایک عجیب قرآن سنا"

۴۔"وانه كان رجال من الانس يعوذون برجال من الجن فزادوهم رهقا"

"اور (ہوا یہ کہ) بعض آدم زاد لوگ کچھ جنوں کی پناہ لیتے تھے جس سے ان کا دماغ اور چڑھ گیا"

۵۔"انمايريد الشيطان ان يوقع بينكم العداوة والبغضاء في الخمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله و عن الصلاة فهل انتم منتهون" "شیطان یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے سے تم میں آپس میں دشمنی اور کینہ پیدا کر دے، اور تم کو اللہ کی یاد اور نماز سے باز رکھے، تو اب بھی تم باز آتے ہو یا نہیں؟"

۶۔"ياايها الذين امنوا لاتتبعوا خطوات الشيطان و من يتبع خطوات الشيطان فانه يامر بالفحشاء والمنكر"

"اے ایمان والو! شیطان کے قدم بقدم مت چلو، اور جو کوئی اس کی پیروی کرے گا (وہ گمراہ ہوگا اس لیے کہ) وہ تو بے حیائی اور برے ہی کام کرنے کو کہے گا" (جادو کا علاج، ص: ۲۳-۲۴)

احادیث میں چند دلائل:۔ ۱۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ ایک رات کو ہم سے اچانک غائب ہو گئے۔ چنانچہ ہم انہیں وادیوں اور گھاٹیوں میں تلاش کرنے لگے، اور آپس میں ہم نے کہا کہ شاید آپ کو اغوا کر لیا گیا ہے یا قتل کر دیا گیا ہے۔ ہماری وہ رات انتہائی پریشانی کے عالم میں گزری، صبح ہوئی تو ہم نے آپ کو غارِ حرا کی جانب سے آتے ہوئے دیکھا، ہم نے آپ کو بتایا کہ رات آپ اچانک ہم سے غائب ہو گئے تھے، ہم نے آپ کو بہت تلاش کیا، لیکن آپ کے نہ ملنے پر رات بھر پریشان رہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "میرے پاس جنات کا ایک نمائندہ آیا تھا تو میں اس کے ساتھ چل پڑا، اور جا کر انہیں قرآن مجید پڑھ کر سنایا"...... پھر آپ ﷺ ہمیں لے کر اس جگہ پر گئے ہمیں ان کے نشانات اور ان کی آتشیں علامات دکھائیں، اور آپ ﷺ نے یہ بھی بتایا کہ جنوں نے آپ ﷺ سے کچھ مانگا تو آپ نے فرمایا: "ہر ایسی ہڈی تمہاری غذا ہے جس پر بسم اللہ کو پڑھا گیا ہو، اور ہر گوبر تمہارے جانوروں کا کھانا ہے" پھر آپ ﷺ ہمیں کہنے لگے "لہٰذا تم ہڈی اور گوبر کے ساتھ استنجا مت کیا کرو کیونکہ وہ تمہارے جن بھائیوں کا کھانا ہے"

۲۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "میرا خیال ہے کہ تمہیں بکریاں اور دیہاتی ماحول بہت پسند ہے، سو جب تم اپنی بکریوں اور اپنے دیہات میں ہو اور اذان کہو تو اپنی آواز بلند کر لیا کرو کیونکہ مؤذن کی آواز کو جو جن، جو انسان اور

جو چیز بھی سنتی ہے وہ قیامت والے دن اس کے حق میں گواہی دے گی"

۳-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "فرشتوں کو نور سے، جنوں کو آگ کے شعلے سے اور آدم علیہ السلام کو اس چیز سے پیدا کیا گیا جو تمہارے لیے بیان کر دی گئی ہے"

۴-حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "بیشک شیطان انسان میں خون کی طرح گردش کرتا ہے"

۵-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی جب بھی کھانا کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب بھی پانی پئے تو دائیں ہاتھ سے پئے، کیونکہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا، پیتا ہے"

۶-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے، شیطان اس کے پہلو میں نوک دار چیز چبھوتا ہے جس سے بچہ چیخ اٹھتا ہے، سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں کے"

۷-رسول اکرم ﷺ کے سامنے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا گیا جو صبح ہونے تک سویا رہا ہو، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ وہ شخص ہے جس کے کانوں میں شیطان پیشاب کر جاتا ہے"

۸-ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے، سو جو شخص خواب میں ناپسندیدہ چیز دیکھے وہ اپنی بائیں طرف تین بار آہستہ سے تھوک دے اور شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرے، ایسا کرنے سے برا خواب اس کیلئے نقصان دہ نہیں ہوگا"

۹-ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی جب بھی جمائی لے تو اپنے ہاتھ کے ساتھ منہ بند کر لے، کیونکہ (ایسا نہ کرنے کی وجہ سے) شیطان منہ میں داخل ہو جاتا ہے"

اس موضوع کی دیگر احادیث بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں لیکن طلبِ حق کیلئے یہی کافی ہیں جو ذکر کر دی گئی ہیں اور ان سے واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ جنات اور شیاطین کا وجود کوئی وہم نہیں، حقیقت ہے اور اس حقیقت کو وہم وہی شخص قرار دے سکتا ہے جو ضدی اور متکبر ہو۔ (جادو کا علاج، ص: ۲۴ تا ۲۷)

علمائے اہلحدیث کے جادو کے وجود پر دلائل

قرآنی دلائل: "واتبعوا ما تتلوا الشياطين على ملك سليمان و ما كفر سليمان و لكن الشيطين كفروا يعلمون الناس السحر و ما انزل على الملكين ببابل هاروت و ماروت و ما يعلمن من احد حتى يقولا انما نحن فتنة فلا تكفر فيتعلمون منهما ما يفرقون به بين المرء و زوجه و ما هم بضارين به من احد الا باذن الله و يتعلمون ما يضرهم ولا ينفعهم ولقد علموالمن اشتراه ماله في الاخرة من خلاق و لبئس ما شروا به انفسهم لوكانوا يعلمون"

"اور سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت میں شیطان جو پڑھا کرتے تھے وہ لوگ اس کی پیروی کرنے لگے حالانکہ سلیمان علیہ السلام کافر نہ تھے، البتہ یہ شیطان کافر تھے جو لوگوں کو جادو سکھلاتے تھے، اور وہ باتیں جو شہر بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اتاری گئی تھیں، اور وہ دونوں (ہاروت و ماروت) کسی کو جادو نہیں سکھلاتے تھے جب تک یہ نہیں کہہ لیتے کہ ہم آزمائش ہیں پس تو کافر نہ ہو۔ پھر بھی وہ ان سے ایسی باتیں سیکھ لیتے ہیں جن کی وجہ سے وہ خاوند بیوی کے درمیان جدائی کرا دیں حالانکہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر کسی کا جادو سے کچھ بگاڑ نہیں سکتے، اور ایسی باتیں سیکھ لیتے ہیں جن میں فائدہ کچھ نہیں، نقصان ہی نقصان ہے، اور یہودیوں کو یہ معلوم ہے کہ جو کوئی (ایمان دے کر) جادو خریدے وہ آخرت میں بدنصیب ہے، اگر وہ سمجھتے ہوتے تو جس کے عوض انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا، اس کا برا بدلہ ہے"

"قال موسى اتقولون للحق لما جاء كم اسحر هذا ولا يفلح الساحرون"

''موسیٰ علیہ السلام نے کہا: تم سچ بات کو، جب وہ تمہارے پاس آئی (جادو کہتے ہو) بھلا یہ کوئی جادو ہے؟ اور جادوگر تو کبھی کامیاب نہیں ہوتے''

"فلما القوا قال موسی ما جئتم به السحر ان الله سيبطله ان الله لايصلح عمل المفسدين و يحق الله الحق بكلماته ولو كره المجرمون"

''جب انہوں نے (اپنی لاٹھیاں اور رسیاں) ڈالیں تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا: جو تم لے کر آئے ہو وہ تو جادو ہے، بے شک اللہ تعالیٰ اس کو باطل کر دے گا، کیونکہ اللہ شریر لوگوں کا کام بننے نہیں دیتا، اور اپنی باتوں سے اللہ حق کو حق کر دکھائے گا، اگر چہ نافرمان لوگ برا مانیں''

"فاوجس فی نفسه خيفة موسىٰ قلنا لاتخف انك انت الاعلى والق ما في يمينك تلقف ماصنعوا انما صنعوا كيد ساحر ولا يفلح الساحر حيث اتى"

''موسیٰ علیہ السلام اپنے دل ہی دل میں سہم گیا، ہم نے کہا: مت ڈر، بے شک تو ہی غالب رہے گا، اور جو عصا تیرے داہنے ہاتھ میں ہے، اس کو (میدان میں) ڈال دے، انہوں نے جو ڈھونگ رچایا ہے اس کو ہڑپ کر جائے گا، انہوں نے کچھ کیا ہے اس کی حقیقت کچھ نہیں جادو کا تماشا ہے، اور جادوگر جہاں جائے کامیاب نہیں ہوتا''

"واوحينا الى موسى ان الق عصاك فاذا هي تلقف ما يافكون فوقع الحق و بطل ما كانوا يعلمون فغلبوا هنالك وانقلبوا صغرين وألقي السحرة سجدين قالوا امنا برب العلمين رب موسىٰ و هارون"

''اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی تو بھی اپنا عصا ڈال دے، سو عصا کا ڈالنا تھا کہ اس نے ان کے سارے بنے بنائے کھیل کو نگلنا شروع کیا، پس حق ظاہر ہو گیا اور انہوں نے جو کچھ بنایا تھا سب جاتا رہا، پس وہ لوگ اس موقع پر ہار گئے اور خوب ذلیل ہو کر پھرے، اور وہ جو جادوگر تھے سجدہ میں گر گئے، کہنے لگے: ہم ایمان لائے رب العالمین پر جو موسیٰ و ہارون علیہ السلام کا بھی رب ہے''

"قل اعوذ برب الفلق من شر ما خلق و من شر غاسق اذا وقب و من شر النفثت فی العقد و من شر حاسد اذا حسد"

''آپ کہہ دیجئے کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے، اور اندھیری رات کی تاریکی کے شر سے جب اس کا اندھیرا پھیل جائے، اور گرہ (لگا کر ان) میں پھونکنے والیوں کے شر سے بھی، اور حسد کرنے والے کی برائی سے بھی جب وہ حسد کرے''

امام قرطبی رحمہ اللہ ''ومن شر النفثت فی العقد'' کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''وہ جادوگر عورتیں جو دھاگوں کی گرہیں بنا کر ان پر دم کرتی اور پھونکتی ہیں''

اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اسی کی تفسیر میں کہتے ہیں: ''مجاہد، عکرمہ، حسن، قتادہ اور ضحاک رحمہم اللہ نے ''النفثت فی العقد'' سے جادوگر عورتیں مراد لی ہیں''

اور یہی بات ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے بھی کہی ہے، اور قاسمی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مفسرین نے اسی مؤقف کو اختیار کیا ہے۔

جادو اور جادوگروں کے متعلق دیگر بہت سی آیات موجود و مشہور ہیں اور اسلام کی تھوڑی بہت معلومات رکھنے والا شخص بھی ان سے واقف ہے۔ (جادو کا علاج ص ۲۹)

جادو پر احادیث نبوی ﷺ سے چند دلائل: ۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ قبیلہ بنو زریق سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے (جسے لبید بن الاعصم کہا جاتا تھا) رسولِ اکرم ﷺ پر جادو کر دیا، جس سے آپ ﷺ متاثر ہوئے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا خیال ہوتا کہ آپ ﷺ نے فلاں کام کر لیا ہے حالانکہ آپ ﷺ نے نہیں کیا ہوتا تھا۔ یہ معاملہ ایسے چلتا رہا یہاں تک کہ آپ ﷺ ایک دن (یا ایک

رات) میرے پاس تھے اور بار بار اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے، اس کے بعد مجھ سے فرمانے لگے: ''اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کر لی ہے، میرے پاس دو آدمی آئے تھے، جن میں سے ایک میرے سر اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا اور ایک نے دوسرے سے پوچھا:

اس شخص کو کیا ہوا ہے؟۔اس پر جادو کیا گیا ہے۔کس نے کیا ہے؟۔لبید بن الاعصم نے......

کس چیز میں کیا ہے؟۔کنگھی، بالوں اور کھجور کے خوشے کے غلاف میں۔

جس چیز میں اس نے جادو کیا ہے، وہ کہاں ہے؟۔بئر ذروان میں......

چنانچہ رسول اللہ ﷺ اپنے کچھ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے ساتھ اس کنویں کو آئے (اسے نکالا اور پھر) واپس آ گئے اور فرمانے لگے:

''اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! اس کا پانی انتہائی سرخ رنگ کا ہو چکا تھا اور اس کی کھجوروں کے سر ایسے تھے جیسے شیطان کے سر ہوں'' (یعنی وہ انتہائی بدشکل تھیں)۔

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے جادو کنویں سے نکالا نہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے عافیت دی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ لوگ کسی شر اور فتنہ میں مبتلا ہو جائیں۔''

اس کے بعد آپ ﷺ نے اسے نکالنے کا حکم دیا اور پھر اسے زمین میں دبا دیا گیا۔

شرح حدیث:۔ یہودیوں نے اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے لبید بن الاعصم (جو ان میں سب سے بڑا جادوگر تھا) کے ساتھ یہ بات طے کر لی تھی کہ وہ رسول اکرم ﷺ پر جادو کرے گا اور وہ اسے اس کے بدلے میں تین دینار دیں گے، چنانچہ اس بدبخت نے یہ کام اس طرح کر ڈالا کہ ایک چھوٹی سی لڑکی کے ذریعے جو آپ ﷺ کے گھر میں آتی جاتی تھی، آپ ﷺ کے چند بال منگوا لیے اور ان پر جادو کر کے انہیں بئر ذروان میں رکھ دیا۔

اس حدیث کی مختلف روایات کو جمع کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ جادو آپ ﷺ کو اپنی بیویوں کے قریب جانے سے روکنے کیلئے تھا، چنانچہ آپ ﷺ کو خیال ہوتا کہ آپ ﷺ اپنی کسی بیوی سے جماع کر سکتے ہیں، پھر جب قریب ہوتے تو نہ کر پاتے، بس اس کا آپ ﷺ پر یہی اثر تھا، اس کے علاوہ آپ ﷺ کی عقل اور آپ کے تصرفات جادو کے اثر سے محفوظ تھے۔

۲۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: 'سات ہلاک کرنے والے کاموں سے بچ جاؤ'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ سات کام کون سے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، کسی شخص کو بغیر حق کے قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے دن پیٹھ پھیر لینا اور پاک دامن ایمان والی اور بھولی بھالی عورتوں پر تہمت لگانا''

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے جادو سے بچنے کا حکم دیا ہے اور اسے ہلاک کر دینے والے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے، اور یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جادو ایک حقیقت ہے، محض خام خیالی نہیں۔

۳۔عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے فال نکالی یا اس کیلئے فال نکالی گئی، اور جس نے غیب کو جاننے کا دعویٰ کیا یا وہ غیب کو جاننے کا دعویٰ کرنے والے کے پاس گیا، اور جس نے جادو کیا، یا اس کیلئے جادو کیا گیا اور جو شخص نجومی کے پاس آیا اور وہ جو کچھ کہتا ہے اس نے اس کی تصدیق کر دی تو اس نے نبی محمد ﷺ کی شریعت سے کفر کیا''

اس حدیث میں آپ ﷺ نے جادو سے اور جادوگر کے پاس جانے سے منع فرمایا ہے اور نبی ﷺ کسی ایسی چیز سے ہی منع کرتے ہیں جو حقیقتاً موجود ہو۔(جادو کا علاج، ص: ۲۷ تا ۳۳)

جادو پر ائمہ ومحدثین کے دلائل:۔ امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''اور صحیح یہ ہے کہ جادو حقیقتاً موجود ہے اور اسی موقف کو اکثر و بیشتر علماء

نے اختیار کیا ہے اور کتاب وسنت سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے''

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اور جادو فی الواقع موجود ہے اور اس کی کئی اقسام ہیں، وہ جو کہ مار دیتا ہے، اور وہ جو کہ بیمار کر دیتا ہے اور وہ جو کہ خاوند کو بیوی کے قریب جانے سے روک دیتا ہے، اور وہ جو کہ میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتا ہے، اور یہ بات تو لوگوں کے ہاں بہت مشہور ہے کہ جادو کی وجہ سے شوہر اپنی بیوی سے جماع کرنے پر قادر نہیں ہوتا، پھر جب اس سے جادو کا اثر ختم ہو جاتا ہے تو وہ جماع کرنے کے قابل ہو جاتا ہے، اور یہ بات تواتر کی حد تک پہنچ چکی ہے جس کا انکار کرنا ناممکن ہوتا ہے، اور اس سلسلے میں جادوگروں کے قصے اتنی کثرت سے موجود ہیں کہ ان سب کو جھوٹا قرار دینا ناممکن ہے''......مزید کہتے ہیں:

''جادو جھاڑ پھونک اور گرہیں لگانے کا نام ہے، جس سے دل وجان پر اثر ہوتا ہے، بیماری کی شکل میں، یا موت کی شکل میں، یا میاں بیوی کے درمیان جدائی کی شکل میں، فرمانِ الٰہی ہے: ''فیتعلمون منهما ما یفرقون به بین المرءِ وزوجه'' وہ لوگ ان دونوں سے میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے والا علم سیکھنے لگے''

اور فرمایا: ''ومن شرالنفثت فی العقد'' یعنی وہ جادوگر عورتیں جو اپنے جادو پر گرہیں لگاتی اور ان پر پھونک مارتی ہیں، ان سے تیری پناہ مانگتا ہوں، سو جادو کی اگر کچھ حقیقت نہ ہوتی تو اس سے پناہ طلب کرنے کا حکم نہ دیا جاتا''

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فرمانِ الٰہی ''ومن شر النفثت فی العقد'' اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کے دلائل ہیں کہ جادو اثر انداز ہوتا ہے اور واقعتاً موجود ہے۔

امام ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''علماء نے حقیقت جادو اور اس کی اقسام میں اختلاف کیا ہے، ان میں سے اکثر یہ کہتے ہیں کہ جادو کبھی جادو کیے گئے آدمی کی موت کا سبب بنتا ہے اور کبھی اس کی بیماری کا'' (جادو کا علاج، ص: ۳۶-۳۷)

جادو، کرامت اور معجزہ میں فرق:۔ امام المازری رحمہ اللہ اس فرق کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جادو کرنے کیلئے جادوگر کو چند اقوال وافعال سرانجام دینا پڑتے ہیں، جبکہ کرامت میں اس کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ وہ اتفاقاً واقع ہو جاتی ہے اور رہا معجزہ تو اس میں باقاعدہ چیلنج ہوتا ہے جو کہ کرامت میں نہیں ہوتا۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''امام الحرمین نے اس بات پر اتفاق نقل کیا ہے کہ جادو فاسق وفاجر آدمی کرتا ہے اور کرامت فاسق سے ظاہر نہیں ہوتی، سو جس آدمی سے کوئی خلافِ عادت کام واقع ہو اس کی حالت کو دیکھنا چاہیے، اگر وہ دین کا پابند اور کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرنیوالا ہو تو اس کے ہاتھوں خلافِ عادت واقع ہونے والا کام کرامت سمجھنا چاہیے، اور اگر وہ ایسا نہیں ہے تو اسے جادو تصور کرنا چاہیے کیونکہ وہ یقیناً شیطانوں کی مدد سے وقوع پذیر ہوا ہے۔'' (جادو کا علاج، ص: ۵۶-۵۷)

سحر تفریق کی مختلف شکلیں:۔ ☆ ماں اور بیٹے کے درمیان جدائی ڈالنا۔ ☆ باپ اور بیٹے کے درمیان جدائی ڈالنا۔ ☆ دو بھائیوں کے درمیان جدائی ڈالنا۔ ☆ دو دوستوں کے درمیان جدائی ڈالنا۔ ☆ دو شریکوں میں جدائی ڈالنا۔ ☆ خاوند بیوی کے درمیان جدائی ڈالنا۔ اور یہ آخری شکل زیادہ منتشر اور عام ہے، اور سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ (جادو کا علاج، ص: ۶۰)

علمائے اہلحدیث کا طریقہ تشخیص جادو

سحر تفریق کی علامات:۔ (۱) محبت اچانک بغض ونفرت میں تبدیل ہو جائے۔ (۲) دونوں کے درمیان بہت زیادہ شکوک وشبہات پیدا ہو جائیں۔ (۳) دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کا کوئی عذر نہ مانے۔ (۴) چھوٹے سے سببِ اختلاف کو پہاڑ تصور کر لیا جائے۔

(۵) بیوی خاوند کو بدشکل اور خاوند بیوی کو بدصورت تصور کرے جبکہ وہ دونوں خوبصورت ہوں، اور حقیقت یہ ہے کہ شیطان جسے جادوگر

اپنی خدمت کیلئے استعمال کرتا ہے، وہی عورت کے چہرے پر بدشکل بن کر آجاتا ہے جس سے وہ اپنے خاوند کو نہیں بھاتی، اور اسی طرح خاوند کے چہرے پر بھی بری اور خوفناک شکل میں بن کر آجاتا ہے جس سے وہ اپنی بیوی کو بدصورت معلوم ہوتا ہے۔

(۶) جس پر جادو کیا جاتا ہے، وہ اپنے ساتھی کے ہر کام کو ناپسند کرتا ہے۔

(۷) جس پر جادو کیا جاتا ہے وہ اس جگہ کو پسند نہیں کرتا جہاں اس کا ساتھی بیٹھا ہو، چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ خاوند گھر سے باہر بہت اچھی حالت میں ہوتا ہے جبکہ گھر میں داخل ہوتے ہی اسے شدید گھٹن اور تنگی محسوس ہوتی ہے۔

سحر تفریق کیسے واقع ہوجاتا ہے؟:۔ ایک شخص جادوگر کے پاس جاتا ہے اور اس سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ فلاں خاوند بیوی کے درمیان جدائی ڈال دے، تو جادوگر اس سے اس خاوند کا نام اور اس کی ماں کا نام پوچھتا ہے، اور پھر اسے اس کا کوئی کپڑا لانے کا حکم دیتا ہے، اگر وہ شخص اس کا کپڑا نہیں لاسکتا تو وہ پانی پر جادو کا عمل کرکے اسے اس کے راستے پر بہانے کا حکم دیتا ہے، چنانچہ وہ جب وہاں سے گزرتا ہے اور صبح وشام کے مسنون اذکار نہیں پڑھ رکھے ہوتے تو اس پر جادو ہوجاتا ہے، یا پھر وہ اس کے کھانے پینے کی چیزوں میں جادو کر دیتا ہے، جنہیں کھا پی کر اس پر جادو کا اثر ہوجاتا ہے۔

سحر تفریق کا علاج:۔ اس کے علاج کے تین مراحل ہیں:

پہلا مرحلہ......علاج سے پہلے:۔

(۱) مریض کے گھر کی فضا دینی بنائی جائے، اور اس میں موجود تصویریں باہر نکال دی جائیں تاکہ اس میں فرشتے داخل ہوسکیں۔

(۲) مریض کے پاس جو تعویذات (غیر شرعی) اور کڑے وغیرہ ہوں، انہیں نکال کر جلا دیا جائے۔

(۳) جہاں مریض کا علاج کرنا ہو، وہاں سے گانے والی کیسٹوں کو نکال دیا جائے۔

(۴) اور وہاں کوئی شرعی خلاف ورزی ہو رہی ہو تو اسے ختم کر دیا جائے۔ مثلاً مرد کا سونا پہننا یا عورت کا بے پردہ ہونا یا ان میں سے کسی ایک کا سگریٹ نوشی کرنا وغیرہ۔

(۵) مریض اور اس کے گھر والوں کو اسلامی عقیدے کے متعلق درس دیا جائے تو غیر اللہ سے ان کا تعلق ختم ہوجائے اور اللہ سے سچی محبت پیدا ہوجائے۔

(۶) مریض کی تشخیص مندرجہ ذیل سوالوں سے کی جائے:

☆ کیا آپ اپنی بیوی کو بدصورت منظر میں دیکھتے ہیں؟ ☆ کیا آپ گھر سے باہر راحت اور گھر کے اندر تنگی محسوس کرتے ہیں؟ ☆ کیا تم دونوں کے درمیان حقیر سی باتوں پر بھی اختلاف بھڑک اٹھتا ہے؟ ☆ کیا تم دونوں میں سے کوئی ایک دورانِ جماع بددلی اور تنگی محسوس کرتا ہے؟

☆ کیا تمہیں خوفناک خواب آتے ہیں؟

اسی طرح کے دیگر سوالات بھی مریض سے کیے جاسکتے ہیں، اگر سحر تفریق کی ایک یا دو علامات مریض کے اندر پائی جاتی ہوں تو اس کا علاج شروع کر دیں۔

(۷) آپ خود وضو کرلیں اور جو آپ کے ساتھ ہے اسے بھی وضو کروالیں۔

(۸) اگر مریض عورت ہو تو اس کا علاج اس وقت تک شروع نہ کریں جب تک وہ مکمل پردہ نہ کرلے اور اپنے لباس کو خوب اچھی طرح سے کس نہ لے تاکہ دورانِ علاج بے پردہ نہ ہو۔

(۹) اگر عورت نے کسی شرعی خلاف ورزی کا ارتکاب کر رکھا ہو، مثلاً چہرہ ننگا ہو، یا خوشبو لگائے ہوئے ہو، یا کافر عورتوں کی مشابہت

کرتے ہوئے اپنے ناخنوں پر کچھ لگائے ہوئے ہوتو ایسی حالت میں اس کا علاج نہ کریں۔

(۱۰) عورت کا علاج، اس کے محرم کی موجودگی میں کریں۔

(۱۱) اور محرم کے علاوہ کسی اور مرد کو جائے علاج میں نہ آنے دیں۔

(۱۲) ''لاحول ولا قوة الا بالله'' پڑھتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہوئے اب اس کا علاج شروع کر دیں۔

(جادو کا علاج، ص: ۶۰-۶۲)

علمائے اہلحدیث کا جادو کے علاج پر مجرب آزمودہ عمل

اپنا ہاتھ مریض کے سر پر رکھ لیں اور ترتیل کے ساتھ اس کے کانوں میں ان آیات اور سورتوں کی تلاوت کریں:

(۱) سورۃ الفاتحہ (مکمل)، (۲) سورۃ البقرۃ کی ابتدائی پانچ آیات، (۳) سورۃ البقرہ آیت ۱۰۲ بار بار پڑھیں، (۴) سورۃ البقرۃ کی آیات ۱۶۳ تا ۱۶۴، (۵) آیت الکرسی، (۶) سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیات، (۷) سورۃ آلِ عمران کی آیات ۱۸-۱۹، (۸) سورۃ الاعراف کی آیات ۵۴ تا ۵۶، (۹) سورۃ الاعراف کی آیات ۱۱۷ تا ۱۲۲......ان آیات کو بار بار پڑھیں، خاص طور پر یہ آیت (والقی السحرۃ ساجدین)، (۱۰) سورۃ یونس کی آیات ۸۱ تا ۸۲، انہیں بھی بار بار پڑھیں، خاص کر اللہ کا یہ فرمان (ان الله سيبطله)، (۱۱) سورۃ طٰہ کی آیت ۶۹، اسے بھی بار بار پڑھیں، (۱۲) سورۃ المؤمنون کی آخری چار آیات، (۱۳) سورۃ الصافات کی ابتدائی دس آیات، (۱۴) سورۃ الاحقاف کی آیات ۲۹ تا ۳۲، (۱۵) سورۃ الرحمٰن کی آیات ۳۳ تا ۳۶، (۱۶) سورۃ الحشر کی آخری چار آیات، (۱۷) سورۃ الجن کی ابتدائی ۹ آیات، (۱۸) سورۃ اخلاص ''مکمل''، (۱۹) سورۃ الفلق ''مکمل''، (۲۰) سورۃ الناس (مکمل)

یاد رہے کہ مذکورہ آیات اور سورتوں سے پہلے ''اعوذ بالله من الشيطان الرجيم من همزه و نفخه و نفثه'' اور ''بسم الله الرحمن الرحيم'' ضرور پڑھیں۔

مریض کے کانوں میں آپ جب مذکورہ آیات وسورتوں کی تلاوت اونچی آواز اور ترتیل سے کریں گے تو اس پر تین حالتوں میں سے ایک حالت طاری ہوسکتی ہے۔

پہلی حالت:۔ یا تو اسے مرگی کا دورہ پڑ جائے گا (یعنی وہ اچانک زمین پر گر کر بیہوش ہو جائے گا، ہاتھ پیر ٹیڑھے ہو جائیں گے اور منہ سے جھاگ نکلنا شروع ہو جائے گی) اور جادوگر نے جس جن کی اس پر جادو کرنے کی ڈیوٹی لگائی تھی وہ اس مریض کی زبان سے بولنا شروع کر دے گا، اگر یہ حالت اس پر طاری ہو تو اس جن کے ساتھ بالکل اسی طرح نمٹیں جس طرح عام جن والے مریض کے ساتھ نمٹنا چاہیے۔ اور اس کا طریقہ ہم نے اپنی دوسری کتاب الوقایۃ میں ذکر کر دیا ہے، طوالت کے خوف سے ہم اسے یہاں تفصیلاً ذکر نہیں کر رہے البتہ اتنا بتا دیں کہ آپ اس جن سے درج ذیل سوالات کریں:

تمہارا نام کیا ہے؟ اور تمہارا دین کون سا ہے؟ اگر وہ غیر مسلم ہو تو اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دیں اور اگر وہ مسلمان ہے تو اسے بتائیں کہ جو کام کر رہا ہے اسلام اسے درست قرار نہیں دیتا اور جادوگر کی باتوں پر عمل کرنا شریعت کی خلاف ورزی ہے۔ اس جادو کی جگہ کے متعلق سوال کریں کہ اس نے جادو کہاں کر رکھا ہے؟ اگر وہ کوئی جگہ بتا دے تو فوراً کسی کو بھیج کر اسے وہاں سے نکلوا دیں۔ اور یہ بات یاد رکھیں کہ جن اکثر و بیشتر جھوٹ بولتے ہیں، ان میں سچ بولنے والے کم ہی ہوتے ہیں۔

اس سے پوچھیں کہ وہ اس مریض پر جادو کرنے والا اکیلا ہے یا اس کے ساتھ کچھ اور جن بھی ہیں؟ اگر کوئی اور جن بھی اس کا شریک ہو تو اس جن سے مطالبہ کریں کہ وہ اپنے شریک کو بھی لے کر آئے، اگر وہ اسے لے آئے تو آپ اسے بھی سمجھائیں۔

اگر جن یہ کہے کہ فلاں آدمی جادوگر کے پاس گیا تھا اور اس نے اس سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ اس مریض پر جادو کردے،تو اس بات کو مت تسلیم کریں کیونکہ اس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان دشمنی پیدا کردے،اور اس لیے بھی کہ اس کی گواہی مردود اور ناقابل قبول ہے کیونکہ وہ فاسق و فاجر ہے اور جادوگر کا خدمت گار ہے،فرمانِ الٰہی ہے:"یاایھا الذین امنوا ان جاء کم فاسق بنبأفتبینوا"

''اے ایمان والو!اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو اس کے متعلق تحقیق کرلیا کرو''

اگر جن جادو کی جگہ کے بارے میں بتادے اور آپ نے وہاں سے اس چیز کو منگوالیا ہو جس میں جادوگر نے جادو کر رکھا ہے تو اب آپ ایک برتن میں پانی لے لیں اور اسے اپنے منہ سے قریب کرکے اس پر یہ آیات پڑھیں:

☆سورۃ الاعراف کی آیات ۱۱۷تا۱۲۲☆سورۃ یونس کی آیات ۸۱تا۸۲☆سورۃ طٰہٰ کی آیت نمبر۶۹

پھر اس جادو کو،چاہے وہ کاغذ پر ہو یا مٹی پر ہو یا کسی اور چیز پر ہو،اس پانی میں پگھلادیں اور اس کے بعد اسے لوگوں کے عام راستوں سے ہٹ کر کہیں دور اُنڈیل دیں اور اگر جن یہ کہے کہ مریض کو جادو پلادیا گیا تھا تو آپ مریض سے سوال کریں کہ کیا اسے معدے میں درد محسوس ہوتا رہا ہے؟اگر اس کا جواب ہاں میں ہو تو جان لیں کہ جن سچا ہے ورنہ یقین کرلیں کہ وہ جھوٹا ہے۔اگر اس کی بات سچی ہو تو آپ جن سے کہیں کہ وہ اس مریض کو چھوڑ کر چلا جائے اور یہ کہ آپ اس پر کیے گئے جادو کو اللہ کے حکم سے توڑ کر رہیں گے،پھر آپ پانی منگوالیں اور اس پر مذکورہ آیات کے علاوہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر۱۰۲پڑھیں،پھر یہ پانی مریض کو دے دیں جسے وہ چند دنوں تک پیتا رہے اور اس سے غسل کرتا رہے۔

اور اگر جن یہ کہے کہ مریض جادو کے اوپر سے گزرا تھا،یا اس کا کوئی کپڑا لے کر اس پر جادو کیا گیا ہے تو اس حالت میں بھی پانی پر مذکورہ آیات کو پڑھیں،پھر مریض کو اس سے پینے اور چند دنوں تک حمام سے باہر غسل کرنے کا حکم دیں،اس کے بعد سڑک پر اس پانی کو انڈیل دیں۔پھر آپ جن کو مریض سے نکل جانے کا حکم دیں اور اس سے پختہ وعدہ لیں کہ وہ دوبارہ اس مریض کو نہ چھیڑے۔

ایک ہفتے کے بعد مریض دوبارہ آپ کے پاس آئے،آپ دوبارہ اس پر دم کریں،اگر اس کو کچھ بھی نہ ہو تو جان لیں کہ اس پر کیا گیا جادو اللہ کے فضل سے ٹوٹ چکا ہے،اور اگر مریض کو دوبارہ مرگی کا دورہ پڑ جائے تو یقین کرلیں کہ جن جس نے دوبارہ نہ آنے کا وعدہ کیا تھا وہ جھوٹا ہے اور ابھی تک اس نے اس مریض کی جان نہیں چھوڑی۔تب آپ اس سے سوال کریں کہ وہ ابھی تک کیوں نہیں نکلا ہے؟اور اس کے ساتھ نرمی سے نمٹیں،اگر وہ آپ کی بات مان لیتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اس پر قرآن مجید زیادہ سے زیادہ پڑھیں اور اسے ماریں،یہاں تک کہ وہ اس سے نکل جائے اور اگر مریض پر مرگی کا دورہ تو نہیں پڑتا البتہ اسے سر درد محسوس ہوتا ہے تو اسے ایک گھنٹے کی ایک کیسٹ دیں جس میں آیت الکرسی کو بار بار پڑھا گیا ہو،تاکہ وہ اسے ایک ماہ تک روزانہ تین مرتبہ اپنے کانوں سے لگا کر سنے،ایک ماہ کے بعد وہ پھر آپ کے پاس آئے، آپ اس پر پھر دم کریں،امید ہے کہ اسے شفا ہوجائے گی،ورنہ قرآن مجید کی سورتیں (الصافات،یٰسین،الدخان اور الجن) ایک کیسٹ میں ریکارڈ کردیں،جسے مریض تین ہفتے تک روزانہ تین مرتبہ سنے،ان شاءاللہ اس طرح اسے شفا نصیب ہوگی،اگر پھر بھی اسے شفا نہ ہو تو کیسٹ سننے کی مدت میں اضافہ کردیں۔

دوسری حالت:۔ مریض پر دم کے دوران مرگی کا دورہ تو نہیں پڑتا۔البتہ وہ محسوس کرتا ہے کہ اس کو چکر آرہے ہیں۔جسم پر کپکپاہٹ طاری ہوجاتی ہے اور شدید سر درد شروع ہوجاتا ہے،ایسی صورت میں آپ مریض پر مذکورہ آیات والا دم تین بار کریں،اگر اسے مرگی کا دورہ شروع ہوجائے تو پہلی حالت والا علاج شروع کردیں،اور اگر ایسا نہیں ہوتا اور سر درد وغیرہ میں کمی شروع ہوجاتی ہے تو چند ایام تک اسے ایسے ہی دم کرتے رہیں،ان شاءاللہ اسے شفا نصیب ہوگی،اور اگر مریض کو افاقہ نہیں ہوتا تو:

(ا) ایک کیسٹ میں سورۃ الصافات ایک مرتبہ اور آیت الکرسی کئی مرتبہ ریکارڈ کردیں اور مریض کو اسے روزانہ تین مرتبہ سننے کا حکم دیں۔

(۲) مریض سے کہیں کہ وہ نماز باجماعت پڑھنے کی پابندی کرے۔

(۳) فجر کی نماز کے بعد"لا اله الا الله وحده لاشريك له له الملك وله الحمد، وهو على كل شي قدير" کو ایک ماہ تک روزانہ سومرتبہ پڑھا کرے۔

یادرہے کہ پہلے دس یا پندرہ دنوں میں سردرد وغیرہ میں اضافہ ہوجائے گا،لیکن اس کے بعد آہستہ آہستہ کم ہونا شروع ہوجائے گا اور مہینے کے آخر تک کوئی تکلیف باقی نہیں رہے گی، مریض ایک ماہ بعد آپ کے پاس آئے تو اس پر پھر دم کریں، ان شاء اللہ اس کی ساری پریشانی جاتی رہے گی اور اس پر کیا گیا جادو ٹوٹ جائے گا۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پورا مہینہ اس کے دوروں میں اضافہ ہوتا رہے اور اسے کچھ بھی افاقہ محسوس نہ ہو، اگر ایسا ہوتو آپ اس پر پہلی حالت میں مذکورہ آیات والا دم کئی بار کریں، یقینی طور پر اسے مرگی کا دورہ شروع ہوجائے گا اور اس کی زبان سے جن بولنے لگ جائے گا، سو آپ اس کے ساتھ نمٹ سکتے ہیں جس طرح کہ پہلی حالت میں ذکر کردیا گیا ہے۔

تیسری حالت:۔ مریض کودم کے دوران کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا، اگر ایسا ہوتو آپ اس سے اس کی بیماری کی علامات دوبارہ پوچھیں، اگر جادو کی بیشتر علامات اس میں موجود نہ ہوں تو یقین کرلیں کہ اس پر نہ جادو کیا گیا ہے اور نہ یہ مریض ہے، البتہ مزید تاکید کیلئے آپ اس پر تین بار دم کرلیں۔

اور اگر جادو کی بیشتر علامات اس میں موجود ہیں اور آپ نے بار بار دم بھی کیا ہے، لیکن اس کے باوجود بھی اسے کچھ محسوس نہیں ہورہا، اور ایسا بہت کم ہوتا ہے، تو آپ:

(۱) اسے ایک کیسٹ میں (سورۂ یٰسین، الدخان اور الجن) ریکارڈ کردیں اور روزانہ تین مرتبہ اسے سننے کا مریض کو حکم دیں۔

(۲) مریض سے کہیں کہ وہ روزانہ سو بار استغفار کرے۔

(۳) اور"لاحول ولاقوة الا بالله" کا ورد بھی کم از کم سو مرتبہ روزانہ کرے، ایک ماہ گزرنے کے بعد آپ اس پر پھر دم کریں، اور اس کے بعد وہی طریقہ اپنائیں جو پہلی دونوں حالتوں میں ذکر کردیا گیا ہے۔ (جادو کا علاج ،ص:۶۲-۶۷)

تیسرا مرحلہ...... علاج کے بعد:۔ اگر مریض کو اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے شفا دے دے تو آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں جس کی توفیق سے ایسا ہوا، اس کامیابی پر آپ کی عاجزی وانکساری میں اضافہ ہونا چاہیے، نہ یہ کہ آپ تکبر کا شکار ہوجائیں، فرمانِ الٰہی ہے:

"لئن شكرتم لازيدن نكم و لئن كفرتم ان عذابي لشديد"

"اگر تم شکر کروگے تو میں تمہیں ضرور بالضرور اور زیادہ عطا کرونگا اور اگر تم نے ناشکری کی تو جان لو کہ میرا عذاب سخت ہے"

شفایابی کے بعد اس بات کا اندیشہ ہوتا ہے کہ مریض پر دوبارہ جادو کردیا جائے، کیونکہ جادو کے پیشہ ور لوگوں کو جب معلوم ہوتا ہے کہ مریض کسی معالج کے پاس علاج کروارہا ہے تو وہ جادوگروں سے اس پر دوبارہ جادو کردینے کا مطالبہ کرتے ہیں، اس لیے مریض کو چاہیے کہ وہ علاج کے متعلق کسی کو کچھ خبر نہ ہونے دے اور درج ذیل کاموں کی پابندی کرے۔

(۱) نماز باجماعت پڑھنے کی پابندی کرے۔ (۲) گانے اور موسیقی وغیرہ سننا چھوڑ دے۔ (۳) ہر کام کرتے وقت"بسم اللہ" پڑھے۔

(۴) نماز فجر کے بعد"لااله الا الله وحده لاشريك له له الملك وله الحمد، و هو على كل شي قدير" کا ورد روزانہ سومرتبہ کیا کرے۔ (۵) روزانہ قرآن کی تلاوت پابندی کے ساتھ کرے، اگر نہ پڑھ سکتا ہو تو تلاوت سنتا رہے۔ (۶) نیک لوگوں کے ساتھ اپنا اٹھنا بیٹھنا رکھے۔ (۷) سونے سے پہلے وضو کرلیا کرے اور آیت الکرسی پڑھ کر سوئے۔ (۸) اذکارِ صبح و شام کو پابندی کے ساتھ پڑھا کرے۔ (جادو کا علاج ،ص:۶۷-۶۸)

علمائے اہلحدیث کی جنات سے سچی ملاقاتیں

ا۔شتوان جن سے ملاقات: ایک خاتون اپنے خاوند کو سخت ناپسند کرتی تھی اور اس سے اور اس کے گھر سے بددل ہو چکی تھی اور جب بھی اسے دیکھتی تھی اس کے سامنے ایک خوفناک منظر سامنے آجاتا تھا اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک بھیڑیا ہے انسان نہیں، اس کا خاوند اسے ایک قرآنی علاج کرنے والے شخص کے پاس لے گیا، چنانچہ اس نے جب عورت پر قرآن مجید کو پڑھا تو اس کی زبان سے جن بولنے لگا اور اس نے بتایا کہ وہ جادوگر کے ذریعے اس عورت پر مسلط ہوا ہے اور اس کا مشن یہ ہے کہ وہ اس عورت اور اس کے خاوند میں جدائی ڈال دے، سو معالج نے اسے مارا بھی، لیکن جن اس کی جان چھوڑنے پر تیار نہ ہوا، ایک ماہ تک اس کا خاوند اسے معالج کے پاس بار بار لے کر آتا رہا، بالآخر جن نے خاوند سے مطالبہ کیا کہ وہ اس عورت کو طلاق دے دے گو ایک طلاق ہی کیوں نہ ہو۔ خاوند نے اس کا مطالبہ مان لیا اور اپنی بیوی کو ایک طلاق دے دی، اور ایک ہفتہ بعد اس سے رجوع کر لیا، اور وہی ایک ہفتہ تھا جب عورت جن کے شر سے بچی رہی، لیکن اس کے بعد وہ پھر لوٹ آیا، تو خاوند اپنی بیوی کو لے کر میرے پاس آیا، میں نے اس پر قرآن مجید کو پڑھا تو اس پر مرگی کا دورہ پڑ گیا اور میرے اور جن کے درمیان مندرجہ ذیل مکالمہ ہوا:

☆تمہارا کیا نام ہے؟۔جن:''شتوان''

☆اور تمہارا دین کیا ہے؟۔جن:''نصرانی''

☆تم اس عورت میں کیوں آئے؟۔جن: اس میں اور اس کے خاوند میں جدائی ڈالنے کیلئے۔

☆ میں ایک پیشکش کرتا ہوں، اگر تم نے قبول کر لی تو ٹھیک ہے، ورنہ تجھے اختیار ہے۔جن: آپ خواہ مخواہ تکلف کر رہے ہیں، میں اس عورت سے ہرگز نہیں نکلوں گا، اس کا خاوند اسے لے کر فلاں فلاں شخص کے پاس جا چکا ہے۔

☆ میں نے تم سے یہ مطالبہ ہی نہیں کیا کہ تم اس سے نکل جاؤ۔جن: تو آپ کیا چاہتے ہیں؟

☆ میں تجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں، اگر تو نے قبول کر لیا تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں گا، ورنہ دین میں کوئی زبردستی نہیں، پھر میں نے اسے اسلام لانے کی پیشکش کی تو لمبے سوال وجواب کے بعد بالآخر اس نے اسلام قبول کر لیا، پھر میں نے اس سے کہا: تم نے واقعتاً اسلام قبول کر لیا ہے یا ہمیں دھوکا دے رہے ہو؟

اس نے کہا: آپ مجھے کسی کام کیلئے مجبور نہیں کر سکتے، میں تو دل سے مسلمان ہو چکا ہوں، لیکن......

☆ میں نے پوچھا: کیا؟۔اس نے بتایا کہ میں اپنے سامنے نصرانی جنوں کو دیکھ رہا ہوں جو مجھے قتل کی دھمکی دے رہے ہیں۔

☆ میں نے کہا: یہ پریشانی کی بات نہیں ہے، اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ تم دل سے مسلمان ہو چکے ہو تو ہم تمہیں طاقتور اسلحہ مہیا کریں گے، جس کی وجہ سے ان نصرانی جنوں میں سے کوئی بھی تمہارے قریب نہیں آسکے گا۔جن: آپ مجھے ابھی دیں۔

☆نہیں، جب تک ہماری یہ مجلس ختم نہیں ہوتی، تب تک تمہیں وہ اسلحہ نہیں دیا جائے گا۔جن: اس کے بعد آپ اور کیا چاہتے ہیں؟

☆اگر تم واقعی مسلمان ہو چکے ہو تو کفر سے تمہاری توبہ اس وقت تک مکمل نہیں ہوگی جب تک تم ظلم کرنا نہیں چھوڑتے اور اس عورت سے نکل نہیں جاتے۔جن: ہاں میں مسلمان ہو چکا ہوں، لیکن جادوگر سے کس طرح میری جان چھوٹے گی۔

☆ یہ بھی پریشانی کی بات نہیں، لیکن تب جبکہ تم ہماری بات مان لو گے۔جن: جی، میں آپ کی بات مانتا ہوں۔

☆ تو بتاؤ جادو کہاں رکھا ہے؟ جن: عورت کے گھر کے صحن میں، البتہ میں یہ نہیں بتا سکتا کہ صحن میں کس جگہ پر ہے، کیونکہ اس کی حفاظت کیلئے ایک جن کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے، اگر اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ میں نے اس کے متعلق بتا دیا ہے تو وہ اسے کسی اور جگہ پر منتقل کر دے گا۔

☆ کتنے سال سے تم جادوگر کے ساتھ کام کر رہے ہو؟۔جن: گزشتہ دس یا بیس سال سے (یہ شک مجھے ہے) اور اس دوران میں تین عورتوں میں داخل ہو چکا ہوں، جبکہ یہ چوتھی عورت ہے، پھر اس نے پہلی تین عورتوں کے قصے بھی سنا دیئے۔

☆ اب جب مجھے اس کی سچائی کا یقین ہو گیا تو میں نے اسے کہا: لو یہ اسلحہ پکڑو جس کا ہم نے تم سے وعدہ کیا تھا۔جن: وہ کیا ہے؟

☆ وہ اسلحہ آیت الکرسی ہے، جب بھی کوئی جن تمہارے قریب ہو، اسے پڑھ لینا۔ وہ جن بھاگ جائے گا اور کیا تمہیں آیت الکرسی یاد ہے؟۔جن: جی ہاں! مجھے یاد ہوگئی ہے، کیونکہ میں اس عورت سے کئی بار سن چکا ہوں، پھر اس نے پوچھا کہ میں جادوگر سے کیسے نجات پاؤں گا؟

☆ تم اس عورت کو چھوڑ کر مکہ مکرمہ میں چلے جاؤ جہاں تم مؤمن جنوں کے ساتھ رہ سکو گے۔جن: لیکن کیا اللہ تعالیٰ مجھے ان تمام گناہوں کے باوجود قبول کرلے گا۔ میں نے اس عورت کو اور اس سے پہلے دوسری عورتیں کو بہت تنگ کیا ہے؟

> ☆ ہاں! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:"قل یاعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعا انه' ھو الغفور الرحیم "''کہہ دیجئے! اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنے آپ پر زیادتی کی ہے! تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش اور بڑی رحمت والا ہے''

جن یہ سن کر رونے لگا، اور کہا: میں جب چلا جاؤں تو اس عورت سے میری طرف سے گزارش کرنا کہ وہ مجھے معاف کر دے، پھر وہ واپس نہ آنے کا وعدہ کر کے نکل گیا، اس کے بعد میں نے پانی منگوایا، اس پر قرآنی آیات کو پڑھا اور خاوند کو یہ کہہ کر دے دیا کہ اسے گھر کے صحن میں انڈیل دینا، اس طرح اس عورت کو شفا نصیب ہوئی۔ اور کچھ مدت کے بعد خاوند نے مجھے خبر دی کہ اب اس کی بیوی ٹھیک ہے، ایسا یقیناً اللہ کے فضل سے ہوا، اس میں میرا کوئی کمال نہیں۔(جادو کا علاج، ص: ٦٨-٧١)

٢۔جھوٹے جن کی سچی توبہ:۔ میرے پاس ایک شخص آیا اور اس نے بتایا: جب سے میری شادی ہوئی ہے، میری بیوی سے میرے شدید اختلافات ہیں، وہ مجھے انتہائی ناپسند کرتی ہے، میرا ایک لفظ برداشت نہیں کرتی اور چاہتی ہے کہ مجھ سے الگ ہو جائے، میں جب تک گھر میں نہیں رہتا وہ راحت محسوس کرتی ہے، لیکن جونہی گھر میں داخل ہوتا ہوں تو اس کا جسم گویا غضب کی آگ میں بھڑک اٹھتا ہے۔

میں نے اس کی بیوی پر دم کیا، دم کے دوران اس کے ہاتھ پاؤں سن ہو گئے، اسے گھٹن اور سر درد محسوس ہونے لگا، البتہ اس پر مرگی کا دورہ نہ پڑا، میں نے اسے چند سورتیں کیسٹوں میں ریکارڈ کر کے دیں دیں اور ٤٥ دن تک انہیں روزانہ سننے کا اسے حکم دیا اور یہ کہ اس کے بعد وہ دوبارہ میرے پاس آئیں۔

اس مدت کے گزرنے کے بعد اس کا خاوند دوبارہ آیا، اور آتے ہی کہنے لگا۔ ایک عجیب وغریب واقعہ رونما ہوا ہے۔

میں نے کہا: خیر تو ہے......کیا ہوا؟

اس نے بتایا: جب ٤٥ دن کی مدت گزر گئی اور ہم دونوں نے آپ کے پاس آنے کا پختہ ارادہ کر لیا، تو میری بیوی پر مرگی کا دورہ پڑ گیا اور اس کی زبان سے جن بولنے لگا، اور اس نے بتایا کہ میں تمہیں ہر بات بتانے کیلئے تیار ہوں بشرطیکہ مجھے شیخ (صاحب کتاب) کے پاس نہ لے جاؤ، میں جادو کے ذریعے اس عورت میں داخل ہوا تھا اور اگر آپ کو میری بات پر یقین نہیں آ رہا ہو تو یہ تکیہ لے کر آؤ، چنانچہ وہ تکیہ کھولا گیا تو اس میں چند کاغذ موجود تھے جن پر جادو کے الفاظ وحروف لکھے گئے تھے، پھر اس نے کہا: ان کاغذات کو جلا دو، اب اس پر کیا گیا جادو بے اثر ہو گیا ہے اور میں بھی اس عورت سے نکل کر جا رہا ہوں، اور دوبارہ کبھی بھی اس کے پاس نہیں آؤں گا بشرطیکہ میں اس سے نکلنے کے بعد اس عورت کے سامنے آؤں اور اس سے ہاتھ ملاؤں، خاوند نے اس کی اجازت دی، جن عورت سے نکل گیا اور عورت نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور جن سے مصافحہ کیا۔

میں نے اس کے خاوند کو بتایا کہ تم نے جن کو مصافحہ کرنے کی اجازت دے کر غلطی کی ہے، کیونکہ ایسا کرنا حرام ہے، اور رسول اکرم ﷺ

نے غیر محرم کے ساتھ ہاتھ ملانے سے منع فرمایا ہے۔ ابھی ایک ہفتہ گزرا تھا کہ وہ عورت پھر بیمار پڑ گئی، اس کا خاوند اسے لے کر میرے پاس آ گیا، ابھی میں نے ''اعوذ بالله من الشيطان الرجيم '' پڑھا تھا کہ اسے مرگی کا دورہ پڑ گیا اور جن کے ساتھ میری گفتگو کچھ یوں ہوئی:

☆ اے جھوٹے! تم کیوں دوبارہ آ گئے۔ جن: میں آپ کو ہر بات بتاؤں گا بشرطیکہ آپ نے مجھے مارنا نہیں ہے۔

☆ بتاؤ۔ جن: ہاں، واقعی میں نے ان سے جھوٹ بولا تھا، اور میں نے ہی تکیے میں وہ کاغذ رکھے تھے تا کہ وہ میری بات مان لیں۔

☆ تو تم نے ان سے دھوکہ کیا ہے؟۔ جن: میں کیا کروں، مجھے تو اس کے جسم کے ساتھ قید کر دیا گیا ہے۔

☆ کیا تم مسلمان ہو؟۔ جن: جی ہاں

☆ کسی مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ جادوگر کے ساتھ کام کرے، یہ حرام ہے اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے، کیا تمہیں جنت نہیں چاہیے؟۔ جن: جی ہاں، مجھے جنت چاہیے۔

☆ تب جادوگر کو چھوڑ دو، اور مؤمن جنوں کے ساتھ رہ کر اللہ کی عبادت کرو، کیونکہ جادوگر کا راستہ دنیا میں تجھے بد بخت بنا دے گا اور آخرت میں جہنم میں لے جائے گا۔ جن: لیکن یہ کیسے ہوسکتا ہے، وہ تو مجھ پر قابو پائے ہوئے ہے؟

☆ اس نے تم پر اس لیے قابو پایا ہوا ہے کہ تم گناہ کرتے ہو، اور اگر تم سچی توبہ کر لو تو وہ کبھی تم پر قابو یافتہ نہیں ہوسکتا، فرمانِ الٰہی ہے ''ولن يجعل الله للكافرين على المومنين سبيلا'' (اور اللہ تعالیٰ کافروں کو ایمان والوں پر غلبہ ہرگز نہ دے گا)۔ جن: میں توبہ کرتا ہوں، اور اس عورت کو چھوڑ دینے کا پختہ عہد کرتا ہوں، اور دوبارہ اس کے پاس کبھی نہیں آؤں گا۔

اس طرح اس عورت کو اللہ تعالیٰ نے شفا دی، اس پر میں اللہ کا شکر گزار ہوں، کچھ عرصے بعد اس کا خاوند میرے پاس آیا اور اس نے خوشخبری دی کہ اب اس کی بیوی خیریت سے ہے۔ (جادو کا علاج، ص:۷۱-۷۳)

۳۔ آپس میں تفریق ڈالنے والا جن:۔ ایک عورت کا خاوند میرے پاس آیا اور کہنے لگا: وہ مجھ سے نفرت کرتی ہے اور میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی، اور یہ ناپسندیدگی بغیر اسباب کے اچانک آ گئی ہے، جبکہ میں اس سے محبت کرتا ہوں، میں نے اس کے خاوند کے سامنے اس پر قرآن مجید کو پڑھا تو اس پر مرگی کا دورہ پڑ گیا اور اس میں جو جن تھا اس کے ساتھ میری یہ گفتگو ہوئی:

☆ کیا تم مسلمان ہو؟۔ جن: جی ہاں، میں مسلمان ہوں۔

☆ اس عورت میں تم کیوں داخل ہوئے؟۔ جن: میں جادو کے ذریعے اس میں داخل ہوا تھا جو کہ فلاں عورت نے اس پر کیا تھا اور اسے اس نے خوشبو کی شیشی میں بند کر دیا تھا، اس میں داخل ہونے کیلئے مجھے ایک عرصے تک اس کا پیچھا کرنا پڑا، ایک دن ایک چور اس کے گھر کی چھت پر چڑھ گیا تھا تو یہ گھبرا گئی تھی، اور یہی وہ وقت تھا جب میں اس میں داخل ہو گیا۔

> اور یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ جادوگر جب کسی پر جادو کرنا چاہتا ہے تو ایک جن اس کی طرف روانہ کرتا ہے اور یہ جن فوراً اس میں داخل نہیں ہوتا بلکہ اس کیلئے وہ مناسب موقع کو تلاش کرتا ہے، اور اس کے مناسب موقع درج ذیل ہیں:
>
> (۱) شدید خوف، (۲) شدید غصہ، (۳) شدید غفلت، (۴) شہوت پرستی میں مشغولیت
>
> چنانچہ جس شخص پر جادو کرنا مقصود ہوتا ہے، وہ جب ان چار حالتوں میں سے کسی ایک حالت میں ہوتا ہے، شیطان (جن) کو اس میں داخل ہونے کا موقع مل جاتا ہے، الا یہ کہ وہ وضو کی حالت میں ہو اور اللہ کا ذکر اس کی زبان سے جاری ہو تو وہ اس میں داخل نہیں ہوسکتا، اور مجھے خود کئی جنوں نے بتایا ہے کہ جس لمحے میں جن انسان میں داخل ہوتا ہے، اگر وہ اسی لمحے میں اللہ کا ذکر کرتا ہے تو جن جل کر راکھ ہو جاتا ہے، اسی لیے انسان میں داخل ہونے کا لمحہ اس کیلئے زندگی کا مشکل ترین لمحہ ہوتا ہے۔

جن نے کہا: اور یہ عورت تو بھولی بھالی اور بہت اچھی ہے۔

☆ میں نے کہا: تب تمہیں اس سے نکل جانا چاہیے اور پھر دوبارہ اس کی طرف نہیں آنا چاہیے۔

جن: اس کی شرط یہ ہے کہ اس کا خاوند اپنی دوسری بیوی کو طلاق دے دے۔

☆ میں نے کہا: تمہاری شرط قبول نہیں، اور اگر تم نے نکلنا ہے تو ٹھیک ورنہ ہم تمہیں ماریں گے۔ جن: میں نکل جاؤں گا۔

پھر وہ جن نکل گیا، جس پر میں اللہ کا شکر گزار ہوں، اس کے بعد میں نے اس کے خاوند سے کہا کہ یہ جو جن نے بتایا ہے کہ فلاں عورت نے اس کی بیوی پر جادو کیا ہے، غلط ہے، کیونکہ جنوں کا مقصد محض اتنا ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان نفرت پیدا کر دیں، لہٰذا اس کی بات کی تصدیق نہ کریں۔ (جادو کا علاج، ص: ۷۳-۷۴)

۴۔ عورت کے عاشق جن سے مکالمہ:۔ چوتھا نمونہ: ایک شخص اپنی بیوی کو لے کر میرے پاس آیا اور اس نے بتایا کہ اس کی بیوی اسے انتہائی ناپسند کرتی ہے اور جب وہ گھر میں موجود نہیں ہوتا، اسے راحت محسوس ہوتی ہے۔ سو میں نے اس کی بیوی سے بیماری کی علامات پوچھیں تو مجھے معلوم ہوا کہ اس پر سحر تفریق کیا گیا ہے، اس نے قرآنی آیات سنیں تو اس کی زبان سے جن گویا ہوا، اور میرے اور اس کے درمیان درج ذیل مکالمہ ہوا:

☆ تمہارا نام کیا ہے؟۔ جن: میں اپنا نام ہرگز نہیں بتاؤں گا۔

☆ آپ کا دین کیا ہے؟۔ جن: اسلام

☆ تو کیا کسی مسلمان کیلئے جائز ہے کہ وہ مسلمان عورت کو پریشان کرے؟۔ جن: میں تو اس سے محبت کرتا ہوں، اسے پریشان نہیں کرتا، اور میں چاہتا ہوں کہ اس کا خاوند اس سے دور ہو جائے۔

☆ تم ان دونوں میں جدائی ڈالنا چاہتے ہو؟۔ جن: جی ہاں

☆ یہ تمہارے لئے جائز نہیں ہے، اس لیے اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے اس سے نکل جاؤ۔ جن: نہیں، نہیں، میں اس سے محبت کرتا ہوں!

☆ وہ تم سے نفرت کرتی ہے۔۔ جن: نہیں، وہ بھی مجھ سے محبت کرتی ہے۔

☆ تم جھوٹے ہو، وہ تمہیں ناپسند کرتی ہے اور اسی لیے یہاں آئی ہے کہ تمہیں اپنے جسم سے نکال سکے۔ جن: میں ہرگز نہیں نکلوں گا۔

☆ تب میں تمہیں قرآن کے ذریعے، جلا کر راکھ کر دوں گا۔ پھر میں نے اس پر قرآنِ مجید کو پڑھا تو وہ چیخنے لگا، میں نے پوچھا: کیا تم نکلنے کیلئے تیار ہو؟۔ جن: ہاں، میں نکل جاؤں گا، لیکن ایک شرط ہے۔

☆ کیا شرط ہے؟۔ جن: اس سے نکل کر آپ میں داخل ہو جاؤں گا۔

☆ یہ شرط قبول ہے، اس سے نکلو، اور اگر تمہارے اندر طاقت ہے تو مجھ میں داخل ہو کے دکھاؤ۔ پھر کچھ دیر بعد جن رونے لگا، میں نے اس سے پوچھا: تم کیوں رو رہے ہو؟۔ جن: کوئی جن آج تمہارے اندر داخل نہیں ہوسکتا۔

☆ وہ کیوں؟۔ جن: اس لیے کہ آپ نے صبح "لااله الا الله وحده لاشريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شي قدير" کو سوبار پڑھا تھا۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے کہ: "جو شخص سو مرتبہ یہ کلمہ پڑھتا ہے اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے، اس کیلئے سو نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں، اور سو گناہ اس سے مٹا دیئے جاتے ہیں اور شام ہونے تک یہ کلمات اسے شیطان سے بچائے رکھیں گے"

اس کے بعد جن اس عورت سے نکل گیا اور اس بات کا پختہ وعدہ کر کے گیا کہ وہ واپس نہیں آئے گا۔ (جادو کا علاج، ص: ۷۴-۷۶)

کتاب کا نام:۔اسلام اور خانقاہی نظام........ایک تحقیقی و تاریخی جائزہ
مصنف:۔پروفیسر ڈاکٹر امان اللہ بھٹی...... دارالسلام:۔کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

تعریف تصوف ماہرین تصوف کی نظر میں:۔ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:تصوف سے مراد یہ ہے کہ''ان تکون مع اللہ تعالیٰ بلا علاقۃ''''تجھے بلا واسطہ اللہ کی معیت حاصل ہو جائے۔''(رسالہ قشیریۃ ،ص:۱۳۸-۱۳۹)

شبلی رحمہ اللہ اسے جلا دینے والی بجلی سمجھتے ہیں۔

ابن عطاء رحمہ اللہ حق کے ساتھ مانوس ہونے کو تصوف گردانتے ہیں۔(التعرف،ص:۱۰۹)

ابن جلابی رحمہ اللہ تصوف کو بے نام حقیقت سمجھتے ہیں۔وہ فرماتے ہیں۔''التصوف حقیقۃ لا اسم لہ''''تصوف ایک ایسی حقیقت ہے جس کا کوئی نام نہیں ہے۔''(کشف المحجوب،ص:۳۲-۳۳)

ابوعمرو دمشقی رحمہ اللہ کے خیال میں تصوف موجودات کو نقصان کی آنکھ سے دیکھنا بلکہ آنکھ ان سے بند کر لینا ہے۔

ذوالنون مصری رحمہ اللہ سے جب تصوف کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: تصوف یہ ہے کہ تو کسی کا مالک نہ بنے اور نہ کوئی چیز تمہاری مالک بنے۔(رسالہ قشیریہ،ص:۱۳۹)

امام غزالی رحمہ اللہ تصوف کی بنیاد چار چیزوں کو قرار دیتے ہیں: اجتہاد،سلوک،سیر اور طیر۔(روضۃ الطالبین وعمدۃ السالکین،ص:۴۰)

یوسف سلیم چشتی رحمہ اللہ کے ہاں تصوف خدا سے ملنے،اسے دریافت کرنے یا اُسے دیکھنے کی شدید ترین آرزو کا دوسرا نام ہے۔

(تاریخ تصوف،ص:۳بحوالہ اسلام اور خانقاہی نظام،ص:۳۴-۳۵)

تصوف کا ارتقائی جائزہ:

اس نظام کے ارتقاء کے مختلف مراحل،ان مراحل کی اہم شخصیات اور ان کی خصوصیات کو تین ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے:

دورِ اوّل: تاسیس و تنظیم......پہلی تا چوتھی صدی ہجری

دورِ ثانی:تشکیل وفروغ......پانچویں تا آٹھویں صدی ہجری

دورِ ثالث: زوال وانحطاط......نویں صدی ہجری تا حال(اسلام اور خانقاہی نظام،ص:۳۷)

''دور اوّل: تاسیس و تنظیم(پہلی تا چوتھی صدی ہجری):۔ ان حالات کے نتیجے میں کچھ علماء وصلحاء نہ صرف خود کثرتِ عبادت اور زہد وتوکل کی طرف مائل ہوئے بلکہ دوسروں کو بھی ایسی زندگی گزارنے کی تلقین کرنے لگے۔اس سلسلے میں حسن بصری(م۱۱۰ھ)، مالک بن دینار(م۱۲۸ھ)،سفیان ثوری(م۱۴۱ھ)،حبیب عجمی(م۱۵۶ھ)،ابراہیم بن ادھم(م۱۶۱ھ)،داوٗد طائی(م۱۶۵ھ)،عبداللہ بن مبارک(م۱۸۱ھ)اور فضیل بن عیاض(م۱۸۷ھ)رحمہم اللہ جیسے زہاد اور دنیا سے کنارہ کش لوگوں کے نام زیادہ مشہور ہیں۔ان افراد کے عقائد واعمال قرآن وسنت کے مطابق تھے۔عبادت وریاضت کی کثرت کے باوجود انہوں نے دین کے کسی دوسرے شعبے کو نظر انداز کیا تھا نہ ان کے ہاں کسی فلسفے نے جنم لیا تھا اور نہ انہوں نے عبادت کے کسی نئے طریقے کو اختیار کیا تھا۔ان میں سے اکثر کا تعلق بصرہ وکوفہ سے تھا۔

(اسلام اور خانقاہی نظام،ص:۳۹-۴۰)

تیسری صدی کے مشہور صوفیاء:۔ اس دور میں بغداد صوفیاء کی سرگرمیوں کا بہت بڑا مرکز تھا۔ان کے اثرات ایران،شام،مصر اور جزیرہ نمائے عرب تک پھیلتے چلے گئے۔ان دو صدیوں کے مشہور صوفیاء یہ تھے۔معروف کرخی رحمہ اللہ(م۲۰۱ھ)،ذوالنون مصری رحمہ اللہ(م۲۴۰ھ)،حارث محاسبی رحمہ اللہ(م۲۴۳ھ)،سری سقطی رحمہ اللہ(م۲۵۳)،بایزید بسطامی رحمہ اللہ(م۲۶۱ھ)،سہل تستری رحمہ اللہ(م۲۸۳ھ)،

حسین بن منصور حلاج رحمہ اللہ (م ۳۰۹ھ)، ابو بکر شبلی رحمہ اللہ (م ۳۳۴ھ)، ابونصر سراج رحمہ اللہ (م ۳۷۸ھ)، ابو بکر کلاباذی رحمہ اللہ (م ۳۸۵ھ)، ابو طالب مکی رحمہ اللہ (م ۳۸۶ھ) (اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۴۰-۴۱)

دورِ ثانی: تشکیل اور فروغ (پانچویں تا آٹھویں صدی ہجری): ۔اس دور میں تصوف نے ایک ادارے اور مربیوں کے حلقوں نے خانقاہوں کی شکل اختیار کر لی۔مسلم دنیا کے اکثر و بیشتر علاقوں میں خانقاہیں موجود تھیں۔معاشرے کے کھاتے پیتے لوگ اور بسا اوقات حکام و امراء خانقاہوں کی خدمت کرنا دینی خدمت سمجھتے تھے۔حکمرانوں نے خانقاہوں کیلئے جاگیریں الاٹ کیں تاکہ مستقل طور پر مالی انتظام ممکن ہو سکے۔اس دور میں خانقاہوں سے خاص شاگرد تیار کر کے مختلف علاقوں میں نائب بنا کر بھجوائے جانے لگے۔

اس دور کے اہم صوفیاء ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ (م ۴۳۰ھ)، عبدالکریم بن ہوازن قشیری رحمہ اللہ (م ۴۶۵ھ)، ابوالحسن علی ہجویری رحمہ اللہ (م ۴۶۵ھ)، ابو حامد غزالی رحمہ اللہ (م ۵۰۵ھ)، عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (م ۵۶۱ھ)، ضیاء الدین سہروردی رحمہ اللہ (م ۵۶۷ھ)، فریدالدین عطار رحمہ اللہ (۶۲۰ھ)، شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ (م ۶۳۲ھ)، معین الدین اجمیری رحمہ اللہ (م ۶۳۳ھ)، بختیار کاکی رحمہ اللہ (م ۶۳۳ھ)، محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ (م ۶۳۸ھ)، فریدالدین گنج شکر رحمہ اللہ (م ۶۷۰ھ)، جلال الدین رومی رحمہ اللہ (م ۶۷۲ھ)، بوعلی قلندر رحمہ اللہ (م ۷۲۴ھ) اور مخدوم جہانیاں رحمہ اللہ (م ۷۸۵ھ) ہیں۔(اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۴۱ تا ۴۳)

دورِ ثالث: دورِ زوال و انحطاط (نویں صدی ہجری تا حال): ۔اس دور میں خانقاہیں اور جاگیریں ذاتی وراثت بن گئیں۔ حکمرانوں کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے تاویلیں کی جانے لگیں اور اجتہاد کی جگہ تقلید نے لے لی۔تصوف جو کبھی حال تھا، قال بن کر رہ گیا۔ سماع مزامیر (آلات موسیقی) کے ساتھ گانے بجانے اور رقص کا مجموعہ بن گیا۔

اس دور میں جہاں تک تصوف میں اصلاح کی کوشش کا تعلق ہے تو اس میں شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ کا کردار سب سے نمایاں ہے۔انہوں نے وحدت الوجود کی جگہ وحدت الشہود کا نظریہ پیش کیا۔بعد میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے وحدت الوجود اور وحدت الشہود دونوں نظریات کو ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی، ماضی قریب میں مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے بھی تصوف کی اصلاح کی بہت کوشش کی۔

مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ جیسے عالم دین ابن عربی رحمہ اللہ کے نظریات بالخصوص عقیدۂ وحدت الوجود کا دفاع کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔اقبال ابتدائی زندگی میں اسی نظریے کے قائل دکھائی دیتے ہیں اور رومی کے عقیدۂ وحدت الوجود پر مشتمل اشعار کو بڑا پسند کرتے ہیں۔مشائخ چشت کی روحانی فکر کی اساس بھی نظریۂ وحدت الوجود ہی تھا۔اس دور کے اہم رجال تصوف، جن میں زیادہ تر کا تعلق برصغیر سے ہے، ان کے نام یہ ہیں: اشرف جہانگیر سمنائی (۸۰۸ھ)، عبدالکریم جیلی (۸۲۰ھ)، محمد گیسو دراز (۸۲۵ھ)، شیخ احمد سرہندی (۱۰۳۳ھ)، میاں میر لاہوری (۱۰۵۳ھ)، عبداللطیف بھٹائی (۱۱۶۵ھ) شاہ ولی اللہ (۱۱۷۴ھ)، شاہ عبدالقادر (۱۲۳۰ھ)، شاہ رفیع الدین (۱۲۳۳ھ)، شاہ عبدالعزیز (۱۲۳۹ھ)، میاں محمد بخش (۱۳۲۴ھ)، مہر علی شاہ (۱۳۵۶ھ)، اشرف علی تھانوی رحمہم اللہ (۱۳۶۲ھ)۔(اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۴۳-۴۴)

سلوک اور منازل سلوک: ۔سلوک کے لغوی معنی راستہ چلنے کے ہیں۔جو ایک حسی عمل ہے جس سے مراد عاجزی اور طہارت و عشق وغیرہ کی نفسی کیفیات میں سالک (تصوف کے راہی) کا اپنے آپ کو رنگنا یا ان کیفیات کا اپنے اندر پیدا کرنا ہے۔جو فرد اس راہ میں چلتا ہے، اسے سالک کہا جاتا ہے اور جو اس راستے میں ٹھہر جائے، اسے واقف کہتے ہیں اور جو اس ٹکراؤ سے واپس نہ پلٹے بلکہ یہیں وقوف کرے، اسے راجع کہا جاتا ہے۔(اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۵۵)

اہل طریقت کیلئے دس شرائط: ۔سلوک کے مراتب میں اہل طریقت کیلئے دس شرطیں ضروری قرار دی گئی ہیں: طلب حق، طلبِ مرشد حق، ادب، رضائے محنت و ترکِ فضول، تقویٰ، استقامت شریعت، کم کھانا، کم سونا، لوگوں سے کنارہ کش ہونا اور صوم و صلوۃ کا پابند ہونا۔ (مجالس صوفیاء، ص: ۷۷) (اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۵۵)

بیعت کی ضرورت واہمیت:۔ سلوک میں بیعت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ بیعت حقیقت میں شیخ ومرید کے درمیان ایک معاہدہ اور اقرار ہے۔ خانقاہی نصاب تربیت میں بیعت کو لازمی قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ شیخ کی عقل کلی کا پَرتَو جب سالک کے قلب معنوی پر پڑتا ہے تو اس کا حاسۂ روحانی بیدار ہوتا ہے۔ (عصر جدید اور مسائل تصوف، احمد سعید ہمدانی، ص:٦٧)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے نزدیک بیعت کی مختلف اقسام ہیں، گناہوں سے توبہ کیلئے بیعت، بیعت تبرک، تقویٰ پر قائم رہنے کی بیعت اور اس کے علاوہ بیعت خلافت اور بیعت اسلام بھی ہیں۔ ''القول الجميل في بيان سواء السبيل'' ترجمہ پروفیسر محمد سرور، ص:٤٣)
(اسلام اور خانقاہی نظام، ص:٥٦)

مریدین کیلئے پانچ شرائط:۔ خانقاہ میں مرید سے پانچ شرائط بحیثیت شریک طے کی جاتی ہیں: پہلا معاہدۂ مشارطہ دوسری منزلِ مراقبہ تیسرا مقامِ محاسبہ، چوتھی منزلِ معاقبہ اور پانچویں منزلِ مجاہدۂ نفس ہے۔ (کیمیائے سعادت'' ترجمہ نائب نقوی، ص:٣٤٧)
(اسلام اور خانقاہی نظام، ص:٥٦)

لطائف اور مراقبہ ثلاثہ:۔ مریدوں کو مندرجہ ذیل لطائف کی مشق بھی کروائی جاتی ہے: لطیفۂ قلب، لطیفۂ روح، لطیفۂ سری، لطیفۂ خفی، لطیفۂ اخفی اور لطیفۂ نفس، یہ لطائف سلوک کی بنیاد ہیں۔ اس کے بعد مراقبات کی تربیت ضروری سمجھی جاتی ہے۔ پہلا مراقبۂ احدیت، دوسرا مراقبۂ معیت اور تیسرا مراقبۂ اقرابیت ہے۔ (اسلام اور خانقاہی نظام، ص:٥٧)

دوائر محبت:۔ مراقبہ ثلاثہ کے بعد دوائر محبت آتے ہیں۔ دائرہ اول میں وظیفہ یحبهم و یحبونه'' وہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں۔'' کی مشق، دوسرا دائرہ صفات کا ہے اور پھر دائرہ محبت، دائرہ سوم کی مشق ضروری سمجھی جاتی ہے۔ نیز تنزلات ستہ، یعنی مراتب وجود یہ کے بارے میں آ گاہی بھی ضروری سمجھی جاتی ہے۔ (اسلام اور خانقاہی نظام، ص:٥٧)

اصطلاحات تصوف

ارباب تصوف اپنے اسرار ورموز بیان کرنے کیلئے مخصوص الفاظ واصطلاحات استعمال کرتے ہیں۔ ان اصطلاحات کا مقصد یہ بیان کیا جاتا ہے کہ نا اہل لوگ ایسے اسرار ورموز کو جاننے اور چھپانے کی صلاحیت نہیں رکھتے، اس لیے خاص لوگوں کو ان اصطلاحات کے ذریعے سے خاص مطالب ومعانی بتائے جاتے ہیں۔

تمام اصطلاحات کو زیر بحث لانا طوالت کے باعث ممکن نہیں ہے، ان میں کچھ یہ ہیں: حال ووقت، قبض وبسط، خوف ورجاء، انس وہیب۔

حضرت علی ہجویری رحمہ اللہ نے راہِ سلوک میں بارہ حجابات کا ذکر کیا ہے۔ (کشف المحجوب، ص:٢٣٥)

مشائخ طریقت نے سلوک کے ایک سو اسی درجے رکھے ہیں۔ بعض کے نزدیک اس سے کم بھی ہیں۔ (مجالس صوفیاء، ص:١٠٠-١٠١)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے راہ سلوک کی رکاوٹوں کا ذکر بالتفصیل کیا ہے۔ (ھمعات، ص:٣٣) حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ راہ سلوک میں لغزشوں کی سات قسمیں بیان فرماتے ہیں۔ (فوائد الفوائد'' ملفوظات نظام الدین اولیاء'' ترجمہ پروفیسر محمد سرور، ص:٧١-٧٢)، (اسلام اور خانقاہی نظام، ص:٥٨-٥٩)

سلاسل طریقت

اہل تصوف طریقت کے باقاعدہ سلسلوں کا آغاز دور تابعین یا دور تبع تابعین سے کرتے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(١) سلسلۂ عجمیہ (١٥٠ھ) از حبیب عجمی رحمہ اللہ (٢) سلسلۂ ادہمیہ (١٥٠ھ) از ابواسحاق ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ
(٣) سلسلۂ عیاضیہ (١٧٠ھ) از حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ (٤) سلسلۂ کرخیہ (١٩٠ھ) از حضرت معروف بن فیروز کرخی رحمہ اللہ
(٥) سلسلۂ محاسبیہ (٢٣٠ھ) از حارث بن اسد محاسبی رحمہ اللہ (٦) سلسلۂ طیفوریہ (٢٤٠ھ) از طیفور بن عیسیٰ بسطامی رحمہ اللہ

(۷) سلسلۂ سقطیہ (۲۴۵ھ) از ابوالحسن سری سقطی رحمہ اللہ (۸) سلسلۂ جنیدیہ (۲۷۰ھ) از حضرت جنید بن محمد بغدادی رحمہ اللہ

(۹) سلسلۂ نوریہ (۲۸۰ھ) از ابوالحسن احمد بن محمد نوری رحمہ اللہ

وقت کے ساتھ ساتھ ان سلسلوں اور ان کی شاخوں کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ گئی۔ یہ سلاسل طریقت بعد میں موجودہ چار سلسلوں میں مدغم ہو گئے۔

سلسلۂ چشتیہ: ڈاکٹر خلیق احمد نظامی سلسلۂ چشتیہ کی وجہ تسمیہ خراسان کے ایک مشہور شہر چشت کی نسبت سے بیان کرتے ہیں۔ جہاں ایک بڑا مرکز قائم کیا گیا جسے بڑی شہرت حاصل ہوئی اور یہ سلسلہ اس مقام کی نسبت سے چشتیہ کہلانے لگا۔ (تاریخ مشائخ چشت، ص: ۱۳۵)

چشت میں ابواسحاق شامی رحمہ اللہ (م ۳۲۹ھ) مقیم تھے۔ بعد میں یہ سلسلہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ (م ۶۳۳ھ) کے نام سے مشہور ہے جو اس سلسلے کے اہم فرد تھے، وہ ہندوستان آئے اور اجمیر کو مرکز بنایا۔ (تصوف اور سریت، ص: ۲۱۳)

ہندوستان کے مشہور صوفیاء اسی سلسلے سے وابستہ ہیں، مثلاً: فرید الدین گنج شکر رحمہ اللہ (م ۶۴۲ھ)، نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ (م ۷۲۶ھ)، علاء الدین صابر رحمہ اللہ (م ۶۹۱ھ)، نصیر الدین چراغ دہلی رحمہ اللہ (م ۷۵۷ھ)، سیّد محمد گیسو دراز رحمہ اللہ (م ۸۲۵ھ)، شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ (م ۹۴۴ھ)، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ (۱۳۱۷ھ) وغیرہم۔

سلسلۂ چشتیہ کا خاص امتیاز ''نسبت عشق'' کا فروغ ہے جسے وہ محبت کے سوا ہر چیز کا خیال دل سے نکال کر خالی دل کے ساتھ دائمی ذکر کے ذریعے سے حاصل کرتے ہیں۔ (سیر الاولیاء، ص: ۴۶۴)، (اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۶۲-۶۳)

سلسلۂ قادریہ:۔ یہ سلسلہ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (م ۵۶۱ھ) کی نسبت سے قادریہ کہلاتا ہے۔ شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ جید عالم اور حنبلی مسلک کے پیروکار تھے۔ آپ رحمہ اللہ نے اپنے وقت کے نامور علماء سے علم حاصل کیا یہاں تک کہ جامعہ بغداد کے استاذ و مہتمم رہے۔ ان کے اصلاحی مواعظ سے کثیر لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔ ان کے نام سے سلسلۂ قادریہ کی باقاعدہ تنظیم ان کے انتقال کے بعد ہوئی۔ آپ رحمہ اللہ کی طرف بہت سی کرامات منسوب ہیں۔

سلسلۂ قادریہ میں رضائے الٰہی کی طلب کیلئے ذکر کو توجہ دی جاتی ہے۔ یہ ذکر دل کے ساتھ بھی ہوتا ہے اور زبان کے ساتھ بھی۔ نسبت فاروقی کا ظہور اور ذکر پر توجہ سلسلۂ قادریہ کے اختصاصات ہیں۔ یہ سلسلہ عراق اور پاک و ہند میں معروف ہے۔ شیخ ابوالمعالی رحمہ اللہ (م ۱۰۲۴ھ)، شیخ داؤد کرمانی رحمہ اللہ (م ۹۸۹ھ) اور حضرت میاں میر لاہوری رحمہ اللہ (م ۱۰۴۵ھ) اسی سلسلے سے وابستہ تھے۔

(تصوف اور سریت، ص: ۲۱۹ بحوالہ اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۶۵)

سلسلۂ سہروردیہ: یہ سلسلۂ شیخ شہاب الدین ابوحفص عمر بن عبداللہ سہروردی رحمہ اللہ (م ۶۳۲ھ) سے منسوب ہے۔ آپ رحمہ اللہ شافعی المذہب عالم دین تھے۔ تصوف کی تربیت چچا ابونجیب سہروردی اور عبدالقادر جیلانی رحمہم اللہ سے پائی۔ ''عوارف المعارف'' آپ رحمہ اللہ کی مشہور تصنیف ہے جو علم تصوف پر اعلیٰ ترین تصنیف تسلیم کی جاتی ہے۔ چشتی سلسلہ سے منسلک خانقاہوں میں بھی عوارف پڑھی جاتی ہے۔ مشہور فارسی شاعر و ادیب سعدی شیرازی رحمہ اللہ آپ رحمہ اللہ کے مرید تھے۔ برصغیر پاک و ہند میں آپ کا سلسلہ آپ کے خلیفہ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ (م ۶۶۱ یا ۶۶۶ھ) کے توسط سے پھیلا۔ (تصوف اور سریت، ص: ۲۱۹)

سلسلۂ سہروردیہ میں تزکیہ کے متعین اسباق ہیں جن کی طالب علم کو تعلیم دی جاتی ہے۔ ان کے ہاں ذکر قلبی اور توجہ کو بھی اہمیت حاصل ہے۔ (تجلیات سہروردیہ، عبدالسلام سہروردی، ص: ۲۴)، (اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۶۵)

سلسلۂ نقشبندیہ:۔ اس سلسلے کی نسبت بہاؤ الدین نقشبند رحمہ اللہ (م ۷۹۱ھ) سے ہے جن کا تعلق بخارا سے تھا۔ پہلی ہی صحبت میں سالک کے دل سے ماسویٰ اللہ (اللہ کے سوا ہر چیز) کا نقش مٹا کر اللہ تعالیٰ کا نقش دل پر جمانے کی وجہ سے نقشبند کے لقب سے مشہور ہوئے۔

(مجدد الف ثانی، زوار حسین شاہ، ص: ۱۱۵)

قدامت کے اعتبار سے یہ سلسلہ سب سے پرانا ہے، یہ سلسلہ ترکستان میں قائم ہوا اور اس کے سب سے زیادہ مشہور بزرگ خواجہ محمد اتالیسوی رحمہ اللہ ہیں جو ترکستان کے شہر ''یساق'' میں رہتے تھے۔ ہندوستان میں نقشبندی سلسلہ شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ (مجدد الف ثانی رحمہ اللہ) کی وجہ سے مشہور ہے۔ طریقۂ نقشبندیہ میں ذکر قلبی اور ذکر لسانی خفی رائج ہے۔ علاوہ ازیں اس سلسلے میں تکمیل سلوک کے متعین اسباق ہیں اور اس کا باقاعدہ نصاب ہے جو شیخ کی رہنمائی میں مکمل کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے کی اصطلاحات درج ذیل ہیں:

سلسلہ نقشبندیہ کی آٹھ اصطلاحات

ہوش دردم:۔ ہر سانس میں ہوشیار رہنا، یعنی کوئی سانس اللہ تعالیٰ کی یاد سے خالی ہو نہ اس کی معصیت میں گزرے۔

نظر برقدم:۔ چلنے پھرنے میں اپنی نظر نیچی کر کے پیروں پر نگاہ رکھے، ادھر ادھر نہ دیکھے کیونکہ آس پاس کی چیزوں کی طرف توجہ ہونے سے توجہ الی اللہ میں خلل پڑتا ہے اور خیالات منتشر ہوتے ہیں۔

سفر در وطن:۔ آدمی صفات بشریہ اور اخلاق رزیلہ کو ترک کر کے صفات ملکیہ (فرشتوں کی صفات) اور اخلاق فاضلہ حاصل کرے، یعنی طلب جاہ و مال، حسد، بغض و کینہ، خود پسندی اور تکبر وغیرہ سے دل کو پاک کرے کیونکہ جب تک یہ خصائل رذیلہ دل میں ہوں گے دل پاک نہیں ہوسکتا۔

خلوت درانجمن:۔ لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر بھی اپنے وطن اصلی (دل) کی طرف متوجہ رہنا اور اللہ کی یاد سے غافل نہ ہونا۔

یادکردن:۔ اپنے قلب کی طرف متوجہ ہونا اور خیال کرنا کہ قلب سے اللہ اللہ نکل رہا ہے۔

بازگشت:۔ تھوڑے تھوڑے ذکر کے بعد تین بار یا پانچ بار مناجات کی طرف رجوع کرنا۔

نگہداشت:۔ ذکر سے جو کیفیت پیدا ہو اس کو قائم رکھنا اور خطرات اور وساوس سے اپنے قلب کو بچانا۔

یادداشت:۔ ذکر کی اس قدر مشق ہو جانا کہ بے ارادہ اور بے اختیار دل سے اللہ اللہ نکلنے لگے۔

وقوف زمانی:۔ ہوش دردم اور وقوف زمانی کا مطلب تقریباً ایک ہی ہے۔ وقوف زمانی کو صوفیائے کرام ''محاسبہ'' بھی کہتے ہیں۔

وقوف عددی:۔ سالک اللہ کا ذکر وتر، یعنی طاق کرے جیسے ۳، ۵، ۷، ۹ مرتبہ۔ اس میں ذات حق کے ساتھ مناسبت ہے۔

وقوف قلبی:۔ وقوف قلبی سے مراد یہ ہے کہ سالک ہر وقت، ہر آن اور ہر لحظہ، اپنے قلب کی طرف متوجہ رہے اور قلب اللہ کی طرف متوجہ رہے تاکہ ہر طرف سے توجہ ہٹ کر معبود حقیقی کی طرف ہو جائے اور کسی قسم کے خطرات اور وسوسے دل میں نہ آئیں۔

ان سلسلوں کے علاوہ سلسلۂ اویسیہ بھی مشہور ہے جس کا آغاز حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ سے کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان سلسلۂ جات میں سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے جبکہ باقی سلسلے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شروع ہوتے ہیں۔ (آئینۂ تصوف، ص:۹۶ بحوالہ اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۶۵ تا ۶۷)

برصغیر میں اہم خانقاہی مراکز

برصغیر میں اسلام مسلم فاتحین، تاجروں اور صوفیاء کے ذریعے پہنچا۔ ابتدائی دور میں صوفیاء مختلف راستوں سے برصغیر میں داخل ہوئے۔ شیخ سیف الدین رحمہ اللہ وہ پہلے صوفی تھے جو دسویں صدی عیسوی میں پنجاب میں داخل ہوئے۔ (تذکرۂ صوفیائے پنجاب، ص: ۳۸)

بعض سکالرز کے خیال میں شیخ اسماعیل رحمہ اللہ پہلے صوفی تھے جو پنجاب میں وارد ہوئے۔ ابوالحسن علی ہجویری رحمہ اللہ ۱۰۳۹ء کو شیخ کی تعلیم پر لاہور تشریف لائے اور راوی کے کنارے خانقاہ قائم کی۔

زین العابدین رحمہ اللہ بھی ملتان کے اولین صوفیاء میں شمار ہوتے ہیں جو سخی سرور رحمہ اللہ کے والد تھے۔ وہ بغداد سے تشریف لائے تھے۔ جن کے بیٹے سخی سرور رحمہ اللہ کے نام سے مشہور ہیں۔ (اولیائے ملتان، ص:۶۶)

بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ، جو کہ سلسلۂ سہروردیہ کے پنجاب میں بانی ہیں، ملتان میں پیدا ہوئے۔ ان کے آباء واجداد مکہ سے خوارزم اور بعد میں ملتان سکونت پذیر ہوئے۔

معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ بجستان میں پیدا ہوئے، پھر وہ بخارا قرآن کی تعلیم کیلئے گئے۔ وہاں شیخ عثمان ہارونی رحمہ اللہ کے پاس اڑھائی سال روحانی تعلیم پاتے رہے۔ اس کے بعد مدینہ منورہ چلے گئے جہاں انہوں نے خواب میں ہندوستان دیکھا۔ شیخ کے حکم سے چشتی سلسلے کو ہندوستان میں پھیلانے کیلئے یہاں تشریف لائے۔ ۱۱۹۳ء کو وہ دہلی پہنچے، پھر اجمیر سکونت پذیر ہوئے۔ ان کے اس سلسلے کو پنجاب میں فریدالدین مسعود رحمہ اللہ نے تقویت پہنچائی۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ، جو کہ نقشبندیہ سلسلہ کے برصغیر میں بانی سمجھے جاتے ہیں، سمرقند کے نواح سے اپنے شیخ کی ہدایت پر یہاں تشریف لائے اور ایک سال لاہور میں رہے، پھر دہلی میں سکونت پذیر ہوئے۔ (صوفیائے نقشبند، ص:۱۹۲)

مذکورہ معلومات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ تقریباً اولین ادوار کے پنجاب اور برصغیر کے تمام صوفیاء رحمہم اللہ بیرون ممالک سے تشریف لائے اور انہوں نے یہاں پر خانقاہی نظام قائم کیا، ان میں سے اکثر و بیشتر نے خیبر کا راستہ استعمال کیا۔ جن صوفیاء نے اس خانقاہی نظام کو برصغیر میں متعارف کروایا اور اسے وسعت دینے میں بنیادی کردار ادا کیا، وہ بغداد، شام اور بخارا سے تشریف لائے جو صوفی ازم کے مراکز تھے۔

یہاں ہجرت کے بعد صوفیاء نے اپنے اثرات کو پھیلانے کیلئے خانقاہوں کے سلسلے کو وسیع کرنے پر توجہ دی۔ یہ سلسلہ وقت کے ساتھ ساتھ ترقی کرتا چلا گیا۔ عالم اسلام یا برصغیر کے تمام خانقاہی نظام کے اہم مراکز کا ذکر طوالت کے پیش نظر ممکن نہیں۔ صرف پنجاب میں قائم کردہ اہم خانقاہوں اور مزارات کی تفصیل یہ ہے:

شمال مشرقی اور وسطی پنجاب میں گیارہویں، بارہویں صدی عیسوی کی خانقاہیں:۔

۞ حضرت سیف الدین رحمہ اللہ (م ۱۰۰۷ء) اُچ (تذکرہ صوفیائے پنجاب، ص:۳۹) ۞ حضرت علی بن عثمان ہجویری رحمہ اللہ (۱۰۷۳ء) لاہور ۞ حضرت زین العابدین رحمہ اللہ (م ۱۱۲۶ء) ملتان (اولیائے ملتان، ص:۶۶) ۞ حضرت سیّد یعقوب زنجانی رحمہ اللہ (م ۱۱۴۰ء) لاہور (مدینۃ الاولیاء، ص:۲۷۶) ۞ حضرت سخی سرور رحمہ اللہ (۱۱۸۱ء) ڈیرہ غازی خان (حضرت سخی سرور، حمید، ص:۸۵)

شمال مشرقی اور جنوبی پنجاب میں تیرھویں، چودھویں صدی عیسوی کی خانقاہیں:۔

۞ بہاؤ الدین زکریا رحمہ اللہ (م ۱۰۰۷ء) ملتانی فریدالدین مسعود المعروف گنج شکر رحمہ اللہ، اجودھن (موجودہ پاکپتن) (بابا فریدالدین مسعود، ص:۱۰) ۞ حضرت شمس تبریز رحمہ اللہ (م ۱۲۷۶ء) وسطی پنجاب (تاریخ مشائخ چشت، ص:۶۳) ۞ حضرت شاہ رکن الدین رحمہ اللہ (۱۳۳۴ء) (آب کوثر، ص:۳۰۳) ۞ حضرت سیّد جلال الدین رحمہ اللہ (م ۱۳۸۲ء) اُچ (حدیقۃ الاولیاء، ص:۱۲۲)

الغرض چودھویں صدی کے اختتام تک جنوبی پنجاب کے سوا پورے پنجاب میں خانقاہوں نے ایک حیثیت حاصل کر لی تھی۔

(اسلام اور خانقاہی نظام، ص:۶۸ تا ۷۰)

شمال مشرقی پنجاب میں پندرہویں، سولہویں صدی عیسوی کی خانقاہیں:۔ اس دوران لاہور، ملتان اور اُچ کے درمیان بہت سی خانقاہیں قائم ہوئیں۔ ملتان اور اس کے اردگرد مندرجہ ذیل خانقاہیں وجود میں آئیں:

۞ شیر شاہ رحمہ اللہ (م ۱۴۹۹ء) ملتان ۞ سیّد موسیٰ رحمہ اللہ (م ۱۵۹۲ء) ملتان شہر

اُچ اور اس کے گردونواح کی خانقاہیں:۔

❁ سیّد صدرالدین رحمہ اللہ (م۱۴۲۹ء) ❁ شاہ نصیرالدین رحمہ اللہ (م۱۴۴۲ء) ❁ میراں شاہ مبارک رحمہ اللہ (م۱۵۴۸ء)

لاہور اور اس کے گردونواح میں قائم ہونے والی خانقاہیں:۔

❁ شیخ موسیٰ رحمہ اللہ (م۱۴۹۸ء) ❁ شاہ عبدالجلیل رحمہ اللہ (م۱۵۰۴ء)، (حدیقۃ الاولیاء، ص:۱۲۲) ❁ شاہ محمد حضوری رحمہ اللہ (م۱۵۳۵ء) ❁ شاہ ابواسحاق رحمہ اللہ (م۱۵۷۷ء) ❁ سیّد جولان شاہ رحمہ اللہ (م۱۵۹۴ء) ❁ شاہ حسین رحمہ اللہ (م۱۵۹۸ء) ❁ غوث بالا پیر رحمہ اللہ (م۱۵۵۱ء) ستگھرہ، (مشائخ قادریہ، ص:۱۲۹) ❁ شاہ بہاؤالدین رحمہ اللہ (م۱۵۶۵ء) حجرہ شاہ مقیم ❁ شاہ لطیف باری رحمہ اللہ (م۱۵۴۳ء) نور پور، (مشائخ قادریہ، ص:۱۲۹)

شمال مشرقی، جنوب مشرقی اور وسطی پنجاب میں سترہویں، اٹھارہویں صدی کی خانقاہیں:۔ اس دور میں چشتیاں، بہاولپور، لاہور، ملتان، اُچ اور دیگر علاقوں میں بہت سی خانقاہیں قائم ہوئیں جن میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں:

❁ سیّد بلھے شاہ رحمہ اللہ (م۱۷۵۷ء) قصور ❁ پیر سلطان احمد کھٹل رحمہ اللہ (م۱۶۳۱ء) جلال پور پیروالا

❁ مخدوم شہاب العصر رحمہ اللہ (م۱۷۸۳ء) بہاولپور اور نور محمد رحمہ اللہ (م۱۷۹۰ء) چشتیاں، (حدیقۃ الاولیاء، ص:۲۰۹)

❁ نور محمد رحمہ اللہ (م۱۷۸۹ء) حاجی پور

پاکستان میں اہم خانقاہی مراکز: ❁ سلطان باہو رحمہ اللہ (م۱۶۹۱ء) گڑھ مہاراجہ (اولیائے پاک و ہند، ص:۳۲۸) ❁ عبدالقادر رحمہ اللہ (م۱۷۷۶ء) پیر کوٹ، (مشائخ قادریہ، ص:۱۹۹) ❁ وارث شاہ رحمہ اللہ (م۱۷۴۱ء) جنڈیالہ شیر خان ❁ شاہ عبدالرحمٰن رحمہ اللہ (م۱۷۴۰ء) بھڑنج ❁ شاہ سلیمان رحمہ اللہ (م۱۶۵۴ء) بھلوال، (مشائخ قادریہ، ص:۴۳) ❁ شاہ دولہ دریائی رحمہ اللہ (م۱۶۶۴ء) گجرات

❁ سیّد احمد رحمہ اللہ (م۱۷۲۵ء) کوٹلہ ❁ میراں محمد رحمہ اللہ (م۱۶۰۵ء) لاہور ❁ شاہ شمس الدین رحمہ اللہ (م۱۶۱۲ء)، شاہ کبیر الدین رحمہ اللہ (م۱۶۱۵ء)، شاہ محمد طاہر رحمہ اللہ (م۱۶۳۰ء)، شاہ محمد میر رحمہ اللہ (م۱۶۳۵ء)، شیخ محمد طاہر رحمہ اللہ (م۱۶۲۴ء) اور شاہ مدہوری رحمہ اللہ (م۱۶۴۶ء) لاہور، (حدیقۃ الاولیاء، ص:۱۷۳) ❁ شاہ ابوالخیر رحمہ اللہ (م۱۷۱۹ء) شاہ کوٹ۔

جنوبی، مغربی اور شمالی پنجاب میں انیسویں، بیسویں صدی کی خانقاہیں:۔

❁ سیّد صدرالدین رحمہ اللہ (م۱۸۲۵ء) جہانیاں، (مشائخ قادریہ، ص:۱۲۹) ❁ سلطان محمود رحمہ اللہ (م۱۸۱۳ء) بیلہ (رحیم یار خان) ❁ میاں خدا بخش رحمہ اللہ (م۱۸۵۲ء) چاچڑاں ❁ خواجہ محمد عقیل رحمہ اللہ (م۱۸۱۴ء) کوٹ مٹھن ❁ الٰہ بخش رحمہ اللہ (م۱۹۰۱ء) تونسہ۔ پنجاب میں خانقاہی نظام کے وسیع پیمانے پر پھیلنے کی ایک وجہ وہاں کا ماحول تھا۔ خانقاہی سلسلے زیادہ تر دریاؤں کے آس پاس قائم ہوئے۔ لاہور اور ملتان بالخصوص خانقاہی سرگرمیوں کا مرکز رہے۔ صوفیاء خانقاہی نظام کی وسعت کیلئے ہمیشہ کوشاں رہے۔

(اسلام اور خانقاہی نظام، ص:۷۰تا۷۳)

صوفیائے کرام کی نظر میں سنت کی اہمیت

ابوعثمان سعید رحمہ اللہ:۔ ابوعثمان سعید بن عثمان الحیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''من امر السنة على نفسه قولا و فعلا نطق بالحكمة و من امر الهوى على نفسه قولا و فعلا نطق بالبدعة''

''جس نے قول و فعل میں اپنے نفس پر سنت رسول ﷺ جاری کر لی تو وہ شخص حکمت کے ساتھ بولتا ہے اور جس نے اپنے قول و فعل میں اپنی خواہشات کو اپنے نفس پر جاری کر لیا، اس کی زبان سے بدعت ہی کی بات نکلے گی۔ (اللمع، ص:۱۴۴)

ذوالنون مصری رحمہ اللہ:۔ ذوالنون مصری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے اللہ کو کیسے پہچانا تو انہوں نے جواب دیا: میں نے اللہ کو اللہ ہی کے ذریعے سے پہچانا اور اللہ کے سوا باقی تمام چیزوں کو رسول اللہ ﷺ کے ذریعے سے پہچانا۔(اللمع ،ص:۱۴۵)

ابو یزید رحمہ اللہ:۔ ابو یزید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ سے کھانے کی خواہش اور عورتوں کی طرف رغبت ختم کرنے کا سوال کروں گا مگر یہ سوچ کر خاموش رہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ایسا نہ کیا تو میں کیوں خلاف سنت کروں۔(اللمع ،ص:۱۴۵)

ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ:۔ ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ نے جب ایک شخص کو مسجد میں قبلے کی طرف تھوکتے دیکھا تو موسیٰ بن عیسیٰ کے والد سے کہا کہ آؤ واپس چلیں کیونکہ جس شخص کا آداب رسول ﷺ پر عمل نہیں وہ ولیوں اور صدیقوں کے مقام کو کیسے پہنچ سکتا ہے۔(اللمع ،ص:۱۴۵)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اولین صوفیاء وزہاد کے ہاں سنت رسول ﷺ پر عمل کرنا کس قدر ضروری تھا۔ یہی وجہ ہے کہ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ صوفیاء کو باقی لوگوں کی نسبت اتباع رسول ﷺ میں مکمل پیروی کرنے والے قرار دیتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ نے جس بات کا حکم دیا، انہوں نے اس کی تعمیل کی اور جس بات سے روکا، اس سے باز رہے۔(عوارف المعارف ،ص:۴۷)

اولین ادوار کے اکثر صوفیاء نے ہر ایسے طریقے کو، جو سنتِ رسول ﷺ سے ہٹ کر ہو، باطل قرار دیا کیونکہ ان کے نزدیک سنتِ رسول پر عمل کرنے ہی میں کامیابی ہے۔

سہیل بن عبداللہ رحمہ اللہ:۔ سہیل بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''کل وجد لا یشھد له الکتاب والسنة فباطل'' ہر ایسا وجد باطل ہے جس کی قرآن وسنت شہادت نہیں دیتے۔(اللمع ،ص:۱۴۶)

خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ:۔ خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ محبت رسول ﷺ میں والہانہ عقیدت رکھتے تھے، فرماتے ہیں: اس شخص پر افسوس ہے جو قیامت کے دن آپ ﷺ سے شرمندہ ہوگا تو اس کی جگہ کہاں ہوگی؟ جو آپ سے شرمندہ ہوگا، وہ کہاں جائے گا؟ یہ فرما کر آپ رحمہ اللہ رونے لگے۔(سیر الاقطاب ،ص:۴۱)

حضرت جلال الدین رحمہ اللہ:۔ حضرت جلال الدین بخاری رحمہ اللہ (مخدوم جہانیاں جہاں گشت) سالک کیلئے رسول اللہ ﷺ کی متابعت کو قرب کا ذریعہ بتاتے اور درویشوں کو نصیحت فرماتے کہ شریعت کا علم پڑھو، بدعت سے بچو اور سنت پر عمل کرو۔

(مخدوم جہانیاں، جہان گشت، محمد ایوب قادری ،ص:۱۶۵)

شیخ احمد سرہندی نقشبندی رحمہ اللہ: شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ سیّد نور کے نام اپنے مکتوب میں نصیحت فرماتے ہیں کہ اتباع سنت میں کوشش کرو، بدعت اور اہل بدعت سے دور رہو جس جگہ جو کام خلافِ شرع دیکھو، وہاں سے گریزاں اور یکسو ہو جاؤ۔

(مکتوبات، نسیم احمد فریدی ،ص:۷۵ بحوالہ اسلام اور خانقاہی نظام ،ص:۱۱۹ تا ۱۲۱)

صوفیائے کرام کا ذوق نماز: بعض صوفیاء نے علماء کی بیان کردہ شرائطِ نماز کے علاوہ بھی چند شرائط بیان کی ہیں۔ ظاہری نجاست کے علاوہ باطن میں شہوتوں سے پاک ہونا ضروری قرار دیتے ہیں۔ ظاہر میں کپڑے کا گندگی سے پاک ہونا اور باطن میں کپڑے کا حصول پاکیزہ کمائی سے ہونا، شرط نماز ہے۔ نماز کی ایک شرط استقبال قبلہ ہے۔ صوفیاء کے نزدیک ظاہر قبلہ سے مراد کعبہ اور باطن قبلہ سے مراد عرش ہے، نیز اللہ تعالیٰ کے حضور خلوص نیت کے ساتھ مقام ہیبت وفناء میں ہونا، ترتیل کے ساتھ قراءت کرنا، خشوع کے ساتھ رکوع کرنا، تذلیل کے ساتھ سجدہ کرنا، حضوری کے ساتھ تشہد میں بیٹھنا اور صفت فناء کے ساتھ سلام ضروری ہے۔(کشف المحجوب ،ص:۲۶۲)

صوفیاء کے نزدیک سجدے کا ادب یہ ہے کہ بندہ دل میں یہ محسوس کرے کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب کوئی ہے نہ اس سے بڑھ کر کوئی بزرگ و برتر اور عزت والا ہے۔(کشف المحجوب ،ص:۲۶۳) اسی طرح تشہد، دعا اور سلام میں اس معاہدے کے آداب کا خیال کرے جو اس نے نماز میں داخل ہوتے ہوئے کیا تھا۔

حضرت عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نماز کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"الصلاة خطرها عظيم و امرها جسيم و بالصلاة امر الله تبارك و تعالىٰ رسوله محمدا ﷺ و اول ما اوحى الله بالنبوة ثم بالصلاة قبل كل عمل و قبل كل فريضة فى آيات كثيرة"

''نماز کی شان عظیم ہے اور اس کا معاملہ بڑا جلیل القدر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر محمد ﷺ کو نماز کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے آپ ﷺ پر نبوت کی وحی کی، پھر ہر عمل اور ہر فریضے سے پہلے متعدد آیات میں نماز کا حکم صادر فرمایا۔'' (غنیۃ الطالبین، ص:۵۸۶)

کتاب اللمع میں نماز کو تمام امور سے مقدم رکھنے کی تلقین کی گئی ہے: "ان يكون تاهبهم للصلاة قبل دخول وقت الصلاة حتى لايفوتهم الوقت اول الذى هو المختار"

''نماز کا وقت ہونے سے قبل نماز کیلئے لوگوں کی تیاری ہونی چاہئے تا کہ نماز کا اولین وقت جو کہ مختار وقت ہے، ان کے ہاتھ سے نہ نکل جائے۔'' (اللمع، ص:۲۰۳)

صوفیاء نماز میں نہایت انہماک اور توجہ کی تلقین کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ تو ایسے نماز پڑھا کر گویا اللہ تجھے دیکھ رہا ہے اور تیرے ضمیر سے واقف ہے، نیز نماز میں تیری مثال ایسے ہو جیسے جنت تیرے دائیں طرف اور جہنم تیرے بائیں جانب ہے۔ (اللمع، ص:۲۰۵)

صوفیاء نماز کو اللہ اور بندے کے درمیان وصل قرار دیتے ہیں۔

"فالصلاة صلة بين الرب والعبد و ما كان صلة بينه و بين الله" (الخ)

''پس نماز رب اور بندے کے درمیان ایک جوڑ اور وصل ہے اور جو چیز اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان صلہ اور پیوند ہو تو بندے کا حق یہ ہے کہ وہ بندگی پر ربوبیت کے رعب اور دبدبے کی وجہ سے ڈرنے اور گڑگڑانے والا ہو۔''

(عوارف المعارف، ص:۳۰۲، بحوالہ: اسلام اور خانقاہی نظام، ص:۱۳۷ تا ۱۳۹)

صوفیائے کرام اور اہمیت روزہ: مشائخ کے ہاں نماز کے علاوہ باقی عبادات کی پابندی کرنا بھی نجات کیلئے لازم ہے، چنانچہ روزے کے ظاہری آداب اور اس کے باطنی پہلوؤں پر بھی صوفیاء نے خصوصی توجہ مرکوز کی ہے۔ صوفیاء کے خیال میں روزے کو باقی تمام عبادات کی نسبت ایک خاص مقام حاصل ہے کیونکہ اس میں اعضاء کی حرکت شامل نہیں ہے۔ صوفیائے روزے کی اصلیت امساک کو قرار دیتے ہیں اور اسی میں تمام طریقت کو مضمر سمجھتے ہیں۔ اس کا ادنیٰ درجہ بھوک کا روزہ ہے جو ماہِ رمضان میں ہر مسلمان پر فرض ہے۔ جنید بغدادی رحمہ اللہ روزے کو نصف طریقت بیان کرتے ہیں۔ (کشف المحجوب، ص:۲۸۰)

اہل تصوف کے نزدیک روزے کا ادب مقاصد کا درست ہونا، خواہشات سے الگ ہونا، دل کو فاسد خیالات سے پاک رکھنا اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ہے۔ روزوں کی فرضیت واہمیت کے متعلق شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ينبغى للصائم ان يجرد صومه من الاثام و يتمه بتقوى الله عزوجل"

''ہر روزے دار کو چاہیے کہ اپنے روزے کو گناہوں سے بچائے اور اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے مکمل کرے۔''

(غنیۃ الطالبین، ص:۲۴۵)

صوفیاء کے ہاں فرض روزوں کے علاوہ نفلی روزوں کی بھی بڑی اہمیت تھی، چنانچہ بعض صوفیائے کرام رحمہم اللہ نے ساری عمر روزے رکھے۔ ابوعبداللہ احمد بن جابان رحمہ اللہ نے پچاس برس تک مسلسل روزے رکھے، سفر ہو کہ حضر وہ ہمیشہ روزے سے رہتے تھے۔ (اللمع، ص:۲۱۸)

اسی طرح ابوالحسن مکی رحمہ اللہ نے بھی ساری عمر روزے رکھے اور وہ صرف جمعے کے روز روٹی کھاتے تھے۔

صوفیائے کرام اور زکوٰۃ کی اہمیت: ۔عبادات میں جہاں تک زکوٰۃ کا تعلق ہے تو صوفیاء اس حوالے سے ہمیشہ امتیازی مقام کے

حامل رہے ہیں کیونکہ وہ کبھی صاحب نصاب ہوتے ہی نہیں تھے کہ وہ زکوٰۃ ادا کریں۔(اللمع ،ص:۲۱۰)

حضرت علی ہجویری رحمہ اللہ زکوٰۃ کی ادائیگی کو اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرنا خیال کرتے ہیں۔(کشف المحجوب ،ص:۴۷۰،بحوالہ اسلام اور خانقاہی نظام،ص:۱۳۹تا۱۴۰)

صوفیائے کرام اور حج کی اہمیت: اہل خانقاہ کے نزدیک حج ایک ظاہری عبادت ہی نہیں بلکہ اس کے باطنی طور پر بے شمار فوائد ہیں۔ مکہ کو جانے والا ہر قدم اپنے ہاں ایک خاص نشان رکھتا ہے۔حضرت علی ہجویری رحمہ اللہ کے خیال میں حرم کو حرم پاک اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں مقام ابراہیم ہے۔ان کے نزدیک ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو مقام ہیں: ایک مقام تن جو کہ مکہ میں ہے اور دوسرا مقام دل جو خلت ہے۔جو آدمی مقام تن کا قصد کرے اسے تمام شہوات اور لذات سے اعراض کرنا چاہیے اور جو شخص ایسا کرے تو وہ مناسک حج ادا کرنے کے بعد حاجی بن جاتا ہے۔مقام دل کا قصد کرنے والا مالوفات (محبوب اشیاء) سے اعراض اور لذت کو ترک کرتے ہوئے معرفت کے عرفات میں قیام کرتا ہے، وہاں سے الفت کے مزدلفہ کا قصد کرتا ہے، وہاں سے تنزیہ حق کے حرم کے طواف کو جاتا ہے، پھر خواہشات اور فاسد خیالات کے سنگریزوں کو ایمان کے منیٰ میں پھینک دیتا ہے، اس کے بعد اپنے نفس کو مجاہدات کی ذبح گاہ میں قربان کر کے مقام خلت تک پہنچ جاتا ہے۔

(کشف المحجوب،ص:۲۸۵)

حج کے اسرار اور اموز عارفین کیلئے:۔ ایک آدمی جنید بغدادی رحمہ اللہ کے پاس حج کر کے آیا تو آپ رحمہ اللہنے اس سے پوچھا:

''تو نے حج کیا ہے؟''۔اس نے جواب میں کہا:''جی ہاں''

شیخ نے پوچھا:''گھر سے نکلتے اور وطن چھوڑتے وقت تو نے گناہوں کو چھوڑ دیا تھا؟''۔اس نے جواب دیا:''نہیں!''

شیخ نے فرمایا:''آپ سفر پر نکلے ہی نہیں۔سفر میں قیام کے وقت راہ حق کا کوئی مقام بھی طے کیا؟''۔اس نے جواب دیا:''نہیں''

شیخ نے کہا:''تو نے کسی منزل میں قیام کیا ہی نہیں۔کیا تم نے میقات کے مقام پر کپڑے اتارتے ہوئے بشری صفات کو اتارا کہ نہیں؟''

اس نے کہا:''نہیں''

شیخ نے فرمایا:''تب آپ محرم ہوئے ہی نہیں۔''

شیخ نے پوچھا:''عرفات میں وقوف کے وقت مشاہدات کا کشف ہوا؟''۔اس نے جواب دیا:''نہیں''

شیخ نے کہا:''آپ نے عرفات میں وقوف کیا ہی نہیں۔''

شیخ نے پوچھا:''کیا آپ نے مزدلفہ میں تمام نفسانی خواہشات ترک کیں؟''۔اس نے کہا:''نہیں!''

شیخ نے فرمایا:''تب آپ مزدلفہ گئے ہی نہیں۔''

شیخ نے سوال کیا:''کیا دوران طواف آپ نے جمال حق کے لطائف کو دیکھا؟''۔اس نے جواب دیا:''نہیں!''

شیخ نے کہا:''تب آپ نے طواف کیا ہی نہیں۔''

شیخ نے سوال کیا:''صفا اور مروہ کے درمیان سعی کے وقت آپ نے مقام صفا اور مقام مروہ کا ادراک کیا؟''۔اس نے جواب دیا:''نہیں!''

شیخ نے کہا:'' آپ نے ابھی سعی کی ہی نہیں۔''

شیخ نے پوچھا:''منیٰ میں آپ کی تمنائیں ختم ہوئی تھیں؟''۔اس نے جواب دیا:''نہیں!''

شیخ نے کہا:''آپ ابھی منیٰ گئے ہی نہیں۔''

شیخ نے دریافت کیا:''آپ نے جب ذبح گاہ میں قربانی کی تو کیا اپنے نفس کی خواہشوں کو قربان کیا؟''۔اس نے جواب دیا:''نہیں!''

شیخ نے کہا:''پھر آپ نے قربانی کی ہی نہیں۔''

شیخ نے پوچھا: ''جب آپ نے سنگریزے پھینکے تو کیا آپ نے نفسانی خیالات بھی پھینک دیئے؟''۔ اس نے جواب میں کہا: ''نہیں!''
یہ سن کر شیخ نے کہا: ''تو نے سنگریزے پھینکے ہی نہیں اور نہ آپ نے حج کیا۔'' (کشف المحجوب، ص:۲۸۶)

صوفیائے زاہدین:۔ عبادات کی اہمیت و پابندی کے حوالے سے صوفیاء دو طبقوں میں تقسیم کیے جا سکتے ہیں۔ اولین ادوار کے صوفیاء جو حقیقی زاہد تھے ان میں سے کم ہی ایسے تھے جو ان عبادات کی پابندی کرنے والے نہ ہوں۔ (اسلام اور خانقاہی نظام، ص:۱۴۱ تا ۱۴۳)

تزکیۂ نفس کی ضرورت:۔ اسلام نے اعتدال و توسط، علاج بالضد، تغیر و تبدل، صرف نظر، ترغیب و ترہیب اور رجائیت و محبت جیسے اصولوں کے ذریعے سے بھی تزکیۂ نفس کا اہتمام کیا ہے۔

اسلام انسانی معاشرے میں شریعت کی حدود کی پاسداری کرتے ہوئے تزکیۂ نفس کی نہ صرف ترغیب دیتا ہے بلکہ انسانی تزکیۂ نفس کے ایسے سنہری اصول وضوابط بیان کرتا ہے جن پر عمل پیرا ہو کر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم دنیا و آخرت کی فوز و فلاح کے حق دار قرار پائے۔
(اسلام اور خانقاہی نظام، ص:۱۸۷)

صوفیائے کرام کی علمی اور ادبی خدمات

صوفیائے کرام کی علمی خدمات کو دو ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

دور اوّل: متقدمین صوفیائے کرام کی کتب جن کا ذکر تیسری صدی ہجری کے اواخر تک ملتا ہے۔

﴿۱﴾- شیخ یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ کی کتاب ''المریدین'' ﴿۲﴾- شیخ عمر المعروف ابو حفص رحمہ اللہ کی ''قیام اللیل و التهجد''
﴿۳﴾- شیخ حارث بن اسد محاسبی بغدادی رحمہ اللہ کی ''الفکر والاعتبار'' ﴿۴﴾- شیخ منصور بن عمار رحمہ اللہ کی ''مجالس''
﴿۵﴾- شیخ ابوجعفر محمد برجلانی رحمہ اللہ کی ''الصحبة'' اور ''كتاب الصبر'' ﴿۶﴾- شیخ عبید اللہ بن ابوالدنیا رحمہ اللہ کی ''الاخلاق اور كتاب التقوی''
﴿۷﴾- شیخ جنید بغدادی رحمہ اللہ کی ''امثال القرآن'' ''كتاب الرسائل'' اور ''كتاب الودع'' ﴿۸﴾- شیخ ابوالحسن علی بن احمد رحمہ اللہ کی ''الكبير'' ﴿۹﴾- شیخ سہل بن عبد اللہ تستری رحمہ اللہ کی ''وقائع المحبين'' اور ''مواعظ العارفين'' ﴿۱۰﴾- شیخ ابوحمزہ رحمہ اللہ کی ''المتبعين من السياح و العباد المتصوفين'' ﴿۱۱﴾- شیخ محمد بن یحییٰ رحمہ اللہ کی ''المتوكل'' ﴿۱۲﴾- حسین بن منصور حلاج رحمہ اللہ کی ''طاسين الازل، علم البقاء والفناء''

دور دوم:۔ یہ دور تیسری صدی ہجری کی آخری چوتھائی سے شروع ہو کر آج تک کا ہے۔ یہ وہ دور ہے جس میں تصوف پر خوب لکھا گیا ہے۔ مکمل احاطہ تو ناممکن ہے، تاہم کچھ مصنفین، مؤلفین اور تذکرہ نگاروں کی کتب کا تعارف اس طرح سے ہے:

﴿۱﴾- ابونصر عبد اللہ سراج طوسی رحمہ اللہ کی کتاب ''اللمع'' ﴿۲﴾- شیخ ابوبکر رحمہ اللہ کی ''التعرف''
﴿۳﴾- شیخ ابوطالب مکی رحمہ اللہ کی ''قوت القلوب'' ﴿۴﴾- شیخ ابوعبد الرحمٰن سلمی رحمہ اللہ کی ''طبقات الصوفياء''
﴿۵﴾- شیخ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ کی ''حلية الاولياء'' ﴿۶﴾- شیخ ابوالقاسم قشیری رحمہ اللہ کا ''رسالة قشيرية''
﴿۷﴾- شیخ ابوالحسن علی ہجویری رحمہ اللہ کی ''كشف المحجوب'' ﴿۸﴾- خواجہ عبد اللہ انصاری ہروی رحمہ اللہ کی ''منازل السائرين''
﴿۹﴾- شیخ ابوحامد غزالی رحمہ اللہ کی ''احياء العلوم'' اور ''مكاشفة القلوب'' ﴿۱۰﴾- امام عبد الرحمٰن ابن جوزی رحمہ اللہ کی ''صفوة الصفوة، تلبيس ابليس، صيد الخاطر'' ﴿۱۱﴾- شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کی ''فتوح الغيب اور غنية الطالبين''
﴿۱۲﴾- شیخ فرید الدین عطار رحمہ اللہ کی ''تذكرة الاولياء'' ﴿۱۳﴾- شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ کی ''عوارف المعارف''
﴿۱۴﴾- شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کی ''فتوحات مكية'' اور ''فصوص الحكم'' ﴿۱۵﴾- شیخ نجم الدین رازی

رحمہ اللہ کی ''مرصادالعباد''﴿۱۶﴾- مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ کی ''فیہ مافیہ اور مثنوی معنوی''﴿۱۷﴾- شیخ فخر الدین عراقی رحمہ اللہ کی ''لمعات''﴿۱۸﴾- شیخ نورالدین جامی رحمہ اللہ کی ''نفحات الانس''﴿۱۹﴾- حسن علاء سنجری رحمہ اللہ کی ''فوائد الفوائد''﴿۲۰﴾- شیخ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے ''مکتوبات، المکاشفات الغیبیة، المعارف اللدنیة''﴿۲۱﴾- حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی ''ھمعات، لمعات، فیوض الحرمین، حجة اللہ البالغة اور الانتباہ فی سلاسل الاولیاء''﴿۲۲﴾- مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی ''التکشف عن مھمات التصوف اور دیگر کتب''﴿۲۳﴾- پروفیسر یوسف سلیم چشتی رحمہ اللہ کی ''تاریخ تصوف''

مذکورہ کتب کے عام اور مجموعی موضوعات یہ ہیں۔ معرفت حق تعالیٰ، معرفت آخرت، معرفت نفس، طہارت، عبادات، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، آداب شیخ مریدین، منازل سلوک، توبہ، شکر، خوف ورجاء، اخلاص، توکل اور خشوع وخضوع وغیرہ۔

دینی نقطۂ نظر سے کتب تصوف کا مطالعہ اس لیے ناگزیر سمجھا جاتا ہے کہ دین متین کا جامع علم اور اسلامی تعلیمات کا ہمہ پہلو فہم اسی وقت نصیب ہوسکتا ہے جب روح دین کے تناظر میں دین کو پڑھا اور سمجھا جائے۔ روح دین یہ ہے کہ بندہ اللہ کے دین کے باطنی مظاہر کا پابند ہوکر اس کے تمام تر تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اپنی شخصیت کو ہر جہت سے اللہ کے رنگ میں پوری طرح رنگ لے اور اس کی اطاعت محبت کی منزلوں کو عبور کرتے ہوئے کیفیات عشق سے ہم کنار ہوجائے۔

مطالعۂ تصوف کی ضرورت کا دوسرا پہلو عمل ہے۔ جب دین کی روح آشکار ہوجائے تو لازم ہے کہ عمل میں بھی وہ روح جاری ہو اور اس کے تقاضوں کی تکمیل کیلئے سعی وکوشش کی جائے۔

ان کے علاوہ ملفوظاتی لٹریچر ہندوستان کی تہذیبی وفکری تاریخ کا بیش قیمت سرمایہ ہے۔ اس سے نہ صرف صوفیائے کرام کی زندگی اور ان کے افکار ونظریات پر روشنی پڑتی ہے بلکہ اس دور کی ذہنی فضا، معاشی حالات، ادبی تحریکات اور سماجی رجحانات کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ (ملفوظاتی ادب کی تاریخی اہمیت، پروفیسر محمد اسلم، ص:۱۵، بحوالہ: اسلام اور خانقاہی نظام، ص:۱۸۸-۱۹۱)

صوفیاء کے ملفوظات کا آغاز:۔ پاک وہند میں مشائخ کرام کے ملفوظات جمع کرنے کا آغاز ۷۰۷ھ کو فوائد الفوائد (ملفوظات خواجہ نظام الدین اولیاء) سے ہوا۔ میر حسن علاء سنجری رحمہ اللہ نے تصوف میں ایک نئی صنف ایجاد کی اور یہ فن تصوف کی نشر واشاعت کا ایک مؤثر ترین ذریعہ بن گیا۔ (ملفوظاتی ادب کی تاریخی اہمیت، ص:۹)

حسن سنجری رحمہ اللہ کے اس کامیاب تجربے نے دوسرے معاصرین کو اس طرف متوجہ کیا اور ''اُچ'' سے لے کر ''منیر'' (بہار) تک ملفوظات کی ترتیب وتدوین کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ رفتہ رفتہ ملفوظات نویسی خانقاہی نظام کی تعلیم وتربیت کا ایک اہم جزو بن گیا۔

ملفوظات کے علاوہ برصغیر پاک و ہند میں مشائخ کے تذکرے بھی لکھے گئے۔ ان کا آغاز محمد بن مبارک کرمانی کے تذکرے ''سیر الاولیاء'' سے ہوتا ہے، پھر لطائف اشرفی (ملفوظات وحالات سیّد محمد اشرف جہانگیری سمنائی رحمہ اللہ) میں ایک مستقل باب کے ذریعے سے تمام مروجہ سلاسل کے صوفیاء کے حالات لکھ کر متعارف کرایا گیا۔ اس سے پاک و ہند کی تاریخ میں عمومی تذکرہ نویسی کا آغاز ہوا جس کا پہلا نقش ''سیر العارفین'' کی صورت میں ابھرا۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے تو ''اخبار الاخیار'' لکھ کر تذکرہ نویسی کے فن میں تجدید اور تحقیق کی طرح ڈالی۔

ان کے علاوہ صوفیائے کرام رحمہم اللہ کے مکاتیب کے مجموعے بھی ملتے ہیں جن میں تصوف کے اسرار ورموز اور حقائق ومعارف کا بیان ہے۔ چند ایک مکتوبات کے نام یہ ہیں:

مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ۔ مکتوبات شیخ شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری رحمہ اللہ۔ مکتوبات شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ۔ (اسلام اور خانقاہی نظام، ص:۱۹۱-۱۹۲)

صوفیائے کرام کی ادبی خدمات:۔ عالم اسلام میں جہاں کہیں بھی شعری شاہکار پائے جاتے ہیں، وہ صوری و معنوی ہر لحاظ سے رنگ تصوف سے مزین ہیں۔ دوسرے لفظوں میں ان کا مزاج صوفیانہ ہے۔

یہ مبالغہ نہیں حقیقت ہے کہ مسلمانوں کی شاعری کا دامن جس قدر حسین بوقلموں، تشبیہات، استعارات اور تمثیلات وتعبیرات سے مالا مال ہے، اس کی نظیر کسی غیر مسلم قوم کی شاعری میں نہیں ملتی۔ (اسلامی ثقافت، ص: ۶۳۸)

صوفیائے کرام نے زمین شعر و ادب میں حقائق و معارف کی تخم پاشی کی اور شعر و غزل کو اس کے درجۂ کمال تک پہنچا دیا۔ سنائی (م ۵۲۵ھ)، عطار (م ۶۲۷ھ)، رومی (م ۶۷۰ھ)، عراقی (م ۶۸۰ھ)، سعدی (م ۶۹۱ھ)، امیر خسرو (م ۷۲۵ھ)، خواجہ حافظ رحمہم اللہ (م ۷۷۲ھ) کے شعری مجموعے حال وقال کی محفلوں میں ذوق وشوق سے پڑھے اور سنے جاتے ہیں۔ (تصوف اور شریعت، ص: ۲۱۰)

عربی میں ابن عربی رحمہ اللہ اور آثیری رحمہ اللہ، فارسی میں فرید الدین عطار رحمہ اللہ، سنائی رحمہ اللہ، مولانا روم رحمہ اللہ، سعدی رحمہ اللہ، عراقی رحمہ اللہ، بیدل رحمہ اللہ، حافظ ابوالمعالی رحمہ اللہ، ملا شاہ بدخشی رحمہ اللہ، میر جان اللہ رضوی رحمہ اللہ جیسے شعراء نے تصوف کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔ اردو میں میر درد، غالب، ذوق اور اقبال نے صوفیانہ شاعری میں رنگ بھرا۔ ان کے علاوہ علاقائی زبانوں، پشتو میں رحمان بابا اور خوشحال خاں خٹک، سندھی میں شاہ عبداللطیف، شاہ عبدالکریم، شاہ عنایت، مخدوم محمد زماں، قادر بخش بیدل، پیر علی گوہر شاہ، سچل سرمست اور مصری شاہ، پنجابی میں شاہ حسین، بلھے شاہ، شاہ مراد، سیّد مہر علی شاہ، وارث شاہ اور سلطان باہو اور سرائیکی میں بابا فرید، حافظ جمال، خواجہ فرید اور غلام حسین شہید رحمہم اللہ کے نام صوفیانہ شاعری میں سرمائے کی طرح موجود ہیں۔

(ملتان کی ادبی وتہذیبی زندگی میں صوفیائے کرام کا حصہ، ڈاکٹر روبینہ ترین، ص: ۵۴۰، بحوالہ: اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۱۹۲-۱۹۳)

اشاعت اسلام میں صوفیاء کا کردار

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کون سے عوامل تھے جن کے باعث اشاعت اسلام کی راہ ہموار ہوئی اور وہ کون لوگ تھے جن کی تبلیغی مساعی شجر اسلام کے پھیلاؤ کا سبب بنی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مختلف ادوار میں صوفیاء کی انفرادی کوششوں سے اشاعت اسلام کے سلسلے میں بہت سی کامیابیاں ہوئیں اور جب بھی اشاعت اسلام کی تاریخ لکھی جائے گی صوفیاء کی کوششیں ہمیشہ تشکر وامتنان کے جذبات کے ساتھ یاد رکھی جائیں گی۔

پروفیسر یوسف سلیم چشتی مجاہدین اسلام کے ساتھ ساتھ صوفیاء کو ہندوستان میں اشاعت اسلام کا سب سے بڑا سبب گردانتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: ''ہندوستان میں اشاعت اسلام کا باعث مجاہدین اسلام کی شجاعت و ایثار ہی نہ تھا بلکہ اس کا بڑا سبب صوفیائے کرام و اولیائے عظام رحمہم اللہ کی روحانیت بھی تھی جن کی خاموش رشد وہدایت نے اسلام ہندوستان کے گوشے گوشے میں پھیلا دیا۔''

(تاریخ تصوف، ص: ۱۴۰) ڈاکٹر عبدالرحمٰن بدوی بھی اسی نقطۂ نظر کی تائید کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ (تاریخ التصوف الاسلامی، ص: ۲۵)

ڈاکٹر عبدالمجید سندھی ہندوستان میں اشاعت اسلام کے سلسلے میں حکمرانوں کی نسبت صوفیاء کو فائق تصور کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''یہ بات تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں صوفیائے کرام کے ذریعے سے جس قدر اشاعت اسلام ہوئی وہ مسلمان امراء اور حکمرانوں سے نہ ہو سکی۔ صوفیائے کرام نے اس سلسلے میں کسی جبر سے کام نہیں لیا بلکہ رواداری اور وسعت نظر سے کام لیتے ہوئے اپنے حسن اخلاق، خلوص اور محبت سے لوگوں کو متاثر کیا۔ اس طرح انہوں نے ابلاغ دین اور فروغ دین کا فریضہ بڑی خوبی سے سرانجام دیا۔'' (پاکستان کی صوفیانہ تحریکیں، ص: ۲۸)

سالار عجم کے مصنف اشاعت اسلام کے سلسلے میں بزرگان دین کو خراج عقیدت اس انداز میں پیش کرتے ہیں۔ ان بزرگان دین نے توسیع اسلام کے سلسلے میں جو کام کیا وہ کسی فاتح کی تلوار کر سکی نہ کسی بادشاہ کا جاہ وجلال کر سکا۔ یہ خرقہ پوش بظاہر بے سروسامان اور تہی دست تھے لیکن دولت ایمانی، دینی حمیت اور خلق محمدی ﷺ کا جو سرمایہ ان کی جھولی میں تھا اس نے بڑی بڑی بادشاہتوں کو ان کے آگے سرنگوں کر دیا تھا۔ (سالار عجم، مقدمہ)

حضرت علی ہجویری رحمہ اللہ کی تعلیم اور تبلیغ سے بہت سے لوگوں نے دین اسلام قبول کیا جن میں سے ایک رائے راجو بھی تھا جو سلطان مودود بن مسعود غزنوی کی طرف سے لاہور کا نائب تھا۔(پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں،ص:۵۸) آپ کی کوششوں سے متعدد غیر مسلم مسلمان ہوئے اور مسلمانوں کے عقائد اور اعمال کی اصلاح ہوئی اور لوگ شریعت کے پابند ہوئے۔(پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں،ص:۵۹)

شیخ فریدالدین گنج شکر رحمہ اللہ کے ہاتھ پر مغربی پنجاب کے کئی بڑے بڑے قبیلے مسلمان ہوئے۔(آب کوثر،ص:۲۲۲)

حضرت مخدوم جہانیاں رحمہ اللہ کے پاس ہندو حاضر ہوتے اور مشرف بہ اسلام ہوتے۔(مجالس صوفیاء،ص:۳۶۱)

اشرف جہانگیر سمنائی رحمہ اللہ کے وعظ و مناظرے سے بے شمار ہندو مشرف بہ اسلام ہوئے۔انہوں نے کئی نامور جوگیوں کو جھوٹا ثابت کیا اور ایک نامور جوگی بابا کمال پنڈت اور اس کے پانچ ہزار چیلوں کو بھی مشرف بہ اسلام کیا۔حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ کی کوششوں سے پنجاب، سندھ اور بلوچستان کے بے شمار لوگوں کو فیوض و برکات نصیب ہوئیں۔(لطائف اشرفی:۱/۴۰۲،بحوالہ:اسلام اور خانقاہی نظام،ص:۲۰۴-۲۰۶)

معاشرتی اصلاح کے سلسلے میں صوفیاء کے اثرات

خانقاہی نظام نے بے شمار انسانوں کو متاثر کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔اس زاویہ فکر نے تاریخ کے مختلف ادوار میں مختلف معاشروں کو متاثر کیا اور اس حد تک مقبولیت حاصل کی کہ عوام وخواص کے اذہان کو نہ صرف متاثر کیا بلکہ زندگی کی ٹھوس حقیقتوں کو بدلنے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔معاشرے میں رواداری،مساوات،خدمت خلق،عفو ودرگزر،شفقت،دل جوئی اور دلداری جیسا ماحول پیدا کیا۔

اجتماعی ومعاشرتی زندگی پر صوفیاء کے انہی اثرات کا جائزہ ڈاکٹر ظہور الحسن اس طرح لیتے ہیں:''صوفیاء کے قانون حیات کے تمام باب اور ہر باب کی دفعات کا مقصد ومنشاء ایک ایسے سماج کی تشکیل ہے کہ جس میں روحانی خصوصیات وخوبیوں کو ممتاز اور نمایاں درجہ حاصل ہو اور جہاں محبت انسانیت،خدمت،ہمدردی،اخوت،مساوات،ایثار،صدق،خلوص،بردباری،شکر اور تسلیم ورضا کی بالادستی کارفرما نظر آتی ہو۔''
(تذکرہ اولیائے پاک وہند،ص:۹)

آیئے ہم صوفیاء کی زندگی میں ان اعلیٰ اقدار کے عمل دخل کا جائزہ لیتے ہیں۔

حسن اخلاق:۔ حسن اخلاق کے بارے میں بالعموم لوگ غلط فہمی کا شکار ہیں کہ حسن اخلاق صرف خندہ پیشانی اور نرم وشیریں گفتگو کرنے کا نام ہے،حالانکہ ایسا نہیں ہے۔حسن اخلاق،حقوق العباد کو پورا کرنے،اللہ کے بندوں کی ہمدردی وخیر خواہی،مخلوق کی نفع رسانی،خود بھوکے اور پیاسے رہنا اور دوسروں کو پہننے اور کھانے کیلئے دینا اور معاشرے میں کم مرتبہ لوگوں کی عزت افزائی کرنا حسن اخلاق ہے۔

صوفیاء کے پاس سب سے بڑا طاقت ور اور مؤثر ہتھیار یہی تیغ اخلاق تھی،یہی نرمی،خودغرضی سے پاک،مخلوقِ خدا سے محبت، سچی ہمدردی اور ہر ایک کیلئے دل سوزی اور غم خواری تھی جس کے ذریعے وہ لوگوں کے دلوں کو مسخر اور متاثر کر گئے۔

ان کی خانقاہوں میں جو غریب،نادار،مصیبت زدہ اور مظلوم انسان آتے تھے،ان کی ڈھارس بندھتی تھی اور ان کے زخموں پر مرہم لگتا تھا۔(صوفیاء اور حسن اخلاق،ص:۹۰)

یہی وجہ ہے کہ معاشرے کے زخموں کو مندمل کرنے میں صوفیاء نے جو خدمات سرانجام دی ہیں اس کی بناء پر عوام وحکام نے انہیں احترام کی نظر سے دیکھا۔(عصر جدید اور مسائل تصوف،احمد سعید ہمدانی،ص:۱۰۰)

اور انہوں نے برصغیر میں اسی حسن خلق کی بناء پر غیر مسلموں کے دل جیت لیے۔

صوفیاء کی خانقاہیں ایسے مقامات تھے جہاں شاہ وگدا،چھوٹے اور بڑے،امیر وغریب سبھی بلا امتیاز یکساں حاضر ہوتے تھے۔صوفیاء ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کرتے اور ہر طرح سے ان کے کام آتے تھے۔

ڈاکٹر روبینہ ترین صوفیائے کرام رحمہم اللہ کی ہندوستان میں انہی کوششوں کو یوں خراج تحسین پیش کرتی ہیں: ''ایسا معاشرہ جہاں رسم و رواج کی بھرمار، ذات پات کی تمیز، نخوت وتکبر کے جاہلانہ تصورات بام عروج تک پہنچے ہوئے تھے یہاں تک کہ ایک ہی جگہ رہتے ہوئے ایک دوسرے کو ملنے سے کترانے والے لوگ، انہی مشائخ کی کوششوں سے پیار ومحبت، اخوت ویگانگت، مساوات ورواداری اور اتحاد ویکجہتی کی عملی تصویر بن گئے ۔خانقاہوں کی تعلیم وتربیت کا بنیادی مقصد ہی معاشرے کے تمام افراد کو آپس میں مل جل کر رہنے کی ترغیب دینا اور عالم اسلام کو وحدت ویگانگت کی لڑی میں پرونا تھا۔'' (ملتان کی ادبی وتہذیبی زندگی میں صوفیائے کرام کا حصہ، ص: ۳۷۷)

خدمت خلق: ۔مخلوق خدا کی خدمت کرنا، ان کے کام آنا، ان کے مصائب وآلام کو دور کرنا، ان کے ساتھ ہمدردی وغمخواری کرنے اور شفقت سے پیش آنے پر دین اسلام نے بڑا زور دیا ہے۔امت مسلمہ کا المیہ ہے کہ اس نے فرض عبادات کی بجا آوری ہی کو عبادات کی حدود اربع سمجھ رکھا ہے اور اخلاقیات، معاملات اور معاشرت کو دین کے دائرے سے نکال دیا ہے، حالانکہ ایمانیات اور فرض عبادات کا تعلق انسان کی اپنی ذات سے ہے جبکہ معاملات واخلاقیات کا تعلق معاشرے اور پوری ملت سے ہوتا ہے۔ بلاشبہ اسلام کی ساری عمارت انہی ستونوں پر کھڑی ہے۔

اس بات میں کوئی شک وشبے کی گنجائش نہیں کہ عبادات اطاعت الٰہی کا نام ہیں اور اطاعتِ الٰہی میں حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں شامل ہیں، پھران دونوں میں سے حقوق العباد کی اہمیت ہے، لہٰذا صوفیاء نے حقوق العباد کا بہت خیال رکھا ہے، اگر صوفیاء کے ملفوظات کا گہری نظر سے مطالعہ کریں تو ایسی بہت ساری مثالیں مل جائیں گی کہ انہوں نے عام انسانوں، فقیروں اور مسکینوں کے دکھ درد کو بانٹا ہے۔(مذہب، مسلمان اور سیکولرازم، اشفاق احمد خان، ص: ۴۰)

خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کی خانقاہ کا حال ان کے خلیفہ نصیر الدین چراغ رحمہ اللہ اس طرح بیان کرتے ہیں

''از پگاہ تا شام خلق بیامدے، نماز خفتن ہم خلق برسیدے، اما خواہندہ بیش ازاں بود کہ آرندو ہر کہ چیزے بیاوردے چیزے یافتے''

''صبح سے شام تک لوگ آتے عشاء کی نماز میں سب پہنچ جاتے۔لیکن مانگنے والوں سے لانے والے زیادہ ہوتے اور ہر شخص جو کوئی چیز لاتا کچھ نہ کچھ پالیتا۔'' (خیر المجالس، ص: ۲۵۷)

حضرت فریدالدین رحمہ اللہ کی خانقاہ کے دروازے بھی نصف شب تک کھلے رہتے تھے۔

ہیچ کس بخدمت ایشاں نیامدے کہ اوراچیزے نصیب نہ کردے۔

''کوئی بھی ان کی خدمت میں ایسا نہ آتا جسے وہ کوئی چیز عطا نہ کرتے۔'' (فوائد الفوائد، ص: ۱۲۵)

حضرت علی ہجویری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی مسافر کسی کے پاس پہنچے تو وہ اس کی عزت کرتے ہوئے اس کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئے اور کامل ادب واحترام سے اس کا استقبال کرے اور یوں سمجھے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باعظمت مہمانوں میں سے ہے اور اس کے ساتھ وہی سلوک کرے جو انہوں نے اپنے مہمانوں کے ساتھ کیا تھا۔(کشف المحجوب، ص: ۵۰۹)

شفقت ورحم دلی: اہل خانقاہ نے مخلوق خدا پر شفقت، غریبوں اور بے کسوں سے ہمدردی اور شکستہ دلوں کی تسلی کو اپنا معمول بنالیا تھا اور وہ مخلوق کے غم خوار اور ان کیلئے شفقت وترحم کے جذبات رکھنے والے تھے۔

ابوعلی رباطی ایک دفعہ حضرت عبداللہ مروزی رحمہ اللہ کے سفر میں ساتھی بنے تو عبداللہ مروزی رحمہ اللہ زادراہ خود اٹھاتے۔ دوران سفر ایک رات بارش میں ساری رات چادر لے کر ان کے سر پر کھڑے رہے۔(رسالہ قشیریہ، ص: ۱۴۴)

سری سقطی رحمہ اللہ عید کے روز کھجوریں چن کر سامنے گھر میں موجود یتیم بچے کیلئے نئے کپڑے خریدنے کا بندوبست کرتے تھے۔(تذکرۃ الاولیاء، ص: ۱۶۰)

ایک دفعہ بازار میں آگ لگ گئی، سری سقطی رحمہ اللہ کی دکان بچ گئی۔آپ رحمہ اللہ نے اس دکان کا سارا سامان راہ خدا میں درویشوں میں تقسیم کردیا کہ دوسروں کا نقصان ہوگیا ہے اور میرا بچ گیا ہے۔(رسالہ قشیریہ، ص: ۱۱)

عاجزوں کی دستگیری اور حاجت مندوں کی ضروریات کو پورا کرنا صوفیاء کے نزدیک بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ایک صوفی کا قول ہے کہ اللہ کے پاس پہنچنے کی راہیں تو بہت ہیں لیکن سب سے نزدیک راہ دلوں کو راحت پہنچانا ہے۔(بزم صوفیاء،ص:۱۷۴)

خلق خدا پر صوفیائے کی ہمدردی اور خیر خواہی کا یہ عالم تھا کہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ خود اکثر روزے سے ہوتے جب سحری کے وقت کھانے پر اصرار کیا جاتا تو جواب میں فرماتے کہ بہت سے مسکین و درویش مسجدوں کے کونوں اور دوکانوں میں بھوکے پڑے ہیں یہ کھانا میرے حلق سے کیسے اتر سکتا ہے۔

عفوودرگزراوردشمن نواز:۔ صوفیائے نے مخلوق خدا، کافر ومسلم دونوں سے عفوودرگزر کا رویہ اپنایا جس کا معاشرتی ماحول کی خوشگواری پر بہت گہرا اثر پڑا۔

ایک مرتبہ حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ نے ایک یہودی کے پڑوس میں مکان کرائے پر لیا۔آپ رحمہ اللہ کا حجرہ یہودی کے دروازے سے متصل تھا، چنانچہ یہودی نے دشمنی میں ایک ایسا پرنالہ بنوایا جس کے ذریعے پوری غلاظت آپ رحمہ اللہ کے مکان میں ڈالتا رہتا اور آپ کی نماز کی جگہ نجس ہوجاتی۔آپ رحمہ اللہ نے کبھی شکایت نہ کی۔ایک دن یہودی خود ہی عرض کرنے لگا کہ میرے پرنالے کی وجہ سے آپ رحمہ اللہ کو کوئی تکلیف تو نہیں ہے؟ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''پرنالے سے جو غلاظت گرتی ہے اسے جھاڑو دے کر روزانہ دھوڈالتا ہوں،اس لیے مجھے کوئی تکلیف نہیں۔'' یہودی نے عرض کیا: آپ رحمہ اللہ کو اتنی اذیت برداشت کرنے کے بعد بھی کبھی غصہ نہیں آیا...... یقیناً آپ کا مذہب سچا ہے۔(تذکرۃ الاولیاء،ص:۴۷)

حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ سے حاضرین میں سے ایک نے ذکر کیا کہ بعض آدمی جناب والا کو منبر پر اور دوسرے موقع پر برا بھلا کہتے ہیں جو ہم سے سنا نہیں جاتا۔آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''میں نے سب کو معاف کیا،تم بھی معاف کردو اور ایسے آدمی سے جھگڑا نہ کرنا۔'' اس کے بعد آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اگر دو آدمیوں کے درمیان رنجش ہو تو اسے دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے باطن کو عداوت سے خالی کرلے تو دوسرے کی طرف سے بھی آزار کم ہوجائے گا۔(فوائد الفوائد،ص:۱۶۳)

دل جوئی ودل داری:۔ صوفیائے کے نزدیک دل جوئی، دل داری اور دوسروں کو راحت وسکون پہنچانے سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں۔

حضرت جنید رحمہ اللہ، ابن کرینی رحمہ اللہ کے پاس کچھ درہم لے کر گئے کہ آپ یہ درہم لے لیں تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے ان کی ضرورت نہیں۔آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: آپ کو ان کی ضرورت نہیں تو میں ایک مسلمان ہوں، آپ رحمہ اللہ کے لے لینے سے مجھے خوشی ہوگی، لہٰذا آپ رحمہ اللہ مجھے خوش کرنے کی خاطر لے لیں۔'' (اللمع ،ص:۲۶۳)

حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ خواجہ ذوالنون مصری رحمہ اللہ گلی میں جارہے تھے کہ دو مسلمانوں کو شطرنج کھیلتے دیکھ کر فرمایا: اگر یہ وقت یاد الٰہی یا تلاوت قرآن میں بسر کیا جائے تو کیسا اچھا ہے! انہوں نے توجہ نہ دی، چند قدم آگے بڑھ گئے، پھر آپ رحمہ اللہ واپس مڑے اور ان دونوں سے معافی مانگی کہ صاحبان مجھے معاف فرمادیں، میں نے دیوانے پن میں کچھ کہہ دیا تھا۔(فوائد الفوائد،ص۶۲)

سماجی اصلاح ویکجہتی کیلئے صوفیائے کرام کی خدمات

ہندوستان میں صحت منداور صاحب ضمیر معاشرے کی تعمیر میں بے غرض خادمانِ خلق (مشائخ)، بے لوث مصلحین اور معلمین اخلاق کا سب سے بڑا اور مرکزی حصہ ہے۔(تزکیہ واحسان،ص:۹۵)

ڈاکٹر روبینہ ترین کے خیال میں صوفیائے کرام نے برصغیر کے لوگوں کی مذہبی، تہذیبی، ثقافتی اور ادبی زندگی میں عظیم انقلاب پیدا کردیا۔ (ملتان کی ادبی وتہذیبی زندگی میں صوفیاء کا حصہ،ص:۷)

''عوارف المعارف'' میں خانقاہوں کی سماجی زندگی کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

"فھم فی الرباط کجسد واحد بقلوب متفقة و عزائم متحدة ولا یوجد ھذا فی غیرھم من الطوائف" "پس وہ خانقاہوں میں ایسے ہیں گویا جسد واحد ہو اور ان کے قلوب متفق اور عزم متحد ہیں اور یہ چیز ان کے علاوہ کسی گروہ میں نہیں پائی جاتی۔" (عوارف المعارف، ص:۱۱۱)

صوفیائے کرام نے صالح معاشرے کے قیام کیلئے بے پناہ کوششیں کیں۔ انہوں نے عالمگیر اخوت، مساوات اور بھائی چارے کا سبق دیا اور اختلاف وتفریق کو ہوا دینے کی بجائے خلوص، دردمندی، محبت اور مودت کے بے شمار روشن نمونے چھوڑے۔

(اسلام اور خانقاہی نظام، ص:۲۴۸ تا ۲۵۴)

معاشی اقدار کے فروغ کے سلسلے میں صوفیائے کرام کے مثبت اثرات

کسب حلال کا فروغ:۔ اولین صوفیاء (زاہد) کسب معاش خود بھی کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتے تھے۔ سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ فرماتے ہیں، جس نے کسب رزق پر طعن کیا، اس نے سنت پر طعن کیا۔ (اللمع، ص:۲۵۹)

حضرت جنید رحمہ اللہ: کے نزدیک روزی کمانے کا وہی مقام ہے جو ان اعمال کا ہے جن سے اللہ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے اور انسان اس میں اس طرح مشغول ہوتا ہے جس طرح وہ ان اعمال کو بجالانے میں مشغول ہوتا ہے جو مستحب ہیں، مثلاً: نوافل وغیرہ (التعرف، ص:۱۰۳)

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ: کے خیال میں جس نے طلب معاش کیلئے اپنا پسینہ نہیں بہایا اس میں خیر نہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ تیرا کسب تجھے توکل سے نہیں روک سکتا، بشرطیکہ تو ان دونوں کو کسب میں پیش نظر رکھے اور ضائع نہ کرے۔ (اللمع، ص:۲۵۹)

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ: کسب معاش کرنے والے کو دلیر اور بہادر شخص تصور کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں: تمہارا فرض ہے کہ تم بہادر اور دلیر انسانوں کا طریقہ کار اپناؤ، کسب حلال تلاش کرو اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو۔ (اللمع، ص:۲۶۰)

ابوحفص حداد رحمہ اللہ: بیس برس تک روزانہ ایک دینار کے بدلے سارا دن مزدوری کرتے رہے اور کبھی بھی کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کیا۔ (اللمع، ص:۲۶۰) (اسلام اور خانقاہی نظام، ص:۲۷۶ تا ۲۷۷)

صوفیائے کرام کی فیاضی وسخاوت: متقدمین صوفیائے کرام نہ صرف کسب حلال کی تلقین فرماتے بلکہ اسے راہ خدا میں خرچ کرنے کی بھی ترغیب دیتے تھے۔

ابونصر سراج طوسی رحمہ اللہ: فرماتے ہیں کہ میں نے ایک صوفی کو بچشم خود دیکھا کہ وہ ہر سال ایک ہزار دینار اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتے تھے۔ (اللمع، ص:۲۱۱)

ابوعلی مشتولی رحمہ اللہ: اس قدر خرچ کرتے تھے کہ مصر کے تاجر بھی اس پر حیران تھے۔ (اللمع، ص:۲۱۱)

حضرت ابراہیم خواص رحمہ اللہ: نے اپنے ہم سفر نوجوان کے بیمار ہونے پر اپنے گدھے کو بیچ کر اس پر خرچ کر دیا۔ (فوائد الفوائد، ص:۲۹۷)

ابوالحسن نوری رحمہ اللہ: نے بہت سارا مال اپنے گھر میں ڈال دیا اور بغداد کے صوفیوں سے کہا: آپ میں سے جسے بھی جس قدر ضرورت ہو، وہ اندر جائے اور اپنی ضرورت کے مطابق مال لیتا جائے۔ (اللمع، ص:۲۵۸)

حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمہ اللہ: کے جود وسخا کا یہ حال تھا کہ لنگر خانے میں جو چیزیں ہوتیں فوراً تقسیم کر دیتے۔ جس روز کوئی چیز نہ ہوتی تو خانقاہ کے ملازم سے فرماتے اگر پانی ہو تو اس کا دور چلاؤ کہ کوئی روز بخشش اور عطا سے خالی نہ جائے۔ (بزم صوفیاء، ص:۴۷)

شاہ سلیمان تونسوی رحمہ اللہ: کے قدموں میں دنیا کی ہر نعمت آ گئی تھی لیکن استغناء کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے کبھی فارغ البالی کی زندگی بسر نہیں کی بلکہ جو کچھ ان کی خانقاہ میں پہنچتا تھا فوراً تقسیم کر دیتے تھے اور اپنے لیے کچھ نہ رکھتے تھے۔ (تاریخ مشائخ چشت: ۱/۶۲۴)

سلسلۂ چشتیہ میں کھانا کھلانے کی فضیلت سب سے زیادہ ہے۔ مشائخ نے ہر آنے جانے والے کیلئے لنگر کو عام کر رکھا تھا۔ حضرت محبوب الٰہی رحمہ اللہ کی خدمت میں کوئی شخص اپنی مصیبت بیان کر کے دعا کرنے یا تعویذ لینے آتا تو آپ رحمہ اللہ اصرار کرتے تھے کہ پہلے کچھ کھا لو۔ (فوائد الفوائد، ص:۲۳۳)

حضرت نظام الدین رحمہ اللہ: فرماتے ہیں کہ نیکی دو طرح کی ہے: ایک وہ جس کا نفع صرف کرنے والے کی ذات کو پہنچے اور وہ نماز، روزہ، حج اور تسبیح ہے۔ دوسری نیکی وہ ہے جس کا فائدہ دوسروں کو پہنچے اور وہ اتفاق شفقت اور دوسرے کے حق میں مہربانی کرنا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس کا ثواب بے حساب ہے۔ (فوائد الفوائد، ص:۱۴، بحوالہ اسلام اور خانقاہی نظام، ص:۲۷۷-۲۷۸)

دکھی انسانیت کی بے لوث خدمت:۔ متقدمین صوفیائے کرام کے دربار اور خانقاہیں ایسے مقامات تھے جہاں شاہ و گدا، چھوٹے بڑے، امیر و غریب یکساں حاضر ہوتے تھے۔ صوفیائے کرام ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کرتے تھے اور ہر طرح سے عوام کے کام آتے تھے۔ (تاریخ پاک و ہند، ص:۳۵۰)

شیخ برہان الدین رحمہ اللہ: اپنے معتقدین کو تلقین فرمایا کرتے تھے کہ وہ لوگوں کی راحت رسانی میں کوشاں رہیں۔ دیکھو ایک درخت خود دھوپ میں کھڑا رہتا ہے لیکن دوسروں کو سایہ دیتا ہے۔ لکڑی خود تو جلتی ہے لیکن اوروں کو آرام پہنچاتی ہے۔ اسی طرح انسان خود تکلیف اٹھائے اور اپنی تکلیف کا خیال نہ کرے لیکن دوسروں کو فائدہ اور آرام پہنچائے۔ (بزم صوفیاء، ص:۲۸۵)

خانقاہ نشینوں نے مذہب کی روح اور غایت کو دنیا طلبی اور عزت و شہرت کے حصول کیلئے وسیلہ نہیں بنایا بلکہ اسلام کی روح کو خدمت خلق، رواداری اور صلح جوئی میں تلاش کیا۔ خانقاہوں میں مسائل کے باوجود دن رات لنگر جاری رہتا، ہدیے میں کپڑا آتا تو بانٹ دیا جاتا، نذرانے میں اشرفیاں آتیں تو تقسیم کر دی جاتیں، خانقاہوں میں مسافروں کے قیام و طعام کا انتظام بھی ہوتا۔ تھکے ماندے مسافر جو دور دراز کا سفر کر کے ان خانقاہوں میں قیام کرتے تو ان کے روحانی اور جسمانی سکون کا مکمل انتظام ہوتا اور جب مسافر اگلی منزل کیلئے روانہ ہوتے تو شیخ انہیں زادِ راہ کے طور پر نقدی بھی دیتے اور اگر ان کے پاس سواری کا انتظام نہ ہوتا تو سواری بھی مہیا کرتے۔ (جوامع الکلم (ملفوظات بندہ گیسو دراز)، محمد اکبر حسینی، ص:۰۲)

حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ: نے جمنا کے کنارے کنویں سے پانی کھینچنے والی ایک عورت سے پوچھا کہ اری! جمنا کا پانی کیوں نہیں پیتی تو اس نے جواب دیا: وہ پانی بھوک لگاتا ہے جبکہ میرے گھر والا غریب ہے۔ اس پر آپ رحمہ اللہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور خادم کو بلا کر ڈیوٹی لگائی کہ عورت سے معلوم کرو کہ ماہانہ خرچ میں کتنا گھاٹا رہتا ہے، اتنا خرچ اسے خانقاہ سے دے دیا کرو۔ (جوامع الکلم "ملفوظات بندہ گیسو دراز" ص:۱۰۲)

یہی نہیں بلکہ امراء اور غرباء کے درمیان ان بزرگوں کا وجود حلقہ اتصال بنا ہوا تھا، ان کے ذریعے سے غریبوں تک بھی وہ نعمتیں پہنچ جاتی تھیں جن کا نام بھی اس دور کے غریبوں نے شاید نہ سنا ہو۔

(ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت، مناظر احسن گیلانی، ص:۲۲۵، بحوالہ: اسلام اور خانقاہی نظام، ص:۲۷۸ تا ۲۷۹)

سیاسی خدمات کے ضمن میں صوفیاء کے مثبت اثرات

اعلائے کلمۃ اللہ: بسا اوقات ان خانقاہ نشینوں نے مطلق العنان سلاطین اور جابر بادشاہوں کے غلط اور خطرناک رجحانات اور بے اعتدالیوں کا مقابلہ کیا، ان کے منہ پر کلمۂ حق کہہ کر اور ان سے اختلاف ظاہر کر کے حکومت اور معاشرے کو بعض خطرناک نتائج اور تباہی سے بچا لیا اور ان کی تربیت اور ان کی عملی مثالوں نے لوگوں میں ہمت و حوصلہ، بے خوفی اور شجاعت پیدا کی۔ (تزکیہ و احسان، ص:۱۰۳)

ہندوستان میں اکبر کے دور میں ساری سلطنت کا رخ الحاد اور لادینیت کی طرف ہو گیا تھا۔ ہندوستان کا بادشاہ ایک وسیع طاقت ور سلطنت کے پورے وسائل کے ساتھ اسلام کا امتیازی رنگ مٹانا چاہتا تھا۔ اسے وقت کے لائق ترین اور ذہین ترین افراد اس مقصد کی تکمیل

کیلئے حاصل تھے۔ایسے دور میں ایک درویش شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ نے تن تنہا اس انقلاب کا بیڑا اٹھایا اور اپنے یقین وایمان،عزم وتوکل اور للّٰہیت سے سلطنت کے اندر ایک ایسا اندرونی انقلاب شروع کیا کہ سلطنت مغلیہ کا ہر جانشین اپنے پیش رو سے بہتر ہونے لگا یہاں تک کہ اکبر کے تخت پر بالآخر محی الدین اورنگ زیب رحمہ اللہ جیسا حکمران نظر آیا۔(تصوف کیا ہے؟ص:۱۱۵)

خلیق احمد نظامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے مذہبی تذکرے اور تاریخی کتابیں اگر کسی حد تک قابل اعتبار ہیں اور کوئی وجہ نہیں کہ انہیں معتبر نہ سمجھا جائے تو اس حقیقت کو تسلیم کرنے میں کوئی تامل نہیں ہونا چاہیے کہ انہی بزرگوں نے مسلمان فرمانرواؤں کو اسلام کے احکام کو مکمل طور پر فراموش کر دینے سے روکا۔(تاریخ مشائخ چشت:۱/۱۰۷،۱۰۸)

ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ کے خیال میں ان کے اعلائے کلمۃ اللہ کی وجہ بادشاہوں کے تحائف سے اعراض تھا۔ان صوفیائے کرام رحمہم اللہ نے سلطنت کے عہدوں،امراءاور اہل دولت کی گراں قدر پیش کشوں اور زمین وجائیداد کے قبول کرنے سے اکثر پرہیز کیا اور زہد واستغناء،قناعت و توکل اور خودداری کی روایات قائم رکھیں۔(تزکیہ واحسان،ص:۱۰۴،بحوالہ:اسلام اور خانقاہی نظام،ص:۲۹۴ تا ۲۹۵)

حکمرانوں سے روابط اوران کی اصلاح: مشائخ نے مختلف ادوار میں حکمرانوں سے گہرے روابط بھی رکھے۔ان بزرگان دین کے مقاصد جلیل القدر بےلوث اور انسانیت پرور تھے۔اس لیے شاہان دہلی اور ارباب امارت واقتدار کی نگاہوں میں ان کی بہت زیادہ قدر و منزلت تھی۔(تاریخ پاک وہند،ص:۳۵۰)

سلطان علاؤالدین کی تخت نشینی کے بعد شیخ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ اور حکومت وقت کے مابین تعلقات کے ایک نئے باب کا آغاز ہوتا ہے اور جماعت خانہ،دربار میں تعاون اور مفاہمت کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔کتب تصوف اور تاریخی مآخذ اس پر متفق ہیں کہ سلطان علاؤالدین شیخ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ سے گہری عقیدت رکھتے تھے۔(سیر الاولیاء،ص:۱۴۲)

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ نے شاہان وقت سے رابطہ قائم کر کے انہیں تلقین وہدایت کی،چنانچہ آپ رحمہ اللہ نے اپنے ایک طویل خط میں سکندر لودھی کو مخلوق کی خدمت اور ان کی غم خواری اور ائمہ وعلماء کی تیمارداری اور ان کی تعظیم وتوقیر کی طرف توجہ دلائی۔

(عبدالقدوس گنگوہی اور ان کی تعلیمات،اعجاز الحق قدوسی،ص:۲۱۸)

صوفیاء رحمہم اللہ کے اپنے دور کے حکمرانوں سے بڑے اچھے مراسم تھے۔انہیں وقتاً فوقتاً مشورے دیتے اور نصیحتیں فرماتے تھے۔یہ بزرگ اس بات کے بھی حامی تھے کہ مسلمانوں کی مرکزی حکومت زیادہ سے زیادہ مضبوط ہو اور اس کیلئے مختلف طریقوں سے ہمیشہ کوشاں رہے۔التمش کے خلاف بغاوت ہوئی تو بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ نے ان کی پوری مدد کی۔لودھی سلاطین میں سلطان سکندر لودھی حضرت شیخ سماء الدین رحمہ اللہ کا مرید تھا اور انہی کے زیر اثر پانچ وقت کی نماز باجماعت ادا کرتا تھا اور قرآن کی تلاوت کرتا تھا۔

(ہندوستان کے سلاطین،علماء اور مشائخ کے تعلقات پر ایک نظر،ص:۹۸)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے دین دار اور با اثر امراء کو خطوط لکھ کر انہیں حکومت کی اصلاح اور اس کا رُخ بدلنے کی سعی پر اُبھارنا شروع کیا۔ابوالفضل اور فیضی کے انتقال کے بعد دین دار اور با اثر امرائے سلطنت اکبر کے اور زیادہ قریب ہوگئے اور ان کی کوششوں سے زندگی کے آخری لمحات میں اکبر از سرنو مسلمان ہوگیا تھا۔(تصوف اور اہل تصوف،احمد عروج قادری،ص:۱۱۴)

چشتیہ سلسلے کے اکثر بزرگ،بادشاہوں کے دربار سے دور رہے،البتہ بعض بزرگوں نے بادشاہوں کی اصلاح کیلئے ان پر توجہ دی اور مختلف علاقوں کے حکمرانوں سے تعلق رکھے۔جس سے مسلمان سلاطین کی اصلاح ہوتی تھی اور شرعی قوانین نافذ ہوتے تھے۔

(پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں،ص:۳۰،بحوالہ:اسلام اور خانقاہی نظام،ص:۲۹۵ تا ۲۹۶)

سلاطین کے توسط سے عوام کی دادرسی:۔ مشائخ اپنے دور کے بڑے بڑے جابر وظالم امراء اور سلاطین کے دلوں پر حکمرانی کرتے تھے اور انہیں مخلوق خدا پر ظلم وستم کرنے سے باز رکھتے تھے۔ یہ حکمران ان سے ڈرتے تھے اور ان کی اطاعت کو ذریعہ نجات سمجھتے تھے۔

(تاریخ تصوف (چشتی)، ص:۱۴۰)

سلطان غیاث الدین رحمہ اللہ حضرت خواجہ فرید رحمہ اللہ سے معتقدانہ تعلقات رکھتا تھا اور حضرت خواجہ رحمہ اللہنے ایک آدمی کے اصرار پر سلطان کو ایک سفارشی رقعہ لکھا۔ (تاریخ دعوت وعزیمت :۴۱/۳)

سیّد مخدوم جہانیاں رحمہ اللہ نے ایک قیدی کی بیس مرتبہ سفارش کی۔

(سیر العارفین، حامد بن فضل اللہ جمالی، ص:۲۰۲، ۲۰۳، بحوالہ اسلام اور خانقاہی نظام، ص:۲۹۷ تا ۲۹۶)

باکمال صوفی شیخ احمد سرہندی نقشبندی رحمہ اللہ المعروف مجددالف ثانی: (۹۷۱ھ-۱۰۳۴ھ): برصغیر پاک وہند کی فکری و دینی تاریخ میں دسویں صدی ہجری کا زمانہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ ناخواندہ اور دین اسلام کی ابدی حقیقتوں سے بے خبر مسلمانوں کیلئے یہ دور بڑا پر آشوب اور پر فتن تھا۔ اس دور میں ذہین وہوشیار تاج دار ہند اکبر اپنی حکومت کے استحکام کی خاطر اسلامی تعلیمات کو مٹانے کے درپے تھا۔ اس نے دین الٰہی کے نام سے اسلام کی جگہ اس جدید دین کی بنیاد رکھی جس میں صریح شرک کا دخول، سود اور جوئے کی حلت، داڑھی کی درگت، غسل جنابت کی منسوخی، نکاح کے قوانین میں مضحکہ خیز ترمیمیں، بے پردگی کا رواج، زنا کی تنظیم، میت کو دریا بُرد یا جلانے کا حکم، سوروں اور کتوں کا تقدس، شیر اور بھیڑیے کے گوشت کی حلت، گائے اور بھینس کے گوشت کی حرمت کا حکم، ہندی کتابوں سے شغف اور عربی کو گرانے کی کوشش اور ملاقات کے وقت ''السلام علیکم'' کی جگہ ''اللہ اکبر'' کی رسم جاری کر کے دین الٰہی کو مٹانے کی ناکام کوشش کی۔ ایک طرف حکومت وقت کے ہاتھوں دین اسلام کی بیخ کنی کا سامان مہیا کیا جارہا تھا تو دوسری طرف مشائخ طریقت اور مدعیان معرفت، وحدت الوجود اور ہمہ اوست کا فلسفہ پیش کر رہے تھے۔ افراط وتفریط کی ان گھنگور گھٹاؤں میں شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہنے بدعات ومنکرات، الحاد اور لادینیت کی جڑ پر کاری ضرب لگائی۔ (تعلیمات مجددیہ، حسن علی، ص:۳، بحوالہ: اسلام اور خانقاہی نظام، ص:۳۶۲)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ: (۱۷۰۲ء-۱۷۶۲ء): شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ برصغیر کی وہ یگانہ روزگار شخصیت ہیں جنھوں نے مسلمانوں میں نئے سرے سے دینی فہم کا صحیح ذوق پیدا کیا۔ مسلمانوں کے مختلف علمی وفقہی طبقوں کے افکار میں مطابقت کے پہلو نمایاں کر کے ان کے درمیان صلح وآشتی پیدا کرنے کی کوشش کی۔ (حجة الله البالغة:۳۲۰/۱)

انہوں نے حکومتی عہدیداروں، علماء وصوفیاء اور عوام کے حالات کا پورا جائزہ لیا اور انہیں ان کی غلط روش کے خطرناک نتائج سے آگاہ کرنے کی کوشش کی۔ (حجة الله البالغة:۳۲۱/۱)

شاہ صاحب کا عظیم کارنامہ:۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے یونانی فلسفے کی بجائے ایمانی فلسفے کو رواج دیا۔ انہوں نے حنفی، شافعی اور مالکی فقہ کے درمیان، نیز فلسفہ وشریعت اور صوفیائے کرام اور غیر صوفی علماء کے درمیان قرب کی فضا پیدا کی۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ:۴۱/۲۳)

تصوف اور نظام خانقاہی کی ابتداء:۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ خانقاہی نظام کی تاریخ کو چار ادوار پر تقسیم کرتے ہیں۔

پہلے دور کو وہ رسول پاک ﷺ سے شروع کر کے صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ تک شمار کرتے ہیں۔ اس دور میں ان کے خیال میں اہل کمال کی زیادہ تر توجہ شریعت کے ظاہری اعمال کی طرف رہی۔ ان لوگوں کو باطنی زندگی کے جملہ مراتب شرعی احکام کی پابندی کے ضمن ہی میں حاصل ہوجاتے تھے، لہٰذا ان میں سے کوئی شخص سر نیچے کیے بحر تفکرات میں غرق نظر نہیں آتا تھا۔ ان میں سے کوئی شخص بے ہوش ہوتا نہ اسے وجد آتا، ان میں سے کسی کو جوش میں کپڑے پھاڑنے کی نوبت آتی نہ خلاف شرع کوئی لفظ ان کی زبان سے نکلتا تھا۔ یہ لوگ تجلیات الٰہی پر مطلق گفتگو نہیں کیا کرتے تھے۔ وہ بہشت کی رغبت اور جہنم کا خوف رکھنے والے تھے۔ کشف وکرامات اور خوارق عادت ان سے بہت کم

تعلیمات غزالی

جس میں غزالی کی اس خصوصیت کو اُجاگر کیا گیا ہے کہ انھوں نے کیونکر فقہ کی تفصیلات کو تصوّت کے رنگ میں بیان کیا ہے

مولانا محمد حنیف ندوی

علم و عرفان پبلشرز

9۔لوئر مال، عق[illegible] میاں مارکیٹ، اردو بازار لاہور7352332

نام کتاب ...... تعلیمات غزالی

ناشر ...... علم و عرفان پبلشرز

مطبع ...... گنج شکر پرنٹرز

کمپوزنگ ...... عابد جاوید، فراز کمپوزنگ سنٹر

اردو بازار لاہور

سن اشاعت 1999ء

قیمت 200روپے

ملنے کا پتہ

علم و عرفان پبلشرز

9۔لوئر مال، عقب میاں مارکیٹ، اردو بازار لاہور فون 7352332

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

امام اولیاء حضرت لاہوری نمبر

امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ

شخصیت، حالات و کمالات اور مذہبی و سماجی خدمات پر ایک تاریخی دستاویز

ناشر:۔

انجمن خدام الدین، دروازہ شیرانوالہ (لاہور)

نام کتاب:۔ ہفت روزہ خدام الدین لاہور

ناشر:

انجمن خدام الدین، دروازہ شیرانوالہ (لاہور)

ظاہر ہوتے اور سرمستی و بے خودی کی کیفیت بھی ان پر طاری نہ ہوتی تھی۔ (ھمعات، ص:۱۶-۱۷)

مذکورہ دور کو بھی شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تصوف کے ادوار میں شامل کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں اس دور کے احسان و یقین کے علوم موجودہ دور میں علم تصوف و علم سلوک کے نام سے مشہور ہوگئے ہیں۔ (ہمعات، ص:۱۷)

نام کتاب:۔ تعلیماتِ غزالی......... مصنف:۔ مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ
ناشر:۔ علم و عرفان پبلشرز 9..... لوئر مال، عقب میاں مارکیٹ، اردو بازار (لاہور)

علامہ محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف

قانون و شریعت کے سانچوں پر اہل علم نے چار طریقوں سے غور کیا ہے۔ ایک اس طریق سے کہ مسائل و جزئیات کا تفصیلی نقشہ کیا ہے اور شریعت اسلام کی وسعتیں کن کن جزئیات و تفریعات کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ یہ فقہیہ ہے۔ اور اس کے جاننے والے کو فقیہہ کہا جاتا ہے

غور و فکر کا **دوسرا** نہج یہ ہے، کہ ان جزئیات و فروغ کے پیچھے جو اصول، جو قانونی روح اور قواعد کلیہ کارفرما ہیں ان کا سراغ لگایا جائے۔

تیسرا نقطہ نظر یہ ہے، کہ شریعت و فقہیہ کی جزئیات کو عقل و خرد اور فلسفہ و حکمت کی کسوٹیوں پر پرکھا جائے۔ یہ علم الکلام ہے۔

غور و فکر کا چوتھا مگر زیادہ اہم اسلوب یہ ہے کہ جزئیات، رسوم، شعائر اور عبادات و اخلاق میں جو باطنی روح ہے اس کا کھوج لگایا جائے۔ اس فلسفہ کی نشاندہی کی جائے جس کا تعلق دماغ کی اوپری سطح سے نہیں، دل کی گہری اور عمیق کیفیتوں سے ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ اسلامی نظام حیات کے اندر ذوق و وجدان کی جو مناسبتیں پنہاں ہیں ان کو اجاگر کیا جائے اور ان حقائق کو منظر عام پر لایا جائے، جن کو عطر دین یا روح دین قرار دیا جاسکتا ہے۔ غور و فکر کا یہ انداز تصوف ہے۔ بشرطیکہ اس کے پہلو بہ پہلو عمل و مجاہدہ کے لطائف بھی پائے جائیں، غزالی رحمہ اللہ میں یہ چاروں صفات نہایت توازن اور اعتدال کے ساتھ موجود ہیں۔ یہ بیک وقت فقیہہ و اصولی بھی ہیں، اور فلسفہ و تصور کے ہوش مند شناور بھی۔

تصوف و فقہ کا باہم امتزاج:۔ ہماری اس کتاب کا موضوع، ان کی انہیں کوششوں کو ترتیب کے ساتھ پیش کرنا ہے، جن میں تصوف و فقہ کو باہم سمو دیا گیا ہے اور اسلام کے فقہی نظام کی ایسی عارفانہ، دلنشین اور لگتی ہوئی ترجمانی کی گئی ہے۔ جس سے داعیات محبت ابھرتے ہیں۔ دین سے وابستگی بڑھتی ہے اور ذوق و شوق کے کوائف تازہ ہوتے ہیں۔ ناممکن ہے کہ کوئی شخص غزالی رحمہ اللہ کے ان شہ پاروں کا مطالعہ کرے اور بغیر کسی تاثر پذیری کے گزر جائے۔ قلب و ذہن کی سلامتی البتہ شرط ہے۔

کتاب احیاء العلوم کی تلخیص:۔ یہ انتخاب ان کی مشہور کتاب ''احیاء'' سے ماخوذ ہے۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۱۰-۱۱)

لفظ تصوف کا مشتق منہ:۔ صوفی کا ماخذ کونسا لفظ ہے اور اس کی اصل و اساس کیا ہے؟ اس کا جواب متفق علیہ نہیں۔ کچھ لوگ اسے صفا سے مشتق مانتے ہیں۔ کسی کے نزدیک یہ صف سے نکلا ہے۔ بعض نے اسے اصحاب صفہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۱۱)

تصوف الفاظ نہیں حقیقت کا نام:۔ مولانا جامی رحمہ اللہ نے ''نفحات الانس'' میں تصریح فرمائی ہے۔ کہ پہلا شخص جو صوفی کے نام سے موسوم ہوا، ابو ہاشم سفیان ثوری رحمہ اللہ کا ہم عصر ہے۔ انہیں کیوں صوفی کہا گیا؟ اس کا ٹھیک ٹھیک سبب نہیں معلوم ہوسکا۔ ہمارے نزدیک اشتقاق و انتساب کی یہ بحث سرے سے لاحاصل ہے۔ کیوں کہ تصوف، لفظ و لقب سے کہیں زیادہ حقیقت کا نام ہے۔ ایک جیتی جاگتی زندگی سے تعبیر ہے اور ایک خاص انداز زیست اور نقطہ نظر کا مظہر ہے۔ جس کا تعلق صفائے قلب و باطن سے بھی اتنا ہی ہے جتنا پاک بازان اسلام کی صف سے۔ اسی طرح اصحاب صفہ کی طرح دنیا کے مزخرفات سے بے نیاز حضرات سے بھی ان کو شرف انتساب حاصل ہے اور سادہ زندگی اختیار کرنے والے پشمینہ پوش زہاد سے بھی ان کا تعلق ثابت ہے۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۱۲)

تصوف کا نقطۂ آغاز:۔ اس کا آغاز کب ہوا، اور کب اس نے ایک فلسفہ حیات کی متعین شکل اختیار کی؟ یہ ایک اہم سوال ہے۔ جو درحقیقت دوسوالوں پر مشتمل ہے۔ایک یہ کہ اس کے نقطۂ آغاز کی تعیین کی جائے دوسرے یہ کہ اس کی ارتقائی کڑیوں کو نظر و بصر کے سامنے لایا جائے۔ اب جہاں تک سوال کے اس حصہ کا تعلق ہے کہ اس جاں بخش اور حیات آفرین تحریک کے نقطۂ آغاز کی تعیین کی جائے۔ اس کے بارے میں دوٹوک اور فیصلہ کن بات کہنا مشکل ہے۔ کیوں کہ دینی و علمی تحریکیں اپنے سفر کا آغاز کسی متعین وقت سے نہیں کرتیں۔ بلکہ ہوتا یہ ہے کہ ابتدا فکر و عمل کے کچھ سادہ نقطے معاشرہ کی سطح پر ابھرتے ہیں اور پھر وقت کی رفتار اور مناسبتوں سے یہی نقطے متعین نقوش کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ جن میں رنگ و روغن بھی ہوتا ہے اور شوخی اور جلا بھی ہے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کوئی علمی و دینی تحریک یکا یک اپنے تمام لوازم اور خصوصیات کے ساتھ آن کی آن میں اُبھر آئے۔ تدریج وارتقا فطرت کا ہمہ گیر اور اٹل اصول ہے، جس سے تصوف کو کسی طرح بھی مستثنیٰ نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اگر یہ مفروضہ صحیح ہے تو اس کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ تصوف کو بھی شروع شروع میں بس ایک بیج ہی تصور کیا جائے جس کے مضمرات نمود ابھی پنہاں اور مستور ہیں۔ اس کو ایک صالح معاشرہ میں بکھیرا گیا جو اس کیلئے بمنزلہ زمین کے تھا۔ یا جسے کھیتی کہہ لیجئے۔ پھر وقت و ماحول کی سازگاریوں نے آہستہ آہستہ اس کو اُگایا اور بڑھایا۔ یہاں تک کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اس نے ایک بار آور اور تنومند درخت کی شکل اختیار کر لی۔ جس کے فیوض کبھی ختم ہونے والے نہیں۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۱۲-۱۳)

تصوف کی ابتداء صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور سے:۔ یہ معاشرہ جس میں معرفت و تصوف کے بیج بوئے گئے، صحابہ رضوان علیہم اجمعین کا معاشرہ ہے۔ ان میں تقویٰ، اخلاص اور محبت و عشق الٰہی کے وہ تمام مضمرات موجود تھے جنہوں نے آگے چل کر تصوف اور صوفیاء کی شکل اختیار کی ان کی زندگی کا کیا رنگ ڈھنگ تھا۔ قرآن نے اس پر پوری طرح روشنی ڈالی ہے: ''تتجافى جنوبهم عن المضاجع'' (سجدہ:۲۹)

''ان کے پہلو بچھونوں سے الگ رہتے ہیں۔''

اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ زاہدان شب زندہ دار ہیں، یہ نرم اور گرم بستروں پر سونے کے بجائے راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر یاد الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔ یعنی رات ان کیلئے وہ تاریک اور اکتا دینے والا لمبا عرصہ نہیں کہ انہیں ایک عربی شاعر کے ہمنوا ہو کر کہنا پڑے۔

الا ايهـــا الـليـــل الـطـــويـــل الاانـــجـلـــي

اے نہ ختم ہونیوالی رات، تو کبھی صبح کی سپیدی سے بدلے گی بھی یا نہیں بلکہ یہ زبان حال سے اس کے برعکس یوں کہتے ہیں۔

ليـلـي بـوجهك مشـرق و ظـلامـه فـي الـنـاس سـاري

میری رات تیرے چہرۂ روشن کی وجہ سے روشن اور مستنیر ہے حالانکہ دوسروں میں اس کی ظلمتوں کا دَور دورہ ہے۔

والـنـاس فـي سـدف الـظـلام و نـحـن فـي ضـوء الـنـهـاء

لوگ رات کی تاریکیوں میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں اور ہم دن کی کھلی روشنی میں سانس لے رہے ہیں۔ ان کے ذوق عبادت کی تصویر قرآن نے ان الفاظ میں کھینچی ہے: ''تراهم ركعا سجدا يبتغون فضلا من الله و رضوانا: (فتح:۲۹)

''تو ان کو دیکھتا ہے کہ خدا کے آگے جھکے ہوئے سربسجود ہیں اور خدا کا فضل اور خوشنودی طلب کر رہے ہیں۔'' سب سے بڑھ کر یہ کہ: ''والزمهم كلمة التقوى'' (فتح:۲۷) ''اور ان کو پرہیزگاری کی بات پر قائم رکھا۔''

صوفی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وضاحت:۔ صحابہ سے ہماری مراد باصطلاح محدثین وہ نہیں جن کو آنحضرت ﷺ کی صحبت کم از کم ایک مرتبہ نصیب ہوئی ہے۔ اگرچہ یہ رتبہ بھی اپنی جگہ کچھ کم نہیں۔ ہمارے نزدیک صحابہ رضی اللہ عنہم سے مقصود وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کو صلحا و اتقیا کا میر قافلہ کہا جا سکتا ہے۔ جو حضور ﷺ کی صحبت و رفاقت سے باقاعدہ مستفید ہوئے۔ جنہوں نے آغوش نبوت میں تعلیم و تزکیہ کی منزلیں طے کیں، اور جلوت و خلوت میں ساتھ رہے۔ جنہوں نے دنیا کو ہمیشہ مرجوح اور ناقابل التفات سمجھا اور دینی اقدار کو ہمیشہ راجح اور جن کی مملکت

فقر میں غنائم اور فتوحات کی کثرت کوئی تغیر نہ پیدا کرسکی۔ دوسرے لفظوں میں جن کی استقامت کا یہ عالم رہا کہ ایک دفعہ اگر تقوے وعفاف کی راہ پر قدم بڑھائے تو آخر تک اس رسم عشق کو نبھانے کی کوششیں جاری رکھیں۔ ہم انہیں صوفی صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام سے موسوم کریں گے۔ اس فہرست سے پہلے تو خلفاء اربعہ کے نام مندرج ہوں گے اور اس کے بعد ایسے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو جو بالطبع متصوف تھے اور جن کی زندگی اور سیرت وکردار کا نقشہ کسی طرح بھی ان لوگوں سے مختلف نہیں۔ جن کو آگے چل کر ہم نے عارف وصوفیاء کے لقب سے پکارا۔ جیسے حضرت سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ۔ (تعلیماتِ غزالی، ص: ۱۵)

گلشن تصوف کا ابتدائی پودا:۔ ہم نے صحابہ رضوان اللہ علیہم کے بارے میں جو یہ کہا ہے کہ ان میں تصوف کا ابتدائی سادہ نقشہ پایا جاتا تھا اور یہ گلشن تصوف کے وہ گل بوٹے تھے، جو آگے چل کر خوب کھلے اور مہکے، اور جن کی شمیم انگیزیوں نے ایک عالم کو روحانی انبساط بخشا۔ تو اس کا خدانخواستہ یہ مطلب نہیں کہ بعد میں آنے والے مراتب وکمالات میں ان سے آگے بڑھ گئے۔ اس کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ تصوف مصطلحہ نے آئندہ چل کر تقویٰ واخلاص کا جو معیار مقرر کیا، اس کیلئے جو اصول وضع کیے، جو قاعدے ٹھہرائے اور جو سانچے ڈھالے اور قلب وضمیر کے جن جن لطائف کی نشان دہی کی، ان حضرات کی زندگیوں میں اس کی سادہ اور ابتدائی مثالیں ملتی ہیں۔ چناں چہ ان میں وہی ذوق عبادت ہے، وہی اللہ تعالیٰ سے ربط وتعلق کا عالم ہے، وہی محبت وشوق کے داعیے ہیں۔ وہی اصول کی پاکیزگی اور یقین واذعان کے پیمانے ہیں جن کو تصوف کا مابہ الامتیاز قرار دیا جاسکتا ہے۔ (تعلیماتِ غزالی، ص: ۱۵-۱۶)

خلفائے راشدین تصوف کی بنیاد:۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوانح سے کون ناواقف ہے؟ اور ان کے رتبہ صدیقیت کی جو بلندیاں ہیں ان کو عرفان وسلوک کے دائروں سے کون الگ کرسکتا ہے؟ بلکہ اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر ہمیں بعض مستشرقین کی اس رائے سے اتفاق ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کسی شخص کو منصب نبوت کے قریب تر ٹھہرایا جاسکتا ہے تو وہ انہیں کی ذات گرامی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مرتبہ اجتہاد اور زندگی کی تا بحد خشونت سادگی اور تورع سے کس کو انکار ہے؟ اور کون کہہ سکتا ہے کہ یہ مقام تصوف کا اعلیٰ ترین مقام نہیں۔ انہوں نے اسلام کی نعمتوں کو جس طرح عام کیا ہے، اور فریضہ جہاد کے تقاضوں کو جس طرح ادا کیا ہے؟ اس کیلئے رہتی دنیا تک اسلامی دنیا ان کے ممنون احسان رہے گی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی دولت سے کس طرح ریاض نبوت کو سینچا، جس طرح حیات وعفاف کا ثبوت دیا اور جس استقلال سے خرقہ خلافت کی حفاظت کی۔ اس کی شہادت پر خود ان کی شہادت گواہ ہے؟ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جامع الصفات شخصیت کو کون بھول سکتا ہے؟ جن میں مع شئی زائد تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اداہائے خاص کی کچھ کچھ جھلک پائی جاتی ہے۔

غرض یہ ہے کہ اگر زہد وروع، سیرت وعمل کی پاکیزگی وبلندی اور ایمان وایقان کی محکمی واستواری ایسی صفات حسنہ کو ہم تصوف کی اولین اساس اور ضروری بنیادی قرار دیتے ہیں تو لامحالہ ہمیں ماننا پڑے گا۔ کہ اس کی تاریخ کا نقطۂ آغاز یہی بابرکت ہستیاں ہیں اور انہیں سے عرفان وسلوک کے مختلف سوتے پھوٹے ہیں۔ (تعلیماتِ غزالی، ص: ۱۶-۱۷)

تصوف کی دیگر ارتقائی کڑیاں:۔ سوال کے دوسرے حصے کا منشا یہ ہے کہ ارتقائی کڑیوں پر ایک نظر ڈال لی جائے۔ اس مرحلہ پر ہمیں زیادہ رکنا نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں صرف اس قدر جان لینا کافی ہے کہ صحابہ کے بعد تابعین اور تبع تابعین کا دور شروع ہوتا ہے اور اسی دور کے ساتھ ملا ہوا وہ دور ہے جس میں زہد وروع نے باقاعدہ ایک نظریۂ حیات اور شعار کی حیثیت اختیار کرلی۔ تابعین اور تبع تابعین کا دور کہاں ختم ہوتا ہے اور صوفیاء کے دور کا آغاز کن نکات سے ہوتا ہے؟ اس کی سرحدوں کی تعیین سخت دشوار ہے۔ تاریخ سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ دوسری صدی ہجری کے اختتام تک اسلامی معاشرہ میں ایک متعین گروہ ایسا پیدا ہوچکا تھا۔ جنہیں لوگ صوفیاء کے نام سے موسوم کرتے تھے اور تیسری اور چوتھی صدی ہجری تک اس نظریۂ حیات اور زندگی کے خاص اسلوب ونہج نے نہ صرف پورے عالم اسلام میں اچھا خاصہ فروغ

حاصل کرلیا تھا بلکہ اپنی تبلیغی کوششوں کو ایک تنظیم کی شکل دے دی تھی اور اپنے علوم ومعارف کو مدون کرلیا تھا۔(تعلیماتِ غزالی،ص:۱۷)

ترتیب ارتقاء پر ابن سینا کی شہادت:۔ اس سلسلہ میں ابن سینا نے اشارات میں جو کچھ کہا ہے، اس سے ترتیب ارتقاء کا صحیح نقشہ نظر وبصر کے سامنے آجاتا ہے:

''المعرض عن متاع الدنیا و طیبا تھا یخص باسم الزاھد والمواظب علی فعل العبادات من القیام والصیام و نحوھما یخص باسم العابد والمتصرف بفکرہ الی قدوس الجبروت مستنیر الشروق نور الحق فی سرہ یخص باسم العارف وقدیر کب بعض ھذہ مع بعض ''۔

''جو شخص متاع دنیا اور اس کے طیبات سے اعراض کناں ہوا اس کو زاہد کہا گیا۔ جس نے عبادات مثل صوم وصلوٰۃ اختیار کی اس کو عابد کے نام سے پکارا گیا اور جس نے غور وفکر کی قوتوں کو قدس جبروت کی جانب متوجہ کیا اور اسرارِ حق سے مستنیر ہوا اور باطن کو سنوارا اسے عارف کے لقب سے نوازا گیا۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ان گروہوں میں کوئی خط امتیاز کھینچا جاسکتا ہے یہ طبقے آپس میں باہم مختلط بھی ہوجاتے ہیں۔(تعلیماتِ غزالی،ص:۱۷-۱۸)

تاریخ کے مشہور متصوفین

متصوفین میں وہ مشہور شخصیتیں کون ہیں؟ جن کے اعمال وافکار پر تصوف کا قصر رفیع تعمیر ہوا؟ ان سے متعارف ہونا ضروری ہے۔ہم ان میں سے چند حضرات کا ذکر کیے دیتے ہیں:

(۱) ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ:۔ المتوفی ۱۴۴ھ یہ خراسانی مدرسہ فکر کے بانی ہیں۔تصوف کی کتابوں میں ان کے اقوال کو اکثر نقل کیا جاتا ہے۔انہوں نے کیوں کر طہارت وزہد کی زندگی اختیار کی؟ اور کس طرح تخت وتاج کی آسائشوں کو ٹھکرادیا؟ اس کے بارہ میں ایک دلچسپ قصہ بیان کیا جاتا ہے۔(تعلیماتِ غزالی،ص:۱۸)

حکایات صوفیاء کی علمی توجیح:۔ بات یہ ہے کہ مؤرخین اور محدثین کا نقطۂ نظر اور موضوع ان سے بالکل جداگانہ ہے یہ جہاں نفس واقعات کی چھان پھٹک سے کام لیتے ہیں۔یا روایات کی تحقیق اور اس کے مراتب صحت کی تعیین میں دادِعلم دیتے ہیں وہاں صوفیاء اس جھمیلے میں پڑے بغیر صرف یہ دیکھتے ہیں کہ کس واقعہ یا روایت میں ان کے ذوق ووجدان کی تسکین زیادہ ہوتی ہے۔ یا کس واقعہ یا روایت یا تاثر پذیری اور عبرت وتذکار کے پہلو زیادہ نکھرتے ہیں۔یہی وجہ ہے ان کتابوں اور تحریروں میں بے شمار ایسے عجائب کا پتہ چلتا ہے جن کی علمی توجیہہ بیان کرنا آسان نہیں۔ ہمارے نزدیک یہ دونوں نقطہ ہائے نظر اپنی اپنی جگہ مفید ہیں۔ بشرط یہ کہ ان کے حدود کو ٹھیک ٹھیک سمجھ لیا جائے۔یہی نہیں ان میں باہمی کوئی تعارض بھی نہیں پایا جاتا۔محدثین اور مورخین کی کوششوں کا کھلا ہوا فائدہ یہ ہے کہ اس طرح واقعات و حقائق اور شریعت کے تمام گوشے پوری صحت کے ساتھ نظر وبصر کے سامنے آجاتے ہیں اور صوفیاء کے اقوال وحکایات کا ماحصل یہ ہے کہ ان سے عبرت ونصیحت، اور تاثر وانفعال کے وہ نوادر اور لطائف مستنبط ہوتے ہیں جو ذہن وفکر کی دنیا کو پلٹ کر رکھ دیتے ہیں۔علاوہ ازیں ان کی ادبی افادیت کا پہلو ایسا ہے کہ جس سے گویا فارسی اور عربی لٹریچر میں زندگی کی نئی روح بیدار ہوگئی ہے۔اس میں ان اقوال وحکایات کی بدولت گہرائی، معنویت اور بلاغت کے ایسے اچھوتے محرکات کا بیش قیمت اضافہ ہوا ہے جو اس سے پہلے موجود نہیں تھے اور ایسی دلنواز روحانیت پیدا ہوگئی ہے، جس نے فارسی اور عربی ادب کو حیات جاوید بخش دی ہے اور نکھار دیا ہے۔(تعلیماتِ غزالی،ص:۱۹)

(۲) ابوالفیض ذوالنون مصری رحمہ اللہ:۔ المتوفی (۲۴۶) سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ کے استاد اور محاسبی رحمہ اللہ کے معاصر ہیں۔ان کا علم وفضل اور ورع وتقویٰ اور حال ووجدان تمام صوفیا کے حلقوں میں مسلم ہے۔ان کے اقوال میں کہیں کہیں وحدت الوجود کی جھلک پائی جاتی ہے۔کتاب وسنت کے سختی سے پابند تھے۔اس کی محبت کے بارہ میں ان کا قول ہے:

"من علامات حب الله عزوجل متابعة حبيب الله صلى الله عليه وسلم فى اخلاقه و افعاله واوامره و سنته"۔ "اللہ سے محبت کی علامت یہ ہے کہ اللہ کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری متابعت کی جائے ان کے افعال، اوامر اور سنن سب میں۔"

فقہاء انہیں غالباً وحدت الوجود ہی کی بنا پر زندیق سمجھتے تھے۔ ایک مرتبہ متوکل سے ان کے ملحدانہ عقائد کی شکایت کی گئی۔ تو اس نے بلا بھیجا۔ یہ گئے، اور ایسی مؤثر تقریر کی۔ کہ متوکل کی روتے روتے گھگھی بندھ گئی۔ اس پر اس نے اعزاز اور تکریم کے ساتھ انہیں مصر واپس جانے کی اجازت دے دی۔

ان سے متعلق یہ بھی مشہور ہے کہ حکمت اسلام کے علاوہ انہیں مصری اسرار پر بھی عبور حاصل تھا۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۱۹-۲۰)

(۳) ابوعلی فضیل بن عیاض رحمہ اللہ:۔ (المتوفی ۱۸۷ھ) تصوف میں عراقی مدرسہ فکر کے حامل تھے۔ پہلے ڈاکو تھے۔ پھر اللہ نے توبہ واخلاص کی نعمت سے نوازا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پیشے کا رخ بدل گیا۔ پہلے اگر لوگوں کا مال لوٹتے تھے تو اب انہوں نے خزائن معرفت پر ڈاکہ ڈالنا شروع کیا۔ طبیعت وذوق کے اعتبار سے حزن پسند تھے۔ ابوعلی رازی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ میں ان کی صحبت میں تیس برس تک رہا۔ میں نے کبھی انہیں ہنستے اور تبسم فرماتے نہیں دیکھا۔ ایک مرتبہ یہ ہنسے۔ یہ وہ وقت تھا جب ان کا لخت جگر علی فوت ہوا۔ میں نے پوچھا، اس پر آپ رحمہ اللہ کیوں ہنسے ہیں۔ ان کا جواب یہ تھا جب میرے مولا کو علی کی موت پسند ہے تو میں کیوں نہ اس پر مسرت کا اظہار کروں۔ دنیا کے بارے میں ان کا نقطہ نظر یہ تھا:

"لو ان الدنيا بحذ افيرها عرضت على ولا يحاسب بها لكنت اتقذرها كما يتقذر احد كم الجيفة"۔

"اگر دنیا اپنی تمام دلچسپیوں کے ساتھ مجھے دیدی جائے، اور اس پر کسی محاسبہ کا بھی اندیشہ نہ ہو تب بھی میں اسے ایسا ہی ناپاک سمجھوں گا جیسے تم مردار کو ناپاک سمجھتے ہو۔

جب مکہ میں ان کا انتقال ہوا۔ تو عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ نے کہا۔ آج دنیا سے حزن وغم اُٹھ گیا ہے۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۲۰-۲۱)

(۴) بایزید بسطامی رحمہ اللہ: (المتوفی ۲۶۱ھ) مشہور صوفی ہیں۔ ان پر سکروحال کی کیفیتیں اکثر طاری رہتیں۔ وحدت الوجود کا رنگ ان میں نسبتاً زیادہ شوخ اور چوکھا نظر آتا ہے۔ یہ پہلے صوفی ہیں جنہوں نے واقعہ معراج نبوی ﷺ کو سالک کیلئے ایک نصب العین کی حیثیت سے پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ اسراء کی کیفیات سے یہ بہرہ مند ہوئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ انہیں آسمانوں پر پرواز کا روحانی تجربہ ہوا ہے۔ جہاں انہوں نے جنت دوزخ کا نظارہ کیا ہے۔ شجرہ توحید کو بچشم خود دیکھا ہے اور قرب الٰہی کی منزلیں طے کی ہیں۔ یہی نہیں اللہ سے تکلم کا شرف بھی حاصل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے کیا فرمایا، انہیں کے الفاظ میں دیکھیے:

"اوابویزید تو اپنے پندارانا سے اسی وقت نکل سکتا ہے، جب میرے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرے اور اس مٹی کو جس پر ان کے نقوش پا مرتسم ہیں اپنے لیے سرمہ چشم قرار دے۔" علم اور اس کے تقاضوں کے بارہ میں ان کا ایک حکیمانہ قول ملاحظہ ہو:

"علمت فى المجاهدة ثلاثين سنة فما وجدت شياء اشد على من العلم و متابعته ولو لااختلاف العلماء لتعبت و اختلاف العلماء رحمة الاخى تجريد التوحيد"۔

"تیس برس تک میں نے مجاہدہ کی سختیاں جھیلی ہیں۔ مگر علم اور اس کی پیروی سے زیادہ سخت چیز میں نے نہیں پائی۔ علماء امت کا باہمی اختلاف تنزیہ توحید کے علاوہ باعث رحمت ہے اور اگر یہ اختلاف رائے پایا نہ جاتا تو میں علم کی یکسانی و یک رنگی سے اکتا جاتا۔"

ان کے آباء اجداد مجوسی تھے۔ اس مناسب سے کہا کرتے تھے کہ میں جب بھی نماز پڑھتا ہوں، یہ محسوس کرتا ہوں، گویا میں نے ابھی ابھی مجوسیت سے توبہ کی ہے اور قطع زنار کے درپے ہوں۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۲۱-۲۲)

شرعی اوامر کی اہمیت:۔ کرامات کو ولایت کی نشانی نہیں سمجھتے تھے۔ ان کا قول ہے:

"لونظر تم الی رجل اعطی من الکرامات حتی یرتقی فی الھواء فلا تغتروا به حتیٰ تنظروا کیف تجدونه عند الامر والنهی و حفظ الحدود واداء الشریعة "۔

"اگر تم دیکھو کہ ایک شخص کو کرامات سے بہرہ وافر ملا ہے۔ تو اس سے دھوکہ نہ کھاؤ۔ اس میں دیکھو کہ اوامر ونواہی کے بارہ میں اس کا طرز عمل کیا ہے؟ حفظ حدود کا کس درجہ پابند ہے اور شریعت کے تقاضوں کو کس حد تک پورا کرتا ہے۔"

(۵) ابو علی شفیق بن ابراہیم بلخی رحمہ اللہ:۔ حاتم الاصم رحمہ اللہ کے شیخ الاستاد تیسری صدی ہجری کے بلند پایہ صوفی، توکل وصبر کے پیکر اور معرفت کے رکن رکین ہیں، یہ کیوں کر زہد وتقویٰ کی طرف مائل ہوئے؟ اس کے بارے میں کئی قصے مشہور ہیں۔ کہتے ہیں ان کا پیشہ تجارت تھا۔ ایک مرتبہ قحط پڑا، جس سے یہ بہت پریشان ہوئے، سوچنے لگے کہ رزق کی کشائش کیلئے کیا تدبیر اختیار کی جائے، اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک غلام رنگ رلیوں میں مصروف ہے، اور خوشی وانبساط سے اچھل کود رہا ہے، اس سے پوچھا قحط وپریشانی کے ان دنوں میں سرمستیاں۔ کیا تجھے کھانے پینے کی فکر نہیں۔ اس نے کہا جناب نہیں۔ میرے مالک کا ایک گاؤں ہے، جس نے ہم دونوں کو اس احتیاج سے بے نیاز کر رکھا ہے۔ یہ اس گفتگو سے بہت متاثر ہوئے۔ دل نے کہا کیا تیرے مولا وآقا کے پاس یہ پوری زمین اپنی تمام تر شادابیوں کے ساتھ موجود نہیں اور اگر تیرا تعلق کم از کم اتنا ہی ہے جتنا کہ اس غلام کا اپنے آقا سے ہے تو پھر اس پریشانی اور اضطراب کے کیا معنی؟ (تعلیماتِ غزالی، ص:۲۲-۲۳)

حصول معرفت میں چار ضروری نکات:۔ معرفت کے متعلق ان کا حسب ذیل قول حاتم الاصم رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے:

اگر ایک شخص دو سو برس تک زندہ رہتا ہے اور اس کو ان چار چیزوں کی معرفت حاصل نہیں۔ تو اس کو جہنم کی آتش سے کوئی نہیں بچا سکتا:

(۱) خدا کی معرفت، (۲) اپنا عرفان، (۳) خدا کے اوامر ونواہی کی معرفت۔۔ اور (۴) خدا اور اپنے دشمن کی معرفت۔

خدا کی معرفت کا مطلب یہ ہے کہ تو اپنے دل سے اس حقیقت پر یقین رکھے۔ کہ اس کی ذات گرامی کے سوا اور کوئی بخشش وعطا یا نفع وضرر پر قادر نہیں۔

اپنے عرفان سے یہ مقصود ہے کہ تو اپنی بیچارگی کو پوری طرح محسوس کرے، اور اس حقیقت کو جاننے کی کوشش کرے کہ تو کسی شخص کو بھی نفع وضرر پہنچانے پر قادر نہیں۔ یہی نہیں۔ تجھے براہ راست کسی چیز پر بھی اختیار حاصل نہیں۔

خدا کے احکام یا اوامر ونواہی کا عرفان اس بات کا مقتضی ہے کہ تو یہ یقین رکھے کہ ان احکام ومسائل کو تیرے نفس پر پورا پورا قابو حاصل ہے۔ اس یقین کی علامت یہ ہے کہ ان کی بجا آوری کے سلسلہ میں جبن اور سستی یا بے صبری کو کوئی دخل نہ ہو۔

خدا اور اپنے دشمنوں کی معرفت کے معنی یہ ہیں۔ کہ تمہیں محسوس ہو کہ تم اپنے ذوق وعبادات میں آزاد نہیں ہو۔ بلکہ کچھ عوامل رخنہ اندازی کرنے والے بھی ہیں۔ ان کے خلاف تمہیں بہرحال ایک لڑائی لڑنا ہے اور اس کے حملوں سے اپنے آپ کو بچانا ہے۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۲۳)

تقویٰ کی پہچان:۔ تقویٰ کی پہچان کیا ہے؟ اس کے بارے میں ان کا یہ حکیمانہ قول ماننے کے لائق ہے:

"تعرف تقوی الرجل فی ثلاثه اشیاء فی اخذه فی منعه و فی کلامه"

"تو اگر کسی شخص کے مرتبہ اتقاء کا اندازہ کرنا چاہے تو تین چیزیں دیکھو، وہ کن چیزوں کو اختیار کرتا یا اپناتا ہے، کن چیزوں سے باز رہتا یا احتراز کرتا ہے، اور اس کی بات چیت کا موضوع کیا ہے؟" (تعلیماتِ غزالی، ص:۲۳-۲۴)

(۶) ابو عبداللہ الحرث بن اسد المحاسبی رحمہ اللہ:۔ (المتوفی، ۲۴۳ھ) ذی النون رحمہ اللہ کے معاصر تھے یہ غزالی رحمہ اللہ کے نہایت محبوب روحانی مرشد ہیں۔ "احیاء" میں ان کے اقوال کو انہوں نے اکثر نقل کیا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ان کی کتاب احیاء میں محاسبی رحمہ اللہ کی تحریرات کی جھلکیاں صاف نمایاں ہیں۔ یہ پہلے صوفی مصنف ہیں جنہوں نے اپنے خیالات وافکار کو قدیم حکما یونان کی طرح سوال وجواب

کی صورت میں ضبط تحریر میں لانے کی کوشش کی۔ ان کی کتاب ''الرعایۃ بحقوق اللہ'' تصوف کے حقائق پر شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے۔

آربری نے اپنی کتاب تصوف (Sufism) میں ان کی ایک غیر مطبوعہ تحریر الوصایا سے ایک طویل باب نقل کیا ہے۔ جس کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ غزالی رحمہ اللہ کے بہت پہلے انہوں نے تحقیق و مذاہب کے سلسلہ میں اسی انداز کے تحلیل و تجزیہ سے کام لیا ہے۔ یہ غزالی کی شہرۂ آفاق کتاب '' المنقذ من الضلال''میں پایا جاتا ہے۔

محاسبی رحمہ اللہ انہیں غالباً اس ضبط نفس کی بنا پر کہا جاتا ہے۔ جس کی انہوں نے بار بار تاکید کی ہے اور جس کو انہوں نے تقویٰ کی اساس قرار دیا ہے۔

'' فصل فی المحبۃ'' ان کا ایک خاص مقالہ ہے۔ جس میں محبت کے متعلقات پر انہوں نے نہایت لطافت سے روشنی ڈالی ہے۔ افسوس ہے کہ ہم طوالت کے اندیشہ سے اس کے اقتباسات درج کرنے سے قاصر ہیں۔

قشیری رحمہ اللہ نے انہیں ان الفاظ میں خراج تحسین ادا کیا ہے: ''عديم النظير في زمانه علماً و رعاً و معاملة و حالا''

''اپنے زمانہ میں باعتبار علم، تقویٰ، معاملات اور احوال کے عدیم النظیر شخصیت۔''

ان کے والد عقیدۃ قدری تھے اور بہت مالدار تھے۔ ان کے مرنے کے بعد مال و دولت کی کثیر مقدار انہیں بطور ترکہ.................. میراث کے ملی۔ لیکن انہوں نے اختلاف عقائد کے پیش نظر اس کو قبول نہ کیا۔ (تعلیماتِ غزالی، ص: ۲۴-۲۵)

صوفیاء کے پانچ مستند مشائخ:۔ صوفیاء میں یہ ان پانچ شیوخ میں سے ہیں، جن کو مستند مانا جاتا ہے۔

ابوعبداللہ خفیف رحمہ اللہ کا قول ہے: ''اقتد و ابخمسة من شيوخنا الباقون سلموالهم حالهم الحرث بن اسد المحاسبي والجنيد بن محمد و ابو محمد رويم و ابوالعباس بن عطاء و عمر و ابن عثمان المكي لانهم جمعو ابين العلم والحقائق''۔

''ہمارے شیوخ میں ان پانچ کی اقتداء اختیار کرو اور باقی کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ محاسبی، جنید، ابومحمد ردیم، ابوالعباس بن عطا، عمر بن عثمان رحمہم اللہ کی، کیونکہ یہ وہ حضرات ہیں جو علم و حقائق دونوں کے جامع ہیں۔'' (تعلیماتِ غزالی، ص: ۲۵)

ابوسلیمان الدارائی رحمہ اللہ:۔ کتاب و سنت کی پابندی کا اس درجہ خیال رکھتے تھے کہ ان کے نزدیک وہ واردات قلب جن کا تعلق دینیات سے ہے اس وقت تک حجت و مستند نہیں، جب تک کہ ان کو کتاب و سنت کی خارجی کسوٹی پر پرکھ نہ لیا جائے۔ چناں چہ ان کا کہنا ہے:

''ربما يقع في قلبي نكتة من نكتة تدوم ايامًا فلا اقبل منه الا بشاهدين عدلين الكتاب والسنة''۔

''میرے دل میں کبھی متصوفانہ نکات کا القاء ہوتا ہے اور کئی کئی دن تک میں انہیں یونہی دل میں پڑا رہنے دیتا ہوں، اور اخذ و قبول پر راضی نہیں ہوتا۔ تاوقتیکہ دو شاہد عدل اس کی تائید نہ کر دیں، یعنی اللہ اور سنت رسول ﷺ۔''

''اذا سكنت الدنيا القلب لرحلت منه الاخرة'' جب دنیا کسی شخص کے دل میں سکونت اختیار کر لیتی ہے تو آخرت کا خیال اسی وقت دل سے نکل جاتا ہے۔'' (تعلیماتِ غزالی، ص: ۲۵-۲۶)

ابوسلیمان داؤد بن نصیر الطائی رحمہ اللہ:۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔ صاحبین امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ دونوں اختلافی مسائل میں ان کو اپنا حکم تسلیم کرتے اور ان کی رائے اور فتویٰ کو صائب جانتے تھے۔ یہ امام محمد رحمہ اللہ کی بے حد عزت کرتے تھے۔ لیکن قاضی ابو یوسف سے اس بنا پر خفا تھے کہ انہوں نے اپنے استاد کی روش کے علی الرغم عہدہ قضا کیوں قبول کر لیا۔

اس خفگی کے پیش نظر ان کا معمول یہ تھا کہ اگر یہ دیکھتے کہ امام محمد رحمہ اللہ کا مسلک صحیح ہے تو کہتے، محمد کا مسلک صحیح ہے اور اگر قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ کی رائے جچی تلی محسوس ہوتی ہے، تو نام لیے بغیر کہتے اس نوجوان کی رائے زیادہ قرین صواب ہے۔

یہ کس طرح زہد و ورع کی جانب ملتفت ہوئے، اس کے بارے میں مختلف حکایتیں کتب تصوف میں مذکور ہیں۔ ہمارے نزدیک اس کا ایک

ہی سبب تھا اور وہ یہ کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے زہد وتقویٰ نے انہیں متاثر کیا اور ان کے داعیات شوق کو اُکسایا۔(تعلیماتِ غزالی،ص:۲۶-۲۷)

تعلق مع اللہ کی نوعیت:۔ صوفیاء میں ان کا درجہ بہت بلند ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ان کے ربط وتعلق کی کیا نوعیت تھی، اس کا اندازہ ان کے اس قول سے لگائیے۔ جب یہ رات کی تاریکی میں روح کے اجالے کا سامان بہم پہنچاتے اور تہجد کیلئے کھڑے ہوتے تو کہتے:

”الھی ھمك عطل علی الھموم الدنیویة“ پروردگار! تیرے ایک غم نے میرے تمام دنیوی غموں کو بھلا دیا اور معطل کر دیا ہے۔

ہر وقت عبادت میں مشغول رہتے۔حتیٰ کہ خادمہ کھانے کیلئے بلاتی تو فرماتے:”بین مضغ الخبز و شرب الفتیت قراۃ خمسین ایۃ“روٹی کھانے اور فتیت (ایک مشروب) پینے میں وقت صرف ہوتا ہے، اتنے میں پچاس آیات کی تلاوت ہوسکتی ہے۔(تعلیماتِ غزالی،ص:۲۷)

دقائق اخلاص کا خیال:۔ اخلاص کے دقائق و لطائف کا بہت خیال رکھتے۔ایک مرتبہ ان کے ہاں ایک صاحب آئے، انہوں نے دیکھا کہ پانی کی صراحی دھوپ میں رکھی ہے۔ان سے نہ رہا گیا کہنے لگے بھائی اس کو تو سایہ میں رکھ دیا ہوتا۔جواب ملاحظہ ہو:

”حین و ضعتھا لم یکن شمس وانا استحیی ان یرانی اللہ امشیی لمافیه حظ نفسی“

”آپ بجا ارشاد فرماتے ہیں، میں نے دراصل اسے سایہ ہی میں رکھا تھا، اب دھوپ آ گئی ہے، اس کو اٹھا کر دوبارہ سایہ میں رکھنے میں یہ شرم مانع ہے کہ کہیں صراحی تک چل کر جانے کو میرے حظ نفس پر نہ محمول کیا جائے۔“(تعلیماتِ غزالی،ص:۲۷)

ابوالقاسم جنید بن محمد رحمہ اللہ:۔ (التوفی۔۲۹۸ھ) سرخیل صوفیاں اور چمنستاں تصوف کے گل سرسبد، عراق ان کا مولد ومنشا ہے۔ ان کے والد شیشہ کا کاروبار کرتے تھے۔اس مناسبت سے انہیں قواریری بھی کہا جاتا ہے۔انہوں نے تصوف میں ایک خاص مدرسہ فکر کی بنیاد ڈالی ہے۔افسوس ہے کہ بعد کے آنے والے حضرات نے اس انداز کو آگے بڑھانے کی کوشش نہیں کی۔ان کا شمار ان چند لوگوں میں ہوتا ہے، جنہوں نے تصوف کو خاص نظریات سے روشناس کرایا اور اسے ایک متعین پیرایۂ بیان بخشا۔محاسبی رحمہ اللہ سے انہیں تلمذ حاصل ہے۔توحید کیا ہے، اور غیر زمانی وجود کی کیا حقیقت ہے، اس کے بارہ میں ان کے اقوال کس درجہ فلسفیانہ حقیقت کے حامل ہیں۔دیکھیے توحید کے معنی یہ ہیں، کہ ازلی وابدی خدا کو زمانیات سے الگ کر کے دیکھا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان سے سوال کیا تھا۔الست بربکم ”کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں۔“

حضرت جنید رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ یہ گفتگو اس مرحلے کی ہے جب انسان نے ابھی وجود کا مادی پیرہن زیب تن نہیں کیا تھا اور زمانیات سے یکسر آزاد تھا۔یعنی اس کا وجود محض روحانی انداز ونہج کا تھا۔جو زمان ومکان کی گرفت میں نہیں آیا تھا۔(تعلیماتِ غزالی،ص:۲۷-۲۸)

تصوف کی نعمت کیسے حاصل ہوئی:۔ تصوف کی نعمت انہیں کیوں کر حاصل ہوئی۔ان کا اپنا قول ملاحظہ ہو۔

”مااخذنا التصوف عن القیل و القال ولکن عن الجوع و ترك الدنیا و قطع المالوفات والمستحسنات“

ہم نے تصوف قیل وقال اور فقیہانہ بحث ومناظرہ سے حاصل نہیں کیا، بلکہ اس کیلئے گرسنگی کی اذیتیں جھیلی ہیں۔ مالوفات اور پسندیدہ چیزوں کو ترک کیا ہے۔

ان کا پختہ عقیدہ تھا کہ تصوف کی بنیاد کتاب وسنت کی تصریحات پر ہے۔لہٰذا جو شخص ان نعمتوں سے محروم ہے اس نے تصوف کی بو بھی نہیں سونگھی۔ان کا کہنا تھا:”الطرق کلھا مسدودۃ علی الخلق الامن اقتفی اثر الرسول علیه الصلوٰۃ والسلام“، خلق اللہ پر معرفت کے تمام دروازے بند ہیں الا یہ کہ آنحضرت ﷺ کے نقش قدم کی پیروی اختیار کی جائے۔

”من لم یحفظ القرآن ولم یکتب الحدیث لا یقتدی به فی ھذا الامر لان علمنا مقید بالکتاب والسنة“

جس نے قرآن حفظ نہیں کیا اور حدیث قلمبند نہیں کی وہ معرفت کے باب میں اقتداء کے لائق نہیں۔کیوں کہ ہمارے

ہاں یہ علم مقید بہ کتاب وسنت ہے۔(تعلیماتِ غزالی،ص:۲۸-۲۹)

صوفیاء میں اتباع سنت کا جذبہ:۔ کرامات کو وجہ فضیلت نہیں سمجھتے۔ایک شخص ان کے زہد ورع کا چرچا سن کران کے ہاں آیا اور کچھ عرصہ تک ان کی حرکات وسکنات کو بغور دیکھتا رہا۔آخر ایک دن اجازت لے کر جانا چاہا۔حضرت جنید رحمہ اللہ نے پوچھا اتنی جلدی کیوں جاتے ہو۔اس نے کہا کہ میں تو اس خیال سے آیا تھا کہ آپ بہت بڑے ولی ہوں گے اور آپ کے ہاں بڑی بڑی کرامتیں دیکھنے میں آئیں گی لیکن افسوس میں نے تو کوئی کرامت ایسی نہیں دیکھی جس سے آپ کی ولایت کا اندازہ ہو سکے۔جنید رحمہ اللہ مسکرائے انہوں نے کہا،اس عرصہ میں کیا تو نے دیکھا کہ میں نے ترک فرائض کا ارتکاب کیا ہو۔اس نے کہا جی نہیں۔آپ رحمہ اللہ نے کہا کیا ترک سنن کی نوبت آئی۔اس نے کہا جی نہیں۔آپ رحمہ اللہ نے فرمایا،پھر کیا نوافل ومستحبات میں تساہل برتا گیا۔اس نے کہا حضور یہ بھی نہیں۔آپ نے فرمایا۔جاؤ یہی میری کرامت ہے۔(تعلیماتِ غزالی،ص:۲۹)

مسٹر شکالیم کی طرفہ طرازی:۔ اہم اور مقتدر مشائخ کی فہرست کافی طویل ہے۔جس کو ہم اختصار کی خاطر نظر انداز کرنے پر مجبور ہیں۔اس میں ہم نے ان پاکباز اور پاک نہاد خواتین کا ذکر نہیں کیا۔جنہوں نے عرفان کے بادہ صافی سے سکر ومستی کی کیفیتیں پیدا کیں اور زہد وتقویٰ اور عفاف و پرہیزگاری سے ظاہر وباطن کی سج دھج کا اہتمام کیا۔صرف رابعہ بصریہ رحمہا اللہ کا نام لے لینا اس سلسلہ میں کافی ہے۔(تعلیماتِ غزالی،ص:۲۹)

اختصار کی وجہ: اختصار کے پیش نظر ہم مشائخ کی اس فہرست میں ان لوگوں کو بھی شامل نہیں کر رہے ہیں جنہوں نے عملی مجاہدات کے ساتھ ساتھ قلمی مجاہدیات میں بھی نمایاں حصہ لیا ہے یعنی جنہوں نے تصوف کو نکھارا اور نئے نئے تصورات اور مصطلحات سے مالا مال کیا ہے۔یا جن کی جنبش ہائے قلم سے تصوف نے ایک علم،ایک فن اور قابل فہم تصور کی حیثیت اختیار کی ہے۔یوں بھی تصوف سے متعلق مستند تحریرات اور کتابوں کا دائرہ بدرجہ غایت سمٹا ہوا ہے۔جس کے مندرجہ ذیل اسباب ہیں:

۱- یہ چوں کہ اپنے مزاج اور خصوصیات کے اعتبار سے علم سے زیادہ عمل ہے اس لیے اس کو ضبط تحریر میں لانے کی کوششیں بڑی حد تک محدود رہیں۔

۲- صوفیا چوں کہ نفی ذات (Negation) کے شدت سے قائل ہیں اس لیے نہیں چاہتے تھے کہ تحریر ونگارش کے چکر میں پڑیں۔کیوں کہ ان کے نزدیک اظہار کا یہ اسلوب بھی نفس میں کبر وپندار پیدا کرنے کا باعث ہو سکتا ہے۔علاوہ ازیں یہ خطرہ بھی ہے کہ کہیں عوام کی عقیدت کا رُخ ادھر نہ مڑ جائے۔حالاں کہ انہیں سے یہ بھاگتے اور دور رہنے کا عزم کر چکے تھے۔

۳- جب علوم عقلیہ کا فروغ ہوا،بالخصوص نوافلاطونیت کے تصورات جب اسلامی معاشرہ میں پھیلے،تو صوفیاء کے عقائد بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔یہی نہیں ان خیالات نے اس درجہ اس کے ذہن وقلب واستیلاء حاصل کیا کہ ان کے پر جوش مبلغ بن گئے......ظاہر ہے فکر ورائے کے اس نہج سے فقہاء ومحدثین متفق نہیں ہو سکتے تھے اور یہی وہ گروہ تھے،جن کا عامۃ الناس میں زیادہ عمل دخل تھا۔اس لیے صوفیاء مجبور ہوئے کہ اپنے ان عقائد کو عام نہ کریں اور از راہ احتیاط صرف انہیں حضرات تک ان کو محدود رکھیں جن میں صبر وبرداشت کی صلاحیتیں بدرجۂ اتم پائی جائیں۔

۴- یوں بھی تصوف چوں کہ اصلاح وتزکیہ کی ایسی سطح سے متعلق ہے جس کے مخاطب خال خال حضرات ہی ہو سکتے ہیں،عوام نہیں،اس لیے مناسب یہی معلوم ہوا،کہ اس کی نشر واشاعت کے دائروں کو وسیع نہ کیا جائے۔

لیکن اخفاء واحتیاط کی ان تدبیروں میں چونکہ کھلی ہوئی مضرت یہ تھی کہیں علم ومعارف کا یہ گنجینہ ضائع ہی نہ ہو جائے۔اس لیے کچھ حضرات نے بہر حال اپنی تحریری کوششوں کو جاری رکھا۔خصوصاً حلاج کے قتل نے تو انہیں چونکا سا دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک اچھے خام گروہ

نے جرأت سے اپنے خیالات وافکار کو منظر عام پر لانے کا تہیہ کر لیا۔ (تعلیماتِ غزالی،ص:۳۰-۳۱)

تصوف پر تحریری علمی کاوشیں: یہ تحریری کوششیں کئی اقسام کی ہیں۔ کچھ لوگوں نے ان احادیث وآثار کو قلمبند کیا جن کا تعلق زہد ورقاق سے تھا، جیسے عبداللہ بن المبارک اور احمد بن حنبل رحمہما اللہ وغیرہم۔ کچھ حضرات نے سلسلہ تصوف کے مقتدر مشائخ واکابر کے اقوال وافعال کا دلآویز مرقع تیار کیا۔ جیسے ''حلیۃ اولیاء صفتہ الصفوۃ اور تذکرۃ الاولیاءٗ'' کے مصنفین، کسی نے نفس فن کے بارہ میں بحث کی اور اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات اور پیچیدگیوں کو حل کرنے اور سلجھانے کی کوشش کی جیسے قشیری، ہجویری اور کلاباذی رحمہم اللہ وغیرہ، ایک مختصر سا گروہ ان میں ایسا بھی ہے، جنہوں نے نہ صرف تصوف کی زلف معقد کو سنوارا اور سجایا، بلکہ جس نے اس کو گہرے تصورات اونچے معارف اور حکیمانہ طرز فکر سے بھی بہرہ مند کیا۔ جیسے نفاری، ابوالنصر سراج اور ابن عربی رحمہم اللہ وغیرہ۔

اس مختصر سی وضاحت کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قدرے ان اصطلاحوں کی تشریح کر دی جائے۔ جو صوفیاء کے لٹریچر میں دائر و سائر ہیں۔ (تعلیماتِ غزالی،ص:۳۱)

صوفیائے کرام کی مشہور اصطلاحات

جس طرح منطق وفلسفہ کی اصطلاحیں ہیں۔ فقہ واصول کیلئے مخصوص الفاظ اور استعمالات ہیں۔ ٹھیک اسی طرح صوفیاء کی بھی اصطلاحیں ہیں جو ان میں رواج پذیر ہیں۔ اصطلاحات کی غرض وغایت تعیین اور سہولت ہے۔ یعنی جو بات آپ پھیلا کر اور مختلف پیرایہ ہائے بیان میں بیان کرنا چاہیں گے۔ وہی بات اصطلاحات کے رنگ میں نہایت اختصار کے ساتھ کہہ دیں گے اور سامع یا قاری ان کے معنی ومفہوم وادراک میں کسی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہوگا۔ صوفیا کے ہاں اصطلاحات کی اہمیت علاوہ تعیین وسہولت کے یہ بھی ہے کہ اس طرح وہ عوام کی گرفت اور برہمی سے محفوظ رہتے ہیں اور کج فہم فقہاء اور کم سواد علماء کو ان پر زبان طعن دراز کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ کیوں کہ اعتراض وہی کرے گا، جو ان کی بولی سمجھتا ہو اور ان کی منطق سے واقف ہو۔ ہر اس شخص کو جو تہمت علم سے متہم ہو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ ان کو ہدف عتاب ٹھہرائے اور بغیر جانے بوجھے اور ان کے علوم ومعارف سے شناسائی حاصل کیے ان پر فتوئی کفر لگائے اور عوام میں ان کے خلاف نفرت وحقارت کے جذبات پیدا کرے۔ گویا اصطلاحات کے پردہ میں حقائق ومعارف کو چھپانے میں جو جذبہ کارفرما ہے وہ یہ ہے کہ صوفیا نااہلوں کے حملوں سے محفوظ رہیں۔ اسی حقیقت کو کلاباذی رحمہ اللہ نے ان الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے: ھذا اسلم من ردحق و انکارہ

''اس طرح ہم حقائق کے رد وانکار کے عاجلانہ فعل سے محفوظ رہتے ہیں۔''

اس تمہید کے بعد آیئے ان کی اصطلاحات پر ایک نظر ڈالتے چلیں: (تعلیماتِ غزالی،ص:۳۲)

پہلی اصطلاح ''وقت'': صوفیاء میں وقت کا استعمال کئی معنی میں ہوتا ہے۔ ایک استعمال یہ ہے کہ اس سے مراد حادث متوہم ہے۔ جن کا حصول کسی حادث متحقق پر موقوف ہو۔ اس صورت میں حادث متحقق حادث متوہم کیلئے بمنزلہ وقت کے ہوگا۔ اس کو اس مثال سے سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ فرض کیجئے۔ آپ نے کہا، میں فلاں تاریخ کو تمہارے ہاں پہنچوں گا۔ یہ پہنچنا یا آنا ایسا حادث ہے۔ جو وہم وخیال کی گرفت میں آتا ہے اور متعین تاریخ ایسا حادثہ ہے جو وقوع پذیر ہونے والی شے ہے جو متحقق ہے۔ لہٰذا یہ متحقق یا وقوع پذیر ہونے والی شے متوہم کیلئے بمنزلہ وقت کے ہے۔ بات بالکل آسان ہے۔ جو اصطلاح کے گورکھ دھندے میں کسی قدر پیچیدہ ہوگئی ہے۔ صوفیاء دراصل کہنا یہ چاہتے ہیں کہ وقت کا مفہوم و تصور سراسر واقعات وحوادث (Events) کا رہین منت ہے۔ اگر یہ پائے جاتے ہیں تو یہ بھی اُبھرتا ہے اور یہ نہیں پائے جاتے تو یہ بھی نہیں پایا جاتا۔ یہاں یہ نکتہ بہر حال ملحوظ رہنا چاہیے کہ صوفیاء زمانہ کے منکر نہیں۔ جو بغیر کسی تعین کے ایک جوئے آب کی طرح رواں دواں ہے۔ جس میں ماضی وحال اور مستقبل کا کوئی وجود نہیں۔ جو صرف ایک بہاؤ ہے۔ ایک حرکت ہے یا پیہم ومسلسل ایک طرح کے فیضان سے تعبیر ہے۔

وہ جس کو واقعات وحالات کا نتیجہ قرار دیتے ہیں، وہ وقت ہے، اور وہ تعین ہے، جو کسی حادثہ سے اُبھرتا ہے۔ یا یوں سمجھئے کہ جو حوادث و واقعات کو سمجھنے کا ایک ناگزیر پیمانہ ہے۔ابوعلی دقاق رحمہ اللہ نے وقت کے ایک اور معنی بھی بیان کیے ہیں۔ وہ غلبہ حال ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص حزن وغم سے دوچار ہے تو کہا جائے گا کہ یہ وقت اس کے حزن وغم کا ہے۔ اگر کشاکش دنیا میں گرفتار ہے۔ تو کہا جائے گا اس وقت اس کو دنیا کا سامنا ہے اور دنیا اس پر سوار ہے۔ اسی طرح اگر عقبٰی وآخرت کا خیال اس پر غالب ہے۔ تو اسی مناسبت سے اس کے وقت کو عقبٰی وآخرت کا وقت قرار دیا جائے گا۔

کبھی کبھی وقت رعایت احوال کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً ''ابن الوقت'' صوفیاء کی خاص اصطلاح ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سالک وقت کے اہم ترین تقاضوں کا ساتھ دے رہا ہے اور اس کی حالت وکیفیت جس طرح کی عبادات وفرائض کی مقتضی ہے، وہ اس میں باحسن وجہ مشغول ہے اور کسی طرح کی کوتاہی نہیں کر رہا ہے۔ یہی مطلب ہے ان کے اس قول کا: ''الفقير لايهمه ماضي وقته و اتيه بل يهمه وقته الذى فيه'' فقیر ماضی ومستقبل سے رابطہ نہیں رکھتا۔ اس کی توجہ کا مرکز تو وہ وقت (یعنی حالت) ہے کہ جس میں سے وہ اس وقت گزرتا ہے۔''

یعنی ایک فقیر یہ نہیں دیکھتا کہ ماضی میں اس کے قلب وذہن کی کیا کیفیتیں تھیں۔ یا مستقبل میں اسے کس نوع کے افکار واعمال سے دوچار ہونا ہے۔ وہ تو بس یہ دیکھتا ہے کہ اس وقت جلا قلب اور ارتقاء روح کیلئے اسے کیا کرنا چاہیے۔ ماضی کی فکر یا مستقبل کا اندیشہ ان کے نقطہ نظر سے وقت کے تقاضوں سے محرومی کے مترادف ہے۔ یا انہیں کے الفاظ میں یوں کہنا چاہیے: ''الاشغال بفوات وقت ماضى تضيع وقت ثانٍ'' ماضی کے گزرے ہوئے ان لمحات سے تعرض کرنا جن میں کوئی لغزش سرزد ہوئی ہے گویا دوبارہ وقت ضائع کرنا ہے۔

مقصد یہ ہے کہ اگر حال درست ہے تو کیا کہنے یہی آئندہ چل کر اچھے مستقبل اور بہترین ماضی کی تعبیر کا ضامن ہوگا۔

وقت کا ایک معنی تصرفات حق تعالیٰ پر راضی وقانع رہنا ہے۔ یعنی جب یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں حکم وقت کی منزل میں ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ اللہ کی طرف سے جن جن آزمائشوں سے دوچار ہے، ان میں ثابت قدم ہے اور اپنے کو اس معاملہ میں بالکل مختار اور صاحب ارادہ وتدبیر نہیں کرتا۔ بلکہ یہ سمجھتا ہے کہ کائنات میں تمام تر تصرفات اللہ تعالیٰ کی مرضی ومشیت کے تابع ہیں، اس لیے ان تصرفات کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا ہی اولیٰ اور بہتر ہے۔ اور اس مرحلہ پر یہ نکتہ جان پرور ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہیے۔ کہ صوفیاء امور تکوینی میں تو جبر کے قائل ہیں۔ امور شرع میں نہیں اور یہ کہ ان کا جبر اس ملحد وزندیق کا جبر نہیں۔ جو تکلفات شرعیہ کی پابندی سے یکسر آزادی حاصل کر لیتا ہے اور اس کو فسق وفجور کا محض ایک بہانہ سمجھتا ہے۔ بلکہ اس عارف کا جبر ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی مشیت تکوینی کے خلاف نہ صرف لب کشائی نہیں کرتا بلکہ بکمال رضا و رغبت ان تمام شدائد اور سختیوں کو برداشت کرتا ہے۔

الوقت سیف صوفیا کا مشہور مقولہ ہے۔ اس کے دو معنی ہیں:

ا- یہ کہ جس طرح تلوار کی کاٹ غالب اور فیصلہ کن ہوتی ہے اسی طرح حق تعالیٰ اس کے ذریعہ جن جن واقعات وحوادث کو رونما کرتا ہے۔ ان کا وقوع پذیر ہونا ناگزیر ہے اور فیصلہ کی حیثیت رکھتا ہے لہٰذا اس کے خلاف احتجاج کرنا درست نہیں۔ یہ استعمال قریب قریب انہیں معانی کا حامل ہے، جس کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے۔

۲- تلوار چھونے میں نرم اور کاٹ میں تیز ہے۔ اس لیے جس نے اس کو نرمی سے چھوا تو وہ اس کی زد اور حملہ سے محفوظ رہا اور جس نے اس کے معاملہ میں سختی برتی، اس کا محفوظ رہنا اور زخمی نہ ہونا دشوار ہے۔ ٹھیک یہی حال وقت وزمانے کا ہے۔ جس شخص نے اس کی فطرت کو سمجھا اور عمل وزہد کی وہی صورت اختیار کی جو اس کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ وہ تو نفس کی آفات اور مصیبتوں سے محفوظ رہا اور جس نے وقت کا معصیت ونافرمانی سے مقابلہ کیا، وہ مارا گیا۔

''و کا لسيف ان لا ينته، لان مسه'' اور وقت تلوار کی مانند ہے۔ اگر تم نے اس کو نرمی سے تھاما۔ تو وہ نرم ثابت ہوگا۔

''واحده ان خاشنة خشنان'' اور اگر اس کو سختی سے چھوا تو پھر اس کی دھاریں سخت ثابت ہونگی۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۳۳-۳۵)

دوسری اصطلاح ''کیس'': اس سے ملتا جلتا لفظ کیس ہے۔ جس کے لفظی معنی عقلمند اور زیرک انسان کے ہیں مگر تصوف میں اس سے مراد یہ ہے کہ اگر سالک ہوش وحواس میں ہے اور اس پر عالم صحو طاری ہے۔ تو اس کیلئے شریعت کی پیروی ضروری ہے اور اگر صحو کے بجائے محو (سکر) کا غلبہ ہے تو اس صورت میں حقیقت کے احکام کا تتبع کرنا ہوگا۔ (تعلیماتِ غزالی، ص: ۳۷)

تیسری اصطلاح ''مقامات'': سالک چوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہمیشہ بڑھتا رہتا ہے۔ اس لیے اس کے اس سفر وسلوک کی کچھ منزلیں ہیں اور ان منزلوں کے متعین آداب ہیں۔ اس لیے سالک جس منزل یا مقام میں ہو اسی کے مطابق متعلقہ آداب واحکام کی اسے رعایت رکھنا چاہیے۔ یہی نہیں بلکہ جس مقام میں ہے۔ اس کے تمام آداب کو جب تک پورا نہ کرلے آگے نہ بڑھے۔ کیوں کہ آگے بڑھنے کیلئے بے صبری کا اظہار قناعت کے منافی ہے اور قناعت سے محرومی توکل کے خلاف ہے اور اگر توکل کی نعمت سے کوئی شخص محروم ہے۔ تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اس میں تسلیم ورضا کی بھی صلاحیت نہیں۔ جو تصوف کی جان ہے۔ (تعلیماتِ غزالی، ص: ۳۷)

چوتھی اصطلاح ''حال'': یہ ایسی کیفیات قلب سے تعبیر ہے جن سے ایک سالک ایک لمحہ بھر کیلئے دوچار ہوتا ہے اور پھر آگے بڑھ جاتا ہے۔ جیسے طرب وحزن، قبض وانبساط یا شوق وتحیر اور ہیبت واحتیاج وغیرہ۔ مقامات اور احوال میں یہ فرق ہے کہ مقامات تو جدوجہد سے حاصل ہوتے ہیں۔ اور یہ کیفیات سالک کے ذہن وفکر پر بغیر قصد وارادہ کے ظاہر ہوتی ہیں۔ ایک فرض ان دونوں میں یہ بھی ہے، کہ جہاں مقام ٹھہراؤ اقامت گزیں ہونے کا متقاضی ہے۔ وہاں احوال کا یہ تقاضا آگے بڑھنا اور ترقی کی طرف تیزی سے گام فرسا ہونا ہے گویا احوال میں تو ایک وقت خاص تک ٹھہرنا اور رُکنا خوبی ہے اور احوال میں یہی خوبی عیب شمار ہوتی ہے۔ ذی النون مصری رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا صاحب فلاں عارف کہاں ہیں۔ انہوں نے کہا: ''کان ھھنا فذھب'' ابھی تو تھے اب کہیں نکل گئے ہیں۔

مطلب یہ کہ وہ احوال میں گرفتار نہیں...... بلکہ ان کے جذبہ عرفان نے انہیں اگلی منزلوں کی طرف بڑھا دیا۔

ایک صاحب کا قول ہے: ''الاحوال کالبروق فان بقی فحدیث''

احوال برق کی مانند ہیں، اگر باقی رہ جائیں، تو یہ احوال نہیں حدیث نفس ہیں۔

احوال کے بارے میں صوفیاء کا ایک اور نقطۂ نظر بھی ہے اور وہ بقا احوال سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ احوال بھی مقامات کی طرح قیام وبقا چاہتے ہیں۔ کیوں کہ جب تک کوئی عارف چندے ٹھہر کر اور رک کر ان سے استفادہ نہیں کر پائے گا۔ آگے نہیں بڑھ پائے گا۔ یہ لوگ احوال اور لوائح میں ایک قسم کا بین فرق محسوس کرتے ہیں۔ احوال تو ان کی اصطلاح میں وہ کیفیات ہیں جو ثبات وقرار کی مقتضی ہیں اور جو چیز برق کی طرح سطح قلب پر چمکی اور غائب ہوگئی اس کو یہ احوال کی بجائے لوائح کہتے ہیں۔ جس کے لفظی معنی ہیں چمکنے والی شے کے ہیں۔ ابوعثمان جری رحمہ اللہ نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے: ''منذ اربعین سنة ماأقامنی الله فی حال فکرهته''

> ''چالیس برس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے جس حال سے دوچار کیا میں نے کبھی اس کو برا نہیں سمجھا۔ یعنی میں بہر حال قانع اور راضی بہ رضا رہا۔''

مگر اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ بقا احوال مطلقاً سکون اور ٹھہراؤ ہی چاہتا ہے اور سالک مجبور ہے کہ ان سے بہرہ مندی کی صورت میں ترقی نہ کرے ان کے نزدیک ان احوال میں بھی بے انتہا درجات ومراتب ہیں۔ جن کی طرف ایک سالک برابر حرکت کناں رہتا ہے یعنی ہر ہر مرتبہ اور درجہ جس سے ایک سالک دوچار ہوتا ہے۔ اپنے آغوش میں کچھ حسنات اور نیکیاں لیے ہوئے ہے اور ایک عارف جب اس مقام کی تمام سعادتوں کو اپنے دامن طلب میں سمیٹ لیتا ہے، تو پھر قانع ہو کر یہیں بیٹھا نہیں رہتا بلکہ انہیں احوال کے آئندہ درجات کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ یہی وہ مسلسل ترقی ہے جو مقربین کا طرۂ امتیاز ہے اور یہی مطلب ہے اس مقولہ کا:

''حسنات الابرار سیات المقربین'' ابرار کی نیکیاں مقربین الٰہی کی برائیاں ہیں۔

غرض یہ ہے کہ ابرار حسنات میں اس طور پر ترقی کناں رہتے ہیں کہ انہیں نیکی کا ہر وہ درجہ جس کو وہ چھوڑ آتے ہیں بہ نسبت آگے کے درجات کے سیئات محسوس ہوتی ہیں۔

پانچویں اصطلاح ''قبض وبسط'':۔ کبھی کبھی سالک پر ایسے لمحے بھی آتے ہیں جب وہ کسی ایسے محذور یا ضرر سے متاثر ہوتا ہے جو زمانہ قریب میں لاحق ہونے والا ہے۔اس تاثر کو ان کی اصطلاح میں قبض سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ تاثر خوف اور خشیت کی بنا پر ابھرا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عارف کو محبوب کا وصل قریب ترین نظر آتا ہے۔جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس میں توقع ورجا کے واہمے اُبھرنا شروع ہوتے ہیں اور وہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ عنقریب اس کو قرب وحضور کی وادیوں میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی۔اس کیفیت یا تاثر کو بسط کہا جاتا ہے۔بسط کا اطلاق بصورت تنزل اس کیفیت پر بھی ہوتا ہے۔جو زوال ضرر یا محذور کی صورت میں پیدا ہو۔یعنی عارف کے دل میں یہ توقع چٹکیاں لینے لگے کہ کسی روحانی ضرر سے عنقریب مخلصی حاصل ہوگی۔

بسط وقبض کی ان کیفیات کے بھی کئی درجے ہیں۔کبھی قبض کا یہ تاثر ایسا حاوی اور چھا جانے والا ہوتا ہے کہ دوسری کیفیات کیلئے سرے سے کوئی جگہ ہی نہیں رہتی اور کبھی اس درجہ حاوی نہیں ہوتا۔اس طرح بسط میں بھی اختلاف ہے۔کبھی مبسوط یہ محسوس کرتا ہے کہ یہ تاثر اس پر اس طرح چھا گیا ہے کہ مخلوق اور گرد وپیش کے مکروہات کیلئے قلب میں کہیں فراغ وگنجائش باقی نہیں رہی اور کبھی کبھی اس تاثر کے باوجود خلق اللہ کیلئے قلب وذہن کے کچھ گوشے وا رہتے ہیں۔

غرض یہ ہے کہ عارف ان کیفیات میں حکم وقت کا تابع رہے اور ان مقامات کا جو اقتضاء ہے اس سے غافل نہ ہو۔

(تعلیماتِ غزالی،ص:۳۷-۴۰)

چھٹی اصطلاح ''اخلاص'':۔ اعمال وحسنات میں یہ خوبی تصوف کی جان ہے۔صوفیا کا اطلاق کن کن لطیف معانی پر کرتے ہیں۔ اس کی تفصیل انہیں کے اقوال کی روشنی میں دیکھئے۔ابوعلی دقاق رحمہ اللہ کا قول ہے:''الا خلاص التوقی عن ملا حظة الخلق ''۔اخلاص کے معنی ہیں کہ اعمال میں عارف مخلوق کی رائے سے بے نیاز ہو جائے۔

یعنی اللہ کی رضا اور خوشنودی مدنظر ہو۔یہی نہیں،اخلاص کی اعلیٰ ترین سطح یہ ہے کہ اعمال اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر اس طرح آپ سے آپ صادر ہونے لگیں کہ خود جذبہ اخلاص پر غور وخوض کرنے کی ضرورت ہی باقی نہ رہے۔ابویعقوب السوسی رحمہ اللہ کا کہنا ہے:''متی شهدوافی اخلاصهم الاخلاص احتاج اخلاصهم الی اخلاص''۔جب لوگوں کو اپنے اخلاص میں اخلاص کا احساس ہونے لگے تو انہیں تجدید اخلاص کرنا چاہیے۔

اخلاص کی تین علامات: اخلاص کی علامات کیا ہیں؟ ذی النون مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''ثلاث من علامات الاخلاص استواء المدح والذم من العامة و نسیان رویة الاعمال و نسیان اقتضاء الثواب فی الا خرة ''۔

اخلاص کی تین نشانیاں ہیں عوام کی مدح وقدح سے بے پروا ہو جانا،اس حقیقت کو بھلا دینا کہ ہم نے کچھ اعمال اخلاص کی بنا پر کیے ہیں، اور ثواب آخرت کے جذبہ کو فراموش کر دینا۔کیا عوام وخواص کے درجہ اخلاص میں فرق ہے؟ ابوعثمان مغربی رحمہ اللہ کا کہنا ہے:''الا خلاص مالایکون للنفس فیه حظ بحال و هذا اخلاص العوام''۔عوام کا اخلاص یہ ہے کہ ان کے محرکات اعمال میں نفس کا کوئی حصہ نہ ہو۔''واما اخلاص الخواص فهو یجری علیهم لابهم فتصدرمنهم الطاعات ،وهم عنه بمعزل ولا یقع علیهم رویة ولا بها اعتزار''۔اور خاص الخاص حضرات کا تقاضائے اخلاص یہ ہے کہ ان کے اعمال کا سرچشمہ اور محرک خود ذات باری ہو۔بندگی واطاعات کا ان سے اس طرح آپ سے آپ صدور ہو۔کہ گویا انہیں اس سے کچھ غرض نہیں۔نہ یہ اپنے اعمال میں اخلاص کو دیکھیں اور ٹٹولیں،اور نہ اس کے لئے انہیں کوئی تیاری کرنا پڑے۔

دیکھا آپ نے نقطہ نظر کی بلندی اور پاکیزگی! فقہاء تو نیکی کا صرف اوپری تصور ہی رکھتے ہیں۔یعنی یہ کہ کسی نیکی کو کیوں کر انجام دینا

چاہیے اور اس سے زیادہ کے فن کے اعتبار سے وہ مکلّف بھی نہیں۔ متکلمین نیکی کے تعین میں کھو گئے۔ اشاعرہ نے کہا نیکی معقول المعنی نہیں اور شریعت کے تابع ہے۔ معتزلہ نے ایک قدم بڑھ کر تصریح کی کہ نیکی کو باور کرنے کے لئے عقلی وجود نہیں۔ حکما کا یہی مذہب ہے اور اس میں ان کی پرواز اس سے آگے نہیں بڑھتی کہ نیکی کو نفس سمجھ کر اختیار کیا جائے۔ کانٹ نے اخلاقیات کا یہی اونچا معیار پیش کیا اور کہا کہ نیکی بجائے خود نیکی ہے اور انسانی عقل اس پر شاہد ہے۔ لہذا قطعی اس لائق ہے کہ اسے سیرت و کردار کا جزبنایا جائے۔

صوفیاء نے ان دونوں سے الگ ایک راہ اختیار کی۔ انہوں نے کہا یہ دونوں نقطہ ہائے نظر اعمال میں وزن پیدا کرنے والے نہیں۔ اصل شے جس سے نیکیوں میں وزن ابھرتا اور روح پیدا ہوتی ہے اخلاص ہے۔ اعمال میں دیکھنے کی چیز یہ نہیں، کہ ان کے اچھا یا برا ہونے سے عقل کو دخل ہے یا شرع کو۔ دیکھنے کی چیز یہ ہے کہ ان کا محرک کون ہے؟ کیا اعمال حسنہ اور عبادات میں شہرت، ریا اور جلب منفعت مقصود ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا۔ پھر اس اخلاص کے بارے میں بھی ان کا زاویہ نظر یہ ہے کہ اعمال حسنہ کو اس طرح اس سانچے میں ڈھل جانا چاہیے۔ کہ آپ سے آپ بغیر کسی قصد و تعمد کے صادر ہونے لگیں۔ کیوں کہ قصد و تعمد کا مطلب ہے کہ ہنوز نیکیاں قلب و ضمیر میں رچی نہیں اور نفس کی اصلاح اس درجے کی نہیں ہو پائی۔ کہ اس سے صرف حسن و خوبی ہی کی توقع کی جائے۔

توجہ باطن:۔ توجہ باطن اور تزکیہ قلب کو صحابہ رضی اللہ عنہم میں جو اہمیت حاصل تھی اس کا یہ اثر تھا کہ بعض ایسے امور میں بھی یہ تساہل کو اولیٰ سمجھتے تھے جن کو ظاہری پاکیزگی کے متممات میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ اس اندیشے سے مبادا ان چیزوں میں انہماک التفات الی اللہ کے آڑے نہ آئے۔ چنانچہ کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کی رائے تھی کہ جوتے سمیت نماز پڑھنا افضل ہے۔ امام نخعی رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ:

"وددت لو ان محتاجا جاء اليها فاخذها"

''میں تو یہ چاہتا کہ کاش کوئی حاجت مند ان لوگوں کے جوتوں کو اٹھا لے جائے جو جوتا اتار کر نماز پڑھتے ہیں۔''

غرض یہ تھی کہ جن لوگوں کو اس انداز کی ادنیٰ فکریں گھیرے رہتی ہیں وہ عبادت سے کیا لطف اندوز ہو سکیں گے۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۱۰۰)

صوفیاء کرام کی کتابوں میں شرعی اوامر کی اہمیت

احیاء العلوم میں نماز کی حقیقت: نماز کی حقیقت کیا ہے اس کی پردہ کشائی بھی حضور ﷺ نے فرمائی ہے:

"انما الصلوة تمسكن و تواضع و تضرع و تاوه و تنادم و تضع يديك فتقول اللهم اللهم فمن لم يفعل فهي خداج" (ترمذی و نسائی)۔

''نماز اس کا نام ہے کہ تم مسکنت کا اظہار کرو متواضع رہو تضرع میں مشغول ہو آہ و زاری کرو اور اپنے کاموں پر ندامت کا اظہار کرو۔ پھر ہاتھ باندھ کر یا اللہ یا اللہ کہہ کر دعا مانگو۔ سو جو ان کیفیتوں سے دوچار نہیں ہوا اس کی نماز ناقص ہے۔''

پہلے صحائف میں بھی نماز کی اس روح کو بیان کیا گیا ہے۔ کسی کتاب میں:

"ليس كل مصل تقبل صلاته انما اقبل صلاة من تواضع لعظمتي ولم يتكبر على عبادي و اطعم الفقير الجائع لوجهي۔"

''ہر ہر عبادت گزار کی عبادت قبول نہیں کرتا۔ میرے ہاں تو اس کی عبادت مقبول ہے جس نے تواضع اختیار کی۔ اور میرے بندوں پر جبر نہ کیا۔ نیز بھوکے اور حاجت مند کو محض میری خوشنودی کیلئے کھانا کھلایا۔'' (تعلیماتِ غزالی، ص:۱۱۰)

نماز کا محرک اصل:۔ عبادت میں اصلی محرک اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کے ساتھ وابستگی ہے۔ اگر یہ نعمت حاصل نہیں تو پھر تمام عبادات لاحاصل ہیں۔ حدیث میں ہے:

"انما فرض الصلوة و امر بالحج والطواف و اشعرت المناسك لاقامة ذكر الله فاذالم يكن في قلبك

للمذ کورالذی ھو المقصود و المبتغی عظمة و ھیبة فما قیمة ذکرك "۔ (ترمذی نے اس کی تحسین کی)

''نماز کی فرضیت حج کا حکم اور مناسک کی وضاحت سب اس بنا پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دل آباد ہوں اور اگر اللہ کے ذکر سے دل خالی ہیں اور انہیں اس کی عظمت و ہیبت کا کوئی نقش نہیں جو مقصود اصلی ہے تو پھر زبان چلانے سے کیا فائدہ، ایسے ذکر کی کوئی قیمت نہیں۔''

ایک دوسری حدیث میں ہے۔

"واذا صلیت فصل صلوۃ مودع" (حاکم و بیہقی نے اس کا ذکر کیا)

''جب نماز پڑھو تو یوں پڑھو کہ گویا زندگی کو الوداع کہہ رہے ہو۔'' (تعلیماتِ غزالی، ص:۱۱۱)

آنحضرت ﷺ کی کیفیت آشنائی اور دنیا سے بیگانگی:۔ آنحضرت ﷺ نماز کے وقت کس طرح ہمہ تن اللہ تعالیٰ کی طرف عنان توجہ کو پھیر لیتے تھے اور کس طرح اپنی توجہات کو سمیٹ لیتے تھے اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما یوں بیان فرماتی ہیں:

"کان رسول اللہ یحدثنا و نحدثه فاذا حضرت الصلوۃ فکانه لم یعرفنا ولم نعرفه"۔

''آنحضرت ﷺ ہم سے بات چیت میں مشغول ہوتے اور ہم ان سے محو گفتگو رہتے کہ اتنے میں نماز کا وقت آجاتا۔ اس وقت آپ ﷺ اس طرح اُٹھ کھڑے ہوتے کہ گویا ہم میں اور ان میں کسی قسم کی جان پہچان ہی نہیں۔

کیوں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اسی یکسوئی کی متقاضی ہے۔خود آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"لاینظر اللہ الی الصلوۃ لا یحضر الرجل فیھا مع بدنه"

''اللہ تعالیٰ ایسی نماز کو نظر قبولیت سے نہیں دیکھتا کہ جس میں حرکات جسم کے ساتھ دل کی جنبشوں کو شامل نہ کیا گیا ہو۔'' (تعلیماتِ غزالی، ص:۱۱۲)

خشوع و خضوع کی علامت: خشوع قلب کی علامت یہ ہے کہ نمازی کے اعضاء و جوارح سے بھی اس کا اظہار ہو آنحضرت ﷺ نے ایک صاحب کو دیکھا کہ نماز میں داڑھی سے کھیل رہے ہیں۔اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: "لوخشع قلب ھذا لخشعت جوارحه" (مصنف ابن ابی شیبہ)

''اگر اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر ہوتا تو اس کا اثر اس کے اعضاء پر بھی پڑتا''

رونا بھی خشوع کی ایک علامت ہے۔سعید التنوخی رحمہ اللہ کے متعلق مروی ہے کہ وہ نماز میں اتنا روتے کہ ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوجاتی۔(تعلیماتِ غزالی، ص:۱۱۲)

ہمارے اسلاف کی نمازیں: ہمارے اسلاف نماز میں کیوں کر ان نزاکتوں کا خیال رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے خاشع وخاضع رہتے تھے۔ان کا اندازہ ان واقعات سے لگائیے۔مسلم بن یسار رحمہ اللہ کا قصہ ہے۔ایک مرتبہ یہ بصرہ کی جامع مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک اس کا کوئی حصہ گر پڑا۔ایک ہجوم اس حادثہ کو معلوم کرنے کیلئے دوڑا۔مگر یہ برابر سکون و دلجمعی کے ساتھ اپنی نماز میں مشغول رہے اور اس وقت ان کو واقعہ کی خبر ہوئی جب یہ نماز سے فارغ ہو چکے اور لوگوں نے آکر بتایا۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز پڑھنے لگتے تو خوف وخشیت سے چہرہ کا رنگ بدل جاتا۔آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کی یہ حالت کیوں ہوجاتی ہے۔آپ نے فرمایا۔تم نہیں جانتے یہ وقت کس درجہ اہم ہے۔یہ وہ بارِ امانت ہے جس کو آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا گیا۔تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا۔لیکن انسان نے اٹھالینا منظور کرلیا۔

حضرت کے پوتے علی رحمہ اللہ کے بارے میں بھی مشہور ہے کہ وضو کرتے وقت ان کا رنگ فق ہو جاتا تھا۔لوگوں نے اس کا سبب دریافت کیا تو کہا کہ لوگو! تمہیں نہیں معلوم مجھے احکم الحاکمین کے دربار میں پیش ہونا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول اس سلسلہ میں فیصلہ کی حیثیت رکھتا ہے: "رکعتان مقتصدان فی تفکر خیر من قیام لیلة والقلب ساہ"

''درمیانے درجے کی دو رکعتیں جو تفکر و تدبر پر مشتمل ہوں اس قیام لیل پر بھاری ہیں۔ جس میں قلب غیر حاضر ہو۔'' (تعلیماتِ غزالی، ص:۱۱۴)

صوفیاء کرام کے نماز میں حضوری واستغراق کے دلائل

توجہ الی اللہ اور قلب کی حضوری پر یوں تو بہت سے دلائل پیش کیے جاسکتے ہیں مگر سر دست اس اختصار پر قناعت فرمایئے۔ قرآن مجید میں ہے:

واقم الصلوة لذکری (طه:۱۴) ''اور میری یاد کیلئے نماز پڑھا کرو۔'' ولاتکن من الغافلین (انفال:۲۰۵) ''اور دیکھنا غافل نہ ہونا۔''

یہاں جو غفلت سے روکا ہے تو ظاہر ہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ نماز کے باب میں بمنزلۂ حرام کے ہے۔ چناں چہ حدیث میں ہے: ''من لم تنهه صلوته عن الفحشاء و المنکر لم یزدد من الله الا بعداً''

''جس شخص کی نماز اس کو فواحش اور برائیوں سے نہیں روکتی وہ نماز پڑھنے کے باوجود کچھ اللہ تعالیٰ سے دور ہی رہتا ہے۔''

اور یہ حقیقت ہے کہ غافل کی نماز میں یہ صلاحیت ہی کہاں ہے کہ برائیوں سے روک دے۔ ایسا شخص اس حدیث کا مصداق ہے: ''کم من قائم حظه' من صلاته التعب والنصب''

''کتنے ہی نماز پڑھنے والے ایسے ہیں کہ ان کا حصہ نماز میں بس اتنا ہی ہے کہ اس سے تھکن اور کوفت حاصل کرتے ہیں۔'' (تعلیماتِ غزالی، ص:۱۱۵)

بے جان اور بے کیف نماز لاش کی طرح ہے:۔ پھر جس طرح جسمانی زندگی کا تصور ہمارے نزدیک یہ نہیں ہے۔ کہ ایک شخص زندہ تو ہو مگر چل پھر نہ سکے اور ایک لاشے کی طرح خود اپنے ہی لیے ایک قسم کا بار ہو۔ اسی طرح عبادات میں ایسی بے کیف اور بے جان نمازیں کس مصرف کی ہیں جن میں روح اور زندگی کی نشاط انگیزیاں یکسر مفقود ہوں۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۱۱۹)

تکمیل نماز کیلئے باطنی کیفیتیں:۔ قرآن و حدیث پر غور کیجئے تو ان معانی اور کیفیات پر کثرت سے آیات و احادیث ملیں گی جو نماز کو چمکاتی اور سنوارتی ہیں۔ مگر ان سب کا استیعاب ان چھ باتوں میں ہو جاتا ہے۔

(۱) حضورِ قلب (۲) تفہیم (۳) تعظیم (۴) ہیبت (۵) حیاء (۶) ثواب و اجر کی توقع

خشوع و خضوع پیدا کرنے کی تدبیر:۔ نماز میں خشوع و اخلاص پیدا کرنے کی ایک تدبیر یہ ہے کہ پہلے تو نماز پڑھتے وقت کسی ایسے آدمی کا تصور کرے جو اس کی اصلاح دین کا خواہاں ہے اور یہ محسوس کرے کہ وہ اس کی ایک ایک حرکت کا جائزہ لے رہا ہے۔ پھر جب اس کی حرکات میں اس تصور سے توازن، سکون اور اطمینان پیدا ہو جائے اور یہ دیکھے کہ تمام اعضاء و جوارح اطاعت و فرمانبرداری اور عاجزی اور مسکنت کے سانچوں میں ڈھل گئے ہیں تو پھر اپنے نفس کو ملامت کرے کہ تو تو معرفت الٰہی اور محبت الٰہی کا مدعی تھا۔ یہ کیا بے حیائی ہے کہ اس کے بندوں سے تو ڈرتا ہے لیکن خود اس سے نہیں ڈرتا۔ حالاں کہ مرد مومن کو صرف اسی سے ڈرنا چاہیے اور اسی کی شایان شان توقیر کرنا چاہیے۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۱۳۲-۱۳۳)

امام غزالی رحمہ اللہ اور توحید کی اہمیت:۔ اللہ تعالیٰ کا قلعہ یا حصن حصین کلمہ توحید ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے:

''لااله الا الله حصن فمن دخل الحصن امن من عذابی''

''لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جو اس میں داخل ہو گیا وہ میری گرفت سے محفوظ ہو گیا۔''

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ متحصن یا قلعہ میں پناہ حاصل کرنیوالا کون ہے۔ کیا وہ جو اس کی نافرمانی کرتا ہے یا وہ جو اس کی اطاعت میں شب و روز لگا رہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اوّل الذکر کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آنیوالا نہیں کہیں گے۔ کیوں کہ وہ تو اب تک شیطان کی صفوں میں شریک ہے۔ دوسرا گروہ ہو سکتا ہے جس نے کہ اپنے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کا عہد نبھانے کی حتی المقدور کوشش کی۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۱۳۶)

نماز کی ذمہ داریوں کا شدید احساس:۔ یحییٰ بن وثاب رحمہ اللہ نماز پڑھتے تو تھوڑی دیر کیلئے رکتے اس وقت ان کے چہرے سے حزن و ملال کا اظہار ہوتا۔نماز سے فارغ ہوتے تو فکر و تردد سے ایسے نڈھال ہو جاتے جیسے بیمار ہوں۔اور یہ انہیں کے ساتھ خاص نہیں۔یہ لوگ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور نماز کی روح کو سمجھتے اور اس پر مداومت اختیار کرتے ہیں۔ان کی نمازوں کا یہی عالم ہوتا ہے۔(تعلیمات غزالی،ص:۱۴۴)

منبع انوار اور مکاشفات کا ذریعہ:۔ مزید برآں ایسی نماز کا فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے انسان مکاشفات کی نعمت سے بہرہ مند ہو جاتا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔بالخصوص سجدہ تو منبع الانوار ہے۔کیوں کہ یہی وہ مقام ہے جہاں انسان اللہ تعالیٰ کے بہت قریب ہو جاتا ہے۔قرآن حکیم کی اس آیت میں اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے:

"واسجد واقترب" (علق:۱۹) ''اور سجدہ و قرب کی منزلیں طے کرتے رہو۔'' (تعلیمات غزالی،ص:۱۴۵)

کشف کے مدارج:۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اسرار و رموز کائنات کی پردہ کشائی ہر ہر نمازی پر ایک ہی انداز سے نہیں ہوتی۔بلکہ اس میں درجات و مراتب کا اچھا خاصہ تفاوت ہے۔یہاں کئی چیزیں دیکھی جاتی ہیں۔مثلاً یہ کہ دل کی قوت و ہمت کا کیا حال ہے۔صفا و جلا کی کیفیتیں کیسی ہیں اور دنیا کے گرد و غبار کی کتنی تہیں اس پر چڑھی ہوئی ہیں۔پھر مکاشفہ کی نوعیت بھی مختلف افراد کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے۔کسی پر اس کی صفات اور جلال کے پردے فاش ہوتے ہیں۔کوئی اس کے سنن و عادات کی گہرائیوں میں غوطہ زن ہوتا ہے اور کچھ ایسے ہوتے ہیں کہ ان پر علم المعاملہ کے دقائق و اسرار واضح کیے جاتے ہیں۔یہ مکاشفہ اس بات کی دلیل ہے کہ جہاں تک اللہ تعالیٰ کے فیوض و کرم کا تعلق ہے اس میں کبھی بخل نہیں ہوتا۔رکاوٹ جب ہوگی بندوں ہی کی طرف سے ہوگی۔ان کے دل کا زنگ اگر دور ہو جائے اور یہ پوری قوت و ہمت سے آفتاب حقیقت کا سامنا کرنے پر تیار ہو جائیں۔تو انوار حق کا منعکس ہونا ضروری ہے۔(تعلیمات غزالی،ص:۱۴۵)

مکاشفہ کی حقیقت:۔ یہ سچ ہے کہ عام لوگ آسانی سے مکاشفہ کی اس نعمت کو تسلیم کرنے والے نہیں۔کیوں کہ اس میں انسان کی اس فطری کمزوری کو دخل ہے۔کہ یہ ہر اس چیز کا انکار کرتا ہے جو محسوس نہیں اور مشاہدہ میں نہیں آتی اور جس کو فی الحال اس کا علم و ادراک گرفت میں نہیں لا سکتا۔چناں چہ اگر جنین میں شعور پیدا ہو جائے،اور اس کو یہ بتایا جائے کہ بطن مادر کے باہر بھی انسان بستے ہیں،تو کھٹ سے انکار کر دے گا،اس لیے کہ اس کو ایسی کسی دنیا کا تجربہ نہیں۔اس طرح اگر ایک ننھے منے بچے کو بتایا جائے کہ زمین اور آسمان میں قدرت کے فلاں فلاں قاعدے اور قوانین کارفرما ہیں اور کائنات کے اس ڈھانچہ میں یہ اسرار و رموز مضمر ہیں۔تو وہ ہرگز ماننے پر آمادہ نہیں ہوگا۔بالکل یہی حال پختہ فکر اور جاننے بوجھنے والے انسان کا ہے وہ جن حالات و اطوار سے دوچار ہے ان کی صحت پر تو یقین رکھتا ہے۔مگر جو کیفیات و احوال ابھی اس کی چشم ادراک کے سامنے نہیں آئے ان کی حقانیت اس کے نزدیک سراسر مشتبہ ہے۔(تعلیمات غزالی،ص:۱۴۵-۱۴۶)

مقام ولایت اور تصفیۂ قلب:۔ مثلاً ولایت اللہ تعالیٰ کے قرب و حضوری کا ایک مقام ہے اور ارتقاء انسانی کا ایک بلند ترین زینہ ہے۔اب جو شخص اس لذت و نعمت خداداد سے محروم ہے اور اس کو انسانی روح کی اس پرواز کا کوئی تجربہ نہیں وہ یہ نہیں جان سکتا کہ اس سے بھی آگے ایک مقام نبوت کا ہے۔حالاں کہ اس پورے عالم مادی و روحانی کو جن جن اطوار و کیفیات سے گزرنا ہے اور ارتقاء و تقدم کی جن جن منزلوں کو طے کرنا ہے وہ گوناگوں اور بہت ہیں۔لہٰذا یہ جائز نہیں کہ کوئی شخص صرف انہی چیزوں سے تعرض کرے اور انہیں کیفیات و حالات کو تسلیم کرے جو فی الوقت درپیش ہیں اور ان حقائق کو نہ مانے جن کی گرہیں مستقبل قریب یا بعید میں کھلنے والی ہیں۔اس نوع کا انکار زیادہ تر ان لوگوں کی طرف سے ہوتا ہے۔جو علم کی تمام اقسام کو بحث و مناظرہ اور جھگڑے اور بحث میں منحصر جانتے ہیں اور تصفیۂ قلوب کے ذریعہ شکار مغیبات کے قائل نہیں۔یہ لوگ اگر دلوں کو ماسوا اللہ سے پاک کر لیں اور ہمہ تن اس کی جستجو اور طلب میں لگ جائیں تو ان پر واضح ہو کہ اس راہ میں علم و ادراک کے کتنے گلشن جان نواز ہیں اور معرفت و بصیرت کے کتنے گوشے ہیں۔جو نظر و بصر کا ہدف بنتے ہیں۔

ایسے حضرات کہ جن کو مکاشفہ کا براہ راست تجربہ نہیں ہے۔اس کی حقیقت کا ایک گونہ ادراک ہو سکتا ہے۔بشرطیکہ یہ اللہ تعالیٰ پر محکم

ایمان رکھیں۔غیب کے قائل ہوں اور نماز کو شعور وفہم کے ساتھ ادا کریں۔حدیث میں آتا ہے:

"ان العبد اذا قام فی الصلوٰۃ رفع الله سبحانه الحجاب بينه و بين عبده ووجهه بوجهه وقامت الملائكة من لدن منكبيه الى الهواء يصلون بصلوٰته و يومنون على دعائه و ان المصلى ينثر عليه البر من عنان السماء الى مفرق راسه و ينادى مناد لو علم هذا المناجى من يناجى ما التفت و ان ابواب السماء لتفتح للمصلين و ان الله يباهى ملائكته بعبده المصلى"۔

"اللہ تعالیٰ کا کوئی بندہ جب نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو ان تمام پردوں کو ہٹا دیا جاتا ہے جو اس میں اور اس کی ذات گرامی کے درمیان حائل ہیں اور یہ بندہ براہ راست مواجہہ الٰہی کے شرف سے مفتخر ہوتا ہے۔فرشتے اس کے دائیں بائیں پھیلتے جاتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ نماز کا فریضہ ادا کرتے ہیں اور اس کی ہر ہر دعا پر آمین کہتے ہیں۔یہی نہیں نمازی پر نیکیوں کی آسمان سے بارش ہوتی ہے۔اور پکارنے والا پکارتا ہے اگر اس کو معلوم ہو جائے کہ یہ کس سے مخاطب ہے تو قطعی دوسری طرف ملتفت نہ ہونے پائے۔آسمان کے دروازے اس پر کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کی عبادت و بندگی کا اظہار فرشتوں کے سامنے فخریہ کرتا ہے۔"

یہاں مواجہہ سے مراد کشف ہے۔(تعلیماتِ غزالی،ص:۱۴۶-۱۴۷)

صوفیاء کا ذوق خشوع:۔ خشوع یا ڈر کا تعلق دراصل دل سے ہے۔یہ یقین واذعان سے ابھرتا ہے اور اس وقت پیدا ہوتا ہے جب جلال الٰہی کا کچھ کچھ انداز ہو۔جسے یہ نعمت ملی وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاشع ہے۔پھر یہ کیفیت وتاثر نماز ہی کے ساتھ خاص نہیں۔خشوع نماز میں بھی ہے اور خلوت میں بھی۔دنیا کے ادنیٰ کاموں میں بھی قائم رہتا ہے اور عبادت وعقبیٰ کے امور میں بھی۔کیونکہ اس کا موجب تو یہ خیال ہے کہ وہ ذات گرامی ہر ہر آن اپنے بندوں کے احوال پر مطلع ہے اور یہ کہ اس کا جلال ابدی ہے اور یہ کہ جتنی بھی عبادت اس کی کی جائے گی اتنا ہی کم ہے۔اس لیے کہ کوئی شخص بھی اس کے انعامات کے مقابلہ میں پوری طرح اس کی اطاعت وعبادت کے تقاضوں میں عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔یہ تاثر اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا رنگ جب ایک مرتبہ طبیعت میں رچ جاتا ہے۔تو پھر ساری زندگی اسی رنگ میں بسر ہوتی ہے اور کوئی لمحہ بھی ایسا نہیں گزر پاتا کہ دل اس نعمت سے لطف اندوز نہ ہو۔(تعلیماتِ غزالی،ص:۱۴۸)

ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کا غض بصر:۔ ایک صاحب کا قصہ ہے کہ چالیس برس تک انہوں نے از راہ حیا سر اُٹھا کر آسمان کی طرف نہیں دیکھا ہے کہ مبادا ان کی کوتاہیوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ ناراض ونا خوش ہو۔ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کے متعلق مشہور ہے کہ اس شدت سے غض بصر کے اصول پر عمل پیرا تھے کہ لوگ انہیں اندھا سمجھتے یہ جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آتے اور اطلاع کراتے تو ان کی لونڈی ان سے یہ کہہ کر تعارف کراتی کہ آپ کے نابینا دوست ملنے آئے ہیں۔اس پر یہ ہنستے اور دروازہ کھول دیتے۔کیا ان کا یہ فعل عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں لائق تعریف تھا اس کا اندازہ اس سے کیجئے۔کہ جب ان کی نظریں ان پر پڑتیں تو یہ پکار اُٹھتے کہ قرآن نے جو "مــخبتیـــن" کو خوش خبری سنائی ہے اس کے مصداق تم ہی ہو سکتے ہو۔بخدا اگر آنحضرت ﷺ تمہیں دیکھ لیتے،تو خوش ہوتے۔ایک دن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ چلنے کا اتفاق ہوا۔جونہی ان کا گزر ایک لوہار کی دکان پر ہوا انہوں نے آگ سے دہکتی ہوئی بھٹیاں دیکھیں بے ہوش ہو گئے۔جہنم کی آگ کا نقشہ اس طرح دل ودماغ پر چھا یا رہا۔کہ گھنٹوں اس کیفیت میں ساتھ رہے۔ان کا کہنا تھا کہ یہ خوف و خشیت الٰہی کا نتیجہ ہے۔ربیع کا قول ہے کہ میں جب نماز میں کھڑا ہوتا ہوں۔تو میری توجہ صرف دو باتوں پر مرکوز رہتی ہیں۔اول یہ کہ میں کیا کہہ رہا ہوں،دوم یہ کہ جواب میں مجھ سے کیا کہا جا رہا ہے۔(تعلیماتِ غزالی،ص:۱۴۹-۱۴۸)

عامر بن عبداللہ رحمہ اللہ کی نماز میں یکسوئی:۔ عامر بن عبداللہ رحمہ اللہ کی نماز میں یکسوئی کا یہ عالم تھا کہ گھر کا شور وغل قطعی اس میں خلل

نہ پیدا کرتا۔حتیٰ کہ ان کی دف بجاتی اور گاتی، عورتیں چیخ چیخ کر باتیں کرتیں اور یہ اس پر بھی سکون واطمینان کے ساتھ نماز میں بغیر ادنیٰ تکدر کے مصروف رہتے۔ان سے پوچھا گیا کہ نماز میں آپ کو حدیث نفس سے کبھی پالا پڑا ہے۔کہا کہ نہیں۔مجھ پر صرف یہ تاثر غالب رہتا ہے کہ اپنے مالک وآقا کے حضور کھڑا ہوں اور مجھے اس کے ہاں حاضری دینا ہے۔ان سے یہ بھی دریافت کیا گیا کہ نماز میں دنیا کے مختلف کاموں کا خیال ذہن میں آتا ہے۔ان کا یہ جواب تھا کہ میں اس کو پسند کروں گا کہ مجھ پر تیروسنان کی بارش ہو اور میرا کام تمام ہوجائے، بہ نسبت اس کے کہ ایسے ایسے خیالات سے دل ودماغ کو پریشان کروں جو تمہیں ہر وقت گھیرے رہتے اور الجھنوں کا باعث ہوتے ہیں۔(تعلیماتِ غزالی،ص:۱۴۹)

نماز میں عمل جراحی کا احساس نہ ہونا (کرامت):۔ مسلم بن یسار رحمہ اللہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اس کا ایک ستون گر پڑا مگر یہ بدستور نماز پڑھتے رہے۔ایک صاحب کے حصہ جسم پر کہیں زخم ہوگیا اور وہ اتنا بگڑ گیا کہ اس کو کاٹ دینے کی ضرورت محسوس ہوئی طبیب سے کہا کہ اگر اس کا کاٹ دینا اتنا ہی ضروری ہے، تو اس وقت کاٹیئے جب یہ نماز میں مشغول ہوں۔کیوں کہ اس حال میں ان پر کامل استغراق طاری ہوتا ہے۔چناں چہ نماز ہی کی حالت میں جراحی کا یہ عمل انجام پذیر ہوا۔(تعلیماتِ غزالی،ص:۱۵۰)

نماز کا تعلق آخرت سے ہے:۔نماز میں کیوں امور دنیا سے تعرض نہیں کرنا چاہیے۔اس پر ایک عارف کا قول سنئے۔

"الصلوٰۃ من الاخرۃ فاذا دخلت فیھا خرجت من الدنیا" "نماز سراسر آخرت سے تعلق رکھنے والی ہے اس لیے جہاں تم اس میں داخل ہوئے دنیا کی سرحد سے نکل گئے۔"(تعلیماتِ غزالی،ص:۱۵۰)

نماز اور حدیث نفس:۔ایک صاحب سے پوچھا گیا آپ نماز میں حدیث نفس کے عیب سے ملوث ہوئے ہیں۔انہوں نے کہا۔نماز کا کیا سوال ہے۔میں تو عام حالات میں بھی نفس کی آواز پر کان نہیں دھرتا۔ایک بزرگ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا آپ رحمہ اللہ کو نماز میں نفس کی آرزوؤں کی طرف مائل ہونے کا موقع ملا ہے۔آپ رحمہ اللہ نے فرمایا۔نماز سے زیادہ کوئی محبوب مشغلہ ہی نہیں۔کہ عنان توجہ ادھر مڑ سکے۔ جناب حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ عقلمندی یہ ہے کہ انسان نماز سے پہلے جس چیز کی چاہے آرزو کرے اور جس چیز کی چاہے طلب میں مشغول رہے۔لیکن جب نماز پڑھنے لگے۔تو اس کا دل تمام آرزوؤں اور تمناؤں سے خالی ہونا چاہیے۔(تعلیماتِ غزالی،ص:۱۵۰)

زکوٰۃ کے اسرار ودقائق صوفیاء کی نظر میں

زکوٰۃ کیوں رُکن دین ہے؟عشق ومحبت الٰہی کی عملی کسوٹی:۔ جولوگ زکوٰۃ اس لیے ادا کرتے ہیں کہ انہیں طریق آخرت پر گامزن ہونا ہے اور اپنے مولا وآقا کی رضا چاہنا ہے ان کیلئے ضروری ہے کہ چند نکات کو خصوصیت سے ذہن میں رکھیں۔ان میں پہلا اور اہم نکتہ یہ ہے کہ زکوٰۃ سے مقصود کیا ہے۔اسے کیوں وجہ امتحان ٹھہرایا گیا ہے اور کیوں یہ اہمیت دی گئی ہے کہ یہ اسلام کا ایک رکن ہو۔حالانکہ اس کا تعلق عبادت بدنیہ سے بالکل نہیں۔

اس لیے کہ جب کوئی شخص کلمۂ توحید کا اقرار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو اپنا معبود مان لیتا ہے۔تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہی ذات گرامی اس کا محبوب بھی ہے اس پر یہ جان چھڑکتا ہے اور اس کی دل سے پوجا کرتا ہے۔مگر کیا یہ تنہا اقرار باللسان اس اظہار محبت کیلئے کافی ہے؟نہیں اسے عمل سے ثابت کرنا ہوگا اور بتانا ہوگا کہ اس محبوب کی راہ میں یہ اپنی عزیز ترین چیزوں سے دشت کش ہوسکتا ہے اور ان سب اشیاء کو چھوڑ سکتا ہے جو اس کے اخلاص میں رخنہ ڈالنے والی ہوں یہ عزیز ترین چیز مال کے سوا اور کون ہوسکتی ہے۔یہی وہ شے ہے جس کو تمام دنیا دیوانہ وار چاہتی ہے۔کیوں کہ دنیا کا سارا کارخانہ عیش اسی کے ساتھ وابستہ ہے۔یہی نہیں لوگ اس کے ساتھ اس درجہ مانوس ہیں کہ موت کے تصور سے بھی خائف ہیں۔حالاں کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کو واقعی اپنا محبوب سمجھتے ہیں تو انہیں موت پر خوش ہونا چاہیے کہ اس کے ذریعے فرقت کی گھڑیاں ختم ہو جاتی ہیں اور لقاء کے مواقع میسر آتے ہیں۔مال کو چوں کہ عوام الناس میں یہ حیثیت حاصل ہے اس بنا پر اللہ تعالیٰ نے اس سے اندازہ کرنا چاہا۔ کہ ان کے دلوں میں اس کے مقابلہ میں ہمارے لیے کتنی محبت ہے۔یہ اس معشوق کا ساتھ دیتے ہیں۔یا ہمارا ساتھ دیتے ہیں۔قرآن حکیم کی اس آیت میں اس امتحان وآزمائش کا ذکر ہے۔

”ان الله اشترى من المومنين انفسهم و اموالهم بان لهم الجنة “(توبہ:۱۱۱)

”خدانے مومنوں سے ان کی جانیں اوران کے مال خرید لیے ہیں اوراس کے عوض میں ان کیلئے بہشت تیار کی ہے۔“

مالی ایثار کے مقامات

مقام صدیقی یا توحید:۔ اس مالی ایثار کے بھی کئی درجے ہیں۔ کچھ وہ اصحاب توحید ہیں۔ جو مال و دولت کی تمام فراوانیوں سے دستبردار ہوگئے اوراس قابل ہی نہ رہے کہ محصل آئے اوران سے زکوۃ کا تقاضہ کرے۔ چناں چہ ایک بزرگ کا قصہ ہے کہ کسی نے ان سے پوچھا۔ دوسودرہم میں کیا زکوۃ دینا چاہیے۔انہوں نے فرمایا عوام کا مسئلہ بتاؤں یا خواص کا عوام کو پانچ درہم اس میں الگ کر دینا چاہیے۔رہے خواص توان کا مسئلہ یہ ہونا چاہیے کہ کچھ بھی اپنے پاس نہ رکھیں۔

مالی ایثار کے اس تفاوت کا پتہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے طرزِ عمل سے چلتا ہے کہ اوّل الذکر نے تو اپنا سارا اثاثہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیا اور ثانی الذکر نے اپنا آدھا مال لا کر حضور ﷺ کے قدموں میں ڈال دیا۔حضور نے فاروق رضی اللہ عنہ سے جب پوچھا کہ گھر کی ضروریات کیلئے بھی کچھ چھوڑ آئے ہو تو انہوں نے کہا۔ جی ہاں جتنا لایا ہوں اس کے لگ بھگ۔صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی محبت کے سوا گھر میں اور چیز نہیں رہنے دی۔اس پر آپ نے فرمایا:”بينكما مابين كلمتكما“(الحدیث)

”تمہارے اجر وصلہ کی مقداروں میں اتنا ہی فرق ہے کہ جتنا تمہارے ان کلمات میں ہے۔“

یعنی یہاں صدیق رضی اللہ عنہ کا پلڑا بھاری رہا کہ انہوں نے اپنے محبوب ﷺ پر وہ سب کچھ نچھاور کیا کہ جس کے وہ مالک تھے۔

(تعلیماتِ غزالی،ص:۱۶۵-۱۶۶)

صوفیاء کے اخفاء اعمال کے دلائل:۔ ۱-اس سے آخذ اور حاجت مند کا بھرم قائم رہتا ہے اور مروت وعزت نفس کو ٹھیس نہیں لگتی۔ کیوں کہ بصورت دیگر یہ خطرہ ہے کہ اس تعفف و وقار سے وہ محروم ہو جائے گا۔جس کی وجہ سے معاشرہ میں اس کی ایک حیثیت ہے۔

۲-اس سے عوام الناس کے حسد و رشک سے محفوظ رہتے ہیں اوران کی زبانیں سوءظن اور غیبت کا ارتکاب نہیں کر پاتیں۔ایسی بات ہے کہ اتقیاء نے ہمیشہ اس کا پاس اور لحاظ رکھا ہے۔

ابوسختیانی ایوب رحمہ اللہ کا قول:۔ ابوایوب سختیانی رحمہ اللہ کا کہنا ہے”میں بسا اوقات اس لیے لباس فاخرہ نہیں پہنتا کہ مبادا میرے پڑوسیوں میں اس سے رشک وحسد کی آگ نہ بھڑک اُٹھے۔ایک زاہد کہتے ہیں میں بعض اشیاء اس بنیاد پر استعمال نہیں کرتا۔کہ اس سے میرے بعض بھائیوں کو نفسانی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ابراہیم التیمی رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ نیا کرتہ پہن لیا اس پر بعض جاننے والوں نے پوچھا کہ یہ کہاں سے حاصل ہوا۔انہوں نے کہا کہ خیثمہ نے دیا ہے اور اگر مجھے یہ پہلے معلوم ہوتا۔کہ تم اسے پہچانتے ہو تو میں ہرگز نہ پہنتا۔

۳-ایک فائدہ اس میں یہ ہے کہ اس سے چوری چھپے نیک کام انجام دینے کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور یہ ایک اچھا جذبہ ہے۔اسرار کے بارے میں یہ معلوم رہنا چاہیے۔کہ یہ مرحلہ اسی وقت تک اسرار ہے۔جب تک دو شخصوں تک محدود رہے۔یعنی معطی اور حاجت مند تک۔ ان سے آگے بڑھا تو پھر اظہار کی حدود میں داخل ہوگیا۔جو ناپسندیدہ ہے۔ان دونوں میں کیا فرق ہے۔اس کا اندازہ ان واقعات سے لگایئے۔(تعلیماتِ غزالی،ص:۱۹۵)

اسرار و اظہار میں عملی فرق:۔ ایک صاحب نے ایک عالم کو بھرے مجمع میں کچھ دینا چاہا۔تو انہوں نے معذرت کی اور قبول نہ کیا۔ ایک دوسرے نے خلوت میں پیش کیا۔تو انہوں نے لے کر رکھ لیا۔پوچھا گیا کہ حضرت!اس میں کیا مصلحت ہے؟انہوں نے فرمایا پہلی حرکت سوءادب کے مترادف تھی۔اس لیے میں نے اس کے خلاف احتجاج کیا اور دوسرے طریق میں چوں کہ حسن ادب ملحوظ رکھا گیا ہے۔اس لیے اس کی قدر کرنا ضروری تھا۔ایک صوفی کی ایک صاحب نے برسر عام خدمت کرنا چاہی۔انہوں نے قبول کرنے سے انکار کیا۔اور جو کچھ وہ دینا

چاہتے تھے۔ اس کو انہیں پر لوٹا دیا وجہ دریافت کی گئی۔ تو فرمایا تم نے اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک کیوں ٹھہرانا ضروری خیال کیا۔ میں نے صرف اس شرک کو تمہارے منہ پر دے مارا ہے۔

سفیان رحمہ اللہ کہا کرتے تھے۔ کہ اگر مجھے کسی شخص کے متعلق یہ یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ وہ اپنے صدقات کا چرچا نہیں کرتا تو مجھے قبول کر لینے پر کوئی عذر نہیں ہوتا۔

۴- علانیہ صدقات قبول کرنے سے مومن کی تذلیل ہوتی ہے۔ کیوں کہ مومن کیلئے ضروری ہے کہ اس عزت و آبرو کے جو ہر نفیس کی ہر قیمت پر حفاظت کرے۔

۵- اخفاء میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے آخذ یا لینے والا دوسروں کو شریک ٹھہرانے کے خدشہ سے محفوظ رہتا ہے۔ یہ خدشہ اس حدیث کی بنا پر ابھرتا ہے۔

"من اهدى له هدية و عنده قوم فهم شركاء ه فيها "۔(۷)" جس شخص کو کوئی ہدیہ بھیجا جائے دراں حالیکہ اس کے پاس کچھ لوگ بھی بیٹھے ہیں۔ تو اس ہدیہ میں اُس کا بھی ساجھا ہے۔" (تعلیمات غزالی، ص:۱۹۵-۱۹۶)

صوفیاء کے اظہار اعمال کے دلائل:۔ جن حضرات کے نزدیک اظہار افضل ہے اور جو یہ سمجھتے ہیں کہ صدقات کے بارے میں بات چیت اور گفتگو کرنے میں نہ صرف یہ کوئی مضائقہ نہیں بلکہ خوبیاں ہیں۔ ان کے نزدیک ان میں چار معانی ایسے پائے جاتے ہیں۔ جو اخفاء میں پائے نہیں جاتے۔

۱- کھلے بندوں صدقات وصول کرنے میں انسان اخلاص کا زیادہ لحاظ رکھتا ہے۔ یعنی اپنی حالت کو چھپاتا نہیں۔ بلکہ کوشش کرتا ہے کہ ریاکاری کے دواعی سے بچا رہے۔

۲- اس سے جاہ و منزلت کا پندار جاتا رہتا ہے۔ عبودیت کا اظہار ہوتا ہے اور حاجت مند گویا ہر نوع کے کبر و دعویٰ استغناء سے دست بردار ہو جاتا ہے۔ اسی مناسبت سے ایک عارف نے اپنے ایک مرید سے کہا کہ اگر تمہیں صدقہ یا خیرات کی کوئی چیز قبول کرنی ہی پڑے۔ تو اس میں اظہار سے کام لے۔ کیوں کہ تیری حالت دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو اس سے دینے والوں کی نظروں سے گر جائے گا۔ ایک اعتبار سے یہ اخفا ہی ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ تو اہل دولت و ثروت سے کوئی توقع ہی نہ رکھ سکے گا۔ دوسرے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اہل ثروت تمہارے صدق کی بنا پر تجھ سے محبت کرنے لگیں گے۔ اس میں بھی خیر کا یہ پہلو پنہاں ہے کہ اس سے ان کو فائدہ پہنچے گا۔

۳- عارف کی نظریں اللہ تعالیٰ کی توحید پر جمی رہتی ہیں اور وہ سر و اظہار میں کوئی فرق نہیں پاتا۔ اس کے نزدیک اگر کوئی مخلوق میں سے حاضر ہے۔ تو کچھ حرج نہیں۔ غائب ہے تو کچھ پروا نہیں۔ بلکہ احوال کے اس اختلاف ہی کو یہ شرک ٹھہراتا ہے۔ اصل مقصود تو اللہ کی ذات ہے اور وہ چوں کہ حاضر و شاہد ہے اس لیے اظہار میں کیا مضائقہ ہے؟ (تعلیمات غزالی، ص:۱۹۶-۱۹۷)

توحید کی اصلی روح:۔ یہی وہ نکتہ ہے جو اس حکایت میں مضمر ہے۔ ایک بزرگ سے متعلق مشہور ہے۔ کہ وہ اپنے مریدوں میں سے ایک کو خصوصیت سے چاہتے تھے اور ان کی طرف ان کا میلان زیادہ رہتا تھا۔ اس پر ان کے دوسرے مریدوں کو قدرتاً رنج تھا۔ کہ شیخ کی خدمت و توقیر میں تو ہم سب برابر ہیں۔ لیکن ان کا گوشۂ چشم کچھ ادھر زیادہ ملتفت رہتا ہے۔ شیخ نے ان کی اس کمزوری کو بھانپ لیا اور اپنے اس مرید کی خوبیوں کو ظاہر کرنے کی خاطر ان سب کو ایک ایک مرغا دیا اور کہا کہ اس کو ایسی جگہ لے جا کر ذبح کرو۔ جہاں خلوت ہو اور کوئی تمہیں دیکھ نہ رہا ہو۔ سب نے مرغا لے لیا۔ مگر اس مرید نے معذرت کی اور کہا کہ صاحب میں ایسا نہیں کر سکتا۔ شیخ نے وجہ دریافت کی تو اس نے کہا کہ جناب ایسی کونسی جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ شاہد و ناظر نہیں۔ شیخ مسکرائے اور کہا کہ تمہاری اسی توحید کی وجہ سے میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔

۴- اس میں ایک بین فائدہ یہ ہے کہ اس طرح سنت شکر اور تقاضائے امتنان کی پیروی ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد

ہے۔"امابنعمة ربك فحدث "(ضحٰی :۱۱)اپنے پروردگار کی نعمتوں کا ذکر کرتے رہنا۔
کتمان نعمت گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو بخل کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔
"الذین یبخلون و یامرون الناس بالبخل و یکتمون ما اتاھم اللہ من فضلہ"(نساء:۳۷)
"جولوگ بخل اختیار کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل پر اُبھارتے ہیں اور اللہ نے جو کچھ دے رکھا ہے اس کو چھپاتے ہیں۔"
ایک حدیث میں اس مضمون کو یوں بیان کیا گیا ہے۔"اذا انعم اللہ علی عبداحب ان تریٰ نعمتہ علیہ"۔(۸)
"اللہ جب اپنے کسی بندے پر احسان کرتا ہے تو چاہتا ہے کہ اس کے اثرات کو اس پر دیکھے۔
ایک بزرگ رحمہ اللہ سے متعلق روایت ہے کسی نے ان کو چوری چھپے کچھ دینا چاہا انہوں نے اس کا اظہار واصرار کیا اور کہا کہ چوں کہ یہ امور دنیا میں سے ہے۔اس لیے اس میں اعلان واظہار ہی اولیٰ ہے اور سر وخفاء ان امور میں افضل ہے جو آخرت سے متعلق ہوں۔
(تعلیماتِ غزالی،ص:۱۹۷-۱۹۸)

صوفیاء کرام اور روزہ کی اہمیت

رمضان کا روزہ ربع ایمان میں داخل ہے کیوں کہ اس کے بارے میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:
"الصوم نصف الصبر، الصبر نصف الایمان"۔ (ترمذی، الحلیہ لابی نعیم) "روزہ آدھے صبر کے مترادف ہے۔صبر نصف ایمان کے برابر ہے۔"
پھر اس میں مزید خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف منسوب کیا ہے اور اس لحاظ سے اس کو تمام عبادات سے ممیّز قرار دیا ہے۔حدیث میں ہے:"یضاعف کل حسنة بعشر امثالھا الی سبع مائة ضعف الا الصیام فانه لی وانا اجزی به"۔(بخاری ومسلم)
"ہر نیکی کا اجر دس گنا سے زائدہ تک ہے لیکن روزہ اس سے مستثنیٰ ہے۔یہ میرے لیے مخصوص ہے۔اس لیے اس کے اَجر کی تعیین میرے ذمہ ہے۔"
قرآن کریم کی ایک آیت میں بھی اس چیز کی طرف اشارہ ہے:"انما یوفی الصابرون بغیر حساب"
جو صبر کرنے والے ہیں ان کو بے شمار ثواب ملے گا۔
اور چوں کہ روزہ نصف صبر کے ہم پلہ قرار دیا گیا ہے۔لہٰذا اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ عبادت کی ایسی نوعیت ہے۔کہ جس میں ناپ تول، اور حساب وریاضی کی حد بندیوں کو دخل نہیں۔
اس سے بڑھ کر اس کی فضیلت کا اندازہ اس حدیث سے لگایئے۔
"والذی نفسی بیدہ لخلوف فم الصائم اطیب عنداللہ من ریح المسك الخ"۔(بخاری ومسلم)
"اس ذات گرامی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔صائم کی منہ کی بو اللہ کے ہاں مشک کی شمیم فرحت آفریں سے کہیں زیادہ پاکیزہ ہے۔"
روزہ رکھنے والے کیلئے جنت کا ایک مخصوص دروازہ ہوگا۔جس میں صرف وہی داخل ہو سکے گا۔آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:
"للجنة باب یقال له الریان لا یدخله الا الصائمون و ھو موعود بلقاء اللہ تعالیٰ فی جزاء صومه"۔ (مسلم و بخاری)
"جنت میں ایک دروازہ "ریان" نامی ہے جس میں روزہ داروں کے سوا اور کوئی داخل نہیں ہو پائے گا۔روزہ داروں سے اللہ تعالیٰ کے لقاء کا بھی وعدہ ہے۔"(تعلیماتِ غزالی،ص:۲۰۳-۲۰۴)

روزہ کو امتیاز کیوں حاصل ہے؟:۔ سوال یہ ہے روزہ کی فضیلت اس درجہ کیوں ہے؟ اور اس کو دیگر عبادات پر یہ امتیاز کیوں حاصل ہے۔اس کی دو وجہیں سمجھ آتی ہیں۔ایک یہ کہ دوسری تمام عبادات ایسی نہیں۔کیوں کہ ان عبادات کو ہر کوئی دیکھ سکتا ہے۔لیکن روزہ کا تعلق یکسر انسان کے باطن سے ہے۔اسے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جان سکتا اور کوئی نہیں معلوم کرسکتا کہ فلاں شخص روزہ سے ہے یا نہیں ہے۔

دوسرے اس سے جتنا شیطان قابو میں آتا ہے اور جس قدر اس کی راہیں بند ہوتی ہیں اور کوئی عبادت اس معاملہ میں اس کی ہم سر نہیں ہو سکتی۔کیوں کہ شیطان اور اس کی کارفرمائیاں اس سے زیادہ کیا ہیں کہ شہوات وخواہشات کا سب سے بڑا وسیلہ ہیں۔کہ جس کو آلہ کار بنا کر یہ انسان کو گمراہ کرتا ہے اور روزہ سے چوں کہ یہ سارا کارخانہ ہی طبیعت واقتضاء کے دائرہ سے نکل کر اطاعت وفرمانبرداری کے دائرہ میں داخل ہو جاتا ہے۔اس لیے اس کی گرفت ڈھیلی پڑ جاتی ہے اور اس کا زور ٹوٹ جاتا ہے۔علاوہ ازیں شیطان کی قوتوں کو فتح کرنے اور قلع قمع کرنے سے یہ مطلب بھی ہے۔کہ آپ نے اللہ کی طرف نصرت کا ایک قدم بڑھایا اور جب آپ نے اس کی طرف قدم بڑھایا تو اس کے صلہ میں اس کی رحمتیں بھی جوش میں آجاتی ہیں۔

"ان تنصروا الله ينصركم و يثبت اقدامكم"۔(محمد:۷)اگر تم خدا کی مدد کرو گے تو وہ بھی تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو ثبات بخشے گا۔"(تعلیمات غزالی،ص:۲۰۴-۲۰۵)

صوفیاء کے نزدیک روزہ کے اَسرار ومعنوی شرطیں

روزہ کے تین مدارج: روزہ کیا ہے؟ اس کی حقیقت جاننے کیلئے ضروری ہے کہ اس سے متعلقہ مدارج کی تفصیل معلوم کی جائے۔اس کے تین معروف درجے ہیں۔**صوم عموم**......عوام کا روزہ۔**صوم خصوص**......خواص کا روزہ۔**صوم خصوص الخصوص**...... یا ان لوگوں کا روزہ جو اللہ کے خاص الخاص بندے ہیں۔

صوم عموم:۔ سے مراد یہ ہے کہ صائم کم از کم اپنی ذمہ داریوں کو قبول کرے۔یعنی کھانے پینے یا جنسی تقاضوں کی حد تک اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی کرے۔

صوم خصوص:۔ اس سے کچھ زیادہ کا طالب ہے۔اس کا یہ مطلب ہے۔کہ ہاتھ، پاؤں، ناک، کان اور لسان تمام اعضاء وجوارح اپنے کو کسی معصیت سے آلودہ نہیں ہونے دیں گے اور صائم اس بات کا پابند ہوگا۔کہ ان کو ہر طرح کی آلودگی اور فجور سے بچائے رکھے گا۔

صوم خصوص الخصوص:۔ کا تقاضا اس سے بھی آگے کی منزل کا ہے۔اس سے یہ مقصود ہے۔کہ دل افکار ماسوی اللہ سے بالکل آزاد ہو جائے گا اور فکر وتدبر کی تمام صلاحیتوں کا بجز خدا کی ذات اور امور آخرت اور کوئی مدار ومحور نہیں رہے گا۔اسی کی محبت، اسی کی دھن اور اسی کا نام اور اسی کا ذکر اسی کا وظیفۂ حیات ٹھہرے گا۔

اس منزل میں اخلاص ورسوخ کس درجہ کا ہونا چاہیے۔اس پر یوں غور کیجئے کہ جہاں عوام کا روزہ کھانے پینے کی اشیاء سے ٹوٹ جاتا ہے۔وہاں ان کے ہاں اس کی نزاکت کا یہ حال ہے۔کہ اگر کسی نے دنیا کے بارے میں ذرا سوچ لیا تو بھی روزہ کی برکات سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔(تعلیمات غزالی،ص:۲۰۶-۲۰۵)

دنیا کی تعریف ارباب قلوب کے نقطۂ نظر سے:۔ دنیا کے لفظ سے دھوکا میں نہیں پڑنا چاہیے یہ دنیا جو ارباب قلوب کیلئے بمنزلہ افطار کے ہے۔وہ ہے جو کسی طرح بھی زادِ آخرت نہ بن سکے اور عقبیٰ میں کام نہ آسکے۔اس میں دین کا کوئی پہلو مدنظر نہ ہو اور وہ دنیا جو بہر حال آخرت کا توشہ ہے اور عقبیٰ کی بھلائیوں کا پیش خیمہ ہے اس کو دین ہی کا ایک ضروری حصہ سمجھنا چاہیے۔اس نظام خصوص الخصوص میں قدم دھرنے سے یہ لازم آتا ہے۔کہ صائم اس عالم ذلیل اور کارخانۂ فنا کے ہر فکر اور ہر تشویش سے مخلصی حاصل کرلے۔یہاں تک کہ اگر دن کے

وقت اس نے اپنی افطاری سے متعلق غور کر لیا، تو محض اتنا کرنے سے اس کا نام گنہگاروں کی فہرست میں لکھ لیا گیا۔ یہ رُتبۂ بلند آسانی سے حاصل ہونے والا نہیں۔ اس پر انبیا علیہم السلام فائز ہوتے ہیں، صدیق فائز ہوتے ہیں اور ان حضرات کو ان سے بہرہ مندی کے مواقع میسر ہوتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے مقربین خاص ہیں۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۲۰۷)

صوم خصوص کا نقشہ اور شرائط:۔ اس مقام و درجہ کی دیگر تفصیلات کیا ہیں؟ اس پر مزید حاشیہ آرائی ممکن نہیں۔ کیوں کہ یہ قصہ زبانی جمع خرچ اور قیل و قال سے متعلق نہیں۔ بلکہ کچھ حکایت عمل سے تعلق رکھنے والی کیفیت ہے۔ جس کی حقیقت عمل اور صرف عمل ہی سے واضح ہو سکتی ہے۔ دو لفظوں میں اس کیفیت کا حاصل یہ ہے کہ کوئی شخص کلیۃً اللہ کی طرف متوجہ ہو جائے اور ارادہ و ہمت کی پوری پوری قوتوں کے ساتھ غیر اللہ سے اپنا رُخ پھیر لے۔

صوم خصوص کی تفصیل:۔ جس کو ہم صوم صالحین سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ یہ ہے کہ روزہ دار اپنے اعضا و جوارح کو ہر طرح کی آلودگی و آلائش معصیت سے بچائے رکھے اس کی تفصیل چھ امور کی تکمیل چاہتی ہے۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۲۰۷)

امر اوّل:۔ نظر و بصر کو مخصوص رکھا جائے اور کوشش کی جائے کہ اس کا ہدف نہ تو کوئی ناجائز و مکروہ بات ہو اور نہ کوئی ایسا منظر ہو جو اپنی طرف اُلجھالے اور یادِ الٰہی کو بھلا دے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

> "النظرة سهم مسموم من سهام ابليس لعنه الله فمن تركها خوفا من الله اتاه الله عزوجل ايمانا يحل حلاوته في قلبه"۔ (مستدرک)
>
> "غیر محرم عورت کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنا ابلیس مردود کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے۔ سو جو کوئی اللہ کے خوف سے اس سے باز رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو ایمان کی اس نعمت سے مالا مال کرے گا۔ جس کی شیرینی یہ اپنے دل میں محسوس کرے گا۔"

ایک اور حدیث میں ہے: "خمس يفطرن الصائم الكذب والغيبة والنميمة واليمين الكاذبة والنظرة بالشهوة"
(ان پانچ چیزوں سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے، جھوٹ، چغلی، نمامی، جھوٹی قسم، اور شہوت بھری نظریں۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۲۰۹)

امر ثانی: زبان کو اس سے متعلقہ عیوب سے باز رکھا جائے۔ جیسے ہذیان جھوٹ، غیبت، چغلی، فحش گوئی، سخت کلامی، جھگڑا اور ریا کارانہ کلمات، ایجابی صفات اس میں یہ پیدا ہونی چاہئیں کہ لایعنی امور میں سکوت کو ترجیح دے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے اور تلاوت قرآن مجید میں مصروف و منہمک۔

غیبت کے بارے میں حضرت سفیان رحمہ اللہ کا قول ہے: "الغيبة تفسد الصوم" (غیبت روزہ میں خلل پیدا کرتی ہے)
مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے۔ "خصلتان يفسدان الصيام الغيبة والكذب"
"دو خصلتیں ایسی ہیں جو روزہ کو بگاڑ دیتی ہیں۔ ایک غیبت، دوسرا جھوٹ۔"

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: "انما الصوم جنة فاذا كان احد كم صائما فلا يرفث ولا يجهل و ان امرء قاتله او شاتمه فليقل اني صائم، اني صائم " (خرائطی نے مکارم الاخلاق میں ذکر کیا ہے) روزہ صائم کیلئے بمنزلہ سپر کے ہے۔ سو جو کوئی تم میں سے روزہ رکھے وہ تو فحش گوئی نہ کرے نہ لڑے جھگڑے اور اگر اسے کوئی للکارے یا گالی گلوچ پر اُکسائے تو یہ کہہ کر ٹال جائے کہ بھائی میں تو روزہ سے ہوں میں تو روزہ سے ہوں۔" (تعلیماتِ غزالی، ص:۲۰۹)

امر ثالث: کان کے پردوں پر کوئی ایسی آواز دستک نہ دے۔ جو معصیت کی طرف بلانے والی ہو۔ ممنوع اور حرام چیزوں کی طرف ملتفت ہونا کتنا برا ہے۔ اس کا اندازہ اس آیت سے کیجئے کہ قرآن نے اس میں ہر طرح جھوٹی باتوں کو سننے اور سود کھانے والے کو ایک ہی صف میں رکھا ہے۔

"سمعون للکذب اکلون للسحت" (مائدہ: ۴۲) "یہ جھوٹی باتیں بنانے کیلئے جاسوسی کرنے والے اور سود کھانے والے ہیں۔"

دوسری جگہ اس مضمون کو یوں بیان کیا ہے: "لو لا ینھا ھم الربانیون و الاحبار عن قولھم الاثم و اکلھم السحت" (مائدہ: ۶۳)

"بھلا ان کے مشائخ اور علماء ان کو گناہ کی باتوں اور حرام کھانے سے منع کیوں نہیں کرتے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح کسی کی برائی بیان کرنا گناہ ہے اسی طرح اس پر خاموش رہنا اور سننا بھی معصیت ہے۔ (تعلیماتِ غزالی، ص: ۲۰۹)

امر رابع: یہی بقیہ اعضا کا حکم ہے۔ ہاتھ پاؤں اور جسم کے دوسرے کل پرزے ہر طرح کی معصیت سے مجتنب رہیں۔ کیوں کہ اگر کسی شخص نے دن بھر پیٹ میں مثلاً حرام چیز نہ جانے دی۔ مگر افطاری کے قریب معدہ کو حرام سے پر کر لیا تو یہ پرلے درجے کی بے وقوفی ہوگی اور اس پر عربی کی یہ مثل صادق آئے گی۔

"بنی قصرا وھدم بلدۃ" "ایک محل تعمیر کیا، لیکن پورا شہر ملیا میٹ کر کے۔ (تعلیماتِ غزالی، ص: ۲۱۰)

باہمی فرق کا ازالہ: ۔ معانی باطنہ اور فقہاء ظاہر و باطن میں فرق: یہ ہیں وہ معانی باطنہ جن کو روزوں میں ملحوظ رکھنا لازم ہے اور جن کے بغیر ان میں کیفیت و لطف پیدا نہیں ہو پاتا اس پر اگر کوئی کہہ دے کہ فقہاء تو اس قدر سختیاں اور شرائط عائد نہیں کرتے۔ بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ اگر ایک شخص کھانے پینے میں شرعی احتیاط کا خیال رکھتا ہے اور جنسی تقاضوں سے بھی بچا رہتا ہے تو اس کا روزہ بغیر کسی شبہ اور کھٹک کے صحیح ہے۔ سوال یہ ہے کہ فقہاء کی اس یقین دہانی کے بعد ان دقائق کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے؟

اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ فقہاء ظاہر اور علماء باطن کا دائرہ بحث و فکر الگ الگ ہے۔ فقہا صرف اس پر اکتفا کرتے ہیں کہ ظاہر کی حد تک دلائل و شرائط کی تفصیل بیان کر دیں۔ ان پر یہ فرض قطعاً عائد نہیں ہوتا۔ کہ معانی باطنہ کی کھوج لگائیں اور بتائیں کہ جھوٹ یا غیبت کا مثلاً روزہ کی روحانیت پر کیا اثر پڑتا ہے۔ برخلاف علماء باطن کے کہ یہ اس بات کے مکلّف ہیں۔ کہ عبادات کی روح بھی متعین کریں اور اس کے لوازم و شرائط کی چھان بین بھی کریں۔ رہی یہ بات کہ اس امورِ باطنہ کی اہمیت کیا ہے؟ تو اس کا اندازہ فریقین کے دلائل سے کیجئے۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ فقہا کے دلائل نسبتاً زیادہ کمزور ہیں اور علماء باطن جن حقائق پر زور دیتے ہیں۔ ان کا موقف زیادہ مضبوط اور مستحکم ہے۔
(تعلیماتِ غزالی، ص: ۲۱۴)

فقہاء اور علماء ظاہر کے مخاطبین الگ الگ ہیں: ۔ پھر ایک فرق یہ بھی ہے کہ دونوں کے مخاطبین الگ الگ ہیں اور دونوں کے مقاصد جدا جدا ہیں۔ یعنی فقہاء کی اگر یہ کوشش ہے کہ اس گروہ کو دین کی موٹی موٹی حقیقتیں سمجھائیں جو دنیائے دین پر مٹا ہوا ہے اور دین کی جانب سے بالکل غافل ہے تو علمائے باطن کا مخاطب وہ طائفہ ہے جو فرائض کی حد تک گو پوری طرح لیس ہے مگر اس پر قانع نہیں۔ بلکہ مزید ترقیات کا خواہاں ہے اور مزید درجات کا طالب ہے ایک فرق دونوں میں یہ ہے کہ فقہاء کی پرواز زیادہ سے زیادہ تصحیح اعمال تک ہے۔ آگے نہیں لیکن اربابِ قلوب، قبولیت کے جویاں ہیں۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تابہ کجا (تعلیماتِ غزالی، ص: ۲۱۴)

روزہ کا اولین اور بنیادی مقصد: ۔ روزہ کا اولین اور بنیادی مقصد تخلق باخلاق اللہ ہے اور اللہ کے اخلاق کے ساتھ ہمرنگ رہنے کے معنی مقام صمدیت تک پہنچنا ہے اور ملائکہ کی صف میں کھڑا ہونا ہے۔ یہ ملائکہ کیا ہیں؟ ایک ایسی مخلوق جو گناہ اور معصیت کے پھیر میں گرفتار نہیں۔ بلکہ جس کا وظیفۂ حیات ہی اطاعت و بندگی ہے۔ لہٰذا انسان جس قدر خواہشات سے اونچا اُٹھے گا۔ اسی نسبت سے ملکوتیت سے متصف ہوگا اور جس نسبت سے ہوس و آز کے پھندوں میں پھنسے گا۔ اسی نسبت سے ملائکہ سے دور ہوتا چلا جائے گا۔ اب جب روزہ کے معنی ارباب قلوب کے نزدیک یہ ٹھہرے کہ اس کے ذریعہ مقام صمدیت سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ تو روزہ کے اس تصور پر یہ حضرات کیوں کر مطمئن ہو سکتے ہیں۔ کہ ایک وقت خاص تک تو روٹی کا ایک بھورا اور پانی کا ایک قطرہ بھی حلق کے اندر نہ جانے پائے۔ لیکن جب وہ وقت گزر جائے تو پھر

پیٹ کا کوئی گوشہ ایسا نہ رہے۔ جو بھر نہ جائے اور یہ کہ دستر خوان کھانوں کی تمام اقسام سے آراستہ ہو۔ کیوں کہ اگر روزہ کا مفہوم اسی قدر رہوتا۔ تو آنحضرت ﷺ کیوں ارشاد فرماتے: ''کم من صائم لیس له من صومه الا الجوع والعطش''

کتنے ہی روزہ دار ایسے ہیں۔ کہ جن کو روزہ سے بجز بھوک اور پیاس کے کچھ حاصل ہونے والا نہیں۔ (تعلیماتِ غزالی ص:۲۱۴-۲۱۵)

امام غزالی رحمہ اللہ کے نزدیک فضائل مدینہ

دیارِ حبیب ﷺ کی برکتیں:۔ مکہ مکرمہ کے بعد مدینہ سے بڑھ کر خیر و برکت کی اور کوئی جگہ نہیں۔ اس میں اعمال وحسنات کا درجہ کہیں زیادہ ہے آنحضرت ﷺ نے نماز کے بارے میں فرمایا ہے: ''صلوٰۃ فی مسجدی هذا خیر من الف صلاۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام'' (بخاری و مسلم) ''میری اس مسجد میں ایک نماز پڑھ لینا دوسری مسجدوں میں ہزار نماز پڑھنے سے بھی بہتر ہے۔ ہاں مسجد حرام کا درجہ اس سے بھی زیادہ ہے۔''

اور یہ خصوصیت صرف نمازوں کو ہی حاصل نہیں اس میں ہر ہر عمل اور ہر ہر نیکی المضاعف اجر چاہتی ہے۔ مزید براں یہیں رہ جانے اور زندگی گزارنے میں جو لطف ہے آنحضرت ﷺ نے اس کی طرف خصوصیت سے ارشاد فرمایا ہے۔

''من استطاع ان یموت بالمدینة فلیمت فانه ان یموت بها احسن الا کنت له شفیعا یوم القیامة'' (متفق علیہ)

''جو مدینہ میں تمام عمر رہ سکتا ہے اسے رہنا چاہیے کیونکہ جو کوئی بھی اس سرزمین میں مرے گا میں قیامت کے روز اس کی سفارش کروں گا۔'' (تعلیماتِ غزالی ص:۲۲۵)

مسجد نبوی ﷺ اور مزار پر حاضری کی کیفیات:۔ جب مسجد نبوی ﷺ کا منظر دلنواز سامنے آئے اور اس میں قدم دھرنے کی سعادت حاصل ہو۔ تو کچھ اس طرح کا نقشہ نظر و بصر کے سامنے پھر جانا چاہیے کہ یہ وہ مقام ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی سجدہ گاہ قرار دیا۔ جس میں مسلمانوں کے پہلے اور بہترین گروہ نے عبادت فرائض انجام دیئے اور یہی وہ مقام ہے کہ زندہ حضرات میں سے بہترین اور چیدہ افراد جہاں صبح وشام اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور جو مرنے والوں میں سے بہتر اور اعلیٰ ترین ہستیوں کو اپنے آغوش میں لیے ہوئے ہے۔ لہٰذا یہاں آنے کا جب اتفاق ہو۔ تو خشوع وعظمت کے جذبات کا ان پر پورا پورا غلبہ واستیلا ہونا چاہیے اور کیوں نہ ہو یہ تو جگہ ہی ایسی ہے، کہ ہر ہر دل جس سے متاثر ہوا اور ہر ہر مومن جہاں وفور کیفیات سے مست ہو۔ اویس قرنی رحمہ اللہ کے بارے میں ابوسلیمان رحمہ اللہ کی روایت ہے۔ کہ جب یہ مدینہ آئے اور ان سے کہا گیا۔ یہ ہے آنحضرت ﷺ کا مزار ہے۔ تو ان پر غش طاری ہو گیا۔ جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے۔ باللہ مجھے کسی طرح یہاں سے نکالیے۔ میں ایسی جگہ ہرگز نہیں رہنے کا جہاں محمد رسول اللہ ﷺ مدفون ہوں۔

مزار اقدس پر حاضری کے آداب:۔ مومن نہ تو روضہ کی دیوار کے بالکل قریب کھڑا ہو اور نہ اس کو چھوئے بلکہ ذرا فاصلہ پر ادب و احترام سے کھڑا ہو کر دیدہ ونگاہ کیلئے سامان لذت فراہم کرے اور یہ سمجھے کہ گویا آنحضرت ﷺ کی زندگی ہی میں ان کے سامنے حاضر ہو رہا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ ''ان اللہ تعالیٰ وکل بقبرہ ملکا یبلغه سلام من سلم علیه من امته''

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی قبر پر ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے۔ جس کے فرائض میں یہ داخل ہے کہ درود وسلام بھیجنے والے کا سلام ودرود ان تک پہنچا دے۔''

اس سلسلہ میں یاد رہے کہ درود وسلام تو اس شخص کا بھی آنحضرت ﷺ تک لے جایا جاتا ہے، جو مدینہ سے باہر ہے۔ اس لیے جس نے وطن اور ملک کو محض اس شوق کی بنا پر چھوڑا اور شدائد سفر برداشت کیے۔ کہ آنحضرت ﷺ سے شرف ملاقات حاصل کرے گا۔ وہ اگر یہاں آ کر روضۂ اقدس کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے اور درود وسلام کے تحائف بھیجتا ہے تو اس کے پہنچ جانے اور خلعت قبول پانے میں کیا شبہ باقی رہ جاتا ہے اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو زائرین کے آنے اور زیارت کرنے کی باقاعدہ اطلاعات دی جاتی ہیں۔

منبر رسول ﷺ کو دیکھ کر کس انداز کا نقشہ فکر ونظر کے سامنے آنا چاہیے: اس کے بعد مسجد نبوی ﷺ میں منبر رسول ﷺ کی زیارت کرنا چاہیے اور چشم تصور کے سامنے یہ منظر لانا چاہیے۔ کہ گویا آنحضرت ﷺ اس پر تشریف فرما ہیں اور مہاجرین وانصار کے مختلف گروہوں نے آپ ﷺ کو گھیر رکھا ہے۔ آپ ﷺ وعظ فرمارہے ہیں اور ان میں اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی روح پھونک رہے ہیں۔

یہ ہیں وہ اسرار واعتبارات کہ مناسک حج میں جن کی رعایت ضروری ہے۔ جب ان سے انسان فارغ ہوچکے تو اس کو اپنے قلب وجگر کا جائزہ لینا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ کیا اس کا دل انہیں کیفیات سے معمور ہے۔ کیا دنیا سے بیزار ہوا ہے اور دار البقاء سے اس کی محبت بڑھی ہے اور آیا اس کے اعمال شرع کی ترازو میں پورے اترتے ہیں۔ اگر یہ کیفیات دل میں موجود ہیں۔ تو اس کا حج قبول ہوا اور اس کا نام زمرۂ محبوبین میں لکھا گیا۔ اگر معاملہ اس کے برعکس ہے تو پھر اندیشہ ہے کہ کہیں اس کو سوا غضب وپشیمانی کے اور کچھ حاصل نہ ہوا ہو۔ اللہ تعالیٰ اس محرومی سے ہر ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۲۵۳-۲۵۴)

ایام حج میں کثرت ذکر کے دلائل: تلاوت قرآن کے بعد ذکر سے بڑھ کر اور کوئی عبادت نہیں۔ اس کے متعلق قرآن میں جابجا تصریحات آئی ہیں۔

"فاذکرونی اذکرکم"۔ (سورۂ بقرہ:۱۵۲) سو تم مجھے یاد کیا کرو۔ میں تمہیں یاد کیا کروں گا۔☆اذکروا اللہ ذکراً کثیراً (احزاب:۴۲) "اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرو۔"☆"فاذا افضتم من عرفات فاذکرو الله عند المشعر الحرام، واذکروا کما هدا کم"۔ (بقرہ:۱۹۰) اور جب عرفات سے واپس ہونے لگو تو مشعر حرام (مزدلفہ) میں خدا کا ذکر کرو۔ اور اس طرح ذکر جس طرح اس نے تمہیں سکھایا ہے۔☆"فاذا قضیتم مناسککم فاذکروالله کذکرکم اباء کم او اشد ذکرا" (بقرہ:۱۹۹) پھر جب حج کے تمام ارکان پورے کرچکو تو منیٰ میں خدا کو یاد کرو جس طرح اپنے باپ دادا کو یاد کرتے تھے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔☆"الذین یذکرون الله قیاما و قعوداً و علی جنوبهم" (آل عمران:۱۹۰) "جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں خدا کو یاد کرتے ہیں۔☆"واذکر ربك فی نفسك تضرعا و خفیة ودون الجهر من القول بالغدو والاصال" (اعراف:۲۰۵) اور اپنے پروردگار کو دل ہی دل میں عاجزی اور خوف سے اور پست آواز سے صبح وشام یاد کرو۔☆ولذکر الله اکبر (عنکبوت:۴۵) "اور خدا کا ذکر کرنا بڑا اچھا کام ہے۔

منافقین کو ذکر سے البتہ کوئی لگاؤ نہیں ہوتا، چنانچہ ان کی اس محرومی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خصوصیت سے فرمایا:

"ولایذکرون الله الا قلیلاً" (نساء:۱۴۲) اور خدا کی یاد ہی نہیں کرتے مگر بہت کم۔

احادیث وآثار کا اچھا خاصہ ذخیرہ بھی ذکر کے فضائل میں منقول ہے۔ ایک حدیث قدسی ملاحظہ ہو۔

"یقول الله عزوجل انا مع عبدی ماذکرنی و تحرکت شفتاہ بی" (مستدرك)

"اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں اپنے بندہ کے ساتھ اس وقت تک رہتا ہوں جب تک وہ میرے ذکر میں مشغول رہتا ہے اور جب تک اس کے ہونٹ میری یاد سے متحرک رہتے ہیں۔"

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: "من احب ان یرتع فی ریاض الجنة فلیکثر ذکر الله عزوجل"

جو ریاض جنت کی شمیم انگیزیوں سے بہرہ مند ہونا چاہتا ہے اور اس کے آثار اور میووں سے کام ودہن کی تواضع کرنا چاہتا ہے۔ اسے چاہیے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرے۔

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ بہترین عمل کونسا ہے۔ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا۔

ان تموت ولسانك رطب بذکر الله عزوجل "تیری موت اس عالم میں ہو۔ کہ تو اللہ کے ذکر سے رطب اللسان ہو"

ایک اور حدیث قدسی دیکھیے۔ اصحاب ذکر کیلئے کس درجہ ایمان افروز اور امید افزا ہے:

"یقول الله تبارك و تعالیٰ اذا ذکرنی عبدی فی نفسه ذکرته فی نفسی واذا ذکرنی فی ملاء ذکرته فی ملاء خیر من ملائه ۔ واذا تقرب منی شبرا تقربت منه ذراعا واذا تقرب منی ذراعا تقربت منه باعا و اذا مشی الی هرولت الیه "۔

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب کوئی میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو دل میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ بر سر مجلس میرا تذکرہ کرتا ہے تو میں بھی اس سے کہیں بہتر جماعت میں تذکرہ کرتا ہوں اور اگر میرا بندہ میری طرف ایک بالشت بڑھے۔ تو میں بقدر دو بالشت کے اس کی جانب ملتفت ہوتا ہوں اور اگر وہ دو بالشت بڑھے تو میں بقدر ایک ہاتھ کے اس کی طرف بڑھتا ہوں۔ پھر اگر وہ ایک ہاتھ کے انداز سے بڑھے۔ تو میں اس کی جانب لپک کے آتا ہوں۔

یعنی نہ پوچھو۔ کہ میری توجہات والتفات کی سرعتوں کا کیا عالم ہوتا ہے؟ ذکر کا ایک فائدہ یہ ہے۔ کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگنے کی حاجت نہیں رہتی۔ ''قال الله عزوجل من شغله ذکری عن مسئلتی اعطیته افضل ما اعطی سائلین"

''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جو میرے ذکر میں اس درجہ مشغول رہا کہ مجھ سے کچھ طلب نہیں کر سکا۔ میں اس کو اتنا ہی دوں گا جتنا کسی بہترین سائل کو میں دے سکتا ہوں۔''

یہی نہیں بلکہ ایک عارف کے قول کے مطابق۔ اللہ تعالیٰ ذاکر کی جملہ ضروریات انفرادی واجتماعی کا متکفل ہو جاتا ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ ''لیس یتحسر اهل الجنة علی شی ء الا علی ساعة مرت بهم، لم یذکر الله سبحانه فیها"

''اہل جنت کو بجز اس کے اور کسی چیز پر افسوس نہیں ہوگا کہ کچھ لمحے یونہی غفلت میں بسر ہو گئے اور ان میں وہ اللہ کے ذکر سے محروم رہے۔'' (تعلیماتِ غزالی، ص: ۲۵۷-۲۵۹)

صوفیاء کے اجتماعی ذکر کے فضائل ودلائل: جب ذکر کے یہ فضائل ہوئے تو ان مجالس کے کیا کہنے کہ جن کو ترتیب ہی اس لیے دیا گیا ہے کہ ان میں اللہ کے ذکر سے دلوں کو صیقل کیا جائے۔

ایک حدیث میں ہے: ''ماجلس قوم مجلسا یذکرون الله تعالیٰ لا یریدون بذالك وجهه الا ناداهم مناد من السماء قوموا مغفورا قد بدلت لکم سیاتکم حسنات'' جب بھی کوئی گروہ کسی ایسے اجتماع کا اہتمام کرتا ہے جس میں اللہ کا صرف اس کی خوشنودی کے پیش نظر ذکر کرنا مقصود ہو۔ تو ایک پکارنے والا پکار کر انہیں خوشخبری سناتا ہے۔ کہ جاؤ تمہارے گناہ بخش دیئے گئے اور تمہاری لغزشیں نیکیوں سے بدل دی گئیں۔

ایک عارفانہ نکتہ: ۔ (ذکر اور میراث رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ایک عارفانہ اور لطیف مذاق) صحابہ رضی اللہ عنہم کے دل میں ذکر کی کیا اہمیت تھی؟ اس کے بارے میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کا ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔ ایک دن اتفاق سے بازار میں جو یہ جا نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ خرید وفروخت کرنے والوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگے ہیں۔ کہنے لگے۔ لوگو! تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم یہاں کاروبار میں مشغول ہو اور اسی مسجد نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث بٹ رہی ہے۔ جاؤ اور اپنا حصہ لگاؤ۔ یہ ساری بھیڑ پلٹ کر مسجد میں آئی۔ تو یہ دیکھ کر سخت مایوسی ہوئی۔ کہ یہاں کوئی بھی دولت وثروت کی تقسیم میں مصروف نہیں ہے۔ لوگوں نے کہا حضرت! یہ کیا مذاق سوجھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں تو اس قسم کی کوئی چیز نہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے مسجد میں جا کر کیا دیکھا۔ کہنے لگے یہی بس ایک حلقہ ذاکرین کا۔ ذکر اور تلاوت قرآن میں منہمک ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ یہی میراث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ کی یاد اور ذکر یک طرفہ نہیں ہوتا۔ بلکہ کچھ اس ذات گرامی کو بھی اپنے یاد کرنے والوں سے دلچسپی ہے۔ ایک حدیث میں ہے:

''ان لله ملائکة سیاحین فی الارض فضلا عن کتاب الناس فاذا وجدوا قوماً یذکرون الله عزوجل تنادوا، هلموا الی بغیتکم فیجیون فیحفون بهم الی السماء فیقول الله تبارك و تعالٰی الی شی ترکتم عبادی یصنعونه فیقولون ترکنا هم یحمدونك و یسبحونك فیقول الله تبارك و تعالٰی هل راونی فیقولون لا فیقول جل جلاله، کیف لو راونی فیقولون لو رواوك لکانوا اشد تسبیحاً و تحمیداً و تمجیداً فیقول له من ای شی یتعوذون فیقولون من النار، فیقول تعالیٰ هل راوها

فیقولون لا۔ فیقول الله عزوجل۔ فکیف لو راوها فیقولون لو راوها لکانوا اشد هربا منها واشد نفورا۔ فیقول جل جلاله و ای شی یطلبون فیقولون الجنة فیقول تعالیٰ و هل راوها فیقولون لا فیقول تعالیٰ فکیف لو راوها فیقولون لو روها لکانوا اشد علیها حرصاً فیقول جل جلاله انی اشهد کم انی قد غفرت لهم، فیقولون کان فیهم فلان لم یردهم انما جاء لحاجة فیقول الله عزوجل هم قوم لا یشقٰی جلیسهم "۔(ترمذی)

''اللہ تعالیٰ نے نامہ اعمال لکھنے والوں کے علاوہ دنیا میں کچھ ایسے فرشتوں کا تقرر بھی فرما رکھا ہے۔ جو گھوم پھر کر ذاکرین کا پتہ چلاتے ہیں۔ پھر جب انہیں کسی ایسے مجمع کا علم ہوتا ہے۔ تو دوسروں سے کہتے ہیں۔ یہاں آؤ ہیں یہ وہ لوگ جن کی تم تلاش میں ہو۔ پھر یہ فرشتے اسی مجمع کے گرد آسمان تک گھیرا ڈال لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتے ہیں۔ کہو تم نے ہمارے بندوں کو کس حال میں پایا یہ کہتے ہیں ان کو ہم نے تیری حمد و ثناء اور تسبیح بیان کرتے ہوئے پایا۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے۔ مگر کیا انہوں نے مجھے کبھی دیکھا بھی ہے۔ یہ کہیں گے جی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اور اگر یہ میری جھلک دیکھ پائیں تو ان کے شوق ذکر کا کیا عالم ہو؟ فرشتے کہیں گے جب تو مولا اسی کام میں لگے رہیں اور تیری تسبیح، تمجید اور تمہید اس سے کہیں زیادہ زوروں سے بیان کریں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اور کس چیز سے پناہ طلب کرتے ہیں۔ یہ کہیں گے جہنم کی آگ سے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ کیا انہوں نے جہنم کی خوفناکیوں کا بھی مشاہدہ کیا ہے؟ یہ کہیں گے جی نہیں اللہ تعالیٰ کہے گا اور اگر یہ جہنم دیکھ پائیں تو یہ کہیں گے کہ پھر تو ان کا جہنم سے فرار اور بڑھ جائے یہ اور متنفر ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اور یہ چاہتے کیا ہیں۔ یہ فرشتے کہیں گے تیری رضا۔ جنت! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اگر کہیں انہوں نے میری خوشنودی کے اس مرقع کو دیکھ لیا ہوتا تو ان کے شوق وطلب کا کیا حال ہوتا۔ یہ کہیں گے۔ جب تو اس میں اور اضافہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ تم گواہ رہو۔ کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ فرشتے کہیں گے۔ ان میں ایسا شخص بھی تھا۔ جو ذکر کی اس مجلس میں اپنے کسی کام کی وجہ سے آبیٹھا تھا۔ اس کا مقصد ذکر وفکر نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ وہ قوم ہے کہ جن کا جلیس بھی محروم نہیں رہتا۔'' (تعلیماتِ غزالی، ص: ۲۶۰-۲۶۲)

صوفیائے کرام کی تعلیمات میں نکاح کی اہمیت

اس کے بارے میں آیات قرآنی پر نظر ڈالیے۔ ''وانکحوا الایامی منکم'' (نور: ۳۲)

''اور اپنی قوم کی بیوہ عورتوں کے نکاح کر دیا کرو'' اس میں یہ نکتہ ملحوظ رہے۔ کہ نکاح کو بصیغہ امر ادا کیا ہے۔

''فلا تعضلوهن ان ینکحن ازواجهن'' (بقرہ: ۲۳۲) دوسرے شوہروں کے ساتھ جب وہ جائز طور پر راضی ہو جائیں نکاح کرنے سے مت روکو۔''

انبیاء ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی ہے: ولقد ارسلنا رسلا من قبلك و جعلنا لهم ازواجا و ذرية (رعد: ۳۸) ''اور ہم نے تم میں سے پہلے بھی پیغمبر بھیجے تھے اور ان کو بیبیاں اور اولاد بھی دی تھی۔

اللہ کے وہ بندے جو ازدواجی زندگی کے رشتوں میں منسلک ہیں۔ ان کی دعاؤں کا اندازہ کیا ہوتا ہے؟ اس کو یوں بیان فرمایا ہے۔

''والذین یقولون ربنا هب لنا من ازواجنا و ذریاتنا قرة اعین'' (فرقان: ۷۴) ''اور وہ خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو ہماری بیبیوں کی طرف سے دل کا چین اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرما۔''

اس سلسلہ میں یہ بات بھی ملحوظ رکھنے کی ہے۔ کہ جتنے بھی پیغمبر علیہم السلام اس دنیا میں مبعوث ہوئے ہیں۔ وہ سب کے سب متاہل تھے۔ حضرت یحیٰی علیہ السلام نے بھی شادی کی تھی۔ اگر چہ وظیفہ جنسی ادا نہیں کیا تھا اور حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں احادیث میں آتا ہے۔ کہ جب وہ دوبارہ آئیں گے تو اس پابندی کو قبول فرمائیں گے اور یہ پابندی ان کیلئے باعث برکت بھی ثابت ہوگی۔ یعنی صاحب اولاد ہوں گے۔

احادیث یہ ہیں: ''النکاح سنتی فمن رغب عن سنتی فقد رغب عنی، النکاح سنتی فمن احب فطرتی

فلیستن بسنتی "نکاح میری سنت ہے اس لیے یادر ہے جس نے اس سے روگردانی اختیار کی۔ نکاح میری سنت ہے۔ سو جس کو میری یہ فطرت پسند ہے اس کو میری اس سنت پر عمل کرنا چاہیے۔"

"من ترك التزويج مخافة العيلة فليس منا" جو نکاح افلاس کے اندیشے کے پیش نظر نہیں کرتا۔ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے: "لا يمنع من النكاح الاعجز او فجور" نکاح سے دو ہی آدمی باز رہ سکتے ہیں۔ ایک جس کو اس پر قدرت نہ ہو اور ایک جو بد معاش ہو۔

حبر امت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے۔ "لايتم نسك الناسك حتى يتزوج"

"عابد اور زاہد کا زہد اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا۔ جب تک کہ وہ شادی نہ کرے۔"

ان کا مقصد غالباً یہ ہے۔ کہ جب تک کسی شخص کی شادی نہ ہو۔ اس کا دل خیالات وشہوات کی اذیتوں سے بچ نہیں سکتا۔ یہی وجہ ہے۔ اپنے غلاموں کے بارے میں بھی ان کا یہی معمول رہا۔ کہ جہاں وہ بالغ ہوئے۔ ان کو رشتۂ ازدواج میں منسلک کر دیا۔ چناں چہ عکرمہ وکریب رحمہم اللہ کا نکاح ان کے مجبور کرنے سے طے پایا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نکاح کو صرف ایک ضرورت ہی تصور نہیں کرتے تھے۔ بلکہ ان کا یہ خیال تھا کہ یہ ایک دینی خدمت بھی ہے۔ اس کی تائید میں ان کا یہ قول ملاحظہ ہو۔ "لو لم يبق من عمرى الا عشرة ايام لا حببت ان اتزوج لكيلا القى الله عزباً" (اگر میری زندگی کے دس ہی دن باقی ہوں۔ تب بھی میں شادی کرنا پسند کروں گا تا کہ اللہ سے اس حال میں ملاقات نہ ہو کہ میری کوئی بیوی نہ ہو۔")

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی دو بیویاں تھیں۔ اتفاق سے طاعون کا مرض پھیلا۔ اور ان دونوں کا انتقال ہو گیا۔ وہ خود بھی بیماری کی وجہ سے صاحب فراش ہوئے اور قریب تھا کہ داعی اجل کو لبیک کہیں۔ عین ان لمحوں میں ان کی یہ آرزو تھی۔

"زوجو نى انى اكره ان القى الله عزبا" میرے نکاح کا اہتمام کرو کیوں کہ میں اللہ تعالیٰ سے مجرد یا رنڈوے کی حیثیت سے ملنا نہیں چاہتا۔" اس تمنا میں بھی یہی مذہبی روح کارفرما تھی۔ کہ ہر حالت میں ازدواجی زندگی سے دوچار رہنا ضروری ہے۔

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ: كثرة النساء ليست من الدنيا لان عليا رضى الله كان ازهد اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ و كان له اربع نسوة و سبع عشرة سرية۔

عورتوں کی کثرت دنیا کے مفہوم میں شامل نہیں ہے کیوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جو صحابہ رسول ﷺ میں زہد و اتقاء کے درجہ قصوی پر فائز تھے چار تو بیویاں تھیں اور سترہ لونڈیاں تھیں۔

"ان کے علاوہ اولیاء وصلحاء کی ایک اچھی خاصی جماعت کا یہ خیال تھا۔ کہ تجرد سے تاہل کی زندگی افضل ہے۔ چنانچہ جب کسی نے ایک مرتبہ ابراہیم ادہم رحمہ اللہ کو ان کے تجرد پر مبارک باد دی اور کہا کہ آپ کو تو خوب خوب تجرد وانزوا کی لذتوں سے بہرہ مندی کے مواقع حاصل ہیں۔ تو انہوں نے جواب میں کہا۔"

"لروعة منك بسبب العيال افضل من جميع ما انافيه۔ "اہل وعیال کی وجہ سے اضطراب وخون کی ایک خلش جن سے تم دوچار ہو۔ ان تمام کیفیات پر بھاری ہے کہ جن سے میں گزر رہا ہوں۔" (تعلیماتِ غزالی، ص:۲۱۳-۲۱۶)

نکاح معاشرہ کی اساس و بنیاد ہے:۔ (خالص حیاتیاتی نقطہ نظر سے اس دعویٰ کی وضاحت) فوائد پانچ ہیں۔ (۱) اولاد، (۲) شہوت (۳) تدبیر منزل، (۴) کثرت عشرۃ، (۵) اور حقوق وفرائض کی نگہداشت کے سلسلہ میں مجاہدۂ نفس۔ جہاں تک اولاد کا تعلق ہے۔ یہ کہنا چاہیے کہ نکاح کے باب میں اسی کو اصل واساس کی حیثیت حاصل ہے اور اس کیلئے نکاح کا انتظام شرائع نے پیش کیا ہے۔ کیوں کہ اس سے بقاء نوع انسانی کے اصول کی تائید ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے اس دنیا کی رونق اور چہل پہل قائم ہے اگر نسل انسانی باقی ہے تو اس سے

رُبع مسکون کی تمدنی وروحانی اقدار کا وجود بھی ممکن ہے اور اگر خدانخواستہ نوع انسانی ہی ختم ہو جاتی ہے تو مذہب اور اس کی اعلیٰ قدروں کے تحفظ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس میں شُبہ نہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہتا، تو بغیر رشتۂ ازدواج کے توسل کے انسانوں کو پیدا کر سکتا تھا۔ مگر اس کی حکمت و قدرت نے یہ چاہا نہیں اور یہ پسند نہیں فرمایا کہ اسباب حیات کو بے کار کر دیا جائے۔ اس لیے اس نے انسانی تخلیق کیلئے مرد وعورت میں ایک خاص قسم کا عضوی ڈھانچہ تیار کیا اور اسی ڈھانچہ کا تقاضا ہے کہ ان میں شہوت اور محبت جنسی ایسے میلانات پیدا کیے۔ اس میں یہ راز پنہاں ہے کہ یہی جذبات یہی محبت اور جنسی کشش دونوں کو مجبور کرتی ہے کہ نوع انسانی بقاء وتحفظ کیلئے سرگرم سعی ہو اور اس غرض کی تکمیل کیلئے اپنی بہترین صلاحیتوں کو صرف کرے ورنہ کون ایسا تھا کہ بغیر کسی لطف اندوزی کے اور مادی محسوس بہرہ مندی کے اتنی بڑی کھکھڑ مول لیتا۔

نکاح کا دوسرا فائدہ:۔ شیطان سے بچاؤ ہے۔ خواہشات نفس کے بے راہ روی سے اجتناب ہے اور شہوت کے زور کو توڑتا ہے۔ اس سے حفظ بصر کی نعمت حاصل ہوتی ہے اور عفاف و پاکیزگی کی دولت سے انسان مالا مال ہوتا ہے۔ اس حقیقت کی طرف آنحضرت ﷺ نے اشارہ کیا ہے۔ ''من نكح فقد حصن نصف دينه فليتق الله في الشطر الاخر ''۔ جس نے ازدواجی زندگی اختیار کی۔ اس نے اپنا آدھا دین بچالیا۔ اب اسے چاہیے کہ باقی آدھے کے بارے میں اللہ سے ڈرے۔''

نکاح کا تیسرا فائدہ:۔ انسان اس کی وجہ سے تدبیر منزل کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو جاتا ہے اور چھوٹے چھوٹے کاموں کی جانب اپنے کو فارغ و یکسو محسوس کرتا ہے اور اس لائق ہو جاتا ہے۔ کہ مہمات امور کیلئے وقت نکال سکے ورنہ اسے خود گھر کی صفائی کا انتظام کرنا پڑے۔ خود برتن مانجے، گھر کا کوڑا کرکٹ صاف کرے اور ضروریات کا اہتمام کرے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ پڑھنے لکھنے اور عمل کیلئے اس کے پاس نہ تو کافی وقت بچے گا اور نہ اتنی مقدرت اور توانائی ہی رہے گی۔ کہ سب کاموں کو انجام دے سکے۔ حضرت سلیمان الدارانی رحمہ اللہ نے جو یہ فرمایا کہ صالح اور نیک بخت بیوی دنیا کے قبیل سے نہیں ہے۔ تو اس کا یہی مطلب تھا۔ کہ اس کی وجہ سے اتنا وقت اور قوت ومقدرت بچ رہتی ہے۔ کہ انسان دین کے بڑے بڑے تقاضوں کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکتا ہے۔ اس مفہوم کا آنحضرت ﷺ نے ایک حدیث میں یوں بیان فرمایا ہے۔

> ''ليتخذ احدكم قلباً شاكراً ولساناً ذاكراً و زوجة مومنة صالحة تعينه علىٰ اخرته''
>
> ''تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ قلب ایسا پائے جو شکر گزار ہو، اور زبان ایسی کہ اس کی یاد میں لذت محسوس کرے اور بیوی وہ نیک اور صالح جو آخرت کے سلسلہ میں معین ومددگار ہو۔''

نکاح کا چوتھا فائدہ:۔ نکاح سے مختلف عشائرہ وقبائل سے تعلقات استوار ہوتے ہیں اور انسان کی قوت وحشمت میں اضافہ ہوتا ہے۔

نکاح کا پانچواں فائدہ:۔ زیادہ اہم ہے اور وہ یہ ہے کہ جب انسان تاہل اور بال بچوں کی زندگی بسر کرے گا۔ تو لامحالہ اس کو ان سے شکایتیں بھی پیدا ہوں گی۔ ان سے اذیتیں بھی پہنچیں گی اور ان کیلئے جو اکل حلال کا سامان کیا جائے گا۔ اس کے حصول کیلئے دشواریاں بھی پیش آئیں گی۔ اب فرض کیجئے یہ شخص شکایتوں اور اذیتوں کے مقابلہ میں تحمل و برداشت سے کام لیتا ہے اور ان کی تادیب واصلاح کی فکر میں برابر نگاہ رکھتا ہے، ان کی ترتیب اخلاقی کے فریضہ کو باحسن وجہ پورا کرتا ہے اور گھبراتا نہیں۔ مزید براں ان سب کا حلال سے پیٹ بھرتا ہے اور حرام کی طرف پلٹ کر بھی نہیں دیکھتا۔ تو ان اعمال جلیلہ کی فضیلت سے کون انکار کر سکتا ہے؟ یہی وہ بات ہے۔ جس کی طرف آنحضرت ﷺ نے اشارہ فرمایا ہے۔ ''يوم من وال عادل افضل من عبادة سبعين سنة ثم قال الا كلكم راع و كلكم مسئول عن رعيته''۔

> ''والی عادل کا ایک دن عابد وزاہد کے ستر سال پر بھاری ہے۔ پھر فرمایا تم میں کا ہر ایک ایک طرح کا والی ہے اور تم میں کے ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔''

وجہ فضیلت ظاہر ہے۔ یہ متاہل وعیال دار ایسا شخص ہے جس نے اپنی اصلاح بھی کی اور غیر کی اصلاح وتزکیہ کے درپے بھی ہوا۔ پھر اس نے ہر اصلاح کی راہ میں مشکلات کا سامنا بھی کیا۔ یعنی اس کو اگرچہ تکلیفیں پہنچیں۔ مگر اس نے ان سب کو بخندہ پیشانی گوارا کیا۔ بخلاف ایسے

شخص کے کہ جوان جھمیلوں سے یکسر آزاد رہا۔ جس نے دنیاداری کے خارزار میں قدم نہیں دھرا اور لطف اذیت سے آشنا نہیں ہوا۔ یہ دونوں کسی طور سے بھی اجروثواب کے لحاظ سے برابر نہیں ہو سکتے۔ اسی نکتہ دلنواز کو بشر حافی نے محسوس کیا اور کہا: ''فضل علی احمد بثلاث احدها انه یطلب الحلال لنفسه و لغیره''۔ ''امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو مجھ پر تین وجوہ سے فضیلت حاصل ہے۔ جن میں ایک یہ ہے کہ وہ اپنے لیے ہی نہیں اپنے بال بچوں کیلئے بھی حلال کی روزی تلاش کرتا ہے۔''

اور اس حقیقت کو عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ کی چشم معرفت نے دیکھا۔ یہ ایک غزوہ میں شریک تھے۔ اپنے ساتھیوں سے فرمایا۔ جانتے ہو۔ جہاد سے بھی بہتر کونسا عمل ہے۔ کہنے لگے جی نہیں! فرمایا۔'' رجل متعفف ذوعائلة قام من اللیل منتظر الی صبیانه فیاما متکشفین فسترهم و غطاهم بثوبه فعمل افضل ممانحن فیه''

''ایک ایسا پاک باز جو عیال دار ہو۔ رات کو بیدار ہو۔ اور دیکھے کہ اس کے ننھے ننھے بچوں سر سے چادر یا لحاف سرک گیا ہے۔ یہ آگے بڑھے اور اپنی چادر سے ان کو ڈھانپ دے۔ تو اس کا یہ فعل ہمارے اس مشغلہ سے بہتر ہے۔'' (تعلیماتِ غزالی، ص:۳۱۸ تا ۳۲۳)

صوفیائے کرام کی تعلیمات میں عورتوں سے حسن سلوک کی اہمیت

شادی کے بعد خاوند کیلئے کن کن آداب کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے اور حسن معاشرت کے سلسلہ میں کن کن ہدایات پر عمل پیرا ہونا لازم ہے۔ یہ بحث ازدواجی زندگی کو اسلامی نقطہ نظر سے بسر کرنے اور سنوارنے کے لحاظ سے بہت اہم ہے۔ تفصیل کیلئے ہم اس کو مندرجہ ذیل بارہ عنوانوں کے تحت ذکر کریں گے۔

(۱) ولیمہ، (۲) حسن خلق، (۳) ملاعبت و ملاطفت، (۴) اعتدال، (۵) غیرت میں توازن، (۶) نفقہ، (۸) عدل (۹) مساعی احسن، (۱۰) وظیفۂ جنسی کے آداب، (۱۱) اولاد، (۱۲) طلاق۔ (تعلیماتِ غزالی ص:۳۳۱)

احسن معاشرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت:۔ قرآن میں ہے۔'' و عاشروهن بالمعروف'' (نساء:۱۹) ''اور ان سے اچھی طرح رہوسہو۔''

دوسری جگہ ان کے حقوق کی وضاحت ان الفاظ میں فرمائی: ''واخذن منكم ميثاقا غليظا''۔ (نساء:۲۱) ''اور تم سے وہ عہد واثق بھی لے چکی ہیں۔ قرآن میں ایک جگہ پڑوسی کے بارے میں آیا ہے۔

''والصاحب بالجنب'' (نساء:۳۶) ''اور پہلو کے رفیق۔ (یعنی ان سے بھی احسان اور مروت کا برتاؤ ہونا چاہیے۔''

بعض لوگوں نے اس سے مراد منکوحہ عورت لیا ہے۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ آخری کلمات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے یہ تھے۔

> ''الصلوة الصلوة و ما ملكت ايمانكم لا تكلفو هم مالا يطيقون، الله الله فى النساء فانهن عوان فى ايديكم '' اور غلاموں کا خیال رکھو، نماز کا التزام کرو، ایسا نہ ہو، کہ تم ان کو ان کے مقدور سے زیادہ زحمت دو اور عورتوں کے بارے میں خصوصیت سے اللہ سے ڈرو۔ کیوں کہ وہ بے چاریاں، سراسر تمہارے قبضہ میں ہیں اور تمہارے رحم و کرم کی اسیر ہیں۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۳۳۲-۳۳۳)

حدودِ اعتدال کی تعیین:۔ ازدواجی رشتوں کو استوار تر کرنے اور حسن معاشرت کے معیاروں کو قائم رکھنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ عورتوں کی پرواہ کیے بغیر ہنسی مذاق جاری رہے اور ملاعبت و ملاطفت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی جائے۔ چناں چہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس کا خیال رکھتے اور اپنے مرتبہ و مقام کی بلندیوں کی پروا کیے بغیر ایسی ایسی تفریحات میں بیویوں کے ساتھ حصہ لیتے، جو ان کی عقلی سطح کے عین مطابق ہوتیں۔ چناں

چہ احادیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑ لگاتے۔ جس میں ایسا بھی ہوتا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ سے آگے نکل جاتیں۔ ایک مرتبہ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حبشیوں کا تماشہ بھی دکھایا۔ یہ اس لیے کہ اہل وعیال کو خوش رکھنا بھی آپ کے نزدیک ایک بہت بڑی دینی خدمت انجام دینا ہے۔ اس حقیقت کا اظہار آپ ﷺ نے ایک حدیث کے ذریعہ یوں فرمایا ہے۔

''اکمل المومنين ايمانا احسنهم خلقا و الطفهم باهله''۔ کامل الایمان آدمی وہ ہے، جس کے اخلاق اچھے ہوں اور جو اپنے بال بچوں کیلئے بدرجہ غایت شفیق ہو۔

ایک دوسری حدیث میں ہے:''خيركم خير كم نسائه و انا خير كم نسائي ''۔ ''تم میں سے بہتر وہ ہے جو عورتوں کے حق میں بہتر ہو اور میں تم سب میں عورتوں کے حق میں بہتر ہوں۔''

ہنسی مذاق اور لطف وملاعبت کی افادیت کا جہاں تک تعلق ہے۔ اس میں کوئی مبالغہ نہیں۔ کہ اس سے ازدواجی تعلقات کی استواری میں بڑی مدد ملتی ہے۔ لیکن اس کی بھی کچھ حدود ہیں۔ اور ان حدود میں اعتدال وتوازن کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے۔ مثلاً خاوند کو اللہ تعالیٰ نے سیادت عطا کی ہے۔ اور ایک قسم کا وقار بخشا ہے۔ جو تدبیر منزل کی مصلحتوں کو نبھانے اور آپس میں جھگڑوں کو نمٹانے کیلئے بہت اہم ہے۔ اب اگر اس کا طرز عمل ایسا ہے جس سے عورت گستاخ ہو جاتی ہے اور اس سے خاوند کا وقار اُٹھ جاتا ہے۔ اور وہ ہیبت باقی نہیں رہتی جس کا باقی رہنا خود اس کے حق میں مفید ہے تو یہ طرز عمل اعتدال اور توازن کے خلاف ہوگا۔

اسی طرح خاوند کو اس چیز کا بھی خیال رکھنا ہوگا کہ بیوی منکرات اور خلاف شرح باتوں پر جسور نہ ہو جائے اور اس کے تساہل ومحبت سے اس کو حدود اللہ کو توڑنے کا موقع نہ ملے۔ یہ درست ہے۔ ان سے حسن سلوک روا رکھنا چاہیے اور عمدہ برتاؤ کا ثبوت دینا چاہیے۔

(تعلیماتِ غزالی، ص:۳۳۴-۳۳۵)

عدل وتوازن ہی معاشرت کی اساس ہے:۔ الغرض عدل وتوازن ہی زندگی ومعاشرت کا بہترین پیمانہ ہے۔ اس پر زمین آسمان کی استواریاں قائم ہیں۔ یہ اگر موجود ہے۔ تو معاشرت میں ایک طرح کا انضباط اور ہمواری رہے گی اور اگر یہ عدل ہی پایا نہیں جاتا ہے۔ تو طرح طرح کی قباحتوں کا پیدا ہونا لازمی ہے۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۳۳۷)

بیوی کے راز افشاء نہ کرنے میں بزرگ کی احتیاط:۔ کسی صورت میں بھی اپنی بیوی کا راز افشا نہ کرے اور کوئی لفظ اپنی زبان سے ایسا نہ نکالے جس سے اس کی حرمت وعزت نفس پر حرف آتا ہو۔ نہ اس وقت جب وہ اس کے حبالہ عقد میں ہو اور نہ اس وقت جب وہ اس کی بیوی نہ رہے۔ حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اسے بدترین خیانت سے تعبیر فرمایا ہے۔ ایک بزرگ کا قصہ ہے کہ ان کی اپنی بیوی سے کچھ شکایتیں پیدا ہوئیں اور چاہا کہ طلاق دے دیں۔ کسی دوست کو معلوم ہوا تو انہوں نے از راہ بے تکلفی پوچھ لیا۔ آپ کیوں طلاق دے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب تک میری بیوی ہے میں راز افشاء کرنے والا نہیں۔ کیوں کہ اس کی عزت اور ناموس کی حفاظت میرا فرض ہے۔ پھر جب انہوں نے طلاق دے دی۔ تو انہوں نے بر بنائے دوستی سوال کیا۔ آپ نے کیوں اس غریب کو چھوڑ دیا۔ کہنے لگے کہ اب چوں کہ میرے لیے وہ بمنزلہ ایک غیر اور اجنبی عورت کے ہے۔ اس بنا پر اس کو ذلیل کرنے کا مجھے کیا حق حاصل ہے۔؟

پانچ آدمی صحبت کے لائق نہیں:۔ حضرت جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

''لاتصحب خمسة الكذاب فانك منه على غرور و هو مثل السراب يقرب منك البعيد و يبعد منك القريب والاحمق فانك لست منه على شيء يريد ان ينفعك فيضرك، والبخيل فانه يقطع بك احوج ماتكون اليه، والجبان فانه يسلمك و يفر عند الشدة، والفاسق، فانه يبيعك باكلة اواقل منها ''

''پانچ آدمیوں کی صحبت سے قطعی مجتنب رہو۔ ایک تو جھوٹے کی صحبت سے۔ کیوں کہ اس کی طرف سے تم ہمیشہ

دھوکے میں رہو گے۔ وہ اور اس کے وعدے ہمیشہ سراب ہیں۔ مزید براں وہ ان لوگوں کو تمہارے قریب کر دے گا جنہیں دور رہنا چاہیے اور ان لوگوں کو دور کر دے گا۔ جنہیں قریب تر رہنا چاہیے۔ دوسرے احمق کی صحبت سے اس سے تمہارا کوئی ناطہ نہیں۔ یہ تمہیں نفع پہنچانا چاہے گا مگر اس طرح کہ تمہیں نقصان پہنچے۔ تیسرے بخیل کی صحبت سے کہ یہ ان چیزوں کو روک دے گا، جن کی تمہیں شدید ترین ضرورت ہو سکتی ہے، چوتھے بزدل کی رفاقت سے کہ یہ تمہیں دشمن کے سپرد کر دے گا اور مقابلہ پر بھاگ کھڑا ہوگا۔ پانچویں فاسق کی دوستی سے کہ یہ تمہیں ایک لقمہ یا اس سے بھی کم کے عوض بیچ ڈالنے میں دریغ نہیں کرے گا۔" (تعلیماتِ غزالی، ص: ۳۹۸-۳۹۹)

نیک مجالس کی ضرورت واہمیت:۔ فاسق مگر شائستہ شخص اس قاری قرآن سے زیادہ اچھا ہے جو بداخلاق ہو حضرت جنید رحمہ اللہ کا قول: حضرت جنید رحمہ اللہ نے دوستی کے معیار پر ایک دوسرے ہی پہلو سے غور کیا ہے۔ ان کا قول ہے۔ "لان یصحبنی فاسق حسن الخلق احب الی من ان یصحبنی قارئٌ سیّئِ الخلق" ایک فاسق، مگر شائستہ اخلاق انسان کی دوستی، میرے نزدیک اس قاری کی دوستی سے کہیں بہتر ہے، جو بداخلاق ہو۔

بشر نے اخوت کو تین قسموں میں بانٹا ہے۔

"الاخوان ثلاثة! اخ لآخرتك و اخ لدنياك و اخ تتانس به" "بھائی تین طرح کے ہیں، ایک جو آخرت کے سلسلہ میں معین ہو۔ دوسرا جس سے مشکلات دنیا میں مدد ملے اور تیسرا جس سے مل کر راحت حاصل ہو۔"

ماموں کی تقسیم بھی تجربہ پر مبنی ہے۔

"الاخوان الثلاثة احدهم مثله مثل الغراء لا يستغنى عنه والاخر مثله مثل الدواء يحتاج اليه في وقت دون وقت، والثالث مثله مثل الداء لا يحتاج اليه"۔

"بھائیوں کی تین قسمیں ہیں۔ ایک ایسا ضروری ہے جیسے روزمرہ کی غذا۔ اس سے بے نیازی ممکن نہیں۔ دوسرا دواء کی مانند ہے جس کی کبھی کبھی ضرورت پڑتی ہے اور تیسرا بجائے خود بیماری ہے۔ اس کی کبھی بھی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔" (تعلیماتِ غزالی، ص: ۳۹۹-۴۰۰)

صوفیائے کرام کی تعلیمات میں کسب معاش کی اہمیت

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور کارسازیوں نے دین و دنیا کے قانون کی کچھ اس طرح تقسیم فرمائی ہے۔ کہ آخرت کو تو ثواب واجر کی جگہ مقرر کیا ہے اور دنیا کو تگ و دو اور سعی اضطراب کی جولانگاہ بنایا ہے اور پھر تگ و دو اور جدوجہد صرف معاد ہی کیلئے مخصوص نہیں رکھی۔ بلکہ اس کو حصول دنیا کیلئے بھی ضروری ٹھہرایا ہے۔ کیوں کہ آخرت اور معاد کی برکات سے دامن بھرنے کا بہت بڑا ذریعہ یہ دنیا ہی ہے۔ یہ آخرت کی کھیتی ہے اور آخرت کیلئے بہترین وسیلہ ہے۔

قرآن حکیم میں ہے۔ "وجعلنا النهار معاشا" (نباء:۱۱)۔ "اور دن کو معاش کا وقت قرار دیا۔"

یہاں یہ نکتہ نظر وفکر کے سامنے رہنا چاہیے، کہ معاش کا ذکر معرض امتنان ہوا ہے۔

"وجعلنا لكم فيها معايش قليلاً ما تشكرون"۔ (الاعراف:۱۰) "اور اس میں تمہارے لیے سامان معیشت پیدا کیے"

اس آیت میں جہاں حصول دنیا کو نعمت کی حیثیت سے بیان فرمایا ہے۔ وہاں شکر و ممنونیت کا بھی مطالبہ کیا ہے۔

"فانتشروا في الارض وابتغوا من فضل الله"۔ (جمعہ:۱۰) "نماز جمعہ کے بعد اپنی راہ لو اور خدا کا فضل تلاش کرو۔"

احادیث میں بھی حصول معاش کی کوششوں کو کچھ کم سراہا نہیں گیا۔ ارشاد ہوتا ہے۔ "من الذنوب ذنوب لا يكفر ها

الا الھم فی طلب المعیشۃ" "کچھ گناہ ایسے ہیں جن کا کفارہ طلب معاش کی فکر ہی سے ہوسکتا ہے۔"

سچے تاجر کے رُتبہ کی بلندیاں:۔ اسے انبیاء علیہ السلام کی معیت حاصل ہوگی: ایک حدیث میں ہے:

"التاجر الصدوق یبعث یوم القیامۃ مع الصدیقین والشھداء"

"ایمان دار اور سچا تاجر قیامت کے دن صدیقین اور شہداء کا رفیق ہوگا۔"

محنت ومزدوری سے کمانے والے کے چہرہ پر کس درجہ انوار کا ہجوم ہوگا۔ اس کو اس حدیث میں ملاحظہ فرمائیے:

"من طلب الدنیا حلالاً و تعففا عن المسئلۃ و سعیا علی عیالہ و تعلقا علی جارہ نضراللہ وجھہ کالقمر اللیلۃ البدر" "جس نے دنیا کو جائز ذرائع سے حاصل کیا کہ، سوال کی ذلتوں سے محفوظ رہے اپنے بال بچوں کی ضروریات کو پورا کرے اور پڑوسی کے ساتھ ہمدردی وشفقت کا اظہار کرے۔ ایسا شخص اللہ سے اس حالت میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا ہوگا۔" (تعلیماتِ غزالی، ص:۴۱۵-۴۱۶)

نام کتاب:۔ ہفت روزہ خدام الدین لاہور، امام اولیاء حضرت لاہوری نمبر..... امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ....... شخصیت، حالات وکمالات اور مذہبی وسماجی خدمات پر ایک تاریخی دستاویز

ناشر:۔ انجمن خدام الدین، دروازہ شیرانوالہ (لاہور)

چند تاثرات، چند مشاہدات

جناب محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ، ادارہ ثقافت اسلامیہ۔ لاہور

تصوف میں عدیم النظیر شخصیت کا تعارف:۔ میانہ قد، متوسط جسم، نورانی چہرہ، لمبی داڑھی، روشن آنکھیں، ذہانت کی آئینہ دار، چلیں تو عالمانہ وقار کے حامل، بولیں تو موتی برسائیں، صاف ستھرے مگر سادہ لباس میں ملبوس، ہونٹوں پر ہر آن مسکراہٹ چھائی ہوئی، یبوست سے دور، عبوست سے نفور، تعصب سے متنفر، گفتگو میں نرم، عمل میں گرم، کردار میں پاکیزہ، عمدہ خصائل، خوش مزاج اخلاق میں قرآن کے قالب میں ڈھلے ہوئے، مہمان نواز، معاصرین کے احترام میں بے مثال، اہل علم کی تکریم میں بے مثال، چھوٹوں کے مشفق، متبع سنت، قاطع بدعت، مبلغ توحید، تحریک آزادی برصغیر کے بطلِ جلیل، تفسیر قرآن میں یکتا، عمل بالحدیث میں اپنی مثال آپ، فقہ میں ماہر کامل، تصوف میں عدیم النظیر، طریقت میں منفرد، وعظ وتبلیغ دین میں پوری ایک جماعت کے قائم مقام، ایثار پیشہ، نصح وخیر خواہی کے پیکر، اعتدال وتوازن کا مرقع، ذکر وفکر کا دل نواز مجموعہ، ہر پہلو سے عاملِ شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم......! یہ تھے حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ......!!

ابتدائی کتب کا درس حاصل کرنا:۔ سب سے پہلے حضرت مرحوم کا اسمِ گرامی میں نے ۱۹۳۵ء-۱۹۳۶ء میں سنا۔ وہ میرے بچپن کا زمانہ تھا اور میں تھوڑی بہت اردو پڑھ لیتا تھا۔ ان دنوں حضرت الاستاذ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ میرے وطن مشرقی پنجاب کی ریاست فرید کوٹ کے قصبہ کوٹکپورہ میں قیام پذیر تھے اور وہاں کی مسندِ خطابت وتدریس ان کے سپرد تھی میں ان سے بالکل ابتدائی درسی کتابیں پڑھتا تھا۔ وہ کسی کام لاہور تشریف لائے اور واپسی پر ۲۰×۳۰/۱۶ سائز کی ایک موٹی سی کتاب عنایت کی۔ کھول کر دیکھی تو چند چھوٹے چھوٹے دینی اور مذہبی رسائل پر مشتمل تھی جو حضرت مولانا احمد علی مرحوم کے تصنیف کردہ تھے اور ایک ہی جلد میں مجلد تھے۔ ان کے نام اصلی حنفیت، میلاد مروّجہ کی شرعی حیثیت وغیرہ تھے۔ انجمن خدّام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور کی طرف سے شائع کیے گئے تھے۔ زبان سادہ اور عام فہم تھی۔ ان کے مضامین کی تاثیر انگیزی کا یہ عالم تھا کہ ہر بات دل کی تہوں میں اترتی جاتی تھی۔ میں نے وہ رسالے بڑے شوق اور توجہ سے پڑھے۔ بہت سے لوگوں کو پڑھنے کیلئے دیئے۔ متعدد افراد نے یہ رسالے انجمن خدام الدین سے منگوائے اور ان کا مطالعہ کیا......ان رسالوں کا تعارف کراتے ہوئے مولانا عطاء اللہ صاحب حنیف رحمہ اللہ ان کے مصنف

شہیر مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ کی بڑی تعریف کرتے اور ان کی علمی اور تبلیغی سرگرمیوں کی وضاحت فرماتے۔

حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی زیارت کی شدید آرزو:۔ اس کے بعد وقت گزرتا گیا اور حضرت مرحوم کی بھرپور اور پُرخلوص علمی، عملی اور سیاسی مساعی کے چرچے سننے اور پڑھنے میں آتے رہے۔ ۱۹۴۱ء کی سردیوں میں میں حضرت مولانا محمد اسماعیل مرحوم (گوجرانوالہ) کے سلسلہ درس اور حلقۂ تلمذّ میں شریک تھا کہ ایک دن مولانا عبدالمجید (سوہدروی مرحوم) سترہ اٹھارہ کے ایک جوان رعنا کو جو سفید کھدّر کا کرتہ شلوار پہنے ہوئے اور کھدر ہی کی سفید چادر اوڑھے ہوئے تھے مولانا محمد اسماعیل مرحوم کی خدمت میں لے کر آئے اور ان کے مدرسے میں داخل کرایا۔ (میری عمر بھی کم و بیش یہی تھی) معلوم ہوا کہ یہ حضرت مولانا احمد علی صاحب کے صاحبزادۂ گرامی قدر ہیں اور ان کا نام عبیداللہ انور ہے اس زمانے میں اگرچہ وہ مولانا عبیداللہ انور نہ تھے۔ تاہم ''صاحبزادہ'' تھے اور ملک کے بہت بڑے عالمِ دین کے بیٹے تھے۔ اس لحاظ سے سب طلباء ان کی تکریم کرتے تھے۔

بڑے آدمی عام طور پر بہت سی باتیں بھول جاتے ہیں اور اس میں وہ حق بجانب بھی ہوتے ہیں۔ آخر کس کس کی کون کون سی بات یاد رکھیں۔ یہ بندۂ عاجز غالباً سب سے زیادہ ان کو محترم گردانتا تھا۔ کیونکہ عمر کے بالکل ابتدائی دور میں ان کے والدِ گرامی کے مختلف مذہبی رسائل سے استفادہ کر چکا تھا۔

مولانا عبیداللہ انور خاموش طبع اور کم آمیز تھے۔ پھر عالی مرتبت باپ کی طرح کسی قدر تصوف وطریقت کے جوہر اس عمر میں بھی ان میں نمایاں تھے۔ وہ زیادہ عرصہ وہاں نہیں رہے، زیادہ سے زیادہ ایک مہینہ رہے ہوں گے، میں جب ان کو دیکھتا دل میں خیال آتا، کاش کبھی ان کے والدگرامی کی زیارت کا موقع ملے۔

مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کا صدر مجلس بننا:۔ مارچ ۱۹۴۲ء میں جمعیۃ علماء ہند کا سالانہ اجلاس زیرِ صدارت حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ لاہور میں ہونا قرار پایا۔ اخبارات واشتہارات میں مولانا احمد علی رحمہ اللہ کا نام مجلس استقبالیہ کے صدر کی حیثیت سے شائع ہوتا رہا۔ لیکن بعد کو حالات نے کچھ ایسی کروٹ لی کہ مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم کے انکار کی وجہ سے مولانا مرحوم صدر استقبالیہ نہ بن سکے اور ان کی جگہ مولانا سیّد محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کو صدر مجلس استقبالیہ بنایا گیا۔ اس سے پہلے مولانا غزنوی رحمہ اللہ سیکرٹری مجلس استقبالیہ منتخب ہوئے تھے اور اخبارات میں ان ہی دونوں بزرگوں کے اسمائے گرامی صدر مجلس استقبالیہ منتخب ہوئے تھے اور اخبارات میں ان ہی دونوں بزرگوں کے اسمائے گرامی صدر مجلس استقبالیہ اور سیکرٹری مجلس استقبالیہ کے طور پر شائع ہوتے رہے تھے۔

یہ سب باتیں ملک کی سیاسی تاریخ کا ایک حصہ ہیں اور ان کی بعض تفصیلات کا مجھے علم ہے، لیکن یہ تفصیلات میں جانے کا محل نہیں۔ اس لیے کہ اصل موضوع سے باہر نکل جانے کا خطرہ ہے۔ یہاں ان کی طرف صرف اشارہ کر دینا ہی کافی ہے۔ عرض کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اب تک حضرت مولانا احمد علی مرحوم کے فقط اسم گرامی ہی سے آشنائی تھی، ان کی زیارت کا موقع میسر نہ آیا تھا۔

حضرت رحمہ اللہ کی زیارت کا پہلا موقع:۔ اس بندۂ عاجز کو حضرت مرحوم کی زیارت کا شرف پہلی مرتبہ ۱۹۴۸ء کے آخر میں حاصل ہوا جب کہ مرکزی جمعیۃ اہلحدیث مغربی پاکستان کے ناظمِ دفتر کی حیثیت سے لاہور آیا۔ نماز جمعہ پڑھنے کیلئے مولانا مرحوم کی مسجد میں گیا وہ تقریر کر رہے تھے، ان کی تقریر کے بعض جملے اب تک کانوں میں گونج رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا تھا:

> ''پاکستان اسلام کیلئے بنایا گیا ہے۔ حکمرانو! اسے اسلام کے حوالے کر دو۔ اس ملک سے غیر اسلامی طور طریق مٹا دو۔ اس میں فقط اسلام ہی کی ترویج کرو۔ اگر اسلام نہیں لاؤ گے تو میں اللہ کے حضور تمہارے خلاف گواہ بنوں گا اور اس کے دربار میں عرض کروں گا کہ انہوں نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا۔ جو لوگ لُٹ پٹ کر یہاں آئے ہیں وہ قیامت کے روز تمہارا دامن پکڑیں گے، اور میدانِ حشر میں تمہیں کھینچیں گے، وہ بڑا نازک وقت ہوگا، تم اللہ کو کیا جواب دو گے؟''

مولانا رحمہ اللہ ایک خاص جذبے اور روانی سے یہ باتیں کہہ رہے تھے۔ ساتھ ہی لوگوں کی تائید بھی حاصل کر رہے تھے۔ انہوں نے سر

سے عمامہ اتار رکھا تھا اور عجیب و غریب اسلوب سے جو بڑا ہی مؤثر اسلوب تھا، تقریر ارشاد فرما رہے تھے۔ نماز جمعہ کے بعد ہجوم میں گھس کر میں نے حضرت رحمہ اللہ کو سلام کیا۔ اور واپس آ گیا۔ یہ ان کی زیارت کا پہلا موقع تھا اور تقریر بھی پہلی دفعہ سننے کا اتفاق ہوا۔

کچھ عرصہ بعد ہفت روزہ ''الاعتصام'' جاری ہوا اور اس کی ادارت میرے سپرد ہوئی تو مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے متعدد مواقع میسر آئے، مولانا سیّد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی معیت میں بھی ان کے ہاں گیا اور تنہا بھی کئی مرتبہ حاضر ہوا۔ میں جب جاتا دعا کی درخواست کرتا۔ وہ نہایت خوشگوار طریقے سے خیر خیریت پوچھتے اور دعا دیتے۔ اس ضمن میں چند واقعات جنہیں میرے ذاتی مشاہدات و تاثرات سے تعبیر کرنا چاہیے ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

شربت بطور تبرک نوش فرمانا:- ۱۹۵۳ء میں جب تحریک ختم نبوت کا ہنگامہ زوروں پر تھا میں ایک دن مولانا غزنوی رحمہ اللہ کا خط لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مسجد میں گیا تو پتہ چلا کہ گھر تشریف لے گئے ہیں۔ مسجد سے ایک آدمی مجھے گھر لے گیا۔ حضرت رحمہ اللہ تشریف فرما تھے۔ باہر آئے اور حسبِ معمول تپاک سے ملے۔ کمرے میں بٹھایا اور حاضری کی وجہ دریافت فرمائی۔ میں نے مولانا غزنوی رحمہ اللہ کا خط پیش کیا۔ خط پڑھا اور زبانی اس کا جواب دیا۔ فرمایا میں تم پر اعتماد کرتا ہوں کہ میرے ہی الفاظ مولانا غزنوی رحمہ اللہ سے بیان کرو گے۔ بعد ازاں اصرار کر کے شربت کا گلاس عنایت فرمایا اور میں نے تبرک سمجھ کر پیا۔ رخصت کرنے کیلئے مسجد تک میرے ساتھ تشریف لائے۔ میں احتراماً ذرا پیچھے ہٹتا تھا تو خود میرے برابر ہو جاتے۔

میں نے واپس آ کر سارا واقعہ مولانا غزنوی رحمہ اللہ سے عرض کیا تو اس درجہ خوش ہوئے کہ فرطِ مسرت اور جوشِ محبت سے آنکھوں میں آنسو چھلک آئے اور حضرت رحمہ اللہ کی درازیٔ عمر کیلئے دعا فرمائی۔

میرا ماتھا چوم لیا اور دعا فرمائی:- ۱۹۵۵ء میں ایک نہایت عجیب واقعہ پیش آیا جو میرے لیے بہت ہی خوشی کا باعث تھا۔ اس واقع سے پہلے اس کا پس منظر بیان کرنا ضروری ہے جو مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ مئی ۱۹۵۵ء میں حجیت حدیث کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم نے صحیح بخاری کی تمام احادیث کی صحت و عدم صحت کے بارے میں چند ایسے الفاظ کہہ دیے جو مسلک اہلسنت سے مطابقت نہ رکھتے تھے۔ میں نے ''الاعتصام'' میں ایک اداریہ لکھا جس میں صحیح صورت حال کی وضاحت کی گئی تھی اور محدثین کے مؤقف کی روشنی میں صحیح بخاری کی تمام احادیث کو صحیح ثابت کیا گیا تھا۔ اس پر جماعت اسلامی کے رسائل و جرائد نے ایک بحث شروع کر دی۔ اس بحث نے اتنا طول کھینچا کہ دو اڑھائی سال تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ یہ ''اخباری جنگ'' اپنی فطرت کے مطابق چونکہ مختلف محاذوں میں پھیل گئی تھی اس لیے چند روز نامے بھی اس موضوع کے متعلق ''الاعتصام'' کے بعض اداریے اور شذرات شائع کرنے لگے جن میں مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکش کا روز نامہ ''نوائے پاکستان'' پیش پیش تھا۔ پھر ''نوائے وقت'' اور ''امروز'' بھی جماعت کے سیاسی کوائف سے متعلق ''الاعتصام'' کا ادارتی مواد چھاپتے اور اپنے انداز میں اس پر تبصرہ کرتے تھے۔

بحث کا سلسلہ بہت آگے بڑھ گیا تو مشہور اہلحدیث عالم مولانا محمد علی قصوری (ایم۔اے۔کینٹب) مرحوم درمیان میں پڑے اور مصالحت کی غرض سے متعلقہ فریقوں کے بعض حضرات کو اپنے مکان (واقع ۲۱ ٹیمپل روڈ لاہور) میں مدعو کیا۔ جماعت اسلامی کی طرف سے مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم، میاں طفیل محمد اور ملک نصر اللہ خاں عزیز مرحوم تشریف لائے۔ مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ کی طرف سے خود حضرت مولانا مرحوم، مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکش مرحوم (ایڈیٹر نوائے پاکستان) شریک ہوئے۔ ان کے ساتھ تیسرے بزرگ اور تھے جن کا نام میرے ذہن میں محفوظ نہیں رہا۔ لیکن حلیہ یہ تھا۔ سرخ و سفید رنگ، قدرے لمبا قد، متوازن جسم، سفید داڑھی، غالباً عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ شبہ پڑتا ہے کہ عبدالرحیم یا عبدالرحمٰن کہہ کر میکش مرحوم نے ان کا تعارف کرایا تھا۔

جماعت اہلحدیث کی طرف سے مولانا سیّد داؤد غزنوی رحمہ اللہ، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ اور یہ بندۂ عاجز ''الاعتصام'' کے ایڈیٹر کی حیثیت سے شائع اجلاس ہوئے۔ مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ کو بھی دعوت دی گئی تھی لیکن بروقت اطلاع نہ پہنچنے کی وجہ سے وہ تشریف نہ لاسکے جس کا انہیں افسوس ہوا۔

میزبان خود مولانا محمد علی قصوری مرحوم تھے اور ان کے بڑے بھائی مولانا محی الدین احمد قصوری گفتگوئے مصالحت میں ان کے معاون تھے۔

دیر تک گفتگو ہوتی رہی اور زیر بحث معاملات کی تمام شقیں سامنے آئیں۔ سب نے بحث میں حصہ لیا لیکن مولانا احمد علی مرحوم، مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ اور یہ بندۂ عاجز بالکل خاموش بیٹھے رہے۔ میں چونکہ سب سے کم سن تھا لہٰذا معزز مہمانوں کو پانی پلانے اور چائے پیش کرنے کے فرائض انجام دیتا رہا۔ اس قسم کے مباحث صحافتی زندگی کا لازمی حصہ ہیں یہ کوئی انوکھی یا نئی بات نہ تھی۔

بہر حال اس موقع پر نہایت اختصار کے ساتھ یہ واقعہ اس لیے زبانِ قلم پر آ گیا ہے کہ میں مجلس سے اُٹھ کر کسی کام سے باہر برآمدے میں آیا تو حضرت مولانا احمد علی رحمہ اللہ بھی تشریف لے آئے آتے ہی مجھ سے بغلگیر ہوئے اور میرا ماتھا چوم لیا۔ فرمایا:

> ''میں تمہارے مضامین و مقالات باقاعدہ عبید اللہ انور سے سنتا ہوں، بہت خوش ہوتا ہوں اور تمہیں دعا دیتا ہوں۔ اللہ تمہیں خوش رکھے، تم دین کی بہت خدمت کر رہے ہو۔''

انکے یہ الفاظ اور مشفقانہ انداز میرے لیے بہت بڑا اعزاز تھا۔ میں نے سر جھکا کر اظہارِ تشکر کیا اور دعائے خیر میں یاد رکھنے کی درخواست کی۔

پیکر خیر اور مرقع علم و عمل:۔ ایوب خاں کی حکومت کا دور تھا۔ ایک روز میں نماز ظہر سے قبل اپنے دفتر میں بیٹھا ''الاعتصام'' کیلئے اداریہ لکھ رہا تھا ایک صاحب آئے اور مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ میں نے کہا تھوڑی دیر تشریف رکھیے، ظہر کی اذان ہونے والی ہے مولانا نماز کیلئے تشریف لائیں گے تو مل لیجئے گا۔ مولانا آئے، نماز پڑھی اور اپنے نیچے کے کمرے میں جسے وہ بطور دفتر استعمال کرتے تھے چلے آئے۔ میں نو وارد کو ان کے پاس لے گیا۔

معلوم ہوا کہ وہ علاقہ نواب صاحب کے گاؤں میں رضا آباد سے آئے ہیں...... مولانا عبدالستار خاں نیازی نے انہیں بھیجا ہے۔ سُنّی المسلک ہیں ان سے شیعہ حضرات کا کچھ جھگڑا ہو گیا ہے اور معاملہ مذہبی اعتبار سے سنگین نوعیت اختیار کر گیا ہے۔ مولانا غزنوی رحمہ اللہ نے ساری بات سن کر لاہور کے علماء کرام کی میٹنگ طلب کی جن میں حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ کا اسم گرامی سرِ فہرست تھا۔ حضرت رحمہ اللہ کو ٹیلی فون کیا تو معلوم ہوا کہ وہ سخت مصروف ہیں اور فوری طور سے تشریف نہ لا سکنے کی سہولت کے پیش نظر مسجد شیرانوالہ ہی میں میٹنگ کا انتظام کیا گیا۔ حضرت مولانا مرحوم سب شرکائے میٹنگ سے ملے بڑی خوشی کا اظہار کیا اور کارروائی میں پورا حصہ لیا۔ کارروائی میں نے لکھی، میٹنگ ختم ہوئی اور حاضرین واپس چلے گئے۔ کارروائی کو آخری شکل دے کر دستخط کرانے کی غرض سے میں دوبارہ حضرت رحمہ اللہ کی خدمت میں مسجد شیرانوالہ میں حاضر ہوا۔ بیحد شفقت سے پیش آئے۔ کارروائی پڑھی اور دستخط فرمائے۔ میں اجازت لے کر چلنے لگا تو کھڑے ہو گئے۔ میں نے ہر چند عرض کیا کہ تشریف رکھیے میں اس ذرّہ نوازی پر بہت شکر گزار ہوں۔ مگر نہیں مانے، مسجد کے دروازے تک میرے ساتھ آئے اور فرمایا:

''تم کئی وجہ سے میرے لیے باعثِ تکریم ہو، ایک تو مہمان ہو، دوسرے کارِ خیر سے آئے ہو، تیسرے مولانا غزنوی رحمہ اللہ کے سفیر کی حیثیت سے آئے ہو، جن کا احترام واجب ہے اور سفیر کا احترام بھی ضروری ہے، چوتھے تمہارے اداریے پڑھتا ہوں، اور خوش ہوتا ہوں۔''

مجھے رخصت کرتے وقت فرمایا: ''مولانا غزنوی رحمہ اللہ سے بہت بہت سلام کہنا''۔

یہ ان کے انکسار اور تواضع کی انتہا تھی، ورنہ کہاں یہ گناہگار اور سراپا معصیت اور کہاں وہ پیکرِ خیر اور مرقع علم و فضل!

مولانا غزنوی اور حضرت لاہوری رحمہا اللہ کی مسائل تصوف میں موافقت:۔ مولانا احمد علی مرحوم اور مولانا سیّد داؤد غزنوی کے باہمی تعلقات بہت زیادہ تھے اور دونوں بزرگ ایک دوسرے کی انتہائی تکریم کرتے تھے۔ مجھے اس کا پورا علم اور کامل احساس تھا۔ مولانا

غزنوی رحمہ اللہ بالکل برداشت نہ کرتے تھے کہ حضرت رحمہ اللہ کے خلاف کوئی لفظ بھی کہا جائے۔ اس سلسلے میں ایک واقعہ لائق تذکرہ ہے۔

حضرت مولانا احمد علی مرحوم نے ایک مرتبہ مجلسِ ذکر میں کشفِ قبور کے متعلق اپنے کچھ تجربات ومشاہدات بیان فرمائے اور کوئی ایسی بات کہی جس سے یہ مستفاد ہوتا تھا کہ قبر میں میّت جن حالات سے دوچار ہو اس کا انہیں مشاہدہ ہوجاتا ہے۔ میں نے ''الاعتصام'' میں اس پر ایک شذرہ لکھا اور نہایت ادب سے چند سطور میں حضرت مولانا رحمہ اللہ کے نقطۂ نظر سے اظہار اختلاف کی جرأت کی۔

اس کے تیسرے یا چوتھے روز بعد مولانا غزنوی رحمہ اللہ نے مجھ سے فرمایا:

''ایڈیٹر صاحب! میں نے مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ کے کشف قبور کے بارے میں آپ کا ادارتی نوٹ پڑھا۔ آپ یہ فرمایئے کہ اگر مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ اتنے نیک ہوجائیں کہ انہیں کشفِ قبور ہونے لگے تو آپ کو کیا اعتراض ہے؟''

اس ایک ہی جملے سے میرا مسئلہ حل ہوچکا تھا اور میرے پاس سوائے اس کے کوئی جواب نہ تھا کہ بلا تامل عرض کردوں۔ ''کوئی اعتراض نہیں۔''

اس سے ان دونوں بزرگوں کی ذہنی ہم آہنگی، فکری مطابقت، مسائل تصوف میں موافقت اور تعلقات کی انتہائی نزاکت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

چند لائقِ تذکرہ اوّلیات وخصوصیات:۔ لاہور کی علمی اور تبلیغی تاریخ میں حضرت مولانا احمد علی مرحوم کی خاص نوعیت کی کچھ اوّلیات اور خصوصیات ہیں جن کی حیثیت صدقہ جاریہ کی ہے۔ اس لیے اس عروس البلاد کی روحانی اور عملی فضاؤں میں اس کے اثرات ہمیشہ قائم رہیں گے اور حضرت مرحوم اس کے اجر وثواب سے متمتع ہوتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ!

۱- مولانا مرحوم سے پہلے بھی اگرچہ لاہور کی چینیانوالی مسجد میں حضرت مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ کا سلسلہ درس جاری تھا۔ تاہم مولانا احمد علی رحمہ اللہ پہلے عالمِ دین ہیں جنہوں نے اپنے درس میں تسلسل پیدا کیا اور اس کو باقاعدگی کے سانچے میں ڈھالا۔ وہ بغیر کسی شدید مجبوری کے اس میں ہرگز ناغہ نہ کرتے۔

۲- ان کا نہج تفہیم اور طریق کلام کچھ اس قسم کا تھا کہ ان کے درس قرآن مجید سے عوام اور خواص یکساں اثر پذیر ہوتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان سے استفادہ کرنے والوں کا حلقہ بڑا وسیع ہے اور ان کے اصحابِ عقیدت مختلف طبقات کو محیط رہیں۔

۳- وہ فقط لاہور ہی کے نہیں بلکہ برصغیر کے پہلے صاحبِ علمِ دین ہیں۔ جنہوں نے سال میں سہ ماہی (شعبان، رمضان، شوال) سلسلۂ درس قرآن کا آغاز کیا جس میں پاک وہند کے مشاہیر علمائے کرام ان سے مستفید ہوئے۔ علماء کی اس عالی مقام جماعت میں بعض بین الاقوامی شہرت کے حضرات بھی شامل ہیں۔ مثلاً مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ اسی بلند بخت گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ ہندوستان کے عظیم ومشہور علمی خاندان کے چشم وچراغ ہیں۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ کے فارغ التحصیل ہیں جہاں تفسیر قرآن باقاعدہ پڑھائی جاتی ہے۔ مگر وہ قرآن کے خاص تفسیری نکات سمجھنے کیلئے لکھنؤ سے چلے اور لاہور آ کر مولانا احمد علی صاحب مرحوم سے مستفید ہوئے۔ پھر مشرقی پنجاب کے لکھوی خاندان کے جلیل القدر رکن اور جمعیۃ اہلِ حدیث کے موجودہ امیر مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ (اوکاڑہ) نے بھی ان کے سامنے زانوئے تلمذّ تہہ کیا۔ حالانکہ خود ان کے آباؤ اجداد کا بہت بڑا مدرسہ تھا اور ان کے پردادا مولانا حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ پنجاب کے پہلے عالم ہیں جنہوں نے ''تفسیر محمدی'' کے نام سے سات جلدوں میں پنجابی نظم اور فارسی نثر کے حواشی میں قرآن مجید کی تفسیر لکھی۔ یہ تفسیر کئی دفعہ زیورِ طبع سے آراستہ ہوچکی ہے۔ لیکن اس کے باوجود مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ بھی مفسر قرآن حضرت مولانا احمد علی رحمہ اللہ کے بابِ علم پر دستک دینے کیلئے مجبور ہوئے۔

۴- حضرت مولانا احمد علی مرحوم طائفہ علماء میں اوّلین بزرگ ہیں۔ جن سے بی، اے اور ایم، اے کرنے کے بعد متعدد حضرات نے باقاعدہ دینی علوم کی تحصیل کی اور اسلام کے مبلغین کی حیثیت سے شہرت پائی۔ پھر پاک وہند کے اونچے تعلیمی اداروں میں بلند مناصب پر فائز ہوئے۔ مثلاً علامہ علاؤ الدین صدیقی مرحوم پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر ہوئے اور خواجہ عبدالحیٔ فاروقی مرحوم نے جامعہ ملّیہ دہلی میں استاذِ تفسیر کا منصب سنبھالا۔

۵-حضرت مولانا مرحوم پاکیزہ فکر اور صاف ذہن کے مالک تھے وہ مسلکی تعصب سے پاک تھے۔اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ خود اپنا بہت بڑا حلقۂ ارادت وعقیدت رکھنے کے باوجود عمر بھر پہلے حضرت مولانا عبدالواحد غزنوی مرحوم اور ان کے بعد مولانا سیّد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی اقتداء میں لاہور کے منٹو پارک کے میدان میں (جواب اقبال پارک کے نام سے موسوم ہے) عیدین کی نماز ادا فرماتے رہے۔ ہمیشہ صف اوّل میں امام کے پیچھے جا کر بیٹھ جاتے اور پورا خطبہ سننے کے بعد وہاں سے اُٹھتے۔

پھر ان کی یہ بلندیٔ کردار اور وسعتِ قلب ونظر ملاحظہ ہو کہ اپنی ایک صاحبزادی مولانا عبدالمجید سوہدروی مرحوم کے عقد میں دے دی جو مشہور اہلحدیث عالم ومبلغ، معروف مصنف ومناظر اور ہفت روزہ ''مسلمان'' اور ''جریدہ'' ''اہلحدیث'' کے نامور ایڈیٹر تھے۔رحمہما اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً۔

۶-ان کے انہی اوصاف کی وجہ سے ان کے ارادت مندوں میں احناف کے علاوہ اہلحدیث بھی کثیر تعداد میں شامل ہوئے ان کا یہ وصف قابل ذکر ہے کہ وہ معاصرانہ رقابت سے بالکل مبرّا تھے۔لاہور میں کسی ہم فکر عالمِ دین کے درسِ قرآن کا سلسلہ شروع ہوتا تو بدرجہ غایت خوش ہوتے۔ ۱۹۳۲ء یا ۱۹۳۳ء میں مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ نے مسجد مبارک (اسلامیہ کالج لاہور) میں درسِ قرآن کا آغاز کیا تو حضرت مرحوم مسجد مبارک میں گئے، مولانا ندوی رحمہ اللہ کو مبارکباد دی اور دعا فرمائی۔

۷-مرحوم انتہائی جرأت مند عالمِ دین تھے۔وہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے اس شہر میں نہایت دلیری کے ساتھ برملا تحریری اور تقریری صورت میں توحید کی تبلیغ کی اور زبردست مخالفت کے باوجود موحدین کی ایک عظیم جماعت پیدا کی۔جن میں جدید تعلیم یافتہ اصحاب بھی شامل تھے اور قدیم اہل علم حضرات بھی!

۸-انہوں نے اپنے تلامذہ اور اربابِ عقیدت کو علمی درس بھی دیا اور عملی بھی! یعنی علم اور عمل دونوں طریقوں سے ان کی تربیت کا اہتمام کیا۔

۹-ان کی یہ خاصیت تھی کہ ہر اس سیاسی میدان میں بھی آگے آگے نظر آتے تھے جس میں ملک وملت کی بہتری مضمر ہوا اور ہر علمی معرکے میں بھی سب سے پیش پیش رہتے تھے۔وہ صحیح معنوں میں عالم باعمل تھے۔ان کی بھرپور علمی اور عملی زندگی کے کسی گوشے میں بار بار نظر دوڑانے کے باوجود کوئی خلا دکھائی نہیں دیتا۔کتنے بھی دیدے پھاڑ پھاڑ کر دیکھئے کوئی خامی نظر نہیں آئے گی۔''فارجع البصر هل ترى من فطور O ثم ارجع البصر كرتين ينقلب اليك البصرُ خاسئا و هو حسير O''

۱۰-ان کی امورِ دنیا سے بے نیازی اور شغفِ خدمت دین کا یہ عالم تھا کہ عمر بھر بلا معاوضہ تبلیغ اسلام کرتے رہے۔اگر کوئی بیرونِ لاہور سے بلاتا تو ان کا معمول تھا کہ وعدہ کرنے سے پہلے آمد ورفت کے اخراجات کا جائزہ لیتے اگر اخراجات ہیں تو چلے جاتے ورنہ معذرت کر دیتے۔بلا شبہ تبلیغ دین ان کا پیشہ تھا لیکن اس سلسلے میں کسی سے کچھ لینا ہرگز ان کا شیوہ نہ تھا۔کیا اس مادی دور میں کوئی اور عالم دین اس اونچے کردار کا حامل کہیں نظر آتا ہے؟

پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ افسوس تم کو میر سے صحبت نہیں رہی

اگر اللہ نے توفیق دی، حالات سازگار رہے اور قلم وقرطاس سے رابطہ قائم رہا تو یہ عاجز سلسلۂ ''فقہائے ہند'' کے چودھویں صدی ہجری کے علمائے کرام اور فقہائے عظام کے حالات میں حضرت مرحوم کی علمی اور فقہی زندگی کے مفصل واقعات ضبطِ تحریر میں لائے گا............انشاء الله العزيز و عليه التكلان''۔

اس وقت تک گیارہویں صدی ہجری کے ''فقہائے ہند'' کے حالات چھپ چکے ہیں اور اب گیارہویں صدی ہجری کے فقہائے عالی مقام کے سوانح زیر ترتیب ہیں۔اللہ سے دعا ہے کہ وہ وقت خیریت سے آئے جب کہ برصغیر پاک وہند کے ان بزرگانِ دین کے علمی کوائف معرضِ کتابت میں لاؤں جن کی زیارت وصحبت کا کچھ نہ کچھ خود بھی لطف اٹھا چکا ہوں اور ان سے استفادہ واستفاضہ کی محفلیں گرم رہی ہیں۔(امام اولیاء حضرت لاہوری نمبر، ص:۲۶۲ تا ۲۷۱) وما توفيقي الا بالله العلي العظيم، اللهم و فقنا لما تحب و ترضىٰ''

الشیخ وحید عبد السلام بالی کی
جنات، شیاطین اور جادو کے موضوع پر لکھی مشہور زمانہ کتاب
"وقایۃ الإنسان من الجن والشیطان"
کا اردو ترجمہ

جنات اور جادو کا توڑ

(قرآن وسنت کی روشنی میں)

الشیخ وحید عبد السلام بالی

مترجم ابوحمزہ (ظفر اقبال) فاضل مدینہ یونیورسٹی

نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
Ph: 042 7321865
E MAIL nomania2000@hotmail.com

نام کتاب:۔ الشیخ وحید عبد السلام بالی کی جنات
شیاطین اور جادو کے موضوع پر لکھی مشہور زمانہ کتاب
"وقاية الانسان من الجن والشيطان"
کا اُردو ترجمہ جنات اور جادو کا توڑ

قرآن و سنت کی روشنی میں

مترجم ابوحمزہ (ظفر اقبال) فاضل مدینہ یونیورسٹی

ناشر نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار (لاہور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وقال ربکم ادعونی استجب لکم اجیب دعوۃ الداع اذا دعان
(القرآن)
تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو ... تمہاری دعا قبول کروں گا۔ (قرآن پاک)

(الحدیث)

"تاریخی نام"

غذاء الارواح

المعروف بہ

شرعی وظائف

محمد داؤد خان

سابق شیخ الحدیث ... اسلامیہ ...

حسب فرمائش

محب علوم قرآن وحدیث فخر دنیائے نسواں محترمہ جناب صاحبزادی صاحبہ مولوی
عبید اللہ صاحب مرحوم محدث دہلوی، زوجہ مؤلف کتاب ہذا۔

۲

طبع پنجم کے جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

ناشر .... بیگم راغب رحمانی

مورخہ .... رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ مطابق جون ۱۹۸۸ء

تعداد .... ۵ ہزار۔

کتابت .... رئیس احمد صاحب خوشنویس

قیمت .... 35 روپے۔

ملنے کا پتہ
بیگم راغب رحمانی۔
۱۔ نمبر ۱۷ "مکتبہ الریحان۔ دارالامان ہاؤسنگ سوسائٹی حیدر علی روڈ عقب
شہید ملت روڈ، کراچی نمبر ۵ (پاکستان)

نام کتاب:۔الشیخ وحید عبدالسلام بالی کی جنات،شیاطین اور جادو کے موضوع پر لکھی مشہورِ زمانہ کتاب "وقایۃ الانسان من الجن والشیطان"....... کا اُردو ترجمہ جنات اور جادو کا توڑ قرآن و سنت کی روشنی میں ...... مترجم:۔ابوحمزہ (ظفر اِقبال) فاضل مدینہ یونیورسٹی...... ناشر:۔نعمانی کتب خانہ.... حق سٹریٹ اردو بازار (لاہور)

کیا جنات لوگوں کے گھروں میں رہتے ہیں:۔ کثرت سے ایسی باتیں سننے میں آئی ہیں کہ فلاں جگہ یا فلاں مکان میں جنات بسیرا کرتے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟۔درحقیقت اس طرح کی باتیں سچ بھی ہوتی ہیں اور جھوٹ بھی۔سچ ہونا تو اس لیے ہم نے کہا کہ شریعت اسلامیہ کی کچھ نصوص اس بات کی تصدیق کرتی ہیں۔اور عقلاً یہ جائز اور ممکن ہے۔

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اپنے گھر کی مرمت کررہا تھا مجھے بیوی کا پیغام ملا کہ جلدی گھر آؤ۔میں نے فوراً اپنا کام چھوڑا اور گھر کو سدھارا میں نے استفہامیہ انداز سے اس کی طرف دیکھا تو اس نے ایک سانپ کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ میں گاؤں میں کچھ عرصہ پہلے اس سانپ کو دیکھا کرتی تھی۔کافی عرصے بعد آج پھر مجھے نظر آیا اور میں اسے اچھی طرح پہچانتی ہوں یہ سو فیصد وہی ہے۔یہ سن کر سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے خطبہ مسنونہ پڑھا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر اس سانپ کو مخاطب کرکے کہنے لگے تو نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے میں تجھے اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ اگر میں نے تجھے آج کے بعد دیکھا تو میں ضرور تجھے قتل کردوں گا۔اسی وقت سانپ گھر کے دروازے سے نکل گیا۔(آکام المرجان،ص۷۵)(جنات اور جادو کا توڑ،ص:۵۲-۵۳)

گھر سے جنات کو کیسے نکالا جائے:۔ تاہم جب یقین ہوجائے کہ گھر میں جنات کا بسیرا ہے۔تو انہیں نکالنے کا طریقہ درج ذیل ہے:

۱-دو آدمی ہمراہ لے کر اس گھر میں جاؤ اور اعلانیہ کہو:میں تمہیں وہ وعدہ یاد دلاتا ہوں جو سلیمان علیہ السلام نے تم سے لیا تھا لہٰذا تم ہمارے گھر سے چلے جاؤ۔میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم یہاں سے چلے جاؤ اور کسی کو تکلیف مت دو۔تین دن تک یہ عمل دھراؤ۔

۲-اس کے بعد بھی آپ گھر میں کچھ محسوس کریں تو پانی لے کر اپنی انگلی اس میں ڈبوئیں اور اپنے منہ کے قریب کرکے یہ آیات پڑھیں۔

"اعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم۔ والصافات صفا فالزاجرات زجرا فالتاليات ذكرا ان الهكم لواحد رب السموات والارض وما بينهما و رب المشارق انا زينا السماء الدنيا بزينة ن الكواكب و حفظا من كل شيطان مارد لا يسمعون الى الملاء الاعلىٰ و يقذفون من كل جانب دحورا ولهم عذاب واصب الا من خطف الخطفة فاتبعه شهاب ثاقب"۔ (الصفافات:۱تا۱۰)(جنات اور جادو کا توڑ،ص:۵۳-۵۴)

پھر اس پانی کو گھر کے چاروں کونوں میں چھڑک دو۔اللہ کے حکم سے تمام جنات نکل جائیں گے۔جنات کے نکالنے کا علاج آپ کے سامنے ہے آپ پر صرف اتنا فرض عائد ہوتا ہے کہ علاج کے وقت اپنی نیت خالص کرلیں اور ہر لمحے زمین وآسمان کے رب سے مدد حاصل کریں۔(الوابل الصیب،ابن القیم،ص:۵۰ بحوالہ جنات اور جادو کا توڑ،ص:۵۴)

کیا جنات لوگوں کو ایذا پہنچاتے ہیں؟:۔ شیخ ابوبکر جزائری فرماتے ہیں: جنات کی طرف سے انسانوں کو ایذاء پہنچانا عقلی ونقلی نصوص سے ثابت ہے اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔اور ہم اس کا احساس وادراک بھی رکھتے ہیں۔اور اگر انسان کی حفاظت کیلئے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ فرشتے نہ ہوتے تو کوئی انسان بھی جن وشیطان کی ایذاء سے نہ بچ سکتا کیونکہ وہ انہیں نظر ہی نہیں آتے پھر ان سے بچنے اور اپنے دفاع کی انسانوں میں صلاحیت ہی نہ ہوتی۔

بعض اوقات انسان اپنی نادانی کی وجہ سے گرم پانی جنات کے اوپر ڈال کر ان کو تکلیف پہنچاتا ہے تو انتقام کے طور پر وہ بھی انسان کو مختلف طرح سے ستاتے ہیں۔ یا پھر کوئی انسان کسی سوراخ میں پیشاب کر بیٹھتا ہے۔ یا بعض مقامات پر گھروں میں وہ پڑاؤ کرتا ہے جہاں پہلے سے جنات کا بسیرا ہوتا ہے۔ یا پھر ابتداء جنات کی طرف سے ہوتی ہے محض ظلم کرنے کیلئے جنات انسان کو ستاتے ہیں۔ جیسے عموماً انسان ایک دوسرے پر کرتے رہتے ہیں اور جہالت، منتقم المزاجی، ایذاء اور استہزاء وغیرہ جنات کی فطرت میں داخل ہے۔

اس باب کے آخر میں مصنف نے شیخ ابوبکر الجزائری رحمہ اللہ کی کتاب سے ان کا اپنا ایک ذاتی واقعہ نقل کیا ہے کہ سعدیہ میری بہن تھی۔ ہم صحن سے کھجور کی ٹہنیاں اٹھا کر چھت پر لے جا رہے تھے کہ ایک بھاری ٹہنی کی وجہ سے میری بہن دھڑام سے نیچے صحن میں گر پڑی۔ اور اس جن کے اوپر گری جو وہاں پہلے سے موجود تھا۔ اسے بہت زیادہ تکلیف ہوئی اور اس نے انتقام کی ٹھان لی حالانکہ میری بہن بالکل بے گناہ اور لاعلم تھی۔ وہ جن ہر ہفتے دو یا تین بار نیند میں آ کر اس کا گلا دباتا۔ وہ بکری کی طرح ٹانگیں چلاتی رہتی۔ وہ ظالم اس وقت تک اسے نہ چھوڑتا جب تک وہ بالکل مرنے کے قریب نہ ہوتی۔ اور ایک بار اس جن نے میری بہن کی زبانی اس بات کی وضاحت کر دی کہ وہ اسے اس وجہ سے تکلیف دیتا ہے۔ تقریباً دس سال اسی طرح گزر گئے۔ ایک دن وہ اس کا گلا دباتا رہا اور وہ پھڑکتی رہی یہاں تک کہ وہ مر گئی۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے یہ حادثہ میرے گھر میں پیش ہوا اور میں نے دس سال تک اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کیا۔ (عقیدۃ المومن، ص: ۲۳۰) (جنات اور جادو کا توڑ، ص: ۵۵-۵۶)

ارواح خبیثہ کے اثرات:۔ بعض اوقات جنات کی وجہ سے بھی مرگی نما حالت انسان پر طاری ہو جاتی ہے اور اس جناتی مرگی کا سبب واحد ارواح خبیثہ ہوتی ہیں اور ان کا مقصد مذکورہ انسان کو سزا دینا ہوتا ہے۔

پہلی قسم کی مرگی کا اعتراف اطباء جسمانی بھی کرتے ہیں اور اس کے علاج کے طریقے بھی بتلاتے ہیں لیکن اکثر اطباء جناتی مرگی کو حقیقت ماننے پر تیار نہیں ہوتے اور اگر کچھ اس حقیقت کو مان بھی لیں پھر بھی اس کے علاج سے بے خبر ہی رہتے ہیں۔

بلکہ وہ ان ارواح خبیثہ کا علاج ارواح علویہ کے ساتھ تصادم کے ذریعے کرنے پر مجبور ہوتے ہیں تا آنکہ ارواح خبیثہ کے آثار ختم ہو جائیں۔ (فتح الباری، ج ۱۰، ص: ۱۱۴ بحوالہ جنات اور جادو کا توڑ، ص: ۵۸-۵۹)

جناتی مرگی کے اثبات کیلئے منصوص وعقلی دلائل

نقل وعقل کے ذریعہ جناتی مرگی کا وجود ایک حقیقت ثابت ہو چکا ہے۔ اس کا انکار صرف ہٹ دھرم اور جاہل لوگ ہی کرتے ہیں۔ (جنات اور جادو کا توڑ، ص: ۵۹)

ابو یسر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یوں دعا کیا کرتے تھے: ''اے اللہ بڑھاپے، بلند جگہ سے گرنے سے، اپنے اوپر (کوئی بھاری چیز) گرنے سے، غم سے، غرق سے اور جلنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں پناہ چاہتا ہوں تیری، کہ موت کے وقت شیطان مجھے مخبوط الحواس کر دے اور اس سے کہ تیرے راستے میں پیٹھ دکھا کر میں قتل ہو جاؤں اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں کسی چیز کے ڈسنے سے مروں''۔ (ابوداؤد، ج: ۲، ص ۹۲، نسائی۔ ج: ۶، ص: ۲۹۳)

سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان ابن آدم کی خون کی نالیوں میں چلتا ہے''۔ (بخاری کتاب الاعتکاف۔ حدیث ۲۰۳۸-۳۹ کتاب بدء الخلق باب صفۃ ابلیس وجنودہ: ۳۲۸۱۔ مسلم مع نووی ۴/ ۱۵۵)

اس حدیث سے بعض علماء نے یہ استدلال کیا ہے کہ شیطان انسان کے اندر داخل ہونے کی طاقت رکھتا ہے۔ اور یہیں سے جناتی مرگی پر بھی رہنمائی ملتی ہے۔ (پھر تعجب کس بات کا ہے؟) مترجم۔ (جنات اور جادو کا توڑ، ص: ۶۳)

جنات کا انسانی بدن میں داخل ہونے کا طریقہ:۔ جنات ہوا کی شکل میں ہوتے ہیں اور انسان کے سارے جسم میں مسام ہوتے ہیں لہٰذا جنات انسانی جسم میں کسی بھی جگہ سے داخل ہو سکتے ہیں۔

اور جنات کے ہوا ہونے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ''وخلق الجان من مارج من نار'' (الرحمٰن: ۱۵)

''اور جنات کے باپ کو لپکتی ہوئی آگ سے پیدا کیا''۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لپکتی ہوئی آگ سے مراد آگ سے نکلنے والی گرم ہوا ہے جونہی جنات بدن انسانی میں داخل ہوتے ہیں وہ فوراً دماغ کا رخ کرتے ہیں کیونکہ دماغ پر کنٹرول کرنے کے بعد انسان کے دماغ میں کسی بھی عضو کے مرکز پر کنٹرول حاصل کرنا کوئی مشکل نہیں ہوتا۔

طب جدید کے ذریعے لیبارٹری میں دماغی ٹیسٹوں کے ذریعے پتہ چل چکا ہے کہ مرگی کے مریضوں کے دماغ میں عجیب وغریب بے ترتیب لہریں پائی جاتی ہیں۔ نیز مجھے (بقول مصنف) بیشتر جنات نے یہ بات بتائی کہ وہ انسان کے دماغ میں ٹھہرتے ہیں۔

ایک دفعہ مجھے ایک جن نے بتایا کہ وہ دماغ پر قبضہ کر کے انسان کے کسی بھی عضو پر قبضہ کر سکتا ہے۔ میں نے بھی آزمانے کی نیت سے ایک جن کو کہا کہ یہ بازو پکڑلو۔ مریض نے اپنا بازو بڑھایا مجلس میں موجود تین طاقتور نوجوانوں نے پورا زور لگایا لیکن بازو کو نہ موڑ سکے۔ میں نے جن کو کہا اب بازو چھوڑ دے جب اس نے چھوڑا۔ وہ پہلی حالت پر لوٹ آیا۔ (جنات اور جادو کا توڑ، ص: ۷۸-۷۹)

انسانی جسم میں جن کے داخلے کی علامات:۔ انسانی جسم میں جن کا داخلہ بھی دیگر امراض کی طرح ایک مرض ہے اس کی خاص علامات ہوتی ہیں تاہم میں اس موقع پر معالجین کو خصوصی تنبیہ کرنا چاہتا ہوں کہ عضوی تشنج اور جناتی داخلے میں مشابہت پائی جاتی ہے۔

میرے پاس ایک عورت آئی اور مجھے بتایا کہ اس کی ٹانگ میں درد ہوتا ہے پہلے لمحے میں نے یہی گمان کیا کہ شاید یہ درد ریح ہو۔ تاہم مزید تاکید کیلئے میں نے جونہی قرآن پڑھا تو فوراً جن بول پڑا اور اس نے مجھے بتایا کہ میں اس کی ٹانگیں جکڑ لیتا ہوں میں نے اسے حکم دیا کہ تو اسے چھوڑ دے۔ پس وہ چلا گیا۔ اور عورت نے پھر کبھی ٹانگ میں درد کی شکایت نہ کی۔ سارا فضل اللہ وحدہ کا ہے۔

عامل کامل حضرات کیلئے خصوصی ہدایات:۔ معالج کیلئے علامات کو پہچاننا بہت ضروری ہوتا ہے۔ ان علامات کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) نیند کی علامات۔ (۲) بیداری کی علامات۔ (جنات اور جادو کا توڑ، ص: ۷۹)

(۱) نیند کی علامات:۔

(۱) **بے خوابی:** کافی مدت تک انسان بالکل نہ سو سکے۔ جب اس کے سارے اعضاء ڈھیلے پڑ جائیں اور سارے وجود پر سستی چھا جائے تو وہ پھر سو سکے۔

(۲) **قلق وملال:** رات کو کثرت سے بیداری کی وجہ سے طبیعت میں اکتاہٹ، گھبراہٹ وغیرہ چھائی رہتی ہے۔

(۳) **گھٹن:** خواب میں ایسا منظر نظر آئے گویا کوئی اس کا گلا دبا رہا ہے وہ مدد کیلئے بلانا چاہتا ہے لیکن بلا نہیں سکتا۔

(۴) **ڈراؤنے خواب:** خواب میں دیکھے کہ کوئی اسے قتل کر رہا ہے یا کوئی اسے مار رہا ہے یا کنوئیں میں گر گیا ہے یا کمرے کی چھت اس پر گر گئی ہے وغیرہ وغیرہ۔

(۵) **خواب میں مختلف جانور دیکھنا:** جیسے بلی، کتا، اونٹ، اژدھا، شیر، لومڑی اور چوہا وغیرہ۔ (۶) خواب میں اپنی انگلیوں کو کاٹنا۔

(۷) خواب میں ہنسنا، رونا یا چیخنا۔ (۸) خواب میں آہ آہ اور ہائے ہائے کرنا۔ (۹) خواب میں کھڑے ہو جانا اور بلا ارادی طور پر چلنا۔

(۱۰) خواب میں اپنے آپ کو بلندی سے گرتے ہوئے محسوس کرنا۔ (۱۱) خواب میں اپنے آپ کو قبرستان، کوڑا کرکٹ یا ڈراؤنے رستے پر دیکھنا۔ (۱۲) عجیب وغریب لوگ خواب میں دیکھنا مثلاً زیادہ لمبے یا زیادہ چھوٹے یا کالے آدمی دیکھنا۔

(۱۳) خواب میں ہیولے اور سائے دیکھنا۔ (جنات اور جادو کا توڑ، ص: ۸۰)

(۲) بیداری کی علامات: (۱) دائمی دردسر: بشرطیکہ آنکھ، کان، ناک، دانت، گلا، یا معدہ کا کوئی مرض اس کا سبب نہ ہو۔ (۲) رکاوٹ: اللہ کے ذکر، نماز اور اطاعت الٰہی کے کاموں سے رک جانا۔ (۳) سوچ بچار: ذہنی پریشانی۔ (۴) سستی وکاہلی۔ (۵) عضوی مرگی۔

(۶) کسی عضو میں ایسا درد ہو کہ طب انسانی اس کے علاج سے عاجز آ چکی ہو۔ (جنات اور جادو کا توڑ، ص:۸۱)

جن، کے داخلے کی اقسام: **(۱) کلی داخلہ:** جن، سارے جسم پر قبضہ کر لے اور پورے جسم میں اکڑن شروع ہو جائے۔ **(۲) جزوی داخلہ:** جن، انسان کے کسی ایک یا چند اعضاء پر کنٹرول حاصل کر لے۔ **(۳) دائمی داخلہ:** لمبی مدت تک جن، انسان کے اندر رہے۔

(۴) لمحاتی داخلہ: چند منٹ تک انسانی جسم کے اندر جن رہتا ہے اور پھر چلا جاتا ہے۔ (جنات اور جادو کا توڑ، ص:۸۱)

شیخ عبدالسلام بالی کا مرگی میں مجرب علاج:۔ آپ اپنا دایاں ہاتھ مریض کے سر پر رکھیں اور اس کے کان میں ترتیل کے ساتھ درج ذیل آیات پڑھیں۔

۱-''اعوذ بالله من الشيطن الرجيم O بسم الله الرحمن الرحيم''''الحمد لله رب العالمين، الرحمن الرحيم، مالك يوم الدين'' ''اياك نعبد و اياك نستعين''''اهدنا الصراط المستقيم''صراط الذين انعمت عليهم غيرالمغضوب عليهم و لاالضالين(الفاتحہ:۱تا۷)

۲-''بسم الله الرحمن الرحيم، الم ذلك الكتاب لاريب فيه هدى للمتقين الذين يومنون بالغيب و يقيمون الصلاة و مما رزقنهم ينفقون والذين يومنون بما انزل اليك و ما انزل من قبلك و بالآخرة هم يوقنون اولئك على هدى من ربهم و اولئك هم المفلحون''(سورۃ البقرۃ آیات ۱تا۵)

۳-''اعوذ بالله من الشيطن الرجيم "والهكم اله واحد لا اله الا هو الرحمن الرحيم، ان فى خلق السموات والارض و اختلاف الليل والنهار والفلك التى تجرى فى البحر بما ينفع الناس و ما انزل الله من السماء من ماء فاحيا به الارض بعد موتها و بث فيها من كل دابة و تصريف الرياح والسحاب المسخربين السماء والارض لايات لقوم يعقلون''(سورۃ بقرۃ آیات ۱۶۳تا۱۶۴)

۴-اعوذ بالله من الشيطن الرجيم۔ "الله لااله الا هو الحى القيوم لاتاخذه' سنة ولا نوم له ما فى السموات وما فى الارض من ذا الذى يشفع عنده الا باذنه يعلم مابين ايديهم و ما خلفهم ولا يحيطون بشى ء من علمه الا بما شاء وسع كرسيه السموات والارض ولا يئوده' حفظهما و هو العلى العظيم، لا اكراه فى الدين قدتبين الرشد من الغى فمن يكفر بالطاغوت و يومن بالله فقد استمسك بالعروة الوثقى لاانفصام لها والله سميع عليم الله ولى الذين امنوا يخرجهم من الظلمات الى النور والذين كفروا اولياء هم الطاغوت يخرجونهم من النور الى الظلمات اولئك اصحاب النار هم فيها خالدون''(سورۃ البقرۃ:۲۵۵تا۲۵۷)

۵- اعوذ بالله من الشيطن الرجيم "امن الرسول بما انزل اليه من ربه و المومنون كل امن بالله و ملائكته و كتبه و رسوله لا نفرق بين احد من رسله و قالواسمعنا و اطعنا غفرانك ربنا و اليك المصير لا يكلف الله نفسا الا وسعها لها ما كسبت و عليها ما اكتسبت ربنا لا تواخذنا ان نسينا او اخطانا ربنا و لا تحمل علينا اصرا كما حملته' على الذين من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفرلنا و ارحمنا انت مولانا فانصرنا على القوم الكفرين''۔(البقرۃ:۲۸۵تا۲۸۶)

۶-''شهدالله انه لا اله الا هو والملائكة و اولوا العلم قائما بالقسط لااله الا هو العزيز الحكيم o ان الدين عندالله الاسلام و ما اختلف الذين اوتوا الكتاب الا من بعد ما جاء هم العلم بغيا بينهم و من يكفر بايات الله فان الله سريع الحساب''(آل عمران:۱۸-۱۹)

۷- اعوذ بالله من الشيطن الرجيم "ان ربكم الله الذى خلق السموات والارض فى ستة ايام ثم استوى على العرش يغشى اليل النهار يطلبه حثيثا والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامره الا له الخلق والامر تبارك الله رب العالمين o ادعوا ربكم تضرعا و خفية انه لا يحب المعتدين o ولا تفسدوا فى الارض بعد اصلاحها وادعوه خوفا و طمعا ان رحمة الله قريب من المحسنين''(الاعراف:۵۴تا۵۶)

۸-اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ٥ افحسبتم انما خلقنا کم عبثا وانکم الینا لا ترجعون ٥ فتعالی اللہ الملک الحق لااله الا هو رب العرش الکریم ٥ و من یدع مع اللہ الھا اخر لا برھان له‘ به فانما حسابه، عند ربه انه لا یفلح الکافرون ٥ و قل رب اغفر وارحم و انت خیر الرحمین ٥ (المؤمنون:۱۱۵-۱۱۸)

۹-اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ٥ بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ والصفات صفا ٥ فالزّاجرات زجرا ٥ فالتالیات ذکرا ٥ ان الھکم لواحد ٥ رب السموات والارض و ما بینھما و رب المشارق ٥ انا زینا السماء الدنیا بزینة ن الکواکب ٥ و حفظا من کل شیطن مارد ٥ لا یسمعون الی الملاء الاعلی و یقذفون من کل جانب ٥ دحورا ولھم عذاب واصب ٥ الا من خطف الخطفة فاتبعه شھاب ثاقب ٥ (الصافات:۱-۱۰)

۱۰-اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ٥ واذ صرفنا الیك نفرا من الجن یستمعون القرآن فلما حضرو ہ قالوا انصتوا فلما قضی ولوا الی قومھم منذرین ٥ قالوا یاقومنا انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسیٰ مصدقا لما بین یدیه یھدی الی الحق والی طریق مستقیم ٥ یاقومنا اجیبوا داعی اللہ و امنوا به یغفر لکم من ذنوبکم و یجر کم من عذاب الیم ٥ و من لایجب داعی اللہ فلیس بمعجز فی الارض و لیس له، من دونه اولیاء اولئك فی ضلال مبین ٥ (الاحقاف:۲۹-۳۲)

۱۱-اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ٥ یامعشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان ٥ فبای الاء ربکما تکذبان ٥ یرسل علیکما شواظ من نارٍ و نحاس فلا تنتصران ٥ فبای الا ء ربکما تکذبان ٥ (الرحمٰن:۳۳-۳۶)

۱۲-اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ٥ لو انزلنا ھذا القران علی جبل لرأیته خاشعا متصدعا من خشیة اللہ و تلك الامثال نضربھا للناس لعلھم یتفکرون ٥ ھو اللہ الذی لا اله الا ھو عالم الغیب والشھادة ھو الرحمن الرحیم ٥ ھو اللہ الذی لا اله الا ھو الملك القدوس السلام المومن المھیمن العزیز الجبار المتکبر سبحان اللہ عما یشرکون ٥ ھو اللہ الخالق الباری المصور له‘ الاسماء الحسنی یسبح له‘ ما فی السموات والارض و ھو العزیز الحکیم ٥ (الحشر:۲۱-۲۴)

۱۳- اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ٥ قل اوحی الی انه استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرانا عجبا ٥ یھدی الی الرشد فامنا به ولن نشرك بربنا احدا ٥ وانه تعالیٰ جدربنا ما اتخذ صاحبة ولا ولدا ٥ وانه‘ کان یقول سفیھنا علی اللہ شططا ٥ و انا ظننا ان لن تقول الانس والجن علی اللہ کذبا ٥ و انه‘ کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن فزاد و ھم رھقا ٥ وانھم ظنوا کما ظننتم ان لن یبعث اللہ احدا ٥ وانا لمسنا السماء فوجدناھا ملئت حرسا شدیدا و شھبا ٥ وانا کنا نقعد منھا مقاعد للسمع فمن یستمع الان یجدله‘ شھابا رصدا ٥ (الجن:۱-۹)

۱۴- اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ٥ قل ھو اللہ احد ٥ اللہ الصمد ٥ لم یلد و لم یولد ولم یکن له کفوا احد ٥ (اخلاص:۱-۴)

۱۵- اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ٥ قل اعوذ برب الفلق ٥ من شرما خلق ٥ و من شر غاسق اذا وقب ٥ و من شر النفاثات فی العقد ٥ و من شر حاسد اذا حسد ٥ (الفلق:۱-۵)

۱۶-اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ٥ قل اعوذ برب الناس ٥ ملك الناس ٥ اله الناس ٥ من شر الوسواس الخناس ٥ الذی یوسوس فی صدور الناس ٥ من الجنة والناس ٥ (الناس:۱-۶) (جنات اور جادو کا توڑ، ص:۸۷تا۹۴)

جنات کی حاضری کی علامات: جن کے حاضر ہونے کا آپ کو پتہ کیسے چلے گا؟ چند علامات سے آپ بآسانی پہچان سکتے ہیں کہ جن آپ سے ہم کلام ہونے کا متمنی ہے۔

۱-مریض دونوں آنکھیں سختی سے بھینچ لے، یا دونوں آنکھیں ایک ہی جگہ لگا دے، یا شدت کے ساتھ جھپکنے لگے۔ یا اپنے دونوں ہاتھ اپنی دونوں آنکھوں پر رکھ لے۔۲- پورے جسم میں شدید کپکپاہٹ یا جسم کے کناروں میں خفیف کپکپی طاری ہو جائے۔۳-جسم پسینے میں شرابور ہو جائے۔۴-چیخنا، چلانا۔۵-صراحت کے ساتھ اپنا نام بتلائے۔

اس کے بعد عامل درج ذیل ترتیب کے ساتھ جن سے سوالات کرے۔

۱- تیرا کیا نام ہے؟ ۔۲- تیرا مذہب کیا ہے؟ ۔۳-تو اس جسم میں کیوں داخل ہوا؟ ۔۴- کیا اس جسم میں تیرے ساتھ کوئی اور جن بھی ہے؟ ۵- کیا تو کسی جادوگر کے ساتھ کام کرتا ہے؟ ۔۶- اس جسم میں تو کہاں رہتا ہے؟

عامل مسلمان جن کے ساتھ معاملات کیسے طے کرے گا:۔ اگر جن مسلمان ہو تو اس کو نیکی کی طرف رغبت دلائیں، خوف الٰہی دلائیں، آخرت کے عذاب سے اسے ڈرائیں اور اسے احادیث کی روشنی میں بتائیں کہ دوسروں پر ظلم کرنے والوں کا انجام بہت برا ہوگا۔

اور وہ جس وجہ سے جسم میں داخل ہوا ہو اس کے مطابق عمل کریں۔

اگر وہ اس وجہ سے داخل ہوا تھا کہ مریض نے اس کے بقول اس پر ظلم کیا ہو۔تو آپ اسے بتائیں کہ انسان جنات کو نہیں دیکھ سکتے لہٰذا وہ بے گناہ ہے اسے معاف کر دو۔ کیونکہ جو عمداً غلطی نہ کرے وہ سزا کا مستوجب نہیں۔

اور اگر جن یہ کہے کہ اسے اس مریض یا مریضہ سے عشق ہے۔تو آپ اسے بتائیں کہ کسی سے عشق کرنا حرام ہے۔ نیز آپ اسے قیامت کے عذاب سے ڈرائیں اور اسے بتائیں کہ قیامت کے دن اس کا کیا انجام ہوگا۔؟

اور اگر وہ ظلم کی نیت سے کسی انسان کو ستا رہا ہو۔تو آپ اسے ظالموں کے خطرناک اور حسرت ناک انجام سے ڈرائیں۔

اگر تمہاری گفتگوئے ناصحانہ سے متاثر ہو کر جن نکلنے اور چلے جانے پر آمادگی کا اظہار کرے تو آپ اللہ کا شکر ادا کریں اور جن کے نکلنے سے پہلے اس سے عہد لے لیں۔(عہد کے الفاظ مختلف بھی ہو سکتے ہیں لیکن ان میں کوئی شرکیہ لفظ نہیں ہونا چاہیے) وہ آپ کے ساتھ ساتھ یہ عہد دہرائے گا۔

”عاهدت الله تعالىٰ ان اخرج من هذا الجسد ولا اعود اليه مرة اخرى ولا الى احد من المسلمين و ان نكثت فى عهدى فعلى لعنة الله والملائكة والناس اجمعين ' اللهم ان كنت صادقا فسهل على خروجى و ان كنت كاذبا فمكن المومنين منى والله على ما اقول شهيد“۔

پھر آپ اس سے پوچھیں: وہ کہاں سے نکلنا چاہتا ہے؟ اگر وہ کہے کہ میں مریض کی آنکھ یا حلق یا اس کے پیٹ سے نکلوں گا۔تو آپ اس کو منع کریں کہ وہ وہاں سے نہ نکلے اور آپ اسے مشورہ دیں کہ وہ مریض کے منہ یا ناک یا کان، یا ہاتھوں یا پاؤں کی انگلیوں سے نکلے۔

اور آپ اسے کہیں کہ جب تو نکلنے کا ارادہ کرلے تو نکلنے سے پہلے سب کو السلام علیکم کہے۔

جن کے نکلنے کے بعد مزید تاکید کیلئے دم دوبارہ پڑھیں کیونکہ جنات میں جھوٹ بولنے کا بہت زیادہ رواج پایا جاتا ہے۔سوائے ان کے جن کو اللہ محفوظ رکھے۔اگر دم پڑھنے کے نتیجے میں جسم کانپنے لگے تو یقین کرلیں کہ جن ابھی تک جسم میں موجود ہے اور اگر دوبارہ دم پڑھنے سے مریض پر کوئی اثر نہ ہو تو پھر یقین کرلیں کہ جن نکل چکا ہے۔(جنات اور جادو کا توڑ، ص:۹۵-۹۷)

آپ غیر مسلم جن کے ساتھ معاملات کیسے طے کریں گے؟:۔ ۱-سب سے پہلے آپ اسے اسلام کی دعوت دیں۔لیکن اسے اسلام لانے پر مجبور نہ کریں بلکہ اسے اسلام لانے کا مشورہ دیں۔اسے مزید تبلیغ کرتے ہوئے کہیں کہ توبہ مکمل ہونے کی علامات یہ ہیں کہ تو اس ظلم سے باز آجا اور تو اس جسم سے نکل جا۔

۲-اگر وہ جسم میں موجود رہنے پر اصرار کرے تو آپ اس کے اسرار کو برداشت کریں۔اور اسے ناصحانہ الفاظ میں اسلام لانے کا مشورہ دیں۔اگر وہ پہلے ہی مرحلے میں مسلمان ہو جائے تو آپ الحمد للہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔اور اگر وہ دعوت پر غور نہ کرے تو

آپ اسے ڈرائیں دھمکائیں یا مار پیٹ سے کام نکالیں آپ کیلئے جائز ہے۔

تاہم مار پیٹ صرف اس دم کرنے والے کیلئے جائز ہے۔ جو اپنے عمل میں ماہر ہو اور جنات کی چالوں کو سمجھتا ہو۔ اور اسے پتا ہو کہ مار جن کو پڑ رہی ہے کیونکہ بعض جنات اتنے مکار ہوتے ہیں کہ مار کا نام سن کر ہی ایک کونے میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور مار انسان کو پڑنے لگ جاتی ہے۔ اور عامل کو چاہیے کہ وہ کندھوں، پشت اور جسم کے کناروں پر مارے۔

۳- جن سورتوں یا آیات کی تلاوت سے جن کو تکلیف ہوتی ہے وہ یہ ہیں اور ان سے ضرور استفادہ کرنا چاہیے۔ آیۃ الکرسی، سورۃ یٰسین، سورۃ الصافات، سورۃ الدخان، سورۃ حشر کا آخری رکوع، سورۃ ہمزۃ اور سورۃ الاعلیٰ۔

۴- عام طور پر ہر وہ آیت جس میں شیطان اور جہنم اور اس کی مختلف سزاؤں کا ذکر ہو۔ جنات کو ان جیسی سورتوں اور آیات کی تلاوت سے بہت زیادہ ایذا پہنچتی ہے اور انہیں بہت زیادہ درد کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ (جنات اور جادو کا توڑ، ص: ۹۸)

روحانی معالج کیلئے ضروری ہدایات: بعض اوقات دم پڑھنے کے بعد مریض متلی، گھبراہٹ، گھٹن یا کپکپاہٹ محسوس کرتا ہے لیکن جن حاضر نہیں ہوتا ایسی صورت میں معالج کو تین بار دم دہرانا چاہیے۔ پھر بھی جن حاضر نہ ہو تو آپ مریض کو درج ذیل نصائح اختیار کرنے کو دیں۔

۱- باجماعت نماز کی پابندی۔ ۲- ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر اور ٹیلی ویژن کی ممانعت۔ ۳- نیند سے پہلے وضو کرے اور آیت الکرسی کی تلاوت کرے۔ ۴- اپنے رہائشی گھر میں کسی جاندار چیز کی تصویر مت لٹکائے۔ ۵- ہر نیک قول و عمل سے پہلے بسم اللہ ضرور پڑھے۔ ۶- لا الہ الا اللہ کا بکثرت ورد کریں۔ ۷- نیند سے پہلے سورۃ الصافات، الدخان اور سورۃ الجن کی تلاوت کریں۔ ۸- صبح کی نماز کے بعد سورۃ یٰسین، معارج اور سورۃ الرحمٰن ضرور پڑھے۔ ۹- صبح و شام کے مسنون اذکار بھی پڑھے۔ ۱۰- عورت کو شرعی پردے کا حکم دیں۔ ۱۱- درج ذیل سورتیں: قرآنی ترتیب سے کیسٹ میں بھر دیں تاکہ وہ کیسٹ ہر روز چار سے چھ گھنٹوں تک سنے۔

"الفاتحہ، البقرۃ، آل عمران، الانعام، ھود، الکھف، الحجر، السجدہ، الاحزاب، یٰسین، الصافات، فصلت، الدخان، الفتح، الحجرات، ق، الذاریات، الرحمن، الحشر، الصف، الجمعہ، المنافقون، الملك، المعارج، الجن، التکویر، الانفطار، البروج، الطارق، الاعلیٰ، الغاشیہ، الفجر، البلد، الزلزال، القارعۃ، الھمزۃ، الکافرون، المسد، الاخلاص، الفلق، الناس"۔

ایک مہینے کے بعد معالج اس پر دم پڑھے گا۔ پھر پتہ چلے گا کہ جن چلا گیا ہے یا ابھی تک اسی جسم میں موجود ہے۔ اس بات کی تحقیق گزشتہ صفحات میں مذکورہ علامات کے ذریعے کریں جو مریض کے جسم پر ظاہر ہوں گی۔

پہلی صورت میں اللہ تعالیٰ نے اس کے شر سے آپ کو بچا لیا ہے۔ آپ صرف الحمدللہ کہہ دیں۔ اس بات کی تاکید آپ کو چند سادہ علامات کے ذریعے ہوگی۔ ۱- مثلاً دورے کے دوران متاثرہ عضو ٹھیک ہو جائے گا ۲- خوفناک خواب آنا بند ہو جائیں گے۔ ۳- دم کرنے کے بعد مریض میں کوئی تبدیلی نہ آئے گی۔

۱- دوسری صورت میں جن اگرچہ موجود ہے لیکن کافی کمزور ہو چکا ہے۔ آپ جونہی مریض پر دم پڑھیں وہ جن ذلیل و خوار ہو کر آپ کے پاس آ جائے گا۔

۲- بعض اوقات جن حاضر تو ہو جاتا ہے لیکن نکلنے سے انکاری ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں آپ ایسی سورتیں پڑھیں جس سے جن کو تکلیف پہنچتی ہے۔ اس کے باوجود اگر وہ نکلنے پر آمادہ نہ ہو۔ تو آپ مار پیٹ سے کام لے سکتے ہیں۔ اگر وہ پھر بھی نکلنے پر آمادہ نہ ہو تو آپ مریض کو سابقہ تعلیمات مزید ایک مہینے کیلئے دے دیں۔

۳- بعض اوقات آپ دم پڑھتے ہیں تو مریض بقائمی ہوش و حواس شدید انداز میں روتا ہے۔ اگر آپ اس سے رونے کا سبب پوچھیں تو وہ جواب دے گا۔ میں اپنی ذلت کی وجہ سے روتا ہوں۔ اور میں اپنے آپ پر ضبط نہیں کر سکتا۔ بظاہر ایسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جادو کی علامات ہے۔

واللہ اعلم، گر آپ اس رائے کی تاکید چاہیں تو مریض کے کان میں درج ذیل دم پڑھیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''قال موسی ماجئتم به السحر ان الله سيبطله ان الله لايصلح عمل المفسدين ٥و يحق الله الحق بكلماته ولوكره المجرمون۔'' (یونس:۸۱-۸۲)

''و اوحينا الى موسىٰ ان الق عصاك فاذا هي تلقف ما يافكون٥ فوقع الحق و بطل ما كانوا يعملون ٥فغلبوا هنالك و انقلبو صاغرين٥ و القى السحرة ساجدين٥ قالوا امنا برب العالمين ٥رب موسىٰ و هارون''۔(الاعراف:۱۱۷تا۱۲۲)

''انما صنعوا كيد ساحر ولا يفلح الساحر حيث اتى'' (طٰہٰ:۶۹)

یہ سب آیات سات سات بار مریض کے کان میں پڑھیں۔ اگر مریض رونے میں اضافہ کردے۔ تو آپ کو یقین ہونا چاہیے کہ یہ جادو ہے۔(جنات اور جادو کا توڑ، ص:۱۰۰-۱۰۲)

جنات کے ساتھ بیتی سچی کہانیاں

ہمارا یقین کامل ہے کہ تھیوری کے ساتھ ساتھ اگر پریکٹس کا ذکر کردیا جائے تو سونے پر سہاگہ ثابت ہوتا ہے۔ یہاں میں اپنے ساتھ پیش آنے والے کچھ عملی واقعات تحریر کرتا ہوں۔(بالی)

جن شیخ محمد سے ملاقات: ☆میں نے ایک بیمار عورت پر دم پڑھا تو وہ کانپنے لگی۔ میں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟

جن بولا میں شیخ محمد ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا شیخ محمد آپ اس عورت میں کیوں داخل ہوئے؟

کہنے لگا یہ غسل خانے میں مجھ پر چڑھ گئی۔☆میں نے اسے مشورہ دیا۔ اللہ کی اطاعت کیلئے اس کو چھوڑ دے۔ کہنے لگا: میں اسے ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔☆میں نے اسے بتایا کہ میں تجھ پر دم پڑھتا ہوں اور میں نے سورۃ صافات کی ابتدائی آیات پڑھیں تو اسے شدید تکلیف ہوئی وہ رونے لگا اور کہنے لگا میں ابھی نکلتا ہوں۔☆میں نے کہا: فوراً نکل جاؤ، تو اس نے توقف کیا۔☆میں نے سورت جن کی ابتدائی آیات پڑھیں۔

وہ کہنے لگا مجھے چھوڑ دو۔ میں جاتا ہوں پھر سلام کیا اور چلا گیا۔

تمام تعریفات اور شکر و احسان اللہ تعالیٰ کا ہی ہے۔(جنات اور جادو کا توڑ، ص:۱۰۶)

صبحی اور محمد جن سے ملاقات: میرے پاس ایک عورت آئی میں نے سورۂ فاتحہ پڑھی تو جن حاضر ہو گیا میں نے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟

کہنے لگا میرا نام محمد ہے۔ میں نے کہا کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ تو مسلمان ہے۔ اچھا یہ بتاؤ کہ کیا تمہارے ساتھ اس جسم میں کوئی اور جن بھی ہے۔

اس نے بتایا: کہ ہاں میرے ساتھ ایک نصرانی جن ہے جس کا نام صبحی ہے۔

☆میں نے اسے کہا کہ تو اسے بلا اس نے بلایا تو وہ آگیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے؟ وہ بولا مجھے صبحی کہتے ہیں۔

☆میں نے پوچھا: کیا تو مسلمان ہے؟۔ کہنے لگا: کہ نہیں میں نصرانی ہوں۔

☆میں نے پوچھا تیری عمر کتنی ہے؟ اس نے بتایا کہ اٹھارہ سال ہے۔ میں نے پوچھا کیا تو کسی جادوگر کے ساتھ کام کرتا ہے۔

کہنے لگا کہ ہاں ضلع دسوق (مصر) میں ایک جادوگر ہے میں اس کے ساتھ کام کرتا ہوں۔

میں نے اس کے سامنے اسلام پیش کیا تو وہ اسلام لے آیا۔ میں نے مزید تاکید کیلئے پوچھا! کہ کیا تو زبانی مسلمان ہوا ہے یا دل سے؟ کہنے لگا میں دل سے مسلمان ہوا ہوں۔ اور پھر روتے ہوئے کہنے لگا کہ میں نے بے شمار لوگوں کو تکلیف دی ہے۔ میں نے اسے خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے گناہ معاف کردیئے ہیں تو اب اپنی توبہ خالص کر۔ کہنے لگا: کہ میں تو نماز کا طریقہ جانتا ہوں نہ وضو کا۔

☆میں نے اس سے پوچھا: کیا تو کسی مسلمان عامل کو جانتا ہے؟۔ کہنے لگا میں تو صرف کنیسے اور پادری جانتا ہوں۔

میں نے اسے ترغیب دلاتے ہوئے کہا: کیا تیرے لیے ممکن ہے کہ تو ہماری فلاں مسجد میں آجائے۔ وہاں آپ نماز پڑھیں۔ اور اپنے

مومن جنات بھائیوں سے ملاقات کریں۔ اوران سے دینی معلومات حاصل کریں۔ اس نے اس سوچ کوخوش آمدید کہا۔
میں نے اسے کچھ مہلت دی اور پھر پوچھا: کیا اس کے بعد بھی تو جادوگر کے ساتھ کام کریگا؟
کہنے لگا: نہیں کیونکہ اسلام نے جادوکو حرام قرار دیا ہے۔
پھر اللہ کے نام پر اس نے عہد کیا اور چلا گیا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اسلام پر ثابت قدم رکھے۔
پھر پہلا جن محمد آیا تو میں نے اس سے پوچھا جو کچھ پیش آیا کیا تجھے معلوم ہے؟۔ کہنے لگا مجھے معلوم ہے اور میں بہت خوش ہوں کیونکہ وہ اسلام لے آیا۔ پھر اس نے بھی عہد کیا اور چلا گیا۔'' والفضل لله وحده'' یہ ساری گفتگو کیسٹ میں موجود ہے۔ (جنات اور جادو کا توڑ ص:۱۰۶-۱۰۸)

زینت جننی سے ملاقات:۔ ایک دوشیزہ نے اپنے جسم میں درد کی شکایت کی جب میں نے دم پڑھا تو اس نے بازو میں جمود کا اشارہ کیا میں نے اگلے دو ہفتوں کیلئے اسے اذکار دیئے۔ وہ مدت مقررہ کے بعد آئی میں نے اس پر دم کیا۔ تو زینت نامی جن عورت حاضر ہوئی میں نے پوچھا تیرا دین کیا ہے؟۔ کہنے لگی میں مسلمان ہوں۔

☆ میں نے اس سے پوچھا: کیا مسلمان جن پر قرآن اثر کرتا ہے۔ کہنے لگی کہ ہاں میں نے وہ سورتیں پوچھیں جو جنات پر اثر کرتی ہیں۔ کہنے لگی وہی سورتیں جن کو پڑھنے کیلئے آپ ہر مریض کو کہتے ہیں۔

☆ میں نے پوچھا: کیا سورت بقرہ بھی جنات پر اثر کرتی ہے۔ کہنے لگی: نہ صرف اثر کرتی ہے بلکہ ان کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔

☆ میں نے اس سے پوچھا: جب تو فلاں عورت کے ساتھ اس کے گھر گئی تو نے اس کے ساتھ کیا کیا؟

اس نے بتایا کہ جو تعلیمات آپ نے اس عورت کو دی تھیں اس کے ان پر عمل کرنے سے میں بہت کمزور ہوگئی۔ کیونکہ جب وہ قرآن پڑھتی تھی تو مجھے ایذاء پہنچاتی تھی۔ جب کھانا کھانے لگتی تو اللہ کو یاد کر لیتی۔ لہٰذا میں اس کے ساتھ کھانا نہ کھا سکتی۔ اور اگر کھانے کی ابتداء میں بسم اللہ کہنا بھول جاتی تو جب یاد آتا وہ فوراً کہتی: بسم الله اوله و آخره' تو جو میں کھا چکی ہوتی فوراً قے کر دیتی۔

میں نے اس سے پوچھا جن اور شیطان میں کیا فرق ہے؟ اس نے بتایا اگرچہ شیطان بھی جنات میں سے ہے لیکن کافر و سرکش جن شیطان کہلاتا ہے۔ پھر وہ کہنے لگی۔ کہ آپ مجھے جانے دیں میں نے اس سے پوچھا کہ تو کہاں سے نکلنے کا ارادہ کرتی ہے۔ اس نے بتایا وہ منہ سے نکلے گی۔ پھر اس نے سلام کہا اور چلی گئی۔ والفضل لله وحدهٗ۔ (جنات اور جادو کا توڑ ص:۱۰۸-۱۰۹)
یہ مکالمہ کیسٹ پر ریکارڈ ہے جو میرے احباب کے پاس بہت مشہور و متداول ہے۔

نجویٰ اور اس کی والدہ فاطمہ جننی سے ملاقات:۔ میں ایک دوشیزہ کے علاج کیلئے گیا کئی بار جن اس کی زبان پر بول چکا تھا۔ لہٰذا میں نے جاتے ہی اس پر دم پڑھا تو جن آ گیا۔ میں نے لڑکی کے والد کو کہا کہ گھر سے اللہ کی نافرمانی کی تمام اشیاء فوراً نکال دو۔ اور اپنی بیٹی کو کہو کہ وہ فوراً شرعی پردہ کر لے۔ تاکہ گھر کی اندرونی فضاء درست ہو جائے۔ اس کے بعد میں نے سورت دخان کی کچھ آیات پڑھیں تو جننی نے بتایا کہ اس کا نام نجویٰ ہے۔

☆ جب میں نے اس کا مذہب پوچھا اس نے بتایا کہ وہ مسلمان ہے۔ میں نے پوچھا کیا اس جسم میں تیرے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ اس نے بتایا کہ اس کی ماں فاطمہ بھی ہے۔

☆ میں نے نجویٰ کو حکم دیا کہ اپنی ماں کو بھی لے آ تاکہ میں اس سے کچھ اہم باتیں کرسکوں۔ وہ جب آ گئی تو میں نے اس سے دیگر باتوں کے علاوہ وعظ و نصیحت کی اور عذاب الٰہی سے اسے ڈرایا۔ کہنے لگی میں عنقریب نکل جاؤں گی۔
میں نے جب اس سے اس کی عمر پوچھی تو اس نے بتایا کہ اس کی عمر چالیس سال ہے۔
میں نے اس سے پوچھا کیا اس مریضہ کے علاوہ بھی کسی کو تکلیف پہنچائی ہے؟

کہنے لگی: چار اشخاص کو تکلیف پہنچا چکی ہوں میں نے اس کے سامنے واضح کیا کہ یہ تو بالکل ظلم ہے۔اور اس کیلئے قطعاً جائز نہیں۔ میں نے اسے توبہ کا مشورہ دیا۔ پھر اس سے عہد لیا اور وہ چلی گئی۔

پھر نجویٰ آئی تو میں نے اس سے پوچھا کیا تو نے شادی کر لی؟ اس نے نفی میں جواب دیا میں نے اس سے عمر پوچھی تو اس نے بیس سال بتلائی۔

☆ میں نے جب اس سے پوچھا کہ کیا تو شادی کرنا چاہتی ہے؟۔تو کہنے لگی: میں نے اپنے آپ کو اللہ کیلئے وقف کر دیا۔

میں نے اسے بتایا: کہ اسلام میں رہبانیت کی اجازت نہیں۔تو جا اور کسی نیک جن سے شادی کرالے۔ وہ مطمئن ہوگئی پھر اس سے عہد لیا اور چلی گئی۔(جنات اور جادو کا توڑ،ص:۱۰۹-۱۱۰)

عیسائی شفیقہ جننی سے ملاقات:۔ آپ کو اس کی تفصیل وہ شخص سنائے گا جو شروع سے لے کر آخر تک موجود رہا اور اس نے اپنے کانوں سے سنا۔اور جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا من وعن یہاں تحریر کرتا ہے۔ یکم مئی ۱۹۳۶ء نماز عشاء کے بعد ہم نے قرآن وحدیث کی روشنی میں ایک درس سنا یہ درس ہمارے سامنے شیخ وحید عبدالسلام بالی رحمہ اللہ نے بعنوان ''الطب الروحانی'' دیا۔اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

درس کے بعد ہم تقریباً نو ساتھی شیخ وحید کے ہمراہ ایک جانب چل دیئے۔ جب منزل مقصود کے قریب ہوئے تو مجھے پتہ چلا کہ یہ گھر تو ہمارے ایک رشتہ دار کا ہے وہ شیخ وحید کے عقیدت مندوں میں سے تھا اور استقبال کیلئے باہر کھڑا ہوا تھا۔اس نے جونہی ہمیں دیکھا۔اول فول کہنے لگا۔اس کے گلے کی رگیں تن گئیں تاہم ہمارے ساتھیوں نے آگے بڑھ کر اسے پکڑ لیا تو اچانک وہ زمین پر گر پڑا اور بے ہوش ہوگیا۔شیخ وحید آگے بڑھے اور سورت صافات کی ابتدائی آیات ترتیل کے ساتھ پڑھیں اور جب "ویقذفون من کل جانب دحورا" پر پہنچے اور دو منٹ بھی نہیں گزرے کہ ہم نے بے ہوش آدمی کے جسم میں زبردست کپکپی ملاحظہ کی۔ شیخ وحید یہ آیت بار بار پڑھ رہے تھے کہ اچانک ہمیں مریض کے منہ سے ایک اجنبی آواز سنائی دی۔ کہ تو کیا چاہتا ہے؟ اس سوال کے جواب میں درج ذیل مکالمہ شروع ہوا۔

☆ شیخ وحید نے اللہ کا نام لے کر پوچھا: ہمارے ساتھ کون ہے؟۔آواز آئی: کہ میں شفیقہ ہوں۔

استاد:۔تیرا کیا مذہب ہے؟ ج:۔میں مسیحی ہوں۔

س:۔تیری عمر کیا ہے؟۔ج:۔میری عمر تقریباً بائیس سال ہے۔حقیقت میرا باپ جانتا ہے۔

س:۔کیا اس جسم میں تیرے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟۔ج:۔جسم میں تو میرے ساتھ کوئی نہیں لیکن میرا باپ باہر سے میری مدد اور حفاظت کرتا ہے۔

درج بالا سوالات وجوابات گھر سے باہر برآمدہ میں ہوئے۔ پھر شیخ وحید نے مریض کو اندر لے جاتے ہوئے کہا: کہ اگر تو چلی گئی تو میں تجھے حاضر کرلوں گا۔لہٰذا کہیں مت بھاگ۔

س:۔اس جسم میں تم کب داخل ہوئے؟۔ج:۔صرف دس دن سے یہاں موجود ہیں۔

س:۔جسم میں تو کہاں رہتی ہے؟۔ج:۔دماغ میں بائیں بازو کو کنٹرول کرنے والے حصے میں رہتی ہوں۔

س:۔تم اس جسم میں کس طرح داخل ہوئی اور کیوں؟۔ج:۔میں اس کے کان سے داخل ہوئی، کیونکہ یہ اپنی ماں کے ساتھ غصے کی حالت میں بول رہا تھا ماں نے اسے چہرے پر پلیٹ دے ماری۔جب محمد ابراہیم نامی جن اس سے نکل گیا تو میں اپنے باپ کے ہمراہ اس کے پیچھے لگ گئی تاکہ کوئی موقع پا کر ہم اس میں داخل ہو جائیں۔

استاد: اب محمد ابراہیم کہاں ہے؟۔شفیقہ:۔وہ عباس بلاک کی مرکزی جامع مسجد میں رہتا ہے۔

استاد:۔محمد ابراہیم کے نکلنے کے بعد فوراً داخل ہونے سے تمہیں کس چیز نے روکا تھا؟۔شفیقہ:۔کیونکہ وہ شخص پانچ نمازوں کی پابندی کرتا تھا نیز قرآن کریم کی تلاوت بھی باقاعدگی سے کرتا تھا۔اور دیگر اذکار مسنونہ میں بھی غفلت نہیں برتتا تھا۔اسی لیے میں اس سے نفرت کرتی تھی۔

استاد:۔کیا تم ذکر الٰہی، نماز اور تلاوت قرآن سے نفرت کرتے ہیں؟۔شفیقہ:۔ہاں بہت سخت نفرت کرتے ہیں۔

استاد نے اس سے پوچھا کیا تم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے نفرت کرتے ہو؟ ''لوانزلنا هذا القران علی جبل'' (الحشر/۲۱) کہ ''اگر ہم یہ قرآن پہاڑ پر نازل کرتے تو ریزہ ریزہ ہو جاتا۔'' شفیقہ نامی جننی نے زوردار چیخ ماری۔

استاد نے کہا کیا تم اس آیت کو ناپسند کرتے ہو۔ ''ان شجرة الزقوم طعام الاثیم'' (الدخان/۴۳-۴۴) کہ ''(جہنم میں) تھوہر کا درخت گناہگاروں کا کھانا ہوگا''۔ شفیقہ کی چیخوں میں شدت آ گئی۔

استاد:- کیا تو شادی شدہ ہے؟۔ شفیقہ:- میرا والد مجھے شادی سے منع کرتا ہے لہٰذا میں شادی نہیں کروانا چاہتی۔

استاد:- اب تم کہاں رہتے ہو؟۔ شفیقہ:- ہم سیدی سالم کے کنیسہ میں رہتے ہیں۔ اگرچہ وہ ان دنوں گرایا جا چکا ہے۔

استاد:- کیا تم مسیحیوں سے محبت کرتے ہو؟۔ شفیقہ:- ہاں ہم ان سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں۔

استاد:- جب تمہارے سامنے پادری گزرتا ہے تو تم کیا کرتے ہو؟۔ شفیقہ:- ہم وہیں کھڑے ہو جاتے ہیں بالکل حرکت نہیں کرتے۔

استاد:- اگر یہ لڑکا عیسائی ہو جائے اور ہم اس کے گلے میں صلیب لٹکا دیں تو کیا تم اس سے محبت کرو گے؟۔ شفیقہ:- ہاں میں اس سے محبت ہی نہیں کروں گی بلکہ اپنے باپ کی مرضی کے خلاف اس سے شادی بھی کروں گی۔

استاد:- میں تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں تو اس بات کی گواہی دے کہ معبود برحق صرف اللہ کی ذات ہے اور محمد ﷺ اللہ کے آخری رسول ﷺ ہیں۔ شفیقہ:- نہیں جب تک تو اس لڑکے کو سزا نہ دے دے کیونکہ اس نے تیری نصیحت پر عمل نہیں کیا جب تو نے اسے کہا کہ غصہ مت کیا کر۔

استاد:- کیا تو جنت چاہتی ہے یا دوزخ؟۔ شفیقہ:- میں جنت میں داخل ہونا چاہتی ہوں۔

استاد وحید: کیا تو مسلمان جنات سے تعلقات قائم کرنا چاہتی ہے؟۔ شفیقہ:- میں ان سے نہیں ملنا چاہتی۔

وحید:- کیا تم ہمارے درس میں کبھی شامل ہوئے ہو؟۔ شفیقہ:- ہم مسجد دارالسلام میں حاضر ہوئے تھے لیکن باہر ہی کھڑے رہے۔

وحید:- کیا تم ایسا گھر پسند کرتے ہو جس میں ٹیلی ویژن اور موسیقی اور تصاویر ہوں؟۔ شفیقہ:- ہم ایسے گھر کو بہت زیادہ پسند کرتے ہیں۔

وحید:- کیا تم ایسے گھروں میں داخل ہوتے ہو جن میں قرآن پڑھا جاتا ہو؟۔ شفیقہ:- ہم داخل نہیں ہوتے اور اگر پہلے سے موجود ہوں تو قرآن کی تلاوت سن کر وہاں سے بھاگ جاتے ہیں۔

وحید:- اب میں تجھ پر اسلام پیش کرتا ہوں لیکن تجھ سے زبردستی نہیں کرتا۔ شفیقہ:- نہیں جب تک تو اس لڑکے کو سزا نہ دے دے کیونکہ اس نے تیری نصیحت پر عمل نہیں کیا۔

وحید:- اب اس کی ماں کا کیا حال ہے؟۔ شفیقہ:- اب وہ بہت راحت محسوس کرتی ہے لیکن جب سے یوسف نامی مسیحی جن اس سے نکلا ہے مجھے بہت افسوس ہے۔

وحید:- کیا تجھے اسلام لانے سے کوئی منع کرتا ہے۔ شفیقہ:- میرا باپ مجھے اسلام لانے سے منع کرتا ہے۔ اگر وہ موافقت کرے تو میں اسلام لاؤں گی۔

وحید:- تو اپنے باپ کو ہمارے پاس بھیج۔ آواز:- تو کیا چاہتا ہے؟

ہم نے واضح طور پر محسوس کیا کہ آواز نہایت گونج دار ہوگئی ہے۔

وحید:- بسم اللہ، تیرا نام کیا ہے؟۔ آواز:- میرا نام جرجس ہے۔

وحید:- تیرا مذہب کیا ہے۔ جرجس:- مسیحی ہوں۔

وحید:- تیری عمر کتنی ہے؟۔ جرجس:- میری عمر پینتالیس سال ہے۔

وحید:- تو اس لڑکے میں کیوں رہتا ہے؟۔ جرجس:- میں تو نہیں رہتا لیکن میری بیٹی ضرور رہتی ہے۔

وحید: -تم اس سے کیا چاہتے ہو؟ ۔جرجس: -ہم چاہتے ہیں کہ وہ نماز سے دور رہے ۔ کیونکہ اس سے ہمیں نہایت تکلیف ہوتی ہے۔

وحید: - میں نے تیری بیٹی کو اسلام کی دعوت دی تو اس نے کہا کہ اگر میرا باپ اسلام لے آئے تو میں بھی اسلام لے آؤں گی تو کیا تو اسلام قبول کرے گا؟ ۔جرجس: -تھوڑی دیر خاموش رہا، پھر کہنے لگا۔ میں موافق ہوں۔

وحید: -دل سے مسلمان ہونا چاہتا ہے یا صرف زبان سے؟ ۔جرجس: - میں دل سے مسلمان ہو رہا ہوں۔

وحید: -میرے ساتھ کہہ: ''اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله شهادة حق و صدق عليها نحى و عليها نلقى الله عزوجل خارجة من قلبى اللهم ان كنت صادقا فاخلص توبتى و اعنى على ايمانى و ان كنت كاذبا فمكن المومنين منى۔'' ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے بغیر کوئی معبود (برحق) نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ میں سچی اور حقیقی گواہی دے رہا ہوں اس پر ہی ہم زندہ ہیں اور اس پر ہم اللہ عزوجل سے ملیں گے۔ یہ میرے دل کی گواہی ہے۔ اے اللہ اگر میں سچا ہوں تو میری توبہ کو خالص کر دے اور میرے ایمان پر میری مدد فرما اور اگر میں جھوٹا ہوں تو تمام مومنوں کو میرے اوپر غالب کر۔''

وحید: -اب تو شفیقہ کو ہمارے پاس بھیج دے تا کہ ہم اس سے اہم بات کر لیں جب شفیقہ آ گئی تو وحید نے اس سے پوچھا اسلام کے متعلق تیرا کیا ارادہ ہے؟ ۔شفیقہ: -اللہ کیلئے میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں۔

وحید: - میرے ساتھ ساتھ گواہی کے الفاظ دہراتی جاؤ۔ پھر وحید نے اسے کہا تو اب سب مسلمانوں کیلئے دعا کر۔شفیقہ نے پہلے زبان سے گواہی دی پھر مسلمانوں کیلئے دعا کی۔

وحید: کیا میں تجھے قرآن سناؤں؟ ۔شفیقہ: -ہاں سناؤ۔

وحید: میں نے اس کے سامنے سورت کہف کا آخری رکوع پڑھا اور سورت اخلاص پڑھی۔

اللہ اکبر: وہ کتنی محبت اور عقیدت سے قرآن سن رہی تھی۔

وحید: ہم چاہتے ہیں کہ تیرا نام تبدیل کر دیں اور فاطمہ رکھ دیں ۔شفیقہ: -جی ہاں مجھے فاطمہ نام بڑا پسند ہے۔

وحید: ہم تجھے نماز باجماعت کی نصیحت کرتے ہیں اور یہ مشورہ دیتے ہیں کہ مسجد میں وعظ و نصیحت کی محفلوں میں حاضر ہوا کر۔

فاطمہ: اب مجھے مسلمان اچھے لگتے ہیں اور میں اسلام سے محبت کرتی ہوں۔

وحید: میری رائے میں تجھے پردہ بڑا اچھا لگے گا۔ فاطمہ: - میں حجاب تو اوڑھ لوں گی لیکن فی الحال نقاب نہیں لوں گی۔ تا کہ لوگ مجھ سے ڈر نہ جائیں۔ تاہم حجاب اوڑھنے سے سب لوگ مجھے اچھا سمجھیں گے۔ لیکن تھوڑی سی بحث اور افہام و تفہیم کے بعد فاطمہ نقاب لٹکانے پر راضی ہوگئی۔

وحید: ہم چاہتے ہیں کہ تو اپنے باپ کو ہمارے پاس بھیج تا کہ ہم اس سے گفتگو کر سکیں۔

اس کا باپ آیا اس کا نام جرجس تھا ہم نے اس کا اسلامی نام محمد رکھنا چاہا لیکن پہلے اس سے پوچھا۔ جرجس: -ہاں، مجھے یہ نام پسند ہے۔

وحید نے اسے قرآن سنایا۔ جو اس نے پورے شوق اور عقیدت سے سنا۔

وحید نے محمد سے پوچھا: کیا تم انسانی شکل اختیار کر لیتے ہو؟ ۔محمد: ہم بحیثیت جن انسانی شکل تو اختیار نہیں کر سکتے لیکن مختلف حیوانات کی شکل و صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ جیسے کتا، بلی وغیرہ۔

وحید: تم کونسا رنگ پسند کرتے ہو؟ ۔محمد: ہم سیاہ رنگ کو ترجیح دیتے ہیں۔

وحید: کیا تم مختلف آوازیں نکال سکتے ہو؟ ۔محمد: ہم جس جسم میں ہوں اسی کی زبان سے بولتے ہیں خود کوئی آواز نکالنے سے قاصر ہیں۔

وحید: تم کتنی دیر میں شہر کے مشرق میں جا کر واپس آ سکتے ہو؟ ۔محمد: صرف ایک منٹ یا اس سے بھی کم وقت میں ہم اتنا فاصلہ طے کر سکتے ہیں۔

وحید: تم باپ اور بیٹی مجھ سے عہد لے لو اور پھر اس جسم سے چلے جاؤ لیکن جانے سے پہلے ایک نصیحت سن لو کہ احکام دینی سیکھ لو تا کہ تمہیں

دنیاو آخرت میں فلاح مل سکے۔اس کیلئے دینی محفلوں میں شرکت لازمی ہے۔

محمد اور فاطمہ: بیک وقت کہنے لگے ہمیں یہ منظور ہے پھر دونوں نے عہد کی عبارت پڑھی اور السلام علیکم کہہ کر چلے گئے۔

لیکن ان کے جانے سے پہلے استاد وحید نے سابق جن محمد ابراہیم کو ان کے ذریعے بلوایا۔

وحید: اے ابراہیم اگر ہم تیری شادی فاطمہ سے کر دیں تو کیا تم راضی ہو جاؤ گے؟۔ابراہیم:- مجھے منظور ہے تاہم پہلے فاطمہ کے باپ سے آپ پوچھ لیں۔

وحید: ابراہیم کو ہی پیغام دیا کہ محمد کو ہمارے پاس بلواؤ۔ محمد آیا اور اپنی بیٹی کی رضامندی سے اس کی شادی ابراہیم سے کر دی۔

پھر تینوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ وہ جامع مسجد کے قریب رہیں گے۔اس سے پہلے کہ یہ مکالمہ ختم ہو وحید نے محمد کو کہا کہ وہ اپنے مسلم انسانی بھائیوں کیلئے چند نصیحتیں کرے۔

محمد: میں آپ سب کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ ہر کام سے پہلے بسم اللہ ضرور کہا کریں۔ کثرت سے قرآن پڑھا کریں۔ نماز باجماعت کی پابندی کریں۔موسیقی سے پرہیز کریں۔ان نصائح کے ساتھ ہی یہ عجیب وغریب لیکن عملی تجربہ اختتام پذیر ہوا۔

یہ تمام مکالمات کیسٹ میں ریکارڈ ہیں اور یہ کیسٹیں سامعین کے پاس موجود ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ ہمیں تمام فتنوں سے محفوظ رکھے اور ہمیں مسلمانوں کی خیر خواہی کے کام کرنے کی توفیق دے۔(جنات اور جادو کا توڑ،ص:۱۱۰تا۱۱۶)

''غوطہ زن جن'' سے ملاقات:۔ میرے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے بتایا کہ میرے باپ کو جن تنگ کرتے ہیں آپ تشریف لائیں اور علاج کریں۔میں نے اس سے ابتدائی سوالات پوچھ کر اندازہ کیا کہ واقعی اس آدمی کے پاس جا کر دیکھنا چاہیے۔

میں اپنے تین دوستوں کے ہمراہ اس آدمی کے ہاں گیا تو دیکھا کہ وہ آدمی اپنے پورے ہوش وحواس میں بیٹھا ہوا ہے اس کی عمر پینتالیس سال کے لگ بھگ تھی۔

☆ میں نے اس سے اس کا نام پوچھا تو اس نے اپنا نام محمود بتایا۔میں نے اس سے پوچھا تمہاری تکلیف کی کیفیت کیا ہے؟ وہ بولا مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے کہ مجھے کوئی جن عورت چمٹ گئی ہے۔میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تو چاہتا ہے کہ وہ تجھ کو چھوڑ دے؟

وہ بولا:-ہاں! میں یہی چاہتا ہوں کیونکہ اس نے مجھے بہت زیادہ پریشان کیا ہے اور بعض اوقات تو میرا جی چاہتا ہے کہ میں بیوی کو جدا کر دوں۔

میں نے اسے کہا کہ وہ وضو کرے جبکہ ہم سب نے بھی وضو کر لیا میں نے اپنے ساتھی کو کہا کہ اس پر دم پڑھے۔جب اس نے دم پڑھا تو مکمل پڑھنے سے پہلے ہی جسم تھر تھرا اٹھا میں سمجھ گیا کہ جن حاضر ہو گیا۔

میں نے کہا بسم اللہ۔میں اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں تو کون ہے؟ تو بدلی ہوئی آواز آئی کہ میں جنی ہوں۔

میں نے پوچھا: تیرا نام کیا ہے؟۔بولی میرا نام سٹی وائرس ہے۔میں نے پوچھا تیرا دین کیا ہے؟ تو خاموش ہو گئی۔

میں نے پوچھا کیا تو مسلمان ہے؟ کہنے لگی۔نہیں۔میں نے پوچھا کیا تو کافرہ ہے؟ کہنے لگی نہیں۔

میں نے پوچھا کیا تو مسیحیہ ہے؟ کہنے لگی نہیں۔ بلکہ میں کوئی دین وغیرہ نہیں جانتی۔میں لادین ہوں۔

میں نے پوچھا:-تو کہاں رہتی ہے؟ کہنے لگی میں غوطہ خور جنات میں سے ہوں جو پانی میں رہتے ہیں۔میں بحر احمر میں رہتی ہوں۔

میں نے پوچھا تو محمود میں کیوں داخل ہوئی؟۔کہنے لگی تاکہ اس سے انتقام لے سکوں۔

میں نے پوچھا:-اس نے کیا کیا؟۔جنی نے بتایا: کہ میرا رشتہ دار جن ایک آدمی میں داخل ہو گیا۔محمود نے جن پکڑ لیا اور اسے بہت زیادہ مارا حالانکہ محمود بذات خود ایک جاہل آدمی ہے یہ ہم سے اپنا دفاع بھی نہیں کر سکتا۔

جب وہ تنہا اندھیری رات میں ویران مقام سے گزر رہا تھا۔میں اس میں داخل ہو گئی۔

میں نے پوچھا:- تو کب سے اس کے اندر ہے؟۔ وہ بولی:- تقریباً بیس سال سے اس کے اندر ہوں۔
میں نے اسے اسلام کی پیشکش کی۔
تو کہنے لگی آپ مجھے تین دن کی مہلت دیں میں سوچ کر اپنے فیصلے سے تجھے آگاہ کروں گی۔
میں نے اتنی مہلت دینے سے انکار کر دیا اور اسے خبردار کیا کہ زیادہ سے زیادہ دس منٹ میں سوچ کر بتایئے۔
کہنے لگی ٹھیک ہے میں مسلمان ہو جاتی ہوں لیکن میری ایک شرط ہے۔ کہ میں محمود کے ساتھ رہوں گی اس سے باہر نہیں نکلوں گی۔
میں نے اسے تسلی دی کہ یہ ایک علیحدہ معاملہ ہے۔ تیرے اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔
کہنے لگی تو پھر ٹھیک ہے میں نے اس سے شہادتین کا اقرار کروایا۔ اس نے اپنی توجہ کا اعلان کیا اور اپنا نام ام ابراہیم چن لیا۔
میں نے اسے بتایا کہ تیری توبہ قبول ہونے کی یہ علامت ہے کہ تو ظلم سے باز آجا۔ کہنے لگی میں نے کونسا ظلم کیا ہے؟
میں نے اسے بتایا کہ اس مظلوم انسان کے اندر رہنا تیرا بہت بڑا ظلم ہے۔ تو اس سے فوراً نکل جا۔
کہنے لگی میں دو وجہ سے ہرگز نہیں نکلوں گی۔

۱- وہ خواب میں مجھے خوبصورت عورت کے روپ میں دیکھتا ہے۔ جب صبح ہوتی ہے تو اسے احتلام ہو چکا ہوتا ہے جبکہ میں لذت جماع سے پوری طرح ہمکنار ہوتی ہوں۔ اور مجھے تمام فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

۲- دوسری وجہ یہ ہے میں بحراحمر میں جنات کے بادشاہ کی ملکہ تھی جب وہ فوت ہوا تو میں اکیلی رہ گئی۔ اور میری اولاد بادشاہت کی مالک بن گئی۔ چونکہ وہ سب کافر ہیں جب انہیں میرے اسلام کا پتہ چلے گا تو وہ مجھے قتل کر دیں گے۔

میں نے اسے دلائل سے تفصیلاً بتایا کہ پہلا سبب تو شروع سے آخر تک باطل و مردود ہے۔ کیونکہ محمود تجھ سے محبت نہیں کرتا بلکہ سخت نفرت کرتا ہے۔ نیز وہ شادی شدہ ہے تجھ سے وہ شادی نہیں کرنا چاہتا۔

دوسری وجہ کا جواب یوں دیا جا سکتا ہے کہ تو حفاظت کے پیش نظر اسلام لا کر بیت اللہ میں چلی جائے وہاں دیگر مسلمان جنات کے ساتھ تو بھی شامل ہو جا کوئی کافر وہاں تجھے گزند نہیں پہنچائے گا۔

کہنے لگی مجھے تین منٹ کی مہلت دو میں نکل جاؤں گی۔ کچھ دیر بعد محمود کو افاقہ ہو گیا اور وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ پھر کہنے لگا۔ آپ کا شکریہ اور اللہ کا بھی شکر ہے کہ جن چلا گیا۔

میں نے کہا: کہ نہیں مجھے ایسے لگتا ہے کہ وہ مریض کی آنکھوں میں بیٹھی ہے۔
پھر میں نے اپنا ہاتھ اس کے دونوں کندھوں اور دونوں گھٹنوں پر رکھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ وہ ابھی تک موجود ہے اور صرف حیلہ سازی کر رہی تھی۔
میں نے اپنے ساتھی کو دم پڑھنے کیلئے کہا ابھی اس نے دم مکمل نہیں کیا کہ وہ حاضر ہو گئی۔
میں نے غضب ناک لہجے میں کہا: ام ابراہیم کیا اس طرح تو ہمیں دھوکہ دینا چاہتی ہے؟
کہنے لگی۔ آپ یقین کریں میں اس سے محبت کرتی ہوں تقریباً بیس سال سے اس کے ساتھ رہتی ہوں۔ میں نہیں چاہتی کہ اسے چھوڑ جاؤں۔
میں نے اسے بتایا کہ اس طرح ہمارے درمیان پیار و نرمی اور اخوت و احترام باہمی کا جو تعلق تھا وہ ختم ہو گیا اب لاٹھی چارج اور جلنا مرنا ہوگا۔ میں قرآن پڑھوں گا اور تو جل جائے گی۔ کہنے لگی نہیں: ایسے نہیں کرنا۔ میں عنقریب چلی جاؤں گی۔
تقریباً دو یا تین منٹ تک ہائے محمود ہائے محمود کہتی رہی پھر چلی گئی۔ بہرحال تمام تعریفات اللہ وحدہ کیلئے ہیں۔ (یہ کیسٹ بھی موجود ہے)(جنات اور جادو کا توڑ ص:۱۱۷-۱۲۰)

جرجس جن کے خاندان سے ملاقات:۔ ایک عورت بیمار ہو گئی اس کے خاوند نے ہر قسم کا علاج کرایا لیکن اسے شفا نہ ملی آخرکار

ایک نوجوان آدمی نے جا کر اسے دم کیا تو جن حاضر ہو گیا اس کا نام جرجس تھا معالج نے اسلام کی دعوت دی تو جن مسلمان ہو گیا۔ اور عورت سے نکل گیا لیکن دو ماہ کے بعد، عورت کو پھر دورہ پڑ گیا۔ اس کا خاوند میرے پاس آیا میں اس کے ساتھ چلا گیا۔ میں نے جونہی دم پڑھا۔ جن گونج دار آواز میں بولا۔ تو ہم سے کیا چاہتا ہے؟

میں نے پوچھا:۔ بسم اللہ (اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں) تیرا نام کیا ہے؟ اس نے بتایا:۔ یوحنا

میں نے کہا:۔ کہ کیا تو مسیحی ہے؟ کہنے لگا ہاں!۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو کیوں اس عورت میں داخل ہوا ہے؟

کہنے لگا: تم نے میرا بیٹا جرجس مسلمان کر لیا ہے میں اسی کا انتقام لینا چاہتا ہوں۔ میں نے اسے بتایا کہ میں تیرے سامنے بھی اسلام کی دعوت رکھتا ہوں اگر تو نے اسے قبول کیا تو الحمدللہ اور اگر اپنی مرضی سے تو اس کو قبول نہ کرے تو میں تجھے مجبور نہیں کروں گا۔

کہنے لگا:۔ بہتر یہ ہے تو آرام سے بیٹھ جا اور خاموش رہے۔

میں نے کہا: میں ایسا کیوں کروں؟

کہنے لگا:۔ اس لیے کہ میں جنات کا پادری ہوں۔

میں کیسے اسلام قبول کر سکتا ہوں؟ میں نے اسے پیشکش کی کہ پہلے وہ مجھے دلائل کے ذریعے نصرانیت کی دعوت دے اگر میں مطمئن ہو گیا تو تو مجھے اپنے دین میں شامل کر لے اور اگر میں مطمئن نہ ہوا تو تیرے سامنے اسلام پیش کروں گا اگر تو مطمئن ہو گیا تو ہٹ دھرمی اور تعصب کے بغیر اللہ کی رضا کیلئے اسے قبول کرنا پڑے گا۔

کہنے لگا ٹھیک ہے پہلے تو اسلام پیش کر۔

میں نے دین نصاریٰ کے متعلق شکوک وشبہات سے بات شروع کی۔ اور اسے اس بات کا قائل کیا کہ اصلی دین مسیح، ناپید ہے مسیح کے شاگرد ہونے کے دعویداروں نے اپنے ہاتھ سے انجیلیں لکھیں جن میں بے شمار تضادات پائے جاتے ہیں اور ان میں انبیاء علیہم السلام جیسی مقدس ہستیوں کے متعلق بے شمار نازیبا الفاظ ہی نہیں جملے اور پیراگراف تک ملتے ہیں۔ تو کیا یہ دین سچا ہو سکتا ہے؟ جب تک میں اسے ایک نکتے پر مطمئن نہ کرتا دوسرے نکتے کو شروع نہ کرتا وہ اگرچہ دین نصاریٰ کی تحریفات اور قرآنی حقانیت سے پوری طرح واقف نہیں تھا تاہم ابتدائی معلومات وہ ضرور رکھتا تھا اور اچھے اور علمی انداز میں پیش کرنے کی صلاحیت بھی اس میں تھی۔ لہٰذا وہ ہر ہر نکتے پر خوب ٹھونک بجا کر اور دل کھول کر مناظرہ اور مباحثہ کرتا اور میں نے بھی اللہ کے فضل سے صبر کا دامن نہ چھوڑا اور اس کے دلائل کے تار پود بکھیر کر اسلام کی حقانیت اس سے منوالی۔

آخر کار میں نے اسے اسلام کی دعوت دے ہی ڈالی۔ اور اسے اسلام کے محاسن ومیزان خصوصاً عدل وانصاف اور مساوات و ہمدردی، اخوت، احترام کے پہلوؤں سے خوب آگاہ کیا۔ جب وہ پوری طرح مطمئن ہو گیا تو کہنے لگا۔ مجھے قرآن سناؤ۔

میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اس کے سامنے تلاوت کیا:

”لتجدن اشدالناس عداوة للذين امنو اليهود والذين اشركوا ولتجدن اقربهم مودة للذی امنوا الذين قالوا انا نصاری ذلك بان منهم قسيسين و رهبانا و انهم لا يستكبرونo و اذا سمعوا ما انزل الى الرسول ترى اعينهم تفيض من الدمع مما عرفوا من الحق يقولون ربنا امنا فاكتبنا مع الشاهدينo وما لنا لا نومن بالله و ما جاء نا من الحق و نطمع ان يدخلنا ربنا مع القوم الصالحينo فاثابهم الله بما قالوا جنات تجری من تحتها الانهار خالدين فيها و ذالك جزاء المحسنين“۔ (المائدہ:۸۲تا۸۵)

جب میں نے تلاوت ختم کی اور دیکھا تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اور وہ بالتکرار کہہ رہا تھا۔ میں ایمان لایا میں ایمان لایا۔ میں ایمان لایا۔

میں نے پوچھا کیا تو دل سے ایمان لایا ہے یا صرف زبان سے؟

کہنے لگا میں دل سے ایمان لایا ہوں پھر اس نے اپنی توبہ کا اعلان کیا۔ میرے ساتھ گواہی کا اقرار کیا، مجھ سے عہد لیا اور چلا گیا۔

مریضہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ اسے اپنے ساتھ جاری رہنے والے حادثے کا احساس تک نہیں تھا۔ تعجب کی بات یہ ہے۔ کہ یہ عورت جنات کے انسانی جسم میں داخلے کی منکر تھی۔ لیکن ایک ماہ کے بعد وہ عورت پھر بیمار ہو گئی میں اس کے خاوند کے ہمراہ گیا اور اس پر دم پڑھا تو جننی حاضر ہو گئی۔

☆ میں نے پوچھا:- بسم اللہ (اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں) تو کون بولی: میں مریم ہوں۔

☆ میں نے پوچھا:- تو اس عورت میں کیوں داخل ہوئی ہے؟۔ وہ کہنے لگی:- تاکہ میں اپنے خاوند اور بیٹے کا انتقام لے سکوں جن دونوں کو تم نے مسلمان کر لیا ہے۔

☆ میں نے کہا: یعنی تو بھی مسیحیہ ہے۔ اس نے اثبات میں جواب دیا۔

☆ میں نے اسے کہا: میری ایک بات سن لے۔ اس نے انکار کرتے ہوئے کہا میں تیری آدھی بات بھی سننے کیلئے تیار نہیں۔ کیونکہ تو جادو کے زور پر جنات کو مسلمان کر لیتا ہے۔ مجھے اس عورت کے پاس بھیجتے ہوئے میرے رشتہ دار جنوں نے سختی کے ساتھ منع کیا تھا کہ نہ تو توحید کی بات سنو گی اور نہ ہی اس سے قرآن سنو گی۔

میں نے اسے پیشکش کی۔ کہ وہ مجھ پر عیسائیت پیش کرے اگر اس نے مجھے مطمئن کر لیا تو پھر ٹھیک ہے وگرنہ میں تیرے سامنے اسلام پیش کروں گا۔ اگر تو مطمئن ہو گئی تو اسلام قبول کر لینا وگرنہ تیری مرضی......

اس نے مجھ سے پہلا سوال یہ کیا کہ جب تمہیں احتلام ہوتا ہے۔ تو غسل کیوں کرتے ہو؟ حالانکہ منی صرف ایک عضو سے نکلی ہے۔

میں نے جواب دیا:- ہم اس لیے غسل کرتے ہیں کہ منی سارے جسم سے نچڑ کر آتی ہے خصوصاً ریڑھ کی ہڈی کے تمام مہرے متاثر ہوتے ہیں جو جسم کے اعصابی نظام کو کنٹرول کرتے ہیں اور اخراج منی کے بعد تمام جسم ڈھیلا پڑ جاتا ہے۔ لہٰذا غسل ضروری ہے تاکہ پورا بدن دوبارہ چست ہو جائے۔ وہ خاموش ہو گئی۔

☆ میں نے اس سے سوال کیا: عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کے متعلق تمہارا کیا عقیدہ ہے؟۔ کہنے لگی: عیسیٰ بھی اللہ ہے۔ (نعوذ باللہ)

☆ میں نے پھر پوچھا: تم اپنے گلے میں صلیب کیوں لٹکاتے ہو؟۔ اس نے جواب دیا: کیونکہ یہود ملعون نے عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی پر لٹکایا تھا۔

☆ میں نے اعتراض کیا: کیا معبود اپنا دفاع کرنے سے عاجز و بے بس ہو گیا؟

وہ لاجواب ہو گئی: میں نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ عیسیٰ الہ نہیں ہے۔ وہ فوراً کہنے لگی: وہ اللہ کا بیٹا ہے۔

☆ میں نے اعتراض کیا: کہ معبود اپنے بیٹے کا دفاع بھی نہ کر سکا۔ وہ پھر لاجواب ہو گئی۔

☆ میں نے پھر کہا: کہ اس کا یہ معنی ہوا کہ عیسیٰ اللہ کا بیٹا نہیں۔ اس نے مجھ سے پوچھا: تم عیسیٰ کے متعلق کیا کہتے ہو؟

☆ میں نے اسے بتلایا: ہم عیسیٰ علیہ السلام کو ولد الزنا بھی نہیں کہتے جس طرح یہودیوں نے کہا اور نہ ہم تمہاری طرح اسے اللہ کا بیٹا کہتے ہیں بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ اللہ کے بندے، اس کے رسول اور اس کی روح ہیں اور اس کے حکم سے وہ پیدا ہوئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے حکم ''کن'' کے ذریعے پیدا کیا۔ وہ بولی: آپ کا کلام دل کو لگتا ہے اور ذہن اسے قبول کرتا ہے۔ آپ مجھے کچھ قرآن سنائیں۔

☆ میں نے اسے سورۃ طٰہٰ کی پہلی چھ آیات سنائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''طٰہٰ...... ما انزلنا علیك القران لتشقی○ الا تذكرة لمن یخشی○ تنزیلا ممن خلق الارض والسموات العلیٰ○ الرحمن علی العرش استوی○ له ما فی السموات و ما فی الارض و ما بینهما و ما تحت الثری'' (طٰہٰ: ۱ تا ۶)

فوراً پکار اُٹھی:- میں اسلام لاتی ہوں۔ مجھے اسلام قبول ہے۔ میرے ساتھ اس نے شہادتین کا اقرار کیا پھر عہد لیا اور چلی گئی۔

دو ماہ کے بعد وہی عورت بیمار ہو گئی۔ اس کا خاوند میرے پاس آیا تو میں نے اسے کہا کہ جب تک تمہاری بیوی ہماری دی ہوئی

ہدایات پر عمل نہیں کرے گی اسے علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

وہ بولا یہ حقیقت ہے کہ وہ آپ کی ہدایات پر عمل نہیں کرتی کیونکہ ذہنی طور پر مطمئن ہی نہیں کہ جنات انسانی جسم میں داخل ہو سکتے ہیں۔اسی لیے وہ تلاوت نہیں کرتی۔تاہم میں نے جب آیات پڑھیں تو جن بول اٹھا میں نے اللہ کے نام سے شروع کرتے ہوئے اس سے پوچھا: تیرا نام کیا ہے؟ کہنے لگا میرا نام پرسوم ہے۔

☆ میں نے اس کا مذہب پوچھا تو کہنے لگا۔ کہ وہ مسیحی ہے۔ میں نے پوچھا تو اس عورت میں کیوں داخل ہوا ہے؟ اس نے بتایا کہ وہ اپنے چچا اور اس کی بیوی اور اس کے بیٹے کا انتقام لینا چاہتا ہے کیونکہ تم نے انہیں مسلمان کر لیا ہے۔ میں نے اسے کہا کہ کیا میں تجھے اسلام کی دعوت دوں؟۔ وہ کہنے لگا کہ نہیں بلکہ میں تیرے سامنے عیسائیت پیش کرتا ہوں۔ میں تیرے سامنے اسی لیے آیا ہوں تا کہ تجھ سے مباحثہ کر سکوں کیونکہ میں کنیسہ میں مدرس رہا ہوں۔

☆ میں نے اسے کہا تو جو چاہتا ہے پوچھ لے۔اس نے پہلا سوال کیا کہ تم کہتے ہو کہ عیسیٰ اللہ کا بیٹا نہیں تو پھر بتاؤ کہ اس کا باپ کون ہے؟

☆ میں نے اس کیلئے وضاحت کی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں چار طریقوں سے اپنی قدرت کی نشانیاں دکھائیں تا کہ ہمیں یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

۱- ماں باپ کے بغیر آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔۲- ماں کے بغیر حواء علیہا السلام کو پیدا کیا۔

۳- باپ کے بغیر عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا۔۴- دیگر سب انسانوں کو ماں اور باپ سے پیدا کیا۔

اگر ہم یہ کہیں کہ عیسیٰ اس لیے اللہ کے بیٹے ہیں کیونکہ ان کا باپ نہیں تو پھر ہمیں یہ بھی کہنا پڑے گا حواء اللہ کی بیٹی ہیں نعوذ باللہ کیونکہ ان کی ماں نہیں اس بات کے بطلان کا علم ہر سلیم الفطرت انسان کو ہے۔ یہ اہم نقطہ سن کر وہ مطمئن ہو گیا۔

یہ مباحثہ گیارہ بجے دوپہر سے لے کر چار بجے عصر تک رہا۔صرف نمازوں کا وقفہ کیا گیا۔

آخر کار اس نے اسلام قبول کر لیا۔اور اپنا نام علی رکھا پھر کہنے لگا کہ میرا یہ فرض بنتا ہے کہ میں اپنی قوم کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دوں۔ میں نے اسے نصیحت کی کہ ابتداء میں وہ دین کا علم سیکھے اور قرآن یاد کرے پھر دین کی تبلیغ کرے۔

پھر وہ اپنے چچا، چچی،اور ان کے بیٹے سے وہیں ملا اور پھر چلا گیا ایک ہفتہ ہی گزرا تھا کہ وہ عورت پھر بیمار ہو گئی۔ میں گیا دم کیا جن حاضر ہوا اور مجھے بتایا کہ علی کو عیسائی جنوں نے قید کر لیا ہے۔میں نے اسی جن کو حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھ صحت مند اور طاقتور نوجوان میرے پاس لائے گا۔ پھر میں نے ان پر ایک کو امیر بنایا اور انہیں مشورہ دیا کہ وہ لڑائی کے دوران اللہ کا ذکر کرتے رہیں۔اور آیت الکرسی پڑھیں۔تقریباً پندرہ منٹ کے بعد وہ علی کو دشمن کی قید سے چھڑا لائے لیکن علی زخموں سے چور تھا اور ہائے ہائے کر رہا تھا۔ میں نے اسے تسلی دلائی اور کہا کہ وہ اس تکلیف کو اللہ کے ہاں اجر سمجھے۔ پھر انہیں کہا کہ آئندہ وہ اس جسم میں ہرگز لوٹ کر نہ آئیں۔ وہ سب چلے گئے والحمد للہ۔ یہ سب مفصل مکالمے تین کیسٹوں پر ریکارڈ ہیں اگر چہ حالات و واقعات بہت زیادہ ہیں لیکن ہم انہیں پر اکتفاء کرتے ہیں۔اور انسانوں اور جنوں کے رب کا شکر ادا کرتے ہیں کہ وہی ہدایت دیتا ہے اور وہی شفا بھی دیتا ہے۔اور وہی ہمیں لوگوں کے صحیح علاج کی توفیق بھی دیتا ہے۔

جنات کی مرگی سے بچنے کیلئے چند تدابیر:۔ ہم یہاں ان نصیحتوں کا ذکر کرتے ہیں جن پر عمل کرنے سے انسان جناتی مرگی سے محفوظ رہ سکتا ہے اور کتاب کے آخر میں مفصل تدابیر ذکر کی جائی گی۔ان شاء اللہ۔

۱۔اذکار مسنونہ کی پابندی کریں۔۲۔ بلند مقام سے کودتے وقت بسم اللہ کہیں۔۳۔ زمین پر گرم پانی گراتے وقت بسم اللہ پڑھیں۔

۴۔اندھیرے کمرے میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ کہیں۔۵۔کتے یا بلی کو مت ستائیں۔۶۔وضو کر کے سوئیں۔۷۔سوراخ یا دراڑ میں قضائے حاجت مت کریں۔۸۔گھر میں نکلنے والے سانپ کو تین دن کی مہلت دے کر مار دیں۔گھر سے باہر ہر سانپ کو قتل کر دیں۔اسے

مہلت دینے کی ضرورت نہیں۔۹۔ رات کو تنہا صحراء میں مت داخل ہوں۔۱۰۔ جب بھاری چیز زمین پر گرانے کا ارادہ کریں تو بسم اللہ پڑھیں۔(جنات اور جادو کا توڑ،ص:۱۲۰تا۱۲۷)

جادو کی اقسام

جدائی ڈالنے والا جادو:۔ ا- ماں اور بیٹے میں تفرقہ ڈالنا۔۲- باپ اور بیٹے میں تفرقہ ڈالنا۔۳- دو بھائیوں کے درمیان تفرقہ ڈالنا۔۴- دوستوں کے درمیان تفرقہ ڈالنا۔۵- کاروبار حصہ داروں میں تفرقہ ڈالنا۔۶- خاوند اور بیوی میں تفرقہ ڈالنا۔

جدائی والے جادو کی علامات:۔ ا- حالات کا اچانک محبت سے عداوت میں تبدیل ہو جانا۔۲- فریقین کے درمیان شکوک و شبہات ڈالنا۔۳- اختلافی مسائل میں رائی کا پہاڑ بنانا۔۴- باہمی عدم اعتماد پیدا کرنا۔۵- بیوی کی صورت کا مرد کی نگاہوں میں قبیح ہو جانا اسی طرح بیوی کے ساتھ ہونا۔

جادو کا علاج:۔ جیسا کہ پچھلے صفحات میں گزر چکا ہے جس طرح جنات والے مریض کا علاج ہوگا اسی طرح جادو والے مریض کا علاج ہوگا۔(جنات اور جادو کا توڑ،ص:۱۳۰-۱۳۱)

جادو کی ایک اور خطرناک قسم

شادی میں رکاوٹ ڈالنے والا جادو:۔ جب کوئی شخص کسی جادوگر کے پاس جا کر اس سے یہ مطالبہ کرے کہ فلاں عورت اور فلاں مرد میں نفرت ڈال دو۔تو ایسی صورت میں وہ کسی جن کو عورت یا مرد میں داخل ہونے کیلئے بھیجتا ہے جب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے تو وہ دو میں سے کسی ایک طریقے پر عمل کرتا ہے۔

ا- عورت کے دل میں ہر اس شخص کی نفرت ڈال دیتا ہے جس سے وہ شادی کرنا چاہے۔

۲- اگر عورت میں داخل نہ ہو سکے تو جو مرد اس سے شادی کرنا چاہے اس کے دل میں یہ وسوسہ ڈالے کہ عورت بدصورت اور بدسیرت ہے لہٰذا مرد مذکورہ عورت سے نفرت کرنے لگتا ہے۔

رکاوٹ والے جادو کی علامات:۔ ا- مختلف اوقات میں سر درد ہو اور دوا سے بالکل افاقہ نہ ہو۔

۲- انتہائی تنگ دلی محسوس کرے بالخصوص عصر سے لے کر آدھی رات تک۔۳- منگیتر کا انتہائی برے منظر میں نظر آنا۔۴- نیند میں بے چین رہنا۔۵- معدے میں مسلسل تکلیف محسوس کرنا۔۶- ریڑھ کی ہڈی کے نچلے مہروں میں درد محسوس کرنا۔

علاج:۔ اس جادو کا علاج بھی عام قرآنی آیات اور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم دعاؤں کے ذریعے کیا جائے نیز اپنے گھر کا ماحول شرعی بنایا جائے۔تمام منکرات کو گھر سے نکال دیا جائے۔

عورت کا مباشرت پر آمادہ نہ ہونا:۔ مرد کی طرح عورت کو بھی مباشرت میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اور وہ گہری سازش کا شکار ہوتی ہے۔عورت کے ربط (رکاوٹ) کی پانچ صورتیں ہیں۔

ا۔ ربط منع: وہ یہ ہے کہ عورت عین جماع کے وقت اپنی دونوں رانیں سختی سے بھینچ لیتی ہے۔پھر خاوند جماع نہیں کرسکتا۔

۲۔ ربط دماغ: عورت کے دماغ میں مرکز شعور پر شیطان کنٹرول کر لیتا ہے۔لہٰذا جب خاوند بیوی کے پاس جماع کیلئے جاتا ہے تو شیطان بیوی کے احساس اور شعور کو جام کر دیتا ہے۔

۳۔ سیلان رحم کا ربط: مباشرت کے وقت رحم سے خون جاری ہو جاتا ہے اور مرد کیلئے ممکن نہیں رہتا کہ وہ اپنا کام جاری رکھ سکے۔

۴۔ جادوئی رکاوٹ: مرد جب بھی بیوی سے جماع کرنا چاہتا ہو اس کے رحم میں دیوار کی صورت بن جاتی ہے اور مرد ناکام ہو جاتا ہے۔

۵۔غار نما رکاوٹ: مرد کنواری دوشیزہ سے شادی کرتا ہے لیکن جماع کے وقت اسے احساس ہوتا ہے کہ عورت کنواری نہیں بلکہ وہ پہلے سے مباشرت کر چکی ہے۔لیکن جونہی مرد اپنے بستر پر واپس جاتا ہے دلہن کا کنوار پن اپنی جگہ پر واپس آجاتا ہے۔

جادوئی رکاوٹوں کا علاج:۔ کتاب کے آخر میں جادوگر اور شیطان کے شر سے بچنے کیلئے مفصل طریقے ذکر کیے جائیں گے۔ ان شاء اللہ۔تاہم یہاں اجمالی طور پر چند طریقے لکھے جاتے ہیں۔

۱۔ ہر وقت باوضو رہیں کیونکہ باوضو انسان پر جادو اثر نہیں کرتا۔۲۔نہار منہ مدینہ منورہ یا کسی بھی علاقے کی سات عجوہ کھجوریں کھانے سے شام تک جادو اثر نہیں کرتا۔۳۔باجماعت نماز کی پابندی۔۴۔نماز تہجد کی پابندی۔۵۔بیت الخلاء میں جاتے وقت مسنون دعاء ضرور پڑھیں۔۶۔ دیگر ماثور دعائیں مختلف مقامات واوقات کے لحاظ سے اپنا ورد بنالیں۔۷۔اپنی ازدواجی زندگی کا آغاز نماز سے کریں۔۸۔نماز میں شیطان سے ضرور پناہ مانگی جائے یعنی ''اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم'' پڑھیں۔۹۔نکاح کے بعد عورت کی شیطان سے حفاظت کریں۔جماع سے پہلے عورت کی پیشانی پکڑ کر یوں دعا کریں۔''اللھم انی اسالك خیر ھا و خیر ما جبلتھا علیه و اعوذبك من شرھا و شر ما جبلتھا علیه''۔۱۰۔جماع کے وقت شیطان کے شر سے پناہ طلب کریں۔''بسم اللہ اللھم جنبنا الشیطان و جنب الشیطان ما رزقتنا''

۱۱۔سونے سے پہلے وضو کیا کریں۔

۱۲۔مغرب کی نماز کے بعد آپ ہر روز یہ وظیفہ پڑھیں۔(i) سورۃ بقرہ کی شروع میں سے پانچ آیات کی تلاوت۔(ii) آیت الکرسی اور اس کے بعد والی دو آیات پڑھیں۔(iii) سورت بقرہ کی آخری تین آیات ضرور پڑھیں۔

۱۳۔فجر کی نماز کے بعد آپ درج ذیل وظیفہ پڑھیں۔''لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریك له' له الملك و له الحمد و ھو علی کل شیءِ قدیر''۔۱۴۔مسجد میں داخل ہوتے وقت اور مسجد سے نکلتے وقت مسنون دعائیں ضرور پڑھیں۔۱۵۔صبح وشام مندرجہ ذیل دعاء تین بار پڑھیں۔''بسم اللہ الذی لایضر مع اسمه شیءِ فی الارض و لا فی السماء و ھو السمیع العلیم''۔

''میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی خواہ آسمانوں میں ہو یا زمین میں۔وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔''۱۶۔گھر سے نکلنے کی دعا پڑھیں۔۱۷۔صبح وشام کے اذکار مسنونہ ضرور کریں۔(جنات اور جادو کا توڑ،ص:۱۳۴۔۱۳۷)

مرکز روحانیت ونور یعنی دل کی اہمیت:۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے لکھا: تمام اعضاء کے مقابلے میں دل کی مثال ایسی ہے گویا فوج کا کمانڈر ان چیف، کہ جس کے حکم سے سب اعضاء کام کرتے ہیں اور دل جیسے چاہتا ہے ان کو استعمال کرتا ہے۔لہٰذا تمام اعضاء دل کی تابعداری میں لگے رہتے ہیں۔اور اگر دل سیدھا رہے تو اعضاء بھی سیدھے رہتے ہیں اور اگر دل میں کجی آجائے تو اعضاء بھی معصیت کا ارتکاب کر لیتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبردار جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے۔اگر وہ صحیح ہو جائے تو سارا جسم صحیح ہوتا ہے۔اور وہ دل ہے۔(صحیح بخاری حدیث نمبر۵۲)

دل ہی پورے جسم کا بادشاہ ہے اور باقی اعضاء دل کے احکام کو نافذ کرتے ہیں۔دل ہی تمام جسم کا مسئول ہوتا ہے کیونکہ بادشاہ اپنی رعایا کا ذمہ دار ہوتا ہے۔(اغاثة اللھفان، ج:۱،ص:۵۔ابن قیم)

اسی لیے دل، جائے امتحان وآزمائش ٹھہرا۔سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریب قیامت کے وقت دلوں پر فتنے چٹائی کے تنکوں کی طرح پیش ہوں گے پس جو دل ان کو قبول کرے گا۔اس پر سیاہ دھبہ لگ جائے گا۔اور جونسا دل ان فتنوں کا انکار کرے گا۔اس پر سفید دھبہ لگ جائے گا۔تو تمام انسانیت دو دلوں کی طرح ہو جائے گی۔سفید دل والے لوگ جن کے دل صاف شفاف چٹان کی طرح ہوں گے جب تک زمین وآسمان قائم رہیں گے کوئی فتنہ ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

اور دوسری قسم کے دل سیاہ جلی ہوئی ٹھیکری کی طرح ہو جائیں گے جو کسی نیکی کے کام کو نہ پہنچانے گے اور نہ ہی کسی برائی سے انکار کریں

گے۔سوائے ان باتوں کے جوان کی خواہشات میں رچ بس گئی ہوں۔(صحیح مسلم،۲/۱۷۱مع نووی)

جو فتنے دلوں پر پیش کیے جائیں گے وہ اس کے امراض کے اسباب ہوں گے۔وہ شہوات اور شبہات کے فتنے ہوں گے۔گمراہی و سرکشی، بدعتوں اور کبیرہ گناہوں،ظلم و جہالت پر مبنی فتنے ہوں گے۔شہوت رانی کے فتنے قصد اور ارادہ کو فاسد کریں گے اور شبہات والے فتنے علم اور اعتقاد کو خراب کرنے کا باعث ہوں گے۔(اغاثۃ اللهفان،۱-۱۲)

لہٰذا ہر مسلمان پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے دل کی پوری طرح نگرانی کرے کہیں ایسا نہ ہو کہ دل راہ مستقیم چھوڑ بیٹھے۔اور کبھی کبھار دل کو نصیحتیں وغیرہ بھی کر لینی چاہئیں اور اس بات کا ہر مسلمان کو بخوبی علم ہونا چاہیے کہ دل کی اصلاح کے ذریعے ہمیشہ سعادت دارین حاصل کریں۔وگرنہ آپ دل کو فساد زدہ بنا کر بدبختی،آزمائش اور مختلف بیماریوں کا سٹور بنالیں گے۔

یہ بھی علم ہونا چاہیے کہ جوں جوں دلی ایمان بڑھتا جائیگا۔اس کا یقین پختہ ہوتا جائے گا۔اور اس کے نور میں اضافہ ہوتا جائے گا جس کے ذریعے حق و باطل کی تمیز کر سکے گا۔نیز ہدایت اور گمراہی کے درمیان فرق کو بھی وہ دل سمجھ جائیگا۔سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دلوں کی چار اقسام ہیں۔

(۱) مومن کا دل: خلوص سے بھرا ہوتا ہے اس میں حق و باطل کے درمیان پہچان کرنے کیلئے نور بھرا ہوتا ہے۔

(۲) کافر کا دل: جس پر غلاف چڑھا ہوتا ہے۔اس میں حق داخل نہیں ہوسکتا۔

(۳) منافق کا دل: الٹا ہوتا ہے کہ اس نے حق کو پہچان کر کفر اختیار کر لیا۔

(۴) گناہگار کا دل: اس میں ایمان پودے کی طرح ہوتا ہے۔کہ پاک اور شیریں پانی سے اس کی نشوونما ہوتی رہتی ہے۔اور نفاق کی مثال ایسی ہے کہ زخم پیپ سے بھر جائے جوں جوں خون اور پیپ میں اضافہ ہوتا جائے زخم خراب ہوتا رہے گا۔

لہٰذا دو مادوں میں سے جونسا مادہ غالب آ جاتا ہے اسی کے مطابق انسان عمل کرتا ہے۔(مسند احمد،معجم الصغیر)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا۔جب اللہ کے دشمن شیطان کو اس بات کا علم ہوا کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور دل نیت کی جگہ کو کہتے ہیں تو اس نے کثرت سے وسوسے ڈالنے شروع کر دیئے۔اور دل کی طرف ہر قسم کی شہوات لانے لگا۔اور وہ احوال و اعمال بندے کے سامنے مزین کر کے پیش کرنے شروع کر دیئے جو اس کو راہ مستقیم سے ہٹا دیں اور سرکشی و گمراہی کے اسباب مہیا کر دیئے تا کہ بندہ ان میں کھو کر توفیق الٰہی سے دور ہو جائے اور بندہ کو پھانسنے کیلئے شیطان نے مکر و فریب کے مختلف جال اور ہتھکنڈے آزمانے شروع کر دیئے تا کہ بندہ اس کے مکر میں بے دام آجائے۔اگر بندہ مکمل طور پر ان پھندوں میں نہ بھی پھنسا تو اس پر ان کا اثر ضرور ہوگا انجام کار بندہ شیطان کے مکر و فریب سے پر تدبیروں اور جھوٹے دعوؤں سے بچ نہیں سکتا۔البتہ اگر بندہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے صرف اپنے اللہ سے مانگتا رہے تو پھر شیطان کی چالوں سے بچ جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:"ان عبادی لیس لك علیهم سلطان" (الاسراء:۶۵)''کہ میرے بندوں پر تیرا کوئی داؤ نہیں چلے گا''۔

تو یہی وہ اضافت ہی بندے اور شیطان کے درمیان رکاوٹ بنتی ہے لہٰذا جو بندہ رب العالمین کی توحید و عبادت کو شرک و ظلم سے پاک کر دیتا ہے۔اور اس کے دل میں اپنے محبوب معبود کی محبت جگمگا اٹھتی ہے۔اور وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں میں سے ہو جاتا ہے۔اور اللہ کی بیان کردہ استثناء کا مستحق ٹھہرتا ہے۔''الا عبادك منهم المخلصین''(الحجر-۴۰) کہ بقول شیطان!''تیرے مخلص بندوں کو میں نقصان نہیں پہنچا سکوں گا۔''(جنات اور جادو کا توڑ،ص:۱۶۰-۱۶۲)

☆☆☆☆☆

الحمدللہ کہ اوراد، اعمال، وظائف اور دعاؤں کی یہ مستند کتاب جو چند دنوں کی والہانہ کوشش ومحنت شاقہ سے تیار کی گئی، اب زیورِ طبع سے آراستہ ہوگئی ہے اور جس کا...... ''تاریخی نام''...... غذاء الارواح اَلْمَعْرُوف بِهِ شرعی وظائف ہے اور جس میں قرآن وحدیث سے مستند اوراد وادعیہ جمع کیے گئے ہیں

مصنف:۔ جناب مولوی حافظ محمد داؤد خاں صاحب رحمانی مرحوم (مولوی فاضل) سابق شیخ الحدیث مدرسہ جامعہ اسلامیہ رائیدرگ...... حسب فرمائش:۔ محبّ علوم قرآن وحدیث فخرِ دُنیائے نسواں محترمہ جناب صاحبزادی صاحبہ مولوی عبیداللہ صاحب مرحوم محدث دہلوی زوجہ مؤلف کتاب ہذا

جائے وظائف کی تقاضے:۔ وظیفہ پڑھتے وقت بدبودار چیزوں کے استعمال سے بچنا مستحب ہے جیسے کچی پیاز، لہسن، بیڑی، سگریٹ وغیرہ۔ مسواک نہ کرنے سے منہ میں بدبو پیدا ہوجاتی ہے ان تمام چیزوں سے بچنا مستحب ہے کیونکہ بدبو سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے مساجد وغیرہ میں خوشبو مہکانا سنت ہے۔ مشائخ اُس مقام پر بھی خوشبو سلگایا کرتے تھے جہاں وہ وظیفہ پڑھا کرتے تھے۔ (غذاء الارواح ص:۴۲)

وظائف کی اجازت:۔ بعض لوگوں نے اوراد و وظائف کیلئے اجازت کی شرط لگائی ہے۔ لیکن یہ شرط ان وظائف کیلئے ہے جن کا ثبوت مشائخ سے ہے، مگر وہ ادعیہ واوراد جن کا ثبوت قرآن وحدیث سے ہے۔ ان میں اجازت کی شرط نہیں کیونکہ قرآن وحدیث سراسر اجازت ہے اور عمل ہی کیلئے ہے۔ (غذاء الارواح ص:۴۳)

دم کے وقت تھتکارنا مستحب ہے: جب کسی زہردار کیڑے کے کاٹے پر یا ورم پر یا پھوڑے پھنسی پر یا پانی وغیرہ پر دم کیا جائے تو اس پر تھتکارنا مستحب ہے جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں لکھا ہے اور صحیحین میں حضورِ اکرم ﷺ کا عمل موجود ہے۔ (غذاء الارواح ص:۴۴)

مولانا داؤد اور بسم اللہ کی فضیلت:۔

خدا کا نام بھی نام خدا کیا راحتِ جاں ہے ۔۔۔ عصائے پیر ہے تیغ جواں ہے حرزِ طفلاں ہے

بسم اللہ، اللہ پاک کا نام ہے اس میں اور اللہ پاک کے اسم اعظم میں اتنی نزدیکی ہے جیسے کہ سیاہی سفیدی سے نزدیک ہوتی ہے۔ (ابوحاتم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب یہ آیت (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) اتری تو آسمان پر بادل چھٹ گئے۔ ہوائیں ٹھہر گئیں۔ سمندر خاموش ہوگیا۔ جانوروں نے کان لگا کر اس کو سنا۔ شیطانوں پر شعلے برسنے لگے اور پروردگار عالم نے اپنی عزت وجلال کی قسم کھا کر فرمایا: ''جس چیز پر میرا نام لیا جائے گا میں اس میں ضرور برکت عطا فرماؤں گا''۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ''جہنم کے انیس داروغہ ہیں اور اس مبارک دعا کے بھی ۱۹ حروف ہیں۔ اس دعا کو پڑھنے والا بھی ان سے محفوظ رہے گا۔ اس دعا کے پڑھنے سے شیطان مکھی کی طرح ذلیل وخوار ہوجاتا ہے۔ (مسند احمد)

جس کام کو اس دعا سے شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت ہوتا ہے۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

جس دعا کے اوّل میں بسم اللہ ہوتی ہے وہ دعا رد نہیں کی جاتی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ، نے کسی سے فرمایا تھا: بسم اللہ خوب خوشخط اور صاف لکھو کیونکہ کسی نے اسے صاف اور خوشخط لکھا تھا اللہ پاک نے اس کو بخش دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قیصر روم کو ایک ٹوپی میں بسم اللہ لکھ کر بھیجی تھی۔ جب وہ اسے سر پر رکھتا تھا اس کا دردِ سر جاتا رہتا تھا۔ اور اس کے اتارنے پر بدستور جاری ہوجاتا تھا۔ بادشاہِ روم اسی بناء پر پکا سچا مسلمان ہوگیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ اس آیت سے غافل ہیں۔ حالانکہ علاوہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے کسی اور نبی علیہم السلام پر یہ آیت نہیں اتری۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ یہی دعا

پڑھ کر زہر ہلاہل پی گئے اور اس کی برکت سے کچھ اثر اس زہر کا نہ ہوا۔ بشر حافی رحمہ اللہ نے ایک کاغذ جس پر یہ دعا لکھی ہوئی تھی اٹھالیا اور اس پرچہ کو خوشبو میں بسایا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ اللہ پاک فرمارہے ہیں۔ بشر! تم نے میرے نام کو خوشبو میں بسایا۔ میں تمہارے نام کو دنیا و آخرت میں خوشبودار بناؤں گا۔ جو آدمی اس کو ۶۲۵ بار لکھ کر اپنے پاس رکھے گا اس کے چہرے سے اتنا رُعب ظاہر ہوگا کہ کوئی اسے ستانہ سکے گا۔ یہ شرجی رحمہ اللہ کا مجرب عمل ہے۔ سعمی رحمہ اللہ نے فرمایا، بسم اللہ اسم اعظم ہے صحیح بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک کا اسم اعظم صرف اللہ ہے تم دیکھتے نہیں۔ تمام قرآن میں علاوہ تمام ناموں کے اسی نام سے ابتداء ہوتی ہے۔ درمنثور میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب تم کسی پریشانی میں گھر جاؤ تو **بسم الله الرحمن الرحيم ولاحول ولاقوة الا بالله العلى العظيم** پڑھو اللہ پاک اس کی برکت سے ہر طرح کی بلائیں انشاء اللہ ٹال دے گا۔ (غذاء الارواح ص: ۵۵-۵۶)

مولانا داؤد خان کے مجرب وظائف

سورۂ فاتحہ کے وظائف:۔ (۱) یہ وظیفہ عموماً تمام دردوں اور خصوصاً آنکھ کے درد کو فوراً فائدہ پہنچاتا ہے۔ شرجی رحمہ اللہ کا کئی دفعہ کا مجرب ہے۔ صبح کی سنتوں اور فرض کے درمیان ۴۱ مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کرو انشاء اللہ درد جاتا رہے گا (۲) مسافر اپنے سفر میں اس سورت کو اگر ۴۱ بار پڑھے گا انشاء اللہ صحیح وسالم گھر واپس آئے گا۔ (۳) اگر قیدی اس سورت کو ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھے گا اور ہر دس مرتبہ پڑھنے کے بعد بیڑیوں پر دم کرے گا انشاء اللہ بیڑیاں کھل جائیں گی۔ (۴) اگر کسی آدمی کو پیاس کا اندیشہ ہو تو اسے چاہئے کہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر اپنے منہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیر لے اس دن بفضلہٖ اس کو پیاس نہ لگے گی۔ جو آدمی فجر کی سنتوں اور فرض کے درمیان اس سورت کو ۴۱ بار ہمیشہ پڑھتے رہے گا اللہ پاک اسے غیب سے روزی پہنچائے گا۔ (۵) طاعون کی گلٹی پر سورۂ فاتحہ کو ۴۱ مرتبہ پڑھ کر دم کرو انشاء اللہ شفاء ہوگی۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ہر بیماری کی ایک دوا ہے۔ اگر تم سورۂ فاتحہ سے حُسنِ عقیدہ علاج کرو گے تو اس میں عجیب شفاء دیکھو گے۔ ایک مرتبہ ایک مدّت تک میں مکّہ معظّمہ میں ٹھہرا رہا۔ وہاں مجھے بہت سی بیماریوں نے آن گھیرا جن کا وہاں پر کوئی طبیب اور معالج علاج نہ کر سکا۔ ایک روز میں نے سوچا! کیوں نہ میں اپنا علاج سورۂ فاتحہ سے کرلوں۔ چنانچہ میں نے اپنا علاج شروع کر دیا تو میں نے اس کا عجیب اثر دیکھا ''گویا کہ بہت سی بیماریاں تو اس سے بہت جلد دور ہو جاتی ہیں۔''

نواب صدیق الحسن خاں رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''مجھے تجربہ ہے کہ امراض روحانی یا جسمانی میں سے کوئی بھی ایسا مرض نہیں جس میں سورۂ فاتحہ نے اپنا اثر نہ دکھایا ہو''۔

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جس آدمی کو کوئی ضرورت ہو، اسے سورۂ فاتحہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا چاہیے''۔ انشاء اللہ وہ ضرورت پوری ہو جائے گی۔''

شعمی رحمہ اللہ کے پاس ایک آدمی نے آکر درد گردہ کی شکایت کی۔ انہوں نے جواب دیا: ''سورۂ فاتحہ پڑھ کر درد کی جگہ دم کرلو'' تفسیر فتح العزیز میں فرمایا: ''سورۂ فاتحہ اسم اعظم ہے۔ دل سے ہر ایک طلب (یعنی جائز نہ کہ حرام) کیلئے پڑھ سکتے ہیں''۔ اس کے پڑھنے کے دو طریقے ہیں۔ اوّل طریقہ یہ کہ فجر کی سنتوں اور فرض کے درمیان ۴۱ مرتبہ چالیس یوم تک پڑھیں تو انشاء اللہ ہر غرض پوری ہوگی۔ اگر بیمار، یا جادو کیے ہوئے کی شفاء منظور ہو تو پانی پر دم کر کے پلاؤ۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اتوار کے دن شروع ماہ میں فجر کی سنت وفرض کے بعد ستر مرتبہ پڑھو اور پھر روزانہ اسی وقت پر دس دس کم کرتے جاؤ۔ اس طرح یہ عمل ہفتہ کے دن ختم ہو جائے گا۔ اگر پہلے مہینے میں غرض حاصل ہوگئی تو فبہا ورنہ دوسرے اور تیسرے مہینوں میں بھی یہی عمل جاری رکھو۔ اس سورت کو چینی کے برتن میں عرق گلاب ومشک اور زعفران سے لکھ کر پرانے بیمار کو چالیس روز تک پلائیں۔ بہت مجرب عمل ہے۔ علاوہ ازیں دانتوں کے، سر کے اور شکم کے درد میں اور دیگر تمام قسم کے دردوں میں سورۂ فاتحہ کو سات بار پڑھ کر دم کریں نہایت مجرب ہے۔ (غذاء الارواح ص: ۵۷-۵۹)

سورۂ یٰسین کا عمل: شرجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اسے جس مطلب کیلئے بھی ۴۱ بار پڑھو گے وہی مقصود انشاء اللہ حاصل ہو جائے گا جس شخص نے

دن نکلتے ہی سورۂ یٰسین پڑھی، اس کی حاجت بفضلہٖ تعالیٰ پوری ہوگی۔اس لیے مشائخ نے فجر کی سنت وفرض کے درمیان پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ (غذاءالارواح، ص:۶۳)

سورۂ واقعہ کا ۴۱ مرتبہ کا عمل:۔ جو آدمی اس سورت کو کسی ایک ہی نشست میں ۴۱ بار پڑھے گا اس کی تمام مرادیں پوری ہونگی۔خصوصاً فراخی رزق کی بابت تو دعا ضرور ہی قبول ہو جاتی ہے اسی طرح جو شخص اس سورت کو عصر کے بعد ہمیشہ پڑھے گا اس کے واسطے مسرتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔(غذاءالارواح، ص:۶۴)

سورۂ حشر کا آزمودہ عمل:۔ نواب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کی ہمیشگی دشمن سے حفاظت کرتی ہے۔کسی کے کان میں ایک چیچڑی گھس گئی۔اسے انتہائی تکلیف ہوئی۔بعض علماء نے آب زمزم پر اوّل سورۂ آل عمران اور آخر سورۂ حشر کی دس آیات پڑھ کر پانی پر دم کر کے اسے پلا دیا۔چیچڑی فوراً کان سے باہر نکل گئی۔(غذاءالارواح، ص:۶۴)

سورۂ ملک کا عمل: حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے بارے میں کسی عالم کا بیان ہے کہ وہ مغرب کے وقت کسی جنازے کے ساتھ قبرستان گئے۔جب میت کو دفنانے کے بعد وہ لوٹے تو اچھی خاصی رات ہوگئی تھی۔کیا دیکھتے ہیں کہ ایک کتا قبر میں گھس گیا اور فوراً تھر تھر کانپتا ہوا بیقرار ہو کر قبر سے نکلا۔اس کی دائیں آنکھ پھوٹی ہوئی تھی۔انہوں نے اس سے واقعہ دریافت کیا۔اس نے عرض کیا کہ میں نے صاحبِ قبر کو ستانا چاہا تھا مجھے سورۂ یٰسین نے روک دیا اور میری آنکھ پھوڑ دی۔کسی نے مجھ سے کہا اگر یہ سورۂ ملک بھی پڑھتے تو تیری دوسری آنکھ بھی پھوڑ دی جاتی!

ایک خاص عمل: جو آدمی ہلال (چاند) دیکھ کر یہ سورت پڑھے گا، تمام مہینے برائیوں سے بچا رہے گا اور بھلائیاں ہی بھلائیاں پائے گا۔بعض لوگ اس سورت کو عشاء کی نماز کے بعد دو رکعتوں میں پڑھا کرتے تھے۔(غذاءالارواح، ص:۶۵)

حصول مقصد کا عمل:۔ بعض علماء: فرماتے ہیں گر کسی کو اللہ سے کوئی حاجت ہو تو ۴۱ بار یہ سورۃ پڑھ کر ۴۱ بار، مندرجہ ذیل دعا مانگے۔پھر اللہ پاک سے اپنے مقصود خاص کی درخواست کرے۔انشاءاللہ مدعا حاصل ہو جائے گا۔

"اللهم يامن يكتفى من خلقه جميعا ولايكتفى منه احد من خلقه احد يامن لا آخر له' انقطع الرجاء الامنك و خابت الاعمال الافيك و انسدت الطرق الا اليك ياغياث المستغيثين اغثنى "۔

اے اللہ (تو) وہ ہے جو سب کیلئے کافی ہے اور تیرے سوا تمام مخلوق کیلئے کوئی اور کافی نہیں۔اے واحد جس کا اخیر نہیں ہر ایک امید تجھ ہی سے بندھی ہوئی ہے اور ہر ایک عمل تیرے ہی لیے قابل قدر ہے اور راستہ تیرا ہی کھلا ہوا اور سیدھا ہے اے دکھیارے انسانوں کی فریاد سننے والے میری فریاد (بھی) سن لے۔(غذاءالارواح، ص:۶۶)

فتح یابی کیلئے سورۂ الم نشرح کا عمل:۔ بعض علماء: فرماتے ہیں آسانی سے دشمن پر فتح حاصل کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ الم نشرح ۳ بار اور سورۂ فاتحہ گیارہ بار پڑھ کر فتح کی دعا مانگو۔باذن اللہ فتح ہوگی۔(غذاءالارواح، ص:۶۶)

ہر شر سے حفاظت کیلئے سورۂ کافرون کا عمل:۔ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں یہ سورۃ قرآن کا چوتھائی حصہ ہے (حاکم، ترمذی) دونوں حدیثیں ضعیف ہیں۔وہ دو سورتیں کیسی اچھی ہیں جو فجر سے پہلے یعنی سنتوں میں دو رکعتوں میں پڑھی جاتی ہیں۔سورۂ اخلاص و کافرون (ابن حبان) یعنی کافرون پہلی رکعت میں اور اخلاص دوسری رکعت میں فجر کی سنتوں میں پڑھی جاتی ہیں۔شرجی رحمہ اللہ جو آدمی آفتاب کے طلوع ہوتے ہی اس سورت کو پڑھے گا وہ اس دن ساری دنیا کے شر سے محفوظ رہے گا۔(غذاءالارواح، ص:۶۷)

سورۂ اخلاص کے مجرب عملیات: بعض علماء فرماتے ہیں کہ جس آدمی نے اس سورت کو ہمیشہ اپنی زندگی میں پڑھا اسے دنیا وآخرت کی بھلائیاں ملیں گی اور وہ ہر قسم کی بُرائی سے محفوظ رہے گا۔بھوکا پڑھے گا خوب سیر ہوگا۔پیاسا پڑھے گا خوب سیراب ہوگا۔اسماء حسنیٰ میں سے ایک اسم ''الصمد'' بھی ہے جو اس سورت میں ہے۔اس کا عامل بھوکا پیاسا نہیں رہتا۔ یاصمد یاصمد لاتعداد پڑھے جاؤ اور ہمیشگی کرو۔بعض لوگوں

نے اس کی تعداد ۱۳۴ بتائی ہے۔ ہرن کی جھلی پر لکھ کر موم جامہ کر کے اپنے پاس رکھو تو موذی جانوروں اور انسانوں سے امن میں رہو گے۔ گھر میں داخل ہوتے وقت پڑھو تو رزق کی فراخی ہوگی اور افلاس دور ہوگا۔

قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو آدمی مرض الموت میں سورۂ اخلاص پڑھے گا انشاء اللہ قبر کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔ قبر اسے نہ دبوچے گی اور فرشتے اسے اُٹھا کر پل صراط پار کرادیں گے۔ نواب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ محترمہ کو مرض الموت میں یہ سورت پڑھنے کو بتائی تھی اور وہ کثرت سے اسے پڑھا کرتی تھیں۔ (غذاءالارواح، ص:۶۸)

حضرت ابراہیم بن ادھم بلخی رحمہ اللہ کا اسم اعظم:۔ (۱) "یامن له وجه لا یبلٰی و نور لا یطفٰی و اسم لا ینسٰی و باب لایغلق و ستر لا یهتك و ملك لا یفنٰی اسئلك ان تقضی حاجتی و تعطینی" اے وہ جس کا چہرہ نہ پرانا ہونے والا، جس کا نور نہ بجھنے والا، جس کا نام نہ بھولے جانے والا، جس کا دروازہ نہ بند ہونیوالا، جس کا پردہ نہ پھاڑا جانے والا اور جس کا ملک نہ فنا ہونیوالا، میں تجھ سے اپنی حاجت برآری اور بخشش مانگتا ہوں۔ (۲) "اللهم انی اسئالك بانك انت الله لا الهٰ الا انت الاحد الصمد الذی لم یلد و لم یولد و لم یکن له کفوا احد" ٥

خداوندا: میں تجھ سے اس بات کے اقرار کی توفیق مانگتا ہوں کہ میں تیری گواہی دوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ہی ایک ہے بے نیاز ہے، جو نہ پیدا ہوا (کسی سے) اور نہ کوئی اس سے پیدا ہوا (ان دونوں صورتوں سے پاک ہے) جس کا کوئی جوڑ نہ ہمسر ہے۔

(۳) " اللهم انی اسئالك بان لك الحمد لااله الا انت الحنان المنان بدیع السموت والارض یا ذاالجلال والاکرام یاحی یا قیوم اسئالك (ابن ماجه)"

خداوندا: مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری طرح طرح کی تعریفیں کروں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو بڑی محبت والا، بڑے احسان والا اور آسمان و زمین کو بے مثال پیدا کرنے والا ہے۔ اے جلال و بزرگی والے اے زندہ (معبود) اے دنیا کو سنبھالنے والے میں تجھ سے مانگتا ہوں۔ (۴) " والهکم اله واحد لااله الا هو الرحمن الرحیم "

تمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی نہیں، وہ بڑی محبت کرنیوالا اور بڑا مہربان ہے۔ (۵) " الٓم الله لا اله الا هو الحی القیوم لآاله الا انت سبحنك انی کنت من الظلمین "۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ اور دنیا کو سنبھالنے والا ہے (مالک) تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں بلاشبہ میں ظالم ہوں۔

اسماء حسنٰی کے مجرب عملیات

اسماء حسنٰی بخاریؔ، مسلمؔ اور ترمذیؔ وغیرہ سے ۹۹ ثابت ہیں جو شخص ان کا ورد رکھے گا وہ جنت کا حقدار ہوگا۔ (بخاری) جس نے انہیں یاد کیا وہ جنت میں داخل ہوا۔ ابونعیم میں ہے جس نے انہیں پڑھ کر دعا کی اس کی دعا قبول ہوئی۔

اہل اللہ کے آزمائے مجرب عملیات:۔

اَللّٰہُ	حقدارِ عبادت سچا معبود	یہ اسم ذات ہے اس کو روزانہ ایک ہزار بار پڑھنے سے یقین اور عرفان بڑھتا ہے، نماز کے بعد سو بار پڑھنا موجب انشراح صدر و کشف ہے۔
اَلرَّحْمٰنُ، اَلرَّحِیْمُ	بڑا مہربان، نہایت رحم کرنیوالا	فرائض کے بعد پڑھنے سے غفلت، بھول اور دل کی سختی دور ہوتی ہے۔ الرحیم سو بار روزانہ پڑھنے سے تمام مخلوق مہربان ہوتی ہے۔

اسم	معنی	فوائد
اَلْمَلِكُ اَلْقُدُّوسُ	بادشاہ شہنشاہ حقیقی تمام برائیوں اور عیبوں سے پاک	اَلْمَلِكُ الْقُدُّوسُ کی ہمیشگی سے بادشاہ کا ملک قائم رہتا ہے اور عوام کا نفس فرمانبردار ہوتا ہے، عزت وآبرو کے واسطے بھی اس اسم کا پڑھنا مجرب ہے، ۹۰ بار کے وِرد سے روشن ضمیر مالدار اور بادشاہ کی نگاہ میں معزز ہو۔ زوال کے وقت پڑھنے سے دل کی صفائی ہوتی ہے اس اسم کو القدوس کے ساتھ ملا کر جمعہ کے بعد روٹی پر دم کر کے کھلانے سے فرشتوں جیسی خوبیاں پیدا ہوتی ہیں۔ بھاگنے کے وقت پناہ کے واسطے مفید ہے۔ راستے میں مداومت کرنے سے مسافر کی تھکن دور ہوتی ہے۔ ۳۱۹ بار پڑھ کر مٹھائی پر دم کر کے دشمن کو کھلانے سے دشمنی دور ہو جاتی ہے۔
اَلسَّلامُ	سلامتی والا عیبوں سے پاک	بیمار پر ۱۱۱ مرتبہ پڑھ کر دم کرنے سے بیماری دور ہو جاتی ہے اور اس کی ہمیشگی خوف سے بے نیاز بناتی ہے۔
اَلْمُؤْمِنُ	امن دینے والا	اسے کثرت سے پڑھو یا اپنے پاس رکھو، شیطان کے شر سے محفوظ رہو گے، ظاہر و باطن ایک رہے گا۔ کثرتِ ورد سے دنیا میں مخلوق فرمانبردار ہوگی۔
اَلْمُهَيْمِنُ	بہت نگہبانی کرنے والا	غسل کر کے اس اسم کو ۱۱۵ دفعہ پڑھو کشف باطنی ہوگا اور ہمیشگی اختیار کرنے سے تمام آفات سے نجات ملے گی۔
اَلْعَزِيْزُ	بڑی عزت والا	فجر کی نماز کے بعد ۴۱ بار پڑھنے سے رزق میں فراخی ہوگی محتاجی دور ہوگی اور ذِلّت کے بعد عزت نصیب ہوگی۔
اَلْجَبَّارُ	بگڑے کاموں کا بنانے والا	دس مسبحات کے بعد ۲۱ مرتبہ یاجبار پڑھو۔ ظالموں کے شر سے امن ملے گا اور ہمیشگی اختیار کرنے سے دنیا کی غیبت وبدگوئی سے بچے رہو گے، انگوٹھی پر نقش کر کے پہننے سے دنیا پر رُعب وادب قائم رہے گا۔
اَلْمُتَكَبِّرُ	بڑی بزرگی والا	ہم بستری سے پہلے دس بار پڑھو، انشاءاللہ فرزند نیک صالح پیدا ہوگا، کسی کام کے شروع میں پڑھنے سے مطلب برآری ہوگی۔
اَلْخَالِقُ	پیدا کرنے والا	رات کو اس اسم کی مداومت سے دل میں نور اور چہرے پر نور ظاہر ہوتا ہے اور دین کے سب کاموں میں چستی پیدا ہوتی ہے۔
اَلْبَارِئُ	بنانے والا	اس اسم کو سو بار پڑھنے سے قبر باغیچۂ جنت بن جائے گی اگر طبیب مداومت کرے تو علاج موافق ہو اور ہاتھ میں شفاء ہو۔
اَلْمُصَوِّرُ	صورت بنانیوالا تصویر کھینچنے والا	اگر بانجھ عورت سات روزے رکھے اور روزانہ افطار کے وقت ۲۱ بار یامصور پڑھے اور پانی پر دم کر کے اس پانی سے روزہ کھولے تو باذن اللہ اس کا بانجھ پن دور ہو اور بچے پیدا ہوں اس کی مداومت سے مشکل کام آسان ہو جاتے ہیں۔
اَلْغَفَّارُ	بڑی بخشش والا	جمعہ کی نماز کے بعد سو بار پڑھے ''یاغفار اغفرلی ذنوبی'' اس کو خداوند قدوس بخش دے گا۔
اَلْقَهَّارُ	بڑے قہر وغلبہ والا سب پر غالب	اسکے پڑھنے سے دنیا کی محبت دور ہوتی ہے، خاتمہ بالخیر ہوتا ہے اور اللہ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ ہر مشکل کام کے وقت سو بار یاقہار پڑھو کام آسان ہو جائیگا، دشمن کو ذلیل کرنے کیلئے سنت اور فرض کے درمیان پڑھو۔

اَلْوَهَّابُ	بلاعوض دینے والا بڑا افیاض	اس کی مداومت محتاجی اور افلاس سے نجات دیتی ہے، چاشت کی نماز کے بعد سجدے کی آیت پڑھ کر سجدے میں جاؤ اور سات بار یہ اسم پڑھو، دنیا سے بے پروائی ہوگی، ضرورت ہوتو آدھی رات کو گھر یا مسجد کے صحن میں تین بار سجدہ کرو پھر ہاتھ اُٹھا کر سو بار پڑھو، حاجت پوری ہوگی۔
اَلرَّزَّاقُ	روزی دینے والا	فراخی رزق کے واسطے چاشت کے وقت چار رکعتیں پڑھو، پھر سجدے میں ۱۰۴ مرتبہ یہ اسم پڑھو، اگر فرصت نہ ہوتو کم از کم ۵۰ بار پڑھو، رزق میں فراخی حاصل ہوگی، علاوہ ازیں صبح صادق کے بعد نماز فجر سے پہلے گھر کے چاروں کونوں میں دس دس بار قبلہ رو ہو کر دائیں سے شروع کرکے اسم مبارک ''یا رزاق'' پڑھو۔ گھر سے انشاء اللہ رنج و غم اور مفلسی دور ہو جائے گی۔
اَلْفَتَّاحُ	رزق و رحمت کا در کھولنے والا	فجر کی نماز کے بعد سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر ۷۰ بار یا فتاح پڑھو دل کا زنگ ڈھل جائے گا اور دل آئینہ کی مانند صاف و شفاف ہو جائے گا۔
اَلْعَلِيْمُ	خوب جاننے والا	کثرتِ مداومت سے معرفتِ خداوندی کا حصول ہوگا، فرائض کے بعد سو بار مسجد میں پڑھ کر سو جاؤ، پوشیدہ بات خواب میں کھل جائے گی۔
اَلْقَابِضُ	دل یا روزی تنگ کرنیوالا	چالیس روز تک چار نوالوں پر اس اسم کو لکھ کر کھالو بھوک اور عذاب قبر سے بفضلہٖ امن میں رہو گے۔
اَلْبَاسِطُ	روزی یا دل کا فراغ کرنے والا	فجر کے وقت ہاتھ اٹھا کر اس اسم کو دس بار پڑھ کر ہاتھ منہ پر پھیر لو کبھی کسی انسان کے پاس کوئی حاجت لے کر نہیں جاؤ گے۔
اَلْخَافِضُ	کافروں کو ذلیل کرنیوالا یا ترازو کا پلہ جھکانیوالا	تین روزے رکھ کر چوتھے روز ایک ہی نشست میں یَاخَافِضُ ستر بار پڑھو، انشاء اللہ دشمن پر فتح پاؤ گے۔
اَلرَّافِعُ	بلند کرنیوالا اٹھانے والا	آدھی رات میں یا دو پہر کو سو بار اس اسم مبارک کو پڑھو مالدار، بے پرواہ اور دنیا کے محبوب بن جاؤ گے۔
اَلْمُعِزُّ	عزت دینے والا	شب دوشنبہ یا جمعہ کو ۱۴۰ بار پڑھو گے تو بے خوف ہو جاؤ گے اور دنیا کے دل میں تمہاری ہیبت بیٹھ جائے گی۔
اَلْمُذِلُّ	ذلیل کرنے والا	اگر کوئی کسی ظالم یا حسد کرنے والے سے ڈرتا ہے تو ۷۵ بار اس اسم کو پڑھ کر سجدہ کرے اور کہے کہ اے اللہ فلاں کے شر سے امن دے۔
اَلسَّمِيْعُ	بہت سننے والا	جمعرات کو چاشت کی نماز کے بعد ۵۰۰ بار پڑھو، پڑھتے وقت بات نہ کرو اور پھر دعا کرو، انشاء اللہ قبول ہو گی۔
اَلْبَصِيْرُ	خوب دیکھنے والا	فجر کی سنت و فرض کے درمیان ۱۰۱ بار پڑھو اللہ کی محبت پیدا ہوگی۔
اَلْحَكَمُ	حکم کرنے والا	شب جمعہ کو آدھی رات کے بعد اس اسم مبارک کو کثرت سے پڑھتے رہو، عجائب و غرائب دیکھو گے۔
اَلْعَدْلُ	انصاف کرنیوالا	شب جمعہ کو بیس نوالوں پر لکھ کر کھالو، دنیا مسخر ہو جائے گی۔

اَللَّطِيفُ	باریک بین	وضو کر کے دو رکعت نماز حاجت پڑھ کر اسم مبارک جس نیت سے بھی سو بار پڑھو گے وہی نیت انشاء اللہ پوری ہوگی، روزگار نہ ہو، افلاس اور غربت ہو، کوئی کسی کا ہمدرد نہ ہو، بیماری ہو اور کوئی پرسانِ حال نہ ہو یا بچی جوان ہو اور اس کا پیام نہ آتا ہو، ان تمام باتوں کو پورا کرتا ہے (وغیرہ) اور دنیا کے ہر کام کیلئے خالی جگہ میں ۱۶۳۴ بار پڑھو انشاء اللہ مراد حاصل ہوگی۔
اَلْخَبِيرُ	دل کی باتوں کو خوب جاننے والا	اس اسم کو کثرت سے پڑھنے سے نفس کی شرارت اور سرکشی سے نجات ملتی ہے۔
اَلْحَلِيمُ	بڑا بردبار جلدی انتقام نہ لینے والا	باغ وزراعت کی ترقی کیلئے اور آفات سے بچانے کیلئے کاغذ پر لکھ کر پانی میں گھول کر باغ وغیرہ میں ڈالدو۔
اَلْعَظِيمُ	بڑی عظمت و بڑائی والا	اس اسم کو کثرت سے پڑھو تو دنیا کے محبوب بن جاؤ گے۔
اَلْغَفُورُ	بڑی بخشش والا	اگر کسی کو بخار، دردسر، یا رنج وغم کا غلبہ ہو تو اس کو کاغذ پر، زعفران وگلاب سے لکھ کر اور پانی میں گھول کر پیو۔
اَلشَّكُورُ	قدردان تھوڑی بات پر بہت ثواب دینے والا	اگر کسی کی بینائی نہ ہو یا تنگ دستی ستاتی ہو یا دل اندھا ہو تو ۴۱ بار یہ اسم پڑھ کر پیو اور آنکھوں پر اس پانی کو ملو، نہایت مفید ہے۔
اَلْعَلِيُّ	بڑے اونچے مرتبے والا	اس کی مداومت کرنے سے ذلیل عزیز، فقیر امیر اور پردیسی دیس والا ہو جائے۔
اَلْكَبِيرُ	سب سے بڑا سب سے اونچا بالا و برتر	اس کو پڑھنے سے بزرگ و بلند مرتبے والے بنو اگر حکام اس پر مداومت کریں تو اور بھی ترقی کریں۔
اَلْحَفِيظُ	دنیا کو بربادی سے بچانے والا نگراں	اسے لکھ کر سیدھے بازو پر باندھو، جلنے سے، ڈوبنے سے، اثر دیو پری سے اور نظرِ بد سے محفوظ رہو گے۔
اَلْمُقِيتُ	روزی دینے والا	اگر کوئی غریب یا بدخو ہے یا بچہ بہت روتا ہے تو اس اسم کو سات بار پڑھ کر ایک آبخورے پر دم کرو اور اس میں پانی ڈال کر پلاؤ، اگر روزہ دار پھولوں پر پڑھ کر سونگھے گا تو قوت وتوانائی پائے گا۔
اَلْحَسِيبُ	حساب لینے والا کفایت کرنیوالا	اگر کسی چور یا حاسد یا دشمن یا بدہمسایہ، یا نظر سے اندیشہ ہو تو اسے صبح وشام جمعرات سے ۷۰ بار ایک ہفتہ تک حسبی اللہ الحسیب پڑھنا چاہیے۔
اَلْجَلِيلُ	بڑی قدرت و جلالت والا	مشک وزعفران سے لکھ کر گھول کر پینے سے یا سیدھے بازو پر باندھنے سے تعظیم وتکریم ہوگی۔

اَلْكَرِيْمُ	بڑا فیاض بڑا سخی بہت دینے والا	بستر پر پڑھتے پڑھتے سو جاؤ فرشتے تمہاری عزت کی دعا کریں گے۔
اَلرَّقِيْبُ	ہر چیز کی نگہبانی کرنیوالا	اپنے اہل وعیال ومال پر سات بار پڑھ کر دم کرو، انشاء اللہ تمام آفتوں سے محفوظ رہیں گے۔
اَلْمُجِيْبُ	بے قراروں کی دعا قبول کرنیوالا	اس کی کثرت سے دعا جلدی قبول ہوتی ہے، لکھ کر پاس رکھنے سے امن نصیب ہوتا ہے۔
اَلْوَاسِعُ	بڑے وسیع علم والا	اس کی مواظبت سے قناعت وبرکت حاصل ہوگی۔
اَلْحَكِيْمُ	بڑی دانائی والا	اس کی مواظبت سے مشکل کام آسان ہوں گے، انشاء اللہ۔
اَلْوَدُوْدُ	بڑی محبت والا	اگر میاں بیوی میں عداوت ہو تو اس اسم کو ۱۰۰۱ مرتبہ کھانے پر پڑھو اور دونوں کو وہ کھانا کھلا دو، صلح وآشتی ہو جائیگی۔
اَلْمَجِيْدُ	شریف وبزرگی والا	اگر تم کو آبلہ پا، یا آتشک یا کوڑھ یا سفید داغ ہو تو چاند کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ کو روزے رکھو اور افطار کے وقت کثرت سے پڑھ کر پانی پر دم کر کے اس پانی سے روزہ کھولو تو انشاء اللہ شفاء ہوگی، روزانہ صبح کو ۹۹ بار پڑھنے سے آبرو بڑھتی ہے۔
اَلْبَاعِثُ	قبر سے اُٹھانے والا	سوتے وقت سینے پر ہاتھ رکھ کر ۱۰۱ مرتبہ پڑھنے سے مردہ دل زندہ ہو جاتا ہے۔
اَلشَّهِيْدُ	ظاہر وباطن پر خبردار، ہروقت موجود	ناخلف اولاد کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر اور آسمان کو دیکھ کر ۲۴ مرتبہ یا شہید پڑھو، باذن اللہ اولاد صالح اور نیک ہو جائیگی۔
اَلْحَقُّ	خدائی کا حقدار	اگر کسی کی کوئی چیز کھو گئی ہو تو ایک کاغذ کے چاروں کونوں پر حق لکھو اور بیچ میں اس چیز کا نام لکھو اور آدھی رات کو اس کاغذ کو ہاتھ پر رکھ کر یَاحَقُّ کثرت سے پڑھو انشاء اللہ وہ چیز مل جائے گی۔ اگر قیدی آدھی رات کو ننگے سر ۱۰۸ مرتبہ پڑھے تو قید سے اللہ کے حکم سے چھوٹ جاوے۔
اَلْوَكِيْلُ	بڑے کام بنانے والا	اگر بجلی، ہوا یا پانی سے اندیشہ ہو تو اسم مبارک کو ورد بناؤ امن سے رہو گے، خوف کے مقام پر پڑھنے سے ڈر جاتا رہتا ہے۔
اَلْقَوِيُّ	بڑے زور والا بڑا زبردست	دشمن کی مغلوبیت کے واسطے تھوڑا آٹا گوندھ کر اس کی گولیاں بناؤ اور ہر گولی پر یَاقَوِيُّ پڑھ کر دم کرو اور دشمن کو مغلوب کرنے کی نیت سے روزانہ دو گولیاں مرغ کو کھلاؤ، مدعیٰ بفضلہٖ حاصل ہوگا۔
اَلْمَتِيْنُ	تمام کاموں میں پکا	اگر دودھ کی کمی ہو یا بچے کا دودھ چھڑا دیا ہو اور وہ مانتا نہ ہو تو یہ اسم لکھ کر بچے کی ماں کو پلائیں، بچہ بھی رک جائے گا اور دودھ میں زیادتی ہوگی۔

اَلْوَلِیُّ	مددگار محبوب	اگر کسی کی بیوی یا لونڈی بدخو ہوتو وہ اس اسم کو پڑھ کر اس کے سامنے جایا کرے' انشاءاللہ درست ہو جائے گی اس کی مواظبت سے کشفِ اسرار ہوتا ہے۔
اَلْحَمِیْدُ	بڑی تعریف کیا گیا	اگر کوئی فحش گو ہے تو اس اسم کو ۹۰ بار پڑھ کر پیالے پر دم کرو اور ہمیشہ اس پیالے میں پانی پیا کرو' انشاءاللہ یہ مرض جاتا رہے گا' اس کی کثرت سے نیک کاموں کی طرف رجحان ہو جاتا ہے۔
اَلْمُحْصِیُ	اس کا علم ہر چیز کو گھیرنیوالا ہے	اگر شبِ جمعہ ۱۰۰۰ بار اس اسم کو پڑھو گے تو عذاب قبر اور عذاب حشر سے امن میں رہو گے۔
اَلْمُبْدِیُٔ	پہلی بار پیدا کرنے والا	اسقاط سے حفاظت کا طریقہ یہ ہے کہ عورت کا شوہر بیوی کا پیٹ کھولکر ۹۰ بار اس اسم کو پڑھتا جائے اور شہادت کی انگلی پیٹ کے اردگرد پھیرتا جائے اس کی مداومت سے زبان سچی رہتی ہے۔
اَلْمُعِیْدُ	دوبارہ زندہ کرنے والا	بھاگے ہوئے یا غائب کے واسطے جب گھر کے آدمی سو جائیں تو اس اسم کو گھر کے چاروں کونوں میں ستر ستر بار پڑھو اور پھر کہو یَا مُعِیْدُ فلاں کو واپس لے آ' انشاءاللہ سات روز نہ گزریں گے واپس آ جائے گا اگر کچھ کھو جائے تو اس اسم کی کثرت رکھو مراد پاؤ گے۔
اَلْمُحْیِ	زندہ کرنیوالا	اگر کسی کے کہیں درد ہو یا اسے کسی عضو کے ضائع ہونیکا اندیشہ ہو تو اس اسم کو سات بار پڑھو' عرق النساء کے درد کیلئے سات روز تک سات مرتبہ پڑھ کر دم کرو اس کی مداومت سے بدن میں قوت اور دل میں نور پیدا ہوتا ہے۔
اَلْمُمِیْتُ	مارنے والا	نفس پر قابو پانے کیلئے سوتے وقت سینے پر ہاتھ رکھ کر پڑھتے پڑھتے سو جاؤ۔
اَلْحَیُّ	ازلی وابدی زندہ	بیماری میں کثرت سے یہ اسم پڑھو صحت ہوگی اگر روزانہ ستر بار پڑھو گے تو عمر دراز ہوگی اور روحانی قوت بڑھے گی۔
اَلْقَیُّوْمُ	دنیا کو سنبھالنے والا	سحری کے وقت اس اسم کا کثرت سے ذکر اہل دنیا کو محبوب بناتا ہے' اور اس کی ہر وقت مداومت سے تمام حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔
اَلْوَاجِدُ	مالدار بے پروا	خلوت میں اس کو کثرت سے پڑھنے سے فراخی اور تونگری حاصل ہوتی ہے۔
اَلْمَاجِدُ	شریف شرافت والا	ہر نوالے کے ساتھ یا ماجد پڑھنے سے بڑا نور پیدا ہوتا ہے۔
اَلْوَاحِدُ	ایک یکتا	کسی کو تنہائی میں وحشت ہو تو ۱۰۰۱ بار اس اسم اعظم کو پڑھے' وحشت دور ہوگی' خدا کا قرب حاصل ہوگا' اس کو لکھ کر پاس رکھنے سے اللہ پاک فرزند عطا کرے گا۔
اَلْاَحَدُ	بالکل ایک	مذکورہ بالا طریقہ پر عمل کریں۔
اَلصَّمَدُ	بے نیاز و بے پروا	جو آدمی سحری کو یا آدھی رات کو سجدے میں ۱۱۵ بار اس کو پڑھے گا وہ بات کا سچا ہوگا اور کبھی ظالم کے چنگل میں نہ پھنسے گا' اگر اس کی کثرت رکھو گے' بھوکے نہ رہو گے' اگر حالت وضو میں پڑھو گے' بے پروا رہو گے۔
اَلْقَادِرُ	قدرت والا	اگر کوئی مشکل کام درپیش آئے تو اس اسم کو ۴۱ بار پڑھے اور دعا مانگے انشاءاللہ کام آسان ہو جائے گا۔

اَلْمُقْتَدِرُ	قدرت ظاہر کرنے والا	اس پر مداومت کرنے سے غفلت کے پردے اُٹھ جاتے ہیں' اگر بیدار ہوتے ہی یہ اسم بیس بار پڑھا جائے تو تمام کام اچھے ظاہر ہوں۔
اَلْمُقَدِّمُ	آگے بڑھانے والا	اگر جنگ میں اس کو پڑھا جائے یا پاس رکھا جائے تو ذرا تکلیف نہ ہوگی' اگر کثرت کی جائے تو اچھے کاموں میں لذت آئے۔
اَلْمُؤَخِّرُ	پیچھے ہٹانے والا	اگر اس اسم کو سو بار پڑھا جائے تو دل حق میں لذت پائے' روزانہ سو بار پڑھنے سے سب کام درست ہو جاتے ہیں اور ۱۴ مرتبہ پڑھنے سے سرکشی دور ہو جاتی ہے۔
اَلْاَوَّلُ	سب سے پہلے	اگر کسی کے بیٹا نہ ہوتا ہو تو اس کو ۴۰ مرتبہ ۴۰ دن تک پڑھیں انشاء اللہ مراد حاصل ہوگی۔ اگر بیٹے کی خواہش یا فراخی یا کوئی اور ضرورت ہو تو ۴۰ جمعہ کی راتوں میں ہر رات ہزار بار پڑھا جائے تو انشاء اللہ آرزو پوری ہوگی۔
اَلْاٰخِرُ	سب سے پیچھے	بوڑھے آدمی کو اس کا ورد رکھنا چاہیے انشاء اللہ خاتمہ بالخیر ہوگا۔
اَلظَّاهِرُ	(ظاہر مخلوقات کے اعتبار سے)	اگر اشراق کی نماز کے بعد اسے ۵۰۰ مرتبہ پڑھا جائے تو آنکھوں میں نور پیدا ہوگا اور اگر بینہ وغیرہ کا اندیشہ ہو تو کثرت سے پڑھو انشاء اللہ محفوظ رہو گے اور اگر گھر کی دیوار پر لکھا جائے تو وہ دیوار نہ گرے گی۔
اَلْبَاطِنُ	پوشیدہ (ذات کے اعتبار سے)	مداومت کرے تو جو آدمی اسے دیکھے اس سے محبت کرے۔
اَلْوَالِيُ	مالک کام بنانے والا	اگر گھر کو تمام آفتوں سے محفوظ رکھنا چاہو تو اس اسم کو کورے آبخورے (کوزہ) پر لکھو اور اس میں پانی بھر کر در و دیوار پر چھڑک دو' تسخیر کے واسطے گیارہ بار پڑھو' سلامتی گھر کے واسطے ۳۰۰ بار پڑھو۔
اَلْمُتَعَالِيُ	بہت بلند	اس کے پڑھنے سے ہر مشکل کام آسان ہو جاتا ہے' اگر عورت حالت حیض میں اسے پڑھے تو حیض کے امراض سے محفوظ رہے گی۔
اَلْبَرُّ	محسن اعظم بڑا احسان کرنیوالا	اس کے پڑھنے سے تمام آفتوں سے نجات ملتی ہے' اس کو سات مرتبہ پڑھ کر اولاد پر دم کرو اور اسے اللہ کے سپرد کر دو' بالغ ہونے تک تمام آفات سے محفوظ رہے گی' شراب نوشی اور زنا میں مبتلا ہونے والوں کو روزانہ سات بار پڑھنا چاہیے' دل پھر جائے گا (انشاء اللہ)
اَلتَّوَّابُ	توبہ قبول کرنیوالا	اگر چاشت کی نماز کے بعد اسے ۳۶۰ مرتبہ پڑھا جائے' خدا کے حکم سے خالص توبہ نصیب ہوگی اور بکثرت ورد سے بگڑے کام سدھریں گے۔
اَلْمُنْتَقِمُ	بدلہ لینے والا	اگر تین جمعوں تک اس کی مداومت کی جائے تو دشمن دوست ہو جائے' آدھی رات کو اس کو جس نیت سے پڑھو گے وہی کام ہو جائے گا۔
اَلْمُنْعِمُ	انعام کرنیوالا	اس پر مداومت کرنے والا کبھی کسی کا محتاج نہ ہوگا۔
اَلْعَفُوُّ	بہت معاف کرنیوالا	اس کو کثرت سے پڑھو انشاء اللہ تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔

اَلرَّؤُفُ	بڑی نرمی کرنیوالا	اگر کسی کی سفارش منظور ہو تو اس اسم کو دس بار پڑھ کر سفارش کرو وہ شخص تمہاری بات مان لے گا اس پر مداومت کرنیوالا رحم دل اور سب کا محبوب ہو جاتا ہے۔
مَالِكُ الْمُلْكِ	سارے جہان کا مالک	اس کی مداومت کرنیوالا مالدار ہو،اور اس کی دین و دنیا کی آرزوئیں پوری ہو جاتی ہیں۔
ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَمِ	بزرگ و بخشش والا	مذکورہ بالا۔
اَلْمُقْسِطُ	عدل و انصاف کرنیوالا	اگر اس اسم کو سو بار پڑھا جائے تو شیطان کے شر اور وسوسہ سے نجات ملے گی اور سات سو بار پڑھنے سے ہر حاجت پوری ہو گی۔
اَلْجَامِعُ	قیامت کے دن لوگوں کو جمع کرنیوالا	اگر چاشت کے وقت غسل کر کے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر اس اسم کو دس مرتبہ پڑھیں اور ایک ایک انگلی ہر بار بند کر لیں اور پھر منہ پر ہاتھ پھیریں تو دور پڑے ہوئے احباب و اقارب سب جمع ہو جائیں گے۔
اَلْمُغْنِیُ	جسے چاہے بے پروا کرنیوالا مالدار بنانیوالا	اگر اس اسم کو دس جمعوں تک پڑھا جائے اور ہر جمعہ کو ہزار بار پڑھیں تو دنیا سے بے پروائی حاصل ہو گی۔
اَلْمَانِعُ	ہلاکت سے روکنے والا	اگر شوہر اپنی بیوی پر ناراض ہو تو بستر پر لیٹتے وقت بیوی ۲۰ مرتبہ اس اسم کو پڑھے، شوہر کی ناراضگی انشاء اللہ کافور ہو جائے گی۔
اَلضَّارُّ	نقصان پہنچانے والا	اس اسم کو جمعہ کی راتوں میں سو مرتبہ پڑھنے سے ثابت قدمی اور اہل قرب کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔
اَلنَّافِعُ	نفع پہنچانے والا	اگر جہاز میں اس کی مداومت کی جائے تو جہاز صحیح سلامت کنارے جا لگے گا اور ہر کام کے شروع میں ۴۱ بار پڑھنے سے وہ کام حسبِ منشا پورا ہو جاتا ہے۔
اَلنُّوْرُ	آسمان وغیرہ کو روشن کرنیوالا	اگر کوئی جمعہ کی رات کو سورۂ نور ۷ بار اور ۱۰۰۱ بار یہ اسم پڑھے گا تو دل میں نور پیدا ہو گا۔
اَلْهَادِیُ	راہ دکھانے والا مدعا تک پہنچانے والا	اگر کوئی ہاتھ اُٹھا کر آسمان کی طرف دیکھ کر کثرت سے اسکو پڑھے اور ہاتھ منہ پر پھیرے تو اسے اہلِ معرفت کا درجہ ملے۔
اَلْبَدِیْعُ	دنیا کو بغیر نمونہ کے پیدا کرنیوالا	اگر کوئی ستر ہزار بار یا ہزار بار اس کو پڑھے تو ہر مشکل کام آسان ہو جاتا ہے اور اگر باوضو اور قبلہ رو لیٹ کر پڑھتے پڑھتے سو جائے تو جس چیز کا حال چاہے خواب میں دیکھ لے۔
اَلْبَاقِیُ	ہمیشہ رہنے والا	اگر اسے جمعہ کی شب میں سو بار پڑھیں تو تمام عمل قبول ہوں اور نہ کوئی ستانے پائے۔

اَلْوَارِثُ	دنیا کی فنا کے بعد باقی رہنے والا	اگر طلوع آفتاب کے وقت اس اسم کو ۱۰۱ بار پڑھیں تو کسی طرح کا رنج نہ ہو اور کثرت سے تمام کام بن جائیں۔
اَلرَّشِيْدُ	راہ دکھانے والا	اگر اسے عشاء کے بعد اور سونے سے پہلے ہزار بار پڑھیں تو صحیح غلط کا پتہ چل جائے گا اور مداومت سے تمام کام بلا کوشش انجام پذیر ہوں۔
اَلصَّبُوْرُ	بڑا صبر کرنے والا	اگر تم کو رنج، مشقت، درد یا کوئی مصیبت پیش آ جائے تو اسے ۳۳ بار روزانہ پڑھنے سے دل مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر آدھی رات یا دوپہر کو مداومت کرو گے تو تمام دلوں کے محبوب بن جاؤ۔

(غذاء الارواح، ص: ۷۰ تا ۸۴)

ذکر نفی اثبات احادیث کی روشنی میں

بخاری و مسلم: ''جس بندے نے لاالہ الا اللہ پڑھ لیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ کلمہ بڑی فضیلت والا ہے۔ یہی وہ کلمہ ہے کہ جس سے ایک کافر مسلمان ہو جاتا ہے۔ (غذاء الارواح، ص: ۸۶)

بخاری: فرمایا قیامت کے دن حقدار شفاعت وہی انسان ہوگا جس نے سچے دل سے لااله الا الله پڑھا ہوگا۔

ترمذی: سب ذکروں سے بہترین ذکر ''لا اله الا الله'' ہے۔

ابن ماجہ: قیامت کے روز ۹۹ دفتر میزان کے ایک پلڑے میں اور لا اله الا الله کا پرچہ دوسرے پلڑے میں ہوگا اور یہی پلڑا بھاری ہوگا (اور جھک جائے گا)

ابن حبان: اگر آسمان اور زمین سب ایک پلڑے میں ہوں اور لا اله الا الله دوسرے پلڑے میں تو اس ہی (لا اله) کا پلڑا بھاری ہوگا۔

مسند احمد: لوگو! اپنے ایمان تازہ کیا کرو، پوچھا گیا کس طرح؟ فرمایا کہ کثرت سے لا اله الا الله پڑھا کرو۔ (غذاء الارواح، ص: ۸۷)

استخارہ کی نماز: بخاری شریف میں سرکار رسالت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب تم میں سے کوئی آدمی کسی کام کا ارادہ کرے تو اس کو دو رکعت نفل پڑھنی چاہیے۔ پھر استخارہ کی دعا پڑھنی چاہیے۔ عینی نے بخاری کی شرح میں اور حضرت امام غزالی رحمہ اللہ نے ''احیاء العلوم'' میں فرمایا ہے۔ استخارے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھی جائے۔ پہلی رکعت میں :قل یایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل هو الله احد پڑھی جائے۔

دفن کے بعد کی دعا: بیہقی، مرنے والے کی قبر کے سرہانے سورۂ بقرہ کی شروع کی آیتیں اور پائینتی پر آخیر کی آیتیں پڑھنی چاہئیں۔

یعنی :الم ذالك الكتاب سے عظیم تک، امن الرسول سے آخر سورۂ تک، **ابوداؤد:** میں ہے کہ اپنے بھائی کیلئے بخشش کی دعا مانگو اور اس کیلئے ثابت قدمی کی دعا کرو، کیونکہ اب اس سے سوال کیا جارہا ہے۔ (غذاء الارواح، ص: ۲۰۰)

مشک وزعفران سے لکھنے کا خاص عمل

ہر بیماری سے خلاصی:۔(۱) ''ويشف صدور قوم مومنين (۲) يايها الناس قد جاء تكم موعظة من ربكم و شفاء لما في الصدور و هدى و رحمة للمومنين'' (پ۱۱، س۱۰، ۵۷)، (۳) يخرج من بطونها شراب مختلف الوانه فيه شفاء للناس (پ۱۴، س۱۶، ع۹:۶۹)، (۴) وننزل من القرآن ما هو شفاء و رحمة للمومنين (پ۱۵، س۹)، (۵) الذي خلقني فهو يهدين ٥ والذي هو يطعمني و يسقين ٥ واذا مرضت فهو يشفين (پ۱۹، س۲۶، ع۷:۸۰ تا ۸۰)، (۶) قل هو للذين امنوا هدى و شفاء (پ، س، ع)

ان آیات کو چینی کی طشتریوں پر مشک و زعفران سے لکھو اور عرق گلاب سے حل کر کے شہد ملا کر چالیس روز تک پلاؤ۔

(غذاء الارواح، ص: ۲۱۰-۲۱۱)

ٹوپی میں رکھی بسم اللہ کی برکات:۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روم کے بادشاہ کو ایک ٹوپی بھیجی تھی۔ جب وہ ٹوپی پہن لیتا تو دردسر جاتا رہتا اور جب اتار دیتا تو دردسر شروع ہو جاتا۔ اس کو بڑا تعجب ہوا۔ معلوم کرنے پر پتہ لگا کہ بسم اللہ لکھی ہوئی ہے وہ کہنے لگا کہ یہ کتنا بہترین دین ہے کہ اس کی ایک آیت سے اللہ نے مجھے شفاء دی پھر وہ مسلمان ہو گیا۔ (غذاءالارواح،ص:۲۱۲)

رمضان شریف کا خاص تعویذ:۔ رمضان شریف کے الوداعی جمعہ کو یہ دعا لکھ کر رکھ لو اور تعویذ بنا کر گلے میں ڈال لو۔ (شرجی)

" بسم اللہ الرحمن الرحیم الم تر الی ربك كیف مدالظل ولو شاء لجعله ساكنا ثم جعلنا الشمس علیه دلیلاًo ثم قبضناه الینا قبضاً یسیراً "(پ۱۹،فرقان،ع:۱۰)

لکھ کر سر پر باندھنا: اس دعا کو لکھ کر سر پر باندھو۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم o كهیعص o ذكر رحمت ربك عبده ذكریاo ....حمعسق oكذلك یوحی الیك والی الذین من قبلك اللہ العزیز الحكیم o بسم اللہ الرحمن الرحیم كم من نعمة لله علی كل عبد شاكر و غیر شاكر و كم من نعمة لله علی كل قلب خاشع و غیر خاشع و كم من نعمة لله علی كل قلب خاشع و غیر خاشع و كم من نعمة لله علی كل عرق ساكن وغیر ساكن اسكن ایها الوجع بعزة من له سكن اللیل والنهار و هوالسمیع العلیم "۔ (شرجی،۲۶)

حضرت خضر علیہ السلام سے ملا خاص عمل:۔ مجھے حضرت خضر علیہ السلام نے درد کی ایک دعا سکھائی، فرمایا: درد کے مقام پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھ لیا کرو، میں برابر اس دعا کو پڑھتا رہا۔ درد فوراً چلا گیا (شعرانی درطبقات کبریٰ)''و بالحق انزلنا ہ و بالحق نزل"
(پ۱۵،بنی اسرائیل،ع۱۲)،(غذاءالارواح،ص:۲۱۳-۲۱۴)

چاندی کے ڈبہ سے ملا خاص عمل:۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے کسی بنی اُمیہ کے گھر میں ایک چاندی کا ڈبہ تالا لگا ہوا پایا جس پر لکھا ہوا تھا ''ہر بیماری کی شفا''۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے اسے کھولا، اس میں مندرجہ ذیل دعائیں لکھی ہوئی تھیں۔ امام صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پھر مجھے کسی طبیب کی ضرورت نہ ہوئی۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم و باللہ ولاحول ولاقوة الا باللہ العلی العظیم ایها الوجع سكنتك بالذی یمسك السماء ان تقع علی الارض الا باذنه ان اللہ بالناس لروف رحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم و باللہ ولاحول ولاقوة الا باللہ العلی العظیم، ایها الوجع سكنتك بالذی یمسك السموت والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسكهما من احد من بعده انه، كان حلیما غفورا۔ (غذاء الارواح،ص:۲۱۴)

مرگی سے نجات کا عمل: مرگی والے کے داہنے کان میں اذان دو اور بائیں کان میں اقامت پڑھو،بعض لوگوں کا ذاتی تجربہ ہے۔
(غذاءالارواح،ص:۲۱۵)

حافظہ کی دعا:۔ پاک پانی پر مندرجہ ذیل آیات پڑھ کر دم کرو اور اس پانی میں تین دن تک پکا کر کھلاؤ اور وہی پانی پلاؤ۔

"الرٰكتاب انزلنا ه الیك لتخرج الناس من الظلمات الی النور باذن ربهم الی صراط العزیز الحمیدo اللہ الذی له ما فی السموات و ما فی الارض و ویل للكافرین من عذاب شدیدo الذین یستحبون الحیاة الدنیا علی الاخرة ویصدون عن سبیل اللہ و یبغونها عوجاً اولئك فی ضلال بعیدo و ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه لیبین لهم فیضل اللہ من یشاء و یهدی من یشاء و هو العزیز الحكیم "(غذاءالارواح،ص:۲۱۶)

بے خوابی کی دعا: اعوذ بكلمات اللہ التامات من غضبه عقابه و شر عباده و من همزات الشیاطین و ان یحضرون۔
(غذاءالارواح،ص:۲۱۶)

لکھ کر پاس رکھنے کا عمل:۔ بسم اللہ پوری درود شریف (۱) ثم انزل علیکم من بعد الغم سے صدور تک (آل عمران) اور محمد رسول الله تک لکھ کر اپنے پاس رکھو۔ (۲) ان الله و ملائکته' یصلون علی النبی یایها الذین امنوا صلوا علیه و سلموا تسلیما (کتاب الصلوٰۃ) (غذاء الارواح، ص:۲۱۷)

جھلی پر لکھ کر گلے میں ڈالنے کی دعا:۔ مندرجہ ذیل آیات پڑھ کر دم کریں' یا کسی پاک کپڑے یا جھلی پر لکھ کر گلے میں باندھ دو' خیالات فاسد بحکم اللہ دور ہو جائیں گے۔

(۱) قرات القران سے رجیم تک سورۃ (۲) فان تولوا سے العظیم تک (سورۃ توبہ) اور (۳) فسیکفیکهم الله وهو السمیع العلیم (سورۃ بقرہ)۔ (غذاء الارواح، ص:۲۱۸)

درد دل کیلئے زعفران سے لکھنے کی دعا:۔ آیت مندرجہ ذیل کو مٹی کے کورے برتن میں زعفران وگلاب سے لکھ کر پلاؤ' انشاء اللہ آرام ہوگا۔ چالیس دن تک عمل کرو۔

"و نزعنا ما فی صدور هم من غل تجری من تحتهم الانهار و قالوا الحمد لله الذی هدانا لهذا و ما کنا لنهتدی لو لا ان هدانا الله لقد جاء ت رسل ربنا بالحق و نو دوا ان تلکم الجنة اورثتموها بما کنتم تعملون" (پ:۸' اعراف' ع ۵) (غذاء الارواح، ص:۲۱۸)

دل کی دھڑکن' خفقان:۔ سورۂ الم نشرح پوری پاک برتن میں زعفران وگلاب سے لکھ کر آب باراں سے حل کر کے چالیس روز تک پلاؤ' انشاء اللہ مرض دور ہو جائے گا۔ (غذاء الارواح، ص:۲۱۹)

دانتوں اور داڑھ کا درد:۔ جو آدمی ہر چھینک کے وقت مندرجہ ذیل دعا پڑھے گا اسے کبھی دانتوں یا داڑھ اور کان کا درد نہ ہوگا۔

ابن ابی شیبہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی موقوف روایت ہے (۱) ''الحمد لله علی کل حال'' میں ہر حال میں اللہ پاک کی تعریفیں بیان کرتا ہوں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ آیت مندرجہ ذیل کو ایک کاغذ پر لکھ کر ماؤف مقام پر دبا لو انشاء اللہ آرام ہو جائے گا۔ (۲) لکل نباء مستقر و سوف تعلمون (شرجی)۔ (۳) کهیعص حمعسق لا اله الا هو رب العرش العظیم له ما سکن فی اللیل والنهار و هو السمیع العلیم (خواص القرآن الغزالی)۔ (۴) انیس مرتبہ بسم اللہ پڑھ کر دم کرو' انشاء اللہ آرام ہوگا۔ (۵) ایک پاک تختہ لے کر اس پر پاک ریت بچھا لو اور ایک کیل سے اس ریت پر ابجد ہوز حطی لکھو۔ پھر الف پر کیل رکھو اور سورۂ فاتحہ پڑھو۔ دردمند اپنی انگلی درد کے مقام پر رکھ لے۔ فاتحہ پڑھ کر اس سے پوچھو درد گیا یا نہیں۔ اگر گیا تو فبہا ورنہ ب پر کیل دباؤ اور فاتحہ پڑھ کر اسی طرح پوچھو انشاء اللہ کاف تک جانے سے پہلے ہی آرام ہو جائے گا۔ (قول جمیل) علاوہ درد دندان کے یہ عمل دردسر اور ریاح کیلئے بھی کیا جاتا ہے' حرف ابجد کو الگ الگ لکھو۔ (غذاء الارواح، ص:۲۲۰)

دعائے نکسیر اور ناک سے خون بہنا:۔ نکسیر والے کے سر پر ہاتھ رکھ کر تین یا پانچ یا سات مرتبہ مندرجہ آیات پڑھئے پڑھنے سے پہلے مریض کو زمین پر لٹا دو اور سر نیچا کر دو۔

''ان الله یمسك السموات والارض ان تزولا و لئن زالتا ان امسکهما من احد من بعده انه کان حلیما غفورا یا ارض ابلعی ماءك و یاسماء اقلعی و غیض الماء کف ایها الرعاف بحق الواحد القهار العزیز الجبار" (پ۲۲' فاطر' ع۵ الداء) (غذاء الارواح، ص:۲۲۱)

آشوب چشم' آنکھ دُکھنا' سرخی چشم:۔ ''اذهبوا بقمیصی هذا فالقوه علی وجه ابی یات بصیرا (سورت یوسف) فکشفنا (سورۃ ق) سے حدید تك قل هو للذین امنو هدی و شفاء (۴) اللهم متعنی ببصری واجعله ا لوارث منی و

ارنی فی العدو ثاری و انصرنی علی من ظلمنی(حاکم) (۵) یاقریب یا مجیب' یا سمیع الدعاء یا لطیفاً لماشاء ردعلی بصری "۔ (غذاءالارواح،ص:۲۲۱)

نگاہ کی کمزوری اور آنکھوں کا درد:۔فرائض کے بعد یہ آیت سات بار پڑھ کر دم کر دیا کرو اور ہر بار حضور پر درود بھیجو اور ہمیشگی کرو۔

" فکشفنا عنك غطاءك فبصرك الیوم حدید"(غذاءالارواح،ص:۲۲۱)

ریاح: گیس اور ریاحی تکلیف کیلئے دیکھئے وہی دعا جو مذکورہ بالا نمبر ۵ پر تحریر ہے(غذاءالارواح،ص:۲۲۱)

پیاس: سورۃ''لایلاف قریش'' کی مداومت سے اللہ کے حکم سے یہ مرض جاتا رہتا ہے۔تین بار مندرجہ ذیل دعا پڑھیے۔

''یالطیفاً بخلقه یا علیماً بخلقه یا خبیر•اً بخلقه الطف بی یا لطیف یا علیم یاخبیر" ۔(غذاءالارواح،ص:۲۲۲)

دردِ گردہ: سورۃ فاتحہ ۷ بار پڑھ کر مقامِ درد پر دم کرو انشاءاللہ درد جاتا رہے گا(امام شعبی) درد دانت درد شکم اور دوسرے تمام دردوں کیلئے مفید ہے۔(غذاءالارواح،ص:۲۲۲)

پتھری ریگ گردہ ومثانہ: ربنا انت الذی فی السماء تقدس ا سمك امرك فی السماء والارض کما رحمتك فی السماء فاجعل رحمتك فی الارض واغفرلنا حوبنا و خطایانا انت رب الطیبین فانزل شفاء من شفاءك و رحمتك علی هذا الواجع (ابوداؤد)،(غذاءالارواح،ص:۲۲۲)

احتباس بول' پیشاب کا بند ہوجانا:۔مذکورہ بالا دعا پڑھو' انشاءاللہ بند پیشاب جاری ہوجائے گا اور مندرجہ ذیل دعا بھی مفید ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (ا)" بست الجبال بسا فكانت هباء منبثا "

مندرجہ ذیل آیت پانی میں گھول کر پیو' پتھری کیلئے مفید ہے:(۲)وحملت الارض والجبال فدکتادکۃ واحدۃ (۳) و اذ استسقی موسیٰ لقومه فقلنا اضرب بعصاك الحجر سےمفسدین(سورۃ بقرہ) تک لکھ کر گھول کر پلاؤ' پتھری کو بھی نافع ہے۔(غذاءالارواح،ص:۲۲۳)

سلسل بول' بار بار پیشاب آنا ذیابیطس:۔مندرجہ ذیل آیت لکھ کر مریض کے سیدھے بازو پر باندھو انشاءاللہ مرض جاتا رہے گا۔

"قیل یا ارض ابلعی ماءك و یاسماء اقلعی و غیض الماء و قضی الامر واستوت علی الجودی و قیل بعد اللقوم الظالمین .....قل اریتـــم ان اصبـــح مـــــاءكـــم غـــورا فـــمـــن یـــــاتیـــکـــم بـــمـــــا ء مـــعیـــن"(غذاءالارواح،ص:۲۲۳-۲۲۴)

بواسیر: مندرجہ ذیل دعا جمعہ کو لکھ کر کمر میں باندھ لو بواسیر کو نافع ہے۔

"بسم الله الرحمن الرحیم یا رحیم کل صریخ و مکروب یا رحیم و صلی الله علی خیر خلقه محمد و اله و اصحابه اجمعین"(غذاءالارواح،ص:۲۲۴)

کثرتِ احتلام: مندرجہ ذیل دعا پڑھ کر سو جاؤ' انشاءاللہ کثرت احتلام کی شکایت جاتی رہے گی۔

''والسماء و الطارقo و ما ادراك ما الطارق oالنجم الثاقبo ان كل نفس لما علیها حافظo فلینظر الانسان مم خلقo خلق من ماء دافقo یخرج من بین الصلب والترائبo انه علی رجعه لقادرo یوم تبلی السرائرo فما له من قوة ولا ناصر"(۵'پ۳۰)(غذاءالارواح،ص:۲۲۴)

عورت پر قابو نہ پانا:۔دو بھنے ہوئے (ابلے ہوئے) انڈے لو اور ان کو چھیل لو ایک انڈے پر زعفران سے لکھو والسمـاء بـنیـنـا هـا باید و انا لموسعون اور مرد کو کھلا دؤ دوسرے انڈے پر والارض فرشنا ها فنعم الماهدون لکھو اور عورت کو کھلا دو(حسن بصری رحمہ اللہ)

امساک' رکاوٹ:۔انگور کے پتوں پر مندرجہ ذیل آیت لکھ کر ان کا شیرہ نکال کر پی جاؤ۔

"یا ارض ابلعی ماءك و یاسماء اقلعی و غیض الماء و قضی الامر.... کلما اوقد و انارا للحرب اطفاء ها الله امسك ایها الماء النازل من صلب فلان بن فلانة بلاحول ولاقوة الا بالله العلی العظیم "(غذاءالارواح،ص:۲۲۵)

استرخا، عضو جسم کا عین موقعہ پر ڈھیلا پڑ جانا:۔ تین روزے رکھو پھر آدھی رات کو اُٹھ کر کسی پاک قلم سے گلاب وزعفران سے مندرجہ ذیل آیت لکھ کر چاٹ لو، تین روز ایسا ہی کرو۔

''انما يستجيب الذين يسمعون والموتى يبعثهم الله ثم اليه يرجعون''۔(غذاءالارواح ص:۲۲۵-۲۲۶)

عقم بانجھ پن، بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت نہ ہونا: (۱) اس غرض کیلئے مندرجہ ذیل آیت چینی کے برتن میں مشک وزعفران وگلاب سے باوضو لکھ کر پانی میں گھول کر خواہ مرد ہو یا عورت جس کو چاہو پلا دو، نیز ایک پرچہ پر لکھ کر سیدھے بازو پر باندھ لو، جماع کے وقت الگ کر لو مفید ہے۔

"هنا لك دعا زكريا ربه قال رب هب لي من لدنك ذرية طيبة انك سميع الدعاء"

(۲) جمعہ کی شب کو آدھی رات کے بعد اُٹھو اور مندرجہ ذیل آیت کو حلوے پر اس طرح لکھو کہ کوئی دیکھنے نہ پائے پھر اس کو کھا کر ہم بستری کرو، تین روز تک ایسا ہی کرو۔(مجرب المجرب ہے)

"يايها الناس اتقوا ربكم الذى خلقكم من نفس واحدة و خلق منها زوجها و بث منهما رجالا كثيرا و نساء واتقو الله الذى تسآء لون به والارحام ان الله كان عليكم رقيباً "(سورة نساء)

(۳) ہرن کی جھلی پر گلاب وزعفران سے مندرجہ ذیل آیت لکھ کر گلے میں باندھ لو۔

''ولو ان قرانا سيرت به الجبال او قطعت به الارض او كلم به الموتى بل لله الامر جميعا "(پ۱۳، رعد)

(۴) چالیس لونگوں پر سات سات بار آیت مندرجہ ذیل پڑھیے اور غسل حیض سے فراغت پاتے ہی ایک لونگ روزانہ رات کو کھا کر سو جاؤ، اس کے بعد پانی نہ پیو اور شوہر سے ملتی رہو۔

"او كظلمات فى بحر لجى يغشه موج من فوقه موج من فوقه سحاب ظلمات بعضها فوق بعض اذا اخرج يده لم يكد يرا ها و من لم يجعل الله له نورا فماله من نور"(غذاءالارواح ص:۲۲۶-۲۲۷)

حفاظت حمل کیلئے ہرن کی جھلی پر لکھنے کا عمل: آیت مندرجہ ذیل کو ہرن کی جھلی پر مشک وزعفران وگلاب سے لکھ کر سیدھے بازو پر باندھ لیجئے:

(۱) " اذ قالت امرأة عمران رب انى نذرت لك ما فى بطنى محرراً فتقبل منى انك انت السميع العليم "(سورة ال عمران)

(۲) اجوائن، پانی اور کالی مرچ لے کر پیر کے دن دوپہر کو چالیس بار سورۂ والشمس پڑھا کرو، ہر بار درود شریف پڑھ لو، شروع حمل سے دودھ چھڑانے تک روزانہ کھلاؤ(حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ)

(۳) پاک کاغذ کے پرچہ پر (۱۶۰) بار ''بسم اللہ'' لکھو اور عورت کے گلے میں یا سیدھے بازو پر بندھوا دو۔(غذاءالارواح ص:۲۲۷-۲۲۸)

اسقاط سے بچنے کیلئے: مندرجہ ذیل آیت کو لکھ کر گلے میں یا سیدھے بازو پر باندھ لیجئے انشاءاللہ حمل ساقط نہ ہوگا۔ مجرب ہے۔

"ولبثوا فى كهفهم ثلث مائة سنين وازدادوا تسعاً "(غذاءالارواح ص:۲۲۸)

حمل میں حفاظت کیلئے: جس عورت کے حمل نہ ٹھہرتا ہو اس کیلئے یہ عمل مجرب ہے۔ ایک پاک برتن میں سورۂ فاتحہ اور درود شریف لکھو اور دوسرے برتن میں مندرجہ ذیل آیتیں لکھو، پھر دونوں کو پانی میں گھول کر ہم بستری سے پہلے پی جاؤ(ماقبل میں ذکر کردہ آیات)(شرجی)(غذاءالارواح ص:۲۲۸)

دردزہ، پیدائش کے درد کا علاج:۔ ذیل کی آیات کو کسی پاک برتن میں لکھ کر پانی سے گھول کر زچہ کے شکم وناف پر چھڑک کر قدرے پانی زچہ کو بھی، روغن بادام اور دودھ میں ڈال کر پلا دو، انشاءاللہ درد میں کمی واقع ہو کر با آسانی بچہ کی پیدائش ہوگی۔

"كانهم يوم يرون ما يوعدون لم يلبثوا الا ساعة من نهار بلاغ فهل يهلك الا القوم الفاسقون (۲) كانهم يوم يرونها لم يلبثوا الا عشية او ضحها (۳) لقد كان فى قصصهم عبرة لا ولى الا لباب"

(۲) کسی چینی کے برتن پر نیچے کی آیتوں کو لکھ کر زچہ کو پلاؤ انشاءاللہ بہت جلدی بچہ کی پیدائش ہوگی۔ آیت الکرسی، سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص

اور ذیل کی آیت شریف۔(غذاءالارواح،ص:۲۲۹)

(۴)" لو انزلنا هذا القران على جبل لرايته خاشعا متصدعا من خشية الله و تلك الا مثال نضر بها للناس لعلهم يتفكرون لا اله الا الله محمد رسول الله اللهم صل و سلم على سيدنا محمد و علىٰ آل سيدنا محمد فى كل لمحة و نفس بعد دكل معلوم لك "۔

(۵)ایک پرچہ پر یہ آیت لکھواور موم جامہ کر کے زچہ کی ناف پر باندھ دو انشاءاللہ فوراً بچہ پیدا ہوگا۔

والقت مافيها و تخلت٥ و اذنت لربها و حقت(غذاءالارواح،ص:۲۲۸-۲۳۰)

فرزندِ نرینہ کیلئے:۔(۱) سورۂ یوسف مکمل اور صاف صاف لکھ کر حاملہ کے سیدھے بازو پر باندھ دیں۔بحکم خدا خوبصورت، نیک بخت اور صالح فرزند پیدا ہوگا۔واضح رہے کہ تین ماہ کے حمل کے بعد عمل مفید نہیں ہوتا۔استقرار حمل کے فوراً بعد یہ عمل مؤثر ہوتا ہے۔(۲) ہرن کی جھلی پر گلاب اور زعفران سے مندرجہ ذیل آیتیں لکھیں اور سیدھے ہاتھ میں باندھ دیں۔

"الله يعلم ماتحمل كل انثى و ما تغيض الارحام و ما تزداد ٥ وكل شى عنده بمقدار ٥عالم الغيب والشهادة الكبير المتعال٥ ...يا زكريا انا نبشرك بغلام اسمه يحيىٰ لم نجعل له من قبل سميا"(غذاءالارواح،ص:۲۳۰)

دردِ جسم: درد کی جگہ انگلی رکھ کر تین مرتبہ بسم الله اور سات مرتبہ ذیل کی دعا پڑھیے۔(مسلم وغیرہ)

اعوذ بالله و قدرته من شرما اجد احاذر:(غذاءالارواح،ص:۲۳۰)

سرخ بادہ ورم کیلئے چھری کا عمل:۔ مندرجہ ذیل دعا کو سات مرتبہ پڑھو اور چھری سے اشارہ کرتے جاؤ گویا کاٹ رہے ہو۔

بسم الله الرحمن الرحيم۔ اللهم صل على محمد وعلى ال محمد وبارك وسلم۔بسم الله العظيم الكريم الرحمن الرحيم رب العرش العظيم بعزة الله وقدرته وسلطانه ايتها الجمرة جاء تك جنودمن السماء وقال سليمان ايتها الريح اجيبى داعى الله ومن لم يجب داعى الله فماله من ملجاء وماله من ظهير بسم الله وبالثناء الطيب على الله يكفيك الله يشفيك من كل داء يؤذيك ومن كل أفة تعتريك لاحول ولا قوة الا بالله العلى العظيم وصلى الله على خير خلقه محمد واله واصحابه اجمعين وسلم تسليما كثيرا كثيرا برحمتك يا ارحم الراحمين۔(غذاءالارواح،ص:۲۳۱)

پیپل کے پتوں پر لکھنے کا خاص عمل:"بسم الله الرحمن الرحيم يا ناركونى بردا وسلاما على ابراهيم وارادوا به كيد افجعلنهم الاخسرين و بالحق انزلناه وبالحق نزل وصلى الله على خيرخلقه محمد واله واصحابه اجمعين "۔(غذاءالارواح،ص:۲۳۲)

موذی جانوروں سے حفاظت کا عمل:۔ (۱) سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کر دو (۲) پانی میں نمک ملاؤ اور اس پر سورۃ کافرون، سورۃ ناس پڑھ کر مقام ماؤف پر خوب مل دو۔

(۳) بسم الله شجة قرنية ملحة بحر قفطا۔ میں اللہ کے نام سے دم کرتا ہوں (طبرانی)۔(۴) تھوڑا سا روغن لے کر مقام ماؤف پر ملتے ہوئے مندرجہ ذیل آیتیں پڑھو اور دم کر دو یہ عمل آدھا نہ ہوگا کہ اس سے پہلے پہلے سانپ کے سیاہ، سرخ اور سفید دانت برآمد ہوجائیں گے۔(۱) آیت الکرسی ۳ بار۔اوکالذی الخ ۳ بار۔ ولو ان قرانا سيرت الخ ۳ بار۔ ويسلونك عن الجبال الخ ۳ بار۔ وجعلنا من بين ايدهم سدا ومن خلفهم سدا ۳ بار۔انه من سليمان وانه بسم الله الرحمن الرحيم ۳ بار۔قل هو الله، فلق اور ناس ۳،۳ بار۔والضحى اور الم نشرح ۳ بار۔(غذاءالارواح،ص:۲۳۳)

سگ دیوانہ کا علاج: مندرجہ ذیل آیت کو روزانہ چالیس دن تک روٹی پر لکھ کر کھلاؤ انشاءاللہ آرام ہوگا۔انهم يكيدون كيدا واكيد كيدا فمهل الكافرين امهلهم رويدا۔ بیشک وہ بڑا مکر کرتے ہیں اور میں بڑی زبردست تدبیر کرتا ہوں پھر آپ کافروں کو چھوڑ

دیں اوران کوڈھیل دے دیں۔(غذاءالارواح ص:۲۳۳)

جن، بھوت، پری، چھلاوہ سے حفاظت کیلئے:- پانی پر مندرجہ ذیل آیتیں پڑھ کر دم کرواور آسیب زدہ کے منہ پر چھینٹے مارواور گھر کے اندر چھڑک دو۔آسیب کا اثر جاتا رہے گا اور بیمار خود ہوش میں آجائے گا۔سورہ فاتحہ،آیت الکرسی اور (قل اوحی سورۃ جن ۲۹ پارہ) کی پہلی پانچ آیتیں۔

(۲) آسیب زدہ پر یہ دعا پڑھ کر دم کرو۔انشاءاللہ مریض ہوش میں آجائے گا اور پھر کبھی اثر نہ ہوگا۔(خواص القرآن)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، طٰہٰ ،کھیعص ، یٰسین والقران الحکیم ،حمعسق، ق ، ن والقلم وما یسطرون۔

(۲) یہ آیت پڑھ کر دم کرو: قل اللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے: کیا اللہ پاک نے تمہیں اجازت دی ہے یا اس پر تم افتراء کررہے ہوں؟۔ (۳) دائیں کان میں اذان دواور بائیں کان میں اقامت کہو۔انشاءاللہ آرام ہوگا۔ (۴) سیدھے کان میں سات بار اذان پڑھو،سورہ فاتحہ،سورہ فلق ،سورہ ناس ،آیت الکرسی ،والسماء والطارق ،آخرسورہ حشراور والصافات مکمل پڑھیئے جن آگ میں جل جائے گا۔(۵) ولقد فتنا سلیمان والقینا علی کرسیہ جسد ثم اناب۔بلاشبہ ہم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو آزمایا اور ہم نے ان کے تخت پر ایک جسم ڈال دیا پھر انہوں نے توبہ کی۔

(۶) کان میں سورہ مومنون کی آیات پڑھیئے افحسبتم انما خلقنکم سے آخر سورۃ تک۔(۷) اگر رات کو گھر میں پتھر آئیں تو مندرجہ ذیل آیات پچیس پچیس بار پڑھ کر لوہے کی کیل پر دم کرو پھر اسی طرح مزید تین کیلوں پر علیحدہ علیحدہ پڑھ کر دم کرواوران چاروں کیلوں کو مکان کے چاروں کونوں میں گاڑ دو۔انھم یکیدون کیدا واکید کیدا فمھل الکافرین امھلھم رویدا۔(۸) اس آیت کو لکھ کر سیدھے بازو پر باندھ دو انشاءاللہ جن بھاگ جائے گا۔لوانزلنا ھذا القران سے آخر تک (قل اوحی الی انہ استمع سے شططا) تک۔(سورۃ جن کی آیات)

سحر، جادو کا قرآنی علاج:- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک یہودی ''لبید بن اعصم'' نے جادو کیا تھا۔بات یہ تھی کہ ایک دھاگے پر گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں۔اسی وجہ سے فلق اور ناس دو سورتیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئیں۔ان دنوں سورتوں میں بھی گیارہ آیتیں ہیں ہر آیت پر ایک گرہ کھل گئی۔(بخاری)۔ (۲) چینی کے پاک برتن میں مندرجہ ذیل آیت لکھ کر روغن زرد (گھی) سے حل کر کے اسے چٹاؤ جس پر جادو کیا گیا ہے۔سات روز یہ عمل جاری رکھو۔چاٹنے والا پاکی کی حالت میں ہونا پاک نہ ہو۔انشاءاللہ ایک ہفتہ کے اندر جادو کا اثر مٹ جائے گا۔ ومن یخرج من بیتہ مھاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ۔جو آدمی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اپنے گھر سے ہجرت کر کے نکلے اور راستے میں اسے موت آجائے اس کا ثواب اللہ پر قائم رہا۔

(۳) مندرجہ ذیل دعا ہر طرح کے جادو اور نہ جانے والے ہر مرض کیلئے اکسیر ہے۔چینی کے سفید برتن پر گلاب وزعفران سے لکھ کر زمزم کے پانی سے حل کر کے چالیس دن تک پلاؤ۔اگر آب زم زم میسر نہ ہو تو معمولی پانی ہی کافی ہے۔یاحی حین لاحی فی دیمومۃ ملکہ و بقائہ یاحی بسم الرحمن الرحیم الحمد للہ (سورۃ فاتحہ پوری لکھیں)۔اے زندہ معبود جس کی دوامی بادشاہت میں کوئی زندہ نہیں اے زندہ مالک میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔(۴) ان آیات کو پڑھ کر دم کرو:الم ذلک الکتب سے مفلحون تک

آیتہ الکرسی۔ لا اکراہ سے خالدون تک للہ مافی السموت سے آخر سورۃ تک ان ربکم اللہ الذی خلق السموت سے محسنین تک قل ادعواللہ سے فلا تنتصران تک۔ لو انزلنا ھذا القران سے آخر سورۃ تک قل اوحی الی انہ سے شططا تک۔

بخار سے خلاصی عمل: بخار والا کثرت سے بسم اللہ الکبیر پڑھتا رہے(ابن ابی شیبہ،حاکم) یہ بھی پڑھتا رہے۔(۲) نعوذ باللہ العظیم من شر کل عرق نعار وشر حر النار۔میں ہر پھڑ کنے والی رگ سے اور آگ کی گرمی کی برائی سے عظمت والے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

(۳) بعض دفعہ بخاروں میں نہانا مفید ہوتا ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخار آگ کی بھاپ ہے جو پانی سے سرد ہو جاتی ہے۔(۴) بخار والے مریض کے سیدھے بازو پر مندرجہ ذیل دعا لکھ کر باندھ دیں انشاءاللہ بہت جلد صحت ہو جائے گی۔بسم اللہ الرحمن الرحیم براۃ من

الله العزيز الحكيم الى ام ملدم التى تاكل اللحم و تشرب الدم وتهشم العظيم ام ملدم ان كنت مومنة بالله واليوم الاخرفبعزة الله وقدرته وان كنت يهودية فبرحمة الله و كرمه وان كنت نصر انية فبفضل الله واحسانه ان لا اكلت الفلان بن فلا نة لحما ولا شربت له دما ولا هشمت له عظما و تحولى عنه الى من اتخذ مع الله الها اخر لا الا الله العزيز الحكيم والا فانت بريئة من الله والله برى منك وحسبناالله ونعم الوكيل ولاحول ولا قوة الا بالله العظيم۔ (شرجی۔قول جمیل)

(۵) بعد نماز عصر بخار والے مریض پر تین بار سورہ مجادلہ پڑھیں۔ذلك تخفيف من ربكم ورحمة .. يريد الله ان يخفف عنكم وخلق الانسان ضعيفا.. قلنا يانار كونى بردا وسلاما على ابراهيم .. ربنا اكشف عنا العذاب انا مومنون.. وان يمسسك الله سے غفور رحيم تک۔ یہ تخفیف اور رحمت ہے تمہارے آقا کی طرف سے اب اللہ تم سے تخفیف کردیگا اور انسان کمزور بنایا گیا ہے۔ ہم نے کہا اے آگ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوجا اے ہمارے آقا ہم سے عذاب ہٹا دے۔شروع میں بسم اللہ اور درود شریف پڑھیں اور آخر میں بھی درود شریف پڑھیں۔(غذاء الارواح،ص:۲۳۷)

جاڑ بخار،تپ ولرزہ کا علاج:۔مندرجہ ذیل دعا کو پیپل کے تین پتوں پر لکھ کر باری سے پہلے پہلے تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد مریض کو تینوں پتے چٹا دو،انشاءاللہ باری رک جائے گی۔بسم الله الرحمن الرحيم يا نار كونى بردا وسلاما على ابراهيم وارادوابه كيدا فجعلنهم الاخسرين.. وبالحق انزلناه وبالحق نزل ..وصلى الله على خير خلقه محمد واله و اصحٰبه اجمعين ۔(غذاء الارواح،ص:۲۳۹)

نوبتی بخار،ملیریا کا روحانی علاج:۔ اس کیلئے بھی مذکورہ بالا گزشتہ صفحہ دعا بہت مفید ہے(۱) تین روز تک باری سے پہلے مندرجہ ذیل عمل کرو۔سیدھے ہاتھ کی خنصر سے لکھنا شروع کرو اور الٹے ہاتھ کی خنصر پر ختم کردو۔ ہر انگلی پر ایک حرف لکھو۔ک،ہ،ی،ع،ص،ح،م،ع،س ق۔

عرق النساء کا درد: درد کے مقام پر ہاتھ رکھ کر سورہ فاتحہ پڑھو اور سات بار یہ دعا پڑھ کر دم کردو۔''اللهم اذهب عنى سوء ما اجد''اے اللہ میرا مرض کھو دے۔

چیچک،موتی جھارا،معیادی بخار کیلئے دم:۔ صبح وشام سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کرو۔انشاءاللہ آرام ہوجائے گا۔

سینگیاں،جونک وغیرہ: آیت الکرسی پڑھ کر دم کرو۔انشاءاللہ فائدہ ہوگا(ابن سنی نزل)

عوارض نفسانی (خواب میں ڈرنا):۔ اگر کوئی آدمی خواب میں ڈر جائے اور ڈر سے اس کی آنکھ کھل جائے تو اسے اپنے بائیں جانب تھتکار کر کروٹ بدل لینی چاہئے اور تین مرتبہ اعوذ بالله من الشيطان الرجيم پڑھنی چاہئے۔مندرجہ ذیل دعاؤں سے جو دعا چاہو پڑھ لو۔(احمد،ترمذی،ابن ماجہ) ابوداؤد ترمذی۔اگر تم میں سے کوئی خواب میں ڈر جائے تو اسے یہ دعا پڑھ لینی چاہئے۔شیطان اسے نقصان نہ پہنچائے گا۔ابن عمر رضی اللہ عنہما اس دعا کو اپنے بالغ بچوں کو سکھا دیا کرتے تھے اور نابالغ بچوں کے گلوں میں لکھ کر لٹکا دیا کرتے تھے۔اعوذ بكلمات الله التامات من غضبه وعقابه وشرعباده ومن همزات الشياطين وان يحضرون۔مسند احمد ابویعلیٰ نزل:جس رات شیطانوں نے مجھ کو آگ کے شعلوں سے جلانا چاہا تھا اسی رات حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے یہ دعا سکھائی تھی۔چنانچہ یہ دعا پڑھتے ہی ان کے آگ کے شعلے بجھ گئے۔اعوذ بكلمات الله التامات التى لا يجاوزهن برولا فاجر من شرما ينزل من السما وما يعرج فيها و من شرفتن الليل والنهار ومن شرطو ارق الليل والنهار الا طارقا يطرق بخير يارحمن۔(غذاء الارواح،ص:۲۴۰)

حضور اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھنے کیلئے:۔ (وظیفہ نمبر۱)۔جمعہ کی شب کو ایک ہزار مرتبہ عشاء کے بعد سورہ کوثر پڑھ کر سو جائیں اول آخر مندرجہ ذیل درود شریف پڑھیں۔اللهم صل على سيد نا محمد وعلى ال سيدنا محمد بعدد معلوم لك۔اے اللہ ہمارے سردار محمد ﷺ پر اور ان کی اولاد پر اپنے علم کے برابر درود بھیج۔(خزینۃ الاسرار)

(وظیفہ نمبر۲)۔جمعہ کی نصف شب میں سورہ قریش ہزار بار باوضو پڑھ کر سو جایئے انشاءاللہ آپ ﷺ کے دیدار مبارک سے مشرف ہوں

گے۔(وظیفہ نمبر۳)۔کسی پرچہ پر محمد رسول اللہ ﷺ بعد نماز جمعہ ۳۵ بار لکھیں اور روزانہ طلوع آفتاب کے وقت درود شریف پڑھتے ہوئے اس پرچہ کو دیکھتے رہیں کثرت سے دیدار نصیب ہوگا۔(وظیفہ نمبر۴)۔دو رکعت نماز پڑھیں ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سو بار سورہ قل پڑھیں پھر تین بار حسب ذیل دعا پڑھیں۔یا محسن یا مجمل یا منعم یا متفضل ا رنی وجه نبيك صلى الله عليه وسلم اے محسن اے انعام و اکرام کرنے والے مجھے اپنی نبی ﷺ کا رخ انور خواب میں دکھا۔(غذاءالارواح ص:۲۷۷)

اسلحہ کا کند ہوجانا، ہتھیاروں کا اثر نہ کرنا: (۱)سورہ ہود صاف اور خوشخط لکھ کر اپنے پاس رکھو ہتھیار اثر نہ کریں گے اور دشمن پر رعب طاری ہوگا۔(۲)حم لاينصرون اے مددگار اللہ دشمن کی مدد نہ کی جائے۔(۳)لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم قوت بلند و برتر اللہ ہی کی طرف سے ہے(ابن ابی الدنیا)(۴)سيهزم الجمع ويو لون الدبر لشکر شکست کھا جانے والے اور پیٹھ دکھانے والے ہیں۔ایک مٹھی بھر مٹی لے کر آیات مذکورہ بالا پڑھ کر اس پر دم کر کے دشمن کی طرف پھینکو انشاءاللہ دشمن بال بھی بیکا نہ کر سکے گا۔(غذاءالارواح ص:۲۷۷)

چشم زخم، نظر بد، نظر لگنا، نظر ہونا: (۱)سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو نظر لگ گئی تھی۔حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا جن کی نظر لگی تھی وہ اپنا منہ، ہاتھ پاؤں اور شرمگاہ دھولیں، پھر وہ پانی اس پر ڈالا گیا جس کو نظر لگ گئی تھی وہ فوراً اچھا ہوگیا۔(مؤطا)(۲)لخلق السموات والا رض اكبر من خلق الناس ولكن اكثر الناس لا يعلمون فارجع البصر سے حسير تک۔(۳)اللهم اذهب حرها وبردها ومر ضها اعيذك بكلمات الله التامات من شركل شيطان وهامة ومن كل عين لامة(بخاری نسائی)(ابن ماجہ)

جانوروں کو نظر لگنا: جانور کی ناک کے داہنے نتھنے میں مندرجہ ذیل دعا ۴ بار اور بائیں نتھنے میں تین بار پڑھ کر دم کرو۔''اذهب الباس رب الناس واشف انت الشافي لايكشف الضر الاانت''۔(غذاءالارواح ص:۲۷۹)

کھوئی ہوئی چیز کو تلاش کرنا: (۱)اس مقصد کے واسطے یا حفیظ ۱۱۹ بار پڑھ کر ۱۱۹ بار ہی مندرجہ ذیل آیت پڑھیں انشاءاللہ کھوئی ہوئی چیز مل جائے گی اور محفوظ رہے گی۔یہ شرجی رحمہ اللہ کا مجرب عمل ہے''یا بینی انها سے خبير'' تک(سورہ لقمان پ۲۱)۔(۲)سورہ والضحیٰ ۳ بار پڑھ کر پھر ۳ بار مندرجہ ذیل دعا پڑھیں۔اللهم يا جامع الناس ليوم لاريب فيه اجمع علي ضالتی انك لا تخلف الميعاد ۔اے اللہ! اے قیامت کے روز لوگوں کو اکٹھا کرنے والے میری کھوئی ہوئی چیز مجھے ملادے بیشک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

نامعلوم آدمی، بھاگا ہوا غلام یا جانور: (۱)فجر کی سنتوں اور فرض کے درمیان سورہ فاتحہ ۴۱ بار پڑھیں۔(۲)مندرجہ ذیل آیتیں کسی کاغذ پر لکھ کر کسی چیز میں لپیٹ کر اندھیری کوٹھری میں دو پتھروں کے درمیان رکھ دو۔سورہ فاتحہ، آیت الکرسی اور یہ دعا:اللهم انی اسئلك بان لك السموات والارض ومن فيهن واجعل اللهم السماء والا رض وما فيهما علي عبدك فلان بن فلانة(یہاں نام لو)اضيق من خلقه حتي يرجع الي مولاه برحمتك يا ارحم الراحمين ۔

اوكظلمات سے من نور تک(نور پ۱۸)ومن ورائهم سے يبعثون تک(مومنون پ۱۸ ع)وضرب سے خلقه تک(یس پ ۲۳ ع)والله سے آخر سورة تک(بروج پ۳۰)لکھ کر یہ دعا لکھو۔اللهم انی اسئلك بحق هذا الايات ان تصلي علي نبيك سيد نا محمد صلي الله عليه وسلم وان ترد العبد الي مولاه برحمتك يا ارحم الرحمين ۔اے اللہ! میں تجھے ان آیتوں کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو اپنے نبی ﷺ اور ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر درود بھیج اور غلام کو اس کے مالک کی طرف واپس کرادے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے مجھے پر رحم کر۔

(۳)۔مندرجہ ذیل درود شریف لکھ کر کسی درخت وغیرہ پر لٹکا دو۔ بسم الله الرحمن الرحيم اللهم صل علي محمد وعلي ال محمد و بارك وسلم الف الف مرة و الف الف ذرة۔ میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان شفیق ہے۔مولا محمد ﷺ پر اور ان کی اولاد پر ہزار در ہزار بار اور لاکھ در لاکھ بار درود بھیج اور انہیں برکت عطا فرما۔(۴)هل اتی سے بصيرا تک مشک و زعفران و گلاب سے لکھ کر اپنے پاس رکھو۔ بھاگا ہوا آدمی یا جس کے واسطے عمل کیا گیا ہے وہ انشاءاللہ فوراً حاضر ہوگا۔(دہر آیت ۱،۲)(غذاءالارواح ص:۲۸۰)

عیش وآرام: اس غرض کے واسطے سورہ قدر، کافرون اوراخلاص کو گیارہ گیارہ بار پڑھ کر پانی پر دم کر کے نئے کپڑے پر چھڑک لو جب تک کپڑے کا ایک تار بھی باقی رہے گا انشاءاللہ عیش وآرام میں رہے گا اور اگر خالی سورہ قدر کو ۳۶ مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے چھڑکو گے تو جب تک وہ کپڑا باقی رہے گا اللہ پاک ایسی جگہ سے روزی دیگا جہاں سے گمان بھی نہ ہوگا۔(غذاءالارواح ص:۲۸۱)

سرکش اور شریر جانور کی شرارت سے بچاؤ:۔ جانور کے کان میں مندرجہ ذیل آیت پڑھ دو۔اس کی شرارت انشاءاللہ دور ہو جائے گی۔ افغیر دین الله سے یرجعون تک (آل عمران پ۳)

کنویں میں پانی کی کمی اور باغ وزراعت کی سرسبزی:۔ (۱) جس کنویں یا نہر سے باغ وزراعت کو پانی دیا جاتا ہو اس میں جمعہ کی شب کو یا دن میں "و هو الذی انزل من السماء سے یومنون تک لکھ کر ڈالدو باذن اللہ پانی کی کثرت ہوگی۔(سورہ انعام ع پ ۷)۔(۲) الم ترکیف ضرب الله سے یتذکرون تک بارش کے پانی پر ۲۱ بار پڑھ کر دم کرو اور تمام درختوں کی جڑوں میں چھڑک دو خوب برکت ہوگی۔اور تمام آفات سے درخت محفوظ رہیں گے۔(سورہ ابراہیم پ۱۳)۔(۳) او کالذی مرعلی قریة سے قدیر تک ہرن کی جھلی پر لکھ کر کسی پاک کپڑے میں لپیٹ لو اور گھر کے یا دوکان، یا زمین یا باغ کے در پر دفن کر دو نیز کسی پاک برتن میں لکھ کر بارش کے پانی سے دھو کر بار آور درختوں کی جڑوں میں ڈال دو۔انشاءاللہ خوب برکت ہوگی۔(سورہ بقرہ ع پ۳)۔(۴) سورہ فاتحہ لکھو مگر مالك یوم الدین کو سات بار لکھو اور پانی پر دم کر کے درختوں کی جڑوں میں ڈال دو۔انشاءاللہ خوب بار آور اور سرسبز وشاداب ہوں گے۔(سورہ توبہ ۱۶ع پ۱۱ کنزالابرار)

عمر درازی کی دعا: اس غرض کے واسطے آیت لقد جاء کم سے آخر سورۃ تک روزانہ ایک بار پڑھ لیا کرو۔صبح وشام تین تین بار حسب ذیل دعا پڑھا کریں۔(۲) سبحان الله ملاء المیزان و مبلغ العلم و منتهی الرضوان وزنة العرش۔میں اللہ کی اس کے علم کے مطابق ترازو بھر کر انتہائی رضامندی کے موافق اور عرش کے وزن کے برابر پاکی بیان کرتا ہوں۔(غذاءالارواح ص:۲۸۲)

غلبہ عشق ومحبت سے بچنے کیلئے:۔ اس غلبہ سے بچنے کے واسطے اسماء حسنیٰ میں سے ہر وہ نام جس میں (ی) ہو کسی پاک برتن میں لکھ کر سات دن تک گھول کر پلانا مفید ہے۔

بری چیز کی یا برے غم کی دعا:۔ الحمدلله علی کل حال۔ ہر حال میں اللہ ہی تعریفیں ہیں۔

بری بات کو مٹاتے ہوئے کیا پڑھا جائے:۔ جاء الحق سے زهو قا تک (بنی اسرائیل پ۱۵) جاء الحق و ما یبدی الباطل و ما یعید"

صلح وآشتی کیلئے حلوے پر لکھ کر کھانے کا عمل:۔ (۱) آیت "ونزعنا مافی فی صدور هم الخ "(حجر ع۳ پ۱۴) خالی قلم سے حلوے پر لکھو اور فریقین کو کھلا دو۔(۲) مذکورہ بالا ترکیب سے سورہ فاتحہ لکھ کر فریقین کو کھلا دو انشاءاللہ صلح ہو جائے گی۔(۳) مندرجہ آیات کو لکھ کر اپنے پاس رکھیں۔ ون خفتم سے خبیرا تک (سورہ نسا، پ۵) یصلح لکم سے عظیما تک (سورہ احزاب پ۲۲) وان امراة سے والصلح خیر تک (نساء پ۵ ع۱۹) عسی الله ان یجعل سے مودة تک (ممتحنہ پ۲۸)۔

زمین کی پیائش میں کمی کی آرزو کروانا:۔ (۱) اگر تم کو کسی ظالم کے ظلم کا اندیشہ ہو اور یہ چاہتے ہوئے کہ زمین پیائش کے وقت کم ہو جائے تو کاغذ کے چار پرچوں پر مندرجہ ذیل چار آیتیں الگ الگ لکھو اور موم جامہ کر کے کھیت کے چاروں کونوں میں گاڑ دو: (۱) اولم یروا سے من اطر فها تك (رعد ع۵ پ۱۳)۔(۲) یوم نطوی السماء سے کتب تک (انبیاء ع۷ پ۱۷)۔(۳) الم تر سے ساکنا تک (فرقان ع۴ پ۱۹)۔(۴) وما قدر واالله الخ (سورہ انعام ع۱۱ پ۷)۔(۲) پانچ پتھر لو اور ہر پتھر پر سورہ فاتحہ ۷ بار سورہ اخلاص ۳ بار۔سورہ فلق ابار۔سورہ ناس ابار۔سورہ یٰسین ابار۔آیۃ الکرسی ابار اور درود شریف ۱۰ بار پڑھ کر دم کرو اور چاروں کونوں میں اور ایک بیچ میں گاڑ دو زمین انشاءاللہ ہر آفت سے محفوظ رہے گی۔(غذاءالارواح ص:۲۸۹)

کھیت کی حفاظت کیلئے آبخورے کا عمل:۔ مندرجہ ذیل دعا کو کاغذ پر لکھ کر کورے آبخورے میں بند کر کے کھیت کے بیچ میں یا باغ

کے درمیان گاڑ دو۔ بفضلہٖ ہرطرح کی حفاظت رہے گی اور جانور وغیرہ بھی گھسنے نہ پائیں گے۔بسم الله الرحمن الرحيم يا رزاق العباد ويا خالق الخلاق ويا فاطر السموات ويا منبت الزرع والنبات في الارض ويا مجيب الدعوات ارفع من هذا الزرع شر الهوام والوحوش و شر الفارة والخنازير المفسدة وارزقنا رزقاً حسنا وصلى الله على خير خلقه محمد وآله واصحابه اجمعين۔(الداء) ایک کاغذ پر ایک سوایک بار بسم الله الرحمن الرحيم لکھواور موم جامہ کر کے کھیت کے درمیان دفن کردو۔(غذاءالارواح ص:۲۹۰)

دشمن سے حفاظت کیلئے انگوٹھی کا عمل:۔ (۱) سورہ یٰسین پڑھتے ہوئے گھر سے باہر نکلو انشاءاللہ دشمن کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ (۲) آیت مندرجہ ذیل لکھ کر انگوٹھی کے نگینے کے نیچے رکھوالواور وضو کر کے پہن کر نکلو دشمن بال بھی بیکا نہ کر سکے گا۔الذين قال لهم الناس سے الوكيل تک (پ۴)

انشراح صدر،حق کے لئے سینہ کھلنا:۔ کسی مشرک نے ایک مسلمان سے تمنا کی تھی کہ کوئی ایسا عمل بتاؤ جس سے میں مسلمان ہو جاؤں اور میرے دل کے روگ دھل جائیں۔مسلمان نے یہ عمل بتایا کہ سورۃ الم نشرح لکھ کر گھول کر پیا کرو۔چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور وہ مسلمان ہو گیا۔

لڑکیوں کے رشتے کیلئے عمل:۔ اس غرض کے واسطے قل ان الفضل ......الخ لکھ کر موم جامہ کر کے سیدھے بازو پر باندھ لو جس لڑکی کا پیام نہ آتا ہوگا۔آنے لگے گا۔(سورہ آل عمران)(غذاءالارواح ص:۲۹۱)

پانی کی زیادتی:۔ کسی کورے آبخورے پر آیت ثم قست قلوبكم ....الخ لکھواور کسی کنویں میں یا نہر میں ڈال دو اگر دودھ کی کمی ہو تو چینی کی طشتری پر لکھ کر پھر پانی سے حل کر کے پلا دو اللہ کے حکم سے دودھ زیادہ ہو جائے گا۔(بقرہ)(غذاءالارواح ص:۲۹۱)

ڈائن،جادوگرعورت سے حفاظت:۔ چھری سے دائرہ بناؤ اور مندرجہ ذیل آیات پڑھو پھر چھری کو یہ کہتے ہوئے گاڑ دو رکزتها في قلب عائنة (میں نے یہ چھری ڈائن کے دل میں گاڑ دی) پھر اسے کسی برتن سے ڈھک دو:وقل جاء الحق سے زهوقا تک(بنی اسرائیل پ۱۵)ليحق الله سے مجرمون تک(اعراف پ۸)يريد الله ان يحق سے كفرين تک(انفال)ويحق الله سے مجرمون تک(یونس۸۲)ويمح الله الباطل سے صدور تک پڑھ کر یہ دعا پڑھو(شوریٰ۲۴)۔اعوذ بكلمات الله التامة من شر كل شيطان وها مة وعين لا مة يا حفيظ يا رقيب يا وكيل فسيكفيكهم الله وهو السميع العليم۔(غذاءالارواح ص:۲۹۱)

سوباراللہ پاک کی زیارت:۔ حضرت امام احمد رحمہ اللہ نے جب سویں بار حق تعالیٰ شانہ کو خواب میں دیکھا تو فرمانے لگے مولا قیامت کے روز کس عمل سے نجات ملے گی۔ارشاد ہوا صبح وشام یہ دعا پڑھتا رہے۔سبحان ابدى الابد سبحان الواحد الاحد سبحان الفرد الصمد سبحان من رفع السماء بغير عمد سبحان من بسط الارض على ما ء جمد سبحان لم يتخذ صاحبة ولا ولد سبحان لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفواً احد۔

دل کی زندگی:۔ حضرت امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا جو آدمی صبح کی سنت اور فرض کے درمیان یہ دعا ۴۰ بار پڑھے گا جس دن دل مردہ ہونگے اس دن اس کا دل اللہ پاک کے حکم سے زندہ رہے گا۔ياحى يا قيوم يا بديع السموات و الارض ياذا الجلال والا كرام يا لااله الا انت الٰهى اسئلك ان تحى قلبى بنور معرفتك يا ارحم الرحمين۔(غذاءالارواح ص:۲۹۱)

ایمان کی سلامتی:۔ اس کام کے واسطے مغرب کی سنتوں کے بعد بات کرنے سے پہلے پہلے دو رکعت نماز پڑھو۔ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص ۶ بار،سورہ فلق ایک بار اور سورہ ناس ایک بار پڑھیں اور سلام پھیر دیں انشاءاللہ قیامت کے دن ایمان کے ساتھ اٹھو گے (ابن عمر رضی اللہ عنہما) بعض روایتوں میں سورہ قدر ایک بار اور سلام پھیر کر سبحان اللہ ۲۵ بار پھر اس دعا کا پڑھنا مذکور ہے۔اللهم انت اعلم ما اردت بها تين الركعتين اللهم اجعلهما ذخر ايوم لقائك اللهم احفظ بهما دينى فى حيا تى و عند مما تى وبعد وفا تى۔

تجارت سوداگری میں برکت:۔ (۱) جس کا کاروبار ٹھپ پڑا ہو وہ اپنی دوکان میں سورہ شعراء لکھ کر لٹکا دے انشاءاللہ خوب بکری ہوگی۔(۲) عشاء کی نماز کے بعد قرآن شریف کی ۱۳۳ آیتیں پڑھو اگر فرصت نہ ہو تو آیت الکرسی ۱۰ بار اور یاحفیظ ۲۰۰۰ بار پڑھو۔

آبرو کی سلامتی:۔ یا عزیز ۴۱ بار پڑھ کر گھر سے باہر نکلو۔(غذاءالارواح،ص:۲۹۴)

گناہوں سے بیزاری:۔ صبح وشام لاحول و لا قوۃ الا باللہ لا الہ الا اللہ اور معوذتین پڑھے۔(غذاءالارواح،ص:۲۹۴)

گناہوں کی معافی: نماز کے بعد استغفار، کلمہ طیب، اورآیت الکرسی کثرت سے پڑھو۔

خادم کو دعا دینا: اللھم فقھہ فی الدین ....اے اللہ اسے دین کی سمجھ عطا فرما۔

مرغ کی بانگ سن کر: اللھم انی اسئلك من فضلك اے اللہ میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں (ترمذی)۔

گدھے اور کتے وغیرہ کی آواز سن کر: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم میں شیطان راندے ہوئے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔(بخاری۔مسلم)

پھسل جانے کی دعا مسنون:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لیں۔

سواری پر جم نہ سکنا:۔ اللھم ثبتہ واجعلہ ھادیا مھدیا اے اللہ! اسے ثابت قدم رکھ اور اسے راہ دکھانے والا اور راہ پایا ہوا بنا۔(بخاری مسلم)

جانور وغیرہ خریدتے وقت: اللھم انی اسئلك خیرہ و خیر ماجبل علیہ واعوذ بك شرہ وشر ماجبل علیہ اے اللہ میں تجھ سے اس کی بھلائی اور اس کے کاموں کی بھلائی مانگتا ہوں اور اس کی برائی سے اور اس کے کاموں کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔(ابوداؤد)

ہر پریشانی میں آزمائے مجرب وظائف

الجھنوں کے خاتمہ کیلئے:۔ وظیفہ نمبر ا۔ یہ وظیفہ قرآن وحدیث دونوں سے ثابت ہے۔اگر آپ کو پریشانیوں اور الجھنوں نے گھیر رکھا ہے تو اس مبارک دعا کو نہ بھولئے اس کے پڑھنے والے کو کبھی کوئی برائی نہ پہنچے گی۔سرعت تاثیر میں کبریت احمر اور تریاق مجرب ہے پورے بھروسہ کے ساتھ روزانہ سکون کے وقت خصوصاً رات کے پچھلے حصہ میں یہ وظیفہ جس قدر پڑھا جائے پڑھئے کوئی تعداد مقرر نہیں ایک چلہ پورا کر لیجئے۔اول وآخر تین یا پانچ یا سات بار درود شریف ضرور پڑھئے۔وظیفہ متبرکہ یہ ہے۔حسبنا اللہ ونعم الوکیل (بخاری)

وظیفہ نمبر۲۔مندرجہ ذیل وظیفہ بھی یہی کام کرتا ہے۔لا الہ الااللہ الحلیم الکریم رب السموٰت السبع ورب العرش العظیم الحمد اللہ رب العلمین اللھم انی اعوذبك من شرعبادك حسبنا اللہ ونعم الوکیل (بخاری)

وظیفہ نمبر۳۔حسب ذیل دعا بھی اسی غرض سے پڑھی جاتی ہے۔لاالہ الا اللہ العظیم الحلیم لا الہ الا اللہ رب العرش العظیم لا الہ الا اللہ رب السموت ورب الارض ورب العرش الکریم (بخاری ومسلم)

ہر پریشانی سے نجات کیلئے:۔ وظیفہ نمبر۴۔حاکم کی صحیح سند والی حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جب کبھی کسی وجہ سے مجھے پریشانی ہوئی فوراً ہی جبرئیل علیہ السلام نے انسانی شکل میں آکر مجھے یہ دعا بتائی گویا روح الامین نے الامیـــــن کو پریشانیوں کی یہ دعا سکھائی۔توکلت علی الحی الذی لایموت الحمد اللہ الذی لم یتخذ ولداو لم یکن لہ شریك فی الملك ولم یکن لہ ولی من الذل وکبرہ تکبیرا اللھم رحمتك ارجو فلا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین واصلح لی شانی کلہ لا الہ الا انت۔(ابن حبان)

وظیفہ نمبر۵: حضور اکرم ﷺ نے یہ مبارک دعا حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہما کو اور اپنے گھر والوں کو سکھائی تھی۔طبرانی میں تین بار پڑھنا آیا ہے۔مداومت کیجئے تمام پریشانیوں کیلئے مجرب نسخہ تریاق ہے۔اللہ اللہ ربی لا اشرك بہ شیٔا(ترمذی نسائی)

اسم اعظم کے متلاشیوں کیلئے:۔ وظیفہ نمبر۶۔جنگ بدر میں حضور اکرم ﷺ میدان جنگ میں عریشے کے اندر سجدے میں رو رو کر یہ دعا پڑھ رہے تھے۔آخر کار فتح ہوئی۔اگر آپ کو بھی اسم اعظم کی تلاش ہو تو یہ مبارک دعا یاد رکھیں اثر میں بڑی سریع التاثیر ہے۔یاحی یا قیوم برحمتك استغیث(ترمذی نسائی)(غذاءالارواح،ص:۲۹۸)

تریاق مجرب: وظیفہ نمبر۷: مندرجہ ذیل دعا کا عمل بھی تمام پریشانیوں کا تریاق مجرب ہے۔کثرت سے پڑھتے رہیے۔اللھم انی عبدك وابن

امتك ناصيتي بيدك ماض فيّ حكمك عدل في قضائك اسا لك بكل اسم هولك سميت به نفسك او نزلته في كتابك او علمته احدا من خلقك او ستأثرت به في مكنون الغيب عندك ان تجعل القران ربيع قلبي ونور صدري وجلاء حزني وذهاب غمّي و همّي (احمد حاکم)

(وظیفہ نمبر ۸): حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ دعا ۹۹ بیماریوں کی شفا ہے جن میں سے کم درجہ کی تکلیف و پریشانی ہے۔ لاحول و لا قوۃ الا باللہ (طبرانی) گناہوں سے رکنے کی طاقت اور اچھے عمل کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ (غذاء الارواح، ص: ۲۹۸)

گھبراہٹ دور کرنے کیلئے:۔ (وظیفہ نمبر ۹): حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے کیسے چین آئے جبکہ صور والے (حضرت اسرافیل) صور منہ میں لیے کھڑے ہیں اور کان لگائے ہوئے ہیں کہ کب حکم ہو اور کب پھونکوں یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ گھبرا گئے تو آپ ﷺ نے ان کی گھبراہٹ دور کرنے کیلئے یہ دعا فرمائی۔ حسبنا الله ونعم الوكيل على الله تو كلنا (ترمذی) ہمیں اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کام بنانے والا ہے ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا۔ (غذاء الارواح، ص: ۲۹۹)

رنج دور کرنے کیلئے: (وظیفہ نمبر ۱۰): کان میں اذان دینے سے رنج و غم دور ہو جاتے ہیں بشرطیکہ اذان دینے والا عالم ہو جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا (الداء والدواء)۔ (وظیفہ نمبر ۱۱): یہ وظیفہ نماز حاجت میں گزر چکا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

آخرت کا غم دور کرنے کیلئے:۔ (وظیفہ نمبر ۱۲): روزانہ مغرب اور صبح کی نماز کے بعد سات مرتبہ مندرجہ ذیل دعا پڑھیں دنیا اور آخرت کے ہر غم کو دور کرتی ہے۔ حدیث سے ثابت ہے (الداء و لدواء) حسبي الله لا اله هو عليه توكلت وهورب العرش العظيم مجھے اللہ ہی کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہ عظمت والے عرش کا مالک ہے۔ (غذاء الارواح، ص: ۲۹۹)

ظاہری و باطنی حفاظت کیلئے (تعویذ):۔ (وظیفہ نمبر ۱۳): مندرجہ ذیل دعا کے پاس رکھنے سے برکت ہوتی ہے۔ رنج و غم دور ہوتے ہیں۔ دشمن پر غلبہ حاصل ہوتا ہے اور تمام ظاہر اور باطنی بیماریوں کو دور کرتی ہے بیماریوں کو مشک و زعفران سے لکھ کر شہد میں حل کر کے یا آب زم زم سے دھو کر پلاؤ اور کاموں کے لئے اس کا تعویذ بنا کر سیدھے بازو پر باندھ لو۔ سنوسی کا مجرب ہے پوری بسم اللہ پورا درود شریف، ثم انزل سے الصدور تک (آل عمران پ۴ ع۱۶) محمد رسول ا اللہ ﷺ سے آخر سورۃ تک (فتح پ۲۶ ع۴)۔

سو فیصد کارآمد عمل:۔ (بزرگوں کا مجرب) (وظیفہ نمبر ۱۴): آدھی رات کو اٹھ کر وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھ کر قبلہ رخ ہو کر بیٹھ جاؤ پھر اس دعا کو ہزار مرتبہ ۴۰ دن روزانہ پڑھو اور قدرت خدا کا تماشہ دیکھو اس دولت کی قدر کرو کامیابی یقینی ہے "اللهم صلّ وسلّم على سيدنا و مولنٰا محمّد صلاة تحلّ بها عقدتي وتفرّج بهاكربتي و تنقذبي بها من وجلتي وتقيل بها عثرتي وتقضى بها حاجتي"۔

تین پریشانیوں کا خاتمہ:۔ (بزرگوں کا مجرب) (پانی میں ڈالنے کا عمل) (وظیفہ نمبر ۱۵): یہ وظیفہ علاوہ پریشانیاں دور کرنے کے رزق میں فراخی پیدا کرتا ہے اور ہر مصیبت کو دور کرتا ہے۔ روزانہ مندرجہ ذیل لکھ کر جاری پانی میں ڈالدو تعداد کوئی مقرر نہیں جتنی بھی لکھی جا سکیں لکھو۔ (الداء و لدواء) بسم الله الرحمن الرحيم من العبد الذليل الى المولى الجليل رب انى مسّنى الضروا نت ارحم الراحمين اللّٰهم اكشف ضرّى وهمّي و فرّج عنّي غمّي۔

ہر تنگی میں راحت کیلئے مسنون عمل:۔ (وظیفہ نمبر ۱۶): نوح علیہ السلام۔ لوگو اپنے رب سے بخشش کی دعائیں مانگتے رہو یاد رکھو وہ بڑا بخشنے والا ہے وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار پانی برسائے گا مال و اولاد سے تمہاری مدد فرمائے گا تمہارے لیے باغ بنائے گا۔ تمہارے لیے نہریں نکالے گا" معلوم ہوا استغفار کی برکت سے مال و اولاد کی فراخی ہوتی ہے قرآن حکیم فرماتا ہے۔" اے نبی جہاں آپ ہوتے ہیں وہاں کے لوگوں پر اللہ پاک عذاب نہیں بھیجتا اور نہ ان لوگوں پر اللہ عذاب بھیجتا ہے جو اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہتے ہیں۔" معلوم ہوا کہ استغفار مصائب اور پریشانیوں کو دور کرتا ہے حضور اکرم ﷺ روزانہ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرتے تھے آپ بھی کثرت سے استغفار کرتے رہیے "استغفر الله ربي من كل ذنب واتوب اليه"۔ (غذاء الارواح، ص: ۳۰۱)

جلب رزق، فراخی روزی: (بزرگوں کا مجرب) وظیفہ نمبر ۱۷: فراخی رزق کے واسطے وظیفہ نمبر ۱۶ استعمال کرو یہ وظیفہ مذکور گنتی کے ان

وظائف میں سے ہے جن کا ثبوت قرآن وحدیث سے ملتا ہے۔تریاق مجرب ہے ہمیشگی کرو۔

ہر بلا سے حفاظت کیلئے:۔(برزگوں کا مجرب)(وظیفہ نمبر۱۸): یہ دعا علاوہ روزگار مہیا کرنے کے ہر بلا سے حفاظت کرتی ہے۔حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نیک روزی ملتی ہے اور ہر بلا سے محفوظ رہتے ہیں ''کم از کم تین تین بار ہر فرض نماز کے بعد ہمیشہ پڑھو اور دیکھو کیا اثر ظاہر ہوتا ہے لقد جاء کم سے آخر سورۃ تک (پ۱۱،س۹،ع۱۶)۔

بہترین رشتے کیلئے:۔(بزرگوں کا مجرب تعویذ)(وظیفہ نمبر۱۹): علاوہ روزگار مہیا کرنے کے جس لڑکی کا پیام نہ آتا ہو یا جس کو کسی عہدے کی خواہش ہو اس کو بھی مفید ہے مشک وزعفران سے لکھ کر سید ھے بازو پر باندھ لیں (الداء) قـل ان الـفـضـل سے الـعـظـيـم تک (پ۳،ع۴سورۃ)۔

سورہ مزمل کا مجرب عمل:۔ (برزگوں کا مجرب)(وظیفہ نمبر۲۰): مولوی قطب الدین مرحوم کا تجربہ کیا ہوا عمل ہے روزانہ ۱۰۰۰ بار یا مغنی اور ۴۰ بار سورہ مزمل پڑھو اگر سورہ مزمل ۴۰ بار نہ پڑھی جا سکے تو کم از کم گیارہ بار پڑھ لو اس ترکیب سے کہ دو دو بار فرائض پنجگانہ کے بعد ایک بار فجر کی سنتوں کے بعد بعض مشائخ سے سورہ مزمل کا ۴۱ بار پڑھنا آیا ہے۔حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ وظیفہ دونوں قسم کی مالداریوں کو پیدا کرتا ہے۔(قول جمیل)

عجائبات آنکھوں سے دیکھیں:۔(بزرگوں کا مجرب)(وظیفہ نمبر۲۱): اس دعا کو جمعہ کے روز اول اذان کے بعد ۷۰ بار پڑھو عبدالرحمٰن ثعلبی رحمہ اللہ ہر جمعہ کو نماز کے بعد قبلہ رو ہو کر جب تک ۷۰ بار یہ پڑھ نہ لیتے کسی سے بات نہ کرتے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کی برکتیں حاصل ہو گئیں سنوسی نے کہا اس عمل کی ہمیشگی کرو آپ کو تھوڑے سے تجربہ کے بعد اس کے عجائب معلوم ہو جائیں گے ہمیں اللہ پاک اس عمل کی بدولت حلال روزی دیتا ہے جو بغیر زیادہ مشقت کے حاصل ہوتی ہے وہ مبارک دعا یہ ہے ''اللھم اغنني يا كريم اغنني بحلا لك عن حرامك وبفضلك عمن سواك''۔

دست غیب کا خاص عمل:۔(برزگوں کا مجرب)(وظیفہ نمبر۲۲): لوگ دست غیب کے وظیفوں کے جویاں رہتے ہیں حالانکہ یہ وظیفے خطرات سے خالی نہیں اور پھر بالفرض کامیابی روزی حرام کی ہے تو ایسے وظائف سے ایمان میں بھی خلل آنے کا اندیشہ ہے۔ہم آپ کو ایک ایسا وظیفہ بتاتے ہیں جس سے آپ کی معاشی تنگدستیاں دور ہو جائیں اور آپ کا جائز روزگار بھی لگ جائے۔روزانہ ۴۰ روز تک اول وآخر تین مرتبہ درود شریف کے ساتھ ۳۷ بار یہ دعا پڑھا کریں ''حمعسق حميت كهيعص كفيت ح م ع س ق سے میری مدد کی گئی اور ک ہ ی ع ص مجھے کافی ہے۔

محتاجی دور کرنے کیلئے:۔ (وظیفہ نمبر۲۳): سورہ واقعہ روزانہ پڑھئے اس کی خاصیت یہ ہے کہ یہ محتاجی دور کرتی ہے اور حلال روزی اس کی برکت سے مہیا ہوتی ہے۔حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک عجیب واقعہ لکھا ہے ہم اسے ناظرین کے استفادہ کے لئے ذیل میں نقل کرتے ہیں۔''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کو تشریف لاتے ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی آخری سانسیں ہیں عثمان رضی اللہ عنہ: آپ کو کیا شکایت ہے؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ: اپنے گناہوں کی۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ: کیا چاہتے ہو؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ: رب کی رحمت۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ: کسی حکیم کو بھیج دوں؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ: حکیم ہی نے تو بیمار کیا ہے۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ: کچھ پیسے بھیج دوں؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ: مجھے پیسوں کی ضرورت نہیں۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ: آپ کے بعد آپ کے بچوں کے کام آئیں گے۔ابن مسعود رضی اللہ عنہ: کیا آپ کو میری بچیوں کی بابت محتاجی کا اندیشہ ہے؟ سنئیے! میں نے اپنی سب بچیوں سے کہہ دیا ہے کہ وہ ہر رات کو سورہ واقعہ پڑھ لیا کریں میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا ہے جو آدمی روزانہ رات کو سورہ واقعہ پڑھے گا اسے کبھی فاقہ نہ پہنچے گا۔اس واقعہ کے راوی حضرت ابوظبیہ رضی اللہ عنہ بھی اس سورۃ کو روزانہ ہر شب بلا ناغہ پڑھا کرتے تھے۔امام عبدالبر رحمہ اللہ نے کتاب التمہید میں حضور اکرم ﷺ سے مرفوع روایت کی ہے من قرأ الواقعة كل يوم لم تصبه فاقة ابدا جو آدمی (مرد یا عورت) سورہ واقعہ روزانہ پڑھے گا اسے کبھی فاقہ نہ پہنچے گا۔جو آدمی اسے ایک مجلس میں ۴۱ بار پڑھے گا اس کی ہر ضرورت بفضل تعالیٰ پوری ہوگی بالخصوص طلب رزق کی دعا تو ضرور ہی قبول ہوگی اور جو آدمی اس سورۃ کو عصر کے بعد پڑھے گا اسے مسرت وانبساط حاصل ہوگی۔(غذاءالارواح،ص:۳۰۴)

ننانوے بیماریوں کی دوا:۔ (وظیفہ نمبر۲۴): بیہقی کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث میں سرکار رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ لاحول ولا قوة ۹۹ بیماریوں کی دوا ہے جن میں سب سے آسان تفکرات ہیں۔ یہ دعا فراخی رزق کو بھی مفید ہے (حزب البحرین)۔ (وظیفہ نمبر ۲۵): مندرجہ ذیل وظیفہ تھکن دور کرتا ہے اور روزی میں فراخی پیدا کرتا ہے حضور اکرم ﷺ نے یہ عمل اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بتایا تھا کہ جبکہ چکی پیستے پیستے ان کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے۔ اور انہوں نے آپ ﷺ سے ایک غلام کی درخواست کی تھی رات کو سوتے وقت ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ کر سو جاؤ اور ہمیشگی کرو۔

بارش کی طرح حصول رزق کا عمل:۔ (وظیفہ نمبر ۲۶): سورہ فلق کی ہمیشگی کرو، رزق انشاء اللہ الرحمٰن بارشوں کی طرح برسے گا (الداء)۔

(وظیفہ نمبر ۲۷): مندرجہ ذیل عمل ہر طرح کی بھلائی ہر چیز میں برکت اور کثرت رزق کا باعث ہے ''بسم الله الرحمن الرحيم الملك الحق المبين هو نعم المولى ونعم النصير ''۔

(وظیفہ نمبر ۲۸): روزانہ سورہ واقعہ اور سورہ یٰسین پڑھیں رزق بارش کی طرح برسے گا۔

قرض با آسانی ادا کرنے کیلئے:۔ (وظیفہ نمبر ۲۹): حضور اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو جبکہ ان پر قرض ہو گیا یہ عمل بتایا تھا کہ اگر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو گا تو اللہ پاک کے حکم سے سب اتر جائے گا۔ نماز میں تشہد اور درود کے بعد ہمیشگی کرو: '' اللهم مالك الملك سے حساب تک (آل عمران پ۳) پھر مندرجہ ذیل دعا پڑھو يا رحمن الدنيا والا خرة ورحيمهما تعطى من تشاء منهما وتمنع من تشاء ارحمنى رحمة تغنينى بها عن رحمة من سواك۔ مندرجہ ذیل عمل علاوہ قرض اتارنے کے رنج وغم بھی مٹاتا ہے: اللهم انى اعوذبك من الهم والحزن واعوذبك من العجز والكسل واعوذ بك من غلبة الدين وقهر الرجال (طبرانی)

پہاڑ کے برابر ادائے قرض کیلئے:۔ (وظیفہ نمبر ۳۰): یہ عمل حضرت علی کرم الله وجهه نے ایک غلام کو جوان سے مدد مانگنے آیا تھا بتایا تھا اگر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو گا اللہ پاک کے حکم سے اتر جائے گا (ترمذی ابن ماجہ) ''اللهم اكفنى بحلا لك عن حرامك واغننى بفضلك عمن سواك '' اے اللہ! مجھے حلال روزی دے کر حرام سے بچا اور اپنا فضل دے کر اپنی مخلوق سے بے پرواہ کر دے۔

(وظیفہ نمبر ۳۱): اگر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو گا تو انشاء اللہ اتر جائے گا حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کو یہ وظیفہ بتایا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ پر کچھ قرض باقی رہ گیا تھا جب میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ عمل سن کر پڑھا تو اللہ پاک نے میرا قرض اتار دیا۔ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ مجھ پر ایک اشرفی اور تین چونیا اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی باقی رہ گئی تھیں جب وہ میرے پاس آتیں تو مجھے ان کی طرف منہ کرتے ہوئے شرم سی محسوس ہوتی تھی کیونکہ میرے پاس قرض ادا کرنے کو کچھ نہ تھا۔ ہاں یہ دعا میں ضرور پڑھا کرتی تھی تھوڑے ہی عرصہ میں اللہ پاک نے مجھے ایسا مال دیا جو نہ صدقہ تھا نہ کسی سے ورثہ میں ملا تھا اللہ پاک نے وہ قرض بھی اتروا دیا اور باقی مال میں نے اپنے گھر والوں پر تقسیم کر دیا اور اپنے بھائی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی بچی کو تقریباً تین تولہ چاندی کا زیور بھی بنوا دیا پھر بھی مال بچ گیا۔ (ابن حبا) ''اللهم فارج الهم كاشف الغم مجيب دعوة المضطرين رحمن الدنيا والا خرة ورحيمهما انت ترحمنى فارحمنى برحمة تغنينى عن رحمة من سواك''۔ (غذاء الارواح، ص: ۳۰۶)

قضاء حوائج کیلئے:۔ (بزرگوں کا مجرب) وظیفہ نمبر ۳۲: یہ عمل ہر طرح کی ضرورت پوری کرتا ہے۔ ہر طرح کی پریشانیاں رفع کرتا ہے تریاق اعظم ہے۔ یہی وہ دعا ہے جس کو حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں پڑھا تھا۔ اسی لئے اسے دعائے ذوالنون بھی کہتے ہیں۔ قرآن حکیم میں فرمایا: ''فلولا انه كان ميں المسبحين للبث فى بطنه الىٰ يوم يبعثون '' اگر وہ یہ دعا نہ پڑھتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں ہی رہتے۔ اسی عمل کی وجہ سے مچھلی والے نبی اندھیروں سے ساحل پر پھینکے گئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وكذلك ننجى المو منين '' اسی طرح ہم ایمانداروں کو نجات دیتے ہیں۔ اس وظیفہ کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ کسی خالی جگہ میں وضو کر کے چار رکعت نماز پڑھیں پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سو بار دعا

ذوالنون پڑھیں۔دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد ۱۰۰بار ''رب انی مسنی الضر و انت ارحم الرحمین'' پڑھیئے۔پھر تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد ۱۰۰بار ''وافوض امری الی الله ان الله بصیر بالعباد'' پڑھیں اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ۱۰۰بار ''حسبنا الله ونعم الوکیل'' پڑھیں اور پھر سلام پھیر کر ۱۰۰بار ''رب انی مغلوب فانتصر'' پڑھیں یہ چاروں آیات اسم اعظم ہیں مجھے اس آدمی پر بڑا تعجب ہے جو ان آیات کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگے اور اس کی دعا قبول نہ ہو۔''لا اله سے ننجی المومنین'' تک (سورہ انبیاء پ۱۷ع۲)۔

طلب مراد کیلئے مجرب چلہ:۔(بزرگوں کا مجرب) (وظیفہ نمبر۳۳): دو رکعت نماز پڑھیں۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آل عمران کا آخری رکوع، آیت الکرسی، سورہ اخلاص اور سوہ قدر پڑھیں پھر سلام پھیر کر دس بار مندرجہ ذیل دعا پڑھیں اور چالیس روز تک یہی وظیفہ کرتے رہیں اور ختم ہونے پر اللہ تعالیٰ سے اپنی مراد طلب کریں۔''یا قدیم یا دائم یاحی یا قیوم یا احد یا صمد یا الله''(الداء) اے ازلی وابدی معبود اے دنیا کو سنبھالنے والے اے تنہا اے ایک اور اے بے نیاز معبود۔

ہر حاجت کیلئے سرعت تاثیر عمل:۔(بزرگوں کا مجرب)(وظیفہ نمبر۳۴): مندرجہ ذیل عمل ہر طرح کی حاجت روائی کرتا ہے قرآن حکیم سات دن میں حسب ذیل طریقے سے ختم کرو جمعہ کو سورہ فاتحہ سے مائدہ تک، ہفتہ کو سورہ انعام سے سورہ توبہ تک، اتوار کو سورہ یونس سے مریم تک، پیر کو سورہ طٰہ سے سورہ قصص تک، منگل کو سورہ عنکبوت سے صٓ تک، بدھ کو سورہ زمر سے سورہ رحمٰن تک، جمعرات کو سورہ واقعہ سے والناس تک ختم قرآن کے بعد سجدہ کرو اور خوب رو رو کر اللہ پاک سے دعا مانگو۔سرعت تاثیر میں کبریت احمر اور تریاق مجرب ہے۔

کھوئی ہوئی چیز واپس پانے کیلئے:۔ (وظیفہ نمبر۳۵): یہ عمل علاوہ حاجت روائی کے بیمار کو شفاء دینے والا اور کھوئی ہوئی چیز واپس پھیرنے والا بھی ہے فجر کی سنتوں اور فرض کے درمیان ۴۱بار سورہ فاتحہ پڑھیں پھر سجدے میں دعا مانگیں اگر حسب طریقہ سابق پانی پر دم کر کے بیمار کے منہ پر چھڑکا جائے تو بخار اتر جاتا ہے۔(غذاءالارواح، ص:۳۰۸)

یابدیع سے ہر حاجت پوری:۔(بزرگوں کا مجرب)(وظیفہ نمبر۳۶): ہر حاجت کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔۱۲دن تک روزانہ ۱۰۰بار پڑھیں ''یابدیع العجائب بالخیر یا بدیع'' اے عجیب وغریب چیزوں کو بھلائی کے ساتھ بے مثال پیدا کرنے والے۔

کشف اسرار اور امید سے زیادہ پانے کیلئے:۔(بزرگوں کا مجرب)(وظیفہ نمبر۳۷): یہ عمل علاوہ حاجت براری کے خوف بھی دور کرتا ہے کسی ایک مجلس میں باوضو ۴۴۴۴بار پڑھیں سرعت تاثیر میں آگ کے ہے۔غم و پریشانی بھی دور کرتا ہے۔رزق میں فراخی کرتا ہے اور بھلائی کے دروازے بھی کھولتا ہے شیخ تونسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو آدمی اسے روزانہ پڑھے گا گویا اس پر آسمان پر سے رزق اتر رہا ہے اور زمین سے اگ رہا ہے کشف اسرار کیلئے ۳۱۳بار پڑھا جاتا ہے اگر روزانہ سو بار پڑھا جائے گا تو امید سے زیادہ ملے گا۔''اللهم صل صلوة کاملة و سلم سلاما تاما علی سیدنا محمد تنحل به العقد وتنفرج به الکرب وتقضی به الحوائج و تنال به الرغائب وحسن الخواتم ویستسقی الغمام بوجهه الکریم وعلی آله و صحبه فی کل لمحة و نفس بعدد کل معلوم لك۔

بدھ، جمعرات اور جمعہ کا خاص عمل:(بزرگوں کا مجرب)(وظیفہ نمبر۳۸): بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھو۔پھر جمعہ کے روز جامع مسجد میں یہ دعا پڑھو۔یہ دعا اسم اعظم پر شامل ہے۔''اللهم انی اسئلك باسمك بسم الله الرحمن الرحیم لا اله الا هو عالم الغیب والشهادة هو الرحمن الرحیم واسئلك باسمك بسم الله الرحمن الرحیم الذی لا اله الا هوالحی القیوم لاتاخذه سنة ولا نوم الذی ملا ئت عظمته السموات والا رض واسئلك باسمك بسم الله الرحمن الرحیم الذی لااله الا هو عنت الوجوه وخشعت له الا بصار ووجلت القلوب من خشیته ان تصلی علی محمد وعلی ال محمد وان تعطینی مسئالتی وتقضی بها حاجتی یا ارحم الراحمین''(الداء)۔

6641بار یالطیف پڑھنے کا عمل:۔(بزرگوں کا مجرب)(وظیفہ نمبر۳۹): یہ عمل رنج وغم بھی دور کرتا ہے اسرار مکتومہ میں سے ہے عشاء کی نماز کے بعد باوضو اور قبلہ رو ہو کر ایک مجلس میں ''یالطیف'' ۶۶۴۱بار پڑھو اور ۱۲۹بار پڑھنے کے بعد آیت ''لاتدر که سے خبیر''

تک پڑھیں (س ۱۶، ع ۲، پ ۲۷) اس کی تسبیح ۱۲۹ دانوں کی ہونی چاہیے دیکھو کمی بیشی نہ ہونے پائے ورنہ اسرار باطل ہونے کا اندیشہ ہے۔
(غذاء الارواح، ص:۳۰۹)

یالطیف سے پرلطف زندگی:۔ (بزرگوں کا مجرب) (وظیفہ نمبر ۴۰): یہ عمل رفع حاجت کے علاوہ روزی میں فراخی، مال میں برکت اور ہر طرح کی بھلائی لاتا ہے ہر نماز کے بعد ۱۰۰ بار ''یا لطیف '' پڑھ کر آیت الله لطیف سے العزیز تک پڑھئے (پ ۲۵، س ۶، ع ۳)۔

ہر ظلم سے نجات کیلئے:۔ (بزرگوں کا مجرب) (وظیفہ نمبر ۴۱): یہ عمل حاجت برآری کے علاوہ ظالموں کے ظلم کو بھی مفید ہے ہر نماز کے بعد آیت لاتدرکہ سے الخبیر تک (پ ۷، س ۶، ع ۱۳، ۱۰۳) ۱۰۰ بار پڑھ کر یہ دعا مانگو ''اللهم وسّع علىّ رزقي اللّهم اعطف علىّ خلقك اللّهم كماصنعت وجهي عن السجّود لغير ك فصنه عن ذلّ السّؤال لغيرك يا ارحم الرّاحمين''

ہر دعا قبول کروانے کیلئے:۔ (بزرگوں کا مجرب) (وظیفہ نمبر ۴۲): سجدے میں شہادت کی انگلی اٹھا کر ۴۰ بار دعاء ذوالنون پڑھیں اور جو دعا مانگو گے انشاءاللہ قبول ہو گی۔

ختم بخاری کا مجرب عمل:۔ (بزرگوں کا مجرب) (وظیفہ نمبر ۴۳): یہ عمل علاوہ حاجت برآری کے ہر طرح کی تکلیف اور بیماری کو دور کرتا ہے پریشانی اور رنج و غم مٹاتا ہے ہر مہم کیلئے ہے جس مقصد کیلئے پڑھا جائے وہی حاصل ہو جائے میں نے ہر مہم کے واسطے تقریباً ۱۲۰ مرتبہ بخاری شریف پڑھی ہے اور ہر بار کامیابی ہوئی (سید اصیل الدین رحمہ اللہ) امام بخاری رحمہ اللہ مستجاب الدعوات لوگوں میں سے تھے آپ رحمہ اللہ نے بخاری شریف پڑھنے والوں کو دعا دی ہے اس کے پڑھنے کے بعد جو کچھ بھی مانگا جائے گا انشاءاللہ وہی ملے گا۔ ختم بخاری کا کوئی خاص طریقہ مروی نہیں مگر چونکہ ختم قرآن تین دن سے کم میں جائز نہیں اس بناء پر ختم بخاری بھی کم از کم تین دن میں کیا جائے بہتر یہ ہے کہ باوضو ہو کر پڑھو خواہ ایک آدمی پڑھے یا چند آدمی پڑھیں اجتماع کی شرط نہیں ہے۔ (غذاء الارواح، ص:۳۱۲)

شیخ ابن عربی رحمہ اللہ کا آزمودہ عمل:۔ (بزرگوں کا مجرب) (وظیفہ نمبر ۴۴): شیخ اکبر رحمہ اللہ نے اس کو عرش کے خزانوں میں سے شمار کیا ہے۔ سرعت تاثیر میں بجلی کی طرح اکسیر ہے آدھی رات کو اٹھ کر باوضو ہو کر اور قبلہ رو ہو کر ایک ہزار بار پڑھیں پھر سجدے میں رو رو کر رب سے مانگو روزانہ سو بار چالیس دن تک پڑھیں جو آدمی شب جمعہ میں ایک ہزار بار پڑھے اس کی ساری مرادیں پوری ہوں گی اور سرکار دو عالم ﷺ خواب میں نظر آئیں گے۔
''اللهم صل على سيّدنا محمّد صلوة تنجينا من جميع الاحوال والآفات وتقضى لنا بها من جميع الحاجات و تطهّرنا بها من جميع السّيّآت و ترفعنا بهااعلى الدّرجات و تبلّغنا بها اقصى الغايات من جميع الخيرات فى الحيات و بعد المماة انك على كل شيء قدير''۔

جو مانگو ملے گا:۔ (بزرگوں کا مجرب) یہ مناجات آدھی رات کے بعد دو رکعت ادا کر کے عاجزی سے قبلہ رو ہو کر جس غرض سے پڑھو گے وہی غرض انشاءاللہ حاصل ہو گی۔ اگر بیمار پڑھے گا تو حق تعالیٰ اسے شفاء عطا فرمائے گا۔ (وظیفہ نمبر ۴۵): يا من يّرى مافى الضمير ويسمع ،انت المعدّ لكلّ مايتوقع، يامن يرجىّ للشّد ائد كلّها ، يامن اليه المشتكٰى والمفزع ، يامن خزائن رزقه فى قول كن، امنن فان الخير عندك اجمع ، مالى سوى فقرى اليك وسيلة ، فبالا فتقارى اليك فقرى ادفع ، مالى سوىٰ قرعى لبابك حيلة ، فلئن رددت فاىّ باب اقرع ، ومن الّذى ادعوواهتف باسمه ، ان كان فضلك عن فقيرك يمنع ، حاشا لجودك ان تقنط عاصياً ، الفضل اجزل والمواهب او سع ، ثم الصلاة على النبى و آله ، خيرالانام ومن به يتشفّع ۔ (غذاء الارواح، ص:۳۱۴)

ہر قسم کا خوف دور کرنے کیلئے:۔ (وظیفہ نمبر ۴۶): یہ عمل بادشاہ، حاکم اور ظالم کے خوف سے پناہ دیتا ہے جب جاؤ تو پڑھتے ہوئے جاؤ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بتایا ہوا عمل ہے (طبرانی) الله اكبر الله اكبر من خلقه جميعا الله اعز مما اخاف واحذر اعوذ بالله الذى لا اله الا هوالممسك السماء ان تقع على الارض الا باذنه من شرعباده وجنوده واتباعه واشياعه من الجن والانس كن لى جارا من شرهم جل ثنائك و عزجارك ولا اله غيرك۔

(وظیفہ نمبر ۴۷): یہ عمل بھی مذکورہ بالا کام کرتا ہے رب ادخلنی سے نصیرا تک پڑھتے ہوئے جاؤ (پ۱۵،س۱۷،ع۱۸)

دشمن سے حفاظت کیلئے:۔ (بزرگوں کا مجرب) (وظیفہ نمبر ۴۸): گھر سے نکلتے وقت سورہ یاسین پڑھ لیں انشاء اللہ دشمن قابو نہ پا سکے گا۔

انگوٹھی کے نیچے رکھنے کا عمل:۔ (بزرگوں کا مجرب) (وظیفہ نمبر ۴۹): ایک چھوٹے سے پاک کپڑے پر آیت "الذین سے الوکیل تک لکھ کر انگوٹھی کے نگ کے نیچے رکھ لو (پ۴،ع۱۸،س۳)

ضعیف روایت قوی ایمان کا ذریعہ:۔ (وظیفہ نمبر ۵۰): اس عمل کو طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے مگر اس میں جناوہ راوی ضعیف ہے اللھم رب السموات السبع ورب العرش العظیم کن لی جارا من شر (یہاں نام لو) و شر الجن والانس واتبا عھم ان یفرط علی احد منھم عزجارك وجل ثناؤك ولا اله غیرك۔

امام شعبی رحمہ اللہ کا عمل:۔ (بزرگوں کا مجرب) (وظیفہ نمبر ۵۱): امام شعبی رحمہ اللہ نے اپنے خاص آدمیوں کو یہ عمل بتایا تھا کہا جاتا ہے کہ ایک آدمی بادشاہ کے پاس گیا اور اس نے یہ دعا پڑھی تو بادشاہ نے اس کو چھوڑ دیا اللھم اله جبرئیل ومیکئیل و اسرافیل واله ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق عافنی ولا تسلطن احدا من خلقك علی بشی لا طاقة لی به۔ (ابن ابی شیبہ)

(وظیفہ نمبر ۵۲): بعض مشائخ اس دعا کو مجرب بتاتے ہیں "رضیت بالله ربا وبالا سلام دینا وبمحمد نبیا وبا لقرآن حکما واماما "۔

شیطان سے حفاظت کی مسنون دعا:۔ (وظیفہ نمبر ۵۳): یہ عمل بھی شیطان کے خوف سے امن کو لاتا ہے شیطان شب معراج حضور ﷺ کے پاس آگ کا شعلہ لے کر آیا تھا اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو یہ دعا بتائی تھی "اعوذ بوجه الله الکریم وبکلمات الله التامات التی لایجاوزھن برو لا فاجر من شرّ ما خلق وذرأو برأو من شرّ ما ینزل من السّماء وما یعرج فیھا ومن شرّ فتن اللّیل والنّھار ومن شرّ کل طارق الّا طارقا یطرق بخیر یا رحمن "(مسند احمد) (غذاء الارواح ص:۳۱۵)

ظالم شخص سے حفاظت کیلئے حروف تہجی کا عمل:۔ (بزرگوں کا مجرب) (وظیفہ نمبر ۵۴): جاتے ہوئے "ک، ہ، ی، ص" اس طرح پڑھو جب کاف پڑھو تو دائیں ہاتھ کی ایک انگلی بند کرلو اسی طرح ہر حرف پر ایک ایک انگلی بند کرتے جاؤ اب تمہارا پورا ہاتھ بند ہو گیا اسی طرح "ح، م، ع، س، ق" پڑھ کر بایاں ہاتھ بند کرلو اور حاکم یا ظالم بادشاہ کے پاس جا کر کھول دو (قول جمیل)۔

(وظیفہ نمبر ۵۵): حضور اکرم ﷺ نے جنگ احزاب میں یہ دعا پڑھی تھی حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی خلیفہ ہارون رشید کے پاس جاتے ہوئے یہ دعا پڑھی تھی۔ "شھد الله سے عند الله الاسلام" تک (پ۳،س۳) پھر یہ دعا پڑھیں "وانا اشھد بما شھد الله به استودع الله ھذہ الشھادة وھی ودیعة عندہ الی یوم القیامة اللھم انی اعوذ بنور قدسك وعظیم رکنك و عظمة طھارتك من کل افة و عاھة ومن کل طوارق اللیل والنھار الا طارقا یطرق بخیر یا الله اللھم انت غیاثی بك استغیث وانت ملاذی بك الوذوانت عیاذی بك اعوذیامن ذل له رقاب الجبابرة وخضعت له اعناق الفراعنة اعوذ بك من کشف سرك ونسیان ذکرك والا نصراف من شکرك وانا فی حرزك لیلی ونھاری ونومی وقراری و ظعنی و اسفاری و حیاتی ومما تی ذکرك شعاری و ثناوئك دثاری لا اله الا انت سبحانك وبحمدك تشریفا لعظمتك وتکریما لنفحات رحمتك اجرنی من خذیك واضرب سرادقات حفظك واوصلنی فی حفظ عنایتك وجد علی بخیر یا ارحم الراحمین "۔ (غذاء الارواح ص:۳۱۶)

ظالم شخص سے حفاظت کا تعویذ: (وظیفہ نمبر ۵۶): آیت یومئذ سے ھضما تک لکھ کر سیدھے بازو پر باندھ لو۔ (پ۱۷، آخری)

(وظیفہ نمبر ۵۷): آیت ان الله یامرکم سے بصیرا تک لکھ کر سیدھے بازو پر باندھ لو یا گلاب وزعفران سے لکھ کر بارش کے پانی سے یا آب زم زم سے دھو کر جہاں حاکم یا بادشاہ یا ظالم شخص بیٹھا ہو وہاں چھڑک دو۔ (سورہ نساء پ۵ سورة ۸)

(وظیفہ نمبر ۵۸): اس عمل میں وضو کی شرط نہیں کسی وقت کی قید نہیں اور کوئی تعداد بھی مقرر نہیں وقت تک کثرت سے پڑھو اور

دیکھو پڑھتے وقت دشمن کا تصور کرکے اس کے سینہ پر پتھر مارواورسورہ فیل اور تبت یدا خوب پڑھو نیز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی اس مقصد کے واسطے بکثرت پڑھی جاتی ہے۔

ڈر سے حفاظت کا حصار: (بزرگوں کا مجرب)(وظیفہ نمبر ۵۹): اگر آپ کوکسی جگہ ڈر لگتا ہوتو آپ مع اپنے تمام ساتھیوں کے آگے پیچھے بیٹھ جائیے تشہد کے وقت جیسے بیٹھا جاتا ہے پھر آپ ان کے چاروں طرف ایک دائرہ سات بار آیت الکرسی پڑھتے ہوئے کھینچ دیجئے پھر مندرجہ ذیل دعا تین بار پڑھئے اور پورے اطمینان سے سوجایئے'' ولا یودہ حفظھما و ھو العلی العظیم، وحفظا من کل شیطان مارد، و حفظا ذلك تقدیر العزیز العلیم، وحفظنٰھا من کل شیطان رجیم، انانحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون، له معقبات من بین یدیه ومن خلفه یخفظونه من امر الله، الله حفیظ علیهم وما انت علیهم بوکیل، ان کل نفس لمّا علیها حافظ، بل ھو قرأن مجید فی لوح محفوظ، فان تولو افقل حبسی الله لا اله الا ھو علیه توکلت وھو رب العرش العظیم، یا حفیظ (تین بار) یا حافظ احفظنا اللهم احرسنا بعینك التی لا تنام واکنفنا بکنفك الذی لایرام یا الله (۳ بار) یا رب العالمین''۔ (۳ بار)

دشمن کا منہ پھیرنے کا عمل:۔(بزرگوں کا مجرب)(وظیفہ نمبر ۶۰): یہ عمل دشمن کا منہ اور ہاتھ پھیر دیتا ہے نماز فجر کی سنتوں کی پہلی رکعت میں الم نشرح اور دوسری میں سورہ فیل کی ہمیشگی کرو۔

غلہ کی حفاظت کا عمل:۔(بزرگوں کا مجرب تعویذ)(وظیفہ نمبر ۶۱): یہ قرآن شریف کی پانچ آیات ہیں اگر آپ انہیں کاغذ پر لکھ کر سیدھے بازو پر باندھ لیں اور صبح وشام پڑھتے رہیں تو امن سے رہیں گے اور اگر آپ ان کو لکھ کر غلہ وغیرہ میں رکھیں گے تو اس غلہ کو گھن نہ لگے گا مال میں کہیں بھی رکھیں گے تو مال محفوظ رہے گا (۱) الم الله سے القیوم تک (پ۳ س۳، ع۱) (۲) شھد الله سے الحکیم تک (مومن ۲۶) (۳) ولوان قرآنا سے میعاد تک (رعد پ۱۳ ع۴) (۴) انما امر سے ترجعون تک (پ۲۲ ق۱۵) (۶) وھو معکم سے بصیر تک (حدید پ ۲۸) (۷) ان الله قوی عزیز و من یتوکل سے قدرا تک (پ۲۸ س۵۶) (۸) واحاط بما لدیھم واحصٰی کل شی عددا، ربّ المشرق والمغرب سے آخر آیت تک (مزمل ۹) (۹) لایتکلمون سے صوابا تک (پ۳۰) من ای شی سے انشر تک (۳۰) ذی قوۃ سے امین تک (پ۳۰) ولا حول ولا قوۃ الا بالله العلی العظیم وصلی الله علی سیدنا محمد وعلی آله وصحبه وسلم۔

(غذاءالارواح،ص:۳۲۰)

موذی جانور سے حفاظت کیلئے:۔(بزرگوں کا مجرب تعویذ)(وظیفہ نمبر ۶۲): یہ عمل تمام موذی جانوروں کو دفع کرتا ہے مندرجہ ذیل آیات کو لکھ کر زمین میں دفن کردیں یا درخت پر لٹکا دیں انه من سلیمان سے مسلمین تک (پ۱۹ نمل) یا ایھا النمل سے لا یشعرون تک (پ۱۹ نمل) فلنا ء تینّھم سے صاغرون تک (پ۱۹ نمل) یرسل سے تنتصرن تک (پ۲۷ رحمٰن) فسیکفیکھم الله سے علیم تک (پ۱ آخری) ومثل کلمۃ۔ الایہ (پ۱۳ س۱۴) واذا تولی سعٰی الآیہ (پ۲ س۲) فلمّا قضینا علیه الموت الآیہ (سبا پ۲۲) پھر یہ لکھیں حنّۃ ولدت مریم امۃ الله و مریم ولدت عیسی عبد الله یا معشر الھوا مّ من کان منکم من البر فلیخرج الی البحر من کان منکم من البحر فلیخرج الی البحر اعز م علیکما ایھا الارواح الطائرۃ باذن الله تعالی بعز عظمته وباسما ئه الحسنی کلّھا الاما سمعتم واطعتم وانتقلتم من ھذا المکان ومن لم ینتقل منکم فقدباء بغضب من الله ورسوله۔ حنہ سے حضرت مریم علیہ السلام پیدا ہوئیں جو اللہ کی بندی ہیں اور حضرت مریم علیہ السلام سے حضرت عیسی علیہ السلام پیدا ہوئے جو اللہ کے بندے ہیں اے جانورو تم میں سے جو کوئی خشکی کا ہو اسے خشکی کی طرف نکل جانا چاہیے اور جو سمندر کا ہے اسے سمندر میں چلا جانا چاہیے اللہ کے حکم سے اڑنے والی روحو اجو اس کے تمام اسماء حسنٰی کی جلالت شان کی عزت کے ساتھ اڑتی ہیں کیا تم نے سنا نہیں اور بات نہیں مانی اور اس جگہ سے ہٹے نہیں جو تم میں سے یہاں سے نہ ہٹے گا اس پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا عتاب ہوگا پھر قالوا یا موسی ادع لنا بما عھد عندك الایہ لکھو (پ۹ اعراف) پھر سورۃ فاتحہ لکھو۔

گمشدگی سے حفاظت:۔(بزرگوں کا مجرب تعویذ)(وظیفہ نمبر۶۳): اگر کسی کی بابت کھوئے جانے کا اندیشہ ہوتو سورہ قصص لکھ کر اس کے سیدھے بازو پر باندھ دیں وہ انشاءاللہ محفوظ رہے گا۔

شب جمعہ کیلئے خاص عمل:۔(بزرگوں کا مجرب)(وظیفہ نمبر۶۴): اپنے گھر میں باوضو اور قبلہ رو ہوکر شب جمعہ کو عشاء کے بعد ۱۰۰۰ بار یہ درود پڑھیں اور ہر سو بار پر یہ دعا پڑھیں یا الله استجیر بك من فلان بن فلا نة فخذ لی حقا منه اے اللہ میں فلاں سے جو فلاں عورت کا بیٹا ہے تیری پناہ مانگتا ہوں تو اس سے میرا حق لے لے (درود شریف یہ ہے)اللهم صل علی سیدنا محمد النبی الا می وعلی اله وصحبه وسلم اے اللہ ہمارے سرکار حضرت محمد ﷺ پر درود وسلام بھیج جو ان پڑھ نبی ہیں اور ان کی بیوی بچوں پر اور ساتھیوں پر بھی۔

(وظیفہ نمبر۶۵): یہ عمل حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یعنی مندرجہ ذیل آیات پڑھیے اور امن و امان سے رہئے آیت الکرسی ان ربکم سے محسنین تک (پ۱۶اعراف ع۴)والصافات سے لازب تک (پ۲۳،صافات ع۱)سنفر غ لکم سے فلا تنتصران تک (پ۲۷رحمٰن ع۴)۔(وظیفہ نمبر۶۶): اگر آپ کو اپنے کسی سامان پر چوری کا اندیشہ ہے تو یہ دعا لکھ کر اس میں رکھ دیجئے اللہ کے حکم سے وہ سامان محفوظ رہے گا بسم الله الرحمن الرحیم یا حفیظ یامن لا ینسی ویا من نعمه لا تحصی ویا له العروة الوثقی ویا من له العزة والثناء ویا من له الا سماء الحسنی احفظ و کذا بما حفظت به الارض والسماء الجات ظهری فی حفظ ذلك الی الحی القیوم فانك قلت وقولك الحق و کتابك المنزّل انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون وصلّی الله علی سیدنا محمد وعلی آله و صحبه وسلم

خاتمہ بالخیر اور روزی میں فراخی کا عمل:۔(بزرگوں کا مجرب)(وظیفہ نمبر۶۷): صبح و شام تین تین بار یہ دعا پڑھا کریں عمر میں زیادتی ہوگی خاتمہ بالخیر ہوگا روزی میں فراخی ہوگی اور دشمن سے امن ملے گاسبحان الله ملاء المیزان ومبلغ العلم و منتهی الرضوان وزنة العرش ترازو بھر کر جہاں تک مجھے علم ہے وہاں تک انتہائے رضا کے مطابق اور عرش کے وزن کے برابر میں اللہ پاک کی پاکی بیان کرتا ہوں۔(غذاءالارواح،ص:۳۲۲)

41 بار معوذتین کا عمل:۔(بزرگوں کا مجرب)(وظیفہ نمبر۶۸): دن رات میں ۴۱ بار معوذتین پڑھئے آیتوں کی تکرار کریں معنی و مطالب پر غور کریں انشاءاللہ امن وعافیت میں رہو گے۔

ہر نماز کے بعد 5 مرتبہ اذان کا عمل:۔(بزرگوں کا مجرب)(وظیفہ نمبر۶۹): ہر نماز کے بعد ۵ مرتبہ اذان پڑھیں فجر کی سنتوں کے بعد ۱۰۱ بار دعاء ذوالنون پڑھیں اور اگر ہو سکے تو وتر سے پہلے یا سجدے میں دعاء ذوالنون ۳۶۰ مرتبہ پڑھیں۔

7 جمعوں تک کرنے کا عمل:۔(بزرگوں کا مجرب)(وظیفہ نمبر۷۰): جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد نماز ادا کرنے کی نیت سے کسی آباد مسجد میں بیٹھ جاؤ اور ایک بار یا تین بار درود شریف کے بعد بکثرت یہ دعا پڑھیں اور سات جمعوں تک مسلسل یہی عمل جاری رکھیں وہ دعا یہ ہے یاحی یا قیوم برحمتك استغیث اے زندہ اور دنیا کو سنبھالنے والے میں تجھ سے تیری رحمت طلب کرتا ہوں۔

مصائب سے بچاؤ کیلئے حرز اعظم:۔وظیفہ نمبر۷۱:اگر آپ انتہائی مصائب میں گھرے ہوئے ہیں تو کثرت سے دعائے ذوالنون پڑھا کریں نیز یہ دعا بھی کثرت سے پڑھا کریں حسبی الله ونعم الوکیل مجھے اللہ ہی کافی ہے اور بہترین کام بنانے والا ہے۔

(وظیفہ نمبر۷۲): یہ عمل ہر مصیبت میں پڑھا جاتا ہے خواہ کسی عزیز کی موت ہو یا کچھ اور مصیبت پیش آجائے اس کے پڑھنے سے نعم البدل مل جاتا ہے خود ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس کا تجربہ کیا ہے ان کے شوہر ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے انہوں نے یہ دعا پڑھی اللہ تعالیٰ نے ان کو بہترین شوہر عطا فرمایا یعنی اللہ کے نبی ﷺ نے ان سے نکاح فرمایاانا لله وانا الیه رجعون اللهم عندك احتسب مصیبتی فاجرنی فیها وابدلنی منها خیرا اللهم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منها (مسلم)ہم اللہ ہی کیلئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں میں تجھ سے اے مالک اپنی اس مصیبت پر ثواب کا امیدوار ہوں اس میں مجھے اجر دے اور اس سے بہتر دے مالک مجھے میری

مصیبت میں بدلہ دے اور اس کا نعم البدل عنایت فرما۔ (غذاء الارواح ص:۳۲۳)

(وظیفہ نمبر ۷۳): اس عمل کی کثرت بھی ہر مصیبت کے وقت کام آتی ہے (ابن حبان) اللھم لاسھل الا ما جعلته سھلا وانت تجعل الحزن اذا شئت سھلا اے اللہ وہی چیز آسان ہے جسے تو آسان کردے اور تو تو ہر مشکل کام کو بھی آسان کر دیتا ہے۔

(وظیفہ نمبر ۷۴): مندرجہ ذیل دعا کی ہمیشگی بھی مذکورہ بالا کام کرتی ہے یا رب مازال لطف منك یشملنی وقد تجد دبی ما انت تعلم فاصرفه عنی کم عوّدته کر ما فمن سواك لھذا العبد یرحمه۔ اے رب مجھ پر ہمیشہ تیرا لطف و کرم رہتا ہے آج مجھ پر ایک مصیبت آئی ہے جسے تو جانتا ہے اسے مجھ سے ہٹا دے جیسا کہ تو پہلے اپنے کرم سے بار بار ہٹاتا رہا تیرے سوا کون ہے جو اس غلام پر اپنا رحم کرے۔

3 بار اشعار پڑھنے کا عمل:۔ (بزرگوں کا مجرب) (وظیفہ نمبر ۷۵): ان اشعار کو مکرر یا سہ (۳ بار) پڑھیں انشاء اللہ مصائب دور ہونگے وکم لله من لطف خفی یدق خفا ہ عن فھم الذ کی و کم یسراتی من بعد عسر وفرج کربة من بعد عسر وفرج کربة القلب الشجی و کم امر تساء به صبا حا وتاتیك المسرة العشی اذا ضاقت بك الا ھوال یوما فثق بالواحدذا الفرد العلی تشفع بالنبی فکل عبد یغاث اذا تشفع بالنبی۔

(وظیفہ نمبر ۷۶): آدھی رات کو باوضو یہ اسماء حسنیٰ پڑھیں علاوہ مصائب دور کرنے کے باعث ہیبت وعظمت بھی ہیں الملك العلی العظیم المغنی المتعال ذوالجلال المھیمن الکبیر بادشاہ، بلندوبرتر، عظمت والا بے پرواہ، بہت اونچا جلال و جبروت والا، حفاظت کرنیوالا اور سب سے بڑا۔

اسماء حسنیٰ سے مصائب دور کریں:۔ (بزرگوں کا مجرب) (وظیفہ نمبر ۷۷): ہر فرض نماز کے بعد اس دعا کو ہمیشہ پڑھیں انشاء اللہ دنیا وآخرت کی ہولنا کیوں سے امن وامان میں رہو گے اعددت لکل ھول القاہ فی الدنیا والا خرۃ لا اله الاالله ولکل ھم وغم ماشاء الله ولکل نعمة الحمد لله ولکل اعجوبة سبحان الله ولکل ذنب استغفر الله ولکل ضیق حسبی الله ولکل مصیبة اناالله ولکل قضاء وقدر توکلت علی الله ولکل طاعة لاحول ولا قوۃ الا بالله میں نے دنیا وآخرت کی ہر ہولنا کی کیلئے لا اله الا الله ہر غم وفکر کیلئے ماشا ء الله ہر نعمت کے لئے الحمد لله ہر تنگی اور فراخی کیلئے الشکر لله ہر تعجب کیلئے سبحان الله ہر گناہ کیلئے استغفر الله ہر تنگی کے لئے حسبی الله ہر مصیبت کے لئے انا لله ہر قضاء وقدر کیلئے توکلت علی الله اور ہر تابعداری کیلئے لاحول و لا قوۃ الا بالله کو مقرر کیا ہے۔

غروب آفتاب کے وقت 7 بار دعا کا عمل:۔ (بزرگوں کا مجرب) (وظیفہ نمبر ۷۸): اس عمل کو آفتاب غروب ہونے سے پہلے اور غروب ہونے کے بعد پڑھنا چاہئے ہر دعا سات بار پڑھو سورہ فاتحہ، ناس، فلق، اخلاص، کافرون، آیت الکرسی کلمہ تمجید اور مندرجہ ذیل درود شریف پڑھو اللھم صل علی محمد عبدك و حبیبك ونبیك ورسولك النبی الامّی وعلی أل محمد وبارك و سلم اللّھم اغفرلجمیع المومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منھم والا موات انّك مجیب الدعوات ورافع الدرجات یا قاضی الحاجات برحمتك یا ارحم الرحمین اللھم رب افعل بی وبھم عاجلا و آجلا فی الدّین والدنیا والا خرۃ افعل بنا ماانت له اھل ولا تفعل بنا ما نحن له اھل انك غفور جوّاد کریم ملك بررؤف رّحیم۔

اگر فرصت نہ ہو تو مندرجہ ذیل دعا کو روزانہ سات بار پڑھ لیا کیجئے (جلال الدین بخاری) ''اللھم انت ربی لا اله الا انت رب العرش الکریم علیك توکلت وانت رب العرش العظیم ولا حول ولا قوۃ الا بالله العلی العظیم ما شاء الله کان وما لم یشاء لم یکن اشھد ان لا اله الا الله اعلم ان الله علی کل شی قدیر وان الله قد احاط بکل شی علما واحصی کل شی عددا اللھم انی اعوذبك من شرنفسی ومن شرکل دابة انت اخدبنا صیتھا ان ربی علی صراط مستقیم ''

1 ہزار بار درود شریف کا عمل:۔ (بزرگوں کا مجرب) (وظیفہ نمبر ۷۹): آدھی رات کے بعد اٹھ کر قبلہ رو ہو کر ایک ہزار مرتبہ مندرجہ ذیل درود شریف پڑھیں اللّھمّ صلّ وسلّم علی سیّدنا ومولنا محمّد صلوۃ تحل بھا عقدتی وتفرج بھا کربتی وتنقذنی بھا من وجلتی وتقیل بھا عثرتی وتقضی بھا حاجتی اے اللہ! ہمارے سردار ہمارے محبوب حضرت محمد ﷺ پر درود وسلام بھیج جس سے تو میری پیچیدگیاں دور کر دے میرے تفکرات مٹا دے مجھے خوف سے نجات دے دے میری لغزش زائل کر دے اور میری مرادیں پوری کر دے (سنوسی)۔

تذکرہ

مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ

تالیف

محمد اسحاق بھٹی

مولانا غلام رسول رحمہ اللہ ویلفیئر سوسائٹی

طبع اول

ربیع الاول ۱۴۳۳ھ / فروری ۲۰۱۲ء

اہتمام ——— حافظ حمید اللہ

ناشر

مولانا غلام رسول رحمہ اللہ ویلفیئر سوسائٹی

قلعہ میاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ رابطہ نمبر: 0344-6084317

ملنے کے پتے

گوجرانوالہ	والی کتاب گھر۔ اردو بازار۔ 055-4441613۔ مکتبہ نعمانیہ۔ اردو بازار۔ 055-4235072 مکتبہ الفرقان۔ اردو بازار۔ 0333-4264487
لاہور	المکتبہ السلفیہ لاہور۔ 042-37237184۔ کتاب سرائے۔ اردو بازار۔ 042-37320318 مکتبہ محمدیہ۔ اردو بازار۔ 042-37114650۔ مکتبہ اسلامیہ۔ اردو بازار۔ 042-37244973 دار الکتب السلفیہ۔ اردو بازار۔ 042-37361505۔ اسلامی اکیڈمی۔ اردو بازار۔ 042-37357585۔ مکتبہ قدوسیہ۔ اردو بازار۔ 042-37351124
فیصل آباد	مکتبہ اہل حدیث۔ امین پور بازار۔ 041-2629292 مکتبہ اسلامیہ۔ فیصل آباد۔ 041-2631204۔ طارق اکیڈمی۔ 041-8546964
کراچی	فضلی سنز۔ اردو بازار۔ 021-32629724۔ 021-32212991 علمی کتاب گھر۔ اردو بازار۔ 021-32628939۔ دار السلام۔ 021-34393936
اسلام آباد	المسعود۔ اسلام آباد۔ 051-2261356۔ دار السلام۔ 051-2281516, 2500237
راولپنڈی	مکتبہ عائشہ۔ 051-5551014۔ کتب خانہ رشیدیہ۔ 051-5771798
سعودی عرب	الفرقان۔ الریاض۔ 01-4358646۔ دار العلوم الندیہ۔ جدہ۔ 02-6336640

مولانا احمد دین گکھڑوی رحمہ اللہ

محمد اسحاق بھٹی

مکتبہ قدوسیہ

اہتمام طباعت

ابوبکر قدوسی

اشاعت ——— ۲۰۱۱ء

مکتبہ قدوسیہ

رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور پاکستان

قدوسیہ اسلامک پریس

Tel +92-42-37351124,37230585
maktaba_quddusia@yahoo.com
www.quddusia.com

(وظیفہ نمبر۸۰): مجھے اس پر تعجب ہے جو غم میں مبتلاء ہو وہ دعاء ذوالنون نہ پڑھے کسی چیز سے ڈرتا ہو اور حسبی اللہ ونعم الوکیل نہ پڑھے لوگوں کی شرارتوں سے خوفزدہ ہو اور وہ افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد نہ پڑھے جنت کی رغبت رکھتا ہو اور ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ نہ پڑھے ان چاروں آیتوں میں اللہ پاک نے قبولیت کی خوشخبری دی ہے۔(غذاء الارواح،ص:۳۲۸)

استخارے: وظیفہ نمبر۸۱: نمازاستخارہ گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

خواب میں غیبی رہنمائی کا استخارہ:۔ (بزرگوں کا مجرب)(وظیفہ نمبر۸۲): بدھ، جمعرات اور جمعہ کی رات کو عشاء کے بعد استخارہ کریں اور اس کے بعد کسی سے بات کیے بغیر سیدھی کروٹ پر سو جائیں بسم اللہ اور الم نشرح سات مرتبہ پڑھ کر سینے پر دم کرلیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ خواب یا بیداری کی حالت میں واقعہ کھول دے پھر سو بار یہ درود شریف پڑھیں''اللھم صل علی محمد بعدد معلوم لك''اے اللہ اپنی تمام معلومات کی برابر حضرت محمد ﷺ پر درود بھیج۔

سورہ فاتحہ سے استخارے کا عمل:۔ (بزرگوں کا مجرب)(وظیفہ نمبر۸۳): یہ بڑا مجرب استخارہ ہے عشاء کے بعد وضو کرکے پاک بستر پر بیٹھو درود شریف ۳بار، سورہ فاتحہ ۱۰بار، سورہ اخلاص ۱۱بار اور پھر ۳بار درود شریف پڑھ کر سیدھی کروٹ پر قبلہ رخ ہو کر لیٹ جائیں ان شاء اللہ خواب دکھائی دے گا مگر اس کی تعبیر کسی اچھے معبر سے دریافت کریں(خزینۃ الاسراء)ہماری کتاب''شرعی تعبیر''اپنے پاس رکھیں اور اس سے تعبیر دیکھ لیا کریں۔

سورہ شمس سے استخارے کا عمل:۔ (بزرگوں کا مجرب)(وظیفہ نمبر۸۴): غسل کرکے پاک کپڑے پہنئے اور وضو کرکے قبلہ رخ ہو کر سیدھی کروٹ سے لیٹ کر یا بیٹھ کر سات سات بار سورہ والشمس سورہ واللیل اور سورہ اخلاص یا معوذتین بار پڑھیں پھر مندرجہ ذیل دعا پڑھیں ان شاء اللہ سات دن سے آگے تجاوز نہ کرے گا کہ خواب میں کچھ نہ کچھ ضرور نظر آئے گا''اللھم ارنی فی منامی کذاو کذاوا جعل لی من امری فرجا و مخر جا وارنی فی منامی ما استدل بہ علی اجابۃ دعوتی''(قول جمیل) اے اللہ! میری نیند میں فلاں فلاں کام دکھا دے میرے کام کو میرے لیے کھول دے اور ظاہر کردے اور مجھے ایسے خواب دکھا جو میری دعا کے قبول ہونے پر دلالت کرتا ہو۔

گھبراہٹ ووحشت وغیرہ:۔ (وظیفہ نمبر۸۵): حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گھبراہٹ کے واسطے یہ دعا بتائی تھی (ابوداؤد، ترمذی، حاکم) اعوذ بکلمات اللہ التامات من غضبہ وعقابہ و شر عبادہ ومن ھمزات الشیطین وان یحضرون میں اللہ کے مکمل کلموں کی اس کے غصہ سے اس کے عذاب سے اس کے بندوں کی شرارت سے شیطان کے وسوسوں سے اور ان کی موجودگی سے پناہ مانگتا ہوں۔

(وظیفہ نمبر۸۶): کسی آدمی نے حضور اکرم ﷺ سے وحشت کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے یہ دعا بتائی (طبرانی) سبحان الملك القدوس رب الملائکۃ والروح جللت السموات والا رض بالعزۃ والجبروت۔ میں پاک شہنشاہ کی پاکی بیان کرتا ہوں جو کہ فرشتوں اور روح کا مالک ہے اے اللہ تو نے آسمان وزمین کو عزت وجبروت سے بھر دیا۔(غذاء الارواح،ص:۳۲۹)

نام کتاب:۔تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ...... مصنف:۔محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ
ناشر:۔مولانا غلام رسول رحمہ اللہ ویلفیئر سوسائٹی

خیرالاموراوسطہا کی تلقین:۔ سورۂ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی زبان سے یہ کہلواتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت نصیب فرما۔ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے اپنی عنایات ونوازشات کی انتہا کردی۔سورۂ نساء میں ان لوگوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ: یہ لوگ انبیاء، صدیقین، شہداء، اور صالحین کی معیت سے سرفراز ہوتے ہیں۔(النساء:۶۹)

ان انعام یافتگان میں سے ایک طبقہ صالحین کا بھی ہے۔یہی وہ اہل ذکر وفکر لوگ ہیں جن کی صحبت میں بیٹھنے اور ان سے نگاہیں نہ پھیرنے کا حکم اللہ نے اپنے رسول مکرم ﷺ کو دیا۔فرمایا:''واصبر نفسك مع الذین یدعون ربھم بالغدٰوۃ والعشی یریدون وجھہ ولا تعد عینك عنھم''(سورۃ الکھف)(ترجمہ: ان لوگوں کے ساتھ بیٹھا کرو جو محض اس (اللہ) کی رضا کے حصول کی خاطر اپنے رب کو صبح وشام پکارتے

(اور اس سے دعائیں مانگتے) ہیں۔قرآنی تعلیمات تک نارسائی اور اسلاف کے احترام اور ان کے معمولات یومیہ کے ذکر سے گریز ممکن ہے نیازمندوں کے غلوعقیدت کا ردّعمل ہو لیکن یہ دونوں راہیں افراط وتفریط کا نتیجہ ہیں۔ان کے''وسط''میں ہی اصل راہ ہے۔
(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۶)

نقش اسلاف پر چلنے کی دعا:۔ یہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کی داستانِ حیات ہے جو علم وعمل میں ہمہ وقت مستعد اور عزیمت کا کوہ گراں تھا۔جس نے اپنی پوری زندگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کیلئے وقف کر دی تھی۔ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین یارب العالمین۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۶)

احترام اولیاء ایمان کا حصہ ہے:۔ اللہ کی زمین پر انبیاء ورسل علیہ السلام کے بعد سب سے زیادہ مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا ہے اُن کے بعد محدثین کرام اور ائمہ دین کا ہے اور ان کے بعد اولیاء عظام کا مرتبہ ومقام ہے اور اولیاء کرام کی عزت واحترام کرنا ایمان کا جزو ہے۔
(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۲۰)

اہل اللہ اور اولیاء کی تعریف:۔ اولیاء کن کو کہتے ہیں،سیّد ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ ولی کامل کی پہچان اور مقام کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ولایت کی دلیل فقط ایک ہے اور وہ محمد ﷺ کی کامل اتباع ہے۔''قل ان کنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله''(آل عمران ۳/۲)

جو جتنا آپ ﷺ کی ذات اور آپ ﷺ کی سنت میں فنا ہوا وہ اتنا ہی مقرب الٰہی ہوا۔حضرت محمد بن فضیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بدبختی کی تین علامات ہیں:

(۱)صالحین کی صحبت نصیب ہو اور وہ ان کی عزت وحرمت سے محروم رہے،(۲)عالم ہو اور بے عمل ہو،(۳)عمل ہو اور اخلاص سے نہ ہو۔سیّد ابوبکر غزنوی مزید فرماتے ہیں کہ میری بات کو پلے باندھ لو کہ ولایت اور قرب الٰہی کے تمام درجات اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہی سے حاصل ہوتے ہیں:''ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله''(النساء:۶۹/۴)

جن پر اللہ تعالیٰ کی نوازشیں ہوتی ہیں۔یہی لوگ ہیں جنہیں انبیاء علیہ السلام کی معیت نصیب ہوتی ہے جنہیں صدیقیت وشہادت کے بلند مقاموں سے نوازا جاتا ہے۔نیز یہی وہ ہستیاں ہیں جنہیں صلحاء کی رفاقت جو کہ سب سے اچھی رفاقت ہے نصیب ہوتی ہے۔صلحاء،اتقیاء، اولیاء کے سب درجات ومراتب کا انحصار اللہ اس کے رسول مقبول کی اطاعت اور اتباع پر ہے۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۲۰-۲۱)

گستاخ اولیاء سے اللہ کا اعلان جنگ:۔ اولیاء واجب الادب اور واجب التعظیم ہوتے ہیں۔اولیاء کا نام ادب سے نہ لینا ان کی عزت نہ کرنا اور ان سے دشمنی رکھنا۔بخاری شریف کی حدیث قدسی پڑھیے:''ان الله قال من عادلي ولياً فقد آذنتهُ بالحرب''(بخاری کتاب الرقاق ۶۵۰۲)کے مطابق اللہ تعالیٰ کا ان سے اعلان جنگ ہے۔

مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کی حیات مبارکہ کا تذکرہ اور اس کو محفوظ کرنا آئندہ نسلوں کیلئے فوز وفلاح کی راہیں کھولنا ہے۔اللہ والوں کا تذکرہ انتہائی خوبصورت انداز میں کیا ہے۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۲۱-۲۲)

تصوف یعنی تزکیہ واحسان کا مقام: ہمارے ممدوح مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے مجاہدات اور ریاضتیں قرآن وسنت کی تعلیمات کے عین مطابق تھیں وہ اسلامی علوم کے متبحر عالم،فقیہہ اور متکلم تھے۔تزکیہ واحسان اسلام کی روح اور ایمان کا جوہر ہے۔قد افلح من تزکی (الاعلیٰ)

قرآن وحدیث کی غرض وغایت ذات باری تعالیٰ کے ساتھ فرد کے شخصی تعلق کو قائم رکھتا ہے۔

مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کی داستان حیات کا مطالعہ یقیناً تپتے ہوئے ریگزاروں میں بادِنسیم کے ایک جاں فزا جھونکے کی مانند ہے مولانا کی زندگی تعلیم وتدریس اور تبلیغ میں صرف ہوئی جانے کتنے اللہ کے بندے ان کی وجہ سے مسلمان ہوئے۔اور راہ راست پر آئے۔
(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۲۲)

آج تک برکات موجود رہنا: اور ایسی صاحب کمال ہستیاں کبھی فنا نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں مٹنے والوں کو بقائے دوام بخش دیتا ہے۔

نیک ناموں کے نشان باقی رہیں گے حشر تک

''الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون'' (یونس:۱۰/۶۲)

میں اس کتاب کے بارے میں کچھ بھی عرض کرنے کے قابل نہیں ہاں اس قدر معلوم ہے کہ جب سے بحیثیت مدرس مولوی صاحب کی مسجد میں آیا ہوں۔ عرصہ دراز سے یہیں کا ہو کر رہ گیا ہوں۔ آج بھی اس مسجد میں اُن کی برکات موجود ہیں۔

تذکرہ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ طالبین حق کیلئے گرانقدر روحانی دولت ہے آپ کی پوری زندگی شریعت محمدی ﷺ کا نمونہ تھی، آپ کے فرمودات و معمولات رعب و وقار، تواضع وانکسار، متانت و شرافت، خشوع و خضوع، غنائے قلب حلم وتحمل، اعتدال پسندی، مہمان نوازی، خادم پروری، خوش مزاجی، نفاست پسندی، اتباع سنت پر مبنی تھی۔ صبر و رضا، نیکی و تقویٰ، خدمت خلق خدا میں بلند مقامِ احسان پر فائز تھے اور اُس کے اثرات آج بھی ان کے خاندان میں نظر آتے ہیں۔

قاری طاہر محمود، ایم اے وفاق فاضل جامعہ اسلامیہ چاہ شاہاں گوجرانوالہ مدرس شعبہ حفظ جامع مسجد رحمانیہ، مولانا غلام رسول رحمہ اللہ والی) قلعہ اسلام۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۲۲-۲۳)

اولیاء کی شان میں مستند روایت:۔ اہل ایمان کی صفات میں سے ایک صفت یہ ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ شدید محبت کرتے ہیں۔ ''والذین آمنوا اشد حبا للہ'' (البقرہ:۱۶۵) اس کے جواب میں اللہ ان سے محبت کرنے لگتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ اپنے بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو تو جبرائیل بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر جبرائیل آسمان پر اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے، تم بھی اس سے محبت کرو۔ سو اہل آسمان بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر اس کی محبت زمین پر اتار دی جاتی ہے۔ (یعنی اہل زمین بھی اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں)۔ صحیح مسلم (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۲۴)

صوفی عبداللہ رحمہ اللہ کے جانشین:۔ ایک دن صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ (ماموں کانجن ضلع فیصل آباد) کے جانشین حضرت مولانا صوفی عائش محمد صاحب حفظہ اللہ عصر کی نماز کے بعد تشریف لے آئے۔ وہ قلعہ میں تھوڑی دیر ہی ٹھہرے، پھر واپس تشریف لے گئے۔ اگرچہ یہاں ان کے قیام کا وقفہ بہت مختصر تھا، لیکن انکی سادگی، درویشی، اخلاقی بلندی اور پُر خلوص محبت آج بھی یاد آتی ہے تو آنکھیں بھیگ جاتی ہیں۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۲۶)

سوانحی خدمت کیلئے عملی کوشش:۔ ہر آنے والے صالح فطرت مہمان کی طرف سے ایک ہی تقاضا ہوتا کہ مولانا رحمہ اللہ کی زندگی کے بارے میں کوئی کتاب یا ان کی سوانح عمری ہو تو ہمیں عنایت کریں، لیکن میرے پاس کچھ بھی نہ ہوتا۔ آنے والوں کا اشتیاق اور اصرار دیکھ کر ندامت کا شدید احساس ہوتا۔

حاجی محمد سعید طاہر میرے نہایت مخلص اور مہربان دوست ہیں۔ اولیائے کرام کی تاریخ اور شخصیات کے بارے میں معلومات کا مجسم انسائیکلو پیڈیا ہیں۔ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ اور ان کے خاندان کے ساتھ والہانہ عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔ جب بھی ان سے اس موضوع پر بات ہوئی انہوں نے یہی مشورہ دیا کہ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے حالات زندگی از سرِ نو مرتب کیے جائیں جس سے موجودہ نسل یقیناً فائدہ اٹھائے گی اور اپنے اسلاف سے آگاہی حاصل کرے گی۔ محترم حاجی صاحب اور ان کے دوست چودھری صدیق احمد ایڈووکیٹ اس پر پیہم اصرار بھی کرتے رہے۔ ان کے مسلسل اسرار نے مجھ ناچیز میں ایک عملی تحریک پیدا کر دی اور میں نے جتنا مواد دستیاب ہو سکتا تھا اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔

حاجی محمد سعید طاہر نے اپنے ایک مخلص دوست کتب کثیرہ کے مترجم اور بہترین مصنف مولانا محمد نذیر رانجھا سے مولانا مرحوم و مغفور کے

فارسی مکتوبات کا اردو ترجمہ کروایا۔محترم رانجھا صاحب نے اپنی ملازمت اور تصنیفی مصروفیات کے باوجود نہ صرف اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا بلکہ مفید مشورہ سے بھی نوازا۔ان میں سے ایک مشورہ یہ بھی تھا کہ اس عظیم کتاب کی تیاری اور ترتیب کیلئے ایسی شخصیت کا انتخاب کیا جائے جو فن تاریخ کا ماہر اور تذکرہ نگاری میں ممتاز اور باکمال ہو۔ سچی بات یہ ہے کہ اس عظیم تصنیفی کام کیلئے نہایت اہم شخصیت کا چناؤ بھی حاجی صاحب کی نگاہِ بصیرت کا کمال ہے۔ان کی نگاہ انتخاب مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ پر جا کر ٹھہر گئی۔ہم تینوں دوست مولانا بھٹی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔مولانا سے اپنا تعارف کرایا اور مدعا بیان کیا۔مولانا نے ہماری آمد پر نہایت خوشی کا اظہار کیا۔ہماری والہانہ طریقے سے آؤ بھگت کی اور کام کی بصد رضا وخوشی ذمہ داری قبول کر لی۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ ایک عبقری شخصیت، جید عالم دین، صاحبِ طرز ادیب اور کتب کثیرہ کے مصنف ہیں۔ان کا غیر معمولی حافظہ ان پر اللہ رب العزت کا اضافی کرم ہے۔زیر مطالعہ تصنیف کیلئے اگر مولانا بھٹی کا انتخاب نہ ہوتا تو یہ علمی اور تاریخی ورثہ اتنے خوب صورت اور عمدہ طریقے سے قارئین کرام تک نہ پہنچ پاتا۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۲۶-۲۷)

صاحب کرامات بزرگ:۔اس زمانے میں گوجرانوالہ کے متعدد لوگوں سے سنا کہ قلعہ میہاں سنگھ (قلعہ اسلام) میں ایک بہت بڑے عالم سکونت پذیر تھے،جن کا نام مولوی غلام رسول تھا وہ صاحب کرامات بزرگ تھے اور اللہ ان کی دعائیں قبول فرماتا تھا۔استاذِ مکرم مولانا محمد اسماعیل سلفی بھی بعض اوقات ان کے تقوے اور خدماتِ دینی کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۳۱)

بزرگ والد کی کرامات پر بیٹے کی شہادت:۔مولانا غلام رسول رحمہ اللہ مستجاب الدعوات اور صاحب کرامات بزرگ تھے۔ان کی قبولیت دعا اور کرامتوں کے بے شمار واقعات مشہور ہیں جو پہلی مرتبہ ان کے بڑے بیٹے مولانا عبدالقادر نے اپنی کتاب ''سوانح حیات مولانا غلام رسول'' میں بیان کیے۔یہ کتاب آج سے کم وبیش اسی برس قبل شائع ہوئی تھی۔اس کے بعد بھی چھپی۔یہ کتاب بہت مقبول ہوئی اور بہت پڑھی گئی۔مولانا غلام رسول کے بارے میں اولیں ماخذ یہی کتاب ہے۔میں نے اپنی کتاب فقہائے ہند (مطبوعہ ۱۹۸۹ء) میں ان کی بعض کرامتیں اسی کتاب کے حوالے سے لکھی ہیں۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۳۸)

کرامات پر اعتراض کرنے والے:۔یاد رہے دنیا اللہ کے صالح بندوں سے کبھی خالی نہیں رہی۔بعض لوگوں کو بزرگان دین کی کرامات اور قبولیت دعا کے واقعات پر اعتراض کرنے کی عادت ہے۔وہ سمجھتے ہیں کہ سب لوگ ہماری طرح کے بے عمل ہیں،جس طرح ہماری دعا قبول نہیں ہوتی،اسی طرح کسی کی بھی نہیں ہوتی۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۳۹)

حصولِ فیض اولیاء اور بزرگوں کی تلاش:۔مولانا ممدوح ہمیشہ صالحین کی تلاش میں رہے اور انہوں نے پوری زندگی اصحابِ تقویٰ کی صحبت میں بسر کی۔وہ صالحین کون تھے؟ وہ تھے ان کے استاذِ مکرم میاں سیّد نذیر حسین دہلوی،سیّد محمد امیر (کوٹھا والے) حضرت سیّد عبداللہ غزنوی،سیّد امام عبدالجبار غزنوی،مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی،حافظ عبدالمنان وزیرآبادی،مولانا رحیم بخش لاہوری رحمہم اللہ اور ان کی طرح کے دیگر حضراتِ گرامی۔

انہیں اصحابِ تقویٰ سے ملنے اور ان سے فیض حاصل کرنے کا انتہائی شوق تھا،جہاں کسی نے کسی نیک آدمی کے بارے میں بتایا وہ اس کے پاس پہنچے۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۴۰)

ابدال اور مجذوبوں سے ملاقاتیں:۔مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ کی ملاقات ابدال سے بھی رہی اور مجذوبوں سے بھی۔یہ بھی صالحین واتقیاء کی جماعتیں ہیں۔اس سلسلے کی تفصیل کا مجھے علم نہیں،اور بھی بہت لوگ اس سے آگاہ نہیں ہوں گے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس چیز کی حقیقت کا ہم علم نہیں رکھتے،اور اس کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔واقعہ یہ ہے کہ ابدال بھی موجود ہیں اور مجذوب بھی۔ان کا ذکر صلحا واتقیا کے تذکروں میں آتا ہے۔ان کی عادات واطوار اور حرکات وسکنات کے بھی کچھ حصے مشہور ہیں جو عام لوگوں سے متعلق نوعیت کے ہیں۔مولانا

غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ کا ان سے تھوڑا یا زیادہ تعلق رہا ہے۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۴۱)

تلاش مرشد کیلئے سرگردہ:۔ان کے پنجابی اشعار کا تعلق اس دور سے ہے، جب وہ مروجہ تعلیم سے فارغ ہو کر ایک خاص جذبے کے تحت اصحابِ تقویٰ کی تلاش میں مشغول تھے اور لوگوں کی نشاندہی پر دیوانہ وار مختلف مقامات کے چکر لگا رہے تھے۔صوفیاء کی بولی میں کہنا چاہیے کہ وہ ایک عاشقِ زار کی طرح نہایت بے تابی کے عالم میں محبوب کو ڈھونڈ رہے تھے۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۴۱)

استاد کا شاگردوں کا احترام فرمانا:۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ، مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے استاذ ہیں، لیکن وہ اپنے اس شاگرد کو بے حد احترام سے خطاب فرماتے ہیں اور معذرت کرتے ہیں کہ وہ سستی اور عدمِ فرصت کی وجہ سے انہیں خط نہیں لکھ سکے۔

(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۴۶)

تصنیف حضرت والا کی کرامت کا نتیجہ: مولانا ممدوح صاحب کرامات بزرگ تھے اور اسے بھی ان کی کرامت ہی سے تعبیر کرنا چاہیے کہ اس فقیر نے ان کے حالات میں کچھ لکھنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے حالات سازگار بنا دیئے اور غیر متوقع طور پر کویت اور دہلی کے دور دراز ملکوں میں رہنے والے اہل علم نے بھی اس سلسلے میں میری مدد فرمائی۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۴۷)

علم تصوف اور علم طریقت:۔اب مولانا ابوالکلام احمد صاحب دہلوی کا خط پڑھیے جو انہوں نے دہلی سے مولانا عارف جاوید محمدی کو لکھا اور پھر وہ خط انہوں نے کویت سے مجھے بھیجا۔

مولانا ابوالکلام احمد نے خط میں اہلحدیث کے علم تصوف اور علم طریقت کا جس انداز میں ذکر فرمایا ہے، وہ بالکل صحیح ہے۔اس بات میں مولانا کے جذبات قابل قدر ہیں۔انہیں اس موضوع پر کھل کر لکھنا چاہیے اور اہلحدیث علمائے دین کی کرامات اور ان کی قبولیت دعا کے واقعات کی تفصیل بیان کرنی چاہیے۔اس سلسلے میں بہت عرصہ ہوا مولانا عبدالمجید سوہدروی مرحوم ومغفور نے کچھ کام کیا تھا اور بڑی عمدگی سے بعض اہل حدیث علمائے کرام کی کرامتوں کا تذکرہ فرمایا تھا۔

اصحابِ کرامات علمائے اہلحدیث کی اس فہرست میں انہوں نے حضرت سیّد عبداللہ غزنوی، مولانا غلام رسول قلعوی اور حضرت قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہم اللہ کے اسمائے گرامی درج فرمائے ہیں۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۴۸-۴۹)

علم تصوف سے نا آشنا حقیقت کیا جانیں!!!: بہرحال ذیل میں مولانا ابوالکلام احمد دہلوی کا مکتوب گرامی پڑھیے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

المرکز الاسلامی۔۔۔۔۔۔ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر۔۔۔۔۔ نیو دہلی۔۱۱۰۰۲۵(ہند)

ٹیلی فون:11911126953003۔۔۔التاریخ:14-1-1431(1-1-2010)

ذوالمجد والکرم الشیخ عارف جاوید محمدی صاحب حفظہ اللہ وتولاہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مولانا عبداللہ معروف بہ غلام رسول (قلعہ میہاں سنگھ والا) رحمہ اللہ کے خطوط اور نظموں کا ترجمہ مع تصحیح مکمل ہے۔شیخ سعدی رحمہ اللہ علیہ کا ایک شعر جو اصل میں غلط چھپا ہوا ہے، اس کی تصحیح و ترجمہ بعد میں ان شاء اللہ ارسال خدمت کروں گا۔

متن چوں کہ خط شکستہ کے انداز کا ہے، نیز اس میں کافی غلطیاں تھیں، اس لیے پورے مجموعے کو خود اپنے خط میں لکھ کر منقح کر دیا ہے۔ بعض حرص محمود ہے اور بعض مذموم، اور علم کی حرص پر رشک کرنا بجا ہے، حدیث میں تو ''حسد'' کا لفظ آیا ہے، لیکن اس کے معنی رشک کے ہیں۔ آپ کی حرصِ علمی کو دیکھتے ہوئے اپنے خط کو اصل آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں، عکسی کاپی اپنے پاس رکھ لی ہے۔سلفیوں کی بابت دشمنوں کی اڑائی ہوئی ہوائی ہے کہ انہیں علم باطنی میسر نہیں، وہ اہل ظاہر ہیں، طریقت نہیں جانتے، صرف شریعت سے واقف ہیں۔واشگافانہ کہیں تو ان

کے نزدیک یہ لوگ تصوف سے نابلد ہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ ان خطوط کو شائع کر دوں اور اس پر ایک مبسوط مقدمہ لکھوں تا کہ دنیا باخبر ہو جائے کہ اہل حدیث کے یہاں علم طریقت وتصوف ہے، مگر وہ جو مبنی بر کتاب وسنت ہے۔ اور اہل حدیث کو مطعون کرنے والوں کو بتایا جائے کہ

لذتِ بادہ ناصح کیا جانے
ہائے کم بخت تو نے پی ہی نہیں

ہمارے علم طریقت کی چاشنی، کتاب وسنت کے مخلوطہ سے وجود میں آئی ہے، اوروں کے یہاں انحراف ہے اور زیغ وضلالت، ھداھم الله للصراط المستقیم۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۵۰)

شیخ الکل کا مثالی ادب:۔ یہاں حضرت میاں صاحب کا اپنے قلم سے لکھا ہوا خط بھی دیا جا رہا ہے اور اس کا اردو ترجمہ بھی......! کچھ پتا نہیں مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے کتنے خطوط ہوں گے جو انہوں نے مختلف لوگوں کے نام لکھے اور ضائع ہو گئے۔ ذیل میں حضرت میاں صاحب کا خط ملاحظہ ہو۔ اس کے بعض الفاظ کا پڑھنا مشکل ہے، تاہم بہ طور تبرک یہاں درج کیا جا رہا ہے۔

اب اس مکتوبِ گرامی کا ترجمہ پڑھیے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کی حمد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کے بعد۔

عاجز محمد نذیر حسین کی جانب سے حسنات وکمالات کے جامع مولوی عبداللہ عرف مولوی غلام رسول کی خدمت میں۔ اللہ ان کے فضائل اور اعمال فاضلہ کے ساتھ انہیں سلامت رکھے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد۔ آپ کے خاطر مجموعۂ فیض پر واضح ہو کہ میرا حال یہ خط لکھنے تک بخیر ہے۔ آں محترم کی خیر وخیریت کیلئے دعا گو ہوں۔ عنایت نامہ جو عافیت کی بشارت دے رہا ہے، موصول ہوا، جو میرے بجھے ہوئے دل کو روشن کرنے والا اور رقیق آنکھوں کیلئے سرمہ ثابت ہوا۔ مجھ سے آپ کا جو شکوہ اور گلہ بیانی ہے، اس سے جدائی کی آگ میں جلتا ہوا دل دریائے ندامت میں ڈوب گیا۔ خیال ہوا کہ اپنے کوائف کی اطلاع اور آنحضرت کے مبارک مزاج کی صحت، دل پارہ پارہ کیلئے ضروری ہے بعض بدنی عوارض اور قلتِ فرصت کی وجہ سے کوتاہ دست ہو جاتا ہوں۔ معاف فرمائیں کہ عذر شرفاء کے یہاں مقبول ہوتا ہے۔ بے حد سستی جو مجھ میں پائی جاتی ہے، اس سے اپنے دوست واحباب سے بڑی شرمندگی ہوتی ہے۔

امید کہ دعائے خیر میں نہ بھولیں گے اور طلبہ کو حدیث کا درس ہمیشہ دیتے رہیں گے۔ اللہ آپ کو اخلاص عطا فرمائے اور آپ پر بھرپور انعام کرے اور اللہ آپ کا ناصر ہو۔ حالات سے وقتاً فوقتاً خاص کر اپنے احوال واشغال سے مسرور وسرفراز فرماتے رہیں۔ اور ہاں مجالس الابرار اور شرح موطا کو (اپنے لیے) کافی بہتر پائیں گے۔

والسلام مع الاکرام مع خیر ختام۔۔ مہر۔۔۔ سیّد محمد نذیر حسین (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۵۱-۵۲)

ہر مسلک کا احترام:۔ میں ہر مسلک کے علمائے کرام کا احترام کرتا ہوں، میں نے مختلف مسالک کے ہزاروں علمائے کرام کے حالات لکھے ہیں۔ اس فقیر پر اللہ تعالیٰ کا یہ خاص احسان ہے کہ برصغیر کے جتنے علمائے کرام کا تذکرہ اردو زبان میں میں نے کیا ہے اور کسی نے نہیں کیا۔ میں حضراتِ علماء کی نفسیات کو بھی خوب جانتا ہوں۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۵۸)

فروعی مسائل میں میانہ روی:۔ حافظ محمد سعید طاہر کی خدمت میں یہ گزارش کرنے کو بھی جی چاہتا ہے کہ علمائے کرام کسی فقہی مسئلے میں جھگڑیں یا نہ جھگڑیں، یہ ان کی صواب دید یا تحقیق پر موقوف ہے۔ لیکن ہم دونوں فیصلہ کر لیں کہ ہم آپس میں ہرگز نہیں جھگڑیں گے۔ کوئی بیس تراویح پڑھے، چالیس پڑھے، ساری رات پڑھتا رہے، آٹھ پڑھے۔ ہمارے نزدیک سب ٹھیک ہے۔ کوئی شخص تراویح نہ پڑھنا چاہے تو نہ

پڑھے۔فرض اور سنتیں اور وتر پڑھ لے۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۵۸-۵۹)

باپ کی ولایت کے بیٹوں میں اثرات:۔ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ تو اپنے دور کے ولی اللہ اور صاحب کرامات بزرگ تھے ہی، واقعہ یہ ہے کہ ان کی آل اولاد میں بھی صالحیت کے آثار موجود ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیوں سے نوازا ہے۔سخاوت،مروت،رحم دلی،ایثار،اللہ کا خوف،عبادت کا ذوق،بڑے کا احترام،چھوٹے پر شفقت،نرم خوئی ایسے بہت سے اوصاف اس خانوادے کے افراد میں اب بھی پائے جاتے ہیں۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۵۹)

خدمت کا جذبہ: مولانا محمد اشرف کے چھوٹے بھائی مولوی عبدالرحمٰن مسجد میں نماز پڑھنے آتے تو غسل خانوں میں اکثر غلاظت ہوتی تو پانی کی بالٹیاں بھر کر اسے صاف کرتے،پھر وضو کر کے نماز پڑھتے۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۶۲)

چوہوں کا احترامِ ولی میں کھیت خالی کر جانا:۔ اب ایک واقعہ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے صاحب زادے مولانا عبدالعزیز کے متعلق سنیے جو پروفیسر محمد صدیق مان اپنے والد مکرم چودھری عبداللہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔چودھری صاحب ممدوح فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ ہمارے کماد کے کھیت میں بے شمار چوہے آگئے اور کماد کی فصل برباد ہونے لگی۔میں نے مولوی عبدالعزیز کی خدمت میں عرض کیا تو فرمایا تم جاؤ اور چوہوں کے بلوں کی مٹی لے کر کھیت کے تین کونوں میں بکھیر دو۔چوتھا کونا خالی رہنے دینا۔میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔چنانچہ تھوڑی دیر بعد مولانا عبدالعزیز وہاں پہنچ گئے اور کھیت کے خالی کونے میں کھڑے ہوگئے۔چودھری عبداللہ کہتے ہیں کہ مولانا نے مجھے بھی اپنے ساتھ کھڑا کر لیا۔آواز دی:چوہو! یہ کماد انسانوں کی خوراک ہے،تمہاری نہیں۔لہٰذا تمام چوہے جلد از جلد کھیت سے باہر نکل جائیں۔دوبارہ یہاں نہ آئیں۔

چودھری عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا آواز سنتے ہی چوہوں کی قطاریں ہمارے پاؤں کے پاس سے گزر رہی تھیں۔ان کے بچے ان کے مونہوں میں تھے۔میری آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے اور خوشی سے ہنسی بھی آرہی تھی۔

اس طرح کے بہت سے واقعات وکرامات مولانا غلام رسول رحمہ اللہ اور ان کے بعض اخلاف کے بارے میں مشہور ہیں جو اس کتاب میں خوانندگانِ محترم کے مطالعے میں آئیں گے۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۶۲-۶۳)

مولانا اسحٰق حفظہ اللہ کی بزرگوں سے عقیدت:۔ بزرگانِ دین کے متعلق واقعات سے میں ابتدائے عمر ہی سے دلچسپی رکھتا ہوں۔بے حد شوق سے ان کے واقعات سنتا بھی ہوں،پڑھتا بھی ہوں اور لکھتا بھی ہوں۔جن حضرات سے ان کے مراسم رہے اور وہ ان کی ادائے صالحیت سے متاثر ہوئے،ان سے بھی مجھے قلبی لگاؤ ہے۔اس سے قبل میں نے صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے حالات بھی بڑی دلچسپی سے لکھے ہیں،جو ''تذکرہ صوفی محمد عبداللہ'' کے نام سے مکتبہ سلفیہ لاہور نے شائع کیے۔میرے نزدیک حضرت علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ کے واقعاتِ حیات بھی نہایت سبق آموز ہیں جو اس فقیر نے تحریر کیے اور مکتبہ سلفیہ کی طرف سے شائع ہوئے۔اب ''تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ'' بھی نہایت محنت اور انتہائی شوق سے لکھا ہے۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۶۳-۶۴)

خاندانی پس منظر

مولانا غلام رسول قلعوی کا نسب نامہ جو ان کے صاحب زادۂ گرامی مولانا عبدالقادر نے تحریر فرمایا ہے،یہ ہے:غلام رسول بن مولوی رحیم بخش بن حافظ نظام الدین خادم بن حافظ بہاؤالدین بن حافظ محمد اکرم بن حافظ عصمت اللہ بن حافظ عبداللہ بن شیخ سکندر بن نور محمد بن پیر محمد۔

اس نسب نامے میں مولانا غلام رسول رحمہ اللہ سے لے کر حافظ عبداللہ رحمہ اللہ تک سات بزرگوں کے ناموں کے آغاز میں بڑے بڑے القاب لکھے گئے ہیں،مثلاً فاضل،العالم،الکامل،ولی اللہ،اہل اللہ،المتقی وغیرہ۔ان بزرگانِ عالی قدر کے حالات تو نہیں ملتے لیکن قرائن سے پتا چلتا ہے کہ فی الواقع یہ القاب ان پر صادق آئے ہیں۔رحمہم اللہ۔

مولانا عبدالقادر تحریر فرماتے ہیں: یہ نسب نامہ میں نے اپنے بزرگوں کی قلمی کتب سے نقل کیا ہے۔ سلسلۂ نسب قطب شاہ تک پہنچتا ہے۔ ہمارے جدِ اعلیٰ جن کا نام سکندر تھا، موضع سکندر پور ضلع گجرات (پنجاب) میں رہتے تھے۔ موضع سکندر پور کے واحد مالک تھے۔ انہی کے نام سے گاؤں کا نام مشہور ہو گیا تھا۔ پیشے کے اعتبار سے زمیندار تھے اور ذات کے اعوان تھے۔ (سوانح حیات مولانا غلام رسول ص:۱۶-۱۷ بحوالہ تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۶۶-۶۷)

حافظ نظام الدین رحمہ اللہ کا روحانی تعلق: مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے دادا کا اسم گرامی حافظ نظام الدین تھا رحمہ اللہ۔ وہ فارسی کے شاعر تھے اور خادم تخلص کرتے تھے۔ محمد زبیر اعوان نے اپنے ایک مضمون میں ان کی تاریخ ولادت ۱۱۷۶ھ (۱۷۶۲ء) تحریر کی ہے اور مقام ولادت ضلع گوجرانوالہ کا گاؤں ''بھومہ باٹھ'' لکھا ہے۔ نیز بتایا ہے کہ وہ اپنے علاقے کے مشہور عالم دین، ادیب و انشاء پرداز، قادر الکلام شاعر اور علم الرؤیا کے ماہر تھے۔ ان کا روحانی تعلق ایک بزرگ کا کا شاہ رحمہ اللہ سے تھا جو ضلع سیالکوٹ کے موضع ''گڈ گوڑ'' کے رہنے والے تھے۔

حافظ نظام الدین خادم رحمہ اللہ کو اسہال کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا۔ وہ کچھ دن اس مرض میں مبتلا رہے۔ پھر اسی مرض سے ۱۲۳۹ھ (۱۸۲۴ء) کو نماز پڑھتے ہوئے حالتِ رکوع میں وفات پا گئے۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۶۸-۷۰)

اشعار لکھ کر دستار میں محفوظ رکھنا:۔ وفات کے بعد ان کی دستار سے حسب ذیل فارسی اشعار نکلے جو انہوں نے زندگی کے آخری دور میں لکھے اور دستار میں رکھ لیے۔ ان اشعار سے صاف پتا چلتا ہے کہ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ یہ ان کی زندگی کے آخری دن ہیں اور وہ اسی بیماری کی حالت میں سفرِ آخرت پر روانہ ہو جائیں گے۔

یاراں وداع ماست سلامی و خیرباد — پادر رکاب ہم چو صبا ایستادہ فارسی

پرواز می کنیم چو بلبل ازیں چمن — اینک بکوچ بالِ عزیمت کشادہ ایم

یاد آورید حلقہ چو سازید انجمن — از ما کہ ہم چو حلقہ بروں اوفتادہ ایم

نوبت زما گزشت کنوں نوبت شماست — ما الفراق خواندہ بہ رفتن آمادہ ایم

برداشتیم خاطر ایں کارواں سرا — سوئے وطن گہی کہ ازاں بوم زادہ ایم

دارید ہوش دم بتغافل میادرید — ما عمر خویش بیہودہ برباد دادہ ایم

عمر عزیز برسر سود و زیاں گزشت — فارغ کنوں زفکر کم دہم زیادہ ایم

بگذاشتیم ایں غزل آخریں نشاں — ماخود قدم بوادئ اقدس نہادہ ایم

شاہد شوید جملہ بہ اقرار و صدق من — من بعد تن زینم مطیع ارادہ ایم

ان اشعار میں شاعر نے دردناک انداز میں دنیا سے اپنے رخصت ہونے کا اعلان کیا ہے اور اپنے دوستوں اور عزیزوں کو آخری سلام کیا اور خیر باد کہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم اسی طرح یہاں سے پرواز کر رہے ہیں جیسے باغ سے بلبل پرواز کر جاتا ہے۔ دنیائے فانی سے ہمارا معاملہ ختم ہوا، اب یہاں رہنے کی تمہاری باری ہے۔ یہ دنیا کاروان سرا ہے، جسے چھوڑ کر ہم وطن کو جا رہے ہیں۔ لوگو! تم یہاں ہوش سے رہو، ہم نے تو اپنی عمر بے ہودہ کاموں میں گزاری۔ ہماری آخری نشانی یہ چند اشعار ہیں جو ہم نے یہاں چھوڑے۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۷۰-۷۱)

ولادت سے قبل بزرگوں کی بشارات:۔ کوٹ بھوانی داس سے تین کوس (موجودہ حساب سے پانچ کلومیٹر) کی مسافت پر ایک گاؤں ''پیرو کوٹ'' تھا۔ وہاں ایک شخص میاں محمد یوسف رحمہ اللہ فروکش تھے جو اس علاقے کے نیک اطوار بزرگ تھے۔ نجاری ان کا پیشہ تھا۔ وہ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے والد مولوی رحیم بخش کے دوست تھے اور دونوں حقیقی بھائیوں کی طرح رہتے تھے۔ ایک دن چھوڑ کر اگلے دن وہ

مولوی رحیم بخش رحمہ اللہ کے پاس کوٹ بھوانی داس آیا کرتے تھے۔دونوں کی گفتگو ہمیشہ علم وعمل اور خیر وصالحیت کے دائرے میں رہتی تھی۔

ایک روز میاں محمد یوسف رحمہ اللہ نے مولوی رحیم بخش رحمہ اللہ کی پشت پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ ایک بیٹا عطا فرمائے گا جو نہایت صالح اور پرہیزگار ہوگا۔اس کی تبلیغ دین اور صالحیت سے متاثر ہو کر کثیر تعداد میں لوگ اسلام کی صراط مستقیم پر گامزن ہوں گے۔اس کا نام غلام رسول رکھنا۔وہ صحیح معنوں میں غلامِ رسول یعنی اطاعتِ رسول (ﷺ) کا دم بھرنے والا اور متبع کتاب وسنت ہوگا۔

(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۷۶)

والدہ کو خواب میں بشارت: اسی اثنا میں مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کی والدہ نے خواب دیکھا کہ ان کی گود میں چودھویں رات کا چاند آ گرا ہے اور اس کی روشنی مشرق سے مغرب تک چلی گئی ہے۔یہ چاند ان کی گود میں مسلسل بڑھتا جا رہا ہے اور اس کی روشنی چار سو پھیل رہی ہے۔بعض لوگوں سے اس کی تعبیر پوچھی گئی تو بتایا گیا کہ اس خاتون کے بطن سے ایسا عالی بخت بیٹا پیدا ہوگا جو بڑا ہو کر کتاب وسنت کی تبلیغ کرے گا اور اس کی تبلیغ سے لوگ مستفیض ہوں گے اور شریعت مطہرہ کا نور پھیلے گا......پھر لوگوں نے دیکھا کہ ایسا ہی ہوا۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۷۶-۷۷)

عالم طفولیت کی کرامات:۔ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے بارے میں ان کے تذکرہ نگار بیٹے مولانا عبدالقادر لکھتے ہیں کہ انہوں نے بچپن میں والدہ ماجدہ کی گود میں کبھی پیشاب نہیں کیا۔والدہ نماز کے اوقات میں بھی بچے کو چارپائی پر لٹا دیتیں اور خود نماز پڑھنے لگتیں،وہ آرام سے لیٹے رہتے،والدہ کے دورانِ نماز میں کبھی نہیں روئے۔تہجد کی نماز بھی آرام سے پڑھ لیتیں اور بچہ چپ چاپ لیٹا رہتا۔ان کے والد مولوی رحیم بخش رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ میرا بچہ اتنا خاموش طبع ہے کہ رونا جانتا ہی نہیں۔رمضان المبارک میں صبح سے شام تک نہ دودھ پیتے نہ پانی،ان کی اس خصوصیت کی بنا پر لوگوں میں مشہور تھا کہ میاں رحیم بخش رحمہ اللہ کا شیر خوار بچہ روزے رکھتا ہے۔اس روزے دار بچے کو لوگ ان کے گھر دیکھنے کیلئے آیا کرتے تھے۔(سوانح حیات مولانا غلام رسول،ص:۲۷)،(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۷۷-۷۸)

متقی بچہ کی لوگوں میں عقیدت:۔ غلام رسول کے ساتھ کھیلنے والے بچوں میں سے کوئی بچہ شرارت کرتا یا کسی کو پریشان کرتا اور برا بھلا کہتا تو وہ اسے روکتے اور سمجھاتے کہ اس طرح کی حرکتیں کرنا بری بات ہے،اسلام میں اس سے منع کیا گیا ہے۔

ظاہر ہے اس وقت انہوں نے نہ کوئی تعلیم حاصل کی تھی اور نہ تعلیم حاصل کرنے کی عمر تھی۔نہ اہل علم کی مجلسوں میں بیٹھتے تھے،نہ اس طرح کا شعور تھا۔کسی قسم کے وعظ ونصیحت سے بھی انہیں کوئی تعلق نہ تھا،لیکن ان کے اندر ایک فطری جذبہ تھا اور ضمیر کی ایک خوش گوار صدا اور معصوم سی تمنا تھی جو غیر شعوری طور پر ان کے دل کی گہرائیوں سے اُٹھتی اور اپنے ساتھی بچوں کے کانوں تک پہنچتی اور انہیں متاثر کرتی تھی۔اس تاثر کی وجہ سے لوگ انہیں "متقی بچہ" کہنے لگے۔ان کے گاؤں کے ہندوؤں میں مشہور تھا کہ مولوی رحیم بخش کا یہ بچہ ولی اللہ ہے۔گاؤں کے عام لوگوں کو ان سے اتنی عقیدت ہوگئی تھی کہ کوئی بیمار ہو جاتا تو وہ ان سے پانی دم کرا کے مریض پر چھڑکتے یا اسے پلاتے تو اللہ اسے صحت عطا فرما دیتا۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۷۸)

گمشدہ گدھے کی صحیح اطلاع دینا:۔(کرامت):ان کے بچپن کا ایک واقعہ سنیے جو نہایت عجیب وغریب ہے۔واقعہ یہ ہے کہ ایک دن ایک کمہار نے ان سے کہا: متقی صاحب!میرا گدھا گم ہو گیا ہے،میں نے بہت تلاش کیا،لیکن ملا نہیں،میں سخت پریشان ہوں۔

کہا: گدھا آپ کے گھر میں ہے۔اس نے کہا: میرے گھر میں نہیں ہے،گم ہو گیا ہے۔

انہوں نے جب زور دے کر کہا کہ گھر میں ہے تو وہ یہ دکھانے کیلئے کہ گھر میں نہیں ہے،انہیں پکڑ کر اپنے گھر لے گیا۔دیکھا تو گدھا گھر میں کھڑا تھا۔مطلب یہ کہ بچپن ہی میں ان پر آثار بزرگی ظاہر ہونے لگے تھے اور ان کے اندر علاماتِ کرامات کروٹ لینے لگی تھیں۔

بہر حال یہ خاندان متقی خاندان تھا،اس خاندان کے بچے بھی صالحیت کے اوصاف سے متصف تھے۔اب بھی اس خاندان کے افراد میں حلم،رواداری،سخاوت،خدا ترسی اور نرم دلی کے آثار پائے جاتے ہیں۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۷۹)

کند ذہنی کا خواب میں غیبی علاج:۔ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ پانچ سال کے ہوئے تو انہیں قرآن مجید پڑھنے کیلئے مسجد میں ایک

استاد کی خدمت میں لایا گیا۔لیکن پڑھنے میں نہایت کمزور تھے۔نہ یادداشت نہ حافظہ۔بڑی مشکل سے قرآن مجید پڑھا۔والد اور گھر کے تمام افراد پریشان وفکرمند، جو کچھ سوچا تھا وہ ظہور میں نہیں آ رہا تھا۔چند سال اسی طرح گزر گئے۔پڑھنے لکھنے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔اتنا نیک اور شریف طبع بچہ، بالکل غبی، والدین کیلئے ذہنی اعتبار سے یہ نہایت تکلیف رساں معاملہ تھا۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۸۰)

پنجاب میں اس وقت سکھوں کا راج تھا اور راجا رنجیت سنگھ تختِ حکومت پر متمکن تھا،جس کی حکمرانی کا دور انیسویں صدی کے آغاز سے لے کر ۱۸۳۹ء تک چلتا ہے۔اس غبی اور کمزور ذہن بچے نے خواب میں دیکھا کہ وہ راجا رنجیت سنگھ کے طویلے میں اذان دے رہا ہے اور اس کی اذان سن کر بہت بڑی تعداد میں دور دور سے لوگ اس کی طرف آ رہے ہیں۔یہ خواب اس بچے نے اپنے جدِ امجد حافظ نظام الدین خادم رحمہ اللہ کو سنایا تو انہوں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ تم آگے چل کر اسلام کے اتنے بڑے مبلغ بنو گے کہ بہت سے لوگ تمہاری تبلیغ سے اثر پذیر ہو کر تمہارے ہاتھ پر دائرہ اسلام میں داخل ہوں گے۔

یہ ایک خواب تھا جو عالم طفولیت میں مولانا غلام رسول نے دیکھا اور یہ اس کی تعبیر تھی جو ان کے دادا حافظ نظام الدین خادم رحمہ اللہ نے اپنے ہونہار پوتے کو بتائی۔آگے چل کر یہ تعبیر بالکل صحیح ثابت ہوئی اور ایک دنیا نے ان سے حصولِ فیض کیا،جس کی تفصیل کتاب کے آئندہ اوراق میں ہمارے علم میں آئے گی۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۸۰-۸۱)

دادا کی خدمت اور ان کی دعا:۔اس واقعہ سے چند روز بعد حافظ نظام الدین رحمہ اللہ کو اسہال کا مرض لاحق ہو گیا،جس نے طوالت اختیار کر لی۔اب غلام رسول رحمہ اللہ ان کی خدمت میں رہنے لگے۔بیماری کی وجہ سے حافظ صاحب نہ رات کو سو سکتے تھے،نہ دن کو،غلام رسول رحمہ اللہ بھی ان کے ساتھ جاگتے اور ان کی غلاظت صاف کرتے۔ایک دن سحری کے وقت انہوں نے دیکھا کہ بچہ جاگ رہا ہے اور ہاتھوں سے ان کی غلاظت صاف کر رہا ہے۔انہوں نے تعجب سے فرمایا: غلام رسول تم جاگ رہے ہو اور غلاظت صاف کرتے ہو،ایک وقت آئے گا کہ اسی طرح لوگ تمہاری خدمت کریں گے،تمہیں لوگوں میں مقبولیت حاصل ہو گی اور تمہاری تبلیغ اسلام سے لوگوں کے دلوں کی غلاظت اور گندگی ختم ہو گی۔

مولانا غلام رسول کے سوانح نگار لکھتے ہیں کہ وہ ہمیشہ اپنے عقیدت مندوں کو یہ واقعہ سناتے اور فرماتے کہ مجھے اپنے دادا صاحب ہی سے فیض حاصل ہوا ہے اور میں جو کچھ ہوں، یہ ان کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۸۱-۸۲)

توجہ ولی اور کند ذہنی کا علاج:۔جس دن حافظ نظام الدین رحمہ اللہ نے اپنے پوتے غلام رسول سے فرمایا کہ جس طرح تم میری خدمت کرتے ہو، اسی طرح لوگ تمہاری خدمت کریں گے،اس سے دوسرے دن حافظ صاحب کے ایک دوست کاکا شاہ کوٹ بھوانی داس تشریف لائے،ان صاحب سے ملے اور ان سے گفتگو کی۔

کاکا شاہ صاحب ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں موضع گڈ گوڑ کے رہنے والے تھے۔نہایت پرہیزگار بزرگ تھے۔حافظ صاحب نے ان سے فرمایا کہ میرا اب آخری وقت ہے۔غلام رسول میں صالحیت کے آثار پائے جاتے ہیں۔میں نے اس کیلئے حصول فیض کی دعائیں کی ہیں۔اس کی پرورش اور حفاظت کرنے والا تو اللہ تعالیٰ ہے لیکن آپ اس کا خیال رکھیں۔یہ لڑکا ضائع نہ ہو جائے۔

دوسرے روز شاہ صاحب فی امان اللہ کہہ کر اپنے گاؤں گڈ گوڑ چلے گئے اور اس سے اگلے دن حافظ نظام الدین کا انتقال ہو گیا۔

کچھ روز بعد شاہ صاحب دوبارہ کوٹ بھوانی داس آئے اور غلام رسول رحمہ اللہ کو پڑھنے کیلئے چند الفاظ بتائے۔دوسرے دن انہوں نے ان سے وہ الفاظ پوچھے تو جواب دیا کہ جو الفاظ آپ نے بتائے تھے، میں وہ الفاظ بھول گیا ہوں۔شاہ صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا: اتنی جلد بھول گئے۔حافظہ ندارد...... کہا تم میرے دوست کے پوتے ہو۔تمہارے متعلق انہوں نے مجھے خاص طور پر وصیت کی ہے۔اس کے بعد انہوں نے غلام رسول کے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: برخوردار! کہو: ''اللھم بارك لي في علمي و عملي رب زدني علما''

''اے اللہ! میرے علم اور عمل میں برکت فرما اور میرے علم میں اضافہ فرما''۔مولانا غلام رسول کی عمر اس وقت تقریباً بارہ برس کی تھی۔یہ

الفاظ پڑھنے کے بعد ان کا ذہن کھل گیا۔ وہ جو کچھ پڑھتے فوراً حافظے کی لوح پر نقش اور زبان پر جاری ہو جاتا۔ ان کے سوانح نگار لکھتے ہیں:

> ''مولانا غلام رسول فرمایا کرتے تھے کہ جس دن شاہ صاحب نے میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر مجھے یہ دعا پڑھائی تھی، اس دن سے اگر میں نے سو صفحے کی کتاب کا مطالعہ کیا تو وہ پوری کتاب مجھے یاد نہیں رہی تو اس کا مطلب میرے ذہن میں محفوظ ہو گیا۔'' (سوانح حیات مولانا غلام رسول، ص:۳۲)

شاہ صاحب نے رخصت ہوتے وقت ان سے کہا کہ جب میں تمہیں بلاؤں، مجھے ضرور ملنا۔ جس طرح ہو سکے درسی کتابیں پڑھ لو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے گا۔ وہی سب کا حافظ و ناصر ہے۔ یادِ خدا میں مشغول رہو۔ یہ کہہ کر دعا کی اور چلے گئے۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۸۲-۸۳)

روزانہ تہجد میں 36 مرتبہ یٰسین پڑھنے کا حکم: اپنے دادا حافظ نظام الدین خادم رحمہ اللہ کی وفات کے چند روز بعد مولانا غلام رسول رحمہ اللہ تحصیل علم کیلئے لاہور آئے۔ یہاں کی لال مسجد (اندرون بھاٹی گیٹ) میں اس عہد کے ایک عالم مولانا غلام محی الدین بگوی کا سلسلۂ درس جاری تھا، اس میں شامل ہو گئے۔ دو ماہ کے بعد استاذِ محترم سے اجازت لے کر شاہ صاحب کی خدمت میں گڈ گوڑ گئے۔ وہ انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور نصیحت فرمائی کہ چھتیس مرتبہ روزانہ نمازِ تہجد میں سورۂ یٰس پڑھا کرو۔ اس کے علاوہ بہ کثرت درود شریف اور چند وظائف پڑھنے کی تاکید فرمائی۔ نیز ارشاد فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اسی طرح کرو جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کرتے تھے۔

اصل صوفی اور شیخ وہ ہے، جس کے افعال و اعمال فرامینِ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مطابق ہوں۔ ایسے ہی لوگ کامل اور لائق بیعت ہوتے ہیں۔ جو لوگ ان اوصاف سے محروم ہیں، ان سے کنارہ کش رہو۔ شاہ صاحب نے انہیں اس قسم کی اور بھی نصیحتیں کیں۔

شاہ صاحب کی ان نصائح سے مولانا غلام رسول رحمہ اللہ نہایت متاثر ہوئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ باتیں سن کر ان کے سامنے حقیقت واضح ہو گئی اور انہیں پتا چل گیا کہ نیکی کیا ہے اور برائی کیا ہے۔ پھر نوبت یہاں تک پہنچی کہ جب ان سے کوئی خلافِ سنت کام ہونے لگتا تو انہیں ایسے محسوس ہوتا کہ اس کے ارتکاب سے انہیں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع فرما رہے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے انہیں اس درجہ محبت پیدا ہو گئی اور دل میں ایسا انقلاب آیا کہ بے شک انہیں مار دیا جائے، ان کے ٹکڑے کر دیئے جائیں اور انہیں آگ میں پھینک دیا جائے، وہ ہر حال میں اتباع سنت پر کاربند رہیں گے اور ہر صورت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا رشتہ محبت قائم رکھیں گے۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۸۳ تا ۸۵)

دوران درس یاد بزرگ سے بے تابی:۔ مولانا واپس لاہور آئے تو مولانا غلام محی الدین بگوی رحمہ اللہ لاہور کی سکونت ترک کر کے اپنے اصل مسکن بگہ چلے گئے تھے اور ان کی جگہ ایک اور استاذ ان کی مسندِ درس پر فائز ہو گئے تھے۔ وہ مدرس اور عالم تو بے شک اچھے تھے لیکن ان کی عملی حالت کمزور تھی۔ مولانا غلام رسول کچھ عرصہ ان کے حلقۂ درس میں رہے اور اس اثناء میں ان سے علم نحو کی دو کتابیں پڑھیں۔ ایک ہدایت النحو، دوسری کافیہ۔

کچھ مدت کے بعد مولانا نے اپنے استاذ سے شاہ صاحب ممدوح کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے اجازت طلب کی، لیکن انہوں نے اجازت نہیں دی۔ چند روز کے بعد پھر اجازت مانگی، اب بھی انہیں اجازت نہیں ملی۔ تیسری دفعہ پھر درخواست کی، لیکن منظور نہیں کی گئی۔ اب انہوں نے فیصلہ کیا کہ یہاں سے چلے جانا چاہیے چنانچہ کتابیں اٹھائیں اور شاہ صاحب کی خدمت میں حاضری کیلئے چل پڑے۔ ان کے گاؤں پہنچے تو معلوم ہوا کہ شاہ صاحب وفات پا گئے ہیں۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۸۵-۸۶)

والد محترم کی حالت سجدہ میں رحلت:۔ مولانا غلام رسول گاؤں پہنچے تو ان کے والد محترم مولوی رحیم بخش رحمہ اللہ بیٹے کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ فرمایا اچھا ہوا تم آ گئے اور مجھ سے ملاقات ہو گئی۔ وہ بیٹے کی دین داری اور شوقِ حصول علم سے بڑے مطمئن تھے۔ مولانا کی آمد کے دوسرے دن وہ جماعت کے ساتھ نماز عصر پڑھ رہے تھے کہ چوتھی رکعت کے سجدے میں رحلت فرما گئے۔

ظاہر ہے یہ اچانک موت تھی اور بہت بڑا حادثہ تھا۔ لیکن اللہ کو یہی منظور تھا، صبر شکر کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ ان کی وفات چوں کہ حالتِ سجدہ

میں ہوئی تھی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے یقیناً ان کی مغفرت فرما دی ہوگی۔ والد کے کفن دفن کے بعد وہ بگہ تشریف لے گئے اور وہاں مولانا غلام محی الدین بگوی کے برادرِ صغیر مولانا احمد الدین بگوی کے حلقۂ درس میں شامل ہوگئے۔ پھر باقی ماندہ تمام مروجہ درسی کتابیں انہیں سے پڑھیں۔

مولانا غلام محی الدین بگوی اور مولانا احمد الدین بگوی رحمہما اللہ دونوں بھائی اپنے عہد کے مشہور مدرس اور عالم تھے۔ ان سے بے شمار شائقین علوم دینیہ نے استفادہ کیا۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۸۶-۸۷)

اساتذہ کرام

مولانا حافظ غلام محی الدین بگوی رحمہ اللہ پنجاب کے جس خاندان سے تعلق رکھتے تھے، وہ کئی پشتوں سے مرجع خلائق تھا اور اس کے اکثر افراد علم و عمل اور زہد و تقویٰ کی دولت سے بہرہ ور تھے۔ مولانا ممدوح کے والد کا نام حافظ نور حیات، دادا کا حافظ محمد شفا اور پردادا کا اسم گرامی نور محمد تھا۔ ان کا سلسلۂ نسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

حافظ غلام محی الدین رحمہ اللہ کے اسلاف میں ایک بزرگ عبدالرحمٰن بن صالح تھے جو آٹھویں صدی ہجری میں وارِدِ پنجاب ہوئے۔

حافظ نور محمد کے جانشین حافظ محمد شفا ہوئے۔ انہوں نے ۱۲۲۰ھ (۱۸۰۵-۶ء) میں وفات پائی۔ حافظ غلام محی الدین انہی حافظ محمد شفا کے پوتے تھے۔ والد کا نام حافظ نور حیات تھا۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۸۸-۸۹)

ایک غیبی بزرگ کی پیشگوئی: حافظ غلام محی الدین بگوی رحمہ اللہ اپنے علاقے اور عہد کے ممتاز عالم تھے۔ تفسیر و حدیث، فقہ و کلام، اصول و معانی اور دیگر علوم متداولہ میں درک رکھتے تھے۔ زہد و اتقا کی دولت سے بھی بارگاہِ الٰہی سے انہیں خاص حصہ ملا تھا۔

حافظ غلام محی الدین محرم ۱۲۱۰ھ (اگست ۱۷۹۵ء) کو اپنے آبائی گاؤں بگہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے بارے میں ایک عجیب واقعہ منقول ہے جو ان کے بالکل ابتدائی ایام سے تعلق رکھتا ہے اور اس کے راوی ان کے والد ماجد حافظ نور حیات ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات وہ نمازِ تہجد کیلئے اٹھے تو از راہِ محبت اپنے بچے غلام محی الدین کو گود میں اٹھا کر ساتھ لے گئے اور دریائے جہلم کے کنارے پہنچے۔ کپڑا بچھا کر بچے کو لٹا دیا اور خود وضو کر کے نوافل پڑھنے لگے۔ اندھیری رات تھی اور بچہ قدرے فاصلے پر تھا۔ کچھ دیر بعد انہیں خیال گزرا کہ ایسا نہ ہو کوئی درندہ آجائے اور بچے کو اذیت پہنچائے، بچے کو اپنے پاس ہی لٹانا چاہیے۔ اس خیال سے جب وہ بچے کو اٹھانے گئے تو دیکھا کہ ایک مبارک صورت سفید ریش بزرگ بچے کو گود میں لیے بیٹھے ہیں۔ باپ نے بزرگ سے درخواست کی کہ اس بچے کیلئے دعا فرمائیں کہ یہ باعمل عالم ہو۔ بزرگ نے کہا یہ باعمل عالم ہی ہوگا اور لوگوں کو اس سے فیض پہنچے گا۔ یہ الفاظ کہہ کر وہ بزرگ ان کی آنکھوں سے غائب ہوگئے۔

غلام محی الدین چار برس چار ماہ کے ہوئے تو انہیں مسجد میں لے جا کر حافظ حسن کے سپرد کر دیا گیا جو بچوں کو قرآن مجید پڑھاتے تھے۔

(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۸۹-۹۰)

ایک مہینے میں قرآن حفظ کرلینا: انہوں نے تھوڑے عرصے میں ناظرہ قرآن مجید پڑھ لیا تھا۔ آواز اچھی تھی، مگر قرآن مجید حفظ نہیں کیا تھا۔ ان کے قرآن پڑھنے کے بعد پہلا ماہ رمضان آیا تو لوگوں نے ان کے والد حافظ نور حیات سے کہا کہ تراویح میں غلام محی الدین سے قرآن سننا چاہیے۔ والد نے بیٹے سے پوچھا کہ تم قرآن مجید سنا سکو گے؟ عرض کیا آپ اگر روزانہ میرے ساتھ ایک پارے کا دور کر لیا کریں تو سنا سکوں گا۔ چنانچہ یہ سلسلہ شروع کر دیا گیا اور انہوں نے اسی ماہ رمضان میں پورا قرآن مجید حفظ کر لیا اور نماز تراویح میں سنا بھی دیا۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۹۰-۹۱)

حضرت شاہ غلام علی مجددی نقشبندی کی بیعت: حافظ غلام محی الدین رحمہ اللہ نے حدیث کی کتابیں ختم کر لیں تو ان کے استاذِ محترم حضرت شاہ محمد اسحاق رحمہ اللہ اپنے اس لائق شاگرد کو حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی خدمت میں لے گئے اور سند حدیث عطا فرمانے کی درخواست کی۔ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ نے ان سے حدیث اور علم حدیث کے متعلق چند سوالات پوچھے جن کے انہوں نے صحیح صحیح جواب دیئے۔ شاہ صاحب جواب سن کر خوش ہوئے اور سندِ حدیث عطا فرما کر دعا کی اور فرمایا ان شاء اللہ آپ سے لوگوں کو فیض پہنچے گا۔ ساتھ

ہی نصیحت کی کہ ''وطن جا کر ایسی کوئی بات نہ کرنا جس سے لوگوں میں تفرقہ پیدا ہو۔''

قیامِ دہلی کے زمانے میں انہوں نے شاہ غلام علی رحمہ اللہ مجددی کی بیعت کی اور ان سے استفاضہ کیا۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی ص:۹۱-۹۲)

تکمیل علم کے بعد تلاش مرشد کا سفر:۔ قمری حساب سے مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کی ولادت ۱۲۲۸ھ میں ہوئی جو عیسوی حساب سے 1813ء بنتا ہے۔نیکی کے آثار تو ان میں ابتدائی عمر ہی میں نمایاں ہونے لگے تھے جو بہ فضل الٰہی اس زمانے اور علاقے کے بزرگ کاکا شاہ صاحب رحمہ اللہ کی دعا اور تلقین و نصیحت سے مزید ابھر آئے تھے۔تعلیم حاصل کرنے کا شوق بھی ذہن میں تیزی سے کروٹ لینے لگا تھا۔تقریباً بارہ سال کی عمر میں انہوں نے باقاعدہ طلبِ علم کی راہ پر قدم رکھا۔قمری حساب سے یہ کم و بیش ۱۲۴۰ھ کا زمانہ ہے اور عیسوی حساب سے ۲۵-۱۸۲۴ء کا۔یہ وہ وقت تھا جب کہیں آنے جانے کے موجودہ ذرائع کا کوئی تصور نہ تھا۔بالعموم پیدل سفر کیا جاتا تھا۔اور دور حال کے نقطۂ نظر سے کہنا چاہیے کہ ایک گھنٹے کی مسافت پہروں میں طے ہوتی تھی۔لاہور اور بگہ کے اساتذہ (مولانا حافظ غلام محی الدین اور حافظ احمد الدین بگوی) سے انہوں نے آٹھ سال کے لگ بھگ تعلیم حاصل کی اور بیس برس کی عمر میں اس دور کے مروجہ علوم کی تکمیل کی۔اس وقت ان کا خاندان کوٹ بھوانی داس میں مقیم تھا۔

میہاں سنگھ (قلعہ اسلام) اس زمانے کے سکھوں میں شریف آدمی تھا اور مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے والد حافظ رحیم بخش رحمہ اللہ کا شاگرد تھا۔اس نے اپنے استاذِ مکرم حافظ رحیم بخش سے اپنے آباد کردہ گاؤں قلعہ میہاں سنگھ (قلعہ اسلام) تشریف لانے اور وہاں مستقل طور سے سکونت اختیار کرنے کی درخواست کی۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی ص:۹۸-۹۹)

خواب کی تعبیر پوری ہوجانا:۔ میہاں سنگھ (قلعہ اسلام) نے ان لوگوں سے نہایت عزت کا برتاؤ کیا۔وہاں انہوں نے مسجد تعمیر کی،جس میں دن رات میں پانچ وقت اذان گونجنے لگی اور باقاعدہ جمعہ و جماعت کی ادائیگی کا اہتمام کیا گیا۔دینی مدرسہ قائم کیا،جس میں درس و تدریس کے سلسلے کا آغاز ہوا اور تھوڑی مدت میں قلعہ میہاں سنگھ (قلعہ اسلام) دینی علوم کا ایک بڑا مرکز قرار پا گیا۔اس طرح مولانا غلام رسول کے بچپن کے اس خواب کی تعبیر سامنے آگئی جس میں انہوں نے دیکھا تھا کہ وہ راجا رنجیت سنگھ کے طویلے میں اذان دے رہے ہیں۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی ص:۹۹-۱۰۰)

کامل مرشد کی تلاش کا بے پناہ جذبہ:۔ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے قلبِ صافی میں محبتِ الٰہی کا انتہا درجے کا جوش اور تعلق باللہ کا بے پناہ جذبہ پیدا ہو گیا تھا جو انہیں کسی مرشدِ کامل کے دروازے پر حاضری کیلئے مجبور کرتا تھا۔کسی نے بتایا کہ علاقہ بونیر میں ایک بزرگ اخوند صاحب رہتے ہیں جو متقی اور ولی اللہ شخص ہیں۔بہت سے لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ان سے صالحیت کا درس لیتے ہیں۔مولانا غلام رسول رحمہ اللہ بھی وہاں پہنچے اور ان سے ملاقات کی۔

مولانا دو دن ان کے پاس ٹھہرے،پھر واپس لوٹ آئے۔راستے میں علاقہ ہزارہ کے ایک گاؤں تربیلا پہنچے تو وہاں کے نمبردار کے گھر قیام کیا۔نمبردار نے مقصدِ سفر دریافت کیا تو انہوں نے پوری روداد بیان فرما دی۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی ص:۱۰۰-۱۰۱)

مرشد و مرید کی خوشی:۔ گاؤں کا یہ نمبردار (یا چودھری،ارباب) اخوند سیّد محمد امیر (ساکن کوٹھا،تحصیل صوابی ضلع مردان) کا مرید تھا۔اس نے مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کو سیّد محمد امیر صاحب رحمہ اللہ کے متعلق بتایا اور ان کے زہد و تقویٰ اور علم و عمل کے واقعات سنائے تو وہ نہایت متاثر ہوئے اور ان کی خدمت میں حاضر ہونے کا عزم کیا۔رات بہ مشکل وہاں بسر کی اور فجر کی نماز پڑھتے ہی موضع کوٹھا کی طرف روانہ ہو گئے۔پہاڑی راستہ اور مولانا اس نواح کے اجنبی مسافر۔بڑی مشکل سے وہاں پہنچے۔سیّد امیر صاحب رحمہ اللہ کو دیکھتے ہی دل میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔اسی آن ان سے سلسلہ بیعت سے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا:میں مولانا اسماعیل شہید دہلوی رحمہ اللہ کے مرشد سیّد احمد شہید بریلوی رحمہ اللہ سے بیعت ہوں اور انہی سے میں نے فیض پایا ہے۔

یہ الفاظ سنتے ہی مولانا غلام رسول رحمہ اللہ خوش ہو گئے اور طویل و مشکل سفر کی تکان دور ہو گئی۔ایسا معلوم ہوا کہ نئی زندگی مل گئی ہے۔کاکا

شاہ صاحب رحمہ اللہ نے نصیحت کرتے ہوئے جس قسم کے اولیاء اللہ کا ذکر فرمایا تھا اور جن اوصاف حسنہ کے لوگوں کی نشان دہی فرمائی تھی، وہ تمام اوصاب سیّد امیر صاحب ممدوح کی ذات گرامی میں پائے جاتے تھے۔

سیّد صاحب رحمہ اللہ نے بھی انہیں دیکھ کر بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور اٹھ کر سینے سے لگایا۔ فرمایا تیری خوشی کا بھی کوئی حساب نہیں اور میری خوشی کا بھی کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ مجھے آج تک تیرے جیسا مشتاقِ سنت شخص نہیں ملا۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۱۰۱-۱۰۲)

سیّد صاحب کا طریق تعلیم واصلاح:۔ سیّد صاحب اپنے ملنے والوں اور ان کے حلقۂ بیعت میں شامل ہونے والوں کو وہی وظائف پڑھنے کی تلقین فرماتے تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی اور کتب حدیث میں منقول ہیں۔ نیز انہیں احکامِ شریعت کی پابندی کرنے اور نماز روزے کی ادائیگی کی سختی سے تلقین فرماتے۔

چند روز مولانا ان کی خدمت میں رہے۔ پھر اپنے وطن قلعہ اسلام واپس آ گئے۔ اب انہوں نے سلسلۂ درس بند کر دیا تھا اور ہر وقت ذکرِ الٰہی اور تلاوتِ قرآن میں مشغول رہنے لگے تھے۔ لوگوں کو نیک کام کرنے کی تاکید اور منہیات سے روکنا ان کا شب و روز کا معمول قرار پا گیا تھا۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۱۰۲)

خواجہ سلیمان تونسوی سے ملاقات کا شوق:۔ کوٹھا (علاقہ مردان) سے واپس آئے تھوڑے دن ہوئے تھے کہ کسی نے بتایا تونسہ (ضلع ڈیرہ غازی خاں) میں ایک بزرگ خواجہ سلیمان رحمہ اللہ رہتے ہیں، جن کی نیکی اور صالحیت کا بڑا شہرہ ہے۔ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ ان سے ملاقات کیلئے تونسہ کو روانہ ہو گئے۔ یہ بھی ایک طویل اور تکلیف دِہ سفر تھا، لیکن انہیں بزرگوں اور دین دار لوگوں سے ملنے کا اتنا شوق تھا کہ سفر کی طوالت اور اذیت رسانی کا انہیں کوئی احساس نہ ہوتا تھا۔ یہ ایک ایسا پُر خلوص جذبہ تھا جو اس راہ کی تمام مشکلات پر غالب آ جاتا تھا۔ چلتے چلتے وہ رات کے وقت ایک گاؤں میں پہنچے۔

خلاصہ کلام یہ کہ جب مولانا غلام رسول رحمہ اللہ تونسہ گئے تو خواجہ سلیمان وہاں نہیں تھے، کہیں لمبے دورے پر گئے تھے۔ مولانا واپس اسی گاؤں میں آئے اور امام صاحب کو سرگزشت سنائی تو انہیں بڑی مسرت ہوئی۔ (سوانح حیات مولانا غلام رسول، ص:۴۴-۴۵)

تونسہ کو دوبارہ روانگی اور خواجہ صاحب سے ملاقات:۔ مولانا کا یہ بھرپور جوانی کا زمانہ تھا اور صحت بہت اچھی تھی۔ بزرگوں سے ملاقات اور حصول فیض کا شوق انہیں ہر اس جگہ لے جاتا، جہاں کسی بزرگ کی موجودگی کا پتا چلتا۔ اسی شوق کی وجہ سے (جیسا کہ ابھی بتایا گیا) وہ تونسے گئے، لیکن وہاں کے پیر خواجہ سلیمان رحمہ اللہ سے ان کی ملاقات نہ ہوئی۔ اب کچھ عرصے کے بعد انہوں نے دوبارہ تونسہ جانے کا فیصلہ فرمایا اور وہاں پہنچ گئے۔ خواجہ صاحب سے ملاقات ہوئی اور ان کی خدمت میں منظوم (فارسی) خط پیش کیا، جو چوالیس (۴۴) اشعار پر مشتمل ہے۔ اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دریغا زندگانی رفت برباد	زِ جور نفسک ام آرہ فریاد
منادی می زند کوس رو ارو	کہ زیں دار د سپنجی راہگرا شو
نبا شد دائما ایں سنبل و گل	نہ شورِ قمری ونے سوزِ بلبل
خزاں افتد دریں باغ و بہاری	کنند ابر فنا ئش آب داری
نماند نرگس ونے لالہ زاراں	نہ ایں حسن و جمالِ گلعذاراں
کنوں وقت است شو از خواب بیدار	دل اندر یار بند و دست درکار
بسے دور است سامانِ سفر کن	زپا بندئ ایں د نیا گزر کن

کہ چوں برہم زند ایں کاروبارت بزیرِ خاکِ گور افتد گزارت

مولانا فرماتے ہیں: ''ان شعروں سے خواجہ سلیمان رحمہ اللہ بہت خوش ہوئے۔ چند روز خواجہ سلیمان رحمہ اللہ نے مجھے اپنے ہاں ٹھہرایا۔ مجھ پر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اب تم کو مرید ہونے کی ضرورت نہیں۔ تم خود لوگوں کو اپنا مرید بنایا کرو۔ بعد رخصت میں گھر آیا۔ (سوانح حیات مولانا غلام رسول، ص: ۴۸-۴۸ بحوالہ تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۱۰۲-۱۰۵)

ایک اور مجذوب بزرگ کی خدمت میں حاضری کا سفر: کچھ دن مولانا غلام رسول رحمہ اللہ اپنے گھر (قلعہ اسلام) قیام فرما رہے۔ پھر اپنے سسرال فتح گڑھ چوڑیاں (ضلع گورداس پور چلے گئے جو قیامِ پاکستان کے بعد ہندوستانی پنجاب میں شامل کیا گیا) اس علاقے کے لوگوں سے معلوم ہوا کہ علاقہ تخت ہزارہ کے موضع ''بچے'' میں ایک باکمال ولی رہتے ہیں جنہیں حافظ صاحب کہا جاتا ہے۔ یہ سن کر وہ فتح گڑھ چوڑیاں سے تخت ہزارہ کو چل پڑے۔ دوسرے سفروں کی طرح یہ سفر بھی پیدل طے کیا، کیوں کہ اس زمانے میں نہ ریل تھی، نہ موٹریں تھیں، حافظ صاحب کے پاس پہنچے تو انہوں نے فرمایا کہ آپ کا معاملہ میری رسائی علم سے بہت بلند ہے۔ آپ فلاں بزرگ سے ملیے۔ وہ موضع گڑھی اعواناں میں ملک رحمت خاں کے گھر رہتے ہیں۔ ان بزرگ کے نام حافظ صاحب نے خط بھی دیا۔ وہ اس گاؤں میں ملک رحمت خاں کے گھر پہنچے تو انہوں نے بتایا کہ وہ باہر کھیتوں میں لوگوں کے گدھے چرانے گئے ہیں۔

بات یہ ہے کہ وہاں کے لوگ گدھوں سے بہت کام لیتے تھے اور جب گدھے زیادہ کمزور یا بیمار ہو جاتے تو وہ انہیں چھوڑ دیتے، ان بزرگ کی عادت تھی کہ وہ بیمار اور کمزور گدھوں کا فی سبیل اللہ علاج کرتے اور جب وہ تندرست ہو جاتے تو مالک انہیں محنت مزدوری کیلئے لے جاتے اور بیمار گدھوں کو چھوڑ دیتے، جن کا یہ بزرگ علاج کرتے۔ اس طرح گدھوں کے علاج معالجے کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا۔

مولانا ان بزرگ کے پاس کھیتوں میں گئے۔ اس وقت ایک طالب علم مولانا کے ساتھ تھا جو اثنائے سفر میں ان سے علم بیان ومعانی کی کتاب مطول پڑھتا تھا۔ اس بزرگ نے دور سے مولانا کو دیکھ کر آواز دی کہ اپنے ساتھی کو یہیں چھوڑ دیں، اکیلے میرے پاس آئیں۔ مولانا ان کے پاس گئے تو وہ نہایت تپاک سے ملے اور بیٹھنے کیلئے زمین پر چادر بچھائی۔ بڑے احترام سے چند باتیں کیں۔ کہا ایک وقت گوشت روٹی اور پلاؤ کھاؤ، دوسرے وقت دال روٹی خود بھی کھاؤ، لوگوں کو بھی کھلاؤ۔

مولانا فرماتے ہیں: اس وقت سے میرا شوقِ ذکر الٰہی بھی بڑھ گیا، میری شہرت بھی مختلف علاقوں میں پھیل گئی اور لوگ بہ کثرت میرے پاس آنے لگے۔ (سوانح حیات مولانا غلام رسول، ص: ۴۸-۴۹)

یہ بزرگ دراصل ایک مجذوب تھے جنہوں نے مجذوبانہ انداز میں مولانا غلام رسول رحمہ اللہ سے چند باتیں کیں۔

(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۱۰۵-۱۰۷)

مرشد ساکن کوٹھا کو داستان غم سنانا: اب صورت حال یہ ہوگئی تھی کہ انہیں کسی پل چین نہ آتا تھا۔ صلحاء کی خدمت میں حاضری اور ان سے گفتگو ان کا مقصدِ حیات قرار پا گیا تھا۔ اس بزرگ کے پاس سے آئے تو سیّد محمد امیر رحمہ اللہ (ساکن کوٹھا) کے ہاں جانے کیلئے بے تاب ہوگئے۔ ان کے رشتہ دار اور بھائی کہنے لگے تھے کہ اس شخص پر جنون کا غلبہ ہوگیا ہے اور اس کے پاؤں میں چکر آ گیا ہے۔ کوئی کہتا یہ آسیب زدہ ہے۔ کسی کا خیال تھا یہ آبِ حیات کی تلاش میں ہے، لیکن انہیں کسی شخص کی کسی بات کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ ان کی طعنہ زنی اور اس قسم کی باتوں سے ان کے شوقِ ملاقاتِ صالحین میں مزید اضافہ ہوتا تھا۔ بہر حال وہ کوٹھا تشریف لے گئے۔ یہ وہاں ان کی دوسری حاضری تھی۔

انہوں نے سسی پنوں کے رنگ میں ایک پنجابی نظم میں اپنی اس وقت کی حالت بیان کی ہے۔ اس میں اپنے جدِ امجد حافظ غلام الدین خادم رحمہ اللہ کا ذکر بھی کیا ہے جن کا شمار اس دور میں فارسی کے بڑے شعرا میں ہوتا تھا۔ انہوں نے نظامی گنجوی کے تتبع میں مثنوی لکھی۔ اس بنا پر انہیں ''نظامی گنجوی ثانی'' قرار دیا جاتا تھا۔

ان اشعار میں انہوں نے اپنے والد ماجد حافظ رحیم بخش رحمہ اللہ کا تذکرہ بھی کیا ہے اور والد نے بیٹے کے حصولِ علم کیلئے جو کوشش کی، اس کی طرف بھی وہ اشارہ فرماتے ہیں۔

پھر اپنے اساتذہ مولانا غلام محی الدین بگوی اور ان کے برادرِ صغیر مولانا احمد الدین بگوی رحمہما اللہ کے علم وفضل اور عمل وکردار کا ذکر بھی فرماتے ہیں اور ان کے لطف وکرم اور شفقت وہدایت کی نشان دہی کرتے ہیں۔

صوفیائے کرام سے ملاقات کے شوق کی بھی اپنے انداز میں ان اشعار میں وضاحت فرمائی ہے۔سیّد محمد امیر (کوٹھا) رحمہ اللہ کے بابِ صالحیت پر حاضری کا تذکرہ بھی کیا ہے۔سیّد صاحب ممدوح سے وہ بہت متاثر ہیں اور ان سے جو فیض پایا، اسے حاصل زندگی قرار دیتے ہیں۔

اب ذیل میں ان کے وہ پنجابی اشعار ملاحظہ فرمائیے جوان کے صاحب زادۂ گرامی مولانا عبدالقادر نے اپنی کتاب ''سوانح حیات مولانا غلام رسول'' میں درج فرمائے ہیں۔ان اشعار میں اردو اور فارسی کے الفاظ بھی استعمال کیے گئے ہیں۔

نظام الدین دم جدِّ مغفور — فضیلت میں ہوا ہر طرف مشہور
تے سخاوت میں یگانہ — بکسرِ نفس بے مثل زمانہ!
خزانہ فیض دی کنجی زباں سی — نظامی گنجوی ثانی بیاں سی
کیا مجھ پر کرم سے اک نظارہ — ہویا غفلت دا پردہ پارہ پارہ
کیتی میں پر کرم سیتی عنایت — ہوئی تحصیل کرنے دی ہدایت
اوھناں دے بعد حضرت قبلہ گاہی — رحیم بخش میرے تکیہ گاہی
عجیبہ حسن صورت کیا معنٰے — تعالٰی اللہ چہ دور اندیش دانا
کیتی اشفاق تے وافر عنایات — بھیجا لاہور میں دے خرچ حاجات
بخدمت مولوی صاحب یگانہ! — جو سن ممتاز فضلائے زمانہ
جو ساکن موقع بگہ شریف است — غلام محی الدین اسم لطیف است
دوجے حضرت میرے ہن احمد الدین — دونوں بھائی مبارک فیض آئین
کیتو نے علم دینی دی ہدایت — میرے پَر لطف و شفقت بے نہایت
جو کس منہ نال انھاں نوں صلاحیں — مگر بیٹھا کراں ہر دم دعائیں
ہویا پھر صوفیاں دا شوق غالب — پھراں اس درد دا ہر طرف طالب
غلام ایہ پُر گناہ بے چارہ گم نام — طلب دے درد نے چھوڑا نہ آرام
ہوا آخر نوں آوارہ وطن سے — نہ خویشاں سے خبر نہ خویشتن سے
چلا جذبہ الٰہی میں گرفتار — حضرت صاحبِ کوٹھا کے دیدار
اونھاں روزاں میں آہا شوق غالب — پھراں اس درد دا ہر طرف طالب
حکایت عاشقانہ بہت بھاوے — کہانی عشق دی دلنوں سکھاوے
خصوصاً بات سسی دی زیادہ — کرے سوزاں دا دروازہ کشادہ
اسے کارن وچھوڑے دی حکایت — تھلاں دے وچ رلیندی روایت
کہی اول میں درداں دی کہانی — ہوئی باقی موں سسی بار ثانی

لکھیا میں درد اپنے دا فسانہ سسی پنوں دا قصہ کر بہانہ

(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۱۰۷-۱۱۱)

حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سے بیعت برکت:۔ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کو سیّد محمد امیر رحمہ اللہ کی خدمت میں کوٹھا گئے ابھی دو دن ہوئے تھے کہ حضرت سیّد عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ بھی وہاں تشریف لے گئے۔سیّد امیر صاحب رحمہ اللہ ممدوح نے ان کو دیکھا تو نہایت خوشی کا اظہار کیا۔حضرت عبداللہ صاحب غزنوی رحمہ اللہ بھی ان سے مل کر بے حد مسرور ہوئے اور ان کے ہاتھ پر بیعت بھی کی۔سیّد امیر صاحب رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ صاحب سے بہ درجہ غایت عزت کا برتاؤ فرمایا اور ان کی روحانیت وصالحیت سے بہت متاثر ہوئے۔

مولانا غلام رسول رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیّد عبداللہ صاحب نے محض ان کے سلسلۂ سلوک میں داخل ہونے کیلئے اخوند سیّد امیر صاحب کی بیعت کی تھی ورنہ انہیں بیعت کی ضرورت نہ تھی۔(سوانح مولانا غلام رسول، ص:۵۱)

اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت سیّد عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ حسنات وصالحیت کے بہت اونچے مرتبے پر فائز تھے۔یہی وجہ ہے کہ مولانا غلام رسول نے حضرت عبداللہ صاحب رحمہ اللہ سے رشتۂ اخوت قائم کیا۔ایک روز یہ دونوں حضرات سیّد امیر صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ انہوں نے مولانا غلام رسول رحمہ اللہ سے مخاطب ہوکر فرمایا: تمہارے اور عبداللہ کے درمیان اخوت کا نور عجیب طرح سے آتا جاتا ہے۔تم دونوں کو دیکھ کر مجھے بڑا حظ حاصل ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ تم دونوں کی محبت میں اضافہ فرمائے۔(سوانح مولانا غلام رسول، ص:۵۱ بحوالہ تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۱۱۱-۱۱۲)

مجذوب کی خوشبو سونگھ کر خدمت میں حاضری:۔ چند روز یہ دونوں کوٹھا میں سیّد صاحب کی خدمت میں رہے۔پھر قلعہ اسلام کو روانہ ہوگئے۔دورانِ سفر میں دونوں نے کتب حدیث پڑھنے کا فیصلہ کیا۔چلتے چلتے گجرات کے قریب پہنچے تو حضرت عبداللہ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا مجھے یہاں ایک مجذوب بزرگ کی خوشبو آرہی ہے۔وہ اس لائق ہے کہ اس سے ملاقات کی جائے۔اب وہ اس بزرگ کی طرف روانہ ہوئے۔ان کا یہ خیال بھی تھا کہ اس بزرگ سے پوچھیں گے کہ حدیث کہاں اور کس سے پڑھی جائے۔

اس بزرگ کے پاس اس وقت چند لوگ بیٹھے تھے۔اس نے ان سے کہا ایسے اوصاف کے دو آدمی آرہے ہیں جو اپنے عمل وکردار کی بنا پر صحابہ کرام کا نمونہ ہیں۔ان کے بیٹھنے کیلئے صاف ستھرا کپڑا بچھاؤ اور مجھے بھی پہننے کیلئے اچھا لباس دو۔

یہ دونوں اس بزرگ مجذوب کے قریب پہنچے تو اس نے کھڑے ہوکر ان کا استقبال کیا اور اپنے قریب صاف ستھرے کپڑے پر بٹھایا۔دہلی کی طرف اشارہ کر کے کہا: جنت اس طرف ہے۔

جب یہ دونوں اس بزرگ سے اجازت لے کر رخصت ہونے لگے تو کہا: اس شخص کا لباس دیکھ کر کسی قسم کی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوجانا۔وہ مسکین صورت شخص ہے۔اس کا نام سیّد نذیر حسین ہے۔اس سے ضرور حدیث پڑھنا۔

بزرگ کے یہ الفاظ ان کیلئے اطمینان کا باعث ہوئے اور پھر یہ دونوں قلعہ اسلام پہنچے......سیّد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا ہے کہ چند مہینے ٹھہر کر پڑھنے کیلئے جانا۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۱۱۲-۱۱۳)

حافظ محمود صاحب کی بیعت اصلاح:۔ کوٹھا سے چلتے وقت اخوند سیّد امیر صاحب رحمہ اللہ نے مولانا غلام رسول رحمہ اللہ سے فرمایا تھا کہ آپ لاہور کو اپنی قیام گاہ بنائیں اور وہاں وعظ وتبلیغ کا سلسلہ شروع کریں۔اب یہ دونوں حضرات قلعہ اسلام سے لاہور چلے گئے۔چند روز وہاں ٹھہرے، پھر امرتسر کا قصد کیا۔وہاں باغ والی مسجد میں حافظ محمود کے پاس مقیم ہوئے۔وہاں حافظ صاحب نے حضرت سیّد عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۱۱۳)

مرشد مولانا غلام رسول رحمہما اللہ کے مختصر حالات

گزشتہ صفحات میں مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے مرشد حضرت اخوند سیّد محمد امیر رحمہ اللہ علیہ کا ذکر متعدد مرتبہ آیا ہے۔ذیل میں ان کے

مختصر حالات بیان کیے جاتے ہیں۔

ان کا سلسلۂ نسب یہ ہے: محمد امیر بن محمد سعید بن یار محمد بن عبدالغفور بن مہر بیگ رحمہم اللہ، سلسلۂ نسب کے یہ تمام بزرگ علم وصلاح کی بنا پر اپنے علاقے اور عہد میں خاص شہرت کے مالک تھے اور ہر حلقے میں عزت واحترام کے مستحق سمجھے جاتے تھے۔

ولادت: سیّد امیر صاحب رحمہ اللہ جو حضرت جی کے عرف سے معروف ہیں۔۱۲۱۰ھ (۱۷۹۷ء) کو موضع کوٹھا (تحصیل صوابی مردان) میں پیدا ہوئے، پیدائش ساتویں مہینے میں ہوئی۔ پیدائش کے وقت والدہ وفات پا گئی تھیں۔ان سے بڑی سات بہنیں تھیں، جنہوں نے اپنے اس چھوٹے بھائی کی پرورش کی۔

اساتذہ: سیّد امیر کے والد محمد سعید اور چچا محمد قابل دونوں عالم اور فقیہہ تھے۔ابتدائی تعلیم انہی سے حاصل کی اور انہی سے علوم عربیہ اور فقہ واصول کی بعض کتابیں پڑھیں۔بعض ازاں مندرجہ ذیل حضرات سے استفادہ کیا۔

مولانا محمد عظیم رحمہ اللہ: یہ ''میاں صاحب گنج والے'' کے عرف سے معروف تھے۔

اپنے علاقے کے مشہور اور بڑے عالم ہونے کی وجہ سے انہیں ''بحرالعلوم'' کہا جاتا تھا۔اچھے مدرس اور نامور خطیب تھے۔

مولانا حافظ محمد احسن رحمہ اللہ: انہیں ''حافظ دراز پشاوری'' کہا جاتا تھا۔

سیّد محمد امیر رحمہ اللہ (کوٹھا) نے ان سے حدیث پڑھی اور سند لی۔

مولانا منصور علی: اپنے عہد کے عالم وفاضل اور ممتاز مدرس تھے۔سیّد اخوند امیر نے ان سے بھی بعض درسی کتابیں پڑھیں۔

(سوانح حیات حضرت سیّد محمد امیر، ص:۱۳۷تا۱۴۰)

سیّد احمد بریلوی رحمہ اللہ کے حلقۂ بیعت میں:۔سیّد احمد بریلوی رحمہ اللہ نے بغرض جہاد مورخہ ۷- جمادی الاخری ۱۲۴۱ھ (۱۷- جنوری ۱۸۲۶ء) کو تقریباً چھ سو مجاہدین کے ساتھ ہندوستان سے صوبہ سرحد کے آزاد علاقے کی طرف ہجرت کی تھی اور اس سلسلے کے تمام معاملات مولانا اسماعیل دہلوی رحمہ اللہ کے سپرد تھے۔ یہ لوگ سیّد احمد شہید رحمہ اللہ کے آبائی مسکن رائے بریلی سے روانہ ہوکر بندھیل کھنڈ، گوالیار، ٹونک، اجمیر، صحرائے ماڑواڑ، عمرکوٹ، حیدرآباد (سندھ)، شکارپور، کوئٹہ، قندھار، غزنی اور کابل سے ہوتے ہوئے نومبر ۱۸۲۶ء کے اواخر میں پشاور پہنچے۔ یہ کم وبیش تین ہزار میل کا طویل سفر تھا، جس میں تپتے ہوئے صحرا بھی تھے، جہاں میلوں تک پانی کا ایک قطرہ نہ ملتا تھا۔ بڑے بڑے دریا بھی تھے، دشوار گزار پہاڑ اور برفستان بھی تھے۔اللہ کے ان برگزیدہ بندوں نے دس مہینوں میں یہ تکلیف دہ مسافت طے کی۔

اس علاقے کے لوگ بھی مجاہدین میں شامل ہوگئے تھے اور ان کی شمولیت کی وجہ سے مجاہدین کی تعداد ڈیڑھ ہزار تک پہنچ گئی تھی۔اس وقت رنجیت سنگھ کی سکھ فوج کا جرنیل بدھ سنگھ اس نواح میں موجود تھا۔اس کی فوج سے مجاہدین کی پہلی جنگ اکوڑہ خٹک کے مقام پر ۲۰ جمادی الاولی ۱۲۴۲ھ (۲۰ دسمبر ۱۸۲۶ء) کو بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب کو ہوئی، جبکہ مجاہدین میں سے نو سو آدمیوں نے دشمن پر شب خون مارا، اس کے بعد جنگوں کا باقاعدہ سلسلہ شروع ہوگیا۔

سیّد احمد شہید اس علاقے میں پہنچے تو یہاں کے جن حضرات نے ان کے حلقۂ بیعت میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کی، ان میں اخوند سیّد محمد امیر رحمہ اللہ (کوٹھا والے) کا اسم گرامی بھی شامل ہے۔ یہ بیعتِ اقامتِ شریعت تھی۔ بیعت کے بعد انہیں ان کے قریہ کوٹھا کا قاضی مقرر کر دیا گیا تھا۔۱۵ شعبان ۱۲۴۴ھ (۲۰ فروری ۱۸۲۹ء) کو ان کے نام باقاعدہ قضانامہ جاری ہوا۔

قضا کی یہ بہت بڑی ذمہ داری تھی جو اخوند سیّد امیر صاحب رحمہ اللہ کے سپرد ہوئی۔اس سلسلے میں وہ اردگرد کے دیہات وقصبات میں جاتے اور جہاں کوئی امر خلافِ شریعت پاتے اس کا انسداد کرتے۔اس منصب کے تمام تقاضوں کو انہوں نے احسن طریقے سے پورا کیا۔ تھوڑی مدت میں تمام علاقے کی حالت بدل گئی اور لوگ احکامِ شریعت پر عمل کرنے لگے۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۱۱۴تا۱۱۷)

مریدین کو تلقین:۔ سیّد امیر صاحب رحمہ اللہ کی پسندیدہ دعائیں جن کی وہ اپنے عقیدت مندوں اور امیروں کو تلقین کرتے تھے، مندرجہ ذیل ہیں۔ نہایت مختصر اور بے حد آسان فرماتے سفر یا حضر میں کوئی تکلیف یا سختی پیش آئے تو یہ آیہ مبارکہ پڑھنی چاہیے۔ ''انا للہ وانا الیہ راجعون ''۔

''نیز یہ دعا بھی پڑھنی چاہیے۔ ''اللھم اجرنی فی مصیبتی و اخلفنی خیرا منھا ''۔

یہ دعا پڑھو گے تو اللہ تعالیٰ مصیبت کو راحت میں بدل دے گا۔

فرمایا: یہ دعا بھی اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو نصیب فرمائی ہے۔

"ربنا ھب لنا من ازواجنا و ذریتنا قرۃ اعین و اجعلنا للمتقین اماما۔ (سوانح سیّد میر صاحب:۴۳۱)

(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۱۲۰)

مرشد کی زندگی میں اتباع سنت کا جذبہ:۔ اخوند سیّد امیر صاحب رحمہ اللہ بلند اخلاق اور عالی کردار بزرگ تھے۔ بلا ضرورت کوئی بات نہ کرتے۔ دنیوی قسم کی باتیں کرنے سے احتراز فرماتے۔ اشارتاً یا کنایتاً کسی کی غیبت نہ کرتے۔ کسی پر طعنہ زن نہ ہوتے، کسی کو بددعا نہ دیتے۔ عام مجلس میں گفتگو اللہ کے نام سے شروع کرتے اور اللہ کے نام پر ہی ختم کرتے۔

اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی تلقین فرماتے مجلس میں اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے احکام بیان فرماتے۔ عام گفتگو میں مناسب مواقع پر قرآن کی آیات اور احادیث پڑھتے اور بزرگوں کے اقوال لوگوں کو سناتے۔ پیدل چلتے تو تیز چلتے۔

مسجد میں داخل ہوتے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد ادا فرماتے۔ عام طور پر باوضو رہتے۔ مسجد میں دنیوی باتیں نہ کرتے۔ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے۔ مسجد میں جا کر تلاوت قرآن کرتے یا وعظ فرماتے۔

مہمان کی خدمت کرتے اور اس سے حسب حال بات کرتے۔ اسے خندہ پیشانی سے ملتے۔ مہمان رخصت ہونے لگتا تو کھڑے ہو کر اسے رخصت کرتے اور چند قدم اس کے ساتھ چلتے۔

غریب کی مدد کرتے، چھوٹے پر شفقت فرماتے، بڑوں کا احترام کرتے، بچوں کی دلداری کرتے، انہیں دعا دیتے، محبت سے ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے، ان کے ساتھ نرمی سے پیش آتے اور انہیں نصیحت کرتے۔ لوگ ملنے کیلئے آتے تو ان سے مصافحہ اور معانقہ کرتے، مجلس میں ان کو جگہ دیتے اور انہیں پورے احترام سے بٹھاتے مریضوں کی بیمار پرسی کرتے، ان کی صحت کیلئے دعا کرتے، جنازے میں شرکت کرتے اور قبروں کی زیارت کو جاتے۔ راستے میں کسی کے ساتھ چلتے وقت اس کے آگے چلنا پسند نہ کرتے، مجلس میں بلا عذر ٹیک لگا کر نہ بیٹھتے۔ باہر سے تشریف لاتے تو لوگوں کو اپنے لیے کھڑے ہونے سے روکتے۔ غرض وہ اخلاقِ حسنہ کا چلتا پھرتا پیکر تھے۔ نہایت متواضع اور منکسر۔ ہر چھوٹے بڑے کے خیر خواہ اور ہر شخص سے نرمی کا برتاؤ کرنے والے۔ (ان کے اخلاق و کردار اور لوگوں سے میل جول کی تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو سوانح حیات حضرت امیر صاحب از صفحہ ۱۵۹ تا ۱۷۲)، (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۱۲۰-۱۲۲)

متبع شریعت مرید کے حالات:۔ اخوند سیّد امیر صاحب رحمہ اللہ کے سوانح نگار لکھتے ہیں کہ حضرت ممدوح کے ایک مرید اور خادمِ خاص عماد الدین تھے جو سفر و حضر میں ان کے ساتھ رہتے تھے وہ ان کے مشیر بھی تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ۱۲۹۴ھ کے ماہ شوال تک حضرت سیّد صاحب بالکل تندرست تھے۔ مہمانوں اور مریدوں سے ملتے، ان سے گفتگو کرتے اور انہیں اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کا درس دیتے، پند و نصیحت فرماتے۔ خصائل کریمانہ پر کاربند رہنے اور شریعت محمدی کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تلقین کرتے۔ بہت اچھی طرح اور بے حد خوش خلقی سے آنے جانے والوں سے ملتے تھے۔ لیکن ماہ شوال میں جسمانی کمزوری کے آثار ظاہر ہونے لگے تاہم اٹھنے بیٹھنے اور کہیں آمد و رفت میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ عبادت کے معمولات بھی پہلے کی طرح جاری رہے اور وعظ و تلقین کا سلسلہ بھی پہلے کا سا رہا۔ کوئی

تکلیف لوگوں پر ظاہر نہ ہونے دیتے۔ ہر کام اسی طرح انجام دیتے جس طرح ہمیشہ سے انجام دے رہے تھے۔

بالآخر تکلیف بڑھنے لگی اور نقاہت میں اضافہ ہونے لگا۔ چلنے پھرنے کی طاقت کم ہوگئی، وضو کی بجائے مجبوراً تیمّم کرنے لگے۔ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا بھی مشکل ہو گیا۔ پھر ایک دن آیا کہ اپنے فرزند گرامی محمد اسرائیل کو بلایا اور ان سے چند باتیں کیں۔ بعد ازاں سب کو یاد فرمایا اور ان کیلئے دعا فرمائی۔ تین مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھا۔ پھر محمد رسول اللہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔ آگے کچھ نہ کہہ سکے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو ہاتھ کے اشارے سے طلب فرماتے۔ یہ جمعرات کا دن تھا۔ جمعۃ المبارک کی صبح کو بھی یہی کیفیت رہی، نماز جمعہ پڑھ لی گئی۔ اب نزع کی حالت طاری تھی۔ لوگوں کا ہجوم لحہ بہ لحہ بڑھ رہا تھا۔ ان کے فرزند گرامی حافظ احمد نے سورۂ یٰسین پڑھی۔ کھلا بٹ کے حاجی سیّد ابوذر نے بھی سورۂ یٰسین کی تلاوت کی۔ ایک اور حافظ قرآن نے سورۂ یٰسین کی تلاوت شروع کی۔ آدھی سورت پڑھی ہوگی کہ نماز جمعہ کے بعد حضرت کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) یہ ۱۲۹۴ھ کے ماہِ ذی الحجہ کی آخری تاریخ تھی۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۱۲۴-۱۲۵)

حضرت سیّد عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف

بحیثیت مرید: مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے ایک مخلص ترین اور مجسمۂ صالحیت بزرگ ساتھی حضرت مولانا سیّد عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ تھے، جن سے ان کی اولیں ملاقات (جیسا کہ گزشتہ سطور میں عرض کیا گیا) کوٹھا میں محترم المقام اخوند سیّد امیر صاحب رحمہ اللہ کے آستانۂ عالیہ میں ہوئی تھی۔ دونوں بزرگ سیّد امیر رحمہ اللہ کے حلقہ بیعت میں شامل تھے۔ دونوں کی روحانی منزلت سے سیّد امیر صاحب رحمہ اللہ بے حد خوش تھے اور دونوں کے درمیان ایسی پُرخلوص رفاقت قائم ہوئی کہ زندگی بھر قائم رہی۔ حضرت سیّد عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کو عبداللہ نام بہت پسند تھا، اس لیے کہ اس میں اللہ کی الوہیت کا اقرار اور بندے کی عبودیت کا اظہار پایا جاتا ہے۔ ان کا اپنا اسم گرامی محمد اعظم تھا، انہوں نے اسی بنا پر اپنا نام بدل کر عبداللہ رکھ لیا تھا۔ خود اپنے ایک بیٹے کا نام بھی عبداللہ رکھا اور وہ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کو بھی عبداللہ کے تسمیہ سے پکارا کرتے تھے۔ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ صاحب سے حصول فیض کیا تھا۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۱۲۷)

تکمیل سلوک کیلئے مرشد کی خدمت میں حاضری:۔ اس دور کے افغانی علماء میں ملا حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ کی بڑی شہرت تھی۔ علم کے ساتھ ساتھ عملی اعتبار سے بھی ان کا مقام بڑا بلند تھا۔ تصوف و سلوک میں بھی وہ مرجع عوام و خواص تھے۔ قندھار میں ملا حبیب اللہ رحمہ اللہ کا سلسلۂ درس جاری تھا۔ سیّد عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کو ان کے مرتبۂ علمی کا پتا چلا تو وہ غزنی سے روانہ ہوئے اور راستے کے نشیب و فراز کی مشکلات طے کرتے ہوئے قندھار پہنچے اور ملا صاحب موصوف کی خدمت میں حاضری دی۔ ان سے اخذِ علم اور کسب فیض کیا۔ کچھ عرصہ ان کے قصرِ فضیلت میں گزارا، پھر واپس اپنے گھر چلے گئے۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۱۲۸)

دوبارہ مرشد کی خدمت میں حاضری:۔ کچھ مدت بعد پھر قندھار کا عزم فرمایا اور ملا حبیب اللہ رحمہ اللہ کے بابِ عالی پر آبیٹھے۔ اس طرح انہوں نے اپنے اس مرشد اور استاذ سے خوب استفادہ کیا۔ ملا صاحب ممدوح اپنے اس شاگرد اور مرید کی ذہنی صلاحیت اور روحانی رفعت کے بے حد مداح تھے۔ وہ ان کی قوت فہم کی اپنے حلقے کے سب اصحاب علم کے سامنے تعریف کرتے اور فرماتے۔

مسائل دینیه راچناں که ایں شخص می فهمد من خود نمی فهمم (دینی مسائل کو جس طرح یہ شخص سمجھتا ہے، میں نہیں سمجھتا)
(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۱۲۸)

باصلاحیت مرید کے حق میں مرشد کی پیشگوئی:۔ تھوڑے عرصے بعد ملا صاحب رحمہ اللہ نے سیّد عبداللہ صاحب کو غزنی سے قندھار کا مشکل سفر کرنے سے روک دیا اور فرمایا اگر آپ کو کسی مسئلے کی سمجھ میں کبھی کوئی مشکل پیش آئی تو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے گا اور تمام عقدے حل ہو جائیں گے، چنانچہ سیّد صاحب فرماتے ہیں: رب جل شانه موافق گفتهٔ شیخ بامن معامله کرده است ''میرے پروردگار نے

میرے ساتھ وہی معاملہ کیا جو شیخ نے فرمایا'' (سوانح عمری حضرت مولانا سیّد عبداللہ غزنوی ''از مولانا عبدالجبار غزنوی''ص:۹)

ملا صاحب ممدوح کے ایک مرید اور شاگرد نے ''ملفوظاتِ ملا حبیب اللہ قندھاری'' کے نام سے ان کے ملفوظات جمع کر دیئے ہیں۔ ان میں ملا صاحب رحمہ اللہ ممدوح نے مولانا سیّد عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کا ذکر کیا ہے اور ان کے زہد و اتقا اور ورع و عبادت کی تعریف فرمائی ہے۔ (ملا حبیب اللہ قندھاری ۱۲۱۳ھ کو پیدا اور ماہ رمضان ۱۲۶۵ھ کو فوت ہوئے۔ تیرہویں صدی ہجری ''انیسویں صدی عیسوی'' کے افغانستان کے مشاہیر علماء میں شمار کیے جاتے تھے)، (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۱۲۸-۱۲۹)

مریدین کا حق پرست مرشد کی حمایت کرنا:۔ ابتدائی عمر سے حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے قلبِ با برکت میں احیائے سنت اور اتباعِ شریعتِ مطہرہ کا جذبۂ صادقہ پایا جاتا تھا۔ سنتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف وہ کوئی عمل برداشت نہ کرتے تھے۔ اس وقت افغانستان کی جو دینی حالت تھی، وہ ان کے نزدیک نہایت تکلیف دہ تھی۔ عوام اور خواص بدعات کے خوگر اور غیر شرعی رسوم کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ علماء و مشائخ کی حالت بھی یکسر بدلی ہوئی تھی۔ بدعات کو دین اور غلط رسوم کو اسلام قرار دیا جاتا تھا۔ حضرت سیّد عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کیلئے اس موقعے پر خاموش رہنا مشکل تھا۔ حالات موافق نہ تھے، لیکن وہ اللہ کا نام لے کر میدانِ عمل میں اترے۔ اشاعت سنت اور تبلیغ قرآن و حدیث پر کمرِ ہمت باندھی اور بدعات کی تردید اور مشرکانہ رسوم و معاملات کی مخالفت کرنے لگے۔ بعض علمائے کرام اس مردِ مجاہد کی سرگرمیوں سے بہت متاثر ہوئے اور بعض شدید مخالفت پر اتر آئے۔

مخالفت کرنے والے زیادہ تر علماء کا تعلق اس دور کی افغان حکومت سے تھا۔ انہوں نے ان کے خلاف حکمرانوں کے کان بھرنا شروع کر دیئے اور بات بہت آگے نکل گئی۔ مخالفین نے ان کے خلاف باقاعدہ جنگ و جدل اور لڑائی کا منصوبہ بنایا۔ لیکن حضرت سیّد صاحب کے عقیدت مندوں کی تعداد بھی کچھ کم نہ تھی۔ وہ ایسے نازک موقعے پر اپنے استاذ و مرشد کو تنہا نہیں چھوڑ سکتے تھے، انہوں نے لڑائی کرنے والوں کے ساتھ لڑائی کا فیصلہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بات آگے نہ بڑھی اور مخالفین نے لڑائی جھگڑے کا معاملہ ختم کر دیا۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۱۳۰-۱۳۱)

استقامت علی الشریعت:۔ مولانا سیّد عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے افغانستان کے چار بادشاہوں کا زمانہ پایا، جنہوں نے ان کو شدید اذیتوں میں مبتلا کیا۔ ان کے نام یہ ہیں۔

(۱) امیر دوست محمد خاں (۲) امیر شیر علی خاں (۳) امیر محمد افضل خاں (۴) امیر محمد اعظم خاں

امیر دوست محمد خاں افغانستان کا پہلا حکمران تھا، جس نے کلمۂ حق کہنے کی پاداش میں مولانا سیّد عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کو ہدفِ ستم بنایا۔ پھر ایک وقت آیا کہ خود اس کا شاہی خاندان ذہنی، جسمانی اور مالی اذیتوں کا شکار ہوا اور اس (شاہی) خاندان کے بہت سے لوگ پشاور، پنجاب اور ہندوستان کے علاقوں میں انگریزی حکومت کی قید میں آئے اور انگریز کے تختۂ مشق بنے۔

آخر ایک وقت آیا کہ جیل سے نکال کر (عبداللہ غزنوی) ان کو اور اس خاندان کے تمام افراد کو پشاور کی طرف دھکیل دیا گیا۔ سخت گرمی اور تکلیف کی حالت میں انہوں نے یہ سفر طے کیا۔ پشاور میں کچھ دن گزارنے کے بعد مظلومین کا یہ قافلہ لاہور پہنچا۔ پھر امرتسر کے قریب بستی خیر الدین میں کچھ عرصہ گزارا۔ بعد ازاں امرتسر کو اپنا مسکن بنایا۔ امرتسر کے جس محلے میں انہوں نے قیام کیا وہ محلّہ غزنویہ کہلایا، جس مسجد میں نماز پڑھنے لگے، وہ مسجد غزنویہ کے نام سے موسوم ہوئی۔ شائقین علوم دینیہ کیلئے جس مدرسے کی بنیاد رکھی، اس نے مدرسہ غزنویہ نام سے شہرت پائی۔

حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ اپنے عہد کے عظیم المرتبت عالم اور رفیع المنزلت بزرگ تھے۔ مستجاب الدعوات، انتہائی رقیق القلب، خاشع اور خاضع، مولانا غلام رسول رحمہ اللہ سے وہ نہایت مخلصانہ مراسم رکھتے تھے۔ ان کے ساتھ دہلی میں حضرت سیّد میاں نذیر حسین رحمہ اللہ سے حدیث کا درس لیا۔

امرتسر آ کر اس خاندان کے اصحاب علم نے تصنیفی، تدریسی، تبلیغی، سیاسی ہر قسم کی خدمات سرانجام دیں اور اپنی خدماتِ گوناگوں کی

وجہ سے برصغیر میں بے حد شہرت پائی۔

حضرت مولانا عبداللہ صاحب غزنوی کا انتقال ۱۵ ربیع الاوّل ۱۲۹۸ھ (۱۵ فروری ۱۸۸۱ء) کو امرتسر میں منگل کے روز آدھی رات کے وقت ہوا۔ بدھ کے روز زوالِ آفتاب کے بعد نماز ظہر سے قبل دفن کیے گئے۔ بے شمار لوگوں نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔

اللھم اغفرلہ و نور قبرہ و ادخلہ جنت الفردوس (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۱۳۲-۱۳۴)

رخصتی کے وقت مرشد کی نصیحت:۔ حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ اور مولانا غلام رسول رحمہما اللہ کوٹھا سے رخصت ہونے لگے تو اخوند سیّد امیر صاحب نے مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کو حکم دیا کہ آپ لاہور جا کر وعظ و تذکیر کا سلسلہ شروع کریں۔ چنانچہ یہ دونوں بزرگ وہاں سے چلے، پہلے قلعہ اسلام پہنچے۔ وہاں سے لاہور آئے۔ پھر امرتسر گئے۔ بعد ازاں مولانا غلام رسول رحمہ اللہ نے حضرت اخوند محمد امیر صاحب رحمہ اللہ کے حکم کے مطابق لاہور آنے اور وہاں مجالس وعظ و ارشاد منعقد کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کیلئے انہوں نے کشمیری بازار کے قریب تکیہ سادھواں کی ایک مسجد میں امامت شروع کی۔ اس طرح یہ مسجد ان کا مرکزِ قیام قرار پائی۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۱۳۵)

مرشد کی طرف سے لاہور میں وعظ کا حکم:۔ لاہور جس طرح اب علوم و فنون کا مرکز ہے، اس وقت بھی اسے یہی حیثیت حاصل تھی۔ بے شک موجودہ دور کے لاہور کی نسبت سے ڈیڑھ سو برس قبل کا لاہور حجم میں بہت کم تھا، لیکن مختلف علوم و فنون کا گہوارہ یہ اس وقت بھی تھا اور پنجاب کا دارالحکومت تھا۔ اس دور کا حکمران طبقہ یہیں رہتا تھا، تمام محکموں کے دفاتر یہیں تھے اور ہر قسم کے دفتری احکام یہیں سے جاری کیے جاتے تھے، اس لیے اسے ''تخت لاہور'' کہا جاتا تھا۔ ہندو، سکھ، مسلمان، اچھوت، عیسائی، پارسی وغیرہ تمام مذہبوں کے لوگ یہاں آباد تھے۔ پھر حکومت کے چھوٹے بڑے افسر بھی اس شہر میں مقیم تھے جو اپنے روزمرہ کے فرائض منصبی سرانجام دیتے تھے۔ اس لیے اس شہر میں ایسے واعظ و خطیب کی ضرورت تھی جو پُر تاثیر الفاظ اور شیریں زبان میں لوگوں کی نفسیات کے مطابق دلائل کے ساتھ بات کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو، اور اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیت مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کو عطا فرمائی تھی، لہٰذا ان کے دور اندیش مرشد حضرت سیّد امیر صاحب رحمہ اللہ نے ان کو لاہور رہ کر وعظ و ارشاد کا سلسلہ شروع کرنے کا حکم دیا۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۱۳۶)

بزرگ کی دعا فوری قبول ہو جانا: مولانا غلام رسول رحمہ اللہ ایک دن چینیاں والی مسجد میں وعظ کیلئے تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک عمر رسیدہ بزرگ ملے۔ انہوں نے آب دیدہ ہو کر مولانا سے کہا: ''اے ہمارے نوجوان ہادی! تو راہِ حق دکھانے کیلئے کوشاں ہے، لیکن افسوس ہے لوگ سنگ دل ہیں، وہ تیری بات نہیں سنتے۔ اگر سنتے ہیں تو اس پر عمل نہیں کرتے۔'' مولانا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا: ''ہر کام بتدریج ہوتا ہے۔ صدیوں کی خرابیاں دور کرنے میں کچھ وقت لگتا ہے۔'' بزرگ نے کہا: ''نوجوان! تو کامیاب ہوگا۔''

پھر اس نے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر مولانا کو دعا دی۔ ''اے نوجوان! خداوند کریم تیری عمر میں برکت دے اور تجھے تیرے نیک ارادوں میں کامیاب کرے۔'' ایک راہگیر نے یہ الفاظ سن کر بلند آواز سے کہا: ''آمین''۔

یہ دعا قبول ہوئی اور صرف دو گھنٹے کے بعد اس کا اثر ظاہر ہو گیا۔ مولانا پُر جوش لہجے میں اللہ کی توحید بیان فرما رہے تھے اور قرآن و حدیث کی روشنی میں اللہ کی وحدانیت ثابت کر رہے تھے کہ دورانِ وعظ میں سامعین میں سے تقریباً دو سو آدمیوں نے بلند آواز سے کلمۂ شہادت پڑھا، شرک و بدعت سے تائب ہوئے اور عہد کیا کہ آئندہ اللہ کے سوا کسی کو حاجت روا اور مشکل کشا نہیں قرار دیں گے۔ تائب ہونے والے اس گروہ میں مختلف مذاہب کے لوگ تھے۔ کچھ ہندو، کچھ انگریز، لیکن سکھ زیادہ تعداد میں تھے۔ (سوانح مولانا غلام رسول، ص:۵۹ بحوالہ تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۱۳۹-۱۴۰)

حکم مرشد کی پاسداری: پچھلے باب کے شروع میں بتایا جا چکا ہے کہ حضرت مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کو ان کے مرشد جناب محترم اخوند محمد امیر صاحب رحمہ اللہ نے ہدایت کی تھی کہ وہ لاہور جا کر لوگوں کو وعظ و تبلیغ کریں۔ چنانچہ وہ لاہور تشریف لائے اور سلسلۂ وعظ شروع کیا۔ (سوانح حیات حضرت مولانا غلام رسول، ص:۵۳)

انہوں نے لاہور شہر اور اس کے قرب و جوار کے مختلف مقامات میں وعظ کیے اور اپنے اندازِ خاص سے کتاب وسنت کے احکام سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ بے شمار مسلمانوں نے ان کے مواعظ سے متاثر ہو کر بدعات ومحدثات سے توبہ کی اور خالص کتاب وسنت کو مشعلِ راہ بنایا، اور لاتعداد غیر مسلم ان کے وعظ سن کر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

مولانا مرحوم نے تین حکومتوں کا زمانہ پایا۔

(۱) مسلمانوں (یعنی مغلوں) کی حکومت کا آخری زمانہ (۲) پنجاب میں سکھوں کی حکومت کا زمانہ (۳) انگریزی حکومت کا زمانہ۔

مولانا غلام رسول رحمہ اللہ نے لاہور کے بہت سے مقامات پر وعظ کیے اور بہت سی مسجدوں میں جا کر اللہ کی وحدانیت بیان کی، لیکن لاہور کی تین مسجدیں بالخصوص ان کی جائے قیام اور مراکز وعظ رہیں۔ وہ تھیں مسجد تکیہ سادھواں، مسجد چینیاں والی اور مسجد نیلا گنبد۔

(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۱۴۲-۱۴۳)

برکت اولیاء کے اثرات اک حقیقت:۔ یہاں ایک ذاتی واقعہ عرض کرنے کو بھی جی چاہتا ہے۔ میں ۱۹۵۸ء اور اس سے کچھ عرصہ بعد تک چینیاں والی مسجد کے قریب کرائے کے مکان میں رہا۔ اس وقت میں ہفت روزہ ''الاعتصام'' میں فرائض ادارت انجام دیتا تھا۔ نماز عشاء کے قریب گھر پہنچتا۔ عشاء اور فجر کی دو نمازیں مسجد چینیاں والی میں پڑھتا تھا۔ میں بہت گناہگار ہوں، لیکن اس مسجد میں جاتا تو اس طرح اس کی گرفت میں آ جاتا کہ جی وہاں سے نکلنے پر آمادہ نہ ہوتا۔ بغیر کسی مطلب کے دیر تک وہیں بیٹھا مسجد کی چھت، اس کے صحن اور اس کی دیواروں کو دیکھتا رہتا۔ وہاں بیٹھنے سے دل کو سکون حاصل ہوتا تھا۔

اس کا ذکر ایک دن حضرت الاستاذ مولانا عطاء اللہ صاحب حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ اور پھر مولانا سیّد محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ سے کیا تو دونوں بزرگوں نے تقریباً ایک سا جواب دیا۔ وہ جواب یہ تھا کہ جہاں کبھی صالح لوگ رہے ہوں، تصوف کے نقطہ نظر کے مطابق وہ وہاں اپنے اثرات (یا آثار) چھوڑ جاتے ہیں، جو قدرتی طور پر وہاں آنے والے ان لوگوں پر اثر انداز ہوتے ہیں جو تصوف سے تھوڑا بہت تعلق رکھتے ہوں۔ ان حضرات کی یہ بات میرے ذہن میں بیٹھ گئی۔ میں تصوف سے تعلق رکھنے کا دعوے دار تو ہرگز نہیں ہوں، لیکن صوفیائے کرام سے محبت اور ان کی تعظیم بہر حال کرتا ہوں۔ بے شک اس مسجد میں بہت سے صالح اور کتاب وسنت کے عامل حضرات رہے ہیں، جنہوں نے اللہ کے دین کی بے حد خدمت کی، وہاں جا کر وہ یاد بھی آتے ہیں۔

لاہور میں مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ کا تیسرا مرکز تبلیغ اور مقام وعظ مسجد نیلا گنبد قرار پائی جو انارکلی بازار سے متصل لاہور کی مشہور اور قدیم مسجد ہے۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۱۵۱)

مولانا غلام رسول کا مسلک اہلحدیث سے تعلق:۔ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ تو اہلحدیث (وہابی) تھے ہی جو اس مسجد میں وعظ کیا کرتے تھے، نور احمد چشتی کے الفاظ سے پتا چلتا ہے کہ منشی نجم الدین ٹھیکے دار ڈبل روٹی بھی وہابی (اہلحدیث) تھے، جنہوں نے یہ مسجد واگزار اور مرمت کرائی۔ مولانا غلام رسول اور منشی نجم الدین کی وجہ سے یہ وہابیوں کی مسجد مشہور ہوئی۔

مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے تین مراکزِ وعظ تبلیغ کا ذکر تو مختلف کتابوں میں موجود ہے، جن کا ہمیں علم ہو سکا ہے۔ وہ ہیں مسجد تکیہ سادھواں، مسجد چینیاں والی اور مسجد نیلا گنبد۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۱۵۲-۱۵۳)

مرشد غزنوی کے باکمال مرید: پھر ایک وقت آیا کہ انہوں نے لاہور کی سکونت ترک کر کے دہلی جانے اور وہاں حضرت میاں سیّد نذیر حسین رحمہ اللہ سے علم حدیث پڑھنے کا فیصلہ کیا۔ لاہور سے امرتسر پہنچے اور حافظ محمود کے پاس باغ والی مسجد میں قیام پذیر ہوئے۔ حافظ صاحب ممدوح حضرت سیّد عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سے بیعت تھے اور نہایت صاحبِ تقویٰ بزرگ تھے۔ ان کا مقام صالحیت اتنا بلند تھا کہ حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ اپنے اس مرید کو مختلف اوقات میں اوراد و وظائف کی تلقین فرمانے کیلئے خود ان کے پاس امرتسر تشریف لائے۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۱۵۴-۱۵۵)

خواب میں مصیبتوں کا اشارہ:۔ مولانا سیّد عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے ایک دن مولانا غلام رسول رحمہ اللہ سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ پر کوئی مصیبت نازل ہو رہی ہے، لہٰذا یہاں رہنے کی بجائے، بہتر یہ ہے کہ آپ اپنے گھر چلے جائیں۔ اس خواب کی وجہ سے میں آپ کے متعلق بہت فکرمند ہوں، آپ کو یہاں سے چلے جانا چاہیے۔

مولانا غلام رسول رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ بار بار مجھے دہلی چھوڑنے اور گھر جانے کیلئے کہتے اور اس پر اصرار کرتے تھے۔ میں انہیں جواب دیتا کہ اگر آپ واقعی یہ دیکھتے ہیں کہ میں کسی مصیبت میں مبتلا ہونے والا ہوں تو مجھ سے ایسی باتیں کریں، جو میرے لیے اطمینان کا باعث ہوں، ایسی باتیں نہ کریں، جن سے مجھے گھبراہٹ پیدا ہو، لیکن وہ برابر اسی قسم کی باتیں کرتے رہتے..... بالآخر وہ مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے اصرار پر دہلی سے اپنے گھر کو روانہ ہو گئے۔ (سوانح حیات مولانا غلام رسول، ص: ۶۵)، (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۱۵۹)

انگریز عورت کے ساتھ ہمدردی:۔ مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ ان کو رخصت کرنے کیلئے میاں صاحب کے مدرسے سے لاہوری دروازے کے باہر شاہدرہ تک ان کے ساتھ گئے۔ وہاں یہ دونوں ساتھی کھڑے آپس میں الوداعی باتیں کر رہے تھے کہ سامنے ایک انگریز عورت پر نظر پڑی جو سخت زخمی حالت میں پیاس کی شدت سے بلک رہی تھی۔ لیکن کوئی اسے پانی نہ پلاتا تھا۔ انسانی ہمدردی کے پیش نظر یہ دونوں اس عورت کے پاس آئے اور کہیں سے پانی لا کر اسے پلایا۔

۱۸۵۷ء کا زمانہ انتہائی ہنگامہ خیز تھا۔ ابتدا میں ہندوستانی انگریزوں پر غالب آ گئے تھے۔ اس وقت وہ اس قدر جوش میں تھے اور فضا ایسی پیدا ہو گئی تھی کہ انگریز بوڑھا ہو، بیمار ہو، عورت ہو، بچہ ہو اس کی امداد کرنا نہایت مشکل تھا، حالاں کہ اسلام کی رو سے زمانۂ جنگ میں یا کسی بھی صورت میں بچوں، بیماروں، بوڑھوں اور عورتوں کو تکلیف پہنچانا جائز نہیں، بلکہ جہاں تک ہو سکے ان کو تکلیف سے بچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ اور مولانا عبداللہ رحمہ اللہ نے اپنے آپ کو خطرے میں ڈال کر اس عورت کی مدد کی۔

اس عورت کو کسی صورت میں مردانہ لباس پہنایا اور نہایت مشکل سے مسجد کے حجرے میں لے کر آئے اور اس کے علاج کا سلسلہ شروع کیا۔ رات کو کچھ لوگوں کو شبہ ہوا تو وہ مسجد میں تلاشی کیلئے آ گئے۔ ان لوگوں سے کہا گیا کہ ایک مریض ہے جو حجرے میں لیٹا ہوا ہے۔ یہ سن کر وہ لوگ واپس چلے گئے۔

مولانا غلام رسول رحمہ اللہ نے اب وطن جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ چند روز کے علاج سے وہ عورت صحت یاب ہو گئی تو پتا چلا کہ وہ ایک انگریز کرنل کی بیوی ہے۔ اسے کسی طرح اس کے گھر پہنچایا گیا۔

اس عورت نے مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کا بے حد شکریہ ادا کیا اور اپنی طرف سے خط لکھ کر انہیں دینا چاہا کہ کسی وقت ضرورت پڑے تو اس سے فائدہ اٹھایا جا سکے، لیکن مولانا نے خط لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا ہم نے اس کی مدد اور خدمت محض رضائے الٰہی اور انسانی ہمدردی کیلئے کی ہے، اس کا صلہ ہمیں اللہ ہی دے گا۔ اس عورت نے یہ بھی کہا کہ ممکن ہے ہندوستانیوں کی پکڑ دھکڑ تک نوبت پہنچ جائے، اس صورت میں یہ خط آپ کے کام آئے گا۔ اگر انگریزی حکومت سے کسی نے آپ کی شکایت کی تو متعلقہ لوگوں کو یہ خط دکھایا جا سکتا ہے، لیکن مولانا نہیں مانے، فرمایا ہم درویش لوگ ہیں۔ کوئی ہماری شکایت کیوں کرے گا اور ہمیں تکلیف پہنچا کر اسے کیا ملے گا۔

اس انگریز عورت کی صحت یابی کے بعد مولانا غلام رسول رحمہ اللہ نے اسے گھر پہنچایا اور پھر اس واقعہ کے کئی دن بعد دہلی سے وطن کو روانہ ہوئے۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۱۵۹ تا ۱۶۱)

صحبت ولی کی برکات:۔ حضرت میاں صاحب فرماتے ہیں: ''ہم اس وعظ اور نماز میں شریک تھے۔ سارا میدان آدمیوں سے بھرا ہوا تھا۔ پہلی ملاقات سیّد صاحب اور مولانا شہید سے یہیں پٹنہ میں ہوئی تھی۔'' (الحیات لبعد الممات، ص: ۲۶)

حضرت شہیدین کے ساتھیوں کا یہ قافلہ چند روز وہاں رہا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سیّد صاحب اور مولانا شہید رحمہما اللہ کی اس صحبت اور وعظ کی

برکت سے میاں صاحب کے دل میں دہلی جانے اور وہاں تعلیم حاصل کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۱۶۹-۱۷۰)

مولانا شاہ عبدالغنی نقشبندی مجددی رحمہ اللہ:۔ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ ۱۲۸۸ھ (۱۸۷۲ء) کو حج بیت اللہ کیلئے گئے تو مدینہ منورہ میں مولانا شاہ عبدالغنی مجددی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا اور ان سے سندِ حدیث لی۔ مولانا عبدالغنی مجددی رحمہ اللہ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے اخلاف میں سے تھے۔ اس خانوادۂ عالی مرتبت کا تقریباً ہر فرد زیورِ علم سے آراستہ تھا۔ آج اس برصغیر کے مختلف گوشوں میں فروغِ علم کی جو مسندیں بچھی ہوئی ہیں، ان میں کسی نہ کسی شکل میں اس خاندان کے اصحابِ کمال کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ان میں سے کسی بزرگ نے تصوف وطریقت کی محفلیں جمائیں، کسی نے وعظ ونصیحت کا راستہ اختیار کیا، کوئی بزرگ تصنیف وتالیف کی راہوں پر گامزن ہوئے اور کوئی درس وتدریس کے میدان میں اترے۔ غرض ہر ایک نے اپنی بساط واستطاعت اور حالات کے مطابق وہ خدمات انجام دیں جن کی ہمہ گیر اثر پذیری سے بنجر دلوں کی کھیتیاں سرسبز ہوئیں اور قلب ونظر کے بھٹکے ہوئے قافلوں نے تسکین وراحت کی منزل پائی۔ ان حضرات کے نواع بنوع کارنامے آج تذکرہ ورجال کی کتابوں کے زریں باب بن گئے ہیں اور لوگ ان سے مستفید ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ مولانا عبدالغنی مجددی رحمہ اللہ اسی بحرِ ناپیدا کنار کی ایک موجِ خوش خرام تھے، جس سے ہزاروں تشنہ لبوں نے سیراب ہونے کی سعادت حاصل کی۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۱۷۹-۱۸۰)

شاہ عبدالغنی رحمہ اللہ کے خاندان کا ذوق تصوف:۔ مولانا شاہ عبدالغنی مجددی رحمہ اللہ ۲۲ شعبان ۱۲۳۵ھ (۲۵ مئی ۱۸۲۰) کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ سلسلہ نسب ساتویں پشت میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی سے ملتا ہے اور وہ یہ ہے: عبدالغنی بن شاہ ابوسعید زکی القدر بن صفی القدر بن عزیز القدر بن محمد عیسیٰ بن سیف الدین بن خواجہ محمد معصوم بن حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ علیہم اجمعین......! نسلاً فاروقی تھے اور ان تمام اوصاف سے متصف تھے جو ان کے آبا وَاجداد میں پائے جاتے تھے۔ اور ان کے والد گرامی مولانا شاہ ابوسعید مجددی دہلوی دیارِ ہند کے بلند مرتبت علماء وفقہاء اور اصحاب طریقت وتصوف میں سے تھے۔ برادرِ کبیر مولانا شاہ احمد سعید مجددی رحمہ اللہ کا شمار بھی خطۂ ہند کے جلیل القدر اربابِ فقہ اور نامور صوفیا واتقیا میں ہوتا ہے۔ ان کا گھرانا علم وعمل اور فضل وکمال کا گھرانا تھا اور بڑے بڑے فضلاء ان کے حلقے میں شامل ہوئے جو ان کی صحبت اختیار کرنے کو اپنے لیے موجب شرف قرار دیتے تھے۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۱۸۰)

شاہ عبدالغنی رحمہ اللہ کا اخذ طریقت اور بیعت:۔ شاہ عبدالغنی رحمہ اللہ نے کچھ ہوش سنبھالا تو قرآن مجید حفظ کیا، پھر مولانا حبیب اللہ دہلوی رحمہ اللہ سے صرف ونحو اور علوم عربی کی کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد حصول حدیث وفقہ کی طرف عنانِ توجہ مبذول فرمائی۔ حدیث کی تحصیل مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی رحمہ اللہ سے کی۔ مؤطا امام محمد اپنے والد گرامی شاہ ابوسعید رحمہ اللہ سے پڑھا، اخذ طریقت بھی انہی سے کیا۔
(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۱۸۰)

شاہ عبدالغنی رحمہ اللہ کا منصب:۔ شاہ عبدالغنی علم وفضل میں درجۂ امامت پر فائز تھے۔ رجوع الی اللہ میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ ہر وقت دل پر خوفِ خدا طاری رہتا۔ حدیثِ رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت اور اتباع سنت کا جذبہ ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ حسنِ اخلاق کا پیکر تھے۔ لوگوں کو نفع پہنچانا اور ان سے نیکی کا برتاؤ کرنا ان کا شیوہ تھا۔ دنیا کے مال ومتاع سے کبھی تعلق نہیں رکھا۔ وہ اس جہانِ گزراں میں فرشتہ سیرت عالم تھے۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۱۸۱)

صوفی نقشبندی محدث کے باکمال شاگردین:۔ سرزمین برصغیر میں انہوں نے علم حدیث کی تدریس وترویج میں بے پناہ خدمت سرانجام دی۔ وہ گوشہ گیر بزرگ تھے اور مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ کر درسِ حدیث دیتے تھے۔ ان سے بے شمار علماء نے کسب علم حدیث کیا اور پھر وہ اس علم کی اشاعت کا بہت بڑا ذریعہ بنے۔ ان کے تلامذۂ حدیث کے وسیع حلقے میں مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ، مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ اور مولانا عبدالحلیم انصاری لکھنوی رحمہ اللہ کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ آج ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش میں علوم حدیث کے جو مراکز دکھائی دیتے ہیں، ان کی نسبت قیام جن بزرگوں

کی طرف جائے گی، ان میں شاہ عبدالغنی رحمہ اللہ کے اسم گرامی کو خاص اہمیت حاصل ہے۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۱۸۱-۱۸۲)

صوفی محدث کی تصنیفی خدمات:۔ حضرت شاہ عبدالغنی مجددی رحمہ اللہ نے تدریس کے علاوہ تحریری طور پر بھی حدیث کی خدمت کی اور''انجاح الحاجہ'' کے نام سے حدیث کی مشہور کتاب ''سنن ابن ماجہ'' پر ذیل سپرد قلم کی جو اپنے انداز کی بہترین ذیل ہے۔

تیرہویں صدی ہجری کے یہ وہ ہندی عالم تھے جو تدریس حدیث کے لحاظ سے عرب و عجم کے علماء وطلباء میں خاص شہرت رکھتے تھے۔ اس عالم کبیر نے منگل کے روز ۶ محرم ۱۲۹۶ھ (۳۱ دسمبر ۱۸۷۸ء) کو مدینہ منورہ میں داعیِ اجل کو لبیک کہا۔(تذکرہ علمائے ہند،ص ۱۲۶،نزہتہ الخواطر، ج:۷،ص:۲۸۹-۲۹۰،آثار الصنا دید،ص ۲۱۵-۲۱۶، ابجد العلوم،ص:۹۲۹-۹۳۰، واقعات دارالحکومت دہلی، ج:۲،ص:۳۹۵، حدائق الحنفیہ،ص:۴۹۰-۴۹۱،الیانع الجنی)،(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۱۸۳)

سند حدیث میں صوفیت کا اشارہ:۔ مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ نے ۱۲۸۸ھ میں مدینہ منورہ میں ان سے جو سند حاصل کی، وہ مندرجہ ذیل ہے اور مولانا کی سوانح حیات کے صفحہ ۴۰-۴۱ پر درج ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''الحمد لله اولا و اخراً و الصلوة والسلام علی رسوله دائماً و سرمداً اما بعد فقد ورد علی فی المدینة المنورة الفاضل الفحول مولانا غلام رسول والتمس منی اجازة الحدیث و التفسیر و بغیر هما من الکتب المعتمدة اسانیدها فی حصر الشارد والبالغ فاجزت له و اسأل الله وله التوفیق باتباع السلف الصالحین من الائمة والمجتهدین والصوفیة الصافیة المنادین بالشریعة الطاهرة رضوان الله علیهم اجمعین و صلی الله علی سیّدنا محمدٍ واله واصحابه اجمعین ''۔

''قال بفمه و کتبه بقلمه الملتجی بالحرم النبی عبدالغنی بن ابی سعید المجددی الدهلوی''

نشان مہر حضرت مسند صاحب عبدالغنی عفا اللہ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۱۸۴)

مرشد اور مریدین میں ذوق جہاد:۔ مولانا لیاقت علی رحمہ اللہ ضلع الہ آباد (یو-پی) کے ایک گاؤں کے رہنے والے تھے۔ان کا حلقہ ارادت دور تک پھیلا ہوا تھا۔یہ اپنے مریدوں میں ہر آن جہاد کی تلقین وترغیب میں مشغول رہتے تھے۔

مولانا رحمت اللہ رحمہ اللہ کیرانہ ضلع مظفرنگر کے باشندے تھے۔نیک نفس اور متدین بزرگ تھے۔انگریز سے ان کو بے حد عداوت تھی۔ عیسائی لٹریچر پر ان کو عبور حاصل تھا۔بڑے بڑے نامور پادری ان کا سامنا کرنے سے گھبراتے تھے۔ان کا فیصلہ کن مناظرہ مشہور پادری فنڈر سے مارچ ۱۸۵۶ء (رجب ۱۲۷۲ھ) میں آگرہ میں ہوا،جس میں پادری مذکور نے شکست کھائی اور وہ اس شکست سے اتنا بددل ہوا کہ اس کے بعد اسے ہندوستان میں رہنے کی جرأت نہ ہوئی اور وہ انگلستان چلا گیا۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۱۸۸-۱۹۰)

مرشد بھی ہم سبق بھی:۔ حضرت سیّد عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں ایک مستقل باب میں بھی کیا گیا ہے اور کتاب کے مختلف مقامات میں بھی ان کا ذکر آیا ہے۔وہ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے مرشد بھی تھے،ہم سبق بھی تھے اور مخلص ترین دوست بھی تھے۔ انہوں نے حضرت سیّد صاحب کی خدمت میں مختلف اوقات میں بہت سے روپے بھیجے جو سیّد صاحب موصوف نے یتامیٰ ومساکین پر خرچ کیے۔(تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو سوانح حیات مولانا غلام رسول از ص ۱۵۰-۱۵۴)(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۲۰۶-۲۰۷)

صوفی اور سالک کی ترقی کا راز:۔ ان کے سوانح نگار فرزند مولانا عبدالقادر نے لکھا ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے:

''صاحبِ وضو پر سحر وغیرہ اثر نہیں کرتا۔نہ جن بھوت اسے ایذا دے سکتے ہیں۔وضو سے ہر کام میں برکت ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔پاکیزہ رہنا اور پاکیزہ رہنے کا حکم دینا اسلامی منشا ہے۔صوفی اور سالک کو زیادہ مقبولیت ستھرائی اور پاکیزگی کی وجہ سے ہوتی

ہے۔۔۔۔۔۔فیوض و برکات اور درجات کا منبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔خود وضو سے رہنا اور دوسروں کو وضو سے رہنے کی تلقین کرنا سنت ہے۔ اور یہ مقبول عمل ہے، وضو پاکیزگی کا باعث ہے۔

"ان الله يحب التوابين و يحب المتطهرين" مولانا غلام رسول رحمہ اللہ چلتے ہوئے نظر نیچے رکھتے۔ادھر ادھر، آگے پیچھے اور دائیں بائیں نہ دیکھتے۔کسی کا شعر ہے۔

شیر سرا فگندہ بر اندر راہ رسم سگانست بہر سو نگاہ

''شیر راستے میں چلتے ہوئے اپنا سر نیچے رکھتا ہے۔کتوں کی عادت ہر طرف دیکھنا ہے۔''(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۲۰۸-۲۰۹)

مالِ حرام سے نفرت اور عورت کی توبہ:۔ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کو مالِ حرام سے بے حد نفرت تھی۔اسے ہاتھ لگانا بھی گوارا نہ فرماتے۔اس سلسلے میں ان کے سوانح نگار مولانا عبدالقادر ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز میں ان سے شیخ سعدی کی کتاب ''بوستاں'' پڑھ رہا تھا۔ایک عورت بڑا قیمتی زرق برق لباس پہنے دو آدمیوں کے ساتھ مولانا کی خدمت میں آئی۔اس نے ایک سو روپیہ نقد، ایک باریک ململ کا تھان اور کچھ مٹھائی پیش کی۔مولانا نے اس عورت سے پوچھا تم کون ہو اور کہاں سے آئی ہو؟ اس نے بتایا کہ وہ گوجرانوالہ کی رہنے والی ایک طوائف ہے۔مولانا نے فرمایا تیرا یہ حرام مال ہے، میں اسے ہرگز نہیں لے سکتا۔اس عورت کے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ حرام مال کیا ہوتا ہے۔مولانا کی باتوں سے وہ اس درجہ متاثر ہوئی کہ اس کی دنیا بدل گئی اور اس نے اپنے گناہوں سے توبہ کر لی۔پھر یہ مال اس نے کسی مقروض کو دے دیا جس سے اس نے اپنا قرض ادا کیا۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۲۱۰)

مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ کی (٦٧) کرامات

مولانا غلام رسول رحمہ اللہ بے شمار خصوصیات کے حامل اور بہت بڑے عالم تھے۔اس کے ساتھ ہی وہ بلا شبہ اللہ کے مقرب، ولی اللہ اور صاحب کرامات بزرگ تھے ان کی زبان میں بے پناہ اثر تھا اور اللہ ان کی دعا کو شرف قبولیت بخشتا تھا۔اس سلسلے میں ان سطور کے راقم نے بہت سی باتیں متعدد ثقہ لوگوں سے سنی ہیں اور ان کے سوانح نگار مولانا عبدالقادر رحمہ اللہ نے بھی (جو ان کے بڑے صاحب زادے تھے) چونسٹھ پینسٹھ واقعات درج کیے ہیں۔جو نہایت عجیب و غریب ہیں۔یہ واقعات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص 214)

تنگ دست کمہار کا مالدار ہو جانا:۔(کرامت،۱) موضع ستراہ سندھواں ضلع سیالکوٹ کے ایک شخص کا نام ''عمرا'' تھا جو کمہار برادری سے تعلق رکھتا تھا اور کثیر العیال تھا لیکن اس کی آمدنی بہت کم تھی جس کی وجہ سے وہ زیادہ تر تنگ دستی اور غربت کا شکار تھا اتفاقاً ایک مرتبہ وہاں مولانا غلام رسول رحمہ اللہ تشریف لے گئے۔عمرا ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور تنگی معاش کا ذکر کیا آپ نے فرمایا:''ياحي ياقيوم برحمتك استغيث'' کثرت سے بلا تعداد پڑھا کرو، وضو ہو یا نہ ہو اس کی کوئی شرط نہیں لیکن اس کے معنوں کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے (یعنی اے اللہ! جو ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والا ہے میں تیری رحمت سے تجھ سے فریاد کرتا ہوں) اگر ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔اس نے اس پر عمل کیا اور تھوڑے ہی عرصے میں مال دار ہو گیا اور موضع ستراہ میں خاصی زمین بھی خرید لی۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص 215,214)

> **اسحاق بھٹی حفظہ اللہ کا ذاتی مشاہدہ:۔** اس دعا کے بارے میں راقم الحروف بھی اپنا ایک ذاتی واقعہ اور تجربہ بیان کرنا چاہتا ہے میں ہفت روزہ ''الاعتصام'' کا ایڈیٹر تھا۔جنوری 1958ء میں چند دوستوں کے اشتراک سے میں نے اپنا ایک سہ روزہ اخبار ''منہاج'' جاری کیا۔اکتوبر 1958ء میں ملک میں ایوب خان نے مارشل لاء نافذ کر دیا اور نیوز پرنٹ کنٹرول میں آ گیا۔''منہاج'' چوں کہ نیا جاری ہوا تھا اس لیے اسے کنٹرول ریٹ میں اخباری کاغذ نہیں مل سکتا تھا۔اخباری کاغذ پرانے اخباروں کو ملتا تھا۔میں نے یہ اخبار تنگ آ کر اپریل 1959ء میں بند کر دیا۔ حساب کیا تو میں تین ہزار روپے کا مقروض تھا۔''الاعتصام'' سے مجھے اس زمانے میں دو سو روپے ماہانہ تنخواہ ملتی تھی جو

اس وقت کے مطابق مناسب تنخواہ تھی لیکن اس سے یہ قرض جو اس زمانے میں بڑی رقم تھی ادا کرنا بہت مشکل تھا میں نے مولانا محمد علی لکھوی مرحوم ومغفور سے جو مدینہ منورہ میں مقیم تھے ایک خط میں دعا کے لئے درخواست کی انہوں نے فوراً جواب دیا اور یہی وظیفہ اسی طرح بتایا جیسا کہ اوپر مذکور ہے میں نے اس پر عمل کیا اور چند ماہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا کر دیے کہ میں قرض سے سبک دوش ہو گیا اور تمام مالی تکلیفیں ختم ہو گئیں۔

قرض سے غیبی خلاصی مل جانا:۔(کرامت،۲) سلیمان ایک بنگالی طالب علم تھا جو تمام عمر مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ کی خدمت میں رہا ان کی وفات کے بعد بیت اللہ شریف چلا گیا تھا اس کا بیان ہے کہ مولانا کے بڑے بھائی حکیم غلام محمد ایک شخص شیخ غلام حسین بھیروی کے دو ہزار روپے کے مقروض تھے وہ قرض جلدی ادا نہ کر سکے تو شیخ غلام حسین نے دعویٰ کر کے ڈگری حاصل کر لی اور حکیم غلام محمد کو عدالت نے جیل بھجوا دیا۔ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ اس وقت گاؤں میں موجود نہ تھے، اسی روز عصر کے قریب تشریف لائے اور سنت نبوی ﷺ کے مطابق پہلے مسجد میں آئے۔حکیم صاحب کے بارے میں پوچھا کہ کہاں ہیں سلیمان بنگالی نے تمام واقعہ بیان کیا۔مولانا کو اس سے نہایت ذہنی کوفت ہوئی۔نماز عصر سے فارغ ہوئے تو سلیمان سے کہا ''پانی کا ایک لوٹا بھر لو اور میرے ساتھ آؤ''۔ گاؤں سے کچھ دور جا کر اپنے گرد ایک حصار کھینچا اسی میں وضو کیا قبلہ رو ہو کر بیٹھ گئے اور کچھ پڑھنے لگے سلیمان بھی قریب ہی بیٹھا تھا اس نے دیکھا کہ مغرب کی طرف سے سفید لباس میں ملبوس ایک شخص آیا اور اس نے مولانا کو ایک ہزار روپیہ دیا۔ آپ نے فرمایا: مجھے دو ہزار کی ضرورت ہے۔اس نے کہا: ہزار روپیہ دینے والے نے کہا ہے کہ باقی روپے (قرض خواہ) چھوڑ دے گا۔مولانا اسی وقت وہاں سے اٹھے اور شیخ غلام حسین کو تلاش کر کے ایک ہزار روپیہ دیا اور فرمایا: باقی روپے میں جلد ہی ادا کر دوں گا شیخ غلام حسین نے ایک ہزار روپیہ وصول کیا اور باقی ہزار چھوڑ دیا۔مولانا گئے اور حکیم صاحب کو جیل سے رہا کرا کے گھر لے آئے۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص215,216)

لاولد کو لڑکی کی بشارت:۔(کرامت،۳) علاقہ شاہ پور کے موضع سدرہ میں ایک بزرگ حافظ غلام محمد سکونت پذیر تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے گاؤں سدرہ کے قریب ایک گاؤں ''کوٹلی'' ہے کوٹلی کا ایک زمیندار لاولد تھا وہ اپنی بیوی اور انہی حافظ غلام محمد کے ساتھ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ''اللہ سے دعا کریں وہ مجھے اولاد عطا فرمائے۔مولانا نے اسی مجلس میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے دعا کے بعد فرمایا: شاید اللہ تعالیٰ تمہیں لڑکی عطا کرے گا۔ چنانچہ دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے لڑکی عطا فرمائی۔

(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص216)

طبیبوں کا ٹھکرائے شخص کا صحت یاب ہو جانا:(کرامت،۴) مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ کے سوانح نگار مولانا عبدالقادر لکھتے ہیں کہ قلعہ اسلام میں ایک حافظ قرآن لڑکوں کو قرآن مجید پڑھاتے تھے۔ان کے چہرے پر چنبل ہو گیا تھا، بہت علاج کرایا لیکن صحت یاب نہ ہوئے۔ایک دن انہوں نے مولانا سے عرض کیا تو آپ نے دیکھ کر دریافت فرمایا کوئی علاج نہیں کرایا۔؟ کہا: بہت علاج کرائے سال بھر سے علاج کرا رہا ہوں مگر بجائے فائدے کے مرض بڑھ گیا ہے اور روز بروز بڑھ رہا ہے اب خدائی علاج چاہتا ہوں۔آپ نے اسی وقت دم کیا اور فرمایا: ''متواتر تین دم کراؤ'' حافظ صاحب نے مولانا رحمہ اللہ کے فرمان کے مطابق تین دن دم کرایا اور بالکل صحت یاب ہو گئے۔

(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص217)

گمشدہ زیورات کی غیبی اطلاع:۔(کرامت،۵) قلعہ اسلام کے حاجی کرم الٰہی کا بیان ہے کہ ان کی شادی کے موقع پر ان کی والدہ کا زیور گم ہو گیا۔ جہاں رکھا تھا بار بار وہاں دیکھا اور جگہوں میں بھی دیکھا مگر نہ ملا حاجی صاحب ممدوح کی والدہ مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور زیور کی گم شدگی کا ذکر کیا آپ نے فرمایا: جہاں رکھا تھا وہیں پڑا ہے۔ چنانچہ دیکھا تو وہیں پڑا تھا۔

(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص217)

غریب شخص کا مالدار ہوجانا:۔(کرامت،۶) ضلع سیالکوٹ کے موضع ستراہ سندھواں کے چوہدری محمود خاں بیان کرتے ہیں کہ ابتداء میں اس کی مالی حالت بہت خراب تھی۔ مولانا رحمہ اللہ ایک مرتبہ وہاں تشریف لے گئے تو اس نے مولانا رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنی مالی کمزوری کا ذکر کیا۔ فرمایا"اللہ الصمد" ہر روز بلا تعداد پڑھا کرو اور نماز تہجد بھی با قاعدہ پڑھا کرو۔ چوہدری محمود خان کا بیان ہے کہ اس نے اس پر عمل کیا اور چند ہی روز میں مال دار ہوگیا یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ اتنی دولت کہاں سے آئی۔ مولانا نے تہجد پڑھنے کا حکم دیا تھا نماز تہجد بھی بالالتزام پڑھنے لگا۔ چوہدری محمود خان کا کہنا ہے کہ اگر کسی دن عمداً سو بھی جاؤں تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا تہجد کے لئے مجھے جگا رہے ہیں۔

(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص218,217)

ان پڑھ درزی کا حساب کتاب سیکھ جانا:۔(کرامت،۷) قلعہ اسلام کا ایک درزی امام الدین کہتا ہے کہ وہ بالکل کند ذہن اور ان پڑھ تھا اس کا بڑا بھائی عبداللہ ایک دن اسے مولانا رحمہ اللہ کے پاس لے گیا اور اس کا حال بیان کیا آپ نے فرمایا: لوٹے میں تھوڑا سا پانی لاؤ پانی لایا گیا تو آپ نے اس پر دم کیا اور فرمایا لو امام الدین اس کو پی جاؤ۔ تم تھوڑا بہت حساب کتاب سیکھ جاؤ گے امام الدین کہتا ہے کہ اللہ کے فضل اور مولانا کی دعا سے اس دن سے مجھ میں اتنی صلاحیت پیدا ہوگئی ہے کہ حساب کتاب بھی کر لیتا ہوں اور معمولی خط و کتابت بھی کر سکتا ہوں۔

(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص218)

تاجر کا مال چوری ہونے سے بچ جاتا:۔(کرامت،۸) ایک شخص ملا کرم داد ملتان میں دکان کرتا تھا کہتا ہے کہ میرے والد مولانا کی خدمت میں گئے اور عرض کیا کہ ہم مختلف مقامات میں تجارت کے سلسلے میں جاتے ہیں تو راستے میں چوری وغیرہ ہوجاتی ہے کوئی وظیفہ بتا دیجئے تاکہ ہمارا مال محفوظ رہے۔ فرمایا: تم جہاں رات کو ٹھہرو اپنے مال کے اردگرد ایک سو مرتبہ"یا محیط" پڑھ لیا کرو۔ وہ کہتا ہے کہ ہم یہ عمل کرتے رہے اور ہمیشہ سلامتی کے ساتھ مال لے کر گھر پہنچتے رہے۔ ہمارا کبھی نقصان نہیں ہوا جب کہ ہمارے ساتھیوں کا کئی دفعہ نقصان ہوا۔

(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص218)

لاعلاج مریض کا تندرست ہوجانا:۔(کرامت،۹) موضع کوٹلی سنگھ بھڑاں (ضلع گوجراں والہ) کے ایک زمیندار"بلندا" کا بیان ہے کہ اس کا بھائی علی گوہر ایک مدت تک بخار میں مبتلا رہا اطبا نے تشخیص کی کہ اسے دق اور سل کی بیماری ہوگئی ہے طبی علاج سے ناامید ہو کر لوگ اسے مولانا کے پاس لے گئے اور عرض کیا کہ طبیعت اسے مدقوق اور مسلول قرار دیتے ہیں۔ فرمایا"طبیبوں نے تشخیص میں غلطی کی ہے اسے معمولی سا بخار ہے اس کے بعد پانی دم کر کے اسے پلایا اور اسی روز بخار اتر گیا اور مریض اچھا بھلا ہوگیا۔

(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص219,218)

ہندو گھرانے کا مسلمان ہوجانا:(کرامت،۱۰) بعض ہندو یا سکھ اپنے بچوں کو سودا وغیرہ لینے کیلئے اگر کسی ایسی دکان پر بھیجتے جو مولانا رحمہ اللہ کی مسجد کی طرف ہوتی تو انہیں تاکید کرتے ہیں مسجد کے قریب سے"واہگرو واہگرو" یا رام رام کرتے جانا اور جلدی سے نکل جانا ایک دن ایک ہندو لڑکی والدین کی ہدایت کے مطابق بھاگتی ہوئی جارہی تھی اور رام رام کا لفظ اس کی زبان پر تھا۔ مولانا کے پاس سے گزری تو فرمایا: یااللہ یااللہ کہو یہ کیسا پیارا لفظ ہے چنانچہ"یااللہ یااللہ" کے الفاظ اس کی زبان سے جاری ہوگئے اور یہی الفاظ ادا کرتی ہوئی گھر پہنچی والدین بےحد پریشان ہوئے اور اسے بار بار کہا کہ رام رام کہو مگر لڑکی مسلسل"یااللہ یااللہ" کہتی جارہی تھی اور ساتھ ہی گھر والوں سے کہتی تھی تم بھی"یااللہ یااللہ" کہو یہ بڑا پیارا لفظ ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ گھر کے تمام لوگ مسلمان ہوگئے اور سب کی زبان پر"یااللہ یااللہ" کے الفاظ ادا ہونے لگے۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص219)

بانجھ عورت کے گھر بیٹے کی پیدائش:(کرامت،۱۱) گجرات کا ایک موچی لاہور میں اپنا کوئی کام کاج کرتا تھا اتفاقاً مولانا لاہور تشریف لائے اور وعظ فرمایا۔ وعظ میں آپ نے حضرت زکریا علیہ السلام کے ہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کا قصہ بیان کیا اس وقت گجرات کا موچی بھی موجود تھا وہ دوران وعظ ہی میں اٹھ کھڑا ہوا اور کہا"حضرت اب بھی ایسا ہوسکتا ہے فرمایا: ہاں اب بھی اللہ تعالیٰ ایسا کرنے

پر قادر ہے۔ موچی نے کہا تو میرا حال بعینہ حضرت زکریا علیہ السلام کا سا ہے۔ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہوں آپ میرے لیے دعا فرمائیں شاید آپ کی دعا کی برکت سے میرے گھر لڑکا پیدا ہوجائے۔ آپ رحمہ اللہ نے دعا فرمائی اور لوگوں نے آمین آمین کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کو لڑکا عطا فرمایا۔ اس نے مولانا رحمہ اللہ کو اطلاع دی تو آپ نے اس کا نام ''اللہ دتا'' رکھا وہ لڑکا حافظ قرآن ہوا۔

(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی: ص220,219)

کلمہ سنتے ہی مسلمان ہوجانا:۔ (کرامت،۱۲) ایک دن مولانا رحمہ اللہ لاہور میں کہیں وعظ فرما رہے تھے۔ دو گورے عیسائی کچھ سکھ اور چند ہندو بھی وعظ میں موجود تھے۔ وعظ میں مولانا رحمہ اللہ نے سورہ مریم کی چند آیات تلاوت کیں اور ہرقل کے دربار میں قریش مکہ کی سفارت کا ذکر کیا تھا۔ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے ہرقل نے جس انداز سے بات کی اور کلمہ شہادت سنا وہ بتایا تھا تو ساتھ ہی اس طرح زور دار اور پر کشش آواز میں کلمہ شہادت پڑھا کر سننے والوں میں ایک تہلکہ بپا ہوگیا اور ہندو مسلمان گورے عیسائی اور سکھ شدت تاثر سے تڑپنے لگے۔ اس وعظ میں جتنے بھی غیر مسلم موجود تھے سب مسلمان ہوگئے۔ (سوانح مولانا غلام رسول قلعوی: ص220)

ولی کامل کی زبان کا اثر:۔ (کرامت،۱۳) لاہور ہی کا واقعہ ہے کہ آپ فجر کی نماز سے فارغ ہو کر وضو کرنے کی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک سکھ عورت ''واہ گرو واہ گرو'' کہتی ہوئی وہاں سے گزری۔ آپ نے فرمایا: ''وحدہٗ وحدہٗ'' کہو اس عورت کی زبان پر ''وحدہٗ وحدہٗ'' جاری ہوگیا۔ گھر والوں نے اسے بہت سمجھایا اور مار پیٹ بھی کی مگر وہ باز نہ آئی اور مسلمان ہوگئی۔ (سوانح مولانا غلام رسول قلعوی: ص220)

خواجہ اجمیر رحمہ اللہ کی یاد تازہ کردینا:۔ (کرامت،۱۴) ایک مرتبہ مولانا ممدوح ضلع گجرات میں سفر کر رہے تھے کہ ایک سکھ نے آپ سے پوچھا موضع ڈنگہ کا راستہ کون سا ہے۔ فرمایا: بھائی مجھے ڈنگوں کا راستہ تو یاد نہیں البتہ سیدھوں کا یاد ہے۔ اس نے کہا سیدھوں ہی کا بتا دو۔ فرمایا سیدھوں کا راستہ ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ادھر مولانا کی زبان سے یہ کلمہ نکلا اور ادھر سکھ کی زبان پر یہی کلمہ جاری ہوگیا اور اس نے اسلام قبول کرلیا۔ (سوانح مولانا غلام رسول قلعوی: ص221,220)

ہندو پنڈت کا زیر ہوجانا:۔ (کرامت،۱۵) موضع دلا ور چیمہ (ضلع گجرانوالہ) کے ایک بڑے زمیندار اور دولت مند سکھ کا نوجوان بیٹا مولانا رحمہ اللہ کا وعظ سن کر مسلمان ہوگیا اور اس کا نام عبداللہ رکھا گیا۔ اس سکھ نے دلا ور چیمہ اور علی پور میں اعلان کرادیا کہ کوئی پنڈت یا گرنتھی قلعہ میہاں سنگھ والے مولوی صاحب سے بحث کر کے ان کو شکست دے دے اور میرے بیٹے کو دوبارہ سکھ مذہب قبول کرنے پر آمادہ کرلے تو میں اس کو کئی ایکڑ زمین اور پانچ سو روپے نقد انعام دوں گا۔ علی پور کے ایک پنڈت نے یہ اعلان سنا تو لالچ میں آکر مولانا رحمہ اللہ سے بحث کے لئے تیار ہوگیا۔ سکھ زمیندار نے پانچ سو روپے نقد جمع کرادیے اور زمین کے لئے دستاویز لکھ دی اور پنڈت کو ساتھ لے کر قلعہ اسلام کی طرف روانہ ہوگیا۔ اور بھی بہت سے لوگ جن میں غیر مسلم بھی تھے اور مسلمان بھی، بحث سننے اور نتیجہ معلوم کرنے کی غرض سے ان کے ساتھ چل پڑے یہ لوگ قلعہ اسلام پہنچے تو مولانا غلام رسول رحمہ اللہ اپنے بالا خانے میں تشریف فرما تھے اور ایک طالب کو شیخ سعدی کی کتاب ''بوستان'' کا وہ سبق پڑھا رہے تھے جس میں رسول اللہ ﷺ کی تعریف بیان کی گئی ہے۔ پنڈت نے آتے ہی مولانا رحمہ اللہ سے ایک سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: تشریف رکھیے آپ کی تشریف آوری سے بہت خوشی ہوئی طالب علم کے سبق سے فارغ ہوجاؤں تو آپ سے بات ہوگی جو جی چاہے سوال کریں میں ان شاء اللہ نہایت خوشی سے جواب دوں گا یہ الفاظ کہہ کر اس شعر کی طرف متوجہ ہوئے ۔

دریں بحر جز مرد راعی نرفت گم آں شد کہ دنبال داعی نرفت

کہتے ہیں یہ شعر پڑھتے ہی مولانا رحمہ اللہ کا اسلوب بیان بدل گیا اور مجلس کا انداز کچھ اور ہی رنگ اختیار کرگیا۔ تقریر میں اللہ نے ایسی تاثیر بھر دی کہ سامعین یوں محسوس کر رہے تھے کہ در و دیوار سے کلمہ شہادت کی آوازیں آرہی ہیں پنڈت اور ان کے ساتھی بے جان تصویر بنے ہوئے مولانا رحمہ اللہ کا منہ تک رہے تھے اور سب کی زبانیں گنگ تھیں۔ ناگہاں پنڈت نے شور مچانا شروع کردیا۔ مجھے لے چلو، مجھے لے چلو

کچھ لوگوں نے پنڈت کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر کھڑا کیا اور بڑی مشکل سے بالا خانے سے نیچے اتارا پنڈت پر مدہوشی طاری تھی۔ جب وہ کچھ ہوش میں آیا تو اس سکھ زمیندار نے جو اسے لے کر گیا تھا اور اس کے ساتھیوں نے اس سے دریافت کیا تم بڑی شان اور ادادعویٰ سے وہاں گئے تھے لیکن جاتے ہی خاموش ہو گئے اور کوئی بات کہے بغیر لوٹ آئے اس کی کیا وجہ ہے؟ پنڈت نے جواب دیا میں اسلام کے خلاف اکیس اعتراض سوچ کر گیا تھا جو میرے نزدیک بڑے مضبوط تھے لیکن مولوی صاحب کے سامنے جاتے ہی تمام باتیں ذہن سے نکل گئیں۔ان کی تقریر میں کچھ ایسا جادو بھرا ہوا تھا کہ خود میرے دل میں ایک کہرام سا بپا ہو گیا ان کے مذہب کی سچائی میرے دل میں پیوست ہونے لگی اور یوں محسوس ہونے لگا کہ میرا مذہب صحیح نہیں ہے مولوی صاحب کی طرف سے ایک روشنی میری طرف بڑھ رہی تھی اور میرے مذہب کے آثار مٹنا شروع ہو گئے تھے اگر چند ثانیے مزید ان کے سامنے بیٹھا رہتا تو میں کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو جاتا۔

اس کے بعد بہت لوگوں نے پنڈت جی کو مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں لے جانے اور ان سے بحث ومناظرہ پر آمادہ کرنے کی کوشش کی لیکن وہ نہیں مانے اور صاف لفظوں میں کہا کہ میں ہرگز مولوی غلام رسول رحمہ اللہ سے بحث ومناظرہ نہیں کروں گا۔

(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص223,221)

دعا کرتے ہی پہلی بیوی کا مسلمان ہو جانا:۔(کرامت،۱۶) یہی عبداللہ نومسلم جس کے سکھ والد کے کہنے پر پنڈت مذکور مولانا سے بحث کرنے گئے تھے بیان کرتے ہیں کہ مولانا رحمہ اللہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے ایک مسلمان خاندان میں شادی کر لی تھی۔قبول اسلام سے پہلے بھی وہ شادی شدہ تھے ایک دن وہ مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ نے پوچھا کہو! میاں عبداللہ مع اہل وعیال کے خوش ہو؟ عرض کیا۔حضرت! میری پہلی بیوی بہت سلیقہ شعار اور تابعدار تھی مجھے وہ بہت یاد آتی ہے۔آپ دعا فرمائیں وہ بھی اسلام قبول کر لے اور میرے پاس آجائے اگر ایسا ہو جائے تو بہت ہی اچھا ہے ورنہ دن تو گزر ہی رہے ہیں۔

فرمایا: میاں عبداللہ! جس ذات اقدس نے تم کو ہدایت دی ہے وہ اس کو بھی ہدایت دینے پر قادر ہے گھبراؤ نہیں ان شاءاللہ جلد ہی تمہاری مراد پوری ہوگی۔اب تم گھر جاؤ۔

عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ وہ مولانا رحمہ اللہ کے حسب فرمان گھر چلے آئے۔ابھی ایک ہی دن گزرا تھا کہ ان کی پہلی بیوی نے ایک شخص کے ہاتھ ان کو خط بھیجا کے فلاں دن اور فلاں وقت آکر اسے لے جاؤ۔وہ گئے اور اسے ساتھ لے کر مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں قلعہ اسلام حاضر ہوئے اور وہ مسلمان ہو گئی۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص223)

برہمنوں کا دیکھتے ہی مسلمان ہو جانا:۔(کرامت،۱۷) موضع ستراہ سندھواں (ضلع سیالکوٹ) کے چوہدری محمود خان کہتے ہیں کہ ان کے گاؤں کے برہمن نے ان سے کہا کہ سنا ہے جو غیر مسلم مولوی صاحب کا درشن کرنے آتا ہے وہ مسلمان ہو جاتا ہے انہوں نے جواب دیا بات تو ایسی ہی ہے برہمن نے کہا کسی دن ہم کو بھی ان کے درشن کرانا۔چند روز بعد مولانا رحمہ اللہ تشریف لے آئے اور چوہدری محمود خان نے سے برہمن کی بات بیان کی۔فرمایا اگر کوئی وقت آیا تو میں کہوں گا تم اسے بلا لانا۔جمعہ کا دن تھا مولانا وعظ فرما رہے تھے کہ محمود خاں کو حکم دیا برہمن کو بلا لاؤ کوئی اور غیر مسلم آنا چاہے تو وہ بھی آجائے۔حسب ارشاد محمود خاں گئے برہمن سے کہا اور اس کو لانے کی بہت کوشش کی مگر وہ نہیں آیا۔دو اور غیر مسلم ان کے ساتھ آگئے جوں ہی وہ مولانا کے سامنے آئے حالانکہ انہوں نے وعظ کا کوئی لفظ نہیں سنا تھا ان کو دور سے دیکھتے ہی کلمہ شہادت پڑھنا شروع کر دیا۔

محمود خان کہتے ہیں کہ ایندھن کاٹنے کے لئے وہ ایک کلہاڑی برہمنوں سے مانگ کر لائے تھے۔انہوں نے وہ کلہاڑی واپس کرنے کی بہت کوشش کی لیکن برہمنوں نے نہیں لی اور کہا کہ اس کلہاڑی سے جو لکڑیاں کاٹ کر کھیت سے لائی گئی ہیں ان سے مولوی صاحب رحمہ اللہ کیلئے کھانا پکایا گیا ہے ممکن ہے اس کو دیکھ کر اور ہاتھ لگا کر ہی ہم مسلمان ہو جائیں۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص224,223)

جواں سالہ لڑکی کا گنجاپن ختم ہوجانا: (کرامت،۱۸) گوجراں والا کے دو میاں بیوی اپنی چودہ سالہ لڑکی کو لے کر مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ان کی لڑکی کے سر پر کوئی بال نہیں ہے اور یہ بالکل گنجی ہے اس کی شادی ہونے والی ہے آپ دعا فرمائیں کہ اس کے سر پر بال اگ جائیں۔

مولانا رحمہ اللہ نے لڑکی سے فرمایا: بیٹی نماز پڑھا کرو انشاء اللہ تم جلد ہی اچھی ہو جاؤ گی۔لڑکی نے نماز پڑھنا شروع کر دی اور تھوڑے ہی عرصے میں سر پر بال اگ آئے اور گنجاپن ختم ہو گیا۔دو سال بعد وہ لڑکی اپنے چھوٹے سے بچے کے ساتھ مولانا کی خدمت میں نذرانہ لے کر حاضر ہوئی اس کی ماں بھی ساتھ تھی۔مولانا رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا تم کون ہو اور کہاں سے آئی ہو؟ لڑکی کی والدہ نے تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ نے پوچھا نماز پڑھتی ہو یا نہیں؟ لڑکی نے جواب دیا پہلے نماز پڑھا کرتی تھی مگر اب چند روز سے چھوٹ گئی ہے۔یہ سنتے ہی آپ نے نذرانہ واپس کر دیا اور فرمایا: تمہارے جیسے لوگوں سے جو خدا سے وعدہ کر کے توڑ دیتے ہیں مجھے کوئی سروکار نہیں۔ہر چند اس نے کہا لیکن آپ نے نذرانہ قبول نہ کیا اور دونوں ماں بیٹی واپس گوجراں والا چلی گئیں۔رات کو وہ لڑکی سوئی، صبح اٹھ کر سر پر ہاتھ پھیرا تو ایک بال بھی نہ تھا۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص225,224)

مالیخولیا کے مریض کا صحت یاب ہوجانا: (کرامت،۱۹) موضع کھیکی (ضلع گجرانوالہ) کے حکیم نبی بخش کا بیان ہے کہ انہیں ایک گاؤں میں ایک ایسے مریض کے علاج کی غرض سے جانا پڑا جو مالیخولیا میں مبتلا تھا اور جسے طبیب لاعلاج قرار دے چکے تھے۔حکیم صاحب مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ بیان کیا مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا: علاج کرو اللہ شافی مطلق ہے شفا دے گا حکیم صاحب نے اس کا علاج شروع کیا اور قدرت الٰہی سے ایک ہی دن کے علاج سے آدھی بیماری ختم ہو گئی دوسرے روز مریض بالکل تندرست ہو گیا۔حکیم صاحب بامذاق آدمی تھے اور مولانا ان کی باتوں سے خوش ہوتے تھے۔وہ مولانا رحمہ اللہ کے پاس آئے مریض کی صحت یابی کی اطلاع دی اور عرض کیا وہ مریض تو صحت یاب ہو گیا اگر کوئی ایسا ہی مریض اور آ گیا تو پھر کیا ہو گا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے علاج سے ہمیشہ ایسے مریضوں کو صحت عطا فرمائے گا۔چنانچہ ایسا ہی ہوا اس کے بعد سے مالیخولیا کے جتنے بھی مریض ان کے پاس آئے اللہ نے انہیں صحت عطا فرمائی۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص225,)

منافع کے غیبی اسباب بن جانا: (کرامت،۲۰) لاہور کے میاں صاحب کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں وہ گھوڑوں کا بیوپار کرتے تھے۔ایک مرتبہ انہوں نے نئے گھوڑے خرید کر اپنے ملازموں کو سری نگر گھوڑے فروخت کرنے کے لئے بھیجا۔تین مہینے گزر گئے لیکن گھوڑے فروخت نہ ہوئے۔میاں محمد صاحب نہایت پریشان تھے کیوں کہ سری نگر میں ملازموں کا خرچ بھی پڑ رہا تھا اور گھوڑوں کا بھی اتفاقاً مولانا غلام رسول رحمہ اللہ لاہور تشریف لائے اور مسجد چینیاں والی میں وعظ کہا۔سامعین میں میاں محمد بھی موجود تھے وعظ کے بعد وہ مولانا رحمہ اللہ سے ملے اور اپنی پریشانی کا ذکر کیا فرمایا انشاء اللہ تیسرے روز تمہارے گھوڑے حاکم کشمیر خرید لے گا اور تمہیں تین ہزار روپے منافع ہو گا۔میاں محمد کہتے ہیں کہ وہ تاریخ انہوں نے لکھ لی جب ملازم واپس آئے تو معلوم ہوا کہ مولانا کے فرمان کے تین روز بعد گھوڑے فروخت ہوئے اور حساب کیا گیا تو ٹھیک تین ہزار روپے منافع ہوا۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص226)

ہندو مہنت کا کلمہ سنتے ہی مسلمان ہو جانا: (کرامت،۲۱) ضلع گورداس پور (مشرقی پنجاب) کے ایک ہندو مہنت کا نام کاہن داس تھا۔وہ اپنے چند عقیدت مندوں کے ساتھ ایک مرتبہ ''موضع کالووالی'' آیا جو قلعہ اسلام کے قریب ایک گاؤں ہے مہنت نے لوگوں سے پوچھا کہ یہاں سے قلعہ اسلام کتنے فاصلے پر ہے؟ بتایا گیا تین کوس کے فاصلے پر ہے موجودہ حساب کے مطابق پانچ کلومیٹر کہنا چاہیے۔مہنت کاہن داس نے کہا سنا ہے وہاں مولوی غلام رسول رحمہ اللہ رہتے ہیں جو بہت عالم اور صوفی ہیں۔میرے دل میں اسلام کے بارے میں کچھ سوالات پیدا ہو رہے ہیں میں ان سے یہ سوالات پوچھنا چاہتا ہوں لوگوں نے بتایا کہ ان کے پاس کئی پنڈت اور غیر مسلم بحث و مباحثہ کے لئے آئے اور مسلمان ہو گئے آپ وہاں نہ جائیں لیکن مہنت صاحب نہیں مانے اور مولانا کے پاس پہنچ گئے جاتے ہی سوال کیا ''اسلام کیا چیز ہے؟ فرمایا:

پہلی چیز ہے کلمہ پڑھنا، پھر کلمہ پڑھ کر سنایا کلمہ سنتے ہی مہنت کا ہن داس نے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا اور مسلمان ہو گیا اس کے بعد دو سال وہ مولانا کی خدمت میں قلعہ اسلام رہے۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص227,226)

قتل کے مقدمہ میں گرفتار شخص کا بری ہو جانا: (کرامت،۲۲) ضلع شاہ پور کے موضع بھرت لوتھ کا نمبردار جس کا نام ''جوایا'' تھا کسی پیر کا مرید تھا وہ نمبردار قتل کے ایک مقدمے میں گرفتار ہو گیا۔ گواہ بھی بھگت گئے جنہوں نے اس کے قاتل ہونے کی گواہی دی نمبردار نے جو جیل میں بند تھا اپنے بیٹے کو مولانا کی خدمت میں بھیجا مولانا رحمہ اللہ نے اسے ایک حرف پڑھنے کے لئے فرمایا اور کہا کہ تم اسے متواتر تین دن پڑھو انشاء اللہ گرفتار شدہ شخص بری ہو جائے گا، چنانچہ وہ بری ہو گیا اسے جرمانہ بھی نہیں ہوا۔ مولانا کے سوانح نگار نے اس حرف کا ذکر نہیں کیا جو مولانا نے پڑھنے کے لئے فرمایا تھا۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص227)

نمبردار کے مرنے کی اطلاع دینا: (کرامت،۲۳) موضع سدرہ ضلع شاہ پور کے حافظ غلام محمد ایک دن مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں دیکھتے ہی رونے لگے۔ مولانا رحمہ اللہ نے رونے کی وجہ پوچھی تو بتایا کہ گاؤں کا نمبردار انہیں بہت اذیت پہنچاتا اور پریشان کرتا ہے۔ معاملہ یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ اس نے مجھے گاؤں سے بھی نکال دیا ہے نمبردار سے میرے اختلاف کا باعث فقط شرعی معاملات ہیں حافظ غلام محمد کی بات سن کر مولانا رحمہ اللہ خاموش رہے۔

حافظ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں تین دن مولانا کی خدمت میں رہا وہ اپنی جوتی صبح کے بعد پانچ مرتبہ زور سے زمین پر مارتے تھے تیسرے روز مجھے فرمایا کہ جاؤ حافظ جلدی پہنچو تا کہ اس نمبردار کا جنازہ تم ہی پڑھاؤ اس طرح دشمن سے بھی تمہیں ثواب مل جائے گا۔

حافظ صاحب کہتے ہیں جب میں گاؤں کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ لوگ اس نمبردار کا جنازہ لیے جا رہے ہیں۔ مولانا رحمہ اللہ کے فرمان کے مطابق جنازہ میں نے ہی پڑھایا۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص228,227)

لاعلاج مریض کا فوراً شفا پا جانا: (کرامت،۲۴) موضع بڈھا گورایہ متصل ستراہ سندھواں (ضلع سیالکوٹ) کے نمبردار کا نام ''بیغم'' تھا اس کا ایک ہی بیٹا تھا، جو خوب صورت جوان اور خوش آواز تھا۔ اسے فالج ہو گیا۔ بہت سے طبیبوں سے علاج کرایا گیا لیکن افاقہ نہ ہوا، اور اطباء نے اسے لاعلاج قرار دے دیا، اتفاقاً مولانا غلام رسول رحمہ اللہ ایک مرتبہ ستراہ تشریف لے گئے۔ بیغم نمبردار کو پتا چلا تو وہ اپنے مریض بیٹے کو لے کر مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا مولانا مریض کو دیکھنے کیلئے اس کے قریب ہوئے، تو اس نے کہا السلام علیکم! مولانا نے نام پوچھا تو اس نے جو نام بتایا نمبردار نے کہا یہ میرے بیٹے کا نام نہیں مولانا سمجھ گئے کہ اسے جن کا عارضہ ہے جن حاضر ہی تھا مولانا نے اس سے پکڑنے کی وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا حضرت میں اپنے بادشاہ کا مامور ہوں ایک دن ہمارا گزر ان کے کنوئیں سے ہوا ہم وہاں ٹھہر گئے یہ نوجوان گادھی پر بیلوں کے ذریعے کنوئیں سے پانی نکال رہا تھا سحری کا وقت تھا اس نے نہایت خوش الحانی سے چند اشعار پڑھے اس کی خوب صورت شکل اور دلکش آواز کی وجہ سے ہمارے بادشاہ کی بیٹی اس پر عاشق ہو گئی بادشاہ کو غیرت آئی اس نے مجھے حکم دیا کہ اسے پکڑ لاؤ اور اس کا بدن سکھا سکھا کر اس کی جان نکالو اس روز سے میں اسے پکڑے ہوئے ہوں۔ مولانا نے پوچھا: ''تمہارے بادشاہ اس وقت کہاں ہے؟

جن نے جواب دیا: اس وقت وہ کشمیر میں ہے۔ مولانا نے فوراً اسے حاضر کیا اور فرمایا: اسے چھوڑ دو اس پر مولانا اور بادشاہ کے درمیان چند باتیں ہوئیں بالآخر وہ اسے چھوڑنے پر رضامند ہو گیا اور اس نے چھوڑ دیا۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص229,228)

ولی کامل کا نام سنتے ہی سرکش جن کا چلا جانا: (کرامت،۲۵) اس باب کے شروع میں سلیمان بنگالی کا ذکر آیا ہے جو مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے شاگرد تھے اور ان کی زندگی تک ان کی خدمت میں رہے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مولانا رحمہ اللہ کی وفات کے بعد وہ دہلی گئے وہاں ایک شخص جنات کی گرفت میں تھا۔ جن نکالنے کیلئے اسکے وارثوں نے بہت سے عاملوں کو بلایا اور عاملوں نے اپنی سی کوشش کی لیکن جن نہیں نکلا۔ سب لوگ مایوس ہو چکے تھے اس اثناء میں ان لوگوں کو پتا چلا کہ قلعہ والے مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کا شاگرد یہاں آیا ہے وہ انہیں

بلا کر لے گئے۔جن چوں کہ ہر وقت حاضر رہتا تھا اس لیے سلیمان بنگالی کو اسے حاضر کرنے کی ضرورت نہیں پڑی۔مولانا غلام رسول رحمہ اللہ مشہور عالم اور معروف عامل تھے۔سلیمان بنگالی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے گھر میں جاتے ہی جن سے کہا کہ مرے استاد مولوی غلام رسول قلعہ اسلام والے تمہیں السلام علیکم کہتے تھے۔جن نے یہ الفاظ سن کر کہا: وہ مجھے کہتے ہوں گے نکل جا لیکن میرا ارادہ نکلنے کا نہیں تھا، اچھا میں چلا جاتا ہوں اب میں نہیں آؤں گا۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی: ص230,229)

عاشق جن کا تعمیل حکم بجالانا: (کرامت،۲۶) ایک مرتبہ ایک عورت کو جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی اس کے وارث غلام رسول رحمہ اللہ کے پاس قلعہ اسلام لائے وہ عورت جن کی گرفت میں تھی اور بے ہوش تھی۔مولانا رحمہ اللہ کے سامنے آئی تو اٹھ کر بیٹھ گئی مولانا رحمہ اللہ نے جن سے کہا تو اس عورت کو چھوڑ دے اس نے جواب دیا میں اس پر عاشق ہوں اسے نہیں چھوڑوں گا مولانا رحمہ اللہ نے اس کو ڈانٹا اور وہ مان گیا اور کہا کہ نکل جاتا ہوں مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا کوئی نشانی دے جاؤ (کہتے ہیں جن جاتے ہوئے کوئی نشانی دے جائے تو پھر نہیں آتا) اس نے کہا: فرمایئے کیا نشانی دوں؟ میں آپ کے ہر ارشاد پر عمل کروں گا۔

فرمایا وہ گھڑا جو سامنے پڑا ہے یہاں لے آؤ چنانچہ وہ گھڑا چلتا چلتا سیڑھیوں پر سے ہوتا ہوا مولانا رحمہ اللہ کی چارپائی کے نزدیک آ کر رک گیا۔لوگ اس گھڑے کو چلتا ہوا دیکھ رہے تھے اور حیران ہو رہے تھے۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی: ص230)

جنات دکھانے کا وعدہ: (کرامت،۲۷) قلعہ اسلام کا رہنے والا ایک شخص عبداللہ کشمیری، مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کا عقیدت مند تھا، اس نے ایک دن مولانا رحمہ اللہ سے عرض کیا جن کس طرح کے ہوتے ہیں؟ مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا: تم جنوں کو دیکھنا چاہتے ہو؟ اس نے جواب دیا ہاں دیکھنا چاہتا ہوں۔مولانا چپ رہے۔دوسرے دن عبداللہ کشمیری لاہور جانے کیلئے تیار ہوا اور ملنے کیلئے مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں گیا وہ اپنے بالاخانے میں تشریف فرما تھے جو مسجد کے قریب ہی تھا۔فرمایا: عبداللہ جو خواہش تم نے کل ظاہر کی تھی آج راستے میں پوری ہوگی۔یعنی لاہور جاتے ہوئے راستے میں تمہیں جن دکھائی دیں گے۔عبداللہ نے منت سماجت کرتے ہوئے عرض کیا حضور! مجھے بن دیکھے ہی خوف آ رہا ہے مجھے یقین ہے جن کوئی مخلوق ہے مہربانی فرما کر وہ مخلوق مجھے نہ دکھلائی جائے۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی: ص231,230)

حجام کو گمشدہ بیٹے کی اطلاع دینا: (کرامت،۲۸) ایک نہایت عجیب وغریب کرامت ملاحظہ ہو: قلعہ اسلام کا ایک حجام مولانا رحمہ اللہ کی حجامت بنا رہا تھا۔اس نے کہا: حضرت میرا ایک ہی بیٹا ہے وہ کئی سال سے کہیں باہر چلا گیا ہے، معلوم نہیں کہاں ہے اور کیا کرتا ہے زندہ بھی ہے یا نہیں جوان بہو ہے دعا فرمائیں کہ وہ آ جائے پڑھنے کیلئے کچھ بتا دیں تا کہ اس کا پتا چلے۔مولانا حجام کی بات سن کر خاموش رہے وہ کہتا ہے مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کچھ پڑھ رہے ہیں۔حجامت بنانے کے بعد حجام نے پھر وہی عرض کی جو پہلے کر چکا تھا۔مولانا نے فرمایا: تمہارا بیٹا تو تمہارے گھر میں ہے اور چنوں کے آٹے کی پکی ہوئی نمکین روٹی کھا رہا ہے جا کر دیکھو۔حجام کہتا ہے۔میں ان کی یہ بات سن کر سخت حیران ہوا چوں کہ ان کی کرامتوں کے متعلق بہت کچھ سن چکا تھا اس لیے جی میں آیا کہ ممکن ہے میرا بیٹا آ گیا ہو۔جب میں گھر پہنچا تو بیٹا واقعی گھر میں بیٹھا چنے کے آٹے کی نمکین روٹی کھا رہا تھا، اس نے بتایا کہ میں صوبہ سندھ کے شہر سکھر میں تھا اور اپنی رہائش گاہ میں آٹا گوندھ رہا تھا پانی لینے کیلئے باہر نکلا تو معلوم نہیں کیا ہوا مجھے کسی نے اٹھایا اور پل بھر میں یہاں اپنے گاؤں پہنچ گیا میرا سامان اور استعمال کی تمام چیزیں سکھر میں ہیں۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی: ص232,231)

چھری گاڑنے پر غیبی پرندوں کی آمد: (کرامت،۲۹) ایک شخص بیان کرتا ہے کہ ایک دن میں مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک آدمی آیا اس نے بتایا کہ ایک بزرگ کی میں نے عجیب کرامت دیکھی۔وہ کرامت یہ ہے کہ اس نے چھری پکڑی اس پر کچھ پڑھ کر پھونک ماری اور اسے زمین میں گاڑھ دیا، ایک جانور اڑتا ہوا جا رہا تھا کہ وہ اس چھری پر آ گرا۔

مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ کوئی بڑی بات نہیں انہوں نے ایک چھری منگوائی اور ہمیں ساتھ لے کر جنگل میں چلے گئے پہلے کچھ پڑھ کر

چھری پر پھونک ماری اور اسے زمین میں گاڑھ دیا پھر چھری کے اس حصے پر جو زمین سے باہر تھا کپڑے کی دھجیاں لپیٹ دیں اور پیچھے ہٹ کر بیٹھ گئے وہ شخص قسم کھا کر بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جانوروں کے جھنڈ کے جھنڈ آتے اور اپنا گلا چھری کے ساتھ اس طرح رگڑتے کہ گویا ذبح ہونے کیلئے بے قرار ہیں۔اس دن ایسے ایسے جانور دیکھنے میں آئے جو نہ کبھی اس سے پہلے دیکھے تھے اور نہ سنے تھے حیرانی ہوتی تھی کہ قسم قسم کے یہ جانور اتنی تعداد میں کہاں سے آئے کچھ دیر یہ حالت رہی پھر مولانا رحمہ اللہ نے چھری زمین سے نکال لی چھری نکالتے ہی تمام جانور جدھر سے آئے تھے ادھر ہی چلے گئے۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص233,232)

معترضین میں ولایت کا اقرار:(کرامت،۳۰) ایک دن مولانا رحمہ اللہ لاہور میں وعظ فرمارہے تھے جس میں بے شمار لوگ جمع تھے وعظ میں لاہور کے بعض علمائے کرام بھی آئے جو مولانا رحمہ اللہ سے چند سوالات کرنا چاہتے تھے اس وقت مولانا سورہ عنکبوت کی پہلی آیت پڑھ رہے تھے "الم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لایفتنون" کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ صرف یہ کہہ دینے سے کہ ہم ایمان لے آئے چھوڑ دیے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہ کی جائے گی۔

مولانا رحمہ اللہ نے ایسے خوب صورت اور منطقیانہ وفلسفیانہ انداز سے اس آیت کی تفسیر بیان کی اور اس اسلوب سے اس کے تمام پہلوؤں کی وضاحت فرمائی اور بحث کرنے والے حضرات جو سوالات واعتراضات سوچ کر آئے تھے ان میں سے ہر سوال اور ہر اعتراض کا اس نہج سے جواب دیا کہ وہ بالکل مطمئن ہوگئے اور ان کیلئے مجمع عام میں بات کرنے کی ذرہ بھر گنجائش نہ رہی۔وہ مولانا رحمہ اللہ سے کوئی بات کیے بغیر واپس چلے گئے جن لوگوں کو ان کی آمد کی وجہ کا علم تھا انہوں نے ان سے ان کی خاموشی کے متعلق پوچھا تو جواب دیا کہ ہمارے اعتراضات کا ایک ایک کر کے وعظ میں جواب دے دیا گیا ہے اور ان کے سامنے ہمارے لیے بات کرنا مشکل ہے یہ شخص صرف عالم ہی نہیں، ولی اللہ بھی ہے۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص233)

تمام اعتراضات کا منکشف ہوجانا:(کرامت،۳۱) ایک شخص نے مولانا رحمہ اللہ سے کہا کہ بعض علمائے دین آپ کے وعظ میں صرف بحث کیلئے آتے ہیں۔بعض لوگ کچھ مسائل سمجھنے کیلئے حاضر ہوتے ہیں،بعض غیر مسلم اسلام کے بعض پہلوؤں پر اعتراض کرنے کی غرض سے وعظ میں شامل ہوتے ہیں لیکن وعظ سننے کے بعد سب لوگ خاموشی سے چلے جاتے ہیں نہ کوئی بحث کرتا ہے نہ کوئی مسئلہ پوچھتا ہے نہ کوئی اعتراض کرتا ہے عالم بھی خاموش سائل بھی خاموش اور غیر مسلم بھی خاموش آخر اس کی کیا وجہ ہے؟

فرمایا:جب میں وعظ کے لیے کھڑا ہوتا ہوں تو اللہ کے فضل وکرم سے تمام اعتراضات اور سوالات کرنے والوں کے اعتراضات وسوالات کی فہرست ان کے ناموں سمیت مجھے پیش کر دی جاتی ہے اگر چاہوں تو ہر ایک کا نام لے کر اور اس کا اعتراض بتا کر اس کا جواب دوں لیکن میں اپنی شہرت کے ڈر کی وجہ سے اس کا ذکر نہیں کرتا تاہم ان کے اعتراضات کے جواب وعظ میں تفصیل سے دیتا ہوں جس سے سب کی تسلی ہوجاتی ہے اور اسی کیلئے اعتراض یا سوال کی گنجائش نہیں رہتی۔

موضع دلاور چیمہ کے سکھ زمیندار کا بیٹا بھی (جس کا واقعہ پہلے بیان کیا گیا ہے) اسلام پر اعتراض کرنے کے لئے مولانا رحمہ اللہ کے پاس آیا تھا ان کا وعظ سنا تو اس کے تمام اعتراضات کا جواب اس میں آ گیا تھا لہٰذا مسلمان ہوگیا۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص234,233)

اعتراض کرنے والے کا بیعت میں شامل ہوجانا:(کرامت،۳۲) گیارہویں صدی ہجری کے ایک مشہور عالم ومصنف محمد بن ابراہیم شیرازی رحمہ اللہ تھے۔ان کا لقب صدرالدین تھا لیکن علمی حلقوں میں انہوں نے "ملاصدرا" کے نام سے شہرت پائی وہ بہت بڑے فلسفی تھے ان کی ایک کتاب شرح "ہدایت الحکمت" ہے جو درس نظامی کے حلقوں میں "صدرا" کے نام سے معروف ہے۔یہ کتاب کسی زمانے میں درس نظامی کے علماء وطلباء میں متداول تھی۔اب بھی کہیں کہیں پڑھائی جاتی ہے ہمارے ممدوح مولانا غلام رسول رحمہ اللہ نے یہ کتاب پڑھی تھی اور وہ اسے طلباء کو پڑھاتے بھی تھے،ان کے عہد کے ایک عالم دین مولوی غلام دین محمد تھے۔ان کا سلسلہ درس قائم تھا اور ان کے طلباء میں ایک

طالب علم ''صدرا'' پڑھتا تھا جو بڑا ذکی اور ذہین طالب علم تھا مولوی غلام محمد نے اس طالب علم کو صدرا کا ایک مقام سمجھنے کیلئے جو فلکیات سے متعلق تھا مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے پاس بھیجا ان کا خیال تھا کہ مولانا یہ مقام نہ خود سمجھ سکتے ہوں گے اور نہ طالب علم کو سمجھا سکیں گے اس طرح وہ مولانا رحمہ اللہ کا امتحان لینا چاہتے تھے۔

وہ طالب علم جس وقت مولانا رحمہ اللہ کے پاس آیا اس وقت مولانا ایک طالب علم کو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا رہے تھے اور سورہ یٰسین کی اس آیت کا مطلب سمجھا رہے تھے۔'' والقمر قدرناه منازل حتی عاد کالعرجون القدیم ''(یعنی چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کردی ہیں یہاں تک کہ وہ آخر منزل میں پرانی ٹہنی کی طرح باریک رہ جاتا ہے) نووارد طالب علم السلام علیکم کہہ کر بیٹھ گیا جو سوال وہ اپنے استاد مولوی غلام محمد سے سمجھ کر آیا تھا مولانا غلام رسول رحمہ اللہ نے دوران درس وہی سوال اپنے شاگرد سے کیا اور پھر اس کا جواب دینا شروع کیا۔ جواب دے کر کتاب ''صدرا'' کے مصنف کے نقطہ نظر کی وضاحت فرمائی اور اس پر جو حاشیہ لکھا گیا ہے اس کی تشریح کی مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کی تمام تقریر فلکیات سے متعلق تھی اور یہی بات وہ طالب علم بہ صورت امتحان سمجھنے کے لیے آیا تھا لیکن اب اس کیلئے کچھ کہنے کی گنجائش نہ رہی تھی۔

اس کے بعد مولانا رحمہ اللہ نے اس طالب علم سے فرمایا کہ ''صدرا'' کے اس مقام پر میرے دو سوال ہیں جو اس سے پہلے کسی نے نہیں کیے یہ سوال سمجھ لو اور پھر اپنے استاد صاحب سے ان کے جواب پوچھ کر مجھے بتانا اس کے بعد طالب علم چلا گیا اور سارا واقعہ اپنے استاد سے بیان کیا اس پر چند روز گزرے تھے کہ مولوی غلام محمد صاحب مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے حلقہ بیعت میں شامل ہو گئے۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص236,234)

کشف الصدور پر چور کا تہجد گزار بن جانا:۔(کرامت،۳۳) موضع بھڑت (ضلع شاہ پور) کا ایک شخص مسمی ''جوایا'' اپنے علاقے کا مشہور چور تھا اور زمین جائیداد کا بھی مالک تھا ایک مرتبہ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ اس نواح کے ایک گاؤں موضع ''سدرہ'' تشریف لے گئے تو جوایا ان سے ملنے کے لئے آیا اور پچیس روپے جو اس زمانے میں اچھی خاصی رقم تھی بطور نذرانہ پیش کیے مولانا رحمہ اللہ نے مسکراتے ہوئے روپے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ جوایا نے انکار کی وجہ پوچھی تو فرمایا: یہ چوری کا مال ہے۔

جوایا نے کہا: حضرت! یہ روپے چوری کے مال میں سے نہیں ہیں آپ کو کسی نے شبہے میں ڈال دیا ہے۔ مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا: تم نے فلاں شخص کی افیم چوری کی اور شاہ پور جا کر ایک سو روپے میں فروخت کی یہ پچیس روپے اس میں سے ہیں۔ باقی پچھتر روپے تم نے فلاں جگہ رکھے ہیں۔ جوایا نے یہ بات سنی (جو بالکل صحیح تھی) تو اسی وقت چوری سے توبہ کر لی نماز روزے کا پابند ہو گیا۔ اور بالالتزام تہجد پڑھنے لگا۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص236)

پیغام ولی پر دریا کا رخ تبدیل ہو جانا:۔(کرامت،۳۴) ایک مرتبہ صدر الدین اور سرفراز (ساکن سدرہ کمبوہ) ایک بزرگ حافظ غلام محمد کے ساتھ مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ان کی زمین کا بہت سا حصہ دریا کی زد میں آ گیا ہے اگر یہی حال رہا تو خطرہ ہے کہ ساری زمین دریا برد ہو جائے گی آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مصیبت سے نجات دے۔ یہ تینوں آدمی دو دن مولانا رحمہ اللہ کے پاس ان کے گاؤں قلعہ اسلام رہے تیسرے دن جانے لگے تو مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دریا کے کنارے پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے کہو''یا ملائکة الله السلام علیکم من غلام رسول قلعه والا'' نیز فرمایا کہ سورہ یٰسین تین روز پڑھنا۔

ان تینوں حضرات کا بیان ہے کہ جب ہم نے مولانا رحمہ اللہ کے حسب فرمان دریا کے کنارے کھڑے ہو کر ان کا سلام بھیجا تو ہمارے دیکھتے ہی دریا پیچھے کو ہٹنا شروع ہو گیا ہم یہ سلسلہ نہایت حیرانی کے عالم میں دیکھتے رہے دریا کے یک دم پیچھے کو ہٹ جانے کے عمل کا آغاز ہمارے لیے بے حد تعجب خیز معاملہ تھا پھر جب سورہ یٰسین پڑھی تو دریا پیچھے ہٹ کر بالکل اپنی اصل جگہ پر آ گیا۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص237)

دریا کا آپ کا پیغام سن کر جگہ چھوڑ دینا:(کرامت،۳۵) مولانا مرحوم کے سوانح نگار بیٹے (مولانا عبدالقادر) فرماتے ہیں کہ

مولانا رحمہ اللہ کی وفات کے بعد حافظ غلام محمد مذکور ایک مرتبہ تشریف لائے انہوں نے مذکورہ بالا واقعہ بیان کر کے کہا کہ مولانا رحمہ اللہ تو وفات پا چکے ہیں میں آپ کو ان کا جانشین سمجھ کر بیان کرتا ہوں کہ ہمارے گاؤں کے قریب ایک گاؤں کی زمین اسی طرح دریا کی زد میں آنا شروع ہوگئی تھی جس طرح ہمارے گاؤں کی زمین آئی تھی۔ میں نے گاؤں کے لوگوں کو وہی طریقہ بتایا جو مولانا رحمہ اللہ نے ہمیں بتایا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ کی مہربانی سے دریا پیچھے ہٹ گیا اب معاملہ یہ ہے کہ پہلے کی طرح دریا نے ہماری زمینوں کی طرف رخ کر لیا ہے۔

مولانا عبدالقادر فرماتے ہیں کہ حافظ غلام محمد کی بات سن کر میں نے مولانا مرحوم کے الفاظ بیان کر کے وہی پڑھنے کا مشورہ دیا جو مولانا نے اپنی زبان مبارک سے ادا فرمائے تھے۔ چنانچہ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ نے پھر وہی کچھ کر دیا جو پہلے ہوا تھا یعنی دریا پیچھے ہٹ گیا۔

(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی: ص238,237)

مبارک زیارت کثرت کرامات کی وجہ:۔ (کرامت، ۳۶) ایک بزرگ کا نام مولوی قطب الدین تھا وہ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے شاگرد اور مرید تھے۔ انہوں نے ایک دن مولانا رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کرامتیں تو اللہ کے بہت سے صالح اور متقی بندوں سے صادر ہوتی رہی ہیں لیکن آپ رحمہ اللہ سے تو بے شمار کرامتوں کا صدور ہوتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟۔

فرمایا: جب سے مجھے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے اس وقت سے کرامتوں کا صدور بڑھ گیا ہے۔ اب مولوی قطب الدین نے ان سے خواب کی کیفیت پوچھنا چاہی لیکن وہ انہیں ٹالتے رہے جب ان کا اصرار بہت بڑھ گیا تو فرمایا کہ ایک مبارک رات کو میں نے رسول ﷺ کی زیارت کی (مولوی قطب الدین کا خیال ہے کہ وہ شاید لیلۃ القدر ہوگی) مولانا رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نہ تو میں اسے خواب سے تعبیر کر سکتا ہوں نہ بیداری سے، مجھے رسول اللہ ﷺ نے صابن عنایت فرمایا اور ارشاد ہوا کہ اس سے اپنے کپڑے دھو لو۔ میں نے حسب الحکم کپڑے دھو لیے اور پھر حاضر خدمت ہوا نبی ﷺ نے مجھے منبر پر کھڑا کر کے میرے ایک ہاتھ میں قرآن شریف عنایت فرمایا اور دوسرے ہاتھ میں صحیح بخاری اور فرمایا تم اسے لوگوں کو سناؤ تم میرے وارث ہو۔

مولانا یہ خواب سنا کر مولوی قطب الدین سے فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ایسی رات عمر بھر نصیب نہیں ہوئی جو فیوض و برکات اس رات حاصل ہوئے پھر وہ کسی کی صحبت اور کسی کے ذکر سے حاصل نہیں ہوئے۔ کسی نے ٹھیک کہا ہے۔

آنچه اندر خواب دیدیم هیچ بیداری نه دید آنچه در دیوانگی دیدیم هوشیاری نه دید

”جو کچھ ہم نے خواب میں دیکھا وہ کبھی بیداری میں نہ دیکھا اور جو دیوانگی میں دیکھا وہ ہوشیاری میں نظر نہ آیا۔

(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی: ص239,238)

نسبت بیعت شیطان سے حفاظت کا ذریعہ:۔ (کرامت، ۳۷) مولوی قطب الدین رحمہ اللہ نہایت صالح بزرگ تھے۔ وہ خود اپنے متعلق ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جب وہ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ سے مروجہ علوم کی تحصیل کر چکے تو ان سے (دوبارہ) قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنا شروع کیا۔ ابھی ایک سپارہ پڑھا تھا کہ ان کی زندگی بالکل بدل گئی۔ مولانا رحمہ اللہ کے ہاتھ پر انہوں نے بیعت کی تھی اور نہ کبھی ان سے وظائف یا ذکر اذکار کے متعلق پوچھا تھا۔ لیکن حالت بیعت کرنے والوں اور وظائف پوچھنے والوں سے بھی دگرگوں ہوگئی تھی۔ وہ اس پر بہت خوش تھے اور ان پر ایسی روحانی کیفیت طاری تھی جو بیان نہیں کی جا سکتی۔ اللہ کے خوف سے آنسو آنکھوں سے جاری رہتے تھے۔ مولانا رحمہ اللہ قرآن مجید کا ترجمہ اس انداز سے پڑھاتے تھے کہ ایسا محسوس ہوتا جیسے قرآن نازل ہو رہا ہے اور یوں خیال گزرتا کہ وہ پڑھنے والے ہیں اور پڑھانے والے نبی ﷺ ہیں۔ جب مولانا رحمہ اللہ کوئی بات یا مسئلہ بیان فرماتے تو اللہ کے ڈر سے مولوی قطب الدین رحمہ اللہ کانپ اٹھتے اور ایسے لگتا کہ اب تک کے تمام گناہ ان کے سامنے آ گئے ہیں وہ اللہ کے دربار میں کھڑے ہیں اور حساب کتاب ہو رہا ہے اکثر حالت یہ رہتی تھی کہ انہیں دنیا اور اس کے معاملات کا کچھ پتا نہ ہوتا نیند آتی تو فوراً آنکھ کھل جاتی اور اٹھ کر بیٹھ جاتے۔

مولوی قطب الدین کہتے ہیں کہ قلعہ اسلام سے بجانب مغرب ایک میل کے فاصلے پر ایک گاؤں کا نام ''کھبیکی'' ہے وہاں کے لوگوں نے مولانا رحمہ اللہ سے درخواست کی کہ کوئی طالب علم جو تھوڑا بہت وعظ نصیحت کر کے مغرب کے وقت ان کے گاؤں آ جایا کرے مغرب عشاء اور فجر کی نمازیں انہیں پڑھائے اور صبح کو قلعہ اسلام جا کر اپنے اسباق پڑھے۔ مولانا رحمہ اللہ نے انہی (قطب الدین) کو یہ خدمت انجام دینے کا حکم دیا چنانچہ وہ روزانہ مغرب سے پہلے کھبیکی پہنچ جاتے رات وہاں رہتے اور صبح کو قلعہ اسلام آ کر مولانا رحمہ اللہ سے قرآن مجید کا ترجمہ اور دوسری کتابیں پڑھتے۔ ایک دن وہ حسب معمول نماز عصر کے بعد کھبیکی کو روانہ ہوئے تو مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آج تمہیں راستے میں ایک بے دین صوفی ملے گا وہ شیطان ہے۔ اس کے پھندے میں نہ آ جانا اس سے بچ کر آگے نکل جانا۔

مولوی قطب الدین جب آدھا فاصلہ طے کر چکے تو ایک شخص کو اپنی طرف آتے دیکھا ان کے ذہن میں مولانا رحمہ اللہ کا فرمان آیا اور اس شخص سے بچ کر آگے نکلنے کی کوشش کی لیکن اس نے مولوی قطب الدین کو نام لے کر انہیں آواز دی اور انہیں روک لیا۔ اب آگے سنیے!

وہ ان کے قریب آیا اور آتے ہی انہیں سینے سے لگا لیا، سینے سے لگتے ہی تمام فیض اور تمام ذوق عبادت ختم ہو گیا البتہ دل کا لطیفہ اور احساس عبادت برقرار رہا یعنی یہ کیفیت باقی رہی کہ اللہ کی عبادت کرنی اور اس سے ڈرنا چاہیے یہ احساس بھی بہت معمولی تھا۔ اب وہ کھبیکی پہنچے تو نماز پڑھنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا لیکن کسی نہ کسی طرح نماز پڑھ لی عشاء کا وقت ہوا تو اس وقت بھی یہی صورت حال تھی نہایت مشکل سے یہ فریضہ ادا کیا رات کو ذہن اس قسم کے خیالات کی آماج گاہ بنا رہا ہے کہ نماز روزے کی کیا ضرورت ہے اور اللہ کا ڈر بالکل غیر ضروری ہے بہر حال اس کش مکش میں رات گزر گئی اور بادل نخواستہ فجر کی نماز پڑھائی واپس مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں بھی آنے پر طبیعت آمادہ نہ تھی لیکن کسی نہ کسی طرح آ گئے، یہ خیال البتہ ذہن میں رہا کہ میں عالم دین ہوں مجھے نماز پڑھنی اور اللہ کی تھوڑی بہت عبادت کرنی چاہیے اگر ایسا نہیں کروں گا تو لوگوں پر برا اثر پڑے گا یہی خیال انہیں دوسرے دن صبح کے وقت مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں قلعہ اسلام حاضر ہونے کا باعث بنا۔

مولانا رحمہ اللہ سے ملے تو فرمایا وہ شیطان راستے میں تمہیں ملا؟ ان پر جو کچھ بیتی تھی وہ سنانا شروع کی تو مولانا رحمہ اللہ نے مسکراتے ہوئے ساری بات سنی۔ اس سے آگے مولوی قطب الدین کہتے ہیں کہ میری بات سن کر خلاف عادت مجھ سے معانقہ کیا۔ آپ رحمہ اللہ کا معانقہ کرنا اور میرے دل کے وسوسوں کا دور ہونا سبحان اللہ، وہی حلاوت، وہی لذت، وہی ذکر اور وہی برکات پھر عود کر آئیں۔

مولوی قطب الدین سے گفتگو کرتے ہوئے مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صوفیہ کے چار سلسلے مشہور ہیں۔ وہ ہیں نقشبندی، سہروردی، قادری اور چشتی۔ ان کے نام علیحدہ علیحدہ ہیں۔ جن حضرات کی طرف یہ سلسلے منسوب ہیں وہ متبع قرآن و حدیث تھے، بہت بڑے متقی اور ہر وقت اللہ کا ذکر کرنے والے۔ لیکن ان کے جاہل عقیدت مندوں نے ان کی تعلیمات کو بگاڑ دیا اور ان کے طریق عمل و عبادت میں ایسی چیزیں ڈال دیں جن سے ان بزرگان دین کا کوئی تعلق نہ تھا۔ بلکہ وہ ان کی شدید مخالفت کرتے تھے۔ وہ تمام عمر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام پر عمل پیرا رہے اور لوگوں کے لیے اسی کی تلقین کو اپنا شیوہ بنائے رکھا وہ اللہ کے پاکباز اور عبادت گزار بندے تھے قرآن کے الفاظ میں یہ وہ لوگ تھے۔

''ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا'' (حم سجدہ: 13) جنہوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے پھر اس پر ہمیشہ قائم رہے۔ اس کے بعد مولانا نے مولوی قطب الدین کو اپنے حلقہ بیعت میں داخل کر لیا اور فرمایا کہ آج تم نماز عصر کے بعد کھبیکی جاؤ گے تو وہ شیطان تمہیں پھر ملے گا۔ لیکن انشاء اللہ تم پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ جا رہے تھے کہ وہ اسی جگہ کھڑا تھا جہاں گزشتہ روز کھڑا تھا اس نے ان کو بلایا اور یہ اس کی آواز سن کر رک گئے وہ ان کے پاس گیا اور کہا کہ تمہارا مرشد بہت زوردار ہے تم جاؤ چنانچہ یہ کھبیکی کو روانہ ہو گئے۔

صبح کو جب واپس مولانا رحمہ اللہ کے پاس قلعہ اسلام آئے تو مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے مولانا رحمہ اللہ نے مسکرا کر فرمایا اب اس کا تم پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ مولوی قطب الدین نے مولانا رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ اگر وہ شیطان ہے تو (احکام الٰہی کے مقابلے میں) اس کا اتنی جلدی کیوں اثر ہوتا ہے؟ جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''ان عبادی لیس لك علیهم سلطان'' (بنی اسرائیل 65)

"کہ میرے بندوں پر تم غلبہ نہیں پاسکو گے۔ فرمایا: تمہاری بات ٹھیک ہے لیکن جب انسان اللہ کے بندوں میں داخل ہو جائے تو نہ صرف یہ کہ شیطان کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا بلکہ اس سے ڈر کے بھاگتا ہے جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھاگتا تھا۔

(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی: ص243,239)

بدتمیز شخص پر اللہ کا خوف طاری ہونا:۔(کرامت،۳۸) قلعہ اسلام کے رہنے والے ایک شخص کا نام بڈھا کشمیری تھا وہ پہلوان تھا اور اس کا کاروبار کھڈیوں پر کپڑا ابننا تھا۔ بدمعاشی اور بدتمیزی میں وہ خاص شہرت رکھتا تھا مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے گھر اور مسجد کے درمیان اس کا مکان تھا اور وہیں پر اس کی کھڈیاں تھیں، ایک دن مولانا رحمہ اللہ مسجد کی طرف جا رہے تھے کہ خلاف معمول بڈھا کشمیری کی کھڈیوں کے پاس رک گئے اور بڈھا سے پوچھا کہ کبھی تم روئے بھی ہو یا نہیں؟ اس نے جواب دیا ایک مرتبہ کشتی لڑتے ہوئے میرا بازو ٹوٹ گیا تھا اور شدید درد کی وجہ سے میں بے اختیار رو پڑا تھا۔

مولانا نے فرمایا: میرا مطلب یہ نہیں ہے میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کبھی اللہ کے خوف سے تم روئے ہو یا نہیں؟

اس نے جواب دیا: میں جانتا ہی نہیں کہ اللہ کیا ہے اور اس سے خوف کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: دیکھو اگر دیوار پر کیچڑ مارا جائے تو بے شک وہ گر جائے لیکن اس کا نشان دیوار پر باقی رہتا ہے۔ مولانا رحمہ اللہ کی یہ بات سنتے ہی وہ اللہ اکبر کہتا ہوا کھڈی سے باہر نکلا اور بے ہوش ہو گیا دو روز بے ہوش رہا جب ہوش آیا تو قبرستان کی طرف بھاگ گیا اس کے والدین یا کوئی اور اس کے پاس جاتا تو وہ زور زور سے پکارتا کہ خنزیر آ گئے، خنزیر آ گئے یہ کہتا ہوا پھر بھاگ جاتا۔ اس کے والدین نہایت پریشانی کی حالت میں مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارا ایک ہی بیٹا ہے جس کی کمائی سے ہمارا گزر اوقات ہوتی ہے اور اس کی یہ حالت ہوگئی ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس کی دین داری کا سلسلہ بھی جاری رہے اور وہ اپنا کام بھی کرے۔ مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا: جاؤ اسے میرے پاس لاؤ۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے جانے کا کوئی فائدہ نہیں وہ ہماری بات نہیں سنتا ہمیں دیکھ کر بھاگ جاتا ہے۔ مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا: اس سے میرا نام لو کہ وہ تمہیں بلاتے ہیں چنانچہ وہ گئے مولانا رحمہ اللہ کا نام لیا اور وہ ان کا نام سنتے ہی ان کے ساتھ چل پڑا اور مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ مولانا رحمہ اللہ نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا جاؤ والد اور والدہ کی خدمت کرو اسی میں دین اور دنیا کی سعادت ہے اور یہی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ بڈھا کشمیری اسی وقت اٹھا اور کھڈیوں پر کپڑا ابنانے کا کام کرنے لگا اب اللہ کا خوف ہر وقت اس پر طاری رہتا تھا اور اس کے ڈر سے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے، پھر اس کی پوری زندگی اسی طرح گزری اسے مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کی کرامت سمجھئے یا ان کی زبان کا اثر قرار دیجیے۔

(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی: ص245,243)

اپنی کرامت ظاہر نہ کرنے کا وعدہ:۔(کرامت،۳۹) قلعہ اسلام کا ایک شخص بوٹا بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ مولانا رحمہ اللہ نے موضع فیروز والا سے بطور ایندھن جلانے کیلئے ایک بیری کا درخت لیا۔ وہ بیری ایک خانقاہ پر تھی اور بہت بڑی تھی وہاں پر پوجا پاٹ کا سلسلہ جاری تھا اسی لیے وہ اسے لینا چاہتے تھے تاکہ یہ سلسلہ ختم ہو۔ مولانا رحمہ اللہ نے زمین کے مالک سے بات کی تو اس نے کہا یہ بیری خانقاہ کے فقیر کی ہے ۔ہم تو اسے نہ کٹوا سکتے ہیں نہ استعمال کر سکتے ہیں آپ میں ہمت ہے تو کٹوا لیجیے اور لے جائیے۔ مولانا رحمہ اللہ نے بیری کٹوائی اور بوٹا سدو کو پیغام بھجوایا کہ گڈا لے کر فیروز والا پہنچو وہ حسب حکم فیروز والا پہنچ گیا بیری اتنی بڑی تھی کہ اس کا تیسرا حصہ گڈے پر لادا گیا اور وہ قلعہ میہاں سنگھ کو روانہ ہو گئے، یہ صرف دو آدمی تھے خود مولانا رحمہ اللہ اور گڈے والا بوٹا۔ گوجرواں والا سے آگے نکل کر قلعہ میہاں سنگھ کے راستے پر آئے تو گڈا الٹ گیا اور تمام لکڑیاں زمین پر گر گئیں نہایت پریشانی ہوئی کہ اب کیا کیا جائے نہ قریب کوئی گاؤں ہے نہ آدمی ہیں راستے میں کھڑے ہیں۔ مولانا رحمہ اللہ نے بوٹا سے کہا آؤ گڈا سیدھا کرنے کیلئے تم بھی زور لگاؤ میں بھی لگاتا ہوں۔ لیکن بوٹا خاموش کھڑا رہا، مولانا رحمہ اللہ نے پھر کہا کہ آؤ گڈا سیدھا کریں۔ اس نے کہا حضرت فیروز والا سے تو تقریباً سو آدمیوں نے لکڑیاں لدوائیں اور ہمیں روانہ کیا اب ہم دو آدمی

کس طرح لادلیں گے؟ فرمایا اللہ قادر ہے کیا عجب کہ وہ سو آدمیوں کا کام ہم دو آدمیوں سے لے لے آؤ! بسم اللہ کر کے گڈے کو ہاتھ لگاؤ بوٹا کہتا ہے میں نے گڈے کو فقط ہاتھ ہی لگایا وہ بھی حیرانی کے عالم میں مولانا رحمہ اللہ کے متعلق مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے زور لگایا کہ نہیں لگایا لیکن گڈا سیدھا ہو گیا اور لکڑیاں صحیح طور سے اس پر لد گئیں اور ہم گاؤں کو روانہ ہو گئے۔

مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا: گاؤں جا کر کسی سے یہ واقعہ بیان نہ کرنا وہ کہتا ہے کہ ان کی زندگی میں کسی سے یہ واقعہ میں نے بیان نہیں کیا ان کی وفات کے بعد اس کا ذکر کیا ہے۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص246,245)

مجذوب کی بڑ اور آپ کی:۔(کرامت،۴۰) فیروز والا کے ایک شخص بوٹا بٹر بیان کرتے ہیں کہ جب مولانا غلام رسول رحمہ اللہ بیری کٹوانے کیلئے فیروز والا آئے وہ چیت کا مہینہ تھا۔جس خانقاہ سے بیری کٹوائی گئی اس کا کنواں اس کے قریب تھا مولانا غلام رسول رحمہ اللہ گھوڑی پر سوار تھے۔انہوں نے آتے ہی گھوڑی چھوڑ دی اور وہ سیدھی ان کے گندم کے کھیت میں چلی گئی اس کھیت میں نئی آب پاشی ہوئی تھی اور چند روز تک اس کی کٹائی ہونے والی تھی۔اب گھوڑی گندم کھا رہی تھی اور بوٹا ان کا بیٹا اسے دیکھ رہے تھے۔مولانا رحمہ اللہ ان کے پاس بیٹھے تھے اور انہیں ایک مجذوب کا واقعہ سنا رہے تھے کہ وہ مجذوب لوگوں کے کمزور اور بھوکے گدھے زمینداروں کے کھیتوں میں چراتا پھرتا تھا جتنے پاؤں ان گدھوں کے کسی زمیندار کے کھیت میں پڑتے اس زمیندار کا اتنے ہی مانی غلہ ہوتا۔اگر کوئی زمیندار گدھوں کو چرنے سے روکتا تو اس کا غلہ بہت کم ہوتا۔جب لوگوں کو اس مجذوب کے متعلق پتا چل گیا تو انہوں نے خود مجذوب سے کہنا شروع کر دیا کہ وہ گدھے ان کے کھیتوں میں لائے اور چرائے مولانا غلام رسول رحمہ اللہ سے مجذوب کا یہ قصہ سن کر کھیت کے مالک بوٹا بٹر نے اس سے کہا کہ آپ کی گھوڑی سیدھی میرے گندم کے کھیت میں آئی اور اس نے اس کے خوشے کھانا شروع کر دیے۔میں بھی گنتا ہوں کہ اس نے کتنے خوشے کھائے اور اس کے کتنے قدم زمین میں پڑے۔مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا تمہارا جی چاہتا ہے تو گن لو اگر اللہ کو میری عزت رکھنا منظور ہوگی تو رکھ لے گا بوٹا بٹر کہتا ہے کہ میں نے گھوڑی کے قدم گنے، جو میری زمین میں پڑے 84 تھے میری کاشت کل دس گھماؤں تھی جب گندم کاٹی گئی اور غلہ نکلا تو پوری 84 مانی گندم ہوئی یہ مولانا رحمہ اللہ کی کرامت یا ان کی دعا کا نتیجہ تھا۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص247,246)

پل بھر میں عورت کا نکاح پر آمادہ ہو جانا:۔(کرامت،۴۱) یہیں فیروز والا کا ایک شخص آ گیا اس نے عرض کیا کہ میری چچی بیوہ ہے اور مال دار ہے۔میں غریب آدمی ہوں، میں نے اسے نکاح کے لئے کہا تو وہ مجھ سے سخت کلامی سے پیش آئی۔مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا تم اپنی چچی کو میری طرف سے کہو کہ آج شام کو وہ مجھے کھانا کھلائے۔اس نے اسے مولانا رحمہ اللہ کا یہ پیغام دیا تو وہ بہت خوش ہوئی اور اسی شخص سے کھانے کی چیزیں منگوائیں اور تمام انتظام اسی کے سپرد کر دیا جب کھانا کھا چکے تو اس عورت نے مولانا رحمہ اللہ سے کہا کہ میرا اس شخص سے نکاح کر دیں۔شاید آپ کے نکاح پڑھانے اور مبارک قدموں کی وجہ سے کوئی بیٹا پیدا ہو جائے چنانچہ مولانا نے نکاح پڑھا دیا اور وہ میاں بیوی بیٹوں والے ہوئے۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص248,247)

بے ادب اللہ کی پکڑ میں:۔(کرامت،۴۲) ایک اور شخص کا قصہ سنیے۔اس کا نام بھی بوٹا تھا اور وہ قلعہ اسلام کا رہنے والا تھا کشمیری برادری سے تعلق رکھتا تھا، نہ نماز پڑھتا تھا نہ روزہ رکھتا تھا ایک دفعہ رمضان شریف میں مسجد میں آ کر کنوئیں سے پانی نکالا اور پانی لوٹے میں ڈال کر پینے لگا، مولانا غلام رسول رحمہ اللہ وہیں تھے۔انہوں نے فرمایا کہ کیا کر رہے ہو؟ کہا: پانی پی رہا ہوں فرمایا یہ تو بڑی بے حیائی کی بات ہے کہ مسجد کا ڈول اور مسجد ہی کا لوٹا پھر رمضان کا مہینہ مسجد میں کھڑے ہو کر تو میرے سامنے اقرار کرتا ہے کہ پانی پی رہا ہوں اس نے مولانا رحمہ اللہ کی یہ بات سن کر پانی سے بھرا ہوا لوٹا زمین پر پھینک دیا اور وہ ٹوٹ گیا۔مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا کم بخت جس طرح تو نے مسجد کا لوٹا توڑا ہے اللہ تعالیٰ اسی طرح تجھے توڑے گا۔

اس کے بعد وہ گھر گیا اور جاتے ہی سخت بیمار ہو گیا۔اس کا ایک رشتے دار محمد صدیق کشمیری تھا جو بہت نیک آدمی تھا اور مولانا غلام رسول

رحمہ اللہ کا مرید تھا۔اسے اس کی تکلیف کا علم ہوا تو عیادت کیلئے آیا اور کہا کہ تم تو اچھے بھلے تھے،اچانک کیا معاملہ ہوا؟اس نے سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ کسی حکیم کو لاؤ اور اس سے دوا لو۔محمد صدیق نے کہا: یہ حکیم کا معاملہ نہیں ہے یہ مولانا رحمہ اللہ کی کرامت ہے،وہی دعا فرمائیں گے تو تمہیں آرام آئے گا چنانچہ محمد صدیق سمیت سب رشتے دار اسے مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں لے گئے اس کی جوان بیوی بھی بچے کو اٹھا کر لے گئی لوگوں نے دعا کیلئے عرض کیا اور بیوی نے روتے ہوئے بچہ مولانا رحمہ اللہ کی گود میں رکھ دیا اور کہا۔حضور میری جوانی کو دیکھئے اور اس بچے کو دیکھئے اس کیلئے دعا فرمایئے کہ یہ تندرست ہو جائے دوسرے لوگوں نے بھی اس قسم کے الفاظ کہے۔مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا: میری ذاتی طور پر نہ اس سے کوئی ناراضی ہے اور نہ اس پر کوئی غصہ ہے یہ نماز پڑھے روزے رکھے، زکوٰۃ دے جو اللہ نے اس پر فرائض عائد کیے ہیں وہ ادا کرے اللہ تعالیٰ اسے صحت عطا فرمائے گا اگر ایسا نہیں کرے گا تو ''ان بطش ربك لشديد''(سورہ بروج:12) بے شک تیرے رب کی پکڑ بہت سخت ہے۔

چنانچہ اس نے سب کے سامنے اپنے گزشتہ گناہوں سے توبہ کی اور آئندہ نماز روزے کی ادائیگی کا اقرار کیا اور اللہ نے صحت عطا فرما دی۔ایک سال وہ اس عہد کا پابند رہا اور اسے کوئی تکلیف نہیں ہوئی ایک سال کے بعد اس نے نماز چھوڑ دی تو پھر اسی بیماری میں مبتلا ہو گیا پھر نماز شروع کر دی تو پھر تندرست ہو گیا۔چوتھی دفعہ نماز چھوڑ دی تو مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ شخص اللہ تعالیٰ کو دھوکا دیتا ہے اب اس کا کوئی علاج نہیں چنانچہ اسی بیماری کی حالت میں اس کی موت واقع ہو گئی۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص249,248)

سمجھ سے بالاتر قصہ:۔(کرامت،۴۳) قلعہ اسلام کے قریب ایک گاؤں کا نام''مان'' ہے وہاں کا نمبردار فضل دین ایک دفعہ مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا کہ میں فلاں ساہوکار(بنیے) کا مقروض ہوں اصل رقم بہت کم ہے باقی سب سود ہی ہے جو میں نے ادا کرنا ہے ساہوکار مطالبہ کر رہا ہے یا تو دو چار روز میں نقد روپے کی صورت میں قرض ادا کر دو یا اس کے بدلے میں زمین دو۔ورنہ عدالت میں تم پر دعویٰ دائر کیا جائے گا۔فضل دین نے مولانا رحمہ اللہ سے کہا: اگر معاملہ عدالت میں گیا تو زمین بھی جائے گی اور نمبرداری بھی ختم ہو جائے گی۔مولانا رحمہ اللہ نے پوچھا: قرض کتنا ہے؟ جواب دیا: بارہ سو روپے۔

فرمایا: فلاں فلاں آدمی کو ساتھ لے کر اس بنیے کے پاس جاؤ اور جو چھوٹی سی گائے تمہارے پاس ہے وہ اسے دے کر حساب بے باق کر دو تمہارے ذمے کل بارہ روپے ہیں۔

فضل دین نمبردار نے کہا حضرت مجھے اچھی طرح معلوم ہے قرض بارہ سو روپے ہے لیکن ہے سود ہی۔

فرمایا: تم جاؤ قرض خواہ سے ملو اللہ فضل کرے گا۔

حسب ارشاد فضل دین نمبردار چند آدمیوں کو ساتھ لے کر قرض خواہ کے پاس گیا اور کہا میں حساب کرنے کیلئے آیا ہوں قرض خواہ بنیے نے بہی کھولی اس میں لکھا تھا بقایا قابل وصول رقم بارہ روپے۔

اب قرض خواہ بھی حیران اور فضل دین بھی متعجب چھوٹی سی گائے اسے دی اور معاملہ صاف ہو گیا۔یہ کیا قصہ ہے؟ اس کا علم صرف اللہ کو ہے یہ بات ہماری سمجھ سے باہر ہے۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص250,249)

بانجھ بھینس کا گابھن ہو جانا:۔(کرامت،۴۴) اسی طرح ایک شخص آیا اس نے عرض کیا کہ میرے پاس صرف ایک بوڑھی بھینس ہے وہ بھی گابھن نہیں ہے فرمایا وہ تو گابھن ہے جاؤ اللہ تعالی اس میں برکت فرمائے گا اس کے بعد کئی دفعہ اس نے کٹے اور کٹیاں دیں اسی کا دودھ اور گھی بیچ کر وہ شخص آسودہ حال ہو گیا۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص251,250)

ولی کی بات کے انکار کا وبال:۔(کرامت،۴۵) موضع مان(متصل قلعہ اسلام) کا ایک شخص اسماعیل کشمیری بڑا مالدار تھا اور وہیں کا رہنے والا ایک شخص شرف الدین تھا جو نہایت نیک آدمی تھا اور مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کا ارادت مند تھا۔مولانا کے بیٹے مولوی عبدالقادر کی شادی ہونے والی تھی اور اس کے لئے مولانا رحمہ اللہ کو ایک سو روپے کی ضرورت تھی وہ موضع مان گئے اور اپنے مرید شرف الدین کو

بھیج کر اسماعیل کشمیری کو بلایا اور اس سے ایک سو روپیہ قرض مانگا اسماعیل نے کہا: میرے پاس سو روپیہ نہیں ہے۔ مولانا رحمہ اللہ نے پھر کہا کہ مجھے عبدالقادر کی شادی کے سلسلے میں سو روپے کی ضرورت ہے تم دے دو۔ میں یہ قرض جلد ہی تمہیں ادا کردوں گا اسماعیل نے اب بھی یہی کہا کہ میرے پاس سو روپیہ نہیں ہے شرف الدین نے بھی اسے سو روپیہ دینے کو کہا اس نے اسے بھی یہی الفاظ کہے کہ میرے پاس سو روپیہ نہیں ہے۔ مولانا رحمہ اللہ نے شرف الدین سے کہا: اب اس سے سو روپیہ نہ مانگو اس کے پاس نہیں ہے۔ اسماعیل کے انکار کرنے پر مولانا رحمہ اللہ واپس قلعہ اسلام تشریف لے گئے اور شرف الدین نے کسی سے سو روپیہ ادھار لیکر مولانا رحمہ اللہ کے گھر پہنچا دیا۔ مولانا رحمہ اللہ نے اس کے لئے دعا کی اور تھوڑے عرصے میں وہ اس قدر آسودہ حال ہوگیا کہ زکوٰۃ دینے لگا۔ لیکن اسماعیل بالکل مفلس ہوگیا اور پھر اسی صدمے سے اس کا ذہنی توازن بگڑ گیا موت تک اس کی زبان پر یہی الفاظ رہے کہ نہ میں نے کسی کی شادی کی، نہ میرا روپیہ چوری ہوا، نہ میں نے کسی کو ادھار دیا میرا پیسہ کدھر گیا۔ افسوس میں نے مولوی صاحب کو سو روپیہ قرض نہ دیا اور میری یہ حالت ہوگئی۔ (سوانح مولانا غلام رسول قلعوی: ص 252,251)

مرید کی خواہش اور عیاش کی توبہ:۔ (کرامت ۴۶) ایک دن ستراہ سندھواں کے حاجی خدایار نے جو مولانا رحمہ اللہ کے مرید تھے۔ عرض کیا کہ ان کے گاؤں کا ذیل دار اور فیض بخش بڑا عیاش اور غلط رو ہے لیکن اس کے ساتھ ہی بہت با اثر اور فراخ دست بھی ہے۔ اگر وہ سدھر جائے اور اسلامی احکام پر عمل کرنے لگے تو گاؤں کے تمام لوگ صراط مستقیم پر گامزن ہو جائیں اس سے کچھ عرصہ بعد مولانا ممدوح ستراہ سندھواں تشریف لے گئے۔ ذیل دار فیض بخش سے ملاقات ہوئی تو مولانا نے فارسی کا یہ شعر پڑھا۔

بیانا نیک خواہاں متفق باش غنیمت دان امور اتفاقی

''آؤ نیکی کے خواہشمندوں کے ہم نوا ہو جاؤ ان اتفاقی معاملات کو غنیمت جانو۔

شعر سنتے ہی ذیل دار کے دل کی حالت بدل گئی اور اس پر عجیب قسم کی واردات طاری ہوگئیں۔ مولانا رحمہ اللہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور وہ ان کے حلقہ عقیدت منداں میں شامل ہوگیا۔ اب وہ خود بھی احکام اسلامی کا پابند تھا اور اس کی وجہ سے اور بھی بے شمار لوگوں نے اسلام کی سیدھی راہ اختیار کرلی۔ (سوانح مولانا غلام رسول قلعوی: ص 252)

کشف کی بدولت مشکوک آمدنی کی اطلاع:۔ (کرامت ۴۷) انہی حاجی خدایار نے جو مولانا رحمہ اللہ کے سعادت مند مرید اور مرد صالح تھے۔ اپنی ہدایت یافتگی کا واقعہ بیان کیا کہ وہ ذیل دار فیض بخش کے منشی تھے دیگر آمدنی کے علاوہ انہیں رشوت کی آمدنی سے ذیل دار دس روپے فی صد کے حساب سے دیتا تھا یعنی اگر سو روپے ذیل دار کو ملتے تو ان میں سے دس روپے حاجی خدایار کو دے دیے جاتے۔ ایک دن وہ ایک مقدمے کے سلسلے میں ذیل دار کے ساتھ گجرانوالہ آئے تو انہیں حساب کے مطابق پندرہ روپے رشوت سے حصہ ملا۔ ان کا تعلق اہل علم کے کسی گھرانے سے تھا اور انہوں نے سواری کیلئے گھوڑی رکھی تھی۔ مقدمے سے فارغ ہو کر اور اپنے حصے کے پندرہ روپے رشوت جیب میں ڈال کر انہوں نے ذیلدار سے کہا کہ میں آج مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کی زیارت کے لئے قلعہ اسلام جانا چاہتا ہوں، سنا ہے وہ بہت بڑے بزرگ ہیں میرا جی چاہتا ہے کہ اس بزرگ کو سلام کیا جائے۔ ذیلدار نے ان کو وہاں جانے سے روکنے کی کوشش کی اور کہا چھوڑو ان بزرگوں اور مولویوں کو اس قسم کے ہم نے بہت لوگ دیکھے ہیں۔ لیکن حاجی خدایار نے ان کی بات نہیں مانی اور وہ شام کے قریب قلعہ اسلام پہنچ گئے، اس وقت مولانا غلام رسول رحمہ اللہ مسجد سے باہر کھڑے تھے اور ان کے ساتھ درویش محمد ابراہیم تھا۔ اس سے پہلے نہ حاجی خدایار نے مولانا کو دیکھا تھا اور نہ مولانا نے حاجی خدایار کو۔ دونوں کی آپس میں کوئی جان پہچان نہ تھی۔ اب مولانا رحمہ اللہ نے ان کو آتے ہوئے دیکھا تو محمد ابراہیم درویش سے کہا کہ اس گھوڑی والے شخص کا تعلق ستراہ کے علماء سے ہے، اس سے گھوڑی پکڑ کر باندھو اور اسے چارہ کھلاؤ۔ میں کنوئیں پر جا رہا ہوں۔ حاجی صاحب سے مولانا رحمہ اللہ کی تھوڑی سی سلام دعا ہوئی اور وہ اپنے کنوئیں پر چلے گئے۔ ابراہیم درویش نے ان سے گھوڑی پکڑی اور اسے چارہ کھلایا۔

مولانا ممدوح مغرب کے وقت آئے اور نماز پڑھائی پھر عشاء کی نماز پڑھائی۔ لیکن خدایار کی طرف متوجہ نہیں ہوئے وہ سخت پریشان ہوئے

اور مولانا رحمہ اللہ پر غصہ بھی آیا ہوگا جی میں آیا کہ ذیل دار ٹھیک کہتا تھا مجھے یہاں نہیں آنا چاہیے تھا اسی خفگی کے عالم میں سو گئے۔ مولانا سحری کے وقت مسجد میں آئے تو خدایار کو جگایا فرمایا تم عالم ہو یا چوہڑے؟۔ انہوں نے کہا: حضرت مجھ میں چوہڑوں والی کون سی بات ہے؟ فرمایا ذیل دار کا ساتھ چھوڑ دو اور آئندہ کے لئے اپنی کوتاہیوں سے توبہ کرلو۔ خدایار اس پر سخت حیران کہ انہیں کیسے پتا چلا کہ میرا تعلق ذیلدار سے ہے اور میں اس کی رشوت سے حصہ لیتا ہوں وہ اس پر بھی حیران کہ انہیں کس طرح معلوم ہوا کہ میرا تعلق علماء کے خاندان سے ہے۔ بہر حال مولانا رحمہ اللہ کے کہنے سے انہوں نے ذیل دار کا ساتھ چھوڑ دیا اور ملازمت ترک کردی۔ ذیل دار نے ان کو اپنے ساتھ رہنے اور ملازمت کا سلسلہ جاری رکھنے پر بہت اصرار کیا یہ بھی کہا کہ رشوت کے پیسوں میں سے پینتیس روپے فی صد لے لیا کرو مگر یہ نہیں مانے مولانا رحمہ اللہ کی یہ بات دل میں بیٹھ گئی کہ ذیل دار کا ساتھ چھوڑ دو اور گزشتہ کوتاہیوں سے تائب ہو جاؤ وہ اس پر عامل ہو گئے۔ (سوانح مولانا غلام رسول قلعوی: ص 254,252)

صرف اک ملاقات پر حلقہ بیعت میں شامل ہوجانا:۔ (کرامت، ۴۸) قلعہ اسلام سے بارہ کوس کے فاصلے پر ایک گاؤں ''دائیاں والی'' ہے وہاں ایک صوفی صاحب رہتے تھے، جن کا نام پیر کیسر شاہ تھا اور احکام شرع کے پابند نہ تھے۔ ایک دن ان کے ایک مرید مولانا غلام رسول رحمہ اللہ سے ملاقات کی غرض سے پیر کیسر شاہ کے ہاں سے روانہ ہوئے تو پیر صاحب نے کہا کہ مولوی غلام رسول رحمہ اللہ کا امتحان کرتے آنا۔ عصر کی نماز پڑھی جا رہی تھی کہ وہ مرید آ گیا۔ نماز کے بعد وہ مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور گفتگو کرنے لگا آدھ گھنٹے کے بعد اس نے مولانا رحمہ اللہ سے رخصت کی اجازت مانگی۔ مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا بیٹھ جاؤ، ابھی بہت وقت ہے اس نے عرض کیا دائیں والی یہاں سے بارہ کوس (تقریباً اٹھارہ کلومیٹر) کے فاصلے پر ہے اب اجازت دیجیے مولانا رحمہ اللہ اسے رخصت کرنے کے لئے مسجد سے باہر آئے اور فرمایا کہ اپنے پیر کو میری زبانی شعر سنا دینا۔ خلاف پیغمبر کسے رہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

جو شخص اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف راستہ اختیار کرتا ہے وہ ہرگز منزل کو نہیں پہنچ سکے گا۔ وہ شخص بیان کرتا ہے کہ مولانا رحمہ اللہ نے اسے رخصت کرتے وقت اس سے مصافحہ اور معانقہ کیا اور وہاں سے چل پڑا ابھی سورج اسی حالت میں تھا کہ وہ دائیاں والی پہنچ گیا۔ کیسر شاہ سے ملا اور انہیں مولانا رحمہ اللہ کا پیغام دیا۔ انہوں نے پوچھا کہ قلعہ اسلام سے کب روانہ ہوئے تھے بتایا کہ ابھی تھوڑی دیر قبل وہاں سے چلا تھا نہ مجھے سفر کی تکان ہے اور نہ کسی قسم کی بے آرامی ہے۔ اس روز سے وہ مولانا رحمہ اللہ کا معتقد ہو گیا اور کہنا شروع کیا کہ اس وقت صالحیت کی رو سے دنیا میں کوئی شخص مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کا ہم سر نہیں پھر اس نے کیسر شاہ سے بیعت کا سلسلہ ختم کیا اور مولانا ممدوح کے حلقہ بیعت میں شامل ہو گیا۔ (سوانح مولانا غلام رسول قلعوی: ص 255,254)

ولی کامل کے متبرک تولیے کی برکات:۔ (کرامت، ۴۹) کوٹ بھوانی داس کے ایک بزرگ میاں عبدالعزیز، مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے شاگرد اور ارادات مند تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ قلعہ اسلام سے قریب کے ایک گاؤں موضع ''دھاری وال'' کا بڑھئی مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے بتایا کہ وہ سکھوں کا مزارع ہے اور چار مانی گندم بہ طور ٹھیکا ان کو دینی ہے لیکن جو گندم زمین کی کاشت سے اسے حاصل ہوئی ہے وہ بہ مشکل ڈیڑھ یا دو مانی ہوگی۔ ظاہر ہے زمین کے مالک کو پوری گندم نہیں دی جا سکے گی گھر میں کھانے کے لئے بھی گندم کی ضرورت ہے اس صورت حال سے وہ بڑھئی سخت پریشان تھا اسے خطرہ تھا کہ پوری گندم نہ دی گئی تو زمین کا مالک سکھ اس کے بے عزتی کرے گا۔ اس نے اس پریشانی سے نجات کیلئے مولانا رحمہ اللہ سے دعا کی درخواست کی مولانا رحمہ اللہ اس وقت غسل کر رہے تھے، انہوں نے غسل کے بعد جس کپڑے سے جسم صاف کیا وہ کپڑا اسے دیا اور فرمایا یہ کپڑا گندم کے ڈھیر پر ڈال دو اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر اسے تولنا شروع کرو میں بھی تھوڑی دیر بعد آتا ہوں۔

مولانا رحمہ اللہ وہاں گئے تو گیارہ مانی گندم تولی جا چکی تھی جو مزارع نے اپنے گھر رکھنی تھی مولانا رحمہ اللہ نے ڈھیر پر سے کپڑا اٹھایا تو دیکھا کہ ابھی اتنی ہی گندم پڑی ہے جتنی پہلے تھی یہ دیکھ کر مولانا اس بڑھئی مزارع پر خفا ہوئے اور فرمایا پورا حساب کرنے کے بعد

اپنے گزارے کے لئے رکھ لیتے اتنا لالچ کرنا اچھی بات نہیں۔

تیر نظر کا اثر جس کو لگا شکار ہو گیا:۔ (کرامت،۵۰) اب ایک شخص پیر میر حیدر مرحوم کا واقعہ سنیے وہ خان پور گکھڑاں ضلع راولپنڈی کے رہنے والے تھے اور یہی ان کے آباؤ اجداد کا مسکن تھا انہیں شکار کا بہت شوق تھا 35 سال کے خوب صورت جوان تھے ایک دن شکار کھیلنے کے بعد گھوڑے پر سوار تھے اور گھر جا رہے تھے کہ بازار میں ایک لکڑ ہارے نے آواز دی اور کہا میر حیدر تھوڑی دیر یہاں بیٹھ جاؤ لیکن انہوں نے اس کی پرواہ نہ کی اور چلے گئے دوسرے روز پھر شکار سے واپس آتے ہوئے وہاں سے گزرے تو اسی لکڑ ہارے نے بلایا اور کچھ دیر بیٹھنے کے لئے کہا۔ لیکن انہوں نے اب بھی اس کی بات سنی ان سنی کر دی اور چلے گئے حسب معمول تیسرے روز وہاں سے گزرے تو لکڑ ہارے نے آگے بڑھ کر گھوڑے کی باگ پکڑی اور انہیں نیچے اتار لیا مصافحہ بھی کیا اور بغل گیر بھی ہوا۔ اسی وقت میر حیدر کی دنیا بدل گئی شکار کا شوق دل سے نکل گیا اور حالات کچھ سے کچھ ہو گئے گھوڑا اور باز ملازموں کو دیئے کہ اسے گھر لے جائیں اور لکڑ ہارے کے پاس بیٹھ گئے اہل وعیال کا خیال دل سے رخصت ہوا اور ذکر الٰہی اور یاد خدا میں مصروف ہو گئے اس کے علاوہ کسی چیز سے کوئی تعلق نہ رہا ان کے بھائی بچے اور رشتے دار لینے کے لئے آتے لیکن یہ انہیں کسی نہ کسی طرح گھر بھیج دیتے اور ہر وقت لکڑ ہارے کے پاس بیٹھے اللہ کی عبادت کرتے رہتے۔

ایک دن صبح نیند سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ لکڑ ہارا غائب ہے نہ اس کا سامان نہ بستر کچھ بھی نہیں ہے سخت پریشانی کی حالت میں اس کی تلاش میں نکل پڑے طویل عرصے تک اسے تلاش کیا مختلف مقامات میں ڈھونڈنے کے کوشش کی لیکن وہ نہیں ملا اور کسی نے اس کے متعلق کچھ نہ بتایا اسی پریشانی کے عالم میں ہری پور ہزارہ پہنچے اور وہاں ایک شخص حیات گل سے ملاقات ہوئی حیات گل نے اس کا حال سن کر انہیں حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے پاس بھیج دیا وہاں سے بھی اس لکڑ ہارے کا سراغ نہ ملا۔

پھرتے پھراتے ایک دفعہ گجرانوالہ پہنچ گئے وہاں ان کی ملاقات ایک بزرگ نبی بخش سراج سے ہوئی انہوں نے ان کی کیفیت قلبی کا اندازہ کر کے پوچھا آپ کون ہیں؟ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ اب کہاں کا قصد ہے؟ ان کے سوالات سے انہیں کچھ تسکین ہوئی دل میں مسرت کی لہر اٹھی اور اس کے پاس بیٹھ گئے، گفتگو کرتے ہوئے اس سے پوچھا آپ کس کے مرید ہیں؟ جواب دیا: مولوی صاحب کے۔ پوچھا: کون مولوی صاحب؟ جواب ملا: مولوی غلام رسول رحمہ اللہ قلعہ اسلام والے کے۔ یہ نام سنتے ہی ان کا جی مطمئن ہو گیا اور بے چینی اور پریشانی کافی حد تک ختم ہو گئی ذہن پر دستک ہوئی کہ مولوی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں ضرور حاضر ہونا چاہیے آتش شوق دیدار اس قدر بھڑکی کہ نبی بخش سراج سے کہا مجھے ابھی قلعہ اسلام کا راستہ بتاؤ انہوں نے کہا کہ کچھ دیر ٹھہر و روٹی کھاؤ پھر چلے جانا لیکن یہ ایک لمحے کے لئے بھی وہاں ٹھہرنے پر آمادہ نہ ہوئے دل مولانا کے پاس پہنچنے اور ان سے ملنے کے لئے انتہائی بے تاب تھا۔

اب نبی بخش انہیں قلعہ اسلام کا راستہ بتانے کے لئے اٹھے تو چلے چلتے ان کے ساتھ ہی قلعہ اسلام پہنچ گئے۔ مولانا رحمہ اللہ اس وقت گھر میں تشریف فرما تھے وہ اسی وقت ان دونوں کے لئے کھانا اٹھائے تشریف لئے گئے۔ السلام علیکم کہا مصافحہ کیا اور فرمایا: میر حیدر خوش ہو جاؤ لیکن میر حیدر اس کا جواب دینے کے بجائے رو پڑے فرمایا صبر کرو انشاء اللہ تمہارا مقصد پورا ہو گا پھر ان کی بے صبری اور روٹی نہ کھانا دیکھ کر فرمایا: میر حیدر! تمہارا پیر لکڑ ہارا ابدال تھا تمہاری اصلاح کی خاطر اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہاں مقیم تھا جب تمہارا حصہ تمہیں مل گیا تو وہ چلا گیا اور لکھنؤ پہنچ کر فوت ہو گیا تمہارا باقی حصہ اس عاجز کے پاس ہے۔ مولانا رحمہ اللہ کے یہ الفاظ سن کر میر حیدر مطمئن ہو گئے۔ پھر وہ ایک مدت تک مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں رہے مولانا رحمہ اللہ گھوڑی پر سوار ہوتے تو وہ گھوڑی کی پالان پکڑ کر پیچھے دوڑتے جس سے انہیں بے حد سرور حاصل ہوتا۔ اس زمانے میں انہوں نے بہت روحانی فیض پایا۔ وہ وہیں رہنا چاہتے تھے لیکن مولانا نے انہیں نصیحت کی کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی رو سے بیوی بچوں بہن بھائیوں اور باقی رشتہ داروں کے بھی آپ پر کچھ حقوق ہیں انہیں پورا کرنا ضروری ہے۔ اس قسم کی نصیحتیں کر کے مولانا نے ان کو ان کے گھر روانہ کر دیا۔ (سوانح مولانا غلام رسول قلعوی: ص259,256)

کشف وکرامات کا لوگوں پر اثر:۔(کرامت،۵۱) مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے ایک شاگرد کا نام احمد الدین تھا اور احمد الدین کے والد کا نام تھا چوہدری حاکم وڑائچ یہ ضلع گجرانوالہ کے قصبہ لدھے والا وڑائچ کے رہنے والے تھے۔مولانا رحمہ اللہ کے مخلص ترین مرید ایک مرتبہ گھوڑی فروخت کرنے کیلئے امرتسر گئے وہاں مویشیوں کی منڈی لگتی تھی کئی دن واپس نہ آئے تو ان کے بیٹے احمد الدین نے مولانا رحمہ اللہ سے کہا کہ میرے والد بہت دنوں سے امرتسر گئے ہیں واپس نہیں آئے میں ان سے بہت اداس ہو گیا ہوں یہ بات انہوں نے مولانا رحمہ اللہ سے سبق پڑھتے ہوئے کہی۔

مولانا رحمہ اللہ نے اس سے فرمایا اداس ہونے کی ضرورت نہیں آج انشاءاللہ تمہارے والد آ جائیں گے اور اسی راستے سے آئیں گے اور تمہیں اپنے ساتھ لے جائیں گے احمد الدین بیان کرتے ہیں کہ عصر کے وقت واقعی میرے والد آ گئے ان کا ملازم بھی ان کے ساتھ تھا میں انہیں دیکھ کر بڑا خوش ہوا مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے اجازت لے کر والد کے ساتھ ہی گاؤں کو روانہ ہو گیا۔

میں گھوڑی پر والد کے پیچھے بیٹھا تھا راستے میں میں نے والد کو بتایا کو دوران سبق مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ آج تمہارے والد آئیں گے اور تم بھی ان کے ساتھ جاؤ گے۔میری بات سن کر والد نے ملازم سے کہا: سن لی غلام رسول رحمہ اللہ کے بارے میں احمد الدین کی بات لوگ کہتے ہیں کہ حاکم کو معلوم نہیں مولوی صاحب کا اتنا عاشق اور معتقد کیوں ہے میں ان کی اسی قسم کی باتوں سے ان کا عاشق اور معتقد ہوں لیکن یہ معمولی بات ہے جو احمد الدین نے مولوی صاحب رحمہ اللہ کے بارے میں بتائی ہے میں ان کے بے حد شمار کشفوں اور کرامتوں کا مشاہدہ کر چکا ہوں ان کی صالحیت اور پاکبازی کی وجہ سے میرا مال وجان سب کچھ ان کے لئے حاضر ہے۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص260,259)

چور کا کتا بن کر بھونکنا:۔(کرامت،۵۲) ضلع گجرانوالہ کے موضع مرالی والا میں ایک شخص مولوی سلطان احمد سکونت پذیر تھے جو بڑے متمول تھے ان کا ہمسایہ ایک لوہار تھا، جو اس علاقے کا مشہور چور تھا۔سلطان احمد وفات پا گئے تو ان کی بیوہ اور بچوں کو وہ چور تنگ کرنے لگا اور کوشش کرتا کہ ان کے گھر کا سب کچھ لوٹ لیا جائے۔مولوی سلطان احمد مرحوم کی بیوہ نے مولانا غلام رسول رحمہ اللہ سے اس پریشانی کا ذکر کیا انہوں نے خاتون کو کچھ پڑھنے کے لئے بتایا اور فرمایا کہ یہ پڑھنے کے بعد بے فکر ہو کر سو جایا کرو۔ان شاءاللہ وہ کتا خود ہی بھونک بھونک کر چلا جایا کرے گا۔چنانچہ ایسا ہی ہوتا وہ چوری کی غرض سے آتا اور سچ مچ بھونک کر چلا جاتا اس سے تھوڑا عرصہ بعد مولانا رحمہ اللہ فوت ہو گئے۔وہ چور خود بیان کرتا ہے کہ مولوی سلطان احمد کی وفات کے بعد اس نے ان کے گھر میں چار دفعہ نقب لگائی جب اندر جاتا تو کتے کی شکل ہو جاتی اور کتے ہی کی طرح بھونکتا ہوا باہر نکل آتا ایک مرتبہ نقب لگا کر اندر گیا گھر کی مالکہ خاتون جاگ رہی تھی میری شکل مسخ ہوتے دیکھ کر اس نے کہا: بھائی تیری شکل مسخ ہونے سے تعجب ہوتا ہے لیکن جس کی زبان سے تیرے متعلق یہ کلمات نکلے ہیں اس کی زبان سیف الرحمٰن ہے جو کچھ انہوں نے کہا وہ ضرور ہو گا اور آئندہ بھی انشاءاللہ ہوتا رہے گا اس کے بعد اس نے چوری سے توبہ کر لی تھی۔یہ واقعہ مولانا رحمہ اللہ کی بہت بڑی کرامت ہے۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص261,260)

سخت آندھی سے حفاظت:۔(کرامت،۵۳) قلعہ اسلام کا باشندہ بوٹا سندھو بیان کرتا ہے کہ وہ کھلیان میں غلہ نکال رہے تھے، دیکھا کہ سخت آندھی آئی ان کے والد چوہدری خیر محمد گھبرائے ہوئے مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آندھی کے بارے میں پریشانی کا اظہار کیا فرمایا جاؤ کام کرو اللہ حافظ ہے یہ لوگ کام میں مصروف ہو گئے لیکن زوردار آندھی آئی کہ بڑے بڑے درخت جڑوں سے اکھڑ گئے لیکن ان کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔

مالی پریشانی ختم:۔(کرامت،۵۴) موضع مان کے رہنے والے بوٹا اور فضل دین سخت مالی پریشانی میں مبتلا ہو گئے۔مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں آئے اور ان سے اپنی غربت کا اظہار کیا۔مولانا رحمہ اللہ نے ان کو زراعت کیلئے دو بیل لے دیئے۔انہوں نے زراعت کا سلسلہ شروع کر دیا لیکن جب فصل کاٹ لی اور بھوسہ اور غلہ الگ الگ کرنے لگے تو شدید آندھی کے آثار پیدا ہو گئے بوٹا کھیتوں سے دوڑتا ہوا مولانا

رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آندھی سے بچاؤ کے لئے دعا کی درخواست کی۔ مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا کچھ فکر نہ کرو اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا اور تمہارا نقصان نہیں کرے گا چنانچہ بڑی سخت آندھی آئی لیکن ان کا ذرہ بھر نقصان نہیں ہوا۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص261)

حفاظت کیلئے غیبی اسباب بن جانا:۔(کرامت،۵۵) ایک مرتبہ گوجرانوالہ سے ایک سکھ تھانیدار جوگندر سنگھ کسی مخبری کی بنا پر سرکاری حیثیت سے قلعہ اسلام آیا یہ جمعۃ المبارک کا دن تھا اور انگریزی سرکار کو اطلاع پہنچی تھی کہ جمعہ میں دو ہزار آدمی جمع ہوتے ہیں۔ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ حکومت کے خلاف تقریر کرتے ہیں اور وہ لوگ حکومت کے مخالف ہو جاتے ہیں۔ اس مخبری کی وجہ سے تھانیدار سرکاری کتوں کے ساتھ آیا اور کتوں سمیت مسجد میں داخل ہو گیا مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا یہ مسجد ہے اور اللہ کا گھر ہے اس سے تم خود بھی نکل جاؤ اور کتوں کو بھی نکال لو لیکن تھانیدار نہیں مانا اور گستاخی سے پیش آیا مولانا رحمہ اللہ نے بڑے جوش وجذبے کے ساتھ قرآن کے یہ الفاظ پڑھے:''ان بطش ربك لشديد''(سورہ بروج:12) تیرے رب کی پکڑ بہت سخت ہے۔ اگر میں برا ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے پکڑے گا اگر تم غلط کار ہوئے تو اللہ تعالیٰ تمہیں سختی سے پکڑے گا۔ اب تھانیدار نے حاضرین کی گنتی شروع کی تو کل گیارہ آدمی شمار میں آئے بار بار گنتی کی لیکن گیارہ ہی رہے حالاں کہ لوگ بہت زیادہ تھے لیکن اللہ نے اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی اور اسے گیارہ ہی نظر آئے اور اس نے اپنی رپورٹ میں گیارہ ہی لکھے۔ اس واقعہ پر چند روز گزرے تھے کہ اس تھانیدار پر کوئی مقدمہ قائم ہو گیا اور اسے معزول کر دیا گیا اس مقدمے پر اتنا روپیہ خرچ ہوا کہ وہ کوڑی کوڑی کا محتاج ہو گیا اور سخت ذلیل ہو کر گجرانوالہ سے نکلا۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص263,262)

مبارک بشارت اور آپکی حفاظت:(کرامت،۵۶) ایک دن مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے بڑے بھائی حکیم غلام محمد نے ان سے کہا کہ ہم حکام کی باز پرس سے تنگ آ گئے ہیں۔ آئے دن حکومت کا کوئی نہ کوئی آدمی آ دھمکتا ہے اور کہنا شروع کر دیتا ہے کہ تم نے فلاں موقع پر حکومت کے خلاف فلاں بات کہی اور فلاں موقع پر تقریر میں یہ کہا، بہتر ہے کہ ہم یہاں سے کسی اور جگہ چلے جائیں یا کسی ریاست کو اپنا مسکن بنالیں۔ مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا: بھائی جان آپکا فرمان بجا ہے، لیکن میں مجبور ہوں میں ایک دن مسجد میں سویا ہوا تھا کہ ایک شخص نے آ کر مجھے جگایا اور کہا کہ میرے ساتھ چلو تمہیں رسول ﷺ بلا رہے ہیں میں اس کے ساتھ چل پڑا گاؤں سے باہر نکلا تو دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی پالکی پڑی ہے، میں نے حاضر خدمت ہو کر رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کیا آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: غلام رسول ہم تمہاری مسجد میں جانا چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑے رکھا اور پالکی والوں نے پالکی اٹھالی رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں تشریف لا کر اسی طرح پکڑے ہوئے ہاتھ سے مجھے منبر پر بٹھایا اور فرمایا وعظ کیا کرو، تمہارے وعظ سے لوگوں کو ہدایت ہوگی تمہاری یہی جائے بود و باش ہے۔ یہ خواب سنا کر فرمایا: بھائی صاحب! میں تو مامور ہوں اس جگہ کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص263)

کھنڈر کنوئیں کا صحیح سالم ہو جانا:(کرامت،۵۷) موضع پسپناکھ، قلعہ اسلام سے بجانب شمال پانچ یا چھ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے ایک دن وہاں کے ایک زمیندار مسمیٰ دارا مولانا رحمہ اللہ کے پاس آیا اور کہا کہ ہم نے ایک کنواں کھدوایا تھا جس پر کافی روپیہ خرچ ہوا، اب کنواں شکستہ ہو گیا ہے میں پہلے ہی مقروض ہو چکا ہوں دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔

مولانا رحمہ اللہ اس کے ساتھ تشریف لے گئے اور کنوئیں پر جا کھڑے ہوئے فرمایا چودھری دارا کنوئیں کو دیکھو یہ تو بالکل صحیح سالم ہے تمہیں کنواں دیکھنے میں غلطی لگی ہوگی زمیندار نے عرض کیا حضور مجھے غلطی نہیں لگی یہ سب آپ کی دعا کی برکت اور کرامت ہے کہ آپ کے تشریف لاتے ہی اللہ تعالیٰ نے کنواں صحیح سالم کر دیا ہے۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص264)

نہایت تنگ دست شخص کا آسودہ ہو جانا:(کرامت،۵۸) موضع ''مان'' کے ایک شخص پر غربت نے غلبہ پالیا اور وہ مقروض ہو گیا زمین رہن ہو گئی اور کچھ باقی نہ رہا ایک شخص نظام الدین اسے مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں لے گیا اور سارا قصہ بیان کیا فرمایا: تمہارے پاس کوئی بیل ہے؟ اس نے عرض کیا سب کچھ بک گیا ایک بھینس باقی رہ گئی ہے فرمایا: جاؤ کاشت کرو اللہ برکت دے

گا اس کا بیان ہے کہ اللہ کے فضل وکرم سے وہ ایک سال میں مال دار ہو گیا قرض بھی اتر گیا زمین بھی قبضے میں آ گئی گاؤں کا نمبر دار بھی ہو گیا وہ کہتا ہے کہ پتا نہیں کہ اتنا مال کہاں سے ملا اور کیسے ملا۔ (سوانح مولانا غلام رسول قلعوی: ص264)

ایک نصیحت پر ہندو کا مسلمان ہو جانا: (کرامت،۵۹) ایک دفعہ مولانا رحمہ اللہ اپنی گھوڑی پر سوار ہو والا کی طرف جا رہے تھے اس وقت ان کی حالت دگر گوں تھی اور گھوڑی کی باگ ہاتھ سے گر گئی تھی ادھر سے ایک ہندو چوہدری بھی گھوڑی پر آ رہا تھا۔ اس نے مولانا رحمہ اللہ سے کہا: میاں گھوڑی والے! گھوڑی کی باگ سنبھالو۔ فرمایا: سنبھالنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن نفس بڑا سرکش ہے مانتا نہیں ہندو نے کہا کیا کہتا ہے۔ فرمایا: لا الہ الا اللہ کے معنی کما حقہ نہیں مانتا اس کے بعد انہوں نے اس انداز سے کلمہ پڑھا کہ اس سے متاثر ہو کر ہندو چوہدری بھی کلمہ پڑھنے لگا اور مسلمان ہو گیا مولانا رحمہ اللہ نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔ (سوانح مولانا غلام رسول قلعوی: ص265,264)

با اعتماد مرید کو دست غیب عطا کرنا: (کرامت،۶۰) موضع درگاہی والا کا ایک شخص اللہ دتہ تھا جو بعد میں اللہ الصمد کے عرف سے معروف ہوا پہلے وہ ایک ایک سکھ مجسٹریٹ دیال سنگھ کی عدالت میں ملازم تھا اور بڑا راشی تھا پھر حالات بدلے اس نے مولانا رحمہ اللہ کی بیعت کی اور ان کا مرید ہو گیا پھر کچھ تنگ دستی میں گھر گیا۔ مولانا رحمہ اللہ نے کچھ پڑھنے کے لئے بتایا اور فرمایا اپنے مصلے کے نیچے سے دو روپے روزانہ نکال لیا کرو لیکن یہ سر الٰہی ہے کسی پر ظاہر نہ کرنا دو روپے روزانہ آمدنی اس وقت بہت بڑی بات تھی۔ اس آمدنی سے گھر میں آسودگی ہوئی اور حالت بدلی تو اس کی بیوی نے آسودگی کی وجہ پوچھی کچھ عرصہ تو وہ وجہ بتانے سے گریز کرتا رہا لیکن بیوی نے زیادہ اصرار کیا تو بتا دیا اس کے بعد دو روپے والی آمدنی بند ہو گئی۔

جمعے کے روز یہ مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا: واہ بھئی اللہ دتہ تم سے ایک چھوٹی سی چیز بھی ہضم نہ ہو سکی۔ اب اللہ الصمد پڑھنے کے لئے فرمایا: اس نے اتنا کثرت سے اللہ الصمد پڑھا کہ لوگوں میں اس کا نام ہی اللہ الصمد مشہور ہو گیا۔

(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی: ص260)

ضرورت کیلئے غیب سے اسباب بن جانا: (کرامت،۶۱) یہی شیخ اللہ دتہ بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ اسے کچھ روپے کی ضرورت پڑی وہ مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوا مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا: تم بھی دعا کرو میں بھی دعا کرتا ہوں دعا کرانے کے بعد وہ چلا گیا راستے میں رفع حاجت کے لئے بیٹھا تو وہاں ایک چھوٹا سا سیاہ رنگ کا کپڑا پڑا تھا اسے کھولا تو اس میں اتنے روپے تھے جتنے کی اسے ضرورت تھی۔

شیخ اللہ دتہ کہتا ہے کہ مجھے مختلف مقامات میں جانے اور بے شمار لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا لیکن مولانا غلام رسول رحمہ اللہ جیسا آدمی کہیں نہیں دیکھا۔ جو کوئی ان کے پاس آیا خالی ہاتھ نہ گیا۔ جو انہوں نے اللہ سے مانگا اللہ نے دیا ان کا کام ان کا لباس، ان کا چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا سب رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق تھا۔ (سوانح مولانا غلام رسول قلعوی: ص266,265)

اجازت کی بدولت خاص تاثیر: (کرامت،۶۲) قلعہ اسلام کے رہنے والے ایک شخص بڈھا کشمیری کا کہنا ہے کہ ایک دن میں نے مولانا رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ میں مالی اعتبار سے بہت تنگ ہوں۔ آپ دعا فرمائیے کہ میری تکلیف رفع ہو۔ فرمایا: میاں بڈھا فجر کی نماز کے بعد روزانہ ایک مرتبہ سورہ یٰسین پڑھا کرو انشاء اللہ کسی نہ کسی صورت میں ایک روپیہ تمہیں روزانہ مل جایا کرے گا۔ کچھ دن اس نے یہ عمل کیا اور روزانہ ایک روپیہ ملتا رہا ایک دن اس کے جی میں آیا کہ روزانہ دو دفعہ سورہ یٰسین پڑھ کر دیکھوں کہ کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ اس نے روزانہ دو دفعہ پڑھنا شروع کی تو دو روپے روزانہ ملنے لگے۔ پھر تین دفعہ پڑھنے لگا تو تین روپے روزانہ آمدنی ہو گئی۔ اس کے بعد چار اور پھر پانچ دفعہ پڑھنا شروع کی تو پانچ روپے ملنے لگے پانچ دفعہ کا عمل ایک یا دو دن ہی کیا تھا کہ مولانا رحمہ اللہ نے اسے بلا کر فرمایا میاں بڈھا تو بہت لالچی ہو گیا ہے جو تمہیں کہا گیا تھا تو اس پر شاکر نہیں رہا آئندہ اس مطلب کے لئے سورہ یٰسین نہ پڑھنا۔ اس کے بعد اس نے بیس بیس دفعہ روزانہ سورہ یٰسین پڑھی لیکن حاصل ایک روپیہ بھی نہ ہوا۔ (سوانح مولانا غلام رسول قلعوی: ص267,266)

بابرکت تھوک سے شفایابی: (کرامت،۶۳) قلعہ اسلام کا عبدالعزیز درزی کہتا ہے کہ بچپن میں اس کے پیر پر لوہاروں کی آہرن گری جس سے اس کا پاؤں زخمی ہوگیا اور اتنا شدید درد ہونے لگا کہ نہ چل سکتا تھا اور نہ کوئی کام کر سکتا تھا اس کی والدہ اسے اٹھا کر مولانا رحمہ اللہ کے پاس لے گئی انہوں نے اس کے زخمی پیر پر تھوک لگایا اور اسے فوراً آرام آ گیا۔ (سوانح مولانا غلام رسول قلعوی: ص 267)

شیطان کا دھوکہ اور ولی کی فراست: (کرامت،۶۴) ہدایت اللہ پنجابی کے مشہور شاعر تھے جو لاہور (چینیاں والی مسجد کے قریب) رہتے تھے پنجابی نظم میں ان کی ایک کتاب ''سی حرفی ہدایت اللہ'' کسی زمانے میں بہت پڑھی جاتی تھی۔ ان کے بقول ان کے ''والد نمازی تھے مگر بدعتی اور مشرک تھے''۔ ایک مرتبہ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ چینیاں والی مسجد میں تشریف لائے ہدایت اللہ کے والد ان کی زیارت کو گئے ہدایت اللہ کا یہ بچپن کا زمانہ تھا یہ بھی والد کے ساتھ چلے گئے۔ ان کے گلے میں چاندی کی بنی ہوئی ہنسلیاں ڈالی ہوئی تھیں۔ مولانا رحمہ اللہ نے ان کے والد سے نہایت نرم الفاظ میں پوچھا بچے کے گلے میں یہ کیا ڈال رکھا ہے؟ والد نے بتایا کہ میرے کئی بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو گئے ہیں سنا ہے کہ سات سال کی عمر تک کے بچے کے گلے میں چاندی کی ہنسلیاں ڈالی جائیں تو بچے زندہ رہتے ہیں چنانچہ بچے کی زندگی کے لئے یہ اس کے گلے میں ڈالی گئی ہیں۔ مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا: موت اور زندگی اللہ کے ہاتھ میں ہے ان ہنسلیوں میں کیا پڑا ہے یہ کسی کو زندگی عطا نہیں کر سکتیں انہیں اتار دو چنانچہ ان کے والد نے ہنسلیاں وہیں اتار دیں گھر آئے تو ہدایت کی والدہ اور دادی چیخنے چلانے لگیں کہ یہ کیا ظلم کیا ہنسلیاں کیوں اتار دیں؟ لیکن ان کے والد نے ان کی کوئی پرواہ نہ کی اور ہنسلیاں گلے میں نہیں ڈالیں۔ مولانا رحمہ اللہ چلے گئے اس کے بعد ہدایت اللہ بیمار ہو گئے اور چھ مہینے بیمار رہے اس اثنا میں ایک ہاتھ بھی سوکھ گیا چھ مہینے کے بعد مولانا رحمہ اللہ پھر لاہور تشریف لائے اور ہدایت اللہ کے والد انہیں ساتھ لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ جس دن سے اس بچے کے گلے سے ہنسلیاں اتاری ہیں اسی دن سے یہ بچہ بیمار ہے اور اس کا ایک ہاتھ بھی سوکھ گیا ہے۔

ہدایت اللہ بتاتے ہیں: مولوی صاحب نے میرے ہاتھ پر اپنا لب مبارک لگایا اور دم کیا میں بالکل تندرست ہو گیا اور اب تک درزیوں کا کام کرتا ہوں۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ ایسے کاموں پر عقیدہ رکھنے کے لئے شیطان اس قسم کی اذیتیں دیا کرتے ہیں۔

یہ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کی چونسٹھ (64) کرامات یا ان کی قبولیت دعا کے واقعات ہیں جو ان کے بڑے صاحب زادے اور سوانح نگار مولانا عبدالقادر نے تحریر فرمائے ہیں۔

شطرنج کھیلتے پیر صاحب کی توبہ: (کرامت،۶۵) یقیناً اس طرح کے اور بھی بہت سے واقعات ہوں گے جن تک فاضل سوانح نگار کی رسائی نہیں ہو سکی اب مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ کے متعلق ایک واقعہ اور ملاحظہ فرمایئے یہ واقعہ مجھے فیصل آباد سے مکتبہ دار ارقم کے مالک جناب محمد اشرف جاوید صاحب نے ارسال کیا ہے جو سوہدرہ کے رہنے والے جماعت اہل حدیث کے معروف طبیب حکیم محمد عبداللہ نصر علیگ مرحوم نے ہفت روزہ ''المنبر''، فیصل آباد کے شمارہ مورخہ 9 جون 1967ء کے ایک مضمون میں تحریر فرمایا:

حکیم صاحب مرحوم لکھتے ہیں: کسی زمانے میں ہمارے گاؤں (علاقہ) سوہدرہ ضلع گجرانوالہ کے اکثر لوگ شیر گڑھ کے پیروں سے تعلق رکھتے تھے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ پیر صاحب اپنے لاؤ لشکر اور مریدوں کے ساتھ اپنے سالانہ دورے پر نکلے ہوئے تھے۔ ہمارے ہاں بھی تشریف فرما ہوئے۔ بیس پچیس بیل گاڑیاں، دس پندرہ اونٹ، چالیس پچاس گھوڑیاں اور دو سو کے قریب مریدوں کا جتھا ساتھ تھا۔

باہر لب سڑک ڈیرا تھا زیادہ وقت اپنے خلیفہ کے ساتھ شطرنج کھیلنے میں گزراتے دوپہر کے وقت حسب معمول شطرنج کھیل رہے تھے کہ شہر سے کھانے کا بلاوا آ گیا آپ مریدوں سمیت روانہ ہوئے اور بساط اسی طرح بچھی چھوڑ گئے اور محافظ کو ہدایت کر گئے کہ اس طرف خیال رکھنا کوئی ہاتھ نہ لگائے۔

پیر صاحب کے جانے کے بعد ایک نووارد شخص سفید ریش دوسوتی کا کرتہ پہنے، نیلا تہبند باندھے، ہاتھ میں عصا لیے ڈیرے میں وارد

ہوئے محافظ سے پوچھا یہ ڈیرا کس کا ہے؟ اس نے کہا قدوۃ السالکین، حضرت سید قطب الاقطاب پیرو مرشد شیر گڑھ شریف والوں کا ڈیرا ہے نووارد نے پوچھا یہ شطرنج کون کھیل رہا تھا؟ محافظ نے جواب دیا پیر صاحب اپنے خلیفہ کے ساتھ کھیل رہے تھے نووارد نے بساط کو چاروں کونوں سے پکڑا اسے اکٹھا کیا اور قریب کی نالی میں پھینک کر عصا سے اس کے اوپر کیچڑ ڈال دیا کہ عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کار بے بنیاد

محافظ نے اٹھ کر نووارد کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ میں اب تمہیں حضرت پیر صاحب کے آنے تک جانے نہیں دوں گا نووارد نے کہا میں نہیں جاتا اور وہیں قریب ایک طرف ہو کر زمین پر بیٹھ گئے تھوڑی دیر بعد پیر صاحب تشریف لائے محافظ سے بساط کے متعلق دریافت کیا کہ کدھر گئی۔اس نے نووارد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اس نے نالی میں پھینک کر کیچڑ میں دبا دی ہے۔

پیر صاحب جلال میں آ گئے اور نووارد سے فرمانے لگے کیوں بے بھنگی! یہ تو نے کیا کیا؟

نووارد مودبانہ کھڑے ہو کر کہنے لگا: بے شک میں سادات کے گھرانے کا بھنگی ہوں بھنگی کا کام یہ ہے کہ مالک کے گھر سے جو کوڑا کرکٹ دیکھے اسے جھاڑ کر صاف کر دے۔پیر صاحب بے ہوش ہو کر گر پڑے گھنٹہ بھر کے بعد ہوش میں آئے۔

اٹھے، کپڑے جھاڑے اور دست بستہ عرض پرداز ہوئے کہ اے پیر مرد، مجھے اللہ تعالیٰ کے واسطے معاف کر دو میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ پیری مریدی نہ کروں گا۔

اس کے بعد سے آج تک پیر صاحب ادھر تشریف نہیں لائے یہ نووارد پیر مرد کون تھے؟ یہ تھے مولانا غلام رسول رحمہ اللہ قلعہ اسلام والے۔

کیا اولیائے کامل اور ہم برابر ہیں......! ہم لوگوں کے ذہن وفکر پر مادیت نے غلبہ پالیا ہے اور روحانیت کا معاملہ ختم ہو گیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم میں سے اکثر اس قسم کے واقعات کی صحت کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے ہم سمجھتے ہیں کہ جس طرح کے ہم ہیں اسی طرح کے وہ ہوں گے ہماری یہ سوچ غلط ہے۔

میں نے حضرت مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ کے حالات لکھنے کا ارادہ کیا تو اخبار میں بھی اعلان کیا اور بہت سے لوگوں سے ٹیلی فون اور خطوط کے ذریعے بھی رابطہ کیا خود بھی بعض حضرات سے ملا اللہ کا شکر ہے کہ اس ولی اللہ کے حالات سے آگاہی ہوئی اور جو کچھ کسی صاحب نے بتایا ان کے حوالے سے کتاب میں درج کر دیا۔ بتانے والوں کا تعلق مختلف مقامات سے ہے بلکہ جیسا کہ ''حرفے چند'' میں عرض کیا دوسرے ملکوں (کویت اور دہلی) سے بھی اس مرد جلیل کے متعلق اطلاعات پہنچیں۔(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی:ص 271,267)

ولی اللہ سے مذاق کا برا انجام: (کرامت،٦٦)ایک دن کراچی سے ایک صاحب کا ٹیلی فون آیا کہ انہیں مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے بارے میں بعض واقعات کا علم ہے۔اس سے چند روز بعد وہ خود تشریف لے آئے اور فرمایا کہ انہوں نے کراچی کے ایک اخبار میں ان کے متعلق مضمون میں پڑھا تھا وہ اخبار میں نے تلاش کیا لیکن ملا نہیں، ملا تو بھیج دیا جائے گا پھر کچھ عرصے کے بعد کراچی سے جناب عرفان ملک صاحب کا خط بھی آیا اور مضمون بھی موصول ہوا یہ مضمون کراچی کے روزنامہ ''امت'' میں چھپا ہے۔مضمون نگار کا اسم گرامی عبدالرشید شاہد ہے عرفان ملک صاحب نے 2 نومبر 2010ء کو کراچی سے مضمون بھیجا وہ لکھتے ہیں کہ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے متعلق یہ مضمون دو سال قبل روزنامہ ''اُمت'' میں شائع ہوا تھا تلاش بسیار کے بعد آج اچانک مل گیا جو پیش خدمت ہے اس مضمون میں ایک بڑا عجیب وغریب واقعہ درج ہے جو ایک زندہ نوجوان کا جنازہ پڑھانے کے متعلق ہے۔بعض لڑکوں نے از راہ مذاق ایک نوجوان کو چارپائی پر لٹایا اور مولانا رحمہ اللہ سے کہا کہ یہ ایک میت ہے اس کا جنازہ پڑھا دیں مولانا رحمہ اللہ نے ان سے چند باتیں پوچھیں اور پھر جنازہ پڑھا دیا اور وہ شخص واقعتاً مر گیا۔ میں نے اس واقعہ کے متعلق مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے پڑپوتے ملک عصمت اللہ سے ٹیلی فون پر بات کی تو انہوں نے بتایا کہ یہ واقعہ انہوں نے اپنے خاندان کے بعض بزرگوں سے سنا ہے۔اب روزنامہ ''امت'' کراچی میں عبدالرشید شاہد کا تحریر کردہ واقعہ پڑھیے۔وہ لکھتے ہیں کہ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے توحید پر عمل اور اس کی تبلیغ کی وجہ سے کچھ لوگ ان کے خلاف ہو گئے تھے کیوں کہ ان لوگوں کی مقبولیت میں کمی آ رہی تھی

جو انہیں نا گوار گزرتی تھی لیکن ان کی مخالفتوں اور باتوں سے بے نیاز ہو کر مولانا ممدوح اللہ کی وحدانیت کا درس دیتے اور خلق خدا کی رہنمائی فرماتے رہے۔ایک دن مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کسی سفر سے واپس گاؤں آ رہے تھے مولانا رحمہ اللہ کے مخالف چند نوجوان راستے میں کھڑے تھے ان نوجوانوں کو شیطان نے بہکایا اور انہوں نے شرارت کے طور پر ایک لڑکے کو چار پائی پر لٹا کر اس کے اوپر چادر ڈال دی یہ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے مخالفین کا ایک منصوبہ تھا جس سے مولانا رحمہ اللہ کو رسوا کرنا مقصود تھا۔مولانا غلام رسول رحمہ اللہ قریب پہنچے تو ان لڑکوں نے اپنے چہروں پر افسردگی طاری کر لی اور مولانا رحمہ اللہ سے کہا کہ اس کا جنازہ پڑھا دیں۔مولانا رحمہ اللہ نے پوچھا ''یہ کس کا جنازہ ہے''۔لڑکوں نے جواب دیا: یہ فلاں زمیندار کا لڑکا ہے۔''

مولانا رحمہ اللہ نے پوچھا اس لڑکے کا باپ جنازے میں کیوں شریک نہیں ہے؟ لڑکوں نے جواب دیا وہ اپنے بیٹے کے غم میں ہوش و حواس کھو چکا ہے اس لیے وہ جنازے میں نہیں آ سکا۔

لڑکے شرارت پر پوری طرح آمادہ تھے اور ہر سوال کا جواب دے رہے تھے۔مولانا رحمہ اللہ نے کہا: ٹھیک ہے میں جنازہ پڑھا دیتا ہوں لیکن اس کا جو نتیجہ نکلے گا اس کی کوئی ذمہ داری مجھ پر عائد نہیں ہوگی۔

جنازہ پڑھا دیا گیا لڑکے اب پوری طرح کھل کر سامنے آ گئے تھے ان کا مقصد مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کو رسوا کرنا تھا کہ دیکھو مولانا رحمہ اللہ نے ایک زندہ شخص کا جنازہ پڑھا دیا۔وہ ہنس رہے تھے اور قہقے لگا رہے تھے مولانا رحمہ اللہ ان کی شکلیں دیکھ رہے تھے جو طنزیہ انداز میں مولانا رحمہ اللہ کے سامنے انہیں رسوا کرنیکی غمازی کر رہی تھیں۔ایک لڑکے نے آگے بڑھ کر چار پائی پر لیٹے لڑکے کے اوپر سے چادر ہٹادی اور بازو سے پکڑ کر اٹھانے کی کوشش کی اور کہا: اب اٹھ جاؤ لیکن لڑکا ٹس سے مس نہ ہوا لڑکوں کے چہروں سے ہنسی غائب ہوگئی اور اس کی جگہ تشویش نے لے لی۔سب لڑکے اس نئی صورت حال کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگے۔انہوں نے لڑکے کو اٹھانے کی بہت کوشش کی لیکن وہ تو ہلنے جلنے سے قاصر تھا ایک لڑکا بھاگا اور حکیم صاحب کو لے آیا حکیم نے معائنہ کرنے کے بعد بتایا ''لڑکے کی موت واقع ہو چکی ہے۔ایک کہرام مچ گیا لڑکے کے ماں باپ بھی آ گئے اور مذاق نے سنگین صورت حال اختیار کر لی۔

والدین نے مولانا غلام رسول رحمہ اللہ سے کہا: آپ نے جنازہ کیوں پڑھایا؟ انہوں نے جواب دیا: مجھے ایک میت کا جنازہ پڑھانے کے لئے کہا گیا تھا سو میں نے پڑھا دیا۔مجھے نہیں معلوم تھا کہ چادر کے نیچے ایک میت رکھی ہے یا کوئی زندہ شخص ہے اس میں میرا کوئی قصور نہیں اس کا جنازہ ہو چکا ہے بہتر ہے کہ اسے جلد از جلد دفنا دو۔

بات تھانے کچہری تک جا پہنچی کچھ عرصہ مقدمہ چلتا رہا بالآخر انگریز جج نے مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کو بری کر دیا۔

مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کی زبان میں بڑی تاثیر تھی وہ ولی اللہ تھے ان کی زبان سے ایک خاص کیفیت میں جو نکل جاتا وہ پورا ہو جاتا اس طرح کے کئی واقعات ان سے وابستہ ہیں۔

عبدالرشید شاہد اس سے آگے لکھتے ہیں۔مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کی آخری آرام گاہ قلعہ اسلام ضلع گجرانوالہ میں ہے ان کی اولادیں اور خاندان کے لوگ ایک احاطے میں مدفون ہیں خلق خدا ان کی قبر پر فاتحہ خوانی کے لئے حاضر ہوتی ہے ان کے خاندان والوں نے ان کی یاد میں ویلیفئر سوسائٹی مولانا غلام رسول رحمہ اللہ بنا دی ہے جس سے خدمت خلق کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاك طینت را

کرامات کے ظہور کی وجہ:۔ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ سے بہ کثرت کرامات کا ظہور کیوں ہوا اور ان کی دعا دربار خداوندی میں اتنی جلدی کیوں شرف قبولیت حاصل کرتی تھی؟ اس کے متعلق ان کے ایک شاگرد اور مرید مولوی قطب الدین بیان کرتے ہیں کہ ایک روز وہ مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر تھے عرض کیا:

حضرت آپ سے اس درجہ بہ کثرت کرامات کے صدور کا سبب کیا ہے؟ پہلے بھی بہت سے بزرگ ہوگزرے ہیں اب بھی کئی متدین اور متقی لوگ موجود ہیں بلاشبہ ان سے بھی کرامات کا ظہور ہوتا رہا ہے لیکن اتنی کثرت سے نہیں جتنا کہ آپ سے۔

مولانا رحمہ اللہ نے جواب دیا: جب سے مجھے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی ہے اس وقت سے کرامات ظہور میں آرہی ہیں۔

فرشتہ صفت ولی کی روحانی پرواز:۔ بے شک مولانا غلام رسول رحمہ اللہ اپنے عہد کی عظیم شخصیت تھے۔ پیکر صالحیت اور سراپا تدین۔ انہوں نے جو مانگا اللہ نے دیا اور جس کی طرف نگاہ اٹھائی وہ تقویٰ کی دولت سے مالا مال ہوگیا وہ صحیح معنوں میں عالم باعمل تھے۔ کتاب وسنت کے شیدائی اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے دل وجان سے پابند نیکی انکا شعار تھا اور خیر ان کی پہچان لوگوں سے ان کی وابستگی بھی اللہ کیلئے تھی اور ان سے انقطاع بھی اللہ کی خاطر انہوں نے زندگی کے ہر قدم میں دین کو دنیا پر ترجیح دی اور ہر معاملے میں رضائے الٰہی کو مقدم رکھا وہ اسی دنیا کے باشندے تھے اور اسی زمین کی مٹی سے ان کا ہیولا بنایا گیا تھا لیکن ان کی روحانیت کی پرواز بہت بلند تھی اور ان کا علمی مقام بڑا رفیع تھا وہ گفتار کے ماحول میں رہتے تھے۔ لیکن کردار کی فضا انکا مسکن تھا۔ وہ فرشتہ صفت انسان تھے اور اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت گزاری ان کا معمول تھا۔ اللہ ان کی دعائیں قبول فرماتا اور ان کی التجاؤں کو شرف قبول بخشتا تھا اس قسم کے پاکیزہ اوصاف لوگ ہمیشہ پیدا نہیں ہوتے ان کی پیدائش کا بھی شاید ایک دور اور ایک موسم ہوتا ہے۔

اللہ ان کی قبر کو نور سے بھر دے اور وہ تا قیام قیامت اس کے سایہ رحمت میں رہیں۔ آمین یا رب العالمین۔

(سوانح مولانا غلام رسول قلعوی: ص,276 تا271)

حافظ عبدالمنان صاحب کی نقشبندی بزرگ کی خدمت میں حاضری:۔ وہ بخیر وعافیت سندھ پہنچ گئے۔ وہاں شیخ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے خاندان کے ایک بزرگ پیر محفوظ اللہ صاحب فروکش تھے۔ کچھ دن ان کے ہاں قیام رہا۔

پیر محفوظ اللہ صاحب نے اپنے بیٹوں کی تعلیم کیلئے ایک عالم کی خدمات حاصل کی تھیں۔ وہ واقعی عالم دین تھے۔ لیکن ایک دن علم نحو کی کتاب کافیہ پڑھا رہے تھے کہ ایک عبارت کی غلط تشریح کی۔ حافظ صاحب نے یہ غلطی سنی تو ان سے کوئی نحوی سوال کیا، مگر وہ صحیح جواب نہ دے سکے۔ پیر صاحب بھی وہیں تھے۔ انہوں نے حافظ صاحب سے کہا کہ بچوں کو یہ سبق آپ پڑھائیں۔ حافظ صاحب کے طریق تدریس پر پیر صاحب بہت خوش ہوئے اور تعجب بھی کیا کہ اس چھوٹی عمر میں نابینا ہونے کے باوجود اللہ نے ان کو بڑی قابلیت سے نوازا ہے۔ اب پیر محفوظ اللہ صاحب نے حافظ صاحب کو اپنے بیٹوں کا باقاعدہ معلم مقرر کر دیا۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۲۸۰-۲۸۱)

حضرت سہارن پوری کے شاگرد جنات:۔ ایک دن حافظ صاحب ایک مسجد میں بیٹھے تھے، جہاں مولانا محمد سہارن پوری رحمہ اللہ طلباء کو پڑھاتے تھے۔ لوگوں نے دیکھا کہ مسجد کی چھت سے ایک عجیب سی شکل کا جانور آیا، جس کا طول وعرض انگوٹھے کے برابر تھا۔ اس کا تعاقب کیا گیا تو وہ غائب ہوگیا۔ مولانا سہارن پوری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ جن ہے جو کبھی کبھی مسائل دریافت کرنے کیلئے آتا ہے۔ آپ لوگوں کا شور سن کر غائب ہوگیا۔ اس کا نام عبدالجبار ہے اور جبل عرفات میں رہتا ہے۔ مجھ سے اس نے تین مرتبہ صحیح بخاری پڑھی ہے۔ جنات کے بہت سے مقدمات کے تصفیے کیلئے بھی یہ کئی بار آیا ہے۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۲۸۶)

حافظ عبدالمنان صاحب کی جنّنی عورت سے ملاقات: ایک دن حافظ صاحب کے ایک بنگالی شاگرد نے ان سے پوچھا کہ رات آپ کے پاس کون عورت آئی تھی؟ حافظ صاحب نے جواب دیا مجھے کسی عورت کے آنے کا پتا نہیں۔ اس نے کہا آپ کی چارپائی پر ایک عورت کی انگیا پڑی ہے۔ حافظ صاحب نے وہ انگیا قبضے میں کی اور اسے فروخت کرنے بازار گئے تو دکان دار نے کہا یہ مالابار کے علاقے کی بہت قیمتی اور بڑھیا انگیا ہے۔ دکان دار نے اس کے دس روپے دیئے اور حافظ صاحب نے ان دس روپے سے "تفسیر معالم التنزیل" خریدی۔

انگیا کا واقعہ حافظ صاحب اس طرح بیان کرتے ہیں کہ آدھی رات کو انہیں رفع حاجت کیلئے اٹھنا پڑا۔ جب وہ بیت الخلا کی طرف جارہے تھے تو ان کے کندھے سے کسی کا کندھا ٹکرایا۔ دو تین مرتبہ اسی طرح ہوا۔ وہ حیران تھے کہ یہ کون شخص ہے جب بیت الخلا میں گئے تو کسی نے باہر سے دروازے کو کنڈی لگا دی۔ اندر سے انہوں نے کنڈی کھولنے کیلئے آواز دی تو کسی عورت کے ہنسنے کی آواز آئی اور کنڈی کھول دی گئی۔ پھر وہ اپنے کمرے میں جانے کیلئے اس کا دروازے کھولنے لگے تو اندر سے کنڈی لگا دی گئی۔ کنڈی کھولنے کیلئے کہا تو عورت کے ہنسنے کی آواز آئی اور کنڈی کھل گئی۔ جب وہ لیٹے تو وہ ان کی ٹانگیں دابنے لگی، لیکن ہاتھوں کے سوا اس کے جسم کا کوئی حصہ موجود نہ تھا۔ دراصل وہ جنات میں سے تھی اور جاتے وقت انگیا چھوڑ گئی۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۲۸۸-۲۸۹)

حافظ عبدالمنان وزیرآبادی کے مبارک خواب

پہلا خواب: حافظ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد خواب دیکھا کہ ''وہ دونوں ہاتھ پھیلا کر میرے قریب آئے اور میرے منہ سے شہد کا چشمہ جاری ہو گیا، جس سے مولانا صاحب نے سیرابی حاصل کی لیکن ان کی پیاس نہ بجھی۔'' اس خواب سے حافظ صاحب پریشان تھے۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس کی تعبیر کیا ہے۔ لیکن جلد ہی تعبیر سامنے آ گئی۔ مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ کے دونوں ہاتھ جو انہوں نے حافظ صاحب کی طرف پھیلائے تھے، وہ دراصل ان کے دونوں صاحب زادے مولانا عبدالقادر اور مولانا عبدالعزیز تھے جنھوں نے وزیرآباد جا کر حضرت حافظ صاحب سے تحصیل علم کا سلسلہ شروع کیا اور شہد سے مراد علم دین تھا۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۲۹۲)

دوسرا خواب: جس کے متعلق حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ ''میں نے ایک دفعہ خواب میں مولانا سیّد نذیر حسین صاحب رحمہ اللہ کو دیکھا کہ مجھے سخت پیاس لگی ہے اور میاں صاحب رحمہ اللہ نے اپنا منہ میرے منہ پر رکھ دیا۔ ان کے منہ سے شہد کا چشمہ جاری ہوا اور میں اس سے سیراب ہوتا رہا۔'' (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۲۹۲)

پریشانی پر خواب میں رہنمائی: حافظ صاحب فرماتے ہیں: انہی دنوں مجھے ایک اور خواب آیا۔ خواب سے پہلے ایک واقعہ سنیے! امرتسر میں ان دنوں مسئلہ صفات باری پر مباحثے ہو رہے تھے۔ کچھ لوگ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی معیت انسان کے ساتھ بالذات ہوتی ہے اور بعض کہتے تھے کہ بالعلم ہوتی ہے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں، ''ایک دن میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ ﷺ کے دائیں بائیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مولانا عبداللہ غزنوی اور سیّد نذیر حسین رحمہما اللہ بیٹھے ہیں۔ میں نے معیت کے بارے میں پوچھا تو نبی ﷺ نے فرمایا، معیت سے مراد معیت بالعلم ہے، بالذات نہیں ہے۔''

مغرب کے بعد مسجد میں وظائف و اوراد کا سلسلہ چلتا۔ عشاء کے قریب گھر جا کر کھانا کھاتے اور عشاء کے بعد جلد سو جاتے۔

یہ عالم کبیر اور محدث جلیل مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ کے ہم عصر تھے اور دونوں ایک دوسرے کا بے حد احترام کرتے تھے۔

(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۲۹۲ تا ۲۹۴)

مسلکی جھگڑوں سے دامن کشاں: مولانا رحیم بخش لاہوری خاموش طبع، منکسر المزاج اور تہجد گزار تھے۔ مسلکی جھگڑوں سے دامن کشاں رہتے اور اپنی بات مثبت انداز میں کرتے۔ صبح و شام مسجد میں قرآن و حدیث کا درس دیتے اور طلباء ان سے تعلیم حاصل کرتے۔ کسی شاگرد سے کوئی کام کراتے تو اس کا معاوضہ ادا کرتے۔ صرف چالیس برس عمر پائی۔ ۱۸ صفر ۱۳۱۴ھ (۲۹ جولائی ۱۸۹۶ء) کو فوت ہوئے۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۲۹۶)

مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ: مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ کے معاصرین میں ایک نہایت نمایاں نام مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ کا ہے جو حضرت سیّد عبداللہ غزنوی کے مریدِ خاص اور مفسرِ قرآن حضرت حافظ محمد لکھوی کے فرزندِ گرامی تھے۔ وہ ۱۲۵۳ھ (۸-۱۸۳۷ء) کو بمقام لکھوکے (ضلع فیروز پور مشرقی پنجاب) پیدا ہوئے۔ قرآن مجید سمیت صرف و نحو کی بعض کتابیں اپنے گھر لکھوکے میں والد مکرم حافظ محمد لکھوی سے پڑھیں۔ پھر دہلی گئے۔ وہاں مفتی صدرالدین آزردہ، مولانا بشیرالدین قنوجی، مولانا نوازش علی اور بعض دیگر حضرات سے اکتساب علم

کیا۔ کتب حدیث اپنے والد عالی قدر حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ سے پڑھیں اور ان سے سندِ حدیث لی۔ اٹھارہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے تھے۔

نہایت متقی اور صالح عالم دین تھے۔ غزنی جا کر حضرت سیّد عبداللہ صاحب کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوئے۔

مدینے شریف جا کر بیمار ہو گئے اور ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ (۱۰ مئی ۱۸۹۵ء) کو بروز جمعۃ المبارک مسجد نبوی میں وفات پائی۔ جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۳۰۶-۳۰۷)

مولانا غلام نبی سوہدروی رحمہ اللہ:۔ مولانا غلام نبی سوہدروی علم و صالحیت اور حسنِ اخلاق کے اعتبار سے اپنی مثال آپ تھے۔ ۴ ستمبر ۱۸۴۷ء (۲۳ رمضان ۱۲۶۳ھ) کو سوہدرہ (ضلع گوجراں والا) میں پیدا ہوئے۔ علوی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ مشہور عالم دین مولانا عبدالمجید سوہدروی کے جدامجد تھے۔

حدیث کی کتابیں لکھوکے (ضلع فیروز پور) میں حضرت حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ سے پڑھیں۔ حضرت میاں سیّد نذیر حسین رحمہ اللہ کی خدمت میں دہلی گئے اور ان سے سندِ حدیث لی۔

مولانا غلام نبی رحمہ اللہ نے امرتسر میں حضرت سیّد عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں بھی حاضری دی اور ان کے دائرہ بیعت و ارادت میں شریک ہوئے۔

مولانا مرحوم پنجابی کے شاعر بھی تھے اور پنجابی نظم میں انہوں نے تین کتابیں تصنیف کیں۔ (۱) تحفة الوالدین (۲) تحفة المعجزات فی تاکیدالصلوٰۃ اور (۳) تحفة العجلاء المعروف نصیحة النساء

مولانا غلام نبی سوہدروی رحمہ اللہ نے ۴ ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ (۳ مئی ۱۹۳۰ء) کو سوہدرہ میں وفات پائی۔

(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۳۰۷-۳۰۸)

مولوی غلام احمد رحمہ اللہ:۔ یہ بزرگ ضلع گوجرانوالہ کے ایک گاؤں دلا ور چیمہ کے رہنے والے تھے اور مولانا عبدالقادر قصوری رحمہ اللہ کے والد محترم تھے۔ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے مخلص ترین دوست تھے۔ دونوں بزرگوں نے اس علاقے میں اسلام کی بڑی تبلیغ کی۔ مولانا عبدالقادر قصوری ۱۸۶۳ء کے لگ بھگ دلاور چیمہ میں پیدا ہوئے۔ چار سال کی عمر کو پہنچے تو ان کی پڑھائی کا آغاز یا افتتاح دلاور چیمہ آ کر مولانا غلام رسول رحمہ اللہ نے کیا تھا، جسے ''رسم بسم اللہ'' کہا جاتا ہے۔ مولانا عبدالقادر قصوری رحمہ اللہ نے ملک کی تحریکات آزادی میں بڑی شہرت پائی۔ تدین وتقویٰ میں بھی ان کا مقام بڑا بلند تھا۔ وہ میاں محمود علی قصوری اور مولانا محی الدین احمد قصوری کے والد مکرم تھے۔ ۱۶ نومبر ۱۹۴۲ء کو لاہور میں فوت ہوئے اور قصور میں دفن کیے گئے۔

مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ کے معاصرین میں اور بھی بے شمار اہل علم شامل ہیں۔ لیکن یہاں ان کے صرف پانچ معاصرین کا ذکر کیا گیا ہے۔ معاصرین سے پتا چلتا ہے کہ جس شخص کا تذکرہ کیا جا رہا ہے، اس کے رفقاء علم و عمل میں کس حیثیت کے مالک تھے اور باہم ان کے کس قسم کے مراسم تھے۔ بلاشبہ مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ اپنے عہد کے رفیع المرتبت حضرات سے تعلق رکھتے تھے۔

(تذکرہ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ قلعوی، ص: ۳۰۸-۳۰۹)

باکمال مرشد کے تلامذۂ کرام

مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کا اپنے گاؤں میں سلسلۂ تدریس جاری تھا۔ ان کے جاری کردہ مدرسے کا نام ''اشاعة التوحید والسنه'' تھا۔ اس مدرسے میں ان سے بے شمار طلباء نے تحصیل علم کی ہوگی، لیکن مجھے ان کے صرف بائیس تلامذہ کرام کا پتہ چل سکا ہے۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۳۱۰)

مولانا علاؤ الدین: مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ کے ایک شاگرد مولانا علاء الدین رحمہ اللہ تھے، جن کے آباؤ اجداد کا اصل مسکن موضع اوچ بھٹیاں (ضلع ملتان) تھا۔ وہ برہمن چندر بنسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

علاؤالدین رحمہ اللہ نے حصول علم کا آغاز قلعہ اسلام میں مولانا غلام رسول رحمہ اللہ سے کیا اور مختلف علوم کی کتابیں ان سے پڑھیں۔ پھر مولانا موصوف نے خود ہی انہیں حضرت سیّد میاں نذیر حسین رحمہ اللہ کی خدمت میں دہلی بھیج دیا۔ میاں صاحب رحمہ اللہ سے انہوں نے حدیث کی کتابیں پڑھیں۔ فراغت کے بعد مختلف مقامات میں درس وتدریس اور وعظ وخطابت کی خدمت انجام دی۔ زیادہ عرصہ بمبئی رہے۔ وہیں ان سے حضرت حافظ عبدالمنان وزیرآبادی رحمہ اللہ کی ملاقات ہوئی۔ حافظ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ گوجراں والا کے مولوی علاء الدین رحمہ اللہ بہت اچھا وعظ کہا کرتے تھے۔ وہ تقریباً ۵۲ برس کی عمر تک اپنے مولد ومسکن سے باہر رہے۔ ۱۸۷۵ء کے قریب گوجراں والا آئے اور انہیں وہاں اونچی مسجد کمہاراں والی کے امام مقرر کیا گیا۔ مسلک کے اعتبار سے اہلحدیث تھے، لیکن اس معاملے میں بے حد احتیاط سے کام لیتے تھے۔ اس کے باوجود مسجد کے نمازیوں نے ان کو ایک دن حالت نماز میں اٹھا کر مسجد کے باہر پھینک دیا۔ پھر اس عالم دین نے اس کے قریب ہی کھلے میدان میں خطبۂ جمعہ دینا شروع کر دیا۔ انہی دنوں ایک بزرگ پیر میر حیدر شاہ صاحب خان پوری رحمہ اللہ گوجرانوالہ تشریف لائے تو انہوں نے چوک نیائیں میں سائیں رنگ علی سے کچھ جگہ لے کر مسجد کی بنیاد رکھی اور مولانا علاؤ الدین رحمہ اللہ کو اس مسجد کے خطیب وامام مقرر کر دیا۔ (پیر میر حیدر کا ذکر ''قبولیتِ دعا اور ظہور کرامات'' کے باب ''کرامت نمبر ۵۰'' میں تفصیل سے آچکا ہے۔ یہ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے مرید تھے)، (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۳۲۱-۳۲۲)

نزھۃ الخواطر کی شہادت: مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کی زندگی دراصل دو کاموں میں بسر ہوئی اور یہی دو کام ان کی شہرت کا باعث اور لوگوں میں دین اسلام کی اشاعت کا سبب ہوئے۔ ایک وعظ وتذکیر اور دوسرا درس وتدریس، ان کے وعظ کی دور دور تک دھوم تھی۔ جیسا کہ نزہۃ الخواطر کے مصنف شہیر حکیم سیّد عبدالحیٔ حسنی نے بیان کیا، وہ راسخ فی العلم عالم دین، یگانۂ روزگار مدرس اور عمل وکردار اور حسنِ اخلاق کے اعلیٰ مرتبے پر فائز تھے۔ تدریس میں بھی وہ بڑا اونچا مقام رکھتے تھے، اور یہ دونوں خوبیاں (درس وتدریس اور وعظ وتذکیر) بہت بڑی خوبیاں ہیں۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۳۲۸)

سلوک ومعرفت سے بھرپور مکتوبات

مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کا حلقۂ احباب بہت وسیع تھا، جن میں معاشرے کے عام لوگوں کے علاوہ علماء وطلباء بھی کثیر تعداد میں شامل تھے۔ مختلف مقامات میں وہ وعظ وتبلیغ کیلئے بھی تشریف لے جاتے تھے۔ لوگ ان سے زبانی اور تحریری صورت میں مسئلے مسائل بھی پوچھتے تھے، فتوے بھی لیتے تھے۔ بعض معاملات میں بذریعہ خطوط لوگ ان سے مشورے بھی لیتے ہوں گے۔ لیکن ان کے سوانح نگار فرزند گرامی مولانا عبدالقادر کی معرفت ہمیں ان کے صرف تیرہ مکتوبات کا علم ہو سکا ہے۔ ایک طویل مکتوب انہوں نے حافظ آباد کے ایک ہندو رام دتا ٹانڈو کے نام تحریر فرمایا جو اس کتاب میں مستقل باب کے طور پر علیحدہ درج کر دیا گیا ہے۔

مولانا ممدوح جامع الحیثیات شخصیت کے مالک تھے، اس لیے یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے بہت سے لوگوں کو بہت خطوط لکھے ہوں گے، لیکن افسوس ہے تمام خطوط محفوظ نہیں رہ سکے۔ ہمیں جو خطوط ملے ہیں، وہ فارسی زبان میں ہیں۔ ان میں سے دو خطوط نمبر گیارہ اور بارہ فارسی نظم میں ہیں جو حضرت سیّد عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے نام تحریر فرمائے گئے ہیں۔ خط نمبر ایک سے لے کر نمبر دس تک کے خطوط فارسی نثر میں ہیں، لیکن ان میں بہ کثرت فارسی اشعار درج ہیں۔ ان اشعار میں زیادہ تر ان کے اپنے اشعار ہیں۔ آئندہ صفحات میں ان کے دستیاب خطوط کا اردو ترجمہ دیا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی فارسی اشعار درج کر کے نیچے ان کا اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔ دو تین کے سوا مکتوب الیہم کے حالات کا علم نہیں ہو سکا۔ تمام مکتوبات نہایت سبق آموز اور بے حد پُر تاثیر ہیں۔ قارئین کرام ان مکتوبات کا انتہائی غور سے مطالعہ فرمائیں۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۳۳۴-۳۳۵)

کسی کامل مرشد کی صحبت میں رہنے کی نصیحت: پہلا خط مولوی محمد اعظم کے نام ہے جو مولانا غلام رسول کے برادرِ نسبتی تھے۔

برخوردار مولوی محمد اعظم

عزیز! اپنے عزیز اوقات کو برباد نہ کریں اور اپنے نفیس سانسوں کو نیکی میں بسر کریں۔ کوشش کریں کہ خود کو کسی ایسے مرد کی خدمت میں

پہنچا ئیں جوزنگ آلود دلوں کو آئینے کی مانند صاف کرنے والوں میں سے ہو:

گـــر خـــدا خـــواہـــی وہـم دنیـــائـے دوں　　　ایـں خیـال اسـت و محـال اسـت و جـنـوں

''اگر تو خدا کو چاہے اور (اس کے ساتھ) کمینی دنیا کو بھی، تو یہ (محض تیرا) خیال ہے جو محال اور دیوانگی ہے۔''

ٹھیک ٹھیک لکھ رہا ہوں اور تبلیغ کی شرط پوری کر رہا ہوں:

اگر با خویشتن عمرے بسر ایں راہ را پوئی　　　نہ از مقصد نشاں یابی نہ ایں راہ را کراں بینی

زخاکِ دامن مردے بکش درچشم جاں گردے　　　کہ تا زیں چشم نورانی جمالِ جانِ جاں بینی

''اگر تو خود (اکیلا) عمر بھر سر کے بل اس راستے پر دوڑتا رہے تو نہ مقصد کا نشان پا سکے گا (اور) نہ اس راستے کا (آخری) کنارہ دیکھ سکے گا۔ کسی مرد (خدا) کے دامن کی خاک کا سرمہ آنکھ میں ڈال لے، تاکہ اس نورانی آنکھ سے جانِ جاں کو دیکھ لے۔''

اس فقیر کے خیال کے مطابق عبداللہ رحمہ اللہ جیسا کوئی سنت کا پیروکار اور ارباب حقیقت کا منتخب (شخص) نہیں مل سکتا۔ وہ (مجذوب الٰہی) ہیں، اللہ کے محبوب ہیں اور دائمی معرفت والے ہیں۔ اللہ کی رضا ان کی چاہت ہے۔ وہ ایک کامل و مکمل (مرشد) ہیں۔ ان کی نظیر اس زمانے میں نہیں ملتی۔ طالبین کی تربیت جیسی ہونی چاہیے، وہ ان کے ہاں موجود ہے۔ عبداللہ صاحب رحمہ اللہ نے لکھا تھا کہ صاحب استعداد کو حقیر کی صحبت میں روانہ کریں۔ یہ اس بنا پر ہے کہ اشاعتِ سنت کیلئے وہ مضبوط سند ہیں اور اس معاملے میں ان کا مقصد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت ہے، جس کیلئے قوی ہمت درکار ہے، اور (آیت) کریمہ: ولا یخافون لو مۃ لائم (یہ سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۵۴ کے الفاظ ہیں۔ ترجمہ یہ ہے: کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے) کو نصب العین بنانا چاہیے۔ پھر کمال اخلاص کے ساتھ:

کـــنـــد از فـــرق پـــا وزیـــدہ نـــعـــلـیـــن　　　شـــود ســوئـــش رواں بـــالـــراس والـعـیـن

''پاؤں سے جوتے الگ کر کے، اس کی طرف سر اور آنکھوں کے بل چلنا چاہیے۔''

ورنہ ٹال مٹول اور بہانہ سازی سے کام نہیں چلے گا، جب وقت گزر گیا تو حسرت کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔

والسلام علیکم　　　فقیر غلام رسول از قلعہ　　　(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۳۳۵-۳۳۷)

دوبارہ مرشد کی خدمت میں حاضری کا حکم: برخوردار محمد اعظم جی!

ہمارا دل ہمیشہ آپ عزیز کے علمی و عملی کمالات کو حاصل کر لینے کی طرف متوجہ رہتا ہے، تاکہ ضروری علوم کی تحصیل سے فراغت کے بعد آپ ارباب یعنی (اولیائے کرام) کی صحبت کی سعادت حاصل کرنے کی خاطر متوجہ ہو جائیں:

کـانـچـہ ضـروریـسـت چـو حـاصـل کنی　　　بـــہ کـــہ عـــمـــارت گـرئ دل کـنـی

آنســـت عـــمـــــارت گـــرئ دل　　　واکشـــی از کـــش مـــکـــش آب و گـل

''جو علم ضروری ہے، جب تو وہ حاصل کر لے، تو پھر دل کی عمارت گری کر۔ دل کی عمارت گری یہ ہے کہ آب و گل (دنیا) کی کشمکش سے جدا ہو جائے۔'' لیکن جب سے میں نے آپ کے منصب تدریس سے وابستہ ہو جانے کی خبر سنی ہے تو یقین ہو گیا ہے۔

بس غلط بود آنچہ ما پنداشتیم ''وہ بے حد غلط تھا جو ہم نے گمان کر رکھا تھا۔''

افسوس کہ استعداد کی آگ جو کہ کمال انوار کے بھڑکانے کے لائق تھی، وہ آپ نے بلا مقصد مصروفیات میں راکھ کی طرح ضائع کر ڈالی اور جو مساعی جمیلہ اس عمر میں ملکات قدسیہ کے تحصیل کی معاون (بنتی) ہیں، ان کو خاک میں ملا ڈالا:

تـــروم الـــعـــز ثـــم تـــنـــام لیـــلا　　　مـــن طـــلـــب الـعـلـیٰ سھـر اللیـالـی

''تم سر بلندی چاہتے ہو، پھر رات کو سوتے بھی ہو، جو بلندیوں کا طلب گار ہوتا ہے، وہ راتوں کو جاگتا ہے۔''

اس ضمن میں تاسف آمیز اور غفلت انگیز عذر نہیں سنے جائیں گے۔ اگر حافظ محمود کے ہمراہ عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کی صحبت میں پہنچ جاتے تو کتنی اچھی بات ہوتی۔ خیر گزر گیا جو گزر گیا۔ اب بھی وقت ہے۔ ہاتھ سے نکل جانے والا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا:

کنونت کہ چشم است اشکے ببار زباں دردہان ست عذرے بیار

''اب جبکہ تیری آنکھ ہے، ایک آنسو (ہی) بہالے، زبان جب منہ میں ہے، کوئی عذر ہی کرلے۔''

مبادا ان جنون آمیز باتوں سے آپ کی طبیعت پریشان ہو جائے، لیکن کیا کروں، یہ چیز (میرے) اختیار میں نہیں ہے، خواہ مخواہ میرا دل جوش میں آ رہا ہے:

اگر باخویشتن عمرے بسرایں راہ را پوئی نہ از مقصد نشاں یابی نہ ایں راہ را کراں بینی

زخاکِ دامن مردے بکش درچشم جاں گردے کہ تازیں چشم نورانی جمالِ بے نشاں بینی

''اگر تو خود (اکیلا) عمر بھر سر کے بل اس راستے پر دوڑتا رہے تو بھی نہ مقصد کا نشان پائے گا (اور) نہ اس راستے کا (آخری) کنارہ دیکھ سکے گا۔ کسی مرد (خدا) کے دامن کی خاک کا سرمہ آنکھ میں ڈال لے، تا کہ اس نورانی آنکھ سے تو بے نشان کے جمال کو دیکھ لے۔''

والسلام فقیر غلام رسول از قلعہ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۳۳۷-۳۳۹)

تصوف اور طریق صوفیاء کی اہمیت:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ''الحمد لله وحده والصلوة علی رسوله الذی لا نبی بعده و علیٰ آله و اصحابه و سائر من بذل فی مرضیات الله جهده ''۔

''سب تعریفیں اللہ یکتا کیلئے ہیں اور درود ہو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں! اور آپ ﷺ کی اولاد وصحابہ کرام پر اور ان تمام لوگوں پر جنہوں نے اللہ کی رضا میں اپنی محنت صرف کر دی۔''

سلام مسنون کے بعد واضح ہو کہ آپ سعادت مند کو کیا لکھوں اور کیا تحریر کروں؟ جوانی کے دن مسافر ہیں اور زندگی پانی کے بلبلے کی طرح ہے، لیکن ہم کس مشغلے میں قیمتی اوقات کو برباد کر رہے ہیں؟ اور کیوں بے فائدہ کاموں میں خداداد صلاحیت کے پھل دار درخت کی جڑیں کسّی سے اکھیڑ رہے ہیں؟ کیا ہم دیوانے ہیں جو نہیں سمجھتے؟ اور عقل سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں کہ اس کے ضائع کرنے میں مصروف ہیں۔ افسوس، ہزار افسوس:

قدرِ وقت ار نشناسد دل وکارے نکند بس خجالت کہ ازیں حاصل اوقات بریم

''اگر دل وقت کی قدر نہ پہچانے اور کوئی کام نہ کرے تو بس ہم ان حاصل اوقات سے (کل قیامت میں) شرمندگی ہی اٹھائیں گے۔''

ہمیشہ دو چیزوں کا حصول ضروری اور لازمی ہے۔ ایک کتاب وسنت کا ادراک رکھنے کی علمی پونجی، جو دینی علوم کا سرچشمہ اور معنوی علوم کا خلاصہ ہے۔ دونوں چیزیں شمع کا درجہ رکھتی ہیں، جن کو دائیں اور بائیں (طرف) رکھ کر راستہ طے کیا جا سکتا ہے۔

دوسری چیز پابند شرع حضرات صوفیاء رحمہم اللہ کا طریقہ ہے، جو کام کی اصل، اسلام کی اساس اور ذوق ووجد کی مورث ہے۔ وہ جسم شریعت کیلئے جان کا درجہ رکھتی ہے اور صورتِ اسلام کی حقیقت اور روح ہے۔ ابھی تک ان دونوں کی خوشبو سے آپ عزیز کا دماغ معطر نہیں ہوا۔ (دنیاوی) تعلقات اور ننگ ونام کی رکاوٹیں حائل ہیں۔

تعلق حجاب است و بے حاصلی چو پیوند ہا بگسلی واصلی

''(دنیاوی) تعلق پردہ ہے اور بے حاصل، جب تو (دنیاوی) تعلق توڑ ڈالے گا تو (حق تعالیٰ سے) تعلق جوڑ لے گا۔''

علم ظاہری کے اساتذہ ہر جگہ موجود ہیں، مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ نے دہلی سے کتنا اچھا ملکہ بہم پہنچایا اور علمی فیوض کا مورد بنے۔ سبحان اللہ۔ بہت سے خاندان تحصیل کمال کی چاہت سے عاری، غافل اور دوسرے (لوگ) اللہ کی مہربانی سے فضل وعلم سے متصف اور سرفراز ہیں:

ترسم بکعبہ نرسی اے اعرابی کیں راہ کہ تو می روی بترکستان است
''اے اعرابی! میں ڈرتا ہوں کہ تو کعبہ تک نہیں پہنچ سکے گا، کیوں کہ جس راستے پر تو چل رہا ہے، (یہ) ترکستان کو جاتا ہے۔''
افسوس، صد افسوس کہ استعداد کی دولت برباد ہو رہی ہے، ابھی وقت ہے:

تروم العز ثم تنام لیلاً ومن طلب العلی سھر اللیالی
''تم عزت چاہتے ہو اور رات کو سوتے بھی ہو، جو بلندیوں کا طلب گار رہتا ہے، وہ راتوں کو جاگتا ہے۔''

اس رقعہ لے جانے والے کی بابت کتنا افسوس ہو رہا ہے کہ اتنی عمر لہو ولعب میں ضائع کر دی اور آپ بھی شفقت واخوت اور صلہ رحمی کی دلیل ہیں۔ معلوم نہیں کہ یہ جہل مرکب کس طرح اس خاندان میں پیدا ہو گیا ہے کہ دینی علوم حاصل نہیں کر رہا ہے۔

ملتان میں مولوی عبید اللہ کے فرزند مولوی عبد الرحمٰن اچھے عالم ہیں، ریاضی اور حدیث کے علوم دینیہ پڑھانے میں بہت مہارت رکھتے ہیں۔ وہیں مولوی سدید الدین لکھنوی علوم عقلیہ میں بے حد کامل موجود ہیں۔ باطنی علوم کیلئے صاحب زادہ رکن عالم صاحب رحمہ اللہ اور جناب (سیّد) عبد اللہ صاحب غزنوی رحمہ اللہ کا سلسلہ ہے۔ والسلام۔ فقیر غلام رسول از قلعہ

اس خط میں مکتوب الیہ کا نام درج نہیں، لیکن سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خط بھی مولوی محمد اعظم کی طرف لکھا گیا ہے۔
(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۳۴۰-۳۴۳)

کامل اولیاء کی صحبت: بسم اللہ الرحمن الرحیم ''الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی''
اس فقیر کی جانب سے السلام علیکم کے بعد برخوردار محمد اعظم عظمہ اللہ تعالیٰ بتوفیق الخیر (اللہ تعالیٰ بھلائی کی توفیق سے انہیں عظمت بخشے) غور کریں کہ جوانی مسافر ہے اور یہاں (دنیا میں) بار بار آنا نہیں ہو گا۔ فرصت اور صحت کی یہ نعمت ہر روز میسر نہیں رہے گی:

قدرِ وقت ارنشا سددل وکا رے نکند بس خجالت کہ ازیں حاصل اوقات بریم
''اگر دل وقت کی قدر نہ پہچانے اور کوئی کام نہ کرے تو ہم ان حاصل اوقات سے (کل قیامت میں) شرمندگی ہی اٹھائیں گے''

دو کام بڑے اہم ہیں، ایک دینی علوم کی تحصیل اور دوسرا ارباب جمعیت (اولیاء اللہ) کی صحبت، جو سب سے اونچا مقصد ہے:

باہر کہ نشینی ونشد جمع دولت وز تو نرمید زحمت آب و گلت
زنہار زصحبتش گریزاں می باش ورنہ نکند روح عزیزاں بحلت
''تو جس کے ساتھ بیٹھے اور دل کو جمعیت (سکون) حاصل نہ ہو اور تجھ سے آب وگل (دنیا) کی محبت نہ چھوٹے، خبردار! ایسے شخص کی صحبت سے دور بھاگ، ورنہ اپنے پیاروں کی روح (مبارک) تجھے معاف نہیں کرے گی۔''

بلکہ اصحابِ حقیقت نے لکھا ہے کہ ایک گھڑی خود اپنے ساتھ بیٹھ کر اور خیال کی آنکھ کو ماسوی اللہ سے بند کر کے اس شعر کا مضمون سمجھ لے۔

من ملک بودم و فردوس بریں جائم بود آدم آورد دریں دیر خراب آبادم
''میں فرشتہ تھا اور فردوس بریں میرا گھر تھا۔ اس خانہ خراب دنیا میں مجھے (حضرت) آدم (علیہ السلام) لائے ہیں۔''
نیز اپنی روح کو خطاب کر کے عتاب کرے:

خیز غافل بالِ ہمت باز کن سوئے جائے اصلیت پرواز کن
طوطی شیریں مقالی چند چند باشی اندر حبسِ زاغاں پائے بند
''اٹھ اے غافل! ہمت کے پر کھول (اور) اپنے اصلی گھر کی جانب پرواز کر۔ تو شیریں زباں طوطی ہے، کب تک کوؤں کے قید خانے میں بند رہے گا۔''

جب محض اللہ سبحانہ کی عنایت سے، کسی کی کوشش کے بغیر ایک بشارت عظمیٰ کا شرف نصیب ہو گیا، اس کھانے کا مزہ چکھ، ذائقہ کا ذوق لگا اور تلچھٹ کی لذت طلب کے حلق تک پہنچ گئی تو پھر افسوس ہے کہ (زندگی) بے مقصد مصروفیات میں برباد کریں اور نفسانی خواہشات کے سرور میں گزاریں۔ (حضرت) امام ربانی (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں:

ہمہ اندرز من بہ تو ایں است کہ تو طفلی وخانہ رنگیں است

'میری تمام نصیحت تجھے یہ ہے کہ تو ایک بچہ ہے اور یہ گھر (دنیا) بڑی رنگین ہے۔''

اگر فرصت کے اوقات میں سورۂ فاتحہ بسم اللہ اور آمین کے ساتھ ہر دفعہ آیات کا تکرار کرتے اور معانی کا لحاظ رکھتے ہوئے پڑھی جائے تو یہ جذب الٰہی کی کنجی ہے اور فرصت کے دنوں میں درود شریف حلیہ مبارک کے لحاظ سے پڑھنا مذکورہ بالا حال کے ورد کا موجب ہے، صلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وسلم۔

اگر سہام حوادث ترا نشانہ کنند پناہ بہ درودِ جناب مصطفوی (صلى الله عليه وسلم)

''اگر حادثات کے تیر تجھے نشانہ بنائیں تو تو جناب مصطفیٰ (ﷺ) پر درود (شریف) پڑھ کے پناہ حاصل کر۔''

والسلام فقیر غلام رسول از قلعہ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۳۴۳-۳۴۵)

باہمی اتفاق اور اتحاد کی اہمیت: - یہ خط وہ علمائے کرام مہربانی فرما کر ضرور پڑھیں، جن کی عادت مسلمانوں کو کافر قرار دینا اور مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ ڈالنا ہے۔ میرے عزیز چودھری فیض بخش، محمود خاں اور حاجی الحرمین خدا یار سلامت رہو۔ فقیر غلام رسول کی طرف سے السلام علیکم......ان دنوں حاجی صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ چند روز سے ہمارے اور ذیلدار کے درمیان کوئی بات چیت ہوئی ہے، جس کے بعد فیض بخش مسجد میں (آنے کا) شرف نہیں حاصل کرتے۔ یہی معاملہ چند باتیں لکھنے کا باعث ہوا ہے۔ بڑے غور سے سنئے کہ ہم سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو ماننے کا جو فرمان ہے، اس میں برابر ہیں اور آنحضرت ﷺ کی طرف سے مامور ہیں کہ ایک دوسرے کے ساتھ اتفاق رکھیں، خصوصاً اسلام کی نسبت کی وجہ سے باہم متفق رہیں۔ آپس میں نفاق (رکھنا) اور اسلامی بھائیوں میں تفرقہ (ڈالنا) حرام ہے۔ صلہ رحمی فرض ہے اور برکات کا ذریعہ اور نیک نامی کا سبب ہے:

زاتفاقِ مگس شہد می شود پیدا خدا چہ دولت و نعمت در اتفاق نہاد

''مکھیوں کے اتفاق سے شہد پیدا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اتفاق میں کیسی دولت ونعمت رکھی ہے۔''

ذیلدار ذیلداری کو بھلا کر محمود خاں کے ساتھ حسن معاملہ سے پیش آئیں کہ بھائی آپس میں حسن سلوک رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کے مشورے سے کام کرتے ہیں، اور محمود خاں کیلئے ضروری ہے کہ ملکیت کے غرور کو الگ رکھ کر ذیلدار کے ساتھ یوں اچھے اخلاق سے پیش آئیں، جس طرح کہ چھوٹے بھائی بڑے بھائیوں کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ جو مشورہ خلاف دین نہ ہو، اس سے باہر نہ جائیں۔ حاجی صاحب خود بھی سوچیں کہ ہم درویش سیرت لوگ حسنِ خلق اور سیرتِ نیک کے پابند ہیں، سخت گیری جو کہ رضائے الٰہی کے خلاف ہے، اس سے الگ ہو کر یوں (برتاؤ) کریں کہ ہم میں سے کسی مسلمان کا دل آزردہ نہ ہو اور مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ اور فساد نہ ہو، کیوں کہ حدیث صحیح میں آیا ہے جو مسلمان کے ساتھ تین روز میں صلح نہ کرے، اس کے ایمان میں خلل ہے۔ اگر ناراض نہ ہوں تو شیخ سعدی رحمہ اللہ کا شعر لکھوں، خوب کہا جو کہا:

حاجی تو نیستی شتراست از برائے آنکہ بے چارہ خار می خورد و بار میں کشد

''تو حاجی نہیں (بلکہ) اونٹ ہے، جو بے چارہ کانٹے کھاتا ہے اور بوجھ اٹھاتا ہے۔''

جی ہاں! اس سے بھی زیادہ ذیلدار اور محمود خاں کی بے اتفاقی فساد اور تفرقے کا سبب ہے:

چرا ایشاں نمی باشند چوں شیرو شکر باہم عجب ذوقے بکام دیں رسد زیں کامرانی ہا

''وہ آپس میں شیر وشکر کیوں نہیں ہوتے۔ یہ ایسا عجیب ذوق (عمل) ہے، جس سے دین کے کام کو کامیابیاں ملتی ہیں۔''

جو صلح کا آغاز کرتا ہے، اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ لوگ اس نصیحت پر کاربند ہوں گے اور سب کے ساتھ صلح سے پیش آئیں گے اور کاموں کا انتظام دونوں مشورے سے کریں گے:

نصیحت گوش کن جاناں که از جاں دوست تر دارند　　　جوانانِ سعادت مند پندِ پیر دانا را

''اے جاناں! نصیحت سن لے کہ سعادت مند جوان دانا بوڑھے کی نصیحت کو جان سے بھی زیادہ دوست رکھتے ہیں۔''

حافظ (شیرازی رحمہ اللہ) کا شعر ہے:

به مجلس نوجواناں راکہن پیرے ضرور آمد　　　حرارت دارد ایں معجون و طبا شیرے ضرور آمد

''نوجوانوں کی مجلس کیلئے تجربہ کار بوڑھا ضروری ہے، (کیوں کہ) یہ معجون گرمی رکھتی ہے اور (اس کیلئے) ایک طبا شیر لازمی ہے۔''

اس فقیر کی جانب سے ہر تین (صاحبان) کیلئے بارگاہ الٰہی میں دعا ہے کہ اس کی ذات پاک انہیں ظاہری اور باطنی اطمینان نصیب کرے۔ جاننا چاہیے کہ ہمارا دین دو چیزیں ہیں: "مآ اتا کم الرسول فخذوہ و ما نھٰکم عنه فانتھوا" (سورۃ الحشر، آیت: ۷)

ایک حکم کا بجالانا اور دوسرا منع کردہ چیزوں اور گناہوں سے رک جانا۔ خصوصاً جو آدمی حرام پر قدرت رکھتا ہو، اور پھر وہ (اس سے) بچے، اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور بعض فرشتوں سے اس کے درجات بڑھ جائیں گے۔ کون آدمی زندگی میں حرام خوری کو پیشہ بناتا ہے، جو اپنی آخرت کا فکر رکھتا ہے۔　　فقط والسلام: غلام رسول از قلعہ　　(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۳۵۱-۳۵۴)

نیک صحبت کی ضرورت:۔ یہ خط حضرت مولانا غلام رسول صاحب نے اپنے شاگرد مولوی علاء الدین صاحب رحمہ اللہ (گوجراں والا) کو دہلی لکھ کر بھیجا تھا، جب مولوی علاء الدین وہاں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔

بسم الله الرحمن الرحیم　　"الحمد لله وحده والصلوٰة والسلام علیٰ رسوله الذی لا نبی بعده و علیٰ آله و صحبه و علیٰ سائر من بذل فی مرضیات الله جهده "۔

امابعد، عزیز (من)! آپ کا رقعہ ملا، مجھے خوشی ہوئی۔ آپ کے والد بہت انتظار میں تھے، اتنے زیادہ کہ اس کی انتہا نہیں۔ علم دین آیا تھا کہ شہاب الدین سے سنا تھا کہ عید کے بعد آئیں گے لیکن ابھی تک نہیں آئے۔ تمہیں ان کو خط لکھنا چاہیے۔ تمہارے خط کے بغیر وہ مطمئن نہیں ہوں گے۔ میرے عزیز! مرزا (صاحباں) پڑھو یا حمد اللہ، ہمیں اتنی فرصت نہیں، جو علم حدیث کیلئے (درکار) ہے۔ علم کا مدار عمل پر ہے اور عمر گزر رہی ہے۔ تمہارے عمل میں غفلت اور سستی موجود ہے۔ مجھے خبر نہیں کہ تمہیں کس کس کی صحبت حاصل ہے، اچھے لوگوں کی یا برے لوگوں کی؟ لیکن افسوس! صد افسوس:

صحبت نیکاں زجہاں دور شد　　　خانه عسل خانۂ زنبور شد

''نیک لوگوں کی صحبت دنیا سے اُٹھ گئی، شہد کا چھتہ، بھڑوں کا ٹھکانہ بن گیا ہے۔''

اچھی باتیں کرنے سے کام نہیں بنتا، بلکہ اچھے کردار سے (کامیابی ہوتی ہے)، میرے عزیز! اِس وقت موت کا قاصد آ پہنچے تو آخرت میں کیا جواب دو گے کہ میں کس مشغلے میں تھا؟

ببام منطق اے سلم نہادہ　　　زِاوج اہتدا دور افتادہ

بجز حب خداوند تبارك　　　مبارك نیست ایں قاضی مبارك

زحمد اللہ تغیر یافتت حال　　　بحمد اللہ نبودت ہیچ اشغال

''اے وہ! جو منطق (اور) سلم کی چوٹی پر جا پہنچے، (تم) ہدایت کی چوٹی سے دور ہو گئے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت کے سوا یہ ''قاضی مبارک'' مبارک نہیں ہے۔''

''حمد اللہ'' سے تیری حالت بدل گئی (اور) تجھے اللہ تعالیٰ کی حمد سے ذرہ بھر (بھی) لگاؤ نہیں!

میرے عزیز! یہاں بار بار آنا (نصیب) نہیں ہوگا، آخر کار ایک روز اس جہاں سے جانا ہوگا۔ هلك المسوفون (ہلاک ہوگئے دیر کرنے والے) کی صدا سنیں گے:

ہیں مگو فردا کہ فردا ہا گزشت تا بکے نگزرد ایام کشت

ایں قدر تخمے کہ باید ست بکار تا در آخر در دہد صد برگ وبار

ایں قدر عمرے کہ ماند ستت بباز تا در آخر بینی از روئے عزو ناز

روبگو رستان دمے خامش نشیں وآں خموشانِ سخن گوربہ بیں

گوچہ یکساں ست روئے خاکشاں نیست یکساں حالت چالاك شاں

لحم و شحمِ زندگاں یکساں بود آں یکے غمگین و ایں شاداں بود

''خبردار! کل کل مت کہو کہ کتنے ہی کل گزر گئے! جب تک کہ کھیتی (زندگی) کے دن پورے نہیں ہو جاتے۔''

اتنا بیج جو کہ تیرے کام کیلئے ضروری ہے (وہ بوتا رہ)، تا کہ (یہ) آخرت میں سینکڑوں پھول، پتے اور پھل دے۔

جتنی زندگی تیری باقی رہ گئی ہے، وہ کام میں لا، تا کہ آخرت میں تو عزت اور اونچا مقام حاصل کرے۔

تو قبرستان میں جا کر ایک لحظہ خاموش بیٹھ اور ان باتیں کرنے والے خاموشوں کو دیکھ۔

اگر چہ ان پر ایک جیسی مٹی پڑی ہے، لیکن ان کی حالتِ آخرت یکساں نہیں ہے۔

زندوں کا گوشت پوست ایک جیسا (دکھائی دیتا) ہے، (لیکن) ان میں ایک غم میں ڈوبا ہوا ہے اور دوسرا خوش ہے۔

ہمیشہ دل میں آتا ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز اور رات کو تہجد کیلئے جاگنا نصیب ہو جائے، اور تھوڑا سا حصہ جو مشتے از خروارے کے مصداق (زندگی کا) باقی رہ گیا ہے، وہ بے مقصد مصروفیات میں گزر رہا ہے:

خوابم بشد ازدیدہ دریں فکرِ سوز کاغوش کہ شد منزل سائش خویش

''فکر سوز سے میری آنکھ میں نیند نہ رہی کہ آسائش خو کس کی آغوش تیری منزل بن گئی؟''

اگر اس معاملے میں کوئی فتور یا کوتاہی روا رکھے ہوئے ہوں تو بلاشبہ وہ سخت گھاٹے میں ہیں اور بے فائدہ مشاغل میں دیوانے ہیں:

بوق صبح ہمی شود بحضور معلومت کہ باکہ باختہ ای عشق در شب دیجور

چند چند از حکمت یونانیاں حکمتِ ایمانیاں راہم بخواں

''صبح کے وقت تجھے معلوم ہو جائے گا کہ اندھیری رات میں کس کے ساتھ عشق کرتے رہے ہو۔ یونان والوں کی حکمت کب تک پڑھو گے، ایمان والوں کی حکمت کو بھی پڑھ لو۔''

آپ پر سلامتی ہو مولوی صاحب کو (میرا) سلام پہنچائیں۔

(حضرت) شاہ ولی اللہ صاحب (رحمہ اللہ) کی کتابیں اور ان کے رسائل جہاں بھی دست یاب ہوں، نظر میں رکھیں۔ پہلے آپ اطلاع دیں، پھر لکھا جائے گا اور مبلغ چھ روپے ابھی تک ہم نے نہیں بھیجے، لیکن عنقریب بھیج دیں گے۔ حضرت امام علی شاہ مکان شریف رحمہ اللہ چھتڑ والے ان دنوں میں فوت ہو گئے ہیں:

ساقیا عشرتِ امروز بفردا مکن یا زدیوان قضا خط ہر حال بمن

''اے ساقی! آج کی موج کو کل پر مت ڈال، (کیوں کہ) دیوان قضا سے خط (پروانہ موت) یقیناً مجھے ملنے والا ہے۔''

محمد قاسم کی طرف سے سلام قبول ہو۔ فقیر غلام رسول از قلعہ

مولانا عبدالقادر لکھتے ہیں۔

مولوی (علاء الدین) صاحب رحمہ اللہ بیان کرتے تھے کہ جب میں نے یہ خط پڑھا تو اس قدر رقت طاری ہوئی کہ برابر ہفتہ بھر پڑھنا نہیں سوجھا اور روتا ہی رہا۔ میرے استاد صاحب رحمہ اللہ نے بہت اصرار کر کے مجھ سے رونے کی وجہ پوچھی (کیوں کہ انہیں شک گزرا کہ میرے کسی عزیز کے فوت ہونے کی خبر مجھے ملی ہے) تو میں نے روتے ہوئے انہیں یہ خط دے دیا۔ وہ بھی پڑھ کر رونے لگے۔ اس کے بعد بھی مولوی علاء الدین صاحب رحمہ اللہ کی یہ حالت تھی کہ خط بہت سنبھال کر رکھا ہوا تھا اور کبھی کبھی نکال کر اسے پڑھ کر روتے تھے۔

(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۳۵۹-۳۶۴)

مرشد کی خدمت میں خط:۔ یہ خط حضرت سیّد عبداللہ صاحب غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں ان کے خط کے جواب میں لکھا گیا۔

بسم الله الرحمن الرحيم "الحمد لله و كفىٰ والسلام علىٰ عباده الذين اصطفىٰ"

امابعد، بخدمت شريف، فيض مآب، جامع كمالات، مورد عنايات جناب حضرتِ من دامت بركاته

فقیر غلام رسول کی طرف سے السلام علیکم، آداب و نیاز پیش کرنے کے بعد عرض ہے کہ محمد عثمان آئے اور انہوں نے فقیر کے نام آپ کا مکتوب شریف پہنچایا:

من كه باشم كه برآں خاطرِ عاطر گزرم ‌ ‌ ‌ لطف ہامی كنی اے خاكِ درت تاجِ سرم

''میں کون ہوں جو اس خاطر عاطر میں آؤں؟ اے (بزرگ وار) آپ مہربانیاں کر رہے ہیں۔ آپ کے در کی خاک میرے سر کا تاج ہے۔''

وعدے کے مطابق ارشاد کا منتظر ہوں۔ اللہ کرے کہ انتظار کا دن میری زندگی میں آئے، کیوں کہ فانی زندگی کا بھروسہ نہیں ہے اور یہاں بار بار آنا نہیں ہے، ہر چند میں اس راستے پر دوڑ رہا ہوں، لیکن ابھی تک اس چہرے کو نہیں دیکھا جو مجھے مطلوب ہے:

مرا عهد يست با جاناں كه تاجاں درتنم دارم ‌ ‌ ‌ ہوا واراں كويش راچوں جان خويشتن دارم

الائے پير فرزانه مكن منعم زمے خانه كه من ‌ ‌ ‌ در حق پيمانه دل پيماں شكن دا رم

''میں نے جاناں کے ساتھ وعدہ کر رکھا ہے کہ جب تک میرے تن میں جان ہے، میں تیرے کوچے کو ہوا کی طرح اپنی جان سمجھتا ہوں۔ خبردار! اے دانا بزرگ مے خانے سے مجھے منع مت کر کہ میں ساغر کیلئے پیمان شکن دل رکھتا ہوں۔''

مزید یہ کہ شیخ عبداللہ قوم برہمن حامل رقعہ ہذا نے دو تین سال سے، ریا کے شائبہ کے بغیر اور دنیا کی کسی غرض و حرص کے سوا اللہ کیلئے خالص مخلص بن کر تائب ہونے کے بعد، خلعت اسلام کو زیب تن کر لیا ہے۔ شروع سے اب تک حقیقی اسلام کی دریافت کا شوق و ذوق ان کے ذہن میں موجود ہے اور اللہ والوں کی صحبت کے بغیر اس کا حصول مشکل ہے اور (اس کے) پیاروں کی عنایت کے بغیر اس تک رسائی محال ہے، خاص کر اس زمانے میں جب کہ دعویٰ کرنے والوں کی کثرت ہے اور روشن ضمیر اور اکسیر نظر اہل دل اکثر صحبتوں میں تفرقہ اور خلل کا شکار ہیں، (اس طرح) جمعیت اسلام کیلئے کیا کیا جائے اور کہاں جایا جائے؟

باہر كه نشستی و شد جمع دلت ‌ ‌ ‌ داز تو نرميد زحمتِ آب و گلت

زنہار زصحبتش گريزاں می باش ‌ ‌ ‌ ورنه نكند روحِ عزيزاں بحلت

''جس کے ساتھ بیٹھو اور دل کو جمعیت (سکون) حاصل نہ ہو اور تجھ سے آب و گل (دنیا) کی محبت نہ چھوٹے۔ خبردار! ایسے شخص کی صحبت سے دور بھاگو، ورنہ عزیزاں کی روح تجھے معاف نہیں کرے گی۔

لہٰذا ارادت کامل کے ساتھ ایک راستہ ہے، اس امید پر کہ اپنی بیعت سے مشرف فرما کر اس پر ایک نظر (توجہ) فرمائیں، جو اس کے دل کے اطمینان کا سبب بن جائے اور وہ زبان حال و قال سے ہر کسی سے کہتا پھرے:

ايں جا بيا كه جلوئه نور محمد يست ‌ ‌ ‌ ايں جا بيا كه مائدئه فيض سر مديست

ایں جا بیا کہ نور یقین جلوہ می کند — خوش وقت آں کسے کہ بایں نور مہتد یست

اے ماندئہ ظلمتِ شک ایں طرف بیا — تابنگر بچشم کہ دین، دینِ احمد یست

''ادھر آ کہ (یہاں) نور محمدی ﷺ کا جلوہ ہے۔ ادھر آ کہ (یہاں) فیض سرمدی کا دسترخوان (بچھا) ہے۔

ادھر آ کہ نور یقین جلوہ کر رہا ہے۔ خوش بخت وہ آدمی ہے، جو اس نور سے ہدایت پاتا ہے۔

اے شک کی تاریکی میں گرفتار اس طرف آ......! تا کہ آنکھ سے دیکھ لے کہ دین تو دین احمدی ﷺ ہی ہے۔

مؤلفۃ القلوب کیلئے وقت نہ نکالنا سکون دل کیلئے خلل کا موجب بنتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ درخواست قبول فرمائیں گے اور جو آپ کے مبارک خط میں مشائخ زمانہ کے متعلق لکھا گیا تھا (بالکل صحیح تھا) کہ قدیم دور کے بزرگ بلندیٔ ہمت اور مقام معرفت کو تیزی سے طے کرنے کے باوجود اپنے آپ کو مشیخیت کے منصب پر نہیں سمجھتے تھے اور اس وقت جب کہ ہر طرف کمی ہی کمی ہے، اور باطن کو چھوڑ کر لوگ ظاہر پر قناعت کرتے ہیں، زیادہ سے زیادہ مرید بنانے میں کوئی خوف نہیں کیا جاتا۔ میرے حضرت! بعض کے ضمن میں فقیر کا قیاس یہی ہے، جو مثنوی کے اس شعر میں (مذکور) ہے:

ہم چو صیاد آورد بانگ صفیر — تا فریبد مرغ راپا آں مرغ گیر

''شکاری کی طرح اس نے پرندوں کو بلانے کی آواز لگائی، تا کہ پرندے کو دھوکا دے کر اسے پکڑ لے''

بعض کاملین سے پوچھا گیا۔ انہوں نے کہا کہ مقربین سابقین جو اہل اللہ ہیں، ہر زمانے میں ان کے طالب کم رہے ہیں، اور اس زمانے میں سوائے نام کے کوئی نشان نہیں ہے۔ حقیقت میں یہ سلسلہ کچھ شرائط کیساتھ مشروط ہے۔ مرید کے حق میں ارادت کی پختگی اور آداب صحبت کے ساتھ، جیسا کہ شیخ حمید بنگالی کے مکتوبات کی جلد اول میں پیشوا کیلئے فنائے شعور، مقامات کے طے کرنے کیلئے فنائے ارادہ اور شیخ مکمل کی اجازت (کا حامل ہونا ضروری) ہے اور ابرار کے طریقے میں اور ادواذ کار، نماز، تلاوت اور نوافل کیلئے کسی سے اجازت لینا لازمی نہیں ہے۔ مقربین کم ہیں اور ملحدین گمراہ کرنے کیلئے ہر جگہ جلدی میں ہیں، مبادا کہ (یہ صاحب) کسی زندیق کے ہاتھ گرفتار ہو کر ایمان کا سرمایہ برباد کر بیٹھیں۔ اگر چہ ایسا نہیں ہوگا (ان شاء اللہ)۔ (پھر بھی) اگر (ارشاد) فرمائیں تو مضائقہ نہیں ہے، لیکن (انھیں) آگاہ کریں کہ مقربین کا طریقہ اور ہے، تا کہ انہیں فرق معلوم ہو جائے۔ فقط:۔ فقیر غلام رسول از قلعہ

مرشد سے عقیدت کا گیارہواں خط:۔ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ نے یہ خط حضرت سیّد عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ علیہ کے نام فارسی نظم میں اپنے ایک نہایت مخلص اور خوش الحان مرید حافظ غلام مرتضیٰ صاحب رحمہ اللہ کے ہاتھ روانہ فرمایا۔ پہلے شعر ہی سے پتا چل جاتا ہے کہ یہ خط انہوں نے حضرت سیّد عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کو اس وقت ارسال فرمایا تھا جب وہ غزنی میں قیام فرما تھے۔

اے ساربان بیا کہ بغزنی سفر کنیم — بینم دیارِ یار غم از دل بدر کنیم

در لمحے کوہ و دشت و بیابانِ آں سواد — کفشے زچشم منتظر پائے سر کنیم

از حد گزشت درد و غم انتظار یار — اے خوش دمے کہ بردرِ جاناں گزر کنیم

زاں صحبتے کہ طالع بیدار ہم ندید — بے بہرہ گشتہ ایم و شمارا خبر کنیم

دردا گزشت موسمِ فصلِ بہارِ گل — بلبل صفت دو دشت تغا بن بسر کنیم

باز آنسیم وصل بیا در حیات ما — بارے حساب زندگی خودزِ سر کنیم

خوباں بصد کمال و جمال اندسو بسو — حسنش زعالمے است و گرچوں نظر کنیم

اس نظم کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے۔

''اے شتربان آ ہم غزنی کا سفر کریں، یار کا دیس دیکھیں اور غم کو دل سے ہٹائیں۔ اس اطراف کے پہاڑ، جنگل و بیابان کو دیکھنے، کیلئے

آنکھیں انتظار کر رہی ہیں۔

دوست کے انتظار کا درد وغم حد سے گزر گیا، کیا پیاری گھڑی ہوگی جب ہم جاناں کے در پر پہنچیں گے۔

وہ ہم نشیں کہ جاگتا مقدر بھی نہ دیکھے ہو، ہم اس سے محروم ہیں اور آپ کو بتا رہے ہیں۔

ہائے درد، کہ گلاب کی فصلِ بہار کا موسم بیت گیا، بلبل کے مانند ہم جنگل میں چھپے ہوئے شرما رہے ہیں۔

او ملاقات کی ٹھنڈی ہوا ہماری زندگی میں لوٹ آ، ایک بار سر سے اپنی زندگی کا حساب کریں۔

بے حد کمال و جمال والے محبوب یہاں اور وہاں ہیں، لیکن اس کا حسن دوسرے عالم کا ہے جب ہم دیکھتے ہیں۔''

یہ منظم فارسی خط بھی حضرت سیّد عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے نام ہے جو انہوں نے اپنے شاگرد مولانا محمد علی بوپڑوی مرحوم کی معرفت ارسال فرمایا۔ اس سے واضح نہیں ہوتا کہ یہ خط غزنی بھیجا یا امرتسر۔ البتہ آخری شعر سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا محمد علی بوپڑوی رحمہ اللہ حضرت سیّد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ سے حصولِ فیض کے خواہاں تھے۔

نوید اے بلبل بیدل بفضل اللہ بہار آمد	خوشا روز وصالِ گل کہ بعد از انتظار آمد
بساز اے ساربان بارے دو چشم محمل جاناں	برآ اے جاں بہ استقبال چوں آں شہسوار آمد
بہ دروازہ بر آمد جاں براہ انتظار تو!	چہ فرمائی بر آید یا بگردد چوں کہ یار آمد
شنیدم کہ آں دلبر کہ کردے دل ربائیہا!	کنوں از عین دلداری بر ایں بے قرار آمد
خرابیہا کہ از باد خزاں آمد بباغ ما	کنوں انصاف خود خواہیم چوں فصل بہار آمد
بیاد امن فشاں اے گل بیزم شاد مانیہا	بروا اے غم زکوئے ما کہ یارِ غم گسار آمد
سزا بر مقدم جاناں ز مشتاقاں نثار جاں	برآں راہے شوم قرباں کہ آں زیبا نگار آمد
غلامؔ ایں نامۂ شوق از مداد دیدہ بنوشتہ	ہزاراں سوز پروانہ بہ ہر حرفش بکار آمد
خدا رحمت کند وے را کہ خواند پیش عبداللہ	زِ سوزِ سینہ ایں نامہ مخبر حال زار آمد

اب اس نظم کا اردو ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

''اے اداس بلبل! خوش خبری لے کہ اللہ کی مہربانی سے بہار آئی، کتنا پیارا گل کی ملاقات کا دن ہوگا جو انتظار کے بعد آیا۔ اے شتربان، ایک مرتبہ میری دونوں آنکھوں کو جاناں کا کجاوہ دکھا، اے جان! باہر آ جا استقبال کیلئے جب وہ شہسوار آئے۔ تیرے انتظار کی راہ میں جان چوکھٹ پر آئی، کیا حکم ہے؟ جان نکل جائے یا واپس جائے جب کہ دوست آئے۔ میں نے سنا ہے کہ وہ محبوب جو اٹھکیلیاں کرتا تھا، اب انتہائی ڈھارس کی نظر سے اس بے قرار کے پاس آیا۔ وہ ویرانیاں جو پت جھڑ کے موسم کی ہوا سے ہمارے باغ میں آئیں، اب ہم اپنا انصاف چاہیں گے جب بہار کا موسم آیا۔ اے گلاب! آ میری خوشیوں کے جشن میں دامن جھاڑ دے، اے غم! ہمارے کوچے سے بھاگ جا، کیوں کہ غم غلط کرنے والا یار آیا ہے۔ محبوب کے آنے پر عاشقوں کو جان نچھاور کرنی چاہیے، اس راہ پر میں قربان جاؤں جس پر وہ دلکش محبوب آئے۔ غلامؔ نے آنکھ کی روشنائی سے یہ محبت نامہ لکھا ہے، پروانے کا ہزاروں درد اس کے ہر حرف میں کام آیا۔ خدا اس پر رحمت کرے جو عبداللہ رحمہ اللہ کے پاس پڑھے، سینے کے سوز سے یہ خط (پیش خدمت ہے) جو میری خستہ حالت کا پتا دے رہا ہے۔'' (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۳۶۹-۳۷۲)

ولی کامل فنافی اللہ بزرگ سے عقیدت:۔ انتہائی واجب الاحترام بھٹی صاحب! حفظہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور اور بعد ازاں فون پر آپ کے برادرِ صغیر جناب سعید احمد صاحب بھٹی سے معلوم ہوا کہ آپ ان دنوں ولیٔ

کامل، فنافی اللہ حضرت مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ سے متعلق کتاب لکھ رہے ہیں، اوراس سلسلے میں آپ کو معلومات درکار ہیں۔
اللہ تعالیٰ آپ کے علم وعمل اور عمر عزیز میں برکت عطا فرمائے۔ آمین (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۳۸۷)

جناب سیّد عبدالقادر جیلانی محی السنہ رحمہ اللہ کی تعریف میں:

دلا اُٹھ جاگ گزری رات ساری
گیاں سیّاں تیری ہے اج واری

کیا کرسیں نہیں کچھ کات تیری
تغافل نال گزری رات ساری

نقارا کوچ دا مارا اجل نے
سفر پیشہ کیا طول امل نے

کویلے اُٹھ کیا سامان کرسیں
بنا کشتی کویں طوفان ترسیں

جے چاہیں قرب ربانی دے انوار
چلا چل شاہ جیلانی دے آثار

معارج قرب دے چڑھیا قدم دھر
تمامی اولیاء کی گردنوں پر

چلا حضرت نبی ﷺ کے گام پر گام
اسی موجب محی الدین ہوا نام

میرا محبوب سبحانی ہے محبوب
میرا اوہ محبوب صمدانی ہے مطلوب

وہ آئینہ ہے سنت احمدی ﷺ کا
وہ موردِ خاص فیض سرمدی کا

بحمد اللہ میرے ہیں طالع یار
بڑھی وانگوں یوسف دے خریدار

کیا اس شاہ کا ہے شان عالی
وہ بستانِ حقیقت کا ہے مالی

غلام اس جام کا ہے دل پیاسا
ہووے اس فیض دے دربار واسا

حلیہ مبارک حضرت محی الدین سیّد عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ:

کھلی بغداد دی واؤ فیض والی
ہوئی سرسبز تازہ پھول ڈالی

میرے دل دی کلی اس نے ہنسائی
کلیجے عاشقاں دے ٹھنڈ پائی

اڈی بلبل چمن دی کر تیاری
چلی گل دیکھنے کو کر تیاری

اداس جی میرا ہے وانگ بلبل
کرے محبوب دے ملنے کو غلغل

میرا محبوب ہے محبوب سبحان
نمونہ سنت دا ہے شاہِ جیلان

جو دوہتا ہے محمد مصطفیٰ (ﷺ) کا
وہ پوتا ہے علی المرتضےٰ

حسنؓ دے باغ دا ہے وہ تازہ گل
تعالیٰ کیا اس دا تجمل

کیا سوہنا مبارک رنگ انور
سفید میں ملی سرخی منور

نحیف البدن محبوب الٰہی
اوہدے پر ختم ہوئی دلربائی

میانہ قد لگے دل نوں پیارا
ہو یا مفتون اس پر جگ سارا

جھلک رخسار دی اکھیں جھلن
ہوواں صدقے جو سوہنی چال چلن

دو ابر و شاہ اعظم دے ملے سن
سیاہ اکھیں میں ڈوری سرخ دسّن

لمی چوڑی مبارک ریش آہی — چمک دے وال نورانی سیاہی
بلند آواز تے قدرے شتابی — سنن جو درس ہووے فیض یابی
ودھے رغبت تے ہیبت حاضراں نوں — ہووے دل نرم ڈٹھیاں ناظراں نوں
کھلا سینہ مبارک دا خزینہ — جیہدے کولوں ہووے حاصل سکینہ
ڈوبے نے انگلیاں دے شمس سارے — اسا ڈا شمس ایدی بر کنارے
قیامت تک رہے گا فیض جاری — ہمیشہ موسم فصل بہاری
غلام امید وار مہربانی — او سے در دا ارادت مند جانی

(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۴۴۲-۴۴۴)

مقام فنافی الرسول کی اشعار میں ترجمانی:۔ مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ کے دل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بے پناہ محبت پائی جاتی تھی۔اس کا اظہار وہ فارسی اور پنجابی اشعار میں بھی کرتے تھے اور تقریر وخطابت میں بھی۔ نبی ﷺ کی زیارت کا شرف انہیں خواب میں بھی حاصل ہوا اوران کا یہ بھی کہنا ہے کہ اپنے گاؤں (یا علاقے) میں، وہ جو تبلیغ دین کررہے ہیں،اس کا انہیں نبی (ﷺ) کی طرف سے حکم دیا گیا ہے، یعنی وہ اس نواح میں تبلیغ دین کیلئے بارگاہِ نبوت سے باقاعدہ مامور تھے۔ان کے جسم کے روئیں روئیں میں محبتِ رسول (ﷺ) سرایت کرچکی تھی۔اس کے ساتھ ہی دیارِ پیغمبر (ﷺ) سے بھی انہیں انتہائی پیار تھا۔

اس کا اندازہ ان کی مندرجہ ذیل فارسی نظم سے ہوتا ہے۔

گویم بتو اے صبا پیامے — در وادئ عشق چند گامے
از ملک عجم مگر برآئی — درناحیۂ عرب درآئی
بادیدئہ زار و دل فگارے — در شہر مدینہ کن گزارے
بیں روضۂ پاک سرور دیں — آں مضجع خاتم النبیین
بردیمانی بوتن کشیدہ — درقبہ شریف آرمیدہ
گوئی پس صد ہزار صلوات — برکات و تراحم و تحیات
کائے سیّد و سرورِ دو عالم — اے شافع حشر و فخرِ آدم
بے تو بہ لبم رسیدہ جانے — واز سوزِ من است داستانے
دل بردی و دل دہی نہ کردی — غم دادی و باز غم نخوردی
ازیاد کمال با جمالت — داریم نیاز بے ملالت
از حد شدہ دروں انتظارم — بر راہ تو دیدہ اشک بارم

ذیل میں اس نظم کا اردو ترجمہ ملاحظہ ہو۔

”اے پورب کی ہوا! ایک پیغام تیرے حوالہ کررہا ہوں، میرے عشق کے علاج کیلئے چند قدم کی زحمت کرنا۔

ملک عجم سے جب تو باہر نکلے، (اور) اطرافِ عرب میں داخل ہوجائے تو روتی آنکھ اور خستہ دل کے ساتھ، شہر مدینہ میں پڑاؤ ڈالنا۔

سرورِ دین (ﷺ) کے روضۂ پاک کو دیکھنا، جو خاتم انبیاء (ﷺ) کی خواب گاہ ہے۔

وہ یمن کی دھاری دار چادر اوڑھے، مبارک قبے میں آرام فرما ہیں۔

ان پر لاکھوں درود و سلام، برکات، رحمتوں اور سلامتی کی دعاؤں کے بعد کہنا۔
کہ اے آقا! دو جہان کے سردار، اے حشر میں شفاعت کرنے والے فخر انسانیت! آپ ﷺ کے بغیر جان، لبوں پر آ چکی ہے، اور میرے عشق کی تڑپ ایک داستان بن گئی ہے۔
آپ (ﷺ) نے دل لے لیا اور دل دیا نہیں، غم دیا اور غم خواری نہیں کی۔
آپ کے ﷺ جمال بھرے کمال کی یاد میں، آپ ﷺ کی رنجیدگی کے بغیر میں عاجزی رکھتا ہوں۔
میرے انتظار کی تکلیف حد کو پھلانگ چکی، آپ ﷺ کی راہ پر میری آنکھ آنسو برسا رہی ہے۔
اب اسی سلسلے کی مولانا ممدوح کی ایک اور فارسی نظم پڑھیے۔ اس میں بھی وہ نبی ﷺ کی زیارت کیلئے بے تاب ہیں۔ سات اشعار پر مشتمل نہایت عمدہ نظم ہے۔"

اے خوشا روئی، دلآ سامی رسول عربی	اے عجب قامت رعنائی رسول عربی
بخت یا ورشده ویافت سعادتِ عظمیٰ	ہر کہ شد والہ وشیدائے رسول عربی
ورچہ سودا وچہ سود یست کہ سازیم فدا	نقد جان در سودائے رسول عربی
نہ بشہر ونہ بصحراست قرارِ دلِ من	کاش بینم رخِ زیبائے رسول عربی
طائر جانِ من از شوقِ بنی بال کشائے	تادر روضۂ والائے رسول عربی
از بس بردیمانی مگر افتد بدلم	پرتوِ حسن زسیمائے رسول عربی
للہ الحمد کہ پُر درد غلام بے دل	یافت از لطف مداوا ائے رسول عربی

اب ان اشعار کا اردو ترجمہ پڑھیے۔
"اے پیارے مکھڑے والے، دل کو چین دینے والے عربی پیغمبر (ﷺ) اور اے شوخی بھرے عجیب سراپا والے عربی پیغمبر (ﷺ)۔
مقدر جاگ گیا اور سب سے بڑی سرفرازی پائی (اس شخص نے) جو پیغمبر عربی (ﷺ) پر فریفتہ وشیدا ہوا۔
کیا محبت کا معاملہ اور کیا منفعت ہے کہ ہم اپنی نقد جان قربان کریں پیغمبر عربی (ﷺ) پر دیوانگی کے ساتھ۔
نہ شہر میں قرار ہے، نہ جنگل اور ویرانے میں اطمینان، کاش میں پیغمبر عربی (ﷺ) کے منور چہرے کو دیکھ پاتا۔
میری روح کا پرندہ نبی (ﷺ) کی محبت میں باز و پھیلائے ہوئے ہے، پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند و بالا روضے تک پہنچنے کیلئے۔
دھاری دار ردائے مبارک کے پیچھے سے، شاید میرے دل پر، پیغمبر عربی ﷺ کی پیشانی کے حسن کا عکس نظر آ جائے۔
اللہ کی بے حد تعریف ہے کہ غلاؔم (ایسے) درد سے بھرے اُداس شخص نے اللہ کی مہربانی سے پیغمبر عربی (ﷺ) کا مداوا حاصل کر لیا۔
ان دو فارسی نظموں کے بعد اسی موضوع کی پنجابی نظموں کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

چلیں اس دیس نوں وے سار بانا!	جتھے کیتا حبیب اللہ ٹکانا
چلا اُشتر ہوواں قربان تیری	تیرے راہاں توں گھولی جان میری
ہوئی مدت جو روون نین میرے	کلیجے چھیک پاون وین میرے
رسول اللہ دے کر کر یاد آثار	النبی مار بھڑکے شوق دیدار
مدینے میں پوچا اک وار مینوں	حیاتی میں ملا دلدار مینوں
غبار اس راہ دا سرمہ بنا واں	ہوواں صدقے اگر اک جھات پاواں

جے پر ہوون تاں ماراں اوڈاری ویکھاں روضہ جے طالع کرن یاری

ایک اور پنجابی نظم پڑھیے۔

صبا روضے رسول اللہ دے جائیں میرے احوال رو رو کے سنائیں
کہیں بعد از ہزاراں بار صلوات کروڑیں بار تسلیم و تحیات
جو اے محبوب ربانی نگاہ کر وچھوڑے سے ہے جاں آئی لباں پر
الیندے عشق سے جل بل گیا جی کہو اس درد دا دارو کراں کی
خدا جانے جدوں دی جائیاں میں میرے بابل تیرے لڑ لائیاں میں
میرا دل چور کیتا درد تے غم ترحم یا نبی اللہ ﷺ ترحم
دیہو جلوہ اٹھا بردِ یمانی نہیں تے ہو چکی ہے زندگانی
تعلق شہر سے ایک بار چھوڑوں مدینے کی طرف دیوانہ دوڑوں
جوتا محبوب دے آثار ویکھاں وہ روضۂ مطلع انوار ویکھاں
کراں دن رات نوں دل سے دعائیں خدا و ندا حبیب اپنا ملائیں
حیاتی ہو گئی برباد میری کرو مقبول ایہہ فریاد میری
گناہاں نال مَیں نامہ سیاہ ہوں بسا تقصیر مندو پُر گناہ ہوں
تغافل نال گزری عمر ساری گیّاں سیّاں کھڑی رہیاں بیچاری
نہ میں جاگ چرخے تند پائی تمامی رات سونے میں گوائی
گیاں سیّاں کویلے سار ہوئی کسے جا یک نہیں مل دی ہے ڈھوئی
کیا کرساں جو بھلکے کات منگسن اجل دی جنج بوہے آن ڈھوسن
جدوں ڈولی کہاراں آن چائی اکیلے چھوڑ جا سن بھین بھائی
بیگانیاں نال ہے پردیس جاناں نہیں پھر نت نت اس دیس آناں
ایہہ پُر گناہ بے سازو ساماں پھڑاں محکم رسول اللہ دا داماں

(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۴۴۸ تا ۴۵۵)

بیٹوں کو مثل بایزید رحمہ اللہ مرشد سے بیعت ہونے کی وصیت: مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ سوموار کے دن ۵ شوال ۱۲۸۸ھ (۱۷ دسمبر ۱۸۷۱ء) کو اپنے گھر سے حج بیت اللہ کیلئے روانہ ہوئے۔ ان کے دو بیٹے تھے۔ بڑے مولانا عبدالقادر اور چھوٹے مولانا عبدالعزیز۔ انہوں نے ان کیلئے فارسی میں حسب ذیل وصیت لکھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی رسولہ الذی لا نبی بعدہ و علیٰ آلہ و صحبہ و سائر من بذل فی مرضیات اللہ جھدہ"

امابعد: امروز دو شنبہ ۵ شوال ۱۲۸۸ ہجری مقدسہ نبویہ "علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ" فقیر عبداللہ المعروف بغلام رسول بن جناب فضیلت دست گاہ رحیم بخش بن حافظ نظام الدین خادم بن حافظ فاضل کامل بہائو الدین بن جامع کمالات حافظ محمد اکرم بن حافظ فاضل عصمت اللہ بن مصدر کمالات زبدئہ اہل اللہ کامل التحریر

جناب عبدالله بن سکندر بن نور محمد بن پیر محمد بمحض فضل الٰہی عازم زیارت حرمین شریفین ”زاد ہما الله شرفاً“ گردید۔ لہٰذا به فرزندی عبدالقادر که امروز نه (۹) ساله است و بعد تلاوت قرآن شریف و تحصیل صرف تاز رادی، بوستان و گلستان می خواند، و نور چشمی محمد عبدالعزیز که سه (۳) و نیم ساله است وصیت می کنم که ازہمه امور علم دینی از تفسیر و حدیث و فقه و سیر و تصوف مقدم دارندو ملاك الامرو اساس الایمان یقین کنندو بہمگی ہمت به او متوجه شوند خصوصاً صحبت محدثین لازم شمارند که اہلحدیث اہل الله و بعد فراغ از علم دینیه دست بیعت شیخ کامل مکمل دہند۔ ودریں زمان مثل عبدالله غزنوی در قیاس ما احدے نیست۔ صحبتش اکسیر است و به حقیقت آنحضرت کامل مکمل پیراست، و عبدالقادر ترجمه قرآن ازیشاں شروع کنند و بسم الله عبدالعزیز ازیشاں شروع کند، که در عقیدئه فقیر مثل جنید و نظیر حضرت بایزیداست۔ ”**لایدرك الواصف المطری خصائصه وان یك سابقاً فی كل ما وصفا**“۔ ہمیں بس گرچه بس کا سد قماشم، که در سلکِ خریدار انش باشم دمے باید که بملحدین و زنا دقه و کسے که سر مومخالفت شریعت محمدیه ﷺ باشد مجلس نکنند و با ولیاء الله و کمال صوفیه حسن عقیده ثابت نمائند۔ امام شعرانی فرموده ”**ایاك ولحوم الاولیاء فانها مسمومة و شطحیات**“آں حضرات مہما مکن برمحمل نیک فرود آرند۔ و اوقات خودرا اولاً به ادائے صلوٰة در اوقات مستحبه و اقامت ارکان و واجبات و سنن و مستحبات بتقید جماعت و خشوع تمام معمور کنند، و ایمان خودرا راست کنند، و ثانیاً به تلاوت قرآن و درود شریف و اذکار نور علی نور نمایند و بس۔

گربما ندیم زنده بر دو زیم — دامنے کز فراق چاك شده
وربمردیم عذر ما بپذیر — اے بسا آرزو که خاك شده

اس وصیت کا اردو ترجمہ یہ ہے: ”سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو ایک ہے اور درود وسلام اس کے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور آپ ﷺ کے آل اور اصحاب پر اور ان پر جنہوں نے فقط اللہ کی رضا کیلئے جدو جہد کی۔“

امابعد: آج سوموار کا دن ۵ شوال ۱۲۸۸ ہجری کا مقدس سال ہے۔ (مکہ سے مدینہ کو) ہجرت کرنے والے (اللہ کے نبی ﷺ) پر درود و سلام ہو۔ یہ فقیر عبداللہ جو غلام رسول کے نام سے معروف ہے (اس کا سلسلۂ نسب یہ ہے) غلام رسول بن صاحب فضیلت رحیم بخش بن حافظ نظام الدین خادم بن فاضل کامل حافظ بہاء الدین بن جامع کمالات حافظ محمد اکرم بن حافظ فاضل عصمت اللہ بن منبع کمالات، زبدۂ اہل اللہ، کامل و ماہر جناب عبداللہ بن سکندر بن نور محمد بن پیر محمد رحمہ اللہ، محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے حرمین شریفین (اللہ تعالیٰ ان کے شرف میں مزید اضافہ فرمائے) کی زیارت کیلئے عازم سفر ہوا ہے، اس لیے اپنے فرزند عبدالقادر کو جس کی عمر نو سال ہے اور وہ قرآن شریف پڑھنے اور علم صرف کی کتاب زرادی تک پڑھنے کے بعد گلستان اور بوستان پڑھ رہا ہے، اور اپنی آنکھوں کے نور محمد عبدالعزیز کو جو ساڑھے تین سال کا ہوا ہے، وصیت کرتا ہوں کہ تمام کاموں پر علم دینی (یعنی) تفسیر، حدیث، فقہ، سیرت اور تصوف کو اولین اہمیت دیں، اور ہمت کر کے اس کی طرف متوجہ ہوں، بالخصوص محدثین کی ہم نشینی اختیار کریں (یاد رکھیں) کہ اہلحدیث ہی اہل اللہ ہیں، علوم دینی سے فراغت کے بعد کسی کامل و مکمل کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ ہمارے علم کے مطابق اس عہد میں (حضرت) عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ جیسا کوئی نہیں۔ ان کی صحبت کیمیاء ہے اور وہ کامل و مکمل پیر ہیں۔ عبدالقادر ترجمہ قرآن انہی سے شروع کرے اور عبدالعزیز انہی سے بسم اللہ کا آغاز کرے۔ کیوں کہ میرے عقیدے کی رو سے وہ (حضرت) جنید کے مثل اور حضرت بایزید کی مانند ہیں رحمۃ اللہ علیہم۔

(یاد رکھیے!) کوئی مدح کرنے والا ان کے خصائص کا احاطہ نہیں کرسکتا، اگر چہ مدح کرنے میں وہ سب پر سبقت لے گیا ہو۔ بس اتنی بات ہی کافی ہے۔ اگر چہ میں کھوٹا سامان ہوں، لیکن ان کے خریداروں کی قطار میں کھڑا ہوں۔ چاہیے کہ ملحدوں، زندیقوں اور ان لوگوں کی مجلس میں نہ

بیٹھیں جو شریعت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بال بھر بھی مخالف ہوں۔ اولیاء اور کامل صوفیاء کے بارے میں حسنِ عقیدت رکھیں۔

امام شعرانی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: ''إياك ولحوم الاولياء فانها مسمومة وشطحيات''

''اپنے آپ کو اولیاء اللہ کی گوشت خوری سے بچاؤ، یہ زہریلے گوشت ہیں۔

یعنی ان کی غیبت نہ کرو۔ جہاں تک ممکن ہو، ان کے ساتھ نیک گمان رکھو۔'' اپنے (دن رات کے) اوقات دو کاموں میں صرف کریں۔

اول: مستحب اوقات میں نماز کی ادائیگی، ارکانِ نماز کی درستی، واجبات وسنن ومستحبات کی صحت، جماعت کی پابندی اور پورے خشوع کے ساتھ ادائے نماز کا التزام اور ایمان کو صحیح رکھنے کا اہتمام۔

دوم: قرآن مجید کی تلاوت کرنا، درود شریف پڑھتے رہنا اور اللہ کے ذکر میں مصروفیت، بس یہ کام نورعلیٰ نور ہے۔

گر بما ندیم زندہ بر دو زیم   دامنے کز فراق چاک شدہ

ور بمر دیم عذرِ ما بپذیر   اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

''یعنی اگر ہم زندہ رہے تو اس دامن کو جو فراق سے چاک ہو گیا ہے، سی لیں گے، اگر مر گئے تو ہمارا اعذر قبول کر لینا، کیوں کہ بہت سی ایسی آرزوئیں ہیں جو خاک ہو گئیں (یعنی پوری نہ ہوئیں)۔'' (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۴۵۶-۴۵۰)

چودھری حاکم صاحب کی بیعت اصلاح:۔ چودھری حاکم: یہ مولانا رحمہ اللہ کے مرید تھے۔ (ساکن لدھے والا وڑائچ ضلع گوجراں والا) (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۴۶۲)

دادا کی دعا اور صوفی شیخ سعدی رحمہ اللہ کے اشعار:۔ میں نے اپنے دادا حافظ نظام الدین خادم کی بیماری کے دنوں میں خدمت کی اور انہوں نے میرے لیے دعا کی جو اللہ نے قبول فرمائی اور میں لوگوں کو وعظ وتبلیغ کرنے کے قابل ہوا۔ پھر اپنے بڑے بھائی حکیم غلام محمد سے مخاطب ہو کر کہا کہ میری مثال وہ ہے جو شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے کسی مقبولِ درگاہِ خداوندی کے قصے میں اس کی زبان سے بیان کی ہے۔

گلِ خوشبوئے در حمام روزے   رسید از دست محبوبے بہ دستم

بہ دو گفتم کہ مشکی یا عبیری   کہ از بوئے دلآویز تو مستم

بہ گفتا من گلِ ناچیز بودم   ولیکن مدتے باگل نشستم

کمال ہم نشیں درمن اثر کرد   وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

یعنی ایک روز حمام میں خوشبودار مٹی، محبوب کے ہاتھ سے میرے ہاتھ میں پہنچی۔ میں نے اس سے کہا کہ تیری دلآویز خوشبو سے میں مست ہو گیا ہوں، تو بتا کہ تو مشکی ہے یا عنبری؟

اس نے جواب دیا میں تو ناچیز مٹی ہوں، لیکن ایک عرصے تک مجھے پھول کے ساتھ رہنے کا موقع ملا، اس لیے ہم نشین کی خوبیوں نے مجھ پر اثر کیا، ورنہ میں تو وہی مٹی ہوں جو کہ ہوں۔

شیخ سعدی رحمہ اللہ کے یہ اشعار پڑھ کر مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میرے دادا حافظ نظام الدین خادم رحمہ اللہ نے میرے ذہن میں وہ اثر کیا، جس کی حلاوت میں اب تک محسوس کر رہا ہوں۔ حافظ صاحب بھی انسان تھے، یہ چودھری حاکم بھی انسان ہے، لیکن میں چاہتا ہوں کہ جس طرح حافظ صاحب نے میرے لیے دعا کی تھی، یہ شخص بھی دعا کرے۔

دس دن کی بیماری کے بعد چودھری حاکم وفات پا گئے۔ وفات کے وقت انہوں نے اپنا تمام مال واسباب مولانا رحمہ اللہ کے حوالے کر دیا تھا اور کہا تھا کہ وہ اسے جہاں چاہیں خرچ کریں۔ لیکن انہوں نے سارا مال واسباب واپس آ کر چودھری صاحب موصوف کے وارثوں کو دے دیا تھا۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۴۶۴-۴۶۵)

عشق رسالت ﷺ میں ڈوبے ہوئے اشعار: ۱۲۸۹ھ میں وہ مدینہ منورہ پہنچے۔ وہاں انہوں نے مندرجہ ذیل شعر کہے۔

شکر خداچہ وقت سعید است و بختیار	غنچہ مرادِ قلب شگفت ازدمِ بہار
دیدم بچشمِ عشق مدینہ منورہ	ایں دم سزد کہ گوہرِ جاں راکنم نثار
یعنی شبِ وصال رسید است درحیات	شب قدر ہا فدائے بیک ساعتش ہزار
ذوقش بجز حلاوتِ ایماں کجا چشید	کذاب مدعی کہ ازیں فیض بر کنار
حقاچہ دولتیست کہ شد دست یاب من	وردِ زباں کنم چوں عنادل ہزار بار
استادہ بآداب حضور محمدی (ﷺ)	صلوات زاکیات و تحیاتِ بے شمار
یارب صل علی الذی اخترتہ واجتبیتہ	وعلی تمام آلہٖ و علیٰ صحبتہ الکبار
و ھو النبی شفیعنا خیر البشر ختم الرسل	ھو رحمۃ للعالمین کالشمس فی وسط النھار
اے سرورِ دو عالم و سلطان مرسلین	بس مجرمم شفاعت خود کن رفیق ویار
از جان ودل غلامِ رسولم مراچہ غم	یک نیمۂ نگاہ ترا ام امیدوار

ان شعروں کا اردو ترجمہ یہ ہے: ''خدا کا شکر کیا مبارک اور خوش قسمت وقت ہے، دلی مراد کی کلی، بہار کی وجہ سے کھل اُٹھی ہے۔

میں نے محبت کی آنکھ سے مدینہ منورہ کا نظارہ کیا، اس وقت مناسب ہے کہ جان کے موتی نچھاور کردوں۔

یعنی ملاقات کی رات، زندگی میں میسر آگئی، اس کی ایک گھڑی پر ہزاروں شب قدر قربان ہوں۔

اس کی چاشنی، ایمان کی مٹھاس کے بغیر وہ کہاں چکھ پائے گا، جو جھوٹا، (فقط) دعوے کرنے والا اس کے فیض سے دور ہو۔

یقیناً وہ کیا دولت ہے، جو مجھے ملی ہے، زبان پر یہ وظیفہ بلبل کے مانند ہزار بار کروں۔

تمام تر آداب کے ساتھ بارگاہِ محمدی (ﷺ) میں کھڑا ہوں، آپ ﷺ پر ان گنت صلوات اور تحیات کا نذرانہ لے کر۔

پروردگار! پاکیزہ صلوٰۃ نازل فرما اس ذات پر جو تیرا برگزیدہ وچنیدہ ہے، اور آپ ﷺ کی کل آل پر اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام پر۔

وہی نبی (ﷺ) ہمارے لیے شفاعت کرنے والے ہیں، جو تمام انسانوں میں افضل اور پیغمبروں کے خاتم ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ وہی سارے جہانوں کیلئے رحمت ہیں۔ وہ ایسے سورج ہیں، جن کی روشنی تمام عالم میں پھیلی ہوئی ہے ﷺ۔

اے دونوں جہانوں کے سردار اور پیغمبروں کے سلطان! ﷺ میں بے حد گناہ گار ہوں، اپنی شفاعت کو میرا دوست ومددگار بنا۔

میں (تو وقت پیدائش ہی سے) جان ودل سے، رسول (ﷺ) کا غلام ہوں، مجھے فکر کیا ہے۔ میں آپ کی رحمت کی ایک آدھی نظر کی آس لگائے ہوئے ہوں۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۴۶۹-۴۷۱)

وفات کا قابل رشک واقعہ: ان کی وفات کا واقعہ بھی نہایت تعجب انگیز اور قابل رشک ہے۔ ان کی مسجد میں ایک حافظ صاحب رہتے تھے۔ وہ مؤذن بھی تھے اور گاؤں کے بچوں کو قرآن مجید بھی پڑھاتے تھے۔ ایک روز خلافِ معمول مولانا مرحوم ان کے حجرے میں تشریف لے گئے۔ اس دن قمری حساب سے مولانا کی عمر کے ۶۳ سال پورے ہونے میں ایک دن باقی تھا۔ حافظ صاحب رحمہ اللہ بے حد متقی اور پابندِ شرع بزرگ تھے۔ مولانا رحمہ اللہ نے ان سے فرمایا کہ حافظ صاحب! جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے، مجھ پر اللہ کا یہ خاص فضل رہا ہے کہ دانستہ کسی ایسے عمل کا ارتکاب نہیں ہوا جو خلافِ سنت ہو، اور کوئی ایسا عمل اللہ کی مہربانی سے ترک نہیں ہوا جو مطابقِ سنت ہو۔ اب آخری سنت رہ گئی، اللہ تعالیٰ وہ بھی نصیب فرمادے تو زہے قسمت۔ جس وقت انہوں نے یہ بات فرمائی، انہیں کوئی تکلیف نہ تھی۔ بہت اچھی صحت تھی اور وہ ہشاش بشاش تھے۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک پورے ۶۳ سال کی ہوئی ہے اور میری عمر کل ۶۳ سال کی ہوجائے گی۔ دیکھیے اللہ تعالیٰ کو کیا منظور ہے۔

اتفاق سے دوسرے روز ساہی وال سے دو مہمان آئے۔ مولانا رحمہ اللہ نے نماز ظہر سے قبل اپنے بڑے بیٹے مولوی عبدالقادر سے فرمایا کہ قطب الدین درویش کو ساتھ لے کر گھر جاؤ اور وہاں سے دانے (گندم) اٹھوا کر خراس پر رکھو تا کہ آٹا پس جائے۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۴۷۶-۴۷۷)

اجتماعی ذکر نفی اثبات کے وقت انتقال:۔ اس کے بعد ظہر کی اذان ہوئی۔ مولانا رحمہ اللہ نے خود جماعت کرائی۔ نماز کے بعد ساہی وال سے آنے والے دونوں مہمانوں کو اپنے ساتھ لے کر حجرے میں تشریف لے گئے۔ اس وقت بالکل تندرست تھے۔ کسی قسم کی کوئی بیماری یا نقاہت وغیرہ نہ تھی۔ مہمانوں کو تلقین کرنا شروع کی۔ پہلے مولوی فضل الدین صاحب کو کلمے کا ذکر کرایا۔ ایک بار کلمے کی ضرب دی۔ دوسری بار ضرب دے رہے تھے کہ روح مبارک جسد عنصری سے پرواز کر گئی۔ ''انا للہ و انا الیہ راجعون''۔

یہ صورت حال بالکل اچانک پیش آئی تھی۔ مہمان اسے دیکھ کر گھبرا گئے۔ مولوی فضل الدین جلدی سے باہر آئے اور مولانا رحمہ اللہ کے بھائی حکیم غلام محمد سے کہا کہ مولوی صاحب کو کچھ ہو گیا ہے۔ وہ طبیب حاذق تھے۔ انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا: ''مولوی صاحب رحمہ اللہ وفات پا گئے ہیں۔''

یہ خبر اسی وقت گاؤں میں پھیل گئی۔ پھر جلد ہی اردگرد کے دیہات میں پہنچ گئی۔ تھوڑی دیر میں بے شمار لوگ جمع ہو گئے۔ متعدد طبیب بھی آ گئے۔ اطبّاء نے کہا کہ مولانا رحمہ اللہ کی موت واقع نہیں ہوئی، انہیں سکتہ ہو گیا ہے، رمی لگائی جائے تو ٹھیک ہو جائیں گے۔ لیکن حکیم غلام محمد یہی کہتے رہے کہ مولوی صاحب رحمہ اللہ وفات پا چکے ہیں۔

حکیم غلام محمد نے طبیبوں اور وہاں موجود لوگوں کو بتایا کہ ہمارے خاندان میں یہی معاملہ چلا آ رہا ہے۔ ان کے والد مولوی رحیم بخش رحمہ اللہ بحالتِ تندرستی نماز پڑھتے ہوئے سجدے میں فوت ہوئے۔ دادا صاحب نظام الدین خادمؔ رحمہ اللہ نے حالتِ رکوع میں وفات پائی۔ یہی معاملہ مولوی صاحب رحمہ اللہ کو پیش آنا تھا جو آ گیا۔

مولانا غلام رسول رحمہ اللہ جمعرات کو ظہر اور عصر کے درمیان فوت ہوئے تھے۔ جمعۃ المبارک کے دن انہیں دفن کیا گیا۔ جنازے میں لاتعداد لوگ شامل تھے...... یہ ۱۲۹۱ھ (۱۸۷۴ء) کا واقعہ ہے۔ یعنی تیرہویں صدی ہجری کے آخری عشرے کا۔ لیکن سیّد عبدالحی حسنی نے مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کا تذکرہ اپنی عربی کتاب ''نزھۃ الخواطر'' کی آٹھویں جلد (یعنی چودھویں صدی ہجری کے علماء وزعما) میں کیا ہے۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۴۷۶-۴۷۸)

مبارک بزرگوں کی مبارک وفاتیں:۔ اللہ اللہ! کس قدر پاک باز تھے وہ لوگ کہ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے والد مکرم مولوی رحیم بخش نے بارگاہِ الٰہی میں زمین پر پیشانی رکھ کر حالتِ سجدہ میں اللہ کے حضور میں حاضری دی۔ جدِ امجد حافظ نظام الدین خادمؔ رحمہ اللہ نے اللہ کے دربار میں جھکتے ہوئے رکوع کی حالت میں اپنی جان جان آفرین کے سپرد کی، اور بیٹے اور پوتے (مولانا غلام رسول رحمہ اللہ) نے کلمہ طیبہ پڑھتے اور پڑھاتے ہوئے وفات پائی، اور ان کی یہ دعا قبول اور تمنا پوری ہوئی کہ ٹھیک ۶۳ سال میں یعنی نبی ﷺ کی عمر کو پہنچ کر اس دنیائے فانی سے کوچ کیا۔

اللہ نے ان کو ہمیشہ اپنے سایۂ عاطفت میں رکھا اور جو دعا انہوں نے کی اسے شرف قبولیت حاصل ہوا۔ ان کی آخری دعا بھی قبول ہوئی اور یہ تمنا بر آئی کہ ٹھیک ۶۳ سال میں یعنی نبی ﷺ کی عمر کو پہنچ کر اس دنیائے فانی سے کوچ کیا۔

اللہ نے ان کو ہمیشہ اپنے سایۂ عاطفت میں رکھا اور جو دعا انہوں نے کی اسے شرف قبول حاصل ہوا۔ ان کی آخری دعا بھی قبول ہوئی اور یہ تمنا بر آئی کہ ٹھیک ۶۳ سال عمر پا کر فوت ہوئے۔ قمری حساب سے ان کی تاریخ وفات ۱۵ محرم ۱۲۹۱ ہجری اور عیسوی حساب سے ۴ مارچ ۱۸۷۴ء تھی۔ اللہ ان کو اور ان کے آباؤ اجداد کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے اخلاف کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق سے نوازے۔ (اللھم اغفر لھم وارحمھم و عافھم و اعف عنھم و ادخلھم جنۃ الفردوس) (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص: ۴۸۱)

مولوی ثناء اللہ صاحب رحمہ اللہ: یہ شیخ احمد صاحب رحمہ اللہ کے اکلوتے فرزند تھے۔ ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے۔
انتہائی شریف النفس اور حلیم الطبع بزرگ تھے۔ بردباری ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ نہایت کریمانہ اخلاق کے مالک تھے۔

مشکل سے مشکل وقت میں بھی گھبراہٹ کا اظہار نہ کرتے۔سحری کے وقت نماز تہجد ادا کرتے اور اپنے رب کے سامنے مناجات کرتے اور اپنے رب سے بار بار کہتے:''ولم اکن بدعائك رب شقياً''(سورۂ مریم:۴)

سر پر جناح کیپ سجاتے،چلتے تو''واقصد فی مشیك'' کا اعلیٰ نمونہ اور''یمشون علی الارض ھوناً'' کا مصداق تھے۔

(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۴۸۴تا۴۸۶)

مولانا عبدالقادر رحمہ اللہ:۔ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے دو صاحب زادے تھے،عبدالقادر اور عبدالعزیز،ان سطور میں پہلے مولانا عبدالقادر رحمہ اللہ کا تذکرہ کیا جائے گا اور مولانا عبدالعزیز کا ان کے بعد۔

مولانا عبدالقادر ۱۲۷۹ھ(۶۳۔۱۸۶۲ء)کو بمقام قلعہ اسلام پیدا ہوئے۔طفولیت کی منزلیں طے کرنے کے بعد شعور کی منزل میں قدم رکھا ہی تھا کہ بارہ سال کی عمر(۱۲۹۱ھ)میں باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔

مولانا غلام رسول رحمہ اللہ نے ۱۲۸۸ھ میں حج بیت اللہ کیلئے روانہ ہونے سے پہلے اپنی اولاد کیلئے ایک وصیت نامہ لکھا:

''لہٰذا بہ فرزندی عبدالقادر کہ امروز نہ سالہ است و بعد تلاوت قرآن شریف و تحصیل صرف تا زرادی، بوستان و گلستان مے خواند ...... از فراغ علم دینیہ دست بیعت شیخ کامل مکمل دہند و دریں زمان مثل عبداللہ غزنوی درقیاس ما احدے نیست، صحبتش اکسیر است، و بحقیقت کامل مکمل پیراست۔ عبدالقادر ترجمہ قرآن از ایشاں شروع کنند''

ترجمہ:میرا فرزند عبدالقادر جو نو سال کا ہے،قرآن مجید پڑھنے کے بعد علم صرف زرادی تک اور گلستان،بوستان پڑھ رہا ہے۔دینی تعلیم سے فراغت کے بعد کسی کامل بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کرے۔اس وقت میرے خیال میں(حضرت سیّد)عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سے بہتر کوئی نہیں۔ان کی صحبت اکسیر ثابت ہوگی۔حقیقت میں وہ کامل اور مکمل پیر ہیں۔عبدالقادر ان سے قرآن مجید کے ترجمے کا آغاز کرے۔

مولانا عبدالقادر رحمہ اللہ کی عمر بارہ سال تھی کہ ان کے والد مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کا ۱۲۹۱ھ میں انتقال ہوگیا۔آٹھ سال بعد ۱۲۹۸ھ میں مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ بھی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔اس وصیت پر عمل ہوسکا یا نہیں،اس کا کچھ پتا نہیں چلتا۔غالب گمان یہی ہے کہ ہوا ہوگا۔تاہم تعلیمی سلسلہ دیر تک جاری نہ رہ سکا ہوگا،کیوں کہ حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی رحمہ اللہ کے علمی فیض یافتگان کی فہرست پر نگاہ ڈالتے ہیں تو مولانا عبدالقادر رحمہ اللہ کا نام نامی سرفہرست نظر آتا ہے۔ حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ وزیر آبادی کا بیان ہے کہ:

''مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے انتقال کے بعد انہوں نے خواب دیکھا کہ مولانا کو سخت پیاس لگی ہے اور وہ دونوں ہاتھ پھیلائے ان سے پانی طلب کر رہے ہیں۔میرے آگے ایک چشمہ نہر بہہ رہا ہے۔میں نے اس سے لے کر ایک پیالہ پیش کیا۔انہوں نے پانی پیا لیکن پیاس بجھی نہیں۔میں اور دینا چاہتا تھا کہ جاگ اٹھا اور اس خواب کی تعبیر کے بارے میں بہت فکر مند ہوا،لیکن بعد میں تعبیر ازخود ظاہر ہوگئی جب کہ مولانا رحمہ اللہ کے دونوں صاحب زادوں مولانا عبدالقادر اور مولانا عبدالعزیز نے مجھ سے علم حدیث کی تحصیل کی۔''

(استاد پنجاب،ص:۹۰ بحوالہ تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۴۹۷تا۴۹۹)

نام کتاب:۔سوانح مولانا احمد دین گکھڑوی...... مصنف:۔محمد اسحاق بھٹی

مولانا احمد دین گکھڑوی رحمہ اللہ کا ٹوپی استعمال فرمانا: سر پر بید کی ٹوپی اور ہاتھ میں لاٹھی(استعمال فرماتے)۔

(سوانح مولانا احمد دین گکھڑوی ص 12)

متصوف لکھوی علماء کی علمی خدمات

پنجاب کا سب سے پہلا مدرسہ:۔ ضلع فیروز پور کے ایک چھوٹے سے گاؤں لکھوکے میں ایک ہی خاندان کے بہت سے جلیل المرتبت

اصحاب علم فروکش تھے، جن کی تصنیفی تگ و تاز کا سلسلہ بھی بہت وسیع تھا اور تدریسی مساعی کا حلقہ بھی نہایت وسعت پذیر تھا۔ پنجاب میں اہل حدیث کا پہلا دینی مدرسہ 1840ء کے پس وپیش اسی محدود آبادی کے گاؤں میں جاری ہوا تھا۔ جس نے ملک میں بے حد شہرت پائی اور بے شمار طلباء وعلماء نے اس میں تحصیل علم کی۔ اس کے جاری کرنے والے تھے حافظ بارک اللہ لکھوی اور ان کے فرزند ذی منزلت حافظ محمد لکھوی رحمتہ اللہ علیہم۔

پنجابی زبان میں قرآن مجید کی مفصل تفسیر ''تفسیر محمدی'' کے نام سے لکھی جو کئی مرتبہ چھپی اور بہت مقبول ہوئی۔ یہ اولین مفسر تھے جنھوں نے پنجابی نظم میں قرآن مجید کی تفسیر رقم فرمائی۔ انھوں نے متن قرآن کے دو ترجمے کیے۔ پہلا پنجابی میں دوسرا فارسی میں۔ اس اعتبار سے حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ پنجاب کے پہلے اور اب تک آخری عالم ہیں جنھوں نے پنجابی کے علاوہ قرآن کا فارسی ترجمہ کیا اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے بعد ہندوستان کے دوسرے عالم ہیں جنھوں نے بہ زبان فارسی اتنی اہم ترین خدمت سرانجام دی۔

حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ کی پنجاب میں بہت سی تحریری اولیات ہیں۔ اور اس صوبے کے اولین عالم ہیں، جنھوں نے عربی میں حدیث کی مشہور کتاب ابوداؤد کے حواشی تحریر کیے۔ یہ حواشی انھوں نے 1271ھ میں لکھے اور 1272ھ (1856ء) میں مطبع قادری دہلی سے شائع ہوئے۔ اس کے بعد کان پور میں چھپے۔

حضرت مولانا شمس الحق ڈیانوی رحمہ اللہ نے ابوداؤد کی شرح ''عون المعبود'' لکھنا شروع کی تو جو کتابیں اس وقت ان کے پیش نگاہ تھی، ان میں حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ کے رقم فرمودہ یہ حواشی بھی تھے۔ چنانچہ مولانا ڈیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''النسخة الدهلوية المطبوعة فی سنة 1272ھ باهتمام الفاضل العالم محمد بن بارك الله الفنجابی''(1)

(عون المعبود ج رابع ص553)

انہی حضرت حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ نے 1272ھ میں مشکوۃ شریف کے حواشی بہ زبان عربی تحریر فرمائے۔ اس کے آخر میں حافظ صاحب رحمہ اللہ رقم فرماتے ہیں۔ ''تم تحرير حواشی هذا الكتاب يوم الخميس السادس والعشرين من ذی الحجة سنة 1272ه بيد اضعف عباد الله محمد بن مخدومی بارك الله'' یعنی ان حواشی کی تحریر کا سلسلہ جمعرات کے روز 26 ذی الحجہ 1272ھ کو اللہ کے کم زور ترین بندے محمد بن مخدومی بارک اللہ کے ہاتھ سے اختتام کو پہنچا۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ کے لکھنے کی رفتار بھی تیز تھی کہ صرف دو سال (1271ھ اور 1272ھ) میں ابوداؤد اور مشکوۃ کے حواشی مکمل کر دیے اور ان کی تصنیفات کو اہل علم میں اتنی مقبولیت حاصل تھی کہ فوراً چھپ بھی گئیں۔ (سوانح مولانا احمد دین گکھڑوی ص 37)

مولانا غلام رسول (ساکن قلعہ میہاں سنگھ) کی بیعت اصلاح:۔ عالم وفاضل اور نہایت متقی بزرگ تھے۔ ان کی کرامتوں کے ظہور اور قبولیت دعا کے لیے حیرت انگیز واقعات لوگوں میں مشہور اور کتابوں میں مرقوم ہیں۔ ان کی تذکیر وتبلیغ اور ان کے مواعظ حسنہ سے غیر مسلموں کی کثیر تعداد نے اسلام قبول کیا اور ان گنت مسلمانوں نے خلاف شرع رسوم کو ترک کر کے صحیح اسلامی راہ اختیار کی۔ وہ حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کے شاگرد اور حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے معاصر اور طلب حدیث میں ان کے ہم درس تھے۔ حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سے انھوں نے روحانی فیض بھی پایا۔ مشہور بزرگ حضرت سید محمد امیر رحمہ اللہ (کوٹھاوالا) سے باقاعدہ بیعت تھے۔ اس سراپا زہد اور پیکر حسنات عالم دین نے 15 محرم 1291ھ (4۔ مارچ 1874ء) کو اپنے مسکن (قلعہ میہاں سنگھ) میں وفات پائی۔ اس فقیر نے ان کے حالات میں تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ کے نام سے کتاب لکھی ہے جو چار سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ (سوانح مولانا احمد دین گکھڑوی ص 42)

کثیر صاحب کرامات صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ: اس مرد ذی شان کا تعلق بھی وزیر آباد سے تھا۔ اعوان برادری کے فرد تھے۔ والد کا نام ملک قادر تھا۔ ملک قادر بخش کے ایک بیٹے کا نام محمد سلطان تھا جو 1887ء کے پس وپیش پیدا ہوئے۔ محمد سلطان کچھ بڑے ہوئے تو ان کے مراسم مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی رحمہ اللہ سے ہو گئے۔ ان مراسم کی وجہ سے ان کا تعلق بھی جماعت مجاہدین سے ہو گیا۔ پھر یہ بھی مرکز مجاہدین میں چلے گئے اور

وہاں انھیں صوفی عبداللہ کے عرفی نام سے موسوم کیا گیا۔اس جماعت سے وابستگی کی بناء پر انگریزی حکومت نے انھیں بہت سی تکلیفوں میں مبتلا کیا۔

1922ء کے لگ بھگ یہ چک نمبر 493 گ ب اوڈاں والا (فیصل آباد) آ گئے۔انگریزی حکومت کی خفیہ پولیس کے لوگ ان کے تعاقب میں رہتے تھے۔ پھر ایک وقت آیا کہ انھوں نے اوڈاں والا میں تعلیم الاسلام کے نام سے دینی مدرسہ قائم کرلیا۔اس مدرسے نے دینیات کے تدریسی حلقوں میں بڑی شہرت پائی۔صوفی صاحب رحمہ اللہ نہایت نیک اور ولی اللہ بزرگ تھے۔اللہ تعالی ان کی دعائیں قبول فرماتا تھا۔اُنھوں نے اوڈاں والا کے بعد ماموں کانجن میں بھی دارالعلوم قائم کیا،جس کا نام جامعہ تعلیم الاسلام رکھا گیا۔اس دارالعلوم سے لاتعداد علماء وطلبا نے تعلیم حاصل کی۔صوفی صاحب رحمہ اللہ کا حلقہ ارادت بہت وسیع تھا۔اُنھوں نے 29 اپریل 1975ء کو وفات پائی۔

وضاحت از مجشی:۔ان کے حالات میں میں نے ''صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ'' کے نام سے ایک مستقل کتاب لکھی ہے جو ساڑھے چار سو صفحات پر مشتمل ہے اور مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور نے شائع کی ہے اس کتاب کو اللہ تعالی نے بڑی مقبولیت عطا فرمائی۔کئی دفعہ چھپ چکی ہے۔(سوانح مولانا احمد دین گکھڑوی 45)

مصنف کرامات علمائے اہلحدیث کا تعارف:۔ سوہدرہ کے یہ عالم دین تصنیف وتالیف اور تقریر وخطابت کی وجہ سے پورے برصغیر میں مشہور ہوئے۔یہ مولانا غلام نبی ربانی رحمہ اللہ کے پوتے،مولانا عبدالحمید سوہدروی رحمہ اللہ کے بیٹے اور حضرت حافظ عبدالمنان وزیر آبادی رحمہ اللہ کے نواسے تھے۔جنوری 1901ء (رمضان 1318ھ) کو پیدا ہوئے۔گیارہ سال کی عمر میں سایۂ پدری سے محروم ہو گئے تھے۔ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے جدامجد مولانا غلام نبی رحمہ اللہ کی آغوش شفقت میں پائی۔پھر سیالکوٹ میں مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ کے دامن فضیلت سے وابستہ ہوئے۔دینیات کی تعلیم کے علاوہ علم طب پڑھا اور تکمیل تعلیم کے بعد تحریر ونگارش سے رابطہ قائم کیا اور تقریر وخطابت میں بڑا نام پایا۔سوہدرہ میں درس وتدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔دینی صحافت کے میدان میں ہمیشہ سرگرم عمل رہے۔ان کی وجہ سے قصبہ سوہدرہ کا نام متحدہ ہندوستان کے مذہبی اور دینی حلقوں میں پہنچا۔مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ نے 6 نومبر 1959ء (5 جمادی الاولی 1379ھ) کو لاہور میں وفات پائی اور ان کی میت لاہور سے ان کے وطن سوہدرہ لے جائی گئی اور وہیں دفن کیے گئے۔

اس خاندان کا سلسلہ فیض ماشاء اللہ اب بھی جاری ہے اور اس کے معزز ارکان تحریری اور خطابتی شکل میں حالات کے مطابق خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔(سوانح مولانا احمد دین گکھڑوی ص 47)

مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ:۔ان کے آباواجداد کا مسکن شہر گوجرانوالہ تھا،10 مئی 1908ء کو گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔1921ء میں مولانا محمد اسمٰعیل سلفی سوانح مولانا احمد دین گکھڑوی گوجرانوالہ تشریف لائے تو ان کے حلقہ درس میں شمولیت کی۔بے حد ذہین تھے۔اس زمانے کے تمام علوم درسیہ مولانا محمد اسماعیل سلفی نے سوانح مولانا احمد دین گکھڑوی سے پڑھے۔1925ء میں درار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخلہ لیا۔پانچ سال وہاں رہے اور دارالعلوم کا نصاب مکمل کیا۔قرآن مجید سے خاص طور پر شغف تھا۔ندوہ میں قرآن کے موضوع پر تقریبا تین سال میں تخصص کی منزل طے کی۔متعدد علمی کتابیں تصنیف کیں۔قرآن مجید کے مطالب پر عبور حاصل تھا۔گوجراں والا کے اس جلیل القدر عالم ومصنف نے 12 جولائی 1987ء (11 ذیقعدہ 1407ھ) کو لاہور میں وفات پائی۔

یہ ضلع اور شہر گوجرانوالہ کے چند اہل حدیث علمائے کرام ہیں۔ان کے علاوہ بھی بے شمار اصحاب علم نے اس علاقے میں جنم لیا اور بے حد خدمات سرانجام دیں۔اب احناف کے دیوبندی حضرات کی طرف آیئے۔(سوانح مولانا احمد دین گکھڑوی ص 50)

احناف کے مشہور علمائے کرام

قاضی شمس الدین رحمہ اللہ:۔ 1901ء میں موضع پڑی (تحصیل گھیپ ضلع اٹک) میں پیدا ہوئے۔اپنے علاقے کے علمائے کرام سے تعلیم پائی۔مولانا حسین علی رحمہ اللہ (ساکن واں بھچراں) سے بھی مستفید ہوئے۔حدیث کا دورہ دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ مولانا انور

شاہ کشمیری رحمہ اللہ اور مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ سے کیا۔ مروجہ علوم سے فراغت کے بعد مختلف مقامات میں فریضہ درس سرانجام دیتے رہے۔ پھر گوجرانوالہ تشریف لائے۔(سوانح مولانا احمد دین گکھڑوی ص51)

مولانا محمد سرفراز خاں صفدر رحمہ اللہ:۔ ان کا مقام ولادت موضع ڈھکی چڑاں ضلع (مانسہرہ) ہے اور سال ولادت ہے 1914ء مختلف مقامات کے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ دارالعلوم دیوبند اور اکوڑہ خٹک میں بھی تحصیل علم کرتے رہے۔ فراغت کے بعد گوجرانوالہ میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ گکھڑ کی ایک مسجد میں طویل عرصے تک خطابت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔
(سوانح مولانا احمد دین گکھڑوی ص52)

مولانا شریف اللہ خاں رحمہ اللہ:۔ مولانا احمد الدین گکھڑوی رحمہ اللہ نے قیام پاکستان کے بعد مولانا شریف اللہ خان سواتی رحمہ اللہ سے بھی استفادہ کیا اور ان سے کتاب" سلم العلوم "پڑھی۔ لہٰذا اب مولانا شریف اللہ خاں صاحب رحمہ اللہ کے بارے میں چند الفاظ پڑھیے۔

مولانا شریف اللہ خاں رحمہ اللہ 1890ء(1307ھ) علاقہ سوات کے قصبہ عالی گرامہ نیک پخیل میں پیدا ہوئے۔

1906ء(1324ھ) کو مولانا شریف اللہ خاں رحمہ اللہ رام پور کے مدرسہ عالیہ میں داخل ہوئے۔ نو سال وہاں تعلیم حاصل کی اور سند فراغت لی۔ رام پور میں اُنھوں نے جن اساتذہ سے استفادہ کیا، اُن میں مولانا فضل الحق رام پوری رحمہ اللہ بھی شامل ہیں۔

رام پور سے وہ دارالعلوم دیوبند گئے۔ وہاں مولانا محمود حسن صاحب رحمہ اللہ سے شرف شاگردی حاصل کیا اور ان سے تبرکاً دوبارہ صحیح بخاری پڑھی۔(سوانح مولانا احمد دین گکھڑوی ص68)

مولانا احمد الدین گکھڑوی رحمہ اللہ:۔ سر پر سفید عمامہ زیب تن فرمایا کرتے تھے۔(سوانح مولانا احمد دین گکھڑوی ص76)

فروعی اختلاف کے باوجود دل صاف تھے:۔ مشہور دیوبندی عالم مولانا سرفراز خاں صفدر رحمہ اللہ کا تعلق سکونت گکھڑ سے تھا۔ وہ بہت سی کتابوں کے مصنف اور معروف مدرس تھے۔ مولانا احمد الدین رحمہ اللہ کا مسکن بھی گکھڑ تھا۔ سنا ہے کہ ان کا آپس میں کبھی جھگڑا نہیں ہوا تھا۔ البتہ ایک مرتبہ سورہ فاتحہ خلف الامام کے مسئلے پر گفتگو ہوئی اور اس موضوع پر مناظرے کا فیصلہ ہوا۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ مولانا صفدر صاحب رحمہ اللہ نے اس فیصلے پر عمل نہ کیا۔ مولانا احمد الدین رحمہ اللہ نے اشتہار شائع کر دیا کہ مولانا صفدر صاحب رحمہ اللہ مناظرے سے گریز کر رہے ہیں۔ اس سے قبل دونوں کا ایک دوسرے سے میل ملاقات کا سلسلہ جاری رہتا تھا لیکن اشتہار کی اشاعت کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ اس اثناء میں مولانا سرفراز صفدر صاحب رحمہ اللہ حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے۔ حج سے واپس آئے تو مولانا احمد الدین رحمہ اللہ ملاقات کے لیے ان کے گھر گئے۔ حج کی مبارک باد دی اور انھیں کھانے پر اپنے گھر بلایا۔ وہ تشریف لائے مولانا احمد الدین رحمہ اللہ نے عزت وتکریم کے ساتھ کھانا کھلایا اور پوچھا کہ آپ نے مجھ سے تعلقات کیوں منقطع کر لیے؟ مولانا سرفراز رحمہ اللہ نے فرمایا: "تلك الايام نداولها بين الناس"

بہر حال دونوں کے دل صاف ہو گئے اور میل جول کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو گیا۔(سوانح مولانا احمد دین گکھڑوی ص81)

مناظرے میں مصالحت کا نتیجہ:۔ یہ مناظرہ فروری 1936ء میں ہوا تھا۔ اس کا موضوع نماز میں رفع الیدین کرنا تھا۔ احناف کے مناظر مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ تھے اور اہل حدیث کے تھے مولانا احمد الدین گکھڑوی رحمہ اللہ۔

سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری مرحوم احناف کے دیوبندی مکتبہ فکر کے مشہور عالم تھے۔ انھیں بعض اہلحدیث حضرات بھی اپنے جلسوں میں تشریف آوری کی دعوت دیا کرتے تھے اور وہ ان کے جلسوں میں شرکت فرماتے اور تقریر کرتے تھے مسئلہ توحید پر وہ بڑا مؤثر وعظ فرماتے تھے لیکن اس کے باوجود ان کے ذہن میں حنفیت نے بھی مضبوطی سے پنجے گاڑ رکھے تھے۔

بہر حال مولانا احمد الدین گکھڑوی رحمہ اللہ کو حضرت شاہ عنایت اللہ صاحب بخاری رحمہ اللہ سے بھی مناظرے کا موقع ملا۔

مناظرے کے بعد لوگوں کی درخواست پر اسی میدان میں مشترکہ طور پر احناف اور اہل حدیث مقرروں کی اصلاحی اور مصالحتی تقریریں

ہوئیں، جس کا عوام پر بہت اچھا اثر ہوا۔(سوانح مولانا احمد دین گکھڑوی ص 82)

باہمی اختلاف میں کیا کیا جائے:۔ دینی مسائل کی تعبیر میں اختلاف کوئی بُری بات نہیں ہے۔اختلاف ہوتا رہتا ہے۔اس سے نہ کوئی اسلام سے خارج ہوتا ہے، نہ اس کے لیے جنت سے محرومی لکھی جاتی ہے۔اس سلسلے میں فراخ دلی کا ثبوت دینا چاہئے۔اختلاف کو کفر واسلام کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیے۔(سوانح مولانا احمد دین گکھڑوی ص 117)

مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی رحمہ اللہ: مولانا احمدالدین گکھڑوی رحمہ اللہ کے ہم ضلع علماء میں سے مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی رحمہ اللہ کا نام نامی قابل ذکر ہے۔وہ مشہور مقرر اور معروف مناظر تھے۔حضرت حافظ عبدالمنان وزیرآبادی رحمہ اللہ کے نواسے تھے۔ان کے دادا مولانا غلام نبی سوہدروی رحمہ اللہ نہایت متقی عالم دین تھے۔جو حضرت حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ اور حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کے شاگرد اور سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے فیض یافتہ تھے۔مولانا عبدالمجید رحمہ اللہ کے والد بھی اپنے عہد کے ممتاز عالم تھے، جن کا اسم گرامی مولانا عبدالحمید رحمہ اللہ تھا۔

مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ جنوری 1901ء میں پیدا ہوئے۔انھوں نے تصنیف وتالیف اور تقریر وخطابت میں بڑی شہرت پائی۔مولانا احمدالدین گکھڑوی رحمہ اللہ نے ان کے ساتھ ملک کے بہت سے تبلیغی اجتماعات میں شرکت کی اور دونوں زندگی بھر کتاب وسنت کی ترویج میں مشغول رہے۔مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ نے 6 نومبر 1959ء کو وفات پائی۔ان کا تذکرہ اس کتاب کے دوسرے باب میں (بہ سلسلہ گوجرانوالہ کے چند علمائے کرام) ہو چکا ہے۔(سوانح مولانا احمد دین گکھڑوی ص 119)

اختلاف کے باوجود میل ملاقات کے عادی:۔ اختلافات کے باوجود مولانا احمدالدین رحمہ اللہ میل ملاقات کے عادی تھے اور مہمان نوازی ان کا قابل ذکر وصف تھا۔

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کے بارے میں سنا ہے کہ ان کا کوئی ایسا حریف جو امرتسر سے باہر کے کسی مقام سے ان کے ساتھ مناظرے کے لیے آتا تو مناظرے کے بعد وہ اسے اپنے ہاں قیام کی دعوت دیتے۔وہ یقیناً ان کے ہاں قیام نہیں کرتا ہوگا، انہی لوگوں کے ہاں ٹھہرتا ہوگا جنہوں نے اُسے مناظرے کے لیے بلایا ہوگا، لیکن مولانا رحمہ اللہ کا اخلاق انھیں مجبور کرتا تھا کہ اسے اپنے ہاں ٹھہرنے کی دعوت دی جائے۔(سوانح مولانا احمد دین گکھڑوی ص 128)

فضائل سید العالمین ﷺ:۔ مولانا احمدالدین گکھڑوی رحمہ اللہ کی یہ تصنیف 16-30-20 کے 240 صفحات کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے موضوع پر مشتمل ہے۔اس کے صفحہ اول (ٹائٹل پیج) پر یہ الفاظ مرقوم ہیں:

''وكان فضل الله عليك عظيما فضائل سيد العالمين''

مصنفہ، احقر العباد احمدالدین گکھڑمنڈی

ملنے کا پتہ۔دفتر سید العالمین ﷺ گکھڑمنڈی۔ناشر: سکول بک ڈپو۔گوجراں والا (سوانح مولانا احمد دین گکھڑوی ص 170)

مولانا گکھڑوی علیہ الرحمہ کا خواب:۔ محترم مولانا احمدالدین رحمہ اللہ ان دنوں مرزائیوں سے مناظرات میں مشغول تھے اور مقامی دو عدد مرزائی علم دین اور اللہ ودھایا سے حدّادی کی دکان پر جہاں ہم جا کر تعلیم حاصل کرتے تھے، دن بھر گفتگو رہتی تھی تا کہ ان مقامی مرزائیوں کو راہ راست پر لایا جائے لیکن وہ دونوں اپنے فاسد عقیدے پر مرے۔انہی ایام میں مولانا صاحب مرحوم نے ایک رات خواب دیکھا:

لوگوں کا بہت بڑا ہجوم ان کے مکان پر جمع ہے۔مولانا یہ بات سن کر گھر گئے تو دیکھا کہ واقعی چارپائی پر ایک نعش رکھی ہوئی ہے اور اس سے بدبو اٹھ رہی ہے مولانا نے فوراً حکم فرمایا کہ اس خبیث کو اٹھا کر فوراً لے جاؤ چنانچہ اس کو اٹھا کر لے جایا گیا۔

میرے خیال میں ان کی تبلیغ سے واقعی مرزائیت کا جنازہ اٹھ گیا، چنانچہ غالباً اس خواب کے بعد مولانا رحمہ اللہ نے شملہ میں جلال الدین شمس مرزائی سے مناظرہ کیا اور اسی میدان میں 17 مرزائی مرزائیت سے تائب ہو گئے۔(سوانح مولانا احمد دین گکھڑوی ص 241)

حضرت مولانا

داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تحریر

سید ابوبکر غزنوی

فاران اکیڈمی

قذافی سٹریٹ ۱۷، اردو بازار، لاہور

قاسم محمود

فاران اکیڈمی ۱۷۔ اردو بازار لاہور نے

باجازت ورثائے سید ابوبکر غزنوی مرحوم شائع کی

اشاعت ثانی: اکتوبر ۹۴ء

تعداد اشاعت: ۶۰۰

قیمت:

تحریک اہل حدیث کے عالمی مراکز کا

مطالعاتی سفر

حضرت مولانا فضل کریم عاصم

بانی مرکزی جمعیت اہلحدیث برطانیہ

سفر نامہ

ترکی ایران کشمیر جرمنی پاکستان

بلتستان سعودی عرب انڈونیشیا

بھارت بنگلہ دیش نیپال فلسطین

NOMANI KUTAB KHANA

HAQ STREET URDU BAZAR

LAHORE.2 PAKISTAN

TEL: 042- 7321865

نام کتاب

تحریک اہل حدیث کے عالمی مراکز کا مطالعاتی سفر

از قلم

مولانا فضل کریم عاصم

بانی مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ

تاریخ اشاعت

جنوری ۲۰۰۰ء

مطبعہ

موڑوے پرنٹرز لاہور

کمپوزر

رانا محمد یوسف

ناشر

NOMANI KUTAB KHANA

HAQ STREET URDU BAZAR

LAHORE 2 PAKISTAN

TEL: 042- 7321865

نام کتاب:۔سوانح داؤد غزنوی...... ترتیب وتحریر:۔سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ

علمائے دیوبند سے حسن عقیدت:۔ حضرت والد علیہ الرحمہ کی تاریخ وفات سولہ دسمبر 1963ء ہے۔ان کی وفات سے ایک دو برس بعد ہی ان پر کتاب مرتب کرنے کا ارادہ کیا تھا۔یہ خواہش بھی تھی کہ حضرت میاں ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ ناظم ندوۃ العماء لکھنؤ جن کی شخصیت مجھے عزیز ہے کے نگارشات قلم بھی کتاب میں شامل ہوسکیں۔(سوانح داؤد غزنوی ص 7)

متصوف خاندان اور تلاش مرشد کا سفر:۔ مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے دادا مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی ایک فقید المثال شخصیت تھی۔جس میں بیک وقت علم دین اور تصوف جمع ہوگئے تھے۔ان کے متعلق ہمارے خاندان میں مشہور ہے کہ وہ مادرزاد ولی تھے۔چنانچہ وہ تحصیل سلوک کے شوق میں اپنے پیروشیخ سے ملنے گئے جو اُس وقت افغانستان کے مشاہیر صُوفیاء اور اولیاء میں سے تھے (سوانح داؤد غزنوی صفحہ 11)

استغراق نماز یا آپ کی کرامت:۔ میرے ایک استاد مولوی حافظ عبدالرحمٰن مرحوم تھے جن سے میں نے حدیث کی مشہور کتاب ''ریاض الصالحین'' پڑھی۔وہ فرمایا کرتے تھے کہ قیام امرتسر میں جب وہ حضرت مولانا سے حدیث پڑھا کرتے تھے تو اُن کی محویت کے عجیب وغریب واقعات دیکھنے میں آئے۔ایک مرتبہ عصر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ یکا یک سخت بارش شروع ہوگئی۔ایسی سخت کہ مقتدی سب نماز چھوڑ کر بھاگ گئے صرف دو چار رہ گئے۔نماز سے فارغ ہوکر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو ہاتھ سب کیچڑ سے بھرے ہوئے تھے۔فرمانے لگے:

''باران شُد؟ واللہ عبُد اللہ را خبر نشُد'' ''کیا بارش ہوئی تھی؟ اللہ کی قسم عبداللہ کو اس کی خبر ہی نہیں ہوئی'' (سوانح داؤد غزنوی ص 14)

قبولیت دعا کا اشارہ فرمانا (کرامت):۔ ایک روز نماز عصر کے بعد پھوپھا صاحب نے فرمایا کہ حضرت میرے لیے بھی دُعا فرمائیں پُوچھا کیا دُعا کروں؟ عرض کیا مجھے دردسر کا کبھی ایسا شدید دورہ پڑتا ہے کہ میں بے حال ہوجاتا ہوں اور میری نمازیں قضا ہوجاتی ہیں۔دُعا فرمائیں یہ شکایت دُور ہوجائے۔میری نماز باجماعت قضا نہ ہوایک تیسری اور چیز کہی مگر وہ میری یاد سے نکل گئی ہے۔بہر حال چند منٹ ہاتھ اٹھا کر دُعا کی اور فرمایا:''قبُول شُد انشاءاللہ''۔

میرے دادا (والد صاحب کے پھوپھا) اس وقت بالکل جوان تھے۔ستر سال کی عمر پائی۔گویا قریباً دُعا کے بعد پینتالیس پچاس سال زندہ رہے۔دردسر کا دورہ ایک مرتبہ بھی اس مدت میں نہیں ہوا۔سفر وحضر میں نماز باجماعت کبھی قضا نہیں ہوئی۔آخری رات عشاء کی نماز باجماعت پڑھی۔تہجد کی نماز پوری پڑھی کہ وقت آ گیا۔ذکر شروع کردیا اور صبح کی نماز سے قبل جان جاں آفریں کے سُپرد کردی

ع خدا رحمت کند ایں عاشقان پاك طینت را (سوانح داؤد غزنوی ص15)

مسجد کے درودیوار سے نفی اثبات کا ذکر (کرامت): ایک دن میاں غلام رسول صاحب رحمہ اللہ کی کسی بات پر خفا ہوکر کہنے لگے:

مولوی غلام رسول! تو مولوی شُدی، محدث شُدی عالم شُدی، واعظ شُدی واللہ ہنوز مُسلمان نشُدی۔

یہ کہنا تھا مولوی غلام رسول رحمہ اللہ فرش پر گر گئے اور تڑپنے لگے۔

پھر فرمایا: بگو''لا الہ الا اللہ'' کہتے ہیں اور مولانا کا بیان ہے کہ اُس وقت مسجد کے درودیوار سے ''لا الہ الا اللہ'' کی آوازیں آرہی تھیں۔ (سوانح داؤد غزنوی صفحہ 16)

کسی فرقہ پر نکتہ چینی نہ کرنا:۔ مجھے کبھی یاد نہیں کہ آپ رحمہ اللہ نے خطبہ میں کسی قسم کی درشت نکتہ چینی کسی شخص یا کسی فرقہ پر کی ہو۔''رحمة الله علیه''

مولانا عبداللہ غزنوی کی خلافت نقشبندیہ: غزنوی خاندان سے ہمارے خاندان کے روابط بہت قدیم اور عزیزانہ ہیں۔ ہنُدوستان میں اس خاندان کے نامور اور مخلص بانی مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سلوک میں مولانا حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ کے خلیفہ

تھے اور مولانا حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ کا روحانی تعلق وتلمذ حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ سے تھا۔(سوانح داؤد غزنوی ص 23)

علمائے دیو بند کا خراج عقیدت: اچانک انکی وفات کی اطلاع ملی نہ صرف خاندان غزنوی اور نہ صرف جماعت اہل حدیث بلکہ اس برعظیم پاکستان وہند کے دینی وعلمی حلقے میں اور علماء کی صف اول میں ایک باوقار کرسی خالی ہوگئی جس کا پُر ہونا آسان نہیں معلوم ہوتا۔ مولانا کی دلآویز شخصیت، اُن کا فکری توازن اور اعتدال، اُن کے وسیع روابط، ان کی مجاہدانہ سرگرمیاں، ان کا علمی ذوق، عقائد اور اپنے مسلک میں پختگی اور استقامت کے ساتھ سلف کا عمومی احترام، خاندانی ذوق اور رُوحانی چاشنی۔ یہ سب وہ خصوصیات ہیں جن کے حامل بہت کم نظر آتے ہیں۔(سوانح داؤد غزنوی ص 27)

نفرتوں سے دور متوازن شخصیت:۔ جب ان کی صحت اچھی نہ رہی تو وہ گوشہ نشین ہو گئے اور یہ دور بھی انتہائی سلامت روی سے گزارا۔ کبھی کسی سے پرخاش گوارانہ کی۔ اچھے اور نیک کاموں میں سب کا ساتھ دیا۔ وہ فطرتاً متوازن اور مستقیم تھے۔ اختلاف رائے کے وقت بھی سب کے ساتھ محبت، بہی خواہی اور خیر سگالی کا برتاؤ جاری رکھا۔ عداوت کو ان کے دلی خلوص کی منزل میں کبھی بار نہ ملا۔(سوانح داؤد غزنوی ص 38)

تصوف واحسان کی اشاعت کا جذبہ:۔ تلافی مافات کے لیے اب ہماری نظریں مولانا مرحوم کے جواں سال اور جواں فکر فرزند مولانا ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ پر گڑی ہیں کہ وہ اٹھیں اور دعوت وارشاد کے اس منصب کو سنبھالیں اور تواضع، انکساری اور محبت وتودد کی ان فراوانیوں کے ساتھ جو تصوف واحسان کا خاصہ ہیں، تبلیغ واشاعت میں نکلیں اور لسان وقلم کی جنبشوں کو اُس اوجِ کمال تک پہنچائیں۔(سوانح داؤد غزنوی ص 40)

تصوف اور قلب وروح پر علمی گفتگو:۔ بارہا ایسا ہوا کہ مولانا رحمہ اللہ نے اپنی دلآویز اور روایتی مسکراہٹ کے ساتھ نہ صرف میرے بعض تفردات فکری کی پُرزور تائید کی بلکہ اس کے لیے شواہد بھی مہیا کیے۔ خلوت کے یہ لمحے علم وتحقیق کی خوش بحثوں سے گزر کر آخر تصوف، احوال آخرت اور قلب ورُوح کے جائزہ پر ختم ہو جاتے۔

وسعت نظری کے لیے فکرمند ہونا:۔ لیکن ہمارا یہ حال ہے کہ ہم بہت زیادہ بحث ومناظرہ کی وجہ سے مسائل کی ان چند گنی چنی دیواروں میں محصور ہو کر رہ گئے ہیں جن کو گروہی عصبیت اور تنگ نظری نے پیدا کیا ہے۔ چنانچہ آج الہحدیث کے معنی ایسے گروہ کے نہیں کہ جن کی نظر اسلام کے پورے حکیمانہ نظام پر ہو، جن کے عمل سے اسلام کی تمام اخلاقی، اجتماعی اور رُوحانی قدروں کا خصوصیت سے اظہار ہوتا ہو اور جو روزمرہ کی عام زندگی میں ہر قدم پر کتاب وسنت کی تصریحات کے متلاشی ہوں۔ آج اہلحدیث کے معنی اس کے برعکس ایک ایسے شخص یا جماعت کے ہیں جن کی دلچسپیوں کا محور عموماً صرف چند مسائل، چند بحثیں اور چند فرسودہ مناظرانہ کاوشیں ہیں۔(سوانح داؤد غزنوی صفحہ 43)

ائمہ اربعہ کی عزت اور احترام:۔ منٹگمری کے خطبہ جمعہ میں ایک انتہائی اہم بات جو مولانا رحمہ اللہ نے فرمائی اور جس کی جانب تمام اہل حدیث حضرات کو خصوصی طور پر متوجہ ہونا چاہیے! وہ یہ تھی کہ اگرچہ ہم ائمہ اربعہ رحمہم اللہ سے اختلاف کرتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ہم ان کی عزت نہیں کرتے یا ان کی قدر ومنزلت سے آگاہ نہیں ہیں۔ خدا شاہد ہے کہ ہمارے دلوں میں ان کا اسی قدر احترام موجود ہے جس قدر ان کے مقلدین کے دلوں میں ہے۔

گستاخ ائمہ اربعہ پر تنقید:۔ اس سلسلے میں مولانا رحمہ اللہ نے سامعین (جو اکثر وبیشتر اہل حدیث تھے) کو سخت الفاظ میں تنبیہ کی کہ دوُسرے لوگوں کہ یہ شکایت کی اہل حدیث حضرات ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کی توہین کرتے ہیں بلا وجہ نہیں ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے حلقہ میں عوام اس گمراہی میں مبتلاء ہو رہے ہیں اور ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے اقوال کا تذکرہ حقارت کے ساتھ بھی کر جاتے ہیں۔ یہ رجحان سخت گمراہ کن اور خطرناک ہے اور ہمیں سختی کے ساتھ اس کو روکنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

ائمہ کا حد ادب:۔ ہم ان ائمہ دین رحمہم اللہ کے دستر خوان کے جھوٹے ٹکڑے کھانے والے ہیں۔

اختلاف ائمہ میں وسعت ظرفی:۔ راقم الحروف کے لیے اول تو یہ فراخی قلب ہی بہت غیر متوقع تھی کہ جمعیت اہلحدیث کے صدر اپنی جمعیت کے لوگوں کو ائمہ اربعہ کی تعظیم وتکریم کی اس درجہ شدت کے ساتھ تلقین کریں، لیکن شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کے ساتھ حضرت

کا تعظیم آمیز کلمہ تو بہت ہی حیرانی کا موجب ہوا۔ چنانچہ جُمعہ کے بعد جب ایک جگہ کھانے پر ملاقات ہوئی تو مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے عرض کر ہی دیا کہ حضرت! آپ نے ابن عربی رحمہ اللہ کا تذکرہ تعظیم وتکریم کے ساتھ کیا حالانکہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی رائے ان کے بارے میں بہت سخت ہے اس کا جو جواب مولانا مرحوم نے دیا وہ اس قابل ہے کہ سنہری حروف سے لکھا جائے اور دین کے تمام خادم اس کو حرز جان بنا لیں۔ میری بات سن کر مولانا نے قدرے توقف کے بعد فرمایا:

ڈاکٹر صاحب! ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ابن عربی رحمہ اللہ دونوں ہی ہمارے بزرگ ہیں۔ اپنے آپس کے اختلاف کو وہ جانیں! ہم خورد ہیں اور خورد رہنے ہی میں عافیت سمجھتے ہیں! مولانا نے یہ الفاظ اتنے شدید تاثر کے ساتھ فرمائے کہ ساتھ ہی ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے! واقعہ یہ کہ میں عرض نہیں کر سکتا کہ مولانا رحمہ اللہ کے اس منکسرانہ قول سے میرے دل میں ان کی عزت میں ایک دم کس قدر اضافہ ہوا اور ان کا احترام کتنا بڑھ گیا! (سوانح داؤد غزنوی ص 88)

مکتوبات امام ربانی سے عشق:۔ چنانچہ ایک بار جب میں نے مولانا رحمہ اللہ سے مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی جلد اول عاریتاً مانگی تو مولانا نے فرمایا: ڈاکٹر صاحب اس کتاب کو میں نے آج تک کبھی اپنے سے جدا نہیں کیا اور میں کسی دوسرے شخص کو یہ کتاب عاریتاً نہ دیتا لیکن آپ سے ایک خصوصی محبت ہوگئی ہے جس کی بناء پر انکار نہیں کر سکتا چنانچہ ایک ماہ کے لیے میں وہ نسخہ منٹگمری لے گیا۔ پھر جب میں اسے واپس لایا تھا تو اس پر چرمی جلد بندھوا لایا جسے دیکھ کر مولانا بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے میرا پہلے ہی سے یہ اندازہ تھا کہ آپ اس کتاب کے واقعی قدردان ہیں۔ (سوانح داؤد غزنوی ص 89)

شریعت وطریقت کا حسین امتزاج:۔ واقعہ یہ ہے کہ اس دور میں مولانا رحمہ اللہ کی شخصیت بہت غنیمت تھی اور اس میں اسلام کے قرن اول کی بہت سی خصوصیات موجود تھیں۔ خصوصاً اتباع سنت کے مکمل اہتمام کے ساتھ قلب وروح کی حیات باطنی کا جو حسین امتزاج ان کی شخصیت میں پایا جاتا تھا وہ تو اس دور میں جب کہ تصوف میں بہت سی نئی باتیں بطور لوازم داخل ہوگئی ہیں بہت ہی قابل قدر تھا اور میری ناچیز رائے میں اس دور میں شدید ترین ضرورت اسی چیز کی ہے۔ (سوانح داؤد غزنوی ص 94)

علمائے دیوبند کا اقتداء میں نماز پڑھنا:۔ حضرت مولانا مسلکاً سلفی العقیدہ اہل حدیث اور متبع کتاب وسنت، مگر متشدد نہیں تھے ائمہ مجتہدین بالخصوص حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا پورا پورا احترام کرتے تھے۔ فروعی مسائل میں کبھی نہیں الجھتے تھے یہی وجہ تھی کہ دیوبندی علماء آپ کو عقیدت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ خود مولانا صاحب رحمہ اللہ کا اپنا بیان ہے کہ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب مرحوم کے بعد جمعیت علماء ہند کے صدر مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند رہے اور نائب صدر کا عہدہ بھی تفویض ہوا۔ یہ معلوم ہے کہ مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ مذہب کے بارے میں نہایت متقشف اور سخت گیر تھے، مگر نماز کے وقت امامت کے لیے مولانا حسین احمد مرحوم مجھے آگے کر دیتے اور میری اقتداء میں نماز پڑھتے۔ حضرت مولانا احمد علی مرحوم امیر انجمن خدام الدین لاہور تمام عمر عیدین کی نماز حضرت مولانا داؤد غزنوی مرحوم کی اقتدار میں نماز پڑھتے رہے۔ (سوانح داؤد غزنوی ص 114)

مولانا داؤد غزنوی کی پگڑی: سفید عمامہ باندھے ہوئے، بہت وجیہہ اور بارُعب سٹیج پر نمودار ہوئے۔

مولانا غزنوی ہمارے مرشد ہم مرید (کرامت): ملک احمد بوڑھے آدمی تھے، دراز قامت اور وجیہہ تھے۔ بڑے نیک تھے۔ وہ حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے مرید تھے۔ دو تین روز ہی میں مجھ سے مانوس ہو گئے تھے۔ میں نے باتوں باتوں میں ان سے پُوچھا: آپ اس خاندان کے حلقہ ارادات میں کیسے آئے؟ اُنہوں نے اس کا جواب ان الفاظ میں دیا:

> میں اٹھارہ سال کی عمر کا تھا۔ مجھے گنٹھیا کا مرض لاحق ہوگیا۔ والد نے بہت علاج کرائے مگر آرام نہیں آیا۔ کسی نے بتایا کہ امرتسر میں ایک بزرگ مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ رہتے ہیں، وہ دُعا کرتے ہیں اور لوگ صحت یاب ہو

جاتے ہیں۔اس زمانے میں گھوڑی کے سوا اس گاؤں سے امرتسر جانے کا کوئی ذریعہ نہ تھا، چنانچہ گٹھڑی کی شکل میں والد نے مجھے گھوڑی پر لادا۔ہم امرتسر مسجد غزنویہ میں پہنچے تو فجر کی نماز ہو رہی تھی۔ والد نے مجھے اٹھایا اور مسجد کے صحن میں رکھ دیا۔گھوڑی باہر باندھی اور خود وضو کر کے جماعت میں شریک ہو گئے جو بزرگ امامت کرا رہے تھے وہ اس درد وسوز سے قرآن مجید پڑھ رہے تھے کہ دل ان کی طرف کھنچا جاتا تھا۔نماز کے بعد انھوں نے میری طرف دیکھا۔اُدھر والد نے آگے بڑھ کر درخواست دعا کی۔اُنھوں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔جیسے جیسے وہ دُعا مانگ رہے تھے یوں احساس ہوتا تھا جیسے میرے جوڑوں کی بندش کھل رہی ہے۔تین دن ہم وہاں رہے اور اللہ کے فضل سے میں تندرست ہو کر واپس آیا۔اب جسمانی حالت کے ساتھ ہماری روحانی دنیا بھی بدل چکی تھی۔اس کے بعد ہم اُن کے مرید تھے اور وہ ہمارے مُرشد۔(سوانح داؤد غزنوی ص 132)

دعا کی بدولت معاشی تنگی ختم ہو جانا (کرامت): حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے قبولیت دُعا کے سلسلے میں بہت سے واقعات عوام اوران کے عقیدت مندوں میں مشہور ہیں۔اس ضمن کا ایک عجیب وغریب واقعہ مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے بھی اور ایک مدراسی بزرگ عزیز اللہ صاحب (گھڑی ساز) نے بھی بیان کیا۔

عزیز اللہ صاحب 1958ء میں اپنے عزیزوں سے ملاقات کیلئے مدراس سے کراچی آئے۔کراچی سے لاہور آئے اس سفر کا مقصد محض مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ اور ارکان جماعت سے مُلاقات تھا۔وہ الاعتصام کے خریدار تھے۔سیدھے دفتر میں آئے، اپنا نام اور پتہ بتایا۔میں ان کے نام سے واقف تھا۔بحیثیت مدیر ''الاعتصام'' وہ مجھ سے آشنا تھے۔میں نے ان کو اعزاز سے بٹھایا اور مدراسی ہونے کیوجہ سے کھانے کے لیے مچھلی پیش کی۔مولانا رحمہ اللہ اس روز لاہور سے باہر تشریف لے گئے تھے، میں نے مولانا رحمہ اللہ کے ساتھ ان کی عقیدت کی وجہ پوچھی، تو انہوں نے بتایا کہ ایک عرصہ ہوا مدراس سے دو آدمی چمڑے کی تجارت کے لیے امرتسر آئے ان کے ساتھ ایک مدراسی ملازم بھی تھا، جس کا نام اسماعیل تھا۔اسماعیل فجر کی نماز روزانہ حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی اقتداء امامت میں ادا کرتا۔ایک روز انہوں نے پُوچھا تم کون ہو؟ کہاں کے رہنے والے ہو؟ اور یہاں کیا کام کرتے ہو؟

اُس نے جواب دیا: میرا نام اسماعیل ہے، مدراس کا رہنے والا ہوں اور دو مدراسی سیٹھوں کے ساتھ ملازم کی حیثیت سے یہاں آیا ہوں۔اس کی یہ بات سن کر امام صاحب رحمہ اللہ نے دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے۔عزیز اللہ نے اور اس کے بعد مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے بتایا کہ اسماعیل کہا کرتا تھا۔امام صاحب دعا مانگ رہے تھے اور مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ گویا دولت میرے جھولی میں گر رہی ہے۔نماز و دعا کے بعد واپس گھر گیا تو سیٹھوں نے کہا: اسماعیل: تُم بہت عرصے سے ہمارے ساتھ ہو، ہم نے تم کو دیانتدار، محنتی اور امین پایا ہے۔لہٰذا ہم نے آج سے تمیں اپنے کاروبار میں شریک کر لیا ہے اور تمہارا ایک خاص حصہ مقرر کر دیا ہے اپنے حصے کی رقم تُم نقد ادا نہیں کرو گے، بلکہ تمہارے حصے کے منافع سے وضع ہوتی رہے گی۔اسکے بعد چند مہینوں میں وہ اس درجہ امیر ہو گیا کہ اسماعیل سے کا کا اسماعیل بن گیا۔کا کا مدراس کی زبان میں سیٹھ کو کہتے ہیں۔

ننگے سر نماز پسند نہ فرماتے: ننگے سر نماز پڑھنا مولانا رحمہ اللہ کو ناگوار گزرتا تھا۔اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو۔ایک مرتبہ مسجد چینیاں والی میں بیٹھے تھے کہ ملک محمد رفیق جو اُن کے پُرانے عقیدت مند اور حلقہ مسجد چینیاں والی کے رہنے والے تھے، ان کی موجودگی میں مسجد میں آئے اور ننگے سر نماز پڑھنے لگے۔جب وہ نماز سے فارغ ہوئے، تُو اُن کو بُلایا اور فرمایا: ملک صاحب! ایک بات عرض کروں؟ انہوں نے کہا: مولانا فرمائیے۔کیا ارشاد ہے۔کہا: ننگے سر نماز نہ پڑھا کریں۔

فقہی اختلاف کے باوجود احترام کرنا:۔ نماز میں جمع تقدیم کے بھی وہ قائل نہ تھے۔ان کا نقطہ نظر یہ تھا اور اس پر انھیں اصرار تھا جس نماز کا وقت نہیں ہوا، وہ کیوں پڑھی جائے۔اس سلسلے کا ایک واقعہ قابل ذکر ہے: ایک مرتبہ تنظیم جماعت کے ضمن میں مولانا غزنوی رحمہ اللہ مولانا محمد اسماعیل

مرحوم اور مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ ضلع لاہور کے ایک قصبے موضع کھڈیاں گئے۔ میں بھی ساتھ تھا۔ نماز جمعہ وہاں پڑھی اور علاقے کے لوگوں کو خطاب کیا۔ وہاں سے چلے تو قصور پہنچے اور نماز مغرب قصور کی مسجد اہل حدیث میں ادا کی۔ فرض پڑھنے کے بعد مولانا غزنوی رحمہ اللہ تو حسب معمول وظیفے میں مشغول ہو گئے اور مولانا محمد اسماعیل مرحوم نے عشاء کی نماز پڑھنا شروع کر دی۔ وظیفے کے بعد مولانا نے مولانا محمد اسماعیل صاحب رحمہ اللہ سے پوچھا یہ آپ نے مغرب کی نماز کے بعد کیا پڑھا ہے؟ کہا: نماز عشاء فرمایا: کیوں؟ کہا: مغرب کے ساتھ عشاء جمع کر لی ہے۔

فرمایا عشاء کا وقت تو ابھی نہیں ہوا۔ آپ نے قبل از وقت نماز کیوں پڑھی؟ لیکن مولانا اسماعیل صاحب رحمہ اللہ ان کا اس درجہ احترام کرتے تھے کہ بجائے اپنے حق میں دلائل دینے کے خاموش ہو گئے۔

کھانے پینے میں آداب کا خیال رکھنا:۔ آپ آداب اکل وشرب کے بھی بہت پابند تھے۔ فرمایا کرتے تھے کھانے پینے کے کچھ خاص آداب ہیں ان کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ مثلاً چلتے پھرتے کھانا یا راستے میں کھڑے ہو کر کھانا سخت معیوب ہے، اگر اپنے تعلق والے کسی شخص کو راستے میں ریڑھی یا دوکان پر کھڑا کھاتے ہوئے دیکھتے، تو اس کو سختی سے روک دیتے اور صاف الفاظ میں کہتے:

یہ حرکت تہذیب وثقافت اور متانت وسنجیدگی کے منافی ہے۔ یہ معقول آدمیوں کا شیوہ نہیں۔ (سوانح داؤد غزنوی ص 135)

جماعتی انحطاط کی اہم وجہ ائمہ کی بے ادبی:۔ ائمہ کرام رحمہم اللہ کا ان کے دل میں انتہائی احترام تھا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا اسم گرامی بے حد عزت سے لیتے۔ ایک دن میں ان کی خدمت میں حاضر تھا کہ جماعت اہل حدیث کی تنظیم سے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ بڑے دردناک لہجے میں فرمایا: مولوی اسحاق! جماعت اہل حدیث کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی بددُعا لے کر بیٹھ گئی ہے۔ ہر شخص ابوحنیفہ ابوحنیفہ کہہ رہا ہے۔ کوئی بہت ہی عزت کرتا ہے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہہ دیتا ہے۔ پھر اُن کے بارے میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ وہ تین حدیثیں جانتے تھے یا زیادہ سے زیادہ گیارہ۔ اگر کوئی بہت بڑا احسان کرے تو وہ انہیں سترہ حدیثوں کے عالم گردانتا ہے۔ جو لوگ اتنے جلیل القدر امام کے بارے میں یہ نقطہ نظر رکھتے ہوں اُن میں اتحاد و یک جہتی کیوں کر پیدا ہو سکتی ہے۔ ''یا عزبة العلم انما اشکو بثّی وحزنی الی الله'' (سوانح داؤد غزنوی ص136)

اختلاف کے باوجود ادب واحترام برقرار رہنا:۔ مولانا رحمہ اللہ کی بیشمار خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ تھی کہ علمائے کرام کی بڑی تکریم کرتے اور ان کا نام ادب واحترام سے لیتے ''الاعتصام'' میں اختلافی اور مسلکی مضامین کی اشاعت کے سلسلے میں تاکید فرماتے کہ اسلوب تحریر مثبت ہونا چاہئے۔ کسی کی مخالفت خدمت دین نہیں ہے۔ اگر کسی صاحب علم کے فکری رجحانات سے عدم اتفاق کا اظہار ضروری ہو، تو اس کا نام عزت واحترام سے لیا جائے اور اس کی ذات کو حدف تنقید نہ بنایا جائے، بلکہ دائرہ بحث فقط اصل مسئلے تک محدود رکھا جائے۔ اپنی اسی خوبی کی بناء پر ان کو علماء کے تمام حلقوں اور فقہی مکاتب فکر میں مقبولیت ومحبوبیت حاصل تھی۔

کشف قبور سے اعتراض کیونکر ہے:۔ ان کے رجحانات تصور اور میلانات فقہیہ کے بارے میں ان کے احساسات کس درجہ نازک تھے، اس کا اندازہ اس واقعہ سے کیجیے کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا احمد علی مرحوم نے مجلس ذکر میں کشف قبور کے متعلق کچھ تجربات ومشاہدات بیان فرمائے اور کہا کہ قبر میں میت جن حالات سے دوچار ہو اس کا انہیں مشاہدہ ہو جاتا ہے، میں نے ''الاعتصام'' میں اس پر ایک شذرہ لکھا اور نہایت ادب سے شرعی نقطہ نظر کی روشنی میں چند سطور میں مولانا رحمہ اللہ کے نقطہ نظر سے اظہار اختلاف کیا۔ اس سے تیسرے یا چوتھے روز بعد مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا: ایڈیٹر صاحب! میں نے مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ کے کشف قبور کے بارے میں آپ کا ادارتی نوٹ پڑھا۔ آپ یہ فرمایئے اگر مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ اتنے نیک ہو جائیں کہ انہیں کشف قبور ہونے لگے تو آپ کو کیا اعتراض ہے؟

ان چند الفاظ سے میرا مسئلہ حل ہو چکا تھا اور میرے پاس سوائے اس کے کوئی جواب نہ تھا کہ بلا تامل عرض کر دوں کوئی اعتراض نہیں ہے
(سوانح داؤد غزنوی ص139)

حضرت لاہوری اور غزنوی رحمہما اللہ کے تعلقات:۔ مولانا غزنوی رحمہ اللہ کی عظیم خصوصیت یہ تھی کہ اُن کا ظرف بہت وسیع

تھا۔ انتہائی وسعت قلب کے مالک تھے اور ایک خاص مسلک فقہ کے پابند ہونے کے باوجود تعصّبات سے اُن کا دل بالکل صاف تھا۔ اس کا اندازہ اس سے لگائیے کہ حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ عیدین کی نماز ہمیشہ ان کی اقتداء میں ادا فرماتے حالانکہ خود اُن کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ پھر نہ صرف مولانا غزنوی رحمہ اللہ کی موجودگی میں بلکہ ان کی غیر حاضری اور زمانہ اسارت میں بھی اُنھوں نے اپنے پورے حلقہ ارادت کے ساتھ منٹو پارک میں عیدین کی نمازیں پڑھیں اور صف اول میں بیٹھے۔

مولانا احمد علی رحمہ اللہ سے ان کے تعلقات بہت گہرے تھے اور یہ دونوں بزرگ ایک دوسرے کی انتہائی تکریم کرتے تھے مشترکہ معاملات اور اسلام اور مسلمانوں کے عام مفاد کا کوئی مسئلہ سامنے آتا، تو مولانا غزنوی رحمہ اللہ یا تو خود ان کی خدمت میں تشریف لے جاتے یا ٹیلی فون پر رابطہ پیدا کرتے۔

مولانا احمد علی مرحوم کی وفات کی اطلاع ملی تو مولانا رحمہ اللہ نے نہایت حزن وملال کا اظہار کیا اور فرمایا آج دین کا ایک ستون گر گیا ہے اور میرے قریبی رفقاء میں ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے جو کبھی پُر نہیں ہو سکے گا۔ ساتھ ہی فرمایا: اب ہم چند روز کے مہمان ہیں اور آہستہ آہستہ یہ دور ختم ہو جائے گا۔

مولانا احمد علی رحمہ اللہ کے جنازے پر آئے تو یہ عاجز ان کے ہمراہ تھا۔ راستے میں انہی کی زندگی کے واقعات بیان کر کے روتے رہے۔

مُفتی محمد حسن اور حضرت غزنوی رحمہما اللہ:۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے مکتب فکر سے متعلق حضرات سے بھی ان کے بہت مراسم تھے بالخصوص مولانا تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ خاص مولانا مفتی محمد حسن مرحوم سے قلبی لگاؤ تھا مفتی صاحب مرحوم ایک ٹانگ سے معذور تھے، اس لیے ان کو گھر سے باہر نکلنے میں مشکل پیش آتی تھی، لیکن وہ اپنی اس معذوری کے باوجود مولانا رحمہ اللہ کے پاس آتے اور دونوں کے درمیان خاصی دیر تصوف اور دیگر مسائل پر سلسلہ گفتگو جاری رہتا۔

مولانا تو نماز عصر کے بعد ہفتے عشرے میں ایک دو مرتبہ بالعموم ان کے ہاں تشریف لے جاتے۔ مفتی صاحب رحمہ اللہ کا بھی اصل موضوع تصوف تھا اور مولانا رحمہ اللہ کا بھی۔ یہ دونوں بزرگ اکثر اسی موضوع سے متعلق گفتگو فرماتے تھے۔

مولانا سید ابوالحسنات مرحوم اور حضرت غزنوی رحمہما اللہ:۔ مولانا سید ابوالحسنات مرحوم بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے، لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے مسلکی تعصّبات سے ان کا دل صاف تھا۔ تحریک ختم نبوت کے زمانے میں مولانا کی وساطت سے ان کو کسی حد تک قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ نماز کا وقت آتا، تو مولانا ان سے امامت کے لیے اصرار کرتے اور وہ مولانا سے۔ مجھے کئی دفعہ مولانا کے پیغام بر کی حیثیت سے اُن کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملا۔ وہ ان کا ذکر بہترین الفاظ سے کرتے۔ (سوانح داؤد غزنوی ص 145)

بزرگ کی آمد کا الہام ہونا: مولانا محی الدین رحمہ اللہ اتنے نیک تھے کہ جب وہ غزنی کے قریب پہنچے تو دادا صاحب رحمہ اللہ کو اللہ کی طرف سے بذریعہ الہام معلوم ہو گیا کہ ایک بزرگ ملاقات کے لیے آرہے ہیں، چنانچہ وہ ان کے استقبال کے لیے گھر سے باہر نکلے اور جاتے ہوئے گھر میں کہہ گئے کہ پنجاب سے ایک بزرگ آرہے ہیں، ان کے لیے کھانا تیار کرواور اچھا کھانا تیار کرو (یہ لفظ بھی وہ دو تین بار کہتے) پھر ہنس کر کہتے: اچھا کھانا کیا ہو گا حلوا پکانے کو کہا ہو گا۔ (سوانح داؤد غزنوی ص 147)

مولانا کہا کرتے تھے کہ مولانا محی الدین دُور سے آتے دکھائی دیئے تو دادا صاحب رحمہ اللہ احترام سے ان کی طرف بڑھے، انھیں گھر لائے خیر خیریت پوچھی، کھانا کھلایا اور باتیں کیں۔ ان سے نام پوچھا تو جواب دیا میرا نام محی الدین ہے۔ فرمایا اپنا نام عبدالرحمٰن رکھ لیجیے۔ مولانا عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ غالبا دو مرتبہ غزنی گئے اور حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے ارادت میں شامل ہوئے۔ (سوانح داؤد غزنوی ص 148)

جامعیت اور ہمہ گیری کا ثبوت: مفتی محمد حسن رحمہ اللہ، مولانا احمد علی رحمہ اللہ اور سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ ایسے بزرگوں کے ساتھ مولانا داؤد غزنوی مرحوم کے تعلقات ان کی شخصیت کی جامعیت اور ہمہ گیری کا بہت بڑا ثبوت ہیں۔ (سوانح داؤد غزنوی ص 183)

امام اعظم کی گستاخی کا وبال: مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ اور مفتی محمد حسن رحمہ اللہ کی ملاقات میں بعض اوقات مُفتی محمد شفیع صاحب

رحمہ اللہ بھی شامل ہوتے تھے۔مولانا داؤد غزنوی اور مفتی محمد شفیع صاحب رحمہما اللہ کے درمیان بھی گہرے روابط تھے۔مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے مولانا داؤد غزنوی اور مُفتی محمد حسن رحمہما اللہ دونوں کی وفات کے بعد ایک محفل میں فرمایا تھا۔اب میرا کراچی سے لاہور آنے کو جی نہیں چاہتا کیونکہ مجھے مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ اور مفتی محمد حسن رحمہ اللہ نظر نہیں آتے اور میں ان دونوں کی علمی گفتگوؤں سے محظوظ نہیں ہوسکتا۔مفتی محمد حسن رحمہ اللہ نے ایک بار مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی ولایت کا ایک واقعہ سنایا۔وہ واقعہ یوں تھا کہ امرتسر میں ایک محلّہ تیلیاں تھا جس میں اہلحدیث حضرات کی اکثریت تھی۔اس محلے کی مسجد اسی نسبت سے مسجد تیلیاں والی کہلاتی تھی۔وہاں عبدالعلی نامی ایک مولوی امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتے تھے۔وہ مدرسہ غزنویہ میں مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ سے پڑھا کرتے تھے ایک بار مولوی عبدالعلی نے کہا کہ ابوحنیفہ (رحمہ اللہ) سے تو میں اچھا اور بڑا ہوں کیونکہ اُنہیں صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں اور مجھے اُن سے کہیں زیادہ یاد ہیں۔

اس بات کی اطلاع مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کو پہنچی، وہ بزرگوں کا نہایت ادب واحترام کیا کرتے تھے اُنہوں نے یہ بات سنی تو اُن کا چہرہ مبارک غصے سے سرخ ہوگیا۔اُنھوں نے حکم دیا کہ اس نالائق (عبدالعلی) کو مدرسے سے نکال دو۔وہ طالب علم جب مدرسے سے نکالا گیا تو مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ شخص عنقریب مرتد ہوجائے گا۔

مفتی محمد حسن رحمہ اللہ راوی ہیں کہ ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ وہ شخص مرزائی ہوگیا اور لوگوں نے اُسے ذلیل کرکے مسجد سے نکال دیا۔

اس واقعے کے بعد کسی نے امام صاحب مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ سے سوال کیا: حضرت! آپ کو یہ کیسے علم ہوگیا تھا کہ وہ عنقریب کافر ہوجائیگا۔

فرمانے لگے کہ جس وقت مجھے اس کی گستاخی کی اطلاع ملی اُسی وقت بخاری شریف کی یہ حدیث میرے سامنے آگئی کہ:

"من عادى لي وليًا فقد اٰذنته بالحرب" (جس شخص نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی تو میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں)

میری نظر میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ولی اللہ تھے جب اللہ کی طرف سے اعلان جنگ ہوگیا، تو جنگ میں ہر فریق دُوسرے کی اعلیٰ چیز کو چھینتا ہے۔اللہ کی نظر میں ایمان سے اعلیٰ کوئی چیز نہیں اس لیے اس شخص کے پاس ایمان کیسے رہ سکتا تھا۔(سوانح داؤد غزنوی ص 192)

مفتی صاحب اور حضرت غزنوی کے خوشگوار لمحات: (۱) ایک دفعہ مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ والد صاحب کے پاس تشریف لائے۔اُن کے سامنے چائے رکھی گئی۔مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے کسی وجہ سے کُچھ دیر توقف فرمایا تو والد صاحب نے کہا:

آپ چائے پیتے کیوں نہیں؟ پھر مُفتی صاحب نے کہا: دیکھیے میں نے یہ نہیں کہا کہ آپ چائے پئیں کیونکہ اس صورت میں مطلب یہ ہوتا ہے کہ دراصل چیز تو میری ہے لیکن آپ حاصل کرسکتے ہیں اور پہلی صورت میں مفہوم یہ ہے کہ چیز آپ ہی کا حصہ ہے پھر آپ استعمال کیوں نہیں کرتے؟

اس نکتے پر مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے ذُو معنیین بات کہی فرمایا: واہ مُفتی صاحب یہ آپ ہی کا حصہ ہے۔

ایک زمانے میں مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ کی تفسیر نہایت شوق سے پڑھا کرتے تھے۔اُن دنوں وہ جب کبھی مفتی صاحب رحمہ اللہ سے ملنے تشریف لاتے تو اُس تفسیر کے بارے میں اپنے خوشگوار تاثرات بیان فرماتے تھے۔ایک روز فرمانے لگے کہ مولانا تھانوی رحمہ اللہ کی تفسیر کے مطالعے کے دوران بعض اوقات میرا جی چاہتا ہے کہ میں اُن کا کوئی فقرہ یا لفظ بدل دوں لیکن آخر غور وخوض کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچتا ہوں کہ وہاں وہی فقرہ یا لفظ ٹھیک بیٹھتا ہے۔

یہ بات سن کر مفتی صاحب رحمہ اللہ نے جواب میں کہا: یہ فہم بھی آپ ہی کو عطاء ہوا ہے یہ بھلا کس کس کو نصیب ہے۔

مولانا غزنوی رحمہ اللہ اور حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ کی مُلاقاتوں کا مقصد زیادہ تر ایمان تازہ کرنا اور آخرت کی یاد تھا۔

مفتی صاحب رحمہ اللہ کا ذکر اللہ میں استغراق: (۲) (مفتی صاحب کے بیٹے کے بیان فرمودہ واقعات) والد صاحب اکثر مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے: مجھے مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی بیباکی اور دلیری بہت پسند ہیں۔میرا جی چاہتا ہے کہ کوئی بات ہو تو میں اُن سے کہہ دوں اور وہ آگے لوگوں تک پہنچادیں کیونکہ انکی تقریر کا انداز بہت واضح اور دل نشین ہے۔بات انکے دل سے نکلتی ہے اور دلوں میں جاگزیں ہوجاتی ہے۔

مفتی صاحب رحمہ اللہ اور مولانا داؤد غزنوی رحمہما اللہ دونوں میں اس قدر بے تکلفی تھی کہ وہ ایک دوسرے سے اپنی باتیں چھُپاتے نہیں تھے۔ جب مفتی صاحب کی ٹانگ آپریشن کے ذریعے کاٹ دی گئی تو ایک روز مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ والد صاحب کی عیادت کے لیے ہسپتال میں تشریف لائے۔ وہاں مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ پہلے سے موجود تھے اُنہوں نے مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کو یہ واقعہ سنایا کہ مفتی صاحب رحمہ اللہ نے آپریشن کے وقت بے ہوشی کا ٹیکہ لگوانے سے انکار کر دیا تھا اور ڈاکٹروں سے کہا تھا کہ آپ لوگ اپنا کام کریں میں اپنا کام کروں گا اور وہ کام یہ تھا کہ مفتی صاحب رحمہ اللہ اس وقت اللہ کی یاد میں محو ہو گئے تھے۔

اس موقع پر مُفتی صاحب رحمہ اللہ نے بتایا کہ آپریشن کی رات بھی اُن کی نماز تہجد فوت نہیں ہوئی تو مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ یہ سن کر آبدیدہ ہو گئے۔

عطاء کردہ خاص وظیفہ:۔ (۳) گزشتہ سال میری والدہ حج کے لیے تشریف لے گئیں۔ وہاں ایک روز مدینہ منورہ میں ایک وظیفے کے سلسلے میں مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے بتایا تھا اور کہا تھا کہ صبح کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان یہ چالیس بار پڑھنا چاہیے وہ وظیفہ یہ تھا۔

"یاحی یا قیوم لا اله الا انت برحمتك استغیث"

یہ واقعہ سن کر مجھے خیال آیا کہ مولانا داؤد غزنوی اور والد صاحب رحمہما اللہ کے درمیان اکثر تبادلہءاذکار بھی ہوا کرتا تھا۔

الفاظ درود میں زیادتی: (۴) میرے والد صاحب نے ایک موقع پر مجھے یہ واقعہ سنایا کہ ایک دن مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ آئے اور کہنے لگے:
میں درود شریف پڑھتا ہوں تو اُس کی عظمت بڑھانے کے لیے کُچھ اور کلمات اس میں شمار کر لیتا ہوں۔ سوچتا ہوں کہ یہ بے ادبی یا سنت کی خلاف ورزی تو نہیں؟

یہ بات ہو رہی تھی کہ اچانک مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ تشریف لے آئے مُفتی صاحب رحمہ اللہ نے اُنہیں مخاطب ہو کر کہا۔ آیئے مولانا! اس وقت آپ کی ضرورت پڑ گئی پھر انہیں مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کا سوال سنایا۔ مولانا ادریس صاحب رحمہ اللہ نے کہا۔ اس میں کوئی اشکال نہیں اور قرآن کی اس آیت سے استنباط فرمایا کہ "یایها الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما"

اس میں صلوا اور سلمو کے صیغے مطلق ہیں اس اطلاق میں یہ خاص شکل بھی شامل ہے۔

مُفتی صاحب رحمہ اللہ نے یہ بات سنی تو فرمایا: جزاک اللہ! آپ نے خوب جواب دیا۔ (سوانح داؤد غزنوی ص195)

بے تعصبی اور وسعت مسلک:۔ (۵) مولانا داؤد غزنوی، مفتی محمد حسن اور مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہم اللہ کسی محفل میں یکجا ہوتے تو گفتگو میں مزید شگفتگی پیدا ہو جاتی تھی۔ مولانا ادریس صاحب اپنے ضعف جسمانی کے باعث دو سجدوں کے درمیان ذرا وقفہ کرتے تھے مولانا داؤد ایک بار یہ صُورت دیکھ کر فرمانے لگے: مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ "قولاً حنفی ہیں لیکن عملاً اہلحدیث ہیں"۔

مُفتی صاحب رحمہ اللہ نے اس بات سے محظوظ ہو کر کہا: کیوں نہ ہوں حدیث کے اُستاد ہیں۔

اس سے آپ ان بزرگوں کی بے تعصبی اور وسعت مسلک کا اندازہ کر سکتے ہیں! (سوانح داؤد غزنوی ص196)

اُنسیت ذکر اور حضرت تھانوی کا جواب:۔ (۶) ایک دفعہ مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ فرمانے لگے:
میں جب ذکر الٰہی میں مشغول ہوتا ہوں تو کبھی جی چاہتا ہے کہ وہ درود پڑھوں اور کبھی جی چاہتا ہے کہ بعض دوسرے اذکار میں سے کچھ پڑھوں۔ اس سلسلے میں انسب کیا ہے؟

مُفتی صاحب رحمہ اللہ نے کہا: یہ سوال ایک بار میرے دل میں بھی پیدا ہوا تھا اور میں نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو لکھا کہ آپ نے مجھے جو وظیفہ بتایا تھا، اُس سے فراغت کے بعد کبھی میرا جی چاہتا ہے کہ فلاں ذکر کروں اور کبھی جی میں آتا ہے کہ فلاں ذکر کروں اس سلسلے میری رہنمائی فرمایئے۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے جواب میں لکھا:
یہ سب دسترخوان باطنی کے کھانے ہیں جب ایک میز پر بہت سے کھانے پڑے ہوئے ہیں تو اُن میں ترتیب قائم نہیں کی جا سکتی۔ ایسے

ہی اوراد واذ کار میں طبیعت کے مطابق عمل کیا جا سکتا ہے۔

مولانا داؤد رحمہ اللہ یہ بات سن کر بولے: جزاک اللہ! آپ نے میرے دل سے بڑا بوجھ اُتار دیا۔

اصل صوفی اہلحدیث کو ہونا چاہیے:۔(ے) ایک بار مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ تشریف لائے تو فرمانے لگے:

مُفتی صاحب رحمہ اللہ! تصوف کے بارے میں کوئی اچھی کتاب بتایئے۔

مُفتی صاحب رحمہ اللہ نے کہا: آپ مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی کتاب "تعلیم الدین" دیکھ لیجئے مولانا داؤد رحمہ اللہ نے بازار سے کتاب منگوائی تو اُس میں تصوف کا باب شامل نہیں تھا۔ اس پر مُفتی صاحب رحمہ اللہ نے انہیں اپنا نسخہ دے دیا اور فرمایا:

میں سمجھتا ہوں کہ اصلی صوفی تو اہلحدیث کو ہونا چاہئے کیونکہ احادیث کی کتابوں میں حسد، کینہ، کبر، غضب وغیرہ کے ابواب آتے ہیں جن میں ان بدعادات سے اجتناب کی تعلیم دی گئی ہے۔ اس کے برعکس فقہ کی کُتب میں ایسے ابواب نہیں ہیں۔

اس موقع پر مُفتی صاحب رحمہ اللہ نے مولانا کو مخاطب کر کے فرمایا: مولانا! آپ کو دیکھ کر میرا جی بہت خوش ہوتا ہے۔ (سوانح داؤد غزنوی ص201)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کا مکتوب گرامی:۔ (خلیفہ اجل حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ)

کرم فرمائے محترم مولانا ابوبکر غزنوی دام مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گرامی نامہ سے مشرف فرمایا۔ تعمیل حکم کیلئے چند سطریں لکھی ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ دل کا داعیہ بہت کچھ لکھنے کا تھا، مگر معذور ہوگیا اسی کو قبول فرما کر ممنون فرمائیں۔ والسلام: بندہ محمد شفیع ۱۸\۶\۱۳۹۳

حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی ذات گرامی سے احقر کا تعارف تو بہت قدیم سے تھا لیکن 1368ھ 1948ء میں ہجرت پاکستان کے بعد سے مسلسل ملاقاتوں اور بہت سے دینی کاموں میں رفاقت کا شرف اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ مولانا کو قریب سے دیکھا۔ اُن کے جن علمی واخلاقی فضائل وکمالات کا مشاہدہ ہوا افسوس ہے کہ اپنی طویل علالت اور ضعف عمر کے سبب اب یہ ناکارہ اُن میں سے کوئی حصہ بھی لکھنے پر قادر نہیں۔

اس وقت صرف چند جملے لکھنے پر اکتفاء کرتا ہوں کہ احقر نے حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کو علمی کمالات کے علاوہ عملی اور اخلاقی کمالات سے بہت آراستہ پایا۔ وہ ایک باخدا بزرگ تھے۔ اہلحدیث ہونے کے باوجود ائمہ مجتہدین اور علمائے سلف صالحین (رحمہم اللہ) کا احترام وعقیدت اُن کے قلب میں ان حضرات کے مقلدین سے کم نہ تھا۔ حنفی علماء سے روابط اور تعلقات بہت گہرے تھے۔ اُنھوں نے اپنے عمل سے اجتہادی اختلافات کی حدود لوگوں کو اچھی طرح بتلادی تھیں۔ وظائف ونوافل کے پابند تھے۔

امام ابن تیمیہ کا وظیفہ:۔ ایک مرتبہ فرمایا حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ صبح کی نماز کے بعد چالیس مرتبہ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ "یاحی یا قیوم لا اله الا انت برحمتك استغیث اصلح لی شانی كله ولاتكلنی الی نفسی طرفة عین"

جب سے احقر نے اُن سے سنا تھا الحمدللہ احقر کا بھی معمول بن گیا۔ حضرت مولانا کا تذکرہ اور اتنی سی مختصر بات پر اکتفاء کرنا پڑا اس کا قلق محسوس کر رہا ہوں۔

دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ حضرت مرحوم کو جنت کے درجات عالیہ سے سرفراز فرمائیں اور اُن کے علوم اور دارالعلوم کو اُن کا صدقہ جاریہ بنادیں۔ بندہ محمد شفیع خادم دارالعلوم کراچی ۱۸ جمادی الثانیہ ۱۳۹۳ھ۔ (سوانح داؤد غزنوی ص210)

مولانا عبداللہ غزنوی کے بارے میں علماء کی رائے:۔ شیخ شمس الحق ڈیانوی رحمہ اللہ "غاية المقصود" کے مقدمے میں حضرت

عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی مدح وتوصیف میں یوں لکھتے ہیں:"انه كان في جميع احواله مستغرقافي ذكرالله عزو جل حتى ان لحمه وعظامه واعصابه واشعاره و جميع بدنه كان متوجهاالى الله تعالى فانيافي ذكره عزوجل "

وہ ہروقت ہر حالت میں خُدائے بزرگ وبرتر کے ذکر میں ڈوبے رہتے تھے۔حتیٰ کہ اُن کا گوشت،اُن کی ہڈیاں،اُن کے پٹھے اوراُن کا ہر ہر بن مُو اللہ کی طرف متوجہ تھا۔اللہ عزوجل کے ذکر میں فنا ہو گئے تھے۔

نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ" تقصار من تذکار جیودالاحرار"میں حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

''چرخ اگر ہزار چرخ زند مشکل کہ چنیں ذات جامع کمالات بروئے ظہور آرد ہم محدث بود وہم محدث''

آسمان اگر ہزار بار بھی گردش کرے تو مشکل ہے کہ اب ایسی جامع کمالات ہستی معرض وجود میں آئے۔وہ محدث بھی تھے اوراللہ سے ہمکلامی کا شرف بھی انہیں حاصل تھا۔

حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے فرزند حضرت الامام عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ جوآپ رحمہ اللہ کے ساتھ دن رات سفراور حضر میں رہے اورجنہیں آپ رحمہ اللہ کو بہت قریب سے دیکھنے کا شرف حاصل ہوا اُن کے بارے میں یُوں رقمطراز ہیں:

"عابد كثيرالذكر رجاع الى الله المتذلل له الخاشع الخاضع الورع المتضرع المتبرع المتوضع المبتهل الحنيف المبتّل الى الله الكامل البارع الملهم المحدّث المخاطب المخلص الصديق الكريم الجوادالا واه الحليم المتوكل المنيب الصابر القانت لم تاخذه في الله لومة لائم قط"۔(مخطوط حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی ص ۱)

عبادت گزار،بہت ذکر کرنے والے،اللہ کی طرف بہت رجوع کرنے والے،اس کے سامنے بہت جھکنے والےاورخشوع وخضوع کرنے والے تھے۔گناہوں سے بچنے والےاللہ کے حضور میں گریہ وزاری کرنے والے بہت صدقہ وخیرات کرنے والے عاجزی کرنے والےسب سے کٹ کراللہ ہی کی طرف متوجہ ہونے والےاوراسی سے دُعاوالتجاءکرنے والے تھے۔مردکامل اور یکتائے روزگار تھے،اللہ کی طرف سے الہام وخطاب سے نوازے جاتے تھےاوراس کی ہم کلامی کا شرف انہیں حاصل ہوتا تھا۔وہ اللہ کے لیے خالص کر لیے گئے تھے۔بہت سچے بزرگ اورسخی تھے۔بڑے دردمند، بُردباراللہ پربھروسہ کرنے والے،اس کی طرف رجوع کرنے والےمصیبتوں پرصبر کرنے والے،اور ملامت انہیں اللہ کی راہ سے قطعاًنہ روک سکتی تھی۔

آپ ﷺ کی عظمت ساری کائنات سے زیادہ:۔ آپ رحمہ اللہ کے والدین نے آپ کا نام محمداعظم رکھا تھا۔آپ نے اپنا نام عبداللہ رکھ لیا۔آپ فرماتے تھے۔''محمد کہ اعظم از کائنات افضل ازمخلوقات است ہماں رسول اللہ ہست تسمیہ مابعبداللہ خوب است''۔(مخطوط۔میاں صاحب)

''محمد'' کا اسم گرامی حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہی کو زیبا ہے جو ساری کائنات سے زیادہ عظمت رکھنے والے اور تمام مخلوقات سے افضل ہیں میرا نام عبداللہ ہی بہتر ہے۔

امام صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ عبداللہ نام آپ نے اس لیے رکھ لیا تھا کہ اس نام میں خُدا کی الوہیت اور بندے کی عبودیت کا اظہاراورفروتنی کا اقرار ہے۔

آپ کے جداعظم محمد شریف رحمہ اللہ ولی کامل تھے۔ان کا مزار مرجع خلائق تھا۔حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے والد بزرگوار اور جدامجد کا شمار بھی اولیائے وصُلحائے اُمت میں ہوتا تھا۔پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ کریم ابن الکریم ابن الکریم تھے۔آپ اور آپ کے آباؤ اجداد سب اقلیم فقر کے فرمانروا تھے۔سب نشۂ درویشی سے سرشار تھےاور مال وجاہ دنیوی سے یکسر بے نیاز تھے۔ایک خط میں لکھتے ہیں:

''صاحبا!فقیر وفقیرزادہ ام وغریب زادہ......عاجزی اورگمنامی وخاکساری کارِ مااست وگوشہ نشینی وزاویہ گزینی شعار مااست''

(مکاتب غیرمطبوعہ بحوالہ سوانح داؤد غزنوی ص220)

بذریعہ الہام رہنمائی:۔ آپ فرماتے تھے، مجھے اُن دنوں الہام ہوا کہ حضرت شیخ حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ سے رجوع کرو۔

غزنی سے قندھار تک کا راستہ کافی طویل ہے اور اس زمانے میں تو سخت دشوار گزار بھی تھا۔

باطنی آنکھ سے پیشانی پڑھ لینا:- اس زمانے میں بعض اہل اللہ آپ رحمہم اللہ سے فرماتے، تمہاری پیشانی میں ہم ایک نور دیکھتے ہیں۔ دیکھو علمائے سوء کی صحبت میں رہ کر اپنے دل کو خراب نہ کر لینا۔ اور تمام لوگ کیا خواص کیا عوام بچپن ہی میں اُن کی للّٰہیت اور پرہیزگاری پر حیرت زدہ تھے جب آپ جوان ہوئے تو آپ کو عنایت ربانی اور جذب غیبی نے پالیا اور اللہ کے سوا ہر چیز سے بیزار ہو گئے اور اپنے رب کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو گئے۔ آپ نے خلوت اختیار کر لی اور لوگوں سے کنارہ کش ہو گئے۔ حضور دائمی اور پاس انفاس جو مرتبہ احسان سے عبارت ہے یکا یک آپ کو عطا کیا گیا اور آپ مرجع خلائق ہو گئے۔

ابتدائے سلوک میں گوشہ نشینی کا ذوق:- ابتدائے سلوک میں آپ پر جذب اس قدر غالب تھا کہ مخلوق سے گُریزاں تھے سب رشتہ داروں اور دوستوں سے الگ تھلگ خواجہ بلال پہاڑ میں جہاں کسی شخص کی رہائش نہ تھی اقامت اختیار کر لی۔

صحبت اور لباس کا لوگوں پر اثر:- بعض لوگ محض آپ کی صحبت میں بیٹھنے سے اور بعض صرف آپ کی زیارت سے صاحب حال ہو گئے اور اُن پر روحانی کیفیات طاری ہو گئیں۔ حضرت کے لباس سے بھی استفادہ کرنے والوں کو فیض حاصل ہوا۔ ایک طالب علم محض پوستین اُٹھانے سے وجد میں آ گیا۔ اسی وجہ سے وہ طالب علم مرید پوستین کے نام سے مشہور ہوا۔ (سوانح داؤد غزنوی ص 223)

نفی اثبات کے ذکر کے جمادات پر اثرات:- دُور دراز علاقوں سے علماء اور مشائخ آپ رحمہ اللہ سے فیض حاصل کرنے کیلئے حاضر ہوتے اور جب "سُبحان اللہ" اور "لا الہ الا اللہ" کا ورد کرتے تو جمادات بھی آپ کے ساتھ با آواز بلند تسبیح وتہلیل کرتے اور وجد اضطراب میں آ جاتے۔

الہام اور خواب میں مستقل رہنمائی:- افغانستان میں اس وقت عوام اور خواص بدعات اور مشرکانہ رسوم میں مبتلاء تھے حتیٰ کہ علماء ومشائخ بھی بدعات اور رسوم کو دین سمجھتے تھے۔ آپ رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے کبھی الہام کے ذریعے اور کبھی خواب میں ان بدعات سے سخت روکا جاتا اور کتاب و سنت کی ترغیب دی جاتی۔ آپ رحمہ اللہ حیران تھے کہ اس ملک میں جہاں علوم کتاب وسنت کا نام ونشان تک نہیں اور نہ کتاب وسنت کا مواد موجود ہے یہ کام مجھ سے کیونکر سرانجام پائے گا؟ جب آپ کو یہ خیال آتا تو آپ کو الہام ہوتا "ونیسرك لليسرى" بس آپ نے اتباع سنت پر کمر باندھی اور بدعتوں اور مشرکانہ رسموں کے خلاف آواز بلند کی اور علوم کتاب وسنت کی طرف متوجہ ہوئے۔ چونکہ اللہ عزّ وجل آپ کی تربیت کرنے والے تھے۔

سلاسل اُویسیہ، نقشبندیہ، بنوریہ میں خلافتیں:- قندھار کے قاضی القضاۃ قاضی غلام نے ملا سعد الدین مقری کو ایک خط لکھا جس میں ملاّ کتّہ کی شکایت کی اور حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے اوصاف حمیدہ کا یوں ذکر کیا:

حقائق و معارف آگاہ موفّق من عندالله قائدالخلق الی صراط الله محی السنه وقاطع البدعة میاں محمد اعظم کے حق میں یہ کہنا بجا اور درست ہے: "مملوٌّ بالسنة من الفرق الی القدم" (یہ انسان سر سے پاؤں تک سُنت میں ڈوبا ہوا ہے)

اُنہوں نے سیر وسلوک باطن میں نسبت اویسی حاصل کرنے کے بعد محض اللہ تعالیٰ کی عنایت سے طریقہ نقشبندیہ میں قدم رکھا اور اس طریقہ کے سیر وسلوک کی تکمیل کی اور اس میں مجاز ہوئے۔ اس کے بعد سید آدم بنوری قدس اللہ سرہ کے طریق کا بھی اکتساب کیا اور سلسلہ بنوریہ میں بھی مجاز ہوئے، مختصر یہ کہ میاں محمد اعظم کا ظاہر تقویٰ اور شریعت مصطفوی ﷺ کے زیور سے آراستہ ہے اور اُن کا باطن اہل صفا کے احوال و مقامات سے مزین ہے۔ (سوانح داؤد غزنوی ص 225)

مقابلے کے وقت کرامت کا ظہور:- آپ رحمہ اللہ کی کرامتوں میں سے ایک کرامت تھی کہ اُن تمام عُلماء نے اعتراف کر لیا کہ وہ غلطی پر ہیں اور مان لیا کہ آپ حق پر ہیں حالانکہ مقابلے کے وقت ایسا اقرار علماء کے لیے بہت مشکل ہوتا ہے۔ دوسرے علاقوں کے علماء نے یہ ماجرا سنا تو وہ بھی ایسے خائف ہوئے کہ حضرت کے ساتھ گفتگو اور مباحثہ کے لیے تیار نہ ہوئے۔

مریدین کو سخت تکلیف کا سامنا:- جب نادہ کے علمائے سوء کو معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ یاغستان کے پہاڑی علاقے

میں بے یارومددگار پڑے ہیں تو سینکڑوں آدمیوں کو ساتھ لے کر آپ پر حملہ آور ہوئے آپ کے گھروں کو جلا دیا اور آپ کے بعض مریدوں کو زخمی کر دیا ،مگر آپ اور آپ کے اہل وعیال کی اللہ تعالیٰ نے ایسی حفاظت کی کہ وہ سب اپنے دشمنوں سے سلامت نکل آئے ۔(سوانح داؤد غزنوی ص228)

غار میں دشمن کی ہلاکت کا الہام:۔ اخراج کا حکم نامہ یکا یک ملنے پر آپ حیران تھے کہ کس طرف جائیں ،جنگل کی ایک غار میں چھپ گئے اور کچھ مدت وہیں پوشیدہ رہے ۔اُنہی دنوں آپ کو الہام ہوا:''فقطع دابر القوم الذين ظلموا والحمدلله رب العالمين''

(پس جن لوگوں نے ظلم ڈھایا تھا ان کی جڑ کاٹ دی گئی ہے اور حمد وستائش اللہ ہی کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے)

اُسی زمانے میں امیر شیر علی خان کا تختہ اُلٹ دیا گیا۔وہ ذلیل ونامراد ہوا اور اُس نے ہرات میں جا کر پناہ لی۔(سوانح داؤد غزنوی 229)

اشاعت دین کے الہامات:۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میں کتاب وسنت کو جاری کروں ۔مجھے بارہا الہام ہوا ہے:''یاعبدی هذا کتابی وهولاء عبادی فاقرأ کتابی علی عبادی''

(اے میرے بندے! یہ میری کتاب ہے اور یہ میرے بندے ہیں پس تو میری کتاب میرے بندوں کو پڑھ کر سنا۔اور یہ بھی الہام ہوتا ہے:''ولئن اتّبعت اهواء هم بعد الذی جاء ك من العلم مالك من الله من ولی ولا نصير''

(اگر تُو نے اُن کی خواہشوں کی پیروی کی ،اُس علم کے بعد جو تیرے پاس آچکا ہے تو کوئی حامی اور مددگار تجھے اللہ کی سرزنش سے نہ بچا سکے گا۔(سوانح داؤد غزنوی ص230)

انتقال پر ملال:۔ آخری عمر میں ضروری بات کے سوا کوئی بات نہ کرتے تھے۔ ہر وقت اللہ ہی کی طرف متوجہ رہتے تھے۔تسبیح وتحمید اور دُعا کے سوا آپ کا کوئی دوسرا شغل نہ رہا تھا یہاں تک کہ آپ ربیع الاول ۱۲۹۸ بمطابق ۱۸۷۹ء میں آدھی رات کے وقت اپنے اللہ سے جا ملے اور زوال کے بعد ظہر کی نماز سے پہلے دفن کیے گئے ۔آپ رحمہ اللہ کا مزار شہر امرتسر میں دروازہ سلطان ونڈ کے بارے عبدالصمد کاشمیری کے تالاب کے کنارے پر ہے۔

امام عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کا مسند خلافت پر متمکن ہونا:۔ حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے واصل حق ہونے کے بعد اُن کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا عبداللہ بن عبداللہ اُن کے خلیفہ مقرر ہوئے ۔آپ تھوڑا عرصہ زندہ رہے۔ان کی وفات کے بعد اُن کے صاحبزادہ اور بندۂ عاجز کے جد امجد حضرت الامام عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔

صاحب''نزهة الخواطر''ان کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:وہ ۱۲۶۸ھ میں غزنی میں پیدا ہوئے اور حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سے مدتوں روحانی اور علمی فیض حاصل کیا۔اللہ کا ذکر بڑی باقاعدگی اور یکسوئی سے کرتے اور ذکر کے دوران اُن پر بڑی کیفیت طاری ہوتی تھی۔ میں نے امرتسر میں اُن کی کئی بار زیارت کی۔فتوے دیتے وقت وہ کسی معین فقہی مسلک کا التزام تو نہ کرتے تھے لیکن ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ سے سُوئے ظن نہ فرماتے تھے اور اُن کا ذکر ہمیشہ اچھے الفاظ میں کرتے ۔جمعۃ الوداع رمضان کے مہینہ 1331ھ میں وفات پائی۔(سوانح داؤد غزنوی ص235)

مولانا عبداللہ غازی پوری کا مبارک خواب:۔ مولانا عبداللہ غازی پُوری رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں:

میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مقام پر ہجوم بہت ہے۔لوگ جوق در جوق چلے آرہے ہیں۔کسی نے کہا سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔لوگ آپ ﷺ سے شرف مصافحہ حاصل کر رہے ہیں۔ایک صاحب اس بھیڑ سے باہر نکلے۔ میں نے پوچھا: کیا آپ نے مصافحہ کر لیا ہے؟۔انہوں نے کہا جی ہاں!۔ میں نے کہا:از راہ کرم مجھے اپنا وہ ہاتھ دے دیجیے میں بھی مشرف ہو جاؤں اور برکت حاصل کرلوں ۔وہ صاحب کہنے لگے:تم خود ہمت کر کے آگے بڑھو،اس ہجوم سے نہ گھبراؤ اور مصافحہ کا شرف حاصل کرو۔اُن کے ہمت دلانے پر میں آگے بڑھا اور حضور اکرم ﷺ سے بلاواسطہ مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔جن صاحب نے مجھے ہمت دلائی تھی میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور میں بہت مسرور تھا۔ بیدار ہُوا تو وہی مسرت اور کیفیت دل میں باقی تھی۔(سوانح داؤد غزنوی ص241)

مقام فنا فی الرسول ﷺ:۔ لوگ سمجھتے ہیں میں بیماری کی وجہ سے روتا ہوں۔حضور ﷺ کی محبت کا آج کل مجھ پر شدید غلبہ ہے۔اُن

کی ذات گرامی میرے دل ودماغ پر چھا گئی ہے۔ یہ فقرے بڑی مشکل سے اُنہوں نے پورے کیے اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ درود شریف ان دنوں کثرت سے پڑھتے تھے۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے نعتیہ کلام پر ایک دن بہت دیر گفتگو کرتے رہے میں نے مولانا جامی رحمہ اللہ کی نعت کا مطلع پڑھا۔

نسیم الصبح زرمنی ربیٰ نجد وقبلھا — کہ بُوئے دوست مے آیدازاں پاکیزہ منزلہا

اے بادِ نسیم میری طرف سے نجد کے ٹیلوں کے پاس جا اور اُنہیں بوسے دے کہ اُن مقدس جگہوں سے دوست کی مہک آتی ہے

چہرے کا رنگ بدل گیا اور آنکھیں نم آلود ہوگئیں۔ باقی شعر پڑھنے کی ہمت مجھے نہ ہوئی۔

آخر عمر تک ٹوپی کا استعمال فرمانا:۔ ہسپتال ایمبولینس کار میں سٹریچر پر گئے چلنے سے پہلے شیروانی پہنی، سر پر ٹوپی رکھی ہاتھ میں چھڑی لی چھڑی سمیت سٹریچر پر لیٹ گئے۔ یہ وضع داری وہ آخری دن تک نبھاتے رہے تعجب ہوتا تھا کہ اتنی لمبی بیماری کاٹنے کے باوجود اُن کے مزاج میں چڑ چڑا پن پیدا نہیں ہوا بلکہ حلم اور مزاج کا دھیما پن روز بروز بڑھتا گیا۔ (سوانح داؤد غزنوی ص 274)

تصوف میں منجھا ہوا موقف:۔ فقہ اور تصوف کے بارے میں اُن کا موقف بہت منجھا ہوا تھا۔ فقہائے کرام کی خدمات کا اعتراف کرتے تھے اور اُن کا نام ادب سے لیتے تھے تمام سلاسل کے مشائخ کا ذکر عقیدت اور محبت سے کرتے تھے اور اُن کی شان میں گستاخی موجب حرماں سمجھتے تھے اور کبھی فرماتے۔ ''اہل اللہ کی شان میں گستاخی سدہ مجاریٔ فیض ہے''۔

تفسیر، حدیث اور فقہ کے علاوہ تصوف کی کتابوں پر بھی خوب نظر تھی۔ ''رسالہ قشیریہ'' ''التعرف لمذھب اھل التصوف'' ''کیمیائے سعادت'' ''احیائے علوم'' ''مثنوی مولانا روم'' ''کشف المحجوب'' ''مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ'' ان سب کتابوں کا مطالعہ بالاستیعاب کیا تھا۔ حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمہ سے انہیں خاص عقیدت تھی۔ آخری بار قید کا زمانہ مکتوبات ہی کے مطالعہ میں بسر ہُوا۔ فرماتے تھے: تصوف میں میرے امام شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ ہیں۔

ایک دن یہ بھی فرمایا: شریعت کا وہ حصہ جو تزکیہ باطن سے متعلق ہے اصطلاحاً تصوف کہلاتا ہے۔ شریعت سے ہٹ کر کسی تصوف کا میں قائل نہیں ہوں۔

حلول، اتحاد، وحدت الوجود اور وحدت الشہود میں فرق خوب مزے لے لے کر بیان کرتے تھے۔ (سوانح داؤد غزنوی ص 284)

امام صاحب کا ذوق عبادت:۔ ان کی شخصیت کے بعض پہلو جو مجھے عزیز تھے، ذکر کرتا ہوں: ذکر الٰہی بڑی کثرت سے کرتے تھے۔ رات دو تین بجے اُٹھ کھڑے ہوتے اور مسلسل چار پانچ گھنٹے عبادت میں مشغول رہتے۔ تہجد زندگی بھر باقاعدگی سے ادا کرتے رہے۔ تہجد کی نماز میں بہت روتے تھے۔ اُن کے رونے کی آواز گھر والوں کو جگا دیتی تھی۔ روتے روتے اُن کی ہچکی بندھ جاتی۔ یوں معلوم ہوتا کہ کہیں چکی چل رہی ہے یا ہنڈیا اُبل رہی ہے بعض اوقات مصروفیتوں کا ہجوم ہوتا اور رات دیر تک جاگتے رہتے مگر ذوق عبادت اس قدر پختہ ہو چکا تھا اور شب خیزی کی عادت ایسی راسخ ہو چکی تھی کہ رات کے پچھلے پہر اُٹھ بیٹھتے۔ شام کی نماز کے بعد بھی بہت دیر تک ذکر میں مشغول رہتے۔

ذکر کے وقت نور نکلنا:۔ ایک دن مجھ سے کہنے لگے: رات میں ''لا الہ الا اللہ'' کا ذکر کرتا تھا تو میرے منہ سے نور نکلتا تھا۔ عجب کیفیت تھی

ایک دن اپنی بعض پریشانیوں کا ذکر کر رہے تھے۔ یکا یک اُن کے چہرے پر بشاشت آگئی اور مسکراتے ہوئے کہنے لگے:

ابوبکر! ذکر کرتے وقت تو میں بادشاہ ہوتا ہُوں۔ مجھے کوئی غم نہیں ہوتا۔

امام شافعی کے مجرب وظیفہ کا اہتمام:۔ صبح کے معمولات میں یہ ورد التزام سے پڑھتے تھے۔ فرماتے تھے کہ یہ امام شافعی رحمہ اللہ کا ورد تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَاءِ، بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ اَذًى۔ بِسْمِ اللّٰهِ الْكَافِيْ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الْمُعَافِيْ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ، بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِيْ وَ دِيْنِيْ

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى اَهْلِيْ وَمَالِيْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ اَعْطَانِيْهِ رَبِّي اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِمَّا اَخَافُ اَحْذَرُ، اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّي لَااُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا۔ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَتَقَدَّسَتْ اَسْمَاءُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ وَشَيْطَانٍ مَّرِيْدٍ وَمِنْ شَرِّ قَضَاءِ السُّوْءِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَآبَّةٍ اَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّي عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (تین بار)

(2) شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلَآئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَااِلٰهَ اِلَّا هُوَالْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ، اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ وَاَنَا اَشْهَدُ بِمَا شَهِدَ اللّٰهُ بِهٖ وَاَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ هٰذِهِ الشَّهَادَةَ وَهِيَ وَدِيْعَةٌ لِيْ عِنْدَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ، اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِنُوْرِ قُدْسِكَ وَعَظِيْمِ رُكْنِكَ وَعَظْمَةِ طَهَارَتِكَ مِنْ كُلِّ آفَةٍ وَعَاهَةٍ وَمِنْ كُلِّ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَااَللّٰهُ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ غَيَاثِيْ بِكَ اَسْتَغِيْثُ وَاَنْتَ مَلَاذِيْ بِكَ اَعُوْذُوَاَنْتَ عِيَاذِيْ بِكَ اَعُوْذُ يَامَنْ ذَلَّتْ لَهٗ رِقَابُ الْجَبَابِرَةِ وَخَضَعَتْ لَهٗ اَعْنَاقُ الْفَرَاعِنَةِ اَعُوْذُبِكَ مِنْ كَشْفِ سَتْرِكَ وَنِسْيَانِ ذِكْرِكَ وَالْاِنْصِرَافِ عَنْ شُكْرِكَ، اَنَافِيْ حِرْزِكَ لَيْلِي وَنَهَارِي وَنَوْمِي وَقَرَارِيْ وَظَعْنِي وَاَسْفَارِيْ وَ حَيَاتِيْ وَ مَمَاتِيْ، ذِكْرُكَ شِعَارِي، وَثَنَائُكَ دِثَارِي، لَااِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ تَشْرِيْفًا لِعَظْمَتِكَ وَتَكْرِيْمًا لِنَفَحَاتِ وَجْهِكَ اَجِرْنِيْ مِنْ خِزْيِكَ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِكَ وَاَضْرِبْ سُرَادِقَاتِ حِفْظِكَ عَلَيَّ وَاَدْخِلْنِي فِيْ حِفْظِ عِنَايَتِكَ وَجُدْ عَلَيَّ بِخَيْرٍ يَااَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَآلِهٖ۔

اس ورد کے بعض حصے آہستہ آہستہ آواز سے پڑھتے ہوئے بے ساختہ ان کی آواز بلند ہو جاتی تھی۔ یہ جملے اونچی آواز سے کہتے تھے:

" اَللّٰهُمَّ اَنْتَ غَيَاثِيْ بِكَ اَسْتَغِيْثُ وَاَنْتَ مَلَاذِيْ بِكَ اَلُوْذُوَاَنْتَ عِيَاذِيْ بِكَ اَعُوْذُ يَامَنْ ذَلَّتْ لَهٗ رِقَابُ الْجَبَابِرَةِ وَخَضَعَتْ لَهٗ اَعْنَاقُ الْفَرَاعِنَةِ"اے اللہ! میرا مددگار تو ہے۔ میں تجھ ہی سے مدد چاہتا ہوں میرا ملجا و ماوی تو ہی ہے میں تیری پناہ میں آتا ہوں اے وہ کہ جابر بادشاہوں کی گردنیں اُس کے سامنے خم ہیں اور فرعونوں کے سر اُس کے سامنے جھکے ہوئے ہیں۔ (سوانح داؤد غزنوی ص 285)

تعویذات اور عملیات کا ذوق:۔ ایک زمانے میں انہیں تعویذات، عملیات اور طبی نسخے اکٹھے کرنے کا بھی شوق رہا۔ اُن کی ایک بیاض میرے پاس ہے جس کے پہلے صفحے پر مجربات و معمولات فقیر بارگاہ صمدی محمد داؤد غزنوی لکھا ہے اس میں ایک طرف اپنے قلم سے مختلف بزرگوں سے حاصل کیے ہُوئے تعویذات اور مجرب عمل لکھے ہیں اور دُوسری طرف طبی نسخے درج ہیں۔ حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ کے بہت سے مجربات اس بیاض میں موجود ہیں۔ اُن کے علاوہ مندرجہ ذیل بزرگوں کے مجربات نقل کیے گئے ہیں:

مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ قلعہ والے، مولوی محمد سلیمان صاحب رحمہ اللہ مرید حضرت الامام عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ مولانا احمد غزالی مہاجر مکی رحمہ اللہ، مولانا عبداللہ شاہ ثم افریقی رحمہ اللہ، مولانا حُسین علی صاحب رحمہ اللہ۔ (سوانح داؤد غزنوی ص 286)

مولانا احمد علی لاہوری کا جنازہ:۔ 24 فروری کو مولانا احمد علی صاحب علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ افسوس کہ آج رات ساڑھے 9 بجے مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ کئی سال فالج کی علالت کے بعد حرکت قلب بند ہونے سے انتقال فرما گئے۔

مروت اور رواداری:۔ دوست دشمن سب کے ساتھ مروت سے پیش آتے۔ وہ لوگ جنھوں نے زندگی بھر انہیں ایذاء دی اور اُن سے بغض و عناد رکھا، اُن کے ساتھ بھی تپاک سے ملتے۔ انہیں علم ہوتا تھا کہ یہ شخص میری غیر حاضری میں مجھے گالیاں دیتا ہے لیکن شائستگی کے اس معیار سے جو انہوں نے اپنے لیے ٹھہرالیا تھا، وہ نیچے اُترنے کے لیے تیار نہ ہوتے تھے۔ (سوانح داؤد غزنوی ص 289)

دوسروں کے افکار پر تضحیک نہ کرنا:۔ وہ ایک متعین اور واضح مسلک رکھتے تھے اور زندگی بھر پورے یقین اور اذعان کے ساتھ اس مسلک کا پرچار کرتے رہے، مگر دُوسروں کے عقائد و افکار کی تضحیک نہیں کرتے تھے تمام جماعتوں کے زُعماء کے ساتھ عزت و احترام کے ساتھ پیش آتے۔

حضرت مرزا جان جاناں نقشبندی سے مناسبت:۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کی کتاب ''ارواح ثلاثہ'' جو بزرگوں کے حالات پر مشتمل ہے کے حاشیے پر جگہ جگہ اُنہوں نے اپنے قلم سے نوٹ لکھے ہیں۔حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ کے حالات میں مندرجہ ذیل حکایت لکھی ہے:

بے قاعدہ رکھی ہُوئی چیز دیکھ کر مرزا صاحب رحمہ اللہ کے سر میں درد ہونے لگتا تھا۔ایک دن بہادر شاہ بہت الحاح والتجاء کے بعد اجازت حضوری ملنے پر زیارت کے لیے حاضر ہوا۔موسم تھا گرمی کا، بادشاہ کو پیاس لگی اور پانی طلب کیا۔حضرت نے فرمایا، وہ گھڑا رکھا ہوا ہے پیالہ میں لے کر پانی پیو۔بادشاہ نے پانی پیا اور پیالہ گھڑے پر رکھ دیا۔مرزا صاحب رحمہ اللہ کی نظر جو گھڑے پر پڑی، تو پیالہ ذرا ترچھا دھرا ہوا تھا۔دیر تک ترچھی نگاہ سے دیکھتے رہے۔آخر ضبط نہ ہوسکا۔فرمایا:''جناب آپ بادشاہت کیا کرتے ہوں گے، ابھی تک خدمت گاری تو آئی ہی نہیں۔دیکھو تو گھڑے پر پیالہ رکھنے کا یہی طور ہے'' (ارواح ثلاثہ ص ۱۸) حضرت نے اس حکایت کے حاشیے پر اپنی قلم سے لکھا: اس عاجز کی بھی یہی حالت ہے۔داؤد غزنوی۔

مرزا جان جاناں رحمہ اللہ کی لطافت طبع کے بہت سے قصے ارواح ثلاثہ میں درج کیے گئے ہیں ایک اور حکایت کے حاشیے پر حضرت لکھتے ہیں:

اس عاجز کو حضرت مرزا صاحب رحمہ اللہ سے بعض احوال واذواق میں مناسبت ہے حضرت مرزا صاحب رحمہ اللہ کے حالات میں یہ بھی مندرج ہے:

حضرت مرزا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا امتحان اور مجاہدہ سب اسی نفاست ونزاکت طبعی میں تھا۔ایک عورت تھی نہایت بدمزاج، کج خلق اور منہ پھٹ۔حضرت مرزا صاحب رحمہ اللہ کو الہام ہوا کہ اگر اس عورت سے نکاح کرو اور اس کی بدزبانی وایذاء دہی پر صبر کرو گے تو تم کو نوازلیا جائے گا۔حضرت نے فوراً پیام بھیج دیا اور اُس سے نکاح کرلیا۔وہ عورت اس درجہ تُند خو۔بدخصلت سخت دل اور فحش گو تھی کہ الامان۔حضرت مرزا صاحب رحمہ اللہ خوشی خوشی دولت خانہ پر تشریف لے جاتے اور وہ سڑی سڑی سنانی شروع کرتی۔چُپکے بیٹھے سُنتے رہتے۔زبان سے اُف نہ نکالتے۔اندر کھولتے آخر واپس تشریف لے آتے تھے۔آپ رحمہ اللہ کا معمول تھا کہ روزانہ صبح ہوتے ہی خادم کو حکم فرماتے کہ جاؤ دروازہ پر حاضر ہوکر میرا اسلام عرض کرو اور پُوچھو کوئی کار خدمت ہو تو انجام دیا جائے گا۔

اس پر حضرت رحمہ اللہ نے لکھا: یہ مقام اس عاجز کو کہاں نصیب ہے۔''داؤد غزنوی''

آداب مجلس کا بہت خیال رکھتے تھے کوئی چائے پیتے وقت زور زور سے چُسکیاں لیتا یا روٹی کھاتے وقت آواز نکالتا تو انہیں ناگوار ہوتا تھا۔(سوانح داؤد غزنوی ص290)

دیوبند اور علماء اہلحدیث کا وجود نعمت عظمیٰ:۔ اگرچہ تقسیم کے تیز وتند آلہ نے برصغیر کے دوٹکڑے کردیئے لیکن رُوحوں کا ملاپ اور قلُوب کا اتصال ناقابل انفکاک ہوتا ہے۔گزشتہ چند ماہ میں مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا حسین احمد رحمہما اللہ جیسی عظیم المرتبت شخصیتوں کا انتقال ملت اسلامیہ کے لیے بہت بڑا صدمہ ہے۔مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ اس برصغیر میں علامہ جمال الدین افغانی کے ایک طرح نائب تھے۔مولانا حُسین احمد مدنی رحمہ اللہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے شاگرد اور جانشین صادق تھے ان حضرات کا نظریہ تھا کہ اسلام اور ملت اسلامیہ کا طاقتور حریف انگریز ہے اس لیے اُنہوں نے اور اُن کے رفقاء نے اپنی ساری قوتیں اس امر کے لیے وقف کردیں کہ انگریز کو اس ملک سے نکال دیا جائے۔یہی وقت کا سب سے بڑا جہاد اور اسلام کی سب سے بڑی خدمت ہے۔

ان بزرگوں کا وجود اگرچہ پورے برصغیر کے لیے ایک نعمت عظمیٰ تھا لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ تقسیم ملک کے بعد جو حالات ہندوستان میں پیدا ہوئے ان کو دیکھتے ہوئے ہر ہوشمند انسان یہ رائے رکھتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے اُن کا وجود ایک بیش بہا نعمت اور بہت بڑا سہارا تھا، اس لیے ہم سب ان بزرگوں کے سانحہ ارتحال کو ملت اسلامیہ کے لیے بہت بڑا صدمہ سمجھتے ہیں۔ایسی ہستیاں صدیوں میں بھی مشکل سے پیدا ہوتی ہیں:

عُمرہا درکعبہ وبُت خانہ می نالد حیات　　تاز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

ہم سب ان بزرگوں کے لیے دُعائے مغفرت کرتے ہیں اور بارگاہ رب العزت سے التجاء کرتے ہیں کہ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے یہ بزرگ اپنی اپنی زندگیاں اعلیٰ مقاصد کی راہ میں قربان کر کے ہم سے رخصت ہو کر اپنے رب عزوجل کے پاس جا پہنچے ہیں (سوانح داؤد غزنوی ص297)

بزرگ اسلاف کے لیے سیدنا کا استعمال:۔ حضرت والد علیہ الرحمہ کے ہاں تشدد اور غلو نہ تھا۔ مسلک میں اعتدال تھا۔ بزرگان کرام رحمہم اللہ کے لیے لفظ سیدنا کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہ سمجھتے تھے۔ (سوانح داؤد غزنوی ص340)

بزرگوں کے لیے سیدنا کے استعمال کے دلائل:۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے انصار سے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ''قوموالی سید کم'' یعنی اپنے سید کی طرف کھڑے ہو جاؤ اور آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا ''سید اکھول اھل الجنة'' یہ دونوں جنت کے بزرگ عُمر کے لوگوں کے سید ہیں (ترمذی) اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا: ''ابنی ھذا سید'' میرا یہ بیٹا سید ہے۔ (بخاری) اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما دونوں کے لیے فرمایا: ''سید اشباب اھل الجنة'' یہ دونوں جنت کے نوجوانوں کے سید ہیں (ترمذی) اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے فرمایا: ''سیدة نساء اھل الجنة'' جنت کی تمام عورتوں کی سیدہ (سردار) ہیں (صحیحین) اور غلام کیلئے فرمایا: ''ان العبد اذالعبداذانصح سیدہ'' غلام جب اپنے آقا کی خیر خواہی کرے اور اللہ کی عبادت اچھی طرح سے کرے اسے دوگنا ثواب ہوگا (صحیحین) معلوم ہوا کہ سید کا لفظ سردار قوم، بزرگ محترم اور آقا کے معنوں میں استعمال ہوسکتا ہے۔ (سوانح داؤد غزنوی ص341)

فرق مراتب میں ادب کا خیال:۔ بعض لوگ توحید بیان کرتے ہوئے انبیاء اور اولیاء کا ذکر ناشائستہ انداز میں کرتے ہیں۔ حضرت رحمہ اللہ کو یہ بات بہت ناگوار ہوتی تھی، چنانچہ تعلیقات میں لکھتے ہیں:

یہ بہت اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ فرق مراتب بیان کرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اس طرح نہ کریں کہ اس سے ادب کے خلاف کوئی لفظ زبان پر آجائے مثلاً علم غیب کے مسئلہ کا ذکر کرتے ہوئے اس طرح اگر کوئی کہہ دے کہ آپ ﷺ غیب ویب کچھ نہیں جانتے تھے (معاذ اللہ) تو یہ سوء ادب ہوگا اور آپ ﷺ کی شان میں سوء ادب کفر کی حد تک پہنچا دیتا ہے کیونکہ قرآن کریم میں حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کے متعلق یہ آداب بیان فرمائے ہیں۔ ''اور اپنی آوازیں پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز سے اُونچی نہ کرو اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو، اس طرح ان کے روبرو زور سے نہ بولا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو''۔

''پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلانے کو ایسا خیال نہ کرنا جیسا کہ تم آپس میں ایک دُوسرے کو بُلاتے ہو''۔ (نور ۶۳) یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ادب اور تعظیم سے بلانا چاہیے پس یوں کہنا چاہئے مغیبات کا علم حق سبحانہ وتعالیٰ ہی کو ہے لیکن اُس نے بعض غیب کی باتوں کا علم اپنے رسول پاک ﷺ کو عطاء فرمایا ہے۔ یہ تو ہے تکوینیات کے متعلق۔ رہا شرعیات کا علم جو انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے منصب سے متعلق ہے اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اولین وآخرین سے بڑھ کر ہے اور وہ علوم ومعارف حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مرحمت فرمائے ہیں کہ کسی انسان کی طاقت میں نہیں کہ ان سب پر حاوی ہو سکے۔ ''یارب صل وسلم دائما ابدا علی جبیبك خیر الخلق کلهم'' (سوانح داؤد غزنوی ص342)

توحید خالص..... اور اپنوں سے شکوہ:۔ ''من دون الله'' کے لفظ اتنے جامع ہیں کہ ان میں تمام غیر اللہ شامل ہیں۔ اس میں تمام مردوں اور زندوں کی یکساں نفی کی گئی ہے اور زندہ خداوندوں کی نفی کرنا زیادہ کٹھن ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن میں زندہ خداؤں کی نفی کا ذکر بہت شرح وبسط کے ساتھ کیا گیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کی نفی کیسے کی؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے سامنے نعرہ ''لا'' کیسے لگایا؟ کتنے لوگ ہیں جنہیں موحد ہونے کا دعوی ہے اور وہ توحید کی ابجد ہوز سے بھی ناآشنا ہیں۔ ظالم اور جابر حکمرانوں کے خوف کے مارے ان کی زبانیں گنگ ہیں اور کلمہ حق کہتے ہوئے ہکلاتی ہیں، کتنے علماء ہیں جو اپنے آپ کو توحید کے بلند ترین مقام پر فائز سمجھتے ہیں اور پوری

ملت اسلامیہ کو حقیر جانتے ہیں اور اُن کی توحید کا یہ حال ہے کہ حقیر ترین دنیوی اغراض کیلئے دُنیا دار سرمایہ داروں کے گھروں کا طواف کرتے ہیں اور اُن کی صبحیں اور شامیں ان کی چاپلوسی میں بسر ہوتی ہیں کیا "من دون اللہ" میں صرف عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اور حضرت علی ہجویری رحمہ اللہ ہی شامل ہیں؟ کیا فاسق و فاجر حکام اور دُنیا دار سرمایہ دار "من دون اللہ" میں شامل نہیں ہیں یہ کیا منطق ہوئی؟ توحید کا یہ تصور ان لوگوں نے اپنے جی سے گھڑ لیا ہے، کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توحید تو بڑی انقلاب آفریں ہے۔ (سوانح داؤد غزنوی ص345)

روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہے یا کعبۃ المکرّمہ:۔ حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ والہانہ محبت تھی اور اُن کا ذکر نہایت ادب و تعظیم سے کرتے تھے مقام رسالت بیان کرتے ہوئے حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کا یہ قول مزے لے لے کر سنایا کرتے تھے۔ کسی شخص نے حافظ ابن قیم رحمہ اللہ سے پُوچھا کہ روضہ اطہر افضل ہے یا کعبہ؟ تو حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا: "ان اردت مجرد الحجرة فالكعبة افضل وان اردت وهو فيها فلا والله ولا العرش وحملته ولا جنّت عدن ولا الافلاك الدائرة لانّ بالحجرة جسداً لووزن بالكونين لرجح" (بدائع الفوئد ج۳ ص۱۳۵)

(اگر تمہاری مراد محض حجرۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے تو کعبہ افضل ہے اور اگر تمہاری مراد جسد اطہر سمیت روضۂ انور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے تو خُدا کی قسم وہ عرش سے افضل ہے۔ حاملین عرش سے افضل ہے، جنت عدن سے اَفضل ہے گردش کرنے والے افلاک سے افضل ہے۔ اس لیے کہ روضہ میں ایک ایسا جسد اطہر ہے کہ اگر دونوں جہانوں کے ساتھ بھی اُسے تولا جائے تو وہ بھاری رہے)

اہل بیت سے بے پناہ محبت وعقیدت:۔ اہل بیت سے اُنہیں بے پناہ محبت اور عقیدت تھی۔ اپنے مقالے "اُسوۂ حسین رضی اللہ عنہ" میں خانوادۂ نبوت کی مدح و توصیف میں یوں رقمطراز ہیں: اس میں کوئی شک نہیں کہ اہل بیت (رضی اللہ عنہم) کی محبت کے پاکیزہ جذبات اور مخلصانہ ولولے ایک مومن قانت اور مسلم صادق کی زندگی کی ایک قیمتی متاع ہے اور یہ صحیح ہے کہ اس محبت اور شفتگی کا سرچشمہ فی الحقیقت وہ محبت و عقیدت ہے جو اس مقدس ومطہر وجود سے متعلق ہے جس کو خُدا نے تمام کائنات انسانی میں ہر طرح کی محبوبیت کے لیے چن لیا پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ جس خاندان نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے قرآن کریم میں مخاطب کر کے ان کی طہارت اور پاکیزگی کا اعلان کیا ہو: "انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت و يطهر كم تطهيرا" (سورہ احزاب)

(اے اہل بیت! خدا کو تو بس یہی منظور ہے کہ تُم سے ہر قسم کی میل کچیل دُور کر دے اور تم کو ایسا پاک وصاف کر دے جیسا پاک وصاف ہونے کا حق ہے)

اور جن کی عزت وعظمت کا یہ عالم ہو کہ قرآن کریم میں مسلمانوں کو ان پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے کا حکم دیا گیا ہو:

"ان الله وملا ئكته يصلون على النبى يايها الذين امنوا صلوا عليه وسلموا تسليما" (اللہ اور اُس کے فرشتے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ مسلمانو! تم بھی ان پر درود وسلام بھیجتے رہو)۔

جس کی تشریح کیلئے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا "امرنا الله ان نصلى عليك يا رسول الله فكيف نصلى عليك"

(ہمیں اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے ہمیں بتایئے کہ کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کریں)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ یوں کہو "اللهم صل على محمد وعلىٰ آل محمد كما صليت علىٰ آل ابرهيم و بارك على محمد و علىٰ آل محمد كما باركت علىٰ آل ابراهيم انك حميد مجيد" (صحيح مسلم ج اول)

اور جن کی محبت ومودت اس درجہ مطلوب اور منظور ہو کہ قرآن کریم میں اس کے لیے یوں ارشاد ہوا:

"قل لا اسئلكم عليه اجراً الاّ المودّة فى القربىٰ"

آپ علیہ السلام اس کا اعلان کر دیجئے کہ میں تم لوگوں سے تبلیغ رسالت پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا، مگر اقرباء کی محبت اور جن کے عزہ شرف

کا یہ مقام ہو کہ حجۃ الوداع کے خطبہ میں کتاب اللہ کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے ان کا ذکر کیا ہو:

"وانا تارك فيكم الثقلين كتاب الله و اهل بيتى" (میں تم میں دو بزرگ ترین چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ایک اللہ کی کتاب دُوسرے اہل بیت)

اور جن کی محبوبیت کا یہ حال ہو کہ آپ ﷺ ان کے متعلق فرمائیں: "هذان ابناى وابنا ابنتى اللهم انى احبهما فاحبهما و احب من يحبهما" (ترمذی) یہ حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ یا اللہ! میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی انکو اپنا محبوب بنا اور جو ان سے محبت کرے اس سے بھی تو محبت کر۔

اور جن کے فضل و شرف کے لیے باب کعبہ کو تھام کر آپ ﷺ نے یہ مثال دی ہو: "الاان مثل اهل بيتى فيكم مثل سفينة نوح من ركبها نجا من تخلف عنها هلك" (مسند احمد عن ابى ذر رضى الله عنه)۔ دیکھو میرے اہل بیت کی مثال تم میں کشتی نوح کی طرح ہے جو اس میں سوار ہوا وہ بچ گیا جو اس سے دور رہا ہلاک ہو گیا۔ اور جن کے احترام کو قائم رکھنے کیلئے یہ وصیت فرمائی ہو: "ولن يتفرقا حتى يردا على الحوض فانظرو كيف تخلفونى فيهما" (ترمذی)

(دیکھو! کتاب اللہ اور میری اولاد (اہل بیت) دونوں ایک دُوسرے سے جدا نہیں ہوں گے تا آنکہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں۔ پس خیال رکھنا کہ میرے بعد تم ان سے کس طرح کا سلوک کرتے ہو)

پس جس خاندان نبوت کی محبوبیت اور محمودیت کا یہ مرتبہ ہو اس کی محبت و عشق میں جتنی بھی گھڑیاں اور جتنی بھی راتیں آنکھوں میں بسر ہوں اور اُن کی تعریف و توصیف میں جس قدر بھی زبانیں زمزمہ پیرا ہوں، یقیناً رُوح کی سعادت اور دل کی طہارت اور انسانیت کا حاصل ہے

(اسوۂ حسین رضی اللہ عنہ ص ۶ تا ۱۱ مطبوعہ جمعیت اہلحدیث قصور۔ ضلع لاہور بحوالہ سوانح داؤد غزنوی ص 347 تا 350)

امام حُسین علیہ السلام سے عقیدت:۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کا ذکر والہانہ شیفتگی سے کرتے اور ان کی تنقیص کرنے والوں سے اُنہیں شدید کراہت تھی۔ امام حسین علیہ السلام سے ان کی محبت و عقیدت کا اندازہ ان کے مقالے "اُسوۂ حسین رضی اللہ عنہ" کی ابتدائی عبارت سے کیا جاسکتا ہے۔

اولیاء کا ادب اولیاء رحمہم اللہ سے سیکھیں!!:۔ بزرگوں کا غایت درجہ ادب فرماتے تھے اور اُن کا نام نہایت احترام سے لیتے تھے۔ اگر کوئی بزرگوں کی شان میں گستاخی کرتا یا کسی امام کا نام لیتے ہُوئے آداب کو ملحوظ نہ رکھتا تو سخت برہم ہوتے اور بعض حالتوں میں طبیعت اس قدر مکدر رہوتی کہ اُس آدمی سے گفتگو ہی موقوف فرما دیتے ائمہ کرام اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کے ادب پر ہر سال دو چار خطبے ضرور دیتے تھے۔ اُنکی آواز میرے کانوں میں اب بھی گونج رہی ہے وہ مولانا روم (رحمہ اللہ) کا یہ شعر پڑھتے:

از خدا خواہیم توفیق ادب　　بے ادب محروم ماند از فضل رب

(ہم خدا سے ادب کی توفیق چاہتے ہیں۔ بے ادب اللہ کے فضل و کرم سے محروم ہے۔

یہ بھی فرماتے کہ حضرت خواجہ محمد پارسا رحمہ اللہ نے وصیت کی تھی:

اندرہ حق جملہ ادب باید بود　　تا جاں باقی است در طلب باید بود

در ہر دم گر ہزار دریا بکشی　　کم باید بود خشک لب باید بود

(اللہ کی راہ میں سراپا ادب رہنا چاہئے جب تک جسم میں جان باقی ہے تلاش جاری رہنی چاہئے اگر ہر سانس میں فیضان کے ہزاروں دریا بھی تو پی جائے تو پھر بھی کم ہے اور ہونٹ خشک رہنے چاہئیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ اپنے شیخ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کا جو ادب اور احترام کرتے تھے، بڑے شوق و ذوق سے بیان فرماتے۔ اپنے شیخ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادوں کے نام حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خط کی یہ عبارت سناتے: "ایں فقیر از سرتا قدم غرق احسانہائے والد بزرگوار شما است۔ دریں طریق سبق الف ب را از ایشاں گرفتہ است

و تہجی حروف ایں راہ راازیشاں آموختہ"۔(مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ ص۲۲۶ دفتر اول)

(یہ فقیر سر سے پاؤں تک آپ کے والد ماجد کے احسانات میں ڈوبا ہُوا ہے اور اس راستے میں ابجد ہوز بھی انہی سے حاصل کی تھی۔

"اگر درمدت عمرسرخودرا پائمال اقدام خدمہ عتبۂ علیّہ شما کردہ باشدہیچ نہ کردہ باشد"

(مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ ص۲۲۶ دفتر اول)

فرماتے کہ شیخ علاؤالدین سمنانی رحمۃ اللہ علیہ اگر چہ اپنے مشائخ سے ایک اعتبار سے آگے نکل گئے تھے۔مگر فرماتے یہی تھے۔

"اگر سرمن بآسماں ساید، ہنوز خاک آستانہ مشائخ من بالاباشد "(اگر میرا سر آسمان سے بھی جا لگے تو میرے مشائخ کے آستانے کی خاک بھی مجھ سے برتر ہے)

فرماتے تھے کہ بزرگوں سے اختلاف بھی کیا جائے تو نہایت ادب اور تواضع سے اختلاف کرنا چاہیے۔حضرت مجدد علیہ الرحمہ کس قدر ادب اور سلیقے سے اختلاف رائے کا اظہار فرماتے تھے۔حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

من کمینہ خوشہ چین خرمنہائے دول ایشا نم ورذیلے زلّہ بردار خوانہائے نعم ایہنا ...... امّا چہ تواں کرد کہ حقوق خداوندی جل سلطانہ فوق حقوق ایشا نست ۔(مکتوبات حضرت مجددالف ثانی رحمہ اللہ حصہ ششم ،دفتر دوم، ص۱۰۵)

(یہ بندہ کمینہ انہی کے رُوحانی خرمنوں کا خوشہ چیں ہے اور انہی کی نوازشوں کے دستر خوان کا اُلش کھانے والا ہے مگر کیا کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق اُن کے حقوق سے بڑھ کر ہیں)۔پھر حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ فقرہ بھی اکثر نقل فرماتے تھے:

"بعض ازبزرگان می گویندکو ایں بدعت حسنہ است وایں بدعت سئیہ است امافقیر با ایشاں موافقت نہ دارد"

بعض بزرگ کہتے ہیں کہ ایک بدعت حسنہ ہے اور ایک بدعت سیہ ہے لیکن فقیر ان بزرگوں سے اتفاق نہیں کرتا)

(سوانح داؤد غزنوی ص351 تا353)

نام کتاب:۔مُطالعاتی سفر...... مصنف:۔محمد اسحاق بھٹی

وضاحت:۔ حضرت مولانا فضل کریم عاصم حفظہ اللہ بانی وسابق امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث برطانیہ برمنگھم ایک جہاں دیدہ اور عالمی شخصیت ہیں آپکا مطالعاتی سفر نامہ نہایت مقبول ومعروف ہے اس کتاب کے علمی اور ادبی نکھار میں محقق العصر مولانا اسحاق بھٹی حفظہ اللہ کی تائید وتصحیح نے چار چاند لگا دیئے ہیں۔باہمی رواداری اور صوفیاء کی خدمات کا حسین انتخاب پیش خدمت ہے۔(از مرتب اثری)

صوفی مولانا عبدالجبار کے جانشین:۔ حضرت سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ نے اپنے والد بزرگ کے مشن کو محنت سے جاری رکھا اور اب غزنویہ ہندوستان میں کتاب وسنت کی تدریس اور توحید کی تبلیغ کا مرکز بن چکا تھا اور سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ نے حضرت شیخ الحدیث مولانا نیک محمد صاحب رحمہ اللہ کو اپنا جانشین بنایا۔(مُطالعاتی سفر ص112)

صوفی بزرگ کا اشاعت اسلام میں کردار:۔ 1339ء شاہ میری سلطان شمس الدین کا لقب اختیار کر کے تخت نشین ہوا اور اس نے سلطنت شاہ میری کی بنیاد ڈالی۔وہ اصل میں سوات کا رہنے والا تھا اور راجہ سہد یو کے عہد سے مسلسل ایک سرکاری اہلکار کی حیثیت سے کشمیر میں قیام پذیر تھا۔سلطان شمس الدین کے (1342،1339ء) برسر اقتدار آنے سے کشمیر میں اسلام کی ضیاء پاشیوں کے بابرکت دور کی ابتداء ہوئی۔سلطان شہاب الدین شاہ میری (1373،1345ء) کی حکومت کے زمانے میں ایران کے مشہور صوفی بزرگ حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رحمہ اللہ تبلیغ اسلام کی غرض سے کشمیر تشریف لائے۔آپ رحمہ اللہ کی آمد کے ساتھ ہی کشمیر میں بدھ مت اور اسلام میں کشمکش کا سلسلہ شروع ہو گیا۔برہمنوں نے اسلامی تعلیمات کے خلاف سخت اور مؤثر محاذ قائم کیا لیکن ان کی ساری مخالفت اکارت گئی۔اسلامی طریقے اور اخلاقی قدریں کشمیری تمدن کے جسم میں روح کی طرح پیوست ہو گئیں۔یوں کشمیر میں ایک عظیم الشان مذہبی اور اخلاقی انقلاب کی بنیاد پڑی

جس کی تکمیل شاہ ہمدان کے فرزند سید میر محمد ہمدانی رحمہ اللہ کے ہاتھوں ہوئی (مُطالعاتی سفر ص144)

دیوبند روانگی:۔ آگرہ کے بعد برصغیر کی مشہور ترین درس گاہ دارالعلوم دیوبند دیکھنے کا پروگرام بنایا۔ اگرچہ یہ اہل حدیث کی درسگاہ نہیں تھی لیکن علمی شہرت کے اعتبار سے اس کو نہ دیکھنا بھی سفر بھارت کے منافی تھا۔ علی الصبح مرکزی دفتر کے قریب ہی ایک ہوٹل پر ناشتہ کیا اور ٹیکسی کے ذریعہ مرکز سے بسوں کے اڈہ پر آیا دیوبند جانے والی بسوں کا اڈہ مرکز سے کوئی ڈیڑھ دو میل دور تھا۔ یہاں ایک مرکز کا ساتھی بھی راہنمائی کے لیے ساتھ آیا تھوڑی دیر اڈے پر انتظار کے بعد بس اپنی منزل مقصود کی جانب چل پڑی۔ راستے میں بہت چھوٹے چھوٹے شہر اور قصبات آئے جو میری دلچسپی کا سبب نہ تھے البتہ کافی دیر چلنے کے بعد بس ایک جگہ رکی اور مسافر چائے وغیرہ پینے لگے۔ وہاں ایک بورڈ دیکھا جس پر لکھا تھا''نانوتہ تو'' ذہن میں مولانا قاسم نانوتوی صاحب رحمہ اللہ کا مقام اور شخصیت گھومنے لگی مگر کوئی آدمی ایسا نہ ملا جو اس علاقہ کے متعلق معلومات فراہم کر سکے آخر یہ سوچ کر دل کو تسلی دی کہ دیوبند میں چل کر تفصیلی معلومات حاصل کر لیں گے تھوڑی دیر بعد بس چل پڑی اور راستہ میں تھانہ بھون بھی آیا اور اس وقت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ کی شخصیت ذہن میں گھومنے لگی مگر یہاں بھی وہی بات آڑے آئی کہ ان بزرگوں کو جاننے والا کوئی نہیں کیونکہ زیادہ تر میرے ہم سفر ہندو تھے ان کو مسلمانوں کے بزرگوں اور علماء سے کیا تعلق۔ کچھ دیر چلنے کے بعد ایک چھوٹی رابطہ سڑک آئی جو مین روڈ کو چھوڑ کر شمال کی طرف مڑ گئی اس سڑک پر اندازاً آدھا گھنٹہ چلنے کے بعد قصبہ دیوبند آ گیا۔ یہ اب ایک چھوٹا سا شہر ہے قصبہ نہیں رہا۔ ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ اس شہر میں آباد ہیں مگر یہ شہرت یافتہ درسگاہ دیوبند کی وجہ سے مشہور ہے آخر لاری اڈہ سے بذریعہ تانگہ دارالعلوم تک گیا اور وہاں پہنچ کر میں نے بتایا کہ میں ایک مسافر ہوں، دارالعلوم دیوبند کو دیکھنے آیا ہوں۔ مجھ سے پوچھا گیا کہ تُم کہاں سے آئے ہو میں نے کہا پاکستان میر پور آزاد کشمیر سے، تو پھر ایک آدمی کو کہا گیا کہ ان کو مہمان خانہ میں پہنچا دو۔

میرا قیام دیوبند میں تین دن رہا جس دن پہنچا وہ دن تو آرام کیا۔ اگلے دن دارالعلوم کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ دارالعلوم کی مسجد زیادہ بڑی نہیں ہے۔ درسگاہ کی مناسبت سے چھوٹی سی مسجد کی مشرقی دیوار کے ساتھ وہ بوڑھا انار کا درخت موجود ہے جس کے نیچے بیٹھ کر بانی دارالعلوم مولانا قاسم نانوتوی صاحب رحمہ اللہ نے پڑھانا شروع کیا تھا۔ (مُطالعاتی سفر ص311)

دارالعلوم ندوۃ العلماء:۔ یہ ایک جدید قسم کی دینی درسگاہ ہے، اس میں جدید اور قدیم دونوں علوم کی تدریس و تعلیم کا انتظام ہے۔ صبح جب میں نے اپنا تعارف کروایا تو انہوں نے بہت اچھی رہائش مجھے دی۔ مدرسہ کی عمارت کے ساتھ ہی شمال کی جانب مہمان خانہ تھا اور جو کمرہ مجھے دیا گیا، بہت ہی اچھا تھا اور یہاں اساتذہ اور طلباء دونوں میں مسلکی لحاظ سے کافی وسعت تھی، جہری نمازوں میں مدھم آواز میں بہت ہی میٹھی سی آمین کی آواز بھی آتی تھی۔

طلباء میں آزادی ہے جس مسلک سے تعلق رکھتے ہوں اس پر قائم رہ کر ندوہ کی درسگاہ میں تعلیم حاصل کر سکتے ہیں اور اس میں تیسرا حصہ اہل حدیث طلباء کی تعداد تھی۔ دو دن یہاں قیام رہا مگر مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب رحمہ اللہ سے ملاقات نہ ہو سکی کیونکہ وہ باہر تبلیغی دورے پر گئے ہوئے تھے اور ابھی تک واپس نہیں آئے تھے۔ ندوہ میں میری قدرے بے تکلفی جناب مولانا منظور احمد نعمانی صاحب رحمہ اللہ سے ہوئی، وہ اکثر میری آسائش کا بھی خیال رکھتے اور بہت ہی وسیع النظر تھے۔ آپ نے ایک کتاب شیعہ مذہب کے متعلق لکھی ہے، بہت ہی مدلل اور علمی کتاب ہے اور بہت ہی مفید ہے، اس میں کافی معلومات ہیں اور شیعہ کے عقائد بہت ہی تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ (مُطالعاتی سفر ص319)

حضرت صالح علیہ السلام کی قبر کی زیارت:۔ بستی سے واپس بیت المقدس آتے ہوئے ہمیں بتایا گیا کہ راستہ میں حضرت صالح علیہ السلام کی قبر ہے۔ ہم اسے دیکھنے کے لیے گئے یہ ایک اونچی پہاڑی پر ہے اور قبر کے قرب میں زیادہ آبادی نہیں ہے بلکہ ذرا ہٹ کر ایک فوجی چوکی ہے اور قبر کے ساتھ ایک چھوٹا سا مکان بھی ہے جس میں ایک فیملی رہائش پذیر تھی۔ جب ہمارا وفد قبر پر گیا تو اس مکان کے مکین ٹوکریوں میں ایک پھل فروخت کے لیے لائے۔ (مُطالعاتی سفر ص474)

متبرک مقامات کی زیارت:۔ آج صبح آٹھ بجے ہی ناشتہ کر کے اور تیار ہو کر ہم اپنے راہبر کی راہبری میں بیت اللحم کی زیارت کے لیے گئے اور کوچ پر ہی راستہ میں رہبر نے کچھ مسلم بستیاں بھی دکھائیں۔ راستے کے ساتھ ہی مسلمانوں کا ایک بہت بڑا قبرستان آیا، اس میں ایک قبر ہمیں دکھائی گئی جس پر معمولی سی عمارت بنی ہوئی تھی کہ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ حضرت راحیل رضی اللہ عنہا کی قبر ہے۔ اس کے بعد ہم بیت اللحم پہنچ گئے جو القدس سے اندازاً 8 میل کے فاصلے پر ہے۔ وہاں پہنچ کر سب سے اول، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جہاں نماز ادا کی تھی وہاں ایک مسجد تعمیر ہے جس کا نام مسجد عمر رضی اللہ عنہ ہے اس میں گئے اور مسجد کے امام نے جو ایک عالم تھے، اس مسجد کی تاریخ یہ بتائی کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیت المقدس آئے، نماز کا وقت ہو گیا اور عیسائیوں نے حضرت عیسی علیہ السلام کی جائے پیدائش کے ساتھ ہی بہت بڑا چرچ تعمیر کیا تھا اس میں نماز ادا کرنے کی پیشکش کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چرچ میں نماز پڑھنے سے انکار کر دیا اور قریب ہی کوئی دو یا تین گز کے فاصلہ پر کھلے میدان میں نماز ادا کی۔ اس جگہ پر اب یہ مسجد تعمیر کر دی گئی ہے اور اس مسجد کا نام مسجد عمر ہے۔

مسجد کے امام نے جو یہاں اسلامک یونیورسٹی میں پروفیسر بھی ہیں ہمیں بتایا کہ اس شہر میں مسلمانوں کی آبادی ستر فی صد ہے اور باقی 30 فی صد عیسائی ہیں۔

مسجد عمر کی زیارت کے بعد ہم اس مقام پر گئے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ اب یہ ایک بہت بڑا چرچ ہے اور اس کے اندر جانے کے لیے ایک بہت چھوٹا سا دروازہ ہے جس سے انسان جھک کر اندر جا سکتا ہے اور اندر ایک دو فٹ اونچا فرش بنایا گیا ہے اور ایک جگہ سے پہلا فرش بھی کھلا رکھا ہے جس کے چاروں طرف لکڑی کا جنگلا لگا ہوا ہے۔ یہ چرچ اور فرش انتہائی خوب صورت اور منقش ہے اس چرچ کو دیکھنے کے بعد ہم اس مقام تک گئے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ یہ مقام اس چرچ کے ایک کونے میں ہے۔ ہمارے کچھ ساتھیوں نے کیمرے سے اس جگہ کی تصویریں لیں اور یہ منظر دیکھ کر دل میں بہت زیادہ رقت پیدا ہوئی اور حضرت مریم علیہا السلام کی بے بسی، بے کسی اور مصیبت و مظلومیت کا وہ وقت آنکھوں کے سامنے آ گیا کہ مائی صاحبہ کو اس وقت کن مشکلات کا سامنا تھا، انسانی آبادی سے 8 میل دور کھانے پینے کی کوئی چیز پاس نہیں ہے اور نہ کوئی دوسری عورت زچگی کے وقت مدد کرنے والی موجود ہے، بچے کی پیدائش کے بعد جب مائی صاحبہ یعنی حضرت مریم علیہا السلام کو کھانے پینے کی ضرورت اور خواہش ہوئی تو قرآن پاک نے بتایا ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت مریم علیہ السلام کو فرمایا کہ اس کھجور کے خشک درخت کو ہلاؤ۔ جب مائی صاحبہ نے اس درخت کو ہلایا تو تر و تازہ کھجوریں گریں جن کو حضرت مریم علیہ السلام نے کھایا۔ اس سے قبل بیت المقدس اور ہیکل سلیمانی کی زیارت کے وقت ہمارے راہنما نے ایک جگہ ہمیں بتائی تھی کہ یہ وہ مکان شرقی ہے جس جگہ حضرت مریم علیہ السلام چھوٹے بچے کو لیکر آئی تھیں۔ (مُطالعاتی سفر ص 480)

حضرت خضر علیہ السلام کی بستی کی زیارت:۔ اس کیمپ سے تھوڑے ہی آگے گئے تو ہمارے راہنما نے دائیں طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام کی بستی ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام اس بستی میں ہی رہتے تھے اور اس بستی کا نام الخضر ہے (مُطالعاتی سفر ص 481)

مسجد و قبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زیارت:۔ اس طرف سے فارغ ہو کر ہم اس سڑک پر گئے جو اردن کو جاتی ہے اور اس سڑک کے کنارے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مسجد ہے اور اس کے ملحق ان کی قبر بھی ہے اس مسجد میں ہم نے ظہر کی نماز پڑھی۔ پانی کی قلت تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر دیکھی۔ (مُطالعاتی سفر ص 482)

دیگر قبور کی زیارتیں:۔ مسجد کے جنوبی کونہ کے متصل ہی حضرت اسحاق علیہ السلام اور ان کی بیوی حضرت رفضہ کی قبریں ہیں جو تقریبا زمین سے آٹھ فٹ اونچی اور پانچ فٹ چوڑی ہونگی اور دروازے کے قریب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سائرہ رضی اللہ عنہا کی قبریں ہیں اور ان کی اونچائی چوڑائی بھی اتنی ہے اور مشرق کی جانب حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی بیوی حضرت لائقہ کی قبریں ہیں اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی دوسری بیوی جو حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ تھیں ان کی قبر بیت المقدس میں ہے اور ان قبروں پر اور مسجد پر

افکار ابن خلدون

مولانا محمد حنیف ندوی

ادارۂ ثقافت اسلامیہ
۲۔ کلب روڈ ○ لاہور

طبع ہفتم: 2004ء
تعداد: 1100
ناشر: ڈاکٹر رشید احمد (جالندھری)
ناظم ادارہ ثقافت اسلامیہ
مطبع: مکتبہ جدید پریس، لاہور
قیمت: -/200 روپے

اس کتاب کی طباعت واشاعت اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد، انفاق فاؤنڈیشن، کراچی اور محکمہ اطلاعات وثقافت، حکومت پنجاب کی مالی معاونت کی بدولت ممکن ہوئی ہے۔ شکریہ!

تحریک اہلحدیث تاریخ کے آئینے میں

مصنفہ

مولانا قاضی محمد اسلم سیف
فیروز پوری

مکتبہ قدوسیہ

اشاعت —— 2005
اهتمام طباعت
ابوبکر قدوسی

مکتبہ قدوسیہ
قدوسیہ اسلامک پریس
رحمان مارکیٹ ◉ غزنی سٹریٹ ◉ اردو بازار ◉ لاہور پاکستان
Ph:042-7230585-7351124
Email: qadusia@brain.net.pk
www.quddusia.com

نقش ونگار اب تک بالکل واضح اور نمایاں ہیں۔حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد جہاں بیٹھتے تھے، وہ اب دس فٹ گہرا کنواں نما غار ہے اس کے منہ پر ایک ڈھکنا سا تھا اور نیچے ایک چراغ جل رہا تھا۔ (مُطالعاتی سفر ص 489)

مجدد نقشبندی رحمہ اللہ ہادیان دین برحق:۔ انہی لوگوں میں سے حضرت احمد سرہندی مجدد الف ثانی جیسے جید ہادیان دین پیدا ہوئے۔ (مُطالعاتی سفر ص 520)

نام کتاب:۔افکار ابن خلدون..... مصنف:۔مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ

آئیں! تصوف کو علمائے اہلحدیث سے سمجھتے ہیں

تصوف کے ابتدائی نقوش:۔ یہ بھی منجملہ ان شرعی علوم کے ہے جو عصر نبوت کے بعد ظہور پذیر ہوئے۔ جہاں تک اس گروہ کا تعلق ہے جسے صوفیاء کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، ذوق عبادت کے اظہار کے لیے سلف وصحابہ کے زمانے میں بھی برابر موجود رہا۔یعنی صحابہ و تابعین کی تاریخ میں اکثر یہ ملتا ہے کہ یہ لوگ حق وہدایت کے اس طریق پر گامزن ہیں۔عبادت کے لیے وقف ہیں، دنیا اور اس کے زخارف سے روگرداں ہیں اور خلوتوں میں اللہ کے ذکر سے رطب اللسان ہیں۔

لیکن دوسری صدی ہجری میں جب لوگ دنیا ہی پر ٹوٹ پڑے اور اس کی لذتوں پر والہ وشیدا ہوئے تو ایک جماعت خصوصیت سے صوفیاء کے نام سے موسوم ہوئی، جنہوں نے عبادت اور بندگی کو اپنا شعار ٹھہرایا۔

تصوف کی وجہ تسمیہ:۔ قشیری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ لفظ صوفی کا اشتقاق عربیت کے نقطہ نظر سے صفا یا صفہ سے درست نہیں۔نہ قیاس لغوی ہی اس کی تائید کرتا ہے۔صوف (پشمینہ) سے بھی اس کی بناوٹ صحیح نہیں معلوم ہوتی، کیونکہ ان لوگوں کا ہمیشہ صوف (پشمینہ) پہننا غیر اغلب ہے۔

ہمارے نزدیک یہ بات زیادہ قرین قیاس ہے کہ صوفی کا اشتقاق صوف ہی سے ہو۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اول اول جب دوسرے لوگوں نے لباس فاخرہ پہننا شروع کیا تو انھوں نے (پشمینہ) کو ترجیح دی تا کہ ان میں اور ان لوگوں میں امتیاز ہو سکے جن کی توجہات دینی کو دنیا کی لذتوں نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ پھر جب زہد اور مخلوق سے علیحدگی وانفراد اور عبادت وذوق ہی ان کا شیوہ قرار پایا تو ترقیات روحانی ان کے ساتھ مخصوص ہوئیں اور یہی اختصاص ان کی پہچان ہوئی۔

سالک کا مطلوب..... توحید ومعرفت کا حصول:۔ یہ ترقیات کیا ہیں؟ اس کی تفصیل انسان کے اس تصور سے معلوم ہوگی جو ان کے پیش نظر ہے۔انسان کی تعریف یہ ہے کہ یہ حیوانات سے اپنے ادراکات کی وجہ سے ممتاز ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ خود یہ ادراکات کیا ہیں؟ ان کی دو قسمیں ہیں۔ایک نوع ان ادراکات کی ہے جن کا تعلق علوم ومعارف اور یقین وظن کی کیفیتوں سے ہے۔اور دوسری قسم ان ادراکات پر مشتمل ہے جو حزن وفرح اور نشاط وغم کے احوال سے متعلق ہے۔علوم ومعارف کی بنیاد دلائل پر ہے اور لذت ونشاط یا فرح وغم کا احساس اس بات پر موقوف ہے کہ جو چیز احاطہ احساس میں آرہی ہے، اُس کا مزاج کیسا ہے، کیا وہ لذت آفریں ہے یا اس سے غم ابھرتا اور پیدا ہوتا ہے۔ پھر ادراکات انسانی انہی دو قسموں میں دائر وسائر نہیں بلکہ ایک قسم اور ہے جو مجاہدہ اور ریاضت کی رہین منت ہے، اور یہ ادراکات بھی اسی طرح نشاط وفرحت کا باعث ہوتے ہیں جس طرح یہ سابق الذکر ادراکات۔یعنی ایک طالب وسالک جب ریاضت کرے گا اور عبادت وذوق میں قدم بڑھائے گا تو لامحالہ اس پر مسرت وشادمانی کے دروازے کھلیں گے اور ایک مقام سے دوسرے مقام تک روح کی پرواز ہوگی، یہاں تک کہ بڑھتے بڑھتے بالآخر سالک توحید ومعرفت کی اس سرحد تک پہنچ جائے گا جو مطلوب اور غایت اصلی ہے۔

توحید ومعرفت میں کمی کی وجہ:۔ اعمال، مجاہدہ اور ریاضت کے بعد ان مراتب ونتائج کا حصول اتنا ضروری ہے کہ اگر سالک ان سے محروم رہے تو یہ جان لے کہ کہیں نہ کہیں مجاہدہ وریاضت میں خلل واقع ہوگیا ہے۔فقہاء اور صوفیاء میں اعمال کے اعتبار سے ایک باریک

فرق ہے فقیہ اعمال کو اطاعت و امتثال کی ترازو پر تولتا ہے اور یہ دیکھتا ہے کہ آیا عبادات صحیح طریق سے ادا ہو پائیں یا نہیں۔

صوفیاء عبادات کو اذواق و مواجید کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ روح کو ان سے لذت و ارتقاء نصیب ہوا یا نہیں۔ گویا ان کا طریق سراسر محاسبہ نفس کا طریق ہے۔

نفس و روح کا یہ ارتقاء جاری رہتا ہے اور سالک کے سامنے ایک مقام کے بعد دوسرا مقام آتا رہتا ہے، جسے یہ مجاہدہ و ریاضت سے یکے بعد دیگرے ان کو طے کرتا رہتا ہے۔

اصلاحات صوفیاء مشہور ہونے کی وجہ:۔ اہل تصوف کے کچھ اپنے مخصوص آداب ہیں اور متعین اصطلاحات ہیں جن کا ان میں زیادہ رواج ہے، کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جب کبھی نئے معانی کا ظہور ہوگا، ہم مجبور ہوں گے کہ ان کے لیے کوئی ایسی اصطلاح وضع کریں جو ان کو پوری طرح ادا کر سکے۔ صوفیاء کو چونکہ مجاہدہ اور محاسبہ نفس کے سلسلے میں نئے نئے اذواق و مواجید کی طرف بڑھنے اور ترقی کرنے کا موقع ملا اور عجیب عجیب کیفیتوں کا سامنا کرنا پڑا، اس لیے ان کے ہاں الگ قسم کی اصطلاحات چل پڑیں۔

پھر جب علوم کی تدوین ہوئی اور فقہائے فقہ نے اصول، اور کلام وتفسیر پر باقاعدہ کتابیں لکھنا شروع کیں تو اس مسلک کے لوگوں نے بھی قلم اٹھایا اور تدوین اور تالیف کی طرح ڈالی۔

قشیری رحمہ اللہ نے تو "کتاب الرسالہ" اور سہروردی رحمہ اللہ نے "عوارف المعارف" میں اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ زہد وورع کیا چیز ہے؟ محاسبہ نفس کا کیا تقاضا ہے؟ اور اخذ وترک یا امر ونہی میں کیونکر اقتداء کی جائے؟ لیکن غزالی رحمہ اللہ نے "احیا" میں ان مضامین پر اضافہ کیا۔ انھوں نے جہاں زہد وورع کی حقیقتوں کو بیان کیا، وہاں ان کی اصطلاحات سے بھی بحث کی اور یہ بھی بتایا کہ اس گروہ کے سنن و آداب کیا ہیں؟ گویا وہ چیز جو محض طریق عبادت وزہد سے تعبیر تھی اس نے اب علم وفن کی شکل اختیار کر لی۔

ریاضت ومجاہدے کی ایک ہی لگی بندھی شکل نہیں۔ چونکہ تعلیم وتربیت کے انداز اس گروہ میں مختلف رہے ہیں۔ ریاضت کی بھی کوئی ایک شکل نہیں جو متفق علیہ ہو۔ غرض بہر آئینہ یہ ہے کہ قوائے جسمیہ کے تقاضوں کو ختم کر دیا جائے اور روح کو اس کی صحیح صحیح غذا بہم پہنچائی جائے۔ پھر جب یہ ہولیتا ہے کہ روح اپنی غذا کو پالے تو موجودات کا کوئی گوشہ بھی اس کی دسترس سے باہر نہیں رہتا اور ازسمک تا بہ سماک ہر ہر چیز کی حقیقت اس پر کھل جاتی ہے۔ (افکار ابن اخلدون 240)

مسائل تصوف کا صحیح تجزیہ:۔ ان اقوال پر اکثر فقہاء اور اہل فتویٰ نے اعتراض کیا ہے اور ان کے مسلک کے تمام متعلقات کا رد کیا ہے، حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ ان کے بارے میں گفتگو کرتے وقت اس چیز کا خیال رکھنا چاہیے۔ کہ یہاں چار چیزیں بالکل الگ الگ ہیں جو علی الترتیب تفصیل کی مقتضی ہیں۔ مثلا:

(1) مجاہدات اور ذوق ووجد جو اس سے حاصل ہوتا ہے اور روزمرہ کی عملی زندگی میں محاسبہ نفس جس سے کہ انسان ذوق سے بہرہ مند ہوسکتا ہے۔ (2) کشوف اور حقیقت مدرکہ جس کا پورے عالم غیب سے لگاؤ ہے، یعنی صفات ربانی کی پردہ کشائی، عرش وکرسی کے اسرار، ملائکہ و وحی کی بحث، نبوت و روح کا معاملہ ترکیب اور ترتیب وجود کا علم وغیرہ۔ (3) تصرفات جو کرامات کے قبیل سے ہیں۔ (4) شطحیات جن کو ظواہر پر محمول کرنے سے غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور اختلاف رائے ابھرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ لوگ انھیں ناپسند کرتے ہیں اور کچھ اس لیے ان کی تحسین کرتے ہیں کہ ان کی ایک عمدہ تاویل ہوسکتی ہے۔

مجاہدات، کشف وکرامات کا ثبوت:۔ مجاہدات پر کوئی گرفت نہیں۔ کشوف کے بارے میں ایک الجھاؤ۔ کرامات کا انکار مکابرہ ہے اور شطحیات قابل تاویل ہیں۔

اب جہاں تک مجاہدات اور محاسبہ نفس کا تعلق ہے اور ان اذواق وکیفیات کا تعلق ہے جو اس کا لازمی نتیجہ ہیں تو اس پر کوئی گرفت نہیں، ان

کا حصول یقیناً بہت بڑی سعادت ہے۔

کشوف وغیرہ میں الجھاؤ یہ ہے کہ حقائق اشیاء کو جس پیرایہ میں دیکھا جاتا ہے وہ سراسر وجدانی ہے اور الفاظ کا جامہ چونکہ صرف محسوسات ہی کیلئے بنایا گیا اس لیے تعبیر میں ایک طرح کے تشابہ کا پیدا ہو جانا ایک قدرتی عمل ہے، لہٰذا اس بارے میں ان حقائق تک ٹھیک ٹھیک رسائی وہی شخص حاصل کر سکتا ہے جو اس وجدان سے مالا مال ہو۔ فاقد الوجدان کو یہاں بہر آئینہ معذور ہی سمجھا جائے گا۔ کرامات کا انکار بھی مکابرہ میں داخل ہے، کیونکہ اکابر صحابہ اور اکابر سلف سے ان کے صادر ہونے کا ثبوت برابر ملتا ہے۔

شطحیات یعنی کلمات سکر قابل تاویل ہیں:۔ رہا شطحیات کا سوال جس پر کہ اہل شرع کا زیادہ مواخذہ ہے تو اس ضمن میں اس نکتے کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو عالم حس سے کوسوں دور رہتے ہیں اور اس عالم غیب وسکر میں ایسے ایسے واردات سے دوچار ہوتے ہیں کہ جن کو بیان کرنے کیلئے الفاظ کا جامہ تنگ ثابت ہوتا ہے، اس لیے ان کو اس باب میں مجبور اور معذور ہی خیال کرنا چاہیئے، لیکن اگر کوئی شخص ان میں ایسا ہو کہ اس کے علم وفضل کا چرچا ہو اور یہ معلوم ہو کہ اطاعت و پیروی میں اس کا ایک مقام ہے تو اس کے الفاظ کیلئے عمدہ محمل ڈھونڈنا چاہیئے۔

اور اگر اس کے علم وفضل اور اطاعت سے متعلق کچھ معلوم نہ بھی ہو تو اس کی تاویل کرنا چاہیئے بشرطیکہ کوئی چیز موجب تاویل ہو۔ اگر تاویل نہ ہو سکے تب البتہ اس سے مواخذہ کرنا چاہیئے۔

سلف اور اکابر صوفیاء کو کشوف وغیرہ سے کوئی سروکار نہ تھا۔ ان کا وطیرہ صرف اطاعت اور پیروی کرنا تھا۔

جہاں تک سلف کا تعلق ہے ان کو اس سے کوئی شغف نہ تھا۔ ان کا کام محض یہ تھا کہ شریعت کی پیروی میں لگے رہیں اور سوائے اتباع واقتداء کے اور کسی چیز سے واسطہ نہ رکھیں۔ ان کا خیال تھا کہ ادراک کی نوعیت ارتقاء وتقرب کی راہوں میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے، اس لیے نہ صرف یہ کہ یہ اپنے کشوف دوسروں پر ظاہر نہیں کرتے تھے بلکہ ان پر غور وخوض کرنے سے بھی منع کرتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ کس کس حقیقت کو جانئے۔ اللہ کی مخلوق کا حال یہ ہے کہ حد وشمار سے باہر ہے، اس لیے اچھا یہی ہے کہ جس طرح عالم حس میں کشف سے پہلے اطاعت و پیروی کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہیں، اسی طرح کشوف کے بعد بھی اسی کو اپنا نصب العین ٹھہرائے رکھیں۔ اسی کی یہ تلقین کرتے تھے اور مرید وسالک کیلئے یہی زیبا بھی ہے۔

نام کتاب:۔تحریک اہل حدیث، تاریخ کے آئینے میں...... مصنف:۔قاضی محمد اسلم سیف

تاریخ کے چند نامور علماء وصوفیاء کا تذکرہ

امام مالک رحمہ اللہ کا عظیم کارنامہ:۔ محدثین کرام رحمہم اللہ نے دین کی حفاظت کے سلسلہ میں مختلف طریقے اختیار کئے اور اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریاں نہایت عمدہ طریقے سے ادا کیں۔ محدثین رحمہم اللہ نے دین کی حفاظت وصیانت اور تبلیغ واشاعت میں جو طریقے اختیار کئے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) پہلا طریقہ یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کو کتابوں میں محفوظ کیا۔ اور سب سے پہلے یہ کام حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ (متوفی 179ھ) نے انجام دیا۔ چنانچہ آپ رحمہ اللہ نے اپنے شاگردوں کو ایک مجموعہ حدیث لکھوایا اور اس کا نام "موطا" رکھا۔ موطا کا معنی ایسا راستہ جس پر لوگ چل رہے ہوں۔ وہ راستہ لوگوں نے اپنے پاؤں سے روندا ہو۔ اس سے مراد امام مالک رحمہ اللہ کی وہ سنت رسول ﷺ ہے جس پر صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین رحمہم اللہ کی جماعت عمل کر رہی تھی۔ یعنی ایسی شاہراہ اعظم جس پر صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین رحمہم اللہ وتبع تابعین نے بالعموم مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے باشندوں نے خصوصی طور پر عمل کیا ہو۔ (تحریک اہل حدیث ص78-77)

شیخ علی بن حسام الدین المتقی:۔ شیخ علی بن حسام الدین المتقی رحمہم اللہ صوبہ گجرات میں مسلک اہلحدیث کے بانیان میں شمار ہوتے ہیں یہ 885ھ میں برھان پور میں پیدا ہوئے پھر ملتان میں شیخ حسام الدین المتقی رحمہ اللہ کے ہاں دو سال رہ کر علوم کی تکمیل کی۔

غالباً ''المتقی'' کا لقب انہیں استاذ کی نسبت سے حاصل ہوا۔ پھر حجاز مقدس پہنچ کر وہاں کے شیوخ سے استفادہ کیا۔ جن میں ابن حجر مکی، شیخ ابوالحسن بکری اور شیخ محمد بن محمد سخاوی رحمہم اللہ زیادہ مشہور ہیں آپ کے تلامذہ میں شیخ محمد طاہر پٹنی، شیخ عبدالوہاب متقی، شیخ محمد بن فضل اللہ برھانپوری رحمہم اللہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ حدیث کا معروف دائرہ المعارف جو''کنزالعمال فی سنن الاقوال والا فعال'' کے نام سے مشہور ہے آپ کی ہی تصنیف ہے جو علامہ سیوطی رحمہ اللہ کی ''جمع الجوامع'' اور ''الجامع الصغیر'' کی تبویب وتہذیب ہے جن کے بارہ میں انہی کے شیخ ابوالحسن شافعی رحمہ اللہ کا قول معروف ہے کہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ کا تمام علماء پر احسان ہے اور علامہ علی متقی رحمہ اللہ کا علامہ سیوطی رحمہ اللہ پر احسان ہے۔ (شذرات اخبار بحوالہ پاک وہند میں اہلحدیث کی خدمات بحوالہ تحریک اہلحدیث ص 147)

وضاحت:۔ آپ کی پیدائش ۱۴۸۰ء اور وفات ۱۵۶۷ء ہے والد کا نام عبدالملک ابن قاضی خاں المتقی ،القادری الشاذلی، المدینی، چشتی ہے۔ آپ کے پہلے مرشد شاہ باجن رحمہ اللہ تھے انکے انتقال کے بعد شیخ عبدالحکیم ابن شاہ باجن رحمہما اللہ سے سلسلہ چشتیہ میں خرقہ خلافت حاصل کیا اسکے بعد شیخ محمد بن محمد بن محمد سخاوی رحمہ اللہ سے سلسلہ قادریہ میں خرقہ قادریہ اور قطب وقت شیخ نورالدین ابوالحسن علی الحسن شاذلی رحمہ اللہ سے سلسلہ شاذلیہ میں، شیخ ابو مدین شعیب مغربی رحمہ اللہ سے سلسلہ مدنیہ کا خرقہ حاصل کیا۔ تصنیفات کی تعداد سو سے زائد ہے۔ سالکان طریقت اور طالبان آخرت کیلئے بہت سا علمی ذخیرہ آپ رحمہ اللہ نے یادگار چھوڑا ہے۔ آپ رحمہ اللہ کی پہلی تصنیف ''تبیین الطریق'' جس کی تصنیف کے وقت آپ رحمہ اللہ کو غیب سے الہام ہوتا تھا۔ دوسری معرکۃ الاراء کتاب ''حکم کبیر'' ہے جس میں تصوف کے تمام مسائل کا خلاصہ لکھا ہے۔ آپ رحمہ اللہ اپنی اس کتاب کے بارے میں خود فرمایا کرتے تھے کہ تصوف کا جو مسئلہ لوگ تم سے پوچھیں وہ اس کتاب میں دیکھ کر ان کو جواب دے دو۔ شیخ ابن حجر مکی رحمہ اللہ (جو آپکے سابقہ استاد تھے) آپ رحمہ اللہ کے کمالات کی بدولت شاگرد ومرید بھی بنے اور آپ رحمہ اللہ سے خرقہ خلافت بھی حاصل کیا۔ (شیخ کی متصوفانہ زندگی کی تفصیل دیکھنے کیلئے'' اخبار الاخیار''تالیف شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کا مطالعہ کیجئے)۔ (از مرتب اثری)

شیخ محمد طاہر محدث پٹنی رحمہ اللہ:۔ شیخ محمد طاہر پٹنی رحمہ اللہ (متوفی 986ھ) پٹن ضلع احمد آباد گجرات بھارت میں پیدا ہوئے۔ پٹن سے مراد پاکستان کا پاک پتن نہیں۔ اس پاکپتن کو تاریخ میں اجودھیا کہتے ہیں۔ یعنی اس کا پرانا نام اجودھیا ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جو احمد آباد کے قریب واقع ہے اور اب بھی اس نام سے وہ مشہور ہے۔ اسی پٹن کو معرب کر کے فتن کہتے ہیں اور اسی نسبت سے شیخ محمد بن طاہر رحمہ اللہ فتنی کہلاتے ہیں۔ شیخ موصوف کا شیخ علی متقی رحمہ اللہ کے ارشد تلامذہ میں شمار ہوتا ہے۔ شیخ کے حدیث کا فیضان اور اثرات پورے صوبہ گجرات پر حاوی تھے۔ شیخ محمد بن طاہر رحمہ اللہ کی'' مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزیل و لطائف الاخبار''''تذکرۃ الموضوعات فی قانون الموضوعات'' اور''مغنی فی اسماء الرجال'' مشہور تصانیف ہیں۔ ان کی تصنیفات کے مطالعہ سے ان کی طبیعت میں تقلید وجمود کے برعکس تحقیق اور اتباع سنت کا رجحان عیاں ہوتا ہے۔ (تحریک اہل حدیث ص 147)

وضاحت:۔ آپ رحمہ اللہ شیخ علی متقی رحمہ اللہ کے مرید تھے۔ اپنی کتابوں کی دیباچوں میں مرشد کی بے انتہا تعریف سپرد قلم کی ہے، آپ رحمہ اللہ کا دستور تھا کہ اپنے پیر مرشد رحمہ اللہ کی وصیت کے مطابق اپنے ہاتھ سے روشنائی بنا کر طالب علموں کو مفت دیا کرتے تھے۔ پڑھاتے وقت بھی زبان سے پڑھاتے اور ہاتھ سے اکثر وبیشتر روشنائی گھوٹا کرتے اور کہتے ہاتھوں کو بھی کام میں لگا رہنا چاہیے۔ (از مرتب اثری)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ:۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی 1052ھ) بن سیف الدین بخاری رحمہ اللہ نے

اس شہر (دھلی) میں آنکھیں کھولیں اور علوم میں دسترس حاصل کی۔ اور دارالسلطنت دہلی میں اپنی مسند بچھا کر حدیث کے فروغ کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا۔ اپنی ذہنی صلاحیتیں، دماغی قابلیتیں اور لسانی توانائیاں حدیث کی تدریس اور فروغ کے لئے وقف فرمائیں، بے شمار خلق خدا نے ان سے استفادہ کیا اور بہت سے علماء کرام نے آپ کے درس حدیث سے تکمیل کی۔ حدیث کے فن میں اور ان کی ذات سے خلق خدا کو بہت نفع پہنچا آپ رحمہ اللہ نے اپنے پیش رو علماء سے حدیث میں بہت زیادہ جدوجہد کی۔ حتیٰ کہ بعض لوگوں نے یہاں تک کہا کہ ہندوستان میں فن حدیث کو لانے والے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ ہیں۔ یہ بات قطعی غلط ہے اور تاریخ اس کی صحت ماننے سے منکر ہے۔ شیخ عبدالحق رحمہ اللہ نے ''مشکوٰۃ'' کی شرح پہلے'' اللمعات'' لکھی۔ پھر اس میں مزید اضافہ کر کے'' اشعة اللمعات ''لکھی۔ علماء اولیاء کے حالات پر'' اخبار الاخیار ''تصنیف کیں۔

(حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص 43 بحوالہ تحریک اہل حدیث ص 150)

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اس وقت مسند تدریس بچھائی جس وقت شمالی ہندوستان علم حدیث سے تقریباً خالی ہو چکا تھا اور ان کی حدیث کی اس روشن کردہ شمع سے طلباء پروانہ وار وہاں جمع ہونے لگے اور شمالی ہندوستان میں بھی حدیث کی تدریس جاری ہوگئی اور حدیث کا مرکز ثقل گجرات سے منتقل ہو کر دہلی آ گیا، اور دہلی سے قال اللہ وقال الرسول ﷺ کی دلنواز صدائیں آنے لگیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے درس کا غلغلہ بلند ہو گیا (حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ ص 43 بحوالہ تحریک اہل حدیث)

وضاحت:۔ آپ رحمہ اللہ نے ابتدائی روحانی تعلیم وتربیت اپنے والد مولانا سیف الدین رحمہ اللہ سے حاصل کی سلسلہ قادریہ کے مشہور بزرگ حضرت سید موسیٰ گیلانی رحمہ اللہ سے آپ رحمہ اللہ کو بہت عقیدت تھی ۶ شوال ۹۸۵ھ میں ان سے بیعت ہوئے اور خلافت سے نوازے گئے، شیخ عبدالوہاب متقی رحمہ اللہ سے بھی سلوک وطریقت کی چاشنی حاصل کرتے رہے اور آپ رحمہ اللہ ہی کی زیرنگرانی فریضہ حج کے بعد حرم کے ایک حجرہ میں عبادت و ریاضت کرتے رہے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی رحمہ اللہ کے دست حق پرست پر بھی بیعت اصلاح کی۔ تصنیفات کی تعداد ساٹھ سے زائد ہے۔ سلوک وتصوف کی مشہور کتابیں یہ ہیں (۱) توصیل المرید الیٰ المراد به بیان (۲) شرح فتوح الغیب۔ (۳) مرج البحرین۔ (۴) نکات الحق و الحقیقت۔ (۵) اخبار الاخیار فی احوال الابرار۔ (۶) آداب الصالحین۔'' حضور ﷺ کی ذات گرامی سے آپ رحمہ اللہ کو عشق تھا جب دیار محبوب میں پہنچتے تو برہنہ پا ہو جاتے۔ (از مرتب اثری)

محبوب سبحانی نقشبندی کی عظمت واستقامت:۔ ابوالفضل فیضی اور ان کے والد ملاں مبارک کی بے دینی سے مغلیہ بادشاہ اکبر کے دربار میں سجدہ تعظیمی واجب کیا گیا عرشی فرشی سلام کو لازم ٹھہرایا گیا، انبیاء علیہم السلام کی مشترکہ سنت ''ختنہ'' کو ممنوع قرار دیا گیا۔ بچوں کے نام محمد اور احمد رکھنے پر بندش لگا دی گئی۔ گائے کا ذبیحہ حرام قرار دیا گیا۔ خنزیر کا گوشت حلال ٹھہرایا گیا۔ اکبر کے دین الٰہی کا فتنہ برپا کیا گیا۔ عملاً توحید وسنت کے خلاف بغاوت کی گئی۔ بے شمار مشرکانہ اور ہندووانہ رسوم ہندوؤں کی رعایت سے جاری کی گئیں۔ محبوب سبحانی شیخ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے مغلیہ شہنشاہوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور ''افضل الجهادمن قال کلمة حق عند سلطان جائر ''کا حق ادا کرتے رہے ان کی بے مثال قربانی اور عظمت استقامت سے اللہ تعالیٰ نے یہ تمام شرکیہ رسوم بند کروا دیں اور مغلیہ شہنشاہوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا اور شیخ مجدد رحمہ اللہ خالص توحید کے علمبردار اور تمسک بالسنہ کی دعوت کی بدولت اس ابتلاء سے سرخرو ہو کر نکلے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کے بعد ان کے صاحبزادے شیخ نورالحق رحمہ اللہ (متوفی 1072ھ) نے اس علم کی نشر واشاعت کا بیڑا اٹھایا۔

(تحریک اہل حدیث ص 152)

حضرت مجدد الف ثانی نقشبندی رحمہ اللہ کی تاریخ ساز شخصیت:۔ ایسے تیرہ وتار ماحول میں جبکہ ہر طرف کفر وضلالت، رسم

ورواج بدعات وسیئات اور فواحش ومنکرات کی آندھیوں بلکہ طوفانوں میں 971ھ کو بروز جمعہ نصف شب 14 شوال کو ایک عہد ساز، نابغۂ عصر شخصیت نے جنم لیا۔ جس کو عرف عام میں شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمہ اللہ کہا جاتا ہے۔ جن کا لقب بدرالدین اور کنیت ابوالبرکات اور خاندانی نسب نامہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔

جب ظلمت وتاریکی بڑھ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ آفتاب عالم تاب کو طلوع ہونے کا حکم دیتے ہیں۔ جس سے رات کی تاریکی چھٹ جاتی ہے۔ اور دن کی روشنی چاردانگ عالم میں پھیل جاتی ہے۔ مسلمہ اصول ہر فرعون راموسی کے تحت کفر وضلالت کی تاریکیوں کو ختم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ ایسی عبقری زماں شخصیت کو پیدا کر دیتا ہے کہ وہ استقامت کا پہاڑ بن کر باطل کے سامنے سینہ سپر ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں پیغمبرانہ اوصاف ودیعت فرماتے ہیں۔ وہ باطل کے طوفانوں میں بھی چراغ حق روشن کرتے ہیں۔ تلوار کی دھار پر کلمہ حق کہنے میں وہ اپنی سعادت اور نجات سمجھتے ہیں فطری بات یہ ہے کہ جتنے حالات سنگین ہوں گے ماحول خوفناک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کے مقابلہ کے لئے بھی ایسی بہادر، اولوالعزم، اشجع، مخلص، راستباز شخصیتوں کو جنم دیتے ہیں۔ تاکہ ہواؤں کا رخ موڑا جاسکے۔ طوفانوں کا مقابلہ کیا جاسکے۔ اور کلمہ حق کی پشتیبانی کی جاسکے۔ اکبر اعظم کا دور انتہائی خوفناک اور سنگین دور تھا۔ بڑی بڑی شخصیتیں خوف وہراس سے سہمی ہوئی تھیں۔ اور ان میں مصلحت بینی گھر کر چکی تھی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمہ اللہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد رحمہ اللہ سے حاصل کی۔ دس سال کی عمر میں انہوں نے قرآن مجید حفظ کرلیا۔ والد صاحب سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد سیالکوٹ آگئے۔ سیالکوٹ میں مولنا کمال الدین کشمیری رحمہ اللہ سے بعض کتابیں بڑی تحقیق اور تدقیق سے پڑھیں اور حدیث کی کتابیں اس وقت کے بہت بڑے محدث مولٰنا محمد یعقوب کشمیری رحمہ اللہ سے پڑھیں۔ حصول علم سے فراغت کے بعد تعلیم وتدریس میں مشغول ہوگئے۔ اور اپنے والد محترم رحمہ اللہ کی مسند کو فروغ بخشا (حیات مجدد ص۲،۳) اور یہ تمام منزلیں آپ مولٰنا نے سترہ سال کی عمر میں طے کرلیں۔ (تحریک اہل حدیث، ص166)

حضرت مجدد نقشبندی کا حکیمانہ فیصلہ:۔ شیخ مجدد رحمہ اللہ نے جس ماحول میں آنکھیں کھولیں اس کی سنگینی اور اکبر بادشاہ کی اس میں دلچسپی کو دیکھا تو حالات کا جائزہ لیا، علماء کے ذہنوں کو پڑھا تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ زیرزمین تحریک شروع کی جائے۔ حکومت کے اعضاء وجوارح سے راہ ورسم پیدا کی جائے۔ ان سے ربط وتعلق کو بڑھایا جائے۔ ان کے ذہنوں کو صاف کیا جائے اور ان کو اکبر بادشاہ کے الحاد وزندقہ سے باخبر کیا جائے۔ اسلام کی مظلومیت، اسلام کی صداقت ان پر واضح کی جائے۔ تاکہ دینی انقلاب کا آغاز ذمہ داران حکومت اور خواص سے شروع ہو۔ شیخ مجدد رحمہ اللہ خوب سمجھتے تھے کہ ایک تو میں ابھی نوعمر ہوں شاید میری بات اتنی مؤثر نہ سمجھی جائے۔ دوسرا امر یہ ہے کہ اس الحاد وزندقہ کا بانی خود اکبر اعظم اور اس کے علماء سوء ہیں۔ ملاں مبارک، ابوالفضل اور فیضی کا بادشاہ کو گمراہ کرنے میں ایک خصوصی کردار ہے۔ کیونکہ یہ بے دین مولوی اکبر کو علماء سے بیزار کر چکے ہیں۔ اسے اسلام کا باغی بنا چکے ہیں۔ اسے مجتہد مطلق قرار دے چکے ہیں اور اکبری ہفوات کو دین اسلام گردان کر چکے ہیں، اس گمراہی کو پھیلانے کے جواز میں اس کے ذہن میں مخلوط حکومت کا سیاسی نکتہ ڈال چکے ہیں۔ اب اکبر سے براہ راست محاذ آرائی کے بجائے حکیمانہ انداز میں اونچے سرکاری حلقوں سے روابط بڑھانا ضروری ہیں۔ تاکہ ان کے جانشین کے زمانے میں اسلامی اور دینی انقلاب پوری کامیابی سے برپا کیا جاسکے۔ علماء سوء اسلام کے فرائض کو ساقط قرار دے چکے تھے۔ بعض مولوی حج کی فرضیت کے ختم ہونے کے دعویدار تھے۔ (حیات مجدد ص27)

علماء سوء کا کیا کردار تھا اس کا اندازہ امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کے اس اقتباس سے فرمایئے کہ علماء میں اچھے لوگ بھی موجود تھے لیکن ان کی کوئی پیش نہیں چلتی تھی۔ غازی خاں بدخشی نے کہا کہ بادشاہ کو سجدہ کرنا جائز ہے۔ علماء نے کان کھڑے کئے۔ غل مچایا، گفتگو کے سلسلے پھیل کر الجھے، معترض مسلمانوں کے جوش نہ دم لیتے تھے، نہ لینے دیتے تھے، سجدہ تعظیمی کے جواز کے طرف دار بڑی ملائمت سے انہیں روکتے تھے۔ اور اپنی بنیاد جمائے جاتے تھے۔ کہتے تھے کہ اپنے عہد سلف پر نظر کروامت ہائے قدیم کو دیکھو، وہ عموماً اپنے بزرگوں کے سامنے

تحفہ عجز و نیاز سمجھ کر ادب سے پیشانی زمین پر رکھتے تھے۔ مثلاً ملائکہ نے سجدہ حضرت آدم علیہ السلام کو کیا تھا۔ جواب ظاہر ہے کہ سجدہ تعظیمی، باپ اور بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کیوں کیا تھا؟ (جواب تحفہ ادب پیش کیا تھا نہ کہ پرستش و بندگی (تذکرہ مولانا ابوالکلام آزاد)

شیخ صاحب لکھتے ہیں داڑھیاں منڈوانے کے متعلق شیخ امان پانی پتی کے ایک بھتیجے ملاں ابوسعید نے فتویٰ دیا۔ وہ اپنے عم بزرگوار کے کتب خانے سے ایک کرم خوردہ کتاب لے کر تشریف لائے۔ اس میں سے حدیث دکھائی کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ آئے ان کا بیٹا ساتھ تھا۔ اس کی داڑھی منڈی ہوئی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے دیکھ کر فرمایا کہ اہل بہشت کی ایسی ہی صورت ہوگی۔ بادشاہ کو خوش کرنے کے لئے ان علماء نے ایسے ایسے فتوے صادر فرمائے۔ (حیات مجدد ص 68 بحوالہ ردکوثر ص 25)

چار طریقے:۔ اندریں حالات شیخ مجدد رحمہ اللہ نے سوچا کہ اس سخت گھٹن کے ماحول میں مسلسل جہد و جہد کی جائے اور آہستہ آہستہ حالات کا رخ پھیر دیا جائے اس کے لئے انہوں نے درج ذیل چار طریقے اختیار کئے۔

اولاً۔ اپنے مریدوں اور تلامذہ کی ایک بہت بڑی تعداد کو تیار کر کے دین کی تبلیغ کے لئے آمادہ کیا۔ انہیں حکم دیا کہ ملک میں پھیل کر اسلام کی تبلیغ کریں۔ سنت کا مقام بیان کریں۔ اور لوگوں کو اتباع سنت کی دعوت دیں۔ اور لوگوں سے کہو کہ دائرہ شریعت میں واپس آ جاؤ کیونکہ اسی میں نجات ہے۔ یہ مؤثر طریقہ تبلیغ اندرون ہند اور بیرون ہند پورے زوردار طریقے سے اختیار کیا گیا۔

ثانیاً:۔ ملک اور بیرون ملک کی نامور شخصیتوں سے مراسلت کا سلسلہ شروع کیا اور ان کی کثرت نے اس کی اشاعت کو پسند کیا۔ خطوط میں مذہبی حقائق پر بحث ہوتی تھی اور اتباع سنت پر زیادہ زور دیا جاتا تھا۔

ثالثاً:۔ شیخ مجدد رحمہ اللہ نے کہا دربار شاہی کے بڑے بڑے امراء کو اپنا مرید بنایا جائے۔ اور ان کے ذمہ لگایا جائے۔ کہ وہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں اسلامی انقلاب کو آگے بڑھائیں اور بادشاہ کے قلب (دل) کو بدلنے کی کوشش کریں۔

رابعاً۔ جب اکبر کا 1034ھ میں انتقال ہو گیا اور جہانگیر تخت نشین ہوا تو شیخ احمد رحمہ اللہ نے کھلم کھلا جدوجہد شروع کر دی۔ اور لوگوں سے یہ عہد لیا کہ خلاف اسلام احکام شاہی کو ہرگز تسلیم نہ کریں۔ اور اس جہد و جہد کو شاہی فوج تک وسعت دی گئی۔ ان کا یہ طریق کار ان کے مکتوبات سے اخذ کیا گیا (حیات مجدد ص 49 بحوالہ تحریک اہل حدیث ص 169)

تعلیمات مجدد نقشبندی:۔ ہم چاہتے ہیں کہ شیخ مجدد رحمہ اللہ کے مکتوبات سے ان کی تعلیمات اور ارشادات کا خلاصہ بالکل اختصار کے ساتھ درج کر دیں تاکہ تعلیمات مجددیہ کو سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے:

(1) ہر بدعت سنت کو دور کرنے والی ہے خواہ وہ حسنہ ہو یا سیہ (مکتوبات دفتر اول ص 184)

(2) طریقت کی ضرورت اس لئے ہے کہ شرعی تکلیفات کو بجا لانے میں آسانی ہو اور استدلالی یقین کشف سے بدل جائے اور اطمینان نصیب ہو مشاہدے اور مکاشفے شرع کے خلاف ہوں تو انہیں نیم جو کے بدلے میں قبول نہیں کرنا چاہیے۔ (مکتوبات)

(3) جو کچھ اعتبار کے لائق ہے وہ کتاب وسنت ہے جو وحی قطعی سے مقرر ہوئے ہیں۔ علماء کا اجماع اور اجتہاد مجتہدین بھی ان دو اصولوں سے رجوع کرنا ہے۔ ان کے علاوہ جو کچھ ہو خواہ صوفیاء کے معارف ہوں یا ان کے کشف والہام اگر ان اصولوں کے موافق ہوں تو مقبول ہیں ورنہ مردود (مکتوبات دفتر اول مکتوب نمبر 218 بنام ملاں طاہر بدخشی)

(4) شریعت کے تین جزء ہیں علم، عمل اور اخلاص۔ طریقت اور حقیقت شریعت کی تیسری جزء یعنی کامل کرنے میں اخلاص کے ساتھ شریعت کے خادم ہیں۔ (مکتوبات)

(5) وہ معارف جو کشف والہام کے بغیر بیان کئے جائیں سراسر افتراء اور بہتان ہیں معارف کا کمال یہ ہے کہ وہ شرع کے ہمنوا ہوں (مکتوبات امام ربانی)

شیخ مجدد رحمہ اللہ براہ راست کتاب وسنت سے استفادہ کے علمبردار اور داعی تھے حج بیت اللہ اور حرمین کی زیارت نے ان پر حدیث وسنت کا رنگ چڑھا دیا تھا شیخ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی اس زوردار تحریک سے جہاں بدعتیوں، رافضیوں، خدا اور رسول ﷺ کے منکروں اور دین کے دشمنوں کی کمر ٹوٹ گئی وہاں حدیث وسنت کا فروغ اسی خالص دینی تحریک کے برگ وبار ہیں۔حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی مخلصانہ مساعی جرات، حوصلہ تحمل، استقامت اور اخلاص کی بدولت تقریباً ایک صدی تک ان کے اثرات زندہ وباقی رہے۔(تحریک اہل حدیث ص175)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا ذوق تصوف

بیہقی وقت کی بیعت اصلاح اور خدمات:۔ قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ پانی پت میں پیدا ہوئے۔یہ شیخ جلال الدین رحمہ اللہ کی دسویں پشت میں سے تھے انہوں نے سات برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔سولہ سال کی عمر میں جملہ علوم عقلیہ ونقلیہ پر حاوی ہو گئے تکمیل حجۃ اللہ فی الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ سے کی، اور شاہ محمد عابد سنامی رحمہ اللہ سے بیعت کی، آپ رحمہ اللہ کے پیرومرشد مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ نے آپ کو" العلم الهدیٰ "اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے''بیہقی وقت'' کا خطاب دیا۔نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے انہیں" اتحاف النبلاء" کے ص240، 241 پر زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ان کی علمی گہرائی زھد و ورع، تقویٰ وخلوص اور جذبہ اتباع سنت کا تذکرہ فرمایا۔اسی طرح نواب صاحب نے''تقصار جنودالاحرار من تذکار جنود الابرار" میں بھی ان کا ذکر نہایت اچھے الفاظ میں کیا ہے۔

یوں تو آپ رحمہ اللہ کی بہت سی تصنیفات ہیں مگر''تفسیر مظہری'' عربی میں ایک بہترین تفسیر ہے جس کا اندازہ اور اعتراف تمام متقدمین اور متاخرین علماء نے کیا ہے۔ایک ان کا رسالہ''حرمت متعہ'' ہے لیکن اس کی زیارت نہیں ہو سکی۔روافض کے رد میں''سیف المسلول'' ہے جو اپنے موضوع پر لاثانی حیثیت رکھتا ہے اور شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی کتاب''تحفہ اثنا عشریہ'' سے پہلے کا ہے اور بھی چھوٹے چھوٹے رسالے آپ رحمہ اللہ نے لکھے ہیں خاص طور پر حضرت شاہ ولی اللہ کا''وصیت نامہ'' کی آپ رحمہ اللہ نے تشریح فرمائی اور اس کا نام 'المقالة الرضيه فی النصيحة والوصية"۔ آپ رحمہ اللہ کا سب سے بڑا کمال یہ تھا کہ آپ فکر ولی اللہی کے صحیح ترجمان اور پاسبان تھے۔معارف شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اور افکار شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کو زندگی بھر اپنا مشن قرار دیا۔سنی سنائی باتوں پر اور توہم پرستی سے بہت دور تھے، ہر باب میں کتاب وسنت کو اہمیت دیتے۔بدعات ورسوم سے دامن بچا کر رکھتے پانی پت دہلی کے قریب ضلع کرنال کی تحصیل تھی وہ ملک بھر میں اس اعتبار سے امتیازی حیثیت کے مالک تھے کہ وہاں حفظ قرآن کا عام رواج تھا۔بچے بچیاں قرآن کے حافظ تھے بلکہ قرآن کی تلاوت میں پانی پتی لہجہ نہایت معروف اور متعارف ہے۔جھنگ شہر اور جھنگ صدر کے مہاجرین میں پانی پتیوں کی کثرت ہے، اب بھی ان کے بچے بچیاں کثرت سے قرآن پاک کے حافظ ہیں۔اس روایت کے قیام میں قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ پانی پتی کو بھی خاصہ دخل ہے۔

قاضی نقشبندی کا لزوم اتباع سنت:۔ اسی طرح آپ رحمہ اللہ نے وصایا میں اس حقیقت ولزوم اتباع سنت کو اور بھی آشکار کر دیا ہے ان کی تصنیفات کے ہر ہر لفظ میں شان ولی اللہی ٹپکتا دکھائی دیتا ہے۔عقیدۂ توحید اور تمسک بالسنہ میں ان کا ذہن بالکل صاف اور عقیدہ سلف سے ملتا جلتا تھا۔لیکن اپنے استاد حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ استادزادوں شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ، شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ، شاہ عبدالغنی رحمہ اللہ، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ اور اپنے مرشد مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ کی طرح عقیدہ توحید وسنت میں بے لاگ ہونے کے باوجود حکمت عملی کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے کو سنت کے سلسلہ میں مستتر رکھا۔(تحریک اہل حدیث، ص180)

اورنگزیب عالمگیر کی صوفیاء سے عقیدت:۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ان کی تجدیدی مساعی اور ان کی تحریک تجدید احیائے دین کے اثرات غازی سلطان محی الدین اورنگزیب عالمگیر رحمہ اللہ کی حیات مستعار تک باقی رہے، سلطان اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ نے ہندوستان کو اسلامی قانون دینے کے لئے علماء کی ایک پوری جماعت سے''فتاویٰ عالمگیری'' مرتب کروایا، اورنگزیب عالمگیر

رحمہ اللہ کا یہ معمول تھا کہ علماء جتنا ''فتاوی عالمگیری'' دن میں لکھ دیتے وہ سونے سے پہلے پہلے اسے ضرور پڑھ لیتے اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ نے ایک دینی طالب علم کی طرح پورے آٹھ برس سرہند بستی میں شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد فاروقی مجدد الف ثانی رحمہما اللہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے اورنگ زیب رحمہ اللہ کی یہ خواہش تھی کہ مسلمان سچے پکے مسلمان بن کر رہیں تا کہ غیر مسلم اقوام ان کی نشست و برخاست، عادات وخصائل، رسم ورواج، دیانت وامانت اورانداز زیست سے متاثر ہوکر حلقہ بگوش اسلام ہوسکیں۔ ایسا قانون بنایا جائے جواسلام کی روح کے مطابق ہواور غیر مسلم لوگوں کومتاثر کر سکے۔ چنانچہ اس کمیٹی کی عظمت کا اندازہ اس سے فرمائیں کہ حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے والدگرامی شاہ عبدالرحیم فاروقی رحمہ اللہ بھی اس کے رکن رکین تھے۔

''فتاویٰ عالمگیری'' حنفی مسلک کا ترجمان ہے کہ کیونکہ اس وقت حکمران حنفی تھے لہٰذا انہوں نے مسلمانوں کوفقہ حنفی کے مطابق قانون دیا۔ (تحریک اہل حدیث،ص181)

تزکیہ نفس اوراصلاح باطن میں مشغول ہونا:۔ حضرت شاہ ولی اللہ ۱۱۱۴ھ میں قصبہ پھلت ضلع مظفرنگر اتر پردیش (یو۔پی) میں پیدا ہوئے۔ اس وقت آپکے والدگرامی شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ کی عمر ساٹھ برس تھی۔

اس وقت سیاسی طور پر ایران میں خلفشار،قتل وغارت زوروں پر تھی۔ باقی عالم اسلام میں سیاسی معاملہ پرسکون تھا مصروشام،عراق،حجاز،یمن، ایران میں علمی کام (تصنیف وتالیف) بھی جاری تھا علماء ومشائخ تزکیہ نفس اوراصلاح باطن میں مشہور تھے۔ (تحریک اہل حدیث،ص181)

سنت کی قندیلیں جلانے والے متصوفین علمائے کرام:۔ ہم جب تحریک تجدید احیائے دین کا مطالعہ کرتے ہیں اور ارباب دعوت وعزیمت کی سوانح حیات پڑھتے ہیں تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ تحریک تجدید احیائے دین کے علمبردار ہمیشہ وہی اشخاص رہے، جن میں اللہ تعالی نے عبقریت ونابغیت کے ساتھ ساتھ حدیث وسنت سے سچی محبت اوراسوہ رسول ﷺ سے صحیح لگن اورارشادات رسول ﷺ سے عشق کی حد تک جنون عطا کیا تھا۔ یہ بات ایک فطری امر ہے کہ دین کے لئے وہی شخص قربانی دے گا اور وہی استقامت کا مظاہرہ کرے گا جس کو دین کے اصل سرچشموں کتاب اللہ اورسنت رسول اللہ ﷺ سے دلی لگاؤ ہوگا۔ وہ اخلاق وکرداراورسیرت واعمال کے اعتبار سے حدیث وسنت کے ڈھانچے میں ڈھلا ہوگا۔ ہمیشہ ارباب دعوت وعزیمت وہی عہد ساز شخصیتیں رہی ہیں جن کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا،نشست وبرخاست اورانداز زیست اللہ کے قرآن اوررسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق رہا ہے۔ جیسا کہ امام دارالہجرت مالک بن انس رحمہ اللہ، امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ،امام اہلسنت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ،امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، بشیر بن نعمان رحمہ اللہ، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ،امام حافظ ابن قیم رحمہ اللہ، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ،امام ذہبی رحمہ اللہ،امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ امام عزالدین رحمہ اللہ،محبوب سبحانی شیخ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ،امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ، شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ، شیخ الکل فی الکل حضرت میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ نواب والہ جاہ سید صدیق حسن خان رحمہ اللہ مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ، شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ،سید جمال الدین افغانی رحمہ اللہ اور دیگر عبقری اشخاص جو ہمیشہ افضل الجہاد ''ومن قال کلمة حق عند سلطان جائر'' پرعمل پیرا رہے۔ ''من تمسك بسنتي عند فساد امتي فله اجر مائة شهيد'' پرگامزن رہے۔ تختہ دار پر بھی حق کی پشتیبانی کرتے رہے۔ ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کے لئے مر مٹنے کا اظہار کرتے رہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو دین میں روشنی کے مینار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کی وجہ سے سنت کی قندیلیں روشن ہوئیں۔ ان کی وجہ سے حدیث کی شمع فروزاں رہی، یہی اشخاص دین کی عظمتوں اوراسلام کی سربلندیوں کا باعث بنے۔ حضرت امام شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی اس تجدید احیائے سنت کا یہ نتیجہ نکلا کہ جب وہ حرمین سے حدیث وسنت کے فیوض و برکات سے مالا مال ہوکر ہندوستان واپس تشریف لائے۔ تو مسند رحیمیہ جوان کے والد مرحوم کی قائم کردہ تھی اشاعت حدیث اور معارف سنت کا بہت بڑا مرکز بن گئی جہاں ہندوستان بھر کے گوشہ گوشہ سے تشنگان علم حدیث نے پروانہ وار ہجوم کیا۔

مرید باکمال کے مشہور استاد:۔ سید مرتضیٰ بلگرامی زبیدی رحمہ اللہ (متوفی 1205ھ) صاحب "تاج العروس شرح قاموس"۔ "اتحاف السادة المتين شرح احيائے علوم الدين" جن کے تبحر اور حدیث میں کمال کی دھوم عالم عرب میں مچ گئی۔ جن کے دربار کی چمک دمک سلاطین کے درباروں سے کم نہ تھی، ان کے تلامذہ میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ (متوفی 1225ھ) خلیفہ ارشد حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ و مصنف "تفسیر مظہری" و "مالابد منہ" بھی تھے۔ (تحریک اہل حدیث ص 201)

شاہ صاحب کی تعظیم ائمہ اربعہ:۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی یہ کہہ کر تعریف کرتے ہیں "كان عظيم الشان في التخريج على مذهب ابراهيم وا قرانه دقيق النظر في وجوه التخريجات مقبلا على الفروع اتم اقبال" ۔امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مرتبہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ اور ان کے ہم مرتبہ علماء کے مذہب پر اجتہاد و استنباط کے سلسلے میں بہت بلند تھا۔ ان تخریجات کے وجوہ اشکال میں وہ بڑی دقت نظر رکھتے تھے۔ مسائل جزئیہ اور ان کے فروع کے استخراج میں ان کا انہاک بہت بڑھا ہوا تھا۔ وہ امام مالک رحمہ اللہ کی عظمت اور خاص طور پر "موطا" کی صحت اور اس کے مقام و مرتبہ کے بہت بڑے حامی تھے۔ (ماخوذ۔ مقدمہ مصفیٰ)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں كان اعظم شاناً واوسع رواية و اعرفهم للحديث مرتبةً اعمقهم فقهاً احمد بن حنبل ثم اسحاق بن راهويه (حجته الله البالغه جلد نمبرا ص150)

ان فقہاء و محدثین میں سب سے عالی مرتبہ وسیع الروایت، حدیث سے باخبر تفقہ میں عمیق النظر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ پھر اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ ہیں۔ (تحریک اہل حدیث ص 206)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نقشبندی رحمہ اللہ:۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے چار صاحبزادے تھے۔

(1)۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی 7 شوال 1239ھ)۔ (2)۔ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی 1249ھ)

(3)۔ شاہ عبدالغنی محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی 1227ھ (4) شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی 1242ھ

ایک بیٹی امتہ العزیز تھی۔

شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ 1159ھ کو ایک دینی اور علمی خاندان میں پیدا ہوئے، پانچ سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ پڑھ لیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ فارسی کے مختصر رسالے اور ابتدائی صرف و نحو بھی پڑھتے رہے۔ عمر کے گیارہویں سال باقاعدہ تعلیم کا آغاز کیا ان کے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے انہیں اپنے ایک مرید کے سپرد کر دیا جنہوں نے دو سال میں معقولات، تاریخ اور جغرافیہ پڑھایا۔

پندرہ سال کی عمر میں شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے جملہ علوم عقلیہ و نقلیہ اور رسمیہ سے فراغت حاصل کر لی۔ اور تدریسی ذمہ داریاں سنبھال لیں ابھی عمر کے سترہویں سال میں تھے۔ کہ حجتہ اللہ فی الہند امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ وفات پا گئے۔ چونکہ آپ رحمہ اللہ اپنے تمام بھائیوں سے عمر میں بڑے اور علم میں ممتاز تھے اس لئے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی مسند تدریس و خلافت آپ رحمہ اللہ کو تفویض کر دی گئیں۔ (تحریک اہل حدیث ص 227)

شاہ صاحب کے متصوفین تلامذہ:۔ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے تلامذہ میں شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمہ اللہ، ان کے نواسے شاہ محمد اسحٰق و شاہ محمد یعقوب، مفتی صدرالدین خاں دہلوی، شاہ غلام علی دہلوی، شاہ مخصوص اللہ، شاہ رفیع الدین۔ میر محبوب علی دہلوی، مولوی سید عبدالخالق دہلوی، شاہ محمد اسماعیل شہید، شاہ عبدالحئی بڑھانوی، مولوی فضل الحق خیر آبادی، مولانا حسن علی ہاشمی لکھنوی، مولانا حسین احمد ملیح آبادی، مولانا سلامت اللہ بدایونی، مولانا رؤف احمد مجددی، سید قطب الہدیٰ، شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی، بیہقی زمان قاضی ثناء اللہ پانی پتی، مولانا خرم علی بلہوری، شیخ فضل الحق کا کوروی، شاہ رحمان بخش چشتی، مولوی سید رمضان علی امروہی رحمہم اللہ نامور بزرگ ہیں۔ (تحریک اہل حدیث ص 229)

عارف باللہ مولانا سید عبداللہ غزنوی:۔ آپ رحمہ اللہ نے اپنا مال، جان اور وطن سب کچھ اللہ کی رضا کے لئے تج دیا تھا۔ آپ رحمہ

اللہ صاحب حال بزرگ تھے۔آپ رحمہ اللہ مستجاب الدعوات شخصیت تھے۔عوام میں عارف باللہ کے نام سے مشہور تھے۔آپ رحمہ اللہ نے اس وقت کے مشہور علماء سے علم حاصل کیا۔پھر مشہور اہل اللہ شیخ حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ "مغتنم الحصول" کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ان کی مسنون طرز حیات کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔اور دین وسنت کے رنگ میں اپنے کو رنگنے کے لئے دہلی میں پہنچے۔

صالحین سے صحبت اور بے شمار کرامات:۔ آج بھی امرتسر کا کوچہ غزنویہ ان کی عظمتوں کا امین ہے۔آپ رحمہ اللہ گویا عبادت، ریاضت اور ذکر وفکر کے لئے معتکف ہوئے۔زہد وورع، حسن نیت، تواضع، انکساری جیسی خوبیوں کے حامل تھے۔جو بزرگ بھی ان کی زیارت کر لیتا وہ ان کا والہ وشیداء بن جاتا ہے۔لوگوں میں ان کی مدح وستائش اور عادات وخصائل کے چرچے عام تھے۔آپ رحمہ اللہ نہایت اچھے زمانے والے اور ہندوستان بھر کی زینت تھے۔آپ رحمہ اللہ پر نور ایمان کا غلبہ تھا۔صالحین سے محبت تھی۔بے شمار کشف وکرامات کا آپ سے صدور ہوا ہے۔جیسا کہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ نے "تقصار جیود الاحرار" میں اور شیخ علامہ شمس الحق ڈیانوی رحمہ اللہ نے "غایۃ المقصود" کے مقدمہ میں اور قاضی طلا محمد پشاوری رحمہ اللہ نے اپنے عربی اور فارسی روشن قصائد میں لکھا ہے۔

مقام فنا فی الذکر:۔ مولنٰا شمس الحق ڈیانوی رحمہ اللہ "غایۃ المقصود" کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ غزنوی اپنے جمیع احوال میں ہر وقت اللہ کے ذکر میں مستغرق رہتے تھے۔یہاں تک ان کا گوشت ان کی ہڈیاں، ان کے بال اور ان کے پٹھے ان کے تمام جسم کے اعضاء اللہ کے ذکر میں فنا اور اس کی طرف متوجہ تھے۔آپ رحمہ اللہ 11 ربیع الاول سوموار 1298ھ میں فوت ہوئے۔

(نزہتہ الخواطر جلد ہفتم ص202، 203 بحوالہ تحریک اہل حدیث ص333)

دور سے ولی کی خوشبو سونگ لینا:۔ حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے بارے میں مولنا غلام رسول مرحوم قلعہ والے نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ غزنی میں حضرت نے فرمایا کہ آج میرے پاس کوئی اللہ کا ولی آنے والا ہے۔تو شام کے وقت مولنا محی الدین لکھوی بن حافظ محمد لکھوی رحمہما اللہ پہنچ گئے۔جب مولنا محی الدین رحمہ اللہ سے نام دریافت کیا گیا تو آپ نے نام محی الدین رحمہ اللہ ذکر کیا تو حضرت غزنوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس نام میں کبر کی بو آتی ہے تم کیا دین کا احیاء کرو گے۔اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو عبداللہ اور عبدالرحمٰن نام پسند ہیں۔چنانچہ حضرت رحمہ اللہ نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھ دیا۔اس کے بعد مولنا محی الدین، عبدالرحمٰن محی الدین کے نام سے مشہور ہوئے۔مولنا عبدالرحمٰن محی الدین رحمہ اللہ مدینہ منورہ میں مدفون ہوئے۔(تحریک اہل حدیث ص333)

حدیث کی عظمت وادب:۔ مشہور ادیب منشی محمد دین فوق مرحوم نے علامہ اقبال مرحوم کا ایک مکتوب نقل کیا ہے۔جس میں علامہ صاحب نے سید عبداللہ غزنوی مرحوم کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے محبت وعقیدت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا کہ حضرت غزنوی رحمہ اللہ طلباء کو "موطا شریف" پڑھا رہے تھے کہ کسی نے آکر یہ خبر دی کہ آپ رحمہ اللہ کا فلاں جواں سال بیٹا انگریز کی گولی کا نشانہ بن گیا۔حضرت غزنوی رحمہ اللہ نے جب یہ وحشت اثر خبر سنی تو بے ساختہ ان کی زبان سے تین بار" انا للہ وانا الیہ راجعون " کے الفاظ نکلے اور بدستور حدیث کا درس جاری رکھا۔وہ شخص حیران تھا کہ میں نے اتنی غم انگیز خبر سنائی اور شیخ رحمہ اللہ نے کوئی توجہ نہیں فرمائی۔سبق مکمل ہونے کے بعد حضرت غزنوی رحمہ اللہ نے خبر سنانے والے سے تفصیلات سنیں۔اس نے کہا کہ حضرت میں نے آپ کو آپ کے جواں سال بیٹے کی موت کی خبر سنائی تو آپ نے اسے درخور اعتناء نہ سمجھا۔مولنا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے جواباً یہ فرمایا عزیز من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پڑھا رہا تھا۔اس کو چھوڑ کر کوئی اور بات سننا عظمت حدیث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت کے منافی تھا۔جبکہ بچہ تو شہید ہو گیا اب واویلا کرنے سے واپس نہیں آئے گا۔(مولنا داؤد غزنوی آغا شورش کشمیری ص۶۵ بحوالہ تحریک اہل حدیث ص334)

حزب البحر وظیفہ کی پابندی:۔ سمندری میں ایک مرتبہ پروفیسر سید ابوبکر غزنوی شہید رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ کے دوران فرمایا کہ دادا جان حضرت الامام مولنا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ "حزب البحر" وظیفہ باقاعدگی سے کرتے تھے۔(جماعت مجاہدین میں بھی تسخیر کے اس

وظیفے کو اہتمام سے کیا جاتا تھا۔امیر المجاہدین حضرت صوفی عبداللہ رحمہ اللہ بھی یہ وظیفہ بڑی باقاعدگی سے کرتے تھے)اس کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔بعض اس کے جواز کے قائل ہیں اور بعض عدم جواز کے۔ایک مرتبہ جمعہ کے روز دادا جان مرحوم نماز فجر کے بعد ایک حجرہ میں داخل ہو گئے اور وظیفہ حزب البحر شروع کر دیا۔کسی طالب علم نے حجرے کا دروازہ بند کر کے تالا لگا دیا۔دادا جان جب وظیفے سے فارغ ہوئے اور دروازے کو ہاتھ لگایا تو کڑک کر کے تالا ٹوٹ گیا۔اور کنڈی از خود کھل گئی طالب علم بھاگے بھاگے حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے سارا ماجرا بیان کیا حضرت مولنا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عبدالجبار کو میرے پاس لاؤ سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ فارسی میں گفتگو کیا کرتے تھے" حزب البحر" یہ وظیفہ حقیقت میں تسخیر کا وظیفہ ہے جس میں وظیفہ کرنے والا اللہ تعالی سے درخواست کرتا ہے کہ یہ زمین یہ آسمان یہ ہوا یہ فضا یہ صحرا یہ دریا یہ بیاباں یہ کوہستان یہ پہاڑ یہ سمندر یہ انسان یہ کائنات کی تمام مخلوق میرے لئے مسخر کر دے۔مولنا عبداللہ غزنوی نے مولنا عبدالجبار غزنوی سے فارسی میں دریافت کیا "عبدالجبار چہ میخوانی" عبدالجبار کیا پڑھا کرتے ہو۔حضرت امام رحمہ اللہ نے جواباً کہا" حزب البحر میخوانم" حزب البحر پڑھا کرتا ہوں۔مولنا عبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا" از خدا خدائی خواہی بندگی اختیار کن" کہ تم خدا سے خدائی مانگتے ہو بندگی اختیار کرو۔(تحریک اہل حدیث ص335)

حصول علم کے بعد تزکیہ باطن کی طرف توجہ:۔ ایک مرتبہ مولنا غلام رسول مرحوم قلعہ میہاں سنگھ والے جو حضرت غزنوی رحمہ اللہ کے مرید بھی تھے اور دوست بھی تھے اور امرتسر حضرت سے ملنے کیلئے تشریف لے گئے۔حاضر خدمت، علیک سلیک اور خیریت دریافت کرنے کے بعد مولنا سید عبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا غلام رسول عالم شدی، حافظ شدی، مبلغ شدی، محدث شدی، و اعظ شدی حنوز مسلمان نہ شدی۔غلام رسول تم عالم بن گئے مبلغ ہو گئے محدث بن گئے۔حافظ بن گئے، تدریس کے منصب پر فائز ہو گئے، لیکن ابھی تک مسلمان نہیں بنے۔مولنا غلام رسول رحمہ اللہ زار و قطار رونے لگے بلکہ بیہوشی میں تڑپنے لگے اور کہنے لگے حضرت بتاؤ میں مسلمان کیسے ہوؤں؟۔حضرت غزنوی رحمہ اللہ نے فرمایا اس طرح مسلمان ہو جاؤ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام مسلمان ہو گئے تھے۔مسلمان کا معنی اطاعت وفرماں برداری اور وفا شعاری کا ہے اور اسلام گردن نہادن، یعنی اسلام اللہ کی راہ میں جھک جانے اور اس کی اطاعت وفرماں برادری میں گردن جھکانے کا نام ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اللہ نے یہی فرمایا تھا"اسلم "انہوں نے جواباً کہا" اسلمت لرب العلمین" یعنی اے ابراہیم تو اللہ کا فرماں بردار ہو جا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: دونوں جہانوں کے پروردگار کائنات کے خالق و مالک کا فرماں بردار ہو گیا ہوں۔
(مولانا محی الدین احمد قصوری بحوالہ الاعتصام)

حضرت مولنا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی زبان ہر وقت اللہ کے ذکر سے تر رہتی، کوئی لحہ خدا کی یاد سے غافل نہ گزرتا۔وہ صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے، اللہ تعالی نے انہیں مستجاب الدعوات بنایا تھا۔ان کے ایسے بے شمار واقعات ہیں جب انہوں نے دعا مانگی اللہ نے قبولیت سے نوازا لیکن کتاب کی قلت دامانی کی وجہ سے ہم ان واقعات کو احاطہ تحریر میں لانے سے قاصر ہیں۔(نزہتہ الخواطر بحوالہ تحریک اہل حدیث ص336)

روحانی طمانیت کا لوگوں پر اثر:۔ جب انہوں نے فارغ ہو کر دہلی سے امرتسر آنا چاہا تو عشاء کی نماز کے موقع پر حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عبداللہ کل واپس جا رہے ہو۔آج عشاء کی نماز پڑھاؤ کیونکہ آپ کی نماز ہو بہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا عکس ہوتی ہے، چنانچہ مولنا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے عشاء کی نماز پڑھائی۔پہلی دو رکعتوں میں خاصا وقت لگ گیا۔ان کے خشوع وخضوع کا یہ عالم تھا کہ خود زار و قطار رو رہے تھے اور تمام مقتدی بھی اشک بار تھے کسی کو وقت گزرنے کا احساس نہیں ہوا۔حضرت غزنوی رحمہ اللہ کی نماز کی کیفیت اور روحانی طمانیت ویکسوئی اس قدر تھی جو ایک مرتبہ نماز ان کی اقتداء میں پڑھ لیتا تو پھر زندگی بھر یہی خواہش رہتی کہ حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی اقتداء میں نماز پڑھے۔(تذکرہ علماء کرام بحوالہ تحریک اہل حدیث ص337)

ابدال وقت صاحب کرامات اور محقق:۔ مولنا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ اپنے وقت کے ولی کامل راسخ فی العلم اور نادرۃ الوجود

شخصیت کے مالک تھے ۔ ان کی ولایت عظمت شان اور جلالت علم پر سب متفق ہیں ۔ وہ 1268ھ میں غزنی (افغانستان) کے قریب صاحبزادہ نامی بستی میں پیدا ہوئے ۔ان کے والد محترم مولٰنا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ اپنے زمانے کے ابدال میں شمار ہوتے تھے ۔ وہ صاحب کشف اور کرامات تھے ان کی زندگی کے عجیب وغریب واقعات پڑھنے اور سننے میں آئے ہیں ۔زندگی بھر امرتسر میں قرآن وحدیث کی تدریس کا سلسلہ جاری رکھا ۔اور مدرسہ تقویۃ الاسلام امرتسر کی بنیاد رکھی ۔تعلیم وتدریس کے شغل کے ساتھ ساتھ وہ زاہد فی الدنیا، عابد اور ذاکر انسان تھے ۔ اللہ کے ذکر سے انھوں نے ہمیشہ اپنی زبان کو تر رکھا ۔ دنیا اور اسباب دنیا سے کوئی غرض نہیں رکھی ، زندگی بھر خلق خدا کو خالق کائنات کی عبادت وریاضت وتوحید وسنت کی دعوت دی ۔ وہ ہمیشہ اوراد واذکار کثرت سے کیا کرتے تھے ۔جس سے پریشان حال اور بے چین لوگوں کو طمانیت قلب اور سکون خاطر کی غذا حاصل ہو جاتی تھی ۔ میں نے امرتسر میں کئی مرتبہ ان سے ملاقات کی ۔ میں نے انہیں سلف صالحین اور علماء ربانی کے عقیدے پر پایا۔(تحریک اہل حدیث ص338)

مجتہدین سے حسن ظن اور آئمہ کا ادب:۔ آئمہ مجتہدین سے ہمیشہ حسن ظن رکھتے اور آئمہ کا بڑے احترام سے ذکر کرتے ویسے غزنوی علماء شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، حافظ ابن قیم رحمہ اللہ، امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے زیادہ متاثر تھے ۔آپ رحمہ اللہ کے تلامذہ اور روحانی استفادہ کرنے والوں کا حلقہ خاصا وسیع تھا ۔ 1331ھ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کے روز آپ نے وفات پائی ۔(تحریک اہل حدیث ص339)

کیا اہلحدیثوں میں کوئی ولی اللہ نہیں......!:۔ مولٰنا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کو جماعت اہلحدیث میں درجہ امامت حاصل تھا، علماء انہیں حضرت الامام کے نام سے پکارتے تھے ۔دینی علوم کے ساتھ ساتھ ان کے روحانی فیضان سے بے شمار لوگوں نے استفادہ کیا ۔ان کے حسن عقیدہ، حسن دعوت اور حسن روحانیت سے کسی کو اختلاف نہ تھا ۔مولٰنا سید عبدالحئی لکھنوی مرحوم نے ایک دوسرے مقام میں لکھا کہ ندوۃ کا امرتسر میں جلسہ تھا، امرتسر کے ایک تاجر نے تمام علمائے کرام کو کھانے کی دعوت دی ۔علماء زیادہ تھے جو ایک ہی کمرہ میں نہیں بیٹھ سکتے تھے دو تین کمروں میں ان کے کھانے کا اہتمام کیا گیا تو کہتے ہیں میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اس قدر فنافی اللہ ہے کہ ان کی زبان سے مثبت نہ منفی کوئی بات نہ سنی ۔ وہ غیبت، نمیمت اور کثرت اقوال سے متنفر تھے ۔وہ کم گو اور پر گو تھے ۔وہ "قل خیرا او لیصمت" پر عمل پیرا تھے ۔میں نے یہ بھی دیکھا کہ وہ اس قدر اللہ کی یاد میں فنا ہو چکے تھے کہ وہ ہر لقمے پر" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھتے تھے ۔اور جس کمرے میں کھانے کے لیے تشریف فرما تھے ۔ وہاں سے ذکر کی خوشبو آ رہی تھی ۔ میں نے ایک رات مسجد غزنویہ میں گزاری ۔ جب تہجد کا وقت شروع ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک سن رسیدہ آدمی باہر سے آیا اس نے وضو کیا اور مسجد کے حجرے میں تاریکی میں تہجد شروع کر دی ۔ اس کی زبان میں اس قدر تاثیر تھی کہ جب وہ لفظ اللہ منہ سے نکالتے تھے تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے کوئی شخص مضبوط ہاتھ ڈال کر میرے دل کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے، جب وہ فارغ ہو کر کمرے سے باہر تشریف لائے تو میں نے غور سے انہیں دیکھا تو وہ حضرت الامام مولٰنا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ تھے ۔ میں نے علامہ شبلی نعمانی مرحوم سے کہا کہ آپ کہا کرتے بلکہ لکھا کرتے ہیں کہ اہلحدیثوں میں کوئی ولی نہیں ہے ۔ آج میرے ساتھ مسجد غزنویہ میں رات گزاریں ۔ شاید آپ رحمہ اللہ کو اپنے موقف پر نظر ثانی کرنی پڑ جائے ۔اور آپ اس موقف سے رجوع فرمالیں ۔ چنانچہ اگلی رات میں پھر علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ کو لے کر مسجد غزنویہ میں چلا گیا ۔علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ نے جب تہجد کے وقت یہ منظر دیکھا تو حیرت میں گم ہو گئے ۔اور اپنے موقف سے رجوع کر لیا اور کہا یہ میری بھول تھی اللہ مجھے معاف فرمائے واقعی یہ بہت بڑا ولی اور عارف باللہ شخص ہے ۔غزنوی بزرگوں کی نماز میں خشوع، خضوع، توجہ اور انابت مسلم تھی ۔ایک دفعہ جو آدمی ان کی اقتداء میں نماز پڑھ لیتا تو وہ ساری زندگی اس کی حلاوت اور حضور قلب کی لذت محسوس کرتا ۔(تحریک اہل حدیث ص340)

غزنوی اور قصوری خاندان میں روابط:۔ مولینا محی الدین احمد قصوری مرحوم نے الاعتصام میں غزنوی اور قصوری خاندان کے تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ میرے والد محترم مولینا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے بہت معتقد تھے ۔

خانقاہ غزنویہ کا روحانی فیض:۔ میں اور مولنا محمد علی قصوری مرحوم کالج میں پڑھا کرتے تھے ۔محمود علی قصوری ابھی سکول کی ابتدائی

کلاسوں کے طالب علم تھے اور میرے بھائی مولوی احمد قصوری ہم تمام بھائیوں کو والد صاحب کا حکم تھا کہ تم جمعہ امرتسر میں مولینا عبدالجبار غزنوی کے پیچھے پڑھا کرو عصر اور مغرب بھی وہیں پڑھا کرو۔عشاء کی نماز پڑھ کر لاہور واپس آیا کرو۔ہم سکول و کالج کے شوخ اور شرارتی طالب علم تھے۔لیکن مولینا عبدالجبار غزنوی کی اقتداء میں جمعہ اور تین نمازیں ہمیں اس قدر متاثر کرتیں کہ ہم ہفتہ بھر اس روحانی نشہ میں مخمور رہتے جب مولینا سید عبدالواحد غزنوی مسجد چینیا نوالی لاہور میں بطور خطیب تشریف لائے تو یوں سمجھئے کہ روحانیت کے دریا میں تموج پیدا ہو گیا اور چینیا نوالی مسجد ذکر وفکر اور عبادت و ریاضت کی بہت بڑی خانقاہ بن گئی۔مولنا عبدالجبار غزنوی حلیم الطبع شریف النفس، عظیم المرتبت اور فنافی اللہ شخصیت کے مالک تھے۔ان کے فیضان سے نہ صرف پنجاب بھر میں بلکہ برصغیر کے دور دراز علاقوں میں اللہ تعالی نے بے شمار انسانوں کو توحید وسنت کے دلدادگان بنایا۔کتنے ہی لوگ ان کی مجالس و محافل سے راہ مستقیم پر گامزن ہو گئے۔کتنے گم گشتہ راہ انسان ان کی صحبت سے ہدایت یافتہ بن گئے۔

علمائے غزنویہ کے مشہور وظائف:۔ حضرات غزنوی علماء کے اوراد و وظائف مشہور تھے درود ابراہیمی کی دس دس تسبیح نکالنا ان کا معمول تھا۔اس دور وامیں پروفیسر سید ابوبکر غزنوی نماز فجر کے بعد روزانہ درود ابراہیمی کی دس تسبیحیں نکالے بغیر کسی سے گفتگو نہیں کرتے تھے۔حضرت الامام مولنا سید عبدالجبار غزنوی کے بارے میں بھی مشہور ہے کہ وہ جمعہ کے روز جمعہ سے لے کر شام تک اپنے گھر میں تمام خوردو کلاں کو باتیں نہ کرنے دیتے اور نہ خود باتیں کرتے بلکہ کہتے کہ کثرت سے درود پڑھو کہ فرشتے آج رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی خدمت میں لوگوں کے پڑھے ہوئے درود پیش کر رہے ہیں۔درود کے فضائل ومناقب اور محاسن و مدارج سے کوئی مسلمان بے خبر نہیں۔(تحریک اہل حدیث ص341)

سلوک اور تزکیہ قلب میں والد کے ہمقدم:۔ مولینا سید عبدالواحد غزنوی، سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔نیکی، خلوص، للّٰہیت، ذکر وفکر، عبادت و ریاضت، اوراد و وظائف، دعوت وارشاد، تزکیہ قلب، طہارت نفس، اصلاح باطن میں وہ اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتے تھے۔بلکہ ان کے عکس ثانی تھے۔ان پر بھی حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ اور بڑے بھائی سید عبدالجبار غزنوی کی نہ صرف چھاپ نمایاں تھی بلکہ انہیں کے ساختہ و پرداختہ تھے۔حضور قلب انابت الی اللہ اور توجہ اور سلوک میں ان کے والد گرامی ان کے مقتداء اور رہنما تھے۔مولنا عبدالوحد غزنوی کی عبادت میں جذب تھا۔گفتگو میں سوز تھا خطبات جمعہ میں کشش تھی۔کتنی دور دور سے لوگ آکر ان کے خطبات جمعہ سے فیوض و برکات حاصل کرتے۔(تحریک اہل حدیث ص342)

مولانا احمد علی کی توحیدی خدمات:۔ مولنا احمد علی لاہوری مرحوم نے شیرانوالے دروازے کی مسجد میں جب سے ڈیرے ڈالے حنفی ہونے کے باوجود توحید کی بڑی اشاعت کی اور بدعات کا ردفرمایا۔

مولانا احمد علی کا اقتداء میں نماز پڑھنا:۔ مولنا سید عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ کا درس قرآن نہ صرف لاہور میں مشہور تھا بلکہ پنجاب بھر میں ان کے چرچے عام تھے۔مولنا احمد علی مرحوم نماز فجر پڑھا کر مسجد چینیا نوالی میں ان کے درس میں شامل ہو جاتے۔بسا اوقات مولنا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ نماز فجر بھی مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ کی اقتداء میں پڑھتے ایک مرتبہ مولنا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مولوی احمد علی فجر کی نماز اپنی مسجد میں پڑھا کرو اور درس قرآن بھی دیا کرو تاکہ حنفی لوگ آپ سے متاثر ہوسکیں کیونکہ ہم سے تو وہابی ہونے کی وجہ سے بدکتے ہیں۔آپ حنفی ہیں مولنا احمد علی لاہوری نے جواباً کہا کہ حضرت جب نماز فجر کا وقت ہوتا ہے تو بے قراری اور بے چینی مجھ پر مسلط ہو جاتی ہے اور جب تک آپ رحمہ اللہ کے پیچھے نماز پڑھنے کا شوق اور جنون پورا نہ کرلوں سکون نہیں ملتا۔اور یہ مجھے اس قدر بے تاب کر دیتا ہے کہ جب تک میں آپ رحمہ اللہ کی اقتداء میں فجر کی نماز نہ پڑھ لوں اور آپ رحمہ اللہ کا درس قرآن نہ سن لوں سکون و چین غارت ہو جاتا ہے چنانچہ یہ بات بھی قارئین کو معلوم ہو گی کہ مولانا احمد علی لاہوری مرحوم نے اپنے بہت بڑے حلقہ ارادت کے باوجود عیدین کی نماز ہمیشہ غزنوی علماء کی اقتداء میں ادا کیں۔پہلے مولنا عبدالواحد غزنوی کی اقتداء میں۔پھر مولانا احمد علی غزنوی رحمہ اللہ کی اقتداء میں آخراً مولنا سید داؤد

غزنوی کی اقتداء میں۔ مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ فروری 1942 میں فوت ہوگئے۔ مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ دسمبر 1943ء میں فوت ہوئے۔ جب مولنا سید داؤد غزنوی وفات پا گئے تو مولنا عبیداللہ انور مرحوم نے فرمایا اگر کوئی غزنوی نماز عید پڑھائے گا تو ہم حسب سابق نماز عید منٹو پارک میں اس کی اقتداء میں ادا کریں گے۔ (تحریک اہل حدیث ص344)

مولانا احمد علی مرنجاں مرنج وضع داری:۔ مولنا احمد علی مرحوم بڑے مرنجاں مرنج وضع دار اور رواداربزرگ تھے۔ چنانچہ انھوں نے اپنی دختر نیک اختر کا رشتہ مشہور اہلحدیث عالم و مصنف مولنا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ کو دیا۔ قاری عبدالواحد ایڈوکیٹ مولانا عبدالمجید سوہدروی کے صاحبزادے اور مولنا احمد علی مرحوم کے نواسے ہیں۔ اسلام کا یہ یز تابان مولانا سید عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ 1920ء کو دار فانی سے مقام جاودانی میں تشریف لے گئے۔ (تحریک اہل حدیث ص345)

متصوف غزنوی علماء کی سیاسی خدمات:۔ اس حقیقت سے کم لوگ ہی واقف ہوں گے کہ پنجاب کے علماء میں وہ پہلے عالم دین تھے جنھوں نے تحریک خلافت کے زمانہ میں انگریز کی حکومت کے خلاف اپنا پرچم کھولا۔ وہ پہلے شخص تھے جنھوں نے امرتسر میں 1919ء میں انگریز کے مارشل لاء کے خلاف نعرۂ حق لگایا اور انگریزوں کے خلاف اپنی شعلہ بار تقریروں میں آگ کے انگارے پھینکے۔ یہی وہ شخصیت ہیں جو سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کو منبر و محراب کے جمود سے کھینچ کر جہاد وغا کے میدان میں اٹھا لائے۔ خود شاہ جی رحمہ اللہ بھی اس کا اعتراف فرماتے تھے۔ یہ واقعہ ہے کہ امرتسر کی دینی زندگی میں سیاسی ہل چل ڈالنے کا آغاز انہیں کی بدولت ہوا۔ انہی پنجاب میں علماء کی جنگ آزدی کا پہلا سالار بھی کہا جاسکتا ہے۔ (تحریک اہل حدیث ص346)

حافظ صاحب کا مسلک:۔ حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ حنفی المسلک تھے انہوں نے ''انواع بارک اللہ'' کے نام سے پنجابی زبان میں فقہی مسائل پر مشتمل ایک کتاب مرتب فرمائی۔ یہ دور سید احمد شہید رحمہ اللہ کے دہلی سے براستہ راجپوتانہ، بہاولپور، سندھ، بلوچستان، قندھار، افغانستان، شمال مغربی سرحدی صوبہ میں پہنچنے کا زمانہ تھا۔

تین متصوف علمائے اہلحدیث:۔ بقول مولنا محی الدین احمد قصوری حافظ محمد لکھوی۔ مولنا غلام رسول قلعہ میہاں سنگھ والے اور حضرت عبداللہ غزنوی رحمہم اللہ۔ تینوں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کے پاس پہنچے اور حدیث کی تکمیل کے بعد لکھو کے واپس تشریف لائے۔ حافظ صاحب رحمہ اللہ نے دہلی سے واپس آکر لکھوکے میں مدرسہ محمدیہ کی بنیاد رکھی۔ ممتاز عالم اور عظیم مدرس تھے۔ بے سروسامانی کے عالم میں تعلیم و تدریس کا آغاز فرمایا۔ حدیث، تفسیر، علوم قرآن میں ان کی نظر بہت وسیع تھی۔ عالم، مدرس، عارف باللہ، صاحب کرامت اور ولی اللہ ہونے کے ساتھ ساتھ پنجابی زبان کے بہت بڑے شاعر تھے۔ پنجابی اشعار میں ''احوال الآخرت'' ''زینت الاسلام'' اور ''انواع محمدی'' لکھ کر انہوں نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کتابوں کے ذریعے لاکھوں انسانوں کو راہ ہدایت پر گامزن کیا۔ قرآن پاک کی پنجابی اشعار میں تفسیر محمدی کے نام سے پانچ منزلوں میں تفسیر لکھی۔ ایک زمانہ تک حافظ صاحب رحمہ اللہ کی کتابیں پنجاب کے تمام دیہات میں بلا امتیاز مسلک ومشرب بچوں اور بچیوں کو پڑھائی جاتی تھیں۔ مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ بڑے خدا رسیدہ عابد وذاکر شب زندہ دار، کم گو، کم آمیز، راست باز، صاف گو اور مجاہد انسان تھے۔ مدینہ پاک میں فوت ہوئے اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ (تحریک اہل حدیث ص352)

غزنوی سرکار کی خدمت میں حاضری:۔ مولنا عطاء اللہ لکھوی نے صرف ونحو اور درمیانی کتابوں تک اپنے والد اور دیگر لکھوی علماء سے پڑھیں، پھر حضرت الامام مولنا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی سرکار سے وابستہ ہوگئے۔ (تحریک اہل حدیث ص354)

آٹھ دن تک کچھ نہ کھانے کا مجاہدہ:۔ صوفی صاحب مرحوم نے یہ بھی بیان کیا کہ ایک مرتبہ محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ بے ہوش ہوگئے ایک حکیم کو بلایا اس نے نبض دیکھ کر کہا کہ تین پاؤ دودھ نیم گرم کر کے چمچی سے ان کے حلق میں انڈیلو۔ جب تین پاؤ دودھ ان کے حلق سے نیچے اتر جائے تو مجھے بلا لینا۔ ایسے ہی کیا گیا جب تین پاؤ دودھ حافظ صاحب رحمہ اللہ کے پیٹ میں چلا گیا تو وہ آنکھیں مل کر اُٹھ بیٹھے۔

حکیم صاحب رحمہ اللہ بھی آ گئے انہوں نے بڑے اصرار سے پوچھا۔ حافظ صاحب رحمہ اللہ کیا تکلیف تھی حافظ صاحب رحمہ اللہ نے بتانے سے انکار کر دیا۔ جب حکیم صاحب رحمہ اللہ کا اصرار حد سے بڑھ گیا تو حافظ صاحب رحمہ اللہ گویا ہوئے کہ میری بات اللہ کے خلاف بداعتمادی پر محمول نہ کی جائے آٹھ دن سے کھانے کو کوئی چیز نہیں ملی نہ کسی سے مانگنا غیرت نے گوارا کیا۔ بھوک نے غلبہ کیا بے ہوش ہو گیا۔ جب تین پاؤ دودھ اندر چلا گیا اور تقویت مل گئی تو ہوش میں آ گیا۔ (تحریک اہل حدیث ص360)

مرید باکمال قصور میں اشاعت مسلک اہلحدیث کا ذریعہ:۔ قصوری خاندان نہایت پاکباز، شائستہ، مخلص، دین کا دلدادہ، اسلام کا شیدائی خاندان ہے۔ سیاسیات میں اس کے افراد نے نہایت راست بازی، صاف گوئی، جرأت و استقامت کا مظاہرہ فرمایا۔

قصوری خاندان کا اصلاً تعلق ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں سے تھا۔ مولانا عبدالقادر قصوری مرحوم کے دادا قاضی غلام حسین سیالکوٹ سے دلاور چیمہ ضلع گوجرانوالہ میں آ گئے ان کے فرزند گرامی مولوی غلام احمد رحمہ اللہ سب سے پہلے اہلحدیث ہوئے ان کے تین بیٹے تھے مولانا عبدالقادر، مولنا عبدالحق اور مولانا عبداللہ۔ مولانا عبدالحق نے گوجرانوالہ میں وکالت کے بعد مستقل قیام رکھا۔ مولانا عبدالقادر قصوری کے والد مرحوم مولٰنا غلام رسول مرحوم آف قلعہ میہاں سنگھ سے نہ صرف متاثر تھے بلکہ ان کے مرید تھے۔ مولٰنا عبدالقادر مرحوم کی رسم بسم اللہ انہوں نے ہی ادا کی تھی۔ (تحریک اہل حدیث ص361)

اصلاح، اور تزکیہ باطن میں نمایاں خدمات:۔ برصغیر میں الحمدللہ اہلحدیث علمائے کرام نے تعلیم و تدریس، دعوت و تبلیغ تصنیف و تالیف، وعظ و تذکیر، بحث و مناظرہ، تزکیہ نفس اور اصلاح باطن کے سلسلہ میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے اور مخلصانہ کوشش بروئے کار لائے کہ رہتی دنیا تک ہم ان پر فخر و ناز کر سکتے ہیں۔ بحمدللہ ہر ہر میدان میں اللہ تعالیٰ نے علماء اہلحدیث کو قیادت و پیشوائی اور برتری عطا فرمائی بلکہ ہم اپنے عظیم اسلاف کے عظیم علمی کارناموں کو دیکھ کر یہ کہہ سکتے ہیں:

اولئك ابائي فبحئنا بمثلهم اذاجمعتك ياجرير المجامع (تحریک اہل حدیث ص374)

مفتی محمد حسن بڑے باکمال انسان تھے:۔ مولانا سلفی رحمہ اللہ نے مولانا سید عبدالغفور غزنوی، مولانا سید عبدالرحیم غزنوی رحمہما اللہ سے خوب استفادہ کیا۔ جامعہ اشرفیہ لاہور کے بانی مفتی محمد حسن رحمہ اللہ ان دنوں امرتسر میں تھے۔ مفتی صاحب رحمہ اللہ کے علوم وفنون کی تدریس کا بڑا شہرہ تھا۔ مولانا سلفی بھی ان سے بہت متاثر تھے اور ہمیشہ ان کے ذوق سلیم شوق صحیح اور تعلیم و تدریس میں سلیقے اور قرینے کے معترف تھے۔ اسی وجہ سے فرمایا کرتے تھے۔ علوم وفنون کا ذوق مفتی محمد حسن رحمہ اللہ کی مساعی کا نتیجہ ہے۔ مفتی صاحب رحمہ اللہ بڑے باکمال انسان تھے۔ (تحریک اہل حدیث ص418)

ملک عبدالعزیز ملتانی:۔ ملک عبدالعزیز ملتانی رحمہ اللہ ایک کھاتے پیتے گھرانے کے چشم و چراغ تھے ان کا خاندان مولانا سلطان محمود ملتانی رحمہ اللہ اور مولانا عبدالحق ملتانی سے بہت متاثر تھا۔ فنون اس وقت کے حنفی علماء سے پڑھے۔ (تحریک اہل حدیث ص429)

میاں محمد باقر رحمہ اللہ کی ہم نشینی کا کمال:۔ میاں محمد باقر رحمہ اللہ جماعت کے ممتاز اہل علم اور بزرگ شخصیتوں میں سے تھے انہوں نے علم کی زیادہ تر منزلیں حافظ عبدالمنان وزیرآبادی رحمہ اللہ اور غزنوی علماء رحمہم اللہ سے طے کی تھیں۔ وہ کم گو، ذاکر، عابد اور شب خیز انسان تھے اور کثرت ذکر و اذکار۔ کثرت تلاوت قرآن اور کثرت نوافل ان کا زندگی بھر کا معمول رہا۔ تاندلیانوالہ کے قریب طور برادری کے چار دیہات کے اہلحدیث ہونے میں میاں باقر رحمہ اللہ کی خدمات ہمیشہ تابندہ و درخشاں رہیں گی، خادم القرآن والحدیث کے نام سے ایک درسگاہ بھی جاری کی علاقہ تاندلیانوالہ میں مسلک اہلحدیث کے فروغ میں میاں باقر رحمہ اللہ کے کردار کو مرکزیت حاصل ہے۔ میاں صاحب رحمہ اللہ کا فیضان دور دور تک پہنچا میاں صاحب رحمہ اللہ کی مجالس اور ہم نشینی دینی رنگ چڑھانے میں بڑی شہرت رکھتی تھیں۔ (تحریک اہل حدیث ص440)

صوفی محمد سلیمان کی بیعت اصلاح:۔ مولانا حکیم عبداللہ رحمہ اللہ کے والد گرامی کا نام صوفی محمد سلیمان مرحوم تھا۔ صوفی محمد سلیمان رحمہ اللہ عابد، ذاکر شب زندہ دار، کم گو خداترس، خدارسیدہ اور باکرامت ولی تھے۔ حضرت الامام مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ سے نہ صرف

متاثر بلکہ ان سے بیعت تھے۔قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ سے بھی ان کے مراسم بہت مضبوط تھے۔(تحریک اہل حدیث ص457)

بحیثیت مرشد پہچانے جاتے:۔ صوفی محمد سلیمان رحمہ اللہ ضلع حصار ریاست پٹیالہ، ریاست فرید کوٹ، ضلع فیروز پور کی تحصیل مکتسر اور تحصیل فاضلکا میں ایک روحانی پیشوا اور دینی مرشد کی حیثیت سے پہچانے جاتے تھے۔ بیشمار خلق خدا نے ان سے استفادہ کیا۔ تزکیہ نفس اور اصلاح باطن میں ان کی مجالس اور ہمنشینی اکسیر عظیم کی حیثیت رکھتی تھی۔ ہمارے علاقہ کے بہت سے اہل علم ان سے متاثر بلکہ ان کے معتقد تھے۔

اصلاح اور تزکیہ نفس کے لیے مریدین کی حاضری:۔ حاجی محمد علی مرحوم جو قیام پاکستان کے بعد جھنگ میں فروکش ہو گئے تھے اپنی اصلاح اور تزکیہ نفس کے لیے کئی مرتبہ روہڑی ان (حکیم محمد عبداللہ روہڑی رحمہ اللہ) کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور کئی کئی روز وہاں قیام فرمایا۔

مستجاب الدعاء بزرگ سے بکثرت کرامات کا ظہور:۔ صوفی محمد سلیمان رحمہ اللہ مستجاب الدعاء اور خدارسیدہ بزرگ تھے۔ دور دور سے لوگ ان سے دعا کرانے کے لیے آتے تھے اور اپنا مقصد حاصل کر کے جاتے۔ ان کی بہت سی کرامات بھی ان کے ملنے والے بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کی قیام پاکستان کے اعلان کے بعد جب مشرقی پنجاب میں سکھ سورموں نے ہندوؤں کی سازش سے مسلمانوں کا قتل عام شروع کیا تو روہڑی پر بھی سکھوں نے بڑی منصوبہ بندی سے حملہ کیا لیکن ناکام واپس آ گئے اور تین مرتبہ ایسے ہی ہوا۔ سکھ حملہ آوروں سے کسی نے دریافت کیا تم وہاں بڑے طمطراق سے جاتے ہو لیکن جلد ناکام بھاگ آتے ہو تو سکھوں نے کہا جب ہم روہڑی پہنچتے ہیں تو روہڑی کے چاروں طرف گاؤ ماتا ذبح کی جارہی ہوتی ہیں۔ ہم گاؤ ماتا کو ذبح ہوتے دیکھ کر ناکام واپس آ جاتے ہیں۔ راقم نے مولانا حکیم محمد عبداللہ رحمہ اللہ سے فیصل آباد میں مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف کے مکان پر یہ روایت ان کے سامنے پیش کی جس کی انہوں نے تصدیق فرمائی۔(تحریک اہل حدیث ص458)

مولانا پیر سید مولیٰ بخش شاہ کوموی:۔ پیر سید مولیٰ بخش شاہ ترمذی رحمہ اللہ سادات گھرانے سے تعلق رکھتے تھے انتہائی خدارسیدہ، کم گو، کم آمیز، عابد، ذاکر، شب خیز، متقی پرہیزگار اور مستجاب الدعاء ولی تھے۔ قیام پاکستان کے بعد شاہ صاحب رحمہ اللہ نے سید محمود ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ڈیرے ڈال دیے ان کا معمول یہ تھا کہ تہجد پڑھتے پھر کچھ دیر تلاوت قرآن پاک کرتے۔ نماز فجر کے بعد ہلکا پھلکا درس قرآن پاک دیتے۔ نماز اشراق تک مسجد ہی میں قیام رکھتے۔ ذکر واذکار کرتے یا تلاوت قرآن پاک کرتے، نماز اشراق کے بعد گھر تشریف لاتے، کھانا کھانے کے بعد اپنے کھیت چلے جاتے وہاں ایک چھوٹی سی مسجد بنائی تھی کچھ آموں کے پیڑ تھے ان کے سائے میں مصلیٰ بچھا کر تلاوت کرتے یا دور دراز سے آنے والے مہمانوں کی باتیں سنتے یا ان کے اصرار پر ان کے لئے دعا کا وعدہ کرتے، سامنے دعا کرنے سے ہمیشہ احتراز اور اجتناب کرتے اور دن بھر تلاوت قرآن میں ہی مصروف رہتے دنیا کے جھمیلوں، چغلیوں، غیبتوں اور ایک دوسرے کے خلاف غیر ذمہ دارانہ گفتگو سے ہمیشہ پہلو بچا کر رکھتے۔

انہوں نے بیت اللہ کے حج کئے۔ فیوض حرمین شریفین خوب اکٹھے کئے۔ راقم نے بھی ان سے چند دعائیں کروائیں جو بارگاہ خداوندی میں مقبول ہوئیں۔ جامعہ تعلیم الاسلام سے بھی انہیں تعلق کا خاطر تھا حضرت صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ سے حسن عقیدت رکھتے تھے۔(تحریک اہل حدیث ص463)

قطب ربانی کی روحانی مجالس میں شرکت:۔ مولانا عبدالوہاب 1280ھ (1860ء) میں قصبہ واسو آستانہ ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد مرحوم سے حاصل کی۔ مولانا عبدالوہاب رحمہ اللہ نے وہاں اپنی ذہانت اور ذکاوت کی وجہ سے قرآن پاک بھی حفظ کر لیا اور صرف ونحو میں متوسط کتابوں تک رسائی حاصل کر لی۔ پھر قطب ربانی مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے پاس پہنچے۔ حضرت غزنوی رحمہ اللہ کی مجالس نے روحانی اور دینی طور پر ان کو چندے آفتاب چندے ماہتاب بنا دیا۔

مولانا عبدالوہاب نہایت صالح، شب زندہ دار، کثرت سے نوافل اور تلاوت کرنے والے بزرگ تھے۔(تحریک اہل حدیث ص472)

متصوفین علمائے اہلحدیث کے دینی مدارس

جامعہ محمدیہ لکھوکے(ا):۔ حافظ محمد رحمتہ اللہ علیہ جب دہلی سے 1272ھ میں فارغ ہو کر وطن واپس تشریف لائے تو اپنے بیٹے مولانا

محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ سے مشورے کے بعد 1272ھ میں لکھو کے ضلع فیروزپور میں مدرسہ محمدیہ کی بنیاد رکھی۔

سرزمین متحدہ پنجاب میں مدرسہ محمدیہ لکھو کے میں سب سے پہلا اہلحدیث کا دینی مدرسہ تھا جس کے قیام سے لاکھوں انسانوں کو فیض پہنچا اور سینکڑوں علماء کرام فارغ التحصیل ہوئے۔استاذ پنجاب مولانا عطاء اللہ لکھوی مرحوم کے صاحبزادگان گرامی نے مدرسہ محمدیہ کے نام سے رینالہ خورد میں اس کا اجراء کیا۔اس کے روح رواں مولانا حافظ عزیز الرحمٰن لکھوی مرحوم تھے۔ان بھائیوں کے خلوص للّٰہیت اور فاضلانہ تدریس سے مدرسہ محمدیہ رینالہ خورد نے نہایت اچھی شہرت اور اچھی ساکھ قائم کر لی۔مولانا عبدالرحمٰن لکھوی حفظہ اللہ اور مولانا حافظ شفیق الرحمٰن لکھوی کی سرپرستی سے حافظ حفظ الرحمٰن لکھوی بی اے۔بن مولانا حافظ عزیز الرحمٰن لکھوی اس کے نظم ونسق کو نہایت مستحکم طریق اور خوش اسلوبی سے چلا رہے ہیں۔بلکہ آج کل دو دو مدرسے چلا رہے ہیں جامعہ عائشہ بنات کے لئے اور جامعہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ بنین کے لئے۔اللہ تعالی انہیں کامیابی عطا فرمائے۔(تحریک اہل حدیث ص500)

دارالعلوم تقویۃ الاسلام غزنویہ امرتسر(۲):۔ پنجاب میں دوسرا قدیم دینی مدرسہ دارالعلوم تقویۃ الاسلام غزنویہ امرتسر ہے اس کے بانی حضرت الامام مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کی ذات گرامی ہے مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد اس کا انتظام وانصرام مولانا سید احمد علی غزنوی رحمہ اللہ نے سنبھالا۔دارالعلوم تقویۃ الاسلام میں شیخ الحدیث مولانا نیک محمد،مولانا عبداللہ بھوجیانی،مولانا محمد خان،مولانا عبدالمجید ہزاروی،مولانا عطاءاللہ حنیف بھوجیانی،مولانا حافظ محمد اسحاق مولانا الشیخ محمد عبدہ رحمہم اللہ ایسی یگانہ روزگار شخصیتیں اس کی مدرس رہی ہیں۔

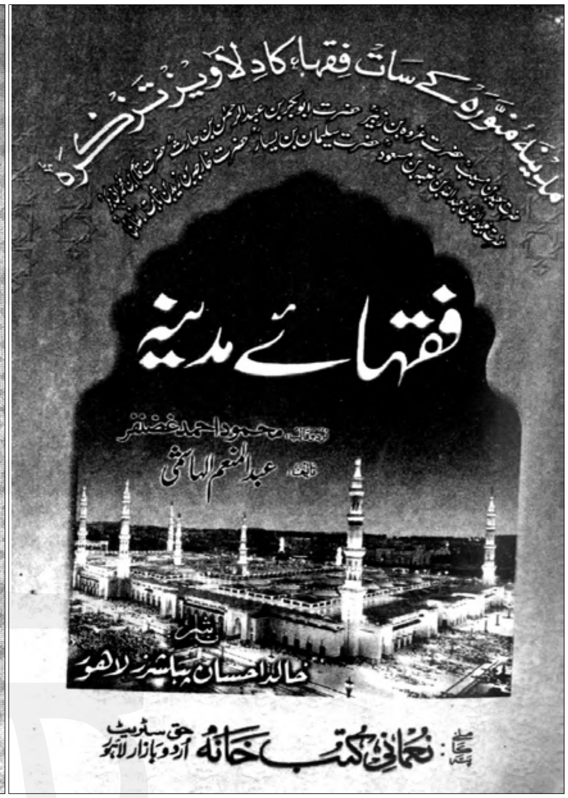
جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن(۳):۔ جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن ضلع فیصل آباد ساندل بار کا عظیم اور قدیم دینی مدرسہ ہے۔حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ نے ایک خواب دیکھا جس کی تعبیر ان کے نزدیک دینی مدرسے کا اجراء تھا۔

(تحریک اہل حدیث ص501)

اہلحدیث فکر ولی اللّٰہی کے حقیقی وارث:۔ برصغیر میں اگرچہ گجرات،کاٹھیہ واڑ جنوبی ہند اور سندھ کے ارباب علم نے ہمیشہ علم کی جوت جگائی اور توحید وسنت کی شمع فروزاں رکھیں،مدرسہ رحیمیہ اور حجۃ اللہ فی الارض حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے تحریک کی جو بنیاد رکھی اور اپنے دل کا تیل جلا کر ظلمت کدہ ہند کو منور کرنے کی جو تاسیس کی اور جدید علمی تحریک کی جو طرح ڈالی اس کے بارے میں اور کوئی دورائے نہیں ہوسکتیں۔اگرچہ برصغیر کے تمام دینی مکاتب فکر اپنی علمی نسبت ولی اللّٰہی خاندان سے کرتے ہیں لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فقہ الحدیث کی جو طرح ڈالی تھی اور مستترہ کر جس طرح سنت کا احیاء اور قرآن وحدیث سے تمسک کا جو سلسلہ شروع کیا تھا اہلحدیث کے علاوہ باقی مکاتب فکر نے اس خول کو اتار پھینکا ہے۔(تحریک اہل حدیث ص524)

شاہ ولی اللہ ہمارے روحانی پیشوا:۔ اہل حدیث نے ہمیشہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کو اپنا دینی رہنما،روحانی پیشوا اور علمی مقتداء اقرار دیا اور اس علمی تحریک میں اسی عقیدہ اور نظریہ کو آگے بڑھایا جو شاہ صاحب رحمہ اللہ کے پیش نظر تھا اور ہمیشہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے فکر کو ترجیح دی۔(تحریک اہل حدیث ص526)

متصوفین علماء کی رسوم کے خلاف آواز:۔ شیخ علی متقی رحمہ اللہ صاحب ''کنز العمال''اور شیخ محمد طاہر رحمہ اللہ مولف 'مجمع البحار'' شیخ مجدد احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ اس وقت مغتنمات میں سے تھے۔اکبری فتنوں کے سامنے کوئی طوطی کی آواز کو سنے یا نہ سنے مگر طوطی نے اپنا فرض ادا کرنے میں کمی نہیں کی اس وقت اہل حق کس قدر کمزور تھے۔شیطانی طاقتیں کس قدر جمع ہو رہی تھیں۔فتنوں کا سیلاب کتنا تباہی خیز تھا۔امت کا لا دینی جذبہ اہل حق کے لئے کتنی مصیبت کا باعث تھا۔اعراس اور موالید کو بعض لوگوں نے اسلام کا بنیادی مسئلہ سمجھ رکھا تھا۔تاہم ان بزگوں نے ان بدعات پر کڑی نکتہ چینی کی۔غیر اسلامی رسوم اور غیر اسلامی نظریوں کے خلاف ان مجددین وقت کی پرشکوہ آواز فضائے دہر میں گونجتی رہی۔رضی اللہ عنہم وارضاہ۔(تحریک اہل حدیث ص593)



نام کتاب: فقہائے مدینہ

تاریخ اشاعت: جنوری 2001ء

اردو قالب: محمود احمد غضنفر

تالیف: عبدالمنعم الہاشمی

مطبوعہ: موٹروے پرنٹرز لاہور

تعداد: 1100

ناشر: خالد احسان پبلشرز لاہور

ملنے کا پتہ: نعمانی کتب خانہ

رہ گئی رسم اذاں، روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا ، تلقین غزالی نہ رہی

تلقین غزالی

ایم اے ہاشمی

ادارہ مطبوعات سلیمانی

رحمٰن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 7232788

ناشر: طلحہ وحید سلیمانی

مطبع: اے این اے پرنٹرز

طبع اول: ستمبر ۱۹۹۹ء ۱۰۰۰

طبع دوم: اکتوبر ۲۰۰۰ء ۱۰۰۰

قیمت: روپے

نام کتاب:۔فقہائے مدینہ....... تالیف:۔عبدالمنعم الہاشمی

قناعت وتوکل:۔ قاسم بن محمد رحمہ اللہ متقی پرہیز گار، عالم فقیہ اور لوگوں کو فائدہ پہنچانے والے عظیم انسان تھے۔انہیں لوگوں کے مال ومتاع سے کوئی غرض نہ تھی ہمیشہ اللہ تعالی کی طرف ہی راغب رہتے۔اللہ تعالی کے سوا انہوں نے کسی سے کچھ نہ مانگا تھا۔کسی بھی دن انہوں نے کسی انسان سے کوئی مدد طلب نہیں کی ہمیشہ اللہ تعالی سے مدد طلب کرتے، یہ ہمیشہ اس ظالم کو ٹوکتے جو لوگوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کرتا۔(فقہائے مدینہ ص119)

نام کتاب:۔تلقین غزالی رحمہ اللہ...... مصنف:۔ایم اے ہاشمی

ازصاحبزادہ فیض الامین فاروقی ایم اے مونیا شریف ضلع گجرات

امام اذکیاء حضرت غزالی رحمہ اللہ رئیس کاروان علم و عرفان
دل ان کا الفت حق کا تھا مخزن زبان تھی کاشف اسرار پنہاں
سدا رہبر رہیں گے ان کے افکار کرے گا استفادہ ہر مسلمان
رہے مرقد سدا ان کی نورانی ہو نازل اس پر ابر لطف رحماں
یہ ہے عرفان و دانش کا مرقع یہ اہل ذوق پر ہے خوب احساں
یہ کاوش توشہ روز جزا ہے بنے گی درد عصیاں کا یہ درماں
کہو فیض الامیں سال اشاعت ''ہے تلقین غزالی مہر ایمان''

(کتاب تلقین غزالی ص6)

مشہور صوفی ابوحامد غزالی رحمہ اللہ کے حالات

تعارف:۔ ابوحامد محمد بن محمد الغزالی رحمہ اللہ دنیا اسلام کے سب سے زیادہ بدیع الخیال اور عظیم عالم دینیات ہیں۔ان کا مرتبہ آئمہ اربعہ سے کچھ ہی کم ہے۔امام غزالی رحمہ اللہ 1058ء اور بمطابق 450ھ میں بمقام طوس(موجودہ مشہد) میں پیدا ہوئے۔ان کے بھائی کا نام احمد تھا۔صغرسنی ہی میں والد کا سایہ عاطفت سر سے اٹھ گیا۔ابتدائی تعلیم طوس میں حاصل کی۔پھر جرجان، دوبارہ طوس اور پھر نیشا پور چلے گئے۔جہاں امام الحرمین الجوینی کے حلقہ درس میں شامل ہوگئے۔تکمیل تعلیم کی سند حاصل کی۔استاد کی وفات 1086ع\478ھ تک ان کے ساتھ رہے۔امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کے دیگر اساتذہ میں سے زیادہ معروف ابوعلی فارمدی رحمہ اللہ ہیں۔نیشا پور سے غزالی رحمہ اللہ ابوعلی الحسن بن اسحاق ملقب بہ نظام الملک نے ان کی بڑی تعظیم وتکریم کی۔ان کی علمی استعداد کے پیش نظر انہیں مدرسہ نظامیہ بغداد میں بطور پرنسپل تعینات کیا جہاں وہ تین سو سے زائد طلبا کو فقہ پر درس دیتے رہے آپ نے اس موضوع پر چند کتابیں بھی تصنیف کیں۔

امام صاحب کا ذوق تصوف:۔ قیام بغداد(487ھ۔483ھ) کے دوران امام رحمہ اللہ پورے طور پر متشکک بن چکے تھے۔اس عرصے میں انہوں نے اپنے زمانہ کے مذاہب فکر اور بالخصوص فلسفہ کا غائر مطالعہ کیا۔چونکہ عقل وفکر نے ان کی کوئی راہنمائی نہ کی تھی وہ پورے انہماک سے تصوف کی طرف مائل ہوگئے۔خود ان کے بقول''اللہ تعالیٰ نے حقائق میں ان کا ایمان از سرنو تازہ کردیا''روز قیامت کا ہول ان کے دل پر ایسا طاری ہوا کہ وہ پانچ ماہ(رجب تا ذیقعدہ 488ھ) اسی خوف کے زیر اثر سخت کرب میں مبتلا رہے۔حزن اور دہشت نے ان کی جسمانی صحت تباہ کرڈالی۔چنانچہ ذوالقعدہ 488ھ میں وہ اپنے منصب بلکہ دنیاداری کو ترک کر کے ایک سیلانی درویش کی حیثیت میں بغداد سے نکل کھڑے ہوئے۔انہوں نے دمشق حبرون، مدینہ منورہ، مکہ معظّمہ کی سیاحت کی اور 490ھ میں فریضہ حج بھی ادا کیا۔زہد وریاضت،

ذکر وفکر سے بالآخر اطمینان قلب حاصل ہو گیا جس کی انہیں شدت سے آرزو تھی۔ بقول ان کے:

(۱) عقل کا استعمال محض اس اعتماد کو حاصل کرنے کے لیے ہونا چاہئے جو خود اسے اپنے آپ پر ہے۔

(۲) اسی علم کو معتبر کہہ سکتے ہیں جو محسوسات اور مدرکات پر مبنی ہو۔ (۳) خالص فلسفیانہ نظامات کی کوئی بنیاد نہیں ہوتی وغیرہ۔

490ھ تا 499ھ کے نو برس انہوں نے عزلت گزینی میں گزارے تاہم اس دور میں ایسے وقفے بھی آئے کہ وہ اپنی متاہلی زندگی اور دنیاوی معاملات پر متوجہ ہو جاتے تھے۔ اسی زمانہ میں ''احیاء العلوم'' اور بعض دوسری کتابیں تصنیف ہوئیں۔ وہ بغداد اور دمشق میں وعظ و ارشاد کے علاوہ ''احیاء العلوم'' کا درس بھی دیتے تھے۔

مریدین کی تربیت کے لیے خانقاہ کا قیام:۔ سلطان سنجر سلجوقی کے ایمان و اصرار پر انہوں نے 499ھ میں نیشاپور میں مدرسہ نظامیہ میں استاد کا عہدہ قبول کر لیا۔ اس طلبی کا سبب نظام الملک مرحوم کے بیٹے فخر الملک کا اثر ورسوخ تھا۔ جو اس وقت سلطان کا وزیر تھا۔ تاہم ان کی عملی زندگی زیادہ دیر تک جاری نہ رہ سکی کیونکہ غور وفکر کی آرزو انہیں بے چین رکھتی تھی۔ چنانچہ وہ چند مریدوں کے ہمراہ طوس واپس آ گئے جہاں انہوں نے ایک خانقاہ قائم کی اور اپنے تلامذہ کو تصوف کی علمی اور عملی تربیت دینے میں مصروف ہو گئے اور وہیں جمادی الآخر 505ھ مطابق 19 دسمبر 1111ء وفات پائی۔

امام موصوف کی تصانیف کی پوری تعداد یا ترتیب زمانی کے متعلق ہماری معلومات ہنوز نامکمل ہیں۔ بوی جس (Bouyges) نے ان کی چھوٹی بڑی تصانیف کی تعداد 404 بتائی ہے جن میں سے اکثر ناپید ہیں۔

احیاء العلوم کی اہمیت وضرورت:۔ امام موصوف کی سب سے ضخیم تصنیف ''احیاء العلوم'' چار جلدوں اور چار بڑے عنوانات کے تحت مرتب ہے۔ (۱) عبادات (۲) عادات (۳) مہلکات (۴) منجیات۔ اس کتاب کی گراں قدری کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اگر اسلام پر لکھی گئیں تمام کتب تلف ہو جائیں تو یہ واحد کتاب ان کی جگہ لے سکتی ہے۔

الہامی کتاب:۔ امام موصوف کی ہر تصنیف کی اہمیت بجائے خود مسلمہ ہے لیکن ''منهاج العابدين الى الجنته'' کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ان کی پسندیدہ کتاب ہے۔ بقول ان کے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے ایک ایسی کتاب تصنیف کرنے کی توفیق طلب کی تھی جو سب کیلئے نافع ہو۔ اللہ تعالیٰ نے عبادت کے اسرار ورموز ان پر واضح کر دیئے اور اس کتاب کی تدوین وترتیب کا الہام فرمایا جو اس سے قبل کسی تصنیف میں قائم نہ رکھا جا سکا تھا۔ اس کتاب کے انہوں نے سات ''ہفت خوان'' قائم کئے ہیں۔

(۱) علم (۲) توبہ (۳) چار موانع (دنیا، مخلوق، شیطان، نفس) (۴) عوارض (۵) بواعث (۶) قوادح (۷) حمد وشکر۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ''منهاج العابدين'' امام موصوف رحمتہ اللہ علیہ کی تصانیف کا افشردہ ہے۔

کیمیائے سعادت ذوق بڑھانے کی وجہ:۔ السنہ شرقیہ سے ہماری بے توجہی کی وجہ سے موجودہ نسل امام غزالی رحمہ اللہ کی تعلیمات سے بے بہرہ ہے جو نہایت بدقسمتی کی بات ہے۔ امام موصوف کی تصانیف کی اہمیت کا اندازہ اس سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ ان کی کتب شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ کے سفر وحضر میں زیر مطالعہ رہتی تھیں، آج سے خاصہ عرصہ قبل محترم ایم، اے، ہاشمی کو کیمیائے سعادت کی جلد ہاتھ لگی۔ مطالعہ کیا تو شوق مزید بڑھا اور بمصداق توفیق بہ اندازہ ہمت ہے ازل سے۔

دیگر اہم تصانیف ''احیاء العلوم، احياء العلوم الدين، ايها الولد اور منهاج العابدين'' وغیرہ بھی زیر مطالعہ آئیں۔ اس مطالعہ کے دوران محترم ہاشمی اپنی یادداشت کیلئے نوٹ (تلخیص کہہ سکتے ہیں) قلم بند کرتے رہے جو مزید ترتیب وتہذیب کے بعد اس کتابچہ کی شکل میں آپ کے پیش نظر ہے۔ امام صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات کا محترم ہاشمی کی زندگی پر گہرا اثر مرتب ہوا۔ رجوع الی اللہ بڑھتا گیا۔ ذاتی طور پر گواہوں میں ایک یہ راقم بھی شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی خاص توفیق سے نوازا ہے جو

انتہائی خوش قسمتی کی علامت ہے۔(رحمۃ اللہ رعد، ماڈل ٹاؤن، لاہور)(کتاب تلقین غزالی ص 8 تا 10)

امام صاحب کی کتابوں کا اثر:۔ تقریباً دو دہائی قبل حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمہ اللہ کی کتاب ''کیمیائے سعادت''(اردو ترجمہ) میرے تصرف میں آئی۔ جوں جوں مطالعہ کرتا گیا شوق کو تازیانہ لگتا گیا۔اللہ کریم نے ساتھ ساتھ غور وفکر اور عمل کی توفیق بھی عنایت فرمائی۔ چنانچہ دل کی کیفیت بدلتی گئی۔اس فانی دنیا سے تعلق کمزور تر ہوتا گیا اور بتوفیق ایزدی باقی کی طرف رجوع بڑھتا گیا۔مطالعہ کے ساتھ ساتھ ضروری امور کی یادداشتیں ترجمہ ہی کے الفاظ میں نوٹ کرتا گیا تاکہ یہ مختصر لیکن جامع مواد، آخرت کا رہنما ہمہ وقت برائے عمل میرے پیش نظر رہے الحمدللہ رب کریم و منعم عظیم نے میری استعانت فرمائی۔

حضرت امام رحمہ اللہ کی تمام تر تصانیف ان کے اپنے الفاظ میں طالبان امور آخرت کے لیے ہیں۔اس ضمن میں امام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ مرض جو اکثر لوگوں میں پھیل گیا ہے بلکہ عالمگیر ہو رہا ہے۔یعنی امر آخرت کی بزرگی کے ملاحظے سے قاصر ہیں۔اس بات کو نہیں جانتے کہ معاملہ خوفناک ہے اور مہم بڑی ہے۔آخرت سامنے چلی آتی ہے اور دنیا پشت پھیرے جاتی ہے اور موت قریب ہے۔سفر بعید، توشہ تھوڑا ہے اور اندیشہ مزید۔راستہ بند اور مسدود ہے اور جو علم وعمل کہ خدا کی ذات کے سوا ہو وہ پرکھنے والے عاقل کے نزدیک مردود ہے۔ آخرت پر چلنا بغیر رہنما اور رفیق کے سخت دشوار ہے''

امام صد احترام کی ہر تصنیف کے اندر یہی خواہش نمایاں ہے کہ عامۃ المسلمین منہیات سے اجتناب کریں اور اوامر پر کاربند رہ کر ابد کی دنیا کے لیے زاد راہ فراہم کرسکیں۔(آپ بھی عمل کرنے والوں میں شامل ہوجائیں)(کتاب تعلیمات غزالی ص 12)

امام صاحب کی تعلیمات کا نچوڑ:۔ چنانچہ گنتی کے صفحات پر مشتمل لیکن طالبان امور آخرت کے لیے مختلف نکات سے بھرپور ''تلقین غزالی'' کے نام نامی سے کتاب برائے مطالعہ آپ کے سامنے ہے۔ضخیم جلدیں، ہزاروں صفحات کے بحر بے کراں کو کوزہ میں بند کرکے استفادہ کے لیے پیش ہے تاکہ اس نہ ختم ہونے والی مصروفیات کے پر آشوب دور میں بھی ہر کوئی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے فیض یاب ہوسکے۔ معمولی حجم کے پیش نظر عدیم الفرصتی جو اس دور کا روگ ہے۔آڑے نہیں آسکے گی۔

امام صاحب رحمہ اللہ کی تصانیف کی بنیاد کتاب وسنت ہے، موصوف کا یہ تحفہ انشاء اللہ موجب نجات ہوگا۔(بندہ تو ایک مرتب کنندہ ہے)بار بار بلکہ کئی بار مطالعہ کی ضرورت ہے تاکہ ہر نکتہ آپ کے قلب وذہن پر نقش ہوجائے پھر عمل شرط اولیٰ ہے۔اس طرح جس مقصد کے لیے خالق کائنات نے انسان کو دنیا میں بھیجا ہے۔اگر زاد راہ کی تیاری مکمل کرلی تو جانو کہ مراد کو پہنچ گئے۔اللہ کے سچے وعدے کے طفیل۔نعمتیں اور لذتیں حاصل کرنے کے لیے اور رنج ومحن سے آزاد رہنے کے لیے ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی جنت ٹھکانہ ہوگی۔رب کریم کا قرب اور دیدار نصیب ہوگا۔اشاعت نہ نفع نہ نقصان کے جذبہ کے تحت ہے تاکہ دیئے سے دیا جلتا رہے۔

اس رحیم وکریم ذات واحد سے التجا ہے کہ وہ حسن توفیق سے ہم سب کی مدد فرمائے۔ہر شے کا مالک ومختار وہی ہے۔کروڑوں درود وسلام اس بابرکت ہستی نبی کریم ﷺ پر جس نے اصل معبود(اللہ تعالیٰ) کی طرف دعوت دی۔ایم، اے، ہاشمی 6 ستمبر 1999(کتاب تلقین غزالی ص 14)

علم سر یعنی تصوف ومعرفت جاننے کی ضرورت:۔ علم سر سے اس قدر جاننا ضروری ہے جس سے صفائی قلب کے اسباب معلوم ہوجائیں اور یہ معلوم ہوجائے کہ کس کس چیز سے دل کو پاک کرنا ضروری ہے تاکہ دل میں اللہ تعالیٰ کی ہیبت اور تعظیم اور اعمال میں اخلاص پیدا ہو۔نیز ان امور کو بھی جاننا ضروری ہے جن سے نیت درست رہ سکے اور ظاہر وباطنی اعمال وعبادات ظاہر وباطنی آفات سے محفوظ رہ سکیں اور جن کے ذریعے عبادات کو مکمل طریقے سے ادا کیا جاسکے۔جیسے اخلاص، حمد، شکر اور توکل وغیرہ۔(کتاب تلقین غزالی ص 20)

علم سر کی ضرورت واہمیت:۔ علم سر سے اس قدر جاننا ضروری ہے جس سے صفائی قلب کے اسباب معلوم ہوجائیں اور یہ معلوم ہوجائے کہ کس کس چیز سے دل کو پاک کرنا ضروری تاکہ دل میں اللہ تعالیٰ کی ہیبت اور تعظیم اور اعمال میں اخلاص پیدا ہو۔نیز

ان امور کو جاننا ضروری ہے جن سے نیت درست رہ سکے اور ظاہر و باطنی اعمال وعبادات کو مکمل طریقے سے ادا کیا جا سکے۔ جیسے: اخلاص، حمد، شکر اور توکل وغیرہ۔

علم شریعت اور علم طریقت کی تعریف:۔ ہر وہ کام جس کی ادائیگی تجھ پر فرض ہے اس کی معرفت بھی تیرے لئے ضروری ہے تا کہ اس کو ادا کر سکے۔ جیسا کہ طہارت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد۔ جو علم حاصل نہیں کرتا اس کے لئے عبادت کے احکام سازگار نہیں ہوتے نہ وہ عبادت کو اس کے حقوق کے ساتھ ادا کر سکتا ہے۔ لہذا عبادت شرعیہ جیسے طہارت، نماز، روزہ وغیرہ کی حقیقت اور ان کے تمام شرائط معلوم کرنا ضروری ہے۔ بے علمی کے سبب بہت ممکن ہے کہ انسان برسوں اور مدتوں ایک ایسے عمل کو نیک خیال کر کے کرتا رہے جو درحقیقت اس کی طہارت اور اس کی نمازوں کو خراب کر رہا ہو اور ان کو خلاف سنت طریقہ پر ادا کرنے والے کو بالکل علم نہ ہو۔ اور بعض اوقات ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ جب کوئی مشکل مسئلہ پیش آئے اور نہ تو وہ سیکھا ہوا ور نہ ہی بروقت اسے حل کرنے والا کوئی ملے تو دقت ہوگی۔

ساتھ ساتھ ان امور کے معانی کا جاننا بھی ضروری ہے جو باطن کے عیوب ہیں جیسے: غصہ، طول امل، ریا، تکبر وغیرہ۔ ان خصائل رذیلہ سے بچنا بھی لازم اور ضروری ہے۔ یہ توکل، صبر، رضا، شکر وغیرہ کی ضد ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جس سے جاہل رہ کر گمراہی میں پڑنے کا خطرہ ہو اس کا علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ اس طرح بندہ اللہ کی خدمت وطاعت کرے گا تو اللہ تعالیٰ آخرت میں غیر فانی صلہ عنایت فرمائے گا۔ اگر تم نے علم کے مطابق پوری طرح عمل بھی کیا اور اپنی عاقبت درست اور آباد کرنے میں لگ گئے تو تم عابد ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب بصیرت عالم بھی بن گئے۔ دین کے بارے میں اب تم بفضل خدا جاہل یا غافل نہیں رہے۔ تمہیں ایسے شرف پر مبارک دینی چاہیے۔ تمہارے علم کی بہت زیادہ قیمت ہے اور تمہیں اس پر بہت زیادہ ثواب ملے گا۔ علم کی تحصیل کے بارے میں اللہ کا جو تم پر حق تھا اسے تم نے ادا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ وہ ہمیں اور تمہیں دین پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے ”وهو الرحم الراحمين ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم“

(کتاب تلقین غزالی ص 21)

قلت اختلاط مع الانام کی ضرورت:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے کہ آپ ﷺ نے حرث رضی اللہ عنہ بن عمر کو فرمایا اگر تیری عمر نے وفا کی تو ایسا زمانہ پائے گا جس میں خطیب بہت ہوں گے لیکن جامع عالم کم ہوں گے۔ گدا گر بہت ہوں گے لیکن انہیں دینے والے کم ہوں گے۔ علم خواہشات کے تابع ہو جائے گا۔ حضرت حرث رضی اللہ عنہ نے عرض کی ایسا زمانہ کب آئے گا تو حضور ﷺ نے فرمایا جب نمازوں کی پروانہیں ہوگی۔ رشوت کا لین دین عام ہوگا اور دین و مذہب حقیر دنیا کے عوض فروخت کر دیا جائے گا۔ ایسے وقت میں بچنا آپ ﷺ نے بچنے کا لفظ تین بار دہرایا۔ میں (امام غزالی) کہتا ہوں کہ حضور ﷺ نے جس زمانے میں بچنے کی جو علامات بتائی ہیں وہ سب کی سب ہمارے زمانہ میں موجود ہیں۔ (ہمارے زمانہ سے امام صاحب رحمہ اللہ کی مراد پانچ صدی ہجری ہے۔ وہ 505ھ میں فوت ہوئے تھے۔ آج امام صاحب کے زمانہ کو تقریباً ایک ہزار سال گزر چکے۔ اس عرصے میں تو معاملات جس قدر بگڑ چکے اور برق رفتاری سے بگڑتے جا رہے ہیں اس میں بچ بچاؤ۔ عزلت گزینی کی اہمیت وضرورت کا اندازہ خود لگا لو) سلف صالحین ایسے خراب وقت میں لوگوں سے علیحدہ رہنے کی سخت تاکید فرماتے تھے۔ وہ لوگ بلاشبہ ہم سے کہیں زیادہ صاحب بصیرت تھے۔ ان کے بعد کا زمانہ دینی اعتبار سے زیادہ تلخ اور خراب ہے۔

حضرت یوسف بن اسباط رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ خدا کی قسم کھا کر کہا کرتے تھے کہ ہمارے زمانہ میں گوشہ نشینی جائز ہوگئی ہے۔ میں (امام غزالی) کہتا ہوں اگر ان کے زمانہ میں جائز تھی تو ہمارے زمانے میں فرض ہوگئی ہے (یہ آج سے ایک ہزار سال پہلے امام غزالی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ اب جو حالات ہیں گوشہ نشینی فرض سے بھی زیادہ ہوگئی ہے) جو گناہ آدمی کو اختلاط سے پیش ہوا کرتے ہیں تنہائی میں ان سے

محفوظ رہتا ہے ان سے بچنا میسر ہوتا ہے۔ اور وہ گناہ چار ہیں (۱) غیبت (۲) ریا (۳) چپ رہنا امر معروف سے اور نہی منکر سے (۴) چوری چوری اخلاق قبیحہ اور اعمال خبیثہ کا داخل ہونا جن کا باعث حرص دنیاوی ہوتی ہے۔ اختلاط اور عزلت میں اعتدال ضروری ہے اور یہ امر حالات کے تفاوت سے مختلف ہوا کرتا ہے۔ چاہیے کہ عزلت میں موت کو بہت یاد کرے اور جب تنہائی سے دل تنگ ہو تو سمجھے کہ آخر قبر میں کون ساتھ ہوگا۔ وہاں بھی تو تنہا پڑا رہنا ہوگا۔ عزلت میں ایک امر ضروری یہ ہے کہ وسوسے منقطع ہوں جو ذکر الٰہی سے روکتے ہیں۔ (کتاب تلقین غزالی ص 23)

تصوف کا مقصد اخلاق حسنہ کی تکمیل

اخلاق حسنہ کی پہلی قسم (رضاء الٰہی):۔ قضا پر راضی رہنے والے انسان کو اللہ تعالیٰ اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ ایسے شخص کو اپنے رب کی رضا اور خوشنودی بھی حاصل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''رضی اللہ عنهم و رضوا عنه''۔ (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے) بعض زہاد رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ جب قضا و قدر حق ہے تو معاملات زندگی میں غم و فکر بے معنی ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''تجھے کسی معاملے میں فکر و تشویش نہیں ہونی چاہئے۔ اس لئے جو مقدر ہو چکا ہے وہ آ کر رہے گا اور جو تیرے مقدر میں نہیں ہے وہ ہرگز تجھ پر وارد نہیں ہوگا''۔ حضور ﷺ سے ایک حدیث قدسی مروی ہے جس کے الفاظ ہیں جو شخص میری تقدیر پر راضی نہ ہو اور میری جانب سے آنے والی مصیبتوں پر صابر نہ ہو اور میری عطا کردہ نعمتوں کا شکر نہ ادا کرے تو ایسا شخص میرے بجائے کسی اور کو رب بنالے''۔ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ گویا یوں فرماتا ہے کہ جو شخص جب مجھ سے راضی نہیں کیونکہ تقدیر پر ناک منہ چڑھاتا ہے تو پھر یہ اپنا رب کوئی اور بنالے۔ یہ انتہائی زجر اور ڈانٹ کے الفاظ ہیں۔ ربوبیت یہ ہے کہ رب تعالیٰ جو چاہے کرے اور عبودیت یہ ہے کہ اس کے ہر حکم اور قضا کو بلا چون و چرا تسلیم کرے۔ خدا تعالیٰ کی ناراضگی میں نقصان کا اندیشہ اور عظیم خطرہ مضمر ہے۔ جو شخص فیصلہ خداوندی کو تسلیم نہ کرے بلکہ الٹا اس سے ناراض ہو وہ کیسے مومن ہوسکتا ہے۔

قضا پر راضی رہنے کی فضیلت:۔ قضائے الٰہی پر راضی رہنا بلند مقام ہے۔ خدا کی رضا پر راضی رہنا محبت ہی کا نتیجہ ہے۔ نبی مکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قضا پر راضی ہوجانا ہی بارگاہ الٰہی کا سب سے بڑا دروازہ ہے۔ ایک دفعہ رسول مقبول ﷺ نے ایک قوم سے پوچھا کہ تمہارے ایمان کی نشانی کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہم بلا اور مصیبت پر صبر کرتے ہیں، عطا و نعمت پر شکر کرتے ہیں اور رضائے الٰہی پر راضی رہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہی وہ لوگ ہیں جنہیں حکماء اور علماء کہنا چاہئے۔ بلکہ کمال علم کے باعث ان کا مرتبہ انبیاء علیہم السلام کے قریب ہے۔ اور فرمایا کہ قیامت کے روز حق تعالیٰ میری امت کے ایک گروہ کو بال و پر عطا فرمائیں گے کہ وہ ان کے ساتھ اڑتے ہوئے بہشت میں پہنچیں گے۔ فرشتے ان سے پوچھیں گے کہ کیا تم لوگ ترازوئے عدل اور پل صراط وغیرہ سے گزر چکے ہو؟۔ وہ کہیں گے کہ ہم نے ان چیزوں میں سے کچھ بھی نہیں دیکھا۔ فرشتے پوچھیں گے کہ پھر تم کون لوگ ہو؟۔ یہ کہیں گے کہ ہم محمد ﷺ کی امت میں سے ہیں۔ فرشتے پوچھیں گے کہ تم نے کیا عمل کیا ہے جس کے سبب یہ بزرگیاں تم نے پائی ہیں؟۔ وہ کہیں گے ہم میں دو خصلتیں تھیں ایک یہ کہ خلوت میں ہم خدا تعالیٰ سے شرما کر گناہ نہ کرتے تھے۔ دوسرے یہ کہ حق تعالیٰ نے ہمیں تھوڑا سا رزق عنایت فرمایا تھا ہم اس پر راضی رہے۔ فرشتے کہیں گے کہ واقعی تمہارا حق ہے کہ یہ مرتبہ تمہیں نصیب ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لوگوں نے عرض کیا کہ آپ حق تعالیٰ سے پوچھیں کہ اس کی رضا حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے تاکہ ہم بھی اس پر عمل کریں۔ وحی آئی کہ تم میرے حکم پر راضی رہو میں تم سے راضی رہوں گا۔

رضا کی حقیقت:۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آفت و بلا اور مصیبت و رنج میں مبتلا ہو کر ان پر راضی رہنا ممکن ہی نہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوسکتا ہے کہ انسان صبر کرے۔ لیکن یہ عقیدہ غلط اور خطا ہے۔ کیونکہ جب محبت غالب ہو تو خواہش کے خلاف راضی رہنا ممکن ہے۔ اور یہ دو طرح سے حاصل ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ آدمی عشق میں ایسا مدہوش ہو جائے کہ اسے تکلیف اور درد کی خبر ہی نہ ہو جیسے: کوئی آدمی جنگ میں غصہ کی وجہ سے

ایسا منہمک اور مشغول ہو جاتا ہے کہ جسم میں لگنے والے زخموں کے درد کا اسے احساس بھی نہیں ہوتا جب تک یہ اپنی آنکھوں سے خون نہ دیکھ لے۔

دوسرے اگر درد اور تکلیف کا احساس ہو بھی تو یہی سمجھتا ہے کہ جب دوست اس میں راضی ہے تو یہی سہی۔ ہم بھی اس پر راضی ہیں۔ خدا کے ساتھ ایک محبت کرنے والے کا قول ہے کہ جس چیز کو حق تعالیٰ پسند کرے میں بھی اس کو پسند کرتا ہوں۔ حتیٰ کہ اگر وہ یہ چاہے کہ میں دوزخ میں جاؤں تو میں اس پر بھی راضی ہوں اور دوزخ کو بھی دوست رکھوں گا۔ (کتاب تلقین غزالی ص 28)

اخلاق حسنہ کی دوسری قسم (توکل):۔ توکل دل کی حالتوں میں سے ایک حالت ہے جو کہ ایمان کا پھل ہے۔ دو باتوں پر ایمان لانا توکل کی بنیاد ہے۔ ایک توحید ہے اور دوسرے اس بات کا ایمان لانا کہ اللہ ہی پیدا کرنے والا ہے اور سب اسی کے سبب سے ہیں۔ وہ سب کے ساتھ رحمت وحکمت اور مہربانی کا سلوک کرتا ہے۔ اس کی شفقت وعنایت ایک چیونٹی اور مچھر سے لے کر آدمی تک کے حق میں ماں کی شفقت ورحمت سے زیادہ ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ کا توکل:۔ حضرت حذیفہ مرعشی رحمہ اللہ سے لوگوں نے پوچھا کہ حضرت ادہم رحمہ اللہ کی کون سی عجیب بات تم نے دیکھی ہے کہ تم نے ان کی خدمت کی۔ انہوں نے کہا کہ مکہ معظّمہ کے راستے میں ہم دونوں بہت بھوکے رہے۔ جب کوفہ میں پہنچے تو حضرت ابراہیم ادھم رحمہ اللہ نے فرمایا بھوک کی وجہ سے تیرے اندر ضعف پیدا ہو گیا ہے۔ میں نے کہا ہاں! فرمایا قلم دوات اور کاغذ لے آ۔ میں لے آیا۔ انہوں نے اس پر لکھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اے وہ ذات کہ تو ہی ہر حال میں مقصود ہے اور سب کا اشارہ تیری طرف ہی ہے۔ میں تیرا ثناء خواں اور شاکر وذاکر ہوں مگر ننگا۔ بھوکا اور پیاسا ہوں۔ یہ تینوں چیزیں ثنا ذکر اور شکر میرا حق ہے اور میں ان کا ضامن ہوں۔ وہ تین چیزیں یعنی کھانا پانی اور کپڑا دینا جو تیرا حق ہے تو اس کا ضامن ہے۔ یہ رقعہ لکھ کر مجھے دیا اور فرمایا کہ باہر چلے جاؤ۔ جسے پہلے دیکھو اسے یہ رقعہ دے دینا۔ میں باہر آیا تو ایک اونٹ سوار دیکھا۔ اسے رقعہ دے دیا۔ وہ اسے پڑھ کر رونے لگا اور پوچھا کہ اس رقعے کا لکھنے والا کہاں ہے۔ میں نے کہا مسجد میں۔ اس نے چھ سو دینار کی تھیلی مجھے دی۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ایک نصرانی ہے۔ حضرت ابراہیم ادھم رحمہ اللہ کی خدمت میں سارا واقعہ سنایا۔ انھوں نے فرمایا اس تھیلی کو ہاتھ نہ لگانا۔ لحہ بھر میں اس تھیلی کا مالک آیا ہی چاہتا ہے۔ فوراً وہ نصرانی آیا اور حضرت ابراہیم ادھم رحمہ اللہ کے قدم کو بوسہ دے کر ایمان سے مشرف ہوا۔

ابو یعقوب بصری رحمہ اللہ کا توکل:۔ ابو یعقوب بصری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ میں مکہ معظّمہ میں تھا۔ دس دن تک بھوکا رہا۔ بیتاب ہو کر باہر نکلا کہ زمین پر ایک شلغم پڑا ہے۔ جی میں آیا کہ اٹھا لوں۔ میرے دل سے آواز آئی دس دن سے بھوکا ہے سڑے ہوئے شلغم کی بجائے اللہ کی طرف سے انتظار کر۔ میں مسجد میں چلا آیا۔ ایک شخص آ پہنچا اور پٹاری بھر روغنی ٹکیاں شکر اور مغز بادام لا کر میرے سامنے رکھا اور کہنے لگا: میں دریائی سفر میں تھا ناگہانی طوفان آیا۔ میں نے منت مانی کہ اگر میں سلامت بچا تو یہ چیزیں اس درویش کو دوں گا جس سے پہلی ملاقات ہوگی۔ میں نے ہر ایک میں سے مٹھی بھر کی مقدار لے کر کہا کہ باقی میں نے تجھے بخش دیا پھر میں نے اپنے دل سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کیسے رازق مطلق ہیں کہ دریا میں ہوا کو تیری روزی کے بندوبست کا حکم دیا۔ ایسی نادر حکایات کا علم آدمی کے ایمان کو مضبوط اور قوی بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی نے کبھی کوئی متقی ایسا نہیں دیکھا جو بھوک کی وجہ سے مر گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مملکت کا ایسا اچھا انتظام کیا ہے کہ کوئی تباہ اور برباد حال نہ ہو۔ مگر نادار لوگ بھی ہوتے ہیں یہ اسی سبب سے ہوتا ہے کہ اس کی بہتری اسی میں ہوتی ہے۔

حاصل تصوف حصول تقویٰ:۔ تقویٰ کی تعریف عبادت دو قسم کی ہے۔ ایک مامورات (یعنی جن کے کرنے کا حکم ہے)

دوسرے منہیات (یعنی وہ چیزیں جن سے بچنا ضروری ہے)۔ مامورات کے بجا لانے اور منہیات سے اجتناب کے مجموعے کا نام تقویٰ ہے۔ اگر تجھے دونوں قسم کی عبادت یعنی اوامر کی بجا آوری اور منہیات سے اجتناب حاصل ہو جائے اور تو دونوں کا پابند ہو جائے تو عبادت کے معاملہ میں کمال تک پہنچ گیا اور آفات سے محفوظ ہو گیا۔ تقویٰ ہی اصل جوہر اور نجات آخرت کا ذریعہ ہے۔ انسانوں میں متقی لوگوں

کا درجہ ہی سب سے اُونچا اور بلند ہے۔ اہل بصیرت حضرات منہیات سے اجتناب کی زیادہ پابندی کرتے تھے یہ جانب اختیار کرنے سے تو معاصی اور گناہ سے سالم اور محفوظ رہے گا۔ اگر تو یہ جانب اختیار نہ کرے، گناہوں اور برائیوں سے نہ بچے تو ساری رات نوافل ادا کرے، دن کو روزہ رکھے اور دیگر مستحب امور میں مشغول ہونے سے تجھ کو کوئی فائدہ نہ پہنچے گا۔ تیری یہ شب بیداری کی مشقتیں بے سود ہوں گی کیونکہ گناہوں اور برائیوں سے اجتناب نہ کرنے کی وجہ سے تیری نیکیاں ساتھ ساتھ برباد اور ضائع ہوتی جائیں گی۔ دن کو روزہ رکھ کر جب تو غیبت، کذب اور دوسری گفتگو سے پرہیز نہ کرے گا تو تیرے اس روزے کا کیا فائدہ۔

تصوف بحیثیت اصلاح نفس

اصلاح نفس کا پہلا ذریعہ ''حفاظت زبان'':۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ جس چیز کو قابو میں رکھنا ضروری ہے وہ زبان ہے۔ تو ذرا زندگی کے وہ قیمتی لمحات تو یاد کر جو تو نے بے ہودہ اور لغو گفتگو میں ضائع کئے ہیں۔ اگر تو ان عزیز لمحات میں توبہ استغفار کرتا تو شاید کسی نیک ساعت میں تیری توبہ قبول ہو جاتی۔ اور اگر تیرے گناہ بخش دیئے جاتے تو تجھے نفع ہوتا۔ ان لمحات میں لا اله الا الله کا ورد کرتا رہتا تو تجھے بے حساب اجر و ثواب ملتا۔ ان لمحات میں یہ دعا کرتا ''اے اللہ! میں تجھ سے عافیت اور سلامتی کا سوال کرتا ہوں'' شاید کسی مبارک ساعت میں یہ الفاظ تیرے منہ سے نکلتے اور تیری دعا قبول ہو جاتی۔ اس طرح دنیا اور آخرت کی نجات پا جاتا۔ پوری احتیاط سے زبان کی حفاظت کر۔ کیونکہ یہ معمولی سا عضو بعض دفعہ بہت جلد انسان کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کا فرمان:۔ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ زبان سے ایسی بات نہ نکالو جسے سن کر لوگ تمہارے دانت توڑ دیں۔ زبان کی حفاظت نہ کرنے کے سبب آخرت میں انسان عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ اس عذاب کا ذہن میں تصور رکھا جائے۔ اس سلسلہ میں تم یہ نکتہ یاد رکھو کہ تم جو گفتگو کرتے ہو وہ یا تو حرام و ناجائز یا فضول ولایعنی ہے۔ اگر حرام و ناجائز ہوگی تو ایسی گفتگو بلاشبہ عذاب کا باعث ہے جسے برداشت کرنے کی طاقت انسان میں نہیں ہے۔ فضول ولایعنی گفتگو کراماً کاتبین کو لکھنی پڑتی ہے تو انسان کو چاہئے کہ ان سے حیا کرے اور فضول باتیں لکھنے کی ان کو تکلیف نہ دے رب تعالیٰ کا ارشاد ہے ''ما يلفظ من قول الا لديه رقيب عتيد'' (بندہ کوئی لفظ زبان سے نہیں نکالتا مگر اسے نوٹ کرنے کے لئے ایک نگہبان اس کے پاس تیار بیٹھا ہے) یہ اچھی بات نہیں کہ لغو اور بے ہودہ باتوں سے بھرا ہوا اعمال نامہ رب تعالیٰ کے حضور پیش ہو۔ (کتاب تلقین غزالی ص 34)

اصلاح نفس کا دوسرا ذریعہ ''حفاظت دل'':۔ دل کی حفاظت اس کی اصلاح اور اسے درست رکھنے کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے۔ دل کا معاملہ باقی اعضاء سے زیادہ خطرناک ہے اور اس کا اثر باقی اعضاء سے زیادہ ہے۔ اس کی درستی زیادہ دقت طلب اور اس کی اصلاح زیادہ مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''وہ خائن آنکھوں اور دل کے پوشیدہ رازوں کو جانتا ہے۔'' ''جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے۔'' ''بے شک اللہ تعالیٰ سینے کے راز جانتا ہے۔'' غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کتنی دفعہ اس بات کو دہرایا اور تکرار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا سینے کے اسرار پر آگاہ ہونا ہی ڈرنے اور خوف کرنے کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ علام الغیوب کے ساتھ معاملہ بہت نازک ہے۔ اس لئے تمہیں خیال کرنا چاہیے کہ تمہارے دلوں میں کس طرح کے راز ہیں جن سے اللہ تعالیٰ باخبر ہے۔ اگر معاذ اللہ تمہارے خیالات وارادے گندے ہیں تو تمہیں شرم وحیا کرنا چاہیے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ تمہاری صرف ظاہری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔'' اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ دل رب العالمین کی نظر کا مقام ہے۔ فساد قلب کا باعث یہ چار چیزیں ہیں (۱) دنیا کی امیدیں۔ (۲) عبادات میں جلد بازی (۳) حسد (۴) تکبر۔ اس کے مقابلے میں اصلاح کرنے والی یہ چار چیزیں ہیں (۱) امیدیں کم کرنا۔ (۲) معاملات میں تحمل و آہستگی۔ (۳) مخلوق کے ساتھ خیر خواہی (۴) خشوع وخضوع سے پیش آنا۔ یہ وہ آٹھ چیزیں جن کے ساتھ قلب کی اصلاح یا خرابی وابستہ ہے۔ اس لئے اسباب فساد سے بچو اور مفید قلب باتوں کو اختیار کرو تا کہ آخرت کی مشقت سے محفوظ رہو اور اپنے مقصود حاصل کر سکو۔

اصلاح نفس کا تیسرا ذریعہ "حفاظت آنکھ":۔ اس کی نگہداشت ضروری اور لازمی ہے کہ دین و دنیا کے کاموں کا دارومدار دل پر ہے۔ دل کی خرابی اور اس میں وسوسے وغیرہ اکثر و بیشتر آنکھ کی وجہ ہی سے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی آنکھ کی حفاظت نہیں کرتا اس کا دل بے قیمت ہوتا ہے۔ یعنی اس میں کوئی کمال یا نور وغیرہ نہیں آسکتا۔ آنکھ ہی ہر فتنے اور ہر آفت کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! اہل ایمان سے کہو کہ اپنی نظر جھکائے رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لئے بہت پاکیزہ بات ہے"۔ "اور اے ایمان والو! تم جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے"۔ مطلب یہ ہوا کہ نظر نیچی رکھنا دل کو بہت زیادہ پاک کرتا ہے۔ اگر تم نے کسی طرف دیکھا ہی نہیں تو ہر فتنے، وسوسے اور خطرہ سے محفوظ رہو گے اور اپنے اندر راحت و نشاط محسوس کرو گے۔ اس چیز کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان الفاظ میں ادا فرمایا ہے۔ "اپنے آپ کو نظر حرام سے پوری احتیاط سے بچاؤ کیونکہ ایسی بدنظری دل میں شہوت کی تخم ریزی کرتی ہے اور اس گناہ کا ارتکاب کرنے والے کو فتنے میں مبتلا کر دیتی ہے۔"

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "غیر محرم عورت کے حسن و جمال پر نظر ڈالنا ابلیس کے زہر میں بجھے ہوئے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔" تو جو شخص ایسا کرنا ترک کر دے گا اللہ تعالیٰ اسے سرور آمیز عبادت کا مزہ چکھائے گا۔ آنکھ دیدار الٰہی سے لطف اندوز ہونے کے لئے عطاء ہوئی ہے۔ لہٰذا جن چیزوں کو اعلیٰ ترین مقاصد کے لئے تیار کیا گیا ہوا نہیں لازماً فضول و نامناسب افعال و حرکات سے محفوظ رکھنا چاہیے۔ جیسے پاؤں تو فردوس بریں کے باغات و محلات میں چلنے پھرنے کیلئے بنائے گئے ہیں اور ہاتھ جنت میں شراب طہور کے چھلکتے جام پکڑنے اور میوہ جات توڑنے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ باقی اعضاء بھی علیحدہ علیحدہ کاموں کیلئے بنائے گئے ہیں۔ اس پر غور کیا جائے کہ قیامت کے دن ان اعضاء سے غلط کام لینے لے لئے جواب دہ ہونا پڑے گا۔ لہٰذا اعضاء کو ہر معصیت، ہر حرام ہر فضول حلال اور ہر اسراف سے حفاظت میں رکھنا ضروری ہے۔

اصلاح نفس کا چوتھا ذریعہ "اجتناب ریا و عجب":۔ لوگوں کو اپنے اعمال، عبادات دکھلا کر تعریف و توصیف کا طالب ہونا ریا کاری ہے اور اخلاص یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے لیے نیک کام کرے تو دل میں یہ چاہت نہ رکھے کہ اس پر اس کی تعریف کی جائے دوزخ جنت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ اس لئے اپنے اعمال اسی کو دکھا۔ وہ تمہیں اپنی عطاؤں سے مالا مال کر دے گا۔ ریا کار کو اللہ تعالیٰ ناکام و نامراد کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ریا کار کو قیامت کے دن چار ناموں سے پکارا جائے گا۔ اے کافر، اے فاجر، اے غدار، اے خاسر۔ تیری کوشش بے کار چلی گئی۔ تیرے اعمال بے کار ہو چکے ہیں۔ یہاں آخرت میں تیرا کوئی حصہ نہیں۔ اے دھوکہ باز اپنے اعمال کا اجر و ثواب اس سے جا کر لے جس کو دکھانے لے لئے تو عمل کرتا تھا۔ ریا سے آنے والی مصیبتوں میں ایک مصیبت جنت سے محرومی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ "جنت نے گفتگو کی اور کہا میں بخیل اور ریا کار پر حرام ہوں"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا "دوزخ اور اہل دوزخ ریا کاروں سے چیخ اٹھیں گے۔" عرض کی گئی دوزخ کیوں چیخے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس آگ کی تپش سے جس سے ریا کاروں کو عذاب دیا جا رہا ہوگا۔"

حضرت سفیان رحمہ اللہ کی تنبیہ:۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت سفیاں ثوری رحمہ اللہ کی ساتھیوں سمیت دعوت کی تو اپنے گھر والوں سے کہا کہ اس تھال میں روٹی رکھ کر لاؤ جو میں دوسرے حج کے موقع پر لایا تھا پہلے حج والے تھال میں روٹی نہ لانا۔ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے اس آدمی کی طرف دیکھا اور کہا کہ اس مسکین نے اتنی سی بات میں اپنے حج کو باطل کر دیا۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کو تنبیہ:۔ اور بعض علماء سے سنا ہے کہ وہ حسن بصری رحمہ اللہ کے متعلق بیان کرتے تھے کہ ان کی وفات کے بعد ان کو خواب میں دیکھا گیا تو ان کا حال پوچھا گیا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کر لیا اور فرمایا۔ اے حسن! تجھے یاد ہے کہ ایک دن تو مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا۔ لوگوں نے تجھ کو دیکھا تو تو نے اپنی نماز اچھی کر کے پڑھی۔ اگر تیری پہلی نماز میرے لئے

خالص نہ ہوتی تو میں تجھے آج اپنے دربار سے ہانک دیتا اور تجھ سے اپنا تعلق منقطع کر لیتا۔

کسی نیک شخص سے روایت ہے کہ میں ایک رات سحری کے وقت برلب سڑک ایک بالاخانے پر سورۃ طٰہٰ پڑھ رہا تھا۔ جب سورۃ کو ختم کر لیا تو مجھے اونگھ سی آ گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی آسمان سے نازل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک صحیفہ تھا۔ اس نے میرے سامنے پھیلا کر رکھ دیا۔ اس میں وہی سورت طٰہٰ لکھی ہوئی تھی اور ہر کلمے کے نیچے دو نیکیاں لکھی ہوئی تھیں۔ مگر ایک کلمہ میں نے دیکھا کہ وہ مٹا ہوا تھا اور اس کے نیچے کچھ نہیں لکھا ہوا۔ میں نے کہا: میں نے یہ کلمہ بھی پڑھا تو تھا لیکن نہ تو یہ کلمہ لکھا ہوا ہے نہ اس کا ثواب۔ اس آدمی نے کہا تم صحیح کہتے ہو تم نے پڑھا تھا اور ہم نے لکھا بھی تھا۔ مگر ہم نے آسمان سے ایک آواز دینے والے کو سنا۔ اس نے کہا اس کلمہ کو مٹا دو اور اس کا ثواب بھی ختم کر دو تو ہم نے اسے مٹا دیا۔ اس آدمی نے کہا کہ اپنے ہی خواب میں رونے لگا اور اس سے پوچھا۔ اس نے جواب دیا کہ ایک آدمی سڑک پر سے گزرا تو اس کو سنانے کے لئے تم نے یہ کلمہ بلند آواز سے پڑھا تو اس کا ثواب ختم ہو گیا۔ اس کو یاد رکھ۔ یہی حال عجب (اپنے اعمال صالح کو عظیم خیال کرنے) کا ہے۔

پس اے مسکین! غور کر اور ہوشیار ہو جا کہ تو خسارہ پانے والوں سے نہ ہو جائے بلکہ اللہ تعالیٰ کے مخلص، ڈرنے والے، فکر کرنے والے اور اللہ کے احسانات پر راضی ہونے والے لوگوں میں سے ہو جا۔ باقی رہی نقصان کی شدت تو اس کی وجہ سے ریا اور عجب ایک بہت بڑی آفت ہے جو ایک لحظ میں واقع ہو جاتی ہے اور بسا اوقات ستر سال کی عبادت کو بگاڑ کر رکھ دیتی ہے۔

اصلاح نفس کا پانچواں طریقہ ''تکالیف پر صبر'':۔ ان میں کامیابی کی واحد صورت صبر ہے۔ طالب آخرت سخت آزمایا جاتا ہے اور اسے شدید محنت میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے جتنا قریب ہوگا اتنا ہی اسے مصائب بھی دنیا میں زیادہ پیش آئیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''لوگوں میں سب سے زیادہ انبیاء آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں۔ پھر علماء پھر جوان کے قریب ہیں۔ پھر جوان کے قریب ہیں'' خداوند تعالیٰ نے واضح الفاظ میں بتایا ہے کہ ہم تم کو مصائب اور تکالیف میں آزمائش کے طور پر ضرور مبتلا کریں گے۔ فرمایا ''اور تمہاری ضرور آزمائش ہوگی تمہارے مالوں میں اور تمہاری جانوں میں اور تم ضرور سنو گے یہود و نصاریٰ سے اور مشرکین سے اذیت دینے والی باتیں۔ تو اگر تم صبر کرو گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو یہ بہت ہمت کے کام ہیں'' پس جو شخص بھی عبادت کا عزم کرے گا اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے صبر عظیم کا اردہ کرے۔ صبر کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے دنیا اور آخرت کی بھلائی نصیب ہوتی ہے اور انسان نجات و کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

(۱) جو شخص تقویٰ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ذریعہ پیدا کر دے گا اور اسے ایسی جگہ سے رزق دے گا جس کا اسے وہم و گمان بھی نہ ہوگا۔ (۲) آپ صبر کریں بے شک نیک انجام متقین کا ہی ہے۔ (۳) صبر کرنے والوں کو جنت کی بشارت دو۔ (۴) یہی لوگ (صابر ہیں) جن پر ان کے پروردگار کی صلوٰتیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ (۵) اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (۶) ان لوگوں کو صبر کے صلہ میں جنت کے اندر بالاخانے عنایت ہوں گے۔ (۷) تمہارے صبر کے صلہ میں تمہارے رب کا تم کو سلام۔ (۸) صبر کرنے والوں کو بے حساب ثواب ملے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا۔ ''تجھ پر تقدیر الٰہی ضرور ہو کر جاری رہے گی۔ اگر تو صبر کرے گا تو اجر و ثواب پائے گا۔ اور بے صبر کا شیوہ اختیار کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔'' اپنے اندر صبر کا وصف پیدا کرنے کی سب سے اعلیٰ یہ چیز ہے کہ آدمی صبر کے عوض (جنت کا تصور کرے جس کے پروردگار نے وعدہ فرمایا ہے۔ بندہ مومن کے حق میں مصائب اور مشکلات کا نتیجہ نہایت ہی اچھا ہے۔ لہٰذا مصائب کے وقت تجھے اللہ تعالیٰ کا احسان مند ہونا چاہیے کہ وہ تجھے دنیوی لذائذ سے دور رکھ کر گناہوں سے محفوظ رکھنا چاہتا ہے۔ تیری اصلاح کرنا چاہتا ہے۔ تجھے زیادہ اجر و ثواب عطا کرنا چاہتا ہے۔ اور آخرت میں ابرار و مقربین کے مدارج پر فائز کرنا چاہتا ہے۔ ایک مشہور حدیث میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''میں اپنے دوستوں کو دنیا کی نعمتوں سے اس طرح دور رکھتا ہوں۔ جس طرح مہربان چرواہا اپنے اونٹوں کو خارش زدہ اونٹوں سے الگ رکھتا ہے۔'' اسی طرح اصلاح اور ترقی درجات کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں اور مقبول بندوں کو ابتلا و

آزمائش میں کثرت سے ڈالے رکھتا ہے۔ حالانکہ یہ طبقہ اس کی درگاہ میں نہایت باعزت طبقہ ہے یہاں تک کہ نبی مکرم ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا۔ ''جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو اپنا دوست بناتا ہے تو اس کو مختلف آزمائشوں میں ڈالتا ہے۔'' تو جب تو یہ دیکھے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے دنیا کی نعمتوں کو روک رکھا ہے یا تیرے لئے کثرت سے مصائب و مشکلات پیدا کر رہا ہے تو یقین رکھ کہ یہ بات اللہ کی درگاہ میں تیرے باعزت اور صاحب مرتبہ ہونے کی علامت ہے اور تجھے اپنے اولیاء کے راستے پر چلانا چاہتا ہے۔ بے شک وہ پروردگار تیرے حالات سے واقف ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ''اور اپنے رب کے حکم کے مطابق صبر سے کام لو۔ بے شک تم ہماری حفاظت اور نگاہ میں ہو۔''

اصلاح نفس کا چھٹا طریقہ ''طول امل سے اجتناب'': لمبی امیدیں نیکی وطاعت کی راہ میں رکاوٹ ہیں، نیز ہر فتنے اور شر کا باعث ہیں۔ لمبی امیدوں میں مبتلا ہو جائے گا تو اس سے ترک طاعت میں زیادتی اور اس کی ادائیگی میں سستی کا اضافہ ہوگا۔ تم اپنے دل میں کہو گے ابھی تھوڑی دیر بعد کرلوں گا۔ طول امل کی وجہ سے انسان توبہ کرنے سے بھی ٹال مٹول شروع کر دیتا ہے اور دل میں کہتا ہے ابھی کافی وقت ہے۔ میں ابھی جوان ہوں۔ ابھی کم عمر ہوں۔ توبہ ہر وقت میرے اختیار میں ہے۔ جب چاہوں گا کرلوں گا اور اصلاح احوال سے پہلے ہی موت اچانک اچک لیتی ہے اور خسر الدنیا والآخرۃ ہو جاتا ہے۔ مال جمع کرنے کی حرص بھی طول امل سے بڑھ جاتی ہے۔ اس حرص کے نشے میں انسان آخرت سے غافل ہو جاتا ہے اور اس کی قیمتی عمر اور وقت عزیز ان امیدوں کی نظر ہو جاتا ہے۔ انسان کے دل میں عیش وعشرت کی لمبی امیدیں بس جاتی ہیں تو موت بھول جاتا ہے۔ توبہ کرنے میں جلدی کر وایسا نہ ہو کہ وقت ہاتھ سے نکل جائے اور موت آنے والے سانس کی فرصت نہ دے۔ آنے والی گھڑی کے لئے رزق کی فکر نہ کرو۔ شاید اگلی ساعت تک زندگی وفا نہ کرے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ''خدا کی قسم میں نے جب بھی زمین پر قدم رکھا تو میرا یہی گمان تھا کہ شاید اٹھانے سے پہلے موت آجائے۔ اور میں نے جب منہ میں لقمہ ڈالا تو یہی گمان تھا کہ شاید حلق سے اتارنا نصیب نہ ہو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، بے شک جن باتوں کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ ضرور آکر رہیں گی اور تم اللہ تعالیٰ کو بے بس نہیں کر سکتے۔'' روایت ہے کہ کسی شخص نے حضرت زرارہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا اے برزخ میں بسنے والو! تمہارے نزدیک کون سا عمل بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا ''رضائے الٰہی اور لمبی امیدوں کو کوتاہ کرنا۔'' اے عزیز! طول امل سے بچنا بڑی نیکی کی بات ہے۔ موت کے وقت کا کسی کو علم نہیں دیا گیا۔

ایک عابد کے متعلق منقول ہے کہ وہ رب تعالیٰ سے یہ سوال کیا کرتا تھا کہ ابلیس لعین دکھایا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی جواب ملتا تھا کی اس خیال کو چھوڑ اور عافیت وامن کی دعا کیا کر۔ مگر وہ اپنے اس خیال پر مصر تھا۔ آخر ایک روز اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو اس عابد پر ظاہر کر دیا۔ جب عابد نے ابلیس کو دیکھا تو اسے مارنے کا ارادہ کیا۔ ابلیس نے کہا اگر تو نے سو سال زندہ نہ رہنا ہوتا تو میں تجھے ہلاک کر دیتا۔ عابد اپنی عمر سو سال سن کر مغرور ہو گیا اور دل میں کہنے لگا میری عمر ابھی بہت ہے۔ آزادی سے گناہ کرتا ہوں۔ آخر وقت پر توبہ کرلوں گا۔ چنانچہ وہ فسق و فجور میں مبتلا ہو گیا۔ عبادت ترک کر دی اور ہلاک ہو گیا۔

اے مخاطب! اس حکایت سے تجھے یہ سبق ملتا ہے کہ طول امل سے بچے کیونکہ طول امل عظیم ترین آفت ہے۔ طمع کی چیزوں اور لمبی امیدوں سے بچو۔ بہت امیدیں ایسی ہوتی ہیں جن کے پیچھے انسان لقمہ اجل بن جاتا ہے۔

اصلاح نفس کا ساتواں طریقہ ''کبر سے بچنا'':۔ نفس کی بلندی وعظمت کو کبر کہتے ہیں۔ کبر ایسی آفت ہے جو نیکی کا نام ونشان مٹا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: (۱) ابلیس نے انکار اور تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔ (۲) میں عنقریب اپنی آیات کے فہم سے ان لوگوں کو پھیر دوں گا جو ناحق تکبر کرتے ہیں۔ (۳) اس طرح اللہ تعالیٰ ہر متکبر اور سرکش کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ (۴) بے شک اللہ تعالیٰ متکبر لوگوں کو دوست نہیں رکھتا۔

مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے دریافت فرمایا کہ اے خدائے قدوس تو سب سے زیادہ کس پر ناراض ہوتا

ہے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جس میں تکبر ہو۔جس کی زبان ترش ہو، جس کی آنکھوں میں حیاء نہ ہو، جس کے ہاتھ بخیل ہوں اور بداخلاق ہو۔
متکبر شخص پر مصیبت اور آفت یہ ٹوٹتی ہے کہ وہ آخرت میں دوزخ کی آگ میں جلے گا۔ایک حدیث قدسی میں یوں وارد ہوا ہے کہ ''بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میری ازار ہے تو جو شخص ان دونوں میں سے ایک بھی مجھ سے چھیننے کی کوشش کرے گا میں اسے نار دوزخ میں داخل کروں گا'' مطلب یہ ہے کہ بڑائی اور عظمت اللہ تعالیٰ کی صفات مختصہ میں سے ہیں۔کسی دوسرے کو لائق نہیں۔پھر جس کے باعث اللہ تعالیٰ ناراض ہو، دنیا میں ذلت وخواری اور آخرت میں عذاب دوزخ۔ایسی خطرناک ومہلک آفت سے بچنا اور دور رہنا ضروری ہے۔

اصلاح نفس کا آٹھواں طریقہ ''نعمتوں کا شکر'':۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے۔خداوند تعالیٰ کی ظاہر اور باطن میں اطاعت کا نام شکر ہے۔ظاہر اور باطن میں گناہوں سے پرہیز کرنا شکر ہے تو اپنے دل وزبان اور اعضاء کی اس طرح حفاظت کرے کہ ان تینوں سے کسی طرح بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہوسکے۔

نفس وشیطان کے فریب:۔ سب سے باریک بات نفس اور شیطان کے فریبوں کا معلوم کرنا ہے۔اور یہ ہر ایک بندہ پر فرض عین ہے۔ان کے دفع کرنے کے لئے سوائے ذکر اللہ کے اور کوئی چارہ نہیں۔لیکن شیطان دل کو یہاں بھی نہیں چھوڑتا اور خدا تعالیٰ کا ذکر اس سے بھلاتا رہتا ہے۔اس صورت میں اس سے مجاہدہ کرنا چاہیے۔اس مجاہدہ کی انتہا موت پر ہوتی ہے کیونکہ جب تک آدمی زندہ رہتا ہے شیطان سے چھٹکارا نہیں ہوتا۔ہاں ایسا زبردست ہوجاتا ہے کہ شیطان کا فرمانبردار نہیں رہتا اور مجاہدہ سے اسے ٹال دیتا ہے۔لیکن جب تک خون بدن میں ہے تب تک مجاہدہ ضروری ہے کیونکہ ابواب شیطان زندگی بھر تک آدمی کے دل پر مفتوح رہتے ہیں۔جب دروازے کھلے ہوں اور دشمن بھی غافل نہ ہو تو بغیر حفاظت اور مجاہدہ کے کام نہ چلے گا۔ابواب شیطان غضب، شہوت، طمع، حسد وغیرہ ہیں۔(کتاب تلقین غزالی ص 49)

قلب کی سب سے مرغوب شے:۔ قلب کی مرغوب شے ذکر الٰہی ہے۔قلب کو اپنی حالت پر نہ چھوڑنا چاہئے کیونکہ اس کو تفکرات اور تخیلات میں پڑنے سے پریشانی ہوتی ہے اسے جبراً بہ تکلف ذکر کا خوگر ہونا ہے۔دل کا حال برتن کا سا ہے۔جب تک برتن میں پانی بھرا رہتا ہے اس میں ہوا نہیں جاسکے گی۔اس طرح جب تک دل غیر اللہ سے مشغول رہے گا اس میں معرفت نہیں جاسکے گی۔قلب کو جلا ذکر اللہ سے ہوتی ہے اور ذکر تقویٰ والے ہی کرتے ہیں۔پس تقویٰ ذکر کا پھاٹک ہے اور ذکر کشف کا دروازہ ہے۔اور کشف نور اکبر یعنی دیدار الٰہی کا دروازہ ہے۔جب تک قلب ذکر اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو شیطان کو موقع نہیں ملتا۔اور جب دل پر ذکر دنیا خواہش نفسانی کے سبب غالب ہوجاتا ہے تو شیطان کو وسوسے کی مجال ملتی ہے۔ذکر اللہ اور وسوسہ میں ایسا اختلاف ہے جیسا روشنی اور اندھیرے میں یا دن اور رات میں۔جو آدمی اتباع ہوائے نفسانی کرتا ہے وہ گویا اللہ کا بندہ نہیں ہے۔اس کو بندہ ہوا کہنا چاہے۔

حضرت فضیل رحمہ اللہ کے شاگرد کا واقعہ:۔ حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ آپ اپنے ایک شاگرد کے پاس پہنچے جو مر رہا تھا۔آپ اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے اور سورۃ یٰسین پڑھنے لگے تو اس نے کہا سورۃ یٰسین پڑھنی بند کردیں۔پھر آپ نے اسے کلمہ لا الہ الا اللہ کی تلقین کی مگر اس نے کہا میں یہ کلمہ بالکل نہیں پڑھوں گا میں اس سے بیزار ہوں۔ان الفاظ پر اس کی موت واقع ہوگئی۔حضرت فضیل کو اپنے شاگرد کے برے خاتمے کا سخت صدمہ ہوا اور چالیس روز تک اپنے گھر سے باہر نہ نکلے، اندر ہی بیٹھ کر روتے رہے۔چالیس دن کے بعد خواب میں دیکھا کہ اس شاگرد کو فرشتے گھسیٹ رہے ہیں۔آپ نے اس سے دریافت کیا کس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تیری معرفت سلب کرلی حالانکہ تو میرے صاحب علم اور لائق ترین تلامذہ میں سے تھا۔اس نے جواب دیا تین عیوب کی وجہ سے۔ایک تو میرے اندر چغل خوری کا عیب تھا کہ میں اپنے ساتھیوں کو کچھ بتاتا تھا اور آپ کو اس کے خلاف۔دوسرا عیب یہ تھا کہ میں اپنے ساتھیوں سے حسد کرتا تھا۔اور تیسرا عیب یہ تھا کی مجھے ایک بیماری تھی۔میں نے اس بیماری کا علاج حکیم سے پوچھا تو اس نے کہا کہ سال میں ایک دفعہ ایک گلاس شراب پیا کر تب صحت یاب ہوگا ورنہ بیماری تجھے نہیں چھوڑے گی۔تو ہر سال میں ایک گلاس شراب پیتا تھا۔(چغل خوری۔حسد کے علاوہ سال بھر میں صرف ایک بار شراب وہ بھی بغرض علاج کے انجام پر غور فرمائیں۔بھلا ہوگا)

دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے:۔ دوسرا واقعہ حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ میرا ایک پڑوسی تھا۔ میں بوقت موت اس کے پاس گیا۔ اس وقت اس پر سکرات موت طاری تھا۔ مجھے دیکھ کر کہنے لگا اے مالک! اس وقت مجھے اپنے سامنے آگ کے دو پہاڑ نظر آتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ان پر چڑھ۔ مالک بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے اس کے گھر والوں سے اس کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا! اس شخص نے غلہ کے لیے دو پیمانے رکھے ہوئے ہیں۔ ایک غلہ لینے کا اور دوسرا دینے کا۔ میں نے وہ دونوں پیمانے منگوائے اور ایک دوسرے پر مار کر توڑ دیئے پھر میں نے اس سے دریافت کیا اب کیا حال ہے۔ اس نے کہا معاملہ تو اور ہی زیادہ نازک اور خراب ہو رہا ہے۔ (سب مہلک خطاؤں کی جڑ دنیا کی محبت ہے۔ انجام پر غور فرمائیں۔ بھلا ہوگا)۔

صوفیا کے احتساب نفس کی اہمیت:۔ اپنے نفس سے حساب لیا کرو تو بہت نفع ہو۔ اس کی صورت یہ ہے کہ نفس کو خطاب کر کے کہا کرو اے نفس! میں مسافر ہوں تاجر ہوں، ابدی سعادت اور اللہ تعالیٰ کا قرب میرا منافع ہے۔ دائمی بدبختی اور حق تعالیٰ سے حجاب میرا خسارہ ہے۔ میری عمر میرا راس المال ہے کہ ہر سانس ایک بیش قیمت جواہر اور گویا بھرپور خزانہ ہے جس سے ابدی سعادت حاصل ہوتی ہے۔ جب عمر پوری ہوگی تو تجارت ختم ہوگی اور مایوس ہونا پڑے گا۔ آج کا دن میری تجارت کا دن ہے اور حق تعالیٰ نے مجھے فرصت دی ہے کہ چاہوں تو تجارت میں نفع اٹھاؤں۔ اے نفس! وہ آج کا دن ہے جو خدا کی طرف سے مہلت کا عطا ہوا ہے۔ اگر اس مہلت کو غنیمت سمجھا اور آج کا کام کل پر نہ رکھا تو آج تجارت کا منافع مل گیا اور حسرت نہ ہوئی۔ اگر تو کل بھی زندہ رہے تو پھر یہی خیال کر۔ غرض جب تک زندہ ہے اس وقت تک ہر دن کو نیا دن سمجھ اور خدا کے عفو سے دھوکا نہ کھا کیونکہ یہ تیرا گمان ہی گمان ہے ممکن ہے غلط نکلے۔ حق تعالیٰ کے معافی کچھ ضروری یا تیرا فرض نہیں ہے۔ جس کا مطالبہ اور ایفا اور ادا لازمی ہو۔

ایک ایک سانس غنیمت اور بے بہا موتی ہے۔ جو چیز موت کی وجہ سے جدا ہونے والی ہے اس کو چھوڑ دے اور جو شے پائیدار ہے اور کسی وقت بھی تیرا ساتھ نہ چھوڑے گی اس پر قبضہ کر۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر اور خدا کی یاد سے مانوس ہو۔ پھر اگر نفس کہے کہ دنیا کس طرح چھوٹ سکتی ہے تو جواب دے کہ اگر مال کی محبت زیادہ ہے تو اس کو نکال اور جاہ کی طلب قوی ہے تو اس کو چھوڑ۔ جس چیز کی نفس کو خواہش ہو اس کے خلاف کر۔ پھر دیکھ خلاصی ملتی ہے یا نہیں۔ جب تک نفس کے ساتھ ایک عرصہ دراز تک اس طرح مباحثہ نہ رکھو گے اس وقت تک یہ کبھی سیدھا نہ ہوگا اور جب تک یہ سیدھا نہ ہوگا اس وقت تک نہ تم سے اللہ کی یاد ہو سکے گی نہ مناجات میں لذت آئے گی نہ سلوک کی طرف توجہ ہوگی اور صراط مستقیم پر چلنے کی فکر ہوگی۔ (کتاب تلقین غزالی ص 56)

صوفیائے کرام اور دعاؤں کی اہمیت

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کا فرمان:۔ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک بار سات برس خشکی ہوئی یہاں تک کہ لوگ مردار تک کھا گئے اور پہاڑوں میں جا کر روتے اور گریہ زاری کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے پیغمبر پر وحی نازل کی اگر تم میری طرف چلو کہ تمہارے گھٹنے گھس جائیں اور تمہارے ہاتھ آسمان کے بادلوں کو لگ جاویں اور دعا کرتے کرتے زبانیں تھک جائیں تب بھی میں نہ کسی دعا مانگنے والے کی دعا قبول کروں نہ کسی رونے والے پر ترس کھاؤں جب تک کہ حق داروں کے حقوق ان کو نہ پہنچاؤ گے۔ جب اس امر کے بموجب عمل پیرا ہوئے تو اسی روز مینہ برسا۔

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ کا فرمان:۔ حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں قحط پڑا۔ کئی دفعہ مینہ کے لئے دعا کرنے باہر نکلے لیکن مینہ نہ برسا۔ ان کے پیغمبر پر وحی نازل ہوئی کہ ان سے کہہ دو کہ تم میری طرف ناپاک بدنوں سے نکلے ہو اور وہی ہاتھ میرے سامنے پھیلاتے ہو جن سے بہت سے خون کئے۔ اپنے پیٹوں کو حرام سے بھر رکھا ہے۔ میرا غصہ تم پر بہت زیادہ ہو گیا ہے۔ دوری کے علاوہ تمہیں مجھ سے کچھ ہرگز نہ ملے گا۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ کا فرمان:۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا کہ یہ تو فرمایئے کہ ہم لوگوں کی دعا کیوں نہیں قبول ہوتی اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔" ادعونی استجب لکم "آپ نے فرمایا کہ یہ وجہ ہے کہ تمہارے دل مردہ ہیں۔ پوچھا کہ ان کے مردہ ہونے کی کیا جہت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آٹھ حالتیں ہیں۔ **اول:** کہ اللہ کا حکم معلوم کر لیا اور اس کو بجا نہ لایا۔ **دوم:** قرآن کو پڑھا اور اس کے بموجب عمل نہ کیا۔ **سوم:** دعویٰ محبت رسول ﷺ کا کیا اور انکے طریق پر عمل نہ کیا۔ **چہارم:** موت کا خوف کیا اور اس کے لئے سامان نہ کیا۔ **پنجم:** حکم الٰہی یوں تھا کہ شیطان کو دشمن جانو مگر تم نے معصیت میں اس سے یاری کی۔ **ششم:** دعویٰ خوف دوزخ کیا مگر اپنے بدنوں کو اس میں جھونک دیا۔ **ہفتم:** جنت کو دل سے چاہتے رہے مگر اس کے لیے کوئی کام نہ کیا۔ **ہشتم:** صبح اٹھتے ہی اپنے عیبوں کو پیٹھ پیچھے ڈال دیا اور لوگوں کی عیب چینی اختیار کی۔ پس ان باتوں سے خدا تعالیٰ ناراض ہو گیا تو کس طرح قبول فرمائے۔ (تلقین غزالی ص 61)

تعلیمات صوفیاء میں تلاوت قرآن کی اہمیت

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ہم نے ہی قرآن نازل فرمایا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

یہ وہ کتاب ہے جس کو جنوں نے سن کر اپنی قوم کو خبر دی کہ یہ قرآن ہدایت کے راستہ کی رہنمائی کرتا ہے۔ ہم اس پر ایمان لے آئے۔ اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرآن حکیم سے بڑھ کر رتبہ والا نہ کوئی نبی ہے نہ فرشتہ نہ کوئی اور شخص جو شفاعت کرے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ: فرماتے ہیں کہ قرآن کی ہر ایک آیت جنت کا درجہ ہے۔ جو شخص کہ قرآن پڑھتا ہے نبوت اس کے دونوں پہلوؤں میں درج ہو جاتی ہے۔ اتنا فرق ہوتا ہے کہ اس پر وحی نہیں آتی۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حافظ قرآن کو چاہئے کہ بادشاہ سے لے کر ادنیٰ شخص تک اس کو کسی سے حاجت نہ ہو بلکہ لوگ اس کے حاجت مند ہونے چاہئیں۔

جس شخص نے قرآن حفظ کیا وہ اسلام کا علمبردار ہے۔ اس کو لہو ولعب اور لغو والوں کے ساتھ ان کے امور میں شامل نہ ہونا چاہئے۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب آدمی تلاوت کرتا ہے تو فرشتہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتا ہے۔

حضرت عمر بن ہمون رضی اللہ کہتے ہیں کہ صبح کی نماز کے بعد جو شخص قرآن کی سو آیتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو تمام دنیا کے عمل کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جو شخص سورۃ حشر کا آخر صبح وشام کے وقت پڑھے اور اس روز مر جائے تو اس کے لئے شہیدوں کی مہر لگے گی۔ (کتاب تلقین غزالی ص 69)

ابوسلیمان درانی رحمہ اللہ کا فرمان:۔ ابوسلیمان درانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب قرآن کے حافظ قرآن پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریں تو دوزخ کے فرشتے ایسے حافظوں کو بت پرستوں کی نسبت جلد پکڑ لیں گے۔ اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ جب آدمی قرآن کی تلاوت کرتا ہے۔ پھر اس میں اور گفتگو ملا دیتا ہے۔ پھر پڑھنے لگتا ہے تو اس سے کہا جاتا ہے کہ تجھے ہمارے کلام سے کیا تعلق۔

حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ قرآن مجید کو اپنے پروردگار کا فرمان سمجھتے تھے۔ رات کو اس کے معنی سوچتے تھے اور دن کو ان کی تعمیل کیا کرتے۔

تعلیمات صوفیاء میں نماز کی اہمیت

نماز کے اجزاء اور ارکان کو بحضور قلب پورا کرنے سے نماز کی ایک حسین وجمیل اور پیاری صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر نماز میں خلوص

نہیں ہے تو گویا مردہ اور بے جان ہے۔ اگر نماز میں رکوع اور سجود نہیں ہے (رکوع وسجدہ کے بعد کمر کا سیدھا نہ کرنا کہ ریڑھ کی ہڈیاں اپنی جگہ آ جائیں) تو گویا لولی اور لنگڑی ہے۔ اگر ذکر وتسبیح نہیں ہے تو گویا آنکھ کان نہیں ہیں۔ اگر سب کچھ موجود ہے مگر ذکر وتسبیح کے معنی نہیں سمجھے اور نہ دل متوجہ ہوا تو ایسا ہے جیسے اعضاء تو سب موجود ہیں لیکن ان میں حس وحرکت بالکل نہیں ہے۔ یعنی حلقہ چشم موجود ہے مگر بینائی نہیں ہے۔ کان موجود ہیں مگر بہرے ہیں کہ سنائی نہیں دیتا، ہاتھ پاؤں ہیں مگر شل اور بے حس وحرکت ہیں۔ تم سمجھ سکتے ہو کہ اندھی اور بہری چیز شاہی نذرانہ میں قبول ہوسکتی ہے۔؟

نماز شاہی نذرانہ اور سلطانی تقریب ہونے کی حالت ہے۔ عیب دار چیز اگر چہ زندہ ہے مگر سلطانی نذرانہ پیش کرنے کے قابل نہیں ہے۔ ایسی چیز کا تحفہ پیش کرنا گستاخی ہے اور شاہی عتاب کا موجب ہے۔ اگر ناقص چیز سے اللہ کا تقرب چاہو گے تو عجب نہیں کہ پھٹے کپڑوں کی طرح لوٹا دی جائے اور تمہارے منہ پر پھینک ماری جائے۔ الغرض نماز سے مقصود چونکہ حق تعالیٰ کی تعظیم ہے لہٰذا نماز کے سنن اور مستحباب و آداب میں جس قدر کمی ہوگی اسی قدر احترام وتعظیم میں کوتاہی سمجھی جائے گی۔

نماز میں شروع سے آخیر تک اخلاص اور حضور قلب قائم رکھو۔ یعنی نماز میں شروع سے آخیر تک جو کام اعضاء سے کرتے ہو ان کا اثر دل میں بھی پیدا کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب رکوع میں بدن جھکے تو دل بھی عاجزی سے جھک جانا چاہئے۔ جب زبان سے اللہ اکبر کہے تو دل میں بھی یہی ہو کہ بے شک اللہ سے بڑی کوئی چیز نہیں ہے۔ جب ''الحمدللہ'' پڑھو تو قلب بھی اللہ کی نعمتوں کے شکر سے لبریز ہو۔ جس وقت زبان سے ''ایاك نعبدو ایاك نستیعن'' نکلے تو دل میں اپنے ذلیل وضیف اور محتاج ہونے کا اقرار کرے۔ یعنی قلب میں بھی یہی ہو کہ بے شک بجز خدا کسی چیز کا نہ مجھے اختیار ہے نہ کسی دوسرے کو۔

نامہ اعمال میں نماز وہی لکھی جاتی ہے جو سوچ سمجھ کر پڑھی گئی ہو۔ جتنا حصہ بغیر سمجھے ادا ہوگا وہ درج نہ ہوگا۔ فرض کرو کہ ساری نماز میں دو رکعت کے برابر حضور قلب حاصل ہو جائے۔ امید کرو کہ حق تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے فرائض کا نقصان ان نفلوں سے پورا فرمائے گا۔

"ولاتقربوا الصلٰوۃ وانتم سکاریٰ حتی تعلموا ماتقولون"! (نماز کے قریب نہ جاؤ جب کہ تم نشہ کی حالت میں ہو حتیٰ کہ تم جو کہہ رہے ہو اسے سمجھ سکو۔) بہت سے نمازی ایسے ہوتے ہیں کہ نشہ نہیں پئے ہوتے مگر ان کو خبر نہیں ہوتی کہ کیا کہہ رہے ہیں۔ اگر دل غافل ہے تو اپنے ہی مخاطب کو جو اللہ تعالیٰ ہے نہیں پہچانے گا۔ خدا تعالیٰ دل کو دیکھتا ہے کہ وہ اس کی تعظیم کرتا ہے، اس سے ڈرتا ہے، اس سے توقع رکھتا ہے، اپنے گناہوں سے تقصیروں سے نادم ہوتا ہے۔ عبادت کے وقت انہی باتوں کا دھیان رکھ۔ ان سے دل نہ ہٹا۔ مداومت کرنے سے دل پر انوار الٰہی کی تجلی بڑھتی جاتی ہے۔ ہر شے میں پرودگار کی قدرت وحکمت زیادہ سمجھ میں آتی جاتی ہے۔ نظروں میں کچھ اور ہی عالم سما جاتا ہے۔ خدا کی عظمت، ہیبت، اپنے نفس کی حقارت، خوف، حیا، یہ سب باتیں دل میں جمع نہ ہوں تو خدا کی سچی عبادت نہیں ہوسکتی۔ (کتاب تلقین غزالی ص 73)

تعلیمات صوفیاء میں زکوٰۃ کی اہمیت

اللہ تعالیٰ نے زکوۃ کو اسلام کا ایک رکن بنایا ہے اور نماز کے بعد اسی کا ذکر فرمایا ہے۔ زکوٰۃ نہ دینے والوں کے لئے نہایت سخت وعید فرمائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو لوگ سونے چاندی کا مال رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ پر اسے خرچ نہیں کرتے ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اس آیت میں جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے مذکور ہے کے معنی حق زکوۃ نکالنے کے ہیں۔ سائل ومحروم کے لئے نفقہ کی ادائیگی اس کے علاوہ ہے۔

بخل مہلکات میں سے ہے اور یہ صفت اس طرح دور ہوتی ہے کہ آدمی مال کے دے ڈالنے کا عادی ہو۔ بخل کی ناپاکی کو زکوۃ پاک کر دیتی ہے۔ انسان کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو سوال سے غنی کیا اور دوسرے کو اس کا دست نگر بنایا۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے تھے۔ آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا۔ قسم

ہے رب کعبہ کی وہی لوگ زیادہ نقصان میں ہیں۔ میں نے عرض کیا وہ کون ہیں۔فرمایا کہ جن کے پاس مال بہت ہیں مگر ان میں سے ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ جو ایسے ایسے، اپنے دائیں بائیں، سامنے اور پیچھے بکھیریں اور خیرات کریں۔ اور فرمایا جو کوئی اونٹ والا۔ بکریوں گائیوں والا زکوۃ ادا نہ کرے گا وہ چوپائے قیامت کے دن بہت بڑے اور موٹے ہو کر آئیں گے اور اس شخص کو سینگوں سے ماریں گے اور کھروں سے کچلیں گے ۔ جب اول سے آخر تک تمام چوپائے مار چکیں گے تو پھر دوبارہ اسی طرح شروع کر دیں گے۔ جب زکوۃ نہ دینے میں یہ وعید ہے تو اسرار زکوۃ کا بیان کرنا ضرورت دین ہے۔ قسم اول: چوپایوں کی زکوٰۃ۔ قسم دوم: پیداوار جو غذا کی قسم ہو۔ قسم سوم: چاندی سونے کی زکوٰۃ۔ قسم چہارم: مال تجارت کی زکوٰۃ۔ پانچویں قسم: دفینہ اور کان کی زکوٰۃ۔ قسم چھٹی: صدقہ فطر۔

چاہئے کہ وقت وجوب سے پہلے ہی زکوۃ ادا کر دی جائے تا کہ معلوم ہو کہ خدا کی تعمیل کی رغبت رکھتے ہیں اور ضرورت مند کے دلوں کو آسائش پہنچے۔ اگر زکوٰۃ اکٹھی ادا کرنی ہو تو ادا کرنے کے لئے کوئی خاص مہینہ مقرر کر لے۔ یہ کوشش کرنی چاہئے کہ جو مہینہ مقرر کیا وہ زکوۃ دینے کے اوقات میں افضل ہو۔ مثلاً ماہ محرم میں دے کہ یہ سال کا اول مہینہ ہے اور مہینوں میں محترم ہے۔ یا رمضان میں زکوۃ نکالے کہ حضور ﷺ اس ماہ میں سب سے زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔ رمضان میں شب قدر کی بھی فضیلت ہے۔ ماہ ذی الحج بھی بہت فضیلت کا مہینہ ہے۔ اس میں ایام معلومات یعنی پہلا عشرہ ہے اور ایام معدودات یعنی تشریق کے دن بھی ہیں۔ ماہ رمضان میں بہتر پیچھے کے دس روز اور ماہ حج میں اول کے دس روز۔ صاحب نصاب پر زکوٰۃ برس (سال) گزرنے پر واجب ہوتی ہے۔ (کتاب تلقین غزالی ص 78)

تعلیمات صوفیاء اور روزہ کی اہمیت

سب ارکان میں روزہ کو خدا تعالیٰ کی طرف نسبت ہے۔ اس وجہ سے اس کو اوردنوں میں فوقیت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا قول ارشاد فرمایا ہے۔ روزہ رکھنا خاص میرے واسطے ہے اور میں اس کی جزا دوں گا۔ صبر کرنے والوں کو ثواب بے حساب ملے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ ہر چیز کا دروازہ ہے اور عبادت کا دروازہ روزہ ہے۔ اور فرمایا کہ روزہ دار کا سونا عبادت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ شیطان باندھ دیئے جاتے ہیں اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ اے طالب خیر آگے بڑھ اور اے طالب شر بس کر۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جوان عابد سے اپنے فرشتوں پر فخر فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ اے جوان میرے لئے اپنی خواہش چھوڑنے والے اور میری رضا میں اپنی جوانی خرچ کرنے والے تو میرے نزدیک ایسا ہے جیسے کوئی میرا فرشتہ ہو۔ اور روزے کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے فرشتو! میرے بندے کو دیکھو! اپنی شہوت اور لذت اور کھانا پینا سب میرے سبب چھوڑ رکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صابر کیلئے ثواب انڈیل کر ڈھیر لگا دیے جائیں گے۔ اس لئے کہ روزہ خدا تعالیٰ کے لئے ہے۔ اگرچہ ساری عبادتیں اسی کے لئے ہیں مگر روزہ کو ایسا شرف ہے جیسا خانہ کعبہ کو ہے۔

روزہ رکھنا چند چیزوں سے باز رہنا اور بعض افعال کو ترک کرنا ہے۔ یہ امر باطنی ہے۔ اس میں کوئی عمل ایسا نہیں جو آنکھ سے سوجھے۔ جب کہ دوسری عبادتیں لوگوں کی نظر میں ہوتی ہیں۔ روزہ کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں دیکھتا۔ یہ امر باطن کا ہے اور اجر سے ہے۔ روزہ خاص کر شیطان کی جڑ اکھاڑ دیتا ہے۔ اس کی راہوں کو بند کرنے والا ہے۔ اس کے راستے کو تنگ کرنے والا ہے۔

روزہ دار کے لئے احتیاط:۔ اہل دل فرماتے ہیں کہ جو شخص دن کو اس بات میں مصروف ہو کہ افطار کی چیز کی تدبیر کر لینی چاہئے تو اس پر خطا لکھی جائے گی۔

نیک لوگوں کا روزہ اعضاء کو گناہوں سے باز رکھنے سے ہوتا ہے۔

(اول) نظر کا نیچے رکھنا، نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ نظر کرنا شیطان کے تیروں میں سے زہر کا بجھا ہوا ایک تیر ہے۔ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے خوف سے نظر کو نیچے رکھے گا اللہ تعالیٰ اسے ایسا ایمان عطا فرمائے گا جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں پائے گا۔

(دوم) زبان کو بند رکھنا بے ہودہ بات جھوٹ، غیبت، چغلی، فحش، ظلم، جھگڑے اور بات کاٹنے سے اور سکوت کو اس پر لازم کرنا۔ ذکر الٰہی اور قرآن حکیم کی تلاوت میں مصروف رکھنا۔ یہ زبان کا روزہ ہے۔ روزہ سپر۔ جب تم میں سے کوئی روزہ رکھے تو فحش نہ بکے نہ جہالت کرے۔ اگر کوئی اس سے لڑائی کرے یا گالی دے تو کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں۔ (یعنی اپنی زبان کو امانت رکھا ہے)

ایک حدیث مبارک میں آیا ہے کہ حضور ﷺ کے مبارک زمانہ میں دو عورتوں نے روزہ رکھا۔ دن کے آخر ہونے کے قریب بھوک پیاس کی اس قدر شدت ہوئی کہ ہلاکت کے قریب پہنچ گئیں۔ انہوں نے کسی کو حضور ﷺ کی خدمت میں افطاری کے لئے کہلوا بھیجا۔ آپ ﷺ نے اس کے پاس ایک پیالہ بھیجا اور آدمی کو ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کو کہنا کہ جو کچھ تم نے کھایا ہو اس کو اس پیالے میں قے کر دو۔ ایک عورت کی قے سے تو نصف پیالہ گوشت اور خون تازہ سے اور دوسری کی قے سے باقی پیالہ گوشت اور خون تازہ سے بھر گیا۔ لوگ متعجب ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو چیز اللہ نے حلال فرمائی ہوئی تھی۔ اس سے روزہ رکھا اور ان پر حرام کی تھی اس سے افطار کیا۔ ان میں سے ایک دوسری کے پاس بیٹھ گئی اور دونوں نے لوگوں کی غیبت شروع کی۔ اس پیالے میں وہی گوشت ہے جو ان دونوں نے لوگوں کا کھایا تھا۔

(سوم) بری بات سننے سے کانوں کو باز رکھنا۔ جن باتوں کا کہنا حرام ہے اس کا سننا بھی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سننے والے کو سنانے والوں کے برابر فرمایا۔

(چہارم) ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضاء کو بری باتوں سے روکنا اور افطار کے وقت پیٹ کو شبہات سے روکے رکھنا۔ کیونکہ جب حلال سے دن بھر رکے رہے اور حرام سے افطار کیا تو کچھ نہ ہوا۔ حرام کھانا ایک زہر ہے جو دین کو ہلاک کرتا ہے۔ حلال ایک دوا ہے کہ اس کا کم کھانا مفید ہے۔

(پنجم) افطار کے وقت حلال غذا اتنی بہت نہ کھائے کہ پیٹ تن جائے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کھانے کے اقسام روزہ میں زیادہ ہی ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہ عادت بن گئی ہے کہ سب کھانوں کو رمضان کے لئے رکھ چھوڑتے ہیں اور رمضان میں اتنا کچھ کھا جاتے ہیں کہ اور دنوں میں کئی مہینوں میں بھی نہ کھائیں۔ روزہ سے مقصود تو پیٹ کا خالی رکھنا اور خواہش کا توڑنا ہے جس صورت میں کہ صبح سے شام تک تو معدہ کو ٹالا پھر افطاری میں لذیذ چیزیں کھائیں اور پیٹ بھر کر کھائیں تو صاف بات ہے کہ اس کی لذت اور قوت بڑھے گی اور وہ خواہشات جنم لیں گی کہ اگر بے روزہ رہتا تو نہ ابھرتیں۔ جس صورت میں دوپہر کی غذا اور رات کے کھانے کو ایک ساتھ کھا لیا تو روزہ سے فائدہ نہ ہوگا۔ (البتہ شیطان کو راہ مل جائے گی۔) (کتاب تلقین غزالی ص 81)

تعلیمات صوفیاء میں حج کی اہمیت

حضور ﷺ نے فرمایا ''صاحب استطاعت مسلمان بغیر حج کے مر گیا تو اسے اختیار ہے کہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی۔''

حج دین کا ایک ستون ہے۔ سفر کے لئے حلال زادراہ اکٹھا کرو۔ راستے میں کھانے کے اندر وسعت کرو۔ فحش گوئی، جھگڑا، فضول کلام، اس دنیا کے معاملات کی بات چیت بالکل نہ کرو۔ اپنی زبان کو کلام اللہ کی تلاوت اور ذکر الٰہی میں مشغول رکھو۔ جس قسم کی تکلیف مالی نقصان یا مصیبت اٹھانی پڑے اس پر خوش دل رہو۔ اس کو حج مقبول ہونے کی علامت سمجھو۔ اپنے پروردگار سے ثواب کی امید رکھو حج مقبول کی پہچان یہ ہے کہ حج سے واپس آئے تو دنیا میں زاہد اور آخرت میں راغب ہو۔ بعد زیارت بیت کے صاحب بیت کی زیارت کی تیاری کرے۔

حضرت آدم علیہ السلام جب افعال حج پورے کر چکے تو ان سے فرشتوں نے کہا۔ اے آدم! تمہارا حج قبول ہوا۔ ہم نے اس گھر کا حج تم سے دو ہزار برس پہلے کیا۔ (تلقین غزالی ص 82)

مروی ہے کہ علی بن موفق رحمہ اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چند حج کئے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے ابن موفق رحمہ اللہ تو نے میری طرف سے حج کیا؟ میں نے اس اثبات میں جواب عرض کیا۔ پھر فرمایا تو نے میری طرف سے لبیک کہا۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ ارشاد فرمایا کہ اس کا بدلہ قیامت کے دن تجھے دوں گا جب کہ خلقت ابھی حساب کی سختی میں ہوگی کہ میں تیرا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کر دوں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حاجیوں کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اکابر سلف کا یہ دستور تھا کہ حاجیوں کو رخصت کرنے ساتھ جاتے تھے۔ اور حاجیوں کو لینے کے لئے جاتے تو ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان پیشانی پر بوسہ دیتے اور ان سے اپنے لئے دعا منگواتے پیشتر اس کے کہ وہ مرتکب گناہ ہوں۔

خانہ کعبہ و مکہ معظّمہ کی فضیلت:۔ قیامت کے روز کعبہ کا حشر ایسی شکل میں ہوگا جیسے دلہن ہوتی ہے۔ جن لوگوں نے حج کیا ہوگا وہ اس کے پردوں سے لٹکے ہوں گے اور گرد چلتے ہوں گے یہاں تک کہ کعبہ جنت میں ان لوگوں کو ساتھ لئے داخل ہوگا۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ حجر اسود جنت کے یاقوتوں میں سے ایک یاقوت ہے۔ وہ قیامت میں اس طرح اٹھے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی اور ایک زبان ہوگی جس سے وہ اس شخص کے لئے گواہی دے گا جس نے اس کو حق اور صدق کے ساتھ بوسہ دیا ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بہت بوسہ دیا کرتے تھے۔ اگر آپ سواری پر طواف کرتے ہوتے تو اشارہ فرما کر اپنے عصا کے سرے کو بوسہ دیتے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ مکہ معظّمہ میں ایک دن کا روزہ رکھنا ایک لاکھ روزہ کے برابر ہے اور ایک درہم کا خیرات کرنا لاکھ درہم خیرات کرنے کے برابر ہے۔ اسی طرح ہر ایک نیکی لاکھ نیکیوں کے مساوی ہے۔

تعلیمات صوفیاء میں زیارت مدینہ کی اہمیت:۔ جو شخص زیارت مدینہ طیبہ کا قصد کرے اس کو چاہئے کہ راستہ میں بہت درود وسلام پڑھے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر رہائش گاہ اختیار کرے۔ وہاں غسل کرے خوشبو لگائے۔ عمدہ کپڑے پہنے اور مسجد شریف کا قصد کرے۔ اندر جا کر دو رکعت نماز نفل پڑھے پھر روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ وہاں اس طرح کھڑا ہو کہ کعبہ کی طرف پشت کرے اور روضہ مبارک کر طرف منہ۔ یہ مسنون نہیں کہ دیوار کو ہاتھ لگائے یا بوسہ دے۔ تعظیم کے ساتھ خدمت اقدس میں سلام کرے۔ اگر کسی نے اپنا سلام عرض کرنے کے لئے کہا ہو تو اس کا سلام بھی پیش کرے۔ پھر ایک ہاتھ کے قدر ہٹ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ پر سلام پڑھے۔ کہ آپ کا سر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ مبارک کے پاس ہے۔ پھر قبلہ رخ کھڑے ہو کر اللہ کی حمد وتمجید کرے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجے اور اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرے کہ تو نے فرمایا ہے اور تیرا قول سچا ہے۔ ہم نے تیرا ارشاد سنا اور اطاعت کی اور تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ ان کو تیری جناب میں اپنے گناہوں کے بارہ میں جس کے بوجھ سے ہماری پیٹھ ٹوٹی جاتی ہے اپنا شفیع کیا۔ ہم اپنی لغزشوں سے توبہ کرتے ہیں۔ پس ہماری توبہ قبول کر۔ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہمارے حق میں منظور فرما۔ پھر درمیان روضہ شریف اور منبر کے جا کر دو رکعت نفل پڑھ اور جتنی دعائیں ہو سکیں بارگاہ الٰہی میں مانگ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک ہے۔ صبح کی نماز مسجد نبوی شریف میں پڑھ کر زیارت شہدائے احد۔ مقام جنگ خندق ومساجد۔ مسجد قبا، مسجد قبلتین و دیگر مقامات کی زیارت کو جاؤ اور نماز ظہر مسجد نبوی شریف میں آ کر پڑھو تا کہ کوئی فرض نماز کی جماعت فوت نہ ہو۔ مستحب ہے کہ ہر روز فجر کی نماز مسجد نبوی شریف میں پڑھ کہ درود وسلام سے فارغ ہو کر بقیع میں جاؤ اور بزرگ شخصیات امام حسن رضی اللہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، امام زین العابدین رحمہ اللہ امام باقر رحمہ اللہ، امام جعفر رحمہ اللہ، خاتون جنت حضرت صفیہ پھوپھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبروں کی زیارت کر کہ سب بقیع میں استراحت فرما ہیں مع دیگران فاتحہ پڑھو۔ مستحب ہے کہ مسجد قبا میں شنبہ کے روز جا کر نماز پڑھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنے گھر سے نکل کر مسجد قبا میں آئے اور اس میں نماز پڑھے اس کے لئے ایک عمرہ کا ثواب ہوتا ہے۔

پھر جب اپنے کاموں سے فارغ ہولو اور مدینہ منورہ سے نکلنے کا قصد کرو تو مستحب یہ ہے کہ روضہ شریف کے پاس حاضر ہو اور دعائے زیارت پڑھو اور نبی کریم ﷺ بالمومنین رؤف الرحیم ﷺ سے رخصت کے وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ پھر زیارت سے مشرف ہونا نصیب ہو۔

حج مقبول: حج قبول ہونے کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ جو گناہ پہلے کرتا تھا ان کو چھوڑ دے۔ نکمے دوستوں کے بدلے نیک بختوں سے بھائی چارہ کرے۔ کھیل اور غفلت کی مجلسوں کے عوض ذکر اور ہوشیاری کی مجالس اختیار کرے۔ حج کے بعد اگر آدمی اپنے دل کو دین دنیا سے کنارہ کرتا پائے اور انس باللہ کی طرف زیادہ متوجہ ہو، شریعت کی میزان میں سنجیدہ اعمال سرزد ہوئے ہوں تو قبول ہونے کا اعتماد کرنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ اسی شخص کا حج قبول کرتا ہے جس کو دوست رکھتا ہے اپنی محبت کے آثار اس پر ظاہر کرتا ہے۔ ابلیس مردود کا دباؤ اس سے ہٹا دیتا ہے۔ جب اس طرح کی باتیں ظاہر ہوں تو معلوم ہوگا کہ حج قبول ہوا اگر معاملہ برعکس ہوا تو تعجب نہیں کی آدمی کو اس سفر سے مشقت اور سختی کے سوا کچھ بھی وصول نہیں ہوا۔ معاذ اللہ منھا (تلقین غزالی ص 87)

تعلیمات صوفیاء میں رزق حلال کی اہمیت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''خدا نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں رزق دیا۔'' اس سے معلوم ہوا کہ وہ خالق بھی ہے اور رازق بھی۔ پھر اسی پر اکتفانہ کی بلکہ صریح طور پر رزق کا وعدہ فرمایا: ''بے شک اللہ ہی ہر ایک کا رازق ہے''۔ پھر صرف اس وعدہ پر اکتفانہ کیا بلکہ صاف طور پر رزق کا ذمہ اپنے اوپر لیا اور فرمایا: ''زمین میں کوئی جاندار نہیں مگر اس کا رزق خدا تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ پھر صرف ذمہ پر اکتفانہ کیا بلکہ اس پر قسم کھائی۔ فرمایا: ''تو آسمان وزمین کے رب کی قسم، بے شک یہ حق ہے ویسی ہی زبان میں جو تم بولتے ہو۔''

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لعنت ہو اس قوم پر جسے خدا کی قسموں پر بھی اعتبار نہ آیا۔ جب آیت ''فورب السموت والارض'' (تو آسمان وزمین کے رب کی قسم) نازل ہوئی تو ملائکہ نے کہا ہلاکت ہو ابن آدم کے لئے کہ اس نے رب کو غصہ کیا یہاں تک کہ اس نے رزق دینے پر قسم کھائی۔

منقول ہے کہ ایک چور نے حضرت بایزید بسطامی کے ہاتھ پر توبہ کی۔ حضرت بایزید نے قبور کے متعلق اس سے سوال کیا تو اس نے جواب دیا کہ میں نے تقریباً ہزار قبروں سے کفن چرائے لیکن سوائے دو مردوں کے باقی تمام کے منہ قبلے کی جانب سے پھرے ہوئے تھے تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا ان لوگوں کو رزق کے بارے میں خدا پر توکل نہیں تھا اس لئے ان کے چہرے قبلہ کی طرف سے پھرے ہوئے تھے۔

میرے ایک دوست نے مجھ سے ذکر کیا کہ میری ایک نیک آدمی سے ملاقات ہوئی تو میں نے پوچھا کیا حال ہے۔ اس نے جواب دیا، حال تو ان کا ہے جن کا ایمان محفوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ''اس حی وقیوم کی ذات پر توکل کر جس پر فنا نہیں آسکتی'' سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ ''رزق روز اول سے تقسیم کر دیا گیا ہے۔ اور قلم قدرت اس کو تحریر کر کے فارغ ہو چکا ہے۔ اب کسی پرہیزگار کی پرہیزگاری اسے زائد نہیں کر سکتی اور نہ کسی فاجر کے فسق وفجور سے وہ کم ہو سکتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ توکل اس کا نام ہے کہ بندے کو اس امر کا یقین ہو جائے۔ اور اس کا دل اس پر مضبوطی سے قائم ہو جائے کہ میرے جسم اور ڈھانچے کو باقی رکھنا میری حاجات کو پوری کرنا، ہر ہر تنگی اور تکلیف سے بچانا صرف خدا کے قبضہ قدرت میں ہے، کسی دوسرے کے ہاتھ میں نہیں۔ نہ ہی دنیا کے اسباب ووسائل کے سبب سے ہے۔ خدا اگر چاہے تو میرے جسم کی بقا اور دیگر حاجات کے لئے کسی مخلوق کو وسیلہ بنا دیتا ہے یا دنیا کی کسی اور شے کو ذریعہ بنا دیتا ہے۔ اور اگر وہ چاہے تو بغیر ظاہری اسباب دنیا اور کسی مخلوق کے آسرے کے بغیر مجھے زندہ رکھ سکتا ہے وہ اسباب وذرائع کا محتاج نہیں ہے عزت وحکمت والے خدا کی تدبیر وتقدیر اسی طرح جاری ہے۔ ابو بکر محمد بن سابق صقلی واعظ شام نے کیا خوب فرمایا ہے۔ بہت سے قوی لوگ جو تدبیر میں بہت ہوشیار وچالاک ہوتے ہیں، رزق سے محروم ہوتے ہیں اور بہت سے ضعیف البدن تدبیر میں نکمے دنیا ان کے پاس اس طرح آتی ہے جیسے وہ سمندر کی تہہ سے دونوں ہاتھوں سے ہیرے جواہرات نکال رہے ہیں۔ یہ اس

بات کی دلیل ہے کہ رزق کے بارہ میں مخلوق کے ساتھ خدا تعالیٰ کا ایک مخفی تعلق ہے سمجھنے سے انسانی دماغ قاصر ہے۔(تلقین غزالی ص 89)

جناب رسول مقبول ﷺ نے فرمایا ہے۔''ایمان لانے اور نماز پڑھنے کی فرضیت کے بعد رزق حلال کی تلاش فرض ہے۔''

حرام غذا:۔ اگر تم صحیح اور بامقصد عبادت کا عزم وارادہ اپنے اندر پیدا کرنا چاہتے ہو تو تم پر حرام غذا، شبہہ کے کھانے اور فضول حلال سے اپنے پیٹ کی حفاظت نہایت ضروری ہے۔ حرام اور شبہ کی چیزوں سے تین وجہ سے بچنا ضروری ہے۔ اول دوزخ کی آگ سے بچنے کے لئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

''جو لوگ یتیموں کا مال ظلم کے طریقوں سے کھاتے ہیں ایسے لوگ بے شک اپنے شکموں میں آگ جھونکتے ہیں اور عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ (ناردوزخ میں داخل ہوں گے۔'' حضور ﷺ نے فرمایا۔ جو گوشت غذا حرام سے تیار ہوا اس کے لئے آگ میں جلنا ہی بہتر ہے۔

دوسرے۔ حرام اور شبہہ والی غذا کھانے والا مردود بارگاہ خداوندی ہے۔

تیسرے۔ حرام اور شبہ والی غذا کھانے والا شخص نیک کام کرنے سے محروم ہوتا ہے اور اگر اتفاقاً کوئی کار خیر اس سے ہو جائے تو وہ عند اللہ مقبول ومنظور نہیں ہوتا بلکہ رد کر دیا جاتا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔''بہت سے رات عبادت میں کاٹنے والے ایسے ہوتے ہیں جن کو بیداری کی مشقت کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بہت سے روزہ دار ایسے ہوتے ہیں جن کو دن بھر کے روزے سے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جس کے شکم میں غذا حرام پڑی ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اگر تم نمازیں پڑھتے پڑھتے کمان کی طرح جھک جاؤ اور روزے رکھتے رکھتے تانت کی طرح دبلے بھی ہو جاؤ تو بغیر تقویٰ اختیار کئے اور مال حرام سے بچے کچھ بھی قبول نہ ہوگا۔ رزق حرام کھا کر عبادت کرنا ایسا ہے کار ہے جیسا گوبر پر مکان تعمیر کرنا۔

فضول حلال:۔ فضول اور ضرورت سے زائد حلال کا استعمال بھی بندوں کے لئے آفت اور اہل مجاہدہ کے لئے بلا ہے۔

اول: حلال طعام زیادہ کھانے سے قساوت قلبی پیدا ہوتی ہے اور نور زائل ہو جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے فرمایا: حاجت اور ضرورت سے زیادہ کھانے پینے سے گریز کرو کیونکہ اس سے دل مردہ ہو جاتا ہے جس طرح ضرورت سے زیادہ پانی سے کھیتی تباہ ہو جاتی ہے۔

دوم: زیادہ کھانے سے اعضاء میں فتنہ پیدا ہو جاتا ہے۔ فساد برپا کرنے اور بے ہودہ کاموں کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ کان بری باتیں سننے کے مشتاق ہوتے ہیں۔ شرم گاہ شہوت رانی کا تقاضا کرتی ہے اور پاؤں ناجائز مقامات کی طرف حرکت کرنے کے لئے بے قرار ہوتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ انسان کے افعال واقوال کی اچھائی برائی کا انحصار غذا پر ہے۔ اگر پیٹ میں حرام غذا جائے تو حرام کاموں کی صورت میں ہی برآمد ہوگی۔ اگر فضول اور ضرورت سے زیادہ غذا پیٹ میں داخل ہوگی تو وہ فضولیات کے ارتکاب کی صورت میں ہی برآمد ہوگی۔ غذا گویا تخم ہے اور افعال واقوال اس تخم کا پودہ ہیں جو تخم کے مطابق اگتا ہے۔

سوم: ضرورت سے زیادہ کھانے سے عبادت میں کمی واقع ہوتی ہے کیونکہ جب انسان خوب سیر ہو کر کھا لیتا ہے تو اس کا بدن بوجھل ہو جاتا ہے۔ آنکھوں میں نیند بھر جاتی ہے اور اعضا سست پڑ جاتے ہیں۔

چہارم: پیٹ بھر کر کھانے سے علم وفہم میں کمی واقع ہوتی ہے کیونکہ شکم پری دانائی اور زیری کو ختم کر دیتی ہے۔ پنجم: خوب پیٹ بھر کر کھانے میں حرام یا شبہے کے طعام میں پڑنے کا خطرہ ہے کیونکہ حلال مال اتنا وافر نہیں ملتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا''حلال غذا تجھے نہیں ملے گی مگر معمولی گذارے کے موافق اور حرام تیرے پاس بے تحاشا آئے گا'' اور فرمایا''ہر بیماری کی اصل بدہضمی ہے اور ہر علاج کی اصل بھوک اور کم خوراک ہے۔''

لہٰذا تمہیں حرام اور شبہہ کی غذا سے پرہیز کرنا لازمی ہے اور رزق کے معاملہ میں سخت احتیاط کرنا ضرورت ہے تاکہ دوزخ کے عذاب سے نجات رہے۔ اسی طرح ضرورت سے زیادہ حلال کے استعمال سے بھی اجتناب لازم ہے تاکہ بندہ کسی شر اور برائی میں مبتلا نہ

ہو۔اور قیامت کے دن حساب کے لئے محشر میں روک نہ لیا جائے۔(تلقین غزالی ص 93)

دنیا کی محبت سے بچنے کی اہمیت اور ضرورت:۔ سب مہلک خطاؤں کی جڑ دنیا کی محبت ہے اور نجات کی اصل دنیا سے علیحدہ رہنا ہے۔اگر دنیاوی نعمتیں مراد کے موافق بے بلا اور مصیبت ملا کریں تو اس سے دل کو دنیا کی طرف میل اور اس کے اسباب کے ساتھ انس ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کے آدمی کے حق میں دنیا مثل جنت ہوتی ہے۔تو مرنے کے بعد اس کے اسباب کی مفارقت بڑی مصیبت ہو جاتی ہے۔اور اگر مصیبتیں آتی رہیں تو دل اس کی طرف سے کھٹا ہو جاتا ہے۔نہ اس سے الفت نہ رغبت بلکہ دنیا اس کے حق میں مثل زندان ہو جاتی ہے کہ یہاں سے چھوٹنا گویا قید سے چھوٹنا تصور کرتا ہے اور نہایت لذت دنیا سے خلاصی ہونے میں پاتا ہے۔اسی بنا پر حدیث شریف میں ہے کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت۔اور کافر اس کو کہتے ہیں جو خدا سے روگردان ہو کر صرف دنیا کی زندگی کا خواہاں ہو اور اسی پر اطمینان رکھے۔اور مومن وہ ہے جو دل سے دنیا سے پھرا ہوا ہو اور اس سے نکلنے کا مشتاق ہو۔(تلقین غزالی۔ص 99)

تعلیمات صوفیاء میں غیبت کی مذمت:۔ غیبت یعنی عیب چینی کا تو یہ حال ہے کہ اختلاط کی صورت میں اس سے بچا رہنا ایک بڑا کھٹن کام ہے۔بجز صدیقوں کے اس سے کوئی بچ نہیں سکتا۔اس لئے لوگوں کو عادت پڑ گئی ہے کہ جہاں بیٹھے ہیں اس کا چرچہ رکھتے ہیں کہ اس میں چاشنی اور لذت گزک کی سی حلاوت سمجھتے ہیں۔پس اگر تم لوگوں سے اختلاط کر کے انہی کی سی کہو گے تب تو گناہ گار اور گناہ گار مستحق غصہ پروردگار ہو گے اگر خاموش رہو گے۔تب بھی غیبت کرنے والوں میں گنے جاؤ گے ہر سننے والا غیبت کا ایسا ہی ہے جیسا غیبت کرنے والا۔اگر تم لوگوں کو غیبت سے منع کرو گے تو وہ تمہارے حق میں دشمن ہو جائیں گے اور جس کی غیبت کرتے تھے اس کو چھوڑ کر تمہاری غیبت کریں گے۔قرآن کریم میں غیبت کو مردہ بھائی کا گوشت نوچنے سے تعبیر فرمایا ہے۔حضور ﷺ نے اسے زنا سے بھی بدتر قرار دے کر اس سے دور رہنے کا حکم فرمایا ہے۔زنا سے توبہ قبول ہو جاتی ہے۔غیبت سے نہیں تاوقتیکہ جن کی غیبت کی ہے وہ معاف کر دیں۔اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ غیبت سے توبہ کرنے والا سب سے آخر میں جنت جائے گا اور بغیر توبہ مرنے والا سب سے پہلے دوزخ میں جائے گا۔غیبت کرنے والے کے ساتھ سننے والا بھی شریک جرم ہے۔ یہ خیال کیا جائے کہ غیبت سے میری نیکیاں دوسرے کے نامہ اعمال پر منتقل ہو رہی ہیں، اسی طرح سلسلہ رہا تو میں خالی ہاتھ ہو جاؤں گا۔غیبت اعمال صالحہ کو اس طرح تباہ کرتی ہے جس طرح آسمانی بجلی۔اور غیبت کرنے والے آدمی کے اعمال اس طرح ضائع جس طرح وہ منجنیق (ایک طرح کی توپ) میں ڈال کر مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں پھینک دیے جائیں۔

منقول ہے کہ حضرت امام حسن بصری کو کسی شخص نے کہا کہ فلاں شخص نے آپ کی غیبت کی ہے تو آپ نے غیبت کرنے والے آدمی کو کھجوروں کا ایک تھال بھر کر روانہ کیا اور ساتھ کہلا بھیجا کہ سنا ہے تو نے مجھے اپنی نیکیاں ہدیہ کی ہیں تو میں نے ان کا معاوضہ دینا بہتر جانا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے سامنے کسی نے غیبت کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: اگر میں کسی کی غیبت کرنا درست جانتا تو اپنی ماں کی غیبت کرتا کیونکہ سب سے زیادہ وہ میری نیکیوں کی مستحق ہے۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ حضرت خاتم اصم رحمہ اللہ کی نماز تہجد فوت ہوگئی تو آپ کی بیوی نے آپ کو اس پر عار دلائی۔آپ نے جواب دیا کہ گذشتہ شب ایک جماعت ساری رات نوافل میں مصروف رہی ہے اور صبح انہوں نے میری غیبت کی ہے تو ان کی اس رات کی عبادت قیامت کے روز میرے اعمال کے ترازو میں رکھ دی جائے گی۔(بڑے گہرے غور کی ضرورت ہے)

غیبت کی تعریف یہ ہے کہ دوسروں کا ایسا تذکرہ کرنا کہ اگر وہ سن لے تو برا مان جائے، خواہ نقصان بدن کا ہو یا نسبت کا یا قول و فعل کا یا دین کا یا دنیا کا یا کپڑے، گھر اور سواری وغیرہ کا۔اگر چاہے کہ زبان سے غیبت اور فضول بات نہ نکلے تو چاہئے کہ بجز ذکر الٰہی یا ضرورت دین کے اور کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالے اور سکوت اختیار کرے۔پھر جو کلام نکلے گا وہ حق ہوگا اور سکوت و کلام دونوں عبادت ہوں گے۔متکلم جو کلام کرتا ہے وہ اس پر وبال ہوتا ہے بجز اس کلام کے جو اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو۔قیامت میں لوگ اس کی تلخی کے گلے میں پھنسنے میں نجات نہ پائیں

قربت کی راہیں

حضرت مولانا سید ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

شائع کردہ

مکتبۂ غزنویہ۔ ۴ شیش محل روڈ۔ لاہور

طبع اول ــــــــ جولائی ۱۹۷۷ء

مطبع ــــــــ ایورگرین پریس۔ لاہور

طابع ــــــــ تحریک احیائے دین ۴ شیش محل روڈ لا

ملنے کا پتہ ــــــــ مکتبۂ غزنویہ ۴ شیش محل روڈ۔ لاہور

کتابت ــــــــ اقبال اختر خوشنویس ادارہ کتابت لا

قیمت ــــــــ

حقیقت ذکر الٰہی

حضرت مولانا سید ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

شائع کردہ

مکتبۂ غزنویہ۔ ۴ شیش محل روڈ۔ لاہور

طبع اول ــــــــ جولائی ۱۹۷۷ء

مطبع ــــــــ ایورگرین پریس۔ لاہور

طابع ــــــــ تحریک احیائے دین ۴ شیش محل روڈ لا

ملنے کا پتہ ــــــــ مکتبۂ غزنویہ ۴ شیش محل روڈ۔ لاہور

کتابت ــــــــ اقبال اختر خوشنویس ادارہ کتابت لا

قیمت ــــــــ

گے مگر وہ لوگ جنہوں نے اپنے نفس کو خفا کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کیا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ماننا حق ہے۔ اس کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت نہ چاہئے۔ اللہ تجھ کو مخلوق سے بچا سکتا ہے مگر مخلوق کو یہ طاقت نہیں کہ تجھ کو خدا تعالیٰ سے بچالے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم سب حاکموں سے برتر ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: معراج کی رات میں نے ایک قوم دیکھی جو مردار کھا رہی تھی۔ میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ جبریل نے عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو دوسرے کا گوشت کھاتے تھے۔ یعنی ان کی غیبت کرتے تھے۔ (تلقین غزالی۔ ص 121)

نام کتاب:۔ قربت کی راہیں....... مصنف:۔ حضرت مولانا سید ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

واردات قلب وانوار الٰہی کا گلدستہ:۔ کتاب کے بارے میں کچھ بھی عرض کرنے کے قابل نہیں، ہاں اس قدر جانتا ہوں کہ جب نام رکھنے کا مرحلہ درپیش تھا تو تمام احباب سے اس سلسلے میں پیہم مشورے ہوتے رہے۔ دو تین نام تجویز ہوئے آخر کار ''قربت کی راہیں'' پر اتفاق ہوگیا۔ اس کتاب کو سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ دراصل ''واردات قلب'' سے تعبیر فرماتے تھے۔ یا فرماتے کہ یہ وہ انوار الٰہی ہیں جو حرمین شریفین کی حاضری کے دوران دل پر وارد ہوئے۔ ان کا بیان وہ سر عام نہیں فرماتے تھے بلکہ فرماتے یہ عشق و عاشقی کا مسئلہ ہے۔ ریاض صاحب کو بھی لندن میں آپ نے فرمایا تھا کہ سعودی عرب کی حاضری میں دل پر جو کچھ وارد ہوا وہ میں نے اس کتاب میں نقل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسے ضرور پڑھیئے۔ (قربت کی راہیں، ص ۸)

آپ ﷺ کی محبت عین ایمان ہے:۔ بزرگو، بھائیو اور عزیزو! آیئے کچھ وقت ان کی یاد میں بسر کریں، جو صبحیں اور شامیں ان کی یاد میں بسر ہو جائیں، حاصل عمر رائیگاں ہیں۔

جب تجھے یاد کر لیا صبح مہک مہک اٹھی　　　جب ترا غم جگا لیا، رات مچل مچل گئی

آپ ﷺ کا ذکر ایک مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور اس کی روح کی غذا ہے۔ ان کی ذات گرامی سے محبت، بلکہ والہانہ شیفتگی جزء ایمان ہے..... نہیں بلکہ عین ایمان ہے، جیسا کہ ''صحیحین اور ''مسند امام احمد'' میں ہے۔

''لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من نفسہ و ولدہ و اھلہ والناس اجمعین''

(تم میں سے کوئی صحیح معنوں میں مومن نہیں ہوسکتا، جب تک میں اسے اس کی اپنی ذات سے، اس کے اپنے بچوں سے، اس کے اپنے گھر والوں سے اور تمام بنی نوع انسان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (مقام رسالت ص ۳۰)

آپ ﷺ کی عظمتیں صرف خدا ہی جانے:۔ ان کی عظمتوں کو کس پیمانے سے ماپیں، غالب نے کئی منقبتیں لکھیں، کئی قصیدے لکھے مگر نعتیہ اشعار بہت کم لکھے اور یہ کہہ کر خاموش ہوگیا۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتم　　　کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد ﷺ ست

میں نے حضور ﷺ کی مدح وثناء خدا پر چھوڑ دی ہے۔ ان کے مقام کی عظمتوں کی معرفت اسی ذات پاک کو ہے۔ (مقام رسالت ص ۳۱)

نام احمد ﷺ نام جملہ انبیاء ست:۔ اسی لیے اصحاب معرفت نے کہا کہ تم اگر اس وجود اتم واکمل کی حکایت کہو، گو اور انبیاء علیہم السلام کا ذکر تم نہ کرو مگر حقیقت یہی ہے کہ جب تم نے لفظ ''محمد'' ﷺ کہا تو تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام، بلکہ تمام افراد فضیلت وعزیمت کی حکایت اس میں آگئیں اور تم انبیائے کرام کے جتنے واقعات اور حکایتیں بیان کرو، حقیقت میں اسی آفتاب کی کرنوں کی حکایت کو تم باغ وچمن کہتے ہو، گو تم ٹہنیوں، پتوں اور پھولوں کا ذکر نہ کرو، مگر جب تم نے باغ وچمن کہا، تو سب کا ذکر ضمناً آ گیا۔

پھر اگر تم ہوائے عطر بیز کی بات کرو، سبزے کی شادابیوں کی حکایت کہو، یا لالہ وگل، سرو وسمن اور سنبل وریحاں کا ذکر کرو۔ گو باغ وچمن کا نام نہ لو، مگر یہ سب حکایت تو باغ وچمن ہی کی ہے۔ تم حسن یوسف علیہ السلام کا ذکر کرو یا دم عیسیٰ علیہ السلام کی بات کرو یا ید بیضا کی

حکایت کہو، گوتم شاہ خوباں کا نام نہ لو، مگر یہ سب حکایت تو اسی شاہ خوباں ہی کی ہے۔ اسی حقیقت کو مولائے روم نے دو مصرعوں میں سمیٹ دیا تھا۔

نام احمدﷺ نام جملہ انبیا ست چونکہ صد آمد نو دہم پیش ماست

احمد مجتبیٰ ﷺ کا نام تمام انبیاء کا نام ہے۔ جب تم نے سو کہا تو نوے کا ذکر اس میں ضمناً آ ہی گیا۔ (مقام رسالت ص۴۲)

دیکھئے! قرآن مجید میں جہاں جہاں آپ ﷺ کا ذکر ہے، وہ تو آپ ﷺ کا ذکر ہے ہی اور جیسا کہ میں نے ابھی ذکر کیا، انبیاء علیہم السلام کے جتنے واقعات قرآن مجید میں ہوئے، بالواسطہ وہ بھی آپ ہی کی حکایت ہے۔ پھر یہ اوامر، یہ نواہی، یہ مواعظ یہ امثال وحکم، حضور اقدس ﷺ ان کی تفسیر مجسم تھے۔ پس نگاہ معرفت سے دیکھا تو قرآن مجید ''بسم اللہ'' سے لے کر ''والناس'' تک تمام رسول اللہ ﷺ کی حکایت میں والليل پڑھنے لگا بے خودی میں تری زلف کا ماجرا کہتے کہتے۔

پس ''بسم اللہ'' سے لے کر ''والناس'' تک تمام رسول اللہ ﷺ کی حکایت

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر وہی قرآں وہی فرقاں، وہی یٰسین وہی طٰہٰ

......اب تک یہ بیان ہوا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی رعنائیاں آپ کی ذات گرامی میں سمٹ آئی تھیں اور آپ ﷺ سید الاولین تھے۔ اب یہ بیاں کرتا ہوں کہ آپ ﷺ سید الآخرین تھے۔ آخرین میں سب سے افضل آپ ﷺ کے صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنھم تھے، جن کے سینوں پر انوار رسالت ﷺ براہ راست پڑے۔ (مقام رسالت ص۴۳)

ازل سے ابد تک کوئی آپ کا ہم مقام نہیں:۔ میں یہ بات جذبات کی رو میں بہہ کر نہیں کہہ رہا ہوں۔ میں برسوں تشکیک کی وادیوں میں سرگرداں رہا۔ سالہا شکوک وشبہات کے کانٹوں کی چبھن میں نے گوارا کی۔ میں کہتا ہوں اور جذبات سے ہٹ کر کہتا ہوں کہ وہ تاریخ انسانیت کے مرکز ومحور میں...... میں اور وضاحت سے کہوں اور عامیانہ بولی میں کہوں ازل سے لے کر آج تک جتنی مخلوق پیدا ہوئی ہے، ارض وسماء میں اور مابین السموات والارض اور آج سے لے کر ابد تک جتنی مخلوق پیدا ہونے والی ہے، ارض وسما میں اور مابین السموات والارض، کوئی نہیں جو ان کی گردن کو چھو سکے...... میں اور وضاحت سے کہوں جیسے خدا کی الوہیت کے بارے میں ہمارا ایمان ہے کہ اس کا کوئی سہیم وشریک نہیں، کوئی ساجھی نہیں، کوئی ہمسفر نہیں۔ اسی طرح حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ہمارا ایماں ہے کہ وہ انسانیت و عبدیت کے اس مقام ارفع واعلیٰ پر سرفراز ہیں کہ ''لاشريك له ولانظير له ولا ندله ولامثاله''

منزه عن شريك في محاسنه فجوهر الحسن فيه غير منقسم

عظمتیں، رفعتیں اور وسعتیں:۔ ان کی عظمتیں اور رفعتیں، ان کی وسعتیں اور پہنائیاں، ان کی زیبائیاں اور رعنائیاں، زبان قاصر ہے اور قلم عاجز ہے کہ انہیں حیطہ شمار میں لا سکے۔ آج کے بیاں میں اس بحر بیکراں کے چند قطرے ہی آ سکے ہیں۔

بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچنیں باقی

بہتر ہے کہ اپنی درماندگی کا اعتراف کریں اور غالب کی ہمنوائی میں کہیں:۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتم

خدا کی قسم روضۂ اقدس تمام کائنات سے افضل ہے:۔ آیئے! ان کے روضۂ اطہر کی بات کریں۔ ہر مکاں کو شرف مکیں سے ہے ہر جگہ کو فضیلت اس میں بسنے والے سے ہے۔ شاہی محلوں کی عظمت دنیا والوں کے جی میں کیوں ہے۔ محل کے پتھروں یا اینٹوں کی وجہ سے نہیں ہے۔ محل کی عظمت ان کے جی میں اس لیے ہے کہ بادشاہ اس میں رہتا ہے ہر مکاں کو شرف مکیں سے ہے۔ تمام روئے زمیں پر روضۂ اطہر کی زمین کے سوا کوئی مقام ایسا نہیں جس سے آپ ﷺ جیسا جسم اطہر لمس کر رہا ہو۔ پس وہ زمین کا حصہ جس سے آپ کا جسم لمس کر رہا ہے۔ تمام روئے زمیں سے افضل۔ اور یہ بات حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی ہمنوائی میں کہہ رہا ہوں۔ ایک شخص نے آپ سے پوچھا، کیا کعبہ روضۂ اطہر سے افضل ہے تو فرمایا: ''فـلا

والله ولا العرش وحملته ولاجنة عدن ولا الا فلاك الدائره لآن بالحجرة جسدا لووزن لرجح" (بدائع الفوائد ج ۳،۱۳۵)

نہیں خدا کی قسم روضۂ اطہر کعبے سے افضل ہے۔عرش اور حاملین عرش سے افضل، وہ جنت عدن سے افضل، وہ آسمانوں سے افضل اس لیے کہ روضۂ مبارک میں ایک ایسا جسد اطہر ہے کہ اگر دونوں جہانوں کو ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور ان کا جسم مبارک دوسرے پلڑے میں، تو ان کا جسم مبارک دونوں جہانوں سے زیادہ وزنی اور قیمتی رہے گا۔

"سبحان الله ما اكملك ما احسنك ما اجملك" کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا گستاخ اکھیاں کتھے جا اڑیاں

(مقام رسالت ص ۴۴ تا ۴۶)

صحابہ کرام کے سینوں پر انوار رسالت کا نزول:۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کے سینوں پر انوار رسالت براہ راست پڑے تھے، اس آیت کی تفسیر مجسم تھے۔انہوں نے اپنا گھر بار، اپنا مال ومنال، اپنا سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر لٹا دیا۔(حب رسول اکرم ﷺ ص ۵۰)

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں جاتی رہیں، لوگ عیادت کو آئے تو کہنے لگے: یہ آنکھیں تو مجھے اس لیے عزیز تھیں کہ ان سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوتی تھی۔ جب وہی نہ رہے، تو اب ان آنکھوں کے جانے کا غم کیا ہے۔(حب رسول اکرم ﷺ ص ۵۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ جب بھی آپ ﷺ سفر کے لیے تشریف لے جاتے، ساتھ ہو لیتے۔ آپ ﷺ کو جوتیاں پہناتے، آپ ﷺ کی جوتیاں اتارتے۔سفر میں آپ ﷺ کا بچھونا، مسواک، جوتا اور وضو کا پانی ان ہی کے پاس ہوتا تھا۔ اسی لیے آپ کو صاحب سواد رسول اللہ ﷺ کہتے تھے، یعنی حضور ﷺ کے میر ساماں تھے۔

حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ سارا دن آپ ﷺ ہی کی خدمت میں رہتے تھے۔جب آپ ﷺ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر کاشانہ نبوت میں تشریف لے جاتے تو آپ باہر دروازے پر بیٹھے رہتے کہ شاید آپ کو کوئی کام پڑے اور میرے بھاگ جاگ اٹھیں اور حضور ﷺ کی خدمت کی سعادت نصیب ہو جائے۔ایک دن حضور ﷺ نے ربیعہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ربیعہ تم شادی کیوں نہیں کرتے کہنے لگے: شادی کی تو یا رسول اللہ ﷺ! آپ کا آستانہ مجھ سے چھوٹ جائیگا مگر حضور ﷺ نے بار بار اصرار سے کہا، اور وہ مجبور ہو گئے۔(طبقات ابن سعد بحوالہ حب رسول اکرم ﷺ ص ۵۴)

عبادات میں جان محبت و معرفت سے حاصل ہو:۔ ساتھیو! پہلی منزل معرفت کی ہے۔آپ ﷺ کے محاسن اور شمائل کی معرفت، آپ ﷺ کے فضائل اور مراتب کی معرفت، آپ ﷺ کی عظمتوں کی معرفت، آپ ﷺ کی رعنائیوں کی معرفت، آپ ﷺ کی عبقریت کی معرفت۔

جتنی معرفت زیادہ ہوگی، محبت اسی قدر مستحکم اور پائیدار ہوگی اور محبت جس قدر پائیدار اور شدید ہوگی، اطاعت اسی قدر مستحکم بنیادوں پر قائم ہوگی۔

اگر آپ ﷺ کی ذات گرامی کی صحیح معرفت حاصل نہ ہو تو ان سے محبت بھی کچی اور ناپائیدار ہوگی اور محبت ناپائیدار ہو تو اطاعت پھیکی اور بے لذت ہوگی۔معرفت اور محبت کے بغیر اطاعت ایک چھکڑا ہے جو ریں ریں کرتا ہوا چلتا ہے۔اطاعت میں جان محبت اور معرفت سے پڑتی ہے اور اصل مقصود اطاعت ہی ہے۔اگر ان کی معرفت اور محبت سے ان کی اطاعت حاصل نہ ہوئی، تو اصل مقصد فوت ہو گیا۔(اتباع حضور ﷺ ص ۶۳)

ہے یہ طریق عاشقی چاہیے اس میں بے خودی اس میں چنیں چناں کہاں، اس میں اگر مگر کہاں

مرشد کامل کی علامت:۔ وہ شیخ جو شریعت کا اتباع نہیں کرتا ہے اور تمہیں شریعت سے ہٹ کر من گھڑت وظیفے بتلاتا ہے اور تم سے ایسی باتوں کا تقاضا کرتا ہے، جن کا ثبوت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہیں ملتا، وہ خود بھی گمراہ ہے اور تمہیں بھی گمراہ کر رہا ہے۔ "خلوا فاخلو فويل لهم ولاتبا عهم" شیخ وہی ہے جو تمہارا رخ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف پھیر دے، شیخ وہی ہے جو تمہیں حضور ﷺ کے قریب کر دے۔جو تمہیں اتباع رسول ﷺ پر پکا کرے۔جو حضور ﷺ میں فنا ہونے کا ڈھنگ تمہیں سکھائے۔(اتباع حضور ﷺ ص ۶۷)

کشف پر چودہ سو سالہ گواہی:۔ میں کشف کا منکر نہیں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو کشف ہوتا تھا، بعض تابعین کو کشف ہوتا تھا۔اولیاء رحمہم

اللہ کی چودہ سوسال کی تاریخ گواہی دیتی ہے کہ بعض اولیاء کو کشف ہوتا ہے۔وہ شخص روحانی اعتبار سے اندھا ہے جو کشف سے انکار کرتا ہے۔

حضرت اسید رضی اللہ عنہ کا کشف: ۔اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر صحابی سورۂ بقرہ پڑھ رہے تھے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک سائبان میں چراغ ہیں جو نیچے اتر رہے ہیں۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''تلك الملئكة دنت لصوتك'' یہ فرشتے تھے جو تیری آواز سن کر قریب آ گئے تھے۔(مسلم، جلد اول، ۲۶۹)

کیا فرشتے اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر پر منکشف نہ ہوئے تھے اور کیا خود حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کی گواہی نہ دی تھی۔ پس جو شخص کہتا ہے کہ اولیاء اللہ کو کشف نہیں ہوتا ہے اور نہیں ہو سکتا۔وہ حدیث رسول اللہ ﷺ کا منکر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کشف: ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر جنگ کے لیے بھیجا تھا، جس پر ساریہ نامی ایک آدمی کو امیر بنایا۔ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے کہ وہ یکا یک زور زور سے کہنے لگے۔یا ساریۃ الجبل، یا ساریۃ الجبل، اے ساریہ پہاڑ کی طرف ہو جاؤ۔

اس لشکر کا ایک قاصد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔اس نے حضرت عمر رضی اللہ سے کہا: ''اے امیر المؤمنین! ہمیں دشمن سے شکست ہو رہی تھی کہ یکا یک ہمیں آواز آئی۔''یا سارية الجبل، فاسند ناظهور نا بالجبل''۔ہم نے پہاڑ سے ٹیک لگالی۔جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور اللہ نے دشمن کو شکست دی۔(مشکوٰۃ، جلد ثانی صفحہ ۵۴۶ بحوالہ بیہقی)

یہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر سے لشکر کی حالت کو میدان جنگ میں دیکھ لیا۔یہ کشف نہ تھا تو کیا تھا۔یہ کشف بصری تھا اور یہ جو لشکریوں نے آپ کی آواز سن لی تو یہ کشف صوتی نہ تھا تو کیا تھا۔پس کشف سے انکار جہالت ہے۔(اتباع حضور اقدس ﷺ، ص ۷۱)

کرامات کا منکر کتاب وسنت کا منکر: ۔اولیاء اللہ کی کرامات کے ہم قائل ہیں۔بعض اولیاء اللہ سے کرامتوں کا ظہور ہوتا ہے۔ حضرت مریم رضی اللہ عنہا نبی نہ تھیں۔اولیاء میں سے تھیں۔قرآن مجید میں ہے: ''كلما دخل عليها زكريا المحراب وجد عندها رزقاً قال يمريم انى لك هذا، قالت هو من عند الله'' (آل عمران ۳۷)

جب بھی حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے پاس آتے، ان کے پاس رزق پاتے، حضرت زکریا علیہ السلام نے پوچھا، اے مریم! یہ رزق تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے۔انہوں نے کہا یہ اللہ ہی کی طرف سے آتا ہے۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی کرامت: ۔ پھر آپ کے صحابی خبیب رضی اللہ عنہ بن عدی کو مشرکین مکہ نے گرفتار کر لیا تھا۔مکے میں وہ اسیر تھے۔اسیری کی حالت میں ان کے پاس انگور دیکھے گئے۔حالانکہ انگوروں کا موسم نہ تھا۔(بخاری، جلد ثانی، صفحہ ۵۶۸)

ام ایمن رضی اللہ عنہا کی کرامت: ۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا صحابیہ ہجرت کر کے مدینے جا رہی تھیں۔روزے کی حالت میں تھیں۔ سفر میں زادِ راہ بھی پاس کچھ نہ تھا۔افطار کا وقت آیا۔پیاس سے نڈھال ہو رہی تھیں۔انہوں نے سر پر کسی چیز کو محسوس کیا۔سر اٹھایا، کیا دیکھتی ہیں کہ ایک ڈول ان کے سر پر لٹک رہا ہے۔اس سے پیا حتیٰ کہ سیر ہو گئیں۔(الطبقات الکبریٰ، جلد ۸، صفحہ: ۲۲۴)

ایسے بہت سے واقعات ہیں جو صحابہ، تابعین اور اولیائے کرام کے حالات میں ملتے ہیں۔پس اولیاء اللہ سے کرامتوں کا ظہور ہوتا ہے اور جو اولیاء اللہ کی کرامات کا منکر ہے، وہ کتاب اللہ اور حدیث رسول ﷺ کا منکر ہے۔کرامت کیا ہے؟ کسی خرق عادت کا ظہور یعنی فطرت کے عام معمولات سے ہٹ کر کسی بات کا معرض وجود میں آنا۔(اتباع حضور اقدس ﷺ، ص ۴۷)

تصرف وتسخیر ولایت کی دلیل نہیں: ۔ حضرت الامام عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ جوانی میں تسخیر کے مشہور عمل ''حزب البحر'' کے عامل تھے۔ایک دن حجرے میں تشریف فرما تھے۔ایک مولوی صاحب نے حجرے کو باہر سے مقفل کر دیا۔حضرت الامام ''حزب البحر'' پڑھنے لگے تالا کھٹ سے ٹوٹ گیا، مولوی صاحب کو تعجب ہوا اور جا کر حضرت عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو سارا ماجرا سنایا۔انہوں نے کہا: بلاؤ عبدالجبار کو۔ان

سے پوچھا: عبدالجبار! چہ خواندی؟ عبدالجبار! تم نے کیا پڑھا۔ عرض کیا: حزب البحر خواندم، حزب البحر کا عمل پڑھا تھا۔ فرمایا: حزب البحر چیست؟ حزب البحر کیا ہے؟ حضرت الامام نے حزب البحر کی عبارت سنائی: ''سخرلنا کل بحر'' (ہر سمندر کو ہمارے لیے مسخر کردے)، ''سخر لنا کل شـئـی'' (ہر چیز ہمارے لیے مسخر فرمادے) حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ فرمایا: ''عبدالجبار! از خدا خدائی میخواہی، بندگی اختیار کن'۔ عبدالجبار! خدا سے خدائی مانگتے ہو، بندگی اختیار کرو۔ پس تصرف و تسخیر بھی ولایت کی دلیل نہیں۔

ایک سوال یہ بھی ہے کہ کیا دعا کی قبولیت ولایت کی دلیل ہے کہ نہیں، اس میں کیا شک ہے کہ اولیاء اللہ مستجاب الدعوات ہوتے ہیں۔

بخاری شریف کی حدیث ہے: ولایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل...... بی یسمع وبی یبصر و بی یبطش وبی یمشی...... ولئن سالنی لاعطینه ولئن استعاذ بی لاعیذنه (مشکوٰۃ، جلداول، صفحہ ۱۹۷)

میرا بندہ نفلی عبادت سے مسلسل میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ پھر ایک وقت آتا ہے کہ میرے ساتھ سنتا ہے، میرے ساتھ دیکھتا ہے، میرے ساتھ پکڑتا ہے، میرے ساتھ چلتا ہے، یعنی میری نصرت واعانت اسے حاصل ہوتی ہے۔ میرا فضل وکرم اس کے شامل حال ہوتا ہے...... اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں ضرور اسے عطا کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں ضرور اسے پناہ دوں گا۔ (اتباع حضور اقدس علیہ السلام ص ۷۶)

بے ادب اصطبل میں باندھنے کے لائق:۔ اس بات کو پلے باندھو کہ ولایت اور قرب الٰہی کے تمام درجات اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہی سے حاصل ہوتے ہیں۔ (اتباع حضور اقدس علیہ السلام ص ۷۸)

پس ولایت کی کسوٹی فقط ایک ہے اور وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی جو جتنا ان کے قریب ہوا وہ اتنا بڑا ولی ہوا اور اولیاء اللہ تو واجب الادب اور واجب التعظیم ہوتے ہیں۔ جو اولیاء اللہ کا نام ادب سے نہ لے اور روح کی گہرائیوں سے ان کی تعظیم بجانہ لائے، وہ بھی کوئی انسان ہے، اسے اصطبل میں باندھو۔ ''کاالانعام بل هم اضل''

ان کی شان میں ادنیٰ سی ادنیٰ گستاخی بھی موجب حرماں ہے، سدہ مجاری فیض ہے اور یہ بات اس حدیث قدسی کی روشنی میں کررہا ہوں جو صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''ومن عادیٰ لی ولیاً فقد آذنته بالحرب''

جو میرے کسی دوست سے دشمنی کرتا ہے، میں اس کے ساتھ جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔ (اتباع حضور اقدس علیہ السلام ص ۷۹)

حب آل محمد ﷺ محبت رسول ﷺ کا تقاضا:۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کا تقاضا ہے کہ جو انہیں محبوب تھا، ہم بھی انہیں چاہیں اور ان سے پیار کریں۔ جن جن سے انہیں تعلق خاطر تھا۔ ہم بھی ایک قلبی رابطہ ان سے محسوس کریں۔ اور ان کا ادب واحترام، ان کی تعظیم وتوقیر جی کی گہرائیوں میں محسوس کریں۔ اگر ہم ایسا محسوس نہیں کرتے تو خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہماری محبت میں نقص ہے اور ہزار ہم محبّ رسول ﷺ ہونے کا دعویٰ کریں، اگر یہ کیفیت نہیں ہے، تو یہ حب رسول ﷺ محض اک فریب نفس ہے۔ محبوب کی ہر شے عزیز ہوتی ہے۔ وہ لباس جو محبوب پہنتا ہے اور جس میں اس کی خوشبو بسی ہوئی ہوتی ہے، جی کو بھلا معلوم ہوتا ہے۔ ایک عاشق نے کہا:

اے گل تبو خورسندم تو بوئے کسے داری

اسے پھول اس لئے بھلا معلوم ہوتا ہے کہ اس میں سے یار کی خوشبو آتی ہے۔

اس گھر کے درودیوار پر پیار آتا ہے جس میں محبوب نے زندگی بسر کی ہو۔

قیس عامری کہتا ہے:

امـر عـلـی الـدیـار دیـار لیـلـی　　اقبـل ذا الـجـدار و ذاالـجـدار

ومـا حـب الـدیـار شـغـفـن قلـبـی　　ولٰـکـن حـب مـن سـکـن الـدیـار

میں لیلیٰ کے گھروں کے پاس سے گزرتا ہوں۔ کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں، کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں۔ کچھ ایسی بات نہیں یہ تو اس کی

محبت کا تقاضا ہے جو ان گھروں میں رہتا تھا۔

وہ راہیں جن سے یار گزرتا ہے ان راہوں پہ پیار آتا ہے۔

جہاں جہاں سے چمن میں بہار گزری ہے وہاں وہاں ابھی رقصاں ہے بوئے عنبر و گل

قیس عامری کہتا ہے: من آل لیلیٰ و این لیلیٰ

لیلیٰ اب کہاں ہے۔ لیلیٰ کے بچوں کے چہروں میں سے لیلیٰ کی جھلک دیکھتا ہوں یہ محبت کی عام واردات ہیں۔ محبت تو جہاں بھی ہوگی اس کے برگ و بار یہی ہیں ان کیفیتوں کا حال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھو۔ آپ ﷺ کے وضو سے جو پانی بچ جاتا، صحابہ رضی اللہ عنہم اس پر جھپٹ پڑتے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اسے تبرکاً اور تیمناً جسم پر ملتے تھے۔ آپ ﷺ کا لعاب مبارک صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں پر گرتا تھا، آپ ﷺ حجامت کرواتے، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عاشقوں کا آپ ﷺ کے گرد ہجوم ہوتا تھا اور آپ ﷺ کے بالوں کو سر سے اترتے ہی اچک لیتے تھے۔

مرشد کامل اور انکے تبرکات کا عشق:۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی ان نشانیوں کو آخرت کا توشہ سمجھتے تھے اور مرنے کے بعد بھی اپنے آپ سے جدا کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لاتے، تو ان کی والدہ آپ ﷺ کے پسینے کو ایک شیشی میں محفوظ کر لیتیں اور اپنے عطر میں ملا لیتی تھیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فوت ہونے لگے تو انہوں نے نصیحت کی کہ میرے لاشے پر حنوط ملو تو اس میں حضور ﷺ کے پسینے میں بسا ہوا عطر بھی ملا لینا۔ (حب آل محمد ﷺ، ص ۸۳ تا ۸۵)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آپ ﷺ کی ایک قمیص، ایک تہبند، ایک چادر اور چند موئے مبارک تھے۔ انہوں نے وفات کے وقت نصیحت کی کہ مجھے ان ہی کپڑوں میں دفناؤ اور یہ موئے مبارک میرے ساتھ رکھو۔ (حب آل محمد ﷺ، ص ۸۵)

ایک دن حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے گھر میں ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کا دہانہ اپنے منہ سے لگایا اور پانی پیا۔ حضرت ام سلیم نے مشکیزے کا دہانہ کاٹ کر تبرکاً اپنے پاس رکھ لیا تھا کہ میرے آقا ﷺ کے مقدس ہونٹوں نے اس دہانے کو لمس کیا ہے۔ (طبقات ابن سعد بحوالہ حب آل محمد ﷺ، ص ۸۵)

احبو اهل بیتی لحبی:۔ ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ محبوب کی ہر شے عزیز ہوتی ہے۔ اس کی گلیاں عزیز، اس کا آستانہ عزیز، اس کا پیراہن عزیز، اس کی جوتیاں عزیز، اس کا گھرانہ عزیز، اس کے خادم عزیز۔

پس اس ذات اطہر واقدس کی محبت کا ایک یہی تقاضا ہے کہ اہل بیت سے محبت ہو، جیسا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''احبونی لحب اللہ واحبو اهل بیتی لحبی'' (ترمذی) (اللہ کی محبت کی بناء پر مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی بناء پر میرے گھرانے کے افراد سے محبت کرو)۔ پھر گھرانا بھی وہ کہ خود خدا آخری صحیفہ آسمانی میں ان سے خطاب کرتا ہے۔ ان کی طہارت اور پاکیزگی کا اعلان کرتا ہے۔ (حب آل محمد ﷺ، ص ۸۶)

وہ جن کے احترام کو ملحوظ رکھنے کے لیے آپ ﷺ نے نصیحت فرمائی: ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظرو اکیف تخلفونی فیھا (مسند امام احمد) (کتاب اللہ اور اہل بیت ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے حتیٰ کہ وہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں گے۔ پس خیال رکھنا کہ میرے بعد تم ان سے کیا سلوک کرتے ہو۔)

بالخصوص حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ کو ایک خاص قلبی لگاؤ تھا ان کی پیدائش کے وقت خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے کان میں اذان دی تھی اور ''اشھد ان لا الہ الا اللہ'' کی صدا ان کی روح میں اتاری تھی اور اپنا لعاب مبارک ان کے دہن میں ڈالا تھا۔ آپ ﷺ انہیں چومتے تھے اور سینے سے لگا کر انہیں بھینچتے تھے۔ مسند امام احمد میں ہے۔ یضیم الیه حسنا و حسیناً

(حب آل محمد ﷺ، ص ۸۸)

وہ لوگ جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوار و برکات کی معرفت حاصل ہے، سمجھتے ہیں کہ یہ کیسی سعادت عظمیٰ ہے جو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی۔ بارگاہ رسالت ﷺ میں جن کی محبوبیت کا یہ عالم کہ آپ فرمائیں:

"هذان ابناي وابنا ابنتي اللهم اني احبهما فاحببهما و احب من يحبهما "(ترمذی مع تحفة الاهوذی ۳۳۹ باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی) (حب آل محمد ﷺ، ص۸۸)

اہل بیت کی محبت ایمان کا حصہ:۔ ساتھیو! اپنے حریم دل میں جھانک کر دیکھو۔ اگر اس میں اہل بیت کی محبت اور بالخصوص حسین بن فاطمہ کی محبت نہیں پاتے ہو تو تم یقین کرو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تمہاری محبت بھی محض فریب نفس ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھو کہ آپ ﷺ کا پسینہ، آپ ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی، آپ ﷺ کے موئے مبارک حتیٰ کہ آپ ﷺ کا لعاب دہن بھی انہیں عزیز تھا۔ پھر آہ صد ہزار آہ و حرماں اگر تم اپنے سینوں کو حسین بن فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و تعظیم سے خالی پاتے ہو۔ یہ بہت بڑی محرومی اور شقاوت ہے۔ تم یقین کرو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اگر تمہارے رگ و پے میں اتر جائے تو تم ان کے غلاموں کے غلاموں کا بھی ادب کرو۔ (حب آل محمد ﷺ، ص۹۱)

آہ! یہ کیسی للّٰہیت کی موت اور ایمان کی جانکنی ہے کہ بعض علماء عین منبر رسول ﷺ پر کھڑے ہو کر اس محبوب بارگاہ رسالت، اس جگر گوشہ بتول کا ذکر حقارت آمیز لہجے میں کرتے ہیں۔ وہ گھرانا جس سے تم نے فیض حاصل کیا، وہ جن کی جوتیوں کے صدقے میں تمہیں ایمان و اسلام رضی اللہ عنہ کی معرفت حاصل ہوئی، تم کو کیا ہوا کہ تم ان ہی کی عیب چینیاں کرتے ہو۔ پھر اس عیب چینی اور خوردہ گری کے لیے تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر کے سوا کوئی اور جگہ نہیں ملتی۔ پھر تم اپنے لب ولہجہ کو تو دیکھو، یوں محسوس ہوتا ہے جیسے شمر بن ذی الجوشن، یزید اور ابن زیاد نے اہل بیت رضی اللہ عنہم کے خلاف مقدمے میں تمہیں اپنا وکیل بنا لیا ہے۔ حدیث قدسی ہے: من عاديٰ لي ولياً فقد آذنته بالحرب جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھتا ہے۔ میں اس کے خلاف جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ولی اللہ ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ وہ صحابی بھی تھے اور اہل بیت رضی اللہ عنہم میں سے بھی تھے۔ وہ صرف صحابی ہی نہ تھے، جلیل القدر علماء صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ وہ صرف اہل بیت ہی میں سے نہ تھے بلکہ محبوب بارگاہ رسالت تھے۔

پس حضرت حسین کی شان میں گستاخی، ان کی تنقیص، ان کے بارے میں سوء ادب سراسر موجب حرماں ہے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب   بے ادب محروم ماند از فضل رب

(حب آل محمد ﷺ، ص۹۲)

درود شریف کی فضیلت:۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہ السلام کی توصیف اور تعریف فرمائی اور ان کی تکریم اور تعظیم کا حکم دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ تو فرشتوں کو حکم دیا کہ انہیں سجدہ کرو۔ ظاہر ہے کہ یہ تعظیم ایسی ہے کہ خود خدا اس میں شریک نہ تھا۔ یہ شرف اور اعزاز صرف اور صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کو حاصل ہے۔ کہ اولاً خود خدا ان پر درود بھیج رہا ہے......اپنی مخصوص ترین رحمتیں ان پر نازل فرما رہا ہے۔

اس کے ملائکہ اس پر درود بھیج رہے ہیں۔ تمام ملائکہ مقربین، حاملین عرش، ساتوں آسمان میں بسنے والے، کراماً کاتبین سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیج رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں یہ کہہ رہے ہیں کہ عالم علوی میرے حبیب ﷺ پر درود وسلام سے گونج رہا ہے۔ اے عالم سفلی میں بسنے والو! تم بھی ان پر پیہم درود وسلام بھیجو، تا کہ عالم علوی اور عالم سفلی بیک وقت میرے حبیب ﷺ پر درود وسلام سے گونج اٹھے۔ تا کہ عرش بریں سے عرش زمیں تک پیہم غلغلہ برپا ہو "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"۔ (درود شریف کی فضیلت، ص۱۱۷)

فضیلت درود پر علمی نکات:۔ حضرت رصاع رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس آیت میں لفظ اللہ آیا ہے جو خدا کا ذاتی نام ہے اور جامع جمیع اسماء وصفات ہے۔ اگر خدا کہتا: "ان الرب وملئكته يصلون على النبى" یا "ان الرحمان وملئكته يصلون على النبى" تو یہ واہمہ ہو سکتا تھا

کہ ان پر صرف اسم رب یا اسم رحمٰن کا ہی فیضان ہوتا ہے۔لیکن لفظ "اللہ" سے معلوم ہوا کہ ان پر ذات اور تمام اسماء وصفات کا فیضان وارد ہوتا ہے۔

حضرت رصاع رحمہ اللہ نے یہ بھی فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ کے بہت سے اسماء میں سے یہاں نبی کے لفظ سے ذکر فرمایا اور دوسرے اسماء وصفات کا ذکر نہ کیا، اس لیے کہ آپ ﷺ کی اور دوسرے انبیاء کی یہ صفت سب سے نمایاں ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں علوم لدنی عطا کرتے ہیں۔معارف وحقائق کی خبر دیتے ہیں۔حضور علیہ السلام کی غایت درجہ تکریم وتعظیم مقصود تھی، اس لیے "علی النبی" کہا اور ذاتی نام یعنی لفظ محمد ﷺ کے ساتھ ان کا ذکر نہ کیا۔

ہمارے درود کی انہیں حاجت کیا ہے؟:۔ وہ لوگ جو دین میں کٹ حجتیاں کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے فرشتے حضور ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھیجتے ہیں تو ہمارے درود کی انہیں کچھ احتیاج نہیں۔اگر اس زاویہ نگاہ سے دیکھا جائے تو وہ ذات گرامی جس پر خود خدا درود بھیج رہا ہے، فرشتوں کے درود کی بھی محتاج نہیں۔حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے یہ حکم محض "اکراماً وتعظیماً لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیا ہے اور ہم پر شفقت کی کہ اس بہانے ہم اجر وثواب کے مستحق ٹھہریں۔

رحمت حق بہانہ می جوید رحمت حق بہانہ می جوید......

"من صلي علي صلوة واحدة صلى الله عليه عشراً"(مسلم وابوداؤد)(جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔)

وہ انسانیت کا محسن اعظم...... وہ اللہ اور مخلوق کے درمیان واسطہ عظمیٰ......وہ جس نے انسان کو خیر وشر کی حقیقت سمجھائی...... وہ جو اللہ کی معرفت، اس کی محبت اور تقرب کا وسیلہ کبریٰ ہے، وہ کتاب وحکمت کی تعلیم دینے والا، وہ روحوں کا تزکیہ کرنے والا، وہ یتیموں، مسکینوں، بیواؤں، محتاجوں اور لاوارثوں پر ابر رحمت بن کر برسنے والا...... اس کے احسانات ہم پر اس قدر زیادہ ہیں کہ ہمارا صلوٰۃ وسلام اس کے احسانات کے لاکھویں حصہ کی مکافات وجزا بھی نہیں ہوسکتا اس لیے اہل اللہ نے کہا کہ صلوٰۃ وسلام کی کسی مقدار پر بھی پہنچ کر یہ خیال نہ کرو کہ تم نے سرور دوعالم ﷺ کا حق ادا کر دیا۔یہ تو تم نے اپنے ہی لیے رحمت کا سامان کیا۔اگر تمام امت محمد یہ ﷺ کے افراد مل کر صبح وشام، مسلسل اور پیہم ان پر درود وسلام بھیجیں تو بھی اس محسن اعظم کا حق ادا کرنے سے یکسر قاصر ہیں۔

اوپر دی ہوئی آیت پر غور کیجیے۔اس آیت میں یہ نہیں کہا کہ تم صلوٰۃ وسلام کی دعا کرو تو میں صلوٰۃ وسلام نبی اکرم ﷺ پر بھیجوں گا۔فقرے کی ساخت پر غور کیجیے امو وجواب الامر نہیں ہے، شرط وجزا نہیں ہے بلکہ یوں کہا کہ اللہ تو درود بھیج ہی رہا ہے......وہ اللہ کی مخصوص ترین رحمتوں کا محیط تو ہیں ہی تم بھی درود بھیجو کہ اس کی برکت سے تمہیں بھی اپنی رحمتوں سے نوازے۔ان پر تو رحمتیں پیہم برس ہی رہی ہیں، اے حلقہ بگوشان محمد ﷺ! تم بھی جھولیاں بھر لو۔وہ ذات گرامی جس پر خود خدا اور تمام فرشتے مسلسل اور پیہم صلوٰۃ وسلام بھیج رہے ہیں، ان کو تمہارے درود کی حاجت کیا ہے؟

آپ ﷺ کے اسم گرامی کے ساتھ "سیدنا" کا اضافہ:۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم گرامی کے ساتھ "سیدنا" کا لفظ بڑھانے پر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں۔مغالطے کا باعث غالباً ابوداؤد شریف کی ایک حدیث ہے سنن ابی داؤد میں ایک صحابی ابومطرف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں ایک وفد کے ساتھ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ہم نے عرض کیا:

"انت سيدنا" (آپ ہمارے سردار ہیں) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "السيد الله" یعنی حقیقی سیادت اور کمال سیادت تو اللہ ہی کے لیے ہے۔ابوداؤد شریف ہی میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا قصہ منقول ہے۔انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت مبارک پر مہر نبوت دیکھ کر یہ درخواست کی تھی یہ جو ابھرا ہوا گوشت آپ ﷺ کی پشت مبارک پر ہے مجھے دکھلایئے میں طبیب ہوں میں اس کا علاج کروں گا۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: طبیب تو اللہ تعالیٰ ہے جس نے اسے پیدا کیا۔اس حدیث کی بناء پر معالجوں کو طبیب کہنا کون حرام قرار دے سکتا ہے۔

سچی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں "طبیب" شمار ہی نہیں ہوتا۔قرآن کے تیس پاروں میں کہیں اللہ کے لیے طبیب کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اپنے بارے میں ارشاد فرمایا:

انا سيدالناس يوم القيمة (بخاري و مسلم) (میں قیام کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں گا)۔

ترمذی شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"انا سید ولد آدم یوم القیمة ولافخر" (میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں گا، اور اس پر کوئی فخر نہیں کرتا ہوں)

آپ ﷺ نے اپنے نواسے حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: "ابنی ھذا سید" (میرا یہ بیٹا سردار ہے) (درود شریف کی فضیلت، ص۱۱۹ تا ۱۲۲)

امام بخاری رحمہ اللہ نے ''الادب المفرد'' میں ذکر کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنوسلمہ سے پوچھا: "من سید کم" (تمہارا سردار کون ہے؟) انہوں نے عرض کیا: "جد بن قیس" آپ ﷺ نے فرمایا: "بل سید کم عمرو بن الجموح" (بلکہ تمہارا سردار عمرو بن جموح ہے)۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ مخلوق کے لیے سید کا لفظ بولنا جائز ہے۔ (درود شریف کی فضیلت، ص۱۲۲)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک قول ابن ماجہ میں ہے انہوں نے فرمایا کہ جب تم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجا کرو تو اسے سنوار لیا کرو۔ میں امید کرتا ہوں کہ وہ ویسے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ لوگوں نے کہا ہمیں سکھا دیجیے۔ انہوں نے فرمایا کہ درود یوں پڑھا کرو:

"اللھم اجعل صلوتك ورحمتك و بركاتك علي سيد المرسلين وامام المتقين وخاتم النبيين محمد عبدك ورسولك امام الخير قائد الخير و رسول الرحمة اللهم ابعثه مقاماً محموداً يغبط به الاولون والآخرون اللهم صل على محمد و على ال محمد كما صليت على ابراهيم وعلىٰ آل ابراهيم انك حميد مجيد و بارك على محمد وعلى ال محمد كما باركت على ابراهيم وعلى ال ابراهيم انك حميد مجيد"۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی علی سید المرسلین کہنے کی تلقین فرما رہے ہیں تو پھر'' اللھم صل علی سیدنا محمد '' کہنے پر معترض ہونے کی گنجائش کہاں باقی رہی۔ (درود شریف کی فضیلت، ص۱۲۳)

لفظ مولانا کہنا حسن ادب ہے:۔ ''مسند احمد'' اور ''ترمذی شریف'' میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" (جس کا میں دوست ہوں علی رضی اللہ عنہ بھی اس کے دوست ہیں جس کا میں حامی و ناصر ہوں علی رضی اللہ عنہ بھی اس کے حامی و ناصر ہیں) یہ عجیب بات ہے کہ بعض نیم خواندہ مولوی اپنے نام کے ساتھ تو بڑے التزام کے ساتھ مولانا لکھتے ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مولانا کہنے میں انہیں تامل ہے اور اسے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت سیادت اور ولایت ازلی ہے، ابدی ہے، دائمی ہے، سرمدی ہے، قدیم ہے، مستقل بالذات ہے، لامتناہی ہے اور جب صفت سیادت وولایت سے مخلوق متصف ہوتی ہے تو یہ صفت حادث ہوتی ہے۔ محدود ہوتی ہے اور اللہ کی صفت سے ماخوذ ہوتی ہے۔

پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مولانا کہنے میں کچھ قباحت نہیں بلکہ عین حسن ادب ہے۔ (درود شریف کی فضیلت، ص۱۲۴)

درود نہ پڑھنے والا بخیل ہے:۔ آپ غور کیجیے کہ حضرت جبریل علیہ السلام ایسا مقرب بارگاہ الٰہی فرشتہ جس کے لیے بددعا کرے اور سرور کونین ﷺ جس بددعا پر آمین کہیں اس سے زیادہ سخت بددعا اور کون سی ہوسکتی ہے۔

پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لکھتے وقت اور بولتے وقت صلوٰۃ کا التزام چاہیے گو عبارت لکھتے ہوئے یا دوران گفتگو بیسیوں بار آپ کا اسم گرامی آئے۔ ہر بار اک نئے ذوق وشوق کے ساتھ اور اک نئے ولولے کے ساتھ درود بھیجنا چاہیے۔ وہ جنہوں نے اپنی پوری زندگی ہمیں سنوارنے کے لیے کھپا دی، حیف ہے ہم پر کہ ہم ان کے اسم گرامی پر ہونٹوں کو جنبش دینے میں بھی بخل کریں۔ نسائی شریف میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا: "البخیل من ذکرت عندہ فلم یصل علی" (بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔)

اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں تو آپ ﷺ نے اسے بخیل ترین انسان قرار دیا جو آپ ﷺ کے اسم گرامی کو سن کر درود نہیں بھیجتا

ہے۔ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:"الااخبرك بابخل الناس"(میں تمہیں نہ بتاؤں کہ بخیل ترین انسان کون ہے)

صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ۔آپ ﷺ نے فرمایا:من ذكرت عنده فلم يصل على فذاك ابخل الناس(آپ ﷺ نے فرمایا جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے تو وہ بخیل ترین انسان ہے۔)

علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے "القول البدیع" میں اس کی تخریج کی ہے۔)اور جس شخص کو رحمۃ للعالمین بخیل ترین انسان فرمائیں تو اس کی بدبختی میں شک وشبہ کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے۔(درود شریف کی فضیلت،ص ۱۲۷)

سارا دن درود کا وظیفہ:۔ دوستو!درود شریف بہت بڑا وظیفہ ہے۔ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:میں نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کیا کہ میں آپ ﷺ پر درود کثرت سے بھیجنا چاہتا ہوں میں اوقات ذکر میں سے کتنا وقت درود کے لیے وقف کروں۔آپ ﷺ نے فرمایا جتنا تیرا جی چاہے۔میں نے عرض کیا کہ وقت کا چوتھا حصہ درود کے لیے وقف کرلوں۔آپ ﷺ نے فرمایا جیسے تیرا جی چاہے۔اور اگر تو اس سے زیادہ وقت صرف کرے تو وہ تیرے لیے بہتر ہے۔میں نے عرض کیا اگر آدھا وقت درود پڑھتا رہوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا:"ماشئت فان زدت فهو خيرلك"اور اگر تو زیادہ پڑھے تو تیرے حق میں بہتر ہے۔

میں نے کہا دوتہائی پڑھوں؟آپ ﷺ نے فرمایا جیسے تیرا جی چاہے،اور اگر تو اس سے بھی زیادہ پڑھے تو تیرے حق میں بہتر ہے۔

میں نے کہا ایک تہائی پڑھوں؟آپ ﷺ نے فرمایا جیسے تیرا جی چاہے،اور اگر تو اس سے بھی زیادہ پڑھے تو تیرے لیے اور بھی بہتر ہے۔حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا پھر تو میں سارا وقت آپ ﷺ پر درود ہی کا وظیفہ پڑھا کروں گا۔آپ ﷺ نے فرمایا:پھر تو تیرے سب غم(دین ودنیا کے)چھٹ جائیں گے اور تیرے سب گناہ مٹ جائیں گے۔

شیخ عبدالحق کی مدینہ حاضری پر مرشد کی نصیحت:۔شیخ عبدالحق رحمہ اللہ کو جب ان کے شیخ عبدالوہاب متقی رحمہ اللہ نے مدینہ منورہ کی زیارت کے لیے رخصت کیا تو فرمایا:عبدالحق!اس بات کو سمجھو اور پلے باندھو کہ اس سفر میں فرائض کی ادائیگی کے بعد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف سے بہتر کوئی عبادت نہیں ہے۔اپنے تمام اوقات اسی پر صرف کرنا اور کسی بات میں مشغول نہ ہونا۔شیخ عبدالحق رحمہ اللہ نے عرض کیا کہ کوئی تعداد مقرر فرما دیجئے فرمایا:بے حد،بے حساب پڑھو۔ہر وقت درود تمہاری زبان پر جاری ہو اور اس کے انوار میں ڈوب جاؤ۔بالخصوص جمعہ کے روز تو درود وسلام میں ڈوب جانا چاہیے۔

بروز جمعہ کثرت درود کی فضیلت:۔ اوس رضی اللہ عنہ بن اوس کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"من افضل ايامكم يوم الجمعة فيه خلق الله ادم و فيه قبضه وفيه النفخة وفيه الصعقة فاكثروا على من الصلوٰة فيه فان صلوتكم معروضة على قالوا يا رسول الله و كيف تعرض عليك صلاتنا وقد ارمت يعني و قدبليت فقال ان الله عزوجل حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء(احمد و ابوداؤد و نسائي و ابن ماجه و ابن حاكم)

(تم جو دن بسر کرتے ہو ان میں سے سب سے افضل جمعہ کا دن ہے اسی دن آدم علیہ السلام کو اللہ نے پیدا کیا،اسی دن ان کی روح قبض کی گئی۔اسی دن صور پھونکا جائے گا۔اسی دن سب پر بے ہوشی طاری ہوگی۔تم اس دن مجھ پر درود بہت پڑھا کرو۔واقعی تمہارا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔لوگوں نے عرض کیا کہ جب آپ ﷺ مٹی ہو جائیں گے تو ہمارا درود کیونکر آپ ﷺ کے سامنے پیش ہو سکے گا۔فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھا سکے۔اسی طرح حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:"اكثر على الصلوة يوم الجمعة فانه يوم مشهود تشهده الملئكة وان احد الايصلى على الاعرضت على صلاته حتى يفرغ قال قلت و بعد الموت قال ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء فنبي الله حي يرزق"

(جمعہ کے روز درود کثرت سے پڑھا کرو۔اس لیے کہ وہ یوم مشہود ہے۔فرشتے اس میں شریک ہوتے ہیں۔جو بھی مجھ پر درود پڑھتا

ہے،اس کا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔میں نے عرض کیا کیا وفات کے بعد بھی پیش کیا جائے گا،فرمایا اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسم کھائے۔اللہ کا پیغمبر قبر میں بھی زندہ ہوتا ہے اسے رزق دیا جاتا ہے۔

درود وسلام کی فضیلتیں:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"من صلی علی صلوٰۃ واحدۃ صلی اللہ علیه عشراً"(مسلم و ابوداؤد)(جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں)

پس زبانوں کو حرکت میں لاؤ اور بارگاہ رسالت ﷺ میں درود وسلام مسلسل پیہم بھیجو۔اللہ نے تو کچھ فرشتوں کو اسی کام کے لیے وقف کر رکھا ہے کہ اس کائنات میں جو کوئی ان کے حبیب ﷺ پر درود بھیجے وہ فرشتے درود کے تحفے بارگاہ رسالت میں پیش کرتے رہیں۔جیسا کہ نسائی شریف میں ہے۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:"ان للہ ملئکة سیاحین یبلغونی عن امتی السلام "(اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو پھرتے رہتے ہیں۔سیاحت کرتے رہتے ہیں اور میری امت کی طرف سے صلوٰۃ وسلام کے تحفے مجھے پہنچاتے رہتے ہیں۔)

جو شخص روضۂ اطہر کے پاس کھڑے ہو کر درود بھیجتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود درود کو سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں اور جو دور سے درود بھیجتا ہے وہ بارگاہ رسالت میں ملائکہ پہنچا دیتے ہیں۔جیسا کہ بیہقی شعب الایمان میں لائے ہیں۔

"من صلی علی عند قبری سمعته و من صلی علی غائباً بلغته" پس اس بات کو پلے باندھیے کہ بارگاہ رسالت میں قرب حاصل کرنے کے لیے کثرت درود اکسیر اعظم ہے۔کبریت احمر ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:فمن کان اکثرهم علی صلوٰۃ کان اقربهم منی منزلة (بیهقی)(جو جتنا زیادہ درود پڑھتا ہے وہ اسی قدر میرے قریب ہوتا ہے)درود میں فنا ہونے والوں کو اس دنیا میں بھی قرب بارگاہ رسالت حاصل ہوتا ہے۔عالم برزخ میں بھی اور روز محشر میں بھی وہی لوگ مقربین بارگاہ رسالت ہوں گے۔جیسا کہ ایک حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت فرمائی ہے۔

"ان اولی الناس بی یوم القیمة اکثرهم علی صلوٰۃ"(قیامت کے روز بھی سب سے زیادہ وہی لوگ میرے قریب ہوں گے جو سب سے زیادہ مجھ پر درود پڑھتے ہیں۔(درود شریف کی فضیلت،ص ۱۲۷ تا ۱۳۱)

درود شریف کے مطالب اور معارف

لفظ اللّٰھم کی تشریح:۔ مسنون دعاؤں میں یہ کلمہ کثرت سے استعمال ہوا ہے۔"اللھم" کے معنی"یا اللہ"ہیں۔اس میں کچھ اختلاف نہیں۔اور"اللہ"اسم ذات ہے اور جامع جمیع صفات ہے۔جب ہم"یاغفور"کہتے ہیں یا"یارحیم"کہتے ہیں تو اللہ کی صفات میں سے ایک صفت کے ساتھ اسے پکارتے ہیں اور اس کے ذاتی نام اللہ سے اسے پکارتے ہیں تو اسم ذات کے اندر اس کی سب صفتیں سمٹ آتی ہیں یہی معنی ہے نضر بن شمیل رحمہ اللہ کے اس قول کا"من قال اللھم فقد سال اللہ لجمیع اسمائه"

(جس نے یا اللہ! کہا اس نے اللہ کے تمام اسمائے حسنیٰ کے ساتھ دعا کی۔(درود شریف کی فضیلت،ص ۱۵۱)

صلوٰۃ وسلام کی تشریح:۔ قرآن مجید میں ہے:"یاایها الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیماً"اے ایمان والو! نبی اکرم ﷺ پر صلوٰۃ بھی بھیجو اور سلام بھی)یہ صلوٰۃ کیا ہے یہ سلام کیا ہے؟اور ان دونوں میں حد فاصل کیونکر کھینچیں؟کہیں درود پڑھنا یوں سکھایا:

"اللھم بارك علی محمد"یہ برکت کیا ہے؟کبھی درود ان الفاظ میں بھی بھیجا جاتا ہے

"اللھم اجعل صلوتك ورحمتك و برکاتك"

کیا صلوٰۃ،سلام،رحمت اور برکت ہم معنی الفاظ ہیں؟حشو وزوائد ہوئے اور اس افصح العرب ﷺ کے بارے میں یہ گمان کرنا کہ وہ فالتو لفظ بولتے تھے بہت بڑی بدگمانی ہے۔ان میں سے ہر لفظ کا مفہوم جداگانہ ہے۔

اس سے مراد وہ روحانی رزق ہے جو انبیاء اور اولیاء کو اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں یہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ابیت عند ربی یطعمنی و یسقینی" (میں رات اپنے رب کے پاس بسر کرتا ہوں وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔)

تو اس سے مراد بھی وہی روحانی رزق ہے۔ جسے عامۃ الناس کو سمجھانے کے لیے کھلانے پلانے سے تعبیر کیا۔

اگر چشم بصیرت سے دیکھیں تو عالم روحانی کی حقیقتوں پر عالم آب وگل بھی دلالت کر رہا ہے۔ یہ مادی رزق جو اللہ نے اپنی تمام مخلوق کے لیے پیدا کیا جسے ملحد، زندیق، کافر، اسے گالیاں دینے والے، اس کے وجود سے انکار کرنے والے سبھی کھاتے ہیں۔ اللہ نے اس رزق میں کس قدر تنوع پیدا کیا۔ سبزیوں اور پھلوں کی اقسام پر غور کیجیے۔ آم پیدا کیے تو اس کی بیسیوں قسمیں بنائیں۔

خربوزہ پیدا کیا تو اس کے ساتھ سردہ اور گرما پیدا کیا مختلف اقسام وانواع، پھر ہر نوع میں تنوع در تنوع۔

پھر کیا یہ ممکن ہے کہ اس رزق میں اللہ نے کوئی تنوع نہ رکھا ہو، جو اس نے اپنے عاشقوں اور محبوبوں کے لیے پیدا کیا۔ وہ رزق جوان بندوں کے لیے پیدا کیا جنہوں نے اپنی زندگیاں اس کی راہ میں کھپا دیں کیا وہ ایک ہی قسم کی رحمت ہے جو انبیاء اور اولیاء کی ارواح پر وارد ہوتی ہے۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے وہ نوامیس فطرت سے یکسر نا آشنا ہے جب اس نے رحمت کی تخلیق کی تھی، تو اس کی صفت خلاقی بھر پور جوش میں آئی تھی اور اس نے ان گنت رحمت کی قسمیں پیدا کی ہیں اتنی قسمیں جنہیں تم حیطہ شمار میں نہ لاسکو۔ یہ صلوٰۃ، یہ سلام، یہ رحمت، یہ برکت، یہ سب فیضان الٰہی کی وہ انواع واقسام ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دم بدم اور پیہم وارد ہو رہی ہیں۔ وہ لوگ جو اس لذت سے محروم ہیں وہ لغت میں صلوٰۃ، سلام، رحمت اور برکت کے معانی ڈھونڈتے ہیں اور جب ان کے معانی میں کوئی حد فاصل نہیں کھینچ سکتے تو پریشان ہوتے ہیں یہ سب فیضان الٰہی کی قسمیں ہیں۔ صلوٰۃ اس کی مخصوص تجلی ہے اور اگر اللہ کی ربوبیت شامل حال نہ ہو تو وہ ضرر رساں بھی ہوسکتی ہے۔ اس لیے صلوٰۃ کے ساتھ سلام کی تجلی ناگزیر ہوئی کہ وہ سلامتی اور عافیت کے باعث ہے۔ جیسے آتش نمرود کے بارے میں امر الٰہی یہ ہوا۔

"ینار کونی بردا و سلاما علی ابراهیم" (اے آگ تو ٹھنڈی ہوجا مگر ایسا نہ ہو کہ تیری ٹھنڈک اتنی شدید ہوجائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نقصان پہنچے، اس لیے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ سلامتی والی ہوجا)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا مانگتے تھے۔ "اللهم انی اسئالك لذة النظر الی وجهك و الشوق الی لقائك غير ضراء مضرة ولافتنة مضلة" اے اللہ میں تیرے دیدار کی لذت کی بھیک مانگتا ہوں اور تجھ سے ملنے کا اشتیاق مانگتا ہوں مگر ایسا نہ ہو کہ میرے جسم کو نقصان پہنچے یا کسی گمراہ کردینے والی آزمائش میں مبتلا ہوجاؤں۔

پس یہ بات واضح ہوئی کہ مخصوص تجلیوں کا ورود ہو تو ساتھ اللہ کے اسم سلام کا فیضان ناگزیر ہے۔ اسی لیے حکم دیا کہ "یا یها الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما" (درود شریف کی فضیلت، ص۱۵۴)

نام محمد ﷺ کی تشریح:۔ محمد رسول اللہ ﷺ اسم باسمیٰ ہیں۔ ان پر حمد وثناء کی بارش دم بدم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی حمد وثنا کر رہے ہیں۔ ملائکہ ان کی حمد وثنا میں مصروف ہیں۔ تمام انبیائے مرسلین کے نزدیک وہ محمود ہیں۔ تمام اہل اللہ، ارض وسما میں ان کی حمد وثنا کر رہے ہیں۔ (قربت کی راہیں ص۱۵۶)

کماصلیت علی ابرهیم وعلے آل ابراهیم کی تشریح:۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے "صحیح بخاری" کی شرح میں عارف ربانی ابو محمد المرجانی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ فرماتے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ تلقین نہیں کہ ہم 'کما صلیت علی موسی" پڑھیں بلکہ "کما صلیت علی ابراهیم" کی تلقین فرمائی۔ اس لیے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی جو تجلی ہوئی وہ جلالی تھی۔ "فخر موسی صعقاً" (حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوکر گر پڑے)

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر جو تجلی ہوئی وہ جمالی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حبیب اللہ تھے اور محبوبیت وخلت تجلی جمالی کے آثار میں سے ہے اس لیے تلقین فرمائی کہ اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ کے لیے ان انوار وتجلیات کو مانگیں۔ مقام محبوبیت اور مقام خلت جن انوار وتجلیات کا متقاضی ہے اور وہ جمالی ہے۔ فرماتے ہیں اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک ہی تجلی وارد ہوئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سید ولد آدم تھے اور سید المرسلین تھے۔ گو دونوں پر تجلی جمالی ہوئی مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تجلی ان کے شایان شان ہوئی اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تجلی ان کے مقام کے مطابق ہوئی۔ (قربت کی راہیں ص ۱۶۱)

درود شریف پڑھنے کے مواقع:۔ نماز جنازہ میں دوسری تکبیر کے بعد اس کی مشروعیت میں کچھ اختلاف نہیں......اذان کا جواب دینے کے بعد درود شریف کا پڑھنا بھی ثابت ہے......دعا کے وقت بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد اور دعا سے پہلے، دعا کے درمیان اور دعا کے آخر میں......احمد بن علی رحمہ اللہ نے سند کے ساتھ عمرو بن عمرو رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے عبداللہ بن بشر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ''ہر ایک دعا محجوب ہے جب تک اس کی ابتداء اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور حضور ﷺ پر درود وسلام سے نہ ہو۔''

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جسے سند کے ساتھ عبدالرزاق رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''مجھے سوار کے پیالے کی طرح مت بناؤ، مجھے دعا کے وسط میں اور اول وآخر میں جگہ دو۔'' (قربت کی راہیں ص ۱۶۹)

درود لکھنے والے کی فضیلت:۔ جب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم گرامی خود بولے یا لکھے یا پڑھے یا کسی سے سنے، درود شریف ضرور پڑھنا چاہیے۔ گو مختصراً ''صلى الله عليه و آله وسلم'' ہی کہے......حضرت ابوشیخ رحمہ اللہ نے سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے کسی تحریر میں مجھ پر درود لکھا، ملائکہ ہمیشہ اس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں۔ جب تک میرا نام اس کتاب میں ہوتا ہے۔ ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ ایک سے زیادہ راویوں نے حضرت اسید رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت کی ہے اور اسحٰق بن وہب نے بھی سند کے ساتھ اعرج سے یہ روایت بیان کی ہے اور اس بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات بھی ہیں۔ (قربت کی راہیں ص ۱۷۰)

درود کی بدولت امام حنبل رحمہ اللہ کا اکرام:۔ جعفر بن علی الزعفرانی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ میں نے اپنے خال وحسن بن محمد رحمہ اللہ کو کہتے سنا کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا، وہ کہنے لگے، اے ابوعلی! کاش تم دیکھ سکو کہ جو درود ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کتاب میں لکھا تھا وہ ہمارے سامنے کیسے روشن ہو رہا ہے۔

شیخ ابوعلی حسن رحمہ اللہ کا اکرام:۔ ابوالحسن بن علی میمونی رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے شیخ ابوعلی حسن بن عیینہ رحمہ اللہ کو موت کے بعد خواب میں دیکھا، ان کے ہاتھوں کی انگلیوں پر سبز یا زعفرانی رنگ سے کوئی چیز لکھی ہوئی تھی۔ میں نے پوچھا اے استاد میں آپ کی انگلیوں پر ایک حسین تحریر دیکھتا ہوں، یہ کیا ہے؟ کہنے لگے: اے لڑکے یہ حدیث رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھنے کے طفیل ہے اور حدیث میں لفظ ''صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' لکھنے کے طفیل ہے۔

درود نہ پڑھنے والے کو خواب میں تنبیہ:۔ خطیب نے سند کے ساتھ ابوسلمان حرانی رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ مجھ سے میرے ایک ہمسایہ ''ابوالفضل'' (جو بہت زیادہ روزہ رکھنے والا اور بہت نوافل پڑھنے والا تھا) نے بیان کیا کہ میں حدیث لکھا کرتا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ پڑھتا یا نہ لکھتا۔ میں نے خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو میرا نام لیتا ہے یا لکھتا ہے تو مجھ پر درود کیوں نہیں پڑھتا یا لکھتا۔ اس سے ایک عرصہ بعد مجھے پھر زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس تیرے درود پہنچتے ہیں۔ اب جب تو مجھ پر درود بھیجے یا میرا ذکر کرے تو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیا کرو۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ کا قول:۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ صاحب حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کے سوا اور کوئی فائدہ حاصل نہ ہو تو یہی بے مثل ہے۔ کیونکہ اس پر اس وقت تک رحمت بھیجی جاتی ہے جب تک کتاب میں ''صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھا ہوا رہتا ہے۔(قربت کی راہیں ص ۱۷۱)

محمد بن ابوسلیمان رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا میں نے پوچھا پیارے باپ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا مجھے بخش دیا میں نے کہا کیونکر؟ کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود لکھتے رہنے سے۔ایک محدث کہتے ہیں میرا ایک ہمسایہ تھا وہ مر گیا۔ میں نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا۔ کہا بخش دیا۔ میں نے پوچھا کیونکر؟ کہا ہر حدیث میں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آتا میں اس کے ساتھ ہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھ دیا کرتا۔

خواب میں جنت کا لباس پہنے دیکھنا:۔ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے کہا مجھ سے خلف صاحب خلقان نے روایت کی ہے کہ میرا ایک دوست تھا جو میرے ساتھ طلب حدیث کیا کرتا تھا، وہ مر گیا۔ میں نے اسے خواب میں دیکھا۔اس پر سبز پوشاک تھی، دامن کشاں کشاں چلتا تھا میں نے کہا کیا تو میرے ساتھ طلب حدیث نہ کیا کرتا تھا؟ کہا ہاں۔ میں نے کہا: پھر تو اس درجہ تک کیونکر پہنچ گیا۔کہا جو بھی ایسی حدیث آتی ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی آتا میں اس کے نیچے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھ دیا کرتا۔ یہ جو تم میرے اوپر پوشاک دیکھ رہے ہو یہ اسی کی جزا ہے۔

درود کی بدولت امام شافعی رحمہ اللہ کا اکرام:۔ عبداللہ بن حکم رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے خواب میں شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا،تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ رحمہ اللہ کے ساتھ کیا کیا۔فرمایا مجھ پر رحم کیا اور بخش دیا اور مجھے بہشت کے لیے یوں آراستہ بنایا جیسے عروس کو آراستہ کیا کرتے ہیں اور میرے اوپر یوں نچھاور کیا جیسے دلہن پر کیا کرتے ہیں۔ میں نے کہا آپ رحمہ اللہ اس درجہ پر کیسے پہنچ گئے۔انہوں نے کہا مجھے کسی نے کہا تھا کہ کتاب رسالت میں جو درود تم نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لکھا ہے اس کا عوض ہے۔ میں نے کہا وہ کیا ہے؟ فرمایا اس کے الفاظ یہ ہیں:

"وصلی الله علی محمد عددما ذکره الذاکرون و عددما غفل عن ذکره الغافلون"

جب صبح ہوئی، میں نے کتاب کھول کر دیکھا تو یہی عبارت اس میں درج تھی۔(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ابواسحاق دارمی رحمہ اللہ کا اکرام:۔ خطیب نے سند کے ساتھ ابواسحاق دارمی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ میں اپنی تخریج میں جو حدیث لکھتا ''قال النبی صلی الله علیه وسلم تسلیما'' لکھا کرتا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا گویا کچھ میرا لکھا ہوا لیے ہوئے ہیں۔اس میں نظر مبارک ڈالی اور فرمایا یہ جید ہے۔

درود ایک محدث کی بخشش کا سبب:۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میرے ایک بھائی نے جس پر میں اعتماد کرتا ہوں مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ایک محدث کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔کہا: مجھ پر رحم فرمایا، یا مجھے بخش دیا (گیا) میں نے کہا کیونکر؟ کہا، جب میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک پر پہنچتا تو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور لکھتا۔اس کو محمد بن صالح رحمہ اللہ نے سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔

درود لکھنا کبھی نہ چھوڑا:۔ حافظ ابوموسیٰ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں محدثین کی ایک جماعت کا ذکر کیا ہے جو اپنی موت کے بعد دیکھی گئی اور انہوں نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بخش دیا۔اس لیے کہ وہ ہر حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر پر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھا کرتے تھے۔ابن سنان رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے عباس عنبری اور علی بن مدینی رحمہما اللہ کو کہتے سنا ہے کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کسی حدیث میں جو ہم نے سنی ہے نہیں چھوڑا، اور اگر کبھی بہت ہی جلدی ہوئی تو سفید جگہ چھوڑ دی تا کہ پھر لکھ سکیں۔(قربت کی راہیں ص ۱۷۳)

دورد پڑھنے کے مواقع:۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت اور باہر نکلتے وقت بھی درود کا پڑھنا ثابت ہے...... جب بھی کچھ لوگ مل کر

بیٹھیں تو منتشر ہونے سے پہلے حمد وصلوٰۃ پڑھنا چاہیے...... جمعہ کے روز درود شریف کثرت سے پڑھنا چاہیے۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھ پر جمعہ کے روز درود کثرت سے پڑھو۔اس لیے کہ امت کے بھیجے ہوئے درود کے تحفے ہر جمعہ میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں اور جو مجھ پر زیادہ درود بھیجتا ہے وہی قدر ومنزلت کے اعتبار سے مجھ سے قریب تر ہے۔(قربت کی راہیں ص۱۷۴)

درود رنج وغم ٹالنے کا ذریعہ:۔ انسان رنجیدہ ہو، غمزدہ ہو، فکر مند ہو، تو درود شریف پڑھنے سے رنج وغم چھوٹ جاتا ہے اور مغفرت طلب کرتے وقت بھی درود شریف کا پڑھنا سودمند ہے جیسا کہ ترمذی شریف میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے اس روایت کے آخری الفاظ یہ ہیں: "قلت اجعل لك صلاتي كلها" حضرت ابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کیا:

''کیا میں اپنا سارا وقت آپ ﷺ پر درود وسلام کے لیے وقف کر دوں''۔آپ ﷺ نے فرمایا: اذا تكفيٰ همك ويغفرلك ذنبك"

(اس صورت میں تیرے سب غموں اور فکروں کے لیے کافی ہوگا اور تیرے گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔(قربت کی راہیں ص۱۷۵)

درود فرشتوں کی رفاقت کا ذریعہ:۔ جس مقام پر ذکر الٰہی کے لیے لوگ اکٹھے ہوں وہاں بھی درود کا پڑھنا احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے سیاحت کرتے رہتے ہیں جب ذکر کے حلقوں کے پاس پہنچتے ہیں تو ایک دوسرے سے کہتے ہیں بیٹھ جاؤ، جب یہ دعا مانگیں گے ہم آمین کہیں گے اور جب یہ درود پڑھیں گے تو ہم بھی ان کے ساتھ پڑھتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ وہ فارغ ہو جائیں۔ پھر ایک فرشتہ دوسرے سے کہتا ہے کس قدر خوش نصیب ہیں یہ لوگ! یہ اپنے گھروں کو ایسی حالت میں جا رہے ہیں کہ ان کے گناہ بخش دیئے گئے ہیں۔اس حدیث کی اصل ''صحیح مسلم'' میں ہے۔

درود بھولی بات یاد آنے کا ذریعہ:۔ جب انسان کوئی بات بھول جائے اور اسے یاد کرنا چاہے تو اس وقت درود پڑھنا بھی روایات سے ثابت ہے۔جیسا کہ ابوموسیٰ مدینی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے۔اس بارے میں محمد بن عطا الموزی رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب تم کسی چیز کو بھول جاؤ تم مجھ پر درود پڑھو، انشاءاللہ وہ یاد آ جائے گی۔حافظ موسیٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ''کتاب الحفظ والنسیان'' میں ہم نے ایک اور سند سے روایت کیا ہے۔

درود ہر ضرورت پوری ہونے کا ذریعہ:۔ احتیاج کے وقت درود پڑھنا بھی مقامات درود خوانی میں سے ہے۔احمد بن موسیٰ رحمہ اللہ نے سند کے ساتھ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو شخص صبح کی نماز کے بعد کلام کرنے سے پہلے سو بار درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری کرے گا جس میں سے تیس دنیوی اور ۷۰ اُخروی ہوں گی۔

حافظ ابن مندہ رحمہ اللہ نے سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، جو شخص ہر روز مجھ پر سو دفعہ درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری کرتا ہے۔ستر آخرت کی اور تیس دنیا کی۔حافظ ابوموسیٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے بھی یہ دونوں حدیثیں "جلاء الافهام" میں نقل کی ہیں۔(قربت کی راہیں ص۱۷۶)

آئیں .....!! ادب علمائے اہلحدیث سے سیکھیں

ادب کی اہمیت کا شدت سے احساس:۔ خموش اے دل بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں (ص،۷)

سید صاحب رحمہ اللہ نے مختصراً فرمایا کہ اس کتاب میں ادب کی باریکیوں اور لطافتوں کو یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

سیدی ومخدومی واخی حضرت مولانا سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کو یہ احساس بڑی شدت سے دامن گیر تھا کہ دینی حلقوں میں بہت سے افراد ادب کے تقاضوں کو پیشِ نظر نہیں رکھتے۔کچھ لوگ اولیاء اللہ اور ائمہ کرام رحمھم اللہ کا نام لیتے وقت احتیاط کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیتے ہیں۔(صفحہ نمبر۹ تا۱۱)

توحید وشریعت سراسر ادب کا نام ہے:۔ توحید سراسر ادب ہے۔''شریعت سراسر ادب ہے'' اپنے کتابچہ'' جماعت اہلحدیث سے خطاب'' میں اُنہوں نے فرمایا تھا موحد ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی بے مہار ہو جائے۔رسیاں تڑا بیٹھے، بے ادب اور گستاخ ہو جائے، اہل

اللہ کی شان میں گستاخیاں کرے۔ محسنوں کا گریبان پھاڑے اور سمجھے کہ توحید کے تقاضے پورے کر رہا ہوں۔'' ان کا نقطہ نظر یہ تھا: ''توحید و ادب کا یکجا ہونا تکمیل کی علامت ہے۔''

توحید وادب لازم ملزوم:۔ انہوں نے خطاب کے دوران جلسہ عام میں کہا تھا:

''موحد ہوتے ہوئے مؤدب ہونا اور مؤدب ہوتے ہوئے موحد ہونا بہت بڑی سعادت ہے۔ کچھ لوگوں کو توحید کی شدبد ہوتی ہے تو ادب کی لطافتوں اور باریکیوں سے محروم ہوتے ہیں اور کچھ لوگوں کو ادب کی شدبد ہوتی ہے تو توحید کے معارف سے محروم ہوتے ہیں۔ مؤدب ہوتے ہوئے موحد ہونا اور موحد ہوتے ہوئے مؤدب ہونا یہ بہت بڑی سعادت ہے۔'' ہم اللہ سے اس سعادت کی بھیک مانگتے ہیں۔''

مولانا ابوبکر کے دو ادب سے بھرے واقعات

سید صاحب رحمہ اللہ ان آداب کو خود کس قدر ملحوظ رکھتے تھے؛ اس ضمن میں میرے ذہن میں بہت سے واقعات ہیں مگر یہاں ان سب کا بیان محض کتاب اور قارئین کے درمیان حائل ہونے والی بات ہوگی۔ میں صرف دو واقعات عرض کرتا ہوں۔

کتابوں کا ادب:۔ ۱۹۶۳ء میں زمانہ طالب علمی کی بات ہے میں سید صاحب رحمہ اللہ کے پاس دار العلوم میں حاضر ہوا۔ مغرب کے بعد اکثر علمی وادبی کام کے لیے ان کے ہاں حاضری ہوتی تھی۔ ایک دن مجھے کاغذ دیا اور کسی خط کی عبارت لکھوانے لگے۔ میں نے پاس ہی میز پر پڑی ہوئی ایک کتاب اُٹھا کر کاغذ کے نیچے رکھ لی تا کہ خط کی عبارت لکھ سکوں۔ جونہی سید صاحب کی نظر اس قرآن مجید کی تفسیر پر پڑی یکا یک میرے ہاتھوں سے اُچک لی اور فرمانے لگے قرآن مجید نیچے رکھ کر خط لکھنا چاہتے ہو؟ یہ سراسر سوء ادب ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ میں نے تو کبھی یہ نہیں کیا۔ قرآن مجید کے اوپر تفسیر کی کتاب رکھ دوں یا تفسیر کے اُوپر حدیث کی کتاب رکھ دوں یا حدیث کی کتاب پر فقہ کی کتاب رکھ دوں جو مراتب ہیں انہی مراتب کے مطابق انہیں ایک دوسرے پر رکھا جا سکتا ہے۔

ادب کی انہی لطافتوں کا اظہار اُنہوں نے اماں قریش کی زندگی میں دیکھا تھا۔ اماں قریش پر ایک مضمون اُنہوں نے لکھا تھا کہ ایک روز اماں قریش میرے ہاں تشریف لائیں۔ طبیعت خراب تھی، بستر پر دراز ہو گئیں۔ پاؤں کی جانب اخبار پڑا تھا یکدم اُٹھ کر بیٹھ گئیں اور فرمانے لگیں: ''ابوبکر! اخبار کو یہاں سے ہٹا لو اس میں کہیں نہ کہیں اللہ کا نام لکھا ہوا ہوتا ہے۔''

مدینہ منورہ کی کھجوروں کا ادب:۔ دوسرا واقعہ جس کا مشاہدہ ایک دفعہ نہیں کتنی دفعہ میں نے اپنی زندگی میں کیا وہ یہ ہے کہ جب بھی اُن کے پاس کوئی حاجی صاحب مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ سے کھجوریں لاتے سید صاحب رحمہ اللہ کھجور کھانے کے بعد گٹھلی کبھی نیچے نہیں پھینکتے تھے بلکہ اُسے اپنی جیب میں رکھ لیتے۔ اسی طرح ایک دفعہ مجلس ذکر میں اُنہوں نے ایک دوست کو نصیحت کی کہ اپنے آقا ومولا حضرت محمد ﷺ کے شہر سے جو چیز آ جائے ہم اسے پاؤں تلے پامال نہ کریں۔ ادب کے یہ تمام مقامات اُنہوں نے قرآن وسنت سے سیکھے تھے۔ قارئین! خود کتاب کے مطالعے سے محسوس کریں گے کہ ادب کی باریکیاں اور لطافتیں کیا ہیں؟

باادب بامراد:۔ سید صاحب رحمہ اللہ کا ایک فقرہ دہراتا ہوں باادب بامراد، بے ادب بے مراد۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سید صاحب کی لغزشوں سے درگزر فرمائے۔

انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ہمیں کتاب وسنت کے مطابق ادب کے تمام تقاضے ملحوظ رکھنے کی توفیق بخشے۔ آمین

از خدا خواہیم توفیقِ ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

''واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین''

احقر العباد: عبدالحفیظ: شعبہ علوم اسلامیہ، انجینئرنگ یونیورسٹی، لاہور۔ (صفحہ نمبر ۱۷ تا ۲۰)

بارگاہ الٰہی کے آداب

انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمہم اللہ پر ادب کی ایک ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے جس کیفیت میں وہ اللہ تعالیٰ سے بات کرتے ہوئے نہ امر کا صیغہ بولیں، نہ نہی کا صیغہ بولیں۔ نہ فقرے کی ابتداء لفظ (نہیں) سے کریں۔

ہزار نکتۂ باریک ترزمو ایں جاست

ادب کی یہی کیفیت کلیم اللہ علیہ السلام پر طاری تھی جب اُنہوں نے کہا تھا: ''رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر'' (القصص ۲۴) میرے پروردگار آپ نے جو چیز میرے لیے مہیا کی ہے، میں اس کا محتاج ہوں یہ نہیں کہا ''اطعمنی'' مجھے کھانا کھلاؤ۔ امر کے صیغے سے اجتناب کیا اور حضرت ایوب علیہ السلام پر بھی یہی کیفیت طاری تھی۔

حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اللہ تعالیٰ کا ادب ملحوظ رکھتے تھے وہ انہی کے مقام ارفع واعلیٰ کے مطابق اور انہی کے شان کے شایاں تھا۔ امام قشیری رحمہ اللہ نے باب الادب کا آغاز اس آیت سے کیا۔ ''مازاغ البصر وما طغٰی''۔ جب تجلیات الٰہی بھرپور آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر وارد ہوئیں، تو آپ ﷺ کی نگاہ نہ دائیں جانب ہٹی اور نہ بائیں جانب پھری اور نہ حدود سے متجاوز ہو کر آگے گزری اور یہ کمال ادب ہے کہ جو کچھ دکھلانا مقصود تھا اسی پر نظریں جمی رہیں اور دائیں بائیں التفات نہ کیا۔

پھر عبودیت اور ادب کا حسن دیکھئے۔ '' ما کذب الفواد ماراى'' حافظ ابن قیم رحمہ اللہ ''مدارج السالکین ''میں اس آیت کی توضیح یوں فرماتے ہیں ''ما کذب الفوادماراہ ببصرہ بل صدقہ وواطاہ ووافقتہ''۔ (جو کچھ انہوں نے آنکھ سے دیکھا، دل نے اسے جھٹلایا نہیں، بلکہ اس کی تصدیق کی اور اس کی موافقت کی یعنی قلب ونظر میں ہم آہنگی ہوئی، روح اور جسم میں ہم آہنگی ہوئی۔ بصیرت اور بصارت میں ہم آہنگی ہوئی)۔ یعنی ہمہ تن ہمہ دل ان تجلیات میں ڈوب گئے۔ جو ان پر نازل کی گئی تھیں اور جیسے نگاہ باادب تھی دل نے بھی دائیں بائیں التفات نہ کیا اور جو کچھ دکھلانا مقصود تھا۔ اس سے زیادہ تمنا نہ کی۔ انسان کی عام حالت تو یہی ہے کہ جب اسے کوئی مقام عطا کیا جاتا ہے تو وہ اس سے بلند تر مقام کی آرزو کرتا ہے۔

چوں نظر قرار گیرد بنگار خوبروئے   پتدآں زماں دلِ من پئے خوبر نگارے

ہزار بار بشویم دہن بمشک و گلاب   ہنوز نامِ توگفتن کمال بے ادبی ست

ہزار بار بھی اگر مشک وگلاب سے کلیاں کروں پھر بھی تیرا پاک نام لیتے ہوئے شرم آتی ہے۔

بعض بزرگوں کے حالات میں پڑھا ہے کہ وہ اپنا بہترین لباس نماز کے لیے مخصوص رکھتے تھے اور کہتے تھے۔ ''العبد ینبغی لہ ان یلبس احسن ثیابہ واجملھافی الصلوٰۃ''۔ بندے کے لیے یہی مناسب ہے کہ وہ اپنا حسین ترین لباس نماز میں پہنے!؟

دوسرا ادب: کمی کوتاہی کا احساس:۔ بارگاہ الٰہی کے ادب کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ اپنی عبادت کو حقیر جانے۔ تمام انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمہم اللہ جنہوں نے اپنی زندگیاں ذکر وعبادت میں کھپا دیں سب کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں اور سب روح کی گہرائیوں سے کہہ رہے ہیں۔ ماعرفناک حق معرفتك وما عبدناك حق عبادتك۔ تیری معرفت اور عبادت کا حق ہم سے ادا نہ ہو سکا۔

اولیاء کے کرامات سفر میں راہ اعتدال

یہ جو بعض مشائخ کی زبان سے اس کے برعکس بات نکلی تو وہ اگر غلبہ حال میں نکلی تو ہم ادباً اور احتراماً یہ کہہ سکتے ہیں کہ غلبہ حال کی وجہ سے وہ معذور تھے اور قابل عفو۔ (صفحہ نمبر ۲۴ تا ۲۵)

حضرت بوعلیق رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یک واقفِ اسرار نبود ے کہ بگوید — ازہیبت راز تو فروبستہ زبانہا

کوئی واقف اسرار نہ تھا جو تیری بات زبان پر نہ لاتا۔ تیرے راز کی ہیبت سے سب کی زبانیں گنگ ہوگئی ہیں۔

مولانا روم رحمہ اللہ کے ایک عظیم شاعر ہونے میں کسی کو شبہ ہوسکتا ہے، ادب بارگاہ الٰہی میں فرماتے ہیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب — بے ادب محروم ماند از فضل رب

ہم خدا سے ادب کی توفیق چاہتے ہیں۔ بے ادب اللہ کے لطف وکرم سے محروم رہتا ہے۔

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد — بلکہ آتش درہمہ آفاق زد

بے ادب خود تنہا ہی بدحال نہیں ہوتا ہے بلکہ ایک دنیا کو اس کی بے ادبی کی نحوست جلا دیتی ہے۔

مائدہ از آسمان درمی رسید — بے شراد بیع و بے گفت و شنید

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو رزق اللہ تعالیٰ بہم پہنچا دیتے تھے۔ نہ خرید وفروخت کی زحمت انہیں کرنا پڑتی تھی، نہ کسی سے کچھ کہنا سننا پڑتا تھا۔ (صفحہ۴۴)

آداب بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد منبر پر کھڑے ہوئے تو جس پائے پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کھڑے ہوتے تھے، اس پائے پر کھڑا ہونا سوءِ ادب خیال کیا اور اس سے نچلے پائے پر کھڑے ہوئے۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو انہوں نے اس پائے پر کھڑا ہونا بھی سوءِ ادب خیال کیا جس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوتے تھے وہ اس سے بھی نچلے پائے پر کھڑے ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب:۔ صلح حدیبیہ کی جو شرائط کفار قریش اور مسلمانوں کے درمیان ٹھہریں، بظاہر اہانت آمیز تھیں۔ مثلاً یہ کہ اس سال مسلمان مکے میں داخل نہیں ہوں گے اور عمرہ نہیں کریں گے اور اگر قریش میں سے کوئی شخص مسلمانوں کے پاس چلا جائے تو اسے واپس کردیا جائے گا اور مسلمانوں میں سے اگر کوئی شخص قریش سے جا ملے تو اسے واپس نہیں کریں گے۔

یہ شرائط بظاہر اہانت آمیز تھیں۔ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ مضطرب ہو کر تحریر معاہدہ سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچے اور کہنے لگے: کیا آپ اللہ کے رسول نہیں ہیں؟ کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ پھر ہم ان ذلت آمیز شرائط کو کیوں قبول کریں؟۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا پیغمبر ہوں۔ میں اس کے حکم سے سرتابی نہیں کروں گا اور وہ ہرگز مجھے ضائع نہیں کرے گا۔''

گو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات از راہ تحیر کہی تھی اور اس میں سوءِ ادب کا کوئی شائبہ نہ تھا، مگر لب ولہجہ اس ادب وتعظیم سے ہٹ گیا تھا جس کے وہ عادی تھے۔ زندگی بھر ڈرتے رہے کہ کہیں بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں سوءِ ادب نہ ہوگیا ہو۔ اس کی تلافی کے لیے صدقہ وخیرات کرتے رہے اور نوافل پڑھتے رہے۔ خود فرمایا کرتے تھے ''عملت لها اعمالا'' میں نے اس کی تلافی کے لیے کئی نیکیاں کیں۔ (صحیح مسلم جلد۲،ص۱۰۶)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب:۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عثمان کو قریش کی طرف صلح حدیبیہ میں سفارت کے لیے بھیجا تو قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو طواف کرنے کی اجازت دی، لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے طواف کرنے سے انکار کردیا۔ اور فرمایا:

ماکنت لافعل حتی یطوف رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام طواف نہ کریں، میرے لیے زیبا نہیں کہ میں طواف کروں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ادب:۔ صحیح مسلم میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے صلح نامہ حدیبیہ لکھا تو اس میں یہ عبارت بھی تھی: ''هذا ما كتب عليه محمد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم''

مشرکوں نے کہا کہ لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ لکھو۔ اگر رسالت کے ہم قائل ہوتے تو جھگڑا کس بات کا تھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس لفظ کو مٹا دو۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "ما کان لی ان امحو ھذا"۔ مجھے یہ زیب نہیں دیتا کہ میں اس لفظ کو مٹاؤں۔ پھر حضور علیہ السلام نے خود اس لفظ کو مٹا دیا۔(مشکوٰۃ، جلد۲۔صفحہ ۳۵۵)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب:۔ ایک دفعہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا۔"انا اکبر وانت"۔ میں عمر میں بڑا ہوں یا تم بڑے ہو۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:"انت اکبر و اکرم وانا اسن منك"۔ آپ ﷺ مجھ سے بڑے ہیں (مرتبے کے اعتبار سے) اور مجھ سے زیادہ معزز ہیں۔ ہاں سن رسیدہ میں آپ ﷺ سے زیادہ ہوں۔

دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا ادب:۔ اسامہ رضی اللہ عنہ بن شریک کی روایت ہے کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا، تو ان کے آس پاس صحابہ رضی اللہ عنہم یوں بیٹھے ہوئے تھے، گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں یعنی ادباً اور تعظیماً ساکت وصامت اور غیر متحرک بیٹھے تھے۔اور حدیث شریف میں ہے:"اذاتکلم اطرق جلساہ کانما علی رؤ سھم الطیر" جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گویا ہوتے تھے، تو صحابہ رضی اللہ عنہم سر جھکائے ہوئے بیٹھے رہتے تھے اور حرکت نہ کرتے تھے۔

عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے قریش سے جا کر کہا:"اے قریش کے لوگو! میں نے قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے بھی دربار دیکھے ہیں۔ خدا کی قسم کسی بادشاہ کی بھی ایسی تعظیم بجا نہیں لائی جاتی جیسی صحابہ محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم بجالاتے ہیں۔(بخاری صفحہ ۳۷۹)

حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کا ادب:۔ یہی حال آئمہ کرام رحمہم اللہ کا تھا۔

حضرت امام مالک بن انس رحمتہ اللہ علیہ جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر کرتے یا ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا جاتا، تو ان کے چہرے کا رنگ بدل جاتا اور آپ رحمہ اللہ سراپا تعظیم ہو جاتے، یہاں تک کہ ان کے بعض ہمنشینوں کو ان کی یہ غایت درجہ تعظیم گراں گزرتی۔ایک دن آپ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر آنے پر یہ آپ کو کیا ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:"لورایتتم مارایت کما انکرتم علی ماترون" اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ شان اور عظمت تم دیکھتے جو میں دیکھ رہا ہوں، تو تمہیں میری اس غایت درجے کی تعظیم و تکریم پراچنبھا نہ ہوتا۔

حدیث مبارکہ کا ادب:۔ حدیث شریف کا درس دینے سے پہلے آپ رحمہ اللہ غسل فرماتے۔نہایت عمدہ لباس پہنتے، خوشبو لگاتے اور نہایت خشوع وخضوع سے حدیث بیان فرماتے۔جب تک آپ درس دیتے رہتے۔ آپ رحمہ اللہ کی مجلس میں خوشبو برابر سلگتی رہتی۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ایک دن امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت حدیث شریف کا درس دے رہے تھے۔ آپ رحمہ اللہ کو بچھو نے کئی بار کاٹا۔ آپ رحمہ اللہ کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا، لیکن آپ رحمہ اللہ پورے صبر اور ضبط کے ساتھ حدیث بیان کرتے رہے۔ جب آپ رحمہ اللہ درس ختم کر چکے اور لوگ چلے گئے، تو میں نے پوچھا کہ آج درس دیتے وقت آپ رحمہ اللہ پر یہ کیا کیفیت طاری ہوئی؟ آپ رحمہ اللہ نے بتایا: مجھے بچھو نے کئی بار کاٹا، لیکن میں حدیث کی عظمت واکرام کے باعث ضبط کیے ہوئے بیٹھا رہا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ "جذب القلوب "میں لکھتے ہیں کہ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ مدینہ طیبہ میں اپنے گھوڑے پر سوار نہ ہوتے تھے فرماتے تھے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ میں اس زمین کو گھوڑے کے سموں سے پامال کروں، جس سے رسول اللہ ﷺ کے مبارک قدموں نے لمس کیا ہے۔

مدینہ منورہ میں ننگے پاؤں چلنا:۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ جب مدینہ منورہ کی حدود شروع ہوتیں تو جوتا اتار لیتے تھے اور وہ اپنے وقت کے امام وہ عظیم محدث اور فقیہہ ننگے پاؤں مدینے کی سرزمین پر چلتے تھے کہ مبادا جس جگہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قدم رکھے ہوں، وہاں وہ اپنی جوتیاں رکھ دیں۔

ادب کی یہ کیفیتیں حاصل نہیں ہو سکتیں، جب تک حضور ﷺ کی ذات کی معرفت نہ ہو۔(آداب بارگاہ رسالت ﷺ ص ۵۰)

ادب صرف صحابہ رضی اللہ عنہم کیلئے نہ تھا:۔ یہ سمجھنا فاش غلطی ہے کہ بارگاہ رسالت ﷺ کے جو آداب قرآن مجید میں بتائے گئے

ہیں وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کے لیے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس ہی کے ساتھ مخصوص تھے۔ نہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس رہی نہ صحابہ رضی اللہ عنہم رہے تو کیا ان آیات کی حیثیت محض تاریخی رہ گئی ہے؟

آج بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لیتے ہوئے، حدیث شریف پڑھتے ہوئے، مسجد نبوی ﷺ میں حاضر ہوتے ہوئے، حضور ﷺ کے ادب کو ویسا ہی ملحوظ رکھنا چاہیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی ﷺ میں دیکھا کہ دو آدمی زور زور سے بول رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ نے ان سے کہا:

'' اتدریان این انتما؟ ''تمہیں کچھ ہوش ہے کہ تم کہاں کھڑے ہو اور پوچھا: تم کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''لو کنتما من اهل المدينة لا وجعتكما ضرباً '' اگر تم مدینہ شریف کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سخت پیٹتا۔ یعنی تم باہر کے رہنے والے ہو اور مسجد نبوی ﷺ کے آداب سے واقف نہیں ہو تمہیں معذور سمجھ کر معاف کرتا ہوں۔ (مشکوٰۃ جلد اص ۷۱)

اسی طرح عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مسجد نبوی میں کسی مسئلے پر بحث کر رہا تھا۔ بحث کے دوران اس کی آواز بلند ہوگئی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ کو ڈانٹا اور فرمایا: ''لاترفع صوتك فی هذا المسجد'' اس مسجد میں آواز بلند مت کیجئے اور سورۂ حجرات کی آیتیں پڑھیں اور یہ بھی فرمایا: ''ان حرمته میتاً کحرمته حیاً''، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحلت کے بعد بھی ان کی حرمت یقیناً ویسی ہی ہے، جیسی زندگی میں تھی۔

آج بھی مشائخ کا اسی طرح ادب کیا جائے:۔ صحابہ کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعلق کی کئی نوعیتیں تھیں صحابہ رضی اللہ عنہم ان سے روحانی فیض بھی حاصل کرتے تھے اور کتاب وحکمت کی تعلیم بھی حاصل کرتے تھے۔ ''یزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة'' (وہ ان کا روحانی تزکیہ کرتے تھے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے تھے۔)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے شیخ بھی تھے اور معلم بھی تھے۔ پس مشائخ کا ادب، اساتذہ کا ادب، بزرگوں کا ادب اور اس ادب کے سلیقے اور قرینے بھی ہمیں بارگاہ رسالت ﷺ ہی سے سیکھنا ہیں، کسی اور کے دروازے پر تو نہیں جانا ہے۔

کچھ آداب مرشد:۔ پس اپنے مشائخ اور اساتذہ کی مجلس میں مؤدب ہو کر بیٹھیے۔ ان کی آواز سے اپنی آواز پست رکھا کیجئے۔ ان کی مجلس میں چلا چلا کر بات مت کیا کیجئے۔ ان کے گھروں کے باہر کھڑے ہو کر چیخ چیخ کر انہیں آوازیں مت دیا کیجئے۔ اس بات کو اپنی روح کی گہرائیوں میں اتاریئے کہ آپ نے ان سے فیض حاصل کیا ہے۔ یہ آپ کے محسن ہیں اور شرافت کا تقاضا یہی ہے کہ جس سے فیض حاصل کیا جائے اس کے سامنے نگاہیں جھکی رہیں۔

ایک نہایت ہی اہم بات...!!:۔ آخر میں ایک بات کہتا ہوں موحد ہو کر مؤدب ہونا بڑی بات ہے۔ موحد ہونے کے یہ معنی نہیں کہ انسان بے مہار ہو جائے۔ اہل اللہ کی شان میں گستاخیاں کرے، اپنے محسنوں کا گریبان پھاڑے اور یہ سمجھے کہ میں غیر اللہ کی نفی کر رہا ہوں۔ اسی طرح بزرگوں کے ادب کے یہ معنی نہیں کہ انہیں اٹھا کر خدا بنا دیا جائے۔ (آداب بارگاہ رسالت ص ۵۳)

بے ادبی تباہی کی اصل وجہ:۔ کچھ لوگوں کو توحید کا مفہوم تو کچھ سمجھ میں آیا، مگر انہیں اہل اللہ کی معرفت حاصل نہ ہوئی۔ اور ان کا ادب واحترام ملحوظ نہ رکھا۔ کچھ لوگوں کو ادب کی توفیق ہوئی، مگر ان کی توحید میں خلل واقع ہوا۔ یہ دونوں بیماریاں بہت پرانی ہیں مذاہب عالم کی تاریخ گواہی دیتی ہے کہ جب بھی کسی مذہب کے پیرراہ راست سے منحرف ہوئے، یہی دو بیماریاں ان کی تباہی کا باعث ہوگئیں۔ عیسائیوں کے بارے میں قرآن مجید میں ہے: ''اتخذوا احبارهم ورهبانهم ارباباً من دون الله والمسيح ابن مريم''

(انہوں نے اللہ کے علاوہ اپنے عالموں اور راہبوں کو خدا بنا لیا تھا اور مسیح ابن مریم علیہم السلام کی الوہیت کے قائل ہوگئے تھے۔)

یہودیوں کو ایک اور بیماری بھی تھی۔ اپنے محسنوں کا گریبان پھاڑتے تھے۔ جن سے فیض حاصل کرتے تھے۔ ان ہی کے ساتھ بدتمیزی

اور بدلحاظی سے پیش آتے تھے، بلکہ نوبت یہاں تک پہنچی ہوئی تھی ۔"یقتلون النبیین بغیر حق"۔انبیاء کو ناحق قتل بھی کر ڈالتے تھے۔

ہم اللہ سے راہ ادب کے بھکاری ہیں:۔ پس پھر ایک بار کہتا ہوں کہ موحد ہو کر مؤدب ہونا اور مؤدب ہوتے ہوئے موحد ہونا بہت بڑی سعادت ہے اور ہم اللہ تعالیٰ سے اس سعادت کی بھیک مانگتے ہیں۔"اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولاالضالين" یا اللہ! ہمیں سیدھی راہ پر چلا،ان لوگوں کی راہ پر جن پر تو نے کرم کیا۔ان یہودیوں کی راہ پر نہ چلا نا جو بے ادب اور گستاخ تھے، جو بدتمیز اور بدلحاظ تھے اور جن پر تیرا غضب نازل کیا گیا اور نہ ان عیسائیوں کی راہ پر چلانا جنہوں نے بندوں کو خدا بنا لیا تھا اور گمراہی میں مبتلا ہوئے۔

"سبحان ربك رب العزة عما يصفون و سلام على المرسلين والحمدلله رب العالمين" (آداب بارگاہ رسالت ص ۵۵)

ادب عقائد کا لازمی حصہ ہے:۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سینوں پہ انوار رسالت براہ راست پڑے۔ یہ وہ سعادت ہے کہ تمام سعادتیں اس کے سامنے ہیچ ہیں۔(صحابہ کرام کا ادب ص ۵۹)

عقائد اسلامیہ پر جتنی مستند کتابیں لکھی گئی ہیں، ان میں فقہاء امت رحمہم اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ادب واحترام کو عقائد اسلامیہ کا ایک لازمی جز قرار دیا ہے۔(صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ادب ص ۶۸)

قرآن مقدس کا ادب واحترام

قرآن کا ادب کرنے والا اللہ کا ولی:۔ حضرت مولانا عبدالسلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب 'الدعاء المقبول الما ثور عن القران واحاديث الرسول" میں لکھتے ہیں: قرآن مجید کی ظاہری تعظیم بھی کرنی چاہیے۔اس سے بہت ثواب ملتا ہے۔زمین پر قرآن مجید کے گرے ہوئے ورقوں کا اٹھانے والا اللہ تعالیٰ کا ولی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نام کے لکھے ہوئے کاغذوں کو زمین سے اٹھانے والا علیین میں بلند مرتبہ پائے گا۔
(صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ادب ص ۸۴)

ادب کرنے والے کا فرشتوں میں اکرام:۔ طبرانی رحمہ اللہ کی معجم صغیر میں ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ زمین پر جب کوئی کتاب گر پڑتی ہے تو اسے اٹھانے کے لیے اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیج دیتا ہے۔وہ فرشتے اپنے پروں سے اسے ڈھانپ لیتے ہیں اور اس کی تعظیم کرتے ہیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں میں سے کسی ولی کو بھیج دیتا ہے تو وہ اسے زمین سے اٹھا لیتا ہے اور جو زمین سے کسی ایسی تحریر کو اٹھائے جس میں اللہ کے ناموں میں سے کوئی نام ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے نام کو بلند کرتا ہے اور اس کے ماں باپ کے عذاب میں تخفیف کر دیتا ہے، اگر چہ وہ کافر ہوں۔(صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ادب ص ۸۵)

ادب کی بدولت ولایت کا اونچا مقام:۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز بیت الخلاء گئے تو آپ رحمہ اللہ نے دیکھا کہ مٹی کا ایک پیالہ نجاست سے آلودہ پڑا ہے اور اس پر لفظ "اللہ" منقوش ہے۔آپ رحمہ اللہ اس پیالے کو لے کر باہر آ گئے اور پانی منگوا کر اسے دھویا اور خوب پاک صاف کیا۔نیازمندوں نے ہر چند عرض کیا کہ ہم اسے پاک کرتے ہیں، مگر آپ رحمہ اللہ نے پیالہ ان کو نہ دیا اور خود ہی اسے پاک صاف کرتے رہے، پھر اس پیالے کو سفید کپڑے میں لپیٹ کر اونچی جگہ رکھ دیا اور جب پانی پینا چاہتے تو اسی پیالے میں پیتے۔اس تعظیم کی برکت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی کہ جس طرح تم نے ہمارے نام کی تعظیم کی ہے اسی طرح ہم نے بھی تمہارے نام کو دنیا اور آخرت میں مکرم ومحترم بنا دیا ہے آپ رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اس عمل سے جس قدر فیوض وبرکات مجھے حاصل ہوئیں ان کا حصول سو سال کی ریاضت سے بھی ممکن نہ تھا۔
(حضرت القدس، دفتر دوم، ص ۷۸)

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا ادب:۔ حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ "زبدة المقامات" میں لکھتے ہیں ایک روز میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا اور حضرت رحمہ اللہ اس وقت معارف تحریر فرما رہے تھے۔ پیشاب کے تقاضے

کے غلبے کی وجہ سے آپ رحمہ اللہ نہایت تیزی سے وضوخانے کی طرف گئے مگر فوراً واپس آ گئے۔ مجھے حیرت ہوئی کہ آپ رحمہ اللہ اتنی جلدی واپس کیوں کر آ گئے۔ باہر آتے ہی آپ رحمہ اللہ نے پانی کا لوٹا منگوایا اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن دھویا اور پھر وضوخانے میں چلے گئے۔ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میں وضوخانے میں گیا ہی تھا کہ میری نظر ناخن کی پشت پر پڑی تو سیاہی کا وہ نقطہ نظر آیا جو قلم کی درستگی جانچنے کے لیے انگوٹھے پر میں نے لگایا تھا۔ وہ سیاہی کا نقطہ بھی حروف قرآنی کی کتابت کے اسباب میں سے تھا۔ اس نقطہ سیاہی کے ساتھ مجھے پیشاب خانے میں بیٹھنا ادب کے منافی معلوم ہوا اگرچہ پیشاب کا تقاضا شدت کا تھا اور اس کی وجہ سے میں تکلیف میں تھا لیکن ترک ادب کی تکلیف اس سے بھی زیادہ سخت تھی۔ (ص ۱۷۰ بحوالہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ادب ص ۸۷)

نام کتاب:۔ حقیقت ذکر الٰہی....... مصنف:۔ سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ
ناشر:۔ صدر شعبہ علوم اسلامیہ، انجینئرنگ یونیورسٹی (لاہور)

روحانی بیماریوں کا جائزہ:۔ اگر روحانی بیماریوں کا جائزہ لیا جائے، تو حقیقت میں بیماریاں دو ہی ہیں:

ا۔ عقیدہ وعمل میں تضاد کی بیماری...... اس بیماری میں عقیدہ درست ہوتا ہے، ذہن خیر وشر میں حد فاصل کھینچتا ہے لیکن اعضاء وجوارح عقیدے کا ساتھ نہیں دیتے، عقل کہتی ہے کہ اللہ کی محبت تمام محبتوں پر غالب ہونی چاہئے مگر عین اس وقت جب عقل یہ کہہ رہی ہوتی ہے، انسان محسوس کرتا ہے کہ حب مال، حب جاہ، حب حسن مجاز اللہ کی محبت پر چھا گئی ہے۔ انسان تسلیم کرتا ہے کہ غیر اللہ کا درد دل میں نہیں ہونا چاہیے، مگر دل میں جھانکتا ہے تو جھوٹے خداوندوں کے خوف سے اسے ملوث پاتا ہے۔ انسان مانتا ہے کہ حسد، بغض، کینہ، عناد، تکبر، بخل، روحانی بیماریاں ہیں اور دل ان سے پاک ہونا چاہئے، مگر اس کے باوجود دل میں ان سانپوں کو رینگتا ہوا دیکھتا ہے۔ ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ عقیدہ وعمل کے اس تضاد کا علاج کیا ہے؟

دوسری روحانی بیماری کا نتیجہ نگاہ تشکیک:۔ ۲۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خود عقیدے کی چولیں ڈھیلی ہو جاتی ہیں۔ ذہن خیر وشر میں واضح طور پر حد فاصل نہیں کھینچتا ہے۔ عقل سرکش ہو کر چھوٹی ہو جاتی ہے اور ہر وہ بات جو اس کی گرفت میں نہیں آتی، اس کے وجود ہی سے منکر ہو بیٹھتی ہے اس بیماری میں سوچنے کا انداز یوں ہوتا ہے۔ جانے اس کائنات کا نظام چلانے والا کوئی ہے بھی کہ نہیں۔ وحی وتنزیل کی حقیقت کیا ہے، وحی غیر مرئی، ملائکہ کا وجود غیر مرئی خدا کی ہستی ناقابل ادراک، روح کا کوئی مستقل وجود ہے یا حیات مادے ہی کا خاصہ ہے اور مادے سے ہٹ کر حیات کا کوئی وجود نہیں۔ پھر حیات بعد الممات کیا ہے؟

وہ شے جو حواس کی گرفت میں نہیں آتی، انسان اس کے وجود میں متشکک (Sceptic) ہو جاتا ہے۔ اس تشکیک کا علاج کیا ہے؟

عقیدہ وعمل میں تضاد کی وجہ:۔ عقیدے اور عمل میں تضاد کیوں ہوتا ہے؟ انسان کا وجود مختلف اور متضاد عناصر سے مرکب ہے۔ اس کے خمیر میں حیوانیت، بہمیت، سبعیت، ملکیت، یہ سب کچھ گندھا ہوا ہے۔ جب ملکیت، بہمیت وسبعیت سے مغلوب ہو جاتی ہے، عقیدہ وعمل میں تضاد رونما ہوتا ہے۔ جب نفسانیت کا غلبہ ہو جاتا ہے، تو اعضاء ذہن کا ساتھ نہیں دیتے۔ اس آیت میں اسی حقیقت کی نشان دہی کی گئی ہے۔

"ان النفس لا مارۃ بالسوٓء" (۱۲:۵۳) نفس برائی کا بہت حکم دینے والا ہے۔

قرآن مجید نے نفس کے علاوہ ایک اور دشمن کی خبر دی ہے جو برائی پر اکسانے والا ہے۔

ان الشیطن لکم عدوفا تخذوہ عدواً (۳۵:۶) ترجمہ: یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے۔ اسے (دل ودماغ کی ہم آہنگی کے ساتھ) دشمن سمجھو۔

شیطان کو بھی نفس ہی نے بہکایا:۔ شیطان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "یجری کمجری الدم" (وہ انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے)

اور اس میں اچنبھے کی کوئی بات نہیں۔ جیسے انسانی جسم میں ہوا کی آمد و رفت جاری ہے۔ جیسے بجلی جسم میں سرایت کر جاتی ہے۔ شیاطین کے ارواح ہیں، ان کا جسم میں سرایت کر جانا آسانی سے سمجھ میں آتا ہے۔ شیطان بڑا گھاگ اور خرانٹ ہے۔ وہ سرد و گرم عالم چشیدہ ہے۔ اس نے چرخ کی ان گنت گردشیں دیکھی ہیں۔ وہ ہر شخص کی کمزوریوں پر نظر رکھتا ہے اور نفس کے کمزور ترین حصے کو چھوتا ہے۔ وہ ایسا احمق نہیں کہ جس شخص کے خمیر میں فیاضی گندھی ہوئی ہو، جس کی ہڈیوں میں سخاوت رچی ہوئی ہو، وہ اسے بخل پر آمادہ کرے گا وہ اسے اسراف پر آمادہ کرے گا، وہ اسے تبذیر پر مائل کرے گا، وہ اسے بے جا اور بے محل خرچ کرنے پر اکسائے گا، وہ ایک نازک مزاج شاعر کو قتل و غارت پر آمادہ نہیں کرے گا۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس میں دھینگا مشتی کی صلاحیت نہیں۔ وہ اسے شراب نوشی اور حسن پرستی پر اکساتا ہے۔

پس نفس اور شیطان دو بڑے دشمن ہیں اور نفس شیطان سے بھی بڑا دشمن ہے۔ آدم و حوا علیہم السلام کو شیطان نے بہکایا ''فـــازلهـمـــا الشیطان'' مگر خود شیطان کو کس نے بہکایا؟ اسے نفس ہی نے بہکایا۔ اس وقت تو کوئی اور شیطان نہ تھا۔

نفس اور شیطان سے بچنے کا طریقہ:۔ اب سوال یہ ہے کہ نفس اور شیطان کو کیسے پچھاڑیں؟ انہیں پچھاڑنے کے لیے ناگزیر ہے کہ پہلے کتاب و سنت کی روشنی میں ان کی حقیقت معلوم کریں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''الشیطان جاثم علی قلب ابن آدم فاذا ذکر اللہ خنس واذا غفل و سوس ''(بخاری شریف) شیطان آدمی کے دل پر جم کر بیٹھتا ہے۔ جب آدمی اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جونہی انسان ذکر سے غافل ہوتا ہے۔ جی میں وسوسے ڈالتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب انسان اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان کو جو ابن آدم کے دل پر جم کر بیٹھتا ہے اور رگوں میں خون بن کر دوڑتا ہے، آدمی کے جسم سے باہر آنا پڑتا ہے اور جب تک آدمی ذکر میں مشغول رہتا ہے، ذکر کا نور اسے قریب نہیں آنے دیتا۔

غافل دل شیطان کے نشیمن:۔ آپ یقین کیجئے کہ جو لوگ اللہ کے ذکر سے غافل ہیں، شیاطین نے ان کے سینوں کو اپنا نشیمن بنا رکھا ہے۔

ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض له شیطناً فهوله قرین (۳۶:۴۳)

جو شخص اس رحم کرنے والے آقا کے ذکر سے اندھا ہو جاتا ہے ہم اس پر شیطان مقرر کر دیتے ہیں اور وہ شیطان ہر وقت اس کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ وہ خدا جو ہمیں عدم سے وجود میں لایا اور جس نے بتدریج ہمیں حد کمال تک پہنچایا، وہ خدا جو دن رات ہم پر جسمانی، ذہنی اور روحانی نوازشوں کی بارش کرتا ہے، ہم میں سے جو اس محسن اعظم کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے، اللہ کا قانون یہی ہے کہ اس احسان فراموش کی روحانی مناسبت شیاطین سے ہو جاتی ہے۔

روحانی ایٹم بم سے نفس اور شیطان پر بمباری:۔ ذکر الٰہی چونکہ شیطان کے حق میں بمباری سے کم نہیں۔ اس لیے وہ جس پر مسلط ہوتا ہے۔ پہلا کام وہ یہ کرتا ہے کہ اسے اللہ کے ذکر سے غافل کر دیتا ہے۔ ''استحوذ علیهم الشیطن فانسهم ذکر الله اولئك حزب الشیطن الآ ان حزب الشیطن هم الخسرون'' (۱۹:۵۸)

شیطان ان پر مسلط ہوا تو اللہ کا ذکر انہیں بھلا دیا۔ یہی لوگ شیطان کی ٹولی میں ہیں دیکھو شیطان کی ٹولی ہی گھاٹے میں رہنے والی ہے۔

جب بھی کوئی دشمن پر قابو پا لیتا ہے تو سب سے پہلے وہ دشمن سے ان ہتھیاروں کو چھینتا ہے جو اس کے لیے ہلاکت کا سامان ہیں۔

اس آیت سے اور بھی وضاحت ہوگئی کہ ذکر الٰہی شیطان کے لیے حد درجہ ہلاکت آفریں ہے جبھی تو انسان پر قابو پاتے ہی ذکر الٰہی سے غافل کرنے کی فکر سب سے پہلے اسے دامن گیر ہوتی ہے۔

پس یہ بات واضح ہوئی کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نظر میں شیطان کا علاج ذکر الٰہی ہے۔

ذکر الٰہی دلوں کی صفائی کا ذریعہ:۔ اب آیئے قرآن و حدیث کی روشنی میں نفس کا علاج تلاش کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لکل شئی صقالة وصقالة القلوب ذکر الله (بیهقی) ہر شے کو چمکانے کے لیے پالش ہوتی ہے اگر دلوں کو تم صیقل کرنا چاہو

تو اللہ کے ذکر سے صیقل کرو۔

پس اگر دل کو حسد، بغض، تکبر، بخل کے گردوغبار سے صاف کرنا چاہو تو اس کی تدبیر بھی ذکر الٰہی ہے۔

یکے دواست بدرالشفاء میکدہ ہا   زہر مرض کہ بنالد کسے شراب دہید

آٹھ پہر ذکر کی اہمیت و دلیل:۔ چونکہ نفس اور شیطان دونوں کا علاج ذکر ہے، اسی لیے قرآن نے دوام ذکر پر زور دیا:

فاذ اقضیتم الصلوٰۃ فاذکروا اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبکم (۱۰۲:۴) جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کا ذکر کرو۔ اٹھتے بیٹھتے، پہلو بدلتے ہوئے۔ اور اللہ والوں کے بارے میں فرمایا: الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبھم (۱۹:۳) وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہوں، بیٹھتے ہوں یا لیٹے ہوں۔ اسلامی نقطہ نظر یہ ہے کہ صلح ہو یا جنگ ہو، بزم ہو یا رزم ہو اللہ کا ذکر مسلسل اور پیہم کرو۔ سورۂ انفال میں ہے: یایھا الذین امنوا اذالقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیراً لعلکم تفلحون (۴۶:۸)

اے ایمان والو! جب کسی جتھے سے تمہاری ٹکر ہو جائے تو جم کر لڑو اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو، تاکہ تمہیں کامرانی حاصل ہو۔

جب حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام سے کہا گیا کہ فرعون سرکش ہو گیا، جاؤ اسے سمجھاؤ، تو ساتھ ہی کہا: ''ولا تنیافی ذکری'' (۴۲:۲۰) میری یاد میں سستی نہ کرنا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں حدیث میں آیا ہے: کان یذکر اللہ علی کل احیانہ (مسلم) وہ ہر آن، ہر لمحہ اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ عبداللہ بن بشر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کیا:

''یا رسول اللہ ﷺ ان شرائع الاسلام قدکثرت علی فاخبرنی بشی اتشبث بہ''

اسلام کے احکام تو بہت سے ہیں مجھے کوئی ایک بات ایسی بتا دیجئے جسے میں اپنا دستور العمل ٹھہرالوں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''لایزال لسانك رطباً من ذکر اللہ'' (ترمذی) تیری زبان ہر وقت اللہ کے ذکر سے تروتازہ رہے۔

دوام ذکر ہر بیماری کا علاج:۔ پس دوام ذکر ہی عقیدہ و عمل میں تضاد کا علاج ہے۔ اسی سے ملکیت بہمیت پر غالب ہوتی ہے اسی سے تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ اسی سے جذبات کی تطہیر ہوتی ہے۔ وہ لوگ جنہیں اللہ کے راستے کی معرفت حاصل ہوئی، اللہ کی یاد سے پل بھر کی غفلت کو بھی معصیت سمجھتے ہیں۔

صرف عصیاں ہوا وہ لحظہ عمر   جو تری یاد میں بسر نہ ہوا

تمام مذہبی جماعتوں کیلئے ذکر کے دوام کی ضرورت:۔ پس وہ تمام مذہبی جماعتیں جو ذکر الٰہی کی الٹی سیدھی تعبیریں کرتی ہیں اور ذکر الٰہی سے گریز کی راہیں ڈھونڈتی ہیں، ان کے نظریات و افکار میں شیطانی وساوس کو دخل ہوتا ہے۔ شیطان ان کے جی میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ ذکر الٰہی سے مراد یہ ہے کہ وہ یاد رہے......یعنی اس کا خیال رہے اور خیال کی حقیقت بھی اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ اس کے بتلائے ہوئے کاموں پر عمل کیا جائے۔ یوں شیطان بہکا پھسلا کر ذکر الٰہی سے انہیں غافل کر دیتا ہے اور ان پر مسلط ہو جاتا ہے۔ ذکر الٰہی سے گریز قرآن مجید کی نظر میں منافقت کی نشانی ہے۔ ولا یذکرون اللہ الا قلیلاً (۱۴۱:۴)

جو فرقہ اللہ کی عبادت سے فرار کے بہانے تراشے اور یہ کہے کہ قرآن مجید میں تو پانچ نمازوں کا ذکر نہیں ہے، خود اللہ کی عبادت سے یہ فرار میری نظر میں ان کی ضلالت اور گمراہی کی سب سے بڑی دلیل ہے، وہ عمل کہ جب سے فرض ہوا اس وقت سے لے کر آج تک پورے عالم اسلامی میں بلا ناغہ پانچ وقت دہرایا گیا، اس عمل کے بارے میں ان کی یہ کٹ حجتیاں اور حیلہ سازیاں ان کے محجوب ہونے کی خبر دیتی ہیں۔

اہل اللہ کی پہچان:۔ اللہ والوں کی تو یہ پہچان ہے کہ وہ اس کی بارگاہ میں بار بار حاضر ہونے کے لیے بہانے ڈھونڈتے ہیں۔ پانچ نمازوں سے بھی ان کی محبت کی پیاس نہیں بجھتی۔ کبھی چاشت اور کبھی اشراق، کبھی صلوٰۃ اوابین اور کبھی صلوٰۃ تسبیح سے پیاس بجھاتے ہیں۔ وہ

''الذین یبیتون لربھم سجدا وقیاماً'' کی مجسم تفسیر ہوتے ہیں۔ان کی راتیں اس عالم میں بسر ہوتی ہیں کہ کبھی اپنے رب کے حضور میں کھڑے ہوتے ہیں اور کبھی سجدہ ریز ہوتے ہیں۔کہاں یہ نفوس قدسیہ کہ اٹھتے، بیٹھتے، چلتے پھرتے، پہلو بدلتے ہوئے آٹھوں پہر چونسٹھ گھڑی ان کی زبانیں اور ان کی روحیں ذکر الٰہی میں ڈوبی ہوئی ہیں اور کہاں وہ بندگان غفلت شعار اور گم گشتگان راہ کہ ان کے لائحہ عمل میں ذکر الٰہی کا سرے سے مذکور ہی نہیں۔ شتان مابینھما

ذکر اللہ سے امراض دور ہونے کی علت:۔ اب سوال یہ ابھرتا ہے کہ آخر یہ کیا بات ہوئی کہ محض چند الفاظ کی تکرار سے شخصیت کے تمام گوشے متاثر ہونے لگتے ہیں اور قوت عمل جاگ اٹھتی ہے۔محض زبان کو حرکت میں لانے سے جی کا غبار دھلنے لگتا ہے۔روحانی بیماریاں چھٹنے لگتی ہیں اور عقیدہ وعمل میں ہم آہنگی پیدا ہونے لگتی ہے،آخر اس کی علت کیا ہے؟

آیئے اسی دانائے سبل ﷺ سے پوچھیں اور انہی کے فرمودات کی روشنی میں اس کا جواب تلاش کریں۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے:لایقعد قوم یذکرون الله الا حفتهم الملئكة وغشيتهم الرحمة ونزلت عليهم السكنة وذكرهم الله في من عنده (رواہ مسلم)

جب بھی کچھ لوگ اللہ کے ذکر کی خاطر مل بیٹھتے ہیں۔فرشتے ان کا احاطہ کر لیتے ہیں، رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے،سکینت ان پر نازل ہوتی ہے اور خدا بھی ان کا ذکر کرتا ہے،ان سے جو اس کے پاس ہیں۔

آسمان سجدہ کند بہر زمینے کہ برو   یک دو کس، یک دو زماں، بہر خدا بنشینند

اس حدیث سے واضح ہوا کہ جو لوگ بھی اللہ کا ذکر کرتے ہیں،ان آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سمجھا دیئے ہیں، ناگزیر ہے کہ ان پر رحمت وسکینت کا ورود ہو۔

رحمت کی حقیقت سلطان العارفین رحمہ اللہ کی نگاہ میں:۔ اس رحمت اور سکینت کی حقیقت کیا ہے؟ وہ ایک جوہر ہے جس کا ورود قلب پر ہوتا ہے۔وہ جوہر جو تمام روحانی بیماریوں کی دوا ہے۔بجا کہا حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے نور الھدیٰ میں:''مجرد نزول انوار ہمہ اوصاف ذمیمہ را از قلب بری کند''۔(انوار الٰہی کا محض دل سے لمس تمام روحانی بیماریوں کو اُچک لیتا ہے۔

وہ شخص ذکر کی حقیقت وروح سے یکسر محروم رہا جس نے سکینت سے مراد محض ذہنی سکون سمجھا اور رحمت کے جوہر سے آشنا نہ ہوا۔

پس یہ رحمت تمام روحانی بیماریوں کی دوا بھی ہے اور اللہ والوں کی روحانی غذا بھی۔یہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی'' (متفق علیہ)

میں رات اپنے رب کے پاس بسر کرتا ہوں وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔تو اس سے مراد بھی روحانی رزق ہے جسے عامۃ الناس کو سمجھانے کے لیے کھلانے پلانے سے تعبیر کیا۔

اہل اللہ پر رحمت وسکینت کی مختلف اقسام:۔ ذہن میں ایک استفہامیہ نشان یہ بھی ابھرتا ہے کہ رحمت وسکینت کے معانی میں حد فاصل کیسے کھینچی جائے۔اگر یہ مترادف لفظ ہیں تو صرف ''غشیتھم الرحمہ'' کہنا ہی بس کرتا تھا اور ''نزلت علیھم السکینہ'' حشو وزوائد میں سے ہوا اور اس افصح العرب ﷺ کے بارے میں یہ خیال کرنا کہ وہ فالتو لفظ بولتے تھے، بہت بڑی بدگمانی ہے۔قرآن وحدیث میں اسی قبیل کے متعدد الفاظ آئے ہیں:صلوٰۃ،سلام،رحمت، برکت سکینت۔ان کے معانی میں حد فاصل کھینچنے میں دقت ہوتی ہے۔

اگر چشم بصیرت ہو تو عالم روحانی کی حقیقتوں پر یہ عالم آب وگل بھی دلالت کناں ہے۔یہ مادی رزق جو اللہ نے اپنی تمام مخلوق کے لیے پیدا کیا۔جسے ملحد، زندیق، کافر، اسے گالیاں دینے والے،اس کے وجود سے انکار کرنے والے سبھی کھاتے ہیں،اللہ نے اس میں کس قدر تنوع پیدا کیا۔سبزیوں اور پھلوں کی اقسام پر غور کیجئے۔آم پیدا کیے تو اس کی بیسیوں قسمیں بنائیں۔خربوزہ پیدا کیا تو ساتھ سردا اور گرما پیدا کیا۔مختلف اقسام وانواع، پھر ہر نوع میں تنوع در تنوع۔

پھر کیا اس رزق میں اللہ نے کوئی تنوع نہ رکھا، جو اس نے اپنے عاشقوں اور محبوبوں کے لیے پیدا کیا۔ وہ رزق جوان بندوں کے لیے پیدا کیا۔ جنہوں نے اس کی خاطر دو جہانوں کو خیر آباد کہا اور اس کی ذات کے لیے وقف ہو گئے کیا وہ ایک ہی قسم کی رحمت ہے جو اہل ذکر کی روح پر وارد ہوتی ہے۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے وہ نوامیس فطرت سے یکسر نا آشنا ہے۔ جب اس نے رحمت کی تخلیق کی تھی، تو اس کی صفت خلاقی بھرپور جوش میں آئی تھی اور اس نے ان گنت رحمت کی قسمیں پیدا کیں۔ اتنی قسمیں جنہیں تم حیطہ شمار میں نہ لا سکو، یہ صلوٰۃ، یہ سلام، یہ رحمت، یہ برکت، یہ سکینت یہ سب اس کی رحمت کی انواع واقسام ہیں جو اہل اللہ کے سینوں پر وارد ہوتی ہیں۔ وہ لوگ جو اس لذت سے محروم ہیں، وہ لغت میں صلوٰۃ، سلام، رحمت، برکت اور سکینت کے معانی ڈھونڈتے ہیں اور جب ان کے معانی میں کوئی حد فاصل نہیں کھینچ سکتے تو پریشان ہوتے ہیں۔

عاشقی نہ شدی، محنت الفت کشیدی کس پیش تو غم نامہ ہجراں چہ کشاید

(اور) من لم یذق حرق الھوی لم یدر ما جھد البلاء

روحانی کیفیت سے آشنائی:۔ یہ بات تو سینے پر وارد ہونے کی ہے۔ زبانی سمجھانے کی نہیں ہے۔ کیفیت روحانی ہو، ذہنی ہو یا جسمانی، وہ محسوس تو کی جا سکتی ہے، مگر دوسرے کو سمجھائی نہیں جا سکتی۔ جیسے کسی آدمی نے آم نہ کھائے ہوں۔ آپ اسے ہزار سمجھائیں کہ لنگڑے کی یہ لذت ہے، دسہری کی حلاوت ایسی ہے اور ٹپکے کا مزا ایسا ہوتا ہے۔ وہ ان لذتوں کا فرق سمجھنے سے یکسر قاصر رہے گا۔

روحانی لذت کے سامنے ہر کیفیت ہیچ:۔ پھر یاد رکھو کہ اس روحانی رزق کی لذت کے سامنے کائنات کی تمام لذتیں ہیچ ہیں۔ یہ جو تم اہل اللہ کو دیکھتے ہو کہ رات بھر اس کی بارگاہ میں بیٹھے رہتے ہیں، یونہی خشک اور بے لذت تو نہیں بیٹھے ہیں۔

دیدہ باشنداز رخ آں دوست اندک جلوہ ورنہ ازاحیائے شب، شب زندہ داراں راچہ حظ

دوست کے مکھڑے کی کچھ جھلکیاں انہیں نظر آتی ہوں گی، وگرنہ رات بھر جاگنے کی انہیں کیا پڑی ہے۔

یہ جو صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک اس کے حضور میں جم کر بیٹھے رہتے ہیں جبکہ باد نسیم اور نمازیوں کو بھی تھپک تھپک کر سلا رہی ہوتی ہے، روحانی غذا کھاتے ہیں اور شدید سرور و کیف کے عالم میں ہوتے ہیں۔

یہ جو ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ نے بادشاہت پر لات ماری اور تخت و تاج اس سے چھوٹ گیا، تو یہ محض اس لیے کہ اللہ کا ذکر بادشاہت سے لذیذ تر تھا۔ سلطان العارفین رحمہ اللہ نے اپنے دیوان کے مطلع میں اسی روحانی رزق کی لذتوں کا ذکر کیا ہے۔

اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھلن پر آئی ہو

ذکر سے میرا سینہ مہک اٹھا ہے اور قریب ہے کہ میں اپنے آپ میں نہ رہوں۔

روحانی لذت سے نا آشنا...... محروم و کم نصیب:۔ پس محروم اور کم نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں اس روحانی رزق سے کوئی حصہ نہیں ملتا ہے اس سے بڑھ کر بدبختی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ کے ہاں تمہارا راشن کارڈ ہی نہ بنا ہو۔ جب تک فیضان نہیں ہوتا ہے عبادت طبیعت پر گراں گزرتی ہے۔

انها لکبیرة الاعلی الخاشعین......اور فیضان ہو تو نماز آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور زندگی کی سب سے بڑی لذت۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: جعلت قرة عینی فی الصلوٰة (نسائی) میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔

خبیب رضی اللہ عنہ بن عدی کو جب پھانسی پر لٹکانے کے لیے لے جا رہے تھے تو کفار نے پوچھا کوئی آرزو ہو تو کہو: فرمایا: ''مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو''۔

روحانی لذت کے بغیر زندگی ادھوری:۔ جب انسان اس روحانی غذا کی لذت سے آشنا ہو جاتا ہے تو وہ اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس نشہ رحمت و سکینت کے بغیر زندگی اسے پھیکی اور بے کیف معلوم ہوتی ہے، جیسے بھوکا بیتابی سے روٹی کی طرف لپکتا ہے اور پیاسا بے

چینی سے پانی کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے۔اسی بے تابی اور بے قراری سے وہ اللہ کے ذکر وعبادت اور مخلوق کی خدمت کی طرف لپکتا ہے تاکہ بادۂ رحمت سے وہ روح کی پیاس بجھا سکے وہ لوگ جو رحمت وسکینت کی فضا میں جیتے ہیں، وہ اگر اس کے احکام پر عمل نہ کریں اور اس کی منہیات سے نہ بچیں تو وہ فیضان رحمت سے محروم ہو جاتے ہیں اور فیضان رحمت کے بغیر ان کا دم گھٹتا ہے اور زندگی اداس ہو جاتی ہے یوں بغیر کسی کاوش اور مشقت کے زندگی نیکی اور بھلائی کے سانچے میں ڈھل گئی۔عقیدہ وعمل میں ہم آہنگی پیدا ہوئی اعضاء وجوارح عقیدے کا ساتھ دینے لگے۔

ذکر الٰہی سے رحمت کا ورود ہوتا ہے۔ وہ رحمت تمام روحانی بیماریوں کی دوا ہے اور اہل اللہ کی روحانی غذا ہے۔ وہ رحمت رات کے اندھیرے ہی میں نہیں، دن کے اجالے میں برستی ہے۔ وہ رحمت نیند کی حالت میں نہیں، ہوش وآگہی کے عالم میں برستی ہے۔ وہ دن دہاڑے برستی ہے اور عالم بیداری میں برستی ہے۔ ؎

نه شبم، نه شب پرستم که حدیث خواب گویم

لذت ہمیں تو حاصل نہ ہوئی.......!۔ آپ بھی جی میں کہتے ہوں گے کہ یہ کیا پہیلیاں ہیں۔ یہ کیا کہتے ہیں، ذکر تو کبھی کبھار ہم بھی کرتے ہیں۔نماز ہم بھی پڑھتے ہیں، مگر یہ رحمت وسکینت کی بارش برسنے کا کوئی حادثہ ہمیں تو پیش نہیں آیا۔ وہ رحمت اگلے وقتوں میں برستی ہوگی۔

اے شوق منفعل یہ تجھے کیا خیال ہے؟

اس کی صفت رحمان ورحیم بھی ازلی وابدی ہے۔ وہ پل بھر کے لیے بھی کبھی معطل نہیں ہوئی۔ وہ سرمدی اور لم یزلی ہے۔صفت رحمان کا تقاضا ہے کہ رحمت ہر دور میں برسے۔آپ کہیں گے یہ باتیں تو لذیذ ہیں مگر کیا تدبیر کریں کہ رحمت کا ورود ہونے لگے؟

ہم پر ورودِ رحمت کیوں نہیں ہوتا؟:۔ یہ مرض عام ہو گیا ہے کہ ذکر دنیوی اغراض کے لیے کیا جاتا ہے کوئی ملازمت کے لیے ذکر کرتا ہے کوئی شادی کے لیے تسبیح پھیرتا ہے، کوئی وظیفے پڑھتا ہے کہ اس کے ہاں اولاد نہیں، کوئی اس لیے پڑھتا ہے کہ میرے ہاں لڑکیاں ہوتی ہیں اور لڑکا نہیں۔ دنیا کے دھندے اور جنجال کبھی ختم ہونے والے نہیں۔ ایک جھنجھٹ سے انسان نکلتا ہے تو دوسرے میں گرفتار ہوتا ہے اور یہ سلسلہ لامتناہی ہے۔ بدنصیب ہیں وہ لوگ جن کا مقصود ذکر الٰہی سے محض دنیوی خواہشات کی تکمیل ہے۔

اخلاص ہی حصول برکت کا ذریعہ ہے:۔ اے طالب! تو اللہ کا ذکر اللہ ہی کے لیے کر۔اس کی رضا اور خوشنودی کو اپنا مقصود ٹھہرا لے۔خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اصحاب صفہ کی دلجوئی اور پاس خاطر کی دوبار تلقین کی گئی۔ یہ جو اصحاب صفہ کو مقام حاصل ہوا تو اس کا باعث قرآن نے یہ بتلایا کہ وہ اللہ کو اس کی رضا کی خاطر یاد کرتے ہیں۔"ولاتطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ" (۵۲:٦) ان لوگوں کو اپنے سے پرے نہ ہٹائیے، جن کی صبحیں اور شامیں اپنے رب کی یاد میں بسر ہوتی ہیں (اور یاد اس لیے کرتے ہیں کہ) اس کے مکھڑے کے طالب ہیں۔

"واصبر نفسك مع الذین یدعون ربھم بالغدٰوۃ والعشی یریدون وجھه ولاتعد عیناك عنھم" (۲۸:۱۸)

اور ضبط کے ساتھ بیٹھے رہئے ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح وشام، اس کے مکھڑے کے طالب ہیں۔ان سے نگاہ التفات نہ ہٹائیے۔

دونوں آیتوں میں اس بات پر زور دیا گیا کہ: یریدون وجھه...... وہ اس کی رضا چاہتے ہیں۔

پس اے طالب! تو اپنی نیت کو سیدھا کر اور دل ودماغ کی ہم آہنگی سے کہہ:"الھی انت مقصودی و رضاك مطلوبی" اے اللہ! میرا مقصود تو ہے اور تیری رضا مجھے مطلوب ہے۔

جهد کن تاترك غیر حق کنی　　دل ازیں دنیائے فانی برکنی

کوشش کرو کہ تم غیر اللہ سے دامن جھٹک سکو اور اس دنیائے فانی سے دل نکال سکو۔

چوں الف گر تو مجرد می شوی ندری رہ مرد مفرد می شوی

اگر تو الف کی طرح (دنیوی حرص کی آلائشوں سے) الگ تھلگ ہو جائے تو اس راستے کا تو مرد یکتا ہو۔

اگر کسی شریف آدمی سے تم وفا کرو۔ اس کے آستانے کے لیے وقف ہو جاؤ اور اس کی محبت کی بناء پر اس کی چاکری کرو، تو وہ بھی تمہاری حاجتوں کا خود خیال کرتا ہے، وہ کہتا ہے اسے کھانا دو، کہیں بھوکا تو نہیں؟ اسے لحاف دو کہیں سردی تو نہیں لگتی ہے، اس کے کپڑے پھٹ گئے ہیں، اسے کپڑے بنا کر دو، جب ایک شریف آدمی کی محبت کے یہ تقاضے ہیں تو اس رب العالمین کے بارے میں تمہارا گمان کیا ہے؟ تم اگر اس سے وفا کرو اور اس کی محبت میں اسے یاد کرو تو وہ چن چن کر تمہاری ایک ایک حاجت کو پورا کرے گا۔ حدیث قدسی ہے:

یا ابن آدم تفرغ لعبادتی اسد فقرك (احمد) اے ابن آدم! تو میری عبادت کے لیے فارغ ہو بیٹھ میں تیری ضرورتوں کو پورا کرونگا۔

کار ساز مابفکر کارما فکر مادر کارما آزارما

ذکر اور دعا کا صحیح طریقہ:۔ جتنی عمر تم نے دنیا کے دھندوں کے لیے وظیفے پڑھے۔ اے کاش! اس کی عشر عشیر تم اللہ کی خاطر پڑھتے تو تم اس کے مقبول بندوں میں شمار ہوتے۔ اے طالب! تو ذکر اللہ ہی کے لیے کر اور دنیا کے دھندوں کے لیے دعا مانگ۔ دعا تیری عاجزی، تیری بیچارگی اور تیری درماندگی کا اظہار ہے۔ یہی اعتدال کی راہ ہے اور یہی مسنون طریقہ ہے۔ دعا بھی اپنے جی سے گھڑ کر نہ مانگ، تیری عقل ناقص ہے۔ تیری معرفت ادھوری ہے۔ تو انگاروں کو پھول سمجھتا ہے اور پھول تجھے انگارے نظر آتے ہیں تو سم قاتل کو شہد سمجھ کر مانگتا ہے۔ تیری دعائیں کچی اور بودی ہیں۔ دعائیں وہی مانگ جو سرور دنیا و دین ﷺ نے سکھلا دی ہیں۔ ان دعاؤں سے سرمو انحراف نہ کر۔

اہل ذکر کی صحبت اکسیر اعظم ہے:۔ اے طالب! اگر تو چاہتا ہے کہ تجھ پر رحمتوں کی بارش ہو اور تو انوار کی غذا کھائے تو اہل ذکر کی صحبت اختیار کر۔ ان کی صحبت اکسیر اعظم ہے۔ ان کی محفل کبریت احمر ہے۔ تو اپنی انانیت کو کچل کر ان کی مجلس میں جا بیٹھ۔

ابورزین رضی اللہ عنہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں جس سے دنیا اور آخرت کی سعادتیں تمہاری جھولی میں سمٹ آئیں''۔

''عليك بمجالس اهل الذكرو اذا خلوت فحرك لسانك مااستطعت بذكر الله''

اہل ذکر کی مجالس لازم پکڑو اور جب اٹھ کر وہاں سے جاؤ اللہ کے ذکر کے ساتھ اپنی زبانوں کو حرکت میں لاؤ۔ جہاں تک تمہارا بس چلے۔ ''واحب في الله وابغض في الله'' اور اللہ ہی کی خاطر محبت کرو اور اللہ ہی کی خاطر نفرت کرو۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: يا ابارزين! هل شعرت ان الرجل اذا خرج من بيته زائراً اخاه شيعه سبعون الف ملك كلهم يصلون عليه و يقولون ربنا انه وصل فيك فصله فان استطعت ان تعمل جسدك في ذالك مافعل (بیهقی)

اے ابورزین! کیا تو نے محسوس کیا ہے کہ آدمی جب گھر سے اپنے دینی بھائی کی زیارت کی نیت سے نکلتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ سب اس پر رحمتیں بھیجتے ہیں اور کہتے ہیں: اے ہمارے رب! اس نے تیری خاطر یہ تعلق قائم کیا ہے، تو بھی اس سے تعلق قائم کر۔ اے ابورزین! یہ ہے کام کرنے کا جہاں تک تمہارا بس چلے اس میں اپنا جسم کھپا دو۔

اہل ذکر کی صحبت کی برکت:۔ اہل ذکر کی صحبت تمہیں ریاضت شاقہ سے بے نیاز کر دے گی۔

آنکه به تبریز یافت یک نظر شمس دیں طعنه زند بردہا، سخره کند برچله

تیسری بات یہ پلے باندھو کہ ذکر پیہم کرو، بلاناغہ کرو۔

کوک فریدا کوک توں، راکھا جویں جوار جدتک ٹانڈاناں پکے، تو کردا رہ پکار

سلوک و معرفت میں کامیابی کے تین راز:۔ ان تین باتوں کو پلے باندھو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ

یہ تو نصیحت ہے جو چاہے اسے یاد کرے۔

غزنوی خاندان

تألیف:

عبدالرشید عراقی

ناشر:

امام شمس الحق رحمۃ اللہ علیہ ڈیانوی پبلشرز کراچی

پوسٹ بکس نمبر 18130 کراچی 74700

نام کتاب : غزنوی خاندان

مصنف : عبدالرشید عراقی

تقدیم : پروفیسر حکیم راحت نسیم سوہدروی/محمد تنزیل الصدیقی الحسینی

کمپوزنگ : ابوعبداللہ محمد آصف فون 0300-2248783

طبع اول : 2003ء مطابق 1423ھ

تعداد : ایک ہزار

﴿کتاب ملنے کے پتے﴾

اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور

فاران اکیڈمی اردو بازار لاہور

دارالکتب السلفیہ شیش محل روڈ لاہور

مکتبہ قدوسیہ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور

نعمانی کتب خانہ حق اسٹریٹ اردو بازار لاہور

مکتبہ ایوبیہ محمدی مسجد محمد بن قاسم روڈ (برنس روڈ) کراچی

مکتبہ اہلحدیث ٹرسٹ کورٹ روڈ کراچی فون 2635935

مکتبہ نور حرم 60 نعمان سینٹر بلاک 5 گلشن اقبال، کراچی۔فون **4965124**

الدار الراشدیہ نزد جامع مسجد الراشدی، موسیٰ لین، لیاری، کراچی۔فون **7542251**

نعت چراغاں

لالۂ صحرائی

ناشران

رضوان اسلم نیوز ایجنسی

شوکت بازار، جہانیاں۔ ضلع خانیوال

فون۔ 210848

یادداشت

کتاب ——— نعت چراغاں

مصنّف ——— لالۂ صحرائی

کتابت ——— رحمت علی انصاری۔ ملتان

تزئین وسرورق ——— جناب موحّد

صفحات ——— ۲۰۸

ناشران ——— رضوان اسلم نیوز ایجنسی جہانیاں

بار ——— اوّل

طابع ——— فنون پریس رائل پارک۔ لاہور

(یہ کتاب مصنّف کی طرف سے بلاقیمت تقسیم کرنے کی خاطر شائع کی گئی)

(۱) ذکر لوجہ اللہ کرو۔ (۲) بلا ناغہ کرو۔ (۳) اہل ذکر کی صحبت اختیار کرو۔

ان تین باتوں پر اگر تو عمل پیرا ہو جائے تو میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ تجھ پر انوار الٰہی کی بوچھاڑ ہو جائے اور فیضان رحمت تیری رگ رگ اور نس نس کو سیراب کر دے، تمہارے دامن کے سب داغوں کو دھوڈالنے کے لیے اس فیضان کا ایک چھینٹا ہی بس کرتا ہے۔ (حقیقت ذکر الٰہی ص۴ تا ۲۲)

نام کتاب:۔غزنوی خاندان..... تالیف:۔عبدالرشید عراقی

نقش آغاز

متصوف غزنوی خاندان کا تعارف: برصغیر (پاک وہند) کے علمی و دینی خاندانوں میں خاندان غزنویہ (امرتسر) ایک عظیم الشان خاندان ہے۔ اس خاندان کی علمی و دینی اور سیاسی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس خاندان کی علمی و دینی خدمات کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور سیاسی خدمات بھی ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ تحریک آزادی وطن میں اس خاندان کے افراد نے عظیم کارنامے سرانجام دیئے۔

غزنوی خاندان کے سربراہ مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ (م 1298ھ) کی خدمات جلیلہ سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ ولی کامل تھے۔ ان کی تدریسی وتبلیغی خدمات بھی قابل قدر ہیں۔ اسی طرح مولانا سید عبداللہ رحمہ اللہ کے دوسرے صاحبزادگان عالی مقام مولانا محمد بن عبداللہ غزنوی، مولانا عبدالرحیم غزنوی اور مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ علیہم اجمعین کی تدریسی دینی وعلمی خدمات ہماری تاریخ کا ایک اہم حصہ ہیں۔

مولانا سید محمد داؤد رحمہ اللہ غزنوی خاندان کے چشم وچراغ اور گل سرسبد تھے۔ سیاسیات میں آپ دبستان ابوالکلام کے گل سرسبد تھے (غزنوی خاندان ص11)

مولانا سید اسمٰعیل رحمہ اللہ غزنوی کی خدمات جلیلہ قدر کے قابل ہیں۔ جلالۃ الملک سلطان عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن والئی سعودی عرب سے ان کے گہرے تعلقات تھے۔ انہوں نے ان کو حاجیوں کی خدمت پر مامور فرمایا۔ ان کا درجہ ایک وزیر کے برابر تھا ساری زندگی حاجیوں کی خدمت پر مامور رہے۔

مولانا سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کی خدمات بھی قدر کے قابل ہیں ترقی کی منزل طے کرتے ہوئے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے وائس چانسلر ہو گئے۔ عمر تھوڑی پائی زندہ رہتے تو نام پیدا کرتے۔ (غزنوی خاندان ص۱۲) عبدالرشید عراقی (۱۶مئی ۲۰۰۰/۱۱صفر۱۴۲۱ھ)

علمائے غزنوی کے عارف باللہ کی روحانی تربیت:۔ علمائے غزنویہ میں حضرت عارف باللہ مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے تدریس بھی فرمائی، لسانی تبلیغ بھی کی اور روحانی تربیت بھی کی۔ مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ نے تدریس بھی فرمائی اور روحانی تربیت بھی کی اور وعظ وتبلیغ بھی کی۔ (غزنوی خاندان ص17)

اہلحدیث متصوفین کا جذبہ احیائے سنت:۔ مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے تصوف وسلوک کی راہوں سے آئی ہوئی بدعات کی تردید کرنے میں صحیح اسلامی زہد وعبادت اور روحانیت کا درس دیا یہ آپ کا بہت بڑا علمی کارنامہ ہے آپ رحمہ اللہ کے اس کارنامے میں آپ کے معاصرین میں مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ (م 1291ھ) اور مولانا حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی رحمہ اللہ (1313ھ) بھی شامل ہیں۔ اور آپ کے تلامذہ میں مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ (م 1331ھ) مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی رحمہ اللہ (م 1348ھ) نے بھی عوام وخواص کی روحانی تربیت کی۔ (غزنوی خاندان ص23)

عارف باللہ کی طرف نسبت:۔ قارۂ ہند کے متعدد خانوادے اس نعمت بیکراں سے بہرہ یاب ہوئے اسی سلسلہ طلائے ناب میں غزنی

کے ایک مبارک خاندان کا شمار بھی ہے جسکی نسبت حضرت عارف باللہ سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی طرف ہے۔(غزنوی خاندان ص 23)

امرتسر میں معرفت وروحانیت کا مرکز:۔ سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی بدولت امرتسر ایک روحانی مرکز بن گیا جہاں دور دور سے تشنگان علم ومعرفت اس چشمہ خورشید کی انوار اور تجلیات سے فیضیاب ہونے کے لیے اُمڈتے چلے آتے تھے۔ پھر اس چشمہ خورشید سے جو لوگ فیضیاب ہوئے، ان میں بھی کیسے کیسے باکمال واصحاب دانش موجود ہیں(غزنوی خاندان ص 24)

ڈاکٹر غلام مرتضی کی بیعت:۔ مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے ایک صاحبزادے سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ ہیں جو اپنے زہد وورع اور علم وفضل کی بناء پر علمی حلقوں میں مشہور ومعروف تھے اخلاص وللّٰہیت میں بھی کمال حاصل تھا۔ ہمارے عصر کے مشہور فاضل ومبلغ ڈاکٹر ملک غلام مرتضی خان صاحب کو موصوف سے رشتہ بیعت وعقیدت حاصل تھا۔(غزنوی خاندان ص 32)

مولانا عبداللہ غزنوی کے مرشد کے حالات:۔ علامہ حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ اس وقت اپنے علاقہ کے جید عالم اور صاحب کمالات تھے 1213ھ میں قندھار میں پیدا ہوئے علمائے قندھار، ایران اور عرب سے استفادہ کیا 25 سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے اور قندھار میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا 1241ھ میں جب حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ اور مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید دہلوی رحمہ اللہ اپنے قافلہ کے ہمراہ قندھار پہنچے تو علامہ حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ نے حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ کی صحبت اختیار کی اور ان سے مستفیض ہوئے۔

علامہ حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ بڑے صاحب علم وفضل بزرگ تھے۔ آپ نے مختلف موضوعات پر پشتو عربی اور فارسی میں 35 کتابیں لکھیں۔ آپ نے 52 سال کی عمر میں رمضان 1265ھ میں وفات پائی۔(ملاحظہ ہو: اردو معارف اسلامیہ: 887-890)

مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے بعض علوم اسلامیہ میں علامہ حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ سے استفادہ کیا اور اسی سلسلے میں آپ نے غزنی سے قندھار کا سفر کیا اور علامہ قندھاری رحمہ اللہ کی صحبت اختیار کی۔ مولانا سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

> شیخ حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ کے چشمہ علم سے پیاس بجھانے کی خاطر آپ سفر کی سختیاں جھیلتے ہوئے قندھار پہنچے کچھ مدت ان سے استفادہ کیا اور وطن لوٹ آئے اس کے بعد جب کچھ مشکل مسئلہ پیش آتا آپ انہی کو لکھ بھیجتے حضرت شیخ رحمہ اللہ کا جواب ہمیشہ محققانہ ہوتا۔ اسکے کچھ مدت کے بعد مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے دوبارہ قندھار کا سفر کیا اور بعض مشکل کے حل کے لیے اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو محقق قندھاری رحمہ اللہ نے علماء کی محفل میں فرمایا:(مسائل دینیہ راچنانکہ ایں شخص می فہم من خود نمی فہم)
>
> دینی مسائل کو جس طرح یہ شخص سمجھتا ہے میں بھی نہیں سمجھتا(داؤد غزنوی 221)

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

> محقق قندھاری کے علم وفضل کی شہرت ان کے شاگردوں اور ان کی تالیفات کے ذریعہ ہندوستان تک پہنچی چنانچہ ان کے شاگرد مولوی عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ تھے جنہوں نے پنجاب اور ہندوستان کے علمی حلقوں میں بہت عزت پائی اور لوگ اس شاگرد کے علمِ وافر سے استاد کی عظمت کا اندازہ لگاتے تھے(سیرت سید احمد شہید 39، بحوالہ غزنوی خاندان ص 33)

مستجاب الدعوات ولی کامل کی کرامت

ساری زندگی سر میں درد نہ ہونا(کرامت):۔ مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ مستجاب الدعوات تھے۔ مولانا محی الدین احمد قصوری رحمہ اللہ ان کے مستجاب الدعوات ہونے کا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ میرے والد مولانا عبدالقادر قصوری رحمہ اللہ کے پھوپھا مولوی غلام قادر کو مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سے ملنے کا بہت شوق تھا ایک دن نماز عصر کے بعد شیخ کی خدمت میں امرتسر حاضر ہوئے۔ اور سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں عرض کی حضرت میرے لیے دعا فرمائیں پوچھا کیا دعا کروں عرض کیا کہ مجھے دردسر کا ایسا شدید دورہ پڑتا ہے کہ میں بے حال ہو

جا تا ہوں اور میری نمازیں قضاء ہو جاتی ہیں دعا فرمائیں کہ یہ شکایت دور ہو جائے۔ میری نماز با جماعت قضاء نہ ہو چند منٹ ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور فرمایا قبول شد انشاء اللہ۔ دعا کے بعد میرے پھوپھا 45 سال زندہ رہے اس مدت میں نہ درد سر کی شکایت ہوئی اور نہ ہی کوئی نماز با جماعت قضاء ہوئی۔ (داؤد غزنوی: 15 بحوالہ غزنوی خاندان 43)

درو دیوار سے ذکر نفی اثبات (کرامت):۔ مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ ذکر الٰہی بڑی توجہ سے کرتے تھے اور ان کے ذکر سے درو دیوار بھی ان کے ساتھ اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ مولانا محی الدین احمد قصوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

''ایک دن میاں غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ کی کسی بات پر خفا ہو کر کہنے لگے مولوی غلام رسول تو مولوی شدی، محدث شدی، عالم شدی، واعظ شدی واللہ ہنوز مسلمان نہ شدی'' یہ کہنا تھا کہ مولوی غلام رسول رحمہ اللہ فرش پر گر گئے اور تڑپنے لگے۔ پھر فرمایا'' بگولا الہ الا اللہ''۔

مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اس وقت مسجد کے درو دیوار سے ''لا الہ الا اللہ'' کی آوازیں آ رہی تھیں۔

(داؤد غزنوی: ص16، بحوالہ غزنوی خاندان ص42)

بطور کرامت تکلیف نہ ہونا:۔ ایک دن حدیث کی کتاب ''ریاض الصالحین'' آپ کے سامنے پڑھی جا رہی تھی جب یہ حدیث آئی کہ ''شہید کو قتل سے اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے'' (ترمذی) تو آپ نے فرمایا: میں باوجود یہ کہ شہید نہیں ہوا تھا شہر کابل میں وہ پہلوان جو مجھے نہایت زور سے مار رہا تھا مجھے یہ بھی خبر نہ تھی کہ مجھے مار رہا تھا یا کسی اور کو۔

(الشیخ عبداللہ غزنوی 45-46، غزنوی خاندان 43)

بیک وقت محدث، فقیہ اور صوفی:۔ مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ بیک وقت مفسر بھی تھے اور محدث بھی، فقیہ بھی تھے اور مجتہد بھی راست باز صوفی بھی تھے۔ (غزنوی خاندان ص44)

واہ عبداللہ فنا فی اللہ شد:۔

واہ عبداللہ فنافی اللہ شد — از جناب باریش تسلیم باد
چشمہ فیض کرامت شان او — رونق افزا چشمہ تکریم باد

(غزنوی خاندان ص45)

علمائے اہلحدیث کے تاثرات

مولانا سید نواب صدیق حسن خان مرحوم فرماتے ہیں: چرخ اگر ہزار چرخ زند مشکل کہ چین ذات جامع کمالات برروئے ظہور آرد۔ (تقصار من تذکار جیود الاحرار: 192)

آسمان اگر ہزار بار بھی گردش کرے تو مشکل ہے کہ اب ایسی جامع کمالات ہستی معرض وجود میں آئے۔

دوسری جگہ نواب صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ: سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کیا ہی خوب بزرگ تھے وہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسنون راہ باطن کے علم کے جامع تھے۔ اصول اور فروع دونوں میں سلف صالحین کے طریقے پر چلتے تھے۔ (تقصار من تذکار جیود الاحرار 194)

مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی:۔ مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی "غاية المقصو دشرح سنن ابی دائود" کے مقدمہ میں لکھتے ہیں ''انه كان في جميع احواله مستغرقافي ذكر الله عزو جل حتى ان لحمه وعظامه واعصابه واشعاره وجميع بدنه كان متوجها الى الله تعالى فانيا في ذكره عزوجل'' (غاية المقصود: ج 12/1)

وہ ہر وقت اور ہر حالت میں خدائے بزرگ و برتر کے ذکر میں ڈوبے رہتے تھے حتیٰ کہ ان کا گوشت، انکی ہڈیاں، ان کے پٹھے اور ان کا ہر ہر بدن اللہ کی طرف متوجہ تھا، وہ اللہ عزوجل کے ذکر میں فنا ہو گئے تھے۔

مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ:۔ آپ کے فرزندار جمند مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

''وہ عبادت گزار، بہت زیادہ ذکر کرنے والے، اللہ کی طرف بہت زیادہ رجوع کرنے والے، اس کے ساتھ بہت جھکنے والے اور خشوع وخضوع کرنے والے تھے، گناہوں سے بچنے والے، اللہ کے حضور عاجزی کرنے والے، سب سے کٹ کر اللہ کی طرف متوجہ ہونے والے اور اسی سے دعا والتجاء کرنے والے تھے، مرد کامل اور یکتائے روزگار تھے، اللہ کی طرف الہام وخطاب سے نوازے جاتے تھے، وہ اللہ کیلئے خاص کر دیئے گئے تھے، بہت سچے بزرگ اور سخی تھے، بڑے دردمند بردبار، اللہ پر بھروسہ کرنے والے، اس کی طرف رجوع کرنے والے، مصیبتوں پر صبر کرنے والے اور اللہ کے اطاعت گزار تھے۔ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت انہیں اللہ کی راہ سے قطعاً نہ روک سکتی تھی۔ (داؤد غزنوی 219 بحوالہ غزنوی خاندان ص 46)

علامہ حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ:۔ علامہ حبیب اللہ رحمہ اللہ نے ایک دفعہ آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا: مجھ کو معلوم ہے کہ تمہاری تربیت کرنے والا اللہ عزوجل ہے۔ تم کو میری حاجت نہیں ہے اللہ عزوجل کبھی تم کو ضائع نہیں کرے گا۔ اور کبھی کوئی مشکل اور عقدہ پیش آئے گا تو مجھ کو یقین ہے کہ اللہ عزوجل کسی دیوار یا درخت کو آپ کیلئے گویا کر دے گا جس سے آپکا عقدہ حل ہو جائے گا۔ (اہل حدیث امرتسر 6 دسمبر 1918)

مولانا حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی رحمہ اللہ:۔ مولانا حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی رحمہ اللہ بھی شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے رفیق خاص تھے اور دہلی میں سید محمد نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ سے ایک ساتھ حدیث پڑی تھی۔ حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ صاحب کرامات بزرگ تھے۔ حافظ صاحب نے تصنیف وتالیف کی طرف بھی توجہ کی آپ کی زیادہ تصانیف پنجابی نظم میں ہیں آپ کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

1) نصاب الفقہ (انواع بارک اللہ) (2) شیر طریقت (3) حواشی انواع علم اللہ لاہوری (4) سیف السنۃ (5) احوال الآخرت (6) زینت الاسلام (7) تفسیر محمدی (8) انواع محمدی (9) دین محمدی۔

مولانا حافظ ابراہیم آروی رحمہ اللہ:۔ مولانا حافظ ابو محمد ابراہیم بن عبدالعلی آروی رحمہ اللہ کا شمار برصغیر کے مشہور علماء واعظین میں ہوتا ہے آپ 1264ھ میں آرہ صوبہ بہار میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتابیں مقامی علماء سے پڑھیں اس کے بعد مزید تعلیم کے لئے دیوبند اور علی گڑھ کا سفر کیا اور مولانا یعقوب بن مملوک علی رحمہ اللہ اور مولانا لطف اللہ سے استفادہ کیا اسکے بعد واپس وطن آئے اور مولانا سعادت علی بہاری رحمہ اللہ سے بقیہ کتابیں پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ حدیث کی تحصیل کے لیے سہارن پور کا سفر کیا اور مولانا احمد علی محدث سہارن پوری رحمہ اللہ سے صحاح ستہ پڑھا اس کے بعد آپ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے۔ دہلی سے آپ امرتسر آئے اور مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی صحبت اختیار کی۔ اور ان سے اکتساب فیض کیا۔ (غزنوی خاندان ص 53)

آخر عمر میں تصوف کی طرف رجحان بڑھ جانا:۔ (مولانا ابراہیم آروی رحمہ اللہ کے بارے میں مولانا فضل حسین بہاری لکھتے ہیں کہ)

> افسوس کہ ان کی بے وقت موت سے مسلمانوں میں نہ صرف ایک فرد کی کمی ہوگئی بلکہ قوم کو من حیث القوم سخت نقصان پہنچا کیونکہ آدمی غایت ہی بااخلاص نیک نیت سچے اور جوشیلے تھے۔ جس وقت جو امر حق ان کے ذہن میں ثابت ہو گیا ایک منٹ کے لئے بھی اس پر عمل کرنے میں دیر نہیں کرتے تھے اور نہ اسکی پرواہ کرتے تھے کہ لوگ مضحکہ اڑائیں گے یا متلون المزاج کہیں گے اسی لئے ان کی نماز اور ان کا وعظ ایسا پر اثر تھا کہ اب ان کو نا صرف آنکھیں بلکہ دل ڈھونڈتا ہے، آخر میں طبیعت کا رجحان تصوف کی طرف اور زیادہ ہو گیا تھا عن قریب تبلیغ اسلام کے لئے یورپ و، افریقہ اور امریکہ جانے والے تھے اور تبلیغ احکام کے لئے مصر شام روم اور عراق کا سفر کرنے والے تھے اس نقصان کی تلافی اب اللہ کے ہاتھ میں ہے (الحیاۃ بعد الحماۃ: 242)

مولانا رفیع الدین شکرانوی بہاری کا اکتساب فیض:۔ مولانا رفیع الدین بن بہادر علی بن نعمت اللہ صدیقی مشہور عالم اور محدث تھے 1261ھ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم مولانا محمد احسن گیلانی رحمہ اللہ سے حاصل کی اس کے بعد دہلی کا سفر کیا اور مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ سے صحاح ستہ، موطا امام مالک اور تفسیر جلالین پڑھیں آپ کے شریک درس سید شریف حسین بن مولانا سید محمد نذیر حسین تھے۔ دہلی سے فراغت کے بعد آپ امرتسر تشریف لے گئے اور مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی صحبت میں 8 ماہ گزارے اور ان سے اکتساب فیض کیا۔ اور اس کے بعد حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے۔ (مولانا رفیع الدین شکرانوی رحمہ اللہ کے تفصیلی حالات آسمان علم وفضل کے درخشاں ستارے از محمد تنزیل الصدیقی الحسینی ''زیر طبع امام شمس الحق ڈیانوی پبلشرز کراچی'' میں شامل ہیں) (غزنوی خاندان ص 57)

مولانا قاضی طلاء محمد خان پشاوری رحمہ اللہ کا اکتساب فیض:۔ دہلی سے فراغت کے بعد مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی صحبت اختیار کی اور ان سے اکتساب فیض کیا۔ (غزنوی خاندان ص 57)

مولانا قاضی عبدالاحد خان پوری رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔ مولانا قاضی عبدالاحد بن مولانا قاضی محمد حسن خان پوری رحمہ اللہ کا شمار علمائے فحول میں ہوتا ہے۔ آپ تمام علوم اسلامیہ میں یکتائے روزگار تھے۔ تفسیر حدیث فقہ اور تاریخ میں ید طولی حاصل تھا فن مناظرہ میں بھی ان کو کافی مہارت حاصل تھی۔ تحریر اور تقریر میں اپنی مثال آپ تھے۔ دہلی سے فراغت تعلیم کے بعد امرتسر آئے اور مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی صحبت میں رہ کر ان سے مستفیض ہوئے۔ مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے برادر بزرگ قاضی محمد اور قاضی محمد یوسف حسین سے پائی پھر دہلی چلے گئے اور حدیث میاں صاحب رحمہ اللہ سے پڑھی عبداللہ صاحب غزنوی رحمہ اللہ کے مرید تھے اس لئے خاندان غزنویہ کی حمایت میں مولوی ثناءاللہ صاحب کی مخالفت کرتے رہے اور بہت سی کتابیں لکھیں صاحب قلم اور علم وفضل تھے اسلام کی تبلیغ اور جماعت اہل حدیث کی خدمت میں عمر بسر کر دی۔ (سیرت ثنائی: 373)

مولانا محی الدین عبدالرحمان لکھوی کی بیعت اصلاح:۔ مولانا محی الدین بن حافظ محمد بن حافظ بارک اللہ لکھوی رحمہ اللہ مشاہیر علماء میں سے تھے۔ بڑے عبادت گزار اور صوفی منش بزرگ تھے مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے بوقت بیعت آپ کا نام عبدالرحمٰن تجویز کیا اور آپ رحمہ اللہ محی الدین عبدالرحمان کے نام سے مشہور ہوئے۔

مرشد کی خدمت میں وقت گزارنا:۔ فراغت تعلیم کے بعد وطن واپس آئے اور اپنے والد بزرگوار کے قائم کردہ مدرسہ محمدیہ میں تدریس شروع کی اسی اثناء میں آپ کو علم آخرت کا شوق پیدا ہوا تین سال کے بعد اپنے ایک خادم کے ہمراہ مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سے ملاقات کیلئے غزنی پا پیادہ روانہ ہوئے غزنی میں آپ کی ملاقات سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سے ہوئی۔ آپ کے خادم نے سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سے کہا: ''پدرایں در پنجاب چراغ است'' مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''انشاءاللہ آفتاب خواہد شد''

آپ نے سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی صحبت میں کافی وقت گزارا۔ اور ان سے اکتساب فیض کیا۔

اصلاح باطن کے لئے علماء کا خدمت میں حاضر ہونا:۔ بڑے بڑے علماء آپکی کی خدمت میں اصلاح باطن کے لئے حاضر ہوتے مولانا محی الدین عبدالرحمان لکھوی رحمہ اللہ بہت بڑے متبع سنت تھے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے تمام عمر کسی کی غیبت نہیں کی صاحب کمالات بزرگ تھے آسیب زدہ مریض آپکے پاس حاضر ہوتے اور فوراً شفایاب ہو جاتے تصنیف وتالیف میں آپکی تین کتابوں کے نام معلوم ہو سکے ہیں۔

1) ترجمہ اربعین نووی (پنجابی نظم) (2) نماز مترجم (اردو) (3) حاشیہ مسلم الثبوت (عربی)

مولانا محی الدین عبدالرحمان لکھوی رحمہ اللہ نے 12 ذی قعدہ 1312ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی کا حصول فیض:۔ استاد پنجاب مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی رحمہ اللہ کا شمار ان

جلیل القدر علمائے کرام میں ہوتا ہے جنہوں نے درس وتدریس کے ذریعہ خدمت اسلام میں نمایاں خدمات انجام دیں۔آپ 1267ھ میں قصبہ قرولی تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم میں پیدا ہوئے۔حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ دہلی چلے گئے اور شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ سے تفسیر حدیث اور فقہ کی تحصیل کی اور شیخ عبدالحق بن فضل اللہ نیوتنی سے بھی استفادہ کیا۔اس کے بعد آپ سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی خدمت میں دوسال رہ کر کافی فیض حاصل کیا۔

مسلک میں تشدد اور تنگ نظری نہ تھی:۔ مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: آپ ائمہ دین کا بہت احترام کرتے تھے چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ائمہ دین اور خصوصا امام ابوحنیفہ کی بے ادبی کرتا ہے اس کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا۔

شمس العلماء مولانا سید میر حسن سیالکوٹی رحمہ اللہ جو میرے اور ڈاکٹر سر محمد اقبال کے استاد تھے ان کو حافظ صاحب سے بہت عقیدت تھی آپ فرمایا کرتے تھے کہ حافظ صاحب میں ایک خاص کمال ہے۔کہ مسائل میں آپ تنگ نظر اور متشدد نہیں ہیں۔اگر سوال وجواب کے سلسلے میں اپنی بات سے رجوع بھی کرنا پڑے تو ہچکچاتے نہیں۔(تاریخ اہل حدیث 428-429 بحوالہ غزنوی خاندان ص 65)

میت پر ابر رحمت کا سایہ فگن رہنا(کرامت):۔ مولانا حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ نے 16 رمضان 1334ھ 16 جولائی 1916ء وزیرآباد میں انتقال کیا۔مولانا ابوعبداللہ عبیداللہ غلام حسن سیالکوٹی رحمہ اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔سخت گرمی کا موسم تھا جب تک نماز جنازہ ہوتی رہی ابر رحمت نے سایہ کرر کھا تھا آپ کے جنازے پر مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم نے فرمایا کہ:

آج اس زمانہ کا امام بخاری رحمہ اللہ فوت ہو گیا ہے۔اللھم اغفرلہ وارحمہ وارفع درجاتہ(تاریخ اہل حدیث:430 بحوالہ(غزنوی خاندان ص 65)

مولانا غلام نبی الربانی صاحب کرامت بزرگ:۔ مولانا غلام نبی الربانی بن مولوی محبوب عالم بن حافظ غلام حسین کا شمار مشہور علمائے اہلحدیث میں ہوتا ہے آپ کا شجرہ نسب 29ویں پشت پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔23 رمضان 1263ھ کو سوہدرہ میں پیدا ہوئے۔آپ مولانا حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ صاحب تفسیر محمدی کی خدمت میں حاضر ہوے اور ان کی خدمت میں تین ماہ رہ کر فیوض وبرکات سے مستفیض ہوئے۔مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ علم وفضل زہدوورع اور تقوی وطہارت کا نمونہ تھے آپ مرجع خلائق عالم باعمل تھے آپ کا شمار اہل اللہ میں ہوتا ہے صاحب کرامت تھے اور نیک سیرت انسان تھے۔

حافظ محمد رمضان پشاوری:۔ مولانا حافظ محمد رمضان رحمہ اللہ کا تعلق پشاور سے تھا غالباً پیدائشی نابینا تھے۔حافظ صاحب زہدوورع اور تقوی وطہارت کا پیکر تھے عشرہ میں پورا قران مجید تہجد کی نماز میں ختم کرتے قرآن پاک بڑی عمدگی سے پڑھتے کہ اکثر صبح کی نماز میں اکثر ہندو سکھ اور راہ گزر آپ کا قران مجید سننے کے لیے ٹھہر جاتے۔تعبیر خواب کا آپ کو اللہ تعالی نے خاص ملکہ عطا فرمایا تھا پشاور کے ایک متقی عالم آغا محمد شاہ مرحوم نے آپ سے اپنی بیوی کا خواب بیان فرمایا کہ وہ پتنگ اڑا رہی ہیں اور دونوں پتنگوں کی ڈوری کا دھاگہ ٹوٹ گیا ہے اور نظر سے اوجھل ہو گئے ہیں حافظ صاحب نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ لو آغا صاحب کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے انتقال کر گئیں یہی خواب کی تعبیر تھی(غزنوی خاندان ص 69)

مولانا سید عبداللہ غزنوی کی اولاد واحفاد:۔ مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے ایک صالحہ خاتون سے شادی کی تھی جن سے 27 اولاد ہوئیں 12 لڑکے 15 لڑکیاں۔

مولانا عبداللہ بن عبداللہ غزنوی خلیفہ وجانشین:۔ مولانا عبداللہ بن عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ(امام اول) مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے انتقال کے بعد ان کے جانشین اور خلیفہ ہوئے مولانا عبداللہ بن عبداللہ نے حدیث کی تعلیم شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ سے حاصل کی تھی۔(ص 75)

مولانا عبدالجبار غزنوی جانشین اور خلیفہ:۔ مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے انتقال کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے مولانا

عبداللہ بن عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ ان کے خلیفہ اور جانشین مقرر ہوئے لیکن دو سال کے بعد انہوں نے سفر آخرت اختیار کیا تو مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ (امام ثانی) ان کے جانشین ہوئے۔مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ 1268ھ میں غزنی میں ایک مقام صاحبزادہ میں پیدا ہوئے تعلیم کا آغاز گھر سے ہوا اپنے بھائی مولانا محمد بن عبداللہ غزنوی، مولانا احمد بن عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سے دینی علوم کی تحصیل کی اور اپنے والد سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سے روحانی اور علمی فیض حاصل کیا۔

چشمہ معرفت پر سالکین کی حاضری:۔ مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ امام اہل توحید منبع آثار سلف وصالحین، عارف باللہ مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ جب غزنی سے پنجاب تشریف لائے اور امرتسر میں سکونت پذیر ہوئے تو توحید وسنت کی اشاعت اور بدعات اور مشرکانہ رسوم سے پاک اسلام کی تبلیغ کا بے پناہ جذبہ جو آپ رحمہ اللہ کے دل میں موجزن تھا اس نے چند دنوں میں ایک ایسی صورت حال پیدا کر دی کہ امرتسر مرجع عوام وخواص بن گیا آپ کے حلقہ پند ونصائح میں شریک ہو کے آپ رحمہ اللہ کی اقتداء میں نماز پڑھتے اور کیفیت خشوع حاصل کرنے اور آپ رحمہ اللہ کے فیضان محبت سے مستفیض ہونے کے لیے صلحاء اور علماء دور دور سے حاضر ہو کر اس چشمہ ہدایت ومعرفت سے اپنی روح کی تسکین اور قلب کی تطہیر حاصل کرتے آپ رحمہ اللہ کے صاحبزادگان میں سے مولانا عبداللہ، مولانا محمد، اور والد بزرگوار مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ قرآن و حدیث کا درس دیتے اس کیفیت اور علم وبصیرت کے ساتھ معرفت کا زر حاصل ہوتا تھا عارف باللہ سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے واصل بحق ہونے کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے مولانا عبداللہ بن عبداللہ ان کے خلیفہ مقرر ہوئے آپ تھوڑا عرصہ زندہ رہے اور ان کی وفات کے بعد والد بزرگوار مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ منصب خلافت وامامت پر فائز ہوئے آپ کے عہد مبارک میں روحانی فیوض و برکات حاصل کرنے والوں کا حلقہ بہت وسیع ہو گیا آپ کے علم وفضل کے چرچے پنجاب سے گزر کر ہندوستان بلکہ بلاد عرب تک جا پہنچے اور اس طرح آپ رحمہ اللہ کے شاگرد تمام ملک بلکہ بیرون ملک میں بھی پھیل گئے، آپ رحمہ اللہ نے اپنے عہد مبارک میں مسجد غزنویہ کی درسگاہ کو باقاعدہ دارالعلوم کی شکل میں تبدیل کر دیا اور اس کے لیے ایک نظام قائم کر دیا۔امام صاحب نے اپنی فراست ایمانی اور بصیرت قلبی کی برکت سے وقت کی اہم ترین ضرورت کو محسوس کیا علوم کتاب وسنت اور دیگر علوم دینیہ کی تعلیم کے لئے ''دارالعلوم تقویۃ الاسلام'' کے نام سے ایک ایسی درسگاہ قائم کی جو پنجاب میں علمی اور روحانی فیوض کے لحاظ سے عدیم النظیر اور بے مثال تھی۔(داؤد غزنوی 450 بحوالہ غزنوی خاندان ص 76)

مولانا عبدالواحد کی خلافت:۔ مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے انتقال 1331ھ کے بعد مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ دارالعلوم تقویۃ الاسلام کے ناظم اور اسکے ساتھ منصب خلافت پر فائز ہوئے آپ امام محدث تھے۔1930ء میں مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ نے وفات پائی۔

مولانا عبدالجبار غزنوی کا ذوق تصوف:۔ مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ علم وفضل کے اعتبار سے بہت ارفع واعلی تھے۔مولانا سید عبدالحسنی لکھتے ہی کہ آپ بڑے عالم اور محدث تھے آپ کی جلالت شان اور ولایت پر تمام لوگوں کا اتفاق ہے۔دنیا اور اہل دنیا سے الگ تھلگ رہتے تھے اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے اور مخلوق کو اللہ کی طرف بلانے میں مشغول رہتے اللہ کا ذکر بڑی باقاعدگی اور یکسوئی سے کرتے اور ذکر کے دوران ان پر بڑی کیفیت طاری رہتی تھی میں نے امرتسر میں کئی بار ان کی زیارت کی میں نے انہیں سلف صالحین کے مسلک پر پایا۔وہ علماء ربانی میں سے تھے فتوی دیتے وقت وہ کسی معین مسلک کا التزام تو نہ کرتے تھے لیکن ائمہ مجتہدین سے سوئے ظن نہ فرماتے تھے ان کا ذکر ہمیشہ اچھے الفاظ میں کرتے۔(نزہۃ الخواطر:218-219/8 بحوالہ غزنوی خاندان ص 79)

سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ بچپن سے جن صادق العقیدہ متبع سنت بزرگوں اور خاصان خدا کا نام عظمت وعقیدت کے ساتھ کان میں پڑھا ان میں مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ اور ان کے خلف الرشید مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ تھے۔

مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ الملقب بہ امام صاحب بڑے عالم فاضل جامع معقول ومنقول، خاندان غزنویہ کے روشن چراغ اور مدرسہ غزنویہ تقویۃ الاسلام کے بانی اول صاحب نسبت صاحب دل اولیاء اللہ

میں شمار ہوتے تھے اپنے والد عبداللہ صاحب غزنوی رحمہ اللہ کے جانشین تھے۔

مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی دو کرامات

مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ صاحب کمالات وکرامات تھے مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ نے اپنے مضمون مولانا سید محمد داؤد غزنوی واقعات وتاثرات میں مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی دو کرامات کا ذکر کیا ہے مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ لکھتے ہیں کہ

پہلی کرامت:۔ فیروز وٹواں کے ملک احمد نمبر دار نے مجھ سے بیان کیا کہ میں 18 سال کی عمر کا تھا مجھے گنٹھیا کا مرض لاحق ہوگیا۔ والد نے بہت علاج کرائے آرام نہیں آیا۔ کسی نے بتایا کہ امرتسر میں ایک بزرگ مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ رہتے ہیں وہ دعا کرتے ہیں اور لوگ صحت یاب ہو جاتے ہیں اسی زمانے میں گھوڑی کے سوا اس گاؤں میں امرتسر جانے کا کوئی ذریعہ نہ تھا چنانچہ گٹھری کی شکل میں والد نے مجھے گھوڑی پر لادا۔ ہم امرتسر غزنویہ میں پہنچے تو فجر کی نماز ہو رہی تھی والد نے مجھے اٹھایا اور مسجد کے صحن میں رکھ دیا گھوڑی باہر باندھی اور خود وضو کر کے جماعت میں شریک ہوئے جو بزرگ امامت کرا رہے تھے وہ اس درد وسوز سے قرآن مجید پڑھ رہے تھے کہ دل ان کی طرف کھنچا جاتا تھا نماز کے بعد انھوں نے میری طرف دیکھا ادھر والد صاحب نے آگے بڑھ کر دعا کی درخواست کی انہوں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے جیسے جیسے وہ دعا مانگ رہے تھے یوں احساس ہوتا تھا جیسے میرے جوڑوں کی بندش کھل رہی ہے تین دن ہم وہاں رہے اور اللہ کے فضل سے میں تندرست ہو کر واپس آیا اب جسمانی حالت کے ساتھ ساتھ ہماری روحانی دنیا بھی بدل چکی تھی اس لیے کہ ہم ان کے مرید تھے اور وہ ہمارے مرشد۔

دوسری کرامت:۔ دوسرا واقعہ مولانا بھٹی صاحب نے اس طرح لکھا ہے کہ ''الامام مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے قبولیت دعا کے سلسلے کے بہت سارے واقعات عوام اور ان کے عقیدت مندوں میں مشہور ہیں اس ضمن میں ایک عجیب وغریب واقعہ مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ بھی اور ایک مدراسی بزرگ عزیز اللہ (گھڑی ساز) نے بھی بیان کیا۔ عزیز اللہ صاحب 1958ء میں اپنے عزیزوں سے ملاقات کے لیے مدراس سے کراچی آئے۔ کراچی سے لاہور آئے اس سفر کا مقصد محض مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ اور ارکان جماعت سے ملاقات تھا وہ ''الاعتصام'' کے خریدار تھے سیدھے دفتر میں آئے اور اپنا نام اور پتہ بتایا۔ میں ان کے نام سے واقف تھا بحیثیت مدیر ''الاعتصام'' وہ مجھ سے آشناء تھے۔ میں نے ان کو اعزاز سے بٹھایا اور مدراسی ہونے کی وجہ سے کھانے کے لیے مچھلی پیش کی مولانا اس روز لاہور سے باہر تشریف لے گئے تھے، میں نے مولانا کے ساتھ ان کی عقیدت کی وجہ پوچھی تو انھوں نے بتایا کہ ایک عرصہ ہوا مدراس سے دو آدمی چمڑے کی تجارت کے لیے امرتسر آئے ان کے ساتھ ایک مدراسی ملازم بھی تھا جس کا نام اسمٰعیل تھا اسمٰعیل فجر کی نماز روزانہ الامام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی اقتداء وامامت میں ادا کرتا ایک روز انہوں نے پوچھا تم کون ہو؟ کہاں کے رہنے والے ہو؟ اور یہاں کیا کام کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا میرا نام اسمٰعیل ہے مدراس کا رہنے والا ہوں اور دو مدراسی سیٹھوں کے ساتھ ملازم کی حیثیت سے یہاں آیا ہوں اس کی یہ بات سن کر امام صاحب نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے عزیز اللہ نے اس کے بعد مولانا داؤد غزنوی نے بتایا کہ اسمٰعیل کہا کرتا تھا امام صاحب دعا مانگ رہے تھے اور مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ گویا کہ دولت میری جھولی میں گر رہی ہے نماز اور دعا کے بعد واپس گھر گیا تو سیٹھوں نے کہا اسمٰعیل تم بہت عرصے سے ہمارے ساتھ ہو ہم نے تم کو دیانتدار محنتی اور امین پایا ہے لہٰذا آج سے ہم نے تمہیں اپنے کاروبار میں شریک کر لیا ہے اور تمہارا خاص حصہ مقرر کر دیا ہے اپنے حصے کی رقم تم نقد ادا نہیں کرو گے بلکہ تمھارے حصے کے منافع سے وضع ہوتی رہے گی اس کے بعد چند مہینوں میں وہ اس درجہ امیر ہوگیا کہ اسمٰعیل سے کا کا اسمٰعیل بن گیا کا کا مدراس کی زبان میں سیٹھ کو کہتے ہیں کا کا اسمٰعیل نہایت نیک آدمی تھے انہوں نے صوبہ مدراس کے ضلع اوکاٹ میں کئی ایکڑ زمین خریدی اس کو آباد کیا اور اس کا نام محمد آباد رکھا اور وہاں ایک بہت بڑا اسلامی دارالعلوم قائم کیا جو اب تک کامیابی سے چل رہا ہے اور ہندوستان کے مشہور اسلامی مدارس میں سے ہے مولانا نے بتایا کہ اس دارالعلوم کے سالانہ جلسہ تقسیم اسناد میں مجھے باقاعدہ شرکت کی دعوت دی جاتی تھی میں جاتا تو کا کا اسمٰعیل اور ان کے خاندان کے لوگ انتہائی احترام سے پیش آتے اور یہ واقعہ ضرور بیان کرتے۔ (داؤد غزنوی 134 ص 83 بحوالہ غزنوی خاندان ص 82)

مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ:۔ مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ (امام ثالث) مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے انتقال کے بعد منصب خلافت پر فائز ہوئے مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ نہایت صالح اور مخلص ومتقی اور دیندار انسان تھے نماز بڑے خشوع وخضوع سے پڑھا کرتے تھے جس سے خشیت الٰہی طاری ہوجاتی دعا میں تضرع وزاری ہوا کرتی تھی جس کا حاضرین پر بھی خاص اثر ہوتا تھا۔1926ء میں سلطان ابن سعود والئی سعودی عرب نے مؤتمر عالم اسلامی کا اجلاس مکہ معظّمہ میں طلب کیا۔تو اس میں آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی تو اس اجلاس میں مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کی قیادت میں جو چار رکنی وفد شرکت کے لئے مکہ معظّمہ گیا اس میں مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ بھی شامل تھے دوسرے دو ارکان آپ کے صاحبزادے مولانا سید اسمٰعیل غزنوی رحمہ اللہ اور حافظ حمید اللہ دہلوی رحمہ اللہ تھے۔مولانا قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ نیکی ،خلوص للّٰہیت ذکر وفکر عبادت اور ریاضت اور وظائف دعوت وارشاد تزکیہ قلب وطہارت نفس اصلاح باطن میں اپنے باپ کے نقش قدم پر تھے۔

فیوض وبرکات:۔ مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ کی عبادت میں جذبہ تھا، گفتگو میں سوز تھا خطبات جمعہ میں کشش تھی دور دور سے لوگ آکر ان کے خطبات جمعہ سے فیوض وبرکات حاصل کرتے۔

مولانا احمد علی لاہوری کا اقتداء میں نماز پڑھنا:۔ مولانا احمد علی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک میں فجر کی نماز مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ کی اقتداء میں نہ پڑھ لوں اور آپ کا درس قرآن نہ سن لوں مجھے سکون وچین نہیں ملتا۔مولانا احمد علی رحمہ اللہ جب تک حیات رہے عیدین کی نماز ہمیشہ غزنوی علماء کی اقتداء میں پڑھیں اور آخر میں مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی اقتداء میں۔مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ فروری 1962ء میں انتقال کر گئے دسمبر 1963ء میں مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے انتقال کیا۔(غزنوی خاندان:ص 89)

مولوی سید رفیع الدین کا تحصیل حدیث:۔ مولانا سید رفیع الدین بخاری سوہدروی رحمہ اللہ مسلکاً حنفی دیوبندی تھے مولانا مفتی محمد حسن امرتسری رحمہ اللہ کے شاگرد تھے مگر حدیث کی تحصیل آپ نے مولانا عبدالغفور غزنوی رحمہ اللہ سے کی۔

مولانا داؤد غزنوی کا مسلک اور ائمہ کا ادب:۔ مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ خالصتاً سلفی المسلک تھے کتاب وسنت پر سختی سے عامل تھے اس میں کسی قسم کی مداہنت کے قائل نہ تھے تاہم ائمہ دین کا بہت احترام کرتے تھے اور انکی دینی وعلمی خدمات کے معترف تھے۔ اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ ائمہ دین نے جو دین کی خدمت کی ہے امت قیامت تک ان کے احسان سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتی ہمارے نزدیک ائمہ دین کے لیے جو شخص دل میں سوء ظن رکھتا ہے یا زبان سے ان کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ استعمال کرتا ہے یہ اس کی شقاوت قلبی کی علامت ہے اور میرے نزدیک اسکے سوء خاتمہ کا خوف ہے ہمارے نزدیک ائمہ دین کی ہدایت ودرایت پر امت کا اجماع ہے۔

(داؤد غزنوی ص 273 بحوالہ غزنوی خاندان 110)

مولانا داؤد غزنوی کا ذوق تصوف:۔ مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ ان علمائے کرام جو مقام طریقت وسلوک سے آشنا تھے ان کی صحبت میں بیٹھنے میں اپنی سعادت سمجھتے تھے بالخصوص مولانا عبدالقادر رائے پوری، مولانا مفتی محمد حسن امرتسری، مولانا احمد علی لاہوری، مولانا محمد علی مدنی لکھوی، مولانا حافظ محمد گوندلوی، صوفی عبداللہ (ماموں کانجن) اور میاں محمد باقر رحمہم اللہ اجمعین۔

مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ کا تعلق ایک علمی خاندان سے تھا آپ مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے فرزند مولانا سید عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ کے بھتیجے اور سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے پوتے تھے اس لیے تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام آپ کو عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے، مولانا غزنوی رحمہ اللہ خود بھی علمائے کرام کا بہت احترام کرتے تھے اور اپنے سامنے کسی عالم خواہ وہ کسی مکتب فکر سے تعلق رکھتا ہو اس کے خلاف کوئی بات سننا گوارا نہیں کرتے تھے (غزنوی خاندان ص 114)

جماعت اہل حدیث کی تنظیم:۔ دسمبر 1906ء میں مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کی تجویز پر آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس

سے متحدہ ہندوستان کی جماعت اہلحدیث کی ایک تنظیم قائم ہوئی اور اس سلسلے میں آرہ (بہار) میں جماعت اہلحدیث کے علمائے کرام جمع ہوئے اور متفقہ طور پر صرف دو عہدے دار منتخب کئے گئے۔ایک صدر اور ناظم اعلی۔

صدر، مولانا حافظ عبداللہ محدث غازی پوری رحمہ اللہ (م 22 نومبر 1918ء) ناظم اعلی مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری (م 15 مارچ 1948ء) کی تنظیم کا ملک میں تعارف کروانے کے لئے ایک تین رکنی کمیٹی بنائی گئی جس میں درج ذیل حضرات شامل تھے۔

1 مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی رحمہ اللہ (م اپریل 1919ء)۔2 مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ (م 15 مارچ 1948ء۔
3 مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ (م 12 جنوری 1956ء)

ان علمائے کرام نے پورے ملک ہندوستان میں جماعت اہلحدیث کو متعارف کرایا۔آل انڈیا اہل حدیث کے مختلف شہروں مثلاً امرتسر ملتان گوجرانوالہ بنارس آرہ آگرہ اور مئوناتھ بھنجن وغیرہ میں سالانہ جلسے ہوئے ان میں اکثر جلسوں کی صدارت مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ نے فرمائی۔

پنجاب سے مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کے علاوہ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ مولانا محمد اسمٰعیل السّلفی رحمہ اللہ مولانا عبدالمجید سوہدروی اور مولوی محمد حنیف ندوی رحمہم اللہ اور دیگر کئی علماء کرام شرکت فرماتے رہے۔

جامعہ سلفیہ کا قیام:۔ 3-4 اپریل 1955ء کو جمعیۃ اہلحدیث کی سالانہ کانفرس لائل پور میں مولانا سید اسمٰعیل غزنوی رحمہ اللہ کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایک دارالعلوم قائم کیا جائے اور یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی کہ ایک دارالعلوم قائم ہونا چاہئے اور جب اس کا نام زیر غور آیا تو مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ نے جامعہ سلفیہ نام تجویز کیا۔

جامعہ سلفیہ کمیٹی:۔ جامعہ سلفیہ کے قیام کے بعد اس کے انتظام وانصرام کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی اس کمیٹی کے صدر مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ تھے ارکان کمیٹی یہ تھے۔مولانا محمد اسمٰعیل السّلفی، حاجی محمد اسحٰق حنیف، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف، مولانا محمد اسحاق چیمہ، مولانا عبیداللہ احرار، مولانا محمد صدیق، مولانا محمد حنیف ندوی، میاں فضل حق، میاں عبدالمجید مالواڈہ رحمہم اللہ وغیرہم۔(غزنوی خاندان ص 122)

داؤد غزنوی رحمہ اللہ اور محمود غزنوی:۔ مولانا ابوالکلام آزاد 1940ء میں آل انڈیا نیشنل کانفرنس کے صدر منتخب ہوئے اور 1946ء تک آپ صدر رہے مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ 1945ء میں پنجاب کانگرس کے صدر منتخب ہوئے اور یہ دونوں بڑے زوردار لیڈر تھے۔

پابند نوافل و وظائف:۔ مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ اخلاق وعادات کے اعتبار سے بہت بلند تھے ذکر الٰہی بڑی کثرت سے کرتے تھے تہجد کی نماز تمام زندگی نہیں چھوڑی، نماز باجماعت ادا کرتے تھے، نماز میں نہایت خشوع وخضوع کی کیفیت طاری ہوجاتی تھی، ہر نماز کے بعد وظائف پڑھتے اور ہاتھ اٹھا کر بڑی دیر تک دعا کرتے تھے، نماز فجر نماز مغرب اور نماز عشاء کے بعد دیر تک وظائف میں مشغول رہتے۔

دیگر مسالک کا احترام:۔ سید ابوبکر غزنوی مرحوم لکھتے ہیں کہ وہ ایک واضح مسلک رکھتے تھے اور زندگی بھر پورے یقین اور اذعان کے ساتھ ساتھ اس مسلک کا پرچار کرتے رہے مگر دوسروں کے عقائد وافکار کی تضحیک نہیں کرتے تھے تمام جماعتوں کے علماء کے ساتھ بڑی عزت واحترام کیساتھ پیش آتے۔(داؤد غزنوی:289 بحوالہ غزنوی خاندان ص 133)

مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ مشاہیر کی نظر میں:۔ مولانا سید داؤد غزنوی مرحوم ومغفور ایک بلند پایہ عالم دین، فصیح البیان خطیب ومقرر، صاحب فکر ونظر مورّخ محقق، ادیب، مدبر، مذہبی وسیاسی رہنما صحافی، دانشور، محدث اور متکلم ومعلم تھے۔برصغیر پاک وہند کے ممتاز اہل علم وقلم اور تمام مکاتب فکر کے جید علمائے کرام ان کے علمی تبحر وتدبر وبصیرت کے معترف تھے ذیل میں برصغیر کے چند اہل قلم کے تاثرات درج کئے جاتے ہیں جوانہوں نے آپ رحمہ اللہ کے بارے میں فرمائے۔

مولانا محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ کی وضاحت:۔ مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی عظیم خصوصیت یہ تھی کہ ان کا ظرف بہت وسیع تھا انتہائی

وسعت قلب کے مالک تھے۔ایک خاص مسلک فقہ کے پابند ہونے کے باوجود تعصّبات سے ان کا دل صاف تھا۔مولانا احمد علی رحمہ اللہ سے ان کے تعلقات بہت گہرے تھے ان کی وفات پر فرمایا: آج دین کا ایک ستون گر گیا ہے اور میرے قریبی رفقاء میں ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے جو کبھی پر نہ ہو سکے گا۔مولانا داؤد رحمہ اللہ کو مفتی محمد حسن امرتسری رحمہ اللہ سے خاص لگاؤ تھا ہفتہ عشرہ بعد نماز عصر کے بعد مفتی صاحب کے ہاں تشریف لے جاتے اور ان سے مسائل تصوف اور دیگر مسائل پر گفتگو فرماتے۔مولانا غزنوی رحمہ اللہ مولانا سید مودودی صاحب مرحوم کا بہت احترام کرتے اور مجموعی اعتبار سے ان کی خدمات کو سراہتے اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔(داؤد غزنوی:144-145 بحوالہ غزنوی خاندان ص139)

مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔ مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ ایک جید عالم اور ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔میری ان سے شناسائی غالبا 1931ء میں ہوئی اخبار اہلحدیث امرتسر میں میرے مضامین شائع ہوتے رہتے تھے اور ان کی نظر سے گزرتے تھے سوہدرہ کے مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ (جد امجد مولانا عبدالمجید سوہدروی) میرے دادا مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے مرید خاص تھے۔(غزنوی خاندان ص143)

مولانا عبداللہ غزنوی کے مرید خاص:۔ مولانا غزنوی رحمہ اللہ نے فرمایا: سوہدرہ کو اچھی طرح جانتا ہوں وہاں ایک عالم دین مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ (جد امجد مولانا عبدالمجید سوہدروی) تھے جو میرے دادا عارف باللہ سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ مرحوم ومغفور کے مرید خاص تھے۔

مولانا سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کا تعارف:۔ مولانا سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ 1927ھ میں امرتسر میں پیدا ہوئے دینی تعلیم کا آغاز اپنے والد بزرگوار مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ سے کیا دنیاوی تعلیم میں ایم اے اسلامیات، ایم اے عربی اور ایل ایل بی، کی ڈگریاں حاصل کیں۔فارغ التحصیل ہونے کے بعد اسلامیہ کالج لاہور میں اسلامیات کے پروفیسر مقرر ہوئے اس کے بعد آپ کو اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کا وائس چانسلر مقرر کیا گیا۔مولانا سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کو مولانا سلفی رحمہ اللہ کی جگہ جماعت اہلحدیث کا ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا۔

مولانا ابوبکر غزنوی اور مفکر اسلام:۔ مولانا سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ بڑے علم دوست عالم دین تھے ان کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا برصغیر پاک وہند کے نامور عالم دین بین الاقوامی شہرت کے مالک مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مرحوم ومغفور سے آپ کے دوستانہ تعلقات تھے مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ سید صاحب مرحوم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

> تقسیم ملک کے بعد ایک مرتبہ میں لاہور میں حاضر ہوا تو ہمارے فاضل مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب اور ان کے رفقاء نے از راہ محبت جامعہ سلفیہ میں میرے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی اور اپنی جماعت کے ممتاز لوگوں اور فضلاء ندوہ کو مدعو کیا، میں حاضر ہوا تو میری حیرت وندامت کی انتہا نہیں رہی کہ مجھے وہاں ایک سپاسنامہ پیش کیا گیا اور مولانا داؤد غزنوی صاحب رحمہ اللہ جو میرے استاد اور بزرگوں کی صف میں تھے خود پڑھا۔یہ ان کی بے نفسی اور تواضع کی انتہا تھی اور اس سے اس تعلق کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ جو ان کو سید صاحب رحمہ اللہ اور ان کے خاندان اور مسلک سے تھا۔1962 میں جس سال رابطہ عالم اسلامی کی بنیاد پڑی وہ حج کرنے آئے تھے رابطہ کیلئے اجلاس میں بھی وہ شریک ہوئے اور اس کے رکن منتخب ہوئے، مدینہ طیبہ کے ہوٹل میں ان کی خدمت میں کئی بار حاضری ہوئی اور وہاں ان کو قلبی دورہ پڑا طبی امداد بروقت پہنچی اللہ نے فضل فرمایا اور وہ بخیریت لاہور واپس ہوئے یہ انکی آخری زیارت وملاقات تھی جو نصیب ہوئی۔

لاہور کے قیام کے زمانے میں ان کے صاحبزادے مولانا سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ سے تعارف ہوا وہ اس وقت غالباً اسلامیہ کالج لاہور میں عربی کے پروفیسر تھے معلوم ہوا کہ ان کو عربی ادب کا بڑا اچھا ذوق ہے خاندانی اثرات ان میں آئے ہیں طبیعت میں بڑی صلاحیت دین کا ذوق اور مردان خدا کی تلاش اور اصلاح حال اور ترقی باطن کی فکر رہتی ہے میں نے براہ راست یا کسی واسطے سے اپنی عربی کی بعض تصنیفات پیش کی بڑی مسرت کا اظہار کیا اور اندازہ ہوا کہ عربی کا صحیح ذوق رکھتے ہیں (غزنوی خاندان ص156)

نام کتاب:۔نعت چراغاں.... مصنف:۔لالہ صحرائی

مسلک اہلحدیث میں ذوق ثناء خوانی

طیبہ سے روانگی کا غم:۔

جب میں طیبہ سے واپس روانہ ہوا ساتھ حب نبی کا خزانہ ہوا
میں چلا ہوں مواجہ سے تو یک بیک مجھ گدا کا رویہ شہانہ ہوا
ان کے روضے سے جب ہو رہا تھا وداع نقش پھر دل پہ اک جاودانہ ہوا
حبّ آقا سے پایا جو جاں نے گداز گریے کا خوبصورت بہانہ ہوا
کل ہی آیا ہوں طیبہ سے گو لوٹ کر عشق یہ کہتا ہے اس کو زمانہ ہوا
ہے خدا اپنی یکتائی میں بے مثال اس کا محبوب بھی ہے یگانہ ہوا
جھوم اٹھے مری نعت پر اہل دعا میرا انداز جب والہانہ ہوا

اندھیرے ہٹ گئے جاں سے جو آیا ہوں مواجہ پر:۔

ہے اجلی آنسوؤں سے دھل کے میری ذات کیا کہنا میں لے کر آیا ہوں طیبہ سے سوغات کیا کہنا
جو پہنچا ہوں تجلی گاہ طیبہ میں بفضل رب چمک اٹھی ہیں جان و دل کی کیفیات کیا کہنا
اندھیرے ہٹ گئے جاں سے جو آیا ہوں، مواجہ پر درخشاں لمحہ ہے اک زندگی سے بات کیا کہنا
عمل کی جیب گو خالی ہے ، بازار مدینہ میں مگر ہے موتیوں کی آنکھ میں بہتات کیا کہنا
اتر آیا ہے عکس روضہ اب باطن کے شیشے پر مصور ہوگئے سادہ تھے جو جذبات کیا کہنا

اسم اعظم کو فقط نام محمد ﷺ جانو

جب بھی رخ میں نے کیا نعت کے میخانوں کا دور پایا ہے وہاں عشق کے پیمانوں کا
گنبد خضرا ہے شاداب و معطر کتنا گویا جھرمٹ ہے یہ دنیا کے گلستانوں کا
شکریوں میں کروں اللہ کے احسانوں کا اک نیا کنگرہ بنوں نعت کے ایوانوں کا
ہیں جو دیوانے رواں جانب شہر طیبہ اصل میں قافلہ ہے عشق کے فرزانوں کا
اسم اعظم کو فقط نام محمد جانو سرسبد گل ہے یہ نورانی گلستانوں کا
آہ وہ دن گزارے تھے مدینے میں نے پھلا پھولا تھا چمن واں مرے ارمانوں کا
دید گنبد کے تھی ہمراہ درودوں کی صدا خوب مصرف تھا مری آنکھوں کا اور کانوں کا
راحت جان حزیں حب پیمبر کا فروغ اثر اس پر نہیں آلام کے طوفانوں کا
مرحبا نعت کے گلزار میں آپہنچا ہوں میں تھا اک بھٹکا ہوا راہی بیابانوں کا
زیست کی شب میں مدینے کا گجر ہونے تک کاش میں زندہ رہوں دل میں سحر ہونے تک
حب آقا کی جو پھوٹی مری جاں میں کونپل اشک مدحت سے پلا وہ شجر ہونے تک

نعت کہکشاں

لالۂ صحرائی

ناشر

لالۂ صحرائی فاؤنڈیشن ✷ صادق آئی کلینک
۱۶۔خان میڈیکل سٹی نشتر روڈ ملتان

یادداشت

کتاب ——— نعت کہکشاں
مصنّف ——— لالۂ صحرائی
کتابت ——— جنابِ رحمت علی انصاری
تزئین و سرِورق ——— جنابِ بشیر مُوجد
صفحات ——— ۱۷۶
ناشر ——— لالۂ صحرائی فاؤنڈیشن ملتان
طابع اول ——— 2005
یمانی پرنٹرز ——— فون نمبر: 7357430

یہ کتاب مصنّف کی طرف سے بلاقیمت تقسیم کرنے کی خاطر شائع کی گئی

"سُرمۂ مفت نظر ہُوں، مری قیمت یہ ہے"
چشمِ قاری پہ کھُلے حسنِ پیمبرؐ کی ضیا

نعت سویرا

لالۂ صحرائی

ناشران

رضوان اسلم نیوز ایجنسی
شوکت بازار جہانیاں۔ضلع خانیوال

یادداشت

نام کتاب ——— نعت سویرا
مصنّف ——— لالۂ صحرائی
کتابت ——— رحمت علی۔ملتان
تزئین وسرورق ——— جنابِ مُوجد
صفحات ———
ناشر ———
طابع یمانی پرنٹرز رٹیگن روڈ۔لاہور
بار ——— اوّل
قیمت ———

یہ کتاب مصنف کی طرف سے بلاقیمت تقسیم کرنے کی خاطر شائع کی گئی

اپنی نسبت پہ ہوں نازاں کہ سر عجز و نیاز — سنگ در ان کا رہا تھا ، مرا سر ہونے تک
میرے افلاس عمل کا ہو مداوا یارب — نعت کہتا رہوں لفظوں کے گہرے ہونے تک

عشق احمد ﷺ فنا نہیں ہوتا:۔

عشق احمد ﷺ فنا نہیں ہوتا — عشق یہ بے وفا نہیں ہوتا
نعت آنسو نہ لائے جو ہمراہ — میرا وہ ماجرا نہیں ہوتا
گر نہ دلوائے ساحل طیبہ — ناخدا ناخدا نہیں ہوتا
جس کی منزل نہ ہو دیار نبی ﷺ — سیدھا وہ راستہ نہیں ہوتا
جو اطاعت کرے نہ آقا ﷺ کی — شخص وہ پارسا نہیں ہوتا
خود چلے جو نہ راہ احمد ﷺ پر — جانو وہ رہنما نہیں ہوتا
جس میں عکس رضائے رب نہ ملے — طیبہ کا آئینہ نہیں ہوتا

نام کتاب:۔نعت کہکشاں...... مصنف:۔لالہ صحرائی

روضہ اقدس پر ندامت بھری حاضری:۔

آیا ہوں ترے در پہ میں آقا، زہے نصیب — گھر میرا، تیرے روزے کا سایہ، زہے نصیب
آئی نسیم ، شہر پیمبر سے ، مُشک بار — مہکا ہے میری جان کا صحرا ، زہے نصیب
ابر کرم جو آیا مدینے سے جھومتا — کشت حیات پر مری برسا ، زہے نصیب
آئی جو چھوُ کے سبزۂ گنبد ، صبائے عشق — بوٹا ہے میری رُوح کا لہکا، زہے نصیب
میت مری بجانب مرقد، رواں ہو جب — عاشق نبی ﷺ کے دیں اسے کاندھا، زہے نصیب
آئے نبی ﷺ جو حشر میں ان کے قدم لئے — چُوما ہے میں نے چاند کا چہرہ ، زہے نصیب
حضرت ﷺ کے نوری اُسوہ کے تابندہ عکس سے — کردار میرا ہو گیا اُجلا، زہے نصیب
کشکول لے کے آیا ہوں خالی ، مدینے میں — بھر جائے گر، یہ پیش مواجہ، زہے نصیب
روضے پہ جب میں آیا، مرادل تھا خشک خشک — سیلاب گریہ آنکھ سے اُمڈا، زہے نصیب
سویا ہُوا تھا یہ، پہ ٹھوکوں سے نعت کے — میرا نصیب شوق سے جاگا، زہے نصیب (ص:17)

میں بے سروساماں نہیں طیبہ کے سفر میں:۔

داخل ہو جو طیبہ کی صباء یاد کے در میں — پھر تازگی آجاتی ہے مدحت کے ہُنر میں
ہے رخت سفر میرا حضوری کی تمنا — میں بے سروسامان نہیں طیبہ کے سفر میں
آیا ہوں مدینے تو ہوا طرفہ یہ احساس — گو دُور ہوں میں گھر سے پر آیا ہوں میں گھر میں
خورشید کا کشکول ہے پُر، ان ﷺ کی عطاء سے — آقا ﷺ ہی کی خیرات ہے دامان قمر میں

طیبہ کی فضا اصل میں خمیہ ہے ضیاء کا — ہے نور ہویدا یہاں آثار سحر میں
مدفن ملے اے کاش، مدینے ہی میں جاکر — سودا یہ سمایا ہے مرے عشق کے سُر میں
رہتاہوں مگن نعت سرائی میں ہمیشہ — کچھ اور نہیں کام سفر اور حضر میں (ص:19)

طیبہ میں قیام کی آرزو:۔

آ گیا رُوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو جلال، اچھا ہے — کُھل گیا ہے جو ستاروں میں گلال اچھا ہے
اُن کی مدحت کے سبب ان کی اطاعت کے سبب — حُب دُنیا پہ جو آیا ہے زوال ، اچھا ہے
مل گیا طیبہ میں رُکنے کا بہانہ مجھ کو — میں ہُوا ہجر کے صدمے سے نڈھال اچھا ہے (ص:36)

کھل جائے اب چشم تصوران صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ دیکھوں:۔

مصرف ہے آنکھوں کا یہی، میں شہر طیبہ دیکھوں — اس شہر کی خوش بختی کا تارا ، گنبد خضرا دیکھوں
روز محشر چمکانے کو میرا بخت تیرہ — کب اُٹھتی میری جانب چشم آقا صلی اللہ علیہ وسلم ، دیکھوں
ان صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے نقشے کا ہر خطِ نورانی — چشمِ بصیرت سے دیکھوں تو خلد کا جلوہ، دیکھوں
کھڑا ہوں جاکے پیش مواجہ، بن کے مجسم آنسو — عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینے میں اپنا سراپا، دیکھوں
میری بصارت اور بصیرت اور بھی ہوں گی روشن — ان صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ جب دیکھوں تو نُور کا منبع دیکھوں
میچتا ہُوں، میں آنکھیں، مولا اتنا کرم فرمادے — کھُل جائے اب چشم تصوران صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ دیکھوں
چشم فلک یہ کہتی ہے اللہ سے بصیرت کو پاکر — ازل سے لے کر ابد تلک میں کوئی نہ اُن صلی اللہ علیہ وسلم سا دیکھوں
رکھوں میں سیرت آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا آئینہ، اپنے آگے — اور اپنے کردار کا اس میں چہرہ مہرہ دیکھوں
قلم اٹھاؤں جب بھی مدحت سرورِ دیں کی خاطر — پُر نکہت پھُولوں سے ڈھکا، میں دل کا صحرا دیکھوں (ص:40)

اے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم! ہونظر ایک، ادھر بھی:۔

بطحا مجھے محبوب ہے ، طیبہ کا نگر بھی — شاہد ہے مرا عشق بھی اور دیدۂ تر بھی
بہتے ہیں جو آنسو مرے اب پیش مواجہ — بن کر نظر آتے ہیں ستارے بھی ، گہر بھی
یہ ارض بشر ، نُور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے منور — اور برسر افلاک ہیں خُورشید و قمر بھی
محشر میں پریشان وہراساں میں کھڑا ہوں — اے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم! ہونظر ایک، ادھر بھی
ہوجاتی ہیں تابندہ درودوں سے دُعائیں — اور ان میں جھلک جاتا ہے اک رنگ اثر بھی
گھر میرا، مرے واسطے بس ایک مکان ہے — سایہ ہے جو روضے کا ، وہی ہے مرا گھر بھی
اللہ نے انھیں وصف یگانہ سے نوازا — تھے نُور ہدایت بھی وہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خاکی بشر بھی
مل جائے الٰہی! مجھے مدحت کا قرینہ — اور ساتھ عطا ہو مجھے ، طاعت کا ہُنر بھی
مہکی ہے میری زیست غذا رُوح نے پائی — نعتوں کے شجر سے ملے ہیں گُل بھی ثمر بھی (ص:42)

رحمت نے چُنا مجھ کو، طیبہ مجھے جانا ہے:۔

رحمت نے چُنا مجھ کو ، طیبہ مجھے جانا ہے — شاید میرا وہاں جانا، بخشش کا بہانہ ہے
آفاقی صداقت ہے، سرکار ﷺ کا اُسوہ ہی — ہے اس کے سوا جو کچھ وہ محض فسانہ ہے
وہ وقت کے ہیں فاتح ، ہر لمحے پہ ہیں غالب — اس دم سے قیامت تک بس ان کا زمانہ ہے
بارش مرے اشکوں کی ہے کشت مواجہ پر — اور آہوں کے بادل ہیں کیا وقت سہانا ہے

نام کتاب:۔نعت سویرا....... مصنف:۔لالہءصحرائی

طیبہ سے آخری وداع:۔

رولے اب دل کھول کر ، اے دیدۂ خونابہ بار — اب وداع آخری، طیبہ سے ہے باحال زار
اُڑگیا میرے رُخ جذبات کا رنگ نشاط — چھا گیا دُنیا کے ہر منظر پہ رنگ سوگوار
ہو رہی ہے بند اب پھر بخت کی بیدار آنکھ — راہ ہستی پر ہوائے غم کا پیدا ہے غبار
بام پلکوں کے سجے رہتے تھے جن سے ہر گھڑی — آنسوؤں کے وہ ستارے بن گئے ہیں اب شرار
آرہے ہیں جو مُجھے ٹھنڈے پسینے دمبدم — ہربُن مُو ہو گیا ہے فرط غم سے اشکبار
یاخُدا میں اس کو پاؤں اپنے خوابوں میں سدا — چُھٹ رہا ہے مُجھ سے جو یہ تیری رحمت کا دیار
چاہتا تھا میں مدینے میں ملے مرقد مُجھے — ساتھ لے کر جا رہا ہوں اس تمنا کا مزار
کشت دامن نقرئی رہتی تھی طیبہ میں سدا — اب وادی آنسوؤں سے ہوگئی ہے لالہ زار
آمد آمد ہے تپ ہجراں کی مولا ! کیا کروں — ٹوٹتا ہی جا رہا ہے وصل کا پیارا خمار
اس میں جب شامل نہیں ہے گنبد خضرا کا لمس — کیسے آئے گی ہوا مجھ کو وطن کی سازگار
نعمتیں حاصل تھیں جو طیبہ میں وہ جانے کو ہیں — الوداع اے راحت جاں، اے مرے دل کے قرار! (ص:29)

سامنے روضے کے جب کوئی گنہگار گیا

سامنے روضے کے جب کوئی گنہگار گیا — دام رحمت ہی میں وہ ہوکے گرفتار گیا
تشنہ لب حشر میں پہنچا، جو قریب شافع ﷺ — سوئے جنت وہ مئے لطف سے سرشار گیا
عزم طیبہ جوکیا شوق توانائی ابھرا — عُذر جو اس کے مقابل ہوا ، وہ ہار گیا
ساری مخلوق سماوی نے قدم بڑھ کیلئے — جب وہ معراج پہ ، اللہ کا دلدار ﷺ گیا
کشتئی صبر تھی اور بحر فراق یثرب — نام احمد ﷺ جو لیا ، ہاتھ سے پتوار گیا
جس نے کی جان فدا طاعت آقا ﷺ کیلئے — مُسکراتے ہُوے وہ شخص ، سرِ دار گیا
شاہ طیبہ نے شفاعت کی مجھے خلعت دی — نعمت کی نذر جو لے کر، سر دربار گیا (ص:33)

مرے آقا ﷺ! ترے در پہ جو سوالی آیا:۔

منبع نُور شفاعت پہ سیہ کار گیا — پیش مطلوب جہاں ، ایک طلب گار گیا
مجھ سا مفلس جو سر روضۂ اقدس پہنچا — نقدِجاں لے کے جو آیا تھا ،یہاں وار گیا
عرصۂ زیست جو گزرا مرا مدحت سے تہی — کار آمد تھا مگر ، آہ! وہ بے کار گیا
مرے آقا ﷺ! ترے در پہ جو سوالی آیا — جھولیاں بھر کے یہاں سے مری سرکار ﷺ! گیا
جوبھی سرکش تھا یہاں کبر انا کا پُتلا — جب گیا سُوئے مدین تو نگونسار گیا
لے کے جو نام محمد ﷺ میں بڑھا سمت اس کی — جانے کس سمت کو باطل کا پرستار گی !
یاوہ گوئی سے شفا پائی درودوں کے سبب — شکر ہے رب کا، زبان کا مری ، آزار گیا

عقبیٰ میں ہے نبی ﷺ کی شفاعت پہ آسرا

عقبیٰ میں ہے نبی ﷺ کی شفاعت پہ آسرا — دُنیا میں جس نے خلد کا رستہ دکھادیا
بخشی مجھے غلامی آقا ﷺ کی سروری — رب کریم نے مرا رُتبہ بڑھا دیا (ص:35)

مجھ کو بنا کے اُن ﷺ کے در پاک کا گدا:۔

یوں تو شوق بندگی کا خدا نے صلہ دیا — مجھ کو دُرود پاک کا حرف دُعا دیا
تاریک جب ہوس کے اندھیروں نے زیست کی — میں نے چراغ حبّ پیمبر ﷺ جلا دیا
مجھ کو بنا کے اُن ﷺ کے در پاک کا گدا — شاہوں سے میرا رتبہ خدا نے بڑھا دیا (ص:36)

زمیں پہ بستے ہوئے وہ فلک مقام ہوا:۔

الٰہی! شُکر ترا ان کا میں غلام ہُوا — ازل سے رحمت دارین جن کا نام ہوُا
ہوں شادماں کہ ملا نعت کاسرود حلال — ہر ایک رنج والم مجھ پہ اب حرام ہوا
ملا بشرکو یہ معراج مصطفےٰ ﷺ سے شرف — زمیں پہ بستے ہوے وہ فلک مقام ہوا (ص:41)

کوئی ہستی مواجہ اور میرے درمیاں کیوں ہو:۔

کوئی ہستی مواجہ اور میرے درمیاں کیوں ہو — مری جنت کی خوشبوؤں میں حائل پاسباں کیوں ہو
لقب ان کو ملا ہے رحمت للعالمینی ﷺ کا — قیامت تک میرے آقا ﷺ سا کوئی مہرباں کیوں ہو
وہ جب ختم رسل ﷺ ہیں محبوب خدا بھی ہیں — توپھر ان کے سوا کوئی بھی محبوب جہاں کیوں ہو (ص:45)

اگر ہو حُب نبی ﷺ میری مستقل عادت:۔

ندی جو ان کی شفاعت کی حشر میں ہے رواں — الٰہی! میں بھی ہوں سیراب اسی لب جو سے
اگر ہو حُب نبی ﷺ میری مستقل عادت — نجات اُخروی پھوٹے گی میری اس خُو سے
کھلا جو نوک زبان پر مری سر محفل — تو خوشبو آئی گل نعت کی من و تو سے

جس میں مہک ہے سیرت سرکار ﷺ کی بسی

جس میں مہک ہے سیرت سرکار ﷺ کی بسی — سایہ ہو میری زیست پہ اس شاخسار کا
نعت نبی ﷺ کو پڑھتے ہوئے جاں سپرد کی — کتبہ ہو، کاش! یہ میری لوح مزار کا
مُجھ کو بنایا رحمت عالم ﷺ کا اُمتی — مجھ پر ہے لطف رحمت پروردگار کا (ص:48)

طیبہ کی راہ شوق پہ ہیں میرے ہم سفر یا سید البشر ﷺ!

جیتے جی اس زمین سے افلاک تک سفر — پہلے نہ تیرے بعد ہوئی طاقت بشر یا سید البشر ﷺ!
اس پر پڑی ہے تیری شفاعات کی پھوار — اب آفتاب حشر ہوا ہے خنک قمر یا سید البشر ﷺ!
عشاق تشنہ کام کی رُوحوں کے قافلے — طیبہ کی راہ شوق پہ ہیں میرے ہم سفر یا سید البشر ﷺ!
جتنی نبوتیں تھیں، ہُوے در سبھی کے بند — تا حشر وا رہے گا نبوت کا تیری در یا سید البشر ﷺ!
بے خانماں تھے، تیری محبت نے دی پناہ — جذبوں کو میرے مل گیا آسودگی کا گھر یا سید البشر ﷺ!
کیا ہوگا رونما یہاں محشر کے روز تک — دی ہے فقط تجھی کو خُداوند نے خبر یا سید البشر ﷺ!
تھی مستنیر نُور خدائے علیم سے — باطل کی سب گپھاؤں میں پہنچی تری نظر یا سید البشر ﷺ!
باد مراد تیری اطاعت کی گر ملے — کشتی زیست کیلئے اک جست پر بھنور یا سید البشر ﷺ!
پیدا ہے دل میں تیری اطاعت کا ولولہ — مدحت کی شاخ سبز پہ آیا ہے اب ثمر یا سید البشر ﷺ!

دیکھا ہے خواب یہ، کہ مدینے میں جاؤں گا

دیکھا ہے خواب یہ، کہ مدینے میں جاؤں گا — تعبیر اس کی یہ ہے، کہ جنت کو پاؤں گا
دریائے غم جو زیست کی وادی میں ہے رواں — ذکر نبی ﷺ کے بحر میں اس کو گراؤں گا
مجھ کو عطا اگر ہو اجازت حضور ﷺ کی — مدحت کے نغمے آکے مدینے میں گاؤں گا
پیمانہ دُرود سے حب نبی ﷺ کی مے — پیتا ہوں، مست ہوں کہ شفاعت یوں پاؤں گا

ہوتی ہے مری آنکھیں ترے ذکر سے نمناک:۔

ہوتی ہے مری آنکھیں ترے ذکر سے نمناک — آنسو مرے بہتے ہیں تو ہوجاتی ہے جاں پاک اے سید لولاک ﷺ
ہے عشق ترا باغ محبت کا گل تر — دنیا کی محبت ہے سراسر خس وخاشاک اے سید لولاک ﷺ!
پاتا ہوں میں جب کوئی مدینے کا مسافر — کچھ اور بھی کھُل جاتے ہیں سینے کے مرے چاک اے سید لولاک ﷺ!
جس دل میں محبت ہو تری اور خُدا کی — دوزخ کا چھوئے گا نہ اسے شعلہ بیباک اے سید لولاک ﷺ!
اللہ نے جب تُجھ کو بلایا سر معراج — پھر تیرے لئے فرش بنی رفعت افلاک اے سید لولاک ﷺ!
عرفان ترا اسوہ بھی ترا دونوں ہی کامل — تُو مصدر کردار ہے، تُو مخزن ادراک اے سید لولاک ﷺ!
مولا نے دیا نُور فراست تُجھے ایسا — ہے ماند ترے سامنے، ہر فتنہ چالاک اے سید لولاک ﷺ!
گو مُجھ کو میسر ہے، ہر اک نعمت دُنیا — طیبہ سے جو دُوری ہے تو رہتا ہوں میں غمناک اے سید لولاک ﷺ!

جونور مری جان کا ہے اور قلب ونظر کا سُرمہ بنے اب آنکھ کا، طیبہ کی وہی خاک اے سیدلولاک ﷺ!
کرتا ہوں یہاں ہجر میں بس نالہ وشیون گاؤں گا مدینے ہی میں نغمات طربناک اے سیدلولاک ﷺ!
پائے جو غلامی تری پاتا ہے رہائی جو شخص بھی اس دہر کا ہے بستۂ فتراک اے سیدلولاک ﷺ!
کرتا ہوں کشید اس سے مے نعت کی ہر دم صد شکر ہے شاداب مری جاں کی رگ تاگ اے سیدلولاک ﷺ!

مغفرت کا بھروسہ ہے اللہ پر، تُو شفاعت کا ہے آسرا یا نبی ﷺ:۔

دہر کے بحر میں، وقت کی لہر میں، تیرا پیغام ہے ناخدا، یا نبی اپنا ایمان ہے، از ازل تا ابد، کوئی تجھ سا نہیں رہنما یا نبی ﷺ
قبر کی سختیوں، حشر کی شدتوں کے تصور سے لرزہ براندام ہُوں مغفرت کا بھروسہ ہے اللہ پر، تُو شفاعت کا ہے آسرا یا نبی ﷺ
آنسوؤں کی زبان ہے مری گفتگو، لب ہیں لرزیدہ برگ خزاں طرح میرا دامن ہے اور میری چشم طلب، ہے یہی مجھ گدا کی صدا، یا نبی ﷺ
نُور شمس وقمر کا فزوں ہوگیا، شہر طیبہ کی تابانیاں، مرحبا! باغ جنت کی خوشبُو کا مخزن ہُوئی، تیرے روضے کو چھُو کر صبا، یا نبی ﷺ
دست عصیاں کی غارتگری کے سبب، چیتھڑے اُڑ گئے ہیں مری رُوح کے لُطف کی مجھ پر ہو جوئے بس اک نظر، روح پائے گی پھر سے بقا، یا نبی ﷺ
کھو چکا تھا میں ہنگامۂ دہر میں، بوند جیسے سمندر میں ہوجائے گم آ گیا ہُوں جواب جالیوں کے قریب، میں نے پایا ہے اپنا پتا، یا نبی ﷺ
نوع انسان خُود انسان کی مقہُور ہے کتنی مجبُور ہے، کتنی معذور ہے! ہو پُرانا مرض، یا نیا کوئی دُکھ، تیرا اسوہ پیام شفا، یا نبی ﷺ
تیری طاعت کی توفیق کی ہے طلب، کھٹکھٹایا ہے اللہ کی رحمت کا در جو شہادت کے اعزاز کا ہو سبب، مانگتا ہُوں وہ جذب وفا، یا نبی ﷺ
گو بوصیری نہیں ہوں میں ناچیز ہُوں، پھر بھی ہوں نعت گو اور بیمار ہُوں فیض تیرا ہے جب خاص اور عام پر، ہو مجھے بھی تو چادر عطا، یا نبی ﷺ

(نعت سویرا، ص:58)

رُتبہ مرے حضُور ﷺ کا، کتنا عظیم ہے:۔

پیدا ہے دل میں جذبہ حب رسول پاک ﷺ مجھ پر خُدائے پاک کا لطف عمیم ہے
عرش خُدا کا قرب میسر ہُوا انہیں رُتبہ مرے حضُور ﷺ کا، کتنا عظیم ہے
کون ومکاں کی وسعتیں، جس میں سما گئیں میرے جہاں پناہ نبی ﷺ کی گلیم ہے
قائم ہے جس پہ فکروعمل کی سلامتی میرے حضور ﷺ! آپ کی طبع سلیم ہے
ہے رضا آپ ﷺ کی، خدا کی رضا، اس کی طاعت ہے آپ ﷺ کی طاعت اس کی تکریم، آپ ﷺ کی تکریم، اس کی بیعت ہے آپ ؐ کی بیعت
گرچہ اس پر زوال طاری ہے، پھر بھی اشرار پر یہ بھاری ہے آپ ﷺ کی نسبت مُبارک سے، سب سے بہتر ہے آپ ﷺ کی اُمت!
رُو برو آپ ﷺ کے مواجہ کے، خرخشے دہر کے تمام ہُوئے عاشقوں کے ہجوم میں آ کر، میں نے پائی ہے دلکشا خلوت
ظلم کے، جور کے خرابے میں، آپ ﷺ نے آبیاری فرمائی باغ سیرت کے پھُول مہکے ہیں جان فزاں کی جاودان نکہت
آپ ﷺ ہیں فارق حق وباطل، آپ ﷺ کے آفتاب اسوہ سے آشکارا ہُوا یہ راز نہاں، نُورحق کیا ہے، اور کیا ظلمت
رحمت حق کی دستگیری سے، آپ ﷺ کی رہبری کے صدقے میں گرچلوں جادۂ اطاعت پر، پاؤں گا پھر میں منزل جنت
ہفت افلاک سے پرے کا عرش، واسطے کس کے یک دوگام ہُوا نسل آدم میں تاابد، آقا ﷺ! کس نے پائی ہے آپ ﷺ سے رفعت

(نعت سویرا، ص63)

دروازہ ہے جنت کا، پیمبر ﷺ کا جو در ہے:۔

جو کھل گیا نسیم مدینہ کے پیار سے ــــ اہلِ نظر کی اس دال لالہ پہ ہے نظر
گر نعت کے اشعار میں تحسین و اثر ہے ــــ شاعر کا نہیں ، جذبہ دل کا یہ ہنر ہے
ٹکتی ہی نہیں راہ میں میری نگہ شوق ــــ حامیم پہ، یٰسین پہ طٰہٰ پہ نظر ہے
چوکھٹ ہے جو سرکار ﷺ کی ، رحمت کی ہے دہلیز ــــ دروازہ ہے جنت کا ، پیمبر ﷺ کا جو در ہے (ص:72)

حائل نہیں اب ضُعف، کہ طیبہ کا سفر ہے

جاتا ہُوں میں طیبہ کو ، عجب میرا سفر ہے ــــ کچھ اپنا پتا ہے ، نہ زمانے کی خبر ہے
پڑھتا ہُوں درُود اشکوں کے اور آہوں کے ہمراہ ــــ اس آب وہوا پر مری دن رات گزر ہے
اس شہر کا سورج ہے مری جاں کی تب وتاب ــــ ٹھنڈک مری آنکھوں کی مدینے کا قمر ہے
محشر میں پھلا نامۂ اعمال ، بالآخر ــــ اس خشک شجر پر جوشفاعت کا ثمر ہے
آئیں جو نبی ﷺ خواب میں ، ہو جائے گی تحلیل ــــ اے شب کی سیاہی ! تجھے کیا اس کی خبر ہے
ہے جذب قوی ، گرچہ مری جان ہے خستہ ــــ حائل نہیں اب ضُعف ، کہ طیبہ کا سفر ہے
دل ایک کھنڈر تھا ، یہ ہے رحمت کا کرشمہ ــــ مدحت کا ہے ایوان ، مناجات کا گھر ہے (ص:74)

اب رہ ہی جاؤں گا میں مدینے میں حشر تک:۔

طیبہ کے راہرو سے مُلاقات ہوگئی ــــ صبر و قرار قلب کو پھر مات ہوگئی
گنبد کو ابر دے کے سلامی ، چلا گیا ــــ جانے یہ کیسے رُوح پہ برسات ہوگئی
شاید حضُور خواب میں اِمشب ہوں جلوہ گر ــــ امید جگمگا اٹھی ، جب رات ہوگئی
اب رہ ہی جاؤں گا میں مدینے میں حشر تک ــــ گنبد سے آنکھ لڑ گئی ہے، بات ہوگئی
پایا ہے جس نے حب نبی ﷺ کے سوا سُرور ــــ اس کی حیات نذر خرابات ہوگئی
موتی ہیں آنسوؤں کے سجے ، خوان نعت پر ــــ میری عقیدتوں کی یہ سوغات ہوگئی
وصف رسول پاک ﷺ میں ہوں زمزمہ سرا ــــ صد شُکر، یہ غریب کی اوقات ہوگئی (ص:79)

آقا ﷺ کا چاند چہرہ دکھا مجھ کو خواب میں:۔

ہے التماس خاص خُدا کی جناب میں ــــ آقا ﷺ کا چاند چہرہ دکھا مجھ کو خواب میں
تڑپوں گا اور کروں گا شفاعت کی التجا ــــ آئے گا ان ﷺ کے لب پہ تبسم جواب میں
عُشاق اس پہ مُہرے تھے ، خود تھا بساط نُور ــــ صحن حرم نبی ﷺ کا ، شب ماہتاب میں
بے داغ تھا اُجالا دیار رسول ﷺ کا ــــ دھبے سے پا رہا ہُوں یہاں آفتاب میں (ص:89)

دل کے آئینے پہ ان ﷺ کا عکس ہے:۔

دل کے آئینے پہ ان ﷺ کا عکس ہے ــــ یہ بھی اک وجہ اطاعت ہوگئی

گنبد خضرا پہ جو ڈالی نظر میری چشم دل کی عشرت ہوگئی
حاضرین حشر ! آقاﷺ کی ثناء دیکھ لو ! وجہ شفاعت ہوگئی (ص:98)

کر لیتا ہُوں اک آن میں روضے کا نظارا:۔

اک قافلہ پھر سوئے مدینہ ہے سدھارا اک مرتبہ کھو بیٹھا ہُوں پھر صبر کا یارا
جب ہوتی ہے بند آنکھ تو کُھل جاتا سم سم کر لیتا ہُوں اک آن میں روضے کا نظارا
سیرت بھی ہے ، صُورت کی طرح قرص منور اس چاند ہی نے وقت کی ظلمت کو نکھارا (ص:101)

شبنم نعت سے اسے میں نے نگیں بنا دیا

ذکر رسُول پاکﷺ کے کیف سے ہو گیا تھا مست ایسے میں آ کے موت نے مجھ کو عجب مزا دیا
پائی حدی کی جو متاع ، صُورت نعت دلکُشا میں نے اسے بہ ذوق و شوق قافلے میں لٹا دیا
برسا جو ابر عرش کا ، کوہ حرا پہ ٹُوٹ کر رب علا نے نُور کا دھارا وہاں بہا دیا
ظلمت شب میں اشک شوق چشم طلب سے جب گرا شہر نبیﷺ کی راہ میں نے دیا جلا دیا
حب حضورﷺ کا کھلا پھول جو کشتِ قلب میں شبنم نعت سے اسے میں نے نگیں بنا دیا (ص:105)

روشنائی کو گرا کر ساتھ روتا ہے قلم:۔

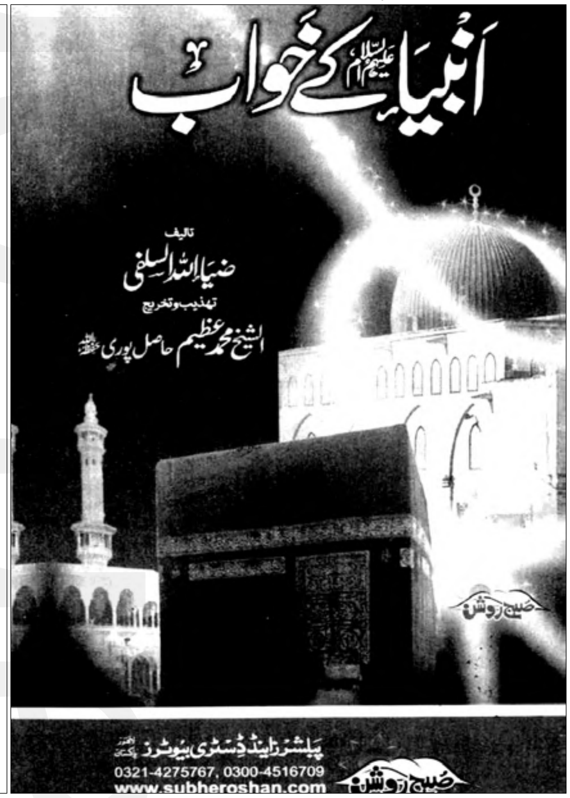
جب خمارِ نعت سے مخمور ہوتا ہے قلم شعر میں کیفِ عقیدت کو سموتا ہے قلم
گریہ کرتا ہُوں جو وقت نعت گوئی سوز سے روشنائی کو گرا کر ساتھ روتا ہے قلم
میں اُٹھاتا ہُوں اسے پڑھ کر دُرود مصطفےﷺ جاگتا ہے نعت سے ، ویسے تو سوتا ہے قلم
زندۂ جاوید ہوتا ہے نبیﷺ کے ذکر سے دُوسرے اذکار ہوں تو جان کھوتا ہے قلم
زمین پر عرش کے انوار برساتے ہُوئے آئے مرے آقاﷺ ، نصیبِ دہر چمکاتے ہُوئے آئے
جو آئے شہرِ یثرب ہو کے ، اہلِ شوق میرے گھر وہ میرے شوق کو کچھ اور ترساتے ہوئے آئے
سکُوں کُچھ پاچکا تھا اضطرابِ دُوری طیبہ یہ پھر کل شب مجھے کُچھ خواب تڑپاتے ہوئے آئے
مداوا کر رہے کُچھ نہ کُچھ زخمِ جدائی کا مدینے سے جو عاشقِ دل کو سہلاتے ہوئے آئے (ص:111)

مرے مجروح دل کو اور تڑپاتے ہوئے آئے

قلم پر نعت کے اشعار لہراتے ہُوئے آئے عقیدت کی مہک سے جاں کو مہکاتے ہُوئے آئے
بیاد طیبہ اشک آنکھوں کو چھلکاتے ہوئے آئے مرے مجروح دل کو اور تڑپاتے ہوئے آئے (ص:113)

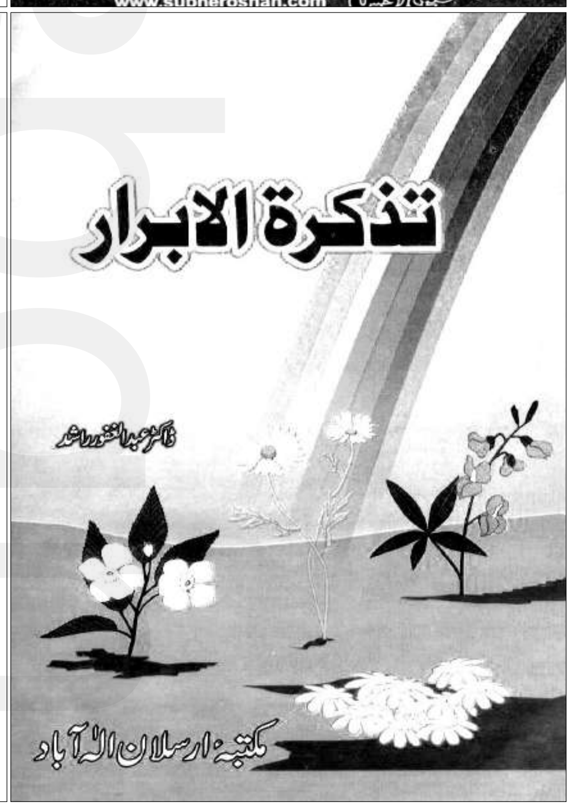
ہاتف غیبی کا پھر لب پر پیام آہی گیا:۔

پھر خیال مدحت خیرالانامﷺ آہی گیا ہاتف غیبی کا پھر لب پر پیام آہی گیا
طائر گنبد نشین کو رفعت افلاک سے طائر سدرہ نشین کا بھی سلام آہی گیا



نام کتاب .... انبیاء علیہم السلام کے خواب
تالیف .... ضیاء اللہ السلفی
تہذیب وتخریج .... الشیخ محمد عظیم حاصل پوری
سرورق .... یوسف گرافکس 0333-4294391
قیمت .... 75 روپے

صبح روشن پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز پاکستان
0321-4275767, 0300-4516709
www.subheroshan.com



نام کتاب : تذکرة الابرار
نام مولف : پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد
ناشر : مکتبہ ارسلان، الہ آباد
مطبع : میٹرو پرنٹرز
کمپوزنگ : انیس طاہر، محمد آصف
قیمت : 120 روپے

ملنے کے پتے

1۔ مکتبہ السلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور
2۔ مکتبہ قدوسیہ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور
3۔ کتاب سرائے، فرسٹ فلور، الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

عُمر بھر جو دشت محرومی میں سرگرداں رہا — اپنے آقاصلی اللہ علیہ وسلم کے قدم تک وہ غلام آہی گیا (ص:123)

ہجر طیبہ میں دل زار نے سونے نہ دیا:۔

ہجر طیبہ میں دل زار نے سونے نہ دیا — رات پھر گریے کے آزار نے سونے نہ دیا
دل کا کہنا تھا، اُٹھو، اور پڑھو ان صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود — رات بھر اس مرے غم خوار نے سونے نہ دیا
لے گیا بخت کو وہ اپنے ، مواجہہ کے قریب — یُوں مزید اس کے گہنگار نے سونے نہ دیا
راہ طیبہ پہ رہا شب میں عقیدت سے رواں — میری تخیل کے رہوار نے سونے نہ دیا
خار دُنیا کی مٹی حُب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کھٹک — مدتوں تک مجھے اس خارنے سونے نہ دیا
شب میں تھا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم گویا اجالے کی نوید — یُوں مجھے صبح کے آثار نے سونے نہ دیا
بھولتے ہی نہیں طیبہ کے سنہری ایام — یاد کی تابشِ زر کار نے سونے نہ دیا
لفظ میں پا نہ سکا ، لغت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے — رات بھر حسرت اظہار نے سونے نہ دیا (ص:190)

نام کتاب:۔انبیا کے خواب..... مؤلف:۔ضیاالله سلفی

سچے خواب اولیاء کی رہنمائی کا ایک ذریعہ

خوابوں کی اہمیت اور ضرورت (بمع دلائل):۔خواب کی تاریخ اتنی پرانی ہے جتنا پرانا انسان، ہر انسان زندگی میں سینکڑوں خواب دیکھتا ہے۔امام بن سیرین رحمتہ فرماتے ہیں انسانی خواب تین اقسام میں مشتمل ہیں۔

(1)حدیث نفس (دلی خیالات کا انعکاس) (2)تخویف شیطان (3)مبشرات خداوندی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”الرّؤیا ثلا ث حدیث النفس ، و تخویف الشیطان و بشرٰی من الله“ (صحیح بخاری 7017)

”خواب تین قسم کے ہوتے ہیں، روزمرہ کے خیالات ، شیطان کی طرف سے ڈرو اور اللہ کی جانب سے مومن کے لیے خوشخبری“۔

سچے خواب:۔ سچا خواب اس لیے انسان کو دکھایا جاتا ہے کہ بندہ محفوظ ہو اور طالب حق اور محبت الٰہی میں اور زیادہ سرگرم ہو ایسا خواب قابل تعبیر ہے اور اسی پر بڑے بڑے اہم نتائج مرتب ہوتے ہیں۔وہ جو خواب میں دیکھتے ہی روز روشن کی طرح نمایاں ہوتا اور اسطرح روح پذیر ہوتا۔

چونکہ اب انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ نبوت کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روک دیا گیا ہے۔لیکن انسان کے لیے آئندہ کے حالات منکشف ہوسکیں۔غرض جس طرح ابر وجود باراں پر دلالت کرتا ہے اسی طرح سچے خواب مستقبل کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔اور یہ مومن کے لیے عظیم نعمت ہے۔بہرحال خواب انسانی زندگی میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔قران مجید میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

”لهم البشرى فی الحیا ۃ الدنیا و فی الآ خرۃ“ ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی بشارت ہے اور آخرت میں بھی۔ (یونس۶۴)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے آیت میں مذکور ”خوشخبری“ کے متعلق دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”الرؤ یا الصّالحة یر اھا المسلم او تری له“ یہ وہ نیک خواب ہے جو مسلمان خود دیکھتا ہے یا کوئی دوسرا اُس کے لیے دیکھتا ہے۔(انبیاء کے خواب۔صفحہ 13)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نبوت کے آثار میں سے اب کچھ باقی نہیں رہا علاوہ مبشرات کے صحابہ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر عرض کیا: (وما المبشرات) کہ مبشرات سے کیا مراد ہے؟

(قال الرؤیا الصالحة) ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھے خواب“ (بخاری باب المبشرات ۶۹۹۰)

خود رسول اللہ ﷺ کی خواب سے رغبت کا یہ عالم تھا کہ آپ ہر صبح نماز کے بعد دریافت کرتے کہ کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے تو سنائے، مستدرک حاکم کے الفاظ ہیں: ”کان اذا انصرف من صلاۃ الغداۃ یقول ھل لاحدمنکم اللیلۃ رؤیا، الا انہ لا یبقی بعدی من النبوۃ الا الرّؤیاالصالحۃ“ جب آپ نماز صبح کے بعد رخ مبارک نمازیوں کی طرف کرتے تو دریافت فرماتے آج شب تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ نیز فرماتے آگاہ رہو! میرے بعد نبوت میں سے نیک خواب ہی باقی ہیں۔

رویائے صالحہ علوم نبوت کا ایک جزو ہے، صحیح حدیث میں خواب کو نبوت کا جز وقرار دیا گیا ہے۔ بعض احادیث میں چالیسواں، بعض میں چھیالیسواں اور بعض میں انچاسواں، پچاسواں اور بعض روایات میں اسے نبوت کا سترواں جز وقرار دیا گیا ہے۔ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان میں کوئی تضاد وتخالف نہیں، بلکہ ہر روایت اپنی جگہ صحیح اور درست ہے۔

خوابوں کی تعبیر علمائے اہلحدیث سے سیکھیں

خواب میں چشمہ دیکھنے کی تعبیر:۔ خارجہ بن زید بن ثابت، ام علاء جوانہی میں سے ایک عورت تھی اور رسول ﷺ سے بیعت کی تھی، روایت کرتی ہیں انہوں نے بیان کیا کہ جب انصار نے مہاجرین کی رہائش کے لئے قرعہ اندازی کی تو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ میرے حصے میں آئے وہ بیمار پڑے تو ہم نے ان کی تیمارداری کی یہاں تک کے وہ وفات پا گئے پھر ہم نے ان کو ان کے کپڑوں میں کفن دیا، ہم لوگوں کے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے کہا کہ اے ابوالسائب تجھ پر خدا کی رحمت ہو، میں تجھ پر گواہ ہوں کہ اللہ نے تجھے بزرگی دی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو کس طرح معلوم ہوا؟ میں نے کہا خدا کی قسم میں نہیں جانتی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی موت آ گئی میں اس کے لئے اللہ سے بھلائی کی امید رکھتا ہوں، خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ حالانکہ میں اللہ کا رسول (ﷺ) ہوں ام علاء نے کہا کہ خدا کی قسم اس کے بعد میں کسی کی تعریف نہیں کروں گی ام علاء کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں عثمان رضی اللہ عنہ کیلئے بہتا ہوا چشمہ دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اس کا عمل ہے اسکے لئے جاری رہے گا۔ (صحیح بخاری بحوالہ انبیاء کے خواب 82)

خوابوں کی تعبیر

معبر عظیم محمد بن سیرین رحمہ اللہ کی تصنیف تعبیر الرؤیا سے چند معروف چیزیں جنہیں انسان اپنے خواب میں دیکھتا ہے انکی تعبیر کا بیان۔

خواب میں پانی دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر کوئی خواب دیکھے کہ وہ سطح آب پر پانی کی طرف چلتا ہے، جیسے دریا اور نہر کا پانی۔ یہ اسکے پاک اعتقاد اور قوت ایمانی کی دلیل ہے اور اگر صاف اور خوشگوار پانی بہت ہے تو یہ دلیل ہے کہ اسکی عمر دراز اور خوش عیش ہوگا اور اگر اس نے گندلا یا شور پانی پیا ہے تو اسکی تعبیر پہلے کے خلاف ہے۔ اور اگر دیکھے کہ دریا سے صاف اور اچھا پانی پیتا ہے تو دلیل ہے کہ تمام جہان کا بادشاہ ہوگا اور بعض کہتے ہیں کہ اس آب دریا کے پینے کے قدر پر بزرگی اور مال ونعمت حاصل کرے گا اگر پانی مصفا اور صاف ہے اور اگر گندا ہے اسکو رنج اور سختی اور خوف اور دہشت پہنچے گی۔

خواب میں کوزہ یا لوٹا دیکھنے کی تعبیر:۔ خواب میں آبدست دیکھنے والا خزانہ دار صاحب تدبیر ہوگا آمدنی اور خرچ اسکے ہاتھ میں ہوگا اور اگر دیکھے کہ بادشاہ نے اسکو کوزہ دیا ہے تو دلیل ہے کہ خزانچی اور بادشاہ کا مشیر ہوگا اور اگر کسی کو دے تو بھی یہی قیاس ہے۔

خواب میں حمل دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر خواب میں اپنا پیٹ حاملہ عورت کی طرح بڑا دیکھے تو دلیل ہے کہ اس کو پیٹ کی بڑائی کے اندازے پر دنیا کا مال اور نعمت حاصل ہوگی۔

خواب میں چھالا دیکھنے کی تعبیر:۔ خواب میں آبلہ دیکھنا دولت کی زیادتی کی دلیل ہے۔ اگر خواب میں دیکھے اسکے جسم پر آبلہ ہے تو دلیل ہے کہ اس کے اندازے پر اسکو مال ملے گا۔

خواب میں آگ دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر خواب میں آگ بغیر دھوئیں کے دیکھے تو دلیل ہے کہ بادشاہی کے قریب ہوگا اور بستہ کام پورے ہوں گئے اور اگر دیکھے کہ اس کو کسی نے آگ میں گرا کر جلا دیا ہے تو دلیل ہے کہ بادشاہ اس پر ظلم کرے گا۔ لیکن جلد خلاصی پائے گا اور بشارت اور نیکی پائے گا۔ چنانچہ فرمان حق تعالی ہے: "قلنایانار کو نی بردا وسلا ما علی ابراھیم "

''ہم نے حکم دیا کہ اے آگ سرد ہو جا اور ابراہیم علیہ اسلام پر سلامتی والی ہو جا''۔

خواب میں آتش کدہ دیکھنے کی تعبیر:۔ خواب میں آتش کدہ بری جگہ ہے۔

خواب میں آٹا دیکھنے کی تعبیر: آرد یعنی، آٹا جو کی تعبیر دین ہے اور آرد کی تعبیر مال و دولت ہے۔ جو تجارت سے حاصل ہوگا اور بہت فائدہ ہوگا باجرے کا آٹا تھوڑے مال کی دلیل ہے۔

خواب میں ڈکار لیتا دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر خواب میں دیکھے کہ ڈکار ترش آیا اور برا آیا ہے تو دلیل ہے کہ ایسی بات کرے گا جس سے نقصان اور خطرہ دیکھے گا اور اگر ڈکار دھوئیں جیسا دیکھے تو دلیل ہے کہ بے وقت بات کہے گا کہ جس سے لوگ اس کو ملامت کریں گے اور اس عیب کا انجام پشیمانی ہوگی۔

خواب میں آسمان دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر کوئی اپنے آپ کو آسمان پر دیکھے تو دلیل ہے کہ سفر کرے گا اور اس کو دنیا کی عزت حاصل ہوگی اور اگر دیکھے کہ آسمان کی فضا میں اڑتا جا رہا ہے تو دلیل ہے کہ نعمت اور برکت کے ساتھ سفر کرے گا اور اگر دیکھے کہ سیدھا اڑتا جاتا ہے تا کہ آسمان پر پہنچے تو دلیل ہے کہ نقصان اور رنج دیکھے گا۔

خواب میں چوکھٹ دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر کوئی شخص خواب میں دیکھے کہ اسکے گھر کا آستانہ بلند ہوا ہے تو اس امر کی دلیل ہے کہ اسی قدر مال و نعمت اور مرتبے کی بزرگی پائے گا۔

خواب میں صلح کرتا دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر خواب میں دیکھے کہ کوئی صلح کرتا ہے تو دلیل ہے کہ اس کی عمر دراز ہوگئی اور اگر دیکھے کہ صلح میں کسی کو فساد دین کی دعوت دیتا ہے تو دلیل ہے کہ اس کو راہ دین اور صلاح و خیر کی دعوت دیتا ہے اور اگر دیکھے کہ کسی کو غصے کے ساتھ دین کی صلاح دیتا ہے تو دلیل ہے کہ اس کو فساد اور شر کی صلاح دیتا ہے۔

خواب میں سورج دیکھنے کی تعبیر: ۔خواب میں آفتاب بزرگوار بادشاہ ہوتا ہے اور چاند وزیر اور زہرہ عورت اور عطارد بادشاہ کا منشی اور مریخ شاہی پہلوان اور باقی ستارے بادشاہی لشکر ہوتے ہیں۔

خواب میں لوہا دیکھنے کی تعبیر:۔ معمولی آہن یعنی لوہا کا خواب میں دیکھنا خادم ہے۔ ورنہ بقدر آہن دنیا کا مال ملے گا اور اگر دیکھے کہ اس کو کسی نے خواب میں لوہا دیا ہے تو دلیل ہے کہ اس لوہے کی قدر پر کوئی اس کو دنیاوی مال دے گا۔

خواب میں ہرن دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر دیکھے کہ ہرن کے پیچھے گیا اور اسکو گرایا ہے تو دلیل ہے کہ دوشیزہ عورت یا کنیز حاصل کرے گا اور اگر دیکھے کہ ہرن کو شکار کے وقت گرالیا تو دلیل ہے کہ مال غنیمت پائے گا اور اگر دیکھے کہ ہرن گھر میں مر گیا ہے تو دلیل ہے کہ عورت کی طرف سے اس کو غم و اندوہ پہنچے گا اور اگر دیکھے کہ ہرن کو پتھر یا تیر سے مارا ہے تو دلیل ہے کہ نالائق بات کہے گا۔

خواب میں بادل دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر دیکھے بادل ہوا میں چلاتا ہے تو دلیل ہے کہ وہ ظالموں اور حاکموں کی صحبت میں رہے گا اور اگر یہ خواب بادشاہ دیکھے تو دلیل ہے کہ اپنی ولایت میں قاصدان باخبر کو بھیجے گا اور اگر خواب میں دیکھے کہ بادل کو ہوا میں سے پکڑ کر زمین میں لے آیا ہے تو دلیل ہے کہ نیکی اور بزرگی اور علم حاصل کرے گا۔

خواب میں شیطان دیکھنے کی تعبیر:۔ خواب میں ابلیس کا دیکھنا دشمنی، بد دینی، جھوٹ، فریب، بے شرمی، نیکی سے نا اُمیدی اور

لوگوں کو بدی سکھانے اور شر وفساد کی دلیل ہے، اگر خواب میں دیکھے کہ ابلیس کو لڑائی اور جنگ میں مغلوب کر لیا ہے تو دلیل ہے کہ اس کا میلان اصلاح اور خیر کی طرف ہے اور اگر دیکھے کہ ابلیس اس پر غالب آ گیا ہے تو دلیل ہے کہ شر اور فساد کی راہ کی طرف مائل ہو گا۔

خواب میں بڑا سانپ دیکھنے کی تعبیر:۔ اژدھے کا خواب میں دیکھنا بڑے بھاری دشمن کا دیکھنا ہے اگر دیکھے کہ اژدھا سے جنگ کر کے اس پر غالب آ گیا ہے تو دلیل ہے کہ دشمنوں سے لڑے گا اور آخر کار دشمنوں کو زیر کرے گا اگر سانپ کا گوشت کھا لیا تو اس بات کی دلیل ہے کہ دشمن پر غلبہ پا لے گا اور اسکے مال کو خزانہ کرے گا۔

گھوڑا دیکھنے کی تعبیر:۔ عربی گھوڑے کو خواب میں دیکھنا دلیل بزرگی اور عزت وجاہ ہے اگر دیکھے کہ گھوڑے کے سامان میں کمی ہے مثلاً زین یا لگام نہیں ہیں تو دلیل ہے اسی قدر بزرگی میں نقصان ہو گا اگر دیکھے کہ گھوڑے کی دم موٹی اور لمبی ہے تو اسی قدر اس کے نوکر چاکر ہوں گے۔ اگر کوئی شخص دیکھے کہ برہنہ گھوڑے پر بیٹھا ہے تو دلیل ہے کی اس کی مصیبت اور گناہ زیادہ ہو گا۔ اگر دیکھے کہ گھوڑے کے پر پرندے جیسے ہیں تو سفر کرے گا اور عزت وبزرگی پائے گا۔

خچر دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر کوئی شخص خواب میں خچر کو دیکھے اگر وہ مطیع ہے تو نیک ہے ورنہ بد۔ اگر دیکھے کہ خچر پر پالان رکھا ہے تو دلیل ہے کہ اس کی عورت بانجھ ہو گی اور اگر دیکھے کہ کسی سے استر مادہ کو خرید لیا ہے تو دلیل ہے کہ کنیز خریدے گا اگر دیکھے کہ اس کو فروخت کر دیا ہے تو دلیل ہے کہ کنیز اس سے جدا ہو جائے گی اگر دیکھے کہ خچر اس کے پیچھے بھاگتا ہے تو دلیل ہے اس کو غم پہنچے گا۔

ہڈی دیکھنے کی تعبیر:۔ خواب میں ہڈی دیکھنا مال ودولت ہے اگر اسکو ہڈی ملی ہے اس پر گوشت بھی ہے تو اس کے مطابق خیر ومال پائے گا۔ اگر دیکھے کہ ہڈی بغیر گوشت کے ہے تو دلیل ہے کہ اس کو تھوڑی بھلائی پہنچے گی اگر دیکھے کہ کسی کو ہڈی دے دی ہے تو دلیل ہے کہ اس سے کسی کا بھلا ہو گا۔

اگر خواب میں دیکھے کہ کسی کی ٹوٹی ہوئی ہڈی باندھی ہے تو دلیل ہے کہ بزرگی اور طرح طرح کی نعمتیں حاصل کرے گا بعض نے کہا ہے کہ اسکی تنگی اور محتاجی دور ہو گی۔ جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خواب میں ہڈی کا دیکھنا سات وجوہ پر ہے۔

اول: امید مال۔ دوم: اقرباء۔ سوم: فرزندان۔ چہارم: قیام کا گھر۔ پنجم: مال۔ ششم: برادران۔ ہفتم: دوست اور شریک۔

اونٹ دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو نامعلوم اونٹ پر دیکھے کہ وہ دوڑ رہا ہے تو دلیل ہے کہ سفر کرے گا اگر دیکھے کہ اونٹ گھوم رہا ہے تو غم اور فکر کی دلیل ہے اور اگر دیکھے کہ اونٹ پر بیٹھا ہے اور راستہ گم ہو گیا ہے تو دلیل ہے کہ اپنی راہ میں عاجز ہو گا اور کوئی تدبیر نہ کر سکے گا۔ اگر اونٹنی پائے تو عورت پائے گا اور اگر اونٹنی بچے والی ہو تو عورت فرزند والی ہو گی اگر دیکھے کہ اس کی اونٹنی مر گئی ہے تو عورت فوت ہو گی اور اگر خواب میں دیکھے کہ اونٹ کا گوشت کھاتا ہے تو دلیل ہے کہ بیمار پڑے گا۔

آنسو دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر کوئی دیکھے کہ اس کی آنکھوں سے سرد آنسو بہتا ہے تو دلیل ہے کہ وہ شخص شادی کرے گا اور خوشی دیکھے گا اگر دیکھے کہ اس کے چہرے پر بغیر رونے کے آنسو ہیں تو دلیل ہے کہ لوگ اس پر باتوں سے طعنہ دیں گے۔ آنسوؤں کا بہنا تین وجوہ پر ہے:

اول: شادی وخوشی۔ دوم: غم واندوہ۔ سوم: نعمت۔

آلو بخارا یا آلوچہ دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر کوئی شخص خواب میں آلو بخارا سرخ یا سیاہ وقت پر دیکھے تو دلیل مال اور مراد کی ہے اور زرد آلو بخارا بیماری کی دلیل ہے اگر خواب میں دیکھے آلو بخارے زرد بے موسے کھائے تو غم واندوہ مصیبت وخصومت کی دلیل ہے اگر ترش ہیں تو اچھے ہیں۔

امامت کرواتا دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر دیکھے کسی قوم کا امام بنا ہے تو دلیل ہے کہ وہ سردار ہے اور سب اس کے تابع ہوں گے اگر کوئی شخص دیکھے کہ وہ بیٹھ کر امامت کرواتا ہے تو دلیل ہے کہ بیمار ہو گا اگر امام کو خواب میں دیکھے تو دلیل ہے کہ امام کے قدر اور مرتبے کے مطابق عزت پائے گا۔ اگر دیکھے کہ امام کے ساتھ کھانا کھایا ہے یا امام نے اس کو کچھ دیا ہے یا امام اس کے ساتھ گھر میں گیا ہے تو دلیل ہے کہ اسی قدر اس کو غم واندوہ پہنچے گا۔

شہد دیکھنے کی تعبیر:۔ حضرت کرمانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خواب میں شہد مالوں میں سے غنیمت اور کاموں میں سے نیکی ہے

اس میں لوگوں کے لیے شفاء ہے اور شہد ایسا رزق ہے کہ بے حد پہنچتا ہے۔

انگوٹھی دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر خواب میں دیکھے کہ اس کی انگوٹھی غائب ہے یا کوئی چرا کر لے گیا ہے اس کے کاموں میں آفت اور دشواری ظاہر ہوگی اگر اپنی انگوٹھی کسی کو دیتا ہے تو دلیل ہے کہ اپنے مال میں سے کسی کو عطا کرے گا۔ اگر چاندی کی انگوٹھی دیکھے تو دلیل ہے کہ اس کا مال حلال کا ہے اور اگر سونے کی انگوٹھی دیکھے تو دلیل ہے کہ مال حرام کا ہے اگر دیکھے کہ انگوٹھی لوہے کی ہے تو قوت اور توانائی پائے گا اور اگر دیکھے کہ انگوٹھی دیو لے گیا ہے تو اس کی تعبیر سب سے بری ہے۔

انگور دیکھنے کی تعبیر:۔ موسم پر خواب میں سیاہ انگور کھانا غم واندوہ کی دلیل ہے۔ بے موسم کھانا دلیل ہے کہ صاحب خواب کے منہ سے کوئی چیز نکلے گی جس انگور کا چھلکا سخت ہے اس کو کھانا مال کی دلیل ہے جو مشکل سے ملے گا جس انگور کا پانی سیاہ ہے مال حرام کی دلیل ہے جو انگور دیکھنے میں سرخ ہے عزت اور مرتبے کی دلیل ہے۔ اگر انگور طشت میں نچوڑتا ہے تو اس امر کی دلیل ہے کہ امیر عورت کی خدمت کرے گا اگر پیالے میں نچوڑتا ہے تو کسی کمینے شخص کی۔

بارش دیکھنے کی تعبیر:۔ بارش خواب میں حق تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر رحمت اور برکت ہے اگر یہ دیکھے یہ بارش آہستہ آہستہ ہو رہی ہے تو خیر وبرکت کی دلیل ہے اگر دیکھے کہ شروع ماہ یا شروع سال میں بارش برس رہی ہے تو دلیل ہے کہ فراخی نعمت زیادہ ہوگی اگر دیکھے کہ آب باراں سے مسح کرتا ہے تو دلیل ہے کہ خوف وغم سے امن میں رہے گا اگر دیکھے کہ پانی ہوا کی طرف سے آتا ہے تو حق تعالیٰ کی طرف سے قہر کی دلیل ہے۔

گوشت کا ٹکڑا دیکھنے کی تعبیر:۔ تعبیر: اگر خواب میں دیکھے کہ بکری کے گوشت کا ٹکڑا کھایا ہے تو دلیل ہے کہ اسی قدر نعمت ملے گی خواب میں کچے گوشت کا ٹکڑا یتیم کا مال کھانے کی دلیل ہے۔

قیدی دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر کوئی شخص دیکھے کہ خواب میں کسی کو پابند کیا ہے تو دلیل ہے کہ اس کے کام میں پائیداری ہوگی۔ جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خواب میں پابندی کرنا تین وجوہ پر ہے۔ اول جس شخص کو پابند کیا ہے اسکا مقیم ہونا۔ دوم اس پر عنایت کرنا۔ سوم اس کو خیر ومنفعت پہنچے گی اور اگر دیکھے کہ اس نے قید سے رہائی پائی ہے تو اس کی تعبیر اس کے خلاف ہے۔

ببر شیر دیکھنے کی تعبیر:۔ ببر شیر ایک درندہ ہے اس کو خواب میں دیکھنا قوی دشمن کی دلیل ہے لیکن کریم اور مہربان ہے۔ اگر دیکھے کہ ببر شیر کیساتھ لڑائی کر کے اس کو مغلوب کر دیا ہے تو دلیل ہے کہ دشمن پر غالب آئے گا اگر اس سے مغلوب ہو گیا تو دشمن اس پر فتح پائے گا ببر شیر کی ہڈیاں، بال اور چمڑا خواب میں دیکھنا مال ومنفعت کی دلیل ہے اگر دیکھے کہ ببر شیر کے اوپر بیٹھا ہے اور وہ اس کا مطیع ہے تو دلیل ہے کہ دشمن اس کا تابعدار ہوگا۔

سولی پر چڑھتا دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر کوئی شخص دیکھے سولی پر چڑھا ہے اور لوگ نظارہ کرتے ہیں تو دلیل ہے کہ اتنے لوگوں کا سردار ہوگا۔ اگر کوئی شخص خواب میں دیکھے کہ سولی چڑھے ہوئے آدمی کا گوشت کھاتا ہے تو دلیل ہے کہ کسی گرفتار مصیبت کا مال کھائے گا۔

امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ خواب میں سولی پر چڑھنا چار وجہ پر ہے۔ اول سرداری وحکومت۔ دوم مال ودولت۔ سوم بزرگواری۔ چہارم لوگوں کی غیبت۔

چاول دیکھنے کی تعبیر:۔ خواب میں چاول دیکھنا مال ہے جو بقدر چاول دیکھنے کے حاصل ہوگا۔ اگر کوئی شخص خواب میں دیکھے کہ پکے ہوئے چاول کھاتا ہے تو دلیل ہے کہ مراد پوری ہوگی اور اگر خواب میں پلاؤ کھائے تو زیادہ بہتری اور نیکی کی دلیل ہے اگر دیکھے کہ دہی چاول کھاتا ہے تو یہ غم واندوہ کی دلیل ہے۔

بکری کا بچہ دیکھنے کی تعبیر:۔ خواب میں بکری کا بچہ دیکھنا چاہے نر ہو یا مادہ فرزند کی دلیل ہے۔ اگر دیکھے کہ بکری کے بچے کو مارا ہے تو دلیل ہے کہ اس کا فرزند مرے گا اور اگر دیکھے کہ بکری کے بچے کا گوشت کھایا ہے تو اس امر کی دلیل ہے کہ بیٹے کی طرف سے غم وتکلیف پہنچے گی۔ بکری کا بچہ خواب میں دیکھنا خیر ومنفعت ہے۔ بکری کے بچے کو خواب میں دیکھنا چار وجہ پر ہے: اول: فرزند۔ دوم: مال حلال۔ سوم: معیشت۔ چہارم: غم واندوہ

ننگا ہوتا دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو خواب میں ننگا دیکھے اور طالب دنیا ہے تو غم واندوہ کی دلیل ہے اگر تہہ بند بندھا ہوا ہے تو دلیل ہے کہ اطاعت اور عبادت میں کوشش کرے گا خواب میں برہنگی ذلت اور رسوائی کی دلیل ہے۔ اگر خواب میں عورت کو کپڑے پہنے ہوئے دیکھے تو نیک مرد کے لیے نیک اور بدکار کے لیے بدکار ہے۔

بطخ دیکھنے کی تعبیر:۔ خواب میں بطخ دیکھنا مال و دولت کی دلیل ہے اگر دیکھے کہ بطخیں اس سے باتیں کرتی ہیں تو دلیل ہے کہ مال دار عورت کے باعث سفر کرے گا اور اس میں عزت وفائدہ ہوگا۔ خواب میں سفید بطخ دیکھنا مال ہوتا ہے اور سیاہ بطخ دیکھنا کنیز ہے اگر دیکھے کہ بطخ کو مارا ہے اور کھایا ہے تو دلیل ہے کہ عورت کے مال کا وارث ہوگا اور اس کو ضائع کرے گا۔

چڑیا دیکھنے کی تعبیر:۔ خواب میں چڑیا دیکھنا باقدر و مرتبہ مرد کی علامت ہے اگر چہ پارسا ہو نہ ہو۔ اگر دیکھے کہ چڑیا کو پکڑا ہے تو دلیل ہے کہ باقدر عورت اس پر کامیاب ہوگی۔ اگر دیکھے کہ چڑیا کو اس کے گھونسلے سے نکالا ہے تو دلیل ہے کہ اس کو رنج اور ملامت حاصل ہوگی۔ اہل تعبیر بیان کرتے ہیں کہ خواب میں چڑیا پانا فرزند یا غلام ہے خواب میں چڑیا کا گھونسلا دیکھنا امن کی دلیل ہے۔

ہتھکڑی، بیڑی دیکھنے کی تعبیر:۔ خواب میں بیڑی دیکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے دین میں خلل ہے اور وہ اسلام کا جھوٹا مدعی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی گردن میں لکڑی کا بند دیکھے تو دلیل ہے کہ اس کے ذمہ امانت ہے اگر دیکھے کہ اس کے پاؤں میں سے کسی نے بیڑی نکالی ہے تو دلیل ہے کہ بادشاہ کی نوکری سے خلاصی پائے گا۔ ہاتھ میں بند دیکھنا اس امر کی دلیل ہے کہ ظالم بادشاہ کا ہاتھ ظلم کرے گا۔

بہشت دیکھنے کی تعبیر:۔ خواب میں بہشت دیکھنا اللہ کی طرف سے خوشی اور خوشخبری ہے۔ اگر خواب میں دیکھے کہ بہشت میں اسے بند کر دیا گیا ہے تو دلیل ہے کہ اس کے ماں باپ اس سے ناراض ہیں اگر دیکھے کے بہشت کے میوے اس کو کسی نے دیئے ہیں تو دلیل ہے کہ اس کو اس کے علم سے ایک حصہ حاصل ہوگا۔ اگر خواب میں دیکھے کہ وہ بہشت میں ہے تو دلیل ہے کہ وہ جہاں کی مرادیں پائے گا۔

بوسہ دیتا دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر خواب میں دیکھے کہ کسی کو بوسہ دیا ہے تو دلیل ہے کہ اس سے خیر و منفعت پائے گا۔

اُلو دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر دیکھے کہ الو سے لڑائی کرتا ہے تو اس کا جھگڑا کسی آدمی سے ہوگا اگر دیکھے کہ الو کا گوشت کھاتا ہے تو دلیل ہے کہ اسی قدر چور اس کا مال کھائے گا۔

پیاز دیکھنے کی تعبیر:۔ خواب میں پیاز دیکھنا مال حرام اور بدی اور ناخوشگوار ہے اگر پکا ہوا پیاز کھایا ہے تو دلیل ہے کہ آخر کار حرام کھانے سے توبہ کرے گا۔

خواب میں خرید و فروخت کرتا دیکھنے کی تعبیر:۔ خواب میں قرآن مجید کو بیچنا اس امر کی دلیل ہے کہ اس کا دین اس کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اگر خواب میں دیکھے کہ اپنی عورت کو بیچا ہے تو دلیل ہے کہ اس کی حرمت اور بزرگی ذلیل ہوگی اور بدنام ہوگا۔ جو چیز پیاری ہے اس کا خواب میں بیچنا برا ہے اور خریدنا اچھا ہے۔

ہاتھی دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر کوئی آدمی خواب میں دیکھے کہ ہاتھی پر بیٹھا ہے تو دلیل ہے کہ عجمی عورت کرے گا۔ اگر دیکھے کہ اس نے ہاتھی کو جان سے مار ڈالا ہے تو دلیل ہے کہ اس کے ہاتھوں کوئی بادشاہ مارا جائے گا یا کوئی مضبوط قلعہ فتح ہوگا۔ اگر خواب میں دیکھے کہ لڑائی کے وقت ہاتھی پر بیٹھا ہے تو دلیل ہے کہ بڑے دشمن کو مغلوب کرے گا۔ اگر دیکھے کہ پشت فیل سے گرا ہے تو دلیل ہے کہ سخت بلاء میں گرفتار ہوگا اور اگر دیکھے کہ لڑائی میں ہاتھی سے گرا ہے اور مر گیا ہے تو دلیل ہے کہ اس ملک کا بادشاہ مرے گا۔

اندھیرا دیکھنے کی تعبیر:۔ خواب میں تاریکی راہ دین میں گمراہی ہے اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ وہ تاریکی میں تھا اور وہ تاریکی روشنی سے بدل گئی ہے تو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ توبہ کرے گا اور دین کا راستہ اس پر کھلے گا۔

جابر مغربی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ خواب میں تاریکی غم واندوہ ہے اور اگر دیکھے کہ ہوا روشن تھی اور اچانک ابر کی تاریکی آ گئی تو دلیل ہے کہ

اس ملک میں نا گہاں موت ظاہر ہوگی۔ اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ اندھیرے سے روشنی کی طرف آیا ہے تو دلیل ہے کہ غریبی سے امیری کی طرف آئے گا غم سے نجات پائے گا۔

کلہاڑی دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر خواب میں دیکھا کہ اس کے پاس کلہاڑی ہے یا کسی نے دی ہے تو دلیل ہے کہ اسی قسم کے آدمی کے ساتھ دوستی ہوگی اگر دیکھے کہ اس کی کلہاڑی ٹوٹ گئی ہے یا ضائع ہوگئی ہے تو دلیل ہے کہ مرے گا۔

شوربا دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ شوربے کو بکری، بھیڑ یا میٹھے دہی کے ساتھ کھاتا ہے تو دلیل ہے کہ اس کو اسی قدر سپاہی آدمی سے فائدہ حاصل ہوگا۔

جعفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شوربا گوشت، خرگوش یا ترش چیز کے ساتھ دلیل غم ہے۔

خواب میں نکاح کرتا دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ عورت سے نکاح کیا ہے شادی شدہ ہے تو شرف اور بزرگی کی دلیل ہے اگر کنوارا ہے تو مالدار عورت کرے گا اگر خواب میں عورت کو طلاق دیتا ہے تو عزت و بزرگی زائل ہوگی۔

اگر اس نے دیکھا کہ اس نے کسی عورت سے شادی کی ہے اور اس عورت کا حال نہ دیکھا نہ جانا اور نہ سنا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی موت قریب ہے۔ اگر کوئی دیکھے کہ نابکار (نکمی) عورت اس کے نکاح میں آئی ہے تو دلیل ہے کہ مشکل کام اس پر آسان ہوگا اگر دیکھے کہ اس نے کنواری لڑکی سے شادی کی ہے تو دلیل ہے کہ اس کو اسی سال عورت پاکیزہ حاصل ہوگی۔

تسبیح کرتا دیکھنے کی تعبیر:۔ خواب میں تسبیح کرنا حق تعالیٰ کی فرماں برداری ہے اور غم واندوہ سے نجات کی دلیل ہے

اگر دیکھے کہ تسبیح کے ساتھ حق تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرتا ہے تو دلیل ہے کہ دین میں قوی ہوگا اور مال پائے فرمان حق تعالیٰ ہے:

"لئن شکرتم لازیدنکم" اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا۔

تنور دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر دیکھے کہ تنور اسکے پاس ہے تو دلیل ہے کہ امور خانہ داری میں انتظام ہوگا اور تندرستی ہوگی اگر دیکھے کہ تنور میں گرا ہے تو رنج و آفت کی دلیل ہے اگر دیکھے کہ روٹی تنور میں لگتی ہے تو دلیل ہے کہ اسی قدر حلال روزی پائے گا اور اس کا کام نیک ہوگا۔ اگر دیکھے کہ تنور میں آگ بغیر روشنی دیکھے تو دلیل ہے کہ سفر حج کو جائے گا اور بعض کہتے ہیں کہ صاحب خواب کو خیر ومنفعت حاصل ہوگی۔

سرمہ دیکھنے کی تعبیر:۔ خواب میں سرمہ دیکھنا مال ہے اگر دیکھے کہ اس نے سرمہ ڈالا ہے تو دلیل ہے کہ دین کی اصلاح ڈھونڈے گا اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ اس نے کسی کو سرمہ دیا ہے تو دلیل ہے کہ اس کو اس قدر مال حاصل ہوگا اگر دیکھے سرمہ کھایا ہے تو دلیل ہے اس قدر غمناک اور محتاج ہوگا۔ اگر کوئی دیکھے کہ بغل کے نیچے بدبو دور کرنے کے لیے سرمہ رکھتا ہے تو دلیل ہے کہ ایسا کام کرے گا جس کے باعث اس کی مدح وثناء ہوگی اور نیکی بیان کی جائے گی۔

چادر دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر کوئی دیکھے کہ عورتوں کی طرح چادر پہنے ہوئے ہے تو دلیل ہے کہ اس کام میں خیر وشر ہے۔ اگر کوئی دیکھے کہ چادر پھٹ گئی ہے یا جل گئی ہے تو دلیل ہے کہ اس کی پردہ دری کی جائے گی اگر خواب میں کوئی چادر دیکھے تو اس سے مراد عورت ہے۔ اگر کوئی دیکھے کہ اس نے نئی چادر خریدی ہے تو دلیل ہے کہ کنیز خریدے گا اور اس کے ہاں فرزند پیدا ہوگا۔

امام جعفر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ خواب میں چادر دیکھنا تین وجوہ پر ہے۔

اول: قدر وجاہ۔ دوم: مرد کو عورت اور عورت کو مرد کا حصول۔ سوم: گھر کی ملکیت اور سرداری۔

جھاڑو دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر کوئی دیکھے کہ خواب میں جھاڑو دیتا ہے تو اس کا مال ضائع ہوگا اگر دیکھے کہ کسی کے گھر جھاڑو دیتا ہے تو دلیل ہے کسی کا مال اس کو پہنچے گا خاص کر اگر دیکھے کہ کسی کے گھر میں جھاڑو دے کر خاک اپنے گھر لے آیا ہے۔

جنبی ہوتا دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر کوئی خواب میں اپنے آپ کو جنبی دیکھے تو دلیل ہے کہ حرام میں حیران و پریشان ہوگا۔ یا سفر کرے گا اور

دنیا کی مراد پائے گا اور اس کا کام تباہ ہو جائے گا۔ ابراہیم کرمانی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ خواب میں اپنے آپ کو جنبی یا برہنہ دیکھے تو دلیل ہے کہ اپنے کام میں حیران و عاجز ہوگا اگر دیکھے کہ حمام میں غسل کیا ہے تو دلیل ہے کہ اللہ تعالی کی طرف رجوع کرے گا اور توبہ کرے گا۔

خواب میں ساز بجاتا دیکھنے کی تعبیر:۔ ابن سیرین رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ خواب میں ساز بجانا جھوٹی بات ہے اگر دیکھے کہ ساز بجاتا ہے تو اس کو اس سے غم واندوہ پہنچے گا اگر دیکھے کہ ساز کو توڑ دیا ہے تو دلیل ہے جھوٹ اور باطل سے توبہ کرے گا اگر کوئی ساز بجاتا ہے اور وہ سنتا ہے تو دلیل ہے کہ باطل اور جھوٹی بات کو سنے گا۔

بعض اہل تعبیر نے کہا ہے کہ خواب میں ساز بجانا درازی عمر کی دلیل ہے اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ ساز کے ساتھ ناچ اور رنگ بھی ہے تو دلیل ہے کہ غم و مصیبت ہے اگر کوئی بیماری میں دیکھے کہ ساز بجاتا ہے تو یہ اس کی وفات کی دلیل ہے۔

پانی کی نہر دیکھنے کی تعبیر:۔ خواب میں پانی کی نہر دیکھنا خوش مزہ اور پاکیزہ پانی جیسا ہے اور دلیل ہے کہ اس کی زندگانی اچھی گزرے گی اگر کوئی خواب میں نہر کا پانی صاف اور جاری دیکھے تو دلیل ہے کہ اس کا کام جاری رہے گا اگر دیکھے کہ نہر کا پانی گدلا ہے تو دلیل ہے کہ اس کا کام تباہ اور بے انتظام ہوگا۔

اگر دیکھے کہ تخت کے اوپر بیٹھا ہے اور اس کے نیچے پانی جاری ہے تو دلیل ہے کہ دولت و اقبال اس کی طرف رخ کرے گا۔ اگر دیکھے کے نہر کے صاف پانی میں بیٹھا ہے اگر بیمار ہے تو شفاء پائے گا قرض دار ہے تو قرض ادا ہوگا اور سفر میں ہے تو وطن کو واپس آئے گا۔

خواب میں حج کرتا دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر خواب میں دیکھے کہ حج کیا ہے تو دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے نصیب میں حج کرے گا اگر قرض دار ہے تو قرض سے فارغ ہوگا۔ اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ حج کو گیا ہے لیکن حج نہیں کر سکا تو دلیل ہے کہ اس کی عمر دراز ہوگی۔ اگر دیکھے حج اس پر واجب ہے اور اس نے حج کا اردہ نہیں کیا تو دلیل ہے کہ وہ آدمی خیانت کرے گا اگر دیکھے کہ خانہ کعبہ میں نماز پڑھتا ہے تو دلیل ہے کہ بزرگوں سے نفع پائے گا۔

حجرۂ اسود دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر خواب میں دیکھے کہ حجر اسود پر ہاتھ ملتا ہے تو دلیل ہے کہ اس کو اہل حجاز سے نفع پہنچے گا اگر کسی نے خواب میں آب زمزم پیا ہے تو دلیل ہے اس کو اس کی کھوئی ہوئی چیز مل جائے گی۔ اگر دیکھے کے حجر اسود کو بوسہ دیتا ہے اور اس پر منہ کو ملتا ہے تو دلیل ہے کہ اس کے دین میں خیر وصلاح زیادہ ہوگی اور اہل علم سے ملے گا۔

کعبہ دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر کوئی اپنے آپ کو حرم کعبہ میں دیکھے تو دلیل ہے کہ دنیا کے مصائب وآلام سے امن میں رہے گا اور اس کو حج نصیب ہوگا اگر کوئی دیکھے کہ اس کو بادشاہ نے اپنے حرم میں خود بلایا ہے تو دلیل ہے کہ بادشاہ کا کام کرے گا اور اس کو اس کے کام سے بدنامی ہوگی۔ اگر دیکھے کہ بادشاہ کے دربار میں گیا ہے تو اس کی بھی یہی تعبیر ہے۔

حلوہ دیکھنے کی تعبیر:۔ خواب میں حلوہ بہت سا مال اور دین خالص ہے خواب میں حلوہ کھانا اس بات کی دلیل ہے کہ اسی قدر مال حلال پائے گا اگر خواب میں دیکھے کہ اس میں زعفران ہے تو یہ بھی بہتری کی دلیل ہے۔ خواب میں حلوہ فروش آدمی شیریں سخن مرد ہے۔

مہندی دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر خواب میں دیکھے کہ اپنے آپ کو مہندی لگی ہوئی ہے تو دلیل ہے کہ اپنے آپ کو آراستہ کرے گا لیکن اس کے دین میں کراہت ہوگی اگر یہ خواب ایسا آدمی دیکھے جس کے حسب حال مہندی لگانا نہیں ہے تو وہ دلیل ہے کہ اس کو غم لاحق ہوگا اور جلدی نجات پائے گا۔

کوڑا کرکٹ دیکھنے کی تعبیر:۔ خواب میں کوڑا کرکٹ دیکھنا عام لوگوں کے لیے مال اور نعمت ہے اگر دیکھے کہ خاشاک کو ہوا لے گئی ہے یا جل گیا ہے تو دلیل ہے کہ بادشاہ اس کا مال لے گا۔ اگر دیکھے کہ کوڑا کرکٹ کو کسی تنور میں جلاتا ہے تو دلیل ہے اپنے مال کو عیال پر خرچ کرے گا اور جمع کرے گا اگر دیکھے کہ شہر یا کوچے میں ہوا کوڑا کرکٹ لائی ہے تو دلیل ہے کہ اس شہر کے لوگوں کو اس قدر مال ومنفعت حاصل ہوگی۔

قلم دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر دیکھے قلم لیا ہے یا اس کو کسی نے دیا ہے تو دلیل ہے کہ علوم حاصل کرے گا اور اس کی مراد پوری ہوگی اگر

دیکھے کہ خواب میں دو قلموں سے لکھتا ہے تو دلیل ہے کہ اس کا سفر میں گیا ہوا شخص جلد واپس آئے گا اگر دیکھے کہ قلم سے کچھ لکھتا ہے یا پڑھتا ہے تو یہ اس کی موت کی دلیل ہے۔ اگر دیکھے کہ قلم اس کے ہاتھ میں ٹوٹ گیا ہے اگر عالم ہے تو اس کا کام بے رونق ہوگا۔ امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ قلم سات وجوہ پر ہے۔

اول: حکمت۔ دوم: فرمان۔ سوم: علم۔ چہارم: دانائی۔ پنجم: ولایت۔ ششم: چیزوں کا درست ہونا۔ ہفتم کام اور مراد۔

انڈا دیکھنے کی تعبیر:۔ گر خواب میں دیکھے کہ مرغی نے انڈا دیا ہے اس کو معلوم نہیں ہے کہ کیسا ہے؟ تو دلیل ہے کہ عورت سے شادی کرے گا اور مدت تک اس کے ساتھ رہے گا۔ اگر دیکھے کہ چھلکوں سمیت انڈا کھایا ہے تو دلیل ہے کہ مردوں کا کفن چوری کرے گا اگر دیکھے کہ پکا ہوا انڈا کھاتا ہے تو رنج اور مشقت سے مال حاصل کرے گا، اگر دیکھے کہ انڈوں پر پرندوں کی طرح بیٹھا ہے تو دلیل ہے عورتوں کے پاس بیٹھے گا اور فائدہ پائے گا۔ اگر دیکھے کہ اس کے پاس بہت سے انڈے ہیں تو دلیل ہے کہ اس کے بہت سے لڑکے ہوں گے۔ چڑیا کا انڈا خوشی پر دلیل ہے۔

زخمی کرتا دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر دیکھے کہ اس کو کسی نے زخمی کیا ہے اور اس کا خون نکلا ہے تو دلیل ہے کہ زخمی کرنے والا اس کو سچی بات کہے گا اور وہ اس کو جواب نہ دے سکے گا اگر خواب میں کوئی اپنے آپ پر بہت زیادہ زخم دیکھے تو دلیل ہے کہ بادشاہ سے منفعت پائے گا۔ حضرت جابر مغربی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے جسم پر بہت سے زخم دیکھنا مال کا نقصان ہے۔

جھگڑا دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر خواب میں دیکھے کہ کسی کے ساتھ جھگڑا کیا ہے اور اس پر غالب آیا ہے تو دلیل ہے کہ آخر کار غالب آئے گا اور دشمن پر فتح پائے گا اگر دیکھے کہ دشمن اس پر غالب آیا ہے تو دلیل اول کے خلاف ہے۔ اگر دیکھے کہ کسی کے ساتھ اس کا بے وجہ جھگڑا ہو گیا ہے تو دلیل ہے لوگ اس سے اندوہ گین رہیں گے کیونکہ وہ لوگوں کو ستانا چاہتا ہے۔

ہنسی دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر کوئی خواب میں کھلکھلا کر ہنسا ہے تو دلیل ہے کہ اس کو غم زیادہ لاحق ہوگا اگر دیکھے کہ آہستہ آہستہ ہنسا ہے تو دلیل ہے کہ اس کا اندوہ کم ہوگا۔ حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ خواب میں آہستہ ہنسی فرزند پر دلیل ہے۔ اس طرح قہقہہ کی ہنسی خدا تعالیٰ کے کاموں پر تعجب کرنا ہے۔ ”افمن هذا الحديث تعجبون“

سور دیکھنے کی تعبیر:۔ ابراہیم کرمانی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ خواب میں سؤر کی حفاظت دنیا دار کے لیے نیک ہے اور دین دار کے لیے بد اور خواب میں سؤر کا بچہ دیکھنا غم واندوہ کی دلیل ہے۔ اگر وہ دیکھے کہ سؤروں کے درمیان پھرتا ہے تو دلیل ہے کہ حرام مال جمع کرے گا اگر دیکھے کہ وہ سؤروں کا گڈریا ہے تو دلیل ہے کہ بے دین اور بد فعل لوگوں پر سردار ہوگا۔ اگر دیکھے کہ اس کے پاس سؤر کا گوشت، چمڑا یا ہڈی ہے تو دلیل ہے کہ اس قدر مال حرام پائے گا۔

جال دیکھنے کی تعبیر:۔ حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ خواب میں جال دیکھنا مکر اور حیلہ ہے اگر دیکھے کہ جانور کو پھندے میں لایا ہے تو جو شخص اس جانوروں سے منسوب ہے اس کو مکر وحیا سے قبضہ میں لائے گا۔

لڑکی دیکھنے کی تعبیر:۔ ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں خواب میں لڑکی دیکھنا خوشی کی دلیل ہے اگر دیکھے کہ اس کے ہاں لڑکی ہوئی ہے یا کسی نے اس کو دی ہے تو دلیل ہے اس کے حسن وجمال کے مطابق خیر اور منفعت پائے گا۔ اگر دیکھے کہ لڑکی مری ہے تو اس کی دلیل اول کے برعکس ہے۔ اگر دیکھے کہ اپنی لڑکی کسی کو دی ہے اس سے آدمی کو خوشی پہنچے گی۔

دریا دیکھنے کی تعبیر:۔ ابن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ خواب میں دریا بڑا عالم یا بادشاہ ہے اگر دیکھے کہ اس نے دریا کا پانی پیا ہے تو دلیل ہے کہ بادشاہ سے عزت اور مرتبہ پائے گا یا عالم سے نفع پائے گا۔ اگر دیکھے کہ دریا میں ڈوبا ہے اور اس کا جسم کیچڑ سے بھر گیا ہے تو دلیل ہے کہ اس کو بادشاہ سے غم واندوہ پہنچے گا۔ اگر دیکھے کہ دریا سے تیر کر نکلا ہے تو دلیل ہے کہ رہائی پائے گا اگر دیکھے کہ دریا سے ٹھنڈا پانی پیا ہے تو دلیل ہے کہ پورا نصیب پائے گا۔

چوری کرتا دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر خواب میں دیکھے کہ کسی کا مال چوری کرنے کی نیت ہے تو دلیل ہے کہ کسی کو بری بات پہنچائے گا اور بعض کہتے ہیں کہ بیمار ہوگا اور شفاء پائے گا۔ اگر دیکھے کہ چور کے ہاتھوں اسیر ہوا ہے تو اس کا حال بد ہوگا اگر دیکھے کہ چوروں نے اس کا رستہ روکا ہے تو دلیل ہے کہ وہ شخص غم واندوہ کو پہنچے گا۔ اگر دیکھے کے چور لوگوں کا سامان لے گئے ہیں تو دلیل ہے کہ اس کا عیش تباہ ہو جائے گا۔ حضرت دانیال علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خواب میں چور کو دیکھنا خیانت اور حیلہ ہے۔

کوّا دیکھنے کی تعبیر:۔ ابن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کوا خواب میں فاسق بے دین اور جھوٹا آدمی ہے۔ اگر دیکھے کہ کوے کا شکار کیا ہے تو دلیل ہے کسی جگہ سے جھوٹ کے ساتھ مال پائے گا۔ خواب میں بہت سے کوے دیکھنا لشکر کی دلیل ہے۔ اگر دیکھے کہ کوے کو مارا ہے تو دلیل ہے کہ اس سے گھر والوں کو نقصان پہنچے گا۔ اگر دیکھے کہ کوا اور چکور دونوں لڑتے ہیں تو دلیل ہے کنیز کے ساتھ فساد کرے گا۔

قید خانہ دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو قید میں دیکھے تو اس کی ہلاکت پر دلیل ہے۔ اگر قید خانہ معلوم ہے تو اس کی غم واندوہ حاصل ہوگا اگر قید خانہ نامعلوم ہے تو اندھا ہوگا۔ اگر دیکھے کہ قید خانہ میں گیا ہے اور جلدی نکلا ہے تو دلیل ہے کہ پوری مراد پائے گا۔ ابن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا ہے خواب میں قید خانہ قبر ہے۔

زہر دیکھنے کی تعبیر:۔ ابن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ خواب میں زہر کھانا مال حرام یا خون باطل اور ناحق ہے۔ اگر دیکھے کہ اس کا جسم زہر آلود ہے تو تو دلیل ہے کہ جس کام میں ہوگا سخت حریص ہوگا۔ اگر دیکھے کہ اس کے جسم کو زہر سے تکلیف ہوئی ہے یا سوج گیا ہے تو دلیل ہے کہ اس کے مطابق اس کو غم واندوہ پہنچے گا۔ اگر دیکھے کہ زہر کھایا ہے تو دلیل ہے کہ کسی پر غصہ آئے گا۔

کتا دیکھنے کی تعبیر:۔ ابن سیرین رحمتہ اللہ نے فرمایا ہے کہ خواب میں کتا دیکھنا کمینے اور مہربان دشمن کو دیکھنا ہے۔ اگر دیکھے کہ کتے نے اس کو کاٹا ہے تو دلیل ہے کہ دشمن اس سے نقصان اٹھائے گا۔ اگر دیکھے کہ اس نے کتے کا گوشت کھایا ہے تو دلیل ہے کہ دشمن کو دفع کرے گا۔ اگر دیکھے کہ کتے کو روٹی دی ہے تو دلیل ہے کہ اس پر روزی فراخ ہوگی۔ اگر دیکھے کہ کتا اس سے بھاگا ہے تو دلیل ہے محتاط دشمن ہوگا۔ اگر دیکھے کہ شکاری کتے کے ساتھ شکار کرتا ہے تو دلیل ہے کہ دشمن کی طرف سے خیر پہنچے گی۔ اگر دیکھے کہ شکاری کتے کا گوشت کھایا ہے تو دلیل ہے کہ وراثت پائے گا۔

جسم کا شل ہوتا یا فالج پڑتا دیکھنے کی تعبیر:۔ تعبیر: اگر خواب میں دیکھے کہ اس کا جسم شل ہوگا اور گھر کے ایک گوشے میں گر پڑا ہے اور اٹھ نہیں سکتا تو دلیل ہے کہ برے کاموں سے توبہ کرے گا۔ حضرت جابر مغربی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر دیکھے کہ اس کا کوئی عضو خستہ ہو گیا ہے تو دلیل ہے کہ اس کے خویش کو جو اس سے نسبت رکھتا ہے آفت پہنچے گی۔

قرآن مجید پڑھتا دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر دیکھے کہ آیت پڑھی ہے تو حق تعالیٰ کے غصہ اور غضب پر دلیل ہے توبہ کرے اور اللہ کی طرف رجوع کرے۔ اگر دیکھے کہ خواب میں آدھا قرآن مجید پڑھا ہے تو دلیل ہے کہ اس کی آدھی عمر گزری ہوگی۔ اگر دیکھے کہ قرآن مجید بلند آواز سے پڑھتا ہے تو دلیل ہے کہ اس کا کام بلند ہوگا اور وہ لوگوں میں مشہور ہوگا۔ اگر دیکھے قرآن مجید کا پورا پارہ پڑھا ہے تو دلیل ہے کہ سال اور ماہ اس پر مبارک ہوگا۔ اگر دیکھے کہ اس نے قرآن مجید کے سات پارے پڑھے ہیں تو دلیل ہے کہ غم واندوہ سے نجات پائے گا۔ اگر دیکھے کہ برہنہ ہے اور قرآن مجید پڑھتا ہے تو دلیل ہے کہ خواہش مند ہوگا۔ اگر پاک اور ناپاک جگہ پڑھتا ہے تو دلیل ہے کہ اس کے اعتقاد میں خلل ہوگا۔

قربانی کرتا دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ گائے بکری یا اونٹ کی قربانی کی ہے تو دلیل ہے کہ اگر غلام ہے تو آزاد ہوگا اگر رنج بلا اور زحمت میں گرفتار ہے تو شفاء پائے گا۔ خوف میں ہے تو امن پائے گا اگر حج نہیں کیا ہے تو حج کرے گا۔ اگر دیکھے کہ قربانی کا گوشت لوگوں میں تقسیم کیا ہے تو دلیل ہے کہ وہاں مال دار شخص مرے گا اور اس کا مال تقسیم ہوگا۔ اگر دیکھے کہ لوگوں نے گوشت چرایا ہے تو دلیل ہے کہ حق تعالیٰ پر جھوٹ بولے گا۔

خواب میں روتا دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر خواب میں دیکھے کہ رونے سے اس کے منہ پر نشان پڑ گئے ہیں تو دلیل ہے کہ لوگوں کے طعنے

سننے پڑیں گے۔ اگر دیکھے کہ گناہ پر رویا ہے تو یہ خدا تعالی کے کرم پر دلیل ہے جو اس پر اپنے فضل سے اس پر رحمت کرے گا اور اس کے گناہ بخشے گا۔ اگر خواب میں دیکھے کہ وہ رویا اور ہنسا ہے تو اس کی موت قریب ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ''ھوا ضحك و ابکی'' وہ ہنساتا اور رلاتا ہے۔

کھیت دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ کھیت کو کاٹا ہے تو دلیل ہے کہ لوگ لڑائی میں مارے جائیں گے۔ اگر دیکھے کہ کھیت بویا کاٹا اور غلہ نکالا ہے تو دلیل ہے کہ اس کی امید پوری ہوگی۔ اگر دیکھے کہ کھیت میں آگ لگی ہے اور سب کچھ جل گیا ہے تو دلیل ہے کہ اس ملک میں قحط پڑے گا۔ اگر دیکھے کہ اپنے کھیت کو پانی دیا ہے تو دلیل ہے کہ اس کے ہاتھ ایسا کام ہوگا جس سے اسے دنیا اور آخرت میں منفعت ہوگی۔ اگر دیکھے کہ آگ آئی ہے اور اور اس کے کھیت کو جلا دیا ہے تو دلیل ہے کہ بادشاہ سے اس کا نقصان ہوگا۔ اگر کھیت کو موسم میں سبز دیکھے تو دلیل ہے کہ اس ملک میں نعمت فراخ ہوگی اگر یہ دیکھے کہ کھیت میں دوستوں کے ساتھ گیا ہے تو دلیل ہے کہ جہاد کو جائے گا۔ حضرت اسماعیل اشعث رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ وقت پر کھیت کو کاٹنا تو دلیل ہے کہ امر حق بجالائے گا۔

سانپ دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر کوئی دیکھے کہ اس کے گھر میں سانپ ہے تو یہ گھریلو دشمن پر دلیل ہے۔ اگر دیکھے کہ اس نے سانپ سے لڑائی کی ہے تو دلیل ہے کہ وہ دشمن سے جھگڑا کرے گا۔ اگر دیکھے کہ سانپ کو مارا ہے تو دلیل ہے کہ دشمن کو مغلوب کرے گا۔ اگر دیکھے کہ سانپ اس کا تابعدار ہے تو دلیل ہے کہ عزت اور بزرگی پائے گا۔ اگر دیکھے کہ اسکے سامنے بہت سے سانپ ہیں اور اس کو ستاتے ہیں تو دلیل ہے کہ بہت زیادہ دشمن ہوں گے۔ اگر دیکھے کہ اس کی آستین سے سانپ نکلا ہے تو دلیل ہے کہ اس کا فرزند اسلام کا دشمن ہوگا۔ اگر دیکھے کہ اس نے اپنے بستر پر سانپ مارا ہے تو دلیل ہے کہ اس کی عورت مرے گی۔

مسجد دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر دیکھے کہ اس نے مسجد بنائی ہے تو دلیل ہے کہ مسلمانوں کے لیے خیر اور نیکی کرے گا یا کسی قوم کو دین اسلام اور شریعت پر قائم رکھے گا۔ اگر دیکھے کہ اس نے مسجد کا چراغ بجھایا ہے تو دلیل ہے کہ اس کے فرزند مریں گے۔ اگر دیکھے کہ کسی نے اس کو مسجد کے دروازے سے روکا ہے تو دلیل ہے کہ اس پر ظلم کرے گا۔ اگر اس نے مسجد ویران دیکھی ہے تو دلیل ہے کہ کوئی عالم مرے گا۔ اگر دیکھے کہ اس نے مسجد میں چراغ روشن کیا ہے تو دلیل ہے کہ اس کا مصلح لڑکا پیدا ہوگا۔ اگر دیکھے کے جمعے کے دن مسجد کو آراستہ کیا ہے تو دلیل ہے کہ عالم لوگ اس سے خیر وبرکت پائیں گے۔ اگر دیکھے کہ مسجد میں گیا ہے تو دلیل ہے کہ امن میں رہے گا۔ ارشاد باری تعالی ہے

''ومن دخله کان آمنا'' جو اس میں داخل ہوگا امن میں رہے گا۔

استاد دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر خواب میں دیکھے کہ تعلیم دیتا ہے اور بچوں کو علم سکھاتا ہے تو دلیل ہے کہ صاحب خواب لوگوں کو حق پہنچائے گا۔

بانسری بجاتا دیکھنے کی تعبیر:۔ ابن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ خواب میں بانسری بجانا دکھ، غم اور مصیبت پر دلیل ہے۔ اگر دیکھے کہ وہ بانسری بجاتا ہے تو دلیل ہے کہ مصیبت میں گرفتار ہوگا۔ ابراہیم کرمانی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے بانسری بجانے والا وہ شخص ہوتا ہے جو لوگوں کو خیر پہنچاتا ہے۔

بلی دیکھنے کی تعبیر:۔ اگر دیکھے کہ بلی گھر سے کوئی چیز کھا گئی ہے یا لے گئی ہے تو دلیل ہے کہ چور اس کے گھر سے کوئی چیز لے جائے گا۔ اگر دیکھے کہ خواب میں بلی کو مارا ہے تو دلیل ہے کہ چور کو مغلوب کرے گا۔ اگر دیکھے کہ بلی کے ساتھ لڑائی کرتا ہے اور بلی نے اس کو خراش لگائی ہے تو دلیل ہے کہ بیمار ہوگا۔ اگر بلی نے اس کو کاٹا ہے تو دلیل ہے کہ اس کی بیماری دراز ہوگی۔ حضرت دانیال علیہ اسلام نے فرمایا جو شخص صبح بلی کو خواب میں دیکھے وہ چھ روز تک بیمار رہے گا۔ (انبیاء کے خواب ص86 تا 111)

☆☆☆☆☆

نام کتاب:۔تذکرۃ الابرار...... مصنف:۔ڈاکٹر عبدالغفور راشد......ناشر:۔مکتبہ ارسلان الہ آباد

تذکرۃ الابرار سے متصوفین علماء کا تذکرہ

مولانا حکیم محمد حسین رحمہ اللہ کا ذوق تصوف: اپنے زمانے میں کئی بزرگوں کی صحبت میں سلوک کی راہیں بھی طے کرتے رہے جن میں سرفہرست مولانا کمال الدین ڈوگر صاحب ہیں۔ایک دفعہ ان کے خطبہ جمعہ میں کسی طرح 2،3 طوائفیں بھی آ گئیں انہوں نے مولانا محمد حسین رحمہ اللہ کا خطبہ جمعہ سنا۔جمعہ کے بعد گھر آئیں اوران کے سامنے انہوں نے اپنے ناپاک پیسہ سے توبہ کی اور جا کر نکاح کر کے شرافت کی زندگی بسر کرنے لگیں۔مولانا رحمہ اللہ کے والد صاحب مولانا حاصل دین رحمہ اللہ کا بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ لگاؤ اور حضور ﷺ کی پیروی کا جذبہ بہت زیادہ تھا۔ان کا فرمان تھا کہ اذان ہو جائے تو آدمی اس طرح اٹھے جیسے پاؤں تلے انگارہ آ گیا ہے۔(بحوالہ تذکرۃ الابرار)

مولانا عبدالکریم حسینوی رحمہ اللہ:۔ بڑے متقی،دیندار اور عالم باعمل شخص تھے ان کے بزرگوں کا تعلق علم وعرفان اور تزکیہ وتصوف سے رہا ہے۔مولانا عملیات کے میدان کے بہت شائق تھے۔جن حضرات کو جنات یا آسیب کی پریشانی لاحق ہوتی۔اپنے عمل کے باعث وہ ان کیلئے آسانی اور صحت کا معاملہ پیدا کرتے۔ ان کے آٹھویں دادا میاں عبداللہ بھٹی اپنے زمانے کی ممتاز روحانی شخصیت تھے۔(بحوالہ تذکرۃ الابرار)

میاں مولا بخش گوہڑوی رحمہ اللہ:۔ طبیعت کے سادہ،فکر کے خالص،عقیدہ میں راسخ اور منکسر المزاج میاں مولا بخش بن حاجی نور محمد رحمہ اللہ کا تعلق موضع گوہڑ سے تھا۔بستی گوہڑ میں شروع ہی سے غزنوی اور لکھوی علماء کرام کا آنا تھا اس وجہ سے یہاں کے لوگوں کا عمومی ماحول علم دوستی اور دینداری کا تھا۔میاں مولا بخش رحمہ اللہ بھی مولانا محمد علی مدنی لکھوی رحمہ اللہ کے بیعت تھے۔(بحوالہ تذکرۃ الابرار)

ایک ہفتہ عالم جنات میں درس:۔ علامہ محمد یوسف خان کلکتوی رحمہ اللہ کے پاس مدرسہ غزنویہ میں جنات بھی تعلیم حاصل کرتے تھے ایک دن جنوں نے علامہ صاحب سے کہا کہ آپ ہمارے قبیلے میں جا کر تبلیغ کریں۔آپ کی تبلیغ سے بہت فائدہ ہوگا۔چنانچہ جنات علامہ صاحب رحمہ اللہ کو اٹھا کر لے گئے اور ایک ہفتہ وہاں پر درس وتدریس کا کام جاری رہا اس سے جنات کے کئی قبائل اسلام لے آئے۔اس دوران علامہ صاحب کی گمشدگی پر مدرسہ کے ناظمین اور انکے گھر والے بہت پریشان رہے لیکن ایک ہفتے بعد علامہ صاحب خود ہی واپس آ گئے۔(بحوالہ تذکرۃ الابرار)

حصول فیض.....اور جنات میں درس:۔ حافظ محمد سلیمان خان بھوجیانی رحمہ اللہ نے مولانا عبداللہ شہید،مولانا عبدالرحمٰن شہید اور مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ سے کسب فیض کیا۔ان کے حلقہ درس میں جنات بھی اخذ فیض کرتے تھے۔

صوفی دین محمد رحمہ اللہ گہلن کا ذوق تصوف:۔ انہوں نے دارالعلوم تقویۃ الاسلام امرتسر میں غزنوی علماء کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے کی سعادت حاصل کی۔تقریباً 5 برس کا عرصہ حضرت امام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی صحبت ثمر بار میں رہے۔صوفی دین محمد رحمہ اللہ بڑے اہل اللہ اور عارف باللہ شخص تھے ان کی زبان اکثر وبیشتر ذکر الٰہی سے تر اور دل خشیت الٰہی سے لبریز رہتا۔

دعا کے دوران کشفی کیفیت:۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو ضرور قبول کرتے۔ایک دفعہ ان کا بیٹا جو پٹواری تھا ان کے پاس آیا کہ میں ملازمت سے برخواست ہو گیا ہوں۔میری ملازمت کی بحالی کیلئے دعا کریں چونکہ وہ اس شعبے اور ایسی کمائی کو پسند نہیں کرتے تھے بلکہ اس کے گھر سے انہوں نے کبھی کھانا بھی پسند نہیں کیا۔اس لیے دعا سے انکار کر دیا لیکن جب بیٹے نے بے حد اصرار کیا تو اسے ساتھ کھڑا کر کے دعا مانگنے لگے۔دعا کے دوران ہی انہوں نے بیٹے کو دھکیل کر اپنے سے علیحدہ کر دیا۔دعا ختم ہوئی تو بیٹے نے سوال کیا کہ کیا بات ہے آپ نے خود ہی مجھے ساتھ کھڑا کیا اور خود ہی دھکیل کر دور کر دیا؟ فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا میرے ساتھ کھڑا ہونا اور تمہیں ساتھ لے کر سفارش کرنا پسند نہیں کیا۔لیکن پھر بھی جاؤ تمہارا کام ہو جائے گا۔اور واقعی اس کی ملازمت بحال ہو گئی۔وہ

اکثر دعا کیا کرتے کہ مجھے رمضان المبارک کی 21 ویں شب کو موت آئے چنانچہ جب انہوں نے اس دار فانی سے دار بقاء کا سفر اختیار کیا تو 1965ء میں رمضان المبارک کی 21 ویں رات تھی۔(بحوالہ تذکرۃ الابرار)

مولانا محمد امین رحمہ اللہ گہلن کا ذوق تصوف:۔ ان کے دور میں لوگوں نے گھروں میں تھیلیاں لٹکا رکھی تھیں جب عورتیں باوضو ہو کر آٹا گوندھنے لگتیں تو ایک دو مٹھی آٹا ان تھیلیوں میں ڈال دیتیں جسے بعد میں اکٹھا کر کے طالبان قرآن وحدیث کی خوراک بنایا جاتا۔ان کی درسگاہ میں انسانوں کے علاوہ جنات بھی زیر تعلیم تھے۔مولانا کے چھوٹے بھائی حافظ محمد شریف اشرف بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مولانا مجھے اور مولانا محمد ابراہیم کو لے کر الٰہ آباد اور گہلن کے درمیان نہر کے پل پر گئے اور جاتے ہی وہاں تقریر شروع کر دی۔چاندنی رات تھی ہم یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ مولانا اکیلے ہی ویران جگہ تقریر کر رہے ہیں تقریر کے اختتام پر ہمیں بتایا کہ ایک جن کی شادی کی تقریب تھی جس میں تقریر کی۔

ان کے والد گرامی کی بیعت تصوف:۔ ان کے والد گرامی صوفی الٰہ دین رحمہ اللہ بھی بڑے متقی اور پارسا تھے وہ دینی علوم کے سلسلہ میں صوفی دین محمد رحمہ اللہ سے فیض یافتہ تھے لیکن روحانی مدارج طے کرنے کیلئے انہوں نے صوفی ولی محمد رحمہ اللہ فتوحی والا اور مولانا کمال الدین ڈوگر رحمہ اللہ کی بیعت کر رکھی تھی اوران سے حد درجہ عقیدت ارادت رکھتے تھے۔

صاحب کرامت ولی کا مجرب تعویذ:۔ حافظ عبدالرحمٰن رحمہ اللہ فتح محمد کلاں بڑے ہی نیک اور پارسا شخص تھے۔ بلکہ صاحب کرامات بزرگ تھے قرب وجوار کے دیہاتوں میں ان کی کرامات کا چرچا زبان زد عام تھا۔ایک دفعہ گاؤں میں ایک شخص کے بیل چوری ہو گئے۔وہ حافظ صاحب کے پاس آیا اور مدعا بیان کیا۔انہوں نے ایک تعویذ لکھ کر دیا اور فرمایا اسے لے جا کر اپنی چارپائی کے پائے کے نیچے رکھ کر رات کو گھر کی بجائے گلی میں سوجانا اس شخص نے ایسا ہی کیا خدا کی قدرت کہ چور رات کو آئے اور بیل چھوڑ کر چلے گئے۔

بابا حاجی احمد دین الٰہ آباد کی بیعت اصلاح:۔ چہرے پر حنائی رنگ کی پوری داڑھی، سر پر پگڑی، ہاتھ میں کھونڈی، ضعیف العمری میں بزرگانہ چال اور پرجلال وجاہت کیساتھ قدم اٹھاتے ہوئے مدینہ مسجد کے متولی و بانی بابا حاجی احمد دین ۱۸۸۰ء میں جودھ پور میں پیدا ہوئے۔ابتدائی عمر سے ہی دینی رغبت تھی اور مولانا صوفی کمال الدین ڈوگر رحمہ اللہ سے خصوصی بیعت وعقیدت کا رشتہ تھا۔

مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف:۔ عارف باللہ حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی رحمہ اللہ کے چھ بیٹے تھے۔ان سب میں سے مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ نے علم وعمل اور زہد وورع میں خاص مقام حاصل کیا۔عارف باللہ، ولی کامل حضرت سید محمد عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت عالیہ میں علم وعرفان کے جواہر گرانمایہ اپنے دامن میں سمیٹنے کیلئے گئے۔حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی صحبت صالحہ نے مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ کے اتقاء وصالحیت کو دوآتشہ کر دیا۔وہ والد گرامی کی وفات کے 2 سال بعد ۱۳۱۳ھ کو فوت ہوئے۔حج بیت اللہ کیلئے گئے۔مسجد نبوی ﷺ میں سجدہ کی حالت میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔(تذکرۃ الابرار صفحہ نمبر 15)

فرماتے تھے کہ بعض علماء اور صوفیاء کسی کا ہدیہ قبول نہیں کرتے کہ اس سے لوگ ہمیں حقیر سمجھیں گے اور کہیں گے یہ چھوٹا آدمی ہے جو ہدیہ قبول کرتا ہے۔ان کے اندر کا بڑا پن ان کو ایسا نہیں کرنے دیتا لیکن مولانا رحمہ اللہ کا مزاج بالکل ہی مختلف تھا۔انہیں کوئی ایک روپیہ بھی دیتا تو لے لیتے کہ اس سے نفس کی نفی ہوتی ہے بڑا پن ختم ہوتا ہے۔**(تذکرۃ الابرار صفحہ 25)**

مولانا صوفی ولی محمد رحمہ اللہ فتوحی والا کا ذوق تصوف:۔ مولٰنا ولی محمد رحمہ اللہ کا شمار عابد وزاہد، صابر وقانع، خوش اخلاق شب زندہ دار اور اصحاب علم وعرفان کبار علماء میں ہوتا ہے۔ان کا طرز معاشرت انتہائی سادہ تھا۔مولٰنا جس طرح خود سادہ مزاج اور سادہ پوش تھے اسی طرح ان کی مسجد بھی بالکل سادہ سی تھی جس کے ساتھ ایک حجرہ بنا ہوا تھا جس میں وہ تشریف فرما ہوتے اور وہاں ارادت مندوں کا ہجوم لگا رہتا۔

وہ سب سے پہلے امیر المجاہدین مولٰنا عبداللہ رحمہ اللہ پھر امیر عبدالکریم رحمہ اللہ اور پھر امیر نعمت اللہ رحمہ اللہ کی بیعت سے سرفراز ہوئے۔

عارفین کی نماز: خشوع عارف کے عنوان سے ایک کتاب لکھی جس میں عارفین کی نماز کا طریقہ اور خشوع بیان کیا گیا ہے۔اس

کے علاوہ ایک کتاب حیات طیبہ کے عنوان سے لکھی جس میں زہد اور رہبانیت کا فرق واضح کیا گیا ہے۔ (تذکرۃ الابرار صفحہ 36.37.38)

طی الارض کے ساتھ سفر:۔ مولانا ایک دفعہ فتوحی والا سے برکھائی گئے جو اس وقت الہ آباد سے مغرب کی جانب واقع ہے اور کنگن پور سے تقریباً 7 میل کے فاصلے پر ہے۔ اس دور میں بسوں کی سہولت نہیں تھی آمدورفت کیلئے ریل گاڑی پر ہی گزارا تھا جمعے کا دن تھا تقریباً 12 بجے انہوں نے برکھائی میں دوپہر کا کھانا کھایا اور فرمایا کہ میں واپس جا رہا ہوں۔ وہاں جا کر میں نے جمعے کا خطبہ دینا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اس وقت آپ کا وہاں پہنچنا ناممکن ہے۔ سواری کے بغیر اتنے قلیل وقت میں آپ کیسے جا سکتے ہیں۔ مختصر یہ کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ روانہ ہو گئے۔ لوگوں کو بہت تجسّس ہوا۔ انہوں نے پیچھے سے ایک آدمی کو بھیجا جس نے جا کر مولانا رحمہ اللہ کے گاؤں والوں سے جب پوچھا تو معلوم ہوا کہ مولانا رحمہ اللہ تو پہلی اذان سے پہلے ہی وہاں پہنچ گئے تھے اور خطبہ جمعہ بھی انہوں نے ہی ارشاد کیا۔ یہ واقعہ مولانا رحمہ اللہ کی کرامت تھی۔ (تذکرۃ الابرار صفحہ 39)

مولانا کمال الدین ڈوگر رحمہ اللہ:۔ انہوں نے لکھوکے جا کر مولانا محی الدین رحمہ اللہ سے استفادہ کیا۔ وہ قرآن پاک کی کثرت سے تلاوت کیا کرتے اور فرماتے تھے جو کچھ قرآن میں نظر آیا ہے وہ دنیا کی کسی دوسری چیز میں نہیں۔

حشرات الارض پر ولی کے حکم کا اثر (کرامت):۔ مولنا بڑے متوکل علی اللہ اور مستجاب الدعوات تھے۔ ان کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ وہ کھڈیاں خاص ضلع قصور میں کسی اجتماع میں شرکت کیلئے گئے۔ اس مسجد میں کیڑوں کی بہتات تھی۔ لوگوں نے شکایت کی کہ حضرت اس مسجد میں کیڑے بہت زیادہ ہیں۔ فرمایا ایک کیڑا پکڑ کر میرے پاس لے آؤ کیڑا لایا گیا تو اسے اپنی ہتھیلی پر رکھ کر فرمایا بھئی وعظ و نصیحت کی ضرورت تو ہم انسانوں کو ہے جو اسی مقصد کیلئے یہاں جمع ہوئے ہیں۔ تمہیں اس کی ضرورت نہیں پھر تم کیوں آئے ہو۔ پھر کچھ پڑھ کر اس پر پھونکا اور فرمایا اسے آبادی سے باہر لے جا کر چھوڑ آؤ۔ ایسا ہی کیا گیا دیکھتے ہی دیکھتے تمام کیڑے غائب ہو گئے اور پھر کبھی واپس نہ آئے۔ (فیوض محمدیہ ص 219)

مولانا کا فکر آخرت:۔ خوف خدا سے رونے کے سلسلے میں ایک معروف واقعہ ہے۔ چونکہ ان کا تعلق ڈوگر خاندان سے تھا۔ اور اس خاندان کے افراد عمومی طور پر جرائم کی زندگی کو پسند کرتے ہیں مولنا کمال الدین رحمہ اللہ ایک دن مسجد کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص نماز پڑھنے مسجد آیا وضو کرتے وقت اس نے ایک بھڑ کو دیکھا اور مار دیا۔ وضو سے فارغ ہو کر وہ نماز میں مصروف ہو گیا۔ مولانا رحمہ اللہ یہ سارا واقعہ دیکھ رہے تھے دیکھ کر زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ نمازی اپنی نماز سے فارغ ہوا مولنا رحمہ اللہ کو روتے دیکھا تو صورتحال کی نزاکت کو سمجھ گیا۔ مولنا رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ میں نے وضو کرتے وقت ایک موذی بھڑ کو ہی مارا ہے کونسا جرم کیا ہے؟ جو آپ رحمہ اللہ نے اتنا محسوس کیا ہے۔ فرمانے لگے جسے تو نے مارا ہے اس نے تجھے کوئی ایذا تو نہیں دی تھی۔ تو نے اسے صرف موذی سمجھ کر ہی مار دیا ہے۔ میں اس لیے رو رہا ہوں کہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھے صرف ڈوگر سمجھ کر ہی جہنم میں نہ پھینک دے اس خوف سے میں رو رہا ہوں۔ (تذکرۃ الابرار صفحہ 41)

حافظ محمد عظیم میر محمدی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف:۔ انتہائی متقی اور پرہیز گار شخص تھے۔ بلکہ عرفان و سلوک میں انہوں نے ممتاز مقام حاصل کیا۔ علم حاصل کرنے کیلئے مدرسہ محمدیہ لکھوکے اور مدرسہ غزنویہ امرتسر میں گئے۔ لیکن ان کا قلبی و طبعی رجحان عرفان و سلوک کی طرف تھا۔ لہٰذا وہ اپنی تشنگی کی سیرابی کیلئے بہت عرصہ سید محبوب علی شاہ رحمہ اللہ اور مولانا کمال الدین ڈوگر رحمہ اللہ کی خدمت میں رہے۔ ان کا صحبتی رنگ تادم حیات ان پر غالب رہا۔ ان کے زہد و ورع اور عرفان و سلوک کے بارے میں لوگوں نے کافی حکایات بیان کی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ وہ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ (تذکرۃ الابرار صفحہ 42)

''اللہ ھو'' کا ذکر اور ٹرین کا رکنا (کرامت):۔ مولنا عبدالعظیم انصاری نے تذکرہ علماء بھوجیان میں لکھا ہے کہ میر محمد گاؤں کے ایک زمیندار بیان کرتے ہیں کہ جب میں مڈل سکول راؤ خانوالا میں پڑھتا تھا تو پیدل ہی سکول جایا کرتا تھا ایک دن میں سکول جانے کیلئے گھر سے نکلا تو حافظ محمد عظیم میر محمدی صاحب رحمہ اللہ بھی تیز قدموں سے جا رہے تھے۔ پوچھنے پر پتہ چلا کہ انہوں نے راؤ خان والا سے ٹرین پر سوار ہونا

ہے اسی لیے جلدی میں ہیں۔لیکن صورتحال یہ تھی کہ فاصلہ زیادہ اور وقت بہت کم تھا۔ میں نے کہا گاڑی آنیوالی ہے اور آپ اس پر سوار نہیں ہو سکتے۔انہوں نے فرمایا تم چپ چاپ میرے پیچھے آؤ بات کوئی نہیں کرنی لیکن جب دایاں قدم اٹھاؤ تو اللہ اور بائیں قدم پر ھو کہنا ہے۔ابھی ہدایات جاری تھیں کہ گاڑی نے وسل بجایا میں نے کہا گاڑی راجہ جنگ اسٹیشن پر آ گئی ہے لہٰذا ہم نہیں پہنچ پائیں گے۔انہوں نے مجھے ڈانٹا اور فرمایا باتیں نہ کرو بلکہ ذکر کرتے ہوئے چلتے آؤ۔ہم چلتے رہے ابھی راؤ خانوالا اسٹیشن سے ایک میل پیچھے تھے کہ گاڑی گزر گئی میں نے پھر کہا کہ گاڑی تو گزر گئی۔انہوں نے مجھے پھر خاموش رہنے کا حکم دیا ہم آگے بڑھتے ہوئے جب سٹیشن سے ایک فرلانگ پیچھے رہ گئے تو گاڑی سٹیشن سے چل پڑی لیکن پھر حیرت انگیز بات یہ ہوئی کہ تھوڑا سا آگے جا کر گاڑی رک گئی حضرت حافظ صاحب رحمہ اللہ نے تسلی سے ٹکٹ خریدا گاڑی پر سوار ہوئے اور گاڑی چل پڑی۔(تذکرۃ الابرار صفحہ 43)

اکثر اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ حضرت حافظ صاحب رحمہ اللہ آیۃ الکرسی پڑھ کے بغیر محافظ کے کھیتوں میں مویشی چھوڑ آتے ان کے مویشی محفوظ رہتے اور کبھی نقصان نہ ہوتا۔حالانکہ ابتداء ہی سے میر محمد وستو کی کے علاقے میں جرائم پیشہ افراد کی کثرت رہی۔(تذکرۃ الابرار صفحہ 44)

حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی رحمہ اللہ:۔ مولنا نے حصول تعلیم کے لئے مدرسہ محمدیہ لکھوکے کا رخ کیا اور تصوف سلوک کی سیرابی کیلئے سید محبوب علی شاہ سے فیض پایا۔(ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث 1 مئی 09ء از سعید احمد چنیوٹی)

علمائے اہلحدیث اور بریلوی میں باہمی رواداری:۔ مولانا محمد حیات قصوری رحمہ اللہ کا شمار خدا رسیدہ اور باعمل علماء میں ہوتا ہے۔مولانا کا اسلوب بڑا ناصحانہ تھا۔کبھی شر انگیزی اور فتنہ پروری کی بات نہیں کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ دیگر مسالک کے ساتھ ان کا عزت و احترام کا رشتہ تھا۔مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ نے اپنی کتاب ''کاروان سلف'' میں ایک بریلوی عالم دین کا واقعہ بیان کیا ہے کہ ان کی زندگی کا آخری وقت تھا تو ان کے ہم مسلک علماء اور عقیدت مند ان کے ارگرد بیٹھے تھے اور قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول تھے۔مولانا رحمہ اللہ نے آنکھیں کھولیں اور کہا کہ کوئی جا کر مولانا محمد حیات کو بلا لائے۔یہ سن کر ایک شخص بولا حضرت وہ تو وہابی ہیں مولوی صاحب نے فرمایا کہ جاؤ تم ہی بلا کر لاؤ وہ شخص مولانا رحمہ اللہ کو بلا کر لے آیا انہیں دیکھ کر بیمار مولانا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہنے لگے: حضرت! میں آخری سفر پر جا رہا ہوں میری طرف سے اگر آپ کی شان میں کوئی گستاخی ہوگئی ہو تو اللہ کیلئے مجھے معاف کر دیں۔اور مجھے سورۃ یٰسین پڑھ کر سنائیں۔مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہم سب کی مغفرت فرمائے اور ساتھ ہی سورۃ یٰسین کی تلاوت شروع کر دی۔جب آخری آیۃ ''فسبحن الذی الیہ ترجعون'' تلاوت کی تو ان کی روح پرواز کر گئی۔(کاروان سلف ص 112 بحوالہ: تذکرۃ الابرار ص 48)

باہم کوئی تفریق نہ تھی:۔ مولانا سید عبدالرحمٰن شاہ رحمہ اللہ پٹی والے عقیدہ توحید پر راسخ صحیح متبع سنت اور سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔ان کے نزدیک مسلمان ایک برادری اور قوم تھے، کوئی ذات پات کی تقسیم نہیں تھی بلکہ سب برابر تھے۔اس سلسلے میں انہوں نے ایک جماعت تیار کی جس کا نام انہوں نے جماعت کافہ رکھا۔(تذکرۃ الابرار ص 55)

اخلاق وانصاری:۔ مولنا عبدالقدوس رحمہ اللہ میواتی گوڑ گانوی کسب فیض کیلئے مولانا عبدالحکیم رحمہ اللہ بلند شہری کی صحبت میں رہے ان کی تربیت نے اپنے لائق شاگرد کو زہد و ورع کے خاص قالب میں ڈھال دیا۔اسی عقیدت کی بناء پر مولانا عبدالقدوس رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے کا نام عبدالحکیم رکھا۔اپنے طلبہ سے مولانا رحمہ اللہ بہت شفقت فرماتے۔ان کا ایک شاگرد بیمار پڑ گیا بیماری میں اتنی نقاہت ہوئی کہ بستر پر ہی پاخانہ کر دیا۔اپنے شاگرد کے بستر کو مولانا رحمہ اللہ نے خود صاف کیا۔دوسرے شاگردوں نے کہا کہ ہم یہ کام کر دیتے ہیں فرمایا نہیں شاگرد تو بیٹے کی طرح ہوتا ہے لہٰذا میں اپنے بیٹے کا بستر خود ہی صاف کروں گا۔(تذکرۃ الابرار ص 60.57)

میاں محمد ابراہیم رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔ میاں محمد ابراہیم رحمہ اللہ جاگو والہ سادہ مزاج کے شریف النفس انسان تھے۔صوفی ولی محمد فتوحی والا رحمہ اللہ سے خصوصی ارادت رکھتے جبکہ امام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ سے بیعت تھے۔(تذکرۃ الابرار ص 68)

روحانی عملیات سے گہرا شغف:۔ مولٰنا محمد عبداللہ حسینوی رحمہ اللہ ایک جہان ان سے عقیدت رکھتا تھا۔ وہ لوگوں کو نیکی اور تقویٰ کی تلقین کرتے کتاب وسنت کی تعلیمات سے آراستہ تھے۔ روحانی عملیات اوراورادووظائف سے گہرا شغف رکھتے تھے۔ (تذکرۃ الابرار ص77)

حفظ قرآن کی کرامت: مولٰنا عبدالرحیم رحمانی حسینوی رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے وافر مقدار میں قوت حافظہ عطا فرمائی تھی۔ رمضان المبارک میں نماز تراویح کی امامت کیلئے کوئی حافظ قرآن نہیں تھا۔ ان کے والد مولٰنا عبدالغنی رحمہ اللہ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ قرآن یاد کرکے تراویح پڑھائیں۔ چنانچہ مولانا عبدالرحیم رحمہ اللہ دن کو روزانہ ایک پارہ یاد کرتے اور رات کو تراویح میں قرآن سناتے۔

علمائے بریلوی رحمہم اللہ کا پرتپاک استقبال:۔ 1870ء کے قومی انتخابات میں جب ان کے علاقے سے میاں جمیل احمد شرقپوری رحمہ اللہ کو ٹکٹ ملا جو مسلکاً بریلوی تھے مگر مولانا رحمانی رحمہ اللہ نے ان کا پرتپاک استقبال کیا اور مسجد میں نماز کی امامت کیلئے اپنا مصلیٰ پیش کیا۔

(تذکرۃ الابرار ص81.78)

مولانا عبیداللہ رحمہ اللہ کا روحانی واصلاحی استفادہ:۔ مولانا عبیداللہ رحمہ اللہ ڈھولن ہٹھاڑ بڑے علم دوست اور دیندار شخص تھے۔ عرصہ دراز تک مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ کے ساتھ رہے اور ان سے علمی اور روحانی استفادہ کیا۔ (تذکرۃ الابرار ص90)

نام رسالہ:۔ ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث (لاہور)

شمارہ1، جلد54 جمعۃ المبارک 21 محرم، 1431ھ، 8 تا 14 جنوری

مدیر مسئول:۔ حافظ محمد جاوید روپڑی..... نگران اعلیٰ:۔ عارف سلمان روپڑی

تصوف بطور تزکیۂ نفس ورذائل اخلاق

تصوف اصلاح تکبر کا نام:۔ عزت وافتخار اور کبریائی اللہ کی شان ہے اس میں اس کا کوئی شریک نہیں بندے کو بندگی کی شان ہی جچتی ہے۔ اس عبودیت کا اقتضاء یہ ہے کہ وہ تواضع وخاکساری اختیار کریں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کا وصف یوں بیان کیا:

"وعبادالرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما"۔ (الفرقان:۲۳)

رحمان کے اصل بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں اور اگر جاہل ان کے منہ آئیں تو کہہ دیتے ہیں کہ تم کو سلام۔ گویا رحمان کے بندے عاجزی اور فروتنی برتتے ہیں اکڑتے اور اینٹھے ہوئے نہیں چلتے۔ ان کی چال ایک شریف اور سلیم الطبع آدمی کی سی چال ہوتی ہے خاکساری اور عاجزی کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ ذلیل اغراض کے لئے اپنی خودداری کا سودا کرے بلکہ اس کا منشاء یہ ہے کہ انسان میں کبروغرور پیدا نہ ہو پائے ہاں اگر خاکسارانہ رویہ روش سے انسان کا ضعف ظاہر ہو تو وہاں اسلام نے عارضی طور پر خوددارانہ کبروغرور کا حکم دیا ہے اس طرح اسلام نے جہاد کے موقع پر قوت کے اظہار کا حکم دیا ہے حدیث میں ہے کہ بعض غرور کو اللہ ناپسند اور بعض کو پسند کرتا ہے جنگ اور صدقہ کے موقع پر اترانا اللہ کو پسند ہے اور ظلم وفخر پر اترانا ناپسند۔ (ابوداؤد کتاب الجھاد باب الخیلاء فی الحرب)

رسول اللہ ﷺ دوزانو بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے ایک بدو بھی اس وقت موجود تھا اس نے کہا بیٹھنے کا یہ کیا طریقہ ہے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے شریف بندہ بنایا ہے اور متکبر وسرکش نہیں بنایا۔ (ابن ماجہ کتاب الاطعمہ باب الاکل)

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے جن کو لوگ مغرور ومتکبر سمجھتے تھے اس قسم کے افعال سے اپنے کبروغرور کی تردید کی ہے اور فرماتے ہیں کہ لوگوں کا خیال ہے کہ میں مغرور ہوں حالانکہ گدھے پر سوار ہوتا ہوں کمبل اوڑھتا ہوں اور بکری کا دودھ دوہتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ جو شخص یہ سب کام کرتا ہے اس میں غرور نہیں پایا جاتا۔ (ترمذی باب ماجاء فی الکبر)

عرب اپنے حسب ونسب پر اتراتے تھے اور اپنے آپ کو برتر خیال کرتے تھے قرآن نے ان کے خیال کی تردید میں فرمایا:

"یاایھاا لناس انا خلقنا کم من ذکر وانثی و جعلنا کم شعوبا وقبائل لتعارفوا"۔ (الحجرات:۱۳)

لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور پھر تمہاری برادریاں اور قومیں بنائیں تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ یہاں بتا دیا گیا کہ شرافت وعظمت کی بنیاد نسب حسب پر نہیں، انسان اور انسان کے درمیان فضیلت اور برتری کی بنیاد صرف اخلاقی فضیلت ہے پیدائش کے اعتبار سے تمام انسان یکساں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کریمہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے تمہارے جاہلیت کے غرور اور باپ دادا کے اوپر فخر کرنے کے طریقہ کو مٹا دیا اب صرف دو قسم کے آدمی ہیں مومن پرہیزگار اور بدکار بدبخت۔ تم لوگ آدم کے بچے ہو اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے تھے لوگ ایسے لوگوں پر فخر کرنا چھوڑ دیں جو جہنم کا کوئلہ ہیں یا اللہ کے نزدیک اس گبر پلے سے بھی زیادہ ذلیل ہیں جو اپنے منہ سے نجاست کو گھسیٹتا ملتا ہے۔ (ابوداؤد باب فی التفاخر بالاحساب)

اسراف وتبذیر:۔ اسلام نے تمدنی اور اجتماعی ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مال ودولت کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے اسے خیر سے تعبیر کیا اور اسراف وتبذیر سے منع کیا اور نصیحت فرمائی کہ مال ودولت کو فخر وغرور کا ذریعہ نہ بنایا جائے اسی طرح مال جمع کرنے کے عمل میں مسابقت کو بھی ناپسندیدہ قرار دیا۔ قرآن نے "الھکم التکاثر" کہہ کر بتایا کہ تم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ اور ایک دوسرے سے بڑھ کر دنیا حاصل کرنے کی دھن نے غفلت میں ڈال رکھا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم کو مال ودولت کی طلب میں باہمی مسابقت نے غافل کر دیا آدم کا بچہ کہتا ہے میرا مال، میرا مال حالانکہ تیرا مال صرف وہی ہے جس کو تو نے صدقہ میں دے ڈالا، کھا پی ڈالا اور پہن کر پھاڑ ڈالا۔ (ترمذی)

بغیر تزکیہ کے حصول دنیا وبال ہے:۔ مال ودولت کا حصول ایک بندہ مسلم کا مطمع نظر قرار پائے اور زیادہ سے زیادہ دولت کی طلب میں اسے اس بات کی کوئی پروا نہ ہو کہ وہ کس ذریعہ سے حاصل ہوئی ہے معیار زندگی کو بلند کرنے کی فکر اسے دبلا کر دے اور وہ اس فکر سے غافل ہو جائے کہ معیار آدمیت گرتا جا رہا ہے تو ایسا آدمی اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نہیں بچ سکتا اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ایک ایسے آدمی کی مثال پیش فرمائی جسے اللہ نے دو باغ عطا کیے تھے جب وہ پھلے پھولے اور بار آور ہوئے تو اس نے اپنے ہمسائے سے کہا:

"فقال لصاحبه وهو يحاوره انا اكثر منك مالا واعز نفرا"۔ (۳۴)

"ودخل لصاحبه و هو ظالم لنفسه قال ما اظن ان تبيد هذه ابدا"۔ (۳۵)

"وما اظن الساعة قائمة ولئن رددت الى ربى لا جدن خيرا منها منقلبا"۔ (۳۶) (الکھف)

ایک دن اپنے ہمسائے سے بات کرتے ہوئے بولا میں تجھ سے زیادہ مال دار ہوں اور تجھ سے زیادہ طاقتور نفری رکھتا ہوں پھر وہ اپنی جنت میں داخل ہوا اور اپنے نفس کے حق میں ظالم بن کر کہنے لگا میں نہیں سمجھتا کہ یہ دولت بھی فنا ہو جائے گی اور مجھے توقع نہیں کہ قیامت کی گھڑی کبھی آئے گی تاہم اگر کبھی مجھے اپنے رب کے حضور پلٹایا بھی گیا تو ضرور اس سے بھی زیادہ شاندار جگہ پاؤں گا۔ اس کی اس تعلّی رعونت اور مغرورانہ گفتگو سن کر اس کے ہمسائے نے جواب دیا:

"قال له صاحبه وهو يحاوره اكفرت بالذى خلقك من تراب ثم من نطفة ثم سواك رجلا" (الکھف: ۳۷)

اس کے ہمسائے نے گفتگو کرتے ہوئے اس سے کہا کہ کیا تو کفر کرتا ہے اس ذات سے جس نے تجھے مٹی سے اور پھر نطفے سے پیدا کیا اور تجھے ایک پورا آدمی بنا کھڑا کیا؟ آخر کار یہ کہ اس کا سارا پھل مارا گیا اور وہ اپنے انگوروں کے باغ کو ٹیٹوں پر الٹا پڑا دیکھ کر اپنی لگائی ہوئی لاگت پر ہاتھ ملتا رہ گیا۔ اس کے تفاخر نے اس کی دولت کو ملیامیٹ کر کے رکھ دیا۔

بندے کا حسن وکمال یہی ہے کہ وہ حقیقی معنوں میں اللہ کا بندہ بن کر رہے اور اس کا ہر عمل بندگی اور عبدیت کا مظہر ہو اس لیے کہ تکبر کا سزاوار صرف اللہ ہے جو عزیز وحکیم ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک دن خطبہ میں برسر منبر فرمایا: لوگو! فروتنی اور خاکساری اختیار کرو کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے (یعنی اللہ کا حکم سمجھ کر اور اس کی رضا حاصل کرنے کیلئے خاکساری کا رویہ اختیار کیا) (اور بندگان اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں اپنے کو اونچا کرنے کے بجائے نیچا رکھنے کی کوشش کی) تو اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے خیال اور اپنی نگاہ میں تو چھوٹا ہوگا لیکن عام بندگان اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اونچا ہوگا۔ اور جو کوئی تکبر اور بڑائی کا رویہ اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو نیچے گرادے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ عام لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل وحقیر ہو جائے گا اگر چہ خود اپنے خیال میں بڑا ہوگا لیکن دوسروں کی نظر میں وہ کتوں اور خنزیروں سے بھی زیادہ ذلیل اور بے وقعت ہو جائے گا۔ (رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

تکبر محرومی کا سبب:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین آدمی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں فرمائے گا اور ان کا تزکیہ نہیں کرے گا۔ اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ان کی طرف نگاہ نہیں کرے گا اور ان کے لئے آخرت میں دردناک عذاب ہے ایک بوڑھا زانی دوسرا جھوٹا فرماں روا اور تیسرا مانگنے والا متکبر (رواہ مسلم بحوالہ معارف الحدیث)۔ بعض گناہ اور مصیبتیں نہایت سنگین ہوتی ہیں اور بعض حالات میں ان کی سنگینی مزید بڑھ جاتی ہے مذکورہ حدیث میں جن تین برائیوں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں ایک یہ بھی ہے کہ فقر وفاقہ میں مبتلا ہونے کے باوجود کوئی غرور وتکبر کی چال چلے۔ حدیث میں تزکیہ نہ کیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے گناہ معاف نہ کیے جائیں گے اور وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی ہم کلامی اور نظر کرم سے محروم رہیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے مغرورانہ لباس کو تکبر کی علامت قرار دیا ہے۔ فرمایا:

جو چاہو کھاؤ اور پیو بشرط کہ تمہارے اندر گھمنڈ اوا سراف نہ ہو ایک دوسری حدیث کا مضمون یہ ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا کہ مومن کا تہبند تو اس کی نصف پنڈلی تک رہتا ہے اور اگر اس کے نیچے ٹخنوں سے اوپر رہے تو کوئی گناہ نہیں اور جو ٹخنوں سے نیچے ہو تو وہ جہنم ہے (یعنی گناہ کی بات ہے) یہ بات آپ ﷺ نے تین بار فرمائی (تاکہ لوگوں پر اس کی اہمیت واضح ہو جائے) اور پھر فرمایا اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف قیامت کے دن نہیں دیکھے گا جو شیخی کے جذبہ سے اپنا تہبند زمین پر گھسیٹے گا (بخاری)۔ (ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث ۲۱ محرم ۱۴۳۱: ص 11,12)

مولانا سید محمد اسماعیل العمری رحمہ اللہ

1942ء 1362ھ میں پیدا ہوئے۔

خندہ پیشانی اور ملنساری:۔ استاذ محترم رحمہ اللہ بہت سی خوبیوں کا مجموعہ تھے، سنت کے ساتھ تمسک اور عمل پر مداومت آپ کا خاصہ تھا شب زندہ دار تھے اور ایام بیض کے روزے رکھتے تھے خوش اخلاق اس قدر تھے کہ ہر کسی سے خندہ پیشانی سے ملتے تھے، فیاضی اور خوش خلقی میں بہت آگے تھے اور طلباء کے ساتھ حسن سلوک اور پیار آپ کا خاصہ تھا۔ آپ نہایت حلیم الطبع اور بڑے ملنسار تھے لیکن اگر کبھی خلاف شریعت تھوڑی سی بات کو بھی دیکھتے تو رگ حمیت بھڑک اٹھتی اور فوراً روک دیتے راقم نے تعلیم کا آغاز دارالحدیث جامعہ کمالیہ منڈی راجووال ضلع اوکاڑہ میں 1957ء میں انہیں سے کیا تھا ایک دفعہ میں نے اپنے نام محمد امین کے ساتھ لقب طاہر لکھ دیا تو دیکھ کر فرمانے لگے بیٹا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''فلا تزکوا انفسکم'' اور پھر انہوں نے اپنی طرف سے لقب عزیز عطا فرمایا۔ حضرت حافظ یحییٰ صاحب عزیز میر محمدی رحمہ اللہ اور مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ صاحبان سے عقیدت کی حد تک لگاؤ تھا۔

جب گفتگو کرتے تو عاجزی وانکساری جھلکتی تھی چونکہ راقم کے پڑوس میں رہتے تھے پورا محلّہ جانتا ہے کہ جب چلتے تو ''یغضوا من ابصارھم'' کی عملی تصویر ہوتے غیر محرم کی طرف کبھی نگاہ اٹھا کر نہ دیکھتے تھے۔ (ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث: ص 16,17)

نام کتاب:۔تحفۃ الاحوذی....... مصنف:۔حضرت مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ

تحفۃ الاحوذی سے جھاڑ پھونک کا جواز:۔قرآن وحدیث کے علاوہ سے بھی جھاڑ پھونک جائز ہے۔مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ کی اس روایت کی شرح میں جو مولیٰ ابی اللحم سے نقل کی اور جس میں وہ اپنے رقیہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ (وضاحت از مرتب اثری)

"عرضت عليه رقية كنت ارقي بها المجانين فامرني بطرح بعضها و حبس بعضها" یعنی میں نے حضور ﷺ کے سامنے اپنے جھاڑ پھونک کے وہ کلمات پیش کیے جن سے میں جھاڑ پھونک کرتا تھا تو آپ ﷺ نے کچھ کلمات کی اجازت دیدی اور ان کو جائز رکھا اور کچھ کلمات کو ساقط کر دیا۔اس کی شرح میں مولانا مبارک پوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔"وفيه دليل على جواز الرقية من غير القرآن والسنة"۔(تحفۃ الاحوذی ج۲ص۳۸۰)

نام کتاب:۔فتاوی نذیریہ....... مصنف:۔شیخ الکل حضرت مولانا نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ

تعویذ لکھ کر گلے میں لٹکانے کا جواز: فتاویٰ نذیریہ میں ایک سوال یہ ہے کہ گلے میں تعویذ لٹکانا جائز ہے یا نہیں؟ اس کا جواب ملاحظہ ہو۔

(ج) تعویذ نوشتہ در گلو انداختن مضائقہ ندارد مگر اشہر واضح جواز ست (ج۳ص۲۹۸) یعنی لکھے ہوئے تعویذ کو گلے میں لٹکانا درست ہے کوئی مضائقہ نہیں۔زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ جائز ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ نے بھی اس فتویٰ کی تائید کی ہے۔(فتاویٰ نذیریہ ج۳ص۳۹۹)

نام کتاب:۔انوار التوحید..... مولف:۔حضرت مولانا حکیم محمد صادق صاحب رحمہ اللہ (سیالکوٹی)
ناشر:۔نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

اسماء الحسنیٰ کے مجرب وظائف

اسم ذات سے ہر پریشانی سے چھٹکارا:۔ شرک کے بے شمار قسموں سے ذہن، تصور، خیال، ضمیر، ارادہ، قول وفعل کو پاک کر کے جو کوئی اسم "اللہ" کو بکثرت پڑھے گا یقین وایمان کی فضا میں اس کی روح کی پرواز بہت بلند ہو جائے گی اور توحید کے کیف سے اللہ کے سوا دنیا و مافیہا اس کو ہیچ دکھائی دے گی نہ صرف واجب الوجود کی اصل محبت کے آگے غیر اللہ کی محبت گرد راہ ہو جائے گی بلکہ ذات بے ہمتا کی سروری کے آگے فانی سرداریاں طلسم ہیچ مقداری نظر آئیں گی۔دوئی کی ظلمتیں مٹ کر سینہ وحدت کے نور سے دل معمور ہوگا اور آئینہ دل پر الوہیت کا پرتوَ اسرار کے دروازے کھول دے گا اور اسم ذات کا عامل بنیادی زندگی کی ذمہ داریوں سے بہ احسن وجوہ سرخرو ہو کر فقر اور توحید کی معراج کو پالے گا۔

اسماء اللہ کے پڑھنے کے تعداد تو قرآن وحدیث میں بیان نہیں ہوئی ہر شخص اپنے مشاغل سے جس قدر وقت نکال سکے اس کی رعایت کو مدنظر رکھ کر پڑھ لیا کرے۔(انوار التوحید ص۵۶)

کن فیکونی طاقت کا حصول:۔ بزرگان دین اور سلف صالحین سے اسماء کی دعوتیں اور ان کے پڑھنے کے تعداد اور پرہیزیں منقول ہیں ان کے معمولات سے جو استفادہ کرنا چاہے کر لے مثلاً اسم ذات صبح کی نماز کے بعد ایک ہزار بار روزانہ پڑھا کریں پوری پرہیز کے ساتھ صرف چند ماہ پڑھنے پر اس کے اثرات آپ مشاہدہ کرنے لگ جائینگے اور پھر مداومت کرنے سے اس کی کن فیکونی طاقتیں اور کفایت وکفالت کے کرشمے معراج ایمان اور ازدیاد ایقان کا موجب ہوں گے۔(انوار التوحید ص۵۶)

الرحمٰن الرحیم کا آزمودہ وظیفہ:۔رحمٰن کے بے پایاں مہربانی اور عنایت کے سہارے مشرکوں، کافروں، باغیوں، ظالموں اور

فاسقوں، فاجروں کو روزی مل رہی ہے پانی، ہوا اور رزق پہنچ رہا ہے، زانی، شرابی، اوباش اور بدمعاش اس کی انواع واقسام کی نعمتوں سے بہرہ ور ہیں۔ اس کی لامتناہی رحمانیت ہی ساری مخلوق کو رزق، روزی تندرستی صحت شفاء عطا کرنے اور اس سے دکھ درد، مرض، کرب، بھوک اور آفات وآلام کے دور کرنے کی ضامن ہے اگر کوئی بدبخت حسد وبغض یا رقابت کی بناء پر کسی شریف آدمی کی ہتک عزت کرے برا بھلا کہے گالی گلوچ دے، بے عزتی کرے، اس کی بیوی اور عیال کی بے آبروئی کرے، طرح طرح کے مالی اور جانی نقصان پہنچانے کے درپے رہے، اسے بے عزت کرنے اور جان کو خطرے میں ڈالنے کی پوری پوری سعی کرے اور شب وروز عملاً دشمنی اور عداوت کا ثبوت دے تو کیا وہ شخص اس کو اعلیٰ درجہ کے کھانے کھلانے کو تیار ہوگا۔ (انوار التوحید ص ۵۷)

1100 مرتبہ پڑھنا کامیابی کی کنجی:۔ ''الرحمٰن الرحیم'' کی دعوت (ورد وظیفہ) سے دل کی قساوت، غفلت، سیاہی دور ہو کر رقت، نرمی، بیداری پیدا ہوتی ہے اور یاد الٰہی کی توفیق ملتی ہے ان اسماء کا وظیفہ کرنیوالے پر خدا تعالیٰ اپنی تمام خلق کو مشفق، ہمدرد، غم خوار اور مہربان بنا دیتا ہے پوری پرہیز اور تخلیق کے ساتھ جو شخص گیارہ سو بار ''یارحمٰن یارحیم'' ہر روز پڑھے گا چند ماہ کے بعد خدا کی رحمت کی برکھا برستی دیکھے گا۔ (انوار التوحید ص ۵۹)

''الملک القدوس'' کا مجرب عمل:۔ اس وظیفہ کی مداومت مرد مومن کو چودھویں رات کا چاند بنا کر چمکائے گی، عزت، بزرگی، اور تونگری اس کی غلامی کا دم بھریں گی اور امراء اور روسا اور احکام اس اس کے مطیع ہوں گے بھلا جو کوئی بادشاہ حقیقی الملک کو پکارے وہ کیوں نہ اس کو خاک ذل سے اٹھا کر تخت عزت پر بٹھائے۔

''القدوس'' سے دل کی صفائی:۔ القدوس کی دعوت دل کو پاک اور صاف کرتی ہے اور اس سے نفس کو طہارت حاصل ہوتی ہے تین سو ساٹھ مرتبہ روزانہ پڑھنے سے دل بدیوں اور برائیوں سے نفرت کرنے لگتا ہے اور خیالات پاک اور ذہنیت صاف ہو جاتی ہے۔

''السلام'' کا مجرب عمل:۔ خدا تعالیٰ کو ''السلام'' ماننے والے پر لازم ہے کہ اس کی زبان اور ہاتھ کی ایذاؤں سے مسلمان سلامت رہیں وہ کوشش کرے کہ ''السلام'' کا بندہ ہو کر سن رشد سے لے کر تا دم واپسیں اشراک واحداث کفر وطغیان بدیوں بدکاریوں اور ہر قسم کے گناہوں سے سلامت رہے، بچے اور قیامت کے روز ''السلام'' کے حضور قلب سلیم لے کر پیش ہو۔ ''السلام'' کی دعوت ہر قسم کی روحانی اور جسمانی بیماریوں کے لئے موجب شفاء ہے اس کے پڑھنے سے دل سے خوف وہراس دور ہو جاتا ہے تین سو بار روزانہ پڑھنے سے سلامتی قلب کے آثار محسوس ہونے لگیں گے۔

''المومن'' کا مجرب عمل:۔ ''المومن'' کی خاصیت کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ برائی، بدی، شرارت، تکلیف اور نقصان پہنچانے سے خدا کی خلقت کو مامون ومحفوظ رکھے۔ ''المومن'' کی دعوت عامل کو اللہ کی امان میں رکھے گی کوئی اس پر غلبہ نہ پائے گا ہر طرح کی برائی اور تکلیف سے امن حاصل رہے گا لوگ اس کی عزت کریں گے اور مطیع ہوں گے پانصد بار روزانہ پڑھا کریں۔

''المھیمن'' سے اسرار الٰہی جاننے کا عمل:۔ ''المھیمن'' ہر چیز کا نگہبان اس صفت سے تخلق کرنے کا اقتضا یہ ہے کہ آدمی اپنے تئیں نگاہ رکھے تمام بری عادتوں خصلتوں شرکیہ عقیدوں اور باطل خیالوں سے اور حفاظت کرے تمام فرائض خداوندی کی اور نگرانی کرے تمام اعضاء وقوئے کی کہ وہ خدا کی نافرمانی نہ کریں۔ ''المھیمن'' کو کثرت سے پڑھنے والے پر اسرار الٰہی کے دروازے کھلتے ہیں اور آفات و بلیات سے پناہ ملتی ہے تین صد بار روزانہ پڑھنے پر مداومت کریں۔

''العزیز'' سے عزت وعروج حاصل کریں:۔ ''العزیز'' بے مثل غالب کہ اس پر کوئی غالب نہیں ہے آدمی اپنی تمام حرص وہوا خواہشات نفس اور شیطانی وساوس پر غلبہ پائے اور خلق سے بے نیاز ہو کر اپنی ذات کو عزت بخشے توحید کو شرک پر اور سنت کو بدعت پر غالب کرے نیکی سے بدی کو مٹائے۔ العزیز کے پڑھنے سے عزت اور مرتبہ حاصل ہوتا ہے خلق کی محتاجی سے نجات ملتی ہے اگر کوئی مرتبہ سے گرا ہو

اس کو بکثرت پڑھے گا تو اسے ذلت کے بعد عزت اور عروج حاصل ہو گا انشاء اللہ۔ تین صد بار روزانہ پڑھا کریں۔

"الجبار" سے ظالموں سے حفاظت:۔ آدمی کو چاہیے کہ اپنی جان کے نقصان اور نفس کے بگاڑ کو شریعت کے فضائل کے ساتھ درست کرے اور طبع سرکش کو خدا کے خوف سے رام کرے اور ہمیشہ اپنی مرضی کو خدا کی مرضی کے تابع رکھے جب اس کی خواہش کے مطابق کام نہ ہو تو سمجھ لے کہ خدا کا ارادہ پورا ہوا ہے پھر اپنے ارادہ کو خدا کے ارادہ پر قربان کر کے خوش ہو جائے۔ الجبار کا ورد ظالموں کے شر سے بچنے کے لئے تریاق لا مثال ہے اس پر مداومت رکھنے سے لوگوں کی بدگوئی غیبت اور بہتان سے امان ملتی ہے اور خلقت کے دل میں اس کی ہیبت بیٹھتی ہے۔

"المتکبر" سے عاجزی حاصل کریں:۔ المتکبر کی دعوت سے نفس رام ہوتا ہے تکبر مٹتا ہے اور عاجزی آتی ہے خلقت پر دبدبہ پڑتا ہے۔

"الخالق" سے دل کا نور حاصل کریں:۔ الخالق پیدا کرنے والا مشیت کے موافق اندازہ کرنے والا بندہ مومن پر لازم ہے کہ وہ تمام زندگی ایسے کام کرے جن سے اس کا خالق خوش ہو۔ الخالق کو بکثرت پڑھنے سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے جس کے اثر سے چہرہ بھی روشن اور نورانی ہو جاتا ہے اور تمام کاموں کے کرنے میں اس کو طاقت اور قوت میسر آتی ہے۔

"الباری" سے بگڑے ہوئے کام سنواریں:۔ "الباری" بنانے والا اس اسم کے پڑھنے سے آدمی کے تمام کام درست ہوتے ہیں بگڑے ہوئے امور سنور جاتے ہیں بندہ باری کو چاہیے کہ وہ کوئی کام شریعت کے خلاف نہ کرے اور اس کی کاریگری میں فکر کیا کرے۔

"المصور" سے کام میں آسانی:۔ "المصور" کو بکثرت پڑھنے سے دشواریاں آسانی کی صورت اختیار کرتی ہیں بانجھ عورت ایک سوا ایک بار ہر روز پڑھ کر پانی پر دم کر کے چالیس روز پیئے۔ تو "المصور" اسے چاند سا بچہ عطا کرے انشاء اللہ۔

"الغفار" گناہوں کی معافی کا ذریعہ:۔ اس کو پڑھنے سے آدمی کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور خدا کا قرب نصیب ہوتا ہے اس اسم سے بندہ کو یہ تعلیم ملتی ہے کہ وہ لوگوں کے عیبوں کو ڈھانکے اور قصور معاف کیا کرے۔

"القہار" بدخواہوں سے نجات کا ذریعہ:۔ اس کے غلبہ سے تمام مخلوق تھر تھر کانپتی ہے اس کے پڑھنے سے مہمیں اور دشواریاں آسان ہوتی ہیں اور دشمن حاسد اور بدخواہ سرنگوں رہتے ہیں۔

"الوھاب" غیبی خزانوں کا ذریعہ:۔ "الوھاب" بڑا دینے والا بغیر عوض کے بہت عطا کرنے والا الفقر، فاقہ میں مبتلا شخص اگر اس اسم کو ایک ہزار بار روزانہ بعد نماز عشاء پڑھے متواتر تین ماہ تک روزانہ پڑھتا رہے تو خدا کی دین اور عطا دیکھ کر حیران رہ جائے۔ رزق کی فراخی کے دروازے اس پر کھلیں اور اس کی محتاجی و تنگی دور ہو جائے۔ یہ اسم مسلمان سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ بلا غرض اپنی جان و مال خدا کی راہ میں خرچ کرے۔

"الرزاق" بکثرت رزق کا ذریعہ:۔ جو کوئی الرزاق کو بکثرت پڑھے گا ظاہر اور باطنی رزق سے حصہ وافر پائے گا۔

"الفتاح" مشکل کشائیوں کا ذریعہ:۔ اس اسم کے پڑھنے سے حاجت روائیوں اور مشکل کشائیوں کے دروازے کھلتے ہیں اور دل کا زنگ دور ہو کر اس میں جلا آتی ہے شرح صدر کی نعمت ملتی ہے۔

"العلیم" پوشیدہ بھید جاننے کا ذریعہ:۔ اس اسم کو بکثرت پڑھنے سے خدا کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور کئی پوشیدہ بھید اس پر کھلتے ہیں۔

"الباسط" فراوانی کیلئے:۔ "الباسط" دلوں کا فراخ کرنے والا اور روزی کا کشادہ کرنے والا ہزار بار اس اسم کا پڑھنا روزی کو کشادہ کرتا ہے اور رزق فراواں نیز اس کے ورد سے دل کی حالت قبض حالت بسط میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

"الخافض":۔ اس کے بکثرت پڑھنے سے دشمن مغلوب ہوتا ہے۔

"الرافع" کا مجرب وظیفہ:۔ اس کے پڑھنے سے خدا تعالیٰ عامل کو خلقت میں سے چن لیتا ہے اور لوگوں سے اس کو بے نیاز کر دیتا ہے۔

"المعز" کا مجرب وظیفہ:۔ اس کا پڑھنے والا خلقت کی نظر میں نہایت عزت اور وقار کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور لوگوں پر اس کی

ہیبت طاری رہتی ہے اس کی تعلیم یہ ہے کہ جو لوگ علم و عمل کی وجہ سے خدا کے نزدیک معزز ہیں ان کو عزیز جاننا چاہیے۔

"السمیع" کا مجرب وظیفہ:۔ "السمیع" کو بکثرت پڑھنا مستجاب الدعوات بناتا ہے بندہ کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور" البصیر" کے پڑھنے والے پر خدا کی خاص نظر عنایت ہوتی ہے۔

"الحکم" کا مجرب وظیفہ:۔ الحکم کی دعوت انسان کو غیر اللہ سے بے خوف کر دیتی ہے اور اس کے دل کو گنجینہ اسرار الٰہی بنا دیتی ہے۔

"العدل" کا مجرب وظیفہ:۔ العدل کی دعوت افراط و تفریط سے بچاتی اور خلق کو مسخر کرتی ہے۔

"اللطیف" کا مجرب وظیفہ:۔ رنج، غم، دکھ درد، فقر، فاقہ، حیرانی پریشانی اور تمام مہمات میں اس کی دعوت اکسیر اعظم کی حکم رکھتی ہے تین ہزار بار بعد نماز عشاء پڑھا کریں چند دنوں میں اس کے اسرار کھلنے لگ جائیں گے۔

"الخبیر" کا مجرب وظیفہ:۔ نفس امارہ سے نجات پانے کے لئے اس اسم کی دعوت اہل اللہ کے نزدیک مجرب ہے۔

"الحلیم" کا مجرب وظیفہ:۔ الحلیم کی دعوت سے دل میں ایک نور پیدا ہوتا ہے جس سے بغض و عناد، شر و طغیان اور ظلم و استبداد کی تاریکیاں ناپید ہو جاتی ہیں۔

"العظیم" کا مجرب وظیفہ:۔ اس کی دعوت آدمی کی خلقت میں بزرگ بناتی ہے۔

"الغفور" کا مجرب وظیفہ:۔ اس کی دعوت سے دل کی سیاہی دور ہو جاتی ہے۔

"الشکور" کا مجرب وظیفہ:۔ اعضاء قویٰ کی نعمتوں کا اطاعت سے احسان مانیں اور تمام مادی اور روحانی نعمتوں کی بھی اس کی فرمانبرداری کرتے ہوئے قدر کریں حتیٰ کہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے احسان کا شکر بجالائیں معیشت کی تنگی کے لئے الشکور کی دعوت تریاق ہے۔

"العلی" کا مجرب وظیفہ:۔ العلی کی دعوت بے وقعتی کو عزت اور بزرگی میں بدل دیتی ہے۔

"الکبیر" کا مجرب وظیفہ:۔ الکبیر کی دعوت دنیا میں مرتبہ کی بلندی بخشتی ہے۔

"الحفیظ" کا مجرب وظیفہ:۔ اس کی دعوت محفوظ رکھتی ہے نظر بد سے حوادثات سے اور جمیع آفات و بلیات سے۔

"المقیت" کا مجرب وظیفہ:۔ المقیت ابدان اور ارواح کو غذا دینے والا بدن اور روح کے لئے وہی قوت پیدا کرتا اور پہنچاتا ہے اور زندگی رواں دواں ہے جب اس کو مقیت مان لیا تو پھر قوت غذا اور روزی رزق کا داتا بھی اسی کو تسلیم کرنا چاہیے عبادات کی توفیق روح کی قوت ہے اور بے شمار اغذیہ بدن کی غذا ہے یہ صفت سوائے اللہ مقیت کے اور کس میں ہے۔ اس کے ورد سے روح کی پرواز تیز اور بلند ہو جاتی ہے توفیق خیر میں برکت اور زیادتی نصیب ہوتی ہے اور رزق بہت وسعت سے ملتا ہے۔

"الحسیب" کا مجرب وظیفہ:۔ ہر وقت اس کی کفایت پر تکیہ رکھنا چاہیے چشم زخم کے لئے یہ اسم پر تاثیر ہے۔

"الجلیل" کا مجرب وظیفہ:۔ الجلیل بزرگ قدر۔ وہ ایسا بزرگی والا ہے کہ کوئی اس کی بزرگی کو نہیں پہنچ سکتا ہمیں اپنے کردار کو نکھار کر اسے اچھی صفتوں سے آراستہ کرنا چاہیے اس طرح کی شرافت کے معیار پر پورا اترے الجلیل کی دعوت سے خلق توقیر اور تعظیم کرتی ہے۔

"الکریم" کا مجرب وظیفہ:۔ الکریم کرم کرنے والا بڑا دینے والا کہ اس کی دین تمام نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کے خزانوں میں کمی آتی ہے بیشک اس کا کرم لامثال اور اس کی عطا لاجواب ہے اس کے پڑھنے والے کو خدا تعالی ہر طرح سے مکرم اور معزز بنا دیتا ہے۔

"الرقیب" کا مجرب وظیفہ:۔ اس اسم کی دعوت آفتوں بلاؤں اور دشمنوں کی شرارتوں سے محفوظ رکھتی ہے۔

"المجیب" کا مجرب وظیفہ:۔ اس کی دعوت بندہ کو مستجاب الدعوات بناتی ہے۔

"الواسع" کا مجرب وظیفہ:۔ اس کے وظیفہ سے قناعت اور برکت کی دولت ملتی ہے۔

"الحکیم" کا مجرب وظیفہ:۔ اس اسم کی دعوت سے ایسی مہمات سرانجام پاتی ہیں جن کا کوئی حل نظر نہ آتا ہو۔

"الودود" کا مجرب وظیفہ:۔ الودود کی دعوت عامل کو لوگوں میں چودھویں رات کے چاند کی طرح محبوب بنا دیتی ہے اور محبوب حقیقی کا پیار ہر وقت عامل کے شامل حال رہتا ہے۔

"المجید" کا مجرب وظیفہ:۔ اس کی دعوت سے آدمی اپنے ہم جنسوں میں عزت وحرمت پایا ہے۔

"الباعث" کا مجرب وظیفہ:۔ الباعث قبروں سے مردوں کو زندہ کر کے اٹھانے والا غافلوں کے دلوں کو بیدار کرنے والا الباعث کی قدرت سے ہی قیامت کے دن تمام مردے جی اٹھیں گے اور قیامت کے روز مردوں کو اٹھانے کا ثبوت باعث برحق حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کے معجزہ کی صورت میں اس جہان میں بھی دے چکا ہے۔قم باذن اللہ۔ میں الباعث کی قدرت ہی کارفرما تھی۔اوراس کے علاوہ بے شمار دلوں کی میتوں کو بھی اس نے زندگی بخشی ہے اللہ کی اس صفت میں ہے کوئی شریک حاشا وکلاء اس شرک کا تصور بھی نہیں آسکتا الباعث کے بکثرت پڑھنے سے دل کی سستی غفلت اور مردنی دور ہو کر اس میں روح رحمت آجاتی ہے۔

"الشھید" کا مجرب وظیفہ:۔ اللہ کی اس صفت حاضر ونظر اور ہر جگہ موجود ہونے میں ہے کوئی اس کا شریک ہرگز نہیں اس اسم کو سوبار پڑھ کر پانی پر دم کر کے نافرمان اور غیر صالح اولاد کو روزانہ پلائیں شاہدلا زوال اس کو فرمانبردار اور صالح بنادے گا۔انشاءاللہ۔

"الحق" کا مجرب وظیفہ:۔ اسکی دعوت ہر طرح کی قید وبند سے رہائی دلاتی ہے اور نقصانوں کی تلافی کا موجب ہے۔

الوکیل'' کا مجرب وظیفہ:۔ اس اسم کی دعوت زندگی کی تمام مشکلات کا حل ہے خوف وہراس اور دہشت کے وقت الوکیل کو پکارنا امن وامان پانا ہے۔

"القوی المتین" کا مجرب وظیفہ:۔ دشمن کی قوت توڑنے اور مناصب عالیہ پانے کے لئے ان اسماء کی دعوت کامیاب ہے۔

"الولی" کا مجرب وظیفہ:۔ اس کی دعوت سے طبیعت میں صلاحیت آتی ہے۔

"الحمید" کا مجرب وظیفہ:۔ اس سے یوں خلق پکڑیں کہ ایسا عمدہ کردار اور اخلاق فاضلہ حاصل کریں کہ خدا بھی خوش ہو اور اس کی مخلوق بھی تعریف کرنے لگے اس نیت سے نیک نہ بنیں کہ لوگ تعریف کریں بلکہ نیکیاں اور اعمال خیر خدا کی رضا کی خاطر کمائیں اس اسم کی دعوت آدم کو پسندیدہ افعال اور صاحب کردار بنا دیتی ہے۔

"المحصی" کا مجرب وظیفہ:۔ المحصی کے صفاتی نور سے اپنے گناہوں کو دیکھو گنو اور شمار کرو اور پھر توبہ واستغفار کرو اور پھر اس کی نعمتوں کو شمار کرو اور گنو جب ان کے شمار اور احصاء سے عاجز آ ؤ تو رو رو کر جناب میں شکر کرو جتنا کر سکو اس کی دعوت ہر طرح کے مصائب وآلام کے گھیروں سے نجات دیتی ہے۔

"الحی" کا مجرب وظیفہ:۔ الحی کی دعوت سے صحت اور عمر میں برکت اور ثبات اور طاقت اور قوت آتی ہے۔

"القیوم" کا مجرب وظیفہ:۔ القیوم کے ورد سے زندگی کو جسمانی اور روحانی طور پر سہارا ملتا ہے۔

"الماجد" کا مجرب وظیفہ:۔ اس اسم کی دعوت انسان کے ظاہر اور باطن کو نور علیٰ نور بنا دیتی ہے۔

الواحد" الاحد کا مجرب وظیفہ:۔ ان اسماء کی دعوت سے بندہ کو قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے اور دل سے غیر اللہ کا خوف مٹ جاتا ہے۔

"الصمد" کا مجرب وظیفہ:۔ بھوک، تنگ اور فقر وفاقہ سے نجات پانے کیلیے اس اسم کو دو ہزار بار روزانہ پڑھنا چاہیے متواتر جاری رکھیں خدا اس قدر رزق اور مال دے گا کہ بندہ حیران رہ جائے گا حتیٰ کہ خدا اس کو خلق سے بے نیاز کر دے گا۔

"المغنی" کا مجرب وظیفہ:۔ اس اسم کو گیارہ سو بار روز بعد نماز صبح پڑھنے سے ظاہری اور باطنی غنا کی دولت نصیب ہوتی ہے

متواتر جاری رکھنا چاہیے۔

"النور" کا مجرب وظیفہ:۔ النور ایک ہزار بار روزانہ دعوت دل کو روشن کرتی ہے اور اس سے تخلق کے تقاضے سے ہر مسلمان کو ایمان و عرفان اور اعمال صالح کے نور سے اپنے سینے میں اجالا کرنا چاہیے۔

"الھادی" کا مجرب وظیفہ:۔ الہادی کی دعوت انسان کو خدا کا عرفان بخشتی ہے۔

"البدیع" کا مجرب وظیفہ:۔ لاعلاج قسم کی مہم اور مشکل غم اور اندوہ میں البدیع کی دعوت کامرانی میں ہاتھوں پر سرسوں جمانے کے مترادف ہے ہر روز ہزار بار قبلہ رو ہو کر پڑھا کریں۔

"الرشید" کے ذریعے مشکلات کا حل:۔ الرشید نیک راہ بتانے والا جہان کا رہنما وہ اللہ الرشید ہی ہے جو نفس انسانی کو اپنی تابعداری پر لگاتا اس کے دل میں معرفت بھرتا اور طائر لاہوتی کو اپنی محبت کی فضا میں اڑنے کی طاقت بخشتا ہے نیکیاں کرانے اور اپنی راہ چلانے کے لئے بندہ کے دل میں الرشید ہی عزائم پیدا کرتا اور اس کے ارادوں کے خاکے میں رشد کا رنگ بھرتا ہے اس اسم کی دعوت مشکلات کا حل ہے۔

"الصبور" کا مجرب وظیفہ:۔ رنج، درد، مصیبت اور مشقت میں اس اسم کو پڑھنے سے اطمینان ملتا ہے اور سکون حاصل ہوتا ہے۔(انوار التوحید)

نام کتاب:۔فضائل اہلحدیث.... مصنف:۔علامہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ
المتوفی ۴۶۳ھ کی مایہ ناز کتاب شرف اصحاب الحدیث کا اردو ترجمہ
ناشر:۔جمیعت اہلحدیث ضلع گوجرانوالہ.... طابع:۔خالد گھر جاکھی، گھر جاکھ، گوجرانوالہ
اشاعت فنڈ صرف ایک روپیہ

ولی باکمال الامام ابوبکر الخطیب البغدادی رحمہ اللہ

تعارف:۔ ابوبکر نام احمد بن علی لقب خطیب وطن بغداد پیدائش ۳۹۲ھ انتقال ۴۶۳ھ۔

امام ذہبی رحمہ اللہ تذکرۃ الحافظ (جلد صفحہ ۳۱۲) میں فرماتے ہیں کہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ بڑے حافظ امام شام و عراق کے محدث تھے۔

ان کے شاگرد ابن ماکولا کہتے ہیں کہ خطیب رحمہ اللہ حدیث نبوی ﷺ کی معرفت وحفظ وضبط واتقان اور حدیثوں کی علتوں اور سندوں کے جاننے اور صحیح وغریب مضر ومنکر اور ساقط کے معلوم کرنے میں ان کے پچھلے خاص لوگوں میں سے تھے جن کا میں نے مشاہدہ کیا ہے۔امام دارقطنی رحمہ اللہ کے بعد خطیب جیسا کوئی محدث نہیں پیدا ہوا اور شاید خطیب رحمہ اللہ حدیث کو پہچاننے اور یاد رکھنے میں امام دارقطنی رحمہ اللہ کے مثل تھے۔حافظ سمعانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ خطیب رحمہ اللہ ہیبت ووقار والے ثقہ مستعد خوشخط بڑے ضابط اور فصیح تھے۔حافظوں کا ان پر خاتمہ ہو گیا۔ابن شافع رحمہ اللہ نے کہا کہ علوم حدیث میں حفظ واتقان کا خطیب رحمہ اللہ پر خاتمہ ہو گیا۔سمعانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ خطیب رحمہ اللہ کی ۵۶ تصنیفات ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ تاریخ ابن خلکان میں مرقوم ہے کہ خطیب رحمہ اللہ کی قریب سو کے تصنیفات ہیں اور اگر ان کی تصنیف سوا تاریخ بغداد کے اور کوئی بھی نہ ہوتی تو صرف یہ تاریخ ہی ان کے علم وفضل اور وسعت معلومات کی شہادت کے لئے کافی تھی تذکرۃ الحفاظ میں آپ کی بعض تصانیف کے نام بھی ہیں۔(فضائل اہلحدیث:ص 9,8)

متوکل صوفیاء کی طرح کیفیت استغنا:۔ فضل بن عمر نسوی رحمہ اللہ کہتے ہیں میں جامع صور میں امام خطیب رحمہ اللہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک علوی آیا اور امام صاحب سے عرض کی کہ یہ تین سو دینار ہیں آپ اسے قبول فرمائیے اور اپنی ضرورت میں خرچ کریں آپ نے نہایت

لا پرواہی سے انکار کر دیا اس نے ان دیناروں کو آپ کی جانماز پر ڈال دیا آپ جھلا کر جانماز جھاڑ کر وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ شخص اپنا سامنہ لے کر اپنے دینار سمیٹ کر چل دیا۔

ابوذکریا تبری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں جامع دمشق میں پڑھتا تھا اور مسجد ہی کے ایک حجرہ میں رہتا تھا کبھی کبھی امام خطیب رحمہ اللہ میرے پاس تشریف لاتے ادھر ادھر کی کچھ باتیں کر کے مجھ سے فرماتے دیکھو بھائی ہدیہ قبول کرنا بھی مسنون طریقہ ہے یہ کہہ کر ایک پڑیا میرے سامنے رکھ کر چلے جاتے میں اسے کھولتا تو اس میں پانچ اشرفیاں نکلتیں جو آپ مجھے قلم دوات کے خرچ کیلئے دیے جایا کرتے تھے آپ خوش آواز و بلند لہجہ تھے جس وقت جامع مسجد میں احادیث پڑھتے تھے تو مسجد گونج اٹھتی تھی الفاظ حدیث کے اعراب ظاہر کر کے نہایت صحت کے ساتھ پڑھتے تھے۔(فضائل اہلحدیث:ص10,9)

ولی کامل کے پڑوس میں تدفین کی خواہش:۔ حج کے زمانہ میں جب آپ چاہ زمزم کے پاس پہنچتے ہیں تو اس حدیث کو یاد کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زمزم کا پانی جس مقصد کیلئے پیا جائے اسے پورا کرتا ہے آپ تین مقصد دل میں رکھتے ہیں اور تین مرتبہ زمزم کا پانی پیتے ہیں ایک تو یہ کہ تاریخ بغداد آپ لکھ سکیں دوسرے یہ کہ بغداد کی مشہور جامع منصور میں آپ درس حدیث دیں تیسرے یہ کہ بشر حافی رحمہ اللہ جو (کہ کبار صوفیا میں سے تھے) کے پڑوس میں آپ دفن ہوں آپ کی یہ تینوں دعائیں قبول ہوئیں۔(فضائل اہلحدیث:ص11,10)

طے الوقت کی بدولت اعمال میں برکت:۔ دس ضخیم جلدوں میں آپ نے تاریخ بغداد لکھی جس کے ایک حصہ کو جو حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق ہے چھپ چکا ہے اور اس کا اردو ترجمہ بھی ہو گیا ہے جامع بغداد کے آپ مدرس بنے اور انتقال کے بعد آپ کی تربت بھی وہیں ہوئی جہاں آپ کی دعا تھی۔ ہر دن رات میں آپ ایک مرتبہ قرآن کریم ختم کیا کرتے تھے اور ترتیل کے ساتھ پڑھا کرتے تھے اور لوگوں کو حدیث بھی پڑھایا کرتے تھے۔(فضائل اہلحدیث:ص11)

صوفیاء کے زہد و قناعت کی مثال:۔ یہ ایک واقعہ ہی نہیں اس جیسے بیسیوں واقعات نے دنیا کو مجبور کر دیا تھا کہ وہ باور کر لیں کہ حضرت امام خطیب رحمہ اللہ اپنے زمانے کے بے مثل امام اور زبردست علامہ اور لا ثانی محدث تھے باجود اس علم و فضل اور زہد و قناعت بے نفسی اور بے غرضی کے آپ بڑے سخی تھے محدثین اور طلبہ حدیث کے ساتھ عموماً سلوک کرتے تھے۔ انتقال سے پہلے اپنا تمام مال محدثین پر تقسیم کر دیا اپنی تمام کتابیں راہ للہ میں وقف کر دیں علم وحدیث کے تقریباً ہر فن میں آپ کی کوئی نہ کوئی تصنیف ہے۔ آپ کی تصانیف کی عام مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ آج تمام علماء اور طلباء ان کے یکسر محتاج ہیں مخلوق ان کی تصانیف کی طرف جھکی ہوئی ہے۔(فضائل اہلحدیث:ص13,12)

بشر حافی رحمہ اللہ کے پڑوس میں تدفین:۔ امام خطیب رحمہ اللہ ماہ رمضان کے نصف میں ۴۶۳ھ میں بیمار ہوئے اول ذی الحجہ کو حالت نازک ہو گئی اور ۷ ذی الحجہ کو انتقال ہو گیا جنازہ کی نماز قاضی ابو الحسین رحمہ اللہ نے پڑھائی اور آپ اپنی مقبول دعا اور دلی تمنا کے مطابق بشر حافی رحمہ اللہ کی قبر کے پاس دفن کیے گئے ان کے جنازے کے آگے ایک جماعت یوں پکارتی جاتی تھی یہ وہ شخص ہے جو حدیث نبوی ﷺ سے اعتراض کو دفع کرتا تھا یہ وہ بزرگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے کذب کو دور کرتے تھے یہ وہ ہیں جو حدیث پیغمبر ﷺ کے حافظ تھے ان کا جنازہ اٹھانے والوں میں ابو اسحاق شیرازی رحمہ اللہ بھی تھے۔(فضائل اہلحدیث:ص13)

صوفیائے کرام کی غیبی رہنمائی کا محدثین سے ثبوت

مبارک زیارتیں:۔ علی بن حسین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ خطیب کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ ایک شخص میرے سامنے کھڑا ہے میں نے اس سے خطیب کا حال پوچھا اس نے کہا وسط جنت میں جاؤ وہاں نیکوں سے ملاقات ہوتی ہے۔(فضائل اہلحدیث:ص13,12)

(2) رمیلی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ربیع الاول کی بارہویں کو ۴۶۳ھ میں بغداد میں سویا ہوا تھا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ہم لوگ عادت سابقہ

کے مطابق امام خطیب رحمہ اللہ کے پاس تاریخ بغداد پڑھنے کو جمع ہیں شیخ نصر مقدسی رحمہ اللہ خطیب رحمہ اللہ کے دائیں جانب ہیں اور ان کے دائیں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں آپ تاریخ بغداد سننے کو تشریف لائے ہوئے ہیں تو میں نے کہا کہ یہ ابوبکر خطیب رحمہ اللہ کی بزرگی کی دلیل ہے نیز بعض صلحاء نے خواب میں دیکھ کر آپ کا حال پوچھا آپ نے جواب دیا کہ آرام وآسائش اور نعمت والی جنت میں ہوں۔(فضائل اہلحدیث:ص14)

بارگاہ رسالت میں امام حنبل رحمہ اللہ کی برکت:۔ احمد بن رحمہ سنان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ دو جماعتوں کے درمیان تشریف فرما ہیں ایک حلقہ میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ہیں اور دوسرے میں ابن ابی داؤد رحمہ اللہ، اور نبی ﷺ قرآن کی آیت ’فان یکفر بھا ھولا‘‘ یعنی اگر یہ لوگ اس کے ساتھ کفر کریں پڑھتے ہیں اور آپ اشارہ کرتے ہیں ابن ابی داؤد اور ان کے ساتھیوں کی طرف جو اہل الرائے تھے پھر پڑھتے ہیں، فقد و کلنا بھا قوما لیسو بھا بکافرین‘‘ یعنی ہم نے ایک ایسی قوم بھی اس کی طرفدار بنائی ہے جو اس کے ساتھ کبھی سفر نہیں کرے گی اور آپ اشارہ کرتے ہیں حضرت امام احمد رحمہ اللہ اور ان کے ساتھیوں کی طرف۔(فضائل اہلحدیث:ص24)

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کو مبارک بشارت:۔ قاسم بن نصر مخرمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ آرام فرما رہے ہیں اور امام یحییٰ بن معین محدث رحمہ اللہ آپ کے سرہانے کھڑے ہوئے مورچھل جھل رہے ہیں صبح آ کر وہ اپنا یہ خواب ذکر کرتے ہیں تو امام صاحب نے فرمایا اس کی تعبیر ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر سے جھوٹی باتوں کو ہم دفع کرتے ہیں۔(فضائل اہلحدیث:ص45)

اہلحدیث ابدال اور اولیاء اللہ ہیں

صالح بن محمد رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر اہل حدیث ابدال نہیں تو میں نہیں جان سکتا کہ ابدال اور کون ہوتے ہیں؟ امام صالح رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں عدالت والا وہ ہی نہیں جو مال جان اور عزت پر عدل کرے بلکہ ان سے بھی بڑھ کر عدالت والا وہ ہے کہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرے تو وہ مان لی جائے اسے اس میں سچا اور عادل جانا جائے۔ امام حمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر اہل حدیث ابدال نہیں تو پھر ابدال اور کون ہوں گے؟

خلیل بن احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر قرآن وحدیث والے بھی اولیاء اللہ نہیں تو جان لینا چاہئے کہ زمین اولیاء اللہ سے خالی ہے۔

دعا سے عمر بڑھنا:۔ امام ابن عیینہ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ میری اتنی عمر صرف اہلحدیث کی دعاؤں سے ہوئی ہے۔

(فضائل اہلحدیث:ص49,48)

حضرت ابراہیم بن ادھم کا ذوق حدیث:۔ حضرت ابراہیم ادھم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ سے فرمایا: بیٹا تم حدیث سیکھو اور یاد کرو ایک ایک حدیث کے یاد کرنے پر تمہیں ایک ایک درہم انعام دوں گا چنانچہ میں نے اسی طرح حدیثیں یاد کیں۔

(فضائل اہلحدیث:ص58.57)

امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ کا ذوق حدیث

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سوال ہوتا ہے کہ ایک شخص نفلی روزوں اور نفلی نمازوں میں مشغول ہے اور دوسرا شخص حدیث کے لکھنے میں مشغول ہے فرمایئے آپ کے نزدیک کون افضل ہے؟ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا حدیث شریف کا لکھنے والا۔ سائل نے کہا آپنے اسے اس پر فضیلت کیسے دیدی فرمایا اس لیے کہ کوئی یوں نہ کہے کہ لوگوں کو ہم نے ایک چیز پر پایا اور ان کے ساتھ ہو لئے۔(فضائل اہلحدیث:ص69,68)

صوفیاء کرام کی بشارتوں کا محدثین سے ثبوت

حضرت خذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نبوت تو گئی میرے بعد نبوت باقی نہیں رہی ہاں البتہ خوشخبریاں باقی

ہیں اور وہ نیک خواب ہیں جنہیں مسلمان خود دیکھے۔ یا اس کے بارے میں کوئی اور دیکھتا ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے سوال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے جو وہ فرماتا ہے"الذین امنوا و کانو یتقون لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ" یعنی جولوگ ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے رہے انہیں دنیا کی زندگی میں بھی خوش خبری ہے اور آخرت میں بھی آپ نے جواب دیا وہ نیک خواب ہیں جنہیں خود مسلمان دیکھے۔ یا اس کے بارے میں کسی اور کو دکھائے جائیں۔

جنت میں داخل ہونے کی بشارت:۔ ایک شخص یزید بن ہارون رحمہ اللہ کو ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھتا ہے سوال کرتا ہے کہ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا سلوک کیا۔ فرماتے ہیں میرے لئے جنت مباح کردی پوچھتے ہیں قرآن کی وجہ سے؟ کہا: نہیں۔ پوچھا پھر کس باعث؟ فرمایا حدیث کی وجہ سے۔

مجالس ذکر مغفرت کا سبب:۔ جویریہ بن محمد مقری بصری، یزید بن ہارون رحمہ اللہ واسطی کو ان کے انتقال سے چار رات بعد خواب میں دیکھتے ہیں پوچھتے ہیں آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا کیا؟ فرمایا میرے گناہ معاف فرمادیئے اور نیکیاں قبول کرلیں اور تکلیفیں ہٹادیں میں نے کہا پھر کیا ہوا فرمایا خداوند کریم نے بڑا اکرم کیا۔ میرے گناہ بخش دیئے اور مجھے جنت میں داخل کیا پوچھتے ہیں آخر آپ کا اتنا اکرام کس نیکی پر ہوا کہا ذکر اللہ کی مجلسوں کی وجہ سے، میری حق گوئی اور سچی باتوں کی وجہ سے، لمبی لمبی نمازوں اور فقر وفاقہ کی مصیبتوں پر صبر کرنے کی وجہ سے، پوچھا کیا منکر نکیر حق ہیں؟ کہا ہاں! اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں انہوں نے مجھے بٹھا کر سوال کیا کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرے نبی کون ہیں؟ میں اپنی سفید داڑھی سے مٹی جھاڑنے لگا اور کہنے لگا کہ کیا مجھ جیسے شخص سے بھی سوال کیا جاتا ہے میں یزید بن ہارون رحمہ اللہ واسطی ہوں ساٹھ سال تک دنیا میں لوگوں کو حدیث پڑھاتا رہا ایک نے دوسرے سے کہا ہاں سچ ہے یہ یزید بن ہارون ہے حضرت آپ بےفکری سے دولہا کی طرح سوجایئے آج کے بعد آپ پر کوئی ڈر خوف نہیں ہے۔

عبداللہ بن مبارک کے حق میں بشارات:۔ زکریا بن عدی رحمہ اللہ اپنے خواب میں امام ابن المبارک رحمہ اللہ کو دیکھتے ہیں پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا طلب حدیث کے لئے جو سفر میں نے کیے تھے ان کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ (فضائل اہلحدیث: ص85)

مجھے بخش دیا گیا:۔ اسی طرح ایک اور روایت بھی ہے ابوبکر اوی رحمہ اللہ کے ہم سب جو حدیث کی طلب میں تھے ان کا انتقال ہوگیا خواب میں انہیں دیکھا تو پوچھا کیا حال ہے؟ کہا مجھے بخش دیا گیا پوچھا کس نیکی پر کہا حدیث کے طلب کرنے پر۔

سلیمان شاذکونی کے حق میں بشارت:۔ محمد بن جلیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے سلیمان شاذکونی رحمہ اللہ کو ان کی وفات کے بعد نہایت اچھی حالت میں دیکھا تو میں نے پوچھا کہ ابوایوب اللہ تعالیٰ نے آپکے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا مجھے بخش دیا میں نے کہا کس نیکی پر فرمایا حدیث شریف کی وجہ سے۔

یحییٰ بن معین کے حق میں بشارت:۔ حبیش بن مبشر رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا مجھے جنت کے دو دروازوں کے درمیان کی کل جگہ عنایت فرمادی پھر اپنی جیب سے ایک کتاب نکال کر کہا ان حدیثوں کے لکھنے کی برکت سے۔

ابوہمام رحمہ اللہ کے حق میں بشارت:۔ ابواسحاق رحمہ اللہ خواب میں دیکھتے ہیں کہ امام ابوہمام رحمہ اللہ کے اوپر قندیلیں لٹک رہی ہیں پوچھا یہ نورانی قندیلیں کیا ہیں؟ کہا یہ قندیل تو حدیث شفاعت بیان کرنے کی وجہ سے ملی اور یہ حوض کوثر کی حدیث کو روایت کرنے کی وجہ سے اور اسی طرح بہت سی حدیثوں کی وجہ سے ان بہت سی قندیلوں کا ملنا بیان فرمایا۔ (فضائل اہلحدیث: ص86)

درود شریف مغفرت کا سبب:۔ خلف فرماتے ہیں میرے ایک دوست جو میرے ساتھ علم حدیث پڑھتے تھے ان کا انتقال ہو گیا میں نے انہیں اپنے خواب میں دیکھا کہ وہ سبز رنگ کے نئے کپڑے پہنے ہوئے خوش وخرم ہیں میں نے کہا حضرت آپ تو وہی مسکین طالب علم ہیں جو میرے ساتھ حدیث پڑھتے تھے آج یہ جوڑا آپ پر کیسا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں تمہارے ساتھ حدیث لکھتا تھا جہاں کہیں محمد ﷺ کا نام آتا تھا میں اس کے ساتھ ہی ﷺ ضرور لکھا کرتا تھا۔اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں جو تم دیکھ رہے ہو۔

خواجہ جنید رحمہ اللہ کے رفقاء کی مغفرت:۔ خواجہ جنید رحمہ اللہ کے بعض ساتھیوں کو خواب میں دیکھا گیا ان سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا مجھے بخش دیا کہا کس بناء پر فرمایا اپنی کتاب میں رسول اللہ ﷺ پر درود لکھنے کی وجہ سے۔

کتاب کا نام ہفت روزہ الاعتصام مسلک اہل حدیث کا داعی وترجمان لاہور
24ربیع الاول1428ھ جمعۃ المبارک13تا19اپریل2007ء

آزمائشوں میں اولیاء کرام کی ثابت قدمی: آپ امام اہل سنت حضرت امام احمد بن حنبل کو دیکھئے کہ معتصم باللہ جیسا قاہر وبا جبروت فرمان روا ان کے سامنے کھڑا ہے تو جلاد یکے بعد دیگرے تازیانے لگا رہے ہیں پیٹھ زخموں سے چور چور ہوگئی ہے تمام جسم خون سے رنگین ہو چکا ہے اور یہ سب کچھ اس لیے ہو رہا ہے کہ جس مسئلہ کو وہ کتاب وسنت کے خلاف سمجھتے ہیں اس کا ایک مرتبہ اقرار کرلیں لیکن اس پیکر حق اس مجسمہ سنت اس صابر اعظم کما صبر اولوا العزم من الرسل کی زبان صدق ترجمان سے یہی صدا نکل رہی ہے۔

"اعطوني شيئا من كتاب الله اوسنة رسوله حتي اقول"

قرآن کے مخلوق ہونے پر مجھے کتاب وسنت سے کوئی دلیل دے دو تو میں اس کا قائل ہو جاؤں گا۔

ما قصہ سکندر و دارا نہ نخواندہ ایم — از ما بجز حکایت مہر وفا مپرس

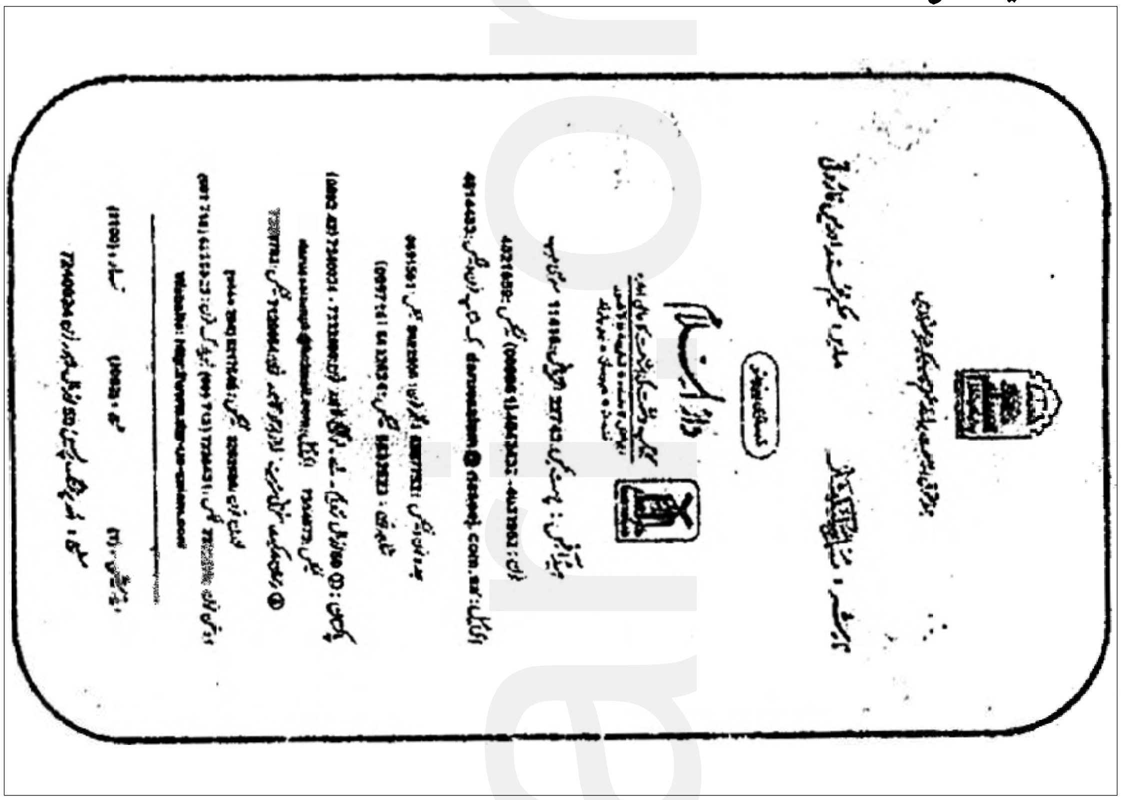
آپ حضرت الامنا الاعظم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھئے کہ قید خانہ بغداد میں اسیر ہیں لیکن اس پر بھی منصور عباسی قاہر وسفاح بادشاہ کے حکم کے سامنے ان کا سر نہیں جھکتا۔

آپ کو حضرت امام شافعی اس حالت میں نظر آتے ہیں کہ یمن سے بغداد تک قید واسر کی حالت میں بھیجے جا رہے ہیں اور ان کا جرم صرف یہ ہے کہ حق کے داعی ہیں اور صدق وہدایت پر قائم ہیں۔آپ شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ کو دیکھئے کہ تین تین مرتبہ مصر کے قید خانے میں اسیر کیے گئے اور بالآخر قید خانے میں ہی وفات پا گئے مگر اظہار حق سے منہ نہ موڑا اور حکومت وقت کے آگے سر اطاعت خم نہ کیا۔آپ خود اسی ہندوستان میں حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کو دیکھئے کہ قلعہ گوالیار میں قید ہیں مگر جہانگیر کے آگے اس سر کو جھکانے کے لیے تیار نہیں جس کو اللہ نے صرف اپنے ہی آگے جھکنے کیلئے بنایا ہے (امام الہند ابوالکلام آزاد)۔(ہفت روزہ الاعتصام)

نام کتاب:۔حضرت العلام مولانا محمد جونا گڑھی رحمہ اللہ،حیات وخدمات
تصنیف:۔محمد تنزیل الحسینی الصدیقی......ناشر: مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

اتباع سلف صالحین کی دعا:۔ ماضی قریب کے مشہور عالم دین مولانا محمد یونس رحمہ اللہ قریشی پرتاب گڑھی دہلوی فرماتے تھے کہ ''جو کام تن تنہا محمد جونا گڑھی نے کیا وہ ہم سب مل کر بھی نہ کر سکتے تھے۔

دعا ہے کہ پروردگار اعلیٰ ہم سب کو سلف صالحین کی سیرتوں سے واقف ہونے اور ان کی اتباع کرنے کی توفیق عطاء فرمائے: آمین یارب العالمین............الدعی الی الخیر محمد تنزیل:۲۲جون ۱۹۹۸ء(کراچی)(بحوالہ مولانا محمد جونا گڑھی رحمہ اللہ حیات وخدمات:ص ۷)


ناشر : مسلم پبلیکیشنز
مدیر : حکیم محمد ادریس فاروقی
دارالسلام
Website: http://www.dar-us-salam.com/


کراماتِ اہلحدیث
مولانا عبدالمجید سوہدروی
ترتیب و تحشیہ
محمد ادریس فاروقی
مسلم پبلیکیشنز

مختصر حالات مولانا عبدالمجید سوہدروی:۔ مولانا عبدالمجید مرحوم سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ سوہدرہ قصبہ ہے ضلع گوجرانوالہ پنجاب میں آپ کی پیدائش سوہدرہ میں ہوئی آپ شیخ الحدیث پنجاب حافظ عبدالمنان وزیرآبادی کے نواسہ تھے۔ بہت بڑے مقرر اور مصنف تھے اخبار اہلحدیث اور اخبار مسلمان کے ایڈیٹر بھی تھے۔ (فتاویٰ علمائے اہلحدیث، ج:۹،ص:۲۸)

نام کتاب:۔کرامات اہلحدیث.......مصنف:مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ

ترتیب وتزئین:۔محمدادریس فاروقی.......ناشر:۔مسلم پبلی کیشنز

فہرست مضامین (اصل کتاب)

عرض ناشر	21	کرامت کی حقیقت	48	اولیاء اللہ کی پہچان	52
پیش گفتار	26	خرق عادت	49	کرامت کی شرعی حیثیت	54
حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی	38	کرامات واستدارج میں فرق	51	اہل حدیث اور ولی	57
ابتدائیہ	46				

﴿۱﴾ کرامات حضرت مولانا عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ

بھنگی چرسی راہ راست پر آگیا	61	آپ کا جان لیوا آپ کو دل دے گیا	63	آپ کی دعا کی برکت	65
آپ کی بے پناہ روحانی طاقت	67	آپ کا ایک الہام	68		

﴿۲﴾ کرامات حضرت مولانا غلام رسول رحمہ اللہ قلعہ میہاں سنگھ

آپ کا کشف	70	آپ کا ایک اور کشف	72	آپ کی زمیندار کے حق میں پیش گوئی	72
آپ کا ایک اور کشف	73	ہندو عورت اسلام میں داخل ہوگئی	74	سکھ عورت مسلمان ہوگئی	75
سکھ مسلمان ہوگیا	75	باوا کاہن داس کی زبان پر کلمہ جاری ہوگیا	76	آپ کے بتائے ہوئے وظیفے کی تاثیر	76
آپ کی روحانی قوت	77				

﴿۳﴾ کرامات حضرت قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری رحمہ اللہ

آپ کی توجہ کی تاثیر	79	آپ کی نگاہ کی تاثیر	81	آپ کا جنات میں احترام	82
آپ کی زبان کی تاثیر	82	آپ کا کشف	82	آپ کا ایک اور کشف	83
آپ پر عالم بیداری میں انوار کی بارش	84	آپ کا گیندے شاہ پر اثر	84	آپ اور ایک مجذوب	85
آپ کا ایک اور کشف	86	آپ اور ایک مشرک پیر	87	آپ کی مومنانہ فراست	88
آپ کی فراست پر ایک اور شہادت	89	آپ پر القاء	89	آپ کا ایک اور کشف	90
آپ کی پیش گوئی	91	امام مسجد نبوی ﷺ کا خواب	91	آپ کا مقام بلند	91
آپ کا مرزا کو کامیاب چیلنج	91	ایک مریض کو قاضی صاحب کی ہدایت	92	آپ کا پر تاثیر وعظ	93

آپ یکسر محفوظ رہے	93				

﴿۴﴾ کرامات حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ

آپ کا روحانی مقام	95	آپ کی مجلی روحانیت	96	آپ کی لاثانی کرامت	96
درودیوار سے ذکر کی آواز	97	نماز کی کیفیت	97		

﴿۵﴾ کرامات حضرت مولانا محمد سلیمان روڑی رحمہ اللہ

آپ کی روحانی تاثیر	99	آپ کا رؤیائے صادقہ	100	آپ کا کشف	101
آپ کا ایک اور کشف	101				

حصہ دوم ﴿۶﴾ کرامات مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ

ایک زندہ کرامت	102	دعا کی قبولیت	102	دم کی برکت	103

﴿۷﴾ کرامات حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ

آپ میں کشش وجاذبیت	103	آپ کا تقویٰ وللّٰہیت	104	قرآن سے شغف	104

﴿۸﴾ کرامات مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ

روحانی قوت	105	دم اور دعا کی تاثیر	105	دیدار پیغمبر علیہ السلام	106

﴿۹﴾ کرامات مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ

آپ کی بابرکت مجلس	106	دودمان غزنوی کا روشن ستارہ	107	گاڑی بال بال بچ گئی	107
ایک مغالطہ اور اس کا ازالہ	108				

﴿۱۰﴾ کرامات حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسری رحمہ اللہ

عظیم کرامت	110	ایک اور کرامت وفضیلت	110	آپ کا تقویٰ اور استغناء	110

﴿۱۱﴾ کرامات حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ

آپ کی ایک کرامت	112	ایک اور کرامت	113	قرآن کی برکت	114
ایک بہت بڑی کرامت	114				

﴿۱۲﴾ کرامات حضرت مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی رحمہ اللہ

تقویٰ کی معراج	115	آئین جواں مرداں	116	بے نمازی سے نفرت	116

گائے نے دودھ دینا شروع کر دیا	117	آپ کے دم کی تاثیر	118	جنات آپ کی شاگردی میں	118
پادری کا انجام	119	آپ کی سرزنش کی تاثیر	120	بارش نے جل تھل کر دیا	122

﴿۱۳﴾ کرامات حضرت مولانا عبدالحمید سوہدروی رحمہ اللہ

دعا کی برکت	122				

﴿۱۴﴾ کرامات حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ

پودوں سے ذکر الٰہی کی آواز	125	حیران کن واقعہ	126	وظائف کی تاثیر	126
اولاد کی بہار	127	روح پرور محفل	127	دم کی برکت	128
آسیب کا کھوج لگا لیا	128	آپ کو دست شفا ملا تھا	129	جنات مقتدی اور شاگرد	130
پانچ ہزار جنات	131	زبان کی تاثیر	131	دو جملوں سے کایا پلٹ گئی	132
زبان و بیان کی اعجاز آفرینی	133	نگاہ کی حیرت انگیز تاثیر	134	احسان عظیم	136

﴿۱۵﴾ کرامات حضرت مولانا حافظ محمد یوسف سوہدروی رحمہ اللہ

آپ کی انسانوں میں قدر	137	آپ کا جنوں میں احترام	138	ایک عجیب واقعہ	139
دعا کی قبولیت	139	آپ کی ایک اور کرامت	140	نگاہ کی پاکیزگی	140
دعا میں تاثیر کے بنیادی اسباب	141	جانور بھی بات مانتے تھے	141	چند عجوبات	142
رب آپ کی خواہشات کا خیال فرماتا	143	آپ اور قرآن	143	نماز سے محبت	143
علاقے کا سب سے بہتر اور نیک انسان	144	آپ کو خراش تک نہ آئی	147	آپ کے وظیفے کی برکت	147
انتہائی سادگی	148	عبادت وریاضت	149	زہد واستغناء	149
ایثار وقربانی	150	آپریشن کے دوران تلاوت قرآن	152	اوراد ووظائف	152
رات کی تاریکی میں نور کی شعاع	153	ایک مقدمہ کا فیصلہ	153	وفات پر عجیب اشارے	154
تبسم برلب اوست	155				

﴿۱۶﴾ کرامات استاد پنجاب حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ

کرامات ہی کرامات	156	سحاب رحمت امڈ آیا	156	دریا میں حفاظت کی	157
اللہ کی خاص حمایت	157	حیرت انگیز ومحیر العقول واقعہ	158	پانی کی ٹینکی خود بخود بھر جاتی	158
باوفا جنات	159	آپ کا روحانی مراقبہ اور ایک واقعہ	160	قبولیت دعا کا ایک نمونہ	161

﴿۱۷﴾ کرامات حضرت صوفی عبداللہ رحمہ اللہ ماموں کانجن

رب نے آپ کی خواہش پوری کر دی	162	ایک مسئلہ فوراً حل ہو گیا	162	آپ کی کرامت	163

کیڑوں نے تعمیل ارشاد کی	163	وذا لك فضل الله	164	ایک تاجر کیلئے عجیب دعا	165
حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ	165	بارش تھم گئی	167	جوڑے پیدا ہونے لگے	168
کٹیاں پیدا ہونے لگیں	168				

﴿۱۸﴾ کرامات حضرت میاں محمد باقر رحمہ اللہ جھوک دادو

زندہ کرامت	168	ولایت کی جلوہ آرائیاں	170	آپ کی ایک کرامت	170

﴿۱۹﴾ کرامات مولانا عتیق اللہ حفظہ اللہ صاحب ستیانہ بنگلہ

قابل تقلید شخصیت	172	آپ کی کرامت	173		

﴿۲۰﴾ کرامات شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

آپ کی تابندہ کرامات	174	آپ کی چند کرامات	175		

﴿۲۱﴾ کرامات مولانا عبدالغنی رحمہ اللہ چک رجادی

آپ کی زندہ کرامت	176				

﴿۲۲﴾ کرامات کیلانی بزرگان رحمہم اللہ

گاڑی رک گئی	178	شرک کی جڑ کٹ گئی	179	شرک کا صفایا ہو گیا	180
مثالی تقویٰ	181				

﴿۲۳﴾ کرامات حضرت حافظ عبدالحی صاحب رحمہ اللہ کوٹ شاہ محمد

حضرت حافظ صاحب کی دعا کی برکت	181	آپ کی لافانی کرامت	182	شاندار کرامت	184
دریا کی دلدل میں پھنسی گھوڑی نکل آئی	185	تدفین پر خوشبو پھیل گئی	186	بکثرت ذکر الٰہی	186

﴿۲۴﴾ کرامات مولانا حکیم عبدالواحد رحمہ اللہ دوار برٹن

ہندو برہمن مسلمان ہو گیا	187	عجیب واقعہ	187		

﴿۲۵﴾ کرامات مولانا محمد ادریس کیلانی رحمہ اللہ

توحید وسنت کی تاثیر	188	دعا کی طاقت پرواز	189	آپ کی ایک اور کرامت	189

﴿۲۶﴾ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ

اللہ تعالیٰ نے ہاتھ تھاما	191	انعامات کی بارش	191	آپ کی ایک اور کرامت	192
آپ کی تابندہ ودرخشندہ کرامات	193				

﴿۲۷﴾ کرامات مولوی کمال دین صاحب رحمہ اللہ

اللہ نے خاتون کو بیٹا دیا	194	قحط سالی دور ہو گئی	194	بھینس نے آپ کی بات مان لی	195

دریا کا رخ بدل گیا	195	آپ کا روحانی کمال	196	دعا کا حیرت انگیز اثر	196

﴿۲۸﴾ کرامات حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ ماڑی مصطفیٰ (بھارت)

زہے مقدر	197	دعا سے دن پھر گئے	198	نورانی خواب، بابرکت تعبیر	199

﴿۲۹﴾ کرامات حضرت مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ

آپ کا پایہ	200	آپ کا روحانی جلال	201	کلمہ طیبہ کے ورد کی خوشبو	201

﴿۳۰﴾ کرامات مولانا ابوالبرکات احمد مدراسی رحمہ اللہ

جامعہ اسلامیہ کو چار چاند لگا دیئے	202	ہر دلعزیزی	203	بارش رک جاتی	204

﴿۳۱﴾ کرامات حضرت مولانا محمد عثمان دلاوری رحمہ اللہ

قبولیت دعا	204	آپ کی ایک خصوصی دعا	205	بارش کا خطرہ ٹل گیا	206
ایک عجیب وظیفہ	206	توکل کی برکت	206	آپ کا مرتبہ	207
آپ کے تایا جان مولانا محمد صالح کا تذکرہ	207				

﴿۳۲﴾ کرامات مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ

بادل پھٹ گئے	208	بارش رک گئی	208		

﴿۳۳﴾ مجاہدین رحمہم اللہ کی کرامات

مجاہدین کی کرامات	210	اللہ کی حفاظت	210	مجاہدین کی فراست	211
فقید المثال جذبہ	211	گولیوں کی بوچھاڑ میں کارنامہ سرانجام دیا	212	دعا کی برکت	212
غیبی مدد کا ایمان افروز واقعہ	213	خصوصی حفاظت اور مدد	213	اللہ نے مجاہدین کو مستور کر دیا	214
بہترین اور ایمان افروز کامیابی	214				

اطلاع عام

اشاعت کرامات کی فکر:۔ اولیائے اہل حدیث یا مجاہدین کی اور کرامات اگر کسی دوست کو معلوم ہوں تو ہمیں صاف کاغذ کی ایک جانب خوشخط لکھ کر بھیج دیں۔ ہر کرامت سچی اور ثابت شدہ ہونا ضروری ہے۔ ہم انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں مرسل کا حوالہ دے کر کتاب ہذا میں شامل کر دیں گے۔

عرض ناشر

اعتراف کرامات اور الزام کا جواب:۔ یہ ''کرامات اہلحدیث'' کا دوسرا ایڈیشن ہے۔ کتاب ہذا حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ کی تصنیف لطیف ہے جو آپ کے عنفوان شباب کی کاوش ہے۔ آپ کا مقصد یہ تھا کہ اس جھوٹے الزام کو دور کیا جائے جو جماعت اہلحدیث پر لگایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ان میں کوئی ولی نہیں ہے، نہ کوئی صاحب کرامت بزرگ ہے۔ کتاب ہذا میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ کے فضل وکرم سے جماعت اہلحدیث میں کثیر اولیاء اللہ ہوئے ہیں۔ اور ان میں سے بہت سے صاحب کرامت بھی ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس کتاب میں ایسے بیسیوں اولیائے کرام کی بہت سی کرامات جمع کر دی گئی ہیں۔

۳۲ مستند علمائے اہلحدیث کی کرامات:۔ کتاب ''کرامات اہلحدیث'' میں حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ نے اولیاء کی ۴۳ کرامات جمع کی ہیں۔آپ کے پوتے محترم مولانا محمد ادریس فاروقی حفظہ اللہ نے اس میں ۱۲ اولیاء کی مزید ۳۴ اور مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی ۲ اور کرامات جمع کر کے کتاب ہذا کو سرچند معلومات افزاء اور کارآمد بنادیا ہے۔یعنی اب اس کتاب میں ۳۲ اولیائے کرام کی ۷۹ کرامات جمع کردی ہیں۔جیسا کہ آپ خود مطالعہ فرمالیں گے۔فالحمدلله علی ذالك

محترم مولانا فاروقی متعنا الله بطول حیاته نے آخر میں نئے عنوان ''مجاہدین کی کرامات'' کے تحت مجاہدین کی نموتناً دس کرامات کا بڑی خوبصورتی سے ذکر کیا ہے جن کے مطالعہ سے لطف اور بڑھتا اور ایمان میں دگرگوں اضافہ ہوتا ہے۔

کرامت اولیاء کی تعریف:۔ ''کرامت'' کے لفظی معنی عزت کے ہیں۔کسی ولی اللہ کیلئے یہی عزت بہت کافی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔اور معلوم ہے صحیح دوست وہ ہوتا ہے جو دوست کی ہر بات مانتا ہو اور اس کے ساتھ سب سے بڑھ کر محبت رکھتا ہو۔ایسے ہی بلند بخت لوگوں کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون'' (یعنی اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہے نہ وہ غم کھائیں گے)۔دوسرے مقام پر فرمایا: الله ولی الذین امنوا یخرجهم من الظلمت الی النور ''اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے وہ انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا ہے۔ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا کہ اللہ کے محبوب و معزز فرشتے ان کے پاس آکر کہتے ہیں: ''الا تخافوا ولا تخزنوا وابشرو بالجنة التی کنتم توعدون نحن اولیاء کم فی الحیوة الدنیا وفی الاخرة''

تمہیں ہراساں اور غمگین ہونے کی ضرورت نہیں تم جنت کی بشارت سنو۔وہ جنت جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہم دنیا میں بھی تمہارے دوست ہیں اور آخرت میں بھی تمہارے ساتھی ہیں۔اندازہ فرمائیے کہ اولیائے کرام کا کتنا بلند مقام ہے؟

مقام اولیاء:۔ ''کرامات اہلحدیث'' میں یہی بتایا گیا ہے کہ اولیاء برحق ہیں۔اور ان کا مقام بہت بلند ہوتا ہے وہ ایمان وتقویٰ کی معراج پر فائز ہوتے ہیں وہ اللہ کے اور اس کے ملائکہ کے محبوب ہوتے ہیں۔

اہلحدیث کے نزدیک ولی کیلئے کرامت اعزاز ہے مگر شرط نہیں۔شرط وہی ہے جو قرآن مجید نے بیان کی ہے یعنی ایمان اور تقویٰ مطلب یہ ہے کہ اگر کسی ولی اللہ سے کرامت سرزد نہ ہو اور بے شک ساری زندگی سرزد نہ ہو تو اس کی ولایت میں کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن اگر وہ نعمت ایمان وتقویٰ سے محروم ہو تو وہ ولی نہیں ہوسکتا۔ہرگز نہیں ہوسکتا سب جانتے ہیں ولی کا معنی ہے اللہ کا دوست اور وہ بھلا اللہ کا دوست کب ہوسکتا ہے جو نہ ایمان رکھتا نہ ہو تقویٰ؟ ولی کی بابت ہمارا نظریہ یہ ہے کہ اللہ کا ولی خلاف شرع چلتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ بولتا ہے نہ سنتا ہے اس کا عقیدہ و عمل قرآن وسنت کے مطابق ہوتا ہے، عین مطابق۔

یہ جان لینا چاہئے دین کا اصل مرکز ومحور قرآن وسنت ہے جو کرامت قرآن وسنت کے خلاف ہو اسے اختیار کرنا اس سے استدلال کرنا ممنوع ہے اور ان سے شرکیہ عقائد کا ثبوت لانا حرام ہے یہ بہت محتاط وادی ہے اس میں ممکنہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

علمائے اہلحدیث میں کرامت حق و سچ ہیں:۔ اگرچہ دو چار احباب نے ہمیں ''کرامات اہلحدیث'' کی اشاعت سے رک جانے کا مشورہ دیا مگر ہم نے اسے محض اس نقطہ نظر سے شائع کیا ہے کہ ایک تو اولیائے اہلحدیث کا تعارف ہو جائے کیونکہ جب کسی کا صحیح تعارف ہو جاتا ہے تو اکثر نفرت میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔دوسرے معترضین کی ایک گونہ تشفی ہو جائے اور وہ مطالعہ فرمالیں کہ الحمدللہ اہلحدیث جماعت میں بے شمار اولیاء موجود ہیں اور ان میں اچھے خاصے بزرگ اور صاحب کرامت لوگ ہو گزرے ہیں اور اللہ کے فضل وکرم سے اب بھی موجود ہیں اور حقیقت میں ولی بھی وہی ہے جو صحیح معنی میں حامل قرآن وسنت ہو اور شاید ''کرامات اہلحدیث'' کے مطالعہ کے بعد اہلحدیث سے نفرت اور بغض میں کچھ کمی واقع ہو کر فضا بہتر ہو جائے اس کتاب کی اشاعت کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ عوام وخواص میں اولیائے عظام اور بزرگان کرام سے محبت وعقیدت پیدا ہو نہ صرف پیدا ہو بلکہ اس میں دگرگوں اضافہ ہو۔کیونکہ فی زمانہ اس میں خاصی کمی آرہی ہے۔

ہم محترم مولانا محمد ادریس فاروقی حفظہ اللہ کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اپنی عدیم الفرصتی کے باوجود اپنا قیمتی وقت نکال کر اور بھی بہت سے بزرگان اہلحدیث کی کرامات کتاب ہذا میں شامل فرمادی ہیں۔ "فجزاه الله احسن الجزاء" زیادہ نہ سہی یہ کتاب کم از کم تاریخی حیثیت سے توضرور پہچانی جائے گی اور انشاء اللہ تاریخ وسیر کے باب میں خوشگوار اضافہ کا باعث ہوگی۔

نجم المجید سوہدروی، اسسٹنٹ ڈائریکٹر مسلم پبلی کیشنز لاہور / سوہدرہ

پیش گفتار

اہل اللہ زمین کی زینت ہیں:۔ جس طرح آسمان کی تزئین ستاروں سے ہے اسی طرح زمین کی آرائش عظیم و باکمال لوگوں سے ہے۔ باکمال اور یگانہ روزگار لوگوں میں اصحاب علم و فضل اور مقربین بارگاہ رب العزت کو ہمیشہ ایک خاص مقام و مرتبہ حاصل رہا ہے اس کتاب میں ایسے ہی اخیار و ابرار ہستیوں کا مبارک ذکر ہے۔

نہ اولیاء کی کمی اور نہ ہی کرامات کی:۔ ''کرامات اہلحدیث'' حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ کی اولین تصانیف میں سے ہے جس سے ان کا مقصد اس مغالطے کو دور کرنا تھا کہ جماعت اہلحدیث میں کوئی ولی نہیں، نہ ان میں کوئی صاحب کرامت بزرگ ہوا ہے موصوف نے کتاب ہذا میں پانچ اولیاء کرام رحمہم اللہ کی ۴۳ کرامات بطور نمونہ جمع فرما کر بتایا ہے کہ بحمدللہ جماعت اہلحدیث میں نہ اولیاء کی کمی ہے اور نہ کرامات کی۔

کرامات کا ثبوت قرآن واحادیث سے:۔ ''کرامات'' غیر انبیاء محبوبین رب علا ہستیوں سے وقوع پذیر ہوتی ہے ان کا انکار درست نہیں قرآن وحدیث سے ان کا ثبوت ملتا ہے۔

اولیاء الشیطان اور اولیاء الرحمٰن:۔ دنیا میں ہر چیز کی اصل بھی ہے نقل بھی جیسے شہد، شربت، عرق، دودھ، گھی وغیرہ۔ اسی طرح اولیاء میں بھی یہ دونوں اقسام پائی جاتی ہیں ایک اصلی اولیاء دوسرے نقلی اولیاء، اصلی اولیاء کو اولیاء الرحمٰن کہتے اور نقلی اولیاء کو اولیاء الشیطان کہتے ہیں۔ ان دونوں میں فرق کرنا ضروری ہے، بہت ضروری کسی نے کیا خوب کہا ہے!

حق و باطل میں تو رکھ پہچان اے اہل تمیز! سنکھیا مصری کے دھوکہ میں نہ کھانا چاہئے

سنکھیا اور مصری میں صورۃً مماثلت ہے لیکن ماہیت و خاصیت کے اعتبار سے مغایرت ہے۔ سنکھیا مہلک جان ہے جبکہ مصری مفرح جان۔ یہاں سے اولیاء کی مثال سمجھئے ''اولیاء شیطان'' مہلک ایمان ہیں اور اولیاء الرحمٰن مفرح ایمان۔ یعنی جھوٹے اولیاء کی پاس بیٹھنے سے ایمان غارت ہوتا ہے جب کہ سچے اولیاء کی بابرکت مجلس نشینی سے ایمان کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔

اولیائے کرام کی صفات:۔ سچے اولیاء تکلف، تصنع اور پردہ دری سے کوسوں دور رہتے ہیں۔ انہیں دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے ان کے ایک ایک عمل سے سنت کی خوشبو آتی ہے وہ اللہ اور اس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان میں حد درجہ عجز و انکساری اور فروتنی ہوتی ہے، وہ شریعت کے نہایت پابند نبوی ﷺ مشن کے دلدادہ قرآن وسنت پر فریفتہ، غایت درجہ عابد و زاہد، حب جاہ دنیا سے یکسر لاتعلق۔ حقوق اللہ کے علاوہ حقوق العباد کی ادائیگی میں پیش پیش، اکل حلال اور صدق مقال میں یکتائے زمانہ، خدمت خلق کے جذبہ صادقہ سے سرشار، توحید وسنت کے علمبردار، شرم وحیاء کے نقیب، اکتساب علوم نبوی ﷺ کیلئے بیتاب، مکہ و مدینہ منورہ کے والہ و شیدا، مریدان با صفا کی اصلاح میں منہمک، انکے ذاتی اور گھریلو احوال و کوائف میں اسوہ رسول ﷺ کا رنگ، ان کی اولاد ان کی ہم رنگ، ان کا انگ انگ ''الذين يسارعون في الخيرات اور والذين هم عن اللغو معرضون'' کی عملی تفسیر تقویٰ ان کا اوڑھنا، اخلاص انکا بچھونا مختصر یہ کہ ان کی پوری زندگی قرآن وسنت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہوتی ہے ایسے بزرگان باصفا ہماری آنکھوں کا تارا اور ہمارے سر کا تاج ہمارے سیل مہر ومحبت کا مرکز اور آماجگاہ ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ یہ باعظمت و بابرکت لوگ الگ تھلگ رہیں اور صاف پہچانے جائیں ہوسکتا ہے کہ یہ عام

لوگوں میں ہی ہوں۔ عام کاروبار زندگی میں مصروف پائے جائیں اور کٹے پھٹے یا اعلیٰ عمدہ لباس میں ہوں ایسے لوگ اگر کہیں پائے جائیں تو ان کی ضرور مجلس کریں ان سے بہر صورت رابطہ رکھیں ان کی جس قدر عزت کریں کم ہے انکی جس قدر خدمت بجا لائیں تھوڑی ہے ان سے مشورے لیں ان کی رہنمائی میں چلیں یہ اللہ کے صحیح محبوب ہیں یہ نہایت عزت واحترام کے قابل لوگ ہیں۔

اولیائے کرام کے مختلف درجات:۔ جیسے ہر چیز میں درجہ بندی ہوتی ہے۔ مثلاً بہتر، بہترین۔ اسے اصلاح میں تفضیل کہتے ہیں۔ تفضیل نفسی، تفضیل بعض اور تفضیل کل، اسی طرح ایمان وتقویٰ کے بھی مدراج ہیں بلند درجہ، بلند تر درجہ، بلند ترین درجہ۔ اولیاء اللہ کے تینوں مدارج ہیں مگر جو پہلے درجے پر فائز ہوگا وہ بھی ذی مرتبہ ولی ہوگا اور جو اس سے اوپر کے درجے پر ہوگا وہ رتبہ میں اس سے بھی بلند ہوگا اس سے اونچے درجے والا اس سے اونچے درجے پر ہوگا۔

ناشر اور مصنف کے حق میں دعا:۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کتاب ہذا کے مصنف، پبلشر اور ادارہ مسلم پبلی کیشنز لاہور/ سوہدرہ کے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اس کتاب کو شائع کر کے بہت اسے اعتراضات کا نہ صرف اندفاع کیا ہے بلکہ مسلک توحید و سنت کا پرچم بلند کرنے کی بڑی شاندار کوشش کی ہے۔ "فجزاهم الله احسن الجزاء" مخلص: محمد ادریس فاروقی، سوہدرہ، ضلع گوجرانوالہ

صاحب کرامات اہلحدیث کا تعارف

(۳) حضرت مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی رحمہ اللہ (م ۴/جمادی الاول ۱۳۷۹ھ، ۶/نومبر ۱۹۵۹ء)

مولانا عبدالمجید خادم رحمہ اللہ جنوری ۱۹۰۱ء/۱۳۸۱ھ میں سوہدرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت مولانا عبدالحمید سوہدروی رحمہ اللہ (م ۱۳۳۰ھ) کے بیٹے مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی (م ۱۳۴۸ھ) کے پوتے اور استاذ الاساتذہ شیخ پنجاب مولانا حافظ عبدالمنان صاحب محدث وزیر آبادی رحمہ اللہ (م ۱۳۳۴ھ) کے نواسے تھے۔ مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ نجیب الطرفین تھے۔ ۱۰ سال کے تھے کہ آپ کے والد مولانا عبدالحمید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوگیا۔ اسے لئے آپ کی پرورش آپ کے دادا مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ نے فرمائی۔ اور ابتدائی تعلیم بھی آپ نے انہی سے حاصل کی۔ اس کے بعد مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ (م ۱۳۷۵ھ) کے مدرسہ سے مروجہ علوم و فنون کی تعلیم حاصل کی۔

تبلیغ ودعوت:۔ مولانا عبدالمجید ۱۸/۲۰ سال کی عمر میں مروجہ درسیات سے فارغ ہوئے اور واپس سوہدرہ آکر توحید وسنت کی اشاعت میں مشغول ہوگئے۔ اس سلسلہ میں آپ کو زیادہ زحمت نہ کرنا پڑی اس لیے کہ آپ کے دادا محترم حضرت مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ نے اس سے قبل توحید وسنت کی زمین کو بہت زرخیز کر دیا تھا اور اس کی آبیاری میں آپ کو زیادہ محنت نہ کرنا پڑی۔

رسالہ ''مسلمان'' کا اجرا:۔ تبلیغ کا ایک ذریعہ اخبار بھی ہے۔ چنانچہ مولانا عبدالمجید رحمہ اللہ نے اخبار کو ذریعہ تبلیغ بنایا اور ۱۹۲۱ء میں آپ نے ''مسلمان'' کے نام سے ایک ماہنامہ جاری کیا اور اس کے ساتھ ہی تبلیغی و دینی کتابوں کی اشاعت کیلئے ''مسلمان کمپنی'' کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا جس کے تحت بیسیوں کتابیں شائع کیں۔ ماہنامہ ''مسلمان'' ۱۹۳۸ء تک ماہنامہ رہا۔ اس کے بعد اس کو ہفت روزہ کر دیا گیا۔

جریدہ اہلحدیث:۔ جماعت اہلحدیث کا مقبول ترین اخبار شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ (م ۱۳۶۷ھ) کا اخبار ''اہل حدیث امرتسر'' تھا۔ جو نومبر ۱۹۰۳ء میں جاری ہوا اور اگست ۱۹۴۷ء تک برابر ۴۴ سال بڑی کامیابی سے جاری رہا۔ تقسیم ملک کے وقت یہ اخبار بند ہوگیا۔ حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ نے اس کی تجدید سوہدرہ سے کی۔ اور ۳۰/شعبان المعظم ۱۳۶۸ھ/ یکم جون ۱۹۴۹ء کو ''جریدہ اہل حدیث'' جاری کیا۔ جو ۱۳ اکتوبر ۱۹۵۹ء تک آپ کی ادارت میں شائع ہوتا رہا اور پھر آپ کے قریباً ایک سال بعد تک آپ کے بڑے صاحبزادہ مولانا حافظ محمد یوسف رحمہ اللہ کی ادارت میں حسب سابق دعوت وتبلیغ میں مصروف رہا۔

اور ''مسلمان'' دوبارہ ہفت روزہ سے ماہنامہ ہوگیا جس کا آخری شمارہ اکتوبر ۱۹۵۹ء میں شائع ہوا۔

سیاسی دلچسپی:۔ مولانا عبدالمجید مرحوم ایک بلند نظر عالم، شعلہ نوا خطیب اور مانے ہوئے منتظم تھے۔ اعلیٰ پایہ کے ادیب اور صحافی تھے۔ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ آپ کا شمار برصغیر کے مقبول ترین خطباء اور اہل قلم میں ہوتا تھا تو بے جا نہ ہوگا۔ مسائل کی تحقیق میں گہری نظر تھی۔ سیاسیات سے بھی اچھی دلچسپی رکھتے تھے ملکی اور عالمی خبروں پر آپ کی پوری نظر ہوتی تھی۔ آپ باقاعدگی سے متعدد اخبارات کا مطالعہ کرتے تھے اہم خبروں پر سرخ نشان لگا لیتے تھے۔ اس وقت دو بڑی جماعتیں تھیں۔ ایک مسلم لیگ، دوسری کانگریس آپ شروع میں کانگریس سے وابستہ رہے بعد میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔ اور تحریک پاکستان کے سلسلہ میں بھی آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

۳۸ سال تک صحافتی دنیا سے تعلق رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا بھی سلسلہ جاری رہا مولانا مرحوم ایک اعلیٰ پایا کے طبیب بھی تھے اور طب کو ہی ذریعہ معاش بنایا۔

طبی کارخانہ:۔ طبی دواخانہ قائم کیا جس کا نام ''طبی کارخانہ'' رکھا حتیٰ کہ یہ ادارہ پاک و ہند میں مشہور ہوگیا اور طب کی اشاعت کیلئے ۳۰ کے قریب طبی کتابیں لکھیں۔ اور ایک ماہنامہ ''طبی میگزین'' کے نام سے نکالتے رہے جو بڑا جامع میگزین تھا۔

وفات:۔ حضرت مولانا عبدالمجید مرحوم اگست ۱۹۵۸ء میں ذیابیطس کے مرض میں مبتلا ہوئے۔ علاج معالجہ ہوتا رہا مگر افاقہ نہ ہوا علاج کے سلسلہ میں لاہور میں مقیم تھے جہاں آپ نے ۶/نومبر ۱۹۵۹ء/۴/جمادی الاول ۱۳۷۹ھ کو انتقال کیا۔ آپ کی نعش سوہدرہ لائی گئی آپ کے گرامی قدر صاحبزادہ مولانا حافظ محمد یوسف رحمہ اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو آپ کے جدامجد حضرت مولانا غلام نبی الربانی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

قومی وملی خدمات:۔ حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ کی قومی وملی خدمات بھی قابل قدر ہیں شروع میں کانگریس سے وابستہ رہے مگر جب کانگریس نے اپنی ہندو نواز پالیسی پر زیادہ زور دینا اور مسلمانوں کو در پردہ نقصان پہنچانا شروع کر دیا تو بہت سے مسلمان زعمائے کرام نے کانگریس سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اور مسلم لیگ میں شامل ہوگئے آپ نے بھی مسلم لیگ میں شمولیت اختیار فرمائی مسلم لیگ میں شامل ہونے کے بعد آپ نے تحریک پاکستان میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اور تحریک پاکستان کے حق میں اخبار ''مسلمان'' میں بیشتر مضامین لکھے۔ اور قریہ قریہ جا کر عوام کو تحریک پاکستان سے روشناس کرایا اور انقلاب آفریں تقاریر کے ذریعے ان میں اک روح پھونک دی۔

ذاتی حالات:۔ مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ کا قد میانہ ومناسب، جسم دوہرا، رنگ کھلتا ہوا گندمی مائل بہ سپیدی، ناک ستواں، آنکھیں بڑی، مجموعی حیثیت سے سراپا بڑا دلکش تھا۔ بدن بہت گندھا ہوا اور مضبوط اور اعصاب طاقتور تھے۔ ساری عمر علمی مشاغل اور دماغی کاموں میں گزری تھی طبیعت میں استقلال اور عزم تھا جسمانی مشقت خوب کرتے تھے خوبرو، فرخندہ رو، صحت منداور بڑے چاق و چوبند تھے گلی بازار میں آرام سے چلتے مگر جب اپنی زمین میں جاتے تو بہت تیز چلتے۔

ترکی ٹوپی وپگڑی کا استعمال فرمانا:۔ لباس سادہ مگر صاف ستھرا زیب تن کرتے تھے شلوار قمیض شیروانی وترکی ٹوپی پہنتے تھے پگڑی کا استعمال بھی کرتے تھے اور موسم گرما میں تہد بھی استعمال کر لیتے تھے جب آپ باہر تشریف لے جاتے تو اچھے لباس میں ہوتے۔ جس میں آپ بہت جچتے تھے۔

کھانا:۔ کھانے کا اچھا ذوق تھا۔ البتہ کوئی خاص اہتمام نہ تھا جیسا مل جاتا کھا لیتے۔ لیکن آپ کے گھر میں کھانا معیاری اور بہت خوش ذائقہ پکتا تھا موسمی پھلوں کے خصوصاً آم کے بہت شوقین تھے خوش خوراک تھے اور خوراک خوب سیر ہو کر کھاتے تھے۔

سادگی اور نفاست:۔ آپ طبعاً سادہ اور تکلفات سے مبراء تھے آپ کو صاف ستھری زندگی پسند تھی تکلفات ان کے ذوق کے خلاف تھے اس لیے بقدر ضرورت لیکن بہت صاف ستھرا اچھا اور معیاری سامان رکھتے تھے۔

فضائل واخلاق:۔ فضائل واخلاق کا پیکر تھے۔ حلم وعفو، متانت وسنجیدگی، تواضع وانکساری ان کے صحیفہ اخلاق کے جلی عنوانات تھے

طبعاً بڑے نرم خو اور متحمل مزاج تھے۔ البتہ ناجائز اور ناگوار بات سننا پسند نہیں کرتے تھے اور غصہ آتا تو چہرے کے تغیر تک محدود رہتا اور اگر ضرورت پڑتی تو ڈانٹ بھی پلا دیتے اور منہ پر بات کر دیتے تھے غیبت، چغلی قطعاً ناپسند تھی اگر کسی سے سیاسی یا علمی اختلاف ہوتا تو زبان سے اظہار نرم الفاظ میں کرتے، سختی اور درشتی ان کے مزاج کے خلاف تھی بڑے مدبر، فیاض، عالی ظرف، عالی دماغ اور خوش خصال تھے لوگ انہی اوصاف وکمالات کی وجہ سے آپ کا نہایت احترام کرتے تھے۔

متانت وکم سخنی:۔ مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ کام کے دھنی تھے گفتگو مطلب کی کرتے تھے ان کی مجلس بڑی دلچسپ ہوتی تھی کہ ہر ذہن کا آدمی اس سے لطف اٹھاتا تھا اور ان کی مجلس سے اٹھنے کو دل نہیں چاہتا تھا۔

اعتماد وحسن ظن:۔ باہمی محبت، حسن ظن اور اعتماد ان کا اصول زندگی تھا ان کا قول تھا کہ میں ہر شخص کو اچھا سمجھتا ہوں جب تک وہ آپ کو برا ثابت نہ کرے۔ محبت، اعتماد اور احترام میرا دستور العمل ہے چنانچہ جب سے میں نے یہ اصول اپنایا اس وقت سے مجھے زندگی کے ہر موڑ میں کامیابی ہوئی ہے آپ ساتھیوں کو بھی باہمی احترام ومحبت اور حسن ظنی کی تلقین فرماتے رہتے تھے۔

ذوق مطالعہ:۔ آپ کو شروع ہی سے کتب بینی اور مطالعہ کا شوق تھا۔ آپ سفر میں بھی مطالعہ میں مصروف رہتے اور مطالعہ کے لئے جو پروگرام بنایا ہوا تھا کبھی بھی اس کے خلاف نہیں کرتے تھے اور جو کتاب پڑھتے بڑے انہماک سے پڑھتے۔ اور جا بجا کتاب پر حواشی اور نوٹ لکھتے تھے آپ مذہب تاریخ، جغرافیہ اور معلومات عامہ کا گنجینہ تھے علاوہ ازیں ملکی بلکہ عالمی سیاست پر پوری نظر رکھتے تھے، پاک وہند کے اخبار زیر مطالعہ رکھتے تھے اخبارات کے مطالعہ پر زیادہ وقت نہیں لگاتے تھے بس کام کی خبریں دیکھتے تھے۔

درس وتدریس کا ذوق:۔ آپ نے تکمیل تعلیم کے بعد اسلام کی اشاعت کے لئے زبانی وعظ وتذکیر کے علاوہ اخبار کو ذریعہ بنایا اور ملک بھر میں جگہ جگہ درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ ہمارے محلّہ میں ملک عنایت اللہ عراقی مرحوم کے گھر کئی سال صبح کے وقت آپ نے قرآن وحدیث کا درس دیا اس درس میں آپ نے قرآن مجید اور حدیث کی کتابوں میں مشکوۃ المصابیح، ریاض الصالحین، ترمذی اور نسائی کا درس دیا۔ اس کے بعد دوبارہ قرآن مجید کا درس شروع کیا کہ آپ بیمار ہو گئے اور یہ سلسلہ منقطع ہو گیا آپ کا درس بڑا شاندار اور جاندار ہوتا تھا جس میں کافی حاضری ہوتی تھی مردوں کا کمرہ الگ تھا عورتوں کا الگ۔ لوگ آپ کے درس کے منتظر ہوتے تھے۔

معمولات:۔ مولانا عبدالمجید رحمہ اللہ بڑے لوگوں کی طرح معمولات کے پابند تھے ان کا معمول عموماً یہ تھا کہ نماز فجر کے بعد اپنی زمین پر چلے جاتے اور وہاں دو تین گھنٹے کام کرتے اس کے بعد واپس آ کر درس دیتے ۹ بجے فارغ ہوتے ناشتہ کرتے اور اس کے بعد ظہر تک دفتر میں کام کرتے ظہر کی نماز کے بعد دوبارہ دفتر میں عصر تک کام کرتے اور عصر کی نماز کے بعد پھر زمین پر چلے جاتے اور مغرب کے قریب واپس آتے اور کھانا کھانے کے بعد عشاء کی نماز تک مطالعہ میں مصروف رہتے ظہر، عصر یا مغرب کی نماز کے بعد تقریباً پندرہ منٹ نمازیوں میں مجلس جم جاتی اس سے لوگوں کے بے حد بالیدگی ہوتی جس سے عوم بڑا لطف اٹھاتے۔

معاصرین اور احباب:۔ آپ کے کاموں کا دائرہ بڑا وسیع تھا علم وادب، مذہب وتعلیم وتدریس تصنیف وتالیف بیرونی وعوامی جلسے غرض ہر میدان میں آپ کے کارنامے ہیں اس لئے ان کے تعلقات کا دائرہ بھی بہت وسیع تھا۔ ان کے ممتاز معاصرین میں مشکل ہی سے کوئی ایسا شخص ہو گا جس سے ان کے تعلقات نہ رہے ہوں آپ کے ہر مکتب فکر اور ہر لائن کے بڑے لوگوں سے روابط تھے اس سب کا ذکر دشوار بھی ہے اور غیر ضروری بھی اس لیے یہاں صرف خاص ان لوگوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے جن سے آپ کے تعلقات بہت زیادہ تھے۔

علماء واصحاب علم وفضل سے روابط:۔ علماء میں مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ، مولانا محمد اسمٰعیل السّلفی رحمہ اللہ، مولانا احمد الدین گکھڑوی رحمہ اللہ، مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ، مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ، سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ، مولانا قاضی سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ، مولانا نور حسین گھرجاکھی رحمہ اللہ، مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ، مولانا ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ، مولانا میر محمد

بھانبڑی رحمہ اللہ، مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ، مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ، سید عنایت اللہ شاہ بخاری، مولانا صمصام رحمہ اللہ، حافظ اسماعیل روپڑی رحمہ اللہ وغیرہم سے خاص تعلقات تھے۔

احباب خاص:۔ جیسا کہ عرض کیا جاچکا ہے کہ آپ کے تعلقات کا دائرہ بہت وسیع تھا البتہ قصبہ سوہدرہ میں احباب خاص صرف چند تھے اوران احباب میں بزرگ بھی شامل تھے اور آپ کے ہم عمر بھی اور آپ سے چھوٹے بھی۔ مثلاً

ملک نیاز علی عراقی، ملک نواب خان نوشہروی، ملک حاجی محمد حسین، ملک عبدالغنی ولد ملک تاج الدین، ملک غازی محمد بشیر، ملک کرامت اللہ انور، ملک حاجی عبدالکریم، مولوی ابوالمحمود ہدایت اللہ، مولوی حاکم الدین، ملک رحمت اللہ، ملک حافظ محمد یعقوب، ملک غلام باری، ملک عبداللہ کھنڈ والا، ملک عبداللہ دکاندار، ملک عبدالرحمٰن نمک والے، ملک مراد علی، ملک عبداللہ خان عراقی ٹھیکہ دار، حکیم عنایت اللہ نسیم، ملک عبدالحق، ملک امام خاں نوشہروی، حکیم عبداللہ خاں نصر رحمہم اللہ ان کے علاوہ محلّہ ارائیاں، محلّہ چوہدریاں، محلّہ معماراں، محلّہ قاضیاں، محلّہ تیلیاں، محلّہ اعواناں اور بیلے کے علاقہ کے خاص خاص لوگ آپ کے عقیدت مند اور جانثار اور بڑے اچھے ملنے والے تھے ان سب کے صرف نام ہی لکھے جائیں تو کئی صفحات درکار ہیں۔

تصنیف وتالیف:۔ ہمیشہ سے کتب کو علم کی روشنی پھیلانے کا بہترین ذریعہ سمجھا جاتا رہا ہے چنانچہ آپ نے کتب تصنیف فرما کر اسلام کی خدمت میں نمایاں کردار اختیار فرمایا آپ نے عوام وخواص، مردوں، عورتوں، بچوں، بڑوں غرض سب کیلئے کتابیں لکھیں اور تقریباً ہر موضوع پر لکھیں جو بہت پسند کی گئیں آپ کی چند کتابیں یادگار کی حیثیت رکھتی ہیں مثلاً رہبر کامل، بچوں کیلئے حدیث کی کتابیں، سیرت الائمہ، سیرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سیرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا، دولت مند صحابہ رضی اللہ عنہم، سیرت آزاد، استاد پنجاب، سیرت ثنائی، تفسیر سورہ فاتحہ، ہندو شعراء کا نعتیہ کلام وغیرہ۔

علاوہ ازیں آپ اپنے وقت کے بہترین طبیب بھی تھے چنانچہ آپ نے مختلف طبی موضوعات پر متعدد کتب تصنیف فرما کر ملک وقوم کی بہترین خدمت سرانجام دی، آپ کی طبی کتابوں کو بھی قبول عام حاصل ہوا۔ جن میں پانچ ہزار مجربات، عورتوں کا حکیم، جیبی حکیم، انمول حکیم دیہاتی حکیم، اسراری نسخے، گھریلو نسخے، آسان نسخے، حیوانی نسخے، خواص بادیاں، اکسیری مجربات وغیرہ کتب بہت مشہور ومتداول ہوئیں۔

ابتدائیہ

غلط فہمی کی اصلاح:۔ چونکہ اہل حدیث کرامت کو ولایت کیلئے نہ ضروری جانتے ہیں نہ شرط قرار دیتے ہیں اور نہ ہی کرامات کی نشر و اشاعت کرتے ہیں۔ اس لیے بعض لوگوں میں یہ مشہور ہوگیا ہے کہ جماعت اہل حدیث میں کوئی ولی نہیں ہوا اور وہ کہتے ہیں اہل حدیث نہ کرامات کو مانتے ہیں اور نہ ان میں کوئی اہل کرامت ہوا ہے لیکن ایسے لوگوں کو یہ خیال رکھنا چاہیے کہ اہل حدیث ''جھوٹے ولیوں'' کی کرامات پر انکار کرتے ہیں اور ان کی استدراجی وشیطانی حرکات کو کرامت قرار نہیں دیتے۔ اس لیے بھی کچھ عوام ان سے بدظن ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اولیاء اللہ ہی کے منکر ہیں۔ اور ان کی کرامات کے بھی قائل نہیں۔

مدت ہوئی میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اہل حدیث کی طرف سے اس اعتراض کی بایں طور تردید ہونی چاہیے کہ نفس مسئلہ کی بھی وضاحت ہوجائے اور عوام پر بھی یہ روشن ہوجائے کہ بفضلہ جماعت اہل حدیث میں بے شمار اہل کرامت بزرگ ہوئے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جتنے حضرات اہل حدیث میں اہل کرامت ہوئے ہیں اتنے کسی اور جماعت میں نہیں ہوئے کرامت کا تعلق ولی سے ہے اور ولی وہی ہوسکتا ہے جو سنت کا سچا پروانہ اور رسول اللہ ﷺ کا گرویدہ ہو۔ اور ظاہر ہے کہ اہل حدیث سے زیادہ سنت نبوی ﷺ کا پابند اور رسول اکرم ﷺ کا محبّ اور کون ہوسکتا ہے؟ آپ نام کے اہل حدیثوں کو نہ دیکھئے کیونکہ فی زمانہ تو کثرت سے ایسے ہی اہل حدیث کہلانے والے ہیں جو ''بدنام کنندہ نکونامے چند'' ہیں یا ''برعکس نہند نام زنگی کا فور'' کے مترادف ہیں۔ میرا تو دعویٰ ان مخلص، بے ریا، عامل با الحدیث، محبّ رسول

ﷺ لوگوں سے ہے جو صحیح معنوں میں اہل حدیث تھے۔اللہ کے پیارے تھے رسول پاک ﷺ کے دلارے تھے، نہ سب اہل حدیث ایسے ہیں کہ وہ قابل اصلاح ہوں اور نہ سب ایسے ہیں کہ وہ اولیاء اللہ کے رتبہ کو پہنچ چکے ہیں بہر حال کسی اہل حدیث کو دیکھنے اور جانچنے کے لئے ضروری ہے کہ یہ دیکھ لیا جائے کہ اس کا تعلق نبی ﷺ سے کتنا ہے اور وہ سنت کا کہاں تک پابند ہے پس جس شخص کا حضور ﷺ سے جتنا گہرا تعلق ہوگا اور اسے آپ ﷺ کی سنت سے جس قدر زیادہ پیار ہوگا وہ اتنا ہی زیادہ مقبول بارگاہ ربانی ہوگا۔اور ولی اللہ کہلانے کا حق دار ہو گیا۔

مشہور علما کی کرامات کا تذکرہ:۔ میں اس مضمون میں پہلے بزرگوں کا تذکرہ نہیں کروں گا کیونکہ ان کے ذکر خیر کیلئے دفاتر درکار ہیں بلکہ دور حاضرہ کے اہل حدیث حضرات کا نمونہ پیش کروں گا جن میں سے اکثر کو آپ جانتے اور پہنچانتے ہیں کہ وہ اہل حدیث تھے اور وہ صاحب کرامت بھی تھے اور یہی میں اس مضمون میں ثابت کرنا چاہتا ہوں۔عبدالمجید خادم، عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کرامت کی حقیقت

کرامت کی تعریف:۔ ''شرح عقائد'' میں یوں مرقوم ہے:

''ظهور امر خارق للعادة من قبله غير مقارن لدعوة النبوة فما لا يكون مقارنا بالايمان والعمل الصالح يكون استدراجا''

یعنی کرامت اس امر خلاف عادت عامہ (یا خلاف قانون قدرت عامہ) کو کہتے ہیں جو کسی ولی کی طرف سے ظاہر ہو نہ کہ نبی اور کافر کی طرف سے جو نبی سے بصورت تحدی ظاہر ہوا سے معجزہ کہتے ہیں اور جو کافر سے صادر ہوا سے استدراج کہتے ہیں۔

پس ''معجزہ''، ''کرامت''، ''استدراج''، خرق عادت عامہ ہونے میں مشترک ہیں یعنی بظاہر تینوں خلاف قانون قدرت عامہ نظر آتے ہیں۔

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ''معجزہ'' (جسے شرع شریف میں ''آیت'' یعنی نشان کہتے ہیں) کے لئے یہ شرط قرار دی ہے کہ وہ امر ایسا ہو جس کو جن وانس نہ کر سکیں تحدی کی شرط کو انہوں نے اڑا دیا ہے ''استدراج یعنی جو امر کسی کافر کے ہاتھ پر ظاہر ہوا اور وہ عادت عامہ (قانون قدرت عام) کے خلاف ہو اس کا منشا اور مصدر قوائے انسانی اور شیطانی کو قرار دیا ہے۔پس معجزہ اور استدراج بالکل الگ الگ چیزیں ہیں۔

کرامت کیلئے یہ شرط نہیں کہ وہ ایسی ہو کہ جسے جن وانس نہ کر سکیں۔کرامت میں یہ شرط ہے کہ اس کا مصدر واصل یعنی واقع یا پیدا ہونے کی جگہ قوائے الٰہیہ اور ملائکہ ہو یا انسانی قویٰ ہی کو اس طرح کر دیا جائے جو عام معمول سے ہٹ کر ہوں جن سے صاحب کرامت کا اعزاز واکرام سمجھا جائے۔

خرق عادت:۔ خرق عادت عرف عام میں خلاف قانون قدرت کو کہا جاتا ہے درحقیقت ہم اپنے قلیل علم کی وجہ سے اسے یہ نام دے رہے ہیں ورنہ کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو خلاف قانون قدرت ہو۔ہم محض اس لیے اسے ''خلاف قانون قدرت'' کہہ دیتے ہیں کہ ہم خود قانون قدرت کا پورا پورا علم نہیں رکھتے جو چیز ہمارے علم میں اور فہم میں آ گئی اسے ہم نے قدرت سمجھ لیا۔اور جس کو نہ جانا اسے خلاف قانون قدرت قرار دیا پس صحیح بات یہ ہے کہ جہاں میں کوئی بھی چیز خرق عادت یا خلاف قدرت نہیں ہے حتیٰ کہ معجزات کیلئے بھی اسباب خفیہ ہوتے ہیں جنہیں ہم نہیں جانتے چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

خرق عادت سے عادت عامہ کے خلاف ہونا مراد ہے بعض صورتوں میں ان کے اسباب خفیہ کا وجود عقل کے دائرہ علم میں آجاتا ہے اور بعض صورتوں میں ان کے اسباب کی تہہ تک پہنچنا بجز نور نبوت اور عطا الٰہی کے ناممکن ہوتا ہے عوام کے نزدیک یہ دونوں خلاف عادت مجهولته الاسباب ہیں عقلاء کے نزدیک فرق ہے عرفاء کے نزدیک دونوں عادت الٰہیہ کے موافق ہیں اس لیے خرق عادت کو لفظ خرق عادت عامہ کے ساتھ تعبیر کرنا چاہیے۔

پس قدرت کا جو فعل عام سنن طبعیہ کے سلسلہ میں ظہور پذیر ہوگا وہ تو اس کی عام سنت اور قانون قدرت کہلائے گا۔

اور جو ظاہری اسباب سے علیحدہ ہو کر کسی خاص مصلحت اور حکمت کے اقتضاء سے ظاہر ہوگا وہ خرق عادت عامہ میں داخل ہوگا۔

اور یہی خرق عادت عامہ جب کسی رجل عظیم کے دعویٰ نبوت اور تحدی کے بعد اس سے صادر ہو تو وہ معجزہ ہوگا جو من جانب اللہ اس کے دعویٰ کی فعلی تصدیق ہے لیکن اس کے مشابہ جب کوئی خرق عادت امر کسی نبی کے دعویٰ نبوت یعنی بعثت اور تحدی سے پہلے ظاہر ہو تو اس کو ارہاص کہتے ہیں۔

اور اگر کسی غیر نبی کے ہاتھ پر اتباع کی برکت سے اس قسم کی خارق عادات علامات دکھائے جائیں تو اس کا نام کرامت ہوتا ہے۔

اور جب یہی علامات کسی ایسے شخص سے صادر ہوں جو کافر ہو یا خلاف شرع امور کا مرتکب ہو تو اسے استدراج کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ امور شیطانی اثر سے صادر ہوتے ہیں جب کوئی انسان شیاطین کے ساتھ تعلق پیدا کر لیتا ہے یا جبلی (پیدائشی) مناسبت ان کے ساتھ رکھتا ہے تو شیطان اسے اپنا آلہ کار بنا لیتے ہیں اور مختلف صورتوں میں اس کی مدد کرتے ہیں، کبھی: (۱) اسے دور دراز کی باتیں بتلاتے ہیں۔

(۲) دوسروں کے مافی الضمیر سے آگاہ کرتے ہیں۔ (۳) اس کے دشمن اور مخالفین کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔

(۴) اس کی حاجات جو ان شیاطین کی طاقت میں ہوتی ہیں پوری کرتے رہتے ہیں۔ (۵) اس کی مالی مدد بھی کرتے ہیں۔

(۶) گاہے اسے ہوا میں اڑا کر لے جاتے ہیں۔

جب عوام یہ باتیں دیکھتے ہیں تو وہ اسے بھی ولی کہنے اور سمجھنے لگتے ہیں۔ حالانکہ وہ اس کی کرامت نہیں ہوتی بلکہ استدراج ہوتا ہے جو ہر منکر اسلام اور کافر یا مشرک کسی خاص ریاضت وکسرت یا کسی مدوّنہ علم کی بناء پر حاصل کر لیتا ہے اسی لیے بعض صوفیاء اور اہل اللہ نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص تمہیں آگ پر چلتا اور ہوا میں اڑتا ہوا اور پانی پر چلتا دکھائی دے تو جب تک اسے قرآن وسنت کا متبع نہ پاؤ اسے ولی نہ سمجھو۔ ''انہ لیس بولی انہ شیطان'' وہ ہرگز ولی نہیں وہ شیطان ہے۔

کرامت اور استدراج میں فرق:۔ کرامت اور استدراج بادی النظر میں بعض وقت مشتبہ اور متشابہ ہو جاتے ہیں۔ ان میں فرق صرف متصف اور منشاء کے اعتبار سے ہوتا ہے کرامت کا متصف ولی اللہ مومن اور محبّ ومتبع سنت ہوتا ہے اور استدراج کا متصف گمراہ فاسق فاجر کافر اور مشرک ہوتا ہے کرامت میں بشریہ وشیطانیہ کے علاوہ قویٰ ہوئے ہیں اور استدراج میں قویٰ طبعیہ وشیطانیہ ہوتے ہیں اور سمجھنے والوں کے نزدیک ان دونوں میں ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ ایک نجیب الطرفین مولود اور ولد الزنا میں کہ بظاہر دونوں بچے یکساں شکل وصورت رکھتے ہیں اور حسی طور پر دونوں ایک ہی طرح کی حرکت وعمل کا نتیجہ ہیں اگر محض اس لیے کہ ان میں سے ایک بچہ فعل حرام کا نتیجہ اور دوسرا عمل مشروع وطیب کا ثمرہ ہے، ہم پہلے کے تولد کو مذموماً اور قابل نفرت اور دوسرے کی ولادت کو محمود اور موجب مسرت وانبساط سمجھتے ہیں۔

ٹھیک اسی طرح جو خوارق عادات عامہ اتباع رسول ﷺ اور معبود واحد ویکتا کی پرستش کا نتیجہ ہوں وہ کرامات اولیاء کہلاتی ہیں جن کے مبارک ومحمود ہونے میں کوئی شبہ نہیں اس کے بخلاف جو خوارق اتباع شیطان فسق وفجور وظائف شرکیہ کے ثمرات سے ہوں ان کا نام استدراج اور فعل شیطانی ہے۔

مرتبہ احسان، اولیاء اللہ کی پہچان:۔ ائمہ حدیث نے جس کو ''ام الاحادیث'' یا ''ام الجوامع'' کے نام سے تعبیر کیا ہے اس میں یہ مذکور ہے کہ جبرائیل امین نے آنحضرت ﷺ سے احسان کے متعلق سوال کیا تو حضور ﷺ نے جواباً فرمایا:

''الاحسان ان تعبدالله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك'' (صحيح مسلم كتاب الايمان حديث ۹۳)

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے احسان یعنی اخلاص کے دو درجے بیان فرمائے ہیں اعلیٰ درجہ تو یہ ہے کہ عبادت میں ایسا حضور اور دل لگی ہو کہ گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہوا سے مشاہدہ کہتے ہیں اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ تصور اور یقین کرے کہ اللہ مجھے دیکھتا ہے اسے مراقبہ کہتے ہیں۔

تصوف اور مرتبہ احسان:۔ آج جسے تصوف اور درویشی کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے زبان نبوی ﷺ سے اسے احسان کہا گیا ہے عوام اور بعض صوفیاء قسم کے لوگ ظاہری احکام کو شریعت اور تصفیہ باطن کو طریقت اور مشاہدہ ومراقبہ کو حقیقت کہتے ہیں۔ مگر اس حدیث میں حضور ﷺ نے تینوں مقامات کا تفصیلی ذکر فرما دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین اسلام میں کامل وہی شخص ہے جو ان تینوں کا جامع اور عامل ہو اگر

کوئی شخص پہلی پانچ باتوں پر جمار ہے اور آگے قدم نہ اٹھائے اور''احسان'' کی عملی تفسیر بن کر نہ دکھائے تو وہ بھی ناقص الایمان ہے۔

پس ایک ولی اللہ کیلئے ضروری ہے کہ وہ اسلام کے ارکان فلسفہ کا پابند ہو۔اور پھر اپنی ساری قوتیں عبادت میں صرف کردے عبادات میں اعلیٰ ترین درجہ نماز کو دیا گیا ہے اور نماز ہی کے متعلق روایات میں آتا ہے:

''قرة عيني في الصلوة'' نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی مسرت ہے۔

اور پھر فرمایا''الصلوة معراج المومنين'' نماز اہل ایمان کی معراج ہے ارشاد قرآنی ہے''قد افلح المومنون الذين هم في صلاتهم خشعون'' یعنی وہی مومن فلاح پائیں گے جو نمازیں خشوع وخضوع سے ادا کرتے ہیں پھر حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ''صلوا كمارايتموني اصلي'' (صحیح بخاری حدیث ۶۳۱) نماز ایسی پڑھو جیسی میں پڑھتا ہوں۔

تصوف کا دارومدار:۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے احسان وتصوف کا تمام دارو مدار نماز بطریق سنت ادا کرنے پر موقوف گردانا ہے پس جو شخص نماز میں خشوع، خضوع قائم نہیں کرتا، طمانیت وسکون اور تعدیل ارکان کی پرواہ نہیں کرتا وہ کبھی ولی نہیں ہوسکتا۔خلاصہ یہ ہے کہ آدمی رزق حلال کا اہتمام کرے، زہد اختیار کرے اور نماز بڑے اچھے طریقے سے ادا کرے۔ جو شخص ایسے کرتا ہے بس سمجھ لیجئے کہ وہ ولایت کی راہ پر ہے مگر اس کے برعکس جو شخص حرام خور دولت کا پجاری اور نماز سے غافل ہو بھلا وہ کیونکر ولی ہوسکتا ہے؟ کبھی نہیں ہرگز نہیں۔

شیخ، مرشد، صوفی، ولی کیلئے ضروری ہے کہ وہ متبع سنت نبوی ﷺ ہو اور سنت کا نہایت پابند ہو اور حضور ﷺ جیسی پرسکون اور ٹھہر ٹھہر کر نماز پڑھتا ہو خواہ اس سے کوئی کرامت سرزد ہو یا نہ ہو یہ سب کچھ سمجھ لینے کے بعد آیئے اب کرامت کی شرعی حیثیت سمجھئے۔

کرامت کی شرعی حیثیت:۔ شریعت نے ولی کیلئے کرامت ضروری قرار نہیں دی، لہٰذا کرامت کو مدار ولایت نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ کرامت دلیل ولایت ہرگز نہیں ہے، ولایت صرف ایمان اور تقویٰ کا نام ہے، اسلام میں ہر مومن اور متقی ولی اللہ ہے چونکہ ایمان اور تقویٰ کے مختلف مدارج ہیں اس لیے ولی کے بھی مختلف مداراج ہیں اور ان مدارج کا صحیح علم اللہ ہی کو ہے اور ولی اللہ کے لئے معصوم ہونا کوئی مسئلہ نہیں اور نہ خطا سے بچنا اس کی ولایت کے لئے کوئی ناگزیر وجہ ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم اللہ کے ولی تھے لیکن ان سے وقتاً فوقتاً خطا کا صدور بھی ہوا خود حضور اکرم ﷺ ان محبوبین بارگاہ الٰہ کو خطاب کر کے فرماتے ہیں''كل ابن ادم خطاء وخير الخطائين التوابون'' (مشكوة المصابيح) یعنی تم سب خطائیں کرنے والے ہو اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو بکثرت توبہ کرنے والے ہیں۔

اولیائے کرام کے بارے میں ضروری احتیاط:۔ جب امت محمدیہ (علی ماجہا الصلوٰۃ والسلام) کے بہترین اور افضل لوگ اور اولیاء کے سرخیل وسرتاج غلطی کر جاتے تھے تو بھلا بعد کے اولیاء سے غلطی کا صدور کیوں محال ممتنع ہوسکتا ہے؟ یہ ہماری سوچ درست نہیں کہ جس سے معمولی سی غلطی واقع ہوگئی جھٹ اسے اولیاء کی صف سے نکال دیا۔ یہ الگ بات ہے کہ اولیاء کو کبائر کی طرح صغائر سے بچنا چاہیے۔لیکن ہمیں اللہ والوں کے بارے میں سوچ سمجھ کر رائے قائم کرنی چاہیے اور عجلت سے کام نہیں لینا چاہیے ہمیشہ ان کا احترام بجالانا چاہیے اور ان سے ہر ممکن عقیدت ومحبت کا رویہ رکھنا چاہیے۔ جو لوگ ان کی شان میں ناروا جملے بولتے ہیں وہ ناروا فعل کا ارتکاب کرتے ہیں۔

(۱) حضرت ابوعلی جوزمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''كن طالبا للا ستقا مة لا طالبا للكرامة فان نفسك متحركة في طلب الكرامة وربك يطلب منك الاستقامة'' استقامت کے طالب بنو نہ کہ کرامت کے طالب کرامت نفس کی خواہش ہے اللہ تعالیٰ کو تو استقامت مطلوب ہے۔

(۲) حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ نے''شرح فقہ اکبر'' میں حضرت شیخ سہروردی رحمہ اللہ کا ایک قول نقل کیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

بعض عابدین جب جان فشانی سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے متقدمین سلف صالحین رحمہم اللہ کے حالات اور ان کی خرق عادات کا ذکر سنتے ہیں تو ان میں بھی خوارق (نئی نئی اور عجیب عجیب) کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے اگر ان کو کوئی خرق عادت علامت حاصل نہ ہو تو یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ شاید ہمارے عمل میں قصور ہے اگر وہ حقیقت سے واقف ہوتے تو خرق عادت کو معمولی سمجھتے اور یقین کرتے کہ بعض عابدین پر صدور خوارق کی یہ

وجہ ہوتی ہے کہ ان کا یقین بڑھ جائے "زھد عن الدنیا" میں ان کا ارادہ پختہ ہو جائے اور اسباب ظاہری سے دست بردار ہو جائیں پس صادق راست باز کو چاہیے کہ نفس کو استقامت پر مجبور کرے کہ یہی دراصل کرامت (عزت اور ان کے شایان شان) ہے۔

کرامت ایمان میں تقویت کا سبب:۔ (۳) امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ "الفرقان بین اولیاء الرحمن و اولیاء الشیطان" میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

اس امر کا پہچاننا نہایت ضروری ہے کہ بعض کرامات آدمی کی ضرورت کی وجہ سے ہوتی ہیں جب کوئی آدمی ایمان میں کمزور یا کسی چیز کا محتاج ہوتو ان کرامات سے اللہ پر ایمان قوی ہو جاتا ہے اور حاجت رفع ہو جاتی ہے مگر جس کا ایمان قوی ہوگا اس کو ان کرامات کی ضرورت نہ ہوگی علو مراتب اور استغناء کی وجہ سے کرامت کا ظہور نہ ہوگا یہی وجہ ہے کہ تابعین رحمہم اللہ میں بہ نسبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کرامات زیادہ ظاہر ہوئیں۔

پھر امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ایک دوسرے مقام پر ارقام فرماتے ہیں: خرق عادت سے بسا اوقات آدمی کا درجہ کم ہو جاتا ہے اس لیے اکثر صالحین ایسی باتوں سے استغفار کرتے رہے جیسے دیگر گناہوں سے توبہ کی جاتی ہے۔ بعض پر کرامات کا ظہور ہوتا تو وہ اللہ تعالیٰ سے ان کے دور ہونے کا سوال کرتے اور سب کے سب اپنے ساتھیوں اور سالکوں سے یہی کہتے رہتے تھے کہ کرامات پر اعتماد نہ کرنا نہ ان کو مطمح نظر قرار دینا اور نہ ان سے خوش ہونا اگر چہ تمہارے خیال میں وہ کرامات ہی کیوں نہ ہوں۔

المختصر ائمہ ہدی رحمہم اللہ نے شرعی نقطہ نگاہ سے کرامت کو کوئی خاص اہمیت نہیں دی نہ اسے ولایت کا جز قرار دیا ہے کہ ہر ولی سے کرامت کا صدور ضروری ہے۔ اگر کسی متبع سنت مومن کامل اور متقی پرہیز گار سے کرامت کا ظہور ہو جائے تو اس سے انکار بھی نہیں کرنا چاہیے اور اسے ولایت کا معیار بھی نہیں سمجھنا چاہیے کہ جس سے کرامت ظاہر ہو ولی ہے اور جس سے کوئی کرامت ظاہر نہ ہو خواہ وہ متقی، پرہیز گار، محبّ اور متبع سنت ہی کیوں نہ ہو وہ ولی نہیں ہے۔ ایسا نظریہ رکھنا ہرگز درست نہیں اس سے اولیاء اللہ کی اہانت کا پہلو نکلتا ہے کہ سال چھ مہینے جس میں کوئی کرامت نہ دیکھی جھٹ اس سے ردائے ولایت چھین لی اور ساتھ ہی اس کی بے دینی کا پروپیگنڈا شروع کر دیا اس امت میں اگر بیسیوں اولیاء صاحب کرامت ہوئے ہیں تو ہزاروں لاکھوں ایسے اولیاء ہو گزرے ہیں جو اعلیٰ درجے کے عامل قرآن وسنت اور متبع رسول ﷺ تھے مگر ان سے کسی کرامت کا مطلق ظہور نہیں ہوا۔

اہل حدیث اور ولی:۔ جب ہم کہتے ہیں کہ ہر اہل حدیث اللہ کا ولی ہے تو اس سے ہماری مراد رواجی اہل حدیث بے نماز داڑھی منڈھے سود خور اور بدعمل وغیرہ گرہ گیر قسم کے لوگ نہیں بلکہ وہ ہیں جو عقیدہ و عمل ہر اعتبار سے صحیح معنی میں اہل حدیث ہیں اور ہر حال میں شریعت کے پابند اور اللہ سے ڈرنے والے ہیں جن کی ایک ایک ادا سے سنت کی خوشبو آتی ہو، جو لوگ کہتے ہیں جماعت اہل حدیث میں ولی نہیں ہوتے وہ غلط کہتے ہیں مگر ہم دعویٰ سے کہتے ہیں اور بہ دلائل یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ ہر اہل حدیث اللہ کا ولی ہے کوئی ولی ایسا نہیں جو اہل حدیث نہ ہو سلف سے لے خلف تک اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک تاریخ کی ورق گردانی کر لیجئے آپ کو معلوم ہوگا کہ کوئی ولی ایسا نہیں ہوا جو سنت کا شیدائی اور حب رسول ﷺ سے سرشار نہ ہو پس جب کسی کے دل میں یہ دو چیزیں پیدا ہو جائیں گی تو وہ اہل حدیث نہ ہوگا تو اور کون ہوگا؟

ذرا غور کیجئے اہلحدیث کہتے کسے ہیں؟ بعض مولویوں نے اہلحدیث کو ہوا (خوفناک چیز) بنا کر پیش کیا ہوا ہے کئی بیچارے تو اہلحدیث کے سایہ سے بھی ڈرتے ہیں حالانکہ اس کے بڑے شاندار معنی ہیں اہل کے معنی والا ہیں اور حدیث کے معنی ہیں قرآن اور ارشادات رسول ﷺ ہاں ہاں قرآن کو بھی حدیث کہتے ہیں خود آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "ان خیر الحدیث کتاب الله" (مشکوۃ المصابیح) بے شک بہترین حدیث قرآن مجید ہے جو لوگ قرآن کو بھی مانتے ہوں اور حدیث کو بھی ان میں آخر خرابی کیا ہے؟

اب خدارا خود کہئے کہ دنیا کے تختے پر اس سے بڑھ کر صاف اور سچا کوئی اور مسلک ہے؟ یا ہو سکتا ہے؟ کیا اولیاء اس پیارے مسلک کے علاوہ بھلا کسی اور مسلک کے عامل ہو سکتے ہیں؟ کبھی نہیں ہمارے لیے تو اس کا تصور بھی مشکل ہے۔

دو کامل اولیاء کا ذکر:۔ ہم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو اللہ کا ولی مانتے ہیں ہم ان کے

بارے میں حسن ظن رکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ دونوں رب کے محبوب اور پیارے اور اللہ کے فضل سے اہلحدیث یعنی قرآن وحدیث کے حامل وعامل تھے اور اہلحدیث ہی نہیں تھے بلکہ اہلحدیث گر تھے۔

اولیائے اہلحدیث کی کرامات کا ذکر:۔ اب ہم بتانا چاہتے ہیں کہ جماعت اہل حدیث میں سے جولوگ بھی اس منزل پر پہنچ گئے وہ ولی اللہ ہیں اور ان سے وقتاً فوقتاً کرامات کا ظہور بھی ہوتا رہا ہے ہم آپ کو بہت دور کے زمانہ کے لوگوں کی باتیں نہیں سنائیں گے بلکہ قریب کے زمانہ کے حالات پیش کریں گے تا کہ آپ ان سے سبق وموعظت حاصل کرسکیں آپ حاملین قرآن وسنت کے بارے میں بغض ونفرت کم کرسکیں اور یہ کوئی ناممکن بھی نہیں ہے کھلے دل سے کتاب ہذا کا مطالعہ کرنے سے عمدہ اور خوشگوار تبدیلی واقع ہوسکتی ہے اور یہ کوئی ناممکن بھی نہیں ہے۔اب اولیاء اہل حدیث کی کرامات کا ذکر کیا جاتا ہے کتاب ہذا کا کھلے دل سے مطالعہ کریں اور جلد بازی سے ہرگز کام نہ لیں بلکہ جہاں کوئی اشکال پیش آئے بلا تاخیر اہل علم سے رابطہ قائم کریں اور قرآن وحدیث کی روشنی میں وہ الجھن حل کرنے کی مقدور بھر سعی کریں انشاءاللہ ہر مسئلہ حل ہوجائے۔

کوئی کرامت جھوٹی نہیں:۔ حضرت مولانا محمد سلیمان رحمہ اللہ (روڑی) تک حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ کی یکجا کی ہوئی کرامات ہیں اس کے بعد حضرت مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ سے آخر تک بندہ کی جمع کی ہوئی کرامات ہیں۔الحمدللہ ان کرامات میں کوئی کرامت وضعی، جھوٹی اور خودساختہ نہیں ہے۔

﴿۱﴾ کرامات حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب لکھوی رحمہ اللہ

بھنگی چرسی فقیر راہ راست پر آ گیا:۔ (کرامت،۱) مولوی قائم الدین صاحب سکنہ چک مڈھیوالہ ضلع لائل پور (موجودہ فیصل آباد) کا بیان ہے کہ جن دنوں میں مولانا عبدالرحمٰن صاحب رحمہ اللہ کے ہاں لکھوکی پڑھا کرتا تھا ان ایام کا واقعہ ہے کہ ان کے پاس ایک بھنگی چرسی فقیر آیا جس کی داڑھی تو صفاچٹ تھی اور مونچھیں لمبی لمبی تھیں، ہاتھ میں چمٹا، بدن پر کملی، شکل وصورت خلاف شرع، گاتا تھا اور کہتا تھا کہ مولوی صاحب نشہ ٹوٹا ہوا ہے کچھ دلواؤ۔مولوی صاحب رحمہ اللہ نے ایک طالب علم سے کہا کہ اسے ایک پیسہ دے دو وہ بولا: ایک پیسہ سے کیا بنتا ہے اگر دینا ہے تو کچھ آپ دیں فقیر کا عمل ٹوٹا ہوا ہے نہ بھنگ ملی ہے نہ چرس۔مولانا رحمہ اللہ نے ایک نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور فرمایا: مجھ سے کچھ لینا ہے؟ جونہی اس کی نظر سے نظر ملی وہ لڑکھڑا کر گرا اور ایسا گرا کہ بے ہوش ہوگیا۔

طالب علم اسے سنبھالنے کیلئے بڑھے مگر وہ ایسا بے حس پڑا تھا جیسے مردہ، تین گھنٹے بے ہوش پڑا رہا۔ جب ہوش سنبھالا تو اٹھا مولانا رحمہ اللہ نے پوچھا کیوں بھائی کیا لینا ہے؟ وہ بولا جو لینا تھا وہ لے لیا بس مجھے ''مسلمان'' بنا دیجئے۔مولانا رحمہ اللہ نے حجام کو بلوایا اور اس کی مونچھیں اور لٹیں کٹوا دیں اس نے چرس بھنگ سے توبہ کرلی اور حضرت لکھوی رحمہ اللہ سے پڑھنا شروع کردیا۔مولوی قائم الدین صاحب کا بیان ہے کہ وہ اچھا خاصا عالم اور صوفی بن گیا اور اٹھارہ برس تک محترم مولوی صاحب کی خدمت میں رہا۔

آپ کا جان لیوا آپ کو دل دے گیا:۔ (کرامت،۲) ایک بار مولانا رحمہ اللہ موصوف معہ چند طلباء کے نہر پر جولکھوکی سے قریب ہی تھی غسل کے لئے تشریف لے گئے۔نہر کے متصل ہی ایک سڑک گزرتی تھی اس علاقے میں ایک محمود ڈوگر نامی شخص رہتا تھا جو بہت بڑا زمیندار اور مغرور ومتکبر انسان تھا اور اسے اہلحدیث سے خاص عداوت تھی اس نے بارہا یہ کہا تھا کہ اگر مولوی عبدالرحمٰن مجھے اکیلا کہیں مل گیا تو میں اسے جان سے مار ڈالوں گا کیونکہ اس نے سارے علاقہ میں وہابیت پھیلا دی ہے۔کسی طالب علم نے مولانا رحمہ اللہ سے ذکر کردیا کہ محمود آپ کا اشد ترین دشمن ہے، اور وہ جا رہا ہے۔مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اسے بلالو اور کہو کہ جو کچھ کرنا ہے یہیں کرلے۔طالب علم نے آواز دی کہ میاں محمود! مولوی صاحب یہیں ہیں آؤ اور اپنے دل کے ارمان نکال لو، محمود آیا گھوڑی سے اترا۔ابھی مولانا رحمہ اللہ کے سامنے ہی آیا تھا اور آنکھ سے آنکھ ملی تھی کہ اپنا پیٹ پکڑ کر بیٹھ گیا اور ہائے ہائے کرنے لگا۔حضرت مجھے معاف کردیجئے میری غلطی تھی میں نے آپ کے خلاف بہت کچھ کہا مگر اب اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہوں اور معافی چاہتا ہوں۔مولانا رحمہ اللہ نے کہا دل صاف کرلو اور جاؤ اللہ تمہیں خوش رکھے۔وہ کہنے لگا

حضور! اب کہاں جاؤں؟ ہاتھ بڑھایئے اور مجھے اپنا مرید بنا لیجئے چنانچہ وہ بڑا نیک، نمازی اور توحید وسنت کا علمبردار بن گیا اور وہ بڑے لوگوں کو راہ راست پر لایا۔ وہ اکثر آپ کی مجلس میں آتا رہتا تھا اس واقعہ کے راوی مولوی قائم الدین صاحب کا بیان ہے کہ محمود ڈوگر کی آنکھ پر ایک موہکہ تھا جو اسے بہت تنگ کرتا تھا اور آنکھ ڈھانپ لیتا تھا جس سے وہ سخت تنگ آ گیا تھا اس نے عرض کیا حضرت اس پر دم کر دیجئے تا کہ اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے بھی نجات دے دے۔ مولانا رحمہ اللہ نے سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا اور اس پر لعاب لگا دی۔ محمود کا بیان کہ اس کے بعد وہ موہکہ ایسا مٹا کہ کبھی ظاہر نہیں ہوا اور مجھے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اس تکلیف سے نجات مل گئی۔

آپ کی دعا کی برکت:۔ (کرامت،۳) موضع لکھوکے سے کچھ فاصلہ پر ایک جمیل آباد نامی گاؤں تھا جہاں کا سردار جلال الدین عرف ''جلو'' بہت بڑا زمیندار اور کئی گاؤں کا مالک تھا جلو کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوتی تھی، اس نے کئی بیویاں کر رکھی تھیں مگر پھر بھی وہ اولاد سے محروم تھا۔

پنجاب میں یہ رواج چلا آ رہا ہے کہ جب کسی کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو تو وہ پیروں، فقیروں، جوگیوں، مست قلندروں، خانقاہوں اور قبروں کے طرف رجوع کرتا ہے اور ان سے اولاد چاہتا ہے۔ جلو بھی اسی خیال کی آدمی تھا اور جہاں کسی فقیر کا پتہ چلتا تھا وہیں اٹھ دوڑتا تھا۔ ایک بار اسے پتہ چلا کہ فیروز پور شہر میں ایک مستانہ ہے جو مجذوب ہے اور بالکل ننگ دھڑنگ رہتا ہے وہ اسکے پاس گیا اور اس سے بیٹا مانگا۔ مجذوب بولا نالائق! اگر بیٹا لینا ہے تو لکھوکی جا۔ جلو نے دل میں کہا کہ وہاں تو سب وہابی ہی وہابی ہیں بھلا وہاں بیٹا کیسے ملے گا؟ مجذوب نے کہا نالائق جاتا نہیں؟ تجھے بیٹا یہاں سے نہیں بلکہ وہاں سے ملے گا۔ جلو اس مستانہ کے ارشاد پر لکھوکی پہنچا وہاں چوٹی کے بزرگ حضرت مولانا عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ ہی تھے۔ یہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے سارا واقعہ بیان کر دیا، حضرت مولانا عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ نے کہا میں دعا کر تو دیتا مگر تو منکر قرآن ہے، تیرے حق میں میری دعا قبول نہیں ہوگی، جلو نے کہا: میں نے کب قرآن کا انکار کیا ہے؟ آپ نے پوچھا کہ تیری کتنی بیویاں ہیں؟ اس نے کہا کہ سات۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن تو چار سے زیادہ کی اجازت نہیں دیتا پھر تو نے سات کیوں کیں؟ اس نے کہا جو حکم ہو میں اس پر عمل کروں گا، آپ نے فرمایا کہ تین کو یہیں طلاق دے دو، گاؤں میں مسجد بنوا دو، خود نماز پڑھنے کا اقرار کرو اور دوسروں کو بھی نماز کی تلقین کرو تو میں تمہارے لیے دعا کرتا ہوں۔ اس نے ایسا کرنے کا وعدہ کر لیا آپ نے دعا فرمائی اللہ کی قدرت اگلے ہی سال اس کے ہاں فرزند تولد ہوا وہ دوڑا دوڑا آیا اور مولانا رحمہ اللہ کو لے جانا چاہا مگر آپ نہ گئے اور کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ عوام جہلاء یہ سمجھنے لگیں کہ عبدالرحمٰن نے بیٹا دیا ہے پھر اس نے عرض کیا کہ حضور آپ اس کی تردید کر دیں اور توحید کا وعظ کہیں تا کہ ہمارے دیہاتوں کے لوگ بھی کچھ توحید و سنت سے آشنا ہو جائیں چنانچہ اس کی ترغیب پر جذبہ تبلیغ کے تحت آپ وہاں تشریف لے گئے اور کئی دن تک وہاں وعظ فرماتے رہے اور اس علاقے کے قریب قریب سب گاؤں اہل حدیث ہو گئے روانگی پر سردار نے آپ کو بہت کچھ دینا چاہا مگر آپ رحمہ اللہ نے ایک دانہ تک قبول نہ کیا۔

آپ کی بے پناہ روحانی طاقت:۔ (کرامت،۴) حضرت مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ مولنٰنا ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی رحمہ اللہ نے ایک بار اپنے رسالہ ''اشاعت السنۃ'' میں مرزا قادیانی کو چیلنج دیا کہ وہ ہمارے ایک عالم بے بدل صوفی کامل کے ساتھ روحانی مقابلہ کرے۔ اگر وہ کامیاب ہوا تو ہم اس کا ساتھ دیں گے اور اگر وہ ناکام ہو گیا تو اپنے دعوے سے تائب ہو جائے، یہ روحانی مقابلہ دونوں کو الگ الگ مکان میں بٹھا کر سات دن تک رہے گا مگر مرزا جی نے اس سے انکار کر دیا کہ میں ایسا نہیں کر سکتا حضرت مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی رحمہ اللہ صاحب کا بیان ہے کہ میں نے مولنٰنا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ وہ کون صوفی بزرگ ہیں جن کی روحانی قوت پر آپ کو اس قدر اعتماد ہے کہ مرزا جی کو ایسا اور ذمہ دارانہ الٹی میٹم دے دیا۔ مولانا محمد حسین صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ سیدالاتقیاء حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب لکھوی ہیں، مجھے ان کی روحانی طاقت پر اتنا اعتماد اور وثوق ہے کہ اگر مرزا مان جاتا تو یقیناً تباہ و برباد ہو کر اپنے صحیح انجام کو پہنچ جاتا کہ دنیا اس سے عبرت حاصل کرتی۔

آپ کا ایک الہام:۔ (کرامت،۵) مولانا عبدالرحمٰن صاحب رحمہ اللہ جب سفر حج کے لئے روانہ ہوئے اور بمبئی پہنچ کر جہاز کا ٹکٹ خرید لیا اور جہاز

چلنے کو تھا آپ نے فرمایا اس جہاز پر نہیں جانا چاہیے چنانچہ ٹکٹ واپس کر دیا گیا پھر ایک ہفتہ کے بعد دوسرے جہاز کا ٹکٹ خریدا جب وہ تیار ہوا تو آپ رحمہ اللہ نے پھر یہی فرمایا کہ اس جہاز پر نہیں جانا چاہیے ہمراہی حیران تھے کہ حضرت کیا کر رہے ہیں جان بوجھ کر روانگی میں تاخیر کر رہے ہیں مگر بالآخر آپ کا کہا مانا اور وہ ٹکٹ واپس کر دیا پھر تیسرے دن جہاز پر سوار ہوئے جب جدہ پہنچے تو معلوم ہوا کے پہلے دونوں جہازوں میں بیماری پھیل گئی تھی اور حکومت نے انہیں چالیس چالیس دن کیلئے روک لیا ہے یعنی اگر وہ لوگ بھی ان جہازوں میں سوار ہوتے تو چالیس دن بعد وہ جدہ پہنچتے، کسی نے مولٰنا سے پوچھا کہ جہازوں کا آپ کو کیونکر پتہ چلا تھا تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ الہام ہوا تھا یعنی اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی تھی۔

نوٹ:۔آپ کے بہت سے الہامات اور کرامات اور بھی ہیں۔مگر یہاں صرف انہیں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔(خادم عفی عنہ)

﴿۲﴾ کرامات حضرت مولانا غلام رسول رحمہ اللہ قلعہ میہاں سنگھ

آپ کا کشف:۔(کرامت،۶) ایک بار قلعہ میہاں سنگھ میں ایک حجام آپ کی حجامت بنا رہا تھا کہ اس نے یہ شکایت کی، حضور! میرا بیٹا کئی سال سے باہر گیا ہوا ہے جس کا ہمیں پتہ نہیں کہ کہاں ہے زندہ ہے یا مر گیا ہے بس یہ ایک ہی بیٹا تھا اس کی فکر میں ہم تو مرے جا رہے ہیں آپ تھوڑی دیر خاموش رہے، پھر فرمایا: میاں وہ تو گھر بیٹھا ہے اور کھا رہا ہے، جاؤ بیٹھک جا کر دیکھ لو۔حجام گھر گیا تو سچ مچ بیٹا آیا ہوا تھا اور کھانا کھا رہا تھا، بیٹے سے ماجرا پوچھا تو اس نے کہا کہ ابھی ابھی میں سکھر(سندھ) میں تھا معلوم نہیں مجھے کیا ہوا اور کیونکر طرفۃ العین میں یہاں پہنچ گیا۔

آپ کا ایک اور کشف:۔(کرامت،۷) فضل دین نمبردار سکنہ مان ضلع گوجرانوالہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک ساہوکار تاجر سے بارہ سو روپیہ قرض لیا تھا اور وہ مجھے بہت تنگ کر رہا تھا چنانچہ ایک بار تو اس نے مجھے نوٹس دے دیا اور قریب تھا کہ دعویٰ کر کے مجھے ذلیل کرتا میں مولانا رحمہ اللہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔اپنی غربت اور ناداری کا ذکر کیا اور دعا کی فہمائش کی آپ رحمہ اللہ نے فرمایا گھبراؤ نہیں جاؤ چار آدمی ساتھ لے کر اس سے حساب کرو صرف بائیس روپیہ نکلیں گے وہ ادا کر دینا فضل الدین حیران ہوا کہ میں نے ابھی تک اسے دیا لیا تو کچھ ہے نہیں بھلا بائیس روپیہ کیسے نکلیں گے آپ رحمہ اللہ نے فرمایا جاؤ تو بائیس روپیہ سے زیادہ نہیں نکلیں گے۔وہ چند دوستوں کو ساتھ لے کر گیا اور ساہوکار سے کہا کہ بہی کھاتہ لاؤ اور میرا حساب صاف کر لو ساہوکار نے بہی کھاتہ نکالا تو دیکھا کہ اس کے حساب میں کہیں لکھا ہے فلاں تاریخ کو اتنی گندم لی، اتنا تمبا کو وصول ہوا، اتنی کپاس آئی، علیٰ ہذا القیاس، سارا حساب جو لگایا تو بقایا صرف بائیس روپے نکلے ساہوکار حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے اور فضل دین بھی حیران تھا کہ بہی کھاتہ کے مطابق بائیس روپیہ دے کر حساب صاف کر دیا۔

آپ کی ایک زمیندار کے حق میں پیش گوئی:۔(کرامت،۸) اسی فضل الدین زمیندار سکنہ مان(گوجرانوالہ) کا بیان ہے کہ میرے پاس کوئی گائے بھینس نہ تھی کہ گھر والوں کو دودھ گھی مل سکتا، پاس کوئی رقم بھی نہ تھی کہ گائے بھینس خریدی جا سکتی ایک بوڑھی سی بھینس تھی جس سے ہم مایوس ہو چکے تھے کہ وہ گابھن نہیں ہو سکتی کیونکہ بہت بوڑھی اور کمزور ہو چکی ہے، میں نے مولانا رحمہ اللہ سے عرض کیا ہم غریب لوگ ہیں حضرت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کوئی دودھ، گھی کا انتظام کر دے، آپ نے فرمایا تمہاری وہی بھینس گابھن ہو چکی ہے اور عنقریب بچہ دینے والی ہے وہ انشاءاللہ مدت تک دودھ دیتی رہے گی تم فکر نہ کرو اللہ سب کچھ کر دے گا۔فضل دین کا بیان ہے کہ سچ مچ تھوڑے دنوں میں وہ بھینس دودھ دینے لگی اور قریباً گیارہ دفعہ اس کے بعد سوئی یعنی اس نے بچہ دیا اور مدت دراز تک دودھ دیتی رہی۔

آپ کا ایک اور کشف:۔(کرامت،۹) میاں محمد جولاہور میں ایک مشہور سوداگر تھا بیان کرتا ہے کہ میں نے بہت سے گھوڑے بغرض فروخت کشمیر روانہ کئے مگر تین مہینے گزر گئے کوئی گھوڑا فروخت نہ ہوا، میں مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ حضرت دعا کیجئے بہت نقصان ہو رہا ہے اور مفت کا روزانہ خرچ پڑ رہا ہے، آپ رحمہ اللہ نے فرمایا میاں! تیرے گھوڑے والیٔ کشمیر نے خرید لیے ہیں اور تین ہزار منافع ملا ہے میاں محمد حیران ہوا کہ ابھی ابھی تو خط آیا کہ یہاں کوئی خریدار نہیں اور آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تین ہزار منافع ملا ہے میاں محمد کہتا ہے کہ دوسرے روز خط آ گیا کہ سب کے سب گھوڑے فروخت ہو گئے ہیں اور تین ہزار منافع ہوا ہے۔

ہندوعورت اسلام میں داخل ہوگئی:۔ (کرامت،۱۰) شیخ عبداللہ نومسلم جوموضع دلاور میں رہتا تھا کہتا ہے کہ میں جب مسلمان ہوگیا تو میری بیوی نے مسلمان ہونے سے انکار کر دیا اور کہنے لگی کہ میں تو کبھی مسلمان نہ ہونگی مجھے بہت صدمہ تھا اور اسی صدمہ میں میں نڈھال ہوتا چلا گیا۔ کیونکہ میں اسے بہت چاہتا تھا اور حد سے زیادہ محبت رکھتا تھا تمام اقرباء بھی میرے دشمن ہوگئے اور بیوی بھی از حد نفرت کرنے لگی کچھ عرصہ کے بعد میں مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا کیلئے فرمائش کی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اس کے بغیر میری زندگی محال ہے آپ نے فرمایا کہ وہ آ رہی ہے اور مسلمان بھی ہوگئی ہے چنانچہ اسی دن اس کا پیغام آیا کہ مجھے آکر لے جاؤ میں مسلمان ہو جاؤں گی۔

سکھ عورت مسلمان ہوگئی:۔ (کرامت،۱۱) محمد عمر ولد کرم الٰہی کا بیان ہے کہ مولانا رحمہ اللہ نماز صبح سے فارغ ہوکر گھر کو جارہے تھے میں بھی ساتھ تھا کہ ایک سکھ عورت ''واہ گرو، واہ گرو'' پڑھتی جارہی تھی، آپ نے کہا کہ واہ گرو نہیں بلکہ ''وحدہ'' کہو، صحیح یہی ہے۔ اللہ کی قدرت وہ عورت ''وحدہ وحدہ'' کہنے لگی اور یہ جملہ اس کی زبان پر ایسا جاری ہوا کہ ہزار کوشش سے بھی بدل نہ سکا اور بالآخر وہ مسلمان ہوگئی۔

سکھ مسلمان ہوگیا:۔ (کرامت،۱۲) ایک بار آپ گجرات کی طرف جارہے تھے کہ راستہ میں ایک سکھ ملا اس نے پوچھا کہ حضرت موضع ڈنگہ کا راستہ کونسا ہے۔ ڈنگہ موضع گجرات میں ایک مشہور مقام ہے آپ نے فرمایا کہ بھائی مجھے ''ڈنگہ راستہ'' یعنی جہنم کا راستہ معلوم نہیں البتہ ''سیدھا راستہ'' یاد ہے ڈنگہ پنجابی میں ٹیڑھے کو کہتے ہیں، اس نے ہنس کر کہا کہ اچھا سیدھا راستہ بتا دیجئے آپ رحمہ اللہ نے کہا پڑھو ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' آپ کا یہ کہنا تھا کہ وہ کلمہ پڑھنے لگ گیا اور وہیں مسلمان ہوگیا۔

باوا کاہن داس کی زبان پر کلمہ جاری ہوگیا:۔ (کرامت،۱۳) باوا کاہن داس گورداسپوری ایک بار قلعہ میہاں سنگھ آیا۔ ہندوؤں نے مل کر عرض کیا باوا جی! یہاں ایک مولوی صاحب ہیں جن کے وعظ سے کئی ہندو مسلمان ہورہے ہیں، آپ بھی بڑے دودان ہیں ذرا ان کا مقابلہ تو کیجئے تاکہ ہندو مسلمان ہونے سے بچ جائیں۔ باوا جی نے کہا بہت اچھا میں اسلام پر ایسے اعتراض کروں گا کہ وہ کچھ جواب نہ دے سکیں گے چنانچہ باوا جی بڑے طمطراق کے ساتھ مولانا رحمہ اللہ کے پاس پہنچے اور جاتے ہی کہا: کہ اسلام کیا ہے؟ جسے آپ لیے پھرتے ہیں۔

مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا: باوا جی! آیئے میں بتاؤں اسلام کیا ہے اول کلمہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ''

ابھی آپ رحمہ اللہ نے کلمہ پڑھ کر سنایا ہی تھا اور آگے کچھ کہنا چاہتے تھے کہ باوا جی نے خود بخود کلمہ پڑھنا شروع کر دیا اور وہیں مسلمان ہوگئے یہ دیکھ کر بہت سے ہندو بھی مسلمان ہوگئے۔

آپ کے بتائے ہوئے وظیفے کی تاثیر:۔ (کرامت،۱۴) قلعہ میہاں سنگھ میں ایک بڈھا نامی کشمیری تھا جو بہت عیالدار تھا مگر مفلس اور غریب تھا اس نے حاضر ہوکر اپنی ناداری کی شکایت کی اور دعا کیلئے التجاء کی۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: میاں بڈھا! بعد نماز صبح ایک بار سورہ یٰسین پڑھ لیا کرو انشاءاللہ کسی نہ کسی صورت میں تمہیں ایک روپیہ روزانہ مل جائے گا۔ میاں بڈھا نے یہ عمل شروع کر دیا اور سچ مچ اسے ایک روپیہ روزانہ ملنے لگا کبھی کسی بہانہ سے ملتا کبھی کسی بہانہ سے مگر ایک روپیہ روزانہ ضرور مل جاتا۔ اس نے دل میں خیال کیا کہ اگر دو بار سورۃ یٰسین پڑھوں تو شاید دو روپیہ ملنے لگیں۔ چنانچہ اس نے دو بار سورۃ یٰسین پڑھنی شروع کی تو سچ مچ دو روپیہ ملنے لگے، پھر اس نے تین بار روزانہ شروع کر دی تو تین روپیہ ملنے شروع ہوگئے، اسی اثناء میں ایک دن مولوی صاحب رحمہ اللہ آ گئے فرمایا کہ میاں بڈھا! اب تم بہت لالچی ہوگئے ہو، اب یٰسین سے تمہیں کچھ نہیں مل سکتا۔ بڈھا کہتا ہے کہ اب اس بعد میں نے ہزار بار بھی یٰسین پڑھتا رہا مگر ایک روپیہ بھی نہ ملا۔

آپ کی روحانی قوت:۔ (کرامت،۱۵) ایک بار مولوی صاحب رحمہ اللہ نے موضع فیروز والا سے ایندھن کے لئے ایک درخت لیا جو بہت بڑا تھا آپ رحمہ اللہ نے اسکی کانٹ چھانٹ کروا کر دوسری بیل گاڑی پر لدوالیا تاکہ اپنے گاؤں لے آئیں راستہ میں اندھیرا ہوگیا ایک جگہ بیل گاڑی الٹ گئی میاں بوٹا گاڑی بان کہنے لگا اب گھر پہنچنے کی کوئی صورت نہیں قریب کوئی آبادی نہیں کہ لوگوں کو بلایا جاسکے اور بیل گاڑی سیدھی کی جاسکے۔ اب رات یہیں گزرے گی اور کل کام ہوسکے گا، مولوی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میاں بوٹا

آؤ تم اور ہم مل کر کوشش کریں اور بیل گاڑی سیدھی کر لیں۔ بوٹا بولا حضور! یہ تو چالیس پچاس آدمیوں کا کام ہے بھلا دو آدمی کیونکر سیدھی کر سکتے ہیں؟ آپ نے ہنس کر فرمایا کہ مایوس نہیں ہونا چاہیے آؤ کوشش کرتے ہیں شاید اللہ تعالیٰ سیدھی کر دے۔ چنانچہ بوٹا کہتا ہے کہ میں نے تو یونہی مذاق کے طور پر ہاتھ رکھا اور مولوی صاحب رحمہ اللہ نے تھوڑا سا زور لگایا اور گاڑی سیدھی ہوگئی اور ہم جلدی ہی گھر پہنچ گئے اور مولوی صاحب نے کہا میاں بوٹا دیکھو یہ واقعہ کسی سے بیان نہ کرنا ایسا نہ ہو کہ لوگ اس واقعہ کو اچھالنا شروع کر دیں۔

﴿۳﴾ کرامات حضرت مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ

آپ کی توجہ کی تاثیر:۔ (کرامت، ۱۶) عنایت حسین پٹیالوی رحمہ اللہ آپ کے بہت اچھے دوست تھے انہوں نے اپنی بیٹی کی شادی شیخ فضل حق سکنہ سنام کے بیٹے سے کر دی۔ لڑکا نہایت خراب نکلا۔ شراب پیتا، جواء کھیلتا، بدکاروں کے ساتھ رہتا، برے کام کرتا اور فارغ پڑا رہتا اور گھر والوں کو تنگ کرتا غرضیکہ پرلے درجے کا بے دین نکلا، جس سے اس کے والد عنایت حسین صاحب کو سخت صدمہ پہنچا۔ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ موصوف بیچارے ہر طرح سے پھنس گئے انہوں نے حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ سے التجاء کی اللہ کیلئے آپ اس کا کوئی حل نکالیں، میں بہت پریشان ہوں آپ نے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ وہ آیا تو آپ نے اس پر توجہ کی وہ بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو استغفار پڑھنے لگا اور تمام گناہوں سے توبہ کر لی بس ایک ہی صحبت میں اس کی حالت بدل گئی اور وہ نہایت نیک، صالح، دین دار بن گیا اور جی لگا کر کام کرنے لگا۔

آپ کی نگاہ کی تاثیر:۔ (کرامت، ۱۷) شاہ نجم الدین کا بیان ہے کہ مجھے تیتر بازی کا بڑا شوق تھا۔ چنانچہ شب و روز میرا یہی مشغلہ تھا سب مجھے سمجھاتے مگر کسی کا کہا مؤثر نہ ہوتا ایک دن والد گرامی قاضی جی کے پاس لے گئے آپ نے مجھ پر نگاہ ڈالی اور مختصر نصیحت کی جس کے بعد مجھے تیتر بازی سے کچھ ایسی نفرت ہوگئی کہ میں نے آتے ہی سب تیتر چھوڑ دیئے اور پنجرے توڑ دیئے۔

آپ کا جنات میں احترام:۔ (کرامت، ۱۸) ولایت احمد نامی قصاب کی ہمشیرہ کو جن کی شکایت تھی جو کسی سے نہ نکلتا تھا بڑے بڑے عامل آئے مگر کامیابی نہ ہوئی۔ آخر ولایت احمد قاضی جی کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ تشریف لے چلیں شاید آپ کا کہا مان جائے۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں جنات کا عامل نہیں ہوں مگر خیر تم جاؤ اور اسے میرا اسلام کہہ کر یہ پیغام دو قاضی صاحب کہتے ہیں اب تم چلے جاؤ، چنانچہ ولایت احمد نے ایسا ہی کیا اور کہا محترم قاضی محمد سلیمان صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اب تم چلے جاؤ جن نے کہا کہ قسم کھاؤ کہ انہوں نے یہ کہا ہے۔ اس نے کہا: واللہ انہوں نے یہی کہا ہے۔ جن بولا: بہت اچھا! لیجئے اب جاتا ہوں۔ چنانچہ اس کے بعد وہ جن اس کی ہمشیرہ کو چھوڑ گیا اور اسے مکمل آرام ہو گیا اور دوبارہ کبھی شکایت نہ ہوئی۔

آپ کی زبان کی تاثیر:۔ (کرامت، ۱۹) پٹیالہ میں ایک میر خان رنڈی تھی جو عرصہ دراز سے بدکاری کا پیشہ کرتی تھی، ایک بار آپ رحمہ اللہ کی خدمت میں تعویذ لینے کیلئے حاضر ہوئی، تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا تعویذ کا معنی ہے پناہ مانگنا تمہارا تعویذ یہی ہے کہ بدکاری سے پناہ مانگو کہ اس غلیظ پیشہ سے توبہ کر اور کہیں نکاح کر کے بیٹھ جا، آپ کا کہنا تھا کہ وہ متاثر ہو کر اسی وقت تائب ہوگئی اور پھر زندگی کے بقایا تیس سال نہایت زاہدانہ زندگی میں بسر کئے۔

آپ کا کشف:۔ (کرامت، ۲۰) شاہ نجم الدین کا بیان ہے کہ ایک بار میں قاضی صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ لاہور جا رہا تھا لاہوری گیٹ کے قریب ایک قبر آئی جس پر آپ رحمہ اللہ ٹھہر گئے اور کہا دیکھو شاہ جی! اس صالح مرد کی قبر سے کس قدر خوشبو آ رہی ہے۔

شاہ جی کا بیان ہے کہ میں جو آگے بڑھا تو سچ مچ مجھے بھی نہایت خوشگوار خوشبو آئی اس کے بعد میں بارہا اکیلا وہاں سے گزرا مگر پھر کبھی ویسی خوشبو نہیں آئی یہ محض ان کی صحبت اور روحانیت کا اثر تھا۔ شاہ جی کہتے ہیں کہ میں نے اس مرد صالح کا نام پوچھا تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس کا نام زردار خان پٹھان بتایا گیا ہے جو عرصہ دراز سے یہاں مدفون ہے۔

آپ کا ایک اور کشف:۔ (کرامت، ۲۱) حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ جب کبھی لاہور تشریف لاتے تو مال روڈ پر حیات برادرز

کے ہاں قیام فرمایا کرتے تھے۔میاں فضل کریم بن حاجی حیات محمد مالک فرم کا بیان ہے کہ جس مکان پر آپ ٹھہرا کرتے تھے اس کے قریب ہی ایک خانقاہ تھی جو اجڑی ہوئی تھی۔ایک دن آپ رحمہ اللہ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا یہاں کوئی قبر ہے میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے کہا آج رات خواب میں ہمیں بزرگ ملے اور کہا کہ قاضی جی آپ اتنی بار یہاں تشریف لائے مگر ہمیں ایک بار بھی نہیں ملے۔قاضی صاحب رحمہ اللہ نے پھر فرمایا وہ بہت نیک اور صالح آدمی تھے فلاں جگہ کے رہنے والے تھے ادھر سے گزر رہے تھے کہ انتقال ہو گیا۔میاں فضل کریم کہتے ہیں کہ اس کے بعد جب میں نے اس کی تحقیق کی تو وہ باتیں ویسی ہی ثابت ہوئیں جو قاضی صاحب رحمہ اللہ نے بیان فرمائی تھیں یہاں تک کہ ان کا نام اور پتہ بھی قاضی صاحب نے بتا دیا تھا۔

آپ پر عالم بیداری میں انوار کی بارش:۔(کرامت،۲۲) حافظ محمد حسن مرحوم لاہوری کا بیان ہے کہ میں ایک بار قاضی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کرامت کی اہمیت کے متعلق کچھ پوچھا آپ رحمہ اللہ نے اس مسئلہ کی مالہ و ماعلیہ یعنی تفصیلات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ صحیح بات تو یہ ہے کہ کرامت اہل اللہ کے نزدیک کچھ وقعت نہیں رکھتی اصل چیز تو تقویٰ اور خشیت الٰہی ہے پھر تحدیث نعمت کے طور پر فرمایا: کہ ایک دفعہ عالم بیداری میں مجھ پر انوار آسمانی کی بارش ہوئی اور میں ان آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہ اجرام فلکی میرے بدن پر گر رہے ہیں اور ایک طرف سے داخل ہوتے ہیں اور دوسری جانب نکل جاتے ہیں، یہ حالت دیکھ کر میں معاً سجدے میں گر پڑا اور دعا مانگی کہ الٰہی میں ایسی چیزوں کا طالب نہیں ہوں مجھے تو تیری محبت مطلوب ہے۔پھر فرمایا حافظ صاحب! میں نے یہ بات آپ ہی سے کی ہے کسی اور سے ذکر نہ کرنا۔

آپ کا گیندے شاہ پر اثر:۔(کرامت،۲۳) پٹیالہ میں ایک گیندے نامی مستانہ فقیر تھا۔جو ہر وقت شراب میں مخمور رہتا تھا۔جاہل لوگوں کا خیال تھا کہ اسے شراب پلانے سے حاجات بر آتی ہیں چنانچہ جو شخص آتا شراب ہی لے کر اس کے پاس آتا۔ایک بار قاضی جی رحمہ اللہ کا ادھر سے گزر ہوا وہ احترام کے طور پر اٹھ بیٹھا آپ رحمہ اللہ نے فرمایا سائیں جی! شراب حرام ہے اس سے تائب ہو جایئے اب آپ کے آخری دن ہیں۔آپ کی اس نصیحت کا گیندے شاہ پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے اسی وقت توبہ کر لی اور تمام شراب پھینک دی۔پھر جو کوئی شراب لاتا پھینک دیتا اور اسے آئندہ کیلئے منع کر دیتا۔چنانچہ اس واقعہ سے تین دن بعد وہ انتقال کر گیا اور شیر انوالہ گیٹ کے پاس مدفون ہوا۔

آپ اور ایک مجذوب:(کرامت،۲۴) قاضی عبدالرحمٰن صاحب پٹیالوی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ نابھہ میں ایک مستانہ فقیر تھا جو بالکل ننگ دھڑنگ رہتا تھا اور مجذوب تھا کسی نے قاضی صاحب رحمہ اللہ سے اس کا ذکر کیا آپ رحمہ اللہ نے جذبہ اصلاح کے تحت اس سے ملنے کا ارادہ کیا اور فرمایا کہ کل چلیں گے اور اس کیلئے کچھ کھانا بھی لے جائیں گے۔چنانچہ اگلے روز جب آپ تشریف لے گئے اور ابھی اسٹیشن سے اترے ہی تھے کہ اس نے آپ کو دور سے اپنی طرف آتے دیکھ کر کہنا شروع کیا کپڑے لاؤ، کپڑے لاؤ، ایک بزرگ آ رہا ہے اور مجھے اس سے حیا آتی ہے چنانچہ قاضی جی رحمہ اللہ کے پہنچنے سے پہلے ہی اس نے کپڑا اوڑھ لیا۔جب آپ پہنچے تو نہایت تکریم سے پیش آیا اور دیر تک آپ سے باتیں کرتا رہا اور آپ رحمہ اللہ کا پیش کردہ کھانا بھی کھایا اور کہا جو آج کھانے کا مزہ آیا ہے وہ کبھی نہیں آیا۔حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے اسے لباس پہننے کا کہا اور فرمایا ننگا رہنا گناہ اور خلاف شرع ہے۔چنانچہ اس نے آئندہ کبھی لباس نہ اتارا اور مہذبانہ زندگی بسر کرنے لگا یعنی حضرت علامہ قاضی محمد سلیمان صاحب رحمہ اللہ کی وجہ سے اس کا زنگ بھی اتر گیا اور رنگ بھی بدل گیا۔

آپ کا ایک اور کشف:۔(کرامت،۲۵) مولوی حسین احمد تاجر کتب پٹیالہ کا بیان ہے کہ مجھے درد کمر کی شدید شکایت رہتی تھی اور اسی وجہ سے میں نماز باجماعت ادا کرنے سے مجبور تھا کیونکہ اہل حدیث صبح کی نماز میں لمبی قرأت کرتے ہیں اور میں کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ایک دن قاضی صاحب رحمہ اللہ کی مسجد میں نماز صبح کے لئے گیا قاضی صاحب رحمہ اللہ سورہ آل عمران پڑھ رہے تھے دو رکوع پڑھے ہوں گے کہ مجھے کمر درد شروع ہو گیا اور میں نے ارادہ کیا کہ اب نماز چھوڑ دوں معاً قاضی جی نے اللہ اکبر کہا اور رکوع میں چلے گئے پھر دوسری رکعت میں بھی مختصر قیام کیا اور سلام پھیر دیا۔لوگ حیران ہوئے آج اتنی مختصر قرأت کیوں کی کسی نے پوچھا تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: بھئی! حضور ﷺ کا حکم ہے

مقتدیوں کا لحاظ رکھا جائے۔ مولوی حسین احمد کہتے ہیں کہ تین چار یوم کے بعد پھر ایک دفعہ میں نماز میں شامل ہوا تو ایسا ہی اتفاق ہوا جب مجھے درد شروع ہوا اور میں جی میں یہ سوچنے لگا کہ نماز چھوڑ دوں یا نہ، تو حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے قرأت ختم کردی اور نماز میں اختصار سے کام لیا، قریباً آٹھ مرتبہ آزمایا، حالانکہ میں جماعت میں کسی کے ساتھ بعد میں شریک ہوتا تھا اور حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کو میری آمد کا کوئی علم نہ ہوتا تھا اس سے میں نے اندازہ لگایا کہ آپ صاحب کشف ہیں۔

آپ اور ایک مشرک پیر:۔ (کرامت،۲۶) ایک بار آپ یوپی کے سفر سے واپس آرہے تھے کہ آپ کو الہ آباد ریلوے اسٹیشن پر کچھ وقت کے لئے ٹھہرنا پڑا۔ آپ ویٹنگ روم میں تشریف لے گئے وہاں کوئی پیر صاحب بیٹھے تھے جو اپنے مریدوں سے سجدے کرارہے تھے۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ نے جب یہ شرکیہ حرکت دیکھی تو متانت سے انہیں سمجھایا مگر وہ نہ سمجھے اور الٹا کہنے لگے کہ اچھا کچھ دیکھو یا دکھاؤ؟ قاضی جی رحمہ اللہ نے کہا کہ تم ہی دکھاؤ کیا دکھانا چاہتے ہو، اس نے باہر سے بھی اپنے مرید بلائے اور سب سے کہا کہ مجھے اچھی طرح سجدہ کرو۔ قاضی جی رحمہ اللہ نے کہا بس یہی دکھانا تھا؟ اس نے کہا: ہاں! قاضی صاحب رحمہ اللہ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے بس ہاتھوں کا اٹھانا تھا کہ پیر صاحب زارو قطار رونے لگے اور کہنے لگے کہ بس کیجئے میں توبہ کرتا ہوں اور مریدوں سے کہا آئندہ کبھی مجھے سجدہ نہ کرنا، سجدے کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے اور وہی حاجت روا اور مشکل کشا ہے راوی صوفی حبیب الرحمٰن صاحب کا بیان ہے کہ مجھے ان پیر صاحب کا نام قاضی صاحب رحمہ اللہ نے بتایا تھا افسوس اب یاد نہیں رہا۔

آپ کی مومنانہ فراست:۔ (کرامت،۲۷) پروفیسر محمد ظہور الدین احمد ایم اے۔ ایل ایل بی۔ بی ای ایس بمبئی جو قاضی صاحب مرحوم کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں بیان کرتے ہیں کہ ایک بار مجھے بدھ ازم کے مطالعہ کا شوق ہوگیا، چنانچہ میں نے ان کی کتابوں کا خوب مطالعہ کیا جن سے میں اتنا متاثر ہوا کہ جی چاہا کہ بدھ مذہب اختیار کرلوں۔ اسی اثناء میں قاضی صاحب رحمہ اللہ کے پاس پہنچا تو آپ نے خود بخود ہی بدھ ازم کی حقیقت بیان کرنی شروع کردی اور علمی اور عقلی رنگ میں اس کے اتنے عیوب بیان کیے کہ میرے دل میں اس سے نفرت پیدا ہوگئی اور وہ تمام شکوک وشبہات بھی رفع ہوگئے جو پیدا ہوگئے تھے۔

آپ کی فراست پر ایک شہادت:۔ (کرامت،۲۸) پروفیسر عبدالرحمٰن صاحب بی اے علیگ، جو قاضی صاحب کا شاگرد رشید اور عزیز رہے ہیں بیان فرماتے ہیں کہ بارہا ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا جب کسی مسئلہ کے متعلق ہمارے دل میں شک وشبہ پیدا ہوتا اور ہم اعتراض کرنا چاہتے تو آپ پہلے ہی اس سے جواب دے دیتے جس سے ہماری تسلی ہوجاتی چنانچہ اس ضمن میں پروفیسر صاحب نے کئی واقعات بھی بیان کئے۔

آپ پر القاء:۔ (کرامت،۲۹) ۷جنوری ۱۹۲۱ھ کو جب آپ نے حج پر جانے کے لئے مہاراج کو رخصت کی درخواست دی تو وہ ۱۵ اپریل تک منظور نہ ہوئی سب کا خیال تھا کہ مہاراج آپ کو رخصت نہ دیں گے کیونکہ امسال انہیں آپ کی خاص طور پر یہاں ضرورت ہے مگر ۲۵ اپریل کو آپ نے اعلان کردیا کہ جس جس نے ساتھ چلنا ہو تیار ہوجائے احباب نے پوچھا کیا درخواست منظور ہوگئی ہے اور رخصت مل گئی ہے آپ رحمہ اللہ نے فرمایا اس کا تو ابھی کوئی پتہ نہیں مگر ہاں یہ پتہ ضرور چل گیا ہے کہ حج کو ضرور جاؤں گا چنانچہ ۵۴ آدمی آپ کے ساتھ تیار ہوئے جب تیاری ہو چکی اور روانگی کا دن مقرر ہو گیا تو آپ کی رخصت کا باقاعدہ اجازت نامہ بھی آگیا۔

آپ کا ایک کشف:۔ (کرامت،۳۰) آپ مسجد سکلی گراں میں تیس سال تک وعظ کہتے رہے جب ۱۹۳۰ھ میں حج کو روانہ ہونے لگے تو نماز جمعہ کے بعد فرمایا کہ دوستو! میرا آخری جمعہ ہے اگر اس اثناء میں کسی کو تکلیف پہنچی ہو تو کہہ دے میں اس سے معافی مانگ لوں۔ چنانچہ کئی لوگ بھانپ گئے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اب آپ واپس نہیں آئیں گے، لگتا ہے کہ آپ کو کسی اشارہ سے اپنی وفات کا علم ہو چکا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا واپسی پر آپ جہاز میں انتقال فرما گئے اور اشارہ کیوں نہ ہوتا جب کہ آپ کی دلی دعا یہی تھی۔

''اللھم ارزقنی شھادة فی سبیلك واجعل موتی فی بلد حبیبك''اے اللہ! مجھے اپنی راہ کی شہادت عطا فرما اور میری وفات مدینہ منورہ میں فرما۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس دعا کو منظور فرما کر آپ کو القاء کر دیا ہو۔

آپ کی پیش گوئی:۔ (کرامت،۳۱) جب آپ حج کو جا رہے تھے تو فرمایا کہ عبدالعزیز کے ہاں انشاء اللہ لڑکا پیدا ہوگا یعنی اپنا پوتا اس کا نام معزالدین حسن رکھنا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

امام مسجد نبوی ﷺ کا خواب:۔ (کرامت،۳۲) جب آپ رحمہ اللہ حج پر تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ پہنچے تو مسجد نبوی کے امام آپ کی مدارت کرنے لگے ایک دن آپ جو اٹھے تو امام صاحب جوتیاں سیدھی کرنے لگے آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: شیخ محترم یہ کیا تو امام صاحب رحمہ اللہ نے کہا کہ مجھے خواب میں رسول ﷺ نے فرمایا ہے: کہ سلیمان ہمارا مہمان ہے اس کی مدارات میں کمی نہ اٹھا رکھی جائے۔

آپ کا مقام بلند:۔ (کرامت،۳۳) خلیفہ ہدایت اللہ منیجر ''رحمتہ للعالمین'' کا بیان ہے کہ میرے پاس برما، بنگال، بہاولپور وغیرہ سے کوئی ایسے خطوط آئے ہیں جن میں یہ منقول ہے کہ قاضی صاحب رحمہ اللہ کی کتاب ''رحمتہ للعالمین'' بھیج دیجئے کیونکہ ہمیں خواب میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے ''رحمتہ للعالمین'' جو قاضی محمد سلیمان نے لکھی ہے پڑھا کرو۔

آپ کا مرزا کو کامیاب چیلنج:۔ (کرامت،۳۴) مرزا محمد حسین صاحب سکنہ راہوں کا بیان ہے کہ ۱۸۱۱ھ میں قاضی صاحب رحمہ اللہ نے جب مرزا قادیانی کی تردید میں رسالہ ''غایة المرام'' شائع کیا۔ تو کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے یہ رسالہ کیونکر لکھا۔ جواباً فرمایا کہ ایک روز جمعہ کے بعد مجھے القا ہوا کہ مرزا جی کے متعلق ایک کتاب لکھوں چنانچہ اس کا مضمون بھی مجھے بتا دیا گیا اور یہ بھی کہا گیا کہ اس کا جواب کوئی نہ دے سکے گا۔ اس کے بعد آپ نے یہ بھی فرمایا کہ لو میں اب دعویٰ سے کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی حج نہیں کر سکے گا اور یہی اس کی بطالت و کذب کی دلیل ہے چنانچہ 'غایة المرام'' میں بھی یہ اعلان ہوا اور اس کے بعد مرزا قادیانی کئی سال تک زندہ رہا مگر اس رسالہ کا جواب نہ لکھ سکا نہ ہی حج کو جا سکا۔

ایک مریض کو قاضی صاحب کی ہدایت:۔ (کرامت،۳۵) عبدالکریم آپ کے ایک دوست تھے، جو نروانہ میں رہتے تھے، وہ بیمار ہو گئے اور بہت سخت بیمار ہوئے، آپ عیادت کے لئے تشریف لے گئے، فرمایا دواؤں پر روپیہ ضائع نہ کرو، سب دوائی چھوڑ دو اور صرف پلاؤ کھایا کرو، چنانچہ اس نے تمام حکیموں اور ڈاکٹروں کا علاج چھوڑ دیا۔ انہوں نے کہا کہ پلاؤ تمہارے لیے مفید نہیں مگر اس نے کہا کہ قاضی صاحب رحمہ اللہ کا ارشاد بلا وجہ نہیں چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں وہ روبصحت ہونے لگا اور پھر اچھا بھلا ہو گیا۔

آپ کا پرتاثیر وعظ:۔ (کرامت،۳۶) راجپوتوں کے ہاں نکاح بیوگان کو نہایت معیوب سمجھا جاتا تھا اور وہ اسے اپنی عزت اور آن کے خلاف سمجھتے تھے۔ اور کسی صورت بھی اپنی بیوہ بیٹی یا بہو کے نکاح ثانی پر آمادہ نہ ہوتے تھے، آپ ایک بار ان کی بستی بڑبر ریاست نابھہ میں تشریف لے گئے اور منشی محمد چراغ خان سررشتہ دار وغیرہ چند راجپوتوں کو جمع کر کے نکاح بیوگان کی تلقین کرنے لگے۔ ابھی آپ نے چند ہی جملے ارشاد فرمائے تھے کہ سب نے اپنی رضامندی اور آمادگی کا اعلان کر دیا۔ اور اسی دن ہی ان کے ہاں سے یہ خلاف شرع رواج مٹ گیا حالانکہ یہ پشتہا پشت سے برابر چلا آ رہا تھا۔

آپ یکسر محفوظ رہے:۔ (کرامت،۳۷) سید عبدالرزاق صاحب کرمانی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ہولی کا دربار تھا میں قاضی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ دربار میں جانے کے لئے تیار تھے، ریاست کے درباروں میں تمام افسروں کی حاضری حکماً ہوتی تھی اس لیے قاضی جی رحمہ اللہ کا بھی جانا ضروری تھا۔ آپ سر سے پاؤں تک سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے میں حیران تھا کہ قاضی جی کے کپڑے کیونکر بچیں گے کیونکہ ہولی کے موقع پر دربار میں اہل کار اور امراء آپس میں خوب رنگ رلیاں کرتے ہیں۔ اور راستہ میں بھی ہندو لوگ کوٹھوں پر سے راہ چلتوں پر رنگین پانی پھینکتے ہیں۔ اور اس قدر بیہودگی کا مظاہرہ ہوتا ہے کہ کوئی شریف آدمی گھر سے باہر نہیں نکل سکتا۔ مگر جب قاضی صاحب رحمہ اللہ دربار سے فارغ ہو کر واپس آئے تو آپ کے کپڑوں پر رنگ کا چھینٹا تک نہ پڑا تھا۔ میں نے سوال کیا کہ کیا جناب آج دربار میں نہیں

گئے؟ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا گیا تھا اور کیونکر نہ جاتا؟ جبکہ وہاں حاضری دینی پڑتی ہے میں نے پوچھا پھر کیا دربار میں ہولی نہیں کھیلی گئی؟ آپ نے فرمایا کھیلی گئی اور خوب کھیلی گئی میں نے کہا پھر آپ پر رنگ کا کوئی چھینٹا کیوں نہیں پڑا؟ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا دیکھ لو اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے اس نے بچالیا ورنہ وہاں تو اودھم مچا ہوا تھا کہ بچنا محال اور ناممکن تھا۔

﴿۴﴾ کرامات حضرت مولانا عبداللہ صاحب غزنوی رحمہ اللہ

آپ کا روحانی مقام:۔ (کرامت،۳۷) آپ فرماتے تھے کہ کابل میں جب حکومت نے مجھے مورد عتاب سمجھا اور سو درے مارنے کا حکم دیا تو سبھی کا خیال تھا کہ اب میں نہیں بچ سکوں گا چنانچہ تین آدمی یکے بعد دیگرے درے لگاتے تھے جب ایک تھک جاتا تو دوسرا آجاتا دیکھنے والوں کو ترس آرہا تھا مگر مارنے والوں کو ترس نہ آتا تھا وہ سنگدل اپنی پوری قوت سے مارتے تھے مگر مجھے یہ بھی پتہ نہ چلا کہ مجھے مار رہے ہیں یا کسی اور کو یعنی اللہ نے ایسی قوت برداشت دے دی کہ مجھے ذرہ بھی تکلیف نہ ہوئی۔ پھر آپ نے یہ حدیث پڑھی ”مایجد الشهيد من مس القتل الا كما يجدا احد كم من مس القرصة“ یعنی شہید کو شہادت کے وقت اتنا درد بھی نہیں ہوتا جتنا تم میں سے کسی کو چیونٹی کے کاٹنے پر ہوتا ہے۔

آپ کی مجلّی روحانیت:۔ (کرامت،۳۸) مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ قلعہ میہاں سنگھ کا بیان ہے کہ ایک بار کسی امیر نے آپکے پاس کچھ میوے بطور تحفہ بھیجے تو آپ کو دور ہی سے بدبو آنے لگی بظاہر چونکہ تحفہ کا رد کرنا جائز نہ تھا اس لیے آپ نے واپس نہ کئے اور گھر میں گڑھا کھود کر دفن کر دیئے۔ راوی کہتا ہے کہ آپ کی روحانی قوت اور باطن کی صفائی کا یہ حال تھا کہ آپ کو حلال اور حرام مال میں فوراً تمیز ہو جاتی تھی اور آپ حرام مال سے بچ جایا کرتے تھے یہ منزل بہت اونچی ہے یہ خواص میں بھی کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔

آپ کی لاثانی کرامت اور مراقبہ:۔ (کرامت،۳۹) مولانا عبداللہ المعروف غلام نبی الربانی سوہدروی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک بار ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور! میں نے مجاہدین کو ایک چٹھی بھیجی تھی جو راستہ میں پکڑی گئی چونکہ میں سرکاری ملازم ہوں اور وہ چٹھی میرے افسروں کے پاس پہنچ گئی ہے اس لیے اب مجھ پر مقدمہ چلے گا اور نہ صرف مجھے ملازمت ہی سے برطرف کر دیا جائے گا بلکہ سخت سزا دی جائے گی اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ مجھے اس مصیبت سے بچالے راوی کا بیان ہے کہ میرے سامنے حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے مراقبہ کیا اور کچھ عرصہ (وقت) کے بعد سر اٹھایا اور اپنی بغل سے وہ چٹھی نکال کر اس شخص کو دی اور پوچھا کہ کیا یہی ہے؟ اس نے چونک کر کہا ہاں! حضور یہی ہے جس کی بناء پر مقدمہ چل سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا: اسے جلا دو اب مقدمہ نہیں چل سکے گا چنانچہ جب مقدمہ پیش ہوا اور وہ افسر میری چٹھی پیش نہ کر سکا تو مجھے باعزت بری کر دیا گیا۔

درودیوار سے ذکر کی آواز:۔ (کرامت،۴۰) آپ بڑے عابد و ذاکر تھے آپ جب کبھی گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر یاد الٰہی کرتے تو آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی جب آپ ذکر کرتے تو آپ کے ساتھ کمرے کے درودیوار بھی ذکر کرتے اور ایسا دو ایک بار نہیں ہوا اکثر ہوا۔

نماز کی کیفیت:۔ (کرامت،۴۱) آپ جب نماز ادا کرتے تو دنیا مافیہا سے بے خبر ہو جاتے اور آپ خشوع وخضوع کی انتہائی منزل پر ہوتے اور یوں لگتا جیسے آپ رب سے باتیں کر رہے ہوں، ایک مرتبہ آپ کے پاؤں میں کوئی پھوڑا ہو گیا جس کا آپریشن ہونا تھا مگر وہ نہیں کرواتے تھے، ایک مرتبہ جب آپ نماز نفل میں تھے تو آپ کا آپریشن کروا دیا گیا۔ مواد نکال کر اوپر پٹی باندھ دی گئی اور اس پوری کاروائی کی آپ کو مطلق خبر نہ ہوئی۔

﴿۵﴾ کرامات مولانا محمد سلیمان روڑوی رحمہ اللہ

آپ کی روحانی تاثیر:۔ (کرامت،۴۲) آپ کے ایک دوست کا لڑکا نظام الدین نامی بدچلن ہو گیا اور سارا وقت گانے بجانے، ناچنے کودنے میں گزارنے لگا، ماں باپ اور سارے رشتہ دار سمجھا بجھا کر تھک گئے مگر وہ نہ مانا اور حقیقت بھی یہی ہے کہ عیاش طبع انسانوں کی اصلاح بہت مشکل ہوتی ہے اس کا باپ آپ کے پاس آیا اور بیٹے کی حالت بیان کر کے رو دیا۔ آپ نے فرمایا فکر نہ کرو اللہ نے چاہا تو ٹھیک ہو جائے گا ایک دن نظام الدین اتفاقاً مولوی صاحب کے پاس سے گزرا آپ نے اسے پکڑ لیا بس پکڑنا ہی تھا کہ اس کی کیفیت بدل گئی وہ زار و

قطار روتا تھا اور اپنے گناہوں سے تائب ہو رہا تھا چنانچہ وہی نظام الدین بہت بڑا متقی اور پارسا بن گیا۔

آپ کا رؤیائے صادقہ:۔ (کرامت،۴۳) ایک روز علی الصبح آپ فرمانے لگے کہ لو بھائی آج ہمارے پیر ومرشد مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی رحمہ اللہ بہشت میں پہنچ گئے ہیں میں نے رات کو بہشت میں دیکھا ہے اور یہ مصرعہ سنا ہے جو میری زبان پر جاری ہو گیا ہے اور آپ وہ شعر بار بار پڑھنے لگے۔ ع لے او بیلی، اللہ بیلی، ساڈے ہوئے چلائے

یعنی اے دوست! خدا حافظ ہم تو جا رہے ہیں۔ سب حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے چنانچہ بعد میں جو اطلاعات آئیں ان سے معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی وقت اور اسی دن امام عبدالجبار صاحب رحمہ اللہ کا انتقال ہوا تھا جس دن مولوی صاحب نے علی الصبح ہم سے یہ کہا تھا۔

آپ کا کشف:۔ (کرامت،۴۴) تحصیل سرسہ میں ایک بہت بڑے رئیس اور نواب تھے ان کی صاحبزادی بیمار ہو گئی، کئی علاج کئے مگر افاقہ نہ ہوا، انہوں نے چاہا کہ مولوی صاحب کو بلایا جائے وہ دم کریں گے تو شفاء ہو جائے گی، چنانچہ آپ کی طرف آدمی بھیجا گیا۔ آپ جانے کے لئے تیار ہوئے، سواری منگائی گئی کہ معاً آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: اب جانا فضول ہے، لڑکی کا تو انتقال ہو گیا ہے۔ چنانچہ آدمی واپس گیا تو معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی وقت جب مولوی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا تھا اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی تھی۔

آپ کا ایک اور کشف:۔ (کرامت،۴۵) مولوی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک دن میرے دل میں ایک بزرگ کے ملنے کا خیال پیدا ہوا اور جی چاہا کہ کچھ دن ان کے پاس جا کر ٹھہروں اور فیض حاصل کروں۔ ابھی یہ میرے جی ہی میں تھا اور میں نے کسی سے اس کا تذکرہ بھی نہیں کیا تھا کہ مولوی صاحب رحمہ اللہ سامنے سے آ گئے اور آتے ہی فرمایا کہ ذرا سوچ سمجھ کر جانا آج کل دوکاندار زیادہ ہیں اللہ والے بہت کم ہیں۔ چنانچہ بعد میں معلوم ہوا کہ واقعی وہ دکان دار ہی تھا۔

﴿حصہ دوم،۶﴾ کرامات مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ

ایک زندہ کرامت:۔ (کرامت،۴۶) اللہ تعالیٰ نے لکھوی خاندان کو بڑا رتبہ دیا ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ان کی زندہ کرامت عظیم مدرسہ جامعہ محمدیہ اوکاڑہ ہے، جس سے ہزاروں طلبہ فیض یاب ہو کر دینی خدمات بجا لا رہے ہیں، اس طرح وہ مذہب وملت اور مسلک توحید وسنت کا نام روشن کر رہے ہیں۔ جامعہ اوکاڑہ کا شمار ملک کے بہترین مدارس میں ہوتا ہے۔

دعا کی قبولیت:۔ (کرامت،۴۷) یہ سب بزرگ مستجاب الدعوات تھے خصوصاً حضرت مولانا حافظ محمد رحمہ اللہ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن رحمہ اللہ اور حضرت مولانا محی الدین رحمہ اللہ (برادر اکبر مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ) کا روحانی رتبہ کافی بلند تھا۔ فی الوقت مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ بھی اپنا ایک مقام رکھتے ہیں اور اپنے اسلاف کی عمدہ جانشینی کر رہے ہیں، اللہ کرے یہ سلسلہ جاری رہے۔ آپ رب تعالیٰ سے جب عجز والحاح کے ساتھ دعا کرتے تو ایک اور ہی سماں ہوتا آپ جو دعا کرتے اللہ تعالیٰ وہ پوری فرما دیتا، آپ کی دعا سے بہت سے بے اولاد لوگوں کو رب نے اولاد دے دی، بہت سے مصیبت میں پھنسنے والے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ساحل مراد تک پہنچا دیا، آپ سنت کے اس شدت سے پابند تھے کہ اس کی مثال کم ہی ملے گی۔

دم کی برکت:۔ (کرامت،۴۸) یہاں سوہدرے ہماری حویلی میں جنات کی شکایت تھی آپ کو بلایا گیا آپ نے دو دن سوہدرے ہمارے ہاں قیام فرمایا، دم کیا۔ پانی دم کر کے چھڑکا اس کے بعد کوئی شکایت نہ رہی، لوگوں نے بھی مختلف تکالیف کے لیے دم کروایا بفضلہ سب کو آرام آ گیا۔

فرائض تو فرائض رہے آپ نے زندگی میں کوئی نفلی نماز تہجد، اشراق تک نہ جانے دی، ہر دم ذکر الٰہی میں مگن رہتے تھے قرآن بہت سوز سے پڑھتے تھے، تقریر کا ایک خاص انداز تھا جس کا الگ ہی سماں ہوتا تھا "اللهم اغفر له"۔

﴿۷﴾ کرامات حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ

آپ میں کشش وجاذبیت:۔ (کرامت،۴۹) آپ روپڑ (ہندوستان) میں تھے تو وہاں آپ کے ہزاروں شاگرد تھے اور جب تقسیم

ملک پر پاکستان تشریف لائے تو پھر بھی ہزاروں شاگرد تھے، آپ کی خدمت میں علماء اور طلباء کا جھمگٹا رہتا۔ آپ بے سروسامانی کے عالم میں پاکستان تشریف لائے مگر رب تعالیٰ نے آپ کی وہ دستگیری فرمائی کہ مرکز کے طور پر آپ کو چوک دالگراں جیسی بہترین اور کشادہ ترین جگہ عطا فرمائی، آپ کی مسجد میں جمعہ اور نمازوں میں اتنا رش ہوتا کہ حیرت ہوتی تھی اور آپ کے فیض تربیت نے آپ کے بھتیجوں حافظ محمد اسماعیل روپڑی اور حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہما اللہ کو وہ مقام بخشا کہ سبحان اللہ! برصغیر پاک و ہند میں ان کا طوطی بولتا تھا۔ آپ کی اعجاز آفریں، پرتاثیر نگاہ نے بہت سے لوگوں کو شریعت کے خارستان سے نکال کر توحید وسنت کے چمنستان میں لا کھڑا کیا۔ ہندو، سکھ، عیسائی سب آپ کی تکریم کرتے اور آپ کے علم وفضل کا لوہا مانتے تھے۔ آپ کا فتاویٰ بہت مقبول ہے اور عام ملتا ہے جو آپ کی وسعت اور رسوخ فی العلم کا پتہ دیتا ہے۔

آپ کا تقویٰ وللّٰہیت:۔ (کرامت،۴۹) آپ ہر وقت اللہ سے ڈرتے تھے، آپ کی زبان ہمہ وقت ذکر الٰہی سے تر رہتی تھی، آپ زندگی بھر قرآن وحدیث پڑھتے اور پڑھاتے رہے، ہر بات میں ہمیشہ سنت کا خیال رکھتے، ہر وقت باوضو رہتے۔ پوری زندگی بغیر جماعت کے نماز ادا نہیں کی اور یہ کوئی معمولی بات نہیں، باقاعدگی سے تہجد اور اشراق اور عام نوافل ادا کرتے، روزانہ کئی کئی پارے تلاوت قرآن کرتے۔ چوبیس گھنٹے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں سرشار رہتے، مشکوک کھانا نہ کھاتے، لوگوں کے پاس نہ جاتے، لوگوں کو ہمیشہ قرآن وسنت کی تلقین فرماتے تھے، قرآن وسنت سے باہر جاتے نہ کسی کو جانے دیتے۔ اکثر دوسروں کو بھی تقویٰ وللّٰہیت کی تلقین کرتے۔ غرض تقویٰ اور پرہیزگاری آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی "اعلى الله تعالى مقامه"۔

قرآن سے شغف:۔ (کرامت،۵۰) حضرت محدث روپڑی رحمہ اللہ کے علم وتقویٰ اور شغف بالقرآن والحدیث کا آپ کے خاندان پر بڑا اثر ہوا۔ اتنا ہوا کہ آپ کے خاندان میں دو چار نہیں بیسیوں لڑکے اور لڑکیاں حافظ قرآن ہوئے، بلکہ یوں کہنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کہ شاید ہی کوئی لڑکا یا لڑکی ایسی ہو جو حافظ قرآن نہ ہو، جسے دیکھو وہی قرآن کا حافظ ہے برصغیر میں شاید ہی کوئی خاندان ایسا ہو جس میں اتنی تعداد میں قرآن کے حافظ ہوں "وذالك فضل الله يوتيه من يشاء"۔ (ص۱۰۴)

﴿۸﴾ کرامات امام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ

روحانی قوت:۔ (کرامت،۵۱) آپ کا علمی وروحانی پایہ بہت بلند تھا، بڑے گداز سے قرآن مجید پڑھتے تھے، دور دور سے لوگ نماز فجر آپ کی اقتداء میں ادا کرنے کو اپنی روحانی تسکین کا باعث سمجھتے تھے۔ لوگ آپ کی زیارت کرنے اور مجلس اختیار کرنے کو بڑی خوش نصیبی جانتے تھے۔ آپ کے بیان میں بلا کی تاثیر ہوتی تھی، جسے سن کر سامعین کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور آنکھیں نم ہو جاتیں۔ آپ کی نگاہ میں بے پناہ روحانی جلال تھا، بقول حضرت محدث گوندلوی رحمہ اللہ، کہ جب آپ پر روحانی کیف طاری ہوتی تو سامنے سے گزرنا آسان نہ ہوتا آپ سے متعدد کرامات منسوب ہیں۔ یہاں نمونتاً دو ایک کرامتوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ (ص۱۰۵)

دم اور دعا کی تاثیر:۔ (کرامت،۵۲) شیخوپورہ ضلع کا ایک مشہور بڑا گاؤں فیروز وٹواں ہے وہاں کے ایک شخص کی ٹانگیں بوجہ پولیو ناکارہ ہوگئیں، جس کی بناء پر وہ چلنے پھرنے سے رہ گیا، گھر والے بہت متفکر اور پریشان ہوئے، ایک مرتبہ حضرت المحترم مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کا ادھر سے گزر ہوا، ان لوگوں نے آپ کی خدمت میں دم اور دعا کی درخواست کی، چنانچہ آپ نے دم کیا اور ٹانگوں پر ہاتھ پھیرتے گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑے الحاح سے دعا کی۔ گاؤں والوں کا بیان ہے کہ اگلے ہی روز سے وہ مریض صحت مند ہونا شروع ہو گیا اور چند ہی دنوں میں بالکل بھلا چنگا ہو گیا اور کافی عرصہ زندہ رہا اور معمول کے مطابق سارے کام کرتا رہا یہ واقعہ پورے علاقے میں مشہور ہو گیا۔

دیدار پیغمبر علیہ السلام:۔ (کرامت،۵۳) مولوی عبدالکریم فیروز آبادی کا بیان ہے کہ میں نے ایک بار حضرت امام عبدالجبار غزنوی صاحب رحمہ اللہ سے پوچھا حضرت کیا آپ کو خواب میں کبھی آنحضرت ﷺ کی زیارت بھی ہوئی ہے؟ فرمایا کیا پوچھتے ہو؟ واللہ! اگر کسی ہفتے یہ نعمت عظمیٰ نصیب نہ ہو تو میں بے قرار ہو جاتا ہوں، یہ اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ مجھے ہفتہ میں ایک بار ضرور خواب میں آنحضرت فداہ ابی

وامی ﷺ کی زیارت نصیب ہو جاتی ہے ’’فالحمد لله علی ذالك ‘‘۔

﴿۹﴾ کرامات مولانا سید داؤدغزنوی رحمہ اللہ

آپ کی بابرکت مجلس:۔(کرامت،۵۴) آپ کے مقام ومرتبہ سے کون آ گاہ نہیں؟ آپ جس مجلس میں ہوتے اس کو چار چاند لگ جاتے، آپ کی مجلس بڑے ادب واحترام اور وقار کی آئینہ دار ہوتی اور اس میں یاوہ گوئی کی کسی کو جرات نہ ہوتی، آپ کی مجلس اقبال مرحوم کے اس شعر کی آئینہ دار ہوتی۔

خموش اے دل بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

اور وہاں بیٹھے لوگوں کو ایک روحانی کیف وسرور حاصل ہوتا۔آپ کی مجلس بابرکت سے اٹھ کر وہ کیفیت پیدا نہ ہوتی۔(ص۱۰۶)

دودمان غزنوی کا روشن ستارا:۔(کرامت،۵۵) آپ دودمان غزنوی کے روشن ستارے تھے۔آپ جس محفل میں یا جلسہ میں تشریف لے جاتے اس کی شان وشوکت بڑھ جاتی، لوگ آپ کو ایک نظر دیکھنے کے لئے بے تاب ہوتے اور آپ کی زیارت کرنے کو اپنے لیے باعث سعادت سمجھتے۔آپ کو یہ جاہ وجلال اور روحانی عزت وعظمت ورثہ میں ملی تھی، امام الاتقیاء حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ جن کا بیان گزر چکا ہے کہ توحید وسنت پر استقامت کے جرم میں حکومت کابل نہ آپ کی پشت پر کوڑے برسائے مگر وہ کوڑے آپ کو روئی کے گالے محسوس ہوتے تھے۔ حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سنت نبوی ’’كان النبی صلی الله علیه وسلم یذكر الله فی كل احیانه‘‘ کے مطابق ہروقت ذکر الٰہی میں مصروف رہتے۔اور جب کبھی گوشہ تنہائی میں وجد میں آ کر ذکر الٰہی کرتے تو آپ کے ساتھ در و دیوار بھی ذکر میں مصروف ہوجاتے۔آ گے ان کے صاحبزادہ مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی تلاوت قرآن سننے کے لئے کئی کئی میل دور سے لوگ آپ کے پیچھے نماز فجر ادا کرنے کے لئے آیا کرتے تھے۔یہ باپ دادا کا اثر اور خاندانی پر تو حضرت مولانا داؤدغزنوی رحمہ اللہ پر بھی پڑا آپ کی محفل میں جلال اس قدر ہوتا تھا کہ اس میں گفتگو کرنے سے بڑے بڑے ہچکچاتے تھے۔آپ کے سامنے بات کرنا بڑے حوصلے کا کام تھا آپ غیر معیاری پھس پھسی اور رقیق گفتگو پسند نہیں کرتے تھے۔

گاڑی بال بال بچ گئی:۔(کرامت،۵۶) میاں فضل حق رحمہ اللہ سابق ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان بہت نیک، شریف، خداترس اور علماء کے قدر دان انسان تھے۔آپ حضرت جد محترم مولانا عبدالجبار سوہدروی رحمہ اللہ کی وجہ سے بندہ سے بہت شفقت فرمایا کرتے تھے، ایک ملاقات پر آپ نے مجھ سے باتیں کرتے ہوئے فرمایا کہ مولانا داؤدغزنوی رحمہ اللہ موسم گرما میں تقریباً ہر سال خوشاب میرے ہاں تشریف لایا کرتے تھے۔میں نے پہاڑیوں کے اوپر صحت افزاء جگہ پر ان کے قیام کے لئے الگ رہائش گاہ بنا رکھی تھی ان کی آمد اور ان کے یہاں قیام سے ہمیں دلی سکون ملتا تھا۔میاں صاحب نے بتایا کہ آپ بڑے ذاکر وشاکر تھے، ایک روز دوران سفر ہماری گاڑی ان بیلنسڈ (غیر متوازن) ہوکر پھسلنے لگی، میں بھی اسی گاڑی میں تھا، ہم گھبرا گئے کیونکہ گاڑی خطرے کی حالت میں تھی، مگر مولانا غزنوی رحمہ اللہ نہایت پرسکون حالت میں ذکر الٰہی میں مصروف تھے اور اللہ سے استمداد اور استعانت کر رہے تھے، تا آنکہ گاڑی قابو میں آ کر سیدھی ہوگئی۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ حضرت مولانا رحمہ اللہ کی طبیعت میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا۔

اہل اللہ پر خرچ کرنے کی برکت:۔میاں صاحب نے یہ بھی بتایا کہ میں مولانا پر جتنا مال خرچ کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ مجھے بہت جلد اس سے کئی گناہ زیادہ عطا فر دیتا ہے۔میاں صاحب نے لیز پر کوئلے کے پہاڑ لئے ہوئے تھے، ان میں بہت فائدہ ہوتا تھا، آپ نے یہ بھی بتایا کہ جس قدر مساجد، مدارس اور غرباء وغیرہ پر روپیہ صرف کرتا ہوں اس سے بہت زیادہ اللہ تعالیٰ مجھے برکت دے دیتا ہے میں مٹی کو ہاتھ ڈالتا ہوں تو رب تعالیٰ اسے سونا بنا دیتا ہے۔(ص۱۰۷)

ایک مغالطہ اور اس کا ازالہ:۔(کرامت،۵۷) ولی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ تنگ دست ہو اور پھٹا پرانا لباس رکھتا ہو، کاروبار سے دور اور دنیا سے الگ تھلگ پہاڑوں اور جنگلوں میں بسیرا کرتا ہو بلکہ ولی دولت مند، صاحب جائیداد، اچھے کاروبار کا حامل اور خوش لباس بھی ہوسکتا ہے۔جیسا کہ مولانا داؤدغزنوی رحمہ اللہ، مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ، مولانا ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ، مولانا قاضی سلیمان منصور پوری

رحمہ اللہ، مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ، مولانا محمد صدیق کرپالوی رحمہ اللہ وغیرھم تھے۔ فیاض ازل نے انہیں دین ودنیا کی ہر نعمت سے نواز اتھا۔ زمانہ حال اور ماضی میں اس کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔

ولایت صرف تنگ دستی ہی کا نام نہیں:۔ (۱) پہلے بزرگوں میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد ائمہ دین رحمہم اللہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بڑے کاروباری تھے۔ (۲) امام نسائی کے تمول اور خوش خوراکی کا یہ عالم تھا کہ روزانہ ایک مرغ کھاتے تھے "کان یاکل دیکا فی کل یوم" دیکھو مقدمہ سنن نسائی۔ (۳) اسی طرح حضرت قیس اور حضرت خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ جنہیں حسن لؤلوئی بھی کہتے ہیں کیونکہ آپ موتیوں کی تجارت کرتے تھے۔ (۴) حضرت حماد رحمہ اللہ، ہر سال ہر ماہ رمضان المبارک میں پانچ سو آدمی ان کے دسترخوان پر روزہ افطار کرتے تھے۔

(۵) مصر کے امام لیث رحمہ اللہ ان کی سالانہ آمدنی اسی ہزار پونڈ تھی۔ (۶) ربیعہ بن فروخ رائی بڑے امام اور بزرگ ہو گزرے ہیں آپ ایک متمول آدمی تھے آپ کے والد فروخ نے آپ کی تعلیم پر تیس ہزار اشرفیاں خرچ کیں۔ (۷) شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ جنہیں لوگ سید الاتقیاء کہتے ہیں، ان کے تمول وتجمل کا یہ عالم تھا کہ ان کے گھوڑے طلائی اور نقرئی میخوں سے بندھا کرتے تھے۔ (۸) حضرت یحییٰ برمکی بڑے دولت مند تھے۔ ہزاروں لاکھوں روپے خیرات کرتے تھے۔ آپ علماء کو چھپ چھپ کر روپے بھیج دیا کرتے تھے۔ (۹) حضرت فضل برمکی کا بھی یہ حال تھا (رحمہم اللہ)۔ بطور نمونہ چند بزرگوں کی دولت مندی اور خوشی حالی وخوش خوراکی کا ذکر کرنے سے مقصد یہ بتانا ہے کہ دولت اور ولایت میں کوئی تناقص یا ضد نہیں۔ اولیائے کرام، ارباب دولت اور مخیر بھی ہو سکتے ہیں۔ بعض ناہنجار قسم کے لوگ جیسے ہی کسی بزرگ کو خوشحال دیکھتے ہیں جھٹ اسے دنیا دار کہہ دیتے ہیں۔ کیا متعدد صحابہ، آئمہ دین اولیاء مالدار اور دولتمند نہیں تھے؟ ان میں بڑے بڑے دولت مند تھے مثلاً: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت طلحہ، حضرت عثمان، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت سعید، حضرت عباس، حضرت حسن، حضرت امیر معاویہ، حضرت عدی، حضرت ابوعبیدہ، حضرت سعد، حضرت ارقم رضی اللہ عنہم یہ سب عظیم لوگ مالدار بھی تھے اور رب کے پیارے بھی۔ (ص ۱۰۹)

﴿۱۰﴾ کرامات شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ

عظیم کرامات:۔ (کرامت، ۵۸) اللہ تعالیٰ نے کشمیری پنڈت خاندان کے اس فرد کو دنیائے اسلام میں وہ مقام بلند عطا کیا بایدوشاید یہ رجل عظیم اپنے عہد کا منفرد مفسر قرآن ہونے کے علاوہ مناظر اسلام بنا۔ ایسا مفسر اور مناظر کہ جس کی کہیں مثال نہیں ملتی۔ یہ اپنے عہد کے عظیم وصاحب طرز خطیب اور یکتائے روزگار عالم تھے، آپ کو بے پناہ مقبولیت حاصل تھی۔ تمام فرقے آپ کو بنگاہ احترام دیکھتے تھے۔

ایک اور کرامت وفضیلت: (کرامت، ۵۹) آپ نے زندگی میں مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے علاوہ بہت سے غیر مسلموں کے ساتھ مناظرے کئے اور اللہ کے فضل سے ہر مناظرے میں اعلیٰ کامیابی سے ہمکنار ہوئے اور زندگی بھر کسی ایک مناظرے میں بھی مغلوب نہیں ہوئے کیا یہ بات آپ کی عزت وکرامت کے لئے کم تھی کہ آپ کے مخالفین نے بھی آپ کو داد دی اور باوجود آپ کا مخالف ہونے کے آپ کا لوہا مانتے تھے۔ آپ نے مرزا قادیانی سے مباہلہ کیا مرزا نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کو مباہلہ کا چیلنج دے دیا۔ جسے مولانا امرتسری رحمہ اللہ نے بلاتوقف قبول کیا۔ اس سے ایک سال بارہ دن بعد مرزا ذلت کی موت مر گیا اور حضرت مولانا اللہ کے فضل سے چالیس برس بعد تک بخیر وخوبی اور بصحت وسلامتی رہے۔ اسلام کا پرچم لہراتے رہے اور فرزائیت کی عمارت میں شگاف ڈالتے رہے اور بنیادیں ہلاتے بلکہ ڈھاتے رہے۔ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے آپ کے بارے میں کہا اسلام کی مدافعت میں جو سپاہی سب سے آگے بڑھتا وہ آپ ہی ہوتے تھے۔ خالد افغانی لکھتے ہیں:

شیر دل انسان، فاتح قادیاں، ابو الوفاء ملت مرحوم میں اب کون ہے ہمسر ترا؟

مولانا نور حسین گھرجاکھی فرماتے ہیں:

وہ عالم تھا، مجاہد تھا، محدث تھا زمانے کا وہ عالم تھا ، مجاہد تھا ، مجدد تھا زمانے کا

ہندوستان کے بہت بڑے عالم مولانا داؤد راز کیا خوب لکھتے ہیں:

خرمن بدعت کے حق میں آپ تھے برق تپاں　　　اہل سنت کے لئے آپ تھے بوئے عنبری!

حجاز اعظمی آپ کو شہ پنجاب (پنجاب کا بادشاہ) کہتے ہیں:

تکتے ہیں تارے شبانہ ماہ عالمتاب کو　　　ڈھونڈتا پھرتا ہے ہندوستان شہ پنجاب کو

آپ کا تقویٰ اور استغناء:۔ (کرامت،٦٠) جب آپ تقسیم ملک کے وقت پاکستان تشریف لائے تو کل پچاس روپے آپ کے پاس تھے۔ بہت سے احباب نے امداد کی کوشش کی مگر آپ نے معذرت چاہی ایک صاحب نے ارادہ کیا کہ سال بھر کا غلہ بھجوا دیا جائے۔ مگر جب معلوم ہوا کہ ملاوٹ کا ہے تو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ چنیوٹ کی جماعت اہل حدیث نے رقم جمع کر کے آپ کے پاس بھیجی مگر آپ نے اس اعانت کو مناسب نہ سمجھا اور ساری رقم واپس لوٹا دی۔

اس توکل، تقویٰ اور استغناء سے آپ کی شان کس قدر بلند ہوئی آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ اگر ہمارے علماء بھی یہ مقام بلند چاہتے ہوں تو انہیں بھی یہ اوصاف اختیار کرنے ہوں گے ان کے بغیر شان بلند ہو سکتی ہے نہ قدر بڑھ سکتی ہے۔

﴿١١﴾ کرامات حضرت مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ

آپ جماعت اہلحدیث کے بڑے بلند پایہ محقق اور اعلیٰ پائے کے عالم تھے۔ ایک خلق کثیر نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔

آپ کی ایک کرامت:۔ (کرامت،٦١) ماہ رمضان المبارک سر پر تھا والدہ نے آہ سرد بھر کر کہا کتنی خوشی نصیب ہیں وہ مائیں کہ جن کے بچے تراویح میں قرآن سنائیں گے۔ میر سیالکوٹی رحمہ اللہ کا زمانہ بچپن تھا۔ آپ نے ماں کی یہ بات سن لی رمضان کی پہلی تاریخ تھی، آپ نے قرآن مجید حفظ کرنا شروع کر دیا دن کو جو پارہ حفظ کرتے رات کو وہ تراویح میں سنا دیتے۔ دوسری تاریخ کو دوسرا اور تیسری تاریخ کو تیسرا پارہ سنا دیا۔ ادھر رمضان کی آخری تاریخ تھی ادھر قرآن کا تیسواں پارہ تھا۔ یعنی رمضان ہی میں قرآن یاد کر کے رمضان ہی میں سنا دیا۔ ایسی مثالیں آپ کو بہت ہی کم نظر آئیں گی۔

ایک اور کرامت:۔ (کرامت،٦٢) دوسری طرف آپ کو علم دین کا شوق پیدا ہوا اور تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ چھوٹے موٹے عالم نہیں بحر العلوم بن گئے۔ اور علمی پایہ اتنا بلند ہو گیا کہ معاصرین میں چند گنے چنے علماء آپ کے ہم پلہ ہوں گے۔ آپ قرآن کے مفسر بن گئے، درس میں قرآن کی تفسیر کرتے اور طلباء کو علمی انداز سے پڑھاتے تھے اور ان میں علم کے وہ لؤلؤ ولالہ بکھیرتے کہ علماء دھنگ رہ جاتے، آپ نے قرآن مجید کی تفسیر بھی لکھنا شروع کی مگر پوری نہ ہو سکی مگر جو لکھی خوب لکھی۔ آپ نے تفسیر سورہ فاتحہ، تفسیر پارہ اول، دوم، سوم، سورہ کہف، سورہ النجم وغیرہ تفاسیر لکھیں، آپ کی تفسیر میں عالمانہ شان نظر آتی ہے۔ اس طرح آپ خداداد صلاحیت کی بدولت حافظ قرآن ہونے کے علاوہ مفسر قرآن بھی بن گئے، بڑے بڑے علماء نے آپ کے سامنے زانوائے تلمذ تہہ کیا۔ ان میں حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی، حضرت مولانا عبد المجید سوہدروی اور حضرت مولانا احمد دین گکھڑوی رحمہم اللہ جیسے عبقری اور نابغہ روزگار علماء کا نام لیا جا سکتا ہے۔ (ص١١٢)

قرآن کی برکت:۔ (کرامت،٦٣) آپ کے ایمان کی پختگی کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ آپ کی پنڈلی میں کوئی تکلیف ہو گئی جس کیلئے آپریشن ناگزیر ہو گیا ڈاکٹروں نے آپریشن سے قبل ٹیکہ لگانا چاہا مگر آپ نے ٹیکہ لگانے سے منع کر دیا۔ اور فرمایا اسی طرح آپریشن کر دو۔ چنانچہ انہوں نے آپ کی اجازت پر چیر پھاڑ شروع کر دی ادھر حضرت میر سیالکوٹی رحمہ اللہ نے تلاوت قرآن شروع کر دی جب آپریشن مکمل ہو گیا تو آپ کو بتایا گیا آپریشن ہو چکا ہے آپ جب تک اس کتاب شفاء کی تلاوت کرتے رہے آپ کو ذرا تکلیف نہ ہوئی۔

ایک بہت بڑی کرامت:۔ (کرامت،٦٤) آپ نے موصوف کے ایمان کا واقعہ پڑھا۔ اس کے بعد اب آپ کے تقویٰ کا بھی ایک واقعہ سن لیجئے۔ جماعت اہلحدیث کے ممتاز اور بزرگ عالم وخطیب حضرت مولانا عبداللہ گورداسپوری کا بیان ہے۔ ایک جلسہ میں آپ نے تقریر کرنا تھی اسٹیج کافی اونچا تھا، وہاں سے اوپر سامنے بیٹھی ہوئی خواتین نظر آتی تھیں جس کا منتظمین کو علم نہیں تھا اس وقت اسٹیج کی ترتیب بدلنا سخت دشوار تھا۔ آپ

نے اپنی پگڑی کا شملہ آنکھوں پر ڈال کر تقریر شروع کر دی تاکہ نامحرم عورتوں پر نگاہ نہ پڑے اور اسی طرح آپ نے دو گھنٹے تقریر فرمائی اور اختتام تقریر پر آپ نے آنکھوں پر شملہ ڈالنے کی وجہ بیان کی اور منتظمین کو سمجھایا کہ اسٹیج صحیح طرح بنایا کریں۔اس میں ایسی خامی نہیں ہونی چاہیے۔

خود بتایئے اس دور میں تقویٰ کی اس سے بہتر کوئی مثال ہوسکتی ہے؟ یہ ہیں ولایت کی اصلی شرائط ایمان اور تقویٰ ایمان ایسا کہ جس میں شرک کی مطلق آمیزش نہ ہوجیسا کہ قرآن نے کہا"الذین امنو ولم یلبسوا ایمانھم بظلم "یعنی ان کا ایسا ایمان ہو کہ جس میں شرک کی کوئی ملاوٹ نہ ہو۔نیز فرمایا "یا یھا الذین امنو ا اتقو الله حق تقاته "اے ایمان والو!اللہ سے یوں ڈرو کہ جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ اصل چیز اللہ کا ڈر ہی ہے جو تقویٰ کا محرک ہے بھلا اللہ کے ڈر کے بغیر آدمی گناہ سے کیونکر بچ سکتا ہے؟اور صحیح تقویٰ یہ ہے کہ ایک ایک ادا سے اس کی جھلک نظر آئے۔صحیح ایمان اور تقویٰ ہونا ہی اصل کرامت ہے(اگر یہ نہ ہو تو پھر باقی سب شعبدے اور تماشے ہیں ان کا ہونا نہ ہونا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔الحمدللہ ایمان اور تقویٰ یہ دونوں خوبیاں مولانا موصوف میں بتمام وکمال پائی جاتی تھیں"اللھم اغفر له وارفع درجاته "۔

﴿۱۲﴾ کرامات مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی رحمہ اللہ

تقویٰ کی معراج:۔(کرامت،۶۵)آپ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل وکرم تھا۔علم وتقویٰ میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔صاحب کرامت بزرگ تھے،آپ بڑھاپے میں بھی کھڑے ہوکر ہاتھ میں قرآن مجید پکڑ کر تقریر کرتے تھے،آپ کا ایک ایک لفظ سامعین کے دلوں میں اترتا جاتا تھا سب لوگ آپ کے بہت گرویدہ تھے ہر وقت نگاہ نیچے رکھتے اور اگر خواتین آپکے پاس آتیں تو آپ اپنی آنکھیں بلند کر لیتے اور جب تک وہ پاس رہتیں آنکھیں بند رکھتے ،بعض خواتین آپ کو نابینا سمجھتیں۔چوہدری عبدالحکیم وحافظ عبدالحیٰ صاحب سیرا آف راجن پور کی والدہ مرحومہ سے خود میں نے سنا۔فرماتی ہیں کہ ہم آپ کو نابینا سمجھتی تھیں ایک روز ایک بچہ یکدم بھاگتا ہوا آیا جس پر آپ نے آنکھیں کھولیں اس وقت ہمیں علم ہوا کہ ماشاءاللہ آپ نابینا نہیں بلکہ بینا ہیں اور اللہ کے فضل سے خوبصورت آنکھیں رکھتے تھے۔اکثر مردو خواتین آپکی خدمت میں دم اور دعا کروانے کیلئے آتے تھے اللہ انہیں شفا عطا فرد یتا اور ان کی حاجات پوری کر دیتا۔

آئین جوانمرداں:۔(کرامت،۶۶)موضع رام گڑھ نزد سوہدرہ کے مولوی فیض احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ہماری درخواست پر رام گڑھ تشریف لائے آپ جب ہمارے گھر میں داخل ہوئے تو طاقچہ کے اوپر کسی جانور کی تصویر بنی ہوئی تھی آپ نے بیٹھنے سے قبل ہاتھ کی چھڑی سے تھوڑا زور دے کر طاقچے کا تصویر والا حصہ نیچے گرا دیا۔یعنی آپ خلاف شرع اتنا کام بھی برداشت نہ کر سکے۔اور طاقچہ توڑنے کے لئے گھر والوں کو پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ کی اور اس سلسلے میں نہ کسی فرد کو ان سے بات کرنے کی جرأت ہوئی۔

یہ ہے اولیاء کا شیوہ کہ وہ خلاف شرع کام کو گوارا نہیں کر سکتے۔اور ان کی سیرت وکردار کی مضبوطی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ کسی کو ان کے سامنے دم مارنے کی مجال نہیں ہوتی۔

بے نمازی سے نفرت:۔(کرامت،۶۷)جناب چوہدری عبدالحکیم سیرا کی والدہ محترمہ اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتی ہیں کہ آپ کے پاس ہی ایک مٹکا پڑا تھا اس پر پیالہ رکھا تھا،اس میں پہلے باری باری دوخواتین نے پانی پیا آخر میں ایک عورت نے پانی پیا،جب اس عورت نے پانی پیا تو آپ اٹھے اور وہ پیالہ توڑ دیا۔ہمارے پوچھنے پر فرمایا یہ خاتون بے نمازی تھی اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح امراض متعدی ہوتے ہیں اسی طرح گناہ متعدی ہوتے ہیں ان میں سے ایک بہت بڑا گناہ نماز نہ پڑھنا بھی ہے،افسوس!آج ۹۸ فیصد مسلمان نماز سے بے نیاز ہیں مگر اولیاء کرام ان کے برتن استعمال کرنا ان کے گھر کھانا کھانا اور ان کے ہاتھ کی پکی ہوئی روٹی یا سالن استعمال کرنا ممنوع جانتے ہیں۔

نیکی کی خوشبو محسوس ہونا:۔جس طرح ہم خوشبو یا بدبو سونگھتے ہیں اس طرح اہل اللہ کی روحانیت اس قدر تیز ہوتی ہے کہ وہ نیکی کی خوشبو اور برائی کی بدبو سونگھ لیتے ہیں۔یہ نہیں کہ وہ کوئی عالم الغیب ہوتے ہیں جیسا کہ بعض جہلاء سمجھتے ہیں اور کچھ علماء بمنزل جہلاء ہو کر ایسی باتیں کر جاتے ہیں اور اولیاء کو پتہ نہیں کیا کیا بنا دیتے ہیں۔

گائے نے دودھ دینا شروع کر دیا:۔ (کرامت،۶۸) میاں سلطان علی چوہدووال ضلع گجرات کا بیان ہے کہ آپ ایک بار ہمارے ہاں چوہدووال تشریف لائے۔اور رات کو کچھ دودھ طلب کیا ہم نے عرض کیا حضرت !اس وقت دودھ ختم ہو چکا ہے۔ ہمارے پاس نہیں ہے البتہ ہمسائے نمبردار ہیں،ان کے ہاں سے منگوا لیتے ہیں،آپ نے فرمایا کہ نہیں مجھے،نمبردار کے ہاں کا دودھ مطلوب نہیں۔اگر آپکے ہاں ہوتا تو میں لے لیتا۔ میں نے مزاحاً کہا ہماری تو ایک ہی گائے ہے جو چھ ماہ سے سوکھ چکی ہے یعنی اس نے اتنے عرصے سے دودھ دینا بند کر رکھا ہے۔اگر آپ اس سے دودھ لے سکتے ہیں تو لے لیں۔آپ اٹھے،گائے کو پیار کیا اور فرمایا برتن لے کر نیچے بیٹھ جاؤ اور دودھ نکالو انشاءاللہ دودھ دے دے گی۔ چنانچہ میں نے تعمیل ارشاد کی اور نیچے بیٹھ گیا میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی سچ مچ گائے کا دودھ اتر آیا میں نے سیر کے قریب نکالا اور آپ کی خدمت میں پیش کیا۔آپ چار یوم ہمارے پاس رہے اور چار دن گائے دودھ دیتی رہی مگر جب آپ تشریف لے گئے تو گائے پھر اسی طرح ہو گئی جس طرح پہلے تھی۔

دراصل آپ نے انتہائی انابت،توجہ اور پورے اعتماد و توکل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی ورنہ یہ بات نہیں جیسا کہ جہلا میں مشہور ہے کہ اہل اللہ کے قدرت واختیار میں ہر چیز ہوتی ہے وہ جو چاہیں کر لیتے ہیں ورنہ کئی مرتبہ حال یہ ہوتا ہے کہ انہیں اپنے جسم اور اپنے اعضاء پر بھی اختیار نہیں ہوتا۔ ہر چیز پر ہر وقت صرف اللہ تعالیٰ کا اختیار رہتا ہے۔

آپ کے دم کی تاثیر:۔ (کرامت،۶۹) سوہدرہ میں آپ کے مکان کے قریب ہی آپ کے داماد میاں عبدالعزیز رحمہ اللہ کی حویلی بن رہی تھی جب بنیادیں کھودی جا رہی تھیں تو نیچے سے آواز آنے لگی جیسے کوئی گاڑی یا مشین چل رہی ہو۔ کہتے ہیں وہ جنات کا مسکن تھا لوگ آپ کے پاس آئے اور ماجراء بیان کیا۔آپ تشریف لے گئے اور پانی دم کر کے چھڑکنے کیلئے دیا پانی چھڑکتے ہی آواز بند ہو گئی آپ نے فرمایا اور کھدائی نہ کرو یہیں سے تعمیر شروع کر دو۔

آپ کی دعا اور دم میں بہت تاثیر تھی۔سینکڑوں ہزاروں لوگوں نے آپ کی دعا اور دم کی تاثیر دیکھی۔

جنات آپ کی شاگردی میں:۔ (کرامت،۷۰)انسانوں کے علاوہ جن بھی آپ کا ادب کرتے تھے بہت سے جنات آپ کے شاگرد تھے اور کچھ آپ کی مسجد سوہدرہ میں اب تک موجود ہیں لیکن انہوں نے آج تک کسی کو گزند نہیں پہنچایا۔

یہی مذکور الصدر میاں عبدالعزیز آپ کے شاگرد بھی تھے،دیہاتوں میں لڑکے چاندنی راتوں میں عموماً آنکھ مچولی کھیلتے تھے،شاید دن یا رات کے وقت آج کل بھی میاں عبدالعزیز مرحوم کا دوست جن تھا،جسکا میاں عبدالعزیز کو مطلق علم نہیں تھا،رات کو جب کھیلتے کھیلتے دیر ہو گئی تو وہ بھی رات گزارنے کے لئے میاں صاحب کے گھر آ گیا،غلطی سے باہر کا دروازہ کھلا رہ گیا تیز ہوا کا جھونکا آیا دروازہ چوپٹ کھل گیا،میاں صاحب اور دوست دونوں ایک دوسرے سے دروازہ بند کرنے کیلئے کہنے لگے مگر کوئی نہ اٹھتا تھا۔ دوست نے کہا: اچھا بھئی عبدالعزیز !تم آنکھیں بند کرو میں دروازہ بند کر دیتا ہوں،میاں عبدالعزیز صاحب کو زیادہ تجسس ہوا کہ ماجرا کیا ہے۔یہ ادھ کھلی آنکھوں سے دیکھنے لگے کہ اس نے آنکھیں کیوں بند کروائی ہیں ۔ بہر حال اس دوست نے چارپائی سے بازو باہر نکال کر اسے لمبا کرنا شروع کیا اور لمبا کرتا گیا تا آنکہ دروازے کی کنڈی لگادی دروازہ ان کی چارپائی سے کوئی پندرہ بیس فٹ کے فاصلے پر تھا،اگلے دن صبح عبدالعزیز جو کلاس میں نہ پہنچے تو استاد محترم حضرت مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ کو واقعہ کا پتہ چلا آپ بعد میں پتہ کرنے کیلئے ان کے گھر تشریف لے گئے دیکھا تو عبدالعزیز کی حالت یوں تھی جیسے چنے بھن رہے ہوں۔یعنی شدید بخار تھا حضرت نے پوری بات سنی اور ساتھی کو بلایا اور اس سے کہا جب تک تمہارا پتہ نہ چلا اور بات تھی لیکن اب تمہارا پتہ چل گیا ہے یہ لڑکے پڑھ نہیں سکیں گے چنانچہ سمجھا بجھا کر اسے فارغ کر دیا۔ وہ جاتے ہوئے اپنے دوست عبدالعزیز کو چاقو کا تحفہ دے گیا خبر نہیں اس میں کیا خوبی تھی مگر اتفاق سے وہ موصوف سے گم ہو گیا۔جس کا میاں عبدالعزیز صاحب کو قلق رہا۔

ولی کامل کی کرامت اور پادری کا انجام:۔ (کرامت،۷۱) بندہ ایک مرتبہ گجرات جانے کیلئے بس کے انتظار میں سوہدرہ موڑ پر کھڑا تھا وہیں چوہدری عبداللہ نمبردار تلواڑہ بھی بس کے انتظار میں کھڑے تھے،ان کی عمر نوے برس تھی البتہ چاق و چوبند تھے اور صحت اچھی تھی

۔حافظہ مضبوط تھا وہ مجھے دیکھ کر میرے قریب آ گئے اور بڑے احترام ومحبت سے ملے۔اورانہوں نے ہمارے بزرگوں کا سلسلہ چھیڑ دیا اور ایک کرامت حضرت مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ کی بیان کی اور یوں بات شروع کی کہ ایک مرتبہ وزیرآباد میں ایک عیسائی پادری آ گیا وہ لوگوں کو عجیب باتیں بتاتا اور عجیب وغریب شعبدے دکھاتا تھا اور کہتا تھا کہ میرا مقابلہ مسلمانوں میں کوئی بھی نہیں کرسکتا۔اگر کوئی ہے تو سامنے آئے اور جیسے میں کام کرتا ہوں کر کے دکھائے۔اسلام کمزور مذہب ہے،عیسائیت طاقتور مذہب ہے،اسلام کے پرستاروں کو عیسائیوں کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں ہے۔اگر ہے تو میرے مدمقابل آئے۔وہ کئی روز وزیرآباد ٹھہرا رہا۔مگر کوئی شخص اس کے مدمقابل آنے کی ہمت نہیں رکھتا تھا۔لوگ سوہدرے حضرت موصوف کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قصہ بیان کیا آپ تشریف لے آئے اوراس سے ملے اس نے اپنا رعب جمانے کے لئے آپ کے سامنے ہوا میں اڑنا شروع کر دیا۔حضرت صاحب نے اپنا جوتا اتار کر اس کے پیچھے پھینک دیا۔اب جوتا پہنچ کر اس کے سر پر برسنا شروع ہوگیا جوتا تڑ تڑ برسنے لگا،مگر وہ نیچے نہیں آ رہا تھا کیونکہ حضرت رحمہ اللہ نے اسے فضا ہی میں باندھ رکھا تھا لگا منتیں،سماجتیں کرنے۔یہ منظر دیکھ کر حاضرین کا دل ٹھنڈا ہوگیا آخر حضرت نے اسے واپس بلا لیا اس طرح اسلام کو غلبہ نصیب ہوا اور عیسائی دم دبا کر وہاں سے نکل کھڑا ہوا اور یوں حضرت مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ کی عظمت وبزرگی کا سکہ پورے علاقے میں دور دور تک بیٹھ گیا۔

آپ کی سرزنش کی تاثیر:۔(کرامت،۲۷)حضرت والدگرامی سے پروفیسر حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی مرحوم نے یہ بات کئی بار فخر یہ بیان کی کہ حضرت مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ کے جوتوں نے مجھے سیدھا کر دیا۔یعنی میری زندگی سنوار دی۔

حکیم نسیم صاحب مرحوم نے بیان کیا ہمیں زمانہ بچپن میں والدین کی جانب سے یہ حکم تھا کہ سکول جاتے ہوئے راستے میں حضرت مولانا ربانی المعروف حضرت جی صاحب کو سلام کر کے جایا کرو۔ایک دن میں سلام کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوا اس دن میں نے انگریزی حجامت بنوائی تھی آپ رحمہ اللہ نے مجھے دیکھ کر بالوں سے پکڑ کر دو تین جوتے جڑ دیئے کہ انگریز بن گئے ہو؟حکیم صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ حضرت صاحب کی اس سختی نے میری کایا پلٹ دی اور میری زندگی بنا دی۔

سوہدرہ کی ککے زئی قوم آپ کی بہت گرویدہ تھی مگران میں جاہلانہ اور مشرکانہ رسومات ابھی باقی تھیں،ملک رضا کے والد ماجد ملک محمد عارف مرحوم نے خود مجھے بتایا کہ دارہ ککے زئیاں میں پیپل کے درختوں کے نیچے دو قبریں تھیں،لوگ ان سے استمد اد کرتے تھے،آپ نے وہ قبریں تڑوادیں اوران کا نام ونشان تک مٹا دیا تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری یعنی اپنے جداعلیٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سنت کو زندہ کر دیا اور آپ کے اس جرأت مندانہ اقدام کے سامنے کسی کو''چوں''کرنے کی بھی جرأت نہ ہوئی جس کے نتیجے میں شرک وبدعت کا خاتمہ ہوگیا۔اور ساری قوم اللہ کی رحمت سے موحد بن گئی اور وہ لوگ آج تک حضرت مرحوم اوران کی اولاد کے احسان مند ہیں کیونکہ توحید کا مشن ان کے بعد ان کی اولاد نے جاری رکھا جو بحمد اللہ اولاد در اولاد آج تک جاری ہے۔لوگ اس خاندان کو عزت وقدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

بارش نے جل تھل کر دیا:۔(کرامت،۳۷)ملک محمد یوسف ٹھیکیدار بیان کرتے ہیں:ایک دفعہ کی بات ہے سوہدرہ میں بارش نہیں ہورہی تھی لوگوں نے حضرت مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ سے استدعا کی کہ حضرت!بہت تکلیف و پریشانی ہے براہ کرم بارش کیلئے دعا فرمائیں۔آپ لوگوں کو لے کر باہر چلے گئے اور بطریق مسنون نماز استسقیٰ ادا کی۔اللہ کی قدرت!اسی دوران بادل امڈ آئے بارش برسنا شروع ہوگئی اور نمازی بھیگتے ہوئے گھروں تک پہنچے۔

اپنے خاص بندوں کی جلدی سنتا ہے:۔ زندہ بزرگ سے دعا کروانا کوئی منع نہیں اوراللہ تعالیٰ اکثر ان کی دعا کو جلد ہی قبول کر لیتا ہے بلکہ بعض اوقات فوراً قبول ہو جاتی ہے وہ مالک ہے اور ذرے ذرے پر قادر مطلق ہے وہ چاہے تو اسی وقت قبول کر لے نہ چاہے تو دس دس،بیس بیس سال،بلکہ زندگی بھر قبول نہ کرے۔اس کیلئے کوئی کام مشکل نہیں۔

﴿۱۳﴾ کرامات حضرت مولانا عبدالحمید سوہدروی رحمہ اللہ

دعا کی برکت: ۔(کرامت،۴۷) حضرت مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے ہونہار بیٹا عطا فرمایا۔جس کا نام عبدالحمید تھا ،بیٹا جب سن شعور کو پہنچا تو اس نے بحکم والد گرامی استاد پنجاب حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی رحمہ اللہ کے مدرسہ میں داخلہ لے لیا۔مولانا عبدالحمید صاحب نے خوب محنت سے دل لگا کر اکتساب علم کیا۔حضرت الاستاذ نے آپ کا تقویٰ اور ذوق دیکھ کر آپ کو اپنی دامادی میں لے لیا، آپ کے علم وتقوی کا دور دور تک شہرہ تھا۔آپ کی دعا اور دم میں کافی تاثیر تھی اور آپ کی علمی قابلیت مسلم تھی ،ماشاء اللہ حضرت حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی رحمہ اللہ کی بیٹی سے آپ کی شادی ہوئی آپ جوان ہی تھے کہ بیمار ہو گئے اور بیمار رہنے لگے، بہت علاج کروایا۔مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔

آپ خود بھی صحت کیلئے دعائیں کرنے لگے اور والد گرامی بھی کرنے لگے اب اللہ کی قدرت دیکھئے دونوں اہل اللہ تھے مستجاب الدعوات تھے مگر دعا قبول نہیں ہو رہی۔بات وہی ہے کہ ولی کا کام دعا کرنا ہے آگے اللہ کی مرضی ہے وہ قبول کرے یا نہ کرے اس پر کسی کا زور نہیں۔

اب دونوں نے یہ دعا کی۔

''بارالہا! یہ زندگی ہم دنیا کیلئے نہیں مانگ رہے دین کی خدمت واشاعت کے لئے مانگ رہے ہیں۔اگر تیرا فیصلہ بلانے کا ہے تو کوئی مار نہیں سکتا۔اے اللہ! نیک بیٹا عطا فرما جو کھل کر توحید وسنت کی تبلیغ واشاعت کرے۔اے اللہ! تو دعاؤں کو سننے والا ہے۔

رب تعالیٰ نے مولانا عبدالحمید سوہدروی رحمہ اللہ کو ایک بیٹا عطا فرمایا۔جس کا نام عبدالحکیم رکھا پھر دوسرا بیٹا عطا فرمایا اس کا نام عبدالمجید رکھا پھر جوانی میں ہی بوڑھے باپ کے سامنے جوان بیٹا اس دنیائے فانی کو چھوڑ کر جنت الفردوس کو سدھار گیا''انا للہ وانا الیہ راجعون ''۔

اللہ کی قدرت دیکھئے کہ کچھ عرصے بعد عبدالحکیم بھی چل بسا یہ حافظ قرآن تھے اور ٹھیک ٹھاک جوان تھے،اب مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ نے اپنے پوتے عبدالمجید کی تعلیم وتربیت کا خود انتظام کیا۔پہلے وزیر آباد پھر سیالکوٹ بھیجا اور یہ قلیل مدت میں زیور علم سے آراستہ ہو کر لوٹے۔اللہ تعالیٰ نے مولانا عبدالمجید صاحب کو جن کی وجہ سے سوہدرہ پاک وہند میں مشہور ہوا بڑا صلاحیتوں سے نوازا۔اور انہوں نے کم عمری میں خداداد صلاحیتوں کی بدولت بہت ترقی کی ایسی ترقی کی کہ جس کی مثالیں بہت کمیاب ہیں۔بڑا قوی حافظہ پایا،آپ نے جگہ جگہ توحید وسنت کے ڈنکے بجائے،خدمت اسلام اور خدمت عوام کر کے اپنا نام پیدا کیا۔''مسلمان''،''جریدہ اہلحدیث''اور''طبی میگزین''تین رسائل جاری کئے۔اسلامی وطبی پچاس کے لگ بھگ کتابیں لکھیں اور ملک وقوم کی بیش از بیش خدمت کی۔مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ کی سوانح حیات الگ مرتب ہو رہی ہے تفصیل وہاں بیان ہوگی۔فی الحال یہ بتانا ہے کہ اللہ نے اپنے ولی حضرت مولانا عبدالحمید سوہدروی رحمہ اللہ کی دعا کو قبول فرمایا اور عبدالمجید جیسا صالح ،متقی اور بلند بخت بیٹا عطا فرمایا۔جس نے آگے چل کر پورے علاقے کا نام ہی پورے ملک میں روشن کر دیا۔

﴿۱۴﴾ کرامات حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ

حضرت مولانا حکیم عبدالمجید سوہدروی کا خاندان اپنی علمی ،دینی ،ادبی ،تاریخی ،سوانحی ،تبلیغی ،طبی اور روحانی خدمات کے لحاظ سے ایک مقام رکھتا ہے آپ کا نسبی تعلق سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہے، کتاب ''تذکرہ بزرگان علوی سوہدرہ''میں اس کی تفصیلات دیکھی جا سکتی ہے،اس خاندان کے اور زیادہ تفصیلی حالات جاننے کے لئے''تذکرۃ النبلاء فی ترجمۃ العلماء''و''دودمان علوی کا درخشندہ ستارا''کا مطالعہ فرمائیں وہاں آپ کو بہت سے معلوماتی ،حقیقت افروز اور چشم کشا حالات ملیں گے۔حضرت مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ کا ذکر''نزہتہ الخواطر''اور ایسی دو ایک اور کتب میں بھی ہے فی الحال موضوع کی مناسبت سے حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ کی چند کرامات کا ذکر کیا جاتا ہے آپ کی چند کرامات ملاحظہ فرمائیے:

پودوں سے ذکر الٰہی کی آواز:۔(کرامت،۷۵)ایک مرتبہ موضع نہالو چک تحصیل ڈسکہ میں چند احباب سے بغرض ملاقات جانا ہوا ۔وہاں محمد صدیق صاحب سے میری ملاقات ہوئی،محمد صدیق صاحب کی تلواڑہ میں بھی رشتہ داری ہے۔ایک مرتبہ جماعت کی دعوت پر میں اور دو ایک اور علماء مثلاً مولانا حافظ عبدالستار حامد،مولانا عبدالرحمٰن سلفی اور مولانا محمد الیاس ثانی ان کے گاؤں میں بغرض تبلیغ گئے ۔اس وقت پورے گاؤں میں ایک ہی مسجد تھی ۔بہر حال وہاں اہلحدیث،بریلوی،شیعہ سبھی آئے ہوئے تھے۔اچھی رونق تھی خوب جلسہ ہوا جس کا گاؤں پر اچھا اثر پڑا۔کسی نیک دل خاتون نے مسجد اہلحدیث کے لئے زمین دے دی۔الحمدللہ اس گاؤں میں اب اہلحدیث مسجد بن چکی ہے جو ماشاءاللہ انہی محمد صدیق اور مولوی ریاض صاحب اوران کے مخلص ساتھیوں کی مساعی سے آباد ہے ہم پچھلے دنوں وہاں جلسہ بھی کرآئے ہیں،میں بھی حاضر ہوا تھا مولانا حافظ عبدالستار حامد صاحب بھی تشریف لائے تھے،ماشاءاللہ امید افزاء رونق تھی اور جلسہ کامیاب رہا انہی محمد صدیق صاحب کا بیان ہے کہ مجھے حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ کی عام مجلس اختیار کرنے کا شرف حاصل رہا۔حضرت سوہدروی کی زرعی اراضی جو تقریباً ایک مربع پر مشتمل تھی،سوہدرہ سے جانب شمال تقریباً نصف میل کے فاصلے پر تھی،اس میں خوبصورت اور سرسبز باغ تھا،میں وہاں عصر کے بعد کئی مرتبہ آپ کے ساتھ گیا،آپ جاتے اور آتے بڑی عالمانہ اور حکیمانہ باتیں بتایا کرتے تھے،ایک دن ذکر الٰہی کی بات ہو رہی تھی آپ فرمانے لگے:ہر چیز اللہ کا ذکر کرتی ہے،میں نے کہا کیا یہ گھاس اور پودے بھی اللہ کا ذکر کرتے ہیں؟آپ نے فرمایا:ہاں!یہ بھی اللہ کا ذکر کرتے ہیں میں کچھ حیران ہوا۔ساتھ ہی مکئی کا کھیت تھا۔فرمانے لگے:کانوں پر ہاتھ رکھو اب ہٹا دو محمد صدیق صاحب کا بیان ہے جب میں نے ادھر دھیان کیا تو ہر پودے سے ذکر الٰہی کی آواز آرہی تھی جو خود میں نے اپنے کانوں سے سنی۔

حیران کن واقعہ:۔(کرامت،۷۶)ایک مرتبہ دلاور سے ہمارے کچھ عزیز سوہدرے آئے ہم اپنے باغ میں سیر کیلئے گئے اعزہ کی ایک بچی اصرار کرنے لگی میں نے امرود لینا ہے مگر امرود کا پھل ختم ہو چکا تھا کیونکہ باغ آؤٹ آف سیزن ہو چکا تھا۔بچی یعنی اپنی نواسی کو بضد دیکھ کر انہوں نے اپنا دست مبارک درخت کی طرف کر کے جیسے کوئی پھل توڑتا ہے پیچھے کیا تو ان کے بابرکت ہاتھ میں موٹا تازہ پکا ہوا امرود تھا یہ ماجرا میں نے خود دیکھا اور حیران تھا اور اب بھی حیران ہوں کہ وہ امرود کہاں سے آگیا؟

وظائف کی تاثیر:۔(کرامت،۷۷)ملک محمد اشرف صاحب سوہدروی رحمہ اللہ انسپکٹر پولیس حیدرآباد کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مجھے ایک مہوکا نما پھنسی نکل آئی جس سے آرام نہ آتا تھا۔میں نے اپنے استاد محترم حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ سے اس کا ذکر کیا آپ نے ایک وظیفہ بتایا وہ پڑھ کر پھونک مار کر ہاتھ کو اس پر مل دیتا تھا اللہ کی قدرت وہ مہینوں کی پھنسی دنوں میں غائب ہوگئی۔

ملک صاحب موصوف نے دو تین اور وظائف بتائے جو مختلف مقاصد کے لئے حضرت نے ارشاد فرمائے تھے۔آپ نے جس مقصد کے لئے جو وظیفہ بتایا الحمدللہ اس کے پڑھنے سے وہ مقصد پورا ہو جاتا۔اور موصوف کہتے ہیں میں آج تک وہ وظائف کر رہا ہوں اور آج تک میرے مقاصد پورے ہو رہے ہیں ان وظائف کا بفضلہٖ ''دودمان علوی کا درخشندہ ستارا'' میں ذکر کریں گے۔

اولاد کی بہار:۔(کرامت،۷۸)آپ کے علم وفضل اور روحانیت کے نزدیک و دور عام چرچے تھے۔محمد اقبال علوی سوہدروی رحمہ اللہ کے والد محمد حسین کا بیان ہے کہ میرے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی اگر پیدا ہوتی تو فوت ہو جاتی تھی،بہتیرا علاج کروایا مگر فائدہ نہ ہوا،ایک بار میں نے حضرت مولانا عبدالمجید رحمہ اللہ سے ذکر کیا۔آپ نے اہلیہ کے کھانے کے لئے گولیاں دیں اور کچھ دم کر کے دیا اللہ کی شان اسی سال بیٹی پیدا ہوئی اگلے سال پھر بیٹی پیدا ہوئی اس کے بعد پھر بیٹا ہوا،اب ماشاءاللہ تینوں جوان اور شادی شدہ ہیں۔

اہل اللہ کی روح پرور محفل:۔(کرامت،۷۹)ملک محمد یوسف صاحب ٹھیکیدار(آف سوہدرہ)کا بیان ہے۔میں ملتان میں ٹھیکیداری کرتا تھا کہ حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ ملتان اہلحدیث کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔میں ملاقات کے لئے حاضر خدمت ہوا آپ علماء کے جھرمٹ میں بیٹھے ہوئے تھے،متعدد علماء وفضلاء آپ کے پاس باادب بیٹھے ہوئے مختلف مسائل اور

موضوعات پر تبادلہ خیال کر رہے تھے، میں آپ سے ملا آپ بڑی محبت سے پیش آئے، میں نے آپ کو اگلے روز صبح ناشتہ کی دعوت دی، آپ تشریف لے آئے، میرے پاس تیس چالیس مزدور کام کرتے تھے وہ سبھی اوڈ قوم کے اہلحدیث تھے۔ مولانا کو تشریف فرما دیکھ کر وہ سب آپ کی زیارت کیلئے آپ کے قریب جمع ہو گئے، ان میں کوئی دم کروانے لگا، کوئی وظیفہ پوچھنے لگا، کوئی پانی لے کر آ گیا کہ اس میں پھونک مار دیں۔ حضرت مولانا ہرگز پریشان نہ ہوئے۔ آپ ہر ایک کا مطالبہ پورا فرماتے رہے، ہم سب لوگوں کو حضرت مولانا کی تشریف آوری سے بہت خوشی ہوئی اور آپ کی مجلس میں بیٹھ کر بہت سکون ملا اور جی چاہتا تھا کہ آپ دیر تک ہمارے درمیان بیٹھے رہیں، مگر آپ پھر زیادہ دیر نہ بیٹھے اور میرے کام کا حرج دیکھ کر اجازت لے کر جلدی ہی تشریف لے گئے۔

یہ ہے اولیاء کی مجلس کی برکت کہ اس میں بیٹھ کر خوشی ہوتی ہے سکون ملتا ہے اگر آج بھی ایسی مجالس کہیں مل جائیں تو انہیں بہت بڑی سعادت سمجھنا چاہیے۔

دیگر مسالک پر دم کی برکت:۔ (کرامت،۸۰) میاں محمد اکبر صاحب مہاجر کو کمر اور ٹانگ میں درد رہتا تھا کہیں سے آرام نہ آیا موصوف چند ہی روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے دم کیا اللہ نے شفا دے دی، یہ خاندان دیوبندی تھا مگر مولانا کا گرویدہ تھا اور نماز پنجگانہ اور جمعہ یہیں ادا کرتا تھا۔

آسیب کا کھوج لگا لیا:۔ (کرامت،۸۱) ایک مرتبہ یہی محمد اکبر صاحب کسی عزیز کو حضرت کی خدمت میں لے آئے کہ یہ شخص بیمار رہتا ہے، ڈاکٹر کہتے ہیں اسے کوئی مرض نہیں، شبہ ہے کہ اسے آسیب ہے، بہت سے عاملوں کے پاس گئے ہیں لیکن حقیقت حال کا پتہ نہیں چل رہا، اس کے مرض کا انکشاف نہیں ہو رہا، میں چشم دید گواہ ہوں حضرت المحترم نے کاپی سے ایک کاغذ کا پرزہ نکالا جس پر کچھ لکھا ہوا تھا کہا اسے پڑھتے جاؤ اس نے کہا مجھے پڑھنا نہیں آتا فرمایا اسے دیکھتے رہو، وہ دیکھنے لگا دو منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ جن حاضر ہو گیا فرمایا! لے جاؤ اسے آسیب کی شکایت ہے۔ جس بیماری یا عارضے کا ڈاکٹروں اور عاملوں کو پتہ نہیں چل سکا آپ نے اس کا چند منٹوں میں کھوج لگا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر بڑی مہربانی فرما رکھی تھی۔

آپ کو دست شفا ملا تھا:۔ (کرامت،۸۲) آپ کا قیام جب لاہور اچھرہ میں تھا اور وہاں مسجد شاہ چراغ میں خطیب تھے۔ تو وہیں بریلوی مکتب فکر کے مشہور مبلغ و مناظر مولانا محمد عمر اچھروی رحمہ اللہ رہتے تھے یہ مولانا اچھروی رحمہ اللہ اپنے مسلک کے قد آور عالم تھے۔ دوسری جانب حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ اہلحدیث مسلک کے شہرہ آفاق خطیب اور اپنے مذہب کے مشہور عالم اور واعظ تھے، دونوں میں نوک جھونک ہونے کے باوجود اچھے روابط تھے، ایک مرتبہ مولانا اچھروی رحمہ اللہ، حضرت سوہدروی رحمہ اللہ کے پاس تشریف لائے، حضرت سوہدروی نے فرمایا بھائی! بتاؤ یہاں کتنا اچھا ملتے ہو مگر اسٹیج پر ہمیں گالیاں دیتے ہو ہم نے آپ کا کیا بگاڑا ہے؟ مولانا اچھروی رحمہ اللہ کھسیانے سے ہو کر مسکرا دیئے کہنے لگے: وہ باتیں پھر کسی وقت کر لیں گے اب آپ کے پاس آنے کا ایک مقصد ہے کہ طبیعت میں کچھ گھٹن سی رہتی ہے کوئی جسمانی تکلیف بھی نہیں ہے بعض نے کہا ہے شاید آسیب ہی نہ ہو بس جو کچھ بھی ہو کھوج لگا کر میرا علاج کریں۔ حضرت سوہدروی کی طبیعت میں طنز و ظرافت پائی جاتی تھی کہنے لگے: بھائی اچھروی صاحب! آسیب کا علاج نرمی سے بھی ہوتا ہے اور سختی سے بھی، بتایئے! آپ کیلئے کون سا طریقہ کار اختیار کیا جائے؟ مولانا اچھروی رحمہ اللہ صاحب مسکرا کر کہنے لگے۔ حضرت صاحب! ایک مریض حاضر ہو گیا ہے اب آپ جس طرح چاہتے ہوں علاج کریں بس علاج ہونا چاہیے۔

یہاں بتانا یہ مقصود ہے کہ آپ کو رب کی جانب سے دست شفا نصیب ہوا تھا۔ آپ جس مریض کو ہاتھ ڈالتے وہ جسمانی ہو یا روحانی اللہ کے فضل سے اکثر شفایاب ہو جاتا اور بغرض علاج آپ کے پاس ہر فرقے اور ہر لائن کے آدمی آتے آپ نے چہرے پر کبھی شکن نہ ڈالی اور ہر ایک کا بڑے خلوص اور خندہ پیشانی سے علاج کرتے۔

ایک دن آیا کہ آپ خود بیمار ہو گئے اور اس بیماری کی صحیح تشخیص نہ ہو سکی، نہ صحیح علاج ہو سکا، یہ واقعہ زندگی کے آخری سال پیش آیا بالآخر آپ اس ناپائیدار زندگی کو چھوڑ کر عالم باقی کو سدھار گئے۔

جنات مقتدی اور شاگرد:۔ (کرامت،۸۳) میں ایک بار حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ کے منجھلے صاحبزادے حافظ عبدالوحید صاحب کے ساتھ موضع نہالو چک تحصیل وزیرآباد گیا۔محترم حافظ عبدالوحید صاحب کو وہاں بلایا گیا تھا کسی خاتون کو جنات کی شکایت تھی گھر والوں کے مطابق آسیب زدہ خاتون کے جن نے حافظ صاحب موصوف کو یاد کیا کہ انہیں لائیں پھر میں اس خاتون کو چھوڑ دوں گا چنانچہ میں بھی موصوف کے ساتھ گیا ہم وہاں پہنچے اس خاتون میں جن تھا،اس کے جن سے بڑی باتیں ہوئیں،اس نے باتوں میں یہ بھی بتایا کہ ہمارے چھوٹے بڑے سب آپ کو جانتے ہیں اور وہاں آپ کی مسجد میں جمعہ ادا کرتے ہیں اور کچھ وہاں قرآن بھی پڑھتے ہیں،ہمارے افراد حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ سے بہت مرعوب ہیں اور ان کا بہت احترام کرتے ہیں۔

پانچ ہزار جنات کی ضیافت:۔ (کرامت،۸۴) ایک بار آپ نے برسرمنبر کہا کہ جن بھی انسان کی طرح ایک مخلوق ہے جس میں انسانوں کی طرح اچھے برے دونوں قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔میں اس جمعہ میں موجود تھا،ایک پڑھے لکھے آدمی نے جنات کے وجود میں تذبذب کا اظہار کیا۔آپ نے فرمایا!جب قرآن وحدیث میں جنات کا تذکرہ موجود ہے تو ان کا انکار کیونکر کیا جاسکتا ہے؟اگر آپ جنات کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہوں تو میں ایک ٹبہ میں اپنا رقعہ دے کر آپ کو بھیجتا ہوں،وہاں پانچ ہزار اہلحدیث جنات آپ کی ضیافت اور خاطر مدارت کریں گے پھر جب آپ انہیں آنکھوں سے دیکھ لیں گے،تو آپ کو جنات کے وجود میں کوئی شبہ نہیں رہے گا۔یہ بات کرنے کے بعد حضرت مرحوم نے اس آدمی سے فرمایا!کیا خیال ہے؟جنات کی ملاقات کے لئے تیار ہیں؟وہ کہنے لگا رہنے دیجئے،اسی طرح ہی مانتا ہوں۔

زبان کی تاثیر:۔ (کرامت،۸۵) اللہ تعالیٰ نے آپ کو نہ صرف زبان وبیان پر قدرت عطا فرما رکھی تھی بلکہ زبان کو بلا کی تاثیر ودیعت فرما رکھی تھی۔سوہدرہ کے میاں غلام محمد ہرکارہ بہت نیک طینت بزرگ تھے،آپ اکثر بتایا کرتے تھے کہ میں کٹر بریلوی تھا،اہلحدیث کا نام سننا بھی گوارا نہ کرتا تھا۔میں نے جامع مسجد ککے زئیاں میں حضرت مولانا عبدالمجید رحمہ اللہ کا ایک ہی خطاب سنا کہ اہلحدیث ہوگیا اور میرے اہلحدیث ہونے سے میرا پورا خاندان اہلحدیث ہوگیا اس تقریر میں آپ نے رسول اکرم ﷺ کا مقام اور فضائل بیان فرمائے تھے اور بقول میاں غلام محمد مرحوم کے اتنے بہترین انداز میں آنحضور ﷺ کے فضائل وکمالات میں نے کسی سے نہیں سنے تھے۔

میاں غلام محمد ہرکارہ کو میں نے دیکھا ہوا ہے بہت مخلص اور قرآن وسنت کے والہ وشیدا اور حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ کے نہایت گرویدہ تھے،آپ نے آپ کے بڑے صاحبزادے یعنی بندہ کے والد گرامی حضرت مولانا حافظ محمد یوسف رحمہ اللہ سے ''قرآن مجید'' اور ''مشکوۃ المصابیح'' پڑھی اور علم آنے سے پوری طرح آنکھیں کھل گئیں۔آپ والد گرامی کا بہت ادب کرتے تھے بلکہ آپ حضرت سوہدروی رحمہ اللہ کے خاندان کے ایک ایک بچے کا احترام کرتے تھے کچھ عرصہ ہوا وفات پاچکے ہیں۔لوگ انہیں بہت یاد کرتے ہیں،اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔آمین!۔

دو جملوں سے کایا پلٹ گئی:۔ (کرامت،۸۶) ملک محمد بشیر (پان بوتل والے) بیان کرتے ہیں میں زمانہ جوانی میں دین سے دور اور پرلے درجے کا بے نمازی تھا۔اور میرے والد حضرت مولانا عبدالمجید رحمہ اللہ کے حد درجہ ارادت کیش تھے۔ایک دفعہ حضرت صاحب سے کہنے لگے:بشیر نماز نہیں پڑھتا،براہ کرم اسے نماز کی تلقین فرمائیں آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:بشیر!نماز کیوں نہیں پڑھتے؟پڑھا کرو نماز تو سردار جہاں کو بھی معاف نہیں تم کس کے بیچارے ہو؟ملک محمد بشیر اس وقت ۶۵۔۷۰ کے پیٹے میں ہوں گے ان کا اپنا بیان ہے میں نے حضرت مولانا کی بات کا اتنا اثر لیا کہ اسی دن سے نماز شروع کردی وہ دن اور یہ دن میں نے آج تک ایک بھی نماز نہیں چھوڑی۔"فالحمد لله علي ذالك"

یہی بات ملک محمد یوسف ٹھیکیدار اور دیگر سب لوگ کہتے ہیں کہ آپ کی زبان میں جادو کی تاثیر تھی۔صاحب جلال وجبروت ہونے کے باوصف آپ کے گرد لوگوں کا جمگھٹا لگا رہتا تھا وہ آپ کی ذات کی کشش اور زبان کی تاثیر ہی کی وجہ سے تھا۔

زبان وبیان کی اعجاز آفرینی:۔ (کرامت،۸۷) سوہدرہ کے ایک بزرگ حاجی لال دین کشمیری مرحوم تھے۔بہت نیک اور شریعت کے پابند تھے۔اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔آپ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کا مرید ہونے کے ناتے سے حضرت مولانا عبدالمجید

سوہدروی رحمہ اللہ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ حاجی صاحب موصوف کے بڑے صاحبزادے ماسٹر محمد یونس بٹ صاحب کا بیان ہے کہ موضع تاجو کے چیمہ تحصیل ڈسکہ میں چوہدری سلطان صاحب کے بیٹے عبدالعزیز کے عقیقہ پر اباجی کے ساتھ حضرت مولانا رحمہ اللہ کو بھی دعوت تھی۔ چوہدری صاحب جنہوں نے حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ کو بلایا تھا وہ چونکہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے مرید تھے، اس لئے انہوں نے حاجی لال دین صاحب کو پیر بھائی کے ناطے سے دعوت دی تھی۔ سارا گاؤں حنفی بریلوی احباب پر مشتمل تھا مگر وہاں مقرر واعظ حضرت سوہدروی تھے آپ منجھے ہوئے اور تبحر اہلحدیث عالم تھے۔ آپ نے بعد از نماز عشاء توحید وسنت مسلک اہلحدیث اور اصلاح معاشرہ پر ایسا شاندار، جاندار اور پر تاثیر خطاب فرمایا کہ ایک فرد بھی تاثر لیے بغیر نہ رہ سکا۔ آپ نے لوگوں کے اصرار پر صبح درس قرآن بھی دیا۔ جسے سب نے بڑے شوق اور انہماک سے سنا۔ اور ہر عقیدہ وخیال کا شخص آپ سے بہت متاثر ہوا۔ اور ہر شخص آپ کو آئندہ تشریف لانے کا کہہ رہا تھا۔

یقیناً یہ آپ کی کرامت تھی کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے زبان وبیان پر وہ قدرت عطا کر رکھی تھی کہ جسے سن کر دشمن بھی دوست بن جاتا تھا۔ سچ ہے "ان من البیان لسحرا" کہ بیشک بعض بیان جادوئی اثر رکھتے ہیں۔ آپ نے برصغیر پاک وہند میں ہزاروں تقریریں کیں برصغیر کا شاید ہی کوئی جلسہ ایسا ہو جس میں آپ شریک نہ ہوئے ہوں، ان میں ایک ۵۳ء کی ختم نبوت پر تقریر بھی ہے جسے سن کر مسلمان تڑپ اٹھے۔ وہ روح پرور منظر بندہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ سبحان اللہ۔

نگاہ کی حیرت انگیز تاثیر:۔ (کرامت، ۸۸) تقسیم ملک کے وقت بہت سے مہاجرین سوہدرہ بھی آئے ان میں پہلوان لال دین بھی تھے۔ انہوں نے مین بازار چوک سوہدرہ میں پان شاپ بنائی۔ یہ صاحب آزاد منش اور ہر درجہ دین سے دور تھے۔ نماز، روزہ کی خبر ہی نہیں تھی ایک روز کی بات ہے کہ ماہ رمضان المبارک میں صبح دوکان میں بیٹھے تربوز کاٹنے لگے۔ کہ ان سمجھانے والوں کو دکھا کر ابھی کھاتا ہوں۔ آس پاس والے سمجھاتے رہتے تھے، اب بھی انہوں نے سمجھایا مگر ڈھاک کے وہی تین پات، پہلوان صاحب نے مطلق اثر نہ لیا۔ تربوز پکڑا اور چاقو اس میں پیوست کر دیا اسی اثناء میں سوہدرے کا بے تاج بادشاہ عقیدت مندوں کے جھرمٹ میں سامنے سے آ رہا۔ پہلوان لال دین کی نظر سامنے تھے حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ محلّہ ککے زئی میں معمول کے مطابق درس قرآن دے کر واپس تشریف لا رہے تھے۔ آپ نے بس ایک نظر ادھر دیکھا نظریں چار ہوئیں بس کام ہو چکا تھا، چاقو تربوز پر چلنے کی بجائے لال دین کے نفس امارہ پر چل چکا تھا، ہاتھ ڈھیلا پڑ گیا۔ تربوز وہیں پڑا رہ گیا۔ لال دین کے دل ودماغ کے عروق وشرائیں میں ایمان وعقیدہ کی برقی رو جاری ہوگئی، وہ ہر شئے چھوڑ کر دیوانہ وار حضرت کے پیچھے ہولیا۔ مسجد پہنچ کر آپ کے قدموں میں گر پڑا اور کانپتے ہاتھوں کو جوڑ کر کہنے لگا: اللہ! مجھے معاف کر دیجئے میں ہر گناہ سے توبہ کرتا ہوں آئندہ میں پوری زندگی آپ کے ارشاد کے مطابق گزاروں گا۔ چنانچہ آپ نے اتباع کتاب وسنت اور ادائیگی نماز کی تلقین کی اس دن سے لال دین واقعی لال دین یعنی دین کا لال بن گیا۔ حضرت کا دست راست بن گیا۔ اور زندگی بھر کوئی نماز نہیں چھوڑی۔ بلکہ نماز تہجد بھی شروع کر دی۔ حضرت سوہدروی کی مسجد کا دبنگ نمازی بلند آواز موذن اور حضرت موصوف کا سچا اور باوفا خادم بن گیا، اس کی اذان میں ایک کشش ہوتی تھی۔ اس کے بعد اسی چچا لال دین کو اللہ نے بیٹا دیا اس نے حضرت کی محبت وشیفتگی کی وجہ سے اس کا نام "عبدالمجید" رکھا ماشاءاللہ عبدالمجید سوہدروی بہت دین پسند، علم دوست اور پیکر شرافت واخلاص ہے۔ اور حضرت سوہدروی رحمہ اللہ کے پورے خاندان سے اسی طرح عقیدت رکھتا ہے جس طرح اس کے والد گرامی چچا لال دین عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ چچا لال دین کو رب نے بہت عزت وعظمت اور کاروبار میں برکت دی۔ آج بھی موصوف کی دوکان کا مین بازار سوہدرہ کی بہترین اور بارونق دوکانوں میں شمار ہوتا ہے۔ یقیناً یہ حضرت سوہدروی مرحوم کی خدمت اور دعا کا نتیجہ ہے۔ چچا لال دین آپ ہی سے نہیں آپ کے پورے خاندان کی حد درجہ عزت کرتا تھا۔ اور آپ کے خلاف کسی کی بات گوارا نہ کرتا تھا۔ اس کو منہ توڑ جواب دیتا تھا۔

ایک مرتبہ کسی نے آپ کے صاحبزادے حضرت حافظ محمد یوسف رحمہ اللہ کی شان میں کوئی غلط بات کی اور ناروا طریقہ اپنایا یہی لال دین

حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے قتل کر دوں؟ ایسے ہی دو اور آدمی بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہی پیشکش کی ان میں ایک امیر آدمی تھا اور ایک تانگے والا تھا مگر حضرت حافظ صاحب نے تینوں کو اس ناروا اقدام سے حکماً روک دیا۔ "اللهم اغفرله وارفع درجاته امين يارب العالمين"۔

احسان عظیم:۔ (کرامت،۸۹) ایک مرتبہ ہمارے ایک ہم جماعت اور دوست صوفی محمد شریف صاحب اپنی مسجد غربی سوہدرہ کی کھوئی (چھوٹا کنواں، جو چرخی کے ساتھ ہوتا ہے) سے چرخی کی مدد سے ڈول نکال رہے تھے کہ اچانک پاؤں پھسلا اور کھوئی میں جا گرے۔ پانی گہرا تھا۔ اس وقت مسجد میں کوئی آدمی نہیں تھا۔ مولانا عبدالمجید" اعلى الله مقامه" ساتھ دفتر میں کام کر رہے تھے۔ آپ کو جیسے کوئی اشارہ ہوا ہو باہر نکلے تو ڈول کو کھوئی میں لٹکا ہوا پایا، آگے ہو کر دیکھا تو صوفی صاحب اس میں گرے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا ڈول پر بیٹھ جاؤ، وہ بیٹھ گئے، آپ نے چرخی گھمانی شروع کی چنانچہ صوفی صاحب دیکھتے ہی دیکھتے باہر آ گئے، حضرت صاحب کی اس نیکی سے صوفی صاحب کی جان بچ گئی، یہ کوئی ۴۲ سال پہلے کی بات ہے مگر صوفی صاحب اب تک مرحوم کا یہ احسان عظیم یاد کر کے انہیں دعائیں دیتے ہیں کہ شکر ہے حضرت صاحب بروقت تشریف لے آئے اور مجھ غریب کی جان بچ گئی۔

﴿۱۵﴾ کرامات مولانا حافظ محمد یوسف سوہدروی رحمہ اللہ

آپ کی انسانوں میں قدر: (کرامت،۹۰) آپ حضرت مولانا عبدالمجید رحمہ اللہ کے سب سے بڑے بیٹے جو علم و حلم، اخلاص و وفا، زہد و تقویٰ، استقلال و استقامت، سادگی و متانت، وارفتگیٔ قرآن و سنت اور حب رسول ﷺ میں اپنی مثال آپ تھے۔ حب رسول ﷺ کا یہ عالم تھا کہ آپ کا کوئی بھی قدم سنت نبوی ﷺ کے منافی نہیں ہوتا تھا اور آپ کے عقائد و اعمال میں اخلاص کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، نام و نمود اور دکھلاوے کا کوئی پتہ نہیں ہی تھا۔ اہل اللہ کے اوصاف اکل حلال، صدق مقال، دنیا سے بے رغبتی، عقبیٰ سے پیار، بے نفسی "الحب لله والبغض فی الله" کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ زندگی بھر قرآن و حدیث کی لوجہ اللہ تعلیم دیتے رہے۔ ہر مکتب فکر آپ کو احترام و عقیدت کی نگاہ سے دیکھتا تھا، بعض لوگ آپ کو حجتہ اللہ سمجھتے تھے، بریلوی مکتب کے لوگ آپ کو ولی کامل جانتے تھے اور بعض لوگ آپ کے روکنے کے باوجود آپ کے ہاتھ پاؤں چومتے، اور آپ کی ہر طرح سے خدمت بجالاتے تھے، کوئی پھل پیش کرتا، کوئی چائے، کوئی بوتل اور کوئی پاؤں دباتا۔ میں نے یہ سب مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھے ہوئے ہیں، کبھی مستان شاہ کی طرف چلے جاتے تو اہل تشیع آپ کو آنکھوں پر بٹھاتے مگر آپ ان باتوں سے دور رہتے تھے اور زیادہ میل جول اور عزت افزائی کو پسند نہ کرتے۔ سوہدرہ اور بیلہ کے سب چوہدری، سب علماء، سب لوگ آپ کا احترام بجالاتے، چوہدری غلام قادر صاحب کو جب بھی کہیں جانا ہوتا تو آپ کے پاؤں دبا کر جاتے۔ ان کا خیال تھا کہ اس طرح کام بن جاتا ہے۔ پتہ چلا ہے کہ آج کل یہ چوہدری صاحب آپ کی قبر کو مٹھی چاپی کر کے جاتے ہیں لیکن یہ غلو ہے بعض دیگر فرقوں کے لوگ وصیت کرتے کہ ہماری نماز جنازہ حضرت حافظ صاحب پڑھائیں۔ سوہدرہ اور تلواڑہ میں آپ کے سینکڑوں ہزاروں شاگرد ہیں۔ جو آپ کی بے حد قدر کرتے ہیں۔

بیلہ کے مولوی فیض احمد صاحب کا خیال تھا کہ آپ جب دعا کرتے تھے تو کام بن جاتا تھا چنانچہ یہ ان سے دعا کروا کے باہر جایا کرتے تھے ایسے اور بھی کافی لوگ ہیں یہ عزت و کرامت ہر کسی کو نہیں ملتی۔ اسی کو ملتی ہے جو رب کا ہو جاتا ہے۔

آپ کا جنوں میں احترام:۔ (کرامت،۹۱) جن بھی آپ کی عزت کرتے تھے، ایک مرتبہ ملک غلام باری کی بیٹی کو جنوں کی شکایت ہو گئی۔ مولوی علم الدین صاحب، حکیم علی اصغر صاحب وغیرہ آئے مگر فرق نہ پڑا۔ جن نے بول کر کہا کہ حافظ محمد یوسف صاحب کو بلاؤ میں چلا جاؤں گا۔ چنانچہ اس نے آپ سے قرآن مجید کا کچھ حصہ پڑھنے کی فرمائش کی۔ اس نے آپ سے قرآن مجید سنا، پھر وہ نکل گیا۔

ایک مرتبہ لاہور ملکہ نور جہاں کے مزار کے قریب رہنے والا جن حضرت حافظ صاحب کی ملاقات و زیارت کیلئے آیا اور تقریباً وہ آدھا گھنٹہ تک موصوف سے بات چیت کرتا رہا۔ یہ تقسیم ملک کے وقت کی بات ہے یہ واقعہ آپ نے خود مجھے سنایا اور پوری گفتگو سنائی۔ یہ گفتگو

دوسری کتاب میں احاطہ تحریر میں آئے گی۔(انشاءاللہ)

آپ سے کئی مرتبہ سیر کے دوران جنات ملاقات کرتے اور باقاعدہ السلام علیکم کہتے۔ یہ تینوں باتیں خود والد صاحب سے میں نے سنی ہیں، ایک مرتبہ آپ نے مجھ سے نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا کہ فلاں فلاں جگہ جنات رہتے ہیں اور اتنے اتنے رہتے ہیں لیکن وہ جنات آپ کا احترام بجالاتے تھے اور آپ کو کوئی گزند نہیں پہنچاتے تھے۔

ایک عجیب واقعہ:۔(کرامت،۹۲)ایک مرتبہ منگو کی ضلع شیخوپورہ سے محمد اسلم ولد مولوی امان اللہ سوہدرے آیا اور کہا کہ مجھے دو ایک سال سے جنات کا عارضہ ہے۔ تین جنات ہیں جو میرے ساتھ رہتے ہیں، اگر چہ وہ مجھے تکلیف نہیں دیتے مگر پھر بھی وہ دوسری مخلوق ہے آخر طبیعت پر بوجھ تو رہتا ہے میں بہت گھوما پھرا ہوں مگر وہ مجھے نہیں چھوڑتے۔ اب آپ کے پاس آیا ہوں کیونکہ انہوں نے خود کہا ہے کہ سوہدرے کے حافظ محمد یوسف صاحب سے ملو وہ جس طرح فرمائیں گے ہم اس طرح ہی کریں گے۔ صبح کے وقت جب وہ آدمی آیا اس وقت میں بھی حضرت والد گرامی کے پاس بیٹھا تھا۔ آپ نے اپنی معذرت کی اور مجھے جانے کا کہا چنانچہ میں وہاں گیا لیکن الحمدللہ تین روز وہاں رہا تین روز اسے مطلق شکایت نہ ہوئی۔ وہاں کے لوگوں نے اسلم کی تصدیق کی اور بڑے بڑے عجیب اور حیران کن واقعات بتائے۔

دعا کی قبولیت، رزق کے غیبی اسباب:۔(کرامت،۹۳)ایسے متعدد افراد ہیں کہ حضرت حافظ صاحب کی دعا کی برکت سے ان کے مسائل حل ہو گئے۔ بعض کو اولاد مل گئی، بعض کو دولت، بعض کو عزت، بعض کو ملازمت "علی ھذا القیاس" بہت سے لوگ نزدیک و دور سے اب ہمارے پاس آتے ہیں ہم وہی حضرت حافظ صاحب مرحوم کے بتائے اور سکھائے ہوئے وظائف استعمال میں لاتے ہیں رب تعالیٰ اکثر شفاء عطا فرما دیتا ہے۔

سوہدرے کے ایک ملک محمد یوسف ٹھیکیدار کی والدہ کا کہنا تھا جب بھی میں نے آپ سے دعا کروائی میرا مسئلہ حل ہو گیا۔ کراچی کے ملک ظفر صاحب کی والدہ مرحومہ کا بھی یہی خیال تھا کہ آپ کی دعا اثر رکھتی ہے، چنانچہ اللہ نے ان کی غربت ایسی ختم کر دی کہ لاکھوں کروڑوں میں کھیلنے لگے اور اللہ نے ان پر اپنے رزق کے دروازے کھول دیئے۔

آپ کی ایک کرامت:۔(کرامت،۹۴)جب کبھی بارش نہ ہوتی اور قحط کا سماں ہوتا تو آپ نماز استسقاء ادا فرماتے۔ اللہ تعالیٰ اکثر اسی روز بارش نازل فرما دیتے۔ بہت دفعہ آپ کی دعا سے ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگتیں۔ بہت سے لوگ آپ کی والہانہ دعا کو دیکھ کر کہتے اب دعا عرش پر پہنچ چکی ہے۔ آپ کو بکثرت مسنون دعائیں یاد تھیں، اتنی دعائیں کم ہی کسی کو یاد ہوں گی، آپ بڑے سوز و گداز سے ان کو پڑھا کرتے تھے، آپ اکثر قنوت نازلہ پڑھتے تھے، آپ آخر عمر میں نحیف ہو چکے تھے مگر باوجود کمزوری کے جب آپ دعاؤں میں مصروف ہو جاتے تھے تو ذرا نہیں تھکتے تھے، لیکن آفرین آپ کے مقتدیوں پر وہ بھی آپ کی لمبی دعاؤں سے نہیں اکتاتے تھے۔ اور شوق سے پیچھے کھڑے رہتے تھے۔

نگاہ کی پاکیزگی:۔ آپ کی نظر کافی کمزور تھی مگر پھر بھی آپ ہمیشہ نظر جھکا کر رکھتے۔ آپ نے کبھی امرد (بغیر داڑھی کے بچے) اور عورت کو آنکھیں کھول کر نہیں دیکھا اور اس بات کا ہر فرد شاہد ہے، آپ کی اسی برس عمر تھی پوری زندگی آپ نے اس کی پابندی فرمائی جس طرح آپ بڑھاپے میں تھے جوانی میں بھی اسی طرح پاکباز تھے۔ اس بات کا پورا علاقہ شاہد ہے ایسی مثالیں آپ کو شاید ہی کہیں نظر آئیں۔

دعا میں تاثیر کے بنیادی اسباب:۔(کرامت،۹۴)ایک مرتبہ کوئی عورت آپ کے مطب پر آپ سے دوا لینے آئی اور ساتھ ساتھ باتیں بھی کرتی جاتی، آپ خاموش رہے بالآخر عورت نے کہا شاید آپ نے مجھے نہیں پہچانا۔ آپ نے کہا: بی بی! جس شریعت کو ہم مانتے ہیں اس میں مرد کیلئے غیر محرم عورت کو دیکھنا حرام ہے جب میں تجھے دیکھتا ہی نہیں پہچان کیسے ہو سکتی ہے؟ تم نہ میرا وقت ضائع کرو نہ اپنا۔ دوا لو اور جا کر مریض کو کھلاؤ اللہ شفا دینے والا ہے اور یہاں بیٹھ کر اپنا وقت ضائع نہ کرو اور زیادہ بولنے سے احتیاط کیا کرو کیونکہ انسان جو بولتا ہے فرشتے لکھ لیتے ہیں۔

ایک ولی اللہ کیلئے ایمان اور تقویٰ بنیادی شرائط ہیں اور تقویٰ میں اکل حلال، صدق مقال، زہد، کم خوری، استغناء، دل و دماغ، نظر اور شہوت پر قابو پانا بنیادی اعمال ہیں۔ آپ کو حق تعالیٰ نے یہ سب اوصاف بدرجہ اتم ودیعت فرما رکھے تھے۔ یہی وجہ ہے جو آپ کی دعا اور دم جھاڑ میں اثر تھا۔

بندہ کو دو ایک بار جسمانی خارجی معمولی سی تکالیف کا احساس ہوا۔ میں نے حضرت والد گرامی سے دم کروایا اللہ نے اسی وقت شفاء عطا فرمادی۔ اور کمال یہ کہ وہ تکلیف تا امروز دوبارہ نہیں ہوئی۔ دوسرے آپ کے دم کی جو ٹھنڈک پہنچی اور سکون نصیب ہوا اس کا تصور بھی سکون بہم پہنچا دیتا ہے۔

جانور بھی بات مانتے تھے:۔ (کرامت،۹۵) بہت سے لوگ جانوروں کیلئے چارہ، آٹا وغیرہ دم کروانے آتے آپ دم کر کے دیتے، اللہ تعالیٰ جانوروں کو شفا دے دیتا۔ تلواڑے کا ایک شخص میرے پاس آیا وہ بیان کرنے لگا کہ میری گائے دودھ نہیں دے رہی تھی میں حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی گذارش پیش کی آپ نے فرمایا ''اس کے کان میں میرا پیغام دینا کہ حافظ صاحب کہتے ہیں'' اب دودھ دینا شروع کردے''۔ اس آدمی نے خود مجھ سے کہا: میں نے حضرت حافظ صاحب کی طرف سے گائے کے کان میں یہی پیغام دیا۔ چنانچہ اس نے دودھ دینا شروع کر دیا۔ میں نے کہا سچ کہہ رہے ہو اس نے کہا: اللہ جانتا ہے سچ کہہ رہا ہوں۔

چند عجوبات:۔ (کرامت،۹۶) آپ نے جو حج کیا وہ بہت مخفی کیا۔ یعنی اس کی کسی کو کانوں کان خبر نہیں تھی جاتے اور آتے سوائے آپ کی گرامی قدر اہلیہ صاحبہ کے کسی کو پتہ نہ تھا، میرا اندازہ ہے آپ کے ذی منزلت والد صاحب کو بھی پتہ نہیں تھا۔

اخفائے اعمال کا جذبہ:۔ جب ۱۹۵۱ء میں آپ حج پر گئے ان دنوں آب زم زم پر کوئی ٹیوب ویل نہیں تھا کنویں کا پانی جلد ختم ہو جاتا تھا، بہت سے لوگوں کو پانی ملتا تھا اور بہت سے لوگ محروم رہ جاتے تھے۔ مگر آپ کبھی محروم نہ رہے روزانہ آپ کو وافر پانی ملتا رہا۔

متبرک جگہ نماز کی چاہت:۔ آپ کی خواہش تھی کہ اللہ کرے کبھی خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کرنے کا موقع مل جائے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ خواہش بھی پوری فرمائی اور آپ کو خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کرنے کا موقع مل گیا۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ اندر جانے کا بادشاہوں اور شہزادوں اور بڑے خاص قسم کے لوگوں کو ہی موقع ملتا ہے۔ کوئی دوسرا اندر جانے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

لاڈلے ولی کا نرالا انداز:۔ (کرامت،۹۷) ایک مرتبہ وہیں بیت اللہ میں آپ کا تھیلہ گم ہو گیا جس میں علاوہ اور چیزوں کے آپ کا چشمہ بھی تھا وہ چشمہ اسپیشل بنوانا پڑتا تھا، کیونکہ حد سے زیادہ نظر کا کام کر کر کے نظر کافی کمزور ہو چکی تھی۔ وہ دو نمبروں کے شیشے پگلا کر تیار ہوتا تھا، اس چشمے کے گم ہونے سے آپ کو بہت پریشانی لاحق ہوئی، تلاش بسیار کے باوجود وہ تھیلہ آپ کو نہ ملا اور ایک طرف بیٹھ گئے کام نہ چلتا تھا، آپ نے محزون و مجبور حالت میں اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر کہا ''اے احکم الحاکمین! اگر آپ سچے ہیں اور یہ بیت اللہ آپ کا گھر ہے تو میرا تھیلہ مجھے دلوا دیں۔ اللہ تعالیٰ کی شان آپ نے بعد میں ادھر ادھر ہاتھ پھیرا تو تھیلہ آپ کے ہاتھ میں تھا کوئی اعتراض نہ کرے۔ دراصل یہ ایک رب کے دوست کا اپنے رب سے ناز کا انداز ہے۔

رب آپ کی خواہش کا خیال فرماتا:۔ (کرامت،۹۸) آپ نے بیان کیا۔ ایک بار میں اللہ کی مخلوق کو دیکھنے چڑیا گھر گیا جب مور کو دیکھا تو میرے دل میں خیال آیا کہ کب یہ اپنے پر کھول کر چلے تاکہ میں اسے اس حالت میں دیکھوں اللہ کی قدرت اسی وقت اس نے اپنے پر کھول دیئے۔ کئی بار ایسا ہوا ادھر خواہش کی ادھر اللہ تعالیٰ نے پوری فرمادی۔ اس طرح آپ کی دعا تھی۔ ''اے اللہ! مجھے مقروض اور کسی کا محتاج نہ رکھنا''۔ چنانچہ آپ کی یہ دعا حرف بحرف پوری ہوئی اور آپ کو پوری زندگی کسی سے ایک روپے تک کا قرض نہ لینا پڑا نہ مالی طور پر کسی کے محتاج ہوئے۔

آپ اور قرآن:۔ (کرامت،۹۹) ملک بشیر صاحب کا بیان ہے، مسجد میں کوئی حافظ نہ تھا، آپ کے والد گرامی تراویح میں ہاتھ میں قرآن مجید پکڑ کر سنایا کرتے تھے۔ ایک بار ماہ رمضان المبارک سے چھ ماہ قبل آپ کے والد گرامی نے فرمایا: اگر تم حافظ قرآن ہو جاتے تو کتنی اچھی بات تھی یہ سن کر آپ نے قرآن حفظ کرنا شروع کر دیا۔ اللہ کے فضل سے چھ ماہ میں قرآن مجید حفظ کر کے رمضان المبارک میں مصلیٰ سنا دیا۔

نماز سے محبت: (کرامت،۱۰۰) ملک محمد بشیر صاحب پان والے کہتے ہیں میں میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج تھا، میرا بھگندر کا آپریشن تھا۔ آپ بھی اسی ہسپتال میں داخل تھے اور دوسرے بستر پر صاحب فراش تھے، آپ کو گردوں کی تکلیف تھی، میں دل میں نماز کے

بارے میں غور کر رہا تھا کہ کیا کروں۔ میرا رجحان یہ ہو رہا تھا کہ ہسپتال سے فارغ ہونے کے بعد میں ساری نمازیں، اکٹھی پڑھ لوں گا وغیرہ۔ یہ میں سوچ ہی رہا تھا کہ حضرت حافظ صاحب فرمانے لگے: بشیر بھائی! دیکھو نماز ہرگز ترک نہ کرنا، نہ مؤخر کرنا، جس طرح بھی ہو سکے ساتھ ساتھ یہ فریضہ ادا کرتے جانا، خواہ لیٹ کر پڑھ لو، خواہ اشارے سے پڑھ لو۔ بس! پڑھ ضرور لو۔ میں نے کہا: بہت بہتر چنانچہ میں ان کی ہدایت کے مطابق الحمدللہ سب نمازیں ادا کرتا رہا۔

آپ کو چند باتوں سے بہت پیار تھا بروقت اذان دینا، باجماعت نماز ادا کرنا، قرآن وحدیث کی تدریس اور اسلام کی دعوت تبلیغ کرنا آپ سب شاگردوں کو ان کی حفاظت کی تلقین فرماتے رہتے تھے فرمایا کرتے تھے جس مسجد میں یہ امور سرانجام دیئے جاتے ہوں سمجھ لو وہ صحیح طور پر آباد ہے۔ الحمدللہ یہ کام آپ کی بابرکت زندگی میں بھی ہوتے رہے اور آپ کے بعد بھی ہو رہے ہیں اللہ استقامت عطا فرمائے۔ (آمین)۔

علاقے کا سب سے بہتر نیک انسان:۔ (کرامت،۱۰۱) ملک نواب خان نوشہروی مرحوم بہت نیک دل انسان تھے ان کا بیان ہے کہ میں سوہدرہ کے سب سے بہتر اور سب سے نیک آدمی کا پتہ کرنا چاہتا تھا کہ کون ہے تا کہ اس نیک ترین انسان (یعنی ولی اللہ) سے گہرا رابطہ رکھوں اور اس کی مجلس اختیار کروں۔ لیکن کیسے پتہ کروں کیونکہ یہاں بڑے بڑے اچھے لوگ بستے تھے، مگر ہر ایک کے باطن اور صحیح مرتبہ کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے، کہتے ہیں: میں اسی فکر میں تھا کہ ایک شب میں نے خواب دیکھا کہ وسیع وعریض میدان ہے، بے شمار لوگ ہیں ایک جانب بہت بڑا اور اونچا اسٹیج لگا ہوا ہے اس پر سب سے نمایاں اور سب سے اونچی جگہ پر حضرۃ المحترم حافظ محمد یوسف صاحب سوہدروی رحمہ اللہ نظر آئے باقی سب نیچے اور اسٹیج کے آس پاس کھڑے تھے یہ پیارا خواب دیکھ کر میرے دل و دماغ کو سکون حاصل ہوا کیونکہ میرے سوال کا مجھے جواب مل چکا تھا۔ کہ شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے بہتر انسان مجھے بتا اور دکھا دیا۔ چنانچہ ملک نواب دین صاحب نوشہروی مرحوم نے خوشی خوشی اپنا یہ خواب نہ صرف حضرت والد گرامی حضرت حافظ محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ کو بتایا بلکہ اپنے گھر میں بھی افراد خانہ سے اس کا ذکر کیا۔ ملک نواب دین صاحب نوشہروی کا یہ خواب مجھے محترمہ والدہ صاحبہ نے بھی بتایا اور موصوف کے بیٹے ملک محمد یوسف نوشہروی مرحوم نے بھی بتایا شاید یہی وجہ ہے کہ نوشہروی خاندان کو حضرت حافظ محمد یوسف صاحب سوہدروی سے والہانہ عقیدت تھی۔

تقویٰ وپاکیزگی: (کرامت،۱۰۲) آپ نے تکبیر اولیٰ کبھی ضائع نہ ہونے دی۔ ہمیشہ باجماعت نماز کا اہتمام کرتے بہت سے لوگوں کے کام آتے مگر آپ نے کسی سے نہ کوئی کام لیا نہ قرض آپ نے متعدد افراد کو قرض دیا مگر آپ کا ریکارڈ ہے آپ نے پوری زندگی کسی سے قرض نہیں لیا، ایک نوجوان کو تعلیم کیلئے رقم کی ضرورت پڑ گئی تھی، تھا وہ بہت غریب، آپ نے اس کا مالی ہاتھ بٹایا۔ آپ کی اعانت سے اس نے ایف اے کیا، پھر بی اے اور ایم اے کیا، پہلے لیکچرار ہوا پھر پروفیسر بن گیا، اس نے دین ودنیا میں بہت ترقی کی۔

ایک اور شخص آیا کہ میں بہت غریب آدمی ہوں اگر مجھے آٹھ ہزار روپے مل جائیں تو میں فلاں قطعہ زمین خرید کر اس میں اپنا کام کر سکتا ہوں۔ آپ نے اسے یکمشت =/8000 روپے دے دیے اور کہا تم مجھے ہر ماہ ایک سو روپیہ واپس کرتے جانا۔ اس وقت کا 100 آج کل کے ایک ہزار روپے سے زیادہ تھا، اس کی یہ جگہ اس وقت 3 لاکھ سے کم نہ ہوگی۔ پھر یہ کہ جن سے تعاون فرمایا ان سے آپ کو کوئی غرض نہ تھی اسے کہتے ہیں بے لوث تعاون، اس آدمی نے یہ بات مجھ سے کی اور کہا: آپ نے تاکید کی تھی کہ اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا اندازہ لگائیں یہ کتنا بڑا ایثار ہے۔ دور حاضر میں ایسی مثالیں آپ کو بہت کم نظر آئیں گی۔

پوری زندگی تدریس اور امامت وخطابت بلا معاوضہ کرتے رہے، اس سلسلے میں آپ نے نہ کبھی پیسے کا مطالبہ کیا نہ کبھی کسی سے امید رکھی۔ آپ اپنے والدین کے بہت خدمت گزار تھے، روزانہ بعد از نماز مغرب والد صاحب کو دبایا کرتے تھے۔ لکھائی پڑھائی ہو یا کچھ اور ان کا ہر کام تا آخر خوشی سے کرتے رہے۔ ایفائے عہد کا ایک واقعہ ملاحظہ ہو آپ نے شہر وزیرآباد میں کسی شخص سے کسی کام کیلئے ملاقات کی دن اور وقت طے کیا مگر اللہ کی قدرت اس روز تیز بارش شروع ہوگئی، جوانی کا وقت تھا آپ نے بائیسکل لی اور تیز برستی بارش میں عین وقت پر اس کے پاس پہنچ

گئے ۔ وہ منتظر شخص حیران رہ گیا کیونکہ ایسی مثال اس نے دیکھی ہی نہیں تھی ۔

فقر انکساری سے رغبت :۔ اگر آپ چاہتے تو آپ کے ارد گرد دولت کی ریل پیل ہوتی رہنے کیلئے بنگلہ ہوتا، سواری کیلئے گاڑی ہوتی، بازار میں دوکانیں، شہروں میں پلاٹ اور بیسیوں ایکڑ زرعی اراضی ہوتی ۔ اور آگے پیچھے خادم وملازم بھاگتے نظر آتے ، رئیسانہ ٹھاٹھ باٹھ ہوتی ،مگر آپ نے کسی ایک چیز کو بھی پسند نہ کیا۔ اور اگر پسند کیا تو فقر وانکسار کو پسند فرمایا کیونکہ یہی سنت شاہ کونین ﷺ ہے ۔

کھانے میں احتیاط :۔ (کرامت،۱۰۳) آپ نے رزق حلال کا بہت خیال رکھا۔ حلال رزق کمایا اور اپنے اہل وعیال کو بھی حلال ہی کھلایا آپ بڑے اچھے طبیب تھے اور اپنے ہاتھوں سے دوائیں کوٹ پیس کر مریضوں کو دیتے تھے ۔ میں نے آپ کو کام کرتے کرتے پسینہ چھوٹتے دیکھا ہے میں نے کسی طبیب کو اتنی محنت کرتے نہیں دیکھا ۔ یہ باتیں اللہ تعالیٰ کو بے حد پسند ہیں اسی لیے تو آپ کو مرتبہ قبولیت اور منزل قرب حاصل ہوئی اللہ تعالیٰ ہمارے خواص وعوام کو بھی ایسا ہی بننے کی توفیق عطا فرمائے ۔ (آمین)

آپ کو خراش تک نہ آئی :۔ (کرامت،۱۰۴) ایک دفعہ آپ بغرض علاج اسلام آباد تشریف لے گئے بہت سادہ لباس اور بڑے کمزور تھے اور بینائی بھی کمزور تھی ،ٹرین میں رش کی وجہ سے سیٹ نہ ملی ۔ وہیں دروازے میں بیٹھ گئے ،آپ کا جسمانی بیلنس صحیح نہ رہا اور اچانک گاڑی سے نیچے گر گئے ۔ کسی نے زنجیر کھینچ دی کچھ آگے جا کر گاڑی رک گئی لوگوں نے یقین کر لیا کہ گرنے والا بزرگ آدمی مارا گیا۔ لیکن اللہ کی قدرت سے آپ صحیح سالم رہے اور آپ کو خراش تک نہ آئی ۔ آپ نے بتایا میں اٹھنا چاہتا تھا مگر اوپر سے جیسے مجھے کسی نے دبا رکھا تھا اور نیچے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے بستر بچھا رکھا ہو۔

آپ نے یہ واقعہ کسی کو نہ بتایا جب غالباً ۸۸ ء میں میرے پاس کوئٹہ تشریف لائے تو مجھے بتایا ایک روز اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرتے ہوئے کہنے لگے : مجھے یوں لگتا تھا جیسے مجھے کسی نے لٹا کر اوپر سے دبا رکھا ہو جب گاڑی پوری گزر گئی تو وہ دباؤ اور گرفت دور ہو گئی اور میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

آپ کی وظیفے کی برکت :۔ (کرامت،۱۰۵) مولوی عطاء اللہ صاحب ٹیچر مشن ہائی سکول وزیر آباد کا بیان ہے ۔ ایک مرتبہ اچانک مجھ پر مقدمات کی ابتلاء ہو گئی جس سے میں کافی پریشان تھا، دن رات ادھر ہی دھیان رہتا تھا کہ کسی طرح ان ناگہانی مصیبتوں سے میری جان چھوٹ جائے ۔ مولوی صاحب کہنے لگے : ایک روز میں حضرت حافظ محمد یوسف صاحب سوہدروی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا دکھڑا بیان کیا کیونکہ میری نظر میں دور دور تک آپ سے بہتر کوئی شخص نہ تھا۔ آپ نے مجھے یہ وظیفہ بکثرت پڑھنے کیلئے بتایا ''حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر '' چنانچہ میں نے یہ وظیفہ کثرت سے پڑھنا شروع کر دیا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کچھ ایسا کرم کر دیا اور دنوں میں مقدمات کی پریشانیوں سے جان چھوٹ گئی اور میرا جسم پھول کی طرح ہلکا ہو گیا۔

انتہائی سادگی :۔ (کرامت،۱۰۶) آپ نے پوری زندگی کبھی قیمتی لباس ، قیمتی ٹوپی ، قیمتی جوتا اور قیمتی چھڑی استعمال نہیں کی ۔ آپ کا کھانا تکلفات سے مبراء ہوتا تھا۔ کبھی ہاتھ والی گھڑی نہیں لگائی ۔ کبھی پگڑی استعمال نہیں کی کیونکہ اس میں شملہ اور طرہ کلغی ہوتی ہے اور مائع لگانی پڑتی ہے، غسل کے لئے کبھی ولایتی صابن استعمال نہیں کیا، شیمپو یا پرفیوم کا آپ کو پتہ ہی نہیں تھا کہ کیا ہوتی ہے، ایک مرتبہ والدہ محترمہ نے آپ کے کپڑے استری کر دیئے جس پر آپ سخت ناراض ہوئے اور کپڑے کچل کر چرڑ مرڑ کر کے یعنی یہ کہ اچھی طرح استری توڑ کر پھر پہنے، میں نے کبھی انہیں اچھی اور قیمتی چیزیں کھاتے نہیں دیکھا، آپ نے پوری زندگی مسند کے پیچھے تکیہ نہیں رکھا، کبھی چلتے وقت جوتے بدل جاتے یعنی دایاں جوتا بائیں پاؤں میں اور بایاں جوتا دائیں پاؤں میں، اسی طرح سینے کے بٹن کھلے ہیں تو کھلے ہیں، سر پر گاہے کپڑے کی معمولی ٹوپی گاہے تنکوں کی اور آخری عمر میں عموماً ننگے سر رہتے ، باہر نکلے ہوئے جب تھک جاتے تو گھروں کے تھڑے پر بیٹھ جاتے کبھی کھیل تماشا نہیں

دیکھا،سونے کی چارپائی عموماً کھری ہوتی۔کبھی چارپائی پرکبھی زمین پر بیٹھ کرکھانا کھاتے،پوری زندگی گھر میں میک اپ کا سامان نہیں لائے۔ آپ اپنے اہل وعیال کیلئے بھی سادگی کو پسند کرتے،آپ نے کبھی انگوٹھی نہیں پہنی،آپ کے آنے جانے کے لئے ایک بائیسکل تھی وہ بھی سادہ تھی غرض آپ میں انتہائی سادگی تھی۔لیکن زیرک اور دانا لائق اور صاحب فضل وکمال اتنے کہ جس کی کوئی انتہا ہی نہیں۔

عبادت و ریاضت:۔(کرامت،۱۰۷) آپ ہر وقت ذکر الٰہی کرتے رہتے تھے۔درود شریف کے بہت قائل تھے،بکثرت درود پڑھتے اور دوسروں کو بھی اکثر درود شریف پڑھنے کا کہتے رہتے تھے اور جو وقت ملتا تو قرآن کی تلاوت کرتے اور دن رات کثیر نوافل پڑھتے نماز تہجد اشراق اور نماز تسبیح تقریباً روزانہ پڑھتے،روزے بکثرت رکھتے،ان کے روزوں کا کوئی اندازہ ہی نہیں،آپ ہمیشہ اعتکاف میں بیٹھتے۔ آپ زندگی میں **۶۳** مرتبہ اعتکاف میں بیٹھے اور اعتکاف میں آپ کا ایک خاص ٹائم ٹیبل ہوتا تھا،جس پر آپ بڑی پابندی سے عمل کرتے تھے آپ گھر واہل وعیال سے ملکر مسجد آجاتے اور عید کی رات ہمیشہ مسجد میں گزارتے حالانکہ یہ رات معتکفین (یعنی اعتکاف بیٹھنے والوں) کیلئے مسجد میں گزارنا بہت مشکل ہوتا ہے اور صبح عید کے روز گھر تشریف لے جاتے۔آپ نماز نفل میں کافی لمبا قیام فرماتے اور نہایت سکون سے نماز پڑھتے آخری عمر میں زیادہ کھڑے نہیں ہوسکتے تھے تو بیٹھ کر نفل پڑھتے اور نفل کبھی ترک نہیں کئے،ہمیشہ پاک صاف رہتے،آپ کی زندگی دیکھ کر ہی کافی لوگوں کی کایا پلٹ گئی۔

زہد واستغناء:۔(کرامت،۱۰۸) آپ کا مکان بے حد بوسیدہ اور تنگ وتاریک تھا۔حضرت دادا جان رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ان کے ملحق مکان سے کچھ حصہ ملا بندہ اور والدہ محترمہ کے اصرار پر تھوڑی ادھیڑ بن کرنا پڑی۔آپ مزدروں کو روزانہ پیسے دیتے تھے۔تاکہ بمطابق حدیث نبوی ﷺ ان کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے انہیں مزدوری مل جائے۔مزدوروں کوئی چور قسم کے تھے،ایک روز انہوں نے نظر بچا کر چوبیس ہزار روپے کی خطیر رقم چوری کرلی۔خیر کمرے تو تعمیر ہوگئے مگر اس بات کا کسی طرح باہر بھی پتہ چل گیا ایک چوہدری صاحب جو اس وقت بڑے اثر والے تھے اور حضرت حافظ صاحب سے بڑی عقیدت رکھتے تھے،انہوں نے بذریعہ پولیس چوروں سے پوری رقم نکلوا کر حضرت والد صاحب کو بھجوادی۔ جب یہ رقم حضرت والد گرامی کی خدمت عالیہ میں پیش کی گئی تو آپ بہت برہم ہوئے کہ یہ رقم کیوں لائے ہو؟ میں نے تو یہ آخرت کیلئے رکھی تھی۔

اس وقت مذکورہ رقم آج کل کے حساب سے ایک لاکھ روپے سے کم نہ ہوگی۔یہ واقعہ بتا رہا ہے کہ آپ کو حد درجہ زہد،حد درجہ استغناء اور حد درجہ ہمدردی اور حد درجہ آخرت پر یقین تھا۔اس دور میں ایسی مثالیں تلاش کرنا آسان نہیں۔

ایثار وقربانی:۔(کرامت،۱۰۹) آپ کے قویٰ اور خصوصاً نظر جب زیادہ کمزور ہوگئی تو آپ نے مین بازار میں مطب کرنا چھوڑ دیا اور اپنے والد گرامی حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ کے دفتر میں منتقل ہوگئے۔جہاں مرحوم اخبار،کتب،رسائل اور ادویات کا کام کرتے تھے ان کی نشست کرسی پر تھی مگر آپ نے بازار و مطب کی طرح یہاں بھی فرش کی نشست گاہ ہی کو پسند کیا۔مین بازار میں آپ کی اپنی ذاتی دوکان تھی جو آپ نے نیلامی میں خریدی تھی،لیکن وہ دوکان آپ نے اپنے کمزور اور غریب بہنوئی صاحب کو اصل قیمت خرید میں دے دی تھی۔ اور کافی سال ان کے کرایہ دار بن کر دوکان کرتے رہے،جب آپ کے بہنوئی صاحب کا موڈ کام کرنے کا ہوا تو والد گرامی نے فوراً دوکان ان کے حوالے کردی اور اپنا مطب بازار میں دوسری جگہ منتقل کرلیا۔جس کا کرایہ آپ کے عقیدت مند ملک نواب خان نوشہروی رحمہ اللہ کے فرزند ملک محمد یونس مرحوم ادا کردیتے تھے اور یہ بات بھی انہوں نے حضرت والد صاحب سے منت کرکے منوائی۔اس نیکی کا صلہ اللہ تعالیٰ نے ملک محمد یونس صاحب کو یہاں بھی دیا اور اس قدر خوشحال کردیا کہ سبحان اللہ اور وہاں بھی دے گا۔انشاءاللہ۔

یہ کرامت نہیں تو اور کیا ہے!!(کرامت،۱۱۰) اب والد صاحب یہاں آبائی دفتر میں کام کرنے لگے کچھ آپ کو پیسوں سے محبت نہیں تھی اور کچھ آپ کی نظر کمزور تھی،جو پیسے سنبھالتے،گاہے نوٹ زمین پر ادھر ادھر بکھرے پڑے رہتے۔آپ کے ایک شاگرد صوفی محمد بشیر ساکن تلواڑہ جب آپ سے قرآن مجید پڑھنے کیلئے آتے تو وہ نوٹ آپ کو اکٹھے کرکے دیتے۔یہ بات صوفی صاحب نے مجھے خود بتائی کسی طرح اس

بات کا چند شریر لڑکوں کو پتہ چل گیا۔ایک روز انہوں نے نظر بچا کر رقم چوری کر لی۔کتنی رقم تھی اس کا علم نہیں،انہوں نے وہ رقم اڑانے کیلئے بازار کا رخ کیا مگر جب جیب میں ہاتھ ڈالا تو وہ پیسے سنپولیے (چھوٹے سانپ) بن چکے تھے،دوسرے نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو اس کے پیسے بھی سنپولیے بن گئے تھے۔تیسرے کے ساتھ بھی اسی طرح ہوا وہ گھبرا گئے مگر انہیں سمجھ آ گئی کہ ہم نے حضرت حافظ صاحب کے ساتھ اچھا نہیں کیا۔ واپس آ کر وہ سنپولیے اسی کمرے میں رکھنا چاہے تو وہ دوبارہ پیسے بن گئے اور وہ انہیں وہیں پھینک کر بھاگ گئے۔یہ بات ایک چور نے اپنے ایک دوست کو بتائی۔اس نے اپنی والدہ کو بتائی وہ ہمارے ملنے والی تھی اس کا نام سرداراں تھا۔سرداراں نے یہ بات مجھے بتائی اس وقت میرے ساتھ دو ایک اور بھی عزیز تھے۔ان کو بھی اسے واقعے کا علم ہے۔والد صاحب بھی زندہ تھے اس بات کو ہم نے نہیں پھیلایا کیونکہ حضرت والد گرامی اس بات کو پھیلانا ہرگز پسند نہیں کرتے تھے۔

آپریشن کے دوران تلاوت قرآن:۔(کرامت،۱۱۱) آخری ایام میں آپ کو مختلف جسمانی عوارضات نے درجہ وار اپنی لپیٹ میں لینا شروع کر دیا۔ان عوارضات میں ایک پیشاب کا عارضہ تھا۔آپ کو میو ہسپتال لاہور میں لے جایا گیا۔ڈاکٹر نے مثانے کا آپریشن کرنے کا فیصلہ کیا چنانچہ ایک روز آپ کو آپریشن تھیٹر میں لے جایا گیا جب آپ کو آپریشن کے بعد واپس بیڈ پر لایا گیا تو ہم نے آپ کا حال پوچھا تو فرمایا عین آپریشن کے وقت میری زبان پر قرآن مجید کی یہ آیت جاری ہوگئی ''حسبی الله لا اله الا هو علیه توکلت و هورب العرش العظیم '' (توبہ:۱۲۹) اور الحمدللہ مجھے آپریشن کے دوران ذرا خوف یا گھبراہٹ یا کوئی تکلیف لاحق نہ ہوئی۔

اورادووظائف:۔ آپ ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتے اور ہمیشہ اللہ کا شکر ادا کرتے آپ کی زبان اقدس پر اکثر یہ جملہ رہتا ''الحمد لله علی کل حال ''یعنی دکھ سکھ تنگی ترشی،صحت اور بیماری ہر حالت میں اللہ کا شکر ہے۔

ذکر اللہ سے رغبت:۔ آپ ہمیشہ دوسروں کو بھی تلقین فرماتے کہ فضول بولنے سے چپ رہنا بہتر ہے۔اور چپ رہنے سے ذکر الٰہی کرنا بہتر ہے،آپ فرمایا کرتے کہ کثرت سے ذکر الٰہی کر و اس سے سکون بھی ملے گا اور الجھے ہوئے مسائل بھی حل ہو جائیں گے۔ایک مرتبہ آپ کی سوہدرہ والی ہمشیرہ صاحبہ نے پوچھا مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔فرمایا کثرت سے ''اللہ اللہ'' پڑھو۔آپ کا کوئی وقت ذکر الٰہی کے بغیر نہیں ہونا چاہیے آپ جس قدر زیادہ ذکر کریں گی اسی قدر آپ کے حق میں بہتر ہوگا۔

بہن کی تنگی کا آسودگی میں بدل جانا:۔(کرامت،۱۱۲) آپ کی دلا وروالی ہمشیرہ صاحبہ نے بتایا۔شروع شروع میں ہمارے گھر میں تنگ دستی تھی میں پریشان رہتی تھی ایک روز میں نے کہا: بھائی جان! ہاتھ تنگ رہتا ہے ایسا کوئی وظیفہ بتائیں جس سے یہ مسائل حل ہو جائیں آپ نے کہا یہ پڑھا کرو ''یا الله یا احد یا صمد یا باسط '' اور اول وآخر ۱۱ بار درود ابراہیمی پڑھ لیا کرو آپ کہتی ہیں جب سے میں نے یہ وظیفہ شروع کیا اللہ تعالیٰ نے رزق کی فراوانی کر دی۔اور دیکھتے ہی دیکھتے ہمارے دن پھر گئے۔آپ کی یہی ہمشیرہ صاحبہ بتاتی ہیں مجھے جسم میں درد رہنے لگا تھا،میں نے کہا: بھائی جان! مجھے اس کا کوئی علاج بتائیں۔آپ نے فرمایا: یہ دعا پڑھتی جاؤ اور درد والی جگہ پر ہاتھ پھیرتی جاؤ۔ دعا یہ ہے ''اعوذ بعزة الله وقدرته من شرما اجدوا حاذر '' آپ فرماتی ہیں الحمدللہ اس دعا سے مجھے کافی فائدہ ہوا۔

رات کی تاریکی میں نور کی شعاع:۔(کرامت،۱۱۳) سوہدرہ کے حاجی عبدالغنی زرگر مرحوم کی بڑی بیٹی نواب بیگم مرحومہ کا بیان ہے کہ میں ایک رات اپنے مکان کی چھت پر چڑھی تو حضرت حافظ صاحب کے گھر سے ایک نورانی شعاع آسمان کی طرف دور تک جاری رہی تھی میں حیران تھی کہ یہ شعاع کیسی ہے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔میں نے ذرا اوپر ہو کر دیکھا تو محترم حافظ صاحب نماز پڑھ رہے تھے،آپ سے لے کر بہت بلندی تک وہ شعاع اوپر کی طرف جا رہی تھی نواب بیگم مرحومہ نے یہ ذکر ہمارے گھر کیا۔

ایک مقدمہ کا فیصلہ:۔(کرامت،۱۱۴) ہمشیرہ کے مکان کی نچلی منزل میں ایک خاندان رہتا تھا وہ شروع میں منت سماجت کر کے اجازت لے کر وقت گزاری کیلئے بیٹھ گیا تھا لیکن آہستہ آہستہ اس نے قبضہ کرنا شروع کر دیا۔اور بالآخر وہ لوگ مالک بن بیٹھے۔ظاہر ہے یہ ان

کی زیادتی تھی مقدمہ شروع ہو گیا جو کافی عرصہ تک رہا جب فیصلہ ان کے حق میں ہوتا وہ اوپر کی عدالت میں چلے جاتے۔ایک روز والد صاحب نے فرمایا کبھی جج ایسا فیصلہ کردے کہ قابض گروپ کو اوپر کی عدالت میں جانے کی گنجائش ہی نہ رہے۔اور اگر یہ دو ماہ کے اندر اندر مکان خالی نہ کرے تو جرمانہ کردے۔چنانچہ جج نے جو فیصلہ سنایا وہ ٹھیک اسی طرح سنایا جس طرح والد گرامی نے فرمایا تھا۔لیکن نوید کے وقت حضرت والد صاحب ''اعلی اللہ مقامہ'' وفات پا چکے تھے۔ہمشیرہ نے اس بات کا مجھ سے ذکر کیا۔

وفات پر عجیب اشارے:۔ (کرامت،۱۱۵) مسجد ککے زئیاں اہلحدیث سوہدرہ کے خطیب مجسمہ شرافت وحلم مولانا عبدالرحمٰن سلفی رحمہ اللہ نے خواب دیکھا کہ ایک بہت اونچا پہاڑ ہے جو گر گیا ہے۔اور اس کے گرنے کی بڑی زوردار آواز آئی ہے فرمایا یکدم میری آنکھ کھل گئی اس وقت لاؤڈ سپیکروں پر حضرت حافظ محمد یوسف صاحب کی وفات کا اعلان ہو رہا تھا ''انا للہ و انا الیہ راجعون''۔

دوسری بشارت:۔ ملک نصیر صاحب کی اہلیہ نے خواب دیکھا بہت اونچے سرسبز وشاداب درخت ہیں اور ان کے سامنے عالی شان باغات اور نیچے صاف پانی کی نہر بہہ رہی ہے اور انتہائی خوبصورت اور تیز روشنی کا انتظام کیا گیا ہے اس منظر میں حسن کا انتہائی دلکش جلوہ بھر دیا گیا ہے اور یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے یہ سب کچھ کسی کی آمد اور استقبال میں سجایا گیا ہو صبح اٹھی تو پتہ چلا کہ سب کے استاد اور روحانی باپ حضرت حافظ صاحب وفات پا چکے ہیں موصوفہ کہتی ہیں کہ میں مطلب سمجھ گئی کہ یہ سب حضرت مرحوم کی جنت میں آمد کیلئے استقبال کی تیاریاں تھیں۔

تیسری بشارت:۔ ہماری ملنے والی ایک بزرگ خاتون نے خواب دیکھا کہ بہت خوبصورت خوشرنگ اونٹوں کی قطار ہے جنہیں بہت سجایا گیا ہے اور ان کو مونہوں پر پھولوں کی جھالریں لٹک رہی ہیں، وہ کہتی ہیں کہ میں نے اس عجیب خواب کا ذکر اہل سنت و بریلوی مولوی اللہ دتہ رحمہ اللہ سے کیا انہوں نے کہا کہ حضرت حافظ محمد یوسف صاحب ولی اللہ تھے اونٹ سے مراد فرشتے تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت حافظ صاحب رحمہ اللہ کی روح کو لینے اللہ کے بہت سے فرشتے آئے تھے۔

چوتھی بشارت:۔ آپ کی وفات سے ٹھیک دو روز قبل میں نے خواب دیکھا کہ جامع مسجد غربی اہل حدیث کے نو مینار ہیں وہ پتہ نہیں کدھر گئے ہیں یعنی مسجد کی پیشانی میناروں کے بغیر ہے۔میں والد گرامی کے مکان کے باہر گیلری میں سیڑھیوں پر کھڑا تھا اسے دیکھا تو وہ عمارت سے پھٹ کر الگ ہو چکی تھی جب گھر کی طرف دیکھا تو اس کی سب چھتیں گر چکیں تھیں میں خواب ہی میں حیران پریشان کھڑا سوچ رہا تھا کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ماجرا کیا ہے چنانچہ فجر کے وقت جب میری آنکھ کھلی تو میں نے خواب ایک رجسٹر پر لکھ لیا اور اس کی تعبیر بھی لکھ لی تا کہ بھول نہ جاؤں چنانچہ اس کے دو روز بعد حضرت والد گرامی داغ مفارقت دے گئے۔''ان للہ وانا الیہ راجعون''۔

تبسم برلب اوست:۔ (کرامت،۱۱۶) سب لوگ جانتے ہیں کہ بوجہ بڑھاپا اور مرض آپ کی صحت بہت کمزور ہو چکی تھی چہرہ بھی نحیف اور پیلا سا تھا مگر جب آپ نے انتقال فرمایا تو آپ کا چہرہ اس قدر سرخ وسفید، خوبصورت، کھلا ہوا اور تر وتازہ تھا کہ جیسے گلاب کا پھول کھلا ہوا ہو اور بوقت وفات آپ پر جو جوبن تھا وہ جوانی میں بھی نہ تھا اس بات کا عام لوگوں نے مشاہدہ کیا اور ایک دوسرے سے اظہار کیا تدفین کے وقت آپ کی قبر سے خوشبو آئی جو لوگوں نے صاف محسوس کی۔

﴿۱۶﴾ کرامات حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ

کرامات ہی کرامات:۔ (کرامت،۱۱۷) آپ نابینا تھے لیکن اپنے عہد کے محدث کبیر تھے، خلق کثیر نے آپ سے علم حدیث سیکھا آپ کی زندگی بڑی آزمائشوں سے گزری۔آپ نے علم حدیث شیخ الکل فی الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ سے سیکھا آپ کو علوم عالیہ وآلیہ میں کمال حاصل تھا، آپ کو قرآن وحدیث کے علاوہ دیگر کتب بھی قریب قریب زبانی یاد تھیں۔اتنی دعائیں یاد تھیں کہ کم ہی کسی کو یاد ہوں گی، آپ کو عبارات کے حوالہ جات از بر تھے۔آپ کی قوت حافظہ ضرب المثل تھی، آپ کو فیاض ازل نے برجستگی واستحضار اور بیکراں علم کی نعمتوں سے مالا مال کیا تھا، آپ زہد وورع میں بھی اپنی مثال آپ تھے، آپ کے عظیم تلامذہ کی بہت بڑی کھیپ جس کا ذکر کتاب، ''استاد

پنجاب''میں کیا گیا ہے۔آپ کی عظیم جامع مسجد جہاں تقریباً ایک صدی سے توحید وسنت کے زمزمے بلند ہورہے ہیں اور مدرسہ جہاں علم و عرفان کا چشمہ ابل رہا ہے یہ سب آپ کی زندہ وتابندہ کرامات ہیں۔انشاء اللہ ان کے جلوے اور تجلیات تا نورنیرین رہیں گے۔آپ کی متعدد کرامات ہیں چند کو ایک نموتناً پیش کیا جاتا ہے۔

سحاب رحمت امڈ آیا:۔(کرامت،۱۱۸) پہلی کرامت یہ تھی کہ آپ نابینا ہوکر بیناؤں کے استاد تھے۔آپکی ظاہر آنکھیں بند تھیں لیکن دل کی آنکھیں کھلی تھیں آپ صاحب نظر صاحب بصیرت اور صاحب دل تھے۔آپ روکھی سوکھی کھا لیتے تھے مگر کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانا گوارا نہ کرتے تھے،توحید وتوکل میں بہت آگے تھے،آپ کا شمار مستجاب الدعوات لوگوں میں ہوتا تھا۔آپ کا ایک واقعہ حضرت مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی رحمہ اللہ سے بہت ملتا جلتا ہے ایک دفعہ بارش رک گئی قحط کا سماں ہوگیا لوگوں نے دعا کی درخواست کی۔آپ لوگوں کو لے کر نماز استسقاء کے لئے شہر سے باہر تشریف لے گئے بریلوی آپ کی بہت مخالفت کرتے تھے وہ طنزیہ کہنے لگے۔دیکھو!اندھا رب سے بارش لینے کے لئے جارہا ہے لیکن حافظ صاحب کے گھر واپس پہنچنے سے قبل مالک ارض وسماء نے بارش کا انتظام کردیا اور ایسی بارش برسی کہ جل تھل ہوگیا سب لوگ بھیگتے ہوئے گھروں کو واپس لوٹے اور وہ لوگ جو مذاق کررہے تھے آپ کی عظمت کے قائل ہوگئے۔

دریا نے حفاظت کی:۔(کرامت،۱۱۹) ایک دفعہ کی بات ہے کہ آپ دریائے جہلم کے کنارے وضوء فرمارہے تھے ان دنوں دریائے جہلم میں طغیانی آئی ہوئی تھی آپ کا پاؤں پھسلا اور دریا کی خوفناک لہروں کے حوالے ہوگئے فجر کا وقت تھا۔کوئی آدمی مدد کو بھی نہ پہنچ سکا کافی دیر آپ دریا میں رہے دریا نے آپ کو اپنے سینے پر اٹھا کر آگے جا کر بہتے پر ڈال دیا اور یوں آپ دن کے اجالے میں بخیر وعافیت کنارے پہنچ گئے۔

اللہ تعالیٰ کی خاص حمایت:۔(کرامت،۱۲۰) ایک مرتبہ آپ کسی جنگل سے گزر رہے تھے آپ کے ساتھ ایک سفر کا ساتھی بھی تھا اثنائے سفر آپ کو پیشاب کی حاجت ہوئی آپ راستے سے ہٹ کر ایک طرف ہوکر بیٹھ گئے،وہ درندوں کا جنگل تھا،آپ کو خبر نہیں تھی ادھر کوئی شیر بیٹھا ہوا تھا،اس نے آپ پر حملہ کردیا وہ دوڑتا ہوا آیا اور اس زور سے چھلانگ لگائی کہ آپ کے اوپر سے ہوتا ہوا ساتھ والی کھائی میں دھاڑتا چنگاڑتا ہوا جا گرا اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت رحمہ اللہ کو اس کے خوفناک حملے سے بال بال بچالیا۔

حیرت انگیز اور محیر العقول واقعہ:۔(کرامت،۱۲۱) آپ کو مطالعہ کتب کا بہت شوق تھا اور یہ ہر ذی علم کو ہوتا ہے،ایک مرتبہ آپ نے آہ سرد بھری اور کہا کاش!فلاں کتاب مجھے مل جاتی میں اس کا مطالعہ کرنا چاہتا تھا۔اس وقت آپ حلقہ طلبہ میں بیٹھے ہوئے تھے،کلاس ختم ہونے کے بعد ایک طالب علم حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا استاد محترم!کیا آپ مجھے اس کتاب کا پورا نام اور جس کے پاس وہ کتاب ہے اس کے نام سفارشی رقعہ لکھ دیں گے؟ان دنوں ریل نہیں تھی اور آنا جانا بہت مشکل تھا اور کتاب دہلی میں ایک صاحب کے پاس تھی،پوچھا تم کیسے لاؤ گے؟شاگرد نے عرض کیا بس آپ لکھ دیجئے۔آگے جو خدا کا حکم ہوا۔آپ نے رقعہ لکھوا دیا۔وہ شاگرد تقریباً ایک گھنٹے کے بعد کتاب لے آیا جسے دیکھ کر بہت حیران بھی ہوئے اور خوش بھی ہوگئے۔حیرت بجا تھی کہ اتنی لمبی مسافت طے کرکے اتنی جلدی کیونکر کتاب لے آیا؟

پانی کی ٹینکی خود بخود بھر جاتی:۔(کرامت،۱۲۲) تقریباً ایک سو برس پہلے کی بات ہے اس وقت گھروں میں اور مسجد وہابیوں کا رواج تھا ،آپ کی مسجد میں کھوئی تھی،جس کے اوپر پانی نکالنے کی چرخی لگی ہوئی تھی جس کے ذریعے پانی نکالا جاتا تھا،یہاں عجیب بات یہ تھی کہ جب کبھی پانی کم ہوجاتا وہ چرخی گھومتی اور پانی کا ڈول بھرا ہوا اوپر آجاتا اور مٹن یعنی پانی کی ٹینکی میں گر جاتا تھا خصوصاً ظہر اور جمعۃ المبارک کو وہ مٹن لبالب بھر جاتی۔ اس طرح بہت سے لوگوں نے اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا کہتے ہیں کہ یہ بھی آپ کے جنات شاگردوں کا کارنامہ تھا۔

ولی کامل کے باوفا جنات:۔(کرامت،۱۲۳) اسی طرح کا واقعہ ہے کہ آپ کے گھر کے قریب تیلیوں کا مکان تھا،ان سے حضرت حافظ صاحب کی شان میں کچھ گستاخی ہوگئی۔حضرت حافظ صاحب نے تو انہیں کچھ نہیں کہا۔البتہ جنات ان کے شاگرد ہوگئے ادھر کولہوا کھاڑ دیا۔ادھر تیل کے مٹکے الٹ دیے،کمروں میں گوبر اور گندگی ڈال دی،کبھی اچانک کپڑوں میں آگ بھڑک اٹھتی،جس سے چھت سلگنے لگتی،کبھی صحن میں

اینٹیں اور پتھر پھینک دیتے، بے چارے تیلیوں کی ناک میں دم کر دیا۔انہوں نے بہتر سے دم جھاڑ والے بلائے مگر وہ غریب پٹائی کروا کر چلے جاتے۔شہر میں اک کہرام سا مچ گیا کچھ سمجھ میں نہ آتا کہ کیا کیا جائے۔لوگوں نے کہا: اللہ کے بندو! ادھر ادھر جو جاتے ہو تو حضرت حافظ صاحب کے پاؤں پکڑلو، ان سے معافی مانگ لو، یہ ساری مصیبت ٹل جائے گی۔آخر انہوں نے ایسے ہی کیا اور ان کی جان بخشی ہوگئی۔

اللہ کی مدد کے کئی طریقے ہیں جن کے ذریعے وہ اپنے خاص بندوں کی مدد فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کی بڑی مخلوق ہے وہ جس کے سبب سے چاہتا ہے مدد کروا دیتا ہے۔کبھی انسانوں سے، کبھی جنوں سے، کبھی ملائکہ سے، کبھی درندوں سے، کبھی پرندوں سے، کبھی ہواؤں سے، کبھی فضاؤں سے، کبھی دریاؤں سے علیٰ ہذا القیاس۔یہ رب کی چاہت پر مبنی ہے وہ جیسے چاہتا ہے ویسے کرتا ہے اور اگر وہ مدد کرنا نہیں چاہتا تو نہیں کرتا سب کام اس کی مرضی پر موقوف ہے۔اگر وہ مدد کرنا نہیں چاہتا تو کوئی بھی مدد نہیں کر سکتا۔یہی خلاصہ ہے قرآن وحدیث کا اسی کے مطابق ہمارا ایمان ہونا چاہیے۔

آپ کا روحانی مراقبہ اور ایک واقعہ:۔(کرامت،۱۲۴) آپ کا روحانی مرتبہ آپ کے علمی مرتبہ کی طرح بہت بلند تھا۔آپ کو القاء اور الہام بھی ہوتا تھا، آپ صاحب مراقبہ بزرگ تھے۔ایک مرتبہ آپ کی ایک گراں قدر کتاب "معالم التنزیل" گم ہوگئی جس کا آپ کو بہت صدمہ تھا، ایک روز نماز فجر سے فارغ ہو کر فرمایا کہ ابھی ابھی میرے مالک نے مجھے بتایا ہے کہ وہ کتاب برنے والی مسجد جو اینٹوں کا ڈھیر لگا ہوا ہے اس میں دفن کی گئی ہے، چنانچہ ایک شخص گیا اور ڈھیر سے کتاب نکال کر لے آیا جس پر آپ اللہ کا شکر بجالائے۔

ایک مرتبہ آپ کو خواب آیا کہ حضرت مولانا عثمان دلاوری رحمہ اللہ فوت ہو گئے ہیں آپ رفقاء کو لے کر دلاور پہنچے۔وہاں پہنچے تو واقعی موصوف وفات پا چکے تھے۔

قبولیت کی دعا ایک نمونہ:۔(کرامت،۱۲۵) حافظ عبدالکریم صاحب وزیر آبادی رحمہ اللہ ایک نیک دل انسان تھے۔عموماً آپ کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے اللہ کی قدرت ان کا بیٹا چند روز بیمار رہ کر اچانک فوت ہو گیا۔جس کا موصوف کو بہت صدمہ ہوا اور یہ صدمہ پہنچا قدرتی تھا۔آپ اکثر غمزدہ رہتے تھے ایک روز آپ نے استاد پنجاب حضرت حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی رحمہ اللہ کی خدمت عالیہ میں دعا کی درخواست کی۔عرض کیا حضرت دعا فرمائیے کہ اللہ میرے دل کو سکون دے، اور بیٹے کا نعم البدل عطا فرمائے۔حضرت المحترم نے سوز و گداز سے دعا کی اور فرمایا امید ہے اللہ تعالیٰ آپ کو تین بیٹے عطا فرمائے گا۔حافظ عبدالکریم صاحب فرماتے ہیں۔اس دن سے مجھے سکون سا ہو گیا۔اور اولاد نرینہ کی امید بندھ گئی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی اور یکے بعد دیگرے تین بیٹے عطا فرمائے۔الحمد للہ میرا ہر طرح کا صدمہ دور ہو گیا۔اس پر میں رب کی بارگاہ میں سجدہ شکر بجالایا۔

﴿۱۷﴾ کرامات صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ ماموں کانجن

صوفی عبداللہ رحمہ اللہ مجاہد تھے۔انگریزی گورنمنٹ سے چھپ چھپ کر مجاہدین کی مدد فرمایا کرتے تھے آپ کا شمار اہل اللہ میں ہوتا ہے آپ بے حد عابد و زاہد اور درویش صفت انسان تھے۔آپ نے ایک بہت بڑا مدرسہ بنوایا تھا جو عرصہ دراز تک اوڈانوالے رہا۔پھر وہ ماموں کانجن ضلع فیصل آباد (لائل پور) منتقل ہو گیا یہ جامعہ ملکی سطح کا ہے، آپ مشہور مستجاب الدعوات بزرگ تھے آپ کے بہت سے واقعات اور کرامات زبان زد خاص و عام ہیں چند ایک کرامات افادہ عام کیلئے یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

رب نے آپ کی خواہش پوری کر دی:۔(کرامت،۱۲۶) آپ کو طالب علموں کا بہت خیال رہتا تھا جیسا کہ بتایا جا چکا ہے پہلے ایک عرصہ تک جامعہ تعلیم الاسلام موضع اوڈانوالہ میں رہا۔طلبہ کو ریلوے اسٹیشن تک آنے میں دیر لگ جاتی تھی۔اور بسا اوقات وزن اٹھا کر پیدل چلنا پڑتا تھا۔ایک دن آپ نے دعا کی یا اللہ! ہمیں ریلوے سٹیشن کے اتنا قریب عطا فرما کہ جب گاڑی ''کوک'' مارے (یعنی ہارن بجائے) اور چلنے کے لئے تیار ہو تو بچے پہنچ جائیں ایسا ہی ہوا اور اللہ تعالیٰ نے ماموں کانجن ریلوے اسٹیشن کے پاس مدرسہ بنوا دیا۔بچے جب

گاڑی کی آواز سنتے تو اس پر جا کر سوار ہو جاتے ہیں سنا ہے یہ جگہ کسی نے بطور عطیہ جامعہ کو دی تھی۔

ایک مسئلہ فوراً حل ہو گیا:۔ (کرامت، ۱۲۷) حضرت صوفی عبداللہ رحمہ اللہ کی ایک رجسٹری کا مسئلہ لاینحل بنا ہوا تھا آدمی رجسٹرار کے دفتر میں جاتا مگر وہ ٹرخا دیتا۔ دراصل ان افسروں کے منہ کو رشوت لگی ہوتی ہے یہ رشوت کے بغیر کام نہیں کرتے، ان چکروں سے صوفی صاحب مرحوم اکتا گئے ایک روز ساتھی سے فرمانے لگے چلو پتہ کرتے ہیں کام کیوں مؤخر ہو رہا ہے۔

میاں صاحب جوں ہی رجسٹرار کے کمرے میں داخل ہوئے افسر خوفزدہ ہو گیا، حضرت صوفی صاحب کو دیکھتے ہی منت سماجت کرنے لگا اور کہنے لگا: آپ کیوں تشریف لائے ہیں؟ آپ نے کیوں زحمت کی ہے؟ آپ تشریف لے چلئے میں ابھی فوراً ابھی آپ کی رجسٹری بنا دیتا ہوں چنانچہ اس نے مہینوں کا کام منٹوں میں کر دیا۔

آپ کی کرامت:۔ (کرامت، ۱۲۸) جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کی جب تعمیر شروع ہوئی اور اس کثرت سے روپیہ آنا شروع ہوا کہ حیرت ہوتی تھی، اتفاق کی بات جب ہال کی نوبت آئی تو سارا پیسہ ختم ہو گیا۔ بمشکل ہال کی دیواریں پوری ہو سکیں۔ کارندے حضرت صوفی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ماجرا بیان کیا آپ نے اللہ کی بارگاہ میں بڑے الحاح سے دعا کی اسی دن وہاں سے کسی بڑے آدمی کا گزر ہوا اس نے ہال کے اس لینٹر کے لئے چھ لاکھ روپے کا ذمہ لے لیا۔ اس طرح یہ مسئلہ باآسانی حل ہو گیا (کئی مرتبہ اساتذہ کی تنخواہوں کا مسئلہ پیش آ جاتا) آپ رب تعالیٰ سے دعا کرتے اور کثیر رقم کا بہت جلد انتظام ہو جاتا کہ جس سے موجود مسائل حل ہو جائے۔

کیڑوں نے تعمیل ارشاد کی:۔ (کرامت، ۱۲۹) جامعہ تعلیم الاسلام میں گندم کا بڑا اسٹور تھا۔ اس میں کیڑا لگ گیا اور کیڑے ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں تھے جو گیہوں کے دانے اٹھا اٹھا کر لے جا رہے تھے لوگوں نے آپ سے ذکر کیا آپ وہاں تشریف لے گئے اور کیڑوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

کیڑو! یہ دانے طلبہ کے ہیں انہیں رہنے دو وہ رازق تمہارا کہیں اور سے بندوبست کر دے گا۔ دیکھنے والے کہتے ہیں کہ آپ کا یہ جملہ سنتے ہی کیڑوں نے دانے چھوڑ دیئے اور دیکھتے ہی دیکھتے لاکھوں کیڑے کہیں اور چلے گئے اس طرح یہ خطرہ ٹل گیا۔

وذالك فضل الله:۔ (کرامت، ۱۳۰) نبی پور پیراں شیخوپورہ ضلع کا مشہور گاؤں ہے جو ننکانہ صاحب کے قریب واقع ہے بندہ نے وہ دیکھا ہوا ہے، اس میں کچھ مخیر اہلحدیث تھے جو حضرت مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت غزنوی رحمہ اللہ بسلسلہ اعانت جامعہ وہاں تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ اتفاق کہیے اوپر سے حضرت صوفی صاحب بھی وہاں پہنچ گئے۔ حضرت غزنوی رحمہ اللہ نے فرمایا: آپ دیر سے پہنچے ہیں صوفی صاحب نے فرمایا کوئی حرج نہیں جو تعاون میرے جامعہ کے مقدر میں ہو گا مجھے مل جائے گا ان شاء اللہ حضرت صوفی صاحب نے مسجد میں سب کے سامنے جامعہ ماموں کانجن کیلئے اپیل فرمائی۔ اللہ کی شان حضرت صوفی صاحب کی فی الفور حضرت غزنوی رحمہ اللہ سے ڈبل چندہ ہو گیا اور کچھ لوگوں نے جامعہ کیلئے ماہانہ خطیر رقم دینے کا الگ وعدہ کیا۔ اس طرح چندہ پر چندہ لینا بہت مشکل کام ہوتا ہے جیسے گائے بھینس کا دودھ نکالنے کے بعد اور دودھ نکالنا مشکل ہو گا ہے اسی طرح کسی جگہ سے دوبارہ چندہ لینا کٹھن ہو گا ہے خصوصاً جہاں سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ جیسا عظیم انسان تشریف فرما ہو مگر حضرت صوفی صاحب کو یہاں حیرت انگیز کامیابی حاصل ہوئی۔ "وذالك فضل الله يوتيه من يشاء"۔

ایک مرتبہ میں زمانہ طالب علم میں موضع جھوک دادو ضلع فیصل آباد گیا ہوا تھا کہ حضرت صوفی عبداللہ رحمہ اللہ کے جامعہ کا سفیر وہاں آیا ایک شخص شاید نام نور صمد تھا۔ (لوگ نور سمند کہتے تھے) اس نیک انسان نے صوفی عبداللہ صاحب کے جامعہ کے حوالے سے لاؤڈ سپیکر پر چندے کا اعلان کیا اور ساتھ ہی مسجد کے صحن میں ایک جانب جھاڑ و لگا دی۔ میں نے دیکھا لوگ جوق در جوق بڑے شوق سے گندم لا رہے ہیں مرد بھی آ رہے ہیں، عورتیں بھی، بڑے بھی، چھوٹے بھی، کوئی عورت برقعے کے بغیر نہ تھی دیکھتے ہی دیکھتے کوئی تیس چالیس من گندم کا ڈھیر لگ گیا، ان لوگوں کا جذبہ اور صوفی عبداللہ صاحب کی کشش دیکھ کر میں حیران رہ گیا حالانکہ خود جھوک دادو میں طلبہ وطالبات کا الگ الگ جامعہ

ہے اور وہ لوگ کہہ سکتے تھے کہ ہمارے ہاں کوئی سفیر نہ آئے ہمارے اپنے مدارس ہیں جیسا کہ بعض مقامات پر لوگ بورڈ لگا دیتے ہیں اور کوئی چندہ لینے آجائے تو اس کے گلے پڑ جاتے ہیں۔

ایک تاجر کیلئے عجیب دعا:۔ (کرامت،۱۳۱) حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ بہت مستجاب الدعوات تھے آپ کی دعا اردو، عربی، پنجابی ہر زبان میں ہوتی تھی اور جو دعا آپ فرماتے تھے عموماً قبول ہو جاتی تھی۔ اس سلسلے میں دو چار نہیں بیسیوں مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ مولانا عتیق اللہ حفظہ اللہ ستیانہ بنگلہ کا بیان ہے۔ فیصل آباد میں ایک تاجر تھا اس کے پاس فلالین کا بہت زیادہ کپڑا تھا، اس نے حاضر خدمت ہو کر درخواست کی۔ حضرت! میری فلالین فروخت نہیں ہو رہی براہ کرم دعا کیجئے وہ بک جائے۔ حضرت صوفی صاحب نے اس کیلئے درد بھرے انداز اور بڑے الحاح کے ساتھ دعا کی اور اتنی زیادہ کی جس کی کوئی انتہا نہیں۔ اس تاجر کا بیان ہے کہ الحمد للہ دس بارہ دن کے اندر اندر میرا سارا کپڑا بک گیا اور بڑے مناسب داموں میں بک گیا تا آنکہ اس کا ایک گز کپڑا بھی نہ بچا، اسے لاکھوں کے نقصان کے بجائے لاکھوں کا نفع مل گیا۔

بارش تھم گئی:۔ (کرامت،۱۳۲) ملک عبدالرشید عراقی صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے میرے ساتھ مولانا عبدالرحمٰن عتیق، ملک حافظ محمد یعقوب، عبدالرحیم صاحبان تھے۔ کافی تیز طوفان نما بارش شروع ہو گئی جو کئی گھنٹے بھر جاری رہی اور رکنے کا نام نہ لیتی تھی، اتنے میں قاضی محمد اسلم سیف آ گئے۔ وہ صوفی صاحب محترم سے مخاطب ہو کر کہنے لگے: بابا جی! اب تو بارش کی شدت سے درخت بھی اکھڑنے لگے ہیں، دعا کریں بارش رک جائے۔ حضرت صوفی صاحب نے بارگاہ خداوندی میں اس زاری اور عجز و نیاز سے دعا کی کہ اسی وقت بارش تھم گئی۔

جوڑے پیدا ہونے لگے:۔ (کرامت،۱۳۳) ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ حضرت! میری کافی بیٹیاں ہیں بیٹا کوئی نہیں دعا کریں اللہ تعالیٰ بیٹا عطا فرمائے۔ آپ نے دعا کی خدا کی شان آئندہ دو دو بیٹے اکٹھے پیدا ہونے لگے۔ تین سالوں میں تین جوڑے پیدا ہوئے اس طرح تین سالوں میں اللہ تعالیٰ نے اسے چھ بیٹے عطا فرما دیئے۔ جو سب کے سب صحت مند تھے۔

کٹیاں پیدا ہونے لگیں:۔ (کرامت،۱۳۴) ایک مرتبہ ایک آدمی نے حضرت صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری ایک بھینس ہے اس نے دوسری مرتبہ کٹا (نر بچہ) دیا ہے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ آئندہ کٹی (مادہ بچہ) ہو۔ صوفی صاحب نے کبھی کسی کا انکار نہیں کیا تھا آپ نے اس کی درخواست کے مطابق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی چنانچہ آئندہ سال اس کی بھینس کٹیاں دینے لگی اور آئندہ اس نے ہمیشہ کٹیاں دیں۔

﴿۱۸﴾ کرامات میاں باقر صاحب رحمہ اللہ جھوک دادو

زندہ کرامت:۔ (کرامت،۱۳۴) حضرۃ العلام مولانا میاں محمد باقر صاحب رحمہ اللہ کا شمار بھی اہل اللہ میں ہوتا ہے۔ آپ استاد پنجاب حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔ علمی پایہ اونچا تھا، آپ نے اپنے گاؤں میں طلبہ اور طالبات کے الگ الگ مدارس قائم فرما رکھے تھے، جو بڑے کامیاب مدرسے تھے یہ اب بھی جاری ہیں، آپ کے جامعات سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں لڑکے اور لڑکیاں فیضیاب ہوئے اور وہ آگے بڑی خوش اسلوبی سے دینی وملی خدمت بجا لا رہے ہیں۔ محترمہ اہلیہ مولانا عبدالمالک مجاہد صاحب مدیر ادارہ دارالسلام الریاض، محترمہ اہلیہ حافظ عبدالغفار صاحب اعوان، محترمہ اہلیہ حافظ عبدالاعلیٰ صاحب انگلینڈ یہیں سے فارغ ہو کر ملک اور بیرون ملک میں قرآن وسنت کی نشر و اشاعت اور توحید وسنت کے زمزمے بلند کر رہی ہیں آپ کے یہ مدارس تاامروز جاری ہیں اللہ انہیں ہمیشہ جاری رکھے۔ آمین

میاں صاحب کی بابرکت ذات گرامی میں اخلاص وانکسار کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، آپ کی زبان اقدس پر یہ جملہ عام رہتا تھا۔ اللہ! ہم تیرے غلام، اللہ ہم تیرے غلام، اور جو شخص آپ سے نصیحت کی درخواست کرتا تو آپ یہ فرماتے ''پڑھو، تے پڑھاؤ'' غور کریں تو اندازہ ہوتا ہے کہ یہ جملے کتنے مختصر اور جامع ہیں۔ ''اللہ! ہم تیرے غلام'' ''پڑھو تے پڑھاؤ''

لیکن ان میں پوری اسلامی تعلیمات کا خلاصہ سمٹ آتا ہے۔

میاں صاحب طلبہ پر اولاد کی طرح شفیق تھے۔آپ ان کا ہر طرح سے خیال رکھتے تھے، رات کو جب بچے سو جاتے تو آپ ان کے برتن جگہ پر رکھتے اور جن کے برتن صاف نہ ہوتے، آپ ان کے برتن چپکے چپکے صاف کر دیتے اور ایسا کرتے آپ کو کئی بار دیکھا گیا ایسی مثالیں آپ کو کم ہی نظر آئیں گی۔

ولایت کی جلوہ آرائیاں:۔ (کرامت، ۱۳۵) آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ آپ نے دیہات میں دو عظیم الشان مگر سادہ جامعات قائم فرمائے، علاقے میں قرآن وسنت کی شعاعیں بکھریں۔ اور لوگوں کو توحید آشنا فرمایا۔عوام وخواص پر شرع محمدی کا رنگ چڑھایا۔خواتین کو پردے کا پابند بنایا تا آنکہ پورے گاؤں میں بلا پردہ ایک بھی خاتون نہ رہی، عورتیں اگر کھیتی باڑی کرتیں چارہ کاٹتیں، دودھ دوہتیں، کپاس چنتیں تو برقعہ میں ہوتیں، میں نے اپنی آنکھوں سے وہ علاقہ دیکھا ہے دور نبوی ﷺ کی یاد تازہ ہو جاتی پورا گاؤں نمازی، رمضان المبارک میں سب روزہ دار، زندگی سادہ، شادی بیاہ تکلفات سے مبراء، نوجوانوں کی آنکھوں میں حیاء، سب کی سب باپردہ۔

ایک بار شیطان نے اپنا تیر چلانے کی کوشش کی اور چند منچلوں نے گاؤں کے قریب ایک راگ ورنگ کی محفل برپا کی۔ میاں صاحب باہر تشریف لے گئے ہوئے تھے، جب رات کو واپس تشریف لائے اور آپ کو ان کی محفل کا پتہ چلا تو آپ سیدھے ادھر گئے اور اس شیطانی محفل کو ویران کر دیا کسی کو آگے سے بولنے کی جرأت نہ ہوئی اس کے بعد آج تک وہاں ایسی کوئی محفل منعقد نہیں ہوئی اگر آپ اس وقت نرم پڑ جاتے تو معاملہ ہاتھ سے جا چکا ہوتا۔ اور یہ شیطانی مجلس ہر سال جمنا شروع ہو جاتی۔

بے شک یہ ہیں وہ اولیاء جو نبوی مسند کے وارث ہیں اور لائق ہے کہ انہیں ائمہ سلف کا جانشین کہا جائے۔ "شکر الله مساعيهم وترد الله مضا جعهم "۔

آپ کی ایک اور کرامت:۔ (کرامت، ۱۳۶) آپ زمیندار بھی تھے اور زمیندارہ بھی کرتے تھے۔ رات گئے اپنے ڈیرے سے گھر آتے اور صبح نماز اور درس قرآن سے فارغ ہو کر پھر وہاں جایا کرتے تھے۔ آپ جاتے ذکر، آتے ذکر، اٹھتے ذکر، بیٹھتے ذکر کرتے رہتے تھے۔ اور بکثرت قرآن مجید پڑھتے رہتے تھے۔ گھر والوں کے پورے حقوق ادا فرماتے اولاد کی بہترین تعلیم وتربیت کا انتظام فرما رکھا تھا آپ کے بیٹے عالم، پوتے عالم اور ٹھیک آپ کی لائن پر جادہ پیما ہیں۔

آپ رات کو جب ڈیرے سے واپس تشریف لاتے تو آیۃ الکرسی پڑھ کر اپنے ڈیرے پر کھڑے ہو کر چاروں طرف پھونک مار کر تشریف لاتے۔ ایک روز جب صبح ڈیرے پر تشریف لے گئے تو پتہ چلا کہ آپ کی پانچ چھ بھینسیں چوری ہو گئی ہیں، آپ توکل کے اس بلند مقام پر فائز تھے جہاں کسی چیز کے آنے کی زیادہ خوشی ہوتی ہے نہ جانے کا زیادہ غم ہوتا ہے۔ آپ صابر وشاکر رہے اور بمطابق حکم قرآن "انا للہ" پڑھنے پر اکتفا کیا علاقے کے کھوجیوں نے بھینسوں کا کھوج لگانا شروع کر دیا۔ بھینسیں ایک حد تک جاتیں وہاں سے پھر واپس آ جاتیں تین چار جگہ اس طرح کے نشانات نظر آئے آخر ایک جگہ سب بھینسیں کھڑی مل گئیں؟ کسی کی سمجھ میں کچھ نہ آیا جب میاں صاحب سے بات کی تو آپ نے فرمایا کہ رات کو میں آیت الکرسی پڑھ کر چاروں طرف پھونک مار دیتا تھا لوگوں نے کہا ٹھیک ہے بس سمجھ آ گئی کہ آیت الکرسی آپ پڑھتے تھے اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے بھینسوں کی حفاظت فرما دی۔

بے شک یہ قرآن مجید کی برکت تھی مگر اس کے ساتھ حضرت میاں صاحب کی زبان کی تاثیر بھی کارفرما تھی کہ اللہ نے چوروں اور بھینسوں کو اندھا کر دیا ان کا آیت الکرسی کی رینج سے باہر جانا مشکل ہو گیا۔

﴿۱۹﴾ کرامات مولانا عتیق اللہ صاحب رحمہ اللہ ستیانہ بنگلہ

قابل تقلید شخصیت:۔ (کرامت، ۱۳۷) آپ سراپائے اخلاص ووفا، بلند اخلاق، بے داغ کردار کے مالک اور شب زندہ دار ہیں۔ جوانی میں زینہ ولایت پر قدم، دین کے سچے خادم، زہد وقناعت کے پیکر، نالہ نیم شبی میں رب کو منانے والے، توحید وتوکل کے بلند

مقام پر فائز، انکسار اتنا کہ بڑے جامعہ کا ناظم اور پورے علاقہ میں صاحب اثر ہونے کے باوجود بسا اوقات طلبہ کا سامان خورد ونوش خود کندھوں پر اٹھا کر لاتے اور یہ خدمت طلبہ کی موجودگی میں کرتے۔ دراصل یہ اپنے اندر کی ''انا'' کو کچلنے کیلئے کرتے بے شک اپنی اندر کی ''انا'' کو کچلنا ولایت کا ایک زینہ ہے۔

ایک روز کندھے پر گھی کا ٹین اٹھا کر گھر لے جا رہے تھے کہ دل میں بڑائی کا ذرا سا خیال آیا کہ میں اتنا بڑا ہو کر یہ کام کر رہا ہوں؟ چنانچہ آپ نے اپنے اندر کی ''انا'' کو کچلنے کے لئے اس ٹین کے ساتھ پورے ستیانے شہر کا چکر لگایا تا کہ نفس امارہ کو مار کچل دیا جائے۔

آپ کے والدین نے دعا کی تھی بار الٰہا! اگر تو ہمیں بیٹا عطا کرے تو اسے ہم تیری راہ میں وقف کر دیں گے اللہ تعالیٰ کی قدرت، بیٹا مل گیا اور والدین نے حسب وعدہ اسے اللہ کی راہ میں وقف کر دیا۔ آپ نے جب ہوش سنبھالا تو جامعہ دارالقرآن جناح کالونی فیصل آباد میں داخل ہوئے، اس جامعہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ ویروالوی رحمہ اللہ ممتاز عالم دین اور بڑے روشن دل انسان تھے۔ مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف ''اشرف لیبارٹریز فیصل آباد'' کے بانی مرحوم نے بھی آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ یعنی شیخ الحدیث مولانا عبداللہ، حکیم اشرف صاحب کے استاد تھے کہتے ہیں شاگرد استاد کا آئینہ ہوتا ہے۔ مولانا عتیق اللہ اور مولانا عبدالرحیم اشرف کو دیکھ کر ان کے استاد کے مقام کا اندازہ لگا لیجئے کہ کس قدر بلند ہوگا۔

آپ کی کرامت:۔ (کرامت، ۱۳۸) حضرت مولانا عتیق اللہ حفظہ اللہ تعالیٰ کا شمار بھی روشن باطن، اہل دل اور عابد وزاہد لوگوں میں ہوتا ہے۔ آپکی دعا بڑے الحاح سے ہوتی ہے اور اس کا انداز یوں ہے جیسے کوئی رو رو کر کسی کو منا رہا ہو اور واقعی آپ رو رو کر اور گڑ گڑا کر اپنے رب کو مناتے ہیں آپ مستجاب الدعوات ہیں، آپ ہمیشہ رب سے آزادی اور خودداری سے خدمت دین کی دعا کرتے تھے رب نے آپ کو ایسی ہی خدمت سونپ دی۔ جس میں آزادی بھی تھی اور خودداری بھی آپ نے جامعہ مانگا رب نے جامعہ عطا فرما دیا۔ آپ نے نہر کے کنارے مانگا رب نے نہر کنارے عطا کر دیا۔ آپ نے عظیم الشان جامعہ کی دعا کی، اللہ تعالیٰ نے اسی شان کا حامل جامعہ ودیعت فرما دیا کہ جس کا اللہ کے فضل وکرم سے ملک کے چوٹی کے جامعات میں شمار ہوتا ہے۔ اس میں آپ کچھ اس طرح خدمت بجا لا رہے ہیں جس سے نہ آپ کی آزادی کو دھچکا لگتا ہے نہ خودداری مجروح ہوتی ہے۔

آپ کی خدمات لاثانی اور لافانی ہیں اور ان کا دائرہ بہت وسیع ہے انتظامیہ کی نگاہ میں آپ کو اعلیٰ مقام حاصل ہے۔

آپ کی عادات، کردار، خلوص، انتھک محنت اور آپ کے عظیم الشان جامعہ اور اس میں مصروف تعلیم وتعلم، متعدد اساتذہ اور سینکڑوں طلبہ کو دیکھ کر آدمی پکار اٹھتا ہے کہ یہ سب کچھ مولانا عتیق اللہ حفظہ اللہ کی زندہ کرامت ہے۔

﴿۲۰﴾ کرامت شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

آپ کی تابندہ کرامات:۔ (کرامت، ۱۳۸) آپ کا شمار بڑے اور باکمال لوگوں میں ہوتا ہے علوم قرآن وحدیث میں آپ کے معاصرین میں آپ کا ہم پلہ شاید ہی کوئی ہو۔ آپ کو زبان وقلم پر یکساں قدرت حاصل تھی، آپ روزانہ درس قرآن دیتے تھے۔ جس میں بکثرت لوگ شریک ہوتے تھے اور جذبہ وشوق سے شریک ہوتے تھے۔ آپ کا جامعہ اور مدرسہ حفظ القرآن بڑی کامیابی سے رواں دواں ہے آپ کی مقناطیسی تاثیر نے گوجرانوالہ کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ آپ کی بہت بڑی مسجد تھی مگر جمعہ کے روز اس میں تل دھرنے کی جگہ نہ ہوتی تھی۔ نمازوں اور درسوں میں بھی بہت لوگ ہوتے تھے لوگ آپ کی بے حد عزت کرتے تھے بقول امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اگر کسی آدمی کا مقام و مرتبہ دیکھنا ہو تو اس کا جنازہ دیکھ لو۔ ہم نے حضرت مولانا مرحوم کا جنازہ دیکھا ہوا ہے گوجرانوالہ کی تاریخ میں اتنا بڑا جنازہ کسی کا نہ ہوا۔ جس سے آپ کے مقام ومرتبہ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ یہ سب باتیں آپ کی کرامات کے ذیل میں آتی ہیں۔

آپ کی چند کرامات:۔ (کرامت، ۱۳۹) آپ جب گوجرانوالے تشریف لائے تو پورے شہر میں مولوی علاؤالدین صاحب والی

ایک ہی اہلحدیث مسجد تھی۔مگر جب آپ دنیا سے تشریف لے گئے تو دوسو اہلحدیث مساجد تھیں جہاں اللہ کے فضل و رحمت سے توحید وسنت کے زمزمے بلند ہوتے تھے بیشک یہ حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کی کرامت تھی اگر اسے کرامت نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے۔اور کمال یہ کہ یہ تمام مساجد بیرونی امداد کے بغیر اہل شہر کے تعاون سے تعمیر ہوئیں۔

﴿۲۱﴾ کرامات مولانا عبدالغنی چک رجادی رحمہ اللہ

آپ جامعہ منانیہ وزیرآباد میں زیر تعلیم رہے۔ممتاز عالم وعامل تھے۔آپ کا گاؤں چک رجادی بڑا گاؤں ہے وہاں بکثرت اہلحدیث ہیں آپ نے زندگی بھر لوجہ اللہ خدمت دین کی آپکے حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ سے گہرے مراسم تھے آپ بڑے صاف دل اور صاف باطن تھے آپ کا شمار اہل اللہ میں ہوتا ہے۔

آپ کی زندہ کرامت:۔ (کرامت،۱۴۰) آپ مستجاب الدعوات تھے آپ نے دعا کی:

اے اللہ! دین کی خدمت واشاعت کا سلسلہ میری اولاد میں بھی جاری فرما۔‘‘ چنانچہ وہ دعا رنگ لائی اور آپ کے صاحبزادگان مولانا عبدالخالق جامعی اور جناب عبدالماجد صاحب نے اپنے اپنے رنگ میں دین کی خوب خدمت کی۔مولانا جامعی نے شہر لالہ موسیٰ میں خوبصورت مسجد کی بنا رکھی بڑی بارونق مسجد ہے جی ٹی روڈ سے اس کا اونچا مینار نظر آتا ہے اور اپنی پوری زندگی دین کی خدمت میں وقف کردی۔آپ کے گاؤں (چک رجادی) کی مسجد اور طالبات کا مدرسہ اس خاندان کی باقیات میں سے ہے حضرت مولانا عبدالغنی رحمہ اللہ کے پوتے اور جناب عبدالماجد کے بیٹے حافظ طارق محمود یزدانی بڑے سرگرم کارکن ہیں اور آپ مساجد و مدارس کا کام بحسن وخوبی سرانجام دے رہے ہیں اور نظم بڑی کامیابی سے چلا رہے ہیں۔شہر لالہ موسیٰ چک رجادی اور آس پاس تبلیغی جلسے کرتے رہتے ہیں ان کے ذریعے مسلک توحید وسنت میں امید افزاء اضافہ ہو رہا ہے انہوں نے اپنی دو کنال زمین پر مشتمل وسیع وعریض عمارت میں طالبات کا خوبصورت جامعہ الاحسان (علامہ احسان الٰہی ظہیر کی طرف منسوب جامعہ) بنا رکھا ہے جہاں کافی لڑکیاں زیر تعلیم ہیں یہ سب فیضان ہے حضرت مولانا عبدالغنی رحمہ اللہ کی دل سے نکلی ہوئی اس دعا کا یہ آپ کا صدقہ جاریہ ہے جو انشاءاللہ تا نور نیرین جاری رہے گا اور خلق خدا اس سے فائدہ اٹھاتی رہے گی۔

﴿۲۲﴾ کرامات کیلانی بزرگان رحمہم اللہ

چند باکمال بزرگوں کی کرامات:۔ (کرامت،۱۴۱) کیلانی سے مراد وہ لوگ ہیں جو کیلیانوالہ میں رہنے والے ہیں یا کسی نہ کسی اعتبار سے کیلیانوالہ سے منسوب ہیں کیلیانوالہ جسے جناب نورالحسن شاہ رحمہ اللہ کی وجہ سے لوگ احتراماً حضرت کیلیانوالہ کہتے ہیں یہ تحصیل وزیرآباد میں علی پور چٹھہ اور قادرآباد کے تقریباً درمیان سڑک سے ذرا ہٹ کر مغرب کی جانب ایک سرسبز وشاداب پرانا گاؤں ہے۔ یہاں کے پیر اور خوشنویس زیادہ مشہور ہیں۔اور باقی چیزیں وہی ہیں جو دوسرے شہروں میں ہوتی ہیں، یہاں کے پیر بھی اعلیٰ درجے کے ہیں اور خوشنویس بھی اعلیٰ درجے کے ہیں خوشنویسیوں میں مولوی امام دین، مولوی نورالٰہی، مولوی محمد یوسف، مولانا محمد ادریس، مولانا محمد سلیمان، مولانا عبدالغفور، مولانا اکرام اللہ ساجد، مولوی عبدالستار، مولوی عبدالغفار رحمہم اللہ صاحبان مشہور بزرگ ہیں ان کے بعد محمد یعقوب، محمود احمد، مسعود احمد، انعام اللہ، عنایت اللہ رحمہم اللہ صاحبان معتبر اور پختہ خوشنویس ہیں۔مذکورین زیادہ تر قرآن مجید لکھتے رہے ہیں۔اور بہت خوبصورت لکھتے رہے ہیں۔

مولوی امام دین صاحب کو اللہ نے متعدد بیٹے عطا فرمائے ان میں نورالٰہی عبدالحیٔ، عبدالواحد صاحب اولاد ہوئے۔مولوی صاحب موصوف کے بھائی محمد دین تھے ان کے بیٹے عبدالقادر، غلام مصطفےٰ، عبدالرحیم رحمہم اللہ تھے سب نیک اور اپنے فن میں بڑے لائق تھے۔مولوی نورالٰہی صاحب اہل اللہ میں سے تھے، ممتاز خوش نویس تھے۔صوم وصلوۃ کے بہت پابند تھے ان کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ اذان شروع ہوتے ہی کام چھوڑ دیتے تھے مثال کے طور پر ’’پاکستان‘‘ لفظ کا ’’پاکستا‘‘ لکھا اور ’’ن‘‘ باقی ہے تو وہ اذان شروع ہونے کے بعد ’’ن‘‘ نہیں لکھتے تھے۔وہ کہتے تھے کہ سب سے بڑی ہستی کا پیغام آ گیا ہے اب اور کوئی کام نہیں ہوسکتا۔

گاڑی رک گئی:۔(کرامت،۱۴۲) حضرت مولوی نور الٰہی صاحب کی دوسری بڑی خوبی یہ تھی کہ نماز بڑے سکون سے ادا کرتے تھے، ایک مرتبہ کہیں سفر کیلئے نکلے ساتھ اور عزیزان بھی تھے،آپ ریلوے اسٹیشن پر پہنچے ٹرین میں ابھی وقت باقی تھا کہ آپ نے نماز شروع کر دی۔ دوران نماز ٹرین آ گئی ساتھی پریشان ہو گئے مگر آپ سکون سے نماز ادا کرتے رہے یہ پرانے وقت کی بات ہے اس وقت برانچ لائنوں پر چھ سات گھنٹوں کے بعد دوسری گاڑی آتی تھی اسی دوران گارڈ نے سبز جھنڈی ہلائی اور سیٹی بجائی ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کرنا چاہی مگر گاڑی نہ چلی گارڈ وسل پر وسل دے رہا مگر نہ چلی ادھر مولوی صاحب پرسکون حالت میں نماز پڑھ رہے ہیں آپ نے حسب معمول آرام سے نماز ختم کی اٹھے اور آکر گاڑی میں قدم رکھا گاڑی اسی وقت چل پڑی لوگ حیران رہ گئے کسی کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ کیا ماجراء ہے بس اس طرح نصرت الٰہی آپ کے شامل حال رہی۔

آپ کا ایک شاندار معمول یہ تھا کہ جب کبھی باہر سے واپس آئے تو بجائے گھر جانے کے مسجد میں جاتے۔اذان کا وقت ہوتا تو اذان کہتے اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کر کے گھر جاتے اور اگر اذان کا وقت نہ ہوتا تو دو رکعت نماز ادا کر کے گھر جاتے۔

مثالی تقویٰ:۔مولوی عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ بڑے سوز و گداز سے قرآن مجید پڑھتے تھے۔اللہ نے انہیں لحن داؤدی عطا فرما رکھا تھا لوگ ان کی بڑی عزت کرتے تھے،آپ کی نیکی پاکیزگی اور تقویٰ کا آس پاس شہرہ تھا۔ایک روز مولوی صاحب نے ایک چوہدری صاحب سے گھاس کاٹنے کی اجازت چاہی۔اس نے بخوشی اجازت دے دی،مولوی صاحب گھاس کاٹنے لگے گھاس کاٹتے ہوئے ایک پودا گندم کا بھی جڑ سے اکھڑ کر ہاتھ میں آ گیا آپ کو اس بات کا دکھ ہوا اور اسے اسی وقت زمین میں گاڑ دیا اور گاؤں سے لوٹے میں پانی لا کر اس میں ڈالا اگلے دن پھر اس طرح کیا چوہدری صاحب نے دیکھ لیا اور پوچھا مولوی صاحب پانی کا لوٹا لے کر کدھر جاتے ہیں؟ مولوی صاحب نے بتایا چوہدری صاحب گھاس کے ساتھ گندم کا پودا اکھڑ گیا تھا اسے پانی دینے جاتا ہوں۔سبحان اللہ کیسے نیک،سادہ اور امانتدار تھے پہلے کے لوگ۔

﴿۲۳﴾ کرامات حضرت حافظ عبدالحئی صاحب رحمہ اللہ کوٹ شاہ محمد

کوٹ شاہ محمد کا پرانا نام چاندی کوٹ تھا۔لیکن یہ چاندی کوٹ نام سے ہی زیادہ مشہور ہے ضلع شیخوپورہ کا خوبصورت علاقہ ہے جو کبھی ویران تھا مگر حضرت حافظ عبدالحئی صاحب کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے وہاں کا شور و کلر دور کر کے اسے سبزہ زار بنا دیا ہے۔جس مسجد کی بنا آپ کے والد گرامی حضرت مولوی امام دین رحمہ اللہ نے رکھی تھی وہاں آپ کی مساعی اور جہد مسلسل کی بدولت قرآن و سنت کے سوتے پھوٹتے رہے اور اب بھی پھوٹ رہے ہیں۔اس وقت مولانا عبدالصمد رفیقی حفظہ اللہ اپنے آبائی چمنستان کی آبیاری کر رہے ہیں۔

آپ کی لافانی کرامت:۔(کرامت،۱۴۳) آپ ہر وقت قرآن مجید پڑھتے اور نوافل میں مصروف رہتے تھے میں نے ہر لمحہ آپ کو ذاکر و شاکر پایا۔آپ کا شمار بھی اہل اللہ میں ہوتا ہے۔آپ نے نیک اور عالم اولاد کے لئے دعا کی۔اللہ نے آپ کی دعا کو شرف قبول بخشا اور نیک اور عالم اولاد عطا فرما دی۔آپ کے چار بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں سب بیٹیاں اور تین بیٹے علم دوست ہوئے۔مولانا سلیم،مولانا مسلم،مولانا عبدالسلام،تیسرے بیٹے یعنی مولانا عبدالسلام کیلانی مستند اور ممتاز عالم دین ہیں،آپ حضرت مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید ہیں مدینہ یونیورسٹی سے بھی اکتساب علم و فضل کیا۔اب ماشاء اللہ علامہ کے درجے پر فائز ہیں علماء اکیڈمی بادشاہی مسجد لاہور میں پڑھانے کے بعد آج کل یوگنڈا میں حدیث پڑھا رہے ہیں۔آپ کا شمار وہاں کے کبار علماء میں ہوتا ہے۔

مولانا محمد سلیم حفظہ اللہ ایک نیک دل اور صاف باطن آدمی ہیں۔آپ نے ہمیشہ رزق حلال کمایا۔عموماً کتابت آپ کا فن اور پیشہ تھا ایک روز آپ نے خواب میں دیکھا کہ میں قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ رہا ہوں "رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر" یہ اشارہ تھا کہ اسی طرح رب سے تعلق رکھو وہ سب ضرورتیں پوری کر دے گا ایک مرتبہ آپ کو خواب میں قیامت کا نقشہ دکھایا گیا آپ ذرا پریشان ہوئے تو قرآن مجید

کی یہ آیت کسی نے پڑھی ''مقعد صدق عند ملیك مقتدر'' آج کل آپ نے وار برٹن میں شاندار مسجد اورلڑکیوں کے لئے ممتاز درسگاہ قائم کررکھی ہے۔مسجد اور مدرسہ دونوں بہت بارونق اور کامیاب جارہے ہیں۔ ماشاء اللہ بہت لوگ آبائی تقلید وجمود اور رسومات ترک کرکے توحید وسنت کی جلو میں آرہے ہیں۔مولانا محمد سلیم حفظہ اللہ کی ساری اولاد نیک ،شریف ، عالم ، حافظ ، قاری اور علم دوست ہے۔خصوصاً حافظ عبدالمتین راشداور حافظ عبدالعظیم اسد علم وتقویٰ اور شرافت میں نوجوانوں کے لئے قابل تقلید ہیں۔حافظ عبدالمتین راشداور حافظ عبدالعظیم اسد علم وتقویٰ اورشرافت میں نوجوانوں کے لئے قابل تقلید ہیں حافظ عبدالمتین راشد کی پیدائش پر ان کی والدہ محترمہ نے خواب میں ایک نورانی درخت دیکھا جس کی دو شاخیں ہیں اور وہ آسمان تک پھیلا ہوا ہے مولانا محمد سلیم کی دو بیٹیاں ہیں ایک الریاض میں ہوتی ہیں وہ مولانا عبدالمالک مدیرادارہ دارالسلام کی اہلیہ ہیں ماشاءاللہ آپ کی یہ صاحبزادی حافظ قرآن اور جامعہ جھوک دادو کی سندیافتہ ہیں اور بہت اچھی معلّمہ اور مبلغہ ہیں دوسری سوہدرہ میں بندہ محمد ادریس فاروقی مدیر مسلم پبلی کیشنز سوہدرہ کے نکاح میں آئے۔الحمدللہ موصوفہ والدین کی طرح نیکی اور خدمت دین میں بہت آگے ہیں دونوں نے اپنی اپنی جگہ دینی مدارس قائم کررکھے ہیں،اور دونوں بحسن طریق دین کی خدمت کررہی ہیں اور دونوں کے شوہر اپنی اپنی جگہ اللہ کی توفیق سے اسلام کی خدمت واشاعت میں روز وشب مصروف ہیں اللہ قبول فرمائے۔آمین۔ بیٹے قرآن و سنت کی خدمت اور نشر واشاعت میں مصروف ہیں حافظ عبدالعظیم اسد اور حبیب کبریا پاکستان میں اور باقی تینوں صاحبزادگان یعنی حافظ عبدالمتین راشد حافظ مطیع الرسول اور حافظ منیب کبریا سعودیہ میں اسلام کی خدمت واشاعت میں دن رات مصروف ہیں۔

شاندار کرامت:۔(کرامت،۱۴۴) آپ نے دنیا سے بالکل دل نہ لگایا۔پوری زندگی گزرگئی آپ نے اپنے کچے مکان کو پختہ نہ بنایا علوم قرآن میں وحید العصر تھے۔قرآن کے لغات پر مشتمل بہترین کتاب ''مراۃ القرآن'' لکھی، جوصرف ونحو اور علم وادب کا شاہکار ہے علوم قرآن کے علاوہ آپ اسرار قرآن سے بھی آگاہ تھے۔آپ کا روحانی پایہ بھی اونچا تھا۔اخلاق اور سیرت وکردار میں اپنی مثال آپ تھے خواہ دن عسرت کے ہوں یا یسرت کے کبھی کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا لوگوں کو آپ کی امانت ودیانت پر بے حد یقین تھا،اس گاؤں میں چالیس چالیس مربع زمین کے مالک رہتے تھے وہ بسااوقات آپ کے پاس لاکھوں روپے اور بے پناہ زیورات امانت کے طور پر رکھ دیتے تھے،مگر کیا مجال جوان میں ذرا بھی کمی بیشی ہو۔ یہ معمولی بات نہیں ہے بہت بڑی بات ہے۔آپ کی صاحبزادی نے بتایا ایک مرتبہ آپ لاہور سے کوئی ڈیڑھ کلو سونے کے زیورات بنوا کرلائے اور جن کی امانت تھی انہیں جوں کی توں یہ امانت پہنچادی۔اس سلسلے میں آپ کو کئی میل پیدل بھی چلنا پڑا۔

ایک روز آپ کی بیٹی کی اتنی دولت اور زیورات پر نظر پڑ گئی اس نے حیرت سے پوچھا ابا جی !اتنی دولت؟ آپ نے فرمایا۔یہ دولت ہماری نہیں یہ لوگوں کی گندگی ہے یعنی بیٹی کو ایک طرف یہ بتایا کہ یہ ہماری نہیں ہے اور دوسری طرف یہ بتایا کہ دولت ہرگز پیار کے قابل نہیں ہے اس سے دل لگانا اچھا نہیں۔آپ روکھا سوکھا کھا کرگزارا کرلیتے تھے،لیکن کیا مجال جو امانت کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی دیکھا ہو یا اس کی نگرانی پر کسی سے کچھ معاوضہ طلب کیا ہو،یہی اولیاء کی شان ہے کہ وہ اکل حلال کو فریضۃ اللہ کے بعد سب سے بڑا فریضہ سمجھتے ہیں کیونکہ اکل حلال اور زہد دونوں ولایت کے ابتدائی زینے ہیں باقی اگلے زینے ہیں ان ابتدائی زینوں کے بغیر کوئی شخص ولی نہیں بن سکتا ان کے بغیر ولایت کا حصول ممکن نہیں۔

دریا کی دلدل میں پھنسی گھوڑی نکل آئی:۔(کرامت،۱۴۵) ایک مرتبہ آپ گھوڑی پر سوار دریائے چناب میں سے گزر رہے تھے دریا میں پانی کم تھا تقریباً خشک تھا آپ کے ساتھ اہلیہ محترمہ بھی تھیں ایک جگہ گھوڑی دلدل میں پھنس گئی اور پوری ٹانگوں تک پھنس گئی آپ اتر گئے لیکن بسیار کوشش کے باوجود گھوڑی باہر نہ نکل سکی۔آپ کو قدرے فکر لاحق ہوئی لیکن اللہ پر توکل کرتے ہوئے سورہ یٰسین کی تلاوت شروع کردی دیکھا،گھوڑی یکدم اچھلی اور باہر نکل آئی اور اللہ کی مہربانی سے ساتھ ہی خشک جگہ پر اس کے قدم پڑے اور اس نے چلنا شروع کردیا اللہ تعالیٰ کی اس مہربانی پر دونوں بے حد شکر بجالائے۔

تدفین پر خوشبو پھیل گئی:(کرامت،۱۴۶) آپ کی وفات پر کافی لوگ جمع ہوئے تدفین کے موقع پر قبرستان میں بندہ بھی موجود تھا۔

کھلی فضا، درختوں کا جھرمٹ، ایک درخت کے نیچے آپ کی قبر کی کھدائی ہو رہی تھی اس دوران کچھ لوگ خاموش کھڑے تھے، کچھ باتوں میں مصروف تھے، کہ دفعتاً مہک آنا شروع ہوئی، جہاں میں کھڑا تھا وہاں بھی مہک آئی تا آنکہ سب لوگوں کا مشام جاں معطر ہو گیا۔ لوگ ایک دوسرے سے پوچھنے لگے، کہاں سے مہک آ رہی ہے، میں قبر کی طرف بڑھا اور حضرت حافظ صاحب رحمہ اللہ کی چار پائی پڑی تھی نیچے کھدائی آخری مراحل میں تھی، اب لوگ یہ سمجھ گئے تھے کہ خوشبو یہیں سے آ رہی ہے، اور یہ خوشبو تھی بھی الگ قسم کی، اہل ایمان کیلئے قرآن کی نوید ہے ''یا یتھا النفس المطمئنة، ارجعی الی ربك راضية مرضية، فاد خلي في عبادي، واد خلي جنتي'' مطلب یہ کہ اپنے محبوب بندوں کے لئے رب تعالیٰ جنت کے دروازے کھول دیتا ہے اور انہیں ابرار واخیار کی جماعت میں شامل فرما دیتا ہے۔

بکثرت ذکر الٰہی:۔ (کرامت، ۱۴۷) آپ جوانی میں چھ پارے اور جب آپ کو ذرا فرصت مل گئی اور بڑھاپے کو پہنچ گئے تو روزانہ دس پارے قرآن مجید کی منزل کیا کرتے تھے اور جو پندرہ بیس روزانہ اوراد و وظائف کرتے تھے، وہ اس کے علاوہ تھے یہی شان اولیاء ہے کہ ان کا کوئی لمحہ ذکر الٰہی کے بغیر نہیں گزرتا اور رب ان کی خصوصی مدد فرماتا ہے۔

﴿۲۴﴾ کرامات مولانا حکیم عبدالواحد رحمہ اللہ وار برٹن

آپ کا شمار وار برٹن ضلع شیخوپورہ کے چند گنے چنے لوگوں میں ہوتا ہے، بڑے نیک، پارسا اور خدا ترس انسان تھے۔ آپ حضرت حافظ عبدالحیٔ رحمہ اللہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ پیکر حلم و شرافت حکیم منصور العزیز آپ ہی کے بیٹے ہیں جو اشرف لیبارٹریز کے معاون اور طبیہ کالج فیصل آباد کے پرنسپل ہیں، آپ کے دوسرے دونوں بیٹے محمد اسحاق شاہین اور محمد زبیر گو علم و مذہب میں زیادہ نہ پڑھ سکے لیکن ان کی شہرت اچھی ہے شرافت اور ادب (لٹریچر) میں اچھا پایہ رکھتے ہیں، اول الذکر وفات پا چکے ہیں ان کی بیٹی کی شادی ولی کامل حضرت مولانا محمد عثمان دلاوری رحمہ اللہ (جن کی کرامت آگے آ رہی ہیں) کے حقیقی پوتے سے ہوئی یعنی دونوں کے اجداد کا شمار اولیائے کرام میں ہوتا ہے۔

ہندو برہمن مسلمان ہو گیا:۔ (کرامت، ۱۴۸) ایک برہمن آپ کی خدمت میں آیا تھوڑی دیر آپ کی مجلس میں رہا وہ آپ کی باتوں سے بہت متاثر ہوا۔ آپ کی مجلس میں اسے سکون ملا بالآخر کہنے لگا: حضرت مجھے بھی اپنا ساتھی بناء لیجئے فرمایا: کلمہ پڑھو اور ہمارے ساتھی بن جاؤ چنانچہ اس نے کلمہ شریف پڑھا اور حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔

عجیب واقعہ:۔ (کرامت، ۱۴۹) ایک روز بیٹھے بیٹھے کہنے لگے: اتنے آدمیوں کا کھانا تیار کرو، وہ آ رہے ہیں گھر والوں نے کھانا تیار کیا۔ اتنے میں وہ مہمان آ گئے، کھانا کھایا، چند منٹ آپ کی مجلس میں بیٹھے اور چلے گئے، گھر والے کہتے ہیں، ہمیں پتہ نہیں چلا کہ وہ کون مہمان تھے۔ اور کیا کرنے آئے تھے۔ وہ لوگ ہمارے علاقے کے نہیں تھے۔ کہیں ادھر ادھر کے تھے اور ان کے آنے کا مقصد نہ ہم نے پوچھا۔ اور نہ مولوی صاحب نے گھر والوں کو بتایا یا بتانا مناسب نہ سمجھا ہو گا۔

﴿۲۵﴾ کرامات مولانا محمد ادریس کیلانی رحمہ اللہ

آپ کا شمار بھی باعمل علماء میں ہوتا ہے، آپ کی دو کرامات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

دعا کی طاقت پرواز:۔ (کرامت، ۱۵۰) آپ ہمیشہ اولاد کیلئے نیکی اور ہدایت کی دعا طلب کرتے رہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد کو خدمت دین کی توفیق بخشی انہوں نے کیلیانوالے میں ایک شاندار جامعہ تعمیر کیا۔ قریب ہی قادر آباد روڈ کیلیانوالہ سٹاف پر خوبصورت مسجد بنوائی۔ اور ''حدیث پبلی کیشنز'' کے نام ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا جو شب و روز حدیث نبوی کے اشاعت میں مصروف ہے۔ موصوف کی بیٹی نے گوجرانوالہ کے قریب کھیالی میں ایک دینی مدرسہ قائم کر رکھا ہے جہاں لڑکیوں کو قرآن و حدیث کی تعلیم دی جاتی ہے یوں حضرت مولانا کیلانی مرحوم کی دعا حرب بحرف پوری ہوئی غرض آپ کی ساری اولاد خدمت دین اور اشاعت اسلام میں مصروف ہے۔

آپ کی ایک اور کرامت :۔ (کرامت،۱۵۱) آپ عالم تھے، البتہ حافظ نہیں تھے، عمر مبارک کوئی ساٹھ ستر کے درمیان ہوگی کہ دل میں خواہش پیدا ہوئی کیوں نہ کتاب اللہ کو حفظ کیا جائے؟ آپ نے اللہ کی بارگاہ میں حفظ قرآن کی دعا کی اور بلا استاد قرآن مجید حفظ کرنا شروع کر دیا۔ یعنی دعا کے ساتھ کوشش بھی شروع کر دی اور ڈیڑھ برس کے قلیل عرصہ میں قرآن مجید حفظ کر کے دوسرے سن رسیدہ لوگوں کیلئے حفظ قرآن مجید کا شاندار نمونہ پیش فرما دیا۔ علاوہ ازیں اسے مصلے پر سنانا بھی شروع کر دیا۔ ماشاءاللہ بہت اچھا قرآن ضبط تھا۔

آپ کی اہلیہ محترمہ بھی قرآن کی حافظہ تھی۔ اور دیہاتی طریقے کے مطابق گھر میں ہی گاؤں کی بچیوں کو قرآن مجید کی تعلیم دیتی تھیں۔ ذرا غور تو کیجئے! قوم نے مولانا کے علاوہ ان کی اہلیہ اور ان کے بچوں سے کتنا فائدہ اٹھایا؟ اور اب تک اٹھا رہی ہے یہ ایک چشمہ فیض ہے جس سے قوم برابر استفادہ کر رہی ہے اور اللہ ہی کو معلوم یہ سلسلہ کب تک رہے، آپ کے چاروں بیٹے محمد اقبال کیلانی، محمد ریاض کیلانی، خالد کیلانی، ہارون الرشید کیلانی اپنے والد گرامی کے مشن کو اپنی طاقت کے مطابق جاری رکھے ہوئے ہیں، حدیث پبلی کیشنز کے نام سے ان کا ادارہ بڑی اچھی کتابیں شائع کر رہا ہے۔ آپ کی مطبوعہ کتب ملک اور بیرون ملک سے خراج تحسین حاصل کر رہی ہیں۔

﴿۲۶﴾ کرامات مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ لاہور

سنت کی برکت اور آپکی کرامت :۔ (کرامت،۱۵۲) مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ پہلے فوج میں ملازم رہے، خاندانی اثر کی وجہ سے مزاج میں دین اور مذہب کا غلبہ تھا، جس کے نتیجے میں آپ نے داڑھی رکھ لی، قانون شریعت کی نگاہ میں داڑھی کو وجوب کا درجہ حاصل ہے مگر انگریزی قانون کو ناگوار گزری۔ حکام نے کہا: داڑھی رکھیں یا نوکری رکھیں کوئی ایک چیز رکھ لیں۔ فیصلہ کر لیں کیا رکھنا ہے۔ کہا: فیصلہ کر لیا۔ نوکری چھوڑ دوں گا مگر سنت رسول ﷺ نہیں چھوڑوں گا۔ رب نے کہا: جو میرے محبوب کی لاج رکھتا ہے میں اس کی لاج رکھتا ہوں۔ چنانچہ رب تعالیٰ نے آپ کو وہ مقام دیا کہ بایدو شاید یعنی حکومت کی نوکری چھوڑ کر اپنی نوکری دے دی سچ کہا قرآن نے 'عسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم' یعنی بسا اوقات آدمی کسی چیز کو اچھا نہیں سمجھتا اور وہ حقیقت میں اچھی ہوتی ہے اللہ کرے کہ ہماری بھی آنکھیں کھل جائیں اور کم از کم داڑھی منڈانا چھوڑ دیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہاتھ تھاما :۔ (کرامت،۱۵۳) نوکری چھوڑنا کوئی معمولی بات نہیں۔ معاش کی بنیادیں ہل جاتی ہیں گھر کا نظام تلپٹ ہو کر رہ جاتا ہے مگر آپ مطلق پریشان نہیں ہوئے، آپ نے کاروبار شروع کیا۔ اللہ نے برکت عطا فرمائی اور ساتھ ساتھ خاندانی فن یعنی کتابت سیکھی۔ اور بہت جلد سیکھ لی دنیا پیسے کے پیچھے بھاگتی ہے مگر پیسہ آپ کے پیچھے بھاگتا تھا اور کمال یہ کہ اللہ نے اگر کتابت کا کام دیا تو وہ بھی قرآن کا۔ ہم خرما و ہم ثواب "ان اللہ لایضیع اجرا المحسنین" کی جلوہ فرمائیاں اسی کارگہ آب وگل میں شروع ہو گئیں اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ذہن رسا کے ساتھ طبع سبک خرام بھی ودیعت فرما دی۔ آپ کے سامنے ارتقاء کا کوئی زینہ دور نہ تھا اور علم و فضل آپ کو دیا ہی نہیں بلکہ آپ میں انڈیلا باوجود درس نظامی نہ پڑھنے کے آپ کی تحریر و تقریر اور تصنیفات کو دیکھ کر بڑے بڑے علماء ورطہ حیرت میں گم ہو گئے۔ مزاج سادہ، مرنجاں مرنج، ملنسار، چہرے پر بشاشت، طبع میں جودت، ہمہ وقت استحضار اور آمد کی کیفیت، زبان میں طلاقت، قلم میں روانی، دریا کو کوزے میں بند اور کوزے کو دریا میں بنا دینے پر قدرت، طبیعت پر بہار، ہر ایک سے پیار، غرض کیا کہیں۔ اللہ تعالیٰ نے موصوف کا ہاتھ ہی نہیں تھاما یمین و یسار عطا و بخشش کے چھینٹوں کا یوں فیاضانہ ترشح کیا کہ فیض ازل کے انعامات و احسانات آپ پر نازل ہوتے ہوئے نظر آئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

انعامات کی بارش :۔ (کرامت،۱۵۴) رب نے آپ کو اسقام و آلام سے محفوظ رکھا ورنہ فی زمانہ کوئی گھر ان آفات سے محفوظ نہیں۔ جو اسقام سے محفوظ ہے وہ آلام میں گرفتار ہے اور جو آلام سے محفوظ ہے وہ اسقام میں گھرا ہوا ہے، آپ تادم آخر صحت مند رہے۔ اور بڑھاپے میں بھی جوان تھے آپ کو اللہ نے دین بھی دیا اور دنیا بھی۔ آپ کو اولاد دی تو اس میں بھی شان عدل کارفرما رہی یعنی چار بیٹے اور چار بیٹیاں اور دونوں ہی (بیٹے بیٹیاں) دونوں علوم سے آراستہ اور تقریباً سبھی حافظ قرآن۔ آگے ان کی اولاد بھی حافظ قرآن، آپ کی اہلیہ محترمہ بھی حافظ قرآن تھیں۔ ایک اندازے

کے مطابق آپ کے خاندان یعنی فروغ میں کوئی ۵۰ حفاظ قرآن ہوں گے اور آپ کے سب بیٹے اچھی پوسٹ پر ہیں کوئی ڈاکٹر ہے تو کوئی انجینئر، کوئی پروفیسر ہے تو کوئی اسکالر، اتنی لائق، بلند اخلاق، دین کی خادم اولاد کم ہی کسی کی ہوگی ''ایدھم اللہ تعالیٰ''۔

آپ کی ایک اور کرامات:۔ (کرامت، ۱۵۵) آپ کو اولا دو احفاد سے محبت تھی۔ حلال کمائی سے پیار تھا عالی شان رہائش گاہ محبوب تھی مگر ان سب سے بڑھ کر آپ کو اللہ اور اس کے رسول سے پیار تھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ارشاد قرآنی ''اشد حبا للہ'' کی تابندہ تفسیر اور حدیث نبوی ''لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ'' کی زندہ تصویر تھے۔

آپ کو اللہ سے محبت تھی اللہ کی کتاب سے محبت، اللہ کے رسول سے محبت اور اللہ کے گھر سے لگاؤ تھا۔ اتنا لگاؤ اتنا پیار اور اتنی شیفتگی کہ بالآخر فرش مسجد کی زمین بوسی کرتے ہوئے اللہ کے گھر ہی میں اللہ سے جاملے۔ حالت نماز کی کیفیت سجدے کی، زبان تسبیحات خداوندی کی زمزمہ سنجی کرتے ہوئے، اہل اسلام سے ''فاشھدوا لہ بالایمان'' کا تمغہ شہادت لیتے ہوئے ''فاد خلی فی عبادی ٥ واد خلی جنتی'' کی نوید سنانے والے ملائکہ کے جھرمٹ میں آپ کی روح مطمئنہ فردوس بریں میں پہنچ گئی ''اعلی اللہ مقامہ، آمین یارب العالمین''۔

اس دور میں اپنی خاندانی مسند علم کی وارث اور اہل، کم ہی کسی ذی علم کی اولاد ہوگی اور جس کی اولاد ایسی نکل آئے اسے اللہ کا شکر یہ بجالانا چاہیے اس کائنات ہست و بود میں بڑی نعمتیں یہی ہیں دین و دنیا کی عظمت، لائق اولاد، معاشرہ میں عزت اور اچھی شہرت، حضرت مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ ان خوش نصیب لوگوں میں سے ہیں جنہیں یہ تمام نعمتیں حاصل تھیں۔

آپ کی تابندہ و درخشندہ کرامات:۔ (کرامت، ۱۵۶) آپ نے بہترین کتب تصنیف فرمائیں۔ جن کی تعداد بیس کے لگ بھگ ہوگی آپ کی سب کتب عمدہ اور لائق تعریف ہیں لیکن ''مترادفات القرآن'' آپ کی شاہکار تصنیف ہے جو اپنے عہد کی منفرد کتاب ہے۔ میرے خیال میں ماضی قریب میں برصغیر میں ''مترادفات قرآن'' ایسے حیرت زدہ اور معلومات افزاء موضوع پر کسی نے قلم نہیں اٹھایا۔

آپ نے لائق ترین اولاد چھوڑی۔ آپ کی اولاد (زکور واناث) کا ہر فرد اپنی اپنی جگہ پر ایک مستقل ادارہ ہے اور ان سب میں اپنے گرامی والدین کی پوری جھلک پائی جاتی ہے۔ ''اللھم زد فزد''۔

آپ کا جامعہ اور قائم کردہ مسجد، آپ کا صدقہ جاریہ ہے جامعۃ البنات تدریس القرآن وسن پورہ لاہور میں بہترین تعلیم وتربیت کا انتظام ہے اور بڑی کامیابی سے رواں دواں ہے مسجد اگرچہ چھوٹی ہے مگر اہمیت کے لحاظ سے بڑی ہے۔ وہ شرک و بدعت کے سیاہ نوکیلے پتھروں میں چشمہ توحید وسنت کا کام دے رہی ہے یہ سب آپ کی کرامات ہیں اگر آپ ملازمت میں رہتے تو یہ محیر العقول کارنامے کیسے ممکن تھے؟ ''وذالك فضل الله يو تيه من يشاء''۔

﴿۲۷﴾ کرامات مولوی کمال دین صاحب رحمہ اللہ

آپ ایک غیر معروف، خاموش، مخلص، سادہ اور اپنے علاقہ میں ہر دلعزیز بزرگ تھے۔ زہد کا غلبہ تھا، اکل حلال اور صدق مقال کے عادی تھے۔ دعا میں بلا کی تاثیر تھی، شاید وہ اکل حلال اور صدق مقال کی وجہ سے تھی یوں لگتا تھا جیسے رب کو منا رہے ہوں آپ کے بارے میں مشہور ہے آپ جو دعا کرتے تھے پوری ہو جاتی تھی۔

اللہ نے خاتون کو بیٹا دیا:۔ (کرامت، ۱۵۷) مولوی اسماعیل فیروز پوری چک 139/9L بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ ایک خاتون آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس کے ہاں اولاد نہیں ہوئی تھی بہت علاج کروایا اور روحانی علاج کیلئے بڑے بڑے ماہرین کے پاس گئی مگر مطلق فائدہ نہ ہوا اسے آپ کے بارے میں بتایا گیا چنانچہ وہ آپ سے دعا کروانے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ نے اپنے خاص انداز سے اس کے لئے دعا کی اور انداز یوں تھا کہ جیسے کوئی اپنے دوست کی منت زاری کر کے اسے اپنی عرض داشت منوا رہا ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دعا کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے اس خاتون کو بیٹا عطا فرما دیا۔

قحط سالی دور ہوگئی:۔ (کرامت،۱۵۷) گوہڑ (پتوکی) میں بارش نہ ہونے سے قحط سالی کا سماں ہوگیا لوگوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر بارش کے لئے دعا کی درخواست کی آپ نے نہایت زاری سے دعا کی تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ بادل کا ٹکڑا آیا اور وہ پھیلتا گیا تا آنکہ دیکھتے دیکھتے پورے علاقے پر پھیل گیا اور بارش برسنے لگی اور اتنی برسی کہ سب کی سب ضروریات پوری ہوگئیں۔

بھینس نے آپ کی بات مان لی:۔ (کرامت،۱۵۸) مولوی حبیب اللہ جیتی والا (Jatiwala) نزد کنگن پور نے یہ واقعہ سنایا کہ ایک روز حضرت مولوی کمال دین صاحب ہمارے گاؤں جیتی والا میں تشریف لائے دیکھا کہ ایک آدمی اپنی بھینس کو مار رہا تھا۔ آپ نے کہا بیچارا بے زبان جانور ہے اسے کیوں مار رہے ہو؟ اس نے کہا: میں اسے کیوں نہ ماروں چارا پورا کھاتی ہے مگر جب دودھ دینے کی باری آتی ہے تو ٹانگیں مارتی ہے اور قریب نہیں آنے دیتی۔ آدمی کا جواب معقول تھا آپ نے بھینس کے قریب ہوکر اس کے کان میں کہا ''کیوں مار کھاتی ہو، دودھ دے دیا کرو'' آدمی سے کہا ذرا صبر کرو جلد بازی نہ کرو جاؤ برتن لے آؤ تھوڑی دیر کے بعد وہ برتن لے آیا نیچے بیٹھا اور بھینس کے تھنوں کو ہاتھ میں لے کر دبایا تو اس نے دودھ دینا شروع کردیا۔

دریا کا رخ بدل گیا:۔ (کرامت،۱۵۹) مولوی حبیب اللہ آف جیتی والا کا بیان ہے ایک مرتبہ کی بات ہے کہ دریائے ستلج نے جیتی والا اور کنگن پور کی طرف رخ کرلیا جس سے لوگوں کو بہت تشویش ہوئی کہ کیا کیا جائے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ اللہ کے حکم سے آیا ہے وہی اس کو لے جائے گا کسی اہل اللہ سے دعا کروانی چاہیے چنانچہ لوگ حضرت مولوی کمال دین صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست کی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے لجاجت والحاح کے ساتھ دعا کی ''اے اللہ! یہ کام لوگوں کیلئے بہت مشکل ہے مگر آپ کیلئے کوئی مشکل نہیں اپنی مہربانی سے دریائے ستلج کا رخ اس علاقے سے موڑ دیجئے۔ آپ کی دعا قبول ہوئی اور اگلے روز سے دریا نے اپنا رخ کنگن پور سے موڑ کر دوسری طرف کردیا جس سے لوگوں کو انتہائی خوشی ہوئی۔

آپ کا روحانی کمال:۔ (کرامت،۱۶۰) تقسیم ملک کے وقت سکھوں نے ادھم مچا رکھا تھا بکھرے ہوئے سکھ جس مسلمان کو دیکھتے تہ تیغ کردیتے۔ اس طرح انہوں نے حد درجہ مظالم ڈھائے اور آپ کے علاقہ میں ان گنت مسلمانوں کو شہید کردیا ایک عالم کو چر کے دے دے کر شہید کردیا مگر مولوی کمال دین رحمہ اللہ کا کمال یہ تھا کہ آپ جس شخص کے گرد دائرہ لگا دیتے سکھ ادھر نہ آتا اور اس طرح وہ شخص ان کے حملے سے بچ جاتا اس طرح بہت سے لوگ سکھوں کے حملے سے بچ گئے۔

دعا کا حیرت انگیز اثر:۔ (کرامت،۱۶۱) مولانا اسماعیل فیروز پوری رحمہ اللہ کا بیان ہے ایک مرتبہ آپ گوجرے تشریف لے گئے ایک لڑکی آپ کے سامنے لائی گئی مرض کی وجہ سے اس کے سر کے بال اڑ چکے تھے، آپ نے اس لڑکی سے پابندی سے نماز ادا کرنے کا وعدہ لیا اس نے پابندی سے نماز ادا کرنے کا وعدہ کرلیا، آپ نے دعا بھی کی، اسے دم بھی کیا اور پانی بھی دم کر کے دیا اور پرہیز بھی بتلایا چنانچہ اللہ کی مہربانی سے وہ لڑکی ٹھیک ہوگئی پھر اس نے سستی سے نماز ترک کردی، چنانچہ دوبارہ اس کے بال گرنا شروع ہوگئے اور وہ پھر اسی طرح ہوگئی جس طرح پہلے تھی بعد ازاں ٹھیک نہ ہوئی، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ یا اللہ والوں سے جو وعدہ کیا جائے اسے ضرور پورا کیا جائے اور جس قدر ممکن ہو جلد پورا کیا جائے۔ بصورت دیگر نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔

﴿۲۸﴾ کرامات مولانا عبدالحق آف ماڑی مصطفیٰ رحمہ اللہ (بھارت)

زہے مقدر:۔ (کرامت،۱۶۱) آپ نہایت مخلص بہت بلند اخلاق، بے حد پارسا اور اونچے پائے کے عالم دین تھے جامعہ رحمانیہ دہلی کے فارغ التحصیل تھے۔ بہت متوکل علی اللہ اور عابد و زاہد تھے دوران ذکر بات چیت نہیں کرتے تھے اور آپ نے گھر والوں کو بھی اس وقت گفتگو کرنے سے روکا ہوا تھا۔ قاری محمد عزیز صاحب خطیب جامعہ مسجد اقصیٰ گلشن راوی لاہور اور محمد صدیق شاہد ایم اے ہیڈ ماسٹر اور فاروق احمد انہی کے فرزند ہیں۔ مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کی اہلیہ محترمہ جنت بی بی بھی اللہ والی خاتون تھیں بڑی عابدہ، زاہدہ، ذاکرہ و شاکرہ تھیں۔ حال ہی میں

نوے برس کی عمر پا کر عالم جاودانی کو سدھار گئیں۔شریعت کی بے حد پابند تھیں۔قرآن اور نوافل عام پڑھتی رہتی تھیں آپ کی وفات پر پورا کمرہ خوشبو سے مہک اٹھا اماں جی جنت بی بی مرحومہ عالمہ باعمل، صاحب تقویٰ وورع، حضرت مولانا محمدی یحیٰی میر محمد کی رضاعی ماں تھیں تقسیم کے وقت سکھوں نے آپ کے شوہر عبدالحق رحمہ اللہ اور آپ کے دو بیٹوں محمد یونس اور محمد کو بے دردی سے شہید کر دیا مگر مرحومہ نے بڑے حوصلے اور صبر وسکون سے ان جانکاہ صدمات کو برداشت کیا یہ ہیں وہ خاندان جنہوں نے ملک کی خاطر لازوال قربانیاں دیں۔اور یہ ہیں وہ لوگ جو وطن عزیز کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ کر سکتے ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے تقسیم کے وقت نہ کوئی صدمہ برداشت کیا نہ کوئی جانی و مالی قربانی دی انہیں پاکستان کی صحیح قیمت کا کیونکر اندازہ ہوسکتا ہے؟

دعا سے دن پھر گئے:۔(کرامت،۱۶۲) مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کا شمار اہل اللہ میں ہوتا ہے آپ کے تلامذہ میں مولوی حبیب اللہ جیتی والا نزد کنگن پور معروف عالم تھے۔مولوی صاحب موصوف آپ کے نہایت عقیدت گزار تھے۔یہ ایک بار آپ کے صاحبزادگان مولانا قاری محمد عزیر اور جناب محمد صدیق شاہد ایم اے سے ملنے آئے اور ملاقات کر کے خوش ہوئے اور باتوں باتوں میں بتانے لگے میں بڑا غریب اور مفلس تھا، تنگدستی نے پریشان کر رکھا تھا، ایک بار میں نے استاد محترم حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ سے درخواست کی۔حضرت! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میری کشائش کی دعا کریں کہ میرے دن پھر جائیں چنانچہ حضرت مولانا رحمہ اللہ نے میری فراخی رزق کی دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو ایسا شرف قبول بخشا کہ بہت جلد یعنی اگلے ہی روز میری مالی حالت میں خوشگوار تبدیلی آ گئی۔

ہوا یوں کہ گاؤں کے نمبردار کا بیٹا شدید بیمار ہو گیا۔میں جسمانی روحانی تھوڑا بہت علاج کر لیتا تھا نمبردار میرے پاس آیا اور کہا مولوی صاحب! آپ لوگوں کا علاج کرتے ہیں براہ کرم میرے بیٹے کا علاج کریں آپ کو منہ مانگا انعام دوں گا چونکہ وہ بہت مالدار تھا، اس لئے میں نے ۱۰۰ بورے گندم اور ایک بھینس کا مطالبہ کیا اس نے وعدہ کر لیا میں نے اللہ کے سہارے پر اس مریض لڑکے کو پانی سے نہلا دیا اللہ کی قدرت وہ شفایاب ہو گیا، اس نے خوش ہو کر مجھے ۱۰۰ روپیہ دیا اور باقی چیزیں جلد ادا کرنے کا وعدہ کیا، میں نے خوشی خوشی اس بات کا حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ سے ذکر کیا، آپ نے فرمایا: اس نے اپنے آپ جو ۱۰۰ روپیہ دیا ہے وہی کافی ہے باقی چیزیں چھوڑ دو اللہ آپ کو برکت دے گا ان دنوں سو روپیہ بھی بہت خطیر رقم ہوتی تھی، میں نے استاد محترم کی بات مان لی اور اس ۱۰۰ روپے سے ضروریات بھی پوری کیں اور کاروبار بھی شروع کر دیا اللہ نے مجھے وہ برکت عطا فرمائی کہ گھر میں ہر چیز کی ریل پیل ہو گئی اور کسی چیز کی کوئی کمی نہ رہی۔

نورانی خواب، بابرکت تعبیر:۔(کرامت،۱۶۳) حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کی بیٹی فاطمہ (بورے والا) کا بیان ہے کہ ایک روز والد صاحب نے خواب دیکھا کہ وہ حضور اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین (حضرت ابوبکر، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں۔تقسیم ملک کے موقع پر سکھوں نے آپ کے گاؤں کے مردوں کو دھوکے سے اکٹھا کر لیا انہوں نے عورتوں کو کچھ نہ کہا مردوں کو مشروب پیش کیا انہوں نے اسے مشکوک جانا اور پینے سے انکار کر دیا سکھوں نے نہتے مسلمانوں پر زوردار حملہ کر دیا اور پورے گاؤں کے سینکڑوں مردوں کو بیدردی سے شہید کر دیا۔آپ کے ساتھ آپ کے دو جوان بیٹے بھی شہید ہو گئے، گاؤں بھارت کے ضلع فیروز پور میں تھا اس کا نام ماڑی مصطفیٰ (تحصیل موگا) تھا۔" اعلی الله مقامهم فی الجنة الفردوس "۔

﴿۲۹﴾ کرامات حضرت حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ

آپ پر اللہ تعالیٰ کا خاص لطف وکرم تھا آپ کو علمی لحاظ سے ایک سند مانا جاتا تھا، آپ کے فتاویٰ بڑے معتبر سمجھے جاتے تھے، آپ کا بیان عین قرآن وحدیث کے بیان پر مشتمل ہوتا تھا، آپ میں تکلف وتصنع نام کی کوئی چیز نہ تھی، آپ کے ملک اور بیرون ملک ہزاروں شاگرد ہیں، الحمد للہ! بندہ کو بھی آپکے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنے کا شرف حاصل ہے۔بندہ نے صحیح بخاری اور تفسیر القرآن آپ سے

پڑھی اور اس کی حلاوت آج تک محسوس ہو رہی ہے۔

آپ کا پایہ:۔ (کرامت،۱۶۴) آپ کا علمی پایہ بہت اونچا تھا، یگانہ روزگار عالم تھے۔اپنے معاصرین پر برتری رکھتے تھے، حافظہ بہت قوی تھا روحانیت میں ایک مقام رکھتے تھے۔قرآن وحدیث کے حافظ تھے عربی فارسی پر یکساں قدرت رکھتے تھے۔گوجرانوالہ کے قریب موضع گوندلانوالہ کو آپ کی وجہ سے شہرت حاصل ہوئی اور اس گاؤں سے تعلق رکھنے والے علماء نے اپنے ساتھ گوندلوی کا لاحقہ استعمال کر کے گوندلانوالہ سے عقیدت محبت کا اظہار بھی کیا ہے۔گوندلوی، عبدالاحد گوندلوی وغیرہم، اور اتفاق ایسا کہ سمجھا جاتا رہا ہے یہ حضرت گوندلوی کا فیضان تھا کہ جس نے اپنے شاگردوں کو نابغۂ روزگار بنا دیا۔

آپ کا روحانی جلال:۔ (کرامت،۱۶۵) آپ بہت بڑے عالم ہونے کے ساتھ ساتھ تہجد گزار، شب زندہ دار، بڑے ذاکر و شاکر اور متوکل علی اللہ تھے۔آپ کی عبادت کا نور آپ کے پیکر سے صاف نظر آتا تھا۔آپ کا چہرہ انوار الٰہی کی تابانیوں سے روشن رہتا تھا باوجود شیریں مقال اور فرخندہ رو ہونے کے کوئی آپ کے جلال کی تاب نہ لا سکتا تھا میں نے بڑے بڑے لوگوں کو آپ کے سامنے دم بخود دیکھا۔

ایک مرتبہ آپ طلبہ کو درس حدیث دے رہے تھے کہ ایک وزیر جو آپ کی ملاقات کی خواہش رکھتا تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے دوران درس ادھر دیکھا تک نہیں اور نہ ہی وہ گفتگو کر سکا حالانکہ اسے جلدی تھی ہاں، جب درس حدیث سے فارغ ہوئے پھر اس سے ہمکلام ہوئے۔

کلمہ طیبہ کے ورد کی خوشبو:۔ (کرامت،۱۶۶) مولوی عطاء اللہ صاحب ونجووالی کا بیان ہے کہ میرے گھر کوئی بیرونی اثر ہو گیا اور اس کے ساتھ دوسری آزمائش یہ آئی کہ مقدمہ بازی شروع ہوگئی، جس سے میری پریشانی دو چند ہوگئی، اس سلسلے میں جگہ جگہ پھرا بہت سے روحانی بزرگوں سے ملا مگر میں نے اکثر لوگوں کو جادوگر یا دوکاندار پایا، آپ کا بیان ہے اس سلسلے میں میں نے دو بزرگ ہستیوں کو کامل پایا ایک حضرت حافظ محمد گوندلوی اور دوسرے حضرت حافظ محمد یوسف سوہدروی رحمہما اللہ۔مولوی صاحب کہتے ہیں میں نے ان دونوں کو جانچ پرکھ کر دیکھا انہیں روحانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز پایا ان پر اللہ کا خاص فضل وکرم تھا۔

مولوی عطاء اللہ صاحب کہتے ہیں میں جب مقدمات میں الجھ گیا تو حضرت حافظ محمد یوسف صاحب سوہدروی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے اللہ تعالیٰ پر یقین کامل کرنے کی تلقین کی اور ساتھ یہ وظیفہ بتایا۔''حسبنا الله ونعم الوكيل نعم المولى ونعم النصير''۔

اور فرمایا اسے کامل یقین واعتماد کے ساتھ بکثرت پڑھو۔مولوی عطاء اللہ صاحب کہتے ہیں: میں نے اس وظیفے کو ورد زبان رکھا اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے بہت جلد مقدمہ بازی سے میری جان چھوٹ گئی اور ہر طرح سے بری ہو گیا''فلله الحمد''۔

ذکر نفی اثبات، پریشانی سے چھٹکارہ:۔ (کرامت،۱۶۷) گھر کی تکلیف کیلئے حضرت گوندلوی صاحب کی خدمت میں حاضری دی آپ نے فرمایا رات کو کہیں گوشہ میں بیٹھ کر کلمہ شریف ''لا الہ الا اللہ'' کا کثرت سے ورد کرو۔میں نے یہ ذکر شروع کر دیا مگر عجیب بات کہ میرے آس پاس بدبو پھیلنا شروع ہوگئی، جس سے میں بہت حیران و پریشان ہوا اور مجھے خطرہ لاحق ہو گیا کہیں لوگوں کو مجھ سے بدبو نہ آنے لگے۔کیونکہ مجھے خود اپنے آپ سے تھوڑی بو آنے لگی، میں نے حضرت گوندلوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ ماجرا کہہ سنایا فرمانے لگے: ''لا الہ الا اللہ'' کا اتنا ورد کرو کہ بدبو کی جگہ خوشبو پھیل جائے۔ایک وقت آئے گا کہ شیطانی اثرات دور ہو کر خوشبو پھیل جائے گی مولوی صاحب موصوف کہتے ہیں: میں نے آپ کی ہدایت کے مطابق پھر کلمہ شریف کا اس کثرت اور جمعیت خاطر سے ورد کیا کہ واقعی بدبو کی جگہ خوشبو پھیلنا شروع ہوگئی تا آنکہ کلمہ طیبہ کے ورد سے در و دیوار مہک اٹھے اور ساتھ ہی اللہ کی رحمت سے گھریلو پریشانی میں بھی تخفیف ہوگئی۔

﴿۳۰﴾ کرامات مولانا ابوالبرکات احمد مدارسی رحمہ اللہ

آپکا تعلق مدراس (بھارت) سے تھا۔آپ اوڈانوالہ سے فارغ ہوئے بڑے راسخ فی العلم اور راسخ فی العقیدہ تھے۔صاف ظاہر اور باطن

تھے،مشکل ترین اسباق کو آسان ترین پیرائے میں پڑھانے کا ملکہ رکھتے تھے، جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ کے ناظم اور شیخ الحدیث تھے۔آپ کا فتاویٰ چلتا تھا،آپ کا فتاویٰ کتابی صورت میں مل جاتا ہے،آپ حضرت حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ کے بلند پایہ شاگرد تھے۔آپ کو باوجود اتنے عالی مراتب ملنے کے حضرت گوندلوی رحمہ اللہ کی شاگردی پر فخر تھا اور شیخ الحدیث ہونے کے باوجود شاگردوں کی طرح آپ کا احترام کرتے تھے۔

جامعہ اسلامیہ کو چار چاند لگا دیئے:۔(کرامت،۱۶۸) آپ کی پہلی کرامت یہ تھی کہ آپ نے جامعہ اسلامیہ کی باگ دوڑ سنبھالنے کے بعد نظم وضبط اور تعلیمی اعتبار سے اس کو چار چاند لگا دیئے۔جامعہ اسلامیہ کی جگہ کوئی الگ اور خاص نہ تھی پرانی سی مسجد اور اس کے ملحق دو تین اسی طرح کے کمرے اور لوگوں کے گھروں سے کھانا آتا تھا مگر ڈسپلن اور تعلیمی معیار نہایت امید افزا تھا اور وہ سب اللہ کی رحمت سے آپ کی وجہ سے تھا آپ جامعہ کو اپنے گھر کی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر محبوب جانتے تھے،آپ تعطیل کے بعد بھی دن رات میں کئی کئی بار جامعہ کا چکر لگاتے تھے،حالانکہ آپ کا گھر جامعہ سے کافی دور تھا،آپ نے جامعہ میں آنے کا کوئی خاص وقت نہیں رکھا تھا آپ جب چاہتے تھے آجاتے تھے۔

ہر دل عزیزی:۔(کرامت): آپ ہر دلعزیز عالم تھے۔اساتذہ،طلبہ،دیگر علماء سب آپ کو بنگاہ قدر دیکھتے تھے،آپ کی خدمت میں حاضری دینا آپ کے پاس بیٹھنا اپنے لیے باعث فخر سمجھتے تھے،اسی طرح انتظامیہ،اہل محلّہ،نمازیان مسجد سب آپ کو احترام وعقیدت کی نگاہ سے دیکھتے تھے ورنہ انتظامیہ اور نمازی دونوں بیک وقت کسی عالم پر خوش ہوں؟اتنی آسان بات نہیں۔لیکن آپ پر سب خوش تھے۔

آپ نے گھڑی سازی کا کام بھی سیکھا ہوا تھا تا کہ قوم پر بوجھ نہ بنیں اور خودداری پر بھی آنچ نہ آئے۔یعنی آپ ایک طرف شیخ الحدیث تھے دوسری طرف گھڑی ساز،میں نے خود آپ کو بازار میں گھڑی سازی کی دکان پر کام کرتے دیکھا۔سیرت وکردار کی پختگی،خودداری،اخلاص علم میں رسوخ،احساس ذمہ داری اور وقت کی پابندی کی بدولت اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاصرین پر برتری عطا فرما رکھی تھی۔ہمارے علماء کو بھی اپنے اندر یہ خوبیاں پیدا کرنی چاہئیں۔تا کہ ان کا احترام دلوں میں پیدا ہو۔

بارش رک جاتی:۔(کرامت،۱۶۹) آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ جامعہ آتے وقت یا جامعہ سے گھر جاتے وقت اگر کبھی بارش ہو رہی ہوتی تو آپ وقت کا احساس کرتے ہوئے بارش ہی میں نکل جاتے۔لوگ اور طلبہ رکنے کا کہتے مگر آپ اسی طرح یہ کہتے ہوئے نکل پڑتے کہ اللہ مہربانی کرے گا۔عموماً تھوڑی دیر کے لئے بارش رک جاتی اور اگر وہ برستی رہتی تو آپ کے کپڑے نہ بھیگتے۔دراصل بات وہی ہے جو حدیث میں آتی ہے "من كان لله كان الله له "کہ جو اللہ کے ہو جاتے ہیں اللہ ان کا ہو جاتا ہے اللہ ہمیں بھی ایسا کردے۔آمین۔

﴿۳۱﴾ کرامات حضرت مولانا محمد عثمان دلاوری رحمہ اللہ

آپ کا تعلق دلاور ضلع گوجرانوالہ سے ہے۔اہل اللہ میں سے تھے۔بڑے صابر وقانع،ذاکر وشاکر اور شب زندہ دار تھے۔آج کل دلاور میں آپ کے صاحبزادہ مولانا محمد ابراہیم خلیل دلاوری علمی وروحانی فیض بانٹ رہے ہیں اور باوجود ضعف اور مرض کے بساط بھر اپنے اسلاف کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں مولانا محمد ابراہیم خلیل بندہ کے حقیقی پھوپھا ہیں۔

قبولیت دعا اور آپکی کرامات:۔(کرامت،۱۷۰) قبولیت دعا کیلئے ایمان وتقویٰ بنیادی شرائط ہیں۔ایمان میں پہلا درجہ توحید وتوکل اور اصلاح عقائد کا ہے تقویٰ میں بنیادی باتیں شرک وبدعت سے اجتناب اور چار چیزوں میں کمال حاصل کرنا ہے یعنی اکل حلال،صدق مقال،زہد اور حیاء اولیائے کرام ان اوصاف میں کامل ہوتے ہیں،اسی کمال کی وجہ سے انہیں اللہ تعالیٰ کا عرفان اور قرب حاصل ہوتا ہے اور وہ رب کے مقبول اور مستجاب الدعوات بن جاتے ہیں،یہی حال مولانا محمد عثمان رحمہ اللہ کا تھا،آپ بہت مستجاب الدعوات تھے۔آپ نے اپنی زندگی میں بے شمار دعائیں کیں جو تقریباً سب کی سب قبول ہوئیں۔جس کی اولاد نہیں تھی اس کیلئے اولاد کی دعا کی رب نے اولاد عطا فرمادی اسی طرح مقروض کیلئے دعا کی تو قرض اتر گیا،دائمی مریض کیلئے دعا کی تو وہ شفایاب ہو گیا،ایسے بہت سے واقعات زبان زد خاص وعام ہیں۔

آپ کی ایک خصوصی دعا:۔(کرامت ۱۷۱)استاد پنجاب حضرت حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی رحمہ اللہ نے اپنی جو بیٹی

سوہدرے بیاہی ان کی اولاد نہیں ہورہی تھی، ایک روز حضرت حافظ صاحب کی مولانا رحمہ اللہ موصوف سے ملاقات ہوئی دوران ملاقات حضرت حافظ صاحب نے حضرت مولانا محمد عثمان سے بیٹی کے ہاں اولاد نرینہ کی درخواست کی، انہوں نے جواباً عرض کیا یہ دعا آپ خود کریں۔ آپ کا روحانی پایہ بہت بلند ہے، آپ نے فرمایا: یہ دعا آپ سے کروانی چاہتا ہوں۔ حضرت دلاوری رحمہ اللہ نے دعا کی اللہ تعالیٰ نے دعا کو اسی سال شرف قبولیت بخشا اور آپ کا نواسہ پیدا ہوا جس کا نام ''عبدالمجید'' رکھا گیا۔ یہی وہ بچہ ہے جو مولانا حکیم عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ بنا جنہوں نے کافی شہرہ حاصل کیا۔

بارش کا خطرہ ٹل گیا:۔ (کرامت،۱۷۲) ۱۹۰۴ء کی بات ہے محمد دین مستری جامع مسجد دلاور چیمہ کا مینار بنا رہا تھا، اس نے مینار بڑی محنت سے مکمل کیا۔ ابھی وہ نیچے اترا ہی تھا کہ سیاہ کالے بادل آنا شروع ہوگئے۔ بارش برسنے کی صورت میں مینار کو کافی نقصان پہنچ سکتا تھا۔ محمد دین نے حضرت دلاوری رحمہ اللہ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔ آپ نے مالک الملک کی بارگاہ میں بڑی زاری سے دعا کی لوگ کہتے ہیں کہ بادل دیکھتے ہی دیکھتے پلٹ گئے۔ یوں بارش کا خطرہ ٹل گیا اور ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا اور مینار بچ گیا۔

ایک عجیب وظیفہ:۔ (کرامت،۱۷۳) آپ کے صاحبزادہ مولانا محمد ابراہیم خلیل دلاوری کا بیان ہے کہ میرا عنفوان شباب تھا، میں اسکول میں معلم تھا اور مسجد میں خطیب بھی، میں بہت کچھ کرنا چاہتا تھا کہ مگر دو آدمیوں مولوی ابوالقاسم رفیق اور ماسٹر محمد شریف فاروقی نے میرا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ جس سے میں بہت پریشان تھا، میں نے ایک روز حضرت والد گرامی سے اس پریشانی کا ذکر کیا۔ آپ نے مجھے یہ وظیفہ بتایا کہ ان کا ارادہ کر کے یہ بکثرت پڑھا کرو۔ ''سیھزم الجمع ویو لون الدبر'' فرماتے ہیں میں نے کچھ روز ہی پڑھا تھا کہ ایک گاؤں چھوڑ گیا اور دوسرے کا کسی دوسرے گاؤں میں تبادلہ ہوگیا اس طرح مجھے چین کا سانس لینا نصیب ہوا۔

گھر کے اخراجات کا پورا ہوجانا:۔ (کرامت،۱۷۴) ایک مرتبہ گھر سے اخراجات کا مطالبہ ہوا فرمایا ابھی خالی ہاتھ ہوں جب اللہ نے مدد کی میں دے دوں گا، اگلے روز کوئی شخص روپوں کی تھیلی دے گیا کہ اسے اپنے مصرف میں لے آئیں گھر تشریف لے گئے فرمایا یہ ہے تھیلی جس قدر ضرورت ہے اس میں سے لے لو باقی اوپر پڑچھتی پر رکھ دو۔

آپ کا مرتبہ اور ملائکہ کی آمد:۔ (کرامت،۱۷۵) آپ کا روحانی مقام کافی بلند تھا۔ انسانوں کے علاوہ جنات بھی آپ کی خدمت بجالاتے تھے، کئی مرتبہ آپ کے جنات آکر آپ کو دباتے تھے، ایک مرتبہ آپ زندگی کی آخری نماز پڑھ رہے تھے کہ کمرہ روشن ہوگیا فارغ ہوکر فرمایا آگئے ہو؟ وہ ملائکہ تھے تھوڑی دیر کے بعد آرام سے روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ ''انا اللہ''۔

تمام جسم سے ذکر جاری ہوجانا:۔ (کرامت،۱۷۶) آپ کے تایا جان مولانا محمد صالح دلاوری رات کو مسجد میں یاد الٰہی کررہے تھے کہ اچانک ایک آدمی آگیا وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آپ کا جسم اسے مسجد میں جگہ جگہ نظر آیا اور وہ ذکر الٰہی میں مصروف تھا۔ مولانا محمد صالح (م۱۳۰۲) نے فرمایا۔ دیکھو، جو تم نے مشاہدہ کیا ہے اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ چنانچہ اس نے زندگی میں تو اس کا ذکر نہ کیا۔ البتہ آپ کی وفات کے بعد دو ایک سے ذکر کردیا۔

﴿۳۲﴾ کرامات مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ

آپ کا تعلق شیخوپورہ سے ہے۔ وعظ وتبلیغ میں آپ کی مثال معاصرین میں کم ہی نظر آتی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو منفرد خطیبانہ شان وادا عطا فرما رکھی ہے۔ آپ کی ریکارڈ تقریر چھ گھنٹہ ہے اور اسکے ساتھ ساتھ آپ کو اخلاص وروحانیت کا حصہ بھی ودیعت فرمایا ہے۔ آپ بھی اکل حلال اور صدق مقال (یعنی حلال کھانا اور سچ بولنے) کا بہت خیال فرماتے ہیں۔

بادل چھٹ گئے:۔ (کرامت،۱۷۷) ایک مرتبہ آپ لاہور کے قریب تقریر کررہے تھے، ادھر بادل آنا شروع ہوگئے لوگ جمع ہوئے

بیٹھے تھے اور روح پرور خطاب جاری تھا۔مگر اندر سے پریشان تھے کہ بادل آرہے ہیں اگر یہ برسنا شروع ہوگئے تو جلسہ تلپٹ ہوکر رہ جائیگا۔ بیان بھی ماشاءاللہ توحید کا جاری تھا، آپ نے لوگوں کی یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا۔گھبراؤنہیں انشاءاللہ جلسہ مکمل ہوگا اور یہ بادل چلے جائیں گے۔ تھوڑی دیر بعد بادل چھٹ گئے اور جلسہ آب وتاب کے ساتھ دیر تک جاری رہا۔یعنی اس بارش کی بجائے توحید الٰہی اور تجلیات ربانی کی بارش ہوئی جس سے ہرشخص کی کشت قلب سیراب ہوگئی اس روح پرور بیان کا علاقہ بھر میں شاندار اثر رہا۔

بارش رک گئی:۔(کرامت،۱۷۸)مولانا محمد اشرف سلیم قلعہ دیدار سنگھ کا بیان ہے کہ ایک جگہ عظیم الشان جلسہ تھا جہاں اطراف سے خلق خدا جمع تھی۔ جوں ہی خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ کا بیان شروع ہوا بادل گرجنے لگا، بجلی چمکنے لگی، لوگ سراسیمہ اور پریشان کہ کتنا شاندار جلسہ ہے جو بارش کی وجہ سے خراب ہورہا ہے۔

حضرت شیخوپوری رحمہ اللہ نے جب صورتحال دیکھی تو حاضرین سے فرمایا آرام وسکون سے بیٹھئے۔اللہ نے چاہا تو بارش نہیں ہوگی آج اس بارش کی بجائے اللہ کی مہربانی سے قرآن وحدیث کی بارش ہوگی۔

اللہ کی شان، بادل گرجتے، بجلی چمکتے چمکتے دوسری طرف نکل گئی اور نعروں کی گونج میں آپ کا ایمان افروز بیان شروع ہوا جو رات گئے تک ہوتا رہا۔ قرآن وحدیث کی بارش سے سامعین کے اندر کی زمین سیراب ہوگئی، جس سے ہرشخص کا انگ انگ لہک رہا تھا" سبحان الله ما اعظم شانه "۔

مجاہدین کی کرامات:۔(کرامت،۱۷۹)نماز روزہ وغیرہ ارکان اگر اسلام کا ستون ہیں تو جہاد اسلام کی روح ہے۔راہ حق میں کی جانے والی ہرکوشش کو جہاد کہتے ہیں۔روح جہاد اسلام کے ہر رکن میں کارفرما ہے خود ارکان اسلام میں روح جہاد موجود ہے، جہاد کا اسلام کے ساتھ تعلق یوں ہے جس طرح اعصاب کا بدن کے ساتھ، جیسے اعصاب بدن کی قوت کا باعث ہیں اسی طرح جہاد اسلام کی تقویت کا سبب ہے جہاد اپنے نفس سے شروع ہوتا ہے اور دشمنان اسلام کی سرکوبی پر ختم ہوتا ہے۔

اسلام امن وسلامتی کا دین ہے جو لوگ امن وسلامتی کو تاراج کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ مسلح جہاد کا حکم دیتا ہے، اسلام کا مقصود دنیا سے فتنہ انگیزی اور شرکو ختم کرنا ہے، جو بھی ظلم ڈھاتا ہے، شر پھیلاتا ہے اور انسانی اقدار کو پامال کرتا ہے، اللہ تعالیٰ طاقتور ہاتھوں کے ساتھ اس سے نمٹنے کا حکم دیتا ہے۔چنانچہ فرمایا:"وجا هدوا فی الله حق جهاده "(۷۸/۲۲)اللہ کی راہ میں یوں جہاد کروکہ جس طرح ایک جہاد کرنے کا حق ہے۔

ایک جگہ فرمایا:و قاتلو فی سبیل الله اوراللہ کے راستے میں جہاد کرو۔

پھر فرمایا:"فقاتلوا اولیاء الشیطن "(۷۶/۴)پس شیطان کے ساتھیوں سے لڑائی کرو۔

مزید فرمایا:"وجاهدوا باموالكم وانفسكم فی سبیل الله (التوبہ:۴۱/۹)اوراللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرو۔

اورفرمایا:وقاتلوا فی سبیل الله الذین یقاتلونكم ولا تعتدوا(البقرہ۱۹۰/۲)اوراللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑائی کروجوتم سے لڑائی کرتے ہیں اور زیادتی نہ کرو۔

اس سلسلے میں نصرت الٰہی اورغیبی مدد کے بہت سے عجیب وغریب واقعات سامنے آئے ہم چند ایسے واقعات کو"مجاہدین کی کرامات" کے ذیل میں ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔یہ کرامات دلچسپ بھی ہیں اور ایمان افروز بھی ہوسکتا ہے ان کرامات کے مطالعہ سے ہمارا جذبہ خوابیدہ بیدار ہو۔"وما ذالك علی الله بعزیز "۔

اللہ کی حفاظت:۔(کرامت،۱۸۰)مجاہدین کا ایک گروپ مقبوضہ جموں کے علاقہ پنیالی میں پہنچا اچانک دشمن کے چھ فوجی ادھر آنکلے۔ عبداللہ مجاہد نے فائر کھول دیا چھ فوجی موقع پر ہی ہلاک ہوگئے۔اب چاروں طرف سے گولہ باری شروع ہوگئی دوست محفوظ مقام پر پہنچ گئے ایک مجاہد اپنے دستہ سے بچھڑ گیا وہ ایک جگہ خطرہ بھانپ کر پانی کے نالے میں اتر گیا پانی یخ بستہ تھا سارا جسم پانی میں تھا صرف منہ باہر تھا وہ مجاہد مسلسل تین گھنٹے یخ بستہ پانی میں بیٹھا رہا تا آنکہ دشمن مایوس ہوکر پلٹ گیا۔وہ باہر نکلا تو آگے شیر بیٹھا تھا۔وہ دعا"بسم الله الذی لایضرمع اسمه شئی فی الارض

ولا فی السماء وھو السمیع العلیم "پڑھتا ہوا شیر کے پاس با آرام وسکون سے گزر گیا۔اس طرح اسے اللہ تعالیٰ نے ہر خطرے سے بچا لیا۔

مجاہدین کی فراست:۔(کرامت،۱۸۱) مجاہدین کا ایک گروپ قاری ابوذر کی قیادت میں مقبوضہ وادی میں داخل ہوا۔سردی بہت تھی یہ انڈین آرمی کی پوسٹ کے قریب پہنچ گئے آرمی نے انہیں "ہینڈز اپ" کہا انہوں نے ہینڈز اپ نہیں کیا۔ساتھ ہی جنگل تھا یہ اس میں گھس گئے اور آرمی پر گولیوں کی بوچھاڑ کردی اور فائرنگ کرتے کرتے سائیڈ پر نکل گئے۔آرمی یہ سمجھتی رہی کہ مجاہدین اسی جگہ پر ہیں لہٰذا وہ گولیاں برساتی رہی نیچے انڈین آرمی کی دوسری فوجی پوسٹ تھی جہاں گولیاں پہنچ رہی تھیں انہوں نے دشمن سمجھ کر ادھر فائرنگ شروع کردی۔آپس کی فائرنگ سے انڈین آرمی کے بیسیوں فوجی مارے گئے۔ادھر تمام مجاہدین بخیریت ٹھکانوں پر پہنچ گئے اور کسی کا ذرا نقصان نہ ہوا۔

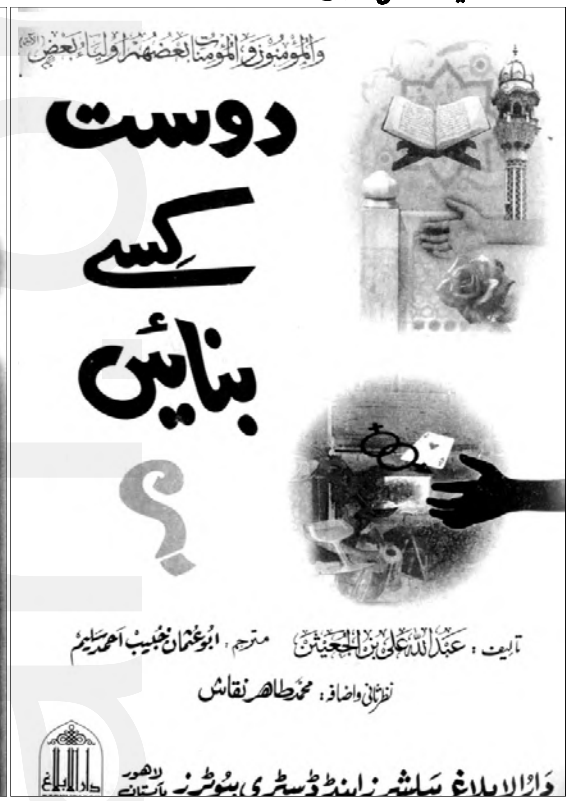
فقید المثال جذبہ:۔(کرامت،۱۸۲) دو مجاہد مقبوضہ کشمیر کے علاقے میں ایک مشن پر جارہے تھے ایک جنگل سے گزرتے ہوئے ان کا انڈین آرمی سے ٹاکرا ہو گیا۔دشمن تعداد میں بہت زیادہ تھا۔فائرنگ کا تبادلہ ہوا اسی اثنا میں ایک ساتھی شہید ہو گیا ایک فائر دوسرے مجاہد کے چہرے پر لگا اور منہ کے آر پار ہو گیا منہ کے دس دانت ٹوٹ گئے مزید دو فائر اس کے کندھے پر لگے۔یہ ابھی سنبھل ہی رہا تھا کہ کان اور سر کی ایک جانب دو اور فائر لگے اس مجاہد نے اسی حالت میں فائر کھول دیے جس سے دشمن کے دو فوجی ہلاک ہو گئے یہ مجاہد دشمن کے نرغے میں تھا اس نے اللہ سے مدد طلب کی اور دعا کی اللہ نے دشمن کو اندھا کر دیا اور یہ مجاہد ان کا محاصرہ توڑ کر نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔

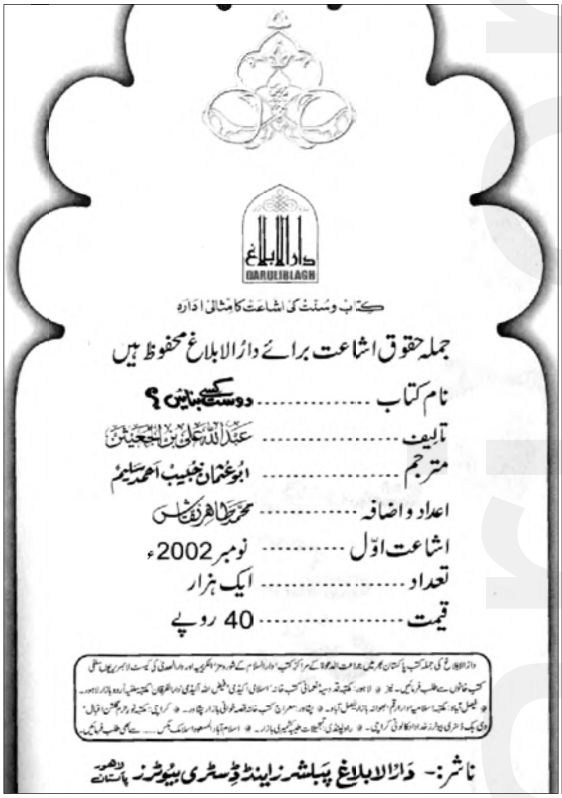
گولیوں کی بوچھاڑ میں کارنامہ سرانجام دیا:۔(کرامت،۱۸۳) غازی ابو طارق بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم پر برسٹ چلنا شروع ہو گئے ایک گولی میری بغل کے نیچے سے قمیص پھاڑ کر نکل گئی مگر میں اللہ کی رحمت سے محفوظ رہا۔پھر میں ایک محفوظ راستے سے ہوتا ہوا دھان کے دو کھیتوں کے درمیان "وٹ" پر سو گیا۔کوئی تین گھنٹے سویا رہا گرمی اور تیز دھوپ تھی مگر اس دوران ایک بادل کا ٹکڑا میرے اوپر سایہ فگن رہا جبکہ باقی آسمان صاف تھا اور دھوپ چمک رہی تھی، جب میں اٹھا تو شدید بھوک لگ رہی تھی اور جی لسی کو بہت چاہتا تھا، اسی اثنا میں ایک کشمیری میرے پاس کھانا لے آیا ساتھ لسی بھی تھی یعنی اللہ نے دشمن سے حفاظت بھی کی اور من پسند خوراک بھی فراہم فرمائی "فالحمد لله علی ذالك"۔

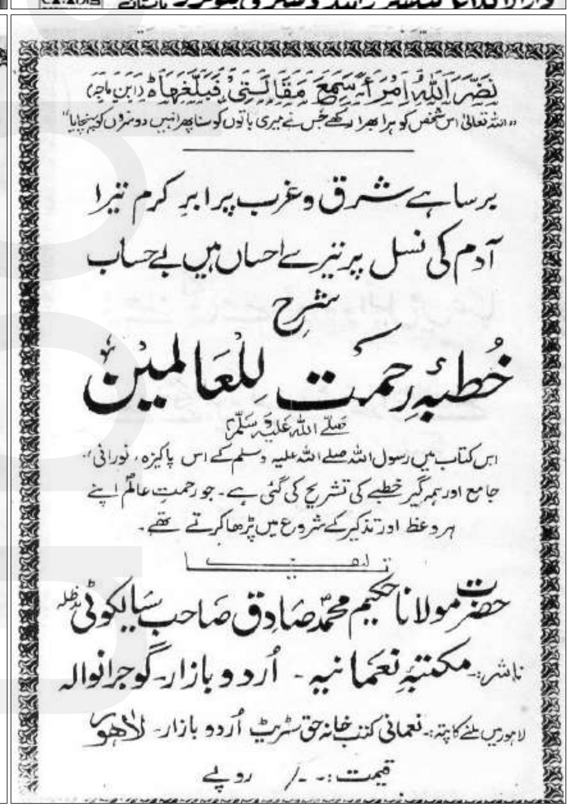
اللہ نے مجاہدین کو مستور کر دیا:۔(کرامت،۱۸۴) غازی ابو حذیفہ بیان کرتے ہیں میرا ساتھی ابو بصیر زخمی ہو گیا۔میں اس کی حفاظت کیلئے ایک گاؤں کے مکان کے اوپر کے کمرے میں تھا کہ ایک درجن سے زائد گاڑیوں میں آرمی پہنچ گئی اور اس نے گاؤں کا محاصرہ کر لیا اور کریک ڈاؤن کر دیا ہمارے پاس ہندو آرمی کے تین فوجی آئے اور تین مرتبہ آئے مگر وہ ہمیں دیکھنے کے باوجود کہتے جارہے تھے کہ یہاں تو کوئی نہیں اور واپس چلے گئے یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کی نگاہ سے مستور کر دیا اور وہ ہمیں دیکھ ہی نہیں سکے۔

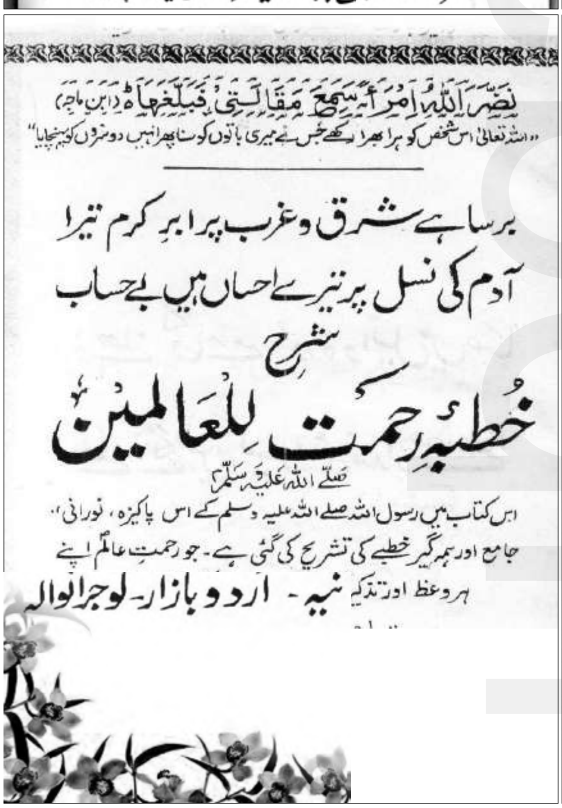
بہترین اور ایمان افروز کامیابی:۔(کرامت،۱۸۵): غازی ابو سعد بیان کرتے ہیں کہ دشمن کی دو گاڑیاں ہمارے قریب آ گئیں اور سامان اتارنا شروع کر دیا ہم ان کیلئے اپنے نشانے درست کر چکے تھے ہمارے پاس راکٹ، گرنیڈ لانچر، ایچ ایم جی اور کلاشنکوفیں تھیں۔ہم نے راکٹ فائر کیا کوئی پچاس کے قریب شیل پھینکے جب راکٹ برسنا شروع ہوئے تو گاڑیاں اور فوجی عمارتیں سب راکھ بننا شروع ہو گئیں اس کامیاب حملے کے بعد جب ہم وہاں سے جانے لگے تو ہندو آرمی کی طرف سے ہمارے اوپر شیلنگ شروع ہو گئی مارٹر کے گولے ہمارے قریب آ کر گرتے رہے۔مگر اللہ کے فضل سے ہم بالکل محفوظ رہے اور بخیر و عافیت صحیح سلامت اپنی منزل پر پہنچ گئے۔اس معرکے میں ۸۲ ہندو فوجی ہلاک ہوئے۔اللہ نے ہمیں حیرت انگیز کامیابی بھی دی اور ہماری حفاظت بھی فرمائی۔

☆☆☆☆☆


والمؤمنون والمؤمنات بعضهم أولياء بعض
دوست کیسے بنائیں ؟
تالیف: عبداللہ علی بن الجعیثن مترجم: ابوعثمان نجیب احمد سلیم
نظر ثانی واضافہ: محمد طاہر نقاش
دارالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان


DARULIBLAGH
کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ
جملہ حقوق اشاعت برائے دارالابلاغ محفوظ ہیں
نام کتاب .... دوست کیسے بنائیں ؟
تالیف .... عبداللہ علی بن الجعیثن
مترجم .... ابوعثمان نجیب احمد سلیم
اعداد واضافہ .... محمد طاہر نقاش
اشاعت اوّل .... نومبر 2002ء
تعداد .... ایک ہزار
قیمت .... 40 روپے
ناشر: دارالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان


نضر اللہ امرأ سمع مقالتی فبلغہا (ابن ماجہ)
"اللہ تعالیٰ اس شخص کو ہرا بھرا رکھے جس نے میری باتوں کو سنا پھر انہیں دوسروں کو پہنچایا"
برسا ہے شرق وغرب پہ ابرِ کرم تیرا
آدم کی نسل پر تیرے احساں ہیں بے حساب
شرح
خطبۂ رحمت للعالمین
صلی اللہ علیہ وسلم
اس کتاب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس پاکیزہ، نورانی، جامع اور ہمہ گیر خطبے کی تشریح کی گئی ہے۔ جو رحمت عالم اپنے ہر وعظ اور تذکیر کے شروع میں پڑھا کرتے تھے۔
تالیف
حضرت مولانا حکیم محمد صادق صاحب سیالکوٹی مدظلہ
ناشر: مکتبہ نعمانیہ - اردو بازار - گوجرانوالہ
لاہور میں ملنے کا پتہ: نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار - لاہور
قیمت: -/ روپے


نضر اللہ امرأ سمع مقالتی فبلغہا (ابن ماجہ)
"اللہ تعالیٰ اس شخص کو ہرا بھرا رکھے جس نے میری باتوں کو سنا پھر انہیں دوسروں کو پہنچایا"
برسا ہے شرق وغرب پہ ابرِ کرم تیرا
آدم کی نسل پر تیرے احساں ہیں بے حساب
شرح
خطبۂ رحمت للعالمین
صلی اللہ علیہ وسلم
اس کتاب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس پاکیزہ، نورانی، جامع اور ہمہ گیر خطبے کی تشریح کی گئی ہے۔ جو رحمت عالم اپنے ہر وعظ اور تذکیر
نیہ - اردو بازار - گوجرانوالہ

نام کتاب:۔دوست کسے بنائیں......تالیف:۔عبداللہ علی بن الجعین ......نظر ثانی واضافہ:۔محمد طاہر نقاش

اہل اللہ کی صحبت کی برکات وثمرات

نیک لوگوں کی ہم نشینی سے جو فوائد اور بھلائیاں حاصل ہوتی ہیں وہ بہت زیادہ ہیں ۔جن کو شمار کرنا مشکل ہے اور ان کا احاطہ ناممکن سا کام ہے لہٰذا میں اس مقام پر صرف چند ایک کا ذکر کافی سمجھوں گا:

احادیث میں ذکر کردہ فضیلت:۔ نیک لوگوں کے ہم نشیں کو ان کی صحبت کی برکت شامل حال ہوتی ہے اور ان سے اس کو عام بھلائی حاصل ہوتی ہے اگر چہ اس کا عمل ان کے برابر نہ ہی ہو۔

جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ کی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ یہ حدیث اس کا ثبوت پیش کرتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:" ان لله ملئكة يطوفون في الطرق يلتمسون اهل الذ كر فاذا وجدوا قوما يذكرون الله تنادوا هلموا الى حاجتكم قال : فيحفونهم با جنحتهم الى السماء الدنيا فيسالهم ربهم عزوجل وهوا علم بهم مايقول عبادى ؟ قال : تقول (يعني الملائكة) يسبحونك ويكبرونك ويحمدونك ويمجدونك"

"بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو راستوں میں پھر کر اہل ذکر کو تلاش کرتے رہتے ہیں، پس جب وہ کچھ لوگوں کو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے، پالیتے ہیں تو ایک دوسرے کو آوازیں دینے لگتے ہیں کہ آجاؤ! تمہارا مقصد پورا ہو گیا ہے۔"

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: پھر فرشتے ان کو آسمان دنیا تک اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں پھر ان سے ان کا رب پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان کو خوب جانتا ہوتا ہے: (جب تم زمین پر پہنچے تو) میرے بندے کیا کہہ رہے تھے؟ فرشتے جواب میں کہتے ہیں:"الٰہی! وہ تیری تسبیح بیان کر رہے تھے، تیری بڑائی وعظمت بیان کرتے تھے، تیری تعریف کرتے تھے اور تیری بزرگی بیان کر رہے تھے"۔

پھر لمبی حدیث بیان کی آخر میں فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ (فرشتوں کو مخاطب کرتے ہوئے) فرماتا ہے: میں تمہیں اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو معاف فرمادیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:"فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ ان میں ایک آدمی ایسا بھی تھا جو ان کے ساتھ نہیں تھا بلکہ اپنی کسی ضرورت کیلئے آیا تھا"۔

اور ایک حدیث میں یوں الفاظ ہیں:"ان میں ایک گنہگار آدمی تھا جو راہ چلتے ان کے ساتھ بیٹھ گیا تھا"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:"وہ ایسے افراد ہیں کہ انکا کوئی بھی ہم نشیں بدنصیب نہیں رہ سکتا۔ (یعنی ان کے پاس بیٹھنے والا بھی ثواب سے محروم نہیں رہ سکتا)"

اور ایک حدیث میں یوں وارد ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے اس کو بھی معاف کر دیا کیونکہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کی وجہ سے ان کا ہم نشیں بھی (ثواب سے) محروم نہیں رہ سکتا۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

بزرگوں سے محبت اور برکت حاصل کرنا:۔ امام ابوالفضل الجوہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جو کوئی نیک لوگوں سے محبت کرے گا برکت حاصل کرے گا جیسا کہ ایک کتے نے نیک لوگوں سے محبت کی اور ان کے ساتھ رہا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی محکم کتاب قرآن مجید میں اس کا ذکر کیا ہے:"وكلبهم باسط ذراعيه بالوصيد"۔ (الكهف، ۱۸۔۱۸)

اور ان کا کتا غار کے دہان پر ہاتھ پھیلائے بیٹھا تھا۔ (اس فرمان میں مذکور کتے سے مراد اصحاب کہف کا کتا ہے)

امام قرطبی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں جوہری کے کلام کو ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں: جب ایک کتے نے نیک اولیاء کی صحبت اور ہم نشینی سے اتنا بلند درجہ حاصل کر لیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کی خبر اپنی کتاب مجید میں ذکر فرمائی......تو ان مومن، موحد بندوں کے بارے میں آپ کیا خیال کرتے ہیں جو نیک اولیاء کرام سے محبت اور ہم نشینی اختیار کرتے ہیں۔ (الجامع لاحكام القرآن ۱۰ص ۳۷۲۔في تفسير سورة الكهف)

اور امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: جو کوئی بھلے آدمی کے پاس بیٹھے اس کو برکت ضرور نصیب ہوگی اور اولیاء اللہ کا ہم نشیں نیکی سے محروم نہیں رہتا اگرچہ کوئی کتا ہی ہو جیسا کہ اصحاب کہف کا کتا۔(الذریعة الٰی مکارم الشریعة ص ۱۹۲)

بزرگوں کی محبت کا دوسرا فائدہ:۔ آدمی کیلئے اپنے ہم نشیں کی اقتداء طبعی بات ہے اور اس کے علم، عمل، عادات اور وہ اس کے طور طریقے سے متاثر ہوتا ہے۔

نیک لوگوں کا ہم نشیں ان سے متاثر ضرور ہوتا ہے۔ علماء تربیت کے ہاں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ انسان کسی کو نمونہ بنانے سے...... گفتگو اور نصیحت کی نسبت جلد متاثر ہوتا ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا ہے: ''المر علی دین خلیله فلینظر احدکم من یخالل''
(رواہ ابوداؤد: ج ۵ ص ۱۶۸)

یعنی آدمی اپنے دوست کے دین (طور طریقہ) پر ہوتا ہے، لہٰذا تم میں سے ہر ایک کو سوچ سمجھ کر دوست کا انتخاب کرنا چاہیے۔

پس اس سے ظاہر ہوا کہ آدمی اپنے دوست ہم نشیں کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے، استقامت واصلاح میں بھی اور ان کے برعکس بھی۔ اسی لیے آپ ﷺ نے دوست کے چننے میں ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: '' فلینظر احدکم من یخالل ''

تم میں ہر کوئی دوست کے چناؤ کے معاملہ میں خوب دیکھ بھال (تحقیق) کرے تا کہ واضح ہو جائے کہ وہ کسے دوست بنانا چاہتا ہے...... ۔اور اپنا دوست اور ساتھی اس کو چنے جو اس کے دین اور خلق (عادت) کے موافق اور پسندیدہ ہو۔

امام خطابی رحمہ اللہ اور نیک صحبت کی برکت:۔ امام خطابی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کا یہ فرمانا: ''المرء علی دین خلیله '' آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ تو صرف اس کو دوست بنا جس کی دین داری اور امانت داری تجھے پسند ہو کیونکہ جب تو اس کو دوست بنا لے گا تو وہ تجھے اپنے دین اور مذہب کی طرف لے جائے گا لہٰذا تو اپنے دین کے معاملے میں دھوکہ نہ کھا اور نہ ہی اپنے آپ کو اس طرح خطرے میں ڈال کہ تو ایسے شخص کو دوست بنا لے جس کے دین اور مذہب کو تو پسند نہیں کرتا۔(کتاب العزلته، ص ۱۴۱)

صحابی رسول ﷺ اور نیک مجالست کا پیغام:۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کوئی بھی چیز اپنے ساتھی کی نشاندہی نہیں کرتی حتیٰ کہ دھواں بھی آگ پر...... جتنا کہ دوست اپنے دوست کی پہچان نشاندہی کرواتا ہے۔(ادب الدنیا والدین للماوردی: ص ۱۶۷)

اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہی فرمایا: لوگوں کو ان کے دوستوں سے پرکھو کیونکہ آدمی اسی سے دوستی کرتا ہے جس کو وہ اپنی طرح کا جان کر اچھا سمجھے۔(کتاب الاخوان لابن ابی الدنیا ص ۱۲۰)

امام مالک رحمہ اللہ اور صحبت اولیاء:۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لوگ پرندوں کی طرح اپنے ہم جنس کے ساتھ رہتے ہیں جیسے کبوتر، کبوتر کے ساتھ، کوا کوے کے ساتھ، بطخ بطخ کے ساتھ اور ممولا ممولے کے ساتھ۔ اور ہر انسان اپنے ہم جنس (یعنی اپنے جیسے) کے ساتھ۔
(روضة العقلاء لا بن حبان: ص ۱۰۹)

کند ہم جنس باہم جنس پرواز کبوتر با کبوتر، باز با باز!

اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لوگ کبوتروں کے غولوں کی طرح اپنے ہم جنسوں سے محبت کا طبعی میلان رکھتے ہیں۔(الفتاوی: ج ۲۸، ص ۱۵۰)

اور کسی حکیم کا قول ہے: اپنے بھائی کو دوست بنانے سے پہلے اس کے سابقہ دوست کی پہچان کر لے۔ یعنی وہ تیری ہم نشینی سے پہلے اپنے ہم نشیں کے مسلک مذہب پر چلتا ہوگا۔(ادب الدنیا والدین، ص ۱۶۷)

ابن ہمام رحمہ اللہ اور نیک ہم نشینی:۔ اور ابن حبان رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: آدمی کے خصائل و کردار کو پہچاننے کا سب سے مؤثر ذریعہ یہ ہے کہ اس کے دوستوں اور ہم نشینوں کو دیکھا جائے کیونکہ آدمی اپنے دوست کے طریقہ زندگی پر چلتا ہے۔ جیسا کہ آسمانی پرندے

اپنے ہم جنسوں کے پاس ہی اترتے ہیں۔(روضة العقلاء، ص ۱۰۸)

اہل اللہ کی مجالست، عربی شعراء کا پیغام:۔ اور عدی بن زید رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

عن المرء لا تسأل وسل عن قرينه فكل قرين بالمقارن يقتدي!!

اذا كنت في قوم فصاحب خيارهم ولا تصحب الاردىٰ فتردىٰ بالرّدي

(۱) آدمی کے بارے میں پوچھنے سے پہلے اس کے دوست کے بارے میں پوچھ، کیونکہ آدمی اپنے دوست و ہم نشیں کی پیروی کیا کرتا ہے۔(یعنی اپنے دوست کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے) تو لوگ اس کو بھی اچھا جانیں گے اور اگر دوست برا ہوگا تو لوگ اسے بھی برا جانیں گے۔

(۲) جب تو لوگوں میں مل جل کر رہے تو ان میں سے بہتر شخص کو اپنا ساتھی بنا اور گھٹیا کو ہم نشیں نہ بنا کیونکہ گھٹیاں تجھے بھی ہلاک کر دے گا۔(ادب الدنیا والدین: ص ۱۶۷)

ہم تو ڈوبے تھے صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے ہم

اور المنتصر بن بلال رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

يزين الفتى في قومه و يشينه وفي غيرهم اخدانه ومداخله!

لكل امرئ شكل من النّاس مثله وكل امرء يهوى الى من يشاكله

(روضته العقلاء: ص،۱۰۹ بحوالہ دوست کیسے بنائیں)

(۱) آدمی اپنی قوم میں یا تو محمود ہوگا یا مذموم کیونکہ غیر، اس کے دوست بھی ہوتے ہیں اور دشمن بھی ہوتے ہو سکتے ہیں۔

(۲) سب لوگوں میں انسان کے ہم شکل (ہم جنس) ہوتے ہیں اور ہر آدمی اپنے ہم جنس کی طرف مائل ہوتا ہے۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے: ''الارواح جنودٌ مجنّدةٌ فما تعارف منها ائتلف وما تناكر منها اختلف''۔(اخرجه مسلم : ج ۴، ص ۲۰۳۰ ح ۲۶۳۸، من حديث ابی هريرة و علقه البخاری عن عائشة ج ۶ ص ۳۶۹، ح ۳۳۳۶)۔یعنی روحیں جکڑے ہوئے لشکر ہیں جو آپس میں متعارف ہو گئیں، محبت کرنے لگیں اور جو ناواقف رہیں وہ کنارہ کش ہو گئیں۔

امام خطابی رحمہ اللہ کا نیک مجالست پر خطاب:۔ امام خطابی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان الا جساد التي فيها الارواح تلتقي في الدنيا فتأتلف و تختلف على حسب ما جعلت عليه من التشا كل او التنافر في بدء الخلقة ولذلك ترى البرّا الخيّر يحب شكلهٗ ويحنّ الى تربّه وينفر عن ضدّه وكذلك الرهق الفاجر يالف شكلهٗ و يستحسن فعلهٗ وينحربف عن ضده''۔(معالم السنن :ج ۷، ص ۱۸۷ بهامش المنذری) یقیناً وہ جسم جن میں روحیں پڑ جاتی ہیں وہ دنیا میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو پیدائش کے شروع وقت میں جس قدر ان میں محبت یا نفرت پائی جاتی تھی اسی قدر الفت یا نفرت کرتے ہیں۔اسی لیے آپ دیکھتے ہیں کہ نیکوکار بھلے لوگ اپنے ہم جنس سے محبت کرتے ہیں اور ان کے آگے مہربان ہو جاتے ہیں اور اپنے مخالفوں سے نفرت کرتے ہیں۔اور اسی طرح اکھڑ بدکردار اپنے ہم جنس سے الفت کرتا ہے اور اس کے کاموں کو سراہتا ہے اور اپنے مخالف سے انحراف کرتا ہے۔

ابن الجوزی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: اس حدیث سے یہ بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ انسان جب اپنے دل میں کسی صاحب علم و فضل سے نفرت محسوس کرے تو اسے اس کی کرید کرنی چاہیے اور اس نفرت کو ختم کرنے کیلئے کما حقہ کوشش کرنی چاہیے تا کہ اس مذموم حرکت سے خلاصی حاصل کر سکے اور اسی طرح اس کے برعکس کیلئے بھی بہتر چارہ جوئی کرے۔(دلیل الفالحین ۲۰/۲۲۳۷ والفتح ۲/۳۷۰)

اہل اللہ کی صحبت کا تیسرا فائدہ:۔ تیرا نیک ہم نشیں تجھے تیرے عیب دکھلاتا ہے اور تیری کمزوریوں کی نشاندہی کرتا ہے اور تیری کوتاہیوں کی طرف تیری توجہ مبذول کراتا ہے اور تیری ذات اور تیرے اخلاق میں جو جو کجرویاں (نقائص) ہیں ان سے آگاہ کرتا ہے۔

لہٰذا تو ان عیوب کے علاج، اصلاح اور ازالہ کی طرف چل پڑے گا۔ اسی لیے ہم نبی کریم ﷺ کی تعلیمات میں یہ بات دیکھتے ہیں کہ آپ نے مومن کو اپنے بھائی کے عیوب کی نشاندہی کرنے کی بنا پر آئینہ سے تشبیہ دی ہے جس میں انسان اپنے ظاہری نقائص دیکھتا ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے فرمایا: ''المؤمن مراۃ المؤمنین'' یعنی مومن (دوسرے) مومن کیلئے آئینہ ہے۔ (ابوداؤد)

لہٰذا مومن اپنے بھائی کیلئے آئینہ ہے جس میں وہ اپنے حقیقی اور معنوی عیوب دیکھ سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا بھائی اسے کچھ ایسی چیزیں دکھا سکتا ہے جن سے وہ خود مطلع نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کا ادراک کر سکتا ہے کیونکہ آدمی آئینہ کے بغیر جب اپنے ظاہری عیوب سے مطلع نہیں ہو سکتا بلکہ انہیں آئینہ کے اندر ہی دیکھ سکتا ہے اسی طرح مومن اپنے عیوب کو دوسرے مومن کے کردار کے حوالہ سے دیکھ سکتا ہے۔ نیز اہل خیر کے درمیان عیوب کا تبادلہ ایک روایتی اور مشہور مسلک ہے۔

امام حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مومن اپنے بھائی کیلئے آئینہ ہے۔ اگر وہ اس میں کوئی ناپسند بات دیکھتا ہے تو اس کی اصلاح کر دیتا ہے اور اس کو بالکل سیدھا کر دیتا ہے۔ اور چھپی اور ظاہری حالت میں اس کو مقید رکھتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔

(کتاب الاخوان لابن ابی الدنیا، ص ۱۳۱ بحوالہ دوست کسے بنائیں)

نیکوں کی مجالس کا چوتھا فائدہ:۔ تیرے بھلے ہم نشیں تجھے دوسرے ایسے اشخاص سے ملائیں گے جن سے تجھے خاطر خواہ نفع حاصل ہوگا جیسا کہ تو اپنے ہم نشینوں سے فائدہ اٹھا رہا تھا۔ بہت سے اشخاص صرف ایک اہل خیر سے واقف ہوتے ہیں اور تھوڑے ہی عرصہ میں اسی شخص کی وساطت سے صالحین کی کتنی جماعتوں سے واقف ہو جاتے ہیں پھر اس وجہ سے وہ کتنی بھلائیاں (نیکیاں) اپنے لیے سمیٹ لیتے ہیں:

اللہ والوں کے ساتھ بیٹھنے کا پانچواں فائدہ:۔ تو اپنے کردار کی غلطیوں سے واقف ہوگا اور اپنی عبادت کی غلطیوں پر بھی کیونکہ ان معاملات میں جب تیرے اعمال اور اطوار تیرے نیک ہم نشیں کے ساتھ مقابلہ کریں گے تو از خود درست ہو جائیں گے کیونکہ اس کے پاس علم اور (عبادات) کے ساتھ لگاؤ ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ تمام غلطیاں درست ہو جائیں گی۔

بزرگوں کی صحبت کا چھٹا فائدہ:۔ تو اپنے نیک ہم نشیں کی وجہ سے گناہ اور معصیت سے رک جائے گا۔ کیونکہ جب تو اس کے ساتھ بیٹھے گا تو اس کی مجلس کا طرز تیرے اندر یہ داعیہ پیدا کر دے گا اور تو اپنے نیک ساتھی کی صحبت عزت اور مرتبہ کا خیال کرتے ہوئے برائی اور نافرمانی سے دور رہے گا...... یہ وقتی طور پر برائی سے رکنا اور نافرمانی کو ترک کرنا، محرمات حرام کاریوں سے ہمیشہ کیلئے دور رہنے کا سبب بن جائے گا۔

صحبت صالحین کا ساتواں فائدہ:۔ تیرا نیک ہم نشیں بھلائی کے کاموں پر تیری رہنمائی کرے گا جس سے تجھے علمی طور پر نفع ہوگا...... یعنی جن ضروری کاموں سے تو غافل رہتا ہے یا سستی کرتا ہے ان کاموں پر تجھے آگاہ کرے گا اور بہت سے نوافل اور نیک کاموں کی طرف تیری رہنمائی کرے گا، جس سے تیری نیکیوں میں اضافہ ہوگا اور جن حرام باتوں میں مبتلا ہوگا ان پر تجھے آگاہ کرے گا اور بچنے کی تلقین کرے گا اور بھلائی اور نیکی کے کاموں پر تیری حوصلہ افزائی کرے گا۔

مشائخ کی صحبت کا آٹھواں فائدہ:۔ تو اپنے نیک ہم نشیں کو علم، عبادت، دعوت اور کردار کے لحاظ سے بلند مرتبہ پائے گا اور نیکی کے میدان میں سبقت کرنیوالا دیکھے گا تو یہ بات تیرے لیے دو وجہ سے بہتر اور نفع مند ثابت ہوگی۔

پہلی وجہ:۔ اپنے نفس اور عمل کے متعلق جو تیرے اندر خود پسندی پائی جاتی ہے وہ دور ہوگی کیونکہ تو اپنے سے بہتر شخص کا دن رات مشاہدہ کرے گا اور ان امور کے بارے میں فخر و خود پسندی بھی ختم ہوگی جن کے متعلق نبی کریم ﷺ اپنی امت پر ڈرتے رہے اور اس کو آپ ﷺ نے سخت ترین گناہ شمار فرمایا، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے: ''لولم تکونوا تذنبون لخفت علیکم ماھواشد من ذلک العجب العجب'' (اخرجہ القضاعی فی مسند الشاب ج ۲، ص ۳۲۰ ح ۱۴۴۷ اوالبزاز فی مسندہ کشف الاستار ج ۴ ص ۲۲۴۴ وقال المنذری فی الترغیب ج ۴ ص ۲۰ اسنادہ جید و حسنہ الالبانی فی سلسلۃ الصحیحۃ ۶۵۸) اگر تم گناہ نہ بھی

کروگے تو میں تم پر اس سے بھی سخت بات پر ڈرتا ہوں یعنی خود پسندی اور فخر سے۔

دوسری وجہ:۔ یہ بات تیرے لیے اس قسم کے نیک اعمال میں رغبت کا سبب بن جائے گی لہٰذا تجھے علم حاصل کرنے کا ذوق شوق زیادہ ہو جائے گا اور عبادات کا اہتمام کرنے کا خاطر خواہ فائدہ ہوگا اور کردار میں بہتری بھی حاصل ہوگی وغیرہ۔

اور اسی لیے عثمان بن حکیم رحمہ اللہ نے کہا ہے جو شخص دین میں تجھ سے بڑھ کر ہو اور دنیا میں کم درجہ رکھتا ہو اس کو ہم نشیں بنا۔ (الاخوان، ص ۱۲۵)

صحبت صالحین پہچان زندگی کا ذریعہ:۔ نیک لوگوں کی ہم نشینی سے وقت ضائع ہونے سے محفوظ رہتا ہے جو کہ اصل زندگی ہے اور یہ وقت تمام اعمال کی آماجگاہ ہے انجام دہی کا ظرف ہے۔

یقیناً نیک ہم نشیں تیری موجودگی اور عدم موجودگی میں تیری حفاظت کرے گا اور تیرے راز افشاء نہ کرے گا اور تیری عزت وحرمت کو پامال نہ کرے گا اور ان مقامات میں جہاں تجھے کسی دفاع کرنے والے کی ضرورت ہوگی وہاں تیرا دفاع کرے گا۔

اہل اللہ یاد الٰہی کا ذریعہ:۔ بلاشبہ آدمی کے نیک اور بھلے لوگوں کو دیکھ لینے سے اللہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور اس پر واقعات اور شریعت کی شہادت موجود ہے۔ جیسا کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: ''اولیاء الله تعالٰی الذین اذارووا ذکر الله تعالٰی ''(عزاہ السیوطی فی الجامع الصغیر للحکیم عن ابن عبا س مرفو عاو حسنه الالبانی فی صحیح الجامع رقم ۲۵۵۷) یعنی اللہ کے ولی وہ لوگ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ یاد آجائے۔

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''الا انبئکم بخیارکم ؟ قالو بلٰی یا رسول الله قال خیارکم الذین اذارووا ذکر الله عزوجل ''(اخرجه ابن ماجة فی سننه : ج۲ص۱۳۷۹ح۴۱۱۹من حدیث اسماء بنت یزید و حسن اسنادہ)

کیا میں تمہیں بہترین لوگوں کی خبر دوں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: کیوں نہیں! یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی ذات یاد آجائے۔

پس ان دونوں حدیثوں میں آپ ﷺ نے ثابت کر دیا کہ اولیاء اور نیک لوگوں کا دیکھنے والوں پر اثر ہوتا ہے اور جو ان کو دیکھ لے گا اسے اللہ یاد آجائے گا۔ یہ صرف دیکھنے کی تاثیر ہے اور شاید کہ اس کا سبب یہ بھی ہو کہ دیکھنے والا ان میں ہدایت نیکی کی شہرت اور ہیبت الٰہی دیکھتا ہے نیز نور ایمان اور حسن سیرت کا بھی ان میں مشاہدہ کرتا ہے۔

جب یہ بات صرف دیکھنے سے ہی حاصل ہوتی ہے تو جو شخص ان کا ہم نشیں ہو اور ان سے مل جل کر رہے اس کا کیا حال ہوگا؟

اور اسی لیے موسیٰ بن عقبہ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

اگر میں اپنے کسی (نیک) بھائی کو دیکھ لیتا ہوں تو اس کی ملاقات کی برکت سے کئی دنوں تک عقل مندر ہتا ہوں۔ (روضة العقلاء ۹۲)

اور جناب سفیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب کبھی اپنے کسی بھائی کو دیکھ لیتا ہوں تو اس کی ملاقات کی وجہ سے مہینہ بھر عقل مند رہتا ہوں۔ (روضة العقلاء ۹۳)

ابو سلیمان رحمہ اللہ نے فرمایا ہے جب میں عراق میں اپنے بھائی کو دیکھ لیتا ہوں تو اس کی زیارت کی وجہ سے ایک مہینہ کام کرتا رہتا ہوں۔ (روضة العقلاء ۹۲)

سعادت مند لوگوں میں بیٹھنے کا آٹھواں فائدہ:۔ نیک اور بھلے ہم نشیں آسودگی میں تیری زینت اور انس ومحبت کا ذریعہ ہیں اور مصیبت وآزمائش میں اس سے نپٹنے کیلئے تجھے تیار کرنے کا موجب ہیں!

درحقیقت وہ تیری مشکلات کو حل کرنے اور تیری غم وحزن میں تخفیف کرنے کیلئے بہتر مددگار ہیں۔ ان کی آراء اور مشوروں سے تیرا دل روشن ہو جائے گا۔ خصوصاً جب تجھے پریشانیاں غمزدہ کر دیں اور تجھ پر ترقی کے راستے تنگ ہو جائیں اور رستوں پر چلنا (زندگی کے غم) تجھے تھکا دیں تو نیک ہم نشیں تیرے مونس وغم خوار ہوں گے۔

ایک دفعہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے پاس آئے تو کہنے لگے کہ تم میرے غم کا مداوا ہو۔(روضة العقلاء ص ۹۲)

اور اکثم بن صیفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (نیک) دوستوں کی ملاقات سے غم چھٹ جاتے ہیں: (الاخوان لابن ابی الدنیا، ص ۱۵۵)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے: سچے دوستوں کو منتخب کرو اور ان کی دوستی میں زندگی بسر کرو کیونکہ آسودگی میں وہ تیری زینت ہیں اور مصیبت میں تیری ڈھارس ہیں۔(روضة العقلاوالمتحابين في الله للمقدسي :ص ۳۱ و روضة العقلاء:ص۹۰)

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نیک بھائیوں کے ساتھ رہو کیونکہ دنیا وآخرت میں تمہاری ڈھارس ہیں۔

(احیاالعلوم الدین ج ۲ ص ۱۶۰ بحوالہ دوست کیسے بنائیں)

حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ کا فرمان:۔ ایک آدمی نے داؤد طائی رحمہ اللہ سے کہا: مجھے کوئی وصیت فرمایئے، فرمایا: پرہیزگاروں سے دوستی کرلو کیونکہ وہ تمام دنیا والوں سے کم تجھ پر بوجھ ڈالیں گے اور سب سے زیادہ تیرے مددگار ہونگے۔(کتاب الاخوان ص ۱۲۴)

شبیب بن شیبہ رحمہ اللہ نے فرمایا: دنیا کی تمام کمائیوں سے بڑھ کر مخلص دوست ہیں جو کہ آسودگی میں باعث زینت ہیں اور مصیبت و آزمائش میں ڈھارس ہیں اور حسن معاشرت میں مددگار رہیں۔(ادب الدنیا ولدین ص ۱۶۷) کسی حکیم نے کہا ہے:

دیندار، خاندانی، صاحب رائے اور مؤدب ہم نشینوں کا انتخاب کر کیونکہ ضرورت کے وقت وہ تیرے حمایتی ہوں گے اور مصیبت کے وقت تیرے بازو بنیں گے اور وحشت کے وقت تیرے مونس وغم خوار ہوں گے اور عافیت کے وقت تیرے لیے باعث زینت ہوں گے۔

(روضة العقلاء ۹۳)

اور عبدالعزیز الابرش رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

استكثرن من الاخوان انهم ۔۔۔ خير لكانزهم من الذهب

كم من اخ لو نابتك نائبة ۔۔۔ وجدته خيرا من اخي النسب

نیک اور لائق دوست زیادہ بنالے کیونکہ وہ جمع کرنے والوں کیلئے سونے سے بہتر ہوتے ہیں۔ کتنے ہی ایسے دوست ہیں کہ اگر تجھے کوئی مصیبت آپڑے تو تو انہیں حقیقی بھائیوں سے بھی زیادہ بہتر پائے گا۔

اور مہدی بن سابق رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

تكثر من الاخوان ما استطعت فانهم ۔۔۔ عماد اذا استنجدتهم وظهور

جتنا ہوسکے مخلص اور نیک دوست بنالے کیونکہ جب تو ان کو مدد کیلئے آواز دے گا تو وہ تیرے لیے ستون اور پشت پناہ بن جائیں گے۔

نیک ہم نشینی ہولنا کیوں سے بچاؤ کا ذریعہ:۔ اہل خیر کے ساتھ تیری ہم نشینی واخوت لیے ان لوگوں میں داخل ہونے کی ضمانت بن جائے گی جن پر قیامت کے دن نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غم کھائیں گے۔

اسی طرح اور دوستی کی ہمیشگی ختم نہ ہونے کی بھی ضمانت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''الاخلاء يومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين يا عباد لاخوف عليكم ولا انتم تحزنون'' (الزخرف: ج ۶۷ ص ۶۸)

اور وہ دن جب آئے گا تو متقین کو چھوڑ کر باقی سب دوست ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔ اس وقت اللہ کریم فرمائیں گے۔ اے میرے بندو! آج تمہارے لیے کوئی خوف نہیں اور نہ تمہیں کوئی غم لاحق ہوگا۔

غائبانہ دعاؤں میں شرکت:۔ بلاشبہ آپ نیک ہم نشینوں کی غائبانہ دعاؤں سے اپنی زندگی اور مرنے کے بعد بھی نفع حاصل کرتے رہیں گے۔ اور آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: ''دعوة المرء المسلم لاخيه يظهر الغيب مستجابة عند راسه ملك موكل كلما دعا لاخيه بخير قال الملك الموكل به امين ولك بمثل'' (رواہ مسلم ج ۴ ص ۲۰۹۴، ح ۲۷۳۳ عن ام الدرداء)

مسلمان آدمی کی اپنے بھائی کیلئے غائبانہ دعا قبول کی جاتی ہے۔ دعا کرنے والے کے سر کے پاس ایک فرشتہ مقرر رہتا ہے۔ جب بھی وہ اپنے بھائی کیلئے کوئی دعائے خیر کرتا ہے تو مقرر کیا ہوا فرشتہ آمین کہتے ہوئے یہ بھی کہتا ہے کہ تجھے بھی یہ سب کچھ ملے۔

عبید اللہ بن حسن رحمہ اللہ نے ایک آدمی کو کہا۔ زیادہ سے زیادہ نیک دوست بنالے کیونکہ جب تجھے موت آئے گی تو یہ تیرے لیے دعائے خیر کریں گے۔ (کتاب الاخوان ص۱۱۳ بحوالہ دوست کسے بنائیں)

اسی طرح کی ایک دلچسپ بات خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں الطیب بن اسماعیل کے ضمن میں ذکر کی ہے۔ (اور یہ مشہور قاری تھے) کہ ان کے پاس ایک صحیفہ تھا جس میں ان کے تین سو دوستوں کے نام لکھے ہوئے تھے، جن کیلئے وہ ہر رات دعائے خیر کیا کرتے تھے۔ ایک رات یہ دعا کیے بغیر سو گئے تو انہیں نیند میں کہا گیا: اے ابا حمدون! (یہ ان کی کنیت تھی) آج تو نے اپنے دیئے (چراغ) روشن کیوں نہیں کیئے؟ وہ اٹھ بیٹھے چراغ روشن کیا صحیفہ لیا اور ایک ایک کیلئے دعائے خیر کی یہاں تک کہ فارغ ہوئے۔ (تاریخ بغداد ج۹ ص۳۶۱)

اہل اللہ کی مجالس مضبوط قلعہ:۔ اہل خیر کی مجلسوں سے انسانی اور جناتی شیاطین بھاگ جاتے ہیں۔ یعنی نیک لوگوں کی صحبت اور ہم نشینی شیطانی وساوس وتکالیف سے بچنے کیلئے ایک مضبوط قلعہ ہے اس کے برعکس بدکردار لوگوں کی مجالس ان شیطانوں کا ٹھکانہ ہوتی ہیں۔

اسی طرح جب آدمی اکیلا یا الگ تھلگ ہوتا ہے تو وہ ان گھٹیا وساوس اور گمراہ کن افکار کا نشانہ بن جاتا ہے جو شیطان اس کی طرف بھیجتا ہے اسی لیے تو آپ ﷺ نے فرمایا ہے: '' علیك بالجماعة فانما یاکل الذئب القاصیة '' (اخرجه احمد ج۵ ص۱۹۶، وابوداؤد ج۱ ص۳۷ وحسنه الالبانی فی صحیح سنن نسائی) یعنی جماعت کے ساتھ مل کر رہو کیونکہ بھیڑیا دور ہٹی ہوئی بکری کو ہی کھاتا ہے۔

اہل اللہ کی محبت وزیارت، رضائے الٰہی کا ذریعہ:۔ صرف اللہ کو راضی کرنے کیلئے نیک لوگوں کی ہم نشینی، ان سے سچی دوستی اور ان کی زیارت کرنا، اللہ کی محبت سے حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قال اللہ تبارك و تعالیٰ وجبت محبتی للمتحابین فیّ والمتجالسین فیّ والمتزاورین فیّ والمتباذلین فیّ ''۔ (موطّا مالك ج۲ ص۹۵۳ وصحح اسناده ابن عبدالبر، والنووی فی ریاض الصالحین رقم :۳۸۷ والمنذری فی الترغیب والترهیب ج۳ ص۲۴۰ وقال الالبانی :صحیح ،صحیح الجامع رقم :۴۳۳۱)۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میری محبت ان لوگوں کیلئے واجب ہوچکی ہے جو مجھے خوش کرنے کیلئے محبت کرنے والے ہوں یا میری رضا جوئی کیلئے ہم نشیں بنے ہوں، یا ایک دوسرے کی زیارت کرنے والے ہوں یا ایک دوسرے پر خرچ کرنے والے ہوں۔ ان مذکورہ الفاظ کو امام مالک رحمہ اللہ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بیان کیا ہے اور امام احمد رحمہ اللہ نے عمرو بن عبسہ رحمہ اللہ کی روایت سے ان الفاظ میں ذکر کیا ہے:

قد حقت محبتی للذین یتحابون من اجلی وقد حقت محبتی للذین یتزاورون من اجلی وقد حقت محبتی للذین یتباذلون من اجلی وقد حقت محبتی للذین یتصادقون من اجلی۔

(قال المنذری فی الترغیب ج۴ ص۴۷، رواه احمد رواته ثقات والطبرانی فی الثلاثة واللفظله والحاکم وقال صحیح الاسناد)۔

''یعنی میری محبت ان لوگوں کے لیے ثابت ہوچکی ہے جو میری وجہ سے (یعنی صرف مجھے خوش کرنے کیلئے) آپس میں محبت کرتے ہیں۔ اور ان کیلئے بھی ثابت ہوچکی ہے جو صرف میری وجہ سے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور ان کیلئے بھی جو صرف میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں اور ان کیلئے بھی جو صرف میری وجہ سے ایک دوسرے سے سچ بولتے ہیں یا دوستی رکھتے ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: ''ان رجلا زار اخالّه فی قریة اخری فارصدا اللہ له علی مدرجته ملکما فلما اتی علیه قال این ترید ؟ قال ارید اخالی فی هذه القریة قال هل لك علیه من نعمة تربها قال لا غیر انی احببته فی

الله عزوجل قال فانی رسول الله الیك بان الله قدا احبك کما احببته فیه "۔

(اخرجه مسلم کتاب البر والصله باب فضل الحب فی الله ج۴ص۱۹۸۸ح ۲۵۶۷)

یعنی ایک آدمی کسی دوسری بستی میں اپنے کسی بھائی کی زیارت کیلئے جارہا تھا اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو اس کے راستے پر بٹھا دیا۔ جب وہ آدمی وہاں پہنچا تو فرشتے نے اس سے پوچھا: تو کہاں جانا چاہتا ہے؟ اس نے جواب دیا: اس بستی میں میرا ایک بھائی ہے میں اسے ملنے جارہا ہوں فرشتے نے کہا: کیا اس کا تجھ پر کوئی احسان ہے؟ جس کا تو بدلہ دینا چاہتا ہے، اس نے جواب دیا نہیں! صرف اس لیے کہ میں اس سے اللہ کی رضا کیلئے محبت کرتا ہوں۔ فرشتے نے کہا: میں تیری طرف اللہ کا قاصد بن کر یہ پیغام لایا ہوں کہ جس طرح تو صرف اللہ کیلئے اس سے محبت کرتا ہے اللہ بھی تجھ سے محبت کرتا ہے۔ (دوست کیسے بنائیں)

اہل اللہ کی مجالس ذکر اللہ کا ذریعہ:۔ نیک لوگوں کی مجلسیں اللہ کے ذکر کی مجلسیں ہوتی ہیں...... اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''لایقعد قوم یذکرون الله عزوجل الا خفتهم الملائکة و غیشیتهم الرحمة ونزلت علیهم السکینة وذکرهم الله فیمن عنده''

(صحیح مسلم ج۴ص۲۰۷۴ح ۲۷۰۰)

یعنی کوئی قوم ایسی نہیں جو بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتی ہو مگر ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور ان کو رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینت اترتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا اپنے فرشتوں میں ذکر کرتا ہے۔

اور آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا ہے: '' واما قوم اجتمعوا یذکرون الله ولا یریدون بذلك الا وجهه الا ناداهم منادمن السماء ان قوموا مغفورا لکم قد بدلت سیأتکم حسنات''۔

(راوہ احمد ج۳ص۱۴۲وقال الالبانی هذا اسناد حسن ان شاء الله الصحیحة:۲۲۱۰وذکرہ فی صحیح الجامع بنوہ و صححه: ج۲ص۹۸۱)

جو لوگ جمع ہو کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور اس سے صرف اللہ کی رضا چاہتے ہیں، آسمان سے ایک منادی کرنے والا (فرشتہ) اعلان کرتا ہے اے لوگو! کھڑے ہو جاؤ تمھیں بخش دیا گیا ہے اور تمھاری برائیاں نیکیوں میں تبدیل کر دی گئی ہیں۔ آدمی اللہ کی رضا کیلئے اپنے بھائیوں سے زیارت کی وجہ سے خوش دل ہوتا اور اس کا چلنا مبارک ہوتا ہے اور جنت میں اسے بڑے بڑے مرتبے حاصل ہوں گے۔

جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: '' من عاد مریضا اوزار اخاله فی الله ناداه مناد ان طبت وطاب ممشاك تبوات من الجنة منزلا''۔(اخرجه الترمذی وابن ماجه من حدیث ابی هریرة رضی الله عنه جامع الترمذی، کتاب البر والصلة : باب ماجاء فی زیارة الاخوان ج۴ص۳۶۵ح ۲۰۰۸سنن ابن ماجه، ج۱ص۴۶۴ح ۱۴۴۳)

کہ تو خوش ہو اور تجھے جنت مبارک ہو اور یا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے فرشتوں میں اعلان کرتا ہے کہ میرے بندے نے میری رضا کیلئے زیارت کی ہے لہٰذا میرے ذمہ اس کی مہمان نوازی ہے اور میں جنت کے سواء اس کیلئے اور کوئی ثواب پسند نہیں کرتا۔

اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہی نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: '' الا اخبرکم برجالکم فی الجنة قالوا بلی یارسول اللہ ﷺ فقال النبی فی الجنة والصدیق فی الجنة والرجل یزور اخاه فی ناحیة المصر لا یزوره الا لله فی الجنة''

(راوہ الطبرانی وفی آخر زیادة المعجم الصغیر للطبرانی ج۱ص۴۶قال الدمیاطی فی المتجر الرابع ص۳۴۵اسنادہ جیدان شاء الله واخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر ج۱۹ص۱۴۰ح ۳۰۷ وحسنه الالبانی فی صحیح الجامع رقم :۲۶۰۴)

یعنی میں تمہیں تمہارے جنتی مردوں کی خبر نہ دوں؟ صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: نبی جنت میں ہوں گے صدیق جنت میں ہوں گے اور وہ آدمی بھی جنت میں ہوگا جو شہر کے کسی کونے میں رہنے والے اپنے بھائی کی زیارت صرف اللہ کی رضا کیلئے کرتا ہے۔ علی ہذا القیاس نیک ہم نشیں ہر لحاظ سے آپ کے دین اور دنیا کیلئے نفع مند ہے۔ جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

'' المومن ان ماشيته نفعك وان شاورته نفعك وان شاركة نفعك و كل شئى ء امره منفعة ''یعنی مومن کے پاس اگر تو چل کر جائے تو وہ تجھے نفع دے گا اگر تو اس سے مشورہ کرے گا تو وہ تجھے نفع دے گا تو اس سے شراکت کرے گا تو وہ تجھے نفع دے گا حتیٰ کہ اس کے ہر کام میں نفع ہی نفع ہے۔

اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:'' مثل المومن مثل النخلة ما اخذت منها من شئى ء نفعك ''
(رواه الطبرانی فی الکبیر ج۴۱۱/۱۲) ''یعنی مومن کی مثال کھجور کے درخت جیسی ہے کہ تو اس کی جو بھی چیز حاصل کرے گا وہ تجھے نفع دے گی''۔ اور نیک لوگوں کی ہم نشینی کا یہ بھی فائدہ ہوتا ہے کہ صرف اللہ کے لیے محبت کرنے میں رہنمائی ملتی ہے۔ جس طرح محبت سے ہم نشینی پیدا ہوتی ہے اسی طرح ہم نشینی سے محبت پیدا ہوتی ہے۔

اللہ کے لیے محبت کرنے کے بہت زیادہ ثمرات ہیں اور لوگوں پر اس کے بڑے اثرات ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کا عظیم اجر اور بہت زیادہ ثواب رکھا ہے۔ (بحوالہ، دوست کسے بنائیں)

نام کتاب:۔ خطبہ رحمۃ للعالمین ﷺ ...... مصنف:۔ مولانا محمد صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ
ناشر:۔ نعمانی کتب خانہ۔ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

آپ ﷺ سا کوئی ہے نہ ہوگا:۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ ہمارے پیارے رسول ﷺ خاتم النبیین رحمت للعالمین، شفیع المذنبین، سید الکونین، سید الثقلین، سید ولد آدم، رہ نورد جادہ اسریٰ، اشرف انبیاء، احمد مجتبیٰ، شمس الضحےٰ، بدر الدجےٰ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ بشر رسول ہیں۔ سید البشر، اکرم الاولین واکرم لآخرین ہیں۔

همچوں او نازنینی سرتاپا لطافت گیتی نشان نداده ایزد نیا فریده (حافظ رحمه الله)

''یعنی حضرت رحمت عالم ﷺ جیسا پیارا محبوب سید البشر رسول ﷺ جو سرتا پا لطافت ہی لطافت ہیں طہارت، پاکیزگی اور خوبی کا سراپا ہیں۔ دنیا میں کوئی ایسا ہوا ہی نہیں۔ (ہوتا کیسے) خدا نے پیدا ہی نہیں کیا۔

آپ ﷺ افتخار آدمیت ہیں:۔ معراج میں حضرت جبریل علیہ السلام جناب سید البشر، حضرت رحمت للعالمین ﷺ کو بصد عزت و اکرام میں لے کر آسمانوں کی طرف چلے ساتویں آسمان سے آگے مقام جبریل علیہ السلام آ گیا۔ سدرۃ المنتہیٰ۔ حضرت جبریل علیہ السلام یہاں رک گئے۔ نوری آگے قدم نہ بڑھا سکا۔ حضور ﷺ نے پوچھا آگے کیوں نہیں چلتے؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اگر بال برابر بھی میں اپنے مقام سے آگے بڑھوں تو۔ ع فروغ تجلّے بسوزد پرم

یعنی رب متعال کی تجلی میرے پروں کو جلا دے میرا یہی مقام ہے آگے نہیں جا سکتا۔ پھر نوری حضرت جبریل علیہ السلام وہیں رہ گئے۔ اور سید البشر ﷺ تنہا آگے بڑھتے چلے گئے۔ اور جہاں تک اللہ کو منظور تھا وہاں تک پہنچ گئے۔

فرشتوں کی نظر خیرہ ہے انوار صفاتی سے وہ کیا جانیں قدم انسان کامل کا کہاں پہنچا

علامہ اقبال نے واقعہ معراج سے ایک ہی سبق حاصل کیا ہے فرماتے ہیں:۔

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفےٰ ﷺ سے مجھے کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

فرشتے نوری وہاں نہیں پہنچ سکتے جہاں بشر ﷺ کی رسائی ہے۔

محمد ﷺ ہی کے دم سے افتخار آدمیت ہے محمد ﷺ آن ملت شان ملت، جان ملت ہے (حماد)

پھر حضرت انور ﷺ نے ہمیں آیات الٰہی پڑھ کر سنائیں اللہ تعالیٰ کے احکام کھول کھول کر بتائے۔ اللہ کے عذابوں سے لرزہ براندام کیا۔ ڈرایا اور لرزایا۔ راہ آخرت کے خطروں سے آگاہ کیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ غفور و ودود کی بشارتیں بھی سنائیں۔ اس کی بخششوں، رحمتوں اور انعاموں کے لبریز بھی پلائے اور یوں آیات کی تلاوت کا حق ادا کر دیا۔

اس دوران میں سید العالمین ﷺ نے ہمارے نفوس کے تزکیہ کی بھی از حد کوشش کی اور مشیت ایزدی کے ماتحت ہمیں شرک کی گندگی سے پاک کیا۔ معاشرے کی تمام شرکیہ برائیوں اور کفریہ رسموں کو مٹایا۔ بیشمار خداؤں کی پرستش سے باز کیا۔ ارباب من دون اللہ کی قید سے چھڑایا۔ توحید کو چمکایا۔ اجاگر کیا اور نکھارا ''یعلمهم الکتاب والحکمة'' کی تعمیل میں زمانہ نبوت کے تیئیس سال تک جناب سید ولد آدم ﷺ قرآن ہی کی تعلیم دیتے اور اس کی فلاسفی اور حکمت سمجھاتے رہے کہ کس طرح آیات کی شراب طہور کو نوش جان کرنا ہے۔ یعنی قال کو حال کی شمع سے روشن کر کے راستہ دکھاتے رہے۔ گویا حضرت انور ﷺ کی ساری زندگی تلاوت آیات، تزکیہ نفوس، اور وحی خداوندی کی حکمت سکھانے اور قرآن پر عمل کرنے کا طریقہ بتانے میں گزری۔ بیشک۔

محمد ﷺ مصطفےٰ رہنمائے نوع انسانی — محمد ﷺ داعی حق ہے محمد ﷺ غایت دیں ہے (ص ۲۲)

سید الکونین کی عبادت کا مرتبہ:۔ یاد رہے کہ رسول اللہ ﷺ سید الکونین، سید الثقلین، جناب رحمت للعالمین ﷺ کی عبادت عند اللہ اتنے مرتبے کی ہے کہ ساری اولاد آدم میں سے کوئی بھی حضور ﷺ جیسی عبادت نہیں کر سکا۔ یعنی آپ ﷺ کی عبادت کے مرتبے جیسی، یوں سمجھیں کہ اگر ترازو کے ایک پلڑے میں رحمت عالم ﷺ کی نماز رکھ دی جائے۔ اور دوسرے پلڑے میں تمام انبیاء علیہم السلام کی اور ساری اولاد آدم کے مومنوں، موحدوں کی نمازیں رکھ دی جائیں تو جناب سید ولد آدم کی نماز کا وزن سب سے زیادہ ہوگا۔ یہی حال آپ کی دوسری عبادتوں کا ہے۔ کہ تمام ذریت آدم کی عبادتوں سے بڑھ کر ہیں۔ جس طرح حضور انور ﷺ کی شان اور مرتبے کا کوئی نہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ کی عبادت کے درجے جیسی کسی کی عبادت نہیں۔

اک قطرہ مقدس بھی ہر چیز سے افضل:۔ یاد رہے کہ رحمت عالم ﷺ کی جان پاک اتنی مقدس اور قیمتی ہے کہ حوران جنت، اور تمام اولاد آدم حضور ﷺ کے ایک قطرہ خون کی قیمت نہیں ہو سکتے۔

''مرتبہ احسان'' یعنی انتہائے تصوف کی حیثیت:۔ (ایک شخص (حضرت جبرائیل علیہ السلام) حضور ﷺ سے مرتبہ احسان کے بارے میں پوچھتا ہے) ''فاخبرنی عن الاحسان'' خبر دیجئے مجھ کو احسان سے یعنی نیکی کیا ہے)

''قال ا ن تعبدو الله کانك تراه فان لم تکن تراه فانه یراك'' حضور ﷺ نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ عبادت کرے تو اللہ کی گویا کہ تو دیکھتا ہے اس کو پس اگر نہیں دیکھ سکتا تو اس کو (تو اتنا یقین تو کر) کہ وہ (بصیر) دیکھتا ہے تجھ کو۔ (خطبۂ رحمۃ للعالمین ص ۱۳۲)

مرتبہ احسان کا مفہوم:۔ اور احسان یہ ہے کہ عبادت کرے تو اللہ کی گویا کہ دیکھتا ہے تو اس کو مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اتنی محبت کرے کہ ہر وقت اس کا خیال دل میں رہے چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے اللہ کے دھیان میں ایسا غرق ہو جائے کہ سوائے ذات حق کے کچھ نہ نظر آئے۔ عبادت میں وہ رنگ جمے کہ فانیات ناپید ہو کر باقی ذات آنکھ میں سمائی ہو رحمت عالم ﷺ کے ارشاد '' کانك تراه '' سے یہ مقصود ہے کہ عبادت میں نہایت اخلاص اور حد درجہ خضوع و خشوع ہو۔

وحدۃ الشہود کا بلند درجہ:۔ پھر جس کو یہ مقام مشاہدہ اور استغراق نصیب ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی ہیبت و خشیت اور عظمت و جلال کی بارش ہوتی ہے اور بندہ حضوری ہو جاتا ہے وحدۃ الشہود کا یہ بلند درجہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کو میسر آتا ہے۔

جمال یار جب پیش نظر ہو! — تو اس دل میں کسی کا کب گزر ہو

دوسری صورت میں رجوع الی اللہ کی (یعنی احسان کی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتائی کہ اگر تو (آفاق وانفس کے آئینہ میں) اللہ کو نہیں دیکھ سکتا ۔یہ مرتبہ تجھ کو حاصل نہیں ہوسکتا۔کم از کم اتنا تو کر کہ " فانه یراك "کہ وہ تجھ کو دیکھتا ہے یعنی وہ حاضر ناظر ہے اس کی نظر تیرے دل اور تیرے اعمال پر ہے۔ایک لمحہ کیلئے بھی تو اس کی خبر اور نظر سے اوجھل نہیں وہ ہر وقت تیرے ساتھ ہے۔جب تیرے ایمان کی یہ کیفیت ہوجائے گی۔تو پھر اللہ کا ڈر اور ہیبت تجھے ہر وقت لرزہ براندام رکھے گی۔اور تو تمام حرکات وسکنات میں نہایت محتاط رہے گا عبادت میں بھی خلوص وخشوع ہوگا ۔اور نافرمانیوں سے بھی بچے گا۔(خطبہ رحمۃ للعالمین ص ۱۳۸)

بیعت اصلاح کا مستند حدیث سے ثبوت:۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:" بایعونی علے ان لا تشرکوا بالله شیئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادکم ولا تاتوا ببهتان تفترونه بین ایدکم وارجلکم ولا تعصوا فی معروف فمن وفٰی منکم فاجرہ علے الله ومن اصاب من ذلك شیئا فعوقب به فی الدنیا فهو کفارۃ له ومن اصاب من ذلك شیئا ثم ستره الله علیه فهوا الی الله ان شاء عفا عنه وان شاء عاقبه فبا یعناه علے ذلك "۔(بخاری مسلم) بیعت کرو مجھ سے (یعنی پختہ عہد کرو) اس بات پر کہ نہ شریک کرو ساتھ اللہ کے کسی کو اور نہ چوری کرو اور نہ زنا کرو اور نہ مار ڈالو اولاد اپنی کو محتاجگی کے ڈر سے اور نہ اٹھاؤ بہتان کہ باندھ لیا ہو تم نے اس کو درمیان ہاتھوں اور پاؤں اپنے کے (یعنی دل سے) اور نہ نافرمانی کرو نیک چیز میں پس جو پورا کرے تم میں سے یہ عہد بس اجر اس کا اللہ پر ہے اور جو پہنچا ان میں سے کسی چیز کو (یعنی گناہوں میں سے کچھ کر بیٹھا سوائے شرک کے) پھر سزا دیا گیا بسبب اس کے دنیا میں جیسے حد لگی یا بیمار ہوا وغیرہ۔پس وہ کفارہ ہے واسطے اس کے (یعنی پاک ہوجاتا ہے گناہ سے) اور جو کہ پہنچا ان میں سے کسی چیز کو پھر ڈھانکا اس کو اللہ نے یعنی دنیا میں اس کا گناہ ظاہر نہ ہوا۔پس وہ سپرد ہے اللہ کی طرف اگر چاہے بخشے اس سے اور اگر چاہے سزا دے اس کو (صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں) پس بیعت کی ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان چیزوں پر۔

اولیائے کرام کا توکل قرآن مقدس کی روشنی میں

متوکل کیلئے اللہ کافی ہے:۔ رزق کے بارے میں اللہ ارشاد فرماتا ہے:"وما من دابة فی الارض الا علے الله رزقها"(پ۱۲ع ۱) اور نہیں کوئی چلنے والا زمین میں مگر اوپر اللہ کے ہے رزق اس کا۔اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کے رزق وروزی کی ضمانت دی ہے پھر جو بندہ اللہ تعالیٰ کی ضمانت اور وعدے پر بھروسہ نہ کرے یا ور نہ کرے تو اس میں کہاں ایمان ہوگا۔اور اس کی عبادت کیا ہوگی۔اس آیت کا مقتضاء توکل کے لعل گرانمایہ سے یوں روشنی بکھیرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے کام کا وکیل اور ضامن جان کر اس پر پورا اعتماد کریں،اس پر بھروسہ کر کے یقین کریں کہ وہ ضرور روزی پہنچائے گا۔مرد مومن کو چاہیے کہ دنیا کہ مال واسباب اور اکتساب کو محض سبب جانے اور رزاق صرف اللہ تعالیٰ کو سمجھے اس کے سوا کسی کو رزاق نہ مانے وہ بےکسب و باکسب دونوں کو رزق پہنچاتا ہے۔

ارشاد ہے:" ومن یتق الله یجعل لّه مخرجا وّیرزقه من حیث لا یحتسب ، ومن یتوکل علے الله فهو حسبه "(پ۲۸ع۱۷) اور جو کوئی ڈرے اللہ سے کرے گا اور واسطے اس کے راہ مشکل سے نکلنے کی اور رزق دے گا اس کو اس جگہ سے کہ نہیں گمان کرتا۔اور جو کوئی توکل کرے اللہ پر پس وہ کفایت کرتا ہے اس کو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے متوکل سے وعدہ کیا ہے کہ وہ رزق کے بارے میں کفایت کرنے والا ہے۔بلکہ اللہ اسے اس جگہ سے رزق دے گا جہاں سے گمان رزق نہ ہوگا۔پس اس آیت میں کامیابی کا نکتہ صرف توکل علی اللہ ہی ہے۔کاش ہمیں اللہ پر توکل کرنا آجائے۔اگر وعدہ الٰہی پر یقین واعتماد ہو اس کی ضمانت رزق کے مہر نیمروز کی شعائیں دل حزیں کو روشن کریں تو بندہ باور کرے گا کہ بغیر

کسب کے بھی اللہ تعالیٰ روزی پہنچائے گا۔ (خطبہ رحمۃ للعالمین ص۱۶۰)

اہل اللہ کا توکل ہر مسلمان کی ضرورت:۔ مومنوں کو ارشاد ہے۔" وعلى الله فتوكلوا ان كنتم مؤمنين "(قرآن)

اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو اگر ہو تم ایمان والے معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہیں کرتا۔ یا اسے اللہ پر بھروسہ کرنا نہیں آتا تو اس کا ایمان یا معرضِ زوال میں ہے یہ عدم کے پالنے میں ہے۔

اے اللہ! یقین اور توکل تیری عظیم الشان نعمتیں ہیں تو ہی عطا کرے تو نصیب ہوں۔ ان کا حصول ہمارے بس میں نہیں تو ہی قوی ایمان اور جان دار توکل عطا فرما۔ (خطبہ رحمۃ للعالمین ص۱۶۱)

اہل اللہ کا توکل کیا ہے؟:۔ درجہ تسلیم پر فائز اولیاء رحمہم اللہ اپنے تمام امور اللہ تعالیٰ کی سپرد کر دیتے ہیں۔ اور ذرہ بھر تردد یا تذبذب ان کے دل میں نہیں رہتا، ایسے اللہ والے اس کے توکل کے ہاتھوں میٹھے پھل کھاتے اور یقین و ایمان کے مواج دریا میں نہاتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔" وعلى الله فليتوكل المتوكلون "(قرآن) اور اللہ ہی پر چاہئے پس بھروسہ کریں بھروسہ کرنے والے۔ (خطبہ رحمۃ للعالمین ص۱۶۱)

اسباب پر یقین توکل کے منافی:۔ توکل کے بارے میں خوب یاد رکھنا چاہیے کہ اگر دل کا اعتماد کسب اور سبب پر ہوا تو یہ شرک خفی ہے ہاں اللہ کے بھروسہ پر کسب کرنے والا ضرور متوکل ہے۔ (خطبہ رحمۃ للعالمین ص،۱۶۱)

توکل اولیاء احادیث کی روشنی میں

پرندوں کا اللہ پر توکل:۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے:"لو انكم تتوكلون على الله حق توكله لرزقكم كما يرزق الطير تغدوا خماصًا وتروح بطاناً (ترمذی، ابن ماجہ)

اے لوگو! اگر تحقیق تم توکل کرو اللہ پر حق توکل کا تو البتہ روزی دے تم کو (اللہ) جیسے روزی دیتا ہے پرندوں کو نکلتے ہیں پرندے صبح کو بھوکے اور پھرتے ہیں شام کو اپنے گھونسلوں میں پیٹ بھرے ہوئے۔

ملاحظہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی اچھی اور سچی مثال دے کر سمجھایا ہے کہ اگر تم اللہ پر توکل کرو اور توکل کرنے میں حق توکل پورا کرو تو اللہ تمہیں پرندوں کی طرح رزق دے جو اللہ کے بھروسے پر صبح کو بھوکے اپنے آلہنوں سے نکل جاتے ہیں۔ اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔ (خطبہ رحمۃ للعالمین ص۱۶۲)

توکل کا حق:۔ یاد رہے کہ توکل کا حق یہ ہے کہ اس بات پر پختہ یقین کرے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی فاعل حقیقی نہیں ہے اور تمام موجودات اور رزق موت حیات، مرض صحت، فقر وغنا، ضرر، عطا، منع وغیرہ سب اللہ فعال لما یرید کی طرف سے ہیں بندہ کے خیال تصور، ذہن، ارادہ، ہاتھوں، پاؤں، آنکھوں، کانوں، زبان اس کے تمام اعضاء اور احشاء اور بدن کے رواں رواں پر اللہ کا حکم جاری ہے۔ آدمی کی ہر حرکت مشیت کے ماتحت ہے اس یقین کے ساتھ یہ ایمان بھی دل میں جمائے کہ حق تعالیٰ اس کے رزق کا ضامن ہے اور اس بات میں ذرہ بھی شک یا شبہ نہ کرے۔ اگر اس کی ضمانت رزق میں ذرہ بھی شک یا شبہ کریگا تو ایمان کا دیوالہ نکل جائے گا۔ اور توکل کا جنازہ اٹھ جائے گا جب یہ یقین پختگی کی معراج کو پالے گا۔ کہ اللہ نے رزق کا ذمہ لے رکھا ہے اور وہ روزی کا ضامن ہے تو پھر اچھے طریق سے روزی کیلئے سعی کرے۔ کسب معاش کیلئے تگ ودو، اور جدوجہد کرے اس کے فضل سے ضرور ضرور رزق حلال میسر ہوگا۔ اور وہ اور اس کے اہل وعیال پیٹ بھر کر کھائیں گے۔ (خطبہ رحمۃ للعالمین ص۱۶۲)

"وظیفہ" مشکل سے خلاصی کا ذریعہ:۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ حضرت عوف اشجعی رضی اللہ عنہ کے لڑکے حضرت سالم رضی اللہ عنہ جب کافروں کی قید میں تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان سے کہلوا دو کہ بکثرت "لاحول ولا قوة الا بالله" پڑھتا رہے ایک دن اچانک بیٹھے

بیٹھے ان کی قید (یعنی رسی جس سے بندھے ہوئے تھے) کھل گئی اور یہ وہاں سے نکل بھاگے ان لوگوں کی ایک اونٹنی تھی جس پر سوار ہوئے راستے میں ان کے اونٹوں کے ریوڑ ملے یہ انہیں اپنے ساتھ ہنکالائے وہ لوگ پیچھے دوڑے یہ کسی کے ہاتھ نہ لگے۔ بلکہ سیدھے گھر آ گئے اور دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دی باپ نے آواز سن کر فرمایا۔ خدا کی قسم یہ تو سالم ہے ماں نے کہا ہائے وہ کہاں وہ تو قید و بند کی مصیبتیں جھیل رہا ہوگا۔ اب دونوں ماں باپ اور خادم دروازے کی طرف دوڑے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ان کے لڑکے حضرت سالم رضی اللہ عنہ ہیں اور تمام انگنائی اونٹوں سے بھری پڑی ہے پوچھا کہ یہ اونٹ کیسے ہیں؟ انہوں نے واقعہ بیان کیا تو فرمایا اچھا ٹھہرو میں رسول اللہ ﷺ سے ان کی بابت مسئلہ دریافت کر آؤں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: وہ سب مال تمہارا ہے جو چاہے کرو اور یہ آیت اتری کہ اللہ سے ڈرنے والوں کی مشکل خدا آسان کر دیتا ہے اور بے گمان روزی پہنچاتا ہے۔ (ابن کثیر بحوالہ: خطبہ رحمۃ للعالمین ص ۱۶۷)

توکل اولیاء پر ''ابن ابی حاتم'' کی روایت:۔ ابن ابی حاتم میں حدیث ہے جو شخص ہر طرف سے کھنچ کر اللہ ہی کا ہو جائے اللہ تعالیٰ ہر مشکل میں اس کی کفالت کرتا ہے اور بے گمان روزیاں دیتا ہے اور جو اللہ سے ہٹ کر دنیا ہی کا ہو جائے اللہ بھی اسے اسی کی طرف سونپ دیتا ہے۔ (خطبہ رحمۃ للعالمین ص ۱۶۸)

توکل اولیاء پر ''مسند احمد'' کی روایت:۔ مسند احمد میں ایک اور حدیث میں حضور ﷺ فرماتے ہیں: جسے کوئی حاجت ہو اور وہ لوگوں کی طرف لے آئے تو بہت ممکن ہے کہ وہ سختی میں پڑ جائے اور کام اور مشکل ہو جائے اور جو اپنی حاجت اللہ کی طرف لے جائے تو اللہ ضرور اس کی مراد پوری کرتا ہے یا تو جلدی اس دنیا میں ہی یا دیر کے بعد یا موت کے بعد پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے قضا اور احکام کو جس طرح اور جیسے چاہے، اپنی مخلوق میں پورا کرنے اور اچھی طرح جاری کرنے والا ہے۔ (خطبہ رحمۃ للعالمین ص ۱۶۹)

توکل اولیاء پر ''ترمذی و ابن ماجہ'' کی روایت: ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلافت کا متولی کیا ہے۔ آپ بھی مجھے اس میں سے کسی کام پر متولی فرمائیے۔ (یعنی نوکری دیجئے) آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تو نے قرآن پڑھا ہے۔ اس نے کہا: میں نے تو نہیں پڑھا ہے۔ آپ نے فرمایا ہم ایسے شخص کو متولی نہیں کرتے جس نے قرآن نہ پڑھا ہو۔ پس اس نے جا کر قرآن پڑھنا شروع کر دیا اور بڑی کوشش کی تا کہ حضرت عمر رضی اللہ متولی کریں لیکن جب قرآن پڑھ گیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آنا چھوڑ دیا ایک روز راستہ میں آپ نے اسے دیکھ کر پوچھا کہ اے برادر! کیا تو نے ہم سے ملنا چھوڑ دیا ہے؟ اس نے عرض کیا جی نہیں میں چھوڑنے والا نہیں ہوں لیکن کتاب الٰہی کی ایک آیت نے مجھے اس امید سے مستغنی کر دیا جو میں آپ کے دروازے پر لایا تھا۔ آپ نے حال پوچھا تو اس نے یہ آیت پڑھی ''من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ'' اس پر حضرت عمر رضی اللہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ پر توکل کرو جیسے توکل کرنا چاہیے تو تم کو رزق دیا جائے جیسے پرندوں کو دیا جاتا ہے کہ صبح کو خالی کوکھ جاتے ہیں اور شام کو بھرے پیٹ آتے ہیں۔ (رواہ احمد، والترمذی، و ابن ماجہ بحوالہ :خطبہ رحمۃ للعالمین ص۱۶۹)

متوکل کی کرامت پر ''مشکوۃ'' کی روایت:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص اپنے گھر گیا اور جب اس نے ان کی (گھر والوں کی) محتاجی اور فاقہ دیکھا تو گھر سے نکل کر جنگل کو چلا گیا۔ (کہ اللہ سے تضرع کرے) جب اس کی عورت نے یہ حال دیکھا (کہ اس کا خاوند بوجہ تنگ دستی گھر سے چلا گیا ہے) تو چکی کے پاس گئی اور اوپر کا پاٹ نیچے کے پاٹ پر رکھا اور تنور کے پاس گئی اور اسے گرم کیا پھر بولی الٰہی ہم کو رزق عطا کر۔ تیرے در کے سوا ہمارے لئے کہیں رزق نہیں) پھر اس نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ ناگہاں چکی کا گرانڈ آٹے سے بھرا ہوا تھا اور پھر گئی تنور کی طرف تو پایا اس کو بھرا ہوا روٹیوں سے پھر اس کا شوہر واپس آیا (بعد دعا کرنے کے) اور کہنے لگا کیا تم نے میرے بعد کچھ پایا ہے۔ عورت نے کہا: ہاں! میں نے اپنے رب عزوجل سے پایا ہے۔ (یہ دیکھو گرانڈ چکی کا آٹے سے بھرا ہوا اور تنور روٹیوں سے پر) پھر مرد نے کھڑے ہو کر چاہا چکی کو دیکھے۔ چنانچہ اس نے چکی کا پاٹ اٹھا کر دیکھا) پھر یہ حال رسول اللہ

ﷺ سے ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اما انہ لو لم یر فعھا لم تزل تدور الی یوم القیمۃ (مشکوۃ شریف)
آگاہ رہو کہ اگر یہ شخص چکی نہ اٹھاتا تو برابر قیامت تک اسی طرح چلتی رہتی۔ یہ ہے صبر اور توکل کی اعجاز فرمائی اور صبر اور توکل کا حق ادا کرنے والے صابروں، اور متوکلوں کی کرامت اور اللہ کے وعدوں کی صداقت کا زندہ ثبوت کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔(خطبہ رحمۃ للعالمین ص ۱۷۴)

اہل اللہ کی کرامات حق ہیں:۔ کوئی صاحب اس بات پر تعجب نہ کریں یا انکار نہ کریں کہ کیسے ہوسکتا ہے کہ گرا انڈا آٹے سے بھر گیا اور تنور میں خود بخود روٹیاں کہاں سے آگئیں یاد رکھیں پیغمبروں کے معجزات من جانب اللہ برحق ہیں اور صالحین رحمہم اللہ کی کرامت بھی باذن اللہ حق ہیں۔ قرآن میں ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام جب مریم علیہا السلام کے پاس حسب معمول گئے تو ان کے پاس رزق (میوے پھل) دیکھے۔ پوچھا" انی لك ھذا " یہ کہاں سے آگئے تو مریم علیہا السلام نے جواب دیا۔" ھو من عند الله " وہ اللہ کے پاس آئے ہیں یہ حضرت مریم علیہا السلام کی کرامت تھی۔ تو اللہ تعالیٰ کے کام پر نہ تعجب چاہئے نہ انکار۔ معجزوں اور کرامتوں سے روحانیت کا ثبوت ملتا ہے اور تعلق باللہ کا پتہ چلتا ہے۔ البتہ ولی کیلئے کرامت شرط نہیں۔ جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ اس کے لئے کافی ہے۔

بے شک اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ کے خطبہ کے مطابق" ونتو کل علیہ "(اور ہم اسی ذات پر بھروسہ کرتے ہیں) ہم سب کو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چاہیے کہ اسی کے بھروسہ پر زندگی اور کار ہائے زندگی رواں دواں رہیں۔(خطبہ رحمۃ للعالمین ص ۱۷۶)

تصوف بطور تزکیہ نفس

نفس کی تین اقسام: نفس تین قسم کے ہیں: نفس امارہ، نفس لوامہ، نفس مطمئنہ۔

نفس امارہ:۔ قرآن مجید میں نفس امارہ کا ذکر اس طرح آیا ہے۔" وما ابری نفسی ان النفس لامارة بالسوٓء الا ما رحم ربی، ان ربی غفور رحیم "(پ۱۳، ع۱)

اور میں اپنے نفس کی برأت نہیں کرتا بے شک سب سے بڑھ کر بدی کی راہ سمجھانے والا ہے۔ سوائے ایسے شخص کے جس پر رحم کرے رب میرا بے شک رب میرا بڑا غفور ورحیم ہے۔

"ان النفس لا مارة بالسوء "یقیناً نفس تو سب سے بڑھ کر برائیوں کی راہ چلانے والا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے نفس پر اعتماد کرے اور اس کے کہنے پر چلنے لگے تو وہ اس کو کثرت سے برائیوں کی طرف لے جائے گا کیونکہ نفس کا کام ہی بدیوں اور برائیوں کی راہ دکھانا ہے بد کام کا حکم کرنا ہے۔ الا ما رحم ربی "سوائے اس شخص کے، جس پر رحم کرے رب میرا" یعنی جس پر اللہ رحم فرمائے۔ اس کو یا تو نفس مطمئنہ ملتا ہے کہ وہ بدی کا حکم نہیں کرتا جیسے انبیا علیہم السلام معصوم ہیں۔ یا اللہ اپنے فضل خاص سے بندے کو اپنی پناہ میں لے بچا لیتا ہے۔ اور نفس مقہور ہو جاتا ہے۔

نفس امارہ بڑی بلا ہے:۔ نفس امارہ بہت بڑی بلا ہے اس سے انسان بچ نہیں سکتا۔ اس کی شرارتوں اور برائیوں کی فہرست اتنی طویل ہے کہ شیطان بھی دیکھے تو گھبرا جائے۔

نفس کیا ہے:۔ نفس نہ شیطان ہے نہ قلب ہے، نہ فرشتہ ہے نہ عقل ہے، اور نہ کوئی عین خارجی چیز ہے بعض کہتے ہیں کہ نفس ہویٰ ہے یعنی خواہش وشہوات بعض طبیعت کو نفس کہتے ہیں اور بعضے بشریت کو، جس کا میلان بجانب شہوات و ہویٰ ہو۔ (انبیاء کی بشریت معصوم ہوتی ہے)۔ اللہ تعالیٰ نے تمام ممنوعات سے انسانوں کو آگاہ کر دیا اور دنیاوی زینت وآرائش کو اس فریب گاہ کا ایک دل فریب مشغلہ قرار دیا ہے۔ اور یہ بھی نص سے ثابت ہے کہ دنیا کی تمام چیزیں مزین بہ تزئین امتحانی ہیں اور عہد الٰہی میں خیانت کرنے اور معصیت کے ارتکاب میں سراسر

عذاب ہے اور یہ بھی سب جانتے ہیں کہ موت سر پر کھڑی ہے پھر باوجود اس علم کے لوگ نواہی کے خارزار میں قدم رکھتے اور معصیت سے مدہوش ہوتے ہیں اور وہ کام کرتے ہیں جن کا انجام غضب الٰہی اور عذاب آخرت ہے۔ اب غور کرنے کی بات ہے کہ انسان میں وہ کون چیز ہے جو دیدہ ودانستہ اس کو عذاب میں گرفتار ہونے پر راغب کرتی ہے۔

نفس امارہ سب سے بڑا دشمن:۔ تو یہ چیز ہوئی ہے جو ہر انسان کی طبیعت کو قہریات کے قبول کرنے پر حرکت دیتی ہے اور مستعد کرتی ہے اور قہریات ان امورالٰہیہ کو کہتے ہیں جن کا انجام اللہ کے غضب اور عذاب کی طرف ہوتا ہے پس کسی کو یہ مجال اور طاقت نہیں کہ نفس کی گرفت سے نکل سکے۔ مگر وہی جس پر لطف خداوندی، اور رحمت ایزدی سایہ فگن ہو۔ ذوق مرحوم نے کیا لکھا ہے۔

نہنگ واژدہا وشیر نر مارا تو کیا مارا — بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا

اگر کسی نے نہنگ یعنی مگرمچھ مار دیا۔ تو کوئی بڑا بہادری کا کام نہ کیا اگر اژدہا یعنی بہت بڑا سانپ ہلاک کر دیا تو پھر بھی کوئی قابل تعریف کام نہیں کیا۔ اور اگر شیر ببر مار ڈالا تو یہ بھی کوئی دلیری اور بہادری کا کام نہ کیا ہاں اگر نفس امارہ کو مار لیا اسے خدا کے احکام کے آگے جھکا لیا تو سب سے بڑے موذی کو مارا۔ دنیا میں جتنا بڑی موذی نفس ہے اور کوئی چیز نہیں ہے تو نفس کو مارنا سب سے بڑا بہادری کا کام ہے اور سب سے بڑے دشمن کا قلع قمع کرنا ہے لیکن قرآن مجید سے تو ثابت ہوتا ہے کہ اس موذی کو مارنا انسان کے بس کی بات ہی نہیں ہے۔ " الا مارحم ربی "اس کے شر سے تو سوائے رحمت خداوندی کے کوئی پیغمبر بھی نہیں بچ سکتا اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: " ونعوذ باللہ من شرور انفسنا "اور نفس کی بدیوں سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کہ اللہ کی پناہ (REFUGE) کے بغیر اس کے شر سے بچ نہیں سکتے اور اللہ ہی پناہ میں رکھے وہی بچائے تو ہم بچ سکتے ہیں۔

صوفیائے کرام کا ساری زندگی نفس سے جہاد کرنا:۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ظہور قہر ازل ہے جو ہوا وہوس اور شہوت ومستی کی دنیا لئے نفس کے نام سے سینے کی اتھاہ گہرائیوں میں چھپا بیٹھا ہے اور اندر ہی اندر اپنا کام کرتا رہتا ہے دل کو لبھانے اور فریفتہ کرنے اور عروس دنیا کے حسن وجمال اور تزئین وآرائش کی فلمیں دکھاتا رہتا ہے اور عملاً بھی طبائع بشری کو قہریات کی پرفریب وادیوں میں لے جاتا اور حرص وآز کی ماہ وشوں کا پرستار بناتا ہے ساری فلمی دنیا اسی نفس ہی کے اشاروں پر رقص کناں ہے اور دنیا جہان کے معاشقے اور عشق کے چرچے اسی کے رہین منت ہیں۔ بڑے بڑے علماء ربانی صوفیائے کرام اور اولیاء اللہ ساری زندگی نفس کے ساتھ جہاد کرتے ہی گزار گئے۔ اور اس کی شرارتوں سے اللہ کی پناہ مانگتے رہے۔ (خطبہ رحمۃ للعالمین ﷺ ص ۱۸۴)

اولیائے کے نفس کے ساتھ جہاد کی اہمیت:۔ جہاد بالنفس کے متعلق رسول ﷺ نے فرمایا:" والمجاھد من جاھد نفسه فی طاعة الله "(مشکوۃ کتاب الایمان) اور کامل جہاد کرنے والا وہ ہے جس نے جہاد کیا اپنے نفس سے اللہ کی بندگی میں۔

نفس کے ساتھ جہاد کرنے کا بہت بڑا اجر ہے ایک جہاد تو میدان میں جنگ میں کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے یہ جہاد تو اسی وقت ہی ہوسکتا ہے جب کافروں کے ساتھ جہاد کا موقع ملے لیکن نفس کے ساتھ جہاد تو شب وروز بلکہ ہر حین وآن جاری ہے۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ نے مسلمان کو دائمی مجاہد بنا کر دائماً جہاد کے ثواب کا حق دار بنا دیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جہاد بالنفس کا ثواب جہاد بالکفار کی مانند ہے۔

جہاد بالنفس کی مثال:۔ سوچئے کہ ایک خوبصورت جوان جب بھرپور جوانی میں ہو اور قوت اور طاقت کا دریا ٹھاٹھیں مار رہا ہو اسے ایک نہایت حسین وجمیل ماہ وش نوجوان لڑکی جنسی تسکین کیلئے دعوت دے اور یہ جوان اس کے پاس جا کر یہ کہہ کر چلا آئے۔ " انی اخاف الله " میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ آپ غور فرمائیں کہ اس نوجوان کا نفس کے ساتھ یہ جہاد کرنا کتنا بڑا جہاد ہے ایسے مجاہد کیلئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی کو ایک خوب صورت مال دار عورت (بہ نیت بدی) بلائے اور وہ یہ کہہ کر لوٹ آئے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کو حشر کے دن اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا جس دن نہیں سایہ ہوگا سایہ عرش کے (مشکوۃ)۔ اس شخص کو قیامت کے دن اللہ اپنے عرش کے سایہ میں

جگہ دے گا کتنا بڑا اجر اور اتنا بڑا ثواب ہے اور یہ ثواب اس لئے عظیم الشان ہے اور اس لئے سایہ عرش میں جگہ ملے گی کہ اس جوان نے اپنی بے پناہ شہوت اور خواہش نفس کو اللہ کے ڈر سے دبایا ہے۔اسے خوف خدا سے زیر کیا ہے۔

زندگی بھر جہاد بالنفس کرتے رہیں:۔ اسی طرح نفس کے خلاف جہاد جاری رکھنا چاہیے جو شخص اس جہاد کو جاری رکھے گا اس کی زندگی شب وروز جہاد میں گزرے گی اور جہاد کا ثواب پاتا رہے گا۔شب وروز جہاد کرنے کا یہ مطلب ہے کہ جو خواہش بھی قرآن اور سنت کے خلاف اٹھے نفس جو بات بھی معصیت کی بتائے نفس کی مخالفت کر کے اسے اللہ کی اطاعت ،اور بندگی میں جھکا دے اس طرح نفس کو ہر وقت اللہ کے حکم کے آگے پامال کرتا رہے۔(خطبہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۸۶)

نفس کو شہوانی خواہشوں سے روکنا:۔ ارشاد خداوندی ہے:''واما من خاف مقامه ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هي الماوى (پ۳۰ع۴)۔اور جس شخص نے اپنے رب کے مقام سے خوف کیا اور نفس کو(شہوانی) خواہش سے روکا تو جنت ہی اس کا ٹھکانا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جس نے مقام رب سے خوف کیا مقام کھڑا ہونا اور کھڑے ہونے کی جگہ یعنی بندے نے اللہ تعالیٰ سے کفر نہیں کیا بلکہ اس کی الوہیت کو پہچانا۔اور قیامت کے دن اس کے حضور میں کھڑے ہونے سے خوف کیا کہ مالک یوم الدین اس کے بارے میں کیا حکم دے گا دنیا کی زندگانی کا حساب دیتے وقت کیا بیتے گی اور کیا نتیجہ نکلے گا۔اور اس خوف ودہشت سے اس نے نفس کو دنیا کی ذلیل خواہشوں ،اور دیگر ممنوعات سے روکا تو اللہ کے فضل سے جنت ہی اس کا دائمی گھر ہوگا جہاں وہ شاہانہ اعزاز واکرام سے رہے گا۔

یعنی قیامت کے روز فیصلہ حق کے واسطے سب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے تو جس نے اللہ کے مقام عظمت وجلال سے خوف کیا اور منہیات سے نفس کو روکا تو اس کی ماویٰ جنت ہی ہے۔جاننا چاہیے کہ اس آیت میں جنت کا وعدہ خوف مقام رب اور منع ہوائے نفس پر دیا گیا ہے۔

شر نفس سے پناہ کی دعا:۔ چونکہ نفس کی قہرمانی خوبدی پر مجبول ہے اس لئے اس کی بدی اور برائی سے بچنا سراسر محال ہے۔سوائے اس کے کہ خالق نفس ہی بچائے تو بچ سکتے ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفس کے شر سے بچنے کیلئے ہمیشہ اللہ کی پناہ چاہی ہے اور سب کو یہی تعلیم دی ہے کہ اللہ ہی سے پناہ مانگو۔ایک دفعہ دانائے سبل ،حضرت ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے عمران کے باپ حصین سے ان کے اسلام لانے سے قبل پوچھا کہ آج تم کتنے معبودوں کی بندگی کرتے ہو؟ اس نے کہا سات معبودوں کی چھ زمین میں اور ایک آسمان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا سب سے زیادہ کس پر امید رکھتا ہے اور سب سے زیادہ کس سے ڈرتا ہے؟ اس نے کہا وہ ذات جو آسمان میں ہے(یعنی اللہ تعالیٰ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:اے حصین! اگر تم اسلام قبول کرتے تو میں تم کو دو ایسے کلمے سکھاتا جو تجھے فائدہ دیتے جب حصین رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔تو انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا جن دو کلموں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ کیا تھا۔اب مجھ کو سکھلایئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا(کہو)''اللهم الهمنى رشدى واعذنى من شرنفسى ''اے اللہ میری ہدایت میرے جی میں ڈال دے اور میرے نفس کی برائی سے مجھے پناہ میں رکھ۔

رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے حصین رضی اللہ کو یہ دعا سکھلا کر ہدایت خداوندی کا سمندر کوزہ میں بند کر دیا۔اور قطرہ میں قلزم کی جلوہ نمائی کا اعجاز دکھایا۔

نفس لوامہ:۔ نفس لوامہ کے معنی ہیں ملامت کرنے والا نفس قرآن مجید میں آتا ہے:''لا اقسم بيوم القيمه ولا اقسم بالنفس اللوامةا يحسب الا نسان الن نجمع عظامه''(پ۲۹ع۱۷) میں قسم کھاتا ہوں روز قیامت کی اور میں قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والے نفس کی کیا انسان خیال کرتا ہے کہ ہم کبھی اس کی ہڈیاں جمع نہ کریں گے۔اس آیت میں اللہ تعالی نے روز قیامت کی اور نفس لوامہ کی قسم کھا کر کہا ہے کہ انسان خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں (مرنے کے بعد) جمع نہ کریں گے۔

''بلے قادرين علے ان نسوى بنانه'' کیوں نہیں (ہم ضرور جمع کریں گے) درحالیکہ ہم قدرت والے ہیں کہ اس کی انگلیوں کو پور ٹھیک برابر کریں۔

نفس لوامہ کیا ہے:۔ تو نفس لوامہ کیا ہے جس کی اللہ نے قسم کھائی ہے "تفسیر ابن کثیر" میں ہے کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ نفس لوامہ نفس مومن ہے واللہ ہم مومن کو جب دیکھتے ہیں تو یہی دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے نفس کو ملامت کرتا رہتا ہے اپنے نفس سے کہتا ہے کہ اس کھانے میں تیری کیا نیت تھی۔ اور اس کلمہ سے تیری کیا مراد تھی اور اس شخص سے باتیں کرنے میں تیری کیا نیت تھی اور فاجر کا یہ حال ہے کہ وہ بے فکر قدم قدم چلا جاتا ہے کبھی اپنے نفس کو ملامت نہیں کرتا۔

حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کا فرمان:۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضرت عکرمہ سے یہ آیت پوچھی گئی تو فرمایا کہ نفس لوامہ وہ ہے جو بھلائی و برائی پر ملامت کرے مطلب یہ ہے کہ بھلائی کے بعد ملامت کرے کہ اس نیکی میں کیوں خامی رہ گئی ہے تو نے کیوں کوتاہی کی۔ اور عمدگی سے اس نیک کام کو کیوں نہیں کیا۔ مثلاً نماز کا اول وقت ٹال کر نماز پڑھی تو ملامت کرے۔ کہ حدیث میں آتا ہے:" افضل الاعمال الصلوٰة فی اول وقتھا " نماز کو اس کے اول وقت میں ادا کرنا افضل عمل ہے تو نے اول وقت کیوں ترک کیا۔ نماز کے ارکان کو تعدیل سے ادا نہ کرنے پر ملامت کرے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کو طمانیت اور تعدیل سے ادا کرنے کی سخت تاکید کی ہے۔ اسی طرح ہر نیکی اور بھلائی اچھی طرح سنت کے مطابق بجا نہ لانے پر ملامت افسوس اور شرم محسوس کرے اور اگر کسی کے کار خیر میں ریا اور نمود پائے تو سخت ملامت کرے بلکہ خوب روئے کہ ایسے ریا کارانہ اعمال سے قیامت کو خاک بھی فائدہ نہ ہوگا بلکہ الٹا رسوائی اور ذلت کا موجب ہوں گے پھر آئندہ ریا کاری سے سخت بچے۔

ایسے ہی تمام نیکیوں کی خامیوں پر پچھتائے اور جس نیکی اور بھلائی کا موقع ہاتھ سے نکل جائے ان پر کف افسوس ملے اور آئندہ ہوشیار رہے ہاں اگر کوئی گناہ ہو جائے تو بھی ملامت کرے غم اور افسوس کھائے، چھوٹے چھوٹے گناہوں پر بھی اپنے آپ کو جھڑکے۔ ہر چھوٹی بڑی غلطی پر سرزنش کرے شریعت میں جتنی نواہی ہیں ہر نہی کے ارتکاب پر اپنے آپ کو ملامت کرے بلکہ ہر ہر قصور پر اپنی مذمت کرے حتیٰ کہ وقت ضائع کرنے پر بھی پشیمان ہو۔

معلوم ہوا کہ اس طرح خامیوں، کمیوں، کوتاہیوں عیبوں، گناہوں غلطیوں اور گناہوں پر نادم شرمندہ شرمسار ہونے والا اور اپنے آپ کو ملامت اور مذمت کرنے والا نفس لوامہ نفس مؤمنہ ہے پس مبارک ہیں وہ لوگ جو نفس لوامہ رکھتے ہیں ہر غلط قدم پر ملامت اور توبہ کرنے والا نفس۔

اولیاء کا منتہائے نظر.... نفس مطمئنہ:۔ لفظ مطمئنہ اطمینان سے مشتق ہے اطمینان کے معنی ہیں جماؤ اور ٹھہراؤ اور اطمینان کی کیفیت چند طریق پر ہے۔ (۱) یہ کہ حق پر اس کو خوب یقین ہو بالکل مطمئن، ٹھہرا ہوا ثابت اور قائم ہو کسی طرح کا شک وشبہ نہ رکھے جس سے مضطرب ومشوش ہو۔

نزول فرشتوں کا ذریعہ:۔ (۲) یہ کہ مطمئنہ وہ ہے کہ اس میں گھبراہٹ خوف اور اندوہ نہ ہو بلکہ پورا پورا امن اور سکون ہو جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ " ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملئکة الا تخافوا ولا تحزنوا و ابشروا بالجنة التی کنتم توعدون " (پ۲۴ ع۱۸) جن بندں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ٹھیک جمے رہے تو ان پر (بوقت موت) فرشتے اترتے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ خوف نہ کرو اور دنیا چھوڑنے سے غمگین نہ ہو اور جنت کی خوش خبری لو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

یاد الٰہی کا ذریعہ:۔ (۳) نفس مطمئنہ وہ ہے جو اللہ کی یاد میں ہو ارشاد رب العالمین ہے۔" الذین امنوا وتطمئن قلوبھم بذکر اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب " (پ۱۳ ع۱۰) وہ لوگ جو ایمان لائے اور اطمینان پاتے ہیں دل ان کے ساتھ یاد اللہ کے خبردار! اللہ کی یاد سے دل مطمئن ہو جاتے ہیں۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا: نفس مطمئنہ وہ ہے جو نجاست شرک سے پاک ہو۔ اور اطمینان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی الوہیت پر جما ہو۔

حسن بصری رحمہ اللہ کا فرمان:۔ نفس مطمئنہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور دار آخرت پر موافق ہدایت رسول اللہ ﷺ کے یقین رکھتا ہو اور اس یقین پر جما ہو۔ اس سے کہا جائے گا۔" یا یتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربك " اے نفس مطمئنہ لوٹ چل اپنے رب کی

فقہائے پاک و ہند

جلد پنجم

جلد سوم

محمد اسحٰق بھٹی

طبع اوّل : ۱۹۸۹ء
تعداد : ۱۱۰۰

ناشر : سراج منیر
ناظم، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور

مطبع : کمپاتن پرنٹرز ، لاہور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور اس کی علامتیں

مصنف

پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی

ناشر

مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

مصنف............................... پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی

اشاعت...............................

تعداد...............................

مطبع............................... مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

طرف یعنی اس کے جوار قدس میں ثواب ونعمت بے مثل، اور جنت میں چل ''راضية مـرضية ''تو اپنے رب سے راضی ہے اور اللہ تیری بندگی سے راضی ہے'' فادخلي في عبادي ''پس تو میرے بندوں میں شامل ہوجا'' وادخلي جنتي ''اور میری جنت میں داخل ہو۔

بشارت عظمیٰ:۔ یہ بشارت عظمی نفس مطمئنہ کو ایک دفعہ مرنے کے وقت سنائی جائے گی اور دوسری مرتبہ قبر سے اٹھنے کے وقت اور تیسری مرتبہ آخرت میں بشارت دی جائے گی۔

امام ابن ابی حاتم نے بسند جید روایت کی کہ سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ '' یا یتھا النفس المطمئنة ''۔الخ۔تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پاس بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ کیا اچھی بشارت ہے پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ وہ وقت قریب آتا ہے (یعنی موت کا وقت) کہ تجھ سے بھی کہا جائے گا۔

نفس مطمئنہ کی پہچان:۔ پس نفس مطمئنہ کی تعریف، پہچان اور صفت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور الوہیت پر سختی سے جما ہوتا ہے ایک لمحہ کیلئے وہ ذات لایزال سے صرف نظر نہیں کرتا وہ ہر غیر اللہ سے مایوس و ناامید اور صرف اللہ تعالیٰ پر توکل اور امید رکھتا ہے وہ دنیا و مافیہا سے بے نیاز اور رب الارباب کے دروازہ کا فقیر ہوتا ہے۔اوامر کی شراب طہور سے ہر وقت سرشار رہتا ہے اور نواہی کی مسموم اور متعفن فضا میں ایک سانس لینا بھی گوارا نہیں کرتا۔ہر معروف اس کی جان اور ہر منکر اس کیلئے سوہان روح ہے۔بیماری اور صحت، خوشی اور غمی، عسر اور یسر، فراخی اور تنگی۔خواہ کوئی حالت ہو۔وہ راضی بہ رضا ہوتا ہے اللہ کی عبادت اور ذکر سے ہر وقت وہ چین میں رہتا ہے دنیا سے رخصت ہوتے وقت ملائکہ رحمت اس کو بہشت کی خوش خبری دیتے ہیں اور رضا مندی حق تعالیٰ کا مژدہ سناتے ہیں تو راضی بہ رضا نفس بہ ہزار راحت و فرحت جسد خاکی کی خیر باد کہہ کر جوار اقدس میں پہنچ جاتا ہے۔

خود آگهاں کہ ازیں جہاں بروں رفتند   طلسم مہر سپہر و ستارہ بشکستند

پس جناب رحمت للعالمین ﷺ کا اپنے خطبہ میں فرمانا '' ونعوذ بالله من شرور انفسنا '' کہ ہم اپنے نفس کی برائیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں عین حق ہے اور ایمان کے خزانہ کیلئے مضبوط قلعہ ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نفس امارہ کی بدیوں اور برائیوں سے ہم سب کو بچائے اور اپنی پناہ میں رکھے۔اللہ! نفس امارہ کو نفس لوامہ سے بدل دے اور لوامہ کو مطمئنہ بنادے! اے خالق کل اپنے خلیفہ کو سنوار

نام کتاب:۔فقہائے ہند جلد پنجم حصہ دوئم........ مصنف:۔محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ
ناشر:۔ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور

بادشاہ وقت کا مجالس صوفیاء میں ادب:۔ شاہ عالم بہادر شاہ اول بہت متحمل مزاج بادشاہ تھا، وہ علماء وصوفیاء کی مجالس میں بھی حاضر ہوتا اور ان سے مستفید ہوتا تھا، اگر اس قسم کی مجلس میں مزاج شاہانہ کیخلاف بھی کوئی بات ہوجاتی تو خاموشی اختیار کرلیتا۔اس سلسلے میں یہ واقعہ قابل ذکر ہے کہ اردو کے مشہور شاعر اور صوفی خواجہ میر درد کے ہاں ہر مہینے ارباب تصوف کا اجتماع ہوتا تھا۔اس میں ایک مرتبہ شاہ عالم بلا اطلاع چلا آیا اس روز اس کے پاؤں میں تکلیف تھی اور درد ہو رہا تھا، اس لیے ذرا پاؤں پھیلا دیا۔میر درد نے بادشاہ کو اس حالت میں بیٹھے ہوئے دیکھا تو کہا'' یہ حرکت فقیر کے آداب محفل کے خلاف ہے'' بادشاہ شرمندہ ہوا اور کہا:'' معاف کیجئے پاؤں میں عارضہ ہے اس لیے معذور ہوں'' میر درد نے کہا:'' عارضہ تھا تو تکلیف کرنے کی کیا ضرورت تھی''۔یہ ایک مثال ہے کہ جس سے پتا چلتا ہے کہ دور زوال کے مغل بادشاہ بھی علماء صوفیاء کی انتہائی قدر کرتے اور ان کے سامنے زبان کو حرکت نہ دیتے تھے۔اگر ان سے کوئی غلطی ہوجاتی تو فوراً معذرت طلب کرلیتے تھے۔ (فقہائے ہند ج۵،ص۸)

شیخ مجیب اللہ جعفری پھلواروی کا ذوق تصوف

خاندانی تعارف:۔ شیخ مجیب اللہ بن ظہور اللہ بن کبیر الدین جعفری پھلواروی اپنے عصر اور علاقے کے نامور فقیہ جید عالم دین اور فضل و صلاح میں یگانہ تھے۔حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے۔اس لیے جعفری کی نسبت سے مشہور تھے۔

ولادت، تعلیم وتربیت:۔ شیخ مجیب اللہ پھلواروی ۱۱ ربیع الثانی ۱۰۹۸ھ کو پھلواروی میں پیدا ہوئے جو صوبہ بہار کے ضلع پٹنہ میں واقعہ ہے اور عرصہ دراز سے علم وفضل کے مرکز کی حیثیت سے مشہور ہے۔ ہوش سنبھالا تو وہیں کے ایک بزرگ مولانا فصیح الدین پھلواروی کے حلقہ درس میں شامل ہوگئے اور ان سے کتب درسیہ کی تکمیل کی۔ (فقہائے ہند ج۵،ص ۹۷)

سلسلہ اویسیہ اور قلندریہ کی تکمیل:۔ بعد ازاں عازم بنارس ہوئے وہاں شیخ محمد وارث حسینی بنارسی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰ ربیع الثانی ۱۱۶۷ھ) کا سلسلہ درس جاری تھا اس میں شرکت کی اور باقی علوم مروجہ کی تحصیل فرمائی۔ انہی سے طریقہ اویسیہ قادریہ میں فیض حاصل کیا پھر اپنے شہر پھلواروی کو مراجعت کی اور ۱۱۲۲ھ میں مولانا عماد الدین جعفری پھلواروی رحمہ اللہ سے طریقہ قلندریہ میں اخذ طریقت کیا کسب علم اور اخذ طریقت کے بعد اپنے شہر پھلواروی میں مسند دعوت وارشاد آراستہ کی اور خلق کثیر کو مستفید فرمایا۔شیخ مجیب اللہ جعفری پھلواروی نے ۱۱۹۱ھ میں وفات پائی۔(نزہتہ الخواطر ج۶ص ۲۴۹،۲۵۰:بحوالہ شجرۃ الشیخ بدرالدین)

حضرت غزنوی کے مرشد کا علمی کمال:۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ (کتاب) ''مسلم الثبوت'' شافعی اور حنفی اصول فقہ سے متعلق ہے یہ کتاب افغانستان کے مشہور عالم ملا حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ (تیرہویں ہجری) کے ملاحظہ میں آئی تو انہوں نے ''مغتنم الحصول فی علم الاصول'' کے نام سے اس موضوع پر کتاب تصنیف کی جس کا نقطہ نظر بعض امور میں ''مسلم الثبوت'' سے کافی حد تک مختلف ہے۔کتاب اپنے مباحث ومندرجات کے اعتبار سے بڑی علمی ہے۔یہ قلمی کتاب ہے ہمارے علم کے مطابق پاکستان میں اس کے صرف دو ہی نسخے ہیں ایک پشاور یونیورسٹی لائبریری میں، ایک حضرت مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی رحمہ اللہ کے کتب خانے (وزیرآباد) میں۔ حضرت حافظ عبدالمنان وزیرآبادی رحمہ اللہ کے کتب خانے حنیف (مکتبہ سلفیہ لاہور) کی وساطت سے دیکھنے کا اتفاق ہوا یہ نسخہ بڑے سائز کی ۲۴۷ اوراق پر مشتمل ہے اور ہر صفحہ ۲۴ سطور کو محیط ہے۔خط بہت اچھا ہے۔''مغتنم الحصول فی علم الاصول'' کے فاضل مصنف نے'' مسلم الثبوت'' کے بعض مقامات کا محاکمہ بھی کیا ہے۔انداز بڑا فاضلانہ اور محققانہ ہے یاد رہے یہ وہی ملا حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ ہیں جو مولانا عبداللہ غزنوی (متوفی ربیع الاول ۱۲۹۸ھ۔۱۸۷۹ء) کے استاذ اور مرشد تھے۔(فقہائے ہند ج۵،ص ۱۰۳)

اورنگ زیب عالمگیر کا ذوق تصوف:۔ اورنگ زیب عالم گیر رحمہ اللہ جو کہ علماء کا انتہائی احترام کرتے تھے،سید محمد قنوجی رحمہ اللہ سے امام غزالی رحمہ اللہ کی تصنیفات بالخصوص ''احیاء علوم الدین'' اور'' کیمیائے سعادت'' کا درس لیتے۔ ہفتے تین روز وہ مجلس شاہی کے مذاکرہ علوم میں سرگرم رہتے۔اس اثناء میں بادشاہ ان سے دیگر کتابوں کے علاوہ حدیث فقہ اور سلوک وتصوف کے موضوع سے متعلق مختلف کتابیں پڑھتا اور ان کے مندرجات کو سمجھنے کی کوشش کرتا۔(فقہائے ہند ج۵،ص ۱۰۶)

حاشیہ میں وضاحت:۔ سید محمد قنوجی رحمہ اللہ کا ذکر حضرت سید نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ نے بھی ''ابجد العلوم'' میں کیا ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ وہ اپنے علاقے اور شہر کے صاحب ثروت عالم دین تھے۔

''شرح الحکم العطائیہ'' تصوف کی علمی کتاب:۔ شرح الحکم العطائیہ ''الحکم'' شیخ تاج الدین ابوالفضل احمد بن محمد المعروف بہ ابن عطاء اللہ الاسکندرانی الشاذلی المالکی (متوفی ۷۰۹ھ) کی مشہور تصنیف ہے۔تزکیہ نفس اور اصلاح احوال کے موضوع سے متعلق یہ بہترین کتاب ہے اس کتاب کی بہت سی شرحیں لکھی گئی ہیں۔حاجی خلیفہ نے'' کشف الظنون'' میں اس کی سات شرحوں کا ذکر کیا ہے۔

(کشف الظنون ج ۱ ص ۶۷۵،۶۷۶)

جن میں شیخ محمد بن ابراہیم بن عباد کی شرح ''غیث المواھب العلمیہ '' اور شیخ احمد بن محمد الحسنی کی ''ایقاظ الھمم ''چھپ چکی ہیں۔ ''شرح الحکم العطائیہ '' کے نام سے '' الحکم'' کی شرح شیخ محمد حیات سندھی رحمہ اللہ نے لکھی ہے اس شرح کا ذکر اسماعیل پاشا نے کیا ہے۔(ایضاح اللمکنون ج ا ص ۴۱۳، ہدیۃ العارفین ج ۲ ص ۳۲۷ بحوالہ فقہائے ہند ج ۵، ص ۱۵۴)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ محدث دہلوی کا ذوق تصوف

عالمی فیضان کے حامل متصوف خاندان:۔ برصغیر کی سرزمین فضل وکمال کے لحاظ سے ہمیشہ سرسبز وشاداب رہی ہے۔اس کی خاک سے بے شمار علماء وفضلاء پیدا ہوئے جنہوں نے ہر حال اور ہر دور میں علم کی شمع روشن رکھی اور درس وتدریس میں زندگی بسر کی ان میں متعدد حضرات وہ ہیں جو انفرادی حیثیت سے میدان عمل میں اترے اور لا تعداد لوگوں کو مستفید فرمایا۔ان کی علمی سرگرمیوں اور روحانی فیض رسانیوں کی تفصیلات تذکرہ ورجال کی کتابوں اور بزرگان دین کے ملفوظات میں موجود ہیں۔ (فقہائے ہند ج ۵، ص ۳۱۱)

چند مشہور متصوف علمی خاندان

پھر ایسے کئی خاندان ارض ہند میں نمودار ہوئے جن کے اسلاف واخلاف کی بھرپور کوششوں سے نا صرف باشندگان برصغیر نے اپنے استفادہ کیا بلکہ پوری علمی دنیا میں ان کی شہرت پھیلی اور تمام عالم اسلام ان سے فیض یاب ہوا۔ان خاندانوں میں صدیوں تک علم کے چشمے ابلتے رہے اور ہر دور میں وسیع پیمانے پر تشنگان علوم ان کے دروازوں پر حاضری دیتے اور اپنی صلاحیتوں اور فکری استعداد کے مطابق ان سے استفادہ کرتے رہے۔ان خاندانوں میں برصغیر کے جو خاندان اپنے اوصاف بوقلموں کی بنا پر سب سے نمایاں ہو کر ابھرے،ان میں مندرجہ ذیل چند خاندان بالخصوص قابل ذکر ہیں اور بلا واسطہ یا بالواسطہ طور پر تمام برصغیر کے اہل علم انہی کے حلقہ اور دائرہ فیض میں شامل ہیں۔(فقہائے ہند ج ۵، ص ۳۱۱)

مجدد نقشبندی کا فیضان:۔ ا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ (ولادت ۱۴ شوال ۹۷۱ھ۔وفات ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ) کا خاندان،جن کا سلسلہ فیض صدیوں تک جاری رہا اور اس دودمان عالی مقام کے ہر فرد نے خدمت دین میں پشت ہا پشت تک ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔اس خاندان نے مشرقی پنجاب کے ایک قصبے سرہند میں جنم لیا اور پھر بہت جلد پورے ہندوستان کے فیض یافتگان کے قبلہ گاہ کی حیثیت اختیار کر لی۔چار سو سال سے مختلف صورتوں میں ان کا سلسلہ رشد وہدایت جاری ہے۔

(مجدد الف ثانی کے حالات کے لئے دیکھئے فقہائے ہند جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۷۴ تا ۱۲۰ بحوالہ فقہائے ہند ج ۵، ص ۳۱۱)

سید علم اللہ کا خاندان:۔ ۲۔ رائے بریلی کے حضرت سید علم اللہ رحمہ اللہ کا خاندان جس کے ہر فرد نے فضل وکمال کے تمام گوشوں میں ناموری حاصل کی۔اس کے فیض کی وسعتوں نے پورے برصغیر کو گھیر لیا ہے۔تین سو سال سے زائد مدت گزری کہ اس خاندان کے مرد جلیل سید علم اللہ شاہ رحمہ اللہ (ولادت ۱۲ ربیع الاول ۱۰۳۳ھ وفات ۸ ذی الحجہ ۱۰۹۶ھ) نے تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کا علم ایسی ساعت سعید میں اٹھایا اور رائے بریلی سے اپنی پاکیزہ مساعی کا آغاز کیا کہ اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔اور حضرت سید ممدوح کے اخلاف نے پوری آب وتاب کے ساتھ اس بنیادی اور اہم کام کو جاری رکھا ہے ان سے برصغیر سے باہر کے اہل علم بھی برابر مستفیض ہو رہے ہیں۔ (فقہائے ہند ج ۵، ص ۳۱۲)

سہالوی رحمہ اللہ کا خاندان:۔ ۳۔ سہالی کے مولانا قطب الدین انصاری سہالوی شہید رحمہ اللہ (ولادت تخمیناً ۱۰۴۰ھ شہادت ۱۹ رجب ۱۱۰۳ھ) کا خاندان جس نے بعد میں فرنگی محل کا قالب اختیار کیا اور پورے برصغیر کو فیض یاب فرمایا اس خاندان کے علمائے مشاہیر اور فقہائے نامدار نے علم وعمل کے میدان میں جو شاندار خدمات دیں،خطۂ ہند کے اصحاب علم اسے ہمیشہ یاد رکھیں گے اس خاندان کے بلند مرتبت عالم مولانا نظام الدین انصاری سہالوی رحمہ اللہ (فرنگی محل) نے درس نظامیہ کے نام سے ایک نصاب تعلیم مرتب کیا جو تین سو سال سے پشاور سے لیکر کلکتے تک تمام مدارس عربیہ میں مروج ہے۔اس خاندان کے علمائے کرام نے خطہ ہند کے اہل علم پر جو احسان عظیم کیا ہے اسے علمی تاریخ

کے زریں باب کی حیثیت حاصل ہے، مولانا نظام الدین انصاری سہالوی کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے۔
(مولانا قطب الدین انصاری سہالوی کے حالات وسوانح کے لئے دیکھئے فقہائے ہند جلد پنجم حصہ اول صفحہ ۳۲۳ تا ۳۳۵ بحوالہ فقہائے ہند ج ۵، ص ۳۱۲)

الہٰ آبادی کا خاندان: ۔۴۔ مولانا محمد یحییٰ عباسی الہٰ آبادی کا خاندان بھی خدمت علم میں بہت سی خصوصیات کا حامل ہے اس خاندان کے بلند پایہ علماء میں سے مولانا محمد فاخر زائر الہٰ آبادی اور ان کے لائق احترام بھائیوں کے اسمائے گرامی بالخصوص لائق تذکرہ ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا خاندان: ۔۵۔ شیخ ممدوح محرم ۹۵۸ھ کو دہلی میں پیدا ہوئی اور چورانوے سال عمر پا کر ۲۱ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ کو دہلی ہی میں وفات پائی۔

انہوں نے اور ان کے اخلاف نے علم حدیث اور دیگر علوم کی انتہائی خدمت کی اور بے شمار لوگوں کو مستفیض فرمایا۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور ان کے اسلاف کے حالات کے لیے دیکھئے فقہائے ہند جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۰۶ تا ۲۷۶ بحوالہ فقہائے ہند ج ۵، ص ۳۱۳)

ولی اللّٰہی خاندان: ۔۶۔ چھٹا خاندان حجتہ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کا ہے اس خاندان کے معزز ارکان نے بارہویں اور تیرھویں صدی ہجری میں جو علمی اور عملی کارنامے انجام دیے اس میں کوئی ان سے ہم سری کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔
(فقہائے ہند ج ۵، ص ۳۱۳)

دہلوی خاندان میں تصوف کا ذوق: ۔ اس خاندان کے سب سے پہلے بزرگ جو وارد ہند ہوئے، شیخ شمس الدین مفتی رحمہ اللہ تھے۔ اغلب یہ ہے کہ اسلامی حکومت کے دور آغاز ہی میں وہ یہاں آ گئے تھے۔ انہوں نے رہتک کو اپنا مسکن ٹھہرایا جو آزادی سے قبل پنجاب میں واقع تھا اور اب ہریانہ میں ہے، اس زمانے میں بھی یہ ایک بارونق شہر تھا۔ شیخ ممدوح علوم ظاہری و باطنی کے حامل اور صاحب کشف بزرگ تھے۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں۔ وایں بزرگ مردے عالم و عابد بودہ است، و اوّل کسے کہ از نژاد قریش دراں بلدہ درآمد و بسبب وے شعائر اسلام ظہور نمود و طغیان کفر منطقی شد
(امداد فی مآثر الاجداد ص ۲ بحوالہ فقہائے ہند ج ۵، ص ۳۱۴)

یعنی شیخ شمس الدین ایک عالم وعابد بزرگ تھے اور یہ خاندان قریش کے پہلے شخص ہیں جو اس شہر میں آئے اور جن کی وجہ سے اس نواح میں شعائر اسلام کی ترویج ہوئی اور کفر کی طغیانیوں کا سلسلہ بند ہوا۔

صاحب حال بزرگ: ۔ شیخ محمد معظم رحمہ اللہ کے فرزند شیخ رشید شیخ وجیہہ الدین رحمہ اللہ تھے جو شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے جدامجد تھے یہ عالم دین اور صاحب حال بزرگ تھے۔ (فقہائے ہند ج ۵، ص ۳۱۵)

باکمال والد صاحب کا تعارف: ۔ شیخ وجیہ الدین رحمہ اللہ کے بیٹے شاہ عبدالرحیم تھے جو ۱۰۵۴ھ میں پیدا اور ستتر برس کی عمر پا کر ۱۱۳۱ھ میں فوت ہوئے۔ شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ اپنے عہد میں دیار ہند کے بہت بڑے عالم مفسر محدث اور فقیہہ تھے۔

اشارہ غیبی پر دوسرا نکاح: ۔ شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ کے فرزند رشید حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تھے۔ جو شاہ عبدالرحیم عمر کی ساٹھ منزلیں طے کر چکے تھے کہ دوسری شادی کی شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے سوانح نگاروں اور خود شاہ صاحب نے بھی ''انفاس العارفین'' میں لکھا ہے کہ شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ نے دوسری شادی کسی غیبی اشارے کی وجہ سے کی تھی۔ بعض لوگوں نے اس پر اعتراض بھی کیا اور کہا: دریں عمر کدخدائی مناسب نہ بود، اس عمر میں شادی مناسب نہ تھی۔ (انفاس العارفین ص ۶۳)

لیکن شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ نے لوگوں کی یہ باتیں سنیں تو فرمایا: مدتے درازاز عمر من باقیست و فرزندان بوجود خواہند آمد
(انفاس العارفین ص ۶۴)

میری عمر کا طویل حصہ ابھی باقی ہے اور چند لڑکے ابھی اور پیدا ہوں گے چنانچہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس شادی کے بعد

میرے والد شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ سترہ سال زندہ رہے اور ان کے دولڑ کے تولد ہوئے۔ (فقہائے ہندج ۵،ص ۳۱۶)

تصوف کی فضا میں شاہ صاحب کی تربیت:۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے علم وفضل کی گود اور تقویٰ وتصوف کی فضاء میں پرورش پائی۔ پانچ سال کی عمر میں پڑھنا شروع کر دیا تھا۔

والد محترم سے تصوف کی کتابیں پڑھنا:۔ سلوک میں "عوارف" کا کچھ حصہ اور کچھ رسائل نقشبندیہ وغیرہ، حقائق میں "شرح رباعیات" مولانا جامی رحمہ اللہ اور" لوائح "، "مقدمہ شرح لمعات "، "مقدمہ نقد النصوص"، خواص اسماء وآیات میں اپنے والد گرامی شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ کا خاص مجموعہ جس کی انہوں نے چند مرتبہ اجازت دی۔ (فقہائے ہندج ۵،ص ۳۱۸)

بیعت اور سترہ سال میں خلافت تصوف:۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ پندرہ سال کے ہوئے تو والد بزرگ وار نے ان کی تربیت روحانی کی طرف توجہ مبذول فرمائی اور اپنے حلقہ بیعت میں داخل کیا۔ سترہ سال کے ہوئے تو اپنا خلیفہ مقرر فرما لیا اور بیعت وارشاد کی اجازت مرحمت کی۔ بیعت وارشاد کی اجازت دیتے ہوئے انہوں نے" یدہ کیدی " یعنی ولی اللہ کا ہاتھ میرے ہاتھ کی طرح ہے۔ اسی سال انہوں نے انتقال کیا۔ والد کی رحلت کے بعد شاہ صاحب رحمہ اللہ نے مسند علم وارشاد کو زینت بخشی اوران کی جگہ درس وتدریس اور وعظ وارشاد میں مشغول ہو گئے۔ کم وبیش بارہ برس کتب دینیہ وعقلیہ کا درس دیتے رہے۔ اس اثنا میں شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ہر علم میں مہارت حاصل کی اور ہر فن میں درجہ کمال کو پہنچے۔ ان پر توحید الٰہی کے راز کھلے جذب کی راہیں کشادہ ہوئیں معرفت وسلوک کی بہت بڑی دولت میسر آئی اور علوم وجدانیہ کی نعمت سے مالا مال ہوئے۔ (فقہائے ہندج ۵،ص ۳۲۰)

بطور کشف کفار کی ذلت کی اطلاع (کرامت):۔ تاریخی نوعیت کا یہ خط شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ نے اورنگ زیب عالم گیر کی وفات سے دس بارہ سال بعد تحریر کیا تھا۔ غالباً وہ محمد شاہ کا ابتدائی عہد حکومت تھا اصل خط فارسی میں ہے اس کا اردو ترجمہ یہ ہے۔

بہ جانب وزیر الممالک آصف جاہ در تحریص جہاد تحریر یافت: یعنی وزیر الممالک آصف جاہ کی طرف جہاد کا شوق دلانے کے لئے تحریر کیا گیا۔

اس فقیر کے دل پر یہ بات منکشف ہوئی ہے کہ عالم ملکوت میں اس امر کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ کفار ذلت وخواری سے دو چار ہوں اور اس سے کچھ عرصہ بعد باغیوں کا گروہ رسوائی اور خرابی میں مبتلا ہوا گر شوکت مآب اور صاحب شہامت آصف جاہ ان گمراہ لوگوں کی مخالفت میں کمر ہمت باندھ لیں تو یہ تمام کارنامے آپ کی طرف منسوب ہوں گے۔ تمام عالم آپ کا مطیع ہو گا اور یہ کوشش اللہ کے دین کے ترویج اور آپ کی حکومت کے استحکام کا ذریعہ ثابت ہوگی۔ (فقہائے ہندج ۵،ص ۳۲۴)

دیگر اوصاف مولانا بھٹی کی نگاہ میں:۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اوصاف گونا گوں کے حامل اور خصوصیات بوقلموں کے مالک تھے۔ انہوں نے اس وقت شعور کی آنکھیں کھولیں جب ہندوستان کی سلطنت مغلیہ کا آفتاب لب بام آ چکا تھا۔ قدیم مسلم معاشرہ ختم ہو رہا تھا اور پرانا سیاسی نظام جو کم وبیش دو سو سال سے مغل حکمرانوں کیلئے مضبوط بنیاد کی حیثیت رکھتا تھا۔ انہدام پذیر ہو چکا تھا ہر شعبہ حیات میں زوال اور ہر گوشہ زندگی میں انحطاط کے اثرات نہایت تیزی کے ساتھ پھیل رہے تھے۔ دینی حالت اور اخلاقی اقدار میں بھی کوئی استحکام نہ رہا تھا۔ ہر طرف طوائف الملو کی ابتری اور بدنظمی پھیلی ہوئی تھی۔ دہلی کی وہ عظمت جو شاہ جہاں اور عالم گیر کے دور حکومت کا طرہ امتیاز تھی خاک میں مل چکی تھی ایسے وقت میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ پیدا ہوئے اور تنہا ایک شخص نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیے کہ پوری ایک جماعت بھی نہیں دے سکتی۔

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کو اللہ نے بے شمار کمالات سے نوازا تھا تفسیر حدیث، فقہ، تصوف، کلام منطق، فلسفہ، تاریخ سیاست، اقتصادیات معاشیات ہر موضوع پر ان کی گہری نظر تھی۔ انہوں نے اسلام اور فلسفہ اسلام کو جس طرح مربوط شکل میں پیش کیا ہے اور جس اسلوب میں اس کے تمام گوشوں کو نکھارا اور واضح فرمایا ہے اس میں کوئی انکا حریف نہیں۔ انہوں نے جس نہج سے مختلف پیش آئند مسائل پر بحث کی ہے وہ انہی کا حصہ ہے۔ موضوع کی وضاحت میں وہ جو دلائل پیش کرتے ہیں اور جس زور بیان اور منطقی تسلسل

سے بات کو آگے بڑھاتے ہیں اس میں کوئی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ (فقہائے ہند ج ۵، ص ۳۲۶)

ا کی تصنیفات عالم اسلام کا سرمایۂ افتخار:۔ مصنف کی حیثیت سے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا درجہ بہت بلند ہے اور ان کا شمار معمورۂ ارض کے جلیل القدر مصنفین میں ہوتا ہے۔انہوں جو بیش قیمت علمی ترکہ تصنیفات کی صورت میں اپنے پیچھے چھوڑا ہے وہ ایک قوم یا ایک اقلیم کی میراث نہیں بلکہ بجا طور پر پوری ملت اسلامیہ اور پورے عالم اسلام کا سرمایہ افتخار ہے۔ان کی تصانیف کی عظمت کا راز، صرف کثرت ہی میں پوشیدہ نہیں بلکہ موضوع کا تنوع، کتابوں کی مقبولیت و ترویج مضامین کے اشکال اور پیچیدگی کی عقدہ کشائی دقیق سے دقیق مسائل کا حکیمانہ پیرائیہ بیان میں اظہار کتابوں کی ضخامت خیالات کا عمق، افکار کی گہرائی، الفاظ میں اختصار اور مطالب میں وسعت، یہ وہ اوصاف ہیں جو ان کی تصانیف کو دیگر مصنفین کی تصانیف سے امتیاز بخشتے ہیں۔ (فقہائے ہند ج ۵، ص ۳۲۷)

تصانیف کی خصوصیت:۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی تصانیف بالعموم زمان و مکان کی قید سے مبرا اور اپنے وقت و دور کے شکوہ و شکایت سے پاک ہیں۔ان کی بعض تصانیف کے چند مقامات کو چھوڑ کر یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ یہ کتابیں اس دور میں معرض تحریر میں لائی گئی ہیں جب اس ملک کا امن و سکون غارت ہو گیا تھا۔اور ارض ہند میں خانہ جنگی، سیاسی بدامنی اور شور و شر کا دور دورہ رہا تھا۔ (فقہائے ہند ج ۵، ص ۳۲۸)

نایاب مکتوب میں شاہ صاحب کے کمالات:۔ شاہ صاحب کی تصانیف کیفیت و کمیت کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہیں ان کی وفات کے وقت رائے بریلی کے مشہور بزرگ سید محمد نعمان حسنی دہلی میں موجود تھے اور شاہ صاحب کے پاس تھے۔انہوں نے رائے بریلی ہی کے ایک دوسرے بزرگ سید ابوسعید حسنی رحمہ اللہ (متوفی ۹ رمضان المبارک ۱۱۹۳ھ) کے نام ایک مکتوب ارسال کیا تھا جس میں شاہ صاحب کے اوصاف و کمالات، علم و فضل تدین و تقویٰ آخری علالت اور وفات کی تفصیلات بیان کی ہیں۔ یہ مکتوب فارسی زبان میں ہے اور غیر مطبوعہ شکل میں ندوۃ العلماء (لکھنؤ) کے کتب خانے میں موجود ہے اس مکتوب میں انہوں نے شاہ صاحب کی تصنیفات کی تعداد نوے بلکہ اس سے بھی زیادہ بتائی ہے۔اس ضمن میں مکتوب نگار سید محمد نعمان حسنی کے الفاظ لائق ملاحظہ ہیں:

صاحب من! ظاہر صحبت ایشاں روباستستار کشیدہ ، تصنیفات آنحضرت نود بل زیادہ ، در علوم دین ، از تفسیر و اصول دفقه و کلام و حدیث مثل حجته الله البالغه و اسرار فقه منصور وازاله الخفا عن الخلفا ، و ترجمه قرآن که ہر واحد قریب به ہشتار ونود جز کلاں به حجم خواہد بود ، و دیگر رسائل درحقائق و معارف مثل الطاف القدس و ہمات و فیوض الحرمین و انفاس العارفین و غیر ہم که نشان از صحبت و برکت خدمت می د ہند می بایدکه عزیمت برایں آرند که ہمه رانویسانیده رائج نماینده باندك توجہات سرانجام خواہد یافت ، ومثل ایں تصنیفات والله علم در اسلام تصنیف شده باشید یا نه ۔

صاحب من! حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی ظاہری صحبت تو اب میسر نہیں آ سکتی۔البتہ علوم دینیہ میں ان کی تصنیفات نوے کے قریب بلکہ اس سے بھی زیادہ ہیں۔جو تفسیر، اصول، فقہ، کلام اور حدیث سے متعلق ہیں۔جیسے حجۃ اللہ البالغہ، اسرار فقہ منصور، ازالۃ الخفاء عن الخلفا اور ترجمہ قرآن۔ان میں سے ہر کتاب کافی بڑی ضخامت پر مشتمل ہے۔علاوہ ازیں دیگر رسائل ہیں جو حقائق و معارف کو محیط ہیں جیسے الطاف القدس، ہمعات، فیوض الحرمین اور انفاس العارفین وغیرہ یہ کتابیں حضرت شاہ صاحب کے فیوض و برکات کی نشاندہی کرتی ہیں آپ کو چاہیے کہ ان تمام کتابوں کو لکھوا کر رائج کرنے کا عزم فرمائیں۔ یہ کام تھوڑی سی توجہ سے انجام پا سکتا ہے۔خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اسلام کے گزشتہ دور میں اس قسم کی کتابیں معرض تصنیف میں آئی ہیں یا نہیں۔ (فقہائے ہند ج ۵، ص ۳۲۹)

تصوف سے متعلقہ کتب کا تعارف:۔ تفہیمات الٰہیہ:۔(دو جلد) اس میں عربی اور فارسی میں تصوف و سلوک اور علوم شریعت سے متعلق مختلف باتیں بیان کی گئی ہیں۔بعض ذاتی کیفیات و مشاہدات بھی ذکر کیے گئے ہیں۔بعض تفہیمات عربی میں ہیں اور بعض فارسی میں ہیں۔ (فقہائے ہند ج ۵، ص ۳۳۵)

الخیر الکثیر:۔ یہ کتاب عربی زبان میں ہے علم اسرار و حقائق اور تصوف کے بارے میں بلند پایہ کتاب ہے۔

فیوض الحرمین:۔ قیام حرمین کے زمانے میں جو روحانی افاضات و مشاہدات روح و قلب پر وارد ہوئے۔ انہیں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

الدرالثمین فی مبشرات النبی الامین:۔ اس میں ان مبشرات کا ذکر ہے جو رسول اللہ ﷺ سے خود شاہ صاحب رحمہ اللہ کو یا ان کے بعض نسبی یا روحانی بزرگوں کو حاصل ہوئے۔

انفاس العارفین:۔ اس میں شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنے بزرگوں کے احوال و سوانح کا تذکرہ تحریر فرمایا ہے۔ کتاب بعض بیش قیمت معلومات کو محیط ہے۔

انسان العین فی مشائخ الحرمین:۔ اس میں اپنے مشائخ و اساتذہ حرمین مثلاً شیخ احمد شناوی، شیخ احمد قشاشی، سید محمد علوی، سید عبدالرحمٰن الادریسی، الشہیر بالمحجوب اور شمس الدین محمد رحمہم اللہ وغیرہ کا تذکرہ ہے۔

القول الجمیل فی بیان سواء السبیل:۔ اس میں برصغیر پاک و ہند میں صوفیاء کے جو سلسلے رائج ہیں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ ۱۲۹۱ھ میں یہ کتاب مولوی خرم علی نے مطبع نظامی کان پور سے شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ کے اردو ترجمے اور حاشیے کے ساتھ ''شفاء العلیل'' کے نام سے شائع کی تھی۔

الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ:۔ یہ کتاب صوفیاء کے مختلف سلسلوں کی تاریخ اور ان کی بعض تعلیمات کے مختصر تذکرے پر مشتمل ہے۔ ۱۳۱۱ھ میں سید ظہیر الدین عرف سید احمد نے جو حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی رحمہ اللہ کے نواسے تھے اس کو مع اردو ترجمے کے مطبع احمدی سے شائع کیا تھا۔

الطاف القدس:۔ اس میں تصوف کے بنیادی تصورات کو موضوع بحث ٹھہرایا ہے۔

سطعات:۔ مسائل تصوف سے متعلق ہے یہ کتاب سید ظہیر الدین عرف سید احمد نے مطبع احمدی سے شائع کی تھی اور اس کی وجہ اشاعت ان الفاظ میں بیان کی تھی۔ منشا دلی اس کم ترین کا یہ ہے کہ اس کے نفع سے اعانت مدرسہ کہنہ مولانا شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی جاوے اور جو عرصہ چالیس سال سے چراغ علم گل ہو گیا ہے جس میں اولاد مولانا شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ رہتی ہے از سر نو روشن کیا جاوے۔

لمعات:۔ اس میں علم تصوف کے بعض اہم مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

ھوامع شرح حزب البحر:۔ یہ حزب البحر کی شرح ہے۔

شرح رباعتیں:۔ خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۵ جمادی الاخری ۱۰۱۲ھ) کی دو رباعیوں کی شرح جس میں تصوف کے بعض اہم نکات بیان کیے گئے ہیں۔

امداد فی ماثر الاجداد:۔ یہ ایک مختصر رسالہ ہے جس میں شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنے بعض بزرگوں کے حالات تحریر کیے ہیں۔

العطیۃ الصمدیہ فی الانفاس المحمدیہ:۔ یہ چھوٹا سا رسالہ شیخ محمد پھلتی رحمہ اللہ کے حالات میں ہے جو شاہ صاحب کے نانا تھے۔

بوارق الولایۃ:۔ یہ رسالہ انفاس العارفین میں شامل ہے۔

شفاء القلوب:۔

شاہ صاحب بحر تصوف کے شناور:۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ بحر تصوف کے شناور اور اس کی تمام اداؤں سے بہ درجہ غایت آشنا تھے۔ اس کی چند وجوہ ہیں۔

ا۔ ان کے دور میں تصوف کا عام چرچا تھا اور اہل علم میں اس کو بڑی اہمیت حیثیت حاصل تھی۔

۲۔شاہ صاحب رحمہ اللہ کے اسلاف اس علم سے گہری وابستگی رکھتے تھے، ان کے خاندان کے دیگر اہل علم کو بھی اس سے لگاؤ تھا۔شاہ صاحب کے اخلاف کو بھی اس سے دلچسپی قائم رہی۔

۳۔انہی اہل علم کی بات کو زیادہ لائق اعتناء سمجھا جاتا تھا، جو تصوف سے راہ ورسم رکھتے۔اب بھی عام طور پر یہی حال ہے۔

۴۔ایک بہت بڑی وجہ یہ تھی جو اس دور میں بھی ہے اور اسے کبھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ مسلمانوں کے متعدد علوم وفنون میں تصوف کی چھاپ موجود ہے مثلاً ان کے ادب میں تصوف کے اثرات پائے جاتے ہیں، ان کی شعر وشاعری کو اس نے بہت متاثر کیا ہے، فلسفۂ اسلام کی توضیح وتبیین میں اس کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے،، مذہب میں اس کو باقاعدہ عمل دخل ہے، اسلام کی تبلیغ واشاعت کے اسلوب میں اس سے مدد لی جاتی ہے، مسلمانوں کی ثقافت کا یہ ایک اہم جزو بن گیا ہے اور ان کے رسم ورواج تک میں اسکی جڑیں پیوست ہوگئی ہیں۔لہٰذا شاہ صاحب رحمہ اللہ کا اس سے اثر پذیر ہونا اس کے مختلف گوشوں سے واقفیت حاصل کرنا وقت کا ضری تقاضا تھا۔ (فقہائے ہند ج ۵،ص ۳۶۷ تا ۳۶۸)

شاہ صاحب کا مرکز التفات ''علم تصوف'':۔شاہ صاحب نے اس علم کو مرکز التفات ٹھہرایا اور پھر اس میں اس درجے رسوخ حاصل کیا اور گہرائی کو پہنچنے کہ اسے بہ طور مثال پیش کیا جاتا ہے۔

تصوف کو مسلمانوں کے لٹریچر کے ایک لازمی جز کی حیثیت حاصل ہوگئی ہے اگر کوئی شخص اس سے عدم اعتنا کرتا ہے تو اسے یہ سوچنا پڑے گا کہ اس طرز عمل سے مسلمانوں کے بہت سے اجزاء علم متأثر ہوں گے اور ان امور سے تہی دامن ہونے کے خطرات ابھریں گے جو ہمارے متعدد علوم میں پوری طرح رچ بس گئے ہیں۔ (فقہائے ہند ج ۵،ص ۳۳۰ تا ۳۳۹)

تصوف حصول اخلاص واخلاق کا ذریعہ:۔علاوہ ازیں اس حقیقت کو بھی نظر سے اوجھل نہیں کیا جا سکتا کہ صحیح تصوف سے قلب میں اخلاص کے جذبات ابھرتے اور روح میں احسان کے داعیے کروٹ لیتے ہیں۔اخلاق کا پاکیزہ عاطفہ جنم لیتا اور کردار کی نئی دنیا عالم وجود میں آتی ہے۔زبان آشنائے عذوبت اور گفتار ہم آہنگ لطافت ہوتی ہے۔(فقہائے ہند ج ۵ ،ص ۳۶۹)

تصوف زندگی سنوارنے کا ذریعہ:۔صحت مندانہ تصوف سے بہ الفاظ واضح اس تصوف سے جسے کتاب وسنت کی روشنی میں اختیار کیا جائے انسان کے دل میں ترحم، تلطف، دوسرے کی ہمدردی، ایثار خدمت گزاری، خدا ترسی، اللہ کا خوف ابنائے جنس سے محبت، مخلوق خدا سے مودت، تقویٰ الٰہی، فرائض شرعی کی تکمیل، اصلاح نفس، بڑے کی تکریم اور چھوٹے پر شفقت وغیرہ کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔منفی انداز یہ ہے کہ غفلت قلب، انتقامی جذبات، حسد وکدورت، خواہشات نفس، عداوت ودشمنی، ہوا وہوس، غیظ وغضب اور دیگر برائیوں کا تصوف سے خاتمہ ہوتا ہے۔یہی وہ تصوف ہے جس کو اپنانے سے انسان نیکی اور صالحیت کا پیکر بن جاتا ہے اور یہی وہ تصوف ہے جو عین اسلام ہے اور شاہ صاحب اپنے مخاطبین کو اسی تصوف کی تلقین اور تبلیغ فرماتے ہیں۔(فقہائے ہند ج ۵ ،ص ۳۶۹)

تصوف پر علمی ذخیرہ:۔شاہ صاحب رحمہ اللہ نے علم تصوف کے بارے میں متعدد کتابیں تصنیف کیں جن میں قول الجمیل، الطاف القدس، خیر کثیر، انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، سطعات، ہمعات، لمعات قابل ذکر ہیں۔علاوہ ازیں تفہیمات الٰہیہ کا اکثر حصہ مسائل تصوف سے متعلق ہے۔انفاس العارفین میں بھی تصوف کے بہت سے مباحث آ گئے ہیں۔ان کتابوں کے اردو ترجمے بھی شائع ہو چکے ہیں۔لیکن ان کے بیشتر مسائل نہایت مشکل اور پیچیدہ ہیں ان کا سمجھنا بھی ہر صاحب علم کے بس کا روگ نہیں۔(فقہائے ہند ج ۵ ،ص ۳۷۰)

جون پور تصوف وسلوک کا مرکز:۔اہل ہند میں علم وفضل اور تصوف وسلوک کے لحاظ سے گزشتہ دور میں صوبہ یوپی کے شہر جون پور کو بڑی خصوصیت حاصل رہی ہے۔ وہاں کے اہل علم وذی فضل حضرات نے بے حد شہرت پائی اور تصنیف وتالیف، درس وتدریس اور دیگر اوصاف وکمالات میں بلند مرتبے کو پہنچے۔(فقہائے ہند ج ۵ ،ص ۴۰۹)

نام کتاب:۔ نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں

مصنف:۔ پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی..... ناشر:۔مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

اولیاء کا مقام فناء فی الرسول اور ہم اہلحدیث کی محبت رسول ﷺ

رسول ﷺ کی محبت ایمان کا جزو لازم ہے:۔ جناب رسول اللہ ﷺ کی محبت ایمان کا لازم جزو ہے۔قرآن وسنت کی رو سے ضرورت ہے کہ ہر شخص کے دل میں جناب نبی کریم ﷺ کی محبت اپنی جان، والد، اہل وعیال، مال ودولت اور دنیا کی سب چیزوں سے زیادہ ہو۔جس کا دل آپ کے ساتھ اس قسم کی محبت سے محروم ہے، وہ عذاب الٰہی کو دعوت دیتا ہے۔اس پر دنیا میں، یا آخرت میں، یا دونوں ہی میں عذاب نازل ہونے کی وعید ہے۔قرآن وسنت میں اس بارے میں جو کچھ ارشاد فرمایا گیا ہے اس کا مختصر سی تشریح کے ساتھ ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

اپنی جان سے زیادہ محبت کی فرضیت:۔ جناب رسول اللہ ﷺ سے اپنی جان سے زیادہ محبت کرنے کی فرضیت پر درج ذیل حدیث شریف دلالت کرتی ہے۔''روی الامام البخاری عن عبداللہ بن ھشام رضی اللہ عنہ قال:کنا مع النبی ﷺ وھو آخذ بید عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فقال لہ عمر رضی اللہ عنہ :(یارسول اللہ ! لانت احب الی من کل شیء الا من نفسی) فقال النبی ﷺ (لا والذی نفسی بیدہ ! حتی اکون احب الیک من نفسک '')۔

فقال لہ عمر :(فاہ الآن واللہ ! لانت احب الی من نفسی) فقال النبی ﷺ :(الان یا عمر)(صحیح بخاری)

''امام بخاری حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ!یقیناً آپ میری جان کے سوا ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس وقت تک کہ میں تجھے تیری جان سے بھی زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اللہ تعالیٰ کی قسم! یقیناً اب آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عمر! اب بات بنی ہے۔

علامہ عینی نبی کریم ﷺ کے قول'' لا والذی نفسی بیدہ ! حتی اکون احب الیک من نفسک'' کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: تیرا ایمان اس وقت تک کامل نہ ہوگا جب تک تیرے نزدیک میں تیری جان سے بھی زیادہ پیارا نہ قرار پا جاؤں۔(ملاحظہ ہو: عمدۃ القاری، ج ۲۳،ص ۱۶۹)

نبی کریم ﷺ کے ارشاد مبارک ''الان یا عمر'' کی شرح میں علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''یعنی تمہارا ایمان اب کامل ہوا۔

مذکورہ بالا حدیث میں دیگر باتوں کے علاوہ ایک انتہائی قابل توجہ بات یہ ہے کہ جناب رسول صادق وامین ﷺ نے قسم کھا کر بیان فرمایا کہ ایمان کی تکمیل کیلئے آپ ﷺ کا مومن کو اپنی جان سے زیادہ محبوب وعزیز ہونا ضروری ہے۔حالانکہ آپ ﷺ کی ذات گرامی اس درجہ رفیع المرتبت ہے کہ آپ قسم نہ بھی کھائیں تب بھی آپ کی ہر بات ٹھیک اور شبہ سے بلند وبالا ہے اور جب آپ کوئی بات قسم کھا کر فرمادیں تو وہ بات کتنی زیادہ پختہ ہوگی کیونکہ معلوم ہے کہ قسم کلام کی پختگی پر دلالت کرتی ہے۔(نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں ص ۱۳ تا ۱۵)

اپنے والد اور بیٹے سے زیادہ محبت:۔ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ اس کے نزدیک اپنے والد اور اولاد سے بھی زیادہ پیارے ہوں۔درج ذیل حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے:''روی الامام البخاری عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال :فوالذی نفسی بیدہ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ(صحیح بخاری)

امام بخاری رحمہ اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس

کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد اور بیٹے سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔

اس حدیث میں بھی رسول اللہ ﷺ نے جو بات فرمائی قسم کھا کر فرمائی تا کہ امت کے سامنے بات کی پختگی واضح ہو کر ان کے دل کی گہرائی میں اتر جائے۔ اس حدیث شریف کی روشنی میں محدثین کرام نے ایک سوال اٹھایا ہے کہ حدیث شریف میں جو لفظ (الوالد) فرمایا گیا ہے۔ کیا ماں بھی اس میں داخل ہے؟

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس سوال کے جواب میں فرمایا: اگر لفظ " الوالد " سے مراد وہ ہے جس کا بچہ ہو تو یہ لفظ باپ اور ماں دونوں کو شامل ہے۔

یا جواب میں یوں کہا جائے گا کہ ماں باپ میں سے ایک کے ذکر کرنے سے دوسرا خود بخود اس میں شامل سمجھا جائے گا۔ جس طرح کی اضداد میں سے ایک کے ذکر سے دوسرا سمجھتا ہے۔ اس جواب کی روشنی میں " الوالد " کا ذکر بطور مثال کیا گیا ہے اور اس سے انتہائی قریبی افراد مراد ہیں۔ تو گویا نبی کریم ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ﷺ اس کے انتہائی قریبی لوگوں سے بھی زیادہ پیارے ہوں۔ (فتح الباری ج ۱ ص ۵۹)

اہل وعیال اور مال سے زیادہ محبت: ۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ اسے اپنے اہل وعیال مال و دولت اور کائنات کے تمام لوگوں سے زیادہ پیارے ہوں۔ اس بات پر درج ذیل حدیث شریف دلالت کرتی ہے۔

" روی الامام مسلم عن انس رضی الله قال: قال رسول الله ﷺ (لا یومن عبد حتی اکون احب الیه من اهله وما له والناس اجمعین) (صحیح مسلم ج ۱ ص ۶۷ حافظ ابو یعلیٰ نے بھی اپنی مسند میں اس حدیث کو روایت کیا ہے ملاحظہ ہو: مسند ابی یعلی ج ۷ ص ۸)

امام مسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے اہل مال اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔
(نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں ص ۱۵، ۱۶)

مخلوق میں سے کسی کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے زیادہ محبت کرنے پر وعید: ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان لوگوں کیلئے وعید ہے جو اللہ تعالیٰ، رسول کریم ﷺ اور جہاد سے زیادہ محبت اپنے باپوں، بیٹوں، بھائیوں، بیویوں، برادریوں، مالوں، تجارت یا گھروں کے ساتھ رکھتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں۔

" قل ان کان اباؤکم وابناؤکم واخونکم وازوٰجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموها وتجٰرة تخشون کسادها ومسٰکن ترضونهآ احب الیکم من الله ورسوله وجهاد فی سبیله فتربصوا حتی یاتی الله بامره والله لا یهدی القوم الفٰسقین " (سورة التوبة ۲۴)

ترجمہ: کہہ دیجئے اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہاری برادری، تمہارا مال جو تم نے کمایا ہے تمہاری تجارت جس کے مندا پڑ جانے سے ڈرتے ہو تمہارے رہنے کے مکانات جو تمہیں پسند ہیں اللہ تعالیٰ اس کے رسول، اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لے آئے اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اگر یہ چیزیں تمہیں اللہ تعالیٰ اس کے رسول اللہ ﷺ اور ان کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہیں تو پھر تم اس بات کا انتظار کرو کہ اس کے گوناگوں عذابوں میں سے تم پر کس قسم کا عذاب نازل ہوتا ہے۔ (مختصر تفسیر ابن کثیر)

امام مجاہد اور امام حسن رحمہما اللہ تعالیٰ کے ارشاد " حتی یاتی اللہ بامرہ " کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اخروی عذاب یا فوری دنیوی عذاب۔ (ماخوذ از تفسیر القرطبی ج ۸، ص ۹۵، ۹۶)

علامہ زمخشری فرماتے ہیں: یہ انتہائی خوف ناک آیت ہے اس سے زیادہ خوف ناک آیت تم اور کوئی نہ پاؤ گے۔

امام قرطبی کا فرمان ہے: یہ آیت کریمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول اللہ ﷺ کی محبت کی فرضیت پر دلالت کرتی ہے اور یہ محبت ہر عزیز اور پیاری چیز کی محبت پر مقدم ہے۔ (تفسیر القرطبی ج ۸، ص ۹۵ نیز ملاحظہ ہو: ایسر التفاسیر للشیخ الجزائری ج ۲ ص ۱۷۷)

نبی کریم ﷺ کی محبت کے ثمرات وفوائد:۔ یہ تو معلوم ہے کہ نبی کریم ﷺ ہماری محبت کے محتاج نہیں ہیں۔ ہم ناکارہ لوگ آپ سے محبت کریں یا نہ کریں، اس سے آپ کی عزت وعظمت اور رفعت وبزرگی میں نہ کچھ اضافہ ہوگا اور نہ کمی واقع ہوگی۔ وہ تو کائنات کے خالق، مالک، رازق اور نظام چلانے والے اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ ان کا مقام ومرتبہ تو رب ذوالجلال کے ہاں اتنا عظیم اور بلند ہے کہ جو ان کی اتباع کرے وہ اسے بھی اپنا محبوب بنا لیتے ہیں اور اس کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ مولائے کریم خود ارشاد فرماتے ہیں۔

" قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ويغفر لكم ذنوبكم والله غفور رحيم "۔ (سورۃ آل عمران ۳۱)

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ اگر تم واقعی اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطائیں بخش دے گا وہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

نبی کریم ﷺ سے محبت کا فائدہ محبّ ہی کو حاصل ہوتا ہے۔ وہ آپ ﷺ کی محبت کی وجہ سے دنیا وآخرت میں سرفراز وسربلند ہوتا ہے۔ ذیل میں اسی موضوع پر قدرے تفصیل سے بفضل رب کریم گفتگو کرتے ہیں۔

۱۔ آنحضرت ﷺ کی محبت لذت ایمان کا باعث:۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان کی لذت کے حصول کے کچھ اسباب بیان فرمائے ہیں ان میں سے ایک اہم سبب یہ ہے کہ بندہ نبی کریم ﷺ سے ساری مخلوق سے زیادہ محبت کرے۔ درج ذیل حدیث شریف اسی بات پر دلالت کناں ہے: "روى الشيخان عن انس رضى الله عنه عن النبى ﷺ قال: " ثلاث من كن فيه وجد حلاوة الايمان، ان يكون الله ورسوله احب اليه مما سوا هما، وان يحب المرء لا يحبه الا الله وان يكره ان يعود فى الكفر كما يكره ان يقذف فى النار "

(متفق عليه صحيح البخاري ۱، ۶۰ صحيح مسلم ۱، ۶۶ الفاظ صحيح البخاري کے ہیں)

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص میں تین خصلتیں ہوں وہ ایمان کی لذت سے بہرہ یاب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ اسے سب سے زیادہ پیارے ہوں جس سے محبت کرے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کرے کفر کی طرف پلٹنے کو اسی طرح ناپسند کرے جس طرح آگ میں پھینکے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

ایمان کی لذت سے مراد، جیسا کہ علمائے امت نے بیان فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کی تابعداری میں لذت محسوس کرنا دین کی خاطر تکالیف برداشت کرنا، اور اسے دنیوی ساز وسامان پر ترجیح دینا ہے۔

اللہ اکبر! کتنا عظیم الشان اور بیش قیمت ہے یہ صلہ! اے مولائے کریم ہمیں اس سے محروم نہ فرمانا۔ آمین رب العالمین!

۲۔ نبی کریم ﷺ کے محبّ کا آخرت میں مقام:۔ جس شخص نے دنیا میں ایمان کی حالت میں نبی کریم ﷺ سے محبت وہ آخرت میں آپ ﷺ ہی کے ساتھ ہوگا۔ درج ذیل حدیث شریف اس بات کو واضح کرتی ہے۔ "روى الامام مسلم عن انس بن مالك رضى الله عنه قال: (جاء رجل الى رسول الله ﷺ فقال، يارسول الله! متى الساعة!)

قال: (وما اعددت للساعة؟) قال: (حب الله ورسوله) قال: (فانك مع من اجبت)

قال انس رضى الله عنه: (فما فرحنا بعد الاسلام فرحا اشد من قول النبى ﷺ (فانك مع من اجبت)

قال انس رضى الله عنه: (فان احب الله ورسوله ابا بكر و عمر رضى الله عنهما فارجوان اكون معهم، وان لم اعمل باعمالهم)

(صحیح مسلم ج۴ص۲۰۳۲، امام بخاری نے بھی قریباً ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ ملاحظہ ہو صحیح البخاری ۱۰/۵۵۳)

امام مسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، قیامت کب ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو نے قیامت کے لئے کیا تیار کر رکھا ہے؟

اس نے عرض کی: اللہ اور ان کے رسول ﷺ کی محبت۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک تو اسی کے ساتھ ہے جس کے ساتھ تو نے محبت کی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہمیں اسلام لانے کے بعد کسی بات سے اتنی زیادہ مسرت نہ ہوئی جتنی نبی کریم ﷺ کے ارشاد گرامی ''فانك مع من احببت'' بے شک تو اسی کے ساتھ ہے جس کے ساتھ تو نے محبت کی) سے ہوئی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مزید کہا: میں اللہ تعالیٰ ان کے رسول اللہ ﷺ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ (آخرت میں) انہی کے ساتھ ہوں گا اگر چہ میں نے ان کے برابر اعمال نہیں کئے۔

اسی بات پر دلالت کرنے والی ایک اور حدیث شریف درج ذیل ہے: ''راوه الشيخان عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال : جاء رجل الی رسو ل الله ﷺ فقال : یارسو ل الله !كيف تقول فی رجل احب قوماً ولم يحلق بهم)فقال رسو ل الله ﷺ : (المرء مع من احب)(متفق عليه : صحيح البخاری ج۱ص۵۵۷،صحيح مسلم ج۴ص۲۰۳۴۔الفاظ صحيح البخاری کے ہیں)

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ایک شخص جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: آپ ﷺ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کسی قوم سے محبت تو کرتا ہے لیکن اس نے اتنے نیک اعمال نہیں کیے جتنے انہوں نے کیے ہیں؟۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ ہے جس کے ساتھ اس نے محبت کی۔ نبی کریم ﷺ کے ارشاد گرامی'' المرء مع من احب '' سے مراد یہ ہے کہ جس کے ساتھ محبت کی اسی کے ساتھ جنت میں ہوگا۔ (ملاحظہ ہو: عمدۃ القاری ۲۲،۱۹۷)

نبی کریم ﷺ سے محبت کی علامتیں

علمائے امت نے قرآن وسنت کی روشنی میں نبی کریم ﷺ سے محبت کی علامتوں کو بیان فرمایا ہے۔ مثال کے طور پر قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی سنت کی نصرت وتائید کرنا آپ ﷺ پر نازل کردہ شریعت کا دفاع کرنا اور آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کے وقت آپ ﷺ پر اپنی جان ومال فدا کرنے کی غرض سے موجود ہونے کی تمنا کرنا آپ ﷺ کی محبت میں سے ہے۔ (ماخوذ از شرح النووی ۲/۱۶)

اسی بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ کی محبت کی علامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ کی زیارت ممکن ہو اور کسی کو یہ موقع دیا جائے کہ وہ دنیوی ساز وسامان میں سے کسی چیز کے محروم رہنے اور نبی ﷺ کی زیارت سے محروم رہنے میں ایک بات کو پسند کرلے تو آپ ﷺ کی زیارت سے محروم رہنا اس پر کسی بھی چیز کے نا پانے سے زیادہ گراں اور بھاری ہو۔ اور اگر کوئی اس کیفیت سے محروم ہو تو وہ آپ ﷺ کی محبت سے محروم ہے۔

علاوہ ازیں آپ ﷺ کی محبت کی زیارت کے حصول اور اس سے محروم ہونے تک ہی محدود نہیں بلکہ اس میں آپ ﷺ کی سنت کی حمایت وتائید، آپ ﷺ پر نازل کردہ شریعت کا دفاع اور اس کے محافظوں کی سرکوبی شامل ہے۔'' امر بالمعروف اور نهی عن المنكر'' بھی اس میں داخل ہے۔ (فتح الباری ۱،۵۹)

علامہ عینی رحمہ اللہ اسی موضوع کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ رسول کریم ﷺ کی محبت آپ ﷺ کی تابعداری کرنے اور نافرمانی ترک کرنے کا ارادہ ہے اور یہ اسلام کے واجبات میں سے ہے۔ (عمدۃ القاری ۱/۱۴۴)

مذکورہ بالا اقوال سے ہم رسول اللہ ﷺ کی محبت کی مندرجہ ذیل علامتیں اخذ کر سکتے ہیں:

۱۔ نبی کریم ﷺ کے دیدار اور صحبت کی شدید تمنا۔

خلیف بھوجیانی

(معاون)

عبدالرحمان گوہڑوی

ماھنامہ **رحیق** لاہور

سالانہ چھ روپے

فی پرچہ ۸/

ربیع الاول ۱۳۷۸ھ مطابق اکتوبر ۱۹۵۸ء | شمارہ نمبر ۳

فہرست مضامین

جرعات — حنیف بھوجیانی — ۴
شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کا ایک تبلیغی مکتوب — مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب صدر مدرس تقویۃ الاسلام لاہور — ۹
مدارج سلوک — جناب ڈاکٹر ولی الدین صاحب صدر شعبۂ فلسفہ جامعہ عثمانیہ — ۹۲
کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا؟ — حنیف بھوجیانی — ۱۰۷
قادیانی ریشہ دوانیاں مصر میں (ایک غلط فہمی کا ازالہ) — حافظ محمد ابراہیم صاحب کمیرپوری — ۱۱۲

ترسیل زر کا پتہ: منیجر ماہنامہ "رحیق" المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ۔ لاہور
ھندوستان میں: دفتر ترجمان نمبر ۴۳۳۳ نئی سڑک دہلی ۶

عبدالرحمان گوہڑوی پرنٹر پبلشر نے اشرف پریس لاہور میں طبع کرا کر دفتر رحیق لاہور سے شائع کیا۔

(1069A)

خلیف بھوجیانی

(معاون)

عبدالرحمان گوہڑوی

ماھنامہ **رحیق** لاہور

سالانہ چھ روپے

فی پرچہ ۸/

ربیع الآخر ۱۳۷۸ء مطابق نومبر ۱۹۵۸ء | شمارہ نمبر ۴

فہرست مضامین

جرعات — حنیف بھوجیانی — ۴
شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کا ایک تبلیغی مکتوب — مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب صدر مدرس تقویۃ الاسلام لاہور — ۹
مدارج سلوک — جناب ڈاکٹر ولی الدین صاحب صدر شعبۂ فلسفہ جامعہ عثمانیہ — ۹۲
کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا؟ — حنیف بھوجیانی — ۱۰۷
قادیانی ریشہ دوانیاں مصر میں (ایک غلط فہمی کا ازالہ) — حافظ محمد ابراہیم صاحب کمیرپوری — ۱۱۲

ترسیل زر کا پتہ: منیجر ماہنامہ "رحیق" المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ۔ لاہور
ھندوستان میں: دفتر ترجمان نمبر ۴۳۳۳ نئی سڑک دہلی ۶

عبدالرحمان گوہڑوی پرنٹر پبلشر نے اشرف پریس لاہور میں طبع کرا کر دفتر رحیق لاہور سے شائع کیا۔

وقائع

حضرۃ سید احمد شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

جمع و ترتیب حسب ارشاد

نواب محمد وزیر خاں بہادر نصرت جنگ رحمۃ اللہ علیہ (ٹونک)

مقدمہ

حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی

تکیہ کلاں رائے بریلی انڈیا

باہتمام

سید نفیس الحسینی

سید احمد شہید اکیڈمی

نفیس منزل ۱۲۷ کریم پارک لاہور

اشاعت اوّل: ۱۴۲۸ھ-۲۰۰۷ء
کتاب: وقائع سید احمد شہید
ترتیب: نواب محمد وزیر الدولہ
مقدمہ: مولانا محمد رابع حسنی ندوی
ناشر: سید نفیس الحسینی
اہتمام: سید احمد شہید اکادمی
مطبع: شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور
قیمت:
خطاط سرورق: سید نفیس الحسینی
تحسین کتابت: سید دلاور حسین، سید ندیم الرحمان
سید کلیم الرحمان، سید سلیم الرحمان
خواندگی: امیر عالم، سید علی رضا
مالی تعاون: **ملک محمد اشعر حسین بن ملک محمد اقبال حسین**

نفیس منزل
کریم پارک، راوی روڈ، لاہور

۲۔ نبی کریم ﷺ پر جان و مال نچھاور کرنے کے لئے ہمہ وقت کامل استعداد۔
۳۔ نبی کریم ﷺ کے اوامر کی تعمیل اور نواہی سے اجتناب۔
۴۔ نبی کریم ﷺ کی سنت کی حمایت وتائید اور آپ ﷺ پر نازل کردہ شریعت کا دفاع۔

جس شخص میں یہ نشانیاں موجود ہوں وہ اللہ عزوجل کا شکر یہ ادا کرے کہ انہوں نے اس کے سینے میں اپنے حبیب کریم ﷺ کی محبت ڈالی۔اور اس بات کا ان سے سوال بھی کرے کہ یہ نعمت ہمیشہ اسے میسر رہے اور اگر کسی میں یہ ساری علامتیں یا ان میں سے بعض علامتیں موجود نہ ہوں تو وہ روز حساب سے قبل اپنا محاسبہ اللہ تعالیٰ اور اہل ایمان کو دھوکا دینے کی بے کار کوشش نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ کو دھوکا دینے کی کوشش کرنے والا اپنے ہی آپ کو دھوکا دیتا ہے۔''یخدعون الله والذین أمنوا وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون''(سورۃ البقرۃ۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور ایمان والوں کو دھوکا دیتے ہیں حالانکہ وہ خود ہی دھوکے میں پڑے ہیں اگر چہ اس کا شعور نہیں رکھتے۔ ۔شاید کہ مولائے رحیم وکریم اپنے حبیب کریم ﷺ کی حقیقی اور سچی محبت ہمارے سینوں میں ڈال کر دنیا و آخرت میں اسے ثمرات وفوائد سے ہم سیہ کاروں کو بھی نوازدیں۔انه سمیع مجیب (نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں ص ۲۳ تا ۲۵)

ماہنامہ رحیق لاہور ربیع الاول ۱۲۷۸ھ مطابق اکتوبر ۱۹۵۸ء شمارہ نمبر ۳
ترسیل زر کا پتہ مینجر ماہنامہ ''رحیق'' المکتبہ السّلفیہ شیش محل روڈ۔لاہور

مدارج سلوک وطریقت کی اہمیت

از جناب ڈاکٹر ولی الدین صاحب صدر شعبہ فلسفہ جامعہ عثمانیہ

لطیفۂ قلب وتصفیۂ قلب:۔ تصفیۂ قلب سے مراد یہ ہے کہ آئینۂ قلب کو ہموم وغموم دنیوی، میل ابنائے دنیا، حب دنیا واندیشہ مالایعنی سے پاک وصاف کیا جائے۔قلب کے دو معنی ہیں: ایک معنی کی رو سے قلب گوشت کا وہ لوتھڑا ہے جو صنوبری شکل کا ہوتا ہے، اور سینے کے بائیں طرف رکھا گیا ہے، اس کے اندر تجویف ہے، اس تجویف میں خون ہے اور یہی روح کا منبع سمجھا جاتا ہے۔اس قلب سے ہمیں بحث نہیں یہ اطباء کا معروض بحث ہے، یہ دل بہائم میں بھی موجود ہے بلکہ مردے کے جسم میں بھی یہ موجود ہوتا ہے۔قلب کے دوسرے معنی بھی ہیں اس معنی میں وہ ایک ایک لطیفۂ ربانی روحانی ہے، اس لطیفۂ کو قلب جسمانی سے تعلق یا لگاؤ ہوتا ہے، یہی لطیفۂ ربانی حقیقت انسان ہے اسی کو ادراک علم وعرفان ہوتا ہے۔یہی ہر خطاب کا مخاطب، عتاب کا معاتب، عقاب کا معاقب ہوتا ہے اور اس کا تعلق لحم صنوبری سے ویسا ہی ہے جیسا کہ عرض کا جسم سے، وصف کا موصوف سے، متمکن کا مکان سے، مستعمل آلہ کا آلہ سے، اسی قلب کو عرش اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے! اور سلوک میں اسی قلب کا تصفیۂ مقصود ہے!

شیوخ طریقت کا طریقہ اصلاح:۔ تصفیہ قلب کے شیوخ طریقت اس سنت اللہ کو پیش نظر رکھنے کی تاکید کرتے ہیں کہ حکیم مطلق کی حکمت بالغہ کا اقتضاء یہ ہے کہ جس قدر انسان اسباب ظاہرہ دنیویہ میں گرفتار رہتا ہے اور مادیات محسوسہ کی طرف متوجہ رہتا ہے اسی قدر وہ آفات وآلام، پریشانی باطن، تردد خاطر واضطرار نفس وغفلت میں مبتلا رہتا ہے اور جس قدر زیادہ پرورش بدن میں مصروف رہتا ہے، تن پروری و ظاہر آرائی میں منہمک ہوتا ہے، اسی قدر قلب کے احوال میں خرابی پیدا ہوتی ہے اور قوائے روحیہ میں ضعف نمودار ہوتا ہے اور قلب کی صفائی و نورانیت میں کمی پیدا ہوتی ہے اور کدورت وظلمت میں زیادتی ہوتی ہے۔

بات یہ ہے کہ جاہل اپنی حقیقت سے واقف نہیں ہوتا اور اسی گوشت و پوست کو اپنی ذات قرار دے لیتا ہے اور اپنے قلب کی بساطت و تجرد سے غافل ہوتا ہے اور تن پروری میں مشغول رہتا ہے اور نفس کے مرادات کو پورا کرنے میں مصروف رہتا ہے اور طبیعت کی خواہش کے مطابق مشتہیات حسیّہ کے حصول میں لگتار رہتا ہے اور زندگی کو جو سرمایہ آخرت ہے، دنیائے ناپائیدار کی طلب میں ضائع کر دیتا ہے، اور معاد کی حقیقت سے بالکل غافل رہتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ نفس کی حکم برداری میں لگ کر اس کو بالآخر تباہ کر دیتا ہے اور نفس اپنی حکمرانی سے اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔اسی قسم کے جاہلوں کے متعلق کہا گیا ہے۔" فتنتم انفسکم وتربصتم وارتبتم وغرتکم الامانی حتی جاء امر الله وغرکم بالله الغرور " تم نے اپنے نفس کو بچلا دیا اور راہ دیکھتے رہے اور دھوکے میں پڑے رہے اور بہک گئے اپنے خیالوں پر یہاں تک کہ آ پہنچا حکم اللہ کا اور تم کو بہکا دیا اللہ کے نام سے اس دغا باز نے۔

بعض مفسرین نے کہا ہے کہ فتنتم انفسکم ای بالشهوات واللذات و تربصتم ای بالتوبة وارتبتم ای شککتم حتی جاء امر الله ای الموت وغرکم بالله الغرور'' اسی لیے تعجب کیا ہے حضور انور ﷺ نے اس شخص پر دار الخلو د پر ایمان رکھتا ہے اور دار الغرور کے لئے کوشاں ہے۔عجباکل العجب للمصدق بدارالخلود دهی یسعی لدار الغرور''۔

دنیا کی محبت سے بچنا:۔تصفیۂ قلب اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ حب دنیا قلب سے نہ نکلے دنیا بذاتہ مذموم نہیں کیونکہ مزرعۂ آخرت ہے اور اس مقصد کے حصول کا وسیلہ ہے، دنیا سے محبت و تعلق مذموم ہے یہی معنی ہے اس قول نبوی ﷺ کہ '' حب الدنیا راس کل خطیة '' دنیا میں اس امر کی صلاحیت ہے کہ انسان کو اعلیٰ علیین تک پہنچا دے یا اسفل السافلین تک گرا دے۔جو شخص دنیا کو راہ دین کے آلہ کے طور پر استعمال کرتا ہے، اور محض حظوظ جسمانی کے استیفا پر اپنی ہمت کو مرکوز نہیں کرتا، اور '' اذهبتم طیبا تکم فی حیاتکم الدنیا'' نیز '' ثم لتسلن یومئذ عن النعیم '' کی وعید پر نظر رکھتا ہے اور '' ممارزقناهم ینفقون'' پر عمل کرتا ہے وہ صورت کے لحاظ سے تو دنیا کا رہنے والا ہے لیکن اپنے قلبی تعلق کے لحاظ سے وہ ملاء اعلیٰ میں زندگی بسر کر رہا ہے، وہ خدا کیلئے زندہ ہے نہ کہ ہویٰ کیلئے، دنیا اس کے واسطے صراط مستقیم پر گامزن ہونے کیلئے عظیم الشان معاون اور مددگار ثابت ہوتی ہے، اور لسان نبوت ﷺ سے اس کی تعریف یوں کی گئی ہے" نعم المال الصالح للرجل الصالح" صالح کا مال بھی کیسا اچھا مال ہے! بات اتنی ہے جو رومی نے کہی تھی۔

چیست دنیا ازخدا غافل بدن   نے لباس ونقره و فرزندوزن

دنیا کی محبت اگر قلب میں نہ ہو، اس سے بے تعلقی قلب کا حال بن جائے اور حق تعالیٰ کی محبت اس کی جگہ لے لے اور وجہ اللہ سے لذت نظر حاصل ہونے لگے اور شوق لقا اس کے قلب میں پیدا ہو جائے تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح باوجود ملک و مال کے وہ اپنے کو مسکین کہہ سکتا ہے اس نکتہ کی وضاحت رومی کی زبان سے سنو:

چیست دنیا ازخدا غافل شدن	نے قماش و نقره وفرزند وزن
چونکه مال و ملک راازدل براند	زاں سلیمانؑ خویش رامسکین بخواند
ہر کہ ازدیدار برخوردار شد	ایں جہاں در پیش اومردار شد
ایں جہان واہل اوبے حاصل اند	ہر دو اندر بیوفائی یک دل اند
مے نما ید نورنار و نار نورا!	ورنه دنیا کہ بدی دارالغرور
بند بگسل باش آزاد اے پسر	چند باشی بندسیم و بندزر
یک دو روزچه کہ دنیا ساعت ست	ہر کہ ترکش کرد اندر راحت است

معنی الترک راحت گوش کن بعدازاں جام بقا رانوش کن

ترک دنیا کا مطلب:۔ ترک دنیا سے مراد دنیا کی محبت کا قلب سے منقطع ہو جانا ہے یہ نہ ہوتو کسی قسم کی ریاضت بھی مفید نہیں ہوتی، حضرت شیخ برہان الدین قدس سرہ اپنی تالیف "ثمرات الحیات" میں ایک مثال کے ذریعے اس مفہوم کو واضح کرتے ہیں: فرض کرو کہ ایک کنویں میں چوہا گرا اور مر گیا، پانی میں بدبو پیدا ہوگئی، کوئی شخص اگر چاہے کہ کنویں کے پانی کو پاک کرے تو اس کو چاہیے کہ سب سے پہلے اس چوہے کی لاش کو کنویں سے نکال لے اور پھر چند ڈول پانی کے کنویں سے نکال کر پھینک دے پانی پاک ہو جائے گا۔ سڑے ہوئے چوہے کو کنویں میں رکھ کر کنویں کا پانی کتنا بھی نکالا جائے، کنواں ناپاک ہی رہے گا اور بدبو باقی! اس طرح دنیا کی محبت قلب میں رکھ کر ساری ریاضت فضول ثابت ہوئی ہے! قلب کا جو مقصود ہوتا ہے وہی اس کا معبود ہوتا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ ہر چہ دلبند تست خداوند تست، وہر چہ در بند آنی بندہ آنی! جب تک کہ قلب کے ورق کو نقوش پراگندہ سے صاف نہیں کیا جاتا، جو حب دنیا کے اثرات ہیں، قلب کا تصفیہ ممکن نہیں۔

خاطرت کے رقم فیض پذیر دہیہات مگر از نقش پراگندہ ورق سادہ کنی

صحابہ کرام وتابعین عظام کا طرز عمل:۔ تصفیۂ قلب کیلئے علاوہ اور اعمال واشغال کے موت ہاذم اللذات کو ہمیشہ یاد رکھتے تھے اور حق تعالیٰ نے فرماں برداروں کے واسطے جو ثواب اور نافرمانوں کیلئے جو عذاب مقرر کیا ہے اس کو ہمیشہ ذہن میں مستحضر رکھتے اور اس طرح ظاہری لذتوں کا شوق ان کے دل سے اٹھ جاتا تھا ہمیشہ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے اور اس پر غور وتدبر کرتے اور وعظ اور جس حدیث سے دل نرم ہوتا ہے اس کو سنا کرتے تھے۔

سالکین کیلئے ضروری ہدایات

قرآن کریم میں ذم دنیا کی جو آیتیں ہیں ان پر غور تصفیہ قلب کیلئے نہایت مفید ہے ہم چند آیات کا یہاں ذکر کرتے ہیں تا کہ سالک ان پر غور کیا کرے اور اپنے قلب کو آئینہ ہموم وغموم دنیوی، حب دنیا اور اندیشہ مالایعنی سے پاک وصاف کرلے اور صحابہ وتابعین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے طریقے سے اپنے سلوک کو طے کرے۔

متاع دنیا قلیل:۔ حق تعالیٰ نے متاع دنیا کو قلیل قرار دیا ہے اور آخرت کے متقیوں کیلئے خیر کے لفظ سے یاد کیا ہے! افسوس ہے کہ یہ قلیل وذلیل، رب جلیل کے خیر کثیر کے سدراہ ہو جائے اور اس نمود بے بود سے اس بے بود کا دروازہ بند ہو جائے۔ "قل متاع الدنیا قلیل والاٰخرۃ خیر لمن اتقٰی ولاتظلمون فتیلا" (نساء ۷۷) کہہ کہ فائدہ دنیا کا تھوڑا ہے اور آخرت بہتر ہے پرہیزگار کو اور تمہارا حق نہ رہے گا ایک تاگے کے برابر۔

حیات دنیا لہو ولعب:۔ حیات دنیا کو لہو ولعب قرار دیا گیا ہے اور دار آخرت کو سرمایہ عیش وعشرت، اول الذکر ہوا پرستوں کا مقصود ہے اور ثانی الذکر حق پرستوں کا۔ ایک شر محض ہے دوسرا خیر محض "وما الحیوۃ الدنیا الالعب و لھو وللد ارالاخرۃ خیرللذین یتقون" (سورہ انعام ۳۲) اور نہیں ہے زندگی دنیا کی مگر کھیل اور جی بہلانا اور آخرت کا گھر بہتر ہے پرہیزگاروں کے لئے۔

مشغولیت دنیا کے دیگر اسباب:۔ جس متاع دنیا کو قلیل کہا گیا ہے اور جس میں انہماک لہو ولعب قرار دیا گیا ہے جانتے ہو وہ کیا ہے یہی حب زن وفرزند، زروسیم کے انبار زرق برق سواریاں، کھیتیاں، چوپائے اور مویشی! اور ان سے تعلق خاطر:

"زین للناس حب الشھوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام و الحرث ذالك متاع الحیوۃ الدنیا واللہ عندہ حسن الماٰب" (ال عمران ۱۴) فریفتہ کیا ہے لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے جیسے عورتیں اور بیٹے اور خزانے جمع کئے ہوئے سونے اور چاندی کے، گھوڑے نشان لگائے ہوئے اور مویشی اور کھیتی یہ فائدہ اٹھانا ہے

دنیا کی زندگی میں اور اللہ کے پاس ہے اچھا ٹھکانا۔

ترک شہو تہا ست حورخانه و پردازی قصور　　　در بہشت اہل دل حورو قصور دیگر است

ان شہوتوں اور لذتوں میں گرفتار ہو کر حق تعالیٰ کو جو فراموش کر دیتے ہیں، ان کو قیامت کے دن اسی طرح فراموش کر دیا جائے گا، جس طرح وہ آج یوم آخرت کو بھلائے ہوئے ہیں۔ اور لقائے رب سے بے پرواہ ہیں۔

"الذين اتخذ دينهم لهواً ولعبًا وغرتهم الحيوة الدنيا فاليوم ننسا هم كما نسوا لقاء يومهم هذا" (الاعراف:۱۳)

جنہوں نے ٹھہرایا اپنا دین تماشا اور کھیل اور دھوکے میں ڈالا ان کو دنیا کی زندگی کے سو آج ہم ان کو بھلا دیں گے جیسا انہوں نے بھلا دیا اس دن کے ملنے کو۔

ایسے شخص پر تعجب ہے:۔ اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کے بقاء کو جاننے کے باوجود دنیا ہی کے متاع قلیل کے حصول پر اپنی ہمت مرکوز کرتا ہے، اور آخرت کے خیر کثیر سے بے پروا ہو جاتا ہے اور سراب دنیا کی نمائش کو جان کر بھی اسی کے نظارہ سے خوش اور راضی رہتا ہے۔ "ارضیتم بالحیواة الدنیا من الاخرة فما متاع الحیوة الدنیا فی الاخرة الا قلیل" (توبہ۶)

کیا خوش ہوں گے دنیا کی زندگی پر آخرت کو چھوڑ کر سو کچھ نہیں نفع اٹھانا دنیا کی زندگی کا آخرت کے مقابلہ میں مگر بہت تھوڑا۔

دیدم ایں چشمہ ہستی کہ جہانش خوانند　　　ایں قدر آب کز دوست تواں شست نداشت

قرآن مقدس میں دنیا کی مثال:۔ جانتے ہو کہ قرآن حکیم نے دنیا کی زندگی کو مثال کیا دی ہے؟ حیات دنیا گویا وہ پانی ہے جو آسمان سے برسا ہے، اور پھر اس سے زمین کا سبزہ رلا ملا نکلا، جب زمین نے اس پانی اور سبزے سے زیب و زینت حاصل کی، اور لوگوں کو گمان ہوا کہ یہ زمین ہمارے ہاتھ آ گئی ناگاہ زمین آفریں آ پہنچا، کسی دن یا کسی رات اور اس نے تمام زیب و زینت کا ایسا صفایا کر ڈالا گویا یہاں ایک تنکا بھی نہ اگا تھا! بے شک اسی طرح انسان کی زندگی ہے، خواہ کتنی ہی حسین و تر و تازہ نظر آئے اور بے وقوف لوگ اس کی رونق و دلربائی پر مفتون و فریفتہ ہو کر اصل حقیقت کو فراموش کر دیں، لیکن اس کی یہ شادابی اور زینت و بہجت چند ہی روز ہے اور بہت جلد زوال و فنا کے ہاتھوں نسیاً منسیاً ہو جائے گی۔ دریں چمن کہ بہار و خزاں ہم آغوش است　　　زمانہ جام بدست و جنازہ بردوش است

"انما مثل الحيوة الدنيا كماء انزلناه من السماء فاختلط به نبات الارض مما يا كل الناس والا نعام حتى اذا اخذت الارض زخرفها وازينت وظن اهلها انهم قادرون عليها اتها امرنا ليلاً ونهاراً فجعلنا حصيداً كان لم تغن با لامس كذالك نفصل الايت لقوم يتفكرون" (یونس۲۴) دنیا کی زندگی کی وہی مثل ہے جیسے ہم نے پانی اتارا آسمان سے پھر رلا ملا نکلا اس سے سبزہ زمین کا جو کہ کھائیں آدمی اور جانور یہاں تک کہ جب پکڑ لی زمین نے رونق اور مزین ہوگئی اور خیال کیا زمین والوں نے کہ یہ ہمارے ہاتھ لگے گی ناگاہ پہنچا اس پر ہمارا حکم رات کو یا دن کو پھر کر ڈالا اس کو کاٹ کر ڈھیر گویا کل یہاں نہ تھی آبادی اسی طرح ہم کھول کر بیان کرتے ہیں نشانیوں کو ان لوگوں کے سامنے جو غور کرتے ہیں۔

نہایت افسوس کا مقام....! دنیوی زندگی کی اس حقیقت سے واقف ہو کر بھی اگر ہم اس سے خوش و راضی ہوں اور اس سراب کے نظارہ میں رہ کر لذت آب و آخرت کی نعمتوں سے محروم ہو جائیں تو ہم پر افسوس ہے۔

دنیا چہ برائے ما حباب است　　　یا غرفہ دود یا سراب است

آں کس کہ چنیں نہ دید اورا　　　درفکر ہمیشہ دل کباب است

"وفرحو باالحيوٰة الدنيا وما الحيوة الدنيا في الاخرة الامتاع" (رعد:۲۶) اور فریفتہ ہیں دنیا کی زندگی پر اور دنیا کی زندگی کچھ

نہیں آخرت کے آگے مگر متاعِ حقیر۔

دنیا آخرت کی کھیتی:۔ یہ دنیا آخرت کا مزرعہ ہے، یہاں جو کچھ بویا جاتا ہے وہاں کاٹا جاتا ہے جو اس خاکدان میں راسخ الایمان رہے گا اس کو آخرت میں بھی ثبات وایقان حاصل ہوگا اور جو اس کہنہ رباط میں تہی دست رہا عمل وایمان کے اعتبار سے آخرت میں بھی سراسیمہ و پریشان رہے گا۔ پاک شو تا زاہل دیں گرگردی آں چناں باش تا چنیں گردی

''یثبت الله الذین امنوا ابالقول الثابت فی الحیوة الدنیا وفی الاخرة ویضل الله الظالمین ویفعل الله مایشاء (ابراهیم :۱۷)

مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور راہ بھلا دیتا ہے، اللہ بے انصافوں کو اور کرتا ہے اللہ جو چاہے۔

طمع دنیا کی ممانعت:۔ متاع دنیوی پر نظر کرنے اور اس کی طمع کرنے سے پیغمبر ﷺ کو بھی منع کیا گیا ہے دوسروں کی کیا مجال ہے کہ نگارخانہ دنیا کا نظارہ کرے اور اس کی تمنا میں رہے۔ یہ چندروزہ بہار ہے جس کے ذریعہ امتحان مقصود ہے۔

ہمہ اندر زمن بتو ایں است کہ تو طفلی وخامہ رنگین است

''ولا تمدن عینیك الاما متعنا به ازواجا منهم زهرة الحیوة الدنیا لنفتنهم فیه ورزق رب خیر وابقٰی'' (طٰهٰ۱۳۱)

اور مت پسار اپنی آنکھیں اس چیز پر جو فائدہ اٹھانے کو دی ہم نے ان طرح طرح کے لوگوں کو رونق دنیا کی زندگی کی ان کو جانچنے کو اور تیرے رب کی دی ہوئی روزی بہتر ہے اور بہت باقی رہنے والی۔

آج جو کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے وہی اس حیات دنیوی کا سرمایہ ہے اور ہم اپنے جہل کی وجہ سے اس کے رنگ وبو پر فدا ہیں اور جو کچھ حق تعالیٰ کے ہاں ہے اور خیر وابقی ہے اپنی غفلت کی وجہ سے ہم اس سے بیزار ہیں! یہ ہے ہماری سمجھ جس پر رونا چاہیے اور یہ ہے ہماری دیدودادید جس پر ہمیں آنسو بہانا چاہیے۔ دلا تاکے دریں زنداں فریب ایں وآں بینی یکے زیں راہ ظلمانی بروں شوتا جہاں مینی

''وما اوتیتم من شی فمتاع الحیوة الدنیا و زینتها وما عندالله خیر وابقٰی''(قصص:٦٠)

اور جو تم کو ملی ہے کوئی چیز سو فائدہ اٹھالینا ہے دنیا کی زندگی میں اور یہاں کی رونق ہے اور جو اللہ کے پاس ہے سو بہتر ہے اور باقی رہنے والا۔

آخرت فراموش احمق:۔ آخرت فراموش احمق دنیا کے فوت ہوجانے پر افسوس کرتے ہیں اور جب ان کی نظر کسی دولتمند پر پڑتی ہے تو خواہش کرتے ہیں کہ کاش یہ جاہ حشم ہمیں نصیب ہوتا اور عقبیٰ دوست عاقل ثواب آخرت پر اپنی نظر جماتے ہیں اور دنیا ومافیہا کو آخرت کے مقابلہ میں ناچیز محض قرار دیتے ہیں۔ ع ببیں تفاوت را از کجاست تابہ کجا

''قال الذین یریدون الحیوة الدنیا یلیت لنا مثل ما اوتی قارون انه لذوحظ عظیم وقال الذین اتوا العلم ویللکم ثواب الله خیر لمن امن وعمل صالحاً ولا یلقها الا الصابرون''(قصص:۷۹۔۸۰)

کہنے لگے جو لوگ طالب تھے دنیا کی زندگانی کے اے کاش! ہم کو ملے جیسا کچھ ملا ہے قارون کو بے شک اس کی بڑی قسمت ہے اور بولے جن کو ملی تھی سمجھ اے خرابی تمہاری اللہ کا دیا ثواب بہتر ہے ان کے واسطے جو یقین لائے اور کام کیا بھلا اور یہ بات انہی کے دل میں پڑتی ہے جو صبر سے رہنے والے ہیں۔

طالب دنیا کی زجروتوبیخ:۔ حیات دنیا پر لہوولعب کا اطلاق قرآن کریم میں متعدد جگہ کیا گیا ہے اور جو لوگ اس کو حیات آخرت پر مقدم سمجھتے ہیں ان کی زجروتوبیخ بے شمار مقامات پر کی گئی ہے، یہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ دنیا بازیچہ اطفال ہے اور آخرت ہر خیر اندیش کا سرمایہ۔

وما هذه الحیواة الدنیا الالهو و لعب وان الدار الاخرة لهی الحیوان ، لوکانوا یعلمون (عنکبوت:٦٤) یہ دنیا کا جینا تو بس جی بہلانا اور کھیلنا ہے اور پچھلا گھر جو ہے سو دہی ہے زندہ رہنا اور اگر ان کو سمجھ ہوتی۔ ''انما الحیوة الدنیا لعب ولهو وان تو منوا واتتقوا

یوتکم اجورکم" (محمد) یہ دنیا کا جینا تو کھیل ہے اور تماشا اور اگر تم یقین لاؤ گے اور بچ کر چلو گے دے گا تم کو تمہارا بدلا۔

بدنیا تو انی که عقبی خری   بخرجان من ورنه حسرت بری

دنیا میں مشغولیت غفلت کا سبب:۔ قرآن حکیم نے زندگی کی ایک اور مثال دی ہے اور اس کی ماہیت اس طرح بیان کی ہے کہ یہ زندگی لہو ولعب ہے زینت وتفاخر وتکاثر مال واولاد میں ہے یعنی آدمی اپنی عمر کے ابتدائی حصہ میں کھیل کود میں مصروف ہوتا ہے، پھر تماشے، پھر بناؤ سنگار اور فیشن پرستی میں گرفتار ہوتا ہے پھر نام ونمود کے حصول میں لگ جاتا ہے پھر جب موت کے دن قریب آتے ہیں تو مال واولاد کی فکر دامن گیر ہوتی ہے کہ میرے بعد میرا گھر بنا رہے اور اولاد آسودگی سے زندگی بسر کرے مگر یہ سب ساز وسامان یہ سارا ٹھاٹھ باٹھ فانی اور زوال پذیر ہے جیسے کھیتی کی رونق وبہار جو چند روزہ ہوتی ہے پھر زرد پڑ جاتی ہے اور آدمی اور جانور اس کو روند کر چورا کر دیتے ہیں، اسی شادابی اور خوب صورتی کا نام ونشان بھی باقی نہیں رہتا! یہی حال دنیا کی زندگی اور اس کے ساز وسامان زیب وزینت کا ہے درحقیقت وہ ایک دغا کی پونجی اور دھوکے کی ٹٹی ہے آدمی اس کی عارضی بہار سے فریب کھا کر اپنا انجام تباہ کر لیتا ہے! موت کے بعد یہ چیزیں کچھ کام نہیں آتیں، وہاں کچھ اور ہی کام آتا ہے، وہ ایمان اور عمل صالح ہے، جو شخص دنیا سے کما کر لے گیا، اس کو اپنے مالک کی خوشنودگی اور رضامندی حاصل ہوئی، اور جو دولت ایمان اور سرمایہ عمل صالح سے تہی دست گیا کفر وعصیان کا بوجھ لے کر پہنچا اس کے لئے سخت عذاب اور جس نے ایمان کے باوجود اعمال میں کوتاہی کی اس کے لئے عذاب کے بعد رہائی ومعافی ہے دنیا کا خلاصہ وہ تھا اور آخرت کا یہ ہوا۔

"اعلموا انما الحیوۃ الدنیا لعب و لھوا وزینة وتفاخر بینکم وتکاثر فی الاموال و الاولادکمثل غیث اعجب اللکفار نباته ثم یھیج فتراہ مصفرا ثم یکون حطاما وفی الاخرۃ عذاب شدید و مغفرۃ من اللہ ورضوان وما الحیواۃ الدنیا الا متاع الغرور" (حدید:۲)

جان رکھو کہ دنیا کی زندگانی یہی ہے کھیل اور تماشا اور بناؤ اور بڑائیاں کرنی آپس میں اور بہتات ڈھونڈھنی مال کی اور اولاد کی، جیسے حالت ایک بینہ کی جو خوش لگا کرکسانوں کو اس کا سبزہ پھر زور پر آتا ہے پھر تو دیکھے زرد ہو گیا پھر ہو جاتا ہے روندا ہوا گھاس اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور معافی بھی ہے اللہ سے اور رضامندی اور دنیا کی زندگانی تو یہی ہے مال دغا کا۔

قرآن کریم کی شکایت:۔ قرآن کریم ایک جگہ انسان کی شکایت کرتا ہے کہ وہ دنیا کی زندگی کو اور یہاں کے عیش وآرام کو اعتقاداً یا عملاً آخرت پر ترجیح دیتا ہے حالانکہ دنیا حقیر وناپائدار اور آخرت اس سے کہیں بہتر وپائدار ہے۔

"بل توثرون الحیواۃ الدنیا والاخرۃ خیرو ابقی ان ھذا لفی الصحف الاولی صحف ابراھیم و موسیٰ" (اعلیٰ)

کوئی نہیں تم بڑھاتے ہو دنیا کے جینے کو اور پچھلا گھر بہتر ہے اور باقی رہنے والا، یہ لکھا ہوا ہے پہلے ورقوں میں صحیفوں میں، ابراہیم کے اور موسیٰ کے۔

اس آیت کریمہ سے یہ بات بھی صراحۃً معلوم ہوتی ہے کہ خیر وبقائے آخرت حضرت ابراہیم وموسیٰ علیہما السلام کے زمانہ سے اس زمانہ تک ماثورہ ہے اور کسی امت کیلئے کسی زمانہ میں بھی ایثار ودنیا بر آخرت کا دستور نہیں رہا ہے گویا اس گھر کی نیستی وویرانی اور اس گھر کی ہستی و آبادی کا یقین تمام انبیاء علیہم السلام اور ساری کتب سماویہ وآیات الٰہیہ کا قرناً بعد قرنٍ وعصراً بعد عصرٍ متفق علیہ عقیدہ رہا ہے۔

احادیث مبارکہ سے دنیا کی مذمت

سلوک الی اللہ میں رکاوٹ:۔ جس طرح قرآن کریم کی آیتیں فنائے دنیا وبقائے آخرت کی منادی ہیں اور باآواز بلند کہہ رہی ہیں کہ جب تک دنیا اور زخارف دنیا یا اس کی زینتوں اور لذتوں کی محبت سے قلب پاک وصاف نہیں ہوتا سلوک الی اللہ میں ایک قدم بھی آگے اٹھ نہیں سکتا۔

ببار اشک و چو مشتاق گردرا بنشاں   که روئے ماہ نه بنیم تا دریں گردیم

اسی طرح احادیث صحیحہ بھی اسی مدعا کی نشاندہی کرتی ہیں ان میں بعض کا ذکر تدبر وتفکر کے لئے یہاں کیا جا رہا ہے۔

مخبر صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''والله ما الدنیا فی الاخرة الا مثل ما یجعل احدکم اصبعه فی الیم فلینظر ما ترجع'' (رواه مسلم عن المستوربن شداد) خدا کی قسم دنیا آخرت کے مقابلہ میں اتنی بھی تو نہیں کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی دریا میں ڈالے پھر دیکھے کہ اس کو کیا ملا۔ مطلب یہ ہے کہ آخرت گویا دریا کے برابر ہے اور دنیا اس کے مقابلہ میں ایک قطرہ آب کے مانند۔

دنیا کے مال ودولت کی مثال:۔ دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان هذا المال خضرة حلوة فمن اخذ بحقه ووضعه فی حقه فنعم المعونة هو ومن اخذه بغیر حقه کان کالذی یا کل ولا یشبع ویکون شهیدا علیه یوم القیامة'' (متفق علیه من حدیث ابی سعید خدری)۔ یہ مال ہرا بھرا میٹھا ہے جس نے اس کو لیا حق پر اور خرچ کیا حق پر تو وہ اس کیلئے اچھا مددگار ثابت ہوتا ہے اور جو اس کو بغیر حق لیتا ہے اور تو اس شخص کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کھاتا تو ہے لیکن شکم سیر نہیں ہوتا۔ اور یہ مال قیامت کے دن اس کے خلاف گواہی دے گا۔

صحابی رضی اللہ عنہ کی دنیا سے بے رغبتی:۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث اس طرح روایت کی گئی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا، آپ نے مجھے دیا، میں نے پھر سوال کیا، آپ ﷺ نے پھر دیا، میں نے پھر مانگا، آپ ﷺ نے پھر دیا اور فرمایا اے حکیم یہ مال ہرا بھرا میٹھا ہے (یعنی دیکھنے میں اچھا معلوم ہوتا ہے) جس نے اس کو سخاوت نفس کے ساتھ لیا (یعنی بے پروائی اور بے طمعی سے لیا) اس کو برکت دی جاتی ہے اور جس نے اس کو اشراف نفس کے ساتھ لیا (یعنی حرص وطمع سے لیا) اس کو برکت نہیں دی جاتی اور وہ اس شخص کے مانند ہوتا ہے لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا دست بالا بہتر ہے دست زیریں سے۔ حکیم نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو بھیجا ہے۔ میں اب کسی سے آپ ﷺ کے بعد کچھ نہ لوں گا یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو جاؤں چنانچہ وہ اس عہد پر قائم رہے اور کسی سے کچھ نہ لیا یہاں تک کہ وفات پائی۔ (متفق علیه) سچ کہا ہے کسی نے ؎

بے نیازی ہمتے دارد کریماں واقف اند ماہم ازدست روخود حیز ہابخشیدہ ایم

دنیا بے عقلی اور محرومیت کا سبب:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ ''الدنیا دار من لادارله و مال من لامال له ولها یجمع من لا عقل له'' (رواه احمد والبیهقی فی شعب الایمان)۔ دنیا گھر اس کا ہے جس کا کوئی گھر نہیں اور مال اس کا ہے جس کے کوئی مال نہیں اور اس کیلئے وہی جمع کرتا ہے جس کو عقل نہیں۔

کثرت دنیا ہلاکت کا سبب:۔ حدیث طویل عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ میں فرمایا: ''فوالله ما الفقر اخشی علیکم ولکنی اخشی ان تبسط الدنیا علیکم کما بسطت علی مان کان قبلکم فتنا فسو ها کما تنا فسوها فتهلکم کم اهللکتم'' (متفق علیه)

خدا کی قسم مجھے تمہاری مفلسی کا خوف نہیں ہے بلکہ مجھے خوف یہ ہے کہ تم پر دنیا کشادہ ہو جائیگی جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر ہوئی تھی اور تم اس کے حاصل کرنے میں آپس میں مقابلہ کرنے لگو گے جیسا کو تم سے پہلے لوگوں نے کیا تھا اور وہ تمہیں ہلاک کر دے گی جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا۔

آپ ﷺ کا خوف:۔ اسی مفہوم کی دوسری حدیث ہے جس کے راوی ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ ہیں۔ ''ان مما اخاف علیکم بعد ما یفتح علیکم من زهرة الدنیا وزینتها'' (متفق علیه) مجھے سب سے زیادہ جس چیز کا تم سے ڈر ہے وہ دنیا کی تازگی اور زینت وزیبائش کی کشائش ہے۔

تاریخ اسلام گواہ ہے کہ مخبر صادق ﷺ کا یہ خوف صحیح نکلا، خلافت راشدہ رضی اللہ عنہم کے بعد جب اسلام کے فتوحات زیادہ ہوئے تو مسلمان گلزار دنیا کی رونق وبہار کے گرفتار ہو گئے اور بہت کم اس ابتلاء سے محفوظ رہے۔ ؎

بادہ نوشیدن و ہشیارنشتن سہل ست گر بدولت رسی مست نگردی مردی

دنیا آزمائش کا ذریعہ:۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت یہ ہے: ان الدنیا حلوة خضرة وان الله مستخلفکم فیها فینظر کیف تعملون ،فاتقوا الدنیا کیف تعلمون فاتقوا الدنیا واتقوا النساء (رواه مسلم) دنیا شیریں وسرسبز ہے اور اللہ تعالیٰ تم کو اس میں خلیفہ بنائے گا اور پھر دیکھے گا کہ تم کیا کرتے ہو سو بچو تم دنیا سے اور بچو تم عورتوں سے۔ کیا خوب کہا ہے بہاؤالدین عاملی نے:

ہر تازہ گلے کے زیب اے گلزار راست — گر بینی گل و گر بچینی خا راست
زدور نظارہ کن مرو پیش شمع — ہر چند کہ نورمی نماید نارست

فرزندان دنیانہ بنو......!:۔ دنیا کے متعلق کسی جگہ ارشاد ہوا ہے: ''ھذالدنیامر تحلة ذاهبة وهذه الاخرة مرتحلة قادمة ولكل واحد منهما بنون فان استطعتم ان لا تكونوا من بني الدنيا فافعلوا فا نكم في داد العمل ولا حساب وانتم عذا في دار الاخرة والا عملاً'' (رواه البيهقي في شعب الايمان عن جابر مرفوعاً)۔ یہ دنیا ایک منزل ہے گزرنے والی اور یہ آخرت ایک منزل ہے آنے والی اور ان میں سے ہر ایک کے فرزند ہیں اگر تم سے ہو سکے تو فرزندان دنیا نہ بنو عمل کرو کہ تم اس وقت دار العمل میں ہو۔ اور یہاں حساب نہیں اور کل تم دار آخرت میں ہو گے اور وہاں عمل نہیں۔

یہ حدیث بخاری نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہاں بجائے ذاهبة وقادمة کے مدبرة و مقبلة کے الفاظ آئے ہیں جن کا مفہوم ایک ہی ہے۔

دنیا ملعون ہے: دنیا کے متعلق یہ بھی فرمایا: ''الا ان الدنيا معلونة ومعلون ما فيها الاذكر الله وما والاه وعالم و متعلم'' (راوة الترمذي و ابن ماجه عن ابي هريرة) جان لو کہ دنیا معلون ہے اور دنیا میں جو کچھ بھی ہے وہ بھی ملعون ہے، مگر اللہ کی یاد اور جو اس کے مثل ہے یا عالم یا علم سیکھنے والا۔

اس حدیث کے سمجھنے میں اس امر کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اللہ کی یاد میں اور اس کے مثل میں تمام نیک کام داخل ہو جاتے ہیں اور صرف دنیائے مذموم ہی ملعون قرار پاتی ہے جو انسان کو اپنی محبت میں فریفتہ کر کے جمیل مطلق کی محبت سے باز رکھتی ہے اور ارتکاب محارم پر جری کرتی ہے۔ (بشکریہ مجلّہ معارف اعظم گڑھ بحوالہ ماہنامہ رحیق، اکتوبر ۱۹۵۸ء ص ۹۲ تا ۱۰۵)

ماہنامہ رحیق لاہور ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ، مطابق نومبر ۱۹۵۸ء شمارہ نمبر ۴
ترسیل زر کا پتہ مینجر ماہنامہ ''رحیق'' المکتبۃ السّلفیہ شیش محل روڈ۔ لاہور

مدارج سلوک وطریقت دوسری قسط

(از جناب ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب صدر شعبہ فلسفہ جامعہ عثمانیہ)

مشائخ طریقت کے اقوال:۔ ان احادیث سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعثت کا مقصود ہی یہ ہے کہ خلق اللہ کو دنیا کی طرف سے پھیر کر آخرت کی طرف متوجہ کریں ہم نے اوپر چند آیات قرآنی و احادیث نبوی سے استشہاد کیا ہے آخر میں مشائخ طریقت کے چند اقوال اس باب میں پیش کرتے ہیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کا فرمان:۔ ''طالت فكرتي في هذه الاية انا جعلنا ما على الارض زينة لها لنبلوهم ايهم احسن عملا وانا لجا علون ما عليها صعيدا جرزا'' (کہف) یعنی اس آیت پر میں بہت فکر کرتا ہوں کہ جو کچھ زمین پر ہے، ہم نے اس کو اس کی زینت کے لئے اس لیے بنایا ہے تا کہ لوگوں کو جانچیں کہ ان میں سے کون اچھا کام کرتا ہے اور ایک روز اس سب کو چھانٹ کر چٹیل میدان بنا دیا جائے گا۔

اس سلسلہ میں ایک روز ابن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا کہ احسن عملاً کون لوگ ہیں؟ فرمایا:

''احسنكم عقلا و اورعكم عن محارم الله واسرعكم في طاعة سبحانه''۔ یعنی جس کی سمجھ اچھی ہو حرام سے زیادہ پرہیز کرے اور حق تعالیٰ کی فرمانبرداری کی طرف زیادہ جھپٹے۔

اس آیت کریمہ کا جس پر حضرت فضیل رحمہ اللہ زیادہ غور کیا کرتے تھے یہی مفہوم ہے کہ جو لوگ دنیا کے بناؤ سنگھار پر ریجھ رہے ہیں وہ خوب سمجھ لیں کہ انکا یہ رزق برق زیادہ دنوں باقی رہنے والی چیز نہیں دنیا کے زمینی ساز وسامان خواہ وہ کتنے ہی جمع کر لیں اور مادی ترقی سے ساری زمین کو لالہ وگلزار کیوں نہ بنا دیں جب تک ہدایت ربانی ودولت روحانی سے تہی دست رہیں گے سرود وطمانیت ابدی ونجات وفلاح سے ہم آغوش نہیں ہو سکتے۔ آخری ودائمی کامیابی صرف ان کے لئے ہے جو مولائے حقیقی کی خوشنودی پر دنیا کی ایک زائل وفانی خوشی کو قربان کر سکتے ہیں اور راہ حق کی جادہ پیائی میں کسی صعوبت سے نہیں گھبراتے نہ دنیا کے بڑے بڑے طاقت ور جباروں کی تخویف وترہیب سے ان کا قدم ڈگمگاتا ہے۔

بصیرت باطن سے رہنمائی:۔ مشائخ طریقت نے دنیا کی مثال سایہ سے دی ہے سایہ متحرک ساکن ہے یعنی حقیقت میں متحرک اور ظاہر میں ساکن اس کی حرکت ظاہری نگاہ سے نہیں محسوس ہوتی بلکہ بصیرت باطن سے دریافت ہوتی ہے ایک مرتبہ دنیا کا ذکر حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے سامنے کیا جا رہا تھا آپ نے فرمایا: ؎ احلام نوم اکظل زائل ان للبیب بمثلھا لایخدع

یعنی دنیا کی مثال خواب کی سی ہے یا زوال پذیر سایہ کی سی عقلمند اس جیسی چیز سے دھوکا نہیں کھاتا!

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ یہ شعر اکثر پڑھا کرتے تھے۔ یا اھل اللذات دنیا لابقاء لھا ان اغترار بظل زائل حمق

اے لذات دنیا کے پرستارو دیکھ لو ان کی بقا نہیں، زوال پذیر سایہ سے دھوکا کھانا حماقت ہے!

ایک بزرگ کا خواب:۔ کہتے ہیں کہ ایک زاہد نے خواب میں دنیا کو ایک باکرہ کی شکل میں دیکھا اور حیرت زدہ ہو کر اس سے پوچھا کہ تو باوجود اس حسن وزینت کے اور باوجود ہزاروں شوہر رکھنے کے باکرہ کیسے رہ سکی؟ دنیا نے کہا کہ کیا میں تجھ سے سچی بات کہہ دوں؟ سچ تو یہ ہے کہ حقیقت میں کسی مرد نے میری طرف توجہ ہی نہیں کی اور سینکڑوں نامرد میری طرف لپکتے رہے اسی وجہ سے میری دوشیزگی قائم ہے کسی شاعر نے اس چیز کو ان ابیات میں پیش کیا ہے۔

زاہد شد بخواب در فکرے — دید دنیا بصورت بکرے
گفت زاہد کہ تو بزینت وفر — بکر چونی بکثرت شوہر؟
گفت دنیا کہ باتو گویم راست — کہ مرا ہر کہ مرد بود نخواست
آنکہ نامرد بود خواست مرا — ایں بکارت ازاں بجاست مرا

آخر میں عمر خیام کا عقل سے جو مکالمہ ہوا ہے وہ دلچسپ ہے اور اس سلسلے کے بعض حقائق کا انکشاف کرتا ہے۔

دوش باعقل در سخن بودم — کشف شد بر دلم مثالے چند
گفتم اے مایہ ہمہ دانش — دارم الحق بتو سوالے چند
چیست ایں زندگانی دنیا — گفت خوابیست یا خیالے چند
گفتم ازوے چہ حاصل است بگو — گفت درد سر دوبالے چند
گفتم ایں نفس کے شود رامم — گفت چوں یافت گوشمالے چند
گفتم اہل ستم چہ طائفہ اند — گفت گرگ وسگ شغالے چند
فتم ایں بحث اہل دنیا چیست؟ — گفت بیہودہ قیل و قالے چند
گفتم اہل زمانہ درچہ فن اند؟ — گفت درد بند جمع لالے چند

گفتم چیست کد خدائی ؟گفت ساعتے عیش و غصہ سالے چند
گفتم اورا مثال دنیا چیست گفت زالے کشیدہ خالے چند
گفتمش چیست گفتہ ہائے خیام گفت پندست حسب حالے چند

ترک دنیا کا مطلب: ۔تصفیہ قلب کیلئے ان حقائق ودقائق پر غور کرنا ضروری ہے جن کا اوپر ذکر ہوا۔صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے عمدہ مقامات سے ترک دنیا کا اسی معنی میں سبق ہے جس کا اوپر ذکر کیا گیا صوفیہ نے نہایت خوبی سے ہماری توجہ حق تعالیٰ کی اس نصیحت کی طرف مبذول کی ہے کہ''یا یھاالناس ان وعد الله حق فلا تغرنكم الحيوة الدنيا ولا يغرنكم بالله الغرور''(لقمان، آیت ۳۳)

لوگو! بے شک خدا کا وعدہ سچا ہے، سوتم کو نہ بہکائے دنیا کی زندگی اور نہ دھوکا دے تم کو اللہ کے نام سے وہ دغا باز (شیطان)۔

دنیا مطلب تا ہمہ دینت باشد! دنیا طلبی نہ ان نہ اینت باشند!

جو شخص دنیا اور اس کے ساز وسامان کو شیطان (الغرور) کے راہ کا آلہ کار بنا تا ہے اور اپنا تمام وقت نفس امارہ کی لذتوں کے حصول میں صرف کرتا ہے وہ ایک اندھا جاہل ہے جس کو دوسرے عالم کی خبر نہیں اور اسی جنس کے اندھوں کے متعلق قرآن کریم نے کہا ہے:''یعلمون ظاهرا من الحيواة الدنيا وهم عن الاخرة هم غافلون'' (الروم) یہ لوگ حیات دنیا کے ظاہر کو جانتے ہیں اور آخرت سے غافل ہیں۔

حق بات صرف اتنی ہے کہ حق تعالیٰ نے اس دنیا کو باطل اور بے معنی نہیں پیدا کیا''ربنا ما خلقت هذا باطل''ا (ال عمران) کائنات کا یہ عظیم الشان کارخانہ بیکار نہیں جس کا کوئی مقصد نہ ہو یقیناً ان عجیب وغریب حکیمانہ انتظامات کا سلسلہ کسی عظیم وجلیل نتیجہ پر مبنی ہونا چاہیے اور وہ آخرت ہے جو فی الحقیقت دنیا کی موجودہ زندگی کا آخری نتیجہ ہے۔

یہ ساری عظیم الشان کائنات، سموات الارض انسان ہی کیلئے پیدا کی گئی ہے اور انسان کے تابع بنائی گئی ہے جیسا کہ قرآن کریم اعلان کرتا ہے۔''هوالذى سخر لكم ما فى السموات وما فى الارض جميعاً''(جاثیہ)

یعنی حق تعالیٰ نے اپنی قدرت وحکم سے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے انسان کی خدمت گزاری میں لگا دیا ہے۔

صوفیائے کرام رہبانیت نہیں سکھاتے: ۔ظاہر ہے کہ اگر انسان اس دنیا اور کائنات کی چیزوں کو استعمال نہ کرے اور ان سے بھاگ کر جنگلوں اور پہاڑوں کو آباد کرے تو اس دنیا کو پیدا کرنے کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے اور وہ محض باطل بن کر رہ جاتی ہے اسی لیے اسلام رہبانیت نہیں سکھلاتا قرآن کریم میں رہبانیت پر نکیر وارد ہوئی ہے۔''رهبانية ن ابتد عوها ما كتبنا ها عليهم'' (الحدید) رہبانیت کو انہوں نے ایجاد کیا ہے ہم نے اس کی تعلیم نہیں دی ہے۔

یہ بات بھی اتنی واضح ہے کہ گویا دنیا کو انسان کیلئے پیدا کیا گیا ہے لیکن انسان کو دنیا کیلئے نہیں پیدا کیا گیا کہ اس میں غرق ہو کر مرکھپ جائے بلکہ وہ کسی اوراعلیٰ مقصد کیلئے پیدا کیا گیا ہے قرآن نے اس اعلیٰ مقصد کو ان الفاظ میں پیش کیا ہے۔''ماخلقت الجن والا نس الاليبعدون'' (الذاریات) ہم نے جن وانس کو نہیں پیدا کیا مگر اس لیے کہ عبادت کریں۔اور حدیث میں اسی چیز کو یوں ادا کیا گیا ہے۔

''الدنيا خلقت لكم وانتم خلقتم للاخرة''۔دنیا تمہارے لیے پیدا کی گئی ہے اور تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے۔

لہٰذا قرآن کریم کی رو سے دنیا کا ترک کرنا اس سے بھاگنا یا رہبانیت اختیار کرنا قطعاً درست نہیں بلکہ دنیا انسان کیلئے ہے اور انسان خدا اور آخرت کیلئے یعنی خدا کے احکام ومرضیات کے مطابق دنیا کو استعمال کرنا تا کہ دوسری زندگی یا آخرت جس کیلئے ہم پیدا کیے گئے ہیں اس کی نجات وکامیابی حاصل ہو۔خلاصہ یہ ہے کہ مسلمان کا کام نہ تارک الدنیا بننا ہے اور نہ عاشق دنیا وہ دنیا دار ہے لیکن دنیا پرست ہرگز نہیں!

دنیا جیب میں ہو، نہ کہ دل میں: ۔تصفیۂ قلب کے معنی اس وضاحت کی روشنی میں یہ قرار دیئے جاسکتے ہیں کہ انسان اپنی تمام خواہشوں اور تمام طاقتوں اور دنیا کی تمام چیزوں پر تصرفات کو حق تعالیٰ کے احکام ومرضیات اور ان کے محبت کے تابع کردے۔تصفیۂ قلب

کیلئے اس امر کی اجازت نہیں کہ وہ دنیا اور اس کے سارے تعلقات کو ترک کردے۔ نہ اس کی اجازت ہے کہ اصولاً نکاح اور اہل وعیال ترک کردے اور نہ اس کی اجازت ہے کہ اپنے جسمانی وذہنی قوتوں کو کمزور وفنا کردے بلکہ تصفیۂ قلب کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے تمام قوائے جسمانی وذہنی کو تمام تر حق تعالیٰ کی ہدایت اور رہنمائی کے ماتحت کردے، یعنی دنیا کی چیزوں کو جس حد تک اور جس طریقہ سے استعمال کرنے کا حق تعالیٰ نے حکم دیا ہے استعمال کرے اور اپنی قوتوں اور خواہشوں کو بھی احکام الٰہی کے مطابق کام میں لائے۔ یعنی اہل وعیال کے تعلقات، ملازمت و کسب معاش تجارت وصنعت حرفت میں پڑ کر بھی ان حدود کو قائم وبرقرار رکھے جو ان چیزوں کے متعلق مرضیات الٰہیہ نے قائم کئے ہیں اور ان کا سرانجام صرف رضائے حق کیلئے ہو اور حق تعالیٰ کے سوا کوئی چیز مطلوب ومحبوب نہ ہو۔

اعتدال پسندی صوفیاء کا شیوہ:۔ قرآن کی تعلیم نہ شکست خوردہ ذہنیت (defeatism) پیدا کرتی ہے نہ جمود خمود (quictism) ایک طرف یہ دنیا پرستی (cecularism) سے روکتی ہے تو دوسری طرف ترک دنیا ورہبانیت سے منع کرتے ہے ایک طرف وہ دنیا کی محبت اور مالا یعنی کے اشتغال سے ہمیں روکتی ہے اور دوسری طرف عبادات میں تشدد اختیار کرنے سے بھی منع کرتی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''هلك المتنطعون هلك المتنطعون هلك المتنطعون'' (رواه مسلم) یعنی تشدد کرنے والے ہلاک ہو گئے، تشدد کرنے والے ہلاک ہو گئے، تشدد کرنیوالے ہلاک ہو گئے۔

کسی موقع پر آپ ﷺ نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے: ''ان الدين يسر والن يشاد الدين احد الاغلبه فسددوا وقاربوا وبشروا و استعينوا بالغدوة الروحة وشي من الدجلة'' (رواه البخاري) ''وفي راوية سددواد قاربوا وغدوا و روحوا شي من الدلجة القصد القصد تبلغوا''۔ یعنی دین (یعنی دین کے احکام) آسان ہیں اور جو شخص دین میں تشدد کرتا ہے وہ مغلوب ہو جاتا ہے صراط مستقیم کو مضبوط پکڑو اور میانہ روی اختیار کرو اور بشارت حاصل کرو۔ اور اول دن کے اور آخر دن کے اور پچھلی رات میں عبادت کرنے پر اعانت طلب کرو (اس کی ایک روایت میں یوں آیا ہے) صراط مستقیم کو مضبوط پکڑو اور میانہ روی اختیار کرو اور دن کے آخر دن کے اور پچھلی رات میں عبادت کرو میانہ روی اختیار کرو تو مقصد کو پہنچ جاؤ گے۔

حدیث میں ''غدوہ'' (پہلے پہر کا چلنا) ''روحہ'' (پچھلے پہر کا چلنا) ''دلجہ'' (پچھلی رات) استعارے اور تمثیل ہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ حق تعالیٰ کی عبادت پر اپنے نشاط وآرام اور دل کی فراغت کے وقت تم اس کی امداد واعانت طلب کیا کرو تا کہ عبادت میں لذت حاصل ہو اور ماندگی نہ ہو اور اپنے مقصد کو پہنچ جاؤ۔ جس طرح دانا مسافر ان ہی وقتوں میں چلتا ہے اور اپنے آپ کو اپنی سواری کو دوسرے وقتوں میں آرام دیتا ہے اس طرح بلا رنج وتعب مقصد تک پہنچ جاتا ہے۔

''الدين يسر''، فرما کر حضور انور ﷺ نے یہ واضح فرما دیا کہ جس شریعت پر عمل کا خدا نے حکم دیا ہے اس کے احکام آسانی اور سہولت پر مبنی ہیں اور ''لن يشاد الدين'' سے یہ سمجھانا مقصود ہے کہ جو شخص دین کے کام میں اپنے نفس پر غیر ضروری امور میں تشدد کرتا ہے جیسا کہ راہب کیا کرتے ہیں تو وہ بالآخر ان کے ادا کرنے سے عاجز اور لاچار ہو جائے گا اور چھوڑ بیٹھے گا۔

نفس پر حقوق:۔ اسی قصد یا میانہ روی کے اصول کی وضاحت میں یہ فرمایا گیا: ''ان لربك عليك حقا وان لنفسك عليك حقا ...... الخ'' یعنی تیرے رب کا تجھ پر حق ہے، تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے، اور تیری عورت کا تجھ پر حق ہے۔ تو ہر ایک حقدار کا حق ادا کر۔

نفس کے حق سے مراد وہ چیز ہے جو عبادت پر اعانت کا سبب بنے۔ حق نفس وحظّ نفس میں فرق ضروری ہے یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ونقیض ہیں نفس کا حق ادا کرنا مامور بہ ہے اور ہوائے نفس کا اتباع منہی عنہ ہے۔ تصفیہ قلب کے مجاہدہ کے سلسلہ میں اس فرق کا پیش نظر رہنا ضروری ہے ورنہ انسان ہوائے نفس میں مبتلا ہو کر یہ سمجھتا ہے کہ وہ صرف حق نفس ادا کر رہا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے۔

نفس کی مخالفت کی غرض:۔ نفس اور ہوائے نفس کی مخالفت کی غرض موافقت حق ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"حتی یکون هواه تبعا لماجئت به" یعنی یہاں تک کہ اس کی خواہش اس کے تابع ہو جائے جس کو میں لایا ہوں۔

اگر نفس بغیر کسی مجاہدہ کے حق کے ساتھ موافقت کرتا ہے اور ہویٰ تابع ہو جاتی ہے تو یہ بہت ہی کامل چیز ہے، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا: "اذا وفق النفس الحق فذلك شهد بالذبد" یعنی اگر ہوائے نفس موافق حق ہو جائے تو یہ حالت شہد اور مسکہ سے مشابہت رکھتی ہے جو آپس میں مل جاتے ہیں مثلاً اگر کسی لڑکے کے والدین اس کو حلوا کھانے کا حکم دیتے ہیں اور نان جویں کھانے سے منع کرتے ہیں تو اس کیلئے حلوہ کھانا اور لذت اٹھانا روٹی کھانے اور ترک لذت سے زیادہ فائدہ بخش ہے۔

مشائخ شاذلیہ کا انداز تربیت:۔ مشائخ شاذلیہ رحمہم اللہ کا طریقہ یہ رہا ہے کہ وہ طالب یا مرید کی ہدایت و تربیت اس کی طبیعت سے موافقت اور اس کی آسانی و راحت کا خیال رکھ کرتے ہیں جس حالت میں وہ ہے اس سے فوراً باہر نکال لانے کی کوشش نہیں کرتے اور نہ مجاہدہ اور ریاضت میں تشدد کرتے ہیں، اس کو ایسے اشغال بتاتے ہیں جو اس کے مزاج کے موافق اور طبیعت کے مناسب ہوتے ہیں اس طرح بتدریج و آسانی اور راحت و آرام کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچا دیتے ہیں، ان اکابر رحمہم اللہ کا یہ ارشاد ہے کہ جس کا سلوک الی اللہ اس کی طبیعت و مشاکلہ کے موافق ہوتا ہے اس کیلئے وصول الی اللہ بھی سہل ہوتا ہے اور جو شخص حرکت طبعی کے خلاف چلتا ہے، حیز طبعی سے اس کا بعد اتنا زیادہ ہوگا۔ اس کی سیر الی اللہ اتنی ہی سست ہوگی۔ اور وصول میں اتنی ہی دیر ہوگی۔ چنانچہ شیخ ابن عطاء، سکندری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے۔

"لاتاخذ من الاذكار الاما يعنيك القوى النفسانية عليه لحبه" یعنی اذکار میں صرف ان ہی کو اختیار کرو جو تمہاری نفسانی قوتوں کو حق کی محبت حاصل کرنے میں مدد کرتے ہیں۔

سلسلہ شاذلیہ میں مرشد کو ہدایت:۔ یہ "لن يشاد الدين الا غلبه" کی تنبیہ کو پیش نظر رکھ کر کہا گیا ہے اور اسی ہدایت کے پیش نظر شیخ ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ نے جو سلسلہ شاذلیہ کے امام ہیں فرمایا ہے کہ " الشيخ من دلك على راحتك" یعنی شیخ وہ ہے جو تیری راحت کی طرف راہنمائی کرے اور یہ پیروی ہے اس ارشاد نبوی ﷺ کی "ان الدين يسرا" اور اس حدیث کی "يسر واولاتعسروا" (نرمی اختیار کرو سختی نہ برتو) آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص نے دنیا کی طرف تیری راہنمائی کی اس نے تیرے حق میں خیانت کی اور جس نے تجھے سخت مجاہدہ اور ریاضت کی تاکید کی اس نے تجھے رنج و تعب میں مبتلا کیا اور جس نے تجھے خدا کا راستہ بتلایا وہ درحقیقت تیرا ناصح اور خیر خواہ ہے۔

مرشد کامل کا اعجاز:۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پیر یا مرشد وہی شخص ہے جس کے ہاتھ میں وہ اعجاز ہو کہ دنیا والوں کے نفوس کو جو حقیقت کو لہو و لعب سمجھتے اور بزدل اور بیہودگی کو جد وسعی سے ملا دے اپنی قوت اپنے تصرف سے توڑ کر رکھ دے اور اپنے قہر اعجاز سے ان پر نفس کی دنیا تنگ کر دے یہاں تک کہ ان پر زمین باوجود اپنی کشادگی کے تنگ ہو جائے اور وہ سمجھ جائیں کہ اللہ کے سواء انہیں کہیں پناہ نہ ملے گی۔

"حتى اذا صاقت عليهم الارض بما رحبت وضاقت عليهم انفسهم وظنواان لا ملجا من الله الا اليه" (توبہ ۱۴۰)

یہاں تک کہ جب تنگ ہوگئی ان پر زمین باوجود کشادہ ہونے کے اور تنگ ہوگئیں ان پر ان کی جانیں اور سمجھ گئے کہ پناہ نہیں اللہ سے مگر اسی کی طرف۔

روئے زمین زتیرگی منکران عشق محتاج شست دشوی وگرشاد کجا ست نوح!

ریاضت ومجاہدہ کے لئے شیخ کامل کی ضرورت:۔ اہل بصیرت کے ہاں یہ مسلم ہے کہ ریاضت و مجاہدہ شیخ کامل کی تعلیم ہی سے مفید ہوتا ہے عادت اللہ یہی نظر آتی ہے کہ معنوی نجاستوں سے تطہیر اور نماز اور تمام عبادتوں میں حضور و خشوع اس وقت تک میسر نہیں ہوتا جب تک شیخ کامل کی ہدایت میں راہ سلوک طے نہیں کی جاتی وہ شیخ کامل جو علاج نفسانی اور حکمت و معاملات سے علماء ذوقاً و تجربۃً واقف ہو اگر اخلاق ذمیمہ کا مریض فن اخلاق کی کتابیں پڑھتا اور ان کو یاد کر لیتا ہے تو یہ نہیں سمجھا جا سکتا کہ وہ شیخ کی تربیت سے مستغنی ہو گیا جس طرح امراض جسمانی کا مریض طب کی کتابیں پڑھ کر اپنا علاج نہیں کر سکتا۔

مرشد کی سرپرستی واجب ہے:۔ چنانچہ شعرانی رحمہ اللہ نے انوار قدسیہ میں لکھا ہے کہ اہل طریق کا اس امر پر اتفاق ہے کہ راہ سلوک

کے طے کرنے کیلئے شیخ کی راہنمائی ضروری اور واجب ہے تاکہ انسان سے وہ صفات دور ہوں جو حضرت رحمان کی بارگاہ میں رسائی سے مانع ہوتے ہیں اس کی نماز کی تصحیح ہو جائے اور عبادات میں خشوع وخضوع پیدا ہو، اس میں کوئی شک نہیں کہ امراض باطن کا علاج واجب ہے کیونکہ قرآن کی آیات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ان امراض باطن کی تحریم اوران کی عذاب کی وعیدوں سے بھری پڑی ہیں اس لیے اگر ان صفات رذیلہ سے نجات حاصل کرنے اور تزکیہ وتصفیہ قلب کے لئے شیخ کامل کی پیروی نہ کی جائے تو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی لازم آتی ہے۔

مرشد کے بغیر کامیابی مشکل ہے:۔ اگر بغیر شیخ کے خود اپنی ذاتی کوشش سے وہ ان صفات کو دور کرنا چاہے گا تو وہ کامیاب نہ ہوگا اس کی مثال بعینہ اس شخص کی سی ہوگی جو طب کی کتابوں کو تو حفظ کر لیتا ہے لیکن مرض کا صحیح اور موزوں نسخہ تجویز نہیں کر سکتا اور نہ مریض کے خاص حالات کے لحاظ سے اس کے مرض کو پہچان کر علاج کر سکتا ہے ہمیشہ سے سنت اللہ یہی رہی ہے کہ زندہ سے زندہ کو فیض پہنچتا ہے اور چراغ سے چراغ روشن ہوتا ہے۔ "ولن تجد لسنة الله تبديلا" اسی لیے کہا گیا ہے۔"اصبحوا مع الله فان لم تستطيعوا ان تصبحوا مع الله فاصبحوا مع من يصحب مع الله حتى يوصلكم الى الله عزوجل"

اللہ کیساتھ صحبت رکھو اگر اللہ کے ساتھ صحبت اختیار کرنے پر قادر نہ ہو تو پھر اس کی صحبت اختیار کرو جو اللہ کی صحبت میں رہتا ہے یہاں تک کہ تم بھی اللہ عزوجل کی صحبت میں پہنچ جاؤ۔ اسی چیز کو مولانائے روم رحمہ اللہ نے مثال کے ذریعے یوں سمجھایا تھا۔

ہیچ آہن خود بخود تیغے نہ شد — ہیچ چیزے خود بخود پیدا نہ شد
تا غلام شمس تبریزے نہ شد — مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم

خواجہ خواجگان نقشبند رحمہ اللہ کی نصیحت:۔ اور خواجہ خواجگان نقشبند رحمہ اللہ نے نصیحت فرمائی تھی:

راہ بیرون بے دلیل راہ بر — نیست ممکن دررہ عشق اے پسر

مرشد باکمال کشادگی فیض کا ذریعہ:۔ اس لیے ضروری ہے کہ آئینہ دل کو ایسے صاحب جمال کے روبرو رکھا جائے جس کا دل زندہ اور مشاہدہ الٰہی کے شرف سے مشرف ہو چکا ہے اسی صورت میں اس صاحب جمال کے دل کے آئینہ پر جو کچھ ہوتا ہے ہمارے آئینہ دل میں منطبع ہو جاتا ہے اور راہ فیض کشادہ ہو جاتی ہے اور ہم چیخ اٹھتے ہیں۔

سالہا در پے مقصود بجہاں گردیدیم — دوست درخانہ وما گرد جہاں گردیدیم

تصفیہ قلب مشاہدہ الٰہی کا ذریعہ:۔ تصفیۂ قلب ہی کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ دل ہی میں تو ہیں اور ہم ان سے غافل ہیں وہ ہر آن حاضر ہیں اور ہم ان سے غائب:

آں نافہ راکہ جستی ہم باتو درگلیم است — توازسیہ گلیمی بوئے ازاں نہ دیدی

اللہ کہاں ملے گا........؟:۔ کہا جاتا ہے کہ داؤد علیہ السلام نے اپنی مناجات میں حق تعالیٰ سے پوچھا کہ حق تعالیٰ! میں تجھے کہاں تلاش کروں؟ فرمایا! ''انا عند منكسرة قلوبهم لاجلی'' یعنی جو قلوب غرور خودی سے شفا پا کر اور تن پروری وشہوات نفس سے رہائی پا کر حق تعالیٰ ہی کیلئے ٹوٹ چکے ہیں ان کے پاس۔ باتست ہمی تو جائے دگیر جوی! — چیزے کہ تو جویاں نشان ادی!

جب قلب کو معاصی سے محجوب اور غیر حق سے مملو کر دیا جاتا ہے تو پھر یہ چشمہ آب حیات مٹی سے بھر جاتا ہے اور خشک ہو جاتا ہے۔

آں چشمہ کہ زاں خضر خورد آب حیات — باتست ولیکن بگل اپناشتہ

کثرت ذکر تصفیۂ قلب کا ذریعہ:۔ اہل بصیرت رحمہم اللہ نے تصفیۂ قلب کیلئے ذکر الٰہی کو سب سے زیادہ مؤثر طریقہ قرار دیا ہے تمام عبادات کو مقصود الٰہی ہے اور ذکر دوام ہی سے حق تعالیٰ سے انس ومحبت پیدا ہوتی ہے اور دنیا کی محبت سے قلب کا تخلیہ ہو جاتا ہے، اصل مسلمانی کلمہ لا الہ الا اللہ ہے اور یہ عین ذکر ہے اور دوسری تمام عبادتیں اسی ذکر کی تاکید ہیں۔ نماز کی روح کیا ہے؟ یہی ذکر اسی کا بہ سبیل ہیبت و

تعظیم قلب میں تازہ کرنا! روزوں سے مقصود شہوتوں کا توڑنا ہے کیونکہ جب دل شہوتوں کی نجاست سے پاک ہوجاتا ہے تو ذکر کی قرارگاہ بن جاتا ہے، حج کا مقصود رب البیت کا ذکر اور اس کی لقاء کا شوق ہے، ترک دنیا و ترک شہوات ذکر ہی کی فراغت حاصل کرنے کی خاطر ہیں ،امر و نہی کا مقصود بھی ذکر ہی ہے اور ذکر کی حقیقت یہ ہے کہ قلب تمام چیزوں کی محبت سے خالی ہو کر اور تمام سے ٹوٹ کر حق تعالیٰ کی طرف راغب ہوجائے اور بفحوائے "وتبتل اليه تبتيلا" (المزمل) حق تعالیٰ کی محبت اس قدر غالب ہوجائے کہ کسی دوسری چیز کی طرف التفات نہ کرے اور ہر چیز سے جبی تعلق منقطع ہوجائے اور حق کے سواء کوئی معبود، محبوب ومطلوب باقی نہ رہے۔

مرشد کی نگرانی میں نفی اثبات کا کمال:۔ جب سالک کسی شیخ کامل سے ذکر کی تلقین حاصل کر کے فرائض وسنن کی ادائی کے بعد ہمہ تن ذکر میں مشغول ہوجاتا ہے، نوافل، اذکار وتسبیحات کو چھوڑ کر کلمہ لااله الا الله پر اقتصار کرتا ہے، روز شب بلکہ ہر ساعت، ہر لحظہ اسی ذکر میں منہمک ہوجاتا ہے اور اس کی چیزوں کو بلا ومحنت جانتا ہے۔ ساری کائنات کے فکر واندیشہ سے فارغ ہوجاتا ہے اور ہر حالت اور ہر وقت اسی ذکر سے تعلق رکھتا ہے تو اس کے قلب سے حجابات اُٹھ جاتے ہیں اور یہ حجابات قلب پر صور کونیہ کا انتعاش کا نتیجہ ہیں ذاکر لااله کی تیغ بے نیام سے محدثات کون کی نفی کرتا ہے تمام خاطر وہوا جس کی نفی کرتا ہے اور الا الـلـــه سے وجود قدیم حضرت حق جل ذکرہ کو بنظر لقا مقصود ومطلوب مشاہدہ کرتا ہے، ہر اس چیز کی جس سے دل کو لگایا ہے نفی کرتا اور اس کو باطل قرار دیتا ہے اور اس کی جگہ کلمہ اثبات سے محبت حق کو قائم کرتا ہے یہاں تک کہ تدریجی طور پر قلب اپنی تمام محبوب و مالوف چیزوں سے فارغ وخالی ہوجاتا ہے اور حقیقت توحید ذاکر کے قلب میں راسخ ہوجاتی ہے، اس کی چشم بصیرت کھل جاتی ہے، اب اس کیلئے عقل وتوحید میں کوئی تناقض باقی نہیں رہتا اور اس وقت حقیقت ذکر لازم قلب ہوجاتی ہے حقیقت ذکر اور جوہر قلب ایک ہوجاتے ہیں اسی حالت کو شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ نے تجویر قلب سے تعبیر کیا ہے، غیر حق کا کوئی خیال واندیشہ قلب میں باقی نہیں رہتا، ذاکر ذکر میں اور ذکر مذکور میں فناء ہوجاتا ہے اور قلب زحمت غیر سے فارغ ہوجاتا ہے اور بفحوائے "لا يسعني ارضى ولا سمائى ولكن يسعني قلب عبدى المومن" میری زمین اور میرے آسمان میری سمائی نہیں لیکن میرے مومن بندے کے قلب میں میری سمائی ہے تو جمال سلطان "الا الله" تجلی کرتا ہے اور خاصیت "كل شي هالك الاوجهه" آشکارا ہوجاتی ہے۔

کیفیت فنا وسیر الی اللہ:۔ یہ ہے تصفیہ قلب اور اس کا انجام صوفیہ اسی حالت کو فنا یا نیستی سے یاد کرتے ہیں اور سیر الی اللہ کی نہایت قرار دیتے ہیں۔

چیست معراج فلک ایں نیستی — عـــاشـــقـــاں را مـذہـــب ودیـــں نیستـــی
ہیچ کس راتا نگر دداو فنا — نیســـت رہ دربـــار گـــاہ کبـریـــا (رومـــی)

یہ راہ رفتن ہے راہ گفتن نہیں اس کے بیان کرنے میں کوئی فائدہ نہیں! اہل اللہ نے اس سلسلہ میں جو کچھ بھی کہا یا لکھا ہے وہ طالب حق کی ترغیب وتشویق کیلئے ہے۔

اس پاک ومصفٰی قلب کے متعلق صاحب روح الارواح نے حق تعالیٰ کے خطاب کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے" حق تعالیٰ با قوالب سخن از ربوبیت گفت و باقلوب حدیث کرد کہ اے قوالب خدایم داے قلوب من دوستم ....اے قوالب در تعب باشید کہ ربوبیت ازعبودیت تقاضا می کند واے قلوب در طرب باشید شمادر حقائق مجاہدات واے قلوب شمادر حقائق مشاہدات! اے قوالب شما طاعت رہا بکنید واے قلوب شما طاعت تنہا مکنید! اے قوالب برنج باشدواے قلوب برسر گنج باشید:

(منقول از شمائل اتقیا از شیخ رکن الدین دبیر کاشانی خلد آبادی رحمہ اللہ) مطبوعہ اشرف پریس حیدرآباد دکن ۱۳۴۷ھ)

امام غزالی رحمہ اللہ اور زہد عارفاں:۔ چنانچہ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اظہار سخاوت یا طلب آخرت کے سوا کسی اور سبب سے دنیا ترک کرتا ہے اس کو زاہد نہیں کہا جاسکتا بلکہ دنیا کو آخرت کیلئے بیچنا بھی اہل کرامت کے نزدیک زہد ضعیف ہے۔ عارف وہ ہے جو

آخرت کو بھی اس طرح اپنی نظروں کے سامنے سے اٹھا دیتا ہے جس طرح کہ دنیا اور دنیا و آخرت سے سوا حق تعالیٰ کے اس کا کوئی مقصود مطلوب نہیں ہوتا اور حق تعالیٰ کے سوا ہر شے اس کی نظر میں حقیر ہو جاتی ہے یہ ہے زہد عارفاں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ عارف ایسا ہو کہ مال سے بھاگتا نہ ہو بلکہ مال حاصل کرتا ہے اور اس کو اپنے محل و مقام پر صرف کرتا ہے اور مستحقین کو دیتا ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جن کے قبضہ میں روئے زمین کی دولت تھی اور ان کا قلب اس سے بالکل فارغ و خالی تھا۔ بلکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرح کہ ایک لاکھ درہم ایک ہی روز میں خرچ کر دیتی ہیں اور اپنے لیے ایک پیسہ کا گوشت بھی نہیں خرید کرتیں ہوسکتا ہے کہ عارف کے ہاتھ میں ایک لاکھ درہم ہوں اور وہ زاہد ہو اور دوسرے شخص کے ہاتھ میں ایک پیسہ بھی نہیں ہوتا اور وہ زاہد نہ ہو۔ کمال یہ ہے کہ نہ دل دنیا سے موٹا اور نہ اس کی طلب میں مشغول رہتا ہوتا ہے اور نہ اس سے بھاگنے میں مصروف، یہ اس وجہ سے کہ وہ دنیا کو نہ دوست رکھتا ہے نہ دشمن جو شخص کسی شے کو دشمن سمجھتا ہے وہ اس میں مشغول ضرور ہوتا ہے بالکل اسی شخص کی طرح جو اس کو دوست سمجھتا ہے کمال تو یہ ہے کہ قلب حق تعالیٰ کے سوا ہر شے سے فارغ ہو جائے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا زہد:۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کو کسی نے اے زاہد! کے خطاب سے مخاطب کیا آپ نے فرمایا کہ زاہد عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ہیں کہ مال دنیا ان کے ہاتھ میں ہے اور وہ اس پر قادر بھی ہیں تاہم زاہد ہیں، میرے ہاں تو کچھ نہیں پھر میرا زہد کیسے درست ہوسکتا ہے۔ (ماہنامہ رحیق لاہور، ربیع الاول ۱۳۷۸ھ، مطابق نومبر ۱۹۵۸ء شمارہ نمبر ۴)

نام کتاب:۔ وقائع سید احمد شہید رحمہ اللہ

جمع و ترتیب حسب ارشاد:۔ نواب محمد وزیر خاں بہادر رحمہ اللہ (ٹونک) ناشر:۔ سید احمد شہید اکیڈمی

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضری:۔ حضرت امیر المؤمنین موصوف جب سترہ اٹھارہ برس کے ہوئے تو قصبہ رائے بریلی سے واسطے حصول علوم معرفت الٰہی کی طرف بلدہ مراد شاہجہان آباد کے روانہ ہوئے، تب چند روز میں بعد طے منازل اور مراحل کے بیچ خدمت سراپا برکت امام المحدثین رئیس المفسرین قدوہ اہل تمیز حضرت مولانا و مرشدنا شاہ عبدالعزیز مرحوم و مغفور کے پاس پہنچ کر ملاقات سے شرف یاب ہوئے حضرت مولانا ممدوح نے جناب امیر المومنین رحمہ اللہ سے مصافحہ و معانقہ کیا اور اپنے پاس بٹھایا اور پوچھنا احوال کا شروع کیا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے۔ حضرت نے عرض کی کہ رائے بریلی علاقہ لکھنو سے۔ فرمایا کس قوم سے ہیں؟ عرض کی قوم سادات سے فرمایا سید ابوسعید اور محمد نعمان سے آپ واقف ہیں؟ عرض کی کہ سید ابوسعید اس خاکسار کے تایا اور سید نعمان چچا حقیقی اس فقیر کے تھے۔ حضرت مولانا ممدوح اٹھے اور دوسرا مصافحہ اور معانقہ کیا اور پوچھا کس واسطے یہ مصیبت سفر دور دراز کی اختیار کی؟ حضرت امیر المؤمنین موصوف نے عرض کی کہ آپ کی ذات ستودہ صفات کو غنیمت سمجھ کر واسطہ طلب اللہ تعالیٰ جل شانہ کے اس خدمت بابرکت میں آیا ہوں، اسوقت تو مولانا ممدوح نے اپنے خادم سے فرمایا کہ سید صاحب کو مسجد اکبر آبادی میں میرے بھائی کے ہاتھ میں دے کر میری طرف سے کہہ دینا کہ ان کا حال میں تم سے وقت ملاقات کے مفصل کہوں گا ان کی مہمان داری اور خدمت گزاری میں حتی الامکان کوتاہی نہ کرنا۔ حضرت امیر المؤمنین موافق ارشاد امام محدثین کے ہمراہ خادم کے مسجد مذکور میں پاس مولوی صاحب موصوف کے تشریف لے گئے اور ان کی ملاقات فرحت آیات سے محظوظ و مسرور ہوئے۔ (وقائع سید احمد شہید رحمہ اللہ ص ۱۱)

سید احمد شہید کی بیعت نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ:۔ بعد گزرنے چند ایام نیک انجام کے شب جمعہ کو اوپر دست مبارک قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین مولانا ممدوح پر فتوح کے شرف بیعت سے بیچ خاندان ہدایت نشان چشتیہ اور نقشبندیہ اور قادریہ کے متشرف ہوئے اور شب و روز حضرت امام المحدثین کے رہنے لگے۔

منازل سلوک یعنی لطائف کی تکمیل:۔ عنایت الٰہی سے چند مدت میں تمام مقامات عام سلوک کے طے فرمائے تفصیل مختصر اس کی

اس طور پر ہے کہ جلسہ اول میں حضرت امام المحد ثین نے جناب امیر المومنین رحمہ اللہ کو لطائف ستہ سے لطیفہ قلب کا توجہ دیا اور اس دن اسی پر اکتفا کیا پھر دوسرے دن جلسہ دویم میں باقی لطائف خمسہ یعنی لطیفہ روح ،لطیفہ سر ،لطیفہ خفی ،لطیفہ اخفی اور لطیفہ نفس کا ارشاد فرمایا بعد تیسرے روز جلسہ سویم میں سلطان الذکر بتایا بعد حصول اذ کار لطائف ستہ اور سلطان الذکر کے ذکر نفی اثبات کا تعلیم کیا۔(وقائع سید احمد شہید رحمہ اللہ ص ۱۲)

ولایت انبیاء اور اولیاء میں فرق:۔ جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ جسکو ولایت ولی کی عطا فرماتا ہے وہ شخص شب و روز مجاہدہ اور ریاضت نفس اور صوم وصلوۃ اور کثرت نوافل اور خدمت خلائق میں مشغول رہتا ہے اور فاسقوں فاجروں کو بطریق وعظ ونصیحت کے کچھ نہیں کہتا ہے پہچان اس کی یہ ہے کہ گوشہ تنہائی میں مسرور اور نشہ یاد الٰہی میں محمود اور صحبت لوگوں کی سے دور رہتا ہے اس اعمال کو اصطلاح صوفیہ کرام میں قرب بالنوافل کہتے ہیں۔

مشق نفی اثبات کی تلقین:۔ حضرت امام المحد ثین رحمہ اللہ نے جناب سید المجاہدین کو بتاکید تمام وتقید کے ارشاد کیا کہ اپنے مکان سکونت میں جا کر ٹھہرو اور جو کچھ اشغال میں نے تعلیم کئے ہیں بعد نماز پنچگانہ میں ان میں مشغول رہو خصوصاً بعد نماز فجر اور عصر کے تسبیح وتہلیل اور مشق نفی واثبات میں اور توجہ روح میں بیچ عالم قدس کے اور بیچ مناجات اور زاری کے جناب خاص میں کسی طور کی تقصیر نہ کرنا۔

مرشد کی خدمت میں فرمائش:۔ موافق ارشاد حضرت امام المحد ثین (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) کے جناب امیر المومنین میں لائے اسی ایام مبارک انجام میں کہ ماہ رمضان المبارک کی اکسویں تاریخ حضرت سید المجاہدین نے امام المحد ثین کی خدمت میں مشرف ہو کر عرض کیا کہ اس عشرے کی کس رات میں لیلۃ القدر ہوگی کہ اس رات کو جاگوں امام المحد ثین نے کہا کہ جس طور سے اور راتوں میں عبادت کرتے ہوئے ان راتوں کو بھی کرو راتوں کو جاگنے سے کیا ہوتا ہے اکثر تاپیاں چوکیدار راتوں کو جگا کرتے ہیں مگر نصیب ان کے سوتے اور اس نعمت سے محروم رہتے ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ یہ نعمت دیتا ہے جگا لیتا ہے۔(وقائع سید احمد شہید رحمہ اللہ ص ۱۶)

غیبی رہنمائی اور حجاب الابصار کا اٹھ جانا:۔ (مرشد کی) بات سنکر حضرت امیر المومنین چپ رہے اور اپنے مکان پر جا کر جہاں اترے تھے تشریف لائے پھر اسی ماہ مبارک کی ستائیسویں شب کو آپ نے بعد نماز عشاء کے چاہا کہ کچھ دیر بیدار رہیں مگر یکبارگی خواب نے اس طور غلبہ کیا کہ حواس بر جانہ رہے زنام طاقت قبضہ سے جاتی رہی کچھ کوشش وتدبیر اپنی کام نہ آئی بیتاب ہو کر نیتیں خدا تعالیٰ کو سونپ کر سو رہے ہیں کہ پہلی رات کو دو شخصوں نے آپ کو آ کر جگایا آپ آنکھوں کو کھول کر کیا دیکھتے ہیں کہ جناب رسالت مآب سید المرسلین رحمتہ اللعالمین محمد مصطفیٰ ﷺ اور حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ داہنے اور بائیں بیٹھے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اٹھ غسل کر کہ تو جب ہے۔ حضرت سید المجاہدین نے اسی دم جا کر غسل کیا بعد فراغ غسل کے نزدیک ان دونوں بزرگواروں کے آئے ایک صاحب نے ان سے فرمایا کے اے فرزند آج لیلۃ القدر ہے دعا اور مناجات کرنے سے جناب قاضی الحاجات میں کسی طور قصور نہ کرنا پھر وہ دونوں بزرگوار وہاں سے تشریف لے گئے۔ حضرت سید المجاہدین فرماتے تھے کہ اس رات کو مجھ پر نہایت فضل الٰہی ہوا کہ واردات عجیبہ اور واقعات غریبہ مشاہدہ ہوئے کہ بصارت ظاہری سے ہر شے کو جس طور سے ہے نظر کرتا تھا میں اور پھر اسی حالت میں دیدہ دل سے جس کو بصیرت باطنی کہتے ہیں تمام شجر وحجر اور دیوار و در کو سجدے میں تسبیح اور تہلیل کرتے ہوئے دیکھا میں نے عجب طور کا مقام حیرت تھا کہ شرح و بیان سے اس کے زبان قاصر ہے اسی دم سر سجدہ میں رکھا میں نے اور بیان شکر الٰہی اور دعا اور مناجات میں کھولی اور اس حالت میں بیہوش اور از خود فراموش رہا میں یہاں تک کہ موذن نے اذان صبح کی کہی دفعتہً آنکھ میری کھل گئی آپ اپنے خوش میں آ گیا، میں نے اٹھ کر وضو کیا اور نماز باجماعت میں شامل ہوا پھر بعد نماز اشراق کے حضرت امام المحد ثین کی خدمت میں حاضر ہوا اور بعد سلام مسنون جو کچھ اس رات کو مشاہدہ کیا تھا عرض کیا آپ رحمہ اللہ نے سن کر فرمایا شکر ہے اس قادر مطلق کا جس نے شاہد مقصود سے تم کو ملایا اور حاجت ولی کو روا فرمایا۔ بعد اس کے روز بروز لحظہ بلحظہ آثار ترقی درجات اور نشان علوئے مراتب کے اپنے میں مشاہدہ فرمانے لگے۔(وقائع سید احمد شہید رحمہ اللہ ص ۱۶)

حضرت سید شاہ صاحب کو خواب میں زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

پہلا خواب:۔ سید المجاہدین رحمہ اللہ نے ایک شب خواب دیکھا کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین خرمے اپنے دست مبارک سے لے کر مجھ کو کھلائے اس وضع سے کہ ایک کے بعد دوسرا اس کے بعد تیسرا میرے منہ میں رکھا جب میں اس خواب سے بیدار ہوا آثار برکات رویائے صادق کے اپنے میں ظاہر پائے اور یہی واقعہ ابتدائے سلوک طریق نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہوا۔

دوسرا خواب:۔ اسی طور پر فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ یہ خواب کہ جناب ولایت مآب امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے مجھ کو اپنے دست مبارک سے غسل دیا اور خوب سا سنت وضو کیا اور حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دست مبارک سے پوشاک فاخرہ مجھ کو پہنائی پس بسبب اس واقعہ کے کمالات طریق نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوہ گر ہوئے اور بہت اس طرح کے معاملات عجیبہ اور واقعات غریبہ ظہور میں آئے۔

اللہ جل شانہ کا ہاتھ پکڑ کر نصیحت فرمانا:۔ ایک روز حضرت معبود برحق قادر مطلق جل جلالہ وعم نوالہ نے داہنا ہاتھ سید المجاہدین کا اپنے دست قدرت سے پکڑا اور ایک چیز نہایت عجیب وغریب آپ کے سامنے کر کے فرمایا کہ یہ چیزیں تجھ کو عنایت کرتے ہیں اور سوائے اس کے اور چیزیں بھی عطا کریں گے۔(وقائع سید احمد شہید رحمہ اللہ ص۱۸تا۱۹)

بیعت کی ابتداء اور غیبی رہنمائی:۔ ایک شخص نے حضرت سید المجاہدین سے درخواست واسطے بیعت کے کیا ان دنوں تک آپ نے کسی سے بیعت لینا نہیں شروع کیا تھا آپ نے اس بات کو قبول نہ فرمایا وہ شخص اس امر میں بہت الحاح وزاری سے پیش آیا آپ نے بطور تسلی اس سے فرمایا خیر دو ایک روز توقف کرو جو کچھ مناسب ہوگا ظہور میں آئے گا۔ پھر وہ حضرت واسطے طلب اور بسیار عجز وزاری کہ عرض کیا کہ خداوندا ایک بندہ تیرے بندوں میں سے چاہتا ہے کہ ہاتھ پر اس ناچیز کے کم تر کے بیعت کرے اور تو نے اس خاکسار بے مقدار کا ہاتھ پکڑا ہے اس دنیا میں جو بندہ کسی بندے کا ہاتھ پکڑتا ہے تو ہمیشہ اپنی دستگیری کا خیال کرتا ہے اور تیرے اوصاف کو ساتھ اخلاق مخلوقات کے کیا نسبت تو بڑوں کا بڑا اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے اس معاملے میں کیا منظور ہے جناب باری عزاسمہ سے حکم ہوا کہ جو کوئی تیرے ہاتھ پر بیعت کریں گے اگرچہ کمزور ہوں ہر ایک کو کفایت کروں گا۔انتہیٰ۔(وقائع سید احمد شہید رحمہ اللہ ص۱۹)

مراقبے میں ارواح مشائخ سے ملاقاتیں:۔ بعد ظاہر ہونے ان واقعوں کے مذکورہ کے حضرت سید المجاہدین فرماتے تھے کہ جس وقت بیچ عالم مراقبہ کی طرف ارواح مشائخ وہلو یہ رحمہم اللہ علیہم کے متوجہ ہوتا تھا میں آپ کو مرتبے میں ان کے اکمل وافضل پاتا تھا چنانچہ ایک روز طرف روح پرفتوح حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ کے متوجہ ہوا میں نے دیکھا کہ ایک چہرہ نورانی سر پر اس قدوۃ الصالحین زبدۃ العارفین کے پھرتا ہے بعد ایک لحظہ کے کیا دیکھتا ہوں کہ اسی طور کے دو چہرے اوپر مجھ خاکسار پر نمودار ہوئے یہ واقعہ دیکھ کر مارے شرم کے گرداب حیرت میں پڑا الٰہی یہ کیسا برعکس معاملہ ہے کہ میں آپ کو کم ترین مریدوں حضرت سے گنتا ہوں ان پر وہ عنایت اور مجھ پر یہ مرحمت اور اسی دم میں آنکھیں کھولدیں میں نے۔ آپ نے اس کے جواب میں خوش ہو کر فرمایا کہ اے فرزند ارجمند آثار ولایت نبوت صلی اللہ علیہ وسلم یہی ہیں اور یہ تو ابھی ایک مشت نمونہ ہے خبردار سے ایک اور گلدستہ ہے گلزار سے اس طرح کے آثار بے شمار روز بروز تجھ پر ظاہر ہونے والے ہیں۔

(وقائع سید احمد شہید رحمہ اللہ ص۲۱)

☆☆☆☆☆

تعلیم و تزکیہ

فاران اکیڈمی
قذافی سٹریٹ ۱۷، اردو بازار، لاہور

قاسم محمود
فاران اکیڈمی ۱۷۔ اردو بازار لاہور نے
باجازت ورثائے سید ابوبکر غزنوی مرحوم شائع کی
اشاعت ثانی : جولائی ۱۹۹۵
تعداد اشاعت: ۶۰۰
قیمت :

اہلِ حدیث کانفرنس ماموں کانجن
میں
حضرت مولانا پروفیسر سید ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ
سابق وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور
کا
خطاب

فاران اکیڈمی
قذافی سٹریٹ ۱۷، اردو بازار، لاہور

جملہ حقوق محفوظ
قاسم محمود
فاران اکیڈمی ۱۷۔ اردو بازار لاہور نے
باجازت ورثائے سید ابوبکر غزنوی مرحوم شائع کی
اشاعت ثانی : جولائی ۱۹۹۵
تعداد اشاعت: ۶۰۰
قیمت :

نام کتاب:۔ تعلیم وتزکیہ........ تقریر:۔ سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ
فاران اکیڈمی قذافی سٹریٹ ۱۷۔ اردو بازار لاہور (پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیش لفظ

ہر جمعرات مجلس ذکر کا انعقاد: احباب جانتے ہیں کہ حضرت مولانا سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کے ہاں ہر جمعرات مجلس ذکر منعقد ہوتی تھی۔ مجلس ذکر کا یہ معمول تھا کہ موسم سرما ہو یا گرما سورج غروب ہونے سے بیشتر پون گھنٹہ مجلس شروع ہوتی تھی، پہلے پندرہ منٹ خاموشی کے ساتھ اذکار مسنونہ جاری رہتے، پھر پندرہ منٹ قرآن وسنت کی تعلیمات پر روشنی ڈالتے۔ نماز مغرب با جماعت ادا ہوتی اور احباب چائے کے بعد رخصت ہو جاتے۔

دلوں کی تربیت اور آبیاری:۔ مجلس ذکر کا بنیادی مقصد تعلیم وتزکیہ تھا۔ سید صاحب کی زبان میں: ''دل کی یوں تربیت کرنا کہ دماغ کو پھپھوندی لگ جائے نقصان دہ ہے اور عقل کی یوں تربیت کرنا کہ دل کی بستی ویران ہو جائے بھی شخصیت کی نشوونما کیلئے ضرررساں ہے۔ تحریک احیائے دین اب اس بات پر زور دیتی ہے کہ دل اور دماغ کی بیک وقت یوں تربیت کی جائے کہ ان میں ہم آہنگی پیدا ہو سکے۔ وہ فیضان جو حضور ﷺ نے انسانیت کو بخشا قرآن مجید نے اسے چند لفظوں میں سمیٹ دیا۔ ''تزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ'' (ال عمران۔۱۶۴) وہ ان کا تزکیہ کرتے ہیں ان کے دلوں کی سیاہیاں دھوڈالتے ہیں۔ اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔ پس احیائے دین اس وقت تک ممکن نہیں جب تک تزکیہ اور کتاب وحکمت کی تعلیم کو یکجا نہیں کیا جا سکتا۔

باکمال مرشد کی انکساری:۔ سید صاحب رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے علم وفضل کی خاص دولت سے مالا مال کیا تھا۔ وہ بدیع الزمان تھے۔ اس نسبت سے انہیں علامہ کہا جائے تو کوئی مبالغہ نہیں ہوگا مگر انہوں نے اپنے نام کے ساتھ ہمیشہ علامہ کے لاحقہ سے گریز کیا۔ بلکہ شہر کے علاموں کو دیکھ دیکھ کر اس لقب سے انہیں نفرت کی حد تک چڑ تھی۔ فرماتے تھے: جس کو قرآن مجید کی دو آیتیں یا چار حدیثیں ازبر ہو جاتی ہیں وہ اپنے آپ کو علامہ کہلوانا شروع کر دیتا ہے۔ ان کی کسرنفی کی انتہا یہ تھی کہ اپنے آپ کو ہمیشہ دین کا ایک ادنیٰ طالب علم گردانتے تھے۔ اس ضمن میں امام مالک رحمہ اللہ کا حوالہ دیا کرتے تھے کہ انہوں نے فرمایا تھا۔ مجھے ''لاادری'' میں یہ مسئلہ نہیں جانتا۔ کہنے میں جو خوشی حاصل ہوتی ہے وہ ''ادری'' میں جانتا ہوں کہنے میں حاصل نہیں ہوتی۔ سو وہ بھی ساری عمر اس کسر نفسی اور انکساری پر برابر قائم رہے اور اخباری علامہ نہ بنے۔

مرشد کامل کے اسرار ورموز:۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن وحدیث کے مسلسل اور پیہم مطالعہ اور شب وروز ذکر الٰہی میں مستغرق رہنے سے ان پر قرآن مجید کے انوکھے اور اچھوتے مطالب ومعانی اور معرفت الٰہی کے اسرار ورموز وا کر دیئے تھے۔ عشق نبوی ﷺ سے سرشار ہو کر وہ احادیث کی ایسی ایسی تشریحات فرماتے کہ انسان حیران رہ جاتا تھا۔ مجلس ذکر یہ چند منٹوں کی گفتگو بہت علمی، مستند جامع اور بڑی مربوط ہوتی تھی۔ انداز دل نشین، اسلوب خطابی اور ادائیگی اس قدر خوبصورت اور ادبی چاشنی لیے ہوتی کہ آدمی کے دل پر اثر انداز ہوتی۔ حوالے کے بغیر بہت کم گفتگو کرتے تھے۔ بعض اوقات ایک آیت یا حدیث کی تشریح مسلسل تین چار جمعراتوں پر پھیل جاتی تھی۔

مقام افسوس:۔ مقام افسوس یہ ہے کہ ایک مدت تک ان کی یہ علمی اور روحانی گفتگو محض سننے سنانے پر منحصر رہی اور بہت بڑا علمی سرمایہ ضائع ہو گیا۔ احباب کو بہت دیر بعد یہ خیال آیا کہ علم کے بے بہا گوہر جو سید صاحب رحمہ اللہ لٹاتے ہیں انہیں یوں نہیں رولنا چاہیے بلکہ اسے ضابطہ تحریر میں لانے کا سامان ہونا چاہیے۔

مجالس ذکر کی حفاظت کا اہتمام:۔ اس سوچ کے بعد بندہ عاجز نے یہ ڈیوٹی اپنے ذمے لی اور مجلس ذکر میں اس گفتگو کو ٹیپ کرنا شروع کیا۔ٹیپ سے اسے قرطاس ابیض کی زینت بناتا رہا۔اے کاش! یہ فیصلہ بہت پہلے ہوا ہوتا۔''کان امر اللہ مفعولاً'' ٹیپ سے ساری گفتگو کو نقل کر کے سید صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔مسودے کی نوک پلک سنواری جاتی۔سید صاحب رحمہ اللہ اسے manuscript کا نام دیتے تھے۔نوک پلک جب سنور جاتی تو اس کو دوبارہ تحریر کر کے محفوظ کر لیا جاتا۔کچھ مسودات ایسے ہیں جن پر خود سید صاحب رحمہ اللہ نے بندہ عاجز کی موجودگی میں نظر ثانی فرمائی اور کچھ ایسے ہیں جن پر اور کچھ ایسے ہیں جن پر نظر ثانی نہ ہو سکی۔وہ بھی اللہ کے فضل سے محفوظ ہیں۔

مجالس تصوف سے اک باب کا انتخاب:۔ جن مسودات پر نظر ثانی کے بعد چھپوانے کا فیصلہ ہوا۔تعلیم وتزکیہ بھی انہیں میں سے ایک ہے۔ایک آیت کی تشریح مسلسل چار جمعراتوں پر پھیل گئی ہے۔میں بیش قیمت اور انمول جواہر سید صاحب رحمہ اللہ کے عقیدت مند قارئین کرام کے حضور پیش کرتا ہوں۔وہ خود فیصلہ فرمائیں کہ ایسی تفسیر کہیں اس سے پہلے پڑھی یا سنی ہے۔یہ اس سلسلے کی پہلے کڑی ہے باقی کڑیاں بھی انشاءاللہ وقت کے ساتھ ساتھ منظر عام پر آتی رہیں گی تا آنکہ ایک سنہری زنجیر بن جائے۔

منفرد، انوکھی تفسیر کی خواہش:۔ میں اپنے زمانہ طالب علمی سے ہی سید صاحب رحمہ اللہ سے یہ گزارش کرتا رہا کہ آپ قرآن مجید کی تفسیر لکھیں جو منفرد، انوکھی اور نوجوان طبقے کیلئے اپنی مثال ہوگی۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو اردو، فارسی،عربی،انگریزی زبانوں کے علوم ولغت پر عبور عطا کیا ہے۔ان زبانوں کے شعری اور ادبی سرمائے سے بھی آپ کا دامن پر ہے۔آپ جس انداز میں بات کرتے ہیں لوگ اس انداز کو ترس گئے ہیں۔مگر سید صاحب رحمہ اللہ ہمیشہ یہ فرماتے یہ کام بہت کٹھن ہے۔میری یہ آرزو اگرچہ پوری نہ ہو سکی۔

اے بسا آرزو خاک شدہ مگر میں سمجھتا ہوں کہ مجلس ذکر کے بحر کی غواصی میں جو کچھ ہاتھ آیا وہ اس اچھوتی اور تصوراتی تفسیر کی ایک جھلک ہے۔

مجالس مرشد کے احیا کی جذبہ:۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سید صاحب رحمہ اللہ کے درجات اعلیٰ علیین میں بلند فرمائے اور ہمیں توفیق دے کہ ان کے مشن کو زندہ اور جاری وساری رکھ سکیں۔

'' واخرد عوانا ان ا الحمد للہ رب العالمین '' (احقر العباد عبدالحفیظ عفی عنہ سیکرٹری تحریک احیائے دین ۲۴ شیش محل روڈ۔لاہور)

تعلیم وتزکیہ ہر شخص کی ضرورت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

'' کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلواعلیکم آیا تنا ویزکیکم ویعلمکم الکتاب والحکمہ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون ''۔

یہ سورہ بقرۃ کی آیت ہے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جو مختلف انعامات کیے ہیں وہ بتا رہے ہیں تا کہ مسلمانوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور معرفت پیدا ہو کہ وہ اتنا بڑا محسن ہے، اتنا بڑا منعم ہے۔اس مقصد سے اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں بیان کرتے ہیں کہ انسان غافل ہے اور اللہ کی تمام نوازشیں انسان کی نظر سے اوجھل ہو جاتی ہیں۔یہ اس کا بہت بڑا کرم ہوتا ہے کہ کسی انسان پر اللہ کے جتنے احسانات اور انعامات ہوں۔وہ رتی رتی اس کی نگاہ میں رہیں وہ انعامات جو ذہنی ہیں جسمانی ہیں روحانی ہیں ان میں سے کوئی بھی اس کی آنکھ سے اوجھل نہ ہونے پائے۔

حضور ﷺ کی بعثت:۔ فرماتے ہیں:'' کما ارسلنا فیکم رسولا منکم ''۔ایک احسان ہمارا یہ ہے کہ ہم نے تم ہی میں سے ایک پیغمبر تمہارے پاس بھیجا، جو تمہیں ہماری ذات اور صفات اور ہمارے افعال کی معرفت بخشتا ہے جو تمہیں خیر وشر میں حد فاصل کھینچنے کی تمیز بخشتا ہے۔

صحبت اہل اللہ کی ضرورت:۔ لفظ ''منکم'' پر زور دیا کہ دیکھو جو پیغمبر ہم نے بھیجا ایسا نہیں کیا کہیں باہر سے آئے ہوں اور اس نے کہہ دیا کہ میں تمہاری طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔اس سے یہ حقیقت واضح ہوئی کہ اسی معاشرے میں سے جس میں انسان رہتا ہو، اپنوں میں سے کسی آدمی کامل جانا جس سے فیضان حاصل ہو۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت اور احسان ہے یہی وجہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تو یہی کہا: '' وابعث فیھم رسولا منھم '' یا اللہ! ایک تو ان پر فیضان رسالت نازل فرما اور فیض رساں ہو بھی انہی میں سے قرآن اس پر زور دیتا ہے۔

اہل اللہ بہت بڑی نعمت :۔ جب رسالت ختم ہوگئی تو بزرگوں نے کہا کہ کسی ولی کا اسی معاشرے میں سے ہونا اللہ تعالیٰ کا اس معاشرے پر بہت بڑا کرم اور اس کی نوازش ہوتی ہے فیض رساں ولی اگر اسی معاشرے میں سے ہو تو بڑی سہولت کے ساتھ اس سے طبعی مناسبت ہو جاتی ہے۔اس لیے قرآن میں بار بار یہ لفظ استعمال کیا گیا۔ '' منکم '' کہ ہم نے جو پیغمبر بھیجا وہ تم ہی میں سے ہے۔اب اس بات کو نعمت اور احسان کے طور پر بیان فرما رہے ہیں۔

راہ سلوک کے تمام مقامات:۔ اس آیت میں سلوک کے تمام مقامات بلکہ ایک مسلمان کو جو باتیں زندگی میں حاصل کرنی چاہئیں ان کا پورا نقشہ کھینچ دیا گیا ہے اور یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے جو کام کیا اس کی اہم کڑیاں کیا تھیں؟

فرماتے ہیں: '' یتلوا علیکم آیا تنا '' تمہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں، خود قرآن مجید کی آیتوں کی تلاوت باعث برکت ہے اللہ تعالیٰ کے بہت سے فیوض و برکات ہیں جو محض تلاوت سے حاصل ہوتے ہیں۔اس دور کی جہاں اور بہت سی محرومیاں ہیں وہاں ایک محرومی یہ بھی ہے کہ لوگوں نے تقریر کے دوران قرآن مجید کی آیتیں پڑھنی چھوڑ دی ہیں اس دور کے علماء وحضرات یا لیکچرار جب تقریر کرتے ہیں تو قرآن کا متن نہیں پڑھتے۔اس کو out of date سمجھتے ہیں کہ آیتیں اور حدیثیں زیادہ پڑھی جائیں۔ باتیں زیادہ کی جاتی ہیں فقرہ بازیاں ہوتی ہیں۔فلسفہ چھانٹنے کی کوشش زیادہ کی جاتی ہے اس سے نحوست پیدا ہوتی ہے۔

تزکیہ اور علم ومعرفت کی باتیں:۔ جن لوگوں کا قدم سیدھے راستے پر ہے وہ آیتوں کو تبرکاً اور تیمناً بھی پڑھتے ہیں پھر فرماتے ہیں '' یزکیکم و یعلمکم الکتاب والحکمۃ '' وہ تمہارا تزکیہ کرتے ہیں وہ تمہاری روح کی سیاہیاں دھوڈالتے ہیں۔وہ تمہارے جذبات کی تطہیر کرتے ہیں اور تمہیں کتاب اللہ کی تعلیم دیتے ہیں اور دین کا فہم اور بصیرت تمہیں عطا کرتے ہیں۔ '' ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون '' اور تمہیں وہ علم ومعرفت کی باتیں بتاتے ہیں جو تم نہیں جانتے تھے یعنی حضور ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قلب وذہن کی بیک وقت تربیت کرتے تھے اور ان میں ہم آہنگی پیدا کرتے تھے۔

فاذکرونی اذکرکم :۔ آگے فرماتے ہیں: '' فاذکرونی '' میری یاد میں لگ جاؤ، میرے ذکر میں لگ جاؤ، گرہیں کھلتی جائیں گی راستہ سوجھتا چلا جائے گا۔ جیسے آپ کسی کو کہیں کہ یہاں سے کراچی ایک ہزار میل کے فاصلے پر ہے پھر آپ اس کو سڑک بتائیں کہ اس پر چلنا شروع کرو۔راستہ منکشف ہوتا چلا جائے گا۔پس '' فاذکرونی اذکرکم '' میرے ذکر میں لگ جاؤ۔ میں تمہیں یاد کروں گا۔

اہل اللہ کے تجویز کردہ اعمال:۔ میری یاد میں لگ جاؤ جیسا کہ حضور ﷺ نے بتایا ہے کہ ان کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق میری یاد میں لگ جانا اپنے جی سے گھڑ کر نسخے نہ بتانا۔ جیسے علماء حق اور مشائخ کتابوں کو پڑھنے کے بعد اور نسخوں کو استعمال کرنے کے بعد تمہیں نسخہ بتائیں اس کے مطابق ذکر کرنا جیسا کہ حزب البحر کی شرح میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ ذکر بھی دواؤں کی طرح ہے۔تریاق کی طرح ہے اس کی بھی ایک DOZAGE ہوتی ہے ایک مقدار ہوتی ہے۔مختلف لوگوں کیلئے اس کی مقدار مختلف ہوتی ہے۔

ذکر کیلئے رہبر کامل کی ضرورت:۔ بعض حالتوں میں ذکر اگر حدود سے متجاوز ہوجائے تو نقصان دہ ہوتا ہے اس لیے کہ بتائے ہوئے طریقے سے نہیں کیا بلکہ اپنے جی سے گھڑ کر شروع کر دیا۔ یہ بات یوں سمجھ میں آسکتی ہے کہ جیسے کوئی آدمی کسی کیمسٹ کی دکان پر جائے اور بے

تحاشا بوتلیں اٹھا اٹھا کر منہ کو لگائے اور دوائیں بے حساب پیتا چلا جائے تو اسے نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔اسی طرح ذکر کا جو دوا خانہ ہے اس کے بھی ڈاکٹر ہیں،اطباء ہیں جو دواؤں کی تاثیروں کو سمجھتے ہیں اگر اتنا وقت نہ ہو تو حضور علیہ السلام نے جو بتا دیا کہ ۳۳ دفعہ سبحان اللہ،۳۳ دفعہ الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھو بس یہی پڑھا کرو یہ ایسے ہی ہے جیسے ڈاکٹر کہتا ہے کہ یہ تین گولیاں کھاؤ اور وہ چار کھانا۔حضور ﷺ ان حکمتوں کو سمجھتے تھے اس لیے ان کی بتائی ہوئی مقدار پر کم از کم اتنا ایمان تو لاؤ جتنا ڈاکٹر کی بتائی ہوئی مقدار پر ایمان رکھتے ہو۔کہتے ہیں کہ ڈاکٹر ز نے کہا ہے کہ چار گولیاں کھائیں اور بغیر اس کی علت معلوم کیے چار گولیاں ہی کھاتے ہیں اس سے کہیں زیادہ یقین کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بتائی ہوئی مقدار پر ایمان لانا چاہیے۔اس کی علت ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔

اہل اللہ کے وظائف پر انوارات اور برکات:۔ ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ جن وظیفوں کو اولیاء اللہ نے کمایا ہے ان پر ان وظائف کے انوار نازل ہوتے ہیں اور ان کی صحبت سے وہ انوار بڑی سہولت سے منعکس ہونے لگتے ہیں۔اس لیے اس بارے میں افراط و تفریط کا راستہ اختیار نہ کرنا چاہیے۔فرماتے ہیں:" فاذکرونی "تم میری یاد میں لگ جاؤ اور یاد میں اس طرح لگ جاؤ جس طرح حضور کے ذریعے میں نے سکھا دیا ہے۔" اذکرکم "میں تمہیں یاد کروں گا اور یوں آپس میں ہمارا تعلق قائم ہونے لگے گا۔

انفرادی اور اجتماعی ذکر کی برکت:۔ دیکھئے حدیث قدسی ہے کہ جو شخص مجھے خلوت میں یاد کرتا ہے میں اسے جلوت میں یاد کرتا ہوں جو مجھے محفل میں یاد کرتا ہے میں اس سے بہتر محفل میں اسے یاد کرتا ہوں۔یوں اللہ سے تعلق پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے جو وعدے اللہ تعالیٰ نے فرمائے ہیں اور ذکر کے بعد جو نتیجے مرتب کرنے کا ذکر فرماتے ہیں انہیں غور سے پڑھنا چاہیے۔" فاذکرونی "ذکر کرو گے تو کیا حاصل ہوگا؟ واضح طور پر کہا" اذکرکم" میں بھی تمہیں یاد کیا کروں گا۔دیکھئے یہ کتنی اہم بات ہے کہ جب اللہ کہتے ہیں یہ کام کرو تو اس سے یہ نتیجہ مرتب کروں گا۔یہ نہیں کہا تم مجھے یاد کرو گے تو تمہیں کشف ہونے لگے گا۔یہ نہیں کہا کہ مجھے یاد کرو گے تو تمہیں تصرف کی طاقت دے دوں گا۔اس سے جو معاہدہ ہوا ہے اس کی شرائط کو غور سے دیکھنا چاہیے اور اس معاہدے کی روشنی میں ہی امیدیں باندھنی چاہئیں۔اگر کوئی شخص اس معاہدے سے ہٹ کر اپنے جی سے گھڑ گھڑ کر تمنائیں اور آرزوئیں کرنے لگے تو بعض حالتوں میں یہ آرزوئیں پوری نہیں ہوتیں تو وہ اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ سے بدگمان ہونے لگتا ہے۔اللہ نے یہ نہیں کہا کہ تم یاد کرو تو کشف ہونے لگے گا،تسخیر ہونے لگے گی،تصرف کی قوت حاصل ہوگی۔یہ کچھ نہیں کہا بلکہ فرمایا:" اذکرکم "میں تمہیں یاد کروں گا۔

سالکین کیلئے ضروری نصیحت:۔ اس میں بہت بڑی حکمت ہے دوستو! میں کشف سے انکار نہیں کر رہا،اولیاء کو کشف ہوتا ہے۔اولیاء اللہ سے کرامتیں بھی صادر ہوتی ہیں،تصرف بھی ہوتا ہے،تسخیر بھی ہوتی ہے،مگر اس کا وعدہ نہیں ہے اور نہ مقصود و مطلوب ہے کیونکہ ان باتوں کی ہر ایک میں صلاحیت نہیں ہوتی۔معاہدے میں یہ شرط نہیں لکھی کہ جو مجھے یاد کرے گا اسے کشف ہونے لگے گا۔اس لیے یہ توقع رکھ کر ذکر کرنا مجھے کشف ہونے لگے غلط بات ہے۔پس ذکر کرتے ہوئے سالک ایک ہی بات کی آرزو کر سکتا ہے۔یعنی جو بات معاہدے میں لکھی ہوئی ہے۔" اذکرکم "کہ اب اس کے ہاں بھی میری یاد ہونے لگے گی۔اس کا لمس میں محسوس کروں گا۔" واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين "

تزکیہ نفس نہایت اہم مضمون:۔ پچھلی دفعہ ایک آیت کی تشریح کر رہا تھا اور وہ تشریح ادھوری رہ گئی۔سورۃ البقرۃ کی آیت تھی۔" كما ارسلنا فيكم رسولاً "اللہ تعالیٰ اپنا ایک احسان جتا رہے ہیں کہ دیکھو ہم نے تمہارے لیے تمہی میں سے ایک پیغمبر بھیجا جس سے تمہیں فیضان حاصل ہوتا ہے اور یہ فرمایا کہ وہ اللہ کی آیتیں تمہیں پڑھ کر سناتے ہیں۔تمہارا تزکیہ کرتے ہیں اور تمہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔سورہ آل عمران میں فرمایا:" يزكيهم ويعلمهم الكتاب و الحكمة "سورۃ الجمعہ میں بھی فرمایا:" يزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة "اسی طرح سورۃ البقرۃ میں بھی دو جگہ یہی بات کہی:" يعلمهم الكتاب والحكمة ويزكيهم .... يزكيكم و يعلمهم الكتاب والحكمة "معلوم ہوا کہ یہ کوئی بہت اہم بات ہے کہ جسے آل عمران میں بھی سورۃ الجمعہ میں بھی اور سورۃ البقرہ میں بھی

دہرایا گیا۔تو معلوم ہوا کہ یہ مقام قرآن کے ان مقامات میں سے ہے جن پر غور اور خوض کرنا چاہیے۔

مرشد کامل نائب رسول ﷺ:۔ استاد یا شیخ جس سے ہم دین کی تعلیم حاصل کرتے ہیں جس سے ہم فیض حاصل کرتے ہیں وہ حقیقت میں نائب رسول ﷺ ہوتا ہے۔اور نیابت کا تقاضا یہ ہے کہ نائب کے اندر اس کی خصوصیات ہوں جس کی وہ نیابت کر رہا ہو شیخ ایسا ہونا چاہیے جو قرآن مجید کو اپنی تعلیمات کا مرکز بنائے اور ایسا نہ ہو کہ غیر معصوم انسانوں کی تعلیمات کو اپنے نظریات کا مرکز ومحور ٹھہراتا ہو۔

پہلی بات یہ فرمائی کہ جو پیغمبر کے نائب ہوں جو وارثین مسند نبوت ہوں یا وارثین نبوت کی نقالی کرتے ہوں ان میں پہلی خصوصیت یہ ہونی چاہیے ''یتلوا علیھم آیاتہ'' اللہ تعالیٰ کی کتاب کو اپنی تعلیمات کا مرکز ومحور ٹھہرائیں۔

مرشد یا شیخ کس کو بنایا جائے:۔ جب لوگ پوچھیں کہ شیخ کس کو بنائیں تو جی سے گھڑ کر اس کے خصائص نہیں بتانے چاہئیں۔اس کے خصائص کتاب اللہ میں لکھے ہوئے ہیں۔حدیث میں ہے۔'' العلماء ورثۃ الانبیا '' علماء انبیاء کے وارث ہیں پس وارثت میں اسی کے محاسن اور شمائل ہونے چاہئیں جس کی مسند وراثت پر وہ بیٹھا ہوا ہے اگر چہ رسول ﷺ اور نائب رسول ﷺ میں محاسن کے اعتبار سے ایک اور لاکھ کی نسبت ہو۔گو ذرے اور پہاڑ کی نسبت ہو مگر نیابت اور وراثت کا تقاضا ہے کہ اسی کے نقش قدم پر چلے۔

مرشد کا کام تزکیۂ نفس:۔ فرماتے ہیں:'' یزکیکم '' وہ تمہارا تزکیہ کرے وہ تمہاری روح کی سیاہیوں کو دھوڈالے۔وہ تمہارے (دل کے) برتن کو مانجھے۔اس کے پاس بیٹھنے سے بہیمیت مغلوب ہو۔آدمی کی جو درندوں کی صفات ہیں، چوپایوں کی صفات ہیں وہ مغلوب ہو جائیں اور ملکیت غالب آجائے۔اس کے پاس بیٹھنے سے آدمی اللہ کے قریب ہونے لگے، دنیا کے دھندوں اور دنیا کے کاموں کی محبت مغلوب ہونے لگے۔

مرشد سے طبعی مناسبت نہایت ضروری:۔ فرمایا:'' یزکیکم '' تمہارے دلوں کی سیاہیوں کو دھوتا ہے۔وہ تم پر ملکیت کو غالب کرتا ہے یہ ایک نشانی بتائی وہ تم پر فیضان نازل کرتا ہے۔اسی لیے بزرگوں نے کہا کہ کسی مجلس میں جانے سے اگر آدمی کا دو چار مہینوں میں تزکیہ نہ ہو تو اس کو دوسری مجلس اختیار کرنی چاہیے اور شیخ کو محبت سے رخصت کرنا چاہیے کہ تمہیں مجھ سے طبعی مناسبت نہ تھی اس لیے مجھ سے تمہیں کوئی فائدہ نہ پہنچ سکا۔اس میں کوئی جھگڑے کی بات نہیں ہے۔جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا معاملہ ہوا۔حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو واضح طور پر کہہ دیا:'' انك لن تستطیع معی صبراً '' آپ کا رنگ دوسرا ہے میرا دوسرا ہم دونوں نہیں چل سکیں گے۔اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کہہ سکتے ہیں کہ '' ھذا فراق بینی و بینك '' تو کس کا مقام ہے کہ کسی کو کہے تم میرے ہاں ہی آیا کرو۔

مرشد سے مناسبت طبعی کی دوسری مثال:۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:'' الارواح جنود مجنّدۃ '' دیکھو روحیں جو لشکروں کی صورت میں پیدا ہوتی ہیں '' ماتعارف منھا ''، جن کی آپس میں طبعی مناسبت ہوتی ہے، ان کی آپس میں محبت ہو جاتی ہے اتحاد ہو جاتا ہے جن کی آپس میں مناسبت نہیں ہوتی انہیں آپس میں اجنبیت محسوس ہوتی ہے۔

مرشد کامل کی تیسری صفت:۔ شیخ وہ ہے کہ انسان اس کے پاس بیٹھے تو کم از کم ان لمحوں میں اسے خدا یاد آئے۔یہ نہیں ہوتا ہے کہ دو چار دن ہی میں سب باتوں کا پتہ چل جائے۔اگر آدمی کی روح بیمار ہے تو ان باتوں کا پتہ چلنے میں کچھ مدت لگ جاتی ہے۔

دور انحطاط میں معاملہ مرشد میں رخصت:۔ پھر فرمایا:'' یعلمکم الکتاب والحکمۃ '' کہ شیخ ایسے آدمی کو پکڑو جو تمہیں تعلیم قرآن دے اس کے پاس بیٹھنے سے قرآن کی معرفت حاصل ہو، دین کا فہم پیدا ہو۔اپنے تجربے کی بناء پر عرض کر رہا ہوں۔یہ دور بہت انحطاط کا دور ہے ایسا شیخ جو بیک وقت روحانی تزکیہ بھی کرے، کتاب کی تعلیم بھی دے، حدیث کی تعلیم بھی دے، فقہ کی تعلیم بھی دے اور استنباط، استشہاد اور استخراج کا فہم بھی عطا کرے اس دور میں عنقا ہو گیا ہے۔بعض لوگ بیٹھے رہتے ہیں کہ ایسا آدمی ملے جس میں بیک وقت یہ تمام محاسن اکٹھے ہوں یہ بھی غلط ہے یہ بہت انحطاط کا دور ہے اکثر حالتوں میں ایسا ہوتا کہ تجوید قرآن کہیں سے سیکھنی پڑتی ہے تزکیہ روحانی کے

لئے الگ شیخ اختیار کرنا پڑتا ہے۔تفسیر حدیث، اور فقہ کا علم حاصل کرنے کیلئے کسی اور کے دروازے پر جانا پڑتا ہے۔

مرشد کامل کی تلاش اور والد صاحب کی رہنمائی:۔ مجھے یاد ہے نوجوانی میں میں ادب پڑھتا تھا، فلسفہ پڑھتا تھا، دین کی کتابیں کم پڑھتا تھا۔ مجھ پر جب اللہ نے کرم کیا اور اس کے راستے پر چلنے کا شوق جی میں پیدا ہوا تو میں بہت دیر منتظر رہا کہ کوئی ایسا آدمی مل جائے جو تزکیہ بھی کرے اور کتاب وحکمت کی تعلیم بھی دے۔ میں نے حضرت والد علیہ الرحمہ سے ذکر کیا کہ میں ایسے شیخ کی تلاش میں ہوں تو انہوں نے فرمایا ابو بکر! تم غلطی کر رہے ہو تمہیں ایسا آدمی نہیں ملے گا۔مختلف دروازوں سے جا کر بھیک مانگو یہ قحط الرجال کا زمانہ ہے جسے تزکیہ کی حقیقت معلوم ہے وہ علم التفسیر اور علم حدیث سے، نا آشنا ہے جو علم تفسیر وحدیث جانتا ہے وہ روحانی تربیت کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ یہ انحطاط کا دور ہے دوستو! وہ آدمی بڑا خوش قسمت ہے جس کو ایسا آدمی مل جائے جو قرآن سکھائے، دین کا فہم عطا کرے ذکر کے اسباق بھی دے، جس کے پاس بیٹھنے سے فیضان الٰہی کی حقیقت بھی سمجھ میں آئے۔

تزکیہ وتعلیم کی تین صورتیں:۔ قرآن مجید میں کہیں تزکیہ کا ذکر پہلے ہے اور تعلیم کتاب وحکمت کا بعد میں اور کہیں تعلیم کتاب وحکمت کا ذکر پہلے ہے اور تزکیہ کا بعد میں اس کا سبب یہ ہے کہ کبھی تعلیم کتاب وحکمت پہلے ہوتی ہے اور تزکیہ بعد میں ہوتا ہے کبھی تزکیہ پہلے ہوتا ہے اور تعلیم کتاب وحکمت کی توفیق بعد میں ہوتی ہے اور کبھی دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔

حصول شریعت وطریقت کیلئے مشائخ کی نصیحت:۔ یہ تین صورتیں ہیں ان تینوں صورتوں میں سے کوئی صورت سالک کو پیش آتی ہے۔ جیسا کہ بعض اکابر مشائخ نے مجھ سے فرمایا کہ اس دور میں بہترین صورت یہی ہے کہ تزکیہ اور کتاب وحکمت کی تعلیم کو ساتھ ساتھ چلایا جائے یہ دور اس قدر الحاد، زندقت اور مادیت کا دور ہے کہ اگر کتاب وحکمت کی تعلیم تزکیہ روحانی کے بغیر حاصل کی جائے تو طالب علم کیلئے گمراہی کا شدید خطرہ ہے اس لیے بزرگوں نے کہا اس دور میں ظلمت کا غلبہ ہے اس لیے ذکر کے اسباق اور کتاب وحکمت کی تعلیم ساتھ ساتھ ہونی چاہیے۔

تزکیہ نفس کیلئے ذکر اللہ کی اہمیت:۔ آگے چل کر فرماتے ہیں: ''فاذکرونی اذکرکم'' ذکر کا لفظ بہت جامع استعمال فرمایا: جیسا کہ حدیث میں آتا ہے مسلم شریف میں ہے ''افضل الکلام اربع، سبحان اللہ، الحمدللہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر'' سب سے افضل ذکر کے کلمات یہ چار ہیں مسند امام احمد میں حدیث یوں ہے:'' افضل الکلام بعد القرآن اربع '' یعنی قرآن مجید کے بعد یہ چار ذکر افضل ہیں۔ یہ روایت بڑی اہم ہے ''لا الہ الا اللہ '' افضل الذکر ہے۔ پھر قرآن مجید میں ہی فرمایا: اقم الصلوٰۃ لذکری '' نماز میرے ذکر کیلئے قائم کرو نماز ذکر کی بہترین صورت ہے قرآن مجید میں ہے۔''اذانودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ'' جب تمہیں جمعہ کے روز نماز کیلئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکے ہوئے چلے آؤ، نماز کو ذکر اللہ کہا قرآن کو ''الذکر'' فرمایا'' انا نحن نزلنا الذکر ''، ہم نے اس ذکر کو نازل کیا بس تسبیح وتحمید تہلیل اور تکبیر بھی ذکر الٰہی ہے نماز بھی ذکر ہے، قرآن مجید کی تلاوت بھی ذکر ہے اور ''فاذکرونی ''، میں یہ سب کچھ شامل ہے۔

منازل سلوک کیلئے نفی اثبات کی اہمیت:۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس راستے میں جب تک نفس فنا نہیں ہوتا، ''لا الہ الا اللہ '' کا ذکر بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔'' لا الہ الا اللہ'' کے ورد کی کثرت سے سلوک کی منازل تیزی سے طے ہوتی ہیں۔ جب نفس فنا ہو جائے تو نماز نوافل کی بات کر رہا ہوں فرض اور سنتیں تو کسی حالت میں نہیں چھوڑی جاسکتیں۔ اور قرآن مجید کی تلاوت سے قرب کی منزلیں تیزی سے طے ہوتی ہیں۔

راہ طریقت کی انتہائی غرض وغایت:۔ حضرت مجدد (نقشبندی) رحمہ اللہ نے مکتوبات میں فرمایا: غایت مقامات العابدین حقیقت الصلوۃ'' عابدین کے مقامات کی انتہا نماز میں فنا ہونا ہے نماز ذکر کی PURIFIED FORM ہے۔

مدارج السالکین:۔ حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں شروع میں فائدہ لا الہ الا اللہ کے ذکر سے ہوتا ہے جب نفس فنا ہونے لگے تو اس وقت نوافل سے فائدہ ہوتا ہے۔قرآن مجید کی تلاوت سے فائدہ ہوتا ہے،قرآن مجید افضل الکلام ہے اس لیے کہ کلام الٰہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اس میں فنا ہونے سے اللہ کا قرب اور وصل حاصل ہوتا ہے۔

راہ سلوک رہنمائی وہدایت کا ذریعہ:۔ اس راستے میں جب آدمی پڑتا ہے تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جب تک انسان کے نفس پر نفسانیت کا غلبہ ہوتا ہے قرآن آدمی کو بدمزہ معلوم ہوتا ہے آدمی زبان سے نہیں کہتا مگر اسے پڑھتے ہوئے لذت نہیں آتی۔لذت اس لیے نہیں آتی کہ کلام غیر جنس ہے طبعی مناسبت نہیں ہے بات یہ ہے کہ نفسانیت کا غلبہ ہو نورانیت اور صفت الٰہی سے مناسبت نہ ہو تو تلاوت سے انسان کو لطف نہیں آسکتا۔جب اسے طبعی مناسبت ہو جاتی ہے تو پھر کلام الٰہی کے علاوہ کوئی چیز اسے اچھی نہیں لگتی۔بزرگوں کے حالات میں اکثر لکھا ہوتا ہے کہ آخری عمر میں سماع حضرت نے چھوڑ دیا۔اوران کو قرآن مجید کی سوا ہر آواز کوے کی کائیں کائیں معلوم ہوتی تھی۔

ترک نفسانیت پر علمی نکتہ:۔ حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ نے''لا یمسه الا المطھرون '' کی عجب تشریح فرمائی ہے۔فرماتے ہیں قرآن کو صرف وہی لوگ مس کرتے ہیں جنہیں پاک کر دیا گیا ہو سے مراد یہ ہے کہ جن کو نفسانیت سے پاک کر دیا گیا ہے وہی قرآن مجید کے انوار کو لمس کر سکتے ہیں۔فرمایا:''فاذکرونی ''میرا ذکر کرو اس طریق سے''لا اله الا الله، سبحان الله، الحمد لله ،الله اکبر '' کا ذکر کرو جب حالت بہتر ہو تو قرآن مجید کی تلاوت اور نوافل پر توجہ زیادہ صرف کرو۔

تزکیۂ نفس کیلئے شکر کی اہمیت:۔ پھر فرماتے ہیں:'' واشکروا لی ولا تکفرون''میرا شکر ادا کرو۔دیکھئے ذکر کے ساتھ اکثر شکر کا لفظ آیا ہے حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ دعا مانگتے تھے" رب اعنی علی ذکرك وشکرك وحسن عبادتك "اے میرے پروردگار! میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر کروں اور تیرا شکر کروں اور تیری عبادت حسن سلیقہ سے کروں یہاں بھی دیکھئے ذکر اور شکر ساتھ ساتھ آئے ہیں گویا حسن عبادت، ذکر اور شکر کے یکجا ہونے سے عبارت ہے اس سے ثابت ہوا کہ ذکر اور شکر کا آپس میں ایک تعلق ہے۔

قرآن مجید میں ہے:'' وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون '' پیدا اس لیے کیا کہ تم میری بندگی کرو اس بات پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ میری زبان تیرے نام سے ہل رہی ہے کتنے لوگ ہیں جو گالیاں دیتے پھرتے ہیں۔کتنے لوگ ہیں جن کو تیرا نام لینا نصیب نہیں ہوتا صبح سے رات تک خرافات میں لگے رہتے ہیں۔شطرنج کھیلتے ہی کتنے بوڑھے ہیں جن کو آپ دیکھتے ہیں کہ گلی میں بیٹھے تاش کھیلتے رہتے ہیں اور اللہ کا نام لینا انہیں نصیب نہیں ہوتا اور نہ انہیں یہ احساس ہوتا ہے کہ موت ان کے سر پر منڈلا رہی ہے۔

مبتدی سالکین کو تنبیہ:۔ انسان بڑا کم ظرف ہے چند روز ذکر کرتا ہے تو سمجھتا ہے اس نے بڑا تیر مارا ہے سمجھتا ہے میں ولی ہو گیا قطب ہونے لگا ہوں یہ اس کی نالائقی ہے کہ ساری عمر غفلت میں رہا اور چند روز ذکر کرتا ہے تو اس کی چال بدلنے لگتی ہے،ظرف چھلکنے لگتا ہے اور جی میں خیال آنے لگتا ہے کہ اتنے روز سے ذکر کر رہا ہوں مجھے کشف نہیں ہوتا مجھ سے کرامتوں کا ظہور کیوں نہیں ہو رہا؟ مجھ پر انوار کیوں وارد نہیں ہو رہے؟ آدمی ناشکرا ہو جاتا ہے۔

سالکین کی ترقی شکر میں پوشیدہ ہے:۔ اس راستے کی ابجد ہوز یہ ہے کہ اس راستے میں جو کچھ بھی میسر آئے اس پر اللہ کا شکر ادا کرے اور کہے تیرا شکر ہے کہ تو نے اپنا نام لینے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔یہ معنی ہیں "واشکرولی" کے یہ نہ کہہ کہ میں مجلس ذکر میں جاتا ہوں مجھے تو کچھ فائدہ نہیں ہوا۔یہ تھوڑا فائدہ ہے کہ مجلس ذکر میں چل کر جانے کی توفیق ہوئی اور یہ وقت اللہ کی یاد میں بسر ہوا۔

کفران نعمت زوال نعمت کا سبب:۔ فرمایا: واشکرولی میرا شکر ادا کرو اس راستے میں ناشکری کے مواقع بے شمار ہیں اور تھڑ دلے آدمی کا ظرف چھلکتا ہے اسی لیے فرمایا:''واشکرولی ولا تکفرون'' کفران نعمت مت کرو'' ولا تکفرون'' کا تعلق اوپر تک ساری آیت سے ہے کہ ہم نے تمہارے پاس اپنا پیغمبر ﷺ بھیجا یہ تم پر کتنا کرم کیا۔اس پر تم میرا شکر کرو۔وہ پیغمبر تمہی میں سے بھیجا جس سے تمہیں طبعی

مناسبت تھی اس پر بھی میرا شکرادا کرو وہ تمہارے دلوں کی سیاہیاں دھوڈالتا ہے اور اس کی بدولت تم پر انوار الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔اس پر بھی اللہ کا شکرادا کرو۔ وہ تمہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اس پر بھی اللہ کا شکرادا کرو۔ اللہ کے ذکر کی جو توفیق تمہیں میسر آ گئی ہے اس پر بھی اس کا شکرادا کرو کفران نعمت مت کرو۔

شیخ کامل کی دستیابی پر شکر الٰہی:۔ اسی لیے بزرگوں نے کہا کہ اگر تمہیں ایسا شیخ میسر آ جائے جس سے تمہیں طبعی مناسبت بھی ہو۔ جو تمہارا روحانی تزکیہ بھی کرے اور کتاب وحکمت کی تعلیم بھی دے اور جس کے پاس بیٹھنے سے ذکر الٰہی کی حقیقت بھی تمہیں سمجھ میں آ جائے تو یہ اللہ کا تم پر بہت بڑا احسان ہے اور اللہ کے اس احسان پر جس قدر بھی اس کا شکرادا کیا جائے کم ہے۔ بات ادھوری رہ گئی انشاءاللہ اگلی دفعہ عرض کروں گا۔ ’’واخرد عوانا انا الحمد لله رب العالمين‘‘۔

(اگلی نشست)

باسمہٖ

مرشدین طریقت کیلئے ضروری ہدایات:

میں نے گزشتہ جمعرات بھی یہ آیت پڑھی تھی ’’ كما ارسلنا فيكم ‘‘تفسیر کے بعض نکات باقی رہ گئے تھے وہ عرض کرتا ہوں۔ یہ عرض کرر ہا تھا کہ مبلغ نائب رسول ﷺ ہوتا ہے اور جس کی نیابت کی جائے نائب میں جس قدر اس کی صفات بدرجہ اتم ہوں گی اسی قدر وہ اچھا نائب ہوگا۔

آیت کے اس ٹکڑے پر آپ غور کیجئے۔ ’’ يتلوا عليكم ايا تنا ‘‘ آیت پر جب اور غور وخوض کیا گیا تو پتہ چلا کہ شیخ کا کام صرف یہی نہیں کہ وہ صرف اپنا تلفظ ہی درست کرے بلکہ آیات پڑھ کر معاشرے کو سنائے اس میں کسی قسم کی کوئی اور رعایت نہ کرے۔ اس بارے میں فرماتے ہیں ’’يتلوا عليكم اياتنا‘‘ کہ جو کچھ وحی ہم نازل فرمادیتے ہیں گو وہ معاشرے کے خلاف ہو رؤسائے قوم کی پیشانیوں پر اسے سن کر گوشکنیں پڑ جائیں جنہیں سن کر گوانہیں گالیاں دی جائیں اوران پر طعن وتشنیع کی جائے بہر حال وہ آیتیں ان کو سنانی ہوتی ہیں یہ بڑا کٹھن مقام ہے دوستو!

مرشد کا انداز تربیت:۔ ’’عبس وتولّٰى ان جاء ه الاعمٰى ‘‘ تیوری چڑھائی اور رخ پھیر لیا کہ ایک اندھا آپ ﷺ کی مجلس میں آ گیا مبلغ کو وہ آیتیں جو اپنے خلاف ہیں وہ بھی سنانا پڑتی ہیں دوستو! مبلغ کو چاہیے کہ وہ واضح طور پر لوگوں سے کہہ دے کہ حجت اور سند حضور ﷺ کا ہی قول اور عمل ہے۔ اپنے نقائص اور عیوب کو جائز قرار دینے کیلئے قرآن کی آیتوں میں تحریف نہ کرے۔ واضح طور پر یہ کہہ دے کہ میرے ذاتی نقص کی بنا پر مسئلے کی نوعیت تو نہیں بدل سکتی مبلغ کی بڑی کٹھن ڈیوٹی ہے کہ وہ تیس کے تیس پارے معاشرے کے سامنے رکھے۔ ’’ يتلوا عليكم اياتنا ‘‘ یہ نہ کرے کہ ان آیتوں کو چھپا جائے جن کے سنانے سے سرزنش کا خطرہ ہو یا یہ خدشہ ہو کہ پتھر پڑیں گے یا جیل جانا پڑے گا قرآن مجید نے یہودیوں کی مذمت میں کہا تھا۔ ’’تكتمون الحق وانتم تعلمون‘‘ کہ تم جانتے بوجھتے ہوئے حق کو چھپاتے ہو۔ آگے ذکر فرماتے ہیں ’’يزكيكم ويعلمكم الكتاب والحكمة‘‘ اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب تک جذبات کی تطہیر نہ ہو جائے جب تک جذبات منجھ نہ جائیں اس وقت تک ذہنی انقلاب کوئی چیز نہیں۔

جذبات کے انسانی زندگی پر اثرات:۔ یہ بات ذہن نشین کرنی چاہیے کہ جذبات انسان کے اندر ایک بہت بڑی قوت ہے اور انسانی عقل شدت کے ساتھ اس سے متاثر ہوتی ہے عقل موروثی خصائص سے بھی متاثر ہوتی ہے اقتصادی اور سماجی عوامل سے بھی متاثر ہوتی ہے جذبات و احساسات سے بھی متاثر ہوتی ہے اور عین اس وقت جب کہ انسان یہ سمجھتا ہے کہ میری عقل ٹھنڈی منطق cold logic کی بنیادوں پر نتیجہ مرتب کر رہی ہے جذبات چور دروازے سے داخل ہو کر عقل کو متاثر کر رہے ہوتے ہیں اور اس کے فیصلے میں جذبات کی آمیزش ہو جاتی ہے۔

جذبات کی اصلاح، مرشد کی ذمہ داری:۔ جذبات کا ایک طوفان ہوتا ہے جو عقل پر چھا جاتا ہے اور عقل ان جذبات کے حق میں

دلیلیں گڑھنے لگتی ہے عقل بیچاری تو جذبات کے ہر جھونکے کے ساتھ بہہ جاتی ہے ہمارے کتنے بھائی ہیں جن کا ذہن مانتا ہے کہ شراب بری چیز ہے اس کے باوجود ہر شام جم خانے کھنچے ہوئے چلے جاتے ہیں جیسے عدم یہ کہتا ہے:

توبہ تو کر چکا ہوں مگر پھر بھی اے عدم تھوڑا سا زہر لا کہ طبیعت اداس ہے

شراب کو زہر کہتے ہیں اور اس کے باوجود پیتے ہیں۔ کتنے لوگ ہیں جن کے ذہن مانتے ہیں کہ

دوستی ناداں کی ہے جی کا زیاں ہو جائے گا

اس کے باوجود کو چہ یار میں سر کے بل جاتے ہیں اور کتنے ہیں کہ جن کی عقل کہتی ہے کہ سود حرام ہے سود ایک لعنت ہے مگر اس کے باوجود ان کا پورا کاروبار سود میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے۔ اس کی عقل تو سود کی لعنت قرار دیتی ہے دوسرے لفظوں میں یہ کہیے کہ ذہنی انقلاب تو اس کے اندر آ چکا ہے مگر اس کے باوجود سود خوری میں ڈوبا ہوا ہے اس لیے کہ جذبات کی تطہیر نہیں ہوئی پس خیر وشر کا علم حاصل کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ جذبات کی تطہیر کی جائے یہی معنی ہیں ''یزکیکم و یعلمکم الکتاب والحکمۃ'' کے۔

صحبت اہل اللہ صفائی باطن کا ذریعہ:۔ یہ جو قرآن نے بار بار ''یزکیکم'' کا لفظ استعمال کیا اس کے معنی یہی ہیں کہ ان کی صحبت سے تم پر اللہ کی رحمت وارد ہوتی ہے جس سے جذبات دھلتے ہیں اور جذبات دھلنے کے بعد تمہاری عقل میں کتاب اللہ ڈالتے ہیں۔ اگر برتن گندہ ہو اور اس میں قرآن ڈال دیں تو قرآن بھی باہر آتا ہے تو گندگی سے آلودہ ہوتا ہے وہ آلودگی ہمارے نفس کی ہوتی ہے قرآن کی نہیں ہوتی اس آیت میں یہ بہت بڑی حقیقت بتائی گئی ہے کہ جذبات کی تطہیر کے بغیر تعلیم کتاب وحکمت ناقص ہے اس لیے جب ''یعلمکم'' کہا پہلے یہ کہا ''یزکیکم'' کہ وہ تمہاری تطہیر کرتے ہیں برتن مانجھتے ہیں پھر اس میں قرآن کا نور ڈالتے ہیں۔

مدارس میں نظام تصوف کی ضرورت:۔ یہ جتنی آج کل کی درسگاہیں ہیں ان میں تعلیم کا انتظام تو بہت ہے تزکیہ کا کوئی انتظام نہیں یہی وجہ ہے کہ ہمارا مولوی ضمیر بیچتا ہے، ایمان بیچتا ہے (معذرت چاہتا ہوں) اس کا معاشرے میں کوئی مقام نہیں۔ اگر اس کا تزکیہ ہوا ہوتا تو اس کی روش قلندرانہ ہوتی۔ اس کو کسی کا خوف نہ ہوتا۔ وہ وقت کے فرعونوں سے ہرگز نہ ڈرتا۔ یہ تو ایسی پست سطح پر چلا گیا ہے کہ ایک عام آدمی بھی اس پہ ترس کھاتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کو اپنی قدروں کا کچھ احساس نہیں ہے اس کو اپنے ضمیر اور ایمان کا کوئی خیال نہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ ''یزکیکم'' کا حصہ ہم نے حذف کر دیا۔

لفظ ''تزکیہ'' کی تحقیق:۔ ایک اور بات جو آیت کو پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے سمجھائی وہ یہ ہے کہ ''یزکیکم'' کا لفظ زکوۃ سے نکلا ہے۔ جیسا کہ امام راغب رحمہ اللہ اصفہانی نے ''المفردات'' میں لکھا ہے۔ الزکوۃ ...... النمو ...... زکوۃ کا معنی بڑھنا اور پھلنا پھولنا ہے تو تزکیہ کا معنی یہ ہے کہ کسی کو پروان چڑھانا کسی کی نشوونما کرنا دوستو! یہ بات بھی اسی آیت سے مستنبط ہوتی ہے کہ شیخ کسی کی استعداد کو نہیں بدل سکتا وہ صرف اس کی صلاحیتوں کو بروئے کار لا سکتا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے تصوف کا۔

مرشد کا کام صلاحیتوں کو سنوارنا:۔ ایک شخص جو ذہین نہیں ہے معلم اسے تعلیم دینے سے ذہین نہیں کر سکتا۔ یاد رکھیے کہ اسی طرح ہر انسان کی ایک روحانی استعداد ہوتی ہے اس روحانی استعداد کو شیخ نہیں بدل سکتا شیخ کا کام یہ ہوتا ہے کہ جتنی اس کے اندر صلاحیت (innatecapacity) ہے اسے بروئے کار لائے اس کی نشوونما کرے۔ یہ کام ہوتا ہے شیخ کا اور یہی کام پیغمبر علیہم السلام کرتے رہے اسی لیے لفظ جو استعمال فرمایا وہ ''یزکیکم'' فرمایا کہ پروان چڑھاتے ہیں نشوونما کرتے ہیں صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہیں۔

مرشد کیسے چلے اور چلائے:۔ مبلغ، یا شیخ یا مسند وارث نبوت ﷺ کا پہلا کام یہ ہوتا ہے کہ قرآن کا فہم حاصل کرے مگر آپ دیکھیں گے کہ اس ساری آیت میں افاضہ (دوسروں تک فیضان پہنچانے) پر زور دیا گیا ہے آیتوں کو سمجھ کر معاشرے تک ان آیتوں کو پہنچایا خود انوار کا مہبط بن کر فیضان کو دوسروں تک پہنچانا اور تزکیہ کرنا ہے اور خود کتاب اللہ سے اس کی تعلیم دینا ہے۔

مرشد صالح اور نسبت متعدی کے حامل مرشد:۔ بعض لوگ خود بہت صالح ہوتے ہیں مگر ان کی نسبت متعدی نہیں ہوتی دوسروں تک ان کا فیض نہیں پہنچ سکتا۔ بعض لوگ خود بڑے عالم ہوتے ہیں مگر اس علم کو دوسروں تک پہنچانا، افاضہ کرنا ان کے بس کی بات نہیں ہوتی میں نے بعض علماء دیکھے ہیں جو علم کے دریا تھے مگر ان کے طلباء منتیں کرتے تھے کہ ان سے ہمیں نجات دلائیے۔ ان کی کوئی بات ہمارے پلے نہیں پڑتی۔

یہ میں نے مشائخ میں بھی دیکھا بعض لوگ بڑے نیک ہیں ان کی نسبت میں لزوم ہے اپنے تک محدود ہے متعدی نہیں ہے بعض لوگوں کی نسبت میں لزوم ہوتا ہے تعدیہ نہیں ہوتا شیخ وہ ہے جو فیض آگے پہنچا سکے میں نے بعض مشائخ دیکھے جو اگرچہ تصوف کے ابتدائی اسباق سے آگے نہ جا سکے تھے مگر ان اسباق کا فیض انہوں نے بے تحاشا پہنچایا اور بعض ایسے بھی دیکھے کہ خود تو منتہی تھے مگر نسبت متعدی نہ تھی اس لیے دوسروں کو فیض نہ پہنچا سکے۔

مرشد کی مثال ڈاکٹر اور طبیب کی طرح ہے:۔ پھر فرماتے ہیں "ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون"

بعض مجلسیں ایسی ہوتی ہیں جہاں ایسی معرفت حاصل ہوتی ہے جو پہلے حاصل نہیں ہوئی ایسی مجلس نعمت غیر مترقبہ ہے۔

"ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون" جو تم نہیں جانتے تھے وہ معرفت عطا فرما رہے ہیں تو داعی الی اللہ کا کام یہ ہے کہ قرآن کے تیس پارے معاشرے کو سنائے، انکا روحانی تزکیہ کرے اور کتاب وحکمت کی تعلیم دے یہ کام تو ہوا شیخ کا آگے فرماتے ہیں کہ طالب کیا کرے۔ "یا ایھا الذین امنوا استعینوا بالصبرو الصلوٰۃ" اے ایمان والو! تم بھی جم کر کام کرو یاد رکھو شیخ تنہا کچھ نہ کر سکے گا۔

"استعینوا بالصبر" طالب کو بھی چاہیے کہ جم کر کام کرے اور صبر وضبط سے کام لے۔ شیخ تزکیہ کرتے ہوئے کبھی جراحی کا عمل کرتا ہے دوستو! ڈاکٹر جب نشتر لگاتا ہے ہم اس کو دعا دیتے ہیں کہ تم نے کرم کیا۔ اندھے آدمی کو جب اس کا شیخ نشتر لگاتا ہے تو گالی دیتا ہے کہ تم نے یہ کیا کیا؟

مریدین کیلئے عمل جراحی کی ضرورت:۔ قرآن مجید دیکھیے خود اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو ارشاد فرما رہے ہیں "قل لا تمنوا علی سلامکم بل اللہ یمن علیکم ان ھداکم للایمان" آپ ﷺ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ میرے پاس آ کر اپنے ایمان کا احساس مت جتایا کرو تم نے کوئی مجھ پر احسان نہیں کیا اگر تم نے اسلام کو قبول کیا ہے خدا کے احسان کو مانو تم اس کے مرہون منت ہو کہ اس نے تمہیں ہدایت عطا کی ہے یہ نشتر ہے یہ جراحی کا عمل ہو رہا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ جراحی نہیں ہونی چاہیے بھئی آپ ڈاکٹری میں سے surgery کو نکال دیں ہم طب روحانی میں سے اس جراحی کو نکال دیتے ہیں۔ یہ تو سنت اللہ ہے جو طب جسمانی اور طب روحانی دونوں میں یکساں جاری ہے اور اس سے بڑی جراحی کیا ہو سکتی ہے۔ سرداران قریش بیٹھے ہیں اور آپ ﷺ ان سے فرما رہے ہیں "لا تمنوا علی اسلامکم" اپنے اسلام کا احسان مجھ پر مت جتایا کرو۔

راہ سلوک صبر سے طے ہوتا ہے:۔ دوستو! اس راسے میں مار کھانی پڑتی ہے جب تزکیہ ہو صبر کرو قرآن کی تعلیم صبر سے حاصل کرو، حدیث اور فقہ کی تعلیم دلجمعی سے حاصل کرو، ذکر میں صبر سے بیٹھو، قبض ہو تو بھی صبر کرو، کبھی انوار کا نزول نہ ہو تو بھی صبر کرو، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے آدمی بے کیف بیٹھا ہے اس وقت طالب کہے ذکر اللہ تیرے لیے کرتا ہوں، اس لیے نہیں کرتا کہ چٹخارہ آتا ہے وہ تو لذت پرستی ہوئی وہ بھی بت پرستی ہوئی صبر سے کام لو انوار نازل ہوں یا نہ ہوں کیسے بلیغ لفظ فرمائے "استعینوا بالصبر والصلوٰۃ" صبر اور نماز سے قرب کی منازل طے کرنے میں مدد حاصل کرو۔

شریعت اور طریقت کی انتہا:۔ یاد رکھیے شریعت اور طریقت دونوں کی انتہا نماز ہے۔ یہ بڑی چیز ہے نماز ساری عبادتوں کا جوہر ہے نماز کے اندر تسبیح، تحمید اور تمجید بھی ہے اور نماز کے اندر دعا بھی ہے، نماز کے اندر روزہ بھی ہے کہ روز میں آپ کھاتے پیتے نہیں ہیں اختلاط نہیں کرتے ہیں کیا روزے کی تمام برکات شامل نہیں ہیں نماز میں؟ نماز میں حج بھی ہے "فول وجھك شطر المسجد الحرام" مسجد حرام کی طرف رخ کرو دل بیت اللہ میں اٹکا ہوتا ہے نماز میں قرآن کی تلاوت بھی ہے جتنا ہم اللہ کا شکر ادا کریں کم ہے ایسی نماز چونکہ حضور ﷺ کی

جوتیوں کے صدقے میں مل گئی ہے اس لیے ہم نے اس کی قدر نہیں کی۔ ذکر شکر اور صبر ان سب باتوں کا ذکر کرنے کے بعد نماز کی تلقین کی۔ فرمایا ''استعینوا بالصبر والصلوٰۃ'' ذکر کی انتہا بھی نماز ہے شکر کی انتہا بھی نماز ہے۔ یہاں آ کر بات ختم ہوئی 'ان اللہ مع الصابرین'' یقیناً جم کر کام کرنے والوں کو اللہ کی معیت حاصل ہو جاتی ہے۔

مرشد اور مرید کی کامیابی:۔ شیخ اور طالب صبر وضبط کے ساتھ اس پروگرام پر عمل کریں، تو فرماتے ہیں کہ میرے قرب کی تمام منزلیں حاصل ہو جائیں گی، کتنا مکمل پروگرام دے دیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان سب باتوں پر عمل کی توفیق عطاء فرمائیں۔'' واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین''

(اگلی نشست) باسمہٖ

مجالس تزکیہ پر آخری نشست:۔ '' نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم کما ارسلنا فیکم رسولا''

میں نے اس آیت پر گزشتہ ہفتوں میں کچھ باتیں عرض کی تھیں یہ وضاحت کی تھی کہ حضور ﷺ نے جو کام سرانجام دیا اس کا خلاصہ اس آیت میں بیان ہوا ہے سورۃ الجمعہ میں آل عمران میں۔ دو جگہ سورۃ البقرہ میں انہی باتوں کو دہرایا گیا ہے اور ان کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

میں تصوف و مجذوب کا قائل ہوں:۔ میں انکار نہیں کرتا میں خود تصوف کا طالب علم ہوں اس راستے سے گزرا ہوں جس طرح ایک ادنیٰ طالب علم گزرتا ہے میں مجذوب کو بھی مانتا ہوں۔ مجذوب کون ہے؟ مجذوب وہ ہے جو سلوک کے مقامات طے کرتے ہوئے راستے میں کسی مقام کی تجلی اس پر پڑے اور اس کی لوح دماغ چیخ جائے اس کو مجذوب کہتے ہیں مجذوب کا معنی ہے وہ آدمی جس کو کھینچ لیا گیا ہو۔

راہ سلوک کی تجلیات کا ثبوت:۔ دوستو! وہ لوگ اس راستے میں ناواقف ہیں جو سرے سے مانتے ہی نہیں کہ کوئی مجذوب ہو سکتا ہے افراط وتفریط بڑی چیز ہے قرآن میں لکھا ہے کہ پہاڑ پر تجلی پڑی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے ایک ولی جس کے وجود پر پے در پے تجلیاں وارد ہو رہی ہوں بے ہوش ہو جائے تو اس میں اچنبے کی کیا بات ہوئی؟ وہ تجلی تو پہاڑ پر پڑی تھی کچھ اولیاء ایسے بھی ہیں جن کے سینے تجلیات کے مہبط ہوتے ہیں۔

صحیحین سے تجلیات کا ثبوت:۔ مسلم شریف میں ہے۔ حدیث ہی ہے'' اذ انزل الیہ الوحی کرب لذلك وتربد وجھہ''

کہ جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ شدید درد و کرب کی حالت میں ہوتے تھے اور آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل جاتا تھا۔

قالت عائشہ رضی اللہ عنہ '' ولقد رائیتہ ینزل علیہ الوحی فی الیوم الشدید البرد فیفصم عنہ وان جبینتہ لیتفصد عرقا''

(بخاری شریف)

تجلیات پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت:۔ ''وان کان لیوحی الیہ وھو علی ناقتہ فیضرب خزامھا من ثقل مایوحی الیہ'' (عند البیھقی فی الدلائل) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو شدید سردی کے دن آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی اور جب اس کا سلسلہ منقطع ہوتا تو وحی کی شدت سے آپ ﷺ کی پیشانی سے بے تحاشا پسینہ بہتا تھا۔ اور اونٹنی پر سواری کے دوران میں جب آنحضرت ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو وحی کے بوجھ سے اونٹنی کی رفتار میں فرق پڑ جاتا تھا۔ اگر ختم المرسلین اور سید الکونین ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل سکتا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو سکتے ہیں تو ایک غریب ولی اگر بے ہوش ہو گیا ہو تو اس میں تعجب کی کیا بات ہوئی؟ مسئلہ کی نوعیت یہ ہے کہ سید المرسلین ﷺ پر جب تجلیاں پڑیں تو ہوش کی حالت میں رہے حضور ﷺ کی کیفیت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کیفیت سے افضل ہے اس لیے ہوش میں رہنا بے ہوش ہونے سے افضل ہے۔

مجذوب مرفوع القلم ہے:۔ دوستو! میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ مجذوب بیچارہ معذور ہوتا ہے اس کی لوح دماغ چیخ جاتی ہے وہ معذور آدمی ہے وہ کسی کی تربیت کرنے کے قابل نہیں ہوتا اس لیے تمام اولیاء اللہ کا اتفاق ہوا کہ مجذوب کے پاس مت بیٹھو وہ غیر ذمہ دار ہے۔ مرفوع

القلم ہے اس سے کوئی باز پرس نہیں ہے جیسے ایک پاگل سے باز پرس نہیں حدیث میں آتا ہے کہ جونہی ایک انسان مجنون ہوتا ہے فرشتے اس کا نامہ اعمال اٹھا کر لے جاتے ہیں ان کی ڈیوٹی ختم ہو جاتی ہے یہی معنی ہیں مرفوع القلم ہونے کے۔

مجذوب کے بارے میں راہ اعتدال:۔ دوستو! میں یہ جانتا ہوں کہ سالک پر جب تجلی پڑتی ہے تو بعض سالک رقص کرتے ہیں وہ معذور ہیں مجھے حیرت ہوئی کہ یہ بات امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فتاویٰ کی گیارہویں جلد میں لکھی۔ لکھتے ہیں تابعین میں بہت سے ایسے ہوئے ہیں جو بیہوش ہوئے ''فیھم الاضطراب والاختلاج والا غماء'' میں جانتا ہوں کہ تابعین میں سے لوگ بیہوش بھی ہوتے رہے۔ اضطراب کی کیفیت بھی ان پر طاری ہوئی۔ فرماتے ہیں ''ھم معذورون'' میں انہیں معذور جانتا ہوں جتنی سخت تنقید تصوف پر امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کی کسی نے نہیں کی۔ ساتھ ہی فرماتے ہیں میں ان لوگوں کو ہزار درجے ان سے افضل مانتا ہوں جن کی حالت یہ ہے ''فویل للقاسیہ تلوبھم من ذکر الله''جن کے دلوں پر قساوت طاری ہے۔

قرآن مجید نے اہل اللہ کی جو کیفیتیں بیان کردی ہیں ہر کتاب اللہ پر ایمان رکھنے والے کو اپنے جذبات کو ان ہی کیفیتوں میں مقید کرنا چاہیے۔'' واخرد عوانا ان الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی رسوله الکریم ''۔

نام کتاب:۔تقاریر وخطابات..... تقاریر:۔سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ
ناشر:۔فاران اکیڈمی قذافی سٹریٹ ۱۷اردو بازار لاہور (پاکستان)

مقام عبدیت سالک کی منزل:۔ یہ راستہ جس پر ہم سب گامزن ہیں اور جس راستے پر چلنے کے شوق میں ہم سب یہاں اکھٹے ہوئے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کا راستہ۔ اس میں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ اس راستہ میں بارگاہ الٰہی میں سب سے اُونچا مقام ''مقام عبدیت'' ہے جب سالک اس راستے پر چلتا ہے تو کبھی اس کو خیال ہوتا ہے کہ خدا میرا یار ہے وہ میرا محبوب ہے وہ میرا عاشق ہے۔

راہ طریقت کے سالک کا احساس:۔ بالعموم سلوک کے ابتدائی اور درمیانی مرحلوں میں سالک کو اس قسم کا احساس ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی صفات جلالیہ غلبہ محبت کی وجہ سے اس کی نظر سے اوجھل ہو جاتی ہے۔ اس کے مشاہدے میں اس وقت یہ بات نہیں ہوتی کہ اس کا تعلق ''رب السموات والارض'' سے ہے ''رب المشارق والمغارب'' سے اس کا تعلق ہے۔ اس خدا سے ہے جو تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہے جو تمام جہانوں، تمام سلطنتوں اور اقوام وملل کی پرورش کر رہا ہے۔ جو تمام سیاروں کا نظام چلا رہا ہے نظام شمسی اور نظام ارضی ان سب پر حکمران ہے۔

سالک کی ترقی کا اہم راز:۔ سالک کی تربیت کیلئے ایسا ہونا ضروری ہے کہ محبت کے جذبے سے سرشار ہو کر وہ کشاں کشاں منزلیں طے کرتا رہے اور اللہ کی ہیبت اور خوف سے اس کے اعضاء معطل نہ ہوں جب وہ ہوش سنبھالتا ہے اس کو اس راستے میں جب آگہی حاصل ہوتی ہے وہ دیکھتا ہے کہ وہ تو محیط بے کراں ہے اور میں تو ذرا سی آب جو ہوں اس کو اپنے ذرہ بے مقدار ہونے کا احساس ہوتا ہے۔

جوں جوں اس راستے میں انسان آگے جاتا ہے اس کو محسوس ہوتا ہے کہ وہ آقا ہے وہ پروردگار ہے محبت اب بھی باقی ہوتی ہے مگر ایسی محبت جیسے کسی غلام کو اپنے آقا سے ہوتی ہے محبت اب بھی موجود ہوتی ہے مگر محبت اس غلام کی سی ہوتی ہے جو گوشہ چشم سے اپنے آقا کو پیار سے دیکھتا ہے اور اس کی ہیبت بھی اس پر طاری ہوتی ہے اور اس کا جی بار بار کہتا ہے کہ اس کے کتنے احسانات ہیں مجھ پر کتنے انعامات پر ہیں مجھ پر، کتنی نوازشیں ہیں مجھ پر جو یہ کرتا ہے اور ساتھ ہی اس کی عزت وتکریم، اس کا احترام، اس کا ادب، اس کی ہیبت بھی طاری ہوتی ہے۔

مقام عبدیت پر ستون نقشبند کی وضاحت:۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ جو سلسلہ نقشبندیہ کے بہت بڑے ستون ہیں اپنے مکتوبات دفتر اول مکتوب نہم میں مقام عبودیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

''لاجرم مقام عبدیت فوق جمیع مقامات باشد ''یعنی مقام عبدیت تمام مقاموں سے بلند وبرتر ہے۔

آگے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حقیقت بھی سمجھائی کہ یہ مقام سب سے اونچا کیوں ہے؟۔

فرماتے ہیں: چه دید نقص دریں مقام اتم و اکمل است

کیونکہ اس مقام پر آدمی کو اپنی عاجزی اور بیچارگی اور اپنے نقص کا احساس شدید تر ہوتا ہے۔

اور جتنا زیادہ انسان کو اپنی عاجزی، بیچارگی اور بندگی کا احساس شدید تر ہوتا ہے بارگاہ الٰہی میں اس کا مقام بلند تر ہتا ہے۔

فرماتے ہیں: جب مجھے مقام عبدیت کا مشاہدہ کروایا گیا تو میں نے دیکھا کہ

" شہسوار یکہ تازی ایں میداں آں سرور دنیا و دیں و سید الاولین و سید الآخرین حبیب رب العلمین است " میں نے غور سے مشاہدہ کیا کہ ان میں وہ کون شہسوار ہے جو سب سے آگے نکلا ہوا ہے۔ تو میں نے دیکھا کہ وہ حضور اقدس ﷺ کی ذات گرامی تھی۔ جو تمام عباد صالحین اور "مقام عبدیت" پر سرفراز ہونے والوں سے آگے نکل گئے تھے۔

جب اللہ تعالیٰ بہت پیار سے انسانوں کا ذکر کرتا ہے جن کو اللہ نے بہت عطا کیا، آپ دیکھیں گے کہ انہیں لفظ عبد سے یاد فرماتا ہے مثلاً " واذکر عبدنا ایوب " وہ جس کو ہم نے مقام عبدیت پر سرفراز کر دیا تھا وہ جن کا نام ایوب علیہ السلام ہے لوگوں کے سامنے ان کا ذکر تو کرو۔

ولایت کا سب سے اونچا مقام:۔ لفظ "عبد" کا مفہوم ہر آدمی کی سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ دوستو! مجدد صاحب رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا:

لاجرم مقام عبدیت فوق جمیع مقامات باشد " تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نبوت کے بعد ولایت کے جتنے بھی مقامات قرب ہیں۔ عبدیت کا مقام ان سب سے افضل ہے۔

انبیاء علیہم السلام کا مقام عبدیت

حضرت داؤد علیہ السلام کا مقام عبدیت:۔ کسی جگہ فرمایا: "واذکر عبدنا داؤد" وہ جن کو ہم نے مقام عبدیت پر سرفراز کیا تھا داؤد ان کا ذکر لوگوں سے کرو۔

حضور ﷺ کا مقام عبدیت:۔ پھر وہ کہ ختم المرسلین ﷺ تھے اللہ تعالیٰ نے جو اپنے عظیم احسانات و انعامات حضور اقدس ﷺ کی ذات گرامی پر کیے ان کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ لفظ عبد سے یاد فرماتا ہے۔" سبحن الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی " سب عیبوں سے پاک ہے وہ ذات جو اپنے عبد کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا۔

اہل اللہ کا مقام عبدیت اور محبوبیت:۔ معراج ایک بہت بڑا انعام ہے جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ معراج بیداری کی حالت میں جسد اطہر کے ساتھ ہوا۔ غور فرمایئے کہ اس مقام پر لفظ محبوب یا محبّ سے خطاب فرما سکتے تھے لیکن یہاں پر بھی لفظ "عبد" بولا جا رہا ہے بلکہ مجدد صاحب رحمہ اللہ اس خط میں لکھتے ہیں کہ:

محبوباں را بایں مقام مشرف مے سازند " یعنی اللہ کے جو محبوب ہیں اس دنیا میں جب ان کو محبوبیت کی منزل سے آگے لے جاتے ہیں تو مقام عبدیت پر سرفراز کرتے ہیں۔ اور یہ کہ وہاں لے جا کر گفتگو فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی یہ بھی ایک بہت بڑا انعام ہے جو حاصل ہوا۔ وہاں بھی فرمایا" فاوحی الی عبدہ ما اوحی " پھر وہ ذات گرامی جس کو وہ مقام عبدیت پر سرفراز فرما چکے ہیں ان سے جو اشارے ہوئے سو ہوئے۔

بعثت کے ساتھ عبدیت کی نسبت:۔ پھر آپ دیکھئے کہ جب یہ فرمانا مقصود تھا کہ حضور ﷺ تمام جہانوں کی طرف اور تمام قوموں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں تو اس وقت بھی عبد کے لفظ سے یاد فرمایا:" تبارك الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا " بابرکت ہے وہ ذات جس نے یہ آخری صحیفہ اپنے "عبد" پر نازل کیا تا کہ وہ تمام اقوام و ملل کو بدی کے نتائج سے خبردار کر دیں۔ اور جب یہ

بتایا کہ یہ آخری صحیفہ ہے اور اس صحیفہ کے لگے (کی طرح) کوئی کتاب تم قیامت تک نہیں لا سکتے اس وقت بھی کہا:

''ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا سورۃ من مثلہ'' یہ جن کو ہم نے اپنی وحی کا مہبط ٹھہرا دیا ہے اور یہ جن کو ہم آخری مقام عبدیت پر لے جا چکے ہیں۔ان پر جو کچھ نازل کر رہے ہیں۔

اپنی مرضی کو اللہ کی مرضی میں فنا کرنے والے:۔ عبد وہ ہوتا ہے جس کی اپنی مرضی اللہ کی مرضی میں فنا ہو چکی ہو یہ زمانہ جاہلیت کی شاعری میں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔

" الطریق المعبد '' جیسا کہ امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ نے مفردات میں بھی لکھا ہے وہ راستہ جو بالکل ہموار ہو اس میں کوئی اونچ نیچ نہ ہو اس کو " الطریق المعبد " کہتے ہیں اور وہ اونٹ جو بدمستی نہ کرے اور سیدھا چلے ہموار (مطیع) ہو کر اس کو بھی ''البعیر المعبد'' کہتے ہیں۔تو وہ جس کے دل میں اونچ نیچ نہ وہ اور ہوس ختم ہو گئی ہو اور جس کا جی اللہ کے سامنے بالکل جھک گیا ہو اور ہموار ہو اس کے تمام احکامات پر ''سمعنا واطعنا '' کہتا ہو اور بلا چون و چرا اس پر عمل کرتا ہو۔" ثم لا یجد وا فی انفسھم حرجا مما قضیت یسلموا تسلیما ''کی کیفیت طاری ہو کہ دل میں حکم سن کر کوئی تنگی محسوس نہ ہو دل و دماغ کی ہم آہنگی سے کہے کہ بالکل بجا ہے میں ایسے ہی کروں گا اور اس کو رضا میں اپنی اپنی رضا کو فنا کر دے اسے کتاب اللہ کی بولی میں ''عبد'' کہتے ہیں جیسے کہ

ایک بزرگ کا فرمان ہے:

زندہ کنی عطائے تو　　در بکشی خدائے تو

دل شدہ مبتلائے تو　　ہر چہ کنی رضائے تو

تو اگر مجھے زندہ رکھے گا تیری مہربانی ہے تو میرا آقا ہے تو جانتا ہے کہ میرے لیے زندگی بہتر ہے۔اگر قتل کر دے گا خدائے تو میرے جی میں تو کئی دفعہ آیا ہے کہ میں تجھ پر قربان ہو جاؤں دل شدہ مبتلائے تو،میرا دل تیری محبت میں مبتلا ہے

ہر چہ کنی رضائے تو،میں تو تیری رضا چاہتا ہوں

اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہیے کہ وہ عباد صالحین کی جوتیاں سیدھی کرنے کی توفیق دے اور مقام عبدیت کی سمجھ عطا کریں۔آمین۔

''واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم ''(تقاریر وخطابات ص ۳ تا ۱۰)

معرفت الٰہی کے انعامات:۔ یہ پہلا انعام ہے جو فرد کو اس دنیا میں اللہ کے ساتھ تعلق سے حاصل ہوتا ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا:

'' لایقعد من قوم یذکرون اللہ الا حفتھم الملائکۃ وغشیتھم الرحمۃ ونزلت علیھم السکینۃ'' (مسلم)

جو لوگ بھی اللہ کا ذکر کرتے ہیں رحمت کے فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہیں اور سکینت ان پر نازل ہوتی ہے۔

آپ یہ مت خیال کیجیے کہ یہ جو اللہ والے رات بھر اس کے حضور میں بیٹھے رہتے ہیں یونہی خشک اور بے لذت بیٹھتے ہیں۔ان پر اللہ کی رحمتیں برستی ہیں اور انوار الٰہی کا رزق کھاتے ہیں۔وہ روحانی رزق جس کی لذت کے سائے میں کائنات کی تمام لذتیں ہیچ ہیں اگر فیضان الٰہی نہ ہو رہا ہو تو پانچ منٹ بھی مصلے پر نہیں بیٹھا جاتا تسبیح ہاتھ سے چھوٹنے لگتی ہے پھر ٹیک لگاتے ہیں اور لیٹ جاتے ہیں سلطان باہو رحمہ اللہ نے لذت کو یوں بیان کیا۔

الف اللہ چنبے دی بوٹی مرشد من میرے وچ لائی ہو　　نفی اثبات دا پانی ملیا ہر رگے ہر جائی ہو

اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھلن پر آئی ہو　　جیوے مرشد کامل باہو رجیں اے بوٹی لائی ہو

فرماتے ہیں کہ میرے شیخ نے میرے من کی زمین میں لفظ اللہ جو چنبیلی کا پودا تھا لگایا اور ''لا الہ الا اللہ'' کے پانی سے میری رگ رگ اور نس نس کو سینچا فرماتے ہیں کہ اللہ کے ذکر سے میرا سینہ مہک اٹھا ہے اور اس کی لذت سے یوں سرشار ہوا ہوں کہ آپے سے باہر ہوا جاتا ہوں۔

فقہائے پاک و ہند

جلد سوم

تیرھویں صدی ہجری

محمد اسحٰق بھٹی

*

ادارہ ثقافت اسلامیہ

طبع اوّل : ۱۹۸۹ء

تعداد : ۱۱۰۰

ناشر : سراج منیر
ناظم، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور

مطبع : کمبائن پرنٹرز، لاہور

قیمت : روپے

فضائل درود وسلام

فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ

تالیف

امام اسماعیل بن اسحاق القاضی رحمہ اللہ

ترجمہ وتحقیق

حافظ زبیر علی زئی

مکتبہ اسلامیہ

کتاب ---------- فضائل درود وسلام

تالیف ---------- امام اسماعیل بن اسحاق القاضی رحمہ اللہ

اشاعت ---------- فروری 2010ء

قیمت ----------

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون: 042-37244973

بیسمنٹ اطلس بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ فیصل آباد۔ پاکستان فون: 041-2631204, 2034256

دوستو! یہ محض کہاوتیں اور بجھارتیں نہیں ہیں میں بھی انہیں بجھارتیں سمجھتا تھا میں فلسفے کا طالب علم تھا۔ جب تک یہ سب کچھ مجھ پر وارد نہیں ہوگیا خدا کی قسم جھٹلاتا رہا ان سب باتوں کو تو اسی دنیا میں اللہ کی رحمتوں کا ورود ہوتا ہے۔

خاقانی نے بجا کہا تھا:

پس ازسی سال این نکته محقق شدبه خاقانی که یکدم باخدا بودن به ازملک سلیمانی

خاقانی کہتا ہے کہ تیس برس تک میں مارا مارا پھرتا رہا سکون کی تلاش میں تیس برسوں کے بعد یہ بات مجھے قطعیت کے ساتھ معلوم ہوئی کہ ایک پل بھی اگر خدا کی معیت حاصل ہو جائے تو یہ تخت سلیمانی کے ملنے سے بہتر ہے۔ (تقاریر و خطابات، ص ۸)

نام کتاب:۔ فقہائے پاک و ہند تیرہویں صدی ہجری (جلد سوم)

مصنف:۔ مولانا محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ

شیخ غلام علی مجددی دہلوی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف

شیخ الشیوخ وصاحب طریقت:۔ برصغیر کے تیرھویں صدی ہجری کے علماء وفقہا میں جنھوں نے زمرہ صوفیا میں شہرت پائی۔ مولانا شاہ غلام علی دہلوی رحمہ اللہ کا اسم گرامی سرفہرست ہے وہ بجا طور پر شیخ الشیوخ اور صاحب طریقت بزرگ تھے۔

والد محترم کی بیعت قادریہ:۔ ان کا اصل وطن بٹالہ تھا جو مشرقی پنجاب کے ضلع گورداسپور کا مشہور شہر ہے مختلف اوقات میں یہ شہر اصحاب علم اور ارباب فضیلت کا مرکز رہا ہے۔ یہاں ایک خاندان علوی سادات کا تھا، اس خاندان کے بزرگوں میں شاہ غلام علی کے والد ماجد شاہ عبداللطیف بٹالوی رحمہ اللہ بہت مشہور تھے، جو زہد و عبادت اور تقویٰ وقناعت میں عالی مرتبے پر فائز تھے۔ دنیا اور امور دنیا سے منقطع ہو کر جنگلوں کی تنہائی میں جا کر ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے اور کئی کئی مہینے اسی عالم میں گزار دیتے شاہ ناصر الدین قادری رحمہ اللہ کے مرید تھے اور عوام و خواص میں بہت تکریم کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ شاہ غلام علی رحمہ اللہ نے اس صاحب تقویٰ باپ کے گھر ۱۱۵۶ھ (۱۷۴۵ء) میں جنم لیا۔

بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے بشارت:۔ شاہ غلام علی رحمہ اللہ کے عم محترم بھی دین داری اور صالحت کا پیکر تھے جنھوں نے سر سید احمد خان کے بقول رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اشارت یا بشارت سے عبداللہ آپ کا نام رکھا لیکن ''غلام علی'' کے نام سے مشہور ہوئے۔

سلسلہ قادریہ سے نقشبندیہ کا سفر:۔ شاہ غلام علی رحمہ اللہ سترہ اٹھارہ برس کی عمر تک بٹالہ اور اس کے گردو نواح میں رہے اور وہیں کے اساتذہ سے ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ اس زمانے میں ان کے والد شاہ عبداللطیف کا قیام زیادہ تر دہلی میں رہتا تھا اور وہ شاہ ناصر الدین قادری رحمہ اللہ سے بیعت تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ انکے فرزند دلبند کو بھی انہی کے حلقہ بیعت میں شامل کر دیں۔ چنانچہ باپ کی خواہش کے مطابق ۱۱۷۴ھ میں انہوں نے دہلی کا قصد کیا لیکن جس دن وہ دہلی پہنچے اسی دن شاہ ناصر الدین قادری رحمہ اللہ کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد والد بزرگوار نے سعادت مند بیٹے سے کہا کہ آپ جس کی چاہیں بیعت کر لیں اس اثناء میں پورے چار سال مختلف بزرگوں کے آستانوں پر حاضر ہوتے رہے۔ اس وقت دہلی میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کا سلسلہ درس جاری تھا شاہ غلام علی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صحیح بخاری اور حدیث کی دوسری کتابوں کا درس لیا اور سند فراغت سے بہرہ مند ہوئے۔ اس دوران میں حضرت شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ سے بھی استفادہ کیا اب وہ تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر علوم رسمیہ کی تکمیل کر چکے تھے۔

سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت اصلاح:۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد ۱۱۷۸ھ (۱۷۶۴ء) میں مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ کے آستانہ رشد و ہدایت پر پہنچے اور ان کے حلقۂ بیعت میں شامل ہونے کی خواہش ظاہر کی اس وقت عمر کی بائیس منزلیں طے کر چکے تھے اور بھرپور جوانی کا زمانہ تھا مرزا صاحب کے دست حق پرست پر بیعت کی اور یہ شعر پڑھا:۔

ازبرائے سجدہ عشق آستانے یا فتم سرزمینے بودمنظور آسمانے یا فتم

سجدہ عشق کیلئے میں نے ایک آستان پالیا، مجھے تو ایک سرزمین کی ضرورت تھی لیکن میں نے آسمان پالیا۔

۱۵ سال مرشد کی خدمت میں حاضری:۔ بیعت کے بعد پندرہ سال مرشد کی مجلس ذکر وشغل میں بسر کیے اور مجاہدہ وریاضت کی مختلف منزلیں طے کیں یہاں، تک کہ اپنے وقت کے شیخ الشیوخ اور صاحب ارشاد ہوئے۔

۴۵ سال سلسلہ نقشبندیہ کی اشاعت:۔ انہوں نے بیعت تو سلسلہ قادریہ میں کی تھی لیکن ذکر واذکار اور شغل واشغال طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں جاری کیا اور تمام طرق تصوف کی اجازت حاصل کی۔ اپنے مرشد مرزا (مظہر) جان جاناں رحمہ اللہ کی شہادت (۱۰ محرم ۱۱۹۵ھ ۱۷۸۰ء) کے بعد انکے سجادہ نشین ہوئے اور تمام صوفیاء عصر پر فوقیت لے گئے۔ تادم وفات پورے پینتالیس سال مسند ارشاد پر متمکن رہے اور بے شمار لوگوں کو مستفیض فرمایا۔

خانقاہ کیلئے مالی پیشکش اور آپ کا توکل:۔ شاہ غلام علی رحمہ اللہ نہایت پابند سنت اور متوکل علی اللہ تھے۔ اس دور کے امرا اور بادشاہ چاہتے تھے کہ ان کی خدمت کریں اور خانقاہ کو مالی امداد دیں۔ لیکن شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ان کی یہ پیش کش کبھی قبول نہ فرمائی ایک دفعہ والی ٹونک نواب امیر محمد خاں نے انتہائی التجا سے ان کے اور خانقاہ کے درویشوں کیلئے وظیفہ مقرر کرنے کی درخواست کی۔ جواب میں ان کو یہ شعر بھیجا:۔

ماآبروئے فقر و قناعت نمی بریم با امیر خاں بگوئے که روزی مقرراست

ہم فقر وقناعت کی آبرو ہاتھ سے جانے نہیں دیں گے۔ امیر خاں سے کہہ دو کہ روزی اللہ کے ہاں سے مقرر ہے۔

لاتعداد لوگوں کی بیعت اصلاح:۔ ان کی ذات سے بے شمار لوگوں نے فیض پایا اور بہت سے ملکوں کے لاتعداد افراد نے حاضر خدمت ہو کر ان سے بیعت کی۔ ہندوستان کے علاوہ ترکی، شام، بغداد، مصر، چین، افغانستان، کردستان اور حبشہ سے لوگ انکے آستانے پر حاضر ہوئے اور شرف ارادت حاصل کیا۔ وہ عوام وخواص کا مرکز عقیدت اور مرجع خلائق تھے۔ کہنا چاہیے۔

چو کعبه قبله حاجت شداز دیار بعید روند خلق بدیدارش از بسی فرسنگ

چونکہ کعبہ مرکز حیات قرار پایا ہے اس لیے لوگ دور دور کا سفر کر کے اس کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔

خانقاہ مجددیہ کا نظم ونسق:۔ ان کی خانقاہ میں ہر وقت کم وبیش پانچ سو فقیر اور درویش رہتے تھے جو ان سے فیض حاصل کرتے تھے اور باوجود یہ کہ امداد کیلئے کہیں سے باقاعدہ ایک حبہ بھی مقرر نہ تھا لیکن سب کے کھانے پینے اور لباس کا وہ خود ہی انتظام کرتے تھے اور یہ تمام سلسلہ اللہ تعالیٰ کی غیبی امداد سے چلتا تھا۔ فیاضی اور سخاوت کا یہ عالم تھا کہ کبھی سائل خالی ہاتھ نہیں لوٹایا۔ جس نے جو مانگا دے دیا۔ جو اچھی اور عمدہ چیز بطور تحفہ کہیں سے آتی اس کو بیچ کر فقراء پر خرچ کر دیتے۔ جو موٹا کھسوٹا لباس خانقاہ کے درویشوں کو میسر ہوتا وہی خود بھی پہنتے جو کھانا عقیدت مند کھاتے وہی آپ تناول فرماتے۔

خاك نشینی است سلیمانیم ننگ بود افسر سلطانیم

هست بسے سال که می پوشمش کهنه نه شاد جامه عریانیم

میری سلیمانی خاک نشینی ہے میرے لیے سلطانی کا تاج باعث ننگ ہے۔ بہت مدت سے میں لباس عریانی پہن رہا ہوں لیکن ابھی تک وہ لباس پرانا نہیں ہوا۔ یعنی حرص وطمع اور فخر وغرور سے میرا دل پاک ہو گیا ہے۔

اگر کبھی اسباب مادی اور سامان دنیا کا ذکر آتا تو بیدل کا یہ شعر پڑھتے۔

حرص قانع نیست بیدل ورنه اسباب جهاں هرچه مداریم زاں هم اکثرے درکار نیست

اے بیدل! حرص میں قناعت ہی نہیں ہے ورنہ ہمارے پاس جو کچھ ہے اس کا بیشتر حصہ ایسا ہے جس کی ہمیں ضرورت نہیں یعنی بہت

سی چیزیں ایسی ہیں جو ہماری ضرورت سے زائد ہیں۔

نبوی ﷺ فقر کی عملی مثال:۔ ان کے شب و روز کا زیادہ حصہ عالم بیداری میں گزرتا بہت کم سوتے، زیادہ تر مصروف عبادت رہتے، نیند غالب آتی تو جانماز پر ہی سو جاتے۔ خانقاہ میں بوریا کا فرش اور بوریا ہی کا مصلی تھا۔ وہیں چمڑے کا ایک تکیہ تھا۔ دن رات اسی مصلے پر نشست رہتی اور تمام وقت عبادت میں بسر ہوتا۔ طالبین ارد گرد حلقہ بنا کر بیٹھے رہتے اگر کوئی شخص فرش کیلئے کہتا تو جواب میں سکندر لودی کے معاصر جمالی کے یہ شعر پڑھتے۔

لنگے زیر و لنگے بالا نے غم دزد و نے غم کالا
گزکے بوریا و پوستکے دلکے پر ز دردوستکے
ایں قدر بس بود جمالی را عاشق رند لا ابالی را

ایک لنگی نیچے اور ایک لنگی اوپر یہی ہمارا لباس ہے جس کے سبب نہ تو کسی چور کا ڈر ہے اور نہ کسی سامان کا غم۔

ایک گز بوریا اور پوستین اور ایسا دل جو درد اور دوست کی آرزو سے پر ہے۔ جمالی کیلئے جو ایک عاشق اور رند لا بالی ہے یہی بہت ہے۔

امور سنت کا اہتمام:۔ انہوں نے احکام شریعت سے کبھی تجاوز نہ کیا ہمیشہ امور سنت کو پیش نظر رکھا مال مشتبہ ہرگز قبول نہ کرتے جو شخص خلاف شرع اور خلاف سنت کوئی حرکت کرتا اس سے نہایت خفا ہوتے اور اس کا اپنے قریب آنا گوارا نہ کرتے اس سے مخاطب ہو کر فرماتے۔

یا مرو با یار ازرق پیرہن یا بکش بر خانماں انگشت نیل
یا مکن با پیلبانان دوستی یا بنا کن خانہ در خورد پیل

یا تو نیلے لباس والے دوست کے پاس نہ جانا یا پھر خاندان پر نیل کی انگلی پھیر دے۔ یا تو مہاوتوں کے ساتھ دوستی نہ رکھ یا پھر ہاتھی کے لائق اپنا گھر بنا۔

مطلب یہ ہے کہ ہمارے شریک مجلس ہونا چاہتے ہو یا ہماری صحبت و رفاقت میں آنے کا ارادہ ہے تو ہمارا رنگ اختیار کرنا ضروری ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ احکام شرع کی مخالفت بھی کرو اور ہمارے حلقے میں بیٹھو یہ دو عملی یہاں نہیں چلے گی۔

مرشد نقشبند کا نظام الاوقات:۔ شاہ غلام علی رحمہ اللہ نے اپنے اوقات شب و روز کا ایک نقشہ بنا رکھا تھا جس پر وہ سختی سے عمل کرتے تھے نماز فجر اول وقت میں ادا کرتے۔ اس کے بعد تلاوت قرآن مجید ہوتی وہ قرآن کے حافظ تھے اور قرأت میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ اشراق تک حلقہ مریدین میں بیٹھتے اور صوفیاء کے طریقے کے مطابق توجہ اور استغراق کا سلسلہ جاری رہتا۔ نماز اشراق سے فارغ ہو کر تفسیر اور حدیث کا درس دیتے۔ پھر تھوڑا سا کھانا کھا کر سنت نبوی ﷺ کے مطابق قیلولہ کرتے۔ بعد ازاں اول وقت نماز ظہر ادا کی جاتی۔ پھر طلبا و مریدین کو تفسیر، حدیث، فقہ اور تصوف کی کتابیں پڑھاتے۔ فقہی مسائل کی بھی وضاحت فرماتے نماز عصر تک یہ سلسلہ جاری رہتا، عصر کی نماز سے اول وقت میں فراغت کے بعد مریدین کا حلقہ قائم ہوتا۔ عشاء کے بعد وظائف میں مشغول ہو جاتے اور اسی حالت میں نیند آ جاتی پھر تہجد کے لئے اٹھ جاتے۔ عقیدت مندوں کو بھی نماز تہجد کی تاکید فرماتے۔

نامور صوفی انقلاب خیز شخصیت:۔ بلا شبہ شاہ صاحب رحمہ اللہ ممدوح تیرھویں صدی ہجری کے جید عالم، نامور صوفی، عظیم المرتبت فقیہہ، عابد و زاہد اور صاحب فضل و کمال بزرگ تھے۔ ان کی وجہ سے دیار ہند کی روحانی دنیا میں بہت بڑا انقلاب رونما ہوا۔ اور لوگوں کے قلب و ذہن کی دنیا متغیر ہوئی۔ اسی بنا پر ان کے عقیدت مند انہیں تیرھویں صدی کا مجدد قرار دیتے ہیں۔ ہندوستان کے لوگ تو بہت بڑی تعداد میں ان کے حلقۂ عقیدت میں شامل تھے ہی دیگر اسلامی ممالک کے بھی بے شمار حضرات ان سے مستفیض ہوئے اور پھر انہوں نے اپنے اپنے علاقوں میں جا کر دین خالص کی تبلیغ و اشاعت کا فریضہ انجام دیا۔

مہتم بالشان اوصاف:۔ شاہ غلام علی رحمہ اللہ نے شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے مدرسے میں تعلیم حاصل کی ۔لیکن دہلی میں ان کی خانقاہ تصوف شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے حلقۂ درس کا مقابلہ کرتی تھی اور انکے اثر ورسوخ کا دائرہ انتہائی وسعت اختیار کر گیا تھا۔ان میں بیک وقت دو مہتم بالشان اوصاف پائے جاتے تھے۔یعنی طریق ولی اللّٰہی کا اعتدال وتوازن اور علم وعرفان بھی ان میں بدرجہ اتم موجود تھا اور مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے جذبہ احیائے دین، ذوق تصوف اور ولولہ اتباع سنت سے بھی پوری طرح بہرہ مند تھے۔علوم عقلی ونقلی کے ماہر اور تبلیغ واشاعت دین کے دلدادہ تھے۔

دنیا بھر میں سلسلہ نقشبندیہ کا فیض:۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ کے تلامذہ اور مسترشدین کا حلقہ بہت وسیع تھا اور اس میں ہندوستان کے ہر علاقے اور اسلامی ملکوں کے ارباب کمال شامل تھے۔ان میں سے جن حضرات نے خاص طور پر سے شہرت پائی۔ان میں سید اسماعیل مدنی، شیخ احمد کردی، شیخ خالد رومی، شیخ محمد جان باجوری، شیخ ابوسعید دہلوی، ان کے بیٹے مولانا احمد سعید دہلوی، مولانا رؤف احمد رام پوری، مولانا بشارت اللہ بہرائچی اور سید ابوالقاسم حسینی واسطی رحمہم اللہ کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ان تمام حضرات نے بے پناہ دینی وعلمی خدمات انجام دیں۔خالد رومی رحمہ اللہ نے اپنے وطن ترکی واپس جا کر مرشد کے علم وتصوف کو خوب پھیلایا اور تمام دولت عثمانیہ میں اس کی تبلیغ واشاعت کی۔ وہ ترکی کے بلند پایہ علماء میں سے تھے۔عربی اور فارسی کے شاعر بھی تھے۔انہوں نے اپنے مرشد شاہ غلام علی رحمہ اللہ کی تعریف میں کئی قصیدے لکھے ایک قصیدے کا مطلع یہ ہے۔

خبرازمن دہیدآں شاہ خوباں رابہ پنہانی کہ عالم زندہ شدہ بار دگراز ابر نیسانی

حسینوں کے اس بادشاہ کو میری طرف سے یہ خبر پوشیدہ طور پر پہنچا دو کہ ابر نیسانی کی بدولت دنیا ایک مرتبہ پھر زندہ ہوگئی ہے۔ اس سے آگے چل کر کہتے ہیں:۔

امام اولیاء سیاح پیدائے خدا بینی ندیم کبریا ملاح دریائے خدادانی

مہین راہنمایاں ، شمع اولیائے دیں دلیل پیشوایاں قبلہ اعیان روحانی

چراغ آفرینش ، مہر برج دانش بو بینش کلید گنج حکمت محرم اسرار سبحانی

امین قدس عبداللہ شکز التفات او دہد سنگ سیاہ خاصیت لعل بد خشانی

ان اشعار کا ترتیب وار ترجمہ یہ ہے: وہ اولیاء کا امام اور خدابینی کا ظاہر سیاح ہے۔وہ کبریا کا ندیم اور پیشواؤں کے سمندر کا ملاح ہے۔ وہ راہنماؤں کا سردار اور تمام اولیائے دین کی شمع ہے۔وہ حکمت کا رہبر اور روحانی بزرگوں کا قبلہ ہے۔
وہ خلقت کا چراغ اور دانش وبینش کے برج کا سورج ہے۔وہ حکمت کے خزانے کی چابی اور اسرار سبحانی کا محرم ہے۔
قدس کا امین یعنی عبداللہ ایک ایسا بادشاہ ہے جس کی عنایت وتوجہ سے سنگ سیاہ میں لعل بدخشانی کی خاصیت پیدا ہوگئی ہے۔

علمی وروحانی عروج کا زمانہ:۔ حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ کے زمانے کو سیاسی اعتبار سے ہندوستان کے دور زوال سے تعبیر کیا جاتا ہے لیکن علمی اور روحانی لحاظ سے یہ نہایت عروج کا زمانہ تھا۔اس میں لاتعداد علماء ومشائخ کے درس وتدریس اور تصوف وسلوک کے حلقے قائم تھے، جن کے اثر ورسوخ اور شہرت وقبولیت کے دائرے برصغیر کی سرحدوں سے بھی آگے نکل گئے تھے اور بہت سے اسلامی ملکوں تک پھیلتے چلے گئے تھے۔دہلی کے افق پر اس وقت علم ومعرفت کا جو شامیانہ ہوا تھا اس کے متعلق شیخ خالد رومی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

بہ دہلی ظلمت کفرا ست، گفتند و بہ دل گفتم بہ ظلمت رواگردر جستجوئے آب حیوانی

یعنی مجھے بتایا گیا کہ دلی میں کفر کی تاریکی چھائی ہوئی ہے میں نے اپنے دل سے کہا کہ اگر تجھے آب حیات کی ضرورت ہے تو پھر تاریکی ہی کی طرف چل۔

جامع شریعت وطریقت:۔ بہرحال شاہ غلام علی رحمہ اللہ دہلوی دنیائے تصوف وطریقت کے بادشاہ ہونے کے ساتھ ساتھ علوم عقلی و

نقلی کے بھی ماہر تھے۔ان کے ملفوظات ''درالمعارف'' کے نام سے ان کے ایک مرید مولانا رؤف احمد رام پوری نے مرتب کیے جو دینی، تاریخی اور معاشرتی حیثیت سے بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ان کے مکاتیب بھی شائع ہو چکے ہیں۔ بلاشبہ وہ تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر مروجہ علوم کے ماہر تھے اور ان علوم کا باقاعدہ طلبا کو درس دیتے تھے۔انہوں نے تمام عمر شادی نہیں کی، تجرد کی زندگی بسر کی، وظائف واوراد، تعلیم وتدریس اور تلامذہ ومریدین کی ذہنی وروحانی اور علمی تربیت ہی انکا دن رات کا مشغلہ تھا۔اس عالم اجل اور ولی کامل نے ۱۲۔صفر ۱۲۴۰ھ کو دہلی میں وفات پائی اور بہت بڑی تعداد میں لوگ ان کے جنازے میں شریک ہوئے۔۳۵۔''اللھم برد مضجعه ووسع مدخله''۔

(آثار الصنادید ص ۲۰۷ تا ۲۱۲۔ واقعات دارالحکومت دہلی ج ۲ ص ۱۵۳ تا ۱۵۵۔ نزھۃ الخواطر ج ۷ ص ۳۵۶ تا ۳۵۸۔ رود کوثر ص ۶۴۹ تا ۶۵۷۔ تذکرہ علماء ہند ص ۱۵۵۔ علم وعمل ج ۱ ص ۲۶۰۔ خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۶۹۳ تا ۶۹۸۔ گلزار اولیاء ص ۴۷ تا ۵۴ بحوالہ فقہائے پاک وہند ج ۳۔ص ۱۰۸ تا ۱۱۷)

نام کتاب: فضائل درود وسلام فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ.....تالیف: امام اسماعیل بن اسحاق القاضی رحمہ اللہ ترجمہ وتحقیق: حافظ زبیر علی زئی......ناشر:۔مکتبہ اسلامیہ اردو بازار (لاہور)

اہمیت درود وسلام صحیح احادیث کی روشنی میں

(۱) مشہور تابعی امام طاؤس رحمہ اللہ ''السلام علی النبی'' پڑھتے تھے۔(دیکھئے مسند السراج: ۸۵۲ وسندہ صحیح)

(۲) التحیات کے سکھانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو (نماز میں) درود پڑھنے کا حکم دیا: فرمایا کہو!

''اللھم صل علی محمد وّعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انّك حمید مّجید، اللھمّ بارك علی محمد وّ علی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انك حمید مجید''

اے اللہ! محمد اور آل محمد (ﷺ) پر درود (رحمتیں) بھیج جس طرح کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمتیں نازل فرمائیں، اے اللہ! محمد اور آل محمد (ﷺ) پر برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم (علیہ السلام) پر برکتیں بھیجیں۔

(صحیح البخاری: ۳۳۷۰، البیہقی فی السنن الکبریٰ ۱۴۸/۲ ح ۲۸۵۶ عن کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ) (بحوالہ فضائل درود وسلام: ص ۱۰)

(۳) سیدنا ابوطلحہ زید بن سہل الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس ایک فرشتہ آیا تو اس نے کہا: اے محمد ﷺ آپ کا رب فرماتا ہے: کہ آپ اس پر راضی نہیں کہ آپ کی امت میں سے کوئی شخص آپ پر ایک دفعہ صلوۃ (درود) پڑھے تو میں اس پر دس دفعہ رحمتیں نازل فرماؤں اور آپ پر کوئی شخص ایک دفعہ سلام کہے تو میں دس دفعہ اس پر سلامتی نازل فرماؤں؟ (فضل الصلوۃ: ۲ وسندہ حسن)

(۴) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھ پر (ایک دفعہ) درود پڑھے گا تو اللہ اس پر دس دفعہ رحمتیں نازل فرمائے گا۔(فضل الصلوۃ: ۸ وسندہ صحیح، صحیح مسلم: ۴۰۸ بحوالہ فضائل درود وسلام: ص ۱۰)

(۵) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لاتجعلوا بیوتکم قبوراً ولا تجعلوا قبری عیداً وصلوا علی فان صلوتکم تبلغنیی حیث کنتم) اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور میری قبر کو عید (بار بار آنے کی جگہ) نہ بناؤ اور مجھ پر درود پڑھو کیونکہ تم جہاں کہیں بھی ہوگے تمہارا درود مجھ تک پہنچ جائے گا۔(سنن ابی داؤد: ۲۰۴۲ وسندہ حسن)

(۶) سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبریل آئے تو کہا......! دور ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر ہو پھر وہ آپ پر درود نہ پڑھے تو میں نے کہا: آمین۔(فضل الصلوۃ: ۱۹، وسندہ حسن بحوالہ فضائل درود وسلام: ص ۱۱)

(۷) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ کے فرشتے زمین میں سیر کرتے ہیں وہ مجھے میری

امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔(فضل الصلوۃ:۲۱ وسندہ صحیح)

(۸) سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''أولی الناس بی یوم القیامة، اکثرهم علیّ صلوة'' قیامت کے دن وہ لوگ سب سے زیادہ میرے قریب ہوں گے جو سب سے زیادہ مجھ پر درود پڑھتے ہیں۔

(سنن الترمذی:۴۸۴ وسندہ حسن وقال الترمذی: ''حسن غریب'') ایک اور روایت کیلئے دیکھئے سنن الترمذی (۵۹۳ وسندہ حسن وقال الترمذی: حسن صحیح بحوالہ فضائل درود وسلام: ص۱۱)

(۹) سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ما قعد قوم مقعداً لا یذکرون فیه الله عزوجل ویصلّون علی النبی الا کان علیهم حسرة یوم القیامة وان دخلوا الجنة للثواب'' جو لوگ کسی ایسی مجلس میں بیٹھتے ہیں جس میں وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے اور نبی ﷺ پر درود نہیں پڑھتے تو قیامت کے دن یہ مجلس (اجرِ عظیم سے محرومی کی وجہ سے) ان کیلئے حسرت کا باعث ہوگی اگرچہ وہ ثواب کیلئے جنت میں بھی داخل ہو جائیں۔(مسند احمد ۲/ ۴۶۳ ح ۹۶۵۴ مفہوماً وسندہ صحیح)

اس مفہوم کی روایت موقوفاً بھی ثابت ہے (دیکھئے فضل الصلوۃ علی النبی ﷺ: ۵۴، ۵۵ بحوالہ فضائل درود وسلام: ص۱۲)

(۱۰) سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔(فضل الصلوٰۃ ۳۲)

(۱۱) سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نماز میں اللہ کی بزرگی بیان نہیں کی اور نہ نبی ﷺ پر درود ہی پڑھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نے جلدی کی ہے پھر آپ ﷺ نے اسے بلایا تو اسے یا دوسرے شخص سے کہا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو اللہ کی بزرگی بیان کرے اور اس کی تعریف کرے پھر نبی ﷺ پر درود پڑھے پھر جو چاہے، دعا مانگ لے۔(فضل الصلوۃ:۱۰۶، وسندہ حسن)

(۱۲) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''من صلی علی صلوة واحدة صلی الله علیه عشر صلوات و حطت عنه عشر خطیئات ورفعت له عشر درجات'' جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھا تو اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس شخص کے دس گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کے دس درجے بلند کئے جاتے ہیں۔

(سنن النسائی ۳/ ۵۰ ح ۱۲۹۸، وسندہ صحیح۔ عمل الیوم واللیلۃ: ۶۲۔ السنن الکبریٰ للنسائی: ۹۸۹۰)

(۱۳) سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''البخیل الذی من ذکرت عنده فلم یصل علیّ'' بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

(سنن الترمذی: ۳۵۴۶ وسندہ حسن وقال الترمذی: ''حسن غریب صحیح'' بحوالہ فضائل درود وسلام: ص۱۳)

اولیائے کرام اور اہمیت درود وسلام

نبی ﷺ پر درود وسلام کے جتنے صیغے بھی صحیح احادیث اور آثار سلف صالحین سے ثابت ہیں پڑھنے جائز ہیں۔

(۱) یزید بن عبداللہ بن الشخیر رحمہ اللہ (ثقہ تابعی کبیر) نے فرمایا: لوگ ''اللهم صل علی محمد النبی الامی (علیہ السلام)'' کہنا پسند کرتے تھے۔(فضل الصلوۃ: ۶۰ وسندہ صحیح)

(۲) عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ نبیوں پر درود پڑھیں اور عام مسلمانوں کے لئے دعا کریں۔(فضل الصلوۃ: ۶۷ وسندہ صحیح)

(۳) مشہور تابعی محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا: نبی ﷺ کی اگلی اور پچھلی تمام لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں اور مجھے آپ پر درود پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔(فضل الصلوۃ: ۸۷ وسندہ صحیح)

(۴) عبداللہ بن ابی عتبہ رحمہ اللہ نے منیٰ (مکہ) میں اللہ کی حمد وثناء بیان کی، نبی ﷺ پر درود پڑھا اور دعائیں مانگیں پھر انہوں

نے اٹھ کر نماز پڑھائی۔(دیکھئے فضل الصلوۃ:۹۰ وسندہ صحیح)(فضائل درود وسلام:ص۱۳)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:" اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول ثم صلوا علی فانه من صلی علی صلوٰۃ صلی الله علیه بها عشراً" جب تم مؤذن کو(اذان دیتے ہوئے)سنو تو اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھتا ہے تو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔الخ (صحیح مسلم:۳۸۴،ترقیم دارالسلام:۸۴۹)

مطرف بن عبداللہ بن الشخیر رحمہ اللہ نے فرمایا:" کنا نعلم التشهد فاذا قال: وشهدا ان محمدا عبده ورسوله یحمد ربه شماء ویثنی علیه ثم یصلی علی النبی صلی الله علیه (وآله وسلم) ثم یسال حاجته " ہمیں تشہد سکھایا جاتا تھا پھر جب" واشهد انا محمد عبده رسـول" کہے تو اپنے رب کی حمد وثناء میں سے جو چاہے کہے پھر نبی ﷺ پر درود پڑھے پھر اپنی ضروریات مانگے یعنی دعا کرے۔(تہذیب الآثار للطبری:الجزءالمفقود ص۲۶۰ ح۴۴۲ وسندہ صحیح، فتح الباری۱۱/۱۶۴ تحت ح۶۳۵۷، ۶۳۵۸ وقال:"بسند صحیح")(فضائل درود وسلام:ص۱۴)

سیدنا ابوحمید الساعدی یا سیدنا ابواسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:اذا دخل احدکم المسجد فیسلم علی النبی ﷺ... الخ جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو نبی ﷺ پر سلام کہے۔الخ (سنن ابی داود:۴۶۵ وسندہ صحیح)(فضائل درود وسلام:ص۱۴)

درود شریف کے ضروری مسائل:۔درود کا ایک معنی دعا بھی ہے،(دیکھئے سنن الترمذی،۷۸۰)

دوسرے انبیاء کرام کے ناموں کے ساتھ ﷺ کہنا بھی صحیح ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:فینزل عیسی بن مریم صلی الله علیه وسلم " پھر عیسیٰ بن مریم ﷺ نازل ہوں گے۔(صحیح مسلم درسی نسخہ: ج۲ ص۳۹۲ ح۲۸۹۷)(فضائل درود وسلام:ص۲۶)

اذان کے بعد درود پڑھنا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔(دیکھئے تخریج فضل الصلوۃ علی النبی ﷺ ح۴۸)۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت نبی ﷺ پر سلام کہنا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔(دیکھئے سنن ابی داؤد۴۶۵ وسندہ صحیح)

لہٰذا مسجد میں داخل ہوتے وقت مسجد کی دعا کے بعد یا پہلے السلام " علیٰ رسول الله " پڑھنا مسنون ہے۔

مجلس میں کم از کم ایک دفعہ درود پڑھنا بھی اجر وثواب کا باعث ہے۔(دیکھئے فضل الصلوۃ النبی ﷺ ۵۴ بحوالہ فضائل درود وسلام:ص۲۶)

نبی کریم ﷺ والا تو درود پڑھنا تواتر کے ساتھ کتب احادیث میں ثابت ہے نیز دیکھئے اسی باب کا فقرہ:۵)

صحابہ کرام کے ساتھ رضی اللہ عنہم (رضی اللہ عنہ ونحو المعنیٰ) لکھنے کا ثبوت قرآن مجید سے ملتا ہے۔(دیکھئے سورہ الفتح ۱۸)

کتب احادیث میں یہ ترضی (رضی اللہ عنہ وغیرہ) تواتر کے ساتھ موجود ہے۔

تابعین اور ان کے بعد آنے والے مسلمانوں کے ساتھ رحمہ اللہ، رحمتہ اللہ یا رحمہم اللہ (وغیرہ) کے مناسب الفاظ لکھنے یا کہنے چاہئیں۔(فضائل درود وسلام:ص۲۷)

صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے،ص "ﷺ" علیہ السلام کی بجائے" ؑ "اور رضی اللہ عنہ کی بجائے" ؓ" لکھنا صحیح نہیں ہے بلکہ آداب کے منافی ہے۔

ص "ﷺ" کے رد کیلئے دیکھئے مقدمہ ابن الصلاح (ص۲۰۸، ۲۰۹، دوسرا نسخہ ص۲۹۸، ۲۹۹) اور اختصار علوم الحدیث لابن کثیر (بتر جمتی و تحقیقی ص۸۷)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی نماز کا ذکر کیا اور فرمایا: پھر جب میں بیٹھ گیا تو اللہ کی ثنا بیان کی پھر نبی ﷺ پر درود پڑھا پھر اپنے لئے دعا کی تو نبی ﷺ نے فرمایا:" سل تعطه، سل تعطه" مانگو تمہیں ملے گا، مانگو تمہیں ملے گا۔(سنن ترمذی:۵۹۳ وسندہ حسن،وقال الترمذی:حسن صحیح)(فضائل درود وسلام:ص۲۸)

بازار میں بھی نبی ﷺ پر درود پڑھنا چاہیے۔(دیکھئے جلاء الافہام ص۴۰۰)



قال اللہ تعالیٰ

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ (۵۵)

"نصیحت کیجئے کیونکہ نصیحت ایمان والے بندوں کو نفع پہنچاتی ہے"

اسلامی خطبات

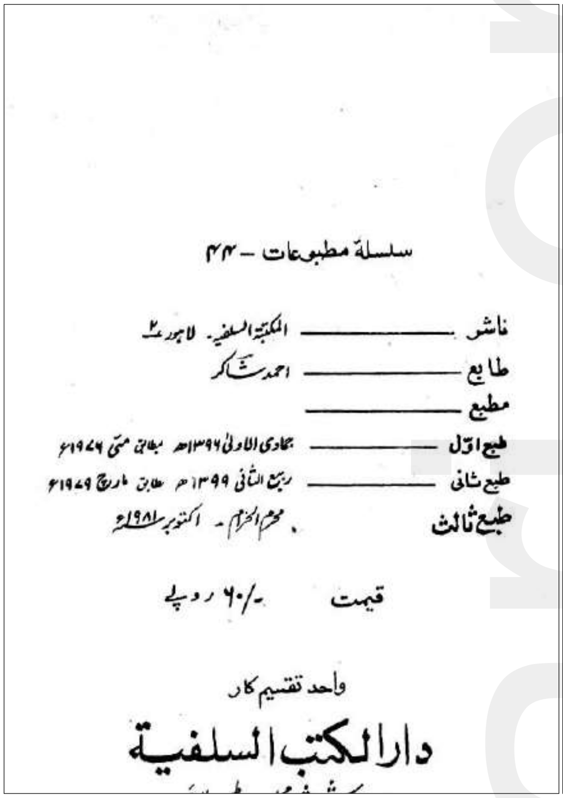
مصنفہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام صاحب بستوی (دہلوی) رحمۃ اللہ تعالیٰ

۱۳۲۷ھ / ۱۹۲۹ء —— ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء

ناشر

المکتبۃ السلفیۃ ○ شیش محل روڈ ○ لاہور



سلسلۂ مطبوعات — ۴۴

ناشر ——— المکتبۃ السلفیۃ لاہور ۲

طابع ——— احمد شاکر

مطبع ———

طبع اول ——— جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ مطابق مئی ۱۹۷۶ء

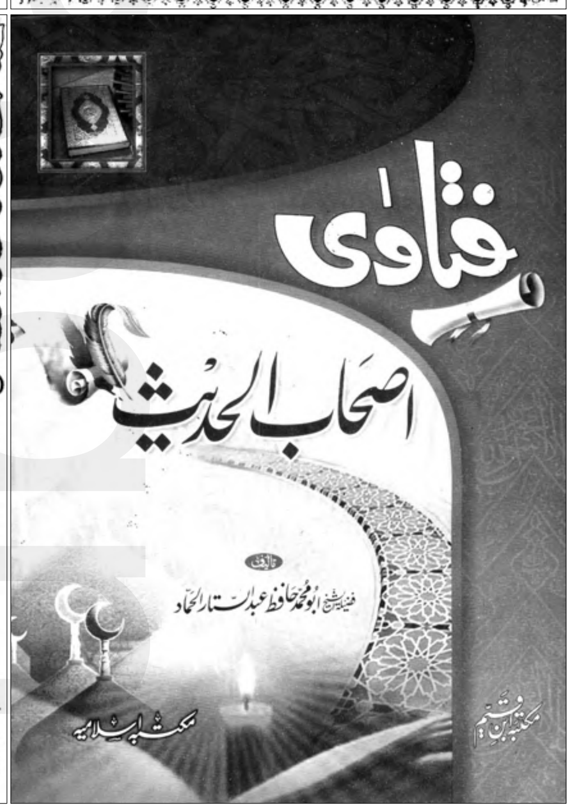
طبع ثانی ——— ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ مطابق مارچ ۱۹۷۹ء

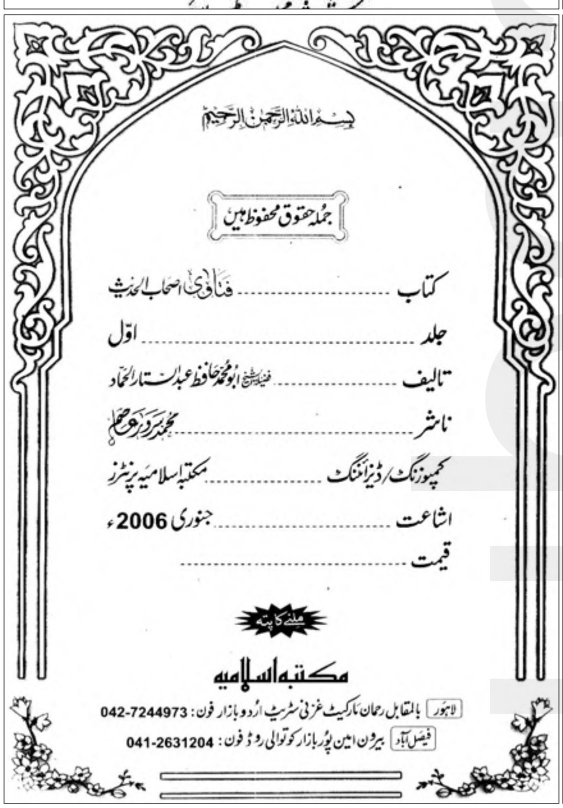
طبع ثالث ——— محرم الحرام - اکتوبر ۱۹۸۱ء

قیمت -/۶۰ روپے

واحد تقسیم کار

دارالکتب السلفیۃ





بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب .... فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد .... اول

تالیف .... فضیلۃ الشیخ ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد

ناشر .... محمد سرور عاصم

کمپوزنگ/ڈیزائننگ .... مکتبہ اسلامیہ پرنٹرز

اشاعت .... جنوری 2006ء

قیمت ....

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلامیہ

لاہور بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اُردو بازار فون: 042-7244973

فیصل آباد بیرون امین پور بازار کوتوالی روڈ فون: 041-2631204

سعی کے دوران میں صفا و مروہ کی پہاڑی پر چڑھ کر درود پڑھنا ثابت ہے۔ (دیکھئے فضل الصلوۃ: ۸۷) (فضائل درود و سلام: ص 29)

درود کے خادم فرشتوں پر مستند روایت: ''حدثنا مسدد قال: ثنا یحیی عن فسیان: حدثنی عبداللہ بن السائب عن زاذان عن عبداللہ ھوا بن مسعود، عن النبی ﷺ قال: ان اللہ فی الارض ملائکۃ سیاحین یبلغونی من امتی السلام''

ہمیں مسدد نے حدیث بیان کی، کہا، ہمیں یحیٰی (بن سعید القطان) نے حدیث بیان کی، انہوں نے سفیان (ثوری) سے انہوں کہا: مجھے عبداللہ بن السائب نے حدیث بیان کی، زاذان (ابو عمر) سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے انہوں نے نبی ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا: اللہ کے فرشتے زمین (پر) سیر کرتے ہیں وہ مجھے میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔

تحقیق: اس کی سند صحیح ہے۔

(اسے نسائی المجتبیٰ ۳ /۴۳ ح۱۲۸۳: الکبریٰ /الملائکہ من حدیث محمد بن بشارعن یحییٰ القطان، بحوالہ تحفہ الشراف ۷/۲۱ ح۹۲۰۴) احمد (۴۴۱/۱) اور ابن حبان (الاحسان: ۹۱۰ یا ۹۱۴) وغیرہم نے سفیان ثوری کی سند سے روایت کیا ہے۔

سفیان ثوری نے سماع کی تصریح کر دی ہے اور اہل سنت کے جلیل القدر ثقہ راوی میں راذان ابو اعمر الکندی پر ہر قسم کے جرح مردود ہے۔ والحمدللہ۔

تفصیل کے لئے دیکھئے راقم الحروف کی کتاب: توضیح الاحکام (۵۵۰/۱ - ۵۵۶)

فائدہ: حاکم (۴۲۱/۲) ذہبی اور ابن القیم (جلاء الافہام ص ۶۰) نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ (فضائل درود و سلام: ص ۶۴)

اسلامی خطبات حضرت مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ
(جلد اول) ناشر: مکتبہ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور

کوشش کے باوجود چہرہ قبلہ سے نہ پھرنا (کرامت): آنحضرت ﷺ کو اس فاجعہ عظمیٰ کی خبروحی کے ذریعہ ہوئی تو فرمایا اے خبیب رضی اللہ عنہ تجھ پر سلام اور عمرو بن ربیعہ ضمری رضی اللہ عنہ کو اس شہید وفا کی لاشہ کا پتہ لگانے کے لئے مکہ بھیجا، عمرو رات کے وقت سولی کے پاس ڈرتے ڈرتے گئے، درخت پر چڑھ کر رسی کاٹی، جسد اطہر زمین پر گرا، چاہا کہ اتر کر اسے اٹھالیں، لیکن یہ جسم زمین کے قابل نہ تھا، فرشتوں نے اٹھا کر اس مقام پر پہنچایا، جہاں شہیدان راہ وفا کی روحیں رہتی ہیں، عمرو بن ربیعہ کو سخت حیرت ہوئی، بولے کیا زمین تو نہیں نگل گئی۔

قتل کرتے وقت مشرکین نے انہیں قبلہ رخ رکھا تھا لیکن جو چہرہ قبلہ کی طرف پھر چکا تھا وہ کسی دوسری طرف کیونکر پھر سکتا تھا، مشرکین نے بار بار پھیرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ (اسلامی خطبات ص ۱۶۹)

درود کے فضائل بیان سے قاصر ہیں: درود شریف کے بے شمار فضائل ہیں جن کو خاکسار عبدالسلام بستوی بیان کرنے سے قاصر ہیں علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے ''القول البدیع'' میں اور مجدد ملت حضرت مولانا سید صدیق حسن رحمہ اللہ نے ''نزل الابرار'' میں اور حافظ ابن قیم نے ''جلاء الافہام'' میں نہایت بسط و تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ (اسلامی خطبات: ص ۲۳۲)

درود شریف سب اعمال سے افضل: حافظ سخاوی رحمہ اللہ نے ''القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع''، میں درود شریف کے فضائل اور ثواب کو بہت بیان فرمایا ہے اور ہر ایک کو دلیل سے ثابت کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ درود شریف کے پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے فرشتے اس کیلئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور سارے کام سدھر جاتے ہیں اور قیامت کے دن اس کے بڑے بڑے درجے ہوں گے اور دنیا اور آخرت کی اس کی مصیبتیں ٹل جائیں گی قیامت کی ہولنا کیوں سے بچالیا جائے گا عرش الٰہی کے سایہ تلے ہوگا رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی، اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوگا، درود شریف کے پڑھنے کی برکت سے نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا، اور حوض کوثر پر آئے گا اور پیاس سے محفوظ ہوگا اور جہنم سے آزاد ہوگا، اور پل صراط پر آسانی سے گزر جائے گا

اور موت سے پہلے جنت میں اپنا گھر دیکھ لے گا اور درود شریف کے پڑھنے کی برکت سے محتاجی سے بچا رہے گا اور اس کی روزی میں کشایش ہوگی اور اس کا دل نفاق سے پاک وصاف ہوگا درود شریف کا پڑھنا تنگ دست اور غریب لوگوں کیلئے صدقے کا قائم مقام ہوگا اور یہ خدا کا بہت مقرب ہوگا اور کثرت سے درود شریف سب عملوں سے افضل اور احسن ہے اور کیوں نہ ہو جب اللہ تعالیٰ خود بھی نبی ﷺ پر صلوۃ وسلام بھیجتا ہے محمد بن ہشیم سلمی نے درود شریف کے بارے میں کیا ہی خوب فرمایا ہے:

امـا الـصـلـوۃ عـلـی الـنـبـی فسیـرۃ　　مـرضیۃ تـمـحـی بهـا الا ثـام

وبهـا یـنـال الـمـرء عـزشـفـاعۃ　　یبـنـی بهـا الا عـزاز والا کـرام

کـن لـلـصـلـوۃ عـلـی الـنـبـی مـلازمـا　　فـصـلـوتـه لك جـنـۃ وسـلام

"اللهم صلی الله محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انك حمید مجید"

زبانی درود شریف پڑھنے کی فضیلت تو آپ کو معلوم ہو ہی گئی، لیکن اگر کوئی شخص کتاب لکھتے وقت جہاں جہاں نبی ﷺ کا اسم گرامی آ گیا ہو اور وہاں اسم گرامی کے بعد اس میں ﷺ لکھ دیا ہو تو اس کو ہمیشہ درود شریف پڑھنے کا ثواب ملتا رہے گا، جب تک وہ کتاب باقی رہے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "من کتب عنی علما وکتب معه صلوۃ لم یزل فی اجرما قری ذالك الکتاب (شرف اصحاب الحدیث ص۳۶)

جو شخص مجھ سے کسی علم کو لکھے، یعنی میری حدیثوں کو لکھے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ مجھ پر درود بھی لکھے تو جب تک وہ کتاب پڑھی جائے گا اس کو ثواب ملتا رہے گا۔

درود شریف پر انعامات بذریعہ خواب:۔ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر محدثین کو صرف یہی فائدہ ہوتا تو بھی بہت تھا کہ جب تک ان کتابوں میں درود شریف ہے خدا کی رحمتیں ان پر اترتی رہتی ہیں (شرف اصحاب الحدیث)

محمد بن ابوسلیمان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ ابا جان اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا! فرمایا: مجھے بخش دیا، میں نے کہا کس عمل پر؟ جواب دیا کہ صرف اس عمل پر کہ میں ہر حدیث میں ﷺ لکھا کرتا تھا، (شرف اصحاب الحدیث)۔

ابوالقاسم عبداللہ مروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے والد ایک جگہ بیٹھ کررات کے وقت حدیثوں کا مقابلہ کیا کرتے تھے، ایک مرتبہ وہاں پر نور کا ایک ستون دیکھا گیا جو آسمان کی بلندی تک تھا پوچھا گیا کہ یہ نور کس بنا پر تو کہا گیا، حدیث شریف کو آمنے سامنے پڑھنے کے وقت جو ان کی زبان سے درود نکلتا تھا اس درود شریف کی بنا پر یہ نور ہے۔ (شرف اصحاب الحدیث بحوالہ اسلامی خطبات: ص۲۳۶)

القول البدیع میں جنت کی بشارت:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذاکان یوم القیامۃ یجیی اصحاب الحدیث ومعهم المحابر فیقول الله لهم انتم اصحاب الحدیث قال کنتم تکتبون الصلوۃ علی النبی صلی الله علیه وسلم انطلقوا الی الجنۃ (القول البدیع ص۱۸۹)

قیامت کے دن اصحاب الحدیث اس حال میں آئیں گے کہ ان کے ساتھ دواتیں ہوں گی اللہ تعالی ان سے فرمائے گا کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ درود لکھتے رہے، یعنی ہر حدیث کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے رہے، لہذا اس درود شریف کی برکت سے تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔

اس کے بعد علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے متعدد محدثین کرام کے خواب تحریر فرمائے ہیں کہ بعض محدثین کی مغفرت اس لیے ہوئی کہ حدیث کے ساتھ ہی ساتھ درود شریف "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھا کرتے تھے۔ (القول البدیع: ص۱۹۰ بحوالہ اسلامی خطبات: ص۲۳۷)

درود امام شافعی رحمہ اللہ کی بخشش کا ذریعہ:۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے "مناقب" میں اور تیمی نے "ترغیب" میں ابوالحسن شافعی رحمہ اللہ سے یہ روایت کیا ہے ہو فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے امام شافعی رحمہ اللہ کو کیا بدلہ دیا، کیونکہ وہ اپنے رسالے اور کتاب میں آپ پر اس طرح درود شریف پڑھا کرتے تھے "صلی الله علی محمد

كلما ذكره الذكرون وغفل عن ذكره الغافلون ''تو آپ ﷺ نے فرمایا اس درودشریف کی برکت سے قیامت کے روز ان کا حساب نہیں لیا جائے گا، کیونکہ ایسا درود کسی نے مجھ پر نہیں بھیجا اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ کسی نے امام شافعی رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھ کر یہ دریافت کیا کہ'' مافعل الله بك قال غفرلي فقيل له بماذاقال بخمس كلمات كنت اصلي بهن على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقيل له وما هنّ قال كنت اقول اللّٰهم صل علٰى محمد عدد من صلّى عليه وصل على محمد بعدد من لم يصل عليه وصل على محمد كما امرت ان يصلى عليه وصل على محمد كما تحب ان يصلى عليه وصل على محمد كما ينبغي الصلوة عليه ''

اللہ تعالی نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا، تو فرمایا! خدا نے مجھے بخش دیا ان سے سوال کیا گیا کہ کس عمل سے آپ کی بخش ہوئی؟ آپ نے جواب دیا کہ ان پانچ کلموں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر میں درودشریف پڑھتا ہوں اس پر پوچھا گیا کہ پانچ کلموں والا درود کون سا ہے تو انہوں نے کہا کہ میں اس طرح درودشریف پڑھا کرتا ہوں۔

اللهم صلى على محمد عدد من صلى عليه صل على محمد بعدد من لم يصل عليه صل على محمد كما امرت ان يصلى عليه صل على محمد كما تحب ان يصلى عليه صل على محمدكما ينبغي الصلوة عليه"(اسلامی خطبات: ص ۲۳۷)

اولیائے کرام کے مجرب آزمودہ درود:۔ ملاعلی قاری رحمہ اللہ نے ''الحزب الاعظم'' میں مندرجہ ذیل درودشریف کو لکھا ہے جن کو ہم نقل کر کے سعادت دارین حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

(۱)اللهم صل على محمد حتى لايبقٰى من صلوٰتك شي وبارك على محمد حتى لا يبقٰى من بركاتك شئ وسلم على محمد حتٰى لايبقٰى من رحمتك شئ وارحم محمد احتٰى لايبقٰى من رحمتك شئ جزى الله عنا محمدًا صلى الله عليه وسلم بما هوا هله(۲)اللهم صل على روح محمد في الارواح وصل على جسد محمد في الاجسادوصل على قبر محمد في القبور(۳)اللهم صل محمد ملأ الدنيا و الاخرة وبارك علٰى محمد ملا الدنيا و الاخرة وارحم محمدً املأالدنيا و والاخرة(۴)اللهم صل على محمد وعلٰى اهل بيته كما صليت علٰى ابراهيم انك حميد مجيد، اللهم صل علينا معهم اللهم بارك على محمد وعلٰى اهل بيته كما باركت علٰى ابراهيم انك حميد مجيد، اللهم بارك علينا معهم صلوات الله وصلوات المؤمنين على محمد ن النّبى الا مى السلام عليكم ورحمة الله وبركاتہٗ اے اللہ! رحمت بھیج اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ باقی نہ رہے تیری رحمت سے کچھ اور برکت بھیج اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ باقی نہ رہے تیری برکت سے کچھ اور سلام بھیج اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ باقی نہ رہے تیری رحمت سے کچھ اور رحم کر اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ باقی نہ رہے تیری رحمت سے کچھ بدلہ دے اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ اس چیز کے کہ جس کے وہ لائق ہیں۔

اے اللہ! رحمت بھیج اوپر روح محمد ﷺ کے سب روحوں میں اور رحمت بھیج اوپر جسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سب جسموں میں اور رحمت بھیج اوپر قبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سب قبروں میں۔

اے اللہ! رحمت بھیج اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا بھر میں اور آخرت بھر اور برکت بھیج اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا بھر اور آخرت بھر اور رحمت فرما اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا بھر اور آخرت بھر۔

اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت پر جس طرح رحمت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر تو حمید، مجید ہے اے اللہ رحمت اتار ہمارے اوپر ان لوگوں کے ساتھ اے اللہ! برکت نازل کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے گھر والوں پر جس طرح برکت نازل کی، ابراہیم علیہ السلام پر تو ستودہ صفات بزرگ ہے، اے اللہ تو ہمارے اوپر برکت نازل کر ان کے ساتھ اللہ کی رحمتیں اور مومنون کا درود نازل ہو محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تمہارے اوپر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ (اسلامی خطبات ص ۲۳۸، ۲۳۹)

سچے خواب بخشش وہدایت کا ذریعہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت باقی نہیں رہی ہاں البتہ خوشخبریاں باقی ہیں اور وہ نیک خواب ہیں جنہیں مسلمان خود دیکھے یا اس کے بارے میں کوئی دکھایا جائے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے؟ الذين امنوا و كانوا يتقون لهم البشرى فى الحيوة الدنيا و فى الاخرة (يونس)

جو لوگ ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے رہے انہیں دنیا کی زندگی میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت کی زندگی میں بھی۔

پہلا خواب:۔ ایک شخص یزید بن ہارون رحمہ اللہ کو ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھتا ہے اور سوال کرتا ہے کہ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا سلوک کیا ہے؟ آپ جواب دیتے ہیں کہ میرے لیے جنت مباح کر دی، پوچھتے ہیں قرآن کی وجہ سے؟ فرمایا حدیث کی وجہ سے۔

دوسرا خواب:۔ جویریہ بن محمد مقبری بصری رحمہ اللہ یزید بن ہارون واسطی رحمہ اللہ کو ان کے انتقال کے چار رات بعد خواب میں دیکھتے ہیں پوچھتے ہیں کہ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا سلوک کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میرے گناہ معاف فرما دیئے اور نیکیاں قبول کرلیں اور تکلیفیں ہٹا دیں۔ میں نے کہا پھر کیا ہوا، فرمایا: خداوند کریم نے بڑا کرم کیا، میرے گناہ بخش دیئے اور مجھے جنت میں داخل کیا پوچھتے ہیں آخر اتنا اکرام آپکا کس نیکی پر ہوا، کہا ذکر اللہ کی مجلسوں کی وجہ سے میری حق گوئی اور سچی باتوں کی وجہ لمبی لمبی نمازوں اور فقر وفاقہ کی مصیبتوں پر صبر کرنے کی وجہ سے پوچھا کیا منکر نکیر حق ہیں؟ جواب دیا ہاں اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں انہوں نے مجھے بٹھا کر مجھ سے سوال کیا کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرے نبی کون ہیں؟ میں اپنی سفید داڑھی سے مٹی جھاڑنے لگا اور کہنے لگا: کیا مجھ جیسے شخص سے سوال کیا جاتا ہے، میں یزید بن ہارون واسطی ہوں ساٹھ سال تک لوگوں کو حدیث میں پڑھاتا رہا ہوں، میری یہ بات سن کر انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر کہا ہاں سچ ہے یہ یزید بن ہارون ہے (پھر فرشتوں نے کہا) حضرت آپ بے فکری سے دولہا کی طرح سو جائیں آج کے بعد آپ پر کوئی ڈر خوف نہیں ہے۔ پھر ایک نے مجھ سے کہا کیا تم نے جریر بن عثمان سے بھی روایت کی ہے؟ میں نے کہاں ہاں کیونکہ وہ شخص حدیث میں ثقہ تھے۔ اس نے کہا: ہاں! جریر تھے تو ثقہ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے تھے اللہ تعالیٰ بھی ان سے بغض رکھے۔

تیسرا خواب:۔ زکریا بن عدی رحمہ اللہ اپنے خواب میں امام ابن المبارک رحمہ اللہ کو دیکھتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپکے ساتھ کیا کیا وہ کہتے ہیں طلب حدیث کیلئے جو سفر میں نے کیے تھے، ان کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔

چوتھا خواب:۔ اسی طرح کی ایک اور روایت ہے ابو بکر بکرادی رحمہ اللہ کے ایک ہم سبق تھے اور حدیث کی طلب میں ان کا انتقال ہو گیا خواب میں انہیں دیکھا تو پوچھا کیا حال سے ہے کہا مجھے بخش دیا گیا، پوچھا کس نیکی پر؟ جواب دیا کہ حدیث کے طلب کرنے پر۔

پانچواں خواب:۔ محمد جلیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سلیمان شاذکونی رحمہ اللہ کو ان کی وفات کے بعد نہایت اچھی حالت میں دیکھا تو میں نے پوچھا کہ ابو ایوب! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا! جواب دیا کہ مجھے بخش دیا۔ میں نے کہا کس نیکی پر؟ فرمایا: حدیث کی طلب پر۔

چھٹا خواب:۔ حبش بن مبشر رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا (معاملہ) کیا؟ فرمایا مجھے جنت کے دروازوں کے درمیان کی کل جگہ عنایت فرما دی پھر اپنی جیب سے ایک کتاب نکال کر کہا، ان حدیثوں کے لکھنے کی برکت سے۔

ساتواں خواب:۔ ابو اسحاق رحمہ اللہ خواب میں دیکھتے ہیں کہ ابو ہمام رحمہ اللہ کے اوپر قندیلیں لٹک رہی ہیں، پوچھا کہ یہ نورانی

قندیلیں کیا ہیں؟ کہا یہ قندیل تو حدیث شفاعت بیان کرنیکی وجہ سے ملی اور یہ حوض کوثر کی حدیث کو روایت کرنے کی وجہ سے اسی طرح سے بہت سی حدیثوں کی وجہ سے ان کو بہت سی قندیلوں کا ملنا بیان فرمایا۔

آٹھواں خواب:۔ خلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے ایک دوست جو میرے ساتھ علم حدیث پڑھتے تھے ان کا انتقال ہو گیا میں نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ سرسبز رنگ کے نئے نئے کپڑے پہنے ہوئے خوش وخرم ہیں۔ میں نے کہا: حضرت آپ تو وہی مسکین طالب علم ہیں جو میرے ساتھ حدیث پڑھتے تھے آج یہ جوڑا آپ پر کیسا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں تمہارے ساتھ حدیث لکھتا تھا اور جہاں کہیں محمد ﷺ کا نام آتا تھا تو میں اس کے ساتھ ہی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ضرور ہی لکھتا تھا اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں جو تم دیکھ رہے ہو۔

امام بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک حدیث بھی اس مضمون کی مروی ہے جس سے اس خواب کی تصدیق ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص اپنی کتاب میں صلی اللہ علیہ وسلم لکھے جب تک اس کتاب میں لکھا رہے گا فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہیں گے''۔

نواں خواب:۔ خواجہ جنید رحمہ اللہ کے بعض ساتھیوں کو خواب کو میں دیکھا گیا ان سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: مجھے بخش دیا۔ کہا کس بناء پر؟ فرمایا: اپنی کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود لکھنے کی وجہ سے حضرت امام مسلم اسی وجہ سے بیان فرماتے ہیں اگر حدیثوں کی تالیف کا کام مجھ سے ہو گیا تو سب سے پہلے اس کا ثواب مجھ کو ملے گا۔ (اسلامی خطبات: ص ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو 1000 مرتبہ زیارت الٰہی:۔ آیت کریمہ ''یا یھاالذین امنوا اتقوا اللہ'' میں ایمان وتقویٰ کے ذکر کو طلب وسیلہ سے پہلے بیان کیا گیا ہے یعنی اے مسلمانو! اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی سے پرہیز کرو، اور اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے کا اچھا عمل کر کے وسیلہ تلاش کرو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الیہ یصعد والکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ (فاطر) اچھا کلام اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچتا ہے اور نیک عمل اس کو اٹھا کر لے جاتا ہے۔

یہ آیت اس مقصد پر پوری دلیل ہے اور بعض لوگوں نے قرآن مجید کی تلاوت کو وسیلہ اور ذریعہ قرار دیا ہے اور حضرت امام احمد بن حنبل کے خواب کا قصہ بطور دلیل پیش کرتے ہیں حضرت امام بن حنبل نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں ہزار مرتبہ دیکھا ہے اور ہر مرتبہ ہی دریافت کیا کہ اے اللہ تیرا قرب کس چیز سے حاصل ہو سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا قرآن مجید سے جو میرا کلام ہے حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے عرض کیا کہ یا اللہ! قرآن مجید کی تلاوت سمجھ کر ہو یا بے سمجھے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: چاہے قرآن مجید کی تلاوت سمجھ کر ہو یا بے سمجھے دونوں طرح کی تلاوت قرب الٰہی کا سبب ہے، بعض متاخرین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت صحابہ کرام اور اولیائے عظام کے ساتھ محبت رکھنے کو بھی نجات کا وسیلہ ٹھہرایا ہے، کیونکہ اعمال قلبی میں سے یہ بھی ایک نیک عمل ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''المرء مع من احب'' ہر آدمی اپنے دوست کے ساتھ ہو گا، اس معنی پر گواہی دیتا ہے اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو شخص آخرت میں جس کے ساتھ رہنا چاہتا ہو دنیا میں اسی کے ساتھ محبت رکھے۔ (اسلامی خطبات: ص ۲۹۱، ۲۹۲)

صوفیائے کرام کے زہد عن الدنیا کا انسائیکلو پیڈیا

زہد کے معنیٰ:۔ زہد کے معنی دنیا سے بے رغبتی اور نفرت کرنے کے ہیں کہا جاتا ہے کہ ''افضل الناس مؤمن مزھد'' سب سے افضل لوگوں میں وہ مومن ہے جس کے پاس دنیا کا مال ومتاع کم ہو، یا جو دنیا کو حقیر اور بے حقیقت سمجھے اس میں رغبت نہ کرے ''لیس علیہ حساب ولا علی مومن مزھد'' اس سے حساب نہ ہو گا اور نہ اس مومن سے جس کے پاس دنیا کا سامان کم ہو۔

امام زہری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ زہد کیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ زہد یہ ہے کہ حلال رزق ملے تو خدا کا شکر نہ بھولے، ہر دم اس کا شکر ادا کرتا رہے فرائض اور نوافل ادا کرتا رہے زکوۃ اور صدقہ دیتا رہے اور حرام کا مال چھوڑ دینے پر صبر کرتا رہے گو دوسرے لوگوں کو دیکھے کہ وہ

حرام کا مال کما کما کر مالدار ہو گئے ہیں مگر ایسی مالداری پر لعنت کرے اور اپنی محتاجی پر صابر رہے بعض لوگوں نے فرمایا کہ درویش وہ ہے کہ اپنی درویشی لوگوں سے چھپائے رکھے لوگ یہ جانیں کہ یہ دنیادار ہے کوئی اس سے اعتقاد نہ رکھے۔

''معانی الاخبار'' میں ہے کہ زہد یہ ہے کہ جو اپنا مالک چاہے وہی خود بھی چاہے اور جو مالک ناپسند کرے اس کو خود بھی ناپسند کرے اور حلال مال کو اپنے موقع پر خرچ کر ڈالے جوڑ کر نہ رکھے اور حرام کی طرف خیال نہ کرے زہد کا اعلیٰ درجہ ورع کا ادنیٰ درجہ ہے اور ورع کا اعلیٰ درجہ رضا کا ادنیٰ درجہ ہے تو رضا کا مرتبہ انتہائی مرتبہ ہوا، یعنی بندہ اپنے مالک کی محبت میں ایسا غرق ہو جائے کہ اس کے ہر فعل سے راضی اور خوش ہو مطلق ملال اور ناراضی نہ آئے (احیاء العلوم و کیمیائے سعادت بحوالہ اسلامی خطبات: ص۵۴۴، ۵۴۵)

زہد تین باتوں کا نام:۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ زہد تین باتوں کو چھوڑ دینے سے حاصل ہوتا ہے ایک تو زیب و زینت دوسری خواہش تیسری دنیا زہد کی ''ز'' اشارہ ہے زینت کا اور ''ہ'' اشارہ ہے خواہش کا اور ''د'' اشارہ ہے دنیا کا۔

زہد محبت الٰہی کا ذریعہ:۔ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت مقدسہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جس پر عمل کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کرنے لگیں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا دنیا سے بے رغبتی اور بے توجہی اختیار کر لو گے تو خداوند تم سے محبت کرے گا اور جب تم لوگوں سے بے رخی اور بے نیازی کرنے لگو گے تو سب لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔(ابن ماجہ)

یعنی زہد ایک ایسا عمل ہے جس کے کرنے کی وجہ سے خدا بھی چاہتا ہے اور لوگ بھی چاہتے ہیں زاہدوں کے دل میں حکمت اور زبان میں حق گوئی پیدا ہوتی ہے۔

زہد حصول حکمت و دانائی کا ذریعہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مازهد عبد في الدنيا الا انبت الله الحكمة في قلبه وانطق بها لسانه و بضره عيب الدنيا وداء ها ودوائها واخرجه منها سالماً الى د ار السلام''

جس بندے نے دنیا سے زہد اور بے توجہی اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں حکمت اور دانائی کو اگایا اور پیدا کیا اور اس کی زبان سے حکمت ادا کرائی اور اس کو دنیا کے عیبوں کو اس کی بیماریوں کو اور اس کے علاج کو دکھایا اور دنیا سے صحیح سالم دار السلام کی طرف لے گیا۔

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں آ کر عرض کیا کہ آپ مجھے مختصر نصیحت کیجئے تاکہ میں اس پر عمل کر سکوں، آپ ﷺ نے فرمایا! جب نماز پڑھو تو رخصت کرنیوالے کی سی نماز پڑھو یعنی نہایت خشوع اور خضوع اور خلوص سے نماز پڑھو تو سمجھو کہ یہ میری آخری نماز ہے ممکن ہے کہ اسی نماز کے بعد رخصت ہو جاؤ اور تم کوئی ایسی بات نہ کہو جس سے کل قیامت میں عذر خواہی کرو اور کچھ لوگوں کے قبضے میں مال و دولت ہے تم اس سے مایوس اور نا امید ہو جاؤ حرص و طمع نہ کرو، اور لوگوں سے بے نیاز ہو کر خدا کی عبادت کرو (احمد) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذارايتم العبد يعطى زهدا في الدنيا وقلة منطق فاقتربوا منه فانه يلقى الحكمة'' (بیہقی)

جس کسی ایسے بندے کو دیکھو جسے دنیا میں بے رغبتی اور کم سخنی دی گئی تو اس کی نزدیکی تلاش کرو یعنی اس کے پاس اٹھو بیٹھو کہ اسے حکمت اور دانائی سکھائی جاتی ہے۔

یعنی ایسا شخص عالم باعمل مخلص مرشد کامل متقی اور پرہیزگار ہوگا اس کی صحبت میں بیٹھنے سے تم نیک ہو جاؤ گے کیونکہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند

زہد زینت و جمال کا ذریعہ:۔ اس امت کی نیکی اور بھلائی اسی زہد و قناعت میں ہے آپ نے فرمایا: اول هذه الا مة بالزهادواليقين وأخرها بالبخل والامل (طبرانی) یعنی امت کی پہلی بھلائی اور درستگی زہد اور یقین کے ساتھ ہے اور آخری ہلاکت بخل اور لالچ ہے۔

یہ زہد متقیوں اور پرہیزگاروں اور نیک لوگوں کیلئے زینت و جمال ہے اچھے لوگوں کا لباس یہی زہد اور تقویٰ ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

" ماتزين الا برار في الدنيا بمثل الزهد في الدنيا"(ترغيب ترهيب) زینت حاصل نہیں کی ہے اچھے لوگوں نے دنیا میں زہد کے مثل۔ یعنی زہد نیک لوگوں کے زینت اور جمال اور تقرب الٰہی کا ذریعہ ہے اور روح اور جسم کی راحت کا سبب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:الزهد في الدنيا يريح القلب والجسد (طبرانی)''زہد دنیا میں دل اور جسم کو راحت پہنچاتا ہے۔

سب سے بڑا زاہد کون......؟ حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑا زاہد کون شخص ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو موت اور دخول قبر اور منکر نکیر کے سوال اور گلنے سڑنے کو کبھی نہ بھولے اور دنیا کی فضول زیب وزینت کو چھوڑ دے اور باقی رہنے والی چیز کو فنا ہونیوالی چیز پر ترجیح دے۔(ابن ابی الدنیا) یعنی آخرت کو دنیا پر مقدم سمجھے اور کل کو اپنے دنوں میں شمار نہ کرے یعنی یہ نہ سمجھے کہ کل بھی زندہ رہوں گا بلکہ اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرے، ایسا شخص سب سے بڑا زاہد ہے۔(اسلامی خطبات:ص ۵۴۶)

زہد اولیاءعملی احادیث کی روشنی میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زہد وقناعت:۔ زہد وقناعت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرت سے قولی حدیثیں ہیں جن کا قدرے بیان آچکا ہے بلکہ آپ ﷺ نے قول پر ہی اکتفا نہیں فرمایا، بلکہ عملی طور پر عمل کر کے بھی بتایا اس سلسلے میں چند واقعات یہ ہیں:

پہلی حدیث مبارکہ:۔ ایک دفعہ ایک شخص خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بولا کہ میں سخت بھوکا ہوں آپ ﷺ نے ازواج مطہرات میں سے کسی کے یہاں کہلا بھیجا کہ کچھ کھانے کو بھیج دو جواب آیا کہ گھر میں پانی کے سوا کچھ نہیں ہے آپ ﷺ نے دوسرے گھر کہلا بھیجا وہاں سے بھی یہی جواب آیا، مختصر یہ کہ آٹھ نو گھروں میں سے کہیں پانی کے سوا کھانے کی کوئی چیز نہیں تھی۔(مسلم)

دوسری حدیث مبارکہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ ﷺ نے شکم مبارک کو کپڑے سے کس کے باندھا ہے سبب پوچھا تو حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا بھوک کی وجہ سے۔(مسلم)

تیسری حدیث مبارکہ:۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مسجد میں زمین پر لیٹے ہوئے ہیں اور بھوک کی وجہ سے بار بار کروٹیں بدلتے ہیں۔(مسلم)

چوتھی حدیث مبارکہ:۔ ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فاقہ کشی کی شکایت کی اور پیٹ کھول کر دکھائے کہ پتھر بندھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے اپنا شکم مبارک کھولا تو ایک کے بجائے دو پتھر تھے۔(مسلم)

پانچویں حدیث مبارکہ:۔ اکثر بھوک کی وجہ سے آپ ﷺ کی آواز کمتر ہو جاتی تھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی حالت سمجھ جاتے تھے، ایک دن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھر آئے اور بیوی سے کہا کچھ کھانے کو ہے میں نے ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ﷺ کی آواز کمزور ہوگئی ہے۔(مسلم)(اسلامی خطبات:ص ۵۴۷)

چھٹی حدیث مبارکہ:۔ ایک دن آپ ﷺ بھوک کی حالت میں ٹھیک دوپہر کے وقت گھر سے نکلے راہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملے یہ دونوں صاحب بھی بھوک سے بیتاب تھے۔آپ ﷺ سب کو لے کر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر آئے ان کا معمول تھا کہ آنحضرت ﷺ کے لئے دودھ مہیا رکھتے تھے، آج آپ کے آنے میں دیر ہوئی تو انہوں نے بچوں کو کھلا دیا، آنحضرت ﷺ جب ان کے گھر پہنچے تو وہ نخلستان میں چلے گئے تھے ان کی بیوی کو آپ کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ باہر نکل آئیں اور عرض کی حضور ﷺ کا آنا مبارک ہو آپ ﷺ نے پوچھا کہ ابوایوب کہا ہے؟ نخلستان پاس ہی تھا، وہ آپ ﷺ کی آواز سن کر دوڑے اور مرحبا کہہ کر عرض کی کہ یہ حضور ﷺ کے آنے کا وقت نہیں ہے آپ نے حالت بیان کی وہ نخلستان میں جا کر کھجوروں کا ایک خوشہ لے آئے اور کہا کہ میں گوشت

تیار کراتا ہوں ایک بکری ذبح کی آدھے کا سالن اور آدھے کا کباب تیار کرائے، کھانا سامنے لا کر رکھا تو آنحضرت ﷺ نے ایک روٹی پر تھوڑا سا گوشت رکھ کر فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھجوا دو کئی دن سے ان کو کھانا نصیب نہیں ہوا ہے پھر وہ خود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرمایا، متعدد قسم کے کھانے دیکھ کر آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا کہ خدا نے جو فرمایا ہے کہ قیامت میں نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا وہ یہی چیزیں ہیں۔ (ترغیب) (اسلامی خطبات: ص ۵۴۷، ۵۴۸)

ساتویں حدیث مبارکہ:۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ صبح (صادق) کو ازواج مطہرات کے پاس تشریف لاتے، اور پوچھتے کہ آج کچھ کھانے کو ہے؟ وہ عرض کرتیں نہیں، آپ ﷺ فرماتے اچھا میں نے روزہ رکھ لیا۔ (احمد)

آٹھویں حدیث مبارکہ:۔ آپ فرمایا کرتے تھے فرزند آدم کو ان چند چیزوں کے سوا کسی اور چیز کا حق نہیں ہے رہنے کے لئے گھر ستر پوشی کے لئے کپڑا، اور شکم سیری کے لئے روکھی سوکی روٹی اور پانی۔ (ترمذی)

نویں حدیث مبارکہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "ولا یطویٰ لہٗ ثوب" کبھی آپ کا کوئی کپڑا تہہ کر کے نہیں رکھا گیا صرف ایک جوڑا کپڑا ہوتا تھا دوسرا نہیں ہوتا جو تہہ کر کے ایک رکھا جا سکتا۔

دسویں حدیث مبارکہ:۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ گھر کی دیوار کی مرمت کروا رہے تھے، اتفاقاً آپ کسی طرف سے تشریف لے آئے پوچھا کیا شغل ہے، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ دیوار کی مرمت کرا رہا ہوں ارشاد ہوا کہ اتنی مہلت کہاں۔ (ابن ماجہ)

گیارہویں حدیث مبارکہ:۔ گھر میں اکثر فاقہ رہتا تھا، اور رات کو اکثر آپ اور سارا گھر بھوکا سور ہتا تھا۔

كان رسول صلى الله عليه وسلم يبيت الليالي المتتابعته طاويا واهلهٗ لايجدون عشآءً (ترمذی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل وعیال متواتر کئی کئی رات بھوکے ہی رہ جاتے کیوں کہ رات کا کھانا میسر نہیں آتا تھا۔

دو دو مہینے تک گھر میں آگ نہیں جلتی تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک موقعہ پر جب یہ واقعہ سنایا تو عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آخر گزارا کس چیز پر ہوتا تھا، بولیں کہ پانی اور کھجور پر البتہ ہمسائے کبھی کبھی بکری کا دودھ بھیج دیتے تھے تو ہم پی لیتے تھے۔ (بخاری)

بارہویں حدیث مبارکہ:۔ آپ ﷺ نے تمام عمر کبھی چپاتی کی صورت نہیں دیکھی میدہ جس کو عرب حواری اور نقی کہتے ہیں کبھی نظر سے نہیں گزرا، سہل بن سعد رضی اللہ عنہ جو اس واقعہ کے راوی ہیں ان سے لوگوں نے پوچھا کہ کیا آنحضرت ﷺ کے زمانے میں چھلنیاں نہ تھیں؟ بولے نہیں لوگوں نے پوچھا پھر آخر کار کس چیز سے آٹا چھانتے تھے بولے منہ سے پھونک مار کر بھوسی اڑا دیتے تھے جو رہ جاتا اسی کو گوندھ کر پکا لیتے تھے، (شمائل ترمذی بحوالہ اسلامی خطبات: ص ۵۴۸)

زہد یاد موت کا ذریعہ

یاد موت:۔ زہد اور قناعت کے حاصل کرنے کا بڑا ذریعہ موت اور یاد موت ہے۔ جو موت کو زیادہ یاد کرے گا وہ یقیناً دنیا سے بے رخی اختیار کر کے آخرت کیلئے زاد راہ اور توشہ تیار کرنے میں مصروف رہے گا اسے دنیا جمع کرنے کیلئے فرصت ہی نہیں ملے گی ایسا شخص بڑا سمجھ دار ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"الكيس من دان نفسه و عمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هوا ها و تمنى على الله" (ترمذی، ابن ماجہ)

عقل مند اور ہوشیار وہ ہے جس نے اپنے نفس کو تابعدار بنا لیا ہے اور مرنے کے بعد کیلئے عمل کیا ہے اور احمق و پاگل وہ ہے جس نے اپنے نفس کو خواہشات کا پابند اور غلام بنا لیا ہے اور اللہ پر آرزو رکھتا ہے (کہ میرا رب مہربان ہے معاف کر دے گا)۔

یعنی جو شخص اپنے نفس کو مغلوب اور تابع بنا کر بری باتوں سے بچائے اور مرنے کے بعد کام آنے والے کام کو کر کے وہ عقل مند ہے ایک

انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ:یانبی اللہ من اکیس واحزم الناس قال اکثرھم ذکراًللموت واکثرھم استعدا داً للموت اولئك الا کیاس ذھبوا بشرف الدنیا وکرامة الدنیا ''(ترغیب ترھیب)

اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ عقلمند اور ہوشیار کون لوگ ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا! جوموت کو زیادہ یاد کریں اور مرنے کے بعد کیلئے تیاری کریں یہی لوگ بہت دانا اور بینا ہیں جو دنیا کی شرافت اور آخرت کی بزرگی لے گئے۔(اسلامی خطبات:ص۵۴۸،۵۴۹)

دنیا کی زینت کو چھوڑنا اور آخرت کو یاد کرنا:۔ موت کو زیادہ یاد کرنے والے بڑے زاہد اور تارک الدنیا ہیں ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ازھد الناس فقال من لم ینس القبروالبلی وترك فضل زینة الدنیا واثرمایبقی علی مایفنی و لم یعد غدا فی ایامه وعدّہ نفسهٗ من الموتیٰ ''(الترغیب)

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے بڑا زاہد کون ہے آپ ﷺ نے فرمایا جو قبر اور گلنے سڑنے کو نہ بھولے اور دنیا کی فضول زینت کو چھوڑ دے، اور باقی رہنے والی چیز آخرت کو فنا ہونیوالی چیز دنیا پر ترجیح دے اور آئندہ کل کو اپنے دنیا کے دنوں میں شمار نہ کرے بلکہ اپنے آپ کو مردوں میں سے گن رکھو۔(اسلامی خطبات:ص۵۴۹)

موت لذتوں کو توڑ دینے کا ذریعہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''اکثرواذکر ھا ذم اللذات یعنی الموت''(ابن ماجہ)

یعنی لذتوں کو توڑنے والی موت کو یاد کیا کرو۔کیونکہ یہی موت تمام لذتوں اور عیش وآرام کو تباہ و برباد کر دیتی ہے اگر تنگی کی حالت میں موت کو یاد کیا جائے تو آئندہ کے لحاظ سے کشادگی ہو جاتی ہے اور کشادگی میں یاد کرنے سے تنگی ہوتی ہے۔(اسلامی خطبات:ص۵۴۹)

موت بہترین ناصح ہے:۔ یہ موت ہر عقل مند کیلئے بہترین نصیحت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت بہترین ناصح ہے موت سے نصیحت حاصل کرنی چاہیے اور یہ سوچنا چاہیے کہ ایک دن مرنا ہے اور دنیا کی ہر چیز چھوڑ جانا ہے جس طرح سے پہلے لوگ مر گئے اور دوسرں کیلئے اپنی چیزیں چھوڑ گئے ان کے مال کے دوسرے لوگ وارث ہو گئے، دوست احباب بھائی برادر خویش واقارب سب چھوڑ گئے تنہا قبر میں پہنچے اور وہاں سڑ گئے گل گئے اور کیڑے مکوڑوں نے کھا پی لیا، یہی حال اپنا بھی ہوگا۔سچ ہے''السعید من وعظ بغیرہ'' نیک بخت وہی ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے۔

جیتے جی مرجاؤ:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھے کو پکڑ کر فرمایا:کن فی الدنیا کانك غریب اوعابر سبیل وعد نفسك من اصحب القبور وقال لی یا ابن عمر اذاا اصبعت فلا تحدث نفسك بالمساء واذا امسیت فلا تحدث نفسك بالصباح وخذمن صحتك قبل سقمك ومن حیاتك قبل موتك فانك لا تدری یا عبدالله ما اسمك غداً (بیھقی) تم دنیا میں عمل کیلئے مسافروں یا راہ گیروں کی طرح رہو اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کہ اے ابن عمر(رضی اللہ عنہ)! جب تم صبح کو اٹھو تو شام کا انتظار مت کرو، اور جب شام ہو جائے تو صبح کا انتظار مت کرو اور بیماری سے پہلے صحت کی حالت میں کچھ کام کرلو اور مرنے سے پہلے زندگی میں کچھ کرلو، کیونکہ نہیں معلوم کہ کل تمہارا نام کیا ہوگا، یعنی مردہ، یا زندہ۔

شیخ سعدی رحمہ اللہ کا فرمان:۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ نے اسی حدیث کی تائید میں کیا ہی خوب کہا ہے!

خیرمی کن اے فلاں و غنیمت شمار عمر	زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند
اے شخص کوئی نیکی کر اور عمر کو غنیمت جان	اس سے پہلے کہ یہ آواز آئے کہ آج فلاں شخص مر گیا
جہاں اے برادر نہ ماند بہ کس	دل اندر جہاں آفریں بندوبس
اے بھائی دنیا کسی کے ساتھ نہیں رہے گی	دل خدا سے لگانا چاہیے ، باقی کچھ نہیں

مکن تکیہ بر ملک دنیا و پست — کہ بسیار کس چوں تو پرورد و کشت
دنیا کے ملک پر بھروسہ مت کر اور اسی کے سہارے نہ رہ کیونکہ — دنیا نے تجھ جیسے بہت سے آدمی پرورش کر کے مار ڈالے
چوں آہنگ رفتن کند جاں پاک — چہ برتخت مردن چہ بروئے خاک
جب پاک جان جانے کا ارادہ کرے — تو خاک کی فرش اور تخت پر مرنا دونوں برابر ہیں
(اسلامی خطبات:ص۵۵۰)

بزرگ کا کشف اور اک عبرت آموز واقعہ:۔ موت سے کسی حال میں چھٹکارا نہیں ہے قرآن مجید میں ہے: اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ (النساء) تم جہاں کہیں بھی ہو تو موت تمہیں آ پکڑے گی گو تم مضبوط بروجوں میں ہی کیوں نہ ہو۔

تفسیر بن ابن کثیر میں اس آیت کریمہ کے تحت میں ایک عبرت آموز اور سبق آموز واقعہ لکھا ہے جسے ہم آپکے سامنے بیان کر رہے ہیں ابن جریر اور ابن ابی حاتم میں اس موقع پر مطول قصہ بزبان حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اگلے زمانے میں ایک عورت حاملہ تھی جب اسے درد ہونے لگے اور بچی تولد ہوئی تو اس نے اپنے ملازم سے کہا کہ جاؤ کہیں سے آگ لے آؤ وہ باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک شخص دروازے پر کھڑا ہے اور پوچھتا ہے کہ کیا ہوا، لڑکا یا لڑکی؟ اس نے کہا لڑکی ہوئی ہے کہا سن! یہ لڑکی ایک سو آدمیوں سے زنا کرائے گی پھر اس کے ہاں اب جو شخص ملازم ہے اسی سے اس کا نکاح ہوگا اور ایک مکڑی اس کی موت کا باعث بنے گی یہ شخص یہیں سے پلٹ آیا اور آتے ہی ایک تیز چھری لے کر اس لڑکی پیٹ کو چیر ڈالا اور اسے مردہ سمجھ کر وہاں سے بھاگ نکلا اس کی ماں نے یہ حال دیکھ کر اپنی بچی کے پیٹ میں ٹانکے لگا دیئے اور علاج معالجہ شروع کیا جس سے اس کا زخم بھر گیا، اب ایک زمانہ گزر گیا ادھر یہ لڑکی بلوغت کو پہنچ گئی اور تھی بھی اچھی شکل وصورت کی بدچلنی میں پڑ گئی ادھر وہ ملازم سمندر کے راستے کہیں چلا گیا کام کاج شروع کیا اور بہت رقم پیدا کی کل مال سمیٹ کر بہت مدت بعد یہ پھر اسی اپنے گاؤں میں آ گیا اور ایک بوڑھی عورت کو بلا کر کہا کہ میں نکاح کرنا چاہتا ہوں گاؤں میں جو بہت خوبصورت ہو اس سے میرا نکاح کرا دو، بس عورت گئی اور چونکہ شہر بھر میں اس لڑکی سے زیادہ خوش شکل کوئی دوسری عورت نہ تھی یہیں پیغام دے ڈالا منظور ہو گیا نکاح بھی ہو گیا اور رخصت ہو کر یہ اس کے گھر بھی آ گئی دونوں میاں بیوی میں بہت محبت ہو گئی۔

ایک دن ذکر اذکار میں اس عورت نے اس سے پوچھا آخر آپ کون ہیں، کہاں سے آئے ہیں، یہاں کیسے آ گئے؟ وغیرہ اس نے اپنا تمام ماجرا بیان کر دیا کہ میں یہاں ایک عورت کے یہاں ملازم تھا، وہاں سے اس لڑکی کے ساتھ یہ حرکت کر کے بھاگ گیا تھا، اب اتنے برسوں کے بعد یہاں آیا ہوں تو لڑکی نے کہا: جس کا پیٹ چیر کر تم بھاگے تھے وہ لڑکی میں ہی ہوں یہ کہہ کر اپنے اس زخم کا نشان بھی اسے دکھایا تب تو اسے یقین آ گیا اور کہنے لگا جب تو وہی ہے تو ایک بات تیری نسبت مجھے اور بھی معلوم ہے وہ یہ کہ تو ایک سو آدمیوں سے مجھ سے پہلے مل چکی ہے اس نے کہا ٹھیک ہے یہ کام تو مجھ سے ہوا ہے لیکن گنتی یاد نہیں اس نے کہا کہ مجھے تیری نسبت اور ایک بات بھی معلوم ہے وہ یہ کہ تیری موت کا سبب ایک مکڑی بنے گی پھر چونکہ مجھے تجھ سے بہت زیادہ محبت ہے میں تیرے لیے ایک پختہ اور اعلیٰ محل تعمیر کرا دیتا ہوں اسی میں تو رہ تاکہ وہاں تک ایسے کیڑے مکوڑے پہنچ نہ سکیں چنانچہ ایسا ہی محل تیار ہوا، اور یہ وہاں رہنے سہنے لگی ایک مدت کے بعد ایک دن میاں بیوی بیٹھے تھے کہ اچانک چھت پر ایک مکڑی دکھائی دی عورت بولی اچھا یہ میری جان لیوا ہے جب ہی سہی کہ میں اس کی جان لوں غلاموں کو حکم دیا کہ اسے زندہ پکڑ کر میرے سامنے لاؤ وہ پکڑ لائے اس نے زمین پر رکھ کر اپنے پیر کے انگوٹھے سے اسے مسل ڈالا اس کی جان نکل گئی اس میں سے پیپ نکلا اس کا ایک آدھ قطرہ عورت کے انگوٹھے کے ناخن اور گوشت کے درمیان اڑ کر پڑا، اس کا زہر چڑھا پیر سیاہ پڑ گیا اور اسی سے آخر وہ مر گئی۔

(ابن کثیر بحوالہ اسلامی خطبات:ص۵۵۱،۵۵۲)

دنیا کی بے ثباتی نصوص کی روشنی میں:۔ قل ان الموت الذی تفرون منه فانه ملاقیکم ثم تردون الی عالم الغیب

والشھادۃ فینبئکم بما کنتم تعملون‘‘(سورۃ الجمعۃ) کہہ دیجئے کہ جس موت سے تم بھاگتے پھرتے ہو وہ تو تمہیں پہنچ کر ہی رہے گی پھر تم اس خدا کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو غائب وحاضر کا جاننے والا ہے اور وہ تمہیں تمہارے کیے ہوئے کاموں کو بتادے گا۔

طبرانی کی ایک مرفوع، حدیث ہے کہ موت سے بھاگنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے ایک لومڑی ہو جس پر زمین کا کچھ قرض ہو اور یہ اس خوف سے کہ یہ کہیں مجھ سے مانگ نہ بیٹھے بھاگتے بھاگتے جب تھک جائے تب اپنے بھٹ میں گھس جائے جہاں گھسی اور زمین نے پھر اس سے تقاضا کیا کہ لومڑی میرا قرض ادا کر پھر وہ وہاں سے دم دبا کر بھاگتی ہے آخر تیزی سے یوں ہی بھاگتے بھاگتے ہلاک ہو جاتی ہے۔موت ہر ایک کے لیے یقینی ہے اس لیے اس سے باخبر رہنے اور اس کے لئے تیاری کر نیکی طرف توجہ دلائی گئی ہے چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

یاایھاالذین امنواہ لاتلھکم اموالکم ولا اولاد کم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذالك فاؤلئك ھم الخاسرون وانفقوا ممارزقنٰکم من قبل ان یاتی احدکم الموت فیقول رب لولا اخرتنی الی اجل قریب فاصدّق واکن من الصالحین ولن یؤخراللہ نفساً اذا جاء اجلھا و اللہ خبیر بما تعملون(منافقون)۔

اے مسلمانو!تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کردے اور جو ایسا کریں وہ بڑے ہی زیاں کار ہیں اور جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے ہماری راہ میں اس سے پہلے خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تو کہنے لگے اے میرے پروردگار تو نے مجھے تھوڑی سی مہلت کیوں نہ دے دی تاکہ میں صدقہ وخیرات کرتا،اور نیک لوگوں میں سے ہو جاتا جب کسی کی مدت عمر پوری ہو جائے پھر اسے اللہ تعالیٰ ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے بخوبی واقف ہے۔(اسلامی خطبات:ص۵۵۲،۵۵۳)

”کل نفس ذائقۃ الموت وانما توفون اجورکم یوم القیمۃ فمن زخزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فازوما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور“(سورہ ال عمران) ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور قیامت کے دن تم کو پورے پورے تمہارے اعمال کے بدلے دیئے جائیں گے پھر جو شخص دوزخ سے ہٹایا جائے اور جنت میں لے جایا جائے تو وہ مراد پا جائے گا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے،دغا کی پونجی ہے۔

ایک جگہ ارشاد خداوندی ہے:فلولا اذا بلغت الحلقوم وانتم حینئذ تنظرون ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لاتبصرون فلولا ان کنتم غیر مدینین ترجعونھا ان کنتم صادقین فاما ان کان من المقربین فروح وریحان وجنت نعیم واما ان کان من اصحاب الیمین فسلم لك من اصحب الیمین واما ان کان من المکذبین الضالین فنزل من حمیم وتصلیۃ جحیم ان ھذا لھو حق الیقین فسبح باسم ربك العظیم (سورہ الواقعہ) جب کہ روح نرخرے تک پہنچ جائے اور تم اس وقت تک منتظر رہتے ہو ہم اس شخص سے بہ نسبت تمہاری زیادہ قریب رہتے ہیں لیکن تم نہیں دیکھ سکتے پس اگر تم کسی کے زیر فرمان نہیں ہو اور اس قول میں سچے ہو تو ذرا روح کو لوٹا لو،پس جو کوئی بارگاہ خداوندی سے قریب کیا ہوگا اسے تو راحت ہے اور غذائیں ہیں اور آرام والی جنت ہے،اور جو شخص داہنی طرف والوں میں پس تجھ پر سلامتی ہو،داہنی طرف والوں سے لیکن اگر جھٹلانے والوں میں سے ہے تو کھولتے گرم پانی کی مہمانی ہے اور دوزخ میں جانا،یہ خبر سراسر حق ہے پس تو اپنے عظیم الشان پروردگار کی تسبیح وعبادت کر۔(اسلامی خطبات:ص۵۵۳)

اور دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ یوں فرمایا ہے:۔کلابل تحبون العاجلۃ وتذرون الاخرۃ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ ووجوہ یومئذ باسرۃ تظن ان یفعل بھا فاقرۃ کلا اذا بلغت التراقی وقیل من راق وظن انہ الفراق والتفت الساق بالساق الی ربك یومئذ ن المساق فلاصدق و لاصلّی ولکن کذب وتولی ثم ذھب الی اھلہ یتمطّٰی اولی لك فاولی ثم اولی لك فاولی ایحسب الانسان ان یترك سدی الم یك نطفۃ من منی یمنی فجعل منہ الزوجین الذکروالا نثی الیس ذالك بقادر علی ان یحی الموتٰی‘‘(القیمۃ) نہیں نہیں تم دنیا کی محبت رکھتے ہو اور آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو اس روز بہت سے چہرے تروتازہ اور بارونق ہوں گے اب رب کی طرف دیکھتے ہوئے اور بہت سے چہرے بدرونق اور اداس ہوں گے سمجھتے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ دینے والا معاملہ کیا

جائے گا نہیں جب ہنسلی تک پہنچے گی اور کہا جائے گا کہ کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے اور یقین ہو جائے کہ یہ وقت جدائی کا ہے اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی آج تیرے پروردگار کی طرف جانا ہے اس نے نہ تو تصدیق کی، اور نہ نماز ادا کی۔ بلکہ جھٹلایا اور روگردانی کی پھر اپنے گھر والوں کے پاس اتراتا ہوا گیا افسوس ہے تجھ پر وائے ہے اور خرابی ہے تیرے لیے کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ اسے بے کار چھوڑ دیا جائے گا کیا وہ گاڑھے پانی کا قطرہ نہ تھا جو ٹپکایا جاتا ہے پھر وہ لہو کی پھٹکی ہو گیا پھر خدا نے اسے پیدا کیا اور درست بنا دیا، پھر اس سے جوڑا بنا دیا یعنی نر مادہ بنائے کیا اللہ اس بات پر قادر نہیں کہ مردے کو زندہ کر دے۔ (اسلامی خطبات: ص۵۵۴)

کسی شاعر نے کہا ہے:۔

کوس رخصت به کوفت دست اجل	**اے دو چشم وداع سر بکنید**
موت کے ہاتھ نے کوچ کا نقارہ بجا دیا ہے	اے میری دونوں آنکھوں! سر کو رخصت کرو
اے کف دست و ساعد و بازو	**همه تودیع یک گر بکیند**
اے ہاتھ کی ہتھیلی اور پہنچے اور بازو	سب ایک دوسرے کو رخصت کرو

یعنی مرنے کے وقت اپنے جسم کے اعضا ایک دوسرے کو رخصت کر دیتے ہیں دنیا میں ہمیشہ نہ کوئی رہا ہے نہ رہے گا جو یہاں آیا ہے اس کو جانا ضروری ہے کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے!

جو یہاں آیا ہے جانا اس کو ہوگا ایک دن	جب فنا ٹھہری پھر کیا ، سو برس کیا ایک دن
کیا پیمبر کیا ولی کیا اہل دولت ،کیا فقیر	سب کو ہے منہا خلقنا کم کا صدمہ ایک دن

(اسلامی خطبات: ص۵۵۴)

زاہد مقربین کا مقام:۔ الغرض قناعت بڑی چیز ہے جسے یہ چیز حاصل ہو گئی ہو خدا کے مخصوص اور کامیاب بندوں میں سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قد افلح من اسلم ورزق کفافا وقنعه الله بما اتاه'' (مسلم شریف)

اس شخص نے فلاح حاصل کر لی جس نے اسلام قبول کر لیا اور بقدر ضرورت روزی دیا گیا، اور جو چیز اس کو خدا نے دی اس پر قناعت کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حصول قناعت کے لیے اس دعا کو پڑھا کرتے تھے۔

اللهم قنعني بمارزقتني وبارك لي فيه واخلف علي كل غائبة لي بخير'' (حاکم)

اے اللہ! جو چیز تو نے مجھے عطا فرمائی ہے اس میں قناعت دے اور برکت دے اور ہر غائب ہونیوالی چیز پر تو بھلائی کے ساتھ میرا محافظ اور نگہبان ہو جا۔ (اسلامی خطبات: ص۵۵۴)

قناعت دنیا کی بادشاہت:۔ قناعت دراصل بادشاہت ہے جس کو قناعت حاصل ہے، اس کو دنیا کی بادشاہت حاصل ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: من عمل صالحا من ذكر وانثى وهو مومن فلنحيينه حيوةً طيبةً (نحل)

جس مرد عورت نے نیک کام ایمان کی حالت میں کیا تو ہم اسے حیات طیبہ دیں گے۔

بعض لوگوں نے کہا کہ حیات طیبہ سے مراد قناعت ہے کیونکہ قناعت غیر فانی خزانہ ہے قناعت کرنیوالا آزاد اور بادشاہ ہے کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے:

العبد حر ما قنع	والحر عبد ما طمع
قناعت کرنے کی وجہ سے غلام آزاد ہے	اور آزاد لالچ کرنیکی وجہ سے غلام ہے
هی القناعة فالزمها تعش ملكاً	لو لم يكن منك الا راحته البدن

وانظر لمن لملك الدنيا با جمعها هل راح منها بغير القطن والكفن

قناعت کو لازم پکڑو، شاہانہ زندگی بسر کرو گے اسی سے جسم کو راحت ملے گی دنیا کے شہنشاہوں کو دیکھو کہ، مرنے کے بعد سوائے روئی کے کفن کے کچھ ساتھ نہ لے جا سکے۔

شیخ سعدی رحمہ اللہ اور قناعت:۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

اے قناعت توانگرم گرداں کہ درائے تو ہیچ نعمت نیست

کنج صبر اختیار لقمان است ہر کرا صبر نیست حکمت نیست

اے قناعت تو مجھ کو مال دار کر دے کہ سوائے تیرے کوئی نعمت نہیں ہے صبر کا گوشہ عقلمند کو پسند ہے جو صبر نہیں رکھتا، اس میں عقل مندی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو زہد و قناعت صبر و شکر کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

واخرد عوٰنا ان الحمد لله رب العالمين سبحانك ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين ، والحمدلله رب العالمين''۔ (اسلامی خطبات: ص ۵۵۵)

اولیائے کرام اور بدعات کی مذمت:۔ پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے غنیۃ الطالبین جلد دوم ص ۳۸ میں بدعات محرم کے متعلق نہایت بسط و تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ شرح سفر السعادت ص ۶۷۳ میں فرماتے ہیں کہ اہل سنت کا دستور یہ ہونا چاہئے کہ روز عاشورا کو فرقہ رافضیہ کی نکالی ہوئی بدعتوں مثلاً مرثیہ، ماتم و نوحہ وغیرہ سے احتیاط کی جائے یہ کام مومنوں کے نہیں ورنہ اس غم والم کا سب سے زیادہ حقدار خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم وفات تھا۔

اور شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے فتاویٰ عزیزیہ جلد اول ص ۶۸، ۶۹ میں تعزیہ نوحہ وغیرہ کی کافی تردید فرمائی ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بھی القول الجمیل میں نوحہ اور بدعات محرم کی بہت تردید کی ہے۔ (اسلامی خطبات: ص ۶۳۲)

نام کتاب:۔ فتاویٰ اصحاب الحدیث (جلد اول)...... تالیف:۔ فضیلۃ الشیخ ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد
ناشر:۔ مکتبہ اسلامیہ (لاہور:۔ بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار)
فیصل آباد:۔ بیرون امین پور بازار کوتوالی روڈ

حاصل تصوف ہر مفتی کی ضرورت:۔ فتویٰ دیتے وقت مفتی کی نیت خالص اور اس کے دل میں اللہ کا خوف ہونا چاہیے احبار ورھبان کی طرح نفسانی خواہشات اور دنیوی مفادات اسے اظہار حق اور ابطال باطل سے باز نہ رکھیں، امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کسی شخص کو دینی سوال کا جواب دینے سے پہلے اپنے آپ کو جنت اور دوزخ پر پیش کر لینا چاہیے پھر نجات کا راستہ معلوم کر کے اسے جواب دینا چاہیے۔ (المجموع للنووی: ج ا، ص ۸۲)

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ جب کوئی مسئلہ بتاتے یا فتویٰ دیتے تو فرمایا کرتے تھے، اے اللہ! مجھے محفوظ رکھنا اور لوگوں کو غلط بات کہنے سے مجھے باز رکھنا۔ (الآداب الشرعیہ: ج ۲، ۱۵۹)

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ انسان کو چاہیے کہ وہ دینی مسائل میں سوچ سمجھ کر گفتگو کرے کیونکہ وہ اپنے اعمال واحوال کے متعلق قیامت کے دن جواب دہ ہے۔ (الآداب الشرعیہ: ج ۲، ص ۱۵۵)

حضرت ابن خلدہ رحمہ اللہ نے امام ربیع رحمہ اللہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا: اے ربیع! آپ لوگوں کو فتویٰ دیتے ہیں آپکے پیش نظر سائل کو سہولت دینا نہیں ہونا چاہیے بلکہ آپ کو اپنی نجات کی فکر ہونی چاہیے کہ میں اس مسئلے کے بھنور سے کیسے خلاصی حاصل کروں۔ (الفقیہ والمنفقة: ج ۲، ص ۳۵۷)

علامہ ابن صلاح آداب مفتی کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ سچا، پکا مسلمان، ثقہ اور امانت دار ہو، فسق و فجور اور اس کے اسباب سے بچنے والا اور اخلاق رذیلہ سے اجتناب کرنے والا ہو کیونکہ جو شخص ایسے اوصاف کا حامل نہ ہو اس کی بات قابل اعتماد نہیں ہوتی اگرچہ مجتہد ہی کیوں نہ ہو۔ (ادب الفتویٰ: ص ۳۰)

آخر میں خلاصہ کے طور پر ہم امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ جب تک کسی شخص میں مندرجہ ذیل پانچ چیزیں نہ ہو وہ منصب افتاء کے قابل نہیں ہے۔

(۱) خلوص نیت کیونکہ جس کی نیت خالص نہ ہو اس کے چہرے پر نور اور اس کی بات میں اثر نہیں ہوتا۔

(۲) وہ زیور علم سے آراستہ بردبار، اور باوقار شخصیت کا مالک ہو کسی صورت میں جلد بازی سے کام لینے والا نہ ہو۔

(۳) وہ اپنے فن (افتاء) میں ماہر اور پیش آمدہ مسائل حل کرنے پر قدرت رکھنے والا ہو۔

(۴) وہ لوگوں سے بے نیاز ہو، بصورت دیگر لوگوں کی نظر میں اس کی ذرا بھر وقعت نہیں ہوگی۔

(۵) وہ لوگوں کی عادات ورسوم اور ان کے احوال وظروف نیز زمینی حقائق سے آگاہ ہو۔ (اعلام الموقعین: ج ۴، ص ۱۵۲ بحوالہ فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج ۱، ص ۱۸)

لفظ مولانا کا استعمال:۔ کیا واقعی علماء حضرات کو ''مولانا'' کہنا شرک ہے؟ قرآن وحدیث کی رو سے اس کی وضاحت فرمائیں۔

جواب:۔ عزت واحترام کے پیش نظر علماء حضرات کو مولانا یا مولوی کہا جا سکتا ہے اور ایسا کرنا شرک نہیں ہے جیسا کہ جماعت المسلمین کی طرف سے یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ مولیٰ کو غیر اللہ کیلئے استعمال فرمایا بلکہ استعمال کی تلقین بھی فرمائی ہے۔ حدیث میں ہے کہ تم میں سے کوئی یوں نہ کہے کہ اپنے رب کو کھانا دو اپنے رب کو وضو کراؤ بلکہ اپنے آقا کے لئے سید اور مولیٰ کہا جائے۔ (صحیح بخاری: کتاب العتق)

اس حدیث کی روشنی میں غیر اللہ کیلئے لفظ سید کا استعمال بھی جائز معلوم ہوتا ہے جو صرف اعلیٰ اور محترم شخصیت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ تو لفظ مولیٰ کا اطلاق تو بالاولیٰ جائز ہونا چاہیے جو اعلیٰ اور ادنیٰ دونوں کیلئے مستعمل ہے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ نے پندرہ معانی کیلئے اس کے استعمال کی نشاندہی فرمائی ہے۔ جن میں آقا، مالک، ناصر، دوست، آزاد کنندہ اور آزاد کردہ غلام وغیرہ بھی شامل ہیں۔، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: کہ لفظ مولیٰ ادنیٰ اور اعلیٰ دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے جبکہ لفظ سید صرف اعلیٰ اور محترم ذات کیلئے مختص ہے۔ جب غیر اللہ کے لئے لفظ سید استعمال ہوسکتا ہے تو غیر اللہ کے لئے لفظ مولیٰ کے استعمال پر کراہت کی کوئی معقول وجہ نہیں۔ (فتح الباری: ۵/۱۸۰ بحوالہ فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج ۱، ص 29,30)

مقلدین ائمہ کا بھرپور دفاع اور راہ اعتدال:۔ سوال:۔ ملتان سے چند ایک احباب جماعت لکھتے ہیں کہ ہمیں اپنے خطیب صاحب کی کچھ باتیں بہت عجیب سی معلوم ہوتی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی اپنی مرضی کے مطابق دین بناتے ہیں اس لیے کہ یہ تمام فقہی مسالک کے لوگ کافر ہیں۔ ان سے نکاح کرنا، ان کے پیچھے نماز ادا کرنا، ان کے جنازے پڑھنا اور ان سے وراثت وغیرہ کے معاملات ممنوع ہیں۔ وہ بطور دلیل قرآن مجید کی اس آیت کو پیش کرتے ہیں کہ جو لوگ اللہ کی طرف سے نازل شدہ حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہی لوگ کافر ہیں۔ (۵/المائدہ: ۴۴) مہربانی فرما کر اس کے متعلق ہماری راہنمائی فرمائیں۔

جواب:۔ کسی کو کافر کہنا، تکفیر کہلاتا ہے، فتنۂ تکفیر بہت خطرناک، تباہ کن اور ہلاکت خیز ہے، اس امت میں سب سے پہلے اس فتنہ کو خوارج نے برپا کیا، جنگ صفین کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان یہ طے پایا کہ حضرت عمرو بن العاص اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما جو فیصلہ کریں وہ فریقین کو قبول ہوگا اسے معاہدہ تحکیم کہا جاتا ہے، خوارج نے اس معاہدہ کی آڑ میں امت کے پسندیدہ اور برگزیدہ حضرات کی تکفیر کی انہوں نے اپنے اس مؤقف کیلئے قرآن پاک کی ایک آیت بطور دلیل پیش کی وہ یہ ہے: فیصلہ کرنے کا حق تو صرف اللہ کیلئے ہے۔ (۱۲/یوسف: ۴۰)

ان کا مطلب یہ تھا کہ جب فیصلہ کرنا اللہ کا حق ہے تو یہ حق بندوں کے حوالے کرنا کفر ہے اور یہ حق بندوں کو دینے والے سب کافر ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ذریعے ان پر اتمام حجت کرتے ہوئے ان کی غلطی کو واضح کیا جب وہ باز نہ آئے تو نہروان کے مقام پر ان کی خوب سرکوبی کی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے انہی کے متعلق فرمایا تھا: کہ خارجی اللہ کی مخلوق میں سے بدترین لوگ ہیں، انہوں نے جو آیات کفار کے متعلق نازل ہوئی تھیں، ان کو مسلمانوں پر چسپاں کر دیا، (صحیح بخاری: المرتدین، باب ٦)

رسول اللہ ﷺ نے فتنہ تکفیر کی سنگینی بایں الفاظ بیان فرمائی کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی کو اے کافر کہتا ہے تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو جاتا ہے۔ (صحیح بخاری: کتاب الادب ٦١٠٣)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس کو کافر کہا گیا ہے اگر وہ فی الحقیقت کافر ہے تب تو وہ کافر ہوا اگر وہ واقعتاً کافر نہیں تو کہنے والا کافر ہو گیا یعنی تکفیر دو دھاری تلوار ہے جس نے کسی ایک کو ضرور کاٹنا ہے، اس لیے کسی کو کافر کہنے میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ ہمارے اسلاف اس سلسلہ میں بہت محتاط تھے۔ وہ کسی کلمہ گو اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے تھے انہوں نے تکفیر کیلئے قواعد وضوابط وضع کئے ہیں۔ جن کا ہم آئندہ تذکرہ کریں گے۔ تاہم امام بخاری رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا حدیث پر بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے: جو شخص اپنے بھائی کو بلا وجہ کافر کہتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس فتنہ کی تباہ کاریوں کو بچشم خود ملاحظہ کیا تھا۔ اس لیے وہ اپنی صحیح میں اس کے قواعد وضوابط کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک عنوان یوں قائم کرتے ہیں: اگر کسی نے معقول وجہ کے پیش نظر یا نادانستہ طور پر کسی کو کافر کہا کہنے والا کافر نہیں ہوگا۔ (کتاب الادب: باب ٧٤)

اس عنوان کے تحت امام المحد ثین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ پیش کیا ہے جب انہوں نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کہا تھا کہ یہ منافق ہے اور ان کے پاس یہ کہنے کی معقول وجہ تھی کہ یہ کافروں سے دوستی رکھے ہوئے ہیں اور ہمارے جنگی راز اہل مکہ کو بتاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غلط فہمی کو دور فرمایا لیکن مذکورہ بالا حدیث کے پیش نظر آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تکفیر نہیں فرمائی آپ صلی اللہ علیہ وسم نے فرمایا کہ عمر! تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو عرش پر سے دیکھا ہے اور انہیں مغفرت کا پروانہ عنایت فرمایا ہے۔ (صحیح بخاری: کتاب الادب، باب ٧٤)

اسی طرح نادانستہ طور پر کلمہ کفر کہنے سے انسان کافر نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ دوران سفر اپنے باپ کی قسم اٹھائی اور غیر اللہ کی قسم اٹھانا کفر یا شرک ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تجدید ایمان کیلئے نہیں کہا بلکہ ان کی لاعلمی کو دور کرتے ہوئے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں باپ دادا کی قسم اٹھانے سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح بخاری: الادب، ٦١٠٨)

امام بخاری رحمہ اللہ کے ترجمۃ الباب سے تکفیر کے متعلق دو اصول سامنے آتے ہیں۔

(١) جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے کوئی کفریہ کام یا بات سرزد ہو جائے تو اسے معذور خیال کیا جائے اور اسے کافر کہنے کی بجائے اس کی جہالت دور کی جائے۔ اگر اتمام حجت کے بعد بھی اصرار کرتا ہے تو اس کے بظاہر کلمہ گو ہونے کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ وہ اصرار اور عناد کی وجہ سے خارج از ملت ہوگا۔

(٢) اگر کوئی کفریہ کام یا بات کا مرتکب اپنے پاس کوئی تاویل یا معقول وجہ رکھتا ہے تو بھی اسے معذور تصور کیا جاتا ہے لیکن تاویل کے لئے ضروری ہے کہ الفاظ میں عربی کے مطابق اس تاویل کی کوئی گنجائش اور علمی طور پر اس عمل یا بات کی توجیہہ ممکن ہو اگر کسی کو اس کی تاویل یا معقول وجہ سے اتفاق نہ ہو تو اسے کافر کہنے کے بجائے بات کے قائل یا کام کے فاعل پر اس تاویل یا معقول وجہ کا بودا پن واضح کر دیا جائے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے پیش کردہ اصولوں کے علاوہ چند مزید ضوابط بھی ملاحظہ فرمائیں:

(٣) اگر کوئی انسان مجبوراً کلمہ کفر یا شرکیہ عمل کرتا ہے تو اسے بھی معذور سمجھنا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: جو شخص ایمان لانے کے لئے بعد پھر اللہ کے ساتھ کفر کرے سوائے اس شخص کے جسے مجبور کیا گیا ہو، درآنحالیکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو، ہاں جس شخص نے کفر کے لئے

اپنا سینہ کھول دیا ہو تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب نازل ہوگا اور ان کیلئے بڑا عذاب ہے۔(۱۶/النحل:۱۰۶)

اس آیت کریمہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کسی مسلمان پر ان گنت مظالم توڑے جارہے ہوں اور نا قابل برداشت اذیتیں دے کر کلمہ کفر پر مجبور کیا جارہا ہو تو محض جان بچانے کیلئے کلمہ کفر کہہ دینے کی رخصت ہے۔ بشرطیکہ دل عقیدہ کفر سے محفوظ ہو، ایسے حالات میں اللہ کے ہاں کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔ البتہ مقام عزیمت یہی ہے کہ خواہ آدمی کا جسم تکا بوٹی کر ڈالا جائے بہر حال وہ کلمہ حق کا ہی اعلان کرتا رہے۔ حضرت خباب بن ارت اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما اس مقام عزیمت پر فائز تھے۔ البتہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے رخصت پر عمل کیا۔

(۴) اگر انسان پر شدت خوف، کی کیفیت طاری ہو اور اس دہشت کے عالم میں اگر زبان سے کلمہ نکل جائے تو بھی قابل مواخذہ نہیں ہے جیسا کہ ایک آدمی نے مرتے وقت اپنے بیٹوں کو وصیت کی تھی کہ مرنے کے بعد میری لاش کو جلا دینا پھر اس کی راکھ کو ہوا میں اڑا دینا پانی میں بہا دینا تاکہ اس طرح میں اللہ کے حضور پیشی سے بچ جاؤں گا۔ اس کا یہ عقیدہ تھا کہ ایسا کرنے سے اللہ تعالی مجھے زندہ نہیں کر سکے گا۔ یہ کفر یہ عقیدہ ہے چونکہ مارے دہشت کے ایسا ہوا، اس لیے اسے معذور سمجھتے ہوئے معاف کر دیا گیا۔(صحیح بخاری: الانبیاء، ۳۴۸۱)

(۵) فرحت وانبساط کے عالم میں انسان اگر اپنے جذبات سے مغلوب ہو کر منہ سے کلمہ کفر کہہ دے تو یہ بھی قابل معافی ہے۔ جیسا کہ ایک آدمی دوران سفر اپنی سواری زاد سفر کے ساتھ گم کر بیٹھا، نیند کے بعد جب اس نے اونٹنی کو اپنے سامنے دیکھا تو مارے خوشی کے بطور شکر یہ الفاظ کہتا ہے: اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں۔(صحیح مسلم: کتاب التوبہ، ۶۹۶۰، بحوالہ: فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج۱، ص۳۸)

ان واقعات کے پیش نظر ہم احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ مذکورہ خطیب بڑی خطرناک فکر کا حامل ہے اسے سمجھایا جائے اگر وہ ایسی حرکات سے باز آجائے تو ٹھیک بصورت دیگر اسے خطابت سے معزول کر دیا جائے۔ سوال میں اس ذکر کردہ آیت کریمہ کو پہلے حکمرانوں کے خلاف استعمال کیا جاتا تھا اور اس کے آڑ میں انہیں کافر کہا جاتا تھا۔ اب اس فکر نے ترقی کی ہے اور اسے بنیاد بنا کر عامتہ الناس کی تکفیر کی گئی ہے۔ اس کے جواب میں ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بات پیش کرتے ہیں جو انہوں نے خوارج کے جواب میں کہی تھی کہ "بات صحیح ہے لیکن اس کا استعال غلط کیا گیا ہے"۔ اگر اس کا وہی مطلب ہے جو خطیب نے کشید کیا ہے تو اس کی زد میں یہ خطیب بھی آتے ہیں۔ مثلاً: حدیث میں ہے، کہ جس نے امیر کی اطاعت نہ کی اور جماعت سے الگ ہو گیا اگر اسی حالت میں موت آئی تو جاہلیت کے موت ہوگی۔(صحیح مسلم: کتاب الامارة)

کیا بیعت کے بغیر زندگی بسر کرنا حکم بغیر "ما انزل اللہ" نہیں ہے۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تو حصرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اس سے الگ تھلگ رہے پھر وہ شام کے علاقہ میں چلے گئے اور وہیں ان کا انتقال ہوا، کیا اس حدیث کے پیش نظر ان کی موت بھی جاہلانہ تھی؟ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن وحدیث کی نصوص کو صحیح طور پر سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اتمام حجت کے طور پر دین اسلام کی ترویج واشاعت میں لگے رہیں اور فتنہ تکفیر سے اپنے دامن کو آلودہ نہ ہونے دیں۔(واللہ اعلم بالصواب)(فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج۱، ص۳۶ تا ۳۸)

تبرکات اولیاء کا صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثبوت:

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں اپنے اللہ کے حضور چار دفعہ ان خوبصورت بالوں کا نذرانہ پیش کیا اور صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت خراش بن امیہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی استرے سے حجامت کی جبکہ آپ عمرے کا احرام باندھے ہوتھے۔

(۲) اگلے سال عمرة القضاء کے موقع پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کا قصر کیا۔

(۳) عمرہ جعرانہ سے فراغت کے بعد ابو ہند رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کا قصر کیا۔

(۴) حجتہ الوداع کے موقع پر منیٰ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمی جمار سے فارغ ہوئے تو آپ نے قربانی کی پھر حضرت معمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے موئے مبارک کو استرے سے صاف کیا۔(فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج۱، ص۴۲)

موئے مبارک سے محبت وعقیدت:۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک سے کس قدر محبت اور عقیدت تھی اس کا اندازہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ایک بیان سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ حجام آپ کے سر مبارک کے بال صاف کرر ہا تھا اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے گرد تھے وہ چاہتے تھے کہ آپ کا کوئی بھی بال زمین پر گرنے کی بجائے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرے۔(صحیح مسلم: کتاب الفضائل)

وضو کے پانی سے برکت حاصل کرنا:۔ بلکہ حضرت عروہ بن مسعود کا بیان اس سے بھی زیادہ حیران کن ہے کیونکہ آپ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ وہ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت کو بایں الفاظ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زمین پر گرنے والے پانی کو لینے کیلئے دوڑ پڑتے ہیں۔ جب آپ لعاب دھن تھوکتے تو جلدی سے اپنے ہاتھوں اور چہرے پر مل لیتے ہیں اور جب کبھی آپ کا موئے مبارک گرتا ہے تو اسے ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں۔(مسند احمد: ۳۲۴/۴)(فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج۱،ص۴۳)

موئے مبارک کی برکت سے بیماروں کو شفاء:۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن موہب کا بیان بایں الفاظ نقل ہوا ہے کہ مجھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک دکھائے تھے۔(حدیث نمبر: ۵۸۹۸)

اس کی مزید تفصیل صحیح بخاری میں نقل ہوئی ہے کہ مجھے (عبداللہ بن موہب) میرے گھر والوں نے پانی کا ایک پیالہ دے کر ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا کیونکہ ان کے پاس ایک خوبصورت چاندی کی ڈبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک محفوظ تھے، آپ پانی میں انہیں ڈال کر ہلاتیں پھر وہ پانی نظر بد یا بخار والے کو پلایا جاتا، میں نے اس وقت ڈبیہ میں سرخ رنگ کے موئے مبارک دیکھے تھے۔(حدیث نمبر: ۵۸۹۶)(فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج۱،ص۴۳)

حصول برکت کیلئے حضرت امہ سلمہ رضی اللہ عنہا کی خواہش:۔ مقام جعرانہ پر تقسیم غنائم کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا کہ آپ میرا وعدہ کب پورا کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھے بشارت ہو، اعرابی کچھ جلد باز تھا اسے یہ بات اچھی نہ لگی آپ اس کی ناگواری دیکھ کر ناراض ہوئے اور بحالت غصہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کہ اس نے تو میری بشارت کو مسترد کر دیا ہے اب تم اسے قبول کرلو، اس کے بعد آپ ﷺ نے پانی کا پیالہ منگوایا اس میں چہرہ اور ہاتھ دھوئے اور کلی کی پھر فرمایا کہ تم اس سے کچھ پانی نوش کرلو اور کچھ اپنے چہرے پر چھڑک لو۔ اس کے بعد انہوں نے پیالہ لیا اور آپ کی ہدایات پر عمل کیا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پردہ کے پیچھے سے آواز دی کہ اس بابرکت پانی سے اپنی ماں ام سلمہ(رضی اللہ عنہا) کے لئے کچھ بچا رکھنا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کیلئے بھی پانی بچالیا۔(صحیح بخاری: کتاب المغازی، غزوۃ الطائف، بحوالہ: فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج۱،ص۴۴)

مشکیزہ بطور تبرک محفوظ رکھنا:۔ دوسری خاتون جنہوں نے آپ کے موئے مبارک کو محفوظ کیا تھا وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا ہیں انہیں بھی آپ ﷺ کے تبرکات سے خصوصاً لگاؤ تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت رسول کریم ﷺ آپ کے گھر تشریف لائے اور مشکیزے سے منہ لگا کر پانی نوش فرمایا تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مشکیزے کا وہ حصہ کاٹ کر رکھ لیا تھا، جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لب مبارک لگے تھے۔(مسند احمد: ۱۱۹/۳)(فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج۱،ص۴۴)

تبرکات تمام دنیا سے قیمتی تر ہیں:۔ اسی طرح آپ ﷺ کا پسینہ مبارک جمع کرتیں اور اسے خوشبو میں ملاتیں جس سے خوشبو کی مہک دو چند ہو جاتی۔(صحیح مسلم: کتاب الفضائل) جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک تھے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عبیدہ سلمانی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ

ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عنایت ہوئے تھے یہ سن کر حضرت عبیدہ سلمانی رضی اللہ کہنے لگے کہ کاش میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف ایک بال ہوتا جو میرے نزدیک دنیا اور اس کے خزانوں سے زیادہ قیمتی ہے۔(صحیح بخاری: حدیث نمبر ۱۷۰ بحوالہ فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج ۱ ص ۴۴)

صحابہ رضی اللہ عنہم میں موئے مبارک تقسیم فرمانا:۔حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے جب اپنا سر منڈایا تو پہلے پہلے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ (حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے شوہر نامدار) تھے جنہوں نے آپ کے موئے مبارک حاصل کئے۔(صحیح بخاری: حدیث نمبر ۱۷۱) اس کی کچھ تفصیل اس طرح ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر دسویں تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی پھر حجام کو بلا لیا اور دائیں جانب کے بال صاف کر کے لوگوں میں ایک ایک یا دو دو تقسیم کر دیئے۔ پھر بائیں جانب کے بال اتار کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو دے دیئے۔(صحیح مسلم: باب بیان ان السنۃ یوم النحر بحوالہ فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج ۱ ص ۴۵)

موئے مبارک سے بخار کے مریض کا شفا پاجانا:۔دیگر روایات میں مزید تفصیل بھی ہے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے موئے مبارک کب اور کیسے حاصل کیے اور پھر کسے دے دیئے رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر قربانی کی پھر حجامت بنوائی اپنے سر کے تمام بال حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ دے دیئے اور فرمایا کہ دائیں جانب کے بال لوگوں میں تقسیم کر دو آپ ﷺ نے فرمایا یہ بال اپنی بیوی ام سلیم کو دے دو چنانچہ انھوں نے ایسا کیا حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا ان بالوں کو دھوتیں اور اس پانی کو خوشبو میں ملاتیں جس سے خوشبو تیز ہو جاتی بعض روایات میں ہے کہ بخار والے مریض کو پانی پلاتیں تو صحت مند ہو جاتا۔(مسند امام احمد)

حقیقی موئے مبارک آج بھی برکت کے حامل ہیں:۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی حقیقت بیان کرنے کے بعد ہم اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ اس وقت آپ ﷺ کے موئے مبارک موجود ہیں یا لوگوں کے جذبات سے ناجائز فائدہ اٹھانے کے لئے صرف دعویٰ کی حد تک اسے شہرت دی جاتی ہے۔لیکن مسئلہ زیر بحث کی نزاکت کے پیش نظر ہم یہ وضاحت کر دینا ضروری خیال کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے موئے مبارک اگر آج حقیقتاً موجود ہیں تو ان میں خیر و برکت کا پہلو بدرجہ اتم موجود ہے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں کوئی کمی نہیں آسکتی۔(فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج ۱ ص ۴۵)

امام احمد بن حنبل کا برکت حاصل کرنا:۔حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے پاس موئے مبارک تھے، جو انہیں فضل بن ربیع کے کسی لڑکے نے عنایت فرمائے تھے۔آپ ان بالوں کو بوسہ دیتے، آنکھوں پر لگاتے اور پانی میں بھگو کر شفا کے طور پر اس پانی کو نوش کرتے، جن دنوں آپ رحمہ اللہ پر آزمائش آئی اس وقت وہ آپ کی آستین میں رکھے ہوئے تھے۔بعض لوگوں نے آپ کے آستین سے موئے مبارک نکالنے کی کوشش بھی کی لیکن وہ ناکام رہے۔(سیر اعلام النبلاء: ۲۵۰/۱۱ بحوالہ فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج ۱ ص ۴۵)

گمشدگی تبرکات کے عظیم سانحات:۔(الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی تھی جسے آپ پہنتے تھے، آپ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے استعمال کرتے تھے۔ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس رہی بالآخر بئر اریس میں گر گئی اور تلاش بسیار کے باوجود نہ مل سکی۔(صحیح بخاری: کتاب اللباس)

(ب) عباسی دور کے آخر میں جب تاتاریوں نے بغداد پر حملہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رداء مبارک اور چھڑی جس سے آپ کھجلی کیا کرتے تھے ہنگاموں کی نذر ہو گئی۔ یہ سن ۶۵۶ ھ کے واقعات ہیں۔

(ج) دمشق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب پاپوش مبارک بھی نویں ہجری کے آغاز میں فتنہ تیمور لنگ کے وقت ضائع ہو گئی۔

(د) آپ ﷺ کے آثار شریفہ کے فقدان کی ایک وجہ یہ تھی کہ جس خوش قسمت انسان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی نشانی مبارک تھی اس نے وصیت کر دی کہ اسے قبر میں اس کے ساتھ ہی دفن کر دیا جائے۔مثلاً۔

تبرکات کے ساتھ تدفین کے واقعات:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک عورت نے اپنے ہاتھ سے چادر تیار کی اور آپ ﷺ کو بطور تحفہ پیش کی آپ ﷺ نے اسے قبول کرتے ہوئے زیب تن فرمایا۔حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس خواہش کے پیش نظر کہ وہ چادر آپ کا کفن ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگ لی۔ چنانچہ وہی چادر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا کفن بنی۔(بخاری: کتاب الجنائز، بحوالہ بحوالہ: فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج ا،ص ۴۶)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قمیض مبارک رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کو پہنایا تا کہ اس کے بیٹے کی حوصلہ افزائی ہو۔شاید اس کی بخشش کا کوئی ذریعہ بن جائے وہ قمیض بھی قبر میں بطور کفن دفن کر دی گئی۔

☆ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے پاس چند موئے مبارک تھے تو آپ نے وصیت کر دی تھی کہ انہیں قبر میں ان کے ساتھ ہی دفن کر دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔(سیر اعلام النبلاء:۱۱/۳۳۷ بحوالہ: فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج ا،ص ۴۶)

ضروری آداب ہر مصنف کیلئے:۔ سوال:۔بعض کتب دینیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ ﷺ یا صلعم لکھا ہوتا ہے، اس طرح کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کی علامت لکھی ہوتی ہے اس قسم کی علامت اور اختصار کی کیا حیثیت ہے۔(حافظ محمد یونس ربانی، فیصل آباد خریداری نمبر ۲۹۲۴)

جواب:۔اسلامی آداب میں سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ محبت اور چاہت سے ﷺ لکھا جائے اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے شریفہ کے ساتھ رضی اللہ عنہم تحریر کیا جائے دیگر انبیائے کرام کے ساتھ علیہم السلام اور متقدمین اسلاف کے ساتھ رحمہ اللہ، زندہ اہل علم کے ساتھ اور برخوردران کے ساتھ سلمہ اللہ لکھا جائے۔محدثین عظام نے وضاحت کی ہے کہ صلی اللہ علیہ وسلم یا رضی اللہ عنہ کا اختصار یا اس کی علامت نہ لکھی جائے اور نہ ہی بار بار لکھنے سے دل میں کسی قسم کی اکتاہٹ پیدا ہونا چاہیے۔ چنانچہ شارح صحیح مسلم علامہ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کاتب کو چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ وتسلیم لکھنے کی پابندی کرے اور بار بار لکھنے میں کوئی اکتاہٹ محسوس نہ کرے، جو شخص اس سے غفلت کرتا ہے وہ گویا خیر کثیر سے محروم ہو گیا، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی کے ساتھ عزوجل جیسے الفاظ لکھے نیز صحابہ کرام اور دیگر اخیار امت کیلئے رضی اللہ عنہم جیسے الفاظ کا انتخاب کرے اس سلسلہ میں رموز واشارات سے کام نہ لے بلکہ انہیں کامل طور پر لکھا جائے۔(شرح تقریب النووی:ص ۲۹۱)

علامہ محمد جمال الدین قاسمی نے اپنی تالیف ''قواعد التحدیث'' میں باقاعدہ آداب کا عنوان قائم کر کے بڑی تفصیل سے اس مسئلہ کا حق ادا کیا ہے۔(قواعد التحدیث:ص ۲۳۷)

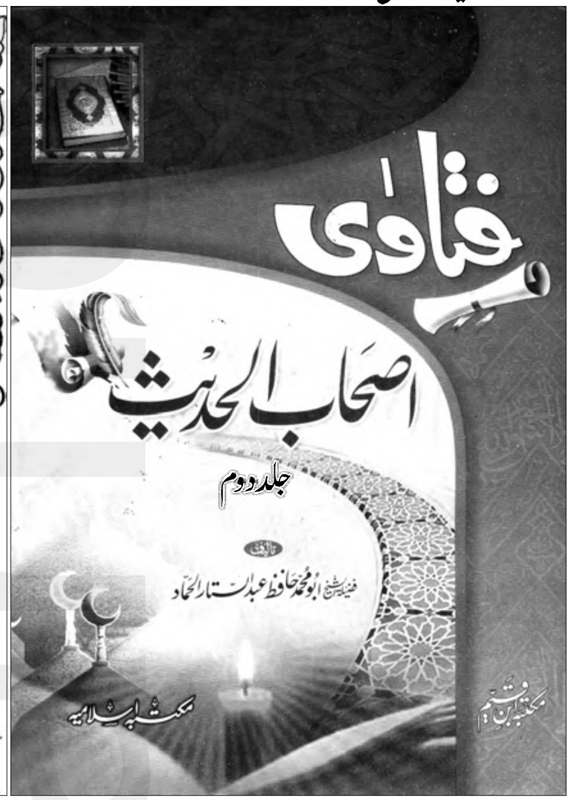
لہذا ہمیں اس سلسلہ میں سستی یا کوتاہی سے کام نہیں لینا چاہیے بلکہ ثواب وآداب کی نیت سے، اللہ تعالیٰ عزوجل، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذکر خیر پر مذکورہ بالا آداب لکھنے کی پابندی کرنا چاہیے۔(فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج ا،ص ۶۳)

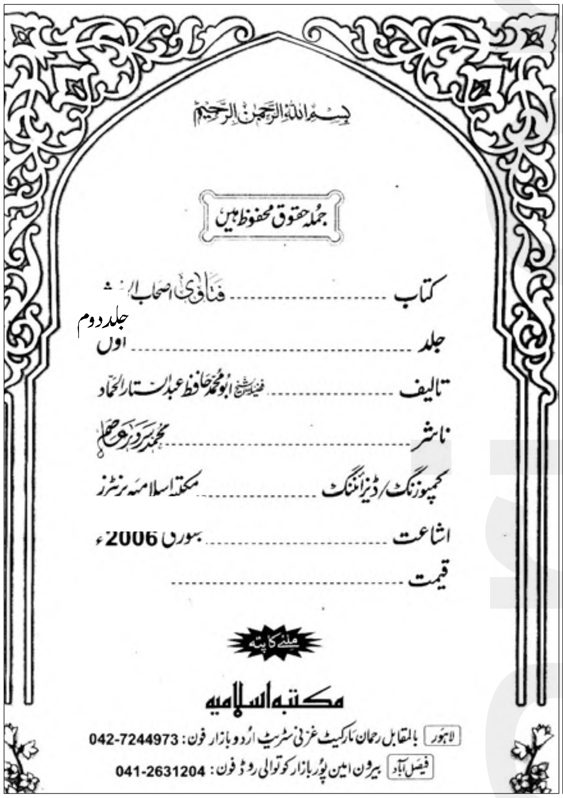
سر ڈھانپنا اولیٰ و بہتر ہے:۔ مسئلہ کی نوعیت یہ ہے کہ دوران نماز عورتوں کیلئے سر کا ڈھانپنا ضروری ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بالغہ عورت کی نماز اوڑھنی یعنی دوپٹے کے بغیر قبول نہیں فرماتے۔(ابوداؤد: الصلوہ ۶۴۱)

مرد حضرات کیلئے یہ پابندی نہیں ہے وہ ننگے سر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ایسا کرنا صرف جواز کی حد تک ہے ضروری نہیں، لیکن بہتر ہے کہ دوران نماز اپنے سر کو پگڑی، رومال یا ٹوپی وغیرہ سے ڈھانپا جائے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: اے اولاد آدم: تم ہر نماز کے وقت اچھا لباس زیب تن کیا کرو۔(۳/ آل عمران:۳۱)

آیت کریمہ میں زینت سے مراد اعلیٰ قسم کا لباس نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ اس حصہ جسم کو ڈھانپ کر آؤ جس کا کھلا رکھنا معیوب ہے۔ چونکہ لباس والا جسم ننگے جسم کے مقابلہ میں مزین نظر آتا ہے اس لیے لباس کو زینت سے تعبیر کیا گیا ہے۔اسلامی معاشرہ میں ننگے سر گھومتے پھرنا

(1126A)




بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب .... فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد .... اول جلد دوم

تالیف .... فضیلۃ الشیخ ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد

ناشر .... محمد سرور عاصم

کمپوزنگ / ڈیزائننگ .... مکتبہ اسلامیہ پرنٹرز

اشاعت .... جنوری 2006ء

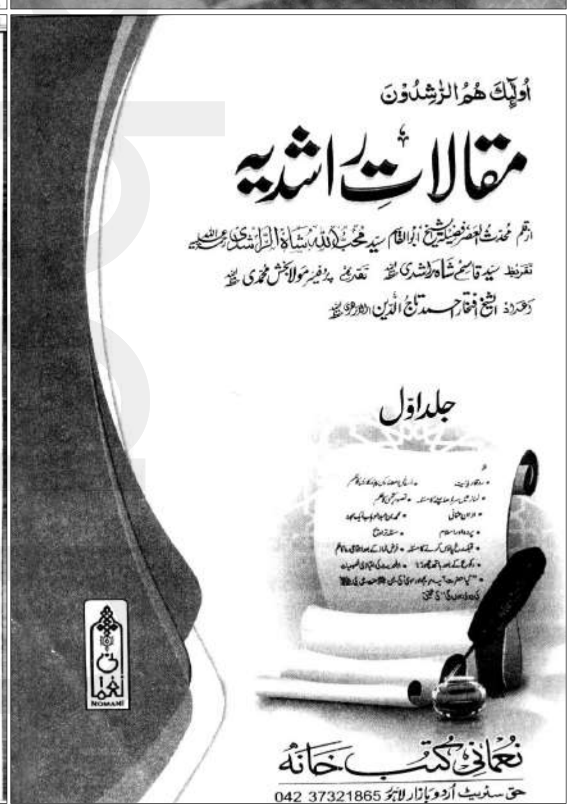
قیمت ....

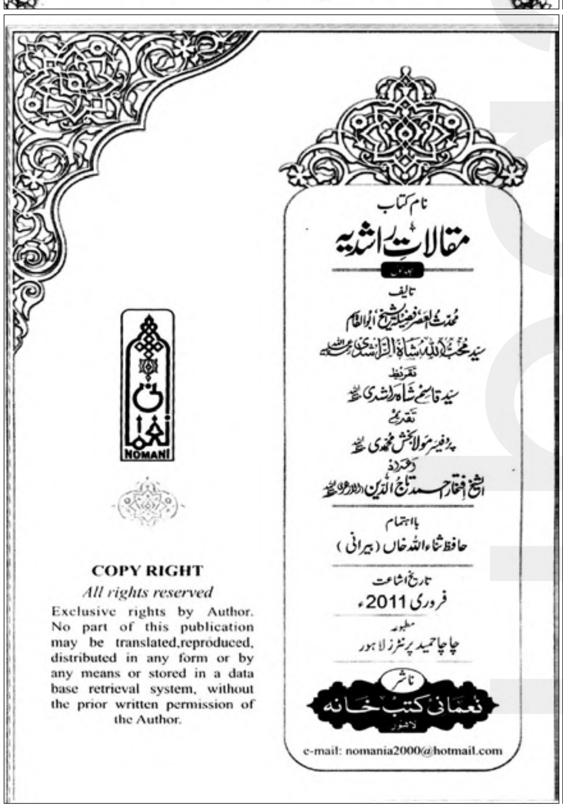
ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلامیہ

لاہور بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار فون: 042-7244973

فیصل آباد بیرون امین پور بازار کوتوالی روڈ فون: 041-2631204




نام کتاب

مقالاتِ راشدیہ

تالیف

سید محب اللہ شاہ الراشدی

تقریظ

سید قاسم شاہ راشدی

تقدیم

پروفیسر مولا بخش محمدی

ترتیب و تخریج

الشیخ افتخار احمد تاج الدین

باہتمام

حافظ ثناء اللہ خاں (بیرانی)

تاریخ اشاعت

فروری 2011ء

مطبع

چاچا حمید پرنٹرز لاہور

ناشر

نعمانی کتب خانہ لاہور

e-mail: nomania2000@hotmail.com

NOMANI

انتہائی معیوب ہے۔ سر ڈھانپ کر چلنا انسان کے پروقار اور معزز ہونے کی علامت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام حالات میں اپنے سر کو ڈھانپ کر رکھتے تھے، صرف حج کے موقع پر اسے کھلا رکھنے کی نہ صرف اجازت ہے بلکہ ضروری ہے ایسا کرنا حج کے شعائر سے ہے۔ اس پر قیاس کر کے ننگے سر نماز پڑھنے کی عادت بنالینا اچھا نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنے ایک رسالہ میں روایت لائے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک غلام کو دیکھا کہ وہ ننگے سر نماز پڑھ رہا تھا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ اگر تمہیں لوگوں کے پاس جانا ہو تو اسی حالت میں چلے جاؤ گے؟ غلام نے جواب دیا نہیں تب آپ نے فرمایا کہ پھر اللہ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کے سامنے آنے کیلئے خوبصورتی اور آرائش اختیار کی جائے۔ (حجاب المراۃ ولباسہا فی الصلوۃ)

علامہ البانی رحمہ اللہ اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں، کہ جن الفاظ کیساتھ مصنف نے اس حدیث کو نقل کیا ہے وہ جملے کسی کتاب میں نہیں مل سکے۔ ممکن ہے کہ ننگے سر کا ذکر جو مصنف نے اس حدیث میں کیا ہے اس کا وجود کسی ایسی کتاب میں ہو جو مجھے نہیں مل سکی۔ (حاشیہ حجاب المراۃ) (فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج ا، ص ١٣٦، ١٣٧)

ننگے سر نماز شیخ البانی کی نگاہ میں:۔ علامہ البانی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں کہ میرے خیال کے مطابق بلاوجہ ننگے سر نماز پڑھنا ناپسندیدہ حرکت ہے کیوں کہ یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ ایک مسلمان کو نماز کی ادائیگی کیلئے اسلامی شکل وصورت اختیار کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کیلئے زینت اختیار کی جائے،

(سنن بیہقی: ج ٢، ص ٢٣٦ بحوالہ فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج ا، ص ١٣٧)

ننگے سر نماز اچھی عادت نہیں:۔ ہمارے اسلاف کی نظر میں ننگے سر رہنا، اسی حالت میں بازاروں، گلی کوچوں میں گھومتے پھرنا پھر اسی طرح عبادت کے مقامات میں چلے آنا کوئی اچھی عادت نہیں ہے بلکہ درحقیقت یہ مغربی تہذیب کے برگ و بار ہیں۔ جو ہمارے متعدد اسلامی ممالک میں گھس آئے ہیں۔ جب مغربی تہذیب کے سلسلہ علمبردار اسلامی ممالک میں آئے تو اپنی عادات وخصائل بھی ساتھ لائے، ان کی دیکھا دیکھی ناپختہ کار مسلمان بھی آنکھیں بند کر کے ان کی تقلید کرنے لگے، اس طرح مسلمانوں نے اپنے اسلامی تشخص کو مجروح کر ڈالا ہے۔ (تمام المنۃ: ص ٦٢ بحوالہ فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج ا، ص ١٣٧)

عام نماز میں ننگے سر کا کوئی ثبوت نہیں:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قطعی طور پر یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ نے حالت احرام کے علاوہ ننگے سر نماز ادا کی ہو۔ اس سلسلہ میں جو احادیث پیش کی جاتی ہیں وہ اپنے مفہوم میں صریح نہیں ہیں اگر ایسا ہوتا تو کتب حدیث وسیرت میں اس کا ضرور تذکرہ ہوتا۔ جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج وعمرہ کے علاوہ ننگے سر نماز ادا کی ہے وہ دلیل پیش کرے۔

ان دلائل وحقائق کے پیش نظر صورل مسئولہ میں پگڑی، رومال یا ٹوپی سے سر ڈھانپ کر نماز ادا کرنا سنت نبوی ﷺ کے زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے۔ نیز اس طرح اسلامی شکل وصورت میں نماز کی ادائیگی اللہ کے ہاں زیادہ اجر وثواب کا باعث ہوسکتی ہے۔

(واللہ اعلم بالصواب) (فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج ا، ص ١٣٨، ١٣٧)

نام کتاب:۔ فتاویٰ اصحاب الحدیث (جلد دوم)...... تالیف:۔ فضیلۃ الشیخ ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد

ناشر:۔ مکتبہ اسلامیہ: بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور

بیسمنٹ اٹلس بینک بالمقابل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد

فقہاء اسلاف ہمارے محسنین:۔ کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تربیت پانے والے بزرگ حضرات منصب افتاء پر فائز تھے، ان میں حضرت علقمہ اور قاضی شریح رحمہما اللہ نے شہرت دوام حاصل کی ان کے بعد یہ سلسلہ ابراہیم نخعی پھر حماد

کے ذریعے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور انکے تلامذہ نے جاری رکھا۔

بصرہ میں حسن بصری، ابن سیرین، قتادہ اور معمر بن راشد رحمہما اللہ نے یہ فریضہ سرانجام دیا، شام میں ابوادریس خولانی پھر امام مکحول ان کے بعد امام اوزاعی اور ان کے تلامذہ نے یہ منصب سنبھالا، مصر میں یزید بن ابی حبیب اور ان کے بعد امام لیث بن سعد نے لوگوں کو فیض یاب کیا، ان کے علاوہ بغداد اور دیگر شہروں میں بہت سے علما لوگوں کو فتویٰ دیتے رہے ان میں امام عبداللہ بن مبارک، امام احمد، امام اسحاق بن راہویہ، امام ابوثور اور امام ابن جریر طبری جیسے اساطین علم زیادہ مشہور ہوئے، ان تمام حضرات نے یہ منہج اختیار کیا کہ کتاب وسنت کے مطابق فتویٰ دیتے تھے پھر کتاب وسنت کو سمجھنے کیلئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فہم کا اعتبار کرتے تھے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی علوم نبوت کے حقیقی وارث تھے۔ (فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج۲ص۳۵)

مبتدی سالکین کے وساوس میں آسان علاج:۔ سوال:۔ میرے دل میں اللہ تعالیٰ اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی کتاب کے متعلق بہت برے برے خیالات آتے ہیں نماز وروزہ میں پابندی کرتی ہوں لیکن یہ برے خیالات میرا پیچھا نہیں چھوڑتے، اس سلسلے میں بہت پریشان ہوں، ان سے نجات کے لئے کوئی نسخہ تحریر کریں؟

جواب:۔ شیطان کا یہ ایک حربہ ہے کہ وہ برے خیالات کے ذریعے اہل ایمان پر حملہ کرتا ہے، قرآن پاک نے اس کے طریقہ واردات سے ہمیں بایں الفاظ آگاہ کیا ہے: وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا رہتا ہے۔ (۱۱۴/الناس: ۵)

ان وساوس سے شیطان کا مقصد یہ ہے کہ وہ اہل ایمان کے عقیدے کو خراب کردے اور انہیں نفسیاتی اور فکری اضطراب میں مبتلا کردے، یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا، صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی اس طرح کی باتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا لیکن وہ ایسے خیالات کے مقابلہ میں استقامت اور عمل کے پہاڑ ثابت ہوئے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اپنے دلوں میں کچھ ایسی باتیں پاتے ہیں کہ انہیں زبان پر لانا بھی ہمارے لیے بہت گراں ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: کیا تم اس چیز کو پاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں آپ نے فرمایا: یہی تو خالص اور صحیح ایمان ہے۔ (صحیح مسلم، الایمان: ۳۲)

اس کا مطلب یہ ہے کہ چور اور ڈاکو اس گھر میں حملہ آور ہوتے ہیں جہاں خزانہ ہوتا ہے اسی طرح شیطان بھی اس ڈاکہ زنی کے لیے ایسے دلوں کا انتخاب کرتا ہے جہاں دولت ایمان ہوتی ہے اس لیے وسوسوں سے ڈرنے والا انسان بہت ہی نصیب والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا علاج بھی تجویز کیا ہے، جیسا کہ درج ذیل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی کے پاس شیطان آ کر کہتا ہے کہ مخلوق کو اس انداز سے کس نے پیدا کیا حتیٰ کہ وہ وسوسہ اندازی کرتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب معاملہ یہاں تک پہنچ جائے تو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے اور آگے بڑھنے سے رک جائے۔ (صحیح بخاری، بداء الخلق: ۳۲۷۶)

اس کے علاج کیلئے حسب ذیل چیزوں کو عمل میں لایا جائے۔ ''اعوذ باللہ'' پڑھ کر ان خیالات کو جھٹک دیا جائے اور ضبط سے کام لیا جائے۔

☆ ایسے حالات میں اپنے آپ کو اللہ کی عبادت اور اس کے ذکر اور فکر آخرت میں مصروف کر لیا جائے۔

☆ اللہ تعالیٰ سے دلجمعی کے ساتھ دعا کی جائے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔ بہرحال ایسے خیالات کا آنا خالص ایمان کی علامت ہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ ایسے خیالات کو ترک کر کے اللہ کی پناہ میں آجائے اور خود کو اللہ کی عبادت میں مصروف کردے۔ (واللہ اعلم) (فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج۲ص۵۵،۵۶)

ولی اللہ بننے کیلئے ان اوقات میں ضرور دعا کریں:۔ جن اوقات میں دعا قبول ہوتی ہے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

☆ رات کے آخری حصہ میں کیونکہ اس وقت بندہ اپنے رب کے بہت قریب ہوتا ہے۔

☆اذان اور اقامت کے درمیان بھی دعا قبول ہوتی ہے۔(صحیح ابن خزیمہ، صح ۲۲۲،۱)

☆سجدہ کی حالت میں بھی بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے اور دعا قبول ہوتی ہے۔(صحیح مسلم، صلوۃ المسافرین: ۱۷۷۵)

☆فرض نماز سے فراغت کے بعد قبولیت کا وقت ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی۔(مسند امام احمد: ج۲ص۲۴)

☆بارش کے نزول اور مرغ کے اذان دیتے وقت۔(ترمذی، الدعوات: ۳۴۵۹)

☆اذان اور معرکہ حق و باطل کے وقت بھی دعا مسترد نہیں ہوتی۔(ابوداؤد، الجہاد: ۱۴۱۱)

☆عرفہ کے دن اور قدر کی رات بھی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں قبول کرتے ہیں۔(مسند امام احمد: ج۱ص۴۱۹،)

جن شخصیات کی دعا کو مسترد نہیں جاتا ان میں سے مظلوم، مسافر، والد، حج اور عمرہ کرنیوالا، غازی اور کسی کے لئے غائبانہ دعا کرنے والے سرفہرست ہیں۔ اختصار کے پیش نظر ان کے حوالہ جات ذکر نہیں کئے گئے۔(واللہ اعلم)(فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج۲، ص۱۸۳)

باکمال خاتون کو ہاتف غیبی کا کلام:۔ ۹۷ھ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بیٹے حسن فوت ہوئے تھے تو ان کی بیوی نے ایک سال تک ان کی قبر پر خیمہ لگائے رکھا جب خیمہ اکھاڑ دیا گیا تو ہاتف غیبی سے آواز آئی، کیا اپنی گم شدہ چیز کو انہوں نے حاصل کرلیا۔ پھر جواب میں ایک اور آواز سنائی دی، حاصل کیا ہونا تھا بلکہ مایوس ہو کر واپس چلے گئے ہیں۔

(صحیح بخاری، الجنائز، تعلیقات باب نمبر ۶۱ بحوالہ فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج۲، ص۱۹۵)

"اولئك هم الرشدون"

نام کتاب:۔مقالات راشدیہ

ازقلم: محدث العصر فضیلۃ الشیخ ابوالقاسم سید محمد محبّ اللہ شاہ الراشدی رحمہ اللہ

تقریظ:۔سید قاسم شاہ راشدی حفظہ اللہ......تقدیم:۔پروفیسر مولا بخش محمدی حفظہ اللہ

اعداد:۔الشیخ افتخار احمد تاج الدین الازہری حفظہ للہ......ناشر:۔نعمانی کتب خانہ: حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

راشدی قادری خاندان کے عظیم بزرگ کا تعارف

نام ونسب:۔ محبّ اللہ کے والد گرامی کا نام احسان اللہ دادا کا نام رشد اللہ اور کنیت ابوالقاسم ہے، ابتداء میں شاہ صاحب نے اپنی کنیت ابوالروح اللہ رکھی تھی جو برائے اختصار ابوالروح لکھا کرتے تھے، روح اللہ شاہ صاحب کے بڑے بیٹے تھے جو تیرہ چودہ سال کی عمر میں کار حادثہ میں فوت ہو گئے تھے۔ آپ کا نسب نامہ کچھ اس طرح ہے:

محبّ اللہ بن احسان اللہ شاہ بن رشد اللہ شاہ بن رشید الدین شاہ بن محمد یاسین شاہ بن محمد راشد شاہ بن سید محمد بقا شاہ رحمہم اللہ۔

جھنڈے والے کہلانے کی وجہ: سید محمد راشد شاہ صاحب رحمہ اللہ کے بہت سے بیٹے تھے لیکن سب میں جو دو بڑے تھے ایک سید محمد یاسین شاہ رحمہ اللہ اور دوسرے سید صبغت اللہ شاہ رحمہ اللہ، سید محمد راشد شاہ رحمہ اللہ کے پاس ایک جھنڈا تھا کہا جاتا ہے کہ یہ جھنڈا افغانستان کے بادشاہ نے انہیں دیا تھا پھر یہ جھنڈا انہوں نے اپنے چھوٹے بیٹے سید محمد یاسین شاہ رحمہ اللہ کو دے دیا اور ان کی دستار بندی (پگڑی) سید صبغت اللہ شاہ رحمہ اللہ کے پاس رہی، اسطرح سید صبغت اللہ شاہ رحمہ اللہ اور ان کی اولاد پگاڑا کہلائے۔ اور سید محمد یاسین شاہ رحمہ اللہ اور ان کی اولاد جھنڈے والے کہلائے۔

پیدائش: شاہ صاحب رحمہ اللہ کی پیدائش ۲۹ محرم ۱۳۴۰ ہجری بمطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۱ عیسوی گوٹھ پیر جھنڈا ضلع حیدرآباد میں ہوئی۔ آپ کا نام محبّ اللہ آپ کے جدامجد سید رشد اللہ شاہ رحمہ اللہ نے تجویز کیا تھا۔(مقالات راشدیہ، محبّ اللہ شاہ راشدی: ج۱،ص۱۸)

مرشد کریم پر لگائے گئے الزامات کا دفاع:۔"بسم اللہ الرحمن الرحیم ، الحمد لله وحده والصلوٰة والسلام علی من لا نبی بعده ، اما بعد "یہ بندہ حقیر پر تقصیر محبّ شاہ بن سید احسان اللہ شاہ تمام معتقدین کی خدمت میں عرض دار ہے کہ تقریباً تین چار سال پہلے ایک دوست کی طرف سے مجھے ایک رسالہ بنام (فیصلہ آسمانی معرفت عارف ربانی پیر آف جھنڈا) موصول ہوا اور اس دوست کا تقاضا تھا کہ اس کو جواب دیا جائے، مگر دانستہ کچھ لیت ولعل میں گزر گیا۔ کیونکہ اس رسالہ میں بالکل صاف وصریح بہتان ہمارے مرشد (پیر سید رشد الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ صاحب العلم الثالث یہ حضرت محدث العصر علامہ سید محبّ اللہ شاہ صاحب راشدی رحمہ اللہ اور شیخ العرب والعجم سید بدیع الدین شاہ صاحب راشدی رحمہ اللہ کے والد گرامی علامہ سید احسان اللہ شاہ صاحب راشدی کے دادا لگتے تھے۔از وضاحت محشی) پیر سائیں بیعت والے کے اوپر لگایا گیا۔ اس لیے کچھ وقت یہ خیال کیا کہ افتراء اور غلط بیانی قادیانیت کی امتیازی خصوصیت ہے جن کی ہمیشہ عادت رہی ہے کہ اہل اللہ پر جھوٹ باندھ کر اپنا الو سیدھا کیا جائے۔ حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام سے بھی گریز نہیں کیا۔ اس لیے ان کے افتراء کا جواب دینے میں سوائے تضیع اوقات کے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ علاوہ ازیں یہی بہتان سولہ، سترہ سال قبل قادیانیت کی طرف سے شائع ہوا تھا اور اس کا جواب بروقت والد ماجد اور مرشد کریم حضرت پیر سائیں احسان اللہ شاہ صاحب العلم الخامس رحمہ اللہ کی طرف سے رسالہ توحید جنوری ۱۹۳۵ء بمطابق شوال ۱۳۵۳ ہجری کے نمبر میں شائع ہوا۔ آج بھی کتنے لوگوں کے پاس یہ رسالہ موجود ہے اس میں دیکھا جا سکتا ہے کہ ہمارے والد کی طرف سے جواب دیا گیا ہے یا نہیں ہم بھی انشاء اللہ یہ سارا مضمون اس رسالہ کے آخر میں نقل کریں گے۔ خیر اس جواب باصواب کے شائع ہونے کے بعد پھر سولہ سترہ سال کے طویل عرصہ بعد قادیانیت نے پھر چھرا ظاہر کیا ہے اور پھر وہی جھوٹ دنیا کے آگے پیش کر رہے ہیں اور دیدہ دانستہ سادہ لوگوں کی آنکھوں میں مٹی ڈال رہے ہیں۔ ع چه دلاور است دزدی که بکف چراغ دارد

شاید ان کا یہ خیال کہ ان کی بدتمیزی کی قلعی کھولنے والا اب کوئی نہیں ہے مگر قادیانی دجال کذب بیانوں کی قلعی کھولنے والوں کی کمی نہ کبھی کسی زمانے میں ہوئی ہے نہ بفضل خدا اس دنیا کی آخری گھڑی تک ہوگی۔

ہر دور میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر جان دینے والے اور ان کے مخالف دجالوں کذابوں کے مکر اور خداع کے قلعی کھولنے والے ہوتے ہیں اور ہمیشہ بفضلہٖ تعالیٰ ہوتے رہیں گے۔

مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ اس بہتان کا جواب تو ہمارے مرشد کی طرف سے دیا گیا تھا لیکن کافی عرصہ گزرنے کے سبب کئی دوستوں کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ اس صریح بہتان کا کوئی جواب دیا گیا ہے اس لیے کئی لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

اور ایک دوست نے تو مجھے خود یہ لکھا ہے کہ کیوں نہ ہم پیر سائیں مرحوم کے استخارہ کو صحیح سمجھیں (جو کہ قادیانی گروہ نے ذکر کیا ہے) اور اکثر دوستوں کا یہ جواب رہا کہ اس کا از سر نو جواب دیا جائے تاکہ عوام میں جو غلط فہمی پھیل رہی ہے اس کو ختم کیا جائے۔ اس لیے یہ بندہ حقیر پر تقصیر قلیل البضاعت اپنے مالک حقیقی جل شانہ پر بھروسہ کر کے قلم ہاتھ میں لیتا ہے اور قادیانیت کے بہتان کی قلعی کھولنے کے لئے یہ رسالہ شروع کر رہا ہے۔(مقالات راشدیہ، محبّ اللہ شاہ راشدی: ج۱،ص۳۸،۳۹)

پیر بیعت والے اور ان کے مریدین:۔ قادیانی دجال کا کفر اور اس کے پیروکاروں کا اسلام سے خارج ہونا اظہر من الشّمس ہے اس تمہید کے بعد میں اصل بات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جس کی وجہ سے یہ کتاب لکھنا شروع کی ہے کہ اس رسالہ فیصلہ آسمانی (مؤلفہ غلام احمد نرخ) میں جو کچھ ہمارے جدامجد کریم اور پیر بیعت والے کے متعلق لکھا ہے وہ بالکل سفید جھوٹ ہے، ہمارے پاس پیر سائیں مرحوم کے ملفوظات اور انکے فرزند رشید پیر خلافت والے مرحوم کے ملفوظات بھی موجود ہیں اور ان کی دیگر کئی کتب موجود ہیں لیکن کسی میں بھی ایسی کوئی

بات موجود نہیں ہے اور ابھی تک پیر سائیں کے کئی مریدین اور معتقدین موجود ہیں لیکن کسی سے بھی ایسی کوئی بات معلوم نہ ہوسکی مذکورہ بالا مفتری صاحب کے رسالہ سے ایک یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ ایک دفعہ پیر صاحب مرحوم نے عصا ہاتھ میں پکڑ کر حاضرین مجلس کو با آواز بلند فرمایا کہ میں حضرت مرزا صاحب کو اپنے دعویٰ میں سچا سمجھتا ہوں، وغیرہ کیا یہ بات عقل سلیم کا مالک قبول کرنے کیلئے تیار ہوگا کہ اتنی بھری مجلس میں پیر سائیں بیعت والے جیسا مرد مجاہد جس کے معتقدین بے شمار ہیں اور آج بھی ان کا نام سن کر رو دیتے ہیں ایسی بات کہیں کہ اس کا علم سوائے نام نہاد عبداللہ عرب اور عبداللطیف کے علاوہ کسی کو نہ ہو؟ کیونکہ اگر واقعتاً انہوں نے یہ بات کہی ہوتی تو اور کوئی نہ سہی جو اس وقت حاضرین مجلس تھے وہ تو غلام احمد کے معتقد بن جاتے بلکہ اس رسالہ پر افتراء میں ان کے فرزند پیر سائیں خلافت والے کا موجود ہونا بھی مذکور ہے اور اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہمارے والد صاحب نے تصدیق کی ہے تو ہمیں بھی انکار نہیں؟ پھر کیوں نہیں پیر سائیں خلافت والے غلام احمد کے معتقد بنے؟ آخر اتنا سکوت کیوں؟ کہ ایسی کوئی بات نہ ان کے فرزند رشید پیر سائیں خلافت والے سے منقول ہے بلکہ ان سے تو ایک ایسی بات منقول ہے جو قادیانی کے دجال وکذاب ہونے پر دال ہے جیسا کہ ہم وہ بات حضرت مرشد کریم پیر سائیں احسان اللہ شاہ المعروف پیر سائیں سنت والے علیہ الرحمہ کا جواب نقل کرتے وقت ذکر کریں گے جو رسالہ توحید میں شائع ہو چکا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پیر سائیں بیعت والے کے ہاں ایک بڑی جماعت رہتی تھی اور ان کے ساتھ انکے مرید قاضی ومولوی فتح محمد نظامانی مرحوم بھی رہتے تھے اور انکے فرزند رشید حضرت پیر سائیں خلافت والے علیہ الرحمہ جو علم میں اپنی مثال آپ تھے پھر ان پر یہ بات کیونکر واضح نہ ہوئی؟ یہ کیا بات ہوئی کہ پیر سائیں مرحوم نے قادیانی دجال کی تصدیق کی اور پیر سائیں خلافت والے خاموش رہے اور ان کی تصدیق پر اپنی تصدیق ثبت کر دی جبکہ ملفوظات پیر سائیں بیعت والے میں یہ بھی تو ہے کہ شہد میں چوہا مرا پڑا تھا، پیر سائیں بیعت والے نے فقہی روایت کے مطابق اسے ابلوا کر پینا شروع کر دیا مگر ان کے فرزند سائیں خلافت والوں نے آ کر کہا کہ یہ شہد پاک نہیں پھر پیر سائیں بیعت والوں نے تحقیق کر کے وہ شہد انڈیلوا دیا یہ پورا قصہ ملفوظات میں مذکور ہے پھر جب شہد جیسی بات پر خاموش نہ ہوئے پھر اس اتنی بڑی بات پر کیسے خاموش ہوئے اور خاموش بھی ایسے ہوئے کہ اس بارے میں کوئی بھی بات چیت نہ ہوئی، نہایت ہی عجیب بات ہے۔ ٹھیک ہے جب پیر سائیں مرحوم نے مرزا کو مسیح موعود سمجھ لیا تھا اور اس کی تصدیق کی تھی تو پھر آپ کیوں نہیں اس کی طرف محوسفر ہوئے یا کم از کم اپنے فرزندوں میں سے کسی کو اس کی طرف بھیجتے یا اپنی جماعت کو باقاعدہ اس کی اتباع کا امر وتاکید کرتے۔ افسوس! قادیانی دجال کذاب کے متبعین کا حال کتنا ہی عجیب ہے کہ وہ مرزا غلام احمد دجال وکذاب کو سچا ثابت کرنے کی خاطر کتنی ہی غلط بیانی سے کام لیتے ہیں اور کتنی ہی کذب بیانی کرتے ہیں۔ ''فلعنة الله على الكاذبين'' میں دوبارہ تاکید کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ اگر پیر سائیں مرحوم نے یہ بات کہی ہوتی تو ضرور آپ بنفس نفیس یا اپنے فرزندوں میں سے کسی کو مرزا غلام احمد کی طرف بھیجتے اور جماعت کو بھی تاکید کرتے جب یہ بات ہے ہی نہیں بلکہ صرف نام نہاد عبداللہ عرب اور عبداللطیف کے علاوہ اور کسی کا نام ہی نہیں لیا جاتا جس سے یہ بات واضح اور روشن ہے کہ یہ بات سراسر جھوٹی ہے اور اس میں ذرہ برابر صداقت نہیں۔

اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ پیر سائیں رحمہ اللہ نے یہ بات فرمائی تھی تو پھر آپ نے اپنی جماعت کو مرزا کی اتباع کا امر کیوں نہیں فرمایا اور نہ ہی اپنے فرزندوں میں سے کسی کو بھیجا اور نہ ہی ان کے فرزند رشید پیر سائیں خلافت والوں سے (سجادہ نشینی کے وقت) ایسی کوئی بات منقول ہے بلکہ جو منقول ہے وہ اس کے سراسر برعکس ہے جو آگے ذکر کیا جائے گا تو پھر کہا جائے گا کہ پیر سائیں کو دوبارہ جلد ہی معلوم ہو چکا تھا کہ پہلا کشف صحیح نہ تھا اور صحیح بات یہ ہی ہے کہ مرزا دجال کذاب اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اس لیے جلد ہی آپ نے پہلی بات سے رجوع کر لیا اور جماعت کو بھی امر نہ فرمایا اور نہ ہی اپنے فرزندوں میں سے کسی کو اس کی طرف بھیجا آپ خود بھی اس کی طرف محوسفر نہ ہوئے ورنہ اس بات کا صادر ہونا پیر سائیں مرحوم جیسے اہل اللہ اور عالم ربانی سے بالکل بعید ہے کہ ایک بات کو صحیح سمجھیں اور اس پر عمل نہ کریں اور نہ ہی اپنی جماعت کو اس بارے میں کوئی امر فرمائیں۔ جو لکھا گیا وہ علی سبیل التنزل تھا ورنہ میں اپنے رب کو شاہد بنا کر کہتا ہوں کہ پیر سائیں رحمہ اللہ نے یہ بات قطعاً نہیں فرمائی بلکہ یہ بات

ان کی ذات اقدس پر بالکل صاف اور صریح بہتان ہے۔(مقالات راشدیہ، محبّ اللہ شاہ راشدی: ج۱ص، ۴۶، ۴۷)

تبلیغی خدمات شاہ راشدی رحمہ اللہ کی نگاہ میں:۔ اس وقت تبلیغی جماعت پاکستان کے علاوہ فارن کنٹریز، یورپ، امریکہ، افریقہ وغیرہا ممالک میں تبلیغی خدمات انجام دے رہی ہے اور ان کی بے لوث خدمات اور اخلاص کی وجہ سے ہزاروں مسلمان صحیح طور پر مسلمان ہو چکے ہیں اور مختلف ممالک کیلئے مسلمانوں کی جماعتیں ہمارے پاکستان میں آئی ہیں جن کو آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ عقیدہ وعملاً مسلمان ہو گئے ہیں اور گو اس سے پیشتر انہوں نے کبھی اپنی پیشانی اللہ کے حضور زمیں پر نہیں رکھی تھی لیکن اب وہ پکے نمازی بن گئے ہیں اور اسی طرح نماز پڑھتے ہیں جس طرح اور سب مسلمان پڑھتے ہیں، کیا یہ سب کچھ تصاویر کا کرشمہ ہے؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ تصویر کشی تو ان کے ہاں قطعی طور ناجائز ہے گو ہم مسلمانوں کی دوسری جماعتوں کو دیکھتے ہیں کہ ان کے اجتماعات میں ان کے علماء وغیرہم کی تصاویر لی جاتی ہیں اور وہ خاموش رہتے ہیں لیکن تبلیغی جماعت کے کسی اجتماع میں فوٹو گرافر کی شکل بھی دیکھنے میں نہیں آتی اور نتیجہ یہ ہے کہ ہزاروں مسلمان صحیح طور پر نمازی بن رہے ہیں اور بحمد للہ جماعت میں روز بروز ترقی ہوتی رہتی ہے۔ جب یہ امثلہ ہمارے سامنے موجود ہیں تو اب آخر ایسی کونسی ضرورت لاحق ہوئی ہے کہ اب نماز کی تعلیم کیلئے ہم ایسے کام کی طرف رجوع کریں جو اسلامی شریعت میں حرام ہے۔(مقالات راشدیہ، محبّ اللہ شاہ راشدی: ج۱ص۱۵۵)

مرشد باکمال مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کا مقام:۔ معزز حضرات! قبل اس کے کہ میں اس تلاوت کردہ آیت کریمہ کے متعلق کچھ گزارش کروں یہ عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ یہ پہلا موقع ہے کہ بندہ حقیر پر تقصیر کو اس عظیم الشان اجماع کو خطاب کرنیکا شرف حاصل ہو رہا ہے، سچ ماینے کہ میں اس جلیل الشان کانفرنس (جس کی مسند صدارت کو مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ جیسی چوٹی کی ممتاز ہستیاں زینت بخش چکی ہوں اور جس کی کرسی صدارت کو شرف عطا کرنے کیلئے اس وقت بھی بحمد اللہ تعالیٰ بہت سی شخصیتیں موجود ہوں) کی صدارت کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا اور یہ کسر نفسی نہیں ہے بلکہ امر واقع ہے۔(مقالات راشدیہ، محبّ اللہ شاہ راشدی: ج۱ص۱۷۰)

ابدال کون ہیں:۔ امام احمد سے پوچھا گیا کہ ''ابدال'' کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا اگر وہ اہل حدیث نہیں ہیں تو پھر مجھے پتہ نہیں کہ وہ کون ہیں؟(مقالات راشدیہ، محبّ اللہ شاہ راشدی: ج۱ص۲۸۶)

سوال:۔ فرض نمازوں کے بعد اجتماعی، انفرادی دعا کرنا سنت سے ثابت ہے یا بدعت ہے؟

جواب:۔ الجواب بعون الوهاب۔ جامع ترمذی میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کونسی دعا زیادہ سنی جاتی ہے (مقبول ہوتی ہے) آپ ﷺ نے فرمایا رات کا آخری حصہ اور فرائض (پانچویں وقتوں کی نمازوں) کے پیچھے۔امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے اس سے معلوم ہوا کہ فرض نمازوں کے بعد بھی دعا کی قبولیت کا زیادہ امکان ہوتا ہے اور دعا بغیر ہاتھ اٹھائے بھی کی جاسکتی ہے، اور ہاتھ اٹھا کر بھی کی جاسکتی ہے کیونکہ دعاء میں ہاتھوں کے اٹھانے کا ذکر بہت سی احادیث قولیہ وفعلیہ میں وارد ہے اور ہاتھ اٹھانا دعاء کے خاص آداب میں سے ہے۔

سنن الکبریٰ للامام البیهقی:۲/۱۳۳ میں ایک حدیث ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وهذ الدعاء فرفع يديه حذو منكبيه'' الخ

یعنی آپ ﷺ نے اپنے کندھوں کے برابر اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے اور فرمایا کہ یہ ہے دعا یعنی دعاء اس طرح مانگنی چاہیے کہ ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھانا چاہیے۔

معلوم ہوا کہ دعا میں ہاتھ اٹھانا دعا کے آداب میں سے ہے۔اسی طرح صحیح ابن حبان وغیرہ میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے جب میرا بندہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے تو مجھے حیاء آتی ہے کہ میں اس کے ہاتھوں کو خالی لوٹاؤں۔ بہر حال ہاتھ اٹھانا دعاء کے آداب میں سے ہے اور وہ مندوب ومستحب ہے اور چند وقائع بھی احادیث صحیحہ میں

مروی ہیں کہ نبی کریم ﷺ دعاء میں ہاتھ اٹھائے اور صحیح مسلم میں صلوۃ الخوف کے بعد بھی ہاتھ اٹھانے مذکور ہیں۔

جب دعاء میں ہاتھ اٹھانے مسنون و مستحب ہیں تو فرض نماز کے بعد اگر کوئی دعا کرنا چاہے تو وہ کیوں ہاتھ نہ اٹھائے حالانکہ ترمذی والی حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ فرض نماز کے بعد بھی دعاء کی قبولیت کا زیادہ موقع ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے تو ابن ابی شیبہ کا حوالہ دے کر لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز فجر کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ یہ روایت ابن ابی شیبہ کے مصنف میں تو دیکھنے میں نہیں آئی ہوسکتا ہے کہ ان کے ''المسند'' میں ہو لیکن وہ اس وقت ہمارے پاس نہیں۔

بہر حال مذکورہ قولیہ احادیث سے تو اتنا ثابت ہوگیا کہ نماز فرض کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے مستحب ہیں لہٰذا انفراداً تو دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا جائز ہوا باقی رہا اجتماعی طور پر صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمعہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی آیا اور قحط سالی کا شکوہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک دعاء کے لئے اٹھائے اور لوگوں نے بھی اپنے ہاتھ اٹھائے۔ الخ

اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو کہا کہ تم بھی ہاتھ اٹھاؤ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اٹھاتے ہی انہوں نے بھی ہاتھ اٹھا لیے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا کہ جب آپ ﷺ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو وہ بھی ساتھ ہی اپنے ہاتھوں کو اٹھا لیتے تھے۔

اس حدیث میں گو فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کرنے کا بیان نہیں لیکن اس سے فی الجملہ اجتماعی دعا کرنا اظہر من الشمس ہے۔

ایک حدیث بھی ملاحظہ فرمایئے جو قولی ہے۔ یہ روایت امام حاکم رحمہ اللہ نے اپنے مستدرک ۳/۳۴۷ میں وارد کی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ حضرت حبیب بن مسلمہ الفہیر ی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے:

''لا يجتمع ملا فيد عو بعضهم ويؤمن البعض الا اجابهم الله'' یعنی کوئی جماعت بھی ایک جگہ جمع ہوکر دعا کرے ایک ان میں سے دعاء مانگے اور دوسرے اس پر آمین کہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعاء کو شرف قبولیت بخشتا ہے۔

اس حدیث کی سند حسن ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے مستدرک کی تلخیص میں اس روایت کو بحال رکھا اس پر کوئی جرح نہ فرمائی اس کے سب راوۃ ثقہ وصدوق ہیں۔ ابن لہیعہ میں کلام ہے لیکن جب ان سے عبداللہ بن المبارک، ابوعبدالرحمٰن المقر ی جیسے تلامذہ روایت کریں تو وہ مقبول ہوتی ہے یہاں بھی ان سے ابوعبدالرحمان المقر ی (عبداللہ بن یزید) راوی ہے لہذا یہ روایت ان کی صحیح ہے۔

ابن لہیعہ مدلس بھی ہے لیکن اس روایت میں انہوں نے ''حدثنی'' کہہ کر سماع کی صراحت کردی لہذا یہ روایت قوی وجید ہے اسی لیے حافظ ذہبی بھی اس پر خاموش رہے۔ واللہ اعلم۔

اس حدیث سے اجتماعی طور پر دعاء کرنا مندوب معلوم ہوتا ہے اور حدیث میں ''ملا'' کا لفظ ہے جس سے ہر جماعت مراد لی جاسکتی ہے خواہ وہ نماز فرض کی جماعت ہو یا علم وتبلیغ کیلئے اجتماع ہو یا کسی جلسہ کا اجتماع ہو یا فوجی جماعت ہو یا ان سب کو یہ لفظ شامل ہے کیونکہ جو لفظ عام ہو اس کو بلا قرینہ یا بلا خاص دلیل کے کسی ایک فرد کے ساتھ مخصوص نہیں کیا جاسکتا اور چونکہ ایسی دلیل نہیں جس سے معلوم ہو کہ فرض نماز کی جماعت اس سے مستثنیٰ ہے لہذا یہ بھی اس میں یعنی اس لفظ کے عموم میں شامل رہے گا۔ اور کسی حدیث میں اب تک یہ دیکھنے میں نہیں آیا کہ آپ ﷺ نے فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے سے منع فرمایا خود کبھی فرض نماز کے بعد دعا کے لئے ہاتھ نہیں اٹھائے۔ یعنی نہ یہ وارد ہے (جتنا کچھ اب تک معلوم ہوا ہے) کہ آپ نے فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھائے اور نہ یہ ہے کہ نہیں اٹھائے اور عدم ذکر عدم وجود کو مستلزم نہیں ہے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ فرض نماز کے بعد اجتماعی طور پر دعا کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی حدیث کے بموجب مندوب و مستحسن ہے اور اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ ہاتھ اٹھانا احادیث کی رو سے دعا کے آداب میں سے ہے اور مستحسن ومندوب ہے بہر حال ان دلائل سے راقم الحروف کے

نزدیک فرض نماز کے بعد اجتماعی طور پر دعا کرنا جائز ہے۔ بلکہ اس کو مندوب بھی کہہ سکتے ہیں البتہ اس کو نماز کے لوازمات سے سمجھنا یہ تصور کر لینا کہ اس کے سوا نماز پوری ہی نہیں ہوتی یا جو اس طرح دعا نہ کرے بلکہ اٹھ کر چلا جائے اس کو برا بھلا کہنا یا اس پر طعن و تشنیع کرنا یہ ناجائز ہے اگر ایسا تصور کر لیا جائے تو یہ بدعت ہوگی اور ناجائز ہوگی۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ نے ''تحفتہ الاحوذی شرح الترمذی'' میں بھی تقریباً اسی طرح لکھا ہے یعنی اگر اس کو نماز کے لوازمات میں سے تصور نہ کیا جائے اور نہ کرنے والے پر نکیر بھی نہ ہو تو یہ ان شاء اللہ جائز ہے۔''ھذا ما عندنا والعلم عنداللہ''

(مقالات راشدیہ، محبّ اللہ شاہ راشدی: ج ۱، ص ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶)

"اولئك هم الرشدون"

نام کتاب:۔ مقالات راشدیہ جلد (دوم)

ازقلم: شیخ العرب والعجم فضیلۃ الشیخ ابومحمد بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ

تقدیم:۔ محقق اہلحدیث فضیلۃ الشیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

اعداد:۔ الشیخ افتخار احمد تاج الدین الازھری حفظہ اللہ...... ناشر:۔ نعمانی کتب خانہ: حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

سیدی و مرشدی شیخ العرب والعجم: بعض محدثین کرام اور ائمہ عظام کے تراجم میں ان کی دینی خدمات، اخلاص وللّٰہیت کی بنا پر ہم دیکھتے ہیں کہ انہیں ''آیۃ من آیات اللہ'' یا کانہ خلق للحدیث ''یاخلق لھذا'' جیسے اوصاف سے متصف کیا گیا ہے۔ ماضی قریب جو حضرات ان اوصاف سے متصف معلوم ہوئے ان میں ایک سیدی و مرشدی شیخ العرب والعجم سید بدیع الدین الراشدی نور اللہ مرقدہ وجعل الجنۃ مثواہ ہیں۔ (کتبہ ارشاد الحق اثری۔ مقالات راشدیہ ابومحمد بدیع الدین شاہ الراشدی: جلد۲، ص ۱۶)

مرشدی فضیلۃ الشیخ: مولانا افتخار احمد صاحب کو حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ سے شرف تلمذ حاصل ہے ان کی تصانیف کے قدردان اور خوشہ چین ہیں وہ چاہتے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب کی یہ تصانیف محفوظ ہو جائیں اور قدردانوں کے ہاتھوں ہاتھ پہنچ جائیں۔ وہ اس سے پہلے جامعہ بحر العلوم السّلفیہ کے سہ ماہی ترجمان مجلّہ بحر العلوم کا ایک ضخیم نمبر حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی خدمات جلیلہ کے حوالے سے شائع کر نیکی سعادت حاصل کر چکے ہیں جو سات سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے اسی طرح حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے برادر اکبر سیدی و مرشدی فضیلۃ الشیخ محبّ اللہ الراشدی نور اللہ مرقدہ کے علمی مقالات کا ایک مجموعہ ''مقالات راشدیہ'' کے نام سے بھی شائع کر چکے ہیں جو ان کے ۲۷ مقالات پر مشتمل ہے۔ خادم العلم والعلماء ارشاد الحق اثری (۱۳ رجب المرجب ۱۴۳۲ ہجری، ۱۶ جون ۲۰۱۱ء) (مقالات راشدیہ ابومحمد بدیع الدین شاہ الراشدی: جلد۲، ص ۱۷، ۱۸)

رب کعبہ کی قسم آپ ولی اللہ تھے:۔ محقق العصر جناب الشیخ زبیر علی زئی صاحب حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مجھ سے رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑا کر کے اس شخص کے بارہ میں رائے لے تو، میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ اللہ کی قسم! میں نے اس شخص (شاہ صاحب) سے بڑھ کر زیادہ علم والا کوئی نہیں دیکھا۔

رب کعبہ کی قسم! آپ (شیخ بدیع الدین شاہ رحمہ اللہ) روئے زمین پر ایک چلتے پھرتے اللہ کے ولی تھے آپ مستجاب الدعوات تھے۔ دعاؤں کا طالب: حافظ ثناء اللہ تبسم (بیرانی) فاضل جامعہ بحر العلوم السّلفیہ ۲۰۱۱/۷/۵ (مقالات راشدیہ ابومحمد بدیع الدین شاہ الراشدی: جلد۲، ص ۲۶)

سلسلہ نقشبندیہ کے خاص برگزیدہ بزرگ:۔ مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ جو سلسلہ نقشبندیہ کے پیشوا مانے جاتے ہیں اور فرقے بھی ان کو مانتے ہیں جو ۱۱۹۵ ہجری میں فوت ہوئے ان کے بارے میں نواب صدیق حسن صاحب ابجد العلوم، ص: ۹۰۰ میں لکھتے ہیں کہ:

''وكان يرى الاشارة بالمسبحة ويضع يمينه على شماله تحت صدره ويقوى قراءة الفاتحة خلف الامام عام وفاته''

نماز میں بیٹھتے وقت انگلی اٹھا کر اشارہ کرتے تھے اور سینے سے نیچے یعنی اس کے قریب ہاتھ باندھتے تھے اور اپنی وفات والے سال فاتحہ خلف الامام پڑھنے کو قوی کہتے تھے۔

اور اس طرح علامہ سید شریف عبدالحئ الحسینی حنفی نے نزہۃ الخواطر: ۵۲/۶ میں بھی ذکر کیا ہے۔

(مقالات راشدیہ ابومحمد بدیع الدین شاہ الراشدی: ج۲، ص۱۰۷)

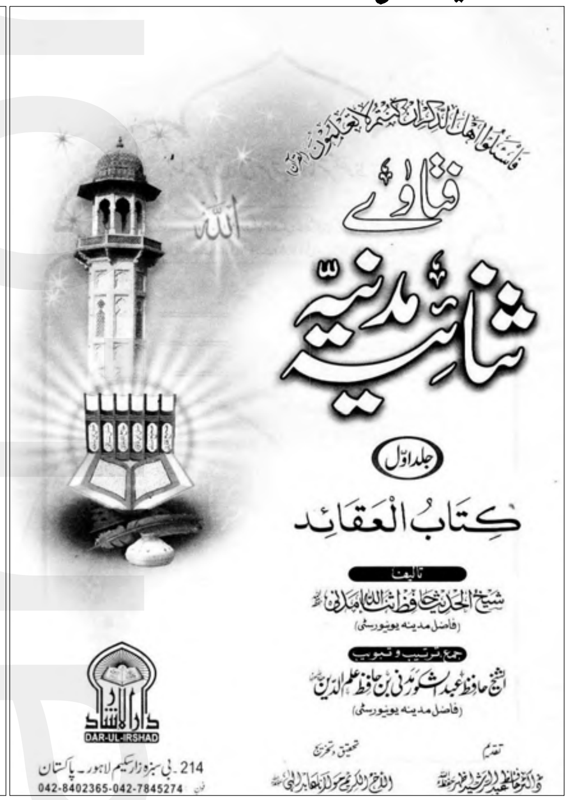
بیعت اصلاح وتربیت پر مستند روایت:۔ عن عبادہ بن الصامت رضي الله عنه وكان شهدا بدرا وهوا احد النقباء ليلة العقبة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال وحوله عصابة من اصحابه با يعوني على ان لاتشركوا بالله شيئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادكم ولا تاتوا ببهتان تفترونه بين ايدكم وارجلكم ولا تعصوا في معروف فمن وفى منكم فاجره على الله ومن اصاب من ذلك شيئا فعوقب في الدنيا فهو كفارة له ومن ذلك شياء ثم ستره الله فهو الى الله ان شاء عفا عنه وان شاء عاقبه فبا يعناه على ذالك '' (اخرجه البخاري بحواله في صحيحه كتاب الايمان باب (بغیر ترجمۃ) رقم: ۱۸)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت موجود تھی کہ میں تم سے ان باتوں پر بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور چوری مت کرو اور زنا بھی نہ کرو اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا اور اپنی طرف سے کسی پر تہمت نہ لگاؤ اور نیکی کے کام میں میری نافرمانی نہ کرنا پھر جو بھی ان شرطوں کو پورا کرے گا اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے اور جو کوئی ان میں خطا کرے گا تو اگر وہ دنیا میں سزا پائے گا وہ اس کا کفارہ ہو جائے گی اور اس کو پاک کر دے گی اور اگر اللہ تعالیٰ اس کی سزا چھپا لے تو اب آخرت میں اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے چاہے اس کو عذاب کرے چاہے معاف کر دے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان باتوں پر بیعت کر لی۔

عورتوں سے بیعت لینے کا بیان:۔ '' باب مبايعة الامام النساء على ذالك '' عن عبدالله بن عمرو قال جاءت اميمة بنت رقيقة الى رسول الله ﷺ تبايعة على الاسلام فقال ابايعك على ان لا تشركي بالله شيئا ولا تسرقي ولا تزني ولا تقتلي ولدك ولا تاتي ببهتان تفتريه بين يديك ورجلك ولا تنوحي ولا تبرحي تبرج الجاهلية الاولى) (رواہ الطبرانی)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسلام پر بیعت کرنے کیلئے حاضر ہوئیں آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ میں تجھ سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تو (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا (۲) اور چوری نہ کرنا (۳) زنا بھی مت کرنا (۴) اور اپنی اولاد کو بھی قتل نہ کرنا (۵) اور بہتان نہ باندھنا (۶) اور نوحہ بھی نہ کرنا (۷) اور پہلے زمانہ جاہلیت کی طرح زینت مت کرو۔

" وعن سلمى بنت قيس احدى خالات رسول الله صلى الله عليه وسلم قد صلت معه القبلتين و كانت احدى نساء بني عدى بن النجار قالت جئت رسول الله صلى الله عليه وسلم فبايعته في نسوة من الانصار فلما شرط علينا ان لا نشرك بالله شيئا ولا نسرق ولا نزني ولا نقتل اولادنا ولا ناتي ببهتان نفتريه بين ايدينا وارجلناولا نعصيه في معروف قال قال ولا تغششن ازوا جكن قالت فبا يعناه ثم انصرفنا فقلت لامراة منهن ارجعي فاسالي رسول الله صلى الله عليه وسلم ما غش ازواجنا قالت فسالته فقال تاخذ ماله فتحابي به غيره ''(اخرجه احمد في المسند: ۳۷۹/۶، ۴۲۲۔ وابويعلى في





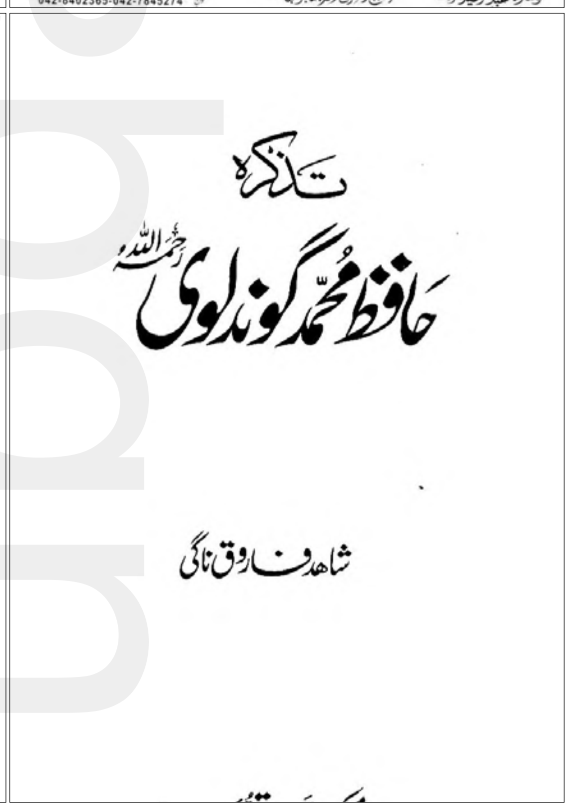
جملہ حقوق بحق مرتب و ناشر محفوظ ہیں

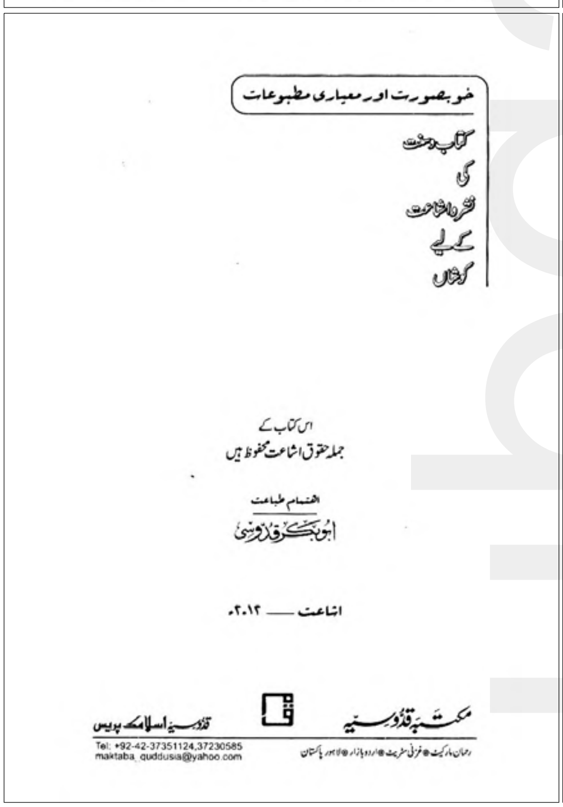
اس کتاب کے مقدمات اور دیگر مواد میں سے کسی چیز کو کسی بھی شکل میں شائع کرنے کی اجازت نہ ہوگی بصورت دیگر قانونی چارہ جوئی کا حق رکھتے ہیں

نام کتاب	فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ
مؤلف	شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی
مرتب	حافظ عبدالشکور مدنی (فاضل مدینہ یونیورسٹی)
تحقیق و تخریج	مولانا عابد الٰہی
کمپوزنگ	عبدالقدوس (0300-8027663)
ناشر	"دارالارشاد" لاہور
ایڈریس	B/214 سبزہ زار سکیم لاہور فون = 7845274۔
موبائل	0333-4481597

ملنے کے پتے

1۔ مکتبہ دارالسلام اردو بازار لاہور
2۔ مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور
3۔ نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور
4۔ فاروقی کتب خانہ اردو بازار لاہور
5۔ محمدی کیسٹ ہاؤس اردو بازار لاہور
6۔ فاران اکیڈمی اردو بازار لاہور
7۔ اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور
8۔ مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور
9۔ فیض اللہ اکیڈمی اردو بازار لاہور
10۔ مکتبہ اہلحدیث کورٹ روڈ کراچی





خوبصورت اور معیاری مطبوعات

کتاب وسنت
کی
نشر و اشاعت
کے لیے
کوشاں

اس کتاب کے
جملہ حقوق اشاعت محفوظ ہیں

اهتمام طباعت
ابوبکر قدوسی

اشاعت ۔۔۔۔ ۲۰۱۲ء

مکتبہ قدوسیہ
قدوسیہ اسلامک پریس
رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور پاکستان
Tel: +92-42-37351124,37230585
maktaba_quddusia@yahoo.com

مسند ۵/۳۰۰ رقم: ۲۷۰۶۵۔ والطبرانی فی الکبیر ۲۹۶/۲۴، رقم: ۷۵۱)

سلمٰی بنت قیس رضی اللہ عنہا روایت بیان کرتی ہیں کہ میں کچھ انصاری عورتوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کرنے کیلئے حاضر ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے یہ شروط رکھیں کہ (۱) ہم شرک نہ کریں گی۔ (۲) چوری بھی نہیں کریں گی۔ (۳) اور زنا بھی نہیں کریں گی۔ (۴) اور اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔ (۵) اور اپنی طرف سے کسی پر بہتان نہیں باندھیں گی۔ (۶) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بھی نیکی اور اچھائی کے کام میں نافرمانی نہیں کریں گی۔ (۷) اور ہم اپنے شوہروں سے خیانت بھی نہیں کریں گی۔ انہوں (سلمٰی رضی اللہ عنہا) نے کہا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان باتوں پر بیعت کر لی پھر جب ہم واپس ہونے لگے اس وقت میں نے ایک انصاری عورت سے کہا آپ جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں کہ شوہروں سے خیانت کا کیا مطلب ہے اس نے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا (شوہروں سے خیانت کرنے کا مطلب یہ ہے) کہ کوئی عورت مال اپنے شوہر کا استعمال کرے اور حقیقی محبت کسی دوسرے سے کرے)۔ (مقالات راشدیہ ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی: ج ۲ ص ۴۳۴، ۴۳۶)

فاسلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون (القرآن)

نام کتاب:۔ فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ جلد (اوّل) کتاب العقائد...... تالیف:۔ شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ

جمع، ترتیب وتبویب:۔ الشیخ حافظ عبد الشکور مدنی بن حافظ علم الدین عفا اللہ عنہما (فاضل مدینہ یونیورسٹی)

ائمہ پر لعن طعن اہل علم کی شان نہیں:۔ صحیح بخاری میں ہے "عن عمرو بن العاص رضی الله عنه انه سمع رسول اللهﷺ یقول اذا حکم الحاکم فا جتهد ثم اصاب فله اجران واذا حکم فاجتهد ثم اخطأ فله أجرٌ" (رواه البخاری برقم ۷۳۵۲)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے جب حاکم فیصلہ کرنے کیلئے اجتہاد کرے اور پھر وہ درست فیصلہ کرے تو اس کیلئے دو اجر ہیں جب حکم دے اجتہاد کرے اور غلطی کرے تو اس کیلئے ایک اجر ہے۔

اس صورت حال میں اجتہادی خطا کی وجہ سے ائمہ فقہ پر لعن طعن کی کسی مفتی و مجتہد کی شایان شان نہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ج ا ص ۱۶۷)

نواب صاحب کے عظیم کارنامے:۔ گزشتہ دو صدیوں کے دوران برصغیر پاک و ہند میں جن اساطین علم نے حدیث رسول اللہ ﷺ کی نشر واشاعت اور عمل بالحدیث کی تدریس و ترویج میں بھر پور اور تاریخی کردار ادا کیا اور مسلک محدثین کو کما حقہ متعارف کرایا ان میں میاں صاحب شیخ الکل فی الکل استاذ العرب والعجم سید نذیر حسین محدث دھلوی رحمہ اللہ اور الکتاب والسنہ والہ جاہ نواب سید محمد صدیق الحسن خاں بھوپالی قنوجی رحمہ اللہ کے اسماء گرامی سرفہرست ہیں۔

اول الذکر نے تعلیم وتدریس اور تربیت کے ذریعے، ثانی الذکر نے تصنیف وتالیف اور نشر وتوزیع کے ذریعے تاریخ اہل حدیث میں ان مٹ نقوش ثبت کئے ہیں، دنیا بھر کی کوئی لائبریری حضرت النواب رحمہ اللہ کی تالیفات سے خالی نہیں ہوگی۔ (فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ج ا ص ۱۷۳)

شیخ الاسلام کے مشفق اساتذہ کرام:۔ آپ رحمہ اللہ امرتسر میں اٹھارہویں صدی کے اواخر میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم کے دوران ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے، ۱۳۶۷ ہجری بمطابق ۱۹۴۸ء کو سرگودھا میں وفات پائی۔ آپ مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ کے تربیت یافتہ اور استاذ پنجاب حافظ عبد المنان محدث وزیر آبادی رحمہ اللہ کے تلمیذ خاص تھے۔ دار العلوم دیوبند میں مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ دیوبندی سے، مدرسہ فیض عام کانپور میں مولانا احمد حسن رحمہ اللہ سے درس حدیث لیا اور سند فراغت حاصل کی، میاں نذیر حسین محدث دہلوی سے بھی انہیں سند واجازت حدیث حاصل تھی۔ (فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ج ا ص ۱۷۵)

غلاف کعبہ سلف صالحین کا مستحسن عمل:۔ سوال: بخدمت مدیر "الاعتصام" ومفتی "الاعتصام" سلام مسنون!

روزنامہ ''جنگ'' لاہور کی ۱۲ مئی کی اشاعت میں ہی خبر نظروں سے گزری کہ ''گورنر مکہ'' نے خانہ کعبہ کو غسل دیا اور ہزاروں عبادت گزاروں نے اس روح پرور منظر کو دیکھا نیز غلام کعبہ ۱۹ مئی کو تبدیل ہوگا۔ ایک غلاف کی تیاری پر ۷ ملین ریال کا خرچہ آیا ہے۔ غلاف کی تیاری مکہ مکرمہ میں قائم خصوصی کارخانے میں ہوئی ہے۔ (جنگ لاہور ۱۲ مئی ۱۹۹۴ء)

سوال یہ ہے کہ یہ غسل وغلاف کعبہ اور اس پر اتنا کثیر خرچ، کیا حدیث وسنت سے ثابت ہے؟ یا کہ یہ ایک تاریخی قسم کی رسم ہے جسے نبھایا جارہا ہے؟ جب کہ اتنے خرچہ سے کئی غریب مسلمان ممالک اور بے شمار غریب اہل اسلام کی معاونت وکفالت ہوسکتی ہے نیز دیگر معاملات میں جب اسراف سے اجتناب اور سادگی اور کفایت شعاری کا درس دیا جاتا ہے تو غلاف کعبہ کے سلسلہ میں اس پر عمل کیوں نہیں کیا جاتا؟

علاوہ ازیں کعبہ شریف اپنی عظمت کے باوجود جب پتھر سے تعمیر شدہ ہے تو اسے کپڑے پہنانے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اس کا کیا فائدہ ہے؟ کیا اسے لباس وغلاف پہنانا غیر ضروری وبے مقصد نہیں؟

جواب:۔ کعبہ کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ اغلب ادوار میں اس پر بہتر سے بہتر غلاف چڑھایا گیا اہل علم نے اس پر نکیر نہیں فرمائی۔ بالخصوص سلف صالحین جن کے افعال واقوال کو منارہ ہدایت سمجھا جاتا ہے بلکہ فعل ہذا کو بنظر استحسان دیکھ گیا، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ، قاضی زین الدین عبدالباسط کے بارے میں فرماتے ہیں: '' فبالغ في تحسينها بحيث يعجز الواصف عن صفة حسنها جزاه الله على ذلك افضل المجازاة '' (فتح الباری ۳/۴۶۰) یعنی ''اس نے غلاف کی بے انتہاء تحسین وتزئین کی کہ بیان کرنیوالا اس کے بیان اور توصیف سے قاصر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عمل پر ان کو بہترین بدلہ سے نوازے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے انفاق ہذا اسراف تبذیر کے زمرہ میں داخل نہیں۔ کیونکہ اس پر بتواتر عملی اجازت موجود ہے اسی بنا پر اہل علم کہتے ہیں کہ دیگر مساجد کو کعبہ پر قیاس نہیں کیا جاسکتا اس عظیم خدمت کے علاوہ واضح ہو کہ موجودہ دور میں سعودی حکومت کی افضل ترین حسنات سے حرمین کی توسیع شاندار منصوبہ ہے جو تکمیل کی آخری مراحل میں ہے آل سعود کا یہ ایک عظیم کارنامہ ہے جس کی مثال پیش کرنے سے آج کی دنیا قاصر ہے، رب تعالیٰ نے انہیں زمینی خزانوں سے نوازا ہے تو اس کے پسندیدہ مقامات پر زائرین کے آرام کی خاطر اس دولت کو اس کی راہ میں لٹایا اور پانی کی طرح بہایا جارہا ہے۔ ''رب زدفزد'' ہر زائر کی زبان سے بے ساختہ اس حکومت کیلئے دعائیں نکلتی ہیں ''يا رب اللعلمين'' اس موحد سرکار کو تادیر قائم رکھنا تا کہ تیری دین حق کی خدمت کرتی رہے۔ ''آمين يارب العلمين''

اسی طرح غسل کعبہ بھی عملی تواتر کی قبیل سے ہے بعض روایت میں تصریح موجود ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتوں کو توڑنے اور تصویروں کو مٹانے کے بعد کعبہ کو غسل دینے کا حکم دیا تھا۔

ان النبی صلی الله علیه وسلم امر بغسل الکعبة بعد ما کسر الاصنام و طمس التصاویر ''(الطحاوی ۲۸۳/۴ شرح معانی الآثار) الحدیث (تاریخ الکعبة المعظمه ص ۳۲۷، بحواله حسین عبدالله باسلامه۔ بخاری)

یاد رہے کہ کسوۃ کعبہ کے تیسرے باب میں کافی مواد ہے جو فی الجملہ مفید ہے۔ ملاحظہ ہو: (ص ۲۲۷۔۲۷۲) نیز غلاف صرف کعبہ کی احترام کی خاطر پہنایا جاتا ہے جو اسی کا خاصہ ہے۔ ترمذی میں حدیث ہے:

'' وسترتم بيوتكم كما تستر الكعبة ''(۲۷) ضعفه الالبانی، الترمذی، ابواب صفة القيامة، رقم الباب (۳۵) ح (۲۴۷۶)) یعنی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ تم اپنے گھروں کو ایسے ڈھانکو گے جیسے کعبہ ڈھانکا جاتا ہے۔

یہاں مزید عقلی توجیہات کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ مسلمان ہمیشہ احکام الٰہی کا پابند ہوتا ہے چاہے کسی شے کی مشروعیت اس کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔

حجر اسود کے بارے میں ایسی روایات موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ جس نے اس کا برحق استلام کیا روز جزا اس کا گواہ بن کر آئے

گا۔ (صححه الحاكم والذهبي وابن خزيمة وابن حجر، الحاكم (۱/۴۵۷)(۱۶۸۰)وابن خزيمة(۲۲۰/۴،۲۲۱)عن ابن عباس و عبدالله بن عمرو، فتح البارى (۴۶۲/۳)اگر چہ ان روایات میں سے کئی ایک متکلم فیہ ہیں لیکن مجموعی طور پر وہ قابل حجت ہیں۔(فتح الباری(۴۶۲/۳)، باب ماذكر في الحجر الاسود)لیکن کعبہ کی بابت کوئی روایت نظر سے نہیں گزری جس میں اس بات کی تصریح ہو۔ ''والله الهادى للصواب''۔(فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ جلدا،ص۱۹۸،۲۰۰)

ابراہیم علیہ السلام کے مبارک قدم کی تصدیق:۔سوال: مقام ابراہیم علیہ السلام پر پاؤں کے نشانات کیا واقعی ابراہیم علیہ السلام کے قدم کے ہیں؟

جواب: تاریخی اور تفسیری روایت میں اسی طرح مشہور ہے۔حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وكانت آثار قدميه ظاهرة فيه ولم يزل هذا معروفا تعرفه العرب في جاهليتها''(تفسیر ابن کثیر ۱۱۸/۱)

یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات پتھر میں نمایاں ہیں، ہمیشہ سے بات معروف ہے۔عرب اپنے زمانہ جاہلیت میں بھی اس سے شناسا تھے۔تفسیر قرطبی(۱۱۳/۲)میں بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اثبات نقل کیا ہے۔مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: (فتح الباری:۱۶۹/۸)شہرت اس بات کی متقاضی ہے کہ اس کا اصل ہے۔(فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ج ا،ص۲۰۰،۲۰۱)

جنات کی بیوی اور اولاد:۔سوال: شیطان کی بیوی اور اولاد ہے یا نہیں؟

جواب: نصوص صحیحہ صریحہ اس بات پر دال ہیں کہ شیاطین اور جنات میں سلسلہ مناکحت اور توالد موجود ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:''فيهن قصرات الطرف لم يطمثهن انس قبلهم ولا جان''(الرحمٰن:۵۶)

ان میں نیچی نگاہ والی عورتیں ہیں جن کو اہل جنت سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جن نے۔

زیر آیت امام بیضاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:'' وفيه دليل على ان الجن يطمثون''(انوار التنزيل واسرار التاويل، جز ۴،ص۱۷۹)یعنی اس میں دلیل ہے کہ جنات جماع کرتے ہیں۔دوسرے مقام پر فرمایا:'' افتخذونه وذريته اولياء من دوني وهم لكم عدو '' (الكهف:۵۰) کیا تم اس کو یعنی ابلیس کو اور اس کو اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس کی ذریت بھی ہے۔نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور ادعیہ میں سے یہ دعا ہے کہ:

'' اللهم انى اعوذبك من الخبث والخبائث'' صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب مایقول عند الخلاء(۱۴۲)،والدعوات(۶۳۲۲) صحیح مسلم، کتاب الحیض ،باب مايقول اذا ارادخول الخلاء(۸۳۱)

شارح حدیث امام خطابی رحمہ اللہ نے اس کی تشرح وتوضیح یوں کی کہ لفظ' الخبث" خبيث کی جمع ہے۔اور' الخبائث" خبيثة کی جمع ہے۔'' يريد ذكران الشياطين واناثهم ''(تحفة لاحوذى:۴۴/۱)

یعنی مقصود اس سے شیاطین کا نر اور مادہ ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ شیاطین میں ذکوریت اور انوثیت کی صفات موجود ہیں اور ان صفات کی موجودگی سابقہ دونوں چیزوں پر دال ہے۔یعنی ان میں ازدواجی تعلق اور ولادت کا سلسلہ بھی موجود ہے مسئلہ ہذا میں اگر چہ بعض لوگوں نے انکار اور دیگر بعض نے تردید کا اظہار کیا ہے لیکن دلائل کے اعتبار سے ترجیح اسی مسلک کو ہے جس کی ہم نے وضاحت کردی ہے۔'' والله اعلم بالصواب، وعلمه اتم ''(فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ جلدا: کتاب العقائد:ص۲۳۳،۲۳۴)

جنات کا مختلف شکلوں میں تبدیل ہونا:۔سوال: کیا جن اپنی مرضی سے اپنی شکل تبدیل کر سکتے ہیں؟ تاکہ انسانوں کو نظر نہ آسکیں؟

جواب: جنات اجسام لطیفہ سے عبارت ہیں ان میں مختلف شکلیں اختیار کرنے کی قوت موجود ہے کتب احادیث میں متعدد واقعات اس بات کو مؤید ہیں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت صحيح البخاري، كتاب الوكالة باب اذا وكل رجلافترك

التوکیل شیئا)(۲۳۱۱)،(۳۲۷۵)حفظ زکوۃ رمضان کے تحت فرماتے ہیں:

''وانه قد یتصور ببعض الصور فتمکن رویته وان قوله تعالیٰ، انه یراکم هوو قبیله من حیث لاترونهم ، مخصوص بما اذا کان علی صورته التی خلق علیها'' (فتح الباری۴/۴۸۹)

یعنی بعض دفعہ شیطان بعض صورتیں اختیار کر لیتا ہے جس سے اس کی رویت ممکن ہو جاتی ہے اور اللہ کا فرمان کہ وہ اور اس کے بھائی تم کو ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔ یہ اس صورت کے ساتھ مخصوص ہے جب وہ اپنی اصلی تخلیقی حالت میں ہو۔

اور صاحب تفسیر فتوحات الٰہیہ فرماتے ہیں:''ای اذا کانوا علی صورهم الا صلیة اما اذا تصوروا فی غیر ها فنزاهم کما وقع کثیراً''(۲/۱۳۳)

چند سطور بعد فرماتے ہیں:''فاجسادهم مثل الهواء نعلمه و نتحققه ولا نراه و هذا وجه عدم رویتنا لهم ووجه رویتهم لنا کثافة اجسادنا ووجه روية بعضهم بعضاً ان الله تعالیٰ قوّی شعاع ابصارهم جدا، حتی یری بعضهم بعضا ولو جعل فینا تلك القوة لر ایناهم ولکن لم یجعلها لنا''ایک دفعہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے شیطان کو بصورت ہاتھی دیکھا تھا اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:'' فاذا هو بدابة شبه الغلام المحتلم فقلت له : اجنبی ام انسی ، قال : بل جنبی''

(فتح الباری،۴/۴۸۸،۴۸۹)اور صحیح مسلم میں بصورت سانپ بھی ذکر ہے۔(فتاوے ثنائیہ مدنیہ ج۱،ص۲۳۵،۲۳۶)

فوت شدہ پر طعن علمائے حق کی شان نہیں:۔ ہفت روزہ''الاعتصام'' لاہور جلد۵۴(۱۷/ذیقعدہ۱۴۲۲ھ) میں''احکام ومسائل'' کے ضمن میں میرا ایک فتویٰ شائع ہوا جس میں ایک سائل کے جواب میں لکھا تھا کہ''خطبہ مسنونہ'' میں'' ونومن بہ ونتوکل علیہ'' کے الفاظ ثابت نہیں اور لفظ''اشهد''صرف واحد کے صیغے سے ثابت ہے،جمع (نشهد) نہیں اور لفظ'' یضلل'' کے ساتھ''ہ''ضمیر کا اضافہ ثابت نہیں۔

اس پر مکہ مکرمہ سے مولانا ابوالاشبال حفظہ اللہ نے تعاقب کیا کہ مذکورہ الفاظ،خطبہ مسنونہ میں ثابت ہیں فلاں فلاں کتابوں کی طرف رجوع کریں،میسر مراجع میں مجھے اطمینان بخش جواب دستیاب نہ ہوسکا۔میرے اس جواب اور شکریئے پر غالباً انہیں اطمینان نہ ہوا جس کا اظہار انہوں نے اپنے ایک مضمون میں کیا۔اس خط نما مضمون میں انہوں نے میرے علاوہ علامہ البانی رحمہ اللہ پر برہمی کا خاصا اظہار کیا،انہیں اور ان کے شاگردوں کو نابلد قرار دینے کی سعی کی جو کسی بھی اعتبار سے لائق اعتنا نہیں۔کیونکہ مسائل کے سمجھنے اور بیان کرنے میں خطا وصواب دونوں کا احتمال ہوتا ہے اور کسی بھی شخص سے اختلاف رائے کی گنجائش بھی اسی لیے ہے۔البتہ اس اختلاف کے باعث کسی فوت شدہ پر خواہ مخواہ طعن کرنا خلاف سنت اور علمائے حق کی شان کے منافی ہے۔(فتاوے ثنائیہ مدنیہ ج۱،ص۳۰۸)

استخفاف اولیاء اہل علم کا شیوہ نہیں:۔ یہ بات ہماری سمجھ سے بعید ہے کہ ابوالاشبال صاحب کو البانی رحمہ اللہ سے اس قدر چڑ، عداوت اور نفرت کیوں ہے اہل علم کی یہ شان اور شیوا تو نہیں کہ کسی شخصیت کے اغلاط کی بنا پر اس کا استخفاف اور تنقیص کی جائے۔'' قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:''یحسب امری من الشران یحقر اخاه المسلم''(رواہ مسلم)(فتاوے ثنائیہ مدنیہ ج۱،ص۳۸۴)

قارئین کرام! شیخ البانی رحمہ اللہ نے علم حدیث کے میدان میں بہت وسیع کام کیا ہے چنانچہ ان سے اوہام اور اغلاط کا سرزد ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں کیوں کہ مثل مشہور ہے''لکل جواد کبوة''جیسے ہماری زبان میں کہا جاتا ہے''گھوڑ سوار ہی گرتا ہے''یا دوسرے لفظوں میں تیرنے والا ہی ڈوبتا ہے۔(فتاوے ثنائیہ مدنیہ جلد۱:کتاب العقائد:ص۳۸۸)

نام کندہ انگوٹھی کا استعمال:۔سوال: چاندی کی انگوٹھی کتنے وزن کی بنوانی چاہیے کیا اس پر اپنا نام کندہ کروایا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: قریباً چھ ماشے چاندی،کسی مصلحت کی بنا پر اگر اس میں نام وغیرہ لکھ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔(فتاوے ثنائیہ مدنیہ ج۱،ص۵۵۹)

سوال: ہمارے گاؤں کا ایک آدمی جو بے اولاد ہے اس کی ماں نے اس کو شک میں ڈال دیا ہے کہ تجھ پر کسی نے جادو کیا ہے میں نے اس

کو بتایا ہے کہ جادو برحق ہے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی کسی نے جادو کر دیا تھا نبی علیہ السلام کو بذریعہ وحی مطلع کر دیا گیا تھا تو وہ کہنے لگا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تو بذریعہ وحی مطلع کر دیا گیا تھا تو کیا آج کل کے بزرگوں کو یا ولیوں کو بھی جادو کا پتہ چل جاتا ہے یا نہیں؟ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات میں سے بھی کوئی واقعہ ایسا ملتا ہے یا نہیں جس میں ان کو جادو کا پتہ چل گیا ہو؟ اس کے پوچھنے کا مطلب یہ ہے کہ کیا کسی صحیح العقیدہ بزرگ وغیرہ کے پاس مذکورہ معاملہ کے بارے میں جانا چاہیے یا نہیں؟

جواب: جادو کا اثر برحق ہے اس سلسلہ میں ماہر عملیات پابند شریعت کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ تاکہ روحانی عمل سے اس کا اثر زائل ہو سکے اثر زدہ کو خود بھی چاہیے کہ معوذتین پڑھ کر اپنے کو دم کرے۔ آثار سے بعض دفعہ پتہ چل جاتا ہے کہ یہ مسحور ہے۔ جس طرح کہ ماہر طبیب بیماری کا کھوج لگا لیتا ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے سلف سے بعض آثار ایسے نقل کئے ہیں ملاحظہ ہو: (فتح الباری: ۱۰/ ۲۳۴، باب هل يستخرج السحر)۔ (فتاوے ثنائیہ مدنیہ جلد ۱: کتاب العقائد: ص ۵۷۸، ۵۷۹)

سوال: قرآنی آیات پڑھ کر پانی پر دم کرنا یا قرآنی آیات پلیٹ پر لکھ کر پینا یا قرآنی آیات لکھ کر تعویذ گلے میں ڈالنا مسنون ہے یا بدعت؟

جواب: دم میں پھونک مارنی جائز ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

'' ان النبي صلى الله عليه وسلم كان ينفث في الرقية '' (مصنف ابن ابی شیبہ ۴۴۱۸) اسناده صحيح، ابن ابی شيبه (۴۴۱/۵)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم دم میں پھونک مارا کرتے تھے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دم میں پھونکنے سے مقصود اس رطوبت اور ہوا سے برکت کا حصول ہے جو ذکر کی معیت میں نکلتی ہے جس طرح لکھے ہوئے ذکر کے دھوون سے تبرک کیا جاتا ہے۔

نیز اس کا مقصد نیک شگون لینا بھی ہو سکتا ہے جس طرح کہ دم کرنیوالے سے سانس الگ ہو رہی ہے اس طرح مریض سے تکلیف اور مرض دور ہو جائے۔ (فتح الباری: ۱۰/۱۶۸)

اور صاحب ''تيسير العزيز الحميد'' (ص: ۱۶۶) میں فرماتے ہیں: دم طب ربانی ہے پس جب مخلوق میں سے نیک لوگوں کی زبان سے دم کیا جائے تو اللہ کے حکم سے شفاء ہو جاتی ہے۔

اور علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دم کرتے وقت پھونک مارنے سے منہ کی رطوبت، ہوا اور سانس سے مدد لی جاتی ہے جو ذکر دعاء اور مسنون دم کے ساتھ نکلتی ہے اس لئے کہ دم پڑھنے والے کے دل اور منہ سے نکلتا ہے پس جب یہ دم باطنی اجزاء میں سے رطوبت، ہوا اور سانس کے ساتھ مل جائے تو تاثیر کے لحاظ سے مکمل اور عمل کے لحاظ سے قوی ہو جاتا ہے اور ان کے مجموعے سے ایسی مجموعی کیفیت پیدا ہوتی ہے جیسا کہ مختلف دوائیوں کے باہم ملانے سے ہوتی ہے۔ (الطب النبوی صلی اللہ علیہ وسلم: ص ۱۴۰)

امام احمد رحمہ اللہ کے بیٹے کا کہنا ہے کہ میں نے اپنے والد کو مریضوں کیلئے تعویذ لکھتے دیکھا اپنے اہل خانہ اور اہل قرابت کو تعویذ لکھ دیتے اور عسر ولادت کی بناء پر عورت کو چاندی کے برتن یا لطیف چیز پر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی تعویذ لکھ دیتے۔ (مسائل امام احمد بن حنبل: ۳/۱۴۵) ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تعویذ کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو (مصنف ابن ابی شیبہ: ۸، ۲۷) (فتاوے ثنائیہ مدنیہ جلد ۱، ص ۵۷۹، ۵۸۰)

سوال: قبروں پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا کیسا ہے؟

جواب: قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے۔ چنانچہ مسند احمد وغیرہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت بقیع میں تشریف لے گئے وہاں جا کر کھڑے ہو گئے اور آپ نے ہاتھ اٹھائے (اور دعا کی) پھر واپس چلے آئے۔ (موطا امام مالک)

نیز صحیح مسلم اور مسند احمد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک دوسرے قصے میں مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل بقیع کے پاس تشریف لے گئے اور وہاں تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ (صحیح مسلم)

نام کتاب:۔تذکرہ حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ

مصنف:۔شاہد فاروق ناگی......ناشر:۔مکتبہ قدوسیہ رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور (پاکستان)

سوانح صوفی صاحب کی برکت:۔ مولانا محمد اسحٰق بھٹی صاحب کی کتاب ''صوفی محمد عبداللہ'' شائع ہوئی مطالعہ کیا تو پھر دل میں تڑپ پیدا ہوئی کہ اس کام کو مکمل کرنا چاہیے۔ غالباً ۷ ادسمبر ۲۰۰۹ کو محترم مولانا عارف جاوید محمدی صاحب (کویت) میرے گھر تشریف لائے تو فرمایا میں نے سنا ہے کہ آپ حضرت حافظ محمد گوندلوی صاحب کی سوانح ترتیب دے رہے ہیں تو میں نے ان سے سارے حالات بیان کیے انہوں نے فرمایا کہ ایسے کاموں کو ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر ترک نہیں کرتے اور تاکید فرمائی کہ آپ اسے مکمل کریں پھر مولانا محمد اسحٰق بھٹی نے بھی خصوصی تاکید خصوصی فرمائی کہ آپ اس کام کو پورا کریں۔ (شاہد فاروق ناگی۔ تذکرہ حافظ محمد گوندلوی: ص ۲۲)

اسلاف بھلا دینا ہمارا جماعتی خسارہ......!: اپنے اسلاف کی تاریخ کو محفوظ رکھنا اور اس کا تذکرہ کرنا شاید ہمارے جماعتی مزاج کے خلاف ہو چکا ہے، یہ ہمارا بہت بڑا جماعتی خسارہ ہے جیسا کہ مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ لکھتے ہیں: زندہ اور بااصول اور منظّم وباقاعدہ جماعتیں اپنی ابتدائی تاریخ اور اولین ریکارڈ ہر قیمت پر محفوظ رکھتی ہیں اور اس کا چھوٹی سے چھوٹا حصہ بھی ضائع نہیں ہونے دیتیں۔

(ہفت اقلیم: ص ۳۵ بحوالہ تذکرہ حافظ محمد گوندلوی: ص ۲۳)

باکمال مرشد کی صحبت اور توجہات کا اثر:۔ سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ سے آپ کو خصوصی انس اور لگاؤ تھا اسی لئے آپ نے ان کی ایک ایک ادا کو اپنے اندر جذب کر لیا تھا اور ان کی محبت سے آخر دم تک سرشار رہے۔

حافظ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جو بھی آپ کی مجلس میں بیٹھ جاتا اس پر روحانیت اور توجہ الی اللہ کا خاص رنگ چڑھ جاتا اور اس کے دل و دماغ کی دنیا بدل جاتی اور اس کی عملی زندگی میں انقلاب آجاتا تھا، حافظ صاحب نے خود اپنا ایک واقعہ درس بخاری کے دوران بیان کیا کہ میں جب اکتساب فیض کیلئے حضرت امام عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو چند ہی دنوں میں مجھ پر امام صاحب کی روحانیت کے اثرات مرتب ہوئے میں حیران ہوا کہ یہ لوگ جو دیر سے یہاں موجود ہیں شدت تاثر سے تڑپ تڑپ کر ختم کیوں نہیں ہو گئے۔

(تذکرہ حافظ محمد گوندلوی: ص ۴۱)

جامعہ سلفیہ کی بنیاد متصوف علماء کے ذریعے:۔ ۴ اپریل ۱۹۵۵ء کو جامعہ سلفیہ کی پہلی بنیادی اینٹ میر حکیم نورالدین رحمہ اللہ نے رکھی اس کے بعد صوفی محمد عبداللہ (ماموں کانجن والے) اور میاں محمد باقر (جھوک دادو) نے ایک ایک اینٹ رکھی۔ (تذکرہ حافظ محمد گوندلوی: ص ۶۷)

روحانی کیفیات کی بلندی:۔ حضرت امام گوندلوی رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے ذوق عبادت کی دولت سے خوب خوب نوازا تھا آپ کی روحانی کیفیت بہت بلند تھی، نماز کا وقت قریب آتا تو آپ بے چین ہو جاتے۔ ہمیشہ اذان سے کچھ پہلے مصلےٰ پر جا کر بیٹھ جاتے۔ تکبیر اولیٰ کے کبھی فوت ہونیکا سوال ہی پیدا نہیں ہوا، جماعت ہمیشہ خود کراتے، جماعت سے فارغ ہو کر کافی دیر تک اوراد ووظائف میں مشغول رہتے آپ جماعت کے بعد نمازیوں کے ساتھ مل کر دعا کرنے سے عموماً پرہیز کرتے۔ البتہ دعوات مسنونہ کے بعد آپ کبھی کبھی ہاتھ اٹھا کر دعا فرماتے جس میں بعض نمازی جو اس وقت تک موجود ہوتے شریک ہو جاتے آپ ان کو روکتے نہیں تھے۔

تہجد کے آپ شروع سے ہی پابند تھے، جس میں باقاعدہ قرآن پاک کے کئی پارے روزانہ تلاوت فرماتے اور آپ کا یہ معمول آخر تک رہا رمضان کے مہینے میں یہ مقدار اور بھی بڑھا دیتے۔ حضرت کی وفات کے کچھ دن بعد موضع کھوکھر کی گوجراں والا کے ایک بزرگ اسماعیل صاحب نے مجھے بتایا کہ تقریباً ۱۹۴۰ء کا واقعہ ہے میں اپنے سسرال گوندلاں والا گیا، رمضان کا مہینہ تھا میں تراویح کیلئے حضرت حافظ صاحب کی مسجد میں چلا گیا آپ نے اس دن آٹھ رکعت میں دس پارے قرآن پاک پڑھا۔ میں نے حیران ہو کر لوگوں سے پوچھا کہ آج کیا بات ہے

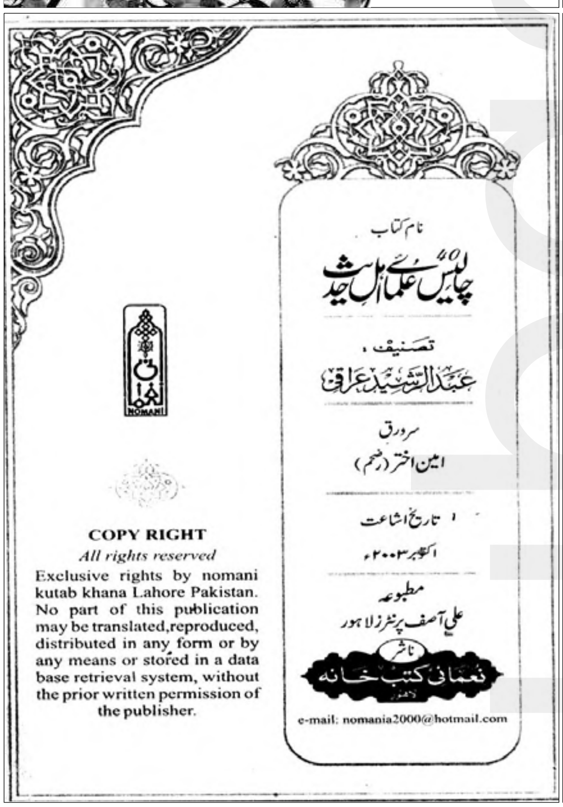
مصنف..............................

اشاعت..............................

تعداد..................................

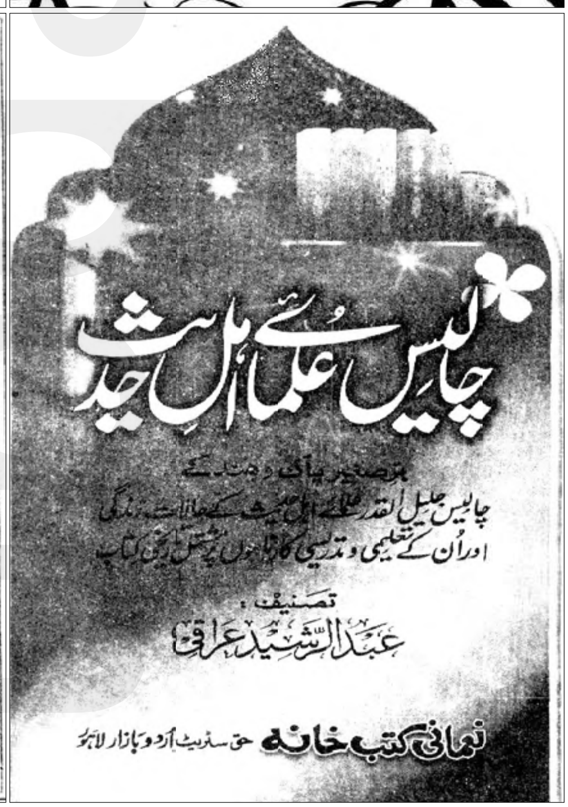
مطبع..............................




نام کتاب
چالیس علمائے اہلحدیث
تصنیف :
عبدالرشید عراقی
سرورق
امین اختر (رحم)
تاریخ اشاعت
اکتوبر ۲۰۰۳ء
مطبوعہ
علی آصف پرنٹرز لاہور
ناشر
نعمانی کتب خانہ
لاہور
e-mail: nomania2000@hotmail.com

NOMANI

COPY RIGHT
All rights reserved
Exclusive rights by nomani kutab khana Lahore Pakistan. No part of this publication may be translated, reproduced, distributed in any form or by any means or stored in a data base retrieval system, without the prior written permission of the publisher.



حافظ صاحب نے اتنا قرآن پڑھا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت کا ہمیشہ کا معمول ہے آپ رمضان میں ہمیشہ دس قرآن پاک ختم کرتے ہیں اور لوگ پورے ذوق وشوق سے شریک ہوتے ہیں۔(تذکرہ حافظ محمد گوندلوی:ص ۸۷)

باکمال ولی کے معمولات زندگی:۔ حضرت حافظ صاحب ایک یگانہ روزگار عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک خلوص کیش، سراپا عجز وانکسار، زاہد ومتورع، عالم باعمل تھے۔آپ نے زندگی بھر نماز باجماعت ادا فرمائی۔آپ نے پوری زندگی سفر وحضر میں نماز تہجد ترک نہیں کی۔تقریباً تہجد میں تین پارے تلاوت کرنا آپ کا معمول تھا۔تہجد کی قرات آپ قدرے جہر سے ادا فرماتے۔قرات کرتے وقت اس قدر خشوع اور گریہ ہوتا کہ خیر القرون کے مسلمانوں کی یادگار معلوم ہوتے۔تہجد کی نماز سے فارغ ہو کر دعا اور استغفار میں مشغول رہتے قرآن کریم نے صحابہ کی شان ''و بالا سحارھم یستغفرون ''اور''المستغفرین بالا سحار'' بیان فرمائی ہے۔بعینہ حضرت حافظ صاحب اس کا نمونہ تھے تکبیر تحریمہ سے کبھی نہ رہے، نماز فجر پڑھ کر طلوع شمس کے بعد وقت کراہت کے اختتام تک مصلیٰ پر بیٹھے رہتے اور ضحےٰ کی نماز پڑھ کر مسجد سے نکلتے اور پھر گھر سے واپس آ کر اسباق پڑھاتے ہر مہینے با قاعدہ ایام بیض کے تین روزے رکھتے تھے،ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ طبیعت کی کمزوری کی بنا پر ایام بیض کے روزے چھوڑ دیئے تو بواسیر کی تکلیف ہوگئی۔پھر خود ہی فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے روزے کی وجہ سے بیماری رکی ہوئی تھی۔روزے چھوڑنے سے بیماری عود کر آئی آپ بکثرت ذکر اذکار میں رطب اللسان رہتے تھے۔سفر وحضر میں مسلسل تلاوت جاری رکھتے۔ فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان ۴۱ دفعہ سورہ فاتحہ پڑھتے۔نماز فجر کے بعد ۱۱ دفعہ سورہ یٰسین، ۵۰۰ مرتبہ آیت الکرسی اور ہر نماز کے بعد دو دو دفعہ سورہ یٰسین اور سورہ مزمل پڑھتے۔آپ نے بہت سے اذکار کو مختلف مصائب وحاجات میں مجرب وآزمودہ پایا تھا۔ایام علالت سے قبل آپ بلا ناغہ خود نماز کی امامت فرماتے رہے، گوجرانوالہ میں قبرستان روڈ پر واقع ٹاہلی والی مسجد میں با قاعدگی سے نماز عصر ادا فرماتے۔خواہ موسم کتنا ہی خراب ہو جاتا طوفان باد وباراں میں سے گزر کر آپ بالکل عین وقت پر مصلیٰ امامت پر تشریف فرما ہوتے۔(تذکرہ حافظ محمد گوندلوی:ص ۸۹)

نام کتاب:۔دو روشن ستارے

تالیف:۔عبدالرشید عراقی:۔ناشر:۔نور اسلام اکیڈمی پوسٹ بکس 5166 ماڈل ٹاؤن لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

برصغیر میں مجددین کی آمد:۔ دور حاضر کے بعض مفکرین نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کی جو عظیم تدبیر اور منصوبہ بندی ہے اس میں برعظیم پاک وہند کی کوئی خصوصی اور امتیازی حیثیت محسوس ہوتی ہے۔اس لئے کہ واقعہ یہ ہے کہ اسلام کی تاریخ کے پہلے ہزار (الف اول) میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے لے کر شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تک تمام مجددین امت عالم عرب میں پیدا ہوئے لیکن دوسرے ہزار سال (الف ثانی) کا آغاز ہوتے ہی عالم اسلام کا علمی وروحانی مرکز ثقل عالم عرب سے جنوبی ایشیا میں منتقل ہو گیا اور اس کے بعد تقریباً سارے کے سارے مجددین امت برعظیم پاک وہند ہی میں پیدا ہوئے۔

باطل کے خلاف صوفیاء کا استقلال:۔ دسویں صدی ہجری ہی کے دوران ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کی بنیاد پڑی جلال الدین اکبر 963ھ میں تخت نشین ہوا اور پورے نصف صدی تک ہندوستان کا بلا شرکت غیرے حکمران رہا۔اپنے دور اقتدار میں اکبر نے یہ شوشہ چھوڑا کہ محمد عربی ﷺ جو دین لے کر آئے تھے وہ ایک ہزار سال کے لئے تھا لہذا دوسرے ہزار سال (الف ثانی) کے لئے امت مسلمہ کو ایک نئے دین کی ضرورت ہے۔چنانچہ اپنے درباری علماء کے گٹھ جوڑ سے اس نے ایک نیا دین ''دین اکبری'' تیار کیا اور اسے ہندوستان میں رائج

کرنا چاہا۔اس دور میں ہندوستان میں کئی اور فتنوں نے جنم لیا اور بہت سی خلاف اسلام تحریکوں نے سر اٹھایا۔

دسویں صدی کے دو محقق صوفیائے کرام:۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کیلئے ع توڑ دیتا ہے کوئی موسیٰ طلسم سامری! کے مصداق ایسے مردان اولوالعزم پیدا کیے جن کی تجدیدی مساعی سے ''دین اکبری'' کا طلسم ٹوٹا اور اس دور کے دیگر فتنوں کا قلع قمع ہوا۔ چنانچہ اس دور میں ہمیں ہندوستان کے علمی و روحانی افق پر دو رنہایت روشن اور تابندہ ستارے جلوہ گر ہوتے نظر آتے ہیں جن کی ضوافشانیوں سے اس دور کے فتنوں اور خلاف اسلام تحریکوں کی پھیلائی ہوئی تاریکیاں چھٹتی چلی گئیں اور اسلام کے روئے منور پر وقتی طور پر پڑ جانے والے بدعات و رسومات کے پردے چاک ہوگئے۔ دسویں صدی ہجری کے یہ دو روشن ستارے شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہما اللہ تھے۔ان دونوں حضرات نے اپنے دائرہ کار میں شرک و بدعت اور باطل نظریات کے خلاف جہاد کیا اور صنم خانہ ہند میں قرآن و سنت کی تعلیمات کے فروغ اور علوم اسلامیہ کی ترقی و ترویج کے لئے وہ گرانقدر خدمات انجام دیں جنہیں ملت اسلامیہ خصوصاً مسلمانان پاک و ہند کبھی فراموش نہیں کرسکتے۔

زیرنظر کتاب میں ملک عبدالرشید عراقی صاحب نے ان ہی دونوں عظیم شخصیات کی علمی و روحانی خدمات اور ان کے تجدیدی کارناموں کا مختصر مگر جامع انداز میں تذکرہ کیا ہے۔اس کتاب کی اشاعت یقیناً ایک سعادت ہے جو نور اسلام اکیڈمی کے حصے میں آئی ہے۔

(حافظ خالد محمود خضر......**مدیر عمومی**: نور اسلام اکیڈمی، لاہور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش آغاز

حضرت مجدد نقشبندی احیائے اسلام کا ذریعہ:۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ جن کو قدرت نے احیائے اسلام اور خلاف شریعت فتنوں کی سرکوبی اور ابطال کیلئے پیدا کیا، ان کی ذات محتاج تعارف نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس دور میں پیدا فرمایا جب کہ اس وقت کی حکومت خالص ملحدانہ تھی اور ملک میں دن بدن ایسے فتنے جنم لے رہے تھے جو مذہب اسلام کیلئے سم قاتل تھے۔ایسے میں حاملان دین اسلام عجیب کشمکش میں مبتلا تھے۔علمائے سوء کا حکومت میں کافی اثر و رسوخ تھا اور وہ اپنی دنیا کمانے کی خاطر مسلمانوں کو اس اسلام سے برگشتہ کررہے تھے جو پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ لائے تھے۔اور اس نئے دین کو اختیار کرنے کیلئے سادہ لوح مسلمانوں پر دباؤ ڈالا جارہا تھا جو اکبر جیسے ملحد بادشاہ نے دین الٰہی کے نام سے جاری کیا تھا۔

شیطانی فتنے اور باکمال صوفی کی استقامت:۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین اسلام کو بچانے کیلئے ان تیرہ و تاریک حالات میں ایک ایسے شخص کو پیدا فرمایا جس نے دین کی حفاظت و تجدید کی اور دوسری طرف شیطانی فتنوں، دجالی سازشوں اور حکومت کی طرف سے پھیلائی جانے والی شدید گمراہیوں سے مسلمانوں اور انکے دین کو بچایا اور بالآخر حکومت کا رخ درست کردینے میں ان کو کامیابی و کامرانی نصیب ہوئی۔ یہ تھے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ، جو صحیح معنوں میں ''افضل الجهاد كلمة الحق عند سلطان جائر'' پر ساری زندگی کاربند رہے۔انہوں نے علی الاعلان دربار شاہی کی بدعات و منکرات کے خلاف بغاوت کی اور اس کی سزا (قید) خوشی خوشی برداشت کی۔

مدرسہ اور خانقاہ کی باہمی آویزش:۔ اہل سنت جو شاہی اثر سے شیعیت میں جذب ہو رہے تھے ان کو دلائل کے زور اور اپنی دلی ہمت و قوت سے باہر نکالا۔عامیانہ تصوف جو سنت کے مسلک سے دور ہوگیا تھا اس کو جادہ شریعت کے قریب لائے اور شریعت و طریقت کی قلمی و لسانی جنگ جو پانچویں صدی ہجری کے شروع سے اب تک قائم تھی اس کو مصالحت سے بدل دیا۔اس طرح صوفیاء اور فقہاء کی چھ سو برس کی باہمی دست و گریبانی کا خاتمہ ہوا اور مدرسہ و خانقاہ کی باہمی آویزش انجام کو پہنچی۔آپ رحمہ اللہ نے علماء کو صحیح تصوف اور صوفیہ کو مسلک سنت سے آشنا کیا۔

خواجہ باقی باللہ کے مرید کا تجدیدی کارنامہ:۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا سب سے بڑا تجدیدی کارنامہ خلاف شرع رسومات کا ابطال تھا ان رسومات میں سب سے بڑی رسم جو خلاف شرع تھی سجدۂ تعظیمی تھا۔ آپ رحمہ اللہ نے اس رسم کا ابطال کیا اور جہانگیر نے اس کو موقوف کر دیا اس کے علاوہ بدعات و منکرات اور شرکیہ رسومات کے قلع قمع میں آپ رحمہ اللہ نے جو کوششیں کیں تاریخ کا ایک طالب علم اس سے بخوبی واقف ہے۔

میں نے اس رسالہ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے حالات زندگی اور ان کے تجدیدی و اصلاحی کارناموں پر مختصراً روشنی ڈالی ہے اور اس کے علاوہ ان کی تالیفات و رسائل کا بھی مختصراً تعارف کرایا ہے۔

اظہار تشکر:۔ میں جناب مولانا ابو عبد الرحمٰن شبیر بن نور اور حافظ خالد محمود خضر کا ممنون ہوں جن کے اہتمام سے یہ کتاب شائع ہو رہی ہے۔ (عبد الرشید عراقی)

حفاظت دین بذریعہ مجددین:۔ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین کی حفاظت کا ذمہ لے کر اس کا ایک ظاہری انتظام اس عالم تکوین میں یہ تجویز کیا کہ ہر زمانہ اور ہر دور کی ضرورت کے مطابق ایسے لوگ آپ ﷺ کی امت میں پیدا ہوتے رہیں جو اس دین کی حفاظت و خدمت ہی کو اپنا وظیفہ حیات بنائیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''انا اللہ عزوجل یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا'' اللہ تعالیٰ اس امت کیلئے ہر صدی کے سر پر اپنے ایسے بندے پیدا کرے گا جو اس کے لئے اس کے دین کو نیا اور تازہ کرتے رہیں گے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (م ۱۱۷۶) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

یعنی رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد کہ میری یہ امت کبھی گمراہی پر متفق نہ ہوگی اور آپ ﷺ کا یہ ارشاد کہ اللہ تعالیٰ اس امت کیلئے ہر صدی کے سرے پر اپنے ایسے بندے پیدا کرتا رہے گا جو اس کیلئے اس کے دین کو تازہ کرتے اور نکھارتے رہیں گے۔

آنحضرت ﷺ کے ان ارشادات کی وضاحت اور تشریح آپ ﷺ کی اس حدیث سے ہوتی ہے جو (کتب حدیث میں) مروی ہے کہ میرے لائے ہوئے اس علم یعنی دین کی امانت کو ہر زمانے کے اچھے اور نیک بندے سنبھالیں گے۔ وہ غلو اور افراد کرنے والوں کی تحریفوں سے، کھوٹے سکے چلانے والوں کو ملمع کاریوں سے اور جاہلوں کی فاسد تاویلوں سے اس دین کی حفاظت کریں گے۔

صوفی نقشبندی کا تاریخ ساز کارنامہ:۔ اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں ایک اپنے کسی نہ کسی بندے سے کوئی بڑا تجدیدی کام لیا ہے اور اس کے ذریعہ دین کے بہت سے شعبوں کی تجدید کرائی ہے۔ کبھی کسی سے اس سے کم درجہ میں دین کے کسی خاص شعبہ میں تجدیدی کام لیا ہے اور یہ فرق ایسا ہے جو انبیائے کرام کے کاموں اور درجوں میں بھی رہا ہے۔ از روئے الفاظ قرآنی: ''تلك الرسول فضلنا بعضهم على بعض'' (البقرة: ۲۵۳)

چنانچہ اس امت کے ابتدائی دور میں اللہ تعالیٰ نے اپنے جن بندوں سے تجدیدی نوعیت کی خدمات لیں ان میں خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ (م ۱۰۱ھ) کا کارنامہ بہت ممتاز ہے اور آٹھویں صدی میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) کے تجدیدی و اصلاحی کارنامے روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ اسی طرح اس آخری دور میں جس کی ابتداء الف ثانی رحمہ اللہ کے آغاز سے (یعنی رسول اللہ ﷺ کی وفات پر ایک ہزار برس گزرنے کے بعد سے ہوتا ہے) امام ربانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ (۹۷۱ھ۔۱۰۳۴ھ) سے دین کی تجدید و حفاظت اور احیاء شریعت کا جو عظیم کام برصغیر (پاک ہند) میں لیا وہ بھی اسلام کی پوری تاریخ میں ایک خاص امتیازی شان رکھتا ہے۔ مولانا سید ابو الحسن علی ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

> اس پر اتفاق ہے کہ حضرت شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ نے اسلام کی حفاظت و تقویت کا وہ تاریخ ساز اور عہد آفرین کام سرانجام دیا جس کو حدیث کی سادہ اور معروف اصطلاح میں تجدید کہا گیا ہے اور جس نے ان کے سلسلہ میں ایسی شہرت حاصل کی ہے کہ وہ ان کے نام کا قائم مقام بن گیا اور جس کی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی۔

باکمال صوفیاء کے علمی کارنامے:۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے تلامذہ میں ایک شیخ علی متقی جون پوری رحمہ اللہ (م ۹۷۵ھ) تھے،

جنہوں نے حدیث کی مشہور کتاب" کنز العمال " مرتب کی اور اس کے علاوہ ایک دوسری کتاب " منھج العمال " بھی مرتب فرمائی۔ان دونوں کتابوں کے بارے میں مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ (م۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں کہ:

شیخ علی متقی رحمہ اللہ نے ۹۵۷ھ سے ۹۷۱ھ تک حدیث شریف کی وہ دائرۃ المعارف ترتیب دی جو " کنزل العمال فی سنن الاقوال والا فعال " کے نام سے مشہور ہے اور ساتھ ہی ایک مختصر مجموعہ ' منھج العمال '' کے نام سے بھی لکھا۔ یہ وہ کتابیں ہیں جنہوں نے امام رزین اور حافظ سیوطی کے مجموعہ پر خط نسخ پھیر دیا۔(مقالات سلیمان ج ۲ص ۱۷)

شیخ علی متقی رحمہ اللہ کے تلامذہ میں ایک شیخ عبدالوہاب متقی تھے جن کا مولد برہان پور تھا، شیخ علی متقی رحمہ اللہ کی صحبت میں تقریباً بارہ سال رہے۔۹۷۶ھ میں ہندوستان آکر تھوڑا عرصہ قیام کے بعد واپس حجاز تشریف لے گئے۔ان کی ساری زندگی حدیث کی تدریس میں صرف ہوئی۔تلامذہ اور مستفیدین کا انبوہ کثیر پیچھے چھوڑا۔۱۰۰۱ھ میں وفات پائی۔

شیخ علی متقی جون پوری کے تلامذہ میں ایک شیخ محمد بن طاہر پٹنی تھے۔مکہ معظّمہ میں شیخ علی متقی سے استفادہ کیا تھا۔ ہندوستان واپس آکر بوہرہ قوم کو اہل سنت بنانے میں بلیغ کوشش کی اور اسی راہ میں ۹۸۲ھ میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔(مراۃ احمدی ج ۲ص ۷۷بحوالہ مقالات سلیمانی ج ۲ ص ۱۹)۔تصانیف میں مجمع البحار، لغت حدیث اور مغنی اسماء الرجال ہیں۔ان کے علاوہ تذکرۃ الموضوعات اور قانون الموضوعات لکھیں۔

مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ (م۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں کہ شیخ محمد بن طاہر پٹنی شیخ علی متقی کے ارشد تلامذہ میں تھے مکہ معظّمہ جا کر یہ فیض حاصل کیا کہ استاد ہی کی زندگی میں دو کتابیں تصنیف کیں، مجمع البحار لغت حدیث میں اور مغنی اسماء الرجال میں ان دونوں کتابوں میں اپنے استاد کا جس ولولہ شوق اور غلبہ محبت کے ساتھ ذکر کیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شاگرد کے دل میں استاد کی کتنی قدر و منزلت تھی۔ مجمع البحار گو بظاہر حدیث کی لغت ہے مگر علمائے حدیث کے اعتراف کے مطابق وہ درحقیقت صحاح ستہ کی شرح ہے۔علاوہ ازیں تذکرۃ الموضوعات و قانون الموضوعات وغیرہ کتابیں ان کی تالیف ہیں۔(مقالات سلیمان ج ۲ص ۱۸)

امام ربانی مجدد الف ثانی نقشبندی رحمہ اللہ

نام ونسب:۔ آپ کا نام احمد بن عبدالاحد ہے آپ کا نسب ۳۱ واسطوں سے امیر المؤمنین خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

آپ کے والد شیخ عبدالاحد بن زین العابدین بہت بڑے عالم تھے۔ان کی ساری زندگی درس و تدریس میں گزری خاص طور پر کتب درسیہ اور معقولات و منقولات بڑی تحقیق و تدقیق سے پڑھاتے تھے، زہد و ورع اور تقویٰ و طہارت میں بے مثال تھے۔

ولادت:۔ امام ربانی ۱۴ شوال ۹۷۱ھ (۱۵۶۳ء) بروز جمعۃ المبارک سرہند میں پیدا ہوئے۔(زبدۃ المقامات ص ۱۲۲بحوالہ تاریخ دعوت و عزیمت ج ۴ص ۱۳۷بحوالہ دوروشن ستارے ص ۳۳)

تحصیل تعلیم تصوف:۔ تعلیم کا آغاز حفظ قرآن مجید سے کیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں آپ رحمہ اللہ نے اس کی تکمیل کر لی اور اس کے بعد سب سے پہلے اپنے والد ماجد شیخ عبدالاحد رحمہ اللہ سے تعلیم کا سلسلہ شروع کیا اور ان سے تصوف کی کتابیں ''عوارف المعارف'' اور'' فصوص الحکم'' وغیرہ پڑھیں ان کے علاوہ اس وقت کے علمائے سرہند سے بھی استفادہ کیا۔

تحصیل طریقت:۔ حضرت امام ربانی رحمہ اللہ کو حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ کے شوق کا غلبہ ہوا اور وہاں کی کشش نے ان کو مضطرب و بے آرام بنا دیا تھا لیکن ان کے والد ماجد کبیر السن تھے عمر ۸۰ سال کی ہو چکی تھی، اس لیے ان کو ایسی حالت میں چھوڑ کر جانا مناسب نہیں تھا۔ جب ۱۰۰۷ھ میں ان کا انتقال ہو گیا تو آپ نے ۱۰۰۸ھ میں حرمین شریفین کی حاضری اور ادائے حج بیت اللہ کیلئے رخت سفر باندھا اور سرہند

سے دہلی پہنچ گئے۔ وہاں آپ کی ملاقات مولانا حسن کشمیری رحمہ اللہ سے ہوئی جن سے پہلے پرانا تعارف تھا۔ انہوں نے دوران گفتگو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کا ذکر کیا۔

محشی کی وضاحت:۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کا وجود دنیا کیلئے باعث برکت وزینت اور آپکی حیات طیبہ مقصد آفرینش وغایت خلق کا مظہر تھی۔ آپ کی زبان حقیقت کی ترجمان اور آپکی ذات خلاصہ عرفان تھی، علم ومعرفت میں اللہ کی کھلی نشانی اور ولایت اور روحانیت کے مینارہ نورانی تھے آپ اعلی درجے کے صاحب وجد وذوق، نہایت متواضع اور منکسر المزاج تھے وعظ اور ارشاد میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے، تین چار سال کی مدت میں اپنے افادات کے ذریعے دنیا میں روشنی پھیلادی آپ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک تھے خاموش طبع متواضع اور خوش اخلاق تھے، حضرت خواجہ باقی باللہ میں ۹۷۱ھ میں کابل میں پیدا ہوئے (یہی سن ولادت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کا ہے بعمر ۴۱ سال بروز شنبہ ۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۰۱۲ھ دہلی میں انتقال کیا۔ (نزہتہ الخواطر ج ۵)

مرشد سے بیعت واستفادہ:۔ حضرت امام ربانی رحمہ اللہ حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو گویا وہ آپ ہی کے انتظار میں تھے۔ بڑی محبت اور شفقت میں پیش آئے۔

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال   کہ آگ لینے کو جائیں، پیمبری پائیں

دو دن کے بعد آپ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ سے بیعت ہوئے اور بتایا کہ حج کا ارادہ ہے تو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ نے فرمایا: حج تو موجبِ سعادتِ دارین ہے لیکن کوئی مانع نہ ہو تو کم سے کم ایک مہینہ یا ایک ہفتہ یہاں ہماری صحبت میں قیام کرو۔ حضرت امام ربانی نے اسے بلا عذر قبول فرمالیا۔ (تذکرہ مجدد الف ثانی ص ۲۲۶)

حضرت امام ربانی رحمہ اللہ نے دہلی میں ڈھائی ماہ کا قیام فرمایا اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ سے اکتساب کیا۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ: اس دو ڈھائی مہینہ میں حضرت مجدد کو جو باطنی کیفیات وترقیات حاصل ہوئیں اور جو مراحل سلوک طے ہوئے ان کا بیان کرنا اور الفاظ کے ذریعہ ان کا سمجھنا سمجھانا ممکن نہیں۔ (تاریخ دعوت وعزیمت ج ۴ ص ۱۴۹)

اس کے بعد حضرت امام ربانی رحمہ اللہ دو مرتبہ سرہند سے دہلی حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ سے ملاقات کیلئے تشریف لائے۔ مولانا عبدالشکور فاروقی مرحوم ومغفور حضرت امام ربانی اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہما اللہ کی تین ملاقاتوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

نسبت وخلافت نقشبندیہ:۔ پہلی ملاقات میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ نے خوش خبری سنائی کو تم کو نسبت نقشبندیہ کامل طور پر حاصل ہوگئی ہے اور تقرب الٰہی کے یوماً فیوماً ترقی کرنے کی امید ہے۔ دوسری مرتبہ خلعت خلافت عطا فرمائی اور طالبان خدا کو تعلیم طریقت اور ارشاد وہدایت کی اجازت دی اور اپنے مخصوص ترین اصحاب کو تعلیم طریقت کیلئے آپ کے سپرد کیا۔ تیسری مرتبہ حضرت امام ربانی حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو باہر دور نکل کر استقبال کیا اور عظیم الشان بشارتیں عطا فرمائیں۔ (تذکرہ مجدد الف ثانی ص ۲۲۶، ۲۲۷)

حضرت خواجہ باقی باللہ حضرت امام ربانی کے علو مرتبہ کے معترف تھے چنانچہ آپ نے اپنے ایک مخلص کو ایک خط میں فرمایا کہ:

مرشد کی طرف سے پیشگوئی:۔ شیخ احمد نے جو سرہند کے باشندہ کثیر العلم، قوی العمل بزرگ ہیں فقیر کے ساتھ چند دن نشست و برخاست کی فقیر کے مشاہدہ میں ان کے عجیب کمالات واوصاف آئے۔ امید ہے کہ وہ ایک ایسا چراغ بنیں گے جس سے ایک عالم روشن ہوگا ان کے احوال کاملہ پر میرا یقین استوار ہے۔

گوشہ نشینی اور مرشد کی رہنمائی:۔ اس اکتساب فیض اور تکمیل کے بعد حضرت مجدد رحمہ اللہ نے مستقل طور پر اپنے وطن سرہند میں سکونت اختیار کی اور گوشہ نشینی اختیار کرلی۔ مگر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ سے خط وکتابت جاری رہی۔ اسی دوران آپ پر ایسی بشارتیں اور

کیفیات ظاہر ہوئیں کہ اللہ تعالیٰ کو آپ سے کوئی بڑا کام لینا ہے اور آپ سے دین کی کوئی عظیم الشان خدمت وجود میں آئے گی۔

مرشد کا انتقال اور آپ کی پریشانی:۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کے ارشاد پر حضرت امام ربانی رحمہ اللہ نے لاہور کا سفر کیا لاہور سے اس وقت دہلی کے بعد دوسرا بڑا علم وفن کا مرکز تھا اور وہاں بکثرت علمائے ربانی اور مشائخ بھی موجود تھے۔ جب آپ لاہور تشریف لائے تو ایک جم غفیر نے آپ کا عظیم الشان استقبال کیا اور بڑی تعظیم وتکریم سے پیش آئے۔ اسی دوران جبکہ حضرت امام ربانی لاہور ہی میں مقیم تھے آپ کو حضرت خواجہ باقی باللہ کی رحلت کی اطلاع ملی، جس کا آپ پر بڑا اثر ہوا۔ ایک اضطراری حالت میں لاہور سے دہلی تشریف لے گئے اور حضرت خواجہ کی قبر پر حاضر ہو کر دعا فرمائی اور کچھ روز دہلی قیام فرما کر واپس سرہند تشریف لے آئے۔

(زبدۃ المقامات ص ۱۵۸ بحوالہ تاریخ دعوت وعزیمت ج ۴ ص ۱۵۴ بحوالہ دوروشن ستارے ص ۳۷)

نقشبندی خلفاء کے ذریعے تبلیغ کا آغاز:۔ ۱۰۳۶ھ میں امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے ہندوستان کے مختلف شہروں میں اپنے بہت سے خلفاء کو تبلیغ وہدایت کیلئے روانہ فرمایا۔ مولانا محمد قاسم کی قیادت میں ستر حضرات کو ترکستان روانہ فرمایا چالیس حضرات مولانا فرخ حسین کی امارت میں عرب یمن شام اور روم کی طرف بھیجے۔ دس حضرات پر مشتمل وفد مولانا محمد صادق کابلی کی قیادت میں کاشغر روانہ کیا اور تیس حضرات پر مشتمل وفد مولانا شیخ احمد برکی کی امارت میں توران، بدخشاں اور خراسان بھیجا۔

ہندوستان کے شہروں میں حضرت مجدد رحمہ اللہ نے جن حضرات کو دعوت وارشاد پر مامور فرمایا ان میں خواجہ میر محمد نعمان کو دکن بھیجا شیخ بدیع الدین کو سہارنپور اور آگرہ کیلئے مامور فرمایا، شیخ طاہر لاہوری کو لاہور کا علاقہ تفویض فرمایا شیخ نور محمد پٹنی کو پٹنہ کے لئے منتخب کیا شیخ حمید بنگالی کو بنگال کے لئے مامور فرمایا اور شیخ طاہر بدخشی کو جونپور روانہ کیا ان سب حضرات نے اپنے اپنے علاقوں میں ارشاد وہدایت اور افادہ علوم دینیہ کا سلسلہ جاری کیا اور لوگوں کو بڑا فیض پہنچایا۔ (دوروشن ستارے ص ۳۸)

حضرت امام ربانی رحمہ اللہ نے کم وبیش چالیس سال دور اکبری میں گزارے اور آپ رحمہ اللہ کی عمر کا یہ حصہ زیادہ تر علوم ظاہری وباطنی کے حصول میں صرف ہوا۔

باکمال نقشبندی صوفی کا ذوق سنت:۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ ظاہری وباطنی کمالات کا مجموعہ تھے اور یہاں صرف آپ کے ایک کمال (اتباع سنت) کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت مجدد رحمہ اللہ شریعت کے بے حد پابند تھے بدعات سے نفرت اور احتراز آپ کے خصائص حمیدہ میں سے تھا۔ ہمیشہ عزیمت پر عمل کرانا اور رخصت کے قریب نہ جانا آپ کا نمایاں شعار تھا۔ عادات میں ذرا ذرا سی باتوں میں اتباع سنت کا اس قدر اہتمام فرماتے کہ کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے سونے جاگنے چلنے پھرنے غرض کسی چیز میں ان کا کوئی فعل خلاف سنت نہیں تھا۔ اتباع سنت اور آنحضرت ﷺ کی پیروی کی تلقین میں اپنے فرزند ارجمند کو لکھتے ہیں:

اے فرزند! جو چیز کل کام آنے والی ہے صرف صاحب شریعت ﷺ کی پیروی ہے باقی احوال وکیفیات اور علوم ومعارف واشارات اگر اس پیروی کے ساتھ ہوں تو خیر اور خوب ورنہ سوائے خرابی اور استدراج کے کچھ نہیں۔ (مکتوب نمبر ۱۸۴ دفتر اول ص ۱۸۵ بحوالہ دوروشن ستارے ص ۵۴)

دوسرا مکتوب:۔ ''ہر فضیلت آنحضرت ﷺ کی سنت کی پیروی سے اور ہر کمال آپ ﷺ کی شریعت کے اتباع سے وابستہ ہے، مثلاً سنت نبوی ﷺ کے اتباع کے طور پر دوپہر کا سونا کروڑوں رات جاگنے سے بہتر اور افضل ہے جب کہ یہ شب بیداری شریعت کی پیروی کے بغیر ہو''۔ (مکتوب نمبر ۱۱۴ دفتر اول ص ۱۳۵)

اتباع سنت سے آپ کو عشق تھا عمامہ بھی بطریق سنت باندھتے تھے اور جمعہ اور عیدین میں عمدہ لباس استعمال فرماتے تھے بیماروں کی عیادت کو تشریف لے جاتے اور جنازوں میں شرکت فرماتے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں آپ ایک مامور من اللہ کی سی شان رکھتے تھے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا ڈر، کسی ایذا کا خوف کوئی بڑے سے بڑا خطرہ آپ کو اس فریضہ کے ادا کرنے سے روک نہیں سکا۔

رمضان کا بڑا اہتمام فرماتے۔ تین دن سے کم قرآن مجید ختم نہ کرتے، خود حافظ قرآن تھے، اس لیے غیر رمضان میں بھی زبانی تلاوت فرماتے افطار میں حدیث نبوی ﷺ کی روشنی میں جلدی کرتے اور سحری دیر سے تناول فرماتے۔ حج کا کئی بار عزم مصمم فرمایا لیکن نوبت نہ آسکی۔ ہمیشہ اسی شوق میں رہے اور اسی شوق میں دنیا سے سفر کیا۔ (تاریخ دعوت عزیمت ج۴ ص ۱۸۰ بحوالہ دو روشن ستارے ص ۵۵)

صوفی نقشبندی پر رب کی خصوصی عنایت:۔ آپ سے پہلے صدی کے مجدد ہوا کرتے تھے، اور آپ سے پہلے جس قدر مجدد صدیوں کے گزرے ہیں کوئی تمام شعبوں کا مجدد نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک ایک وقت میں متعدد مجدد نظر آتے ہیں۔ کوئی علم حدیث کا مجدد نظر آتا ہے اور کوئی فقہ کا پھر اس میں کوئی حنفی کا مجدد ہے اور کوئی فقہ شافعی کا کوئی علم کلام کا مجدد ہے اور کوئی احسان وسلوک کا مجدد ہے۔ لیکن حضرت امام ربانی پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت تھی کہ آپ دین کے تمام شعبوں کے مجدد تھے۔ مجدد کی سب سے بڑی پہچان اس کے کارنامے ہیں حمایت دین، اقامت سنت اور ازالہ بدعت حضرت مجدد نے ان تمام امور میں جو کوششیں اور خدمات سرانجام دیں اور لوگوں پر اس کے جو اثرات مرتب ہوئے اس پر عالم اسلام کی تاریخ ماضی وحال شاہد عادل ہے۔ (تذکرہ مجدد الف ثانی ص ۲۸۵ بحوالہ دو روشن ستارے ص ۵۷)

وفات: وسط ذی الحجہ ۱۰۳۳ھ میں آپ کو ضیق النفس کی بیماری لاحق ہوئی اور اس کے ساتھ تپ محرقہ کا عارضہ لاحق ہوا جس میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا گیا تا آنکہ آپ نے ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ کو ۶۳ سال کی ''مسنون'' عمر میں انتقال کیا۔ ان للہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ آپ رحمہ اللہ کے فرزند ثانی خواجہ محمد سعید رحمہ اللہ (م ۱۰۷۰ھ) نے پڑھائی اور سرہند میں مدفون ہوئے۔ (تذکرہ مجدد الف ثانی ص ۲۸۶)

محشی کی وضاحت: (۱) مولانا عبدالشکور لکھنوی فاروقی مرحوم ومغفور لفظ ''مجدد'' کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''چونکہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت ملنے والی نہیں، لہٰذا آپ ﷺ کی شریعت کے قیامت تک محفوظ رہنے کے انتظامات کی قدرت کاملہ کی طرف بیش از بیش کیے گئے۔ اور امت کو ان انتظامات سے بطور پیشنگوئی کے آگاہ کر کے مطمئن کر دیا گیا۔ بعض اہم انتظامات کی خبر قرآن مجید میں ہے اور بعض کی احادیث صحیحہ میں۔ چنانچہ ہر صدی میں مجدد کا ہونا بھی انہی انتظامات کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس کا تذکرہ احادیث صحیحہ میں ہے'' سنن ابی داؤد'' میں اس حدیث کے الفاظ حسب ذیل ہیں " ان اللہ یبعث لھذہ الامة علی راس کل مائة سنة من یجدد لھا دینھا" اس حدیث کی شرح میں علمائے کرام کی مستقل تصانیف ہیں۔ (تذکرہ مجدد الف ثانی ص ۲۸۱)

(۲) بعض علمائے کرام کا خیال ہے کہ ایک صدی میں ایک مجدد ہونا چاہیے، لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی (م ۱۱۷۶ھ) کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک صدی میں ایک سے زیادہ مجدد ہو سکتے ہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (م ۷۲۸ھ) اور شیخ الاسلام ابن دقیق العید رحمہ اللہ (م ۷۰۲ھ) دونوں ہم عصر تھے۔ علمائے اسلام نے ان دونوں کو مجدد تسلیم کیا ہے۔ (دو روشن ستارے ص ۶۸)

(۳) آج لوگ جس چیز کو تصوف کہتے ہیں احادیث نبویہ ﷺ میں اس کو ''احسان'' کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی نقشبندی مشاہیر اسلام کی نظر میں:۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی خدمات جلیلہ جو آپ نے احیائے دین اسلام اور اس کے ساتھ خلاف شریع محمدیہ امور ورسومات کے ابطال کیلئے انجام دیں، مشاہیر اسلام نے ان کو بنظر استحسان دیکھا ہے حضرت مجدد رحمہ اللہ کی تعریف وتوصیف بھی کی ہے اور ان کے علم وفضل اور کمالات کا اعتراف بھی کیا ہے۔

حضرت امام شاہ ولی رحمہ اللہ دہلوی رحمہ اللہ (م ۱۱۷۶ھ) اور محی السنہ امیر الملک والا جاہی مولانا سید نواب صدیق حسن خان قنوجی رحمہ اللہ

رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ھ) نے جو تعریفی کلمات حضرت امام ربانی کے بارے میں ارشاد فرمائے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

(شاہ ولی دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں) ''ایسے زمانہ میں احکام اسلامیہ کی کیا قدر و منزلت تھی اور ان پر کس طرح عمل ہوتا ہوگا اس کا علم خدا ہی کو ہے۔ انفرادی وشخصی طاقتیں بادشاہی اور قہرمانی قوتوں کے سامنے عاجز تھیں۔ ہندوستان کو اس وقت خدائی نصرت وامداد کی سخت ضرورت تھی۔ بجز غیبی امداد کے اور کوئی شے اس وقت نافع نہ تھی۔ دنیا کو ایک ایسے مجدد دین کی ضرورت تھی جو سلطنت وحکومت کے الحاد وزندقہ کو شکست فاش دے کر قانون ربانی اور احکام شرعیہ کی حکومت کو قائم کر دے اور دنیا کی کایا پلٹ دے۔ جس کے دل میں اسلامی درد تھا، اس کی تڑپ تھی وہ ایسے ہی باخدا اور جرات وہمت والے کا منتظر اور اس کے لیے چشم براہ تھا۔ آخر غیرت خداوندی نے بتاریخ ۱۴ شوال المکرّم ۹۷۱ھ جمعہ کے دن اس شخص کو شہر سرہند میں پیدا کر دیا جس سے آگے چل کر تجدید اسلام کا کام لینا تھا جن کا نام نامی امام ربانی مجدد الف ثانی بدر الدین ابوالبرکات احمد بن عبد الاحد عمری فاروقی سرہندی ہے''۔ (تذکرہ مجدد الف ثانی ص ۳۰۱)

مولانا سید نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ: مولانا سید نواب صدیق حسن خان (م ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں:

یعنی (مجدد الف ثانی) عارف کامل تھے۔ اپنے زمانہ میں طریقہ نقشبندیہ کے امام تھے صوفیوں کے سلوک کے راستے میں مجدد معرفت خداوندی اور مقامات کی انتہا پر پہنچنے میں جو ان کو علو علم اور کمال تبحر حاصل تھا اس پر یہ مکتوبات شاہدار دلیل روشن ہیں۔ اتباع سنت اور ترک بدعت پر حریص تھے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ اور مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ جیسے حضرات کا ان کے سلسلہ طریقہ میں داخل ہونا ان کی قدر ومنزلت معلوم کرنے کیلئے کافی ہے۔ خلاصہ یہ کہ اپنے زمانہ میں اہل سنت والجماعت کے امام تھے۔ ظاہر وباطن میں ان کا طریقہ عالیہ کتاب وسنت پر مبنی ہے اور جو چیز ان دونوں محکم اصول کے مخالف ہو وہ ان کے طریقہ میں مقبول نہیں۔ معرفت قبول کی منزلوں پر پہنچنے کیلئے یہ مکتوبات اصول عظیمہ ہیں۔ طالب صادق اور سالک راغب کی کسی وقت مکتوبات کے مطالعہ سے بے نیازی حاصل نہیں (فارسی سے ترجمہ)۔ (تقصار جنود الاحرار ص ۱۱۱، ۱۱۲)

حضرت مولانا صدیق حسن خان رحمہ اللہ اپنی دوسری کتاب ''ریاض المرتاض ص ۱۲۱، ۱۲۲ میں لکھتے ہیں:

''مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے کشف کے مرتبہ کو اس سے معلوم کرنا چاہیے کہ سب کشف چشمہ ہوش سے سرزد ہوئے اور کبھی کوئی کشف شریعت کے مخالف نہ ہوا بلکہ اکثر کی تو شریعت مؤید ہے اور بعض ایسے کشف ہیں کہ شریعت ان سے ساقط ہے اولیائے کرام میں ان کا مرتبہ ایسا ہے جیسے انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں اولوالعزم نبیوں کا مرتبہ''۔ (فارسی سے ترجمہ) (ریاض المرتاض ص ۱۲۱، ۱۲۲)

محشی کی وضاحت: مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ (م ۱۹۹۷ء) حضرت نواب صاحب مرحوم ومغفور کے بارے میں لکھتے ہیں: ''نواب صاحب مرحوم باوجود یہ کہ مسلکاً اہلحدیث تھے اور اپنے مسلک میں بڑے راسخ اور اسکے پرجوش داعی تھے، اور حضرت امام ربانی رحمہ اللہ ایک راسخ حنفی ہیں اور فقہ حنفی پر بڑا گہرا اعتماد اور یقین رکھنے والے ایک صوفی، لیکن نواب صاحب مرحوم نے حضرت امام ربانی رحمہ اللہ کے بارے میں جن جذبات کا اظہار کیا ہے ان کا حق ہے ان کو بھی تذکرہ کا جزء بنا دیا جائے'' (تذکرہ مجدد الف ثانی ص ۳۰۶)

حضرت مجدد الف ثانی علامہ اقبال کی نظر میں:۔ علامہ محمد اقبال (م ۱۹۳۸ء) حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں ہدیہ منظوم پیش کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر | وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے | اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے | جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار
وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان | اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار
کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو | آنکھیں مری بینا ہیں ولیکن نہیں بیدار
آئی یہ صدا سلسلہ فقر ہوا بند | ہیں اہل نظر کشور پنجاب سے بیزار
عارف کا ٹھکانہ نہیں وہ خطہ کہ جس میں | پیدا کلۂ فقر سے ہو طرہ دستار
باقی کلہ فقر سے تھا ولولہ حق | طروں نے چڑھایا نشہ خدمت سرکار

ذوق تصوف پر علمی تالیفات

(۱) **شرح رباعیات** (فارسی): اس رسالہ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کی دو رباعیوں کی شرح کی ہے۔ یہ کتاب ۱۳۸۵ھ میں ادارہ سعد یہ مجددیہ لاہور نے شائع کی اور ادارہ مجددیہ ناظم آباد کراچی نے ۱۳۸۶ھ میں شائع کی۔

امام ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ نے بھی اس کی شرح کی ہے جو" کشف العینین فی شرح رباعیتین " کے نام سے ۱۳۱۰ھ میں مطبع مجتبائی دہلی سے شائع ہوئی۔

(۲) **معارف لدنیہ** (فارسی): یہ کتاب امام ربانی مجدد الف ثانی کے معارف خاصہ اور سلوک طریقت کے اہم مباحث پر مشتمل ہے۔ اس میں ہر مضمون کا عنوان "معرفت" ہے اور میں معارف کی تعداد ۴۱ ہے۔ اس کتاب کا فارسی متن سب سے پہلے مطبع احمدی رام پور سے دسمبر ۱۸۹۸ء میں حافظ محمد علی شوق نے شائع کرایا اس کے بعد یہ کتاب مجلس علمی ڈابھیل، حکیم عبدالمجید سیفی، ادارہ سعد یہ مجددیہ لاہور اور ادارہ مجددیہ ناظم آباد کراچی نے مختلف سنین میں شائع کی۔

(۳) **مبدأ و معاد** (فارسی): یہ رسالہ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے مختلف مضامین پر مشتمل ہے اور اس میں مضامین کی تعداد ۶۱ ہے اس کو آپ کے خلیفہ مولانا محمد صدیق کشمی نے ۱۰۱۹ھ میں مرتب فرمایا تھا اس کا سب سے قدیم نسخہ ۱۳۰۷ھ کا مطبوع ہے جو مطبع انصاری دہلی نے شائع کیا تھا اس کے بعد یہ رسالہ کئی بار شائع ہوا آخری بار ۱۳۸۸ھ میں ادارہ مجددیہ کراچی نے فارسی متن کے ساتھ معہ اردو ترجمہ مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب شائع کیا اس رسالہ کا عربی ترجمہ شیخ مراد مکی نے کیا۔

(۴) **مکاشفات عینیہ** (فارسی): یہ مجموعہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے ایسے مسودات پر مشتمل ہے جو بعض خلفاء نے محفوظ کر لیے تھے۔ حضرت مجدد رحمہ اللہ کی وفات کے بعد مولانا محمد ہاشم کشمی رحمہ اللہ نے ۱۰۵۱ھ میں اس کو مرتب فرمایا۔ یہ رسالہ پہلی بار ۱۳۸۴ھ میں ادارہ مجددیہ ناظم آباد کراچی نے فارسی متن اور اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کیا۔

(۵) **مکتوبات امام ربانی طریقت ومعرفت کا خزینہ**:۔ اس کتاب کے بارے میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ قمطراز ہیں:

"یہ حضرت مجدد رحمہ اللہ کی سب سے بڑی علمی اصلاحی وتجدیدی یادگار اور ان کے دینی کمالات مجتہدانہ ومجددانہ مقام تحقیق ومعرفت اور ان کے دلی جذبات واحساسات کا آئینہ ہے جس کی بناء پر ان کو مجدد الف ثانی کا لقب دیا گیا۔ اس کے علمی مقام کو واضح کرنے اور ہندوستان کے فارسی ادب میں اس کا مقام متعین کرنے اور اس کے علوم ومعارف کی نقاب کشائی کیلئے ایک مستقل تصنیف درکار ہے۔ یہ کتاب ہندوستان کی ان منفرد تصنیفات میں شامل ہے جن سے بیرون ہند کے بلند پایہ فضلاء اور راسخین فی العلم نے پورا اعتناء کیا۔ (تاریخ دعوت وعزیمت ج۴ ص ۳۸۷)

مکتوبات کی مجموعی تعداد ۵۳۶ ہے اور یہ تین دفتروں پر مشتمل ہیں۔ دفتر اول=۳۱۳۔ دفتر دوم=۹۹۔ دفتر سوم=۱۲۴۔ کل تعداد=۵۳۶

دفتر اول موسوم بہ دار المعرفت:۔ اسکے جامع خواجہ یار محمد بدخشی طالقانی ہیں جنہوں نے اس کو ۱۰۲۵ھ میں مرتب فرمایا۔

دفتر دوم موسوم بہ نور الخلائق:۔ اس کے جامع مولانا عبدالحئی حصاری شادمانی ہیں جنہوں نے اسے حضرت مجدد علیہ الرحمتہ کے فرزند خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ کے ارشاد پر ۱۰۲۸ھ میں مرتب کیا۔

دفتر سوم موسوم بہ معرفت الخلائق:۔ اس کے جامع مولانا محمد ہاشم کشمی ہیں، جنہوں نے اس کو ۱۰۳۱ھ میں مرتب کیا۔

مکتوبات کے متعدد ایڈیشن مختلف وقتوں میں شائع ہوئے مطبع نول کشور لکھنؤ سے اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے اس کے بعد مطبع مرتضوی دہلی سے بھی اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔ ۱۳۲۹ھ میں مولانا نور احمد امرتسری نے اس کا بہت اعلیٰ اور عمدہ ایڈیشن ۱۳۳۳ھ میں مطبع مجددی امرتسر سے شائع کیا اس پر نہایت مفید حواشی بھی ہیں اور تصحیح کا بھی خاص اہتمام کیا گیا ہے کراچی اور لاہور سے بھی اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ (دوروشن ستارے ص۶۲)

دوسرے روشن ستارے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ

خانقاہ سے ہزاروں طالبین کی سیرابی:۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کو برصغیر پاک و ہند کی علمی اور مذہبی تاریخ میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ تقریباً نصف صدی تک آپ رحمہ اللہ نے دہلی میں کتاب وسنت کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تردید میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ ہزاروں تشنگان علم نے آپ رحمہ اللہ کی خانقاہ سے پیاس بجھائی اور سینکڑوں گم گشتگان علم نے وہاں آکر روشنی حاصل کی۔ علامہ سید سلیمان ندوی (م۱۳۷۳ھ/۱۹۵۲ء) لکھتے ہیں:

> اکبر کے آخری عہد میں وہ بزرگ ہستی نمایاں ہوئی جس نے عہد جہانگیری میں ہمیشہ اپنی جہانگیر کا سکہ بٹھا دیا اور جس نے دہلی کے شاہی دار السلطنت کو ہمیشہ کے علوم کیلئے علوم دین کا دار السلطنت بنا دیا۔ (مقالات سلیمان ج۲ص۲۳)
>
> پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں: علوم دینی جن پر عرصہ سے مردنی چھائی ہوئی تھی اس کی مسیحائی سے جلاء پا گئے کتاب وسنت کی روشنی میں دعوت واصلاح کا ایک نیا دور شروع ہوا خود اس نے اپنی زندگی کا واحد مقصد ''احیاء علوم'' دین اور ترویج شریعت کو قرار دیا۔ (حیات عبدالحق دہلوی ص۴ بحوالہ دوروشن ستارے ص۷۳)

خاندان میں ذوق تصوف

شیخ سیف الدین رحمہ اللہ کا ذوق تصوف:۔ شیخ سیف الدین (۹۴۰ھ/۱۵۱۴ء) میں دہلی میں پیدا ہوئے جب آپ کے والد شیخ سعد اللہ نے انتقال کیا تو اس وقت آپ کی عمر آٹھ سال تھی شیخ سیف الدین ایک صاحب دل بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو علم وعمل کی بہت سی خوبیاں عطا کی تھیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

> ''درشعر و فضیلت و قبول خاطر و ذوق و شوق محبت و ظرافت و لطائف و بے تعلقی و وراستگی و طیب قلب و حضور ذاکر و ذکر لطائف و نکات و فہم دقائق وارشادات یگانہ روزگار و افسانہ دیار خود''(اخبار الاخیارص ۲۹۲)
>
> شاعری، علم، مقبولیت، ذوق وشوق، ظرافت، زہد، پاکیزگی دل، حضور قلب اور نکتہ سنجی میں اپنے عہد میں بے مثال تھے۔

سلسلہ سہروردیہ میں بیعت اصلاح:۔ شیخ سیف الدین رحمہ اللہ نے ابتداء میں سلسلہ سہروردیہ کے ایک عالم سے بیعت کی بعد میں شیخ امام اللہ پانی پتی رحمہ اللہ (م۹۵۷ھ/۱۵۵۰ء) سے بیعت ہوئے۔ شیخ سیف الدین کو دینی علوم سے بڑا شغف تھا۔ (دوروشن ستارے ص۷۸)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی ولادت:۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ (محرم ۹۵۸ھ/جنوری ۱۵۵۱ء) کو دہلی میں پیدا ہوئے اس وقت ہندوستان میں اسلام شاہ سواری کی حکومت تھی، مہدوی تحریک اپنے پورے عروج پر تھی اور علمائے کرام کی جانب سے مہدوی تحریک کے خلاف تکفیر و تضلیل کا کام بڑے زور وشور سے کیا جارہا تھا۔

عبادت وریاضت کی ابتداء:۔ علامہ اقبال (م ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء) فرماتے ہیں:

علم کا مقصود ہے پاکی عقل و خرد فقر کا مقصود ہے عفت قلب و نگاہ!

تعلیم کے ساتھ عبادت و ریاضت میں بھی مشغول رہتے۔ خود لکھتے ہیں ''کہ تحصیل علم میں اس قدر انہماک اور مشغولیت کے باوجود اس زمانہ طفلی میں نماز اوراد، شب خیزی اور مناجات کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا۔

سفر حجاز میں اذکار سلسلہ قادریہ کی اجازت:۔ ۹۹۶ھ/۱۵۸۷ء میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے حجاز کا سفر کیا اس وقت آپ کی عمر ۳۸ سال کی تھی۔ حجاز جانے کیلئے شیخ عبدالحق دہلی سے روانہ ہوئے پہلے آپ گجرات تشریف لے گئے۔ وہاں سے آپ احمد آباد پہنچے احمد آباد میں آپ شیخ وجیہہ الدین علوی گجراتی (م ۹۹۸ھ/۱۵۸۹ء) کی خدمت میں حاضر ہوئے شیخ وجیہ الدین اپنے زمانہ کے جید عالم تھے اور دینی علوم میں بے پناہ تجربہ رکھتے تھے آپ نے ۶۳ سال تک احمد آباد میں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ احمد آباد کے قیام میں ان سے مستفیض ہوئے۔ شیخ خود فرماتے ہیں کہ:

میں جس وقت حرمین شریفین کی زیارت کے قصد سے اس دیار (گجرات) میں پہنچا تو یہاں مجھے شیخ وجیہہ الدین سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور میں ان سے سلسلہ عالیہ قادریہ کے کچھ اشغال واذکار سیکھے۔ (اخبار الاخیار ص ۱۵۳)

شیخ عبدالوہاب متقی سے سلوک واحسان کی تکمیل:۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ ۹۹۶ھ/۱۵۸۷ء میں حجاز پہنچ گئے حجاز میں آپ کا قیام ۹۹۹ھ/۱۵۹۰ء تک یعنی تین سال تک رہا۔ مکہ معظمہ میں آپ نے علمائے حجاز سے علوم اسلامیہ میں استفادہ کیا مگر زیادہ وقت آپ نے شیخ عبدالوہاب متقی (م ۱۰۰۱ھ/۱۵۹۲ء) کی خدمت میں گزارا۔ ان سے علم وفن کی تکمیل بھی کی اور سلوک واحسان کی منازل بھی طے کیں۔ آپ نے شیخ عبدالوہاب متقی رحمہ اللہ سے حدیث کی تعلیم بھی حاصل کی تھی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تمام کتب احادیث اور سارے علوم دینیہ (حجاز کے) علمائے کرام سے حاصل کئے۔ خصوصاً حضرت شیخ عبدالوہاب متقی قادری، شاذلی رحمہ اللہ سے ذکر وغیرہ کی تعلیم حاصل کی اور ان کی خدمت سے، بہت سی نعمتیں حاصل کیں اور حصول انوار وبرکات وترقی درجات اور علوم دینی کی نشر واشاعت میں استقامت کے متعلق بہت سی بشارتیں سننے کے بعد بندہ باطن مالوف کو واپس ہوا۔ (حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۱۱۰)

محقق صوفی جامع کمالات شخصیت:۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ جامع کمالات تھے، تمام علوم دینی میں تبحر کامل رکھتے تھے تفسیر قرآن وحدیث فقہ اصول فقہ جیسے تمام علوم میں یگانہ روزگار تھے۔ حدیث سے زیادہ شغف تھا اور آپ نے سب سے زیادہ توجہ حدیث کی طرف مبذول فرمائی۔

محقق صوفی کا ذوق تفسیر وعلوم قرآن:۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ قرآن مجید کے علوم ومعارف اور تفاسیر پر وسیع نظر رکھتے تھے اس فن پر کافی عبور تھا اور اس کی باقاعدہ تحصیل کی تھی۔

محقق صوفی کا ذوق فقہ:۔ فقہ اور اصول میں فقہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے اور فقیہہ کی حیثیت سے بھی ممتاز تھے۔ محی السنۃ والا جاہ امیر الملک مولانا سید نواب صدیق حسن خان قنوجی رئیس بھوپال (۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء) لکھتے ہیں:

حدیث میں مہارت سے زیادہ ان کو فقہ میں دستگاہ حاصل تھی۔ (تقصار جیود الاحرار ص ۱۴)

دوسری جگہ لکھتے ہیں: حنفی فقہ کی کتابوں پر ان کو جس قدر عبور حاصل تھا وہ حیطہ بیان سے باہر ہے۔ (اتحاف النبلاء ص ۳۰۴)

تصوف سلوک کا غلبہ:۔ حضرت شیخ عبدالحق رحمہ اللہ پر تصوف کا رنگ غالب تھا اور سلسلہ عالیہ قادریہ سے زیادہ مناسبت تھی اور ان پر اسی نسبت کا زیادہ غلبہ تھا۔(تذکرۃ المحدثین ج۳ص۲۱۹)

محقق صوفی کا ذوق حدیث:۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کو حدیث سے خاص شغف اور انس حاصل تھا۔آپ رحمہ اللہ نے اس فن سے عمر بھر اشتغال رکھا اور اس کی گوناگوں مفید علمی خدمات سرانجام دیں۔آپ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے ہندوستان میں علم حدیث کو غیر معمولی فروغ دیا اور حجاز سے واپسی کے بعد ساری عمر اس کی آبیاری کی۔شیخ عبدالحق رحمہ اللہ نے اس علم کی طرف زیادہ توجہ اس لئے کی کہ لوگوں کی توجہ بالعموم کتاب وسنت کے بجائے دوسرے علوم وفنون کی طرف تھی۔لوگوں پر معقولات ومنقولات کا زیادہ اثر تھا جس کی وجہ سے ضلالت اور بدعت کا دور دورہ ہوگیا تھا اس لئے حضرت شیخ نے اصل حقیقت کو روشناس کرانے کیلئے احادیث کی جانب زیادہ توجہ کی اور آپ نے اپنی زندگی کا مقصد احادیث کی نشر واشاعت کو قرار دیا۔آپ نے احادیث کے رجال واسناد،اصول ومتون کی تدوین و تحقیق کی،اسرار وغوامض کی عقدہ کشائی کی اور کتب حدیث کے شروح کی نشر واشاعت لکھ کر اس خزانے کو عام کیا۔مولانا آزاد بلگرامی کے بقول آپ نے حدیث کی نشر واشاعت اور اس کی ترقی وترویج میں جو کارنامہ سرانجام دیا متقدمین میں اور متاخرین میں سے کسی نے بھی نہیں انجام نہیں دیا۔(مآثر الکرام ج اص۲۱۰ بحوالہ دو روشن ستارے ص۸۹)

شیخ محقق قادری کا عظیم کارنامہ:۔ حدیث کی نشر واشاعت کے سلسلہ میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کا ایک زریں کارنامہ یہ بھی ہے کہ آپ نے حدیث کے درس وتدریس اور اس کی ترقی وتوسیع کا ایسا وسیع نظام وسلسلہ قائم کردیا جو ان کے بعد مدت دراز تک جاری رہا۔حدیث کی نشر واشاعت اور اس کی ترقی وترویج میں حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (م ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) کا نام بہت ممتاز ہے،لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کی ابتداء حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے کی اور یہ کہنا پڑے گا کہ ہندوستان میں حدیث کی اشاعت اور ترقی میں اس کی تخم ریزی کرنے والے پہلے شیخ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ ہی تھے۔

(۱) محی السنۃ مولانا سید نواب صدیق حسن خان (م ۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء) لکھتے ہیں: ہندوستان میں مسلمانوں کی فتوحات کے بعد ہی سے علم حدیث معدوم تھا یہاں تک کہ اللہ نے اس سرزمین میں اپنا فضل واحسان کیا اور یہاں کے بعض علماء جیسے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ وغیرہ کو اس علم سے نوازا۔شیخ ہندوستان میں علم حدیث کو لانے اور اس کے باشندوں کو اس کا فیض عام کرنے والے پہلے شخص ہیں۔(الحطة فی ذکر الصحاح الستۃ ص۷۰)

(۲) مولانا حکیم سید عبدالحئ الحسنی (۱۳۴۱ھ/۱۹۲۳ء) لکھتے ہیں: فن حدیث کی نشر واشاعت کیلئے اللہ تعالیٰ نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ بن سیف الدین بخاری (م ۱۰۵۲ھ) کو منتخب فرمایا۔ان کے ذریعے علم حدیث کی اشاعت بہت عام ہوئی۔دارالسلطنت دہلی میں مسند درس آراستہ فرمائی اور اپنی ساری کوشش وصلاحیت اس علم کی نشر و اشاعت میں صرف فرمائی اور اس علم کو نشر واشاعت میں بڑی جدوجہد کی۔(الثقافة الاسلامیه فی الهند ص۱۳۷)

(۳) علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۹۵۳ء/۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں کہ اکبر کے آخری عہد میں وہ بزرگ ہستی نمایاں ہوئی جس نے عہد جہانگیری میں اپنی جہانگیری کا سکہ بٹھا دیا اور جس نے دہلی کے شاہی دارالسلطنت کو ہمیشہ کیلئے علوم دین کا دارالسلطنت بنادیا اور جس کی نسبت اہل علم کا اعتراف ہے کہ " اول کسے کہ تخم حدیث در ہند کشت او بود" گو نئی تاریخ کی روشنی میں بزرگوں کو یہ پرانا مقولہ صحیح نہیں تاہم معنوی حیثیت سے اس کی سچائی میں کوئی شک نہیں۔مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی ذات وہ ذات ہے جس نے ہندوستان میں رہ کر حدیث کے سربمہر خزانہ کو وقف عام کیا اور دل پسند محققانہ تصنیفات کے ذریعہ سے علماء کے ظاہر وباطن دونوں کی محفلوں سے تحسین وآفرین کی داد وصول کی۔(مقالات سلیمان ج۲ص۲۳)

(۴) مولانا مسعود عالم ندوی (م۱۳۷۴ھ/۱۹۰۰ء) لکھتے ہیں: مجدد صاحب کے کارناموں کے ساتھ ان کے معاصر شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی خدمات کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے ان کی ذات سے شمالی ہند میں علم حدیث کو زندگی ملی اور سنت نبوی ﷺ کا خزانہ ہر خاص و عام کے لئے عام ہوگیا۔ ہمارے نزدیک حدیث کی خدمت اور کتب حدیث کی مزاولت خود بخود دین کی سچی روح سے قریب کرتی ہے۔ اگلے علماء اور صوفی بس متاخرین کی فقہ اور معقولیات میں اُلجھ کر رہ گئے اور کم از کم شمالی ہند میں حدیث کا عام چرچا نہ ہوسکا اور بددینی اور بدعقیدگی کا بڑا سبب یہی ہے۔ شیخ عبدالحق رحمہ اللہ نے اس جہل کو دور کرنے کی کوشش کی اور اس کے لئے ہم آج ان کے شکر گزار ہیں اور انکی علمی خدمات کا دل سے اعتراف کرتے ہیں۔ (الفرقان لکھنؤ شاہ ولی اللہ نمبر ص ۳۷)

(۵) مولانا مسعود عالم ندوی مرحوم دوسری جگہ لکھتے ہیں: سندھ اور گجرات کے ساحلی علاقوں کو چھوڑ کر شمالی ہند میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ (م۱۰۵۲ھ) بلکہ امام ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ (م۱۱۷۶ھ) سے پہلے سنت کی گرم بازاری نہیں ہوئی۔

(۶) مولانا عبیداللہ سندھی (۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء) لکھتے ہیں: ہندوستان میں اشاعت حدیث اس وقت ہوئی جب گیارہویں صدی کی ابتداء میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ حرمین سے تشریف لائے اور دہلی میں قیام پذیر ہوکر تقریباً ۵۰ برس تک حدیث کا درس دیا۔ (الفرقان لکھنؤ شاہ ولی نمبر ص ۳۶۸)

(۷) پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں: بہر حال حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے جس وقت مسند درس بچھائی اس وقت شمالی ہندوستان میں حدیث کا علم تقریباً ختم ہو چکا تھا۔ انہوں نے اس تنگ و تاریک ماحول میں علوم دینی کی ایسی شمع روشن کی کہ دور دور سے لوگ پروانوں کی طرح ان کے گرد جمع ہونے لگے۔ علوم دینی خصوصاً حدیث کا مرکز ثقل گجرات سے منتقل ہوکر دہلی آ گیا۔ گیارہویں صدی ہجری کے شروع سے تیرہویں صدی کے آخر تک علم حدیث پر جتنی کتابیں ہندوستان میں لکھی گئی ہیں انکا بیشتر حصہ دہلی یا شمالی ہندوستان میں لکھا گیا۔ یہ سب شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کا اثر تھا۔ (حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۴۳)

(۸) حدیث کی نشر واشاعت اور اس کی ترقی و ترویج کے سلسلہ میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی ایک نمایاں خدمت یہ ہے کہ انہوں نے صحیحین (بخاری و مسلم) کو نصاب درس میں شامل کیا علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ (م۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء) لکھتے ہیں کہ: شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ وہ عرب سے کم سے کم مشکوۃ، مؤطا امام مالک، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے نسخے لائے اور ان کو درس میں داخل کیا۔ (مقالات سلیمان ج۲ ص ۷۵)

(۹) سید صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں: بہر حال رفتہ رفتہ عرب سے کتابیں ہندوستان آنے لگیں اور اس بارۂ خاص میں سب سے پہلے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اور ان کے بعد مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی ''فیوض حرمین'' کاممنون ہونا چاہیے۔ (مقالات سلیمان ج۲ ص ۹۷)

(۱۰) افضل العلماء ڈاکٹر عبدالحق مدارسی ''حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ'' مرتبہ پروفیسر خلیق احمد نظامی کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں: شاہ صاحب کی ہمت اور خلوص کا نتیجہ تھا کہ ہندوستان میں علم حدیث کو فروغ حاصل ہوا۔ شاہ صاحب کے خاندانی ماحول اور تربیت اور سفر حرمین شریفین کی وجہ سے ان میں وہ ودیعتیں ابھر آئی تھیں جن کی بدولت ہندوستان میں علم حدیث کے احیاء اور ترقی و ترویج کی اشاعت کا سہرا ان کے سر رہا۔

(تقصار جیود الاحرار ص ۱۱۲ بحوالہ دو روشن ستارے ص ۸۹ تا ۹۲)

باکمال صوفی محقق کا دوسرا کارنامہ:۔ فقہ وحدیث میں تطبیق: حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ۵۰ برس تک دہلی میں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ خدمت حدیث میں آپ کا ایک نمایاں مقام ہے تاہم خدمت حدیث کے ساتھ ساتھ آپ بہت بڑے فقیہہ بھی تھے اور فقہ حنفی پر کاربند تھے جیسا کہ محی السنۃ مولانا سید نواب صدیق حسن خان (م ۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء) لکھتے ہیں:

فقیہہ حنفی و علامه دین حنفی ملت امابه محدث مشہور راست۔

علمائے کرام نے اس سلسلہ میں جو رائے قائم کی ہے اس کا ماحصل اس طرح ہے مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء) لکھتے ہیں:

اپنے وطن دہلی سے ۲۲ سال کی عمر میں تحصیل علوم کے بعد زیارت حرمین سے مشرف ہوئے اور کئی سال تک فن حدیث کی تکمیل کے بعد وطن کو مراجعت کی اور اس فن کی خدمت کرنے لگے۔ چنانچہ لمعات شرح عربی مشکوۃ اور اشعۃ اللمعات شرح فارسی مشکوۃ اور شرح سفر السعادۃ وغیرہ نہایت عمدہ خدمتیں ہیں۔ (تاریخ اہلحدیث ص ۳۸۹)

عبدالحق محدث دہلوی کی عظمت، جامعیت وکمال:۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ جامع کمالات تھے۔ قدرت نے ان کی ذات میں گوناگوں اوصاف فضائل جمع کر دیئے تھے علمی حیثیت سے ان کا پایہ بہت بلند تھا جملہ علوم اسلامیہ یعنی تفسیر وحدیث فقہ اصول تصوف تاریخ تذکرہ اور شعر وادب میں ان کو مکمل دستگاہ حاصل تھی۔ حافظہ بہت قوی تھا سرعت استحضار، جودت ذہن، وسعت علم اور مذاہب سلف سے واقفیت واطلاع میں بہت ممتاز تھے۔ اہل سیر اور ارباب تذکرہ نے ان کے علمی تبحر جامعیت اور عظمت کمال کا اعتراف کیا ہے۔

(۱) مغل فرماں روا نورالدین سلیم جہانگیر (م ۱۰۳۷ھ/۱۶۲۸ء) نے ان کو اہل فضل وارباب سعادت میں بتایا ہے۔ (توزک جہانگیری ص ۳۸۵)

(۲) عبدالقادر بدایونی نے ان کو مجموعہ کمالات ومنبع فضائل لکھا ہے۔ (منتخب التواریخ ج ۳ ص ۱۱۳)

(۳) علامہ سید مرتضیٰ بلگرامی مشہور زبیدی (م ۱۲۰۵ھ/۱۷۹۰ء) نے انہیں اکابر فضلاء اور محدثین میں شمار کیا ہے۔ (تاج العروس ج ۷ ص ۳۲۸)

(۴) مولانا سید نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (م ۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء) نے لکھا ہے کہ شیخ محدث دہلوی رحمہ اللہ ظاہری و باطنی کمالات سے متصف تھے (تقصار جیود الاحرار ص ۱۱۲) اور ان کو بہت شہرت حاصل ہوئی (ابجد العلوم ص ۹۰۰)۔

(۵) نواب علی حسن خان (م ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء) نے لکھا ہے کہ ان کے فضائل وکمالات محتاج شرح بیان نہیں۔ (صبح گلشن ص ۱۴)

(۶) مولانا سید عبدالحئ الحسنی (م ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۳ء) نے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کے مکی ومدنی اساتذہ کے تاثرات بیان کئے ہیں اور لکھا ہے کہ ان کے اساتذہ کی یہ رائے تھی کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ خطہ ہند میں یکتا اور منفرد شخص ہیں۔ (نزہۃ الخواطر ج ۵ ص ۲۰۲)

قادری بزرگ کے علمی کارنامے:۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے تصنیف وتالیف کا بڑا اچھا ذوق عطا کیا تھا ان کی زندگی کا زیادہ حصہ تصنیف وتالیف میں بسر ہوا۔ آپ نے ۹۴ سال کی عمر پائی۔ آپ کی تصانیف میں ایک خصوصیت بدرجہ اتم موجود ہے یعنی جو اسلوب وطرز بیان آپکی ابتدائی زمانہ کی تصنیف میں ہے وہی اسلوب اور طرز بیان آخری عمر کے زمانہ کا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی تصنیفات علمی وتحقیقی حیثیت سے بلند پایہ ہیں ان میں بڑا علمی وتحقیقی مواد جمع ہے جو حضرت شیخ نے بڑی تحقیق اور تدقیق سے اپنی کتابوں میں جمع کیا ہے ان کے مطالعہ سے حضرت شیخ کے ذوق، علمی تبحر اور ذہن رسا کا پتہ چلتا ہے اس کے علاوہ آپ نے اپنی کتابوں میں اپنے زمانے کے میلانات ورجحانات کو بھی پیش نظر رکھا ہے اور جو شکوک وشبہات دین کے بارے میں اس زمانہ میں پائے جاتے تھے ان کی دلائل سے تردید کی ہے آپ نے اپنی تصانیف میں اکبر کے فتنوں اور اس زمانہ کے باطل افکار کا بھی جواب دیا ہے اس لیے آپ کی کتابوں کو بڑی شہرت ومقبولیت حاصل ہوئی آپ کے صاحبزادہ گرامی شیخ نورالحق دہلوی (م ۱۰۷۳ھ/۱۶۶۳ء) لکھتے ہیں:

فنون علمیہ بالخصوص فن حدیث میں معتبر کتابیں تصنیف کیں، علمائے زمانہ نے ان کی جانب اس قدر اور اس حد تک اعتناء کیا کہ اس کو اپنا دستور العمل بنایا اور خاص وعام لوگوں نے اس کو حرز جان بنایا۔ (تذکرہ المحدثین ج ۳ ص ۲۸۳)

حضرت شیخ کی تصانیف کے موضوع مختلف ہیں لیکن مقصد ایک ہے

مصلحت دید من آنست کہ یاراں ہمہ کار بگذارند و سرطرہ یارے گیرند

پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں: (عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ) اس بات پر مامور تھے کہ سوائے سنت وشریعت کے کسی موضوع پر گفتگو نہ کریں۔ چنانچہ ان کی تمام ادبی کاوشوں کا مرکز ومحور شریعت وسنت ہی ہے۔ (حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص۱۶۰)

عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی تصانیف فن وموضوع کے اعتبار سے مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت آتی ہیں: (۱) تفسیر (۲) تجوید (۳) حدیث (۴) عقائد (۵) فقہ (۶) تصوف (۷) اخلاق (۸) اعمال (۹) فلسفہ ومنطق (۱۰) تاریخ (۱۱) سیر (۱۲) نحو (۱۳) ذاتی حالات (۱۴) خطبات (۱۵) مکاتیب۔ (دو روشن ستارے ص۱۰۵)

ذوق تصوف پر مایہ ناز کتب

(۱) اخبار الاخیار:۔ (فارسی۔سیر۔مطبوعہ) یہ ہندوستان کے علماء ومشائخ کا ایک مستند تذکرہ ہے جس میں شیخ محدث رحمہ اللہ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ (م۷۲۵ھ/۱۳۲۵ء) سے لیکر اپنے دور کے صوفیاء واخیار کے حالات لکھے ہیں۔ ابتداء میں عقیدت کی وجہ سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (م۵۶۱ھ/۱۱۶۶ء) کے حالات لکھتے ہیں۔ (نزہۃ الخواطر ج۵ ص۲۰۵)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی اس کتاب کو بہت مقبولیت اور شہرت حاصل ہوئی۔ مغل فرمانروا جہانگیر (م۱۰۳۷ھ/۱۶۲۸ء) نے بھی اس کتاب کو پسند کیا اور مصنف کی تحقیق وکاوش کی داد دی۔ (توزک جہانگیری ص۲۸۲)

''اخبار الاخیار'' کا اردو ترجمہ حافظ یٰسین علی مرحوم نے کیا تھا جو چھپ چکا ہے (حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص۲۰۴) اور فارسی زبان میں تین بار شائع ہوا ہے۔ (حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص۲۰۴)

(۲) آداب الصالحین:۔ (فارسی۔اخلاق۔مطبوعہ) یہ حضرت امام محمد بن محمد بن غزالی (م۵۰۵ھ/۱۱۱۲ء) کی مشہور عالمی تصنیف ''احیاء العلوم'' کے چند ابواب کا فارسی خلاصہ ہے اور اس میں اسلامی طرز حیات اور اصول اخلاق کو پیش کیا گیا ہے۔ ۱۲۶۳ھ/۱۸۴۷ء میں قطب الدین خان دہلوی مرحوم نے اس کا اردو ترجمہ ''ہادی الناظرین'' کے نام سے شائع کیا اور ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء میں یہ ترجمہ دوسری بار شائع ہوا۔ (حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص۱۸۸)

پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں: میں نے آداب الصالحین کا فارسی نسخہ مولانا عبدالعزیز میمن (المتوفی ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء) کے کتب خانہ میں دیکھا تھا جس کی تصحیح شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے خود کی تھی۔ (حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص۱۸۸)

(۳) الانوار الجلية فى احوال المشائخ الشاذلية:۔ (فارسی۔سیر وتذکرہ۔غیر مطبوعہ) اس رسالہ میں سلسلہ شاذلیہ کے مشائخ کا تذکرہ ہے۔

(۴) تحصيل التعرف فى معرفة الفقه و التصوف :۔ (عربی۔تصوف۔غیر مطبوعہ) حضرت محدث دہلوی رحمہ اللہ کی یہ کتاب بڑے علمی نکات پر مشتمل ہے اور شیخ کا بہت بڑا علمی کارنامہ ہے اس میں مصنف نے فقہ وتصوف وشریعت وطریقت میں تطبیق کرنیکی کوشش کی ہے۔ (حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص۲۱۰)

(۵) ترجمہ غنية الطالبين:۔ (فارسی۔غیر مطبوعہ) غنية الطالبين حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (م۵۶۱ھ/۱۱۶۶ء) کی مشہور تصنیف ہے جو اہم دینی مسائل پر مشتمل ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اس کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔ (تذکرہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص۱۶۵)

(۶) ترجمة منهج السالك الى اشرف المسالك:۔ یہ نایاب ہے اصل کتاب ''منهج السالك'' کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں ہے۔ (تذکرہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص۲۰۰)

(۷) تنبیه العارف بما وقع فی العوارف:۔(عربی۔تصوف۔غیر مطبوعہ) یہ کتاب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (م ۵۶۱ھ/۱۱۶۵ء) کے ایک قول کی تائید اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ (م ۶۳۲ھ/۱۲۳۴ء) کے اعتراض کے جواب میں لکھی گئی ہے۔شیخ جیلانی رحمہ اللہ نے فرمایا تھا۔''قدمی هذه علی رقبة كل ولی الله'' میرا یہ قدم ہر ایک ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

شیخ سہروردی رحمہ اللہ نے اس پر اعتراض کیا کہ شیخ جیلانی رحمہ اللہ کا یہ فرمانا حالت سکر میں تھا! شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ شیخ جیلانی کا یہ فرمانا حالت سکر میں نہیں تھا بلکہ حالت صحیح میں تھا۔

یہ رسالہ رضا لائبریری رام پور میں ''الرسولة فی القول قدمی هذا علی رقبة كل ولی الله'' کے نام سے موجود ہے۔
(حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۲۹۱)

(۸) توصیل المرید الی المراد بیا ن احکا م الا حزا ب و الا وراد:۔(عربی و فارسی۔تصوف۔مطبوعہ۔) اس رسالہ کے بارے میں مصنف فرماتے ہیں۔'' در بیا ن علوم قواعد باور ادو ادعیه و احزاب وتو فیق میان مذهب محد ثین و مشائخ که در تصحیح و تضعیف بعضے اعمال دریں باب اختلاف دارند ''(فهرس التواریخ) (یعنی اس میں اوراد و وظائف اور احزاب کے علوم وقواعد بیان کئے گئے ہیں محدثین اور مشائخ کے مذہب کی توفیق کی گئی ہے، کیونکہ اس سلسلہ کے بعض اعمال کی تصحیح و تضعیف میں دونوں گروہوں کا اختلاف ہے۔ یہ رسالہ ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۲ء میں مفید عام پریس آگرہ سے طبع ہوا تھا۔

(۹) رسالہ عقد انامل:۔(فارسی۔اعمال واوراد۔غیر مطبوعہ) انگلیوں پر ذکر واذکار کا شمار کرنے کے متعلق یہ رسالہ تحریر کیا تھا۔
(نزہۃ الخواطر ج ۵ ص ۲۰۹)

'' اشعة اللمعات ''،مشکوۃ المصابیح کی مکمل شرح ہے اور چار جلدوں میں ہے۔یہ شرح بڑی جامع ،علمی اور تحقیقی ہے۔

''اشعة اللمعات '' کی تکمیل میں حضرت شاہ ابو المعالی رحمہ اللہ (م ۱۰۲۴ھ/۱۶۱۵ء) کے تقاضوں اور دعاؤں کو بھی بڑا دخل تھا۔ایک مرتبہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لاہور تشریف لائے تو ان سے فرمایا:شرح مشکوۃ راتمام کنید۔ان شاء الله کتابے شود که اہل عالم ہمه ازاں مستفید شوند''۔(کتاب المکاتیب والرسائل ص ۳۰۶)

(شرح مشکوۃ کو مکمل کیجئے ان شاءاللہ اس سے ایک عالم مستفید ہوگا۔)

حضرت مجدد دہلوی رحمہ اللہ نے یہ شرح ۶ سال میں مکمل کی۔اس کی ابتداء ۱۰۱۹ھ/۱۶۱۰ء میں کی اور ۱۰۲۵ھ/۱۶۱۶ء کو مکمل ہوئی۔
(دو روشن ستارے ص ۱۱۵)

نام کتاب: چالیس علمائے اہل حدیث

تصنیف:۔عبدالرشید عراقی......ناشر:۔نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار (لاہور)

مولانا وحید الزمان حیدر آبادی کی خدمات:۔مولانا وحید الزمان حیدر آبادی کی خدمات حدیث ناقابل فراموش ہیں۔آپ نے صحاح ستہ بشمول مؤطا امام مالک کے اردو میں تراجم کئے اور اس کے ساتھ ''وحید اللغات'' کے نام سے حدیث کی لغت ۲۸ جلدوں میں مرتب فرمائی اور انکا سب سے بڑا عظیم کارنامہ ہے کہ علامہ علی متقی جون پوری رحمہ اللہ کی ''کنز العمال'' کی تصحیح کی جس کو دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن نے شائع کیا۔(چالیس علمائے اہلحدیث ص ۲۱)

کتاب پر تبصرہ:۔عراقی صاحب کو شخصیات پر لکھنے کا ملکہ حاصل ہے ان کی یہ کتاب ''علمائے اہلحدیث'' علمی دنیا میں ایک گرانقدر اضافہ ہے عراقی صاحب نے یہ کتاب بڑی محنت سے مرتب کی ہے اللہ تعالیٰ ان کی یہ محنت قبول فرمائے۔

میں اس قابل نہیں تھا کہ اس کتاب پر تقریظ لکھوں جس کا مقدمہ شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز صاحب اور تعارف پروفیسر حافظ عبدالستار حامد صاحب نے لکھا ہو مگر عراقی صاحب کی فرمائش کو میں رد نہیں کر سکتا۔ ان کی فرائش مجھے ہر صورت پوری کرنی پڑتی ہے۔

پروفیسر حکیم راحت نسیم سوہدروی (ہمدرد دواخانہ) سکیم موڑ۔ اقبال ٹاؤن۔ لاہور (۴ رجب ۱۴۲۲ھ ۲۲ ستمبر ۲۰۰۱ء) (چالیس علمائے اہلحدیث ص ۲۹)

حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ کی پرہیز گاری ۱۲۲۱ھ......۱۳۱۱ھ (۱۸۰۶ء......۱۸۹۳ء)

حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی رحمہما اللہ کا شمار اولیائے کرام میں ہوتا ہے ۱۲۲۱ھ /۱۸۰۶ء میں موضع لکھو کے ضلع فیروز پور (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام حافظ بارک اللہ تھا جن کا شمار اہل اللہ میں ہوتا تھا اور تقویٰ و پرہیز گاری میں بہت مشہور تھے بہت کم سخن اور درویش صفت انسان تھے ان کا زیادہ وقت ذکر واذکار میں گزرتا اور اس کے ساتھ ان میں ایک صفت یہ بھی تھی کہ اہل اقتدار اور رؤسا کو خاطر میں نہ لاتے تھے، ان سے اظہار نفرت فرماتے تھے، ان کی ساری زندگی دعوت وتبلیغ اور وعظ وارشاد میں گزری۔ ۱۲۶۶ھ /۱۸۵۰ء میں رحلت فرمائی۔ (چالیس علمائے اہلحدیث ص 43)

زہدوورع اور مزاج کی سادگی:۔ حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ کی قوت حافظہ بہت زیادہ تھی اللہ تعالی نے ان کو اس نعمت سے خصوصی نوازا تھا جو کتاب ایک دفعہ پڑھ لی سینہ میں محفوظ ہو گئی، علم وفضل تقویٰ وطہارت، زہد وورع، حفظ وضبط، عدالت وثقاہت اور امانت و دیانت میں بہت اعلیٰ وارفع تھے، ساری زندگی سادہ پن میں گزری، علماء کو تصنع وتکلف سے بالکل متنظر تھے، آخر عمر تک نماز باجماعت ادا کرتے رہے اور قیام اللیل کو کبھی ترک نہ کیا۔ (چالیس علمائے اہلحدیث ص 44)

علمائے کرام نے ان کے تبحر علمی اور صاحب کمال ہونے کا اعتراف کیا ہے مولانا شمس الحق عظیم آبادی غاية المقصود شرح ابی دائود کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: ''والعالم الكامل الصالح بن الصالح محمد بن بارك الله اللكهوى الفنجابى'' حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی پنجاب عالم، کامل اور صالح تھے اور صالح باپ کے بیٹے تھے۔

تصنیف:۔ شیر طریقت (پنجابی نظم) (چالیس علمائے اہلحدیث ص 44-45)

وفات: حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ نے ۹۰ سال کی عمر میں ۱۳ صفر ۱۳۱۱ھ /۲۷ اگست ۱۸۹۳ء کو رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بطور برکت قمیض و پگڑی لے جانا:۔ حافظ محمد صاحب رحمہ اللہ نے اپنی ساری زندگی درس وتدریس، وعظ وتبلیغ اور دعوت وارشاد میں بسر کردی۔ ان کی ان خدمات کا اعتراف آپ کے استاد محترم شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ نے بھی کیا ہفت روزہ الاعتصام لاہور کی اشاعت ۱۲ اپریل ۱۹۷۴ء میں یہ واقعہ درج ہے کہ ۱۳۱۹ھ /۱۹۰۱ء میں استاد پنجاب حافظ عبدالمنان وزیر آبادی رحمہ اللہ دہلی تشریف لے گئے۔ اس وقت میاں صاحب سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کی بینائی کمزور ہو گئی تھی حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ نے استاد محترم کی خدمت میں عرض کیا شیخ مجھے پہچانا ہے اس پر محدث دہلوی رحمہ اللہ نے فرمایا میں نے تمہیں پہچان لیا ہے تم عبدالمنان وزیر آبادی ہو تم نے عبدالجبار غزنوی اور حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی نے پنجاب میں تبلیغ توحید وسنت کر کے میرے دل کو ٹھنڈک پہنچائی ہے۔

عبدالجبار آیا تھا اور میری قمیض لے گیا ہے اور تم میری یہ پگڑی لے جاؤ۔ حافظ عبدالمنان مرحوم نے میاں صاحب کی پگڑی اپنے پاس سنبھال کر رکھی اور اس پگڑی کے بارے میں وصیت فرمائی تھی کہ اس کو میری کفن میں استعمال کیا جائے۔ چنانچہ یہ پگڑی حافظ عبدالمنان کے کفن میں استعمال کی گئی۔ (چالیس علمائے اہلحدیث ص 48)

حافظ محمد ابراہیم آروی رحمہ اللہ (۱۲۶۴ھ......۱۳۱۹ھ (۱۸۴۸ء......۱۹۰۲ھ)

آپ ۱۲۶۴ھ مطابق ۱۸۴۸ء آرہ ضلع مدراس میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم جن اساتذہ سے حاصل کی ان کے نام یہ ہیں:

مولانا حکیم ناصر علی مرحوم، قاضی مولوی محمد کریم مرحوم، مولوی نور الحسن آروی مرحوم، مولانا الٰہی بخش بہاری مرحوم

ان اساتذہ کرام سے استفادہ کے بعد علی گڑھ اور دیوبند کا سفر کیا اور ان دو مقامات پر جن اساتذہ کرام سے اکتساب کیا ان کے نام یہ ہیں:

مولانا لطف اللہ علی گڑھی رحمہ اللہ، مولانا سعادت حسین بہاری رحمہ اللہ، مولانا شیخ یعقوب بن مملوک علی رحمہ اللہ

(چالیس علمائے اہلحدیث ص 50)

اکتساب فیض روحانی:۔ ان جلیل القدر اساتذہ حدیث سے استفادہ کے بعد حافظ صاحب عارف باللہ مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں امرتسر حاضر ہوئے اور ان سے اکتساب فیض کیا۔ مولانا حکیم سید عبدالحیٔ الحسنی لکھتے ہیں:

''وسا فرالی امر تسر و صحب الشیخ الکبیر عبداللہ محمد اعظم الغزنوی و استقاض منہ'' آپ نے امرتسر کا سفر کیا اور شیخ کبیر مولانا عبداللہ محمد اعظم غزنوی رحمہ اللہ کی صحبت اختیار کی اور اکتساب فیض کیا۔

فراغت تعلیم کے بعد آرہ میں ایک دینی مدرسہ بنام ''مدرسہ احمدیہ'' قائم کیا یہ مدرسہ کئی لحاظ سے اپنے دور میں منفرد تھا۔

(چالیس علمائے اہلحدیث ص 51)

صوفی، واعظ و مدرس:۔ حافظ صاحب، صوفی، واعظ، مدرس، مجاہد، ماہر تعلیم اور جید عالم تھے۔ تفسیر، حدیث اور فقہ پر کامل عبور حاصل تھا اور اس کے ساتھ علم اعراب، علم صرف ونحو اور فارسی وعربی ادب میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ (چالیس علمائے اہلحدیث ص 52)

مولانا محمد سعید بنارسی کا حصول علم:۔ مولانا حکیم سید عبدالحیٔ حسینی لکھتے ہیں: ''فسافر الی دیو بند وقرأ النحو العربیته والفقه و شیئا من المنطق و الحکمة علی اساتذہ المدرسه العربیة ثم سافر الی دھلی واخذ الحدیث عن السید المحدث نذیر حسین الحسینی الدھلوی ثم لازم الشیخ عبداللہ الغازیفوری وقراء علیه ما بقی له من الکتب الدرسیته''

آپ دیوبند تشریف لے گئے وہاں آپ نے نحو، فقہ اور منطق وحکمت کی کتابیں علمائے دیوبند سے پڑھیں، اس کے بعد آپ نے دہلی کا سفر کیا اور مولانا سید محمد نذیر حسین محمد دہلوی رحمہ اللہ سے حدیث کی تعلیم حاصل کی بعد ازاں مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے بقیہ کتب درسیہ پڑھیں۔ (چالیس علمائے اہلحدیث ص 58)

وحید الزماں حیدر آبادی رحمہ اللہ

میں اپنی تمام مرویات حدیثہ کی یعنی صحاح ستہ وغیرہ کی روایت کی اجازت مولوی وحید الزماں کو دیتا ہوں جو بڑے زیرک، نہایت روشن دماغ اور صائب الرائے آدمی ہیں۔ (سید محمد نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ) (چالیس علمائے اہلحدیث ص 102)

وحید الزماں حیدر آبادی رحمہ اللہ (۱۲۶۷ھ......۱۳۳۸ھ۔ ۱۸۵۰ء......۱۹۲۰ء)

خدمات حدیث:۔ برصغیر (پاک وہند) میں مولانا وحید الزماں حیدر آبادی کا شمار ان علمائے کرام میں ہوتا ہے جنہوں نے ایک نئے رنگ میں حدیث کی خدمت کی۔ آپ نے صحاح ستہ بشمول مؤطا امام مالک کے اردو زبان میں ترجمے کے اور اس کے ساتھ حدیث کی ایک لغت (۲۸) جلدوں میں مرتب کی۔

والد محترم کی بیعت نقشبندیہ:۔ مولانا وحید الزماں ۱۲۶۷ھ مطابق ۱۸۵۰ء کانپور میں پیدا ہوئے، ان کے والد کا نام مولانا مسیح الزماں تھا جو ایک بلند پایہ عالم دین اور اعلیٰ پایہ کے ادیب تھے۔ ان کا سن ولادت ۱۲۲۱ھ/۱۸۰۵ء ہے اپنے والد مولوی نور محمد مرحوم سے عربی و فارسی کی تعلیم حاصل کی تھی۔ فراغت تعلیم کے بعد حیدر آباد دکن میں مطبع عالی کی نگران اور مہتمم مقرر ہوئے اور ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء تک اس عہدے پر فائز رہے اور اسی سال آپ مولانا شاہ عبدالغنی مجددی رحمہ اللہ سے بیعت ہوئے اور اس کے بعد ہجرت کر کے مکہ معظمہ چلے گئے وہاں آپ

نے 9 ذیقعدہ ۱۲۹۵ھ /۱۸۷۸ء کو (۳۷) سال کی عمر میں وفات پائی اور جنت المعلّٰی میں سپرد خاک کئے گئے۔ مولانا وحیدالزماں ایک بلند پایہ عالم دین، مفسر قرآن، محدث، فقیہہ، مورخ، متکلم، معلم، مترجم، نقاد، دانشور، مبصر، مصنف اور عربی، فارسی اور اردو کے بلند مرتبہ ادیب تھے۔ (چالیس علمائے اہلحدیث ص103)

بیعت نقشبندیہ:۔ ۱۲۸۹ھ /۱۸۷۳ء میں آپ کی شادی مولوی مراد علی لکھنوی کی صاحبزادی سے ہوئی۔ ۱۲۹۴ھ /۱۸۷۷ء مولانا وحیدالزماں دوسری بار حج بیت اللہ کیلئے تشریف لے گئے۔ اس بار آپ کو علمائے حجاز سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور ان سے حدیث میں استفادہ کیا جن علمائے حجاز سے آپ نے اکتساب فیض کیا ان کے نام یہ ہیں۔ مفتی حنابلہ شیخ سید احمد بن حمید، شیخ محمد بن سلیمان حسب اللہ الشافعی، شیخ سید احمد بن زینی بن احمد دحلان الشافعی اور ان اساتذہ سے استفادہ کے بعد مولانا وحیدالزماں مدینہ منورہ میں شیخ عبدالغنی مجددی رحمہ اللہ سے بیعت ہوئے۔ (چالیس علمائے اہلحدیث ص105)

قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ ۱۲۸۲ھ......۱۳۴۹ھ (۱۸۶۶ء......۱۹۳۰ء)

قاضی صاحب رحمہ اللہ اخلاق وعادات کے اعتبار سے متواضع مخلص، بااخلاق، باکردار، عابد وزاہد، حلیم الطبع، ملنسار، شرافت کا مجسمہ اور شب زندہ دار تھے۔ سردار دیوان سنگھ مفتون لکھتے ہیں کہ انسانوں میں اگر فرشتہ ہوسکتا ہے تو اس کا نام علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری (رحمہ اللہ) ہوگا۔ (چالیس علمائے اہلحدیث ص126)

صاحب دل وصاحب کرامات:۔ قاضی صاحب علوم اسلامیہ کے متبحر عالم ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے صاحب دل وصاحب کرامات بھی تھے اور اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے کہ ''اے اللہ میری قبر نہ ہو'' اور یہ شعر اکثر ان کی زبان پر ہوتا تھا ؎

میرا مرقد میرے احباب کے سینے ہوں گے　　تودہ خاک کو مت جانیو تربت میری

قاضی صاحب ۱۳۴۹ھ /۱۹۳۰ء میں دوبارہ حج بیت اللہ کیلئے تشریف لے گئے حج سے واپس آرہے تھے کہ بحری جہاز میں انتقال کیا اور ان کی نعش سمندری لہروں کے حوالے کردی گئی۔ مولانا سید اسماعیل غزنوی رحمہ اللہ بھی اسی جہاز سے واپس آرہے تھے انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی۔

ولی کا سمندری مچھلیوں میں احترام:۔ جب نماز جنازہ پڑھنے کے بعد قاضی صاحب کی نعش سمندری لہروں کے حوالہ کردی گئی تو مچھلیاں قریب آکر واپس ہوجاتی تھیں اور جہاں تک ہماری نگاہوں نے کام کیا، قاضی صاحب کی نعش سمندر میں جاتی دکھائی دے رہی تھی حالانکہ قاضی صاحب کے انتقال سے پہلے تین چار حاجیوں نے جہاز میں انتقال کیا اور جب ان کی نعشیں سمندری لہروں کے حوالہ کی گئیں تو مچھلیوں نے ان کو فوراً نگل لیا۔ (چالیس علمائے اہلحدیث ص128-129)

ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ ۱۲۸۵ھ......۱۳۶۷ھ (۱۸۶۸ء......۱۹۴۸ء)

درالعلوم دیوبند کا عظیم تصور (رواداری):۔ جب ہماری نظر کسی مشہور ومعروف شخصیت پر پڑتی ہے تو فوراً ایک ہمہ گیر تاریخ ہمارے سامنے آجاتی ہے یا ایسا ہوتا ہے کہ ہم تاریخ کے گوشہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس گوشہ کے متعلق اہم شخصیت کا خاکہ ذہنوں میں ابھرتا ہے اسی طرح ملتوں اور جماعتوں کا حال ہے۔

جب تاریخ دیوبند پر نظر ڈالتے ہیں تو فوراً سامنے مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ، مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ، مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمہ اللہ اور مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی تصویریں آجاتی ہیں یا ہم ان علمائے دیوبند کا نام سنتے ہیں تو پوری تاریخ دیوبند سامنے آجاتی ہے اور دارالعلوم کا عظیم تصور ذہن میں آجاتا ہے۔ (چالیس علمائے اہلحدیث ص178)

سابقہ علماء میں رواداری کی فضائیں:۔ ۱۸۹۲ء /۱۳۰۹ھ میں مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ مدرسہ فیض عام کان پور سے فارغ ہوئے تو اس

کی دستار بندی کے موقع پر مولانا شبلی نعمانی رحمہ اللہ کی تحریک پر کان پور میں ایک جلسہ مولانا سید محمد علی مونگیری رحمہ اللہ کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں ندوۃ العلماء کا قیام عمل میں لایا گیا۔اس اجلاس میں مولانا ثناء اللہ بھی شریک تھے اور تمام حاضر علماء میں سب سے کم عمر تھے۔

مولانا سید سلیمان لکھتے ہیں: اجلاس میں مولانا شبلی، مولانا محمد علی مونگیری، مولانا لطف اللہ علی گڑھ، مولانا خلیل احمد سہار نپوری، مولانا محمد اشرف علی تھانوی اور مولانا ثناء اللہ امرتسری شامل تھے اور مولانا ثناء اللہ علماء میں سب سے کم عمر تھے۔(چالیس علمائے اہلحدیث ص190)

۱۹۲۵ء میں جمعیۃ العلماء کا اجلاس کلکتہ میں مولانا سید سلیمان ندوی کی صدارت میں منعقد ہوا۔اجلاس میں مولانا ثناء اللہ شریک تھے۔مولانا سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ مولانا ثناء اللہ اس اجلاس میں شرکت کیلئے خاص طور پر تشریف لائے تھے کہ جمعیۃ کے اجلاس میں دارالحرب میں سود کے مسئلہ پر بحث کرنے والے تھے۔حضرت مولانا سید انور شاہ اور دوسرے علماء دیوبند بھی تشریف فرما تھے۔(چالیس علمائے اہلحدیث ص192)

ائمہ سلف سے عقیدت:۔(مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی کا تذکرہ) مصلحین امت میں امام احمد بن حنبل، امام ابن تیمیہ، امام رازی، حضرت سید احمد شہید، مولانا شاہ اسماعیل شہید اور امام محمد بن عبدالوہاب رحہم اللہ اجمعین سے والہانہ محبت رکھتے تھے اور ان کی ائمہ کرام سے انکو بہت زیادہ عقیدت تھی اور اپنے ملنے والوں کو ان کی ائمہ کرام کے حالات اور ان کی تصانیف کے مطالعہ کی ترغیب دیتے رہتے تھے۔ان کے تلمیذ رشید مولانا عبدالمجید سوہدروی مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ مولانا سیالکوٹی رحمہ اللہ کی زبان سے اکثر میں نے سنا کہ ائمہ سلف نے اسلام کی جو تبلیغ کی ہے اور تبلیغ کا جو طریقہ بتلایا ہے اگر اس کو اپنا لیا جائے تو اسلام کی بہت بڑی کامیابی ہے۔(چالیس علمائے اہلحدیث ص233,232)

تاریخ اہلحدیث پر تبصرہ:۔ یہ کتاب مذہب اہلحدیث کی مکمل تاریخ ہے اور دلائل سے ثابت کیا ہے کہ دور نبوی ﷺ سے لے کر آج تک مذہب اہل حدیث کو ماننے والے موجود رہے ہیں اور اس کے ساتھ مذہب اہل حدیث کے اصول بتاتے ہوئے تقلیدی مذہب سے مقابلہ کیا ہے اور آخری باب طبع اول لاہور ۱۹۷۴ء/۱۳۹۴ھ۔(چالیس علمائے اہلحدیث ص242)

مولانا عبدالمنان کا فیض روحانی:۔ مولانا شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی صحبت میں دوسال تک رہ کر ان سے علمی و روحانی فیض حاصل کیا اس وقت آپ کی عمر ۲۱ سال تھی۔تکمیل تعلیم کے بعد بمبانوالہ ضلع سیالکوٹ تشریف لائے اور وہاں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔
(چالیس علمائے اہلحدیث ص280)

عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ ۱۳۲۷ھ.....۱۳۹۴ھ (۱۹۰۷ء.....۱۹۷۴ء)

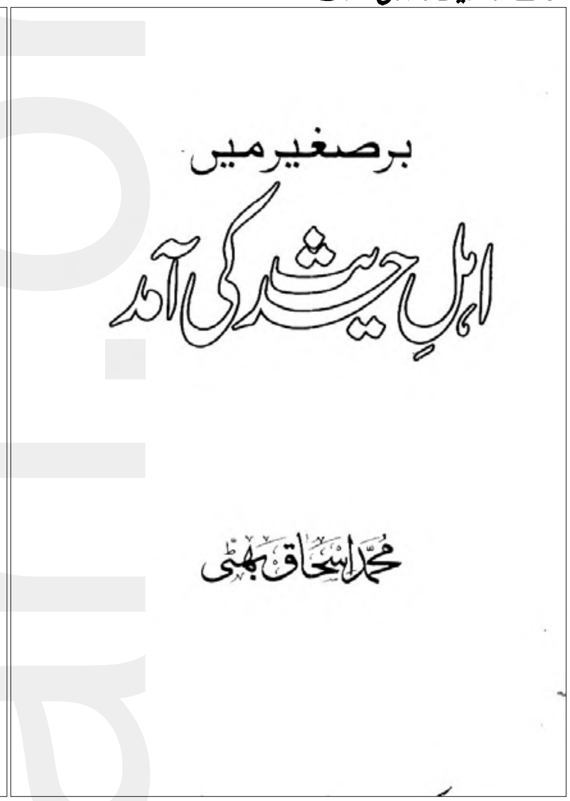
مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ ایک بلند پایہ عالم دین تھے تمام علوم اسلامیہ پر انکی نظر وسیع تھی تفسیر، حدیث اور فقہ پر عبور کامل تھا، فتویٰ نویسی میں بھی ان کو مہارت حاصل تھی۔ان کی ساری زندگی درس و تدریس میں گزری اور درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا بھی عمدہ ذوق رکھتے تھے۔اخلاق و عادات کے اعتبار سے بڑے ملنسار، متواضع اور زہد و ورع کا نمونہ اور مجسمہ طہارت تھے، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف مرحوم فرمایا کرتے تھے۔مولانا عبدالسلام بستوی مرحوم سادہ مزاج و متواضع ملنسار، حلیم الطبع، بااخلاق اور شریف النفس انسان تھے۔
(چالیس علمائے اہلحدیث ص339)

مولانا عبدالسلام بستوی نے مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور اور دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی اور یہ دونوں مدرسے تقلیدی مدرسے ہیں۔دارالحدیث رحمانیہ دہلی میں بھی تعلیم حاصل کی لیکن ساری زندگی اہلحدیث رہے۔اہلحدیث مدارس میں تدریس فرمائی۔
(چالیس علمائے اہلحدیث ص341)

محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ

تعارف شخصیت:۔ صاحب تحقیق عالم تھے، علوم اسلامیہ پر انکی نظر وسیع تھی۔(محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ)

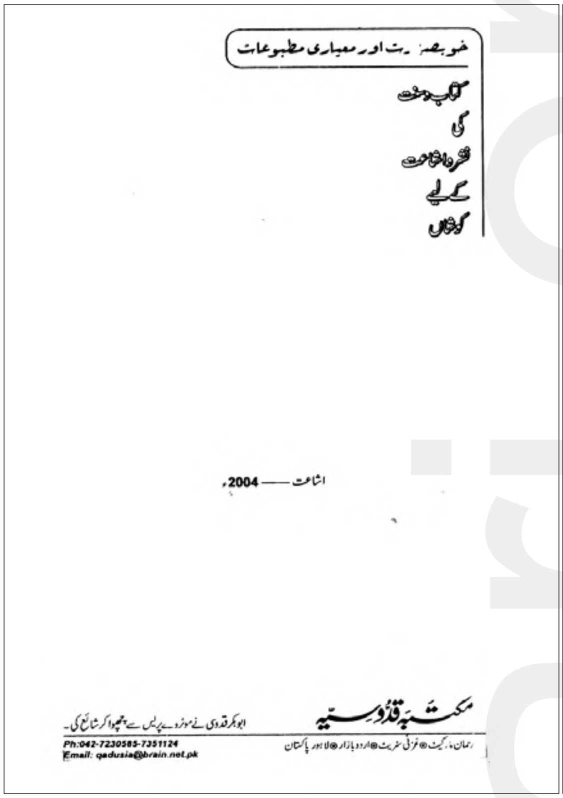
(1161A)



برصغیر میں

اہلِ حدیث کی آمد

محمد اسحاق بھٹی



خوبصورت اور معیاری مطبوعات

کتاب و سنت

کی

نشر و اشاعت

کے لیے

کوشاں

اشاعت —— 2004ء

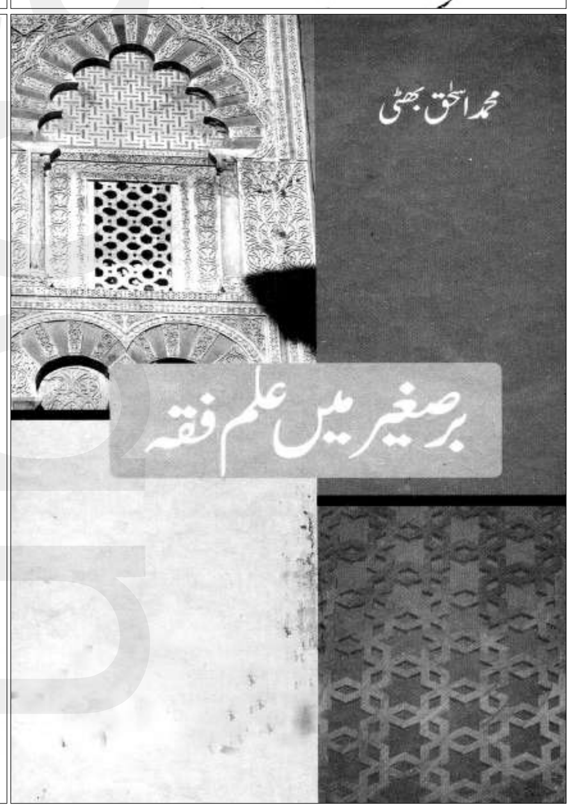
مکتبہ قدوسیہ

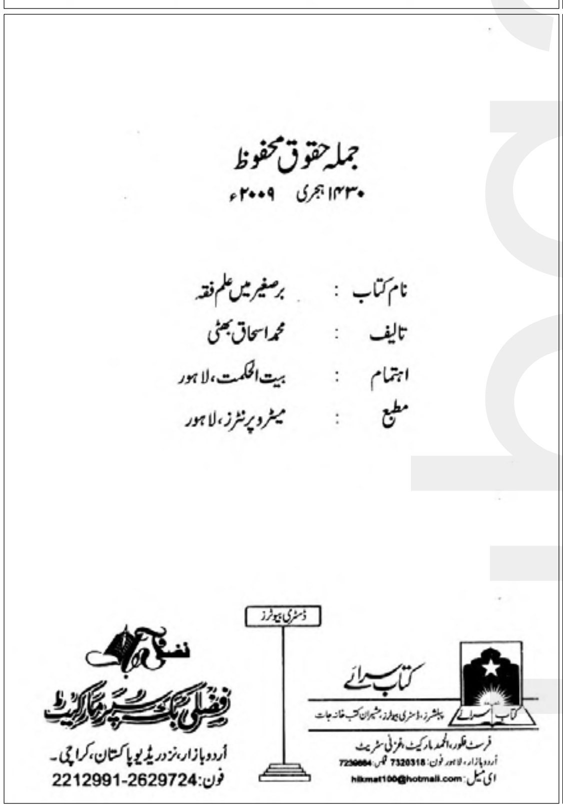
ابوبکر قدوسی نے موزوے پریس سے چھپوا کر شائع کی۔

رحمان مارکیٹ ● غزنی سٹریٹ ● اردو بازار ● لاہور پاکستان

Ph:042-7230585-7351124

Email: qadusia@brain.net.pk





جملہ حقوق محفوظ

۱۴۳۰ ہجری ۲۰۰۹ء

نام کتاب	:	برصغیر میں علم فقہ
تالیف	:	محمد اسحاق بھٹی
اہتمام	:	بیت الحکمت، لاہور
مطبع	:	میٹرو پرنٹرز، لاہور

کتاب سرائے

پبلشرز، ڈسٹری بیوٹرز، جشیران کتب خانہ جات

فرسٹ فلور، الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ

اردو بازار، لاہور فون: 7320318 فیکس: 7239884

ای میل: hikmat100@hotmail.com

ڈسٹری بیوٹرز

نفیس کتاب

فضلی بک سپر مارکیٹ

اردو بازار، نزد ریڈیو پاکستان، کراچی۔

فون: 2212991-2629724

تفسیر مولانا کا خاص موضوع تھا عربی کی قدیم وجدید تفاسیر کھنگال ڈالی تھیں اور قرآن کے مطالب ومعانی اور رموز ونکات انکے خزانہ ذہن میں محفوظ تھے۔ (محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ)

مرحوم کو علوم دینیہ کے تمام میدانوں میں یکسانیت حاصل تھی۔ (پروفیسر سراج منیر)

بڑے عالم وفاضل، محقق، مورخ، فلسفی اور علوم جدید کے ماہر تھے، عالمی اور ملکی سیاست سے پوری طرح باخبر تھے۔ (عنایت اللہ نسیم) (چالیس علمائے اہلحدیث ص364)

ندوۃ العلماء کے باصلاحیت علمائے کرام:۔ ندوۃ العلماء نے برصغیر (پاک وہند) میں ایسے جید عالم دین، مفکر اور دینی علوم میں دسترس رکھنے کے ساتھ ساتھ علوم جدیدہ سے مکمل آگاہی رکھنے والے علمائے کرام پیدا کیئے جنہوں نے برصغیر کے علاوہ عالم اسلام اور مغربی دنیا میں بھی اپنے علوم وفضل اور تحقیق وتدقیق کا لوہا منوایا۔ مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا عبدالسلام ندوی، مولانا مجیب اللہ ندوی، مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی، مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہم اللہ ایسے لوگ تھے جو اپنے علم وفضل اور تحقیق وتدقیق میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ مولانا محمد حنیف رحمہ اللہ بھی اپنی جگہ ایک یگانہ روزگار اور نابغہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ (چالیس علمائے اہلحدیث ص365)

جماعت اہلحدیث کیلئے خدمات: قیام پاکستان سے قبل ''آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس'' تھی اور صوبائی جماعت ''انجمن اہلحدیث پنجاب'' تھی۔ مولانا محمد حنیف ندوی آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کی مجلس عاملہ کے رکن تھے اور انجمن اہلحدیث پنجاب کی مجلس عاملہ کے بھی رکن تھے۔

قیام پاکستان کے بعد مرکزی جمعیت اہلحدیث مغربی پاکستان کا قیام عمل میں آیا مولانا سید محمد داؤد غزنوی مرحوم کو صدر اور پروفیسر عبدالقیوم مرحوم کو جنرل سیکرٹری بنایا گیا مولانا محمد حنیف ندوی کو مجلس عاملہ کا رکن نامزد کیا گیا۔

اپریل ۱۹۵۵ء میں لائل پور (فیصل آباد) میں سالانہ اہل حدیث کانفرنس ہوئی جس کی صدارت مولانا سید اسماعیل غزنوی رحمہ اللہ نے کی تھی۔ اس کانفرنس میں یہ طے پایا کہ جماعت اہلحدیث کا ایک مرکزی دارالعلوم قائم کیا جائے چنانچہ تمام علمائے کرام نے اس سے اتفاق کیا اور اس دارالعلوم کا نام مولانا محمد حنیف ندوی کی تجویز پر جامعہ سلفیہ منظور ہوا۔ (چالیس علمائے الحدیث ص370)

تصانیف:۔ مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ بلند پایہ صاحب قلم تھے، آپ نے مختلف موضوعات پر جو کتابیں تصنیف کیں۔ سرگزشت غزالی، تعلیمات غزالی، مکتوب مدنی، افکار غزالی۔ (چالیس علمائے اہلحدیث ص372)

نام کتاب: برصغیر میں اہل حدیث کی آمد

مصنف:۔ محمد اسحاق بھٹی...... ناشر:۔ مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

ساحل ہند پر اہل حدیث کا پہلا قافلہ:۔ (مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ۔۔۔وفات ۲۰ فروری ۱۹۶۸ء لکھتے ہیں) سب سے پہلا قافلہ جو فاتحانہ حیثیت میں ساحل ہند پر وارد ہوا، وہ اہل حدیث کا تھا اس وقت گو سندھ میں اہل توحید کو وہ قوت حاصل نہیں تھی، لیکن تاریخ کے اوراق ان کی خدمات کو نہیں بھول سکتے، اسی طرح مغل فاتحین بھی اسلامی سادگی اور دین فطرت کی روشنی سے زیادہ فارسی تہذیب سے آشنا تھے اس لیے ہندوستان میں اسلامی سادگی اور کتاب وسنت کی تعلیمات کا زور زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا اور نہ خدام حدیث کی اس قدر کثرت ہوسکی جس قدر دوسرے ممالک میں تھی، شیخ علی متقی صاحب کنز العمال اور شیخ۔ محمد طاہر مؤلف مجمع البحار، شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہم اللہ اپنے اپنے وقت میں مغتنمات سے تھے، اکبری دور میں بعض علماء نے اپنا فرض ادا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔

اس وقت اہل حق کس قدر کم زور تھے، شیطانی طاقتیں کس قدر جمع ہو رہی تھیں، فتنوں کا سیلاب کتنا تباہی خیز تھا، حکومت کا لادینی جذبہ اہل حق کے لئے کتنی مصیبت کا باعث تھا، اعراس اور موالید کو بعض لوگوں نے اسلام کا بنیادی مسئلہ سمجھ رکھا تھا، تاہم بزرگان دین نے ان

بدعات پر کڑی نکتہ چینی کی، غیر اسلامی رسوم اور غیر اسلامی نظریوں کے خلاف ان مجددین وقت کی پرشکوہ آواز فضائے دہر میں گونجتی رہی، رضی اللہ عنہم وارضاہ۔(برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص۲۵)

اہل اللہ کی زندگیاں مشعل راہ ہیں:۔(مولانا سید محبّ اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں) ماضی بعید میں صحابہ کرام کے دور کے بعد حضرات امام احمد، امام بخاری اور امام ابن تیمیہ وغیرھم کی زندگیاں ہمارے لیے درخشندہ ستاروں کی ہیں اور ماضی قریب میں بھی بہت سی ایسی ہستیاں گزر چکی ہیں جن کی زندگیاں ہمارے لیے یقیناً مشعل راہ ہیں۔(برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص۲۷)

مولانا اسحاق بھٹی حفظہ اللہ کو خراج تحسین:۔محترم المقام جناب محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ کی یہ کتاب شائع کرتے ہوئے ہمارے دل مسرت سے لبریز ہیں، تاریخ اہل حدیث سے محبت ہمیں ورثے میں ملی ہے والد گرامی قدر جناب مولانا عبدالخالق قدوسی شہید کا یہ خاص موضوع تھا، وہ ذہنی طور پر تاریخ اہل حدیث کی ترقیم کا خاکہ تیار کر چکے تھے۔لیکن 23 مارچ 1987ء کے حادثہ لاہور میں انہیں جام شہادت نوش کرنا پڑا۔اس طرح یہ کام آگے نہ بڑھ سکا اور ہمارے اہل قلم پر ہمارے مسلک کا یہ قرض جوں کا توں رہا۔اب محترم بھٹی صاحب نے اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونیکی کامیاب کوشش کی ہے۔ہم اس پر انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور ان کے دعا گو ہیں۔

باہمی نفرتوں سے دوری کی دعا:۔دعا ہے اللہ رب العزت امت مسلمہ میں گروہی نفرتوں اور فرقہ وارانہ آویزشوں کو ختم فرمائیں اور ہمارے دل ایک دوسرے کے لئے نرم فرما دیں۔اللہ رب العزت اس کتاب کی اشاعت کے بدلے میں ہماری حسنات میں اضافہ فرمائیں اور سیئات سے درگزر فرمائیں۔(برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص۳۲) آمین یارب العالمین......ابوبکر قدوسی......14 نومبر 2003ء

اسحاق بھٹی حفظہ اللہ......نظر انتخاب کا محور:۔چنانچہ احباب گرامی قدر کے سامنے یہ تجویز پیش کی گئی کہ اس کیلئے محترم مولانا اسحاق بھٹی صاحب کو تکلیف دی جائے وہ ایک منجھے ہوئے مصنف اور منصف مزاج صاحب قلم ہیں، تاریخ نویسی میں ان کے اشہب قلم کی روانی مشہور ہے اور وہ تمام علمی حلقوں میں معروف اور یکساں مقبول ہیں ان کے بارے میں ان کی کتاب ''نقوش عظمت رفتہ'' کے ناشر نے بجا فرمایا ہے۔

بھٹی صاحب ایک خاص فقہی مسلک کے حامی ہیں جسے مسلک اہل حدیث سے تعبیر کیا جاتا ہے لیکن ان کی وسعت قلب ملاحظہ ہو کہ وہ ہر مسلک کے اہل علم کو نہایت احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور واضح الفاظ میں ان کی خوبیوں کی تفصیل بیان کرتے ہیں، جہاں تک ہم جانتے ہیں یہ وسعت قلب موجودہ دور کے کسی اور مسلک کے اہل علم کے حصے میں نہیں آئی۔(برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص۴۰)

(عبدالخالق محمد صادق......فاضل مدینہ یونیورسٹی......داعیہ جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی......دولۃ الکویت)

نواب صاحب کے عظیم کارنامے:۔برصغیر پاک و ہند میں تحریک عمل بالحدیث کا آغاز کب اور کس طرح ہوا؟ یہ تو خاصا لمبا موضوع ہے جس کی کچھ تفصیل زیر نظر کتاب میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے، تاہم اسے زیادہ فروغ تیرھویں صدی ہجری کے اوئل میں ملا جس، میں امیر الملک نواب صدیق حسن خاں، شیخ الکل میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی، مولانا محمد حسین بٹالوی، شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسری وغیرہم کی مساعی حسنہ کا حصہ بہت زیادہ ہے۔نواب صاحب نے عربی، اردو اور فارسی تینوں زبانوں میں تقریباً ہر موضوع پر کتابیں تحریر فرمائیں اور متعدد اہم کتابیں (فتح الباری وغیرہ) اپنے خرچ پر طبع کر کے تقسیم بھی کیں، یوں وہ مجدد العلوم کے مصداق ٹھہرے۔(برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص۴۲)

اہل حدیث صوفیا کی امتیازی شان:۔شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اہل الحدیث کی امتیازی خصوصیات کا ذکر کس خوبی کے ساتھ فرمایا ہے۔وہ لکھتے ہیں:'' فهم اعلم الامة بحديث الرسول وسير ته و مقاصده واحواله و نحن لا نعني باهل الحديث المنتصرين على سماعته اوكتابته اور روايته بل نعني بهم كل من كان احق بحفظه و معرفته وفهمه ظاهراً و باطنا واتباعه باطنا وظاهراً و كذلك اهل القرآن۔وادنى خصلة فى هولاء محبة القرآن و الحديث والبحث عنهما وعن معانيهما، والعمل بم علموه من موجبهما ففقهاء الحديث اخبر بالرسول من فقهاء غير هم، وصوفيتهم اتبع الرسول من صوفية غير هم وامراء هم احق بالسياسة النبوية من

غیر هم وعامتهم احق بموالاة الرسول من غیر هم ''۔(مفصل الاعتقاد، مجموع فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ، ج۴ص۹۵)

پس اہل حدیث رسول اللہ ﷺ کی حدیث، آپ کی سیرت اور آپ کے مقاصد واحوال کو سب فرقوں سے زیادہ جانتے ہیں اور ہمارے نزدیک اہل حدیث سے مراد صرف وہی لوگ نہیں ہیں جو حدیث کی سماعت یا اس کی تحریر و کتابت یا اس کی روایت کے لئے وقف رہے بلکہ لقب اہل حدیث کا مستحق ہر وہ شخص ہے جو حدیث کی حفاظت و معرفت اور اس کے ظاہر و باطن کے فہم اور اس کے اتباع میں نمایاں اور ممتاز ہو، اسی طرح اہل قرآن کا انطباق بھی ان پر صحیح ہے۔

ان لوگوں کی خصلت یہ ہے کہ یہ قرآن وحدیث سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے معانی ومفاہیم پر بحث وگفتگو کرتے ہیں اور ان سے جن واجبات کا انہیں علم ہوتا ہے ان پر عمل کرتے ہیں اسی لیے فقہائے حدیث (محدثین کرام) رسول اللہ ﷺ سے دوسرے فقہاء کی بہ نسبت زیادہ خبر ہیں، اور ان کے صوفیاء بہ نسبت دوسرے صوفیاء کے رسول اللہ ﷺ کے زیادہ پیروکار ہیں اور ان کے احرائے حکومت نبوی سیاست کو بہ نسبت، دوسروں کے زیادہ سمجھتے اور اس کے مطابق رویہ اختیار کرنیوالے ہیں۔(برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص۴۸)

کمال فن کے حامل اسحاق بھٹی حفظہ اللہ:۔ کتاب کے فاضل مؤلف مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب ہیں (بارک اللہ فی عمرہ وعملہ) جو جماعت ہی میں نہیں، بلکہ پورے علمی حلقے میں معروف ہیں، علاوہ ازیں تاریخ اور شخصیت نگاری ان کا پسندیدہ موضوع ہے اور اس میں وہ کمال فن کے منصب پر فائز ہیں۔اس لیے انہوں نے اس حصے میں بھی اپنے موضوع کا حق ادا کیا ہے اور امید ہے کہ اگلے حصوں میں بھی کما حقہ موضوع کا حق ادا کریں گے۔(برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص۵۵)

صلاح الدین یوسف......مدیر شعبہ تحقیق وتصنیف وترجمہ دارالسلام۔لاہور......۲۴رمضان المبارک۱۴۲۳ھ۔۳۰نومبر۲۰۰۲ء

پیر سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا فرمان:۔ اب اس سلسلے میں حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا فرمان سنیے جو۴۹۱ھ میں پیدا اور۵۶۱ھ میں بغداد میں فوت ہوئے۔وہ اپنی مشہور کتاب ''غنیۃ الطالبین'' کے بعض مقامات میں ''اہل اثر'' اور بعض میں ''اہل حدیث'' کا ذکر کرتے ہیں اور اہل بدعت کی علامات کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:'' فعلا مة اهل البدعة الوقيعة فى اهل الاثر ''(ص۱۹۸۔مطبوعہ مرتضوی، دہلی)

یعنی اہل بدعت کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کی بدگوئی کرتے ہیں۔یہاں ''اہل الاثر'' سے مراد اہل حدیث ہیں۔

مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے جو۱۰۶۷ھ میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے حضرت پیر جیلانی رحمہ اللہ کے ان عربی الفاظ کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔

پس نشان نشان اہل بدعت عیب کردن است در اہل حدیث۔

غنیۃ الطالبین (مطبوعہ مرتضوی دہلی کے ص۱۹۸) ہی میں پیر صاحب رقم فرماتے ہیں کہ اگرچہ لوگ انہیں کئی ناموں سے پکارتے ہیں لیکن درحقیقت اس جماعت کا ایک ہی نام ہے اور وہ ہے اہل حدیث ان کے الفاظ یہ ہیں''ولا اسم لهم الااسم واحد وهو اصحاب الحديث''(برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص۱۴۴)

ائمہ فقہ اور اہل حدیث......منصفانہ جائزہ:۔ یہاں ہم یہ حقیقت بھی واضح کردینا چاہتے ہیں کہ اہل حدیث کے قلب وذہن کا کوئی گوشہ فقہ اور ائمہ فقہ کے متعلق قطعاً غبار آلود نہیں ہے۔ان کے نزدیک فقہ وتقنین کی وہ وسعت پذیر مساعی اور گراں مایہ خدمات بہ درجہ غایت قدر و منزلت کی مستحق ہیں جو ائمہ فقہ نے مختلف حالات وظروف کی روشنی میں اپنے اپنے انداز میں انجام دیں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی عظمت ورفعت:۔ وہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی فراست فقہی، فطانت علمی اور اجتہادی صلاحیتوں کا دل کی گہرائیوں سے اعتراف کرتے ہیں اور جس نہج سے انہوں نے قصر فقاہت کو ہم کنار رفعت کیا وہ ان کی ذہانت اور علم و دانش کی گہرائی وگیرائی کا بین ثبوت ہے یہی وجہ ہے کہ برصغیر پاک وہند میں اہل حدیث کے مدارس میں ہمیشہ باقاعدہ فقہ حنفی داخل نصاب رہی ہے اور اس کی تعلیم و تدریس کو اہل حدیث کے ہاں ہر دور میں سمجھنے کی سعی کی گئی ہے۔یہ ایک تسلسل ہے جو ابتداء سے اب تک جاری ہے۔

ان کے نزدیک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کسی ایک ہی فرقے کی میراث نہیں ہیں بلکہ ان کا خزانہ علم ہر مکتب فکر کے لئے ہر آن وا ہے اور اس سے کسب ضو کرنا چاہیے فروعات میں اظہار اختلاف کے باوجود اکابر اہل حدیث فقہ حنفیہ کے متون پر بہت سے علمائے احناف سے زیادہ وسعت رکھتے ہیں، جو حضرات امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی وراثت کے مدعی بنے بیٹھے ہیں وہ انکے علم وفضل کو ایک ہی گوشے اور ایک ہی فرقے میں محدود کر رہے ہیں یہ حضرات امام صاحب کی توقیر نہیں بلکہ ان کی فیض رسانیوں کے دائرے کی حد بندی کر دینا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کی عظمت ورفعت:۔ امام شافعی رحمہ اللہ کی ان فقید المثال علمی وفقہی خدمات کو بھی ہم کھلے دل سے خراج تحسین پیش کرتے ہیں جن کی بدولت پہلی دفعہ استناد حدیث کے متعدد گوشے نکھر کر سامنے آئے اور فکر ونظر کی طراوت کا باعث بنے، یہی وہ گوشے ہیں جنہوں نے فقہ واصول کے ایک باقاعدہ نظام کی شکل اختیار کی اور جن سے فقہیات میں کتاب وسنت سے استدلال واستنباط کی راہیں کھلیں۔

دیگر ائمہ کی شان منزلت: اسی طرح اہلحدیث کے نزدیک امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کی خدمات جلیلہ اور مساعی جمیلہ بھی از حد لائق تعریف ہیں کہ انہوں نے حفاظت حدیث اور صیانت سنت رسول ﷺ کی ذمہ داریوں کو بھی بہ طریق احسن پورا کیا اور تعلیم و تدریس کی مساند علیا کو بھی زینت بخشی، اس کے ساتھ ان کی عظمت کردار کا یہ پہلو بھی لائق صد افتخار ہے کہ انہوں نے جبر وملوکیت کی چیرہ دستیوں کے خلاف ایسی عزیمت واستقلال کا مظاہرہ کیا اور ایسی قربانی اور جرات وجاں بازی کا ثبوت دیا کہ تاریخ اسے ہمیشہ اپنے سینے میں محفوظ رکھے گی اور لوگ اسے بہ طور مثال پیش کرتے رہیں گے۔ (برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص۱۶۶۔۱۶۷)

ولی اللّٰہی خاندان کا کوئی حریف نہیں:۔ برصغیر کی سرزمین علم وادراک اور فضل وتحقیق کے اعتبار سے ہمیشہ سرسبز وشاداب رہی ہے۔ اس کی زرخیز مٹی سے بے شمار اہل قلم اور اصحاب تصنیف پیدا ہوئے جنہوں ے ہر حال اور ہر دور میں علم کی شمع روشن رکھی اور درس وتدریس میں زندگی بسر کی۔ ان کی علمی کاوشوں اور تصنیفی سرگرمیوں کی تفصیلات تذکرہ ورجال کی کتابوں میں مرقوم ہیں۔ کئی ایسے خاندان عالم وجود میں آئے جن کے اسلاف واخلاف کی بے پناہ مساعی اور شب وروز کی تگ ودو سے نہ صرف برصغیر کے لوگوں نے استفادہ کیا بلکہ پوری علمی دنیا میں ان کی شہرت پھیلی اور تمام عالم اسلام ان سے فیض یاب ہوا۔ ان جلیل القدر خاندانوں میں ایک خاندان حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کا ہے۔ اس خاندان کے لائق احترام ارکان نے بارہویں اور تیرھویں صدی ہجری (اٹھارویں اور انیسویں صدی عیسوی) میں جو علمی اور عملی کارنامے سرانجام دیے اس میں کوئی ان کی حریف نہیں۔ (برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص ۱۷۱)

ہم اہلحدیث سے غلط فہمیوں کا ازالہ:۔ جس کسی شخص کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ حنفی مسلک سے تعلق رکھتا ہے تو کسی طرف سے اس پر کسی قسم کے تعجب کا اظہار نہیں کیا جاتا اسی طرح جب کسی کو مالکی، شافعی یا حنبلی کہہ کر پکارا جاتا ہے تو اسے بھی کوئی حیرت واستعجاب کی بات نہیں سمجھا جاتا، صرف یہ کہہ کر خاموشی اختیار کر لی جاتی ہے کہ یہ حضرات فقہی اعتبار سے ایک خاص نقطہ نظر کے حامل اور ایک خاص مکتب فکر کے پیرو ہیں اور مسائل کے استنباط واستدلال میں دینی لحاظ سے ایک متعین فرقے سے انکا تعلق ہے۔ لیکن اس کے برعکس دیکھا گیا ہے کہ کسی شخص کے متعلق جب یہ پتا چلا کہ یہ اہل حدیث ہے تو اکثر لوگوں کے قلب وذہن کی کیفیت بالکل بدل گئی دماغ میں عصبیت وعناد کی ایک غیر معمولی لہر اٹھنے لگی اور نظر وبصر کے دائروں میں آتش غضب بھڑک اٹھی۔

الزامات کی بوچھاڑ:۔ یہ حالت صرف عوام ہی کو نہیں ہے بڑے بڑے اصحاب دعوت وارشاد اور ارباب علم مسند کو دیکھا گیا ہے کہ ادھر اہل حدیث کا لفظ ان کے کان میں پڑا، ادھر قلم، حرکت میں آ گیا، زبان کی رفتار تیز ہوگئی اور الزامات وتنقیدات کی بوچھاڑ ہونے لگی، جو منہ میں آیا کہہ ڈالا اور جو دل میں آیا اگل دیا، کیا بات غلط ہے اور کیا صحیح ہے یہ سوچنے کی کوئی ضرورت نہیں، بس قلم ہے کہ سطح قرطاس پر بے محابا دوڑ رہا ہے اور زبان ہے کہ حق وباطل کے درمیاں خط امتیاز کھینچے بغیر تیزی کے ساتھ چل رہی ہے۔

ائمہ اور اولیاء کرام کی گستاخی کا الزام:۔ کبھی اہل حدیث کہلانے والوں کو ظاہریت کی طرف منسوب کیا گیا کبھی یہ فرمایا گیا کہ یہ

لوگ صرف الفاظ وحروف کی سرحدوں میں بند ہیں ذوق ومعنی کی وسعتوں سے انہیں کوئی تعلق نہیں۔کبھی ائمہ اربعہ کے نافرمان کہہ کر دل کو تسلی دی گئی کبھی اولیاء کرام اور بزرگان دین کے منکر کا طعنہ دے کر جی کی بھڑاس نکالی گئی۔کبھی نعوذ باللہ گستاخ رسول ﷺ کا الزام عائد کیا گیا۔

حالاں کہ یہ حقیقت ہے کہ اہلحدیث ائمہ اربعہ کی جلالت قدر کا دل کی گہرائیوں سے اعتراف کرتے ہیں مختلف مسائل میں انکی علمی وفقہی کاوش کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اپنی تحریروں میں جا بجا ان کے حوالے دیتے اور ان سے استفادہ کرتے ہیں لیکن ان میں سے کسی کے مقلد نہیں ہیں پیش آئند مسائل میں آخری فیصلہ اللہ اور رسول ﷺ کا ہی مانتے ہیں۔

اولیائے کرام ہمارے محسنین:۔ بزرگان دین اور اولیائے کرام کی پاکیزہ زندگی ان کے بلند ترین کردار ان کے طریق تفہیم اور نہج تبلیغ کو بھی اہل حدیث انتہائی لائق تکریم گردانتے ہیں اور ان کی دینی خدمات کو بہ درجہ غایت اہمیت دیتے ہیں اپنی تصنیفات میں ان کا تذکرہ کرتے اور اپنے مواعظ میں لوگوں کو یہ تلقین کرتے ہیں کہ ان کی تقویٰ شعاری، خشیت الٰہی اور جذبہ اطاعت رسول ﷺ کو اپنی زندگیوں میں جذب کیا جائے۔(برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص۱۹۰)

ائمہ اور اولیاء کا گستاخ بدنصیب:۔ بدنصیب ہیں وہ لوگ جو ائمہ اربعہ اور ائمہ حدیث وفقہ کو نشانہ طعن بناتے اور ان کی مساعی جمیلہ کو ہدف اعتراض ٹھہراتے ہیں، محروم القسمت ہے وہ گروہ جو اولیاء اللہ کا احترام نہیں کرتا اور ان کی بے لوث خدمات کو قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھا، اہل حدیث نے اس قسم کی حرکت کبھی نہیں کی ہے اور نہ کر سکتے ہیں، یاد رہے کہ حدیث پر عمل کرنے والا کوئی شخص ہرگز کسی بزرگ یا امام کی تنقیص نہیں کرسکتا۔(برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص۱۹۰)

گستاخی رسول ﷺ کا بے جان گھٹیا الزام:۔ اہل حدیث پر ایک نہایت بے جان اور گھٹیا الزام نبی ﷺ کے ساتھ گستاخی کا عائد کیا جاتا ہے۔آنحضرت ﷺ کی ذات مکرم ہی تو ہے جسے اہل حدیث کے نزدیک مرکز محبت اور منبع الفت کی حیثیت حاصل ہے اور جس کی ہر ادا، ہر قول اور ہر عمل کی اطاعت ان کا اولیں فریضہ ہے جس مقدس ہستی کے کردار اور وگفتار کے ہر گوشے اور شوشے کی فرماں برداری ان کا لازمہ حیات ہے۔(برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص۱۹۰۔۱۹۱)

(۱) تدوین فقہ میں امام اعظم کی خدمات:۔ تدوین فقہ کے سلسلے میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا نام نامی سرفہرست نظر آتا ہے وہ پہلے جلیل القدر بزرگ ہیں جو اقتدار بنوامیہ کے خاتمے کے بعد اپنے تلامذہ کی ایک جماعت کے ساتھ اس میدان میں اترے، حضرت امام کی ولادت ۸۰ ہجری میں ہوئی اور ۱۵۰ ہجری میں وہ اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کو تشریف لے گئے۔

طریق استنباط:۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مسائل دینی میں طریق استنباط یہ تھا کہ پہلے جواب مسئلہ کتاب اللہ سے تلاش کرتے ہیں، وہ جواب کتاب اللہ کی عبارۃ النص سے ہو، دلالتہ النص سے ہو، اشارہ النص ہو یا اقتضاء النص سے، اگر اس میں کامیاب ہوجاتے تو اسی کا تعین کرتے، اگر اس کا کتاب اللہ سے سراغ نہ ملتا یا کتاب اللہ کی روشنی میں بات کا فیصلہ نہ ہوسکتا تو سنت مشہورہ کی کتاب کی طرف رجوع فرماتے۔اگر سنت مشہورہ کے ذریعے سے کسی نتیجے پر نہ پہنچ پاتے تو اہل فتویٰ صحابہ اور تابعین کے اقوال اور قضایا میں اس کی تلاش شروع کرتے۔پھر اجماع کی طرف آتے اور اہل عراق صحابہ اور اہل عراق تابعین کے مسلک و مذہب کو محل فکر ٹھہراتے، اگر یہاں سے بھی جواب نہ ملتا تو قیاس اور استحسان سے مسئلے کا حل ڈھونڈتے۔(برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص۲۲۳)

امام ابوحنیفہ کے شاگردوں میں چار شاگردوں نے بڑی شہرت پائی اور وہ عمود فقہ حنفی کہلائے، وہ ہیں امام زفر، امام ابو یوسف، امام محمد اور امام حسن بن زیاد رحمہم اللہ، ان کیوجہ سے فقہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور انکے مسلک کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔

(۲) فقہ اسلامی کے دوسرے مضبوط ستون:۔ فقہ اسلامی کے دوسرے مضبوط ترین ستون امام مالک بن انس بن مالک بن ابو عامر ہیں امام مالک مدینہ منورہ میں تشریف رکھتے تھے ان کے پردادا حضرت ابو عامر رضی اللہ نبی ﷺ کے صحابی تھے، جنھوں نے غزوہ بدر کے

سوا تمام غزوات نبوی میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کی تھی۔

امام مالک نہایت مؤثر شخصیت کے مالک تھے، حدیث وفقہ میں بلند مرتبہ رکھتے تھے، ان کی کتاب ''موطا'' نے اہل علم میں بے حد شہرت پائی اور ہر حلقے میں متداول ومقبول ہوئی اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ اس دور کے بارہ سو اہل علم نے ان سے ''مؤطا'' پڑھا۔

استنباط:۔ امام مالک رحمہ اللہ کم وبیش پچاس برس مسجد نبوی ﷺ میں مسند درس وافتاء پر رونق افروز رہے اور بے شمار حضرات نے ان سے استفادہ کیا امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک تعامل اہل مدینہ مستقل حجت کی حیثیت رکھتا ہے، استنباط مسائل میں فقہ مالکی کے ذرائع مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) قرآن مجید۔ (۲) احادیث رسول اکرم ﷺ۔ (۳) تعامل اہل مدینہ۔ (۴) قیاس۔ (۵) استصلاح۔

امام مالک کی ولادت ۹۳ ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی اور وہیں ۱۷۹ ہجری میں وفات پائی، ان کے تلامذہ کا حلقہ بہت وسیع تھا، جنہوں نے امام کے فقہی اور شرعی نقطہ نظر کی بے حد اشاعت کی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

علم حدیث میں رسوخ:۔ امام مالک رحمہ اللہ بہت بڑے محدث اور فقیہ تھے، ان کا دل عظمت حدیث سے معمور تھا، اس کا اندازہ علامہ زرقانی کی اس عبارت سے ہوتا ہے جو انہوں نے مقدمہ شرح مؤطا میں حضرت امام کے حالات میں بیان کرتے ہوئے تحریر فرمائی ہے۔

اخذ عن تسعمائة شيخ فاكثر واما افتٰى حتى شهدله سبعون اماما انه اهل لذالك و كتب بيده مائة الف حديث وجلس للدرس وهوابن سبعة عشر عاما وصارت حلقته اكبر من حلقة مشائخه في حياتهم ، وكان الناس يزدحمون على بابه لاخذالحديث والفقه كازدحامهم على باب السلطان، وله حاجب ياذن اولاللخاصة ، فاذا فرغوا اذن للعامة واذا جلس للفقه جلس كيف كان ، واذا اراد الجلوس للحديث اغتسل وتطيب ولبس ثيابا جددا و تعمم وقعد على منصته بخشوع و خضوع ووقار ويبخر المجلس بالعود من اوله الى فراغه تعظيما للحديث حتى بلغ من تعظيمه له انه لدغته عقرب وهو يحدث ستة عشر مرة فصاريصفر يتلوى حتى تم المجلس ولم يقطع كلامه۔ (مقدمہ زرقانی شرح موطا ص:۳)

امام مالک رحمہ اللہ نے نو سو اساتذہ سے علم حاصل کیا اور اس وقت تک فتویٰ نہیں دیا جب تک ستر ائمہ کرام نے فتوے کیلئے ان کی صلاحیت کی شہادت نہیں دی۔ اپنے ہاتھ سے انہوں نے ایک لاکھ حدیثیں لکھیں، وہ سترہ برس کی عمر میں مسند درس پر بیٹھ گئے تھے اور ان کا حلقہ درس ان کے اساتذہ کی زندگی ہی میں ان کے حلقہ ہائے درس سے بڑھ گیا تھا حدیث وفقہ کا علم حاصل کرنے کیلئے ان کے دروازے پر لوگوں کا اس قدر ہجوم ہوجاتا تھا، جیسا کہ بادشاہ کے دروازے پر ہوجاتا ہے، انہوں نے ایک دربان مقرر کر رکھا تھا جو پہلے ان خاص لوگوں کو انکے حلقہ درس میں جانے کی اجازت دیتا تھا جو باقاعدگی کے ساتھ ان سے سماع علم کرتے تھے، جب وہ فارغ ہوجاتے تو ان عام لوگوں کو آنے کی اجازت دی جاتی تھی جو مسائل وغیرہ دریافت کرنے کیلئے آتے تھے۔ (برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص ۲۲۴۔۲۲۶)

احادیث مبارکہ کا ادب واحترام:۔ حضرت امام رحمہ اللہ جب فقہ پڑھانے بیٹھتے تو زیادہ اہتمام نہیں کرتے تھے، بس آتے اور مسند پر بیٹھ جاتے لیکن جب حدیث پڑھانے کا ارادہ فرماتے تو بے حد اہتمام کرتے، غسل فرماتے، خوشبو لگاتے، نیا لباس زیب تن فرماتے، عمامہ باندھتے اور خشوع وخضوع کے ساتھ یکسو ہوکر بیٹھتے، درس حدیث کے دوران شروع سے آخر تک مجلس میں خوشبودار چیزیں جلتی رہتیں، اس تمام اہتمام کی تہہ میں حدیث کی تعظیم وتکریم کا مقصد پنہاں تھا، تعظیم حدیث کا جذبہ ان کے دل میں یہاں تک بڑھا ہوا تھا کہ ایک دن حدیث پڑھا رہے تھے کہ ان کی قمیص میں بچھو داخل ہوگیا اور اس نے ان کے جسم پر سولہ دفعہ ڈنگ مارا، تکلیف سے ان کی حالت متغیر ہوہوجاتی اور چہرے کا رنگ بدل بدل جاتا، لیکن وہ مجلس کے اختتام تک بہ دستور حدیث کا درس دیتے رہے، یہ تھا حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے درس حدیث کا طریقہ اور یہ تھی ان کے دل میں ارشادات پیغمبر ﷺ کی تعظیم وتکریم۔ (برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص ۲۲۶)

احادیث کی علمی خدمات:۔ ان کی کتاب ''مؤطا'' کو اللہ تعالیٰ نے اہل علم میں بے حد پذیرائی بخشی اور اس کی متعدد شرحیں لکھی گئیں

اور علمائے کرام نے ہر شرح کا نہایت ذوق وشوق اور اخلاص وتوجہ سے مطالعہ کیا۔خود امام مالک رحمہ اللہ سے ''موَطا'' بارہ سو اصحاب علم نے پڑھا،اس کے بعد آج تک اس کی تعلیم وتدریس کا سلسلہ جاری ہے اور اب تک لاکھوں اصحاب علم اسے پڑھا چکے اور پڑھ چکے ہیں۔

نواب صدیق حسن کا فرمان:۔حضرت سید نواب صدیق حسن رحمہ اللہ نے اپنی فارسی کتاب ''اتحاف النبلا''میں موَطا کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس کا یہاں اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے وہ فرماتے ہیں:''موَطا امام مالک قدیم بابرکت وباسعادت کتاب ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ائمہ اربعہ کی تصانیف میں سے حدیث کے موضوع پر اس وقت صرف یہی کتاب دستیاب ہے اس کے علاوہ کسی امام کی کوئی کتاب موجود نہیں ہے دوسرے ائمہ کی جو مسانید دنیائے علم میں مشہور ہیں وہ خود ان کی تصنیف کردہ نہیں ہیں بلکہ ان کے بعد دوسرے لوگوں نے ان کی مرویات جمع کی ہیں اور ان کی مسند کے نام سے موسوم کردی گئی ہیں۔

اس سے آگے نواب صاحب رقم فرماتے ہیں:''حلیہ میں ابونعیم،امام مالک سے روایت بیان کرتے ہیں کہ عباسی خلیفہ ہارون الرشید نے مجھ سے مشورہ کیا کہ میں موَطا کو کعبۃ اللہ میں آویزاں کردیتا ہوں اور لوگوں کو حکم دیتا ہوں کہ اس کے مطابق عمل کریں،لیکن میں نے ایسا کرنے سے روک دیا،اس لیے کہ یہ کتاب تعامل اہل مدینہ کے مطابق تصنیف کی گئی ہے اور نبی ﷺ کے صحابہ بعض مسائل کی تعبیر میں مختلف آراء رکھتے ہیں اور متعدد شہروں اور علاقوں میں پھیل گئے ہیں اور سب کا نقطہ نظر صحیح ہے،ہارون الرشید نے میری یہ بات سن کر کہا:اے ابوعبداللہ!اللہ آپ کا حامی وناصر ہو۔

اس سے آگے نواب صاحب طبقات ابن سعد کے حوالے سے امام مالک کی یہ روایت بیان کرتے ہیں:

''عباسی خلیفہ منصور نے حج کے موقع پر ان سے کہا کہ میں چاہتا ہوں آپ کی کتاب موَطا کا ایک ایک نسخہ اپنی قلمرو کے ہر شہر کے مسلمانوں کو بھجوادوں اور انہیں حکم دوں کہ اسکے مندرجات کے مطابق عمل کریں اور اس سے سرموتجاوز نہ کریں،جو کچھ اس میں مرقوم ہے،اس کے پابند رہیں،لیکن میں نے کہا:امیر المؤمنین!لوگوں کو یہ حکم دیجئے اس لیے کہ لوگوں کو پہلے سے احادیث پہنچ گئی ہیں اور ہر جگہ کے لوگ ان کے مطابق عمل کررہے ہیں اور وہ صحیح سمت اختیار کئے ہوئے ہیں ان کو ان کے حال پر چھوڑ دینا چاہیے۔(اتحاف النبلاص۱۶۴،۱۶۵)

یہ ہے نہایت مختصر الفاظ میں موَطا امام مالک کی اہمیت وفوقیت،اور یہ ہے خود امام مالک کا مقام ومرتبہ،رحمہ اللہ۔

(۳)عظیم المرتبت شخصیت:۔فقہ اسلامی کے تیسرے عظیم المرتبت امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس بن عثمان بن شافع الشافعی المطلبی ہیں،امام شافعی رحمہ اللہ کی ولادت ۱۵۰ہجری میں صوبہ عسقلان کے ایک مقام غزہ میں ہوئی،انہوں نے امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ کے شاگرد امام محمد بن حسن شیبانی سے حصول علم کیا۔

امام شافعی رحمہ اللہ کی بہت بڑی خصوصیت یہ تھی کہ وہ تین مسالک فقہی کے جامع تھے۔مسلک محدثین اور مسلک اہل حجاز کے امام مالک رحمہ اللہ کے واسطے سے اور مسلک اہل عراق کے امام محمد رحمہ اللہ کی وساطت سے،اس طرح وہ تینوں مسالک پر عبور رکھتے تھے،یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ایک ایسی فقہ مدون فرمائی جس میں محدثین،اہل حجاز اور اہل عراق تینوں کا اسلوب فکر کارفرما تھا۔

جو فقہ انہوں نے عراق میں مرتب کی،اس میں عراقی رنگ،غالب ہے اسے ان کا مذہب قدیم کہا جاتا ہے،پھر مصر تشریف لے جانے کے بعد جو فقہ مصر میں ترتیب دی،اس میں حجازی رنگ نمایاں ہے اسے ان کے مذہب جدید سے تعبیر کیا جاتا ہے،امام شافعی رحمہ اللہ کی مدونہ فقہ کو''فقہ شافعی''کے نام سے موسوم کیا گیا۔

وسعت علم:۔حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے''توالی التاسيس بمعالی الامام محمد بن ادريس"کے نام سے امام شافعی رحمہ اللہ کے حالات میں ایک کتاب تصنیف کی ہے اس میں وہ حضرت امام رحمہ اللہ کی وسعت علم اور فہم وفراست کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم فرماتے ہیں۔

''فكان الشافعي رجلا قرشي العقل والفهم والذهن، صافي العقل والفهم والدماغ سريع الا صابة''

امام شافعی رحمہ اللہ قرشی بے حد عاقل وفہیم تھے،ان کا ذہن ودماغ نہایت صاف تھا،بات کی تہہ کو بہت جلد پہنچ جاتے تھے۔

اسی کتاب میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان کے شیوخ کا ذکر کیا ہے اور الگ الگ ان کے نام تحریر کیے ہیں۔ پھر لکھا ہے۔

فهو لاء شيوخه الذين نقل عنهم العلم والحديث والفقه والا خبار سمع منهم بمكة والمدينة واليمن والعراق و مصر كان مكثرا من الحديث "ان تمام حضرات کا شمار امام شافعی رحمہ اللہ کے اساتذہ میں ہوتا ہے ان سے انہوں نے حدیث وفقہ اور رجال کا علم، مکہ، مدینہ، یمن، عراق اور مصر میں حاصل کیا اور حدیث انہوں نے کثرت سے روایت کی۔

(۴) جلیل القدر شخصیت:۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فقہ اسلامی کے چوتھے جلیل القدر امام، ابوعبداللہ احمد بن حنبل بن ہلال ذہلی مروزی ہیں جو ۱۶۴ ہجری میں بغداد میں پیدا ہوئے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی فقہ بہت صاف اور سادہ ہے درحقیقت وہ طریق اہل حدیث کو پسند فرماتے ہیں جس میں درایت ورائے کا حصہ بہت کم ہے۔

فقہ حنفی کی تحصیل انہوں نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے کی، فقہ شافعی کے لئے براہ راست امام شافعی رحمہ اللہ کے حضور زانوئے شاگردی تہہ کیا، تکمیل حدیث کیلئے مختلف محدثین کی خدمت میں گئے، اور اس میں مہارت پیدا کی، چنانچہ علم حدیث میں ان کے عمق وانہماک کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: وكان اعظمهم شانا واوسعهم رواية واعرفهم للحديث مرتبة و اعمقهم فقها احمد بن حنبل ثم اسحاق بن راهويه۔ (حجۃ اللہ البالغہ ج ا ص ۱۵۰) محدثین میں سب سے بڑے مرتبے والے، سب سے زیادہ روایت والے، سب سے زیادہ مراتب حدیث کو پہچاننے والے اور نصوص کے معانی کو سب سے زیادہ سمجھنے والے احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ ہیں۔

اصول استدلال:۔ مسائل شرعی کے سلسلے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ علیہ کا اصول یہ تھا کہ قرآن حکیم اور صحیح السند حدیث پر عمل کی دیواریں استوار کی جائیں، درایت، تنقیح مناط اور قیاس سے الاحتی الا مکان دامن کشاں رہتے ہیں، مالکیہ کا تعامل اہل مدینہ بھی ان کے نزدیک قابل حجت نہیں، وہ مرفوع اور موقوف صحیح حدیث کو لائق عمل قرار دیتے ہیں، قیاس سے بہ درجہ مجبوری کام لیتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل نے ۷۷ سال عمر پا کر ۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ ہجری کو سفر آخرت اختیار کیا، رحمہ اللہ۔ (برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص ۲۳۰-۲۳۲)

قدیم متصوف علمائے برصغیر:۔ قدیم علمائے برصغیر میں سے شیخ مسعود فریدالدین پاک پتن، شیخ نظام الدین اولیاء شیخ حسین بن احمد بخاری جہانیاں گشت اوچ شریف، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ علی متقی، شیخ عبدالوہاب متقی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے فرزندان گرامی، مرزا مظہر جان جاناں، حضرت شاہ محمد اسحاق دہلوی، میاں سید نذیر حسین دہلوی، امرتسر کے خاندان غزنویہ کے علمائے کرام، لکھوی خاندان کے علمائے عالی قدر، روپڑی اصحاب علم، حضرت حافظ عبدالمنان وزیر آبادی، مولانا غلام رسول قلعہ میہاں سنگھ والے رحمہم اللہ وغیرہ بے شمار علمائے اہلحدیث نے علوم کی ترویج واشاعت کیلئے بڑھ چڑھ کر خدمات سرانجام دیں، رحمہم اللہ تعالیٰ۔ (برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص ۳۳۶)

نام کتاب:۔ برصغیر میں علم فقہ...... مصنف: محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ

ناشر:۔ کتاب سرائے بیت الحکمت لاہور...... اشاعتی ادارہ الحمد مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

شیخ محی الدین بہاری کا ذوق تصوف:۔ شیخ علامہ محی الدین بن عبداللہ بہاری بھی عالم گیر کے اساتذہ کی فہرست میں شامل ہیں۔ یہ عظیم المرتبت عالم اپنے زمانے کے مشہور فقہاء میں سے تھے۔ بہار کے نواح میں پیدا ہوئے اور نو سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا پھر اپنے والد گرامی مولانا عبداللہ کے حلقہ تلامذہ میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کی اور سترہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے۔ اس کے بعد تدریس کی طرف عنان توجہ مبذول کی اور اپنے شہر ہی میں سلسلہ درس کا آغاز کیا اور ایک مدت تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ پھر دہلی تشریف لے گئے

وہاں شاہ جہاں نے اپنے لڑکے اورنگ زیب عالم گیر کا معلم مقرر کر دیا۔ عالم گیر کو متواتر بارہ سال تعلیم دی۔ پھر علامہ وجیہہ الدین علوی گجراتی کے پوتے شیخ حیدر سے منسلک ہو گئے اور ان سے تصوف وطریقت کی تعلیم حاصل کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام اطراف سے منقطع ہو کر اپنے شہر میں گوشہ نشینی کی زندگی اختیار کر لی اور زہد وعبادت میں مشغول ہو گئے انہیں ملاموہن کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ (برصغر میں علم فقہ ص ۲۶۷)

بادشاہ عالم گیر کے نقشبندی مرشد:۔ شیخ سیف الدین سرہندی رحمہ اللہ عالم گیر کے مرشد تھے، ۱۰۴۹ھ میں بمقام سرہند پیدا ہوئے اور علم وطریقت کی آغوش میں پلے بڑھے اپنے والد ماجد شیخ محمد معصوم سرہندی رحمہ اللہ کے حکم سے دہلی میں اقامت گزین ہو گئے وہاں مرجع طالبین اور مجمع سالکین بن گئے۔ دہلی ہی میں اورنگ زیب عالم گیر نے ان سے طریقت کی تعلیم حاصل کی۔ شریعت کے انتہائی پابند اور بدعت و خلاف شرع امور کے بدرجہ غایت مخالف تھے امت محمدیہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیلئے ہر آن کوشاں رہتے، اسی بنا پر ان کے والد مکرم نے انہیں ''محتسب الامۃ'' کا لقب دے رکھا تھا۔ پابندی شریعت اور اجتناب بدعت میں اس درجہ سخت تھے کہ ایک مرتبہ عالم گیر نے محل میں تشریف لانے کی دعوت دی اتباع سنت کے نقطہ نظر سے دعوت قبول فرمائی۔ محل میں داخل ہوتے وقت دیکھا کہ قلعے کی دیوار کے پتھروں پر کچھ تصویریں نقش ہیں وہیں رک گئے اور قلعے میں داخل ہونے میں توقف فرمایا۔ بادشاہ معاملے کو بھانپ گیا اور ان تصویروں کو توڑنے کا حکم دیا، چنانچہ تصویریں توڑی گئیں تو محل میں داخل ہوئے۔

سلاطین وامراء پر ان کا انتہائی رعب تھا وہ مؤدب ہو کر سامنے کھڑے رہتے اور کسی کو ان کی موجودگی میں بیٹھنے کی جرأت نہ ہوتی بہت ہی عمدہ لباس زیب تن کرتے ایک مرتبہ مریض لوگوں کے ذہن میں یہ بات ابھری جو زبان پر بھی آ گئی کہ یہ لباس فاخرہ ہے اور اس میں کبر پایا جاتا ہے اس قسم کا لباس پہننا اولیاء اللہ کے مناسب نہیں فرمایا: میرا کبر، کبریائے حق عزوجل کے ظل کے مترادف ہے۔ ان کا لنگر خانہ آنے جانے والوں کیلئے کھلا رہتا، روزانہ تقریباً ایک ہزار آدمی کھانا کھاتے اور ہر شخص کی طبعی رغبت ومنشاء کے مطابق کھانا دیا جاتا۔

۲۰ جمادی الاولی ۱۰۹۶ھ کو ۴۷ سال عمر پا کر عہد عالم گیری میں فوت ہوئے اور سرہند میں دفن کیے گئے بعض حضرات نے تاریخ وفات ''ہے ہے ستون دین افتاد'' سے نکالی ہے۔ ''تذکرہ علمائے ہند'' میں سن وفات ۱۰۹۸ھ مرقوم ہے۔ ''درسال ہزار ونو دوہشت ہجری وفات یافتہ'' (صفحہ ۸۴) (برصغیر میں علم فقہ ص ۲۶۹۔۲۷۰)

شیخ محمد معصوم رحمہ اللہ کا ذوق تصوف:۔ شیخ سیف الدین سرہندی رحمہ اللہ کا ذکر آیا ہے تو ان کے والد مکرم شیخ محمد معصوم سرہندی کا تذکرہ بھی ضروری ہے۔

شیخ محمد معصوم عمری سرہندی ۱۱ شوال ۱۰۰۷ھ یا ۱۰۰۹ھ کو سرہند میں پیدا ہوئے عادات واطوار، صورت وسیرت، تقویٰ وطہارت اور تصوف وسلوک میں بالکل اپنے والد گرامی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد بن عبدالاحد سرہندی رحمہ اللہ کے مشابہ تھے۔ بعض کتب درسیہ اپنے برادر کبیر شیخ محمد صادق سے اور زیادہ تر اپنے والد محترم اور شیخ محمد طاہر لاہوری سے پڑھیں (جو ان کے دادا شیخ عبدالاحد بن زین العابدین سرہندی اور ان کے بعد مجدد الف ثانی کی رفاقت وصحبت سے فیض یاب ہوئے تھے اور لاہور کے مشہور فاضل تھے۔ تاریخ وفات ۲۰ محرم ۱۰۴۰ھ ہے) علم طریقت وسلوک اپنے باپ سے حاصل کیا۔ قرآن مجید صرف تین مہینے میں حفظ کر لیا تھا۔ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے کو ورع وتقویٰ کے مقامات عالیہ پر پہنچنے کی بشارت دی تھی جو پوری ہوئی والد کی وفات کے بعد مسند سلوک وارشاد پر فائز ہوئے۔ حرمین شریفین کا بھی سفر کیا اور حج وزیارت سے بہرہ ور ہوئے۔ عرصے تک مدینہ منورہ میں قیام فرما رہے وطن واپس آئے تو تمام عمر درس وتدریس اور افادہ عام میں صرف کر دی۔ زیادہ تر تفسیر بیضاوی، مشکوۃ ہدایہ، عضدی اور تلویح کی تدریس فرماتے تھے۔

نو لاکھ مریدین اور سات ہزار خلفاء:۔ دنیائے اسلام کے مختلف حصوں میں جن لوگوں نے ان سے شرف بیعت حاصل کیا ان کی مجموعی تعداد نو لاکھ کے قریب ہے اور ان کے خلفاء کی تعداد سات ہزار بتائی جاتی ہے اپنے والد (مجدد الف ثانی) کی طرح شیخ معصوم کے مکتوبات کا بھی ذخیرہ

موجود ہے۔ یہ مکتوبات تین جلدوں میں پھیلے ہوئے ہیں جن میں تصوف وطریقت کے اسرار ولطائف بیان کیے گئے ہیں ان کی وفات ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ کوسر ہند میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔(نزہتہ الخواطر، جلد: ۵، صفحہ: ۴۰۷، ۴۰۸ بحوالہ برصغیر میں علم فقہ ص ۲۷۰-۲۷۱)

مولانا محمد جمیل رحمہ اللہ کا ذوق تصوف:۔ مولانا محمد جمیل بہت بڑے عالم تھے اور درس وتدریس ان کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔ جون پور کے محلہ مفتی میں ایک وسیع اور پختہ خانقاہ اور ایک مدرسہ تعمیر کرایا تھا، اس میں خود درس دیتے اور لوگوں کی اصلاح باطن فرماتے۔

مولانا محمد جمیل رحمہ اللہ جہاں ایک رفیع القدر عالم دین تھے وہاں بہت بڑے صوفی بھی تھے اور لوگوں کے قلب وباطن کی اصلاح کرتے تھے، دیوان عبدالرشید سے باقاعدہ بیعت تھے۔ علاوہ فضائل صوری، صاحب کمالات باطنی ہم بود و بیعت وارادت از دیوان عبدالرشید آورد (برصغیر میں علم فقہ ص ۳۰۰)

مفتی وجیہہ الدین رحمہ اللہ کی تصوف سے وابستگی:۔ مفتی وجیہہ الدین، تصنیفی میدان میں بھی خاص شہرت کے حامل ہیں، ان کی تصانیف میں سے حصن حصین کی شرح، خیالی اور مطول اور تعلیقات اور تصوف سے متعلق رسائل، حلقہ علما میں مشہور ہیں، (نزہتہ الخواطر، ج ۵ ص ۴۳۰، ۴۳۱) کہتے ہیں کہ ان کو علم معانی و بیان سے خصوصیت سے دلچسپی اور ذہنی لگاؤ تھا۔ خصوصاً در علم معانی و بیان عدیم المثال عصر بود۔ (معارف اعظم گڑھ دسمبر ۱۹۴۶ء بحوالہ فرحتہ الناظرین، ص ۸۵)

سید محمد قنوجی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔ سید محمد قنوجی رحمہ اللہ کے تلامذہ کا بھی ایک حلقہ تھا، جن میں مشہور عالم شیخ علی اصغر قنوجی شامل ہیں، ان کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک منتہی ہوتا ہے، نہایت نیک، متقی اور پرہیزگار تھے طریقت وتصوف میں شیخ پیر محمد بن اولیاء چشتی لکھنوی رحمہ اللہ سے منسلک تھے، تعلیم سے فراغت کے بعد واپس قنوج تشریف لے آئے تھے اور امور دنیا سے الگ ہوکر سلسلہ تدریس شروع کر دیا تھا، تفسیر حدیث، فقہ اور تصوف وسلوک وغیرہ علوم سے متعلق کئی کتابوں کے مصنف ہیں، ۱۰۵۱ھ میں قنوج میں پیدا ہوئے اور ۸۹ سال عمر پا کر ۱۵ شعبان ۱۱۴۰ھ کو وفات پائی، پورے ساٹھ سال مسند تدریس بچھائے رکھی اور بے شمار لوگوں نے ان سے علمی استفادہ کیا۔ (تذکرہ علمائے ہند، ص ۱۴۱، نزہتہ الخواطر، ج ۶ ص ۱۸۷ بحوالہ برصغیر میں علم فقہ ص ۳۱۲)

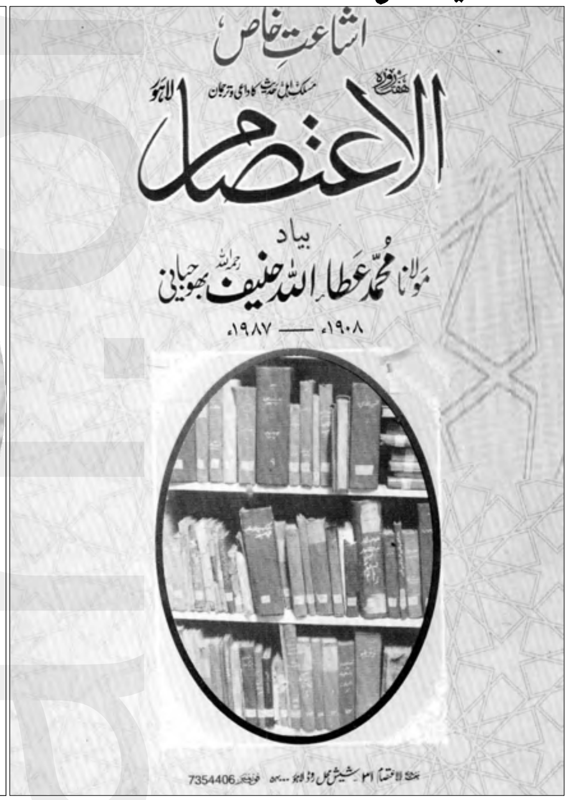
قاضی عبدالصمد جون پوری کا ذوق تصوف:۔ فتاویٰ عالم گیری کے مصنفین کی فہرست میں قاضی عبدالصمد جون پوری رحمہ اللہ بھی شامل تھے۔ قاضی موصوف نہایت فاضل آدمی تھے اور فقہ واصول کے چوٹی کے علماء میں سے تھے، ہندوستان کے معروف عالم علامہ محمد رشید بن مصطفیٰ عثمانی جون پوری رحمہ اللہ کے بھتیجے اور شاگرد تھے، ایک عرصے تک ان سے وابستہ رہے یہاں تک کہ تمام علوم وفنون میں سب سے فوقیت لے گئے۔ (برصغیر میں علم فقہ ص ۳۱۶)

دیگر علوم کے علاوہ تصوف وطریقت سے بھی وابستگی رکھتے تھے، خرقہ طریقت دور طفولیت ہی میں اپنے والد محترم سے زیب تن کیا، لیکن یہ عجیب بات ہے کہ تصوف وسلوک اور اذکار واشغال سے شدید اشتغال کے باوصف علوم سے سلسلہ تعلق منقطع نہیں کیا۔ طویل مدت تک درس و افادہ میں منہمک رہے بعد ازاں مطالعہ کتب حقائق میں مشغول ہوگئے، اور شیخ محی الدین ابن العربی کی تصنیفات کو خصوصیت سے مرکز توجہ ٹھہرایا۔ (برصغیر میں علم فقہ ص ۳۱۷)

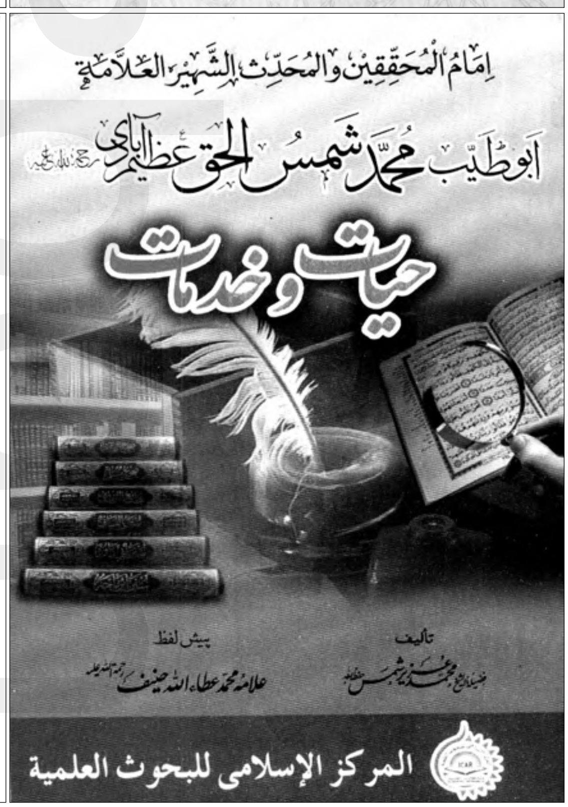
مولانا ابوالواعظ ہرگامی رحمہ اللہ:۔ علامہ ابوالواعظ بن صدر الدین بن محمد اسماعیل بن قاضی عماد الدین احمد عمری بدایونی ہرگامی نہایت فاضل آدمی تھے اور اپنے دور کے مشہور علماء میں سے تھے، موضع ہرگام میں پیدا ہوئے اور وہیں پلے بڑھے، تمام عمر تعلیم و تدریس اور تشنگان علوم کو فائدہ پہنچانے میں صرف کر دی۔ مآثر الکرام کے بیان کے مطابق ان کے شاگردوں میں شیخ مربی بن عبدالنبی بلگرامی کا اسم گرامی شامل ہے۔

تذکرۃ الانساب میں مرقوم ہے کہ عالم گیر بادشاہ نے بھی ان سے تعلیم حاصل کی۔ (برصغیر میں علم فقہ ص ۳۱۸)

شیخ محب اللہ رحمہ اللہ کی بیعت چشتیہ:۔ مشہور عالم شیخ محبّ اللہ الہٰ آبادی، مولانا ابوالواعظ کے چچازاد تھے، آمدنامہ کی روایت کے







المرکز الاسلامی للبحوث العلمیہ ۲۰۰۸ء، ۱۴۲۹ھ

بی۔۱۳۲، بلاک۔۱، یونیورسٹی روڈ، گلستان جوہر، کراچی، پاکستان

نام کتاب	امام المحققین والمحدث الشہیر علامہ ابوطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ حیات اور خدمات
صفحات	۱۶۰
طبع اول	۱۹۸۴ء
طبع دوم	۲۰۰۸ء
مسودہ کمپیوٹر ٹائپنگ	سہیل الدین انصاری
کمپیوٹر ایڈیٹنگ	عبدالرقیب حقانی
پروف ریڈنگ	احفاد علامہ شمس الحق عظیم آبادی
تعداد	ایک ہزار
مطبع	نجم پرنٹنگ پریس، کراچی
قیمت	(۱۷۰) ایک سو ستر روپے

Islamic Center for Academic Research (ICAR)

B-132, Block-1, Gulistan-e-Jauhar, University Road, Karachi, Pakistan

Telephone (92-21) 801-0304,

E-mail: icar.edu@gmail.com

مطابق، مولانا ابوالواعظ، فتاویٰ عالم گیر کے مصنفین میں شامل تھے۔ ان کے چچازاد بھائی مولانا محبّ اللہ الہ آبادی بہت بڑے عالم اور کبار مشائخ چشتیہ میں سے تھے۔ سوموار کے روز ۲ صفر ۹۹۶ھ کو علاقہ خیرآباد کے ایک گاؤں صدر پور میں پیدا ہوئے اور حصول علم میں مصروف ہو گئے ، پھر لاہور آ گئے ، وہاں مفتی عبدالسلام لاہوری سے پڑھنا شروع کیا۔

بحرزخار کی روایت ہے کہ شیخ محبّ اللہ طلب رزق کے سلسلے میں الہ آباد سے دہلی آئے اور سابق تعلقات کی بنا پر نواب سعد اللہ خاں سے ملے اور اس کی وساطت سے منصب نظامت پر متعین ہوئے لیکن بعد ازاں ان کی کیفیات قلبی اس طرح بدلیں اور طبیعت نے ایسا رخ اختیار کیا کہ تمام علائق دنیا سے منقطع ہو کر اللہ سے تعلق جوڑ لیا اور عبادت و زہد کو زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنا لیا، عازم گنگوہ ہوئے اور طریقہ چشتیہ کے مطابق شیخ ابوسعید بن نور حنفی گنگوہی رحمہ اللہ سے منسلک ہو گئے اور طویل عرصے تک وہاں رہے، مرتبہ مشیخیت کو پہنچے اور اپنے گاؤں صدر پور واپس آ گئے کچھ مدت وہاں اقامت پذیر رہنے کے بعد الہ آباد چلے گئے اور وہاں دریائے جمنا کے کنارے کٹیا بنا کر بیٹھ گئے اور فقر و فاقہ کی زندگی اختیار کر لی۔ (برصغیر میں علم فقہ ص ۳۱۹)

قاضی نجم الدین علی خاں کاکوروی کا ذوق تصوف:۔ قاضی نجم الدین کے ایک اور استاذ علامہ غلام یحییٰ بن نجم الدین باڑھوی بہاری تھے، جو منطق و حکمت کے ماہر علماء میں سے تھے، بستی باڑہ میں پیدا ہوئے جو صوبہ بہار میں شامل تھی، پھر حصول علم کیلئے عام سندیلہ ہوئے اور وہاں کے مدرسہ منصورہ میں مولانا باب اللہ جون پوری سے کتب درسیہ پڑھیں، شیخ بدر عالم سادامو ی سے علم طریقت حاصل کیا۔ (برصغیر میں علم فقہ ص ۳۵۵)

علامہ غلام یحییٰ کی بیعت نقشبندیہ:۔ علامہ غلام یحییٰ نے خاصی مدت تک لکھنؤ میں مسند درس بچھائے رکھی اور لوگوں کی بڑی علمی خدمت کی، پھر دہلی میں شریف لے گئے اور شیخ مظہر جان جاناں رحمہ اللہ سے طریقہ نقشبندیہ اخذ کیا اور پانچ سال ان سے وابستہ رہے پھر لکھنو چلے گئے اور شیخ محمود قلندر کی مسجد کے قرب میں خانقاہ شیخ پیر محمد لکھنوی رحمہ اللہ میں قیام پذیر ہوئے۔ (برصغر میں علم فقہ ص ۳۵۶)

نام کتاب:۔ اشاعت خاص ہفت روزہ الاعتصام لاہور مسلک اہل حدیث کا داعی و ترجمان

بیاد:۔ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ (۱۹۰۸ء۔۱۹۸۷)

ناشر:۔ ہفت روزہ الاعتصام ۳۱۔ شیش محل روڈ لاہور

(حافظ احمد شاکر صاحب لاہور سے عنوان ''میرے والد، استاذ، مربی اور مرشد'' کے تحت لکھتے ہیں از مرتب اثری)

ولی اللّٰہی خاندان کا فیض:۔ مسلمانان ہند کو قرآن کے معانی سے آشنا اور حدیث رسول اللہ ﷺ سے متعارف کرانے کا سہرا بلاشبہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے سر ہے۔ اور ولی اللّٰہی خاندان کے ہی فیض سے عالم حدیث کا نور ہم تک پہنچا اور اس نور سے ہم بہرہ ور ہوئے۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۲۱)

مولانا فیض اللہ کی بیعت توبہ:۔ مولانا فیض اللہ اور میاں صدر الدین نے امرتسر جا کر حضرت امام عبدالجبار غزنوی بن حضرت عبداللہ رحمہم اللہ کے دست حق پرست پر توبہ و ہدایت کی بیعت کر لی اور یہی میاں صدر الدین احقر کے جد امجد تھے۔ علمائے غزنویہ رحمہم اللہ اپنے عقیدت مندوں سے بدعات اور کبائر سے اجتناب اور حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی پر بیعت لیا کرتے تھے نیز اپنے نیاز مندوں کو ذکر اذکار کی باقاعدگی اور عبادت میں توجہ و انہماک کی ہدایت کیا کرتے تھے۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۲۲)

مخدومنا و مرشدنا حضرت غزنوی رحمہ اللہ:۔ حافظ محمد شریف صاحب رحمہ اللہ معانی کے زیر و بم لئے ہوئے سادہ و پرسوز نماز تراویح، پھر

رات بھر لاہور کے چند قراء کے دو رکعتیں پڑھنا اور آخر میں مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا محمد غزنوی رحمہ اللہ کی نماز وتر اور آنسوؤں کی جھڑی میں قنوت وتر اب تک حافظہ میں تازہ ہے۔(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۵۲)

عقیدت مندوں کو شرفِ زیارت:۔ موضع بھوجیاں میں علمائے کرام اور بزرگان دین کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا چونکہ مولانا فیض محمد رحمہ اللہ غزنوی خاندان کے بزرگوں اور مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ حضرت الامام عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ اور مولانا عبدالرحیم غزنوی رحمہ اللہ کے فیض یافتہ ان سے شرف تلمذ رکھتے تھے جو نہایت خدا رسیدہ بزرگ تھے۔اس لئے یہ حضرات اکثر موضع بھوجیاں تشریف لاتے اور عقیدت مندوں کو شرف زیارت سے مستفیض فرماتے۔مولانا فیض محمد رحمہ اللہ کی ایک صاحبزادی بھی مولانا عبدالرحیم غزنوی کے صاحبزادہ مولانا محمد زکریا غزنوی مرحوم سے بیاہی گئیں۔اس طرح یہ تعلق مزید استوار ہوا علمائے لکھوکی مولانا خدا بخش،محمد مندراں والے (جو حافظ عبداللہ شیخوپوری کے دادا اور بہت بڑے واعظ تھے) کے علاوہ صوفی ولی محمد رحمہ اللہ فتوحی والے جیسی پاکباز ہستیاں تشریف لاتی رہیں اس موقع پر سارا گاؤں اور قریبی دیہات سے بھی لوگ ان کی زیارت کیلئے کھنچے چلے آتے اور وہ منظر دیدنی ہوتا۔

دعا کرتے ہی بارش برس جانا (کرامت):۔ میرے والد گرامی جن کی عمر اس وقت سو سال سے متجاوز ہے اس کے عینی شاہد ہیں وہ بیان کرتے ہیں اسی طرح کے ایک موقع پر ایک شخص نے امساک باراں اور قحط سالی کا ذکر کیا،اور بارش کے لئے دعاء کرنے کے لئے عرض کی تمام بزرگ،غزنوی علماء،اور مولانا فیض محمد رحمہ اللہ نے اسی وقت اس مجلس میں ہاتھ اٹھائے اور خدا سے بارش کی دعاء کی والد صاحب فرماتے ہیں کہ دیکھتے دیکھتے بادل امنڈ آئے اور موسلا دھار بارش ہوگئی اور چاروں طرف ایک ہوگیا۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۶۴)

دائرۃ الاصلاح اور ذکر الٰہی کا منبع:۔ ''مسجد فیض محمدی'' جو مولانا فیض محمد رحمہ اللہ نے اپنی نگرانی میں تعمیر کرائی اس میں پرانی مغلیہ تعمیرات کی جھلک نظر آتی تھی،یہ مسجد کیا تھی رشد و ہدایت کا منبع،دائرۃ الاصلاح اور ذکر الٰہی کا ''زاویہ'' تھی آپ کے عقیدت مند بیشتر وقت یہیں گزارتے۔قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر و فکر میں مشغول رہتے،آج بھی میری آنکھوں کے سامنے وہ منظر ہے جب وہ فرشتہ،خصلت بزرگ یعنی میاں رکن الدین میاں ولی محمد رحمہ اللہ (برادر خورد مولانا فیض محمد رحمہ اللہ) حاجی کریم بخش،حاجی شمس الدین رحمہ اللہ،خلیفہ امام الدین رحمہ اللہ،میاں نور الدین رحمہ اللہ،(مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کے خسر) اور میاں عبداللہ رحمہ اللہ کوٹیا مسجد میں بیٹھے ذکر و افکار اور تلاوت قرآن پاک میں مصروف ہوتے ان کے چاروں طرف سکون و طمانیت اور رحمت خداوندی کا ہالہ قائم ہوتا یہ لوگ موضع بھوجیاں کی آبادی میں لعل و گہر اور انمول متاع کا درجہ رکھتے تھے۔

یارب وہ ہستیاں کس دیس بستیاں ہیں ۔۔۔ اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۶۴۔۶۵)

روحانی مقام اور حصول فیض:۔ ''بھوجیاں'' صرف ایک گاؤں نہیں علوم و دین کے ٹھوس خدمت گزاروں کا ایک پرشکوہ مرکز تھا مولانا فیض محمد مرحوم جنہیں علمی اور روحانی لحاظ سے بلند مرتبہ اور مقام حاصل تھا اور حضرت مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے فیض یافتہ اور ان کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۶۸)

وضاحت:۔ حضرت مولانا محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ تعالیٰ استاد گرامی کے نام سے لکھے گئے مضمون میں اپنے تاثرات کا اظہار کچھ یوں کرتے ہیں۔(از مرتب اثری)

حضرت لکھوی رحمہ اللہ کے مرید:۔ صوفی محمد رحمہ اللہ: یہ ایک متقی اور پرہیزگار بزرگ تھے،ان کے والد حاجی نور الدین تھے جو مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ کے مرید تھے،صوفی صاحب نے آزادی وطن کے بعد اپنے اعزہ و اقارب کے ساتھ چک ۳۶ گ ب میں

(تحصیل جڑانوالہ فیصل آباد) میں سکونت اختیار کر لی تھی، وہیں فوت ہوئے۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۱۰۳)

معرفت وعرفان کا مرکز:۔ ان کا مولد ضلع امرتسر کی تحصیل ترنتارن کا ایک گاؤں ''بھوجیاں'' تھا یہ گاؤں درو دیوار کی گنتی اور افراد کی تعداد کے اعتبار سے بے شک محدود اور سمٹا ہوا تھا لیکن علم وعرفان اور معرفت و ادراک کے لحاظ سے بڑی وسعت اور پھیلاؤ کا مالک تھا اس نواح میں اسے علماء کے مسکن اور اصحاب فضائل وکمالات کے مرکز کی حیثیت حاصل تھی، وہاں کے ایک بزرگ مولانا فیض محمد خاں رحمہ اللہ تھے، جو پٹھان برادری سے تعلق رکھتے تھے، اور مولانا عبداللہ بن عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ، مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ، مولانا عبدالرحیم غزنوی رحمہ اللہ، اور بعض ان دیگر علمائے غزنویہ کے شاگرد اور عقیدت مند تھے جن کا سلسلہ درس وتدریس امرتسر میں جاری تھا۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۱۱۰)

مولانا عبدالجبار رحمہ اللہ کے مریدین:۔ میاں صدرالدین حسین کی اہلیہ محترمہ شادی سے تھوڑا عرصہ بعد وفات پاگئی تھیں ان سے جو لڑکا پیدا ہوا، اس کا نام حافظ عبداللہ تھا، (حافظ صاحب کا انتقال تقریباً ۳۲۔۳۴ برس پہلے لاہور میں مولانا عطاء اللہ صاحب کے مکان پر ہوا تھا) حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے مریدین ومقصدین کا دائرہ بہت وسیع تھا، جن میں خواتین بھی شامل تھیں، ان میں سے ایک بیوہ خاتون تھیں جن کے بطن سے پہلے شوہر کی ایک بیٹی بھی تھی امام صاحب نے اس خاتون کا نکاح میاں صدرالدین سے کر دیا تھا، اور لڑکی جن کا نام فاطمہ بی بی تھا، مولانا محمد سلیمان انصاری (رکن ادارہ الاعتصام) کے والد محترم میاں علی محمد کے عقد میں دے دی تھی، میاں علی محمد موضع بگیاڑی (ضلع شیخوپورہ) کے رہنے والے تھے اور امام صاحب کے مرید تھے، نہایت نیک اور صالح بزرگ تھے حسن سیرت کیساتھ ساتھ حسن صورت کی نعمت سے بھی اللہ نے ان کو خوب نوازا تھا۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۱۱۱)

مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے مرید:۔ میاں صدرالدین حسین رحمہ اللہ کی اس اہلیہ محترمہ کے بطن سے (جن کا نکاح ان سے حضرت امام صاحب نے کیا تھا) مولانا عطاء اللہ صاحب پیدا ہوئے یہ بڑی خوش نصیب اور بلند بخت خاتون تھیں جس نے اتنے بڑے عالم کو جنم دیا۔ رحمہم اللہ تعالی۔ نہایت بابرکت ماحول میں مولانا عطاء اللہ صاحب نے شعور کی دہلیز پر قدم رکھا۔ ناظرہ قرآن مجید انہوں نے مولوی عبدالکریم (یا فضل کریم) بھوجیانی سے پڑھا جو مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے شاگرد اور مرید تھے ترجمہ قرآن تین بزرگوں سے پڑھا۔ اپنے والد محترم میاں صدرالدین حسین سے، مولانا فیض محمد خاں سے اور ان کے بڑے صاحبزادے مولانا عبدالرحمان صاحب سے، اس دور کے مروجہ نصاب کی بعض ابتدائی کتابیں بلوغ المرام، مشکوۃ شریف اور صرف ونحو کی چند کتابیں مولانا عبدالرحمان سے پڑھیں۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۱۱۱)

دنیوی امور سے بے نیاز صوفی:۔ کوٹ کپورے میں مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ نے جو خدمات سرانجام دیں انکا ذکر گزشتہ سطور میں قدرے تفصیل سے ہو چکا ہے وہاں کے لوگ ان کا بڑا احترام کرتے تھے اور اس چھوٹے شہر میں ان کو بے حد تکریم کی نظر سے دیکھا جاتا تھا، قرب وجوار کے دیہات کے بھی اکثر لوگ ان سے متعارف ہو گئے تھے، ان کی سادگی کی بنا پر بعض لوگ انہیں ایک درویش اور دنیوی امور سے بے نیاز صوفی قرار دیتے تھے۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۱۱۷)

ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ آیت کریمہ کا عمل:۔ ہمارے علاقے کو ''روپڑ نہر'' سیراب کرتی تھی اور اس کا دفتر کوٹ کپورے سے بجانب مشرق تقریباً تین میل کے فاصلے پر تھا وہیں ریسٹ ہاؤس تھا، اس علاقے کے محکمہ نہر کا افسر اعلیٰ اس ریسٹ ہاؤس میں رہتا تھا، وہ مسلمان تھا اور اس کا ماتحت عملہ بھی مسلمان تھا، ایک دفعہ اس کی بیوی بیمار ہوگئی تو اس نے دو تین آدمی بھیج کر مولانا عطاء اللہ رحمہ اللہ صاحب کو اپنے ہاں بلایا اور بھی متعدد لوگوں کی دعوت دی صبح نو دس بجے سے تقریباً پانچ بجے تک ثابت باداموں پر ایک لاکھ پچیس ہزار دفعہ آیت کریمہ ''

لا اله الا انت سبحانك انى كنت من الظالمين "پڑھی گئی اس کے بعد مولانا نے دعا مانگی اور اللہ تعالیٰ نے مریضہ کو صحت عطاء فرمائی۔

مدعوین کے کھانے کا وہیں انتظام کیا گیا تھا میں بھی اس مجلس میں شریک تھا اور مجھے پہلی دفعہ آیت کریمہ کے اس عمل کا پتہ چلا تھا اس کے بعد کئی مرتبہ اس قسم کی بابرکت مجالس میں شرکت کا اتفاق ہوا۔ چھوٹی عمر میں گناہوں کی مقدار کم ہوتی ہے اس لیے اس نوع کے وظائف سے قلب و روح تسکین محسوس کرتے ہیں جیسے جیسے عمر بڑھتی جاتی ہے معصیت میں اضافہ ہوجاتا ہے اور طبیعت ذکر الٰہی اور وظائف و اوراد سے دور ہوتی جاتی ہے۔ (کتبہ مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۱۸)

پیغام شفاء...... چینی کی پلیٹیں:۔ مولانا عطاء اللہ صاحب بعض مریضوں کو چینی کی پلیٹوں پر بھی کچھ لکھ کر دیا کرتے تھے اس کے پینے سے اللہ تعالیٰ مریض کو شفا عطا فرماتا تھا۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۱۸)

مولانا عبدالواحد رحمہ اللہ کے مرید:۔ جو رسوم طویل مدت سے جاری ہوں اور کسی نے ان کی مخالفت نہ کی ہو ان کے بارے میں یکا یک یہ سن لینا کہ یہ غیر شرعی کام ہے اکثر طبائع کو ناگوار گزرتا ہے وہاں بھی ایسا ہی ہوا پھر آہستہ آہستہ لوگوں پر اصل حقیقت واضح ہوگئی۔ وہاں ہمارے بزرگوں میں ایک صاحب محی الدین تھے جو مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سے بیعت اور لکھویوں کے عقیدت مند تھے، مختلف دینی مسائل سے متعلق ان کی معلومات خاصی وسیع تھی، عام طور پر کوئی نہ کوئی کتاب ان کے زیر مطالعہ رہتی تھی بڑے نیک اور پرہیزگار بزرگ تھے، تہجد گزار، شب زندہ دار اور نہایت پارسا نماز انتہائی آرام سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے، بے شمار لوگوں کو انہوں نے قرآن مجید کی تعلیم دی اور دین اسلام کی مختلف کتابیں پڑھائیں۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۲۳)

مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے مرید:۔ مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کی شادی قیام کوٹ کپورہ کے زمانے میں مجھے یاد پڑتا ہے ۱۹۳۴ء میں ہوئی تھی ان کے سسر میاں نورالدین تھے جو ان کے نہایت قریبی رشتہ داروں میں سے تھے میرے خیال میں ان کے پھوپھی زاد تھے، حضرت مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے مرید تھے، بڑے نیک اور متقی بزرگ تھے اور ان کے گاؤں بھوجیاں میں سکونت پذیر تھے۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۲۸)

میاں الحمدللہ مستجاب الدعا بزرگ:۔ ایک بزرگ میاں الحمدللہ وہاں (مولانا عطاء اللہ حنیف سے ملاقات کیلئے) جایا کرتے تھے جو ضلع گورداس پور کے کسی گاؤں کے رہنے والے تھے ان کا نام تو امام دین تھا لیکن میاں الحمدللہ کے عرف سے معروف تھے، تکلیف میں ہو یا آرام میں الحمدللہ کے الفاظ انکی زبان پر جاری رہتے تھے، افسوس کی یا خوشی کی کوئی خبر انہیں سنائی جاتی جواب میں قدرے اونچی آواز سے کہتے "الحمدللہ" بکثرت الحمدللہ کہنے کی وجہ سے ان کا نام ہی میاں الحمدللہ پڑ گیا تھا چھوٹے بڑے سب لوگ اس نام سے پکارتے تھے میاں الحمدللہ اپنا چھوٹا موٹا کاروبار کرتے تھے، وہ مستجاب الدعوات بزرگ تھے، نہایت نیک اور پاکیزہ روش، اکثر لوگ اپنی ضروریات بیان کرکے ان سے دعا کراتے تھے، اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتا تھا۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۳۴)

دعا کرتے ہی بارش کا برس جانا (کرامت):۔ کوٹ کپورے سے دس گیارہ میل کے فاصلے پر بجانب مشرق ریاست نابھہ میں ایک قصبہ تھا "جیتو" وہاں دیسی مہینوں کے حساب سے ہاڑھ کے آخری دنوں میں جب کہ سخت گرمی کا موسم ہوتا ہے، مویشیوں کی منڈی لگتی تھی، جس میں بھینس، بیل، گھوڑے، اور اونٹ وغیرہ خریدنے کے لئے دور ونزدیک سے بے شمار لوگ آتے تھے، میاں الحمدللہ بھی بعض دفعہ اس منڈی میں آتے اور بھینسیں وغیرہ خریدتے تھے۔ ایک دفعہ وہ جیتو منڈی گئے دو بھینسے خریدے اور وہاں سے چل پڑے وہ کوٹ کپورے آنا چاہتے تھے ایک اور شخص ان کے ساتھ تھا سخت گرمی پڑ رہی تھی جس کی وجہ سے انکا بھی برا حال تھا اور بھینسوں کا بھی۔ ساتھی نے کہا میاں الحمدللہ دعا کرو اللہ بارش برسائے تاکہ ہمیں بھی کچھ آرام پہنچے اور بھینسے بھی سکھ کا سانس لیں۔

مسکراتے ہوئے جواب دیا: بھائی میں سوچ رہا ہوں کہ دعا کروں لیکن ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ دعا کرتا ہوں تو بارش برسے گی اور

کیچڑ پر بھینسوں کا چلنا مشکل ہو جائے گا اور ہمارا بھی۔ اگر دعا نہیں کرتا تو بھنے جارہے ہیں پھر قدرے اونچی آواز سے کہا: الحمد للہ۔

بالآخر دعا کی اسی وقت آسمان پر بادل چھا گئے اور تھوڑی دیر میں جل تھل ہو گیا وہ بارش کی حالت میں بھیگتے ہوئے کوٹ کپورے سے پہنچے۔ یہ واقعہ میاں الحمد للہ کے ساتھی نے سنایا۔

مولانا عطاء اللہ صاحب کے سسر میاں نور الدین بھی بہت متدین بزرگ تھے اور وہ میاں الحمد للہ کے دوست تھے جب حسن اتفاق سے یہ دونوں بزرگ ہمارے ہاں موجود ہوتے تو اکثر لوگ انکی خدمت میں آتے دونوں کو گھروں میں لے جاتے اور دعائیں کراتے۔

اللہ اکبر! کیسا عجیب زمانہ تھا اور لوگوں میں نیکی اور دینداری کا کس درجے غلبہ تھا، اب اس قسم کا دور کبھی نہیں آئے گا وہ لوگ بھی ختم ہو گئے اور وہ زمانہ بھی بیت گیا۔

حافظہ کیلئے خاص وظیفہ:۔ ایک دن میں نے میاں الحمد للہ سے عرض کیا کوئی ایسا وظیفہ بتائیے کہ میں تھوڑا بہت پڑھنے لکھنے کے قابل ہو جاؤں دعا کی درخواست بھی کی۔

کہا: ہر نماز کے بعد دس مرتبہ" رب زدنی علماء" دس مرتبہ" لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم " اور دس مرتبہ رب اشرح لی صدری ویسرلی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی" پڑھا کرو۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۳۴۔۱۳۵)

علمائے غزنویہ کے عقیدت مند:۔ مولانا عطاء اللہ صاحب رحمہ اللہ کے زمانے میں کوٹ کپورے میں ایک عالم دین مولوی فضل دین تھے جو کسی دور میں امرتسر کے مدرسہ غزنویہ میں پڑھتے رہے تھے اور علمائے غزنویہ کے شاگرد اور عقیدت مند تھے، بہت نیک اور متدین و متقی بزرگ تھے۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی الاعتصام لاہور: ص ۱۳۵)

بطور کشف گنہگاروں کی بدبو سونگنا:۔ اپنے اساتذہ کا مولانا انتہائی احترام کرتے تھے، ایک مرتبہ وہاں حضرت مولانا شرف الدین دہلوی رحمہ اللہ تشریف لے گئے اور چھ سات دن قیام فرما رہے یہ غالباً ۱۹۳۵ء کی بات ہے اسی زمانے میں ایک دفعہ حضرت مولانا حافظ محمد صاحب گوندلوی رحمہ اللہ وہاں گئے تھے، مولانا عطاء اللہ صاحب ان کے تشریف لانے پر بھی بے حد خوش ہوئے اساتذہ کے بستر خود بچھاتے اور صاف کرتے، کھانا خود ہی کھلاتے اور خود ہی ہاتھ دھلاتے۔

حضرت حافظ صاحب کے تقویٰ وصالحیت اور ان کے قلبی و روحانی کمالات کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک دفعہ انہوں نے کچھ اس قسم کے الفاظ ارشاد فرمائے تھے کہ انہیں گناہ گار لوگوں سے بدبو آنے لگتی ہے، اب حافظ صاحب ہمارے ہاں تشریف لے گئے تو میں نے ان کے ساتھ جھجکتے اور شرماتے ہوئے مصافحہ تو کیا لیکن اس کے بعد ان کی مجلس میں حاضر ہونے سے گریزاں ہی رہا اس لیے کہ میرے پاس چھوٹی عمر میں بھی سوائے گناہوں کے کچھ نہیں تھا اور اندیشہ تھا کہ انہیں مجھ سے بدبو آئے گی، اس طرح وہ بھی روحانی تکلیف محسوس فرمائیں گے اور میرا بھی بھید کھل جائے گا کہ یہ جو اس عمر میں اس درجے معصیت زدہ ہے بڑا ہو کر معلوم نہیں کہاں تک پہنچے گا اور کیا گل کھلائے گا۔

مولانا عطاء اللہ صاحب رحمہ اللہ اپنے اساتذہ کی ہر بات نہایت توجہ سے سنتے اور انتہائی ادب کے ساتھ ان کے فرمان کا جواب دیتے تھے، اساتذہ بھی ان پر بہت مہربان تھے۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۳۹۔۱۴۰)

مولانا محمد علی لکھوی رحمہ اللہ پر مزاح مرشد:۔ مولانا محمد علی رحمہ اللہ نہایت دلچسپ بزرگ تھے بہت بڑے عالم اور انتہائی خوش مزاج، ذہن رسا پایا تھا اور لطیفے لطیفے میں بعض اوقات بڑے پتے کی بات کہہ دیتے تھے، ایک دن مولانا عطاء اللہ صاحب رحمہ اللہ نے کسی سلسلے میں ان سے گفتگو کرتے ہوئے کہا آپ کے بہت مُرید ہیں! فوراً جواب دیا: اب وہ مَرید ہو گئے ہیں۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۴۹)

مولانا عبدالکریم رحمہ اللہ گرنتھی کی بیعت اصلاح:۔ فیروز پور میں جماعت اہلحدیث کی ایک ہی مسجد تھی اور وہ تھی مسجد گنبداں والی اس مسجد میں طویل مدت سے مولانا عبدالکریم صاحب رحمہ اللہ فرائض خطابت وامامت سرانجام دینے پر مامور تھے، انہیں ''گرنتھی'' اور ''امین خاندان غزنویہ'' کہا جاتا تھا، گرنتھی اس لیے کہ انہیں سکھوں کی مذہبی کتاب گرنتھ صاحب کے اکثر مقامات زبانی یاد تھے وہ اس موضوع پر بہت اچھی تقریر کرتے تھے اور اس کی تعلیمات بیان کرنے پر انہیں قدرت حاصل تھی یہی وجہ ہے کہ سکھ حضرات ان کا بے حد احترام کرتے تھے۔

''امین خاندان غزنویہ'' وہ اس لیے کہ کہلاتے تھے، کہ حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے شاگرد و مرید تھے اور عرصے تک امرتسر کے مدرسہ غزنویہ کے سفیر رہے تھے، پنجابی زبان کے بہت اچھے شاعر تھے مختلف موضوعات پر انہوں نے پنجابی نظم میں کئی بہترین کتابیں تصنیف کیں، انہوں نے امام صاحب کی وفات پر پنجابی نظم میں ایک چھوٹی سی کتاب لکھی تھی جو اس زمانے میں نہایت مقبول ہوئی تھی، اس کا نام۔ ''جھوک ہادی میرے عبدالجبار دی'' اس کتاب کا ایک بند ملاحظہ ہو۔

دور داؤدی کجھ قابل تسلی اے ‏ ‏ ‏ ‏ سارے گھرانے دی ایہ پونی تھے چھلی اے

ایہہ دی بدولت نہر علم دی چلی اے ‏ ‏ ‏ ‏ عمر دراز قومی خدمت گزار دی

جھوک ہادی میرے عبدالجبار دی

اب مولانا عبدالکریم گرنتھی بوڑھے ہوگئے تھے اور خدمت خطابت واماات سے سبکدوش ہونا چاہتے تھے، انہوں نے ۲۴ اپریل ۱۹۶۱ء کو بہاول نگر میں وفات پائی۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص ۱۵۰)

باکمال بزرگ کی زیارت کا شرف:۔ مولانا محمد شفیع قیام پاکستان کے بعد صوبہ سندھ کے ایک علاقے میں مقیم ہوگئے تھے، اب بھی وہیں ہیں دو یا تین دفعہ وہ لاہور تشریف لائے تو مولانا عطاء اللہ صاحب رحمہ اللہ کے دولت کدے پر اس فقیر کو ان کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص ۱۵۰۔۱۵۱)

صوفیائے کرام رحمہم اللہ کی میزبانی:۔ اہل حدیث علمائے وصوفیاء میں سے مولوی کمال الدین صاحب ڈوگر (سکنہ چھینبیانوالہ) جناب سید محمد شریف صاحب گھڑیالوی، مولانا عبداللہ (موضع کھپیانوالی) اور دیگر بہت سے بزرگان کرام مولانا عطاء اللہ صاحب کے ہاں بطور مہمان آتے اور قیام فرماتے تھے۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص ۱۵۹)

مولانا سندھی اور صوفی صاحب کا تعلق (پیغام رواداری):۔ دریائے ستلج کے کنارے ایک گاؤں ''فتوحی والا'' ہے وہاں ایک نہایت نیک عالم دین مولانا صوفی محمد فروکش تھے، جن کا تعلق چمرکنڈ کے مجاہدین سے تھا وہ مولانا عبیداللہ سندھی کے دوستوں میں سے تھے، اور ان کے ورود ہند سے کچھ عرصہ پہلے وفات پاچکے تھے، مولانا سندھی کے وہ سمدھی بھی تھے ان کی ایک بیٹی کی شادی مولانا سندھی کے ایک بھتیجے سے ہوئی تھی، مولانا سندھی ان کی تعزیت کے لئے ۱۹۳۹ء میں ان کے گاؤں فتوحی والا تشریف لائے۔

فیروز پور کے بعض حضرات کو پتہ چلا تو وہ مولانا سندھی کی زیارت وملاقات کیلئے فتوحی والا پہنچے ان میں مولانا عطاء اللہ صاحب، مولانا عبیداللہ احرار، عبدالعظیم خاں صاحب اور دو چار اور لوگ تھے، ان سطور کا راقم بھی ان کے ساتھ تھا جو سب سے کم سن تھا، یہ پہلا موقع تھا کہ ہم لوگوں کو مولانا سندھی کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص ۱۶۴)

ہمارے طلبہ تربیت سے نہایت دور......!:۔ یہاں مجھے چند لفظوں میں علمائے احناف اور علمائے اہل حدیث کے شاگردوں میں فرق بیان کرنے کی اجازت دیجئے۔ کم وبیش بیس سال پہلے کی بات ہے کہ ایک دن میں فیصل آباد میں مولانا محمد اسحاق چیمہ کی دکان پر بیٹھا تھا ان کی دکان اس زمانے میں منٹگمری بازار کے باہر سرکلر روڈ پر تھی، وہاں ایک صاحب کی موجودگی میں جن کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ اوڈانوالہ میں وہ مولانا عطاء اللہ صاحب رحمہ اللہ سے پڑھتے رہے ہیں، مولانا عطاء اللہ صاحب رحمہ اللہ کے قیام اوڈانوالہ کا تذکرہ ہوا، گفتگو میں وہ صاحب

ہمارے مخاطب نہیں تھے، لیکن انہوں نے جس انداز میں دخل انداز ہوکر مولانا کے متعلق اظہار رائے فرمانا شروع کیا اس سے مجھے تو جو تکلیف ہوئی سو ہوئی خود چیمہ صاحب نے اس سے ذہنی کوفت محسوس کی، میں نے ان صاحب سے کہا ہم آپ سے مخاطب نہیں ہیں کیا یہ ممکن ہے کہ آپ تھوڑی دیر خاموشی اختیار فرمائے رکھیں؟۔

ایک اور صاحب کے بارے میں سنیئے! جنہیں میں ۱۹۴۱ء سے جانتا ہوں اس وقت میں گوجرانوالہ میں حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب رحمہ اللہ کے حلقہ درس میں شامل تھا، وہ صاحب بھی وہیں تھے اور مولانا محمد اسماعیل صاحب رحمہ اللہ کے شاگرد تھے، اب وہ جماعت اہل حدیث ایک خاص گروپ سے تعلق رکھتے ہیں، مولانا ممدوح کے شاگرد رشید کبھی استاد محترم سے ہم کلام نہیں ہوئے تھے یہاں تک کہ انہوں نے کبھی استاد کو سلام بھی نہیں کیا تھا اور استاد بھی ہمیشہ ان سے شاکی رہتے تھے، اسی طرح قیام پاکستان کے بعد لاہور میں ایک صاحب نے مولانا عطاء اللہ صاحب رحمہ اللہ سے استفادہ کیا لیکن بعد میں انہوں نے مولانا سے متعلق جو طرز عمل اختیار کیا وہ انتہائی تکلیف دہ تھا میں ہر گز اس بات کا حامی نہیں کہ اس قسم کے لوگوں کی نسبت تلمذ ان عالی مقام حضرات کی طرف جائے۔

ان کے مقابلے میں علمائے احناف کے تلامذہ کو لیجئے وہ بے شک کسی عمر کو پہنچ جائیں اور کتنے بھی بڑے دینی یا دنیوی مناصب پر ان کی رسائی ہوجائے وہ اپنے اساتذہ سے بہ درجہ غایت احترام کے ساتھ پیش آتے ہیں، اور حضرت حضرت پکارتے ہوئے ان کی زبانیں خشک ہو جاتی ہیں لیکن اکثر اہل حدیث علماء اپنے اساتذہ کے ادب واحترام کے تقاضوں کو ملحوظ نہیں رکھتے۔ بے شک بعض معاملات ومسائل میں بعض اوقات شاگرد کو استاد کے نقطہ نظر سے اختلاف ہوتا ہے اور کسی وقت اس کے اظہار وبیان کی نوبت بھی آجاتی ہے لیکن اس کا ایک خاص ڈھنگ ہوتا ہے اور ایسے مواقع پر ایسا نہج کلام اختیار کیا جاتا ہے کہ بات بھی کہہ دی جائے اور استاد کا احترام بھی برقرار رہے۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص۱۷۵۔۱۷۶)

باہمی بے راہ روی، اک فکر......! اک المیہ......!:۔ قیام پاکستان کے بعد اس ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کا خوب ڈھنڈورا پیٹا گیا اور مسلسل پیٹا جارہا ہے گزشتہ چودہ پندرہ سال سے تو یہ سلسلہ انتہاء کو پہنچا ہوا ہے لیکن نہ کہیں صحیح اسلام نظر آرہا ہے، اور نہ اس کا نظام اور نفاذ کہیں دکھائی دیتا ہے، اسلام کے نظام اور نفاذ کے بارے میں چند سال پیشتر ملک کے ارباب اختیار نے کمال حکمت عملی سے علمائے کرام کو جو فریضہ سرانجام دینے کی طرف متوجہ فرمایا۔ وہ یہ تھا کہ اپنے آپ کو اس کام کیلئے وقف کردو چنانچہ مسلک اہل حدیث سے تعلق رکھنے والے حضرت پورے زور شور سے اس قسم کے مضامین لکھنے اور تقریریں کرنے لگے کہ اس ملک میں کتاب وسنت کا نظام لایا جائے، احناف بالخصوص بریلوی حضرات کی طرف سے فقہ کے نفاذ پر زور دیا گیا اور فتاوی عالمگیری کے مطابق آئین تیار کرنے کا مطالبہ کیا گیا، پھر یہ ہوا کہ بہت سے اہل حدیث مضمون نویسوں اور مقرروں نے یہ مشغلہ اختیار فرمایا کہ فقہ پر سخت الفاظ میں تنقید کرنے لگے اور خاص طور سے فتاویٰ عالم گیری کے بعض مقامات کی وہ عبارتیں نقل کرنا شروع کردیں جو ان کے نزدیک قابل اعتراض تھیں۔

مجھے یقین ہے کہ فتاویٰ عالمگیری کے ان موافقین اور مخالفین میں سے اکثر کو معلوم نہیں کہ یہ کس زبان میں ہے اور کتنی جلدوں میں ہے اور ایک شخص کی تصنیف ہے یا ایک سے زائد علمائے کرام کی بلکہ یہ بھی معلوم نہیں کہ اس کا اصل نام کیا ہے ایک اہل حدیث عالم سے جو خیر سے ایک مدرسے کے مہتمم بھی ہیں، میں نے پوچھا فتاویٰ عالمگیر کس زبان میں ہے؟ میں نے ایسے لہجے میں ان سے یہ سوال کیا تھا جس سے وہ سمجھیں کہ میں واقعی یہ نہیں جانتا کہ یہ کتاب کس زبان میں ہے اور ان سے اس سلسلے میں استفادہ کرنا چاہتا ہوں۔

ارشاد فرمایا فارسی زبان میں۔ اس کے بعد میں خاموش ہوگیا اور ان سے کوئی بات نہیں کی اس جواب باصواب کے بعد بات کرنے کی ضرورت بھی نہیں تھی، مولانا عطاء اللہ صاحب رحمہ اللہ کو ایک دن یہ واقعہ سنایا تو ہنسے اور فرمایا اہل حدیث کے مدارس میں پہلے فقہ حنفی کی بعض کتابیں باقاعدہ پڑھائی جاتی تھیں اب وہ بات نہیں رہی فقہ کی جس انداز سے ہمارے ہاں مخالفت ہورہی ہے اس سے مجھے خطرہ ہے کہ

ہمارے طلبا آئندہ اس علم سے بالکل محروم ہو جائیں گے، نہ فقہ حنفی سے واقف ہوں گے، نہ فقہ شافعی، مالکی اور حنبلی کا انہیں کوئی علم ہوگا۔

اہل حدیث علما وطلبا کو کون بتائے کہ فتاویٰ عالمگیری کا اردو ترجمہ مشہور اہل حدیث عالم ومصنف مولانا سید امیر علی ملیح آبادی رحمہ اللہ نے کیا تھا جو حضرت میاں سید نذیر حسین رحمہ اللہ کے شاگرد تھے اور دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے تھے، یہ ترجمہ ان سے منشی نول کشور نے کرایا تھا اور انہی نے پہلی مرتبہ شائع کیا تھا اس پر فاضل مترجم نے طویل مقدمہ سپرد قلم فرمایا ہے جو تقریباً تین سو صفحات پر مشتمل ہے۔

ناقدین علم فقہ سے ہم نہایت ادب سے عرض کریں گے کہ فقہ کی مشہور کتاب ''ھدایہ'' کا جو ہمارے زمانہ طالب علمی میں اہل حدیث مدارس میں پڑھائی جاتی تھی اور ہم نے بھی پڑھی ہے اردو ترجمہ بھی پہلی مرتبہ مولانا امیر علی ملیح آبادی نے کیا تھا، اگرچہ چند سال پہلے ھدایہ کا ایک اور ترجمہ بھی ہو گیا ہے، مگر فتاویٰ عالمگیری کے ترجمے کی طرح متداول ترجمہ وہی ہے جو مولانا ملیح آبادی نے کیا ہے مولانا امیر علی ملیح آبادی آج کے برخوردار ناقدین فقہ سے بھی کتاب وسنت اور علوم حدیث کا کم علم رکھتے تھے۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۹۹۔۲۰۰)

مولانا عبد الجبار رحمہ اللہ سے بیعت وتعلق:۔ مولانا عطاء اللہ صاحب رحمہ اللہ کی شادی جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا، میاں نور الدین رحمہ اللہ کی صاحبزادی سے ہوئی تھی، میاں نور الدین نہایت نیک اور پارسا تھے، حضرت مولانا عبد الجبار غزنوی رحمہ اللہ کے مرید وعقیدت مند تھے تقسیم کے بعد گوندلانوالہ (ضلع گوجرانوالہ) میں سکونت اختیار کرلی تھی، لاہور تشریف لائے تو مولانا داؤد غزنوی نماز کی امامت کیلئے انہی سے کہتے۔ ۱۹۶۸ء میں گوندلانوالہ میں فوت ہوئے۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۲۱۴)

وضاحت:۔ حافظ نعیم الحق نعیم رحمہ اللہ ایڈیٹر ہفت روزہ الاعتصام بعنوان ''مولانا عطا اللہ حنیف رحمہ اللہ کے اساتذہ کرام'' کے تحت ذوق تصوف کی ان الفاظ میں نشاندہی کرتے ہیں۔ (از مرتب اثری)

مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ احسان وتصوف کا حسین مرقع:۔ مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ بڑی جامع شخصیت کے مالک تھے۔ قدرت کی طرف سے بڑی صلاحیتوں اور خوبیوں سے نوازے گئے تھے۔ علم وعمل، حسن اخلاق وکردار، احسان وتصوف، قیادت وسیادت، تدبیری سیاست اور صبر واستقامت کا حسین مرقع تھے۔

مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ نے عبد اللہ بن عبد اللہ غزنوی رحمہ اللہ اور پھر ان کے بعد ان کے جانشین حضرت الامام مولانا عبد الجبار غزنوی رحمہ اللہ سے تعلیم کی تکمیل کی، مولانا عبد الرحیم رحمہ اللہ بن عبد اللہ غزنوی رحمہ اللہ سے بھی تلمذ کا تعلق رہا۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۲۱۸)

غزنوی خاندان میں تصوف کا رسوخ:۔ مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ چونکہ غزنوی خاندان کے شاگرد اور فیض یافتہ تھے اور علمائے غزنویہ کا احسان وتصوف اور تزکیہ باطن کی طرف بہت زیادہ رجحان تھا، اس لئے آپ بھی اسی رنگ میں رنگے ہوئے تھے، اپنے شاگردوں اور ارادتمندوں کو ذکر الٰہی فکر آخرت اور زہد وتقویٰ کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

خود بھی زاہد وعابد، شب زندہ دار، متواضع، مہمان نواز، سراپا اخلاص، جری، حق گو اور فراست مومنانہ سے متصف عالم باعمل تھے۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۲۱۹)

۲۔ مولانا عبد الرحمٰن بھوجیانی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف:۔ مولانا عبد الرحمٰن بھوجیانی رحمہ اللہ مولانا فیض اللہ خان رحمہ اللہ کے بڑے بیٹے تھے، ۹۹۔۱۸۹۸ء میں موضع بھوجیاں ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے گھر ہی میں حاصل کی پھر منڈی صادق گنج ضلع بہاولپور چلے گئے، وہاں مولانا عبد اللہ غزنوی رحمہ اللہ کے بیٹے مولانا عبد الرحیم غزنوی رحمہ اللہ سے تحصیل علوم دینیہ کی تکمیل کی۔

دل بیدار اور ذہن رسا رکھتے تھے، اس پر غزنوی علماء کی تعلیم وتربیت اور خصوصی توجہ نے سونے پر سہاگے کا کام کیا، اور وہ ظاہری علوم میں مہارت کے ساتھ ساتھ صفائی اور تزکیہ نفس سے بھی آراستہ ہو گئے۔

عادات واخلاق:۔ مولانا عبد الرحمٰن رحمہ اللہ کا طلبہ کے ساتھ نہایت مشفقانہ برتاؤ ہوتا تھا ان کی ضروریات کا پورا خیال رکھتے، اکثر اپنا

کھانا گھر سے منگوا لیتے اور شاگردوں کے ساتھ بیٹھ کر کھاتے، موسم کے مطابق جوئی چیز گھر میں پکتی اس میں طلبہ کا بھی حق سمجھتے اور لا کر بڑی محبت سے انہیں کھلاتے۔

عید کے موقع پر نماز عید کے بعد اکثر لوگ آپ کی خدمت میں کچھ رقم پیش کرتے بارہا ایسا ہوا کہ وہ تمام رقم اسی جگہ مدرسے کے طلبہ میں تقسیم کر دیتے اور خود خالی ہاتھ گھر جاتے۔

قرآن مجید کی تلاوت سے بڑا اشغف تھا، ہر وقت قرآن پاک، درود شریف یا دیگر مسنون دعائیں ورد زبان رہتیں ظہر کی نماز کے بعد عصر تک اکثر تلاوت قرآن میں مشغول رہتے تھے۔

نماز انتہائی خشوع وخضوع سے ادا کرتے تھے، شب بیداری اور نماز تہجد ان کا معمول تھا اکثر نفلی روزے رکھتے کسی سائل کو خالی ہاتھ واپس نہ کرتے ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی اور شیریں کلامی سے پیش آتے تھے، بہت مہمان نواز تھے، مہمان کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے اور اپنی استطاعت کے مطابق اس کی خدمت کرتے تھے۔

شرم وحیاء اور تواضع وانکساری کا پیکر تھے، چلتے ہوئے نظریں ہمیشہ نیچی رکھتے تھے، کھانے، پینے، چلنے پھرنے، اور لباس وغیرہ میں بہت سادگی پسند تھے۔(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص۲۲۰۔۲۲۱)

۳۔مولانا عبدالکریم بھوجیانی کی تربیت اصلاح:۔مولانا عبدالکریم رحمہ اللہ مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے، تمام علوم وفنون کی تعلیم مدرسہ غزنویہ امرتسر سے حاصل کی تعلیم کے ساتھ ساتھ غزنوی تربیت سے بھی حظ وافر حاصل کیا۔

اخلاق وعادات:۔مولانا عبدالکریم نہایت منکسر المزاج اور درویش صفت انسان تھے، لباس نہایت سادہ پہنتے کھدر کا تہہ بند اور کھدر کا کرتہ زیب تن ہوتا سر پر سادہ سی پگڑی بغیر کلاہ کے ہوتی، نام ونمود اور آرائش ونمائش سے گریزاں، لانبے قد کے دبلے پتلے بزرگ تھے۔

یوں لگتا ہے جیسے لباس اور بود وباش کی سادگی وبے تکلفی مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ نے اپنے انہی استاذ کے طرز عمل سے متاثر ہو کر اختیار کی تھی۔

مولانا عبدالکریم رحمہ اللہ مدرسہ غزنویہ امرتسر میں زیر تعلیم وتربیت رہنے کی وجہ سے علوم وفنون میں مہارت کے ساتھ ساتھ زہد وتقویٰ اور عبادت وریاضت میں بھی بہت اونچا مقام رکھتے تھے، اکل حلال، صدق مقال، نماز باجماعت کی پابندی قرآن مجید کی تلاوت، شب بیداری، ذکر وفکر، کم گوئی، حق گوئی، حق کی حمایت، مقامی جماعت کے نظم کی پابندی ان کے خاص اوصاف تھے۔

نماز فجر کے بعد بچوں کو ناظرہ اور باترجمہ قرآن مجید پڑھاتے تھے، اس کے علاوہ کسی اور کتاب کی تدریس بھی ان کے سپرد کی جاتی تو اس سے بھی باحسن طریق عہدہ برآ ہوتے تھے۔

اپنے بیٹوں کے ساتھ مل کر کھیتوں میں ہل چلاتے، فصلوں کو پانی دینے اور چارہ وغیرہ کاٹ کر لانے میں کوئی عار یا شرم محسوس نہیں کرتے تھے۔(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص۲۲۲۔۲۲۳)

۴۔میاں حسین رحمہ اللہ کی بیعت تصوف:۔میاں حسین رحمہ اللہ محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی کے والد محترم بھی ہیں اور استاذ مکرم بھی۔حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے مرید اور عقیدت مند تھے۔پہلی مرتبہ حضرت الامام کی خدمت میں مولانا فیض اللہ خان بھوجیانی رحمہ اللہ کی معیت میں حاضر ہوئے اور پھر وہاں حاضر ہونا آپ کا معمول بن گیا۔

آپ کا خدا رسیدہ لوگوں میں شمار ہوتا ہے۔(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص۲۲۳)

استاذ الکل فی الکل حضرت حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف:

شیخ کامل سے روحانی فیض:۔مولانا عطاء محمد حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ اپنے اساتذہ میں سے حضرت گوندلوی رحمہ اللہ کی شخصیت سے

بہت متاثر تھے، فرمایا کرتے تھے کہ سیاست کے بکھیڑوں سے نکل کر میرا خالص اور علمی اور کتابی دنیا میں آجانا سراسر حضرت گوندلوی رحمہ اللہ کی توجہات اور راہنمائی کا مرہون منت ہے اور اسی وجہ سے مولانا بھوجیانی رحمہ اللہ آپ کو اپنا شیخ قرار دیا کرتے تھے۔

حضرت گوندلوی رحمہ اللہ سے مولانا بھوجیانی رحمہ اللہ نے روحانی فیض کے علاوہ درس نظامی کی اعلیٰ درجے کی کتب کی تعلیم حاصل کی۔

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۲۳۵)

حضرت گوندلوی رحمہ اللہ پر مرشد کامل کا اثر:۔ حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی روحانی شخصیت نے آپ کو بہت متاثر کیا فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص بھی حضرت الامام کی مجلس میں بیٹھ گیا اس پر روحانیت اور توجہ الی اللہ کا خاص رنگ چڑھ گیا، دنیا کی محبت سرد ہوگئی دل کی دنیا بدل گئی اور عملی زندگی میں ایک انقلاب آ گیا۔

بعض اوقات دوران درس حضرت الامام کی مجلس کے متعلق اپنا ابتدائی ذاتی تاثر بیان فرمایا کرتے تھے کہ جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو چند ہی دنوں میں ان کی روحانیت مجھ پر اس شدت سے اثر انداز ہوئی کہ میں حیران ہو کر سوچنے لگا کہ جو لوگ مدت دراز سے یہاں موجود ہیں وہ اب تک زندہ کس طرح ہیں؟ وہ شدت تاثر سے تڑپ تڑپ کر ختم کیوں نہیں ہو گئے۔؟

الغرض دوران درس جب بھی حضرت الامام کا ذکر کرتے تو بڑے والہانہ انداز کرتے یوں لگتا کہ کوئی شاگرد اپنے استاذ کا ذکر نہیں کر رہا بلکہ کوئی محبّ صادق اپنے محبوب کا ذکر کر رہا ہے۔

مرشد کی ذات میں فنائیت:۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے حضرت الامام کی ہر ہر ادا کو اپنا لیا تھا، اخلاق حسنہ، خموشی و سنجیدگی، ذوق عبادت، ذکر اللہ کی کثرت، نماز سے خصوصی تعلق، خشوع و خضوع اول وقت اور باجماعت اس کی ادائیگی کا اہتمام، یہ سب چیزیں آپ نے حضرت الامام سے سیکھیں۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۲۳۶)

اخلاق و اوصاف:۔ آپ انتہائی نرم مزاج، خاموش طبع، خوش لباس، خوش گفتار، فضولیات سے محترز، عابد و زاہد اور ہمہ وقت ذاکر و شاغل انسان تھے، نماز تہجد، تحیۃ المسجد اور نماز باجماعت اور تکبیر اولیٰ کے پانے کا آپ کے ہاں بے مثل اہتمام ہوتا تھا، انتہائی چھوٹے اور معمولی کاموں میں بھی اتباع سنت کا خیال پیش نظر رہتا تھا، غیبت، حسد، بغض، کینہ اور دیگر اخلاقی رذائل سے کوسوں دور تھے، چہرہ ہمیشہ علم و عبادت کے نور سے منور اور متبسّم نظر آتا تھا، اونچی آواز میں کھل کھلا کر ہنسنے کی عادت نہیں تھی، ایام بیض (۱۳، ۱۴، ۱۵ قمری تاریخ) کے روزوں کی ہمیشہ سے عادت تھی، ایک دفعہ فرمانے لگے کہ طبیعت کی کمزوری کی وجہ سے میں نے یہ روزے چھوڑ دیے تو بواسیر کی شکایت ہوگئی پھر فرمایا، معلوم ہوتا ہے کہ روزے کی وجہ سے بیماری رکی ہوئی تھی اس کے چھوڑنے سے وہ عود کر آئی۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۲۳۹-۲۴۰)

احسان و تصوف کے مہر درخشاں:۔ ۲ فروری ۱۹۸۵ء کو حسب معمول نماز تہجد کیلئے اٹھے وضو کیلئے غسل خانہ میں گئے ضعف و پیری کا عالم تھا پاؤں پھسل گیا، گر کر ٹانگ ٹوٹ گئی، ۵ فروری کو ٹانگ کا آپریشن کر دیا گیا مگر ضعف و نقاہت بڑھتی گئی تقریباً چار ماہ تک شدید بیمار رہے۔

پھر ۱۴ رمضان ۱۴۰۵ھ مطابق ۴ جون ۱۹۸۵ء کو تقریباً پون صدی تک منبر و محراب اور مساجد و مدارس کو رونق بخشنے والا علوم و فنون، علم و عمل، ایمان و یقین اور احسان و تصوف کا یہ مہر درخشاں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے غروب ہو گیا اور اپنے اہل خانہ کے علاوہ بے شمار علماء و طلباء کو سوگوار چھوڑ گیا۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون" " اللھم اغفرلہ وارفع درجتہ فی المھدیین"

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۲۴۱)

شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی رحمہ اللہ مجددی:۔ المسند المحدث الشاہ محمد اسحٰق بن محمد افضل العمری الدہلوی رحمہ اللہ، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے نواسہ ولی اللّٰہی خاندان کے چشم و چراغ اور ان کی علمی مسند کے جانشین تھے۔ ۱۱۹۷ھ کو دہلی میں پیدا ہوئے، اپنے جدّ امجد شاہ عبدالعزیز کے علاوہ شاہ عبدالحیؒ بڈھانوی اور شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رحمہ اللہ مؤلف "موضح القرآن" سے کسب فیض کیا۔ تحصیل علم

سے فراغت کے بعد شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ محدث کی مسند حدیث وفقہ پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور برس ہا برس عروس البلاد دہلی میں درس حدیث دیا۔ سید نذیر حسین محدث دہلوی اور سید عبدالغنی مجددی حنفی دہلوی ثم المدنی رحمہما اللہ ان کے تلامذہ میں سے ہیں۔

(۵) سراج الہند شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ محدث دہلوی نقشبندی:۔ (۱۱۵۹ھ۔۱۲۳۹ھ)۔ سراج الہند، حجۃ اللہ، المفسر، المحدث الشاہ عبدالعزیز بن شاہ احمد ولی اللہ الدہلوی۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے سب سے بڑے بیٹے تھے، ۱۱۵۹ھ کو رمضان المبارک میں پیدا ہوئے، تاریخی نام غلام حلیم تھا۔ بچپن میں قرآن کریم حفظ کیا اور اپنے والد گرامی سے ابتدائی علوم کا درس لیا۔ والد کی وفات ۱۱۷۶ھ کے بعد انکے ہم عصر کبار علماء سے استفادہ کیا، اور کم عمری میں ہی مجلس درس کو زینت بخشی اور تدریس میں مشغول ہو گئے۔

علم وفضل، آداب واخلاق اور تعلیم وتربیت کے اعتبار سے ہندوستان کے مشاہیر اعلام میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ زندگی بھر ولی اللّٰہی طریقہ کے مطابق تدریس قرآن وحدیث میں مصروف رہے، ان کے تینوں بھائی ان کے شاگرد ہیں۔ شاہ محمد اسحٰق ان کے تلمیذ خاص، تربیت یافتہ اور جانشین تھے۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۲۶۶)

(۶) شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ محقق متصوف عالم دین:۔ (۱۱۱۴ھ۔۱۱۷۶ھ) احمد بن عبدالرحیم العمری الفاروقی نام ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے لقب سے شہرت پائی سلسلہ نسب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے اسی نسبت سے عمری اور فاروقی کہلاتے ہیں، ۴ شوال ۱۱۱۴ھ کو پیدا ہوئے۔ ۱۱۷۶ھ میں وفات پائی۔

سات برس کی عمر میں قرآن حکیم حافظ کر لیا تھا اور پھر نہایت شوق سے حصول علم میں منہمک ہوئے، پندرہ برس کے تھے کہ جملہ معروف علوم وفنون پڑھ کر فارغ ہوئے اور درس وتدریس میں مصروف ہوئے، پھر علوم حدیث اور اسانید عالیہ کی طلب وجستجو نیز حج بیت اللہ کیلئے حجاز مقدس کا سفر اختیار کیا، یہ ۱۱۴۳ھ کی بات ہے، دوسال وہاں رہ کر خصوصاً مدینہ منورہ کے علمائے حدیث سے شرف تلمذ حاصل کیا یہیں آپ نے جناب ابو الطاہر المدنی سے سند حدیث حاصل کی۔ ۱۱۴۵ھ میں واپس وطن ہندوستان لوٹے اور تدریس حدیث وتفسیر کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے۔

دعوت وارشاد: تصنیف وتالیف اور درس وتدریس کے ذریعے احیاء دین کیلئے عدیم النظیر خدمات سرانجام دیں۔ اللہ تعالیٰ نے شاہ صاحب کے کام میں من کل الوجوہ برکت دی۔

انکا خاندان پورے کا پورا احیائے دین کے لئے مصروف ہو گیا علوم حدیث میں یہ خاندان پورے ہندوستان کا استاذ باور کیا جاتا ہے تمام بڑے علمائے حدیث کا سلسلہ اسانید شاہ صاحب پر منتہی ہے۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۲۶۷)

عبدالرحمٰن بن محمد الداؤدی کا ذوق ذکر:۔ فتویٰ وتالیف میں انہیں ید طولیٰ حاصل تھا، نظم ونثر دونوں پر قادر تھے، زہد وتقویٰ کی صفات سے متصف تھے، ہر وقت ذکر وفکر میں رہتے رزق حلال کا بہت اہتمام کرتے تھے، ذرہ بھر بھی شک گزرتا تو محتاط ہو جاتے۔ ۹۴ برس کی طویل عمر پائی۔ (کتاب العبر ج ۳ ص ۲۶۵۔ البدایہ والنہایہ بذیل وفیات۔ ص ۴۶۷۔ شذرات الذہب: ج ۳ ص ۳۶۷ طبقات الشافعیہ الکبریٰ، ج ۳۔ ص ۲۲۸۔ کتاب المنتظم: ج ۸۔ ص ۲۹۶ بحوالہ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۲۷۳)

امام بخاری رحمہ اللہ کی والدہ کو بشارت:۔ امام بخاری شوال ۱۹۴ھ کو بخاریٰ میں پیدا ہوئے والد گرامی بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے آپ کی والدہ ماجدہ نے تربیت کی جو نہایت صالحہ خاتون تھیں کم سنی میں ہی آپکی نظر جاتی رہی اور نابینا ہو گئے والدہ محترمہ نے آپ کی بینائی کیلئے بہت رو رو کر دعائیں کیں خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے انہیں قبولیت دعا کی بشارت ملی، صبح اٹھے تو امام صاحب کی آنکھیں روشن تھیں۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۲۷۴)

مولانا عطاء اللہ حنیف کے علمی کارنامے:۔ مکتبہ سلفیہ کا قیام:۔ آپ نے المکتبۃ السّلفیہ کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا

جس کی طرف سے مختلف علوم وفنون متعدد معیاری اور وقیع کتب اشاعت پذیر ہو چکی ہیں۔ جن میں ''التعلیقات السّلفیہ'' حاشیہ بر سنن نسائی، مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، تفسیر احسن التفاسیر (جس میں تفسیری روایات کی تخریج فرمائی ہے) شیخ ابوزہرہ مصری پروفیسر فواد یونیورسٹی مصر کی تصنیفات حیات امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور حیات امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ترجمہ جناب رئیس احمد جعفری اور حیات امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ترجمہ پروفیسر غلام احمد حریری اپنے بیش قیمت حواشی اور گراں قدر تعلیقات کے ساتھ شائع کیں جن کی اہل علم کے نزدیک بے حدقدر و قیمت ہے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی کتاب'' الانتباہ فی سلاسل اولیاء الله واسانید وارثی رسول الله ﷺ کا تیسرا حصہ بعنوان'' اتحاف النبیۃ فیما یحتاج الیه المحدث والفقیه'' جواب تک غیر مطبوعہ تھی، بڑی محنت اور تحقیق وتدقیق سے ایڈٹ کیا اور اسے اپنے بیش قیمت حواشی اور تعلیقات کے ساتھ شائع کیا۔ اس میں آپ نے مناسب مقام پر اکابر اہل حدیث کا مختصر تعارف بھی عربی زبان میں قلم بند کیا ہے، اور حضرت شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کا مختصر ترجمہ بھی اس میں شامل ہے۔ (کتبہ مولانا عبدالعظیم انصاری رحمہ اللہ۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۲۷۸)

تصوف میں اعتدال پر پسندیدگی:۔ عام اہل علم کو صرف مطالعہ کرنے کا ذوق ہوتا ہے لیکن مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ اس کے ساتھ ساتھ مطالعہ کروانے کا ذوق بھی رکھتے تھے چنانچہ ان سے تعلق خاطر اور میل ملاقات رکھنے والے طلباء، علماء اور فضلاء بخوبی جانتے ہیں کہ وہ کس طرح ہر ایک کے ذوق کا خیال رکھا کرتے تھے۔

راقم ایک مرتبہ بغرض زیارت المکتبہ السّلفیہ میں حاضر ہوا کراچی سے رویت ہلال کمیٹی کے اجلاس میں شرکت فرما کر ابھی ابھی تشریف لائے تھے، کچھ دیر خیریت اور حال احوال دریافت کرنے کے بعد راقم واپسی کی اجازت چاہنے لگا تو فرمایا: ٹھہر جاؤ! تمہارے ذوق کی ایک کتاب لے کر آیا ہوں وہ لے جاؤ، اور پڑھ کے واپس لے آنا! چنانچہ کتابوں کا ایک بنڈل جو ابھی ابھی کراچی سے لے کر آئے تھے کھلوایا اس میں سے علامہ جمال الدین القاسمی رحمہ اللہ کی کتاب ''جوامع الآداب'' نکالی اور مجھے عنایت فرمادی۔

اسی طرح راقم ایک دفعہ کسی اور موقع پر حاضر خدمت ہوا تو فرمایا۔ تمہارے لیے ایک چیز رکھی ہوئی ہے پڑھ کر اس کے متعلق اپنی رائے بتانا!

یہ فرما کر کویت کی ''جمعیت احیاء التراث الاسلامی'' کی طرف سے شائع شدہ کتاب''، تراثنا الاسلامی و کیف نحییه'' مجھے عنایت فرمادی۔

اس کتاب میں عقیدہ، قرآن، اسلامی تربیت اور حدیث کے موضوعات پر چار بہترین محاضرات لیکچرز شائع کئے گئے تھے۔ مولانا کا خیال یا حکم یہ تھا کہ اسلامی تربیت کے موضوع پر جو لیکچر ہے اس کا مطالعہ کروں اور اپنی رائے اور تاثر کا اظہار کروں یہ لیکچر کویت کے ایک معروف مصنف اور سلفی عالم دین شیخ عبدالرحمٰن عبدالخالق حفظہ اللہ تعالیٰ کا مرتب کردہ تھا اس میں انہوں نے اسلامی تربیت اور صوفیانہ تربیت کے طریقہ کار کو تقابلی انداز میں پیش فرمایا تھا۔

اسلام اور تصوف کو علی الاطلاق ایک دوسرے کے مدمقابل ٹھہرانے اور پھر اس بنیاد پر تصوف کو کلیۃً مسترد کر دینے کا رجحان بعض سلفی اور غیر سلفی حضرات میں آج کل بہت تقویت پکڑتا جا رہا ہے، راقم کے خیال میں یہ رجحان درست نہیں بلکہ خطرے سے خالی نہیں، اس سلسلہ میں افراط وتفریط سے اجتناب بہرحال ضروری ہے، یعنی نہ تو تصوف کو کلیۃ مسترد کیا جائے اور نہ اسے کتاب وسنت کی طرح منزل من اللہ سمجھ کر اس کے ہر ہر مسئلہ کو تسلیم کر لیا جائے، بلکہ اس کے متعلق بالکل وہی سلفیانہ رویہ اختیار کرنا چاہیے جو شروع سے فقہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور ظاہری وغیرہ کے متعلق علمائے محققین اختیار کرتے چلے آئے ہیں یہی سلامتی اور اعتدال کی راہ ہے۔ راقم نے شیخ عبدالرحمٰن عبدالخالق کا مضمون پڑھنے کے بعد مولانا رحمہ اللہ کے سامنے اپنی اسی رائے کا اظہار کیا تو مولانا رحمہ اللہ نے اسے پسند فرمایا اور تائید فرمائی۔

(کتبہ حافظ نعیم الحق نعیم رحمہ اللہ، گوجرانوالہ۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۲۸۳۔۲۸۴)

اجسام انبیاء علیہم السلام کا محفوظ رہنا:۔ مسند ابویعلی اور مستدرک حاکم وغیرہ کی طویل حدیث کے ضمن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ صلوۃ والسلام نے بنی اسرائیل کو وصیت فرمائی تھی کہ اگر وہ ملک مصر کو چھوڑ کر کہیں اور جانے لگیں تو ان کی ہڈیاں بھی ساتھ لیتے

جائیں، اس حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے جسم بھی قبروں میں محفوظ نہیں رہتے جب کہ ایک دوسری صحیح حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر یہ حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے (مبارک) جسموں کو کھائے۔

اب یہ ایک اشکال ہے جسے حل کرنے کی غرض سے مولانا رحمہ اللہ نے شیخ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ افادہ علمیہ نوٹ کیا ہے کہ یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کی ہڈیوں سے مراد ان کا پورا جسم ہے کیونکہ بعض اوقات جز و بول کر کل مراد لیا جاتا ہے، جیسا کہ قرآن حکیم میں قرآن الفجر سے مراد صلوۃ الفجر ہے، چنانچہ درج ذیل حدیث میں صراحتہ ہڈیوں (عظام) کا لفظ بول کر پورا جسم مراد لیا گیا ہے۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۳۰۴)

ٹوپی یا عمامہ استعمال فرمانا:۔ مولانا محمد حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ جیسا کہ اکثر احباب جماعت کو معلوم ہے، سر پر عمامہ یا ٹوپی وغیرہ رکھا کرتے تھے۔

امام صاحب رحمہ اللہ کا علمی دفاع:۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق امام مالک رحمہ اللہ کی رائے کہ سلسلہ میں مؤطا امام مالک رحمہ اللہ کی شرح المنتقی للباجی رحمہ اللہ ج ۷ ص ۳۰۰ سے مولانا رحمہ اللہ نے درج ذیل معلومات نوٹ کی ہیں:

بلاغات امام مالک رحمہ اللہ میں سے ایک روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عراق کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو کعب الاحبار نے کہا: امیر المؤمنین آپ وہاں نہ جائیں! کیونکہ ایک تو جادو کے دس حصے کئے جائیں تو نو حصے وہاں ہیں یعنی وہاں جادو سب سے زیادہ ہے دوسرے وہاں فاسق جنات ہیں، تیسرے وہاں مشکل العلاج (یا لاعلاج) بیماری ہے۔

مشکل العلاج بیماری کی وضاحت کرتے ہوئے امام الباجی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس سے مراد بدعات یا وہ امور ہیں جو انسان کے دین کیلئے مہلک ہوتے ہیں پھر اس کے بعد ابن حبیب کے حوالے سے یہ روایت بیان کی ہے کہ لوگوں نے امام مالک رحمہ اللہ سے اس مشکل العلاج بیماری کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: اس سے مراد ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب ہیں کیونکہ اس نے دو طرح سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے ایک ارجاء (عمل کو ایمان کی حقیقت سے خارج قرار دینے) کے ساتھ اور دوسرے احادیث و سنن کو رائے کے ذریعے ٹھکرانے کیساتھ۔

پھر ابوجعفر داؤدی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر یہ روایت غلطی سے محفوظ ہے اور صحیح ثابت ہے تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ کی زبان سے غصے یا پریشانی میں اس قسم کے الفاظ نکل گئے ہوں گے۔ کیونکہ علماء بھی انسان ہی ہوتے ہیں بعض اوقات بشری کمزوری کیوجہ سے ان کی زبان سے ایسی بات نکل جاتی ہے جس سے بعد میں غصہ اتر جاتا ہے تو انہیں استغفار کرنا پڑتا ہے۔

لیکن خود امام الباجی رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ کی نسبت یہ روایت صحیح نہیں ہے کیوں کہ معروف علم و دانش دین و فضل اور گفتگو میں احتیاط پسندی کی وجہ سے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ کسی بھی مسلمان کے متعلق علی الاطلاق اس قسم کی بات بغیر تحقیق و ثبوت کے کہہ دیں جب کہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے متعلق ان کا اکرام و احترام مشہور ہے حالانکہ وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے ہیں، اور یہ بھی معلوم ہی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی یہ رائے ہے کہ وہ مسائل کا علم رکھتے ہیں، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ سے کچھ احادیث بھی روایت کی ہیں اور ان کے شاگرد امام محمد بن الحسن نے امام مالک رحمہ اللہ سے موطا کا سماع بھی کیا ہے نیز ان کا انتہائی درجہ کا زہد عبادت بھی مشہور ہے اور پھر یہ بھی کہ ان کی آزمائش ہوئی اور انہیں محض اس لیے کوڑے مارے گئے کہ وہ منصب قضاء قبول کر لیں مگر انہوں نے انکار کر دیا تو اس قسم کی شخصیت کے بارے میں امام مالک رحمہ اللہ ایسی بات نہیں کہہ سکتے تھے جو ان کے علم و فضل کے شایان شان نہ ہو۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۳۰۷۔۳۰۸)

ابن عربی رحمہ اللہ کی معتدلانہ رائے:۔ ابن عربی رحمہ اللہ تاریخ اسلام کی ایک ممتاز اور متنازعہ شخصیت ہیں ان کے فلسفہ وحدت الوجود کی بناء پر شروع ہی سے کچھ لوگ ان کے شدید مخالف اور کچھ لوگ ان کے سخت حامی چلے آرہے ہیں۔ اس کے مخالف اسے ملحد اور زندیق

تک قرار دیتے ہیں جب کہ ان کے حامی انھیں اولیاء اللہ اور تنقید سے بالاتر لوگوں میں شمار کرتے ہیں مخالفین میں بڑے بڑے محدثین اور اہل علم شامل ہیں اور موافقین میں بھی۔

مخالفین میں نمایاں ترین شخصیت امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی ہے جنہوں نے فلسفہ ابن عربی رحمہ اللہ پر تند و تیز تنقید کی ہے مگر اس کے باوجود شخصیت ابن عربی رحمہ اللہ کے بارے میں ان کی روش اور انکی گفتگو انتہائی محتاط ہوتی تھی، چنانچہ مذہب الاتحادیین ص ۶۰ میں فرماتے ہیں۔

وهي مع كونها كفرا فهوا قربهم الى الاسلام لمايوجد فى كلامه من الكلام الجيد كثيراً ولانه لايثبت على الاتحاد ثبات غيره بل هو كثير الا ضطراب فيه......والله اعلم بما مات عليه۔

''ابن عربی رحمہ اللہ کا نظریہ اگرچہ کفر ہے تاہم وہ خود دوسرے متصوفین کی نسبت اسلام سے سب سے زیادہ قریب ہیں کیونکہ ان کے کلام میں اچھی باتیں بہت زیادہ پائی جاتی ہیں نیز وہ اپنے نظریہ وحدت الوجود پر مضبوطی سے قائم بھی نہیں رہے......اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کی موت کس حالت پر واقع ہوئی۔

اسی طرح مجموعۃ الرسول والمسائل ج ا ط ۱۷۶ میں رقمطراز ہیں: **لكن ابن العربى اقربهم الى الاسلام واحسن كلاما فى مواضع كثيرة فانه يفرق بين الظاهر و المظاهر فيقر الامر والنهى والشرائع على ماهى عليه۔**

لیکن ابن عربی اتحادی وجودیوں میں سے اسلام کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اس کا کلام بہت سے مقامات پر سب سے زیادہ اچھا ہے چنانچہ وہ ظاہر اور مظاہر (خالق اور مخلوق) میں فرق کرتا ہے، اس لیے امر و نہی اور شریعت کو جوں کو توں تسلیم کرتا، (اور واجب العمل گردانتا) ہے۔

امام شوکانی رحمہ اللہ شروع شروع میں ابن عربی (رحمہ اللہ) وغیرہ پر سخت تنقید بلکہ اس کی تکفیر بھی کرتے رہے ہیں لیکن بعد میں انہوں نے اس سے رجوع کرلیا تھا، دیکھئے البدر الطالع (ج ۲ ص ۳۲ تا ۳۹)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اور شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا موقف تقریباً ایک ہی ہے کہ ابن عربی رحمہ اللہ کا نظریہ وحدت الوجود ان کے کشف میں غلطی کا نتیجہ ہے، اس لیے اسے تسلیم نہیں کیا جاسکتا البتہ ان کی ولایت میں کوئی شک و شبہ نہیں ہونا چاہیے۔

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۳۱۴ـ۳۱۵)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے محبت رکھنے والا ہمشکل جن:۔ جنات اللہ تعالیٰ کی ایک غیر مرئی مخلوق ہیں اور انسانوں کی طرح شریعت کے مکلّف اور انہی کی طرح مختلف مذاہب کے ماننے والے ہوتے ہیں چنانچہ ان میں نیک، بد، مشرک، موحد، غیر مسلم، ہندو سکھ، یہودی عیسائی، ملحد بے دین ہر قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں اور ان میں سے بہت لوگ اپنے ہم خیال اور اپنے ہم مذہب و مشرب انسانوں کے ساتھ تعلق خاطر اور دوستی بھی رکھتے ہیں۔

اس سلسلہ میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے خود اپنا ایک واقعہ بیان کیا ہے جو مولانا بھوجیانی رحمہ اللہ نے ان کی کتاب'' الفرقان بين الحق والباطل '' کے صفحہ ۷۱ سے نوٹ کیا ہے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تاتاریوں میں سے کچھ لوگ اگر مصر آتے تو میں ان کے سامنے دعوت اسلام پیش کرتا پھر جب ان میں سے کوئی شخص اسلام قبول کر لیتا اور شہادتین کا اقرار کر لیتا تو میں حسب توفیق اسے کھانا کھلاتا۔

جن دنوں میں قلعہ مصر میں قید تھا تو ماردین (ترکی کا ایک شہر) کے بادشاہ نے مصر کے بادشاہ کو کسی قاصد کے ذریعے یہ بتایا کہ'' آج کل ابن تیمیہ رحمہ اللہ ہمارے علاقہ میں ہے اور وہ لوگوں کو دعوت اسلام دیتا ہے اور جو شخص اسلام قبول کر لیتا ہے اسے کھانا کھلاتا ہے فلاں شہر کے امیر نے مجھے یہ اطلاع دی ہے اور وہ خود اس سے ملاقات بھی کر چکا ہے''۔

میں چونکہ ابھی تک قیدی ہی تھا، اس لیے لوگوں نے اسے بہت بڑا واقعہ سمجھا حالانکہ اس کی حقیقت صرف اتنی ہی تھی کہ ترکی کے علاقہ میں میرے روپ میں دعوت و تبلیغ کا کام کرنے والا وہ شخص دراصل ایک جن تھا جسے مجھ سے عقیدت و محبت تھی، اسی وجہ سے اس نے شکل و

صورت بھی وہ اختیار کر رکھی تھی جو میری تھی اور کام بھی وہی کر رہا تھا جو میں کیا کرتا تھا، اس کا مقصود اس سے میرا اکرام واحترام تھا۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۳۳۰)

مولانا حنیف ندوی ایک مسلمہ شخصیت:۔ مولانا محمد حنیف ندوی صاحب رحمہ اللہ جماعت اہل حدیث کے جید عالم دین بین الاقوامی شہرت کے حامل مصنف تھے، آپ نے کئی کتابیں لکھیں جو اکناف عالم میں قدر کی نگاہ سے پڑھی گئیں۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۳۸۸)

ہفت روزہ ''الاعتصام'' تعارف:۔ یہ مسلک اہل حدیث کا وہ پرچہ ہے جو ۱۹۴۹ء سے آج تک یعنی پورے ۵۲ سال سے مسلک اہل حدیث کی خدمت کر رہا ہے اور اس پرچہ نے مسلک کی وہ خدمت کی ہے جو پوری جماعت مل کر سو سال میں بھی نہیں کر سکتی۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۴۰۲)

نوجوانوں سے فریاد:۔ کیا ہمارے نوجوان علماء میں ان ضرورتوں کا ادراک نہیں؟ کیا انہیں اپنی ذمہ داریوں کا کوئی احساس نہیں؟ کیا مدارس کے چارہ گروں کو بھی اس کا حل اور اس کا علاج سوچنے کی ضرورت نہیں؟ ''الیس منکم رجل رشید''

افسوس! علماء بھی ایثار وقربانی کا راستہ چھوڑ کر مادی منفعتوں اور لذتوں کو ترجیح دے رہے ہیں دعوت وتبلیغ کی پرخار وادیوں کے مقابلے میں دنیوی مناصب اور بھاری بھرکم تنخواہوں کی طرف دوڑ رہے ہیں اور سادگی اور زہد کی بجائے دنیا کی آسائشوں اور راحتوں کے طالب بن گئے ہیں جس کی وجہ سے غزالی ورازی، ابن تیمیہ رحمہ اللہ وابن قیم رحمہ اللہ وغیرہ تو کجا کوئی داؤد غزنوی رحمہ اللہ واسماعیل سلفی رحمہم اللہ کا جانشین بھی پیدا نہیں ہو رہا، ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ اور ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ تک کی جگہ لینے والا تیار نہیں ہو رہا اور حنیف ندوی ومحمد عطاء اللہ حنیف رحمہما اللہ جیسی یگانہ روزگار شخصیتیں بھی خواب وخیال معلوم ہونے لگی ہیں۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۴۲۱)

نقشبندی شیخ طریقت کا نادر ملفوظ:۔ اصحاب حل وعقدہ سے فی الوقت ہماری مراد علماء کرام اور حساس ومتدین دولت مند طبقہ ہے۔ خدمات عالیہ میں ایک ایسے اہم سبب کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جس کی طرف موجودہ تحریک احیاء وتجدید توحید وسنت کے بانی حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید (۱۲۴۶) قدس اللہ روحہ نے اشارہ فرمایا تھا۔ مولانا ممدوح اپنے شیخ طریقت حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کے ملفوظات یعنی کتاب ''صراط مستقیم'' میں لکھتے ہیں

واضح رہے کہ شرفاء (غالباً پرانے علمی ومنصبی خاندان مراد ہوں گے جو قدیم ایام سے دینی ودنیوی اعلیٰ مناصب پر فائز چلے آرہے تھے) میں اللہ تعالیٰ نے فطانت وذہانت اور شرافت کا ایک جوہر ودیعت کر رکھا ہے جو آباء واجداد سے ان میں وراثتاً منتقل ہو کر آتا ہے مگر صرف یہ فطری استعداد ہرگز کارآمد نہیں جب تک کہ علوم دینیہ کی تعلیم وتعلم اور تشرع وتدین کے ذریعے سے ان قابل جوہروں کی تربیت نہ کی جائے بلاشبہ اس ذہین وفطین طبقے کے علمی ودینی تربیت سے بڑے مفید نتائج ظاہر ہو سکتے ہیں۔ (خلاصہ وترجمہ از فارسی ''صراط مستقیم'' ص ۶۶ طبع مجتبائی دہلی)

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۴۲۴)

فقہی رواداری اور وسعت ظرفی:۔ تقلید کا رد اور عمل بالحدیث کی اہمیت، ان کا اگرچہ نہایت پسندیدہ موضوع تھا اور اس پر چھوٹی بڑی متعدد کتابیں بھی انہوں نے شائع کیں لیکن اس کے باوجود وہ فقہی رواداری اور وسعت ظرفی کے قائل تھے، علمائے دیوبند سے ان کے تعلقات خاصے وسیع تھے، مولانا عبدالقادر رائے پوری مرحوم سے یک گونہ عقیدت اور مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ سے احترام کا تعلق تھا، مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی وفات پر انہوں نے ماہنامہ ''رحیق'' لاہور میں نہایت پردرد اداریہ سپرد قلم فرمایا، جس میں ان کی علمی، دینی اور ملی وسیاسی خدمات پر بھرپور خراج تحسین فرمایا، مولانا سعید احمد اکبر آبادی رحمہ اللہ لاہور تشریف لائے تو بطور خاص ان کو دعوت دے کر اپنے ادارہ میں بلایا، اور مولانا اکبر آبادی، مولانا معراج الحق صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند کی معیت میں تشریف لائے، اور مولانا کی ضیافت سے مسرور وشادکام ہوئے۔

مولانا عبدالرشید نعمانی (جے پوری) کراچی سے ان کے حنفیت میں تصلب کے باوجود خصوصی تعلق تھا، ''اتحاف النبیہ'' کا وہ قلمی نسخہ، جسے

حضرت مولانا رحمہ اللہ نے ایڈٹ کیا انہی مولانا نعمانی صاحب سے ہی حاصل کیا تھا، چنانچہ مولانا نعمانی صاحب بھی جب کبھی لاہور تشریف لاتے تو حضرت مولانا مرحوم سے ضرور ملتے، مولانا محمد ذکریا کاندھلوی صاحب ''اوجز المسالک'' اور مصنف ''تبلیغی نصاب'' ایک مرتبہ لاہور آئے تو راقم کے ساتھ ان کی زیارت کے لئے لاہور کے تبلیغی مرکز بلال پارک باغبانپورہ تشریف لے گئے لاہور میں موجود علمائے دیوبند سے ان کی ذاتی مراسم تھے اور ان کے ہاں آنا جانا ایک معمول تھا وہ بھی حضرت مولانا سے خصوصی ربط و تعلق رکھتے تھے، غرض اس لحاظ سے ان کے اندر وہ وسعت موجود تھی جو ہماری اکابر اسلاف کا بھی ایک امتیازی وصف تھا۔ (کتبہ حافظ صلاح الدین یوسف، لاہور۔ اشاعت خاص ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۴۸۶۔ ۴۸۷)

دیوبند و اہل حدیث کی مایہ ناز شخصیات:۔ بہت سے مفکر کا خیال ہے کہ موجودہ قابلیتی بحران کا سب سے بڑا سبب مدارس عربیہ کا مروجہ نصاب تعلیم ہے حالانکہ ماضی قریب کے جید اہل علم جن پر برصغیر پاک و ہند کو بجا طور پر فخر ہے، ولی اللّٰہی خاندان اور ان کے متوسلین مولانا سید محمد نذیر حسین رحمہ اللہ، مولانا نواب سید محمد صدیق حسن رحمہ اللہ، مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ، مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ، مولانا محمد شمس الحق رحمہ اللہ، مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ، مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ، مولانا سید محمد انور شاہ رحمہ اللہ، مولانا مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ، مولانا حافظ محمد صاحب لکھوی رحمہ اللہ، مولانا سید سلیمان صاحب ندوی رحمہ اللہ، مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ وغیرہم، سب بزرگ اسی نصاب کے فیض یافتہ تھے ان حضرات کی خدمات علمی اور اسلامی سے کون انکار کرسکتا ہے اور کیا یہ واقعہ نہیں کہ اپنے اپنے درجے میں ان ہی کی مساعی، محنت، ایثار اور قربانیوں کا فیض ہے، جو علوم دینیہ کی تھوڑی بہت رونق نظر آرہی ہے۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۴۹۰)

صوفیائے کرام دلوں کو جلا بخشنے کا ذریعہ:۔ معلوماتی مطالعے کا ایک خاص حصہ اسلاف کرام کی کتابیں اور ان کے تذکروں کا ہونا چاہیے، کیوں کہ قرآن و حدیث کے بعد ائمہ سنت کی تصانیف اور محدثین و صوفیائے کرام کے تذکروں سے دل درست ہوتے اور دماغ جلا پاتے ہیں بخلاف عصر حاضر کی اکثر کتابوں کے کہ ان سے یہ مقصد نہ صرف یہ کہ حاصل نہیں ہوتا بلکہ بسا اوقات او جھل ہوجاتا ہے یہ باتیں سرسری طور پر زبان قلم پر آگئی ہیں ورنہ راقم جانتا ہے کہ اپنے بزرگوں کے سامنے ایسی باتیں کرنا لقمان کو حکمت سکھانے کی جسارت ہے۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۴۹۴۔ ۴۹۵)

وضاحت:۔ پروفیسر ڈاکٹر سعید اقبال قریشی لاہور، ''دیہاتی بابا'' کے عنوان سے سلوک سے واقفیت کی کہانی کچھ یوں سناتے ہیں۔ (از مرتب اثری)

نرم گوشہ دل:۔ مولانا کے ساتھ ریل کا سفر بہت خوش کن رہا راستے میں مولانا بالائی سیٹ پر لیٹ کر مطالعہ فرماتے رہے، اور وقتاً فوقتاً دلچسپ علمی باتوں سے نوازتے رہے ان دنوں مولانا مودودی کی کتاب ''خلاف وملوکیت'' پر تنقید عام جاری تھی، خوب لے دے ہو رہی تھی، اس تنقید و جرح میں ہمارے ہم مسلک بھی پیش پیش تھے، ادھر والد صاحب مرحوم کے مولانا مودودی مرحوم سے بھی اچھے مراسم تھے، اس لئے مودودی صاحب کے لئے بھی میں نرم گوشہ تھا، چنانچہ اسی سفری گفتگو کے دوران میں نے مولانا سے استفسار کیا کہ آیا مودودی صاحب مرحوم نے جو جو کچھ کتاب میں لکھا ہے وہ تاریخی طور پر غلط ہے، اس پر مولانا نے فرمایا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان باتوں کو اب لکھنے کی ضرورت نہیں تھی جو خواہ مخواہ نزاع کا سبب بنیں......۔ (اشاعت خاص ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۴۹۹)

پیر محبّ اللہ صاحب کے باادب مریدین:۔ سفر ختم ہوا تو ہم پہلے پیر محبّ اللہ شاہ صاحب کے گھر پہنچے، اہل حدیث پیر مجھے عجیب عجیب سا لگا، پیر صاحب کے چند مرید خالص مریدانہ انداز میں انتہائی نیاز مندی کے ساتھ سامنے بیٹھے تھے، بہر حال مولانا سے وہ بہت محبت اور احترام سے ملے کچھ دیر باہمی دلچسپی کی باتیں ہوتی رہیں کھانا بھی ہمیں وہیں کھلایا گیا، اس کے بعد جب مدعا بیان کیا تو معلوم ہوا کہ ''معرفۃ السنن والآثار'' پیر بدیع الدین شاہ صاحب کے قبضے میں ہے۔ (اشاعت خاص ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۴۹۹)

تبلیغی جماعت کے بارے میں اعتدال:۔ کسی نے ایک دفعہ تبلیغی جماعت کے متعلق پوچھا تو جواب میں فرمایا، ان کی کمزوریوں اور

غلطوں سے قطع نظر اس دنیا داری اور نفسا نفسی کے دور میں ان کو غنیمت سمجھتا ہوں جو اصلاح نفس اور دنیا سے بے رغبتی کی دعوت کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہیں۔(کتبہ پروفیسر ڈاکٹر حمید اللہ عبدالقادر بلتستانی، شعبہ علوم اسلامیہ جامعہ پنجاب لاہور۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۵۱۵)

مفتی محمود صاحب کو مبارکباد (رواداری):۔ ۱۹۷۲ء میں صوبہ سرحد میں جمعیت علمائے اسلام اور خان ولی کی پارٹی (نیشنل عوامی پارٹی) متحدہ حکومت بنائی گئی، جس کے وزیر اعلیٰ مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ نامزد ہوئے، مولانا بھوجیانی رحمہ اللہ کو مفتی سے تعلق خاطر تھا لہٰذا ان کو مبارکباد دینے اور ان کے تعین پر اظہار خوشنودی کرنے کے لئے اپنے اداریے کے علاوہ مجھے نظم لکھنے کا حکم دیا اور بعض نقاط بھی تلقین فرمائے میں نے حسب فرمائش ایک طویل نظم لکھی اور سرحد میں نفاذ اسلام کے لئے شہدائے بالاکوٹ کی قربانیوں کا بھی اظہار کیا اور آخر میں انہیں اسی نہج پر خدمت انجام دینے کی استدعا بھی کی۔ مولانا نے نہ صرف اس نظم کو الاعتصام کے دوصفحات پر اہتمام سے شائع کیا بلکہ مفتی صاحب کو ذاتی طور پر اسے ارسال فرمایا اور بعض اشعار پر مجھے داد بھی دی اور مسرت کا اظہار فرمایا۔(محترم علیم انصاری لاہور۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۴۲۵۔۴۲۶)

فیض روحانی طمانیت روح کا ذریعہ:۔ محدث بھوجیانی رحمہ اللہ کی زندگی مسلسل علمی اشغال اور اعمال سے عبارت تھی وہ بظاہر ایک پتلے دبلے انسان تھے مگر وہ اپنے مقاصد اور اہداف کی تکمیل کیلئے اپنے سینے میں سمندر کی موجوں اور ہوا کی لہروں سے زیادہ تموج و اضطراب رکھتے تھے، ان کی زندگی کا ربع صدی میری آنکھوں کے سامنے بسر ہوا میں نے کبھی ان کو غیر متحرک اور ساکن نہ پایا، وہ اپنے علمی اور روحانی فیوض و برکات کے تحائف اہل شوق کے حلقوں میں آخری سانس تک بانٹنے میں مصروف رہے۔ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے بڑی پتے اور تجربہ کی باتیں کہہ جاتے تھے تحقیق اور جستجو ان کی روح کی غذا تھی، ان کے پاس بیٹھنے سے روح کو طمانیت اور چین نصیب ہوتا تھا۔

(کتبہ پروفیسر غلام نبی عارف لاہور۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۶۱۰)

فیوض الحرمین کا حوالہ:۔ مولانا سند عالی اور سند سافل دونوں کے ذریعہ محدثین کی صف میں جا شامل ہوتے ہیں، سند عالی کا حصول تو اسلاف کی سنت رہا ہے کیونکہ جس قدر زنجیر کی کڑیاں زیادہ ہوں گی، ضعف و انحلال کا خطرہ موجود رہے گا اور جس قدر کم ہوں گی تو ایسے خطرے کا احتمال کم ہوگا آپ کی علوم اسناد کی بھی کئی اقسام ہیں ایک تو یہ ہے کہ آپ ائمہ حدیث میں سے کسی امام تک قلیل التعداد روات کے ذریعہ پہنچ جاتے ہیں آگے اس امام کے رسول اللہ ﷺ تک وسائط کثیر ہی کیوں نہ ہوں یہ معین امام کے حلقہ میں جا شامل ہونے کے لحاظ سے سند عالی ہے، ایک وہ قسم ہے کہ آپ قلیل التعداد اساتذہ حدیث کی وساطت سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت تک جا پہنچتے ہیں علی ہذا القیاس اس کی درجہ درجہ بدرجہ اقسام ہیں جن کی تفصیل مقدمہ ابن صلاح، فتح المغیث اور سلسلة العسجد میں دیکھی جاتی سکتی ہے شاہ ولی اللہ فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں ''رایت التشفع الیه صلی الله علیه وسلم والتوسل لدیه بعلماء الحدیث والدخول فی عداد هم بعلم الحدیث و حفظه علی الناس عروةً و ثقیٰ بعداً ممدوراً فعلیك ان تكون محدثاً الخ ''(فیوض الحرمین ص ۵۳ بحوالہ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۶۱۵۔۶۱۶)

میرے شیخ و مربی ہمہ اوصاف شخصیت:۔ ''الحمد لله الصلوة والسلام علی رسول الله اما بعد''

آج سے تقریباً ۵۸۔۵۹ سال قبل مؤرخ اسلام حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے مولانا حمید الدین فراہی مرحوم کے انتقال پر آنسو بہاتے ہوئے لکھا تھا:

ایک شخصیت مفرد ایک جہان دانش! ایک دنیائے معرفت، ایک کائنات علم، ایک گوشہ نشین مجمع کمال، ایک بے نوا سلطان ہند، علوم ادبیہ یگانہ، علوم عربیہ کا خزانہ، علوم عقلیہ کا ناقد، علوم دینیہ کا ماہر، علوم القران کا واقف اسرار، قرآن پاک کا دانائے رموز، دنیا کی دولت سے بے نیاز اہل دنیا سے مستغنی، انسانوں کے ردو قبول اور عالم کی داد و تحسین سے بے پروا، گوشہ علم کا معتکف اور اپنی دنیا کا بادشاہ۔(یادرفتگاں ص ۱۱۰)

مولانا فراہی مرحوم کو دیکھنے کی سعادت تو حاصل نہیں ہوئی مگر اپنے شیخ و مربی حضرت محدث بھوجیانی رحمہ اللہ کو دیکھا اور من و عن انہی الفاظ کی چلتی پھرتی تصویر دیکھی۔(کتبہ مولانا ارشاد الحق اثری، فیصل آباد۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۶۵۸)

الانتباہ فی سلاسل اولیاء واسانید وارثی رسول اللہ ﷺ:۔ رہی بات اس فن میں آپ کے حسن ذوق کی تو اس سلسلے میں

اگر ''اتحاف النبیه فیما یحتاج الیه المحدث والفقیه'' کے علاوہ اور کوئی خدمت نہ ہوتی تو اس ایک کتاب سے ان کے حسن ذوق اور اس موضوع پر ان کی وسعت معلومات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے یہ کتاب حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی اہم ترین کتابوں میں شمار ہوتی ہے، کتاب کا اصل نام ''الانتباہ فی سلاسل اولیاء واسانید وارثی رسول الله'' ہے اور یہ تین حصوں پر مشتمل ہے، حصہ اول میں سلاسل تصوف اور اس کے متعلقات کا تذکرہ ہے، یہ حصہ ۱۳۱۱ھ میں مطبع احمدی دہلی سے طبع ہوا تھا، دوسرے حصہ کا نام، ''اتحاف النبیه فیما یحتاج الیه المحدث والفقیه'' ہے جس کے دو حصے ہیں حصہ اول میں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنی اسناد کتب حدیث کے علاوہ طبقات کتب حدیث اور اسی موضوع سے متعلقہ فوائد علمیہ کو بیان کیا ہے اور حصہ ثانی جو حقیقتاً تیسرا حصہ ہے تقلید اور اجتہاد اور اس کے متعلقات پر مناسب تبصرہ ہے نیز فقہ مذاہب اربعہ کے بنیادی ماخذوں کے تعارف اور ان کے اسانید کے تذکرہ پر مشتمل ہے۔

(کتبہ مولانا ارشاد الحق اثری، فیصل آباد ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۶۶۸)

مبشرات اور جنات سے مروی روایات کا ذکر:۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اس موضوع پر دو کتابیں لکھی ہیں اور دونوں مطبوع ہیں ایک کا نام ''الدرالثمین فی مبشرات النبی الامین'' ہے جس میں ایسی چالیس روایات ومبشرات کا تذکرہ ہے جو انہوں نے خواب میں آنحضرت ﷺ سے سنی ہیں اور دوسری کا نام ''النوادر فی احادیث الاوائل والا واخر'' ہے جس میں جنات وغیرہ سے مروی روایت کا ذکر ہے۔ (کتبہ مولانا ارشاد الحق اثری، فیصل آباد۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۶۷۰)

وضاحت:۔ حافظ عبدالحمید ازہر، اسلام آباد سے بعنوان ''مولانا عطاء اللہ حنیف کا ناقابل فراموش کارنامہ، معارف ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی نشر واشاعت'' لکھتے ہیں۔ از مرتب اثری۔

علامہ شبلی رحمہ اللہ کا اقتباس (پیغام رواداری):۔ ہمارے زمانے میں تاریخ اسلام پر علامہ شبلی رحمہ اللہ سے بڑھ کر وسیع وعمیق نظر کس کی ہوگی ان کا قلم تحقیق رقم شیخ الاسلام کے مجددانہ کارناموں کی تقسیم اس طرح کرتا ہے۔

اسلام میں سینکڑوں ہزاروں بلکہ لاکھوں علماء، فضلاء، مجتہدین، ائمہ فن اور مدبرین گزرے لیکن مجدد بہت کم پیدا ہوئے، مجدد کیلئے تین شرطیں ضروری ہیں۔ ا۔ مذہب، علم یا سیاست میں کوئی مفید انقلاب برپا کردے۔

۲۔ جو خیال اس کے دل میں آیا ہو کسی کی تقلید سے نہ آیا ہو بلکہ اجتہادی ہو۔

۳۔ جسمانی مصیبتیں اٹھائی ہوں جان پر کھیلا ہو، سرفروشی کی ہو۔

تیسری شرط اگر ضروری قرار نہ دی جائے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام غزالی رحمہ اللہ، امام رازی رحمہ اللہ، شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ اس دائرہ میں آسکتے ہیں لیکن جو شخص رفامر (مجدد) کا اصلی مصداق ہوسکتا ہے وہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ہیں، مجددیت کی اصلی خصوصیتیں جس قدر علامہ کی ذات میں پائی جاتی ہیں اس کی نظیر بہت کم مل سکتی ہے۔ (مقالات شبلی رحمہ اللہ ج ۵)

امام العارفین قدوۃ الاولیاء امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ:۔ علم وعمل کا یہ خورشید تاباں، آسمان تجدید کا ماہ درخشاں اور تاریخ دعوت وعزیمت کا کوکب ضوفشاں، روشن تعلیمات کا ورثہ چھوڑتے ہوئے قلعہ دمشق میں غروب ہوگیا۔

موت التقی حیاۃ الانقطاع لها　　　قد مات قوم وهم فی الناس احیاء

اس آیۃً من آیات اللہ، حجۃ قائمۃ من حجج اللہ، محی السنۃ، ماحی البدعۃ، شیخ المصلحین، ملاذ المجددین، سند الکاملین، امام العارفین، وارث الانبیاء، قدوۃ الاولیاء، شیخ الاسلام جیسی جامع الکمالات شخصیت کے علوم ومعارف پر مطلع ہو کر مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ جیسے صاحب دل اور فنافی الکتب والسنۃ کا نقد دل ہار جانا کوئی اچنبے کی بات نہیں۔

من نہ آنم بہ ہر شیوہ دل از دست دہم لیک باآں نگہ حوصلہ فرساچہ کنم

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص ۶۸۶)

فیوض الحرمین کا ایک فیض: ۔حکیم الامت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ حجاز مقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے تو وہاں کے علماء سے استفادہ کا موقع ملا ،حرمین کے فیوض میں سے یہ بھی تھا کہ شیخ الاسلام کی بعض کتابوں تک رسائی میسر آئی چنانچہ واپسی پر انہوں نے برصغیر میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے متعلق پائی جانے والی غلط فہمیوں کا ازالہ فرمایا، اپنے ایک تلمیذ کے نام مکتوب میں لکھتے ہیں:

وكذلك ابن تيمية فانا قد تحققنا من حاله انه عالم كتاب الله و معانيه اللغوية والشرعية و حافظ لسنة رسول الله ﷺ و آثار السلف عارف بمعانيه اللغوية والشرعية، استاذ في النحو واللغة، محرر لمذهب الحنابلة فروعه، واصوله فائق في الذكاء ذولسان و بلاغة في الذب عن عقيدة اهل السنة لم يوثر عنه فسق ولا بدعة اللهم الاهذه الامور التي ضيق عليه لاجلها وليس شئي منها الا ومعه دليله من الكتاب والسنة وآثار السلف ومن يطيق ان يلحق شأوه في تحريره و تقريره؟ والذين ضيقوا عليه ما بلغوا معاشر ماآتاه الله تعالىٰ (مکتوب شاہ ولی اللہ)

بہت سے علماء پر بے سروپا الزام لگائے گئے یہی ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے ساتھ ہوا ہم نے ان کے احوال کے متعلق تحقیق کی ہے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ وہ کتاب اللہ کے عالم اور حدیث کے حافظ تھے، کتاب وسنت اور آثار سلف کے لغوی وشرعی معانی کے علم ومعرفت سے مالا مال اور نحو ولغت کے امام تھے۔حنبلی مذہب کے اصول وفروغ کے تنقیح کنندہ محقق ذہانت میں فائق ،اور عقیدہ اہل سنت کے دفاع میں زبان آور بلیغ عمل میں فسق اور عقیدہ میں بدعت نام کی چیز سے بالکل مبرا، چند ایک مسائل میں انہیں خواہ مخواہ تنگ کیا گیا، حالانکہ ان میں کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس میں ان کے پاس قرآن، حدیث اور آثار سلف سے دلائل نہ ہوں۔تقریر وتحریر میں ان کے مقام ومنزلت کو چھونا کسی کے بس میں نہیں ،انہیں تنگ کرنیوالے فقہاء علم میں شیخ کے عشر عشیر بھی نہ تھے۔

حکیم الامت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی تجدیدی مساعی اور انقلابی نگارشات پر نگاہ رکھنے والے جانتے ہیں کہ الانصاف اور حجۃ اللہ کے جن مباحث نے شاہ صاحب کو مجددین امت کی صف میں لاکھڑا کیا شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے افادات پر مشتمل ہیں اور البلاغ المبین تو اقتضاء الصراط المستقیم کے طویل اقتباسات سے مرصع ہے۔(ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص ۶۸۸۔۶۸۹)

انتہائی وجیہہ اور دل آویز شخصیت (رواداری): ۔شہری اور تعلیم یافتہ حلقوں میں حضرت مولانا امرتسری، مولانا محمد ابراہیم میر، مولانا محمد یوسف کلکتوی اور مولانا محمد اسماعیل گوجرانوالہ اور سب سے بڑھ کر شہسوار خطابت اور بقول مولانا محمد علی جوہر، سبحان الہند سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہم اللہ اجمعین کا طوطی بولتا تھا کسی ہندو یا سکھ کی مجال نہ تھی کہ سید صاحب رحمہ اللہ قرآن کی تلاوت کر رہے ہوں اور وہ جلسہ گاہ سے اٹھ کر چلا جائے، اس پر سید بخاری کی پرکشش اور مرعوب کن شخصیت انتہائی وجیہہ، دل آویز اور لحن داؤدی کے ساتھ تلاوت قرآن کا سماں ایک دیدنی منظر تھا جسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔(کتبہ مولانا پروفیسر غلام احمد حریری، فیصل آباد۔ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص ۷۰۴)

صحیح تصوف کا انکار منکرین حدیث کا شیوہ: ۔ہمارے دور کے منکرین حدیث کا سب سے بڑا کارنامہ، ان کی یہ کوشش ہے کہ مسلمانوں کا تعلق ان کے ماضی سے منقطع کر دیا جائے، اس لئے حدیث کے انکار کا شاخسانہ کھڑا کیا گیا ہے، اسی لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تفسیر سے اعراض ہے، اسی لئے مفسرین کا استخفاف ہے، اسی لئے صحیح تصوف......جس کا مسنون نام ''احسان'' ہے......کے خلاف ہرزہ سرائی ہے اسی لئے ،فقہ اسلامی کو قدامت کا طعنہ دے کر کلیۃً دریا برد کرنے کے مشئوم ارادے ہیں اسی لیے دور حاضر سے ہر طرح کی مطابقت کرنے کا شور ہے اسی لئے انبیاء علیہم السلام سے لے کر آج تک کے اسلامی طریق معاشرت پر ملاّ ازم قسم کے الفاظ سے پھبتیاں کسی جاری ہیں اور اسی لیے قرآن وسنت کے منصوصہ اور مسلمانوں کے چودہ سو سال کے متفقہ اور اجماعی مسائل کو منتخب کیا گیا ہے تا کہ ان کو ریسرچ اور اجتہاد جدید کی

درانتی سے کاٹ پھینکا جائے۔(کتبہ حافظ صلاح الدین یوسف۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۷۵۸)

حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ:۔ حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ دہلوی رحمہ اللہ(ت ۱۱۷۶ھ) کی ذات بابرکات وہ ذات ہے جن کی مساعی جمیلہ کے نتیجہ میں برصغیر پاک وہند میں کتب حدیث کو بطریق اہلحدیث پڑھنے پڑھانے کا رواج پیدا ہوا، موصوف نے محدثین کرام کے اغراض ومقاصد کو بروئے کار لانے کیلئے فقہی انداز میں وترتیب سے محدثین کرام کے تابناک عہد رفتہ کو زندہ کرنے کی تحریک شروع کی۔(کتبہ مولانا مطیع اللہ سلفی، مبارک پور، انڈیا۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۷۹۹)

وضاحت:۔ عبدالرشید عراقی حفظہ اللہ سوہدرہ، وزیرآباد بعنوان ''مولانا رحمہ اللہ اور انکی علمی خدمات'' کے تحت ''علمائے اہلحدیث کے ذوق تصوف'' پر یوں خامہ فرسائی کررہے ہیں۔از مرتب اثری۔

حالات صوفیاء پر مایہ ناز کتاب:۔ مولانا مرحوم نے اس پر حسب ذیل حاشیہ تحریر فرمایا: امام احمد رحمہ اللہ اور حنبلی مذہب کے متعلق اسی قسم کی رائے، حضرت مولانا نواب سید محمد صدیق حسن خان رحمہ اللہ والی ریاست بھوپال ہند المتوفی ۱۳۰۷ھ نے بھی ظاہر فرمائی ہے، آپ اپنی کتاب **تقصار جیود الاحرار** (جو صوفیائے کرام کے حالات میں آپ نے لکھی ہے) میں لکھتے ہیں:

چنداں مجتہدین که در طریقه اور برخاستنددر ہیچ مذہب معلوم نیست و اگر ہیچ کسے نباشد مگر ابن تیمیه وابن القیم از برائے موزانه باتمام علمائے زماں جہاں کفایت است ۔(ص۹۴)

یعنی امام احمد رحمہ اللہ کے مذہب میں جتنے مجتہد پیدا ہوئے ہیں، دوسرے کسی مذہب میں نہیں، اگر ابن تیمیہ رحمہ اللہ وابن القیم رحمہا اللہ کے سوا کوئی اور نہ بھی ہوتا تو موازنے پر یہی دونوں سب علماء پر بھاری ہیں۔(حاشیہ ص۷۴۳)(ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۸۳۹)

اخلاق زہد وتصوف پر 78 کتابیں:۔ مولانا (عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ) نے (امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ) کی تصانیف کی جو فہرست مرتب کی ہے اس کی تفصیل اس طرح ہے۔

۱۔تفسیر(۱۰۲)،۲۔حدیث(۴۱)،۴۔فقہ وفتاویٰ(۱۳۸)،۴۔اصول الفقہ ومتعلقاتہ(۲۸)،۵۔عقائد وکلام(۱۲۶)،۶ اخلاق وزہد تصوف(۷۸)۷۔فلسفہ ومنطق پر نقد وجرح(۱۷)،۸۔مکاتیب(۷)،۹۔متفرقات(۵۴)،میزان(۵۹۱)۔

حیات امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ:۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جلیل القدر امام اور فقیہہ تھے ۸۱ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے زہد،تقویٰ، ذکاوت وفطانت میں بلند مرتبہ پر فائز تھے، ۱۵۰ھ میں آپ نے بغداد میں انتقال کیا۔

پرفیسر ابوزہرہ مرحوم نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حالات، عمیق اجتہادات اور تفقہ پر ایک علمی کتاب لکھی ہے، مولانا عطاء اللہ مرحوم نے اس کا اردو ترجمہ پروفیسر غلام احمد حریری صاحب سے کرا کر اپنے اشاعتی ''ادارہ المکتبۃ السلفیۃ'' لاہور سے شائع کیا اور اس پر اپنے حواشی وتعلیقات لکھے۔ مترجم کتاب پروفیسر غلام احمد حریری اس کتاب کے بارے میں رقمطراز ہیں:

پروفیسر ابوزہرہ کی یہ تصنیف اردو لٹریچر میں بیش بہا اضافہ کی موجب ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی سیر وسوانح پر اردو زبان میں معیاری کتب کی بے حد کمی ہے دعویٰ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب اردو زبان میں اپنے موضوع پر منفرد اور یکتا ہے۔(ص۲۲)

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۸۴۴)

مولانا حنیف رحمہ اللہ کا عمامہ:۔ مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ سر پر کھدر کا صافہ زیب تن فرمائے اسٹیج پر تشریف لائے۔

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۸۹۹)

وسیع المشرب:۔ اہل حدیث ہونے کے باوجود وسیع المشرب تھے جیسا کہ اوپر گزرا مسلم مسجد میں حنفی امام کے پیچھے نماز باجماعت پڑھتے تھے ایک دفعہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا غالباً مغرب کا وقت تھا، امامت کیلئے مجھے مصلے پر کھڑا کردیا، دوسری دفعہ حاضر ہوا تو پھر فرمایا کہ نماز پڑھاؤ میں نے عرض کیا کہ حضرت پہلی دفعہ تو تعمیل ارشاد کی خاطر امام بن گیا تھا لیکن اب کبھی ایسا نہیں کروں گا کہ یہ آپ ہی کا

حق ہے آپ ایسے بڑے عالم کے ہوتے ہوئے کسی اور کو نماز پڑھانے کا کیا حق ہے اور دل میں یہ تھا کہ پہلے دن تو اس لئے کھڑا ہو گیا کہ قیامت کے دن عرض کر سکوں کہ یا اللہ! اس حقیر پر تقصیر پر آپ بھی نظر کرم فرمائیں کہ جس طرح اچھے علماء نے حسن ظن کا بناء پر اچھا سمجھا آپ تو باخبر ہیں لیکن پردہ پوشی اور مغفرت فرمائیں۔ (کتبہ مولانا عبدالرشید ارشد، مکتبہ رشید، لاہور۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۹۱۳)

قادری راشدی بزرگ کا تعارف:۔ سندھ کے راشدی خاندان کے موجودہ سربراہ اور لعل ہائے شب چراغ، سید محبّ اللہ شاہ اور انکے چھوٹے بھائی سید بدیع الدین شاہ پیر آف جھنڈا کی شخصیتیں محتاج تعارف نہیں دونوں بھائی آسمان علم وفضل کے آفتاب ومہتاب، اسلاف کے علم وعمل اور زہد وورع کے وارث اور مسند نشینان رشد وہدایت ہیں۔

حضرت الاستاذ المحترم رحمہ اللہ تعالیٰ دونوں بھائیوں سے ان کے مذکورہ اوصاف کی وجہ سے خصوصی تعلق خاطر بلکہ عقیدت رکھتے تھے، یہ دونوں بھائی بھی حضرت مرحوم سے ارادتمندی کا تعلق رکھتے تھے، جیسا کہ ذیل کے مضمون سے بھی واضح ہے بہر حال پیر صاحب حفظہ اللہ نے اسی دوگونہ محبت وارادت کا اپنے اس مضمون میں ذکر کیا ہے۔

(کتبہ پیر سید محبّ اللہ شاہ راشدی، سعید آباد، سندھ۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۹۶۱)

زہد عن الدنیا کی عملی تصویر:۔ حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ علمائے سلف کی یاد دلاتے تھے، علم، تقویٰ، زہد، اخلاق غرضکہ ہر چیز میں سنت کی پیروی کو لازم سمجھتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آذربائیجان والوں کو خط لکھا، اس میں فرمایا:

فاتزروا وارتدوا وانتعلوا وارموا بالخفاف والقوالسراويلات وعليكم بلباس ابيكم اسماعيل واياكم والتنعم وزى العجم وعليكم بالشمس فانها حمام العرب و تمعددوا واخشوشنوا واخلولقوا (شعب الایمان ۲۱۸۶)

مذکورہ بالا اثر کی روشنی میں مولانا محترم نے ہمیشہ لنگی ہی استعمال کی اس سنت کو کبھی ترک نہیں کیا بعض لوگوں نے شلوار خاص موقعوں پر پہننے پر زور بھی دیا مگر آپ نے دکھاوے کے لئے لباس پہننا اور سنت کو ترک کرنا کبھی پسند نہ کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہدایت کے مطابق کے ہمیشہ موٹے جھوٹے کپڑے پہنے، سخت جفاکش زندگی گزاری، روکھا سوکھا کھایا اور آرام طلبی وعیشی پرستی سے ہمیشہ پرہیز کیا، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ مرض الموت میں راقم الحروف نے مشورہ دیا تھا کہ ڈیزرٹ کولر لگوا لیں کیونکہ گرمی سخت تھی مگر آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ اگر میں نے بیماری میں بھی اس کا استعمال کر لیا تو میری اولاد اس کو ہر سال استعمال کرنا شروع کر دے گی، اس دور میں جب کہ پاکستان وعرب کے بڑے بڑے علماء بھی ہر طرح کی آسائش ڈھونڈنے لگے ہیں، مولانا محترم کا یہ زہد اور سنن وآثار پر عمل ایک بہت ہی قابل تقلید مثال ہے اس دور میں چوٹی کے علماء بھی زہد کے لفظ سے نابلد ہوتے جا رہے ہیں حالانکہ زہد خوف خدا کا ایک ثبوت ہوتا ہے۔

چند احادیث ملاحظہ ہوں: (۱) افضل الناس مومن مزهد (کنز ۶۰۹۴)۔ (۲) طوبى لمن هدى للاسلام وكان عيشه كفافا وقنع۔ (۳) ليس الفقه الهدروكثرة الرواية وانما الفقه خشية الله (عمر بن خطاب)

(۴) ويل للذى لايعلم مرة وويل للذى يعلم ولا يعمل سبع مرات (ابودردا رضى الله عنه)

(۵) خير الناس احسنهم اخلاقاً وخير الناس مومن فقير يعطى جهده وخير الناس انفعهم للناس"

مذکورہ بالا احادیث میں بیان کردہ خوبیاں مولانا میں وافر مقدار میں موجود تھیں۔

(کتبہ ڈاکٹر ریاض الحسن نوری لاہور۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۹۸۶۔۹۸۷)

صوفیا کی سادگی سے رغبت اور آپکا پٹکا:۔ آپ کی زندگی نہایت سادہ تھی، کھانے میں سادگی پوشاک میں سادگی اور رہائش میں سادگی آپ کا لباس، عموماً کھدر کا ہوتا تھا، کھدر کا تہبند کھدر کی قمیض اور کھدر کا پٹکا، ساری زندگی یہی آپ کا لباس رہا، آپکو جماعت اہلحدیث میں ایک منفرد مقام حاصل تھا، سرکار دربار میں بھی آپ ایک معروف شخصیت تھے، مجلس شوریٰ (وفاقی) کے علاوہ آپ مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کے

بھی ممبر تھے۔(کتبہ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ، لاہور۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص ۹۹۸)

اہل اللہ کے نقش قدم پر چلنے کی دعا:۔ اللہ تعالی انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور ہم گنہگاروں وخطا کاروں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے اور ہمارے اندر ایسی ہی جماعت ومسلکی لگن وتڑپ پیدا کرے۔(آمین)۔اللھم اعفرله

(کتبہ حکیم اجمل خان، انڈیا۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص ۱۰۱۰)

مولانا احمد علی لاہوری سے عقیدت مندی (رواداری):۔ مولانا عزیز الرحمان کوہاٹی (حال مقیم ایبٹ آباد) نے یہ بات سنائی کہ میں نے مولانا (حنیف رحمہ اللہ) سے پوچھا کہ مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ نے جو فلاں بات کی ہے اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے مولانا نے فرمایا کے ہم ایک لحاظ سے ان کے عقیدت مند ہیں، لاہور میں درس قرآن کا اجراء کیا تھا اور پھر خاموشی اختیار کر لی۔

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص ۱۰۳۳)

ناقابل یقین صوفیاء کی سادگی کا پیکر:۔ حضرت مولانا مرحوم معروف معنوں میں مسکین نہیں تھے مگر ان کی سادگی ان کی مسکنت کی غماز تھی، اس درویش صفت انسان کو دیکھ کر کوئی شخص بھی ان کی ذات میں اس شخصیت کو نہیں پا سکتا تھا، جو ان کی اصل تھی اور جس کی وجہ سے ان کی علمی شہرت ہندو پاک سے نکل کر مشرق وسطی کے تمام ہی مسلمان ملکوں میں میں پہنچ چکی تھی۔

اسلامی افواج کے سالار اعلیٰ کا سفیر جب قیصر روم کے دربار میں پہنچا تو قیصر اسے دیکھ کر بہت مایوس ہوا کہ کیونکہ سفیر کا لباس قیصر کی سوچ سے ہموار نہیں تھا، اس کی نگاہ سفیر کے پھٹے پرانے لباس تک پہنچ کر ہی رہ گئی اور اسے سفیر کے لبادے میں وہ شخص نظر نہیں آسکا تھا جس کی وجہ سے سالار افواج اسلام نے اسے سفارت کے منصب پر فائز کیا تھا مگر جب سفیر نے قیصر سے باتیں کی تو باتوں کی شوکت اور دلیل کی محکمی نظارہ سے قیصر کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور اس کے درباری انگشت بدنداں رہ گئے۔

مولانا ابوالکلام آزاد کو ان کے رب نے ان کی بچپن میں ہی ابوالکلام ہونے کے شرف سے نواز دیا تھا اور جو لوگ ان کے الھلال کو پڑھتے تھے وہ جب صاحب الھلال کو دیکھتے تھے تو انہیں یقین نہیں آتا تھا کہ الھلال کا فاضل مدیر جس کے معجز رقم قلم نے بڑے بڑے علم اہل قلم کو حیرت میں ڈال رکھا ہے وہ یہی ہے۔

خود مولانا شبلی نعمانی رحمہ اللہ اور مولانا الطاف حسین حالی نے جن کی عظمت اور علمی رفعت کا یہاں سکہ چلتا تھا جب پہلی بار انہیں دیکھا تو وہ اپنی حیرت کو نہ چھپا سکے۔

اسٹیج سیکرٹری نے جب تقریر کیلئے مولانا ابوالکلام آزاد کو دعوت دی تو دعوات کے جواب میں ایک بے ریش و بروانو جوان اسٹیج پر نمودار ہوا تو وہ کتنے ہی لمحے یقین نہ کر سکے کہ یہ بچہ وہی ہے جس کا قلم الھلال کے صفحات پر پھول بکھیرتا ہے۔

انسانی فطرت کی یہ حیرت پذیری بعض اوقات تو سرتا سرنا بصیری کے سانچے میں ڈھل جاتی اور یہ ایک ایسا مرحلہ ہوتا ہے جس کا تعلق بخت کوتاہی سے ہوتا ہے اور یہ انسانی حیات کا وہ حادثہ ہوتا ہے جس کی تلافی ممکن نہیں ہوتی۔

قرآن کریم نے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے ارشاد کیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ!''وتـرھـم یـنـظـرون الیك وھـو لا یبـصـرون'' (الاعراف) ان لوگوں کی بدنصیبی کا نظارہ کرو جو تجھے دیکھتے بھی ہیں مگر دیکھ نہیں رہے یعنی تجھے دیکھتے وقت ان کی نگاہ بس محمد بن عبداللہ تک پہنچ کر ہی رہ جاتی ہے مگر وہ محمد بن عبداللہ کے اندر محمد رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھ پاتے۔(ﷺ)

مولانا حنیف رحمہ اللہ کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ معمولی قسم کے کرتہ اور دھوتی میں ہی ساری عمر نکال دی میں نے آج سے تقریباً چالیس برس قبل جب انہیں حضرت مولانا محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی رفاقت میں کام کرتے دیکھا تو اس وقت بھی ان کا یہی لباس تھا اور اب جب ان کی عمر کے آخری دور میں انہیں متعدد بار ملنے کا اتفاق ہوا تو ان کا لباس بدستور وہی تھا۔

اور جو شخص مولانا کو پہلی بار دیکھتا وہ صرف انہی کو دیکھتا تھا، ان کے اندر چھپی ہوئی شخصیت کا عرفان اسے حاصل نہیں ہوسکتا تھا جسے ہم اس دور کا ابن قیم رحمہ اللہ کہہ سکتے ہیں۔

ان کی حقیقت کو پانے کیلئے پہلے ان سے جان پہچان شرط تھی، ورنہ انہیں دیکھا ہی جا سکتا تھا، اور انہیں پایا نہیں جا سکتا تھا اور کوئی شخص صرف انہیں دیکھ کر نہیں جان سکتا تھا کہ علم وخبر کا یہ وہی فلک الافلاک ہے جس نے نسائی کی شرح لکھ ہے اور جو اپنے سینہ میں علم کا بحر بیکراں سموئے ہے، بقول اقبال رحمہ اللہ۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو یدبیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں !

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۰۳۸۔۱۰۳۹)

فقیر کے لباس میں بادشاہ:۔درویش آنکھیں بند کئے دھوپ میں لیٹا تھا، سکندر اعظم کا وہاں سے گزر ہوا جنگل میں کٹیا دیکھی، تو اس کی وجہ پوچھی، کسی نے درویش کا ذکر کیا تو گھوڑے سے اتر کر نیم خفتہ درویش کے پاس جا کھڑا ہوا، درویش پر سکندر کا سایہ پڑا، تو آنکھیں کھول دیں سکندر مزید آگے بڑھا اور اپنا تعارف کراتے ہوئے بولا میں سکندر اعظم ہوں درویش نے کہا تو مجھے کیا!

کہنے لگا کوئی حاجت ہو تو مجھ سے طلب کر سکتے ہو درویش نے ایک غلط انداز نگاہ سکندر کے چہرہ پر ڈالی اور انتہائی بے نیازی سے کہا بس دھوپ چھوڑ دو اور پھر آنکھیں بند کر لیں، سبحان اللہ۔

وہ شہنشاہ کہ جس کے پئے تعمیر سدا چشم جبریل ہوئی قالب خشت دیوار

مولانا اگر چاہتے تو دنیا کے دروازے ان پر بند نہ تھے وہ بہت کچھ حاصل کر سکتے تھے وہ لوگ جو مولانا کی گرد راہ تک بھی نہیں پہنچ سکتے، یہاں بہت کچھ حاصل کر چکے ہیں۔

حکومت نے اپنی ضرورت سے ایک دو سرکاری کمیٹیوں کی رکنیت ان پر تھوپ دی تھی اور وہ بھی یہ سمجھ کر چپ ہو رہے کہ شاید اس راستے سے بھی وہ اللہ کے دین کا کوئی کام کر سکیں گے، مگر انہیں جلدی ہی پتہ چل گیا کہ یہ کوئی خانہ پری قسم کی رکنیتیں ہیں اور ارباب اختیار نے انہیں اپنی چمڑی بچانے کا ذریعہ اور مخالفانہ تنقید سے اپنے بچاؤ کی آڑ بنایا ہے اور پھر انہوں نے ان کمیٹیوں میں اپنی دلچسپی ترک کر دی۔

مولانا ظفر علی خان مرحوم نے رسول ﷺ کی زندگی کے اس تابناک آفاقی پہلو کی عکاسی کرتے ہوئے جس کی زمین سے مسکینی کے سوتے پھوٹتے اور پودے اگتے ہیں۔لکھا تھا!

قدموں میں ڈھیر اشرفیوں کا لگا ہوا اور تین دن سے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا
کسریٰ کا تاج روندنے کو پاؤں کے تلے کسریٰ کا تاج روندنے کو پاؤں کے تلے

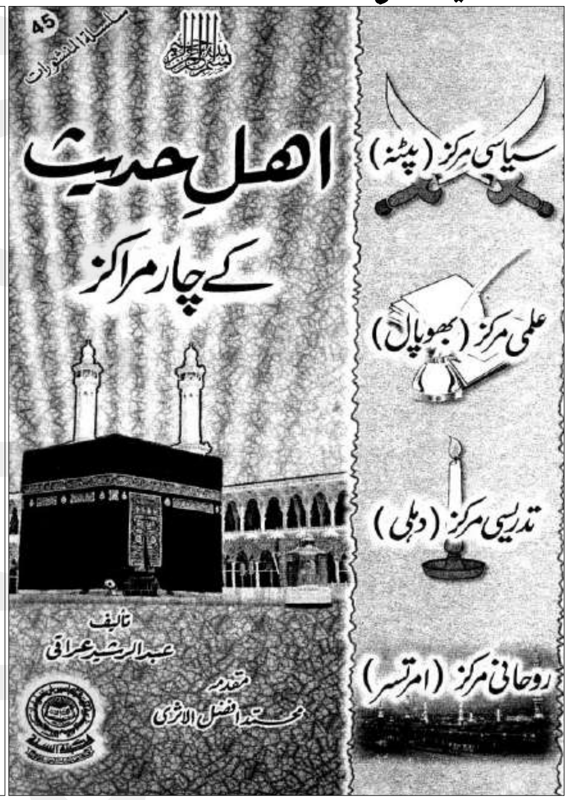
اور اس عاشق رسول ﷺ اور متبع سنت کی کیفیت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔

قرآن پاک نے اتباع رسول ﷺ کی تلقین فرماتے ارشاد کیا ہے۔لقد کان لکم فی رسول اللہ ﷺ اسوۃ حسنہ (الاحزاب) کہ تمہارے لئے اللہ کے رسول علیہ السلام کی سیرت پاک میں زندگی بسر کرنے کا بہترین نمونہ موجود ہے۔

حضرت بھوجیانی رحمہ اللہ نے بھی بلا شبہ اپنی درویشی کو اپنے آقا کی درویشی کے تابع رکھنے کی کامیاب کوشش کر رکھی تھی آپ نے فقیری میں امیری کا ضرب المثل محاورہ سنا ہوگا اور مولانا اس کی ٹھیک ٹھیک اور اجلی تصویر تھے۔

(کتبہ مولانا حکیم عبدالرحمٰن خلیق رحمہ اللہ بدوملہی۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۰۳۹۔۱۰۴۰)

فی سبیل اللہ تعویذ عطا فرمانا:۔ایک دن دفتر ''الاعتصام'' میں حضرت سے تعویذ کی شرعی حیثیت پر سوال کیا تو فرمانے لگے روایات دونوں طرح کرنے اور نہ کرنے کے متعلق ملتی ہیں۔میں نے حضرت کی رائے معلوم کرنا چاہی تو کہنے لگے حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ فی سبیل اللہ تعویذ کیا



سلسلہ منشورات مکتبۃ السنۃ 45

(جملہ حقوق نقل واشاعت محفوظ ہیں)

نام کتاب : اہل حدیث کے چار مراکز

مولف : عبدالرشید عراقی

تقدیم : محمد افضل اثری

مضمون : تاریخ/خدمات

تعداد صفحات : 98

سائز : 23x36=16

کمپوزنگ : السنۃ کمپوزنگ سینٹر۔فون:4315324

تعداد کتاب : 1000

طبع : پہلی بار

تاریخ طباعت: 12 ربیع الثانی 1423ھ 2002ء

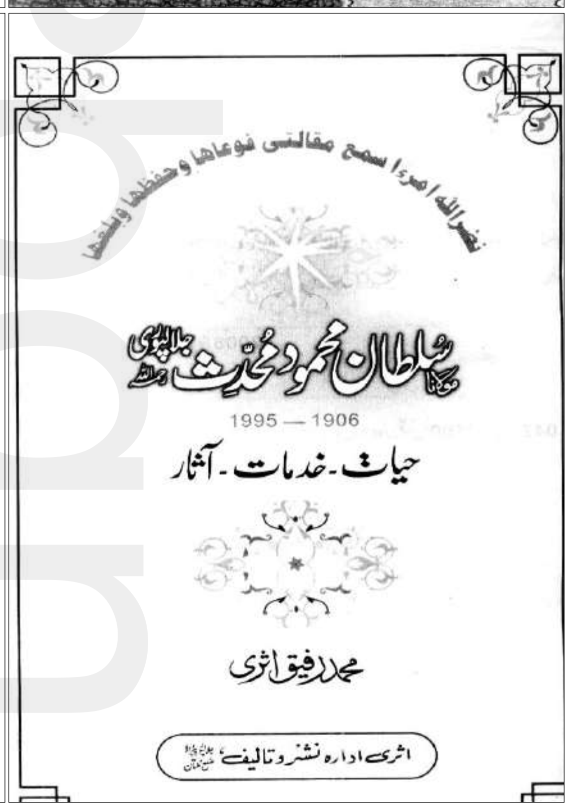
قیمت : 60

ناشر : مکتبۃ السنۃ الدار السلفیۃ لنشر التراث الاسلامی

18-سفید مسجد بالمقابل پولیس تھانہ سولجر بازار نمبر 1-کراچی 74400

فون نمبر: 7226509 - 5381717

فیکس نمبر: 92-21-241958/4315324



جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری۔حیات۔خدمات۔آثار

تالیف: محمد رفیق اثری

تاریخ اشاعت: مارچ 2006ء

تعداد: 1000

مطبع: انٹرنیشنل دارالسلام پرنٹنگ پریس، لاہور۔فون: 042-7232400

ملنے کے پتے

- دارالسلام 36-لوئر مال، لاہور۔فون: 7240024
- اثری ادارہ نشر وتالیف، چوک اہل حدیث، جلال پور پیر والا ضلع ملتان۔
- فاروقی کتب خانہ۔بوہڑ گیٹ ملتان۔
- مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ، لاہور۔
- مکتبہ الامام البخاری، گجر چوک، منظور کالونی، شارع چوہدری رحمت علی، کراچی۔
- مسلم پبلی کیشنز۔سوہدرہ (گوجرانوالہ)

کرتے تھے بس میں اتنی ہی رائے رکھتا ہوں۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص۱۰۵۲)

نام کتاب:۔ امام المحققین والمحدث الشہیر العلامۃ ابوطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ حیات وخدمات...... تالیف:۔ فضیلۃ الشیخ محمد عزیر شمس حفظہ اللہ

پیش لفظ:۔ علامہ محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ...... ناشر: المرکز الاسلامی للبحوث العلمیہ

علم حدیث کی نشاۃ ثانیہ:۔ برصغیر پاک و ہند میں علم حدیث کی نشاۃ ثانیہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (۱۱۱۴۔۱۱۷۶ھ) کے ہاتھوں شروع ہوئی۔ انہوں نے سفر حجاز سے واپسی (۱۱۴۵ھ) کے بعد اپنی پوری زندگی ترویج حدیث اور اشاعت سنت میں صرف کر دی، درس وتدریس اور وعظ وارشاد کے علاوہ انہوں نے خصوصیت کے ساتھ تصنیف وتالیف پر توجہ دی، متعدد کتابیں حدیث ومتعلقات حدیث پر لکھیں، جن میں مؤطا امام مالک کی دوشرحیں ''مسوی'' (عربی) اور ''مصفی'' (فارسی)، ''شرح تراجم ابواب صحیح البخاری'' اور حجۃ اللہ البالغۃ'' مشہور ہیں۔ (حیات وخدمات مولانا شمس الحق ص ۲۵)

صحیح تصوف کے علمبردار علمائے کرام:۔ تیسری طرف مولانا عبداللہ غزنوی (م ۱۲۹۸ھ)، مولانا عین الحق پھلواروی (م ۱۳۳۳ھ) مولانا غلام رسول قلعہ میہاں سنگھ والے (م ۱۲۹۱ھ)، مولانا محمد بن بارک اللہ لکھوی (م ۱۳۱۲ھ) اور مولانا عبدالجبار غزنوی (م ۱۳۳۱ھ) وغیرھم رحمہم اللہ نے تصوف وسلوک کی راہوں سے آئی ہوئی بدعات کی تردید کرتے ہوئے صحیح اسلامی زہد وعبادت وروحانیت کا درس دیا، اور مدتوں عوام وخواص کی تربیت کا کام کرتے رہے۔ (حیات وخدمات مولانا شمس الحق ص ۳۰)

نام کتاب: اہل حدیث کے چار مراکز

تالیف: عبدالرشید عراقی...... مقدمہ:۔ محمد افضل الاثری...... ناشر:۔ مکتبہ السنۃ، الدار السلفیۃ لنشر التراث الاسلامی (سفید مسجد بالمقابل پولیس تھانہ سولجر بازار نمبر 1 کراچی)

روح کی تشنگی، اضمحلال اور اضطراب کا سبب:۔ دور حاضر کے مکتب ومدرسہ سے اکتساب فیض کرنیوالا نوجوان آج اپنی تاریخ سے اپنے اسلاف کے کردار سے اور انکے علمی ورثہ سے بالکل غافل ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کی روح تشنہ ہے وہ اضمحلال واضطراب وبے یقینی کی کیفیات سے دوچار ہے، بے کاری اور وقت کا ضیاع اس کا جزو زندگی ہے چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلاف کے احوال پر پڑی ہوئی گرد کی دبیز تہہ کو صاف کیا جائے۔ ان عظیم کرداروں کو زندہ کیا جائے جنہوں نے تاریخ کو اپنے لہو سے رقم کیا اور ان کے قلم کی روشنائی، گمراہی کی ظلمتوں میں نور ہدایت بن کر چمکی۔ (اہل حدیث کے چار مراکز ص ۷)

شاہ صاحب اشاعت حدیث کا بڑا سبب:۔ برصغیر میں حدیث کی نشاۃ ثانیہ کی ابتداء حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے سفر حج ۱۱۴۵ھ سے ہوئی۔ آپ نے سفر حج سے واپسی کے بعد اپنے انتقال ۱۱۷۶ھ یعنی ۳۱ سال تک حدیث کی نشر واشاعت میں گزار دیئے۔ اور اس کے لئے اس ایک طرف درس وتدریس فرمائی، دوسری طرف تصنیف وتالیف کے ذریعہ خدمت حدیث کے سلسلے میں اہم کارنامے انجام دیئے۔
(اہل حدیث کے چار مراکز ص ۱۹)

سیاسی تحریک کے داعی اول کی بیعت اصلاح:۔ اہل حدیث کی سیاسی تحریک (ہندو پاک) کے داعی اول حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ (۱۲۴۶ھ) ہیں۔ آپ کا تعلق رائے بریلی (اودھ) سے تھا۔ آپ ۱۲۰۱ھ میں پیدا ہوئے ۱۷ سال کی عمر میں سایہ پدری سے محروم ہوگئے

اور روزگار کی تلاش میں گھر سے نکل پڑے پہلے لکھنؤ پہنچے اور لکھنؤ میں کچھ عرصہ قیام کے بعد دہلی تشریف لے گئے اور مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رحمہ اللہ (م۱۲۳۹ھ) کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ (م۱۲۳۹ھ) کے دست مبارک پر بیعت ہوئے اس وقت آپ کی عمر ۲۲ سال تھی یعنی ۱۲۲۲ھ میں آپ بیعت ہوئے۔ (اہل حدیث کے چار مراکز ص ۳۴)

بیعت جہاد اور بیعت اصلاح کے حاملین حضرات:۔ حضرت سید صاحب کے دست مبارک پر بے شمار علمائے کرام نے جہاد و اصلاح کی بیعت کی تھی اور ایک اچھی خاصی تعداد پنجاب کے معرکوں میں کام آئی تھی اور جو زندہ رہے انہوں برصغیر میں شرک و بدعت کے مٹانے اور احیائے سنت کے لئے بڑی نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ (اہل حدیث کے چار مراکز ص ۳۷)

اوصاف اہل اللہ کے حامل بزرگ: مولانا ولایت علی عظیم آبادی رحمہ اللہ کے بارے میں مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں، آپ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اوصاف اور اہل اللہ کے کمالات تھے رہائش نہایت سادہ تھی، نفس پر نہایت قابو تھا آپ کے پاس بیٹھنے سے دل دنیا سے سرد ہو جاتا تھا اور دین کا جوش اٹھتا، چہرہ سے غربت، مسکینی، خشوع و خضوع حزن و ملال و فکر ظاہر ہوتا۔

(کاروان ایمان وعزیمت ص ۴۷ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص ۴۱)

نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ کی خدمات:۔ محی لسنۃ امیر الملک والا جاہی حضرت مولانا سید نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (م۱۳۰۷ھ) نے جو علمی و دینی خدمات سرانجام دیں وہ تاریخ اہل حدیث کا ایک سنہری باب ہے نواب صاحب مرحوم و مغفور نے عربی، فارسی، اور اردو میں تفسیر، حدیث، عقائد، فقہ، تردید تقلید، سیاست، تاریخ و سیر، مناقب، علم و ادب، اخلاق و تصوف اور تردید شیعیت میں ۲۲۲ کتابیں لکھیں۔

(اہل حدیث کے چار مراکز ص ۵۸)

اہل حدیث کے مرشدین اور انکے روحانی مراکز

غزنوی خاندان نے برصغیر پاک و ہند میں توحید و سنت کی اشاعت میں جو گرانقدر علمی خدمات سرانجام دیں۔ اس کی تاریخ اہل حدیث میں مثال ملنی مشکل ہے۔

پہلے روحانی مرشد مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ

غزنوی خاندان کے بانی عارف باللہ حضرت مولانا سید عبداللہ الغزنوی (م۱۲۹۸ھ) جو تقویٰ و طہارت، للّٰہیت اور علم و فن میں یکتائے روزگار تھے، ۱۲۳۰ھ میں غزنی کے قصبہ بہادر خیل میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنی والدہ محترمہ سے حاصل کی بعد ازاں دوسرے اساتذہ سے استفادہ کیا جیسا کہ اپنے ایک مکتوب میں شیخ عبداللہ غزنوی لکھتے ہیں۔ ''از عبداللہ بخدمت فیض درجت و افادیت منقبت استاذ یم''

۱۔ جناب فتح محمد، ۲۔ وعبدالمنان، ۳۔ ونعمت اللہ ووالدہ اش، سلمھم اللہ تعالیٰ و فقنا و ایاھم لما یحب و یرضی۔

۴۔ علامہ حبیب اللہ قندہاری رحمہ اللہ (۱۲۱۳ھ۔۱۲۶۵ھ) علامہ حبیب اللہ قندہاری حضرت شاہ اسماعیل شہید سے مستفیض تھے۔

۵۔ شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ (۱۲۲۰ھ۔۱۳۲۰ھ)

حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کا مرتبہ و مقام کیا تھا، ان کے بارے میں ان کے اساتذہ، معاصرین اور تلامذہ اور دوسرے علمائے کرام اور ارباب سیر نے جو اظہار خیال فرمایا ہے وہ آپ ملاحظہ فرمائیں: شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ (م۱۳۲۰) سے شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے حدیث پڑھی حضرت شیخ الکل مرحوم و مغفور اکثر فرمایا کرتے تھے۔

میرے درس میں دو عبداللہ آئے ہیں ایک عبداللہ غزنوی، دوسرا عبداللہ غازی پوری، اور حضرت شیخ الکل یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے مجھ سے حدیث پڑھی اور میں نے ان سے نماز پڑھنی سیکھی۔

جب مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے رحلت فرمائی تو مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ نے اپنے مکتوب بنام مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ لکھا۔ اللہ انہیں بخش دے، ان پر رحم کرے اور انہیں جنت الفردوس میں داخل فرما۔

واہ عبدالله فنا فی الله شد　　از جناب با ریش تسلیم باد

چشمہ فیض کرامت شان او　　رونق افزاء چشمه تکریم باد

(الحیاۃ بعد المماۃ ص ۱۷۶ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص 76)

محی السنۃ امیر الملک والا جاہی حضرت مولانا سید نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ (م ۱۳۰۷ھ) حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں " چرخ اگر ہزار چرخ زند، مشکل که چنین ذات جامع کمالات بروئے ظهور آرد ہم محدث بودو ہم محدث۔ آسمان اگر ہزار بار بھی گردش کرے تو مشکل ہے کہ اب ایسی جامع کمالات ہستی معروض وجود میں آئے وہ محدث بھی تھے اور اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف بھی انہیں حاصل تھا۔ (تقصار جیود الاحرار ص ۱۹۲)

اور اس کے بعد نواب صاحب مرحوم ومغفور لکھتے ہیں: شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کیا خوب ہی بزرگ تھے، وہ حدیث نبوی ﷺ اور مسنون راہ باطن کے علم کے جامع تھے لوگوں کو راہ حق دکھانے میں وطن کے اندر بدعتیوں سے بڑی بڑی مشقتیں برداشت کیں عبادت و ریاضت میں بڑی مشغولیت رکھتے تھے علم حدیث کی اشاعت اور اتباع سنت کے سلسلے میں انہوں نے بڑا کام کیا۔ معاصرین کے اندر اس باب میں کوئی ان جیسا دکھائی نہیں دیتا انکی صحبت سے جو بھی فیض یاب ہوا وہ مخلوقات سے کٹ گیا اور خدارسیدہ ہو گیا۔

(تقصار جیود الاحرار ص ۱۹۳ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص ۷۷)

مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی رحمہ اللہ (م ۱۳۲۹ھ) لکھتے ہیں کہ شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کو پہچاننے والے اس کی خوشنودی کے لئے سب کچھ کرنیوالے اللہ کو بہت زیادہ یاد کرنیوالے عابد، اللہ کی طرف بہت زیادہ رجوع کرنے والے، متذلل، خاشع وخاضع، پرہیزگار، متواضع، حنیف، کامل، بارع، ملہم، مخلص، صدیق، کریم کہہ کر خطاب کئے گئے، سخاوت کرنیوالے، رجوع کرنیوالے بردبار، متوکل، اللہ کی طرف لوٹنے والے، صبر کرنیوالے، عبادت کرنے والے، انہیں راہ حق میں کسی ملامت کی کچھ بھی پرواہ کبھی نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو اپنے گھر بار، مال ودولت، اہل وعیال، اور خود اپنے نفس پر ترجیح دینے والے، مشہور احوال ومقامات والے، بڑے بڑے معرکوں والے، آپ اللہ کے دین کی مدد، اور اس کا کلمہ بلند کرنے کیلئے صابر محتسب بن کر اٹھے، توحید وسنت کا باغ لگانے والے، خلوص وللّٰہیت کے میدان میں شہسوار، زاہدوں کے پیشوا، بندوں میں یکتائے روزگار، زمانے کے امام اللہ کی ولی، قرآن کے خادم، اللہ کا تقرب حاصل کرنے والے۔

آپ تمام حالات میں اللہ کے ذکر کے اندر مستغرق رہتے تھے، یہاں تک کہ آپ کا گوشت آپ کی ہڈیاں، آپ کے اعصاب، آپ کے بال، اور آپ کا پورا بدن اللہ کی طرف متوجہ اور اسی کے ذکر کے اندر فنا ہونیوالا تھا۔

(غایۃ المقصود لحل سنن ابی داؤد ص ۱۲۔۱۳ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص ۷۸)

علامہ حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ (م ۱۲۶۵ھ) فرماتے ہیں دینی مسائل جیسا یہ شخص جانتا ہے، میں خود نہیں سمجھتا ہوں۔

اور آپ سے مخاطب ہوتے ہوئے شیخ قندھاری رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھ کو معلوم ہے کہ تمہارا تربیت کرنیوالا اللہ عزوجل ہے، تم کو میری حاجت نہیں ہے اللہ عزوجل کبھی تم کو ضائع نہیں کرے گا اور اگر کبھی کوئی مشکل اور عقدہ پیش آئے گا تو مجھ کو یقین ہے کہ اللہ عزوجل کسی دیوار یا درخت کو آپ کیلئے گویا کردے گا جس سے آپ کا عقدہ حل ہو جائے گا۔ (اہل حدیث امرتسر ۶/دسمبر ۱۹۱۸ء بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص ۷۸)

حضرت الامام مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ (م ۱۳۳۱ھ) فرماتے ہیں: "شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ بہت عبادت گزار، بہت ذکر کرنے والے اللہ کی طرف بہت رجوع کرنیوالے، اس کے سامنے بہت جھکنے والے اور خشوع وخضوع کرنیوالے تھے، گناہوں سے بچنے

والے، اللہ کے حضور گریہ زاری کرنے والے، بہت صدقہ کرنیوالے، عاجزی کرنے والے، سب سے کٹ کر اللہ ہی کی طرف متوجہ ہونے والے، اور اسی سے دعاء التجاء کرنیوالے تھے۔ مرد کامل اور یکتائے روزگار تھے۔ اللہ کی طرف سے الہام اور خطاب سے نوازے جاتے تھے۔ اور اس سے ہمکلامی کا شرف انہیں حاصل ہوتا تھا وہ اللہ کیلئے خالص کر لئے گئے تھے بہت سچے بزرگ اور سخی تھے بڑے دردمند اور بردبار اور اللہ پر بھروسہ کرنیوالے، اور اللہ کے اطاعت گزار تھے، کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت انہیں اللہ کی راہ سے قطعاً نہ روک سکتی تھی۔

(داؤد غزنوی ص۲۱۹ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص۷۹)

مولانا حکیم سید عبدالحئ الحسنی (م۱۳۴۲ھ) لکھتے ہیں: الشیخ الامام العالم المحدث عبدالله بن محمد بن محمد شریف الغزنوی الشیخ محمد اعظم الزاهد المجاهد الساعی، المرضاة بالله المؤثر لرضوانه علی نفسه و اهله و ماله و او طانه صاحب المقامات الشهیرة والمعارف العظیمة الکبیرة" (نزهته الخواطر ج ۷ ص۳۰۲ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص۷۹)

حضرت عبداللہ بن محمد بن محمد شریف غزنوی شیخ تھے امام تھے، عالم تھے، زاہد تھے، مجاہد تھے، رضائے الٰہی کے حصول میں کوشاں تھے۔ اللہ کی رضا کیلئے اپنی جان، اپنا گھر، اپنا مال، اپنا وطن سب کچھ لٹانے دینے والے تھے۔ علمائے سو کے خلاف انکے معرکے مشہور ہیں۔

شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی خدمات:۔ دین اسلام کی نشر و اشاعت، توحید و سنت کی ترقی و ترویج، شرک و بدعت کی تردید و توبیخ اور جاہلانہ رسومات اور شرکیہ عقائد کا قلع قمع کرنے کے لئے حضرت شیخ عبداللہ غزنوی نے جو طریقہ ہائے کار اپنائے وہ درج ذیل ہیں۔

ا۔ درس و تدریس، ۲۔ تبلیغ دین

(ا) لسانی تبلیغ (ب) اشاعت کتب (ج) اصلاحات

درس و تدریس:۔ درس و تدریس خدمت دین کا اہم اور مؤثر ترین ذریعہ ہے۔

شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ ایک اصولی مدرس تھے، انہوں نے بے شمار ایسے شاگرد پیدا کئے جنہوں نے برصغیر (پاک و ہند) میں مسلک اہل حدیث کی فروغ کیلئے نمایاں کارنام سرانجام دیئے۔ شیخ عبداللہ کے درس کا رنگ علمی ہوتا تھا اس کا اندازہ آپ اس واقعہ سے لگا سکتے ہیں کہ علامہ اقبال اپنے خط مورخہ ۱۹/ دسمبر ۱۹۲۲ء بنام منشی محمد دین فوق لکھتے ہیں مولوی عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ حدیث کا درس دے رہے تھے، ان کو اپنے بیٹے کے قتل کئے جانے کی خبر ملی، ایک منٹ تامل کیا پھر طلباء کو مخاطب کر کہا: مـا بـرضـائـے اور راضی هستیم ، بیا یید کار خودبکنیم"

یہ کہہ کر درس میں مشغول ہو گئے۔ (نقوش مکاتیب نمبر ص۳۰۳ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص۸۰)

شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے سفر و حضر میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ جلاوطنی سے پہلے مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ (م۱۳۱۲ھ) نے آپ سے استفادہ کے لئے غزنی کا سفر کیا، اور ولی کامل بن کر واپس تشریف لائے اور جب آپ نے امرتسر (پنجاب) میں مستقل سکونت اختیار کی تو مولانا حافظ ابراہیم آروی رحمہ اللہ (م۱۳۱۹ھ) مولانا رفیع الدین شکرانوی بہاری رحمہ اللہ (م۱۳۳۸ھ) مولانا قاضی طلاء محمد خان پشاوری رحمہ اللہ (م۱۳۱۰ھ) مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی رحمہ اللہ (م۱۳۳۴ھ) اور مولانا غلام نبی الربانی سوہدری رحمہ اللہ (م۱۳۴۸ھ) جیسے اہل علم فیض یاب ہونے کیلئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی صحبت اختیار کی، اور بعد میں ان کا شمار اہل اللہ میں ہونے لگا۔ (اہل حدیث کے چار مراکز ص۸۱)

لسانی تبلیغ:۔ لسانی تبلیغ کے ذریعہ شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے قرآن و حدیث کی علانیہ تبلیغ کی، بدعات و خرافات اور غیر شرعی رسومات کی تردید کی، اس سلسلہ میں آپ مصائب و آلام کا شکار ہوئے۔ کوڑے کھائے، اسیر زنداں ہوئے، جلاوطن ہوئے، لیکن آپ نے اس کی بالکل پرواہ نہیں کی۔ جب آپ کو شریعت حقہ کی تبلیغ کے سلسلہ میں گرفتار کیا گیا تو صوبے دار عمر خان نے آپ سے کہا:

آپ اپنے راستے کو چھوڑ کیوں نہیں دیتے جو کچھ وقت کے مولوی کرتے ہیں آپ بھی انکے ساتھ شریک ہو جائیں۔
اس کے جواب میں مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھ کو اللہ کا حکم ہے کہ کتاب وسنت کو جاری کروں میں محکم مقصد اور مکمل ارادہ رکھتا ہوں کہ جب تک جان بدن میں ہے اور سر تن پر، کتاب وسنت کی خدمت میں سرگرمی سے کوشش کروں گا۔
(سوانح عمری ص ۱۷ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص ۸۱)

اشاعت کتب:۔ تبلیغ دین کا ایک ذریعہ اشاعت کتب بھی ہے، چنانچہ شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے بے شمار کتابیں اور رسائل شائع کرائے اور مفت تقسیم کیے چنانچہ آپ اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں۔
توحید اور اتباع سنت اور عقائد کی بہت سے کتابیں اور رسالے عام لوگوں کے نفع کیواسطے فارسی اور اردو زبان میں ترجمہ کروا کر چھپوا دیئے۔ اور للہ تقسیم کر دیئے الحمد للہ جس قدر خوش عقیدہ لوگ آج کل اس شہر امرتسر میں موجود ہیں گمان نہیں کہ ہندوستان اور خراسان کے شہروں میں سے کسی شہر میں اس قدر خوش عقیدہ لوگ موجود ہوں باوجود یکہ یہ شہر ہندوؤں اور کافروں کی قرارگاہ ہے۔
(سوانح عمری ص ۲۲ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص 82)

اصلاحات:۔ قربت الٰہی کے حصول کے سلسلہ میں شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے قرآن مجید سے الفت ومحبت اور اس میں تدبر غور وفکر اور نماز میں خشوع وخضوع اختیار کرنے پر زور دیا ہے اور اس کے ساتھ اہل اللہ سے محبت اور ان کی صحبت اختیار کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔
حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: آپ کا طریق بہت سیدھا تھا، نہ افراط تھا نہ تفریط تھی، اہل اللہ کی دوستی کو قربت الٰہی کا سبب قرار دیتے تھے، اور اس کو لذت ایمانی، برکات کا موجب اور حلاوت ایمانی کا باعث سمجھتے تھے۔ (سوانح عمری ص ۲۶ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص ۸۲)

مقام فنافی اللہ کی نشاندہی:۔ مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ (م ۱۲۹۱ھ) راوی ہیں کہ حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ جو بات کرو قرآن مجید سے کرو۔ اور شیخ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے: میں نے عہد کر لیا ہے کہ اپنے مالک کے کلام کے سوا کسی کے کلام سے اپنے دل کو آرام نہ دوں گا۔ (سوانح عمری ص ۲۶ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص ۸۳)

احباب وتلامذہ:۔ حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے احباب میں مولانا غلام رسول رحمہ اللہ آف قلعہ میہاں سنگھ (۱۲۹۱ھ) اور تلامذہ میں
مولانا حافظ ابراہیم آروی رحمہ اللہ (م ۱۳۱۹ھ)۔ مولانا رفیع الدین شکرانوی بہاری رحمہ اللہ (م ۱۳۳۸ھ)
مولانا قاضی طلاء محمد خان پشاوری رحمہ اللہ (م ۱۳۱۰ھ)۔ مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ (م ۱۳۳۴ھ)
مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی رحمہ اللہ (م ۱۳۴۸ھ)۔ یہ حضرات شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سے فیض یاب ہوئے اور انکی صحبت کا ان پر رنگ غالب آیا اس لئے یہاں ان کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔ (اہل حدیث کے چار مراکز ص ۸۳)

دوسرے نقشبندی بزرگ مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ (۱۲۲۸ھ۔۱۲۹۱ھ)

حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے ساتھی اور دہلی میں شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ (م ۱۳۲۰ھ) سے حدیث کی تعلیم شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ (۱۲۹۸ھ) اور مولانا حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی رحمہ اللہ (م ۱۳۱۱ھ) کے ساتھ حاصل کی۔ سخت متبع تھے، بلکہ کہنا چاہئے کہ سنت کے عاشق تھے۔

مرشد بے مثال کا پنجاب میں فیض:۔ پنجاب میں اول اول آپ ہی نے وعظ شروع کیا اور توحید کا بیج بویا گور پرستی اور شرک کی بیخ کنی کی بنیاد رکھی، اگر پنجاب میں آپ کو بانی اشاعت توحید وحدیث کہا جائے تو بجا ہے آپ صاحب کرامات بزرگ تھے، اور صاحب کشف بھی تھے، آپ کے وعظ میں بڑی تاثیر تھی، صدہا آدمی آپ کا وعظ سن کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔
مولانا محی الدین احمد قصوری مرحوم اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ ایک دن مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے کسی بات پر خفا ہو کر مولانا

غلام الرسول قلعوی سے فرمایا مولوی غلام رسول تو مولوی شدی، محدث شدی، عالم شدی، و اعظ شدی، واللہ ہنوز مسلمان نشدی۔ یہ کہنا تھا کہ مولوی غلام رسول رحمہ اللہ فرش پر گر گئے اور تڑپنے لگے، پھر فرمایا اور بولے ''لا الہ الا اللہ'' اس کے بعد مسجد کی در و دیوار سے ''لا الہ الا اللہ'' کی آواز آ رہی تھی۔

مولانا عبدالحیٔ الحسنی فرماتے ہیں کہ انگریز حکومت کو مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ سے اتنا خوف لاحق تھا کہ آپ کے وعظ پر پابندی لگا دی تھی، اور بغیر اجازت سفر کرنے کے بھی اجازت نہ تھی۔ (نزهته الخواطر ج ۸ ص ۳۵۰)

سنت رسول کے سچے عاشق اور شیدائی تھے کہ ان کی عمر ایک دن کم ۶۳ سال ہوئی۔

مولانا حافظ ابراہیم آروی رحمہ اللہ (۱۲۶۴ھ۔۱۳۱۹ھ)

منتظم، مجاہد آپ کا شمار برصغیر کے مشہور واعظین میں ہوتا تھا، قوت تحریر و فصاحت تحریر میں یگانہ روزگار تھے، آپ کے وعظ و تبلیغ سے ہزاروں افراد راہ مستقیم پر آ گئے۔ وعظ کرتے تو خود بھی روتے اور سامعین کو بھی رلاتے، اتباع سنت اور زہد و عبادت میں ان کی مثال نہیں پیش کی جا سکتی۔ حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی صحبت میں کافی عرصہ گزارا، اور آپ سے اکتساب فیض کیا انکا سب سے بڑا کارنامہ، مدرسہ احمدیہ آرہ کا قیام ہے اور یہ مدرسہ اپنے عہد میں اہل حدیث بہار کی یونیورسٹی تھی۔

مولانا حافظ ابراہیم رحمہ اللہ حق گوئی و بیباکی میں عدیم المثال تھے اور اس کے ساتھ نہایت با اخلاق نیک نیت، سچے اور جوشیلے تھے، ان کے ایک معاصر کی رائے ہے کہ حافظ ابراہیم آروی صوفی، واعظ مدرس ماہر تعلیم اور اعلیٰ پایہ کے مصنف تھے۔

مولانا حافظ ابراہیم آروی رحمہ اللہ نے ۷/ذی الحجۃ ۱۳۱۹ھ بحالت احرام مکہ معظّمہ میں انتقال کیا اور جنت معلیٰ میں دفن ہوئے۔ (الحیاۃ بعد المماۃ ص ۶۶۴ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص ۸۵)

مولانا رفیع الدین شکرانوی بہاری رحمہ اللہ (۱۲۶۱ھ۔۱۳۳۸ھ)

مولانا رفیع الدین شکرانوی رحمہ اللہ بڑے عالم، محدث، واعظ محقق اور صوفی تھے، حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ (م ۱۳۲۰) سے تفسیر و حدیث کی تعلیم حاصل کی، مولانا سید شریف حسین بن مولانا محمد نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ آپ کے ہم درس تھے، دہلی میں تحصیل حدیث کے بعد حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور ان کی خدمت میں ۸ ماہ رہ کر اکتساب فیض کیا۔ اس کے بعد حج بیت اللہ کیلئے حجاز تشریف لے گئے، بڑے عبادت گزار، مجاہد، اور صوفی تھے، مطالعہ کے بڑے شوقین تھے، علوم اسلامیہ پر ان کی وسیع نظر تھی، اور ان کے وعظ میں بھی بڑی تاثیر تھی، تفسیر و حدیث میں ید طولیٰ حاصل تھا، سینکڑوں افراد روزانہ ان کے وعظ میں شریک ہوتے تھے۔ تصنیف میں سنن ابی داؤد کا حاشیہ بنام ''رحمۃ الودود'' لکھا۔ ۱۳۳۸ھ میں انتقال کیا۔

(نزہتہ الخواطر ج ۸ ص ۱۵۳ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص ۸۶)

مولانا قاضی طلاء محمد خان پشاوری رحمہ اللہ (م ۱۳۱۰ھ)

مولانا قاضی طلاء محمد خان پشاوری رحمہ اللہ بڑے مشہور عالم، فاضل، محدث فقیہ، عربی ادب کے بلند مرتبہ ادیب، عربی اور فارسی کے شاعر اور صاحب علم و فضل تھے۔ ان کا شجرہ نسب احمد شاہ ابدالی سے ملتا ہے، حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ (م ۱۳۲۰ھ) سے تفسیر و حدیث کی تعلیم حاصل کی کرنیکے بعد حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی مصاحبت اختیار کی اور استفادہ کیا۔

آپ عربی زبانی کے بڑے فصیح و بلیغ شاعر تھے، آپ کا یہ شعر عوام و خواص کی زبان پر ہے جسے شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ (م ۱۳۶۷ھ) اپنے اخبار ''اہل حدیث'' کے سرورق پر لکھا کرتے تھے۔

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن پس حدیث مصطفیٰ برجان مسلم داشتن

نیز آپ کا یہ شعر بھی خاصی شہرت رکھتا ہے۔

ما اہل حدیثیم دغا را نہ شناسیم باب الحیل ایں فقہاء را نہ شناسیم

(نزہتہ الخواطر، ج ۸ص ۱۹۹، الحیاۃ بعد المماۃ ص ۲۵۳ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص ۸۷)

مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ (۱۲۵۳ھ۔۱۳۱۲ھ)

آپ کا نام مولانا محی الدین بن حافظ محمد بن بارک اللہ بن حافظ احمد بن حافظ محمد امین رحمہم اللہ تھا۔ حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے بوقت بیعت ''عبدالرحمٰن'' تحریر فرمایا۔ ۱۲۵۳ھ میں لکھو کے موضع فیروز پور (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ حفظ قرآن مجید سے تعلیم کا آغاز کیا۔ بعدازاں دہلی جاکر مولانا بشیر الدین قنوجی اور مفتی صدرالدین دہلوی رحمہما اللہ سے استفادہ کیا اور مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں غزنی کا سفر ہمراہ ایک خادم کیا، جب آپ نے مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سے ملاقات کی تو آپ کے خادم نے حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں عرض کیا کہ: ''پدرایں در پنجاب چراغ است''

حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: ''این انا شاء اللہ آفتاب خواہد شد''

حضرت شیخ غزنوی رحمہ اللہ کی صحبت میں رہ کر آپ صاحب کرامات ہوگئے اتباع سنت میں اپنی زندگی بسر کردی، بہت خاموش تھے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے وقت گفتگو کرتے تھے، تمام عمر کسی کی غیبت نہیں کی آپ ایک عالم باعمل، بزرگ، متبع، سنت، ملہم صوفی اور بڑے عابد، زاہد اور مرتاض تھے۔ ۱۲/ذی قعدہ ۱۳۱۲ھ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی ﷺ اور روضہ اطہر ﷺ کے پاس وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ (اہل حدیث کے چار مراکز ص ۸۸)

مولانا حافظ عبدالمنان وزیرآبادی رحمہ اللہ (۱۲۶۷ھ۔۱۳۳۴ھ)

شیخ الحدیث مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ (م ۱۳۳۴ھ) حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ (م ۱۳۲۰) کے ان لائق تلامذہ میں سے ہیں جنہوں نے حدیث کی تدریس اور نشرواشاعت میں قابل قدر خدمات انجام دیں۔ مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی رحمہ اللہ (م ۱۳۲۹ھ) لکھتے ہیں کہ: میں نے میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے شاگردوں میں کسی کے شاگردان سے زیادہ نہیں دیکھے آپ نے پنجاب کو شاگردوں سے بھر دیا۔ (نزہتہ الخواطر ج ۸ص ۳۱۱ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص ۸۹)

آپ نے حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے تلامذہ میں منفرد مقام حاصل کیا، کثرت دروس میں حضرت میاں صاحب مرحوم ومغفور کے تلامذہ میں مغربی ہند (پنجاب) میں مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ (م ۱۳۳۴ھ) اور مشرقی ہندان دونوں علمائے کرام کو استاذ الاساتذہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

مولانا حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ ۱۲۶۷ھ میں ضلع جہلم کے ایک قصبہ میں پیدا ہوئے سات سال کی عمر میں تعلیم کا آغاز کیا، ۹ سال کی عمر میں مکفوف البصر ہوگئے۔ مختلف اساتذہ سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ اور مولانا شیخ عبدالحق محدث بنارسی رحمہ اللہ سے حدیث میں استفادہ کیا اس کے بعد حضرت شیخ مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں پورے دوسال رہ کر اکتساب فیض کیا ہے ۱۲۹۲ھ میں وزیرآباد آگئے اور یہاں ''دارالحدیث'' کے نام سے ایک دینی درس گاہ قائم کی۔ آپ نے اپنی زندگی میں ۴۰ مرتبہ سے زیادہ صحاح ستہ کا درس دیا، آپ کے تلامذہ میں برصغیر پاک وہند کے ممتاز علمائے کرام شامل ہیں۔

مثلاً شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری (م ۱۳۶۷ھ)۔ مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ) مولانا ابوالقاسم

سیف بنارسی (م ۱۳۶۸ھ)۔مولانا عبدالحمید سوہدروی (م ۱۳۳۰ھ)۔شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل السّلفی (م ۱۳۸۷ھ)
مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی (م ۱۴۰۵)

مولانا حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ تفسیر، حدیث، جرح و تعدیل، اسماء الرجال، لغت، ادب اور صرف و نحو میں مکمل دسترس رکھتے تھے، حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی صحبت کا خاص اثر تھا عبادت و ریاضت میں بھی عدیم المثال تھے، اور صاحب کرامات تھے۔

۱۶/رمضان ۱۳۳۴ھ /۱۶ جولائی ۱۹۱۶ء کو وزیرآباد میں انتقال کیا۔

(تاریخ اہل حدیث ص: ۴۲۷ تا ۴۳۰: نزہتہ الخواطر ج ۸ ص ۳۱۱ تا ۳۱۲ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص)

مولانا غلام نبی الربانی سوہدری رحمہ اللہ (۱۲۶۳ھ۔۱۳۴۸ھ)

حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ (م ۱۲۹۸ھ) سے مستفیض ہونے والے علمائے کرام میں حضرت مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی رحمہ اللہ (۱۲۶۳ھ۔۱۳۴۸ھ) بھی شامل ہیں۔مولانا سید عبدالحیٔ الحسنی (م ۱۳۴۱ھ) آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

آپ شیخ محدث، عالم باعمل، متفرع متوکل، اور باہمت تھے، اور اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ مدد طلب کرتے تھے۔

(نزہتہ الخواطر ج ۸ ص ۳۹۹ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص 91)

۱۲۶۳ھ آپ کا سن ولادت ہے مختلف اساتذہ سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد مولانا حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی رحمہ اللہ (م ۱۳۱۱ھ) سے حدیث شریف میں استفادہ کیا اس کے بعد حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ (م ۱۳۲۰ھ) سے بھی تفسیر و حدیث میں تحصیل کی دہلی سے فراغت تعلیم کے بعد حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اوران کی خدمت میں تین ماہ رہ کر کافی فیض اٹھایا۔(اہل حدیث کے چار مراکز ص ۹۱)

مولانا سید عبداللہ غزنوی سے مماثلت:۔ مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کا حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حدیث کی تعلیم حاصل کرنے کا ایک واقعہ مولانا فضل حسین بہاری مؤلف ''الحیاۃ بعد المماۃ'' نے نقل کیا ہے کہ اور یہ واقعہ ایک خواب کی صورت میں پیش آیا۔مولانا سید عبداللہ غزنوی بیان فرماتے ہیں کہ

ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ اپنے مکان کی چھت سے سیڑھی کے ذریعہ نیچے صحن میں اتر رہا ہوں جب صحن مکان میں اتر آیا تو ایک چراغ روشن پایا اور اپنی بغل میں صحیح بخاری دیکھی، پس صحیح بخاری کو کھول کر چراغ کی روشنی میں پڑھنے کا ارادہ کیا جب کھول کر دیکھا تو صحیح بخاری گردوغبار کی وجہ سے اس درجہ سیاہ ہو چکی تھی کہ اس کے حروف پڑھے نہیں جاسکتے تھے۔آخر کار رومال پکڑ کر میں نے اسے صاف کرنا شروع کر دیا۔ورق ورق صاف کرتے ہوئے اخیر تک پہنچ گیا، صرف تھوڑے ورق باقی رہ گئے تھے تو میں تھک کر ماند ہو گیا اور آہ سرد بھری کہ اللہ اکبر! کس درجہ تکلیف اٹھانی پڑی ہے اس خواب میں مجھے اپنا چہرہ بھی نظر آرہا تھا جھاڑنے اور صاف کرنے سے میرے چہرے اور دانتوں پر گرد پڑی دکھائی دے رہی تھی۔

اس خواب کی تعبیر میں مجھے حیرانی ہوئی، صبح ہوتے ہی ایک شخص صحیح بخاری لے آیا اور اس کی شرح بھی مل گئی اور ساری کتاب کا مطالعہ کرلیا اور سنت کی تابعداری کا داعیہ محکم ہو گیا اور حدیث پر عمل کرنا شروع ہو گیا۔اتفاقاً دہلی کا سفر درپیش ہوا جو کہ ہمارے ملک سے بہت نچلی طرف واقع ہے دہلی پہنچ کر بخدمت شریف خاتم المحد ثین شیخنا وسید نذیر حسین صاحب رحمہ اللہ حاضر ہوا۔اور صحیح بخاری شریف کا پڑھنا شروع کیا اسی زمانے میں غدر دہلی واقع ہوا۔عین بلوہ کے زور شور میں جب کہ موت سر پر منڈلا رہی تھی اور ہر ایک کو اپنی جان کی فکر ہو رہی تھی میں پورے اطمینان سے حضرت میاں صاحب سے صحیح بخاری پڑھنے میں مشغول تھا، یہاں تک کہ انگریز دوبارہ قابض اور بحال ہو گئے اور انہوں نے لوگوں کو دہلی سے باہر نکال دیا ان دنوں میری صحیح بخاری ختم ہونے والی تھی، مگر بوجہ دہلی والوں کے منتشر ہونے کے میرے اور سید صاحب

(میاں نذیر حسین رحمہ اللہ) کے درمیان جدائی ہوگئی اور چند اوراق باقی رہ گئے۔جس پر میرے خواب کی تعبیر یوں ظاہر ہوئی کہ:

میرے مکان کی چھت کے نیچے کی صحن دہلی ہوئی جو کہ ہمارے ملک سے نشیب یا ڈھلان میں ہے۔

اور سید صاحب انوار نبوت محمدیہ کے روشن چراغ۔اور صحیح بخاری کے جھاڑنے کی تعبیر پڑھنا اور مشقت وتکلیف کی تعبیر عین غدر کے وقت پڑھنا۔اور جو اوراق صاف کرنے سے رہ گئے......وہی پڑھنے سے باقی رہ گئے۔(الحیاۃ بعد المماۃ ص۲۷۲/۳۵۱)

مولانا غلام نبی الربانی سوہدری مرحوم رحمہ اللہ مرحوم ومغفور کا واقعہ بھی اسی طرح کا ہے،مولوی ابو یحیٰی امام خان نوشہری (م۱۹۶۷ء) جو حضرت مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے ان کی روایت ہے کہ سوہدرہ کے حنفی عالم سید نور شاہ مرحوم جو "السعید من سعد فی بطن امہ" میں سے تھے انہوں نے بیان فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ سوہدرہ کی مغربی جانب سے ایک نور چمکا جو ستون کی شکل میں آسمان کو چھوتا ہوا نکل گیا۔

اس خواب کی تعبیر خود سید نور شاہ مرحوم نے یہ فرمائی کہ:اس نور کا مبدا مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ ہیں۔

(مولانا غلام نبی الربانی کی رہائش سوہدرہ کے مغربی جانب تھی)

حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے خواب میں صحیح بخاری کو خاک آلودہ دیکھا اور صاف کیا اور مولانا غلام ربانی مرحوم نے خواب میں دیکھا کہ مسجد سے کوڑا کرکٹ اٹھا کر باہر پھینک رہا ہوں۔مولانا غلام نبی الربانی مرحوم نے اس خواب کا تذکرہ حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سے کیا تو آپ نے فرمایا:الحمد للہ است این رویاء صادق است ، برائے شما همه مبارك است ان شاء الله ، ان شاء الله ا زتودردین اسلام کارے خواهد شد که این را از شرك و بدعت پاك خواهد نمود، مراد از مسجد این اسلام است، خس و خاشاك بیرون کردن کفر......یا دین از شرك و بدعت پاك نمودن است ۔(اہل حدیث امرتسر ۱۱/اپریل ۱۹۱۹ء)

حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کو دین اسلام کی نشر واشاعت،توحید وسنت کی ترقی وترویج اور شرکت بدعت کی تردید وتوبیخ کے سلسلہ میں مصائب وآلام کا شکار ہونا پڑا اسیر زنداں بھی ہوئے اور جلاوطنی بھی قبول کی،لیکن حضرت شیخ غزنوی رحمہ اللہ کے پائے استقامات میں لغزش نہیں آئی۔اسی طرح غلام نبی الربانی رحمہ اللہ کو بھی اہل بدع کی طرف سے مصائب وآلام کا شکار ہونا پڑا۔

مولانا حکیم عبدالحیٔ الحسنی (م۱۳۴۱ھ) لکھتے ہیں:توحید وسنت کی اشاعت کے سلسلہ میں آپ کو بڑی بڑی اذیتیں احناف کی طرف سے اٹھانی پڑیں،ان لوگوں نے انکے خلاف ایسا محاذ قائم کیا تھا جس سے بڑا کوئی کیا محاذ بنائے گا ان کو بدعتی قرار دیا گیا،مناظرہ کیا اور ہٹ دھرمیاں بھی کیں،لیکن وہ ثابت قدم رہے انہوں نے نہ تو مداہنت برتی نہ کسی چیز کی پرواہ کی۔(نزہتہ الخواطر ج۸ص۳۹۹)

مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ نے ۴/ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ/۳ مئی ۱۹۳۰ء کو سوہدرہ میں انتقال کیا۔(اہل حدیث کے چار مراکز ص۹۴)

عارف باللہ مرشد باکمال صوفی عبداللہ رحمہ اللہ

حضرت صوفی عبداللہ کا تعلق وزیر آباد سے تھا ان کا اصل نام سلطان احمد تھا،اور کشمیری خاندان سے تعلق رکھتے تھے جب تحریک مجاہدین میں شامل ہوئے تو ان کا نام "عبداللہ" رکھا گیا،اور اسی نام سے مشہور ہوئے،استاد پنجاب مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی رحمہ اللہ کے فیض یافتہ تھے،بعد میں مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی رحمہ اللہ امیر المجاہدین کے حلقہ ارادت میں شامل ہوگئے،اور وزیر آباد سے ہجرت کرکے چمرکنڈ تشریف لے گئے۔تحریک مجاہدین میں صوفی عبداللہ رحمہ اللہ کی خدمات قابل قدر ہیں۔اور ان کی مجاہدانہ خدمات کا اعتراف مولانا غلام رسول مہر نے اپنی کتاب "سرگذشت مجاہدین" میں کیا ہے۔

صوفی عبداللہ صاحب نے ۱۹۲۱ء میں اوڈانوالہ میں "تقویۃ الاسلام" کے نام سے ایک دینی مدرسہ کا اجراء کیا بعد میں صوفی صاحب نے ۱۹۶۵ء میں تعلیم الاسلام کے نام سے ماموں کانجن میں بھی مدرسہ قائم کیا یہ مدرسہ ۸۰ سال سے دین اسلام اور توحید وسنت کی اشاعت میں

مصروف ہے۔اس مدرسہ میں جلیل القدر علمائے اہلحدیث تدریسی خدمات انجام دے چکے ہیں مثلاً:

مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی، مولانا حافظ محمد اسحاق حسینوی، مولانا عطاء اللہ حنیف، مولانا محمد اسحاق چیمہ، مولانا محمد عبدہ، مولانا عبدالرحمان لکھوی، مولانا پیر محمد یعقوب، مولانا محمد داؤد راغب رحمانی، مولانا عبداللہ مظفر گڑھی، مولانا محمد صادق خلیل، مولانا حافظ عبداللہ بڈھیمالوی، مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی اور مولانا عبدالعزیز علوی وغیرھم۔(اہل حدیث کے چار مراکز ص ۹۵)

صوفی عبداللہ صاحب جب اس مدرسہ کے مہتمم تھے ان کے انتقال کے بعد مولانا محمد سلیمان وزیرآبادی بن مولانا فضل الٰہی وزیرآبادی اس کے مہتمم مقرر ہوئے اور ان کے انتقال کے بعد مولانا خالد گھرجاکھی بھی کچھ عرصہ مہتمم رہے۔آج کل مولانا عبدالقادر ندوی اس کے صدر اور مہتمم ہیں۔

دعا کرتے ہیں بارش کا رک جانا (کرامت):۔ صوفی عبداللہ کا شمار اہل اللہ میں ہوتا تھا آپ مستجاب الدعوات تھے۔۲۳ مارچ ۱۹۷۵ء کو راقم صوفی صاحب کی خدمت میں ماموں کانجن حاضر ہوا، میرے ساتھ مولانا عبدالرحمٰن عتیق وزیرآبادی اور حافظ ملک محمد یعقوب سوہدروی بھی تھے مغرب سے کچھ پہلے ہم صوفی صاحب کے کمرہ میں بیٹھے تھے کہ ایک دم تیز بارش ہوگئی بارش اتنی تیز تھی کہ ہم لوگ مسجد میں نہیں جاسکتے تھے جو چند گز کے فاصلہ پر تھی، مولانا قاضی محمد اسلم سیف مرحوم نے صوفی صاحب کی خدمت میں عرض کیا۔ بابا جی دعا فرمائیں بارش بہت تیز ہو رہی ہے اور بہت سے درخت بھی گر گئے ہیں ہوا بھی بہت تیز ہے۔

صوفی صاحب نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: اے اللہ! بارش بند کر دے اس کو پہاڑوں پر لے جا۔

میرا چشم دید واقعہ ہے کہ صوفی صاحب کی زبان سے یہ کلمات ادا ہوئے اور بارش ایک دم تھم گئی اور ہم سب لوگ مسجد میں نماز مغرب ادا کرنے کیلئے چلے گئے۔

صوفی عبداللہ صاحب نے ۲۹ اپریل ۱۹۷۵ء میں تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد میں انتقال کیا اور جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کے احاطہ میں دفن ہوئے۔(اہل حدیث کے چار مراکز ص ۹۵)

نضر اللہ امراء سمع مقالتی فوعاھا وحفظھا وبلغھا

نام کتاب: مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری رحمہ اللہ......حیات، خدمات، آثار

مصنف: محمد رفیق اثری......ناشر: اثری ادارہ نشر و تالیف جلالپور پیروالا ضلع ملتان

مولانا حبیب اللہ گمانوی رحمہ اللہ: مولانا حبیب اللہ گمانوی رحمہ اللہ بستی گمانی موضع صادق آباد نزد اوچ شریف ریاست بہاولپور میں 1317ھ میں پیدا ہوئے۔

دورہ حدیث کیلئے عظیم درسگاہ میں حاضری:۔ علم میراث کی تعلیم مولانا عبدالعلیم ملتانی جن کا شمار اس دور کے علم فرائض کے معروف ماہرین میں ہوتا تھا سے حاصل کی اور بعد ازاں دورہ حدیث کیلئے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔اس عظیم ادارہ میں مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری، شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا محمد امیر، مولانا رسول خان ہزاروی، شیخ الادب مولانا اعزاز علی، مولانا سید اصغر حسین، مولانا محمد احمد، مولانا مفتی محمد شفیع اور مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہم اللہ جیسے اکابر سے شرف تلمذ حاصل کیا۔دارالعلوم کی سند میں مولانا کے بارے میں خصوصی توصیفی کلمات موجود ہیں: وھو عندنا سلیم الطبع، جید الا ستعداد له عناية تامة بالعلوم ...... الخ

دارالعلوم دیوبند سے 1340ھ میں سند فراغ حاصل کیا اور 1341ھ میں اپنی بستی میں مدرسہ عربیہ گمانی کا اجراء کیا گورنمنٹ بہاولپور کی طرف سے انہیں وظیفہ ملتا تھا، مولانا منظور احمد صاحب نعمانی اس مدرسہ کو تاحال قائم کیے ہوئے ہیں، سندھ کے اطراف اور افغانستان سے بھی طلبہ ان کے پاس تعلیم و تربیت کیلئے آتے رہتے تھے۔(سوانح مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری ص ۴۴)

مولانا محمد عیسیٰ رحمہ اللہ ریاست بہاولپور میں بستی گمانی کے مغرب میں ایک بستی نوروالا کے رہنے والے تھے۔آپ کی ابتدائی تربیت حنفی اداروں میں ہوئی،متوقد اور رسا ذہن پایا تھا کتب احادیث کے مطالعہ نے وسعت ظرفی پیدا کی اور اپنے انداز سے عاملین حدیث کی ایک جماعت تیار کرلی۔مولانا حاجی احمد تلمیذ مولانا حبیب اللہ گمانوی رحمہ اللہ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

مولانا محمد عیسیٰ صاحب رحمہ اللہ شیخ الاسلام حضرت شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کے ہم عمر اور ہم عصر تھے،دورہ حدیث میں شیخ الہند رحمہ اللہ کے پاس دارالعلوم دیوبند میں ان کے ساتھ پڑھتے تھے۔فضیلۃ الاستاذ جلالپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:بستی نوروالا میں ایک بزرگ فاضل کی ذات ہی ادارہ تھی جن کا اسم گرامی مولانا محمد عیسیٰ تھا وہ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید تھے،ان کا اصل وطن جتوئی علاقہ مظفر گڑھ تھا۔(مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری ص ۴۸)

لفظ خواجہ کے معنیٰ:۔صوفیا کی اصطلاح میں خواجہ شیخ اور مذہبی راہ نما کے معنیٰ میں بھی مستعمل ہے جیسا کہ خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ ذات کے کوریجہ تھے،خواجہ خواجگان بھی اسی سے مرکب ہے۔(مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری ص 61)

مولانا قاضی محمد عاقل رحمہ اللہ کا ذوق تصوف:

سلسلہ چشتیہ میں خلافت:۔مولانا قاضی محمد عاقل رحمہ اللہ ملتان کے مشہور قریشی بزرگ بہاؤالدین رحمہ اللہ ذکریا کی نسل سے تھے مشہور ہے کہ ان کے آباءواجداد میں بعض علماء نوابان ملتان کی طرف سے اس علاقے میں عہدہ قضاء پر فائز رہے ہیں جو مفتی بھی تھے مولوی نور احمد فریدی اپنی کتاب صدرالدین کے ص نمبر ۱۸۷ پر لکھتے ہیں:

آپ نے 1300ھ میں مکہ معظّمہ میں سند فضیلت حاصل کی اور اس پر شیخ ایوب دحلان مفتی مکہ معظّمہ کے دستخط ثبت ہیں،وہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کے مرید اور خلیفہ مجاز تھے زندگی شاہی جامع مسجد (جلالپور پیروالہ) میں خطابت اور فتویٰ نویسی میں بسر کردی۔مورخہ 19 جون 1933ء مطابق 24 صفر 1352ھ کو وفات پائی۔(سوانح مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری ص ۸۰)

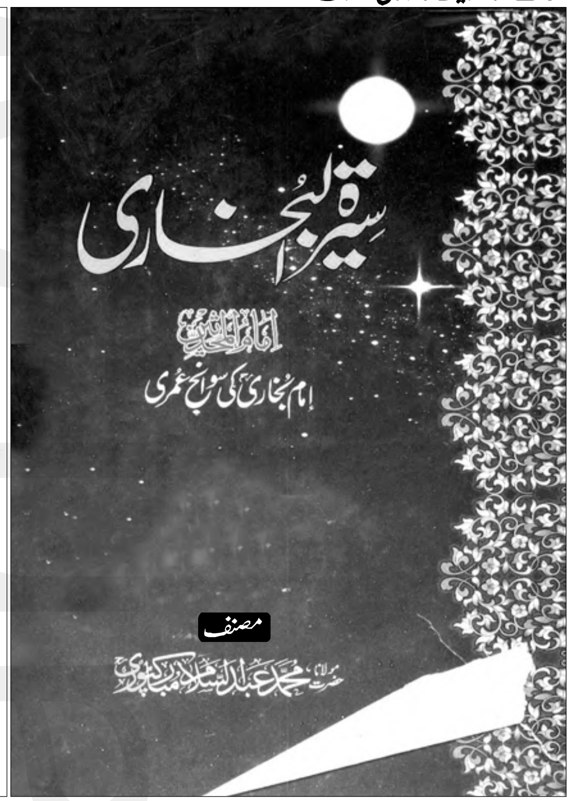
لفظ صوفی کا بکثرت استعمال

صوفی کریم بخش بانی ارکان انجمن اہلحدیث:۔صوفی کریم بخش انجمن اہل حدیث کے بانی ارکان میں سے تھے،یہ دو بھائی کریم بخش اور عبدالغفار تھے،صوفی صاحب ابتدا میں مڈل سکول گوگڑاں تحصیل لودھراں کے مدرس تھے مطالعے کے شائق اور اعلیٰ علمی اور ادبی صفات کے مالک تھے،ان کا انداز تحریر بہت خوبصورت تھا نیک زاہد اور صالح طبیعت کے مالک تھے،صوم وصلوۃ کے پابند،مزاج میں نرمی و لطافت،ظاہر شکل وصورت میں بھی قدرت نے ان کو فیاضی سے حسن و وجاہت سے نوازا تھا۔(سوانح مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری ص ۱۵۹)

صوفی عبدالمالک:۔میاں جندوڈہ بھی انجمن اہل حدیث کے بانی رکن تھے،خشت سازی کا کام کرتے تھے،انہوں نے قصبہ سے باہر اینٹیں پختہ بنانے کیلئے ایک بھٹی بھی قائم کی تھی گرمی ہو یا سردی اپنے کام میں لگے رہتے تھے،ان کے فرزند صوفی عبدالمالک بھی اپنے والد کے کام میں ہاتھ بٹاتے تھے اور سخت ترین محنت کے نتیجے میں حلال روزی حاصل کرتے تھے،اسی میں سے طلبہ دارالحدیث کی خوراک بھی مہیا کرتے تھے۔

صوفی عبدالمالک نے محنت مزدوری کے ساتھ ساتھ کتب صرف ونحو اور پھر قرآن پاک باترجمہ و کتب احادیث پڑھیں۔شیخ مکرم رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر صحیح بخاری پڑھتے رہے،تہجد گزار اور سخی تھے۔(سوانح مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری ص ۱۷۱)

صوفی خدابخش:۔صوفی خدابخش میاں عبداللہ جو جماعت کے اہم ترین افراد میں شمار ہوتے تھے اور مبلغانہ طبیعت پائی تھی کے بیٹے ہیں اس وقت انجمن اہل حدیث کے معمر ترین افراد میں ان کا شمار ہوتا ہے،خاموش طبع،مسلک عمل بالحدیث کے شیدائی،شیخ مکرم رحمہ اللہ کے انتہائی قریب رہنے والے بزرگ ہیں انہوں نے بچپن میں مولانا ثناءاللہ امرتسری رحمہ اللہ سے ملاقات کی جبکہ وہ ایک علمی مباحثے کے سلسلے میں جلالپور تشریف لائے۔



اشاعت اول .... نومبر 2000ء
طابع .... موٹروے پرنٹرز
تعداد .... گیارہ سو
طباعت وڈیزائنگ .... مکتبہ قدوسیہ لاہور

ارمغانِ حنیفؒ

مرتبہ
محمد اسحاق بھٹی

ادارہ ثقافتِ اسلامیہ
۲۔ کلب روڈ، لاہور

طبع اول ۱۹۸۹ء

ناشر : سراج منیر
ناظم ادارہ ثقافت اسلامیہ
۲۔ کلب روڈ، لاہور

مطبع : گیلانی پرنٹرز، لاہور

قیمت : [illegible] روپے

سادہ لباس، سادہ خوراک استعمال کرنے کے قائل ہیں بلکہ زندگی کے ہر میدان میں سادگی کو اپنائے رہتے ہیں لگتا ہے کہ یہ کسی پچھلی صدی کے فرد ہیں۔(سوانح مولانا سلطان محمود محدث جلا پوری ص۱۷۲)

مولانا عبدالقادر کی پگڑی:۔ مولانا عبدالقادر سر پر مختصر سی پگڑی اور جسم پر سرائیکی وضع کا چولا زیب تن ہوتا۔
(سوانح مولانا سلطان محمود محدث جلا پوری ص 264)

اکابرین دیوبند کا فیض:۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ اور انکے خانوادے نے پورے برصغیر میں احیاء دین اسلام اور تحفظ کتابت و سنت کے لئے بڑا وقیع کام کیا ہے جس کے نتیجے میں بڑے بڑے فحول اسلام پیدا ہوئے، سید نذیر حسین رحمہ اللہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ اور اکابرین دارالعلوم دیوبند کا شمار انہی کے فیض یافتہ حضرات میں ہوتا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے فاضل مولانا حبیب اللہ گمانوی رحمہ نے دور دراز ایک گمنام دیہات میں بیٹھ کر علم ونظر کا چراغ جلایا جس کی روشنی دور دور تک پھیلی۔ ہمارے شیخ مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ نے بھی ان سے کسب فیض کیا مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سفر وحضر میں متعدد بار استفادہ کا موقع ملتا رہا۔(سوانح مولانا سلطان محمود محدث جلا پوری ص۳۵۴)

نام کتاب:۔سیرت البخاری امام المحدثین امام بخاری کی سوانح عمری
مصنف:۔حضرت مولانا محمد عبداللہ السلام مبارکپوری......ناشر:۔موٹروے پرنٹرز مکتبہ قدوسیہ لاہور

تصوف میں تبدیلی......اور ضروری احتیاط:۔ اس میں کیا شک ہے کہ تصوف جس نے آج اپنے اتباع کو حد سے زیادہ بدنام کر رکھا ہے کسی زمانہ میں بڑی خیر وبرکت اور بہت ہی محمود چیز تھی احکام شرعی کی سختی سے پابندی ایثار نفس، ہدایت مخلوق میں سعی کرنی، رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کی پیروی کا شوق، مصائب پر صبر واستقامت، جہاد کیلئے ہمہ تن مستعد رہنا، اپنے نفس کا انتقام نہ لینا، مکارم اخلاق کا پھیلانا، دنیا سے بے رغبتی، پابندی تقوی، بدعات سے اجتناب، غرض شریعت نے جن باتوں کو عزم امور(تاکیدی باتیں اور اصلی مقاصد فرمائی ہیں)، انہیں کا اصلی مرقع تھا ان کو کون محمود نہ کہے گا اصحاب رسول اللہ ﷺ انہیں باتوں سے خاک سے اکسیر اور مس سے کندن بن گئے ان کا تصوف نام رکھنا اصطلاح جدید تو بیشک ہے، لیکن مقصود واضح ہوجانے پر چنداں مضائقہ نہیں، ولا مشاحة فی الاصطلاح۔

اس عالم کا عام قانون ہے "تغیر" اس عام قانون سے تصوف کیونکر مستثنیٰ رہ سکتا تھا اختلاط اقوام ومذاہب وامتداد زمانہ سے اس نے بھی کئی رنگ اختیار کیے اگر ہمارے وہ برادران جو صاف اور بے لوث مسلمان رہنا پسند فرماتے ہیں ہمیں اجازت دیں تو ہم کہہ سکتے ہیں (گو اصطلاح جدید ہے) کہ ابتدائی حالت تصوف کی وہی تھی جس کو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے عملی برتاؤ سے دکھایا جو آج تک کتب احادیث ودفاتر حدیثیہ میں بے کم وکاست محفوظ ہے۔(سیرۃ البخاری ص۱۲۳)

نام کتاب: ارمغان حنیف
مصنف:۔مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ......ناشر:۔ادارہ ثقافت اسلامیہ۲ کلب روڈ (لاہور)

تعارف:۔ یہ نہایت مختصر مضمون تین سال پہلے مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ نے گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ کے مجلّہ "مہک" کے خصوصی نمبر بسلسلہ کالج کے جشن سیمیں (سلور جوبلی) کے لئے لکھا تھا، اس میں انہوں نے اپنے ابتدائی دور زندگی اور اپنے شہر گوجرانوالہ کی چند اہم شخصیتوں کے بارے میں کچھ اشارے کیے ہیں جو بلیغ بھی ہیں اور دلچسپ بھی۔(مرتب)(ارمغان حنیف ص:۱۹)

مولانا حنیف ندوی کے مربی ومرشد:۔ حکیم ظہور الدین رحمہ اللہ گوجرانوالہ کے معروف عالم اور طبیب حکیم شہاب الدین کے فرزند

اور مشہور عالم دین مفتی جعفر حسین مرحوم کے تایا زاد بھائی تھے۔عربی میں درس نظامیہ کی تکمیل حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی کے سایہ عاطفت میں ہوئی،مولانا مرحوم نہ صرف میرے گرامی قدر استاد تھے بلکہ میرے مربی ومرشد بھی تھے،علم وادراک کی پہلی قندیل انہی کی کوشش سے دل میں فروزاں ہوئی،ان کے مطالعہ واستعداد کے دائرے بہت وسیع اور بہت پھیلے ہوئے تھے اگر اپنی اصلاحی کوششوں کو گوجرانوالہ کے ماحول تک محدود نہ رکھتے تو ان کا شمار علمی اعتبار سے برصغیر کے عظیم لوگوں میں ہوتا۔(ارمغان حنیف ص:۲۰)

مولانا حنیف اور رموز تصوف سے آشنائی:۔ قاضی عبدالرحیم رحمہ اللہ سے بھی جو اپنے وقت کے مشہور طبیب،عالم اور نہایت شریف النفس انسان تھے، میں نے مولانا اسماعیل مرحوم کی غیر حاضری میں چند اسباق پڑھے، میں نے پہلی دفعہ ابن عربی رحمہ اللہ کی فصوص الحکم اور فتوحات کی تمام جلدیں نہ صرف ان کے ہاں دیکھیں بلکہ بعض مشکل مقامات کی تشریح بھی ان کی زبان فیض ترجمان سے سنی۔

رموز اسرار سے آشنائی کا یہ نقطہ آغاز تھا جس نے آگے چل کر تصوف کے اسرار رموز کو سمجھنے میں مدد دی میں واضح الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ ان کی صحبت سے اگر مجھے مستفید ہونے کا موقع نہ ملتا تو آج کل کے مشہور محقق،صوفی اور عظیم فلسفی ومفکر شوآن کی کتابیں قطعی سمجھ نہ پاتا جو مغرب میں وحدت الوجود اور وحدت ادیان کے زبردست حامی اور ترجمان ہیں یوں کہیے کہ وہ اس دور کے ابن عربی ہیں۔(ارمغان حنیف ص:۲۱)

سرگزشت غزالی کا تعارف:۔ امام غزالی رحمہ اللہ طوس کے ایک گاؤں میں ۴۵۰ھ کو پیدا ہوئے اور ۵۰۵ھ کو وفات پائی ان کی تصنیفات میں " المنقذ من الضلال "کو اہل علم میں بڑی اہمیت حاصل ہے، یہ غزالی رحمہ اللہ کی دلچسپ اور دلآویز سرگزشت ہے جو انہوں نے خود اپنے قلم سے رقم کی اس میں انہوں نے تفصیل سے بتایا ہے کہ ان کے فکر و ذہن میں کیوں تبدیلی پیدا ہوئی اور ان کے افکار کس طرح انقلاب وتغیر کی خوش خرام موجوں سے روشناس ہوئے۔وہ جبہ وعبا اور مسند و دستار کی نہایت شان دار زندگی بسر کر رہے تھے اور تعلیم وتعلم کے ہنگاموں میں مشغول تھے کہ ان کے فہم وفراست نے اس اسلوب سے پلٹا کھایا کہ جبہ وعبا اتار پھینکے اور دنیا سے بے زار ہو کر بادیہ پیمائی شروع کر دی۔فقر ودرویشی کی روش اختیار کر لی اور فلسفہ وحکمت کے میدانوں سے نکل کر کتاب وسنت کی روح پرور وادی میں سکونت پذیر ہو گئے کہ اطمینان قلب اور سامان سکینت اسی میں ہے ایسا کیوں ہوا؟ اور یہ ذہنی وفکری انقلاب کیوں بپا ہوا؟ کتاب میں اس سوال کا مفصل جواب دیا گیا ہے جو دل کی گہرائیوں میں اترتا اور روح وضمیر میں پیوست ہوتا چلا جاتا ہے۔

کتاب کی دیگر خصوصیات:۔ غزالی رحمہ اللہ نے "المنقذ من الضلال" میں اپنے وقت کی تمام مروجہ مذہبی وفکری تحریکات کا کھل کر جائزہ لیا ہے اور اذعان ویقین کی ان بنیادوں کی نشان دہی کی ہے جو کتاب وسنت سے ہم آہنگ اور مسلک سلف سے ہم دوش ہیں۔

کتاب میں نفسیات،فلسفہ،منطق،تنقید،تمام چیزیں انتہائی اعتدال وتوازن کے ساتھ موجود ہیں اور قاری کو متاثر کرتی ہیں علاوہ ازیں تصور نبوت کو نہایت معقول،بے حد سلجھے ہوئے اور بہ درجہ غایت حقیقت پسندانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔غزالی رحمہ اللہ کے دور میں تعلمیہ اور قرامطہ (جنہیں باطینہ بھی کہا جاتا ہے) کا فتنہ زوروں پر تھا اور انہی کے عقائد وتصورات کی خطرناکیوں سے اثر پذیر ہو کر انہوں نے یہ کتاب سپرد قلم کی کتاب میں بتایا گیا ہے کہ یہ لوگ کون تھے،ان کے عقائد وافکار کیا تھے؟ان میں کیا کیا تبدیلیاں رونما ہوئیں اور فکر وفلسفہ میں انہوں نے کیا اضافہ کیا؟

مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ نے " المقذ من الضلال "کا " سرگزشت غزالی " کے نام سے ترجمہ کیا ہے اور اس پر ۸۹ صفحات کا طویل مقدمہ لکھا ہے جس میں اس دور کی فکری تفصیلات اور غزالی رحمہ اللہ کے قدیم رجحانات کو اجاگر کیا ہے نیز ان میں تبدیلی کے وجوہ واسباب اور ان کے فلسفہ وحکمت کی تفصیل سے وضاحت کی ہے مع فہرست مضامین اور مقدمے کے کتاب ۱۹۶ صفحات پر مشتمل ہے اردو ترجمہ اتنا جاندار اور دلکش ہے کہ اگر غزالی رحمہ اللہ زندہ ہوتے اور اس ترجمے کا مطالعہ کرتے تو زیادہ نہیں تو اسے اپنی عربی کتاب کے برابر ضروری جگہ دیتے۔یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۹۵۹ء میں چھپی تھی۔(ارمغان حنیف ص:۴۰)

افکار غزالی کتاب تصوف کی تلخیص:۔ امام غزالی رحمہ اللہ سے مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ کو خاص تعلق خاطر ہے،یہی وجہ ہے کہ

ان کے بارے میں انہوں نے تین کتابیں لکھیں، ایک افکار غزالی، دوسری تعلیمات غزالی اور تیسری سرگزشت غزالی، تعلیمات غزالی، احیاء علوم الدین، کے بعض ابواب کی تلخیص ہے سرگزشت غزالی، المنقذ من الضلال، کا ترجمہ ہے اور افکار غزالی میں احیاء علوم الدین، کے مضامین ومشمولات کا خلاصہ اور اختصار بیان کر دیا گیا ہے ان تینوں کتابوں پر علیحدہ علیحدہ مبسوط مقدمات تحریر کیے گئے ہیں جو اپنی جگہ مستقل کتاب کی حیثیت رکھتے ہیں، اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ افکار غزالی کا مقدمہ ۱۱۳ صفحات پر مشتمل ہے سرگزشت غزالی کا مقدمہ ۸۹ صفحات پر محتوی ہے اور تعلیمات غزالی رحمہ اللہ کا مقدمہ ۱۰۳ صفحات میں پھیلا ہوا ہے اس طرح ہر مقدمہ ایک مستقل کتاب کی حیثیت رکھتا ہے ان کتب ثلاثہ میں باعتبار ترتیب تصنیف کے پہلا نمبر افکار غزالی کا دوسرا سرگزشت غزالی کا اور تیسرا تعلیمات غزالی کا ہے۔ (ارمغان حنیف ص: ۴۰)

تلخص ''احیاء علوم الدین:۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا ''افکار غزالی'' احیاء علوم الدین کے بعض اہم مضامین کا خلاصہ ہے اس کے بڑے بڑے عنوان یہ ہیں: فضائل علم، قلب کی موت، حصول علم کے فضائل، تعلیم، علم کے محامد شواہد عقلیہ کی روشنی میں، وہ علوم جن کا سیکھنا فرض کفایہ ہے، علم المکاشفہ اور علم المعاملہ، مشاغبات علم الکلام، ائمہ فقہ کا زہد وورع، مضر علوم، وہ الفاظ ومصطلحات جن کے معنوں میں تغیر وتبدل ہوا ہے بحث وجدل سے لوگوں کی دلچسپی کے اسباب و وجوہ اور اس کی شرائط، بحث ومناظرہ سے کیا کیا نفسی برائیاں پیدا ہوتی ہیں استاد اور شاگرد کے آداب، ارشاد وتعلیم کی ذمہ داریاں، عقل اور اس کی قسمیں، مدارک عقل میں تفاوت، عقائد کی تفصیل، عقائد کی تلقین میں تدریج کا لحاظ، ظاہر و باطن کی تقسیم، ظاہر و باطن میں فرق کی نوعیت، ایمانیات میں پہلا رکن توحید، دوسرا رکن اللہ کی صفات، تیسرا رکن اللہ کے افعال کا علم، چوتھا رکن سمعیات، ایمان اور اسلام کے اطلاقات، کیا ایمان میں کمی بیشی ممکن ہے، ایمانیات میں استثناء کا استعمال......ان موٹے موٹے عنوانات میں بہت سے ضمنی عنوانات ہیں۔

احیاء العلوم کے چند ابواب:۔ احیاء علوم الدین کے ان ابواب میں امام غزالی رحمہ اللہ نے عقائد اسلامی کا پورا تجزیہ کیا ہے تہذیب واخلاق کے تمام گوشوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے، ایمان کی گتھیوں کو سلجھایا ہے عبادات کی روح متعین کی ہے اور ان کی تہہ میں جو فلسفہ کارفرما ہے، اس کی نشان دہی کی ہے معاملات کی وضاحت فرمائی ہے، غرض بحیثیت مجموعی دین اسلام کی ایسی دلآویز تشریح کی ہے کہ جس سے الحاد وزندقہ کی تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں اور احکام دین میں جو روشنی پنہاں ہے وہ پوری آب وتاب کے ساتھ قلب ونظر میں سما جاتی ہے۔

مولانا ندوی کی اپنی زبان اور اپنا انداز ہے جو انہی کے ساتھ مخصوص ہے انہوں نے نہایت حسن وخوبی سے غزالی رحمہ اللہ کے ان مضامین کو صفحہ قرطاس کی زینت بنایا ہے۔ مقدمہ کتاب جو ۱۱۳ صفحات پر مشتمل ہے مولانا نے امام غزالی رحمہ اللہ کے حالات وسوانح پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، ان کے خیالات وافکار کی اہمیت بیان کی ہے اور علمی دنیا میں ان کے مقام ومرتبے کی وضاحت کی ہے۔ فہرست مضامین کے سولہ صفحات سمیت کتاب ۵۱۴ صفحات پر محیط ہے پہلی مرتبہ ۱۹۵۶ء میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔ (ارمغان حنیف ص: ۴۱، ۴۲)

''تعلیمات غزالی'' مشہور کتاب تصوف کا خلاصہ:۔ امام غزالی رحمہ اللہ کی مشہور تصنیف ''احیاء علوم الدین'' حلقہ اہل علم اور اصحاب تصوف میں ہمیشہ متداول رہی ہے غزالی رحمہ اللہ نے اس کتاب میں ارکان دین احکام اسلام، رموز تصوف اور فرامین الٰہی کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ ان میں کیا اسرار پنہاں ہیں اور کس رکن دین کی بجا آوری میں کیا فلسفہ وحکمت کارفرما ہے۔ مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ نے غزالی رحمہ اللہ کی اس معرکہ آرء کتاب کے گیارہ ابواب کی تلخیص کی ہے اور وہ ابواب یہ ہیں:

۱۔ابواب صلوۃ، ۲۔ابواب زکوۃ، ۳۔حدیث صوم، ۴۔اسرار حج، ۵۔ذکر و دعا، ۶۔تہذیب و آداب، ۷۔نکاح و معاشرت، ۸۔محبت و اخوت، ۹۔معاملات، ۱۰۔فہم قرآن، ۱۱۔تفسیر بالرائے۔

احیائے علوم الدین کے یہ انتہائی اہم اور بنیادی ابواب ہیں، مولانا نے نہایت شگفتہ زبان میں ان کو اردو کے قالب میں ڈھالا ہے اور اس کو ''تعلیمات غزالی'' کے دل کش نام سے مرتب کیا ہے۔ (ارمغان حنیف ص: ۴۲، ۴۳)

رموز تصوف پر ضخیم مقدمہ:۔ کتاب پر ۱۰۳ صفحات کا مبسوط مقدمہ تحریر فرمایا ہے، جس میں تصوف کے رموز و نکات پر سیر حاصل بحث کی ہے، مقدمے میں بتایا گیا ہے کہ تصوف جو ذوق و وجدان کا قیمتی سرمایہ ہے تزکیہ باطن اور تعمیر سیرت کے اعتبار سے کن اہمیتوں کا حامل ہے اور ارتقا کے کن کن مراحل سے دو چار رہا ہے، اس کے مشائخ کون کون ہیں اور اس کی اصطلاحات کیا ہیں نیز اس سے واردات قلب کی کن کیفیتوں پر روشنی پڑتی ہے۔ اپنے مندرجات و مشمولات کے اعتبار سے ''تعلیمات غزالی'' نہایت عمدہ کتاب ہے اس کے گیارہ ابواب ہیں جو اوپر درج کیے گئے ہیں بہت سے ضمنی عنوانات بھی ہیں۔

تعلیمات غزالی کا پہلا ایڈیشن جو ۱۹۶۲ء میں شائع ہوا تھا، ۵۶۰ صفحات کا احاطہ کیے ہوئے ہے فہرست مضامین کے سات صفحے اس کے علاوہ ہیں۔ (ارمغان حنیف ص:۴۳)

تصوف ارکان اسلام کی باطنی روح:۔ تصوف و کلام کے معارفِ تفسیری کا مولانا نے خوب استیعاب کیا ہے اس کی وجہ ظاہر ہے کہ تصوف کے لطائف اور اس کے حکم و اسرار کے بغیر فقہی پابندیاں ایک بوجھ بن جاتی ہیں جس طرح کہ تصوف فقہ و تشریع کے بغیر الحاد بن جاتا ہے تو گویا تصوف فرائض و ارکان اسلام کی باطنی روح ہے۔ ہمارے مولانا اسلام کی اس لازوال خوبی سے خوب واقف ہیں اور انہوں نے اپنی معرکتہ الآرا کتاب ''تعلیمات غزالی'' اسی انداز سے لکھی ہے کہ اپنے ممدوح امام غزالی رحمہ اللہ کی وہ خصوصیت سامنے آسکے کہ انہوں نے فقہ کی تفصیلات کو تصوف کے رنگ میں کس طرح بیان کیا ہے۔ یہ کتاب ادارہ ثقافت اسلامیہ نے شائع کی ہے اس کا دوسرا ایڈیشن میرے سامنے ہے جو ۴۶۷ صفحات پر مشتمل ہے یہ کتاب اسلامی احکام کے اسرار و حکم کی عجیب داستان ہے جس کے مقدمے میں مولانا نے تصوف اور اس کی تفصیلات پر مفصل گفتگو کی ہے۔

آج کے بوڑھے مولانا ندوی عنفوان شباب میں بھی قلبی واردات سے شناسا تھے اور انہوں نے کلام الٰہی (جو تمام علوم کا سرچشمہ ہے) کی آیات میں یہ کھوج لگایا ہے، گویا حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ جیسے صوفی منش بزرگ کی تفسیر بیان القرآن میں مسائل سلوک کی بحث کی طرح مولانا ندوی کی تفسیر میں بھی یہ حصہ وافر مقدار میں موجود ہے۔ حدیث جبریل علیہ السلام کی احسانی کیفیات بھی مولانا نے خوب واضح کی ہیں، یہ الگ بات ہے کہ یار لوگ انہیں ''صوفی'' نہ مانیں۔ رہا کلام کا مسئلہ تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اسلامی نظام کا یہ اہم شعبہ ہے، اس شعبے میں مولانا کی کمال درجہ دسترس کا اندازہ ''مقالات الاسلامین'' کی ترجمانی و تفہیم سے ہوتا ہے جو متکلم اسلام علامہ ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ کی کتاب ہے اور جسے مولانا نے اس طرح اردو کے قالب میں ڈھالا ہے کہ وہ ان کی مستقل تصنیف معلوم ہوتی ہے ادارہ ثقافت اسلامیہ کے نوٹ کے مطابق ''ابوالحسن اشعری وہ بزرگ تھے جو چالیس برس مسلسل اعتزال و جہمیت کی سازشوں اور فتنہ سامانیوں کا شکار رہے لیکن بعد میں اپنے لیے فکر و تعمق اور اجتہاد و کلام کا ایک علیحدہ دبستان سجایا اس دبستان علمی کی داستان یہ کتاب ہے، مولانا نے اسے'' مسلمانوں کے عقائد و افکار'' کے عنوان سے نیا رنگ دیا، لیکن اس معاملے میں بھی ان کی نگاہ بنیادی طور پر وہی ہے جس کا قرآن حکم دیتا ہے اور اس کی جھلک ان ک تفسیر میں نظر آتی ہے۔ (ارمغان حنیف ص:۶۴، ۶۵)

لو اقسم علی اللہ لابرہ:۔ قرآن کی بات اپنی ہے وہ جہاں فدایان رسالت کی فداکاری و جاں سپاری کو آیت کے بین السطور میں پیش کرتا ہے وہاں بقول مولانا ندوی رحمہ اللہ اس ''پیغمبر مساکین'' کا کردار بھی سامنے آتا ہے کہ اس کی صبحیں اور شامیں گزرتی ہیں تو انہی کے ساتھ جو دنیوی اعتبار سے مفلوک الحال سہی لیکن ہیں تو ''لو اقسم علی اللہ لابرہ'' کے مصداق ''پیغمبر مساکین'' مولانا کا قائم کردہ عنوان ہے، ملاحظہ فرمایے۔ (ص ۷۰۹)

قرآن حکیم میں بعض باتیں بصیغہ امر ادا کی گئی ہیں مگر اس سے مراد خبر ہے اور ایک واقعہ کا اظہار ہے اور اس کی بہت سی مثالیں ہیں یہاں بھی بالکل یہی انداز بیان ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ شاید ان عام لوگوں میں اٹھنا بیٹھنا پسند نہ فرماتے تھے جو غریب اور مفلس تھے، اور قرآن حکیم

میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے آپ ان لوگوں کے ساتھ رہنے میں کوئی عار محسوس نہ کریں حالانکہ واقعہ بالکل اس کے خلاف ہے، بات یہ ہے کہ حضور ﷺ ہمیشہ ابو ذر، سلمان فارسی رضی اللہ عنہما اور اس قسم کے غریب اور مخلص عقیدت مندوں میں بے تکلفی سے بیٹھتے اور ان میں صبح وشام گزارتے۔ امراء کو ناگوار تھا وہ اس حالت میں آپ سے ملیں چنانچہ وہ کہتے کہ جناب ہم اس حلقے میں بیٹھ کر آپ سے گفتگو نہیں کر سکتے ان کے کپڑوں سے بو آ رہی ہے اور ہماری طبیعت میں تکدر پیدا ہوتا ہے آپ بھی ان سے الگ ہو جایئے، مگر وہ پیغمبر ﷺ جو افلاس وفقر کو اعزاز بخشنے کے لئے آیا تھا کیونکر ان کی باتوں کو مان لیتا، قرآن کی زبانی میں ان کو بتایا گیا کہ گو یہ مفلس ہیں مگر دولت ایمان سے ان کے دل مالا مال ہیں، ان کے کپڑوں سے گو تمہیں بو آتی ہے مگر دل ذکر خدا سے مہک رہے ہیں، یہ مخلص ہیں، خدا پرست ہیں، تم انہیں حقیر سمجھو، تمہیں اختیار ہے، مگر قدرت کی جانب سے یہ طے شدہ امر ہے کہ یہی لوگ دنیا میں انقلاب پیدا کریں گے تم حرص وہوا کے بندے ہو، تمہارے دلوں پر غفلت کے حجاب پڑے ہوئے ہیں تم اسلام کی برکات سے استفادہ نہیں کر سکتے، تم جب تک دنیا کی ان کثافتوں میں پڑے ہوئے ہو صحبت نبوی سے فیض یاب نہیں ہو سکتے، اور تم ہرگز اس قابل نہیں ہو کہ پیغمبر ﷺ مخلص مساکین کو چھوڑ کر تم مغرور اور متکبر انسانوں کے ساتھ اٹھے بیٹھے۔ (ارمغان حنیف ص:۷۱،۷۲)

مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ کا ٹوپی استعمال فرمانا:۔ مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ سر پر قراقلی ٹوپی زیب تن فرماتے تھے۔ (ارمغان حنیف ص:۸۹)

صوفیانہ اطوار کے حامل:۔ ہر حلقے میں مقبول، علما کے قدر دان، اصحاب فکر کے مداح، ذاتی تعریف وتنقیص، سے بے نیاز، متوکل علی اللہ، صوفیانہ اطوار کے حامل، درویش منش، خوردار مگر انانیت سے نفور، بقول خود لکھنے میں سست، بقول میرے باتوں میں چست...... یہ ہیں مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ۔ (ارمغان حنیف ص:۸۹)

مولانا علاؤ الدین کے مرشد:۔ گوجرانوالہ کے ''نیا ئیں محلّہ'' میں جماعت اہل حدیث کی ایک جامع مسجد ہے جو اس دور میں زیادہ تر وسیع نہ تھی، اس مسجد میں مولوی علاؤ الدین، مرحوم امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے تھے، جو مشہور عالم وصوفی مولانا غلام رسول (ساکن قلعہ میہاں سنگھ والا ضلع گوجرانوالہ۔ وفات ۱۲۹۱ھ) کے شاگرد اور مرید تھے اس مسجد کو ''مولوی علاؤ الدین کی مسجد'' کہا جاتا تھا۔ (ارمغان حنیف ص:۹۰)

تصوف زندگی کا جامع تصور:۔ جس طرح اسلام ایک طرح کی حکمت ہے اسی طرح تصوف بھی زندگی کے جامع تصور کا نام ہے۔

کیونکہ اسلام جس طرح ایک جامع اور ہمہ گیر حکمت ہے اور اس سے مراد زندگی کی تنہا کوئی ایک شاخ نہیں ہو سکتی، اسی طرح تصوف و تقویٰ کا مفہوم یہ نہیں ہو سکتا کہ اس سے مقصود زندگی کے بعض جانے بوجھے گوشے ہی ہیں بلکہ یہ تو پوری زندگی کے مقابلے میں محض ایک طرح کے طرز فکر اور انداز خیال کا نام ہے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ کوئی شخص تصوف کی طرف مائل ہو گیا ہے تو اس سے ہمارا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اس نے عمل کیلئے زیادہ حکیمانہ زیادہ استوار اور مخلصانہ بنیادیں تلاش کر لی ہیں، یعنی اب یہ شخص اس لیے نہیں جی رہا ہے کہ دولت وثروت اس کے قدم چومے، شہرت ونام وری اس کا کلمہ پڑھے اور عزت ووجاہت اس کی چاکری کرے، بلکہ ان سب دواعی واسباب کے علی الرغم اس کے عمل محرکات اب کچھ اس طرح کے ہو گئے ہیں کہ یہ آخرت کو دنیا سے کہیں زیادہ لائق غور سمجھنے لگا ہے اور اس کے مدنظر ہے یہ نہیں کہ دنیا کی عارضی مسرتیں اس کا نصب العین ہیں۔ (ارمغان حنیف ص:۱۶۷،۱۶۸)

مولانا لکھوی صوفی عالم دین:۔ مولانا محی الدین لکھوی ایک پرہیزگار اور صوفی عالم ہیں، مہمان نوازی اور مستحقین کی امداد واعانت کا خاصہ ہے، پیسہ ان کی جیب میں ٹھہر نہیں سکتا، ادھر آیا اور ادھر گیا۔ (ارمغان حنیف ص:۱۸۶)

تصوف صحیح کی وضاحت:۔ افکار غزالی میں تصوف کی وضاحت وصراحت ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

ہمارے نزدیک وہی تصوف صحیح ہے جو ذوق عبادت کو نکھارتا اور کردار وسیرت کو چمکاتا ہے یا جس سے نظر وبصر میں حکیمانہ اور عارفانہ مذاق ابھرتا ہے اگر تصوف کو ان حدود میں رکھا جائے اور اخلاص وطرز فکر تک اس کے فیوض سے فائدہ اٹھایا جائے تو نہ صرف یہ کہ اسلام کے بنیادی جز کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے بلکہ اس کے دائرے اجتماعیت کے دوائر سے ملتے ہیں، اور ان میں نہایت مفید

کاروانِ حدیث

یعنی

بیالیس (۴۲) نامور محدثین عظام

کے حالات اور اُن کی علمی خدمات کا تذکرہ

مرتبہ

عبدالرشید عراقی

ناشر

نور اسلام اکیڈمی

پوسٹ بکس 5166 ماڈل ٹاؤن لاہور فون 588 4789

ناشر ——— حافظ خالد محمود خضر

مدیر عمومی نورِ اسلام اکیڈمی لاہور، فون: 4789 588

مطبع ——— شرکت پرنٹنگ پریس، 43 نسبت روڈ لاہور

اشاعت: اوّل ——— جنوری 2001ء

ملنے کے پتے

- قرآن اکیڈمی، K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور، فون : 3-2-5869501
- مکتبہ سلفیہ، شیش محل روڈ لاہور، فون : 7237184
- نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور، فون : 7321865
- ادارہ منشوراتِ اسلامی، بالمقابل منصورہ، ملتان روڈ لاہور
- حافظ وسیم اختر، 4901 سیرت گنج، دریا آباد، گوالمنڈی، راولپنڈی
- مکتبہ نورِ حرم، 60 نعمان سنٹر، راشد منہاس روڈ، گلشن اقبال 5 کراچی
- دارالفرقان للنشر والتوزیع، ص ب 21441



اُستادِ پنجاب

حافظ عبدالمنان صاحب محدث وزیر آبادی کے

سوانح حیات پر مشتمل جامع اور مستند کتاب

مرتبہ مولانا عبدالمجید سوہدروی

تزئین و ترتیب محمد ادریس فاروقی

ناشر : مسلم پبلیکیشنز مدیر : حکیم محمد ادریس فاروقی

ڈسٹری بیوٹر

دارالسلام

کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور

لندن • ہیوسٹن • نیو یارک

ہیڈ آفس : پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب

فون : 4033962 - 4043432 (1 00966) فیکس: 4021659

ای میل : darussalam@naseej.com.sa بک شاپ فون و فیکس: 4614483

جدہ فون و فیکس : 6807752 الخبر فون: 8692900 فیکس: 8691551

شارجہ فون : 5632623 فیکس: 5632624 (009716)

پاکستان : ① 50 لوئر مال نزد ایم ۔ اے ۔ او کالج لاہور فون: 7232400 - 7240024 (42 0092)

فیکس: 7354072 ای میل: darussalampk@hotmail.com

② رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703

لندن فون: 5202666 فیکس: 5217645 (208 0044)

ہیوسٹن فون: 7220419 فیکس: 7220431 (713 001) نیویارک فون: 6255925 (718 001)

Website: http://www.dar-us-salam.com

ایڈیشن : (01) طبع : 2002 تعداد : 1100

مطبع : احمد پرنٹنگ پریس 50 لوئر مال لاہور فون 7240024

تبدیلیوں کے موجب ثابت ہوتے ہیں۔(ص۳۷)(ارمغان حنیف ص:۱۹۴)

دیگر مسالک کی دلجوئی کا خیال:۔ مولانا مسلک کے اعتبار سے غیر مقلد ہیں اور یہ عام خیال اور تجربہ ہے کہ غیر مقلد حضرات بہت سختی سے اپنے مسلک کی پابندی اور اس کا اظہار کرتے ہیں، مگر مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ اور مرحوم مولانا سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ یہ دو ایسے غیر مقلد میں نے دیکھے ہیں جو اپنے مسلک سے ہٹے بغیر دوسروں کی دل جوئی کا خیال رکھتے۔

ریڈیو پر ہر قسم کے دینی موضوعات پر مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ نے تقریریں کی ہیں مگر کبھی ایک فقرہ بھی ایسا نشر نہیں ہوا جو قابل گرفت ہو یا کسی دوسرے مسلک پر تنقید کا پہلو لیے ہوئے ہو۔(ارمغان حنیف ص:۲۱۳)

نام کتاب:۔کاروان حدیث......مصنف:عبدالرشید عراقی.....ناشر:۔نور اسلام اکیڈمی لاہور(پاکستان)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا زہد و تقویٰ:۔ امام صاحب رحمہ اللہ کی زندگی زہد و توکل میں یکتائے روزگار تھی۔انہوں نے کبھی بھی سلاطین و امراء کے تحائف قبول نہیں کیے مامون، معتصم اور واثق کا دور ان کیلئے اس حیثیت سے آزمائش تھا کہ یہ تینوں ان کے درپئے آزار رہے ان کے بعد متوکل کا دور اس لیے آزمائش تھا کہ وہ ان کا نہایت عقیدت منداور قدر دان تھا۔امام صاحب رحمہ اللہ نے متوکل کے حکم سے اس کے لشکر میں قیام فرمایا اس عرصہ میں شاہی مہمان تھے، روزانہ پر تکلف کھانا آتا مگر امام صاحب رحمہ اللہ نے اس کھانے کو کسی روز بھی نہیں چکھا۔وہ مسلسل روزہ رکھتے تھے یہاں تک کہ اتنے ضعیف اور کمزور ہو گئے کہ اگر انکو رخصت نہ ملتی تو شاید وہ زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے۔(طبقات الحنابلہ ص۶)

ایک مرتبہ مصر کے ایک کرم فرما نے ہزاروں دینار یہ کہہ کر بھیجے کہ یہ بالکل حلال ترکہ میراث ہے اس کو قبول فرمایئے اور اپنے بچوں پر خرچ کیجئے آپ نے فرمایا مجھے اس کی قطعاً ضرورت نہیں۔

گرچہ گرد آلود فقرم شرم باز از ہم ستم　　　گر بآب چشمہ خورشید دامن ترک کنم

(کاروان حدیث ص۴۲۔۴۳)

امام بخاری رحمہ اللہ کا زہد و تقویٰ:۔ امام صاحب رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی دولت بھی عطا فرمائی تھی۔آپ کے والد نے کافی دولت چھوڑی تھی، جو آپ نے ساری غرباء و مساکین میں تقسیم کر دی اور خود نان خشک اور آب خنک سے گزارا کیا ایک دفعہ آپ سخت بیمار ہو گئے آپ کا قارورہ اطباء کو دکھایا گیا تو انہوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سالن استعمال نہیں کرتے۔امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ چالیس سال سے سالن استعمال کرنے کا اتفاق نہیں ہوا۔(عبدالسلام مبارک پوری، سیرۃ البخاری ص۷۷)

امام صاحب رحمہ اللہ کی نماز میں بہت خشوع و خضوع ہوتا اور بھڑ کے کاٹنے کے باوجود نماز میں یکسوئی رہتی۔مزاج میں بہت احتیاط تھی غیبت سے ہمیشہ کنارہ کش رہے۔فرمایا کرتے تھے کہ جب سے مجھے معلوم ہوا کہ غیبت کرنا حرام ہے اس وقت سے کسی کی غیبت نہیں کی۔آپ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: مجھے توقع ہے کہ میرے اعمال نامہ میں ایک گناہ بالکل نہیں ہوگا اور وہ غیبت ہے اور اللہ تعالیٰ میرا اس بارے میں محاسبہ نہیں فرمائے گا۔(ابن حجر رحمہ اللہ، مقدمۃ فتح الباری ص۴۷۵ بحوالہ کاروان حدیث ص۶۵)

امام مسلم رحمہ اللہ کے اخلاق و عادات:۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے پوری زندگی نہ کسی کی غیبت کی اور نہ سب و شتم کیا۔(ذهبی تذکرۃ الحفاظ، ج۲ ص۱۶۶) اپنے اساتذہ کا بے حد احترام کرتے تھے۔(کاروان حدیث ص۷۴)

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے اخلاق و عادات:۔ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے حالات زندگی پردہ اخفاء میں ہیں اس لیے ان کے اعمال و اخلاق کے بارے میں تفصیل نہیں ملتی۔حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (م۷۷۴ھ) نے صرف اس قدر لکھا ہے: امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ علم و فضل کی طرح دین اور تقویٰ اور زہد و صلاح کے بھی جامع تھے۔،احکام شریعت کی شدت سے پابندی کرتے تھے اور اصول و فروع میں پورے طور پر متبع سنت تھے۔اس پر خود ان کی سنن شاہد ہے۔(ابن کثیر البدایة و النهایة ، ج۱۱ ص۵۲ بحوالہ کاروان حدیث ص۸۵)

نقشبندی بزرگ کی خدمت حدیث:۔ انجاح الحاجة شرح سنن ابن ماجة (تعلیق): شیخ عبدالغنی بن ابی سعید مجددی رحمہما اللہ (م۱۲۹۵ھ)(کاروان حدیث ص۹۰)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کا زہد وتقویٰ:۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ فقہ وعلم، حفظ حدیث، زہد وعبادت اور یقین توکل میں یکتائے روز گار تھے ملاعلی قاری حنفی رحمہ اللہ (م۱۰۱۴ھ) نے لکھا ہے کہ امام ابوداؤد عفت وعبادت میں اونچے مقام پر فائز تھے۔(ملاعلی قاری، مرقاۃ ج۱ص۲۲) مولانا سید نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (م۱۳۰۷ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوداؤد زہد وعبادت، یقین وتوکل اور فقہ وحدیث میں یکتائے روزگار تھے، (اتحاف النبلاء ص۲۵۷) امام شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (م۷۴۸ھ) نے آپ کو سید الحافظ کے لقب سے یاد کیا ہے۔(تذکرۃ الحفاظ ج۲ص۱۵۳ بحوالہ کاروان حدیث ص۹۵)

امام مروزی رحمہ اللہ کا زہد اور کرامات:۔ زہد وعبادت، تقوی وطہارت اور تدین وورع میں امام مروزی رحمہ اللہ کا رتبہ بہت بلند تھا۔ علمی اشغال سے جو وقت بچتا وہ عبادت وریاضت میں بسر کرتے اور نماز بڑی خشوع وخضوع سے ادا کرتے۔ ابن جوزی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ امام مروزی صاحب کرامات بھی تھے۔(ابن جوزی، صفة الصفوة ج۴ص۱۲۳ بحوالہ کاروان حدیث ص۱۰۵)

امام ترمذی رحمہ اللہ کا زہد وتقویٰ:۔ امام ترمذی اپنے تبحر علمی کے ساتھ ساتھ زہد وتقویٰ امانت ودیانت، عدالت وثقاہت اور علم وعمل میں بھی یکتا تھے ان پر خشیت الٰہی کا اتنا غلبہ تھا کہ ہر وقت روتے رہتے تھے یہاں تک کہ ان کی بینائی جاتی رہی حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ (م۱۲۳۹ھ) فرماتے ہیں: تورع و زہد بحدے داشت که فوق آه متصور نیست بخوف الٰہی بسیار گریه و زاری کردو نابینا شد"۔ یعنی زہد وتقویٰ اس درجہ حاصل تھا کہ اس سے زیادہ کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا اور خوف الٰہی سے بکثرت گریہ وزاری کیا کرتے تھے یہاں تک کہ آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔(کاروان حدیث ص۱۲۸)

امام نسائی کا زہد وتقویٰ:۔ امام نسائی زہد وتقویٰ میں یکتائے روزگار تھے اور انکی عملی زندگی نہایت پاکیزہ تھی۔ ان کا دل خشیت الٰہی سے لبریز اور ذکر الٰہی سے معمور رہتا تھا، وہ بڑے عبادت گزار، متبع سنت اور صاحب ورع وتقویٰ تھے۔

بدعات کی تردید وتوبیخ اور سنت کا احیاء ان کا خاص مشن اور نصب العین تھا دن اور رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزرتا تھا، آپ تہجد کے پابند تھے اور صوم داؤدی کے مطابق ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے اکثر حج کیا کرتے تھے آپ جہاد کا جذبہ بھی رکھتے تھے ایک دفعہ امیر مصر کے ساتھ جہاد کیلئے گئے اور شجاعت کے وہ جوہر دکھائے کہ لوگوں کو قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہوگئی۔

(ذهبی تذکرة الحفاظ ج۱ص ۲۶۸ ابن کثیر البداية النهاية بحوالہ کاروان حدیث ص۱۳۷)

امام ابوعوانہ اسفرائنی:۔ امام ابوعوانہ رحمہ اللہ کے فضل وکمال، ثقاہت وعدالت، حفظ وضبط اور تبحر علمی کا اعتراف ارباب سیر وتذکرہ نویسوں سے کیا ہے اور ان کو ممتاز علمائے اسلام میں شمار کیا ہے۔(ذهبی تذکرة الحفاظ ج۳ص۹) فقہی مسلک میں امام شافعی رحمہ اللہ (م۲۰۴ھ) کے مذہب سے وابستہ تھے اور ان کی بدولت اسفرائن میں مذہب شافعی کی ترویج واشاعت ہوئی۔

(سبکی طبقات الشافعیه ج۲ص۳۲۲)

مسند ابوعوانہ:۔ امام ابوعوانہ رحمہ اللہ کی مشہور تصنیف ہے یہ دراصل صحیح مسلم پر مستخرج ہے۔(کاروان حدیث ص۱۴۹)

امام خطابی رحمہ اللہ:۔ (م۳۱۹ھ۔۳۸۸ھ): امام ابوسلیمان حمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب رحمہ اللہ ۳۱۹ میں کابل میں پیدا ہوئے۔

(ابن خلکان، وفیات الاعیان ج۱ص۳۹۷)

امام خطابی رحمہ اللہ اگرچہ خود اجتہادی، بصیرت اور فقہی ژرف نگاہی میں ممتاز تھے، تاہم وہ امام شافعی رحمہ اللہ (م۲۰۴ھ) کے مسلک پر کاربند تھے۔(سبکی طبقات الشافعیه ج۲ص۱۱۸ بحوالہ کاروان حدیث ص۱۷۱)

امام ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ صاحب کمال صوفی:۔ (۳۳۶ھ۔۴۳۰ھ) امام ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ بلند پایہ محدث، مؤرخ اور صاحب کمال صوفی تھے۔ان کے علمی تبحر کا اعتراف اہل سیر نے کیا ہے اپنے علمی کمالات کی وجہ سے ان کی ذات مرجع خلائق تھی انکی ساری زندگی درس وتدریس میں بسر ہوئی۔لوگ دور دراز سے سفر کر کے ان کی مجلس درس میں شریک ہوتے اور ان سے استفادہ کرتے۔ ہر وقت طلبہ کا ایک جم غفیر ان کے درس میں موجود رہتا۔اہل سیر نے ان کی مجلس درس کا ذکر اپنی کتابوں میں کیا ہے۔حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: جب انکی مجلس درس آراستہ ہوتی تو ارباب فن اور محدثین عجز و نیاز کے ساتھ انکے دولت کدہ پر حاضر ہو کر بڑی رغبت اور مکمل انہماک کے ساتھ اکتساب فیض کرتے تھے، کیونکہ انکے علو اسناد، جودت حفظ وضبط اور وفور علم کا چرچا تھا۔(شاہ عبدالعزیز دھلوی، بستان المحدثین ص ۴۴)

درس کا سلسلہ صبح سے ظہر تک جاری رہتا ظہر کے بعد جب امام ابونعیم رحمہ اللہ گھر تشریف لے جاتے تو راستہ میں بھی شائقین ان سے استفادہ کرتے تھے حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''لم يكن له غداء سوى التسميع والتصنيف ''(بتاریخ ابن خلکان ج ا ص ۴۵)

حدیثیں سننا اور سنانا اور ان کی جمع وتالیف ہی ان کی غذا تھی۔

نام ونسب، ولادت اور خاندان:۔ امام ابونعیم رحمہ اللہ کا نام احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن وائل بن مہران ہے۔ ۳۳۶ھ ان کا سن ولادت ہے ان کے جداعلیٰ مہران کو سب سے پہلے مسلمان ہونے کا شرف حاصل ہے اور وہ عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کے مولیٰ تھے۔ابونعیم کے والد عبداللہ بن احمد علم وفن کے دل دادہ تھے اور انکے نانا محمد بن یوسف مشہور صوفی اور زاہد تھے۔

اساتذہ:۔ امام ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ کے اساتذہ کی فہرست طویل ہے، ارباب سیر نے اس کی تصریح کی ہے کہ آپ نے بے شمار علمائے فن سے استفادہ کیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: انہوں نے خراسان وعراق کے بے شمار لوگوں سے کسب فیض کیا حقیقت یہ ہے کہ انکو جس قدر اکابر شیوخ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اس سے دیگر محدثین محروم ہیں۔(ذھبی تذکرۃ الحفاظ ج۳ ص۲۹۱)

تلامذہ:۔ اساتذہ کی طرح انکے تلامذہ کی فہرست بھی طویل ہے ان سے بے شمار لوگوں نے اکتساب فیض کیا حافظ ابن سبکی اور حافظ ذہبی نے اپنی اپنی کتابوں میں ان کے تلامذہ کی فہرست درج کی ہے۔امام ابوبکر خطیب بغدادی رحمہ اللہ صاحب تاریخ بغداد ان کے خاص تلامذہ میں سے تھے۔(طبقات الشافعیہ ج۳ ص۸۔ذھبی تذکرۃ الحفاظ ج۳ ص۲۹۲)

علم وفضل:۔ امام ابونعیم رحمہ اللہ کے علم وفضل، علمی تبحر اور صاحب کمال ہونے کا ائمہ فن اور ارباب سیر نے اعتراف کیا ہے اور انکو الحافظ الکبیر الحافظ المشہور اور من اکابر الحفاظ الثقات کے القابات سے یاد کیا ہے ان کے حفظ وضبط عدالت وثقاہت اور صدق واتقان پر تذکرہ نگاروں کا اتفاق ہے حافظ ابن سبکی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ابونعیم رحمہ اللہ مرتبہ کمال پر فائز تھے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی ان کے حفظ وضبط کا اعتراف کیا ہے۔(ابن سبکی طبقات الشافعیہ ج۳ ص۸۔ذھبی تذکرۃ الحفاظ ج۳ ص۳۹۱)

حدیث میں انکا مرتبہ بہت بلند تھا اہل سیر نے ان کو محدث العصر اور من اعلام المحدثین والرواۃ کے لقب سے موسوم کیا ہے۔ علامہ ابن سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ابونعیم رحمہ اللہ ان ممتاز لوگوں میں تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے روایت میں علو کے ساتھ درایت میں بھی حد کمال پر فائز کیا تھا۔(ابن سبکی طبقات الشافعیہ ج۳ ص۸)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حافظ ابونعیم علو اسناد حفظ وضبط اور جملہ علوم وفنون حدیث میں تبحر کے لحاظ سے پوری دنیا میں ممتاز تھے۔

(ذھبی تذکرۃ الحفاظ ج۳ ص۲۹۱)

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ جمع ومعرفت حدیث میں یکتا اور فضائل کمالات کا مجموعہ تھے،(ابن عساکر تبیین کذب المفتری ص ۲۴۶)

فقہ وتصوف میں جامع کمال:۔ فقہ وتصوف میں بھی جامع کمال تھے تصوف وسلوک سے ان کی دلچسپی خاندانی تھی ان کے نانا محمد بن یوسف کا شمار مشہور اہل اللہ اور صوفیاء میں ہوتا تھا اور تصوف میں ان کے صاحب کمال ہونے کا ثبوت ان کا شہرہ آفاق کتاب ''حلیۃ الاولیاء''

سے ملتا ہے۔(ابن سبکی طبقات الشافعیہ ج ۳ص ۸)

فقہی مذہب:۔ فقہ میں امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب سے وابستہ تھے۔

(ابن سبکی طبقات الشافعیہ ج ۳ص ۸ بحوالہ کاروان حدیث ص ۱۸۰۔۱۸۲)

تصنیفات کثیرہ:۔ حافظ ابونعیم رحمہ اللہ نے ۹۴ سال کی عمر میں محرم الحرام ۴۳۵ھ میں انتقال کیا۔(ابن جوزی المنتظم ج ۸ص ۱۰۰) حافظ ابونعیم صاحب تصانیف کثیرہ تھے اوران کی تصانیف بلند مرتبہ تھیں اہل سیر نے ان کی تصانیف کی تعریف وتوصیف کی ہے مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے ان کی ۲۹ کتابوں کے نام لکھے ہیں جن میں ۲۷ غیر مطبوعہ اور ۲ مطبوعہ ہیں۔(ضیاالدین اصلاحی تذکرۃ المحدثین ج ۲ص ۲۲۱۔۲۲۴)

غیر مطبوعہ تصانیف میں درج ذیل کتابیں اپنے موضوع کے اعتبار سے بلند مرتبہ کی حامل ہیں:

(۱) کتاب الاربعین (۲) الطب النبوی ﷺ (۳) کتاب الفوائد (۴) کتاب المستخرج علی البخاری (۵) کتاب معجم الصحابہ رضی اللہ عنہم حافظ ابن کثیر کے پاس اس کا ایک نسخہ مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا موجود تھا۔(البدایہ النہایہ ج ۱۲ص ۴۵) (۶) کتاب علوم الحدیث (امام حاکم کی مشہور کتاب معرفتہ علوم الحدیث پر مستخرج ہے (۷) کتاب المستخرج علی التوحید (امام ابن خزیمہ کی کتاب التوحید والصفات پر مستخرج ہے (۸) تاریخ اصفھان۔

مطبوعہ تصانیف دلائل النبوۃ اور حلیۃ الا ولیاء وطبقات الاصفیاء ہیں۔ان دونوں کتابوں کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

دلائل النبوۃ:۔ یہ کتاب آنحضرت ﷺ کے خصائص وکمالات،وفضائل ومکارم اور دلائل نبوت اور معجزات سے متعلق ہے پہلے قرآن مجید کی روشنی میں آنحضرت ﷺ کے اوصاف کمالات بیان کیے گئے ہیں اور تائید میں روایات پیش کی گئی ہیں اس کے بعد قدیم کتابوں اور صحف انبیاء میں آپ ﷺ کے بارے میں جو پیشین گوئیاں آئی ہیں ان کو ذکر کیا گیا ہے ابونعیم رحمہ اللہ نے اس کتاب میں ضعیف روایات کا بھی سہارا لیا ہے تاہم اس کا شمار معتبر کتابوں میں ہوتا ہے دلائل النبوۃ کا پہلا ایڈیشن ۱۳۳۰ھ میں اور دوسرا ۱۳۶۹ھ میں دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن سے شائع ہوا اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

حلیتہ الاولیاء و طبقات الاصفیاء:۔ یہ حافظ ابونعیم رحمہ اللہ کی بہترین اور عمدہ کتاب ہے مصنف نے اس میں ان صحابہ کرام، تابعین عظام، تبع تابعین اور مابعد ائمہ علام ومتقین رحمہم اللہ کا ذکر کیا ہے جو زہد وورع اور معرفت وتصوف میں ممتاز اور صاحب کمال تھے اہل سیر نے اس کتاب کی تعریف وتوصیف کی ہے علامہ ابن خلکان اور صاحب کشف الظنون نے اسے عمدہ اور معتبر کتاب بتایا ہے (ابن خلکان تاریخ ابن خلکان ج ۱ص ۴۵) حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں: اس کتاب کے مطالعہ سے مصنف کی وسعت نظر ان کے شیوخ کی کثرت اور مخارج وطرق حدیث سے پوری واقفیت کا اندازہ ہوتا ہے۔(البدایہ النہایہ ج ۱۲ص ۴۵)

حافظ ذہبی لکھتے ہیں: حافظ ابونعیم رحمہ اللہ کی بہترین اور عمدہ کتاب ہے اور مصنف کی زندگی ہی میں اس کو پوری شہرت اور غیر معمولی حسن قبول واعتبار حاصل ہو گیا تھا۔(ذھبی تذکرۃ الحفاظ ج ۳ص ۲۹۱)

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسلامیات میں ایسی نادر اور بے مثال کتاب نہیں لکھی گئی۔(بستان المحدثین ص ۴۴)

ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ (۳۸۴ھ۔۴۵۸ھ)

فقہی مذہب:۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ کا شمار شافعی مذہب کے اکابر ائمہ میں ہوتا ہے۔ان کو اس مذہب سے غیر معمولی شغف تھا اور اس مذہب کی نشر واشاعت اور اس کی تہذیب وتنقیح میں انہوں نے اہم اور نمایاں کارنامے انجام دیئے شافعی مذہب کو امام بیہقی کی ذات سے بڑا فائدہ پہنچا۔علمائے فن ارباب سیر اور تذکرہ نگاروں نے مذہب شافعی کی ترقی وترویج میں امام بیہقی رحمہ اللہ کی کوششوں کا اعتراف کیا ہے۔

عادات واخلاق:۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ زہدوورع ،تقویٰ وطہارت ،شمائل اور عادات وخصائل میں نہایت پاکیزہ تھے۔عفت وقناعت عبادت وریاضت امانت ودیانت اورعدالت وثقاہت ان کی سیرت کے نمایاں پہلو تھے وہ صحیح معنوں میں سلف صالحین اورعلمائے ربانین کےاوصاف کے حامل تھے۔

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ کرنے تبیین کذب المفتری میں علامہ ابن عبدالغفار کا یہ بیان نقل کیا ہے''امام بیہقی رحمہ اللہ علمائے سلف کی طرح معمولی اورتھوڑی چیز پرقانع اورزہدوورع میں ممتاز تھے۔وفات تک ان کا یہی حال تھا''۔(تبیین کذب المفتری ص ۲٦۷)

امام ابوبکر خطیب بغدادی رحمہ اللہ (۳۹۲ھ۔۴٦۳ھ)

امام ابوبکر خطیب بغدادی رحمہ اللہ بلند پایہ محدث،مؤرخ اورفقیہہ ہونے کے ساتھ ساتھ تمام علوم اسلامیہ میں صاحب کمال تھے۔

فضل وکمال:۔ خطیب تمام علوم اسلامیہ میں ممتاز تھے مگر حدیث تاریخ اورفقہ میں فائق تھے انکا شمار ممتاز محدثین میں ہوتا ہے علمائے فن نے ان کے حفظ وضبط عدالت وثقاہت اتقان امانت ودیانت اورروایت ودریات میں اہمیت کا اعتراف کیا ہے اسماء الرجال اور جرح وتعدیل میں بھی یکتا تھے۔

زہدوتقویٰ:۔ خطیب زہدوتقویٰ میں بھی بے مثال تھے عبادت وریاضت سے ان کو بڑا شغف تھا انفاق فی سبیل اللہ کا بہت ذوق تھا تصنیف وتالیف درس وتدریس اورمطالعہ حدیث سے جو وقت بچتا وہ عبادت اورتلاوت قرآن مجید میں بسر ہوتا۔

ولی کے پڑوس میں تدفین کی دعا:۔ بڑے مستجاب الدعوات تھے ایک دفعہ زم زم کا پانی پی کر اللہ تعالیٰ سے تین باتوں کی دعا کی :اول یہ کہ میری کتاب تاریخ بغداد کو شرف قبولیت اورحسن اعتبار حاصل ہو دوم یہ کہ بغداد کی جامع مسجد منصورہ میں سب سے عمدہ اورمقدس جگہ میں حدیث کی تعلیم واملاء میں مشغول رہنے کی مجھ کو توفیق میسرآئے اورتیسری اورآخری دعا یہ تھی کہ بشر حافی رحمہ اللہ کی قبر کے متصل ان کے پہلو میں دفن کیا جاؤں اللہ تعالیٰ نے ان کی تینوں دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا۔(ابن عساکر ، تبیین کذب المفتری ،ص ۲٦۸)

خطیب شافعی المذہب تھے اورانکا شمار اکابر شافعیہ میں ہوتا تھا۔(ذہبی ، تذکرہ الحافظ ،ج ۳،ص ۳۳۴)

(کاروان حدیث ص ۲۰۹۔۲۱۰)

امام ابو محمد بغوی رحمہ اللہ (۴۳٦ھ۔۵۱۹ھ)

فقہی مذہب:۔ امام بغوی رحمہ اللہ مجتہدانہ اوصاف کے باوجود امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ کے مذہب سے وابستہ تھے اوران کا شمار اکابر شوافع میں ہوتا ہے۔(طبقات الشافعیہ ج ۴ص ۲۱۵)

اخلاق وعادات:۔ امام بغوی رحمہ اللہ عملی ودینی حیثیت سے ممتاز وبلندمرتبہ تھے عبادت وریاضت میں بے مثال تھے قائم اللیل وصائم النہار تھے زہدوورع تقویٰ وطہارت اورامانت ودیانت میں امتیازی حیثیت کے حامل تھے،اصلاح وتقوی میں بھی صاحب کمال تھے حافظ ابن سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بغوی رحمہ اللہ علم وعمل کے جامع متبع سلف اوردینی لحاظ سے عالی مقام تھے،(طبقات الشافعیہ ج ۴ ص)ان کی زندگی تکلف وآرائش سے خالی اورنہایت سادہ تھی سادگی اورقناعت انکی زندگی کا ماٹو تھا بہت نفاست پسند تھے اور پوری زندگی وضو کے بغیر درس وتدریس قرآن وحدیث نہیں دیا۔(تاریخ ابن خلکان ج اص ۲۵۹ بحوالہ کاروان حدیث ص ۲۲۲)

امام ابوبکر محمد بن عبداللہ بن العربی رحمہ اللہ (۴٦۸ھ۔۵۴۳ھ)

علم وفضل:۔ امام ابن العربی رحمہ اللہ کا شمار اندلس کے نامور محدثین میں ہوتا ہے اہل سیر نے لکھا ہے کہ ان کی بدولت حدیث واسناد کا علم اندلس پہنچا اوران کے ذریعے حدیث کے علم کو بڑا فروغ ہوا وہ بڑے کثیر الروایت اورحافظ حدیث تھے اورعلم حدیث میں ان کے تبحر علمی کا ائمہ فن نے اعتراف کیا ہے۔(تذکرۃ الحفاظ ج ۴ص ۹۰)

فقہی مذہب:۔ امام ابن العربی امام مالک رحمہ اللہ کے فقہی مسلک سے وابستہ تھے۔ (تاریخ ابن خلکان ج ۲ ص ۲۹۳)

اخلاق وعادات: سیرت وشمائل اور اخلاق وعادات میں ممتاز تھے اپنے حسن اخلاق اور عمدہ خصائل وعادات کی وجہ سے وہ لوگوں میں نہایت مقبول اور ہر دل عزیز تھے۔

زہد وعبادت:۔ زہد وعبادت، تقویٰ وطہارت امانت ودیانت اور عدالت ثقاہت کے جامع تھے حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ان کو زاہد و عابد لکھا ہے (تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۹۱)، بایں ہمہ بڑے فیاض اور سخی بھی تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو علم وفضل کی طرح دنیوی وجاہت اور دولت و ثروت سے بھی نوازا تھا، صدقہ وخیرات میں پیش پیش رہتے تھے، رفاہی کاموں میں بڑی دلچسپی رکھتے تھے اور اس پر زر کثیر صرف کرتے تھے اشبیلیہ کی فصیل انہوں نے اپنے خرچ سے تعمیر کرائی، جود وسخا کی وجہ سے لوگ ان کے گرویدہ تھے۔ (کاروان حدیث ص ۲۲۸)

قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ (۴۴۶ھ۔۵۴۴ھ)

علمائے مغرب میں قاضی عیاض رحمہ اللہ کا شمار محدثین عظام میں ہوتا ہے آپ گوناگوں اوصاف وکمالات کا مجموعہ تھا تمام علوم اسلامیہ میں جامع، امام وقت اور عالم مغرب تھے۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں: قاضی عیاض رحمہ اللہ کی علمی خدمات متنوع اور گوناگوں ہیں فن حدیث میں انکا انہاک غیر معمولی اور بے مثال تھا وہ مختلف علوم اور معانی واصطلاحات کی فہم ومعرفت میں یکتا، نظم ونثر دونوں پر قادر اور فقہ لغت، عربیت وادب کے ماہر تھے۔

فقہی مذہب:۔ قاضی عیاض امام دار الہجرۃ مالک بن انس رحمہ اللہ کے مذہب سے وابستہ تھے اور ان کا شمار مالکی مذہب کے اکابرین میں ہوتا تھا اس کے اصول وفروع پر ان کی نظر وسیع تھی اور وہ اس مذہب کے جزئیات تک حافظ تھے۔

اخلاق وعادات: اخلاق وعادات میں قاضی عیاض کا مرتبہ بہت بلند تھا تواضع وانکساری نرم خوئی، خوش معاملگی، صبر وضبط، عفو وتحمل، سخاوت وفیاضی، خوف وخشیت الٰہی، عبادت وریاضت حق گوئی وبیباکی عجز وانکساری میں ان کی مثال نہیں ملتی تھی جب تک عہدہ قضاء پر متمکن رہے کسی بھی معاملہ میں ناانصافی نہیں کی اور اس معاملہ میں نہ کسی اپنے عزیز کی رعایت کی اور نہ پرائے کی قاضی عیاض زہد وورع میں بھی ممتاز تھے، صحیح العقیدہ تھے اور انکو بدعات سے سخت نفرت تھی۔ (ابن فرحون مالکی، الدیباج المذهب ص ۱۶۹

امام مجد الدین ابن اثیر جزری رحمہ اللہ (۵۴۳ھ۔۶۰۶ھ)

از ہدو تقویٰ:۔ شعر وسخن کا بھی اچھا ذوق رکھتے تھے۔ ریاضی میں بھی ان کو مکمل دسترس حاصل تھی اور اس فن میں انہوں نے کئی رسائل اور کتابیں لکھی ہیں۔ علمی کمالات کیساتھ ساتھ زہد وورع، عبادت وتقویٰ، امانت ودیانت اور ریاضت وعبادت میں یگانہ روزگار تھے، ان کے بھائی ابن اثیر کا بیان ہے کہ وہ متدین اور جادہ مستقیم پر گامزن تھے۔ حسن خلق اور اخلاق فاضلہ کے پیکر تھے لوگوں سے خوش خلقی اور حسن سلوک سے پیش آتے تھے علامہ ابن عماد حنبلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''وکان ذابر واحسان'' (وہ لوگوں کے ساتھ نیک اور عمدہ برتاؤ کرتے تھے۔)

فقہی مذہب:۔ علامہ مجد الدین بن اثیر رحمہ اللہ شافعی رحمہ اللہ کے مذہب سے وابستہ تھے۔ (ابن سبکی طبقات الشافعیه ج ۵ ص ۱۳۵

امام عبد العظیم منذری رحمہ اللہ (۵۸۱ھ۔۶۵۶ھ)

علوم ظاہری باطن کی روشنی کے ساتھ:۔ عبد العظیم منذری کو فقہ اور عربیت میں کمال حاصل تھا۔

حافظ منذری رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطن کی روشنی سے بھی بھرپور حصہ عطا فرمایا تھا، حافظ ذہبی لکھتے ہیں'' کان ذانسك وتزهد ''یعنی عبادت گزار اور زاہد آدمی تھے۔ علامہ ابن سبکی فرماتے ہیں:''کان الحافظ الکبیر الوارع الزاهد ''یعنی

بڑے حافظ بہت پرہیز گار اور زاہد تھے اور حافظ ابن سبکی نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ ان کی پرہیز گاری کسی تعارف کی محتاج نہیں، فقہی اعتبار سے امام شافعی کے مذہب سے وابستہ تھے (ابن السبکی ج۵ص۱۰۸) (کاروان حدیث ص۲۴۶۔۲۴۸)

دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانا:۔ حافظ منذری رحمہ اللہ نے ایک رسالہ میں وہ تمام روایت جمع کردی ہیں جن میں دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے، اس رسالہ کا تذکرہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب فتح الباری شرح صحیح بخاری کی کتاب الدعوات، باب رفع الایدی الدعاء کے تحت کیا ہے، حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: ''فا ن فیه احادیث کثیرة افردها المنذری فی جزء''

اس سلسلہ میں بہت سی حدیثیں ہیں حافظ منذری نے ان سب کو ایک مستقل رسالہ میں جمع کردیا ہے۔ (کاروان حدیث ص۲۵۰)

امام یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ (۶۳۱ھ۔۶۷۶ھ)

حافظ ذہبی لکھتے ہیں:۔ امام نووی حدیث وفنون حدیث کے حافظ و متبحر عالم، رجال واسناد اور صحیح و سقیم حدیثوں کی پرکھ کے ماہر تھے۔

امام یافعی رحمہ اللہ نے ان کو حدیث میں وسیع النظر اور کثیر المعرفت لکھا ہے۔علمائے طبقات وتراجم نے انکے حفظ وضبط عدالت وثقاہت کا اعتراف کیا ہے اور ان کو متقن حجت، ثقہ اور ثابت لکھا ہے۔

فقہی مسلک:۔ امام نووی رحمہ اللہ امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ کے مسلک سے وابستہ تھے اور ان کا شمار اکابر فقہاء اور شوافع کے شیوخ میں ہوتا تھا انہوں نے شافعی مذہب کے گوناگوں خدمات سرانجام دیں۔حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

شافعی مذہب کی تحقیق وتصحیح، ضبط وتنقیح تحریر وتدوین اور ترتیب وتہذیب میں انکا بڑا حصہ ہے اور وہ اس مذہب کے چوٹی کے علماء میں سے تھے۔ (کاروان حدیث ص۲۵۳)

تزکیہ نفس اور مراقبے کی رغبت:۔ امام نووی رحمہ اللہ بڑے متدین اور عابد وزاہد تھے بڑے عبادت گزار تھے ذکر الٰہی میں ہمہ وقت مشغول رہتے تھے ورع اور تقویٰ وطہارت میں بے مثال تھے، بڑے متقی اور پرہیز گار تھے زہد وقناعت اتباع سنت اقتدائے سلف اور نیکی واصلاح میں ممتاز تھے، ارباب سیر اور تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے: امام نووی رحمہ اللہ نے مجاہدہ، تزکیہ نفس، مراقبہ، تصفیہ، تقویٰ وطہارت اور معمولی اور جزئی باتوں میں احتیاط کو اپنے اوپر لازم کرلیا تھا اور اپنی خواہشات نفس کو یکسر پامال کردیا تھا، بہت بڑے عابد وزاہد، متورع، باعمل شب بیدار، حامی دین و ناصر سنت تھے، ان کا تمام وقت عبادت وریاضت، تلاوت قرآن مجید اور تصنیف وتالیف میں بسر ہوتا تھا، ہر وقت نیکی کے کاموں میں مشغول رہتے تھے، اتباع سنت اور اقتدائے سلف ان کی زندگی کا دستور تھا، انہوں نے اپنی زندگی اسلامی علم خصوصاً حدیث وسنت کی خدمت واشاعت میں گزاردی اور ان کی اصل دلچسپی کا مرکز فقہ وحدیث تھا۔ (تذکرۃ الحفاظ ج۴ص۱۶۱، یافعی مراۃ الجنان ج۴ص۱۸۱)

امام نووی زہد واتقاء کی بناء پر صبر وقناعت کی زندگی گزارنے کے عادی ہوگئے تھے سادگی اور قناعت میں ممتاز تھے کھانے پینے اور لباس و پوشاک میں سادگی پسند کرتے تھے، دنیاوی تعیّشات سے ان کو سخت نفرت تھی، علامہ ابن عماد حنبلی نے لکھا ہے کہ:

امام نووی رحمہ اللہ نہایت قانع اور تھوڑے پر گزراوقات کرنے والے تھے، اللہ کا دیا جو کچھ میسر آجاتا پر راضی رہتے، معمولی لباس اور مختصر سازوسامان پر اکتفا کرلیتے تھے، تقلیل، قناعت اور عسرت زندگی میں ان کی کوئی مثال نہ تھی۔

(ابن عماد شذرات الذهب ج۵ص۳۵۶ بحوالہ کاروان حدیث ص۲۵۴۔۲۵۵)

سرتاج اولیاء کا لقب:۔ امام نووی رحمہ اللہ کے فضل وکمال اور ان کی عظمت وجامعیت کا علمائے فن، ارباب سیر اور تذکرہ نگاروں نے اعتراف کیا ہے اور ان کی عظمت وجامعیت پر تمام علمائے فن کا اتفاق ہے امام ذہبی نے انکو امام حافظ یکتائے، روزگار، شیخ الاسلام اور سرتاج اولیاء لکھا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج۴ص۲۴۴ بحوالہ کاروان حدیث ص۲۵۶)

امام ولی الدین خطیب تبریزی رحمہ اللہ (م ۷۳۷ھ)

علم وفضل:۔ علم وفضل میں ممتاز مقام کے حامل تھے اوراس پر انکی تصانیف شاہد ہیں، ملاعلی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ علم وفضل اور حقائق ودقائق کا بحر بیکراں تھے۔

بقیۃ الا ولیاءاور قطب الصلحاء:۔ زہدوورع میں بھی اپنا جواب نہیں رکھتے تھےاوراس کا اعتراف انکے شیخ علامہ طیبی رحمہ اللہ نے بھی کیا ہے وہ ان کو بقیۃ الاولیاء اور قطب الصلحاء کہا کرتے تھے۔

ملاعلی قاری رحمہ اللہ نے ان کو تقی نقی لکھا ہے

فقہی مسلک: فقہی لحاظ سے وہ شافعی المذہب تھے۔(کاروان حدیث ص۲۸۴۔۲۸۵)

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ (۶۹۱ھ۔۷۵۱ھ)

کثرت عبادت سے رغبت:۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ جوان کے مخلص دوست اور رفیق درس تھے بیان کرتے ہیں کہ: حافظ ابن قیم بڑی خوبیوں کے آدمی تھے محبت سب سے حسد کسی سے بھی نہیں نہ کبھی کسی کے درپے آزار ہوئے نہ کسی کی عیب چینی کی میں اکثر ان کے ساتھ رہا وہ مجھ سے محبت کا برتاؤ کرتے تھے مجھے نہیں معلوم کہ ہمارے زمانہ میں کوئی شخص ان سے زیادہ عبادت گزار رہا ہو۔ان کی نماز بڑی طویل ہوتی تھی رکوع اور سجود خاصے لمبے ہوتے تھے، بہت سے دوست اور ساتھی اس پر کبھی کبھی انہیں ملامت بھی کرتے تھے لیکن انہوں نے کبھی جواب نہ دیا نہ اس معمول کو ترک کیا۔(البدایہ النہایہ ج۱۴ص۲۳۵)

زہدوعبادت:۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ زہدوعبادت میں اپنی مثال آپ تھے، دن رات درس وتدریس ذکرواذکار اور تلاوت قرآن مجید میں بسر کرتے ،تواضع انکسار اور حسن خلق میں ممتاز مقام کے حامل تھے، حافظ ابن رجب (م۷۹۵ھ) لکھتے ہیں:

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کثیر العبادات اور بڑے شب بیدار تھے، ان کی نماز بڑی طویل ہوتی تھی، وہ ہر وقت ذکر ومشاغل میں لگے رہتے اوران میں محبت الٰہی اور انابت کی ایک خاصت کیفیت تھی ان کے چہرے پر بارگاہ خداوندی کی طرف فقرواحتیاج اور عجز وانکساری کا نور نظر آتا تھا، اس کیفیت میں میں نے ان کو منفرد پایا۔(طبقات الحنابلہ ج۳ص۳۹۳ بحوالہ کاروان حدیث ص۳۰۴۔۳۰۶)

تصانیف:۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی تصانیف کی ایک طویل فہرست علامہ عبدالحیٔ بن العماد الحنبلی (م۱۰۸۹ھ) نے اپنی کتاب ''شذرات الذہب'' میں درج کی ہے۔

زادالمعاد فی ھدی خیر العباد،تصوف کی کتاب:۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی یہ مایہ ناز اور بلند پایہ تصنیف ہے اور بیک وقت سیرت، حدیث، فقہ، علم کلام اور تصوف واحسان کی کتاب ہے، عمل واصلاح کے لئے احیاء العلوم (امام غزالی رحمہ اللہ) کے بعد شاید کوئی ایسی جامع کتاب نہیں لکھی گئی۔تحقیق واسناد اور کتاب وسنت سے مطابقت کے لحاظ سے اس کو احیاء العلوم پر ترجیح حاصل ہے۔(کاروان حدیث ص۳۱۲)

مدارج السالکین فی شرح منازل السائرین:۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی یہ کتاب تین جلدوں میں ہے اس کتاب میں علم حقیقت اور علم شریعت کے اسرار وحکم بیان کیے گئے ہیں یہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں مفکر حکیم خلق، تقویم اور تدین ومسلک سلف کا فلسفہ سب کچھ موجود ہے، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف لکھتے ہیں مدارج السالکین میں علامہ ابن قیم نے اپنے استاد شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے ملفوظات معمولات اور تصوفی نکات عمدہ پیرایہ میں بیان فرمائے ہیں۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: شیخ الاسلام عبداللہ انصاری کی منازل السائرین کی شرح ہے اور تصوف وسلوک کی بہترین کتابوں میں سے ہے۔(تاریخ دعوت وعزیمت ج۲ص۳۸۰ بحوالہ کاروان حدیث ص۳۱۵)

امام جمال الدین زیلعی رحمہ اللہ(م۷۶۲ھ)

امام جمال الدین رحمہ اللہ ائمہ فحول میں تھے، علمائے اسلام نے ان کے حفظ وضبط، عدالت وثقاہت اور اتقان کا اعتراف کیا ہے حافظ جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی رحمہ اللہ نے ان کو مصر کے حفاظ حدیث اور نقادان فن میں شمار کیا ہے اور ان کو احد الحفاظ الحدیث کا لقب عطا کیا ہے۔

امام جمال الدین زیعلی رحمہ اللہ فقہی مذہب میں حنفی تھے اوران کا شمار ائمہ احناف کے جلیل القدر علماء میں ہوتا ہے ان کو اپنے فقہی مسلک میں غلو نہ تھا، بلکہ انکی طبیعت میں انصاف پسندی تھی۔(کاروان حدیث ص ۳۲۸۔۳۲۹)

نصب الراية في تخريج الهداية:۔ یہ امام جمال الدین زیلعی رحمہ اللہ کی مشہور ومعروف کتاب ہے اس میں انہوں نے فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''الهداية'' کی حدیثوں کی تخریج کی ہے ہدایہ کی اس سے عمدہ اور بہتر کوئی تخریج نہیں لکھی گئی۔(کاروان حدیث ص ۳۳۰)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ(۷۷۳ھ۔۸۵۲ھ)

آٹھویں اور نویں صدی ہجری میں جن باکمال مشاہیر نے دنیائے علم وفضل میں نام روشن کیا ان میں علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی شخصیت بہت نمایاں اور ممتاز حیثیت رکھتی ہے علوم وفنون کی جامعیت اور مہارت میں ان کی نظیر نہ صرف ان کے معاصرین علماء میں مفقود ہے بلکہ بعد کی صدیوں میں بھی خال خال ایسی شخصیتیں نظر آتی ہیں جو مہارت فنی، باریک بینی نکتہ سنجی، دقیقہ رسی اور ذکاوت وفطانت میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی ہم پلہ ہوں۔(کاروان حدیث ص ۳۳۲)

صلاح وتقویٰ:۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے یہ سب اساتذہ اپنے وقت کے شیخ امام اور حجت تھے علم وعمل کا بحر زخار تھے، تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، ادب، لغت، تاریخ صرف ونحو، معقول ومنقول میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، تبحر علمی کے ساتھ جہاد بے نفسی اور اصلاح وتقویٰ میں خاص مقام کے حامل تھے، عابدوشب زندہ دار تھے، اتقان معرفت اور حفظ میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔(کاروان حدیث ص ۳۳۵)

ابن حجر کا مسلک:۔ مشاہیر علماء وائمہ میں خاصی تعداد شوافع کی ملتی ہے۔اس کا تاریخی سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ (م۲۰۴ھ) نے قیام مصر کے دوران اپنے مذہب کی اشاعت کیلئے بڑی جدوجہد کی تھی جس کیلئے انہیں قربانی بھی کرنا پڑی۔امام شافعی رحمہ اللہ کے حلقہ درس سے جو فضلاء نکلے انہوں نے درس وافادہ کا سلسلہ شروع کر دیا۔اس کے بعد چونکہ مصر کے بیشتر شیوخ واساتذہ شافعی المسلک ہوئے اس لیے ان کے تلامذہ اپنے شیوخ کے تبحر علمی اور دوسرے کمالات سے متاثر ہو کر اسی مسلک کو قبول کرتے تھے، اس طرح مصر میں شافعی رحمہ اللہ مذہب کے اشاعت کے قدرتی اسباب پیدا ہو گئے جو دوسرے ملکوں کو میسر نہ آسکے۔اسی لیے مصر کے بڑے بڑے شیوخ شافعی المسلک ہی ملتے ہیں۔

چنانچہ حافظ حجر رحمہ اللہ کے اکابر شیوخ اور تلامذہ کی غالب تعداد شوافع کی نظر آتی ہے طبعی طور پر حافظ صاحب بھی متشدد شافعی تھے، بلکہ ان کا تشدد تعصب کی حدوں میں داخل تھا۔(کاروان حدیث ص ۳۳۹)

نام کتاب:۔استاد پنجاب

حافظ عبدالمنان صاحب محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ کے سوانح حیات پر مشتمل جامع اور مستند کتاب

مرتبہ: مولانا عبدالمجید سوہدروی......تزئین وترتیب: محمد ادریس فاروقی

قمیص عمامہ بطور برکت عطا فرمانا:۔ شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''حافظ عبدالمنان وزیرآبادی، مولوی

عبدالجبار غزنوی اور حافظ محمد لکھوی رحمہما اللہ نے پنجاب میں دین اسلام کی نشر واشاعت، کتاب وسنت کی ترقی ترویج اور شرک وبدعت کی تردید وتوبیخ میں جو کار ہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں ان سے میں بہت خوش ہوں اور مجھے اللہ سے پوری امید ہے کہ تم تینوں میرے شاگردوں نے جو خدمات انجام دی ہیں اللہ تعالیٰ ضرور میری نجات کر دے گا، مولوی عبدالجبار غزنوی آیا تھا وہ میری قمیص لے گیا اور یہ میرا عمامہ تم لے جاؤ۔(استاد پنجاب حافظ عبدالمنان صاحب محدث وزیرآبادی کے سوانح حیات پر مشتمل جامع اور مستند کتاب:ص۴)

بکثرت خواب میں زیارت النبی ﷺ:۔(مولانا سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ مزید تحریر فرماتے ہیں) آپ کو خواب میں رسول اللہ ﷺ سے متعدد بار شرف لقا نصیب ہوا حدیث کی کتاب ''مشارق الانوار'' کے حفظ کے دوران آپ کو تین مرتبہ زیارت کی سعادت حاصل ہوئی ایک مرتبہ آن سرور ﷺ نے حافظ صاحب کے منہ میں لعاب مبارک ڈالی۔دوسری مرتبہ آپ سے معانقہ کیا۔اور تیسری مرتبہ آپ کو رفق وحلم کی نصیحت فرمائی جس کا آپ پر تازیست خوشگوار اثر رہا۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص۱۰)

مصنف کتاب کی استاد پنجاب سے نسبت:۔(کتاب)''استاد پنجاب'' میں شیخ پنجاب استاذ الاساتذہ اور اپنے عہد کے عظیم عالم اور بہت بڑے محدث حضرت العلام مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ کے حالات زندگی بیان کیے گئے ہیں، اس کتاب کے مصنف حضرت پردادا جان رحمہ اللہ حضرت شیخ پنجاب رحمہ اللہ کے نواسہ تھے، آپ نے اس کتاب میں جو واقعات درج فرمائے وہ آپ نے کچھ آنکھوں سے دیکھے اور کچھ کانوں سے سنے، کچھ گھر سے معلوم کئے، غرض بڑی تحقیق اور محنت سے یہ کتاب مرتب کی، کیونکہ حضرت شیخ پنجاب رحمہ اللہ کے وقت مرحوم کی عمر تقریباً ۱۶ برس تھی اور اس عمر میں آپ پختہ ہو چکے تھے تعلیم کے مراحل طے کرنے کے علاوہ آپ کو بولنے اور لکھنے پر قدرت حاصل ہو چکی تھی اور ۱۶ برس کی عمر میں آپ کی شادی ہوئی حالات وواقعات بتاتے ہیں کہ اس عمر میں آپ بڑے ذہین وفطین، عالی دماغ اور مضبوط حافظے کے مالک تھے یہ کتاب آپ نے حضرت محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ کی وفات کے کوئی چھ برس بعد جبکہ آپ کی عمر ۲۲ برس تھی، تصنیف فرمائی۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص۱۱)

شاہ ولی اللہی خاندان رشد وہدایت کا ذریعہ:۔(جناب پروفیسر عبدالجبار شاکر صاحب، بیت الحکمت، لاہور)

علماء علوم نبوت کے وارثوں میں شمار ہوتے ہیں ہماری اسلامی درسگاہیں انہی علوم نبوت کی درس وتدریس، تعلیم وتعلم اور اس حوالے سے تزکیہ نفوس کے ادارے ہیں برصغیر میں اسلامی درسگاہوں کی ایک مستقل اور مسلسل روایت رہی ہے۔اٹھارویں صدی میں شاہ ولی اللہ کے خاندان نے اس روایت کا سب سے روشن مرکز تشکیل دیا، اس خاندان کے ایک چشم وچراغ شاہ ولی محمد اسحٰق دہلوی رحمہ اللہ سے سید نذیر محدث دہلوی رحمہ اللہ(۱۸۰۵ء۔۱۹۰۲ء) نے تیرہ سال تک تعلیم حاصل کی۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص۱۴)

بطور یادو برکت عمامہ عطا فرمانا:۔شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ نے کامل ۶۳ سال تک درس وتدریس کی ذمہ داریاں ادا کیں برصغیر میں علم حدیث کی تدریس کا سب سے مضبوط مرکز اور قلعہ انہی کی قائم کردہ درسگاہ تھی، جس میں ہر حصے سے طلبہ استفادے کیلئے حاضر ہوتے تھے، ایسے ہی تلامذہ میں ایک تلمیذ الرشید حافظ عبدالمنان وزیرآبادی بھی ہیں جنہیں ان کے استاد شیخ الکل نے اپنا عمامہ عطا فرمایا۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص 14)

کرامتوں کیلئے دفتر درکار ہے:۔حافظ عبدالمنان کی آنکھیں آشوب چشم کے ایک عارضے میں اس وقت ضائع ہوگئیں جبکہ آپ کی عمر صرف نو سال تھی، مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے دل آنکھ ایسی روشن کر دیں کہ جس کی کرامتوں کو لکھنے کیلئے ایک دفتر درکار ہے مگر اس کا ایک اجمالی تذکرہ آپ ''استاد پنجاب'' کے مختلف ابواب کے ضمنی پیرایوں میں دیکھ سکیں گے۔

دل بینا بھی کر خدا سے طلب　　آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص۱۶)

استاد کے عمامہ کی لاج رکھنا:۔ آپ کا شمار ممتاز محدثین میں ہوتا ہے شیخ الکل فی الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنے اس شاگرد کو جو عمامہ عطا فرمایا تھا اس عظیم شاگرد نے اس عمامے کا حق ادا فرمادیا۔ پوری زندگی درس حدیث دیا، مسند تحدیث پر فائز ہونے کے بعد آپ نے زندگی میں ۱۰۰ مرتبہ درس بخاری دیا۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۱۹)

زاہد عن الدنیا اور کرامات کے حامل بزرگ:۔ آپ نہ صرف قرآن اور تفسیر کے حافظ تھے بلکہ کتب صحاح ستہ کے (بمعہ اسناد و اسماء الرجال) حافظ تھے۔ اس پائے کے اعاظم رجال برصغیر میں چند گنتی کے ہی ہوں گے۔

آپ تقویٰ اور پرہیزگاری میں بھی بلند پایہ رکھتے تھے، اکل حلال، صدق مقال، زہد عن الدنیا، اتباع سنت اور عبادت شب میں وحید العصر تھے۔ بہت مستجاب الدعوات اور صاحب کرامات بزرگ تھے زندگی بھر ہر آلودگی سے مکمل طور پر دامن بچا کر رکھا، آپ اعلیٰ کردار اور بے داغ سیرت کے مالک تھے۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۲۳)

شخصیت پرستی یا اظہار حقیقت:۔ موجودہ دور میں بعض متعصب اور کوتاہ نظر انسان کسی شخصیت پر کتاب لکھنے کو ''شخصیت پرستی'' کا نام دیتے ہیں جو صحیح نہیں دراصل ایسے عظیم لوگوں کے حالات و افکار اس لیے دیے جاتے ہیں تا کہ عوام خصوصاً طلبہ ان عظیم اور نابغہ روزگار ہستیوں کو اپنا آئیڈیل بنا کر ارتقائے دارین کے زینے طے کریں۔ ''هم رجال ونحن رجال'' کیونکہ وہ بھی آدمی تھے اور ہم بھی آدمی ہیں بھلا وہ کون سا کام ہے جو ہم نہیں کر سکتے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ماضی سے سبق سیکھ کر حال و استقبال کی تعمیر چمن کریں اور تن آسانیوں کو چھوڑ کر جفاکش بنیں۔ تیسرے یہ کہ ہمارے لیے ضروری ہے کہ اپنے محسنین کی خدمات کا اعتراف کریں اور ان پر کتاب شائع کر کے ان کی خدمت عالیہ میں گلہائے عقیدت پیش کریں یہ بھی دراصل شکریہ بجالانے کا ایک خوبصورت طریقہ ہے جو فی زمانہ اپنایا جاتا ہے، کیونکہ حدیث میں ہے ''من لم یشکر الناس لم یشکر الله''، یعنی جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہ کیا اس نے اللہ کا (بھی) شکریہ ادا نہ کیا۔

کتاب کرامات اہلحدیث نہایت اہم کتاب:۔ کتاب ''استاد پنجاب'' ہمارے علم کے مطابق حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ کی دوسری تصنیف ہے سب سے پہلے آپ نے ''کرامات اہلحدیث''، لکھی۔ آپ کی یہ دونوں کتب دراصل اہل حدیث علماء، اور اولیاء کے تعارف میں ہیں حضرت حافظ عبدالمنان وزیرآبادی رحمہ اللہ کے حالات زندگی پر پہلی اور معلومات افزاء کتاب ہونے کی وجہ سے اسے بڑی اہمیت حاصل ہے آپ نے یہ دونوں کتابیں عین عنفوان میں لکھیں، اور خوب لکھیں۔

> **کرامات اہلحدیث پر محشی کی وضاحت:۔** جو عنقریب مسلمان کمپنی سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ کے زیر اہتمام چھپ رہی ہے اس کتاب میں مزید بہت سی کرامات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ ''کرامات اہلحدیث'' اولیائے اہلحدیث کے تعارف پر واحد کتاب ہے۔ ازاں قبل آپ نے اس موضوع پر کوئی کتاب نہ دیکھی ہوگی۔(فاروقی)

(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص۲۴-۲۳)

مولانا غلام نبی الربانی سے کرامات کا ظہور:۔ حضرت مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ تھے جو علاقہ بھر میں ''جی صاحب'' کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے، علم و فضل اور تقویٰ و ورع میں آپ نہایت اونچا مقام رکھتے تھے۔ آپ نے ۸۳ برس عمر پائی۔ ساٹھ برس تک اپنے علاقے کو کتاب وسنت کے نور سے منور فرمایا آپ کی دعوت و تبلیغ سے صدہا آدمی شرک و بدعت سے تائب ہوئے، اور اپنے نہاں خانہ دل و دماغ کو توحید و سنت کی قندیلوں سے آراستہ کیا۔ جس کا اثر آج پانچ پشتے گزرنے کے بعد بھی پایا جاتا ہے آپ صاحب دل بزرگ تھے آپ سے کئی کراموں کا ظہور ہوا۔ آپ نے ۱۴/مئی ۱۹۳۰ء میں انتقال فرمایا آپ کی اولاد میں حضرت مولانا حافظ عبدالحکیم رحمہ اللہ اور حضرت مولانا عبدالحمید مشہور عالم ہوئے ہیں۔ دونوں روشن ضمیر اور صاحب علم بزرگ تھے، یہ دونوں، استاد پنجاب زبدۃ العارفین حضرت مولانا الحافظ عبدالمنان صاحب محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص۲۶)

محشی کی وضاحت:۔ آپ کی کرامات کیلئے'' کتاب کرامات اہلحدیث'' کا مطالعہ کیجئے ،اس کتاب میں متعدد اولیائے اہل حدیث کی بیسیوں بڑی حیران کن اور معلومات افزاء کرامات کا بیان ہے: فاروقی

(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۲۷)

مولانا عبدالمجید سوہدروی کا علمی رسوخ:۔ آپ کا ذہن رسا اور حافظہ بلا کا تھا سالوں کا سفر مہینوں میں اور مہینوں کا سفر دنوں میں طے کیا اور علمی وادبی دنیا میں خاص مقام حاصل کرلیا۔آپ میدان صحافت وخطابت کے بلا مبالغہ شہسوار تھے۔آپ اکیلے بزم بھی تھے اور انجمن بھی آپ نے تقریباً اسی ۸۰ کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۲۸)

روحانیت کے پیشوا:۔ روحانیت میں آپ وقت کے پیشوا تھے اور ایسے ایسے اعمال ونقوش کو جانتے تھے کہ باید وشاید......کتاب و سنت کی نشر واشاعت آپ کا دلچسپ مشغلہ تھا۔ ۱۵سال کی عمر میں آپ نے تبلیغ شروع کی اور مسلسل ۴۵ سال تک ہزار ہا تقریریں ارشاد فرمائیں۔مسلک اہل حدیث سے آپ کو والہانہ شغف تھا...... پاک و ہند کے بیشتر علاقوں کو تبلیغ سے نوازا۔آپ بہت بڑے مناظر بھی تھے،بیسیوں مناظروں میں آپ نے شرکت فرمائی اور ہر مکتبہ فکر سے مناظرہ کیا اور فتح حاصل کی۔(بعون اللہ) قدرتی طور پر آپ کی زبان میں مقناطیسی اثر تھا اس لیے ہر تقریر ومناظرہ میں آپ غالب رہتے۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۲۸)

حافظ محمد یوسف رحمہ اللہ کی کرامات :۔ حافظ محمد یوسف صاحب فاضل دارالحدیث وزیر آباد، مولوی فاضل، منشی فاضل، حکیم حاذق، قرآن کے حافظ ومفسر اور حدیث کے شناور تھے۔آپ نے طب کو بطور پیشہ اختیار کیا اور پوری زندگی لوجہ اللہ قرآن وحدیث کی انتھک خدمت کی۔ ۸۰ برس عمر پائی آپ نہایت سادہ، بلند اخلاق، منکسر مزاج، مخلص، عابد اور متوکل علی اللہ تھے آپ کا شمار اولیائے کرام میں ہوتا ہے۔آپ اور آپکے والد گرامی کے حالات زندگی اور کمالات وکرامات کا ذکر'' تذکرہ بزرگان علوی سوہدرہ'' اور'' کرامات اہلحدیث'' میں موجود ہے۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۲۹)

حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی بیٹی سے نکاح:۔ آپ کا دوسرا نکاح شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کی صاحبزادی سے ہوا اس وقت حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی کی عمر کوئی ۳۶ برس تھی۔ ان اہلیہ محترمہ سے ۲ بیٹے احمد سعید اور عبدالوحید اور ۲ بیٹیاں پیدا ہوئیں۔احمد سعید ۱۰ برس کی عمر میں بیمار ہوکر فوت ہوگئے۔عبدالوحید صاحب، حافظ قاری اور عالم بنے آپ جامعہ محمدیہ اوکاڑہ سے فارغ ہوئے، علاوہ ازیں آپ نے ایل ایل بی کیا آپ بہت دین پسند اور ایثار پیشہ ہیں اور اپنے بزرگوں کی روش پر گامزن ہیں ایک عرصہ سے امریکہ میں اقامت پذیر ہیں بڑی بیٹی کا عقد مولانا قاضی عبیداللہ بن شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا قاضی شمس الدین رحمہ اللہ سے ہوا۔ قاضی صاحب موصوف شیخ الحدیث مولانا قاضی نور محمد مرحوم آف قلعہ دیدار سنگھ (گوجرانوالہ) کے چھوٹے بھائی تھے۔چھوٹی صاحبزادی کا نکاح غلام محمد انور صاحب بن مولانا ڈاکٹر ظہیر الحق دین پوری رحمہ اللہ سے ہوا یہ دونوں نکاح شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے ایماء پر ہوئے۔حافظ عبدالوحید صاحب حفظہ اللہ کی والدہ ماجدہ ۲۸ برس کی عمر میں انتقال کرگئیں۔''انا للہ وانا الیہ راجعون'' بڑی نیک اور اللہ کی ولیہ تھیں۔

اہل اللہ کی سوانح کی ضرورت واہمیت:۔ ''الحمد اللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد و الہ واصحابہ اجمعین''

حمد بے حد مرا خداوند دودو ذوالمنین — آنکه ذاتش نے عرض نے جوہر و نے جان و تن

صد درود پاک بر روح محمد مصطفی — بعدازاں بر آل و بر اصحاب بدرالدجی (ﷺ)

امام بعد کسی رجل عظیم کی سوانح عمری یا سرگزشت لکھنے سے چند دیگر فوائد کے علاوہ ایک بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے پڑھنے والوں میں اپنی

زندگی کے نشیب وفراز کا احساس پیدا ہو،اور آنے والی نسلیں اس کے مطالعہ سے عبرت پذیر ہوکران غلطیوں سے بچیں جن سے ان کا بچنا لازم ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ کوئی مستند قابل اعتبار اور نتیجہ خیز سوانح عمری لکھنے کی تعلیم اول خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم کے ذریعے سے ہمیں سکھائی اور اسی قرآنی تعلیم کا یہ اثر ہوا جو آج اپنے بڑے بڑے بزرگوں کی سوانح عمریاں دکھائی دے رہی ہیں اللہ تعالیٰ کے اس حکم ''لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنه'' (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں تمہارے لیے اچھی اقتداء ہے) نے مسلمانوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی اور سیرت مبارکہ کا جمع کرنا اس کا جاننا اور اس کی پیروی کرنا لازم کر دیا اور اسی عام حکم کی بنا پر محدثین رحمھم اللہ اجمعین نے کمال جانفشانی اور جانکاہی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری اور حالات زندگی کو معتبر سندوں سے جمع کر کے امت کو دکھایا اور صرف یہیں پر بس نہیں کی بلکہ اپنی جان توڑ سعی اور انتہا درجہ کی کوشش کے بعد آپ کے جانشینوں کی صحیح صحیح سوانح عمریاں بحکم ''علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین'' جمع کر دیں۔اور پھر ترقی کر کے کل صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی سوانح عمریاں بھی مختصر طریقے پر لکھ ڈالیں اور انہیں کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج ہم ''اصابہ'' ''اسد الغابتہ'' اور ''الاستیعاب'' جیسی متعدد بیش بہا کتابیں دیکھ رہے ہیں۔شکر الله سعیھم۔

(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۳۷)

اہل اللہ کی زندگی مشعل راہ:۔ ہمارے اماماں دین اور علمائے امت کی کوششیں وہیں پر ختم نہیں ہوگئیں بلکہ انہوں نے پھر تابعین، تبع تابعین اور دیگران تمام مقتدر پیشواؤں کی سوانح عمریاں بھی لکھیں کہ جن کے پڑھنے سے خلق اللہ کے دلوں میں ان کی پیروی کا خیال اور ان کی راہ پر چلنے کا شوق پیدا ہو۔آنے والی نسلیں ان کے حالات پڑھ کر اپنا چال چلن رفتار، کردار، عادات اور خصائل واعمال ان بلند مرتبہ لوگوں کے سے بنائیں جن کو خداوند عالم نے دنیا میں نیکی کا نمونہ بنا کر بھیجا۔

اسلاف سے محبت کرنیوالے بزرگ:۔ ہاں اس بات کے ماننے سے مجھے انکار نہیں ہے کہ فی زمانہ بھی بہت سے ایسے اصحاب بصیرت اور اپنے اسلاف سے محبت وعقیدت رکھنے والے بزرگ اور احباب موجود ہیں جو قرون سابقہ کی معزز وممتاز ہستیوں سے تاریخی حالات اور کتابی واقعات نہایت عزت اور وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کے مذہبی اور ملکی حالات اور ان کا عملی وعلمی کارگزاریوں پر واقفیت اور تعارف پیدا کر کے مستفید ومستفیض ہوتے ہیں۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۳۸)

سوانح عمری کی خصوصیت:۔ سوانح عمری ایسی ہونی چاہیے جو آنے والی نسلوں کے لئے قطب کا کام دے سکے اور ہیرو کی سچی تصویر ثابت ہو۔میں نے یہ مضمون لکھتے وقت کسی قسم کی لاگ لگاؤ یا رنگ آمیزی اور بیجا مدح سرائی سے کام نہیں لیا بلکہ مرحوم کے حالات کا حقیقی نقشہ (جہاں تک مجھے معلوم ہو سکا ہے) کھینچ دیا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو عوام وخواص کے لئے زیادہ سے زیادہ نافع بنائے۔(آمین)

''و ما توفیقی الا بالله علیه توکلت والیه انیب''

خاکسار محمد عبدالمجید خادم سوہدروی (جنوری ۱۹۲۲ء) ((سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۴۰،۳۹)

حضرت استاد پنجاب رحمہ اللہ کے ابتدائی حالات

پیدائش:۔ آپ کی پیدائش ۱۲۶۷ھ بمطابق ۱۸۵۱ء بمقام موضع کرولی سیداں (Karoili Sayydan) تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم واقع ہوئی۔کرولی سیداں بھیرہ سے جانب شمال تقریباً ۱۶میل (۲۴کلومیٹر) پر واقع ہے۔(سوانح حیات استاد پنجاب :ص 41)

ڈوبتے وقت غیبی دستگری:۔ آپ نے کالا باغ ورود فرمایا، وہاں ایک آبادی دریائے اٹک کے کنارے تھی، جنہوں نے لب دریا ایک مسجد بنا رکھی تھی، جس کی سیڑھیاں دریا میں اترتی تھیں وہ اس طرح وضو، اور غسل کیلئے بنائی گئی تھیں ایک شب آپ قیام اللیل کیلئے اٹھے اور وضو کیلئے زینہ سے اترے دریا میں طغیانی تھی پانی سناٹے لے رہا تھا، آپ کو صحیح اندازہ نہ تھا حسب معمول نیچے اترے پانی کا بہاؤ زیادہ تھا آپ اس میں پھسل گئے اور پانی میں بہنا شروع کر دیا۔دریا میں غوطے کھاتے ہوئے نہ جانے آپ کہاں تک پانی میں بہتے چلے گئے ، اور زبان

سے ''حسبی اللہ'' پکارتے رہے۔ایک غیبی ہاتھ نے آپ کوتھام کرصحیح سلامت کنارے تک پہنچادیا، ہاتھوں سے ٹٹولا تو معلوم ہوا کہ ایک طرف زمین نشیب ہے اور دوسری طرف کی فراز یعنی اونچی نشیب کی طرف پانی بہت نزدیک تھا، فراز کی جانب متوجہ ہوئے اور ایک راستہ تک پہنچ گئے اب حیران تھے اور سوچتے تھے کہ اللہ جانے کس سرزمین میں ڈالا گیا ہوں اور وہ مسجد مجھ سے کتنی دور رہ گئی ہے کہ یکا یک ایک مرغ کی آواز سنائی دی، آپ نے دعا پڑھی ''اللھم انی اسئلك من فضلك'' اس سے اتنا معلوم ہوا کہ کوئی بستی نزدیک ہے مگر معلوم نہ تھا کہ کہاں ہے؟ اچانک ایک دیوار پہ ہاتھ پڑا اور دیکھنے بھالنے سے معلوم ہوا ہے کہ وہی مسجد ہے جس کی سیڑھیوں سے گرے تھے، خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر بجالائے، جس نے اس بلائے ناگہانی سے نجات دلائی مگر اتنا عرصہ پانی میں بہنے اور پھر اسی مقام پر نکلنے کی کچھ سمجھ نہ آئی۔

(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص۴۶،۴۵)

نقشبندی بزرگ کے گھر اقامت گزینی:۔ جب آپ سندھ پہنچے تو پیر محفوظ اللہ صاحب سرہندی (جو ایک متدین سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ اور مشہور فاضل شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ کی اولاد سے تھے) کے ہاں اقامت پذیر ہوئے ایک دن پیر صاحب موصوف کے فرزند ارجمند کے استاد صاحب سے جو کہ اس وقت ان کو ''کافیہ'' پڑھایا کرتے تھے، اثنائے تقریر میں غلطی سرزد ہوئی آپ نے فی الفوران کو غلطی سے متنبہ کیا اور ساتھ ہی ایک سوال بھی کر دیا گو استاد صاحب لائق تھے وقت کی بات ہے اس وقت ایسے اڑے کہ جواب بن نہ آیا اس پر پیر صاحب کی حیرت واستعجاب کی کوئی حد نہ رہی کہ ایک پندرہ سالہ نابینا لڑکا کتنا عالم اور کتنا پڑھا ہوا ہے۔

(یادرہے کہ حافظ صاحب علوم آلیہ سے پندرہ برس کی عمر تک فراغت پاچکے تھے) اب تو پیر صاحب کی نظر میں آپ کی فضیلت وعظمت اور بھی جچنے لگی اور آپکی پہلے سے زیادہ عزت ہونے لگی یہاں تک کہ آپ کو ان کے فرزند کا معلم بنادیا گیا اور آپ کا تعلیم دینا اور سمجھانا پیر صاحب کو بہت ہی پسند آنے لگا۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص۴۹)

بچھو کے زہر میں آب دہن سے شفاء (کرامت):۔ اس ملک کے بچھو بڑے موٹے اور سخت زہریلے تھے، وہ بچھو اس قدر زہریلا کہ جس کو کاٹتا اس کا زندہ رہنا مشکل ہو جاتا ایک آدمی کو بچھو نے کاٹا آپ نے اس پر لعاب لگا دی خدا کی حکمت وہ آدمی آناً فاناً چنگا بھلا ہو گیا اسی طرح کئی مریضوں نے آپ کے دم مبارک سے شفا پائی۔شہر بھر میں اس کا چرچا ہوا مقلدوں نے بھی آپ کا لوہا مانا اور ہجوم خلائق آپ کے در دولت پر رہنے لگا۔

مخالفت میں آپ کی کرامت کا اثر:۔ حاکم شہر کے ماموں مسمٰی کیسر سنگھ نے جب آپ کی شہرت سنی تو آپ کو اپنے ہاں طلب کیا واللہ اعلم آپ نے کیا سوچ کر جانے سے انکار کر دیا، رئیس نے ایسے صاف انکار برہم ہو کر شہر سے نکل جانے کا حکم دیا۔آپ کے دل میں پہلے ہی شوق دیدار بیت اللہ غالب تھا اور شب وروز کا وظیفہ تھا۔

خدایا تیری رحمت سے نصیب ایسا زمانہ ہو	فقیر خستہ جان و خستہ خاطر بھی روانہ ہو
فقیر خستہ جان و خستہ خاطر بھی روانہ ہو	پھروں لبیک کہتا اور میری صورت دیوانہ ہو
تمنا ہے اب ان آنکھوں سے بیت اللہ کو دیکھوں	پھر اس کو دیکھ کر بیت رسول اللہ ﷺ کو دیکھوں

آپ نے فوراً ایک ہمراہی کو ساتھ لیا اور چل پڑے بہاؤ نگر سے ابھی تھوڑی دور گئے ہوں گے کہ پیچھے سے دو سوار آپ کے تعاقب میں دوڑتے ہوئے دکھائی دیئے آپ ڈر گئے لیکن اصل بات ڈر کی نہ تھی بلکہ ان دو سواروں نے جب آپ کو ٹھہرایا تو ان کے پیچھے پیچھے چند آدمی ایک شخص کو ڈولی میں بٹھائے ہوئے لیے آرہے تھے۔ڈولی اتاری گئی تو ان سواروں نے بڑی منت اور الحاح سے عرض کیا کہ جناب اس شخص کو بچھو نے کاٹا اور یہ اضطراری وبیقراری سے کراہ رہا ہے للہ اس پر رحم فرمایئے اور دم کیجئے آپ نے حسب معمول آب دہن اس کے نیش (ڈنک) پر لگایا تو وہ دیکھتے ہی دیکھتے اچھا ہو گیا۔

''فلله الحمد علی ذلك'' چونکہ وہ ایک رئیس کا لڑکا تھا اس لیے وہ لوگ آپ کو پھر کمال عزت اور اصرار سے واپس لے گئے ایک دن آپ اس مکان میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگہاں چھت گر پڑی تین آدمی چھت کے نیچے دب کر مر گئے، آپکو اللہ کی قدرت سے بالکل کوئی گزند نہ پہنچا اور صحیح وسلامت باہر نکل آئے۔ ''سبحانه و تعالیٰ عما یصفون علوا کبیرا''

قادرا قدرت تو جاری برکمال — انت ربی انت حسبی ذوالجلال

لوگوں کے اعتقاد اس حیرت انگیز معجزنما واقعہ سے اور بھی راسخ ہو گئے اور وہ آپ پر پروانہ وار جانثار ہونے لگے۔

(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص۴۹)

جنی سے ملاقات اور اس کی نشانی:۔ بمبئی کے محلّہ کھلہ میں جہاں کہ اہل حدیث رہتے تھے آپ کو قیام ہوا اور بدستور سابق وعظ ہونے لگے اس وقت چونکہ آپ کو وعظ میں اچھا خاصا بلکہ پیدا ہو چکا تھا اس لیے جدھر جاتے لوگ عزت سے پیش آتے۔عنفوان جوانی اور اس پر آپ کی خوش الحانی لوگوں کو تسخیر کیے لیتی تھی، وعظ نہایت پر جوش اور غضب کا کہتے تھے جسے لوگ دور دور سے سننے کے لیے آتے تھے، صبح نماز فجر کے بعد اپنے مکان پر آپ قرآن کا درس بھی دیا کرتے، جسے سننے کیلئے اور لوگوں کے علاوہ چند بنگالی طالب علم ہر روز آیا کرتے تھے، ایک دن ایک بنگالی آیا اور کہنے لگا کہ حافظ جی! آج رات آپ کے پاس کوئی عورت آئی تھی جو یہ انگیا چھوڑ گئی آپ خفا ہوئے تو اس نے آپ کو چارپائی سے وہ ریشمی انگیا اٹھا کر دکھائی۔ آپ کو انگیا دیکھتے ہی معاًرات کا واقعہ یاد آ گیا جو اس طرح بیان فرمایا کہ میں جس مکان میں رہتا تھا وہ سہ منزلہ تھا اور میری اقامت تیسری منزل پر تھی تینوں منزلوں میں جائے ضرورت صرف ایک ہی تھی جو دوسری منزل پر بنائی گئی تھی جب میں ضرورت کیلئے زینہ کی طرف چلا تو میری کندھے سے ایک کندھا ٹکرایا، لیکن جب کان لگائے تو کوئی آواز یا آہٹ سنائی نہ دی جائے ضرورت میں داخل ہوا تو کسی نے باہر سے دروازہ بند کر دیا بعد فراغت میں نے دو تین دفعہ آواز دی کہ زنجیر اتار دو ورنہ دروازہ توڑ دوں گا اسی اثناء میں دروازہ کھل گیا اور کسی عورت کے ہنسنے کی آواز آئی جب میں اپنے مکان میں پر آیا تو پھر اندر سے دروازہ بند پایا حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے آوازیں دیں، زنجیر ہلائی، دروازہ کھٹکھٹایا اور دھمکایا کہ دروازہ کھول دو ورنہ توڑ دوں گا وہ عورت بدستور سابق کھلکھلا کر ہنسی اور دروازہ کھول دیا میں بستر پر لیٹ گیا تو اس نے مجھے دبانا شروع کر دیا میں نے ٹٹولا تو سوائے دبانے کی حرکت کے اس کے وجود کو کہیں نہ پایا معلوم ہوا کہ وہ کوئی جنات میں سے تھی، جو انگیا بطور نشانی چھوڑ گئی۔

وہ انگیا بازار میں فروخت کرنے پر دس روپیہ کو بکی جس سے آپ نے تفسیر معالم التنزیل (قاضی ابراہیم تاجر بمبئی سے) خرید کی اور بہت سا علمی فائدہ اٹھایا۔

محشی کی وضاحت:۔ جنات میں بھی انسانوں کی طرح اقسام ہیں برے اور نیک دیندار اور بے دین شریف اور شریر اور یہ ہر جگہ ہوتے یا ہو سکتے ہیں۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص۵۷)

ایک دن آپ بمبئی کے بازار میں پھر رہے تھے کہ ایک شخص نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ عبدالمنان آپ ہی کا نام ہے؟ جواب دیا کہ ہاں میرا ہی نام ہے کہنے لگا کئی دنوں سے آپ کی تلاش میں ہوں میرا مقصود یہ ہے کہ آپ کو تحصیل علم حدیث کی ترغیب دوں اب سب اطراف سے توجہ ہٹا کر بس حدیث مبارکہ سیکھیں۔ باقی علوم میں آپکو رسوخ ہو چکا ہے اب علم حدیث میں رسوخ حاصل کریں کیونکہ میرا وجدان گواہی دیتا ہے کہ اگر آپ حدیث پڑھ جائیں گے تو ہزارہا لوگوں کو فیض یاب کریں گے آپ نے اس کا نام اور وطن پوچھا جواب ملا کہ آپ کو اس سے کیا غرض ناصح اسلام والمسلمین ہوں خاکسار نام ہے، آپ سے چند باتیں کہنی تھیں مگر

مرادیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد — وبروم ورکشم ترسم که مغز استخواں سوزد

ترجمہ: مراد دل میں ہے اگر بیان کروں تو زبان جلتی ہے اگر چھپاؤں اور بیان نہ کروں تو مغز استخوان جلتا یعنی ہڈیوں کا گودا جلتا ہے۔

عزیز من! اب وعظ کرنا چھوڑ دو، حدیث پڑھو حدیث کے خادم بن جاؤ، واعظ دنیا میں بہت ہیں اور ہوتے رہیں گے، قوم میں زیادہ ضرورت ہے اس وقت درس وتدریس کی تعلیم وتعلم کی خدام حدیث کی ''قال اللہ اور قال الرسول'' کہنے والوں کی گم گشتہ راہ لوگوں کو صراط مستقیم پر لانے والوں کی سوا ایسے لوگ فی زمانہ کم ہیں اور اللہ کرے کہ تم بھی ان میں سے ایک ہو جاؤ۔ ع مان لیں کہنا اگر آپ، تو پھر کیا کہنا

بس جونہی اس بزرگ نے تقریر ختم کی ہاتھ سے ہاتھ ملایا اور غائب ہو گیا۔ اور ایسا غائب ہوا کہ باوجود تلاش کے نہ ملا، ہاں یہ درد بھرے ناصحانہ اور قیمتی الفاظ اپنی یادر چھوڑ گیا اس کا انداز بیان اور گفتگو کا لہجہ کچھ ایسا مخلصانہ ودردمندانہ تھا کہ حافظ صاحب پر اثر کیے بغیر نہ رہا، معاً دل میں درد پیدا ہوا طبیعت نے پلٹا کھایا اور حدیث کی ایسی لگن ہوئی، کہ از سر نو تحصیل علم کا شوق پھر عود کر آیا

افزوں ہوئیں کچھ اور محبت کی شورشیں تجدید آرزو جو ہوئی التوا کے بعد

(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۷۵)

قوت حافظہ کسی کرامت سے کم نہیں: آپ بمبئی کی ایک مسجد میں مولانا محمد محدث سہارنپوری رحمہ اللہ کے ہاں تھے کہ ایک شخص سے آپ کی ملاقات ہوئی جو اضلاع یمن کا باشندہ تھا اور مولوی شریف سلیمان اس کا نام تھا، صحیح بخاری اس کو از بر تھی، اس کی زبانی اس کے چند عجیب وغریب حالات اور دلچسپ واقعات سن کر آپ کو بھی حفظ حدیث کا شوق ہوا اور اس شوق نے یہاں تک ترقی کی کہ آپ نے ''مشارق الانوار'' جیسی ضخیم کتاب اکتالیس (۴۱) یوم کے قلیل عرصہ میں حفظ کر لی، جس میں لاتعداد احادیث غالباً دو ہزار سے بھی زیادہ ہے۔

(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۷۶)

خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت: آپ کو اثنائے حفظ ''مشارق الانوار'' خواب میں تین مرتبہ آنحضرت ﷺ کی زیارت ہوئی، ایک دفعہ آنحضور ﷺ نے اپنا لعاب مبارک آپ کے منہ میں ڈالی اور دوسری دفعہ آپ کو اپنے سینے سے لگا لیا آپ فرماتے تھے کہ اس مرتبہ مجھے اتنی فرحت نصیب ہوئی کہ اس کا کیف بیان سے باہر ہے۔ ایک دن آپ کسی نومسلم سے کسی بات پر ناراض ہوئے تو رات کو پھر تیسری مرتبہ حضور ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ کو تنبیہ فرمائی کہ نومسلم سے باخلاق حسنہ پیش آنا چاہیے اور عفو سے کام لے کر غصہ تھوک دینا چاہیے قریباً قریباً آپکے الفاظ یوں تھے ''لا تغضب عليه وارق به'' یعنی اس نومسلم پر غضبناک نہ ہو اور اس سے نرمی کا برتاؤ کرو۔

دشمن سے غیبی حفاظت (کرامت): آپ کے ساتھ ایک رفیق اور ایک بیل گاڑی والا تھا جب رات کو چاروں طرف اندھیرا چھا گیا تو آپ نے میدان میں ہی ایک جگہ ڈیرا کر لیا، نماز ادا کی اور سو گئے ابھی سوئے ہی تھے کہ کسی شخص نے ہاتھ ڈالا اور آپ کے سرہانے سے آپ کا بیگ کھینچنا چاہا مگر اس کے بال اتنے لمبے تھے کہ آپ کے منہ پر گرے اور آپ نے اس کو پکڑ لیا، اس کے بدن پر صرف ایک ہی کپڑا تھا، دیکھنے میں وہ بڑا قوی ہیکل، دراز قامت اور بارعب تھا، جوان تھا مگر ان کے مارنے پر نہ تو بولتا نہ بھاگتا اور نہ ہی مقابلہ کرتا تھا، اس کی اس عجیب وغریب کیفیت نے ان پر اور اثر ڈالا اور یہ اس کو چھوڑ کر اسی وقت وہاں سے چل دیے۔

شیر سے حفاظت (کرامت): کھوڑی پہاڑ کے وسط میں جب پہنچے تو بگھی سے اتر کر آپ ایک نشیب کی طرف پیشاب کرنے کو بیٹھے ابھی بیٹھے ہی تھی کہ ایک بپھرا ہوا شیر آیا اور قریب تھا کہ ایک ہی جھپٹے میں آپ کا خاتمہ کر دیتا، مگر چونکہ اس قادر مطلق کی مشیئت میں ابھی آپ نے طویل زندگی پا کر کار ہائے نمایاں کو ظہور میں لانا تھا، بہر حال وہ شیر اس عمیق غار میں جو آپ سے ایک گز کے فاصلہ پر واقع تھا کہ گر پڑا اور اپنے آپ کو سنبھال نہ سکا۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۷۸)

پیران پیر رحمہ اللہ کی زیارت: جب آپ بھوپال پہنچے تو معلوم ہوا کہ کوئی مسافر بلا اجازت شہر میں داخل نہیں ہو سکتا اور منشی عبدالکریم مہتمم قلعہ سے ٹکٹ داخلہ مل سکتا ہے، آپ بہت حیران وپریشان ہوئے کہ یہاں نہ کوئی یار ومددگار رہے کہ کس جس کی وساطت سے اندر جا سکوں اور نہ ہی کسی سے تعارف وملاقات ہے کہ کہیں ٹھہر سکوں آپ اسی گھبراہٹ اور شش وپنج میں تھے کہ شہر سے باہر ایک سرائے کا پتہ چلا اور وہاں پہنچے اسی خیال میں

رات کو جوسوئے تو خواب میں حضرت شیخنا ومولانا محبوب سبحانی پیر پیراں عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ قدس سرہ پر نظر آئے پیر صاحب نے آپ کو اس سراسیمگی میں دیکھ کر اپنے پاس بلایا اور نہایت شفقت سے آپ کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ چلے جاؤ تم سے کوئی ٹکٹ نہیں مانگے گا، چنانچہ آپ صبح ہوتے ہی وہاں سے اٹھے اور سیدھے شہر کی طرف روانہ ہو لیے (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص۷۹)

نواب صاحب کی جامع شخصیت

متحلي بجميع فضائل و متخلي عن الرذائل:۔ نواب صاحب فطرۃ نہایت حلیم وسلیم اور رحیم وکریم واقع ہوئے تھے، اگر آپ کو کوئی دشمن بھی سامنے آجاتا تو اس سے بھی باخلاق حسنہ ولینت کلام پیش آتے اور ہر حال میں امانت ودیانت اور عفاف وصدق کو اپنا شعار بنائے رکھتے آپ رذائل وخصائل ذمیمہ کو سخت مکروہ اور صفات حمیدہ کو بہت محبوب جانتے تھے، غرض یہ کہ آپ ہر طرح سے ''متحلي بجميع فضائل و متخلي عن الرذائل'' (یعنی جملہ فضائل وکمالات سے آراستہ اور ہر قسم کی کمینہ اور گھٹیا عادات سے مبرا۔ فاروقی) واقع ہوئے تھے آپ نے عربی، فارسی اور اردو میں بے شمار کتابیں تصنیف وتالیف فرمائیں اور علوم دینیہ کی ترقی واشاعت کیلئے زر کثیر صرف کر کے مفت تقسیم فرمائیں، آپ کی غالب تالیفات نقول آثار سلف اور تراجم مؤلفات علماء راسخین ہیں، جو ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ یا نقل ہو کر آئے ہیں اور آپ نے ان سب میں موافقت کتاب وسنت کا ملحوظ رکھ کر قول راجح اور مذہب قوی کو بیان فرمایا ہے۔

(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص۸۱)

صوفیہ صالحین کے حق میں خوش اعتقادی:۔ آپ سارے صحابہ واہل بیت اور تابعین وائمہ مجتہدین اور جماعت محدثین وزمرۂ متبعین اور فقہاء متقین وصوفیہ صالحین رحمہم اللہ کے حق میں نہایت خوش اعتقاد تھے اور اوران سب کو واجب الاحترام بزرگ اور قابل عزت ریفارمر سمجھتے تھے۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص۸۲)

شیخ الکل کی دنیا سے بے رغبتی:۔ حضرت میاں نہایت ہی منکسر المزاج، سادہ طبیعت اور متواضع تھے، طلباء کیلئے شطرنجی کا فرش ہوتا مگر خود ہمیشہ چٹائی یا ٹاٹ پر بیٹھا کرتے۔ ایک بار آپ کے ایک جانثار معتقد نے عرض کیا کہ یا حضرت اب آپ بہت ضعیف ہو گئے ہیں ٹاٹ پر بیٹھنے سے تکلیف ہوتی ہے میں ایک روئی دار گدہ بنا دیتا ہوں اس پر بیٹھ کر پڑھایا کیجئے۔ فرمانے لگے۔ ع پرانی قبر پر کیا گچ کرو گے؟

غرض یہ کہ گدیلہ نہ بنوایا اور آخر دم تک اسی ٹاٹ پر بیٹھنا منظور کیا آہ! کیا صحیح عمل ہے اس حدیث پر ''كن في الدنيا كانك غريب او عابر سبيل''، یعنی دنیا دل لگانے کی جگہ نہیں اس میں اجنبی یا مسافر کی طرح زندگی بسر کرو، تقریباً اسی ۸۰ برس تک آپ دہلی میں رہے لیکن باوجود وسعت اور طاقت کے اپنی اور اہل عیال کی سکونت کیلئے مکان بھی تعمیر نہ کرایا۔

ایک مرتبہ نواب سکندر بیگم مرحومہ والیہ ریاست بھوپال اور مدار المہام منشی جمال الدین مرحوم کی ہمراہی میں دہلی میں آئیں اور حضرت شیخ الکل سے عہدہ قضائے ریاست کے قبول کرنے کی استدعا کی مگر آپ نے اس سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ میں تو وہاں کا قاضی القضاۃ اور حاکم بنا بیٹھا رہوں گا، یہ چٹائی پر بیٹھنے والے غریب طلباء مجھے کہاں ڈھونڈتے پھریں گے، یہ معنی ہیں ''اللهم احيني مسكينا و امتني مسكينا و احشرني في زمرة المساكين'' ہے۔ غرض یہ کہ آپ کو ہر دم وہر ساعت طلباء کی خاطر وتواضع اور پاسداری کا دھیان رہتا اگر کوئی بیمار ہو جاتا تو جا کر تیمارداری کرتے کئی مرتبہ خود بازار سے دوالاتے اور کھلاتے، اگر کوئی طالب علم کسی سے ناراض ہو جاتا تو اسے مناتے اور خود معافی طلب کرتے اور اگر دوران سبق کتابوں کے اٹھالانے کی حاجت ہوتی وخود جا کر اٹھالاتے چاہے کئی بار کیوں نہ آنا جانا پڑے۔ کسی طالب علم کو نہ کہتے کہ فلاں کتاب اٹھالاؤ۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص۸۵،۸۴)

شیخ الکل صوفی منش اور سچے درویش:۔ آہ! کوئی کیا جانے کہ حضرت محدث دہلوی رحمہ اللہ کیا تھے؟ آج دنیا میں ہمیں ان کی سی خوش

اخلاقی، خوش طبعی، بے غرضی، مہمان نوازی، امانتداری، دنیا سے بے تعلقی، تہجد گزاری، راست بازی، حق گوئی، آزادمنشی، بے تعصبی، جفا کشی، مستقل مزاجی وزندہ دلی کہیں نظر نہیں آتی، وہ ظاہر وباطن کا یکساں انسان ایک مجتہد وقت اور خدا رسیدہ بزرگ تھا جو اپنی نظیر آپ تھا وہ ایک صوفی منش اور سچا درویش انسان تھا جو ہمہ صفت موصوف تھا، وہ ایک چشمہ فیض تھا، جو ہندوستان کو سیراب کر گیا وہ ایک جام جانان کا ساقی تھا جو تشنگان حدیث کی پیاس بجھا گیا، وہ سنت نبوی ﷺ کا ایک دلدادہ تھا جو اتباع رسول ﷺ میں جیا اور اتباع رسول اللہ ﷺ میں عالم بقا کو سدھار گیا'' رحمه الله تعالىٰ وارضاه وجعل جنة الفردوس منزله و ماو اه '' آمین۔

شیخ الکل اور مقام فنافی الرسول ﷺ کا عملی ثبوت: ایک روز صحیح بخاری کے سبق میں وفات النبی ﷺ کی حدیث جو آئی تو آپ کو ایسا جوش گریہ ہوا کہ سبق موقوف ہو گیا اور یہ کیفیت دیکھ کر حاضرین تلامذہ بھی کچھ ایسے متاثر ہوئے کہ ایسی نوبت ان تلامذہ کو نہ اس سے پہلے کبھی پیش آئی تھی اور نہ پھر دہلی چھوڑنے کے بعد وہ سماں آنکھوں نے کبھی دیکھا ہوگا۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۸۵)

ادائے ولی پر مثالی حافظہ (کرامت): آپ فرماتے تھے کہ ایک بار میں کسی وجہ سے حضرت سے کچھ کبیدہ ہو گیا اور مدرسہ کے ایک کونہ میں جا کر لیٹ رہا جب استاد صاحب کو پتہ چلا کہ حافظ جی ناراض ہو گئے ہیں تو خود بنفس نفیس میرے پاس آئے اور مجھے منایا اور میرا سبق صحیح بخاری کا خود پڑھ کر سنایا اور کتاب میرے سینہ پر پیار سے ماری اور فرمایا کہ اسے پڑھو اللہ برکت دے گا، حافظ صاحب فرماتے تھے کہ اس دن سے اللہ تعالیٰ کا مجھ پر ایسا احسان ہوا کہ سبق کا کبھی ایک حرف بھی نہ بھولا اور جو کچھ پڑھتا نوک زباں ہو جاتا'' ذالك فضل الله يوتيه من يشاء '' غرض یہ کہ ایسے کئی واقعات ہیں جو حافظ صاحب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں اور وہ بالتفصیل حضرت شیخ الکل مرحوم کی سوانح عمری'' الحيوة بعدالمماة '' میں مرقوم ہیں۔ (سوانح حیات استاد پنجاب :ص 86)

علم تصوف کی بے نظیر شخصیت: امرتسر پہنچ کر حضرت مولانا سید عبداللہ بن محمد بن محمد شریف عمر زئی الغزنوی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اس وقت آپ علم تصوف میں سارے پنجاب بلکہ ہندوستان میں اپنی نظر نہ رکھتے تھے، اور جو علوم شرعیہ میں ماہر کامل اور اپنی زیرکی، فہم کی تیزی، فکر کی سلامتی میں یکتائے زماں تھے، جو توحید اور سنت کے سچے عاشق، کلمہ حق کو بند کرنے والے اور اللہ کی راہ میں اپنے مال وجان قربان کر دینے والے تھے جو ماسوی اللہ کو چھوڑ کر مالک حقیقی سے لو لگائے بیٹھے تھے اور ہر دم اللہ کی یاد میں مستغرق اور اسی کے ذکر میں منہمک رہتے تھے، جو اخلاص اور تجرید کے شاہسوار تھے، جو زاہدوں کے نشان، عابدوں میں یگانہ، ومنفرد اور امام مقتدائے زمانہ تھے، اللہ اللہ! وہ کیا زمانہ تھا کہ چاروں طرف سے لوگ کھچے چلے آتے تھے اور علوم باطنی وفیض روحانی سے مالا مال اور آپ کی صحبت سے فیض یاب ہو کر واپس جاتے تھے، حضرت مولانا ممدوح اخلاق حمیدہ یعنی تواضع، توکل، قصر امل، قناعت، صبر، رضا، زہد اور تقویٰ میں تو یکتائے زمانہ تھے اور علم سلوک کے گویا آفتاب تھے، یہ آفتاب خراسان کی چوٹیوں پر چمکا کہ سارے ہندوستان کو ضیاء پاش کر گیا۔

حضرت مولانا حافظ عبدالمنان صاحب قریباً دو برس تک حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں رہے اور علم حدیث کے نکات اور تصوف کے اسرار سے فیض پاتے رہے اسی اثناء میں آپ نے کئی ایک خواب دیکھے۔

شیخ تصوف کے ساتھ حضور ﷺ کی زیارت: ایک بار حضور رسول مقبول علیہ الصلوۃ والتسلیم کو دیکھا آپ کی ایک طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دوسری جانب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف رکھتے تھے، سامنے شیخ الکل حضرت سید نذیر حسین محدث دہلوی اور شیخ تصوف وسلوک حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ اور ان دونوں کے درمیان آپ بیٹھے ہوئے ہیں اور فخر العالم والموجودات درمیان میں '' كالبدر في النجوم '' (جس طرح ستاروں کے جھرمٹ چودھویں کا چاند پوری تابانیوں کے ساتھ ضوریز ہو۔ ﷺ فاروقی) جلوہ فرما ہیں اور اہل مجلس کو برکات حدیث سے آگاہ اور انوار ونکات حدیث سے مالا مال کر رہے ہیں۔

غرض یہ کہ حضرت مولانا غزنوی رحمہ اللہ کی مقدس صحبت کے اثر سے آپ کے باطنی پردے کھل گئے اور آپ نے ان سے بہت کچھ علمی

فیض پایا۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص ۸۸)

باکمال مرشد کے بے مثال مرید سے ملاقات:۔اثنائے قیام امرتسر ہی میں مولانا عبداللہ صاحب المعروف بہ مولانا غلام رسول صاحب سکنہ قلعہ میہاں سنگھ سے بھی آپ کی ملاقات ہوگئی، جو حضرت مولانا عبداللہ الغزنوی رحمہ اللہ کے مرید خاص اور بڑے صاحب مرتبہ تھے ،اوران کے جاں نثار اور پروانہ وار عاشق تھے اور جنہوں نے ایک بار آپ کی جدائی ومفارقت پر ایک دردبھری نظم لکھی تھی جس کے یہ چند اشعار ان کی محبت درونی واخلاص قلبی کا پتہ دیتے ہیں۔

صبا از من سحر گاہے گزر کن ازیں موسم بجانانم خبر کن
کہ باز اے باغبان بیں سوئے گلزار کہ بے تو لالہ داغ گل شدہ خار
بیاد بیداں را باش ہولدار زہجرت بلبلاں را نالہ زار
اگر دانستے ایام دوری کہ گرد و سنگ ترا بہ صبوری
جدائی را نہ کردن گوارا ترحم کن بحال من خدا را

حضرت مولانا غلام رسول رحمہ اللہ بھی اپنے وقت میں ایک بہترین واعظ تھے ان دنوں اگر کسی کا وعظ مشہور تھا تو وہ آپ ہی تھے آپ کی آواز بلند، تقریر نہایت مؤثر اور دردانگیز ورقت آمیز ہوتی تھی، مشہور ہے کہ کئی ایک ہندو بھی آپ کی تاثیر زبان سے متاثر ہوکر کلمہ پکار اٹھے۔ آپ کا وعظ قرآن وحدیث کے عین مطابق ہوا کرتا تھا۔اور اکثر طور پر آپ آیۃ کریمہ ''اقیم الصلوۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل و قرآن الفجر، ان قران الفجر کان مشھودا'' کا بیان فرمایا کرتے تھے جس میں نماز پنجگانہ کی پابندی، اور اوقات صلوۃ کو نہایت وضاحت و تصریح سے بیان کیا کرتے تھے لوگ نماز ظہر کو دیر سے پڑھنے کے عادی ہوگئے تھے آپ اول وقت پر بہت زور دیا کرتے تھے اور تمام احادیث پیش نظر رکھ کر افضل وقت پر نماز ادا کرنے کی تاکید فرماتے تھے، دنیا سے بے رغبتی آپ کو بھی بدرجہ کمال ہو چکی تھی، آپ کا وعظ عبادت وزہد کے علاوہ حمایت توحید وسنت اور تردید شرک وبدعت کے بیان پر مشتمل ہوتا تھا، چنانچہ آپ کی ایک نظم ہے:

دلا غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے باغیچے چھوڑ کر خالی زمیں اندر سمانا ہے
فرشتہ روز کرتا ہے منادی چار کونوں پر محلاں اچیاں والے تراگوریں ٹھکانہ ہے

بارہ شعر کی یہ نظم اب تک پنجاب میں زبان زد خاص وعام ہے جس میں زہد اور فکر آخرت کا بطور خاص ذکر ہے۔

(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص 90,89)

خواب میں غیبی اشارہ:۔شیخ الحدیث مولانا حافظ عبدالمنان صاحب حضرت مولانا غلام رسول صاحب سے کئی بار ملے اور ان سے بھی خاص انس ہوگیا تھا، حضرت مولانا غلام رسول مرحوم کے انتقال کے بعد آپ نے ایک خواب دیکھا کہ مولانا صاحب کو سخت پیاس لگی ہوئی ہے اور وہ دونوں ہاتھ پھیلائے مجھ سے پانی طلب کرتے ہیں، میرے آگے ایک چشمہ نہر بہہ رہا ہے میں نے اس سے لے کر ایک پیالہ پیش کیا جسے آپ نے نوش جوان فرمایا لیکن پیاس نہیں بجھی، میں اور دینا چاہتا تھا کہ جاگ اٹھا، اور اس خواب کی تعبیر میں بہت متردد فکرمند ہوا، لیکن بعد میں خود بخود تعبیر ظاہر ہوگئی کہ آپ کے دونوں صاحبزادوں مولوی عبدالقادر وعبدالعزیز صاحبان نے مجھ سے علم حدیث کی تحصیل کی۔

(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص ۹۰)

مرشد باکمال کی زیارت کی سعادت:۔اثنائے قیام امرتسر میں چوہدری محکم دین صاحب سکنہ بمبانوالہ ضلع سیالکوٹ سے جو حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی زیارت کو آئے ہوئے تھے ملاقات ہوگئی اور وہ اپنے علاقے میں اشاعت دین کے لئے حضرت مولانا حافظ عبدالمنان کو اپنے ساتھ بمبانوالہ میں لے گئے۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص ۹۰)

تنگ دستی میں غیبی رہنمائی (کرامت):۔ آپ حد درجہ متوکل علی اللہ تھے باوجود تنگی اور تنگ دستی کے بھی کسی سے اپنے حال کا انکشاف اور دست سوال دراز نہیں کیا اور نہ ہی طلباء کے خرچ کیلئے کسی کو توجہ دلاتے بلکہ اگر کسی نے کہا، تو بھی فرمایا کہ وہ مالک خود دیکھ رہا ہے، بھیج دے گا، کہنے کی کیا حاجت؟ غالباً یہی اخلاص اور تقویٰ کا اعلیٰ مقام تھا جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ ہر حال ہر آن، ہر ساعت میں آپ کا معاون و مددگار رہا۔ چنانچہ ایک دن کا واقعہ ہے کہ گھر سے پیغام آیا رات کیلئے آٹا نہیں ہے آپ ابھی خاموش بیٹھے تھے کہ چٹھی رساں ایک خط لایا جس پر فرستادہ کا نام نہیں تھا اور اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ اگر آج دوپہر کی ٹرین پر وزیرآباد ریلوے اسٹیشن پر آپ مجھ سے نہ ملے تو میں قیامت کے دن آپ کا دامن گیر ہوں گا۔ آپ اسٹیشن پر تشریف لے گئے اور انٹرمیڈیٹ کے درجہ کے نزدیک کھڑے ہوئے تھے کہ ایک شخص اس گاڑی سے نکلا اور یوں ہمکلام ہوا کیا آپ کا گھر یہاں ہے؟ جواب دیا ہاں۔ پوچھا مولانا حافظ عبدالمنان صاحب کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کہنے لگا، کیا وہ یہاں مل سکیں گے، فرمایا وہ میں ہی ہوں۔ پوچھا کیا آپ کے پاس آج کوئی خط پہنچا ہے؟ آپ نے وہ خط نکال کر اس کے سامنے رکھ دیا، وہ دیکھ کر معافی کا خواہاں ہوا اور خطیر رقم آپ کے ہاتھ پر رکھ کر سوار ہو گیا ہر چند اس کا نام و نشان پوچھا مگر وہ خاموش رہا اور گاڑی چلی گئی۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۱۰۵)

غیبی اسباب کا بن جانا (کرامت):۔ ایسے ہی ایک دن رمضان شریف میں ترجمہ قرآن ختم ہو چکا تھا کہ طلباء نے کہا استاد جی آج آٹا ختم ہے آپ ابھی انہیں تسکین و تسلی ہی دے رہے تھے کہ گھر سے بھی پیغام آ گیا کہ خرچ بالکل ختم ہے اور اس کی ضرورت ہے، فرمایا اللہ مالک ہے وہ پہنچا دے گا رات آلینے دو، چنانچہ دو گھنٹہ بعد دس بجے کی ڈاک میں ڈاک کا ہرکارہ آیا اور پچیس روپیہ (اس وقت کے لحاظ سے یہ رقم بہت بڑی تھی۔ فاروقی) کا منی آرڈر لے آیا جو جزیرہ انڈیمان سے کسی اللہ کے بندے نے بھیجا تھا۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۱۰۵)

20 کا نوٹ پتا نہیں کس نے دیا......؟:۔ مکرمی مولوی مولا بخش صاحب کا بیان ہے کہ اسی طرح حافظ صاحب ایک دن خرچ ختم ہو جانے کے سبب کچھ پریشان سے تھے اور اس وقت میں بیٹھک میں آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اچانک آپ اٹھے اور اپنے دولت کدہ تشریف لے گئے اور تھوڑے عرصہ کے بعد واپس آ کر مجھے ایک پرچہ دیا اور فرمایا کہ پڑھو جونہی میں نے دیکھا تو بیس روپے کا نوٹ تھا فرمایا کہ راستہ میں کوئی دے کر چلا گیا ہے معلوم نہیں کون تھا۔

غرض یہ کہ کئی ایک ایسے واقعات ہیں جو آپ کی قناعت اور توکل کی پوری پوری شہادت دیتے ہیں سچ ہے جو اللہ کا بن کر رہتا ہے تو اللہ اسے وہاں سے دیتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۱۰۶)

جنات کی شاگردی:۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کے پاس جنات بھی تحصیل علم کیلئے آیا کرتے تھے، اس جگہ مجھے جنات کے وجود اور ان کی ذات سے بحث کرنا مقصود نہیں ہے کیونکہ جو ایجوکیٹڈ اور ماڈرن طبقہ سرے سے اس کے قائل ہی نہیں ان کیلئے قرآن کریم اور احادیث سے دلائل و براہین پیش کرنا یا اسلاف کے حالات و کارناموں سے بطور تمثیل کچھ ذکر کرنا اندھے کے آگے رونے اور اپنی آنکھیں کھونے کے مترادف ہے اور جو علم دوست اور دین پسند طبقہ سورہ جن کی تفسیر سے واقف ہے اپنے گزشتہ علمائے حقانی اور اولیائے رحمانی کے واقعات کو جانتا پہچانتا اور ان پر نظر بصیرت رکھتا ہے اسے یقین دلانے کیلئے زیادہ تحریر کی ضرورت نہیں کتاب ہذا میں جنات کے صرف دو ایک واقعات جو مشہور ہو چکے ہیں انہیں ذکر کر دینا کافی ہے۔

جن لوگوں نے حافظ صاحب کی مسجد دیکھی ہوئی ہے، انہیں معلوم ہوگا کہ مسجد کے مشرقی حصہ میں سیڑھیوں کے نیچے ایک حجرہ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ چند ایک اور بھی حجرے ہیں جہاں طالب علم رہا کرتے تھے، حجرہ میں ایک طالب علم جمان نامی رہا کرتا تھا جو اکثر تنہائی پسند و گوشہ نشینی کا عادی تھا، بس وہ ہی جن تھا، کئی بار دوسرے طالب علموں نے اس سے خلاف فطرت اور عجیب و غریب انوکھی حرکتیں دیکھیں اور حیران رہے گئے کتاب ایک الماری میں رکھتے تو صبح دوسرے میں پاتے۔ رات کو اگر برتن سے پانی خالی کر کے چھوڑتے تو صبح کو بھرا ہوا دیکھتے۔ کنوئیں سے پانی نکلتا چرخی زور سے گھومتی دکھائی دیتی مگر کوئی شخص نظر نہ آتا، جب جمان کا کمرہ دیکھتے تو وہ اندر سے بند پاتے، ایک دفعہ

مسجد کا دروازہ بند کر دیا لوگوں نے بہت زور لگایا مگر نہ کھلا آخر حافظ صاحب کو خبر دی گئی وہ آئے تو ان کے کہنے پر دروازہ خود بخود کھل گیا۔

ایک دن اس کا حجرہ اندر سے بند تھا، صبح جب طالب علموں نے دیکھا کہ آج وہ نماز میں شامل ہوا ہے اور نہ سبقوں میں تو اس کے پاس جا کر آواز دی دروازہ نہ کھلا تو اکھاڑا گیا تو اندر کچھ نہ پایا پس پھر اس دن سے وہ غائب ہو گیا یہ تو انسانی جامہ پہن کر آیا تھا کئی ایک جنات ویسے ہی سماع کرتے رہے یعنی انسانوں کی طرح جنات بھی آپکے حلقہ درس میں شریک ہوتے رہے۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۱۰۶،۱۰۵)

ایذائے ولی اور جنات کا انتقام:۔ حافظ صاحب کے گھر کے قریب ایک شخص محمد دین تیلی کا گھر تھا جو حافظ صاحب کے گھر اور مسجد کے درمیان تھا ایک دفعہ تیلیوں سے حافظ صاحب مرحوم کی بے ادبی سی ہو گئی اور ایسے ویسے الفاظ منہ سے نکل گئے، بس پھر کیا تھا حافظ صاحب کے شاگرد جنات ان کے گرد ہو گئے، گھر میں کوئی چیز رہنے نہ پاتی تھی کبھی تیل کا مٹکا الٹ دیتے، کبھی کولہوا کھاڑ دیتے، گھر میں اینٹیں اور پتھر پھینکتے کھانے کی چیزوں میں گوبر اور گندگی ڈال دیتے کبھی کپڑوں کو آگ لگ جاتی کبھی مکان کی چھت سلگنے لگتی غرض یہ کہ طرح طرح کی ایذاؤں سے بے چاروں کا ناک میں دم کر دیا۔ شہر میں ایک کہرام سا مچ گیا، کئی جنتر منتر کرنے والے آتے اور خود مار کھا کر واپس جاتے۔ بے چارے محمد دین نے اردگرد کے علاقے چھان مارے اور جہاں سے کسی پیر صوفی کا پتہ چلتا، ان کے دفعیہ کی تدبیر پوچھتا، تعویذ لاتا، مگر یہاں کچھ بھی اثر نہ ہوتا، آخر لوگوں کے سمجھانے پر، اللہ کے بندے! حضرت حافظ صاحب سے معافی مانگ لے اور ان کے پاؤں پکڑ لے۔ چنانچہ مجبوراً اسے حضرت حافظ صاحب ہی کی طرف رجوع کرنا پڑا، منت سماجت سے حضرت حافظ صاحب کو خوش کیا اور آئندہ کے لئے توبہ کی، تب کہیں جا کر اس بلائے ناگہانی سے اسے نجات ملی۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۱۰۷،۱۰۸)

مراقبے میں حیرت انگیز باتوں کا انکشاف:۔ حافظ صاحب مرحوم ایک کامل ولی تھے، جمعہ کی صبح کو اکثر تنہائی میں روبقبلہ ہو کر ذکر الٰہی کیا کرتے، گڑگڑاتے، عجز وانکساری اور گریہ وزاری کرتے، ہاتھ پھیلا پھیلا کر دعائیں مانگتے مراقبہ میں جاتے تو کئی عجیب وغریب باتوں کا انکشاف ہوتا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپکی کتاب ''معالم التنزیل'' گم ہو گئی، جس کا آپ کو بہت صدمہ ہوا، ایک روز صبح نماز سے فارغ ہوتے ہی فرمایا کہ مسجد کے دروازے بند کر دو کوئی شخص یہاں سے باہر نہ جائے، میرے مالک نے مجھ کو میری کتاب کا پتہ دے دیا ہے، یہاں سے قریب ہی جو برنے والی مسجد ہے اس میں جو اینٹوں کا ڈھیر لگا ہوا ہے، اس میں میری کتاب دفن کی گئی ہے، چنانچہ حاضرین میں سے ایک آدمی دوڑتا ہوا گیا اور اینٹوں کے ڈھیر سے کتاب نکال لایا۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۱۰۸)

حامل طریقت اور رازداں اسرار الٰہی کی وفات:۔ آہ! اے بدنصیب قوم، اور اے ساکنان وزیرآباد! آج تمہارا فخر قوم تم سے جدا ہو رہا ہے، آج وہ عظیم الشان ہستی جس پر تم کو ناز تھا تم سے اوجھل ہو رہی ہے وہ جو حضرت میاں صاحب دہلوی اور حضرت مولانا عبداللہ صاحب غزنوی کی بابرکت مجلسوں کا فیض یافتہ اور فن حدیث کا عالم لاثانی تھا، وہ جس کے وجود باوجود سے پنجاب میں علم حدیث کی رواج ہوا۔ وہ جس سے سارا علاقہ سیراب وفیضیاب ہو گیا اور جو فی الواقع آفتاب علم اور ''استاد پنجاب'' کے خطاب کا حقیقی مستحق تھا وہ جو شریعت وطریقت کا سلطان، حقیقت اور محبت کی برھان، اسرار الٰہی کا رازداں، سنت کا امام، ملت کا پیشوا، اور علم نبوی ﷺ کا وارث تھا آج تمہیں داغ مفارقت دے رہا ہے، اس عالم فانی اور ناپائیدار دنیا سے عالم جاودانی اور منزل کامرانی کو سدھار رہا ہے۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۱۱۲)

فرشتہ صفت اور نورانی شخصیت:۔ ''موت العالم موت العالم'' کا مقولہ بالکل صحیح ہے یعنی عالم کی موت پورے جہان کی موت ہوتی ہے آپ کے ماتم پر صرف علمی دنیا ہی نہیں بلکہ تمام لوگ اظہار افسوس کرتے تھے، جنازہ میں دوست ودشمن سب شریک تھے، اور کل یگانے وبیگانے مرحوم کی تعریف میں رطب اللسان تھے خلقت بے شمار تھی، نماز جنازہ دو تین مرتبہ پڑھی گئی اور چہارشنبہ کی دوپہر کو وہ گھڑی آگئی جبکہ (اس پاک وجود قدسی صفات نورانی شکل اور فرشتہ سیرت انسان کو شہر کے آدھ میل باہر مشرق کی جانب زیر زمین دفن کر دیا گیا یہ قبرستان اسلام

آبادموڑ حوا ہسپتال کے قریب واقع ہے۔فاروقی)''برد الله مضجعه واعلى الله مقامه ''

اخلاق کریمانہ اور بکثرت ذکر الٰہی:۔ آپ کو عبادت کا بچپن سے شوق تھا،صلوۃ پنجگانہ با جماعت مسجد میں ادا فرماتے اور ہمیشہ تکبیر اولیٰ میں شریک ہوتے،نوافل تہجد اور جمعہ کی سختی سے پابندی کرتے جیسے اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم وفضل میں جامع بنایا تھا اور اسی طرح زہد وتقویٰ سے بھی مزین فرمایا تھا،غیبت سے بہت پرہیز کرتے ہمیشہ لوگوں کا ذکر خیر اور بھلائی کے ساتھ کرتے ہر شخص سے حسن ظن رکھتے نہایت کم سخن تھے،صابر وشاکر اور حلیم تھے،نیک مزاج اور صلح پسند تھے،غصہ اگر جلد آجاتا تھا تو جلد ہی اتر بھی جاتا تھا،مزاج میں انکساری اور سادگی تھی،ہر شخص سے بخندہ پیشانی ملتے،اتباع سنت کا بہت جذبہ تھا،احیائے سنت میں کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے،نہایت متقی،عابد،زاہد،اسلام کی تبلیغ اور نشر واشاعت میں پیش پیش تھے،اللہ کی خاطر سب سے محبت سے پیش آتے تھے۔آپ کے دل میں چونکہ اخلاص ہی اخلاص تھا،اس لئے آپ ہر قسم کے طمع ولالچ اور خوف سے بے نیاز تھے۔

آپکے بڑے اچھے معمولات تھے،باقاعدگی سے تہجد ادا کرتے تھے پھر ذکر وفکر میں بیٹھ جاتے،کثرت سے یاد الٰہی کرتے اور درود پڑھتے پھر فجر کی سنت گھر میں ادا کر کے مسجد جاتے اور نماز خود پڑھاتے تھے،نماز کے بعد مسنون اذکار کرتے اور درس قرآن ارشاد فرماتے،پھر سورج نکلنے کے بعد نماز اشراق ادا کرتے بعد ازاں ناشتہ فرماتے اور ذرا وقفے کے بعد سلسلہ تدریس شروع کرتے،ظہر تک یہ سلسلہ جاری رہتا،نماز اور کھانے سے فارغ ہو کر پھر عصر تک پڑھاتے۔

عصر تا مغرب تھوڑی مجلس کرتے،پھر بازار یا کھلی زمین کی طرف نکل جاتے،پھر نماز مغرب پر واپس مسجد آجاتے،مغرب تا عشاء کھانا کھاتے،طلبہ سے ملتے یا لوگ آپ کے پاس حاضر ہو جاتے اور ان کے ساتھ بات چیت ہوتی،نماز عشاء کے بعد جلد سو جاتے تا کہ آخر رات کے اذکار اور معمولات متاثر نہ ہوں۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص۱۱۵،۱۱۴)

کتاب کرامات اہلحدیث پر ناشر کا اشتہار:۔ حال ہی میں یہ کتاب طبع ہوئی ہے اس میں بیسیوں اہل علم بزرگان جماعت کے سننے اور پڑھنے کے قابل متعدد دلچسپ،حیرت انگیز کرامت وعزت کے واقعات درج ہیں،ان میں استاد پنجاب حضرت محدث وزیرآبادی کی کرامت کا بھی ذکر ہے۔(سوانح حیات استاد پنجاب :ص۱۱۵)

مولانا محمد سہارنپوری کے پاس جنات کا پڑھنا:۔ ان کا شمار کبیر محدثین میں ہوتا تھا بڑے لوگوں نے ان سے علمی فیض حاصل کیا حضرت حافظ صاحب نے بھی ان سے استفادہ کیا ان کے پاس جنات بھی پڑھنے آتے تھے،ایک جن جبل عرفات کا رہنے والا تھا،اس نے آپ کے بقول آپ سے تین بار بخاری شریف پڑھی،یہ اپنی قوم کے مقدمات بھی آپ کے پاس لاتا تھا،حافظ صاحب نے آپ سے حدیث اور اصول حدیث میں بہت کچھ سیکھا۔(سوانح حیات استاد پنجاب :ص119)

شیخ الکل اور آئمہ کا ادب:۔ آپ کی نگاہ میں ائمہ محدثین وفقہاء کا مقام بہت بلند تھا،آپ سب کا نہایت احترام کرتے تھے اور بڑی عزت سے ان کا نام لیتے تھے،آپ ہر امام کو''امامنا''(ہمارا امام) کہتے تھے۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص۱۲۱)

جامع شریعت وطریقت:۔ حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ(۱۲۳۰ھ سے ۱۲۹۸ھ) آپ ۱۸۱۱ء میں قلعہ بہادر خیل غزنوی میں پیدا ہوئے اور ۱۸۷۹ء میں امرتسر میں وفات پائی۔علم وتقویٰ میں آپ کا بہت بلند مقام تھا بڑے بڑے علماء،آپ کی خدمت میں حاضری دینے اور آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنے کو باعث شرف وبرکت جانتے تھے۔

محی السنۃ نواب صدیق حسن رحمہ اللہ انکے بارے میں فرماتے ہیں:آسمان اگر ہزار بار بھی گردش کرے تو مشکل ہے کہ اب ایسی جامع کمالات ہستی معرض وجود میں آئے وہ محدث بھی تھے اور اللہ سے ہمکلامی کا شرف بھی انہیں حاصل تھا۔

حضرت استاد پنجاب تقریباً دو برس اپنے شیخ کی خدمت میں رہے اور علم وعرفان کے موتیوں سے اپنے دامن کو خوب

بھرا۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص ۱۲۱)

بکثرت کرامات کا ظہور:۔حضرت مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ ۱۲۲۸ھ۔۱۲۹۱ھ۔آپ کا علمی و روحانی پایہ بہت بلند تھا بہترین واعظ اور صاحب طرز شاعر تھے ۲۰ سال کی عمر میں تحصیل علوم کی تکمیل فرمائی آپ پنجاب میں توحید وسنت کے دلپذیر وعظ کے بانی اور بڑے صاحب کرامت بزرگ تھے، آپ کی سوانح الگ بھی چھپ چکی ہے آپ کی کچھ کرامات کا ذکر ''کرامات اہلحدیث'' میں بھی ہے، نہایت متقی نہایت صالح اور بہت عبادت گزار تھے۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص ۱۲۳)

نواب صدیق حسن خان بھوپالوی کے والد کی بیعت:۔۱۲۴۸ھ سے ۱۳۰۷ھ اللہ تعالی نے آپ کو بڑا اعزو شرف عطا فرمایا، آپ کے والد سید اولاد حسن حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ سے مستفیض تھے اور حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ سے بیعت تھے، آپ کا سلسلہ نسب ۳۳ واسطوں سے رسول اکرم ﷺ تک پہنچتا ہے آپ نے سید احمد حسن عرشی، سید احمد علی فرخ آبادی، مولانا محمد مراد بخاری، مولانا محبّ اللہ پانی پتی، مفتی صدرالدین دہلوی وغیرھم سے علوم پڑھے، آپ کے اساتذہ حدیث شیخ عبدالحق بنارسی، شیخ حسین بن محسن انصاری الیمانی، شاہ محمد یعقوب دہلوی تھے، اللہ کا کرنا ہوا آپ کا قیام بھوپال کے دوران نواب شاہجہان بیگم صاحبہ سے سے نکاح ہو گیا اس بناء پر آپ کو دین کی زیادہ خدمت کا موقع مل گیا۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص ۱۲۵)

کتب تصوف کی مفت تقسیم:۔آپ (نواب صاحب رحمہ اللہ) نے بہت خطیر رقم خرچ کر کے حدیث کی کتابیں چھپوائیں، اور بڑی بڑی کتابیں مفت تقسیم فرمائیں، آپ نے تفسیر، حدیث عقائد، فقہ، تردید، تقلید، تاریخ، سیرت، مناقب، ادب، اخلاق، تصوف، سیاست اور تردید شیعیت پر کوئی ۲۲۲ کتابیں تصنیف کیں جو بہت پسند کی گئیں آپ کی کتب عربی / فارسی میں زیادہ ہیں۔(سوانح حیات استاد پنجاب :ص 125)

مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی کا ذوق تصوف:۔۱۲۵۲ھ ۱۳۱۲ھ آپ حافظ محمد بن بارک اللہ رحمہ اللہ کے صاحبزادہ ہیں آپ جید عالم دین اور نہایت عابد وزاہد تھے، آپ کا شمار اصحاب کرامت اولیائے کرام میں ہوتا ہے۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص ۱۲۵)

مرشد باکمال کی پیشگوئی:۔حضرت مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت اقدس میں غزنی حاضر ہوئے کسی نے حضرت غزنوی کی خدمت میں عرض کیا:''پداریں در پنجاب میں چراغ است''(یعنی ان کے والد پنجاب میں ایک چراغ ہیں)

حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے ارتجالاً فرمایا:''ایں انشاء اللہ آفتاب خواہد شد''

(یہ انشاء اللہ پنجاب کے آفتاب ہوں گے)(سوانح حیات استاد پنجاب :ص ۱۲۶)

مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی عظیم روحانی بزرگ:۔۱۲۶۵۔۱۳۴۸ھ مولانا غلام نبی الربانی بن حافظ محمد عالم بن حافظ غلام حسین رحمہ اللہ بلند پایہ عالم اور عظیم روحانی بزرگ تھے، آپ کے اساتذہ کرام میں مولوی قادر بخش، شیخ عبدالباقی جلالپوری، مولانا غلام مرتضی سیالکوٹی، مولانا حافظ محمد لکھوی، شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین اور حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہم اللہ سے اکتساب علم وفضل کیا۔(سوانح حیات استاد پنجاب :ص ۱۳۰)

لکھوی خاندان کی بزرگ ہستی:۔مولانا محمد علی لکھوی رحمہ اللہ تبحر عالم، پرتاثیر مقرر اور بہترین مدرس تھے، علم وتقویٰ میں ممتاز تھے، آپکا شمار بلند پایہ اور صاحب کرامت بزرگوں میں ہوتا ہے۔

آپ کی اولاد میں مولانا محی الدین لکھوی اور مولانا معین الدین لکھوی رحمہما اللہ مشہور بزرگ ہیں مولانا محی الدین کا روحانی پایہ اور مولانا معین الدین کا سیاسی پایہ کافی بلند سمجھا جاتا ہے اول الذکر وفات پا چکے ہیں، مولانا معین الدین لکھوی ذاکر وشاکر اور مستجاب الدعوات بزرگ ہیں۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص ۱۳۵)

مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی:۔۱۳۱۱۔۱۳۷۵ھ آپ سیالکوٹ میں پیدا ہوئے آپ کے والد گرامی کا نام سیٹھ غلام قادر تھا۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص ۱۳۶)

حفظ قرآن اور آپ کی کرامت:۔ آپ نے تکمیل علوم کے بعد والدہ محترمہ کے ایماء پر ماہ رمضان المبارک میں صرف ایک ماہ میں قرآن مجید حفظ کیا حافظہ کا یہ عالم تھا کہ جو پارہ دن کو حفظ کرتے وہ رات کو تراویح میں سنا دیتے۔ پھر آپ حضرت شیخ الکل دہلوی رحمہ اللہ کی خدمت میں دہلی پہنچے۔اوران سے حدیث کی اجازت وسند لی، آپ حضرت شیخ الکل رحمہ اللہ کے آخری دور کے تلمیذ ہیں۔(سوانح حیات استاد پنجاب :ص ۱۳۷)

مولانا میاں محمد باقر صاحب کرامت بزرگ کا علمی فیضان:۔ ۱۳۰۷ـ۱۳۹۷ھ حضرت مولانا محمد باقر صاحب کا شمار اہل اللہ میں ہوتا ہے آپ کا علمی اور روحانی پایہ بہت بلند ہے، آپ صاحب کرامت بزرگ ہوئے ہیں، آپ کی بہت سے کرامات زبان زد میں خاص و عام ہیں کیا آپ کی یہ کرامات کم ہیں کہ آپ نے اپنے پسماندہ علاقہ جھوک دادو کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا؟ اور وہاں طالبات کا مدرسہ قائم فرمایا؟ آپ کے مدرسہ سے فارغ ہونیوالی ہزاروں طالبات ملک اور بیرون ملک میں علمی ودینی فیض بانٹ رہی ہیں، آپ کا قائم کردہ مدرسہ ابھی تک قائم ہے اور برابر تشنگان علوم کو سیراب کررہا ہے۔اس جامعہ کا شمار ملک کے بہترین مدارس میں ہوتا ہے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا صوفی محمد باقر صاحب رحمہ اللہ کے اس چشمہ فیض کو تا نور نیرین جاری رکھے۔آمین۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص ۱۴۰)

استاد پنجاب کی لفظ"صوفی" سے رغبت:۔ حضرت العلام مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ کی دوسری شادی وزیر آباد میں ہوئی، حضرت حافظ صاحب کی اس زوجہ محترمہ کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں عنایت فرمائیں ان صاحبزادوں کے نام بالترتیب یہ ہیں:(۱)صوفی حکیم عبدالجبار صاحب،(۲)صوفی ملک عبدالستار صاحب،(۳)صوفی محمد حسین صاحب،(۴)صوفی عبدالرشید صاحب،(۵)صوفی عبدالباسط صاحب۔

آپ کے بیٹے اور پوتے عموماً صوفی کے لقب سے مشہور ہوئے ،معلوم نہیں انہیں یہ لقب کب ملا اور کیسے ملا؟

(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص ۱۴۳)

حضرت محدث وزیرآبادی کے صوفی صاحبزادے

(۱)صوفی حکیم عبدالجبار صاحب:۔ یہ حضرت محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ کے بڑے صاحبزادے ہیں آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے ناگوں گوں صلاحیتوں سے نوازا تھا، آپ کے بھی ایک ہی لخت جگر تھے جن کا نام صوفی عبداللطیف تھا۔

صوفی عبداللطیف صاحب مجلّی طبیعت رکھتے تھے، مشہور ہے کہ آپ کی وفات سے ایک سال قبل آپ کو خواب آیا کہ جس میں اللہ کی طرف سے اشارہ ہوا کہ تمہاری زندگی کا صرف ایک سال باقی رہ گیا ہے اپنے امور درست کرلو اور معاملات نمٹالو چنانچہ ٹھیک ایک سال بعد آپ انتقال کرگئے۔اناللہ۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص ۱۴۳)

(۲)صوفی عبدالستار:۔ یہ حضرت حافظ صاحب کے دوسرے صاحبزادے ہیں انہوں نے زیادہ عمر نہیں پائی جوانی میں ہی وفات پاگئے۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص ۱۴۶)

(۳)صوفی محمد حسین صاحب:۔ یہ حضرت صاحب رحمہ اللہ کے تیسرے صاحبزادے ہیں یہ بہت نڈر اور جوشیلے تھے، انہوں نے ایک انگریز کو قتل کردیا تھا۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص ۱۴۷)

(۴)صوفی عبدالرشید:۔ حضرت محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ کے اس بیٹے کا نام صوفی عبدالرشید ہے آپ نے انٹرنس کا امتحان پاس کرکے مدرسہ دارالحدیث سیالکوٹ میں اکتساب علم شروع کیا تھا۔آپ نے ۱۹۵۶ء میں وفات پائی۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص ۱۴۷)

محترم صوفی عبدالرشید صاحب کو اللہ تعالیٰ نے کثیر اولاد عطاء کی۔آپ کے بارہ بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں صوفی عبدالرشید صاحب نے دو شادیاں کی تھیں آپ کی ساری اولاد دوسری بیوی سے تھی، آپ کے بیٹوں اور بیٹیوں کی تفصیل یہ ہے:

(۱) امان اللہ **صوفی** مرحوم: ان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے، بیٹوں کا نام محمد سلیمان اور محمد رضوان ہے۔**(۲)** حامد محمود **صوفی**: ان کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں بیٹوں کے نام یہ ہیں طارق **صوفی**، بلال **صوفی**، جبران **صوفی**۔**(۳)** عبدالحفیظ **صوفی** مرحوم: ان کی اولاد نہیں تھی۔

(۴) خالد محمود صوفی: انہوں نے اپنے بڑے بھائی امان اللہ مرحوم کی بیوہ کو سہارا دینے کیلئے اس سے نکاح کر لیا تھا ان کی اپنی کوئی اولاد نہیں ہے بس وہی پچھلی اولاد ہی ہے۔**(۵) طارق محمود صوفی:** اولاد نہیں ہے۔**(۶) ناصر محمود صوفی:** ان کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں، بیٹوں کے نام یہ ہیں، عبدالمنان، محمد عثمان۔**(۷) طاہر محمود صوفی:** ان کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے، بیٹے کا نام زبیر **صوفی** ہے۔

(۸) ولی محمود صوفی: ان کے ۳ بیٹے اور ایک بیٹی ہے بیٹوں کے نام یہ ہیں، جواد محمود، جنید محمود، عمار محمود (یہ خاندان دوسروں کی بہ نسبت زیادہ دینی رجحان رکھتا ہے)۔آپ بیرون ملک بھی رہے آج کل ماڈل ٹاؤن لنک روڈ لاہور میں رہائش پذیر ہیں ابراہیم سنز لمٹیڈ فیروزپور روڈ پر منیجر ہیں۔آپ کے حقیقی ماموں قاضی حمید اللہ آف سیالکوٹ تھے۔**(۹) ارشد محمود صوفی:** ان کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں، بیٹوں کے نام یہ ہیں مامون، ہارون، عاطف، عاصم۔**(۱۰) عبدالقادر صوفی:** ان کی اولاد نہیں۔**(۱۱) فضل الرحمان صوفی:** ان کی اولاد نہیں۔

(۱۲) قاسم **صوفی:** انکا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے۔بیٹے کے نام عماد **صوفی** ہے۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص۱۴۹)

(۵) صوفی عبدالباسط: آپ حضرت حافظ صاحب رحمہ اللہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں یہ ابھی زیر تعلیم تھے کہ حضرت حافظ صاحب کا انتقال ہو گیا۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص۱۴۹)

نام رسالہ: پندرہ روزہ صحیفہ اہل حدیث کراچی......یکم صفر ۱۴۱۶ھ / جولائی اول ۱۹۹۵ء شمارہ:۳
مدیر:۔عبدالجبار سلفی......ناشر:۔مرکزی دارالامارت جامعہ ستاریہ اسلامیہ (کراچی)

مستند کتابوں جواز تعویذ کی صورت:۔ ناسمجھ اور ان پڑھ بچوں اور لوگوں کو قرآن وحدیث کی دعاؤں پر مشتمل تعویذ دینا جائز درست ہے جیسا کہ حدیث شریف میں مذکو ہے۔

''ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذافرع احل كم فى النوم، فليقل: اعوذ بكلمات الله التامات من غضبه و عقابه و شرعباده من همزات الشياطين وا يحصرون فانها لن تضره، وكان عبدالله بن عمر ويعلمها من بلغ من ولده ومن لم يبلغ منهم كتبها فى صك ثم علقها فى عنقه''(راوہ ابوداؤد، والترمذی وللفظ لہ)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب تمہارا کوئی شخص سونے کی حالت میں ڈرے تو اسے یہ دعائیہ کلمات پڑھ لینے چاہیے کہ میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلموں کے ساتھ اس کے غضب وغصہ اس کے عقاب وعذاب اور اس کے شریر بندوں اور شیطان وجن اور ان کی مضرت رسائی سے اور انکے حاضر ہونے سے پناہ مانگتا ہوں تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان دعائیہ کلمات کو اپنے بالغ وسمجھ دار بچوں کو سکھایا کرتے تھے اور جو بچے نابالغ و ناسمجھ ہوتے تو یہ دعائیہ کلمات لکھ کر ان کے گلے میں ڈال دیا کرتے تھے۔(سنن ابی داؤد اور سنن ترمذی) اس حدیث سے اکثر علماء اہل حدیث وغیرہ نے بچوں کیلئے تعویذ لکھنے لکھوانے اور استعمال کرنے کے جواز کی دلیل لی ہے جیسا کہ عون المعبود شرح سنن ابی داؤد، تحفۃ الاحوذی، شرح سنن، ترمذی، فتاویٰ نذیریہ اور فتاویٰ ثنائیہ وغیرہ میں مذکور ہے۔وہاں تفصیل فتوے اور بیانات ملاحظہ فرمائیں۔(صحیفہ اہل حدیث یکم صفر ۱۴۱۶ھ / جولائی اول ۱۹۹۵ء شمارہ:۳،ص۹)

نام رسالہ: پندرہ روزہ صحیفہ اہل حدیث کراچی
یکم رجب المرجب ۱۴۲۴ھ / یکم ستمبر ۲۰۰۳ء: شمارہ ۱۳
مدیر:۔عبدالجبار سلفی......ناشر:۔مرکزی دارالامارت جامعہ ستاریہ اسلامیہ (کراچی)

ٹوپی اور عمامہ کا مستند ثبوت:۔ سوال:۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ(۱) عمامہ کون سے رنگ کا استعمال

کرنا سنت ہے۔کیا عمامہ بغیر ٹوپی کے باندھا جاسکتا ہے۔یا ٹوپی پر عمامہ یا رومال باندھا جائے؟اگر رومال یا عمامہ میں سے ٹوپی نظر آجائے تو نماز میں کوئی فرق تو نہیں آئے گا۔

الجواب بعون الوھاب:صورت مسئولہ میں واضح ہو کہ شرعاً عمامہ کسی بھی رنگ کا ہو،باندھنا جائز درست ہے لیکن افضل و بہتر اور مسنون و مستحب سفید اور سیاہ ہے،چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ تمہارے بہترین کپڑے سفید رنگ کے ہیں،تمہارے زندوں اور مردوں کیلئے سفید کپڑے بہترین ہیں(مشکوۃ،کتاب اللباس) آپ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ موجود تھا(صحیح مسلم وغیرہ)علامہ امام ابن القیم رحمہ اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ کے بارے میں تین حالتیں تحریر کی ہیں۔(۱)صرف عمامہ(۲)ٹوپی پر عمامہ(۳)صرف ٹوپی(زادالمعاد۔وتحفۃ الاحوذی)

معلوم ہوا ہے کہ تینوں صورتیں جائز بلکہ سنت و مسنون ہیں۔ٹوپی کا نظر آنا کوئی حرج کی بات نہیں بلکہ خوبصورت انداز سے باندھنا اچھا اور مسنون ہے۔(صحیفہ اہل حدیث،یکم رجب المرجب ۱۴۲۴ھ / یکم ستمبر ۲۰۰۳ء:شمارہ ۱۳،ص۵)

نام کتاب:محمدیات(حصہ سوم)......تالیف:حضرت مولانا محمد جونا گڑھی رحمہ اللہ
ناشر:۔مکتبہ محمدیہ چک ۱۰۹ چیچہ وطنی(ضلع ساہیوال)

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ایک مسلم بزرگ:۔ایک مسلم بزرگ پیر صاحب حضرت شاہ جیلاں رحمہ اللہ کا اس مسئلہ میں فیصلہ سناؤں،آپ اپنی معتبر کتاب''غنیۃ الطالبین''مطبوعہ اسلامیہ لاہور ص۸۲ کی سطر ۵ میں لکھتے ہیں''ویرفع القبر من الارض قدر شبر''یعنی قبر کو زمین سے ایک بالشت کی مقدار بلند کیا جائے(زیادہ بلند جائز نہیں)۔(محمدیات حصہ سوم:ص۲۹)

نام رسالہ:پندرہ روزہ صحیفہ اہل حدیث کراچی......یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ/۱۴ اگست ۱۹۹۹ء شمارہ:۹
بانی:۔امام الموحدین حضرت مولانا ابو محمد عبدالوہاب صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ
ناشر:۔حافظ عبدالرحمٰن سلفی......طابع:۔خرم پریس آفسٹ پرنٹرز(کراچی)

مشہور اہلحدیث صوفیاء کی خدمات: برصغیر میں جتنے بھی مسلمان آباد تھے وہ عقائد کے اعتبار سے اہلحدیث تھے پھر جب انگریز نے برصغیر میں اپنے قدم جمانے کی کوشش کیں تو سب سے پہلے جن لوگوں نے انگریزوں کے خلاف جدوجہد شروع کی وہ بھی بفضل اللہ اہلحدیث ہی تھے بنگال کا حکمراں نواب سراج الدولہ جو کہ پلاسی کے میدان میں جہاد کا علم اٹھا کر انگریز کے خلاف نکلا تھا اہلحدیث تھا۔تیتو میر جس نے بنگال کے علاقے میں انگریزوں کو اپنی گوریلا کارروائیوں سے نیچا کر رکھ دیا تھا،اہلحدیث تھا،میسور کا سلطان حیدر اور اسکا شیر دل بیٹا فتح علی ٹیپو سلطان اہلحدیث تھا جنہوں نے شجاعت کے میدانوں میں بہادری کی نئی داستانیں رقم کیں اس سے قبل وہ لوگ جو برصغیر میں تبلیغ دین کا علم اٹھائے ہوئے تھے۔بالخصوص خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ،خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمہ اللہ،خواجہ بختیار کاکی رحمہ اللہ وغیرہم یہ سب علماء و محدثین کے گروہ کے افراد تھے اور عملی اعتبار سے اہلحدیث تھے ان کی تعلیمات عین وہی تعلیمات ہیں جو کہ محدثین کی تعلیمات ہوتی ہیں۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے پوتے شاہ اسماعیل شہید دہلوی خاندان ولی اللّٰہی کے پہلے فرد تھے جنہوں نے کھلم کھلا اپنے آپکو اہلحدیث کہلوایا اور اس کا پرچار کیا۔

(صحیفہ اہل حدیث یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ/۱۴ اگست ۱۹۹۹ء شمارہ:۹،ص۹،۱۰:کتبہ سعید احمد یوسف زئی)

نام رسالہ: ماہنامہ الاحیاء......نومبر 2011ء ذوالحجہ ۱۴۳۲ھ لاہور
مدیر:۔سید محمد علی......ناشر:۔الاحیاء ریسرچ فاؤنڈیشن کلیۃ القرآن الکریم والتربیۃ الاسلامیۃ ادارۃ الاصلاح ٹرسٹ پھول نگر،قصور(پاکستان)

مولانا اثری کا حصول تعلیم (رواداری):۔ مولانا ارشاد الحق اثری رحمہ اللہ کے عصری تعلیم مڈل تک ہے،اس کے بعد دینی تعلیم کے حصول کا شوق دامن گیر ہوا تو لیاقت پور مدرسہ قاسم العلوم میں داخلہ لے لیا۔ یہ مدرسہ دیوبندی فکر کا تھا،اس مدرسہ میں آپ نے دوسال تک تعلیم حاصل کی 1964 میں جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں داخل ہوئے۔تین سال تک جامعہ سلفیہ میں تعلیم حاصل کی،اس کے بعد مدرسہ تدریس القرآن جھوک کٹو (جو منڈی تاندلیانوالہ کے قریب ایک گاؤں ہے) چلے گئے اس مدرسہ میں بھی ایک سال تک تعلیم حاصل کی۔
(ماہنامہ الاحیاء نومبر 2011ء ذوالحجہ ۱۴۳۲ھ لاہور:ص ۴۹)

نام رسالہ:۔پندرہ روزہ الارشاد جدید کراچی......جلد:۴۲......شمارہ:۲۴۔۲۳(یکم تا ۳۱ دسمبر ۱۹۹۵ء)
مدیر مسئول:۔شیخ محمد سعید پریس والا......نگران مدیر:۔حافظ ثناء اللہ ضیاء
ناشر:الارشاد جدید آسن مل اوجھا روڈ کراچی (پاکستان)

شاہ صاحب کے صوفی مشرب والد محترم:۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ نے بجائے سپہ گری کے تصنیف و تالیف کا مشغلہ اپنایا اور تلوار کی بجائے قلم سنبھالا اور قلم کے ذریعہ خلق خدا کی بھلائی اور خدمت انجام دی۔آپ کا رجحان مذہب کی طرف بہت زیادہ تھا اور اپنا بیشتر وقت مذہبی کتابوں کے مطالعے میں ہی صرف کیا کرتے تھے شاہ عبدالرحیم ایک متقی عالم اور صوفی منش انسان تھے آپ نے فتاویٰ عالمگیری کی تدوین میں بھی حصہ لیا مگر کچھ عرصہ کے بعد اس کام سے دست کش ہو کر مطالعہ اور یاد الٰہی میں مشغول و مصروف ہو گئے شاہ عبدالرحیم نے ہندوستان میں دینی علم کی روشنی پھیلانے کیلئے مدرسہ رحیمیہ کے نام سے ایک عظیم الشان درس گاہ قائم کی جس میں آپ خود طلباء کو درس دیتے تھے۔(الارشاد جدید: جلد:۴۲......شمارہ:۲۴۔۲۳،یکم تا ۳۱ دسمبر ۱۹۹۵ء:ص ۲۶)

نام رسالہ: پندرہ روزہ صحیفہ اہل حدیث کراچی......یکم و ۱۶ ربیع الثانی یکم و ۱۶ جمادی الاول ۱۴۱۱ھ مطابق ۲۱ اکتوبر۔۵ نومبر ۱۹۹۰ء ۲۵ نومبر۔۵ دسمبر: شمارہ:۔۷ تا ۱۰
مدیر: عبدالجبار سلفی......ناشر:۔حافظ عبدالرحمٰن سلفی......طابع:۔خرم پریس آفسٹ پرنٹرز کراچی (پاکستان)

تعویذ کا احادیث سے ثبوت:۔سوال (۳):۔ بدعت کیا ہے اگر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے علاوہ کوئی اور طریقہ بدعت ہے تو تعویذ گنڈے کرنے والوں کے بارے میں کیا خیال ہے۔

جواب (۳): شرعی تعویذ قرآنی آیات یا احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مسنونہ سے جائز ہے جب کہ عبداللہ بن عمرو صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور اس کے علاوہ شرکیہ کفریہ تعویذات حرام ناجائز اور شرک ہیں۔

☆☆☆☆☆

نام رسالہ:۔محدث (جلد۶) ذوالقعدہ ۱۳۹۶ھ عدد۱۱
مجلس التحقیق الاسلامی گارڈن ٹاؤن (لاہور) مدیر اعلیٰ:۔حافظ عبدالرحمٰن سلفی......ناشر:۔حافظ عبدالرحمٰن مدنی
:طابع چودھری رشید احمد: مطبع مکتبہ جدید پریس،۴ شارع فاطمہ جناح لاہور

ادارہ المعارف کی تصوف پر اہم کتابیں:۔''کشف المحجوب'' شیخ علی بن عثمان ہجویری رحمہ اللہ،اردو ترجمہ نسخہ سمرقند از ابو الحسنات۔/۲۰ روپے،انگریزی ترجمہ از نکلسن : ۶۰ روپے۔''تعرف'' امام ابوبکر کلاباذی رحمہ اللہ ۱۵ روپے۔''فتوح الغیب'' شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ۱۵ روپے۔''آداب المریدین'' شیخ ضیاء الدین سہروردی ۱۰ روپے۔''انفاس العارفین'' شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ ۲۰ روپے۔ ''الطاف القدس'' ساڑھے ۷ روپے۔''خزینتہ الاصفیاء'' مفتی غلام سرور لاہوری ۱۵ روپے (حصہ اول، دوم،سوم، چہارم زیر طبع)۔''شمائل رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمہ اللہ ساڑھے ۷ روپے۔''حدیقتہ الاولیاء'' مفتی غلام سرور لاہوری ۲۴ روپے۔ ''گلزار ابرار'' محمد غوث مانڈوی رحمہ اللہ ۳۶ روپے۔''مکتوبات'' خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمہ اللہ ۱۸ روپے۔''تصوف اسلام'' عبدالماجد دریا آبادی ۱۰ روپے۔''قوس زندگی ابن حلاج'' لوئی،سینیون ساڑھے ۷ روپے۔''تذکرہ علی ہجویری رحمہ اللہ'' نسیم چوہدری ۱۵ روپے۔''دعوت ارواح'' محمد ارشد قادری ۱۵ روپے۔معیاری تراجم: آفسٹ۔عمدہ کاغذ: نفیس جلد۔(محدث: جلد۶، ذوالقعدہ ۱۳۹۶ھ عدد۱۱:ص۳۴۴)

حدیقۃ الاولیاء کا تعارف: مؤلف: مفتی غلام سرور لاہوری،تعلیقات محمد اقبال مجددی،تقسیم کار ''المعارف'' گنج بخش روڈ لاہور ،صفحات: ۳۲۸،طباعت: عمدہ، قیمت ۲۴ روپے۔

مفتی غلام سرور لاہوری (م ۱۸۹۰ء) خطہ لاہور کے بلند پایہ تذکرہ نگار اور مصنف تھے وہ خود سلسلہ سہروردیہ سے منسلک تھے اور صوفیائے کرام کے حالات سے دلچسپی رکھتے تھے ان کی بیس تصانیف میں تین صوفیاء کے تذکرے ہیں۔''خزینتہ الاصفیاء'' برصغیر کے صوفیائے کرام کے احوال وسوانح کیلئے بنیادی ماخذ ہے۔اسی طرح مدینتہ الاولیاء بھی صوفیائے کرام کا عمومی تذکرہ ہے اور زیرنظر حدیقتہ الاولیاء میں بھی ۲۴۴ صوفیائے کرام کے احوال قلم بند کئے گئے ہیں۔چند ایک صوفیاء کے علاوہ باقی پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں۔

حدیقتہ الاولیاء کو صوفیائے کرام کے دوسرے تذکروں کی نسبت اس لیے فوقیت حاصل ہے کہ اس میں پنجاب کے ان مشائخ وصوفیاء کے حالات ملتے ہیں جن کے بارے میں مفتی صاحب سے پہلے کسی تذکرہ نگار نے کچھ نہیں لکھا۔

تذکرہ میں سلطان محمود غزنوی سے لیکر ۱۸۷۵ء تک پنجابی صوفیائے کرام کے حالات آ گئے ہیں۔مصنف نے ذوق زمانہ کے مطابق سوانحی معلومات کے ساتھ کرامات اور خوارق عادات کا ذکر بھی کیا ہے تاہم بعض مشائخ کے احوال میں ملک کے سیاسی اور سماجی حالات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

حدیقتہ الاولیاء سات حصوں (چمنوں) پر منقسم ہے۔پہلے چمن میں سلسلہ قادریہ کے صوفیاء کا ذکر ہے دوسرا چمن چشتی صوفیاء کے لئے مختص ہے۔تیسرے چمن میں نقشبندی مشائخ کا تذکرہ ہے۔چوتھے چمن میں سہروردی صوفیاء کے احوال ہیں۔پانچواں چمن مختلف سلاسل کے مشائخ کے ذکر کے لئے مختص ہے۔چھٹے چمن میں مجاذیب اور مجانین کا ذکر کیا گیا ہے آخری چمن میں صالحات کے بیان میں ہے۔

حدیقتہ الاولیاء کا زیرنظر ایڈیشن جناب محمد اقبال مجددی کی تعلیقات وحواشی سے مزین ہے حاشیہ نگار نے مصنف کے تسامحات درست کیے ہیں، رجال کے حالات کے تمام مستند ماخذوں کی نشاندہی کی ہے اور اگر مصنف سے کسی شخصیت کے حالات میں کوئی بہت اہم پہلو رہ گیا ہے تو حاشیہ میں اس کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔

جناب مجددی نے تعلیقات وحواشی لکھنے میں اعلیٰ معیار قائم کیا ہے اور بلا شبہ انکا کام مثالی قرار دیا جاسکتا ہے۔انہوں نے تذکرہ میں

شامل آٹھ شخصیات کی تحریر کا عکس بھی شامل کیا ہے۔ ان آٹھ شخصیات میں حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ، شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ، شاہ عبدالاحد مجددی رحمہ اللہ اور شاہ محمد غوث رحمہ اللہ لاہوری وغیرہ شامل ہیں۔

کتاب کے آخر میں رجال اور اماکن کا تفصیلی اشاریہ ہے نیز مفید ضمیمے شامل کتاب ہیں۔ جناب محمد اقبال مجددی اور ادارہ ''المعارف'' حدیقۃ الاولیاء کی صوری اور معنوی ہر دو اعتبار سے نفیس اشاعت پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ (ابوشاہد) (محدث: جلد۶، ذوالقعدہ ۱۳۹۶ھ عدد ۱۱: ص ۳۸۳، ۳۸۴)

ہفت روزہ الاعتصام لاہور (پاکستان) جلد نمبر ۴۴...... جمعۃ المبارک: ۲ ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ ۔ ۵ جون ۱۹۹۲ء شمارہ: ۲۳

مدیر انتظامی:۔ محمد سلیمان انصاری

حافظ نعیم الحق نعیم:

ذکر اللہ کے فوائد وفضائل

تجھ کو اللہ سے کرے آگاہ — خلوتوں جلوتوں میں ذکر اللہ
ذکر والوں کا تجربہ ہے گواہ — کم زشاہی نہیں ہے ذکر شاہ
ذکر کرتا ہے کام صیقل کا — دور کرتا ہے دل کا زنگ سیاہ
ذکر کرتا ہے تزکیہ دل کا — اور دھوتا ہے جسم و جاں کے گناہ
جھوم اٹھتا ہے قلب سینے میں — ذکر والے جو ڈالتے ہیں نگاہ
ذکر سے ہے کمال انسانی — ذکر سے ہے حیات روحانی
ذکر سے فتح باب سلطانی — انکشاف جہان پنہانی
دل بنے ذکر کے وسیلے سے — مرکز جلوہ ہائے ربانی
ذکر کی روشنی و برکت سے — دل لگے جیسے عرش رحمانی
ذکر ہے وہ سپر کہ جس کے سبب — بے اثر حملہ ہائے شیطانی
ذکر نور و سرور دیتا ہے — لاشعوری دیتا ہے
ذکر مولیٰ کا دل کے موسیٰ کو — جلوہ کوہ طور دیتا ہے
دور کرتا ہے دوریاں دل کی — ذوق و شوق حضور دیتا ہے
ختم کرکے تمام خوفوں کو — خوف یوم النشور دیتا ہے
بند کرکے تمام نغموں کو — نغمہ ہائے زبور دیتا ہے
ذکر دیتا ہے روشنی دل کو — بخش دیتا ہے زندگی دل کو
اس سے اتنی ہوئی شناسائی — سب ہی لگتے ہیں اجنبی دل کو
مٹ گئی ہیں جہالتیں ساری — مل گئی ہے وہ آگہی دل کو
نشہ مے کی اب نہیں حاجت — ذکر دیتا ہے بے خودی دل کو
ذکر مولیٰ میں اک حرارت ہے — گرم رکھتی ہے آگ سی دل کو

(ہفت روزہ الاعتصام: جلد۴۴، جمعۃ المبارک: ۲ ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ ۔ ۵ جون ۱۹۹۲ء شمارہ: ۲۳: ص ۲۴، ۲۵)

ہفت روزہ الاعتصام لاہور (پاکستان) جلد نمبر ۴۱...... جمعۃ المبارک: ۱۷۔۲۴ ذوالحجہ ۱۴۰۹......۲۱۔۲۸ جون ۱۹۸۹ء شمارہ: ۲۹،۳۰............ بانی:۔مولانا محمد عطاء اللہ حنیف

حیات حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کا تعارف: مصنف: مولانا عبدالرحمٰن عاجز مالیر کوٹلوی رحمہ اللہ، صفحات: ۵۲۸ صفحات، سنہری پرنٹ کی جلد، کتابت وطباعت عمدہ، ناشر: رحمانیہ دارالکتب امین پور بازار فیصل آباد۔

محترم مولانا عبدالرحمٰن عاجز مالیر کوٹلوی رحمہ اللہ ایک گوشاعر بھی ہیں اور صاحب طرز نثر نگار بھی آپ کے قلم کی نوک پر ہمیشہ خشیت الٰہی، فکر آخرت، دنیا سے بے رغبتی اور زہد و رع کے مضامین رہتے ہیں۔شاعری ہو یا نثر ان کا ایک ہی موضوع ہوتا ہے اور وہ ہے فوز و فلاح آخرت کی تدبیر، عملی طور پر بھی نیکی شرافت، زاہد و اتقاء اور خوف الٰہی کا مجسمہ ہیں۔اپنے دارالکتب سے کتب فروشی کے ذریعے رزق حلال کا اہتمام کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی عمل صالح کی تلقین فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اعمال حسنہ کو قبول فرمائے۔

زیر نظر کتاب سے پہلے ان کے قلم سے نظم میں جام طہور، صبح صادق اور شعلہ فروزاں جیسے وقیع مجموعہ ہائے کلام شائع ہو چکے ہیں جب کہ نثر میں موت کے سائے، عالم برزخ، شہر خموشاں، دلہن قبر کی آغوش میں، جیسی پند و موعظت سے بھرپور کتب منظر عام پر آ چکی ہیں اور اس پر طرہ یہ کہ اتنا کچھ لکھنے کے باوجود کوئی فخر و خودستائی کا داعیہ نہیں ایسے بے نفس لوگ ہمارے لئے نمونہ عبرت ہیں اور چلتے پھرتے مدرسہ اخلاق اللہ تعالیٰ انہیں عاقبت کی کامرانیاں عطا کرے اور ہمیں بھی ان سے درس زیست لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

ان کی تازہ تصنیف، حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کی سیرت وسوانح کا نہایت عبرت افروز مرقع ہے جس میں ان کی اوائل عمر کی لغزشوں سے توبہ کا واقعہ اور عمر بھر کا مکہ مکرمہ میں سکونت زہد و تقویٰ کا مجسمہ بن کر اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ کرنا اور اپنے آپ کو شریعت کے سانچے میں ڈھال کر پوری زندگی گزار دینا ان کی سیرت کا حیرت انگیز کارنامہ ہے۔مولانا عاجز صاحب نے اپنے ذوق وعمل کیلئے ایک ایسی ہستی کی سیرت نگاری کا انتخاب کیا ہے جن کا ذکر عام لوگوں کی زبان پر نہیں۔

(ہفت روزہ الاعتصام جلد نمبر ۴۱...... جمعۃ المبارک: ۱۷۔۲۴ ذوالحجہ ۱۴۰۹......۲۱۔۲۸ جون ۱۹۸۹ء شمارہ: ۲۹،۳۰۔ص:۴۱)

نام رسالہ: ماہنامہ الاحیاء...... اکتوبر 2011ء لاہور
مدیر:۔سید محمد علی......ناشر:۔الاحیاء ریسرچ فاؤنڈیشن کلیۃ القرآن الکریم والتربیۃ الاسلامیۃ ادارۃ الاصلاح ٹرسٹ پھول نگر، قصور (پاکستان)

راہ سلوک کا ادب شریعت کی روشنی میں

آداب کے لفظی معنی:۔ لفظ ادب لغوی اعتبار سے حسن اخلاق اور اوصاف حمیدہ پر بولا جاتا ہے۔علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''انسان میں خیر کی خصلتوں کے جمع ہونے کو ادب کہتے ہیں اور اسی سے کلمہ مأدبہ وہ کھانا جس پر لوگ جمع ہوتے ہیں۔ (مدارج السالکین: (355/2) امام جرجانی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''التعریفات'' میں ادب کی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں۔'' الادب عن معرفۃ ما عبارۃ یحترز بہ عن جمیع انواع الخطاء (ص:29) ادب اس چیز کی معرفت کا نام ہے جس کے ذریعے ہر قسم کی غلطی سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔لہذا ادب ایک ایسا جامع نام ہے جس کا اطلاق زبان کی درستی، خطابت کے فن، تحسین لفظ، اغلاط سے حفاظت، خیر کی دعوت، بڑوں کی تعظیم، چھوٹوں پہ شفقت اور ہر قسم کے اوصاف حمیدہ پہ ہوتا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ صحیح بخاری کتاب الادب کی شرح میں فرماتے ہیں:''الادب استعمال ما یحمد قولا و فعلا '' ہر ایسا قول وفعل

جس پہ تعریف کی جائے ادب کہلاتا ہے۔(فتح الباری)(ماہنامہ الاحیاء اکتوبر 2011 لاہور:ص ۱۱)

ادب کی اہمیت:۔آداب عقل کی زیادتی کا پیش خیمہ ہیں، جس طرح زمین میں دفن ہونے والا دانہ اس کی وقت تک گل گزار نہیں ہوتا جب تک اس کے لئے زمین ہموار نہ ہو، مناسب پانی اور خوراک کا اہتمام نہ ہو۔ بعینہ اسی طرح بغیر ادب کے کوئی عقل عقل سلیم نہیں بن سکتی۔ مسلمان کی زندگی کا کوئی بھی پہلو ادب سے خالی نہیں۔ انسان کے ہر قول وفعل، حرکات وسکنات لیل ونہار گویا ہر گھڑی، ہر لحظہ میں آداب مطلوب مقصود ہیں۔ بہ قول شاعر: یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

آداب نہایت ضروری ہیں:۔آداب اسلامیہ کا باب اتنا وسیع ہے کہ جس کا حصر ناممکن ہے اور یقیناً یہی وہ خاصہ ہے جس کے ذریعے امت مسلمہ دنیا کی امتوں سے ممتاز ہے۔ محدثین کرام اور فقہائے عظام نے اس میں توسع اختیار کرتے ہوئے لفظ ادب کو" کل ماھو مطلوب سواء کان واجبا او مندوبا" سے تعبیر کیا ہے۔ اسی لیے انہوں نے اپنی کتابوں میں مستقل ابواب قائم کئے ہیں جن میں" آداب الطھارۃ آداب الطعام والشراب آداب النکاح آداب القضاء آداب الفتیاء آداب المشی، آداب النوم، آداب المجالستة والمجادلة آداب القاضی، آداب المناظرۃ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

دین حنیف زندگی کے ہر پہلو میں آداب کے التزام واہتمام کو یوں اجاگر کرتا ہے۔"یاایھاالذین امنوا قواانفسکم واھلیکم نارا "اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور گھر والوں کو جہنم کی آگ سے ڈراؤ۔(التحریم:٦)(ماہنامہ الاحیاء اکتوبر 2011 لاہور:ص ۱۲)

جناب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں " علموھم وادبوھم "ان کو تعلیم دو اور ادب سکھاؤ۔ مفسر قرآن، حبر الامۃ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے تلمیذ رشید امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"اوقفوا انفسکم و اھلیکم بتقوی اللہ وادبوبھم "(الدر المنثور) اپنے آپ کو اور گھر والوں کو تقویٰ اور ادب سے روشنا کرو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اہمیت وفضیلت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:" ثلاثة یوتون اجورھم مرتین......ورجل کانت له امة فغذاھا فاحسن غذاء ھاثم ادبھا فاحسن تادیبھا و علّمھا فاحسن تعلیمھا ثم اعتقھا وتزو جھا فله اجران"

تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کو دوگنا اجر ملتا ہے ان میں سے ایک وہ جس نے اپنی لونڈی کی بہترین نشوونما کی۔ اس کو خوب ادب سکھایا اچھی تعلیم دی پھر آزاد کر کے اس کے ساتھ شادی کر لی تو اس کے لئے دوگنا اجر ہے۔(صحیح بخاری:۹۷)(ماہنامہ الاحیاء اکتوبر 2011 لاہور:ص ۱۲)

قرآن وسنت میں آداب کی چند مثالیں

یوں تو یہ بات علما کی زبان پہ عام ہے"والدین ادب کله" دین ہے ہی تمام آداب کا نام، تاہم قرآن وسنت کی روشنی میں اس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

ابراہیم علیہ السلام کا ادب:۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کمال ادب کا نمونہ ان آیات میں ظاہر ہے:

"الذی خلقنی فھو یھدین، والذی ھو یطعمنی ویسقین، واذا مرضت فھو یشفین"(الشعراء:۸۰۔۷۸)

اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے مجھے پیدا کیا پس وہی مجھے ہدایت عطا فرماتا ہے وہ ذات ہے جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھے شفا عطا کرتا ہے۔

ہدایت، طعام وشراب اور شفا جیسی عظیم نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا لیکن بیماری کی نسبت اپنی طرف کی۔

(ماہنامہ الاحیاء اکتوبر 2011 لاہور:ص ۱۲،۱۳)

حضرت خضر علیہ السلام کا ادب:۔خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہونیوالے واقعات کی خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ گرتی

دیوار کو سیدھا کرنے کا مقصد یہ تھا: ''فاراد ربك ان یبلغا اشدھما ویستخرجا کنز ھما'' (الکھف :۸۲)

تیرے رب نے ارادہ کیا کہ یتیم بچے جوانی کو پہنچ کر اپنا مدفون خزانہ نکال لیں۔لیکن جب کشتی کے توڑنے کی بات آئی تو یہ فرمایا کہ تیرے رب کا ارادہ تھا، بلکہ فرمایا: ''فاردت ان اعیبھا'' میں نے چاہا اس میں عیب پیدا کردوں۔لفظ عیب کو اپنی طرف منسوب کیا اور اچھی چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا۔(ماہنامہ الاحیاء اکتوبر 2011 لاہور:ص ۱۳)

حضرت یوسف علیہ السلام کا ادب:۔ یوسف علیہ السلام کے اپنے والدین اور بھائیوں کے ساتھ کمال ادب کی جھلک اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ہے: ''وقد احسن بی اذاخرجنی من السجن'' اللہ عزوجل نے مجھ پہ بہت احسان کیا جب اس نے مجھے جیل سے نکالا۔(یوسف ۱۰۰)

حالانکہ یوسف علیہ السلام جیل سے قبل اندھیرے کنویں سے نکلے تھے لیکن یہ نہیں کہا کہ جس نے مجھے کنویں سے نکالا کیونکہ اس وقت ان کو کنویں میں پھینکنے والے بھائی ان کے سامنے کھڑے تھے کہ یہ کلمہ ان کی دل آزاری کا سبب بنے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز ادب:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ معراج کے تذکرہ میں ارشاد خداوندی ہے: ''ما زاغ البصر وما طغی'' آنکھ ٹیڑھی ہوئی نہ سرکش۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم رب عزوجل کے حضور اتنے ادب واحترام سے تشریف فرما ہوئے کہ نظر امام المنظور ہے۔آپ نے دائیں بائیں جھانکنے کی جسارت تک نہیں کی۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھانیکی ممانعت اور رکوع وسجود میں قرآن مجید کی تلاوت کی ممانعت والی احادیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں: ''نماز کے کمال ادب میں سے ہے کہ نمازی اللہ تعالیٰ کے سامنے نظر جھکا کر کھڑا ہو اور اپنی نظر کو بلند نہ کرے، کیونکہ وہ مالک الملوک سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے کھڑا ہے، جب دنیاوی سلطان و بادشاہ کے سامنے لوگ اپنی نظریں نہیں اٹھاتے تو وہ ذات تو بادشاہوں کا بادشاہ ہے جو اس کے زیادہ لائق ہے۔

نیز فرماتے ہیں: ''رکوع وسجود میں قرآن مجید کی قرات کی ممانعت اس لیے ہے کہ یہ کلام الٰہی کا ادب ہے۔حالت رکوع وسجود چونکہ ذل وانخفاض (پستی) کی صورتیں ہیں اور کلام رحمان عزوجل ارفع واعلیٰ ہے، لہذا ادب کا مقام ہے کہ ان دو حالتوں میں قرآن مجید نہ پڑھا جائے۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ شعبہ حفظ کے بعض اساتذہ بچوں کو بطور سزا کان پکڑوا کر سبق یاد کرواتے ہیں جو آداب قرآن کے بالکل منافی ہے۔

حالت نماز میں رب العالمین کے سامنے ہاتھ باندھنے اور سکون واطمینان سے کھڑا ہونے کا نام بھی ادب ہے۔''الذین ھم علی صلاتھم دائمون''

کی شرح میں بعض مفسرین لکھتے ہیں: المحافظة علی سکون الاطراف وطمانینة الجوارح'' جسم کے تمام اعضاء کی سکونت کو اختیار کیے رکھنے کا نام دوام ہے۔

سورہ لقمان میں لقمان علیہ السلام کا اپنے بیٹے کو ادب سکھانا رہتی دنیا تک کے لئے قرآن مجید کے الفاظ بن کر رہ گیا ہے جس کی تلاوت عبادت وثواب کے ساتھ ریاضت بھی شمار ہوتی ہے۔

آداب کی اہمیت اہل اللہ کی روشنی میں

امام العلماء جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان لھدی الصالح والسمت والاقتصاد وجز ء من خمسة و عشرین جزأ من النبوة (ابوداؤد: ۴۷۷۸) نیک چال چلن، حسن سیرت اور درمیانہ روی نبوت کا پچیسواں حصہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور ادب کی اہمیت:۔ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ادب کو علم سے

پہلے حاصل کرو یہ عقل کو زیادہ کرتا ہے، وحشت کا بہترین ساتھی اور انسان کے اچھا ہونے کی دلیل ہے۔

حضرت ابراہیم النخعی اور ادب کی اہمیت:۔ حضرت ابراہیم النخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کسی سے علم سیکھنے سے قبل ہم اس کی عادات حرکات وسکنات اور احوال کو دیکھتے پھر علم حاصل کرتے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک اور ادب کا مقام:۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''الادب قبل العلم'' ادب علم سے پہلے ہے۔ نیز فرماتے ہیں:

آدمی اس وقت تک علم حاصل نہیں کرسکتا جب تک آداب اسلامیہ سے خود کو مزین نہ کرے۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ جس نے خالق کائنات کا ادب سیکھ لیا وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا حقدار بن گیا۔

''ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں''

ابوعبداللہ البلخی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''ادب العلم اکثر من العلم'' علم کا ادب علم سے زیادہ ہے۔

بعض مؤرخین لکھتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی مجلس میں پانچ ہزار کے قریب تلامذہ اور لوگ ہوتے، جن میں سے پانچ سو، احادیث لکھا کرتے اور باقی سب حسن ادب سیکھنے کے لئے حاضر ہوتے تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں! اپنے استاد محترم کے ادب واحترام کی وجہ سے مجھے ان کے سامنے ایک گھونٹ پانی پینے کی ہمت بھی نہیں ہوتی۔

محترم قارئین! کسی نے کیا خوب ان باتوں کی ترجمانی دو پیراؤں میں کی ہے:

باادب بانصیب بےادب بےنصیب (ماہنامہ الاحیاء اکتوبر 2011 لاہور: ص ۱۳ تا ۱۵)

آداب اسلامی کے اہم ترین موضوع:۔ اگرچہ موضوع اتنا مفصل ہے کہ سمندر کو کوزے میں بند کرنے کا متقاضی ہے تاہم چند اہم آداب کی طرف اشارہ " لایوجد کله لایترك کله " کے قاعدہ کے تحت پیش نظر ہے۔

انفرادیت واجتماعیت میں اللہ الحکم الحاکمین کا ادب، کلام الٰہی کا ادب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آداب، انبیاء وصالحین کے آداب، اہل علم اور آئمہ دین کا ادب، مساجد کے آداب، والدین کے آداب، ہمسایہ اور ساتھیوں کے آداب، عبادات و معاملات میں، اقامت سفر، معاشرت، نیند و بیداری، اکل وشرب کلام وخاموشی، غمی وخوشی، سلام واستیذان، مجالس وتحدیث، مذاق ومزاح، چھینک اور اس کا جواب، قیام و قعود، صغیر وکبیر، غنائت وفقر، عالم وجاہل وغیرہ کے آداب۔

محترم قارئین! اس حقیقت سے انکار نہیں کہ اس کا شمار ناممکن ہے تاہم عملی زندگی میں دین اسلام کا اثر اگر کسی پہ ظاہر ہوسکتا ہے تو انہی اخلاق وآداب کو اپنی زندگی میں اتارنے کے ساتھ ہی ممکن ہے۔

شیخ عبدالرحمٰن معلّمی رحمہ اللہ امت محمدیہ کے زوال کے اسباب میں ترک آداب اسلامیہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں رقمطراز ہیں:

آداب اسلامیۃ ان تمام امراض کا علاج واحد ہے ان میں سے اکثر آداب انسانی نفس پہ انتہائی آسان ہیں اور جب انسان ان پہ عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو یہ اور آسان ہوجاتے ہیں ممکن ہے بلکہ عین ممکن ہے کہ کچھ ہی عرصہ میں ایسا شخص اہل دنیا کے لئے قدوۃ اور نمونہ بن جائے۔ ان آداب سے خود کو مزین کرنے سے دل منور اور انشراح صدر ہوتا ہے نفس میں طمانیت اور یقین میں پختگی آتی ہے انسان کے اعمال درست ہوجاتے ہیں اور انسانی بیماریوں کا علاج ممکن ہوتا ہے۔ اللہ تعالی ہمیں ان اخلاق وآداب جمیلہ کو اپنانے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

آداب کے متعلق چند تالیفات وتصنیفات:۔ آداب اسلامیہ کے موضوع پر لکھی گئی کتابیں دو طرح کی ہیں:

(ا) جن کتابوں کو خاص آداب کے موضوع پہ جمع کیا گیا ہے ان میں امام ماوردی رحمہ اللہ کی کتاب ''ادب الدنیا والدین '' ابن

عبدالقوی کا منظومۃ ''الادب والاداب '' ابن مفلح رحمہ اللہ کی تصنیف '' الادب الشرعیۃ '' اوراس موضوع کا بہترین منظومہ مع شرح محمد بن احمد السفار کا '' غذاء الالباب شرح منظمۃ الادب '' بہت مشہور ہیں۔

(۲) جن کتابوں میں مخصوص آداب کے متعلق بحث ہوتی ہے ان میں امام بخاری رحمہ اللہ کی '' الادب المفرد ان جماعۃ کی تذکرۃ السامع والمتکم فی آداب العالم والمتعلم '' خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی کتاب '' الجامع الاخلاق الراوی و آداب السامع، امام سمعانی رحمہ اللہ کی ادب الاملاء والاستملا '' سرفہرست ہیں۔

اس ضمن وہ انفرادی کتابیں بھی ہیں جن میں صرف ایک ناجیہ سے بحث ہوتی ہے جیسے امام سیوطی رحمہ اللہ کے آداب الفتیا، امام الھیثمی رحمہ اللہ کی آداب الاطفال اور آداب البحث والمناظرۃ، امام السلمی رحمہ اللہ کی آداب الحصبۃ اور فقہاء کی کتابوں میں ادب کے مختلف ابواب وغیرہ۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو ان آداب و اخلاق کو اپنا کر اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی جماعت اہلحدیث کا عظیم سرمایہ:۔مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ کی ذات محتاج تعارف نہیں، آپ بلند پایہ عالم دین، مؤرخ صحافی، ادیب، نقاد، مبصر اور دانشور ہیں، سوانح اور تذکرہ نگاری میں انہیں کمال حاصل ہے اپنے مسلک اہلحدیث میں بہت زیادہ متشدد ہیں۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملے میں معمولی سی مداہنت برداشت نہیں کرتے۔تاریخ پر ان کا مطالعہ وسیع ہے ٹھوس اور قیمتی مطالعہ ان کا سرمایہ علم ہے تاریخ اہل حدیث پر بھی ان کا مطالعہ بہت زیادہ ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو حافظہ کی غیر معمولی نعمت سے نوازا ہے علمائے اہلحدیث کے بے شمار واقعات انہیں یاد ہیں۔برصغیر (پاک ہند) کی دینی، علمی، قومی، ملی اور ادبی وسیاسی تحریکات کے قیام اور ان کے پس منظر سے پوری طرح واقف ہیں۔دینی تعلیم جن اساتذہ کرام سے حاصل کی، ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ، حضرت العلام حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ، شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ۔

بھٹی صاحب جن اخبارات ورسائل کے مدیر رہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

ہفت روزہ الاعتصام لاہور ہفت روزہ توحید لاہور، روزنامہ امروز لاہور اور روزنامہ پاکستان لاہور کے کالم نویس بھی رہے۔بھٹی صاحب ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور میں ریسرچ فیلو بھی رہے اور اس ادارہ سے آپ کا تعلق سال رہا۔

تصانیف: بھٹی صاحب کثیر التصانیف مصنف ہیں، ان کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تصانیف کی فہرست درج ذیل ہے:

الفہرست محمد بن اسحاق بن ندیم بغدادی (وفات 391ھ) کی عربی تصنیف کا اردو ترجمہ برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ، فقہائے ہند (10 جلد) پہلی صدی ہجری سے 13 ویں صدی ہجری تک کے علماء وفقہا کے حالات زندگی اور ان کی علمی و دینی خدمات کا تذکرہ، برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش، ارمغان حنیف (مولانا محمد حنیف ندوی کے حالات) بھٹی صاحب نے دائرۃ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی قرآن مجید سے متعلق جو علمی وتحقیقی مقالات تحریر فرمائے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

جمع وتدوین قرآن، فضائل قرآن، واقعات وقصص القرآن، مضامین قرآن، اعجاز قرآن، یہ پانچوں مقالات 1976ء میں شائع ہوئے، لسان القرآن (جلد سوم)، چہرہ نبوت قرآن کے آئینہ میں، میاں فضل حق اور ان کی خدمات، نقوش عظمت رفتہ، بزم ارجمنداں، کاروان سلف، قافلہ حدیث، اسلام کی بیٹیاں، برصغیر میں اہلحدیث کی آمد، لشکر امامہ کی روانگی، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، ترجمہ ریاض الصالحین، امام نووی، ارمغان حدیث، تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری، سوانح صوفی محمد عبداللہ (ماموں کانجن)، میاں عبدالعزیز مالوڈا، برصغیر کے اہل حدیث ہفت اقلیم، آثار ماضی، محفل دانشمنداں، گلستان حدیث، سوانح شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ، سوانح مولانا غلام رسول آف

قلعہ میہاں سنگھ، گزرگئی گزراں (بھٹی صاحب کی خونوشت سوانح حیات) درج ذیل کتابیں ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور نے شائع کیں، بھٹی صاحب نے ان کتابوں پر مقدمات اور تقریظات وغیرہ لکھیں:

اردو نثر کے ارتقا میں علما کا حصہ تصنیف ڈاکٹر محمد ایوب قادری رحمہ اللہ، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اوران کی خدمات تصنیف ڈاکٹر ثریا ڈار صاحبہ رحمہا اللہ، شروح صحیح بخاری تصنیف غزالہ حامد بنت پروفیسر عبدالقیوم رحمہ اللہ، پیغمبر انسانی صلی اللہ علیہ وسلم، تصنیف مولانا شاہ محمد جعفر پھلواروی رحمہ اللہ، فقہ عمر رضی اللہ عنہ ترجمہ مولوی ابویحییٰ امام خان نوشہروی رحمہ اللہ۔

بھٹی صاحب کا عزم: مولانا بھٹی صاحب اپنی تصنیف دبستان حدیث میں رقمطراز ہیں: عمل وحرکت کے مختلف میدانوں میں برصغیر کے اہل حدیث علماء نے جو خدمات سرانجام دی ہیں اور دے رہے ہیں وہ نہایت قابل قدر ہیں۔ اگر اللہ نے توفیق دی اور صحت وعافیت کی نعمت سے نوازے رکھا نیز قلم وقرطاس سے رابطہ رہا تو اپنے اہل علم کی مساعی کو نمایاں کرنے کے لئے ان شاءاللہ ہمیشہ کوشاں رہوں گا اوران کے زریں کارناموں کو تاریخ کی لڑیوں میں پرونے کی جدوجہد کو اپنا معمول حیات قرار دیئے رکھوں گا۔ (ص:24) (ماہنامہ الاحیاء اکتوبر 2011 لاہور: ص ۴۳، ۴۶)

نام کتاب: آفات نظر اوران کا علاج...... تالیف:۔ ارشاد الحق اثری:۔ ناشر:۔ ادارۃ العلوم الاثریہ، منٹگمری بازار فیصل آباد...... مطبع:۔ انٹرنیشنل دارالسلام پرنٹنگ پریس، 36 لوئر مال لاہور

گستاخ وبے ادب اور ہاتف غیبی کا کلام: ’’قل اریتم ان اصبح ماؤکم غورا فمن یاتیکم بمآء معین‘‘

آپ کہہ دیجئے کہ بھلا یہ بتلاؤ اگر تمہارا پانی غائب ہوجائے تو کون ہے جو تمہارا (چشمے کا) پانی لے آئے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ایک نادان حکیم نے یہ آیت سنی تو کہنے لگا اگر ایسا اتفاق ہوجائے تو ہم پھاوڑے اور کدال کی مدد سے پانی زمین سے نکال لیں گے۔ یہ بات کہنی تھی کہ سیاہ موتیا اس کے آنکھ میں اتر آیا اور بینائی جاتی رہی اور پردہ غیب سے اس سے نے یہ آواز سنی کہ پہلے یہ سیاہ (موتیا) اپنی آنکھ سے دور کرو اور بینائی کا سفید پانی اس کی جگہ لے آؤ پھر زمین سے کنواں یا چشمہ، کھود کر پانی نکالنا (عزیزی) (آفات نظر اوران کا علاج: ص ۱۸)

شاعر نے اسی معنی میں کہا ہے ؎

لاکھ چاہا کہ کروں ضبط، نہ روؤں لیکن　　چشمہ سے آہی گئے آنسو باہر

ولی اللہ بنانے کا اہم راز نظروں کی حفاظت

حفاظت نظر کی حکمت:۔ بے حیائی اور منکرات کے ارتکاب اوراس کے محرکات کا ایک بڑا سبب چونکہ یہی آنکھ ہے اس لئے آنکھ کی حفاظت اور اسے نیچا رکھنے کا جو حکم نماز میں عبادت تھا نماز کے علاوہ دیگر اوقات میں بھی اس کی حفاظت کا حکم فرمایا چنانچہ اللہ سبحانہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ” قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم “ (النور: ۳۰) مومنوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کریں۔ شرمگاہ کی حفاظت کے حکم سے پہلے آنکھوں کو بچا کر رکھنے کا حکم اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ بدکاری اور بے حیائی کا بنیادی سبب یہی آنکھ بنتی ہے۔ یہ اگر محفوظ رہے گی تو حتی الامکان انسان شرمگاہ کے گناہ سے بھی بچا رہے گا۔ یہی حکم اللہ تعالیٰ نے مومنہ عورتوں کو بھی دیا فرمایا: ” قل للمومنات یغضن من ابصارھن یحفظن فروجھنّ “

ایماندار عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

اللہ سبحانہ کا حکیمانہ انداز: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ حکیمانہ انداز ہے کہ برائی کے خاتمہ کیلئے اس کے اسباب وعوامل کو بھی ختم کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ شراب سے منع فرمایا تو اوائل میں ان برتنوں کے استعمال سے بھی روک دیا گیا جن میں یہ تیار کی جاتی تھی۔ قتل ناحق ہی سے نہیں روکا بلکہ قتل پر

اعانت، اشارہ قتل، سر عام ننگی تلواروں اور اسلحہ کی نمائش کی بھی سختی سے ممانعت فرمائی۔ اختلاف وانتشار، لڑائی جھگڑا اور قطع تعلق ہی سے منع نہیں فرمایا بلکہ گالی گلوچ دینے، طعن وملامت کرنے، تنابز بالالقاب، بغض وحسد وعناد اور غیظ وغضب سے بھی روک دیا جو عموماً لڑائی جھگڑے اور اختلاف کا سبب بنتے ہیں اسی طرح زنا اور بدکاری سے ہی منع نہیں فرمایا بلکہ غیر محرم کو دیکھنے تنہائی میں اس کے ساتھ بیٹھنے کا سفر کرنے، نرم لہجے میں بات چیت کرنے، بناؤ سنگار اور زیب وزینت اختیار کرکے باہر نکلنے مٹک مٹک کر چلنے سے بھی منع فرمایا تا کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

آنکھ دل کا آئینہ ہے:۔ اسی طرح بدکاری سے بچنے کا ایک طریقہ یہی آنکھوں کو نیچا رکھنے کا ہے جس کا اس آیت میں حکم ہے۔ آنکھ دل کا آئینہ ہے جب آئینہ الٹا کر دیا جائے گا تو دل غیر محرم کے عکس اور تصور سے محفوظ رہے گا۔ (عزیزی)۔ (آفات نظر اوران کا علاج: ص ۳۱، ۳۲)

غیر محرم کو دیکھنے کی ممانعت: حضرت فضل بن عباس رضی اللہ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے دوران میں منیٰ آتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر تھا کہ راستے میں ایک دیہاتی کو دیکھا جو اپنے ساتھ اپنی خوبصورت بیٹی کو لیکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے نکاح کرلیں۔ میں نے اس لڑکی کی طرف دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر دوسری طرف پھیر دیا۔ (ابو یعلی وغیرہ) نتیجہ بالکل واضح ہے اگر غیر محرم کی طرف دیکھنا جائز ہوتا تو آپ فضل ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اس لڑکی کی طرف دیکھنے سے عملاً منع نہ فرماتے۔ اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کتب علی ابن آدم نصیبه الزنا فهو مدرك ذلك لا محالة العینان زنا هما النظر والا ذنان زنا هما الا ستماع واللسان زناه الکلام والید زنا ها البطش والرجل زناها الخطی والقلب یهوی ویتمنی ویصدّق ذلك الفرج اویکذبه"

آدم کے بیٹے پر اس کے زنا کا حصہ لکھا گیا ہے جسے وہ لامحالہ پہنچے گا۔ آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کا زنا سننا ہے، زبان کا زنا کلام کرنا ہے، ہاتھ کا زنا پکڑنا اور پاؤں کا زنا چلنا ہے اور دل آرزو اور تمنا کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ (بخاری، ابوداؤد، نسائی) (عزیزی)۔ (آفات نظر اوران کا علاج: ص ۳۲)

اچانک نگاہ سے بھی احتراز: حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: 'سالت رسول الله صلی الله علیه وسلم عن نظر الفجاءة فقال: اصرف بصرك" (مسلم، ابوداؤد، ترمذی) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی نگاہ پھیرلو۔

اس لئے چاہیے کہ جب کبھی نظر اچانک کسی غیر محرم پر پڑ جائے تو اس کی طرف سے فی الفور نگاہ پھیر لے۔ پہلی نظر تو معاف ہے اس کے بعد لذت نظر کیلئے یہ حرکت گناہ اور قابل گرفت ہے۔ (عزیزی)۔ (آفات نظر اوران کا علاج: ص ۳۳)

قریب البلوغ سے بھی اجتناب: غیر محرم بالغہ عورت کو دیکھنا تو کجا امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو ابھی کم سن ہیں اور انہیں حیض نہیں آیا اگر ان کی طرف دیکھنے کو دل چاہے تو انہیں بھی دیکھنے سے اجتناب کیا جائے۔ اسی طرح امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ لونڈیاں جو مکہ مکرمہ میں فروخت ہونے کیلئے لائی جاتی ہیں ان کو خریدنے کا ارادہ نہ ہو تو انہیں دیکھنا بھی حرام ہے۔ (بخاری مع الفتح: ص ۷ ج ۱۱)

جس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں ہمارے اسلاف رحمہم اللہ اس مسئلے میں کس قدر محتاط تھے، مگر آج ہم کتنے بے حجاب ثابت ہوئے ہیں۔
(عزیزی بحوالہ آفات نظر اوران کا علاج: ص ۳۳)

نامحرم کے لباس سے بھی اجتناب: امام العلاء بن زید بصری رحمہ اللہ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے نہایت عابد اور زاہد تھے حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے انہیں "کان ربانیا تقیا قانتا لله بکاءً من خشیة الله" کے القاب سے یاد کیا ہے۔ (السیر: ص ۲۰۲ ج ۴) امام عبداللہ بن احمد نے انہی کا قول ذکر کیا ہے۔" لا تبع بصرك ردآ المراة فان النظر یجعل شهوة فی القلب" (کتاب الزهد: ص ۲۵۵، الحلیة: ص ۲۴۴ ج ۲ وغیرہ)

اپنی نگاہ عورت کی چادر پر مت ڈالو کیونکہ یہ نظر دل میں شہوت پیدا کرتی ہے۔

زمانہ خیر القرون میں بے حجابی کا دور دورہ تھا نہ ہی زیب و زینت کی نمائش کا رجحان تھا مگر اس کے باوجود امام العلاء رحمہ اللہ کا فرمان باعث عبرت ہے مگر آج کے پرفتن دور میں جبکہ عریانی وفحاشی پورے عروج پر ہے ان حالات میں عورتوں کا زرق برق لباس پہن کر گھر سے باہر آنا مردوں کا ان کی طرف دیکھنا جس قدر برے انجام کا سبب بنا ہوا ہے وہ سب پر عیاں ہے۔جس سے شیخ علاء رحمہ اللہ کے قول کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔(آفات نظر اوران کا علاج:ص۳۳،۳۴)

شیطان کا دھوکہ اور شیخ الطائفہ کا فرمان: بعض حضرات بڑی بے تکلفی سے کہتے ہیں کہ اصل معاملہ دل کا ہے آنکھ کا نہیں، دل صاف ہونا چاہئے یوں وہ بڑی ہوشیاری سے اپنی پارسائی کا اظہار کرتے ہیں مگر یہ محض شیطانی جھانسہ ہے۔شیخ الطائفہ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے ایسے ہی کٹ حجت کے بارے میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں کو نگاہ نیچی رکھنے کا حکم فرمایا ہے اور اسی کو ان کے لئے زیادہ پاکیزگی اور صفائی کا باعث قرار دیا ہے مگر اس کے برعکس جو یہ کہتا ہے کہ نظر پاک صاف ہے تو وہ قرآن پاک کی تکذیب کرتا ہے(غنیۃ الطالبین:ص ۳۶ ج ۱)

اس لئے یہ محض شیطانی وسوسہ ہے جو انسان کو لذت نظر میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔(آفات نظر اوران کا علاج:ص۳۴)

غض بصر کا اجر: نظر بازی کا دل پر اثر تیر سے کم تر نہیں،اس سے بڑے بڑے فتنے جنم لیتے ہیں امن وسکون برباد ہو جاتا ہے،عزت و عصمت خاک میں مل جاتی ہے۔اخلاق حسنہ کا جنازہ نکل جاتا ہے معاشرے کو برباد کرنے میں اس کا وہی کردار ہے جو خشک گھاس کو دیا سلائی دکھانے سے رونما ہوتا ہے۔اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غض بصر کی تاکید فرمائی اور نظر کی حفاظت کرنے والے کو بشارت دی چنانچہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''اکفلوا لی ستا اکفل لکم الجنة اذا حدث احدکم فلا یکذب واذا ؤتمن فلا یخن واذاوعدا فلایخلف وغضوا بصارکم وکفوا ایدیکم واحفظوفروجکم''

تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔جب کوئی بات کرے تو جھوٹ نہ بولے،جب امین بنایا جائے تو خیانت نہ کرے،جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی نہ کرے،اپنی آنکھوں کو نیچا رکھو اور اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو،یہی روایت مسند امام احمد اور صحیح ابن حبان میں حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

اہل اللہ کی نظر میں حفاظت نظر کے کمالات: ۔غض بصر کے حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے متعدد فوائد ذکر کیے ہیں ہم یہاں اس کا خلاصہ جزوی ترمیم کے ساتھ ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

۱۔غض بصر سے انسان کا دل ''حسرت و یاس'' کی تکلیف سے محفوظ رہتا ہے۔

۲۔غض بصر سے دل میں نور اور عبادت میں سرور پیدا ہوتا ہے۔

۳۔محرمات سے غض بصر میں نور بصیرت پیدا ہوتا ہے جس کی بدولت صحیح فراست کا ملکہ حاصل ہوتا ہے،شیخ شجاع الکرمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔''من عمر ظاهره باتباع السنة و باطنه بدوام المراقبة و غض بصره عن المحارم و كف نفسه عن الشهوات واكل من الحلال لم تخطى فراسته'' کہ جو اپنے ظاہر سے سنت کی تابعداری کرتا ہے اور باطن میں مراقبہ کا اہتمام کرتا ہے محرمات سے نگاہ بچا کر رکھتا ہے۔نفس کو شہوات سے روکتا اور حلال کھاتا ہے اس کی فراست کبھی غلط نہیں ہوتی۔

گویا غض بصر کے عوض اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندے کو نور بصیرت عطا فرماتے ہیں۔شیخ ابوالحسن الوراق رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''من غض بصره عن محرم اورثه الله بذلك حكمة على لسانه يهدى بها سامعوه ومن غض بصره عن شبهة نور الله قلبه بنور يهتدى به الى طريق مرضاته''(ذم الهوى: ص۱۱۷)

یعنی جو کوئی اپنی نگاہ کو محرمات سے بچاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی زبان پر حکمت و دانائی کی باتیں جاری کر دیتے ہیں جس سے سننے والے ہدایت پاتے ہیں اور جو کوئی مشتبہات سے آنکھیں بند کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو نور سے منور کر دیتے ہیں جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی

مرضیات کے راستے معلوم کر لیتا ہے۔(آفات نظر اوران کا علاج:ص ۳۹)

۴۔دل کے اسی نور سے علم کے دروازے کھل جاتے ہیں علم کا حصول آسان ہو جاتا ہے کیونکہ علم نور ہے دل بھی نور سے منور ہو تو اس کا حصول آسان تر ہو جاتا ہے اور اشیاء کی حقیقتیں منکشف ہونے لگتی ہیں۔(آفات نظر اوران کا علاج:ص ۳۹)

۵۔غض بصر سے دل شہوات کا اسیر نہیں ہوتا آنکھوں کو کھلا چھوڑ دیا جائے تو دل شہوات وخواہشات کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے جس کے نتیجہ میں اکثر وبیشتر انسان دنیا وآخرت میں ذلیل ورسوا ہو کر رہتا ہے۔(آفات نظر اوران کا علاج:ص ۴۰)

۶۔غض بصر سے انسان جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے سے محفوظ ہو جاتا ہے کیونکہ جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ احکام شریعت کی پابندی ہے مگر جو شخص محرمات کی پرواہ نہیں کرتا اور شریعت کے حجاب کو توڑ دیتا ہے وہ جہنم کے راستے پر چل نکلتا ہے نظر بازی کا مریض چونکہ نت نئے دن حسن وجمال کے پیکر کا متلاشی ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ گناہ سے محفوظ نہیں رہتا یوں وہ دن بدن جہنم کے قریب اور جنت سے دور ہوتا چلا جاتا ہے جبکہ نظر کی حفاظت کرنے والا عموماً اس سے محفوظ رہتا ہے۔

۷۔غض بصر عقلمندی کی، جبکہ نظر بازی حماقت اور بیوقوفی کی علامت ہے کیونکہ عقلمند ہمیشہ عواقب پر نظر رکھتا ہے اگر نظر بازی کا مرتکب اپنے انجام سے خبردار ہوتا تو وہ اس حماقت کا ارتکاب ہی نہ کرتا۔

۸۔غض بصر سے انسان عشق کے نشہ نیز غفلت اور بے پرواہی سے محفوظ رہتا ہے۔ کیونکہ نظر بازی انسان کو اللہ تعالیٰ اور آخرت سے غافل کرتی ہے اور عشق کے نشہ میں مست کر دیتی ہے۔اس حقیقت کو یوں سمجھئے کہ کسی غیر محرم کی طرف دیکھنا ایسا ہے جیسے شراب کا پیالہ، عشق اس شراب کا نشہ ہے۔عشق کا نشہ شراب کے نشہ سے زیادہ خطرناک اور مہلک ہے کیونکہ شراب کے نشہ سے تو جان چھوٹ جاتی ہے مگر عشق کا نشہ جان لیوا ثابت ہوتا ہے۔

۹۔غض بصر اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ ہے، حسن بن مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔'' غض البصر عن محارم الله يورث حب الله '' محرمات سے آنکھیں نیچی کر لینا اللہ تعالیٰ کی محبت کا باعث ہے۔

۱۰۔غض بصر سے دل مضبوط ہوتا ہے اور اپنے آپ میں اعتماد کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔جبکہ نظر بازی کا مرتکب بزدل اور گناہ کی بناء پر ذلت ورسوائی اس کا مقدر بنتی ہے کیونکہ عزت اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں ہے۔نافرمانی میں نہیں۔

۱۱۔غض بصر سے دل میں سرور، فرحت اور ایسا انبساط پیدا ہوتا ہے جو نظر بازی سے قطعاً حاصل نہیں ہوتا، ہمیشہ اپنے دشمن کو زیر کرنے میں خوشی حاصل ہوتی ہے۔غض بصر سے بھی نفس امارہ کو جب جھٹک دیا تو اس سے خوشی ہوگی اور اللہ تعالیٰ اپنی اس فرمانبرداری پر یقیناً ایسی کامل لذت عطا فرمائیں گے جو خواہشات کی تکمیل میں حاصل نہیں ہو سکتی۔اور یہ بات تو مسلمہ حقیقت ہے'' لذة العفة اعظم من للذة الذنب'' عفت وپاکدامی کی لذت گناہ کی لذت سے بہت بڑی ہے۔

''غض بصر'' کے یہ چند فوائد وثمرات ہیں جن کا صاحب بصیرت انکار نہیں کر سکتا۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اس کی پابندی کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی مرضیات سے نوازے(آمین)مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔(روضة المجبين ص ۱۰۶ تا ۱۱۵،اغاثه اللهفان ص ۱۵۹، ۱۶۰ ج ۱،مجموع فتاوی شیخ الاسلام ص ۲۵۲ تا ۲۵۸ ج ۲۱)(آفات نظر اوران کا علاج:ص ۴۰، ۴۱)

نظر بازی کا فتنہ اوراس کے نتائج: یہ دنیا بظاہر بڑی خوبصورت نظر آتی ہیں اور انسان دنیا کی اسی ظاہری سج دھج کو دیکھ کر اس کے دام ہمرنگ زمین پھنس کر رہ جاتا ہے اور یوں وہ یاد الٰہی سے غافل اور آخرت سے بے خوف ہو جاتا ہے۔(آفات نظر اوران کا علاج:ص ۴۱)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے فرزند ارجمند سے کہا تھا۔''امش وراء الاسد والا سود ولا تمش وراء امراة''(ذم الھوی:ص ۸۱) کہ شیر اور سانپ کے پیچھے چلو مگر عورت کے پیچھے مت چلو''

کیونکہ شیر کے حملے اور سانپ کے ڈسنے سے صرف جان جاتی ہے لیکن عورت کا پیچھے کرنے سے ایمان بھی جاتا ہے جس طرح لکڑیوں کو آگ کا معمولی شعلہ جلا کر راکھ کر دیتا ہے اسی طرح نظر کا فتنہ دولت ایمان کو بھسم کر دیتا ہے۔ (آفات نظر اوران کا علاج: ص۴۵، ۴۶)

بیت اللہ میں نظر بازی کا وبال: حافظ ابن جوزی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ایک آدمی بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اسی دوران میں اس کی نگاہ ایک خوبصورت عورت پر پڑی تو نقد دل ہار بیٹھا اور عین بیت اللہ میں چلا اٹھا۔

ما كنت احسب ان الحب يعرض لي عند الطواف بيت الله ذي الستر

حتى ابتليت فصار القلب مختبلا من حب جارية حوراء كالقمر

ياليتني لم اكن عاينت صورتها لله ماذا توخاني به بصري

''میرے وہم وگمان میں نہ تھا کہ غلاف والے بیت اللہ کے طواف کے دوران میں مجھے محبت سے سابقہ پیش آجائے گا یہاں تک کہ میں محبت میں مبتلا ہو گیا اور دل ایک چاند جیسی خوبصورت لڑکی کی محبت میں دیوانہ ہو گیا کاش میں نے اس کی صورت نہ دیکھی ہوتی، خدارا (دیکھو!) میری نگاہ نے کیا چیز میرا مطلوب ومقصود بنادی ہے۔ (آفات نظر اوران کا علاج: ص۴۶)

نظر بازی ایمان سے محرومی کا سبب: حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ مصر میں ایک نوجوان رہتا تھا مسجد میں اذان دیتا نماز پڑھتا تھا، اس کے چہرے پر عبادت کا نور عیاں تھا، ایک روز وہ حسب عادت مسجد کے منارہ پر اذان دینے کے لئے چڑھا تو مسجد کے پڑوس میں ایک عیسائی کی خوبصورت لڑکی پر اس کی نگاہ پڑ گئی۔ منارے سے اتر کر اس کے گھر چلا گیا اس لڑکی نے کہا تم کیسے اور کیوں آئے ہو؟ اس نے کہا تیری محبت مجھے یہاں کھینچ لائی ہے۔ اس نے کہا میں تیری آرزو کبھی پوری نہیں کرسکتی۔ کہنے لگا میں تجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ کہنے لگی یہ کیسے ہوسکتا ہے تم مسلمان ہو اور میں عیسائی، میرا والد اس صورت میں نکاح پر رضامند نہیں ہوگا۔ کہنے لگا: میں عیسائیت اختیار کر لیتا ہوں۔ کہنے لگی: اگر یوں ہوجائے تو نکاح ہوسکے گا چنانچہ وہ عیسائی ہو گیا اور ان کے ساتھ رہنے لگا اسی اثنا میں وہ ایک رات سونے کے لئے مکان کی چھت پر گیا پاؤں پھسلا تو نیچے آگرا اور مر گیا۔ یوں وہ اس نکاح پر قادر نہ ہوسکا بلکہ دولت ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا (اعاذنا اللہ منہ) (الداء والدواء: ص۲۴۴)

اسی قسم کا ایک واقعہ بغداد کے ایک مؤذن کا حافظ ابن جوزی رحمہ اللہ نے (ذم الھوی: ص۳۴۸) میں نقل کیا ہے۔

(آفات نظر اوران کا علاج: ص۴۶، ۴۷)

300 سالہ عابد کی ایمان سے محرومی: مسند امام احمد میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جسے علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے ایک اور سند سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے زمانہ میں ایک آدمی دریا کے کنارے رہتا تھا جہاں وہ تین سو سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہا، دن کو روزہ رکھتا رات کو قیام کرتا۔ ایک روز اس کے پاس سے ایک عورت گزری تو وہ اس کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو گیا۔ عبادت چھوڑ دی بلکہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھا اور اس سے عشق ومحبت کے نتیجے میں کافر ہو گیا مگر ایک عرصہ بعد سبحانہ وتعالیٰ نے اسے توبہ کی توفیق عطا فرمادی تو اس نے توبہ کر لی۔ (آفات نظر اوران کا علاج: ص۴۷)

بدنظری عظیم سانحہ کی بنیاد: عشق ومحبت کی بنا پر قتل گری کی داستانیں طویل ہیں بلکہ نت نئے دن بے شمار لوگ عشق کی بھینٹ چڑھتے ہیں بلکہ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا شاخسانہ بھی یہی تھا کہ عبدالرحمان بن ملجم ایک خارجی عورت پر فریفتہ ہو گیا اور اس نے اس شرط پر عبدالرحمٰن سے نکاح کرنا منظور کیا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قتل کرے گا۔ چنانچہ شادی کے بعد اس ظالم نے شرط کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور بالآخر خود بھی جہنم رسید ہوا۔ (الصواعق المحرقة: ص۱۳۵)

یہ اور اس نوعیت کے بے شمار واقعات اسی نظر بازی اور عشق کا نتیجہ ہیں اس لئے اسلام نے نظر بازی سے منع فرمایا اور نگاہ نیچی رکھنے کا حکم دیا تا کہ انسان ان برائیوں سے محفوظ رہ سکے۔ (آفات نظر اوران کا علاج: ص۴۷)

شر بصر اور فتنۂ نساء سے پناہ: آنکھ کی اسی فتنہ گری کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے شر وفساد سے پناہ طلب کی چنانچہ اپنے رب رحیم وکریم سے جہاں دنیا وآخرت کی بہتری اور فوز وفلاح کیلئے دعائیں مانگیں وہاں یہ التجا بھی کی۔

" اللهم انی اعوذبك من شر سمعي ومن شر بصری ومن شر لسانی ومن شرقلبی "(ابوداؤد،نسائی،احمد)

اے اللہ! میں اپنے کان کے شر سے، اپنی آنکھ کے شر سے، اپنی زبان کے شر سے اور اپنے دل کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

کبھی آپ نے اپنے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور یوں دعا کی:" اللهم طهر قلبی من النفاق و عملی من الريآء ولسانی من الكذب و عینی من الخيانة فانك تعلم خآئنة الاعين وما تخفی الصدور" (مشکوۃ:۲۵۰۱)

اے اللہ! میرے دل کو نفاق سے عمل کو ریا دکھلاوے سے، زبان کو جھوٹ سے، آنکھ کو خیانت سے پاک صاف کردے بے شک آپ آنکھوں کی خیانت اور سینہ کے چھپے رازوں کو جانتے ہیں۔

اور کبھی یوں عرض کرتے۔''اللهم اصلح لی سمعی وبصری ''اے اللہ! میرا کان اور میری نظر صحیح کردے۔(الادب المفرد)

اسی طرح آپ ﷺ کی ایک دعا کے الفاظ یوں ہیں:'' اللهم انی اعوذبك من فتنة النساء واعوذبك من عذاب القبر''(الخرائطی فی اعتدال القلوب، کنز العمال) اے اللہ! میں عورتوں کے فتنے اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(آفات نظر اوران کا علاج:ص ۴۸)

غض بصر اہل اللہ کی نظر میں

نبی کریم ﷺ نے نظر کی آوارگی اور اس کے فتنے سے جب انداز سے خبردار کیا ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ ہمارے اسلاف نے عملاً اس میں بڑے حزم و احتیاط کا مظاہرہ فرمایا اور تاریخ میں اپنے عمل وکردار کے ایسے نقوش چھوڑے جو ہمیشہ ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔(آفات نظر اوران کا علاج:ص ۴۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ ایک آدمی کسی اجنبی عورت کو دیکھتا ہے اور جب محسوس کرتا ہے کہ اس کی توجہ میری طرف ہے تو وہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیتا ہے مگر جب وہ محسوس کرتا ہے کہ وہ بے خبر ہے تو اس کی طرف دیکھنے لگتا ہے لیکن اچانک دوبارہ عورت اس کی طرف التفات کرتی ہے تو وہ پھر آنکھیں نیچی کرلیتا ہے ایسے شخص کو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تو اس کی ہر حرکت کو دیکھتے ہیں وہ انسان کی آنکھ کی خیانت کو بھی جانتے ہیں اور دل کے مخفی رازوں سے بھی واقف ہیں۔اسے خوب معلوم ہے کہ اس کے دل میں کیا خیالات چٹکیاں لے رہے ہیں۔

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کا فرمان:۔ حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو نظر دل میں گھر کر جائے، اس میں کوئی خیر نہیں۔

امام ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کا فرمان:۔ امام ربیع بن خثیم رحمہ اللہ جن کا شمار تابعین میں ہوتا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے وہ تلمیذ ہیں جن کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

'' لو رأك رسول اللهﷺ لا حبك ''الخ۔ اگر تمہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ لیتے تو تم سے محبت کرتے میں جب بھی تمہیں دیکھتا ہوں تو مجھے اللہ والے یاد آجاتے ہیں۔انہی کے بارے میں امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ امام ربیع رحمہ اللہ عموما اپنی نگاہیں نیچی رکھتے، راہ چلتے انہیں عورتیں دیکھ کر کہتیں، ربیع رحمہ اللہ نابینا ہے۔" و تعوذن بالله من العمی " (ذم الهوی) اور انہیں دیکھ کر بینائی کے ضائع ہونے پر اللہ کی پناہ طلب کرتیں۔(آفات نظر اوران کا علاج:ص ۴۹)

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کا فرمان:۔ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ سے جب کوئی امرد کسی حدیث کے بارے میں استفسار کرتا یا کوئی مسئلہ دریافت کرتا تو فرماتے''یا غلام درمن خلفی '' کہ بچے میرے پیچھے ہو جاؤ(تهذیب ابن عساکر ص ۳۹ ج ۶)۔

عمرو بن مرۃ رحمہ اللہ کا فرمان:۔ عمرو بن مرۃ رحمہ اللہ کا شمار بھی طبقہ تابعین کے حفاظ حدیث میں ہوتا ہے صحاح ستہ کے مشہور راوی ہیں آخر میں نابینا ہو گئے تھے امام شعبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں انہیں نماز پڑھتے دیکھتا تو خیال کرتا کہ سلام پھیرنے سے پہلے ان کی نماز قبول ہو جائے گی۔(تہذیب) انہی کے بارے میں ان کے شاگرد کا بیان ہے کہ انہوں نے ایک بار کہا:''ما احب انی بصیر أنی أذکر انی نظرت نظرۃ وانا شاب'' جوانی کے عالم میں مجھے اپنی ایک نگاہ یاد ہے اس لئے میرے دل میں کبھی یہ خواہش پیدا نہیں ہوئی کہ میری نظر ہوتی۔

حضرت حسان بن ابی سنان رحمہ اللہ کا فرمان:۔ حضرت حسان بن ابی سنان رحمہ اللہ کا شمار امام حسن بصری رحمہ اللہ کے تلامذہ میں ہوتا ہے راہ چلتے ہوئے نگاہ نیچی رکھنے میں ان کا حال یہ تھا کہ ایک مرتبہ جب وہ نماز عید پڑھ کر واپس لوٹے تو کسی نے کہا آج نماز عید میں بہت عورتیں شریک ہوئی تھیں۔انہوں نے فرمایا''ماتلقتنی امراۃ حتی رجعت'' واپسی تک مجھے تو کوئی عورت نہیں ملی۔عید ہی کے روز باتوں باتوں میں ان کی بیوی نے ان سے کہا تو آپ نے خوبصورت عورتوں کو دیکھا ہوگا فرمانے لگے گھر سے نکلنے سے واپسی تک اپنے انگوٹھوں کو دیکھتا رہا مجھے تو کوئی عورت نظر نہیں آئی۔(آفات نظر اوران کا علاج:ص۴۹،۵۰)

حافظ ابن جوزی رحمہ اللہ کا فرمان: حافظ ابن جوزی رحمہ اللہ ہی نے ذکر کیا ہے کہ داؤد بن عبداللہ رحمہ اللہ بصرۃ تشریف لے گئے ایک آدمی نے انہیں اپنا مہمان ٹھہرایا، اتفاقاً اسے گھر سے باہر جانے کی ضرورت ہوئی تو اس نے نیک سیرت بیوی ''جس کا نام زرقاء تھا'' سے کہا میرے مہمان کی خدمت میں کوئی کمی نہ آنے پائے،صاحب خانہ واپس لوٹے تو اس نے داؤد بن عبداللہ سے پوچھا زرقاء نے آپ کی خدمت مدارت میں کوئی کمی تو نہیں کی اسے آپ نے کیسا پایا؟ فرمانے لگے، زرقا کون؟ اس نے کہا اس گھر کی ملکہ میری بیوی کا نام ہے کہنے لگے میں نے کسی زرقاء یا کحلاء یعنی نیلی یا سیاہ آنکھوں والی کو نہیں دیکھا خاوند حیران رہ گیا۔گھر جا کر بیوی کو سخت سست کہا کہ میں نے تمہیں اپنے مہمان کے بارے میں نصیحت کی تھی تو نے اس کی کوئی خدمت نہیں کی۔اس نے جواباً کہا''اوصیتنی برجل اعمی واللہ مارفع طرفھالی'' آپ نے مجھے اندھے آدمی کی خدمت کے بارے میں کہا اللہ کی قسم اس نے میری طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔

(ذم الھوی)(آفات نظر اوران کا علاج:ص۵۰)

شیخ عبدالعزیز بن رواد رحمہ اللہ کا فرمان: شیخ عبدالعزیز بن رواد رحمہ اللہ کا شمار محدثین میں ہوتا ہے نہایت عابد وزاہد تھے، یوسف بن اسباط رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ان کے حیاء کا یہ عالم تھا کہ''مکث اربعین سنۃ لم یرفع طرفہ الی السماء'' کہ چالیس سال تک انہوں نے اپنی نظر آسمان کی طرف نہیں اٹھائی۔بات بظاہر بڑی عجیب سی ہے کہ جسے تسلیم مشکل سے ہی کیا جا سکتا ہے۔مگر کیا کیا جائے کہ انکے بارے میں حافظ ذھبی رحمہ اللہ کا بیان ہے''ذھب بصر عبدالعزیز عشرین سنۃ ولم یعلم بہ اھلہ وولدہ'' کہ ان کی نظر چلی گئی مگر بیس سال تک ان کے اہل وعیال کو اس کا علم نہ ہو سکا۔(سیر اعلام النبلاء:ص۱۸۴،۱۸۵ج۷) بلاشبہ یہ بات عقل وفکر کے بظاہر منافی ہے۔حافظ ذھبی رحمہ اللہ نے بلا اسناد اسے ذکر کر دیا ہے اگر یہ صحیح ہے تو شیخ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی خود اعتمادی اور دنیا سے بے رغبتی کی بہت بڑی دلیل ہے۔(آفات نظر اوران کا علاج:ص۵۰،۵۱)

عبداللہ بن ابی الہذیل رحمہ اللہ کا فرمان: عبداللہ بن ابی الہذیل رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے رفقاء کے ہمراہ ایک مریض کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے وہاں کے مصاحبوں میں سے ایک صاحب خاتون خانہ کی طرف دیکھنے لگے تو انہوں نے فرمایا''لو تفقات عیناک کان خیرالک'' کہ اس عورت کو دیکھنے کی بجائے تیری آنکھیں پھوٹ جاتیں تو یہ تمہارے لئے بہتر ہوتا۔(الادب المفرد:ص۳۳۳ذم الھوی بحوالہ آفات نظر اوران کا علاج:ص۵۱)

شیخ الاسلام امام یحیٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ کا فرمان: صحیح مسلم کے شارح اور شرح المذھب کے مصنف سے کون واقف نہیں؟ ان کے بارے میں انہی کے تلمیذ یحیٰ بن علی الصالحی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں ابھی امرد تھا کہ میرے والد مجھے امام نووی رحمہ اللہ کی مجلس میں لے گئے تا کہ ان سے علم حاصل کروں۔انہوں نے فرمایا''انا اری ان النظر الی الا مرد حرام مطلقاً''

میں امرد کو دیکھنا مطلقا حرام سمجھتا ہوں، اس لئے آپ کے بیٹے کو پڑھا نہیں سکتا۔ آپ اسے شیخ تاج الدین کے پاس لے جائیں،
(الدرر الکامنۃ: ص۲۲۴ ج۴)

دور عیسیٰ علیہ السلام کے مستجاب الدعوات ولی:۔ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے زمانہ میں ایک بار بارش نہ ہوئی تو آپ لوگوں کے ساتھ بارش کے لئے دعا کرنے نکلے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ آپ کے ساتھ تو بڑے خطا کار لوگ ہیں انہیں بتلا دو یوں بارش نہیں ہوگی۔ انہوں نے قوم کو اس سے خبردار کیا اور فرمایا ایسے لوگ علیحدہ ہوجائیں وہ ایک طرف ہوگئے مگر ایک آدمی ان کے ساتھ رہا جس کی دائیں آنکھ نہ تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسے فرمایا: تم علیحدہ کیوں نہیں ہوئے؟ تو اس نے عرض کی اے اللہ کے نبی! میں نے کبھی آنکھ جھپکنے کے برابر بھی گناہ نہیں کیا۔ البتہ ایک بار میری یہ آنکھ غیر محرم کی طرف اٹھ گئی تھی میں نے اسے نکال دیا دوسری آنکھ بھی یہی غلطی کرتی تو میں اس کا بھی یہی حشر کرتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ سن کر رونے لگے اور فرمایا تم دعا کرو، اس کے تم حقدار ہو، چنانچہ اس نے یوں دعا کی ''اللھم انت خلقتنا وقد علمت ما نعمل من قبل ان تخلقنا فلم یمنع کذلک ان تخلقنا وتکلفت بارزاقنا فارسل علینا مدرارا''۔ (ذم الھوی)

اے اللہ! آپ نے ہمیں پیدا کیا اور ہمارے پیدا کرنے سے پہلے آپ جانتے تھے کہ ہم کیا عمل کریں گے پھر بھی آپ نے ہمیں پیدا کیا لہٰذا جب آپ نے ہمیں پیدا کیا اور خود ہی ہماری روزی کا ذمہ بھی لیا ہے تو ہم پر موسلا دھار بارش برسا دے۔

ابھی یہ وہ کلمات کہہ رہا تھا کہ آسمان پر بادل نمودار ہوا اور بارش برسنے لگی۔ (آفات نظر اور ان کا علاج: ص۵۲)

یونس بن یوسف رحمہ اللہ کی بدنظری سے احتیاط: امام مالک رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ یونس بن یوسف اور ایک روایت میں یوسف بن یونس بن حماس کا شمار نہایت عابد و زاہد اور پسندیدہ حضرات میں ہوتا ہے۔ ایک دفعہ وہ مسجد سے واپس آرہے تھے کہ انہیں ایک عورت راستے میں نظر آئی اور اس کے بارے میں دل میں کھٹکا پیدا ہوا تو انہوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! یہ آنکھ تو آپ نے مجھے ایک بڑی نعمت دی تھی مگر اب خوف آنے لگا ہے کہ یہ کہیں میرے لئے فتنہ وفساد کا موجب نہ بن جائے اس لئے عرض ہے کہ میری بینائی جاتی رہے۔ تاکہ میں کہیں کسی آزمائش میں مبتلا نہ ہوجاؤں۔ چنانچہ ان کی نظر جاتی رہی، مسجد میں ایک ان کا عزیز بچہ لے جاتا تھا وہ مسجد میں عبادت کرنے لگتے اور بچہ کھیل کود میں مصروف ہوجاتا جب جانا ہوتا یا کوئی ضرورت پیش ہوتی وہ بچے کو بلا لیتے، اسی اثناء میں ایک روز وہ مسجد میں تھے کہ پیٹ میں گڑبڑ ہوئی انہوں نے بچے کو بلایا تو وہ نہ آیا انہوں نے کہا آج کہیں اسی مسجد میں بول و براز کی بناء پر شرمسار نہ ہونا پڑے، انہوں نے اسی حالت میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی اے اللہ آپ نے آنکھوں کو نعمت بنایا میں نے اس میں فتنہ وفساد کو پاکر آپ سے ان کے ختم ہونے کی دعا کردی مگر آج یہاں مسجد میں خطرہ ہے کہیں رسوا نہ ہوجاؤں آپ میری بینائی بحال کردیں۔ چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی نظر درست کردی اور یوں وہ باآسانی اپنے گھر چلے گئے امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں نابینا اور بینا دونوں حالتوں میں دیکھا ہے۔ (آفات نظر اور ان کا علاج: ص۵۳)

امام یحییٰ بن ابی کثیر کا بدنظری پر واقعہ: امام یحییٰ بن رحمہ اللہ ابی کثیر فرماتے ہیں کہ ایک عورت قندیل کے پاس کھڑی تھی کہ ایک آدمی نے اس کی طرف دیکھا میں نے اسے سمجھایا اور اس عورت نے اسے کہا تو اس چیز کی طرف دیکھتا ہے جو کسی اور کی ملک ہے۔ اس نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا کہ اس کی بینائی ضائع ہوجائے، چنانچہ وہ نابینا ہوگیا۔ بیس سال اسی طرح گزر گئے، جب وہ بوڑھا ہوگیا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے پھر دعا کی کہ میری نظر بحال ہوجائے چنانچہ اس کی نظر درست ہوگئی۔ امام یحییٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک شخص نے بتلایا کہ میں نے اسے نابینا ہونے سے پہلے بھی دیکھا اور نابینا ہونے کے بعد بڑھاپے میں صحیح نظر کی حالت میں بھی دیکھا۔ (آفات نظر اور ان کا علاج: ص۵۳، ۵۴)

فقیہ ابوالعباس محمد بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کی احتیاط: فقیہ ابوالعباس محمد بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ حمام میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ

کچھ لوگ ننگے نہار رہے ہیں، انہوں نے یہ ماجرا دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کر لیں تو ان میں سے ایک نے کہا کہ آپ کب سے نابینا ہو گئے ہیں، انہوں نے برجستہ جواب دیا جب سے تم بے شرم ہو گئے ہو۔ (شعب الایمان: ص۱۶۳ ج۶ بحوالہ آفات نظر اور ان کا علاج: ص۵۴)

شیخ محمد بن عمر بن الفتوح التلمسانی: شیخ محمد عمر بن الفتوح ال تلمسانی بڑے خوبصورت نوجوان تھے ایک روز ایک خوبصورت عورت سامنے سے گزری، تو یہ اس کی طرف دیکھنے لگے اس عورت نے یہ حرکت دیکھی تو کہا: ''اتق اللہ یا بن الفتوح یعلم خائنۃ الاعین وما تحفی الصدور'' (نیل الابتہاج علی ھامش الدیبا ج: ص۲۹۲) اے فتوح کے بیٹے! اللہ سے ڈرو وہ آنکھ کی خیانت اور سینے کے بھید کو جانتا ہے۔

کہتے ہیں کہ یہی بات ان کے زہد کا باعث بنی۔ گھر کو خیر باد کہا اور علم و عمل کی زندگی اختیار کر لی ویران مسجد کو تلاوت قرآن سے آباد کرتے ۸۱۸ھ میں بخاری شریف پڑھ رہے تھے کہ طاعون کا حملہ ہوا اور اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔ (آفات نظر اور ان کا علاج: ص۵۴)

سیدین کے مریدین کا تقوی: قصہ پارینہ کو جانے دیجئے برصغیر میں سیدین شہیدین یعنی سید احمد اور سید محمد اسماعیل رحمہما اللہ سے کون واقف نہیں؟ احیاء سنت اور استیصال بدعت کے ساتھ ساتھ عملاً جہاد اور نفاذ اسلام کے سلسلے میں ان کی مساعی جمیلہ سے کون بے خبر ہے؟ عملی زندگی کا جو صور انہوں نے پھونکا اس سے قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ مولانا غلام رسول مہر مرحوم نے لکھا ہے:

غازیوں کے زہد و تقویٰ سے ہر شخص متأثر تھا ایک مرتبہ ملا کلیم اخوندزادہ نے خود گاؤں کی عورتوں کو آپس میں باتیں کرتے سنا کہ سید بادشاہ کے ساتھی یا تو خلقاً خواہشات نفسی سے محروم ہیں یا اولیاء ہیں، پن چکیوں پر آٹا پسوانے آتے ہیں لیکن کیا مجال آج تک کسی غازی کی نگاہ عورت کی طرف اٹھی ہو۔ (سید احمد شہید: ص۴۴۳ بحوالہ آفات نظر اور ان کا علاج: ص۵۵)

ابھی کل کی بات ہے حضرت مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ کے علم و فضل سے سبھی واقف ہیں مولانا محمد عبداللہ صاحب آف بورے والا مدظلہ نے ایک بار ذکر کیا کہ جھنگ شہر کی جامع مسجد اہل حدیث میں سالانہ تبلیغی کانفرنس تھی۔ مولانا سیالکوٹی بھی مدعو تھے۔ تقریر کے لئے اسٹیج پر تشریف لائے تو خطبہ کے دوران سامنے برآمدے کے چھت پر عورتوں کو دیکھ کر پگڑی کے ایک بند کو آنکھوں پر ڈال لیا اور یوں ہی پوری تقریر کی۔ تقریر سے فارغ ہو کر انتظامیہ کے ساتھ جب مجلس میں بیٹھے تو فرمایا: میں جلسہ کو خراب کرنا نہیں چاہتا تھا، اسی وقت عورتوں کو وہاں سے اٹھانے کا کہتا تو آپ کے لئے مشکلات کا باعث ہوتا اس کا انتظام میں نے خود ہی کر لیا۔ آئندہ عورتوں کو کہیں اور مناسب جگہ پر بٹھانے کا انتظام ہونا چاہیے۔

ان واقعات سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آنکھ کے بے حجابی سے ہمارے اسلاف کس قدر خائف تھے اور اس بارے میں وہ کتنے محتاط تھے۔ ''اللھم اجعلنا منھم''

ولیہ کی دعا اور بینائی لوٹ آنا (کرامت): ان واقعات سے ظاہر بین نگاہیں تعجب کا اظہار کریں گی مگر وہ اس پر ایمان کیوں نہیں لاتے کہ جس قادر مطلق نے بینائی چھین لی وہ اسے درست کرنے پر بھی قادر ہے کوئی چیز اس کی قدرت کاملہ سے خارج نہیں، تاریخ کے اوراق میں ایسی اور بھی مثالیں موجود ہیں جن کا انکار مشکل سے کیا جا سکتا ہے۔ حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا سابقین اور اولین میں سے تھیں جنہیں اسلام لانے کی پاداش میں ابوجہل تختہ مشق بناتا اور طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کرتا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو برداشت نہ کر سکے، انہوں نے خرید کر انہیں آزاد کر دیا، اسلام لانے کے بعد اتفاق سے ان کی بینائی جاتی رہی تو مشرکین مکہ کہنے لگے کہ لات وعزی کی مار اس پر پڑی ہے انہوں نے اس کی بینائی ضائع کر دی ہے مگر وہ فرماتیں یہ جھوٹ بولتے ہیں، میں لات وعزی کو نہیں مانتی یہ کسی کو کوئی نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ جس مالک نے میری نظر ختم کر دی ہے وہ اسے بحال کرنے پر بھی قادر ہے، چنانچہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ان کی بینائی درست کر دی۔ (الاصابہ ص۹۱ ج۴ بحوالہ آفات نظر اور ان کا علاج: ص۵۶)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بینائی لوٹ آنا: حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دعا کریں مجھے اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہتے ہو تو میں دعا کر دیتا ہوں اگر

چاہتے ہو تو اسے مؤخر کر دیتا ہوں یہ تمہارے لئے بہتر ہے (یعنی دعا نہیں کرتا بینائی چلے جانے پر اگر صبر کرے گا تو اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ سے جنت کی صورت میں پائے گا) مگر اس نے کہا کہ آپ دعا کر دیں چنانچہ آپ ﷺ نے وضو کر کے دو رکعت پڑھ کر ایک دعا کرنے کا کہا، اس نے اسی طرح کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی درست فرما دی۔ (مسند امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ، حاکم وغیرہ بحوالہ آفات نظر اوران کا علاج: ص ۵۶)

امام بخاری رحمہ اللہ کی بینائی لوٹ آنا (کرامت):۔ حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کی صغر سنی میں آنکھیں خراب ہوگئیں۔ جس کے نتیجے میں ان کی بصارت جاتی رہی امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ للہ کی والدہ محترمہ جو بڑی عابدہ اور صاحب کرامات خاتون تھیں، دعا کیا کرتیں کہ اے اللہ! میرے بیٹے کی بینائی درست کر دو، ایک رات خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت ہوتی ہے آپ فرما رہے تھے کہ تمہاری کثرت دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے بیٹے کی بینائی واپس لوٹا دی ہے چنانچہ اسی شب کو جب وہ بیدار ہوئیں تو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے فرزند کی بینائی درست کر دی۔ (تاریخ بغداد: ص ۱۰ ج ۲، ھدی الساری: ص ۴۷۸ بحوالہ آفات نظر اوران کا علاج: ص ۵۶)

یعقوب رحمہ اللہ کی بینائی لوٹ آنا (کرامت):۔ اسی طرح امام یعقوب بن سفیان فسوی المتوفی ۲۷۷ھ کا واقعہ بھی تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہے خود ان کا اپنا بیان ہے کہ دوران تعلیم سفر میں زاد سفر ختم ہونے لگا تو میں ایک لمحہ ضائع کئے بغیر دن رات لکھنے پڑھنے میں مصروف رہنے لگا دن بھر تعلیم حاصل کرتا اور رات کو چراغ کی روشنی میں احادیث لکھتا تھا، گرمیوں کے دن تھے اسی طرح ایک رات میں احادیث لکھنے میں مصروف تھا کہ نزول ماء کا اچانک حملہ ہوا میری نظر بند ہوگئی نہ مجھے چراغ نظر آتا اور نہ ہی مکان کے در و دیوار نظر آتے، پریشانی کے عالم میرے آنسو بہہ نکلے ایک تو گھر سے دور سفر میں ہوں دوسرا اب شاید علم حاصل نہ کر سکوں۔ اسی حالت میں مجھے نیند آ گئی کیا دیکھتا ہوں کہ سید الانبیاء حضرت محمد ﷺ تشریف لائے ہیں مجھے آواز دی اور فرمایا: کیوں رو رہے ہو! میں نے عرض کیا بینائی چلے جانے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث لکھنے سے محروم ہو گیا ہوں اور گھر سے بھی دور ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے قریب آؤ میں قریب ہوا تو آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک میری آنکھوں پر پھیرتے ہوئے کچھ دم کیا۔ میں خواب سے بیدار ہوا تو بینائی بحال ہو چکی تھی، میں نے اسی وقت قلم و قرطاس سنبھالا اور احادیث لکھنے لگا۔ (السیر ص: ۱۸۲ ج ۱۳، التہذیب: ص ۳۸۶ ج ۱، البدایۃ: ص ۶۰ ج ۱۱) (آفات نظر اوران کا علاج: ص ۵۷)

حضرت سماک کو بینائی لوٹنے کی بشارت (کرامت):۔ سماک بن حرب فرماتے ہیں کہ میری بینائی ضائع ہوگئی میں نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے میری بینائی درست فرما دی۔ (السیر: ص ۲۴۶ ج ۵)

اور ادھر حضرت یعقوب علیہ السلام کی کھوئی ہوئی بینائی کا تذکرہ تو قرآن مجید میں موجود ہے۔ اس لئے تاریخ کے اوراق میں بھی جو بعض حضرات کی بینائی درست ہونے کا ذکر ہے وہ بھی کوئی مستبعد بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے۔

امرد کو دیکھنے کے روحانی نقصانات:۔ نظر کے فتنے سے بچنے کے لئے غیر محرم کو دیکھنا ہی ناجائز نہیں بلکہ امرد کو دیکھنا بھی خطرہ سے خالی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے اسلاف نے اس کی طرف دیکھنے سے بھی منع کیا ہے۔ امرد اس خوبصورت لڑکے کو کہتے ہیں جس کو ابھی داڑھی نہ نکلی ہو۔ عورت کی طرح امرد بھی فتنے کی جڑ ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کو قوم اس فتنے میں مبتلا ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں صفحہ ہستی سے مٹا ڈالا۔ آنحضرت ﷺ نے بھی متلذذ بالمثل کے بارے میں فرمایا: فاعل و مفعول دونوں کو قتل کر دو۔ (ترمذی، ابوداؤد، ابن حبان، مسند امام احمد)

نیز آپ ﷺ نے فرمایا یہ عمل کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو (مسند امام احمد) حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ لوطی کے قتل پر متفق ہیں، اکثر تابعین کرام کے علاوہ امام احمد، امام شافعی، امام اسحاق، امام اوزاعی وغیرھم رحمھم اللہ کا بھی یہی فتوی ہے۔ (الداء والدواء: ص ۲۴۶)

امرد کے اسی فتنے سے بچنے کے لئے سلف نے اس کی طرف دیکھنے کی بھی ممانعت فرمائی ہے بلکہ حافظ محمد بن ناصر نے امام شعبی رحمہ اللہ سے مرسلاً یہ روایت بیان کی ہے کہ قبیلہ عبد قیس کا وفد جب اسلام لانے کے لئے آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو ان میں ایک

امرد بھی تھا آپ ﷺ نے اسے اپنے پیچھے بیٹھنے کا حکم دیا اور فرمایا ''كان خطيئة من مضى من النظر'' پہلے جو گزر گئے ہیں ان کا گناہ یہی نظر تھا۔(روضة المحبين ص۱۱۵) مگر یہ روایت مرسل ضعیف ہے حافظ ابن جوزی رحمہ اللہ نے (ذم الھوی:ص۹۰) میں اسے مجالد بن سعید، عن الشعبی کی سند سے ذکر کیا ہے اور مجالد ضعیف اور سلسلہ سند مجهول ہے نیز دیکھئے الفوائد المجموعہ (ص۲۰۶)

امرد کو مجلس میں بیٹھنے کی ممانعت پر حضرت انس رضی اللہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے مرفوع روایات بھی مروی ہیں مگر ان کی اسناد ضعیف ہیں جیسا کہ ''العلل المتناهية'' (ص۲۸۴ ج۲) میں اس کی تفصیل موجود ہے اس لئے ہم نے انہیں قلمزد کر دیا ہے۔البتہ بعض صحابہ وتابعین کرام اور دیگر اہل علم سے اس کی ممانعت منقول ہے چنانچہ حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ کسی امرد کی طرف نظر جما کر دیکھ رہا ہے تو اسے برے عمل سے متہم سمجھو۔امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''كانوا يكرهون مجالسة ابناء الملوك وقال مجالستهم فتنة وانما هم بمنزلة نساء'' (ذم الھوی:ص۹۲ روضة المحبين ص۱۱۵) کہ وہ بادشاہوں کے بیٹوں کی مجلس میں بیٹھنے کو مکروہ سمجھتے تھے انہوں نے فرمایا: ان کے پاس بیٹھنا فتنہ کا باعث ہے کیونکہ وہ عورتوں کے قائم مقام ہیں۔(آفات نظر اوران کا علاج:ص۵۸)

امرد کے ساتھ دو شیطان:۔ یعقوب بن سواک رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم ابونصر بن حارث کے پاس تھے کہ ایک خوبصورت عورت آئی اور اس نے آکر پوچھا ''این مکان باب حرب'' کہ باب حرب کس جگہ پر ہے تو ابونصر رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ سامنے جو دروازہ ہے باب حرب ہے۔تھوڑی دیر بعد ایک حسین وجمیل لڑکا آیا اور اس نے آکر یہی سوال کیا باب حرب کہاں ہے؟ تو انہوں نے سر جھکا لیا اور آنکھیں بند کر لیں، ہم نے اس لڑکے سے کہا ادھر آؤ کیا چاہتے ہو؟ تو اس نے کہا باب حرب کے بارے میں پوچھا ہے کہ وہ کدھر ہے؟ ہم نے کہا وہ تمہارے سامنے ہے وہ تو چلا گیا پھر ہم نے ابونصر رحمہ اللہ سے پوچھا کہ عورت آئی تو آپ نے اس سے کلام کیا مگر یہ لڑکا آیا تو اسے آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔انہوں نے فرمایا: میں نے اسی طرح کیا کیونکہ مجھے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کی یہ بات پہنچی ہے کہ عورت کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے جبکہ لڑکے کے ساتھ دو شیطان ہوتے ہیں میں اپنے آپ پر اس کے دو شیطانوں سے ڈر گیا تھا۔

امام احمد بن صالح رحمہ اللہ ابوجعفر مصری کا شمار بڑے محدثین میں ہوتا ہے امام بخاری رحمہ اللہ اور ابوداؤد رحمہ اللہ وغیرہ کے مشہور استاد تھے انکے بارے میں منقول ہے کہ وہ کسی امرد کو نہ حدیث پڑھاتے اور نہ ہی اسے اپنی مجلس میں بیٹھنے کی اجازت دیتے۔امام ابوداؤد رحمہ اللہ اپنے فرزند کو ان کی خدمت میں لے گئے تا کہ اسے بھی ان سے شرف تلمذ حاصل ہوجائے۔تو امام احمد بن صالح نے اسے پڑھانے سے انکار کر دیا۔امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے عرض کی کہ بچہ گو ابھی چھوٹا ہے مگر امتحان لے کر دیکھ لیں داڑھی والوں سے زیادہ ذہین وفطین ہے چنانچہ انہوں نے اس کا امتحان لیا پھر کہیں جا کر اسے پڑھنے کی اجازت دی۔مؤرخین نے لکھا ہے کہ ابن ابی داؤد رحمہ اللہ کے علاوہ امام احمد مصری نے کسی امرد کو حدیث کا درس نہیں دیا۔(ذم الھوی:ص۹۳)

امرد کے سلسلے میں بڑوں کو مثالی تقوی:۔ امام نووی رحمہ اللہ کا قول وعمل آپ پہلے پڑھ آتے ہیں کہ وہ بھی امرد کو پڑھانے کے قائل نہ تھے۔(آفات نظر اوران کا علاج:ص۶۰)

امام مالک رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، امام یحییٰ بن معین کے بارے میں منقول ہے ہو بھی امرد کی صحبت کو درست نہیں سمجھتے تھے امام ابوبکر مروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حسن بن بزاز، امام احمد رحمہما اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے انکے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا تھا انہوں نے امام احمد صاحب سے کچھ باتیں کیں جب اٹھ کر جانے لگے تو ان کو امام صاحب نے فرمایا اس امرد کے ساتھ مت چلا پھرا کرو، انہوں نے کہا یہ تو میرا بھانجا ہے، امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا خواہ تیرا بھانجا ہی سہی، لوگ خواہ مخواہ تمہارے بارے میں برا گمان کر کے گناہ کے مرتکب نہ ہوں۔اسی طرح ابوعلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے جنید رحمہ اللہ سے سنا فرماتے تھے کہ ایک شخص امام احمد رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا تھا

،انہوں نے پوچھا یہ کون ہے؟اس نے کہا یہ میرا لڑکا ہے۔امام صاحب نے فرمایا: آئندہ اسے اپنے ساتھ نہ لانا۔

ہم نے اپنے شیوخ کو اسی طرح پایا اور وہ اپنے اسلاف کے بارے میں بتلاتے تھے کہ امرد کی مجلس ومصاحبت اچھی نہیں۔

(آفات نظراوران کا علاج:ص۶۰)

تمیں اللہ والوں کی نصیحت:۔ امام یحییٰ بن معین کے شاگرد محمد بن حسین تھے جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ چالیس سال تک انہوں نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر نہیں دیکھا۔انہی کے بارے میں محمد بن ابی القاسم کا بیان ہے کہ ہم محمد بن حسین کی خدمت میں حاضر ہوئے ہمارے ساتھ ایک امرد تھا جو مجلس میں انکے سامنے بیٹھ گیا تو انہوں نے فرمایا تم میرے سامنے سے اٹھ جاؤ اور میرے پیچھے آ کر بیٹھو۔فتح موصلی فرماتے ہیں کہ میں تیس مشائخ سے ملا ہوں ان میں سے ہر ایک نے مجھے رخصت کرتے وقت یہ وصیت کی کہ نوجوانوں کی ہم نشینی سے بچتے رہنا امام بشر بن حارث حافی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ خوبصورت لڑکوں سے پرہیز کیا کرو۔(ذم الھوی،تلبیس ابلیس بحوالہ آفات نظراوران کا علاج:ص۶۰،۶۱)

اللہ والوں میں ایک نام امیہ بن صامت رحمہ اللہ کا بھی ہے۔حافظ ابن جوزی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اتفاقاً انہوں نے ایک لڑکے کو دیکھا تو یہ آیت تلاوت کی" هو معكم اينما كنتم والله بما تعملون بصير " جہاں کہیں بھی تم ہوگے اللہ تمہارے ساتھ ہوگا اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب دیکھتا ہے۔پھر کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کے قید خانے سے کون بھاگ سکتا ہے اس نے قید خانے کے نگران بڑے سخت اور کرخت فرشتوں کو مقرر کر رکھا ہے۔اللہ اکبر! میرا اس لڑکے کی طرف دیکھنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتنی بڑی آزمائش ہے اس کی طرف دیکھنے کی مثال ایسی ہے جیسے کسی روز تیز ہوا چل رہی ہو اور جنگل میں اچانک آگ بھڑک اٹھے اسی حالت میں آگ ہر سو بہت جلد پھیل جائے گی اور ہر چیز کو جلا کر راکھ بنا دے گی۔پھر کہنے لگے میری آنکھ نے میرے دل میں کچھ منقش کیا ہے میں اس سے اللہ تعالیٰ کی بخشش ومغفرت کا خواستگار ہوں، مجھے اس کا خوف ہے کہ میں اس گناہ کی بنا پر کہیں مستوجب سزا نہ قرار پاؤں، گر چہ روز قیامت ستر صدیقوں کے عمل بھی میرے ساتھ ہوں، یہ کہہ کر آبدیدہ ہو گئے یہاں تک کہ دیکھنے والے خیال کرتے تھے کہ کہیں فوت نہ ہو جائیں وہ روتے تھے اور یہ کہتے تھے۔"يا طرف لا شغلنك بالبكاء عن النظر الى البلاء "اے آنکھ! میں تجھے اس بلا انگیز نگاہ سے ہٹا کر گریہ زاری میں مشغول رکھوگا۔

(تلبیس ابلیس)(آفات نظراوران کا علاج:ص۶۱)

شیخ الاسلام کی وضاحت: شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے ایک فتوی میں اس مسئلے پر سیر حاصل بحث کی ہے اور صاف طور پر لکھا ہے کہ جس طرح اجنبی عورت کو دیکھنا حرام ہے اسی طرح امرد کو دیکھنا بھی بالاتفاق حرام ہے۔یعنی امرد کو شہوت کی نظر سے دیکھنا اسی طرح حرام ہے جیسے محرمات، ماں، بہن، بیٹی وغیرہ اور اجنبی عورت کو شہوت کی نظر سے دیکھنا حرام ہے خواہ وہ شہوت وطی ہو یا محض لذت نظر، بلکہ وہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی امرد کو شہوت کی بنا پر چھوتا ہے تو اس کا وضو اسی طرح ٹوٹ جائے گا جیسے شہوت سے کسی عورت کے چھونے سے امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے یہی ایک قول امام احمد رحمہ اللہ کا بھی ہے بلکہ امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کا قول یہ بھی ہے جسے انہوں نے ترجیح دی ہے کہ بغیر شہوت کے بھی امرد کو دیکھنا ناجائز ہے فرماتے ہیں یہ فتنوں سے بچنے کا ذریعہ ہے اور سد ذرائع کا یہی تقاضا ہے جس کی تفصیل مجموع فتاویٰ (ج۲۱ص۲۴۳ تا۲۵۸) میں دیکھی جا سکتی ہے۔(آفات نظراوران کا علاج:ص۶۲،۶۳)

نام کتاب:۔دستور المتقی فی احکام النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بعد نظر ثانی:۔شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب قریشی دہلوی... ناشر:۔جمعیت اہلحدیث کراچی (رجسٹرڈ)

کرامات کا ثبوت:۔عقیدہ نمبر۲۴، کرامات اولیاء حق ہے اللہ تعالیٰ جس نیک بندے کو چاہتا ہے اس کی عزت وتکریم کرامات سے کرتا ہے اور اپنی رحمت کے ساتھ مختص فرماتا ہے۔

نام کتاب:۔فتاوی ستاریہ از شیخ القرآن والحدیث
حضرت مولانا الحاج ابو محمد عبدالستار صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ...... ناشر:۔مکتبہ ایوبیہ

بیعت کے بارے میں غلط فہمی

مسئلہ بیعت:۔ بعض لوگوں نے اس مسئلہ بیعت میں دو غلطیاں دکھائی ہیں۔اول یہ کہ بیعت مخصوص بالجہاد سمجھی ہے حالانکہ بیعت کے کئی ایک انواع ہیں چنانچہ امام نسائی رحمہ اللہ اپنی سنن نسائی میں تفصیل وار اس کے کئی ایک باب منعقد کر کے حدیثیں لائے ہیں ''باب البیعة علی اسلم والطاعة (۲)باب البیعة علی ان لا ننازع الامر ھله (۳)باب البیعة علی القول بالحق (۴)باب البیعة علی القول بالعدل (۵)باب البیعة علی الاثرة (۶)باب البیعة علے ان لا نفر (۷)باب البیعة علے نصبح لکل مسلم (۸)باب البیعة علے الموت (۹)باب البیعة علے الجهاد (۱۰)باب البیعة علے المجرة وال باب البیعة فیما احب وکره (۱۲)باب البیعة علی فراق المشرك و غیر ذالك۔

علاوہ اس کے دیگر کتب حدیث میں یہ مسئلہ بیعت بالتصریح بیان ہے چنانچہ اصح الکتب بعد کتاب الله صحیح البخاری میں ہے'' عن عبادة ابن الصامت قال یا یعنا رسو اللهﷺ علے السمع دالطاعة فی المنشط و المکره وان لانسازع الا مراهله وان تقومه او نقوله بالحق حیث ماکنا لا نخاف فی الله لومة لائمه وفی راویة اخری تبایغونی علی ان لا تشرکروا بالله شیاء ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلو اولادکم ولا تاتو ببهتان تفترون بین ایدیکم واراجلکم ولا تعصوفی فی معروف الخ ایضاً قال جریر بن عبدالله باالنبی صلے الله علیه وسلم علے اقامه الصلوة وایتاء الزکوة والنصح لکل مسلم ''یعنی عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے ان کاموں کی بجا آوری پر بیعت کی کہ خوشی ناخوشی میں آپ کا بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے اور جو شخص جس منصب اور عہدہ کے لائق ہوگا وہ اس سے نہیں چھینیں گے اور ہر جگہ حق بات کہیں گے اور اللہ کے دین میں کسی کی ملامت سے نہیں ڈریں گے ایک اور روایت میں انہیں عبادہ رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے کہا تم ان باتوں کی پابندی کرنے پر مجھ سے بیعت کرو شرک نہ کرنا ہوگا اور نہ چوری کرنی ہوگی اور نہ کسی پر بہتان باندھنا ہوگا اور نہ اولاد کو قتل کرنا ہوگا اور قرآن وحدیث میں میری اطاعت کرنی ہوگی وغیرہ نیز جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اقامت صلوۃ، ایتاء زکوۃ اور ہر ایک مسلم کی خیر خواہی کرنے پر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

ثانی:۔ جہاد کا معنی غلط لیا ہے کہ جہاد مقید بالسیف ہی سمجھے ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ''افضل الجهاد کلمة حق عند سلطن جائر ''یعنی بادشاہ ظالم کے نزدیک حق بات کہنا یہ افضل جہاد ہے۔''ایضاً افضل الجهاد ان تجاهد نفسك وهوا لك فی ذات الله ''یعنی افضل جہاد یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور اطاعت کرنے پر اپنے نفس اور خواہش ہوائی سے مجاہدہ کرے پس جہاد کا معنی مخصوص بالسیف سمجھنا نافہمی اور صریح مغالطہ دہی ہے۔

اگر علی سبیل التنزل مان لیا کہ جہاد تلوار سے ہوتا ہے تو معاً یہ سوال ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرہ برس کون سا جہاد بالسیف کیا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں''والجهاد ماض مذبعثنی الله الی ان یقاتل اخرهذه الامة الدجال لایبطله جور جائر ولاعدل عادل'' الحدیث (راوہ ابوداؤد وکذا فی المشکوۃ) یعنی جہاد جاری ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے اور ہمیشہ جاری رہے گا کوئی ظالم اپنے اپنے ظلم سے اور کوئی عادل اپنے عدل سے اس کو موقوف نہیں کر سکتا یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام آ کر دجال کو قتل کریں گے۔

پس اس حدیث سے بالتحقیق معلوم ہوا کہ جہاد بالسیف تو مقید بالوقت ہے مگر جہاد جو ہمیشہ جاری ہے وہ وہی اللہ جس کا اللہ تعالیٰ نے

آپ کو ان پرزورالفاظ میں حکم کیا ہے ''وجاھد ھم جھادا کبیرا''لوگوں سے جہاد کر قرآن کے ساتھ یعنی لوگوں سے قرآن حدیث کے ساتھ چھیڑ چھاڑ رکھ اور جو اس میں زواجر نواہی اور اوامر ہیں وہ لوگوں پر بے دھڑک پڑھ اور حج وآیات ودلائل ان پر قائم کر یہی جہاد کبیرا ہے تو کیا اب اس جہاد سے کون سی چیز مانع ہے کہ ہم اس جہاد سے محروم رہیں'' واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم ''

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ راوی صحیح مسلم کی حدیث صادق المصدوق رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے،ہم کون کہنے والے کہ حدیث رسول اللہ ﷺ قابل عمل نہیں ہے اور کیا اس اس کہنے میں ہماری نجات کی صورت بھی نہیں ہے کیا'' امر لھم شرکو شراعوا لھم من الدین مالم یاذن بہ اللہ الایۃ'' کے ہم مصداق نہیں ہوں گے اور کیا خدا اور رسول کے کلام میں اختلاف ہے کہ کبھی تو فرمائیں کہ جاہلیت کی موت مرنا ہے اور کبھی بیعت کرنے ہی سے منع کریں''افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا''۔

کیا حدیث من مات ...... الخ کے ہوتے ہوئے بھی ضرورت امام میں کوئی شک رہا یا جاہلیت کی موت مرنا اچھا ہے یا ابھی تک کسی کو موت نہیں آئی یا کوئی مرنے والا نہیں ہے یا یہ صادق المصدوق ﷺ کا فرمان نہیں ہے من استطاع منکم ان لاینام نو ماولایصبح صبحا الاو علیہ امام ولیفعل (ابن عساکر عن ابی سعد وابن عمر رضی اللہ عنہ) یعنی شام سے پہلے اور صبح سے قبل امام کا تدارک کرو جو لوگ گزر گئے ان کے متعلق تو سکوت'' تلك امة قد خلت لھا ما کسبت ولکم ما کسبتم (فتاوی ستاریہ ج۱:ص۳۶،۳۷)

نام کتاب:۔کنزالحقائق من فقہ خیرالخلائق.... مصنف:۔للعبدالعاجزالمدعو وحیدالزمان غفرلہ الرحمٰن
ناشر:۔طبع فی مطبع شوکت الاسلام الواقع فی بنگلور

بیعت تصوف کا ثبوت:۔(مولانا وحیدالزماں لکھتے ہیں)فصل۔''البیعة اشایعة بین الفقراء لھا اصدمن الشرع وھی بیعة التوبة''درویشوں میں رائج بیعت کی اصل شریعت میں موجود ہے اور اس کو بیعت توبہ کہتے ہیں۔

نام کتاب:۔البلاغ المبین فی احکام رب العلمین و اتباع خاتم النبیین
مصنف:۔حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ
ترجمہ مولانا محمد علی مظفری رحمہ اللہ....... ناشر:۔قرآن آسان تحریک رجسٹرڈ ایجوکیشن روڈ(لاہور)

تصوف کیا نہیں ہے.....! قبروں کیلئے نذریں ماننا،ان کی زیارت کیلئے دور اور نزدیک سے سفر کر کے آنا،ان کے پاس نمازیں پڑھنا،ان کے گرد طواف کرنا،ان کو چومنا یا چھونا اور ان پر ہاتھ یا منہ رگڑنا ان کی مٹی یا کنکر اٹھا کر گلے میں لٹکانا اہل قبور سے دعا مانگنا رزق اور اولاد کے لئے یا بیماری سے شفاء یا قرض سے خلاصی کے لئے دعائیں کرنا یا دیگر مہمات دنیوی میں ان سے مدد چاہنا بھی اس قبر پرستی میں شامل ہیں علاوہ ازیں تمام وہ حاجتیں جو بت پرستوں سے چاہتے ہیں یہ ان قبروں سے مانگتے ہیں۔اس کے بعد لکھتے ہیں:۔

''ولیس شئی منھا مشروعا باتفاق ائمة المسلمین اذلم یفعل شئیا منھا رسول رب العالمین ولا احد من اصحابہ والتابعین وسائر ائمة الدین صلوۃ اللہ تعالی علیہ وعلیھم السلام''۔مسلمانوں کے تمام مسالک فکر کے علماء کا اتفاق ہے کہ ان میں سے ایک کام بھی جائز نہیں کیونکہ ان میں سے کوئی بات نہ رسول اللہ ﷺ نے کی نہ صحابہ کرام میں سے کسی نے کی اور نہ مسلمانوں کے اماموں نے کی۔نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام اور تابعین عظام کا دور خود رسول اکرم ﷺ کے ارشاد کے مطابق خیرالقرون(بہترین زمانہ)جب ان لوگوں نے ایسے کام نہیں کیے تو ان کاموں کا جائزہ اور اچھا ہونا محال ہے۔(البلاغ المبین ص۵۲،۵۳)

صوفیاء سچے متبع سنت:۔ صوفیائے کرام جو کہ نبی اکرم ﷺ کے سچے پیرو تھے ان کے نزدیک دو قیدیوں سے مراد دو قسم کے لوگ ہیں اول جو سیم وزر کے غلام ہیں خدا ان پر لعنت کرے اور اور یہ امراء اور سلاطین کا طبقہ ہے دوسرے وہ جو نفس نابکار کے غلام ہیں جن کی بے عزتی ذات باری تعالیٰ نے خود کی ہے۔''ارایت من التخذ الھه ھواہ''۔ (۴۳،۲۵) کیا تم نے ایسے شخص کو بھی دیکھا جس نے اپنی نفسانی خواہشات کو اپنا معبود بنالیا۔

یہ گروہ شدید ترین دشمن یعنی نفس کا غلام ہے حضور ﷺ نے فرمایا:''اعدی عدوك نفسك التی بین جنبیك''

سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو دو پہلوؤں کے درمیان ہے اور جان لینا چاہیے کہ حکومت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی نہیں ''ان الحکم الا اللہ اور بقول مخبر صادق ﷺ ''الدنیا سجن المومن وجنة الکافر''۔

دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔ جس کا مفہوم دوسرے لفظوں میں یہ ہے کہ آخرت کافروں کے لئے قید خانہ اور مومنوں کے لئے جنت ہوگی۔

شیخ نصیر الدین محمود قدس سرہ:۔ شیخ الاسلام نصیر الدین محمود قدس سرہ جو چراغ دہلی کے نام سے مشہور ہیں سلطان المشائخ نظام الدین اولیا کے خلیفہ تھے آپ نے فرمایا ہے کہ مشائخ کا کوئی فعل حجت نہیں بعض لوگوں نے آپ کے اس قول پر اعتراض کیا تو حضرت سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ نے اعتراض کرنے والوں سے کہا کہ محمود صحیح کہتا ہے۔

شہاب الدین عمر سہروردی رحمہ اللہ:۔ سیر المشائخ میں لکھا ہے کہ ایک دن شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمہ اللہ نماز کے لئے اپنی نشست گاہ سے باہر تشریف لائے آپ کے مرید وضو کررہے تھے جب آپ کو دیکھا تو وضو چھوڑ دیا لیکن ایک مرید وضو کرتا رہا اور فراغت پاکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا حضرت شیخ نے اس کی یہ ادا پسند کی اور اس سے کہا ''بھائی تو نے اچھا کیا کہ خدا کی تعظیم کو مخلوق کی تعظیم پر مقدم رکھا''۔

واضح ہو کر حضرت سید محی الدین جیلانی رحمہ اللہ مذہب حنبلی رکھتے تھے اور فتویٰ شافعی مذہب کا دیتے تھے حضرت معین الدین چشتی رحمہ اللہ شافعی تھے حضرت شیخ الدین سہروردی رحمہ اللہ بھی شافعی تھے اور خواجہ عبدالخالق غجدانی رحمہ اللہ خواجہ احمد بسوری رحمہ اللہ اور خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمہ اللہ جو سلسلہ نقشبند اور بسویہ سے تعلق رکھتے تھے حنفی المذاہب تھے۔

طریقت ومعرفت کے حاملین اب بھی موجود ہیں:۔ حضور ﷺ نے فرمایا بیہقی بروایت علی رضی اللہ عنہ بحوالہ مشکوٰۃ کتاب العلم۔

''عن رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوشك ان یاتی علی الناس زمان لایبقی من الاسلام الا اسمه ولایبقی من القران الارسمه مساجدھم عامرة وھی خراب من الھدی علماھم شرمن تحت ادیم السما من عن دھم تخرج الفتنة ونیھم تعود''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک وقت آئے گا جب اسلام کا صرف نام اور قرآن کے صرف نقوش ہی باقی رہ جائیں گے مسلمانوں کی مسجدیں نمازیوں سے بھری ہوں گی مگر ہدایت کا نام ونشان تک ان میں نہ ہوگا اس وقت کے علماء دنیا میں خلائق ہوں گے انہی سے ایک فتنہ پیدا ہوگا اور انہی کی طرف لوٹے گا۔

اس حدیث کے ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے ہاں بعض اللہ کے بندے سے آج بھی موجود ہیں جو سنت رسول اللہ ﷺ اور طریق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ساتھ طریقت ومعرفت کی راہ پر چل رہے ہیں۔

اجتناب بدعات صوفیاء کرام کا شیوہ:۔ بعض معتبر لوگوں کی زبانی سنا کہ ایک عابد خواجہ قطب الدین رحمہ اللہ کے عرس پر آیا تھا اور ایام عرس میں ایک عالم کے پاس فروکش ہوا کرتا تھا اس نے دیکھا کہ جس عالم کے پاس ٹھہرتا ہے وہ عرس میں شریک نہیں ہوتا اس نے وجہ پوچھی تو عالم نے کہا ایام عرس میں زیارت کرنا کچھ ضروری نہیں۔ بلکہ اہل بدعت کے مجمع کو رونق نہ دینا ہی بہتر ہے کیوں کہ حضور ﷺ نے

قبروں کو عید گاہ بنانے سے منع فرمایا ہے اس کے بعد عابد مذکور نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑے ہوئے کمر تک قبر سے باہر نکلے اور لوگوں کے اژدہام وہجوم سے بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں یہ دیکھ کر عابد مذکور نے بھی عرس میں شامل ہونا چھوڑ دیا اور نبی ﷺ کی اس ممانعت سے کہ ''میری قبر کو عید گاہ نہ بنانا'' ہدایت حاصل کی۔

اتباع سنت پر حیرت انگیز واقعہ:۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی آزمائش کے لئے شیطان کو تصرف کی قوت بخشی ہے اس کیساتھ وہ ہمیشہ انسان کو گمراہ کرتا رہتا ہے سلف سے حضرت شیخ جیلانی رحمہ اللہ کا ایک واقعہ منقول ہے حضرت شیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ مجھے ایک بے آب وگیاہ جنگل میں چند روز ٹھہرنا پڑا اتفاقاً ایک دن مجھے پیاس شدت سے لگی ہوئی تھی میں پانی کی تلاش کرنے لگا نہ ملا اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان پر ایک بادل کا ٹکڑا نمودار ہوا جس سے پانی برسنے لگا بارش تھم جانے کے بعد بادل میں سے ایک روشنی نکلی جو تمام آسمان پر پھیل گئی اس روشنی میں ایک عجیب صورت نمودار ہوئی جو مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگی۔

اے عبدالقادر! میں تمہارا پروردگار ہوں تم پر تمام چیزیں حلال کرتا ہوں جو جی چاہے کھاؤ اور جو پسند ہو کرو میں نے کہا اے ابلیس ملعون دور باش اور استغفار پڑھنے لگا اس کے بعد وہ صورت ناپید ہوگئی اور اندھیرا چھا گیا اور آواز آئی اے شیخ تو نے اپنے علم ومرتبہ کے سبب مجھ سے نجات پائی ورنہ میں اس مقام پر ستر بزرگوں کو گمراہ کر چکا ہوں میں نے الحمدللہ پڑھا اور کہا اے ملعون! علم ومرتبہ کے سبب سے نہیں محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے۔

اس واقعہ پر غور کرو اور حضرت شیخ رحمہ اللہ کے آخری کلمات کو پھر پڑھو کہ آزمائش میں ثابت قدم رہنے کو اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھا آپ فرماتے ہیں: مجھے اپنی ذات پر کبھی بھروسہ نہیں ہوا ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر اعتماد رہا ہے جس طرح اس نے اس امتحان سے بچایا آرزو کہ اسی طرح آخری منزل تک اس کا فضل شامل حال رہے۔

شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ نے اس واقعہ کو اخبار الاخیار میں لکھا ہے اور حضرت شیخ نے اپنی تصنیف فتوح الغیب میں بھی ذکر کیا ہے۔

صوفیائے کرام کا عقیدہ توحید:۔ بزرگوں کے صحیح حالات دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام بزرگ اپنے مریدوں کو مخلوق کی طرف نگاہ امید رکھنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا کرتے تھے چنانچہ ''عوارف المعارف'' میں حضرت شیخ الشیوخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''لا یتحق صدق المرید واخلاصه الا باتباع السنن وبمتابعة امر الشرع وقطع النظر عن الخلق وکل الافات حلت علی اهل البدایة لموضع نظرهم الی الخلق وبلغنا عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه قال لا یکمل ایمان المر حتی یکون الناس عنده کالا باعر ثم یرجع الی نفسه فبراها اصغرها غرا''۔

کسی مرید کا صدق واخلاص صحیح اور درست نہیں ہوسکتا جب تک کہ شریعت کا پورا پیروکار ہو جائے اور مخلوق سے پورے طور پر بے نیاز ہو کر امید منقطع نہ کرلے۔ اس راہ کے مبتدیوں پر اسی لئے آفتیں نازل ہوتی ہیں کہ ان کی نگاہ امید مخلوق پر لگی ہوتی ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اس وقت تک کوئی شخص مومن کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ تمام انسان اس کے نزدیک اونٹ جیسے نہ ہوں اور جب تک کہ اپنے کو سب کم درجہ نہ سمجھے یعنی جب تک تمام انسانوں کو اپنے سے زیادہ درجہ والا نہ سمجھے گا اور دوسروں کے مقابلہ میں اپنے کو معمولی نہ سمجھے گا اس وقت تک مومن کامل نہ ہوگا۔

خواجہ علاؤالدین عطار رحمہ اللہ کے احوال میں مولانا جامی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''نفحات الانس'' میں فرماتے ہیں کہ آپ نے ایک دفعہ خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمہ اللہ کا ذکر کیا کہ وہ فرمایا کرتے تھے۔ ''خدا کا مجاور بننا اس کی مخلوق کے مجاور بننے سے بہتر ہے'' خواجہ صاحب اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

تو تا کے گور مرداں را پرستی　　　بگردو کار مرداں کن درستی

ترجمہ: تو کب تک قبر پرستی کرے گا جا لوگوں کے کام آ۔

حضرت سید المشائخ ابو محمد محی الدین جیلانی رحمہ اللہ جو اولیاء محققین کے سرخیل و سپہ سالار ہیں اپنی کتاب فتوح الغیب میں فرماتے ہیں:

"من ارادہ السلامۃ فی الدنیا والاخرۃ بالصبر والرضی وترک الشکوی الی الخلق وانزال حوائجہ بربہ عزوجل وانتظار الفرج منہ تعالیٰ اذھو خیر من غیر"۔

جو شخص دنیا اور آخرت میں سلامتی کا طالب ہے اسے چاہیے کہ صبر کو اپنا شعار بنائے ہر حال میں راضی برضا رہے مخلوق سے شکایات نہ کرے اور اپنی حاجات کا سوائے پروردگار کے بذریعہ دعا و سوال یا زبان قال و حال کے اور کسی سے ذکر نہ کرے ہر ایک مشکل کشائی کی توقع اسی کی ذات سے رکھے کیوں کہ اسی کی ذات تمام موجودات سے برتر واعلیٰ ہے۔

امام حضرت شیخ جیلانی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''فتوح الغیب'' میں فرماتے ہیں۔

"کل حقیقۃ لایشھد لھا الشرع فھی زندقۃ"۔ جو حقیقت شریعت کے مخالف ہو وہ کفر و الحاد ہے۔

حقیقت، شریعت کے مخالف نہیں:۔ اس قول کی تشریح میں شیخ دہلوی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ حقیقت، شریعت کے مخالف نہیں ہو سکتی کیوں کہ کسی چیز پر ایمان لانے کے یہ معنی ہیں کہ اس پر کاربند ہو کر اس کی حقیقت کو پہنچ سکیں اور یہ ایک ہی راستہ ہوگا جس کی انتہا اس کی ابتداء کے مخالف نہیں۔

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ کا قول:۔ ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بسا اوقات مجھ پر ایک نکتہ ظاہر ہوا مگر میں نے اسے اس وقت تک قبول نہ کیا جب تک کہ کتاب وسنت سے اس کی تصدیق نہ کر لی۔

آگے فرماتے ہیں:

جان لو کہ (حدود شریعت کی حفاظت کے ساتھ) مقام شہود و توحید صدیقوں اور عارفوں کا مقام ہے)۔

پھر فرماتے ہیں:

یاد رہے کہ دین ایک ہے شریعت، طریقت اور حقیقت جدا جدا تینوں دین نہیں ہیں بلکہ یہ اسی ایک کی شاخیں ہیں" واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل.....انتھی کلامہ"۔

حضرت ابو سعید خزار رحمہ اللہ کا قول:۔ ابو سعید خزار رحمہ اللہ کا بر مشائخ میں سے گزرے ہیں آپ کا قول ہے:

"کل باطن یخالفہ الظاھر فھو باطل وملوم"۔ جس باطن کا ظاہر مخالف ہو وہ باطن باطل ہے اور ملامت کے قابل ہے۔

حضرت بہاؤ الدین ذکریہ رحمہ اللہ کا واقعہ:۔ کتاب سیر المشائخ میں باطن کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت بہاؤ الدین ذکریہ رحمہ اللہ ملتانی حسب معمول صبح کی جماعت میں شریک ہوئے ایک رکعت ہو چکی تھی اس لیے تشہد میں امام کے سلام پھیرنے سے پہلے اٹھ کھڑے ہوئے نماز کے بعد امام نے کہا! اے شیخ! امام کے سلام پھیرنے سے پہلے مقتدی کو اٹھنا جائز نہیں کیوں کہ ممکن ہے ابھی کچھ باقی ہو اور امام کی متابعت فوت ہو جائے۔ شیخ نے جواب دیا اگر نور باطن سے پتہ لگ جائے کہ نماز ہو چکی اور کچھ باقی نہیں تو ایسی صورت میں سر امام سے پہلے اٹھنے میں کیا مضائقہ ہے امام نے کہا ہرگز جائز نہیں جو نور شریعت کے مخالف ہو وہ نور نہیں تاریکی ہے اس پر حضرت شیخ نے کہا: آمنا۔

شیخ ابو عبداللہ حارث بن اسدی رحمہ اللہ کا قول:۔ شیخ ابو عبداللہ حارث بن اسدی محابی رحمہ اللہ متقدمین اہل طریقت کے علماء میں سے ہیں آپ فرماتے ہیں۔ "من صح باطنہ بالمراقبۃ والا خلاص زین اللہ ظاھرہ بالماجاھدۃ و اتباع السنۃ"۔

جس کا باطن مراقبہ و اخلاص سے درست ہو گیا اس کا ظاہر اللہ تعالیٰ سنت کی پیروی اور ریاضت سے آراستہ فرما دیتا ہے۔

ابو حفص کبیر حداد رحمہ اللہ کا قول:۔ ابو حفص کبیر حداد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "من لم یزن احوالہ واقوالہ وافعالہ بمیزنانی

الکتاب والسنة ولم یتهم خراطره فلا تعدوه فی دیوان الرجال"۔
جو شخص اپنے اقوال، احوال اور افعال کو کتاب و سنت کے مطابق نہیں رکھتا اور خواہشات کی پیروی کو برا نہیں سمجھتا اسے مردوں کی فہرست میں شمار مت کرو۔

ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ کا قول:۔ سلطان العارفین ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ولونظرتم الی رجل اعطی انواعامن الکرامات حتی بطیر فی الهواء اومشی علی الماء لاتعتروابه حتی تنتظروا کیف تجدونه بادالامر والنهی و حفظ الحدود اداء احکام الشریعة"۔
اگر تمہیں ایسا شخص نظر آئے جو تمہاری دانست میں بے شمار کرامتوں سے مشرف کیا گیا ہو یہاں تک کہ ہوا میں اڑ سکتا ہو اور پانی کی سطح پر چل سکتا ہو تو جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ وہ امر و نہی حفظ حدود شرعی اور پابندی احکام اسلامی میں کیسا ہے کبھی اعتبار نہ کرو اور اس کی کرامات کے قائل نہ ہو۔

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کا قول:۔ امام طریقت سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"طری الی الله بعدانفاس الخلائق وکلها مسدودة علی الخلق الا علی من اقتفی اشر اثرالرسول"۔
اللہ تک پہنچنے کے راستے خلق خدا کی سانسوں کی مقدار کے مطابق ہیں مگر یہ سب اس وقت تک ہر شخص پر بند ہیں جب تک کوئی اللہ کے رسول ﷺ کے قدم بقدم نہ چلے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ان تمام بزرگوں نے سنت نبوی ﷺ کی پیروی اور امر و نہی پر استقامت کو واجب سمجھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وذرواظاهر الاثم و باطنه'' (۶،۱۲۰)
ظاہر اور باطن دونوں طرح کے گناہ چھوڑ دو۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا خواب:۔ حضرت امام رحمہ اللہ نے کئی مرتبہ اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور سوال کیا کہ بار خدایا تیرا قرب کس چیز سے حاصل ہو سکتا ہے؟ جواب یہی ملتا رہا کہ قرآن مجید کی تلاوت سے حضرت امام رحمہ اللہ نے عرض کیا کہ تلاوت بے فہم یا بافہم؟ جواب ملا کہ دونوں طرح کی تلاوت سے۔

حب پیغمبر علیہ اسلام بھی وسیلہ ہے:۔ بعض علماء متاخرین نے کہا ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واہل بیت عظام اور اولیاء اللہ رحمہ اللہ کے ساتھ محبت رکھنا بھی وسیلہ نجات ہے کیوں کہ محبت اعمال قلبی میں سے ہے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: ''المرمع من احب'' اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ ہر شخص قیامت کے دن جس کی ہمراہی چاہتا ہے دنیا میں اس کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔

نام رسالہ:۔ ماہنامہ ضیائے حدیث (گوجرانوالہ)
شمارہ:10-9 جلد:16 ستمبر، اکتوبر 2007ء........ چیف ایڈیٹر: مولانا حکیم محمد ادریس فاروقی

قصبہ سوہدرہ کا مختصر تعارف:۔ قصبہ سوہدرہ وزیر آباد کے قریب سیالکوٹ روڈ پر واقع ہے یہ سلطان محمود غزنوی کے غلام ایاز نے آباد کیا تھا اس کے ارد گرد فصیل اور اس کے باہر باغات تھے فصیل میں سو دروازے تھے یہ اسی بنا پر سودرہ پھر سوہدرہ (یا سودھرا) مشہور ہو گیا۔ مرور زمانہ سے اس کی فصیل اور باغات ختم ہو چکے ہیں۔ معمولی سے آثار باقی ہیں۔

سوہدرہ کی شہرت کی وجوہات:۔ سوہدرہ کی شہرت کی چند وجوہات ہیں مثلاً اس کی قدامت ارباب علم و فضل کا مسکن ہونا، مختلف مذاہب و اقوام کی سرزمین، پرانی قبریں، جنات کا قیام اور آمد و رفت، آس پاس ندی نالوں اور دریا کا پایا جانا، مگر ان سب میں اہم ترین وجہ علوی خاندان سوہدرہ کے وہ بزرگ اور ان کی ناقابل فراموش خدمات ہیں کہ جنہوں نے اپنے علاقے ہی میں نہیں بلکہ برصغیر پاک و ہند میں انمٹ نقوش چھوڑے۔ خصوصاً حضرت مولانا عبداللہ (غلام نبی الربانی رحمہ اللہ) انکے فرزند ارجمند حضرت مولانا عبدالحمید محدث تلمیذ خاص

ونواسہ شیخ پنجاب حضرت مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی اوران کے فرزند دلبند حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ جن کی تبلیغی و تصنیفی مساعی سے پاک و ہند میں ان کا طوطی بولتا تھا۔ اگر ہم یہ کہہ دیں کہ برصغیر میں تقریر وخطابت کے میدان میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے بعد جس عبقری کی جولانیاں دیکھنے سننے میں آئیں تو وہ یہی مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ تھے ۔ آپ نے علماء دیوبند (احناف) وعلماء اہلحدیث دونوں کے اسٹیج پر بے شمار تقریریں کیں اور پاک و ہند کا شاید ہی کوئی شہر ہو جس میں آپ نے اپنے ایمان افروز خطابات کا جادو نہ جگایا ہو اور رشد وہدایت کے موتی نہ بکھیرے۔

تاریخی مسجد اور اس کا تاریخی منبر:۔ سوہدرہ کے محلّہ غربی کی جامع مسجد کی بناء اپنے عہد کے عظیم بزرگ حضرت مولانا نبی الربانی رحمہ اللہ نے رکھی آپ اس میں کم وبیش ستر برس تک توحید وسنت کے زمزمے بلند فرماتے رہے۔ ہر مکتبہ فکر کے لوگ بلا امتیاز آپ سے استفادہ کرتے رہے آپ کی پرخلوص تبلیغی مساعی کی بدولت سوہدرہ اور آس پاس توحید وسنت کی شعاعیں پہنچیں جس کے نتیجہ میں پوری ککے زئی قوم، سوہدرہ کا ذیلی گاؤں تلواڑہ اور بہت سے دیگر افراد توحید وسنت کے حامل وعامل بنتے گئے اسی مسجد کے منبر کو تاریخی حیثیت حاصل ہے۔ یہ آپ ہی کی زندگی میں شیعہ فرقے کے ایک بڑھئی نے جو آپ کا عقیدت مند اور اپنے فن میں کمال رکھتا تھا کئی روز کی محنت شاقہ سے اسے تیار کیا چنانچہ آپ نے برس ہا برس اس پر خطابات جمعہ ارشاد فرمائے آپ اپنی آخری عمر تک سنت طریق کے مطابق کھڑے ہو کر وعظ کہتے رہے اس وقت کے دو چار سامعین تا دیں دم حیات ہیں ان کا کہنا ہے کہ ان خطبات کا سماں ہی کچھ اور ہوتا تھا۔

اس منبر پر آپ کے بعد یکے دیگرے آپ کی اولاد میں سے حضرت مولانا عبدالحمید رحمہ اللہ پھر حضرت مولانا عبدالمجید رحمہ اللہ، اس کے بعد حضرت مولانا حافظ محمد یوسف رحمہ اللہ، پھر حافظ صاحب کے بیٹے مولانا حکیم محمد ادریس فاروقی اور ان کے صاحبزادے حافظ محمد نعمان فاروقی خطبات جمعہ دیتے رہے اور اب بھی دے رہے ہیں اس تاریخی منبر پر یکے بعد دیگرے چھ پشتوں نے خطبات ارشاد فرمائے۔ کمال یہ ہے کہ یہ منبر آج تک اپنی اصلی حالت میں موجود ہے۔ اس میں ٹوٹ پھوٹ یا خرابی نہیں آئی۔

جنات کی شرارت:۔ اسی غربی محلّہ میں حضرت مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ کی بیٹی بیاہی ہوئی تھیں ان کے شوہر کا نام عبدالعزیز تھا جو حضرت موصوف کے داماد بھی تھے اور تلمیذ بھی۔ ان دونوں خاوند بیوی کا شمار اہل اللہ میں ہوتا تھا۔ ان کے گھر میں تعلیم قرآن کی گہما گہمی رہتی تھی۔ انسانوں کی طرح جنات بھی مستقل ایک مخلوق ہیں۔ ان کا وجود متحقق ہے انسانوں کی طرح ان میں بھی نیک و بد ہوتے ہیں خدا کی قدرت ان کے گھر کچھ خبیث جنات رہتے تھے جو گاہے انہیں پریشان کرتے تھے ایک روز کسی وجہ سے وہ زیادہ غصہ میں آ گئے اور انہوں نے ملحق کھنڈر سے چھوٹی چھوٹی اینٹیں اٹھا کر پھینکنا شروع کر دیں دیکھنے والوں نے وہ اینٹیں بارش کی طرح گرتے ہوئے دیکھیں چند منٹوں کے بعد یہ سلسلہ رک گیا اللہ تعالیٰ نے اہل خانہ کی حفاظت فرمائی اور انہیں خراش تک نہ آئی۔

ایک عجیب وغریب چشمہ:۔ نیشا پور کے پہاڑ کے قریب قریہ دبیر میں پانی کا ایک چشمہ ہے جس کی صفت عجیب وغریب ہے کہ زبردست گرمی میں اس کا پانی مثل برف کے ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور سخت سردی میں اس کے برعکس گرم ہو جاتا ہے سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کی نشانیاں بھی بے شمار ہیں اور ایسی ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ (روضۃ الجنات، جلد ا، ص ۲۷۶)

مگری (Mugree) کا حیرت انگیز چشمہ:۔ یہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جو حویلیاں (ہزارہ) کے قریب بلند و بالا پہاڑ پر واقع ہے۔ مقام صحت افزاء ہے مگر پانی کی دقت رہی ہے۔ لوگ بڑی محنت اور بڑے مصارف سے پائپ کی بورنگ کرتے مگر اکثر راہ کے پتھروں کی رکاوٹ سے بورنگ میں کامیابی نہ ہوتی۔ دو سال پہلے کی بات ہے کہ ایک صالح نوجوان اللہ کی بارگاہ میں لجاجت وزاری سے دعائے استخارہ کی اور سو گیا رات خواب میں اس نے اپنے گھر کے صحن میں ایک جگہ پانی بصورت چشمہ ابلتا ہوا دیکھا اس نے صبح بیدار ہو کر اس جگہ نشان لگایا۔ اور بورنگ شروع کر دی بورنگ نیچے کوئی 80 فٹ تک گئی۔ درمیان میں کسی پتھر یا روڑے کی مطلق رکاوٹ نہ آئی اور ٹھیک اسی جگہ سے صاف

ستھرا پانی کا چشمہ ابلنے لگا اس نے وہاں پانی کی برقی موٹر لگا کر موٹر لگا کر گھر میں جستی پائپ لگا لیا اور اسے باہر گلی کے چوراہے تک پہنچا کر گیٹ وال لگا دیا، تا کہ گاؤں کے لوگ اس کے نوزل سے ربڑ پائپ لگا کر پانی لے سکیں چنانچہ مگری کے لوگ جنہیں پانی میسر نہیں تھا وہاں سے پانی لے کر اپنی ضروریات پوری کر رہے ہیں۔ یہ پورا گاؤں ماشاء اللہ عامل قرآن وسنت ہے اگر اللہ کسی پر احسان کرے تو اسے بھی آگے احسان کرنا چاہیے اس سے اللہ تعالیٰ بھی خوش ہوتا ہے اور لوگ بھی راضی ہوتے ہیں۔

پانچ ہزار جنات:۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ بڑی معلوماتی بصیرت افروز تقریر فرما رہے تھے درمیان میں جنات کا ذکر آ گیا دوران تقریر ایک شخص جو جنات کو نہیں مانتا تھا یوں گویا ہوا چھوڑیں مولوی صاحب! یہ بھی کوئی مخلوق ہے یہ پرانے زمانے میں وحشی لوگ تھے قرآن نے انہیں جن کہا اور نہ یہ الگ سے کوئی مخلوق نہیں ہے۔ حضرت موصوف نے فرمایا: شنیدہ کے بود مانند دیدہ میں آپ کو ان کے نام رقعہ لکھ کر دیتا ہوں اور ان کا پتہ بتائے دیتا ہوں آپ اس ٹبے میں چلے جائیں وہ آپ کی ممکنہ خاطر مدارت بھی کریں گے اور اپنا باقاعدہ تعارف بھی کرائیں گے امید ہے پھر آپ کو کوئی تشنگی باقی نہیں رہے گی وہ آدمی یہ سن کر کہنے لگا: حضرت! ان باتوں کو رہنے دیجئے میں اسی طرح مانتا ہوں۔

نماز ربط ملت کا اہم مقام:۔ قاضی محمد بن سماعہ المتوفی ۲۳۳ھ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے شاگرد تھے۔ فقہائے احناف میں بلند درجہ رکھتے تھے خلیفہ مامون الرشید کے عہد میں بغداد کے قاضی تھے اور ضعف بصارت ہونے کی وجہ سے مستعفی ہو گئے تھے بجد عبادت گزار اور شب زندہ دار تھے آپ کی چالیس برس تک تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی صرف ایک دن والدہ ماجدہ کی وفات پر نماز باجماعت فوت ہوئی ذہن میں آیا حدیث میں آیا ہے کہ باجماعت نماز اکیلی نماز سے ۲۷ گناہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے آپ نے زیادہ ثواب کی غرض سے ستائیس مرتبہ نماز پڑھی تا کہ کمی پوری ہو جائے اتنے میں نیند آ گئی کسی نے کہا: اے محمد بن سماعہ! تم نے ستائیس مرتبہ نماز تو پڑھ لی مگر تامین مع ملائکہ (فرشتوں کیساتھ آمین) کہاں سے حاصل ہو؟ یعنی وہ حدیث یاد دلائی جس میں حضور ﷺ فرماتے ہیں:

"عن ابی هريرةرضی الله عنه ان رسول اللهﷺ قال:اذا امن لامسام فامنوا فانه من وافق تامينه تامين الملائكة غفر له ماتقدم من ذنبه"۔(بخاری، كتاب الاذان ، باب جهر الامام بالتامين)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام آمین کہے تو تم بھی کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل جائے اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (الفوائد البھیۃ، ص:۶۹)

مطلب یہ کہ یہ ستائیس مرتبہ پڑھی ہوئی نماز بھی ایک باجماعت نماز کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مولانا عبدالحئی حنفی رحمہ اللہ تو یہاں تک فرماتے ہیں: "فلا يحصل ذالك الفضل لمن صلی صلوة بمرات اور الف مرة"۔

یعنی اکیلی نماز کو کوئی مرتبہ یا ہزار مرتبہ پڑھنے سے بھی اس نماز باجماعت کا ثواب حاصل نہیں ہوتا۔

اہل اللہ کی گستاخی کا وبال:۔ حضرت علی بن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سعید بن المسیب رحمہ اللہ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنے قائد سے کہو: ذرا اس شخص کو دیکھے اس کا چہرہ اور بدن کیسا ہے؟ اس نے دیکھا کہ ایک شخص ہے کہ اس کا بدن گورا چٹا ہے مگر اس کا چہرہ سیاہ کالا حبشی کی طرح ہے۔ پتہ چلا کہ یہ (بدنصیب) شخص حضرت علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم پر لعنت کرتا تھا۔ میں نے منع کیا مگر نہ مانا۔ میں نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تیرا چہرہ سیاہ کر دے گا۔ شروع میں اس کے چہرے پر زخم ہوا پھر اس کا پورا چہرہ سیاہ ہو گیا۔

کتابوں میں ایسے بہت سے واقعات ملتے ہیں کہ گستاخان صحابہ و اہل بیت کے چہرے مسخ ہو گئے۔ اللہ ہمیں اس عظیم وافضل جماعت کے صحیح ادب واحترام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ہمارے اسلاف کا خوف وخشیت:۔ حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے یہ ایک روز اپنے استاد محترم کے ساتھ کے کنارے جا رہے تھے وہاں لوہاروں کی بھٹیاں تھیں جن سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے

تھے یہ منظر دیکھ کر انہیں قرآن مجید کی یہ آیہ مبارکہ یاد آ گئی:۔

"اذا راتهم من مكان بعيد سمعوا لها تغيظا وزفيراه"۔ (الفرقان:۱۲)

وہ دوزخ انہیں دور سے دیکھے گی تو جہنمی اس کا جوش وخروش سنیں گے۔ اس آیت کا یاد آتے ہی حضرت ربیع بے ہوش ہو کر گر پڑے اور اگلی صبح تک انہیں ہوش نہ رہا۔ کیا خوب کہا کسی نے:

کبھی آہ لب سے نکل گئی کبھی اشک آنکھ سے ڈھل گئے　　یہ تمہارے غم کے چراغ ہیں کبھی بجھ گئے کبھی جل گئے

قرآن مجید کا اثر لینا تو بعد کی بات ہے پہلے اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن سننے اور اس پر غور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اسلاف کا تقویٰ وورع:۔ حضرت عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ کے اسم گرامی سے کون آشنا نہیں آپ کے تقویٰ وورع کا عالم ملاحظہ ہو: ایک مرتبہ انہوں نے ملک شام میں کسی سے قلم مستعار لیا مگر واپس کرنا بھول گئے۔ انسان خواہ کتنا بڑا بھول جاتا ہے وہ صرف اللہ رب العالمین ہے جو کبھی نہیں بھولتا جیسا کہ قرآن مجید نے فرمایا:

"لا يضل ربي ولا ينسى"۔ آپ ایران کے شہر مرو آ گئے تو قلم یاد آیا۔ آپ نے وہاں سے دوبارہ شام کا سفر کیا اور جا کر قلم اس کے مالک کو لوٹا دیا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس طرح کی فکر عطا فرمائے۔ اگر کسی سے کوئی چیز لیں تو اسے ہر حالت میں واپس لوٹائیں۔ آمین۔

مؤلف کتاب "علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف" کے پاس موجود مولانا اسحاق بھٹی حفظہ اللہ کا یادگار آٹوگراف

مولانا اسحاق بھٹی حفظہ اللہ کا ذوق تصوف

مؤرخ جماعت اہلحدیث، ذہبی دوراں، آیت من آیت اللہ

مولانا اسحاق بھٹی حفظہ اللہ نے اپنی کتاب

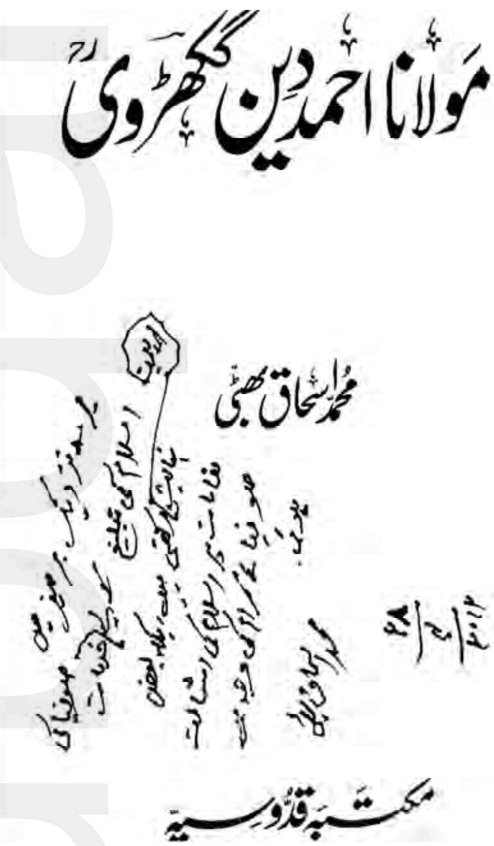
(مولانا احمد دین گکھڑوی رحمہ اللہ)

کے سرورق پر ایک آٹوگراف لکھا جس کا عکس اور متن پیش خدمت ہے:

"میرے نزدیک برصغیر میں اسلام کی تبلیغ کیلئے صوفیاء کی خدمات نہایت اہمیت رکھتی ہیں۔ بلکہ بعض مقامات پر اسلام کی اشاعت صوفیائے کرام کی وجہ سے ہوئی۔"

محمد اسحاق بھٹی (بقلم خود)

28-04-2012



نام کتاب:۔عبقات..... تصنیف:۔حجتہ الاسلام حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید قدس اللہ سرہ

باب معرفت میں صوفیاء کرام کا عالی مقام:۔ پس عرض کرتا ہے، امیدوار رحمتہ رب جلیل ، محمد اسمٰعیل کہ حق تعالیٰ کی اجمالی معرفت بنام طاعتوں کے بیج ہے اور نیکیوں کے مرغزاروں کا وہ پانی ہے اسی طرح ذات الٰہی کی تفصیل معرفت عبادتوں کے باغ کا ثمرہ ہے اور بھلائیوں کے سبزہ زاروں کی بلند چوٹی ہے اس معرفت کی یافت وتحصیل کے لئے احرار کی جماعتیں کھڑی ہوتی رہی ہیں اور مختلف اقوام کے شہسواروں نے اس میدان میں مقابلے کئے ہیں اور ایسا کیوں نہ ہوتا چشمہ شیریں پر لوگوں کا اژدہام ایک قدرتی بات ہے۔

خصوصاً صوفیہ صافیہ کے طبقہ کا ان لوگوں میں بڑا مقام عالی ہے اس سلسلہ میں انہیں بالا دستی کا امتیاز حاصل ہے۔قوم کے شہسواروں میں ان بزرگوں کے حدود تک پہونچنے میں کوئی بھی کامیاب نہ ہوسکا۔خواہ جتنی بھی تدبیروں سے انہوں نے کام لیا ہو اور ہزار ہا ہزار قسم کے ساتھ میدان میں اترے ہوں سچ تو یہ ہے خبروں کے سننے کا جسے شوق ہو چاہیے کہ ان ہی بزرگوں کی وہ خبریں سنے اور دوسروں کے نقش قدم پر جو چلتا ہو وہ ان ہی کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرے۔کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جن کے ہمنشین کبھی ناکام ونامراد نہیں ہوئے۔اوران کے وابستوں میں جو شریک ہوا اس نے کبھی کوئی خطرہ محسوس نہیں کیا کیونکہ اپنی ذمہ داریوں کی خلاف ورزی بزرگوں کی اس جماعت نے کبھی نہیں کی ان کے طور و طریق پر نکتہ چینی نہیں کی گئی۔بارش کے سامنے جس نے ہاتھ پھیلایا وہ سیراب ہوگا اور آدمی اسی کیساتھ رہتا ہے جسے وہ محبوب رکھتا ہے۔

کتب تصوف کا ذوق:۔ واقعہ یہ ہے کہ توفیق کے ہادی نے میری بھی ایقان اور تحقیق کے حاصل کرنے میں راہ نمائی فرمائی اسی سلسلہ میں لمعات اور سطعات اوران ہی جیسی مختصر کتابوں کے مطالعہ کا موقع مجھے میسر آیا یہ کتابیں افضل المحققین فخر المدققین ،اعتصام الحکماء،امام العرفاء،شیخ ولی اللہ کی تصنیفیں ہیں،خدا ان کے فیض وبرکات سے مستفید ہونے کی ہمیں سعادت نصیب کرے۔

مزاج صوفیاء سے کامل شناسائی:۔ ان کتابوں میں مجھ جیسے آدمی کو جو چیزیں مل سکتی تھیں ان سے واقف ہوا اوران چیزوں کے سمجھنے کی اس حد تک میں نے کوشش کی جس حد تک مجھ جیسے لوگ ان کو سمجھ سکتے ہیں نیز ان مختلف فوائد سے بھی مستفید ہونے کا مجھے موقع ملا جنہیں اس سمندر بے کراں حبر علام رئیس الجماعہ نے ظاہر فرمایا ہے۔جو شیخ اکبر رحمہ اللہ کے نام سے دنیا میں مشہور ہیں اور طبقہ صوفیہ کے جو قائد وشیخ وپیشوا ہیں اسی کے ساتھ حق تعالیٰ نے جو باتیں امام ربانی ،غوث صمدانی ،امام شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کروائی ہیں ان سے بھی میں نے آگاہی حاصل کی یعنی وہی امام ربانی جنہیں خدا نے ارشاد کے منصب پر سرفراز فرمایا ہے اور امتوں کو سیدھی راہ ان کے ذریعہ سے دکھلائی۔ معرفت ویقین والوں کے قلوب جن سے منور ہوئے اور ملت دین کی تجدید کا کام خدا نے جن سے لیا۔

متصوف آباء کی پیروی پر شکر:۔ حق تعالیٰ ان کے احسانات میں جن سے یہ بندہ سرفراز کیا گیا ہے بڑا احسان یہ بھی ہوا کہ میں ان لوگوں کے درمیان پیدا کیا گیا جو ہدایت کے بلند جھنڈے ہیں اور تقوی وپارسائی کے ائمہ ہیں علماء عظام اور عرفاء کرام میں جن کا شمار ہے یعنی نسبتاً جو میرے چچا اور تعلیماً میرے آباء ہیں اللہ کے پاس وہی لوگ میرے وسائل ہیں اور خدا کے نزدیک وہی میرے شفیع وسفارشی ہیں ان ہی اماموں کی میں اقتداء کرتا ہوں اوران ہی کی روشنی میں راہ پاتا ہوں۔حق ویقین کی راہوں میں وہی میرے راہ نما ہیں دنیا ودین میں وہی میرے سردار پیشواء رہیں ان کے سرفانی کو خدا تقدیس عطا فرمائے اوران کے سرباقی سے مجھے تقدس عطاء کرے بہرحال ان ہی دریاؤں سے میں نے اپنے چلوؤں میں پانی اس حد تک بھرا ہے جس حد تک میرے ہاتھوں میں گنجائش تھی اوران ہی کی روشنیوں کو میں نے جذب کرنے کی کوشش اس حد تک کی ہے جس حد تک میں انکے جذب کرنے کی اپنے اندر صلاحیت رکھتا تھا۔

پھر جب خدا نے افضل المحققین کے علم سے مجھے زندگی بخشی اور فخر المدققین کے نور سے مجھے منور کیا اوراس کے ساتھ مذکورہ بالا اکابر سے میں مستفید ہوا میں نے چاہا کہ اس فن کے مبادی کی راہ ایک چراغ روشن کروں جس کی روشنی میں چلنے والے راستہ کو دیکھ سکیں اور مقدمات کے

زینوں پر ایک سیڑھی رکھوں جس پر ڈھونڈنے والے چڑھ سکتے ہوں اسی غرض کو پیش نظر رکھ کر میں نے ایک رسالہ تالیف کیا ان دو چیزوں کے بیچ میں یعنی تجربہ اور معائنہ سے جو باتیں ظاہر ہوئی ہیں اور بیان کرنیوالوں کے بیان سے جو باتیں ثابت ہوئی ہیں اس کی حیثیت برزخ کی ہے یا یوں سمجھو کہ ارباب کشف میں جن امور کے پانے میں کامیاب ہوئے ہیں اور دلیل و برہان والے جن نتیجوں تک پہونچتے ہیں ان دونوں کے درمیان یہ رسالہ حلقہ اتصال کا کام انجام دے گا۔ یہاں اس امر کا اظہار ضروری ہے کہ اپنے اس رسالہ جن میں مضامین کو میں نے درج کیا ہے اس میں اگرچہ بجنسہ اپنے ائمہ سے ان کو نہیں حاصل کیا ہے لیکن ان ائمہ سے جو کچھ بھی مجھے ملا ہے۔ وہ ہی دراصل اس درخت کی جڑ اور اس عقل کا تخم ہے۔''كذلك تنشالينة هو عرقها وحسن نبات الارض من كرم البذر''یعنی درخت بیج سے یوں ہی نکلتا ہے دراصل بیج کا ریشہ ہی ہوتا ہے واقعہ یہ ہے کہ زمین کے نباتات کا حسن بیج کی خوبی پر مبنی ہے لیکن بایں ہمہ زمین کی خصوصیت کو بھی اس جز میں ضرور دخل ہوتا ہے جو اس سے پیدا ہوتی ہے اور کہنے میں جو صورتیں چھپی ہیں ان میں وہ رنگ بھی ضرور شریک ہوجاتا ہے جس سے آئینہ رنگین ہوتا ہے۔ پس سمجھنا چاہیے کہ اس رسالہ جو باتیں درست اور ٹھیک ہوں تو وہ خدا کی طرف سے ہیں اور کوئی ائمہ کی طرف سے اور جو چیزیں اس میں غلط سہو نسیان کی راہ سے درج ہوگئی ہیں ان کو میرے طرف سے اور شیطان کی طرف سے خیال کرنا چاہیے۔

العبقات فن تصوف کا شاہکار:۔ میں نے اس کتاب کا نام''العبقات''رکھا ہے۔ اشارہ اس کی طرف ہے کہ لمعات اور سعطات مذکورہ بالا کتابوں کی خوشبو اس کی راہ سے پھیلائی گئی ہے میں اس کا مدعی نہیں ہوں کہ ان موتیوں (یعنی سطعات ولمعات) کے سلسلہ میں اسی کتاب کو بھی شمار کرنا چاہیے اور جس چیز کا مجھے حق نہیں ہے اس کا دعویٰ کیسے کرسکتا ہوں بلکہ سمجھنا چاہیے کہ نقلی علوم سے عربی ادب کے فنون کا جو تعلق ہے یا عقلی فنون سے منطق کے قوانین کی جو نسبت یہی تعلق یہی نسبت ان کتابوں سے میرے اس رسالہ کو ہی میں نے اس کتاب کی متون ڈھنگ پر لکھا ہے اور خیال یہ ہے کہ اس کی شرح بھی بعد کو انشاء اللہ کروں گا ایسی شرح جس سے آنکھیں ٹھنڈی ہوں اس کتاب میں کو میں نے ایک مقدمہ چار اشاروں اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا ہے۔''حسبی الله ونعم الوكيل والاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم''

اولیاء کا کشف تواتر سے ثابت ہے:۔ قیل وقال اور بے معنی بکواس کے سوا کے جن لوگوں کے نزدیک علم کا اور کوئی دوسرا مطلب ہی نہیں ہے ان کی طرف سے کبھی یہ دعویٰ پیش کیا جاتا ہے کہ اطعام علم اور دانش کا صحیح ذریعہ نہیں ہے میں کہتا ہوں کہ انکی مراد اپنے اس قول سے کیا ہے اگر یہ مقصود ہے کہ ایسی بات جو واقع کے مطابق ہو اس کا علم غیب سے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے سوا اور کوئی دوسرا آدمی نہیں پاسکتا۔ تو میرے خیال میں وہ مذہب کے ایک مسئلہ کا انکار کررہا ہے جو تواتر سے ثابت ہے یعنی دین کی جو باتیں تواتر کی راہ سے منتقل ہوکر دنیا میں پھیلی ہیں ان ہی باتوں سے ایک بات کا وہ منکر ہیں۔(العبقات ص۳ تا ۵)

اولیاء کے کشف پر قرآنی دلائل

پہلی دلیل:۔ خود حق تعالیٰ جل مجدہ فرماتے ہیں: فوجد اعبدا من عبادنا اتيناه رحمة من عندنا علمناه من لدنا علما (الی اخرالایات) پس دونوں نے میرے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جسے ہم نے اپنے حضور سے رحمت عطا کی تھی اور اپنے یہاں سے اسے علم سکھایا تھا۔

دوسری دلیل:۔ اسی طرح خداوند تعالیٰ ہی کا ارشاد ہے:''فارسلنا اليهارو حنا فتمثل لها بشرا سويا قالت اني اعوذ باا لرحمن منك ان كنت تقيا قال انما انا رسول ربك لاهب لك غلاما زكيا''

پس ہم نے بھیجا (مریم) کی طرف اپنی روح کو جو نمایاں ہوئی اس کے سامنے ایک پورے آدمی کی شکل میں مریم نے کہا میں رحمٰن کی پناہ میں آتی ہوں تجھ سے اگر تو کوئی مرد پارسا ہے تب روح نے مریم سے کہا کہ میں تیرے مالک کا پیامی ہوں اس لئے نمایاں ہوا ہوں تا کہ ایک صاف ستھرا لڑکا تجھے بخشوں۔

تیسری دلیل:۔خدا ہی نے فرمایا ہے:''اذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ اصطفاک وطھرک واصطفاک علی نساء العالمین یامریم اقنتی لربک و اسجدی وارکعی مع الراکعین''

اور دیکھو! جب فرشتوں نے کہا اے مریم اللہ نے قطعاً تجھے چن لیا ہے اور تجھے پاک کیا اور سارے جہانوں کی عورتوں سے اس نے تجھے چن لیا ہے اے مریم تو جھک جا اپنے مالک کے آگے اور سر ٹیک اس کے سامنے اور خمیدہ ہو جا اس کے آگے ان لوگوں کے ساتھ جو خدا کے سامنے خمیدہ ہو کر کھڑے ہیں۔

چوتھی دلیل:۔اور خدا ہی کا قول ہے:۔اذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسی ابن مریم وجیھافی الدنیا و الاخرۃ و من المقربین (الیٰ اخوالایات)

اور دیکھو جب کہا فرشتوں نے اسے مریم خدا نے تجھے بشارت دیا ہے ایک کلمہ (بات) کا اپنی جانب سے اس کا نام المسیح عیسی بن مریم ہے دنیا اور آخرت میں آبرووالا ہے اور ان لوگوں میں ہے جنہیں نزدیکی بخشی گئی ہے۔

پانچویں دلیل:۔خدا ہی فرماتا ہے:۔''واذا وحیت الی الحوارین ان آمنوابی وبرسولی''اور دیکھو! ہم نے جب حواریوں کو یہ وحی کی کہ مجھے بھی مانو اور میرے رسول کو بھی مانو۔

چھٹی دلیل:۔اور خدا ہی کا فرمان ہے:۔''لقداتینا لقمان الحکمۃ ان اشکر اللہ(الیٰ الایات) ہم نے لقمان کو یہ حکمت عطا کی کہ خدا کا شکرادا کرو۔ (آخر تک ان آیتوں کو پڑھ جاؤ)

ساتویں دلیل:۔خدا ہی فرماتا ہے:۔''انھم فتیۃ امنوا بربھم وزدنھم ھدی وربطنا علی قلوبھم اذا قاموا افقالواربنا رب السموات والارض لن ندعوا من دونہ الھا لقد قلنا اذا شططا''وہ چند جوان تھے مان لیا تھا انہوں نے اپنے رب کو اور بڑھا دیا ہم نے ان کو راہ پانے میں اور باندھ دیا ہم نے ان کے دلوں کو جب وہ کھڑے ہوئے تب بولے ہمارا پالنے والا آسمانوں اور زمینوں کا پالنے والا ہے ہرگز نہ پکاریں گے اس کے سوا ہم کسی دوسرے کو (اگر ایسا کیا ہم نے) تو بولے ہم غلط بات۔

آٹھویں دلیل:۔خدا ہی کا ارشاد ہے:۔''وارسینا الی ام موسیٰ ان اوضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تخزنی انارادوہ الیک وجا علوہ من المرسلین''اور وحی کی ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف اس بات کی کہ دودھ پلا موسیٰ کو پھر جب ڈرے تو موسیٰ پر تو ڈال دینا موسیٰ کو دریا میں اور نہ ڈرنا نہ غم کھانا، ہم قطعاً واپس کر دیں گے موسیٰ کو تیرے پاس اور بنانے والے ہیں اس کو ان لوگوں میں جو بھیجے گئے ہیں رسول بنا کر۔

نویں دلیل:۔خدا کا ہی قول ہے:۔'' قلنا یا ذالقرنین اما ان تعذبھم واما ان تتخذ فیھم حسنا''ہم نے کہا اے ذوالقرنین یا انکو عذاب دو یا ان میں نیکی حاصل کرو۔

دسویں دلیل:۔اور خدا کا ہی ارشاد ہے:۔''فلما فصل طالوت بالجنود قال ان اللہ مبتلیکم بنھر''جب طالوت فوج کو لے کر الگ ہوا کہا کہ اللہ تم لوگوں کو ایک نہر سے جا پہنچنے والا ہے۔

گیارھویں دلیل:۔اور یہ بھی اللہ تعالیٰ ہی نے فرمایا ہے:۔''وکتب قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہٗ''ان کے دلوں میں ایمان لکھا گیا اور خدا نے مدد کی اپنی طرف سے ان کی ان کی روح سے۔

کشف اولیاء احادیث کی روشنی میں

پہلی دلیل:۔''قد کا ن فیمن قبلکم من الامم محدثون من غیران یوحی الیھم فان بک فی امتی احد فعمر''تم

میں سے پہلی امتوں میں ایسے لوگ ہوا کرتے تھے جن سے بات کی جاتی تھی وحی نازل کئے بغیر پس میری امت میں کوئی ایسا ہے تو وہ عمر ہیں۔

دوسری دلیل:۔ رسول اللہ ﷺ ہی کا ارشاد مبارک ہے:۔''اتقوا فراسة المومن فانه ینظر بنورالله'' ڈرو مومن کی فراست اور اس کے تاڑ لینے سے کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

تیسری دلیل:۔ یہ بھی آنحضرت ﷺ کا قول مبارک ہے:۔''لم یبق من البنوة الا المبشرات'' نبوت سے بجز اچھے خوابوں کے اور کوئی چیز باقی نہیں رہی۔

چوتھی دلیل:۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے:۔''اری رویا کم قد تواطئت فی العشر الاواخر من رمضان فالتمسو ھانی لیلة کذا وکذا'' میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے خواب رمضان کے آخری دہے پر متفق ہو رہے ہیں پس چاہئے کہ ڈھونڈو (لیلۃ القدر) کو فلاں فلاں راتوں میں۔

پانچویں دلیل:۔ اذان کے متعلق جس صحابی رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا تھا اور حضور ﷺ سے آکر بیان کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: انھا لرویا حق قم یا بلال فاذن'' سچا خواب ہے بلال کھڑے ہو جاؤ اور اذان دو۔

چھٹی دلیل:۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:۔''من اخلص الله اربعین صباحا ظهرت ینا بیع الحکمة من قلبه علی لسانه'' چالیس دن تک جو اللہ ہی کے لئے مخلص کردے گا حکمت کے چشمے اس کے دل سے اس کی زبان پر جاری ہو جائیں گے۔

کشف صحابہ بھی سے منقول ہے:۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ بات کہ متعدد قرآنی آیات ان کی رائے کے مطابق نازل ہوئیں اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ بلکہ صحابہ کے آثار کی تلاش وجستجو کرنے والوں پر یہ امر مخفی نہیں رہ سکتا کہ انکے ساتھ عموماً اس قسم کی صورتیں پیش آتی رہتی تھیں یعنی باوجود پیغمبر نہ ہونے کے غیب سے علم پانے والوں کا ایک گروہ ان میں موجود تھا۔

پگڑی وٹوپی استعمال فرمانے والے علمائے کرام

(1) **مولانا ابوسعید شرف الدین رحمہ اللہ** سر پر سفید عمامہ زیب تن فرماتے۔ (دبستان حدیث ص ۲۲۶)

(2) **حضرت مولانا نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ** دہلی وضع کی گول ٹوپی زیب تن فرماتے۔ (دبستان حدیث ص ۲۷۵)

(3) **حضرت مولانا عطاء اللہ لکھوی رحمہ اللہ** سر پر ململ کا سفید عمامہ زیب تن فرماتے۔ (دبستان حدیث ۲۹۲)

(4) **مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی رحمہ اللہ** کا عمامہ سفید رنگ اور ہلکے سے کپڑے پر مشتمل تھا۔ (دبستان حدیث ص ۳۰۵)

(5) **حافظ احمد اللہ بڈھیمالوی رحمہ اللہ** سر پر سفید عمامہ زیب تن فرماتے۔ (دبستان حدیث ص ۳۶۷)

(6) **حضرت مولانا حافظ عبدالمنان نور پوری رحمہ اللہ** سر پر سفید عمامہ زیب تن فرماتے۔ (دبستان حدیث ص ۵۳۸)

(7) **حضرت مولانا محمد عبداللہ فیصل آبادی رحمہ اللہ** بھی عمامہ زیب تن فرماتے۔ (تذکرہ علمائے اہلحدیث ج ۲ ص ۴۰۰)

(8) **مولانا عبدالعزیز سابق ناظم دارالحدیث اوکاڑہ** سر پر کلاہ پر پگڑی باندھتے تھے۔ (تذکرہ علمائے اہلحدیث ج ۳ ص ۸۴)

(9) **مولانا ولی اللہ رحمہ اللہ بھاگیوال** چادر اور سر پر پگڑی کا استعمال فرماتے۔

(10) **حضرت مولانا عبدالوہاب رحمہ اللہ** (وفات ۱۹۳۲) جمعے کے روز سیاہ رنگ کی دستار زیب تن فرماتے اور آپ کے شاگردوں میں سے بعض پگڑی باندھتے بعض ٹوپی اور بعض سر پر معمولی کپڑا رکھتے تھے۔

(11) **مولانا نیک محمد رحمہ اللہ** سر پر ململ کی پگڑی زیب تن فرماتے۔ (کاروان سلف ۱۲۱)

(12) **حکیم نورالدین لائل پوری رحمہ اللہ** (وفات ۱۹۶۰) سر پر قراقلی ٹوپی زیب تن فرماتے۔ (کاروان سلف ۱۳۵)

(13) **مولانا عبداللہ اوڈھ رحمہ اللہ** (۱۹۶۶) سر پر کلے والی طرے دار' پگڑی زیب تن فرماتے۔ (کاروان سلف ۱۸۴)

(14) **مولانا محمد رفیق خان پسروری رحمہ اللہ** (وفات ۱۹۷۷) کلے پر طرے دار پگڑی زیب تن فرماتے۔ (کاروان سلف ۱۹۱)

(15) **مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ** سفر میں ململ کی پگڑی زیب تن فرماتے۔ (کاروان سلف ۲۳۹)

(16) **مولانا عبداللہ لائل پوری رحمہ اللہ** بھی عمامہ زیب تن فرماتے۔ (کاروان سلف ۲۶۵)

(17) **پیر بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ** سر پر ٹوپی زیب تن فرماتے۔ (کاروان سلف ۴۴۶)

(18) **چوہدری ظفر اللہ** (وفات ۱۹۹۷) سر پر قراقلی ٹوپی پہنتے۔ (کاروان سلف ۵۰۳)

(19) **مولانا ثناء اللہ ہوشیار پوری رحمہ اللہ** (وفات ۱۹۹۸) سر پر دھاری دار عمامہ جسے اس زمانے میں لونگی بھی کہا جاتا تھا زیب تن فرماتے۔ (کاروان سلف ۵۱۶)

(20) حضرت مولانا حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ مشہدی عمامہ زیب تن فرماتے۔ (نقوش عظمت رفتہ ۱۳۰)

(21) **مولانا کرم الٰہی رحمہ اللہ** سادہ لباس اور سر پر عمامہ زیب تن فرماتے۔ (نقوش عظمت رفتہ ۲۵۱)

(22) **مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ** سر پر سفید کھدر کی پگڑی زیب تن فرماتے۔ (نقوش عظمت رفتہ ۲۶۷)

(23) **مولانا عبدالقدوس میواتی رحمہ اللہ** سر پر سادھا کپڑا استعمال فرماتے۔ (نقوش عظمت رفتہ ۳۱۱)

(24) **خواجہ عبدالوحید رحمہ اللہ** سر پر قراقلی ٹوپی زیب تن فرماتے۔ (نقوش عظمت رفتہ ۴۱۵)

(25) **مولانا عبدالحیٔ فاروقی رحمہ اللہ** بھی قراقلی ٹوپی زیب تن فرماتے۔ (نقوش عظمت رفتہ ۴۴۶)

(26) **سید مولانا متین ہاشمی رحمہ اللہ** قراقلی ٹوپی زیب تن فرماتے۔ (نقوش عظمت رفتہ ۴۵۸)

(27) **قاضی حبیب الرحمان منصور پوری رحمہ اللہ** سر پر پٹیالے شاہی انداز کا سفید عمامہ زیب تن فرماتے۔ (نقوش عظمت رفتہ ۵۲۳)

(28) **شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ** سر پر سفید پگڑی زیب تن فرماتے۔ (والدی و مشفقی ص ۳۶)

(29) **پروفیسر غلام احمد حریری رحمہ اللہ** قراقلی ٹوپی زیب تن فرماتے۔ (گلستان ۲۵۸)

(30) **مولانا عبیداللہ مبارک پوری رحمہ اللہ** (وفات ۱۹۹۴) سر پر غالباً سفید ململ کا عمامہ زیب تن فرماتے۔ (گلستان حدیث ۲۷۷)

(31) **حکیم عبدالرحیم اشرف رحمہ اللہ** (وفات ۲۸ جون ۱۹۹۶) قراقلی ٹوپی زیب تن فرماتے۔ (گلستان حدیث ۳۰۱)

(32) **حضرت مولانا عبدالغنی رحمہ اللہ** عمری خطاب جمعہ اور عیدین کے موقع پر سر پر شملہ زیب تن فرماتے۔ (گلستان حدیث ۳۶۴)

(33) **حافظ عبدالرشید گوہڑوی رحمہ اللہ** (وفات ۱۸ جنوری ۲۰۱۰) سر پر سفید رنگ کا عمامہ زیب تن فرماتے۔ (گلستان حدیث ۴۰۲)

(34) **ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ** (ولادت ۱۹۵۳) سر پر قراقلی ٹوپی زیب تن فرماتے۔ (گلستان حدیث ۴۹۸)

(35) **مولانا محمد شریف چنگوانی رحمہ اللہ** (ولادت ۱۲۰ پریل ۱۹۵۵) سر پر ٹوپی زیب تن فرماتے۔ (گلستان حدیث ۵۱۵)

(36) **علامہ زماں قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمہ اللہ** پگڑی کھڑکی دار پٹیالے کی وضع کی زیب تن فرماتے۔ (مہر نبوت ص ۷)

(37) **حضرت میاں فضل حق رحمہ اللہ** قراقلی ٹوپی زیب تن فرماتے۔ (سوانح میاں فضل حق ۱۷۶)

(38) **مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ** لکھنوی طرز کی ٹوپی زیب تن فرماتے۔ (الاعتصام شمارہ ۵۲ ص ۲۳)

(39) **مولانا اسحاق بھٹی حفظہ اللہ** کے دادا کے چھوٹے بھائی حکیم محمد شریف اور حکیم محمد رمضان رحمہما اللہ دونوں بزرگ ململ کی دستار کا پہناوا زیب تن فرماتے۔ (گزر گئی گزران)

(40) **مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ** سفید کھدر کا عمامہ زیب تن فرماتے۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۱۲)

عصر حاضر کے علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف

اس وقت میں بھی بہت سے ایسے علمائے کرام اور محققین عظام، اکابر ملت موجود ہیں جو تصوف کا ذوق رکھتے ہیں، اپنی تقاریر اور مجالس میں تذکیہ باطن اور تصفیہ قلب کی علمی گفتگو فرماتے ہیں قرآنی وروحانی عملیات سے وابستہ ہیں۔ایسے چند حضرات سے بذریعہ ملاقات یا ان کی تقاریر کے اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

عصر حاضر کے علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف

حافظ عبدالغفور صاحب کا عنایت کردہ عمل:۔ حافظ عبدالغفور رحمہ اللہ بڑے اللہ والے اہلحدیث عالم دین تھے مرید کے کے قریب موضع ہنجاں والی میں مقیم تھے۔ان کے متعلق چوہدری عبدالرؤف صاحب فرماتے ہیں کہ حافظ صاحب رحمہ اللہ نے مجھے ایک وظیفہ بتایا تھا جو میں آج تک بڑے اہتمام کے ساتھ مسلسل پڑھ رہا ہوں اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میرے تمام مسائل حل فرمائے ہیں اور جب بھی کوئی مشکل بنی اسی وظیفہ کو خصوصی توجہ سے پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ میری مشکل دور فرما دیتے ہیں وظیفہ یہ ہے درود پاک 200 مرتبہ ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم'' 500 مرتبہ پھر درود پاک 200 مرتبہ۔

چار تھپکی پر چار بیٹے مل جانا (کرامت):۔حضرت مولانا سید بارک اللہ شاہ صاحب رحمہ اللہ بہت بڑے عالم تھے جنہوں نے موضع دھرنگ تحصیل کامونکی کے ایک پسماندہ سے مقام پر تقریباً 35 سال تک اللہ تعالیٰ کے دین کا نور پھیلایا اور اپنے ہاں ایک بہت بڑی لائبریری قائم کی۔شاہ صاحب رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے چھ بیٹیاں دیں بیٹا نہیں تھا۔ایک دفعہ شاہ صاحب رحمہ اللہ حضرت صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے پاس ماموں کانجن تشریف لے گئے اور صوفی صاحب سے گزارش کی کہ اللہ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بیٹے سے نوازیں۔صوفی صاحب رحمہ اللہ نے شاہ صاحب سے فرمایا کہ ٹھیک ہے تہجد کے وقت میں اٹھوں گا آپ بھی اٹھ جائیں پھر ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے چنانچہ تہجد کے وقت دونوں اصحاب اٹھ گئے۔نوافل ادا کرنے کے بعد صوفی صاحب رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا شروع کردی اور شاہ صاحب کی کمر پر چار مرتبہ قدرے زور سے تھپکی دی اور ہر تھپکی پر فرمایا یا اللہ شاہ جی کو بیٹا دے پھر اللہ تعالیٰ نے شاہ صاحب کو چار بیٹے دیئے۔

پریشان بیٹے کو مرحوم باپ کی تسلی:۔ حضرت مولانا سید بارک اللہ شاہ صاحب رحمہ اللہ کے بیٹے مولانا سید ثناء اللہ شاہ صاحب مقیم مرید کے فرماتے ہیں کہ وفات کے بعد ایک مرتبہ مجھے والد صاحب خواب میں ملے اور مجھے فرمانے لگے بیٹا پریشان نہ ہونا بس دین پر مضبوطی سے جمے رہو۔اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق مضبوط کرو۔اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرا بہت زیادہ اکرام کیا ہے۔

بقعہ نور میں ہاتف غیبی کی بشارت:۔ سید ثناء اللہ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں حج پر گیا اور باب بلال کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔میرے قریب کچھ اور پاکستانی بھی بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے دو افراد کسی دینی مسئلے پر گفتگو کر رہے تھے اور مطمئن نہیں ہو رہے تھے چنانچہ وہ میرے پاس آئے اور مسئلے کی وضاحت کیلئے مجھ سے پوچھنے لگے میں نے اپنی بساط کے مطابق بتا دیا تو ایک تیسرا بندہ میرا تعارف معلوم کرنے

لگا میں نے اپنے متعلق بتایا تو بڑے خوش ہو کر کہنے لگے آپ سید بارک اللہ رحمہ اللہ کے بیٹے ہیں وہ تو بڑے ولی اللہ تھے اور ایک قصہ سنانے لگے کہنے لگے میرا نام محمد یوسف ہے اور میں اصغر کالونی گوجرانوالہ میں رہتا ہوں۔ رمضان کا آخری عشرہ تھا کافی لوگوں کے ہمراہ میں اور شاہ صاحب بھی اعتکاف میں بیٹھ گئے۔ ستائیسویں شب تھی ختم قرآن پاک کے موقع پر مٹھائی تقسیم کی گئی اور دعا ہوئی مسجد بقعہ نور بن گئی اور اس دوران آواز آئی بارک اللہ کو معاف کر دیا گیا ہے میں دوڑ کر اپنے معتکف سے نکلا اور باہر دیکھا تو کوئی بندہ نظر نہ آیا اعتکاف والے حضرات کو دیکھا تو سب سوئے ہوئے تھے دوڑ کر شاہ صاحب کے خیمے میں داخل ہوا تھا دیکھا کہ شاہ صاحب سجدے میں پڑے رو رہے ہیں میں واپس اپنے خیمے میں آ گیا صبح ہوئی تو شاہ صاحب کے سامنے سارا واقعہ پیش کیا اور پوچھا کہ بتائیے کہ یہ کیا معاملہ تھا فرمانے لگے یہ میرا اور اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے میں نے کہا: لیکن اس معاملے میں مجھے بھی اللہ نے شریک کر دیا ہے آپ بھی مجھے بتائیں کہ یہ معاملہ کیا تھا تو شاہ صاحب نے یہ بات کسی اور کو نہ بتانے کی شرط پر بتائی کہ میں نے درود ابراہیمی اور آیت کریمہ کئی لاکھ کی تعداد میں پڑھنا شروع کیا ہوا تھا اور آج میری وہ مطلوبہ تعداد پڑھنے کی پوری ہوئی ہے اور جو کچھ آپ نے دیکھا ہے یہ سب اسی سلسلے میں تھا۔

اک دعا پر پریشانی کا ٹل جانا (کرامت): ۔مولانا عطاء الرحمٰن رحمہ اللہ شیخوپوری جو کہ مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ کے بیٹے ہیں انہوں نے بتایا کہ ایک دفعہ میں اور والد محترم تبلیغ کے سلسلہ میں سندھ گئے۔ وہاں ایک جگہ پر مولانا محمد حسین رحمہ اللہ نے تقریر کی۔ مخالف مسلک والوں نے تھانہ میں پرچہ کروا دیا چنانچہ پولیس آئی اور والد صاحب رحمہ اللہ کو گرفتار کر لیا گیا بڑی پریشانی ہوئی والد صاحب نے مجھے فرمایا عطاء الرحمٰن میری رہائی کیلئے کسی دنیادار کے پاس نہیں جانا تم صرف صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے پاس ماموں کانجن جاؤ اور جا کے انہیں تمام ماجرا بیان کرو اور میری طرف سے انہیں عرض کرنا کہ رہائی کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ میں سیدھا ماموں کانجن صوفی صاحب رحمہ اللہ کے پاس حاضر ہوا اور اپنا مدعا بیان کیا صوفی صاحب رحمہ اللہ نے ساری بات سننے کے بعد فرمایا عطاء الرحمٰن اب تم آرام کرو رات کو اللہ سے دعا کریں گے۔ پچھلی رات کو صوفی صاحب رحمہ اللہ خود بھی اٹھے اور مجھے بھی اٹھا دیا۔ ہم نے نماز تہجد ادا کی۔ نماز کے بعد صوفی صاحب رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ سے والد صاحب کی رہائی کیلئے دعا کی اور ایسی دعا کی کہ دعا کے وقت مجھے کامل یقین ہو گیا کہ انشاء اللہ رہائی ہو گئی ہے۔ دوسرے دن میں نے واپسی کا سفر اختیار کیا اور سندھ پہنچ گیا وہاں جاتے ہی مجھے پتہ چلا کہ والد صاحب کو رہائی مل چکی ہے۔

دو جڑواں بیٹوں کا مل جانا (کرامت):۔ ایک میاں بیوی کے پاس بچے نہیں تھے ماموں کانجن میں صوفی عبداللہ کے مدرسہ میں سالانہ جلسہ تھا۔ وہ دونوں میاں بیوی جلسہ میں گئے اور جلسہ کے بعد صوفی صاحب سے عرض کی کہ صوفی صاحب اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اولاد کی نعمت سے نواز دے صوفی صاحب رحمہ اللہ نے ان کیلئے اللہ سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کی اور انہیں دو بیٹے جڑواں عطاء کئے۔ سال بعد پھر جلسہ منعقد ہوا خاوند نے بیوی سے کہا چلو پھر صوفی صاحب کے جلسہ میں چلیں: بیوی کہنے لگی: میں نہیں جاؤنگی صوفی صاحب تو بوڑھی عورتوں کو بھی لنگوٹ بندھوا دیتے ہیں۔

کتاب کی چوری سے حفاظت (کرامت):۔ عبدالوحید سلیمانی صاحب فرماتے ہیں ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میری جیب سے اکثر پیسے نکل جاتے تھے میں اس کام سے بہت تنگ آ گیا مجبور ہو کر صوفی صاحب رحمہ اللہ کے ہاں حاضر ہوا اور اپنی سرگزشت بیان کی۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا سورہ فلق 200 مرتبہ صبح کی نماز کے بعد اور سورۃ الناس 200 مرتبہ شام کی نماز کے بعد پڑھیں اور پڑھائی کے دوران اپنی ران پر ہاتھ بھی ماریں۔ میں نے صوفی صاحب رحمہ اللہ کے فرمان کے مطابق ایسا ہی کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت فرمائی اس کے بعد میری جیب سے پیسے غائب نہیں ہوئے۔

مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی حفظہ اللہ کا ذوق تصوف

ابتدائیہ:۔ بقیۃ السلف حضرت مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی صاحب کا نام علمائے اہلحدیث میں ایک امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔تقریباً 37 سال انہوں نے مجاہد آباد میں درس وتدریس کی خدمات انجام دیں اور پھر لاہور مغلپورہ میں تشریف لے آئے۔اب پچھلے آٹھ سال سے فتح گڑھ عزیز پلی کے مقام پر ایک بہت بڑا مدرسہ جامعہ الدراسات الاسلامیہ قائم کر کے اس میں بخاری شریف پڑھا رہے ہیں اور جمعے کی خطابت بھی خود ہی فرماتے ہیں۔

مورخہ 12-09-29 بروز ہفتہ ظہر کی نماز جامعہ الدراسات الاسلامیہ میں با جماعت ادا کی۔نماز کی امامت مولانا مزمل احسن صاحب نے کرائی جو کہ وہیں کے مدرس ہیں۔نماز میں مولانا عبدالرشید صاحب مجاہد آبادی بھی موجود تھے اتنے میں مولانا عبدالرحمٰن فاروقی صاحب (جو وہاں مشکوۃ شریف پڑھاتے ہیں) بھی تشریف لے آئے اور ان کی وساطت سے مولانا عبدالرشید صاحب مجاہد آبادی سے ملاقات ہوئی۔ہمارے ساتھ مولانا ابو اسامہ صاحب بھی موجود تھے وہ بھی اس مدرسے میں پچھلے 5/6 سالوں سے استاد ہیں۔مولانا عبدالرشید صاحب کے ساتھ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی نشست ہوئی جس کے آخر میں مولانا صاحب کے بیٹے عبدالرؤف صاحب بھی تشریف لے آئے جو کہ مدرسے کے ناظم ہیں۔

اس نشست میں مولانا صاحب نے اپنے اساتذہ ومشائخ کے حالات و واقعات، ان کی نصیحتیں اور ان کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کو بیان فرمایا۔ایک خاص بات یہ کہ جب بھی مولانا صاحب حفظہ اللہ اپنے شیخ رحمہ اللہ کا تذکرہ کرتے تو ان کا نام بغیر دعا کے نہ لیتے اور ان کی باتیں کرتے کرتے بہت زیادہ آبدیدہ ہو جاتے اور ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آتے۔اسی نشست کے دوران کچھ لوگ بھی آتے رہے جنہیں مختلف مسائل کے حل کیلئے مولانا صاحب نے وظائف اور اعمال بتائے۔اب اس کی تفصیل مولانا صاحب کے الفاظ میں ہی درج ذیل ہے۔

اہل اللہ کی کچھ یادیں:۔ میں نے محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے ادارے دار العلوم تقویۃ الاسلام میں 12 سال پڑھایا ہے۔سید صاحب رحمہ اللہ میرے شیخ بھی تھے۔مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ، مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ اور مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمہ اللہ بھی میرے شیخ تھے۔مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ مجھے ایک دن فرمانے لگے کہ بیٹا ''لوگ اپنا شوق پورا کرنے کیلئے پیسے خرچ کرتے ہیں لیکن آپ کا شوق عجیب ہے۔آپ دار العلوم میں پڑھاتے ہیں شوق بھی پورا کرتے ہیں اور آپ کو پیسے بھی ملتے ہیں جبکہ لوگوں کو شوق پورا کرنے کیلئے پیسے خرچ کرنے پڑتے ہیں۔سید صاحب رحمہ اللہ بہت زیادہ ذکر کرتے تھے۔مدرسے کی اوپر والی منزل میں رہتے تھے لیکن ان کی چیخیں اور رونے کی آوازیں نچلی منزل میں رہنے والوں کو سنائی دیتیں۔

طلباء کی تربیت:۔ بسا اوقات فجر کے وقت اگر کوئی طالب علم بیدار نہ ہوتا تو سید صاحب رحمہ اللہ اوپر والی منزل سے ہی پانی کے چھینٹے مارتے تو سب جاگ جاتے۔

میرے شیخ ومرشد کا رعب وجلال:۔ سید صاحب رحمہ اللہ کا رعب اور جلال بہت زیادہ تھا۔میرے وہ شیخ تھے اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ سید صاحب رحمہ اللہ کا چہرہ کیسا تھا؟ تو میں نہیں بتا سکتا وہ بہت زیادہ ذاکر تھے (اسی لیے ان کی شخصیت میں ایک عجیب رعب ودبدبہ تھا) بعض اوقات جب وہ بچوں کو پڑھا کر فارغ ہو جاتے تو کوئی طالب علم فارغ وقت میں اخبار لیکر بیٹھ جاتا لیکن اگر سید صاحب رحمہ اللہ سامنے سے گزرتے تو ان کی تعظیم میں بچے اخبار نیچے کر لیا کرتے تھے۔

اللہ کی محبت کا چراغ:۔ یہ جو رعب وجلال ہے۔یہ روپے پیسوں سے حاصل نہیں ہوتا۔یہ تو اللہ کے ساتھ یاری لگانے سے حاصل ہوتا ہے۔جب تک انسان کے اندر اللہ کی محبت کا چراغ نہ جلے اور ''اوہدی محبت دے بھانبڑ نہ مچن'' تب تک کام نہیں بنتا اگر خود کوئی ٹھنڈا ہو تو وہ دوسروں کو آگ کیسے لگا سکتا ہے۔

12 سالوں میں کسی ننگے سر والے کو نہیں دیکھا:۔ میں نے 12 سال ان کے مدرسے میں پڑھایا وہاں کبھی بھی نماز میں کسی کو

ننگے سر نہیں دیکھا۔حتیٰ کہ بازاروں سے آنیوالے بھی ننگے سر نہیں ہوتے تھے چہ جائیکہ کوئی استاد یا طالب علم ننگے سر نماز پڑھے۔ننگے سر والا وہاں نماز پڑھ سکتا ہی نہیں تھا کیا مجال تھی کہ کسی نے ننگے سر نماز پڑھی ہوں۔

میری عمر اس وقت 82 سال ہوگئی ہے جب سے مجھے سید صاحب رحمہ اللہ کی صحبت نصیب ہوئی اس وقت سے آج تک میں نے کبھی ننگے سر نماز نہیں پڑھی۔گھر میں شاید کوئی پڑھی ہو لیکن مسجد میں کبھی نہیں۔الحمد للہ دل ہی نہیں کرتا ننگے سر رہنے کو۔ہم لوگوں کے پاس جائیں تو پہن پہنا کے جائیں لیکن یہاں مسجد میں ٹوپی نیچے پھینک کے نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ایک وقت تھا کہ اگر کوئی ننگے سر گلی میں سے بھی گزر جاتا تو اس کیلئے ننگے سر گزرنا مشکل ہوتا تھا۔اس وقت اتنی شرم وحیا تھی اب تو شرم وحیاء کا جنازہ ہی نکل گیا ہے۔

ہمارے بڑوں کا تسبیح استعمال فرمانا:۔ ہمارے بڑے تو سارے ہی تسبیح پڑھتے تھے۔میرے شیخ حضرت میاں محمد باقر رحمہ اللہ کے ہاتھ میں ہر وقت تسبیح رہتی تھی۔سید صاحب رحمہ اللہ کے ہاتھ میں بھی تسبیح ہوتی تھی۔ساری باتیں چھوڑ دو اگر تسبیح ہاتھ میں رکھنا منع ہے تو پھر جب حرمین شریفین میں جائیں تو وہاں کی دکانوں پر تو چار، چار، پانچ پانچ ہزار دانوں والی تسبیح بھی مل جاتی ہے بلکہ وہاں کی تسبیح تو بڑی معتبر سمجھی جاتی ہے وہاں کے علماء نے پھر فتوے کیوں نہیں دیئے کہ تسبیح ہاتھ میں رکھنا ناجائز ہے۔اللہ معاف فرمائے بس! ہمارے اندر خشکی بہت زیادہ ہے۔

خندہ پیشانی:۔ میں نے ایک جمعہ پڑھایا لوگوں کی عادت ہے کہ جمعے کے بعد کوئی مصافحہ کرتے ہیں کوئی گلے ملتے ہیں کوئی ماتھے پر بوسہ دیتے ہیں اور کوئی کندھے پر بوسہ دیتے ہیں۔ایک نو وارد آیا اور کہنے لگا کہ کیا جمعے کے بعد بغل گیر ہونا سنت ہے؟ جو بھی آتا ہے بغل گیر ہوتا ہے۔میں نے اسے جواب دیا سوہنے میری کوئی ڈیمانڈ نہیں ہے کہ مجھ سے مل کے جایا کرو۔لیکن جو مجھے ملے گا میں بھی اسے ملوں گا۔خود جا کے نہیں بلکہ جو کوئی بھی آ کے مجھ سے بغل گیر ہو تو لازمی مجھے بھی ہونا پڑے گا۔کہنے لگا پھر آپ مجھے بھی گلے ملنے دیں۔

توحید، ادب سکھاتی ہے:۔ ہمارے اندر خشکی بہت ہے۔ذکر تو ہم کرتے ہی نہیں ہم تو صرف فتوے لگاتے ہیں اور ہر وقت ایک دوسرے کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں۔سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ توحید کا سب سے پہلا زینہ ادب ہے۔جس بندے کے اندر ادب نہیں اس میں توحید کس چیز کی ہے؟ توحید تو ادب سکھاتی ہے۔ارے جس کے اندر ادب نہیں وہ بھی کوئی بندہ ہے۔

مرشد کے ادب کا حدیث جبریل سے ثبوت:۔ جب جبریل علیہ السلام لائے تو گھٹنے ٹیک کر نبی علیہ السلام کے سامنے بیٹھ گئے اور اپنے دونوں ہاتھ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی رانوں پر رکھ دیے پھر سوالات پوچھے اور اپنے اس عمل سے آنیوالی نسلوں کو بتا دیا کہ اپنے شیخ کے سامنے اس طرح باادب ہو کے بیٹھو۔

فیض حاصل کرنے کا طریقہ:۔ پہلے دور کے علمائے کرام اور صوفیائے کرام رحمہم اللہ کے دل پاک اور صاف ہوتے تھے۔میں نے کل جمعے کے خطبے میں ایک بات کہی کہ بکری بھی گھاس کھاتی ہے اور ہرن بھی لیکن ایک مینگنیاں دیتی ہے دوسرا کستوری حالانکہ گھاس ایک ہے۔شہد کی مکھی بھی پھول پہ بیٹھتی ہے اور بھڑ بھی،لیکن ایک کے اندر شہد بنتا ہے دوسرے میں زہر، اسی طرح گنے کو بھی پانی وہی لگتا ہے۔اور بانس کو بھی،لیکن ایک کے اندر رس بھرا ہوتا ہے اور دوسرا خالی ہوتا ہے۔میں نے کہا: مجھے مینگنیاں دینے والی بکری نہیں چاہیے۔نہ ہی بھڑ اور بانس چاہیئے۔آئے ہو تو گنا بن کے آؤ، شہد کی مکھی بن کے آؤ تاکہ تمہیں کچھ مل جائے نہیں تو فائدہ نہیں ہوگا۔ایسے ہی بے کار آتے رہو گے جب تک بیان کرنے والے کیساتھ عقیدت نہ ہو تب تک فیض نہیں ملتا۔

بدگمانی تو زہر ہلاہل کیطرح ہے:۔ اسی خطبے میں یہ بات بھی بیان کی کہ ایک مرتبہ رات کے وقت اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت صفیہ بنت حیی تشریف لائیں۔واپسی پہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں چھوڑنے جا رہے تھے جب راستے میں 2 انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا تو فرمایا ٹھہر جاؤ! (مفہوم ہے کہ) انہوں نے عرض کی۔حکم فرمایئے؟ فرمایا'' هذه صفية بنت حيي زوجتي'': یہ میری بیوی صفیہ ہے۔انہوں نے پوچھا کہ ہمیں کیوں بتا رہے ہیں؟ فرمایا شیطان بڑا پاپی ہے اس نے تمہارے دل میں بات ڈالنی تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

مصلے اور منبر کیا کہتے ہیں ہم نے خود نہیں پرائی عورت کے ساتھ دیکھا ہے۔ جب شیطان یہ بات ڈال دیتا تو تم میرے فیض سے محروم رہ جاتے مجھے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا لیکن تمہارا بیڑہ تباہ ہو جائے گا۔ اس لیے میں نے تو تمہیں بچالیا ہے تاکہ تم کہیں شکار نہ ہو جاؤ۔ اب جو میں بیان کروں گا وہ تمہارے دل میں داخل ہوگا کیونکہ تمہارا ذہن میرے متعلق ٹھیک ہے۔

تہجد نہ پڑھنے والا مخلص نہیں:۔ مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ سے ہم نے حدیث کی کتاب پڑھی۔ وہ فرماتے تھے کہ جو امام مسجد پانچوں نمازیں پڑھاتا ہو لیکن تہجد گزار نہ ہو وہ مخلص نہیں ہے۔ اگرچہ وہ پانچوں نمازوں کی امامت کروا رہا ہے۔ اگر وہ مخلص ہوتا تو اس نے تہجد بھی پڑھنی تھی۔ اب اس لیے نہیں پڑھ رہا کہ نمازوں کی امامت کروانا اس کا روزگار ہے اور تہجد پڑھنے کے اسے پیسے نہیں ملنے۔ یہ انہوں نے بڑی اونچی بات کہی ہے۔

منحوس نیکی اور مبارک گناہ:۔ اس دن میں پڑھ رہا تھا کہ منحوس ہے وہ نیکی جو بندے کو غرور کی طرف لے جائے اور مبارک ہے وہ گناہ جو بندے کو توبہ کی طرف لے جائے۔ اس نیکی کو کیا کرنا ہے جس سے بعد میں بندے میں اکڑ پیدا ہو جائے اس سے تو گناہ ہی اچھا ہے جس نے پکڑ کے بندے کا دماغ سیٹ کر دیا کہ بندے کا پتر بن اور سچی توبہ کر لے۔ یہ گناہ اچھا ہے جس نے توبہ کروا دی وہ نیکی جس نے بندے کے اندر غرور پیدا کیا وہ تو اسے جہنم میں لے جائے گی۔

دعا بعد الصلوٰۃ...... میرے مرشد کا معمول:۔ مولانا محمد اسماعیل سلفی نوراللہ مرقدہ ہر فرض نماز کے بعد دعا کرواتے تھے۔ اللہ کی شان کہ ایک دن گوجرانوالہ میں مولانا کی مسجد میں ایک ایسے عالم دین آ گئے جو نماز کے بعد دعا کے قائل نہیں تھے۔ مولانا رحمہ اللہ نے انہیں ظہر کی نماز پڑھانے کیلئے مصلے پر کھڑا کر دیا۔ اب لوگوں نے آپس میں چہ مگوئیاں شروع کر دیں کہ حضرت صاحب رحمہ اللہ نے جس آدمی کو مصلے پر کھڑا کیا ہے وہ تو نماز کے بعد دعا مانگنے کے قائل ہی نہیں ہیں۔ جب یہ دعا نہیں کرائیں گے تو لوگوں میں بدمزگی پھیل جائے گی۔ مولانا سلفی رحمہ اللہ بہت دانا تھے۔ بلکہ سید داؤد صاحب رحمہ اللہ تو یہ فرماتے تھے کہ جب کوئی بندہ ایک مسئلہ بیان کرے تو اس کے پاس 70 من عقل ہونی چاہئے کیونکہ ''پاجانے ہر کوئی تے ٹمکا جانے کوئی کوئی'' سرمہ تو ہر کوئی لگا لیتا ہے لیکن چٹا کسی کسی کو ہے۔ مولانا رحمہ اللہ کو پتہ تھا کہ انہوں نے دعا نہ کرائی تو مسجد میں فتنے کا خطرہ ہے انہوں نے سلام پھیرتے ہی ایک رقعے پر لکھوایا کہ فلاں آدمی بیمار ہے آپ اس کیلئے دعا کروا دیں۔ ان صاحب نے جب رقعہ پڑھا تو فوراً کہنے لگے کہ بھئی دعا مانگو اللہ بیماروں کو شفاء دے دے۔ ہم نے تو ساروں کو ہی نماز کے بعد دعا کرتے دیکھا ہے۔ میرے شیخ حضرت میاں محمد باقر رحمہ اللہ وقت کے ولی تھے وہ ہر نماز کے بعد دعا مانگتے تھے۔

میرے مرشد کا مجھ پر احسان عظیم:۔ حضرت میاں محمد باقر رحمہ اللہ بہت باکمال انسان تھے۔ مجھ سے پوچھو..... پوچھو کہ ان کا کیا مقام ہے۔ آج سے 60 سال پہلے 1953ء میں میں ساہیوال میں عربی ٹیچر لگ گیا۔ میری تقرری کے آرڈر آ چکے تھے۔ میں اس کی تحقیق کرنے کیلئے مجاہد آباد سے ساہیوال جانے کیلئے سائیکل پر سوار ہو کر نکلا۔ ادھر حضرت میاں محمد باقر رحمہ اللہ جو تاندلیانوالہ کے قریب جھوک دادو میں رہتے تھے انہیں پتہ چل گیا کہ میرا مرید ایسے ایسے جا رہا ہے۔

پتوکی کے قریب پہنچ کر مجھے پیشاب کی حاجت محسوس ہوئی۔ میں نے سائیکل ایک طرف کھڑی کر کے تھوڑا دور جا کے حاجت پوری کی اور جب ہاتھ وغیرہ دھو کے واپس مڑا تو کیا دیکھا کہ سائیکل کے قریب میرے شیخ میاں محمد باقر رحمہ اللہ موجود تھے اور بیٹھ کر اپنا جوتا ٹھیک کر رہے تھے۔ میرے دل میں شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ تجھے روکنے آئے ہیں ان کے قریب نہ جا اور چپکے سے اپنی سائیکل پکڑ کر اپنی راہ لے۔ میں نے اپنے آپ کو ملامت کیا کہ او کمینے انسان! آگے بڑھ سامنے تیرے شیخ رحمہ اللہ ہیں میں آگے بڑھا اور عرض کی السلام علیکم! فرمایا وعلیکم السلام ''بھرا کدھے چلیا ایں'' ''او بھائی کہاں جا رہے ہو؟ میں نے عرض کی کہ حضرت! میری تقرری ہوگئی ہے میں عربی ٹیچر لگ گیا ہوں اس لیے ساہیوال جا رہا ہوں فرمایا ''میری بات سمجھو تو تم جہنم میں جا رہے ہو بس ان کی یہ بات دل میں بیٹھ گئی۔ شیطانیت ختم ہوگئی۔

اگر بالفرض میں چلا جاتا تو ساری عمر "مآء ،لحم، ارض، سماء" پانی، گوشت، زمین، آسمان، روٹی وغیرہ پڑھاتے ہی گزر جاتی۔ انہوں نے مجھ پر یہ عظیم احسان کیا اور میرے رب نے کروایا کہ ہم نے اسے ہندو سے مسلمان کیا ہے اب ہم نے اسے کرسی پر نہیں بیٹھنے دینا بلکہ منبر رسول ﷺ پر بٹھانا ہے۔ اللہ نے میرے شیخ رحمہ اللہ کو سبب بنایا۔ جب اللہ کسی کا بھلا چاہتا ہے تو اس کیلئے اسباب مہیا کر دیتا ہے۔ کہاں جھوک دادو اور کہاں پتوکی۔ میرے شیخ رحمہ اللہ وہاں سے تشریف لائے۔ میں نے ایک بار ان سے عرض کی میاں جی! اگر میری کوئی نیکی اللہ کے ہاں قبول ہو رہی ہے تو وہ آپ رحمہ اللہ کے نامہ اعمال میں لکھی جا رہی ہوگی کیونکہ آپ رحمہ اللہ مجھے یہاں لائے تھے اگر میں ادھر چلا جاتا تو زیادہ سے زیادہ پروفیسر لگ جاتا اور کیا ہوتا؟ یہاں تو میں قرآن وحدیث پڑھاتا ہوں اس عظیم کام کے پیچھے نبی ﷺ کی دعا ہے کہ یا اللہ اس بندے کو تروتازہ اور ہرا بھرا رکھ جس نے میری حدیث یاد کی اور آگے پہنچا دی۔ اسے موسم خزاں سے ہمیشہ بچائے رکھ۔

روح کی تازگی:۔ ہماری روح ہری بھری ہے اگرچہ بظاہر کمزور ہیں کیونکہ ہمارے پیچھے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی دعا ہے۔ روح کو ہرا بھرا رکھنے کیلئے رزق حلال ہو، صدق مقال ہو اور شرم وحیاء والی آنکھ ہو۔ بندے کی خلوت اور جلوت ایک جیسی ہو اور بندہ اندر باہر سے ایک جیسا ہو تب جا کے روح کی تازگی نصیب ہوتی ہے۔ یہ نہ ہو کہ ہاتھی دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور، گنگا گئے تو گنگا رام، جمنا گئے تو جمنا داس، بغل میں چھری اور منہ میں رام رام نہ ہو۔

مرشد کی نصیحت اپنا کام کیے جاؤ:۔ پھر میں نے سید محمد داؤد رحمہ اللہ کے مدرسے میں تدریس شروع کر دی۔ اور مغلپورہ کی مسجد توحید میں خطیب لگ گیا۔ میں نے اپنے شیخ میاں جی رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ لوگ مجھے مغلپورہ میں کام نہیں کرنے دیتے روڑے اٹکاتے ہیں۔ فرمانے لگے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی حیات مبارک میں تو مدینہ منورہ منافقین سے پاک نہ ہو سکا تم مغلپورے کو پاک کرنا چاہتے ہو یہ تم سے نہیں ہوگا۔ تم بس اپنا کام کرتے جاؤ وہ اپنا کام کرتے ہی رہیں گے۔

لاڈلے ولی کا مجذوبانہ انداز:۔ صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کا تو اللہ کے ساتھ معاملہ ہی اور تھا۔ ان کی تو منزل ہی بہت اونچی تھی وہ تو بعض اوقات دعا کے دوران اللہ تعالیٰ سے جھگڑ پڑتے تھے۔

مولانا عبدالرشید صاحب مجاہد آبادی کے روحانی عملیات اور وظائف

گھریلو جھگڑوں کیلئے:۔ میرے پاس ایک مرتبہ ایک میاں بیوی آئے اور کہنے لگے کہ گھر میں امن وسکون نہیں ہے اور ہر وقت لڑائی جھگڑا رہتا ہے۔ میں نے انہیں کہا 100 بار تیسرا کلمہ اور آخری 2 قل معوذتین 40.40 بار پڑھ کے اپنے ہاتھوں پر پھونک مار کے سارے جسم پر مل لو اور پھر سب گھر والوں کے کانوں میں پھونک مارو یہ عمل 40 دن تک کرو۔ جو لوگ تمہارے خلاف حسد وبغض کیوجہ سے کچھ کر رہے ہیں یا کسی کمینے دجال نے اپنا رنگ دکھایا ہوا ہے اس کے اثر کو زائل کرنے اور دشمن کی گرہوں کو کھولنے کیلئے یہ عمل کرو۔ انشاءاللہ العزیز اپنے جسم کے جوڑ جوڑ کے اندر راحت وسکون ملتا ہوا محسوس کرو گے۔ لیکن اس کیساتھ یہ شرط ہے کہ ٹی وی اور کیبل وغیرہ نہیں دیکھنی۔ جو بندہ ٹی وی اور کیبل دیکھتا ہو اللہ پاک اسے کبھی سکون عطا نہیں کرتا کیونکہ جو رحمٰن کے ذکر سے آنکھیں چراتا ہے اللہ پاک اسے اس کے حال پہ چھوڑ دیتے ہیں اور پھر شیطان اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔

صحت وتندرستی کیلئے: اسی دوران ایک نوجوان آیا اور کہنے لگا کہ میں بیمار رہتا ہوں دعا فرما دیں تو اسے فرمایا کہ میں تمہیں ایک وظیفہ دیتا ہوں کہ روزانہ 41 بار سورۃ فاتحہ مع 11 بار اول وآخر درود شریف پڑھ کے اپنے ہاتھوں پہ پھونک مار کے سارے جسم پر مل لیا کرو۔ اللہ شفاء دے گا انشاءاللہ لیکن اس کے ساتھ کیبل اور ٹی وی سے پرہیز کرنا ہے۔ وہ جوان کہنے لگا کہ الحمدللہ ہمارے گھر میں ٹی وی ہے ہی نہیں۔

اولاد کی نافرمانی کیلئے: اسی طرح ایک عورت اپنی بچی کو لیکر آئی اور کہا کہ یہ چھٹی جماعت میں پڑھتی ہے لیکن نہ اپنے ماں باپ کی بات

مانتی ہے نہ ہی اپنے سکول میں آرام سے بیٹھتی ہے بلکہ ہر وقت کسی نہ کسی سے لڑتی جھگڑتی رہتی ہے۔تو فرمانے لگے کہ یہ ایک وظیفہ بچی خود پڑھ کے اپنے اوپر دم کرلے کہ روزانہ 100 بار تیسرا کلمہ اور 40.40 بار آخری 2 قل پڑھ کے ہاتھوں پہ پھونک مار کے اپنے پورے جسم پر مل لے اور یہ عمل 40 دن تک مسلسل کرے۔انشاءاللہ جوڑ جوڑ میں ٹھنڈ پڑ جائے گی لیکن شرط یہ ہے کہ ٹی وی اور کیبل نہیں دیکھنی تب اس پڑھائی کا فائدہ ہوگا۔

عمل برائے جمیع مشکلات و حاجات: آخر میں مولانا صاحب کو ایک کال آئی جس میں کوئی عالم دین مدرسہ بنانے کیلئے گفتگو کررہے تھے مولانا صاحب نے انہیں فرمایا آپ ماشاءاللہ عالم دین ہیں آپ کو ایک پڑھائی بتانے لگا ہوں وہ یہ کہ عشاء کے بعد 2 رکعت نفل صلوٰۃ الحاجت پڑھ کے سلام پھیرنے کے بعد سجدے میں گر جاؤ اور 100 مرتبہ پڑھو(رب اغفرلی) پڑھنے کا رنگ ڈھنگ ایسا ہو کہ جب زبان سے ''رب اغفرلی'' نکلے تو اس وقت دل کی کیفیت یہ ہو کہ ''یا اللہ میں لکھاں تو وہی ہولا ہو گیا واں'' اس مختصر عمر میں جتنی بے ادبیاں نالائقیاں اور گستاخیاں کرچکا ہوں سب کچھ لے کر تیرے سامنے آ گیا ہوں۔اب معاف بھی کردے اور عطا بھی کردے۔حتیٰ کہ اللہ پاک کو پتہ چل جائے کہ یہ بندہ اندر باہر سے ایک جیسا ہو گیا ہے اور اس کے دل کی ساری میل کچیل صاف ہوگئی ہے۔پھر سر اٹھا کے 10 منٹ مسلسل دعا کرو اور اس دعا میں یہ عرض کرو کہ یا اللہ! میں تیرا گھر بنانا چاہتا ہوں میرے لیے ہر قسم کی سہولت اور آسانی نصیب فرمادے اور مجھے وہ جگہ دینا''یہ میرے الفاظ یاد رکھنا'' یا اللہ مجھے وہ جگہ دینا جہاں بیٹھا ہوا میں تجھے اچھا لگوں میں نے تو تیرے دین کا کام کرنا ہے اگر میں کام بھی کرتا رہا اور تجھے اچھا بھی نہ لگا تو کیا فائدہ۔''فیر میں جم کے کیہہ کھٹیا اے'' یہ میرے فقرے بار بار دہرانا اور ہاتھ جوڑ کے آنسو بہا کے ذرا اندر کی کیفیت کیساتھ دعا کرنا اور 10 منٹ تک مسلسل اللہ سے باتیں کرتے رہنا۔

اس کے ساتھ ساتھ روزانہ فجر کے بعد 313 بار سورۃ کہف کی آیت ''ربنا اتنا من لدنك رحمة و هيي لنا من امرنا رشدا'' پڑھتے رہو۔یہ عمل 40 دن تک کرنا ہے بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ ساری زندگی کا معمول بنالو شرط یہ ہے کہ ٹی وی کیبل نہیں دیکھنی۔میری بات غور سے سنو میرے بیٹے دل سے دعا مانگنا۔جب دل سے دعا مانگو گے تو عرش کو ہلا کے رکھ دو گے اور عرش خود کہے گا کہ یا اللہ! اس بندے کا کام کردے۔اور ہاں! دعا کرتے ہوئے کبھی یہ بھی تصور کرلینا کہ یا اللہ! میں نے تب تک ہاتھ نیچے نہیں کرنے جب تک اپنے کانوں سے نہ سن لوں کہ جا بندے تیرا کام کردیا گیا ہے۔ذرا کافی زیادہ آنسو بہا کے تے بلھیاں بنا کے اس کیفیت کیساتھ دعا کرنا پھر دیکھنا کہ اللہ پاک کو ترس آجائے گا۔اسے تو ہم جیسوں پر ترس آ گیا ہے۔کبھی آ کے دیکھو 3 کنال کا رقبہ 4 منزلہ بنا ہوا ہے۔اللہ نے فرمایا کوئی بات نہیں ہم جو تیرے ساتھ ہیں تیرے سارے مسئلے حل ہوجائیں گے۔یہ عمل خلوت میں اور دل سے کرو پھر دیکھو اللہ کی رحمت کے بادل کس طرح سایہ کرتے ہیں۔یہ کیفیت بتاتے ہوئے مولانا صاحب رو پڑے اور بعد میں آنسو صاف کرتے ہوئے کھانا کھانے کیلئے تشریف لے گئے۔

مولانا عطاء اللہ خلیل حفظہ اللہ کا ذوق تصوف

مولانا عطاء اللہ خلیل صاحب سے یہ ملاقات مورخہ 10-11-2012 کو ان کے گھر میں ہوئی جو کہ فیصل آباد کے ایک نواحی گاؤں 171 گ ب (بمبو) میں واقع ہے۔گھر کے نزدیک ہی ایک بہت بڑی مسجد ہے جو کہ تقریباً 36 مرلے میں بنی ہوئی ہے۔مسجد کے ساتھ بچیوں کا ایک مدرسہ ہے۔جو مولانا موصوف کی زیر نگرانی چل رہا ہے اس مسجد میں نماز پڑھنے کا ایک عجیب ہی سکون ملتا ہے۔اس مسجد میں خاص بات یہ ہے کہ ظہر کے وقت تقریباً 35 نمازیوں میں سے صرف 5/4 لوگوں کے سر ننگے تھے اور مسجد میں جگہ جگہ تسبیح لٹکی ہوئی تھی۔جو کہ اس بات کی غمازی کررہی تھی کہ اس علاقے میں ابھی سلف صالحین کی روایات باقی ہیں اس مسجد کا سنگ بنیاد حضرت میاں محمد باقر رحمہ اللہ نے مورخہ 01-01-1964ء کو رکھا اور یہ مسجد جامع مسجد اہلحدیث 171 گ ب سے موسوم ہے۔

اس ملاقات کے دوران مولانا موصوف کے 2 صاحبزادے بھی موجود تھے۔بڑے بیٹے عطاء الرحمٰن صاحب نے فیصل آباد سے

D.H.M.S کیا ہوا ہے اور گھر سے ملحقہ ایک ہومیو کلینک چلا رہے ہیں۔ چھوٹے بیٹے حفیظ الرحمٰن صاحب فیصل آباد میں پرنٹنگ پریس کا کاروبار کرتے ہیں۔ اس ملاقات میں مولانا صاحب نے اپنے شیخ حضرت میاں محمد باقر رحمہ اللہ کی کرامات کا تذکرہ کیا ان کے تعویذ لکھ کر دینے کا واقعہ بھی سنایا۔ سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ صاحب سے وابستہ یادیں بھی تازہ ہوئیں۔ مولانا صاحب خود بھی تعویذ لکھ کر دیتے ہیں اور ہر نماز کے بعد اہتمام کیساتھ دعا کرواتے ہیں۔ تفصیل انشاء اللہ آگے آرہی ہے۔

حصول فیض اصلاحی و روحانی:۔ ہمارا آبائی گاؤں شکر گڑھ کے نزدیک ہے۔ جب میں دارالعلوم تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ لاہور المعروف مدرسہ غزنویہ میں پڑھتا تھا اس وقت میرے استاد گرامی مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ نے میرے نام کیساتھ لقب ''خلیل''رکھا۔ حضرت میاں محمد باقر رحمہ اللہ جو کہ امام عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ سے فیض یافتہ تھے۔ ان کیساتھ ہمارا خصوصی تعلق تھا وہ ہم پر خاص شفقت فرماتے حتیٰ کہ میرے بڑے بھائی کی اور خود میری شادی پر بھی میاں صاحب رحمہ اللہ میلوں لمبا سفر کر کے ہمارے گاؤں میں تشریف لائے۔

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کی کرامات

قرآن کا استحضار:۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کے پاس بیٹھنے سے بہت مزہ آتا تھا۔ یقین جانیں کہ جو مفہوم حدیث ہے کہ ولی کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کے پاس بیٹھنے سے خدا یاد آتا ہے اور دنیا سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ یہ بات میاں صاحب رحمہ اللہ پہ صادق آتی تھی۔ میں نے اپنی زندگی میں میاں صاحب رحمہ اللہ کا سب سے بڑا کمال یہ دیکھا کہ درس دیتے وقت جو بھی موضوع شروع فرماتے مثلاً جنت دوزخ، حقوق العباد، علم وغیرہ، آیت پر آیت، حدیث پر حدیث پڑھتے تھے۔ میری 68 سال عمر ہوگئی ہے میں نے اپنی پوری زندگی میں قرآن پاک کا اتنا استحضار میاں صاحب رحمہ اللہ میں دیکھا یا پھر ان کے بعد دوسرے نمبر پر مولانا طارق جمیل صاحب حفظہ اللہ میں دیکھا جو دیوبندی ہیں۔ اور قرآن پڑھتے بھی ایسے کہ جس میں کوئی تکلف نہ ہو۔ ایسے جیسے انسان باتیں کر رہا ہو۔

جنات کی پہریداری:۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ اپنے گھر میں بچیوں کا مدرسہ چلاتے تھے جس میں ان کو ''احوال الآخرت'' اور ''زینت الاسلام'' 2 کتابیں پڑھائی جاتیں۔ پورے پنجاب میں عورتوں کا یہ سب سے پہلا مدرسہ تھا۔ گندم کی کٹائی کے بعد کچھ لوگوں نے میاں صاحب رحمہ اللہ کے مدرسے کیلئے ایک کنال گندم کے دانے اور توڑی کا ہدیہ دیا۔ توڑی ابھی کھیت میں ہی پڑی تھی اس وقت چوری کرنیوالے بڑے فخر سے چوری کیا کرتے تھے۔ چنانچہ رات کے وقت چور اپنی بڑی سی چادروں میں توڑی ڈال رہے تھے تو دور سے 2 آدمی ہاتھوں میں لالٹین لیے آتے دکھائی دیئے چوروں نے توڑی وہیں پہ چھوڑی اور بھاگ گئے۔ وہ لالٹین بردار بھی واپس لوٹ گئے۔ تھوڑی دیر گزری تو چور پھر آ گئے اور توڑی ڈالنے لگے۔ لالٹین والے بھی پھر آ گئے اور چور بھاگ گئے اس طرح مسلسل 4/3 مرتبہ ہوا۔ آخر صبح کے وقت چور حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھنے لگے کہ آپ رحمہ اللہ نے کن کو پہرے پر مقرر کیا ہوا تھا؟ میاں صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بھائی میں نے تو کسی کو نہیں بٹھایا تھا۔ اللہ ہی بہتر جانے کہ وہ لالٹین والے کون تھے مجھے تو کچھ پتہ نہیں ہے۔

ولی کی گستاخی کی سزا (کرامت):۔ حضرت صاحب رحمہ اللہ کے دور میں گاؤں کا جو نمبردار تھا اس کی 6/5 مربع زمین تھی اس وجہ سے وہ دولت کے نشے میں مست تھا۔ اور میاں صاحب رحمہ اللہ کو ہر وقت طنز کرتا رہتا اور مذاق اڑایا کرتا کہ میاں رحمہ اللہ نے نہ جانے کہاں کہاں سے بلا کر درویش پالے ہوئے ہیں جو ہر وقت روٹیاں کھاتے رہتے ہیں۔ ایسی اور بہت سی گستاخیاں کرتا رہتا۔ میاں صاحب رحمہ اللہ کے مزاج میں حلم تھا وہ نظر انداز کر دیا کرتے۔ اللہ کی شان کہ اس نمبردار کی آنکھوں کی بینائی سلب ہوگئی۔ حالانکہ وہ بالکل صحت مند تھا لیکن نہ جانے کیسے وہ بالکل اندھا ہو گیا۔ آس پاس کے سب لوگ کہنے لگے کہ تو میاں صاحب رحمہ اللہ سے مذاق کرتا تھا اس وجہ سے تجھے بددعا لگی ہے۔ وہ روتا پیٹتا میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتا اور کہتا کہ میری 5 مربع زمین بھی لے لیں اور باقی ساری جائیداد بھی لے لیں بس معاف کر دیں۔ حضرت فرماتے بھئی میں نے کوئی بددعا نہیں کی۔ وہ آخر تک ٹھیک نہ ہوا اور اسی طرح بینائی کو ترستا ہوا مر گیا۔

بکثرت تسبیح پڑھنا:۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ بہت زیادہ تسبیح پڑھا کرتے تھے اور اکثر اٹھے بیٹھتے اللہ پاک سے کہتے کہ ''اللہ اسی تیرے غلام''''اللہ اسی تیرے غلام''۔

آیت الکرسی کی برکت (کرامت):۔ میاں صاحب رحمہ اللہ کا ایک شاگرد تھا جو ہمارے گاؤں کے بالکل آخر میں رہتا ہے وہ پکا نمازی ہے اور بہت زیادہ ذکر کرتا رہتا تھا اس نے اپنی حویلی (جو گاؤں سے تھوڑے فاصلے پر ہے اور وہ علاقہ جانوروں مویشیوں کی چوری کی آماجگاہ ہے) کے اندر بہت خوبصورت بیل اور اچھی نسل کی بھینسیں رکھی ہوئی ہیں۔ والدین کا اکلوتا بیٹا ہے۔ والد فوت ہو گئے ہیں گھر میں اس کی بیوی اور بوڑھی ماں رہتی ہے اس لیے وہ ماں کی خدمت کیلئے روزانہ رات کے وقت گھر آ جاتا ہے اور اپنی حویلی پر صرف آیۃ الکرسی پڑھ کے پھونک دیتا ہے حتیٰ کہ اس نے کوئی کتا بھی نہیں رکھا ہوا میں نے بھی اسے کئی مرتبہ سمجھایا لیکن اس کا آگے سے یہی جواب ہوتا ہے کہ ''اللہ دیا بندیا ،اللہ راکھا اے''۔ بہرحال یہ واقعہ ان چوروں نے خود سنایا جو ایک رات اس کے بیل چرانے کی نیت سے اسکی حویلی پہنچے۔ ابھی وہ حویلی سے تھوڑا دور ہی تھے کہ اچانک سامنے سے ایک بہت بڑا شیر ان کی طرف لپکا وہ وحشت کے مارے پیچھے کی طرف بھاگے اور شیر واپس مڑ گیا۔ کہنے لگے کہ ہمیں یقین تھا کہ مختار نے تو کتا بھی نہیں رکھا ہوا یہ کیا چیز تھی۔ ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ہمیں کھا ہی جائے گا دوسرے دن بھی ایسے ہی ہوا اور تیسرے دن بھی یہی واقعہ پیش آیا آخر کار انہوں نے اس حویلی کا خیال ہی دل سے نکال دیا اور مختار سے پوچھنے لگے کہ یہ کیا بلا تھی؟ وہ کہنے لگا: مجھے تو کچھ خبر نہیں میں نے تو اللہ کے سپرد کر کے کہا ہوا ہے کہ اللہ توں راکھا ایں میری بوڑھی ماں ہے میں اس کی خدمت کرنے گھر جا رہا ہوں۔ اصل میں نیک لوگوں کی اللہ پاک خود مدد کرتا ہے۔

ولی باکمال کی زیارت کی سعادت:۔ جب ہم حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں بیٹھے ہوتے تو کبھی کبھار ان کے پاس صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ تشریف لاتے تب ہم نے ان کی زیارت کی تھی۔

مرشد کی کرامت مرید کی زبانی:۔ ہمارے نواحی قصبے تاندلہ منڈی میں صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے ایک خاص مرید ڈاکٹر یعقوب صاحب نے مجھے ایک واقعہ سنایا اور کہا کہ میں ایک دن صوفی صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ ایک زمیندار کے پاس گیا۔ قریب ہی ایک اونٹ بندھا ہوا تھا۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ تشریف فرما تھے کہ اتنے میں اونٹ نے پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ اور اس کے چھینٹے صوفی صاحب رحمہ اللہ پر پڑے۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے یکدم فرمایا ''جا اوئے تیرا پیشاب بند ہو جائے'' یہ فرمانا تھا کہ اونٹ کا پیشاب واقعی بند ہو گیا۔ اب اونٹ بے چارہ تکلیف کے مارے ادھر ادھر بدکنے لگا اونٹ کے مالک نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے معافی مانگی اور درخواست کی کہ حضرت دعا فرما دیں اللہ اسے ٹھیک کر دے۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے دعا مانگی اور اونٹ نے پھر پیشاب کرنا شروع کر دیا۔

سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ کیساتھ وابستہ یادیں

طلباء کی تربیت اور ادب سکھانا:۔ جب ہم دارالعلوم تقویۃ الاسلام میں پڑھتے تھے تو اس دور میں مدرسے کے بڑے ہال کے بالکل سامنے سید صاحب رحمہ اللہ کا دفتر ہوتا تھا۔ سید صاحب رحمہ اللہ کی شخصیت بڑی بارعب تھی کبھی شلوار پہنتے تھے اور کبھی تہبند باندھا کرتے۔ سر پر ہر وقت ٹوپی رکھتے۔ ان کا چہرہ ابھی تک میری آنکھوں کے سامنے ہے کسی بھی طالب علم کو ننگے سر رہنے کی اجازت نہیں تھی۔ اور نہ ہی استاد کے سامنے ایک گھٹنہ کھڑا کر کے کوئی بیٹھ سکتا تھا (جس طرح آج کل مساجد میں حفظ کرنے والے بچے بیٹھتے ہیں) بلکہ یہ حکم تھا کہ دوزانو ہو کر بیٹھا جائے۔

سید صاحب رحمہ اللہ کی نفاست مزاجی:۔ ایک مرتبہ کسی طالبعلم نے اپنی چارپائی الٹی کھڑی کر دی یعنی پاؤں والی سائیڈ اوپر کی طرف تھی۔ سید صاحب رحمہ اللہ کی نظر پڑ گئی فوراً سرزنش فرمائی اور فرمایا کہ بیٹے آپ یہاں کچھ سیکھنے آئے ہوئے ہو لہٰذا یہ بھی آپ کی تربیت کا حصہ ہے۔

باکمال مرشد کی سید صاحب رحمہ اللہ کو تنبیہ:۔ میرے بڑے بھائی مولانا عبدالغفور صاحب نیکی میں بہت آگے ہونے کی وجہ سے

سید صاحب رحمہ اللہ کی طرف سے جماعت کروانے پر مامور تھے۔ایک دفعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ مدرسے میں تشریف لائے اور جب بھائی صاحب کو جماعت کرواتے ہوئے دیکھا تو جلال میں آگئے اور سید صاحب رحمہ اللہ سے فرمانے لگے''جماعت توں آپ کرایا کر''۔''داؤد !تو خود جماعت کروایا کر، تیرا حق بنتا ہے''۔

سید صاحب رحمہ اللہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ سے عمر میں چھوٹے تھے۔ ویسے بھی وہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کی بہت زیادہ عزت وتکریم کیا کرتے تھے۔لہٰذا اس نماز کے بعد ساری عمر سید صاحب رحمہ اللہ خود امامت کروایا کرتے۔حتیٰ کہ یہ حکم تھا کہ نماز کے مقررہ وقت کے بعد 10 منٹ تک ہمارا انتظار کیا جائے۔اور اگر کسی کو جلدی ہو تو وہ اپنی پڑھ لے۔لیکن نمازیوں کی کیا مجال کہ کوئی سید صاحب رحمہ اللہ کے حکم آگے سر اٹھائے۔

ننگے سر مریدین کی سرزنش:۔ سید صاحب رحمہ اللہ کے پاس شیعہ، سنی، بریلوی تمام حضرات آتے رہتے تھے۔حتیٰ کہ فیروز پور وٹواں، نبی پور پیراں اور کوٹ رادھا کشن کے ایک گاؤں میں سید صاحب رحمہ اللہ کے مریدوں کی کثیر تعداد ہے۔ان کے نماز پڑھانے کے وقت اگر کوئی نمازی ننگے سر پہلی صف میں نظر آجاتا تو فرماتے''پیچھے ہٹ جاؤ، یہ سنت کے خلاف ہے ہم لوگوں نے سنت کو مذاق ہی بنالیا ہے'' سید صاحب رحمہ اللہ نماز کے دوران بہت زیادہ روتے تھے۔خاص طور پر تہجد کے وقت تو بہت ہی زیادہ رویا کرتے تھے۔

میرے مرشد کا تسبیح وتعویذ استعمال فرمانا:۔ میں یہ واقعات اکثر اپنے مقتدی حضرات کو سنایا کرتا ہوں اور الحمدللہ ہماری مسجد میں ننگے سر والوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔بس ایک دو بندے ہیں جو متعصب اہلحدیث ہیں۔یہ جو تعصب ہے نا! یہ بڑی خطرناک بیماری ہے۔میرے شیخ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تسبیح بھی پھیرتے تھے نماز کے بعد دعا بھی کرواتے تھے اور تعویذ بھی دیا کرتے تھے۔

بکثرت لوگوں کو تعویذ عطا فرمانا:۔ میاں صاحب رحمہ اللہ جب کبھی گندم کا عشر اکٹھا کرنے ہمارے گاؤں میں تشریف لاتے تب میں دیکھتا کہ اکثر لوگ ان سے تعویذ کا مطالبہ کرتے۔حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کے پاس کچی پنسل ہوتی اور وہ جیب میں سے کاغذ نکال کر پھاڑ پھاڑ کر لوگوں کو اس آیت کا تعویذ لکھ کر دیا کرتے۔''رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین''۔

مولانا عطاءاللہ خلیل حفظہ اللہ کے تعویذات

وظائف خیر وبرکت کیلئے تعویذ:۔ میرے پاس بھی لوگ تعویذ لینے کیلئے آتے ہیں میں بھی انہیں اسی آیت کا تعویذ لکھ کر دے دیا کرتا ہوں!''رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین''۔

بچوں پر نظر بد کیلئے:۔ بچوں کیلئے میں یہ تعویذ لکھ کر دیتا ہوں''اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق وان یکا دالذین کفروالیزلقونك بالبصارھم لما سمعوا الذکر ویقولون انه لمجنون''(سورۃ قلم آیۃ 51)اس کے ساتھ سورۃ کہف کی آیت ''ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ ''ملادیتا ہوں اور کبھی یہ دعا لکھ دیتا ہوں۔'' بسم اللہ الذی لایضر مع اسمه شئی فی ا لارض ولا فی السماء وھوالسمیع العلیم''۔

ہر بیماری کیلئے دم:۔اگر کوئی دم کروانے آئے تو 7 بار سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کر دیتا ہوں کیونکہ یہ ہر قسم کی تکلیف کیلئے مجرب ہے۔

میرا ذاتی تجربہ:۔میرا ایک ذاتی تجربہ ہے کہ جب کبھی دل پریشان ہو یا کوئی پریشانی آجائے یا میرے معمولات تلاوت وغیرہ چھوٹ جائیں یا کسی رشتہ دار کی طرف سے یا کسی مقتدی کی طرف سے مجھے کسی قسم کی کوئی تکلیف پہنچے تو میں کثرت سے اس وظیفے کا ورد شروع کر دیتا ہوں۔اور اللہ پاک میرا وہ مسئلہ حل کر دیتا ہے۔''حسبی اللہ لااله الا ھو علیه توکلت وھو رب العرش العظیم''یہ میرا مجرب عمل ہے سالہا سال سے خود بھی پڑھ رہا ہوں اور لوگوں کو بھی بتاتا رہتا ہوں۔

شریر کی شرارتوں سے بچنے کیلئے:۔ میرے ایک مقتدی کی 3/2 مربع زمین ہے لیکن کچھ شریر اور بدمعاش قسم کے لوگ اس کی زمینوں میں اپنے مویشی کھلے عام چھوڑ دیتے ہیں ایک دن اس نے مجھ سے صورتحال بیان کی تو میں نے اسے کہا کہ تو دن رات مسلسل ''حسبنا اللہ ونعم الوکیل'' پڑھ لیکن ایک بات یاد رکھنا کہ اگر یقین سے پڑھو گے تو انشاءاللہ پاؤ گئے کیونکہ بات تو صرف یقین کی ہے۔

اس آیت کا ذکر سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 173 میں ہے کہ اللہ تعالی کی طرف سے جنگ خندق والے دن اس آیت کا حکم آیا تھا اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے جب اس آیت کو پڑھا تو اس کی برکت سے دشمن پیچھے ہٹ گیا۔

لوگوں سے محبت اور عزت حاصل کرنے کیلئے:۔ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ اہلحدیثوں کے سردار تھے۔انہوں نے اپنی کتاب الداء والدواء میں لکھا ہے کہ اگر عزت اور قدر ومنزلت چاہتا ہو اور یہ چاہے کہ جہاں بھی جاؤں محبت کی نظر سے دیکھا جاؤں تو جانے سے پہلے چند مرتبہ یہ کلمات پڑھ لے۔''الحمد اللہ الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملك ولم یکن لہ ولی من الذل وکبرہ تکبیرا''(سورۃ بنی اسرائیل آخری آیت)''اللہ اکبر اللہ اکبر لاالہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد''۔یہ سب مسنون اور قرآنی دعائیں ہیں میرا ایمان ہے کہ جس طرح جسمانی خوراک ہوتی ہے اسی طرح یہ روحانی خوراک بھی ضرورت کے مطابق استعمال کرتے رہنا چاہئے۔

جنات کیساتھ واسطہ: ایک دفعہ ہمارے ایک دوست حمید صاحب کی بیٹی پر جنات نے قبضہ کر لیا۔جب میں نے جا کر دیکھا تو وہ لڑکی بہت آگ بگولہ ہوئی بیٹھی تھی۔میں نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟اس میں سے کسی جننی کی آواز آئی اور اس نے اپنا نام بتایا۔اور یہ بھی بتایا کہ ہم آپ کے مدرسے میں آپ کے پیچھے نماز بھی پڑھتے ہیں اور آپ سے ہی قرآن پاک بھی پڑھا ہوا ہے۔میں نے کہا کہ پھر اس بے چاری کو کیوں تنگ کرتی ہو؟ کہنے لگی کہ آپ نے بڑی محنت سے اسے ساری مسنون دعائیں یاد کروائی ہوئی ہیں لیکن کل اس نے آکر بغیر دعا پڑھے پیشاب کر دیا اور وہاں ہم بیٹھے تھے لہٰذا ہم نے اس سے بدلہ لینا ہے آخر کافی منت سماجت کے بعد اس لڑکی کی جان چھوٹی۔

اسی طرح ایک اور صاحب کے بیٹے پر جنات کا قبضہ تھا۔جب میں نے جا کر پوچھا تو اس لڑکے میں ایک جن بولا اور کہنے لگا کہ میرا نام ابو وقاص ہے ہم اہلحدیث ہیں اور مجاہدین ہیں ہم نے باقاعدہ معسکرات میں جا کر جہاد کی ٹریننگ لی ہوئی ہے اور اس وقت آپ کے گھر کے ساتھ والے سکول میں رہتے ہیں میں نے پوچھا اس لڑکے سے کیا چاہتے ہو؟ کہنے لگا کہ ہم اصل میں سندھ سے آئے ہوئے ہیں ہمارا باقی قبیلہ ابھی سندھ میں وادی دامان میں ہی آباد ہے ہمیں وہاں کے ایک مشرک اور خبیث عامل نے قید کیا ہوا ہے۔یہ لڑکا ایک دفعہ اپنے ایک دوست کے ہاں گیا تھا جو کہ فیصل آباد میں رہتے ہیں اور ان کے ہاں اولاد نہیں ہے انہوں نے اس عامل سے کوئی عمل کرنے کو کہا تو اس نے انہیں تعویذ دے کر کہا یہ کسی کو پلا دو ادھر اس کی موت ہو جائے گی ادھر تمہارے گھر اولاد ہو جائے گی۔جب یہ گیا تو اس لڑکے کو انہوں نے پیپسی میں گھول کر تعویذ پلا دیئے۔اور ہم اس بے چارے کو تنگ کرنے پر مجبور ہو گئے حالانکہ ہم اسے تنگ نہیں کرنا چاہتے بلکہ بعض اوقات تو جب اس کی حالت زیادہ خراب ہوتی ہے تو ہم اعمال کر کر کے اس پر دم کرتے ہیں تا کہ یہ ٹھیک ہو جائے بالآخر وہ اس بات پر اس لڑکے کو چھوڑنے پر راضی ہو گیا کہ میں اپنی بہن سے مشورہ کرتا ہوں اور ہم واپس سندھ چلے جاتے ہیں۔

وہ جن مجھ سے کہنے لگا کہ مولانا صاحب! باہر سے آنے والے ہدیے اور کھانے ذرا سوچ سمجھ کر استعمال کیا کریں۔ایک دفعہ میں آپ کے کچن میں بیٹھا تھا آپ کو کسی کے گھر سے چاول آئے۔میں نے جونہی چکھے تو پتہ چل گیا کہ وہ مشکوک رزق ہے۔میں نے اس سے پوچھا کہ تو ہمارے کچن میں کیا کر رہا تھا؟ کہنے لگا بس اللہ پاک نے ایسا ہی نظام رکھا ہے کہ ہم نے آپ کے کھانے میں سے ہی کھانا ہوتا ہے۔

عرب کے ایک عامل شیخ:۔ دوران ملاقات مولانا صاحب کے ایک ہمسائے اویس صاحب آ گئے جو کافی عرصے سے سعودیہ میں مقیم ہیں۔وہ بتانے لگے کہ وہاں طائف سے تین چار سو کلومیٹر آگے میں کام کرتا ہوں وہاں ایک عامل شیخ عبدالرحمٰن صاحب ہیں جو کہ عربی ہی ہیں انہوں نے ایک سینٹر بنایا ہوا ہے جس کا باقاعدہ طور پر لائسنس بنا ہوا ہے وہاں کثیر تعداد میں لوگ جادو جنات کے مسائل کا حل لینے آتے

ہیں مرد وخواتین علیحدہ علیحدہ کمروں میں بیٹھتے ہیں ہر کمرے میں سپیکر لگے ہوئے ہیں شیخ عبدالرحمٰن صاحب کے ساتھ میرے بہت قریبی تعلقات ہیں وہ مائیک میں کچھ مخصوص قرآنی آیات وغیرہ پڑھتے ہیں اور اس طرح لوگ وہاں سے شفاء یاب ہو کر لوٹتے ہیں۔

مرشد کی نصیحت پر ساری زندگی عمل:۔ مولانا عطاء اللہ خلیل صاحب فرمانے لگے کہ مولانا مجاہد آبادی صاحب بھی ہم سے بہت محبت کرتے ہیں اور صرف اس لیے کہ ان کے مرشد حضرت میاں محمد باقر رحمہ اللہ ہم سے خصوصی محبت کیا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ پہلے جب میں ان کے پاس ملاقات کے لئے گیا تو مجھ سے مل کر وہ بھی رو پڑے اور میں بھی رو پڑا۔ پوچھنے لگے تہجد پڑھتے ہو میں نے بتایا کہ کبھی پڑھ لی کبھی چھوڑ دی فرمایا حیف ہے اس عالم پر جو تہجد نہیں پڑھتا۔ بس اس دن کے بعد میری تہجد نہیں چھوٹی۔

اب میری عمر 68 سال ہوگئی ہے نمازوں کی امامت اور جمعے کی خطابت میں خود ہی کرتا ہوں صبح فجر کے بعد درس قرآن دیتا ہوں۔

مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی حفظہ اللہ کے درس سے اقتباس

تعارف:۔(ساہیوال میں دیئے گئے درس سے اقتباس) مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی فرماتے ہیں کہ میرا بچپن ہندوؤں کیراڑوں میں گزرا 15 سال کی عمر میں اللہ پاک نے مجھے ایمان کی دولت دی جب تک میں نابالغ رہا ہندوؤں میں رہا جب بالغ ہوا اللہ نے فرمایا کہ اب تو اسلام میں ہی رہے گا۔ 37 سال میں نے مجاہد آباد میں گزارے۔

ماں کی جوتیوں کی بدولت دعا کی قبولیت:۔ وہاں مجاہد آباد میں دوران خطبہ میں نے ایک بات کہی کہ جس بندے کی دعا قبول نہ ہوتی ہو وہ اپنی ماں کے جوتے سر پر اٹھا کر پھر دعا کرے اس کی دعا قبول ہوگی۔

اہلحدیثوں کا ڈر:۔ اہلحدیثوں سے ڈر بھی لگتا ہے اگر تم کہو کہ اس بات کا قرآن یا حدیث سے حوالہ دو تو میں حوالہ تو نہیں دے سکتا لیکن یہ کہوں گا کہ یہ میرے دل کی آواز ہے۔

کوڑھ کے مرض سے نجات:۔ مجاہد آباد میں نذیر احمد حلوائی کو کوڑھ کا مرض لگ گیا اس نے بہت علاج کروائے لیکن ڈاکٹروں نے کہا کہ ہمارے پاس تیرا کوئی علاج نہیں ہے تو لا علاج ہے اور اسی حالت میں مر جائے گا وہ آکر مجھے کہنے لگا کہ مولوی صاحب میں نے جمعے والے دن آپ سے یہ بات سنی تھی اور جا کر تہجد کے وقت اپنی ماں کے جوتے سر پر اٹھا کر اللہ پاک سے اپنے مرض کی شفاء مانگی اور الحمدللہ میں صحت یاب ہو گیا ہوں۔ میں نے کہا کہ تو نے اپنی ماں کے جوتے کو سلام کیا اللہ نے تجھے سلامتی عطا فرما دی اس بات کا حبیب الرحمٰن گواہ بیٹھا ہے اس نے اپنی آنکھوں سے اس حلوائی کو دیکھا تھا جسے کوڑھ کے مرض سے نجات ملی۔

اللہ کے نام کی لذت:۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی ماں نے دعا کر کے پکارا۔ ''اللہ'' جانے کس رنگ میں پکارا ہوگا۔ تم بھی کبھی اکیلے بیٹھ کر کہا کرو ''اللہ''۔ تم دیکھو گے کہ عرش سے آواز آئے گی اے میرے نام میں لذت حاصل کرنے والے! جس طرح تجھے مزہ آیا ہے اسی طرح عرش پر ہمیں بھی سواد آ گیا ہے۔ اللہ! تیرے نام میں بڑی مستی ہے دل کرتا ہے کہ اڑ کر آکے تیری رحمت کی گود میں بیٹھ جائیں اور تجھ سے ملیں یہ تو ہم حضرت آسیہ علیہ السلام سے پوچھیں گے کہ تجھے رب کہنے میں کتنا مزہ آیا تھا؟ ارے میں اللہ کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ رب کہنے میں، اللہ کہنے میں بڑے ہی مزے ہیں بس بتائے نہیں جا سکتے۔

رب کا دیدار کسے ہوگا:۔ اللہ! ہم سب گناہوں کی طرف جا رہے ہیں تو اپنی رحمت کا چھینٹا ڈال کے جنت میں ہماری چھلانگ ہی لگوا دے وہاں ہم تجھے دیکھیں گے۔ سن لو! جس کی آنکھیں جھوٹی ہیں اسے اللہ کا دیدار نہیں ہوگا۔ اگر کوئی 90/80 سال کا بندہ کہے کہ حضرت صاحب میری آنکھیں جوٹھی ہوگئی ہیں اس کا کوئی علاج ہی بتا دیں تو پھر میں قرآن کی یہ آیت پڑھوں گا۔ ''ومن یعمل سوءا اویظلم نفسه ثم یستغفر الله یجد الله غفورا رحیما'' جو آدمی ساری عمر گناہ کرتا رہا ہو اس نے کوئی شرارتوں اور خباثتوں والا کام چھوڑا ہی نہ ہو پھر اسے ہوش

آجائے اور اللہ سے سچے دل سے معافی مانگ لے تو اللہ پاک فرماتا ہے کہ میں تجھے تیری پچھلی زندگی کا طعنہ بھی نہیں دوں گا اور معاف فرمادوں گا لہٰذا اپنی نظروں کو پاک کرلو۔

ماں اور مرشد کی دعا لینے والا ناکام نہیں:۔ میرا ایمان ہے کہ جس کے پیچھے ماں کی دعا ہو اور اس کے شیخ کی دعائیں ہوں میں اللہ کی قسم کھا کے کہتا ہوں اور منبر رسول ﷺ پر بیٹھ کے کہہ رہا ہوں کہ اس بندے کی کبھی کمر نہیں لگ سکتی۔ شاید تہجد پڑھنے کا اتنا ثواب نہ ہو جتنا ثواب ماں کی خدمت کرنے اور اسے مٹھیاں بھرنے کا ہے۔

اعمال کے نت نئے مزے:۔ حجر اسود کو چومنے کا مزہ الگ ہے طواف کا اور مزہ ہے۔ مقام ابراہیم علیہ السلام کے سامنے نفل پڑھنے کا اور مزہ ہے۔ مسجد نبوی ﷺ شریف میں عبادت کرنے کا اور مزہ ہے مسجد قباء کا اور مزہ ہے اسی طرح ہر سورت پڑھنے کے مزے بھی الگ الگ ہیں قل شریف کا اور مزہ، سورۃ فلق اور الناس کا اور مزہ ہے سورۃ طٰہٰ یٰسین کے اور مزے ہیں سورۃ مزمل، مدثر کے اور مزے ہیں۔ سورۃ دھر کا اور مزہ ہے قرآن میں تو مزے ہی مزے ہیں۔

اہل اللہ سے پیار ہمارے ایمان کا حصہ ہے:۔ اے کاش کہ تم اللہ کے یار بن جاؤ۔ جا کر اصحاب کہف سے پوچھو جن کے بارے میں اللہ پاک فرماتا ہے کہ اے غار میں 309 سال تک سونے والو! تمہارے پہلو بھی میں خود ہی بدلوں گا کیونکہ تم میرے ہوگئے ہو، میں تمہارا ہوگیا ہوں۔ یہ باتیں میں کوئی سنی سنائی تقریر نہیں کر رہا بلکہ تفسیر ''جامع البیان'' میں میں نے خود پڑھا تھا کہ ہر سال کے بعد اللہ پاک ان کے پہلو تبدیل کر دیتا تھا۔ اللہ کے کسی ولی کے ساتھ دشمنی نہ کرنا اگر ایسا کرو گے تو اللہ پاک فرماتا ہے اے میرے ولی! اس کی باتوں کا جواب تم نہ دینا اب میں جانوں اور تمہارا دشمن جانے۔ جب تم یہ کہتے ہو کہ مجھے فلاں اللہ والا اچھا نہیں لگتا۔ تمہیں کیا خبر کہ اس کی تو تاریں اللہ کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں یہ تو جب تم دیکھو گے تو پتہ چلے گا کہ اس کی راتیں کس طرح روتے ہوئے اور آنسو بہاتے ہوئے گزرتی ہیں اور کبھی اس کی ساری رات سجدے میں ہی گزر جاتی ہے اور تمہیں وہ اچھا نہیں لگتا۔ جب تم کہتے ہو کہ مجھے فلاں اللہ والا اچھا نہیں لگتا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ذلیل آدمی تو خود مجھے اچھا نہیں لگتا۔ اگر اچھا لگتا ہوتا تو میرے یار بھی تجھے اچھے لگتے۔ آج ایک بات کھل کر بیان کردوں کہ جو بندہ یہ کہے کہ مجھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ تو پیار ہے لیکن اللہ والوں کے ساتھ پیار نہیں سمجھ لو کہ وہ جھوٹا ہے اسکا اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کوئی پیار نہیں۔

درویش فقیر کی اہم بات:۔ ''اغسلوا اربع باربع وجوهكم بماء اعينكم السنتكم بذكر خالقكم قلوبكم بخشية ربكم وذنوبكم بتوبتكم''۔ آج اس درویش فقیر کی بات سن لو! اپنے چہروں کو اپنی آنکھوں کے پانی سے دھولو اپنی زبانوں کو (خالق) اللہ کے ذکر کے ذریعے پاک کرلو۔ اپنے دلوں کی اس کی خشیت کے ذریعے دھولو۔ اور اپنے گناہوں کو سچی توبہ کے ساتھ دھولو۔ گلے شکوہ نہ کیا کرو جا کر پوچھو امام بخاری رحمہ اللہ سے جو فرماتے ہیں کہ مجھ پر اللہ کا بہت فضل و کرم ہے۔ جب میں قیامت والے دن اللہ کے سامنے جاؤں گا تو میرے نامہ اعمال میں کسی کی چغلی نہیں ہوگی۔

حافظ محمد اسماعیل حفظہ اللہ کا ذوق تصوف

تعارف:۔ مولانا حافظ محمد اسماعیل صاحب اعوان ٹاؤن لاہور میں رہائش پذیر ہیں وہاں کی مقامی مسجد جامع مسجد رحمانیہ اہلحدیث میں روزانہ فجر کے بعد درس ارشاد فرماتے ہیں۔ تقریباً 28 سال ایک سرکاری سکول میں ٹیچنگ بھی کرتے رہے ہیں لیکن اب ریٹائرڈ ہو چکے ہیں تفصیل انہی کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔

خاندانی پس منظر:۔ ذات کے اعتبار سے ہم کمبوہ ہیں۔ 3/2 نسلیں پہلے ہمارے اجداد سکھ تھے اور ہندوستان میں اٹاری شام سنگھ سے آگے ایک گاؤں گرینڈا میں رہتے تھے۔ پھر بعد والوں کو اللہ پاک نے اسلام کی نعمت سے نوازا اور سارے کے سارے اہلحدیث ہوگئے

ہمارے والد صاحب کا نام مولانا محمد ابراہیم رحمہ اللہ تھا کہ جو کہ آیت الکرسی کے عامل تھے (تفصیل انشاء اللہ اگلے صفحات پر آئیگی) فاروق آباد سے آگے ایک گاؤں سرکاری خورد ہے وہاں کی مسجد ابراہیمیہ میرے والد صاحب رحمہ اللہ کے نام پر ہی ہے جو کہ وہاں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔اب اس مسجد کا نام الصدیق رکھ دیا گیا ہے اور میرے بھائی مولانا محمد اسحاق صاحب وہاں کے خطیب ہیں۔ ہماری والدہ کا نام سائرہ بی بی تھا۔

اساتذہ اور تعلیمی مراکز:۔ ہمارے ایک استاد صاحب کا نام بھی مولانا محمد ابراہیم رحمہ اللہ تھا جو کہ اعوان پٹیاں کے قریب چند گاؤں میں ہوتے تھے۔ دوسرے استاد مولانا فضل الرحمٰن صاحب تھے جو گوندلانوالہ کے تھے اور حافظ آباد روڈ پر مسجد مبارک اہلحدیث میں درس وتدریس کے منصب پر فائز تھے۔ہم نے ان سے احادیث پڑھی ہیں۔ان کے ذریعے سے مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ ہمارے دادا استاد تھے۔مولانا فضل الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ ہمیں احادیث کیساتھ ساتھ سکول بھی پڑھاتے تھے۔احادیث پڑھنے کے بعد جب اللہ پاک نے دل میں قرآن حفظ کرنے کا شوق ڈالا تو میں نے جامعہ القدس چوک دالگراں کا رخ کیا۔ جہاں پر حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی رحمہ اللہ اور ان کے دو بھائی حافظ محمد صاحب رحمہ اللہ اور حافظ احمد صاحب رحمہ اللہ بھی ہوتے تھے اور ان کے چچا حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ بھی وہیں پر ہوتے تھے۔ان مدارس کے علاوہ میں نے صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے مدرسے جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن میں بھی تعلیم حاصل کی ہے۔

مولانا محمد اسماعیل کی بیعت تصوف:۔ ماموں کانجن میں مجھے صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی سعادت ملی پھر ان کی وفات کے بعد مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بھی بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

مرشد اور اساتذہ کی نصیحتیں:۔ ہمارے اساتذہ حافظ عبدالقادر روپڑی صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ علم پڑھنا بھی اللہ کیلئے ہو اور آگے پھیلانا بھی محض اللہ کیلئے ہی ہو۔اسی طرح صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ اور ان کے بعد مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ بھی ایسی ہی نصیحت فرمایا کرتے تھے حتیٰ کہ مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ تو حلفیہ بیان لیا کرتے اور اقرار کرواتے تھے کہ میں نے جو کچھ سیکھا وہ محض اللہ کی رضا کیلئے آگے لوگوں کو بانٹوں گا اور کسی قسم کی دنیاوی غرض نہیں رکھوں گا۔اس لیے میں جس مسجد یا مدرسے میں بھی رہا ہوں وہاں بغیر تنخواہ کے تبلیغ وتربیت کا کام کرتا رہا ہوں اور الحمدللہ ابھی تک اس اصول پر کاربند ہوں۔ دنیاوی ضروریات اللہ پاک میری پنشن کے ذریعے پوری کروا رہا ہے۔

اسلاف کو کبھی ننگے سر نہیں دیکھا: ہمارے جتنے بھی اسلاف، علماء کرام گزرے ہیں وہ ہمیشہ سر ڈھانپ کر رکھتے تھے۔حافظ عبداللہ روپڑی صاحب رحمہ اللہ اور حافظ عبدالقادر روپڑی صاحب رحمہ اللہ سر پر مشہدی عمامہ باندھتے تھے۔صوفی محمد عبداللہ صاحب کے سر پر پگڑی ہوتی تھی اور اوپر ایک چادر رکھتے تھے۔اسی طرح مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ اور مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ کو بھی کبھی ننگے سر نہیں دیکھا۔اب جو ننگے سر رہنے کی وباء پھیلی ہوئی ہے یہ تو بس جہالت ہے۔

اسلاف تو ہاتھ میں تسبیح بھی رکھتے:۔ ہم نے ہر وقت صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی۔ ہمارے والد صاحب مولانا محمد ابراہیم رحمہ اللہ کے ہاتھ میں بھی تسبیح ہوتی تھی اور وہ ہر وقت کچھ نہ کچھ پڑھتے رہتے تھے۔حتیٰ کہ لیٹے لیٹے بھی وہ تسبیح پڑھتے رہتے تسبیح ہاتھ میں پکڑ لینے سے کوئی شرک وبدعت میں مبتلاء نہیں ہوجاتا تسبیح تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ انہوں نے ایک دھاگے میں گرہیں لگائی ہوئی تھیں اور ان پر شمار کیا کرتے اسی طرح ان سے کھجور کی گٹھلیوں پر پڑھنا بھی ثابت ہے۔

مرشد اور مشائخ سے ملے وظائف

صوفی عبداللہ رحمہ اللہ سے ملا ہوا وظیفہ:۔ اللہ کے ذکر کی طرف طبعی میلان ہونا چاہیے ہمیں چونکہ شروع سے ہی عملیات کا شغف تھا لہٰذا ایک دن ہمارا ایک سیالکوٹ کا ساتھی کہنے لگا کہ تم کہتے ہو کہ صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ بہت بڑے عامل ہیں تو چلو ہم بھی جا کر ان سے

کوئی عمل لیتے ہیں جب ہم صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کی کہ ہمیں کوئی عمل عنایت فرمائیں۔صوفی صاحب رحمہ اللہ فرمانے لگے کہ تیسرا کلمہ پڑھا کرو یہ سن کر ہم تھوڑے سے مایوس ہوئے کیونکہ عملیات کے شیدائی کو تو کسی خاص عمل کی تلاش رہتی ہے لیکن ہمیں آگے سے تیسرا کلمہ ملا جو کہ سبھی پڑھتے ہیں۔

حافظ یحییٰ عزیز میر محمدی رحمہ اللہ سے ملا ہوا وظیفہ:۔ پھر ایک مرتبہ ہم حافظ یحییٰ صاحب رحمہ اللہ کے پاس گئے تو انہوں نے بھی ہمیں تیسرا کلمہ پڑھنے کی تاکید فرمائی۔یعنی جو وظیفہ صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ نے دیا تھا وہی وظیفہ حافظ میر محمدی رحمہ اللہ صاحب سے ملا ہم یہ وظیفہ کثرت سے پڑھتے رہے بہت عرصے کے بعد ہمیں پتہ چلا کہ یہ کوئی عام وظیفہ نہیں بلکہ تیسرے کلمے کے اندر تو ساری کائنات ہے۔

صوفی محمد صاحب رحمہ اللہ سے ملا ہوا اسم اعظم کا عمل:۔ ہمارے ایک بہت بڑے اہلحدیث بزرگ صوفی محمد صاحب رحمہ اللہ میاں چنوں والے ہوا کرتے تھے انہوں نے مجھے اپنی اجازت سے اور اپنی زیرنگرانی اسم اعظم کا ایک عمل کروایا جسے عرف عام میں چلہ کہتے ہیں یہ 40 دن کا عمل تھا جس میں میں ہرے رنگ کی 2 سوتی چادریں لیتا ایک چادر نیچے بچھا کر دوسری اوپر اوڑھ کر روزانہ 3125 مرتبہ یہ وظیفہ پڑھتا ''الله لا اله الا هوالحي القيوم'' اور الحمد لله'' 40 دن پورے ہونے کے بعد میں اس اسم اعظم کا عامل بن گیا۔بعد میں مجھے اس عمل کے بہت سے فوائد حاصل ہوئے۔مثلاً ایک چھوٹا سا فائدہ یہ کہ جب میں نے سکول ٹیچنگ کیلئے درخواست دی تو جس دن انٹرویو تھا اس دن میں یہ وظیفہ پڑھتے ہوئے گیا اور جا کر ایک نہایت آسان سوال کا جواب دینے پر مجھے سلیکٹ کر لیا گیا اس عمل کے اور بھی بہت سے مشاہدات حاصل ہوئے حتیٰ کہ میرا تو اس اسم اعظم پر اتنا کامل یقین ہے کہ اگر کسی کو پھانسی کی سزا سنا دی جائے اور وہ پھندے پر لٹکتا ہوا بھی یہ پڑھ لے تو وہ پھندے میں جھول تو جائے گا لیکن (اگر اللہ پاک کا امر نہ ہو تو) اسے موت نہیں آئے گی۔

حافظ اسمٰعیل حفظہ اللہ کے چند مزید وظائف

آیت الکرسی کا وظیفہ:۔ ایک زمانے میں میں روزانہ 300 مرتبہ آیت الکرسی بھی پڑھا کرتا تھا۔

سورۃ کوثر کا وظیفہ:۔ میں نے زیارت نبوی ﷺ سے مشرف ہونے کیلئے سورۃ کوثر سوا لاکھ مرتبہ پڑھی ہوئی ہے روزانہ عشاء کے بعد میں پانی میں بیٹھ کر سورۃ کوثر کا ورد کیا کرتا تھا حتیٰ کہ اس کی سوا لاکھ تعداد مکمل کی۔

اللہ الصمد کا وظیفہ:۔ اللہ الصمد بھی میں نے سوا لاکھ مرتبہ پڑھا ہوا ہے اب بھی اٹھتے بیٹھتے یہ ذکر کرتا رہتا ہوں۔

افحسبتم کا وظیفہ:۔ میں نے سورۃ مومنون کی آخری 4 آیات کا بھی وظیفہ کیا ہوا ہے۔روزانہ ایک تسبیح یہ آیات 41 دن تک پڑھی ہوئی ہیں کیونکہ ان کی بہت فضیلت آتی ہے حتیٰ کہ ایک حدیث کے مفہوم کے مطابق تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ رستے میں اگر پہاڑ بھی آجائے تو تب اگر یہ آیات پڑھ لی جائیں تو پہاڑ بھی رستہ دے دے گا۔

والد مرحوم کے عملیات اور تعویذ:۔ ہمارے والد صاحب مولانا محمد ابراہیم رحمہ اللہ آیت الکرسی کے عامل تھے وہ ہر وقت باوضو رہتے اور تسبیح پڑھتے رہتے ہر نماز کے بعد بھی لیٹے لیٹے بھی اور رات کے وقت بھی آیت الکرسی ہی پڑھتے رہتے تھے اگر ذکر میں کوئی کمی کوتاہی ہو جاتی تو جنات میں سے کوئی ان پر حملہ کر دیتا اس لیے وہ ہر وقت تسبیح پڑھتے رہتے تھے۔زیادہ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے اس لیے عام طور پر تعویذ نہیں لکھتے تھے لیکن بعض اوقات جب لوگ آ کر ان سے مطالبہ کرتے کہ مولوی صاحب! تعویذ لکھ دیں تو وہ یہ تعویذ لکھ کر دے دیا کرتے تھے۔'' یا اللہ یا اللہ یا اللہ یا عزیز یا عزیز یا عزیز'' اور کبھی کبھار صرف اتنا ہی فرما دیا کرتے تھے کہ جاؤ اللہ صحت دے گا اور واقعی اسے صحت ہو جاتی۔

عصر حاضر میں اہلحدیث عامل حضرات:۔ اس وقت بھی اہلحدیث عاملین حضرات موجود ہیں جن میں سے ایک ماسٹر سیف اللہ صاحب ہیں جو کہ فاروق آباد سے آگے خانقاہ ڈوگراں روڈ پر ایک گاؤں سرکاری خورد میں ہوتے ہیں اتوار والے دن تو ان کے ہاں بہت رش

ہوتا ہے۔لوگ اپنی گاڑیوں پر،ٹانگوں پر، رکشے پہ ان کے پاس دم کروانے جاتے ہیں۔

ماسٹر سیف اللہ صاحب کے دم کرنے کا طریقہ:۔ انہوں نے پانی پر بھی دم کر کے رکھا ہوا ہوتا ہے۔ پھر جو لوگ ان کے سامنے موجود ہوتے ہیں ان سے فرماتے ہیں کہ بھئی کینسر والے کھڑے ہو جاؤ اور کچھ پڑھ کے سب پر اکٹھی پھونک مار دیتے ہیں پھر کہتے ہیں اب بلڈ پریشر والے کھڑے ہو جاؤ پھر ان کو پھونک مار دیتے ہیں اسی طرح مختلف امراض والے کھڑے ہوتے چلے جاتے ہیں اور پھونک مروا کر بیٹھ جاتے ہیں پھر فرماتے ہیں کہ وہاں سے دم والا پانی بھی لے لو اور ہاں! وہاں کوئی گلہ یا صندوقچی بھی نہیں ہوتی کہ جس میں پیسے ڈالے جائیں بس بے لوث ہو کر کوئی اللہ پاک کا نام پڑھ کر پھونک مار دیتے ہیں اور اللہ پاک لوگوں کو صحت یاب کر دیتا ہے۔

نماز کے بعد دعا مانگنے والے علماء کرام:۔ ہمارے وقت تو سارے اہلحدیث حضرات ہی نماز کے بعد دعائیں مانگا کرتے تھے ہمارے والد مولانا محمد ابراہیم رحمہ اللہ صاحب پانچوں نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے۔صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ خود تو نماز کی امامت نہیں کرواتے تھے لیکن انہوں نے اپنے مدرسے میں جو امام رکھے ہوئے تھے وہ سبھی ہر نماز کے بعد دعا مانگتے تھے بلکہ اس دور میں تو لوگ ہر نماز کے بعد دعا مانگنے کو سعادت سمجھتے تھے۔ہمارے استاد مولوی ابراہیم صاحب رحمہ اللہ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کیا کرتے تھے۔ہمارے دوسرے استاد مولانا فضل الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ جو کہ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے وہ بھی نماز کا سلام پھیر کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگا کرتے تھے۔

ایک دلچسپ واقعہ:۔ تو میں یہ بات کر رہا تھا کہ ہمارے استاد صاحب رحمہ اللہ کا تو زندگی بھر کا معمول یہی رہا کہ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگا کرتے لیکن بعد میں ان کا ایک بیٹا جس کا تعلق جماعۃ الدعوۃ سے ہے وہ کہنے لگا کہ نماز کے بعد دعا مانگنا بدعت ہے میں نے کہا کہ تمہارے والد مرحوم اور ہمارے استاد محترم تو دعا مانگتے تھے۔کہنے لگا ہم اس کے مکلّف نہیں ہیں۔میں نے کہا کہ اگر تم اسے بدعت کہتے ہو پھر تو یہ بھی مانو کہ تمہارے والد (نعوذ باللہ) بدعتی ہوتے ہیں اور تمہاری والدہ جو کہ تعویذ دیا کرتی تھیں اگر تعویذ شرک ہے تو پھر تمہاری ماں مشرکہ (نعوذ باللہ) رخصت ہوتی ہیں۔پھر میں نے کہا کہ اگر تمہاری تحقیق وہاں تک نہیں پہنچتی تو کم از کم ان پر تو فتوے مت لگاؤ۔

تعویذ دینے والے اہلحدیث حضرات:۔ جیسے میں نے پہلے بتایا کہ میرے والد مرحوم تعویذ لکھ دیا کرتے تھے اسی طرح جن حضرات کو میں نے تعویذ دیتے ہوئے دیکھا یا سنا ہے ان کی تفصیل یہ ہے۔

حافظ عبداللہ روپڑی صاحب رحمہ اللہ:۔ حافظ عبداللہ صاحب رحمہ اللہ حافظ عبدالقادر روپڑی صاحب رحمہ اللہ کے چچا تھے اور لوگوں کو سورۃ فاتحہ کا تعویذ لکھ کر دیتے ہوئے میں نے خود انہیں دیکھا۔

مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ:۔ انہیں میں نے دیکھا تو نہیں البتہ سنا ضرور ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیماری کے علاج کیلئے ان سے تعویذ لینے آتا تو مولانا صاحب رحمہ اللہ اس سے 500 روپے وصول کرتے جو کہ آج کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں روپے کے برابر ہیں اور یہ بھی سنا کہ اگر کوئی کہتا کہ میرے بچے کو فلاں تکلیف ہے تو صرف یہ فرما دیتے کہ جاؤ شفاء ہوگی اور واقعی صحت یابی ہو بھی جاتی۔

صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ:۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے پاس اگر کوئی گھریلو ناچاقیوں اور لڑائی جھگڑوں کی شکایت لے کر آتا تو حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ انہیں حب کا تعویذ لکھ کر دیتے اس کا طریقہ یوں ہوتا کہ طالب کا نام اور اس کی والدہ کا نام پھر مطلوب کا نام اور اسکی والدہ کا نام پھر ان ناموں کے اعداد نکال کر نقش بناتے اور پھر اس نقش کے چاروں کونوں میں یہ 6 آیات لکھ کر دے دیتے۔

(۱) والقيت عليك محبة منى ولتصنع على عينى (طٰہٰ آیت 39) (۲) يحبو نهم كحب الله والذين امنوا اشد حبا لله (بقرہ آیت 165) (۳) والكاظمين الغيظ والعافين عن الناس والله يحب المحسنين (آل عمران آیت 134) (۴) اومن كان ميتا فا

حیینه و جعلنا له نوراً یمشی به فی الناس کمن مثله فی الظلمت لیس بخارج منها کذلك زین اللکفرین ماکانوا یعملون (سورۃ انعام آیۃ 122)(۵) فلما راینه اکبر نه وقطعن ایدیهن وقلن حاش لله ماهذا بشراً ان هذا الا ملك کریم (سورۃ یوسف آیت 31)(۶) وقل الحمد لله الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن له شریك فی الملك ولم یکن له ولی من الذل وکبره تکبیرا" (سورۃ بنی اسرائیل آخری آیت) ایک کتاب ''لغات حدیث'' میں بھی ان آیات کا تذکرہ ملتا ہے کہ تسخیر عام کیلئے یہ آیات بہت مجرب ہیں۔

صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ کی یادیں اور کرامات:۔ میں نے بخاری شریف اور تفسیر بیضاوی صوفی صاحب رحمہ اللہ کے مدرسے میں پڑھی اس موقع پر مولوی یعقوب صاحب رحمہ اللہ پڑھاتے تھے۔صوفی صاحب رحمہ اللہ جہاں بھی جاتے ان کے ساتھ ایک خادم رہتا جو ایک لمبا سا جوان ہوتا تھا کچھ لکھوانا ہوتا تو اسی سے لکھواتے خود صرف تعویذ وغیرہ ہی لکھا کرتے تھے۔ہمیں صوفی صاحب رحمہ اللہ کی چند کرامتیں زبانی یاد ہیں اور یہ وہ کرامتیں ہیں جو ہم نے بعد میں نہیں سنی بلکہ اسی دور میں سنی تھیں جب حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ حیات تھے۔

زمین کا فیصلہ اپنے حق میں کروانا:۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ پہلے گاؤں میں رہتے تھے۔پھر چند طالب علموں نے عرض کی کہ ہمیں سٹیشن سے گاؤں میں آتے ہوئے بہت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے لہذا آپ رحمہ اللہ اسٹیشن کے قریب مدرسہ بنالیں صوفی صاحب رحمہ اللہ اسٹیشن کے قریب چلے گئے وہاں کے احباب نے 3 ایکڑ زمین مدرسہ بنانے کیلئے وقف کردی۔لیکن ایک مسئلہ بن گیا کہ بریلوی حضرات کی مسجد بھی اس 3 ایکڑ زمین میں آ گئی۔انہوں نے دعویٰ دائر کردیا کہ اہلحدیث ہماری مسجد پر ناجائز قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔لوگوں نے آکر صوفی صاحب رحمہ اللہ سے عرض کی کہ ایسے ایسے ہمارے خلاف دعویٰ دائر کردیا گیا ہے تو اب کیا کرنا چاہیے۔صوفی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کوئی بات نہیں اگر زمین ہماری ہے تو اللہ ہمیں دلا دے گا۔تم ایسے کرو کہ چاروں طرف سے جگہ ناپ کے بالکل درمیان میں میرا مصلّٰی بچھا دو۔ان کے ارشاد کی تکمیل کی گئی تو صوفی صاحب رحمہ اللہ عشاء کے بعد اس زمین پر تشریف لے گئے اور مصلے پر بیٹھ کر کچھ پڑھتے رہے دوسری رات بھی اور تیسری رات بھی یہی عمل کیا اور سب سے فرمانے لگے جاؤ یہ زمین ہمارے حق میں ہوگئی ہے۔

صبح کو جج نے فیصلہ سنانا تھا مخالف حضرات بھی جمع تھے اور اہلحدیث بھی مخالف حضرات نے سب سے نظریں بچاتے ہوئے جج سے کہا کہ اگر تو فیصلہ ہمارے حق میں ہے تو ہمیں پہلے ہی بتادو اگر نہیں تو ہم ابھی سے واپس چلے جائیں۔جج نے کہا کہ فیصلہ تمہارے حق میں ہی ہے۔لیکن صوفی صاحب رحمہ اللہ بھی ایسے ہی بات نہیں کیا کرتے تھے وہ ہر بات سولہ آنے کرتے تھے۔جب رات کو انہوں نے فرمادیا تھا کہ فیصلہ تمہارے حق میں ہوگا تو کوئی جھوٹ نہیں بولا تھا۔جب اناؤنسمنٹ کا وقت آیا تو اچانک جج نے کھڑے ہوکر کہا ''صوفی عبداللہ رحمہ اللہ کے حق میں ہے۔جج کا یہ کہنا ہی تھا کہ مخالف حضرات ہکا بکا رہ گئے کہ جج کہتا تو ہمارے حق میں ہے لیکن اعلان صوفی صاحب رحمہ اللہ کے حق میں کرتا ہے یہ کیا ماجرا ہے؟ لگتا ہے اس نے اہلحدیثوں سے رشوت لے لی ہے۔بعد میں جب انہوں نے جج سے پوچھا تو جج انہیں کاغذات دکھاتے ہوئے کہنے لگا کہ یہ دیکھو کاغذات پر تو تمہارا ہی نام لکھا ہوا ہے لیکن جب میں اعلان کرنے لگا تو پتہ نہیں کیوں میرے منہ سے صرف یہی الفاظ نکلے کہ صوفی عبداللہ رحمہ اللہ کے حق میں یہ ان کی بہت بڑی کرامت تھی بے شک لاریب۔

سانپ نے سونا اگل دیا:۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ کی ایک کرامت یہ تھی کہ جب مدرسے کا تعمیراتی کام ہورہا تھا تو احباب نے عرض کی کہ پیسے ختم ہوگئے ہیں اب کیا کریں؟ صوفی صاحب رحمہ اللہ فرمانے لگے کہ یہ کام اللہ کا ہورہا ہے میرا کوئی ذاتی کام تو نہیں ہورہا جس کا کام ہورہا ہے وہ خود ہی انتظام فرمادے گا۔رات عشاء کے بعد درس سے باہر جاکر مغرب کی طرف بیٹھ کر کچھ پڑھنے لگ پڑے پڑھتے رہے پڑھتے رہے اور آدھی رات کے وقت واپس آ گئے دوسری رات پھر گئے اور بیٹھ کر پڑھتے رہے اچانک ایک بہت بڑا سانپ آیا اور صوفی صاحب رحمہ اللہ کو دیکھ کر چلا گیا صوفی صاحب رحمہ اللہ تو پھر صوفی صاحب تھے، وہ سانپ سے ڈرتے تو نہیں تھے۔اگلی رات یعنی تیسری رات پھر وہی عمل کررہے تھے کہ وہ سانپ دوبارہ آیا اور صوفی صاحب رحمہ اللہ کے قریب آکر اس نے اپنا منہ کھول دیا اور ایک بہت بڑا گولہ سا باہر اگل دیا اور چلا گیا۔صوفی

صاحب رحمہ اللہ نے اپنی چادر کے اندر وہ گولہ لپیٹا اور واپس آ کر احباب سے فرمانے لگے لو دیکھو بھئی یہ کیا چیز ہے سبھی یک زبان ہو کر بولے صوفی صاحب یہ تو خالص سونا ہے فرمایا پھر اسے تھوڑا تھوڑا توڑ توڑ کر سناروں کو بیچتے جاؤ اور مدرسے کا کام جاری رکھو۔

مسجد میں چندے کا واقعہ:۔ ایک مرتبہ میرے گاؤں سرکاری خورد میں چندہ اکٹھا کرنے گئے ان کے ساتھ ایک خادم تھا۔ جب گاؤں کی مسجد میں پہنچے تو وہاں کوئی آدمی نہیں تھا خادم نے اذان کہی اور صوفی صاحب رحمہ اللہ نے جماعت کرا کے نماز پڑھ لی اتنی دیر میں گاؤں کا نمبردار وہاں آ گیا اور کہنے لگا کہ صوفی صاحب! یہاں تو کوئی بندہ نماز بھی نہیں پڑھنے آتا آپ رحمہ اللہ کس سے چندہ لیں گے؟ فرمایا بھئی نماز کیلئے چاہے لوگ نہ آتے ہوں لیکن ہم تو یہاں سے چندہ لیکر ہی جائیں گے وہ نمبردار چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک بندہ آیا اور سلام کر کے صوفی صاحب رحمہ اللہ کو 100 روپے دیکر چلا گیا پھر دوسرا آیا اس نے بھی 100 روپے دیے پھر تیسرا، پھر چوتھا، حتیٰ کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے پاس 11 سو روپے اکٹھے ہو گئے جو کہ آج کے گیارہ ہزار روپے سے بھی زیادہ تھے۔ جب صوفی صاحب رحمہ اللہ واپس جا رہے تھے تو وہی نمبردار دوبارہ ملا اور پوچھنے لگا کہ کچھ ملا یا خالی ہی واپس جا رہے ہیں؟ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا ہم تو گیارہ سو روپے اکٹھے کر کے جا رہے ہیں یہ سن کر نمبردار صاحب شش و پنج میں پڑ گئے کہ بندہ تو کوئی مسجد میں گیا نہیں صوفی صاحب رحمہ اللہ کو گیارہ سو روپے کون دے گیا؟

مستجاب الدعوات ہونے کا واقعہ:۔ اگر کوئی انہیں دعا کیلئے کہتا تو دعا کرنے کے بعد اسے فرماتے کہ جاؤ اللہ کرم کرے گا اگر کوئی کہتا کہ دعا کریں ہمیں اللہ پاک بیٹا دے تو فرماتے یا اللہ اسے بیٹا دے دے اور پھر اس کے ہاں بیٹے ہی کی پیدائش ہوتی۔

نقش سے سونے کی ڈلیاں بنانا:۔ ہم نے ان کی ایک کرامت یہ بھی سنی تھی کہ کوئی نقش لکھ کر اسے کوئلوں والی انگیٹھی میں رکھ دیتے کچھ دیر بعد وہاں سونے کی ڈلیاں موجود ہوتیں۔ یہ اللہ جانے کہ وہ کیا لکھتے تھے لیکن بہر حال سونے کی ڈلیاں بنتی تھیں۔

چند وظائف اور روحانی عملیات کے مشاہدات: ۔ جن لوگوں کو جادو، جنات کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے میں انہیں سورۃ مومنون کی آخری 4 آیات کا دم کر دیتا ہوں تو اللہ پاک انہیں شفاء دے دیتا ہے۔

عورت کو جانور کی شکل میں دیکھا:۔ جب میرا شادی کرنے کا ارادہ ہوا تو میں نے اپنے خاندان کی ایک خاتون کی نیت سے یہ وظیفہ روزانہ گیارہ سو مرتبہ پڑھنا شروع کر دیا "والقيت عليك محبة مني ولتصنع علي عيني" (سورۃ طہٰ آیت 39) کچھ روز پڑھتے رہنے کے بعد ایک رات مجھے وہ خاتون ایک کتیا کے روپ میں نظر آئی جو کہہ رہی تھی کہ میری طلب چھوڑ دے کیونکہ تیرا میرا گزارا نہیں ہوگا وہ کتیا کی شکل میں اس لیے نظر آئی تھی کیونکہ وہ مشرکہ تھی اس کے علاوہ بھی میں جن دنوں یہ ذکر کیا کرتا تھا ان دنوں میں ہر شخص میرے اوپر مہربان تھا اور ہر کہیں میری عزت ہوا کرتی تھی۔

کالے جادو کی تشخیص اور حاضرات کا عمل:۔ جنہیں کالے جادو کے ذریعے تنگ کیا جا رہا ہو ان پر کالے جادو کی تشخیص کیلئے میں ایک عمل کیا کرتا ہوں مثلاً میرے پاس ایک عورت آئی میں نے کاغذ کی ایک بتی بنا کر اس پر تیل لگا دیا پھر اسے کپڑے میں لپیٹ کے جلایا اور جو دھواں پیدا ہوا اس عورت سے پوچھا کہ دیکھو تمہیں جس پر شک ہے کیا اس شخص کی صورت اس دھوئیں میں نظر آ رہی ہے۔ وہ کہنے لگی ! ہاں : میں نے کہا بس ٹھیک ہے اب انشاء اللہ جادو کے اثرات ختم ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ ایک بچے پر جنات کا غلبہ تھا میں نے انگوٹھے پر تیل لگایا اور پوچھا کہ کیا تمہیں اس انگوٹھے کے ناخن میں کوئی نظر آ رہا ہے کہنے لگا ہاں اسے اس میں جن نظر آ رہا تھا۔

جنات کی حاضری کروانا:۔ یا پھر جس شخص پر جنات کا غلبہ ہو اس پر جنات کی حاضری کروانے کیلئے یہ عزیمت 5 مرتبہ پڑھنے سے جو کوئی بھی ہو جن یا پری وہ بولنے لگتا ہے "عزمت عليكم بطونك بطونك حبيبك حبيبك الم الم صفقا صفقا بلسا بلسا صودا صودا كهلا كهلا هلهلا هلهلا هارا هارا بحق لا اله الا الله و بحق عرش الله"

اختتامی کلمات:۔ اب میری عمر 70 سال سے تقریباً زیادہ ہو گئی ہے اب روزانہ صبح فجر کے بعد تھوڑی دیر رحمانیہ مسجد اعوان ٹاؤن میں

ہی درس دیتا ہوں اور سکول سے ریٹائرمنٹ کے بعد تقریباً 13 ہزار روپے پنشن حاصل کر رہا ہوں۔

ماسٹر سیف اللہ انجم صاحب کا ذوق عملیات

دین کی نوکری کا حصول:۔ ماسٹر صاحب فرماتے ہیں کہ آج سے گیارہ سال پہلے میں نے بیت اللہ کے سامنے کھڑے ہوکر دعا مانگی تھی کہ یا اللہ اپنے گھر کا نوکر بنالے اور یہ دعا میں نے بالکل بلا واسطہ اللہ پاک سے مانگی تھی تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ پاک نے مجھ سے اپنی دکھی اور پریشانی مخلوق کی خدمت لینا شروع کر دی۔ جو کہ اللہ کے فضل سے ابھی بھی جاری ہے۔

لاعلاج مریضوں کی مسیحائی:۔ اس وقت پوری دنیا میں سے لوگ میرے پاس اپنے ہر قسم کے امراض کے لئے دم کروانے آتے ہیں اور میں قرآن وحدیث میں دیئے گئے موتیوں کو استعمال میں لاکر لوگوں کو دم کر دیتا ہوں اور اللہ پاک انہیں شفاء عطا فرما دیتا ہے میرے پاس پاکستان، انڈیا، سعودی عرب، بحرین، قطر، امریکہ، انگلینڈ، ابوظہبی، ایران، افغانستان، غرض یہ کہ تقریباً 20 ممالک سے لوگ دم کرانے کیلئے آئے اور اللہ کے فضل سے صحت یاب ہوکر لوٹے۔ حتیٰ کہ ان میں سے اکثر مریض ایسے ہوتے ہیں جنہیں ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دیکر زندگی سے مایوس کر دیا ہوتا ہے لیکن یہ سب قرآن کی برکت ہے کہ ایسے ایسے لاعلاج مریض بھی شفاء پا گئے، کئی لوگ جن کے دل کے والو بند ہوتے ہیں اللہ پاک نے ان کے دل کے وال کھول دیے۔ اسی طرح شوگر، ہیپاٹائٹس، کینسر اور دوسرے مہلک امراض بھی اللہ پاک نے قرآن کی برکت سے ٹھیک کیے۔ ایک گونگی لڑکی کو میرے پاس لایا گیا میں نے اسے مسلسل ایک گھنٹہ دم کیا اور وہ دم کروانے کے بعد بولنے لگی اسی طرح ایک نابینا شخص کو دم کروانے کے بعد نظر آنا شروع ہو گیا۔

ماسٹر صاحب کے دم والے کلمات:۔ ماسٹر صاحب بتانے لگے کہ سورۃ فاتحہ اور اخلاص میں اللہ پاک نے موت کے سوا ہر بیماری کی شفاء رکھی ہے اور میرا تجربہ ہے کہ ان دعاؤں میں بھی موت کے سوا ہر قسم کی بیماری کا علاج موجود ہے ''اسئل اللہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیك'' بسم اللہ 3 بار اور 7 بار یہ دعا ''اعیذ بعزۃ اللہ وقدرته من شرما تجد وتحاذر '' حتیٰ کہ میرے اوپر تو اللہ پاک کا اتنا فضل ہے کہ صرف بسم اللہ ہی 3 یا 7 بار پڑھ کے پھونک ماردوں تو بڑے سے بڑا مرض بھی ختم ہو جاتا ہے الحمد للہ۔ اور اللہ کی ذات پر اتنا یقین ہے کہ تہجد کے وقت اگر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دوں تو خانہ کعبہ کے کنگرے ہلا کر رکھ دوں۔

بے لوث خدمت:۔ الحمد للہ میں نے آج تک قرآن کو نہیں بیچا یعنی کسی سے بھی دم کرنے کا کبھی ایک روپیہ تک نہیں لیا حتیٰ کہ مجھے لاکھوں کروڑوں روپے کی آفر ہوتی رہتی ہے اور ایک بار تو کسی کے بند والو والے مایوس مریض نے صحت یاب ہوکر اپنی لاکھوں روپے کی گاڑی کی چابی مجھے پیش کر دی لیکن میں نے انکار کر دیا۔

شرائط دم وعملیات:۔ میرا زندگی بھر کا تجربہ ہے کہ جو بندہ تقویٰ کا اہتمام کرے، نماز باجماعت کبھی نہ چھوڑے اگر چہ کھربوں روپے کا نقصان ہو رہا ہو لیکن جماعت نہ چھوٹے تو اس کے دم کرنے سے تمام بیماریوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے کیونکہ کمان جتنی مضبوط ہوگی اس میں سے نکلا ہوا تیر بھی پھر جا کر نشانے پر لگے گا اور بندے کو لوگوں سے کسی قسم کا لالچ نہیں ہونا چاہیے بلکہ کامل اخلاص کے ساتھ دم کرنے سے سو فیصد نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ الحمد للہ میں لوگوں کو قرآن کے ذریعے دم کر کے شرک کا خاتمہ کر رہا ہوں اور قرآنی کلمات سے دم کروا کے لوگوں کو جب شفاء ملتی ہے تو ہر طرف قرآن کی برکت کے ڈنکے بج جاتے ہیں اور شرکیہ اعمال کا خاتمہ ہونے کیساتھ ساتھ لوگوں کو یہاں سے مفت شفاء مل رہی ہے جبکہ ہسپتالوں میں ان کے ہزاروں روپے خرچ ہوتے ہیں۔

کچھ لمحات ماسٹر صاحب کی بستی میں:۔ بروز بدھ مورخہ 16-01-13 کو ماسٹر صاحب سے ملاقات کرنے اور ان کے دم کرنے کا طریقہ کار دیکھنے کیلئے 9 بجے فاروق آباد پہنچا وہاں سے تھوڑا آگے ایک گاؤں سرکاری خورد ہے وہاں ایک بابا جی ملے جن کا نام عبداللہ تھا کہنے لگے کہ میری عمر اس وقت 80 برس سے کچھ اوپر ہو گئی ہے اور میں کافی عرصے سے ماسٹر صاحب کو جانتا ہوں وہ بڑے اللہ والے ہیں۔ مسلک

کے اعتبار سے خود تو پکے اہلحدیث ہیں لیکن ہر مسلک سے تعلق رکھنے والوں کو فی سبیل اللہ دم کرتے ہیں۔

پوتے کے دل کے والو کھل گئے:۔ بابا جی عبداللہ بتانے لگے کہ تقریباً ڈیڑھ سال پہلے میرے پوتے کو دل کی تکلیف ہوئی جب اسے ہسپتال سے چیک کروایا تو ڈاکٹر کہنے لگے کہ اس کے دل کا ایک وال بند ہے اور آپ کا 70/60 ہزار روپے علاج پر خرچہ آئے گا اور ہم نے آکر ماسٹر صاحب سے دم کروایا تو الحمدللہ اس بچے کا مسئلہ ختم ہو گیا یعنی دل کا والو کھل گیا۔

بے اولادی کا مسئلہ حل:۔ اصغر صاحب جن کی گاؤں سرکاری خورد کے سٹاپ پر جلیبیوں کی دکان ہے کہنے لگے کہ اللہ پاک کے بھی نرالے ہی قانون ہیں ماسٹر صاحب جو کہ میرے سکول ٹیچر ہیں ان کی اپنی اولاد نہیں ہے لیکن جب میرا ایک بے اولاد دوست ماسٹر صاحب سے دم کروا کر گیا تو اللہ پاک نے اسے اولاد عطا فرمادی۔

مخلصانہ خدمت کا ایک واقعہ:۔ اصغر صاحب نے بتایا کہ ماسٹر صاحب دم کروانے والوں سے کچھ بھی نہیں لیتے کیونکہ خود وہ سرکاری سکول میں ہیڈ ماسٹر ہیں اور وہاں سے ملنے والی تنخواہ پر ہی گزارہ کرتے ہیں ایک دفعہ امریکہ سے ایک فیملی آئی جن میں ایک مریض کے دل کے والو بند تھے اور امریکی ڈاکٹروں نے اسے لاعلاج قرار دیدیا تھا جب اس نے ماسٹر صاحب سے دم کروایا تو کچھ ہی دنوں میں اللہ پاک نے اس کے دل کے والو کھول دیے وہ خوشی خوشی لاکھوں روپے لیے ماسٹر صاحب کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یہ تمام رقم بھی آپ رکھ لیں اور یہ میری گاڑی کی چابی ہے گاڑی سامنے کھڑی ہے وہ بھی آپ قبول فرمائیں لیکن ماسٹر صاحب نے ان دونوں چیزوں کو مسترد کردیا۔ وہ کہنے لگے کہ ماسٹر صاحب آپ اس رقم کی مسجد تعمیر کروالیں تو ماسٹر صاحب نے کہا کہ جا کر خود ہی وہاں پر مسجد بنواؤ جہاں پر پہلے مسجد نہیں ہے یوں ماسٹر صاحب نے کمال بے نیازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دنیاوی مال ودولت کو اپنے ہاں جگہ نہ دی۔

ہر مرض سے شفایابی کیلئے:۔ ماسٹر صاحب کے گاؤں ''آوان پٹیاں'' کے 2 رہائشی افراد ناظم صاحب اور ارشد صاحب نے بتایا کہ لوگ اتوار والے دن خصوصاً اور باقی دنوں میں عموماً ماسٹر صاحب کے پاس دم کروانے کیلئے آتے رہتے ہیں لیکن ہم چونکہ یہیں کے رہائشی ہیں لہٰذا ہمیں جب بھی کوئی مسئلہ ہوتا ہے یا ہمارے بچوں کو کوئی مرض لگتا ہے تو ہم فوراً آکر ماسٹر صاحب سے دم کروالیتے ہیں۔

ماسٹر صاحب کا طریقہ علاج: ماسٹر صاحب نے حویلی نما ایک جگہ بنائی ہوئی ہے جہاں لوگ بیٹھے ہوتے ہیں ماسٹر صاحب نے دیوار پہ نمایاں بورڈ آویزاں کیا ہوا ہے جس پر یہ تحریر درج ہے ''یہاں پہ آنیوالے کسی شخص کو بھی ایک روپیہ تک نہ دیں۔ کسی کو روپے، پیسے دیگر بھکاری نہ بنائیں میرے لئے کوئی تحفہ لانے کی اجازت نہیں ہے۔ ماسٹر صاحب جب آکر بیٹھتے ہیں تو سب سے پہلے سامنے بیٹھے ہوئے تمام خواتین و حضرات کو ایک ہی بار پھونک مار کے اجتماعی دم کرتے ہیں پھر سب سے الگ الگ مرض پوچھ پوچھ کے کوئی دیسی جڑی بوٹیوں کا نسخہ تجویز کرتے ہیں۔ اس کیساتھ ساتھ اپنی طرف سے دم کیا ہوا پانی اور ایک سفوف سا (پھکی) دیتے ہیں جس کا کوئی ہدیہ، نذرانہ نہیں ہوتا۔

(۱) مرتے دم تک پانچ وقت نماز پابندی سے ادا کرتے رہنا۔

(۲) جب بھی مانگنا صرف اللہ سے مانگنا۔

مولانا محمد شبیر حفظہ اللہ کا ذوق تصوف وعملیات

ابتدائیہ:۔ مورخہ 13-02-23 بروز ہفتہ بعد نماز ظہر گاؤں 3 ایس پی گیانہ المعروف چاہ شیریں والا نزد حویلی لکھا میں مولانا محمد شبیر صاحب سے ملاقات ہوئی۔ مولانا موصوف وہاں کے لوگوں کو تعویذ لکھ کر دیتے ہیں۔ یہ کام ان کے بڑے بھائی اور والد صاحب بھی کرتے رہے ہیں۔ دوران گفتگو مولانا صاحب نے اپنے اساتذہ کی تعویذ کے بارے میں رائے پر بھی روشنی ڈالی۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

تعارف:۔ میں جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ سے فارغ التحصیل ہوں اور اپنے گاؤں کی مقامی مسجد میں امامت کے ساتھ ساتھ

یہاں کے اسکول میں عربی ٹیچر بھی ہوں۔

تعویذ کے ذریعے خدمت خلق:۔ پچھلے تقریباً 6 سال سے میں اپنے علاقے میں تعویذ لکھنے کا کام کر رہا ہوں کیونکہ یہاں کے لوگوں کو جب کوئی مسئلہ پیش آتا ہے تو وہ فوراً ایسے لوگوں کے پاس چلے جاتے ہیں جو کالے جادو کے عامل ہوتے ہیں اور مجبور لوگوں کو تعویذوں کا پلندہ باندھ کر دے دیتے ہیں ایسی صورتحال میں لوگوں کا فائدہ تو کیا الٹا نقصان ہوجاتا ہے اس لیے میں لوگوں کو کبھی تو سورۃ فاتحہ لکھ کر دیتا ہوں کبھی مسنون دعا ''اعوذ بكلمات الله التامات من شر ماخلق'' لکھ کر دیتا ہوں اور کبھی اسمائے حسنیٰ ''یاحفیظ یاسلام'' کا تعویذ لکھ کر دے دیتا ہوں اور اللہ پاک انہیں شفاء عطا فرما دیتا ہے۔

مجھ سے پہلے میرے بڑے بھائی مولانا عمر فاروقی صاحب رحمہ اللہ تعویذ لکھا کرتے تھے ان کی 1999ء میں وفات ہوگئی ہمارے والد صاحب حافظ محمد سعید رحمہ اللہ بھی تعویذ لکھ کر دیا کرتے تھے۔

بزرگ اساتذہ کی تعویذ کے سلسلے میں لچک:۔ ہمارے اساتذہ بھی تعویذ لکھ کر دیا کرتے تھے حافظ محمد گوندلوی صاحب رحمہ اللہ تعویذ دیتے تھے، مولانا ابوالبرکات صاحب رحمہ اللہ بھی تعویذ دیتے تھے، میرے استاد مولانا محمد شہباز سلفی صاحب بھی تعویذ دیتے تھے۔ مولانا محمد اعظم صاحب کو تعویذ کے سلسلے میں اختلاف تھا لیکن ان کے سامنے دوسرے اساتذہ کرام جب تعویذ لکھ کر دیتے تو وہ خاموش ہوجاتے کیونکہ اس معاملے میں ان کے اندر لچک بھی تھی۔

دادا جی کا خادم جن:۔ میرے دادا جی حافظ مستقیم صاحب رحمہ اللہ بڑے اللہ والے تھے کثرت سے ذکر کیا کرتے تھے اور قرآن مجید کی تلاوت بہت خوبصورت آواز میں کرتے۔ ایک رات وہ اپنی فصل میں بیٹھ کر تلاوت کر رہے تھے اس دوران جنات کے کسی گروہ کا وہاں سے گزر ہوا تو ایک جن جسے دادا جی مرحوم کی تلاوت قرآن نے اپنا گرویدہ بنالیا وہ وہیں ٹھہر گیا اور دادا جی مرحوم سے اپنا تعارف کروانے کے بعد ان کی خدمت کے لئے یہیں ہماری مسجد میں قیام کرنے لگا۔

ساری عمر سردی نہ لگنا:۔ وہ جن روزانہ تہجد کے وقت دادا جی مرحوم کو جگا دیا کرتا اور پھر 8 نوافل میں مکمل ایک پارہ قرآن کی تلاوت سنتا۔ ایک رات سخت بارش ہوئی اور کافی سردی تھی وہ جن دادا جی مرحوم کو تہجد کے وقت جگانے آیا تو دادا جی نے سردی کی وجہ سے عذر، معذرت پیش کی لیکن وہ نہ مانا اور کہنے لگا استاد جی! ناغہ نہ ہونے دیں اور آپ جلدی سے وضو فرمالیں دادا جی مرحوم نے اٹھ کر وضو کیا تو اس جن نے دادا جی کو گڑ جیسی کوئی میٹھی چیز کھانے کو دی۔ دادا جی مرحوم ہمیں بتایا کرتے تھے کہ وہ چیز نہ جانے جن کہاں سے لایا تھا جونہی میں نے کھائی میری سردی ختم ہوگئی اور ساری عمر پھر دادا جی کو سردی نہیں لگتی تھی۔

استاد جی کی خدمت کا جذبہ:۔ ایک دفعہ دادا جی مرحوم نے کسی زمیندار سے گندم کی توڑی کی ایک گرہ لینی تھی انہوں نے دیکھا کہ ایک بندہ اپنی توڑی لینے اس کھیت کی طرف گدھا ریڑھی پر جا رہا تھا دادا جی مرحوم نے اسے کہا کہ میری توڑی کی گرہ بھی ریڑھی پر رکھ کر لیتے آنا لیکن جب وہ لوٹا تو کہنے لگا: میاں جی مجھے آپ کی توڑی لانا یاد نہ رہی بہر حال دادا جی مرحوم رات کو سو گئے صبح جب تہجد کے وقت اٹھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مسجد کا پورا صحن توڑی سے بھرا پڑا تھا۔ دادا جی فوراً سمجھ گئے کہ یہ اسی جن کی کارستانی ہے اسے بلا کر پوچھا تو کہنے لگا استاد جی! کل جب آپ نے کسی شخص کو توڑی لانے کا کہا تو وہ لانا بھول گیا اس لیے میں لے آیا۔ دادا جی مرحوم نے فرمایا بھئی میں نے تو وہاں سے صرف ایک گرہ لینی تھی اور تم ساری کی ساری یہاں لے آئے ہو اب وہ سمجھیں گے کہ استاد جی نے ہم سے چوری ساری توڑی پر قبضہ کرلیا ہے لہٰذا میرے وضو کرنے تک تم یہاں سے ساری توڑی اٹھا کر واپس وہیں پر چھوڑ آؤ پھر تہجد پڑھیں گے۔ اور واقعی اس جن نے بڑی صفائی کے ساتھ ساری توڑی واپس کھیت میں پہنچادی۔

معمولات:۔ دادا جی مرحوم تو بہت ذکر کیا کرتے تھے ہم سے تو اتنا ذکر ہوتا ہی نہیں۔ میں روزانہ 900 یا ہزار بار ''حسبنا الله ونعم

الوکیل'' کا ورد کرتا ہوں اس کے ساتھ ساتھ آیت کریمہ بھی پڑھ لیا کرتا ہوں۔

تعویذ کا جواز:۔ اب میں تعویذ لکھ کر دوں تو ہمارے اہلحدیث علماء مجھ پر تنقید کرتے ہیں حالانکہ ہمارے بڑے تو یہی کرتے آئے ہیں مکتبہ اصحاب الحدیث اردو بازار لاہور سے مولانا عبدالقادر حصاری صاحب کی فتاویٰ حصاریہ کتاب آئی ہے۔ اس میں بھی حصاری صاحب نے تعویذ کو جائز قرار دیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر میں لوگوں کو قرآنی آیات اور مسنون دعا کا تعویذ نہ دوں تو پھر وہ لوگ تو وافر مقدار میں موجود ہیں جو مخلوق کو شرکیہ کلمات کے تعویذ دیتے ہیں اس لیے ہمیں تھوڑی سی لچک پیدا کرنی چاہیے۔

چڑے پر توجہ کا اثر (کرامت):۔ مولانا شبیر صاحب کے گھر کے نزدیک غلام مرتضیٰ صاحب کی کریانے کی دکان ہے۔ وہ بتانے لگے کہ مولانا شبیر صاحب کی لڑی میں تو باپ دادا سے ہی ولایت چلی آرہی ہے۔ ان کے دادا جی حافظ مستقیم صاحب مرحوم بڑے ولی اللہ تھے۔ ایک دفعہ ظہر کی نماز کے بعد مسجد میں بیٹھے ذکر کر رہے تھے اس دوران ایک چڑا مسجد کی دیوار پر آ کر بیٹھ گیا اور بلند آواز میں چوں چوں کرنے لگا حافظ مستقیم صاحب رحمہ اللہ کی توجہ چڑے کی آواز سے ہٹنے لگی تو انہوں نے ایسے گھور کر چڑے کی طرف دیکھا تو چڑا دھڑام سے زمین پر آ گرا اور تڑپنے لگا حافظ صاحب مرحوم نے خادم کو آواز دیکر فرمایا کہ اسے ذبح کر لو نہیں تو یہ مرجائے گا، اب یہ زندہ نہیں بچے گا لہٰذا خادم نے اسے ذبح کر لیا۔

غیبی رزق کی آمد (کرامت):۔ غلام مرتضیٰ صاحب نے مزید بتایا کہ اسی طرح ایک مرتبہ حافظ مستقیم صاحب مرحوم اپنے شاگردوں کے ساتھ کسی گاؤں میں جا رہے تھے راستے میں شاگردوں نے عرض کیا کہ استاد جی ہمیں بھوک لگی ہے حافظ صاحب نے فرمایا چلتے رہو تھوڑا آگے جا کر شاگردوں نے پھر کہا ہمیں بھوک زیادہ لگی ہوئی ہے اب تو ہم سے پیدل چلا ہی نہیں جا رہا۔ تو حافظ صاحب مرحوم نے فرمایا اچھا ایسا کرو وہ سامنے جھاڑیوں کے پیچھے کھانا پڑا ہوگا وہ لے آؤ۔ شاگرد ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنسنے لگے کہ یہ کیسا مذاق ہے لیکن استاد جی نے دوبارہ فرمایا تو ایک لڑکا گیا اور واقعی کچھ برتن اٹھا لیا۔ جب کھول کر دیکھا تو ان میں بالکل تازہ روٹی اور تازہ سالن تھا۔ استاد جی نے فرمایا: اب کھا کر برتن پھر وہیں پر رکھ آنا۔ لہٰذا سب نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔

پراسرار مخلوق سے ملاقاتیں:۔ اسی طرح ان کے بیٹے یعنی مولانا شبیر صاحب کے والد گرامی حافظ محمد سعید صاحب مرحوم بھی بڑے اللہ والے تھے۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں وہ اکثر تنہا ایک کمرے میں چارپائی پر لیٹے رہتے باہر سے ان کی باتیں کرنے کی آواز سنائی دیتیں لیکن جب دروازہ کھول کر کوئی اندر جھانکتا تو کوئی مخلوق بھی نظر نہیں آتی تھی لیکن دروازہ بند ہونے پر پھر گفتگو کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔

یہ حالت کسی کرامت سے کم نہیں:۔ ایک اور بات یہ کہ حافظ سعید صاحب مرحوم خود کروٹ نہیں بدل سکتے تھے جب کوئی ان کی خدمت کرنے ان کے پاس جاتا تو اسے کہہ کر کروٹ تبدیل کرواتے لیکن اکثر ایسا بھی دیکھا گیا کہ جس کروٹ انہیں لٹایا گیا تھا اب وہ دوسری سائیڈ پر لیٹے ہوئے ہیں اس دوران کون ان کی کروٹ تبدیل کرواتا یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو علم ہے۔

مولانا عبدالحمید حفظہ اللہ کا ذوق عملیات

ابتدائیہ:۔ مورخہ 13-03-05 بروز منگل کو بعد نماز ظہر مرکزی جامع مسجد اہلحدیث پرانا شہر شیخوپورہ میں مولانا عبدالحمید صاحب سے ملاقات ہوئی مولانا موصوف لوگوں کو دم بھی کرتے ہیں اور تعویذ یا وظائف بھی دیتے ہیں۔ اس گفتگو میں انہوں نے مولانا داؤد غزنوی صاحب اور صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہم اللہ کے دو واقعات سنائے جو کہ درج ذیل ہیں۔

کتاب کے نام کا بھی ادب فرمانا:۔ میں دارالعلوم تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ لاہور میں پڑھتا رہا ہوں اس کے علاوہ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب اور حکیم محمد اسماعیل سلفی صاحب رحمہم اللہ سے بھی پڑھتا رہا ہوں۔ دارالعلوم میں طالب علمی کے زمانے کا ایک واقعہ مجھے یاد ہے۔ سید داؤد غزنوی صاحب رحمہ اللہ بہت جلال والے تھے۔ ایک دن سید صاحب رحمہ اللہ کرسی پر تشریف فرما تھے اور کچھ پڑھ رہے تھے

مجھے اور میرے ایک دوست مولوی محمد اسحاق کو ایک کتاب کی ضرورت تھی جو کہ سید صاحب رحمہ اللہ کے پاس تھی ہم دونوں سید صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے میرا دوست آگے بڑھا اور عرض کی کہ مجھے ایک کتاب چاہیے فرمایا کونسی؟ تو وہ کہنے لگا ''ادب العربی'' تو سخت غصے سے فرمایا پیچھے ہٹ جاؤ اب وہ بے چارہ سائیڈ پر کھڑا ہو کر کانپنے لگا۔ ٹانگیں تو میری بھی کانپ رہی تھیں کہ نہ جانے اس سے کونسی غلطی ہوگئی ہے پھر سید صاحب رحمہ اللہ میری طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کیا کام ہے؟ میں نے بھی عرض کیا کہ کتاب چاہیے فرمایا کونسی؟ میں نے عرض کی ''تحریر ادب العربی'' فرمایا ہاں..... کتاب کا نام جب بھی لو تو پورا نام لو۔ یہ کیا ہوا کہ ادب العربی پھر ہمیں وہ کتاب عنایت فرما دی۔

صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے وظیفے سے حج کا سفر:۔ یہ 1956ء کی بات ہے جب میں نے اور میرے والد صاحب نے اکٹھے حج کیلئے درخواست دی لیکن والد صاحب رحمہ اللہ کی تو منظور ہوگئی مگر میری درخواست رد کر دی گئی۔ میں اس سال نہ جا سکا۔ اس کے بعد تقریباً 10 سال تک پابندی لگی رہی میرا پھر جانے کا ارادہ ہوا لیکن کوئی نہ کوئی رکاوٹ بن جاتی تھی۔ ایک بار میں نے اپنے بھائی صاحب اور ایک دوست کے ذریعے صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کو پیغام بھجوایا کہ دعا فرمائیں کہ میں بھی حج پر جا سکوں یا میری یونہی زندگی گزر جائے گی۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے جواب میں پیغام بھیجا کہ سورۃ فتح کی آیت نمبر 27 ''لقد صدق الله.......فتحا قريبا'' کثرت سے پڑھا کرو۔ لہٰذا میں نے یہ آیت ہر وقت پڑھنا شروع کر دی فرض نماز سے پہلے اور بعد میں بھی مسلسل پڑھتا رہا اور الحمدللہ اسی سال کئی غلطیوں اور اعتراضات کے باوجود بھی میری درخواست منظور ہوگئی اور میں 1968ء میں سفر حج پر روانہ ہوگیا۔

مولانا محمد امین الرحمٰن حفظہ اللہ کا ذوق عملیات

مورخہ 13-03-05 کو مولانا محمد امین الرحمٰن صاحب سے ان کی محمدی مسجد اہلحدیث شاہ کالونی شیخوپورہ کے قریب ملاقات ہوئی جس میں مولانا نے فرمایا کہ میرے پاس جادو جنات سے ستائے ہوئے لوگ آتے رہتے ہیں خاص طور پر بارڈر والے علاقے سے تو بہت ہی شکایات آتی تھیں تو وہاں کے ایک صاحب کو میں نے یہ عمل دیا اس کے کچھ عرصے بعد اللہ پاک نے مجھ پر یہ بات کھولی جنات کہہ رہے تھے کہ تم نے تو ہمارے بچے بچے تک کو مروا دیا ہے۔ میرا یقین ہے کہ اگر یہ عمل ان شرائط کے ساتھ کر لیے جائیں تو ہر قسم کے شریر جنات اور کالے جادو کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

اعمال:۔ (۱) سورۃ البقرہ کی تلاوت روزانہ گھر میں خود کریں یا کیسٹ یا CD پر مسلسل چلائیں۔

(۲) روزانہ 100 مرتبہ صبح و شام یہ دعا پڑھیں ''لا اله الا الله وحده لاشريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شي قدير''۔

(۳) صبح و شام کے مسنون اذکار کریں۔

(۴) ''حسبي الله لا اله الا هو عليه توكلت وهو رب العرش العظيم'' کا ورد کثرت سے کریں۔

(۵) 2 رکعت نفل قنوت نازلہ کی نیت سے پڑھیں اور ان میں رکوع کے بعد ہاتھ اٹھا کر اور دونوں سجدوں میں یہ دعائیں پڑھی جائیں ''اللهم اكفنا شرهم بما شئت وكيف شئت اللهم عليك بهولا اللصوص من الجن والساحرين۔ اللهم اقتلهم بددا واحصهم عددا ولا تغادر منهم احدا، اللهم خرب بنيانهم وزلزل اقدامهم وخرق جمعهم اللهم انزل بهم باسك الذى لاترده عن القوم المجرمين''۔

عملیات کیلئے خاص شرائط:۔ (۱) رات کو گھر کی کنڈی بسم اللہ پڑھ کر لگائی جائے۔ (۲) کھانا بسم اللہ پڑھ کر کھایا جائے۔ (۳) بیت الخلاء کی مسنون دعا کا اہتمام ہو۔ (۴) گھر میں کہیں تصویر نہ لٹکی ہو، نہ ہی ٹی وی گھر میں چلتا ہو۔ (۵) موبائل فون کی رنگ ٹون بھی موسیقی والی نہ ہو۔ (۶) گھر میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ اور مسنون دعا پڑھی جائے۔ (۷) رات کو سوتے وقت بسم اللہ پڑھ کر 3 بار بستر جھاڑا جائے۔ (۸) صدقہ دیا جائے کیونکہ صدقہ رد بلا ہے۔

ایک خدارسیدہ اہلحدیث عامل سے ملاقات

ابتدائیہ:۔ مورخہ 13-02-13 بروز بدھ کو جامع مسجد ابوبکر اہلحدیث ضلع قصور میں ایک خدارسیدہ اہلحدیث عامل سے ملاقات ہوئی جن کا اسم گرامی حافظ محمد حنیف صاحب حفظہ اللہ ہے حافظ صاحب نے دوران گفتگو بہت اہم باتیں ارشادفرمائیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

عامل بننے کی وجہ:۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ تقریباً 18 سال پہلے جب کہ ابھی میں مدرسے میں پڑھا کرتا تھا اس وقت مجھے اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس ہوئی کہ صرف عالم دین بننا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ روحانی عملیات کا عامل ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ ہمارے اہلحدیث حضرات کو جب جادو، جنات وغیرہ کا مسئلہ بنتا ہے تو وہ دوسرے عاملوں کے پاس جاتے ہیں حتیٰ کہ غیر مسلم عاملوں کے پاس جانے سے بھی گریز نہیں کرتے کیونکہ اس مسئلے کا حل تلاش کرنا تو ان کی مجبوری ہے اور اس کے لئے وہ ایسے ایسے لوگوں کے پاس بھی چلے جاتے ہیں جو کہ ان کے ایمان کے ڈاکو ہیں۔

اپنوں سے شکوہ:۔ مجھے اپنے تمام اہلحدیث علماء سے شکوہ ہے کہ انہوں نے اس شعبے کو چھوڑ دیا ہے اور الٹا ہم پر تنقید کرتے ہیں جب میں نے اس شعبے میں قدم رکھا تو میرے گھر والے اور مدرسے کے اساتذہ مجھ سے ناراض ہوگئے اور کہنے لگے کہ یہ آپ کن چکروں میں پڑ گئے لیکن میں نے اپنی راہ نہیں بدلی اور الحمدللہ آج وہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں واقعی آپ نے عامل بن کے بہت اچھا کیا اور اب مجھے عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

مسلک حق اہلحدیث:۔ ہمارے اہلحدیث حضرات میں خشکی بہت زیادہ ہے ہمارا مسلک ''مسلک حق اہلحدیث'' تو ہے لیکن اس مسلک میں دوسروں کی خیرخواہی نام کی چیز نہیں ہے میں نے تمام عملیات دیگر مسالک کے حضرات سے سیکھے ہیں اور آج بھی جب ان احباب کی خدمت میں حاضری کا موقع ملتا ہے تو ہم آپس میں شیروشکر کی مانند ہوتے ہیں لیکن اس کے برعکس اگر کسی اہلحدیث کے پاس چلے جائیں اور یہ کہہ دیں کہ جی آپ نے جو فلاں عمل بتایا تھا وہ کرنے سے کوئی خاطرخواہ فوائد حاصل نہیں ہوئے تو آگے سے یہ جواب سننا پڑتا ہے کہ جی آپ کو یہ عمل کرنے کا کس نے کہا تھا؟ ہم آپ کو اس عمل کی اجازت ہی نہیں دے سکتے۔

ہمارا کھویا ہوا ورثہ:۔ روحانی عملیات تو ہمارے تمام بزرگ علماء کا شغف ہوتا تھا۔ حافظ محمد گوندلوی صاحب رحمہ اللہ کے تمام شاگرد جہاں ان سے علم حدیث حاصل کرتے تھے وہاں ان کی زیرنگرانی عامل بھی بنتے تھے یعنی ان کا ہر شاگرد عامل ہوتا تھا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ بہت بڑے عامل بھی تھے اور محدث بھی تھے اسی طرح نواب صدیق حسن خان صاحب رحمہ اللہ بھی تو عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ عامل بھی تھے اسی لیے ان کی عملیات سے بھری پوری کتاب ''الداء والدواء'' ہے جس میں بہت مجرب عملیات ہیں۔

رزق میں برکت کیلئے بسم اللہ کا وظیفہ:۔ نواب صاحب رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں رزق کی برکت کے لئے روزانہ 700 مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کا ایک عمل لکھا ہوا ہے اور یہ واقعی بہت مجرب عمل ہے کیونکہ حضور ﷺ نے تو بسم اللہ کی اتنی فضیلت بیان فرمادی کہ حدیث کا مفہوم ہے ''جس کام کے شروع میں بسم اللہ'' نہ پڑھی جائے اللہ پاک اس کام میں برکت ہی نہیں ڈالتے۔ اللہ پاک نے بسم اللہ کی اہمیت واضح کرتے ہوئے قرآن کی ہرسورۃ کے شروع میں اسے نازل فرمایا اور اگر سورۃ توبہ کے شروع میں بسم اللہ نہیں آئی تو سورۃ نمل میں 2 مرتبہ آگئی۔

پہلے دن ہی 1600 روپے کی آمدن:۔ ہمارے ایک ماسٹر صاحب ریٹائرڈ ہونے کے بعد میرے پاس آئے اور پوچھنے لگے کہ حالات اگر تنگ ہوں تو کیا ان کی بہتری کیلئے بھی کوئی وظیفہ ہے؟ تو میں نے انہیں نواب صاحب رحمہ اللہ والا روزانہ 700 بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھنے کا وظیفہ بتادیا۔ کچھ دن بعد وہ دوبارہ ملے اور پھر کوئی عمل پوچھا تو میں نے کہا کہ آپ کو جو عمل دیا ہے کیا وہ آپ نے کیا؟ تو کہنے لگے بس کبھی پڑھ لیتا ہوں کبھی نہیں میں نے کہا بس اسی پر ذرا توجہ دیں انشاء اللہ آپ کا کام بن جائے گا چند دن بعد ان سے دوبارہ ملاقات ہوئی تو وہ خوشی خوشی بتانے لگے کہ ایک دن میں بہت پریشان بیٹھا تھا تو سوچا کیوں نہ اللہ پاک سے اپنی بے بسی کا اظہار کروں لہٰذا میں نے اپنی اہلیہ کو

بھی بسم اللہ پڑھنے کا کہا اور خود بھی پڑھنے لگ گیا۔ ہم دونوں میاں بیوی نے اس دن بیٹھ کر 1600 مرتبہ بسم اللہ پڑھی اور پھر میں بازار چلا گیا ۔ وہاں ایک صاحب ملے جو اشٹام فروش اور وثیقہ نویس تھے وہ کہنے لگے کہ ماسٹر صاحب آپ فارغ ہوتے ہیں میرے پاس ہی آ جائیں میں ان کے پاس دکان پر بیٹھ گیا اللہ کی کرم نوازی دیکھیں کہ پہلے ہی دن جب شام کو حساب کیا تو انہوں نے مجھے 1600 روپے ہاتھ میں تھما دیے اور کہنے لگے کہ پہلے تو میری دکان پر اتنا کام نہیں آتا تھا آپ کے آنے سے اللہ پاک نے میرے کاروبار میں بہت برکت ڈال دی ہے ماسٹر صاحب کہتے ہیں کہ میں اب بھی یہی بسم اللہ والا عمل کرتا رہتا ہوں اور اللہ پاک مجھے برکت والا رزق عنایت فرما رہا ہے۔

وظائف کا جواز......اسکی سند پر نہ جانا:۔ ہم اہلحدیث حضرات ہر وظیفے کا ثبوت حدیث سے مانگتے ہیں جبکہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے دعا مانگنے اور قبول کروانے کا ایک طریقہ امام حاکم رحمہ اللہ کی روایت سے بیان کیا ہے اور بعد میں لکھتے ہیں کہ اس کی سند پہ نہ جانا بس پورے یقین سے یہ عمل کرو اور اس کے 100% نتائج حاصل کرلو کیونکہ خود میں نے بھی اور مزید دس ائمہ کرام رحمہم اللہ نے بھی اس عمل کو کیا ''فاجربتہ'' اس کو بہت مجرب پایا۔ اب دیکھیں کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ جیسے امام یہ بات کہہ رہے ہیں جنہوں نے اپنی کتاب ''تقریب التہذیب'' میں تمام راویوں پر تحقیق کی اور نچوڑ نکالا تو کیا آج کا کوئی عالم دین امام ابن حجر رحمہ اللہ سے بھی زیادہ محتاط ہے؟ اور ہاں امام صاحب رحمہ اللہ نے اس عمل کے نیچے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ عمل اگر کسی کو بتانا ہو تو پوری ذمہ داری سے بتانا کیونکہ یہ عمل ایسا اکسیر اور تیر بے خطا ہے کہ اگر اس کے ذریعے کسی کیلئے بددعا کردی تو اس کا نقصان ہونا بھی لازم ہے۔

لہٰذا اگر ہم یہ کہیں کہ ہمیں فلاں وظیفے کا ثبوت صرف قرآن وحدیث سے ہی دو تو کیا ہماری باقی 99 فیصد زندگی بھی سراسر حدیث کے مطابق گزر رہی ہے اگر نہیں گزر رہی اور اگر ہم باقی معاملات میں لچک پیدا کر لیتے ہیں تو وظائف کے معاملے میں بھی تو لچک ہونی چاہیے اور رہی بات سراسر قرآن وسنت کے مطابق زندگی گزارنے کی تو اس کسوٹی پہ تو صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی پورے اترے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ایک واقعہ آتا ہے کہ وہ کہیں سے گزر رہے تھے تو دیکھا کہ ایک آدمی اونٹ کو بٹھا کر ذبح کرنے لگا تھا تو فرمایا بھئی تیرا یہ طریقہ سنت کے مطابق نہیں ہے سنت تو یہ ہے کہ اونٹ کو کھڑا کر کے اس کا گھٹنا باندھ اور پھر اس کو نحر کر نہیں تو یہ طریقہ تیرا اپنا طریقہ تو ہو سکتا ہے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں ہو سکتی۔

ہر دلعزیز شخصیت کا جانوروں میں احترام: ہمارے علاقے میں مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ بڑے ولی اللہ گزرے ہیں اور ان کا اخلاق اتنا نکھرا ہوا تھا کہ اہلحدیث، بریلوی، دیوبندی اور شیعہ تمام مسالک کے لوگ ان سے محبت وعقیدت رکھتے تھے اور انہیں احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا آج ہمارے دور میں کوئی ایک عالم دین ایسا نہیں ہے جس سے ہر مسلک کے لوگ محبت رکھتے ہوں۔ مولانا لکھوی رحمہ اللہ کا تو مقام ہی بہت اونچا تھا حتیٰ کہ جانور بھی ان کا احترام کیا کرتے تھے اس ضمن میں ایک معروف واقعہ ہے۔

اونٹ کا مطیع ہو جانا (کرامت):۔ ایک مرتبہ رات کے وقت اچانک مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ کو یاد آیا کہ صبح فجر کے وقت فلاں گاؤں کی مسجد میں درس دینے کا وقت مقرر ہے۔ وہ گاؤں ہمارے گاؤں سے تقریباً 20 میل کے فاصلے پر ہے لیکن رات کے وقت نہ کوئی سواری میسر آسکتی تھی اور نہ ہی مولانا رحمہ اللہ وعدہ خلافی کر سکتے تھے لہٰذا انہوں نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے لوگوں سے پوچھا کہ کوئی سواری کی ترتیب بن سکتی ہے؟ تو ایک شخص نے کہا کہ حضرت میرے پاس ایک اونٹ ہے لیکن وہ اتنا بگڑا ہوا ہے کہ کسی آدمی کو بھی اپنے اوپر نہیں بیٹھنے دیتا۔ مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا بس تم اسے ہی لے آؤ۔ جب وہ شخص اونٹ کو لیکر آیا تو مولانا رحمہ اللہ نے اونٹ کی نکیل پکڑ کر اس کا سر نیچے کو کھینچا اور پھر اس کے کان کے قریب منہ کر کے فرمایا خیال کرنا تیرے اوپر محی الدین بیٹھنے لگا ہے اسکے بعد اطمینان سے مولانا رحمہ اللہ اس پر سوار ہوئے اور اپنی منزل مقصود پر پہنچ کر اس اونٹ کی رسی اس کی گردن میں لپیٹ کر فرمایا اب وہیں پر واپس لوٹ جا جہاں سے آیا ہے اور اونٹ واقعی آدھی رات کو واپس اپنے مالک کے پاس چلا آیا۔ ایسی مثال آج کے علماء میں کہاں ملتی ہے؟ وہ تو بندہ جب اللہ پاک کے تابع ہو جاتا ہے تو پھر اللہ پاک تمام مخلوق کو اس کے تابع کر دیتے ہیں۔

مستجاب الدعوات ہستی اوران کا راز:۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ لوگوں میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو اگر اللہ پاک پر کسی کام کے ہونے کی قسم ڈال دیں تو اللہ پاک ان کی لاج رکھتا ہے۔آج بھی ایسی ہستیاں موجود ہیں جو اگر یہ کہہ دیں کہ اللہ کی قسم آج بارش ہوگی اگرچہ بارش ہونے کے دور دور تک آثار نہ ہوں لیکن اس دن واقعی بارش ہو جائے گی کیونکہ اللہ کے کسی ولی نے قسم کھائی ہوتی ہے میں ایک معروف عالم دین کو جانتا ہوں جو اہلحدیث مسلک کی ایک بہت بڑی علمی شخصیت ہے ان کے پاس لوگ دعائیں کروانے جاتے ہیں اور پھر وہ جس کے لئے بھی دعا کرتے ہیں اس کا واقعی مسئلہ حل ہو جاتا ہے ایک دن میں نے ان سے عرض کیا کہ وہ کونسا عمل ہے جو آپ کرتے ہیں اور دعا فوراً قبول کروا لیتے ہیں تو وہ فرمانے لگے کہ یہ ایک راز ہے جو میرے والد صاحب رحمہ اللہ نے مجھے بتایا تھا وہ بھی ایسے ہی دعا قبول کروایا کرتے تھے۔

قبولیت دعا کا اسلاف سے ملا خاص عمل:۔ آخر ایک دن جب میں خود اور وہ مستجاب الدعوات ہستی کسی کا جنازہ پڑھنے جا رہے تھے تو میں نے عرض کی کہ آپ وہ عمل مجھے عنایت فرما دیں نہیں تو کیا آپ اس راز کو قبر میں منکر نکیر کیلئے لے کر جانا چاہتے ہیں تو یہ سن کر مسکرا دیئے اور فرمایا اچھا یہ جنازہ پڑھنے کے بعد تمہیں وہ عمل دے دیتا ہوں۔

جنازے سے فارغ ہو کر مجھے فرمانے لگے کہ مغرب سے لیکر عشاء تک کا وقت اتنا قیمتی ہوتا ہے جتنا تہجد کا وقت قیمتی ہے۔ ہمارے بزرگ علماء رحمہم اللہ یہ وقت کسی کو بھی نہیں دیا کرتے تھے بس بیٹھ کر اللہ اللہ کیا کرتے اور دعائیں کیا کرتے تھے۔ مجھے بھی میرے والد صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ کوئی بھی ناممکن مسئلہ ہو یا ایسی دعا جو فوراً قبول کروانی ہو تو مغرب کی نماز کے بعد 2 رکعت صلوۃ الحاجت پڑھ کے 700 بار ''استغفر اللہ الذی لاالہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ'' پڑھو اگر یہ مکمل نہیں پڑھ سکتے تو صرف'' استغفر اللہ،استغفر اللہ''، ہی سات سو مرتبہ پڑھ لو اور پھر دعا مانگو انشاء اللہ دعا قبول ہوگی یہی وجہ ہے کہ جو بھی میرے پاس دعا کیلئے آتا ہے میں یہ عمل کرتا ہوں تو اللہ پاک اس کا کام بنا دیتے ہیں ویسے بھی اگر خلوص نیت کے ساتھ اپنے مومن بھائی کی غیر موجودگی میں اس کیلئے دعا مانگی جائے تو قبول ہوتی ہے اور اس کی قبولیت کا معیار کوئی اور ہوتا ہے اگر بندہ صرف اپنے لیے ہی دعا مانگے تو اس کی قبولیت کیلئے کوئی دوسرا نظام ہوتا ہے۔

اس عمل کی قبولیت کی دلیل:۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ کسی صحرا یا چٹیل میدان میں انسان اونٹ پر بیٹھ کر جا رہا ہو اور پھر تھوڑی دیر ستانے کیلئے سو جائے اور اس کی نیند کے دوران اس کی سواری جس پر اس کا کھانا اور پانی تھا وہ سب کچھ گم ہو جائے تو وہ بالکل مایوس ہو جائے گا اور اسے موت کے آثار دکھائی دینے لگیں گے لیکن پھر اچانک جب اس کے سامنے سواری آجائے تو وہ کتنا خوش ہوگا اس سے کہیں زیادہ خوشی اس رب رحیم کو ہوتی ہے جب اس کا بندہ اس کی طرف لوٹ آئے اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے معافی مانگ لے۔ دیکھیں کپڑا دھلا ہوا ہی اچھا لگتا ہے اور صاف ستھرے برتن میں ہر کسی کا کھانے کو جی کرتا ہے اسی طرح جس دل میں لوگوں کے لئے حسد،نفرت، بغض اور کینہ ہو اس دل کے اندر اللہ پاک کی رحمت نہیں آتی لیکن جب بندہ مسلسل 700 بار اللہ پاک سے معافی مانگے گا تو یقیناً اس کا دل ہر قسم کے میل کچیل سے پاک ہو جائے گا اور پھر اس کی ہر دعا قبول ہوگی۔

تعویذ بطور دوا:۔ میں تو اپنے پاس آنے والے لوگوں کو قرآن وحدیث سے ثابت دعاؤں کا تعویذ بھی لکھ کر دیتا ہوں اور جب وہ اسے پانی میں گھول کر پیتے ہیں تو اللہ پاک انہیں شفاء عطا فرماتا ہے۔تعویذ کا پینا تو ایسے ہی ہے جیسے بندہ دوائی کھاتا ہے شفاء تو اللہ پاک نے ہی دینی ہے۔

قاری محمد بلال عزیزی حفظہ اللہ کا ذوق تصوف

(جامعہ عزیزیہ،ساہیوال)

مختصر تعارف:۔ قاری صاحب ساہیوال میں جامع مسجد اہلحدیث شاداب ٹاؤن میں خطیب ہیں اور جامعہ عزیزیہ ساہیوال سے سند یافتہ ہیں جامعہ عزیزیہ کے بانی ومہتمم قاری محمد یحییٰ صاحب رسولنگری حفظہ اللہ کے خادم خاص ہیں۔ کچھ

دن پہلے ان کے ساتھ جامعہ عزیزیہ میں ملاقات ہوئی اس دوران انہوں نے صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کی کرامات کی تذکرہ بھی کیا اس ملاقات کے دوران قاری محمد یحییٰ صاحب رسولنگری کے بیٹے بھی موجود تھے جو کہ جامعہ عزیزیہ کے ناظم ہیں۔قاری صاحب عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ عامل بھی ہیں۔

سورۃ فاتحہ کا عمل:۔ میں نے قاری محمد یحییٰ صاحب رسولنگری کی اجازت سے ان کی زیرنگرانی پورے 41 دن سورۃ فاتحہ کا عمل کیا ہوا ہے اس میں مجھے روزانہ اول وآخر 11 مرتبہ درود شریف کیساتھ 101 بار سورۃ فاتحہ پڑھنا ہوتی تھی اور الحمدللہ دوسرے لفظوں میں مجھے سورۃ فاتحہ کا عامل کہا جا سکتا ہے۔

نافرمان عورت کی توبہ (کرامت):۔ ہمارے ایک دوست قاری نذیر صاحب ہیں جو کہ مدینہ یونیورسٹی کے فاضل ہیں ان کا تعلق بہاولپور سے ہے اوران کی شادی دوسری برادری میں ہوئی تھی ان کی بیوی ہر سال محرم الحرام میں سیاہ لباس پہنتی اور گھر میں ماتم اور نوحے سنا کرتی تھی اس کی وجہ سے مولانا عبدالرشید راشد صاحب جو کہ پکے سلفی العقیدہ ہیں بہت پریشان رہتے تھے یہ واقعہ مجھے خود قاری محمد یحییٰ صاحب رسول نگری نے سنایا کہ ایک سال جب کہ محرم شروع ہونے میں 2 دن رہ گئے تھے قاری نذیر صاحب میرے پاس تشریف لائے اور اپنی پریشانی کا اظہار کیا میں (قاری محمد یحییٰ رسولنگری صاحب) نے کہا کہ آؤ ہم ماموں کانجن میں جا کر صوفی صاحب رحمہ اللہ سے دعا کرواتے ہیں ہم دونوں صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے زندگی کے آخری ایام کی بات ہے صوفی صاحب رحمہ اللہ چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے ہم نے جا کر اپنا مسئلہ بیان کیا تو صوفی صاحب رحمہ اللہ نے لیٹے لیٹے ہی دعا کیلئے ہاتھ اٹھا دیے اور پنجابی زبان میں ہی التجاء کرنے لگے فرمایا اللہ! دل پھیردے اللہ تیری قدرت دیاں دو انگلاں دے درمیان دل وے تو دل پھیردے اسی طرح کچھ باتیں اللہ پاک سے کرتے رہے اور پھر کچھ ہلکی آواز میں دعا کی جو ہمیں سنائی نہ دی پھر یہی الفاظ دہرائے اور دعا ختم ہوگئی ہم جب واپس ہونے لگے تو میں نے قاری نذیر صاحب سے کہا کہ اب میں ساہیوال جاتا ہوں اور آپ اپنے گھر بہاولپور چلے جائیں لیکن قاری نذیر صاحب کہنے لگے کہ 2 دن بعد تو ماہ محرم شروع ہوجانا ہے اور گھر میں پھر وہی سلسلہ شروع ہوگا تو مجھ سے سے نہیں دیکھا جائے گا میں نے عرض کی کہ مولانا اب آپ بے فکر ہوکے گھر جائیں کیونکہ مجھے حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کی دعا کی قبولیت کا علم ہے۔

لہٰذا جب قاری نذیر صاحب اپنے گھر پہنچے تو ان کی بیوی ان کے قدموں میں گر پڑی اوران سے معافی مانگنے لگی۔کہنے لگی کچھ دیر پہلے میرے دل میں احساس پیدا ہوا کہ آپ تو قرآن وسنت کی تبلیغ واشاعت کر رہے ہیں لیکن میں کیسی زندگی گزار رہی ہوں اس لیے میں نے اللہ سے تو معافی مانگ لی ہے اب آپ بھی مجھے معاف فرمادیں۔

میرے پیچھے صوفی صاحب رحمہ اللہ کی دعا ہے (کرامت): ہمارے ساہیوال میں ماسٹر عبدالخالق صاحب ایک سکول ٹیچر ہیں اور ان کی تقریباً 35 ہزار روپے تنخواہ ہے وہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدرسہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن میں پڑھا کرتا تھا میرے سارے ہم جماعت پڑھ رہے تھے لیکن میرے ذہن میں ہی کچھ نہیں پڑتا تھا میں حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کی بہت زیادہ خدمت کرتا تھا حتیٰ کہ بیماری کے ایام میں انہیں استنجاء بھی میں ہی کرواتا تھا ایک دن صوفی صاحب رحمہ اللہ مجھے فرمانے لگے کہ تیرے ساتھ والے سب پڑھ لکھ گئے لیکن تو نہ پڑھ سکا۔کوئی بات نہیں اللہ تجھے بھی رنگ لگائے گا۔اب ماسٹر صاحب کہا کرتے ہیں کہ یہ جو میرے اوپر اللہ پاک کا اتنا فضل وکرم اور رزق کی برکتیں ہیں یہ سب اسی دعا کا نتیجہ ہے کیونکہ میرے پیچھے حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کی دعا ہے۔

دیگر اہلحدیث علماء کے وظائف وعملیات

اولاد کی نافرمانی کیلئے:۔ اگر اولاد نافرمان ہو یا میاں بیوی میں لڑائی جھگڑا رہتا ہو تو اول وآخر 7 بار درود شریف کیساتھ 41 بار یہ

آیت پڑھ کر 21 دن تک کسی میٹھی چیز پر دم کرتے رہیں اور اسے کھلاتے رہیں انشاء اللہ پیار ومحبت اور اطاعت وفرمانبرداری بڑھ جائے گی''ربنا هب لنا من ازواجنا و ذريتنا قرة اعين و اجعلنا للمتقين اماما''(از: قاری محمد بلال عزیزی صاحب ساہیوال)

اولاد نرینہ کے حصول کیلئے:۔ روزانہ 101 بار''رب هب لي من الصلحين''مع اول وآخر 7 بار درود شریف مسلسل پڑھنے سے اللہ پاک نیک صالح فرزند عطا فرمائے گا۔ انشاءاللہ۔(مجربات: قاری بلال عزیزی صاحب، ساہیوال)

کسی بھی قسم کے شدید درد کیلئے:۔ کسی بھی جگہ درد ہو رہا ہو خواہ کتنا ہی شدید درد کیوں نہ ہو اول وآخر 11 بار درود شریف کیساتھ سورۃ مرسلات (29 پارہ) کا آخری رکوع''ان المتقين ......يومنون''تک 11 بار پڑھ کے دم کرنے سے درد ختم ہو جاتا ہے۔ از (قاری محمد بلال عزیزی ساہیوال)

ہر قسم کی نظر بد کیلئے:۔ نظر بد کے اثرات ختم کرنے کے لئے 7 بار اول وآخر درود شریف کیساتھ 7 بار سورۃ فاتحہ اور 11 بار سورۃ القلم کی یہ آیت پڑھ کر دم کرنے سے انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔''وان يكاد ....لمجنون''۔(مجربات: قاری بلال عزیزی صاحب، ساہیوال)

پرانے سر درد کیلئے:۔ سورۃ انعام کی آیت نمبر 64''لكل نباء مستقر وسوف تعلمون''55 بار پڑھ کر دم کر دیا جائے تو درد جتنا بھی پرانا ہوگا اس آیت کی بدولت انشاء اللہ آرام آجائے گا۔(از: مولانا اشتیاق معاویہ صاحب مدرس جامعہ الدراسات الاسلامیہ مغلپورہ)

سوکڑے کیلئے:۔ بچوں میں سوکھے پن کی بیماری جیسے عرف عام میں سوکڑہ کہا جاتا ہے اس کے علاج کے لئے ایک مجرب عمل ہے کہ مٹھی بھر کالے چنے لیکر ان پر 105 مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کریں اور کسی کیاری یا کھیت وغیرہ میں وہ چنے بیج دیں پھر ایک کدو لیکر اس پر مٹی کا لیپ کریں اور ہلکی سی آگ میں کدو کو گرم کریں جب اس میں نرمی آجائے تو مٹی وغیرہ صاف کر کے کدو کے ہم وزن مکھن شامل کر لیں اور دونوں چیزوں کو مکس کر کے مرہم سا بنالیں اور پھر اس مرہم کے ساتھ روزانہ بچے کی مالش کریں جوں جوں بیجے ہوئے چنے اگیں گے توں توں بچہ صحت منداور موٹا ہوتا جائے گا انشاء اللہ۔(از: مولانا اشتیاق معاویہ صاحب مدرس جامعہ الدراسات الاسلامیہ مغلپورہ)

کسی کی بدزبانی سے بچنے کیلئے:۔ اگر کسی شخص کی بدزبانی کی ایذاء رسانی سے بچنا ہو تو درج ذیل آیات 15/15 بار پڑھیں اگر صبح کو یہ عمل کریں گے تو شام تک اس شخص کی زبان سے آپ کے خلاف کوئی بات نہ نکلے گی اور اگر شام کو عمل کریں گے تو انشاء اللہ اگلے دن کی صبح تک محفوظ رہیں گے۔

(۱) اليوم نختم على افواههم (15 بار)، (۲) ولا يوذن لهم فيعتذرون (15 بار)، (۳) صم بكم عمى فهم لايعقلون (15 بار) از (مولانا عبدالرحمٰن فاروقی صاحب مدرس جامعہ الدراسات الاسلامیہ فتح گڑھ مغلپورہ لاہور)۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ کا ذوق تصوف

ابتدائیہ:۔ مورخہ 12-04-28 بروز ہفتہ شام 6 بجے لاہور کے علاقے سانده میں معروف مصنف کتب ہائے کثیرہ، ممتاز عالم دین، خانوادہ توحید وسنت کے فرزند ارجمند، بقیۃ السلف حضرت مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کیساتھ ان کے گھر میں ملاقات ہوئی جس میں بھٹی صاحب کے چھوٹے بھائی محترم سعید بھٹی صاحب اور ایک بھتیجا لقمان سعید صاحب بھی موجود تھے دوران گفتگو بھٹی صاحب حفظہ اللہ نے برصغیر میں اسلام کی تبلیغ واشاعت کے سلسلے میں صوفیاء کرام کی خدمات، اولیاء اللہ کے کشف وکرامات، بیعت وتزکیہ، تصوف وسلوک اور علامہ احسان الٰہی ظہیر صاحب کے صوفیانہ مزاج کے متعلق انتہائی قیمتی باتیں ارشاد فرمائیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

صوفیاء کرام کی تبلیغی مساعی:۔ آپ حفظہ اللہ نے فرمایا: میں ان حضرات سے اتفاق نہیں کرتا جو برصغیر میں اسلام کی تبلیغ کے سلسلے میں

صوفیاء کی خدمات کا اعتراف نہیں کرتے۔ یہ جو اس وقت علماء کا دور چل رہا ہے یہ زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ صدی قبل کا ہے، اس سے پہلے تو اس ملک میں صوفیاء ہی تھے جو کہ مختلف مما لک سے تشریف لائے تھے یا یہیں کے رہنے والے تھے ان میں شیخ معین الدین اجمیری رحمہ اللہ یا نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ سرفہرست ہیں۔ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ نام تو ہم نے بنا رکھا ہے اصل میں تو ان کا لقب نظام الاولیاء رحمہ اللہ ہے۔ یعنی اولیاء کے اولیاء، نظامت ان کی۔ یہ نظام الدین اولیاء تو لفظ بنتا ہی کوئی نہیں۔

یہاں ان معنوں میں جن معنوں میں آج اسلام ہے یا علماء تبلیغ فرما رہے ہیں کون سے مسلمان علماء موجود تھے مثلاً مولانا مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ اور مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ جیسے حضرات تو بہت بعد میں آئے ہیں اسی طرح مسلک اہل حدیث میں جو علماء ہیں وہ بھی بہت بعد میں آئے ہیں۔

تو اصل میں نقطہ نظر یہ ہے کہ صوفیاء کی خدمات کو اس ملک میں نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ وہ کونسے علماء تھے جو اجمیر کے اردگرد تقریر کرتے رہے جیسے آج کل مختلف مقامات پر تقریر ہو رہی ہے تو وہاں معروف معنوں میں آج کے علماء کی طرح کونسے عالم دین تھے؟ اسی طرح یہاں پاک پتن کے اردگرد بابا فریدالدین مسعود رحمہ اللہ کی تبلیغ اسلام کے سلسلے میں مساعی اور محنت ہے تو وہاں بھی معروف معنوں میں کونسا عالم دین تھا؟ کوئی بھی نہیں تھا وہی لوگ تھے جنہوں نے اسلام کی تبلیغ کی۔

قدر و اہمیت، اولیاء کا حق ہے:۔ میرے نزدیک صوفیاء کی تبلیغ کو اسلام کیلئے نظرانداز کرنا بہت بڑی غلطی ہے صوفیاء نے بہت خدمات انجام دی ہیں کوئی اس بات سے اتفاق کرے یا نہ کرے یہ اس کی مرضی ہے میں کسی سے جھگڑتا تو نہیں مگر میرا نقطہ نظر یہی ہے کہ ان اولیاء کرام رحمہ اللہ کو وہی اہمیت دی جائے جس کے وہ مستحق ہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ اہمیت دی جائے انہی کی مساعی کی وجہ سے یہاں اسلام پھیلا ہے۔

''تصوف'' فطرت کی پیاس:۔ صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ''توحید اندر کی بھوک ہے اور تصوف اندر کی پیاس ہے''۔ اگر ہم لوگوں کو سچا تصوف نہیں دیں گے تو پھر یہ میلے ٹھیلوں پر اور درباروں پر جائیں گے۔

بیعت، تزکیہ و سلوک ہماری اشد ضرورت:۔ صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے ہاں بیعت الجہاد کے ساتھ ساتھ بیعت اصلاح اور بیعت سلوک بھی ہوتی تھی مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے ہاں بھی بیعت تزکیہ ہوتی تھی۔ بیعت کا سلسلہ تو ختم نہیں ہونا چاہیے۔ بیعت کا سلسلہ کسی نہ کسی طرح میرے خیال میں جاری رہنا چاہیے یہ تبلیغ اسلام کا اور علماء کے آپس میں تعلق پیدا کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کا صوفیانہ باطن:۔ ایک بار علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ اپنے چھوٹے بیٹے کے ساتھ سعودی عرب تشریف لے گئے جب مکہ مکرمہ بیت اللہ میں گئے تو بیت اللہ کو دیکھ کر زاروقطار رونے لگے پھر جب حضور ﷺ کے روضے پر گئے تو روتے بھی تھے اور کہتے تھے یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں۔ پھر درود شریف پڑھتے تھے پھر روتے اور کہتے یا رسول اللہ ﷺ میں لوٹ آیا ہوں پھر درود شریف پڑھتے۔ علامہ صاحب کے بیٹے کہنے لگے میں حیران ہوا کہ میرے والد رحمہ اللہ کے اندر تصوف ہے میرے والد کے اندر کوئی چیز ہے۔

نوٹ:۔ بھٹی صاحب کے ساتھ ملاقات سے صرف ایک گھنٹہ پہلے راقم کو یہ واقعہ مکتبہ قدوسیہ اردو بازار کے عمر فاروق صاحب نے سنایا تھا اور کہا کہ یہ واقعہ مجھے خود علامہ صاحب رحمہ اللہ کے چھوٹے بیٹے نے سنایا تھا۔ راقم نے بھٹی صاحب کے سامنے جب یہ واقعہ بیان کیا تو بھٹی صاحب نے لفظ بہ لفظ اس کی تصدیق کی۔ اب دوبارہ بھٹی صاحب کی گفتگو کی طرف لوٹتے ہیں۔

حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی قدر و منزلت:۔ ایک مرتبہ مولانا احمد علی لاہوری صاحب رحمہ اللہ نے اپنی مجلس ذکر میں فرمایا تھا کہ مجھے کشف قبور ہوتا ہے اور یہ واقعہ ''خدام الدین'' میں چھپا تو میں سوچ رہا تھا کہ اس پر کیسے لکھوں؟ میں ان دنوں ماہنامہ الاعتصام کا چیف ایڈیٹر تھا اور سید داؤد غزنوی صاحب رحمہ اللہ کے مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے بارے میں احساسات محبت کو جاننا تھا اب لکھنا بھی چاہتا تھا اور

میرے سامنے مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے احساسات بھی تھے تو پھر میں نے اس پر ہلکا سا نوٹ لکھا کہ کشف قبور تو معلوم نہیں کیا ہوتا ہے یا اسی طرح کچھ لکھا تو مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ صاحب نے مجھے فرمایا کہ ''ایڈیٹر صاحب! ہم نے آپکا نوٹ پڑھا جو مولانا احمد علی رحمہ اللہ کے کشف قبور کے بارے میں آپ نے لکھا ہے آپ یہ فرمایئے۔ یہ الفاظ انہیں کے ہیں آپ یہ فرمایئے کہ اگر مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ اتنے نیک ہو جائیں کہ انہیں کشف قبور ہونے لگے تو آپ کو کیا اعتراض ہے۔

کشف القبور کے دو واقعات:۔ دیکھیں جی! خود نبی ﷺ قبرستان سے گزر رہے تھے تو ایک قبر کے بارے میں فرمایا کہ یہ شخص جو یہاں ہے یہ پیشاب کے بعد کچھ احتیاط نہیں کرتا تھا اس کی وجہ سے اسے عذاب ہو رہا ہے تو حدیث کے اس واقعے سے پتہ چلتا ہے کہ اس طرح کی باتیں واقعی سچی ہیں۔

ہمارے ایک بزرگ تھے جن کا نام حاجی نور الدین رحمہ اللہ تھا۔ وہ مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے مرید نہ ہو سکے کیونکہ ان کی زبان فارسی نہیں جانتے تھے مگر ان کے مرید مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ کے مرید ہو گئے۔ ان کے ساتھ میرے پردادا بھی تھے جن کا نام میاں امام الدین رحمہ اللہ تھا یہ واقعہ جو بیان کرنے جا رہا ہوں یہ میں نے حاجی نور الدین رحمہ اللہ سے خود تو نہیں سنا البتہ مجھے کسی معتبر ذریعے سے پتہ چلا کہ وہ فرماتے تھے کہ جب میں قبرستان سے گزرتا ہوں تو مجھے ایسے لوگوں کا پتہ چل جاتا ہے جو بہت نیک ہیں اور قبر کے اندر بہت اہمیت کے حامل ہیں چونکہ فرید کوٹ کے علاقے کوٹ کپورہ میں ان کی زمین قبرستان سے آگے تھی لہٰذا ان کا وہاں سے گزر ہوتا رہتا تھا۔

تصوف کے ماہرین اسلاف:۔ میں نے صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے حالات و واقعات پر ایک کتاب لکھی ہے جس میں ان کے تصوف کے سلسلے میں یا قبولیت دعا کے سلسلے میں یا ان کی کرامات کے سلسلے میں بہت سے واقعات تحریر کیے ہیں اور وہ کتاب چھپنے کے بعد مجھے اور بھی کئی لوگوں نے صوفی صاحب رحمہ اللہ کے بارے میں بہت اچھی معلومات دی ہیں وہ سب معلومات میں نے ترتیب دیکر مکتبہ سلفیہ والوں کو دے دی ہیں۔ اسی طرح مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ قلعہ میہاں سنگھ والے کے بارے میں بھی پوری کتاب لکھی وہ بھی تصوف میں تعلق رکھتے تھے بلکہ وہ تو تصوف کے بہت بڑے ماہر تھے اور ایسے صاحب کرامت بزرگ تھے کہ سبحان اللہ۔ مجھے ذرا یہ بتائیں کہ ان لوگوں کے تصوف میں کیا برائی ہے؟ کیا مخالفت ہے؟ اس تصوف میں کوئی برائی نہیں بلکہ اس میں تو سراسر اچھائی ہی اچھائی ہے۔

صوفی عالم دین کا فرشتوں کو دیکھنا:۔ موجودہ دور میں تو سب اہلحدیث حضرات کے سر ننگے ہو گئے ہیں حالانکہ پہلے یہ رواج نہیں تھا میں نے اپنے دور میں ایک شخص کو ننگے سر دیکھا ان کا نام مولانا کمال الدین ڈوگر رحمہ اللہ ہے۔ وہ ضلع فیروز پور کے ایک گاؤں چھیمپیاں والی میں رہتے تھے۔ وہ میرے نزدیک بہت بڑے صوفی اور بہت بڑے عالم تھے ان کی بھی بے شمار کرامتیں تھیں میں نے ان کے بارے میں ایک بات پڑھی کہ وہ ایک مرتبہ اپنے بھائی کے پاس بیٹھے تھے تو فرمانے لگے کہ یہ جو فرشتے ہیں ان کی آمد و رفت میرے خیال میں صبح و شام نہیں ہوتی بلکہ اس کیلئے کچھ اور اوقات ہیں دونوں بھائیوں میں اس بات پر تھوڑا سا اختلاف ہوا کہ کہ وہ بھائی صاحب رحمہ اللہ کے مطابق صبح و شام بھی فرشتوں کی آمد و رفت ہوتی ہے اور عصر کے بعد فرشتے چلے جاتے ہیں اور دوسرے آجاتے ہیں لیکن انہوں نے کہا کہ نہیں میرے خیال میں کوئی اور صورتحال ہے یہ فرما کر وہ چل پڑے مولانا کمال الدین ڈوگر صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا۔ دونوں گھوڑی پر سوار تھے راستے میں ایک جگہ گھوڑی کو روکا اور کہنے لگے چلو واپس بھائی صاحب رحمہ اللہ کے پاس چلیں۔ یہ عصر کے بعد کا وقت تھا واپس آگئے اور ان سے کہا کہ بھائی آپ ٹھیک کہتے ہیں میں نے خود دیکھا ہے کہ فرشتے اوپر سے آرہے تھے اور پہلے والے جا بھی رہے تھے یعنی وقت وہی ہے جو آپ بتا رہے تھے میں نے خود دیکھ لیا ہے آپ کی بات ٹھیک تھی۔

صوفی اہلحدیث کے حکم کا چونٹیوں پر اثر:۔ انہی مولانا کمال الدین ڈوگر رحمہ اللہ کی ایک کرامت یہ بھی سننے میں آئی کہ کھڈیاں خاص میں ایک مسجد میں جلسہ تھا لیکن اس جلسے کے مقام پر بہت زیادہ چیونٹیاں تھیں کچھ لوگوں نے مولانا کمال الدین ڈوگر رحمہ اللہ سے عرض کی

کہ حضور! ان چیونٹیوں سے کسی طریقے چھٹکارہ دلا یئے تو فرمایا ایک چیونٹی کو پکڑ کر میرے پاس لاؤ ایک بندہ ان میں سے ایک کیڑا پکڑ کر لے آیا تو اسے ہتھیلی پر رکھ کر فرمانے لگے کہ بھئی لوگ یہاں جلسہ سننے آئے ہیں تم انہیں کیوں پریشان کرتے ہوئے جلسہ سننا تمہارا کام نہیں ہے پھر اس بندے سے فرمایا کہ اس کیڑے کو گاؤں سے باہر پھینک دو حکم کے مطابق اس کیڑے کو گاؤں سے باہر لے گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے چیونٹیوں کی ساری ورکشاپ ختم ہوگئی اللہ اکبر اس طرح کے اور واقعات بھی علماء کے منقول ہیں۔

ولی با کمال صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ کا ذوق تصوف

خاندانی تعارف: صوفی عبداللہ رحمہ اللہ بچپن سے ہی بہت اللہ والے تھے اور اللہ سے بہت محبت کرنے والے تھے، وہ ایک الگ مزاج لے کر پیدا ہوئے تھے۔ وہ اپنے باقی کے بہن بھائیوں سے بہت مختلف تھے۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے دادا جن کا نام ملک سبحان تھا وہ کشمیر میں آباد تھے پہلگام کے علاقے میں وہ وہاں پر زعفران کاشت کرتے تھے اور وزیر آباد لا کر بیچتے تھے وہ زعفران کی تجارت کرتے تھے۔ اس زمانے میں وزیر آباد شہر کی خوبصورتی اپنی مثال آپ تھی یہاں پر شیش محل ہوا کرتے تھے۔ مغلیہ دور کے وزراء یہاں آکر آباد ہوئے تھے، اسلئے اس کا نام وزیر آباد پڑا۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے دادا کو یہ شہر بہت پسند تھا وہ اس کی خوبصورتی سے بہت متاثر تھے، وہ یہاں مستقل آباد ہونا چاہتے تھے، پس انہوں نے یہاں مستقل آباد ہونے کا فیصلہ کیا اور کشمیر میں اپنی ساری جائیداد بیچ دی اور یہاں محلّہ لکڑ منڈی سینٹر ثمن برج میں ایک بہت بڑی حویلی خریدی اور ساتھ ہی کچھ دکانیں اور 16 مکان 3 کارخانے خریدے اور وزیر آباد میں آباد ہو گئے، اور یہاں موجود حویلی میں اپنے تین بیٹوں ملک قادر بخش (صوفی صاحب رحمہ اللہ کے والد) ملک کرم الٰہی، ملک فضل الٰہی کے ساتھ رہنے لگے۔ انہوں نے وزیر آباد میں آباد ہونے کے بعد زعفران کی تجارت چھوڑ دی اور گندم اور چاول کی آڑھت کا کام شروع کر دیا۔ ملک قادر بخش (صوفی صاحب رحمہ اللہ کے والد) کے چار بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ ملک سلطان (نام صوفی عبداللہ رحمہ اللہ) ان کے سب سے بڑے بیٹے تھے اور ملک کرم الٰہی کا ایک بیٹا اور ملک فضل الٰہی کی تین بیٹیاں تھیں۔ صوفی عبداللہ صاحب کا اصل نام ملک سلطان تھا۔

سیدزادے فقیر کی حیرت انگیز کرامت:۔ اس حویلی میں صوفی صاحب رحمہ اللہ کے دادا ملک سبحان اپنے تینوں بیٹوں ملک قادر بخش، ملک کرم الٰہی اور ملک فضل الٰہی کے ساتھ صحن میں بیٹھے تھے کہ ایک فقیر ان کے دروازے پر آئے اور ان سے روٹی مانگی اور کہا کہ میں سید ہوں یعنی سیدزادہ ہوں مجھے روٹی پکا کر دو تو ملک سبحان صوفی عبداللہ رحمہ اللہ صاحب کے دادا نے ان سے کہا کہ آپ واقعی سچے ہیں تو اپنی کوئی کرامت دکھائیں کہ واقعی میں آپ سیدزادے اور فقیر ہیں انہوں نے اس فقیر سے کہا کہ یہ جو سامنے پرنالہ ہے اس میں جو چھوٹا سا پودا ہے اس میں انار لگ جائیں۔ تو یہ سن کر ان فقیر نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور اسی وقت اللہ کی قدرت سے اس چھوٹے سے پودے میں انار لگ گئے۔ یہ دیکھتے ہی ملک سبحان ان کے معتقد ہو گئے اور ان سے کہا کہ آپ کہیں نہیں جائیں گے اور یہی اس حویلی میں ہمارے ساتھ رہیں گے۔ انہوں نے ان کو اس حویلی میں الگ کمرا دیا۔ وہ ان کے ساتھ رہنے لگے اور وہ ان فقیر کی خدمت کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے اس فقیر کی دعا سے ان کو بہت کچھ دیا بہت مال و دولت سے نوازا، عزت دی۔

مستجاب الدعوات فقیر کی مقبول دعائیں:۔ یہاں ایک بات کی وضاحت کر دوں کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کی پیدائش ان فقیر کے حویلی میں آنے کے بعد ہوئی تھی ان فقیر کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے ملک سبحان کے بیٹوں کو اولاد کی نعمت سے نوازا۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے والد صاحب ملک قادر بخش اور ان کے تایا بہت لمبے قد کے تھے۔ ان کی چارپائیاں جن پر وہ سوتے تھے وہ بھی اتنی لمبی اور چوڑی تھیں جن پر ہم جیسے تین چار بندے آرام سے سو سکتے ہیں وہ چارپائیاں اب بھی وزیر آباد والے گھر میں موجود ہیں۔

مجذوب فقیر نے جو کہا جیسا کہا... وہ ہو گیا:۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے والد اور ان کے دادا ملک سبحان نے جو جائیداد وزیر آباد میں خریدی تھی اس میں جو مکانات تھے وہ انہوں نے کرایہ پر دیئے تھے۔ وہاں قریب ہی پنکھیاں بنانے والے کچھ لوگ رہتے تھے وہ ان کے

مخالفین تھے اور ان کے کرایہ داروں کو ورغلاتے تھے کہ ان کو کرایہ مت دو اور گھروں پر قبضہ کرلو، یہ صورتحال دیکھ کر صوفی صاحب رحمہ اللہ کے والد اور دونوں تایا ان سے لڑنے کیلئے جانا چاہتے تھے تو وہ فقیر جوان کی حویلی میں تھے انہوں نے ان کو وہاں جانے سے روکا۔ اصل میں وہ یہ چاہتے تھے کہ ہم وہاں جا کر رہیں اپنے مخالفین کو دیکھتے ہیں کہ وہ کتنے بڑے بدمعاش ہیں۔ فقیر نے ان سے کہا: دو بھائی چلے جاؤ اور ایک اسی حویلی میں رہ جائے۔ مگر انہوں نے ان کی بات نہ مانی یہاں ایک وضاحت کر دوں کہ ان کی اپنی دولت تھی مگر اتنی نہیں تھی یہ سب رنگ ان کو اس فقیر کی دعاؤں سے لگا تھا جو اللہ نے ان کی دولت وجائیداد اتنی بڑھا دی۔ جب انہوں نے اس فقیر کی بات نہ مانی تو اس فقیر نے ان سے کہا کہ ٹھیک ہے اب ہم بھی اس حویلی میں نہیں رہیں گے یہ حویلی آج کے بعد ویران ہو جائے گی۔ جاؤ آج کے بعد سب ختم۔ پھر اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ ملک قادر بخش، ملک کرم الٰہی اور فضل الٰہی حویلی چھوڑ کر یہاں وزیرآباد والے گھر میں رہنے لگے مگر یہاں آتے ہی ملک کرم الٰہی کا ایک ہی بیٹا دو دن میں وہ فوت ہو گیا اور کچھ عرصہ بعد ملک کرم الٰہی کا انتقال ہو گیا۔ ایک دو ہفتے میں ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ باقی جو دو بھائی بچے ملک قادر بخش اور ملک فضل الٰہی جن کی صرف تین بیٹیاں تھیں انہوں نے جو دولت جائیداد تھی وہ بیچ بیچ کر کھانا شروع کر دی۔ یوں وہ سب کچھ ختم ہونا شروع ہو گیا جو اس فقیر کی دعا سے ان کو ملا تھا۔ یہاں تک صرف وہی ایک وزیرآباد والا گھر رہ گیا باقی سب کچھ ختم ہو گیا۔ وہ حویلی جیسے کہ اس فقیر نے کہا تھا بالکل اسی طرح ویران ہو گئی اور وہاں آج تک ایسا کچھ ہے کہ وہ کسی کو وہاں آباد رہنے نہیں دیتی۔

صوفی صاحب پر جذبہ الٰہی کی ابتدائی کیفیات:۔ ملک فضل الٰہی کی تین بیٹیاں تھیں ملک فضل الٰہی صوفی صاحب رحمہ اللہ کے تایا تھے۔ ان کی بیٹی بی بی عائشہ میری ساس (عبیدہ) کی سگی نانی تھیں۔ پھر ملک قادر بخش (صوفی صاحب رحمہ اللہ کے والد) ان کی اہلیہ یعنی صوفی صاحب رحمہ اللہ کی والدہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ ان کے والد نے دوسری شادی نہیں کی صوفی صاحب رحمہ اللہ اور ان کے باقی بہن بھائی ابھی چھوٹے تھے صوفی صاحب اپنے بہن بھائیوں میں بڑے تھے۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ ابھی 6 سال کے تھے ان کا اور انکے بھائی ملک رمضان کا نکاح کر دیا گیا صوفی صاحب بچپن سے ہی اللہ والے تھے۔ وہ اپنے گھر کے محلے کی مسجد جامع مسجد اہل حدیث منانیہ میں مسجد کے امام صاحب سے قرآن پڑھنا شروع کیا۔ اور یہاں سے قرآن پاک سیکھنے کے بعد وہ تقریباً 10 یا 15 سال کی عمر کے تھے کہ دہلی چلے گئے۔ وہاں سید گھرانے کا قائم کردہ ایک مدرسہ تھا، جہاں قرآن وحدیث کا علم سکھایا جاتا تھا، وہاں صوفی صاحب رحمہ اللہ نے قرآن حفظ کیا، اس مدرسے میں اردو ترجمہ کے ساتھ قرآن سیکھا اور تفسیر واحادیث کا علم حاصل کیا۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ جب دہلی گئے تو ان کے والد ملک قادر بخش نہیں جانتے تھے کہ وہ کہاں ہیں پھر کسی نے ان کو بتایا کہ ملک سلطان تو دہلی میں مدرسے میں ہیں پھر ان کے والد صاحب ان کے پیچھے چلے گئے اور ان کو لے آئے صوفی صاحب رحمہ اللہ دوبارہ وہ وہاں سے پھر دہلی چلے گئے۔ مدرسے میں ایسا کئی بار ہوا پھر ان کے والد صاحب نے ان کا اللہ کی طرف اتنا رجحان دیکھ کر ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ وہ اپنی اہلیہ کو بہت کم وقت دے پاتے تھے، وہ ان سے وقت مانگتی تھیں۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ کی زندگی کا مقصد تو کچھ اور تھا وہ شاید ان کی ہم مزاج نہیں تھیں پھر یہ ہوا کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے ان کو ان کی مرضی سے اپنی زندگی سے الگ کر دیا۔

اشاعت دین کیلئے الہام:۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے پھر جہاد کی سرگرمیوں میں حصہ لینا شروع کر دیا اس زمانے میں انگریزوں اور سکھوں کی حکومت تھی آپ نے ان کے خلاف جہاد شروع کر دیا۔ اور جہاد پر چلے گئے جہاد انہوں نے جوانی میں ہی شروع کر دیا تھا۔ پیر پگاڑا صاحب جو فوت ہو گئے ہیں وہ اس زمانے میں جہادی سرگرمیوں میں ان کی شاگردی کرتے تھے وہ ان کے شاگرد تھے انگریزوں اور سکھوں نے جب دیکھا کہ یہ تو ہمارے خلاف جہادی تنظیم کے سرگرم رکن بن گئے ہیں تو وہ ان کے سخت مخالف ہو گئے اور ان کی سر کی قیمت لگائی ایک اچھی خاصی رقم مقرر کی۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے پھر صوفی صاحب رحمہ اللہ نے فیصلہ کیا کہ وہ افغانستان چلے جائیں یہ تقریباً 1940ء کی بات ہے۔ وہاں جا کر اس زمانے کے بادشاہ سے انہوں نے پناہ دینے کی درخواست کی وہ بادشاہ نیک دل تھے انہوں نے نہ صرف صوفی صاحب رحمہ اللہ اور ان کے ساتھیوں کو پناہ دی بلکہ ان کے جہادی مشن میں ان کی بہت مدد کی بلکہ ہر طرح کی مدد کی۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ

افغانستان میں کافی عرصہ رہے۔ پھر وہاں افغانستان میں اللہ کی طرف ان کو الہام ہوا کہ اوڈاں والا گاؤں جائیں اور وہاں سے دعوت اور دین کو پھیلانے کا کام شروع کر دیں۔

چور کی نشاندہی پر نمبردار کا مرید ہوجانا:۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ یہاں اوڈاں والا گاؤں (فیصل آباد سے آگے ہے) کی مسجد میں آ کر رہنے لگے اور دین کی تبلیغ کا آغاز اس مسجد سے شروع کیا۔ وہاں کی مسجد کے جو مولوی صاحب تھے ان کے پاس شاید اتنا علم اللہ نے عطا نہیں کیا تھا، وہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کی بصیرت اور مقبولیت کو دیکھتے ہوئے ان سے خار کھانے لگے۔ انہوں نے اس گاؤں کے نمبردار کے کان بھرنے شروع کر دیئے۔ ایک دن اس گاؤں میں چوری ہوگئی تو نمبردار صوفی صاحب رحمہ اللہ کے پاس آئے اور ان سے کہنے لگے کہ اگر آپ واقعی اللہ کے ولی ہیں تو بتائیں کہ یہ چوری کس نے کی ہے؟ تو آپ فرمانے لگے میرے پاس کل آنا میں بتادوں گا کہ چوری کس نے کی ہے۔ کل جب نمبردار ان کے پاس آئے تو آپ رحمہ اللہ نے ان سے فرمایا کہ فلاں جگہ پر گاؤں میں فلاں نام کی مائی ہے اس کے گھر میں فلاں جگہ پر لکڑی کا صندوق ہے اس میں چوری کا سارا سونا پڑا ہوا ہے۔ جب نمبردار ان کی بتائی ہوئی جگہ اس مائی کے گھر پہنچا اور وہاں کی تلاشی لی تو مطلوبہ جگہ سے واقعی میں وہاں لکڑی کے صندوق میں چوری کا سارا سونا پڑا ہوا برآمد ہوا۔ اس واقعے کے بعد نمبردار نے آ کر آپ سے معافی مانگی اور آپ کا مرید بن گیا اور اس نے مسجد سے اس مولوی صاحب کو فارغ کر دیا اور مسجد آپ رحمہ اللہ کے حوالے کر دی۔

بکثرت لوگوں کا مرید ہونا:۔ آپ رحمہ اللہ نے اس مسجد میں دین کی تدریس کا کام شروع کر دیا اور مدرسہ بھی چھوٹا سا بنا دیا اور اس کیلئے مختلف اوقات میں آس پاس کے قریبی علاقوں میں جا کر چندہ اکٹھا کرنے کا کام شروع کر دیا اور ساتھ ساتھ ان لوگوں کو دین کی طرف بلانے کا کام بھی کرتے رہے۔ آپ رحمہ اللہ جب ان سے مسجد کے لئے چندے کی بات کرتے اور دعوت دیتے تو وہ آگے سے مختلف شرطیں رکھتے کہ ہمارا اگر یہ کام ہوجائے تو ہم آپ رحمہ اللہ کو چندہ دیں گے اور آپ کی بات مانیں گے۔ آپ دعا کرتے اور اللہ پاک ان کا کام کر دیتے اسکے بعد وہ لوگ پھر آپ رحمہ اللہ کے مرید بن جاتے۔

مدرسے کیلئے مقبول دعا:۔ اس طرح آپ رحمہ اللہ کے شاگردوں کی تعداد بڑھتی گئی اور لوگ دور دور سے آپ رحمہ اللہ سے فیض اور دینی علوم سیکھنے کیلئے آنے لگے۔ اب آپ رحمہ اللہ کے شاگردوں کو ایک تو سواری کا مسئلہ تھا اور دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ مدرسے کے راستے میں ایک نہر پڑتی تھی اور شاگردوں کو اس نہر میں سے گزر کر آنا پڑتا تھا شاگرد چھٹی پر گھر جاتے تو ان کو بہت تکلیف ہوتی کیونکہ وہ بہت دور سے آتے تھے۔ پھر انہوں نے آپ رحمہ اللہ سے شکایت کی تو آپ رحمہ اللہ نے اللہ سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے ماموں کانجن میں مدرسے کیلئے جگہ کا انتظام کر دیا۔ آپ رحمہ اللہ نے وہاں مستقل مدرسے کا نظام قائم کر دیا جو بحمد اللہ اب تک ماموں کانجن میں موجود ہے۔

سلسلہ نقشبندیہ سے تعلق:۔ یہاں ایک بات عرض کر دوں کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کا تعلق سلسلہ نقشبندیہ سے تھا اور صوفی صاحب رحمہ اللہ کے پاس طب کا بھی بہت وسیع علم تھا کیونکہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب جو وزیرآباد والے گھر یعنی میرے سسرال والے گھر میں تھی اس میں ان کے روز کے معمولات اور ان کے ہاتھوں سے لکھے ہوئے بے شمار طبی نسخے اور وظائف ہیں۔ میرے سسرالیوں میں سب کا رجحان دنیا کی طرف زیادہ ہے اور روحانیت کے ساتھ ان کی اتنی دلچسپی نہیں ہے لہذا اس کتاب سے کسی نے اتنا فائدہ نہ لیا اور نہ اس کی وہ قدر کی جو کرنی چاہیے تو انہوں نے وہ ڈائری و کتاب صوفی صاحب رحمہ اللہ کے ایک مرید جن کا نام چوہدری حافظ عمر سندھو تھا وہ وزیرآباد سے آئے تھے وہ ان سے یہ کتاب لے گئے حافظ صاحب ملتان میں حکمت کا کام کرتے ہیں۔

خاندان میں تعویذ اور دم کا رواج:۔ میری بڑی پھوپھو یعنی صوفی صاحب رحمہ اللہ کی بھتیجی وہاں کئی ماہ گزارتیں، صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت کرتیں، صوفی صاحب رحمہ اللہ کو بھی ان سے بہت محبت تھی، صوفی صاحب رحمہ اللہ نے طب کے بہت سارے نسخے ان کو سکھائے تھے کیونکہ وہ گھر خود دوائی بناتی تھیں اور لوگوں کو دیتی تھیں مختلف بیماریوں کیلئے۔ انہوں نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے سر درد، حمل نہ پڑنے وغیرہ اس طرح کی بہت سی

بیماریوں کیلئے تعویذ وغیرہ بھی سیکھے تھے وہ لوگوں کو دم بھی کرتی تھیں اور تعویذ بھی دیتی تھیں ۔انہوں نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے جنات کو قابو کرنے کیلئے چلہ کرنے کی اجازت بھی بہت مانگی مگر آپ رحمہ اللہ نے نہیں دی تھی وہ فرماتے تھے کہ عورتوں کے لئے ہر چیز ٹھیک نہیں جنات عورتوں کو نقصان پہنچاتے ہیں ۔ یہاں ایک بات عرض کردوں کہ بڑی پھوپھو نے شادی نہیں کی تھی وہ بہت نیک اور پرہیز گار تھیں ۔ ہر وقت قرآن مجید پڑھتی تھیں لیکن جب بوڑھی ہوگئیں تھیں تو پھر بیمار رہنے لگیں اور اتنی پڑھائی نہیں کر پاتی ایک دفعہ محلے کی ایک بچی کو دم کیا اور شاید اس پر جن تھے پھوپھو جی نے اس کو تھپڑ مار دیا بس اس دن کے بعد سے ان کی طبیعت گرتی چلی گئی اور پھر وہ بول بھی نہیں سکتی تھیں زبان ان کی بند ہوگئی تھی ۔

جنات کا ہدیہ اور خاک شفاء:۔وزیر آباد والے گھر میں ابھی بھی ایک ہدیہ پڑا ہے جو جنات نے صوفی صاحب رحمہ اللہ کو دیا تھا۔ وہ پھوپھو جی کو صوفی صاحب رحمہ اللہ نے دیا تھا وہ ایک شیشے کی ایک بوتل ہے جس کے سر کو کارک سے بند کیا گیا ہے اور اس کے اندر ہاتھ سے بنی ہوئی ایک پیڑھی ہے اور پیڑھی کے اندر پھول ہیں گلدستہ سا بنا ہوا ہے جنات نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے کہا تھا کہ اس کو بوتل کو کوئی کبھی نہیں کھولے گا اور سختی سے تاکید کی تھی نہ کھولنے کی بھی ۔صوفی صاحب رحمہ اللہ نے پھوپھو جی کو خاک شفاء بھی دی تھی پھوپھو جی نے کہا تھا کہ میرے مرنے کے بعد یہ میری قبر پر ڈالنی ہے مگر جب میری شادی ہوئی تھی تو اس وقت پھوپھو جی بہت بیمار بھی تھیں اور بول بھی نہیں سکتی تھیں میں نے ان سے بہت کہا تھا کہ مجھے وہ خاک شفاء دکھائیں مگر وہ بہت ڈھونڈتی تھیں ان کو نہیں ملتی تھی اور ان کی وفات کے بعد بھی آج تک وہ خاک شفاء گھر میں کسی کو نہیں ملی شاید وہ ان کے گھر میں اب نہیں ہے ۔

سرکش ریچھ کا فرماں بردار ہوجانا (کرامت):۔ ویسے تو صوفی صاحب رحمہ اللہ کی بے شمار کرامات ہیں اللہ کے نیک ولی تھے یہاں یہ کچھ باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں جو میرے علم میں ہیں ۔ایک دفعہ صوفی صاحب رحمہ اللہ دعوت دین کیلئے اور مدرسے کے چندے کیلئے کسی گاؤں میں جا رہے تھے اس گاؤں میں ایک ریچھ اپنے مالک سے بے قابو ہوگیا گاؤں کے سب لوگ اپنے گھروں کی چھتوں پر چڑھے ہوئے تھے صوفی صاحب رحمہ اللہ کو لوگوں نے آگے جانے سے روکا مگر آپ ریچھ کے پاس گئے اور اپنی چھڑی سے اس کے ارد گرد حصار کی طرح لکیر کھینچی تو وہ ریچھ باوجود کوشش کے اس حصار سے نہ نکل سکا۔ پھر صوفی صاحب رحمہ اللہ نے اس کے مالک کو فرمایا لو اب اس کو باندھ لو۔

معذور لڑکے کا ٹھیک ہوجانا (کرامت):۔ایک دفعہ ایک عورت اپنے ۶ سال کے بیٹے کو کندھے پر اٹھا کر صوفی صاحب کے پاس لائی کہ اس کیلئے دعا کر دیں یہ اپنے پیروں پر چل نہیں سکتا اس کی کمر میں درد تھا صوفی صاحب رحمہ اللہ نے ان کو دم کیا اس لڑکے نے کہا اب درد ٹانگ میں آگئی ہے پھر دم کیا کہنے لگا اب پاؤں میں نیچے آگئی ہے پھر دم کیا تو وہ لڑکا بالکل ٹھیک ہوگیا اور خود اپنے پاؤں پر چل کر واپس گیا۔

اللہ سے منوا کر ہی دعا ختم کرتے :۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ جب بھی کسی کام کیلئے ہاتھ اٹھاتے تو اس پر قبولیت کی مہر لگانے کے بعد ہی ان کے ہاتھ نیچے ہوتے ۔ وہ بہت لمبی دعا مانگتے تھے اور اللہ سے منوا کر ہی دعا ختم کرتے تھے۔ابھی موجودہ دور میں بہت سے ان کے ایسے مریدین چلے آرہے ہیں ان کی اولاد صوفی صاحب رحمہ اللہ کی دعا سے ہوئی ہے۔ایک صاحب کو اللہ نے حضرت رحمہ اللہ کی دعا کی بدولت 7 بیٹے عطا کیے۔(بذریعہ تحریر ارسال کردہ)

رسالہ کا نام:۔ماہنامہ بیداری (شمارہ فروری 2013ء)......مدیر:۔محمد موسیٰ بھٹی

علمائے جماعت اسلامی کا ذوق تصوف

وضاحت: محمد موسیٰ بھٹو حفظہ اللہ تعالیٰ جماعت اسلامی کی ممتاز بنیادی شخصیات میں سے ہیں آپ کا ماہنامہ بیداری عالم بھر میں ادبی اور علمی لحاظ سے معروف ہے۔آپ نے شمارہ فروری 2013ء علماء جماعت اسلامی کے ذوق تصوف کو اس طرح بیان کیا ہے۔(از مرتب اثری)

جماعت اسلامی کی بعض ممتاز شخصیتوں کی جدائی

پچھلے دنوں میں جماعت اسلامی کی پہلی صف کی بعض اہم شخصیتیں ہمیں داغ فراق دے کر محبوب حقیقی سے جا ملی، ان میں قاضی حسین احمد صاحب، پروفیسر عبدالغفور صاحب، مریم جمیلہ صاحبہ اور سید ذاکر علی صاحب شامل ہیں۔

(۱)۔ پروفیسر عبدالغفور صاحب کی شخصیت اخبار بینوں کے لئے کسی تعارف کی محتاج نہیں موصوف پچھلے پچاس سال سے سیاست میں اہم کردار ادا کر رہے تھے۔ وہ ان سے سیاسی لیڈروں میں شامل تھے جن کا دامن ہر قسم کی بدعنوانیوں اور مروجہ سیاسی خرابیوں سے پاک تھا۔ وہ ذاتی زندگی میں بے داغ کردار کے مالک تھے۔

جماعت اسلامی سے اپنی وابستگی (۱۹۷۰ء سے ۱۹۸۴ء تک کے دوران) ان سے بہت سی ملاقاتیں رہیں، انہیں ہر اعتبار سے بہتر کردار کا مالک پایا۔ اگرچہ کارکنوں سے ملاقات میں اپنائیت کے اس جذبہ کا فقدان محسوس ہوا جو اسلامی تحریک جیسے قائد کی شان تھا لیکن اس کے اسباب میں مصروفیت کا شمار کیا جاسکتا ہے۔

(۲)۔ سید ذاکر علی صاحب، جسارت کے پبلشر تھے۔ ۱۹۷۰ء سے ۱۹۸۴ء تک ان سے بیسیوں ملاقاتیں رہیں انہیں جماعت اسلامی کا ولی انسان کہنا صحیح ہوگا ملنساری، محبت، اپنائیت، صبر و تحمل، بردباری، اپنوں اور غیروں سب سے والہانہ محبت ان کے مزاج کا حصہ تھا میں ۱۳ سال تک روزنامہ "جسارت" کے وقائع نگار خصوصی کی حیثیت سے کام کرتا رہا ان دنوں ان سے اکثر ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں ان دنوں میں جماعت اسلامی کی ایک ممتاز شخصیت کے رویے سے سخت شاکی تھا۔ محترم ذاکر صاحب کے سامنے سخت الفاظ میں اس کا اظہار ہوتا تھا موصوف، میرے دلی جذبات کو بڑی وسعت قلبی سے سنتے تھے اور اس سلسلہ میں انہوں نے مجھے نہ تو کبھی ٹوکا اور نہ ہی مجھے یہ احساس دلایا کہ تم ردعمل کا شکار ہو بعد میں جب میرا اہل اللہ سے تعلق قائم ہوا تو معلوم ہوا کہ یہ میری خالص نفسی جذبات کی صورت تھی اختلاف رائے کو اس شدت سے محسوس کرنا کہ اسے دشمنی تک پہنچانا، یہ فساد نفس ہی کا شاخسانہ ہے۔

سید ذاکر علی صاحب اس دور میں اپنی روحانیت کی ایسی ایسی باتیں بتاتے تھے کہ ہمارا ذہن ماننے کے لئے تیار نہیں تھا اور وہ گھنٹوں اپنے واقعات بتاتے تھے مثلاً بتاتے تھے کہ میرے پاس ابدال آتا ہے جو ملاقات کے بعد تھوڑا آگے چل کر غائب ہو جاتا ہے۔

موصوف بتاتے تھے کہ وہ ابدال آنے والے حالات کے بارے میں بہت ساری پیشن گوئیاں کرتا تھا جو بعد میں بڑی حد تک صحیح ثابت ہوتی تھیں۔ ایک بار بتایا تھا کہ میں نے ابدال سے پاکستان کی ایک فاضل شخصیت کے بارے میں پوچھا تھا کہ ان کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے ان کا کہنا تھا کہ وہ شخصیت دین کی بہت بڑی خدمت سرانجام دے رہی ہے اور دور جدید کے علمی اور نظریاتی فتنوں کے شکار افراد کو اسلام کی طرف لانے میں مولانا فیصلہ کن کردار ادا کر رہے ہیں۔

سید ذاکر علی صاحب کو جنوں کے سحر کو توڑنے اور سفلی عملیات کے اثرات کے قلع قمع کا بھی فن حاصل تھا۔ موصوف، اسلامی دعوت کے فروغ کے کام کے لئے بڑے بڑے منصوبے بناتے تھے۔ سندھی زبان میں اخبار کی اشاعت کا منصوبہ بھی تھا لیکن عملی طور پر ان کاموں میں کوئی خاص پیش رفت نہ ہوسکی۔

۱۹۸۴ء کے بعد جماعت اسلامی کے بزرگوں اور دوستوں سے میرا رابطہ منقطع ہوگیا کئی سالوں کے بعد کسی صاحب نے انہیں ہمارے ادارہ کی شائع کردہ سندھی اور اردو کتابیں دیں اس پر انہوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ جسارت میں لکھنے کا ملکہ کام آیا اور اب تم صحیح محاذ پر متحرک ہو گئے ہو۔

☆☆☆☆☆

نام کتاب:۔مقالات راشدیہ(جلداول) مصنف:۔محدث العصر فضیلۃ الشیخ ابوالقاسم سید محبّ اللہ شاہ الراشدی رحمہ اللہ،تقریظ:۔سید قاسم شاہ راشدی حفظہ اللہ،تقدیم:۔پروفیسر مولا بخش محمدی حفظہ اللہ
ناشر:۔نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار(لاہور)042-37321865

فرض نمازوں کے بعد اجتماعی دعا

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کرنے میں پاک و ہند کے علماء کا اختلاف رہا ہے،بعض اس کے ممانعت کے قائل ہیں،جبکہ احادیث کی روشنی میں فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کرنے کا ثبوت ملتا ہے اور اسی پر ہمارے بعض سلف صالحین کا جن میں بالخصوص مبارکپوری صاحب کا جواز کا فتویٰ ہے اسی لیے شاہ صاحب نے اس مسئلہ کی وضاحت اورعوام الناس کی سہولت کیلئے یہ مضمون لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد !

ا۔کیا ہاتھ اٹھا کر دعا کی جاسکتی ہے؟

۲۔کیا نماز فرض یا نفل کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے؟

۳۔اگرامام دعا کیلئے ہاتھ اٹھادے تو کیا مقتدی بھی اس کے ساتھ ساتھ اٹھا سکتے ہیں،یعنی اجتماعی طور پر دعا کر سکتے ہیں؟

(ا) پہلی بات سے متعلق تو اتنی احادیث صحیحہ آئی ہیں کہ اگران کو تواتر معنوی کا حکم دیا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔

(۲) اس کے متعلق یہ گزارش ہے کہ صحیح حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ فرض نمازوں کے بعد دعا مقبول ہوتی ہے جبکہ یہ فرمایا گیا ہے کہ فرض نماز کے بعد دعا مقبول ہوتی ہے تو اس سے امت کو رغبت دلانا ہے تاکہ صلوٰۃ مکتوبہ کے بعد خصوصی طور پر دعا کریں۔اب دعا بغیر ہاتھ اٹھائے بھی کی جاسکتی ہے اور اگر کوئی ہاتھ اٹھا کر دعا کرے تو وہ بھی جائز اور ٹھیک ہے کیونکہ یہ معلوم ہو چکا ہے کہ ہاتھ اٹھانا دعا کے آداب میں سے ہے۔(نہ کو لوازمات سے) جیسا کہ حدیث نبوی''ان اللہ حی کریم'' (اخرجه الترمذی، کتاب الدعوات، باب ان الله حی کریم، رقم الحدیث:۳۵۵۶۔ قال ابو عیسی هذا حدیث حسن غریب، و ابو دائود رقم الحدیث:۱۴۸۸۔وابن حبان فی صحیحه:۸۷۳) وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے، پھر اگر کوئی نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے اور اس بارے میں یہ تصور نہیں رکھتا کہ یہ فرض یا واجب ہے یہ نماز کے لوازمات و شرائط وغیرہا میں سے ہے تو اس میں کوئی خرابی نہیں اور نہ یہ بدعت کے تحت آسکتی ہے جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قولا (فی الترغیب والترہیب) ثابت ہے اس کا بھی وہی مقام ہے جو آپ کے فعل کا ہے،اسی طرح تقریر کا حکم ہے۔جب قول سے نماز فرض کے بعد دعا کرنے کا ثبوت ملتا ہے تو اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فعل نہ بھی ثابت ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں اور نہ ہی یہ بدعت کہلائے گی بلکہ یہ فعلاً بھی آپ سے ثابت ہے۔سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم نماز سے فراغت کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے تھے۔ اس میں نماز کا لفظ عام ہے جو نفلی و فرضی کو شامل ہے اس کے متعلق علامہ ہیثمی مجمع الزوائد میں لکھتے ہیں: رجالہ ثقات اور علامہ مبارکفوری نے تحفۃ الاحوذی میں اس کو بحال رکھا ہے۔ لہٰذا یہ حدیث قابل استناد و حجت ہے اور اس سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے تھے۔

علامہ مبارکپوری نے آخر میں لکھا ہے کہ میرے نزدیک قول راجح یہی ہے کہ نماز کے بعد فرضی و نفلی میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں۔ جب یہ ثابت ہوا کہ نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے تھے تو گو آپ نے اس پر مداومت نہ کی ہو لیکن اس کو کرتے رہنا مسنون ہوگا نہ کہ بدعت۔ صحیح مسلم میں صلوٰۃ کسوف کے باب میں ایک روایت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہے اس میں یہ الفاظ ہیں: ''ثم (ای بعد الخطبة) رفع یدہ فقال اللھم ھل بلغت) (اخرجه مسلم فی صحیحه کتابه الکسوف باب صلاۃ الکسوف:۲۰۹۰)

اور خطبہ نماز کسوف کے بعد ہی ہوا تھا اس میں نماز کے بعد ہاتھ اٹھانے کا ثبوت ہے اور یہ الفاظ اس روایت کے بعد لائے ہیں جس میں یہ امر ہے کہ جب کسوف ہو تو نماز پڑھا کرو اور دعا کرو اور اس طرح قولاً فعلاً نماز کے بعد ہاتھ اٹھانے کا ثبوت ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''فتح الباری'' میں کتاب الدعوات میں اسی صحیح مسلم والی روایت کو دعا کیلئے ہاتھ اٹھانے کے ثبوت میں پیش فرمایا ہے۔

ملحوظہ ا۔ بعض احباب عہد حاضر کے ایک عالم کا حوالہ دے کر سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں لیکن یہ نہایت عجیب بات ہے کیونکہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ والی حدیث تو طبرانی کے ''معجم کبیر'' میں ہے اور یہ کتاب ان مولانا نے ابھی تک دیکھی ہی نہیں، پھر اس کی سند کے کسی راوی پر کیسے کلام کر سکتے ہیں یا اس کی کس طرح تضعیف فرماتے ہیں؟ یہ خود جناب سوچیں ہم نے تو حافظ ہیثمی کے کہنے پر اعتماد کیا ہے (جو مجمع الزوائد میں فرمایا ہے) اور ''معجم کبیر'' حافظ ہیثمی کے سامنے یقیناً تھی اس لے ان کی توثیق تو سمجھ میں آتی ہے اور اس پر اعتماد بھی کرتے ہیں لیکن حضرت مولانا نے دیکھا ہی نہیں۔ لہٰذا ان کی تضعیف کا کیا مطلب ہے؟ یہ کتاب پاکستان میں ہے لیکن ڈیرہ نواب صاحب کے کتب خانے میں اور وہ دکھاتے تک نہیں۔

ملحوظہ ۲: صحیح مسلم والی حدیث کے متعلق اگر کوئی یہ کہے کہ اس میں تو دعا نہیں ہے صرف ''ھل بلغت'' کے الفاظ ہیں لہٰذا یہ دعا کیسے ہوئی؟ اس کے لئے یہ گزارش ہے کہ اس حدیث میں دونوں ہاتھوں کے اٹھانے کا ذکر ہے اگر یہ دعا نہ تھی تو کیا چیز تھی؟ باقی رہا الفاظ ''ھل بلغت'' کے تو بعض ادعیہ ڈائریکٹ ہوتی ہیں و بعض ان ڈائریکٹ وہ اس طرح کہ جیسے کوئی کہے کہ '' جئت لا سلم علیك '' مطلب یہ ہوتا ہے کہ مجھے کچھ دلوایئے۔ جیسا کہ علم البلاغۃ میں تعریض کے مسئلہ کے بیان میں اس کی وضاحت ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ امام بخاری اپنی ''صحیح'' میں یہ بات منعقد فرماتے ہیں: (باب الدعاء بعد الصلوۃ) اور پھر اس میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث لاتے ہیں جس میں یہ الفاظ ہیں: ''قالو یا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ذھب اھل الدثور بالدرجات والنعیم المقیم قال کیف ذالك قالوا صلوا کما صلینا و جاھدوا کما جاھدنا وانفقوا من فضول اموالھم ولیست لنا اموال قال افلا اخبرکم بامر تدرکون من کان قبلکم وتسبقون من جاء بعد کم ولا یاتیھا احد بمثل ماجئتم الا من جاء بمثله تسبحون فی دبر کل صلوٰۃ عشرا وتحمدون عشرا و تکبرون عشرا'' (اخرجه البخاری فی کتاب الدعوات باب الدعاء بعد الصلاۃ رقم الحدیث:۶۳۲۹)

امام المحدثین نے اس پر باب تو دعاؤں کا منعقد فرمایا لیکن اس میں دعا (بمعنی مروجہ) کا کہاں ذکر ہے؟ اس میں تو تسبیح تحمید، تکبیر کا ذکر ہے

لیکن دراصل بات یہ ہے کہ چونکہ اس تسبیح، تحمید وتکبیر میں جو منافع ہیں اوران کے پڑھنے کا جواجر وثواب ہے اس کے حصول کی طمع ورجاء قاری کے قلب میں ہوتی ہے، یعنی قاری پڑھ تو رہا ہے۔ سبحان اللہ وغیرہ لیکن دراصل ثناء وتحمید وتقدیس ہے وہ اللہ تعالیٰ سے اس کا اجر وثواب بھی مانگ رہا ہے۔ اس طرح یہ بجا طور پر دعائیں ہیں۔ امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عرفہ کے دن والی اس دعا: ''لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شي قدير'' کے متعلق پوچھا گیا کہ اس میں توحید وثناء ہے اس میں دعا نہیں ہے تو امام ابن عیینہ رحمہ اللہ نے جواب میں ایک شاعر کے دوشعر پڑھے:

أاذكر حاجتي ام قد كفاني	ثنائي ان شيمتك الحياء
اذا اثني عليك المرء يوما	وكفاه من تعرضه الثناء

بس اسی طرح سمجھئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو سمجھانے کے بعد اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ! جب میں نے امت کو تیرے احکام پہنچا دیئے تو اب تو ہم پر مہربانی کرتے ہوئے یہ مصیبت دور فرما اور اس لیے کہ کوئی نیک کام کر کے اس کے بعد دعا کرنا قبولیت کے زیادہ موزوں ہوتی ہے۔ آپ جانتے ہیں تین آدمی غار میں جب محصور ہو گئے تھے تو اللہ کی جناب میں اپنے اچھے اعمال پیش کر کے پھر دعا کی تھی کہ یہ مصیبت ہم سے دور کی جائے۔ بس یہ بات بھی اسی طرح سمجھئے اور صحیح مسلم میں تو وضاحت سے بیان ہوا ہے کہ جب کسوف وغیرہ ہو تو نماز ودعا کی طرف متوجہ ہو جاؤ بس اسی قول کا یہ عملی نمونہ ہے کہ پہلے نماز پڑھی پھر ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔

ملحوظہ۳: اوپر عرض کیا گیا کہ فرضی نماز کے بعد دعا زیادہ مستجاب ہوتی ہے۔ اس کے بارے میں یہ حدیث ہے جو جامع الترمذی میں (کتاب الدعوات) میں سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (مرفوعاً) کہ دعا زیادہ تر مقبول دو وقتوں میں ہوتی ہے۔ ایک جوف الليل الاخر اور دوسری دبر الصلوات المكتوبات (فرض نمازوں کے بعد) اس حدیث کے سب راوی ثقہ ہیں اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی تحسین فرمائی ہے اور علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ نے اس کو بحال رکھا ہے اور یہ حدیث امام نسائی رحمہ اللہ نے بھی ''عمل اليوم والليلة'' میں ذکر فرمائی۔

ملحوظہ۴: اور پھر یہ بھی عرض ہے کہ دعا کیلئے ہاتھ اٹھانا یہ بھی دعا کے آداب میں سے ہے، اس بات کی دلیل میں بہت سی احادیث مرویہ ہیں۔ ان الله حي كريم الخ وغیرہ لیکن میں یہاں خصوصیت سے ایک حدیث نقل کرتا ہوں جس سے وضاحت کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ اٹھانا دعا کے خصوصی آداب میں سے ہے۔ یہ روایت بیہقی نے ''سنن کبریٰ'' میں روایت کی ہے اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے اس کی سند ومتن یہ ہے:

''وقد اخبرنا ابو عبدالله الحافظ هوالحاكم صاحب المستدرك، انباء ابوبكربن اسحاق انباء الحسن بن علي بن زيادحد ثنا عبدالعزيز بن عبدالله حدثني سليمان بن بلال عن عباس بن عبدالله بن معبد عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال هكذا الا خلاص يشير باصبعه التي تلي الابهام وهذا الدعاء فرفع يديه حذو منكبيه وهذا الابتهال فرفع يديه مدا'' (السنن الكبرى للبيهقي:۲/۱۳۳)

اس حدیث کا ترجمہ بالکل واضح ہے اور اس سے معلوم ہوا ہے کہ دعا کا خصوصی طریقہ رفع ایدی کے ساتھ ہے گو بلا رفع ایدی دعا کا بھی ثبوت ہے لیکن اس سے اتنا تو ضرور معلوم ہوا کہ ہاتھ اٹھانا (دعا میں) بہر حال بہتر اور مستحب ہے کیونکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کا یہ طریقہ بتایا ہے۔

اب ان دونوں حدیثوں کو ملا لیجئے تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ فرض نماز کے بعد زیادہ مستجاب ہوتی ہے اور دعا کا طریقہ ہاتھ اٹھانے سے ہے لہٰذا

فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بدعت یا معیوب و ناپسندیدہ فعل نہیں بلکہ اچھا اور مستحب و مندوب بلکہ مسنون فعل ہے، یعنی مسنون قول (صرف ان احادیث کے بموجب) لیجئے ایک اور حدیث کا ذکر کرتا ہوں جس سے خصوصی طور پر فرضی نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل مبارک سے ثابت ہوتا ہے ملاحظہ فرمائیے۔

''حدثنا سليمان بن احمد بن ايوب (هوالامام الطبرانی) ثنا علی ابن الصقر ثنا عفان بن مسلم ثنا سليمان بن المغيرة عن ثابت البنانی قال ذكر انس بن مالك سبعين رجلا من الانصار، الحديث، وفيه فما رايت رسول الله صلی الله عليه وسلم وجد علی سرية وجده عليهم لقد رايت رسول الله صلی الله عليه وسلم كلما صلی الغداة رفع يديه يدعو عليهم''

(حلية الاولياء للحافظ ابی نعيم الاصبهانی :۱/۱۲۳۔۱۲۴، سند کے اور تو سب رواۃ ثقہ ہیں لیکن علی بن الصقر صندوق) اس حدیث کی بھی امام حاکم نے تصحیح کی ہے اور حافظ ذہبی نے اس کو بحال رکھا ہے، ہاں صرف امام دار قطنی نے اس کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ ''لیس بالقوی''، لیکن یہ جرح ایک تو غیر مفسر ہے۔ لہٰذا توثیق کے مقابلہ میں معتبر نہ ہوگی۔ (ثانیا) ائمہ فن کا کسی کے متعلق یہ فرمانا کہ ''لیس بالقوی'' اور کسی کے متعلق ''لیس بقوی'' بغير لام التعريف ان دونوں میں فرق ہوتا ہے۔ علم الرجال پر تحقیقی نظر رکھنے والے مانتے ہیں اور انہوں نے بتا دیا ہے کہ ''لیس بالقویٰ (یعنی معرف باللام) انما تنفی الدرجة الكاملة من القوة (التنكيل بما فی تعليقات الكوثری من الا باطيل ص۲۳۲ ج۱: للعلامعة اليمانی) یعنی یہ کلمہ اس کے متعلق بولتے ہیں جو قوت حافظہ کے اعتبار سے کاملہ درجہ پر نہ ہو۔

اسی طرح علامہ امیر علی ''التـذنيب لـلتـقـريـب'' میں فرماتے ہیں: ''لیس بالقوی (معـرف بـالـلام) بمعنی الصدوق'' اور صاحب فوز الکرام نے علامہ سیوطی کی ''التعقبات'' اور ''الكنت البديعات'' سے نقل کیا ہے کہ: ان من قيل فيه :انه ليس بالقوی لا تنزل روايته عن درجة الحسن ، ان محققین کی تصریحات اور علم الرجال پر محققانہ نظر رکھنے والوں کی ان وضاحتوں سے معلوم ہوا کہ علی بن الصقر صدوق اور کم از کم حسن الحدیث ہے اور یہ ان کی تحقیق اصول حدیث کے بھی بالکل موافق ہے۔ اصول حدیث کی ابتدائی کتاب جو عام طور پر سب مدارس میں زیر درس ہوتی ہے اس میں صحیح حدیث کی تعریف کے بعد حافظ صاحب فرماتے ہیں: ''اذا خف الـضـبـط ای مـع وجـود بـقـية الشـروط المذكورة فی تعريف الصحيح، فهو الحسن لذاته''

یعنی راوی میں اگر ضبط کی کمی کے سوا دوسرے سب اوصاف جو صحیح کی تعریف میں مذکور ہیں پائی جائیں تو یہ حدیث حسن لذاتہ ہوتی ہے اور اوپر یہ معلوم ہوا کہ لیس بالقوی قوۃ حافظہ کاملہ درجہ کی نفی کرتا ہے اور مآل اس کا وہی ہوا کہ اس میں ضبط کی کمی ہے اور اصول حدیث میں مذکور حسن لذاتہ حدیث کی تعریف سے بھی معلوم ہوا کہ اس میں جو راوی ہوتے ہیں وہ حفظ میں کمال درجہ نہیں رکھتے بلکہ ضبط کی ان میں قدرے کمی ہوتی ہے۔ اگر غور فرمائیں تو وہی بات معلوم ہوگی جو ہم نے عرض کی کہ ''علی بن الصقر حسن الحدیث اور صدوق ہے اور جب ان کی حدیث حسن ہوتی تو وہ بھی شقیق الصحیح فی الاحتجاج ہے۔ لہٰذا یہ حدیث حسن ہے اور اس سے استدلال صحیح ہے سند تحقیق کے بعد۔

متن حدیث: اس حدیث متن سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے بعد کافی عرصہ تک ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے رہے ہیں اگر یہ کہا جائے کہ یہ حدیث ان احادیث کے مخالف ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ان پر بددعا کرتے تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث ان کے مخالف نہیں ہے بلکہ بآسانی ان میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ جب دو حدیثوں میں تطبیق کی صورت پیدا ہو سکتی ہے تو ترجیح یا ترک کی طرف بالکل رجوع نہیں کیا جائے گا جیسا کہ اصول حدیث میں محقق ہو چکا ہے، محدثین سب سے اول تطبیق کو ہی کام میں

لاتے ہیں اور جب وہ کسی طرح نہیں بنتی تو دوسرے طریقے اختیار کیے جاتے ہیں اسی وجہ سے امام الائمہ ابن خذیمہ فرمایا کرتے تھے کہ کوئی بھی میرے پاس دو حدیثیں صحیحہ لے آئے شرط یہ ہے کہ دونوں جید ہوں اور کوئی ایک ضعیف نہ ہو۔ جو بظاہر متعارض معلوم ہوتی ہوں تو میں ان میں تطبیق دے دوں گا۔ اب دیکھنا ہے کہ ان دونوں روایتوں میں تطبیق کی کیا صورت ہے؟ درحقیقت یہ حدیث ان روایت کے مخالف ہی نہیں بلکہ اس سے مزید ایک بات معلوم ہوئی یعنی اس روایت سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے اندر دعا قنوت کے ساتھ نماز سے فراغت کے بعد بھی ان پر بددعا کیا کرتے تھے کیونکہ یہ بڑا سنگین معاملہ رونما ہوا تھا یعنی ستر قراء شہید کردیئے گئے تھے اور اس واقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ بھی بے حد پہنچا تھا۔ جس پر یہ الفاظ: '' فما رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم وجد علی سریعه وجده علیهم '' دلالت کرتے ہیں۔ اس لئے دونوں طرح نماز میں بھی اور نماز سے فراغت کے بعد بھی ان پر دعا فرماتے ہیں اس کا نظیر ایک اور بھی ملتا ہے مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ایک دعا جس میں عذاب قبر وغیرہ سے استعاذہ ہے پڑھا کرتے تھے۔ (رواه البخاری فی صحیحه)

لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو دعائیں استعاذہ وغیرہ نماز کے بعد کی احادیث صحیحہ میں وارد ہیں ان میں عذاب القبر سے استعاذہ موجود ہے، یعنی نماز میں بھی یہ دعا مانگی اور بعد نماز بھی اسی طرح اگر اس دردناک معاملہ کے وقوع پر بڑے درد اور دکھ کی وجہ سے آپ نے نماز میں اور نماز سے فراغت کے بعد ان پر دعا کی ہو تو یہ بعید نہیں بلکہ عین قرین قیاس ہے۔ بہرحال اس روایت حسنہ سے بھی معلوم ہوا کہ فرضی نماز کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھا کر دعا کیا کرتے تھے۔ جب آپ کے اسوہ حسنہ سے یہ بات ثابت ہوگئی تو اب اس کو بدعت کہنا کیسے درست ہوگا؟ بلکہ یہ تو عین مسنون ومندوب ہے اور مستحب ہوا۔ بہرحال ان قولی وفعلی احادیث سے نماز نفلی خواہ فرضی کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت ہوا۔ ''وهوا المطلوب ''۔

ملحوظہ: میں صحاح ستہ کے علاوہ دوسری کتب سے بھی دلائل پیش کرتا رہتا ہوں اور یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ سلف سے خلف تک علماء وفضلاء محدثین وفقہاان صحاح ستہ کے علاوہ کتب حدیث سے دلائل پیش فرماتے رہتے۔ یہی بات صرف مدنظر ہونی چاہیے کہ ایک تو ان کی سند صحیح (جید) ہو اور دوسرے یہ کہ وہ روایت مشہور ومتداولہ کتب حدیث خصوصاً صحیحین کے مخالف نہ ہو۔ مخالف بھی ایسی کہ بغیر تکلف وتصنع کے ان میں تطبیق نہ ہو سکے، جب یہ دونوں باتیں موجود ہوں تو وہ روایت قبول کر لینی چاہیے بلکہ لازمی طور پر قبول کرنی ہوگی بلکہ یہ اللہ کا دین ہے جو محفوظ ہے اور مختلف کتب میں باتیں بکھری پڑی ہیں کہیں کوئی ملتی ہے کہیں کوئی۔

اب اوپر کی تحقیق سے درج ذیل چند اہم نکات معلوم ہوئے:

(الف) فرض نماز کے بعد دعا زیادہ مستجاب ہوتی ہے اور اس میں امت کو ترغیب ہے کہ وہ خصوصی طور پر فرائض کے بعد دعا کرے کیونکہ نیک عمل کے بعد دعا مقبول ہوتی ہے اور فرائض سے زیادہ کوئی عمل زیادہ صالح نہیں ہوتا۔'' وما تقرب الی عبدی بشیء احب الی مما افترضت علیه الحدیث''(اخرجه البخاری عن ابی هریرة رضی الله عنه)

(ب) دعا میں ہاتھ اٹھانا یہ دعا کے خصوصی آداب میں سے ہے۔ اسی لیے دعا کیلئے اس ادب کو کسی خاص موقع یا محل کے ساتھ مخصوص نہیں فرمایا گیا ہے بلکہ اس کو عام رکھا گیا ہے، یعنی جب بھی انسان دعا کرے جس موقع پر کرے خواہ نماز سے قبل یا نماز کے بعد، نفلی نماز ہو یا فرضی ہو ان سب صورتوں میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا مستحب ومسنون ہیں۔

(ج) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمومی طور پر نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا عملاً ثابت ہے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوا۔

(د) خصوصی طور پر فرض نماز کے بعد بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمومی طور پر نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا عملاً ثابت ہے جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں گزر چکا ہے جو''حلیۃ الاولیاء'' سے منقول ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابتداء میں جو تنقیح طلب تین امور ذکر کیے تھے ان میں سے دو امور پر تو کافی لکھ چکا ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ اپنی ہیچ میدانی اور تقاضا بسری سے کوئی پہلو مجھ سے اوجھل رہ گیا ہو لیکن بہر کیف اپنے مبلغ علم کی حد تک تو جو کچھ سمجھ میں آیا تحریر کر دیا۔ اب تیسرا امر رہ جاتا ہے اور وہ اجتماعی ہیئت سے دعا کرنا۔ اب ذیل میں اس پر اپنی معروضات پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں:

قولی حدیثیں:''عن سلمان الفارسی رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مارفع قوم اکفهم الی الله عزوجل یسالونه شیاء الا کان حقا علی الله عزوجل ان یضع فی ایدهم الذی سالوا'' (رواه الطبرانی فی المعجم الکبیر، قال فی مجمع الزوائد رجال هذا الحدیث ثقات''

اس حدیث سے معلوا ہوا کہ اجتماعی طور پر دعا کی جاسکتی ہے اور یہ حدیث اپنے عموم کی وجہ سے نماز کی جماعت کو بھی شامل ہے۔

۲۔ اخبرنا الشیخ الامام ابو بکر بن اسحاق نابشر بن موسی ثنا ابو عبدالرحمن المقرئ ثناء ابن لهیعة قال حدثنی ابو هبیرة (عبدالله بن هبیرة المصری ثقة) عن حبیب بن مسلمة الفهری و کان مستجاب الدعوات انه امر علی جیش فدرب الدروب فلما اتی العدوقال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: لا یجتمع ملاء فیدعو بعضهم ویومن البعض الا اجابهم الله'' (المستدرك للحاکم: ۳/۳۴۷)

سند کی تحقیق: اس حدیث کی سند کے جملہ رواۃ حاکم کے شیخ سے لے کر صحابی سیدنا حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ تک سب کے سب ثقہ و صدوق ہیں عبداللہ بن لہیعہ بھی صدوق ہے۔ گو وہ احتراق کتب کے بعد مختلط ہو گیا تھا لیکن کتب رجال حدیث میں ائمہ فن کی تصریحات ملتی ہیں کہ ابن لہیعہ سے روایت کرنیوالے جب عبداللہ بن وہب، عبداللہ بن المبارک، عبداللہ بن یزید ابوعبدالرحمٰن المقری، عبداللہ بن مسلمہ القعنبی اور ولید بن مزید بیروتی (والد العباس) ہوں تب ان کی روایات صحیح ہوتی ہیں کیونکہ ان حضرات نے ابن لہیعہ سے احتراق کتب سے قبل سماع کیا تھا اور چونکہ اس روایت میں بھی ابن لہیعہ سے راوی ابوعبدالرحمٰن المقری، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہے اس لیے یہ روایت صحیح ہے اور سند بے غبار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور حافظ ذہبی نے اس پر اپنی صاد کر دی۔

متن حدیث: اس حدیث میں معلوم ہوا کہ اگر کوئی اجتماع ہو اور اس میں کوئی دعا کر رہا ہو اور کچھ لوگ اس پر آمین کہہ رہے ہوں تو ان کی دعا اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔

یہ عمومی الفاظ حدیث کے ہر اجتماع کو شامل ہیں کوئی اجتماع جو وعظ و نصیحت کا ہو، جنگ و جہاد کا ہو نماز کے لئے ہو، ان سب کو شامل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کسی خاص اجتماع سے مخصوص نہیں فرمایا اور نہ کسی خاص اجتماع مثلاً نماز وغیرہ کی دعا کو اس سے مستثنیٰ ہی کیا، لہٰذا جب یہ معلوم ہوا کہ فرض نماز کے بعد استجابت دعا کا زیادہ موقع ہوتا ہے اور اجتماعی صورت اور بھی زیادہ قبولیت کا موجب ہوتی ہے تو کیوں نہ فرضی نماز کے بعد اجتماعی طور پر دعا کی جائے؟ عمومات کتاب وسنت سے ساری امت اور ہر مکتب فکر کے لوگ علماء وفضلاء سلف سے خلف تک

حجت لینے آئے ہیں اگر یہاں بھی اس عموم سے استدلال کیا جائے تو اس سے کونسا محذور لازم آئے گا؟ بعض ایسی باتیں بھی ہوتی ہیں جن کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترغیب تو دی ہیں لیکن کسی حدیث میں خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اس کے مطابق نظر نہیں آتا۔ مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ''بین کل اذانین صلوٰۃ'' (اخرجه البخاری فی صحیحه، کتاب الاذان، باب بین کل اذانین صلاة لمن شاء رقم الحدیث: ٦٢٧) اور یہ عموم ارشاد سب فرضی نمازوں کو شامل ہے اس لیے اہل حدیث وغیر اہلحدیث عشاء کی نماز سے پہلے بھی دوگانہ ادا کرتے ہیں اور ان کو مسنون (قولی) و مستحب اور اجر و ثواب کا کام جانتے ہیں ہم اس پر عمل کرتے ہیں لیکن کسی صحیح حدیث میں یہ دیکھنے میں نہیں آیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عشاء سے پہلے کبھی کچھ پڑھا ہے عدم نقل کے باوجود ساری امت اس پر عمل کرتی ہے، اس لئے کہ اس پر قولی دلیل عمومی وارد ہے اور جید سند سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مغرب سے پہلے دو رکعت ادا کرنا ثابت ہے گو یہ بھی کوئی ایک مرتبہ۔ اگر اللہ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی عمل کے متعلق ترغیب صحیح طور پر وارد ہے تو اس پر عمل کرنا مسنون و مندوب ہے اور اجر ثواب کا کام ہے اگرچہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مطہرہ سے اس کے موافق فعل صحیح حدیث میں نہ بھی وارد ہو کیونکہ محققین کے نزدیک قول فعل سے راجح، مقدم اور اہم ہے، لہٰذا جب قولی حدیث سے اجتماعی دعا کا ثبوت ملتا ہے اور وہ اپنے عموم کی وجہ سے نماز کی اجتماعی ہیئت کو بھی شامل ہے تو پھر اس کو روکنے کا کیا مطلب اور اس کو بدعت سمجھنا کیا معنیٰ دارد؟

یہ عجیب معاملہ ہے کہ اس اجتماعی دعا کے متعلق بعض احباب فرماتے ہیں کہ: ''بدعت کے اندیشہ سے کسی بات کا چھوڑ دینا اس کو کرنے سے بہتر ہے اور احوط ہے۔ لیکن میں نہیں سمجھ سکتا کہ جب عمومی دلیل موجود ہے اور شارع بارع علیہ الصلوٰۃ السلام کی طرف سے کسی اجتماع کو مستثنٰی بھی نہیں کیا گیا تو یہ بدعت نہیں ہوا کرتی۔ اگر اس طرح ہر بات کو بدعت ہی قرار دیا جاتا ہے تو فرمائیے یہ ہمارے مدارس موجودہ ہیئت کذائی کے لحاظ سے بدعت نہیں ہیں۔ ہمارے دینی پروگرام کا آغاز کلام پاک کی تلاوت سے ہوتا ہے پھر وعظ و ارشاد شروع ہوتا ہے لیکن بتائے کہ کس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی دینی اجتماعات اور تبلیغی جلسے اس طرح کیے کرتے تھے۔ قرآن حکیم کی تلاوت یقیناً خیر و برکت کا باعث ہے لیکن ان حضرات کے کہنے کے مطابق اس میں بدعت کا اندیشہ ہے کیونکہ کسی حدیث مرفوعا صحیحہ بلکہ موضوع میں بھی یہ نہیں آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کسی دوسرے سے تلاوت شروع کروائی اور پھر وعظ نصیحت کا آغاز فرمایا ہو تو کیا ان کے ارشاد کے مطابق یہ بدعت نہیں؟ اور پھر ہم آپ سب اجتماع کے اختتام پر اجتماعی طور پر دعا کرواتے ہیں کیا یہ اجتماعات دینی حیثیت کے حامل نہیں؟ لیکن اگر ان اجتماعات کی اجتماعی دعا کو یہ حضرات مذکورہ بالا جیسی حدیث سے ثابت کریں گے تو یہ صحیح ہوگا اور بدعت نہ رہے گا لیکن اس صورت میں پھر نماز کے اجتماع کو باہر نکالنے اور اس کو اس سے مستثنٰی کرنے کیلئے ان کو ایک مستقل دلیل کتاب وسنت سے پیش فرمانا ہوگی۔ ویسے ہی اپنے خیال سے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ان عمومات کو محض اپنے کسی خیال یا اندیشہ کی وجہ سے مخصوص کردے اگر یہ طریقہ چل نکلا تو پھر بے دین لوگ بہت سی عام باتوں کو مخصوص (کسی خاص آدمی کے ساتھ یا کسی مخصوص عمل و موقع کے ساتھ) کریں گے اور اس کا نتیجہ کیا نکلے گا وہ بخوبی جانتے ہیں۔ اب ایک اور صحیح حدیث پیش خدمت ہے جو ''صحیح بخاری'' میں کتاب الاستسقاء میں تحت باب ''رفع الناس ایدیھم مع الامام فی الاستسقاء'' میں سیدنا انس رضی اللہ سے مروی ہے:

" قال (ای انس رضی الله عنه) اتی رجل اعرابی من اهل البدوالی رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم الجمعة فقال یا رسول الله هلکت الماشیة، هلکت العیال، هلکت الناس فرفع رسول الله صلی الله علیه

وسلم یدیه یدعو ورفع الناس ایدیهم مع رسول الله صلی الله علیه وسلم یدعون" (اخرجه البخاری،

فی صحیحه، کتاب الاستسقاء باب، رفع الناس ایدیهم مع الامام فی الاستسقاء رقم الحدیث:۱۰۲۹)

اس اصح الکتب بعد کتاب اللہ کی صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تھے تو لوگ بھی آپ کے ساتھ ہاتھ اٹھا لیتے تھے اور حدیث کے ظاہر سیاق سے یہی صحابہ کا معمول ہوتا ہے۔ یہ حدیث گو استسقاء کے موقع پر وارد ہے لیکن اس کے متعلق میری چند گزارشات ملاحظہ فرمائیں:

ا۔ اعرابی جو آیا تھا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی دعا کیلئے عرض کیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نہیں کہا تھا کہ آپ میرے لئے دعا کریں۔

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو امر نہیں فرمایا کہ تم بھی ہاتھ اٹھاؤ کیونکہ اس کے متعلق حدیث میں ایک لفظ بھی نہیں۔

۳۔ یہ دعا عمومی نہیں تھی، یعنی عام طور پر سب لوگوں نے بارش کیلئے دعا طلب نہیں کی تھی بلکہ یہ صرف وہ اعرابی رسول لے کر حاضر ہوا تھا اور پھر جب ایک ہفتہ تک بارش پڑتی رہی تو وہی آ کر پھر اس کی بندش کے لئے دعا کا طالب ہوا تھا ور نہ عمومی حالت میں جیسا کہ روایات میں آتا ہے کہ آپ لوگوں کو لے کر عیدگاہ جاتے دوا گانہ ادا کرتے تحویل ردا کرتے اور دعا بھی فرماتے چونکہ یہ عامتہ الناس کے تقاضا سے تھا، لہٰذا اس وقت اگر سب لوگ ہاتھ اٹھا لیتے ہوں۔ تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ یہ سب اپنے لیے دعا کرتے ہیں لیکن یہاں یہ صورت نہیں، نہ ہی عامتہ الناس سے دعا کروائی تھی بلکہ دعا کرانے والا صرف ایک بدوی تھا اور اس بدوی نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوگوں کو ہاتھ اٹھانے کیلئے نہیں کہا تھا لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دعا کیلئے ہاتھ اٹھا لیے تو اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا معمول تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھاتے تو وہ بھی ساتھ ہی اٹھاتے۔

اسی لیے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''فتح الباری'' میں لکھا ہے ''لبیان اتباع المامون الامام فی رفع الیدین'' یعنی اس میں یہ بیان ہے کہ امام کے اتباع میں مقتدی ہاتھ اٹھا سکتے ہیں اور اوپر یہ حدیث پیش کر چکا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا فرماتے رہے اور ابن الزبیر والی عام حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے تھے۔ جب آپ ہاتھ اٹھاتے ہوں گے اگر چہ یہ منقول نہیں اور عدم نقل وعدم ذکر عدم وجود کو مستلزم نہیں یہ ہمارا ایمان ہے کہ یہ اللہ کا دین ہے جو من وعن موجود ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ''انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون'' فرمایا: ''نزلنا القرآن''، الخ نہ فرمایا یعنی قرآن بمع تشریح وتفصیل (حدیث) کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے لیکن کچھ باتیں ایسی بھی ہوئی ہیں جن کی نقل ابھی تک ہمیں نہیں ملی اور کچھ باتیں ایسی بھی ہیں جو ہمارے اسلاف کو نہ ملیں لیکن ہمیں مل گئیں۔ اسی طرح وہ باتیں جو ہم کو نہیں مل سکیں ممکن ہے کہ مستقبل میں ان کے متعلق بھی ہمیں نقل صحیح مل جائے۔ ''وما ذالك علی الله بعزیز'' مثلاً نماز میں رکوع کے بعد وضع کرنا چاہیے یا ارسال؟ لیکن اس مسئلہ کے متعلق کوئی نص صریح تو بہر حال کسی کی جانب نہیں ہے اگر نص صریح ہوتی تو کم از کم اہل حدیث میں تو اختلاف نہ ہوتا بہر صورت نص صریح نہیں اور جس نے جو موقف اختیار کیا ہے وہ اگر چہ احادیث نبوی پر مبنی ہے لیکن ان سب کی حیثیت استنباط واجتہاد کی ہے حالانکہ علماء بخوبی جانتے ہیں کہ نماز کے متعلق ایک ایک جزء منقول ہوتا ہے۔ کچھ باتیں پہلے معلوم نہ تھیں۔ کتب حدیث (مزید) سامنے آئیں تو وہ معلوم ہو گئیں کئی کتب حدیث ہم سے غائب ہیں، ممکن ہے ان میں اس مسئلہ پر بھی کوئی نص صریح ہو۔ بہر حال عرض صرف یہ کرنا ہے کہ ایسی باتیں بھی ہیں جن کی نقل صحیح نہیں ملی لیکن پھر بھی

ہم یہ خیال رکھتے ہیں کہ نقل ضرور ہوگا۔ ہمیں ابھی تک نہیں ملا۔ لہٰذا ہوسکتا ہے نماز کے بعد اجتماعی حیثیت سے دعا کے متعلق بھی کوئی نص ہو۔ گو وہ اب تک ہم تک نہیں پہنچ سکی اور اگر معاملہ اجتہاد تک پہنچ گیا تو پھر ہمیں بھی گنجائش ہے اور اس کے متعلق آگے عرض کر رہا ہوں۔

اس مسئلہ پر پھر ایک طرح سے غور فرمائیں، بہت سی باتیں ایسی بھی ہیں جن کی صراحت کتاب وسنت میں نہیں ہے اور اس کیلئے شریعت نے اجتہاد واستنباط کی اجازت مرحمت کی ہے جیسا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ اگر کوئی بات کتاب وسنت میں صراحتاً تم کو نہ ملے تو کیا کرو گے؟ تو سیدنا معاذ رضی اللہ نے جواب دیا کہ اجتہاد کروں گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا۔ اور اسی اجتہاد واستنباط کی وجہ سے آج تک علماءِ محققین پیش آمدہ مسائل کا حل پیش فرماتے رہے بلکہ قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ جتنے کچھ نئے مسائل امت کو درپیش ہوں گے ان کا وجود کتاب وسنت سے ملتا رہے گا۔ صراحتاً نہیں تو استنباطاً۔ لہٰذا کیوں نہ ہم بھی مسئلہ زیر بحث پر اجتہاد واستنباط کریں؟ تو آپ جانتے ہیں کہ احادیث میں یہ تو نہیں آتا کہ فرضی نماز کے بعد اجتماعی ہیئت میں دعا نہ کیا کرو اور نہ ہی وارد ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میمون میں صحابہ رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اجتماعی طور پر دعا نہیں کیا کرتے تھے۔ صرف اس کے متعلق سکوت ہے، یعنی نہ اثبات اور نہ نفی۔ اب اگر ہم احادیث کی روشنی میں اس مسئلہ پر اجتہاد کریں تو اس میں کیا قباحت ہے؟ البتہ یہ دیکھا ہوگا کہ یہ اجتہاد قواعد علمیہ کے مطابق ہے یا نہیں اور کتاب وسنت کو سامنے رکھ کر ان کے اشارات، اقتضاءات، عبارات، عمومات، اطلاقات وغیرہم سے استنباط کیا گیا ہے یا نہیں۔ اگر یہ باتیں ہیں تو وہ اجتہاد صحیح ہے اب اس بات کو ذہن میں رکھ کر میری اوپر ذکر کی ہوئی گزارشات پر مکرر سہ کرر اور بہ دقت نظر کسی جانب میلان سے خالی ہو کر پھر فیصلہ فرمائیں کہ کیا میں نے جو استنباط کیا ہے وہ صحیح ہے یا غلط؟ اگر قواعد علمیہ کے مطابق اس میں کوئی غلطی ہے تو اس کا اظہار فرمائیں اگر صحیح ہے تو پھر اس کو بدعت کہنے سے رجوع فرمالیں اور اس کو مندوب ومستحب سمجھیں۔

مزید ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

امام مسلم اپنی صحیح میں سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث لائے ہیں: ”قالت امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نخرجهن في الفطر والا ضحى العواتق والحيض وذوات الخدر فاما الحيض فيعتزلن الصلوات ويشهدن الخير ودعوة المسلمين “

اخرجه البخاري في كتاب العيدين، باب خروج النساء والحيض الى المصلى، رقم الحديث:۹۷۴، مسلم في صحيحه، كتاب صلاة العيدين رقم الحديث:۲۰۶۱)

اس میں واضح طور پر عورتوں کو بھی مسلمانوں کی اجتماعی دعا میں شرکت کرنے کی ترغیب ہے کیونکہ حیض والیاں جو مصلیٰ میں حاضر ہوں گی وہ نماز تو نہیں پڑھیں گی۔ (فيعتزلن الصلوة) باقی دعوۃ المسلمین کیا رہی؟ بس یہی کہ وہ بھی ان کے ساتھ دعا کرنے میں شریک ہوں۔ باقی رہا ہاتھ اٹھانے کا مسئلہ تو پہلے صحیح حدیث پیش کر چکا ہوں کہ دعا کے آداب میں سے ہاتھ اٹھانا بھی ہے۔ کوئی شاید کہے کہ یہ احادیث تو پہلے سے موجود ہیں لیکن سلف میں سے کسی نے یہ مسئلہ نہیں نکالا اور آج بھی عام اہل حدیث کا یہی خیال ہے کہ یہ کام مسنون نہیں، پھر آپ کے استنباط کی کیا حقیقت ہے؟ کیا تم سلف صالحین سے علم میں بڑھے ہوئے ہو؟ تو اس کے بارے میں یہ گزارش ہے کہ راقم الحروف اپنے آپ کو حاشا وکلا۔ سلف صالحین بلکہ موجودہ صالحین علماء سے بھی علم میں زیادہ تصور نہیں کرتا لیکن یہ اللہ کا دین ہے کسی کی سلف میں سے ہو یا خلف میں سے میراث

نہیں۔ ہر ایک کو بشرطیکہ اس میں اس کی کچھ اہلیت ہے یہ حق ہے کہ اس سے مستفید ہو اور کتاب وسنت کی روشنی میں استخراج واستنباط کرے اور ایسا بھی ہوتا کہ:

گــاه بــاشــد کــه کـودك نــادان بـغـلـط بـر ہـدف زند تیر ے

اگر ایک بات سلف کے خیال میں نہیں آئی اور خلف میں سے کسی کو وہ بات سمجھ میں آ گئی تو اس پر یہ لازم نہیں آتا کہ وہ سلف سے علم وفضل میں زیادہ ہو گیا اور نہ ہی یہ مناسب ہوگا کہ یہ بات چونکہ خلف میں سے کسی نے کہی ہے اور سلف میں سے کسی نے اس سے تعرض نہیں کیا، لہٰذا وہ مسترد و باطل ہے اگر چہ وقواعد شرعیہ وعلمیہ کے ماتحت ہو۔ بلکہ حدیث (فرب مبلغ اوعی من سامع) میں خلف کی ایک گونہ منقبت نکلتی ہے یعنی خلف میں بھی ایسے ہوں گے جو کتاب وسنت کے ارشادات عالیہ سے زیادہ مستفید ہوں گے اور ان سے کافی ووافی استخراج مسائل واستنباط نوازل کا کریں گے، پھر اس میں کیا خرابی ہے کہ اس احقر العباد نے اگر ایک بات متخرج کی اور وہ صحیح استنباط ہے گو وہ سلف میں سے کسی نے پیش نہ کی ہو۔

ایک بات اور اس سلسلہ میں سامنے آتی ہے کہ آیا اس کام پر دوام کرنا درست ہے یا نہیں؟ تو اس کے متعلق بھی راقم الحروف کی یہ تحقیق ہے کہ اگر اس کو نماز کے لوازمات یا شرائط میں سے نہ تصور کرے اور نہ کرنے والے پر نکیر، یا طعن وتشنیع نہ کرے اور نہ کرنے کو برا سمجھے تو وہ اس پر مداومت کر سکتا ہے، آپ جانتے ہیں کہ رمضان المبارک میں تراویح با جماعت پر ساری امت کا ہمیشہ سے عمل رہا ہے۔ مقلدین وغیر مقلدین اہل حدیث وغیر اہلحدیث، یعنی ساری دنیا میں ہر رمضان المبارک میں اس پر عمل ہوتا ہے اور اس کو تقرب الی اللہ کا ذریعہ اور اجر وثواب کا کام سمجھا جاتا ہے لیکن احادیث صحیحہ کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دو تین راتیں اس قیام اللیل کو با جماعت ادا فرمایا ہے۔ پھر نہیں کیا لیکن جب با جماعت ثبوت ہو گیا گو ایک دو مرتبہ ہی سہی تو وہ کام مسنون ہے۔ اس پر مداومت بھی جائز بلکہ مستحب ہے لیکن اگر کوئی قیام رمضان با جماعت کو لازمی وفرض واجب قرار دے تو یہ احداث فی الدین ہوگا۔ مندوبات ومستحبات کو استحباب پر ہی رکھنا چاہیے اس سے اٹھا کر وجوب اور لزوم تک لے جانا تجاوز عن حدود اللہ ہے۔ لہٰذا صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ ضروری باتوں کو مدنظر رکھ کر اگر کوئی اس فعل پر مداومت کرتا ہے تو یہ درست ہے اور مندوب ومسنون ہے اگر کوئی کبھی کرتا ہے کبھی نہیں کرتا تو وہ بھی صحیح طریقہ پر ہے۔ اگر کوئی بالکل ہی نہیں کرتا تو وہ بھی غلط طریقہ پر نہیں کیونکہ یہ چیز مستحباب میں سے ہے لزومی نہیں، لہٰذا اگر اس کے تارک پر یا استمرار نہ کرنے والے پر کوئی نکیر کرتا ہے یا اس پر طعن و تشنیع کی زبان کھولتا ہے اسکو برا بھلا کہتا ہے یا اس کے متعلق ناگوار الفاظ نکالتا ہے تو یہ ناجائز فعل کرتا ہے اور جو چیز لازم اور واجب نہ تھی اس کو واجب قرار دینے کی وجہ سے وہ مبتدع ہے۔ بہر کیف اس مبحث پر مزید لکھنے سے اجازت چاہتا ہوں میں اس تحقیق میں کہاں تک کامیاب رہا ہوں یہ فیصلہ علماء وفضلاء کو کرنا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

ایک بات رہ گئی وہ بطور تذنیب یا (P.S) عرض کرتا ہوں۔ صحیح بخاری کی حدیث کے متعلق یہ سوال ہو سکتا ہے کہ امام المحدثین نے تو اس پر باب ''رفع الناس ایدیهم مع الامام فی الاستسقاء'' باندھا ہے۔ گویا انہوں نے بھی اس کو استسقاء کے موقع سے مخصوص سمجھا اس کے بارے میں امام ہمام نے فی الاستسقاء کے الفاظ اس لیے باب میں داخل کیے کہ اس حدیث میں استسقاء کے موقع کا ہی ذکر ہے۔ اگر صرف '' رفع الناس ایدیهم مع الامام '' لکھتے تو یہ باب کتاب الاستسقاء میں لانے کی کوئی وجہ نہ ہوتی غور فرمائیں باقی رہا اس سے مزید استنباط تو یہ

دوسروں کا کام ہے۔امام والمقام اس استنباط کے منکر نہیں ہیں۔ہم دیکھتے ہیں کہ امام بخاری باب منعقد کر کے ایک حدیث اس کے تحت لاتے ہیں، پھر شرح اس حدیث کو ترجمۃ الباب سے مناسبت کی توجیہ کر کے ترجمۃ الباب کے علاوہ بہت سے مسائل اور فوائد اس حدیث سے مستنبط کرتے ہیں، لہٰذا آیہ کوئی معیوب نہیں یہی وجہ ہے کہ اس حدیث کے متعلق حافظ صاحب نے جو فتح الباری میں استنباط کیا ہے وہ اوپر گزر چکا ہے اور میں نے جس طرح اس سے مسئلہ زیر بحث سے متعلق استخراج کیا ہے وہ بھی گزر چکا ہے۔وللہ الحمد

۴۔مسند احمد والی حدیث جس میں ''رات'' کی قید ہے اس کی سند صحیح ہے، امام احمد کا شیخ ہاشم، یہ ابن القاسم ابوالنضر ہیں اور یہ ثقہ ہیں، اس کا شیخ لیث ہیں اور یہ ابن سعد ہیں جو امام فقیہ ثقہ ہیں ان کے شیخ جعفر بن ربیعہ ہیں وہ بھی ثقہ ہیں، پھر عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج بھی ثقہ ہیں پھر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سند بہر حال صحیح ہے۔

۵۔بیہقی کا اثر (سعید بن جبیر کا) اس کا سند کے اور تو سب راوۃ ثقہ ہیں صرف حاکم کے شیخ کا شیخ یعقوب بن یوسف الاخرم کا پوری طرح سے ترجمہ تا حال نہ مل سکا۔صرف اتنا معلوم کر سکا ہوں کہ یہ مشہور امام اور حافظ ابوعبداللہ محمد بن یعقوب کے والد ہیں اور تذکرۃ الحافظ میں ذہبی نے حافظ ابوعبداللہ محمد بن یعقوب بن یوسف الاخرم کے ترجمہ میں اتنا لکھن ہے کہ'' یعرف ابوہ بابن الکرمانی ''اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ معروف ہیں مجہول نہیں۔اس سے زیادہ ابھی تک کچھ تحقیق نہیں ہو سکی۔میں سمجھتا ہوں کہ اس کی سند جید ہوگی، امام بیہقی کا شیخ، حاکم ہے اس سے خیال ہوتا ہے کہ یہ روایت مستدرک میں شاید ہو لیکن ابھی تک ملی نہیں۔میں تلاش کر رہا ہوں اگر ''مستدرک'' میں مل گئی اور حاکم کی طرف سے اس کی تصحیح اور حافظ ذہبی کی اس پر صاد مل گئی تو ان شاءاللہ عرض کر دوں گا۔

۶۔میمون المکی کے متعلق ''تہذیب التہذیب'' میں لکھا ہے کہ اس سے راوی صرف عبداللہ بن ھبیرۃ السبائی المصری ہے اور کسی امام سے جرح و تعدیل نقل نہیں کی۔لہٰذا وہ مجہول ہی ہے اور یہی کچھ حافظ ذہبی میزان میں فرماتے ہیں۔میمون المکی (وعن ابن عباس) التہذیب میں مزید ابن الزبیر کا بھی ذکر ہے۔'' لا یعرف تفرد عنه عبدالله بن هبیرة سبائی ''

باقی رہا ابن جوزی، زیلعی اور علامہ الکھنوی کا سکوت اور مجرد سکوت سے کسی راوی کی توثیق و تعدیل نہیں ہوتی بلکہ بسا اوقات اس کے لئے بھی سکوت اختیار کر لیا جاتا ہے کہ وہ روایت شواہد و متابعات میں ہوتی ہے اور شواہد و متابعات میں جو تسامح کیا جاتا ہے اور وہ اصول میں نہیں کیا جاتا ہے۔کیونکہ ایک بات صحیح طور پر ثابت ہے، اب اگر اس کی مزید کوئی اور روایت جو نسبتاً کمزور ہے ضعیف یا اصالتہً احتجاج کے قابل نہیں موجود ہے تو اس اصل حدیث کے لئے بطور شاہد پیش کرنے میں کوئی خرابی نہیں۔رفع الیدین کے بارے میں بھی بہت سی صحیح روایات موجود ہیں۔لہٰذا اس کی تائید میں اگر کوئی دوسری ضعیف روایت بھی ذکر کی گئی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، لہٰذا اس پر سکوت کر لیا۔

والله اعلم و علمه اتم واحکم وهو اعلم بالصواب و آخر دعوانا الحمد لله رب العالمین

☆☆☆☆☆

" الاحسان " ان تعبد الله كانك تراه (رواه البخاری ومسلم)

قد افلح من تزكّٰی (سورۃ الاعلیٰ آیت 14)

قد افلح من زکّٰها (سورۃ الشمس آیت 9)

اسکین شدہ کتابیں

پاکیزہ ذوق تصوف، شرعی تعویذ، عملیات پر کتابوں کا عکس جو نہایت محنت اور کوشش کے بعد حاصل کی گئیں اور افادہ عام کیلئے شائع کی جارہی ہیں۔

(1) کتاب التعویذات تالیف: علامہ نواب صدیق حسن خان صاحب رحمہ اللہ۔ 1333 ہجری میں شائع ہونے والا ایک صدی قدیم نسخہ نہایت تلاش و بصیار کے بعد احتیاط کے ساتھ سکین کر کے دوبارہ 1434 ہجری میں اہل علم اور باذوق حضرات کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

(2) الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ تالیف: مجمع کمالات ظاہری و باطنی مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ۔ اس کتاب میں شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنے سلاسل طریقت (چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی) کو تفصیل سے بیان کر کے ثابت کیا ہے کہ ان کا انتساب آپ ﷺ سے ثابت و منقول ہے۔

(3) فیوض الحرمین تالیف: مجمع کمالات ظاہری و باطنی مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ کے حرمین میں قیام کے دوران مکاشفات غیبیہ، اہل اللہ اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روحانی ملاقاتوں کا حیرت انگیز تذکرہ جو عام عقل انسانی سے ماوریٰ ہے لیکن ایک سچی حقیقت ہے۔

(4) فیصلہ وحدت الوجود والشہود تالیف: مجمع کمالات ظاہری و باطنی مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ۔ وحدت الوجود کے سلسلے میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تحقیقی و علمی مقالہ جو آپ کے رسوخ فی التصوف کی واضح دلیل ہے۔

(5) القول الجمیل مع شرح شفاء العلیل تالیف: مجمع کمالات ظاہری و باطنی مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی اہمیت وافادیت تصوف پر نہایت اہم کتاب اس میں اشغال تصوف پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے اور علمی و تحقیقی انداز میں مکمل دفاع کیا گیا ہے۔

(6) حرز اعظم تالیف: مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ۔ دشمنوں کے شر، جادو جنات کے اثرات، بندشوں سے نجات اور ہر قسم کی تکالیف سے حفاظت کیلئے مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کا مجرب و آزمودہ وظیفہ

(7) خوارق تالیف: زبدۃ العارفین مولانا غلام رسول رحمہ اللہ۔ صاحب کرامات کثیرہ، زبدۃ العارفین مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے نقشبندی مرشد کے حالات و واقعات کا نایاب تذکرہ جس میں آپ کا نقشبندی شجرہ طریقت بھی موجود ہے۔

(8) حزب الرسول ﷺ تالیف: مولانا محمد صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ۔ ہفتے کے سات ایام میں پابندی کے ساتھ پڑھنے کیلئے مولانا محمد صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ کا مجرب نورانی وظیفہ جو نہایت خیر و برکت اور پریشانیوں سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔

(9) میرے روحانی تجربات و مشاہدات تالیف: کمال الدین کمال سالارپوری۔ جادو جنات کے شر فقر و فاقہ سے نجات اور بلیات سے حفاظت کیلئے اولیائے کرام کے آزمودہ وظائف۔

(10) تحفۃ الطالبین مع زاد الطالبین تالیف: جناب الحاج حضرت مولانا مولوی محمد ولی اللہ منصور پوری۔ عملیات اور روحانی علاج کا ذوق رکھنے والے حضرات کیلئے اولیائے کرام کی زندگی کا نچوڑ اپنے موضوع پر بے مثال کتاب۔

(11) اعمال ایسے کہ فرشتے اتریں تالیف: ابوریان نعیم الرحمان۔ اولیاء کرام رحمہم اللہ کی زندگی میں جا بجا مکاشفات غیبیہ اعمال پر فرشتوں اور نورانی مخلوق سے ملاقاتوں کا تذکرہ ملتا ہے جو خود ساختہ من گھڑت اور بنائی ہوئی کہانیاں نہیں بلکہ قرآن اور مستند احادیث سے ثابت شدہ ہیں، تفصیل کتاب ھذا میں ملاحظہ فرمائیں۔

صدیوں پرانی کتب کا اصل عکس

پاکیزہ ذوق تصوف، شرعی تعویذ وعملیات، علمائے اہل حدیث
کی مسائل میں اعتدالی اور میانہ روی پر مشتمل کتب کا اصل عکس۔

زمین زرخیز ہوتو بیج اچھے انداز میں اگ سکے گا......دلوں کی زرخیزی پاکیزہ تصوف ہی سے ممکن ہے۔

تزکیۂ نفس اور تہذیب اخلاق کیلئے پاکیزہ اور شفاف تصوف کا نظام چودہویں صدی کی پیداوار نہیں......صدیوں سے بڑے بڑے علمائے کرام، محققین عظام کی زندگیاں نہ صرف پاکیزہ تصوف کی قائل بلکہ بھرپور انداز میں اس کی اشاعت کرتی نظر آئی ہیں۔ مثلاً شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ، شاہ عبدالغنی مجددی رحمہ اللہ......

کچھ بھولی بسری کتابیں جو بڑوں کے ذوق تصوف، ان کے آزمودہ مجرب عملیات اور مسائل میں اعتدال ومیانہ روی کا بین ثبوت ہیں عکس لینے کے بعد من وعن آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب ''کتاب التعویذات'' تالیف علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ جو ایک صدی قبل شائع ہوئی تھی بڑی محنت اور جستجو سے حاصل کرنے کے بعد شائع کی جارہی ہے۔ اس کے علاوہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی تین مشہور ومعروف صدیوں پرانی کتابیں جو آپ کے ذوق تصوف کو نہایت احسن طریقے سے بیان کرتی ہیں بطور یادگار اور حفاظت کیلئے دوبارہ نہایت احتیاط کے ساتھ عکس لینے کے بعد شائع کی جارہی ہیں۔ اللہ اس کاوش کو اخلاص اور اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔

بعض کتابیں قدیم اور نایاب تو نہیں لیکن موضوع سے مطابقت رکھنے کی وجہ سے انہیں من وعن شائع کیا گیا۔

☆......☆......☆



قال اللہ تعالیٰ ادعونی استجب لکم

از تصانیف عمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین نواب سید محمد صدیق حسن خان علیہ الرحمۃ والغفران

وفات جمادی الثانی ۱۳۰۷ھ ۲۰ فروری ۱۸۹۰ء

کتاب التعویذات

اردو معروف

الداء والدواء

۱۳۳۳ھ

ایک صدی قدیم نسخہ

حسب فرمائش

ملک غلام محمد تاجر کتب کشمیری

بازار

لاہور

پنجابی پریس لاہور میں باہتمام میاں محمد کرم خاں منیجر کے چھپا۔

1333ہجری میں شائع ہونے والا ایک صدی قدیم نسخہ نہایت تلاش وبسیار کے بعد احتیاط کے ساتھ کمپوزنگ کرکے دوبارہ 1434ہجری میں اہل علم اور باذوق حضرات کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

الف

دافع الاعراض یعنی مکمل شفاء الامراض

یہ علم طب کی جامع کتاب علمی اور عملی دونوں پہلوؤں کو لئے ہوئے ہے جس میں سر سے پاؤں تک بڑی چھوٹی امراض کا حال مفصل لکھا ہے مرض کی پہچان۔ سبب اور علاج اس خوبی سے بیان کیا ہے کہ ہر ایک شخص اس کتاب کے ذریعہ ہر ایک مرض کا پورا پورا علاج خود اپنے ہاتھ سے کر سکتا ہے نسخے نہایت مجرب اور معتبر درج کئے گئے ہیں۔ پھر خوبی یہ کہ کوڑیوں کے نسخے لاکھوں کا فائدہ دینے والے ہیں۔ شروع میں حفظان صحت کے اصول موسمی ہدایات اور روز مرہ کے کھانے پینے کی اشیاء کے حالات اور فوائد نہایت وضاحت سے لکھے ہیں اناٹومی کے متعلق۔ جسم انسانی کے اندرونی حالات اور بعد عجیب رازوں کو صاف اور ستھری تصویروں کے ذریعہ نہایت خوبی سے بیان کیا ہے آخر میں ایک بسیط ضمیمہ لگایا ہے۔ جسمیں کل اعضاء کو طاقت بخشنے اور کل امراض کو دور کرنے والی دواؤں کو علیحدہ علیحدہ جماعت بندی میں درج کیا ہے مثلاً کل مقوی معدہ مفرد دوائیں ایک جماعت میں آنکھوں کا درد اور سرخی دور کرنے والی کل دوائیں دوسری جماعت میں پیشاب لانے والی اور مدرد دوائیں تیسری جماعت میں علی ہذا القیاس یہ ایک کتاب پچاس کتابوں کا کام دے سکتی ہے نایاب ہے قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ ۱۸

مکمل گنجینہ طبیب

قیمت ایک روپیہ عہ

اس بے نظیر نادرہ اور نسخہ نایاب کے مؤلف نے علم طب کے نہایت مؤثر اور سستے سہل الحصول نسخوں کو جن سے کوڑیوں کی دوا لاکھوں کا کام کر جائیگی گویا غریب سے غریب آدمی بھی اس چشمہ فیض سے محروم نہیں رہ سکتا تالیف کر کے مسیحائی اعجاز کیا ہے جس میں انسان کی ہر عضو کی تصویریں مردوں کے امراض کا حال مع علاج عورتوں کی بیماریاں معہ شناخت حمل وغیرہ اور سر سے پاؤں تک امراض کا علاج قرابادین جس سے مرتبہ شربت معجون رب جوب وغیرہ وغیرہ بطور احسن تیار ہو سکتے ہیں مخزن ادویہ جس سے ہر ایک دوا مختلف زبانوں میں معہ تعریف معلوم ہو سکے کشتہ جات۔ جڑی بوٹیاں کیمیا۔ سیمیا۔ سمیا بھی شامل کی گئی ہیں۔ گویا دریا کو کوزہ میں بند کر دیا گیا ہے جسقدر تعریف کی جائے مختصر ہے

قیمت ایک روپیہ عہ

علاوہ اس کے ہر ایک قسم کی نایاب کتابیں درخواست آنے پر بصیغہ ویلیو پی ایبل روانہ ہو سکتی ہیں۔

المشتہر

ملک غلام محمد تاجر کتب کشمیری بازار لاہور

١

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"(١) علم وظائف کی اجازت"

"(٢) تعویذ شرعی کا حکم"

الحمد للہ الذی ما انزل داء الا انزل لہ شفاء والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکامل لکل داء ودواء وعلی آلہ وصحبہ الذین ہم کالزھر لانیان سماء ایمان اما بعد یہ مختصر تحریر ہے بعض ادعیہ ماثورہ و اعمال صحیحہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جنکو تعلق عوائق نوائب آفات سے حیات میں تا ممات ہو ہم کو اپنے مشائخ حدیث و علماء دین سے ان کی اجازت حاصل ہے۔ یہ چند اعمال ہیں جو صغار و کبار بنی آدم کو اکثر عارض ہوتے رہتے ہیں اور وہ اسقام ہیں۔ جن سے عافیت کمتر حاصل ہوتی ہے مشتغلین نے جس طرح ہر مرض کے لئے ایک دوا روغن کیا ہو اسی طرح ہر بیماری کے لئے ایک دعا بھی اتاری ہے۔ دفع امراض و آلام و اوجاع و اسقام کے لئے دو ہی صورتیں ہوتی ہیں دوا یا دعا سو کتب صحیحہ شریفہ میں طب نبوی مذکور ہے لیکن لوگ اپنی بے شعوری و ضعف ایمان کی وجہ سے اس پر عمل نہیں کرتے ہیں۔ اطباء کی طرف رجوع لاتے ہیں۔ طب ایمانی چھوڑ کر طب یونانی میں پڑ گئے ہیں۔ اسی لئے انکو نتیجہ اس کے نفع کا نہیں ہے۔ لیکن دعا کی طرف اکثر خلق کا اعتقاد ہوتا ہے وقت لاحق عوارض کے اسفل وغیرہ ہم کو تعویذ گنڈے وغیرہ تلاش کرتے پھرتے ہیں اور کوئی جاہل فقیر یا عامل بے علم ان کو ایسی دعا بتا دیتا ہے۔ جو ماثور نہیں ہے۔ یا اس میں شرک ہوتا ہے۔ سو ہر چند لائق درجہ احسان کا یہ ہے۔ کہ انسان رقیہ نہ کرے۔ اور نہ کرائے کیونکہ اس پر وعدہ دخول جنت کا بلا حساب حدیث صحیح میں آیا ہے۔ لیکن اکثر خلق متوکل علی اللہ نہیں ہوتی ہے۔ اسلئے شارع نے رقیہ کو جائز رکھا ہے مگر اس شرط سے کہ آیت یا حدیث سے ہو۔ اور عربی زبان میں مفہوم المعنی ہو۔ بہت مشائخ و اہل علم نے اس طرح کے رقیے ذکر کئے ہیں اور نافع ہیں انکا نفع دیکھا گیا۔ سے میں ان کی ہمارا میں اکثر ان اعمال کو جو کتاب قول جمیل تالیف شاہ ولی اللہ محدث دہلوی میں مذکور ہیں استعمال

"(٣) نواب صاحب کو وظائف کی اجازت"

(۴) "کتاب التعویذات کی ضرورت واہمیت"

ہیں لاتا ہوں۔ مجھ کو اس کی اجازت بھی مولوی محمد یعقوب مرحوم مہاجر مکہ معظمہ نواسہ شاہ عبدالعزیز دہلوی سے حاصل ہے۔ وقیس علے ہذا حضرت صلعم نے فرمایا ہے۔ اَحَبُّ عِبَادِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِلَیْہِ اَنْفَعُهُمْ لِعِبَادِہٖ اور اشارہ کیا ہے اِذَا مَاتَ ابْنُ اٰدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهٗ اور علما کا اس پر اجماع ہے کہ نوافل علم افضل ہیں نوافل عبادت سے اسلئے کہ نفع علم کا متعدی الی الناس ہوتا ہے اور نفع عبادت کا قاصر علے العابد رہتا ہے۔ تباز علے ہذا میں نے اس رسالہ مختصر میں بعض ادعیہ وثقی کو جو مجھے پہنچی ہیں۔ اور بعض اعمال کو جو صحیح طور پر علمائے راسخین سے ثابت ہوئے ہیں۔ لکھا ہے تا کہ گھر میں یہ رسالہ موجود رہے۔ اور وقت عوارض و آفات کے بحول اللہ وقوتہ اس سے نفع لیا جائے میں ان اعمال وادعیہ کی اجازت اپنے اہل بیت واولاد واحفاد کو دیتا ہوں لیکن انکو یہ چاہیئے۔ کہ براہ سہل انگاری اس تعامل کو لہو ولعب نہ ٹھہرالیں۔ بلکہ ساتھ حسن عقیدت وکمال ادب وحضور دل کے ہر رقیہ ودعا کو اس کے موقع پر موافق ترتیب وقاعدہ مقررہ کے بلا کم وکاست استعمال میں لائیں ؎

حسن دعائے توگر مستجاب نیست مرنج ؛ تراز بان دگر ودل دگر دعا چہ کند

خوبیہ اللہ تعالیٰ کو شافی وکاشف سو بطرو ونافع سمجھیں۔ اور جو کہ گنڈے وتعویذ او شماتے نکالے ہیں۔ اور انکو حروف ابجد یا ہندسے میں لکھا ہے۔ یا ان میں اسما غیر اللہ سے استعانت لیجاتی ہے۔ یا وہ واسطے کسی فتنہ یا امر ناجائز کے مستعمل ہوتے ہیں۔ اس سے محترز ہیں۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔ جَمَعْتُ فِيْ ذٰلِكَ مَا نُقِلَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنِ الصَّحَابَةِ وَعَنْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الْعُلَمَآءِ وَالْاَوْلِيَآءِ وَمَا جُرِّبَ وَصَحَّ بِحَمْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْمَسْئُوْلُ مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَنْ يَّنْفَعَ بِذٰلِكَ مَنِ اسْتَعْمَلَهٗ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَنَفْعِ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَنْ يَّحْجُبَ نَفْعَهٗ عَمَّنِ اسْتَعْمَلَهٗ فِيْ عَدُوَانٍ عَلٰى مَنِ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ اِنْتَهٰى ۵ اس رسالے میں اول ان اعمال کو ذکر کیا ہے جو اللہ ورسول کے کلام میں آئے ہیں۔ پھر علما ومشائخ کے اعمال کا بیان کیا ہے یہ رسالہ ایک مقدمہ پانچ باب ایک خاتمے پر متضمن ہے۔ اور اس کا نام الداء والدواء رکھا ہے مرض دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک قلبی جو کہ خفابی دلکی بیماری اوصاف مہلکات سے ہوتی ہے۔ وہ دل مرض ہیں۔ جیسے حسد وغضب وکبر وحرص وعجب وریا وغیرہ ان کا بیان اور ان کے علاج رسالہ لسان العرفان میں مذکور ہے بدن کی بیماری غالباً اکل وشرب سے ہوتی ہے اس کو شہوت طعام کہتے ہیں۔ اسیکا نتیجہ شہوت فرج بھی ہے۔ اسکا بیان مع علاج کتاب احیاء العلوم میں مرقوم ہے۔ لیکن وہ علاج شرعی ہے۔ اور عرفی علاج طبیب امراض کا وہ ہے۔ جو مشائخ وعقاقیہ سے اہل طب کیا کرتے ہیں۔ اس جگہ جس علاج کا ذکر ہوگا۔ وہ ادعیہ واعمال

٣

سے ہو گا۔ مجاہدہ و ریاضت و طلب سے کہ اس کا محل دوسرا ہے۔ واللہ اعلم

مقصد ۲ اس بیان میں کہ دعا نافع ہوتی ہے اور دعا کرنے کا حکم شرعاً ثابت ہے۔

حدیث نعمان بن بشیر میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ تَلَا وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ أَخْرَجَهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ انس کا لفظ نزدیک ترمذی کے مرفوعاً یہ ہے۔ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ آیت و حدیث دونوں دلیل ہیں اس بات پر کہ دعا عین عبادت ہے اور ترک دعا استکبار ہے۔ ابن عمرؓ رفعاً کہتے ہیں۔ مَنْ فُتِحَ لَهُ فِي الدُّعَاءِ مِنْكُمْ فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْإِجَابَةِ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ یعنی جس کو توفیق دعا کی ملتی ہے اس کے لئے دروازہ اجابت کا کھل جاتا ہے سلمان کا لفظ مرفوع یہ ہے۔ لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ دوسرا لفظ یہ ہے۔ لَا يَرُدُّ الْقَدَرَ إِلَّا الدُّعَاءُ یہ دلیل ہے اس پر کہ دعا دافع بلا ہوتی ہے۔ اگرچہ اس بلا کے آنے کا حکم ہو چکا ہو۔ اس باب میں اور احادیث بھی آئے ہیں۔ آیہ کریمہ يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ بھی اسی پر دلیل روشن ہے۔ و نیز حدیث عائشہؓ کا لفظ مرفوع یہ ہے۔ لَا يُغْنِي حَذَرٌ مِنْ قَدَرٍ وَالدُّعَاءُ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ وَإِنَّ الْبَلَاءَ لَيَنْزِلُ فَيَتَلَقَّاهُ الدُّعَاءُ فَيَعْتَلِجَانِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ وَالْبَزَّارُ وَالطَّبَرَانِيُّ وَالْخَطِيبُ معلوم ہوا کہ دعا بھی ایک قدر و قضا الٰہی ہے۔ اللہ کبھی کسی بندے کے لئے ایک حکم مقید جاری کرتا ہے کہ وہ دعا نہ کرے گا۔ لیکن جب بندہ دعا کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس بلا کو اس دعا کی وجہ سے دفع کر دیتا ہے۔ دوسرا لفظ عائشہ کا یہ ہے۔ لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الدُّعَاءِ أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَأَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ فِي الْأَدَبِ الْمُفْرَدِ وَابْنُ مَاجَهْ وَصَحَّحَهُ الْحَاكِمُ وَأَقَرَّهُ الذَّهَبِيُّ یہ دلیل ہے اللہ کی قدرت اور بندے کے عجز پر یا اس لئے کہ دعا بڑی عبادت اور عین عبادت ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اس کا اکرام کرتا ہے۔ حدیث ابوہریرہ میں مرفوعاً آیا ہے مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ مَنْ لَمْ يَدْعُ اللّٰهَ غَضِبَ عَلَيْهِ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ دلیل ہے۔ اس بات پر کہ پکار نا بندے کا اپنے رب کو اہم واجبات و اعظم مفروضات سے ہے کیونکہ واجب ہونے میں تجنب سے غضب خدا سے کسی کا خلاف نہیں ہے۔ آیات کتاب اللہ بھی اسی پر دلیل ہیں۔ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ شوکانی نے فرمایا ہے کہ اس آیة

دعا نافع اور شرعاً ثابت ہے

دعا رد قضائے الٰہی

ہمراہم خوشحالی

۴

التَّعْلِيْلَ بِالْقُرْبِ ثُمَّ الْوَعْدُ بَعْدَهُ بِالْإِجَابَةِ يَقْطَعُ كُلَّ مَعْذِرَةٍ وَلَا يَبْقٰى مَعَهُ كُلَّ تَعْلِيْلٍ انتہی۔ حدیث انس فرمایا ہے۔ لَا تَعْجِزُوْا فِي الدُّعَاءِ فَإِنَّهُ لَنْ يَهْلِكَ مَعَ الدُّعَاءِ أَحَدٌ أَخْرَجَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَهُ الْحَاكِمُ وَالضِّيَاءُ فِي الْمُخْتَارَةِ۔ اس میں نہی ہے ترک دعا سے اور بشارت ہے اس ... کی کہ ہمراہ دعا کے کوئی ہلاک نہیں ہوتا ہے۔ پھر حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہے جس کو یہ بات خوش آئے۔ کہ اللہ اس کی دعا وقت سختی وکرب کے قبول کرے۔ تو وہ حالت امن اور رخا میں بہت دعا کیا کرے۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ اکثر لوگ مصیبت کے وقت تو دعا کیا کرتے ہیں اور حالت امن وصحت ورفاہیت میں اللہ کو بھول جاتے ہیں۔ اس لئے ان کی دعا جلد قبول نہیں ہوتی۔ حدیث ابو ہریرہ رضی میں دعا کو سلاح مومن وستون دین ونور آسمان وزمین فرمایا ہے۔ رَوَاهُ الْحَاكِمُ دعا کو اس جگہ تشبیہ دی ہے ہتھیار سے کہ جس طرح ہتھیار سے مقابلہ دشمن کا کرتے ہیں اسی دعا سے مقابلہ مصیبت کا کیا جاتا ہے۔ پھر تیسری حدیث ابو ہریرہ رضی میں فرمایا ہے۔ کہ کوئی مسلمان اپنا منہ سامنے اللہ کے واسطے دعا کے استادہ نہیں کرتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ اسکا سوال پورہ کرتا ہے۔ یا تو تعجیل کرتا ہے یا اس کے لئے ذخیرہ کر رکھتا ہے۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ بہر حال اثر دعا کا ضائع نہیں جاتا خواہ یہاں قبول ہو یا آخرت میں ذخیرہ ہو والحمد للہ فائدہ بیان دعا کا تھا۔ اگر جھاڑ پھونک بھی ہو سکتے ہیں۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یہ حدیث اگرچہ خاص حق میں رقیہ کرنے کے آئی ہے لیکن اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا اور حدیث عوف بن مالک اشجعی میں فرمایا ہے۔ لَا بَأْسَ بِالرُّقٰى مَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ شِرْكٌ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ اور نظر کا عمل جو حدیث ابن عباس رضی میں نزدیک مسلم کے آیا ہے۔ مگر ابن مسعود سے آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا إِنَّ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ۔ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ اور مراد اس سے وہ رقیہ وتمیمہ ہے۔ جس میں شرک ہو تمیمہ کہتے ہیں۔ تعلیق خرزات کو گلے میں جیسے کہ دامنی وغیرہ کے پھر ہر تعویذ کو تمیمہ کہنے لگے۔ تولہ ایک نوع ہے سحر کی جس سے درمیان بی بی و میاں کے محبت پیدا ہو۔ اسی طرح حدیث جابر میں نشرہ کو عمل شیطان فرمایا ہے۔ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ حاصل یہ ہے کہ جو رقی جاہلیت والے اہل کفر وشرک کے ہیں۔ وہ ممنوع ومنہی عنہ ہیں انکا ذکر کتاب دعایۃ الایمان میں کیا گیا ہے۔ اور جو رقی کلام کے ہیں۔ اور قرآن وحدیث صحیح سے ثابت ہیں یا علماء اہل توحید سے ماثور ہیں معہ معنی ہیں اور ان میں استعانت بغیر اللہ نہیں ہے۔ وہ بلاشک جائز ہیں۔ خود حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح کا حسنین علیہما السلام کے لئے کیا تھا۔ اور سب سے بہتر رقیہ قرأت سورہ فاتحہ واخلاص ومعوذتین ہے۔ تفصیل اس مسئلہ کی دیکھئے کتاب دلیل الطالب

مضطر کی دعا جلد قبول ہوتی ہے

"جادو شرک ہے"

۵ "حروف مقطعہ و ہندسہ کا نفع یقینی ہے"

مین لکھی ہے۔ شرجی نے فائدہ ہشتاد و ہفتم میں کچھ اوفاق اسمائے الٰہی کے بھی حروف مقطعہ و ہندسہ میں ذکر کیئے ہیں۔ اس نظر سے کہ وہ اسماء الٰہی ہیں۔ ان کا نفع یقینی ہے۔ لکن اسوجہ سے کہ یہ طریقہ کتب سنت میں نہین آیا ہے۔ اور بعض اوفاق کا تعلق مراعات کواکب سبعہ سے بیان کیا ہے۔ اسلئے ترک انکا فعل سے افضل ہے۔ تاکہ علم نجوم کی لوث سے طہارت حاصل ہے یہی حکم خطوط رمل کا ہے۔ اور علیحدہ انتساب جفر کا طرف اہل بیت رسالت کے صحت کو نہیں پہونچا الفاضل جو علم الیا ہے۔ کہ اخذ اسکا مشکوٰۃ نبوت سے نہین ہے۔ اس لئے گو دنیا میں نفع مقصود ہو لکن درحقیقت وہ طریقہ ہے اعمال آیات و احادیث میں اللہ پر توکل اور باللہ سے استعانت ہوتی ہے۔ اور رمل و جفر و نجوم مین غیر اللہ پر توکل ہوتا ہے۔ اور مدارک غیوب سے مدد لی جاتی ہے خالی ہونا ان اشیا کا انواع شرک ہی باخص سے مشکل ہے ایسان سی چیز کو شتباہ مین ڈالنا کوئی عقل نہین ہے بلکہ اَلْمُؤْمِنُوْنَ وَقَّافُوْنَ عِنْدَ الشُّبُهَاتِ ۔

باب اول بیان مین فوائد تلاوت قرآن کریم اور بعض سورۃ آیات قرآن عظیم کے

شیخ احمد شرجی حنفی یمنی نے کتاب الفوائد فی الصلوٰت والعوائد میں لکھا ہے اس میں شک نہیں ہے کہ تلاوت قرآن شریف کی بہت سی عبادات سے افضل ہے ترمذی نے ابن مسعود سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ وَّلٰكِنْ اَلِفٌ حَرْفٌ وَّلَامٌ حَرْفٌ وَّمِيْمٌ حَرْفٌ مراد حرف سے اس جگہ حرف ہجا منفرد ہے نہ کلمہ هٰذَا اَحْرُفٌ كَبِيْرٌ وَّثَوَابٌ عَظِيْمٌ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ابن عباسؓ نے کہا ہے۔ تم قرآن پڑھا کرو جس دل نے قرآن یاد کر لیا اس کو عذاب نہ ہوگا اور صحابہ قرآن کا مصحف میں پڑھنا دوست رکھتے تھے۔ اس میں نظر کی عبادت زیادہ ہے عثمان رضی اللہ عنہ ورق قرآن میں نظر کرتے اور کہتے یہ کتاب ہے میرے رب کی بندے کو ضرور ہے کہ جب اس کے پاس کتاب اس کے سید کی آئے۔ تو ہر دن اسمین نظر کرے وہ جس بات کا حکم ہو اس کو بجا لائے۔ اور جس بات سے منع کیا ہو اس سے بچے امام ابن ابی الحنیف نے کتاب بلغۃ المسافرین کہا ہے۔ عبادات میں سے اتنا ہی کافی ہے کہ قرآن کی تلاوت کرے دو رسات بار حَسْبِیَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ صبح و شام کہہ لیا کرے اس لئے کہ جو عبادت اس کے سوا ہے اس میں حضور قلب شرط ہے اور تلاوت قرآن کے بارے میں یوں آتا ہے کہ یہ کلام رب ہے تم کے ساتھ ہو لیے تم جو کوئی حسبی اللہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی فکر کو دور کر دیتا ہے صادق ہو یا کاذب بعض علما نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا قرآن خوان کو کتنا ثواب ملتا ہے۔ بہت سی چیزیں دنیا و آخرت کی فکر بتائیں کہا ساتھ حضور قلب کے یا بے حضور

(۶) شیخ احمد شرجی کی معروف کتاب " قرآن کی تلاوت بطور وظیفہ "

۶

فَبِهَا بِنِعْمَتِهِ اَوْ بِغَيْرِ نِعْمَتِهِ حدیث ابو سعید میں آیا ہے جسکو مشغول کیا قرآن کیا قرآن نے میرے ذکر و سوال سے میں دونگا۔ اس کو بہتر اس سے جو سائلین کو دونگا۔ اور بزرگی اللہ کے کلام کو ایسی ہے جیسے بزرگی اللہ کی ساری خلق پر رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ اِقْرَؤُا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شَفِيْعًا لِّاَصْحَابِهٖ ابو امامہ باہلی مرفوعاً کہتے ہیں۔ تم قرآن پڑھا کرو کہ وہ دن قیامت کے اپنے لوگوں کا شفیع ہو کر آئیگا۔ اَخْرَجَهٗ مُسْلِمٌ۔ یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ قرآن اپنے شائع اصحاب قرآن ہوگا مراد اصحاب سے وہ لوگ ہیں جو قرآن شریف پڑھا کرتے ہیں۔ صحاح ستہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ وَسَيَاْتِيْ بَيَانُهٗ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى

فضائل بسملہ حدیث ابو ہریرہ میں رفعاً آیا ہے۔ كُلُّ اَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَّا يُبْدَاُ فِيْهِ بِبِسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ اَجْذَمُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَآئِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ علما نے کہا ہے اسے مقطوع البرکۃ اور یہ بھی آیا ہے کہ جس دعا کے اول میں بسملہ ہوتی ہے وہ دعا پھیری نہیں جاتی۔ علی مرتضی نے ایک شخص کو بسم اللہ لکھتے ہوئے دیکھا تھا کہا جَوِّدْهَا فَاِنَّ رَجُلًا جَوَّدَهَا فَغُفِرَ لَهٗ یعنی اسکو خوب بنا کر لکھ ایک شخص نے اس کو خوب بنا کر لکھا تھا وہ بخشدیا گیا ابن عباس نے کہا ہے لوگ ایک آیت کتاب اللہ سے غافل ہیں۔ حالانکہ وہ سوائے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کسی پیغمبر پر نہیں اتری مگر سلیمان علیہ السلام پر ابن مسعود نے کہا ہے جو شخص یہ چاہے کہ وہ انیس دوزخ سے نجات پاوے وہ بسم اللہ پڑھے ہر حرف کے عوض ایک زبانیہ سے نجات پاویگا **حکایت** قیصر روم نے عمر بن خطاب کو لکھا تھا مجھ کو درد سر رہا کرتا ہے تم ایسی کوئی دوا بھیجو وہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک کلاہ اسکو بھیجی وہ جب سر پر رکھتا تو درد تھم جاتا جب اتار لیتا تو پھر ہونے لگتا اس کو تعجب ہوا۔ دیکھا تو کلاہ میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھا تھا اور کچھ اس نے کہا۔ مَا اَكْرَمَ هٰذَا الدِّيْنَ وَاَعَزَّهٗ شَفَانِيَ اللّٰهُ بِاٰيَةٍ وَّاحِدَةٍ مِّنْهُ پھر وہ سچا پکا مسلمان ہو گیا۔

حکایت خالد بن ولید نے ایک قلعہ کفار کا محاصرہ کیا تھا۔ اہل حصن نے کہا تم کو یہ اعتقاد ہے کہ دین اسلام حق ہے بھلا ہم کو کوئی نشانی دکھاؤ کہ ہم مسلمان ہو جاویں کہا۔ اچھا تم میرے پاس سم قاتل لاؤ وہ ایک پیالے میں زہر لائے۔ انہوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا اور اس کو پی گئے۔ کچھ اثر نہ ہوا صحیح سالم کھڑے ہو گئے ان لوگوں نے کہا بیشک یہ دین حق ہے سب کے سب اسلام لے آئے۔ **حکایت** بشر حافی نے ایک پرچہ کاغذ پر بسم اللہ لکھی ہوئی زمین پر پڑی پائی اس کو اٹھا لیا ان کے پاس سوا دو درہم کے کچھ نہ تھا۔ خوشبو خرید کر کے اس پرچہ کاغذ کو معطر کیا خواب میں حق سبحانہ و تعالیٰ کو دیکھا۔ فرمایا۔ يَا بِشْرُ طَيَّبْتَ اسْمِيْ

⑮ "بسم اللہ کا ادب و احترام"

ے

لَا تَلْمَيَنَّ اسْمَكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ شیخ احمد نے لطائف الاشارات میں لکھا ہے اِنَّ ثَمَرَةَ الْوُجُوْدِ تَفَرَّعَتْ عَنْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاِنَّ الْعَوَالِمَ كُلَّهَا قَائِمَةٌ بِهَا جُمْلَةً وَّتَفْصِيْلًا فَلِذَا لِكَ مَنْ اَكْثَرَ مِنْ ذِكْرِهَا رُزِقَ الْهَيْبَةَ عِنْدَ الْعَالَمِ الْعُلْوِيِّ وَالسُّفْلِيِّ وَمَنْ دَاوَمَ مَا اُوْدِعَ فِيْهَا مِنَ الْاَسْرَارِ وَكَلِمَتِهَا الْمُحْتَرِقَ بِالنَّارِ انتہی

حکایت ایک مرد صالح نے کہا ہے کہ جو کوئی سات سو چھیاسی بار بسم اللہ لکھ کر اپنے ساتھ رکھے گا اللہ اس کو ہیبت عظیم دے گا کوئی شخص اس کو ستا نہ سکیگا۔ باذن اللہ تعالیٰ شرح بسملہ میں کہتے ہیں۔ وَجَرَّبْتُ ذٰلِكَ فَصَحَّ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ میں کہتا ہوں۔ دار قطنی نے ابن عمرؓ سے رفعاً روایت کیا ہے كَانَ جِبْرِيْلُ اِذَا جَاءَنِيْ بِالْوَحْيِ اَوَّلُ مَا يُلْقِيْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ بسم اللہ ایک آیت ہے قرآن پاک کی یا ہر سورت قرآن کی عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے حال بسم اللہ کا پوچھا تھا فرمایا۔ هُوَ اسْمٌ مِّنْ اَسْمَاءِ اللّٰهِ وَمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اسْمِ اللّٰهِ الْاَكْبَرِ اِلَّا كَمَا بَيْنَ سَوَادِ الْعَيْنِ وَبَيَاضِهَا مِنَ الْقُرْبِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَالْحَاكِمُ ... وَالْبَيْهَقِيُّ وَاَبُوْ ذَرٍّ الْهَرَوِيُّ وَالْخَطِيْبُ الْبَغْدَادِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ شعبی نے بسم اللہ کو اسم اعظم الٰہی کہا ہے بخاری کا لفظ جاری ہے یہ ہے۔ اِسْمُ اللّٰهِ هُوَ اَعْظَمُ وَاللّٰهُ اَلَا تَرٰى اَللّٰهَ فِيْ جَمِيْعِ الْقُرْاٰنِ يُبْدَاُ بِهٖ قَبْلَ كُلِّ اسْمٍ حضرت علی مرتضیٰ رفعاً کہتے ہیں اِذَا وَقَعْتَ فِيْ وَرْطَةٍ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَصْرِفُ بِهَا مَا يَشَاءُ مِنْ اَنْوَاعِ الْبَلَاءِ رَوَاهُ ابْنُ السُّنِّيِّ وَالسُّيُوْطِيُّ فِي الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مُخْتَصَرًا مُطَوَّلًا

فضل سورۂ فاتحہ اس سورۃ میں جو فوائد و منافع ہیں ان کا حصر کرنا ممکن نہیں ہے صحیحین میں آیا ہے وَمَا يُدْرِيْكَ اَنَّهَا رُقْيَةٌ ایک جماعت اہل علم نے اس کے فضل میں کتب کثیرہ تالیف کی ہیں جو شخص اس کی قرات پر مداومت رکھتا ہے وہ عجائب دیکھتا ہے سر امید پاتا ہے۔ ابو سعید بن المعلی رفعاً کہتے ہیں اَلْفَاتِحَةُ اَعْظَمُ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ رواہ البخاری یہ تصریح ہے جناب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی کہ سب سے بڑی سورۃ قرآن میں یہی فاتحہ ہے۔ اب کسی اور سورہ کو مثل فاتحہ کے عظم میں کہنا بیجا نہیں ہے اس دلیل سے کہ فلاں سورت کے پڑھنے کا ثواب عظیم آیا ہے۔ کیونکہ ثواب اور شئے ہے

(11) "بسم اللہ کا مجرب و آزمودہ عمل" "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم"

(12) "سورہ فاتحہ کی فضیلت و برکت"

۸

اور عظم منصوص جو اس سورۃ کے لئے ہے۔ وہ اور شئے ہے۔ اس کا ثواب بقیہ سورۃ سے اعظم تر ہے حدیث معقل بن یسار میں فرمایا ہے۔ مجھکو فاتحہ زیر عرش سے دی گئی ہے۔ رَوَاہُ الْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ۔ یعنے سورت بقرہ ذکر اوّل سے اور طٰہٰ وطواسین وحوامیم الواح موسے سے دیئے گئے ہیں اور یہ خاص عرش کے نیچے سے آئی ہے یہ دلیل روشن ہے شرف پر اس سورت کے یہ عزت دوسری سورت کو نہیں ہے حدیث انس میں اسکو افضل قرآن فرمایا ہے۔ رَوَاہُ ابْنُ حِبَّانَ وَقَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ اہل علم نے اس سورۃ کے تیس نام ذکر کئے ہیں یہ دلیل ہے کمال شرف پر

رقیہ درد چشم وغیرہ بسورۂ فاتحہ

درمیان سنت صبح وفرض صبح کے اکتالیس بار فاتحہ کا درد چشم پر پڑھنا فی الفور باذن خدا صحت بخشتا ہے بلکہ کچھ درد چشم پر منحصر نہیں ہے۔ اور اوجاع کو بھی نافع ہے انشاء اللہ تعالیٰ شرحی کہتے ہیں۔ وَقَدْ جَرَّبْتُ ذٰلِكَ مِرَارًا وَّصَحَّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالشَّاْنُ كُلُّهٗ فِیْ حُسْنِ الظَّنِّ مِنَ الْمُجِيْعِ وَالْعَازِمِ اسی طرح اگر کوئی شخص مقید اسکا ایک سوگیارہ بار پڑھکر ہر دس بار کے بعد قید پر پھونکے گا۔ تو وہ قید اس سے جدا ہو جائے گی باذن اللہ تعالیٰ لَقَدْ جَرَّبْتُهٗ مَنْ كَانَ مُقَيَّدًا اَوْ عَلَيْهِ تَوْثِيْقٌ فَانْفَكَّ الْقَيْدُ وَخَرَجَ وَنَجَا مِنْ غَيْرِ تَسَبُّبٍ بِلُطْفِ اللّٰهِ وَبَرَكَةِ هٰذِهِ السُّوْرَةِ فقیہ صالح بن محمد نے کہا ہے جس کو ڈر پیاس کا ہو۔ اور وہ وقت صبح کے فاتحہ مع بسم اللہ پڑھکر دونوں ہاتھوں پر دم کرکے منہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرے تو اس دن اس پیاس نہ لگیگی اور بعض علماء نے کہا ہے۔ جو شخص ہر سحر فاتحہ اکتالیس بار ہمیشہ پڑھا کریگا۔ اللہ تعالیٰ اس کو بغیر تعب کے حقیقت رزاق مطلق رزق پہونچا ویگا۔ اور بغیر محنت کے فتحیاب کرے گا۔ باذن اللہ اس کے سوا اور فوائد بھی بہت ہیں۔ جنکا ذکر بعض دیگر فوائد انشاء اللہ آویگا۔ اختصار میں کہتا ہوں حدیث میں آیا ہے۔ اَلْفَاتِحَةُ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَآءٍ یہ لفظ بعموم خود شامل ہے شفاء ہر دا قلب وقالب کو والله الحمد لیکن اعتقاد صحیح وحسن ظن درکار ہے وباللہ التوفیق۔

رقیہ طاعون بفاتحہ

طاعون میں ایکبار وبا آئی شیخ سیمتی نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ مریض طاعون پر فاتحہ ہمراہ وصل بسم اللہ پڑھو۔ اور اس پر دم کرو چنانچہ اکتالیس بار پڑھکر دم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے شفا دی صوفیہ میں مجربات سے لکھا ہے۔ وبعد الحمد۔ ابن القیم رحمہ نے لکھا ہے كُلَّ آيَةٍ دَوَاءٌ وَاِذَا اَحْسَنْتَ الْمُدَاوَاةَ بِالْفَاتِحَةِ وَجَدْتَ لَهَا تَاْثِيْرًا عَجِيْبًا فِی الشِّفَاءِ وَذٰلِكَ اَنِّیْ مَكَثْتُ

۹

بمکۃ مدۃ تعتریني ادواء لا اجد طبیبا ولا دواء فقلت یا نفسي دعني فاعالج نفسي بالفاتحۃ فعلت فاری لها تاثیرا عجیبا وکنت اصف ذلک لمن یشتکی الما شدیدا فکان کثیر منهم یبرءون سریعا ببرکۃ الفاتحۃ و

یہ دلیل ہے۔ اس بات پر کہ جواز وفضل جو آیا ہے۔ وہ حدیث کا کتاب وسنت سے ثابت ہو اس کے لئے اجازت شیخ کی حاجت نہیں ہے وہ بلا اجازت بھی تاثیر کرتی ہے اجازت طلب ان اعمال کے لئے درکار ہے جو مشائخ نے ترتیب دئے ہیں۔ پھر ابن القیم نے کہا ہے وقد یتخلف الشفاء لضعف ھمۃ الفاعل او لعدم قبول المحل ان تبدا ذی بکتابۃ الفاتحۃ او ان تبدا ذی بقراءۃ الفاتحۃ تمکن لک تخلف الشفاء لضعف ھمۃ القاري او لتغییر القاري في الحجم والصفات او لعدم قبول المحل والا فالآیات والادعیۃ في نفسها نافعۃ شافیۃ انتھی میرے تجربہ میں یہ بات ہے کہ کوئی عمل فاتحہ کا کسی مرض والم قلبی و قالبی کو مخالف نہیں کرتا ہے۔

وللہ الحمد

سورۃ البقرہ حدیث ابوہریرہؓ میں فرمایا ہے کہ شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے۔ جسمیں یہ سورت پڑھی جاتی ہے۔ اخرجہ مسلم۔ دوسری حدیث سہل بن سعد میں یوں آیا ہے کہ تین دن تک پھر اس گھر میں نہیں آتا ہے خواہ رات کو پڑھے یا دن کو۔ رواہ ابن حبان۔ ابوامامہ باہلیؓ کا لفظ مرفوعا یہ ہے کہ ان اخذھا برکۃ وترکھا حسرۃ ولا یستطیعھا البطلۃ رواہ ابن حبان مراد بطلہ سے جادوگر ہیں۔ الحاصل قرات اس سورت کی شیطان وآسیب وجادو کو گھر سے دور کرتی ہے جس گھر میں ان چیزوں کا خلل ہو وہاں گھر والوں میں سے کوئی شخص ایکبار اسکو سورۃ پڑھ لیا کرے پھر اس گھر میں کوئی بلا نہ رہے گی۔ یہ سورت حضرت کو کتب انبیا متقدمین میں سے دی گئی ہے۔ حدیث معقل بن یسار میں فرمایا ہے اعطیت البقرۃ من الذکر الاول رواہ الحاکم في المستدرک۔

آیۃ الکرسی اس کو حدیث ابی بن کعبؓ میں اعظم آیت کتاب اللہ فرمایا ہے اخرجہ مسلم۔ دوسری روایت میں اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس آیت کی ایک زبان اور دو لب ہیں۔ یہ تقدیس کرتی ہے۔ اللہ کے نزدیک ساق عرش کے اس زیادت کو امام احمد وابوداؤد وابن ابی شیبہ نے باسناد مسلم روایت کیا ہے۔ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ شیطان اس کے پڑھنے

شیطان، جادو اور آسیب کا خاتمہ

(۱۵) سورہ بقرہ کی فضیلت و برکات

(۱۶) آیۃ الکرسی کی فضیلت

"آیت الکرسی، سید آیات قرآن" ۱۰

واسے کے پاس نہیں پہنچتا۔ حدیث ابوہریرہ میں اسکو سید آیات قرآن کہا ہے رَوَاہُ ابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ غَرِیْبٌ حاکم کا لفظ ان سے رفعاً یوں آیا ہے سورہ بقرہ میں ایک آیت ہے جو سردار ہے آیات کی وہ جسگھر میں پڑھی جاتی ہے شیطان وہاں سے نکل جاتا ہے وہ آیۃ الکرسی ہے شوکانی فرماتے ہیں۔ فِیْ اِثْبَاتِ السِّیَادَۃِ لِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ عَلٰی جَمِیْعِ اٰیَاتِ الْقُرْاٰنِ شَرَفٌ عَظِیْمٌ فَاِنَّ سَیِّدَ الْقَوْمِ لَا یَکُوْنُ اِلَّا اَکْثَرَھُمْ خِصَالًا وَاَکْمَلَھُمْ حَالًا وَاَکْثَرُھُمْ جَلَالًا اِنْتَھٰی یہ سورت کسی مال یا ولد پر رکھی نہیں جاتی لکن پھر کبھی شیطان اس کے پاس نہیں آتا۔ رَوَاہُ ابْنُ حِبَّانَ مِنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ دَفْعًا اس کو ترمذی نے حسن اور نسائی نے صحیح کہا ہے۔ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ شیطان اس سے بھاگتا ہے پڑھنے والے کے پاس نہیں آتا۔ حدیث ابوہریرہ میں آیا ہے۔ کہ شیطان نے ان سے کہا تھا۔ کہ تو اسکو پڑھو فَاِنَّہٗ لَا یَزَالُ عَلَیْکَ مِنَ اللّٰہِ حَافِظٌ وَلَنْ یَّقْرَبَکَ شَیْطَانٌ حَتّٰی تُصْبِحَ حضرت ؐ نے سنکر فرمایا قَدْ صَدَقَکَ وَھُوَ کَذُوْبٌ اَخْرَجَہُ الْبُخَارِیُّ میں کہتا ہوں مجھے اکثر خواب خوفناک نظر آتے تھے۔ شیطان نیند میں آکر ڈراجاتا تھا۔ جب سے میں نے اسکو اسکا پڑھنا لازم کیا۔ تب سے میں خواب میں بالکل نہیں ڈرتا ہوں۔ اور نہ خواب پریشان اس کثرت سے دیکھتا ہوں وللہ الحمد حضرت ؐ نے فرمایا ہے مَنْ قَرَاَ اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ لَمْ یَمْنَعْہُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّۃِ اِلَّا الْمَوْتُ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ الحمد للہ تعالیٰ کہ میں بعد ہر نماز فرض کے یہ آیت مع تسبیح فاطمہ علیہا السلام پڑھا کرتا ہوں کہ امام یحییٰ بن سعید نے فضائل میں اس آیت شریفہ کے ایک عدد مفید کہا ہے۔ اسمیں ذکر کیا ہے کہ جو کوئی اس آیت کو سترہ بار بعد نماز عصر کے دن جمعے کے جائے خالی میں پڑھے گا وہ اپنے دل میں ایک ایسی حالت پائیگا جو موجود نہ تھی پھر اس حالت میں جو دعا کریگا۔ وہ قبول ہوگی۔ اور جو شخص اسکو تین سو تیرہ بار پڑھیگا۔ اس کو بیقیاس خیر حاصل ہوگی۔ اور جب حرب میں یہ اتنی ہی بار پڑھی جاویگی۔ وہ لوگ غالب رہیں گے شرجی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ اس عدد میں ایک سر عظیم ہے۔ انبیاء مرسلین کا عدد یہی تھا۔ اصحاب طالوت بھی اتنے ہی تھے۔ جن کے حق میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کہا ہے۔ کَمْ مِّنْ فِئَۃٍ قَلِیْلَۃٍ غَلَبَتْ فِئَۃً کَثِیْرَۃً بِاِذْنِ اللّٰہِ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب بھی دن بدر کے اسی قدر تھے۔ جو ضعاف کفار پر اس دن غالب ہوئے فَمَنْ قَرَاَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ اَوْ غَیْرَھَا مِنَ الْاٰیَاتِ وَالْاَسْمَاءِ کَالْفَاتِحَۃِ لَمْ یُحِطْ اَحَدٌ بِمَا یَحْصُلُ لَہٗ مِنَ الْخَیْرَاتِ وَالْفَوَائِدِ اِلَّا اللّٰہُ تَعَالٰی

شیطان کو دفع کرنے

"(۱۷) اسماء الٰہی علیہا السلام کا مجرب عمل"

"(۱۸) جمعہ مبارک کا خاص عمل"

(۱۹) "تین سو تیرہ عدد کی اھمیت"

11

سارے آفات اور شیطان سے کفایت

آیتین آخر سورۂ بقرہ یعنے اٰمَنَ الرَّسُوْلُ تا آخر سورہ یہ کسی گھر میں تین شب نہیں پڑھی جاتیں پھر وہاں شیطان آئے۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ وَقَالَ حَسَنٌ غَرِیْبٌ وَصَحَّحَہُ ابْنُ حِبَّانَ وَاَخْرَجَہُ النَّسَائِیُّ وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَہُ ابن مسعود کا لفظ یہ ہے۔ کہ جو کوئی ان کو رات کو پڑھے۔ یہ اس کو کفایت کرتی ہیں۔ اَخْرَجَہُ اَصْحَابُ السُّنَّۃِ یعنے اس رات سارے آفات سے یا قرب شیطان سے یا قیام لیل سے کافی ہیں۔ یا فضل و اجر میں بس ہیں۔ شوکانی نے فرمایا ہے۔ اِنَّ الْاَوْلٰی حَمْلُہٗ عَلٰی جَمِیْعِ ھٰذِہِ الْمَعَانِیْ لِاَنَّ حَذْفَ الْمُتَعَلَّقِ مُشْعِرٌ بِالتَّعْمِیْمِ کَمَا تَقَرَّرَ فِیْ عِلْمِ الْمَعَانِیْ حدیث ابوذر میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ یہ مجھکو اس خزانے سے ملی ہے جو نیچے عرش کے ہے تم ان کو سیکھو اور اپنی بیبیوں اور بچوں کو سکھاؤ۔ کہ یہ قرآن و نماز و دعا ہیں۔ رَوَاہُ الْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الْبُخَارِیِّ اس کو ابو داؤد نے مراسیل میں جبیر بن نفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہوا۔ کہ نمازی نماز میں تلاوت میں داعی دعا میں پڑھے

فضیلت سورۃ الانعام

سورۂ انعام جب یہ سورہ اتری حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تسبیح کی اور فرمایا اس کے ساتھ اتنے فرشتے آئے۔ کہ افق بھر گیا۔ اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ عَنْ جَابِرٍ وَقَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الْبُخَارِیِّ یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ یہ ساری سورت ایک دم میں اتری ہے

سورۂ کہف کی برکات

سورۂ کہف حدیث ابوسعید میں فرمایا ہے جو شخص اس کو شب جمعہ میں پڑھے گا۔ مابین اس کے اور جمعہ کے اس کے لئے نور چمکیگا۔ اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ دوسری روایت میں بجائے شب جمعہ یوم الجمعہ آیا ہے۔ یہی ٹھیک ہو مطلب یہ ہے کہ اثر و ثواب اس کا تمام ہفتہ نمایاں رہیگا۔ وللہ الحمد

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِكَتِہٖ وَكُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۔ تیسری روایت میں یوں فرمایا ہے کہ جو کوئی دس آیتیں آخر سورۂ کہف میں

پڑھیگا۔ اگر دجال نکلیگا تو اس پر مسلط نہ ہوگا۔ اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ الْحَاكِمُ صَحِيحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ حدیث ابو الدرداء کا لفظ رفعًا یہ ہے کہ جو کوئی دس آیتیں اوّل سورہ کہف کی یاد کریگا۔ وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا۔ اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ اور حدیث ترمذی میں تین ہی آیت اول کو فرمایا ہے ترمذی نے کہا۔ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ مسلم و ابوداؤد میں کہا ہے مِنْ اٰخِرِ الْكَهْفِ ان میں کچھ منافات نہیں ہے اسلیئے کہ عمل زیادت واجب ہے۔ اور اقل و آخر میں یوں جمع ممکن ہے کہ دس اوّل سورت کی اور دس آخر سورت کی پڑھے اور جسکو تحصیل کمال منظور ہو وہ دن جمعے کے یا شب جمعہ میں ساری سورت پڑھے۔ میں کہتا ہوں یہ سورت جبکہ فتنہ دجال سے محفوظ رکھتی ہے اور یہ اتنا بڑا فتنہ ہے کہ آدم ابو البشر کے عہد لیکر تا قیام ساعت نہ ہوگا۔ تو پھر جو فتنہ کسی اور دجال کا ہے۔ اس سے بالاولے محفوظ رکھے گی۔ حدیث ابوہریرہ میں آیا ہے۔ يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَاْتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ایک روایت میں آیا ہے کہ دجاجلہ قریب تیس نفر کے ہونگے۔ چنانچہ اس عدد میں سے اس تیرہ سو سال کے اندر بہت سے گذر گئے اس زمانے میں بھی بعض دجاجلہ دیکھے گئے۔ اللهم احفظنا غرضکہ واسطے حفظ فتنہ موعودہ کے بلکہ فتنہ دنیا کے تلاوت و قراءت اس سورت کی بحمدہ تعالیٰ مجرب و صحیح ہے والله الحمد والعزة۔

سورہ طٰہٰ وغیرہا حدیث معقل بن یسار میں فرمایا ہے۔ مجھ کو طٰہٰ و طواسین و حوامیم الواح موسیٰ سے دیگئی ہیں۔ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ

سورہ یاسین اس سورت کی برکت ظاہر اور اس کی فضیلت مشہور ہے معقل بن یسار رفعًا کہتے ہیں۔ قرآن دل یٰسین ہے کوئی شخص اسکو بارادہ دار آخرت نہیں پڑھتا۔ لیکن بخشدیا جاتا ہے۔ تم اسکو اپنے مردوں پر پڑھو۔ اَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَهُ وَاَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ ہر چیز کا دل وہ ہوتا ہے جو اس کا لب لباب خالص ہو سو یہ سورت لب لباب و خالص کتاب ہے مردوں پر پڑھنے کو اس لئے فرمایا کہ اس میں ذکر احیا موتے و نفخ صور کا ہے یا ایک خاصیت ہے تخفیف کی مردوں پر۔ حدیث انس میں ایک بار پڑھنا اس کا برابر دس بار قرآن مجید پڑھنے کے آیا ہے۔ اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ حدیث جندب میں فرمایا ہے کہ جو کوئی اس کو رات میں ابتغاء وجہ اللہ پڑھتا ہے وہ بخشدیا جاتا ہے۔ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَابْنُ السُّنِّيِّ شرجی رحمہ فرماتے ہیں۔ بعض احادیث میں آیا ہے يٰسٓ لِمَا قُرِئَتْ لَهٗ

یعنے اس کو جس مطلب کے لئے پڑہو وہی مطلب حاصل ہو۔ ایک فائدہ اس کا یہ ہے کہ جبکام کے لئے اکتالیس بار پڑہی جائے وہ ضرور پورا ہو کوئی سا ہی کام کیون نہ ہو۔ سہیلی نے شرح سیرت مین ذکر کیا ہے۔ کہ حارث بن ابی اسامہ نے اپنے مسند مین رفعاً روایت کی ہے۔ کہ جو کوئی یٰس پڑہیگا۔ اگر خائف ہے تو امن مین ہو جائیگا۔ اور اگر بیمار ہے تو شفا پائیگا۔ اگر بھوکا ہے تو شکم سیر ہو جائیگا۔ اسی طرح کے بہت سے خصائل ذکر کئے ہین۔ دارمی نے بسند صحیح تا عطا روایت کی ہے کہ مجہے حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے یہ بات پہونچی ہے مَنْ قَرَءَ يٰسٓ فِيْ صَدْرِ النَّهَارِ قُضِيَتْ حَاجَتُهٗ بعض نے کہا ہے۔ جو کوئی اس سورت کو اوّل روز مین پڑہیگا وہ تمام شام تک فرحان و شادان رہے گا۔ اور جو اول شب مین پڑہے گا۔ وہ صبح تک فرح و مسرور رہیگا۔ بعض علماء نے کہا ہے اس سورت مین ذکر رحمٰن کا چار جگہ اور ذکر جلالہ کا تین جگہ آیا ہے۔ اسی طرح سورہ تبارک الذی مین سو جو شخص اس سورت کو پڑہے اور ذکر رحمٰن پر پہونچے۔ تو ایک انگلی داہنے ہاتھ کی بند کرے اور جب ذکر جلالہ پر پہونچے۔ تو بائین ہاتھ کی انگلی عقد کرے۔ اور جب سورہ تبارک پڑہے۔ تو ذکر رحمٰن پر انگلی داہنے ہاتھ کی اور ذکر جلالہ پر انگلی بائین ہاتھ کی کہولے جو کوئی اسطرح کریگا اس کی حاجت قضا اور اس کی دعا مستجاب ہوگی۔ لکن اللہ سے ڈرے اور سوا خیر کے کچہہ قصد نہ کرے ورنہ اس کی برکت سے محروم رہے گا۔ یہ عقد و فتح خنصر سے لگا تار ہو۔ انتہے کلام الشرجی رحمہ اللہ۔

سورۂ فتح

حدیث ابن عمرؓ مین فرمایا ہے آج کی رات مجہ پر ایک سورت اتری ہے وہ مجہکو دوست تر ہے اس چیز سے جس پر سورج نکلا ہے پہر اِنَّا فَتَحْنَا پڑہی۔ اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ مراد یہ ہے کہ دنیا و ما فیہا سے محبوب تر ہے شوکانی رحمہ نے فرمایا وَفِيْ ذٰلِكَ فَضِيْلَةٌ عَظِيْمَةٌ لِهٰذِهِ السُّوْرَةِ اِنْتَهٰى

سورۂ ملک

حدیث ابوہریرہؓ مین آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ایک سورت ہے قرآن کی تیس آیت اس نے ایک شخص کی شفاعت کی۔ یہانتک کہ وہ بخشا گیا اَخْرَجَهُ اَهْلُ السُّنَنِ وَابْنُ حِبَّانَ وَهٰذَا لَفْظُ التِّرْمِذِيِّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَقَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ ایک روایت ابن حبان کی اس لفظ سے ہے کہ یہ سورت مانعہ منجیہ ہے۔ عذاب قبر سے نجات دیتی ہے چاہتا ہوں۔ کہ دل مین ہر مومن کے ہو۔ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ هٰذَا اِسْنَادٌ عِنْدَ الْيَمَانِيِّيْنَ صَحِيْحٌ ترمذی کا لفظ اتنا ہے۔ وَدِدْتُ اَنَّهَا فِيْ قَلْبِ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سورت کرنت میں ہے۔ مَنْ قَرَءَ فِيْ لَيْلَةٍ فَقَدْ اَكْثَرَ

"کام ضرور ہو جاتا ہے"

"خاص عمل برائے ہر حاجت پوری ہو اور دعا قبول"

"فضیلت سورہ فتح"

(۴۲) "سورہ ملک قبر کا عذاب"

(۲۳) "امام شافعی علیہ الرحمہ کا آنکھوں دیکھا حال"

وَاَطَافَ حاکم نے کہا یہ صحیح الاسناد ہے نسائی کا لفظ یہ ہے جو شخص اسکو ہر رات پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکو عذاب قبر سے بچاتا ہے **حکایت** امام شافعی رحمہ کہتے ہیں بعض اولیاء نے کہا ہے میں ہمراہ ایک جنازے کے قریب مغرب نکلا جب لوگ دفن کرکے پھرے رات ہو گئی تھی میں نے ایک شخص کو کتے کی صورت میں دیکھا کہ قبر میں گھسا ہوا بیٹھا ہوا تعجب کے ساتھ نکلا دہنی آنکھ اس کی کانی تھی میں نے کہا تیرا کیا قصد ہے اس نے کہا میں اس میت کو ستانا چاہتا تھا مجھکو سورۂ ملک نے روکا اور میری آنکھ نکال لی اور مجھ سے کہا گیا اگر پھر وہ سورہ تبارک پڑھتا تو دوسری تیری آنکھ بھی نکال لی جاتی۔ راقم کہتا ہوں کہ بعض ائمہ اہل بیت اس سورت کو دو رکعت نفل میں بعد نماز عشاء کے پڑھا کرتے تھے بعض علماء نے کہا ہے جو کوئی وقت رویت ہلال کے اس سورت کو پڑھیگا وہ اس ماہ میں ہر ضرر سے بچا رہیگا اور ہر شر سے محفوظ رہیگا۔

سورۂ اذا زلزلت اس کو حدیث انس میں ربع قرآن فرمایا ہے اَخْرَجَہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَسَنٌ لکن مسلم نے کتاب التمییز میں اس حدیث پر تکلم کیا ہے اسکی سند میں سلمہ بن وردان ضعیف ہے۔ یحییٰ بن معین نے کہا لَیْسَ حَدِیْثُہٗ بِذَالِكَ یہی حال دوسری روایت میں ابن عباس کا ہے کہ اس میں اس سورت کو برابر نصف قرآن کے کہا رواہ الترمذی والحاکم مگر ترمذی نے غریب کہا اور حاکم نے صحیح الاسناد بتایا ہے لکن اس کی سند میں یمان بن مغیرہ عنزی سخت ضعیف ہے حاکم سے تصحیح کرنا اسکا عجیب ہے فضیلت اس لئے ہے کہ یہ سورت مشتمل ہے۔ احوال آخرت پر آخرت بہ نسبت احوال دنیا کے نصف ہے اور اس سورت میں دو آیتیں ہیں فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ظاہر یہ ہے کہ اس راز کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے ہم مکلف اسکے علم کے نہیں ہیں۔

"سورہ تکاثر ہزار آیات کے برابر"

سورۂ الھٰکم التکاثر حدیث ابن عمر میں رفعاً آیا ہے۔ کیا تم میں کوئی ہر دن ہزار آیات پڑھ نہیں سکتا کہا اتنا کون پڑھ سکتا ہے فرمایا کیا الھٰکم التکاثر نہیں پڑھ سکتا اخرجہ الحاکم منذری نے کہا رجال اس کے اسناد کے ثقات ہیں مگر عقبہ کو میں اسکو نہیں پہچانتا ہوں۔

سورۂ کافرون اسکو حدیث انس میں ربع قرآن کہا ہے رواہ الترمذی حاکم کا لفظ ابن عباس سے یہ ہے کہ یہ برابر ربع قرآن کے ہے مگر وہ ذہن ... کیا اچھی دو سورتیں

(۲۴) "اذا زلزلت پڑھنے کا عمل"

"سورہ اذا زلزلت نصف قرآن برابر"

(۲۵) "سورہ کافرون ربع قرآن"

"سورہ اخلاص و کافرون کا خاص عمل"

۱۵

ہیں جو دو رکعت میں قبل فجر کے پڑہی جاتی ہیں۔ اخلاص و کافرون اخرجہ ابن حبان وصححہ لکن کافرون پہلی رکعت میں اور اخلاص دوسری رکعت میں پڑہے بعض نسخ میں یہی ترتیب آئی ہے اور یہی صواب ہے ان دونوں سورتوں کا ان دو رکعتوں میں پڑہنا اوراحادیث میں بھی آیا ہے شرجی نے کہتے ہیں جو کوئی اس سورت کو وقت طلوع آفتاب کے پڑہے ساری دنیا کے شر سے اُس دن محفوظ رہے قال وذلک بخط بعض العلماء وقال ذلک مجرب لا شک فیہ انتہی

سورۃ اذا جاء نصر اللہ اسکو حدیث ابن عباسؓ میں ربع قرآن فرمایا ہے رواہ الترمذی لکن اسکی سند ضعیف ہے واللہ اعلم ابن شہاب زہری نے کہا تم یہ سورت اور کافرون پڑہا کرو۔ یہ فقر کو دور کرتی ہے۔

سورۃ اخلاص حدیث ابو سعیدؓ وغیرہ ایک جماعت صحابہ کی احادیث میں اسکو ثلث قرآن فرمایا ہے رواہ الشیخان اور برابر ثلث قرآن کے فرمایا ہے رواہ البخاری وابوداؤد والنسائی ابو الدرداء کا لفظ رفعا یہ ہے کیا تم عاجز ہو اس بات سے کہ رات کو ثلث قرآن پڑھو کہا بھلا ہم رات کو ثلث قرآن کس طرح پڑھ سکتے ہیں۔ فرمایا قل ھو اللہ احد ثلث قرآن ہے رواہ الشیخان وغیرہما شوکانی فرماتے ہیں۔ وقد علل کونہا ثلث القرآن بعلل ضعیفۃ قال والاحسن ان یقال ان ھذا سر لم نطلع علیہ ولیس لنا التکشف عن وجہہ وھکذا اسائر ما تقدم انتہی حدیث ابو ہریرۃ میں فرمایا ہے۔ کہ حضرت نے ایک شخص کو سنا کہ اس نے یہ سورت آخر تک پڑہی فرمایا۔ وجبت وجبت یعنے واجب ہو گئی پوچھا کیا۔ فرمایا جنت اخرجہ الترمذی وقال حدیث حسن صحیح غریب واخرجہ مالک فی الموطا والنسائی والحاکم وقال صحیح الاسناد اس سورت کے حق میں احادیث کثیرہ آئی ہیں وہ دلیل ہیں عظم فضل پر اس سورت میں صفت رحمٰن ہے جو کوئی اسکو پڑہتا ہے اللہ اس کو دوست رکھتا ہے۔ حدیث انسؓ میں آیا ہے۔ ایک شخص اس کو ہر رکعت میں پڑھا کرتا تھا۔ پوچھا تو کہا میں اسکو دوست رکھتا ہوں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حبک ایاھا ادخلک الجنۃ یعنے اسکی محبت تجھ کو جنت میں لے گئی اخرجہ البخاری

حکایت ابو امامہ باہلیؓ کہتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک میں تھے۔ جبرائیل آئے ان کے ہمراہ ستر ہزار فرشتے تھے کہا جنازہ معاویہ بن معاویہ پر حاضر ہو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر نکلے جبرائیل علیہ السلام نے اپنا بازو پہاڑ و پیر

ثلث قرآن کا ثواب

سورہ اخلاص کا عاشق جنتی ہو گا

معاویہ بن معاویہ کا اعزاز

سکھ دیا وہ جھک گئے۔ حضرت نے مدینہ کو دیکھا اور معاویہ پر مع ملائکہ نماز پڑھی۔ پھر کہا اے جبرئیل معاویہؓ اس رتبے کو کس طرح پہونچے کہا قراءت قل ہو اللہ احد سے کھڑے بیٹھے سوا پیادہ رَوَاہُ ابْنُ السُّنِّيِّ وَالْبَیْہَقِيُّ فِي کِتَابِہٖ دَلَائِلِ النُّبُوَّۃِ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم معوذتین کو پڑھ کر ہاتھوں پر پھونکتے پھر ہاتھ بدن پر وقت خواب کے پھیرتے اور اگر دردمند ہوتے تو دوسرے کو حکم کرتے بعض علماء نے کہا ہے مَنْ وَاظَبَ عَلٰی قِرَاءَتِھَا نَالَ کُلَّ خَیْرٍ وَکُفِيَ کُلَّ شَرٍّ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی یہ وہ سورت ہے کہ بھوکا اسکو پڑھے سیر شکم ہو جائے۔ پیاسا پڑھے سیراب ہو جائے۔ اسم صمد لائق اسکے ہے۔ یا صمد ہے جو اس کا ذکر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکو اکل و شرب سے بے نیاز کر دیتا ہے یا صمد یا صمد کہے تھکے نہیں بعض نے تعداد اسکی ایک سو چونتیس بار بتائی ہے۔ وَحَکٰی لِی اَنَّہٗ جَرَّبَہٗ وَصَحَّ خلوت میں اس اسم کی تکرار کرنے سے جہاں تک بن سکے تعب گرسنگی و تشنگی معلوم نہیں ہوتا۔ اگر کوئی اس سورت کو رق ارنب یعنی خرگوش کی جھلی پر لکھ کر اپنے پاس رکھے۔ تو سلام و جن و انس کے ضرر سے امن میں رہے۔ باذن اللہ تعالیٰ۔ اور اگر گھر میں جاتے وقت پڑھ لیا کرے تو فقر دور ہو کر بسیط رزق ہو جائے۔ قرطبی نے کتاب التذکرہ میں لکھا ہے کہ جو کوئی سورہ اخلاص مرض موت میں پڑھیگا۔ تو فتنہ قبر میں نہ پڑیگا۔ اور ضغطہ قبر سے امن میں رہے گا۔ ملائکہ اسکو اپنے بازوؤں پر اٹھا کر صراط سے پار کر دیں گے وہ جنت میں جا پہونچیگا۔ انتہی میں نے اپنی ماں سے مرض موت میں کہدیا تھا۔ کہ اس سورت کو پڑھا کرو۔ وہ بہت پڑھتی تھیں۔ غَفَرَ اللّٰہُ لَھَا وَلَنَا

سورۂ فلق و ناس حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عقبہ بن عامرؓ سے فرمایا تھا۔ اَلَا اُعَلِّمُکَ اَسْمَیْنِ سُوْرَتَیْنِ قُرِئَتَا رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِيُّ دوسری روایت میں یوں ہے۔ یَا عُقْبَۃُ تَعَوَّذْ بِھِمَا فَمَا تَعَوَّذَ مُتَعَوِّذٌ بِمِثْلِھِمَا اَخْرَجَہٗ ابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاکِمُ بِنَحْوِ ھٰذَا وَقَالَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ اصل اس حدیث کی عقبہ سے مسلم میں یوں ہے۔ اَلَمْ تَرَ اٰیَاتٍ اُنْزِلَتِ اللَّیْلَۃَ لَمْ یُرَ مِثْلُھُنَّ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ حاکم کا لفظ یہ ہے۔ یَا عُقْبَۃُ اقْرَءْ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ فَاِنَّکَ لَنْ تَقْرَءَ سُوْرَۃً اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ وَلَا اَبْلَغَ مِنْھَا فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ لَا تَفُوْتَکَ فَافْعَلْ یہ دلیل احادیث ہیں۔ ان کے مزید فضل پر عقبہ کہتے ہیں۔ مجھ سے فرمایا تھا۔ تو ان دونوں کو سوتے اور اٹھتے وقت پڑھا کر کسی سائل نے سوال اور کسی متعیذ نے ان کی برابر استعاذہ نہیں کیا۔ رَوَاہُ ابْنُ اَبِيْ شَیْبَۃَ وَاَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالْحَاکِمُ

سورہ فلق و ناس کا عمل

اکل و شرب سے بے نیازی

خرگوش کی جھلی پر لکھ کر

صاحب کتاب کا اپنی والدہ کو سورہ اخلاص پڑھنے کا کہنا

سورہ فلق و ناس

۱۷

وَصَحَّحَهُ السُّيُوطِي حدیث ابو سعید خدری میں آیا ہے۔ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پناہ مانگتے تھے۔ جن و عین انسان سے یہانتک کہ معوذتین اتریں تب سے ان کو لیا اور ان کے سوا کو چھوڑ دیا اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِي وَقَالَ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَابْنُ مَاجَةَ معلوم ہوا کہ جن اور چشم زخم کے لئے ان کے برابر کوئی استعاذہ نہیں ہے حدیث ابی بن کعب میں فرمایا ہے۔ مَنْ قَرَأَ الْمُعَوِّذَاتِ فَكَأَنَّمَا قَرَأَ جَمِيعَ مَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ ابْنُ مَنِيعٍ فِي مُسْنَدِهِ ابن مسعود ان کو مصحف میں ثابت نہ کرتے تھے۔ بلکہ حک کر دیتے۔ اور کہتے تھے کہ اِنَّهُمَا لَيْسَتَا مِنْ كِتَابِ اللهِ تعالیٰ لیکن بزار نے کہا ہے لَمْ يُتَابِعْهُ اَحَدٌ مِنَ الصَّحَابَةِ وَقَدْ صَحَّ عَنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَرَأَ بِهِمَا فِي الصَّلٰوةِ وَاُثْبِتَتَا فِي الْمُصْحَفِ انتہی شوکانی نے فرمایا ہے۔ اَجْمَعَ عَلٰى ذٰلِكَ الصَّحَابَةُ وَجَمِيعُ اَهْلِ الْاِسْلَامِ طَبَقَةً بَعْدَ طَبَقَةٍ وَالصَّحَابِيُّ بَشَرٌ فَلَيْسَ قَوْلُهُ حُجَّةً فِي مِثْلِ هٰذَا لِي قُرْبِي عَدَمِ مُطَالَبَتِهِ لِمَا ثَبَتَ عَنِ الشَّارِعِ فَكَيْفَ وَقَدْ خَالَفَهُ فِيْمَا السُّنَّةُ الثَّابِتَةُ فِيْهَا جَمَاعَةُ الْمُسْلِمِيْنَ انتہی۔ ”ہر رات لیلۃ القدر کی رات“

سورہ الم تنزیل بیان دیکھتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم رات کو نہ سوتے جبتک کہ الم تنزیل اور تبارک الذی نہ پڑھتے۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ حکا ابن عمر رضی اللہ عنہا سے کہا ہے کہ ان دونوں سورتوں کو ان کے غیر پر ستر درجہ فضیلت ہے انہوں نے کہا جو ان دونوں کو رات میں اندر دو رکعت کے پڑھتا ہے اس نے گویا لیلۃ القدر پائی طاؤس انکو کبھی سفر و حضر میں ترک نہ کرتے۔

سورۂ حشر جو کوئی اس سورت کو ہمیشہ پڑھیگا۔ وہ اعدا سے امن میں رہیگا اور کیسا ہی دکھ یا کہیں دیو ڈالیں سے محفوظ رہیگا۔ حضرت علی مرتضے اس کو ہر روز پڑھتے کسی نے پوچھا۔ تو کہا یہ سورت مجھ کو آخرت یاد دلاتی ہے۔ اور دنیا و آخرت میں اس و نیکی **حکایت** ایک شخص کے کان میں قراشہ گھس گئی تھی۔ اس کو سخت تعب تھا۔ بعض علماء نے آب زمزم پر دس آیتیں اول آل عمران کی اور آخر سورہ حشر پڑھ کر وہ پانی اسکو پانی پلایا جب پیٹ میں گیا۔ کان سے بلطف تعالے باہر نکل آئی اس سورت کو اسم اعظم بھی کہا ہے۔

سورۂ واقعہ اس سورت کے لئے ایک سر عظیم و خاصیت عجیب ہے جلب غنا و نفی فقر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود کو کچھ مال دینا چاہا۔ نہ لیا کہا تم اپنی لڑکیوں پر خرچ کرنا۔ کہا کیا تم ان پر خوف فقر کا کرتے ہو میں نے انکو کہہ دیا ہے

”فقر و فاقہ سے نجات“

کہ وہ سورہ واقعہ پڑھا کریں۔ میں نے حضرت کو سنا فرماتے تھے۔ جو کوئی سورہ واقعہ ہر رات پڑھا کریگا۔ اس کو کبھی فاقہ نہ ہوگا امام ابن عبد البر نے کتاب التمہید میں مرفوعاً روایت ہے مَنْ قَرَءَ الْوَاقِعَةَ كُلَّ لَيْلَةٍ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ اَبَدًا بعض علماء نے کہا ہے۔ جو شخص اس سورت کو ایک مجلس میں اکتالیس بار پڑھیگا۔ اسکی حاجت پوری ہوگی۔ خصوصاً وہ حاجت جو متعلق طلب رزق ہے۔ اور جو شخص اسکو بعد عصر کے ہمیشہ پڑھتا رہے گا۔ اس کو اسباب مسرت نظر آتے رہیں گے۔ اسیطرح سورہ انا انزلناہ طلب غنا میں مشہور ہے۔

سورۂ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر

بعض علماء نے کہا ہے جسکو کوئی حاجت طرف اللہ کے ہو وہ اکتالیس بار اس سورت کو پڑھ کر اکتالیس بار یہ دعا کرے اور اپنی حاجت مانگے۔ انشاء اللہ وہ حاجت پوری ہوگی۔ پھر کہا کہ یہ مجرب ہے اَللّٰهُمَّ يَا مَنْ بِيَدِهٖ مَنْ خَلَقَ جَمِيْعًا وَلَا يَبْقٰى مِنْهُ اَحَدٌ مِّنْ خَلْقِهٖ يَا اَحَدُ يَا مَنْ لَا اٰخِرَ لَهٗ اِنْقَطَعَ الرَّجَاءُ اِلَّا مِنْكَ وَخَابَ الْاٰمَالُ اِلَّا اِلَيْكَ وَانْسَدَّتِ الطُّرُقُ اِلَّا اِلَيْكَ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ اَغِثْنِيْ

سورۂ الم نشرح

بعض علماء نے کہا ہے جو کوئی اس سورت کو تین بار اور فاتحہ کو ایک بار اور انا انزلناہ کو گیارہ بار پڑھیگا اللہ میسر فتح بغیر تعب کے کریگا باذن اللہ تعالے۔ "عطائے رزق جدید، اور حوائج کا پورا ہونا"

سورۂ طٰہٰ

جو اس سورت کو ہر روز وقت طلوع فجر کے پڑھے گا ادنی برکت اسکی یہ دیکھے گا۔ کہ ہر روز رزق جدید اس کو ملے گا۔ جس کی تاک میں وہ نہ تھا۔ اور اسکو سارے حوائج اس کے پورے ہونگے دل اس کے لئے نرم پڑجائیں گے اور نصرت ملے گی۔ اس کے فضائل بہت ہیں۔

باب دوم

بیان میں ان عوارض و آفات کے جو انسان کو حیات و ممات میں پیش آتے ہیں

دعائے کرب

حدیث ابن عباس میں آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وقت کرب کے یہ دعا پڑھتے تھے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَاَبُوْ عَوَانَةَ وَالنَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَغَيْرُهُمْ ابن عوانہ نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ پھر اس کے بعد دعا کرتے ایک روایت بخاری میں حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ آیا ہے ابراہیم علیہ السلام جب آگ میں ڈالے گئے تھے۔ تو آخر قول ان

(۲۹) رفع حاجت کیلئے مجرب عمل "اسباب مسرت کا میسر ہونا"

(۳۰) فتح یابی و کامرانی کیلئے

مصیبت کے وقت کی دعاء

19

کا یہی کلمہ تھا رواہ البخاری۔ اور جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا گیا کہ لوگ تمہارے لئے جمع ہوئے ہیں تم ڈرو تو اصحابہ نے یہی کلمہ کہا مسلم کا لفظ یہ ہے کہ حضرت پر جب کوئی امر مہم آتا تو اس کلمہ کو کہتے انتہٰی میں کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کہا ہے۔ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ اس کلمے کے قائل کو کوئی برائی نہ لگے گی۔ میں نے اس کا تجربہ کیا۔ ہمیشہ مجرب پایا۔ قرآن پاک سے یہی دو عمل حدیث سے بھی ثابت ہیں ایک تو یہ کلمہ دوسری دعا یونس علیہ السلام اس پر بھی وعدہ نجات کا کیا ہے۔ اور یہ دونوں عمل حدیث سے بھی ثابت ہیں۔ مثل ان کے کوئی دوسرا عمل جس پر اجماع کتاب وسنت و اتفاق قرآن و حدیث ہو سوا ان دونوں کلموں کے اور معلوم نہیں ہوتے اگرچہ ادعیہ دیگر زبان انبیاء علیہم السلام سے قرآن پاک میں منقول ہیں۔ فسبحانہ ما اعظم شانہ ایک روایت بخاری میں یوں آیا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ عِبَادِكَ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اس میں یہ بات ہے کہ پہلے اس ذکر کو کہے پھر استعاذہ کرے پھر کلمہ حسبنا الخ پر ختم کرے۔

دعا کرب ایضاً

اسماء بنت عمیس کہتی ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھاؤں جو تو وقت کرب کے کہا کرے اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَآ اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا رواہ ابوداود والنسائی وابن حبان طبرانی نے تین بار کہنا اتنا زیادہ کیا ہے واخرجہ ابن ماجۃ ایضاً عائشہ کا لفظ یہ ہے کہ حضرت نے اپنے اہل بیت کو جمع کر کے فرمایا۔ تم میں جب کسی کو غم یا کرب پہنچے۔ تو وہ یوں کہے۔ اَللّٰهُ اَللّٰهُ الخ رواہ ابن حبان وصححہ طبرانی کا لفظ عائشہ سے یوں ہے حضرت نے کچھ عورتوں بنی ہاشم سے کہا تمہارے ہمراہ کوئی غیر تمہارا ہے کہا نہیں مگر ابن اخت یا مولی بھانجا فرمایا اذا اصاب احدکم ھم او کرب او لاواء فلیقل ابن عباس کہتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کواڑوں دروازے کے پکڑے اور ہم گھر میں تھے فرمایا اے بنی مطلب اذا انزل بکم کرب او جھد او لاواء فقولوا الخ اس کے اسناد میں ابو حنیفہ ضعیف ہے رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط میں نے اس کلمہ مبارک کا تجربہ کیا تریاق مجرب پایا والحمد للہ

"ناکامیوں سے چھٹکارا پانے کا مجرب عمل"

"غم و کرب کے وقت کا عمل"

"تریاق و مجرب عمل"

"حضرت جبرائیل کی تعلیم فرمودہ دعا"

۴۰

دعاء کرب ایضاً ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت نے فرمایا مجھکو کسی امر میں کرب نہ ہوا مگر جبرائیل نے متمثل ہو کر مجھ سے کہا کہ تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا أَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ

دعاء کرب ایضاً ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں دعاء کرب یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو فَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ اطلاق لفظ شان کا امور حال وخطب جلیل شئون پر آتا ہے اسکی مراد اصلاح حال وامر محتاج الیہ ہے حیات وممات میں اس حدیث کو طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے اس لفظ سے كَلِمَاتُ الْمَكْرُوبِ اَللّٰهُمَّ الخ مجمع الزوائد میں کہا ہے و اسنادہ حسن۔

دعاء ہم وغم یعنی فکر ورنج ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کوئی ہم وغم ہوتا تو کہتے ہیں۔ يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَالتِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ وَالنَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيثِ رَبِيعَةَ بْنِ عَامِرٍ علی بن ابی طالب کہتے ہیں۔ دن بدر کے کچھ دیر تک میں نے قتال کیا پھر آیا کہ دیکھوں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیا کرتے ہیں۔ دیکھا تو آپ سجدے میں پڑے ہوئے یا حی یا قیوم کہتے تھے میں پھر کر چلا گیا پھر دوبارہ آیا پھر سجدے میں پا یا حی یا قیوم کہتے تھے۔ اللہ نے آپکو فتح دی رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَقَالَ الْحَاكِمُ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ
میں نے اسکو بھی تجربہ کیا صحیح پایا یہ کلمہ اسم اعظم الٰہی ہے واللہ اعلم

دعاء ذو النون علیہ السلام سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دعوت ذی النون بطن حوت میں وقت دعا کے یہ تھی لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ کوئی مسلمان کسی شئے میں کبھی یہ دعا نہیں کرتا ہے لیکن اللہ اسکی دعا کو قبول فرماتا ہے۔ هٰذَا لَفْظُ التِّرْمِذِيِّ قَالَ الْحَاكِمُ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ دوسرے طریق میں اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ ایک شخص نے کہا اے رسول خدا کیا یہ دعا خاص ساتھ یونس علیہ السلام کے ہے یا واسطے عام مومنین کے فرمایا تو نے اللہ کی بات نہیں سنی۔ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو يَعْلَى الْمَوْصِلِيُّ أَيْضًا وَرَوَى النَّسَائِيُّ وَابْنُ جَرِيرٍ أَيْضًا اِسْمُ اللّٰهِ الْأَعْظَمُ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَى دَعْوَةُ يُونُسَ بْنِ مَتّٰى سیوطی نے جامع کبیر وصغیر میں اسی تخریج سے یہ حدیث سعد سے اسی لفظ پر اقتصار کیا ہے لیکن مناوی نے

"تمام پیغمبروں کی دعائیں عام مومنین کے لئے بھی تاثیر کی حامل ہیں"

"اصلاح حال وامر محتاج الیہ کا عمل"

"رفع فکر ورنج کا عمل"

(۲۱) "تعوذ غم اور کرب سے نجات کا عمل"

٢١

شرح میں کہا ہے باسنادٍ ضعیفٍ شوکانی کہتے ہیں. وَلَعَلَّهٗ اتَّبَعَ فِي ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمِثْلُ ذٰلِكَ لَا يُوْثَقُ بِهٖ اسم اعظم کی تعیین میں جزری نے تین حدیثیں لکھی ہیں ان میں سے ایک یہ حدیث ہے۔ ذکر اس کا آویگا۔ بہر حال پڑھنا اس آیت شریف کا ہم وغم و مصائب میں تریاق مجرب ہے۔ مشائخ نے ترکیب اس کی بیان کی ہے۔ ذکر ترکیب مذکور کا آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ مجہ پر ١٣٠٢ھ ہجری میں ہجوم مخاوف کا تھا۔ میں اس دعا کو پڑھا کرتا اللہ نے کشف غم فرمایا اس کے مجرب ہونے میں کچھ شک و شبہ نہیں ہے اور پہلے یہ بات گذر چکی ہے کہ یہ وہ دعا ہے جو قرآن وحدیث دونوں سے ثابت ہے ایسی دعا سوا اسکے اور حسبنا اللہ ونعم الوکیل کے دوسری نہیں وللہ الحمد منہ

دعائے ہم وحزن

ابن مسعودؓ کہتے ہیں. حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نہیں کہا کسی بندے نے وقت پہونچنے ہم وحزن کے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ اَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَنُوْرَ صَدْرِيْ وَجَلَاءَ حُزْنِيْ وَذَهَابَ هَمِّيْ وَغَمِّيْ مگر اللہ تعالیٰ اس کی فکر کو دور کر دیتا ہے اور بجائے حزن کے فرح بخشتا ہے رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَاَحْمَدُ وَالْبَزَّارُ اس کے آخر میں یہ بھی آیا ہے. کہ حضرت سے کہا گیا ہم کو ان کلمات کا سیکھنا چاہیئے۔ فرمایا ہاں جو کوئی ان کو سنے وہ سیکھ لے وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهٗ مجمع الزوائد میں کہا ہے۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ يَعْلٰى وَالْبَزَّارُ وَالطَّبَرَانِيُّ وَرِجَالُ اَحْمَدَ وَاَبِيْ يَعْلٰى رِجَالُ الصَّحِيْحِ غَيْرَ اَبِيْ سَلَمَةَ الْجُهَنِيِّ وَقَدْ وَثَّقَهُ ابْنُ حِبَّانَ انتہٰی اس کو طبرانی وابن السنی نے بھی حدیث ابو موسیٰ سے تھوڑے لفظ روایت کیا ہے۔ اور آخر میں کہا ہے کہ ایک قائل نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْمَغْبُوْنُ مَنْ غُبِنَ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فرمایا اَجَلْ فَقُوْلُوْهُنَّ وَعَلِّمُوْهُنَّ فَاِنَّهٗ مَنْ قَالَهُنَّ وَعَلَّمَهُنَّ النَّاسَ الْتِمَاسَ مَا فِيْهِنَّ اَذْهَبَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَتَهٗ وَاَطَالَ فَرْحَتَهٗ مجمع الزوائد میں کہا ہے وَفِيْهِ مَنْ لَّمْ اَعْرِفْهُ انتہٰی

دوا ہر دا خصوصا ہم

ابو ہریرہؓ رفعاً کہتے ہیں جس نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہا یہ اس کے لیے دوا ہے ننانوے داء سے سب میں

غم ومصائب میں تریاق مجرب عمل

صاحب کتاب کا کشف

غم دور اور حزن کے بدلے فرح

ہم تفکر کی دواء

۲۲

کہ ایک ہتم ہے اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ وَالطَّبَرَانِيُّ شوکانی فرماتے ہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ ذکر شفا ہے عدد مذکور سے خارج مخرج مبالغہ ہو تو مراد شفا جمیع امراض و علل سے ہوگی۔ جن میں کثیر ہم ہے انتہٰی میں کہتا ہوں لفظ واد اس جگہ عام ہے وار قلب و قالب ہو اسکی تکرار ہر وار جان و تن کو دور کرتی ہے میں نے بھی اسکا تجربہ کیا صحیح پایا وللہ الحمد

دعائے مخرج ضیق و فرج ہم و بسط رزق

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے رفعاً کہا ہے جس نے استغفار کو لازم پکڑا اللہ اس کو ہر تنگی سے باہر نکالتا ہے اور ہر فکر سے کشادگی بخشتا ہے اور ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ وہاں سے گمان بھی نہ ہو۔ اَخْرَجَهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَهُ وَابْنُ مَاجَةَ نسائی کا لفظ یہ ہے۔ مَنْ أَكْثَرَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ شوکانی کہا ہے۔ وَفِي الْحَدِيْثِ فَضِيْلَةٌ عَظِيْمَةٌ وَهِيَ اَنَّ الْاِسْتِكْثَارَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ يَنْتَهِيْ الْمَخْرَجُ مِنْ كُلِّ ضِيْقٍ وَالْفَرَجُ مِنْ كُلِّ هَمٍّ وَحُصُوْلُ الرِّزْقِ لَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَلَا يَكْتَسِبُ وَمَنِ اجْتَمَعَ لَهُ ذٰلِكَ عَاشَ فِيْ نِعْمَةٍ سَالِمًا مِنْ كُلِّ نِقْمَةٍ انتہٰی میں نے اسکا تجربہ بھی کیا صحیح پایا۔ بلکہ اس زمانے میں دو ہی چیز کو دفع ہم و حزن میں قوی التاثیر سریع الاثر دیکھا ایک کثرت استغفار دوسرے صدقہ و خیرات الفاظ استغفار کے کئی طرح پر آئے ہیں۔ سب کافی شافی ہیں لیکن سید الاستغفار کی بہت صفت و ثنا آئی ہے اسکا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ آئیگا۔ اور یوں تو ہر کلمہ استغفار جو بطریق صحیح ماثور ہے اپنا کام کرتا ہے۔

دعائے کرب یا شدت

ابوامامہ رفعاً کہتے ہیں۔ موذن جب اذان دیتا ہے۔ تو دروازے آسمان کے کھل جاتے ہیں۔ اور دعا قبول ہوتی ہے سو جس کسی شخص پر کرب یا شدت نازل ہو۔ تو وہ موذن کا جواب دے اور حی علی الفلاح کے بعد یوں کہے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ الصَّادِقَةِ الصَّادِقَةِ الْمُسْتَجَابِ لَهَا دَعْوَةِ الْحَقِّ وَكَلِمَةِ التَّقْوٰى اَحْيِنَا عَلَيْهَا وَاَمِتْنَا عَلَيْهَا وَابْعَثْنَا عَلَيْهَا وَاجْعَلْنَا مِنْ خِيَارِ اَهْلِهَا اَحْيَاءً وَاَمْوَاتًا پھر اس کے بعد سوال اپنی حاجت کا کرے۔ اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ شوکانی فرماتے ہیں آخر الکلام حَاجَتَهُ كَائِنَةً مَّا كَانَتْ لیکن اسکی سند میں عفیر بن معدان ہے۔ منذری نے اسکو واہی کہا ہے یعنی ضعیف مگر حدیث سہل بن سعد رفعاً اسکی مؤید ہے فرمایا ہے۔ ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ الدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ وَعِنْدَ الْبَأْسِ حِيْنَ يُلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَاهُ اسی طرح اوقات اجابت میں مابین اذان و اقامت ہے اور وقت اقامت یہ بحث میں الحیعلتین

"شفاء جمیع امراض و علل"

"تنگی و تفکرات سے نجات"

"قوی التاثیر و سریع الاثر عمل"

"بوقت اذان خاص الخاص اور مستجاب عمل"

"اوقات قبولیت دعا"

ہین تھی۔ واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب ؎

توقع بلاوامرہولناک

ابوسعیدؓ کہتے ہین حضرت ﷺ نے کہا مجھکو چین کیونکر آئے صاحب قرن منہ مین قرن سئے ہوئے کان رکھے ہے کہ کس دم حکم ہو۔ کہتا اس کو پھونکون اصحاب حضرت پر یہ بات گران گذری فرمایا۔ تم یون کہو حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ سو جبکہ صور سے امر ہولناک کو یہ کلمہ کہنا کفایت کرتا ہے۔ تو پھر کسی احد بلائے حقیر کی کیا ہستی ہے یہ شامل ہے ہر امر مہول کو اور اگر کوئی ناپسند امر واقع ہو تو یون کہے۔ قَدَرُ اللّٰهِ وَمَا شَآءَ فَعَلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَفْعًا نسائی کا لفظ یہ ہے فَاِنْ غَلَبَ عَلَيْكَ اَمْرٌ فَقُلْ قَدَّرَ اللّٰهُ وَمَا شَآءَ صَنَعَ ؎

دعا غلبۂ امر

عوف بن مالک مرفوعاً کہتے ہین۔ حضرت ﷺ نے درمیان دو شخصون کے فیصلہ کیا مقضی علیہ نے کہا حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فرمایا۔ اس شخصکو بلاؤ۔ وہ آیا اس سے فرمایا۔ تو نے کیا کہا اس نے عرض کیا کہ مین نے یہ کہا فرمایا اللہ ملامت کرتا ہے عجز پر لیکن تجھ پر کیس یعنے ہوشیاری لازم ہے اور جب تجھ پر کوئی امر غلبہ کرے تب تو یون کہہ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ شوکانی فرماتے ہین۔ اَلْحَدِيْثُ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ لَا يُقَالُ هٰذَا الدُّعَاءُ اِلَّا اِذَا غَلَبَهُ الْاَمْرُ وَعَجَزَ عَنْ دَفْعِهٖ انتہی یعنے معاملہ مقدمہ میں ہار جیت ایک معمولی بات ہے اس پر اس کلمے کا کہنا کیا۔ اسکو تو وقت مغلوبیت امر مہم کہے تلاعب نکرے۔ اسکی قدر سمجھے ؎

دعائے مصیبت

حدیث ام سلمہ میں فرمایا ہے تم مین سے جب کسی کو مصیبت پہونچے تو وہ یون کہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ اَحْتَسِبُ مُصِيْبَتِيْ فَاْجُرْنِيْ فِيْهَا وَاَبْدِلْنِيْ مِنْهَا خَيْرًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ [illegible] مسلم کا لفظ ام سلمہ سے یون ہے مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيْبُهٗ مُصِيْبَةٌ فَيَقُوْلُ اِنَّا لِلّٰهِ الخ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا الخ۔

یہ دعا ہر مصیبت مین کہنا چاہئیے۔ موت ہو یا اور کچھ اللہ تعالےٰ اس کے کہنے سے خلف خیر عطا فرماتا ہے اہل علم کو اسکا تجربہ ہوا ہے بلکہ خود ام سلمہ نے اسکا تجربہ پایا کہ بعد موت ابی سلمہ کے یہ دعا کی تھی۔ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِيْ الخ وہ کہتی ہیں۔ فَقُلْتُ كَمَا اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْلَفَ اللّٰهُ لِيْ خَيْرًا مِنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"جب کوئی مشکل در پیش ہو"

۲۷

دعاء استصعاب امر

جب کوئی امر دشوار پیش آئے تو یوں کہے۔ اَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَهُ سَهْلًا وَاَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزْنَ سَهْلًا رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ عَنْ اَنَسٍ رَفَعَهُ وَصَحَّحَهُ شوکانی فرماتے ہیں وَفِي الْحَدِيْثِ اَلْاِعْتِرَافُ بِاَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ يَجْعَلُ كُلَّ مَا صَعُبَ مِنَ الْاُمُوْرِ سَهْلًا يُمْكِنُ الْوُصُوْلُ اِلَيْهِ بِلَا صُعُوْبَةٍ اِنْتَهٰى

"خادمین اور مشقت والا کام کرنے والا اور کمزوری کے لیے"

دعاء دور ماندگی وزیادت قوت

اگر شغل سے تھک جائے اور زیادہ طاقت چاہے تو وقت خواب کے ہر شب ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ ۳۴ بار اللہ اکبر کہے رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَاَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ فاطمہ علیہا السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے خادم مانگا تھا فرمایا سوتے وقت یوں کہا کرو۔ بخاری کا لفظ یہ ہے کہ ان کے ہاتھ میں چکی پیسنے سے گٹا پڑ گیا تھا اس کی شکایت پر ہدایت فرمائی سبحان اللہ بیت سید المرسلین اس مشقت و تعب میں تھیں کہ پچھے ہاتھ سے چکی پیستیں کھانا پکاتیں ہماری کیا ہستی ہے کہ ہماری مستورات ایسے کام میں مدد کریں لیکن بات یہ ہے کہ ہم سے اللہ کی نعمت بسط رزق کا شکر ادا نہیں ہو سکتا ہے جس نے ہم کو اور ہماری مستورات کو محتاج اس مشقت و شغل کا رکھا۔ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ سوائے اس کے سب اللہ کے عذر ہی

"غضب ناک حاکم یا افسر وغیرہ سے خوف ہو تو"

دعائے خوف از سلطان یا ظالم

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ تو جب پاس کسی بادشاہ ہیبت ناک کے جائے جس کی سطوت سے تو ڈرتا ہے تو کہہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَعَزُّ مِنْ خَلْقِهِ جَمِيْعًا اَللّٰهُ اَعَزُّ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ اَنْ تَقَعْنَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فُلَانٍ وَجُنُوْدِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَللّٰهُمَّ كُنْ لِيْ جَارًا مِنْ شَرِّهِمْ جَلَّ ثَنَاؤُكَ وَعَزَّ جَارُكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ تین بار اسی طرح کہے رواہ الطبرانی مجمع الزوائد میں کہا ہے۔ وَرِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيْحِ انتہی یہ موقوف ہے ابن عباس پر۔ اور کیا ابن ابی شیبہ نے اور تین بار اسی طرح کی روایت ہے طبرانی کی وَرَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ مَوْقُوْفًا اَيْضًا۔ طبرانی نے ابن مسعود سے مرفوعاً یہی روایت کیا ہے اس لفظ سے اِذَا تَخَوَّفَ اَحَدُكُمُ السُّلْطَانَ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ كُنْ لِيْ جَارًا مِنْ شَرِّ فُلَانٍ وَشَرِّ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَاَتْبَاعِهِمْ اَنْ يَفْرُطَ عَلَيَّ اَحَدٌ مِنْهُمْ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔ مجمع الزوائد میں کہا ہے فِيْهِ جُنَادَةُ بْنُ مُسْلِمٍ

۲۵

وَثَّقَہٗ ابْنُ حِبَّانَ وَضَعَّفَہٗ غَیْرُہٗ وَبَقِیَّۃُ رِجَالِہٖ رِجَالُ الصَّحِیْحِ نفنے فلان کی جگہ اس شخص کا نام لے جس سے ڈرتا ہے ۵

دعائے خوف از سلطان

علقمہ بن یزید کہتے ہیں جو شخص خاصہ شعبی سے ہوتا شعبی اسکو یہ دعا سکھاتے اَللّٰھُمَّ اِلٰہَ جِبْرَائِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ وَاِلٰہَ اِبْرَاھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحَاقَ عَافِنِیْ وَلَا تُسَلِّطَنَّ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِکَ عَلَیَّ بِشَیْءٍ لَا طَاقَۃَ لِیْ بِہٖ اَخْرَجَہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ مَوْقُوْفًا اس کے آخر میں یہ کہا ہے ایک شخص پاس ایک امیر کے گیا تھا اس نے یہ دعا کی امیر نے اسکو چھوڑ دیا۔ شعبی ایک امام جلیل تابعی کبیر ہیں۔ انکا نام عامر بن شراحیل تھا حجاج نے ان کو ظلماً قتل کر ڈالا۔ میں کہتا ہوں۔ سلف وخلف میں باعتبار قوت وضعف ایمان اتنا ہی فرق ہے کہ وہ ہر حیثیت میں توسل واستعانت نری اللہ پاک سے کرتے تھے نہ اولیا رخدا سے اس جگہ نام ملائکہ وانبیا کا لیا۔ تو بھی کس عنوان پاکیزہ سے یہ نہ کہا کہ اللھم بحق جبرئیل الخ اسلئے کہ اللہ پر کسی مخلوق کا کوئی حق واجب نہیں ہے بلکہ یوں کہا اَللّٰھُمَّ اِلٰہَ الشَّیْخِ فُلَانٍ وَفُلَانٍ اس میں اللہ سے استعانت بھی ہوئی۔ اور ان کی عبودیت یعنی اللہ کے لئے ثابت ہو گئی پھر ان لوگوں کے نام لئے جنکا اہل اسلام ہونا قطعی الثبوت ہے بخلاف اسما اولیاء اللہ کہ ہر چند ان کے حق میں بھی حسن ظن قبول ہے لیکن ہم کسی کو قطعی جنتی نہیں کہہ سکتے ہیں سو جب یہ بات ہے تو پھر توسل کرنا ان سے دعا میں کچھ ضرور نہیں ہے گو تو دیکھ بعض اہل علم کے جائز ہو یا اسی ترکیب کے ساتھ کہے کہ اَللّٰھُمَّ اِلٰہَ الشَّیْخِ فُلَانٍ وَفُلَانٍ اس لئے کہ اس محل استعانت واستغاثہ میں ہمکو اگر کسی کا نام لینا ضرور ہے۔ ہو تو ہم ملائکہ کرام عالی مقام اور انبیاء علیہم السلام کا نام لیں اور اس کے خاص الخاص بندوں کا ذکر سامنے رب کے کریں جن کے مقبول ومقرب ہونے میں کچھ شک وشبہ نہیں ہے انکا نام کیوں لیں جنکے حق میں ہم قطعاً کوئی حکم جیسر نہیں لگا سکتے مبادا ان میں کوئی ایسا ہو جس کو ہم نے اللہ کا ولی سمجھ لیا ہے اور وہ ولی نہ ہو۔ تو پھر یہ کہنا ہمارا کہ اَللّٰھُمَّ اِلٰہَ فُلَانِ الشَّیْخِ نافع نہ ہوگا۔ بلکہ مضر پڑے گا۔ اگرچہ ساری خلق مومن وکافر اللہ ہی کے بندے اور غلام ہیں۔ جس طرح کہ ہم یَا خَالِقَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِیْرِ نہیں کہہ سکتے ہیں۔ اگرچہ اِنَّ اللّٰہَ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ کہتے ہیں۔ اللہ کی جناب عالی ساری مخلوق سے بڑھکر محل ادب ہے لکن مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ ؎ از خدا خواہیم توفیق ادب ✦ بے ادب محروم گشت از فضل رب۔ **فائدہ** مسائل شرکیہ وبدعت میں جس جگہ علماء

واولیاء کا اختلاف ہو کوئی جائز کہے کوئی نا جائز اس جگہ میزان یہ ہے۔ کہ ترک اولیٰ ہے فعل سے اور وقوف افضل ہے۔ قول بجواز سے اسلئے کہ شرک کے ستر ابواب ہیں۔ اور شرک چیونٹی کی چال سے اندھیری رات میں سیاہ پتھر پر سے بھی زیادہ تر پوشیدہ ہے۔ اور معلوم ہے کہ اللہ مشرک کو ہرگز نہ بخشے گا مگر توبہ سے اور بدعت کے بہتر در وازے ہیں۔ اور ہر بدعت ضلالت ہے۔ اور ہر ضلالت نار میں ہے اس لئے وقوف میں نجات ہے۔ اور جرأت کرنے میں ہلاک و اہذا حدیث میں آیا ہے۔ اَلْمُؤْمِنُوْنَ وَقَّافُوْنَ عِنْدَ الشُّبُهَاتِ شرک و توحید کھلی چیز ہے۔ ان کے درمیان میں امور مشتبہ ہیں۔ جنکو اکثر لوگ نہیں جانتے اسیوجہ سے اللہ نے فرمایا ہے وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُوْنَ یہ جگہ اس مسئلے کی بسط کی نہیں ہے۔ اسکا محل کتب اعتصام بالکتاب والسنۃ ہیں۔ واللہ اعلم ؏

دعائے خوف از امیر ظالم

ابو مجاز جنکا نام لاحق بن حمید ہے کہتے ہیں جو شخص کسی امیر ظالم سے ڈرے۔ تو وہ یہ کہے رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَّبِالْقُرْاٰنِ حَكَمًا وَّاِمَامًا اللہ اسکو ہاتھ سے اس ظالم کے نجات دیگا رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ موقوفًا ممکن ہے کہ یہ اثر اور اثر ما قبل صحابہ سے مروی ہوں یا مستند انکا تجربہ ہو ان دونوں اماموں نے تجربہ میں اسکو صحیح پایا ہو

دعائے خوف از شیطان وغیرہ

جب کسی شیطان وغیرہ سے ڈرے تو یوں کہے۔ اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِّنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِيُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ انکی روایت میں یوں ہے۔ کہ شب معراج میں حضرتؐ کے سامنے ایک عفریت یعنی دیو سرکش ایک شعلہ آگ کا لیکر آیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اس کی طرف التفات کرتے تو اس کو موجود پاتے جبرئیل علیہ السلام نے کہا تم یوں کہو۔ اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ الخ

دعائے فزع یعنی گھبراہٹ کی

ابن عمرؓ کہتے ہیں۔ حضرتؐ صحابہ کو واسطے دفع فزع کے یہ کلمات سکھاتے اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ

اَخْرَجَهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَالْحَاكِمُ ۔

دعائے ہرب شیطان

اس کام کے لئے پڑھنا آیۃ الکرسی کا اور اذان کہنا آیا ہے رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ مِنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَسَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ حدیث سعد میں اذان واسطے دفع غول کے بھی بالخصوص آئی ہے رواہ الترمذی ۔

دعائے وسوسہ

حدیث ابوہریرہؓ میں فرمایا ہے شیطان تمہارے پاس آکر کہتا ہے اس کو کس نے پیدا کیا اس کو کس نے بنایا یہاں تک کہ یوں کہتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا جب اسکی نوبت پہونچے تو اللہ کے ساتھ استعاذہ کرے اور باز رہے۔ اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ ایک لفظ مسلم کا یوں ہے کہ اس طرح کہے اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ دوسری حدیث ابوداؤد اور نسائی کی یہ ہے فَقُوْلُوْا اَللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ پھر تین بار بائیں طرف تھتکارے اور شیطان سے پناہ مانگے نسائی کا لفظ یہ ہے فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَمِنْ فِتْنَتِهٖ شوکانی فرماتے ہیں وَفِي الْحَدِيْثِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ يَجِبُ عَلٰى مَنْ وَجَدَ الْوَسْوَسَةَ الشَّيْطَانِيَّةَ اِلٰى هٰذَا الْحَدِّ اَنْ يَنْتَهِيَ عَنْ ذٰلِكَ وَيَتْرُكَهٗ وَيَشْتَغِلَ بِغَيْرِهٖ مِمَّا يَهُمُّهٗ وَيَعْنِيْهِ فَاِذَا دَامَتْ مَعَهٗ وَيَقُوْلُ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَيَتْلُوْ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَيَتْفُلُ ثَلَاثًا عَنْ يَسَارِهٖ دَفْعًا لِلشَّيْطَانِ الَّذِيْ اَتٰى يَهْجِيْهِ الْوَسْوَسَةَ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَمِنْ فِتْنَتِهٖ انتہی بائیں طرف کا ذکر اس لئے ہے کہ دل بائیں طرف ہے اور وسوسہ شیطان کا دل ہی کے اندر ہوتا ہے اس لئے اسی جانب تفل کرے اور اگر وسوسہ اعمال میں ہو تو اس شیطان کا نام خنزب ہے بکسر خاء و فتح خاء سے دونوں ساکن و زاء مفتوحہ اس وقت بھی استعاذہ باللہ اور تفل بجانب یسار کرے۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ اَبِي الْعَاصِ ابوزمیل نے ابن عباسؓ سے کہا تھا کیا چیز ہے یہ جو میں اپنے سینے میں پاتا ہوں پوچھا کیا کہا واللہ میں نہیں کہہ سکتا کہا کیا کچھ شک ہے اور ہنسے اور کہا اس سے کسی نے نجات نہیں پائی۔ یہاں تک کہ اللہ نے یہ آیت بھیجی فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الآیۃ پھر کہا جب تو اپنے جی میں کچھ پائے تو یہ کہو۔ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اَخْرَجَهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ شیطان رجیم انسان کا دشمن ہے۔ ہردم کام اس کا وسوسہ ڈالنا ہے پھر کبھی ایسا وسوسہ خبیث القا کرتا ہے جو منہ سے نکالا نہیں جاتا صریح کفر و بدعت و الحاد و زندقت ہوتا ہے جیسے شک اللہ تعالے میں یا سب وشتم حق میں اللہ و رسول کے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ رسولیہ وسا وس کا

یہی علاج ہے جو مذکور ہوا اور اللہ تعالیٰ ضرور پناہ گیر کو انشاء اللہ تعالیٰ پناہ دے گا۔ اور سب اعمال سے زیادہ وسوسہ اس لعین کا حالت نماز میں ہوتا ہے۔ اس لئے کہ نماز افضل عبادات ہے اور سب سے پہلے دن حساب کے اسی کی پرسش ہوگی لہٰذا جن امور کا خیال خارج نماز نہیں ہوتا ہے ان کا وسوسہ اسی حالت میں اندر سینے کے خلش کرتا ہے اور دور دور جا بجا فکر و خیال دوڑتا ہے۔ تا افضل عبادت خراب ہو کر نمازی برکات و نجات آخرت سے محروم ہو جائے۔ یہ خنزب خنزیر سے بھی بدتر اور خبیث تر ہے۔ جو کہ اس حالت طہارت میں آکر بہکاتا ہے۔ اور ہر وادی میں لئے پھرتا ہے۔ اس کے علاج بھی یہی ہیں۔ جو اس جگہ مذکور ہوئے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَعِیْذُ بِكَ مِنْ سُوْسَةِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ

دعا کان بولنے کی

ابو رافع مولائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا کان بولے تو وہ مجھ کو یاد کرے مجھ پر درود بھیجے اور یہ کلمہ کہے۔ ذَكَرَ اللّٰهُ بِخَيْرٍ مَنْ ذَكَرَنِیْ بَخْشِهِ الطَّبَرَانِیُّ مجمع الزوائد میں اس حدیث کو حسن کہا ہے یہ معاجم ثلثہ میں مروی ہے وَرَوَاهُ الْبَزَّارُ فِیْ مُسْنَدِهٖ ایضاً شوکانی کہتے ہیں۔ فِيْهِ اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّ سَبَبَ ذٰلِكَ ذِكْرُ بَعْضِ مَنْ يَذْكُرُهٗ وَقَدْ ذَكَرَ اَهْلُ عِلْمِ الطِّبِّ اَنَّ ذٰلِكَ يَكُوْنُ مِنْ تَصَعُّدِ الْاَبْخِرَةِ وَلٰكِنْ هٰذِهِ الْاِشَارَةُ مِنَ الصَّادِقِ الْمَصْدُوْقِ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ صَرِيْحَةً فِی التَّسَبُّبِ فَهِیَ اَقْدَمُ مِنْ كُلِّ طِبٍّ اَخْرَجَ هٰذَا الْحَدِيْثَ اَيْضًا ابْنُ السُّنِّیِّ فِیْ عَمَلِ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ انتہیٰ ؎ گوش تو شنیدہ ام کہ ورقے دارد دردِ دل من مگر بگوش تو رسید

پاؤں کا سن ہو جانا

اس بارے میں ابن السنی نے ایک اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور نیز ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جب پاؤں سن پڑ جائے۔ تو اس شخص کو یاد کرے۔ جو سب سے زیادہ اس کو لوگوں میں محبوب ہے شوکانی فرماتے ہیں۔ لَيْسَ فِیْ ذٰلِكَ مَا يُفِيْدُ اَنَّ لِهٰذَا حُكْمَ الرَّفْعِ فَقَدْ يَكُوْنُ مَرْجِعُ مِثْلِ هٰذَا التَّجْرِبَةَ وَالْمَحْبُوْبُ الْاَعْظَمُ لِكُلِّ مُسْلِمٍ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْبَغِیْ ذِكْرُهٗ عِنْدَ ذٰلِكَ كَمَا تَقَدَّمَ مَا يُفِيْدُ ذٰلِكَ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ مِثْلُ قَوْلِهٖ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَكَمَا فِی الْحَدِيْثِ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ انتھی۔ یہ استدلال شوکانی کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب اعظم ہونے پر نہایت صریح و واضح ہے اللہ تعالیٰ ہم کو محبت اپنے محبوب اعظم کی بطفیل محبوب مع معرفت کما ینبغی اور کما حقہ عطا کرے۔ اللھم آمین ابن السنی وغیرہ کی روایت میں کیفیت اس ذکر کی یوں آئی کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتا اللہ

" یا محمد پڑھنے سے پاؤں ٹھیک ہو گیا " ۲۹

فی الفور خدر جاتا رہے گا۔ سلف کو اسکا تجربہ ہوا ہے۔ و عبد الحمید شرجی کہتے ہیں ایک بار پاؤں ابن عباسؓ کا سن ہو گیا تھا کہا یا محمداہ فی الفور کھل گیا۔ انتہٰی لیکن اس ندا سے کیفیت صدر بہتر ہے کیونکہ حجاج نے اسکو بالندا روایت کیا ہے ایک نسخہ کیسہ رفع خدر کی یہ بھی ہے کہ جو پاؤں یا ہاتھ سن ہو گیا ہو اس کے ناخنوں پر تھوک لگانے سے خدر زائل ہو جاویگا۔ اسکو شرجی نے مجرب کہا ہے واللہ تعالےٰ اعلم ۞

"ناخن پر تھوک لگا لیں"

دعائی غضب و خشم اس کے دور کرنے کے لئے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ کہے۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ مِنْ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ بِطُوْلِهٖ وَفِيْهِ قِصَّةٌ سنن کی روایت میں یوں کہنا آیا ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ غضب متسبب ہوتا ہے عمل شیطان سے اسی لئے اس سے استعاذہ کرنیکو فرمایا ہے سو جبکسی شخص کو امر ناحق پیدا ہو علت صدق میں غصہ آئے وہ جان لے کہ شیطان اسکو ساتھ تلاعت کرتا ہے۔ اور کسی طائف شیطان نے اسکو چھوا ہے شوکانی فرماتے ہیں۔ وَفِيْ هٰذَا مَا يَزْجُرُ عَنِ الْغَضَبِ كُلَّ مَنْ يَوَدُّ اَنْ لَّا يَكُوْنَ فِيْ يَدِ الشَّيْطَانِ يَضْرِبُهٗ كَيْفَ يَشَاءُ اِنْتَهٰى ایک علاج غضب کا یہ بھی ہے کہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے بیٹھا ہو تو لیٹ جائے اسپر بھی غصہ نہ جائے تو خاک پر سجدہ کرے۔ وضو کرے وباللہ التوفیق منجملہ مہلکات کے ایک مہلکہ یہ غضب بھی ہے ۞

"غصہ اور غضب کے خاتمہ کا نسخہ"

دعائے حد لسان یعنی تیز زبانی کی جو شخص بدزبان فحش گو ہو وہ اللہ سے استغفار کرے۔ حذیفہ کہتے ہیں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکوہ ذرب لسان کا کیا فرمایا تو استغفار سے کدھر گیا میں تو ہر دن میں سو بار اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ۔ ذرب لسان کہتے ہیں فحش بکنے کو یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ سبب ذرب زبان کا بھی گناہ انسان کے ہوتے ہیں سو جب اللہ تعالیٰ ان ذنوب کو بخشدیگا۔ بسبب استغفار کے تو وہ سبب بھی دور ہو جائیگا بے حضرت صلی اللہ وآلہ وسلم سو وہ اس سے معصوم تھے یہ بات انہوں نے واسطے تعلیم امت کے ارشاد فرمائی ہے۔ کہ جبکوئی شخص اس بلا میں مبتلا ہو تو یہ کام کرے ۞

"استغفار سے فحش گوئی کا خاتمہ"

دعائی قرض ایک مکاتب نے پاس علیؓ بن ابی طالب کے آکر کہا میں ادائے زر کتابت سے عاجز ہو گیا ہوں۔ میری کچھ مدد کرو فرمایا کیا میں تجھ کو وہ کلمات نہ سکھا دوں۔ جو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو سکھلائے تھے اگر برابر جبل صبیر کے تجھ پر قرض ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ اسکو تجھ سے ادا کرادیگا کہہ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ

"قرضہ سے نجات کا نبوی نسخہ"

۳۰

عَمَّنْ سِوَاكَ اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ ترمذی نے کہا حسن ہے حاکم نے کہا صحیح ہے صبر لفتح صاد وکسر موحدہ ایک مشہور پہاڑ ہے یمن کا۔ میں کہتا ہوں۔ مجھ کو بعد ہر نماز فرض کے اس دعا کے پڑھنے کی عادت ہے بیٹے تمام عمر کبھی ایک پیسہ کسی سے قرض نہیں لیا۔ باوجود احتیاج کے اللہ کے میری ہر حاجت بلا قرض کے پوری کی اور مجھ کو اتنا دیا کہ میں نے ایک جماعت کو ہزار ہا روپیہ بطور قرض حسن دیا۔ پھر کسی نے پورا اور کسی نے آدھا یا کم ادا کیا۔ اور کسی نے معاف کرا لیا۔ اور کسی نے کچھ نہ دیا۔ بیٹے سب سے قطع نظر کی اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ میرے گناہوں سے بھی دن حساب کے تجاوز فرمائے اللہم آمین شرحِ کہتے ہیں۔ بعض علماء نے کہا ہے۔ يَنْبَغِي اَنْ يُوَاظِبَ عَلٰى ذٰلِكَ بَعْدَ كُلِّ فَرِيْضَةٍ اِلَى الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى اِلَّا وَقَدْ اَغْنَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَكُلُّ ذٰلِكَ مَشْرُوْطٌ بِالصِّدْقِ وَصَلَاحِ النِّيَّةِ وَحُسْنِ الْعَقِيْدَةِ انتہیٰ

حدیث عائشہ میں فرمایا ہے۔ بیٹے ابن مریم اپنے اصحاب کو یہ دعا سکھاتے تھے۔ اور فرماتے اگر تم پر پہاڑ برابر پہاڑ کے قرض سونے کا ہوگا اور تم یہ دعا کرو گے تو اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا اَللّٰهُمَّ فَارِجَ الْهَمِّ كَاشِفَ الْغَمِّ مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِيْ فَارْحَمْنِيْ بِرَحْمَةٍ تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ مجھ پر بقیہ قرض تھا۔ جب سے یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنکر دعا پڑھنا شروع کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے میرا قرض ادا کر دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ مجھ پر ایک دینار تین درہم اسما بنت عمیس کے قرض تھے۔ وہ جب میرے پاس آتیں تو میں ان کی طرف منہ کرتی شرماتی کیونکہ میرا اس قرض ادا کرنے کو نہ تھا۔ یہ دعا کیا کرتی تھوڑی مدت میں اللہ نے مجھ کو رزق دیا۔ جو نہ صدقہ تھا نہ میراث مجھ سے اللہ نے وہ قرض ادا کرا دیا اور باقی مال سے اپنے گھر والوں میں خوب اچھی طرح بانٹا اور عبدالرحمٰن کی دختر کو تین اوقیہ چاندی کا زیور بنا دیا اور بہت سا مال بچ رہا حاکم نے کہا یہ روایت صحیح الاسناد ہے اس کو بزار نے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ لیکن سند اس کی ضعیف ہے بہرحال اس دعا کا تجربہ مطابق ارشاد صادق المصدوق صلے اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر و عائشہ کو ہو گیا۔ وللہ الحمد اسی طرح ہر مسلمان موقن کو بھی ہو سکتا ہے اگر ضعیف الایمان اور شکی مزاج نہ ہو۔

دعائے قرض ایضاً

معاذ رضی اللہ عنہ پر ایک یہودی کا ایک اوقیہ زر قرض تھا۔ اس نے ان کو حبس کر رکھا تھا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تجھ کو ایسی دعا نہ سکھا دوں۔ کہ اگر تجھ پر مثل کوہ صبر کے قرض ہو تو اللہ تعالیٰ ادا کرا دے لے معاذ اللہ سے یہ دعا کر اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ

مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ تُوْلِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِيْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمَا وَتَمْنَعُ مَنْ تَشَاءُ ارْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ اَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ

یہ حدیث انس سے بھی رفعاً آئی ہے مجمع الزوائد میں کہا ہے کہ رجال اس کے ثقات ہیں۔ ابو سعید رفعاً کہتے ہیں۔ ابو امامہ نے کہا مجھ پر ہموم و دیون ہو گئے ہیں۔ فرمایا اَفَلَا اُعَلِّمُكَ كَلَامًا اِذَا قُلْتَهُ اَذْهَبَ اللّٰهُ هَمَّكَ وَقَضٰى دَيْنَكَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فرمایا صبح و شام یہ دعا کیا کر اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ ابو امامہ کہتے ہیں۔ فَفَعَلْتُ فَاَذْهَبَ اللّٰهُ هَمِّيْ وَقَضٰى دَيْنِيْ شوکانی کہتے ہیں۔ وَلَا مَطْعَنَ فِيْ اِسْنَادِ هٰذَا الْحَدِيْثِ یہ حدیث مختصراً بخاری میں بھی آئی ہے اور مجرب ہے میں اسکو اندر نماز کے بعد تشہد کے پڑھا کرتا ہوں۔ اگرچہ میرا پڑھنا بالیقین حضور قلب کے ساتھ نہیں ہے لیکن برکت اخبار صادق مصدوق سے ہمیشہ اثر اسکا مرفع ہم و حزن و قہر رجال میں مشاہدہ کیا کرتا ہوں ولله الحمد

دعائی نظر بد سہل بن حنیف کو عامر بن ربیعہ کی نظر غسل کی حالت میں لگ گئی حضرت نے سہل کے سینے پر ہاتھ مار کے کہا۔ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ حَرَّهَا وَبَرْدَهَا وَوَصَبَهَا پھر کہا قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ وہ اٹھ کر کھڑے ہوئے پھر فرمایا۔ اِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ مِنْ نَفْسِهٖ وَمَالِهٖ وَاَخِيْهِ شَيْئًا يُعْجِبُهٗ فَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ فَاِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ اَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ وَهٰذَا لَفْظُهٗ وَالْحَاكِمُ وَابْنُ مَاجَةَ وَاَحْمَدُ ابن مسعود کہتے ہیں۔ اگر وہ ہو جسکو نظر لگی ہو۔ تو اس کے منخر ایمن میں چار بار اور منخر ایسر میں تین بار یوں کہ کر پھونکدے لَا بَاْسَ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا يَكْشِفُ الضُّرَّ اِلَّا اَنْتَ اَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ شوکانی فرماتے ہیں۔ محتمل ہے کہ اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہو یا تجربہ پر اعتماد کیا ہو۔ وَلَا يَخْفَاكَ اَنَّ الرُّقْيَةَ الثَّابِتَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَيْنِ لَيْسَتْ بِخَاصَّةٍ فِيْ بَنِيْ اٰدَمَ بَلْ ثَابِتَةٌ لِكُلِّ مَنْ اَصَابَتْهُ الْعَيْنُ مِنَ الْاٰدَمِيِّ وَغَيْرِهٖ انتہی حدیث عائشہ میں آیا ہے کہ حضرت عیادت کرنے بعض اہل بیت کی اور دست راست سے مسح کر کے فرماتے اَللّٰهُمَّ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اَللّٰهُمَّ اشْفِهٖ فَاَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ

"صلعم کا ذاتی مشاہدہ"

"نبی کریم صلعم نے نظر اتاری"

"نبی کریم صلعم کا معمول"

۳۴

شِفَآءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا رَوَاهُ الشَّيْخَانِ یہ حدیث مرفوع مغنی ہے اثر موقوف ابن مسعودؓ سے اور ظاہر یہ ہے کہ ابن مسعود نے اسی حدیث کے اعتماد پر رقیہ دابہ کیا ہوا سلئے کہ یہ کچھ مختص ساتھ بنی آدم کے نہیں ہے ۔ نو

دعائے دیوانگی ابی بن کعب کہتے ہیں۔ ایک اعرابی کو ترلم تھا لیئے جنون حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو اپنے سامنے بیٹھا کر فاتحہ تا مفلحون[1] پڑھی پھر وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ تا يَعْقِلُوْنَ[2] پھر آیۃ الکرسی اور لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ تا آخر بقرہ[3] و شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ تا آخر آیات[4] وَاِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الْاٰيَة تا الْمُحْسِنِيْنَ یہ آیت سورہ اعراف میں ہے[5] فَتَعَالَى اللّٰهُ تا آخر مؤمنون[6] پھر دس آیات اول صافات کی تا لَازِبٍ[7] اور تین آیات آخر سورہ حشر کی[8] وَاَنَّهٗ تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا الْاٰيَة سورہ جن سے[9] و قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ و مُعَوِّذَتَيْنِ اَخْرَجَهٗ اَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحٌ اس کے آخر میں یہ بھی کہا ہے کہ فَقَامَ الرَّجُلُ كَاَنَّهٗ لَمْ يَشْتَكِ شَيْئًا قَطُّ اس کو ابن ماجہ و احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ لیکن اسکی سند میں ابو جناب ضعیف ہے باقی رجال رجال صحیح ہیں۔ یہ حدیث دلیل ہے مشروعیت رقیہ جنون پر مطابق احادیث کے اس میں اس پر دلیل ہے کہ بعض انواع جنون طرف سے شیطان کے ہوتے ہیں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَبِهٖ يَنْدَفِعُ قَوْلُ مَنْ قَالَ اِنَّهٗ لَا سَبِيْلَ لِلشَّيْطٰنِ اِلٰى مِثْلِ ذٰلِكَ قَالَهُ الشَّوْكَانِيُّ معلوم ہوا کہ یہ آیات آسیب زدہ کو بھی نافع ہوتی ہیں۔ باذن اللہ سبحانہ

دعائے جنون ایضاً علاقہ بن صحار کا گذر ایک قوم پر ہوا۔ وہاں ایک دیوانہ تھا جسکو زنجیریں باندھ رکھا تھا۔ اُنہوں نے اسکو فاتحۃ الکتاب سے رقیہ کیا۔ وہ اچھا ہو گیا۔ قوم نے سو بکریاں دیں یہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے فرمایا۔ هَلْ اِلَّا هٰذَا فَلَعَمْرِيْ مَنْ اَكَلَ بِرُقْيَةٍ بَاطِلٍ لَقَدْ اَكَلْتَ بِرُقْيَةٍ حَقٍّ هٰذَا اللَّفْظُ اَبِيْ دَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ ایک روایت میں آیا ہے کہ تین دن تک صبح و شام فاتحہ پڑھ کے تھوک جمع کر کے تھوکتے وَاَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ السُّنِّيِّ اَيْضًا۔

دیوانگی اور آسیب زدگی سے نجات

جنون کا علاج

تھوک میں اثر

---

[1] پارہ اول سورہ بقرہ رکوع اول ۱۲ [2] پارہ دوم سورہ بقرہ رکوع بستم ۱۲ [3] پارہ سیم سورہ بقرہ رکوع چہلم ۱۲ [4] پارہ سوم سورہ آل عمران رکوع دوم ۱۲ [5] پارہ ہشتم سورہ اعراف رکوع ہفتم ۱۲ [6] پارہ ہیجدہم سورہ مومنون رکوع ششم ۱۲ [7] ... [8] پارہ بست و نہم سورہ جن رکوع اول ۱۲

"بچھو کے ڈسے کا علاج"

۳۲

دعائی کتر دم گزیدہ

حدیث ابو سعید میں آیا ہے ایک رہط کا سید گزیدہ تھا ایک صحابی نے اُس پر فاتحہ پڑھ کر تھوکنا شروع کیا وہ اچھا ہو گیا قوم نے اس کو بکریاں دیں جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر آیا۔ فرمایا۔ وَمَا يُدْرِيكَ اَنَّهَا رُقْيَةٌ اَصَبْتُمْ اَقْسِمُوْا وَاضْرِبُوْا لِيْ مَعَكُمْ بِسَهْمٍ رَوَاهُ اَهْلُ الصِّحَاحِ السِّتَّةِ كُلُّهُمْ بِطُوْلِهِ ترمذی کی روایت میں آیا ہے۔ کہ فاتحہ سات بار پڑھی تھی نسائی و ابن ماجہ سے معلوم ہوا کہ راقی خود ابو سعید خدری راوی اس حدیث کے تھے۔ شوکانی کہتے ہیں۔ یہ حدیث دلیل ہے اس پر کہ فاتحہ الکتاب رقیہ نافعہ ہے اور تداوی کرنا ساتھ اس کے صفت مذکور پر جائز ہے انتہی میں کہتا ہوں۔ اسی حدیث سے اس بات پر بھی استدلال باشارۃ النص ہو سکتا ہے کہ اگر اللہ تعالے کسی شخص نیک بخت کو اس امر کا الہام کرے۔ کہ فلاں سورہ قرآن یا آیت قرآن فلاں امر کے لئے نافع ہے تو ہو سکتا ہے جو اعمال آیات سے مشائخ نے لکھے ہیں اور بطریق مرفوع ثابت نہیں ہیں ان کے جواز پر یہی حدیث دلیل ہے وَمَا يُدْرِيكَ اَنَّهَا رُقْيَةٌ ہاں کیفیت عمل میں کوئی ایسا امر اگر شامل نہ ہو۔ جو طریق شرعی سے بیگانہ سمجھا جائے۔ یہی تلاوت و تفل و دعاء و تکرار و نحوہا ہو۔ فقط دوسرا طریق رقیہ لدغ عقرب کا یہ ہے کہ پانی میں نمک ملا کر اس پر سورہ کافرون و معوذتین پڑھ کر جائے لدغ پر ملے۔ یہ کیفیت حدیث علی بن ابی طالب میں آئی ہے رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ مَرْفُوْعًا وَقَالَ فِيْ مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بچھو نے نماز میں ڈنک مارا تھا فرمایا لَعَنَ اللّٰهُ الْعَقْرَبَ لَا تَدَعُ مُصَلِّيًا وَّلَا غَيْرَهٗ پھر یہ عمل کیا۔ اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے مگر بلفظ لَا تَدَعُ نَبِيًّا وَّلَا غَيْرَهٗ امام شوکانی فرماتے ہیں وَقَدِ اجْتَمَعَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ الْعِلَاجُ بِالْاَمْرَيْنِ الْاِلٰهِيِّ وَالطَّبِيْعِيِّ انتہی تیسرا عمل جیش کا یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ شَجَّةٌ قَرْنِيَّةٌ مِلْحَةٌ بَحْرٌ قَفْطًا اس رقیہ کو عبد اللہ بن زید نے حضرت پر عرض کیا تھا آپ نے اذن دیا اور فرمایا اِنَّمَا هِيَ مَوَاثِيْقُ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ مجمع الزوائد میں کہا ہے۔ اسکی اسناد حسن ہے حدیث دلیل ہے اس پر کہ جس رقیہ کے معانی معلوم نہ ہوں۔ لیکن تجربہ سے نفع اسکا ثابت ہو اس رقیہ کا کرنا جائز ہے لیکن اس شرط سے کہ راقی کو یہ بات معلوم ہو کہ وہ جنس سحر سے نہیں ہے اسلئے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ یہ رقیہ میثاق ہے جو سلیمان علیہ السلام نے ہوام سے لیا تھا نہ اور کچھ اس سے ثابت ہوا کہ جس رقیہ کے معنے معلوم نہ ہوں۔ اس کا کرنا درست نہیں ہے مگر اسی صورت میں کہ شارع نے اسکو مقرر

"عمل سورۂ فاتحہ مجرب اور ثابت ہے"

"پانی نمک پر سورۃ الکافرون المعوذتین کا خاص عمل"

"جس دم کے معانی مبہم ہو ...!"

"حضرت سلیمان کا طلسم مبہم دم"

۳۴

رکہا ہو جس طرح اس حدیث میں ہے اس کے سوا اور جائز نہیں کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رقیہ کو دو قسم ٹہیرایا ہے ۔ ایک رقیہ حق دوسرا رقیہ باطل رقیہ حق وہ ہے جو قرآن یا حدیث سے ہو۔ قولاً یا فعلاً یا تقریراً رقیہ باطل وہ ہے جو اس طرح پر نہ ہو۔ سو جو احادیث نہی پر رقی سے آئی ہیں وہ اسی رقیہ باطل پر محمول ہیں ۔ اور جو احادیث اذن رقی میں آئی ہیں ۔ وہ رقیہ حق پر محمول ہیں واللہ تعالیٰ اعلم ؎

رقیہ محروق

محمد بن حاطب کہتے ہیں ۔ میں نے دیگ اٹہائی میرا ہاتھ جل گیا میری ماں مجھ کو ایک مرد کے پاس لے گئیں اور کہا اے رسول خدا اس کا ہاتھ جل گیا ہے فرمایا قریب لاؤ کچھ پڑھ کر دم کر دیا میں نے نہ جانا کیا پڑہا پھر میں نے ماں سے پوچھا کہ وہ کیا پڑھتے تھے کہا ۔ اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ اِلَّا اَنْتَ اَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ وَاَحْمَدُ وَرِجَالُهُمَا رِجَالُ الصَّحِيْحِ وَ انکی ماں کا نام فاطمہ یا جویریہ ام جمیل تہا یہ حدیث اگرچہ رقیہ محروق میں آئی ہے ۔ لیکن یہ اس پر دلیل نہیں ہے کہ سوا محروق کے اور کسی پر نہ کیا جائے ۔ بلکہ ہر تکلیف جو کچھ بہی ہو یہ رقیہ کر سکتے ہیں ۔ خود حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو غیر محروق پر بھی رقیہ کیا ہو جسطرح کہ حدیث رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ میں نزدیک طبرانی کے آیا ہے وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيْحِ

احتباس البول وحصاۃ

ایک شخص نے ابوالدرداء کے پاس آکر کہا کہ میرے باپ کا پیشاب بند ہو گیا ہے ۔ اور اس کو سنگریزہ ہوگیا ہے انہوں نے اسکو وہ رقیہ سکہا دیا ۔ جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا ۔ رَبَّنَا اَنْتَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ اَمْرُكَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ كَمَا رَحْمَتُكَ فِي السَّمَآءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِي الْاَرْضِ وَاغْفِرْ لَنَا حُوْبَنَا وَخَطَايَانَا اَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِيْنَ فَاَنْزِلْ شِفَآءً مِّنْ شِفَآئِكَ وَرَحْمَةً مِّنْ رَحْمَتِكَ عَلٰى هٰذَا الْوَجَعِ وہ شخص اچہا ہوگیا ۔ اسکو ابوداود ونسائی نے روایت کیا ہے لفظ وجع اس جگہ صیغہ صفت مشبہ ہے طیبین جمع ہے طیب کی ؎

پہوڑا پہنسی

حضرت عائشہ کہتی ہیں ۔ کہ جب کوئی آدمی بیمار ہوتا یا اسکو کوئی قرحہ یا جرح ہوتا حضرت اپنی انگلی سبابہ زمین پر اسطرح رکہتے پہر اٹہا کر کہتے ۔ بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا لِيُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَاَيْضًا الْبُخَارِيُّ وَ اَهْلُ السُّنَنِ اِلَّا التِّرْمِذِيَّ لیکن اس لفظ سے كَانَ يَقُوْلُ لِلْمَرِيْضِ انگلی میں کچھ ذرا سی خاک لگ جاتی اسکو موضع علت یا جرح پر رکہتے

درد دندان داڑہیں ۔ جو شخص ہر چہینک کیوقت یوں کہیگا ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

"دانت کے درد کے خاتمہ کیلئے مجرب عمل"

۳۵

عَلٰی کُلِّ حَالٍ مَا کَانَ اس کو کبھی درد دندان یا گوش نہ ہوگا۔ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ مَوْقُوْفًا شوکانی فرماتے ہیں۔ یُمْکِنُ اَنْ یَّکُوْنَ ذٰلِکَ شَیْئًا قَدْ حَفِظَہٗ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیُمْکِنُ اَنْ یَّکُوْنَ مُسْتَنَدُ ذٰلِکَ التَّجْرِیْبَ انتھیٰ۔

آنکھ کا دکھنا انس کہتے ہیں۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب درد ہوتا یا کسی اپنے گھر والوں میں سے یا اصحاب میں سے تو یہ دعا کرتے۔ اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِبَصَرِیْ وَاجْعَلْہُ الْوَارِثَ مِنِّیْ وَاَرِنِیْ فِی الْعَدُوِّ ثَارِیْ وَانْصُرْنِیْ عَلٰی مَنْ ظَلَمَنِیْ رَوَاہُ الْحَاکِمُ اس میں دلیل ہے اس بات پر کہ دعا کرنا دشمن پر رویت ثار کی اور ظالم پر نصرت پانے کی جائز ہے۔ وَقَدْ وَرَدَتْ بِذٰلِکَ اَحَادِیْثُ وَدَلَّتْ عَلَیْہِ اٰیَاتٌ قُرْاٰنِیَّۃٌ

تپ جسکو تپ آئے وہ یوں کہے بِسْمِ اللّٰہِ الْکَبِیْرِ اسکو حاکم و ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو اوجاع و حمی میں اس کلمے کا کہنا تعلیم فرماتے تھے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ مِنْ شَرِّ کُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَّمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ ھٰذَا لَفْظُ الْحَاکِمِ وَصَحَّحَہٗ صحیح بخاری میں ابن عباس سے آیا ہے کہ حضرت نے ایک اعرابی کی عیادت کی کہا۔ لَا بَاْسَ طَھُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی احادیث میں آیا ہے کہ تپ بھاپ ہے آگ کی یہ پانی سے سرد پڑ جاتی ہے۔ یہ علاج طب نبوی سے ہے وللہ الحمد

درد جسم وغیرہ عثمان بن ابی العاص نے حضرت سے کہا جب سے میں سلام لایا ہوں میرے بدن میں درد رہتا ہے فرمایا درد کی جگہ انگلی رکھ اور تین بار بسم اللہ کہہ پھر سات بار یوں کہہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ ھٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَرَوَاہُ مَالِکٌ فِی الْمُوَطَّا وَابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَاَھْلُ السُّنَنِ نسائی نے زیادہ کیا۔ فَاَذْھَبَ اللّٰہُ مَا کَانَ بِیْ فَلَمْ اَزَلْ اٰمُرُ بِہٖ اَھْلِیْ وَغَیْرَھُمْ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ بدن میں جس جگہ درد ہو وہ بسم اللہ کہتا ہے ہاتھ رکھے اور یہ دعا پڑھے یہ جب ہے کہ درد ایک جگہ میں ہو۔ اور اگر کئی جگہ میں ہو تو ہر ایک جگہ پر جگہ میں اسی طرح پڑھے شوکانی فرماتے ہیں۔ وَفِی الْاَعْدَادِ الَّتِیْ تَرِدُ فِیْ مِثْلِ ھٰذَا الْحَدِیْثِ سِرٌّ مِّنْ اَسْرَارِ النُّبُوَّۃِ وَلَیْسَ لَنَا اَنْ نَّطْلُبَ الْعِلَّۃَ فِیْہِ وَالسَّبَبَ الَّذِیْ یَقْتَضِیْہِ کَمَا فِیْ عَدَدِ الرَّکَعَاتِ وَالْاَنْصِبَاءِ وَالْحُدُوْدِ انتھیٰ

وجود الم و بدن کعب بن مالک نے کہا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں جسکو کوئی الم پاؤ تو تپ پیچھے الم کے ہاتھ رکھ کر سات بار یوں کہے۔ اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مِّنْ شَرِّ مَا اَجِدُ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِیُّ

آنکھوں کے درد کیلئے نبوی عمل

بخار کے خاتمے کیلئے

جسم کا درد ختم

جسم کے کسی جگہ پر درد سے نجات

جب درد محسوس ہو

مجمع الزوائد میں کہا ہے اس حدیث کی سند میں ابو معشر ضعیف ہے اور توثیق اس کی لین ہے۔ باقی رجال سند ثقات ہیں۔ شوکانی کہتے ہیں۔ وَهٰذَا الْحَدِيْثُ وَاِنْ كَانَ فِيْ اِسْنَادِهٖ اَبُوْ مَعْشَرٍ فَالْحَدِيْثُ الْاَوَّلُ الثَّابِتُ فِي الصَّحِيْحِ يَشْهَدُ لَهٗ اَنَّهٗ شِفَاءٌ وَيَشُدُّ مِنْ عَضُدِهٖ اَوْثَقُ شَدٍّ انتهٰى اس میں تحت الم آیا ہے۔ اور حدیث اول میں موضع الم معلوم ہوا کہ ہاتھ اس طرح پر رکھے بعض فوق الم ہو اور بعض تحت الم واللہ اعلم

حدیث انس میں آیا ہے رکھو ہاتھ اپنا اس جگہ کہ دکھ ہو پھر کہو بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ مِنْ وَجَعِيْ هٰذَا اسکو طاق پڑھ پھر ہاتھ اٹھا اور پھر پڑھ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وتر سے مراد تین یا پانچ یا سات بار یا زیادہ اس سے پڑھنا مراد ہے جمع درمیان اس کے اور حدیث اول کے یوں ممکن ہے۔ کہ ایک بار ہاتھ رکھ کر سات بار پڑھے پھر ہاتھ اٹھا کر دوسری بار سات بار پڑھے۔ اس میں ان سب احادیث پر عمل ہو جائیگا۔ اور زیادت الفاظ کو جمع کرے مثلاً یوں کہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَعِزَّتِهٖ وَقُدْرَتِهٖ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ مِنْ وَجَعِيْ هٰذَا

بیماری

حضرت عائشہ کہتی ہیں۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیمار ہوتے معوذات پڑھ کر اپنے اوپر دم کرتے جب سختی درد کی ہوتی تو میں پڑھ کر ان کے ہاتھ پھیرتی باسید برکت رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ موضع الم اگر خاص ہو تو اس جگہ دم کرے اور اگر الم سارے بدن میں ہو۔ تو سب جگہ پھونکے یا جس جگہ چاہے اگر سب جگہ دم نہ کر سکے۔ ایک روایت میں اس حدیث کے یہ آیا ہے کہ حضرت دونوں ہاتھ جہاں تک ہو سکتا مسح کرتے سر پر اور منہ پر اور سامنے بدن پر تین بار اسی طرح کرتے هٰكَذَا فِي الصَّحِيْحَيْنِ وَفِيْ هٰذِهِ الرِّوَايَةِ يُبَيِّنُ كَيْفِيَّةَ الْمَسْحِ

حصول کرفار ونٹی حیات

حضرت انس رفعاً کہتے ہیں نہ تمنا کرے کوئی تم میں سے موت کی بہ سبب کسی ضرر کے جو اسکو پہونچا ہے اور اگر بے تمنا کیے نہ بنے تو یوں کہے اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ نووی نے کہا ہے۔ ہمارے علما کہتے ہیں کہ یہ کراہت جب ہے کہ بہ سبب کسی ضرر و غیرہ کے مرنا چاہے۔ اور اگر ڈرسے دین کے بہ سبب فساد زمانہ کے ہو تو پھر یہ تمنا مکروہ نہیں ہے۔ انتہے شوکانی فرماتے ہیں۔ یہ تخصیص ساقط جو واستحسان کے ہے اس لئے کہ نہی عام ہے کسی حال میں یہ آرزو نہ کرے ہاں اگر ضرر نازل ہو یا زندگی ناگوار ہو تو یہ دعا کرے کہ یہ دعا شارع نے بتائی ہے۔ اور ڈر رہا دین پر بسبب فساد

بیماری سے نجات کا نبوی نسخہ

زبان کے منجملہ مصد اقات ضرر کے ہے۔ بلکہ جو ضرر طرف دین کے عائد ہوتا ہے وہ نزدیک مومن کے ضرر دنیا سے سخت تر ہے حاصل یہ ہے کہ کسیکو آرزو موت کی کرنا بہ سبب کسی شئے کے اشیاء سے کوئی سی ہی چیز کیوں نہ ہو۔ نچاہئے۔ بلکہ اس تمنا سے عدول کرکے طرف اس دعا کی آئے ؁

رقیہ مرض ابو سعید رضہ کہتے ہیں۔ جبریل علیہ السلام آئے کہا اے محمد کیا تم بیمار ہو کہا ہاں کہا بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ اللّٰهُ يَشْفِيكَ بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ ابو ہریرہ رضہ کا لفظ یہ ہے کہ حضرت میرے پاس آئے فرمایا۔ أَلَا أَرْقِيكَ رُقْيَةً رَقَانِي بِهَا جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ میں نے کہا بَلَى بِأَبِي وَأُمِّي فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ اللّٰهُ يَشْفِيكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ فِيكَ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ تین بار یہ رقیہ کیا۔ أَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ مَاجَةَ وَصَحَّحَهُ السُّيُوطِيُّ حدیث علی میں سنعا کہنا اس کلمے کا مریض کو آیا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اشْفِهِ اَللّٰهُمَّ عَافِهِ أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ سلمان کو حضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے بلایا وہ بیمار تھے کہا یا سَلْمَانُ شَفَى اللّٰهُ سُقْمَكَ وَغَفَرَ لَكَ ذَنْبَكَ وَعَافَاكَ فِي دِينِكَ وَجِسْمِكَ إِلَى مُدَّةِ أَجَلِكَ رَوَاهُ الْحَاكِمُ دوسر اشخص بجائے سلمان نام اس مریض کا لے حدیث دلیل ہے اس پر کہ مریض کے سلئے یہ دعا کرنا ان الفاظ سے مستحب ہے

دعائی مریض ابن عباس رضہ کہتے ہیں حضرت نے فرمایا جو شخص بیمار کی عیادت کرے جسکی اجل حاضر نہیں ہوئی ہے تو سات بار نزدیک اس کے یوں کہے أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيَكَ اللہ اسکو اس مرض سے عافیت دیگا۔ أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ وَابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَهُ وَالنَّسَائِيُّ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ حضرت نزدیک سر مریض کے بیٹھکر یہ کلمات کہتے رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ یہ عدد اسرار نبوت سے ہو ہمکو بحث اسکو سبب کرنا نچاہیے ؁

مرض موت سعد بن مالک کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے دربارہ قولہ تعالیٰ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ فرمایا ہے جس مومن نے اسکو اپنی بیماری میں چالیس بار پڑھا اور مر گیا۔ اس کو اجر شہید کا ملتا ہے اور اگر اچھا ہو گیا اور سارے گناہ اسکے بخشدیے گئے اخرجہ الحاکم حدیث میں فائدہ جلیلہ و کرمت نبیلہ ہے کہ یہ دعا مریض کو نازل منازل شہداء کردیتی ہے اور اگر بچ جاتا ہے

جبرائیل علیہ السلام کا تعلیم فرمودہ دافع مرض عمل

مرض سے عافیت کا نبوی عمل

شہید کی موت پانے کا عمل

۳۸

"اسم اعظم"

تو اس کے سارے گناہ بخشدیے جاتے ہیں شوکانی فرماتے ہیں، یہ کچھ مستبعد نہیں ہے اس لئے کہ اس آیت کا اسم اعظم ہونا معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم

مرض موت ایضاً ابو سعیدؓ و ابوہریرہؓ نے شہادۃ کہا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اپنی بیماری میں پھر مر گیا۔ تو آگ اس کو نہ کھائے گی اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهٗ ابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَهٗ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاللَّفْظُ لَهٗ اس کے بعد نسائی نے بعد لاحول ولا قوۃ الا باللہ کے یہ زیادہ کیا ہے کہ اپنی انگلیوں پر پانچ بار گنکر فرمایا۔ مَنْ قَالَهُنَّ فِيْ يَوْمٍ اَوْ فِيْ لَيْلَةٍ اَوْ فِيْ شَهْرٍ ثُمَّ مَاتَ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ اَوْ فِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ اَوْ فِيْ ذٰلِكَ الشَّهْرِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ذَنْبَهٗ شوکانی کہتے ہیں۔ طعمۂ نار نہ ہونا اس کے قائل کا اسلئے ہے کہ یہ کلمات مشتمل ہیں۔ توحید پر پانچبار اور احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ مَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ اور فرمایا ہے مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَوَرَدَ بِهٰذَا الْمَعْنٰى اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ مِّنْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ فِي الصَّحِيْحَيْنِ وَغَيْرِهِمَا

"جہنم کی آگ سے نجات"

مرض موت ایضاً حضرت عائشہ صدیقہ رض کہتی ہیں میںنے حضرت کو موت سے پہلے سنا کہ وہ اپنی پشت مجھ سے لگائے ہوئے کہتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ مراد رفیق اعلے سے انبیا و صدیقین و شہداء و صالحین ہیں جنکا ذکر وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا میں آیا ہے یا ملائکہ مقربین جنکو ملأ اعلے فرمایا ہے جوہری نے کہا رفیق اعلے جنت ہے یا یہ دعا ہے اللہ سے ملنے کی کَمَا يُقَالُ اللّٰهُ رَفِيْقٌ بِعِبَادِهٖ

"موت نزع سے پہلے کا عمل"

ایضاً مرض موت عائشہ کہتی ہیں۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک برتن پانی کا رکھا تھا اس میں ہاتھ ڈالکر منہ مبارک پر پھیرتے اور کہتے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ پھر کہتے فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى یہانتک کہ مقبوض ہوئے اور ہاتھ جھک پڑا اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ ترمذی کا لفظ یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَكَرَاتِ الْمَوْتِ غمرات سے مراد سختیاں موت کی ہیں۔

"سکرات موت کا عمل"

ایضاً مرض موت حدیث ابو سعیدؓ میں فرمایا ہے لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

"جنت میں جانے کا عمل"

۳۹

أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ اس باب میں ایک جماعت صحابہ سے احادیث آئی ہیں۔ ابو داود کا لفظ یہ ہے لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ قَوْلَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مراد ملقین سے یہ ہے کہ حضار میت کو کلمہ طیبہ یاد دلائیں کیونکہ حدیث معاذ بن جبل میں آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا آخر کلام یہ کلمہ ہوگا۔ وہ جنت میں جائیگا زَادَ أَبُو دَاوُدَ اس کی سند میں صالح بن ابی عریب کو ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے وَأَخْرَجَهُ أَيْضًا أَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَقَدْ وَرَدَتْ أَحَادِيثُ بِمَعْنَاهُ ذَكَرَهَا الشَّوْكَانِيُّ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى فِي شَرْحِ الْمُنْتَقَى ۔

موت شہادت بلا شہادت

حدیث سہل بن حنیف میں فرمایا ہے جو شخص سوال شہادت کا اللہ سے بصدق دل کریگا۔ اللہ تعالیٰ اسکو منازل شہداء میں پہونچاوے گا۔ گو اپنے بستر پر مرجائے أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ شوکانی فرماتے ہیں۔ وَالْحَدِيثُ يَدُلُّ عَلَى مَشْرُوعِيَّةِ سُؤَالِ الْعَبْدِ لِرَبِّهِ أَنْ يَكْتُبَ لَهُ الشَّهَادَةَ فَإِنَّ كِلَيْهِمَا لَهُ فِيهَا وَنِعْمَتْ وَإِنْ لَمْ يَكْتُبْهَا لَهُ نَالَ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَبَلَّغَهُ اللهُ إِلَيْهَا وَأَعْطَاهُ مِثْلَ مَا أَعْطَاهُمْ انتہی میں اس جگہ صدق دل سے اپنے رب سے یہ سوال کرتا ہوں۔ اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُولِكَ اللهم آمین

دعائے میت

ابو سلمہ مر گئے تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلمہ سے کہا یہ کہہ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلَهُ وَأَعْقِبْنِي مِنْهُ عُقْبَى حَسَنَةً أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ بِطُولِهِ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ یہ دعا کی اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَ يٰسٓ کا پھر اس پر یٰسین پڑھی اسلئے کہ حدیث معقل بن یسار میں فرمایا ہے کہ یٰس دل ہے قرآن کا کوئی شخص اس کو نہیں پڑھتا بارادہ خدا و دار آخرت لیکن اللہ اس کو بخشد یتا ہے تم اس کو اپنے مردوں پر پڑھا کرو۔ أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَأَحْمَدُ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَاهُ لیکن ابن قطان نے اسکو معلل باضطراب و وقف و جہالت حال ابو عثمان راوی کہا ہے اور دارقطنی نے ضعیف الاسناد مجہول المتن ٹھیرا کر لکھا ہے وَلَا يَصِحُّ فِي الْبَابِ حَدِيثٌ انتہی ابن حبان نے کہا ہے

۴۰

اَلْمُرَادُ بِقَوْلِهٖ اِقْرَؤُهَا عَلٰی مَوْتَاكُمْ مَنْ حَضَرَهُ الْمَوْتُ وَرَدَّهُ الْمُحِبُّ الطَّبَرِيُّ وَقَالَ هُوَ عَلٰی ظَاهِرِهٖ وَقَالَ الشَّوْكَانِيُّ وَهٰذَا هُوَ الصَّوَابُ فَلَا وَجْهَ لِصَرْفِهٖ مِنْ مَعْنَاهُ الْحَقِيْقِيِّ انتہٰی

دعائے مصیبت زدہ ام سلمہ کہتی ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے کوئی بندہ جس کو کوئی مصیبت پہونچے۔ اور وہ یوں کہے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا اَجَرَهُ اللّٰهُ فِيْ مُصِيْبَتِهٖ وَاَخْلَفَ لَهٗ خَيْرًا مِّنْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَلَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ یہ کلمہ ہر مصیبت میں کہا جاتا ہے صاحب میت بھی اسکو کہے تو مصیبت دفع ہو کر بدل خیر حاصل ہوگا عاجلاً یا آجلاً انشاء اللہ تعالیٰ

دعائے تعزیت اسامہ بن زید کہتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نواسہ مرگیا فرمایا اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰی وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى اور فرمایا اس کی ماں سے کہو کہ صبر و احتساب کرے اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ معاذ کا بیٹا مرگیا تھا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو لکھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰی مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ سَلَامٌ عَلَيْكَ فَاِنِّيْ اَحْمَدُ اِلَيْكَ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعْظَمَ اللّٰهُ لَكَ الْاَجْرَ وَاَلْهَمَكَ الصَّبْرَ وَرَزَقَنَا وَاِيَّاكَ الشُّكْرَ فَاِنَّ اَنْفُسَنَا وَاَمْوَالَنَا وَاَهْلِيْنَا وَاَوْلَادَنَا مِنْ مَّوَاهِبِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ الْهَنِيْئَةِ وَعَوَارِيْهِ الْمُسْتَوْدَعَةِ يُمَتِّعُ بِهَا اِلٰی اَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ وَيَقْبِضُهَا لِوَقْتٍ مَّعْلُوْمٍ ثُمَّ افْتَرَضَ عَلَيْنَا الشُّكْرَ اِذَا اَعْطٰی وَالصَّبْرَ اِذَا ابْتَلٰی وَكَانَ ابْنُكَ مِنْ مَّوَاهِبِ اللّٰهِ الْهَنِيْئَةِ وَعَوَارِيْهِ الْمُسْتَوْدَعَةِ مَتَّعَكَ بِهٖ فِيْ غِبْطَةٍ وَّسُرُوْرٍ وَقَبَضَهٗ مِنْكَ بِاَجْرٍ كَبِيْرٍ الصَّلٰوةُ وَالرَّحْمَةُ وَالْهُدٰی اِنِ احْتَسَبْتَ فَاصْبِرْ وَلَا يُحْبِطْ جَزَعُكَ اَجْرَكَ فَتَنْدَمَ وَاعْلَمْ اَنَّ الْجَزَعَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَّلَا يَدْفَعُ حُزْنًا وَّمَا هُوَ نَازِلٌ فَكَاَنْ قَدْ وَالسَّلَامُ اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ وَابْنُ مَرْدُوَيْهِ مِنْ حَدِيْثِ مُعَاذٍ قَالَ الْحَاكِمُ غَرِيْبٌ حَسَنٌ وَزَادَ ابْنُ مَرْدُوَيْهِ فِيْ كِتَابِ الْاَدْعِيَةِ فَلْيَذْهَبْ اَسَفُكَ مَا هُوَ نَازِلٌ بِكَ فَكَاَنْ قَدْ وَالسَّلَامُ

دعائے رفع وحمل سریر جنازہ ابن عمر نے کہا ہے بسم اللہ کہے رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ

"مصیبت زدہ کیلئے دعاء"

"دعائے ایصال ثواب"

"تعزیت کے وقت دم لکھیں"

"جنازہ اٹھاتے وقت مرنے کی دعاء"

۱۴

مُوقُوفًا بکر بن عبد اللہ مزنی کہتے ہیں ہمراہ بسم اللہ کے تسبیح بھی کرے رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ اَیْضًا پھر نماز جنازہ پڑھے تکبیر کے بعد فاتحہ پڑھے ۔ پھر درود پڑھے پھر اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ عَبْدُکَ وَابْنُ اَمَتِکَ الخ یا اَلْحَمْدُ وہ دعائے میت جو حدیث عوف بن مالک میں آئی ہے اُسکو مسلم نے روایت کیا ہے وہ نہایت صحیح ہے اگرچہ سائر ادعیہ ماثورہ کفایت کرتے ہیں۔ وہ دعا یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَہٗ وَاغْسِلْہُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَابْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِہٖ وَاَھْلًا خَیْرًا مِّنْ اَھْلِہٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِّنْ زَوْجِہٖ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ وَاَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ شوکانی رحمہ اللہ تعالٰے کہتے ہیں۔ لَیْسَ فِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ تَعْیِیْنُ الْمَوْضِعِ الَّذِیْ یُقَالُ فِیْہِ ھٰذَا الدُّعَاءُ فَیَفْعَلُہُ الْمُصَلِّیْ عَلَی الْجَنَازَۃِ بَعْدَ اَیِّ تَکْبِیْرَۃٍ اَرَادَ وَکُلُّ مَا وَرَدَتْ اَدْعِیَۃٌ غَیْرُ مَا ذَکَرْنَا ھٰھُنَا ... یَنْبَغِیْ لِلْمُصَلِّیْ عَلَی الْجَنَازَۃِ اَنْ یَّاْتِیَ مِنْھَا بِمَا اَمْکَنَہٗ وَاِذَا اسْتَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ فَھُوَ الصَّوَابُ فَاِنَّ ھٰذَا الْمَوْطِنَ لَا یَنْبَغِیْ فِیْہِ اِلَّا الْمُبَالَغَۃُ فِی الدُّعَاءِ وَالتَّوَجُّہِ لِاَنَّہٗ قَدْ اَتٰی بِذٰلِکَ الْمَیِّتُ اِلٰی اِخْوَانِہٖ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ لِیَدْعُوَ الْاَمْرَ صَلّٰی مِنْھُمْ عَلَیْہِ وَنَدَبَھُمُ الشَّارِعُ اِلٰی ذٰلِکَ وَشَرَعَہٗ لَھُمْ۔ پھر جب مردے کو قبر میں رکھے تو یہ کہے۔ مِنْھَا خَلَقْنٰکُمْ وَفِیْھَا نُعِیْدُکُمْ وَمِنْھَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْرٰی رَوَاہُ الْحَاکِمُ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ وَقَدْ ضَعَّفَہُ ابْنُ حَجَرٍ اِسْنَادَ ھٰذَا الْحَدِیْثِ اور کہتا بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ کا حدیث عمر بن خطاب میں رفعًا آیا ہے رَوَاہُ اَھْلُ السُّنَنِ اِلَّا ابْنَ مَاجَۃَ وَرَوَاہُ ابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَہٗ ترمذی نے کہا ہے حسن غریب ہے نسائی کا لفظ یہ ہے کہ جب تم اپنے مردوں کو قبر میں رکھو تو کہو پھر بعد فراغ کے دفن سے استغفار کرے اللہ تعالٰی سے اُس کے لئے سوال تثبیت کا کرے کیونکہ وہ اس وقت مسئول ہوتا ہے۔ اَخْرَجَہٗ اَبُوْدَاؤُدَ وَالْحَاکِمُ مِنْ حَدِیْثِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَقَالَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ وَالْبَیْہَقِیُّ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ صحیح مسلم میں آیا ہے کہ عمرو بن عاص نے کہا تھا جب تم مجھ کو دفن کر چکو تو پاس میری گور کے اتنی دیر ٹھیرنا کہ اونٹ کو نحر کر کے اسکا گوشت تقسیم کرتے ہیں۔ تاکہ میں تم سے استیناس کروں اور دیکھوں کہ میں اپنے رب کے قاصدوں کو کیا جواب دیتا ہوں اور بعد دفن کے قبر پر اول و آخر سورہ بقرہ پڑھے۔ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ

"میت قبر میں رکھ کر یہ دعا پڑھیں"

"دفن کے بعد استغفار"

"قبر کے پاس کچھ دیر ٹھہرنا"

"عمرو بن عاص کا اپنے قبر پر کھڑے رہنے کا حکم دینا"

۴۲

السّنن عن ابن عمرؓ نووی نے کہا اسکی اسناد حسن ہے گو ابن عمر ہی کا قول ہو کیونکہ ایسی بات ملنے سے نہیں کہی جاتی ہے۔ یا عموم فضل تلاوت بقرہ سے اعلام کیا ہو یا امید اشفاع میت بتلاوت بقرہ واللہ اعلم۔

دعائی زیارت قبور

حضرت ﷺ نے حضرت عائشہ کو یہ دعا، وقت زیارت قبور کے پڑھنا بتایا تھا۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ اخرجہ مسلم والنسائی وابن ماجۃ وزاد اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ یہ تعلیم دعا تھی کہ لوگ اس طرح پڑھا کریں اس سے استدلال جواز زیارت پر واسطے مستورات کے کما ینبغی نہیں ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالے اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

باب سوم بیان میں بعض آیات و احادیث متفرقہ کی واسطے احوال و عوارض متفرقہ کے

دفع تعب

اسکا ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عوض خادم کے حضرت فاطمہ علیہا السلام کو وقت جانے کے بستر پر حکم پڑھنے تسبیح وتحمید وتکبیر کا دیا تھا ہر کلمہ ۳۳ بار کہا جائے حضرت علی مرتضی کہتے ہیں۔ مَا تَرَكْتُهَا وَلَا لَيْلَةَ صِفِّيْن شرجی فرماتے ہیں جو شخص اس عمل پر مواظبت کریگا وہ تعب ودرماندگی جسم میں نہ پائیگا۔ اعمال شاقہ جسمیہ اس پر آسان ہو جائیں گے وذلک مجرب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سوتے وقت سورہ اخلاص ومعوذتین پڑھکر ہاتھوں پر دم کرکے بدن پر پھیرنا تین بار اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ وَذٰلِكَ نَافِعٌ مِّنْ جَمِيْعِ الْاَوْجَاعِ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَسُبْحَانَهٗ

حبس شیطان

ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما کہتے ہیں جو شخص بستر پر یہ آیت پڑھکر سوئیگا۔ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سُبْحٰنَهٗ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا۔ اللہ اس سے ایذا کو دفعہ اور شیطان کو دور کردیگا۔

کثرت احتلام

بعض صالحین نے فرمایا ہے جب کوئی سونے کو بستر پر آئے۔ تو سورہ والسماء والطارق تا لفظ حافظ پڑھکر سوئے کثرت احتلام کی جاتی رہیگی۔ ایک شخص نے ایسا ہی کیا احتلام منقطع ہو گیا الحمد۔

زیارت قبور کی دعا

کثرت احتلام کے روکنے کا عمل

۹۳

جاگنا وقت خاص پر شب کو

بعض صلحانے کہا ہو جو شخص وقت خواب کے یہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ تا آخر سورہ کہف اور قولہ تعالیٰ حَتّٰی بَلَغُوْا کَمْ ... بالقیل و النھار بلا یتر پڑھ کر اللہ سے یہ سوال کریگا کہ میں فلاں وقت فلاں ساعت بیدار ہو جاؤں تو وہ اُس وقت پر جاگ اٹھے گا۔ وَقَدْ جَرَّبَ ذٰلِکَ جَمَاعَۃٌ کَثِیْرَۃٌ

سرق وحرق

پڑھنا آخر سورہ بنی اسرائیل کا سوتے وقت امن دیتا ہے اس رات کو چوری اور آگ میں جلنے سے اور وہ شخص مع اپنے ولد اور مال کے اللہ کے حفظ میں رہتا ہے

دفع خواب پریشان

سوتے وقت یہ کہنا تَوَکَّلْتُ بِاللّٰہِ وَثِقْتُ بِاللّٰہِ فَوَّضْتُ اَمُوْرَنَا اِلَی اللّٰہِ وَحَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ موجب اسکا یہ ہے کہ خواب میں سوائے خیر کے اور کچھ نہ دیکھے گا بلطف اللہ سبحانہ و تعالیٰ

دفع قلت نوم

مجدالدین شیرازی نے کتاب الصلوۃ و البشرین لکھا ہے ایک شخص نے بعض علماء سے کہا ہے کہ مجھے نیند بہت کم آتی ہے کہا سوتے وقت یہ آیت پڑھ لیا کر اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

حفظ از سوء شیطان

حافظ ابو موسیٰ نے اپنی سند سے تا عکرمہ مولیٰ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کیا کہ ایک مسافر کا گذر ایک سرد خواب پر ہوا دیکھا کہ اس کے پاس دو شیطان موجود ہیں، ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس نائم کے پاس جا کر اس کے عقل کو بگاڑ دے وہ گیا اور پھر آکر کہا کہ وہ ایک آیت پڑھ کر سویا ہے ہمکو اس پر دسترس نہیں ملتا۔ پھر وہ دونوں چلدئے مسافر نے اس نائم کو جگا کر یہ حال کہا، اور پوچھا تم کونسی آیت پڑھ کر سوتے ہو کہا یہ آیت۔ اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ الآیۃ

ف بعض اہل علم نے کہا ہے کہ جو شخص سورہ اخلاص معوذتین والٰھکم الٰہ واحد الآیۃ و اٰمن الرسول تا آخر سورہ اور آخر سورہ کہف پڑھکر یہ کہے گا۔ اَللّٰھُمَّ اَیْقِظْنِیْ فِیْ اَحَبِّ السَّاعَاتِ اِلَیْکَ وَاسْتَعْمِلْنِیْ بِاَحَبِّ الْاَعْمَالِ اِلَیْکَ ... وَاَیْقِظْنِیْ بِالْعَافِیَۃِ فَاِنِّیْ فِیْ مَنَامِیْ مَا یَسُرُّنِیْ ... وَلَا تُرِنِیْ مَا یَسُوْءُنِیْ ... اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پھر سوئے گا تو اللہ کے اذن سے ایسی چیز دیکھے گا جو اسکو خوش کرے گی

برائے فزع و ارق یعنے بیخوابی

کتاب ترمذی میں آیا ہے کہ خالد بن ولید نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ نیند نہیں آتی ہے۔ فرمایا اپنے بستر پر یہ دعا کر اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرْضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّیٰطِیْنِ وَمَا اَضَلَّتْ کُنْ لِّیْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِکَ کُلِّھِمْ جَمِیْعًا اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیَّ اَحَدٌ مِّنْھُمْ اَوْ اَنْ یَّبْغِیَ عَلَیَّ عَزَّ جَارُکَ وَجَلَّ ثَنَآؤُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ

روحانی الارم

چوری و آگ سے امن

برے خواب سے نجات

نیند کی کمی دور

شیطان کے شر سے نجات

حسب منشاء وقت پر بیداری کے لئے عمل

بے خوابی کا خاتمہ

"نیند میں ڈرنے کا عمل"

۴۴

سنن ابوداود و ترمذی میں آیا ہے کہ حضرت واسطے فزع کے یعنے نیند میں ڈر جانے کے یہ دعا انکو سکھاتے تھے اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی اولاد عاقل کو یہ دعا سکھاتے اور غیر عاقل کے لئے لکھ کر لٹکا دیتے ف طبرانی کہتے ہیں۔ ایک شخص نے حضرت سے شکایت وحشت کی کی فرمایا کہہ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ رَبِّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ جَلَّلْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ اس شخص نے یوں ہی کہا اللہ تعالے نے اس کی وحشت دور کر دی صحیح مسلم میں آیا ہے کہ جب کوئی تم میں خواب مکروہ دیکھے تو بائیں طرف تین بار تھتھکارے اور شیطان اور اس رویا سے تعوذ کرے اور کسی سے نہ کہے اور کروٹ بدل دے وہ خواب اس کو ضرر نہ پہنچا ئیگی

حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھے	ہزار بار سورہ کوثر طہارت پر پڑھ کر خواب میں جانے سے زیارت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میسر آتی ہے شرجی نے کہا ذٰلِكَ مُجَرَّبٌ ۔

سحر کرشمہ وصلش بخواب می دیدم • • نہ ہے مراتب خوابی کہ بہ بیداری ست

دفع جن	زید بن اسلم رضی اللہ عنہ بعض معادن پر والی تھے۔ لوگوں نے کہا یہاں جن بہت ہیں کہا کثرت سے اذان ہر وقت کہا کرو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا پھر کسی جن کو وہاں نہ دیکھا۔
دفع ہم	حضرت علی مرتضے کہتے ہیں۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو مہموم دیکھ کر فرمایا بعض اہل اپنے کو حکم دے کہ وہ تیرے کان میں اذان کہدیں۔ کہ یہ دوا ہم ہے میں نے ایسا ہی کیا مجھ سے ہم دور ہو گیا منہ
برائے صرع	بعض علماء نے ایک مرگی والے کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی تھی وہ اچھا ہو گیا۔
برائے راہ پانی	بعض علماء صالحین نے کہا ہے آدمی جب راہ بھول جائے تو اذان کہے اللہ اسکو راہ بتا دے گا
حفظ و بسط رزق	حسن بصری کہتے ہیں۔ ایک جماعت اہل اقتدار کی عادت تھی کہ وہ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ہر صبح و شام پڑھ کے ہلاک کرنے اور سکتے تھے۔ یہ حفظ و بسط رزق ہے کہا مجھ کو گمان ہے کہ یہ بات قولہ علیہ توکلت سے حاصل ہوتی تھی کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ [illegible]

(۳۰) — "زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مجرب عمل" — "جنات کو بھگانے کا عمل" — "اذان کا عمل" — "راستہ بھٹک جائے" — "رزق کی کشادگی کے لئے"

"دشمن کو مغلوب و مقہور کرنے کا خاص عمل"

۴۵

نصر فی الحرب ولی کبیر احمد بن موسے بن عجیل نے کہا ہے۔ چار آیتیں ہیں جو سامنے دشمن کے پڑھنے سے دشمن مغلوب و مقہور ہو جاتا ہے آدمی جس شخص سے خائف ہو اسکے روبرو پڑھے اللہ اس کو شر سے اس کے بچا لیگا۔ ہر آیت میں دس قاف ہیں ایک آیت بقرہ میں ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ۭ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآىِٕنَا ۭ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ دوسری آل عمران میں لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْا الی آخر الآیۃ تیسری سورہ نساء میں اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ الی آخر الآیۃ چوتھی سورہ مائدہ میں وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ تا آخر آیت بعض اہل علم نے کہا ہے۔ کہ اگر ان آیات کو لکھ کر نیزہ وغیرہ میں بمقابلہ عدو لٹکا دیا جائے وقت حرب کے تو وہ منہزم ہو کر بھاگ جائیں۔ شرجی کہتے ہیں۔ وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ وَصَحَّ بِعَوْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى

ہتھیار اثر نہ کرے جو شخص سورہ ہود کو لکھ کر اپنے پاس رکھے کوئی حرت مٹے نہیں اس پر اثر ہتھیار کا اثر نہ ہوگا۔ بلکہ اس کو نصر و ظفر حاصل ہوگی۔ اور اس کی ہیبت پڑیگی اسیطرح اگر ایک مٹھی مٹی کی لیکر اور اسپر سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ پڑھ کر اج ھ ذ ط کہکر دشمن پر پھینک مارنے سے شکست عدو ہو جاتی ہے وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ یا اسی طرح حرب میں دو بروی دشمن حٰمٓ لَا يُنْصَرُوْنَ کہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض غزوات میں اسیطرح کیا تھا۔ اور صحابہ کو اس کے کہنے کا حکم دیا تھا۔ حبیب بن مسلمہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کا کہنا وقت ملاقات عدو کے مستحب سمجھتے تھے۔ ابن ابی الدنیا نے کہا ایک قوم نے ایک حصن کا حصار بلاد روم میں اور یہی کلمہ کہا اور تکبیر کہی قلعہ پھٹ پڑا دشمن بھاگ گئے وللہ الحمد والمنۃ

چشم زخم یہ عوذیت واسطے نظر بد کے مجرب ہے یہ آیت پڑھ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ اسی طرح جو کوئی عائن یا ساحر کو یا فلاں کہکر اور اس کا نام لیکر وقت نظر لگنے کے یا اثر سحر کے پڑھے گا تو عمل اسکا باطل ہو جائیگا۔ شرجی نے کہا وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ وَصَحَّ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو نظر لگ گئی تھی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائن کو کہا کہ منہ ہاتھ پاؤں کو دھو اور داخل ازار کا غسل کر پھر وہ پانی معیون پر ڈالا فوراً اچھا ہو گیا۔

"ہتھیار اثر نہ کرے و فتح و نصرت" (۳۶)

"نظر بد سے بچنے کا عمل"

ایضاً برائے چشم زخم

کوئی پاک کپڑا یا تاگا تین گز لیکر اور ناپ کر پاس اس کے رکھ دے جو اس معیون کو رکھتا ہے پھر اس عزیمت کو بار بار پڑھے پھر اس کپڑے یا تاگے کو ناپے اگر گھٹے یا بڑھے تو اثر نظر ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ تین بار اسی طرح کہے پھر تین بار سورہ فاتحہ پڑھے پھر کہے عَزَمْتُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِيْ فِيْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ اَوْ فُلَانَةَ بِنْتِ فُلَانَةَ بِعِزَّةِ عِزِّ اللّٰهِ وَبِنُوْرِ عَظَمَةِ وَجْهِ اللّٰهِ [illegible] اَقْسَمْتُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِلٰى خَيْرِ خَلْقِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَزَمْتُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِيْ فِيْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ [illegible] عَزَمْتُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِيْ فِيْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ [illegible] [illegible] الَّذِيْ لَا يَقْوٰى عَلَيْهِ اَرْضٌ وَلَا سَمَاءٌ اَخْرَجَ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الْجُبِّ الْعَمِيْقِ [illegible] فِي الْبَحْرِ [illegible] تَعَالٰى وَاللّٰهُ تَعَالٰى بَرِيْءٌ مِنْكِ اُخْرُجِيْ يَا نَفْسَ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ بِاَلْفِ اَلْفِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ تا آخر سورت اُخْرُجِيْ يَا نَفْسَ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ ابْنِ فُلَانَةَ بِاَلْفِ اَلْفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ تا آخر سورت فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ انتهى

میں کہتا ہوں اس عزیمت کو واسطے دفع نظر بد کے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی قول جمیل میں لکھا ہے جیسا الفاظ کا تفاوت ہے [illegible] اس کو [illegible] پڑھا کرتا ہوں [illegible] مجرب پایا [illegible] اور عزیمت بھی چشم زخم کی آیات سے لکھی ہے وہ بھی نافع ہے

برائے زبان بندی

شرح [illegible] هٰذِهٖ [illegible] یعنی اس کو تین بار پڑھے اَللّٰهُمَّ يَا مَنْ [illegible] الْكِفَايَةُ [illegible] [illegible] الرِّعَايَةُ يَا مَنْ هُوَ الْبِدَايَةُ وَالنِّهَايَةُ [illegible] عَلٰى لِسَانِ فُلَانِ [illegible] وَعَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ [illegible] صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ [illegible] يَنْطِقُوْنَ

لے پارہ [illegible] سورہ آل عمران [illegible]

"زبان کے شر سے نجات"

۱۸

ایضاً برائی عقد لسان جس کے شر سے ڈر ہو اس کے پاس وقت ہو قول کرے یہ کہے اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۔

(۲۸) قول جمیل سے ملا ایک خاص عمل

برائی خوف از سلطان وغیرہ کہیعص کو بیٹھ حمعسق حمیت ۱۰ سے ہاتھ کی انگلی کو بند کرے لفظ اول کے ہر حرف کے تلفظ کے ساتھ اور بائیں ہاتھ کی ہر انگلی کو قبض کرے لفظ ثانی کے ہر حرف کے نزدیک پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں بند کئے چلا جائے۔ پھر دونوں کو اس کے سامنے کھول دے جس سے ڈرتا ہے شرجی نے کہا۔ فَاِنَّهٗ یا مومن من شرہ فلا یوذی مکروھا باذن اللّٰہ تعالٰی یہ عمل بعینہ قول جمیل میں مذکور ہے اس لفظ سے وسمعتہ یقول من خاف من سلطان فلیقل الخ شفاء العلیل میں کہا ہے۔ لفظ اول سے کہیعص اور لفظ ثانی مراد ہے یعنی جب کاف کہے تو داہنے ہاتھ کی ایک انگلی بند کرے پھر جب ہا کہے یعنی دوسرا لفظ بولے تو دوسری انگلی بند کرے اور یای تحتانی کے بعد تیسری انگلی اور عین کے بعد چوتھی اور صاد کے بعد پانچویں بند کرے۔ وعلیٰ ہذا القیاس لفظ ثانی کے ہر حرف کے ساتھ ایک ایک انگلی بائیں ہاتھ کی بند کرے لفظ میں کہتا ہوں۔ میں نے اس عمل کا بارہا تجربہ کیا صحیح پایا۔ وللہ الحمد امام غزالی نے کتاب خواص القرآن میں فرمایا ہے بعض صالحین نے یہ آیت حمعسق کذلک یوحی الیک والی الذین من قبلک اللہ العزیز الحکیم کہا ہے نے معلوم کیا کہ اس میں کوئی سر الٰہی ہے جب اس کو وقت شدائد کے سپر بنایا مجھ کو ایک رقیہ ہاتھ آیا شرجی کہتے ہیں۔ بعضا یقال عند من یخاف شرہ اللّٰھم انی ادرءبک فی نحرہ واعوذبک من شرہ اللّٰھم اکفنیہ کیف شئت وبما شئت اللّٰھم عینہ لغلبی ویاتہ لا الٰہ لک ویقال فی دخولہ علی مجاحۃ مقہ وبطلب منہ حاجتہ اللّٰھم انی اسالک خیرہ وخیر ماجئتہ علیہ ومن قال عند الدخول علی من یخاف شرہ رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا لم یضرہ شیء باذن اللہ تعالٰی سبحانہ

امام غزالی کا مجرب عمل

برائی دفع آفات ہر قسم بعض علماء نے کہا ہے جو شخص ہر روز پچیس بار یہ کلمہ کہے استغفر اللّٰہ العظیم الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم الذی لا یموت ابدا واتوب الیہ وہ اپنے نفس و مال و دین کوئی شئے مکروہ نہ دیکھیگا شرجی نے مجربات صحیحہ کہا ہے کعب احبار کہتے ہیں۔ قرآن میں سات آیات ہیں میں جب ان کو پڑھتا ہوں تو کچھ نہیں ڈرتا اگرچہ آسمان زمین پر منطبق ہو جائے تب بھی اللہ کے اذن سے میں نجات پاؤنگا۔ ایک قل لن یصیبنا الا ما کتب اللّٰہ لنا ھو مولانا وعلی اللّٰہ فلیتوکل المومنون دوسری وان یمسسک اللّٰہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو وان یمسسک بخیر فلا راد لفضلہ یصیب بہ من یشاء من عبادہ وھو الغفور الرحیم تیسری

"ہر قسم کی برائی سے نجات"

کعب بن احبار کا عمل

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ

چوتھی إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ رَبِّي وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ دَآبَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

پانچویں وَكَأَيِّنْ مِنْ دَآبَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

چھٹی مَا يَفْتَحِ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

ساتویں وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهِ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ

ایک روایت میں آیا ہے کہ جو کوئی ان آیات کا وظیفہ حاصل ہوگا۔ اگر اس پر پہاڑ قرض کا برابر کوہ احد کے آپڑیگا۔ تو بھی اللہ انکی برکت سے اسکو ادا دیگا۔ علی مرتضیٰ نے فرمایا ہے جسنے آیات ہفتگانہ کو اپنا وظیفہ صبح و شام کیا وہ آفات زمان و طوارق حدثان سے امن میں ہوا ... کے حلقہ حفظ میں کیے بعد اسکے گیا اسکی حفاظت کے ... فراغ شروع ہوا یا باذن خدا داخل ہوا شہر ... کہتے ہیں۔ فَعَلَيْكَ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا وَاللّٰهُ وَلِيُّ التَّوْفِيْقِ ○

برات من النار بعض صلحاء کو مرض سخت ہوا بیہوشی ہو گئی ملک الموت کو اسحالت میں دیکھا کہا میں تیرے لئے برات النار سے لکھوں کہا ہاں ایک ورق پر لکھا پایا استغفر اللہ ... ہذہ براءۃ من النار مریض اس مرض سے اچھا ہو گیا اور مدت تک زندہ رہا۔ وہ ورق ... کے نشان ... وقد قال تعالیٰ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ

جلب رزق اس کیلئے کثرت استغفار سے بڑھکر کوئی چیز نہیں ہے جسطرح ماحی ذنوب ہے اسیطرح جالب رزق ہے قال تعالیٰ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایکبار استسقا کیا استغفار سے زیادہ کچھ نہ کہا پوچھا تو فرمایا لَقَدْ طَلَبْتُ الْغَيْثَ بِمَجَادِيحِ السَّمَاءِ اور یہ آیت پڑھی اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَتَاعًا حَسَنًا إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى

غفران ذنب و کفایت ہم اس باب میں درود شریف سے بڑھکر کوئی چیز نہیں ہے ... فضائل درود کے رسالہ ... بیان میں بہت سے لکھے ہیں۔ ابی بن کعب نے جب یہ کہا أَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِي كُلَّهَا تو فرمایا إِذًا تُكْفَى هَمَّكَ وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ رواہ الترمذی وغیرہ ... شرح ... لَا ذِكْرَ لَا يُقْبَلُ إِلَّا مَعَ حُضُورِ الْقَلْبِ إِلَّا تِلَاوَةَ الْقُرْآنِ وَالصَّلَاةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُمَا يُقْبَلَانِ بِغَيْرِ حُضُورِ الْقَلْبِ انتہی حدیث صحیح میں آیا ہے کہ ایک بار درود پڑھنے سے دس رحمتیں اترتی ہیں ... اسکا کیا فائدہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ پر رحمت کرے ... درجے رفع کرے ... ایک شخص صالح ایک کربت میں گرفتار تھے۔ انہوں نے ... درود کا یہ صیغہ کہا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الطَّاهِرِ الزَّكِيِّ صَلَاةً تُحَلُّ بِهَا الْعُقَدُ وَتُفَكُّ بِهَا الْكُرَبُ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کربت سے رہائی بخشی ... کوئی ... درود مقبول نہیں ہوتی۔

حکایت ایک شخص کا باپ بعض بلاد میں مر گیا اسکا منہ و بدن سیاہ ہو گیا پیٹ پھول گیا۔ اس نے کہا لا حول ... تو وہ موت غربت اور اسحالت پر نہایت تعجب ہوا اتنے میں وہ سو گیا۔ دیکھا ایک شخص خوبصورت خوشبو والے نے آکر اس کے باپ کے بدن پر ہاتھ پھیرا وہ سفید

"جمیع آفات سے چھٹکارا" ۴۹ "مالک بن انس کا عمل"

ہو گیا کہا تم کون ہو۔ کہا میں تیرا نبی محمد رسول خدا ہوں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرا باپ بہتر تھا لیکن مجھ پر بہت درود پڑھتا تھا اس حالت کو دیکھ کر آیا اسکی آنکھیں کھل گئیں دیکھا تو باپ کے بدن پر نور تھا اللہ کی حمد کی اور اچھی طرح کفن دفن کیا الخ

لب گوہر فشاں وا ہونگے جب عرض شفاعت کو	تماشا گاہ محشر میں کھلینگے نیک منہ بد کا
بٹینگے جس گھڑی سامان عشرت بزم جنت میں	کھلیگا حال امت کو تیرے انعام بیحد کا
خدا بن مانگے کیا کیا نعمتیں دیگا پر خدو نکو	[illegible]

تخلص من جمیع الآفات اس مطلب کے لئے کوئی شے نافع تر ذکر خدا سے نہیں ہو فضائل ذکر کے حصن حصین و عدہ و منزل الابرار میں یکجا لکھے گئے ہیں۔ اونکے فائدہ اس ذکر کا یہ ہے کہ ذاکر ہمنشین مذکور ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی ذکر شافی صدور مزیل قسوت قلب جالب رزق دغیرہ منافع ظاہر و باطن ہے ایک عالم باللہ نے ذکر میں ایک کتاب مستقل لکھی ہے اسمیں [illegible] فائدے دین و دنیا کے بتائے و للہ الحمد [illegible] دارین و دو کونین یہی ذکر رب العالمین ہے لیس لیں الفاظ ذکار [illegible] تہلیل وغیرہا کتب ادعیہ و حدیث میں مذکور ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔

حکایت مالک بن انس کو خواب میں دیکھا پوچھا اللہ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا کہا بسبب اس کلمہ کے بخشدیا جسکو حضرت عثمان بن عفان وقت دیکھنے جنازہ کے کہا کرتے تھے۔ سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ اَبَدًا۔ ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے مرفوعا ذکر کیا ہے کہ جو شخص ہر روز سو بار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کہتا ہے اسکو کبھی فاقہ نہیں پہنچتا ایک جماعت مشایخ نے کہا ہے [illegible] جب حاملان عرش کو حکم حمل عرش کا دیا انہوں نے کہا [illegible] ہماری طاقت نہیں [illegible] جب کہا تو عرش کو اٹھا لیا [illegible] ہیں۔ [illegible] الْاَشْغَالِ الصَّعْبَةِ وَتَحَمُّلِ الْمَشَاقِّ [illegible] ابو موسی اشعری سے روایت ہے [illegible] كَنْزٍ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ قَالَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ [illegible]

نفع انواع بلا بدعا دعا کا حکم قرآن و حدیث میں لبہ درجہ آیا ہے کتب ادعیہ میں فضائل و منافع فوائد اسکے مذکور ہیں جو دعا کہ کرم ہو [illegible] افضل دعا اور قریب الی الاجابت وہ ہے جو ساتھ حضور قلب و صدق التجا کے ہو کوئی داعی [illegible] سوا اللہ کے اسکو کسی اور کی [illegible] نہیں [illegible] ذوالنون علیہ السلام کا تھا۔ [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] [illegible] جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے جو شخص [illegible] پانچ بار رَبَّنَا کہتا ہے اسکی دعا قبول ہوتی ہے [illegible] آخر سورہ آل عمران [illegible] فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ [illegible] حسن الدعا ما كان في القرآن [illegible] کتاب الوجیز [illegible] شاہ [illegible] کیا ہے [illegible] اور حدیث میں بھی موجود ہیں پھر بعد قرآن کے دعا وہی ہیں جو صحاح میں ماثور ہیں [illegible] دعا نہیں [illegible] [illegible] میں مذکور ہو [illegible] مستجاب ہیں اوقات دعا و اماکن اجابت دعا و آداب [illegible] حصن حصین میں [illegible] [illegible] ساتھ قبول ہوتی ہو [illegible] ایک امام کے خطبہ [illegible] ختم نماز [illegible] [illegible]

[illegible] **ردضالہ و آبق** اس طرح کہا جو [illegible] [illegible] بِمِثْقَالِ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ [illegible] [illegible] **حکایت** رسالہ قشیری میں [illegible]

"یا حفیظ کے برکات" [illegible] "چور کو معلوم کرنے کیلئے"

"دانت کے درد کیلئے" [اکثر اعمال مجرب ہے۔ جس کو یقین نہ ہو تو پھر عمل کارگر نہیں ہوتا۔ صاحب کتاب] "لجہر کا تخیل حاصل ہے"

... کما قال اللّٰہ تعالیٰ ... لما بقی یا امۃ اللّٰہ ان کنت مؤمنۃ باللّٰہ والیوم الاٰخر فبحق محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم وان کنت یہودیۃ فبحق موسی الکلیم علیہ السلام وان کنت نصرانیۃ فبحق عیسی بن مریم علیہما السلام ان لا ... بن ... لا شریک لہ ... لہ ... وتحولی عنہ الی من اتخذ مع اللّٰہ الٰھا اٰخر لا الٰہ الا اللّٰہ العزیز الحکیم فالا ... من اللّٰہ واللّٰہ ... فحسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم ...

سکو قول جمیل میں بھی نقل کیا ہے ... فلان بن فلان کے نام مریض کا اور اس کی ماں کا لکھے ... ایک عمل ... ہے کہ ہر روز بعد نماز عصر کے سورہ ... تین بار ... پڑھے ... مجھ کو رقیہ مذکور کا بار ہا تجربہ ہوا ہے باذن اللہ تعالیٰ ہمیشہ صحیح پایا۔ والحمد للہ

ایضاً برائی تپ آیات تخفیف کو لکھ کر محموم پر لٹکاوے وہی قولہ تعالیٰ ذلک تخفیف من ربکم ورحمۃ یریدُ اللّٰہ ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا اور بعد آخر ... لکھے ... آیت قلنا یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراہیم اور آیت ربنا اکشف عنا العذاب انا مؤمنون اور آیت وان یمسسک اللّٰہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو وان یردک بخیر فلا راد لفضلہ یصیب بہ من یشاء من عبادہ وھو الغفور الرحیم ... (برائی حمی ربع) اسکو ... ہر محموم ... اور جو ... ذراع یمین پر ... ذراع الیسری پر ... ساق یمین پر جبرئیل ... ساق الیسری پر میکائیل ... یمین پر اسرافیل ... الیسری پر عزرائیل لکھدے وہ بہت جلد صحت پائے گا۔ وھذا مما جرب ... اسی طرح ... محموم ... لکھے یجوہ ... باذن اللّٰہ تعالیٰ ... برائی درد سر ... کو لکھکر سر پر رکھدے بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم کھیعص ذکر رحمۃ ربک عبدہ زکریا حمعسق کذلک یوحی الیک والی الذین من قبلک اللّٰہ العزیز الحکیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم کم من نعمۃ للّٰہ علی کل عبد شاکر وغیر شاکر وکم من نعمۃ للّٰہ علی کل قلب ... وعنیف ... وکم من نعمۃ اللّٰہ علی کل عرق ساکن وغیر ساکن اسکن ایھا الوجع بقدرۃ من لہ ما سکن فی اللیل والنہار وھو السمیع العلیم ... ھذا مما اشتہرت برکتہ ...

(ایضاً برائی درد سر) آخر جمعہ ماہ رمضان میں لکھکر ... بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم الم تر الی ربک کیف مد الظل ولو شاء لجعلہ ساکنا ثم جعلنا الشمس علیہ دلیلا ثم قبضناہ الینا قبضا یسیرا اسکو ... نافع ...

(ایضاً برائی درد سر) ... بسم اللّٰہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم ... باذن اللّٰہ ... صحت ہوگی

برائی درد شقیقہ خاصۃً) ... قل اللّٰہ قل افاتخذتم من دونہ اولیاء لا یملکون لانفسہم نفعا ولا ضرا قل ھل یستوی الاعمی والبصیر ام ھل تستوی الظلمات والنور ام جعلوا للّٰہ شرکاء خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیہم قل اللّٰہ خالق کل شیء وھو الواحد القہار ... کرے۔

(برائی درد دندان) ... [illegible] ...

... [illegible] ...

"برائے درد سر" "برائے درد دل"

[illegible]

الدار والدوام ۵۱ ”آنکھوں کی تکلیف کیلئے“

برائے رمد اس کے لئے یہ آیت اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِىْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِىْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۔ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۔ لکھکر صاحب رمد پر لٹکائے نفع ہوگا امام شافعی رحمہ سے ایک شخص نے شکایت رمد کی کی اسکو لکھدیا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۔ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ اور کہدیا کہ اس کو باندہ لے وہ شخص اچھا ہوگیا۔ **حکایت** لیث بن سعد کہتے ہیں میں نے عقبہ بن نافع کو منبر پر دیکھا پھر بصیر میں نے پوچھا اللہ نے تمہاری آنکھوں کو کسطرح پھیر دیا۔ کہا مجھ سے کسی نے خواب میں کہا کہہ یَا قَرِيْبُ يَا مُجِيْبُ يَا سَمِيْعَ الدُّعَآءِ يَا لَطِيْفًا لِّمَا يَشَآءُ رُدَّ عَلَىَّ بَصَرِىْ میں نے کہا اللہ تعالٰی نے روشنی آنکھ کی پھیردی۔ **ف** شرجی کہتے ہیں شیخ فریدالدین رحمہ سے جو کہ بلاد ہند میں مشہور ہیں۔ روایت ہے کہ جو شخص ناخن ہر دو ابہام پر آیت فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۔ سات بار پڑھ کر پھر ہر بار حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجکر اور دونوں ابہام پر پھونک کران کو دونوں آنکھوں پر پھیریگا۔ تو واسطے نور اور دفع زوال نور کے آنکھ سے نفع کریگا۔ انشاء اللہ تعالٰے میں کہتا ہوں شیخ حسینی میرے والد کے مرید تھے۔ وہ ہمیشہ اس آیت کو واسطے بقاء نور چشم کے پڑھا کرتے تھے۔ ان کی عمر طویل ہوئی آنکھوں کی روشنی بدستور تھی وللہ الحمد والمنۃ

”صاحب کتاب کا ذاتی تجربہ“

برائے رعاف اگر خون ناک سے بہے اور رکتا نہ ہو تو یہ آیت لکھکر سر پر راعف کے رکھدے یا سر پر ہاتھ رکھکر پڑھدے پھر کہے کہ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ مَا اَنْتَ خُلِقْتَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ فَهِىَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۔ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِىْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِىْ وَغِيْضَ الْمَآءُ

نماز استخارہ

یہ نماز صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً آئی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسکی تعلیم کی طرف مزید توجہ تھی جسطرح کوئی سورت قرآن پاک کی سکھاتے تھے۔ اسی طرح اس دعا کو تعلیم فرماتے اور کہتے اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ لْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ الَّذِىْ اَنَا عَازِمٌ عَلَيْهِ وَلَيْسَ مُطْلَقَةً خَيْرًا لِّىْ فِىْ دِيْنِىْ وَدُنْيَاىَ وَمَعَاشِىْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِىْ وَعَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِىْ وَيَسِّرْهُ لِىْ ثُمَّ بَارِكْ لِىْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّىْ فِىْ دِيْنِىْ وَدُنْيَاىَ وَمَعَاشِىْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِىْ وَعَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّىْ وَاصْرِفْنِىْ

”صاحب کتاب کا الہام سے ہونے کا یقین“

آنکھوں کیلئے الہامی وظیفہ

(ع) شیخ فریدالدین کا آزمودہ عمل

”نکسیر روکنے کا مجرب عمل“

(ع) مستقل سے چھٹکارا، دہلوی خاندان کا استخارہ

عَنْهُ وَاَقْدَرَنِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِي بِهِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ مسند امام احمد میں مرفوعاً آیا ہے۔ مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ اٰدَمَ صَلٰوتُهُ اِلَى اسْتِخَارَةِ وَرِضَاهُ بِمَا قَضَاهُ اللّٰهُ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ اٰدَمَ تَرْكُهُ اسْتِخَارَةَ اللّٰهِ تَعَالٰى رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرِكِ وَقَالَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ وَاَبُو يَعْلٰى وَالتِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ وَالْبَزَّارُ وَابْنُ حِبَّانَ اور بعض اخبار میں انس سے رفعاً وارد ہوا ہے مَا خَابَ مَنِ اسْتَخَارَ وَلَا نَدِمَ مَنِ اسْتَشَارَ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ چار باب میں فرمایا ہے کہ پیشتر کام سے تین دن یا سات دن دو رکعت نماز ادا کرے اور سلام کے بعد یہ دعا پڑھے یہ نماز مجربات سے ہے انتہی۔ شاہ عبدالعزیز نے فرمایا ہے ترکیب استخارہ در قول جمیل مذکور است طریق سہل آن است کہ شب چہار شنبہ و پنجشنبہ و جمعہ متواتر بعد از نماز عشا و فراغت کلام و امور دنیوی بسم اللہ الرحمن الرحیم را سہ صد بار خواند والم نشرح ہفدہ بار و بسم اللہ بر سینہ و روئے خود دم نماید و دعا نماید بجناب باری کہ در فلان امر آنچہ واقع شدنی ست در خواب یا یقظہ بہتر معلوم شود نمائی بعد از آن صد بار این درود بخواند اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ اگر خواہند دعائی استخارہ کہ در حدیث آمدہ برائے مطلب خود ہفت بار بخوانند و بحال قلب خود نظر کنند اگر عزم درست در آن کار باشد بعمل آرند واگر عزم فتور گردد موقوف دارند دعائی استخارہ در مشکوۃ موجود است انتہی میں کہتا ہوں۔ حدیث استخارہ کو اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ابن ابی حاتم و ترمذی نے صحیح کہا ہے۔ مگر باوجود اس کے کہ یہ حدیث صحیح بخاری میں آیا ہے امام احمد نے اسکو ضعیف ٹہرایا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کے اسناد میں عبدالرحمن بن ابی الموال شریک ہے ابن عدی نے کہا اَنْكَرُوا عَلَيْهِ حَدِيْثَ الْاِسْتِخَارَةِ وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ انتہی مگر جمہور اہل علم نے عبدالرحمن کی توثیق کی ہے۔ كَمَا قَالَ الْعِرَاقِيُّ میں کہتا ہوں ابن حبان نے حدیث استخارہ کو ابوہریرہؓ سے اور عراقی نے ابن مسعودؓ سے اور ابو یعلی نے ابوسعید خدری سے اور نیز طبرانی نے ابن عباسؓ و ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے یہ دلیل ہے ثبوت و جواز استخارہ پر وللہ الحمد لیکن حدیث بخاری سے تکرار استخارہ کی معلوم نہیں ہوتی ظاہر ہے کہ ایکبار کا استخارہ کافی ہوگا مگر خزینۃ الاسرار میں کہا ہے۔ وَيَنْبَغِيْ اَنْ يُّكَرِّرَهَا سَبْعًا وَيُسْتَحَبُّ تَكْرَارُ الْاِسْتِخَارَةِ فِي الْاَمْرِ الْوَاحِدِ اِذَا لَمْ يَظْهَرْ لَهٗ وَجْهُ الصَّوَابِ فِي الْفِعْلِ اَوِ التَّرْكِ مَا لَمْ يَنْشَرِحْ لَهٗ صَدْرُهٗ لِمَا يَفْعَلُ كَمَا وَرَدَ فِي حَدِيْثِ تَكْرَارِ الْاِسْتِخَارَةِ سَبْعًا اَخْرَجَهُ ابْنُ السُّنِّيِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَنَسُ اِذَا هَمَمْتَ بِاَمْرٍ فَاسْتَخِرْ رَبَّكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْظُرْ اِلَى الَّذِيْ يَسْبِقُ اِلٰى قَلْبِكَ فَاِنَّ الْخَيْرَ فِيْهِ

قول جمیل میں مذکور طریق عمل استخارہ

عمل استخارہ کا ثبوت

"امام نووی کا عمل استخارہ"

الداء والدواء ۵۴

نووی نے کہا مستحب یہ ہے کہ دو رکعت استخارہ میں اول رکعت میں قل یایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھے وکذا ذکرہ الغزالی فی الاحیاء و العینی فی شرح البخاری معمولات مظہریہ میں لکھا ہے کہ معمول یہ تھا کہ بدون استخارہ کے کوئی کام نہ کرتے تھے سفر وحضر دونوں میں بلکہ سفر میں واسطے ہر منزل کے استخارہ کرتے اور فرماتے مرید کو چاہیئے کہ کسی کام کو شروع کرنے سے پہلے استخارہ کرے پھر اقدام کرے اگر فرصت واسطے دو رکعت کی نہ پائے تو صرف دعا پر اکتفا کرے کہ سب خیر ہی ہوگی۔ کوئی خواب دیکھنا یا استخارہ مسنونہ میں رکن نہیں ہے ان مشائخ نے واسطے توجہ خاطر و اطمینان کے یہ کہا ہے کہ بعد استخارہ کے اگر دل اس کام پر متوجہ ہو تو کرے ورنہ ترک کرے طریق مسنون یہی ہے دو رکعت نماز بہ نیت استخارہ پڑھے اول رکعت میں قل یایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ احد بعد سلام کے یہ دعا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ الخ صاحب سفر السعادت نے کہا ہے آنچہ بعضے از محققان مشائخ کبار گفتہ اند کہ شخص باید کہ ہر روز در وقتے معین بجا آرد کہ دو رکعت نماز استخارہ بگذارد و بگوید اَللّٰهُمَّ الی قولہ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ جَمِيْعَ مَا اَتَحَرَّكُ فِيْهِ فِيْ حَقِّيْ وَفِيْ حَقِّ غَيْرِيْ وَجَمِيْعَ مَا يَتَحَرَّكُ فِيْهِ غَيْرِيْ فِيْ حَقِّيْ وَفِيْ حَقِّ اَهْلِيْ وَوَلَدِيْ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنِيْ مِنْ سَاعَتِيْ هٰذِهٖ اِلٰى مِثْلِهَا مِنَ الْغَدِ خَيْرٌ لِّيْ الخ ہر چند این کیفیت استخارہ در حدیث نیافتہ ام اما عمل بر این موافق حدیث استخارہ و مناسب اتباع سنت است انتہی شوکانی نے فرمایا ہے وَصَلٰوةُ الْاِسْتِخَارَةِ مَشْرُوْعَةٌ بِلَا خِلَافٍ انتہی

ایضاً طریق استخارہ قول جمیل میں لکھا ہے اگر تو چاہے کہ خواب میں اپنا نکلنا نمیتوں سے دریافت کرے تو وضو کرے پاک کپڑا پہن کر رو بقبلہ ہو کر لیٹے اور سورہ والشمس وسورہ واللیل وسورہ اخلاص سات بار پڑھے اور دوسری روایت میں پڑھنا سورہ تین کا عوض اخلاص کے سات بار آیا پھر یوں کہے اَللّٰهُمَّ اَرِنِيْ فِيْ مَنَامِيْ كَذَا وَكَذَا وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ اَمْرِهٖ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا وَّاَرِنِيْ فِيْ مَنَامِيْ مَا اَسْتَدِلُّ بِهٖ عَلٰى اِجَابَةِ دَعْوَتِيْ اگر وہ چیز دیکھے جو خوشی لائے تو فبہا ورنہ دوسری رات بھی اسیطرح کرا گر کچھ دیکھے بہتر ورنہ تیسری رات سے ساتویں رات تک اسی طرح کر شب ہفتم سے ان شاء اللہ تجاوز نہ ہوگا۔ مولف نے فرمایا خبر دیا ہمکو جَمَاعَةٌ مِّنْ اَصْحَابِنَا انتہی خزینۃ الاسرار میں کہا ہے۔ وَاَمَّا الْاِسْتِخَارَةُ الْمَنَامِيَّةُ فَمُسْتَحَبٌّ كَذٰلِكَ اَخْرَجَ الطَّبْرَانِيُّ وَالضِّيَاءُ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ كَلَامٌ يُكَلِّمُ بِهِ الْعَبْدَ رَبُّهٗ فِي الْمَنَامِ الخ

ایضاً استخارہ مجربہ صحیحہ اسکی برابر کوئی استخارہ کم ہوگا جو شخص یہ چاہے کہ انجام اپنے امر

(حاشیہ:) معمولات مظہریہ — مرید کیلئے استخارہ ضروری ہے — "مشائخ کا قول" — (۴۲) دہلوی خاندان کا ایک مجرب عمل استخارہ — (۴۳) خواب میں رہنمائی کا خاص استخارہ

۴۷

کا معلوم کرے کہ خیر ہے یا شر وہ بعد عشا کے وضو تازہ کرکے بستر پاک پر بیٹھکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تین بار درود بھیجے اور دس بار فاتحہ پڑھے اور گیارہ بار سورہ اخلاص پھر تین بار درود بھیجکر شق ایمن پر متوجہ طرف قبلے ہو کر سو رہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ خواب دیکھیگا وہ خواب اس کے مقتضائی حال پر خبردار کرے گی فَلَا بُدَّ لَهُ مِنْ تَعْبِيْرِ رُؤْيَا إِنْ لَمْ يَعْرِفْ تَعْبِيْرَهَا؟ ذُكِرَ كَانَ فِيْ خَزِيْنَةِ الْأَسْرَارِ

برائے بقائے نعمت و عدم زوال دولت — اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

امام مالک رحمہ اللہ نے اس آیت مبارکہ کو اپنے گھر کے دروازے پر لکھ رکھا تھا۔ کسی نے پوچھا کہ یہ کیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہا ہے وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ الخ اور میرا گھر میری جنت ہے اہل علم کہتے ہیں۔ جو شخص یہ چاہے کہ اپنے مال و اہل میں خوشی دیکھے وہ ان کلمات کو کہا کرے فَإِنَّهُ لَا يَرٰى سُوْءً أَبَدًا فَإِنَّهُ رَوٰى أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلٰى عَبْدٍ نِعْمَةً فِيْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ فَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ لَا يَرٰى آفَةً دُوْنَ الْمَوْتِ ذَكَرَهُ الشَّوْكَانِيُّ هٰكَذَا بِلَا تَخْرِيْجٍ میں نے اس کلمے کا تجربہ کیا صحیح پایا وللہ الحمد

دفع ابتلاء بہ بلا — حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں فرمایا ہے جو شخص کسی مبتلا کو دیکھکر یہ کہے گا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ تو وہ بلا اسکو نہ لگے گی رواہ الترمذی میں نے اسکا تجربہ کیا ہے بالکل صحیح پایا وللہ الحمد اہل علم نے کہا ہے اگر بلا دین میں ہو جیسے سکر و شراب تو اس کو سنا کر کہے تاکہ منزجر ہو۔ اور اگر جسم میں ہو جیسے جذام وغیرہ تو چپکے سے کہے تاکہ وہ شکستہ خاطر نہ ہو۔

دفع فال بد — حدیث عقبہ بن عامر میں فرمایا ہے کہ طیرہ یعنے بد فالی کسی مسلمان کو نہ پھیرے تم جب کوئی شئے برے دیکھو یوں کہو اَللّٰهُمَّ لَا يَأْتِيْ بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا يَذْهَبُ بِالسَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ انتہی اس کہنے سے اثر اسکا جاتا رہے گا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ یوں کہے۔ اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ وَلَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ ابن القیم نے کہا ہے کہ فال بد کا ضرر اسی شخص ضعیف الایمان کو پہونچتا ہے جو اس کا معتقد ہوتا ہے اور جو کوئی بد فالی کو بے حقیقت چیز جانتا ہے اسکو کچھ نقصان نہیں مالہلک بد سے نہیں ہوتا۔ انتہٰی بے شبہ بد فالی لینا ایک طرح کی بے توکلی ہے اللہ جس کے ہاتھ میں سارا نفع و ضرر ہے۔ نہ کسی دوسرے کے جاہل لوگ طیور وغیرہ سے فال لیتے ہیں یہ توحید

"درود پاک کی برکت"

"زوال نعمت و دولت سے تحفظ"

"خوشی و نعمت پانے کا عمل"

"حفاظت ایمان و صحت کا مجرب"

بدفالی کے اثرات سے بچنے کا عمل

"بدفالی کے اثرات"

"شعور و کرامت صرف نوع البشر کے ساتھ خاص ہے"

الدار والدوار ۵۵

ایسا نہیں سمجھتے کہ سوا انسان کے سائر حیوانات طیور ہوں یا اور دواب سب بے شعور ہیں یہ ان کے حرکات و سکنات سے اخذ کرنا کیا۔ سب سے زیادہ شعور و کرامت بنی نوع بشر ہو شارع نے بشر ہی کے کلمہ بد فالی بسلفہ پر زجر کیا ہے اور طیرہ کو شرک فرمایا تو پھر حیوان غیر ناطق کی آواز اور پرواز کا کیا اعتبار اور وہ اس مشرک کے حال و مآل سے کیا خبردار۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ

برائے حفظ جامہ نو بعض اہل علم نے کہا ہے سورۂ انا انزلناہ و کافرون و اخلاص کو گیارہ بار پڑھ کر آب پاک پر دم کر کے ثوب جدید پر چھڑک دے ہمیشہ عیش سے رہیگا۔ جب تک کہ ایک تار بھی اسکا باقی ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ فقط انا انزلناہ الخ ۳۰ بار پانی پر پڑھکر جامہ نو پر چھڑک دے ہمیشہ اللہ کی طرف سے رزق میں رہے گا جب تک کہ وہ باقی رہیگا لیکن احادیث میں دعائے لبس ثوب جدید آئی ہے اسکا پڑھنا برکت لاتا ہے۔ میں اکثر اسکو پڑھ لیا کرتا ہوں

دعائے عطش بعض صالحین نے کہا ہے بعض مغازی میں مجھکو عطش شدید ہوا یہانتک کہ میں تلف سے ڈرا اور مرنے کے لیے مستعد ہو بیٹھا تب میں آنکھ لگ گئی ایک کہنے والے نے کہا کہہ تین بار يَا لَطِيفًا بِخَلْقِهِ يَا عَلِيمًا بِخَلْقِهِ يَا خَبِيرًا بِخَلْقِهِ الْطُفْ بِي يَا لَطِيفُ يَا عَلِيمُ يَا خَبِيرُ یہ ایک تحفہ ابد ہے جب تجھ کو کچھ تنگی پیش آئے یا کوئی نازلہ نازل ہو تو اس کو کہا کر یہ کہنا کافی شافی ہوگا میں نے پوچھا تم کون ہو۔ کہا میں خضر ہوں

برائے نزول نازلہ بعض صالحین یہ دعا کرتے تھے۔ يَا لَطِيفُ يَا عَلِيمُ يَا خَبِيرُ الْطُفْ بِنَا فِيمَا جَرَتْ بِهِ الْمَقَادِيرُ اور اسکو مکرر کہتے شرحی کہتے ہیں فَدَعَوْتُ بِهِ فَوَجَدْتُ لَهُ تَأْثِيرًا حَسَنًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا اور بعض علماء نے اس دعا کا فضل کثیر ذکر کیا ہے۔ يَا لَطِيفُ فَوْقَ كُلِّ لَطِيفٍ الْطُفْ بِي فِي جَمِيعِ أُمُورِي كُلِّهَا كَمَا أُحِبُّ وَأَرْضَى وَرَضِّنِي فِي دُنْيَايَ وَآخِرَتِي

حکایت امام شافعی کہتے ہیں۔ بعض ایام میں ایک امر نے مجھکو سخت الم میں ڈالا میں بیمار سا ہوگیا اور سوائے اللہ کے کوئی اس پر مطلع نہ تھا۔ رات کو مجھے خواب میں ایک شخص نے کہا کہہ اللّٰهُمَّ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا نُشُورًا وَلَا أَسْتَطِيعُ أَخْذَ شَيْءٍ إِلَّا مَا أَعْطَيْتَنِي وَلَا أَتَّقِي إِلَّا مَا وَقَيْتَنِي اللّٰهُمَّ وَفِّقْنِي لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى مِنَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ فِي عَافِيَةٍ میں نے صبح کو اٹھ کر اس دعا کو پڑھا جس دن کو چاشت ہوئی اللہ تعالے نے مجھکو اس بلا سے نجات دی اور مجھکو میرا مطلب عطا کیا تعلیم کئی بھذہ الدعوات

برائے رام کردن دابہ اگر کوئی دابہ سرکش ہو تو اس کے کان میں یہ آیت پڑھے اَفَغَیْرَ

"سرکش جانور کو مطیع کرنے کا عمل"

"مصیبت عطش و بھوک اور ... سے نجات"

حضرت خضر علیہ السلام کا عمل

صالحین کا ... عمل

امام شافعی کا الہامی عمل

دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ اس کا تصور دور ہو جائیگا بعض علماء نے کہا فعلنا ذلك مرارًا فكان كذلك والحمد للّٰه

برائے عدم فزع از دشمن وقت ارادہ سفر

بعض صلحاء نے کہا ہے جو شخص ارادہ سفر کا کرے اور کسی دشمن یا وحش سے خائف ہو تو سورہ لایلاف پڑھ کر نکلے کہ وہ امان ہے ہر سو سے ایک شخص نے ایسا ہی کیا وہ کہتا ہے۔ مجھ کو کوئی فزع عارض نہ ہوا وللہ الحمد والمنۃ

برائے حفظ از رہزنان در سفر

راہ میں جب خوف قطاع الطریق کا ہو۔ تو سات کنکری پاک لیکر ہر ایک پر یہ کلمات سات بار پڑھے اور ہر بار پڑھے اور ہر بار پھونکے اور ایک کنکری جانب یمین اور دوسری جانب شمال اور ایک سامنے اور ایک پیچھے پھینکے اور تین حدو کپڑے یا عمامے میں۔ کہے لا قاه جانحمت تحنا فانت نقم نحمت يصم محمت ايكما لمهنه تها وقد حيزب نالك وصبح قالله مالعالقيمة انتہی میں کہتا ہوں معانی ان الفاظ کے معلوم نہ ہوئے ظاہر یہ ہے کہ اسمار آہی کسی زبان عبرانی یا سریانی کے ہوں گے واللہ اعلم شرعی کہتے ہیں۔ اگر ان کلمات کو وہ پڑھے جس کے غیر سے خائف ہو اور اللہ تعالیٰ سے نجات چاہتے۔ تب بھی کوئی کردہ انشاء اللہ تعالےٰ نہ دیکھے گا۔

برائے حفظ از اہل بغی

جس کو اہل بغی سے ڈر ہو اور اللہ تعالیٰ سے نجات چاہے وہ یہ آیت پڑھے۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ وقوله وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا وہ ان کے شر سے محفوظ رہے گا۔

برائے دار طعام

جب کھانا کھائے اور یہ ڈر ہو کہ اس میں کچھ دارو ہے۔ تو یوں کہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ اس کو وہ طعام کچھ ضرر نہ کریگا۔ ثبت ذلك عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم

برائے حمل

ایک پاک برتن میں فاتحہ اور درود لکھ کر اسکو پانی سے دھو کر ایک برتن میں یہ لکھے اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ

هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا فَحَمَلَتْهُ تَلُوْنُ اللهِ حَمَلَتْ بِلُطْفِ اللهِ فَحَمَلَتْهُ بِلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ فَانْتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ سپیدی فی پیالہ کر دقت قرب زوج کے پی جائے باذن اللہ حامل ہو جائے گی اسکو شرحی نے مجرب کہا ہے۔

برائی عدم استقاط نساء و ثمار اس آیت کو لکھ کر باندھے۔ وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا۔

برائی تولد ذکر سورہ یوسف کو لکھکر زن حاملہ پر باندھے مگر ایسا لکھے کہ کوئی حرف نہ مٹے ان شاء اللہ تعالیٰ ذکر جمیل سعید معصوم مرضی خدا سے پیدا ہوگا۔

برائی تاصرازنان ایک شخص نے حسن بصری سے کہا کہ میں اپنی بی بی سے صحبت نہیں کر سکتا ہوں دو بیضہ شتر مرغ منگا کر منقش کر کے ایک پر یہ آیت لکھی وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ اور وہ انڈا مرد کو دیا۔ دوسرے پر یہ لکھا وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ وہ عورت کو دیا اور کہا کھاجاؤ کام کرو وہ دونوں گویا ایک رسی میں بندھے نئے کہل گئو مطلب ان کا حاصل ہوگیا۔ **ف** حکماء ہند نے کہا ہے جب کتا کتی سے منعقد ہو جائے تو فوراً اسکی دم جڑ سے کاٹ کر پالیس دن تک زمین میں گاڑ دے پھر اسکو نکالے وہ ایک ہڈی کی طرح پر ہوگی۔ اسکو ایک تاگے میں باندھ کر کمر سے لگانے سے انزال نہ ہوگا۔ اور نہ تھکے گا اور نہ تعب پائیگا۔ اگرچہ مغرب سے صبح تک مشغول رہے شرحی فرماتے ہیں۔ هَذَا مِنْ مُجَرَّبَاتِهِمْ لَا يَعْرِفُهُ مِنْهُمْ إِلَّا الْقَلِيلُ اسی طرح جو شخص خون حیض گائے کو زلوؤں سے ملیگا عجب طرح کا انعوظ دیکھیگا یا اہلیلہ و آمہ یا ہلیلہ کو پتہ بزبز سے ملا کر لگایگا۔ تو بھی عجائب دیکھے گا۔ اسی طرح اگر شہد و روغن زرد کو ملا کر بکایگا یہاں تک کہ گاڑھا ہو جائے اور اسکی ایک گولی سوتے وقت کہا لیگا تو بھی نفع عجیب پائیگا۔

برائی عدم انزال وقت جماع ایک برگ انگور پر اسپاتا منقطع اور یَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ كَهْيَعَصَ وَقَفَ وَثَارَ الْمَحِيضُ أَطْفَأَهَا اللهُ أَمْسَكَ أَيُّهَا الْمَاءُ النَّازِلُ مِنْ صُلْبِ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ بِلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ لکھکر بائیں ران پر باندھ لے فکوہ الشرحی میں کہتا ہوں یہ عزیمت گو مجرب ہے لیکن ایسے کام کے لئے آیت شریف کا یہ لکھنا بہتر ہے لکھنے سے واللہ تعالیٰ اعلم

برائی فتور و استرخاء عضو جس کا یہ حال ہو وہ تین روز سے رکے اور چوتھے شب کو لکھکر کف دست میں بقلم نحاس زعفران و گلاب سے یہ آیت لکھے۔ إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ وَالْمَوْتَىٰ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ اور اسکو چاٹ لے [illegible]

انشاءاللہ باذن خدا اسکی شکایت زائل ہوجائیگی ؎

برائی رہائی از قید — بتویل سورۂ فاتحہ گذر چکا ہے کہ پڑھنا سورہ موصوف کا ایک سوگیارہ بار ترکیب سابق مجرب ہے اس کے سوا پڑھنا سورۂ یوسف کا بہ نیت صادقہ وحضور قلب باذن الٰہی موجب خلاصی کا قید سے ہے شرجی نے کہا و ذالک مجرب اسی طرح اگر مسجون یا ماسورا ایک مجلس میں ہزار بار یہ پڑھے مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ تو بہت جلد اللہ تعالیٰ اسکو رہائی دیگا۔ جُرِّبَ ذٰلِكَ وَصَحَّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

برائی خوف از قتل وعذاب وغیرہ — امام بونی کہتے ہیں یہ ایک سر بدیع ہے جب انسان کو اپنی جان پر خوف قتل یا عذاب وغیرہ کا ہو تو ایک بکری بے عیب شش ضبحہ لیکر رو بقبلہ ہوکر ایک جگہ خالی میں ذبح کرے اور کہے اَللّٰهُمَّ هٰذَا الْفِدَاءُ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ فِدَاءٌ فَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ اور اس کے خون کے لیئے ایک گڑھا کھود کر مٹی سے بھرتی کرے کہ وہ خون کسی کی پامالی میں نہ آئے اور گوشت کو ساتھ جزو کرکے فقراء ومساکین پر تقسیم کرے اور خود نہ کھائے اور نہ اسکو دے جسکا نفقہ اس پر واجب ہو یہ اسکا فدا ہو جائیگا اور جس سے ڈرتا ہے وہ شئے اس کو نہ پہونچے گی۔ قَالَ وَذَالِكَ مُجَرَّبٌ مَعْمُوْلٌ بِهٖ فَاللّٰهُ هُوَ الْمُحْسِنُ عَلٰى عِبَادِهِ الْمُتَّقِی

باب چہارم بیان میں بعض منافع آیات کتاب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ

برائی ہلاک عدو — دشمن کا کرتہ یا کپڑا لیکر اس پہ نام اسکا اور اسکی ماں کا لکھکر ایک دائرہ کھینچے اور بعد دائرہ کے یہ آیت لکھے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ پھر یہ لکھے كَذٰلِكَ فُلَانُ بْنُ فُلَانَةَ پھر دوسرا دائرہ اس پر کھینچے تین بار اسی طرح کرے پھر اس خرقہ کو ایک کوزۂ جدید گل میں رکھکر شانہ عدو کی جو کھٹ کے نیچے گاڑ دے۔ ایسی جگہ پر کہ اس کا آنا جانا اس پر سے ہو۔ فَاِنَّكَ تَرٰى الْعَجَبَ مِنْ ذٰلِكَ فَاتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَعْمَلْهُ اِلَّا لِظَالِمٍ مُّسْتَحِقٍّ فَاِنَّهٗ لَا رَجِعُ وَبَالُ مِثْلِهٖ عَلَى الَّذِیْ عَمِلَ

برائی مصروع — آپ پاک پر فاتحہ وآیۃ الکرسی اور پانچ آیتیں اول تحقیق کی پڑھکر اس کے منہ پر مارے باذن اللہ افاقہ میں آجائیگا۔ اور اگر وہ پانی اندر گھر کے چھڑک دے گا تو آسیب گھر سے نکل جائیگا۔ اور پھر نہ آئیگا یہ مجرب ہے امام غزالی نے کتاب خواص القرآن میں لکھا ہے ایک جاریہ نے رات کو اٹھکر پیشاب کیا۔ ایسی جگہ جو معتاد نہ تھی۔ وہ مصروع ہوگئی بعض صلحاء نے اس پر یہ پڑھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ المر طسم كهيعص يس وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ حم عسق الم وَالْقِيٰمَةِ مَا يَنْظُرُوْنَ دہ فی الفور ہوش میں آگئی اور پھر عود آسیب کا نہ ہوا ؎

"جنات شیطان کا نکل جانا"

الدائو والدواء

۵۹

حکایت ابن عجیل مصروع پر یہ آیت پڑھے مُثْلِي اَللّٰهُ اٰذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ تو شیطان نکل جاتا پھر نہ آتا

ایضاً برائے مصروع یعنی آسیب زدہ

اسماء اصحاب کہف اگر دیواروں پر لکھ کر رکھے جس میں مصروع ہے تو وہ آفاقہ میں آجائیگا۔ اسکو واحدی نے اپنی تفسیر میں یوں کہا ہے۔ مکسلمینا تملیخا مرطونس سنرنونس۔ ساونیونس دونوانس کفیسططیونس کتے کا نام قطمیر تھا۔ ذکرہ الشرحی قرآن جمیل میں اسماء اصحاب کہف کو امان غرق وحرق ونہب سنی ست بتایا ہے اس طرح پر آلہی بحرمت یملیخا مکسلمینا کشفوططا آذرفطیونس تبیونس یوانس بوس وکلبھم قطمیر وعلی اللّٰہ قصد السبیل ومنھا جائر انتھی ان اسماء سے صدر سے قدس نے لفاو ہے نیشاپوری نے بہت سے منافع ان ناموں کے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نقل کیے ہیں۔ جیسے طلب ہرب واطفاء حریق بکاء طفل حمیٰ مثلث صداع غنی جاہ وغیرہ اپھر کہا ہے۔

وَاَسْمَاءُ هُمْ هٰكَذَا یملیخا مکسلمینا مشلینا ھولاء اصحاب میمنۃ الملک وقیانوس الجبار مرنوش دبرنوش شاذنوش فھو لِیْ اَصْحَابُ الْمَیْسَرَۃِ وَکَانَ الْمَلِكُ یَسْتَشِیْرُ فِیْ مُھِمَّاتِہٖ ھٰؤُلَاءِ السِّتَّۃَ وَالسَّابِعُ الرَّاعِی الَّذِیْ تَبِعَھُمْ وَاسْمُ الرَّاعِیْ کفشطیوش وَلَوْنُ الْکَلْبِ اَغْبَرُ اَیْ اَسْمَرُ یَضْرِبُ اِلَی الْحُمْرَۃِ وَاسْمُ الْکَلْبِ قِطْمِیْرٌ وَاسْمُ الْمَدِیْنَۃِ اَفْسُوْسُ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ وَفِی الْاِسْلَامِ طَرَسُوْسُ تَرْنِیْدُ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ الْمَعْرُوْفَۃِ بِقُوْنِیَۃَ مِنْ طَرَفِ الشَّرْقِ کَذَا فِیْ تَفْسِیْرِ الْکَشَّافِ وَالتَّفْسِیْرِ الْکَبِیْرِ وَالْقُرْطُبِیِّ وَتَفْسِیْرِ الْبَسِیْطِ ابو سعید محمد مفتی نے کہا ہے۔ وَاَمَّا فِی الْمَقَامِ اَصْحَابُ الْکَھْفِ نَقَلَتْ لَنَا مِنْ بَعْضِ الْکُتُبِ اَسْمَاءَ ھُمْ الشَّرِیْفَۃَ تَیَمُّنًا وَتَبَرُّکًا فِیْ بَعْضِ الْاُمُوْرِ وَلَمْ نَجِدْ تَاثِیْرَھَا مَا اُخْبِرْتُ فِیْ بَابِ التَّیْسِیْرِ اَسْمَاءُ اَسْمَاءٍ عَلٰی تَمْسِکِ اللّٰہِ اٰیَۃٍ وَالْقِطْمِیْرُ فِیْ وَسْطِھَا انتھی شیخ محمد حقی نازلی نے اس بارہ میں ایک حدیث بھی نقل کی ہے۔ عَلِّمُوْا اَوْلَادَکُمْ اَسْمَاءَ اَصْحَابِ الْکَھْفِ الحدیث لکن بالکل موضوع ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ میں کہتا ہوں کہ ان اسماء سے کام نہ لینا بہتر ہے بہ نسبت کام لینے کے اس لئے کہ ابراہیم علیہ السلام نے جبرائیل سے بھی استمداد نہیں لی تھی۔ اور فرمایا تھا حَسْبِیْ مِنْ سُؤَالِیْ عِلْمُہٗ بِحَالِیْ اور وقت القاء کے نار میں فقط یہ کہا تھا۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ مرد کامل جب مدد لے تو اللہ ہی سے لے اور سے گو کیسا ہی بزرگ کیوں نہ ہو۔ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ ابن عباس سے فرمایا تھا۔ اِذَا سَاَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰہَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ جن کو اللہ پاک نے قوت توحید حقیقی و تفرید بخشا ہے وہ ایسے امور و شبہ سے علیحدہ رہتے

"اسمائے اصحاب کہف کے فضائل وفوائد"

"آسیب زدہ ٹھیک ہو جاتا ہے"

"اسمائے اصحاب کہف"

"بہت کراماتی نام ہیں"

"اصحاب کہف سے خواب میں ملاقات"

اذان و اقامت سے آسیب ختم

۹۰

ہیں واسطے حفظ کے راسکو شرک خفی کے وہم مایریبک الی مالا یریبک واللہ اعلم

ایضاً برائے مصروع داہنے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہے انشاء اللہ تعالی آفاقہ ہوجائیگا۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ اگر نکالنا جن کا انسان سے مراد ہو تو اس کے گوش راست میں سات بار اذان کہے اور سورہ فاتحہ اور معوذتین و آیۃ الکرسی والسماء والطارق اور آخر سورہ حشر و سورہ صافات تمام و کمال پڑھے وہ آگ میں جل جائیگا۔

برائے جراح و عرق النساء وغیرہ شرجی نے عزائم دفع جراح و عرق النساء و و باسیل و ثالول و سلعہ و ورم زیر گوش و عرق مدینے و وجع کے آیات وغیرہ سے لکھے ہیں چونکہ یہ آفات قلیل ہیں۔ اسلیئے وقت ضرورت کے مراجعت طرف اصل کتاب کے کرنا چاہیئے بعض علماء نے کہا ہے موضع وجع پر ہاتھ رکھکر سورہ فاتحہ پڑھے۔ اور سات بار کہے اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّیْ سُوْءَ مَآ اَجِدُ شفا ہوگی۔ وَمَنْ جَرَّبَ جَرَّبَ حَتّٰی یَحُسُّ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی

برائے شفائے مریض آیات شفاء اس باب میں مجرب ہیں۔ ابوالقاسم قشیری رح کا لڑکا بیمار تھا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے خواب میں فرمایا اَیْنَ اَنْتَ مِنْ اٰیَاتِ الشِّفَاءِ انہوں نے جاگ کر تتبع قرآن پاک کا کیا چھ آیتیں پائیں۔ وَھِیَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ۔ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَھُدًی وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۔ یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِھَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُہٗ فِیْہِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۔ اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَھُوَ یَھْدِیْنِ وَالَّذِیْ ھُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ قُلْ ھُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھُدًی وَّشِفَآءٌ بعض علماء نے کہا ہے۔ ھِیَ شِفَآءٌ لِّکُلِّ دَآءٍ تُکْتَبُ وَتُمْحٰی وَتُشْرَبُ انتہی قول جمیل میں کہا ہے سیت آیاتٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ تُسَمّٰی بِاٰیَاتِ الشِّفَآءِ یَکْتُبُھَا لِلْمَرِیْضِ فِیْ اِنَآءٍ ثُمَّ یَمْحُوْھَا بِالْمَآءِ وَیُسْقِیْہِ پھر یا ایہا الناس الخ یہ آیت لکھی ہے۔ وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ اور چھٹی آیت یہ لکھی ہے وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ بیشتر استعمال ان آیات کا امراض میں کیا مجرب و صحیح پایا وللہ الحمد

حضرت علی مرتضےٰ سے کہتے ہیں۔ جو شخص چاہے کہ وہ جمیع اوجاع و اسقام سے عافیت میں رہے وہ اس آیت کو لکھے لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ تا آخر سورت اور اس آیت کو مکرر لکھے قُلْ نَاتَّ الاٰیۃ پھر انکو باندھے اللہ تعالے اسکو ہر درد سے عافیت دیگا

برائے حافظۃ الاطفال روز یک شنبہ ایک رقعے میں بخط رقیع یہ آیت لکھکر نہار منہ نگل جائے اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ دوسرے یک شنبہ کو یہ آیت

"جن کو آگ میں جلانا"

"آیات شفاء"

"قول جمیل میں مذکور آیات شفاء"

"حضرت علی مرتضیٰ کا مجرب عمل"

"بچوں کے حافظ کیلئے"

اللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ تیسرے یکشنبہ کو یہ آیت اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ چوتھے یکشنبہ کو یہ آیت الم ق طس حم عسق پانچویں یکشنبہ کو یس حمعسق چھٹے یکشنبہ کو طسم طس المر ساتویں یکشنبہ کو ص ق ن اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ سات یکشنبہ تک لگاتار جبکہ قمر منازل سعیدہ میں ہو اسیطرح لکھکر برتق پر چاٹ جایا کرے۔ حفظ و فہم بہید ظاہر ہوگا۔ اسکو مجرب کہا ہی

برائے قضائے حوائج ایک موضع خالی و طاہر میں طہارت پر بہ قصد ہو کر دو رکعت نماز پڑھے فاتحہ و آخر سورۂ آل عمران و آیۃ الکرسی و سورۂ اخلاص و انا انزلناہ پڑھے پھر کہے یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا فَرْدُ يَا اَحَدُ يَا صَمَدُ اُس کو دس بار کہے پھر جو دعا چاہے وہ مانگے اللہ کے اذن سے وہ حاجت پوری ہوگی کوئی سی بھی حاجت کیوں نہ ہو شرح کہتے ہیں۔ هُوَ مِمَّا جَرَّبَهٗ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ الصَّالِحِيْنَ وَهُوَ سَيِّدِيْ الْفَقِيْهُ اَحْمَدُ بْنُ مُوْسٰى بْنِ عُجَيْلٍ نَفَعَ اللّٰهُ بِهٖ

برائے مس ضرر و اذی بعض علماء نے کہا ہے جس کسیکو کچھ ضرر و اذی لگے وہ یہ لکھے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنَ الْعَبْدِ الذَّلِيْلِ الْعَاصِيْ الْمُعْتَرِفِ بِذَنْبِهٖ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ اِلَى الْمَلِكِ الْكَبِيْرِ الْجَبَّارِ الْقَهَّارِ الْغَفَّارِ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبِّيْ اِنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ ادْفَعْ عَنِّيْ كُلَّ هَمٍّ وَّغَمٍّ كَمَا تَشَآءُ وَاكْفِنِيْ شَرَّ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ بِحَقِّ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ پھر ایک سنگریزہ پاک لیکر اسپر اس مکتوب کو لپیٹ کر خود کسی نہر جاری یا چاہ طاہر میں پہینکدے تین بار اسی طرح کرے۔ اسکی مراد حاصل ہوجاویگی انشاء اللہ تعالے یہ جب ہو کہ موذی و مضر ایک شخص ہو اور اگر ایک جماعت ہو۔ تو ان سبکا نام لکھے

برائے حفظ سمع و مال از جن و انس و خسارت پانچ آیتیں ہیں۔ کہ مصحف جل گیا تھا۔ اور وہ نہ جلیں ان کو لکھکر اگر اسوال میں رکھے تو محفوظ رہیں۔ اور اگر طعام میں رکھے۔ تو اس میں گھن نہ لگے۔ اور اگر سفر میں ہمراہ ہوں۔ تو بر و بحر میں سلامت ہے۔ یہ اذکار صباح و مساء میں سے ہیں۔ بلکہ اگر وفات حاضر ہو تو اللہ اسکو تا عود لبسوئی و طن تاخیر کرے۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بَلْ لِّلّٰهِ الْاَ

ـــــــ

پارہ ۲۳ سورۂ یس رکوع ۵ ... پارہ ۲۷ سورہ حدید رکوع اول ... پارہ ۲۸ سورۂ طلاق رکوع اول ... رکوع اول ... پارہ ۲۹ سورۂ تبارک ... پارہ ۳۰ سورۂ عبس رکوع اول ... پارہ ۳۰ سورۂ تکویر رکوع اول

حاجت کا پورا ہونا

... درد سے نجات

مال و جان کی حفاظت ہر طرح کے نقصان سے

مْ جَمِيعًا أَفَلَمْ يَيْأَسِ الَّذِينَ آمَنُوا أَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيعًا وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُم بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِّن دَارِهِمْ حَتَّىٰ يَأْتِيَ وَعْدُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۞ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَن يَقُولَ لَهُ كُن فَيَكُونُ الآية الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ الآية إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ الآية وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصَىٰ كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الآية لَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ الآية مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهُ مِن نُّطْفَةٍ خَلَقَهُ الآية ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ مُّطَاعٍ الآية وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ **ف** شرجی نے واسطے دجراد وموش وطیور وبراغیث ونمل وارضہ وسائر ہوام کے عزائم آیات سے لکھے ہیں، چونکہ یہ امور قلیل الوقوع ہوتے ہیں اس لئے وقت حاجت کے مراجعت طرف اصل کتاب کے ممکن ہیں۔ منجملہ ان کے ایک عزیمت کو مجرب ومبارک واسطے صرف جمیع دواب موذیات کے جیسے ٹڈی ونمل ودیمک وسائر ہوام کہا ہے اور اسکو منجملہ اسرار مخزونہ کے ٹھیرایا ہے وہ یہ ہے کہ ان آیات کو ایک کاغذ پر لکھ کر زمین دفن کرے یا لٹکائے إِنَّهُ مِن سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ الآية فَلَنَأْتِيَنَّهُم بِجُنُودٍ الآية يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّن نَّارٍ وَنُحَاسٌ الآية فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ الآية كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ الآية وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ الآية فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ الآية حَنَّةُ وَلَدَتْ مَرْيَمَ أَمَةَ اللَّهِ مَرْيَمُ وَلَدَتْ عِيسَىٰ عَبْدَ اللَّهِ يَا مَعْشَرَ الْهَوَامِّ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مِنَ الْبَرِّ فَلْيَخْرُجْ إِلَى الْبَرِّ وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مِنَ الْبَحْرِ فَلْيَخْرُجْ إِلَى الْبَحْرِ أَعْزِمُ عَلَيْكُمَا أَيَّتُهَا الْأَرْوَاحُ الطَّائِرَةُ بِإِذْنِ اللَّهِ تَعَالَىٰ بِعِزِّ عَظَمَتِهِ بِأَسْمَائِهِ الْحُسْنَىٰ كُلِّهَا أَشْرَا ابْرَاهِيَا ادونای اصبأوت الَ شدای بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ أَلَا مَا سَمِعْتُمْ وَأَطَعْتُمْ وَانْتَقَلْتُمْ مِنْ هَٰذَا الْمَكَانِ وَمَنْ لَمْ يَنْتَقِلْ مِنْكُمْ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ قَالُوا يَا مُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِندَكَ الآية

ہر قسم کی حشرات کیلئے مجرب عمل

۱؎ درپارہ ۱۹ سورہ نمل رکوع دوم ۱۲ ۲؎ درپارہ ۱۹ سورہ نمل رکوع سوم ۱۲ ۳؎ درسپارہ ۲۷ سورہ الرحمٰن رکوع دوم ۱۲ ۴؎ درپارہ ۱۳ سورہ ابراہیم رکوع ۱۲ ۵؎ درپارہ ۲۶ سورہ احقاف رکوع چہارم ۱۲ ۶؎ پارہ دوم سورہ بقرہ رکوع ۲۵-۱۲ ۷؎ پارہ ۲۲ سورہ سبا رکوع ۲-۱۲ ۸؎ درپارہ نہم سورہ اعراف رکوع ۱۲-۱۲۶

۶۳

"بندش جماع ختم کرنے کیلئے"

اس کے بعد سورہ فاتحہ لکھے انشاء اللہ تعالے نافع ہوگا۔

برائے معقود من النساء

ان آیات کو لکھکر باندھ لے اَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ الآية بَاطِلٌ بَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ فَغُلِبُوا هُنَالِكَ الآية قَالَ مُوسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ إِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهُ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ الآية پھر معوذتین لکھے پھر یہ لکھے اَللّٰهُمَّ إِنِّي فَكَكْتُ حَبْسَ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ بِكهيعص وبطه وبيس وبحم سيعا وبِآيَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ

"بندش جماع ..."

ایضاً برائے معقود از نسا

سورہ لم یکن ایک برتن پاک میں اس طرح لکھے کہ کوئی حرف نہ مٹے اور تین دن تک پانی سے محو کرکے پیئے جلد باذن خدا حل ونک ہوجائیگا۔

"سحر کا حل خاص"

برائے مسحور

اس آیت کو ایک ظرف ظاہر میں لکھکر روغن زیت سے محو کرکے مسحور اپنی زبان سے چاٹے سات دن تک اسی طرح کرے۔ اور طاہر ہو سحر زائل ہوجائیگا۔ اور کہا اگر مرتے دم تک انشاء اللہ تعالے نہ ہوگا۔ وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ **ف** شرجی کہتے ہیں جو شخص اغتسال پر وقت طلوع فجر کے مداومت کریگا۔ اس پر اثر سحر وچشم زخم کا جن وانس سے نہ ہوگا۔ صحت جسم و نور وجہ پائیگا۔ اس کی دعا مستجاب ہوگی۔ اس پر کسی کی دعا قبول نہ ہوگی۔ لکھتے ہیں کہتا ہوں۔ قول جمیل میں کہا ہو ۳۳ آیتیں ہیں۔ جو سحر کو دفع کرتی ہیں۔ اور شیطان سے اور چوروں اور درندے جانوروں سے پناہ دیتی ہیں۔ اور ہمارے والد ان پر چاروں قل زیادہ کرتے تھے۔ انتہی ان آیات کو شفاء العلیل میں ایک سبق تک لکھا ہے۔ مراجعت طرف اس کے آسان ہے شرجی نے قصہ ان آیات کا ابن سیرین سے کیا ہے۔ کہ وہ چوروں کے ہاتھ سے بچ گئے اسی طرح درندہ بھی ضرر نہیں پہونچا سکتا ہے۔ لکن سوالہ حدیث ابن عمرؓ مرفوعاً جو ان کو پہونچی تھی۔ لفظ حدیث کا یہ ہے مَنْ قَرَأَ كُلَّ لَيْلَةٍ ثَلٰثِينَ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ لَمْ يَضُرَّهُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ سَبُعٌ ضَارٌّ وَلَا لِصٌّ طَارٍ وَعُوفِيَ فِي نَفْسِهِ وَأَهْلِهِ وَمَالِهِ حَتّٰى يُصْبِحَ انتہی لکن سند اس حدیث کی مجھے نہیں ملی۔ علاوہ اس کے اس حدیث میں فقط ذکر قرات ۳۳ آیات مطلقاً آیا ہے۔ اور شرجی اور شاہ عبدالرحیم دہلوی نے انکو متعین کیا ہے یہ ان حضرات کا تجربہ ہے واللہ اعلم۔ شعیب بن حارث نے اس حدیث کو منکر کہا۔ کذا التتمیمہ

"غسل کا فائدہ"

"قول جمیل کا خاص الخاص عمل"

---

۱ پارہ ۱۷ سورہ انبیا رکوع ۳-۲ ۲ ۲ و ریارہ ۱۳ سورہ اعراف رکوع ۱۴-۳ ۳ ۳ پ پانزدہم سورہ بنی اسرائیل رکوع ۹۶-۱۲ ۵ پارہ سورہ نحل رکوع ... پارہ اول سورہ بقرہ رکوع ۱۲۴-۲۔

علامہ تبریزی ۱/۲۲

۶۴

آیات الحرز ویقال ان فیھا شفاء من مائۃ داء قال محمد بن علی فقرانھا علی کفر اقرئھا علی شیخ لنا قد افلج فاذھب اللہ عنہ ذالک میں کہتا ہوں حدیث میں آیا ہے کہ جب وہ سحر نکالا گیا۔ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گیا تھا۔ تو اس کے اندر ایک تاگا نکلا جس میں گیارہ گرہیں تھیں اسی سحر کے سبب سے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزول معوذتین کا ہوا تھا۔ یہ دونوں گیارہ آیتیں ہیں۔ ہر آیت نے ہر ایک عقدی کو حل کر دیا۔ ان کی تاثیر رقیہ سحر میں گویا منصوص سنت صحیحہ ہے وللہ الحمد

برائے عطف ووجاہت

اس آیت شریفہ کی یہ خاصیت ہے کہ دل مومنین کے اس شخص پر مہربان ہو جاتے ہیں۔ اور کید کا دشمن سے نفع ہوتا ہے۔ شب جمعہ کو نصف لیل میں اسکو لکھے اور تیس بار پڑھے اور ہر بار کے بعد اللھم اعطف قلب فلان بن فلانۃ بنت فلانۃ کہے اور معمول کے عضد ایمن پر باندھے انشاء اللہ تعالی مقصود حاصل ہوگا فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم اس جگہ شرجی نے ایک عزیمت بدوح لکھی ہے اور وہ اکثر عمال میں مروج ہے لکن مجھکو اس نام میں تردد ہے کوئی اسکو اللہ تعالی کا نام بتاتا ہے۔ اور کوئی شیطان کا چنانچہ سید محمد بن اسمعیل امیر یمانی رحمہ نے اس وقت سے منع کیا ہے اور یہ نام اللہ پاک کے اسماء حسنی میں نہیں آیا اور نہ حدیث شریف سے ثابت ہوا اسلئے ترک عزیمت ساتھ اسکے اولی ہے المومنون وقافون عند الشبھات

ایضا برائے اصطلاح باہم

اس آیت کو بہ قلم فارغ از مداد بطورے پر لکھے اور جماعت ذی اغضبز کو کہلائے اللہ کے حکم سے سب باہم صلح کر لیں گے۔ ونزعنا ما فی صدورھم من غل الایۃ اس کے سوا ایک ترکیب کتابت سورہ فاتحہ کی لکھی ہے جس کا اثر یہ ہے۔ کہ درمیان زوجین وغیرہ اثنین کے موافقت پیدا ہو جائے اور اسکو تجربہ صحیح کہا ہے

برائے حبلہ

سورہ ہل اتی مشک و زعفران وگلاب سے تا قولہ لھیرا لکھے معمول لہ فورا پہنچیگا یہ حبلہ نہایت مبارک ہے۔

برائے تسلیہ یعنی کسی بوقت

اس کو مبارک مجرب نافع کہا ہے فاتحہ تمام لکھ کر پھر یہ لکھے۔ کانھم یوم یرون ما یوعدون الایۃ کانھم یوم یرونھا لم یلبثوا الا عشیۃ او ضحھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اذا السماء انشقت الایۃ لقد کان فی قصصھم الایات اللھم یا خالق النفس من النفس یا مخلص النفس من النفس خلصھما بلطفک وفضلک یا ارحم الراحمین ٥

ا کان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیہ وتفصیل کل شیء وھدی ورحمۃ لقوم یومنون

"حاملہ کے بائیں ران پر قرآن کی آیت پر جرم ہر مکھ کر لگانے کا عمل"

٦٥

اس کو عورت پر باندھے۔ وہ نجاست میں نہ ہو بلاذن اللہ تعالی خلاص ہو جائیگی اور اگر وہ کوئی کیے جاجمے گا۔ تو بھی جلد خلاص ہوگی۔ انتہے قول جمیل میں کہا ہے جس عورت کو درد زہ ہو۔ تو پرچہ کاغذ میں یہ آیت لکھے۔ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ اهیا شراھیا اور اس پرچہ کو پاک کپڑے میں لپیٹے اور اسکی بائیں ران میں باندھے۔ تو وہ جلد جنیگی سیوطی نے درمنثور میں بروایت انس کہا ہے کہ یہ کلمہ اہیا شراہیا موسےٰ علیہ السلام کی دعا ہے اس کے معنے یہ ہیں۔ اے زندہ قبل ہر چیز کے اور اے زندہ بعد ہر چیز کے شفاء العلیل میں کہا ہے اہیا بکسر ہمزہ و اشرہیا بفتح ہمزہ و شین معجمہ لفظ یونانی ہے یعنے وہ ازلی کہ کبھی اسکو زوال نہیں اور شراہیا بدون ہمزہ کے خطا ہے بزعم علما۔ ہو کذا فی القاموس شاہ عبدالعزیز دہلوی نے فرمایا اگر اول سورت کو شیرینی پر ختم تک ہے اور حاملہ کو کہلائے تو بھی جلد جنے انتہے میں کہتا ہوں بیسے بارہا گرہ پر اس آیت کو پڑھ کر زنان اہل اسلام و کفر کو دیا ہے فی الفور اثر اسکا ظاہر ہوا۔ کبھی تخلف سرعت ولادت میں نہ پایا۔ وللہ الحمد اس کے سوا ایک یہ تدبیر بھی ہے کہ کتاب مؤطا تالیف امام مالک رضی اللہ عنہ کو شکم حاملہ سے لگائے اسکے اذن سے جلد خلاصی ہو جاتی ہے میں نے اسکا تجربہ بھی کیا ہے

ایضاً برائے سرعت ولادت

ایک پاک برتن میں اس آیت کو لکھ کر شکر و شیر زنان بچہ کے پلائے۔ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّن نَّهَارٍ ۚ بَلَاغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ۔ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا ۔ لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ۔ پھر دھو کر کے پانی اس عورت کو بھی پلائے۔ اسکو دیلمی نے ابن عباسؓ سے رفعاً ذکر کیا ہے واللہ اعلم بسندہ شیخ محمد تاذلی حنفی کہتے ہیں۔ میں نے ایک کاس پر آیۃ الکرسی و سورہ فاتحہ و اخلاص اور یہ دعا لکھ کر پلائی فوراً بچہ پیدا ہو گیا۔ اگر رکابی پر نہ لکھ سکو تو ورقہ پر لکھ کر دھو کر پلاؤ۔ یہاں تک کہ ایک عورت کو مدینے میں یہ اتفاق ہوا کہ نصف بچہ باہر آگیا تھا اور نصف دو دن تک باقی تھا۔ اور کوئی دوا کارگر نہ ہوتی تھی روضہ مطہرہ میں آکر وقت ضحی مجھ سے کہا تو میں نے یہ عمل کیا اسکا شوہر لے گیا۔ فی الفور بچہ پیدا ہو گیا ١٢٦٦ھ سے ١٢٨٩ھ تک اسکو بحمدہ تعالی مجرب پایا دعا یہ ہے لَوْ أَنزَلْنَا هَٰذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۚ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي كُلِّ لَمْحَةٍ وَنَفَسٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُومٍ لَّكَ انتہی

برائے جنش یعنے مارگزیدہ

تھوڑا سا سلیط یعنی روغن کی جگہ پر رکھے اور ان آیات کو پڑھے آیۃ الکرسی تین بار و قولہ اَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ الآیہ تین بار و قولہ وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ الآیہ تین بار وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا

[illegible]

له در پارہ سوم سورہ بقرہ رکوع ٣٥ ١٢ ٢ ه در پارہ ١٣ رکوع ٤ سورہ رعد در یہ تحریر گذشتی ١٢

"سانپ کے ڈسنے کا دم"

"یونانی زبان میں دم کرنا" "مسلمان و کافرہ عورت پر یکساں اثر" "ولادت میں آسانی" "صاحب کتاب کا ذاتی مشاہدہ"

" پورا یقین شرط ہے ورنہ اپنے آپ کو ہی ملامت کرے "

الداء والدواء

فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا لَا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا تین بار وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا تین بار إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ تین بار سورہ والضحیٰ والم نشرح تین بار قل ہو اللہ احد تین بار معوذتین تین بار یہ عزیمت نصف تک نہیں پہنچے گی۔ کہ مات اس کے سیاہ و سپید و سرخ باہر نکل آئیں گے۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ دل حاضر ہو۔ معہذا اگر صحت نہ ہو۔ تو اپنے ہی نفس کو ملامت کرے۔ کیونکہ یہ عزیمت مجرب و صحیح ہے۔

برائے نقصان زمین

اگر خوف سے ظالموں کے یہ چاہیئے۔ کہ زمین وقت پیمائش کے کم نکلے تو چار پرچے کاغذ پر چار آیتیں جدا جدا لکھ کر اس زمین کے چاروں کونوں میں گاڑ دے ایک أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا دوسری يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ تیسری أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا چوتھی۔ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ الآیۃ لیکن یہ چاہئے کہ اس بات کو ایک پارہ [illegible] پلیٹ کر دفن کرے۔ پھر جب حاجت پوری ہو جائے۔ تو اسکو نکال لے صِيَانَةً لِكِتَابِ اللَّهِ تَعَالَىٰ مِنَ الدَّفْنِ

ایضاً

اگر ظالموں سے یہ خوف ہو۔ کہ وہ تیری زمین میں جور کریں گے تو پانچ پتھر لیکر ہر ایک پتھر پر سات بار فاتحہ اور تین بار قل ہو اللہ احد اور ایک بار معوذتین اور تمام سورہ یٰس اور سورت تبارک تا آخر اور آیۃ الکرسی اور درود شریف دس بار پڑھ کر ہر ایک پتھر کو ایک کونے میں ارکان زمین سے گاڑ دے۔ اور ہر ایک پتھر کو وسط زمین میں دفن کرے۔ اللہ تعالیٰ انکو شر سے کفایت کریگا۔ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

برائے تکوین ثمرات بساتین

ایک مرد بنی ہاشم نے سورہ فاتحہ لکھی اور تعالیٰ کیف الذی کو سات بار لکھا پھر اسکو پانی سے دھو کر اشجار پر چھڑک دیا۔ ایک سے وہ درخت میں آئے تھے مقطوع تھے برگ سبز سے ہم لاکر فی الفور پھل لے آئے۔ كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

برائے کشف تہمہ

ابو الفضل بکری کہتے ہیں میں ایک ایسی سختی میں گرفتار ہوا جس کے دفع کرنے سے ارباب جاہ عاجز آئے میں نے یہ دو بیتیں لکھ کر سامنے قبلے کے لٹکا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اس سختی کو دور کر دیا۔ **بیت** يَا رَبِّ مَا زَالَ لُطْفُ مِنْكَ يَشْمُلُنِي وَقَدْ تَجَدَّدَ بِي مَا أَنْتَ تَعْلَمُهُ فَاصْرِفْهُ عَنِّي كَمَا عَوَّدْتَنِي كَرَمًا فَمَنْ سِوَاكَ لِهَٰذَا الْعَبْدِ يَرْحَمُهُ و شیخ عزالدین بن جماعہ کو افلاج عظیم ہو گیا تھا وہ کہتے تھے۔ میں نے ان ابیات کی تکرار رات دن کرنا شروع کی ایک اثر عظیم پایا۔ اور بالکل اچھا ہو گیا وللہ الحمد

ایضاً

بعض علماء نے کہا ہے یہ ابیات فضل عظیم رکھتے ہیں۔ بعض لوگ ایک امر عظیم میں پڑ گئے

تھے۔ اور جان سے تنگ آ گئے تھے۔ اور کوئی حیلہ خلاص کا نہ تھا۔ ایک شخص نے جسکو پہچانتے نہ تھے یہ ابیات سکھائے۔ اور کہا ان کو مکرر پڑھو اللہ کیطرف سے کشف غمہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

وَكَمْ لِلّٰهِ مِنْ لُطْفٍ خَفِيٍّ
وَفَرَّجَ كُرْبَةَ الْقَلْبِ الشَّجِيِّ
إِذَا ضَاقَتْ بِكَ الْأَحْوَالُ يَوْمًا

يَدِقُّ خَفَاهُ عَنْ فَهْمِ الذَّكِيِّ
وَكَمْ أَمْرٍ تُسَاءُ بِهِ صَبَاحًا
فَثِقْ بِالْوَاحِدِ الْفَرْدِ الْعَلِيِّ
يُغَاثُ إِذَا التَّشَفُّعُ بِالنَّبِيِّ

وَكَمْ يُسْرٍ أَتَى مِنْ بَعْدِ عُسْرٍ
وَتَأْتِيكَ الْمَسَرَّةُ فِي الْعَشِيِّ
تَشَفَّعْ بِالنَّبِيِّ فَكُلُّ عَبْدٍ

شرجی نے ان ابیات کا ایک قصہ لکھا ہے جسمیں ذکر فرج کرب و کشف غمہ ہے یہ ابیات مشتمل ہیں ثقہ باللہ اور تشفع بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی تاثیر میں کون شک کر سکتا ہے تشفع برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی ہے کہ اول و آخر ان ابیات کے درود شریف پڑھے۔ **ف** امام بونی نے لطیفے لکھے ہیں۔ ان میں طریقہ استعمال اسماء حسنی کا واسطے مطالب متفرقہ کے ذکر کیا ہے از انجملہ واسطے دفع وسواس و امر معضلہ کے یہ لکھا ہے کہ وقت سحر کے یہ آٹھ نام پڑھے۔ اَلْمَلِكُ الْحَقُّ الْعَظِيْمُ الْمُغْنِيْ الْمُتَعَالِ ذُو الْجَلَالِ الْمُهَيْمِنُ الْكَبِيْرُ پھر کہا ہے۔ نَفْعُهَا عَظِيْمٌ وَهِيَ مِنَ الْاِسْمِ الْاَعْظَمِ الْمَخْزُوْنِ ان کے پڑھنے سے علاوہ نفع مذکور عظمت و ہیبت بھی حاصل ہوتی ہے پھر لکھا ہے کُلُّ لَطِيْفَةٍ مِنْهَا سَرِيْعَةُ التَّاثِيْرِ مُنْجِحَةٌ لِلْمَطْلُوْبِ قَرِيْبَةُ الْاِجَابَةِ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى بقیہ لطائف کتاب الفوائد میں مذکور ہیں۔

حدیث قلنسوہ یہ ایک ٹوپی تھی۔ پاس نجاشی کے جس بیمار کے سر پر رکھدی جاتی وہ اچھا ہو جاتا اُس کے بارہ میں امام غزالی رحمہ نے ایک حدیث ابوہریرہؓ سے طول طویل کتاب خواص القرآن میں نقل کی ہے۔ اسمیں بسم اللہ وغیرہ الفاظ قرآن لکھے تھے۔ لیکن اسلئے کہ حال اسکی سند کا معلوم نہیں ہے اس جگہ حدیث مذکور نقل نہیں کی گئی ہاں عمر بن خطابؓ نے پوری بسملہ لکھکر ایک کلاہ میں سی کر قیصر روم کو بھیجی تھی۔ اس کو مرض درد سر کا رہتا تھا۔ وہ جب اس ٹوپی کو اپنے سر پر رکھتا تو درد جاتا رہتا پھر اس نے حقیقت امر پر مطلع ہوکر یہ کہا مَا اَكْرَمَ هٰذَا الدِّيْنَ وَاَعَزَّهٗ حَيْثُ شَفَانِيَ اللّٰهُ بِاٰيَةٍ مِنْهُ پھر وہ مسلمان ہوگیا اور اچھا مسلمان ہوا اسکا ذکر ذیل فصل بسملہ گذر چکا ہے۔

کلمات بالغرۃ ان کو دفع جمیع آفات میں اثر تمام ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ تَبَارَكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا وَّلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ شرجی کہتے

"وساوس بے جا کا خاتمہ"

الداء والدواء ۹۸

ہیں۔ مَنْ دَاوَمَ عَلٰى ذٰلِكَ يَرٰى عَجَائِبَ الْعِبْرَةِ وَالْقَبُوْلِيَّةِ۔

برائے وسوسہ نماز و وضو و خواب پریشان مکروہ

کانچ یا مومر کے برتن میں اس آیت کو لکھ تین دن تک لگا تار پیا کرے ان شاء اللہ تعالیٰ یہ حال زائل ہو جائیگا۔ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ واسطے دفع خواب پریشان کے شاہ عبد العزیز دہلوی نے فرمایا ہے۔ وقت نوم معوذتین و آیۃ الکرسی یک بار خواندہ بر سینہ و روئے خود دم باید کرد و اگر ازین ہم دفع نہ شود اسماء شیما سہ بار خواندہ بر اعضائے بدن خود دم باید کرد بعد ازان وقت خواب این دعا بالضرور باید خواند۔ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَحْفَظُنِيْ مِنْ نَوْمِيْ بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ انتہیٰ میں کہتا ہوں۔ دعا ماثور جو اس کام کے لئے حصن حصین میں آئی ہے اس کو پڑھنا اور زیادہ بہتر ہے ۔

برائے وعید قتل

ابن الکلبی کہتے ہیں۔ ایک شخص نے ایک شخص سے کہا میں تجھ کو قتل کر دونگا۔ وہ ڈر گیا اس نے یہ ذکر ایک عالم سے کیا۔ تو گھر سے باہر نکلنے کے پہلے سورہ یٰس پڑھ لیا کر وہ ایسا ہی کرتا تھا جب اس کو ملتا تو نہ دیکھتا اسی طرح کریمہ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ایک تختہ قلعی میں لکھ کر زیر نگین انگشتری رکھ کر طہارت پر پہنکر جس ذی سلطان کے سامنے جائیگا جو کہ اس کو ڈراتا ہے۔ تو اللہ اسکو اس کے شر سے محفوظ رکھیگا اور سوائے خیر کے اور کچھ اس سے باذن خدا نہ دیکھیگا ۔

برائے مسلمان شدن

ایک مشرک نے ایک مسلمان سے کہا تھا۔ تمہاری کتاب میں کوئی ایسی چیز بھی ہے جو میرے جی کی بات کو بدل دے شاید میں مسلمان ہو جاؤں کہا ہاں سورہ الم نشرح لکھ کر اسکو پلائی اس کے دل کا شرک دور ہو گیا تھا مسلمان ہو گیا تھا۔

برائے عسر بول

ایک شخص کو اصفہان میں پیشاب نہ ہوتا تھا اس نے یہ آیت لکھ کر پانی میں بکھیر دی، بول کو اسپر آسان کر دیا اور پتھری نکل گئی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ ... فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً اسی طرح آیت وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ لکھ کر پانی میں پینا دافع عسر بول دغائط ہے۔ اسی طرح سورہ کوثر اسکے لیے نفع کرتی ہے

"سلسل بول سے نجات"

۶۹

برائے سلسل بول اس آیت کو لکھ کر باندھے قِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ۝ یہ مرض زائل ہوجائیگا۔

ختم قرآن کریم برائے قضاء حوائج وطریق تلاوت بعض علماء نے کہا ہے کہ قرآن شریف کا ختم کرنا واسطے کاربرآری کے مجرب ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ لکن اگر اس ترتیب سے پڑھتے تو بہتر ہے۔ اجابت میں اسرع التاثیر ہوگا۔ یعنے دن جمعے کے اول بقرہ سے تا آخر مائدہ پڑھے۔ سنیچر کو انعام سے آخر توبہ تک اتوار کو یونس سے آخر مریم تک پیر کو طٰہٰ سے آخر قصص تک منگل کو عنکبوت سے سورہ صٓ تک بدھ کو زمر سے آخر سورہ رحمٰن تک جمعرات کو واقعہ سے آخر قرآن تک پھر وقت ختم کے سجدہ کرے۔ اور اللہ تعالےٰ سے اپنی حاجت مانگے۔ وہ پوری ہوگی۔ شاہ اہل اللہ قدس سرہ نے بھی چار باب میں اسی ترتیب کو اختیار کیا ہے اور کہا ہے تمام خواندن قرآن در ہفت روز برین ترتیب اسرع در اجابت است انتہی **ف** میں کہتا ہوں یہ جتنے اعمال اہل علم وولایت نے واسطے دفع آلام وآفات وامراض وغیرہ کے آیات کتاب اللہ سے نکالے ہیں۔ انکے مجرب ہونے میں کچھ تفاوت نہیں ہے۔ اس لئے کہ اللہ نے قرآن پاک کو شفاورحمت فرمایا ہے سو ہر جملہ اسکا واسطے بیماری دل وتن وہر بلائے ظاہر وباطن کے شافی کافی صافی وافی ہے قال تعالےٰ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ لکن اہل علم وولایت نے یہ کیا ہے کہ مناسب ہر حال انسان کے ایک آیت یا چند آیات تتبع کرکے طریقہ ان کے استعمال کا کتابتہ وشرباً یا تلاوۃً بتعیین اوقات لیل ونہار بنا یا ہے۔ اسمین کوئی حرج وحرج نہین ہے کیونکہ مناسبت حال کو ساتھ قول کے ایک علاقہ قوی ہوتا ہے۔ پھر جس شخص کو یہ اعمال اثر نہ کریں تو وہ یقین کرے۔ کہ اسکا ایمان ضعیف ہے اگر وہ موحد قوی الاسلام ہوتا تو اثر نہ ہوتا۔ کیا معنے پھر جو شخص کہ سارے قرآن کو پڑھتا رہتا ہے یا اسکا ختم واسطے کسی حاجت اہم کے کرتا ہے تو اُس کے قضاء حاجت میں کیا شک ہے بلکہ تالی قرآن علی الدوام اگر بہ نیت جملہ مقاصد ومطالب دارین تلاوت قرآن کی کرے اور یہ اعمال متفرقہ بجا نہ لائے تو امید ہے۔ کہ وہ کبھی بھی کسی آفت وبلا میں مبتلا نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسکو سائلین حاجات وداعین مرادات سے بڑھ کر بے مانگے دیگا۔ جسطرح کہ یہ مضمون حدیث شریف میں آچکا ہے۔ ابوسعید خدری مرفوعًا کہتے ہیں۔ يَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْاٰنُ عَنْ ذِكْرِيْ وَمَسْاَلَتِيْ اَعْطَيْتُهُ اَفْضَلَ مَآ اُعْطِي السَّآئِلِيْنَ الْحَدِيْثَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ شوکانی نے کہا ہے۔

"قرآن خوانی کی فضیلت"

"ختم القرآن کا خاص الخاص عمل"

"اعمال قرآنی بلاشک وشبہ موثر ہیں۔ مجیب کتاب"

"اللہ تعالیٰ بغیر مانگے ...."

۷۰

فِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى اَنَّ الْمُشْتَغِلَ بِالْقُرْآنِ تِلَاوَةً وَتَفَكُّرًا يُجَازِيهِ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ بِاَفْضَلِ جَزَآءٍ وَيُثِيبُهُ بِاَعْظَمِ اِثَابَةٍ انتہی شاطبی کہتے ہیں ؎ وَمَنْ شَغَلَ الْقُرْآنُ عَنْهُ لِسَانَهُ يَنَلْ خَيْرَ اَجْرِ الذَّاكِرِينَ مُكَمَّلًا ۔ اور حدیث ابن مسعود میں رفعًا ہر حرف پر دس گنا اجر وثواب ہے رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَهٰذَا اَجْرٌ عَظِيمٌ وَثَوَابٌ كَبِيرٌ اور حدیث عائشہ میں رفعاً آیا ہے۔ اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِي يَقْرَؤُهُ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ فَلَهُ اَجْرَانِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ شوکانی کہتے ہیں۔ اَلتَّتَعْتُعُ هُوَ التَّرَدُّدُ فِي قِرَاءَتِهِ لِضَعْفِ حِفْظِهِ اَوْ لِثِقَلِ لِسَانِهِ فِي التِّلَاوَةِ وَاَمَّا الْمَاهِرُ فَاَجْرُهُ عَظِيمٌ صَارَ بِهِ مَعَ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَذٰلِكَ اَجْرٌ لَا يُشْبِهُهُ اَجْرٌ وَرُتْبَةٌ لَا تُمَاثِلُهَا رُتْبَةٌ انتہی **ف** اسرار عجیبہ وفوائد کثیرہ قرآن کریم بے حد وحساب ہیں۔ اور فضائل عظیمہ اس کے غیر متناہی خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا اور فرمایا۔ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ اور پھر اس کی صفت میں یہ ارشاد کیا ہے قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰى اَنْ يَاْتُوا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَاْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا پھر یہ کہا ہے۔ اَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا شیخ محمد بن علی افندی نے خزینۃ الاسرار میں ذکر کیا ہے کہ جمیع سور قرآن ایک سو چودہ سورتیں ہیں۔ باجماع علماء معتمدین اور اگر انفال وبرات کو ایک سورت کہیں تو پھر ایک سو تیرہ سورتیں ہوتی ہیں۔ ان سب میں افضل واعظم سورہ فاتحہ وسورہ اخلاص ہے باقی رہے آیات قرآن عظیم سو وہ سب چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتیں ہیں۔ قول مشہور پر ان میں سب سے زیادہ اعظم وافضل واشرف واکرم آیۃ الکرسی ہے پھر یہ کہا ہے۔ کہ اِنِّي رَاَيْتُ كَثِيرًا مِنَ الْاِخْوَانِ فِي دِيَارِ الْعَرَبِ وَالرُّومِ قَدْ تَرَكُوا قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ وَاَكَبُّوا عَلٰى قِرَاءَةِ تَرْتِيبَاتِ الْمَشَائِخِ فَمَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِينَ اخْتَارُوا الْعَقِيقَ عَنِ الْيَوَاقِيتِ وَبِاللّٰهِ الْعَظِيمِ اِنَّ الْقُرْآنَ لَغَرِيبٌ فِي هٰذَا الزَّمَانِ وَمَا وَقَعَ عَلٰى تِلْكَ التَّرْتِيبَاتِ حَدِيثٌ ظَاهِرٌ فِي بَيَانِ فَضَائِلِهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا وَقَعَ عَلَيْهَا الْاِجْمَاعُ وَالْمَنَامُ لَيْسَ بِحُجَّةٍ وَدَلِيلٍ عَلَيْهِ وَعَلٰى غَيْرِهِ وَهُوَ لَا يُثَابُ عَلٰى قِرَاءَةِ تِلْكَ التَّرْتِيبَاتِ اِذِ الْمَعْرُوفُ ثَوَابُهَا كَمَا قَالَهُ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ رحمہ اللہ اَمَّا الثَّوَابُ عَلٰى قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فَهُوَ حَاصِلٌ لِمَنْ

۱۷۱

لهم ولمن لم يفهم بالكلية للتعبد بلفظه بحيث في غيره من الاذكار والادعية فانه لا يثاب عليه الا من نيته ولو بوجه مما عليه اكثر العلماء وقيل فيه نظر فعلينا ان نتخذ وردا من الافضل والاعظم والاشرف كقراءة القرآن. انتهى

امام دنیوری کشف الکنوز میں فرماتے ہیں۔ انظروا ايها الاكياس وتفكروا ايها الناس الى اكثر الاوراد والاذكار التي يشتغلون بها في هذا الزمان من ترتيبات المشائخ اذا احوطتك بقراءة القرآن يتحقق بان وقتي لا يفصل عن وردي ما تمتها وتجمعها في انفصال على فضائل القرآن ولو كانت تلك الترتيبات موجودة في زمن النبوة او في عصر الخلافة لاخرتوها او عرفوها الا انما زينت في قلوب الذين لم يعرفوا فضائل القرآن وخواصه وجستهم ومنتهم من قراءة القرآن انتهی میں کہتا ہوں۔ یہ آیت شریف اسی مدعا کی طرف بدلالۃ النص اشارہ کرتی ہے اولم يكفهم انا انزلنا عليك الكتاب يتلى عليهم ان في ذلك لرحمة وذكرى لقوم يؤمنون کسی نے شبلی رضی اللہ عنہ سے کہا تھا۔ مجھے کچھ وصیت کرو فرمایا۔ عليك بكلام الله ودع ما سواه وكن معه ثم ذرهم في خوضهم يلعبون بعض اہل باطن نے فرمایا ہے لا يكون المريد مريدا حتى يجد في القرآن كل ما يريد و يعرف منه النقصان من المزيد ويستغني بكلام المولى عن كلام العبيد بعض مشائخ نے کہا ہے۔ لا تجعل وردك غير ما ورد في الكتاب والسنة تكن من العلماء الادباء لانك حينئذ تجمع بين الذكر والتلاوة فيحصل لك اجر التالي والذاكر فيما ترك الكتاب والسنة مرتبة يطلبها الانسان من خير الدنيا والآخرة الا وقد ذكرها فمن وضع من الفقراء وردا من غير الوارد في السنة فقد اساء الادب مع الله ورسوله بعض اولیاء نے فرمایا ہے من اساء الادب على البساط رد الى الباب ومن اساء الادب على الباب رد الى سياسة الدواب انتهی بڑی شرم بلکہ ضعف ایمان و غربت اسلام و فقدان احسان کی بات ہے کہ دنیا میں روئے زمین پر قرآن کریم اندر مصاحف و صدور کے موجود و محفوظ ہو اور اذکار سنت مطہرہ اور کتب سنن میں ساتھ رد مرقوم ہوں۔ اور پھر با وجود دعوے اسلام و ایمان و احسان کے انسان ان اذکار کو اختیار نہ کرے۔ اور تلاوت قرآن پر مدیم نہ ہو۔ اور فقراء و علماء و مشائخ و اولیاء کے دعوات و اذکار ساختہ و پرداختہ پر جھک پڑے احسان میں معتقد ہو دین کا ہو اس سے بڑھ کر اور کیا شقاوت ہوگی ہاں جو اعمال صالحات و عزائم کرامات

"اوراد و اذکار قرآنیہ"

"حضرت شبلی کی وصیت"

"مشائخ کا قول"

"اذکار و اوراد غیر مسنونہ ... قابل ترمیم ہیں"

"فقراء و علماء ، مشائخ و اولیاء کے دعوات و اذکار"

" اہل علم و صلاح کے بتائے ہوئے اعمال و عزائم عین اتباع کتاب و سنت ہے "

۶۲

آیات عظمات و سنن مطہرات سے اہل علم و صلاح نے واسطے قضائی حاجات و کشف کربات و استجابت دعوات کے بتائے ہیں ان کا استعمال کرنا عین اتباع کتاب و سنت ہے ملا علی قاری حنفی نے دیباچہ کتاب حزب الاعظم میں لکھا ہے۔ لَمَّا رَأَيْتُ بَعْضَ الْمَتَأَلِّهِيْنَ يَتَعَلَّقُوْنَ بِأَوْرَادِ الْمَشَايِخِ الْمُعْتَبَرِيْنَ وَبِأَحْزَابِ الْعُلَمَاءِ الْمُكَرَّمِيْنَ حَتّٰى رَأَيْتُ بَعْضَهُمْ تَعَلَّقُوْا بِالدُّعَاءِ السَّيْفِيِّ وَلَا رَجْعَةَ مِنَ الْأَسْمَاءِ وَوَجَدْتُ بَعْضَ الْعَوَامِّ يَتَقَيَّدُوْنَ بِقِرَاءَةِ دُعَاءٍ نَحْوَ الْقَدَحِ مُخْتَصَرٍ بِبَالِيْ أَنْ أَجْمَعَ الدَّعَوَاتِ الْمَأْثُوْرَةَ فِي الْأَحَادِيْثِ الْمَشْهُوْرَةِ وَسَمَّيْتُهُ الْحِزْبَ الْأَعْظَمَ لِاسْتِنَادِهٖ إِلَى الرَّسُوْلِ الْأَكْرَمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَيْكَ بِحِفْظِ مَبَانِيْهِ وَالتَّأَمُّلِ فِيْ مَعَانِيْهِ وَالْعَمَلِ بِمَضْمُوْنِ مَا فِيْهِ فَإِنَّهٗ شَامِلٌ لِلْمُنْجِيَاتِ مَانِعٌ لِلْمُهْلِكَاتِ بَعْدَ أَنْ كَانَ طَرِيْقَ الْمُتَابَعَةِ النَّبَوِيَّةِ وَرُتْبَةِ الْمَقَامَاتِ الْعَلِيَّةِ الْمَنْسُوْبَةِ إِلَى السَّادَةِ الصُّوْفِيَّةِ فَإِنْ قَدَرْتَ عَلٰى قِرَاءَتِهَا كُلَّ يَوْمٍ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَإِلَّا فَفِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ وَإِلَّا فَفِيْ كُلِّ شَهْرٍ وَإِلَّا فَفِيْ كُلِّ سَنَةٍ وَإِلَّا فَفِي الْعُمُرِ مَرَّةً أَيْضًا غَنِيْمَةٌ انتہی حاصلہ

میں کہتا ہوں کہ یہ کتاب حزب اعظم جمیع اذکار و ادعیہ میں بحذف اسانید و تخاریج کتاب بے مثل و مثال ہے میں نے اسکو بہت بار پڑھا ہے اور اکثر ماہ رمضان میں پڑھا کرتا ہوں وللہ الحمد اس باب میں جتنی کتابیں ہیں ان سب سے مغنی ہے اگر کوئی شخص باخلاص نیت و صدق طویت و حضور دل و جمیع خاطر تلاوت قرآن مجید و قرات حزب اعظم پر تمام عمر اکتفا کرے تو اللہ سے امید ہے کہ ساری منجیات کے ساتھ متحلی اور تمام مہلکات سے متخلی ہو کر لائق مغفرت و عفو ہو جائے۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ یہ حب و ظائف و اوراد علما و صوفیہ ان کی کچھ حاجت نہیں ہے الصباح یغنی عن المصباح شاہ محمد عاشق ہم خلیفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور استاد شاہ عبدالعزیز دہلوی نے رسالہ سبیل الرشاد میں دعاء سیفی ہو اربعین اسمی کو ذکر کیا ہے۔ کچھ حاجت ان کے ذکر کی نہ تھی پر دل اس بات سے قلق میں ہے حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من سفہ غالبا اس رسالے میں ان ہی اعمال کو ذکر کیا ہے جو ماخوذ ہیں۔ آیات قرآنی یا حدیث رسالت سے صلے اللہ علیہ وسلم الا ماشاء اللہ تعالی حدیث میں آیا ہے۔ خُذْ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا شِئْتَ لِمَا شِئْتَ شرحی لکھتے ہیں اس میں شک نہیں کہ تلاوت قرآن افضل ہے سب عبادات سے ابن عباس نے کہا ہے۔ اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ قَلْبًا وَعَى الْقُرْاٰنَ اور صحابہ پڑھتا قرآن کا مصحف میں

" قرآن کا دیکھ کر پڑھنا سب سے افضل ہے "

" ملا علی قاری حنفی کی کتاب حزب الاعظم "

"حضرت عثمان غنی رض کا قول"

۴۳

دیکھکر مصحف رکھتے تھے اور کہتے تھے۔ کہ اسمیں عبادت نظر زیادہ ہے عثمان رضی اللہ عنہ کبھی نظر کرنا مصحف میں ترک نہ کرتے۔ اور کہتے تھے۔ هَذَا كِتَابُ رَبِّيْ وَلَا بُدَّ لِلْعَبْدِ إِذَا أَتَاهُ كِتَابُ سَيِّدِهِ أَنْ يَنْظُرَ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ وَيَعْمَلَ بِمَا أَمَرَهُ فِيْهِ وَيَجْتَنِبَ مَا نَهَاهُ امام ابن ابو الضیف کتاب بلغہ المسافر میں فرماتے ہیں يَنْبَغِيْ مِنَ الْعِبَادَاتِ تِلَاوَةُ الْقُرْآنِ وَقَوْلُ حَسْبِيَ اللّٰهُ مُسَبَّعَاتٍ فِي الصَّبَاحِ وَالْمَسَاءِ لِأَنَّ الْعِبَادَاتِ غَيْرُ هٰذَيْنِ يُشْتَرَطُ فِيْهِ الصِّدْقُ الْعَلِيَّ جِدًّا وَإِنَّ اللّٰهَ يَكْفِيْهِ مَا يُهِمُّهُ صَادِقًا كَانَ بِهِ أَوْ كَاذِبًا انتهى شاہ عبدالعزیز دہلوی نے فرمایا ہے کہ آداب تلاوت قرآن تہذیب و استقبال قبلہ حتی الامکان و حروف را بخوبی ادا کردن و مد و شد فرو نگذاشتن و در مقام وقف وقف کردن اینست آداب ظاہری و اما آداب باطنی پس مبتدی را تصور کردن گویا کہ بہ حضور رب العزت تلاوت می کنم و او تعالیٰ در مقام استماع نشستہ و می شنود و منتہی را تصور کردن کہ این کلام را بلا واسطہ از زبان حضرت رب العزت و در صورت ثانی زبان از حضرت رب العزت و گوش از خود تصور نماید با نیچنین مقام اشارہ فرمودہ است حضرت جعفر صادق چنانچہ شیخ الشیوخ در عوارف از ایشان نقل کردہ اند إِنِّيْ لَا أَقْرَؤُهُ كَالْآيَةِ حَتّٰى أَسْمَعَهَا مِنْ قَائِلِهَا بعد در عوارف فرمودہ کہ امام جعفر صادق درین وقت بمنزلہ شجرہ موسے می شد۔ إِنِّيْ أَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ می گفت انتہی و جائے دیگر شاہ صاحب فرمودہ اند کہ بدولت حضرت مرتضیٰ مشرف شدہ بیعت نمودہ بودم فرمودند کہ در زمان مبارک صحابہ کرام برائے وصول الی اللہ سہ طریق سلوک بودند در طریق از ان موقوف شدہ یعنے صلوۃ و تلاوت قرآن سوم کہ ذکر است باقی و در آن طریق نیز تفاوت بسیار راہ یافتہ بعد از ان طریق صلوۃ و تلاوت قرآن فرمود طریق صلوۃ آنکہ بطور شغل ادا کردہ شود و طور تلاوت برائے مبتدی اینست کہ خود را قاری و حق را مستمع تصور نماید کہ بحضرت رب العالمین قرآن مے خوانم چنانچہ شاگرد بحضور استاد میخواند و برائے منتہی اینست کہ حق را قاری و خود را مستمع قرار دہد و زبان خود را نائب تصور کند و گوش را مستمع گویا حضرت حق بزبان من کلام مے کند و من مے شنوم و یقین است کہ درین تصور بسبب غلبہ محبت حالیکہ عاشق صادق را در وقت استماع کلام محبوب بالمشافہ رسیدہ بحاصل خواہد گردید و گرہ کشائے مدعا خواہد شد واللہ المغنی انتہی

برائی حرز و حجاب

امام ابن ابی الضیف کہتے ہیں۔ یہ وہ حرز و حجاب ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دن اخفا کے پڑھا تھا۔ اللہ نے ان کو شر کفار سے کفایت کی۔ وہ اپنے غیط میں پھر کر چلے گئے۔ اور امام شافعی نے وقت دخول کے ہارون رشید پر پڑھا تھا۔ اللہ تعالے نے ان کو شر ہارون سے بچا لیا۔ اسکو مالک سے نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے

"امام شافعی کا مجرب عمل"

"نقصان اور دشمن کی نظر سے حفاظت محفوظ"

۷۴

روایت کیا ہے کہ حضرت نے دن احزاب کے کہا شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ پھر کہا وَاَنَا اَشْهَدُ بِمَا شَهِدَ اللّٰهُ بِهٖ وَاَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ هٰذِهِ الشَّهَادَةَ وَهِيَ وَدِيْعَةٌ عِنْدَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ قُدْسِكَ وَعَظِيْمِ رُكْنِكَ وَعَظَمَةِ طَهَارَتِكَ مِنْ كُلِّ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا اَللّٰهُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ غِيَاثِيْ بِكَ اَسْتَغِيْثُ وَاَنْتَ مَلَاذِيْ بِكَ اَلُوْذُ وَاَنْتَ عِيَاذِيْ بِكَ اَعُوْذُ يَا مَنْ ذَلَّتْ لَهٗ رِقَابُ الْجَبَابِرَةِ وَخَضَعَتْ لَهٗ اَعْنَاقُ الْفَرَاعِنَةِ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ كَشْفِ سِتْرِكَ وَنِسْيَانِ ذِكْرِكَ وَالْاِنْصِرَافِ عَنْ شُكْرِكَ اَنَا فِيْ حِرْزِكَ لَيْلِيْ وَنَهَارِيْ وَنَوْمِيْ وَقَرَارِيْ وَظَعْنِيْ وَاَسْفَارِيْ وَحَيَاتِيْ وَمَمَاتِيْ ذِكْرُكَ شِعَارِيْ وَثَنَاؤُكَ دِثَارِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ تَشْرِيْفًا لِعَظَمَتِكَ وَتَكْرِيْمًا لِسُبُحَاتِ وَجْهِكَ اَجِرْنِيْ مِنْ خِزْيِكَ وَاَضْرِبْ عَلَيَّ سُرَادِقَاتِ حِفْظِكَ وَاَدْخِلْنِيْ فِيْ حِفْظِ عِنَايَتِكَ وَجُدْ عَلَيَّ بِخَيْرٍ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۞

اسماء اللہ الحسنیٰ

شرح: حرز کہتے ہیں قاضی مجد الدین شیرازی نے اپنی سند سے ایک حدیث متصل تا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کی ہے۔ اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِسْمًا مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ اس کی سند میں عمارہ بن زید رحمہ اللہ ہیں۔ ان کا قصہ بابت تلاش اسماء مذکورہ ہم پہونچنا ان کا بذریعہ ایک شخص آل رسول صلی اللہ وآلہ وسلم کے سور قرآن سے متفرق طور پر مع اسماء موصوف بحوالہ ہر ایک سورت کے ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد کہا ہے۔ قَالَ عُمَارَةُ فَدَعَوْتُ بِهٰذِهِ الْاَسْمَاءِ غَيْرَ مَرَّةٍ فَرَاَيْتُهَا تَرْتِيْبَةَ الْاِجَابَةِ وَكَتَبْتُهَا عَنِّيْ جَمَاعَةٌ وَكُلُّهُمْ اَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ اِجَابَتَهَا سَرِيْعَةٌ قَالَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَقَدْ دَعَوْتُ بِهَا مِرَارًا كَثِيْرَةً عِنْدَ مُهِمَّاتٍ خِفْتُ عَلٰى نَفْسِيْ مِنْهَا الْهَلَكَةَ فَخَلَّصَنِيَ اللّٰهُ مِنْهَا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ مَا الشَّرْحِ میں کہتا ہوں۔ حدیث مذکور اس لفظ سے اِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِسْمًا مِائَةً اِلَّا وَاحِدًا مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بخاری ومسلم میں آئی ہے اور اس کو ابن خزیمہ وابو عوانہ وابن جریر وابن ابی حاتم وطبرانی وابن مندہ وابن مردویہ وابو نعیم وبیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ ایک طریق ابن مردویہ وابو نعیم یوں فرماتے ہیں۔ مَنْ دَعَا بِهَا اسْتَجَابَ اللّٰهُ دُعَاءَهٗ اور بخاری کا لفظ یہ ہے۔ وَلَا يَحْفَظُهَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ یہ لفظ مفسر لفظ احصاہا ہے۔ یعنی احصا سے مراد حفظ ہے کہ اَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ۔ بعض نے کہا ہے مراد احصا سے پڑھنا ایک ایک کلمہ کا علیحدہ علیحدہ ہے گویا ان کو شمار کرتا ہے یا مراد علم وتدبر ہے ان کے معانی میں اور اطلاع حاصل

اسمائے حسنیٰ، فضائل و خواص

۱۶۸

کرنا ہے ان کے حقائق پر اتمام بھی اسماء وعمل بموجب اقتضاء معانی لکن شوکانی فرماتے ہیں۔ کہ تعبیر اولی ماجرے اور مطابق معنے لغوی ہے۔ خود دوسری روایت نے تعبیر اس کی ساتھ حفظ کے کردی وَهٰذَا الْحَدِيْثُ قَدْ وَرَدَ مِنْ طَرِيْقِ جَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ بِخَارِجِ الصَّحِيْحَيْنِ وَالْجَمَاعَةُ بِمَا فِيْهِمَا عَلَى الْقَبُوْلِ بِهٖ اٰتِ اَئِمَّةً انتہی یہ اسماء روایت ترمذی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آئے ہیں۔ اور ابن حبان نے بھی ان کو روایت کیا ہے۔ سوا اس ایک روایت کے جس میں جوزجانی ہے کسی اور روایت میں یہ نام ہیں آئے۔ ترمذی نے اسکو حدیث غریب کہا ہے اور نووی نے اذکار میں حسن بتایا ہے۔ اور حاکم وابن حبان نے صحیح بتایا ہے ابن کثیر اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ وَالَّذِيْ عَوَّلَ عَلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْحُفَّاظِ اَنَّ سَرْدَ الْاَسْمَاءِ مُدْرَجٌ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ الی قولہ اِنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّهُمْ جَمَعُوْهَا مِنَ الْقُرْاٰنِ انتہی شوکانی کہتے ہیں۔ وَلَا يَخْفَاكَ اَنَّ هٰذَا الْعَدَدَ قَدْ صَحَّ اِمَّا مَا فِيْ وَحَسَنَهٗ اِمَّا هٰذَا الْقَوْلُ بِاَنَّ بَعْضَ اَهْلِ الْعِلْمِ جَمَعُوْهَا مِنَ الْقُرْاٰنِ غَيْرُ سَدِيْدٍ فَحُجَّةٌ دُوْنَهٗ وَاحِدَةٌ لَوْ وَقَعَ ذٰلِكَ لَا يَنْتَهِضُ لِمُعَارَضَةِ الرِّوَايَةِ وَلَا تَقَعُ الْاَحَادِيْثُ بِمِثْلِهٖ انتہی الغرض یہ اسماء جیسے حصن حصین وعدہ واذکار ونزل الابرار وحزب اعظم وسلاح المومن وغیرہ کتب میں مذکور ہے اور ان کے معانی تحفۃ الذاکرین میں شوکانی نے اور میں نے کتاب نزل الابرار میں اور کتاب الجوائز والصلات میں اور بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں لکھے ہیں۔ اور اہل علم نے کتب مستقلہ بیان میں ان کے معانی کے تالیف کی ہیں۔ والحمد بہر حال ان کا ذکر زبان پر یاد رکھنا اور ان کے ساتھ سوال حاجت ودعا التماس کرنا تریاق مجرب ہے۔

برائے کفایت اہلال دنیا و آخرت

شرجی کہتے ہیں۔ جو کوئی اس دعا کی قراءت پر بعد ہر فرض کے ہمیشگی کریگا۔ اللہ اس کو ہول دنیا و آخرت سے کافی ہوگا

اَعْدَدْتُ لِكُلِّ هَوْلٍ اَلْقَاهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلِكُلِّ هَمٍّ وَغَمٍّ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَلِكُلِّ نِعْمَةٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلِكُلِّ رَخَاءٍ وَشِدَّةٍ اَلشُّكْرُ لِلّٰهِ وَلِكُلِّ اُعْجُوْبَةٍ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَلِكُلِّ ذَنْبٍ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَلِكُلِّ ضِيْقٍ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَلِكُلِّ مُصِيْبَةٍ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ وَلِكُلِّ قَضَاءٍ وَقَدَرٍ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلِكُلِّ طَاعَةٍ وَّمَعْصِيَةٍ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

بجائے ہر حاجت ومطلب

تفسیر فتح العزیز میں کہا ہے کہ ہر کہ را حاجتے باشد می باید کہ فاتحۃ الکتاب بخواند وبعد از ختم حاجت بخواہد کہ انشاء اللہ تعالیٰ آں حاجت برآید

برائے درد گردہ

شخصے نزد شعبی آمد وشکایت درد گردہ کرد شعبی گفت نزد لام ست کہ اساس

"اسمائے حسنیٰ کے وسیلہ سے دعا کرنا قرآن سے مجرب ہے"

"دنیا و آخرت کی فکر کا عمل"

"ہر حاجت و مطلب برآری کیلئے"

"گردہ کے تمام امراض میں شافی عمل"

"سورہ فاتحہ - قرآن کی بنیاد" ۷۹ "جب آپ ہر عمل سے مایوس ہو جائیں"

القرآن بخوانی و بر جائے درد دم کنی او گفت کہ اساس القرآن چیست گفت فاتحۃ الکتاب در فتح العزیز گفتہ کہ سورۂ فاتحہ اسم اعظم ست برائے ہر مطلب می توان خواند و این را دو طریق ست اول آنکہ مابین سنت فجر و نماز فرض باتصال میم بسم اللہ بلام الحمد اللہ چہل و یکبار تا چہل روز بخواند ہر مطلبے کہ باشد حاصل گردد اگر شفا مریض یا کشادہ شدن مسحور منظور باشد بر آب دم کردہ بآن مریض و مسحور بنوشاند - دوم آنکہ روز یکشنبہ اول ماہ درمیان سنت و فرض فجر بے قید اتصال میم بلام ہفتاد مرتبہ بخواند - بعد آنان ہر روز ہمان قدر ده ده کم کند یا روز شنبہ ختم شود و اگر در ماہ اول مطلب حاصل شود - فبہا والا در ماہ دوم و سوم نیز ہم چنین کند و نوشتن این سورہ بر کاسہ چینی بر گلاب و مشک و زعفران و شستہ خورانیدن آن برائے شفا مریض مزمن تا چہل روز مجرب ست و برائے درد دندان و درد سر و درد شکم و دیگر درد ہفت بار خواندہ دم کردن نیز مجرب ست انتہی

برائے خموشی اعداء جو شخص اس آیت کو لکھ کر اپنے بازو پر باندہ لیگا - اس کے دشمن صامت ہو جاوینگے - کوئی شخص ذکر اسکا ساتھ برائی کے نہ کریگا - باذن اللہ تعالی

یَوْمَئِذٍ یَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِیَ لَا عِوَجَ لَهٗ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ○ یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَهٗ قَوْلًا ○ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ○ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ○ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا یَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا

برائے تمیز بستان اس آیت کو لکھکر کسی اعت جبو میں محو کرکے اندر چاہ کے جس سے درختوں کو پانی دیا جاتا ہے ڈالدے اللہ تعالی ان میں برکت دے گا - اور نظر جن و انس سے بچا ئیگا وَهُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً الی قولہ یُؤْمِنُوْنَ ○

برائے سرسبزی باغ و کشت اس آیت کو آب باران پہ اکیس بار پڑھکر جڑ میں نخل و شجر و زرع کے چھڑکدے برکت کثیر ہمراہ انالہ کردہ باذن الٰہی دیکھے گا ○

اَلَمْ تَرَ كَیْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَیِّبَةً الآیۃ الی قولہ یَتَذَكَّرُوْنَ ○

برائے عمارت خانہ و دکان و زمین و بستان اس آیت کو ہرن کی جھلی پر ساعت نجم روز یکشنبہ کو لکھ اور ایک پارچہ پاک لپیٹ پھر گھر کے دروازے کے اوپر یا حانوت یا زمین یا باغ کے وسط کے اوپر دفن کر دے - عجب طرح کی عمارت و کثرت رزق کو ملاحظہ کریگا - اسی طرح اگر اس آیت کو ظرف پاک میں لکھکر آب باران سے محو کرکے

در پارہ ہفتم سورت انعام رکوع دوازدہم

در پارہ سیزدہم سورہ ابراہیم رکوع ۴ ۲۰۰۲

"

درمیان اشجار ونخل باردار کے چھڑک دے گا برکت کامل وزیادت ظاہر دیکھے گا۔ اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْيَةٍ الی قولہ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

ایضاً برائی امور مذکورہ

الٓمّٓرٰ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ وَالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ وَاَنْهٰرًا وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ چار پرچہ کاغذ پر لکھکر ہر چہار گوشہ مکان یا باغ معطل خراب یا حانوت میں دفن کرے برکت وخیرات نمایاں انشاء اللہ تو دیکھیگا۔ اسی طرح اگر اول سورہ کہف کو تا قولہ کذبا ظرف طاہر میں لکھکر ہر چہار دیوار ٹوٹے خانہ پر اس طرح چھڑک دیگا۔ کہ زمین پر پانی نہ گرے تو عمارت منزل کثرت خیر حسب دلخواہ دیکھیگا۔ شرجی نے اس قسم کی آیات واسطے ان امور کے بہت لکھی ہیں۔ اسجگہ تراکیب مختصرہ کا فقط ذکر کیا گیا ہے۔

برائی خطبہ زن وطلب ولایت از سلطان یا امیر یا جلب رزق

جو شخص ان امور کا ارادہ کرے وہ اس آیت کو لکھ باندھ لے اسکی بات قبول ہوگی اور وظیفہ اسکا جاری رہے گا۔ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ الاٰیۃ

برائی رکوب دریا

دریا جب جوش وخروش کرے تلاطم امواج ہو تو اس آیت کو لکھکر اس میں ڈال دے وہ بقدرت خدا ساکن ہو جاویگا۔ قُلْ مَنْ یُّنَجِّیْكُمْ الاٰیۃ اسی طرح اگر فَالِقُ الْاِصْبَاحِ کو تا آخر آیت باوضو ہو کر روز جمعہ کے ایک لکڑی پر لکھکر مقدم سفینہ پر لگا دیگا۔ تو وہ ناؤ ڈوبنے سے بچ جاویگی۔ اسی طرح وَقَالَ ارْكَبُوْا فِیْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ کی یہ خاصیت ہے کہ خشب ساج پر لکھکر اگر مقدم سفینہ پر لگاوے گا۔ تو لجہ بحر میں حرز وحمایہ سایہ سارے آفات سے ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

برائی سکون موج دریا

جب دریا کو ہیجان ہو اور تلاطم امواج دیکھے تو سات پرچہ کاغذ پر اس آیت کو لکھکر ایک ایک پرچہ یکے بعد دیگرے طرف مشرق کے دریا میں پھینکدے۔ موج باذن خدا ساکن ہو جائے گی۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ

۱۔ در پارہ سوم سورہ بقرہ رکوع ۲۵-۱۲۔ ۲۔ در پارہ ۱۳- رکوع اول سورہ رعد ۱۲۔ ۳۔ اَوْ لٰكِنَّ الْحَمْدَ الَّذِیْ ۱۲

۱۔ در پارہ سوم سورہ آل عمران رکوع ۸-۱۲۔ ۲۔ در پارہ ہفتم سورہ انعام رکوع ۸-۱۲

"دریا میں برکت و صحت کے حصول کا خاص عمل" ۸

بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۝ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ۔ اسی طرح کوئی شخص دریا میں قرأت پر اس آیت کی مداومت کریگا۔ تو دریا سے سلامت رہے گا۔ اور تعلب آفات لیل و نہار سے سالم رہے گا۔ اور مال و ولد میں برکت و سعادت پائیگا۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ الی قولہ كَفَّارٌ۔

برائے دفع خیالات فاسد ان آیات کو شخص تنجیل پر تلاوت کرے یا حرف صوف یا رق لکھکر باندھ دے تخیلات فاسدہ اس سے دور ہو جائیں گے۔ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا وقولہ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وقولہ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

برائے خفقان و دحشت قلب سورہ الم نشرح پاک برتن میں لکھکر آب زمزم یا آب باران سے محو کرکے اس پانی کو پی لے اللہ کے اذن سے یہ خلش دور ہو جائیگی۔

برائے استخراج مدفون و مخفی اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝ اس آیت کو ایک ظرف جدید طاہر میں لکھکر آب باران سے محو کرکے جس جگہ میں توہم و ظن ہو۔ وہاں چھڑک دے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ اسی جگہ واقع ہوگا اور ہاتھ آئیگا۔ اسی طرح اگر کوئی شئے دفن کرکے بھول گیا ہے یا ضائع ہو گئی۔ اور معلوم نہیں کہ ہر گئی تو جس جگہ پر گمان ہو وہاں لبان سلگادے اور آیت یہ پڑھے۔ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ کاغذ میں لکھکر پانی سے محو کرکے ہر چہار دیوار ہائے خانہ پر چھڑک کر گھر کو ایک رات دن بند رکھے پھر صبح کو کھول کر اندر جائے انشاء اللہ تعالیٰ وہ چیز ملجائیگی۔ یا خواب میں اسکو دیکھ لے گا۔

برائے استخراج سحر مدفون گھر میں اگر کسی نے سحر دفن کیا ہو۔ اور اس کی جگہ معلوم نہیں ہو تو سورہ تکویر پڑھے اللہ اسکو اس جگہ کا الہام کریگا۔ سحر کو گھر سے نکالے کوئی شئے اسکو ضرر نہ کرے گی۔

برائے حفظ دفینہ اگر دفینہ کرے تو سورۂ والعصر پڑھے وہ ہر آفت سے باذن خدا محفوظ رہیگا۔

۳۔ درپارہ ۱۳ سورہ ابراہیم رکوع ۵

"فالتو اور فاسد خیالات سے چھٹکارا"

"مدفون مال جاننے کیلئے"

"مدفون جادو دریافت ہونا"

"مدفون خزانہ کی حفاظت کیلئے"

"اگلا پچھلا سب اگل دے گی"

۶۹

برائی اخبار عمل اس آیت کو ایک خرقہ دختر نابالغ پر شب دوشنبہ کو بعد پنجم ساعت شب کے لکھکر سینہ زن پر رکھدے اس نے جو کچھ کیا ہوگا سب کی خبر دیگی۔ يَٰبَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ٱذْكُرُوا۟ نِعْمَتِيَ ٱلَّتِيٓ أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى ٱلْعَٰلَمِينَ۔ اگر کہے فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍۭ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰٓؤُلَآءِ شَهِيدًا ۝ يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ وَعَصَوُا۟ ٱلرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ بِهِمُ ٱلْأَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ ٱللَّهَ حَدِيثًا ۝ ایک لوح سنہری خون ہدہد سے کف راست میں رکھکر صدر نائمہ پر رکھدیگا تو جو کچھ اس سے ہوا ہے۔ وہ سب کہہ ڈالے گی اگر اس کا فقناخت کرنا چاہیئے۔ تو اس آیت کو نائم پر پڑھے۔ اور اسمیں نام اسکا اور اسکی ماں کا زعفران محلول سے لکھکر اسکو پوست ہدہد سے سی دے اور انسان پر رکھدے تو وہ اپنے صنیع کی خبر دے گا۔

برائی خرید شئے جید کوئی چاہے کہ خربوزہ یا بطیخ خرید کرے۔ اور ہاتھ جید پر پڑے تو اس آیت کو تا عقد بیع پڑھ کر یوں کہے يَا مَنْ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَالْخِيَرَةُ مِنْهُ يَا وَلِيَّ الْخَيْرِ يَا مُرْشِدِيْ يَا هَادِيْ تو اسکا ہاتھ مقصود پر پڑیگا۔ اسی طرح سائر اشیاء فاکہہ و ملبوس وغیرہ کے لئے جنمیں کچھ شبہ ہو۔ اسیطرح کرے آیت یہ ہے إِنَّ ٱلْبَقَرَ تَشَٰبَهَ عَلَيْنَا وَإِنَّآ إِن شَآءَ ٱللَّهُ لَمُهْتَدُونَ ۝

برائی تکثیر آب چاہ و نہر چاہ یا نہر میں جب پانی کم ہو جائے۔ تو ایک سفال پر اس آیت کو لکھکر اندر اس کے ڈالدے انشاء اللہ پانی اسکا بڑھ جائیگا۔ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّنۢ بَعْدِ ذَٰلِكَ الآیۃ اسی طرح اگر گائے یا بکری کا دودھ کم ہوجائے۔ یا بالکل شیر نہ دے۔ تو ایک تانبے کی تختی پر اس آیت کو لکھکر آب پاک سے دھوکر اسکو پلائے دودھ بڑھجائیگا۔ باذن اللہ تعالیٰ

زوال ہم وغم و عشق جسکو کوئی مصیبت پہونچے اور عظیم الحزن ہو یا عشق عارض ہو وہ اس آیت کو قبل طلوع فجر دن یکشنبہ کو ظرف پاک میں لکھکر آب تازہ پر دھوکر کے لگاتار تین دن تک اس شخص پر چھڑکے انشاءاللہ تعالیٰ جو حزن پاتا ہو وَكَأَيِّن مِّن نَّبِيٍّ قَٰتَلَ مَعَهُۥ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ الآیۃ

برائی ہوام اس آیت کو ایک طشت میں لکھکر عصارہ زیتون سے دھوکر کے گھر میں چھڑکے کوئی سانپ اژدہا پر حوش باقی نہ رہیگا۔ سب مر جائیں گے۔ أَلَمْ تَرَ إِلَى ٱلَّذِينَ خَرَجُوا۟ مِن دِيَٰرِهِمْ الآیۃ اور اگر اس کو چار ورق زیتون پر لکھکر چاروں کونوں بیت میں گاڑ دیگا۔ تو بھی کوئی پشہ باقی نہ رہیگا۔ اسی طرح اگر آیت سَيَجِدُونَ آخَرِينَ الخ تانبہ کی

"ہدہد کے خون کا عمل"

"ہدہد کی کھال کا عمل"

"کنوئیں کیلئے"

"غم اور عشق کے دور ہونے کا"

"زہریلے جانوروں سے چھٹکارا"

تختی پر لکھکر عصارہ زیتون سے محو کرکے گھر میں چھڑک دیگا. تو کوئی موذی و شیطان وہوام باقی نہ رہیگا. مگر گھر سے نکل جائیگا

برائی تفرقہ اہل معاصی وظلم دن شنبے کے اس آیت کو وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝ کو ایک ظرف پاک میں لکھکر آب برگ حرمل سے محو کرکے جس جگہہ اجتماع اہل عصیان وظلم کا ہوتا ہو وہان چھڑکدے انشاء اللہ تعالیٰ پھر کبھی وہان جمع نہ ہونگے متفرق ہو جائینگے.

برائی دروغ ایک سیپی میں قبل طلوع آفتاب اس آیت لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ کو لکھکر اور ایسے شہد سے جسکو آگ سے نہ چھوا ہو محو کرکے تین دن تک اس شخص کو چٹائے جو بہت جھوٹ بولتا ہے باذنِ خدا عزوجل یہ بلا اس سے زائل ہو جائے گی ؎

برائی حفظ حاملہ وطفل بسیار گریہ اس آیت کو گلاب وزعفران ومشک سے ہرن کی جھلی پر لکھ کر کمر زن پر باندھ دے سارے آفات عین وبطن سے وہ حفظ رہے گی۔ اور اگر اس کو لکھکر گلے میں طفل کے ڈال دے گا تو ایک حرز عظیم فزع وبکا سے ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا الآیۃ [۳]

برائی ازالہ عقم اس آیت هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ کو مشک وزعفران وگلاب سے ایک ظرف بلوریا زجاج پر کاتب باوضو ہوکر لکھے پھر پانی میں گھولکر مرد عاقر یا زن عاقر کو تین دن تک پلائے اور عضو مرد وزن پر لکھکر ریشم کے تاگے سے باندھ دے۔ اور وقت دخول فراش کے علیحدہ کرکے صحبت کرکے پھر نہا کر باندھ کے وہ شب اول۔ دوم۔ سوم میں باذن اللہ تعالیٰ حامل ہو جائیگی۔ اور اسی طرح اگر یہ آیت يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ؎ کو ایک قطعہ حلوا پر نصف شب کو شب جمعہ سے ایسی جگہہ لکھکر کہ کوئی نہ دیکھے کھائیگا پھر بی بی سے جماع کرے گا تو تین بار کے اندر باذن خدا وہ حاملہ ہو جائیگی ؎

---

[۳] درپارہ سوم سورہ آل عمران رکوع ۴ - ۱۳۰

"ذہین و فطین اولاد کیلئے"

برائی حفظ و فصاحت طفل | آب صاف پر ان آیات کو پڑھکر اس میں کھانا پکا کر اطفال قبل اکل کو کھلائے۔ تین دن تک ایسا ہی کرے حفظ و فصاحت عجیب ملاحظہ کریگا۔ و آیات یہ ہیں الٓر سورہ ابراہیم کی الٓر کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَوَیْلٌ لِّلْكٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِیْدِ الَّذِیْنَ یَسْتَحِبُّوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیَبْغُوْنَهَا عِوَجًا اُولٰٓىِٕكَ فِیْ ضَلٰلٍۭ بَعِیْدٍ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِیُبَیِّنَ لَهُمْ فَیُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝

برائی قہر اعداء | ایک پارچہ کفن بیکر اور اس میں کچھ خاک مقابر ڈالکر اول یہ آیت اَوْ كَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ الآیۃ لکھے پھر نام دشمن کا لکھے یا اس کو نیچے زیر آتشگاہ یا بکمدہ گاذر کے رکھدے معمول لہ کا سر پھٹ جائیگا۔ اور اسکو کچھ نہ سوجھے گا۔ فَلْیَتَّقِ اللّٰهَ فَاعِلُهٗ اسی طرح اگر ایک لوح آہن پر آیت اور نام معمول لہ اور اسکی ماں کا لکھکر نیچے آگ کے رکھکر جس کے ہلاک کرنیکا ارادہ ہے اسکو پکارے گا۔ تو وہ مرض لا یطاق میں گرفتار ہو جائیگا۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ الآیۃ اسی طرح جس کا ہلاک کرنا منظور ہے اسکی تصویر بنائے مگر غیر کامل اور اس تصویر کے سینے پر یہ آیت لکھے وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ الآیۃ اور پشت پر نام اس شخص کا لکھے اور ہاتھ میں ایک خنجر لے کر اس کے نام کی جگہ پر ملے اور کہے فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ اور اس عمل کو روز سہ شنبہ آخر ماہ میں کرے اور کہے یا ملٰٓئِكَةَ اللّٰهِ تَعَالٰى لِیَفْعَلَ كَذَا بِفُلَانٍ یہ ضرب اس کے بدن پر جالگے گی اور وہ ہلاک ہو جائیگا۔ شرحی کہتے ہیں۔ فَلْیَتَّقِ اللّٰهَ فَاعِلُ ذٰلِكَ كُلِّهٖ

برائی بطلان ظلم ظالم | ایک پرچہ کاغذ پر اس آیت کو لکھکر اپنے پاس رکھے اور ظالم یا جبار پر داخل ہو اور پھر اس کو پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ ظلم باطل ہو جائیگا۔ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا الآیۃ اسی طرح اگر اس آیت کو زعفران و گلاب سے لکھکر اور آب باران سے محو کر کے پلائے حاکم میں کوئی سا حاکم بھی کیوں نہ ہو۔ حیٹرک دیا جائیگا۔ تو وہ حکم انصاف سے کریگا۔ اور حق بات کہے گا۔

برائی ہلاک ظلمہ | سنیچر کے دن آخر ماہ میں اس آیت کو لکھکر ایک شیشی میں رکھو اور اس پر درخت کے پتوں کا عصارہ ڈالکر گھر میں معمول لہ کے دفن کرے۔ عنقریب دھا خود ہو کر ذکر اسکا نام اور اس کے منقضی ہو جائیں گے۔ اَلَمْ تَرَ كَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ وَثَمُوْدَ الَّذِیْنَ جَابُوا الصَّخْرَ

"کسی ظالم کا نام و نشان مٹانے کیلئے"

"کفن اور قبر کی مٹی سے دشمن کی ہلاکت کا عمل"

"دشمن کو لاعلاج مرض میں مبتلاء کرنے کا عمل"

"تصویر بنا کر اس دشمن کا نام لکھ کر خنجر سے ماریں۔ وہ دشمن مر جائیگا!"

"ظالم کا ظلم ختم کرنے کیلئے"

"بارش کے پانی کا عمل"

"مسمی کی خرید و فروخت کو ختم کرنے کیلئے"

۸۲

وَالَّذِی وَفِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ الَّذِیْنَ طَغَوْا فِی الْبِلَادِ فَاَكْثَرُوْا فِیْهَا الْفَسَادَ فَصَبَّ عَلَیْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ تا قولہ فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَهٗ اَحَدٌ وَّلَا یُوْثِقُ وَثَاقَهٗ اَحَدٌ

برائے بطلان بیع وشرا اگر اس آیت کو وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ یُخْسِرُوْنَ اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ لِیَوْمٍ عَظِیْمٍ یَّوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ایک صحیفہ میں لکھ کر کسی دکان میں ڈالدیا جائیگا تو بیع وشرا اس کی باطل ہوکر اللہ کی قدرت سے حال اسکا ناقص ہوجائیگا۔ اسی طرح والعصر تا آخر سورہ ایک صحیفہ رصاص سیاہ پر ساعت زحل میں دن شنبے کے لکھہ کر موضع مراد میں ڈالدینے سے تعطیل بیع وشرا ہوجاتی ہے

برائے رجم خانہ اَلَمْ تَرَ كَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ اَلَمْ یَجْعَلْ كَیْدَهُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ وَّاَرْسَلَ عَلَیْهِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ تَرْمِیْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ایک شقفہ قدیمہ میں لکھ کر کسی گھر وغیرہ میں دفن کردینے سے اُس جگہہ پر پتھر گرنے لگتے ہیں۔ جب تک کہ وہ شقفہ اس جگہہ میں باقی رہتا ہے **ف** اس کے بعد شرجی نے چند فوائد ۸۳ سے لیکر تا آخر ہر فائدہ بیان میں اسماء حسنے اور ان کی تاثیرات کے بطریق تکسیر و اوفاق لکھے ہیں۔ پھر کچھہ منافع حروف مقطعہ قرآن کریم کے اور کچھ منافع حروف مقطعہ قرآن عظیم کے بیان کئے ہیں۔ یہ منافع غالبًا اسی جنس کے ہیں۔ جو جابجا اس رسالے میں لکھے گئے ہیں۔ اسلئے تلخیص ان کی اس جگہہ مکرر اور غیر ضروری سمجھی گئی اگر کوئی شخص یہ ہیئر کار اسی قدر اعمال و عزائم پر بعد حصول اجازت بصدق نیت و صلاح طویت عامل و قانع ہو تو بھی غنیمت ہے اور یہ مقدار واسطے صلاح ظاہر و باطن و حفظ صورت و معنے کے کافی وافی شافی صافی ہوسکتا ہے نہ کہو اجازت ان عزائم و معمولات کی بالخصوص اجازت مثل قرآن مجید کے نہیں ہے لکن اجمالاً تالیف شرجی کی اجازت ہے ایک بڑا مانع عدم ظہور اثر میں یہ ہوتا ہے۔ کہ عازم مطابق شرط غربیت کے نہیں ہوتا۔ دوسرے معمول لہ کا عقیدہ کامل پایا نہیں جاتا اثر تو اسوقت ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں مسلمان حسن العقیدہ قوی الایمان ہوں اور عامل صاحب اخلاص و تقوی ہو ایک بزرگ نے ایک آسیب زدہ پر ایک آیت قرآن کریم کی پڑھکر پھونک دی تھی۔ فی الفور آسیب دور ہوگیا۔ بعد چند روز کے پھر ایک شخص کو آسیب ہوا عامل مذکور وفات کرچکے تھے۔ ایک مرد نے وہ آیت انکی زبان سے سنکر یاد کرلی تھی۔ جاکر اس شخص پر دم کی کچھہ فائدہ نہ ہوا۔ جب بار بار

"آیت تو وہی ہے مگر زبان دوسری ہے"

"کسی کاروبار، دکان وغیرہ کو برباد کرنے کیلئے"

"حروف مقطعات کے عزائم و منافع"

"عامل صاحب اخلاص و تقوی ہو"

۸۳

اسکو پہونچی سلطنے کہا تو جا کچھ نہ ہوگا۔ اس نے کہا آخر یہ آیت تو وہی ہے کہا ہاں لَکِنَّہٗ ذَالِکَ التَّاعِلُ غَیْرُ التَّاعِلِ یکہ طہارت و تفاوت کا یہاں تک اثر ہوتا ہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے وقت میں جب کسی شخص پہ مرد ہوتا یا عورت کوئی جن یا شیطان آتا۔ اور لوگ اُن کو لیجاتے تو یہ فقط اس سے جا کر یہ بات کہہ دیتے کہ تو اس کو چھوڑ چلا جا۔ ورنہ تجھ پر حکم شرع جاری کیا جائیگا وہ اسی دم بھاگ جاتا پھر یہ نوبت پہونچی کہ جس آسیب کے سامنے نام انکا لیا جاتا وہ فی الفور افاقہ میں آجاتا اور اسکا جن و شیطان چلدیتا وَذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ اس رسالے کے سب اعمال و عزائم ماخوذ کتاب و سنت صحیحہ سے ہیں۔ اور اکثر مجرب ہیں۔ لیکن اگر کسی شخص پر اُن کا ظاہر نہ ہو تو یہ قصور عامل یا معمول لہ کا ہے۔ نہ ان آیات و اذکار کا اسکو چاہیئے کہ وہ اپنے ہی نفس کو ملامت کرے۔ اس لئے کہ اس کلام پاک نے محل قابل نہ پایا۔ موضع صالح ہاتھ اس کے نہ آیا۔ حدیث میں اسی جگہ سے فرمایا ہے رُبَّ تَالٍ لِلْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ یَلْعَنُہٗ عَیَاذًا بِاللّٰہِ

باب پنجم بیان میں اعمال قرآن مجید وغیرہ کے

فصل ہشتم کتاب مذکور کی بیان میں بعض فوائد والد ماجد مولف کے ہے یعنے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندانی اعمال مجربہ کا اس میں ذکر ہے

برائے غنائی قلبی و قالبی ہر دن یا مغنی گیارہ سو بار اور سورۃ مزمل چالیس بار پڑھے۔ اگر نہ ہو تو گیارہ بار یہ دونوں عمل واسطے غنائے دلی کے اور ظاہری کے مجرب ہیں لیتے اور بعض مشائخ سے پڑھنا سورہ مزمل کا اکتالیس بار بھی آیا ہے۔ شاہ فخر الدین سے منقول ہے۔ کہ بعد نماز سنت فجر کے ایک بار اور بعد ہر نماز پنجگانہ کے دو دو بار پڑھے اس حساب سے رات دن میں گیارہ بار ہو جائیگی۔ مولوی قطب الدین دہلوی مرحوم کہتے ہیں۔ وَقَدْ جَرَّبْتُ ھٰذَا الْعَمَلَ فَوَجَدْتُہٗ کَذَالِکَ ہ

برائے درد دندان و درد سر و ریاح ایک تختہ یا پٹرا پاک لے اور اس پر پاک ریت بچھائے اور ایک کیل سے اس ابجد ہوز حطی لکھے اور کیل کو الف پر زور سے دابے اور سورہ فاتحہ ایک بار پڑھے اور درد مند اپنی انگلی کو درد کی جگہ پر زور سے رکھے پھر اُس سے پوچھے کہ تجھ کو آرام ہوا اگر درد جاتا رہا بہتر ورنہ کیل کو دوسرے حرف بے کی طرف نقل کرے۔ اور دوبارہ سورہ فاتحہ

۸۴

پڑھے اور پہلی بار کیطرح پوچھے کہ درد گیا اگر گیا بہتر ورنہ کیل کو جسم کی طرف نقل کرے۔ اور تین بار الحمد پڑھے اسی طرح ہر حرف کیل سے دبایا جائے۔ اور سورہ فاتحہ کو ہر بار پڑھا جائے تو آخر حرف تک نہ پہونچے گا کہ شفا ہو جاویگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ انتھے۔ میں کہتا ہوں۔ اس عمل کو شیخ احمد دیربی شافعی علیہ الرحمۃ نے کتاب فتح الملک المجید المؤلف لنفع العبید میں بھی ذکر کیا ہے۔ لیکن حروف ابجد۔ ہوز۔ حطی کو مقطع لکھنا بتایا ہے۔ یعنی ا ب ج د الخ پھر کہا ہے۔ اِنَّ مَنْ قَرَءَهَا عَلَى الضِّرْسِ لِوَجْعٍ بَرِئَ مِنْ سَاعَتِهٖ فَمَا بَيْنَهُ اٰخِرُهَا اِلَّا وَقَدْ شُفِيَ بِاِذْنِ اللّٰهِ لٰكِنْ اَسْمَ حُسْنِ النَّفْعِ مِنَ الْوَجْعِ وَالْمُعْ م اِنْتَهٰى اور شرعی نے بھی اسکو ذکر کیا ہے اور مجرب کہا ہے میں نے اسکو درد سر پہ امتحان کیا فی الفور نفع ہوا وللہ الحمد والمنۃ

برائی رفع حاجت ورد غائب و شفائے مریض	جب کوئی حاجت پیش آئے یا کوئی شخص غائب ہو اور اس کا سالم خانم پھر آنا چاہے یا شفائے بیمار چاہے تو

سورہ فاتحہ اکتالیس بار درمیان سنت و فرض فجر کے پڑھے امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہا ہے کہ فاتحہ چالیس بار پانی کے پیالے پر پڑھ کر تپ والے کے منہ پر چھینٹیا مارنے سے صحت ہو جاتی ہے ا ھ شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے۔

برائی گزیدن سگ دیوانہ	جسکو باولا کتا کاٹے اور اس کے دیوانہ ہو جانے کا ڈر ہو تو اس آیت کو روٹی کے چالیس ٹکڑوں پر لکھے۔ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ

كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا اور اس سگ گزیدہ کو دے کہ ہر دن ایک ٹکڑا کھایا کرے مولانا اسحاق نے کہا ہے کہ ایک ٹکڑا بانات کا گڑ میں لپیٹ کر کھالے اثر زہر سگ کا جاتا رہیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

برائی دفع فاقہ	ہر رات سورہ واقعہ ایک بار پڑھ لیا کرے۔ یہ عمل موافق حدیث کے ہے اور اس رسالے میں گذر چکا ہے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے

شرح حزب البحر میں یہ بھی لکھا ہے کہ جو کوئی ہر دن سو بار لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھیگا۔ اسکو فاقہ نہ پہونچیگا ۵

برائے سان	جس لڑکے کو یہ بیماری ہو۔ اس پر فاتحہ اکتالیس بار بوصل میم بسملہ ساتھ الحمد کے چالیس روز تک دم کرے۔ اگر نہ ہو سکے تو تین بار کا پڑھنا بھی کفایت

کرتا ہے۔ اسکو مولوی قطب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ذکر کیا ہے ۵

برائی بیدار شدن از شب	سوتے وقت آخر سورہ کہف کو اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا

اسلاف سے منقول اور آزمودہ عمل

۸۵

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا کو پڑھکر اللہ تعالی سے دعا کرے کہ فلاں وقت اسکو جگائے تو اس وقت پر جاگ اٹھے گا یہ عمل موافق حدیث کے ہے جسکو دارمی نے روایت کیا ہے۔

برائے حفظ اطفال اس عوذہ کو لکھکر بچے کے گلے میں باندہ دے اللہ تعالی اسکو محفوظ رکھیگا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَعُوْذُ بِكَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّعَيْنٍ لَامَّةٍ تَحَصَّنْتُ بِحِصْنِ اَلْفِ اَلْفِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ انتہی حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم واسطے حسنین کے یہی عوذہ کہتے تہے اور فرماتے تھے۔ کہ تمہارے ابراہیم واسطے اسمعیل و اسحاق کے یہی تعویذ کرتے تھے۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ مولانا عبد العزیز و محمد اسحاق کا معمول فقط اسی دعا کا لکھنا تھا انتہی لکن ظاہر حدیث یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُعِيْذُكَ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ الخ کہکر دم کرتے تہے بعد ثبوت اصل کے لکھنے اور باندہ دینے میں کچھ حرج نہیں ہے واللہ اعلم۔

برائی امان از ہر آفت اس دعا کو صبح وشام پڑہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ مَا شَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَّاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَآبَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ اِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ انتہی۔ اس دعا کے الفاظ سنن ماثورہ صحیحہ سے ماخوذ ہیں۔ اور ہر ایک کلمے کے لئے انہیں سے علیحدہ فضیلت آئی ہے۔

برائے حفظ چیچک جب چیچک کی بیماری ظاہر ہو تو نیلا تاگا لے اور سورہ رحمن پڑہے۔ اور جتنی بار فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پر پہونچے۔ ایک گرہ لگائے۔ اور اس تاگے پر پہونکے۔ پہر اس تاگے کو لڑکے کے گلے میں باندہ دے اللہ تعالے اسکو اس بیماری سے بچا لیگا۔

برائی حاجت روائی جب کوئی حاجت پیش آئے۔ تو يَا بَدِيْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَيْرِ يَا بَدِيْعُ بارہ

"حاجت روائی کے لیے مجرب عمل"

٨٦

سوبار بارہ دن تک پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اُس حاجت کو پورا کو کریگا۔ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ وَهٰذِهٖ عَنْ اَسْمَاءٍ اَجَازَنِيْ سَيِّدِيْ الْوَالِدُ بِهَا فِيْ جُمْلَةِ مَا اَجَازَنِيْ بِهَا انتهى اسی طرح کی اجازت مجھ کو بھی ان عزائم کی ہمراہ اجازات دیگر مولوی یعقوب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہے وللہ الحمد

برائے حاجات مشکلہ چار رکعت نماز نفل پڑھے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ سوبار پڑھے۔ اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ کے رَبِّ اِنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ سو بار پڑھے تیری رکعت میں بعد فاتحہ کے اُفَوِّضُ اَمْرِيْۤ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ سو بار پڑھے چوتھی رکعت میں بعد فاتحہ کے حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ سو بار پڑھے پھر سلام پھیر کر سو بار رَبِّ اِنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ کہے مولانا نے کہا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا ہے کہ یہ چار دن آیتیں اسم اعظم ہیں۔ جنکے وسیلے سے جو مانگے پائے۔ اور جو دعا کرے قبول ہو۔ اور مجھ کو اس شخص سے تعجب آتا ہے کہ ان کے ذریعے سے مانگے اور نہ ملے

برائے آسیب زدہ جس کو شیطان خبطی کرے یعنے اس پر آسیب کا خلل ہو تو اس کے بائیں کان میں یہ آیت سات بار پڑھے۔ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ

ایضاً اس کے کان میں سات بار اذان کہے اور سورہ فاتحہ و معوذتین وآیۃ الکرسی اور سورۃ والسماء والطارق اور سورہ حشر کے آیات ہو اللہ الذی سے آخر تک اور ساری سورہ والصافات پڑھے آسیب جل جائے گا۔

ایضاً اس کے کان میں سورہ مومنین کی یہ آیتیں پڑھے اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ... لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ۔

ایضاً پانی پر سورہ فاتحہ و آیۃ الکرسی اور پانچ آیتیں اول سورہ جن کی قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْۤا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَّهْدِيْۤ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا وَّاَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اور اس پانی کا چھینٹا اس

۸۷

"گھر کو جنات کی شرارتوں سے نجات دلانا"

کے بند پیالے کر ہوش میں آجائے گا۔ اور جبکسی مکان میں جن معلوم ہو تو اسی پانی سے اس مکان کے اطراف میں چھینٹے مارے تو پہر وہاں نہ آئیگا

برائے دفع جن ازخانہ و سنگ باری اگر شیطان کسی گہر سے قریب ہو اور پتھر پھینکے تو یہ آیت چار لوہے کے کیلوں پر پڑھے۔ اِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ہر کیل پر پچیس پچیس بار پہر ان کو گہر کے چاروں کونوں میں گاڑدے یا اسماء اصحاب کہف گہر کی دیواروں میں لکہدے انتہی لکن اس میں کلام ہے جو اوپر گذر چکا۔

"آسیب ... کا عمل"

برائی عقیمہ بانجھ عورت کے لئے ہرن کی جہلی پر زعفران وگلاب سے یہ آیت لکہے۔ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا پہر اسکو اسکی گردن میں باندہے اور یہ بہی عمل ہے کہ چالیس لونگوں پر سات سات بار اس آیت کو پڑہے۔ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ اور ایک لونگ کو ہر دن کہائے۔ اور حیض کے غسل سے شروع کرے۔ اور ان دنوں میں اسکا شوہر اس سے ہمبستر ہوتا رہے۔ مولانا نے فرمایا ایک شرط اس لونگ کی یہ بہی ہے۔ کہ لونگ رات کو کہائے۔ اور اسپر پانی نہ پیئے۔

"بانجھ عورت ... کا عمل" "لونگ کے دانوں کا عمل"

برائی اسقاط جنین جو عورت بچہ اسقاط کر دیتی ہے تو ایک تاگا کسم کا رنگا ہوا اس کے قد کے برابر لے اور اسپر نو گرہیں لگائے۔ اور ہر گرہ میں یہ آیت پڑہے وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ اور قل یایہا الکفرون پڑہے اور ہو ...

"قرار حمل ... دھاگہ ... "

برائے دردزہ جس عورت کو دردزہ ہو۔ ایک پرچہ کاغذ پر یہ آیت لکہے وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ اهيا اشراهيا اور اس پرچہ کو پاک کپڑے میں لپیٹے اور اس عورت کے بائیں ران میں باندہے تو وہ جلد جنے گی۔

"عورت ... تعویذ باندھنا"

برائے فرزند نرینہ جو عورت سوا لڑکی کے لڑکا نہ جنتی ہو تو حمل پر تین مہینے گذرنے سے پہلے ہرن کی جہلی پر زعفران وگلاب سے اس آیت کو لکہے۔ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ پہر اس آیت کو لکہے يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا پہر یہ لکہے بحق ذکریا و عیسی ابنا صالحا طویل العمر ...

"اولاد نرینہ ..."

"انبیاء کا توسل خلاف شریعت نہیں"

۸۸

محمد وآلہ پھر وہ تعویذ حاملہ باندھ لے یہ توسل بانبیاء بکیفیت کذائی کچھ مخالف شرع شریف نہیں ہے۔

برائی زندہ رہنے فرزند تیار

شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم فرماتے ہیں مجھکو خبر دی اس شخص نے جس پر مجھکو اعتماد ہے کہ جس عورت کا لڑکا زندہ نہ رہتا ہو تو چاہئے وکالی مرچ اور ان دونوں چیز پر دوشنبہ کے دن دوپہر کو چالیس بار سورہ والشمس پڑھے ہر بار درود پڑھکر شروع کرے۔ اور اسی پر ختم کرے اسکو ہر روز عورت کھایا کرے حمل کے دن سے لڑکے کے دودھ چھوڑانے تک۔

ایضاً برائے فرزند نرینہ

یہ بھی اس شخص معتمد نے مجھ کو خبر دی کہ جو عورت سوائے لڑکی کے لڑکا نہ جنتی ہو۔ تو اس کے پیٹ پر گول لکیر کھینچے انگلی کے پھیرنے کے ساتھ ستر بار یا متین کہے انشاء اللہ تعالیٰ لڑکا پیدا ہوگا۔

برائے زن ساحرہ یعنی ڈائن

جس کو نظر لگانے والی عورت کی نظر لگے ایک گول لکیر چھری سے کھینچے آیۃ الکرسی اور ان آیات کو پڑھے۔ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۞ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ پھر کہے اَعُوْذُ بِكَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ يَا حَفِيْظُ يَا رَقِيْبُ يَا وَكِيْلُ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ پھر چھری کو کنڈل کے اندر گاڑے اور کہے رَكَزْتُهَا فِيْ قَلْبِ الْعَآئِنَةِ پھر اسکو ڈھک دے رکابی کے نیچے یا ملباق کے نیچے

ایضاً برائے چشم زخم

جو نظر والے یا جادوگر کو کہے ملے فلان اور اسکا نام لیکر پکارے نظر لگاتے وقت یا اس وقت جب خود اس کا ذکر کرے تو اسکا اثر باطل ہو جائیگا میں کہتا ہوں۔ اسکو شرجی نے بھی ذکر کیا ہے چنانچہ گذر چکا۔

ایضاً برائے چشم زخم

جب نظر لگانا اور نظر کا لگانے والا ثابت ہو جائے تو اس کے موہنہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں اور اسکی شرمگاہ کے غسل کے پانی کو ایک برتن میں لیکر اس پانی کو مصیون پر چھڑکے تو اسی دم اچھا ہو جائیگا۔ اسکو بھی شرجی علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا ہے۔ اور اوپر گذر چکا ہے۔ اسکو امام مالک نے موطا میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کے مانند روایت کیا ہے مولانا فرماتے تھے۔ صحیح مسلم میں مرفوعاً آیا ہے کہ نظر کا لگنا ٹھیک ہے اگر کوئی چیز تقدیر غالب ہوتی تو

"جس عورت کے بچے مر جاتے ہوں"

"فرزند نرینہ"

"ڈائن، جادوگرنی کیلئے"

"بری نظر اور جادو والے کیلئے"

"نظر بد اتارنے کا مسنون عمل"

۸۹

نظر غالب ہوتی اور جب کوئی تم سے دیکھے۔ تو دیکھ دو کہ شاید تمہاری ہی نظر لگی ہو۔ اسکا بنا انا عبث ہے **فائدہ** عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک خوبصورت لڑکا دیکھا کہا اسکی ٹھوڑی میں کالا ٹیکا لگا دو۔ کہ اس کو نظر نہ لگے مولوی خرم علی صاحب مرحوم نے کہا ہے کہ یہ جو لڑکے کو کالا ٹیکا لگا دیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ بے اصل بات نہیں۔ واللہ اعلم انتہے میں کہتا ہوں لگانا سیاہ ٹیکے کا لڑکوں کو اثر مذکور سے ترمذی میں ثابت ہے مولوی صاحب مرحوم کو میں نے بھی دیکھا تھا۔ میرے والد مرحوم کے معاصر و محب تھے۔ بڑے موحد فقیہ متقی تھے ان کی بہت کتابیں ہیں۔ نصیحۃ المسلمین ترجمہ قول الجمیل ترجمہ سر الشہادتین میں ترجمہ مشارق ترجمہ در المختار رسالہ جہادیہ وغیرہ غفر اللہ لنا ولہم۔

ایضاً برائے چشم زخم یہ وہی عمل تاگا ناپ کر دعا پڑھنے کا ہے۔ جو شرجی سے نقل ہو چکا ہے فقط اتنا تفاوت ہے۔ کہ اسمیں یہ الفاظ ہیں۔ بحق اشراھیا براھیا اذونیا اصباؤت ال شدّای اور وہاں یوں ہیں۔ ادونیائی اصباؤت ال شدّای اور بجائے لفظ اَشْمَتْ وہاں اَشْمَتْ ہے اور النجا النجا والوحا والوحا زیادہ ہے باقی عبارت برابر ہے پیر عمل میں بھی الفاظ قول جمیل ہیں۔ کیفیت اسکی یہ ہے۔ کہ ایک تاگا پاک تین ہاتھ ناپ لے اور اس کے پاس رکھے جو نظر زدہ کو دکھاتا ہے۔ پھر یہ عزیمت پڑھے جبیر نظر لگی ہے۔ پھر اس تاگے کو دوسری بار ناپے اگر تین ہاتھ سے بڑھ جائے۔ یا کم ہو جائے تو معلوم کرے اسکو نظر لگی ہے۔ پھر اس عمل کو تین بار کر رپڑھے۔ اثر نظر بد کا دور ہو جائیگا طریقہ عزیمت کا یہ ہے کہ بسم اللہ ولا قوۃ الا باللہ تین بار کہے پھر سورہ فاتحہ تین بار پڑھے۔ پھر کہے عَزَمْتُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِيْ فِيْ فُلَانِ ابْنِ فُلَانَةَ وَفُلَانِ ابْنِ فُلَانَةَ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَبِنُوْرِ عَظَمَةِ وَجْهِ اللّٰهِ بِمَا جَاءَ بِهِ الْقَلَمُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِلٰى خَيْرِ خَلْقِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَزَمْتُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِيْ فِيْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ بِحَقِّ اشراھیا براھیا اذونیا اصباؤت ال شدّای عَزَمْتُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِيْ فِيْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ بِحَقِّ شمہت لِمہت سِہت يَا قِطْعَاءُ النَّجَا بِالَّذِيْ لَا تَقْوٰى عَلَيْهِ الْاَرْضُ وَلَا السَّمَاءُ اُخْرُجِيْ يَا نَفْسَ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ كَمَا اُخْرِجَ يُوْسُفُ مِنَ الْمَضِيْقِ وَجُعِلَ لِمُوْسٰى فِي الْبَحْرِ طَرِيْقٌ وَاِلَّا فَاَنْتِ بَرِيْئَةٌ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاللّٰهُ تَعَالٰى بَرِيْءٌ مِّنْكِ اُخْرُجِيْ يَا نَفْسَ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ يَا نَفْسُ اٰنِفٌ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اُخْرُجِيْ يَا نَفْسَ السُّوْءِ بِاِذْنِ

"نظر بد کیلئے کالا ٹیکہ لگانا"

"کالا ٹیکہ لگانا منقول و مجرب ہے"

"دھاگے والا عمل"

"دھاگہ کم یا زیادہ ہو جانا"

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ

اور بجائے فلاں بن فلانہ کے نام اسکا اور اس کی ماں کا لے۔

برائے مسحور و مریض مایوس العلاج جس پر جادو کا اثر ہو یا جس بیمار کی بیماری نے اطبا کو عاجز کر دیا ہو اس کے لیے چینی کے سفید برتن میں یہ اسم لکھے۔

يَا حَيُّ حِيْنَ لَا حَيَّ فِيْ دَيْمُوْمَةِ مُلْكِهٖ وَبَقَائِهٖ يَا حَيُّ پھر اسکو پانی سے دھو کر چالیس دن پیئے۔ میں نے حضرت والد صاحب کو دیکھا کہ وہ اس اسم پر سورہ فاتحہ بھی زیادہ کرتے تھے

برائے گمشدہ جسکی کوئی چیز کھوئی جائے۔ وہ ایک سو انیس بار بلا کم و بیش یَا حَفِيْظُ کہے پھر یہ آیت پڑھے يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اسکو بھی انیس بار پڑھے اللہ تعالیٰ اس گمشدہ چیز کو اس کے پاس پھیر لائے گا تفسیر فتح العزیز میں لکھا ہے۔ و از خواص مجربہ این سورۃ آنست کہ برائے گمشدہ ہفت بار این سورہ را خواندہ گرد اگرد سر خود انگشت شہادت بگردانند و بعد از تمام ہفت بار اَصْبَحْتُ فِيْ اَمَانِ اللّٰهِ وَاَمْسَيْتُ فِيْ جِوَارِ اللّٰهِ اَمْسَيْتُ فِيْ اَمَانِ اللّٰهِ اَصْبَحْتُ فِيْ جِوَارِ اللّٰهِ خواندہ دستک زنند آن گمشدہ یافتہ شود و اللہ اعلم

برائے شناختن دزد چور کے پہچاننے کے لئے دو شخص آمنے سامنے بیٹھیں اور بدھنی کو بیچ درمیان میں تھامیں اور اس کو ٹلے کی دونوں انگلیوں سے اٹھائے رہیں۔ اور جس پر چوری کی تہمت ہو اسکا نام بدھنی میں لکھیں اور سورہ یٰس کو مُكْرَمِيْنَ تک پڑھے سو اگر وہی شخص چور ہوگا تو بدھنی گھوم جائیگی۔ پھر اگر نہ گھومے تو اس کا نام مٹا کر دوسرے شخص کا نام لکھے اور وہیں تک پڑھے۔ اسی طرح ہر شخص متہم کا نام لکھتا جائے یہانتک کہ گھوم شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ جو شخص یہ عمل یا ایسا اور کوئی عمل کرے گا چور پر مطلع ہو تو اس پر واجب ہے کہ اس کے چرانے پر یقین نہ کرے۔ اور اسکو بدنام نہ کرے بلکہ قرآن کی پیروی کرے کہ یہ عمل بھی اتباع قرآن کا ایک طریقہ ہے اللہ تعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا ہے۔ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا

برائے بردہ گریختہ اگر غلام بھاگ گیا ہو تو ایک کاغذ میں لکھکر اور اسکو کسی چیز میں لپیٹ

" تعویذ لکھ کر لٹکا دیں "

91

گراندہیری کوٹھری میں دو پتھروں کے نیچے درمیان رکھدے یعنے سورہ فاتحہ وآیۃ الکرسی پھر
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِاَنَّ لَکَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَنْ فِیْھِنَّ فَاجْعَلِ اللّٰھُمَّ السَّمَاءَ
وَالْاَرْضَ وَمَا فِیْھِمَا عَلٰی عَبْدِکَ فُلَانِ بْنِ فُلَانَۃَ اَضْیَقَ مِنْ خَلْقِہٖ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلٰی
مَوْلَاہُ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ پھر یہ آیت لکھے. اَوْ کَظُلُمَاتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ
یَّغْشَاہُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِہٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِہٖ سَحَابٌ ظُلُمَاتٌ بَعْضُھَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَا اَخْرَجَ
یَدَہٗ لَمْ یَکَدْ یَرَاھَا وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ وَمِنْ وَّرَائِھِمْ بَرْزَخٌ
اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ وَھُمْ بِہٖ یَدَنَا شَدَّۃً وَلَیْسَ خَلْقَہٗ وَاللّٰہُ مِنْ وَّرَائِھِمْ مُّحِیْطٌ بَلْ ھُوَ
قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ پھر یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِحَقِّ ھٰذِہِ الْاٰیَاتِ
اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ وَاَنْ تَرُدَّ الْعَبْدَ
اِلٰی مَوْلَاہُ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ مولانا اسحاق رحمہ اللہ علیہ واسطے گمشدہ
چیز کے یاکسی کی لڑکی وغیرہ گم ہوگئی ہو یہ درود شریف لکھدیتے تھے کہ کسی اونچی جگہ پر
مثل درخت یا کھونٹی کے لٹکا دی جائے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰھُمَّ
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اَلْفَ اَلْفَ مَرَّۃٍ وَّاَلْفَ اَلْفَ
ذَرَّۃٍ انتہی

برائی برآمد کار سورہ فاتحہ کی بسم اللہ کے اخیری میم کو الحمد کے لام سے ملاکر یکشنبہ کے دن فجر کی
سنت وفرض کے درمیان میں شروع کرے. ستر بار اور دوسرے دن اسی
وقت ساٹھ بار اور تیسرے دن پچاس بار اسی طرح ہر روز دس دس بار کم کرتا جائے۔ یہانتک
کہ ہفتہ کے دن دس بار پڑھے انتہی۔ میں کہتا ہوں کتب مشائخ میں میم اللہ کو لام الحمد سے
ملاکر اعمال میں پڑھنا مذکور ہے۔ شیخ محی الدین عربی صاحب فتوحات مکیہ نے اس بارہ میں ایک
حدیث اپنی سند متصل سے تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تا رب العالمین مسلسل بکلام نقل
کی ہے۔ اس حدیث کا اتا پتا کسی کتاب معتبرہ حدیث میں نہیں ملا لیکن یہ طریقہ مجرب علماء
عاملین ہے واللہ اعلم

دیگر طریق استخارہ جب یہ چاہے کہ خواب میں وہ حال دیکھے جسمیں اسکی نکاسی ہو اس
تنگی سے جسمیں وہ مبتلا ہے تو وضو کرکے پاک کپڑے پہنکر روبقبلہ
ہوکر داہنے کروٹ پر لیٹے اور سورہ والشمس کو سات بار اور سورہ واللیل کو سات بار اور
قل ہو اللہ کو سات بار پڑھے اور دوسری روایت میں قل ہو اللہ کے عوض سورہ والتین
کا سات بار پڑھنا آیا ہے پھر یوں کہے اَللّٰھُمَّ اَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ کَذَا وَکَذَا وَاجْعَلْ لِّیْ

" گمشدہ چیز یا بچی کے لیے "

" بسم اللہ کی آخری میم کو الحمد کے لام سے ملا کر پڑھنے کا عمل مجرب اور منقول ہے "

" استخارہ کی دعا "

مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا وَّاَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ مَا اَسْتَدِلُّ بِهٖ عَلٰی اِجَابَةِ دَعْوَتِیْ تو اگر اسی رات وہ چیز خواب میں دیکھے جو چاہتا ہے تو بہتر ہوا نہیں۔ تو اسی طرح دوسری رات کرے پھر تیسری رات اسیطرح سات رات تک انشاء اللہ تعالے ساتوین کے آگے نہ بڑھیگا۔ کہ حال کھل جائے گا۔ ہماری صحبت والوں نے تجربہ کیا ہے انتہی میں کہتا ہوں یہ طریق استخارہ کا مجرب مشائخ ہے اور جو طریق اسکا حدیث صحیح میں آیا ہے۔ وہ اس رسالے میں مذکور ہو چکا وہ بہ نسبت اس طریق کے سہل و آسان ہے حاجتمند کو اختیار ہے۔ کہ وہ بھی کرے۔ اور یہی کرے یہانتک کہ تشفی خاطر حاصل ہو۔

مشائخ کا مجرب عمل استخارہ

استخارہ حرکات وسکنات از کتاب فتوحات

شیخ ولی کامل عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب لطائف المنن والاخلاق فی بیان وجوب التحدث بنعمة اللہ علی الاطلاق میں لکھا ہے۔ کہ ایک انعام اللہ کا مجھ پر یہ ہے۔ کہ میں ہر روز اصطلاح قوم پہ استخارہ کیا کرتا ہوں۔ اس قصد سے کہ اللہ تعالے میرے سارے حرکات وسکنات اس دن یا اس رات یا اس جمعہ یا اس مہینے یا اس برس کے صالح محمود کرے اسی طریقہ پر شیخ محی الدین بن عربی اور شیخ ابو العباس مرسی اور ایک جماعت تھی اور صورت اس استخارہ کی جسطرح کہ شیخ محی الدین بن عربی نے اپنے وصایا آخر کتاب فتوحات مکیہ میں لکھی ہے۔ یہ ہے کہ جب آفتاب برابر ایک نیزے کے اونچا ہو۔ بعد نماز مغرب کے ہر روز یا ہر جمعہ یا ماہ یا سال کو دو رکعت نماز پڑھے۔ پہلی رکعت میں فاتحۃ الکتاب اور یہ آیت پڑھے۔ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ اور سورہ قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں فاتحۃ الکتاب اور یہ آیت وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا اور سورہ قل ہو اللہ احد پھر جب سلام پھیرے تو جو دعائے استخارہ آئی ہے وہ مانگے اور جسجگہ بندے کے لئے یہ حکم ہے۔ کہ اپنی حاجت کا نام لے اس جگہ یوں کہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ جَمِيْعَ مَا اَتَحَرَّكُ اَوْ اَسْكُنُ فِيْهِ فِيْ حَقِّيْ وَحَقِّ اَهْلِيْ وَوَلَدِيْ وَاِخْوَانِيْ وَجَمِيْعِ مَنْ شَاءَ اللّٰهُ فِيْ سَاعَتِيْ هٰذِهٖ اِلٰی مِثْلِهَا مِنَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ اِلَى اللَّيْلَةِ الْاُخْرٰى خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ وَعَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ جَمِيْعَ مَا اَتَحَرَّكُ فِيْهِ اَوْ اَسْكُنُ فِيْ حَقِّيْ وَحَقِّ

ولی کامل کا مجرب اور کثیر الفائدہ عمل

خَيْرٌ مِنْ اَصْلِىْ وَمَلِكِىْ وَسَائِرِ مَنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ سَاعَتِىْ هٰذِهٖ اِلٰى مِثْلِهَا مِنَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَوِ السَّنَةِ الْاُخْرٰى شَرٌّ لِّىْ فِىْ دِيْنِىْ وَمَعَاشِىْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِىْ وَعَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّىْ وَاصْرِفْنِىْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِىَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِىْ بِهٖ اسمٰعیل حقی نے کہا ہے کہ جو شخص اس استخارہ کو ہر دن یا ہر ساعت کریگا تو وہ کوئی بھی حرکت کسی حرکت وسکون میں نہ کریگا۔ یا کوئی اور اس کے حق میں کوئی حرکت نہ کریگا۔ مگر یہ کہ وہ حرکت اس کے لئے خیر ہوگی۔ بلا شک فالزموا وتدبروا ذالک وراینا علیہ کل خیر لما فیہ من الادب مع اللّٰہ تعالی والتفویض الیہ پھر جب اس دعا استخارہ سے فارغ ہو تو اس کام کو جس کے لئے اللہ سے یہ استخارہ کیا ہے بانشراح صدر شروع ہو کر فعل ہو یا ترک اگر اس کام میں خیر ہوگی تو ضرور ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی اسباب اس کام کے اس شخص پر آسان وسہل کر دیگا۔ یہانتک کہ وہ کام انجام ہو جائیگا۔ اور اس کام کی عاقبت محمود ہوگی۔ اور اگر اس کام میں اسپر کوئی شر ہوگا۔ تو ضرور ہے کہ دل اسکا تنگ ہوگا۔ اور اسباب اس کام کے تحصیل کے اسپر مشکل ومتعذر ہو جائینگے۔ اس وقت یہ جانے کہ اللہ تعالی نے اسکام کا نہ کرنا اس کے لئے اختیار کیا ہے۔ اب اس کے فقد سے درمند نہ ہو۔ بلکہ اپنے رب کی اس کے ترک کرنے پر حمد کرے۔ کیونکہ اللہ تعالی اپنے بندے کی مصلحتوں کو بندے سے زیادہ جانتا ہے فاعمل بما اخبرت لک وکرر فی کل اسبوع او شھر او سنۃ او اکثر۔ وتقول فی الدعاء اللّٰھم ان کنت تعلم ان جمیع ما اقرب بینہ اذا سکن من یومی ھذا الی مثلہ من الاسبوع الاخر او من الشھر الاخر او من السنۃ الاخری و ھکذا واللّٰہ تعالی یتولی ھداک وھو یتولی الصالحین۔

برائے تپ

جسکو تپ آتی ہو۔ اسکا عمل یہ ہے۔ کہ ایک کاغذ میں یہ دعا لکھے اور اس کے بازو پر باندھے جلد اچھا ہو جائیگا۔ اس میں نام تپ کا ام ملدم آیا ہے یہ دعا ام ملدم اس کتاب میں گذر چکی ہے۔ اسمیں الفاظ قول جمیل وشرجی کے یکساں ہیں۔ بلا تفاوت واللّٰہ اعلم

برائے خنازیر یعنے کنٹھ مالا

جس کی گردن میں کنٹھ مالا ہو۔ تو چمڑے کے تسمے پر جو مریض کے قد کے برابر ہو اکتالیس گرہ دے اور ہر گرہ پر دعا پھونکے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَةِ اللّٰهِ وَعَظَمَةِ اللّٰهِ وَبُرْهَانِ اللّٰهِ وَسُلْطَانِ اللّٰهِ وَكَنَفِ اللّٰهِ وَجِوَارِ اللّٰهِ وَاَمَانِ اللّٰهِ وَمَنْعِ اللّٰهِ وَكِبْرِيَاءِ اللّٰهِ وَنَظَرِ اللّٰهِ وَبَهَاءِ اللّٰهِ وَجَلَالِ اللّٰهِ وَكَمَالِ اللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ

تا تسلسل کے خاتمہ کیلئے

برائی سرخ بادہ جس کے بدن پر سرخ بادہ ہو وہ اس دعا کو سات بار پڑھے اور پڑھنے کے وقت چھری سے اشارہ کرتا جائے وہ دعا یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ بِسْمِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ الْحَکِیْمِ الْکَرِیْمِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِهٖ وَسُلْطَانِهٖ اَیَّتُھَا الْحُمْرَۃُ جَاءَتْكَ جُنُوْدٌ مِّنَ السَّمَاءِ وَقَالَ سُلَیْمَانُ اَیَّتُھَا الرِّیْحُ اَجِیْبِیْ دَاعِیَ اللّٰہِ وَمَنْ لَّمْ یُجِبْ دَاعِیَ اللّٰہِ فَمَا لَهٗ مِنْ مَّلْجَاٍ وَّمَا لَهٗ مِنْ نَّکِیْرٍ بِسْمِ اللّٰہِ وَبِالثَّنَاءِ الطَّیِّبِ عَلَی اللّٰہِ یَکْفِیْكَ وَاللّٰہُ یَشْفِیْكَ مِنْ کُلِّ دَاءٍ یُّؤْذِیْكَ وَمِنْ کُلِّ اٰفَۃٍ تَعْتَرِیْكَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

برائے ضعف بصر جس کی آنکھ سے کم سوجھتا ہو وہ بعد ہر نماز کے یہ آیت پڑھا کرے فَکَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ

برائی صرع یعنی مرگی جسکو مرگی آتی ہو۔ وہ ایک تختی تانبے کی بیکر یک شنبہ کے دن پہلی ساعت میں اس تختی کے ایک طرف یہ کہدوائے۔ یَا قَھَّارُ اَنْتَ الَّذِیْ لَا یُطَاقُ انْتِقَامُهٗ یَا قَھَّارُ اور دوسری طرف یہ کہدوائے یَا مُذِلَّ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ بِقَھْرِ عَزِیْزِ سُلْطَانِهٖ یَا مُذِلُّ انتہی شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ مجھ کو ان سب اعمال کی اجازت میرے والد یعنے شیخ عبدالرحیم نے دی ہے۔ واللہ الموفق والمعین میں کہتا ہوں۔ کہ ان اعمال میں سے اکثر میرے تجربے میں آچکے ہیں۔ سوائے چند عمل کے جو پیش نہیں آئے میری اعتقاد میں یہ سب اعمال تجربہ میں یکساں نافع ہیں۔ اب میں بقیہ مشائخ معتمدین کے بعض اعمال متفرقہ جمع کرکے لکھتا ہوں۔ **ف** مرزا مظہر جانجاناں قدس سرہ معاصر مولف کتاب قول جمیل تھے۔ مولوی نعیم اللہ مرحوم خلیفہ مرزا صاحب نے بعض اعمال ان کے کتاب معمولات مظہریہ میں لکھے ہیں۔ ان کو سمجھ نقل کیا جاتا ہے یہ اعمال بہی مجرب اور لائق اعتماد ہیں

طریق ختم خواجگان رضی اللہ عنہم یہ ختم جس نیت و قصد سے پڑھا جاتا ہے وہی مقصد حاصل ہوتا ہے۔ طریقہ اسکا یہ ہے۔ کہ پہلے ہا تفقا کر ایک بار سورہ فاتحہ پڑہے پہر سورہ فاتحہ کو معہ بسم اللہ سات بار پڑہے پہر درود سو بار پہر الم نشرح مع بسم اللہ ہفتاد و نہ بار پہر سورہ اخلاص با بسم اللہ ہزار و یکبار پہر سورہ فاتحہ با بسم اللہ سات بار پہر درود سو بار پہر فاتحہ پڑھکر ثواب اس ختم کا رحاج

"بزرگان ختم خواجگان کے وسیلہ سے دعا کریں"

حضرات کو جن کی طرف یہ ختم منسوب ہے پیش کرے۔ ان بزرگون کی تعیین نام میں اختلاف ہے پھر اللہ تعالیٰ سے حصول مدعا بوسیلہ ان بزرگون کے چاہیئے۔ اور جب تک کام نہ ہو مداومت رکھے۔ الہ ہر مشکل کا آسان کرنے والا ہے۔ اس ختم کو خواہ ایک شخص تنہا پڑہے۔ یا زیادہ لوگ پڑہیں۔ بطور تقسیم لکن رعایت عدد وتر کی اولی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ وتر ہے وتر کو دوست رکہتا ہے۔ خانقاہ شریف مظہری کا دستور یہ تہا۔ کہ بعد فاتحہ آخر کے دعا آواز بلند سے پڑہتے تہے۔ اور کہتے تھے۔ کہ ہمنے ثواب ان کلمات کا جو اس حلقہ میں پڑہے گئے ہیں۔ ارواح طیبات حضرات علیہ نقشبندیہ رضی اللہ عنہم کو پیش کیا اور اللہ تعالیٰ سے ہم امداد و اعانت بواسطہ ان حضرات کے چاہتے ہیں۔ مجدد الف ثانی کے ختم میں میں معمول دعا اسی طور پر تہا۔ میں کہتا ہون۔ کہ شیخ محمد بن علی نے خزینۃ الاسرار میں لکہا ہے۔ کہ امام جعفر صادق و ابویزید بسطامی و ابوالحسن خرقانی اور جو بعد ان کے ہوئے ان سے شاہ نقشبند سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قضاء حاجات وحصول مرادات و دفع بلا و قہر اعدا و حسا و دفع درجات و وصال قربات و ظہور تجلیات میں استعمال اس فائدہ جلیلہ واسرار غریبہ کا تریاق مجرب ہے۔ طریقہ اس ختم کا یہ ہے۔ کہ سو بار استغفار پڑہے۔ اور سات بار فاتحہ اور سو بار درود اور ننانوے بار الم نشرح اور ہزار اور ایک بار سورہ اخلاص پہر سات بار فاتحہ پہر وقت تمام ہونے اس ختم کے سو بار درود پہر حاجت کا سوال کرے۔ اور مقصود کا طالب ہو۔ باذن اللہ وہ حاجت پوری ہوگی۔ اور چار دن سے زیادہ تجاوز نہ کریگی۔ اور سات دن تک اس پر مداومت کرے۔ ثم قال مجربنا كثيرًا لكن أو ممن الحق وصل إلى مراده أن لا يفشي سره لأحد من السفهاء الذين يستعملونه فيما حرم ثم كان ذلك الترتيب عادة لهم ربما يمونها ويعملون بها كل يوم مرة أو مرتين صباحًا ومساءً أو دبر كل المكتوبات الخمس فيا دات السادات سادات العادات ومن خالط السادات ينال السيادة وهو أعظم الركن والفضل الورد المخصوص في الطريقة النقشبندية بعد اسم الذات ونفي الإثبات كذا ذكره أبو السعود انتہی محرر سطور اگرچہ کسی شیخ کا مرید نہیں ہے لکن آبا و مشائخ میرے سب نقشبندیہ گذرے ہیں۔ اگرچہ ان کو اجازت جملہ سلاسل سلوک کی بہی حاصل تہی۔ اس لیئے میں نے اس ختم کا ذکر کرنا مناسب جانا برکات اس ختم کے لاتعد ولاتحصی ہیں خزینۃ الاسرار میں تفصیل اس اجمال کی لکہی ہے۔ اور طریقہ مجددیہ کو بہی بابت اس ترتیب کے ذکر کیا ہے والد مرحوم میرے نقشبندی تہے۔ اور قاضی

"خانقاہ شریف مظہری کا دستور و معمول"

"بزرگان تصوف کا مجرب تریاق عمل"

"صاحب کتاب کے آباو مشائخ کا سلسلہ نقشبندیہ تصوف"

"ختم خواجگان کا خاص طریقہ اور شیرینی تقسیم کرنے کا مجرب عمل"

۹۶

محمد علی شوکانی بھی نقشبندی تھے۔ اور اہل خاندان شاہ ولی اللہ محدث اور مرزا مظہر جانجاناں بھی اسی طریقہ علیہ پر تھے وعد اللہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے فرمایا ہے کہ در اعمال مشائخ ختم خواجگان نیز مجرب است و طریقہ او معروف و مشہور و ختم یا بدیع العجائب بالخیر و یا بدیع یک ہزار دو صد بار و در اول و آخر درود صد بار نیز خواہ تنہا خواہ بجماعت نیز مجرب است لنتہ۔ ایک طریقہ ختم خواجگان کا یہ ہے کہ سو اور درود کے ہر چیز کو مع تسمیہ پڑھے فاتحہ سات بار درود ایک سو بار الم نشرح انسٹر بار اخلاص ایکہزار ایکبار پھر فاتحہ سات بار درود ایک سو بار اور کسی قدر شیرینی پر فاتحہ حضرات مشائخ پڑھ کر تقسیم کرے واللہ اعلم

ختم حضرت مجدد و شیخ احمد سرہندی رح

یہ ختم واسطے حصول جمیع مقاصد و حل مشکلات کے مجرب ہے۔ پہلے سو بار درود پڑھے۔ پھر پانسو بار لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پھر سو بار درود اس ختم کو ہمیشہ پڑھتا رہے۔ یہاں تک کہ مطلب حاصل اور مشکل حل ہو۔ مرزا صاحب قدس سرہ نے قاضی ثناء اللہ مرحوم کو لکھا تھا کہ ختم خواجگان و ختم مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہر دن بعد حلقہ صبح کے لازم کر لو۔

ختم قادریہ

اسکو مشائخ نے واسطے بر آمد ہر مہم کے مجرب سمجھا ہے عروج ماہ میں پنجشنبہ سے شروع کرکے تین دن تک پڑھے بسم اللہ مع فاتحہ و کلمہ تمجید و درود و سورہ اخلاص ہر ایک کو ایک سو گیارہ بار پھر شیرینی پر فاتحہ پڑھ کر اور ثواب اسکا روح پرفتوح آنحضرت و مشائخ طریقت کو دیکر تقسیم کرے۔

دیگر ختم قادریہ

پہلے دو رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں سورہ اخلاص گیارہ بار پھر بعد سلام کے یہ درود ایک سو گیارہ بار پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ پھر شیرینی پر فاتحہ شیخ جیلی رضی اللہ عنہ پڑھکر تقسیم کرے۔

ختم لایلاف

اسکا بنیت رفع شر گیارہ بار یا ایک سو ایک بار پڑھنا اور اول و آخر پانچ بار درود پڑھنا بعد نماز فجر کے مجرب ہے وللہ الحمد

ختم برائے میت

جس کے پاس ختم قرآن یا تہلیل ہو اس سے کہ دس بار قل ہو اللہ مع بسم اللہ پڑھے پھر دس بار درود پھر دس بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پھر دس بار اَللّٰهُمَّ اغْفِرْهُ وَارْحَمْهُ پھر ہاتھ اٹھا کر سورہ فاتحہ پڑھکر آواز بلند سے کہے۔ کہ ثواب ان کلمات طیبات کا جو اس حلقہ میں پڑھے گئے۔ اور ثواب ختم قرآن و ختم تہلیل کا فلاں کی روح کو پیش کیا تو نے قبول فرما۔

"اہل خاندان شاہ ولی اللہ اور مرزا مظہر جان جاناں سلسلہ نقشبندیہ سے تعلق رکھتے تھے"

"حضرت مجدد الف ثانی کا مجرب عمل"

"ختم قادریہ کا مجرب عمل"

"ختم قادریہ پڑھ کر شیرینی تقسیم کرنے کا عمل"

"سورہ قریش کا ورد"

"میت کے ایصال ثواب کیلئے ختم القرآن کا عمل"

"ہر مرض اور درد کیلئے مجرب تعویذ"

۹۰

کے یوں کہیں۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

تعویذ برائے ہر مرض و درد

اس تعویذ کو مریض و درد مند بازو یا گلے میں باندھ لے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

تعویذ برائے دفع تپ وارزہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ انتہیٰ

میں اس آیت کو فقط تا اخسرین مع بسم اللہ بیل کے پتوں پر لکھ کر دیتا ہوں۔ باری سے پہلے تین بار میں تینوں پتے ایک ایک بار کر کے مریض زبان سے چاٹ لے اللہ شفا دیتا ہے اسکا تجربہ ہمیشہ صحیح پایا یہ عمل واسطے تپ غب کے نہایت نافع و مجرب ہے و للہ الحمد

برائے سرخ بادہ

اسکا عمل وہی ہے بعینہ جو اوپر گذر چکا ہے۔

برائے درد چشم

بعد نماز فرض کے آیہ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ دس بار پڑھا کرے۔ اس کا ذکر بھی ہو چکا ہے مگر عدد کا فرق ہے

برائے چیچک

اسکا عمل وہی پڑھنا سورہ رحمن کا اور گرہ لگانا تاگے پر زرد یک آیہ فبای آلاء ربکما کے ہے ذکر اسکا ہو چکا اول تو چیچک انشاء اللہ نکلے ہی گی نہیں اور اگر وہ ہو گی۔ تو مضرت نہ کرے گی۔ شاہ عبد العزیز دہلوی نے تفسیر فتح العزیز میں تحریر فرمایا ہے واز خواص مجربہ این سورہ یعنی سورہ لبقرہ آن ست کہ در ہنگام ہجوم مرض آبلہ اطفال کہ آن چیچک خوانند وقت صبح ناشتا ناشکنیدہ این سورہ بتجوید و ترتیل بحضور طفلی کہ خواہند خواندہ دم کند و طفل ہم ناشتا ناشکستہ باشد بفضل الٰہی آن طفل را در آن سال چیچک بر نیاید و اگر بر آید سہل و آسان گردد و آسیبے باو نرسد لکن شرط آن ست کہ وقت شروع قراءت آن دو بیم پاکو بر بخز اشکرہ حجرات و قدر رواجب مستحق یا دو تا آن مجلس بخوردن و بہ بند و آن مرد بحضور تا سی او طفل بخوردن لند۔ میں نے اکثر یہ عمل اطفال خرد سال پر کیا ہمیشہ بحمدہ تعالیٰ مجرب پایا

برائے شفا مریض

یہ وہی عمل آیات شفا کا ہے جس کا ذکر ہو چکا۔

ایضاً برائے شفا مریض

اسم مبارک یا سلام ایک لاکھ پچیس ہزار بار پڑھنا مجرب ہے قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ختم واسطے مرزا صاحب علیہ الرحمۃ

"پیپل کے پتوں پر لکھا جانے والا تعویذ"

"سرخ بادہ اور درد چشم کیلئے"

"چیچک کیلئے مجرب وظیفہ و عمل"

"مریض کا مرض دور"

کے پڑہا تہا اللہ تعالے نے شفا بخشی۔

برائی حفظ زراعت اس دعا کو کاغذ پر لکہکر ایک سفال آب نارسیدہ میں بند کرکے درمیان تختہ اس کشت کے دفن کرے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یَا رَزَّاقَ الْعِبَادِ وَیَا خَالِقَ الْخَلَائِقِ یَا فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَیَا مُنْبِتَ الزَّرْعِ فِی الْاَرْضِ وَالنَّبَاتِ وَیَا مُجِیْبَ الدَّعَوَاتِ اِدْفَعْ مِنْ هٰذَا الزَّرْعِ شَرَّ الْهَوَامِّ وَالْوُحُوْشِ وَشَرَّ الْغَارَةِ وَالْخَنَّاقِ الْمُفْسِدَ وَاَرْزُقْنَا رِزْقًا حَسَنًا وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

برائی دفع خواب پریشان اسکو لکہکر گلے میں باندہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا یَحْضُرُوْنِ بِهٖ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ٥

برائی دفع آماس گلو دن پیریا جمعے کے لکہکر گلے میں باندہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَا اللّٰہُ یَا اللّٰہُ هُوَ یُوْسُفُ کُرُوْنِ الْمَرْجِ

کلمے دفع بواسیر دن پیریا جمعے کے اس کو لکہکر کمر میں باندہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَا رَحِیْمُ کُلِّ صَرِیْخٍ وَّمَکْرُوْبٍ یَا رَحِیْمُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ٥

دعائے یونس علیہ السلام برائی حصول ہر مطلب شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے چار باب میں لکہا ہے۔کہ واسطے حصول مطلب کے خواہ جلالی ہو یا جمالی یہ دعا حکم کبریت احمر میں ہے اور اسکو اسم اعظم شمار کیا ہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ یہ دعا ذو النون علیہ السلام کی ہے۔ انہوں نے اسکو شکم ماہی میں پڑہا تہا۔ جو مسلمان اس دعا کو کسی کام کے لئے پڑہتا ہے وہ دعا اس کی قبول ہو جاتی ہے۔ الحق این دعوتے است نہایت مجرب التاثیر ونہایت سریع الاثر مہر باب ودر ہر امر کہ خواہد بدین آیہ کریمہ دعا کنند ومشائخ بر سرعت تاثیر وعدم تخلف آن اجماع واتفاق دارند وطریق آن بانواع متعدد ذکر کردہ اند آسان ترین انواع آن ست کہ تا دوازدہ روز بہ نیت حصول مقصود دوازدہ ہزار بار بخوانند واگر نہ تواند یک ہزار بعدد صد بار بخوانند اول وآخر چند بار درود لازم گیرد۔ یعنے ایک طریق تو یہ ہے۔ کہ بارہ دن تک ہر روز ایک ایک ہزار بار پڑہے۔ اگر نہ ہو سکے۔ تو ایک ہی دن بارہ سو بار پڑہے

"آیت کریمہ کا ثبوت قرآن، حدیث اور مشائخ سے موجود ہے"

99

اول وآخر درود پڑھے۔ دوسرا طریق یہ ہے۔ کہ سوا لاکھ بار پڑھے۔ بہر حال قوت وتاثیر میں اس دعا کے کچھ شک شبہ نہیں ہے کہ کوئی عمل جسکا ثبوت قرآن سے اور حدیث سے اور اقوال مشائخ سے ہو۔ سوا اس دعا کے نہیں ملتا۔ اسکی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ انتہی جو شخص اس آیت کو ہر دن تین ہزار ایک سو پچیس بار پڑھے گا۔ تو چالیس دن میں سوا لاکھ بار ہو جائے گا۔ شاہ عبدالعزیز نے تفسیر سورہ تبّ میں لکھا ہے۔ کہ پڑھنا اس آیت کا مشائخ معتبرین کے واسطے دفع ہر غم واندوہ کے تریاق مجرب ہے۔ اور اس کے دو طریق ہیں۔ ایک تو یہ کہ سوا لاکھ بار بہیئت اجتماعی ایک مجلس میں پڑھے۔ دوسرے یہ کہ ایک شخص تن تنہا اس آیت کو تین سو بار بعد نماز عشا کے تاریک مکان میں بیٹھ کر ساتھ شرائط طہارت واستقبال قبلہ کے پڑھے۔ اور پیالہ پانی کا بھر کر رکھ لیوے۔ اور لمحہ لمحہ اس پانی میں ہاتھ اپنا ڈال کر منہ اور بدن پر پھیرتا ہے۔ تین روز یا سات روز یا چالیس روز تک اسی ترتیب سے پڑھے۔ میں کہتا ہوں حدیث سعد بن ابی وقاص میں فرمایا دَعْوَةُ ذِي النُّونِ وَهُوَ فِي بَطْنِ الْحُوتِ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الخ لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهُ رواه الترمذي والحاكم ابن السنی کا لفظ یہ ہے کہ إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَا يَقُولُهَا مَكْرُوبٌ إِلَّا فَرَّجَ عَنْهُ كَلِمَةَ أَخِي يُونُسَ تَنَادَى فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لَا إِلٰهَ الخ امام احمد وترمذی ونسائی وحاکم وبیہقی کا لفظ رفعاً سعد سے یہ ہے۔ فَإِنَّهُ لَنْ يَدْعُوَ بِهَا مُسْلِمٌ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهُ خزینۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ بعض مشائخ نے مجھکو خواص آیہ وَذَا النُّونِ إِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبًا تا آخر آیت إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ سکھائی اور کہا مَنِ اضْطُرَّ فِي شَيْءٍ وَعَجَزَ عَنْ تَحْصِيلِهِ أَوْ دَفْعِهِ أَوْ عَمَلٍ مِنْ مَنْصِبٍ فَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَنَالَهُ فَلْيَقْرَأْ هٰذِهِ الْآيَةَ الْمَذْكُورَةَ بِتَمَامِهَا إِحْدَى وَأَرْبَعِينَ مَرَّةً بِلَا زِيَادَةٍ وَلَا نُقْصَانٍ وَلَا يَشْتَغِلْ بِكَلَامِ الدُّنْيَا فِي أَثْنَاءِ الْقِرَاءَةِ يَقْرَأُهَا بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَمَنْ أَدَامَ عَلَيْهَا أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ سَنَةً مِنَ الْأَيَّامِ وَإِذَا تَمَّ الْأَرْبَعُونَ يَوْمًا فَلْيَنْظُرِ الْأَمْرَ كَيْفَ هٰكَذَا أَجَازَنِي وَقَالَ وَهِيَ مِنَ الْمُجَرَّبَاتِ وَبِهِ الْإِذْنُ عَنِ الْحَقِيرِ لِمَنْ يَطْلُبُهَا بِالْحَظِّ وَالتَّقْلِيدِ فَلْيَدُمْ عَلَيْهَا بِاعْتِقَادٍ تَامٍّ اور بعض اہل خواص نے کہا ہے کہ جو اہل خواص نے کہا ہے کہ جو شخص اس دعا کو ہمیشہ ہر روز ہزار بار پڑھا کریگا۔ وہ جو مرتبہ مانگے گا پائیگا۔ رزق کی وسعت ہوگی ہم وغم دور ہوگا۔ کشف عزر فتح باب خیرات

ہوکر شر شیاطین وظلم سلاطین سے محفوظ رہے گا۔ اور مجب کے نزدیک محبوب اعدو دشمن کے نزدیک مہیب اور ہمیشہ مبسوط رہے گا۔ وباللہ التوفیق چار باب میں باب سوم کو اس ترجمہ سے منعقد کیا ہے در فضائل بعض اعمال کہ ثبوت آن یقینی ست پہر اس کے ذیل میں فضیلت ایمان ونماز وروزہ وزکوۃ وحج وذکر خدا بزبان ودل مع تحلیہ ظاہر وباطن وتخلیہ قلب لکھکر کچہ حال فضیلت تسبیح وتحمید وتہلیل وتکبیر وحوقلہ کا لکھا ہے پہر ذکر اسمائے حسنیٰ کا اجمالاً پہر نفع بعض اسماء خاصہ الٰہی کا واسطے بسط رزق وغنا وغیرہا کے پہر کیفیت تلاوت قرآن کریم کی بتائی ہے پہر بعض سور کے فضائل لکھے ہیں۔ پہر فضیلت استغفار کی عموماً اور سید الاستغفار کی خصوصاً ذکر کی ہے۔ پہر قاعدہ کلیہ واسطے طاعات و عبادات کے لکھا ہے یہ کتاب چار باب اپنے باب مین خطیب فی المحراب ہے لائق اس کے ہے۔ کہ اطفال خرد سال کو ابتدا حرف شناسی زبان فارسی میں پڑہائی جائے اور منتہی لوگ اسکو اپنا دستور العمل مقرر کرین وباللہ التوفیق ۱۲

دعائے حزب البحر یہ دعا طرف شیخ ابو الحسن علی بن عبداللہ متوفی ۶۵۶ہجری کی منسوب ہے۔ یہ دعا انکو خواب میں الہام ہوئی تہی اس کا ذکر شعرانی نے منن کبرے میں بہی کیا ہے علماء ومشائخ طریق کا اس کے مجرب ہونے پر دفع آفات و قضائے حاجات میں اتفاق ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ نے اسکی شرح لکھی ہے اور فوائد ومنافع ذکر کئے ہیں۔ ستر فائدے سے زیادہ اس میں ثابت ہوئے۔ یہ دعا مشتمل ہے اسماء وصفات وافعال الٰہی پر کوئی لفظ اس دعا میں نہیں ہے جسمیں کوئی رائحہ استعانت واستمداد بغیر اللہ کا ہو۔ جو طریق دعوت کا واسطے اس دعا کے بیان کیا ہے۔ وہ خالی شرائط دشوار سے نہیں ہے لکن کلمات طیبات اس کے جن کی بنیاد محض توحید خالص پر ہے۔ ایسے مبارک الفاظ ہیں۔ کہ اگر کوئی مخلص حاجتمند باوضو ہوکر صدق نیت وحسن طویت وحضور قلب وطہارت کے ساتھ بے دعوت بہی پڑہے گا۔ تو بہی اثر اسکا ضرور ظاہر ہوگا۔ یہ دعا مع ملخص شرح ہندوستان میں طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے حاجت نقل عبارت وبسط کلام کی اسپر نہیں یہ دعا جالب ہر نعمت ودافع ہر نقمت ہے جب یہ دعا بشرائط پڑہی جاتی ہے تو واسطے کشائش رزق وحب زوجین وزبان بندی اعداء وشفاء مریض وتسخیر سلاطین وامراء ودعا قفلت کشتی وادائی قرض وسلامتی ایمان ونفقہ غیب وحرز سارقان ودفع سموم ودا وجاع ودافع فقر وافلاس فقر وافلاس وجلت باغ وخانہ ودفع جن وہزیمت اعداء وہیبت دردل رعایا وخلاص از فسق ولہو ودفع

"ہر حاجت اور مشکلات کے لیے"

استغفار اور سید الاستغفار

خانقاہ مظہریہ، خانقاہ شمسیہ کے معمولات
۱۰۱

خلاف وسواس واشراف بر خاطر وازالہ آفت ونصرت بر اعداء ودفع چشم زخم الی غیر ذلک کے حکم اکسیر اعظم وتریاق مجرب کا رکھتی ہے وباللہ التوفیق معمولات مظہریہ میں کہا ہے۔ کہ مداومت دعائے حزب البحر کہ از برائے قاری ہم بجائے شمشیر است وہم سپر نیز از معمولات خانقاہ شمسیہ است انتہی

ف اس جگہ یہ بات ہر دم لائق یاد رکھنے کے ہے۔ کہ جو دعوت مشائخ واہل علم سے منقول ہیں۔ اور ان کے فوائد مجرب نہایت مبالغہ کے ساتھ بیان کیے گئے انہیں پر اقتصار کرنا اور قرآن شریف کی تلاوت اور اس کے آیات سے انتفاع ترک کر دینا اور دعوات ماثورہ وصلوات ثابتہ سے قطع نظر کرکے ترتیبات مشائخ وصیغہائے ساختہ وپرداختہ در ود پر قانع ومقتصر ہو بیٹھنا کوئی عمدہ کام لائق نفع تام ومدح عام نہیں ہے ابلیس پر تلبیس کا ایک فریب یہ بھی ہے۔ کہ اس نے اس حیلہ وفن سے امت اسلام کو اللہ ورسول کے کلام سے روک کر کلام امت پر مشغوف کر دیا اور برکات وحی ونبوت سے محروم رکھکر ایک جہان کو پیر پرست گور پرست بنا دیا اگر یہ لوگ ہمراہ مداومت تلاوت قرآن اور مواظبت اذکار وادعیہ سنت صحیحہ کے گاہ گاہ ان ترتیبات مشائخ کو بھی جن میں کوئی رائحہ شرک جلی یا خفی کا نہیں ہے استعمال میں لاتے۔ تو اس سے بمراتب بہتر تھا۔ کہ بالکل ترتیبات پر جھک پڑے ہیں۔ اور کتاب وسنت سے علیحدہ جا گرے ملا علی قاری حنفی نے دیباچہ حزب الاعظم میں اربعین اسمی ودعائے قدح وغیرہ سے منع کیا ہے۔ اور محمد بن علی افندی نے کتاب خزینۃ الاسرار اسی غرض سے لکھی ہے کہ لوگ متوجہ طرف تلاوت قرآن واوراد حدیث کے ہوں اور ترتیبات مشائخ میں نہ پھنسیں۔ بلکہ ہر مدعائے دینی ودنیاوی اور قضاء حوائج صوری ومعنوی کے لئے قرآن وحدیث ہی کا استعمال کریں۔ وباللہ التوفیق

ختم صحیح بخاری برائے رفع جملہ نوازل

اس کتاب مبارک کا ختم کرنا واسطے شفا بیمار وحفظ آفات وحوادث زمان کے بطور رقیہ جائز ہے۔

اس میں کسی شخص کا خلاف منجملہ اہل علم کے معلوم نہیں ہے بلکہ منفعت اسکی قرات وختم کے واسطے رفع آفات وحصول سلامت کے مجرب ہے واہذا جب سے یہ کتاب تالیف ہوئی ہے ہر قرآن میں اہل علم نے ساتھ اس کے توسل کیا ہے۔ اور کس طرح نہ کرتے کہ بعد کتاب اللہ کے یہ کتب اصح کتب اسلام ہے روئے زمین پر اسکا قاری ومتوسل ومعتقد وعامل ہر خیر وبرکت کے لائق ہے اور جو شخص اس نعمت سے حرمان نصیب ہے وہ خیر کثیر سے محروم ہے شیخ عبداللہ بن ابی جمرہ نے کہا ہے ایک جماعت اہل عرفان جن سے میں نے ملاقات کی ان سب نے مجھ سے یہ بات کہی کہ ان صحیح

"قرآن وحدیث ہی اصل اور برہان، حجت وحاکم ہے"

"ختم صحیح بخاری"

"رفع آفات وحصول سلامتی"

صحیح بخاری کا قاری، متوسل، معتقد اور عامل ہر خیر وسلامتی کا مستحق ہے

الْبُخَارِيِّ مَا قُرِئَ فِي شِدَّةٍ إِلَّا فُرِجَتْ وَلَا رُكِبَ بِهِ فِي مَرْكَبٍ إِلَّا نَجَا قَالَ وَكَانَ مُجَابَ الدَّعْوَةِ قَدْ دَعَا لِقَارِئِهِ اور حافظ ابن کثیر نے کہا ہے كِتَابُ الْبُخَارِيِّ الصَّحِيحِ يُسْتَسْقَى بِقِرَاءَتِهِ الْغَمَامُ وَأَجْمَعَ عَلَى قَبُولِهِ وَصِحَّةِ مَا فِيهِ أَهْلُ الْإِسْلَامِ ذَكَرَهُ الْقَسْطَلَانِيُّ فِي شَرْحِ الْبُخَارِيِّ. اور شیخ عبدالحق دہلوی نے اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ بسیاری از مشائخ وعلماء وثقات صحیح بخاری را از برائے حصول مرادات وکفایت مہمات وقضائے حاجات ودفع بلیات وکشف کربات وصحت امراض وشفاء مرضی ونزد مضائق وشدائد خواندہ اند ومراد ایشاں حاصل شدہ وبمقصود خود رسیدہ اند۔ وَوَجَدُوهُ كَالتِّرْيَاقِ مُجَرَّبًا وَقَدْ بَلَغَ هَذَا الْمَعْنَى عِنْدَ عُلَمَاءِ الْحَدِيثِ مَرْتَبَةَ الشُّهْرَةِ وَالِاسْتِفَاضَةِ. انتہی بمعناہ اور سید جمال الدین محدث نے اپنے استاد سید اصیل الدین رحمہ اللہ سے حکایت کی ہے کہ انہوں نے کہا ہے۔ قَرَأْتُ صَحِيحَ الْبُخَارِيِّ نَحْوَ عِشْرِينَ وَمِائَةَ مَرَّةٍ فِي الْوَقَائِعِ وَالْمُهِمَّاتِ لِنَفْسِي وَلِلنَّاسِ الْآخَرِينَ بِنِيَّاتِهِمْ - فَبِأَيَّةِ نِيَّةٍ قَرَأْتُهُ حَصَلَ الْمَقْصُودُ وَكَفَى الْمَطْلُوبُ انتہی بالجملہ نفع اس کتاب کی قراءت کا تجربہ علماء محدثین واہل حرفت وفقہ میں درجہ شہرت وتواتر کو پہونچ چکا ہے۔ اس حد تک کہ جسکا انکار نہیں ہو سکتا یہ وہ کتاب مبارک ہے۔ جسکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے منام ابو زید مروزی میں درمیان رکن ومقام کے اپنی کتاب فرمائی حَكَاهُ الْقَسْطَلَانِيُّ بِسَنَدِهِ الصَّحِيحِ انتہی مُلَخَّصًا مِنْ كِتَابِ هِدَايَةِ السَّائِلِ إِلَى أَدِلَّةِ الْمَسَائِلِ آخر سنہ ۱۳ ہجری میں بمقام بصرہ ایک شخص نے حلف کاذب ساتھ صحیح بخاری کے محکمہ قضا میں کیا تھا۔ اُسی دن وہ مرگیا یہ خبر صاحب جوائب نے بقید ماہ وسال جریدہ جوائب کی تھی۔ جسطرح قرآن شریف کے تیس پارے ہیں۔ اسی طرح اہل علم نے صحیح بخاری کو بھی تیس پارہ پر تقسیم کیا ہے تو جس قاعدے سے ختم قرآن شریف کا سات دن میں کیا جاتا ہے یا تیس دن میں اسیطرح بمقتضائے حال ووقت اس کتاب کا ختم بھی کرنا چاہیئے۔ میں نے کسی کتاب میں صراحت ترکیب ختم کی نہیں پائی فقط یہ پایا کہ اسکا ختم کذا وکذا نفع دیتا ہے۔ بہر حال باوضو ہو کر منہ طرف قبلے کے کرکے ساتھ خضوع وخشوع وحضور دل کے خود پڑھے یا کسی اور کو حکم کرے خواہ ایک شخص ختم کرے یا ایک جماعت پڑھے نفع اسکا متیقن ہے وللہ الحمد

برائی درد سر شعرانی نے طبقات کبرے میں بذیل ترجمہ احمد بن ابی الحواری رضی اللہ تعالی عنہ نقل کیا ہے۔ وَكَانَ يَقُولُ عَلَّمَنِي الْخِضْرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَرْتَبَةً لِلْوَجَعِ فَقَالَ إِذَا أَصَابَكَ وَجَعٌ فَضَعْ يَدَكَ عَلَى الْمَوْضِعِ وَقُلْ وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ فَلَمَّا أَقُولُهَا عَلَى الْوَجَعِ فَيَذْهَبُ لِسَاعَتِهِ انتہی

برائی رد گمشدہ شعرانی نے طبقات میں بذیل ترجمہ محمد بن ابراہیم زجاجی رحمہ کے لکھا ہے وَكَانَ

يَقُوْلُ سَمَاحِبُ كِتَابَةِ لِرَدِّ الضَّالَّةِ اَللّٰهُمَّ يَا جَامِعَ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ اجْمَعْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ ضَالَّتِيْ وَيَقْرَءُ قَبْلَهٗ سُوْرَةَ وَالضُّحٰى ثَلٰثًا قَالَ وَقَدْ وَقَعَ مِنِّيْ نَفَقٌ فِيْ دِجْلَةِ فَدَعَوْتُ بِهٖ فَوَجَدْتُ النَّفَقَ فِيْ وَسْطِ اَوْرَاقٍ كُنْتُ اَتَصَفَّحُهَا انتہی یہ دونوں اعمال دوسرے رد ضالہ میری کتاب خیر الخیرہ میں بھی مذکور رہیں۔

برائی دیدن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درخواب

جو شخص سورہ کوثر کو شب جمعہ میں ہزار بار پڑھ کر ہزار بار درود بھیجے گا۔ وہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھے گا۔ خزینۃ الاسرار میں کہا ہے۔ وَاَنَا جَرَّبْتُهَا بِهٰذِهِ الصِّيْغَةِ وَهِيَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ وَلَيْسَ مِنَ الْاِخْوَانِ جَرَّبُوْا سُوْرَةَ الْكَوْثَرِ بِهٰذِهِ الصَّلٰوةِ فَرَاَوْهُ فِي الْمَنَامِ اور بعض مشائخ نے کہا ہے جو شخص نصف شب جمعہ کو سورہ قریش ہزار بار پڑھ کر باوضو سو ویگا۔ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھیگا اور اسکا ہر مقصود حاصل ہوگا۔ اس کو مجرب عظیم کہا ہے صاحب خزینۃ الاسرار نے اپنا دیکھنا حضرت کو ۱۲۶۱ھ میں نقل کیا ہے اور کہا ہے۔ بعض لوگ جو حضرت کو ساتھ نقصان شمائل شریفہ کے دیکھتے ہیں۔ یہ امر راجع ہے طرف حال رائی کے کہ وہ استقامت میں متغیر الحال ہوتا ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل آئینہ کے ہیں۔

صلوۃ تنجینا

شیخ اکبر نے اس صیغہ درود کو ایک کنز کنوز عرش سے بتایا ہے۔ اور کہا ہے کہ جو شخص اسکو جوف لیل میں ہزار بار پڑھیگا۔ اسکی حاجت دنیاوی و دینی بہت بلد درجہ اجابت کو پہونچے گی۔ جیسے برق خاطف یہ درود تریاق جسیم واکسیر عظیم ہے امام ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان جزولی صاحب دلائل الخیرات نے اس کے اسرار و منافع بہت بیان کئے ہیں۔ مولوی قطب الدین دہلوی کو اجازت اس صیغہ کی یون تہی کہ ہر روز ستر بار واسطے قضائے حوائج کے پڑہے۔ انہون نے اجازت اسکی عام دی ہے صیغہ اس صلوۃ کا یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنْجِيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِيْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ انتہی بعض مشائخ نے کہا ہے جو کوئی اس درود شریف کو شب جمعہ میں ہزار بار پڑھیگا۔ وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے گا۔ اور اس کے سارے حوائج پورے ہوں گے۔ بعض کا لفظ یہ ہے۔ مَنْ قَرَءَ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ اَلْفَ مَرَّةٍ فَرَّجَ اللّٰهُ هَمَّهٗ وَبَلِيَّتَهٗ بِبَرَكَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لفظ تنجینا بتخفیف و تشدید دونوں طرح مروی ہے قرآن پاک میں بھی یہ مادہ بذکر دعا یونس علیہ السلام دونوں طرح آیا

"درود تفریجیہ قرطبیہ المعروف درودِ نادریہ کے فضائل وخواص"

الدادوالدن و[illegible]

۱۰۴

ثَبَاتٍ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ وَاللهُ أَعْلَمُ

صلوٰۃ تفریجیہ قرطبیہ اسکو مغاربہ صلوٰۃ نادریہ کہتے ہیں۔ اسلئے کہ جب یہ درود ایک مجلس میں واسطے تحصیل مطلوب یا دفع مرہوب کے بعدد ۴۴۴۴ پڑھی جاتی ہے تو وہ مقصد سرعت میں مثل نار کے حاصل ہوتا ہے ولہٰذا اس کو اہل اسرار مِفْتَاحُ الْكَنْزِ الْمُحِيطِ لِنَيْلِ مُرَادِ الْعَبِيدِ کہتے ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے خواص اس عدد کے ذکر کئے ہیں اور کہا ہے اَلْسِّيفُ فِي سَبَبِ التَّأْثِيرِ مراد اس عدد سے چار ہزار چار سو چوالیس بار پڑھنا ہے سیف اس درود کا یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ صَلٰوةً كَامِلَةً وَّسَلِّمْ سَلَامًا تَامًّا عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ تَنْحَلُّ بِهِ الْعُقَدُ وَتَنْفَرِجُ بِهِ الْكُرَبُ وَتُقْضٰى بِهِ الْحَوَائِجُ وَتُنَالُ بِهِ الرَّغَائِبُ وَحُسْنُ الْخَوَاتِيمِ وَيُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ فِي كُلِّ لَمْحَةٍ وَّنَفَسٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُومٍ لَّكَ قرطبی نے کہا ہے جو شخص اس درود کو ہر روز اکتالیس بار یا سو بار یا زیادہ بار پڑھا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہر ہم وغم کی تفریج اور ہر کرب وضر کا کشف کرے گا۔ اور اسکا کام آسان اور اس کا حال اچھا اور اس کا رزق وسیع ہو جائیگا۔ ابواب حسنات وخیرات کے اس پر مفتوح ہو جائیں گے حوادث دہر وشر نکبات جوع وفقر سے امن رہیگا۔ اسکی محبت لوگوں کے دل میں ہوگی۔ وہ جو چیز اللہ سے مانگے گا وہ ملے گی انتہے شیخ محمد تونسی کہتے ہیں جو شخص اس درود کو ہر روز گیارہ بار پڑھیگا گویا آسمان سے رزق اترتا ہے۔ زمین سے رزق اگتا ہے امام دینوری نے کہا ہر روز گیارہ بار پڑھنے سے مراتب علیہ و دولت غنیہ حاصل ہوگی۔ اور اگر تین سو تیرہ بار واسطے کشف اسرار کے پڑھے گا۔ تو مراد سے زیادہ دیکھے گا۔ اور اگر ہر روز سو بار پڑھا کرے گا تو غرض کو فوق المراد پائیگا۔ **ف** صیغ درود ہائے ماثورہ کے قریب نہیں کے ہیں۔ جنکو مع سند کے کتاب نزل الابرار میں لکھا گیا ہے اہل تفسیر وحدیث نے کہا ہے کہ صلوٰۃ وسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر افضل عبادات واحسن حالات واعظم قربات واشرف مقامات ہے اور ادب درود شریف کا یہ ہے۔ کہ اس میں نام پاک اللہ اور اسم مبارک محمدؐ اور لفظ آل واصحاب ہو۔ ایک درود شریف وسلام کا مکرر پڑھنا ذکر صلوات متعددہ سے افضل ہے بعض خواص نے کہا ہے۔ مُخْتَصَرُ قَائِلٍ الْعَمَلَ اور اکثار صلوٰۃ میں لفظ صلوٰۃ وسلام معاً ذکر کرے۔ اور واسطے تکثیر ثواب کے اسم عدد بھی ذکر کرے۔ جیسا کہ حدیث میں دربارہ تسبیح وغیرہ آیا ہے سبحان اللہ عدد خلقہ ومداد کلماتہ سب ابواب صلوٰۃ نادریہ میں بحمدہ تعالیٰ موجود ہیں۔ غرضیکہ بعد تلاوت قرآن وذکر خدا کے کوئی وظیفہ و دعا بہتر درود شریف سے نہیں ہے اس مسئلے کا بیان جیسا کتاب نزل الابرار میں ہے ویسا کسی دوسری کتاب میں نہیں ہے۔

برائے کشف وقائع الوجدہ قول جمیل میں لکھا ہے۔ بعض مشائخ نے کہا جسکا ہمنے تجربہ کیا ہے

"کشف اور دیگر روحانی طاقتوں کا حصول"

وقائع آئندہ کے کشف ہونے پر ٹھیک وہ یہ ہے کہ طالب خلوت میں اعتکاف کرے اور نہا کر اپنا اچھا لباس پہنے اور خوشبو ملکر مصلے پر بیٹھے اور ایک کھلا مصحف اپنی داہنی طرف اور ایسا ہی ایک بائیں طرف اور اسی طرح ایک اپنے سامنے اور ایک اپنے پیچھے رکھے پھر اللہ تعالیٰ سے بکوشش تمام یہ دعا کرے کہ فلاں واقعہ کو اس پر ظاہر فرمائے پھر اسم ذات کا ذکر شروع کرے سب آنکھ بند کئے تو ایک بار داہنی مصحف پر ضرب لگائے اور ایک بار بائیں پر اور ایک بار پیچھے اور بار سامنے یہاں تک کہ اپنے دل میں کشائش و نور کو پائے۔ سات دن یا مانند اس کے اس پر مداومت کرے خلوت کے ساتھ تو البتہ اس پر کشف حال ہوگا۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ بعد اس کے فرماتے ہیں قُلْتُ هٰذَا مَا قِيْلَ وَفِيْ قَلْبِيْ مِنْهُ شَيْءٌ لِمَا فِيْهِ مِنْ إِسَاءَةِ الْأَدَبِ بِالْمُصْحَفِ انتھی مولوی قطب الدین دہلوی مرحوم نے کہا ہے کہ حضرت مولف نے سچ فرمایا اس کی کیا حاجت ہے اصل مقصود تو استخارہ مسنونہ سے بھی حاصل ہوتا ہے انتھی میں کہتا ہوں یہ امر داخل رسوم مشائخ ہے اس کے لئے جہد کرنا کچھ نافع نہیں بلکہ مضر ہے واسطے شاہ صاحب نے وصیت نامہ میں فرمایا ہے کہ نسبت صوفیہ غنیمت کبریٰ ہست و رسوم ایشان ہیچ نمے ارزد انتھی۔ پھر اس کے بعد کہا ہے کہ بعض والدنے واسطے کشف وقائع کے یہ بات اختیار کی ہے کہ اللہ کا ذکر ان تین نام سے کرے یا علیم یا مبین یا خبیر با شروط مذکورہ باستثنائی وضع مصاحف انتھی اگرچہ یہ طریقہ طریق اول سے بہتر ہے لکن اَلصَّبَاحُ يُغْنِيْ عَنِ الْمِصْبَاحِ ہمکو کچھ ضرورت نہیں ہے۔ کہ ہم سنت نبویہ یا سورہ یا کوہ دوبارہ استخارہ ماثورہ ترک کرکے دوسرا طریقہ اختیار کریں۔

"دل میں کشائش و نور کا حصول"

"شاہ ولی اللہ کا قول"

برائے کشف ارواح

مشائخ قادریہ نے کہا ہے جو طریقہ واسطے کشف ارواح کے ہمارا مجرب ہے۔ وہ یہ ہے کہ بطہارت خلوت و لباس پاک و غسل و خوشبو کے مصلے پر بیٹھکر داہنی طرف سبوح کی ضرب لگائے اور بائیں طرف قدوس کی اور آسمان میں رب الملائکۃ کی اور دل میں یا روح کی انتھی۔

"کشف ارواح، روحوں کی حاضری کا مجرب عمل"

برائے حصول امر مشکل

امر مہم و مشکل کے حاصل کرنے کیواسطے شروط مذکورہ کیساتھ یہ طریقہ ہے کہ تہجد کی نماز پڑھے جسقدر اس کیواسطے مقدر ہو پھر داہنی طرف یا حی کی ضرب لگائے اور بائیں طرف یا وہاب کی اسیطرح ہزار بار کرے۔

"ناممکن ممکن ہو جائیگا"

برائے انشراح خاطر و دفع بلا

بلاؤں کے دور کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اللہ کی ضرب دل میں لگائے اور لا الہ الا ہو کی اسطرح ضرب لگائے جسطرح نفی و اثبات میں بیان کیا گیا ہے۔ اور الحی کی ضرب داہنی طرف اور القیوم کی ضرب بائیں طرف لگائے

"دافع بلیات"

" برائے شفاء کاملہ من امراض جمیعہ "

۱۰۶

برائے شفا مرض وغیرہ جب ملتّٰی سے دعا کرنیکا ارادہ کرے بیمار کی شفا کا یا دفع گرسنگی کا یا کشائش رزق کا یا مغلوبی دشمن کا تو اسم الٰہی کا موافق اپنی حاجت کے اسمائے حسنیٰ میں سے لیکر اس نام کو دو ضرب یا چار ضرب کیساتھ ذکر کرے مثلاً یوں کہے۔ یا شَافِیُ یَا صَمَدُ اَوْ یَا رَزَّاقُ اَوْ یَا مُذِلَّ اِلٰی عَدُوِّ ذٰلِکَ

رابطہ قلب شیخ مشائخ چشتیہ نے فرمایا ہے کہ کبھی حفظ دل کا لگانا اور دل کا تھامنا ہے مرشد کیساتھ محبت و تعظیم کی صفت پر اور اس کی صورت کا ملاحظہ کرنا شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں۔ قُلْتُ اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی مَظَاہِرَ کَثِیْرَۃً فَمَا مِنْ عَابِدٍ غَیْبِیًّا کَانَ اَوْ قَلْبِیًّا اِلَّا وَقَدْ ظَہَرَ بِحِذَائِہٖ صَارَ مَعْبُوْدَہٗ فِیْ مَوْتَنَبِہٖ وَلِہٰذَا السِّرِّ تَحَوَّلَ الشَّرْعُ بِاسْتِقْبَالِ الْقِبْلَۃِ وَالْاِسْتِوَاءِ عَلَی الْعَرْشِ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلَا یَبْصُقُ قِبَلَ وَجْہِہٖ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی بَیْنَہٗ وَبَیْنَ قِبْلَتِہٖ وَسَاَلَ جَارِیَۃً سَوْدَاءَ فَقَالَ اَیْنَ اللّٰہُ فَاَشَارَتْ اِلَی السَّمَاءِ فَسَاَلَہَا مَنْ اَنَا فَاَشَارَتْ بِاِصْبَعِہَا نَبِیُّ اللّٰہِ اَرْسَلَکَ فَقَالَ ہِیَ مُؤْمِنَۃٌ فَلَا عَلَیْکَ اَنْ لَّا تَتَوَجَّہَ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ وَلَا تَرْتَبِطَ قَلْبَکَ اِلَّا بِہٖ وَلَوْ بِالتَّوَجُّہِ اِلَی الْعَرْشِ وَنَحْوِہِ الَّذِیْ وَضَعَہٗ عَلَیْہِ وَہُوَ اَزْہَرُ اللَّوْنِ کَمِثْلِ لَوْنِ الْقَمَرِ وَبِالتَّوَجُّہِ اِلَی الْقِبْلَۃِ کَمَا اَشَارَ اِلَیْہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَیَکُوْنُ کَالْمِرْاٰۃِ لِہٰذَا الْحَدِیْثِ انتہی یہ عبارت مبارک دلیل واضح ہے۔ اس بات پر کہ تصور شیخ وقت عبادات اور رابطہ قلب بالشیخ ایکطرح کا شرک خفی ہے۔ اور اس عبارت میں یہ ارشاد کیا ہے کہ عبادت میں کوئی شئے بھی سوا اللہ واحد کے قبلہ توجہ نہ ہو خواہ نور عرش ہو یا اور کچھ میں کہتا ہوں آیہ فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖٓ اَحَدًا باشارۃ النص نافی اسی ہے تصور شیخ سے ولیکن اکثر لوگ یہ بات نہیں جانتے ہیں

برائے کشف قبور و استفاضہ از ان مشائخ چشتیہ نے فرمایا ہے کہ جب قبرستان میں جائے سورہ انا فتحنا دو رکعت میں پڑھے پھر سامنے میت کے پیٹھ کر قبلہ کو پشت دیکر بیٹھے پھر سورہ ملک پڑھے۔ اور اللہ اکبر و لا الٰہ الا اللہ کہے اور گیارہ بار سورہ فاتحہ پڑھے پھر میت سے قریب ہو جائے۔ پھر کہے یارب یا رب اکیس بار پھر کہے یا روح اور اسکو آسمان میں ضرب کرے۔ اور یا روح الروح کی ضرب دل میں لگائے یہاں تک کہ کشائش و نور پائے۔ پھر منتظر رہے اس کا جو کا فیضان صاحب قبر سے ہو اس کے دل پر لستے۔ یہ طریقہ قول جمیل میں ذکر کیا ہے۔ لیکن اس پر کچھ تکلم نہیں کیا ظاہر عبارت اس امر کو مفید ہے کہ یہ کشف قبور اس سے ہوتیں ہے شرحال نعیم

" کشف القبور اور ارواح سے سوالات "

" صاحب قبر سے فیض "

وعذاب میت کا معلوم کرنا منظور ہے بلکہ واسطے فیض لینے کے قبر میت صالح سے ہے سو ہر چند ایک جماعت کثیر مشائخ کا اس پر اتفاق ہے اور وہ اپنا تجربہ بتاتے ہیں۔ لیکن ادلہ شرع سے اسکا رائحہ تک نہیں ملتا بلکہ سنت صحیحہ سے خلاف اس کے ثابت ہوتا ہے حدیث ابوہریرہ میں فرمایا ہے اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ پس جبکہ نص قطعی سے ثابت ہو چکا کہ بعد موت کے عمل منقطع ہو جاتا ہے تو افادہ و افاضہ بھی بالیقین نہیں ہو سکتا اسلئے کہ یہ عمدہ عمل ہے اور تین چیزیں جن کا استثنا کیا ہے گو روح اپنے مقر میں ہو یہ بات لازم نہیں آتی ہے کہ وہ اتنے تعلق کی وجہ سے عامل و مفید ہو بلکہ وہ تو اپنے کسی حال کی اطلاع تک بھی احیاء کو نہیں کر سکتے پھر فیض رسانی کا کیا ذکر ہے حدیث ابن عباس میں آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا ہے تمہارے بھائی جب دن احد کے شہید ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انکی روحیں جوف میں سبز پرندوں کے رکھیں وہ پرندے انہار جنت پر آکر جنت کے میوے کھاتے ہیں۔ سونے کی قندیلوں میں جو عرش کے نیچے لٹکتی ہیں۔ زیر سایہ عرش جگہ پکڑتی ہیں انہوں نے جب مزہ کھانے پینے کا پایا۔ اور خوابگاہ پاکیزہ پائی تو کہا۔ مَنْ يُّبَلِّغُ اِخْوَانَنَا عَنَّا اَنَّنَا اَحْيَاءٌ فِي الْجَنَّةِ نُرْزَقُ لِئَلَّا يَزْهَدُوْا فِي الْجَنَّةِ وَلَا يَنْكُلُوْا عِنْدَ الْحَرْبِ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا اَنَا اُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ الْاٰيَةَ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا اَنَا اُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ الْاٰيَةَ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ یہ حدیث نص صریح ہے اس بات پر کہ وہ باوجود اس ترقی درجہ و علو منصب کے اعتبار سے اپنے حال کے عاجز تھے اسلئے کہ بعد موت کے عمل ان کا بالکل منقطع ہو گیا تھا حالانکہ مرتبہ شہادت کا فوق مرتبہ ولایت سے ہے پھر ولی سے بعد موت کے فیض و فائدہ لینا اور ان کا فیاض ہونا کس طرح ہو سکتا ہے اور اگر یہ بات ممکن ہے تو سب سے زیادہ احق ساتھ استفاضہ و استفادہ کے ہمارے حضرت صلے اللہ و آلہ وسلم اور صحابہ ہیں۔ کہ ان کی ارواح سے فیضیاب ہونا چاہیئے۔ اور اگر یہ استفادہ بہ سبب کمال کی دلربستگی مستفید کے نہیں ہو سکتا ہے تو یہ بات خلاف واقع ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم و صحابہ کے حیات میں اہل کفر و فسق حاضر ہو کر استفادہ کرتے تھے۔ حالانکہ ان کو مناسبت باطنی بالکل نہ تھی۔ غرضیکہ یہ دعوی مشائخ کا طریق شرعیہ سے ثابت ہوتا یا فعل قرون مشہود لہا بالخیر سے اسکا پایا جاتا یا سلف صلحا سے اس کی نظیر صحیح ملتا بہت مشکل ہے۔ ہمارے نزدیک ایسے مسائل و مکاشفات میں توقف کرنا

سلوک سبیل سلامت ہے اوپر گذر چکا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ربط قلب بالشیخ اور تصور شیخ دونوں کو ناپسند کیا ہے اور خلاف ظاہر شریعت سمجھا ہے۔ اور یہ تو اس سے بھی بڑھ کر بات ہے۔ حالانکہ سارے مشائخ و قدماء صوفیہ کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ طریقہ باطن مشید بکتاب و سنت ہے اور جو طریقت کہ خلاف شریعت کے ہو وہ مقبول نہیں واللہ اعلم

صلوٰۃ معکوس

قول جمیل میں کہا ہے وَالْجِشْتِیَّۃُ صَلوٰۃٌ تُسَمّٰی صَلوٰۃُ الْمَعْکُوْسِ لَمْ نَجِدْ مِنَ السُّنَّۃِ وَلَا اَقْوَالِ الْفُقَہَاءِ مَا اَنْشَدُ هَا بِہٖ فَلِذٰلِكَ حَذَفْنَاهَا وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی

صلوٰۃ کن فیکون

یہ نماز بھی نزدیک چشتیہ کے ہے اسکا نام اسلئے رکھا ہے کہ مطلب برآری میں اسکی تاثیر نہایت جلد اور قوی ہوتی ہے جسکو سخت حاجت پیش آئے۔ وہ بدھ جمعرات جمعہ کی راتوں میں دو رکعت ادا کرے پہلی رکعت میں فاتحہ ایک بار اور قل ہو اللہ احد سو بار پڑھے اور دوسری رکعت میں فاتحہ سو بار اور قل ہو اللہ احد ایک بار اور سو بار یوں کہے اے آسان کنندہ دشواریہا و اے روشن کنندہ تاریکیہا پھر سو بار استغفار اور سو بار درود شریف پڑھے اور حضور دل سے دعا مانگے۔ جب تیسری رات ہو تو تب بھی اسیطرح کرے پھر پگڑی یا ٹوپی کو سر سے نکالے اور اپنی آستین کو اپنی گردن میں ڈالے اور روئے اور اللہ سے پچاس بار دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اسکی دعا قبول ہوگی۔ انتہی ما فی القول الجمیل۔ آستین کا گردن میں ڈالنا شکل تحریمہ کے نماز استسقاء میں سمجھا گیا ہے۔ مطلب اظہار تضرع اور اشعار گردش حال ہے پس لیکن سنت صحیحہ اس نماز سے ساکت ہے۔ اور ظاہر اس نماز میں کوئی فعل نامشروع پایا نہیں جاتا بلکہ ایک مجموعہ ہے اعمال متفرقہ ذکر و دعا کا جن کی اصل سنت میں موجود ہے واللہ اعلم

برائے سلب مرض

بیماری کا دور کردینا یوں ہوتا ہے کہ مرد صاحب نسبت اپنی ذات کو بیمار خیال کرے۔ اور رہا سہنا کہ یہ بیماری مجھ میں ہے اور اس پر ہمت کو جمع کرے اس طرح پر کہ اس کے دل میں کوئی خطرہ نہ آئے۔ سوائے اس تصور کے مریض کی بیماری اس شخص کی طرف آجائے گی۔ اور وہ اچھا ہوجائیگا۔ قول جمیل میں کہا ہے وَهٰذَا مِنْ عَجَائِبِ صُنْعِ اللّٰہِ فِیْ خَلْقِہٖ انتہی مولانا عبد العزیز دہلوی نے کہا ہے کہ سلب مرض کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ جب کوئی شخص بیمار ہو یا کوئی گناہ میں مبتلا ہو تو صاحب نسبت وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور خدا کی طرف بخشوع دل متوجہ ہو۔ اور دعا دل سے یہی کہے۔ یَا مَنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ اور اس مناجات و تضرع کے درمیان یہ کہے کہ شخص مذکور کی بیماری یا اسکے معصیت زائل ہو جائے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے

"صلوٰۃ کن فیکون کا عمل"

"بیماری کو دور کرنا"

"گناہ کا دور کرنا"

"مرزا مظہر جان جاناں کا عمل"

جو حضرت مصنف نے ارشاد کیا ہے انتہی مرزا مظہر جانجاناں رحمہ اللہ نے فرمایا ہے قاعدہ سلب آنست کہ تصور نماید کہ با نفسے کہ اندرون میرود عوارض جسمانی شخص از قالب او مے برآید و کشیدہ میشود و با نفسے کہ بیرون مے آید تصور نماید کہ آن عوارض مسودہ جسمانی برزمین مے افتند واز اندرون سلب کنندہ بیرون مے آید تا صاحب سلب متاثر و متاذی نگردد و مریض را پیش رو نشانیدہ بقدر پانصد نفس سلب مرض باید کرد انتہی یہ ترکیب ماورائے ہر دو ترکیب مذکور ہے

برائے اشراف بر خواطر

دل کی باتوں کے دریافت کرنیکا یہ طریقہ ہے کہ اپنی ذات کو ہر بات اور ہر خطرے سے خالی کرکے اپنے نفس کو اس شخص کے نفس تک پہونچائے پھر اگر اس کے دل میں کچھ کھٹکے اور کوئی بات معلوم ہو بطریق انعکاس تو یہ وہی بات اس کے دل کی ہے بکذا فی القول یا وقت الیقظہ یا در دیا فی المنام کے ہوتا ہے پھر طریقہ دفع بلائے نازل کا بیان کیا ہے۔ صاحب ضرورت طرف کتاب مذکور کے رجوع کرے تنبیہ میں نے اس رسالہ میں انہیں اعمال کو ضبط کیا ہے جو نہایت صحت و قبول و شہرت کیساتھ ماثور ہیں۔ اور اکثر اعمال کی بنیاد آیات کتاب اللہ یا حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ اور وہ اعمال جو مشائخ طریقت سے منقول و معمول بہا ہیں ان میں سے چند اعمال صحیح و مجرب کو اخذ کرکے لکھا ہے اور جن اعمال کو ترک کر دیا ہے اس وجہ سے کہ ان میں طول کلام تھا یا مجرب ہونا ان کا معلوم نہیں ہے یا صورت شرعی سے بعید پایا جاتا تھا وہ بے گنتی ہیں۔ ؎ اگر جملہ را سعدی انشا کند مگر دفترے دیگر املا کند۔ ان اعمال کے بجا لانے میں وجود اثر کا اوسیوقت متحقق ہو سکتا ہے کہ عامل متقی اور معمول بہ معتقد ہو جن اشخاص اہل علم و مشائخ طریقت سے یہ اعمال ماثور ہیں وہ سب اہل تقوی اور صاحب نسبت تھے یہی وجہ ہے کہ ان کا عمل تخلف نکرتا تھا اب جو اہل فسق ان اعمال کو ساتھ قلب غافل اور قالب عاطل کے کرتے ہیں تو اثر کامل نہیں پاتے اور کبھی بالکل اثر نہیں پاتے اس لئے یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ اعمال مؤثر نہیں ہیں۔ حالانکہ یہ قصور اعمال کا نہیں ہے بلکہ عامل کا ہے عمل کو محل قابل میسر نہیں آتا اثر ظاہر ہو تو کسطرح ہو قرآن پاک کے حق میں جو فرمایا ہے یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ محل ناقابل میں نفع ظاہر نہیں ہوتا ورنہ قرآن شفائے محض ہے بلکہ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اہل ضلال کثرت سے ہیں اسی طرح حال ہر دعائی نافع کا ہے کہ کثرت سے ہیں۔ اسی طرح حال ہر دعائے نافع کا ہے کہ کثرت فسق کی وجہ سے اس کی وجہ سے اسکی تاثیر ظاہر نہیں ہوتی ۹۱

واللہ اعلم

"دل کی باتوں کا دریافت کرنا"

"اس رسالہ میں وہی اعمال ذکر ہیں جو ثابت و منقول ہیں: صاحب کتاب"

"مشہور کتاب "حیاۃ الحیوان" کے اعمال کا بیان"

الداء والدواء ۱۱۰

فصل بیان میں اعمال حیاۃ الحیوان کے

طبرانی نے معجم اوسط میں باسناد صحیح ابی مزینہ دارمی سے روایت کیا ہے کہ دو مرد اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جب ملاقات کرتے تو جدا نہ ہوتے یہانتک کہ ایک دوسرے پر وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ نہ پڑھ لے۔

برائے انجاح حاجت

شیخ شہاب الدین احمد بونی نے کتاب سر الاسرار میں ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ جس کسی کو کوئی حاجت ہو وہ چہار شنبہ پنجشنبہ و جمعہ کو روزہ رکھے پھر جمعہ کے دن طہارت کر کے مسجد جامع میں جائے اور کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ وَاَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ الَّذِیْ مَلَأَتْ عَظَمَتُهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَنَتْ لَهُ الْوُجُوْهُ وَخَشَعَتْ لَهُ الْاَبْصَارُ وَوَجِلَتِ الْقُلُوْبُ مِنْ خَشْیَتِهٖ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تُعْطِیَنِیْ مَسْأَلَتِیْ وَتَقْضِیَ حَاجَتِیْ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔ اور بعد لفظ حاجتی کے نام حاجت کا لے وَهُوَ سِرٌّ لَطِیْفٌ مُجَرَّبٌ انتہی میں کہتا ہوں کہ یہ ذکر مشتمل ہے اکثر الفاظ اسم اعظم پر ہے

برائے حصول قوت بر طاعت و رویت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو شخص بعد نماز جمعہ کے طہارت کامل پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَحْمَدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۳۵ بار لکھکر اپنے پاس رکھے گا اللہ تعالیٰ اسکو طاعت پر قوت اور برکت پر معونت دیگا اور ہمزات شیاطین سے کفایت کریگا۔ اور اگر وہ ہر روز وقت طلوع آفتاب کے بعد دعا و درود خوانی اس نطاقہ میں مدام نظر کیا کریگا۔ تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کثرت سے خواب میں دیکھے گا۔ وَهُوَ سِرٌّ لَطِیْفٌ مُجَرَّبٌ

برائے نجات روز قیامت و حیات طیب

امام احمد نے رب العزت کو ۹۹ بار خواب میں دیکھا کہا اگر بار صدم پھر دیکھوں گا تو کچھ سوال کروں گا دیکھا تو پوچھا کہ اے رب لوگ دن قیامت کو یہ سبب کس چیز کے نجات پائیں گے۔ فرمایا جو شخص ہر صبح و شام کو تین بار یہ ذکر کریگا۔ وہ ناجی ہوگا۔ سُبْحَانَ الْاَبَدِیِّ الْاَبَدِ سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ سُبْحَانَ الْفَرْدِ الصَّمَدِ سُبْحَانَ مَنْ رَفَعَ السَّمَاءَ بِغَیْرِ عَمَدٍ سُبْحَانَ مَنْ بَسَطَ الْاَرْضَ عَلٰی مَاءٍ جَمَدٍ سُبْحَانَهٗ لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا سُبْحَانَهٗ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

"محمل مجرب کا احمد ۱۱" ۱۱۱

پھر امام احمد نے کہا کہ جو شخص ہر دن درمیان نماز فجر و صبح کے چالیس بار یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْئَلُکَ اَنْ تُحْیِیَ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہیگا۔ اللہ اس کے دل کو زندہ کر دیگا جب ان کے دل مر جائینگے میں کہتا ہوں یہ الفاظ بھی مشتمل ہیں اسامی عظام پر۔ و للہ الحمد

برائے حفظ ایمان تا قیامت ابن عمر سے رفعا مروی ہے کہ جو کوئی یہ چاہے کہ اس کا ایمان محفوظ رہے تا قیامت وہ ہر دن بعد سنت مغرب کے قبل تکلم دو رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے اخلاص چھ بار اور معوذتین ایک ایک بار پڑھے پھر سلام پھیرے اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس پر ایمان کو محفوظ رکھے گا یہاں تک کہ وہ دن قیامت کے ایمان کے ساتھ اپنے رب کے پاس آئیگا۔ راوی نے کہا ہے۔ وَهٰذِهٖ فَائِدَةٌ عَظِيْمَةٌ غَنِيْمَةٌ كَذَا فِي الْبُسْتَانِ وَذَكَرَهُ الْكَشْفِيُّ بِسَنَدٍ طَوِيْلٍ لیکن اتنا زیادہ کیا ہے کہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر قبل اخلاص کے پڑھے اور بعد سلام کے ۲۵ بار تسبیح کرے یعنی سبحان اللہ کہے پھر یہ دعا مانگے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْعَالِمُ مَا اَرَدْتُّ بِهَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُمَا لِيْ ذُخْرًا لِيَوْمِ لِقَائِكَ اَللّٰهُمَّ احْفَظْ بِهِمَا دِيْنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ وَعِنْدَ مَمَاتِيْ وَبَعْدَ وَفَاتِيْ اللہ اسکو سلب ایمان سے امن رکھے گا۔ وَهٰذِهٖ فَائِدَةٌ عَظِيْمَةٌ مِّنْ عَظِيْمِ الْمُهِمَّاتِ

اسم اعظم ایک مرد نے صلحاء موحدین میں سے جو صاحب ابراہیم ادہم تھا ان سے کہا کہ مجھے اسم اعظم سکھا دو کہ جب میں ساتھ اس کے دعا کروں قبول ہو جو کچھ مانگوں وہ مجھے فرمایا ان کلمات کو صبح و شام کہا کر ان کے کہنے سے خائف امن میں ہوتا ہے سائل کو اسکا مسئلہ ملتا ہے۔ يَا مَنْ لَّهٗ وَجْهٌ لَّا يَبْلٰى وَنُوْرٌ لَّا يُطْفٰى وَاسْمٌ لَّا يُنْسٰى وَبَابٌ لَّا يُغْلَقُ وَسِتْرٌ لَّا يُهْتَكُ وَمُلْكٌ لَّا يَفْنٰى اَسْاَلُكَ وَاَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَقْضِيَ حَاجَتِيْ وَتُعْطِيَنِيْ مَسْئَلَتِيْ بعض علماء نے کہا ہے اسم اعظم دعا یونس علیہ السلام اور یہ کلمات ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِاَنِّيْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ

ایمان کی حفاظت کیلئے

اسم اعظم

لہ روی صاحب بستان العارفین عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلعم الذی یحفظ الایمان علی العبد قال من احب ان یحفظ علیہ الایمان حتی یلقاہ یوم القیامۃ فلیصل کل لیلۃ بعد سنۃ المغرب رکعتین یقرء فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب مرۃ و قل ہو اللہ احد ست مرات و قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس مرۃ و یسلم منہما فان اللہ یحفظ علیہ الایمان حتی یلقاہ یوم القیامۃ و فی روایۃ اخری انہ یقرء انا انزلناہ فی لیلۃ القدر مرۃ قبل قراءۃ قل ہو اللہ احد فاذا سلم سبح اللہ خمس عشرۃ مرۃ قال الخیرانی حمہ اللہ تعالی فعلیک یا اخی بالمواظبۃ علی ذلک واسأل اللہ تعالی من غیر حجۃ ثمرۃ ذلک سرور یوم القیامۃ و الحمد للہ رب العالمین ۱۱

اَلْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ انتہی میں کہتا ہوں یہ کلمات حدیث بریدہ میں رفعاً آئے ہیں۔ اسکو اہل سنن اربعہ نے روایت کیا ہے مگر احد صمد لم یکن لہ کفواً احد ذکر کیا ہے رسالہ حرز الجنۃ میں ہم نے بیان اسکا بسط سے لکہا ہے تعیین اسم اعظم میں ۱۴ قول ہیں۔ سب میں راجح تر از روئے سند کے یہی حدیث ہے قَالَہُ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ بعد امام نووی سے پوچھا تہا۔ کہ اسم اعظم کیا ہے اور کس سورت میں ہے۔ کہا اس بارے میں احادیث کثیرہ آئی ہیں ابن ماجہ وغیرہ میں ابو امامہ سے رفعاً روایت ہے کہ اسم اعظم تین سورہ میں ہے سورہ بقرہ و آل عمران وطہ بعض ائمہ متقدمین کہتے ہیں۔ کہ لفظ الحی القیوم ہے کیونکہ یہ بقرہ میں اندر آیۃ الکرسی کے آیا ہے اور اول آل عمران میں وارد ہے اور طہ کی اس آیت میں ہے وَعَنَتِ الْوُجُوْہُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ دمیری نے کہا ہے وَھٰذَا اِسْتِنْبَاطٌ حَسَنٌ وَّاللّٰہُ اَعْلَمُ انتہی میں کہتا ہوں حافظ ابن القیم نے بہی کتاب ہدی نبوی میں اسیکو اسم اعظم ٹہیرایا ہے

برائے قضائے حوائج

ہمارے شیخ یافعی کہتے ہیں۔ کہ یہ فائدہ مجرب وعظیم البرکۃ ہے واسطے تفریج ہم وغم کے اور ایک سر مخزون مکنون ہے بعد نماز عشا کے طہارت کاملہ پر ایک ہی جلسہ میں اللہ کا نام لطیف ۱۶ ہزار ۶ سو ۴۱ بار پڑہے اور زیادت ونقص سے نہایت درجہ حذر کرے کہ اس میں ابطال سر ہوتا ہے حیلہ اسکی شناخت کا یہ ہے کہ ایک تسبیح لے جس کا شمار ۱۲۹ ہے اس پر اس نام کو ۱۲۹ بار پڑہے۔ مقصود حاصل ہو جائیگا۔ یہ طریق اقرب طرق مستقیمہ ہے واسطے معرفت عدد مذکور کے اس لئے کہ شمار اس کے حروف کا چار حرف ہیں ل ط ی ف یہ سب ۱۲۹ ہوئے جب انکو اس کی مثل میں ضرب دیا تو یہ ۱۶ ہزار ۶ سو ۴۱ بار ہو گئے اور اپنی حاجت کا نام لے وہ انشاء اللہ پوری ہو جائے گی لامحالہ اور ایک سو انتیس بار پہر یوں کہے لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ یہ طالب دعا بہی ہے اور طالب غیر ورزق وبرکت بہی سب ہے اسکو ہر نماز کے بعد سو بار کہے پہر کہے اَللّٰہُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِہٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ وَھُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ اور واسطے دفع کید ظلمہ کے یوں کہے لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ الی قولہ خَبِیْرٌ اور جب قرات اسم مبارک تمام کر چکے تو یہ دعا مانگے۔ اَللّٰھُمَّ وَسِّعْ عَلَیَّ رِزْقِیْ اَللّٰھُمَّ اعْطِفْ عَلَیَّ خَلْقَکَ اَللّٰھُمَّ کَمَا صُنْتَ وَجْھِیْ عَنِ السُّجُوْدِ لِغَیْرِکَ فَصُنْہُ مِنْ ذُلِّ السُّؤَالِ لِغَیْرِکَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ شیخ ابوالحسن شاذلی نے فرمایا ہے کہ جو متمسک ہو بِھٰذِہِ الصِّفَاتِ الْحَمِیْدَۃِ ظَفَرَ بِسَعَادَۃِ الدَّارَیْنِ لَا تَتَّخِذْ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ وَلِیًّا وَلَا مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَدُوًّا وَاقْلِلْ مِنْ زَادِکَ مِنَ الدُّنْیَا وَعُدَّ نَفْسَکَ مِنَ الْمَوْتٰی وَاشْہَدْ لِلّٰہِ

حاجات کا پورا ہونا

رزق میں برکت

شیخ ابوالحسن شاذلی کا مجرب عمل

بِالْوَعْدِ الْتِيْ وَلِرُسُلِهِ بِالَّتِيْ سَأَلْتُمْ فَضْلِكَ عَمَلٌ صَالِحٌ وَاِنْ قُلْ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰۤئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ فَمَنْ كَانَ مُتَمَسِّكًا بِهٰذِهِ الصِّفَاتِ الْحَمِيْدَةِ ضَمِنَ اللّٰهُ لَهُ عَزَّ وَجَلَّ اَرْبَعَةً فِي الدُّنْيَا اَلصِّدْقَ فِي الْقَوْلِ وَالْاِخْلَاصَ فِي الْعَمَلِ وَالرِّزْقَ كَالْمَطَرِ وَالْوِقَايَةَ مِنَ الشَّرِّ وَاَرْبَعَةً فِي الْاٰخِرَةِ اَلْمَغْفِرَةَ الْعُظْمٰى وَالْقُرْبَةَ الزُّلْفٰى وَدُخُوْلَ جَنَّةِ الْمَاْوٰى وَاللُّحُوْقَ بِالدَّرَجَةِ الْعُلْيَا

برائی صدق ورزق وسلامت وغیرہا جو شخص چاہے کہ مجھے صدق فی القول کی عادت پڑے وہ قراءت انا انزلناہ فی لیلۃ القدر پر مداومت کرے اور اگر چاہے کہ رزق مثل باران کے برسے تو قراءت قل اعوذ برب الفلق پر مداومت کیجیے اور اگر شر مردم سے سلامت رہنا چاہے تو قل اعوذ برب الناس ہمیشہ پڑھا کرے اور اگر طلب خیر رزق و برکت کا خواہاں ہو تو اس پر مداومت کرے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ هُوَ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ اور سورہ واقعہ و سورہ یسین پڑھا کرے رزق مثل باران کے آئیگا اور اگر یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ہم سے کشادگی اور ہر ضیق سے مخرج اور رزق بے گمان دے تو استغفار کو لازم پکڑے اور اگر یہ چاہے کہ خوف و وسوسہ سے امن میں رہے تو یوں کہے اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ اس کے بعد دمیری نے بلفظ اِنْ اَرَدْتَ كَذَا فَافْعَلْ كَذَا بہت سے اور او ذکر کئے ہیں جن کی اصل حدیث سے ثابت ہے ان کا ذکر کرنا اس جگہ چنداں ضروری نہ تھا۔ اگرچہ وہ سب واسطے فوائد دارین کے مقرر ہیں۔

برائی دخول بر سلطان جابر جو شخص پاس بادشاہ کے جائے اور اس سے ڈرتا ہو تو یہ پڑھے اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ یہ پڑھنا واسطے اس کام کے مجرب ہے واللہ الحمد

برائی عدم جوع وعطش دوام قراءت سورہ لایلاف واسطے اس کام کے مجرب ہے دمیری کہتے ہیں وَقَدْ جَرَّبْتُ ذٰلِكَ مِرَارًا فَصَحَّ

برائی تجارت سورہ شعراء کو لکھ کر موضع تجارت میں لٹکائے۔ بیع وشراء کثرت ہونے لگیگی

برائی خوف تلف سورہ قصص کو لکھ کر اس شخص پر لٹکائے جس پر خوف تلف کا ہے موجب امان ہے دمیری نے کہا۔ وَهُوَ سِرٌّ لَطِيْفٌ مُجَرَّبٌ

"نقصان سے بچنے کیلئے"

الداء والدواء "شفاء من کل داءٍ" ۱۱۴ "امام شافعی کا قول"

برائے دردِ سر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ گھر میں بعض بنی امیہ کے ایک قبہ چاندی کا مقفل بند ملا اس کے اوپر لکھا تھا شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ اس کے اندر یہ کلمات تھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بِاللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ فَكُنْ اَيُّهَا الْوَجَعُ سَكَنْتُكَ بِالَّذِيْ يُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بِاللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اُسْكُنْ اَيُّهَا الْوَجَعُ سَكَّنْتُكَ بِالَّذِيْ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا شافعی کہتے ہیں۔ ثُمَّ مَا اَحْتَجْتُ مَعَهٗ اِلَى الطَّبِيْبِ قَطُّ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنَّهٗ هُوَ الشَّافِيْ یہ دلیل ہے اس پر کہ امام صاحب نے اس جگہ عمل فقط وجادت پر کیا انتظار اجازت کا نہ فرمایا

ایضاً برائے صداع ایک ورق سفید پر لکھ کر اسکو محل صداع پر چپکائے باذن اللہ درد سر دور ہو جائیگا۔ دمیری کہتے ہیں صَحِيْحٌ مُّجَرَّبٌ د م ہ ل ہ

ایضاً برائے صداع ان حروف کو ایک چوب یا مکان پاک میں لکھ کر ایک مسمار سے حرف اول کو سکے اپنے اور یہ آیت پڑھے اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اگر صداع ٹھہر جائے تو بہتر ورنہ پھر مسمار کو خوب زور سے ویسے اسپر ہی نہ جائے۔ تو ایک حرف سے طرف دوسرے حرف کی نقل کرے یہاں تک کہ صداع ساکن ہو ضرور ہے کہ کسی نہ کسی حرف پر اسکو سکون ہو جائیگا۔ وہ حرف یہ ہیں ا ح اک کسح ع ح ا م ح اور جگہ مسمار کی سیاہی سے دمیری کہتے ہیں مجرب فی ذلک سواء اکی جمعها قولک ہ

اِنِّيْ حَمَلْتُ اِلَيْكَ كُلَّ كَرِيْمَةٍ وَحَوَّدْ آدَمَ مِنْ خَطِّ الْمُبَيَّنِ مَا حَسُنَتْ مَعًا وَاُولِي الْكَلِمٰتِ مِنْهَا مَقْصِدِيْ وَبِصُدَاعِ رَاْسِيْ يَا ثِقَ قَدْ جَرَّبْتُ

فصل برائے رغبت در اوامر و نفرت از منہیات شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے فرمایا ہے بسیار گفتن لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ و نفی اثبات کلمہ توحید و ضرب آن بر قلب لشدہ وندو خواندن سورہ ہائے معوذتین صبح و شام مفید ایمعنے است و اکثار این کلمہ معہ معوذتین بعد از نماز صبح و مغرب یازدہ یازدہ بار برائے حفظ از مکائد نفس و ابلیس نافع است

برائے عفو جرائم و حسن عاقبت اکثار استغفار و ذکر کلمہ طیبہ و تلاوت آیۃ الکرسی بعد از نماز بسیار مناسب است

برائے سہل شدن سکرات موت ملازمت آیۃ الکرسی و سورہ اخلاص و برائے رفع عذاب قبر سورہ تبارک

"سر درد کا تعویذ" "درد سر" "درد سر سے چھٹکارا" "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" "گناہوں سے چھٹکارا" "سکرات الموت کا وقت"

بعد از نماز عشا قبل از خفتن در حدیث آمده و ہم چنین خواندن سورۂ خان مروی است۔

برائی حفظ آبرو و حرمت اسم یا عزیز جلیل ویکبار خوانده بر روئی خود دمیدن در وقت صبح و ہر وقتی که نزد حاکم رفتن نزد حاکم باشد مجرب است

برائی حفظ از جمیع آفات و بلیات و مکروہات دنیا سی وسه آیت بعد از نماز شام باید خواند و اگر فرصت نباشد آیة الکرسی را بوقت صبح و یا حفیظ دو ہزار بخواند و حزب البحر و این باب مجرب است

برائی دفع شر اعدائے دنیوی وقت بوقت و بقید طہارت و عدد و شرائط دیگر بلا مدت این دعا مجرب است روقت خواندن این دعا صورت اعدا در خیال آورده سنگ بر سینه آنها بزند لیبا مجرب است
اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ و خواندن سورہ تبت و سورہ فیل برائی دفع اعدا نیز مجرب است

دعائی کرب برائے مشکلات و صعوبات دنیوی دعا کرب طہارت و وضو و بے قید عدد در این باب مجرب است و دعا این است لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا حَاجَةً لِيْ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ مترجم کہتا ہوں یہ ذکر و دعا حصن حصین میں موجود ہے لیکن قدرے تفاوت ہے

درود برائے وظیفہ مدام درود با این صفت اگر ہر شب باشد و الا ہر شب جمعہ صد بار مداومت باید کرد اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ كَمَا يَلِيْقُ بِهٖ وَبہترین استغفار سید الاستغفار است در وقت خفتن با ملاحظہ معانی باید خواند است

برائی حفظ و آفات دارین کتاب قوت القلوب میں مسبعات عشر کو اس کلام سے شروع کیا ہے قبل طلوع و قبل غروب آفتاب اسکو پڑھنا چاہیے۔ ہر ذکر کو سات بار پڑھے (۱) فاتحہ (۲) سورہ ناس (۳) فلق (۴) اخلاص (۵) کافرون (۶) آیۃ الکرسی (۷) کلمہ تمجید (۸) یہ درود اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَحَبِيْبِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ (۹) یہ دعا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ اِنَّكَ مُجِيْبُ الدَّعَوَاتِ وَرَافِعُ الدَّرَجَاتِ يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ (۱۰) اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ افْعَلْ بِيْ وَبِهِمْ عَاجِلًا وَّاٰجِلًا فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مَا اَنْتَ لَهٗ اَهْلٌ

عزت وآبرو کی حفاظت

دشمن سے حفاظت

مشکلات آسان

وَلَا تَفْضَحْنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ اِنَّكَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ لَوْ كُنْتُ ... بَرٌّ رَّؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۵

نوع دیگر سید جلال الدین بخاری فرماتے ہیں۔ اگر فرصت نہ ہو تو بجائے مسبعات عشر کے اس دعا کو سات بار ہر دن ایک بار بسملہ پڑھا کرے۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ انتہی میں کہتا ہوں کہ یہ دعا حزب الاعظم میں قدرے تفاوت سے آئی ہے والحمد

فصل اعمال کتاب فتح الملک المجید للشیخ احمد الدیربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

برائے جلب ہر خیر و دفع ہر شر و ترویج بضاعت بسم اللہ کا ابجد حروف جمل کبیر یعنی ۷۸۶ بار ہر روز تا چند روز تک پڑھنا واسطے امور مذکورہ کے نافع و محصل ہے۔

برائے محبت و مودت بسملہ کو سات سو چھیاسی ۷۸۶ بار پڑھ کر ایک قدح آب پر دم کرکے پلائے شارب کو محبت شدید ہو جائے گی۔

برائے خصب زرع و حصول برکت ایک رقعہ پر سو بار اور ایکبار بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھکر زرع میں دفن کرے وہ جملہ آفات سے محفوظ رہے گی۔

برائے زندگی اولاد جس عورت کا بچہ زندہ نہ رہتا ہو۔ وہ ایک سو ساٹھ بار بسم اللہ الخ لکھکر اپنے پاس رکھے انشاء اللہ اسکی اولاد زندہ رہے گی۔ دیربی کہتے ہیں۔ وَقَدْ جَرَّبْتُ ذٰلِكَ وَهُوَ صَحِيْحٌ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

برائے ہلاک دشمن اس جدول بسملہ کو ایک قطعہ رصاص پر لکھے اور بجائے فلان کے نام دشمن کا لکھے پھر حلتیت ذوم احمر سے دھونی دیکر قریب آگ کے دفن کرے جو ہمیشہ جلتی رہتی ہو لیکن آگ رصاص کو نہ لگنے پائے۔ ورنہ معمول نہ ہلاک ہو جائیگا اور عامل سامنے اللہ کے مطالب ہوگا پھر اس دعا کو اس دفن پر پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الْاَعْظَمِ وَهُوَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الَّذِیْ عَنَتْ لَهُ الْوُجُوْهُ وَخَشَعَتْ لَهُ الْاَصْوَاتُ وَوَجِلَتْ مِنْ خَشْيَتِهِ الْقُلُوْبُ اَنْ تُصَلِّیَ وَتُسَلِّمَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَنْ تَقْضِیَ حَاجَتِیْ فِیْ فُلَانٍ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ يَرْجِعُ عَمَّا

"ظالم ظلم سے باز آجائیگا...!"

بسم	اللہ	الرحمن	الرحیم	قدون
اللہ	الرحمن	الرحیم	قدون	بسم
الرحمن	الرحیم	قدون	بسم	اللہ
الرحیم	قدون	بسم	اللہ	الرحمن
قدون	بسم	اللہ	الرحمن	الرحیم

مُوَفِيهِ كَاهَدِهِ وَوَثِقْهُ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يَرْجِعُ فَأَنْزِلْ عَلَيْهِ بَلَاءَكَ وَسَخَطَكَ وَغَضَبَكَ فَأَهْلِكْهُ يَا قَاهِرُ يَا قَهَّارُ يَا قَاهِرُ يَا مُقْتَدِرُ يَا اللّٰهُ اس دعا کو سات سو بار پڑھ کر سات سو بار دعا کرے ظالم ظلم سے باز آئیگا یا سریعاً ہلاک ہو جائیگا۔ فَاتَّقِ اللّٰهَ فِي ذٰلِكَ كَذَا ذَكَرَهُ الْبُونِيُّ فِي شَمْسِ الْمَعَارِفِ الْكُبْرٰى صورت وفق بسم البدیہ ہے۔

"دشمن سے چھٹکارا"

دوسری ترکیب اس کی بونی نے کتاب الرقیم میں یوں لکھی ہے کہ اسکو لوح رصاص پر لکھکر اور نام مطلوب وسط جدول میں رکھکر ون جمعہ کے جس ساعت میں چاہے نرم آگ سے حلتیت و لوبان کا بخور کرے آگ سے علیحدہ رکھو ورنہ معمول لہ ہلاک ہو جائیگا فَاتَّقِ اللّٰهَ إِنَّمَا الْفَاعِلُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ أَعْظَمُ الْوَسَائِلِ زروق رحمہ نے بھی ترکیب اول کا ذکر شرح اسماء حسنے میں کیا ہے مگر الفاظ دعا کے قدرے متفاوت ہیں۔ اور یہ کہا ہے کہ اس نقش کو نگین پر کندہ کرکے حلتیت و زرنیخ سرخ سے دھونی دے واللہ اعلم اور یہ لکھا ہے وَإِيَّاكَ أَنْ يَلْحَقَ النَّارُ الْخَاتَمَ فَيَهْلِكَ فَتَصِيرَ سَبَبًا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ تَعَالٰى

"جن کو جلانے والا عمل"

برائی سوختن جن آسیب زدہ کے کان میں سات بار اذان دے پھر فاتحۃ الکتاب و معوذتین و آیۃ الکرسی و سورہ صافات و آخر سورہ حشر و سورہ طارق پڑھے وہ آگ میں باذن خدا جل جائیگا۔ دیربی نے کہا مُجَرَّبٌ صَحِيْحٌ مَعْمُوْلٌ بِهِ فَرَأَيْنَا أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

"زندگی خوشحال کرنے کیلئے"

برائے حسن حال غرہ محرم کو فاتحہ تین سو ساٹھ بار مع بسملہ پڑھکر یہ دعا کرے اَللّٰهُمَّ يَا مُحَوِّلَ الْأَحْوَالِ حَوِّلْ حَالِيْ إِلٰى أَحْسَنِ الْأَحْوَالِ بِحَوْلِكَ وَقُوَّتِكَ يَا عَزِيْزُ يَا مُتَعَالُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ وہ شخص اس سال ہر مکروہ سے محفوظ رہے گا مُجَرَّبٌ وَمُحَقَّقٌ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ذَكَرَهُ أَبُو بَكْرِ الْقَطَّانُ عَنِ الشَّيْخِ دمرداش رحمہ

"خطرناک مقام میں امن"

برائی جائی خوفناک اگر کسی خوف کی جگہ میں ہو تو مع اپنے ہمراہیوں کے زمین پر بیٹھے بعض کی پشت طرف بعض کے سب پھر ان پر ایک دائرہ سات بار آیۃ الکرسی پڑھتے ہوئے کھینچے پھر یوں کہے وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ وَحِفْظًا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ

مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اَللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ وَمَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ پھر تین بار یا حفیظ کہے پھر یا حافظ احفظنا اللّٰهُمَّ احْرُسْنَا بِعَيْنِكَ الَّتِيْ لَا تَنَامُ وَاكْنُفْنَا بِكَنَفِكَ الَّذِيْ لَا يُرَامُ پھر تین بار یا اللّٰہ یَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ کہہ کر خاموش ہو جائے اور سب ہمراہی خاموش رہیں اگر ایک امت ثقلین یا ربیعہ و مضر داخل ہوں گی تو بھی انکو نہ دیکھے گی اور نہ ضرر دے گی ۔ اور نہ ایذا پہونچا سکیگی بلکہ اللہ انکو اس سے مخفی رکھے گا ۔ وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ مِرَارًا وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔

برائے ہلاک عدو اکتالیس کنکری لیکر ہر ایک کنکری پر ایک ایک بار سورہ یس پڑھ کر ایک ایک کنکری کو ایک مغاک لطیف میں رکھ کر بہ نیت دشمن معمول نماز جنازہ پڑھ کر مٹی سے توپ دے وہ جلد ہلاک ہو جائے گا ۔ ذَكَرَهُ الشَّيْخُ اَبُو الْفَضْلِ ابْنُ يَعْقُوْبَ وَقَدْ جَرَّبَهُ الْقَائِلُ وَصَحَّحَهُ وَهُوَ ثِقَةٌ ۔

برائے محموم یعنے تپ زدہ ایک تاگا کتان کا لیکر اس پر سورہ الم نشرح پڑھے ہر کاف پر گرہ لگائے یہ نو گرہ ہوئیں بائیں ہاتھ پر محموم کے فوق کو عو باندھ دے اللہ کے اذن سے جلد تر صحت یاب ہو جائیگا ۔ وقد جرب وصح

برائے امن مکان سورہ فیل کو ایک ظرف خام گل تدیم میں لکھکر اندر گھر وغیرہ کے دفن کر دے وہ موضع مامون رہیگا ۔ جبتک کہ یہ ظرف اس میں باقی ہے وَذٰلِكَ مَشْهُوْرٌ مُجَرَّبٌ

برائے دفع دشمن نماز فجر میں الم نشرح رکعت اولی میں اور سورہ فیل رکعت ثانیہ میں پڑھنے سے دشمن کا منہ اسکیطرف سے پھر جائیگا ۔ اور کوئی رستہ اسکو اسکیطرف نہ ملیگا ۔ سنوسی نے کہا مَنْ لَزِمَ ذٰلِكَ لَا يَصِلُ اِلَيْهِ مَكْرُوْهٌ ابو اسحٰق غزالی پڑھتے اسکو ایک جماعت صلحا اشراف علما نے باوجود سہولت دوام کے نقل کر کے کہا ہے ۔ وَهٰذَا صَحِيْحٌ مُجَرَّبٌ لَا شَكَّ فِيْهِ

ختم سورۂ انعام برکت اس سورہ جلیل کی ظاہر ہے فضیلت اسکی نصر علی الاعداء و ہلاک اعداء میں مشہور ہے کثرت سے اس سورت کو پڑھے اور درمیان ہر دو اسم جلالہ کے دعا مانگے پھر بعد فراغ کے دعا کرے دیربی نے دونوں موضع کی دعا معین لکھی ہے اور بعض لوگ اسکو واسطے شفاء مریض کے اسم بار ترکیب خاص کے ساتھ پڑھتے ہیں ۔ سنوسی نے کہا ہے کہ واسطے وجع مفاصل و سائر امراض کے اس سورت کو لکھ کر پی لے اور بدن پر ملے تخفیف ہو جائیگی ۔ انتہی

برائے ویرانی باغ و خانہ دشمن سورہ نحل کو لکھ کر دیوار یا باغ میں لٹکا دے سارا باغ بے برگ و ثمر ہو جائیگا اور جس گھر میں لٹکائی جائے گی

"دشمن کی ہلاکت کیلئے"

"بخار زدہ کیلئے"

"مکان میں سکون"

"دشمن سے نجات"

"سورۃ انعام"

"کسی کا نقصان کرنا ہو تو"

ایک سال کے اندر ایسے احوال حادث ہوں گے کہ سارے اعداء اجڑ جائیں گے۔ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ مَا عَلِمَهَا وَلَا يَعْمَلُهَا اِلَّا لِمَا بِهَا یہی خاصیت سورۂ نمل کی اسی ترکیب کیساتھ ہے کہ دشمن کی خانہ ویرانی اور باغ کی خشکی اسکی لکھ کر لٹکانے سے ہوجاتی ہے فَاتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَعْمَلْهُ اِلَّا لِمُسْتَحِقِّهِ

برائی کفایت ہم ہر دن سات بار یہ آیت پڑھے۔ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اللہ تعالیٰ اس کے مہمات دنیا و آخرت کو کفایت کرے گا خواہ صادق ہو یا کاذب اسکا ذکر بحوالہ حدیث پہلے گذر چکا ہے دیربی کہتے ہیں قِفْ عَلٰى هٰذَا وَاعْتَبِرْ فَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَذْكَارِ مُتَوَقِّفَةٌ عَلَى الصِّدْقِ وَالْحُضُوْرِ وَقَدْ عَمَّتِ الرَّحْمَةُ فِيْ هٰذَا الذِّكْرِ دُوْنَ سَائِرِ الْاَذْكَارِ وَحَصَلَتْ بِهِ الْكِفَايَةُ مِنَ الْهُمُوْمِ الدُّنْيَوِيَّةِ وَالْاُخْرَوِيَّةِ لِيْ وَفَقَدَ اللّٰهُ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهُ تَدَبُّرٌ فِي التَّوَكُّلِ فَهٰذِهِ نِعْمَةٌ لَا يُقَدَّرُ قَدْرُهَا وَلَا يُقَامُ بِوَاجِبِ شُكْرِهَا فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالشُّكْرُ كَذَا ذَكَرَهُ السَّنُوْسِيُّ فِيْ مُجَرَّبَاتِهِ اور میں کہتا ہوں اسکا پڑھنا بعد نماز صبح و نماز مغرب کے سات سات بار حدیث میں آیا ہے اور میں ہمیشہ اسکو پڑھا کرتا ہوں۔ بے شبہ یہ مجرب ہے مجھ کو بخوبی اسکا تجربہ حاصل ہو چکا ہے وباللہ التوفیق اگرچہ اسکی سند حدیث میں قدرے تکلم ہے لیکن تجربہ اسکو صحیح بتاتی ہے

برائی اذہاب خوف و فزع و ہم و غم و حزن بعد بسملہ کے درود لکھکر آیت اولی سورہ آل عمران کی لکھو یعنی ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ الی قولہ الصُّدُوْرِ دوسری آیت سورہ فتح کی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تا آخر سورہ پھر ان کو اپنے پاس رکھے جمیع احوال میں برکت ہوگی۔ اور اعداء پر نصرت ملیگی۔ ہر ہم و غم دور ہو گا جملہ امراض باطنہ اور ہر الم حادث فی البدن کو نافع ہیں۔ ہر دو آیت میں سارے حروف معجم جمع ہیں۔ انکو ایک پاک برتن میں لکھکر دہن ورد عذب طیب یا شیرج سے محو کر کے حامل و طلوع و دوزاد و ثانیل وغیرہ پر ملا کرے جلد باذن خدا زائل ہو جائیں گی۔ کما جربہ مرارا سنوسی نے کہا مجرب صحیح

برائی حرز از خوف و فزع و اشرار زمان محمد بن سیرین نے اسکا ایک قصہ بیان کیا ہے یہ ۳۳ آیتیں

ــــــــــــــــــــ

ثُمَّ اَنْزَلَ ... الآیۃ و طائفۃ قد اھمتھم انفسھم یظنون باللہ غیر الحق ظن الجاھلیۃ یقولون ھل لنا من الامر من شیء قل ان الامر کلہ للہ یخفون فی انفسھم ما لا یبدون لک یقولون لو کان لنا من الامر شیء ما قتلنا ھھنا قل لو کنتم فی بیوتکم لبرز الذین کتب علیھم القتل الی مضاجعھم و لیبتلی اللہ ما فی صدورکم و لیمحص ما فی قلوبکم و اللہ علیم بذات الصدور ۱۲

ہیں۔ جو کوئی انکو رات میں پڑھیگا۔ وہ ہر درندہ و شیطان سے اپنے جان و مال واولاد میں محفوظ رہیگا ویربی کہتے ہیں انکا نام آیات الحرس والحرز ہے کو یقال ان فیما شفاء من مائة داء منها الجذام والبرص کمتا فیها لا تعد ولا تحصٰی انتہی میں کہتا ہوں ان آیات کا ذکر قول جمیل میں بھی واسطے ابطال اثر سحر وغیرہ کے آیا ہے اور شفاء العلیل میں انکو گنکر لکھدیا ہے اور شرجی نے حکایت مذکورہ بطولہا نقل کی ہے اور اس رسالے میں طرف اسکی اشارہ گذر چکا ہے واسد احمد محمد بن علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ میں نے ایک شیخ مفلوج پر پڑھا تھا اللہ تعالیٰ نے انکی برکت سے اسکا فالج دور کردیا وھی حجاب عظیم وحرز جسید ومن قرءھا عند جبار امن شرہ بعض عارفین نے کہا ہے ان ہمراہ یہ آیت بھی اضافہ کرلے والھکم الٰہ واحد الآیۃ[1] واول سورہ حدید تا قولہ بذات الصدور[2] اور آخر سورہ توبہ لقد جاءکم رسول من انفسکم الآیۃ[3]

بہائے رفع مصیبت وازالہ کرب وہم | جوف شب میں وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھکر رو بقبلہ ہوکر اس درود کو ہزار بار پڑھے۔ اللھم صل وسلم علی سیدنا ومولانا محمد صلوۃ تحل بھا عقدتی وتفرج بھا کربتی وتنقذنی بھا من ورطتی وتقیل بھا عثرتی وتقضی بھا حاجتی اللہ تعالیٰ اس مصیبت نازلہ کو جلد دور کرے گا۔ فشد یدیک علی ھذہ الذخیرۃ فانھا کثیرۃ کما قالہ السنوسی فی مجرباتہ انتہی وینبغی للعاقل اللبیب ان یکثر من الصلوۃ والسلام علی النبی الحبیب فان ذلک جالب لکل نفع ودافع لکل ضر دنیا واخری وباللہ التوفیق

دوا ہم وغم | شعرانی رحمہ اللہ نے منن کبرے میں فرمایا ہے شیخ محدث امام امین الدین قدس سرہ نے مجھکو یہ حدیث سنائی اور مجھکو اس کا تجربہ بھی ہوا۔ قال روینا بالسند المتصل الی علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حزینا فقال یا ابن ابی طالب مالی اراک حزینا فقلت ھو ذاک یا رسول اللہ قال فمر بعض اھلک یؤذن فی اذنک فانہ دواء لکل ھم قال علی ففعلت ذلک فزال عنی انتہی میں نے اس روایت کو کتاب الزاہر تالیف شیخ ابوالحسن بن فرحون مالکی میں بھی دیکھا ہے

---

[1] والھکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم ۱۲ [2] سبح للہ ما فی السموات والارض وھو العزیز الحکیم الی قولہ واللہ علیم بذات الصدور ۱۲ [3] تمام الآیۃ عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رءوف رحیم فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم منہ

"درود وں سے حفاظت" "فالج سے شفاء" "مصیبت کا خاتمہ" "غم و پریشانی سے نجات" "روایت ثابت و موجود نہیں"

کہ انہوں نے اس کو بسند متصل روایت کیا ہے۔ اور کہا ہے۔ جَرَّبْتُهُ فَوَجَدْتُهُ صَحِيحًا كَمَا جَرَّبَهُ جَمِيعُ رِجَالِ سَنَدِهِ وَوَجَدُوهُ كَذَٰلِكَ وَلَوْ قُدِّرَ أَنَّ أَحَدًا طَعَنَ فِي سَنَدِهِ كَانَ الْعَمَلُ عَلَى التَّجْرِبَةِ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

برائے عزل ظالم اپنے گھر میں شب جمعہ کو بعد نماز عشا کے طہارت پر داخل ہو کر ہزار بار یہ درود پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلِّمْ ہر سو بار درود کے اول یوں کہے يَا اللّٰهُ أَسْتَجِيرُ بِكَ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ خُذْ لِي حَقِّي مِنْهُ وہ شخص معزول ہو جائیگا۔ اگر والی ملک ہے اور اس پر مصیبت نازل ہوگا یہ صحیح و مجرب ہے

برائے ہلاک عدو تین دن روزہ رکھے ذی روح کو اور جو اس سے نکلتا ہے نہ کہائے تیسرے دن ایک ہزار ڈلی نمک کی لیکر ہر ڈلی پر سورہ تَبَّتْ يَدَا بغیر بسملہ ایک بار پڑھے۔ یہانتک کہ سو بار تمام کرے اور ہر سو کے اول ایک بار دعا مانگے اسی طرح تمام الف تک کرے پھر ایک سفید چندی میں لپیٹکر چاہ یا نہر یا کسی اور جگہ پھینکدے وہ فی الفور ہلاک ہو جائیگا۔ مُجَرَّبٌ صَحِيحٌ لَا شَكَّ فِيهِ وَاتَّقِ اللّٰهَ تَعَالَى فِيهِ لِأَنَّهُ مِنْ أَعْمَالِ الْحِيَلِ الْمُهْلِكَةِ فِي الْوَقْتِ وَالسَّاعَةِ دیبی نے کہا جرب وصح وعلم أَنَّهُ كَمَا يُسْتَجَابُ تُسْتَجَابُ عَلَيْكَ ہلاک اسکا موقوف ہے اذا بن طرار اور جو عزیمت اول میں ہر سو بار کے پڑہی جاتی ہے وہ یہ ہے اَللّٰهُمَّ أَهْلِكْ عَدُوِّي فُلَانَ بْنَ فُلَانَةَ كَمَا أَهْلَكْتَ أَعْدَاءَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَاقْهَرْ فُلَانَ بْنَ فُلَانَةَ فِي هٰذِهِ السَّاعَةِ اَللّٰهُمَّ يَا قَاهِرُ يَا ذَا الْبَطْشِ الشَّدِيدِ فَعَّالٌ لِمَا يُرِيدُ اَللّٰهُمَّ أَهْلِكْ عَدُوِّي فُلَانَ بْنَ فُلَانَةَ بِحَقِّ سُورَةِ تَبَّتْ يَدَا وَبِحُرُوفِ تَبَّتْ بِكَ وَبِكَلِمَةِ تَبَّتْ يَدَا اَللّٰهُمَّ بِسِرِّ أَنْبِيَائِكَ وَبِسِرِّ حَبِيبِكَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ أَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامُ وَبِسِرِّ تَعْظِيمِ جَلَالِكَ وَبِحَقِّ أَسْمَائِكَ إِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ يَا مُجِيبَ الدَّعَوَاتِ يَا قَادِرُ يَا قَاهِرُ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ختم قرآن شریف بعض علماء نے کہا ہے خَتْمُ الْقُرْآنِ لِقَضَاءِ الْحَاجَةِ مُجَرَّبٌ لَا شَكَّ فِيهِ وَإِنْ قَرَأَهُ عَلٰى هٰذَا التَّرْتِيبِ كَانَ أَسْرَعَ لِلْإِجَابَةِ۔ روز جمعہ کے اول بقرہ سے آخر مائدہ تک سنیچر کو اول انعام سے آخر توبہ تک اتوار کو اول سورہ یونس سے آخر سورہ مریم تک پیر کو طہٰ سے آخر قصص تک منگل کو عنکبوت سے آخر ص تک بدھ کو زمر سے آخر رحمٰن تک جمعرات کو واقعہ سے آخر قرآن تک جب ختم کرے سجدے میں جا کر اللہ تعالےٰ سے اپنی حاجت مانگے۔ وہ باذن اللہ پوری ہوگی ایک طریقہ ختم کا پہلے ہی اس رسالہ میں مفصل گذر چکا ہے۔

سبع منجیات سورہ سجدہ سورہ یس سورہ دخان سورہ واقعہ سورہ ملک سورہ … اذا …

"حکمران کو معزول کرنا"

"دشمن کو ہلاک کرنے کیلئے"

"ختم قرآن کے فوائد"

"سبع منجیات کے فضائل"

بشرح بعض اہل علم نے کہا ہے مَنْ دَاوَمَ عَلَیْہِ تُوُفِّیَ مُسْتَبْشِرًا مَحْمِیًّا مِنْ جَمِیْعِ الْآفَاتِ وَ تَاهَیْنَتْ بِنَشْتِیْشِیْنِ الْمَحْیَاتِ

برائے نجات از نار

صوفیہ نے کہا ہے جو کوئی کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کو ستر ہزار بار پڑھیگا وہ آگ دوزخ سے آزاد ہو جائیگا اس نے اپنی جان کو گویا نار سے خرید کر لیا ذَکَرَہُ الْیَافِعِیُّ وَابْنُ عَرَبِیٍّ وَاَوْصٰی بِالْحِیَا فَتَطَہَّ عَلَیْہِمَا لیکن کسی نے حافظ ابن حجر سے پوچھا تھا کہ یہ حدیث کیسی ہے مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سَبْعِیْنَ اَلْفًا فَقَدِ اشْتَرٰی نَفْسَہٗ مِنَ اللّٰہِ صحیح ہے یا حسن یا ضعیف اس کے جواب میں لکھا کہ اَمَّا الْحَدِیْثُ الْمَذْکُوْرُ فَلَیْسَ بِصَحِیْحٍ وَّلَا حَسَنٍ وَّلَا ضَعِیْفٍ بَلْ هُوَ بَاطِلٌ مَّوْضُوْعٌ لَا تَحِلُّ رِوَایَتُہٗ اِلَّا مَقْرُوْنًا بِبَیَانِ حَالِہٖ انتہٰی هٰکَذَا قَالَہُ النَّجْمُ الْغَیْطِیُّ وَعَقَّبَہٗ بِقَوْلِہٖ لٰکِنْ یَنْبَغِیْ لِلشَّخْصِ اَنْ یَّفْعَلَهَا اِقْتِدَاءً بِالسَّادَۃِ وَامْتِثَالًا لِقَوْلِ مَنْ اَوْصٰی بِهَا وَتَبَرُّکًا بِاَفْعَالِهِمْ انتہٰی میں کہتا ہوں حدیث صحیح میں آیا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ افضل ذکر ہے پھر اور حدیثوں میں حث فرمایا ہے اکثار ذکر پر اس بنیاد پر کثرت اس ذکر کی بے شبہ افضل اذکار ہو سکتی ہے گو تعیین عدد ثابت نہ ہو جو کوئی عالم اس کلمے کا ہو کر مرجاتا ہے یا کلمہ آخر کلام اسکا ہوتا ہے تو وہ بموجب حدیث صحیح مسلم داخل جنت ہوگا۔ ولہ الفضل والمنۃ

برائے امن از سوء خاتمہ

بعد سنت مغرب کے دو رکعت پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ وآیۃ الکرسی واخلاص ومعوذتین پڑھ کر سلام پھیر کر دس بار درود پڑھ کر تین بار یوں کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَوْدِعُکَ دِیْنِیْ فَاحْفَظْہُ عَلَیَّ فِیْ حَیَاتِیْ وَعِنْدَ مَمَاتِیْ وَبَعْدَ وَفَاتِیْ ذَکَرَہُ الدَّمِیْرِیُّ فِیْ حَیٰوۃِ الْحَیَوَانِ الْکُبْرٰی میں کہتا ہوں اسکو سنوسی نے بھی اپنی مجربات میں ذکر کیا ہے لیکن اس ترکیب سے کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے انا انزلناہ دو بار اور سورہ اخلاص سات بار پڑھے پھر سجدے میں دعا مذکور مانگے لیکن لفظ دعا کا نزدیک ان کے یوں ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَوْدِعُکَ دِیْنِیْ وَاِیْمَانِیْ فَاحْفَظْهُمَا عَلَیَّ فِیْ حَیَاتِیْ وَعِنْدَ وَفَاتِیْ وَبَعْدَ مَمَاتِیْ پھر کہا ہے کہ هِیَ شِفَاءٌ لِلصُّدُوْرِ السَّقِیْمَۃِ قَالَ بَعْضُ الْعَارِفِیْنَ بِاللّٰہِ مِمَّنْ یَّتَکَلَّمُ بِالْمَوَاهِبِ الرَّبَّانِیَّۃِ وَالْعُلُوْمِ اللَّدُنِّیَّۃِ اِنَّ مَنْ دَاوَمَ عَلٰی هَاتَیْنِ الرَّکْعَتَیْنِ اٰمِنَ مِنْ سُوْءِ الْخَاتِمَۃِ بِفَضْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی انتہٰی اسی کی مثل وہ روایت ہے جو حکیم ترمذی سے منقول ہے کہ انہوں نے رب العزۃ کو ہزار بار خواب میں دیکھا ہر بار سوال حسن خاتمہ کا کیا فرمایا چالیس بار اور ایک روایت میں اکتالیس بار بعد نماز فجر کے قبل صبح یوں کہا کرے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ نَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ یَا اللّٰہُ یَا اللّٰہُ انتہٰی میں کہتا ہوں فضائل ان ہر سہ کلمات کے احادیث صحیحہ میں آئے ہیں۔ اگرچہ یہ ترکیب بعینہ وارد

"اللہ رب العزت کا دیدار"

نہیں ہے۔ وللہ الحمد

برائے التباس امر امام یافعی کہتے ہیں اگر کوئی امر ملتبس ہو اور انجام اسکا معلوم نہ ہو اور چاہے کہ معرفت اسکی حاصل ہو۔ تو نماز عشا پڑھکر پہلو سے راست پر رو بقبلہ لیٹ کر سورہ واللیل ووالضحیٰ والم نشرح سات سات بار پڑھکر یوں کہے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ اَمْرِیْ ھٰذَا فَرَجًا وَّمَخْرَجًا سات بار پہلی رات یا دوسری یا تیسری کوئی شخص آکر اسکو کہدیگا۔ کہ مخرج کذا وکذا ہے:

برائے سکون دریا وقت ہیجان بحر و تلاطم امواج کے ان حروف کو لکھکر دریا میں ڈالدے۔ وہ ساکن ہو جائیگا کھیعص ق الم حم ن انتہی ذکرہ الغزالی بعض نے کہا ہے کہ یہ احرف نورانیہ چودہ حرف ہیں الر۔ کھیعص طس حم ق ن وَجَمَعَهَا بَعْضُهُمْ بِقَوْلِهٖ طُرُقُ سَمْعِكَ النَّصِيْحَةُ عبدالرحمن بن عوف ان حروف کو لکھکر سامان و متاع میں رکھدیتے تھے اور بعض علماء وقت کوب بحر کے انکو پڑھ لیتے تھے پوچھا تو کہا مَا اَلْقَيْتُ فِيْ مَوْضِعٍ مِّنْ بَحْرٍ اَوْ بَرٍّ اِلَّا حَفِظَ تَعَالٰى نَفْسَهٗ وَمَالَهٗ فَامِنَ مِنَ التَّلَفِ وَالْغَرَقِ

حزب البحر یہ دعا ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ سے ماثور ہے زین العابدین مناوی شرح حزب مذکور میں کہتے ہیں بعض مشائخ راسخین نے کہا ہے اِنَّ التَّاثِيْرَ مَوْقُوْفٌ عَلَى الْاِجَازَةِ وَالْاِسْتِئْذَانِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَاْذِنْ فَهُوَ كَالتَّعَاسِيْ لِجَوَازِ الْبَحْرِ مِنْ غَيْرِ سَفِيْنَةٍ پھر کہا ہے کہ اس حزب کے لئے ایک اعتصام و اختتام ہے انتہی دعاء مذکور مع اعتصام وغیرہ معروف و مشہور ہے شعرانی نے کتاب منن کبریٰ میں نقل کیا ہے۔ وَسَمِعْتُ سَيِّدِيْ عَلِيًّا الْخَوَّاصَ رَحِمَهُ اللّٰهُ يَقُوْلُ اِيَّاكَ اَنْ تَجْعَلَ وِرْدَكَ فَاِنَّ الْحَقَّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَا يُجَالِسُ عَبْدَهٗ اِلَّا فِيْمَا شَرَعَهٗ نَبِيُّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمَّا اَمَرْتُ الْفُقَرَاءَ عَلٰى حِزْبِ سَيِّدِيْ اَبِي الْحَسَنِ الشَّاذِلِيِّ الْمُسَمّٰى بِحِزْبِ الْبَحْرِ قَالَ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَقَدْ اَخَذْتَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حَرْفًا بِحَرْفٍ انتہى فَاِنْ كُنْتَ يَا اَخِيْ مِنْ اَهْلِ هٰذَا الْمَقَامِ فَاتَّخِذْهُ وِرْدًا لِكَثْرَةِ مَا فِيْهِمَا وَرَدَ فِي الشَّرْعِ نَجْعَلْهٗ مِنْ ذَالِكَ انتہى

برائے عین و نظر یہ وہی عزیمت ہو جو گذر چکی عَزَمْتُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ اِلٰى نَفْسِهَا مگر اسکا شروع یوں ہے بِسْمِ اللّٰهِ وَلَا يَكُوْنُ اِلَّا بِاللّٰهِ ۳ بار پڑھ کر ہاتھ پھیرے دعا اس میں تاگا نا چوبیں اگر کم یا زیادہ ہوا تو نظر ہے والا فلا بعض اسکا تجربہ بارہا کیا ہمیشہ صحیح و مجرب پایا و للہ الحمد

تعویذ تپ اسکو لکھکر بازو پر مریض کے باندھے باذن خدا جلد صحت ہو جائیگی یہ وہی دعا ہے جسپر ہم حدم آیا ہے اور قول جمیل سے نقل ہو چکی ہے اور مجرب سطور کہ تجربہ متعدد بار آزمایا ہے وللہ الحمد

والیضاً برائے حمی آیات تخفیف کو لکھکر باندھے جلد اچھا ہو جائیگا ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

"جلد صحت پانے کے لیے"

کذ خمسۃ یرید اللہ ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا الآن خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفا ان سے پہلے بسم اللہ اور آخر میں درود لکھے اور اگر اس آیت کو زیادہ کردیں تو اور بھی احسن تر ہے قلنا یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراہیم اور اگر اس آیت کو بھی اضافہ کردیں ربنا اکشف عنا العذاب انا مومنون وقولہ تعالی وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ہو وان یمسسک بخیر فہو علی کل شیء قدیر اور ذکر اسکا مجملا پہلے بھی ہوچکا ہے ۔

حجاب الفرناء والتوابع یہ ایک حجاب عظیم ہے مثل اس کے ذخائر میں نہیں ملتا بارہا اسکو کیا صحیح پایا ولد الحمد ماہ سوم یا پنجم یا ہشتم میں لکھے اور لمس حروف سے بچے اور کاتب طہارت کامل پر ہو اور اسکو ورق عتیق مین مثل حجاب کے لکھے پہلے بسم اللہ لکھے ۵ بار پھر صلی اللہ علی محمد ۱۰ بار پھر لا الہ الا اللہ ۵۰ بار پھر محمد رسول اللہ ۱۷ بار پھر آمنت باللہ ۵ بار پھر واعتصمت باللہ ۵۳ بار پھر حسبی اللہ ۸ بار پھر توکلت علی الحی الذی لا یموت ۴۰ بار پھر لا حول ولا قوۃ الا باللہ ۱۴ بار پھر آیۃ الکرسی تا خالدون پھر للہ ما فی السموات وما فی الارض تا آخر سورۃ تمام وکمال

برائے رعاف یعنی خون بینی اس آیت کو ان اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکھما من احد من بعدہ انہ کان حلیما غفورا یا ارض ابلعی ماءک ویا سماء اقلعی وغیض الماء لکھ کر سر پر شخص مرعوف کے رکھے کر ان آیات کو پڑھ کر یوں کہے کفت ایتھا الرعاف بحق الواحد القھار العزیز الجبار اسکو دیر بی نے مجرب کہا ہے

برائے قوت جماع سبز پودینے کے پتے لیکر شکر سفید کے ساتھ کوٹ کر چند بار لگاتار استعمال کرے مقوی مجرب صحیح ہے۔

برائے شے ضائع شدہ یا حفیظ ایک سو انیس بار بغیر زیادت ونقصان پڑھکر یوں کہے انھا ان تک مثقال حبۃ من خردل فتکن فی صخرۃ او فی السموات او فی الارض یات بھا اللہ ان اللہ لطیف خبیر اسکو بھی ایک سو انیس بار پڑھے اللہ تعالی اس شے کو پھیر لائیگا۔ اور ضائع ہونے سے محفوظ رہے گا۔ صحیح مجرب ہے ایک جماعت سلف وقت تلف ہونے کسی شے کے سورہ والضحی پڑھتی تھے وہ شے ان کو ملجاتی تھی وقد تقدم ھذا فی ھذا الرسالۃ

برائے شناخت دزد دو آدمی آمنے سامنے بیٹھکر ایک ابریق کو سبابتین پر اٹھائیں اور نام متہم کا ابریق پر لکھیں اور سورہ یس وجعلنی من المکرمین تک پڑھیں۔ اگر وہی شخص دزد ہے تو ابریق کو گردش ہوگی۔ ورنہ اسکا نام مٹا کر دوسرے شخص متہم کا نام لکھیں واحد ابعد واحد جس کے نام پر ابریق پھر کہائے وہی سارق ہے۔ وذلک مجرب صحیح قد جرب وصح

برائے طرد بق وبرمنشت دنمل وبیہوش چار پرچہ کاغذ پر لکھ کر اس جگہ میں چپکا دے جہاں یہ چیزیں

حد پارہ ثالث و ذوری ہے ہسلہ ۔ پارہ سوم سورہ بقرہ رکوع ۔ ہے ستات حد پارہ سوم سورہ بقرہ رکوع ۔ چہلم ۱۲

یوں یٰسٓ والقرآن صٓ والقرآن قٓ والقرآن کو اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ اِذْهَبْ اَيُّهَا الْبَقُّ وَالْبَرْغُوْثُ وَالْقَمْلُ بِاِذْنِ الْمَلِكِ الْحَقِّ وَبِالنَّفْسِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پھر ان اوراق کو بیان ذکر کے حصے سے بچو کر

فصل اعمال مجربات امام شیخ محمد بن یوسف سنوسی حسنی رحمہ اللہ تعالیٰ

برائی درازی عمر و حفظ از مرگ جو شخص یہ آیت شریف سورہ توبہ کو لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ دن یا رات میں پڑھے گا۔ او سدق نہ مریگا نہ مقتول ہوگا نہ کوئی زخم آہن اسکو لگیگا قرطبی نے اسکو کنز الابرار میں حکایت کیا ہے یہ روایت جب بعض صالحین کو پہونچی اپنی بیماری میں اسکو پڑھنا شروع کیا گمان ہوتا ہے کہ وہ شخص بغداد سالہ تھا وہ ہمیشہ اسکو پڑھتا ایک سو تین برس تک زندہ رہا جب اللہ نے اسکا مرنا چاہا حضرت کو خواب میں دیکھا فرمایا کہ تو ہمسے بھاگتا رہیگا اس نے آیت کا پڑھنا چھوڑ دیا و مر گیا۔ فَسُبْحَانَ مَنْ يَّمْحُوا مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ

برائی جمع میان احبہ جس شخص کا دل کسی مکان خاص سے متعلق ہو یا کسی شئے گمشدہ سے اور چاہے کہ اجتماع حاصل ہو تو صدق نیت سے یوں کہے اَللّٰهُمَّ يَا جَامِعَ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ اِجْمَعْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ كَذَا وَكَذَا اللہ قادر ہے ہر شئے پر و میان اس کے اور اس شخص کے اجتماع بخشے گا۔ وَهُوَ عَجِيْبٌ جِدًّا وَفِيْهِ سِرٌّ لَّطِيْفٌ لِاَرْبَابِ الْجَمْعِ بَعْدَ الْفِرَاقِ وَلِمَنْ يُّرِيْدُ الْجَمْعَ بَيْنَ فُنُوْنِ الْعِلْمِ وَالتَّمَكُّنِ فِيْ جَمِيْعِ الْمَقَامَاتِ وَالْاَحْوَالِ الشَّرِيْفَةِ وَبِاللّٰهِ

برائی قوت بر طاعت ایک پارچہ ریشم سفید پر نام وَدُوْدُ لکھے اور محمد رسول اللہ ۳۵ بار اور الحمد سورہ ۳۵ بار بعد نماز جمعہ کے لکھے اللہ اسکو قوت طاعت و بر بخشیگا اور بہرات شیاطین سے کفایت کریگا۔ اور جو شخص اس کتابت کو اپنے پاس رکھے گا اسکی ہیبت لوگوں کے دلوں میں ہوگی اور جو شخص ہر دن وقت طلوع آفتاب کے ہمیشہ اس میں نظر کرے گا۔ اور حضرت پر درود بھیجیگا وہ حضرت کو کثرت سے خواب میں دیکھے گا

برائے رویت نبوی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم در خواب دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ ایکبار اور سورہ اخلاص سو بار پڑھکر تین بار یوں کہے یا محسن یا مجمل یا منعم یا متفضل ارنی وجہ نبیک محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اس کو حضرت کی رویت ہوگی

"ظالم حکمران، چور، درندے اور ڈسنے والے جانوروں سے حفاظت"

۱۲۶

برائے حفظ از سلطان ظالم و دزد و درندہ و گزندہ آیۃ الکرسی اور سہ آیت سورۂ اعراف ان ربکم اللہ تا المحسنین و الصافات تا لازب و سورۂ رحمٰن تا سنفرغ لکم ایہا الثقلان سے لے کر قولہ فلا تنتصران پڑھے ان سب آفات سے محفوظ رہے گا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے خواہ دن میں پڑھے یا رات میں وھو مجرب صحیح عجیب جداً

برائے اقبال خلق یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰی تا وَجِیْهًا وَاَلْقَیْتُ عَلَیْكَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ یُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ وَالْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ اَوَمَنْ كَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ تا كَذٰلِكَ زُیِّنَ فَلَمَّا رَاَیْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ الی قولہ مَلَكٌ كَرِیْمٌ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ الی اٰخرھا ان آیات کو کثرت سے پڑھنے میں سارا جہان اسکی طرف متوجہ ہو جائیگا اور اس کو دوست رکھیگا وھو سر عجیب جداً

برائے دفع قحط جب ایسا شخص پانی بیچے جو گراں گذرے تو چپکے سے اس آیت کو پڑھے وہ جلد ختم ہو جائیگا [illegible] تو رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ [illegible] یَصُدُّوْا النَّاسَ [illegible]

برائے حل معقود سورۂ بقرہ کو ایک برتن میں لکھ کر پانی سے محو کر کے غسل بدن کے اوپر سے اس پانی سے نہائے بحکم خدا حل ہو جائیگا وھو عجیب

برائے ولادت مولود ذکر ناف پر عورت کے جب وہ سوتی ہو ہاتھ سے مسح کرے اول حمل میں اگر شروع ماہ سوم میں کیوں نہ ہو پھر تین بار یوں کہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ خَلَقْتَ خَلْقًا فِیْ بَطْنِ هٰذِهِ الْمَرْاَةِ فَیَكُوْنُ ذَكَرًا وَّاُسَمِّیْهِ مُحَمَّدًا بِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ وَهٰذَا مِنَ الْفَوَائِدِ الْمُجَرَّبَةِ

برائے عرق النسا ایک الیہ کو سفید اعرابیہ لیکر آب جوش کر لیا کرے اور اس کے تین حصے بنائے ہر دن نہار منہ ایک حصہ پی لیا کرے [illegible] وھو مجرب صحیح [illegible] استعمل [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ علاج ایک حدیث مرفوع میں بھی آیا ہے

برائے توسیع رزق حلال ہر صبح کو وقت شروع اذان کے ستر بار یوں کہے اَللّٰهُمَّ یَا غَنِیُّ یَا حَمِیْدُ یَا مُبْدِئُ یَا مُعِیْدُ یَا رَحِیْمُ یَا وَدُوْدُ اَغْنِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَبِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ اس عدد کو درمیان اذان اول کے پورا کرے ختم ہونے سے پہلے [illegible] اس عدد کا بعد نماز صبح کے مداومت ہو کر [illegible] یا شام کرسکتے ہیں۔ [illegible]

[illegible] سورۂ اعراف [illegible] سورۂ الرحمٰن [illegible]

"زیارت رسول سے ملا ایک خاص عمل"

"فقر، تنگی معاش اور دور کرنے کیلئے"

"وائیں ران پر آدم اور بائیں پر حوا لکھیں، احتلام نہیں ہوگا"

"آیات شفاء"

١٢٧

بَرَكَتَهٗ سنوسی نے کہا فَمَدَاوِمُ عَلٰى هٰذَا يَجِدُ بَرَكَتَهٗ فِي الْقَلِيْلِ مِنَ التَّجْرِبَةِ وَهُوَ عَجِيْبٌ جِدًّا اَذَرْقَنَا اللّٰهُ بِرَبِّنَا لَحَوْلَ لَا اَثَرَ فِيْهِ وَلَا اتْبَاعَةَ بِمَنِّهٖ وَكَرَمِهٖ

برائی قضاء حاجت ابو عبد اللہ مغربی نے کہا ہے میں نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا عرض کیا کہ میری ایک حاجت ہے میں کس چیز سے توسل کروں فرمایا جسکو کچھ حاجت ہو وہ سجدے میں باشامعہ سابہ چالیس بار دعاء یونس علیہ السلام کہے اسکی دعا قبول ہوگی۔ رَوَاهُ الْخَبَائِفِيُّ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ شَيْبَانَ اور حدیث میں آیا ہے۔ مَنْ دَعَا بِدَعْوَةِ يُوْنُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اسْتُجِيْبَ لَهٗ طریقہ اس کے ختم و دعا کا پہلے اس رسالہ میں گذر چکا ہے ۔

برائی تفریج ہر کربت جسکو کوئی فکر یا تنگی معاش یا بلا پہونچے وہ ان کلمات کو لکھکر آب رواں میں ڈالدے اللہ تعالیٰ اس سے ہم دور کرے گا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنَ الْعَبْدِ الذَّلِيْلِ الْفَقِيْرِ اِلَى الْمَوْلَى الْجَلِيْلِ رَبِّ اِنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ بِحُرْمَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْشِفْ ضُرِّيْ وَهَمِّيْ وَفَرِّجْ عَنِّيْ غَمِّيْ یہ عمل منجملہ فوائد مجربہ کے ہے ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ ان کلمات کو کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ خَوْفَ الْعَالِمِيْنَ بِكَ وَعِلْمَ الْخَائِفِيْنَ مِنْكَ وَيَقِيْنَ الْمُتَوَكِّلِيْنَ عَلَيْكَ اس کے کہنے سے فرحہ قریب عین طول فرح ہوگا سنوسی نے کہا کُلُّ ذٰلِكَ مُجَرَّبٌ بِسُمُوْكِنَةِ انتہیٰ

برائی حفظ از احتلام سوتے وقت وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ تا حافظ[1] پڑھے پھر کہے صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَكَذَبَ الشَّيْطَانُ وَحْدَهٗ اسکو احتلام نہ ہوگا اسی طرح اگر داہنی ران پر آدم اور بائیں ران پر حوا لکھے گا تو بھی احتلام سے بچا رہیگا

آیات شفاء ان آیات کو لکھکر استعمال میں لانے سنوسی کہتے ہیں۔ قَدِ اسْتَعْمَلْتُهَا لِلْحَبْلٰى بَعْدَ الْمَعْنٰى فَكَتَبْتُ لَهُمُ الْاٰيَاتِ وَرَشَّ بِهَا اَيَّامًا فَبَرِئَ وَتَرَقَّيْتُ بِهَا اَيَّامًا فَبَرِئَ وَلَمْ يَبْقَ بِهٖ اَثَرٌ وَيَنْبَغِيْ لِكَاتِبِهَا اَنْ يَنْوِيَ الشِّفَاءَ بِبَرَكَةِ كَلَامِ اللّٰهِ وَكَلَامِ رَسُوْلِهٖ لَا يُعْطِي الْاَجْرَ عَلٰى مِقْدَارِ نِيَّةِ صَاحِبِهَا وَهِيَ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُوْرِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ وَقَدْ مَرِضَ وَلَدٌ لِبَعْضِ الصَّالِحِيْنَ بِالْحُمّٰى فَاَعْيَا الْاَطِبَّاءَ دَاؤُهٗ فَرَاٰى اَبُوْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ فَشَكَا لَهٗ مَرَضَ وَلَدِهٖ فَقَالَ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَيْنَ اَنْتَ مِنْ اٰيَاتِ الشِّفَاءِ فَكَتَبَهَا لَهٗ اَبُوْهُ فِيْ اِنَاءٍ وَسَقَاهَا لِوَلَدِهٖ فَبَرِئَ فِي الْحِيْنِ تَبَارَكَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَنْ يَّشَاءَ لَنَا وَلَكُمْ مِّنْ

[1] وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ وَمَا اَدْرٰكَ مَا الطَّارِقُ النَّجْمُ الثَّاقِبُ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ١٢

هٰذِهِ الدَّارَيْنِ بِجَاهِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَاءَ نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ انتہی میں کہتا ہوں کہ یہ حکایت مرض ولد کی قشیری رحمہ سے ماثور ہے اور ذکران آیات کا پیشتر ہو چکا مجھکو بھی تجربہ اس کا شفاء مرض میں حاصل ہو چکا ہے وللہ الحمد

برائے استحصال خیرات دارین اسماء الٰہی مفصلہ ذیل کو کہ بیس نام مبارک ہیں۔ اپنا ورد روزانہ مقرر کرے یَا اَللّٰهُ یَا سَمِیْعُ یَا عَلِیْمُ یَا سَرِیْعُ یَا وَاسِعُ یَا عَدْلُ یَا عَلِیُّ یَا عَلِیْمُ یَا مُتَعَالُ یَا عَزِیْزُ یَا غَفُوْرُ یَا بَاعِثُ یَا فَعَّالُ یَا رَافِعُ یَا مُعِیْدُ یَا مَعْبُوْدُ یَا مَانِعُ یَا نَافِعُ یَا جَامِعُ یَا بَدِیْعُ سنوسی لکھتے ہیں وَمِنَ الذَّخَائِرِ النَّفِیْسَةِ اَنَّ مَنْ ذَكَرَ هٰذِهِ الْاَسْمَاءَ كُلَّ يَوْمٍ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ سَبْعًا وَسَبْعِيْنَ مَرَّةً وَكَانَتْ مِنْ جُمْلَةِ وِرْدِهِ يَرٰى بَرَكَتَهَا مِنَ الْخَيْرَاتِ فِيْ دِيْنِهِ وَدُنْيَاهُ وَنَفْسِهِ اَشْيَاءَ عَجِيْبَةً مُحَقَّقَةً لَا تَكَادُ هِمَّتُهُ تَتَعَلَّقُ بِاَحَدٍ مِنَ الْخَلْقِ وَسَخَّرَ اللّٰهُ لَهُ الْخَلْقَ يُحِبُّهُمْ لَهُ وَهِيَ عِشْرُوْنَ اسْمًا وَهُوَ عَجِيْبٌ انتہی

برائے رویت حبیب زندہ یا مردہ پاک لباس سفید و فراش پاک پر علیحدہ اہل خانہ سے سونے پہلے دو رکعت نماز پڑھے رکعت اولیٰ میں بعد فاتحہ سورہ والشمس وضحٰہا سات بار دوسری رکعت میں بعد فاتحہ واللیل اذا یغشٰی سات بار پھر سلام پھیر کر بقدر طاقت درود پڑھے اور یہ خاتم لکھ کر نیچے سر کے رکھ سو جائے بحکم خدا جس امر کی نیت ہوگی وہ ظاہر ہوگا خاتم یہ ہے۔

ا	ل	م	ص
ل	م	ص	ا
م	ص	ا	ل
ص	ا	ل	م

اور اگر یہ مطلب ہو کہ خواب میں غائب کو دیکھے اور معلوم کرے کہ وہ مردہ ہے یا زندہ یا اس سے کچھ سوال کرنا چاہے تو وقت خواب کے وضو کر کے جامہ پاک پہنکر فراش طاہر پر رو بقبلہ جانب یمین پر آرام کرے کہ سات بار والشمس وضحٰہا اور سات بار واللیل اذا یغشٰی اور سات بار والتین اور سات بار قل ہو اللہ پڑھے پھر کہے اَللّٰهُمَّ اَرِنِيْ فِيْ مَنَامِيْ كَذَا وَكَذَا وَاجْعَلْ لِيْ مِنْ اَمْرِيْ فَرَجًا وَمَخْرَجًا وَاَرِنِيْ فِيْ مَنَامِيْ مَا اَسْتَدِلُّ بِهِ عَلٰى اِجَابَةِ دَعْوَتِيْ اگر پہلی رات کچھ دیکھے تو فبہا ورنہ دوسری تیسری ساتویں رات تک ضرور ہی کچھ معلوم ہوگا۔ اگر کچھ بھی نظر نہ آیا تو جان لینا چاہیے کہ عمل میں کچھ فرق پڑا سنوسی لکھتے ہیں انہ مجرب صحیح

برائے زیادت عمر و نجات از سوء خاتمہ و نصرت بر دشمن و وسعت رزق صبح و شام میں تین بار یہ کلمات کہا کرے سُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ الْمِيْزَانِ وَمُنْتَهَى الْعِلْمِ وَمَبْلَغَ الرِّضٰى وَزِنَةَ الْعَرْشِ

حفیظ جو شخص اسکو سات بار سفر میں پڑھکر ہاتھ سے ہر چہار طرف اشارہ کریگا۔ وہ ہر بلائی سے محفوظ رہیگا۔ اگر سامان و صندوق میں اسکو لکھ کر رکھے گا تو چوری سے امن میں رہے گا۔

اَللّٰهُ حَفِيْظٌ لَطِيْفٌ قَدِيْرٌ اَزَلِيٌّ حَيٌّ قَيُّوْمٌ لَا يَنَامُ انتہی

"سعادت دارین کے حصول کیلئے"

"زندہ یا مردہ محبوب سے ملاقات"

"غائب سے خواب میں ملاقات"

"عمر میں برکت، اور سوء خاتمہ سے نجات"

"چوری سے امن ہے"

"محبوب/محبوبہ کو بھول جانے کا مجرب عمل"

برائی تسلی از زن غیر میسر جس شخص کا دل کسی عورت سے متعلق ہو اور اسے نکاح کرنے پر قدرت نہ ہو سکے اسکو یہ چاہیے کہ اس سے تسلی ہو اور اسکو بھول جائے تو اسے خود کو ہتھیلی پر لکھ کر نہار منہ چاٹ لے یا برتن میں لکھ کر پی لے تین دن اسی طرح کرے اسکو بھول جائیگا اب ق ال ہ و ل ور کم د ہ یہ آیت پڑھے۔ وَقِيلَ الْيَوْمَ نَنسَاكُمْ كَمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا كَذَٰلِكَ يُنسِي فُلَانَ بْنَ فُلَانَةَ كَذَا وَكَذَا انشاء اللہ تو پھر خطرہ اسکا دل میں نہ آئیگا۔ کا ہو مجرب

"شہوات کنٹرول"

برائے زوال حب جس شخص پر غلبہ شہوات جسمانیہ کا ہو۔ وہ ایک ظرف لطیف میں ہر روز نام اللہ تعالیٰ کا جس میں حرف یا تحتانیہ منجملہ اسمائے حسنے کے آیا ہے جیسے حلیم قدیر علیم عظیم رحیم عزیز کریم لکھکر نہار منہ ستر دن تک پی لے اس کے دل میں جوش محبت باذن خدا کم ہو جائیگا۔

"حاجت برآری"

برائی انجاح حاجت جب اپنے کسی کام کے کسی کے پاس جائے تو راہ میں یہ آیت پڑھتا جائے تو اللہ تعالیٰ اس حاجت کو پورا کر دیگا۔ وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُم مَّا كَانَ يُغْنِي عَنْهُم مِّنَ اللَّهِ تا قوله قَضَاهَا اکثر ستار

"چور اور موذی سے حفاظت"

برائی حفاظت ومتاع جب چور اور ہر موذی سے بچانا اپنے سامان کا منظور ہو تو بسم اللہ الخ لکھکر یہ دعا اس میں رکھدے باذن خدا وہ اللہ وہ متاع سارق ولص ہر موذی سے محفوظ رہیگی يَا حَفِيظُ لَا يَنْسَىٰ وَيَا مَنْ نِعْمَهُ لَا تُحْصَىٰ وَيَا مَنْ لَهُ الْعُرْوَةُ الْوُثْقَىٰ يَا مَنْ لَهُ الْعِزَّةُ وَالثَّنَاءُ يَا مَنْ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ احْفَظْ كَذَا وَكَذَا بِمَا حَفِظْتَ بِهِ الْأَرْضَ وَالسَّمَاءَ الْجَبَالَ تَمْتَنِعُ مِنْ حِفْظِ ذَٰلِكَ إِلَى الْحَيِّ الْقَيُّومِ مَا أَيَّدْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ فِي كِتَابِكَ الْمُنَزَّلِ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

"زوجین میں صلح"

برائی صلح بین الزوجین اس آیت کو لکھدے وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِن يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا وقوله يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وقوله وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِن بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا الی قوله الصُّلْحُ خَيْرٌ وقوله عَسَى اللَّهُ أَن يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُم مِّنْهُم مَّوَدَّةً

"آسان ڈلیوری"

برائی تسہیل ولادت ایک پاک برتن میں یہ آیات لکھے كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا وقوله لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ تا آخرسورة كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ الی قوله بَلَاغٌ إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ الی قوله وَتَخَلَّتْ پھر اسکو پانی سے محو کرکے پلاوے اور کچھ پانی شکم زنان پر چھڑک دے باذن خدا جلد بچہ پیدا ہوگا اسی طرح لڑکا ماں کا شب بپانی کا باتیں ان پر سرعت ولادت کے لئے بحکم خدا نافع ہے

[illegible] ما قضاها من قوى الاحلجة فی نفس یعقوب تفہیما ۲ وتمام الاٰیۃ فلا جناح علیہما ان یصلحا بینہما صلحا والصلح خیر ۳ ما کان حدیثا یفترى ولکن تصدیق الذی بین یدیہ وتفصیل کل شیء وھدى ورحمۃ لقوم یؤمنون ۴ کانہم یوم یرون ما یوعدون لم یلبثوا الا ساعۃ من نہار بلاغ ۵ وتمام الاٰیۃ اذا السماء انشقت واذنت لربہا وحقت واذا الارض مدت والقت ما فیہا وتخلت ۱۲

ب	ط	د
ز	ہ	ج
و	ا	ح

ایضاً برائے تسہیل الموت ان کلمات کو ایک پرچہ کاغذ پر لکھکر عورت کے باندھ دے اسکو بعض اہل علم نے بہت مجرب کہا ہے مجھکو اسمیں فقط اتنا تامل ہوا کرتا ہے کہ ان حروف میں کوئی امر خلاف شرع نہ ہو اسلئے کہ نہ معنے ان کے معلوم ہیں اور نہ الفاظ مفہوم لیکن اس بنیاد پر کہ یہ عمل ان علماء عاملین کا ہے جو شرک و بدعت سے ظاہراً بری اس دور ہیں تو امید ہوتی ہے کہ موافق حق ہوں و قد جرّب و صحّ باذن اللہ واللہ اعلم و ابتداء اس رسالہ میں حروف و اعداد و اوفاق کا ذکر کرنا ایک قلم موقوف رکھا ہے اور حتی الامکان اعمال آیات یا کلمات متضمنہ توحید خالص کو الفاظ مشائخ سے اختیار کیا گیا ہے۔

برائے تپ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ لِفُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ مِنْ كُلِّ مَا يَعْرِضُ لَهٗ بِإِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَ أَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْأَخْسَرِيْنَ أَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا إِلٰى قَوْلِهٖ قَدِيْرٌ اس کو لکھ کر گلے میں محموم کے لٹکا دے ان شاء اللہ تعالیٰ صحت ہو جائیگی

برائے دفع جن اس آیت شریف کو لکھ کر مجنون پر لٹکا دے باذن خدا جن بھاگ جائیگا لَوْ أَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ تا آخر سورت قُلْ اُوْحِيَ الخ تا شَطَطًا

برائے دفع وسوسۂ شیطان جو شخص یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ درمیان اسکے اور درمیان وسواس شیطان کے حائل ہو جائے وہ یہ دعا پڑھے يَا اَللّٰهُ الْمُلِكُ الرَّقِيْبُ الْحَفِيْظُ الرَّءُوْفُ الرَّحِيْمُ يَا اَللّٰهُ الْبَرُّ الْحَلِيْمُ الرَّءُوْفُ الْكَرِيْمُ يَا اَللّٰهُ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ الْقَائِمُ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ حُلْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَدُوِّكَ يَا اَللّٰهُ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا اَحَاطَ بِهٖ عِلْمُكَ وَاَحْصَاهُ كِتَابُكَ هٰذَا اُخْرِمَا ذَكَرَهُ السَّنُوْسِيُّ

فصل بیان میں ادعیہ کار و اوراد ماثورہ کے کتاب عدۃ الحصن الحصین سے بروایات صحیح مرفوعہ اللھم حققنا بذلک

دعائے صبح و شام أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۳ بار بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۳ بار أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۳ بار قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۳ بار اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَإِلَيْكَ النُّشُوْرُ وقت شب کے إِلَيْكَ الْمَصِيْرُ کہے اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَأَهْلِيْ وَمَالِيْ اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِيْ وَآمِنْ رَوْعَاتِيْ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِيْ وَعَنْ يَمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ وَمِنْ فَوْقِيْ وَأَعُوْذُ بِعَظَمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۱۰ بار یا سو بار یا دو سو بار رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا ۳ بار يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ أَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ

الدعاء والدواء

۱۳۱

لَا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۷ بار سُبْحَانَ اللّٰهِ الْحَمْدُ ۹ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ سو بار سُبْحَانَ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ سو بار اور بعد ہر نماز کے ۳۳ بار ہر کلمہ اور ۳۴ بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ہر شب قل سوائے کافرون رات کو تین بار پڑھ کر دم کر کے سارے بدن پر ہاتھ پھیرے اور آیۃ الکرسی صبح شام فاطمہ پڑھے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ ۳ بار سوتے وقت فاتحہ و سورت اخلاص و کافرون پڑھ کر سوئے جب جاگے کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ بستر پر کروٹ لے تو کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ دعا ان کلمات کے ساتھ مانگے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تا قَدِیْرٌ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اسم اعظم اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ

ادعیہ بالا کے سحر و شام برائے ہم و غم و حزن لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ تَوَكَّلْتُ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ اَللّٰهُمَّ اِلٰهَ جِبْرِیْلَ وَمِیْكَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ وَاِلٰهَ اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحَاقَ عَافِنِیْ وَلَا تُسَلِّطَنَّ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ عَلَیَّ بِشَیْءٍ لَا طَاقَةَ لِیْ بِهٖ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الْمُعَافَاةَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

ختم حصن حصین شیخ شمس الدین محمد بن محمد بن محمد جزری شافعی متوفی ۸۳۳ھ کو تیمور لنگ نے بلایا تھا۔ وہ بھاگ گیا اسی کتاب کے ساتھ متحصن ہو گئے حضرت ﷺ کو خواب میں بجانب دست راست بیٹھا

"سورہ کافرون کا خاص عمل"

"حصن حصین کے فوائد و فضائل"

الدادالدوا "دشمن بھاگ گیا" ۱۳۲

دیکھا فرمایا تو کیا چاہتا ہے عرض کیا سید احمد مسلمانوں کے لئے دعا کیجئے حضرت نے ہاتھ اٹھا کر دعا کر کے ہاتھ منہ پر پھیرا شب چہارشنبہ کو یہ واقع ہوا شب یکشنبہ کو دشمن بھاگ گیا اللہ نے اس کتاب کی برکت سے تفریج کرب مسلمین فرمائی سنہ ۷۹۱ھ میں اس تالیف سے وہ فارغ ہوئے تھے دمشق ہر طرف سے حصار سخت میں تھا دروازے شہر کے پتھروں سے چن دیئے گئے تھے رسد آب و دانہ کی بند تھی ہر شخص کو اپنی جان و مال پر خوف تھا اور خلق کو لوٹ چکے تھے اس کتاب کی برکت سے وہ بلا دور ہو گئی کسی نے خوب کہا ہے ؎

اِنْ نَابَکَ الْاَمْرُ الْمَهُوْلُ وَاَذْکَی الْاعْدَاءُ بَيْنَنَا ۔ وَاِذَا لَقِیَ بِاَخِیْ قَلْبُکَ ۔ فَدُوْنَکَ الْحِصْنَ الْحَصِیْنَا

یہ کتاب تالیف کے دن سے اس دم تک شرقاً و غرباً وظیفہ اہل علم میں ہے اس کے تاثیرات سب پر روشن ہیں طریق اسکی دعوت کا بعض راسخین سے اس طرح پر مروی ہے کہ شب پنجشنبہ کو بعد نماز فرض یا سنت یا نفل کے شروع کرے شروع سے پہلے حضرت پر درود بھیجے شب یکشنبہ کو تمام کرے یا پنجشنبہ کو شروع کر کے روز یکشنبہ کو ختم کرے یہ چار دن ہوئے پہلے دن اول کتاب سے کیفیت صلوۃ تک پڑھے دوسرے دن وہاں سے تا قولہ اِذَا اَتٰی بَاکُوْرَۃَ ثَمَرَۃٍ تیسرے دن فَصْلُ الْاَدْعِیَۃِ الَّتِیْ ھِیَ غَیْرُ مَخْصُوْصَۃٍ تک چوتھے دن تا آخر کتاب پھر اول کتاب سے شروع کرے اور ہر چہار دن میں پورا کرے حصص مذکورہ پر خواہ یہ ختم ایک بار کرے یا سات بار یا چالیس بار اور یہ اتم ہے اجابت میں لیکن ساتھ حضور دل کے اور یقین اجابت کے اور حذف علامات کو انہیں حرکات سے جو اسامی اصلیہ میں واقع ہوئے ہیں۔ پڑھے حال اس کتاب کے شروح کا کتاب اتحاف النبلاء میں لکھا ہے اس کتاب کا ایک ملخص ہے جو خود جزری نے کیا ہے اور اسکا نام عدۃ الحصن الحصین رکھا ہے اس میں التزام روایات صحیحہ قویہ کا کیا ہے فی الحال وہ تلخیص حسب فرمائش جس کے طبع ہونے والی ہے ملحق بقرآن شریف اگر کسی سے ختم اصل کتاب کا نہ ہو سکے تو پھر اسی ملخص پر اکتفا کرے ان شاء اللہ تعالیٰ امنا من بے شمار اور رفع کرب و بلایا میں اثر عظیم پائیگا۔ میرا جہاز سفر حج میں ڈوبنے اور ٹوٹنے کو تھا حصن حصین کو ایک بار ختم کیا وہ بھی بلا رعایت اس دعوت کے اللہ نے مجھکو صحیح سالم کنارے پہونچا دیا ولہ الحمد

دلائل الخیرات

"صاحب دلائل الخیرات کے حالات زندگی"

یہ کتاب امام ابو محمد عبداللہ بن محمد بن سلیمان جزولی شریف حسنی رحہ کی صیغہائے صلوۃ میں تالیف ہے اور اہل علم میں متداول گرچہ بعض محققین نے اس کے بعض الفاظ پر انتقاد کیا ہے لیکن اکثر لوگ اسکی سند شیوخ سے لیتے ہیں۔ اور ایک ہفتہ میں اسکا وظیفہ ختم کرتے ہیں مولف رحہ نے چودہ برس خلوت میں عبادت کی ایک خلق کثیر نے ان کے ہاتھ پر توبہ کی تھی انکے کرامات معروف ہیں۔ شارح دلائل محمد مہدی نے کہا ہے وَکَانَ وَاقِفًا عِنْدَ حُدُوْدِ اللّٰہِ عَامِلًا بِکِتَابِ اللّٰہِ وَسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ

"خلق خدا کی پریشانی ختم" "حصن حصین کی خاص ترکیب" "حصن حصین سے مقصود پورا ہوا" "جہاز ڈوبنے سے بچ گیا"

"دلائل الخیرات کی اجازت"

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ مَسْمُومًا فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ إِمَّا فِي السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الرَّكْعَةِ الْأُولٰى أَوْ فِي السَّجْدَةِ الْأُولٰى مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ سَادِسَ عَشَرَ رَبِيعِ الْأَوَّلِ عَامَ سَبْعِينَ وَثَمَانِمِائَةٍ ثُمَّ بَعْدَ سَبْعٍ وَسَبْعِينَ سَنَةً مِنْ مَوْتِهِ نُقِلَ مِنْ سُوسٍ إِلٰى مَرَاكِشَ فَدُفِنَ بِهَا ... وَلَمَّا أَخْرَجُوهُ مِنْ قَبْرِهِ بِسُوسٍ وَجَدُوهُ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ دُفِنَ لَمْ تُفْسِدْ عَلَيْهِ الْأَرْضُ وَلَمْ يُغَيِّرْ طُولُ الزَّمَانِ مِنْ أَحْوَالِهِ شَيْئًا وَأَثَرُ الْحَلَاقِ مِنْ شَعْرِ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ ظَاهِرٌ كَحَالَةِ يَوْمِ مَوْتِهِ إِذْ كَانَ قَرِيبَ عَهْدٍ بِالْحَلْقِ وَقَبْرُهُ بِمَرَاكِشَ عَلَيْهِ جَلَالَةٌ عَظِيمَةٌ وَمَهَابَةٌ كَبِيرَةٌ وَسَطْوَةٌ ظَاهِرَةٌ وَالنَّاسُ يَزْدَحِمُونَ عَلَيْهِ وَيُكْثِرُونَ مِنْ قِرَاءَةِ دَلَائِلِ الْخَيْرَاتِ عِنْدَهُ وَثَبَتَ أَنَّ رَائِحَةَ الْمِسْكِ تُوجَدُ مِنْ قَبْرِهِ مِنْ كَثْرَةِ صَلٰوتِهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَرِيقَتُهُ شَاذِلِيَّةٌ وَلَهُ كَرَامَاتٌ كَثِيرَةٌ فِي الطَّرِيقِ انْتَهٰى مُلَخَّصًا مِنْ شَرْحِهِ الْمُسَمّٰى بِمَطَالِعِ الْمَسَرَّاتِ هٰكَذَا وَجَدْتُ بِخَطِّ سَيِّدِي الْوَالِدِ الْمَرْحُومِ حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْحُسَيْنِيِّ الْبُخَارِيِّ الْقِنَّوْجِيِّ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالٰى

والد مغفور کو اجازت اس کتاب کی شیخ عبد الحق بن فضل اللہ سے حاصل تھی۔ اس قسم کی کتابیں اور بھی بہت ہیں جیسے جواہر مضیئہ اور شفاء الاسقام وغیرہ لیکن شہرت و قبول میں یہ کتاب مشار الیہ ہے اس میں شک نہیں ہے کہ صیغ ماثورہ کی قرأت افضل و اکمل ہے صیغ غیر ماثورہ سے اگرچہ انشاء صیغ صحیح المعانی فصیح المبانی کو اہل علم نے جائز رکھا ہے تمام بحث اس مقام کی ہماری کتاب کے ہر جید اول میں لائق استقاطہ کے ہیں۔ جیسے کہ قبل عرش الدر نحوہا قاری کو چاہئے کہ عوض ان کے الفاظ ماثورہ اختیار کرے تاکہ ضیق خلاف سے عافیت میں رہے وباللہ التوفیق

"جادو، شیطان، چور، درندوں سے حفاظت"

برائے دفع سحر و حرز از شیطان و دزدان و درندہا

الٓمٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ أُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ اَللهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ اَللهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيٰٓؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُمْ مِّنَ النُّورِ

إلى الظلمات أولئك أصحاب النار هم فيها خالدون لله ما في السموات وما في الأرض وإن تبدوا
ما في أنفسكم أو تخفوه يحاسبكم به الله فيغفر لمن يشاء ويعذب من يشاء والله على كل
شيء قدير آمن الرسول بما أنزل إليه من ربه والمؤمنون كل آمن بالله وملائكته
وكتبه ورسله لا نفرق بين أحد من رسله وقالوا سمعنا وأطعنا غفرانك ربنا
وإليك المصير لا يكلف الله نفسا إلا وسعها لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت ربنا
لا تؤاخذنا إن نسينا أو أخطأنا ربنا ولا تحمل علينا إصرا كما حملته على الذين
من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفر لنا وارحمنا أنت
مولانا فانصرنا على القوم الكافرين إن ربكم الله الذي خلق السموات والأرض في
ستة أيام ثم استوى على العرش يغشي الليل النهار يطلبه حثيثا والشمس
والقمر والنجوم مسخرات بأمره ألا له الخلق والأمر تبارك
الله رب العالمين ادعوا ربكم تضرعا وخفية إنه لا يحب المعتدين ولا تفسدوا
في الأرض بعد إصلاحها وادعوه خوفا وطمعا إن رحمت الله قريب من المحسنين
قل ادعوا الله أو ادعوا الرحمن أيا ما تدعوا فله الأسماء الحسنى ولا تجهر بصلاتك ولا
تخافت بها وابتغ بين ذلك سبيلا وقل الحمد لله الذي لم يتخذ ولدا ولم
يكن له شريك في الملك ولم يكن له ولي من الذل وكبره تكبيرا والصافات صفا
فالزاجرات زجرا فالتاليات ذكرا إن إلهكم لواحد رب السموات والأرض وما
بينهما ورب المشارق إنا زينا السماء الدنيا بزينة الكواكب وحفظا من كل شيطان
مارد لا يسمعون إلى الملإ الأعلى ويقذفون من كل جانب دحورا ولهم عذاب
واصب إلا من خطف الخطفة فأتبعه شهاب ثاقب فاستفتهم أهم أشد خلقا
أم من خلقنا إنا خلقناهم من طين لازب يا معشر الجن والإنس إن استطعتم
أن تنفذوا من أقطار السموات والأرض فانفذوا لا تنفذون إلا بسلطان فبأي
آلاء ربكما تكذبان يرسل عليكما شواظ من نار ونحاس فلا تنتصران لو أنزلنا
هذا القرآن على جبل لرأيته خاشعا متصدعا من خشية الله وتلك الأمثال
نضربها للناس لعلهم يتفكرون هو الله الذي لا إله إلا هو عالم الغيب والشهادة
هو الرحمن الرحيم هو الله الذي لا إله إلا هو الملك القدوس السلام
المؤمن المهيمن العزيز الجبار المتكبر سبحان الله عما يشركون هو الله الخالق
البارئ المصور له الأسماء الحسنى يسبح له ما في السموات والأرض وهو العزيز

[illegible] قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۝

خاتمہ

اس رسالے میں باب اول سے تا آخر باب پنجم جو آیات و ادعیہ و اعمال لکھے گئے ہیں۔ صورت انکی اجازت کی ہر ایک کو اسطرح پر ہے۔ کہ آیات کتاب عزیز و احادیث سنن مطہرہ کیلئے اعمال و استعمال میں ضرورت اجازت کی نہیں ہے اسلئے کہ اللہ و رسول کا کلام جس مقصد و کام کیلئے عمل میں آئیگا بشرط رعایت آداب و حسن اعتقاد کے اثر کامل عاجلا و آجلا بخشیگا معہذا اجازت تمسک بالقرآن کی خود رسول اللہ صلعم سے بیشتر حدیث تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا مرسلاً ثابت ہے اور یہی حدیث اجازت استعمال و اعمال سنن پر بھی دلیل ہے بلکہ جتنی احادیث صحیحہ دربارہ اعتصام بالکتاب والسنۃ آئی ہیں۔ اور کتب حدیث میں لکھی ہوئی ہیں۔ وہ سب دلیل ہیں اسی اجازت پر حدیث جابر میں مرفوعاً آیا ہے۔ خَيْرُ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الخ رواہ مسلم اور حدیث عرباض بن ساریہ میں فرمایا ہے فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ الحدیث رواہ احمد و اَهْلُ السُّنَنِ اِلَّا النَّسَائِيَّ یہ نص ہے تمسک بالسنۃ پر اور اجازت عامہ ہے عمل بالحدیث پر اور حدیث ابراہیم عذری میں ارشاد کیا ہے يَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلُهٗ يَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِيْفَ الْغَالِيْنَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِيْنَ وَتَاْوِيْلَ الْجَاهِلِيْنَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْمَدْخَلِ مرسلاً اس حدیث میں حاملان علم قرآن و حدیث کو عدول ٹھیرایا ہے اور نشان انکی عدالت کا یہ فرمایا ہے کہ وہ نافی تحریف و انتحال و تاویل ہیں پس جس عالم میں یہ صفت موجود ہوگا۔ وہ زبان نبوت پر عدل و معدل ہے۔ اور جب وہ عدل ٹھیرا تو اسکا عمل سراپا رشد و نصفت ہوگا۔ وللہ الحمد الحاصل قرآن و حدیث پر عمل کرنیمیں کچھ احتیاج کسی کی اجازت کی نہیں ہے حدیث کا صحیح ہونا کافی ہے اور جس عمل کی فضیلت یا تاثیر جس کلمہ کی حدیث میں آئی ہے اسکے پڑھنے اور پڑھانے اور دم کرنے اور لکھنے میں وہ اثر موجود ہوتا ہے اور ہمکو حکم ہے کہ جو بات ہمکو حضرت سے پہونچی ہم اسکو دوسروں تک اسیطرح بلا کم و بیش پہونچا دیں چنانچہ حدیث ابن مسعود میں فرمایا ہے نَضَّرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَاَدَّاهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرِ فَقِيْهٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ الخ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَدْخَلِ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ دوسرا لفظ اسکا یہ ہے نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَاً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهٗ كَمَا سَمِعَهٗ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ ان احادیث میں حکم تبلیغ کا دیا ہے یہ شامل ہے ہر روایت و موعظت و ذکر و دعا و عمل کو چنانچہ حدیث ابن عمرو میں آیا ہے بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً رواہ البخاری اور جو شخص کسیکو کسی طرح کا نفع پہنچائے اسکو خیر الناس کہا ہے اسلئے جو فوائد [illegible]

من ادلة سورة قل اوحی الی الی قوله شططا ۱۲ منہ

لہ قال فی القول الجمیل [illegible] الفاتحہ [illegible]

آخرت کے آیات واحادیث میں صحیح و ثابت ہوتے ہیں۔ ان کو اس جگہ لکھا گیا اور بجا آوری ابلاغ میں آئی ؎

دادیم ترا از گنج مقصود نشان گر ما نرسیدیم تو باری برسی

علاوہ اسکے علماء محدثین میں اتصال سند واجازت کتب سنن کا طریقہ قدیما وحدیثا مروج وماثور ہے مجھکو اجازت کتب صحاح و سنن وغیرہا کی مشائخ حدیث سے حاصل ہے تفصیل اس اجمال کی کتاب سلسلۃ العسجد میں لکھی گئی ہے باقی وہ اعمال جو مشائخ طریقہ سے اسجگہ نقل کئے گئے ہیں منجملہ ان کے ایک کتاب الفوائد شیخ ابو العباس احمد بن عبد اللطیف شرجی حنفی رضی اللہ عنہ صاحب تجرید صحیح بخاری ہے انہوں نے یہ تجرید ۱۹ سنہ ہجری میں لکھی ہے شرجی رحمہ اللہ اسانید علوم حدیث میں میرے شیخ الشیوخ ہیں سند کتاب سنن ابی داود و جامع ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و شفا قاضی عیاض و سلاح المومن و مشکوۃ المصابیح و احیاء العلوم وغیرہ ذلک میں نام انکا ثمن سند میں آتا ہے اسلئے یہ اعمال جو ان کی کتاب سے لکھے ہیں۔ داخل دائرہ اجازت ہیں اور جو اعمال کہ قول جمیل سے منقول ہیں انکی اجازت مستقل مولوی محمد یعقوب مہاجر مکی رحمہ اللہ سے حاصل ہے اور وہ اعمال جو مرزا مظہر جان جاناں سے نقل کئے گئے ہیں وہ غالباً موافق قول جمیل کے سو اتفق بعض احادیث ہیں۔ الا ماشاء اللہ تعالی اور جو دو ایک عمال کتاب خزینۃ الاسرار سے حکایت کئے ہیں انکی اجازت مجھکو نہیں ہے لیکن وہ بھی دائرہ اذن سے باعتبار اخذ کے مشائخ صوفیہ سے خارج نہیں ہو سکتے ہیں۔ اور جس صورت میں کہ تمام اعمال و سنت کا بلا اجازت خاصہ جائز ہے تو اعمال و عزائم مشائخ کا بھی استعمال کرنا ممکن ہے گو اجازت نہ ہو ہاں اتنی بات درکار ہو کہ شیخ کا مرتبہ معلوم ہو اور طریقہ مقررہ پر عمل میں لائی جائے ورنہ حسب احتیاط و رعایت آداب کیطرف سے عازم و معمول لہ کے نہیں ہوتی ہے تو پھر عمل کتاب و سنت کا بھی اثر ظاہر نہیں ہوتا یہ قصور اپنی طرف سے ہے نہ دوسرے کیطرف کا اس رسالہ میں جسقدر اعمال ذکر کئے گئے ہیں غالبا وہ مجربات ہیں قدماء علماء و مشائخ نے انکا تجربہ کیا ہے اور بعض کا تجربہ مجھکو بھی حاصل ہوا ہے اور ایسے اعمال جنکی تجربے کا حال معلوم نہیں ہے وہ ایک دفتر میں بھی نہیں آ سکتے ہیں اسلئے انکا ذکر ترک کر دیا اسیطرح وہ تعاویذ و تعالیق و اوفاق و اعمال جنکیصورت شرعی موافق ظاہر سنت کے نہیں تھی گو نفس الامر میں جائز العمل و واقع المطلب تھے انکو بھی چھوڑ دیا ہے امر الصحیح و النفس نفیس و بعد از دعا کو اسجگہ ضبط کیا ہے ان ادعیہ و اعمال کو اپنے لئے اور اپنی اولاد کیلئے ضرور عمل میں لایا کریں یا جس کسی مسلمان کو طرف انکی حاجت ہو اسکو لئے یہ عمل کر دیا کریں کہ خیر الناس من ینفع الناس اور ان اعمال کی قدر و قیمت سمجھیں انشاء اللہ تعالی برکات و منافع عجائب انکو ظاہر ہونگے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ وَخَيْرُ رَفِيْقٍ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَخَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۵

تمت

بقلم خود غلام حیدر خوشنویس گھوڑیالہ ضلع سیالکوٹ
ڈاکخانہ بھوپال والہ تحصیل ڈسکہ

ب

کریم النجوم بزبان اردو

کتاب ہذا میں صدہا بے بیش قیمت وجواہر بے بہا اسرار علم نجوم کے خزانہ کی مانند بھرے ہوئے ہیں۔ وہ یہ کتاب ہے کہ جس کا ہر خاص و عام کے پاس ہونا ضروری ہے مزید برآں بھید گیان علم نجوم کی ٹکا اکر بیس سالہ کوشش مزید سے یہ دفتر نجوم مرتب کیا گیا ہے اور سری مہاراجہ صاحب بہادر سر گیاش جالندھر فرید کوٹ نے اپنے دست مبارک سے مبلغ ایک سو روپیہ نقد اور ریشمی خلعت قیمتی مبلغ ایک سو روپیہ کتاب ہذا کے صلہ میں مصنف مرحوم کو بطور انعام عطا کئے جس سے عمدگی کتاب ہذا کی پوری پوری صداقت ہوتی ہے علاوہ ازیں چند سارٹیفکیٹ بوجہ عدم گنجائش اشتہار ہذا ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ کتاب ہذا کی جسقدر تعریف و توصیف کی جاوے بجا ہے۔ اس کے چند مضامین بطور نمونہ مشتے از خروارے مفصلہ ذیل ہیں۔ (۱) طریقہ استخراج وقت بارش و ژالہ باری (۲) نتیجہ حرکت تمام اعضائے جسمانی (۳) عورت خاوند کی سازگاری قبل از شادی یا بعد از شادی بلحاظ خانہ داری (۴) ہار جیت مقدمہ۔ کشتی یا لڑائی (۵) چار طرح کے نور وزون سے ہر آئندہ سال کا حال دریافت کرنا۔ (۶) آئندہ اٹھارہ سالوں کے سورج اور چاند گرہن اور ان کی تاثیرات (۷) تعویذ کیمیاب نسبت دربست مربع نو خانہ مع اسناد و فوائد (۸) تاثیرات سیارگان بر مردگان (۹) مختصر جنم پتری زن و مرد (۱۰) گمشدہ اشیاء کی نسبت حالات دریافت کرنا وغیرہ وغیرہ ازیں قسم حالات کتاب ہذا کے مطالعہ سے بخوبی معلوم ہو سکتے ہیں۔ قیمت کتاب برائے فائدہ عوام الناس بجائے تین روپیہ چار آنہ کے صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ۱) مقرر کی گئی ہے خوشخط کاغذ ڈمی صفحات ۲۹۶۔

محصولڈاک بذمہ خریدار ہوگا

گنجینہ حکمت

از مصنفہ حکیم حاذق فضل حسین صاحب (صاحبان اس ذات بیدہ نعمت بے نظیر سے تہہ حرف شناسو تکو بھی میسر ہے جس میں کل مخفی راز حکمت جو آجتک سینہ بسینہ چلے آتے تھے۔ سر سے پاؤں تک امراض کا علاج چٹکلوں سے تحریر کیا گیا ہے ایک مجموعہ حکمت ہے جسمیں کشتہ جات ہر قسم اکسیر سہل ترکیب سے درج کئے ہیں جو ہر فرد بشر آسانی سے بنا سکتا ہے گویا دریا کوزہ میں بند ہے قیمت .. ۱۲/۰/۰

رسالہ کشتہ جات ظہیری

یہ کتاب بھی حضرت ظہیر العلماء کے مجربات میں سے ہے جسمیں فاضل مصنف نے تمام چیزوں کی مثل سونا چاندی تانبہ جست۔ رانگ۔ فولاد وغیرہ کے کشتہ کرنے کی ترکیبیں اور انکے استعمال کی ترکیب جو ہر شخص بنا سکتا ہے قیمت دو آنہ ۲/

ککری بک

قیمت (۸)

انگریزی کھانے پکانے کی تراکیب نہایت وضاحت سے درج ہیں ہر قسم کے انگریزی کھانیکو تیار کر لو قیمت ۱/

ملنے کا پتہ:- ملک غلام محمد تاجر کتب کشمیری بازار لاہور

کتاب التعویذات

المعروف

الدعاء والدواء



قَالَ اللّٰہُ تعَالیٰ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ

کِتابُ التّعوِیذات

المعروف

اَلدَّاءِ وَالدَّوَاءِ

عُمدۃُ المفسرین زُبدۃُ المحدثین نواب سید محمد صدیق الحسن خانؒ

ناشر

مُشتاق بُک کارنر الکریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ______ کتاب التعویذات
مفسرین ______ نواب سید محمد صدیق الحسن خانؒ
ناشر ______ مشتاق احمد
مطبع ______ طریف پرنٹرز۔ لاہور
کتابت ______ دار الکتابت حضرت کیلیانوالہ (گوجرانوالہ)
تعداد ______ ایک ہزار
قیمت ______ 70

فہرست مضامین

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
تمہید	۱۱	سورہ طٰہٰ وغیرہ	۲۹
مقدمہ اس بیان میں کہ دعا نافع ہوتی ہے	۱۴	سورہ یٰسین	۲۹
اور دعا کرنے کا حکم شرعاً ثابت ہے۔		سورہ فتح	۳۰
باب اول	۱۸	سورہ ملک	۳۰
بیان میں فوائد تلاوت قرآن کریم اور	۱۸	سورہ اذا زلزلت	۳۱
بعض سورہ و آیات قرآن عظیم کے		سورہ الہاکم التکاثر	۳۲
فضل بسم اللہ	۱۹	سورہ کافرون	۳۲
فضل سورہ فاتحہ	۲۱	سورہ اذا جاء نصر اللہ	۳۳
رقیہ درد چشم وغیرہ بہ سورہ فاتحہ	۲۲	سورہ اخلاص	۳۳
رقیہ طاعون بفاتحہ	۲۳	سورہ فلق و ناس	۳۵
سورۂ بقرہ	۲۴	سورہ الم تنزیل	۳۶
آیۃ الکرسی	۲۵	سورہ حشر	۳۶
آیتیں آخر سورہ بقرہ	۲۶	سورہ واقعہ	۳۷
سورۂ انعام	۲۷	سورہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر	۳۷
سورہ کہف	۲۸	سورہ الم نشرح	۳۸

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
سورہ طٰہٰ	۳۸	دعائے دیوانگی	۶۰
باب دوم۔	۳۹	دعائے کژدم گزیدہ	۶۱
بیان میں ان عوارض و آفات کے جو انسان کو حیات و ممات میں فکرمند کرتے ہیں	۳۹	رقیہ محروق	۶۲
		احتباس بول و حصاۃ	۶۳
دعاء کرب	۳۹	پھوڑا پھنسی	۶۴
دعائے ذوالنون علیہ السلام	۴۲	درد دندان و گوش	۶۴
توقع بلاء و امر ہولناک	۴۵	آنکھ کا دکھنا	۶۴
دعاء غلبہ امر	۴۶	تپ	۶۵
دعائے مصیبت	۴۶	درد چشم وغیرہ	۶۵
دعائے استصعاب امر	۴۷	وجود الم در بدن	۶۶
دعائے درماندگی و زیادت قوت	۴۸	بیماری	۶۷
دعائے خوف از سلطان ظالم	۴۸	حصول گزند و تلخی حیات	۶۷
دعائے ہرب شیطان	۵۲	رقیہ مرض	۶۸
دعائے وسوسہ	۵۲	دعائے مریض	۶۸
دعائے کان بولنے کی	۵۴	مرض موت	۶۹
پاؤں کا سُن ہو جانا	۵۴	موت شہادت بلا شہادت	۷۱
دعائے غضب و خشم	۵۵	دعائے مصیبت زدہ	۷۲
دعائے حدلسان یعنی تیز زبانی کی	۵۶	دعائے تعزیت	۷۳
دعائے قرض	۵۹	دعائے رفع حمل سر پر جنازہ	۷۳
دعائے نظر بد	۵۹	دعائے زیارت قبور	۷۶

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
باب سوم۔ بیان میں بعض آیات و احادیث متفرقہ کے واسطے احوال و عوارض متفرقہ کے۔	۷۷	چشم زخم	۸۳
		برائے زبان بندی	۸۵
		برائے خوف از سلطان وغیرہ	۸۵
رفع تعب	۷۷	برائے وقایت از ہر سوء	۸۶
حبس شیطان	۷۷	برا من النار	۸۸
کثرت احتلام	۷۸	جلب رزق	۸۸
جاگنا وقت خاص پر شب کو	۷۸	غفران ذنب و کفایت ہم	۸۸
سرق و حرق	۷۸	دفع کربت	۸۹
دفع خواب پریشاں	۷۸	تحصن من جمیع الآفات	۹۰
دفع قلت نوم	۷۹	دفع انواع بلا بدعا	۹۱
حفظ از سوء شیطان	۷۹	ردّ ضالہ و آبق	۹۲
برائے فزع و ارق یعنی بے خوابی	۸۰	عزیمت اخذ سارق	۹۲
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے	۸۰	برائے تپ	۹۳
دفع جن	۸۱	برائے درد سر	۹۴
دفع ہم	۸۱	برائے درد دل	۹۵
برائے صرع	۸۱	برائے درد دندان	۹۶
برائے راہ یابی	۸۱	برائے رمد	۹۷
حفظ و بسط رزق	۸۱	برائے رعاف	۹۸
نصر فی الحرب	۸۲	نماز استخارہ	۹۸
ہتھیار اثر نہ کرے	۸۲	ایضاً طریق استخارہ	۱۰۱

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
ایضاً استخارہ مجربہ صحیحہ	۱۰۳	برائے قضاء حوائج	۱۰۵
برائے بقائے نعمت و عدم زوال دولت	۱۰۲	برائے مس حزر وازی	۱۱۲
دفع ابتلاء ببلا	۱۰۳	برائے حفظ روح ومال از جن وانس وحشرات	۱۱۲
دفع فال بد	۱۰۳	برائے مسحور	۱۱۹
برائے حفظ جامۂ نو	۱۰۳	برائے عطفت و وجاہت	۱۲۰
دعائے عطش	۱۰۳	برائے جلب	۱۲۱
برائے ہر نازلہ	۱۰۵	برائے نسلہ یعنی تسہیل ولادت	۱۲۱
برائے رام کردن دابہ	۱۰۵	برائے عقس یعنی مار گزیدہ	۱۲۳
برائے عدم فزع از دشمن وقت ارادہ سفر	۱۰۶	برائے نقصان زمین	۱۲۴
برائے حفظ از اہل بغی	۱۰۷	برائے تکوین وعمارت بساتین	۱۲۵
برائے دار طعام	۱۰۷	برائے کشف غمہ	۱۲۵
برائے حمل	۱۰۷	حدیث قلقنوہ	۱۲۷
برائے عدم انزال وقت جماع	۱۰۹	کلمات العزۃ	۱۲۷
برائے فتور استرخاء عضو	۱۰۹	برائے وسوسہ نماز ووضو وخواب پریشان کردہ	۱۲۸
برائے رہائی از قید	۱۰۹	برائے وعید قتل	۱۲۸
برائے خوف از قتل وعذاب وغیرہ	۱۱۰	برائے مسلمان شدن	۱۲۹
باب چہارم۔ بیان میں بعض منافع آیات	۱۱۱	برائے عسر بول	۱۲۹
کتاب اللہ سبحانہ وتعالیٰ		برائے سلسل البول	۱۳۰
برائے ہلاک عدو	۱۱۱	ختم قرآن کریم برائے قضاء حوائج وطریق تلاوت	۱۳۰
برائے حافظ اطفال	۱۱۵	برائے حرز وحجاب	۱۳۷

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
اسماء الحسنیٰ	۱۳۸	برائے ازالہ عقیم	۱۵۰
برائے کفایت اہوال دنیا وآخرت	۱۴۰	برائے حفظ وفصاحت طفل	۱۵۰
برائے ہر حاجت ومطلب	۱۴۱	برائے قہر اعداء	۱۵۱
برائے صموت اعداء	۱۴۲	برائے بطلان ظلم ظالم	۱۵۲
برائے ثمیر بستان	۱۴۲	برائے بطلان بیع وشرا	۱۵۳
برائے سرسبزی باغ وکشت	۱۴۲	برائے رجم خانہ	۱۵۳
برائے خطبہ زن وطلب ولایت از سلطان	۱۴۲	باب پنجم در بیان بعض اعمال قرآنیہ وغیرہ	۱۵۵
یا امیر یا جلب رزق		فصل ہشتم برائے غذا قلبی وقالبی	۱۵۵
برائے رکوب دریا	۱۴۳	برائے درد دندان ودرد سر وریاح	۱۵۵
برائے سکون موج دریا	۱۴۳	برائے رفع حاجت ودرد غائب شفائے مریض	۱۵۶
برائے دفع خیالات فاسدہ	۱۴۵	برائے گزیدن سگ دیوانہ	۱۵۶
برائے استخراج مدفون	۱۴۵	برائے دفع فاقہ	۱۵۷
برائے حفظ صحت	۱۴۶	برائے سال	۱۵۷
برائے اخبار حمل	۱۴۶	برائے حفظ اطفال	۱۵۸
برائے خرید خربوزہ جید وغیرہ	۱۴۷	برائے امان از ہر آفت	۱۵۸
برائے تکثیر آب چاہ ونہر	۱۴۷	برائے حفظ چیچک	۱۵۹
برائے ہوام	۱۴۸	برائے حاجت روائی	۱۵۹
برائے تفرقہ اہل معاصی وظلم	۱۴۹	برائے دفع جن از خانہ وسنگ باری	۱۶۱
برائے دروغ	۱۴۹	برائے عقیمہ	۱۶۲
برائے حفظ حاملہ وطفل بسیار گریہ	۱۴۹	برائے اسقاط جنین	۱۶۲

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
برائے دردِ زہ	١٦٢	ختم قادریہ	١٦٧
برائے فرزند نرینہ	١٦٣	دیگر ختم قادریہ	١٦٧
برائے زنے کو فرزند نزاید	١٦٣	ختم لایلاف	١٦٧
ایضاً برائے فرزند نرینہ	١٦٣	ختم برائے میت	١٦٧
ایضاً برائے چشم زخم	١٦٤	تعویذ برائے ہر مرض و درد	١٦٨
ایضاً برائے چشم زخم	١٦٤	تعویذ برائے رفع تپ ولرزہ	١٦٨
ایضاً برائے چشم زخم	١٦٥	برائے سُرخ بادہ	١٦٨
برائے مسحور و مریض مایوس العلاج	١٦٧	برائے دردِ چشم	١٦٨
برائے گم شدہ	١٦٧	برائے چیچک	١٦٩
برائے شناختن دزد	١٦٧	برائے شفا مریض	١٦٩
برائے بردہ گریختہ	١٦٨	ایضاً برائے شفا مریض	١٦٩
برائے بر آمد کار	١٦٩	برائے حفظ زراعت	١٨٠
دیگر طریق استخارہ	١٦٩	برائے دفع خواب پریشان	١٨٠
استخارہ حرکات و سکنات از کتاب فتوحات	١٧٠	برائے دفع آماس گلو	١٨٠
برائے تپ	١٧٢	برائے دفع بواسیر	١٨٠
برائے خنازیر یعنی گنٹھ مالا	١٧٢	دعائے یونس علیہ السلام برائے حصول ہر مطلب	١٨١
برائے سُرخ بادہ	١٧٣	دعائے حزب البحر	١٨٣
برائے ضعف بصر	١٧٣	ختم صحیح بخاری برائے دفع جملہ نوازل	١٨٥
برائے صرع یعنی مرگی	١٧٣	برائے دردِ سر	١٨٦
ختم حضرت مجدد شیخ احمد سرہندی رح	١٧٦	برائے ردِ گم شدہ	١٨٧

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
برائے دیدن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در خواب	١٨٦	برائے صدق و رزق و سلامت وغیرہا	٢٠٣
صلوٰۃ تنجینا	١٨٨	برائے دخول بر سلطان جائر	٢٠٥
صلوٰۃ تفریجیہ	١٨٩	برائے عدم جوع و عطش	٢٠٥
برائے کشف وقائع آئندہ	١٩٠	ایضاً برائے صداع	٢٠٦
برائے کشف ارواح	١٩١	ایضاً برائے صداع	٢٠٦
برائے انشراح خاطر و دفع بلا	١٩٢	برائے رغبت در ادا امر و نفرت از منہیات	٢٠٦
برائے شفا مرض وغیرہ	١٩٢	برائے عفو جرائم و حسن عاقبت	٢٠٧
ربط قلب شیخ	١٩٣	برائے سہل شدن سکرات موت	٢٠٧
برائے کشف قبور و استفاضہ بداں	١٩٤	برائے حفظ آبرو و حرمت	٢٠٧
صلوٰۃ معکوس	١٩٦	برائے حفظ از جمیع آفات و بلیات و	٢٠٨
صلوٰۃ کن فیکون	١٩٦	مکروہات دنیا	٢٠٨
برائے سلب مریض	١٩٧	برائے دفع شر اعدائے دینوی	٢٠٨
برائے اشراف بر خواطر	١٩٧	دعائے کرب	٢٠٨
فصل (بیان اعمال حیاۃ الحیوان کے)	١٩٩	ورد برائے وظیفہ دوام	٢٠٩
برائے انجاح حاجت	١٩٩	نوع دیگر	٢٠٩
برائے حصول قوت بر طاعت و رویت نبوی	٢٠٠	فصل (اعمال کتاب فتح الملک المجید	٢١١
برائے نجات روز قیامت و حیات قلب	٢٠٠	للشیخ احمد الدیربی)	
برائے حفظ ایمان تا قیامت	٢٠١	برائے جلب ہر خیر و دفع ہر شر و ترویج بضاعت	٢١١
اسم اعظم	٢٠٢	برائے محبت و مودت	٢١١
برائے قضائے حوائج	٢٠٣	برائے خصب زرع و وصول برکت	٢١١

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
برائے زندگی اولاد	۲۱۱	برائے نجات از نار	۲۲۱
برائے ہلاک دشمن	۲۱۲	برائے امن از سوء خاتمہ	۲۲۲
برائے سوختن جن	۲۱۳	برائے التباس امر	۲۲۲
برائے حسن حال	۲۱۳	برائے سکون دریا	۲۲۳
برائے جائے خوفناک	۲۱۴	حزب البحر	۲۲۴
برائے ہلاک عدو	۲۱۴	برائے عین ونظر	۲۲۵
برائے محموم یعنی تپ زدہ	۲۱۵	تعویذ تپ	۲۲۵
برائے امن مکان	۲۱۵	وایضاً برائے حمّی	۲۲۵
برائے دفع دشمن	۲۱۵	حجاب القرتاد	۲۲۶
ختم سورۃ انعام	۲۱۵	برائے رعاف یعنی خون بینی	۲۲۶
برائے ویرانی باغ وخانہ دشمن	۲۱۶	برائے قوت جماع	۲۲۶
برائے کفایت ہم	۲۱۶	برائے شے ضائع شدہ	۲۲۷
برائے اذہاب خوف وفزع وہم وغم وحزن	۲۱۷	برائے شناخت دزد	۲۲۷
برائے حرز از خوف وفزع از راہزنان	۲۱۸	برائے طرد کی وبرغوث ونمل موش	۲۲۷
برائے رفع مصیبت وازالہ کرب وہم	۲۱۸	فصل در اعمال مجربات امام شیخ محمد بن یوسف	۲۲۹
ودواء ہم وغم	۲۱۹	سنوسی حسنی ۔	
برائے عزل ظالم	۲۲۰	برائے درازی عمر وحفظ از مرگ	۲۲۹
برائے ہلاک عدو	۲۲۰	برائے جمع میان احبہ	۲۲۹
ختم قرآن شریف	۲۲۱	برائے قوت برطاعت	۲۳۰
سبع منجیات	۲۲۱	برائے رویت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم درخواب	۲۳۰

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
برائے حفظ از سلطان ظالم ودزد ودرندہ وگزیدہ	۲۳۰	برائے انجاح حاجت	۲۳۸
برائے اقبال خلق	۲۳۱	برائے حفظ ودیعت ومتاع	۲۳۸
برائے دفع ثقیل	۲۳۱	برائے صلح بین الزوجین	۲۳۹
برائے حل معقود	۲۳۲	برائے تسہیل ولادت	۲۳۹
برائے ولادت مولود ذکر	۲۳۲	ایضاً برائے پت	۲۴۰
برائے عرق النساء	۲۳۲	برائے دفع جن	۲۴۰
برائے توسیع رزق حلال	۲۳۳	برائے دفع وسوسہ	۲۴۱
برائے قضائے حاجت	۲۳۳	فصل در بیان میں اذکار وادعیہ ماثورہ	۲۴۲
برائے تفریج ہر کربت	۲۳۳	کہ کتاب عدۃ الحصن الحصین سے بروایات	
برائے حفظ از احتلام	۲۳۴	صحیحہ مرفوعہ ۔	
آیات شفاء	۲۳۴	دعائے صبح وشام	۱۴۲
برائے اتصال خیرات دارین	۲۳۵	ادعیہ بلاقید صبح وشام	۲۴۴
برائے رویت حبیب زندہ یا مردہ	۲۳۶	ختم حصن حصین	۲۴۴
برائے زیادت عمر وقایت از سوء خاتمہ ونصر	۲۳۷	دلائل الخیرات	۲۴۶
بر دشمن ووسعت رزق ۔		برائے دفع سحر وحرز از شیطان ودزدان	۲۴۷
حفیظ	۲۳۷	ودرندہا ۔	
برائے تسلی از زن عرقیسر	۲۳۷		
برائے زوال حب	۲۳۷		

11

تمہید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ مَآ اَنْزَلَ دَآءً اِلَّا اَنْزَلَ لَهٗ شِفَآءً وَّالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْقَآئِلِ لِكُلِّ دَآءٍ دَوَآءٌ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الَّذِيْنَ هُمْ لِمَرَضِ الْاِيْمَانِ شِفَآءٌ۔

اَمَّا بَعْدُ:۔ اس مختصر تحریر میں بعض ادعیہ ماثورہ و اعمال صحیحہ کا ذکر کیا جاتا ہے جن کو تعلق عوارض و آفات سے حیات میں تامامات ہے مجھ کو اپنے مشائخ حدیث علماء دین سے ان کی اجازت حاصل ہے یہ وہ احوال ہیں جو صغار و کبار بنی آدم کو اکثر عارض ہوتے رہتے ہیں اور وہ اسقام ہیں جن سے عافیت کمتر حاصل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے جس طرح ہر مرض کے لئے ایک دارو نازل کیا ہے اسی طرح ہر مرض کے لئے ایک دُعا بھی اتاری ہے دفع امراض و آلام و اوجاع و اسقام کے لئے دو ہی صورتیں ہوتی ہیں دوا یا دعا، سو کتب حدیث شریف میں طب نبوی مذکور ہے لیکن لوگ اپنی بے شعوری ضعف ایمان کی وجہ سے اس پر عمل نہیں کرتے ہیں اطباء کی طرف رجوع لاتے ہیں طب ایمانی چھوڑ کر طب یونانی میں گرتے ہیں اسی لئے ان کو تجربہ اس کے نفع کا نہیں ہے لیکن دُعا کی طرف اکثر خلق کا اعتماد ہوتا ہے وقت لحوق عوارض کے اطفال وغیرہم کو تعویذ گنڈے وغیرہ تلاش کرتے پھرتے ہیں اور کوئی جاہل فقیر یا عابد بے علم ان کو ایسی دعا بتا دیتا ہے جو ماثور نہیں ہے یا اس میں شرک ہوتا ہے سو ہر چند اعلیٰ درجہ احسان کا یہ ہے انسان رقیہ اور نہ کرائے کیونکہ اس پر وعدہ دخول جنت کا بلاحساب حدیث صحیح میں آیا ہے۔ یا حدیث سے ہو اور عربی زبان میں مفہوم المعنی ہو۔ لہٰذا مشائخ و اہل علم نے اسی طرح کے رقیے ذکر کئے ہیں اور حلق میں ان کا نفع دیکھا گیا ہے۔ بھی بچوں کی بیماری میں اکثر ان اعمال

اجازت عملیات

12

کو جو کتاب قول جمیل تالیف شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ میں مذکور ہیں استعمال میں لاتا ہوں مجھ کو اس کی اجازت بھی مولوی محمد یعقوب مرحوم مہاجر مکہ معظمہ نواسہ شاہ عبدالعزیز دہلویؒ سے حاصل ہے وَقِسْ عَلٰى هٰذَا حضرتؐ نے فرمایا ہے اَحَبُّ عِبَادِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِلَيْهِ لِعِبَادِهٖ اور ارشاد کیا گیا ہے اِذَا مَاتَ ابْنُ اٰدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُّنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَّدْعُوْ لَهٗ اور علماء کا اس پر اجماع ہے کہ نوافل علم افضل ہیں نوافل عبادت سے اس لئے کہ نفع علم کا متعدی الی الناس ہوتا ہے اور نفع عبادت کا قاصر علی العابد رہتا ہے بناءً علیٰ ہذا میں نے اس رسالہ مختصر میں بعض ادعیہ و رُقیٰ[1] کو جو مجھے پہنچی ہیں اور بعض اعمال کو جو صحیح طور پر علمائے راسخین سے ثابت ہوئے ہیں لکھا ہے تاکہ گھر میں یہ رسالہ موجود رہے اور وقت عوارض آفات کے بحول اللہ و قوتہٖ اس سے نفع لیا جائے۔ میں ان اعمال و ادعیہ کی اجازت اپنے اہل بیت و اولاد احفاد کو دیتا ہوں لیکن ان کو یہ چاہیئے کہ براہ سہل انگاری اس تعامل کو لہو لعب نہ ٹھہرالیں بلکہ ساتھ حسن عقیدت و کمال ادب حضور دل کے ہر رقیہ دعا کو اس کے موقع پر موافق ترتیب و قاعدہ مقررہ کے بلا کم و کاست استعمال میں لائیں ؎

حسن دعائے تو گر مستجاب نیست مرنج — ترا زبان و گر و دل دگر دُعا چہ کند

پھر اللہ تعالیٰ کو شافی و کاشفِ سوء و نافع سمجھیں اور جو گنڈے و تعویذ و شمانے نکالے ہیں اور ان کو حروف ابجد یا ہندسے میں لکھا ہے یا ان میں اسماء غیر اللہ سے استعانت لی جاتی ہے یا وہ واسطے کسی ضروری امر جائز کے مستعمل ہوتے ہیں اس سے محترز رہیں۔ شروحی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔ جَمَعْتُ فِيْ ذٰلِكَ مَا نُقِلَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنِ الصَّحَابَةِ وَعَنِ الْجَمَاعَةِ مِنَ الْحُكَمَآءِ وَمِمَّا

[1] جمع رقیہ بمعنی جھاڑ پھونک ۱۲

جُرِّبَ وَصَحَّ بِحَمْدِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَالْمَسْئُوْلُ مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَنْ یَّنْفَعَ بِذٰلِكَ مَنِ اسْتَعْمَلَهٗ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَنَفْعِ الْمُسْلِمِیْنَ وَاَنْ یُّعْجِبَ نَفْعَهٗ عَمَّنِ اسْتَعْمَلَهٗ فِیْ ضَرَرٍ اَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ اِنْتَهٰی۔ اس رسالے میں اول ان اعمال کو ذکر کیا ہے جو اللہ و رسول کے کلام میں آئے ہیں پھر علماء و مشائخ کے اعمال کا بیان کیا ہے یہ رسالہ ایک مقدمہ اور پانچ باب ایک خاتمے پر متضمن ہے اور اس کا نام اَلدَّاءُ وَالدَّوَاءُ کہا ہے مرض دو طرح کے ہوتے ہیں ایک قلبی دل کی بیماری اوصاف مہلکات سے ہوتی ہے وہ دس مرض ہیں جیسے حسد و غضب و کبر و حرص و عجب و ریا وغیرہ ان کا بیان اور ان کے علاج رسالہ لسان العرفان میں مذکور ہے بدن کی بیماری غالبًا عقل شرب سے ہوتی ہے اس کو شہوت طعام کہتے ہیں اسی کا نتیجہ شہوت فرج بھی ہے اس کا بیان مع علاج کتاب احیاء العلوم میں مرقوم ہے لیکن وہ علاج شرعی ہے اور عرفی علاج ایسے امراض کا وہ ہے جو حسائش و عقاقیر سے اہل طب کیا کرتے ہیں اس جگہ جس علاج کا ذکر ہوگا وہ ادعیہ و اعمال سے ہوگا نہ مجاہدہ و ریاضت و طب سے کہ اس کا محل دوسرا ہے۔ واللہ المستعان۔

مقدمہ

اس بیان میں کہ دُعا نافع ہوتی ہے اور دُعا کرنے کا حکم شرعًا ثابت ہے

حدیث نعمان بن بشیر میں آیا ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا ہے اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ تَلَا وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ اَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ۔ انسؓ کا لفظ نزدیک ترمذی کے رفعًا یہ ہے اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ آیت و حدیث دونوں دلیل ہیں اس بات پر کہ دُعاء عین عبادت ہے اور ترک دُعا استکبار ہے ابن عمرؓ رفعًا کہتے ہیں مَنْ فُتِحَ لَهٗ فِی الدُّعَآءِ مِنْكُمْ فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الْاِجَابَةِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ یعنی جس کو توفیق دُعا کی ملتی ہے اس کے لئے دروازہ اجابت کا کھل جاتا ہے۔ سلمان کا لفظ مرفوع یہ ہے لَا یَرُدُّ الْقَضَآءَ اِلَّا الدُّعَآءُ وَلَا یَزِیْدُ فِی الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ۔ دوسرا لفظ یہ ہے لَا یَرُدُّ الْقَدَرَ اِلَّا الدُّعَآءُ یہ دلیل ہے اس پر کہ دعا دافع بلا ہوتی ہے اگرچہ اس بلا کے اترنے کا حکم ہو چکا ہو اس باب میں اور احادیث بھی آئی ہیں آیہ کریمہ یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ بھی اسی پر دلیل روشن ہے و للہ الحمد عائشہؓ کا لفظ مرفوع یہ ہے لَا یُغْنِیْ حَذَرٌ مِّنْ قَدَرٍ وَالدُّعَآءُ یَنْفَعُ

مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا يَنْزِلُ وَإِنَّ الْبَلَاءَ وَيَنْزِلُ فَيَتَلَقَّاهُ الدُّعَاءُ وَتَعْتَلِجَانِ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ وَالْبَزَّارُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَالْخَطِيْبُ۔ معلوم ہوا کہ دعا بھی ایک قدر و قضا الٰہی ہے۔ اللہ کبھی کسی بندے کے لئے ایک حکم مفید جاری کرتا ہے کہ وہ دعا نہ کرے گا لیکن جب بندہ دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بلا کو اس دعا کی وجہ سے دفع کر دیتا ہے اور دوسرا لفظ عائشہ رض کا یہ ہے لَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الدُّعَاءِ اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَاَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ فِي التَّارِيْخِ وَابْنُ مَاجَةَ وَصَحَّحَهُ الْحَاكِمُ وَاَقَرَّهُ الذَّهَبِيُّ وجہ مکرم ہونے دعا کی یہ ہے کہ دعا دلیل ہے اللہ کی قدرت اور بندے کے عجز پر یا اس لئے کہ دعا مغز عبادت اور عین عبادت ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ اس کو اکرام کرتا ہے حدیث ابو ہریرہ رض میں مرفوعا ہے مَنْ لَمْ يَسْاَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِي رِوَايَةٍ مَنْ لَمْ يَدْعُ اللّٰهَ غَضِبَ عَلَيْهِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِي شَيْبَةَ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ پکارنا بندے کا اپنے رب کو اہم واجبات و اعظم مفروضات سے ہے کیونکہ واجب ہونے میں تجنب کے غضب خدا سے کسی کا خلاف نہیں ہے آیات کتاب اللہ بھی اسی پر دلیل ہیں اُدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْءَ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ شوکانی رح نے فرمایا ہے فَاِنَّ هٰذَا التَّعْلِيْلَ بِالْقُرْبِ ثُمَّ الْوَعْدَ بَعْدَ بِالْاِجَابَةِ يَقْطَعُ كُلَّ مَعْذِرَةٍ وَيَدْفَعُ كُلَّ عِلَّةٍ انتهى حدیث انس میں مرفوع آیا ہے لَا تَعْجِزُوْا فِي الدُّعَاءِ فَاِنَّهُ لَنْ يَّهْلِكَ مَعَ الدُّعَاءِ اَحَدٌ اَخْرَجَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَهُ الْحَاكِمُ وَالضِّيَاءُ فِي الْمُخْتَارَةِ اس میں نہی ہے ترک دعا سے اور بشارت ہے اس بات کی کہ

ہمراہ دعا کے کوئی ہلاک نہیں ہوتا ہے پھر حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہے جس کو یہ بات خوش آئے کہ اللہ اس کی دعا وقت سختی و کرب کے قبول کرے تو وہ حالت امن اور خوف میں بہت دعا کرے رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ اکثر لوگ مصیبت کے وقت تو دعا کرتے ہیں اور حالت امن و صحت و رفاہیت میں اللہ کو بھول جاتے ہیں اس لئے ان کی دعا جلد قبول نہیں ہوتی حدیث ابو ہریرہ رض میں دعا کو سلاح مومن و ستون دین و نور آسمان و زمین فرمایا ہے رَوَاهُ الْحَاكِمُ دعا کو اس جگہ تشبیہ دی ہے ہتھیار سے کہ جس طرح ہتھیار سے مقابلہ دشمن کا کرتے ہیں اسی طرح دعا سے مقابلہ مصیبت کا کیا جاتا ہے پھر تیسری حدیث ابو ہریرہ رض میں فرمایا ہے کہ کوئی مسلمان اپنا منہ سامنے کے واسطے دعا کے استادہ نہیں کرتا لیکن اللہ تعالیٰ اس کا سوال اللہ سے کرتا ہے یا تو تعجیل کرتا ہے یا اس کے لئے ذخیرہ کر رکھتا ہے رَوَاهُ اَحْمَدُ بہرحال اثر دعا کا ضائع نہیں جاتا خواہ یہاں قبول ہو یا آخرت میں ذخیرہ ہو وللہ الحمد۔

فائدہ !

یہ بیان دعا کا تھا رقیہ سو جابر رض کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّنْفَعَ اَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ رواہ مُسْلِمٌ یہ حدیث اگرچہ خاص حق میں رقیہ کژدم کے آئی ہے لیکن اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا اور حدیث عوف رض بن مالک اشجعی میں فرمایا ہے لَا بَاْسَ بِالرُّقٰى مَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ شِرْكٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ اور نظر کا عمل خود حدیث ابن عباس رض میں نزدیک مسلم کے آیا ہے مگر ابن مسعود رض نے کہا ہے کہ حضرت نے فرمایا اِنَّ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ رواہ اَبُوْ دَاوٗدَ مراد اس سے وہ رقیہ و تمیمہ کہتے ہیں تعلیق حرزات کو گلے میں بچے کے واسطے دفع نظر وغیرہ کے پھر ہر تعویذ کو تمیمہ کہنے لگے مجازًا۔ تولہ ایک نوع ہے سحر کی جس سے درمیان بی بی و میاں کے محبت پیدا ہو اسی طرح حدیث جابر رض میں نشرہ کو عمل شیطان

فرمایا ہے رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ خلاصہ یہ ہے کہ جو رقی جاہلیت و اہل کفر و شرک کے ہیں وہ ممنوع و منہی عنہ ہیں ان کا ذکر کتاب رعایۃ الایمان میں کیا گیا ہے اور جو رقی اسلام کے ہیں اور قرآن و حدیث صحیح سے ثابت ہیں یا علماء اہلِ توحید سے ماثور ہیں اور ان میں استعانت بغیر اللہ نہیں ہے وہ بلاشک جائز ہیں خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کا رقیہ حسنین علیہما السلام کے لئے کیا تھا اور سب سے بہتر رقیہ قراءت سورہ فاتحہ و اخلاص و معوذتین ہے تفصیل اس مسئلے کی ہم نے کتاب دلیل الطالب میں لکھی ہے شرجی نے فائدہ ہشتاد و ہفتم میں کچھ اوفاق اسماء الٰہی کے بھی حروف مقطعہ و ہندسہ میں ذکر کئے ہیں اس نظر سے کہ وہ اسماء الٰہی ہیں ان کا نفع یقینی ہے لیکن اس وجہ سے کہ یہ طریقہ کتب سنت میں نہیں آیا ہے اور بعض اوقات کا تعلق مراعات کواکب سبعہ سے بیان کیا ہے اس لئے ترک ان کا فعل سے افضل ہے تاکہ علم نجوم کی لوث سے طہارت حاصل رہے۔ یہی حکیم خطوط رمل کا ہے اور علیحدہ انتساب جفر کا طرف اہل بیت رسالت کے صحت کو نہیں پہنچا الحاصل جو علم ایسا ہے کہ اخذ اس کا مشکوٰۃ نبوت سے نہیں ہے گو دینا میں نفع متصور ہو لیکن در حقیقت وہ ضرر محض ہے اعمال آیات و احادیث میں اللہ سے استعانت ہوتی ہے اور رمل و جفر و نجوم میں غیر اللہ پر توکل ہوتا ہے اور مدارک غیوب سے مدد لی جاتی ہے خالی ہونا ان اشیاء کا انواع شرک جلی یا خفی سے مشکل ہے ایمان سی چیز کو اشتباہ میں ڈالنا کوئی عقل نہیں ہے بلکہ اَلْمُؤْمِنُوْنَ وَقَّافُوْنَ عِنْدَ الشُّبُهَاتِ۔

باب اوّل

(بیان میں فوائد تلاوت قرآن کریم اور بعض سورہ و آیات قرآن عظیم کے)

شیخ احمد شرجی حنفی یمنیؒ نے کتاب الفوائد فی الصلوات والعوائد میں لکھا ہے اس میں شک نہیں ہے کہ تلاوت قرآن شریف کی بہت عبادات سے افضل ہے ترمذی نے ابن مسعودؓ سے رفعاً روایت کیا ہے مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهُ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ الٓمٓ حَرْفٌ وَّلٰكِنْ اَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيْمٌ حَرْفٌ مراد حرف سے اس جگہ حرف بسیط منفرد ہے نہ کلمہ وَهٰذَا اَجْرٌ كَبِيْرٌ وَثَوَابٌ عَظِيْمٌ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ابن عباسؓ نے کہا ہے تم قرآن پڑھا کرو جس دل نے قرآن یاد کیا اس کو عذاب نہ ہوگا۔ اور صحابہؓ قرآن کا مصحف میں پڑھنا دوست رکھتے تھے اس میں نظر کی عبادت زیادہ ہے عثمان رضی اللہ عنہ ہر دن قرآن میں نظر کرتے اور کہتے یہ کتاب ہے میرے رب کی بندے کو ضرور ہے کہ جب اس کے پاس کتاب اس کے سید کی آوے تو ہر دن اس میں نظر کرے اور جس بات کا حکم ہوا اس کو بجا لائے اور جس بات سے منع کیا ہے اس سے بچے امام ابن ابی الصنیف نے کتاب بلغۃ المسافر میں کہا ہے عبادات میں سے اتنا ہی کافی ہے کہ قرآن کی تلاوت کرے اور سات بار حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ صبح و شام کہہ لیا کرے اس لئے کہ جو عبادت اس کے سوا ہے اس میں حضور قلب شرط ہے اور تلاوت قرآن کے بارے میں یوں آیا ہے کہ یا عظم قرب ہے فہم کے ساتھ ہو یا بے فہم جو کوئی حسبی اللہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی فکر کو دور کرتا ہے صادق ہو یا کاذب بعض علماء

نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا پوچھا قرآن خوان کو کتنا ثواب ملتا ہے بہت سی چیزیں دنیا و آخرت کی گن کر بتائیں کہا ساتھ حضور قلب کے یا بے حضور فرمایا بِفَهْمٍ اَوْ بِغَيْرِ فَهْمٍ حدیث ابو سعید میں آیا ہے جس کو مشغول کیا قرآن نے میرے ذکر و سوال سے میں دوں گا اس کو بہتر اس سے جو سالکین کو دوں گا اور بزرگی اللہ کے کلام کی سارے کلام پر ایسی ہے جیسے بزرگی اللہ کی ساری خلق پر رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ اِنْتَهٰى كَلَامُ الشَّرْجِيِّ۔ ابو امامہ باہلی رفعًا کہتے ہیں تم قرآن پڑھا کرو کہ وہ دن قیامت کے اپنے لوگوں کا شفیع ہو کر آئے گا اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ قرآن کریم شافع اصحاب قرآن ہو گا مراد اصحاب سے وہ لوگ ہیں جو قرآن شریف پڑھا کرتے ہیں اصحاب ستہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت ہے خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَهٗ وَسَيَاْتِيْ بَيَانُهٗ اِنْشَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

فضل بسملہ

حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں رفعًا آیا ہے كُلُّ اَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَا يُبْدَاُ فِيْهِ بِبِسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ اَجْذَمُ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالنِّسَآئِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ علماء نے کہا ہے اے مقطوع البرکۃ اور یہ بھی آیا ہے کہ جس دعا کے اول میں بسملہ ہوتی ہے وہ دعا پھیری نہیں جاتی۔ علی مرتضیٰ نے ایک شخص کو بسم اللہ لکھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ جَوِّدْهَا فَاِنَّ رَجُلًا جَوَّدَهَا فَغُفِرَ لَهٗ یعنی اس کو خوب بنا کر لکھ ایک شخص نے اس کو خوب بنا کر لکھا تھا وہ بخش دیا گیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے لوگ ایک آیت کتاب اللہ سے غافل ہیں حالانکہ وہ سوائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی پر نہیں اتری۔ مگر سلیمان علیہ السلام پر[1]۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہے جو شخص یہ چاہے کہ وہ ۱۹ زبانیہ دوزخ سے

[1] بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۱۲

نجات پائے وہ بسم اللہ پڑھے ہر حرف کے عوض ایک زبانیہ سے نجات پائے گا۔

حکایت:

قیصر روم نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا مجھ کو درد سر رہا کرتا ہے تھمتا نہیں کوئی دوا بھیج دو عمر رضی اللہ عنہ نے ایک کلاہ اس کو بھیجی وہ جب سر پر رکھتا تو درد تھم جاتا جب اتارتا تو پھر ہونے لگتا اس کو تعجب ہوا دیکھا تو کلاہ میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھا تھا اور پھر اس نے کہا مَا اَكْرَمَ هٰذَا الدِّيْنَ وَعَزَّهٗ شَفَانِي اللّٰهُ بِاٰيَةٍ وَّاحِدَةٍ مِّنْهُ پھر وہ سچا پکا مسلمان ہو گیا۔

حکایت:

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک قلعہ کفار کا محاصرہ کیا تھا اہل حصن نے کہا تم کو یہ اعتقاد ہے کہ دین اسلام حق ہے بھلا ہم کو کوئی نشانی دکھاؤ کہ ہم مسلمان ہو جائیں کہا اچھا تم میرے پاس سم قاتل لاؤ وہ ایک پیالے میں زہر لائے انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا اور اس کو پی گئے کچھ اثر نہ ہوا صحیح سالم کھڑے ہو گئے ان لوگوں نے کہا بیشک یہ دین حق ہے سب کے سب اسلام لے آئے۔

حکایت: اولیاء کی حکایات

بشر حافی نے ایک پرچہ کاغذ پر بسم اللہ لکھی ہوئی زمین پر پائی اس کو اٹھا لیا ان کے پاس سوائے دو درہم کے کچھ نہ تھا خوشبو خرید کر کے اس پرچہ کو مطیب کیا خواب میں حق سبحانہ وتعالیٰ کو دیکھا فرمایا۔ يَا بِشْرُ طَيَّبْتَ اِسْمِيْ لَاُطَيِّبَنَّ اِسْمَكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ شیخ احمد نے لطائف الاشارات میں لکھا ہے اِنَّ شَجَرَةَ الْوُجُوْدِ تَفَرَّعَتْ عَنْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاِنَّ الْعَوَالِمَ كُلَّهَا قَائِمَةٌ بِهَا جُمْلَةً وَّ تَفْصِيْلًا فَلِذٰلِكَ مَنْ اَكْثَرَ مِنْ ذِكْرِهَا رَزَقَهُ اللّٰهُ الْهَيْبَةَ عِنْدَ الْعَالَمِ الْعُلْوِيِّ وَالسُّفْلِيِّ وَمَنْ عَلِمَ مَا اُوْدِعَ فِيْهَا مِنَ الْاَسْرَارِ وَكَتَمَهَا

لَمْ يَحْتَرِقْ بِالنَّارِ إِنْتَهٰى۔

اولیاء کی حکایات

حکایت

ایک مرد صالح نے کہا ہے کہ جو کوئی ساری بسم اللہ چھ سو پچیس بار لکھ کر اپنے ساتھ رکھے گا اللہ اس کو ہیبت عظیم دے گا کوئی شخص اس کو ستا نہ سکے گا باذن اللہ تعالیٰ۔ فرجی کہتے ہیں وَجَرَّبْتُ ذٰلِكَ وَصَحَّ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ میں کہتا ہوں دارقطنی نے ابن عمرؓ سے رفعاً روایت کیا ہے۔ كَانَ جِبْرِيْلُ إِذَا جَآءَنِيْ بِالْوَحْيِ أَوَّلَ مَا يُلْقِيْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ بسم اللہ پاک ایک آیت ہے قرآن پاک کی بلکہ ہر سورت قرآن کی۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حال بسم اللہ کا پوچھا تھا فرمایا هُوَ اسْمٌ مِّنْ أَسْمَآءِ اللّٰهِ وَمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اسْمِ اللّٰهِ الْأَكْبَرِ إِلَّا كَمَا بَيْنَ سَوَادِ الْعَيْنِ وَبَيَاضِهَا مِنَ الْقُرْبِ رَوَاهُ ابْنُ أَبِيْ حَاتِمٍ وَالْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ وَأَبُوْ ذَرٍّ الْهَرَوِيُّ وَالْخَطِيْبُ الْبَغْدَادِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ شعبی نے بسم اللہ کو اسم اعظم الٰہی کہا ہے بخاری کا لفظ جابرؓ سے یہ ہے إِسْمُ اللّٰهِ الْأَعْظَمُ هُوَ اللّٰهُ أَلَا تَرٰى أَنَّهٗ فِيْ جَمِيْعِ الْقُرْاٰنِ يُبْدَأُ بِهٖ قَبْلَ كُلِّ اسْمٍ حضرت علی مرتضیٰ رفعاً کہتے ہیں إِذَا وَقَعْتَ فِيْ وَرْطَةٍ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَصْرِفُ بِهَا مَا يَشَآءُ مِنْ أَنْوَاعِ الْبَلَايَا رَوَاهُ ابْنُ وَالسُّيُوْطِيُّ فِي الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نَحْوَهٗ مُطَوَّلًا۔

فضل سُورہ فاتحہ

اس سورہ میں جو فوائد و منافع ہیں ان کا حصر کرنا ممکن نہیں ہے صحیحین میں آیا ہے وَمَا يُدْرِيْكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ ایک جماعت اہل علم نے اس کے فضل میں کتب کثیرہ تالیف

کی ہیں جو شخص اس کی قراءت پر مداومت رکھتا ہے وہ عجائب دیکھتا ہے ہر امید پاتا ہے ابوسعید بن المعلی رفعاً کہتے ہیں اَلْفَاتِحَةُ أَعْظَمُ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ یہ تصریح ہے جناب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی کہ سب سے بڑی سورت قرآن میں یہی فاتحہ ہے اب کسی اور سورت کو مثل فاتحہ کے عظم میں کہنا زیبا نہیں ہے اس دلیل سے کہ فلاں سورت کے پڑھنے کا ثواب عظیم آیا ہے کیونکہ ثواب اور شے ہے اور عظم منصوص جو اس سورت کے لئے ہے وہ اور شے ہے اس کا ثواب بقیہ سورت سے اعظم تر ہے حدیث معقل بن یسار میں فرمایا ہے مجھ کو فاتحہ زیر عرش سے دی گئی ہے۔ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ یعنی سورہ بقرہ ذکر اول سے اور طٰہٰ وطٰسین وحوامیم الواح موسیٰ سے دیئے گئے ہیں اور خاص عرش کے نیچے سے آئی ہے یہ دلیل روشن ہے شرف پر اس سورت کے یہ مزیت دوسری سورت کو نہیں ہے حدیث انسؓ میں افضل قرآن فرمایا ہے رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَقَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ اہل علم نے اس سورت کے تیس نام ذکر کئے ہیں یہ دلیل ہے کمال شرف پر۔

رقیہ درد چشم وغیرہ بہ سُورہ فاتحہ

درمیان سنت صبح وفرض صبح کے اکتالیس بار فاتحہ کا درد چشم پر پڑھنا فی الفور باذن خدا صحت بخشتا ہے بلکہ کچھ درد چشم پر منحصر نہیں ہے اور اوجاع کو بھی نافع ہے انشاء اللہ شرجی کہتے ہیں وَقَدْ جَرَّبْتُ ذٰلِكَ مِرَارًا وَصَحَّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالشَّانُ كُلُّهٗ فِيْ حُسْنِ الظَّنِّ مِنَ الْوَجِيْعِ وَالْعَازِمِ اسی طرح اکتالیس بار پڑھنا اس کا حق میں مسافر کے واسطے سلامت پھرنے کے مجرب ہے اسی طرح اگر کوئی شخص مقید اس کو ایک سو گیارہ بار پڑھ کر ہر دس بار کے بعد قید پر پھونکے گا تو وہ قید اس سے جدا ہو جائے گی باذن اللہ

تعالیٰ وَقَدْ جَرَّبَهُ مَنْ كَانَ مُقَيَّدًا عَلَيْهِ تَرْسِيْمٌ فَانْفَكَّ الْقَيْدُ وَخَرَجَ وَنَجَىٰ مِنْ غَيْرِ تَعَبٍ بِلُطْفِ اللهِ وَبَرَكَةِ هٰذِهِ السُّوْرَةِ ۔ فقیہ صالح بن محمد نے کہا ہے جس کو ڈر پیاس کا ہو اور وہ وقت صبح کے فاتحہ مع بسم اللہ پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کر کے منہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرے تو اس دن اس کو پیاس نہ لگے گی اور بعض علماء نے کہا ہے جو شخص ہر سحر فاتحہ اکتالیس بار ہمیشہ پڑھا کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر بغیر تعب و مشقت رازق مطلق رزق پہنچاوے گا اور بغیر محنت کے فتحیاب کرے گا باذن اللہ تعالیٰ اس کے سوا اور فوائد بھی بہت ہیں جن کا ذکر بضمن دیگر فوائد انشاء اللہ آوے گا انتہی میں کہتا ہوں حدیث میں آیا ہے اَلْفَاتِحَةُ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ یہ لفظ بعموم خود شامل ہے شفاء ہر داء قلبی و قالبی کو و للہ الحمد ولکن اعتقاد صحیح و حسن ظن درکار ہے ۔ و باللہ التوفیق۔

رقیہ طاعون بفاتحہ

ملتان میں ایک بار وبا آئی شیخ یمنی نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ مریض طاعون پر فاتحہ ہمراہ وصل بسم اللہ پڑھو اور اس پر دم کرو چنانچہ اکتالیس بار پڑھ کر دم کیا اللہ تعالیٰ نے شفا دی صوفیہ میں مجربات سے لکھا ہے للہ الحمد ابن القیم نے لکھا ہے كُلُّ دَاءٍ لَهُ دَوَاءٌ وَإِذَا أَحْسَنْتَ الْمُدَاوَاةَ بِالْفَاتِحَةِ وَجَدْتَ لَهَا تَاثِيْرًا عَجِيْبًا فِي الشِّفَاءِ وَذٰلِكَ إِنِّيْ مَكَثْتُ بِمَكَّةَ مُدَّةً يَعْتَرِيْنِيْ أَدْوَاءٌ لَا أَجِدُ طَبِيْبًا وَلَا مُدَاوِيًا فَقُلْتُ يَا نَفْسِيْ وَعِيْنِيْ أُعَالِجُ نَفْسِيْ بِالْفَاتِحَةِ فَفَعَلْتُ فَرَأَىٰ لَهَا تَاثِيْرًا عَجَبًا وَكُنْتُ أَصِفُ ذٰلِكَ لِمَنْ تَشْتَكِيْ أَلَمًا شَدِيْدًا فَكَانَ كَثِيْرٌ مِنْهُمْ يَبْرَءُوْنَ سَرِيْعًا بِبَرَكَةِ الْفَاتِحَةِ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ جو اثر و فضل جس آیت و حدیث کا کتاب و سنت سے ثابت ہے اس کے لئے اجازت شیخ کی حاجت نہیں ہے وہ بے اجازت بھی تاثیر کرتی ہے اجازت خاص ان اعمال کیلئے

درکار ہے جو مشائخ نے ترتیب دیئے ہیں۔ پھر ابن القیم نے کہا ہے وَقَدْ يَخْتَلِفُ الشِّفَاءُ لِضُعْفِ هِمَّةِ الْفَاعِلِ أَوْ لِعَدَمِ قُبُوْلِ الْمَحَلِّ أَنْ يَتَدَاوَىٰ بِكِتَابَةِ الْفَاتِحَةِ أَوْ أَنْ يُتَدَاوَىٰ بِقِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فَكَذٰلِكَ يَخْتَلِفُ الشِّفَاءُ لِضُعْفِ هِمَّةِ الْقَارِئِ لِتَغَيُّرِ الْقَارِئِ فِي الْمَخْرَجِ وَالصِّفَاتِ أَوْ لِعَدَمِ قُبُوْلِ الْمَحَلِّ وَإِلَّا فَالْاٰيَاتُ وَالْأَدْعِيَةُ فِيْ نَفْسِهَا نَافِعَةٌ شَافِيَةٌ إِنْتَهٰى میرے تجربہ میں یہ بات ہے کہ کوئی عمل فاتحہ کا کسی مرض والم قلبی و قالبی کو تخلف نہیں کرتا ہے۔ و للہ الحمد

سورہ بقرہ

• حدیث ابوہریرہؓ نے فرمایا ہے شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں یہ سورت پڑھی جاتی ہے أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ لیکن دوسری حدیث سہل بن سعد میں یوں آیا ہے کہ تین دن تک پھر اس گھر میں نہیں آتا ہے خواہ رات کو پڑھے یا دن کو رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ ابوامامہ باہلیؓ کا لفظ رفعاً یہ ہے کہ إِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ مراد بطلہ سے جادوگر ہیں الحاصل قراءت اس سورت کی شیطان و آسیب جادوگر کو گھر سے دور کرتی ہے جس گھر میں ان چیزوں کا خلل ہو وہاں گھر والوں میں سے کوئی شخص ایک بار اس کو روزانہ پڑھ لیا کرے پھر اس گھر میں کوئی بلا نہ رہے گی یہ سورت حضرت کو کتب انبیاء و مقدمین میں سے دی گئی ہے۔ حدیث معقل بن یسار میں فرمایا ہے أُعْطِيْتُ الْبَقَرَةَ مِنَ الذِّكْرِ الْأَوَّلِ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ۔

آیۃ الکرسی

اس کو حدیث ابی بن کعبؓ میں اعظم آیت کتاب اللہ فرمایا ہے۔ اَخْرَجَہٗ مُسْلِمٌ دوسری روایت میں اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس آیت کی ایک زبان اور دو لب ہیں یہ تقدیس کرتی ہے اللہ کی نزدیک ساق عرش کے اس زیادت کو امام احمد اور ابو داؤد و ابن ابی شیبہ نے باسناد مسلم روایت کیا ہے حدیث صحیح میں آیا ہے کہ شیطان اس کے پڑھنے والے کے پاس نہیں پھٹکتا حدیث ابوہریرہؓ میں اس کو سید آیات قرآن کہا ہے رَوَاہُ ابْنُ حِبَّانَ وَ صَحَّحَہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ غَرِیْبٌ حاکم کا لفظ ان سے رفعاً یوں آیا ہے سورہ بقر میں ایک آیت ہے سردار ہے آیات کی وہ جس گھر میں پڑھی جاتی ہے۔ شیطان وہاں سے نکل جاتا ہے وہ آیت الکرسی ہے شوکانی فرماتے ہیں فِیْ اِثْبَاتِ السِّیَادَتِ لِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ عَلٰی جَمِیْعِ اٰیَاتِ الْقُرْاٰنِ عَظِیْمٌ فَاِنَّ سَیِّدَ الْقَوْمِ لَا یَکُوْنُ اِلَّا اَشْرَفَھُمْ خِصَالًا وَّاَکْمَلَھُمْ حَالًا وَّاَکْثَرَھُمْ جَلَالًا اِنْتَھٰی یہ سورت کسی مال یا ولد پر رکھی نہیں جاتی لیکن پھر کبھی شیطان اس کے پاس نہیں آتا — رَوَاہُ ابْنُ حِبَّانَ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رَفْعًا اس کو ترمذی نے حسن اور نسائی نے صحیح کہا ہے حدیث میں وارد ہے کہ شیطان اس سے بھاگتا ہے پڑھنے والے کے پاس نہیں آتا حدیث ابوہریرہؓ میں آیا ہے کہ شیطان نے ان سے کہا تھا کہ تو اس کو پڑھ فَاِنَّہٗ لَا یَزَالُ عَلَیْکَ مِنَ اللّٰہِ حَافِظٌ وَّلَنْ یَّقْرَبَکَ شَیْطَانٌ حَتّٰی تُصْبِحَ حضرت نے سن کر فرمایا قَدْ صَدَقَکَ وَھُوَ کَذُوْبٌ اَخْرَجَہُ الْبُخَارِیُّ میں کہتا ہوں مجھے اکثر خواب خوف ناک نظر آتے تھے شیطان نیند میں آکر ڈراجاتا تھا جب سے میں نے رات کو اس کا پڑھنا لازم کیا تب سے بالکل میں خواب

میں نہیں ڈرتا ہوں اور نہ خواب پریشاں اس سے کثرت سے دیکھتا ہوں وللہ الحمد حضرت نے فرمایا ہے مَنْ قَرَأَ اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ لَمْ تَمْنَعْہُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّۃِ اِلَّا الْمَوْتُ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ الحمد للہ تعالیٰ کہ میں بعد ہر نماز فرض کے یہ آیت مع تسبیح فاطمہ علیہا السلام پڑھا کرتا ہوں امام بونیؒ نے فضائل میں اس آیت شریف کے ایک مصنف مفید لکھا ہے اس میں ذکر کیا ہے کہ جو کوئی اس آیت کو سترہ بار بعد نماز عصر کے دن جمعے کے جائے خالی میں پڑھے گا وہ اپنے دل میں ایک ایسی حالت پائیگا جو معہود نہ تھی پھر اس حالت میں جو دعا کرے گا وہ قبول ہوگی اور جو شخص اس کو تین سو تیرہ بار پڑھے گا اس کو بے قیاس خیر حاصل ہوگی اور جس حرب میں یہ اتنی ہی بار پڑھی جاوے گی وہ لوگ غالب رہیں گے شرجی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اس عدد میں ایک سر عظیم ہے انبیاء مرسلین کا عدد یہی تھا اصحاب طالوت بھی اتنے ہی تھے جن کے حق میں اللہ سبحانہ تعالیٰ نے کہا ہے کَمْ مِّنْ فِئَۃٍ قَلِیْلَۃٍ غَلَبَتْ فِئَۃً کَثِیْرَۃً بِاِذْنِ اللّٰہِ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بھی دن بدر کے اسی قدر تھے جو اضعاف کفار پر اس دن غالب آئے فَمَنْ قَرَءَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ وَالْاَسْمَآءَ کَالْفَاتِحَۃِ لَمْ یُحِطْ اَحَدٌ بِمَا یَحْصُلُ لَہٗ مِنَ الْخَیْرَاتِ وَالْفَوَائِدِ بِاِذْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔

آیتیں آخر سورہ بقرہ

یعنی[1] اٰمَنَ الرَّسُوْلُ تا آخر سورہ یہ کسی گھر میں تین شب نہیں پڑھی جاتیں پھر

---

[1] اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ۔ (باقی حاشیہ صفحہ اگلے پر)

وہاں شیطان آئے رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ عَنِ النُّعْمَانِ رضؓ بْنِ بَشِیْرٍ وَّقَالَ حَسَنٌ غَرِیْبٌ وَصَحَّحَہُ ابْنُ حِبَّانَ وَاَخْرَجَہُ النَّسَآئِیُّ وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَہُ ابن مسعودؓ کا لفظ رفعًا یہ ہے کہ جوکوئی ان کو رات کو پڑھے یہ اس کو کفایت کرتی ہیں اَخْرَجَہُ اَصْحَابُ السِّتَّۃِ یعنی اس رات سارے آفات سے یا قرب شیطان سے یا قیام لیل سے کافی ہیں یا فضل واجر میں پسند ہیں شوکانیؒ نے فرمایا ہے اِنَّ الْاَوْلٰی حَمْلُہٗ عَلٰی جَمِیْعِ ھٰذِہِ الْمَعَانِیْ لِاَنَّ حَذْفَ الْمُتَعَلِّقِ مُشْعِرٌ التَّعْمِیْمِ کَمَا تَقَرَّرَ فِیْ عِلْمِ الْمَعَانِیْ۔ حدیث ابوذرؓ میں آیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یہ مجھ کو اس خزانے سے ملی ہیں جو نیچے عرش کے ہے تم اس کو سیکھو اور اپنی بیویوں اور بچوں کو سکھاؤ کہ یہ قرآن ونماز ودعا ہیں۔ رَوَاہُ الْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الْبُخَارِیِّ اس کو ابوداؤد نے مراسیل میں جبیر بن نفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے مطلب یہ ہوا کہ نمازی میں تالی تلاوت میں داعی دعائیں پڑھے۔

سورہ انعام

جب یہ سورۃ اتری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح کی اور فرمایا اس کے ساتھ اتنے فرشتے آئے کہ افق بھر گیا اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ عَنْ جَابِرٍ وَّقَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الْبُخَارِیِّ۔ یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ یہ ساری سورت ایک

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا لَھَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْھَا مَا اکْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ

بار میں اتری ہے۔

سورہ کہف

حدیث ابوسعیدؓ میں فرمایا ہے جو شخص اس کو شب جمعہ میں پڑھے گا مابین ہر دو جمعہ اس کے لئے نور چمکے گا اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ دوسری روایت میں بجائے شب جمعہ یوم الجمعہ آیا ہے یہی ٹھیک ہے مطلب یہ ہے کہ اثر وثواب اس کا تمام ہفتہ نمایاں رہے گا للہ الحمد۔ تیسری روایت میں یوں فرمایا ہے کہ جو کوئی دس آیتیں آخر سورہ کہف میں پڑھے گا اگر دجال نکلے گا تو اس پر مسلط نہ ہوگا اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ حدیث ابوالدرداءؓ کا لفظ رفعًا یہ ہے کہ جو کوئی دس آیتیں اوّل سورہ کہف کی یاد کرے گا وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا اَخْرَجَہُ مُسْلِمٌ وَّاَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ اور حدیث ترمذی میں تین ہی آیت اوّل کو فرمایا ہے ترمذی نے کہا ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ مسلم وابوداؤد میں کہا ہے مِنْ اٰخِرِ الْکَھْفِ ان میں کچھ منافات نہیں ہے اس لئے کہ عمل زیارت واجب ہے اور اوّل آخر میں یوں جمع ممکن ہے کہ دس اوّل سورت کی اور دس آخر سورۃ کی پڑھے اور جس کو تحصیل کمال منظور ہو وہ دن جمعہ کے یا شب جمعہ میں ساری سورت پڑھے میں کہتا ہوں یہ سورت جبکہ فتنہ دجال سے محفوظ رکھتی ہے اور یہ اتنا بڑا فتنہ ہے کہ آدم ابوالبشر کے عہد سے لے کر تا قیام ساعت نہ ہوگا تو پھر جو فتنہ کسی اور دجال کا ہے اس سے بالاولیٰ محفوظ رکھے گی حدیث ابوہریرہؓ میں آیا ہے یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یَاْتُوْنَکُمْ مِنَ الْاَحَادِیْثِ لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُکُمْ فَاِیَّاکُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ ایک روایت میں آیا ہے کہ دجاجلہ قریب تیس نفر کے ہوں گے چنانچہ اس عدد میں تیرہ سو سال کے اندر بہت سے گذر گئے اس زمانے میں بھی بعض دجاجلہ

دیکھے گئے اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا غرضکہ واسطے حفظ فتنہ دنیا کے تلاوت وقراءت اس سورت کی بحمدہ تعالیٰ مجرب صحیح ہے وللہ الحمد والعزۃ۔

سورہ طٰہٰ وغیرہ

حدیث معقل بن یسار میں فرمایا ہے مجھ کو طٰہٰ وطواسین وحوامیم الواح موسیٰ سے دی گئی ہیں رَوَاہُ الْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ۔

سورہ یٰسین

اس سورت کی برکت ظاہر اور اس کی فضیلت مشتہر ہے۔ معقل بن یسارؓ رفعاً کہتے ہیں قرآن کا دل یٰسین ہے کوئی شخص اس کو بارادہ دار آخرت نہیں پڑھتا لیکن بخش دیا جاتا ہے تم اس کو اپنے مردوں پر پڑھو اَخْرَجَہُ النَّسَآئِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَہٗ وَاَحْمَدُ وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ ہر چیز کا دل وہ ہوتا ہے جو اس کا لب لباب خالص ہو سو یہ سورت لب لباب وخالص کتاب ہے مُردوں پر پڑھنے کو اس لئے فرمایا کہ اس میں ذکر احیاء موتٰی ونفخ صور کا ہے یا ایک خاصیت ہے تخفیف کی مردوں پر حدیث انسؓ میں ایک بار پڑھنا اس کا برابر دس بار قرآن مجید پڑھنے کے آیا ہے اَخْرَجَہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ۔ حدیث جندب میں فرمایا ہے کہ جو کوئی اس کو رات میں ابتغاء لوجہ اللہ پڑھتا ہے وہ بخشدیا جاتا ہے رَوَاہُ ابْنُ حِبَّانَ وَابْنُ السِّنِّیِّ شرجیؒ فرماتے ہیں بعض احادیث میں آیا ہے یٰسٓ لِمَا قُرِاَتْ لَہٗ یعنی اس کو جس مطلب کے لئے پڑھو وہی مطلب حاصل ہو ایک فائدہ اس کا یہ ہے کہ جس کام کے لئے اکتالیس بار پڑھی جاوے وہ ضرور پورا ہو کوئی سا بھی کام کیوں نہ ہو سہیلیؒ نے شرح سیرت میں ذکر کیا ہے کہ حارث بن ابی اسامہ نے اپنے مسند میں رفعاً روایت کی ہے کہ جو کوئی یٰس

پڑھے گا اگر خائف ہے تو امن میں ہو جائے گا اور اگر بیمار ہے تو شفا پائے گا اگر بھوکا ہے تو شکم سیر ہو جائے گا۔ اس طرح کے بہت سے خصائل ذکر کئے ہیں دارمی نے بسند صحیح از عطا روایت کی ہے کہ مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات پہنچی ہے مَنْ قَرَءَ یٰسٓ فِیْ صَدْرِ النَّھَارِ قُضِیَتْ حَاجَتُہٗ بعض نے کہا ہے جو کوئی اس سورت کو اول روز میں پڑھے گا وہ شام تک فرحاں وشاداں رہے گا اور جو اول شب میں پڑھے گا وہ صبح تک فرح مسرور رہے گا۔ بعض علماء نے کہا ہے اس سورت میں ذکر رحمٰن کا جگہ اور ذکر جلالہ کا تین جگہ آیا ہے اسی طرح سورہ تبارک الذی سو جو شخص اس سورت کو پڑھے اور ذکر رحمٰن پر پہنچے تو ایک انگلی داہنے ہاتھ کی بند کرے اور جب ذکر جلالہ پر پہنچے تو بائیں ہاتھ کی انگلی عقد کرے اور جب سورہ تبارک پڑھے تو ذکر رحمٰن پر انگلی داہنے ہاتھ کی اور ذکر جلالہ پر انگلی بائیں ہاتھ کی کھول دے۔ جو کوئی اس طرح کرے گا اس کی حاجت قضا اور اس کی دعا مستجاب ہوگی۔ لیکن اللہ سے ڈرے اور سوا خیر کے کچھ دعا نہ کرے ورنہ اس کی برکت سے محروم رہے گا یہ عقد فتح خنصر سے لگاتار ہو۔ انتہی کلام الشرجی رحمہ اللہ۔

سورہ فتح

حدیث ابن عمرؓ میں فرمایا ہے آج کی رات مجھ پر ایک سورت اتری ہے وہ مجھ کو دوست تر ہے اس چیز سے جس پر سورج نکلا ہے پھر اِنَّا فَتَحْنَا پڑھی اَخْرَجَہُ الْبُخَارِیُّ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَآئِیُّ مراد یہ ہے کہ دنیا ومافیہا سے محبوب تر ہے شوکانیؒ نے فرمایا وَفِیْ ذٰلِکَ فَضِیْلَۃٌ عَظِیْمَۃٌ لِھٰذِہِ السُّوْرَۃِ انتھٰی۔

سورۂ ملک

حدیث ابوہریرہؓ میں آیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک سورت

ہے۔ قرآن کی تیس آیت اس نے ایک شخص کی شفاعت کی یہاں تک کہ وہ بخشا گیا اَخْرَجَہٗ اَھْلُ السُّنَنِ وَابْنُ حِبَّانَ وَھٰذَا لَفْظُ التِّرْمِذِیْ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَصَحَّحَہٗ ابْنُ حِبَّانَ وَقَالَ الْحَاکِمُ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ ایک روایت ابن حبان کی اس لفظ سے ہے کہ یہ سورت استغفار کرتی ہے اپنے صاحب کے لئے یہاں تک وہ بخشا جاتا ہے ابن عباس کا لفظ یہ ہے کہ یہ سورت مانعہ منجیہ ہے عذاب قبر سے نجات دیتی ہے چاہتا ہوں کہ دل میں ہر مومن کے ہو رَوَاہُ الْحَاکِمُ قَالَ ھٰذَا اِسْنَادٌ عِنْدَ الْیَمَانِیْنَ صَحِیْحٌ ترمذی کا لفظ اتنا ہے وَدِدْتُ اَنَّھَا فِیْ قَلْبِ کُلِّ مُؤْمِنٍ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سورت توریت میں ہے مَنْ قَرَءَ لَیْلَۃً فَقَدْ اَکْثَرَ وَاَطَابَ حاکم نے کہا یہ صحیح الاسناد ہے نسائی کا لفظ یہ ہے جو شخص اس کو ہر رات پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عذاب قبر سے بچاتا ہے۔

حکایت :

عذاب جہنم

امام شافعیؒ کہتے ہیں بعض اولیاء زبید نے کہا ہے میں ہمراہ ایک جنازے کے قریب مغرب نکلا جب لوگ دفن کر کے پھرے رات ہو گئی تھی میں نے ایک شخص کو کتے کی صورت میں دیکھا کہ قبر میں گھسا۔ پھر ہانپتا ہوا تعب کے ساتھ نکلا۔ داہنی آنکھ اس کی کانی تھی میں نے کہا تیرا کیا قصہ ہے اس نے کہا میں نے اس میت کو ستانا چاہا تھا مجھ کو سورہ یٰسین نے روکا اور میری آنکھ نکال لی اور مجھ سے کہا گیا اگر یہ مُردہ سورہ تبارک پڑھتا تو دوسری آنکھ بھی نکال لی جاتی انتہٰی۔ میں کہتا ہوں کہ بعض ائمہ اہل بیت اس سورت کو دو رکعت نفل میں بعد نماز عشاء کے پڑھا کرتے تھے بعض علماء نے کہا ہے جو کوئی وقت رویتِ ہلال کے اس سورت کو پڑھے گا وہ اس ماہ میں خیر پائے گا اور ہر شر سے محفوظ رہے گا۔

سُورَہ اذا زلزلت

اس کو حدیث انسؓ میں ربع قرآن فرمایا ہے اَخْرَجَہُ التِّرْمِذِیْ وَقَالَ

حَسَنٌ لیکن مسلم نے کتاب التمیز میں اس حدیث پر تکلم کیا ہے اس کی سند میں سلمہ بن وردان ضعیف ہے یحییٰ بن معین نے کہا لَیْسَ حَدِیْثُہٗ بِذَالِکَ یہی حال دوسری روایت میں ابن عباس کا ہے کہ اس میں اس سورت کو برابر نصف قرآن کے کہا ہے رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالْحَاکِمُ مگر ترمذی نے غریب اور حاکم نے صحیح الاسناد بتایا ہے لیکن اس کی سند میں یمان بن مغیرہ عربی سخت ضعیف ہے حاکم سے تصحیح کرنا اس کا تعجب ہے یہ فضیلت اس لئے ہے کہ یہ سورت مشتمل ہے احوال آخرت پر آخرت بہ نسبت احوال دُنیا کے نصف ہے اور اس سورت میں یہ آیت ہے فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ظاہر یہ ہے کہ اس راز کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے ہم مکلف ساتھ علم کے نہیں ہیں۔

سُورہ الہاکم التکاثر

حدیث ابن عمرؓ میں رفعًا آیا ہے کہ کیا تم میں کوئی ہر دن ہزار آیت نہیں پڑھ سکتا کہا اتنا کون پڑھ سکتا ہے۔ فرمایا کیا الھاکم التکاثر نہیں پڑھ سکتا اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ منذریؒ نے کہا رجال اس کے اسناد کے ثقات ہیں مگر عقبہ کہ میں اس کو نہیں پہچانتا ہوں۔

سُورَہ کفرون

اس کو حدیث انسؓ میں ربع قرآن کہا ہے رواہُ التِّرْمِذِیُّ حاکم کا لفظ ابن عباسؓ سے یہ ہے کہ برابر ربع قرآن کے ہے مگر دونوں کی سند ضعیف ہے حضرت عائشہؓ کہتی حضرت فرماتے تھے کیا اچھی دو سورتیں ہیں جو دو رکعت میں قبل فجر کے پڑھی جاتی ہیں۔ اخلاص و کافرون اَخْرَجَہُ ابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَہٗ۔ لیکن کافرون پہلی رکعت میں اور اخلاص دوسری رکعت میں پڑھے۔ بعض نسخ میں یہی ترتیب آئی ہے اور یہی صواب ہے ان

دونوں سورتیں کا ان دو رکعتوں میں پڑھنا اور احادیث میں بھی آیا ہے۔ شرجی کہتے ہیں جو کوئی اس سورت کو وقت طلوع آفتاب کے پڑھے ساری دنیا کے شر سے اس دن محفوظ ہے وَجَدْتُ ذٰلِكَ بِخَطِّ بَعْضِ الْعُلَمَآءِ وَقَالَ مُجَرَّبٌ لَا شَكَّ فِيْهِ۔

سُورۂ اذا جآء نصر اللّٰہ

اس کو حدیث ابن عباس رضی میں ربع قرآن فرمایا ہے رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ لیکن اس کی سند ضعیف ہے واللہ اعلم ابن شہاب زہری نے کہا ہے تم یہ سورت اور کافرون پڑھا کرو یہ فقر کو دور کرتی ہے۔

سُورۂ اخلاص

حدیث ابو سعید رضی وغیرہ ایک جماعت صحابہ کی احادیث میں اس کو ثلث قرآن فرمایا ہے۔ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ اور برابر ثلث قرآن کے فرمایا۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَ اَبُوْ دَاوٗدَ وَ النَّسَآئِیُّ ابو الدرداء کا لفظ رفعا یہ ہے کہ تم عاجز ہو اس سے کہ رات کو ثلث قرآن پڑھو کہا بھلا ہم رات کو ثلث قرآن کس طرح پڑھ سکتے ہیں فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ثلث قرآن ہے۔ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ وَغَیْرُهُمَا شوکانی فرماتے ہیں۔ وَقَدْ اُعِلَّ كَوْنُهَا ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ بِعِلَلٍ ضَعِیْفَةٍ وَّاهِیَةٍ وَالْاَحْسَنُ اَنْ یُّقَالَ اِنَّ هٰذَا سِرٌّ لَمْ نَطَّلِعْ عَلَیْهِ وَلَیْسَ لَنَا الْكَشْفُ عَنْ وَجْهِهٖ وَهٰكَذَا اَسَایِرُ مَا تَقَدَّمَ اِنْتَهٰی۔ حدیث ابو ہریرہ رضی میں فرمایا ہے کہ حضرت نے ایک شخص کو سنا کہ اس نے یہ سورت آخر تک پڑھی فرمایا وَجَبَتْ وَجَبَتْ یعنی واجب ہو گئی پوچھا کیا فرمایا جنت اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ وَّاَخْرَجَهٗ مَالِكٌ فِی الْمُوَطَّا وَ النَّسَائِیُّ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ اس سورت کے حق میں احادیث کثیرہ آئی ہیں وہ دلیل ہیں عظم فضل پر اس

سورت میں صفت رحمٰن ہے۔ جو کوئی اس کو پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے حدیث انس رضی میں آیا ہے ایک شخص اس کو ہر رکعت میں پڑھا کرتا تھا پوچھا تو کہا میں اس کو دوست رکھتا ہوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حُبُّكَ اِیَّاهَا اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ ۔ اس کی محبت تجھ کو جنت میں لے گئی۔ اَخْرَجَهُ الْبُخَارِیُّ۔

حکایت

ابو امامہ باہلی رضی کہتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں جبرائیل علیہ السلام آئے ان کے ہمراہ ستر ہزار فرشتے تھے کہا جنازہ معاویہ پر حاضر ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے جبرائیل علیہ السلام نے اپنا بازو پہاڑوں پر رکھ دیا وہ جھک گئے حضرت نے مدینے کو دیکھا اور معاویہ پر مع ملائکہ نماز پڑھی۔ پھر کہا اے جبرائیل معاویہ اس رتبے کو کس طرح پہنچے کہا قراءت قل ہو اللہ احد سے کھڑے بیٹھے سوار پیادہ رَوَاہُ ابْنُ السُّنِّیِّ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ كِتَابِ دَلَآئِلِ النُّبُوَّةِ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم معوذتین کو پڑھ کر ہاتھوں پر پھونکتے پھر ہاتھ بدن پر وقت خواب کے پھیرتے اور اگر دردمند ہوتے تو دوسرے کو حکم کرتے بعض علماء نے کہا ہے۔ مَنْ وَّاظَبَ عَلٰی قِرَاءَتِهَا نَالَ كُلَّ خَیْرٍ وَّكُفِیَ كُلَّ شَرٍّ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی یہ وہ سورت ہے کہ بھوکا اس کو پڑھے سیر شکم ہو جائے پیاسا پڑھے سیراب ہو جائے اسم صمد لائق ارباب ریاضت ہے جو اس کا ذکر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اکل و شرب سے بے نیاز کر دیتا ہے یا صَمَد یا صمد کہے تھکے نہیں بعض نے تعداد اس کی ایک سو چونتیس بار بتائی ہے۔ وَحُكِیَ اَنَّهٗ جَرَّبَهٗ صَحَّ خلوت میں اس اسم کی تکرار کرنے سے جہاں تک بن سکے تعب گرسنگی و تشنگی معلوم نہیں ہوتا اگر کوئی اس سورت کو ورق ارنب یعنی خرگوش کی جھلی پر لکھ کر اپنے پاس رکھے تو ہوا میں جن وانس کے ضرر سے امن میں رہے باذن اللہ تعالیٰ اور اگر گھر میں جلاتے وقت

پڑھ لیا کرے تو فقر دور ہو کر بسط رزق ہو جائے قرطبی نے کتاب التذکرہ میں لکھا ہے کہ جو کوئی سورہ اخلاص مرض موت میں پڑھے گا تو فتنہ قبر میں نہ پڑے گا اور ضغطہ قبر سے امن میں رہے گا اور ملائکہ اس کو اپنے بازوؤں پر اٹھا کر صراط سے پار کر دیں گے وہ جنت میں جا پہنچے گا انتہیٰ۔ میں نے اپنی ماں سے مرض موت میں کہہ دیا تھا کہ اس سورت کو پڑھا کرو سورہ فلق و سورہ ناس کو وہ بہت پڑھتی تھی۔ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَلَنَا۔

سُورہ فلق وناس

حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ بن عامر سے فرمایا اَلَا اُعَلِّمُكَ السُّمَيْنِ قُرِ مُتَا رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِيُّ۔ دوسری روایت میں یوں ہے یا عُقْبَةُ تَعَوَّذْ بِهِمَا تَعَوَّذَ مُتَعَوِّذٌ بِمِثْلِهِمَا اَخْرَجَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ بِنَحْوِ هٰذَا اَوْ قَالَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ اصل اس حدیث کی عقبہ سے مسلم میں یوں ہے۔ اَلَمْ تَرَ اٰيَاتٍ اُنْزِلَتِ اللَّيْلَةَ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ حاکم کا لفظ یہ ہے يَا عُقْبَةُ اقْرَءْ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ فَاِنَّكَ لَنْ تَقْرَءَ سُوْرَةً اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ وَاَبْلَغَ مِنْهَا فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ لَا تَفُوْتَكَ فَافْعَلْ یہ احادیث دلیل ہیں ان کے مزید فضل پر عقبہ کہتے ہیں مجھ سے فرمایا تھا تو ان دونوں کو سوتے اور اٹھتے وقت پڑھا کر کسی سائل نے سوال اور کسی مستعیذ نے ان کی برابر استعاذہ نہیں کیا رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ السُّيُوْطِيُّ — حدیث ابو سعید خدری میں آیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے تھے جن و عین انسان سے یہاں تک کہ معوذتین اتریں تب سے ان کو لیا اور ان کے ماسوا کو چھوڑ دیا اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَابْنُ مَاجَةَ معلوم

ہوا کہ جن اور چشم زخم کے لئے ان کے برابر کوئی استعاذہ نہیں ہے حدیث ابی بن کعب میں فرمایا ہے مَنْ قَرَءَ الْمُعَوِّذَاتِ فَكَاَنَّمَا قَرَءَ جَمِيْعَ مَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ ابْنُ مَنِيْعٍ فِيْ مُسْنَدِهٖ ابن مسعودؓ ان کو مصحف میں ثابت نہ رکھتے تھے بلکہ حک کر دیتے اور کہتے تھے کہ اِنَّهُمَا لَيْسَتَا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى لیکن بزار نے کہا ہے لَمْ يُتَابِعْهُ اَحَدٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَقَدْ صَحَّ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَرَءَ بِهِمَا فِي الصَّلٰوةِ وَاُثْبِتَتَا فِي الْمُصْحَفِ انتہیٰ شوکانیؒ نے فرمایا ہے اَجْمَعَ الصَّحَابَةُ وَجَمِيْعُ اَهْلِ الْاِسْلَامِ طَبَقَةً وَالصَّحَابِيُّ لَبَشَرٌ وَلَيْسَ قَوْلُهٗ حُجَّةً فِيْ مِثْلِ هٰذَا عَلٰى فَرْضِ عَدَمِ مُخَالَفَةٍ لِمَا ثَبَتَ عَنِ الشَّارِعِ فَكَيْفَ وَقَدْ خَالَفَ هٰهُنَا السُّنَّةَ الثَّابِتَةَ وَالْاِجْمَاعَ الْمَعْلُوْمَ انتہیٰ۔

سُورۂ الم تنزیل

جابرؓ کہتے ہیں حضرت رات کو نہ سوتے جب تک کہ الم تنزیل اور تبارک الذی نہ پڑھتے رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ابن عمرؓ نے کہا ہے کہ ان دونوں سورتوں کو ان کے غیر پر ستر درجہ فضیلت ہے انسؓ نے کہا جو ان دونوں کو رات میں اندر دو رکعت کے پڑھتا ہے اس نے گویا لیلۃ القدر پائی طاؤس ان کو کسی سفر و حضر میں ترک نہ کرتے۔

سُورۂ حشر

جو کوئی اس سورت کو ہمیشہ پڑھے گا وہ اعداء سے امن میں رہے گا اور کید کائدین و مکر ماکرین و جور ظالمین سے محفوظ رہے گا۔ حضرت علی مرتضیٰ اس کو ہر روز پڑھتے کسی نے پوچھا تو کہا یہ سورت مجھ کو آخرت یاد دلاتی ہے اور دنیا اور آخرت میں امن دے گی۔

حکایت:

ایک شخص کے کان میں قراد گھس گئی تھی اس کو سخت تعب تھا بعض علماء نے آبِ زمزم پر دس آیتیں اول آل عمران کی اور آخر سورہ حشر پڑھی وہ پانی اس کو پلا دیا جب پیٹ گیا کان سے بلطف تعالیٰ باہر نکلی آئی اس سورت کو اسم اعظم بھی کہا ہے۔

سُورۂ واقعہ

اس سورہ کے لئے ایک سر عظیم و خاصیت عجیب ہے جلب غنا و نفی فقر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ابن مسعودؓ کو کچھ مال دینا چاہا نہ لیا کہا تم اپنی لڑکیوں پر خرچ کرنا کہا کیا تم ان پر خوف فقر کا کرتے ہو میں نے ان کو کہہ دیا ہے کہ وہ سورہ واقعہ پڑھا کریں میں نے حضرتؐ کو سنا فرماتے تھے جو سورہ واقعہ ہر رات پڑھا کرے گا اس کو کبھی فاقہ نہ ہوگا۔ امام ابن عبدالبر نے کتاب التمہید میں ر فتار فعاً روایت کیا ہے عَنْ قَرَءَ الْوَاقِعَۃَ کُلَّ یَوْمٍ لَمْ تُصِبْہُ آفَۃٌ اَبَدًا بعض علماء نے کہا ہے جو شخص اس سورت کو ایک مجلس میں اکتالیس بار پڑھے گا اس کی حاجت پوری ہوگی۔ خصوصاً وہ حاجت جو متعلق طلب رزق ہے اور جو شخص اس کو بعد عصر کے ہمیشہ پڑھتا رہے گا اس کو اسباب مسرت نظر آتے رہیں گے اسی طرح سورہ انا انزلنا جلب غنا میں مشہور ہے۔

سُورہ اِنَّا اَنزلناہ فی لیلۃ القدر

بعض علماء نے کہا ہے جس کو کوئی حاجت طرف اللہ کے ہو وہ اکتالیس بار اس سورت کو پڑھ کر اکتالیس بار یہ دعا کرے اور اپنی حاجت مانگے انشاء اللہ تعالیٰ وہ

ﷺ ہندی چیچڑی ۱۲

حاجت پوری ہوگی پھر کہا یہ مجرب ہے۔ اَللّٰھُمَّ یَا مَنْ یَّکْتَفِیْ مِنْ خَلْقِہٖ جَمِیْعًا وَلَا یَکْتَفِیْ مِنْہُ اَحَدٌ مِّنْ خَلْقِہٖ یَا اَحَدُ یَا مَنْ لَّا اَحَدَ لَہٗ اِنْقَطَعَ الرَّجَآءُ اِلَّا مِنْکَ وَخَابَتِ الْاٰمَالُ اِلَّا فِیْکَ وَانْسَدَّتِ الطُّرُقُ اِلَّا اِلَیْکَ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنِیْ۔

سُورۂ الم نشرح

بعض علماء نے کہا ہے جو کوئی اس سورت کو تین بار اور فاتحہ کو ایک بار اور انا انزلناہ گیارہ بار پڑھے گا اللہ اس پر فتح بغیر تعب کے کرے گا باذن اللہ تعالیٰ۔

سُورۂ طٰہٰ

جو اس سورہ کو ہر دن وقت طلوع فجر کے پڑھے گا ادنیٰ برکت اس کی یہ دیکھے گا کہ ہر دن رزق جدید اس کو ملے گا جس کی تاک میں وہ نہ تھا اور اس دن سارے حوائج اس کے پورے ہوں گے دل اس کے لئے نرم پڑ جائیں گے اعداء پر نصرت ملے گی اس کے فضائل لاتحصیٰ ہیں۔

باب دوم

بیان میں ان عوارض وآفات کے جو انسان کو حیات وممات میں فکر مند کرتے ہیں

دعا کرب

حدیث ابن عباسؓ میں آیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقت کرب کے یہ دعا پڑھتے تھے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَاَبُوْعَوَانَةَ وَالنَّسَآئِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَغَيْرُهُمْ۔ ابن عوار نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ پھر اس کے بعد دعا کرتے ایک روایت بخاری میں حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ آیا ہے ابراہیم علیہ السلام جب آگ میں ڈالے گئے تھے تو آخر قول ان کا یہی کلمہ تھا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ اور جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ لوگ تمہارے لیے جمع ہوئے ہیں تم ڈرو تو صحابہ نے یہی کلمہ کہا ہے مسلم کا لفظ یہ ہے کہ حضرت محمدؐ پر جب کوئی امر مہم آتا تو اس کلمہ کو کہتے انتہیٰ میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کہا ہے۔ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ اس کلمے کے قائل کو کوئی برائی نہ لگے گی میں نے اس کا تجربہ کیا ہمیشہ مجرب پایا قرآن پاک سے یہی دو عمل ثابت ہیں ایک تو یہ کلمہ دوسری دعا یونس علیہ السلام اس پر بھی وعدہ نجات کا کیا ہے

کا کیا ہے اور یہ دونوں عمل حدیث سے بھی ثابت ہیں مثل ان کے کوئی دوسرا عمل جس پر اجماع کتاب وسنت واتفاق قرآن وحدیث ہو سوا ان دونوں کلموں کے اور معلوم نہیں ہوتے اگرچہ ادعیہ دیگر زبان انبیاء علیہم السلام سے قرآن پاک میں منقول ہیں۔ فَسُبْحَانَهٗ مَا اَعْظَمَ شَانُهٗ ایک روایت بخاری میں یوں آیا ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ عِبَادِكَ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اس میں یہ بات ہے کہ پہلے اس ذکر کو کہے پھر استعاذہ کرے پھر کلمہ حَسْبُنَا اللّٰهُ الخ ختم کرے۔

دعا کرب ایضاً

اسماء بنت عمیش کہتی ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھا دوں جو تو وقت کرب کے کہا کرے اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَآ اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَآئِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ طبرانی نے تین بار کہنا ان کا زیادہ کیا ہے وَاَخْرَجَهُ ابْنُ مَاجَةَ اَيْضًا عائشہؓ کا لفظ یہ ہے کہ حضرتؐ نے اپنے اہل بیت کو جمع کر کے فرمایا جب کسی کو غم یا کرب پہنچے تو وہ یوں کہے اَللّٰهُ اَللّٰهُ الخ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَهٗ طبرانی کا لفظ عائشہؓ سے یوں ہے حضرت نے کچھ نفر سے بنی ہاشم کے کہا تمہارے ہمراہ کوئی غیر تمہارا ہے کہا نہیں مگر ابن اخت یا مولیٰ ہمارا فرمایا اِذَا اَصَابَ اَحَدَكُمْ هَمٌّ اَوْ لَاوَاءٌ فَلْيَقُلْ ابن عباس کہتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کواڑ دروازے کے پکڑے اور ہم گھر میں تھے اور فرمایا اے بنی مطلب اِذَا نَزَلَ بِكُمْ كَرْبٌ اَوْ جَهْدٌ اَوْ لَاوَاءٌ فَقُوْلُوْا الخ اس کے اسناد میں ابو یحییٰ ضعیف ہے رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَالْاَوْسَطِ میں نے اس کلمہ مبارک کا تجربہ کیا تریاق مجرب پایا وللہ الحمد۔

دعاء کرب ایضاً

ابوہریرہؓ کہتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا مجھ کو کسی امر میں کرب نہ ہوا مگر جبرائیلؑ نے متمثل ہو کر مجھ سے کہا کہ تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوْتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ

دعاء کرب ایضاً

ابوہریرہؓ رفعاً کہتے ہیں دعا کرب یہ ہے اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْا فَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَّاَصْلِحْ لِيْ شَاْنِيْ كُلَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ اطلاق لفظ شان کا امر و حال و خطب اور جملہ شئون پر آتا ہے اس جگہ مراد اصلاح حال و امر محتاج الیہ ہے حیات و ممات میں اس حدیث کو طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے اس لفظ سے كَلِمَاتُ الْمَكْرُوْبِ اَللّٰهُمَّ الخ مجمع الزوائد میں کہا ہے واسنادہ حسن۔

دعاء ہم و غم یعنی فکر و رنج

ابن مسعودؓ کہتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی ہم و غم ہوتا تو کہتے يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ وَالتِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍؓ وَالنَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيْثِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَامِرٍ علی ابن ابی طالب کہتے ہیں دن بدر کے کچھ دیر تک میں نے قتال کیا پھر آیا کہ دیکھوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے ہیں دیکھا تو آپ سجدے میں پڑے

ہوئے يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ کہتے تھے پھر کر چلا گیا پھر دوبارہ آیا پھر سجدے میں پایا یہی يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ کہہ رہے تھے اللہ نے آپؐ فتح دی رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَقَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ میں نے اس کو یہی تجربہ کیا صحیح پایا یہ کلمہ اسم اعظم الٰہی ہے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

دعاء ذوالنون علیہ السلام

سعدؓ بن ابی وقاص کہتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعوت ذی النون بطن حوت میں وقت دعا کے یہ تھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ کوئی مسلمان کسی شے میں کبھی یہ دعا نہیں کرتا ہے لیکن اللہ اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے هٰذَا اللَّفْظُ التِّرْمِذِيِّ قَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ دوسرے طریق میں اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ ایک شخص نے کہا اے رسولِ خدا کیا یہ دعا خاص ساتھ یونس علیہ السلام کے ہے یا واسطے عامہ مومنین کے فرمایا تو نے اللہ کی بات نہیں سنی فَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ يَعْلَى الْمَوْصِلِيُّ اَيْضًا وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ جَرِيْرٍ اٰمِيْنًا اِسْمُ اللّٰهِ الْاَعْظَمِ الَّذِيْ اِذَا دُعِيَ بِهٖ اَجَابَ وَاِذَا سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰى دَعْوَةَ يُوْنُسَ ابْنِ مَتّٰى سیوطی نے جامع کبیر و صغیر میں اسی تخریج پر حدیث سعدؓ سے اسی لفظ پر اقتصار کیا ہے لیکن مناوی نے شرح میں کہا ہے بِاِسْنَادٍ ضَعِيْفٍ شوکانیؒ کہتے ہیں وَلَعَلَّهٗ تَبِعَ فِيْ ذٰلِكَ رَمْزَ السُّيُوْطِيِّ وَمِثْلُ ذٰلِكَ لَا يُوْثَقُ بِهٖ اسم اعظم کی تعیین میں جزری نے تین حدیثیں لکھی ہیں ان میں سے ایک یہ حدیث ہے ذکر اس کا آوے گا بہرحال پڑھنا اس آیت شریف کا ہم و غم و مصائب میں تریاق مجرب ہے مشائخ نے ترکیب اس کی بیان کی ہے ذکر ترکیب مذکور کا آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ مجھ

پر ۱۳۰۲ھ میں ہجوم مخاوف کا تھا میں اس دُعا کو پڑھا کرتا اللہ نے کشف غم فرمایا اس کے مجرب ہونے میں کچھ شک وشبہ نہیں ہے اور پہلے یہ بات گذر چکی ہے کہ یہ وہ دُعا ہے جو قرآن وحدیث دونوں سے ثابت ہے ایسی دعا سوا اس کے اور حَسْبُنَا اللّٰهُ نِعْمَ الْوَكِيْلُ کے دوسری نہیں وللہ الحمد۔

دعائے ہم و حزن

ابن مسعودؓ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نہیں کہا کسی بندے نے وقت پہنچنے ہم وحزن کے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِيَتِیْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِیَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِیَّ قَضَآءُكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِیْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِيْعَ قَلْبِیْ وَنُوْرَ صَدْرِیْ وَجَلَآءَ حُزْنِیْ وَذَهَابَ هَمِّیْ وَغَمِّیْ لیکن اللہ تعالیٰ اس کی فکر کو دور کر دیتا ہے اور بجائے حزن کے فرح بخشتا ہے رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَاَحْمَدُ وَالْبَزَّارُ اس کے آخر میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت سے کہا گیا ہم کو ان کلمات کا سیکھنا چاہیئے فرمایا ہاں جو کوئی ان کو سنے وہ سیکھ لے وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهٗ مجمع الزوائد میں کہا ہے رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ يَعْلٰى وَالْبَزَّارُ وَالطَّبْرَانِیُّ وَرِجَالُ اَحْمَدَ وَاَبِیْ يَعْلٰى رِجَالُ الصَّحِيْحِ غَيْرَ اَبِیْ سَلَمَةَ الْجُهَنِیْ وَقَدْ وَثَّقَهٗ ابْنُ حِبَّانَ اِنْتَهٰى اس کو طبرانی السنی نے بھی یہی حدیث ابو موسیٰ سے بعینہ لفظ روایت کیا ہے اور آخر میں کہا ہے کہ ایک قائل نے کہا یا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْمَغْبُوْنُ مَنْ غَبَنَ هٰٓؤُلَآءِ الْكَلِمَاتِ اَجَلْ فَقُوْلُوْهُنَّ وَعَلِّمُوْهُنَّ بِاَنَّهٗ مَنْ قَالَ هُنَّ وَعَلَّمَ النَّاسَ مَا فِيْهِنَّ

اَذْهَبَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَهٗ وَاَطَالَ فَرْحَهٗ مجمع الزوائد میں کہا ہے وَفِيْهِ مَنْ لَمْ اَعْرِفْهُمْ اِنْتَهٰى۔

دوا ہر داء خصوصاً

ابو ہریرہؓ رفعاً کہتے ہیں جس نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہا یہ اس کیلئے دواء ہے ننانوے داء سے سب میں کم ایک ہم ہے اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ وَالطَّبْرَانِیُّ شوکانی فرماتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ یہ ذکر شفا ہے عدد مذکور سے یا خارج مخرج مبالغہ ہو تو مراد شفا جمیع امراض وعلل سے ہوگی جن میں کمتر ہم ہے انتہٰی میں کہتا ہوں لفظ داء اس جگہ عام ہے داء قلب وقالب سے اسکا تکرار ہر داء جان وتن کو دور کرتی ہے میں نے بھی اس کا تجربہ کیا صحیح پایا وللہ الحمد۔

دُعائے مخرج ضیق وفرج ہم وبسط رزق

ابن عباسؓ نے رفعاً کہا ہے جس نے استغفار کو لازم پکڑا اللہ اس کو ہر تنگی سے باہر نکالتا ہے اور ہر فکر سے کشادگی بخشتا ہے اور ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ وہاں سے گمان بھی نہ ہو اَخْرَجَهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَآئِیُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَهٗ وَابْنُ مَاجَةَ نسائی کا لفظ یہ ہے مَنْ اَكْثَرَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ شوکانیؒ نے لکھا ہے وَفِی الْحَدِيْثِ فَضِيْلَةٌ عَظِيْمَةٌ وَهِیَ اَنَّ الْاِسْتِكْثَارَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ فِيْهِ الْمَخْرَجُ مِنْ كُلِّ ضِيْقٍ وَالْفَرَجُ مِنْ كُلِّ هَمٍّ وَحُصُوْلُ الْاَرْزَاقِ لَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَلَا يَكْتَسِبُ وَمَنِ اجْتَمَعَ لَهٗ ذٰلِكَ عَاشَ فِیْ نِعْمَةٍ سَالِمًا مِّنْ كُلِّ نِقْمَةٍ اِنْتَهٰى میں نے اس کا تجربہ بھی کیا صحیح پایا بلکہ اس زمانے میں دو ہی چیز کو دفع ہم وحزن میں قوی التاثیر سریع الاثر دیکھا ایک کثرت استغفار

دوسرے صدقہ خیرات الفاظ استغفار کے کئی طرح پر آئے ہیں سب کافی شافی ہیں لیکن سید الاستغفار کی بہت صفت وثنا آئی ہے اس کا ذکر ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا اور یوں تو ہر کلمہ استغفار جو بطریق صحیح ماثور ہے اپنا کام کرتا ہے۔

دعائے کرب وشدت

ابو امامہؓ رفعاً کہتے ہیں مؤذن جب اذان دیتا ہے تو دروازے آسمان کے کھل جاتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے سو جس کسی شخص پر کرب یا شدت نازل ہو تو وہ مؤذن کا جواب دے اور حی علی الفلاح کے بعد یوں کہے۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ الصَّادِقَۃِ الصَّارِخَۃِ الْمُسْتَجَابِ لَھَا دَعْوَۃِ الْحَقِّ وَکَلِمَۃِ التَّقْوٰی اَحْیِنَا عَلَیْھَا وَاَمِتْنَا عَلَیْھَا وَابْعَثْنَا عَلَیْھَا وَاجْعَلْنَا مِنْ خِیَارِ اَھْلِھَا اَحْیَآءً وَّ اَمْوَاتًا۔ پھر اس کے بعد سوال اپنی حاجت کا کرے اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ شوکانی رح فرماتے ہیں اٰتِیْ یَنَالُ حَاجَتَہٗ کَائِنَۃً مَّا کَانَتْ لیکن اس کی سند میں عفیر بن معدان ہے منذری نے اس کو واہی کہا ہے یعنی ضعیف مگر حدیث سہل بن سعد رفعاً اس کی مؤید ہے فرمایا ہے ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ الدُّعَآءُ وَالنِّدَآءُ وَعِنْدَ الْبَأْسِ حِیْنَ یَلْحَمُ بَعْضُھُمْ بَعْضًا رَوَاہُ مَالِکٌ فِی الْمُوَطَّا وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ اسی طرح اوقات اجابت میں ما بین اذان واقامت ہے اور وقت اقامت یہ بحث ہیں المعجلتین میں رضی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

توقع بلا وامر ہولناک

ابو سعید کہتے ہیں حضرت نے کہا مجھ کو چین کیونکر آئے صاحب قرن منہ میں قرن لئے ہوئے کان رکھے ہے کہ کس دم حکم ہو کہ میں اس کو پھونکوں اصحاب حضرت محمد ﷺ

پر بات گراں گذری فرمایا تم یوں کہو حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ عَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْنَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ سو جبکہ صور سے امر ہولناک کو یہ کلمہ کہنا کفایت کرتا ہے تو پھر کسی اور بلائے حقیر کی کیا ہستی ہے یہ شامل ہے ہر امر مہول کو اور کوئی ناپسند امر واقع ہو تو یوں کہے بِقَدَرِ اللّٰہِ وَمَا شَآءَ فَعَلَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَفَعَہٗ نسائی کا لفظ یہ ہے فَاِنْ غَلَبَ عَلَیْکَ اَمْرٌ فَقُلْ قَدَرُ اللّٰہِ وَمَا شَآءَ صَنَعَ۔

دعاء غلبہ امر

عوف بن مالک مرفوعاً کہتے ہیں حضرت نے درمیان دو شخصوں کے فیصلہ کیا مقضی علیہ نے کہا حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ فرمایا اس شخص کو بلاؤ وہ آیا اس سے فرمایا تو نے کیا کہا اس نے عرض کیا کہ میں نے یہ کہا فرمایا اللہ ملامت کرتا ہے عجز پر لیکن تجھ پر کیس یعنی ہوشیاری لازم ہے اور جب تجھ پر کوئی امر غلبہ کرے تب تو یوں کہہ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ شوکانی فرماتے ہیں اَلْحَدِیْثُ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّہٗ لَا یُقَالُ ھٰذَا الدُّعَآءُ اِلَّا اِذَا غَلَبَہُ الْاَمْرُ وَعَجَزَ عَنْ دَفْعِہٖ اِنْتَھٰی یعنی معاملہ مقدمہ میں ہار جیت ایک معمولی بات ہے اس پر اس کلمے کا کہنا اس کو تو وقت مغلوبیت امر مہم کی کیسے تلاعب نہ کرے اس کی قدر سمجھے۔

دعائے مصیبت

حدیث ابی سلمہ میں فرمایا ہے تم میں سے جب کسی کو مصیبت پہنچے تو وہ کہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ عِنْدَکَ اَحْتَسِبُ مُصِیْبَتِیْ فَاْجُرْنِیْ فِیْھَا وَاَبْدِلْنِیْ مِنْھَا خَیْرًا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ غَرِیْبٌ

مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَالْحَاكِمُ وَابْنُ مَاجَةَ مسلم کا لفظ ام سلمہ سے یوں ہے مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيْبُهٗ مُصِيْبَةٌ فَيَقُوْلُ اِنَّا لِلّٰهِ الخ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ اَخْلُفْ خَيْرًا مِّنْهَا الخ یہ دُعا مصیبت میں کہنا چاہیئے موت ہو یا کچھ اور اللہ اس کے کہنے سے خلف خیر عطا فرماتا ہے اہل علم کو اس کا تجربہ ہوا ہے بلکہ خود ام سلمہ نے اس کا تجربہ پایا کہ بعد موت ابی سلمہ یہ دعا کی تھی۔ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِيْ الخ وہ کہتی ہیں قُلْتُ كَمَا اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْلَفَ لِيْ خَيْرًا مِّنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

دُعائے استصعاب امر

جب کوئی امر دشوار پیش آئے تو یوں کہے اَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَهٗ سَهْلًا وَاَنْتَ تَجْعَلُ الْحُزْنَ سَهْلًا رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ عَنْ اَنَسٍ رَفْعًا وَصَحَّحَهٗ شوکانی" فرماتے ہیں وَفِي الْحَدِيْثِ الدُّعَاءُ بِاَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ يَجْعَلُ كُلَّ مَا صَعُبَ الْاُمُوْرُ وَسَهْلًا يُمْكِنُ الْوُصُوْلُ اِلَيْهِ بِلَا صُعُوْبَةٍ اِنْتَهٰى۔

دعاء درماندگی وزیادت قوت

اگر شغل سے تھک جائے اور زیادت طاقت چاہے تو وقت خواب کے ہر شب ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ ۳۴ بار اللہ اکبر کہے رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَاَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ مِنْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ فاطمہ علیہا السلام نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خادم مانگا تھا فرمایا سوتے وقت یوں کہا کر بخاری کا لفظ یہ ہے کہ ان کے ہاتھ میں چکی پیسنے سے گٹا پڑ گیا تھا۔ اس کی شکایت پر یہ ہدایت فرمائی سبحان اللہ

بنت سید المرسلین اس مشقت وتعب تھیں کہ اپنے ہاتھ سے چکی پیستیں کھانا پکاتیں ہماری کیا ہستی ہے کہ ہماری مستورات ایسے کاموں سے عار کریں لیکن بات یہ ہے کہ ہم سے اللہ کی نعمت بسط رزق کا شکر ادا نہیں ہو سکتا ہے جس نے ہم کو اور ہماری مستورات کو محتاج اس مشقت وشغل کا نہیں رکھا ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ سوال روح ہے اَللّٰهُمَّ غَفْرًا۔

دعائے خوف از سلطان ظالم

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں تو جب پاس کسی بادشاہ ہیبت ناک کے جائے جس کی سطوت سے تو ڈرتا ہے تو کہہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِهٖ جَمِيْعًا اَللّٰهُ اَعَزُّ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فُلَانٍ وَجُنُوْدِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَللّٰهُمَّ كُنْ لِّيْ جَارًا مِّنْ شَرِّهِمْ جَلَّ ثَنَاؤُكَ وَعَزَّ جَارُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ تین بار اسی طرح کہے رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ مجمع الزوائد میں کہا ہے وَرِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيْحِ اِنْتَهٰى یہ موقوف ہے ابن عباس پر نزدیک ابن ابی شیبہ کے اور تین بار کہنا بھی انہیں کی روایت ہے نہ طبرانی کی وَرَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ مَوْقُوْفًا اَيْضًا اس کو طبرانی نے ابن مسعود سے مرفوعًا بھی روایت کیا ہے اس لفظ سے اِذَا تَخَوَّفَ اَحَدُكُمْ سُلْطَانًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ كُنْ جَارًا مِّنْ شَرِّ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَاَتْبَاعِهِمْ اَنْ يَفْرُطَ عَلَيَّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ مجمع الزوائد میں کہا ہے فِيْهِ جَنَادَةُ بْنُ

بْنُ مُسْلِمٍ وَثَقَّهٗ ابْنُ حِبَّانَ وَضَعَّفَهٗ غَيْرُهٗ وَبَقِيَّةُ رِجَالِهٖ رِجَالُ الصَّحِيْحِ اِنْتَهٰى فلاں کی جگہ اس شخص کا نام لے جس سے ڈرتا ہے۔

دعائے خوف از سلطان

علقمہ بن یزید کہتے ہیں جو شخص خامر شعبی سے ہوتا شعبی اس کو یہ دعا سکھاتے اَللّٰهُمَّ اِلٰهَ جِبْرَآئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ وَاِلٰهَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحَاقَ عَافِنِيْ وَلَا تُسَلِّطَنَّ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ عَلَيَّ بِشَيْءٍ لَا طَاقَةَ لِيْ بِهٖ اَخْرَجَهٗ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ مَوْقُوْفًا اس کے آخر میں یہ کہا ہے ایک شخص کے پاس ایک امیر گیا تھا اس نے یہ دعا کی امیر نے اس کو چھوڑ دیا۔

شعبی ایک امام جلیل تابعی کبیر ہیں ان کا نام عامر بن شراحیل تھا حجاج نے ان کو ظلماً قتل کر ڈالا۔ میں کہتا ہوں سلف و خلف میں بابت قوت و ضعف ایمان اتنا ہی فرق ہے کہ وہ ہر مصیبت میں توسل و استعانت نری اللہ پاک سے کرتے تھے نہ اولیاء خدا سے اس جگہ نام ملائکہ و انبیاء کا لیا تو بھی کس عنوان پاکیزہ سے یہ نہ کہا اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ جِبْرِيْلَ اس لئے کہ اللہ پر کسی مخلوق کا کوئی حق واجب نہیں ہے بلکہ یوں کہا اَللّٰهُمَّ اِلٰهَ فُلَانٍ وَّ فُلَانٍ اس میں اللہ سے استعانت بھی ہوئی اور ان کی عبودیت بھی اللہ کیلئے ثابت ہوئی پھر ان لوگوں کے نام لئے جن کا اہل اللہ ہونا قطعی الثبوت ہے بخلاف اولیاء اللہ ہر چند ان کے حق میں بھی حسن ظن قبول ہے لیکن ہم کسی کو قطعی جنتی نہیں کہہ سکتے ہیں سو جب یہ بات ہے تو پھر توسل کرنا ان سے دعا میں کچھ ضروری نہیں ہے گو نزدیک بعض اہل علم کے جائز ہو یا اسی ترکیب کے ساتھ کہے اَللّٰهُمَّ اِلٰهَ الشَّيْخِ فُلَانٍ وَّ فُلَانٍ اس لئے کہ اس محل استعانت و استغاثہ میں ہم کو اگر کسی کا نام لینا ضروری ہو تو ہم ملائکہ کرام عالی مقام اور انبیاء علیہم السلام کا نام لیں اور اس کے خاص الخاص بندوں

کا ذکر سامنے رب کے کریں جن کے مقبول و مقرب ہونے میں کچھ شک و شبہ نہیں ہے ان کا نام کیوں لیں جن کے حق میں ہم قطعاً کوئی حکم نہیں لگا سکتے مبادا ان میں کوئی ایسا ہو جس کو ہم نے اللہ کا ولی سمجھ لیا ہے اور وہ ولی نہ ہو تو پھر یہ کہنا بھلا کہ اَللّٰهُمَّ اِلٰهَ فُلَانِ الشَّيْخِ نافع نہ ہوگا بلکہ مضر پڑے گا اگرچہ ساری خلق مومن و کافر اللہ ہی کے بندے اور غلام ہیں جس طرح کہ ہم يَا خَالِقَ الْقَاذُوْرَاتِ نہیں کہہ سکتے ہیں اگرچہ اِنَّ اللّٰهَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ کہتے ہیں اللہ کی جناب عالی ساری مخلوق سے بڑھ کر محل ادب ہے لیکن مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؂

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم گشت از فضل رب

فائدہ:

مسائل شرک و بدعت میں جس جگہ علماء و اولیاء کا اختلاف ہو کوئی جائز کہے کوئی ناجائز اس جگہ میزان یہ ہے کہ ترک اولیٰ ہے فعل سے اور وقوف افضل ہے قول بجواز سے اس لئے کہ شرک کے ستر ابواب ہیں اور شرک چیونٹی کی چال سے اندھیری رات میں سیاہ پتھر پر سے کبھی زیادہ تر پوشیدہ ہے اور معلوم ہے کہ اللہ شرک کو ہرگز نہ بخشے گا مگر توبہ سے اور بدعت کے بہتر "۷۲" دروازے ہیں اور ہر بدعت ضلالت ہے اور ہر ضلالت نار میں ہے اس لئے وقوف میں نجات ہے اور جرأت کرنے میں ہلاک و لہذا حدیث میں آیا ہے اَلْمُؤْمِنُوْنَ وَقَّافُوْنَ عِنْدَ الشُّبُهَاتِ شرک و توحید کھلی چیز ہے ان کے درمیان میں امور مشتبہ ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا ہے وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ یہ جگہ اس مسئلے کے بسط کی نہیں ہے اس کا محل کتب اعتصام بالکتاب والسنۃ ہیں۔ واللہ اعلم۔

دُعائے خوف از امیر ظالم

ابو مجاز جن کا نام لاحق بن حمید ہے کہتے ہیں جو شخص امیر ظالم سے ڈرے تو وہ یہ کہے رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَّ بِالْقُرْاٰنِ حَكَمًا وَّ اِمَامًا اللہ اس کو اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے گا رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ مَوْقُوْفًا ممکن ہے کہ یہ اثر اور اثر ما قبل صحابہؓ سے مروی ہوں یا مستندان کا تجربہ ہو ان دو اماموں نے تجربہ میں اس کو صحیح پایا ہے۔

دُعائے خوف از شیطان وغیرہ

جب کسی شیطان وغیرہ سے ڈرے تو یوں کہے اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ وَ كَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِّنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ وَبَرَاَ وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَّا رَحْمٰنُ رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ وَاَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مالک کی روایت میں یوں ہے کہ شب معراج میں حضرت کے سامنے ایک عفریت یعنی دیو سرکش ایک شعلہ آگ کا لے کر آیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب اس کی طرف التفات کرتے تو اس کو موجود پاتے جبریل علیہ السلام نے کہا تم یوں کہو اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ الخ۔

دُعائے فزع یعنی گھبراہٹ کی

ابن عمرؓ کہتے ہیں حضرت صحابہؓ کو واسطے دفع فزع کے یہ کلمات سکھاتے

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ اَخْرَجَهُ اَبُوْدَاؤدَ وَ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَسَنٌ وَّالْحَاكِمُ۔

دُعائے ہرب شیطان

اس کام کے لئے پڑھنا آیۃ الکرسی کا اور اذان کہنا آیا ہے رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ مِنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ حدیث سعد میں نداء باذان واسطے دفع غول کے بھی بالخصوص آئی ہے رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

دُعائے وسوسہ

حدیث ابوہریرہؓ میں فرمایا شیطان تمہارے پاس آ کر کہتا ہے اس کو کس نے پیدا کیا اس کو کس نے بنایا یہاں تک کہ یوں کہتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا جب اس کی نوبت پہنچے تو اللہ کے ساتھ استعاذہ کرے اور باز رہے اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَآئِيُّ ایک لفظ مسلم کا یوں ہے کہ اس طرح کہے۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ دوسری روایت ابوداؤد اور نسائی کی یہ ہے فَقُوْلُوْا اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ پھر تین بار بائیں طرف تھتکار دے اور شیطان سے پناہ مانگے نسائی کا لفظ یہ ہے فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَمِنْ فِتْنَتِهٖ شوکانیؒ فرماتے ہیں وَفِي الْحَدِيْثِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ يَجِبُ عَلٰى مَنْ بَلَغَتْ بِهِ الْوَسْوَسَةُ الشَّيْطَانِيَّةُ اِلٰى هٰذَا الْحَدِّ اَنْ يَّنْتَهِيَ عَنْ ذٰلِكَ وَيَتْرُكَهٗ وَيَشْتَغِلَ بِغَيْرِهٖ مِمَّا

يَلْعَبُ بِهِ وَيَصْرِفُ ذِهْنَهُ عَنْهُ وَيَقُولُ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَيَتْلُوْا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَيَتْفُلُ ثَلٰثًا عَنْ يَسَارِهٖ دَفْعًا لِلشَّيْطَانِ الَّذِيْ اَتٰى بِهٰذِهِ الْوَسْوَسَةِ وَيَسْتَعِيْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَمِنْ فِتْنَتِهٖ اِنْتَهٰى بائیں طرف کا ذکر اس لئے ہے کہ دل بائیں طرف ہے اور وسوسہ شیطان کا دل کے اندر ہوتا ہے اس لئے اسی جانب تفل کرے اور اگر وسوسہ اعمال میں ہو تو اس شیطان کا نام خنزب ہے بکسر خاء و فتح خاء ونون ساکن درائے مفتوحہ اس وقت بھی استعاذہ باللہ اور تفل بجانب یسار کرے رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ عُثْمَانَ ابْنَ اَبِي الْعَاصِ ابو زمیل نے ابن عباسؓ سے کہا تھا کیا چیز ہے یہ جو میں اپنے سینے میں پاتا ہوں پوچھا گیا کہا واللہ میں نہیں کہہ سکتا کہ کیا کچھ شک ہے اور ہنسے اور کہا اس سے کسی نے نجات نہیں پائی یہاں تک کہا کہ اللہ نے یہ آیت بھیجی فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْاٰيَة پھر کہا جب تو اپنے جی میں کچھ پائے تو یہ کہو هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اَخْرَجَهُ اَبُوْدَاؤُدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ شیطان رجیم انسان کا دشمن ہے ہر دم کام اس کا وسوسہ ڈالنا ہے پھر کبھی ایسا وسوسہ خبیث القاء کرتا ہے جو منہ سے نکالا نہیں جاتا صریح کفر وردۃ والحاد و زندقہ ہوتا ہے جیسے شک اللہ تعالیٰ میں یا سب وشتم حق میں اللہ و رسول کے ولاحول ولا قوۃ الا باللہ سو ایسے وساوس کا یہی علاج ہے جو مذکور ہوا اور اللہ تعالیٰ ضرور پناہ گیر کو ان شاء اللہ تعالیٰ پناہ دے گا اور سب اعمال سے زیادہ وسوسہ اس لعین کا حالت نماز میں ہوتا ہے اس لئے کہ نماز افضل عبادات ہے اور سب سے پہلے دن حساب کے اسی کی پرسش ہوگی لہٰذا جن امور کا خیال خارج نماز میں نہیں ہوتا ہے ان کا وسوسہ اسی حالت میں اندر سینے کے خلش کرتا ہے اور دور دور جا بجا فکر و خیال دوڑتا ہے تا افضل عبادت خراب ہو کر نمازی برکات ونجات آخرت سے محروم ہو جائے یہ خنزیر اور خنزیر سے بھی بدتر اور خبیث تر

ہے جو کہ اس حالت طہارت میں آکر بہکاتا ہے اور ہر وادی میں لئے پھرتا ہے اس کے علاج بھی یہی ہیں جو اس جگہ مذکور ہوئے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَعِيْذُ بِكَ مِنْ وَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ۔

دُعا کان بولنی کی

ابو رافع مولائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا کان بولے تو وہ مجھ کو یاد کر کے مجھ پر درود بھیجے اور کلمہ کہے ذَكَرَ اللّٰهُ بِخَيْرٍ مَنْ ذَكَرَنِيْ اَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ مجمع الزوائد میں اس حدیث کو حسن کہا ہے یہ معاجم ثلاثہ میں مروی ہے رَوَاهُ الْبَزَّارُ فِيْ مُسْنَدِهٖ اَيْضًا شوکانی کہتے ہیں فِيْهِ اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّ سَبَبَ ذٰلِكَ ذِكْرُ بَعْضِ مَنْ يَّذْكُرُهٗ وَقَدْ ذَكَرَ اَهْلُ عِلْمِ الطِّبِّ اِنَّ ذٰلِكَ يَكُوْنُ مِنْ تَصَعُّدِ الْاَبْخِرَةِ وَلٰكِنْ هٰذِهِ الْاِشَارَةُ مِنَ الصَّادِقِ الْمَصْدُوْقِ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ صَرِيْحَةً فِيْ سَبَبِيَّتِهٖ فَهِيَ اَقْدَمُ مِنْ كُلِّ طِبٍّ اَخْرَجَ هٰذَا الْحَدِيْثَ اَيْضًا ابْنُ السُّنِّيِّ فِيْ عَمَلِ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ اِنْتَهٰى۔ ؎

گوش تو شنیدہ کہ دردے دارد ۔۔۔ درد دل من مگر بگوش تو رسید

پاؤں کا سُن ہو جانا

اس بارے میں ابن السنی نے ایک اثر ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے اور ابن عمرؓ سے کہ جب پاؤں سُن پڑ جائے تو اس شخص کو یاد کرے جو سب سے زیادہ اس کو لوگوں میں محبوب ہے شوکانیؒ فرماتے ہیں لَيْسَ فِيْ ذٰلِكَ مَا يُفِيْدُ اَنَّ لِهٰذَا حُكْمَ الرَّفْعِ فَقَدْ يَكُوْنُ مَرْجَعُ هٰذَا التَّجْرِيْبِ وَالْمَحْبُوْبُ الْاَعْظَمُ

لِكُلِّ مُسْلِمٍ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْبَغِيْ ذِكْرُهٗ عِنْدَ ذٰلِكَ كَمَا وَرَدَ وَمَا يُفِيْدُ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ مِثْلُ قَوْلِهٖ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَكَمَا فِيْ حَدِيْثٍ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَمِنَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ اِنْتَهٰى۔ یہ استدلال شوکانی کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب اعظم ہونے پر نہایت صریح و واضح ہے اللہ تعالیٰ ہم کو محبت اپنے محبوب اعظم کی بطفیل محبوب ہونے کما ینبغی اور کما حقہ، عطا کرے اللّٰہم آمین ابن السنی وغیرہ کی روایت میں کیفیت اس کا ذکر کی یوں آئی کہ اس طرح کہے مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انشاء اللہ فی الفور خدر جاتا رہے گا سلف کو اس کا تجربہ ہوا ہے و للہ الحمد۔ شرجی کہتے ہیں ایک بار پاؤں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا سُن ہو گیا کہا یا محمد فی الفور کھل گیا انتہی لیکن اس مذاء سے کیفیت صدر بہتر ہے کیونکہ مجاہد نے اس کو بلا نداء روایت کیا ہے ایک ترکیب رفع خدر کی یہ بھی ہے کہ جو ہاتھ یا پاؤں سن ہو گیا ہو اس کے ناخنوں پر تھوک لگا وے خدر زائل ہو جاوے گا۔ اس کو شرجی نے مجرب کہا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

دعائے غضب و خشم

اس کے دور کرنے کے لئے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ کہے۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ مِنْ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ بِطُوْلِهٖ وَفِيْهِ قِصَّةٌ سنن کی روایت میں یوں کہنا آیا ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ غضب متسبب ہوتا ہے عمل شیطان سے اسی لئے اس سے استعاذہ کرنے کو فرمایا ہے سو جس کسی شخص کو امر ناحق میں یا موعظت صدق میں غصہ آئے وہ جان لے کہ شیطان اس کے ساتھ تلاعب کرتا ہے اور کسی طائف شیطان نے

اس کو چھوا ہے شوکانی فرماتے ہیں وَفِيْ هٰذَا مَا يَزْجُرُ عَنِ الْغَضَبِ كُلَّ مَنْ يَوَدُّ اَنْ لَّا يَكُوْنَ فِيْ يَدِ الشَّيْطَانِ يَصْرِفُهٗ كَيْفَ يَشَاءُ اِنْتَهٰى ایک علاج غضب کا یہی ہے کہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے بیٹھا ہو تو لیٹ جائے اس پر بھی غصہ نہ جائے تو خاک پر سجدہ کرے وضو کرکے و باللہ التوفیق منجملہ دس مہلکات ایک مہلک یہ غضب بھی ہے۔

دعائے حدّ لسان یعنی تیز زبانی کی

جو شخص بدزبان فحش گو ہو وہ اللہ سے استغفار کرے حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے شکوہ ذرب لسان کا کیا فرمایا تو استغفار سے کدھر گیا میں تو ہر دن میں سو بار اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ ذرب لسان۔ کہتے ہیں فحش بکنے کو یہ دلیل ہے اس بات پر کہ سبب ضرب زبان کا بہی گناہ انسان کے ہوتے ہیں سو جب اللہ تعالیٰ ان ذنوب کو بخشے گا بسبب استغفار کے تو وہ مسبب بھی دور ہو جائے گا۔ رہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سو وہ اس سے معصوم تھے یہ بات انہوں نے واسطے تعلیم امت کے ارشاد فرمائی ہے کہ جب کوئی شخص اس بلا میں مبتلا ہو تو یہ کام کرے۔

دُعائے قرض

ایک مکاتب نے پاس علی بن ابی طالب کے آکر کہا میں ادار زر کتابت سے عاجز ہو گیا ہوں میری کچھ مدد کرو فرمایا کیا میں تجھ کو وہ کلمات نہ سکھا دوں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو سکھائے تھے اگر برابر جبل صبر کے تجھ پر قرض ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس کو تجھ سے ادا کرا دے گا کہہ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ

بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِیُّ وَالْحَاكِمُ ترمذی نے کہا حسن ہے حاکم نے کہا صحیح ہے صبر بفتح صاد وکسر موحدہ ایک مشہور پہاڑ ہے یمن کا، میں کہتا ہوں مجھ کو بعد ہر نماز فرض کے اس دعا کے پڑھنے کی عادت ہے میں نے تمام عمر کبھی ایک پیسہ کسی سے نہیں لیا باوجود احتیاج اس کے میری ہر حاجت بلا قرض کے پوری کی اور مجھ کو اتنا دیا کہ میں نے ایک جماعت کو ہزارہا روپیہ بطور قرض حسن دیا پھر کسی نے پورا اور کسی نے آدھا یا کم ادا کیا اور کسی نے معاف کرا لیا اور کسی نے کچھ نہ دیا میں نے سب سے قطع نظر کی اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ میرے ذنوب سے بھی دن حساب کے تجاوز فرمائے اللھم آمین۔ شرجی کہتے ہیں بعض علماء نے کہا ہے۔ يَنْبَغِي اَنْ يُوَاظِبَ عَلٰى ذٰلِكَ بَعْدَ كُلِّ فَرِيْضَةٍ اِلَى الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى فَمَا فِي الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى اِلَّا وَقَدْ اَغْنَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَكُلُّ ذٰلِكَ مَشْرُوْطٌ بِالصِّدْقِ وَصَلَاحِ النِّيَّةِ وَحُسْنِ الْعَقِيْدَةِ اِنْتَهٰى حدیث عائشہؓ میں فرمایا ہے عیسٰی بن مریم اپنے اصحاب کو یہ دعا سکھاتے تھے اور فرماتے اگر تم پر برابر پہاڑ کے قرض سونے کا ہوگا۔ اور تم یہ دعا کرو گے تو اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ اَللّٰهُمَّ فَارِجَ الْهَمِّ كَاشِفَ الْغَمِّ مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِيْ بِرَحْمَةٍ تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ پر بقیہ قرض تھا جب میں نے یہ حدیث حضرت عائشہؓ سے سن کر دعا پڑھنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے میرا قرض ادا کر دیا۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں مجھ پر ایک دینار تین درہم اسماء بنت عمیس کے قرض تھے وہ جب میرے پاس آتیں تو میں ان کی طرف منہ کرتی شرماتی کیونکہ میرے پاس قرض ادا کرنے کو نہ تھا میں یہی دعا کیا کرتی تھوڑی مدت میں اللہ نے مجھ کو رزق دیا جو نہ صدقہ تھا نہ میراث مجھ سے اللہ نے وہ قرض ادا کرا دیا اور باقی مال میں نے اپنے گھر والوں

میں خوب اچھی طرح پر بانٹا اور عبدالرحمٰن کی دختر کو تین اوقیہ چاندی کا زیور بنا دیا اور بہت سا مال بچ رہا حاکم نے کہا یہ روایت صحیح الاسناد ہے اس کو بزار نے بھی عائشہ سے روایت کیا ہے لیکن سند اس کی ضعیف ہے بہرحال اس دعا کا تجربہ مطابق ارشاد صادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کے ابو بکرؓ و عائشہؓ کو ہو گیا و للہ الحمد اسی طرح مسلمان موقن کو ہو سکتا ہے اگر ضعیف الایمان اور شکی مزاج نہ ہو۔

دعائے قرض ایضاً

معاذ رضی اللہ عنہ پر ایک یہودی کا ایک اوقیہ زر قرض تھا اس نے حبس کر رکھا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تجھ کو ایسی دعا نہ سکھا دوں کہ اگر تجھ پر مثل کوہ صبر کے قرض ہو تو اللہ تعالیٰ ادا کرا دے اے معاذ اللہ سے یہ دعا کر، اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تُوْلِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُمَا وَتَمْنَعُ مَنْ تَشَآءُ اِرْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ اَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ یہ حدیث انسؓ سے بھی رفعاً آئی ہے مجمع الزوائد میں کہا ہے کہ رجال اس کے ثقات ہیں ابو سعید رفعاً کہتے ہیں ابو امامہ نے کہا مجھ پر ہموم و دیون ہو گئے ہیں فرمایا اَفَلَا اُعَلِّمُكَ كَلَامًا اِذَا قُلْتَهٗ اَذْهَبَ اللّٰهُ هَمَّكَ وَقَضٰى دَيْنَكَ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فرمایا صبح و شام یہ دعا کیا کر۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُ

بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَ قَهْرِ الرِّجَالِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ ابوامامہؓ کہتے ہیں فَفَعَلْتُ فَأَذْهَبَ اللّٰهُ هَمِّيْ وَقَضٰى دَيْنِيْ شوکانی کہتے ہیں وَلَا مَطْعَنَ فِيْ إِسْنَادِ هٰذِهِ الْحَدِيْثِ یہ حدیث مختصراً بخاری میں بھی آئی ہے اور مجرب ہے میں اس کو اندر نماز کے بعد تشہد پڑھا کرتا ہوں اگرچہ میرا پڑھنا بالیقین حضور قلب کے ساتھ نہیں ہے لیکن برکت اخبار صادق مصدوق سے ہمیشہ اثر اس کا دفع وحزن وقہر رجال میں مشاہدہ کیا کرتا ہوں وللہ الحمد۔

دُعائے نظر بد

سہیل بن حنیف کو عامر بن ربیعہ کی نظر غسل کی حالت میں لگ گئی حضرتؐ نے سہل کے سینے پر ہاتھ مار کے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ حَرَّهَا وَبَرْدَهَا وَوَصَبَهَا پھر کہا قُمْ بِإِذْنِ اللّٰهِ وہ اٹھ کھڑے ہوئے پھر فرمایا إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَفْسِهٖ وَمَالِهٖ أَوْ أَخِيْهِ شَيْئًا يُعْجِبُهٗ فَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ فَإِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ أَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ وَهٰذَا لَفْظُهٗ وَالْحَاكِمُ وَابْنُ مَاجَةَ وَأَحْمَدُ ابن مسعودؓ کہتے ہیں اگر دابہ ہو جس کی نظر لگی ہو اس کے منخر ایمن میں چار بار اور منخر ایسر میں تین بار یوں کہہ کر پھونک دے لَا بَأْسَ أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ لَا يَكْشِفُ الضُّرَّ إِلَّا أَنْتَ أَخْرَجَهُ ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ شوکانی فرماتے ہیں محتمل ہے کہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو یا تجربہ پر اعتماد کیا ہو لَا بُدَّ فَإِنَّ الرُّقْيَةَ الثَّابِتَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَيْنِ لَيْسَتْ بِخَاصَّةٍ فِيْ بَنِيْ آدَمَ بَلْ ثَابِتَةٌ بِكُلِّ مَنْ أَصَابَتْهُ الْعَيْنُ مِنْ آدَمِيٍّ وَغَيْرِهٖ لیکن حدیث عائشہ میں آیا ہے کہ حضرت محمدؐ عیادت کرتے بعض اہل اپنے کی اور دست راست سے مسح کر کے فرماتے ۔۔۔

اَللّٰهُمَّ أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ اَللّٰهُمَّ اشْفِهٖ فَأَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ یہ حدیث مرفوع مغنی ہے اثر موقوف ابن مسعودؓ سے اور یہ ظاہر ہے کہ ابن مسعود نے اسی حدیث کے اعتماد پر رقیہ دابہ کیا ہو اس لئے کہ یہ کچھ مختص ساتھ بنی آدم کے نہیں ہے۔

دعائے دیوانگی

ابی بن کعب کہتے ہیں ایک اعرابی کو اثر لمم تھا یعنی جنون حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے سامنے بٹھا کر فاتحہ[1] مفلحون پڑھی وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ[2] لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ تا يَعْقِلُوْنَ پھر آیۃ الکرسی اور لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ[3] وَمَا فِي الْأَرْضِ تا آخر بقرہ و[4] شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهٗ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ تا آخر آیات و[5] إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الْآيَةَ تا مُحْسِنِيْنَ یہ آیت سورہ اعراف میں ہے فَتَعَالَى تا آخر مُؤْمِنِيْنَ پھر دس آیات اول صافات کی تا لَازِبٍ اور تین آیات آخر سورہ حشر کی وَأَنَّهٗ تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا الْآيَةَ سورہ جن سے وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ معوذتین أَخْرَجَهٗ أَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحٌ اس کے آخر میں یہ بھی کہا ہے فَقَامَ الرَّجُلُ كَأَنَّهٗ لَمْ يَشْتَكِ شَيْئًا قَطُّ اس کو ابن ماجہ واحمد نے بھی روایت کیا ہے لیکن اس کی سند میں ابوجناب ضعیف ہے باقی رجال رجال صحیح ہیں یہ حدیث دلیل ہے مشروعیت رقیہ جنون پر مطابق اس حدیث کے اس میں اس پر بھی دلیل ہے کہ بعض انواع جنون طرف سے شیطان کے ہوتے ہیں نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَبِهٖ

[1] پارہ اول سورہ بقرہ رکوع اول [2] پارہ دوم بقرہ رکوع بستم [3] پارہ سوم سورہ بقرہ رکوع چہلم ۱۲ [4] پارہ سوم سورہ آل عمران رکوع دوم ۱۲ [5] پارہ ہشتم سورہ اعراف رکوع ہفتم ۱۲ [6] پارہ ہجدہ سورہ مومنون رکوع ششم [7] پارہ بست ونہم سورہ جن در رکوع اول۔

بِنَدَ بِعِ قَوْلُ مَنْ قَالَ اِنَّهٗ لَا سَبِیْلَ لِلشَّیْطَانِ اِلٰی مِثْلِ ذٰلِکَ قَالَہُ الشَّوْکَانِیُّ معلوم ہوا کہ یہ آیات آسیب زدہ کو بھی نافع ہوتی ہیں باذن اللہ سبحانہ۔

دُعائے جنون ایضاً

علاقہ بن صحار کا گذر ایک قوم پر ہوا وہاں ایک دیوانہ تھا جس کو زنجیر میں باندھ رکھا تھا انہوں نے اس کو فاتحۃ الکتاب سے رقیہ کیا وہ اچھا ہوگیا قوم نے سو بکریاں دیں یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے فرمایا هَلْ اِلَّا هٰذَا فَلَعَمْرِیْ مَنْ اَكَلَ بِرُقْيَةٍ بَاطِلٍ لَقَدْ اَكَلْتَ بِرُقْيَةٍ حَقٍّ هٰذَا اللَّفْظُ اَبِیْ دَاوٗدَ اِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ ایک روایت میں آیا کہ تین دن تک صبح وشام فاتحہ پڑھ کے تھوک جمع کرکے تھوکتے وَاَخْرَجَهُ النَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ اِنْتَهٰی اَیْضًا۔

دُعائے کژدم گزیدہ

حدیث ابوسعید میں آیا ہے ایک رہط کا سید کژدم گزیدہ تھا ایک صحابی نے اس پر فاتحہ پڑھ کر تھوکنا شروع کیا وہ اچھا ہوگیا قوم نے اس کو بکریاں دیں جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر آیا فرمایا وَمَا يُدْرِيْكَ اَنَّهَا رُقْيَةٌ اَصَبْتُمْ اِقْسِمُوْا وَاضْرِبُوْا لِیْ مَعَکُمْ بِسَهْمٍ رَوَاهُ اَهْلُ الصِّحَاحِ السِّتَّةِ كُلُّهُمْ بِطُوْلِهٖ ترمذی کی روایت میں آیا ہے کہ سات بار فاتحہ پڑھی تھی نسائی وابن ماجہ سے معلوم ہوا ہے کہ راقی خود ابوسعید خدری راوی اس حدیث کے تھے شوکانی کہتے ہیں یہ حدیث دلیل ہے اس پر کہ فاتحۃ الکتاب رقیہ نافعہ ہے اور تداوی کرنا ساتھ اس کے صفت مذکور پر جائز ہے انتہی میں کہتا ہوں اس حدیث سے اس بات پر بھی استدلال باشارۃ النص ہوسکتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی شخص نیک بخت کو اس امر کا الہام کرے کہ فلاں

سورہ قرآن یا آیت قرآن فلاں امر کے لئے نافع ہے تو ہوسکتا ہے جو اعمال آیات سے مشائخ نے لکھے ہیں اور بطریق مرفوع ثابت نہیں ہیں ان کے جواز پر یہی حدیث دلیل ہے وَمَا يُدْرِيْكَ اَنَّهَا رُقْيَةٌ ہاں کیفیت عمل میں کوئی ایسا امر آکر شامل نہ ہو جو طریق شرعی سے بیگانہ سمجھا جائے یہی تلاوت وتفل وتعداد وتکرار وغیرہا ہو فقط دوسرا طریق رقیہ لدغ عقرب کا یہ ہے کہ پانی میں نمک ملاکر اس پر سورہ کافرون ومعوذتین پڑھ کر جائے لدغ پر ملدے یہ کیفیت حدیث علی بن ابی طالب میں آئی ہے رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ مَرْفُوْعًا وَقَالَ فِیْ مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بچھو نے نماز میں ڈنک مارا تھا فرمایا لَعَنَ اللّٰهُ الْعَقْرَبَ لَا تَدَعُ مُصَلِّيًا وَلَا غَيْرَهٗ پھر یہ عمل کیا اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے مگر بلفظ لَا تَدَعُ نَبِيًّا وَلَا غَيْرَهٗ امام شوکانی فرماتے ہیں وَقَدِ اجْتَمَعَ فِیْ هٰذَا الْحَدِيْثِ الْعِلَاجُ بِالْاَمْرَيْنِ الْاِلٰهِیِّ وَالطَّبِيْعِیِّ اِنْتَهٰی تیسرا عمل نیش کا یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ شَجَّةٌ قَرْنِيَّةٌ مِلْحَةٌ بَحْرٍ قَفْطًا اس رقیہ کو عبداللہ بن زید نے حضرت محمدؐ پر عرض کیا تھا آپ نے اذن دیا اور فرمایا اِنَّمَا هِیَ مَوَاثِيْقُ رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ مجمع الزوائد میں کہا ہے اس کی اسناد حسن ہے حدیث دلیل ہے اس پر کہ جس رقیہ کے معانی معلوم نہ ہوں لیکن تجربے نفع اس کا ثابت ہو اس رقیہ کا کرنا جائز ہے لیکن اس شرط سے کہ راقی کو یہ بات معلوم ہو کہ وہ جنس سحر سے نہیں ہے اس لئے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رقیہ میثاق ہے جو سلیمان علیہ السلام نے ہوام سے لیا تھا اور کچھ اس سے ثابت ہوا کہ جس رقیہ کے معنے معلوم نہ ہوں اس کا کرنا درست نہیں ہے مگر اسی صورت میں کہ شارع نے اس کو مقرر کیا ہو جس طرح اس حدیث میں ہے اس کے سوا اور جائز نہیں کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رقیہ کو دو قسم ٹھہرایا ہے ایک رقیہ حق دوسرے رقیہ باطل رقیہ

حق وہ ہے جو قرآن یا حدیث سے ہو قولاً یا فعلاً یا تقریراً رقیہ باطل وہ ہے جو اس طرح پر نہ ہو سو جو احادیث نہی میں رقی سے آئی ہیں وہ اسی رقیہ باطل پر محمول ہیں اور جو احادیث اذن رقی میں آئی ہیں وہ رقیہ حق پر محمول ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

رقیۂ محروق

محمد بن حاطب کہتے ہیں میں نے دیگ اٹھائی میرا ہاتھ جل گیا میری ماں مجھ کو ایک مرد کے پاس لے گئیں اور کہا اے رسول خدا اس کا ہاتھ جل گیا ہے فرمایا قریب لاؤ کچھ پڑھ کر دم کر دیا میں نے نہ جانے کیا پڑھا پھر میں نے ماں سے پوچھا کہ وہ کیا پڑھتے تھے کہا۔ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شَافِيَ اِلَّا اَنْتَ اَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ وَاَحْمَدُ وَرِجَالُهُمَا رِجَالُ الصَّحِيْحِ اور ان کی ماں کا نام فاطمہ یا جویریہ ام جمیل تھا یہ حدیث اگرچہ رقیہ محروق میں آئی ہے لیکن کچھ اس پر دلیل نہیں ہے کہ سوا محروق کے اور کسی پر نہ کیا جائے بلکہ ہر تکلیف پر کچھ بھی ہو یہ رقیہ کر سکتے ہیں خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے غیر محروق پر بھی رقیہ کیا ہے جس طرح کہ حدیث رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ میں نزدیک طبرانی کے آیا ہے وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيْحِ۔

احتباس بول وحصاة

ایک شخص نے ابوالدرداء کے پاس آکر کہا کہ میرے باپ کا پیشاب بند ہو گیا ہے اور اس کو سنگریزہ ہو گیا ہے انہوں نے اس کو وہ رقیہ سکھا دیا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا رَبَّنَا اللّٰهُ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ اَمْرُكَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ كَمَا رَحْمَتُكَ فِي السَّمَآءِ وَاجْعَلْ

رَحْمَتَكَ فِي الْاَرْضِ وَاغْفِرْ لَنَا حُوْبَنَا وَخَطَايَانَا اَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِيْنَ فَاَنْزِلْ شِفَآءً مِنْ شِفَائِكَ وَرَحْمَةً مِنْ رَحْمَتِكَ عَلٰى هٰذَا الْوَجَعِ وہ شخص اچھا ہو گیا اس کو ابوداؤد و نسائی نے روایت کیا ہے لفظ وجع اس جگہ صیغہ صفت مشبہ ہے طیبین جمع طیّب کی۔

پھوڑا پھنسی

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جب کوئی آدمی بیمار ہوتا یا اس کو کوئی قرحہ یا جرح ہوتا ہے حضرت انگلی سبابہ زمین پر اس طرح رکھتے پھر اٹھا کر کہتے بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَاَيْضًا الْبُخَارِيُّ وَاَهْلُ السُّنَنِ اِلَّا التِّرْمِذِيَّ لیکن اس لفظ سے كَانَ يَقُوْلُ لِلْمَرِيْضِ انگلی میں کچھ ذرا سی خاک لگ جاتی ہے اس کو موضع علت یا جرح پر رکھتے۔

دردِ دندان وگوش

جو شخص ہر چھینک کے وقت یوں کہے گا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ مَا كَانَ اس کو کبھی درد دندان یا گوش نہ ہوگا رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَوْمًا شوکانی فرماتے ہیں۔ يُمْكِنُ اَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ شَيْئًا قَدْ حَفِظَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُمْكِنُ اَنْ يَكُوْنَ مستند ذالك التجريب انتهى۔

آنکھ کا دکھنا

انس کہتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رمد پہنچا یا کسی اور کو گھر والوں میں

سے یا اصحاب میں سے تو یہ دعا کرتے اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِبَصَرِیْ وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنِّیْ وَاَرِنِیْ فِی الْعَدُوِّ ثَارِیْ وَانْصُرْنِیْ عَلٰی مَنْ ظَلَمَنِیْ رَوَاهُ الْحَاكِمُ اس میں دلیل ہے اس بات پر کہ دعا کرنا دشمن روایت ثار کی اور ظالم پر نصرت پانے کی جائز ہے۔ وَقَدْ وَرَدَتْ بِذٰلِكَ اَحَادِیْثُ وَدَلَّتْ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ قُرْاٰنِیَّةٌ

تپ

جس کو تپ آئے وہ یوں کہے بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِیْرِ اس کو حاکم و ابن ابی شیبہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اوجاع وحمیٰ میں اس کلمے کا کہنا تعلیم فرماتے تھے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَّمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ هٰذَا لَفْظُ الْحَاكِمِ وَصَحَّحَهٗ صحیح بخاری میں ابن عباس سے آیا ہے کہ حضرت نے ایک اعرابی کی عیادت کی کہا لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی احادیث میں آیا ہے کہ تپ بھاپ ہے آگ کی یہ پانی سے سرد پڑ جاتی ہے یہ علاج طب نبوی سے ہے۔ وللہ الحمد۔

درد جسم وغیرہ

عثمان بن ابی العاص نے حضرت محمدؐ سے کہا جب سے میں اسلام لایا ہوں میرے بدن میں درد رہتا ہے فرمایا درد کی جگہ انگلی رکھو اور تین بار بسم اللہ کہو سات بار یوں کہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ هٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَرَوَاهُ مَالِكٌ فِی الْمُوَطَّا وَابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاَهْلُ السُّنَنِ نسائی نے زیادہ کیا فَاَذْهَبَ اللّٰهُ مَا كَانَ بِیْ اَلَمٌ اَوَّلُ اٰمُرُ بِهٖ اَهْلِیْ وَغَیْرَهُمْ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ بدن میں جس جگہ درد ہو وہ بسم اللہ کہتا ہوا ہاتھ رکھے اور یہ دعا پڑھے یہ

جب ہے کہ درد ایک جگہ میں ہو اور اگر کئی جگہ میں ہو تو ہر ایک جگہ پر ہر جگہ میں اسی طرح پڑھے شوکانیؒ فرماتے ہیں۔ وَفِی الْاَعْدَادِ الَّتِیْ تَرِدُ فِیْ مِثْلِ هٰذَا الْحَدِیْثِ سِرٌّ مِّنْ اَسْرَارِ النُّبُوَّةِ وَلَیْسَ لَنَا اَنْ نَّطْلُبَ الْعِلَّةَ فِیْهِ وَالسَّبَبَ الَّذِیْ یَقْتَضِیْهِ كَمَا فِیْ عَدَدِ الرَّكَعَاتِ وَالْاَنْصِبَاءِ وَالْحُدُوْدِ اِنْتَهٰی۔

وجود الم در بدن

کعب بن مالک نے کہا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جب کوئی الم پائے تو نیچے الم کے ہاتھ رکھ کر سات باریوں کہے اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ مِّنْ شَرِّ مَا اَجِدُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِیُّ مجمع الزوائد میں کہا ہے اس حدیث کی سند میں ابو معشر ضعیف ہے اور توثیق اس کی لین ہے باقی رجال سند ثقات ہیں شوکانی کہتے ہیں وَهٰذَا الْحَدِیْثُ وَاِنْ كَانَ فِیْ اِسْنَادِهٖ اَبُوْ مَعْشَرٍ فَاِنَّ الْحَدِیْثَ الْاَوَّلَ الثَّابِتَ فِی الصَّحِیْحِ یَشْهَدُ لَهٗ اَتَمَّ شَهَادَةٍ وَیَشُدُّ مِنْ عَضُدِهٖ اَوْثَقَ شَدٍّ اِنْتَهٰی۔ اس میں تحت الم آیا ہے اور حدیث اول میں موضع الم معلوم ہوا کہ ہاتھ اس طرح پر رکھے کہ بعض فوق الم ہو اور بعض تحت الم واللہ اعلم۔ حدیث انسؓ میں آیا ہے رکھ ہاتھ اپنا ہاتھ اس جگہ کہ دکھ ہو پھر کہ بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ مِنْ وَّجْعِیْ هٰذَا اس کو طاق پڑھ پھر ہاتھ اٹھا اور پھر پڑھ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وتر سے مراد تین یا پانچ یا سات بار یا زیادہ اس سے پڑھنا مراد ہے جمع درمیان اس کے اور حدیث اول کے یوں ممکن ہے کہ ایک بار ہاتھ رکھ کر سات بار پڑھے اس میں ان سب احادیث پر عمل ہو جائے گا اور زیادہ الفاظ کو جمع کرے مثلاً یوں کہے بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَبِعِزَّتِهٖ وَقُدْرَتِهٖ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ مِّنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ مِنْ وَّجْعِیْ هٰذَا۔

بیماری

حضرت عائشہؓ کہتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے معوذات پڑھ کر اپنے اوپر دم کرتے جب سختی درد کی ہوتی تو میں پڑھ کر ان کے ہاتھ پھیرتی بامید برکت رَوَاہُ الشَّیْخَانِ وَ اَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ موضع الم اگر خاص ہو تو اس جگہ دم کرے اور اگر الم سارے بدن میں ہو تو سب جگہ پھونکے یا جس جگہ چاہے اگر سب جگہ دم نہ کر سکے تو ایک روایت میں اسی حدیث کے یہ آیا ہے کہ حضرت دونوں ہاتھ سے جہاں تک ہوسکتا مسح کرتے سر پر اور منہ پر اور سامنے کے بدن پر تین بار اسی طرح کرتے ھٰکَذَا فِی الصَّحِیْحَیْنِ وَھٰذِہِ الرِّوَایَۃُ یُبَیِّنُ کَیْفِیَّۃَ الْمَسْحِ۔

حصول گزند و تلخی حیات

حضرت انسؓ رفعاً کہتے ہیں تمنا نہ کرے کوئی تم سے موت کی بسبب کسی ضرر کے جو اس کو پہنچا ہے اور اگر بے کئے نہ بنے تو یوں کہے اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیَاۃُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْمَوْتُ خَیْرًا لِّیْ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ نووی نے کہا ہمارے علماء کہتے ہیں کہ یہ کراہت جب ہے کہ بسبب کسی ضرر وغیرہ کے مرنا چاہے اور اگر ڈرے دین کے بسبب فساد زمان کے ہو تو پھر یہ تمنا مکروہ نہیں ہے انتہیٰ شوکانیؒ فرماتے ہیں یہ تخصیص ساتھ مجرد استحسان کے ہے اس لئے کہ نہی عام ہے کسی حال میں بھی یہ آرزو نہ کرے ہاں اگر ضرر نازل ہو یا زندگی ناگوار ہو تو یہ دعا کرے کہ یہ دعا شارع نے بتائی ہے اور ڈرنا دین پر بسبب فساد زمان کے منجملہ مصداقات ضرر کے ہے بلکہ جو ضرر طرف دین کے عائد ہوتا ہے وہ نزدیک مومن کے ضرر دنیا سے سخت تر ہے حاصل یہ ہے کہ آرزو موت کی کرنا بسبب کسی شے کے اشیاء سے کوئی سی بھی چیز کیوں نہ ہو نا چاہیئے بلکہ اس تمنا سے

عدول کر کے طرف اس دعا کی آئے۔

رقیہ مرض

ابو سعیدؓ کہتے ہیں جبریل علیہ السلام آئے کہا اے محمد کیا تم بیمار ہو کہا ہاں کہا بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ یُّؤْذِیْکَ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَیْنِ حَاسِدٍ اَللّٰہُ یَشْفِیْکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ اَخْرَجَہٗ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ ابوہریرہؓ کا لفظ یہ کہ حضرت میرے پاس آئے فرمایا اَلَا اَرْقِیْکَ رُقْیَۃً رَقَانِیْ بِھَا جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ میں نے کہا بلی بِاَبِیْ وَاُمِّیْ فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ یَشْفِیْکَ مِنْ دَاءٍ فِیْکَ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۔ ۔ ۔ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ تین بار یہ رقیہ کیا اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ وَابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَصَحَّحَہُ السُّیُوْطِیُّ حدیث علی میں رفعاً کہتا اس کلے کا مریض کو آیا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اشْفِہٖ اَللّٰھُمَّ عَافِہٖ اَخْرَجَہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَالْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ سلمان کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا وہ بیمار تھے کہا یَا سَلْمَانُ شَفَی اللّٰہُ سُقْمَکَ وَغَفَرَ لَکَ ذَنْبَکَ وَعَافَاکَ فِیْ دِیْنِکَ وَجِسْمِکَ اِلٰی مُدَّۃِ اَجَلِکَ رَوَاہُ الْحَاکِمُ دوسرا شخص بجائے سلمان نام اس مریض کا لے حدیث دلیل ہے اس پر کہ مریض کے لئے یہ دعا کرنا ان الفاظ سے مستحب ہے۔

دعائے مریض

ابن عباسؓ کہتے ہیں حضرت محمدؐ نے فرمایا جو شخص بیمار کی عیادت کرے جس کی اجل حاضر نہیں ہوئی ہے تو سات بار نزدیک اس کے یوں کہے اَسْاَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ

الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ اللہ اس کو مرض سے عافیت دے گا اَخْرَجَہٗ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَحَسَّنَہٗ ابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَہٗ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَالْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ۔ حضرت نزدیک سر مریض کے بیٹھ کر یہ کلمات کہتے رَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَابْنُ حِبَّانَ یہ عدد اسرار نبوت سے ہے ہم کو بحث اس کے سبب سے کرنا د چاہیئے۔

مرض موت

سعد بن مالک کہتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ قولہ تعالیٰ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فرمایا ہے جس مومن نے اس کو اپنی بیماری میں چالیس بار پڑھا اور مر گیا اُس کو اجر شہید کا ملتا ہے اور اگر اچھا ہو گیا ہو تو ہو گیا اور سارے گناہ اس کے بخش دیئے گئے اخرجہ الحاکم حدیث میں فائدہ جلیلہ و مکرمت نبیلہ ہے کہ یہ دعا مریض کو نازل منازل شہدا کر دیتی ہے اور اگر بچ جاتا ہے تو اس کے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں شوکانی فرماتے ہیں یہ کچھ مستبعد نہیں اس کئے اس آیت کا اسم اعظم ہونا معلوم ہوتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مرض موت ایضاً

ابو سعیدؓ و ابو ہریرہؓ نے شہادۃً کہا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ اپنی بیماری میں پھر مر گیا تو آگ اس کو نہ کھائے گی اَخْرَجَہُ التِّرْمِذِیُّ وَحَسَّنَہُ ابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَہٗ

وَرَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَاللَّفْظُ لَہٗ اس کے بعد نسائی نے بعد لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ کے یہ زیادہ کیا ہے کہ اپنی انگلیوں پر پانچ بار گن کر فرمایا مَنْ قَالَ ھُنَّ فِیْ یَوْمٍ اَوْ فِیْ لَیْلَۃٍ اَوْ فِیْ شَھْرٍ ثُمَّ مَاتَ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ اَوْ فِیْ تِلْکَ اللَّیْلَۃِ اَوْ فِیْ ذٰلِکَ الشَّھْرِ غَفَرَ اللہُ لَہٗ ذَنْبَہٗ شوکانی کہتے ہیں طعمہ نار نہ ہو اس کے قائل کا اس لئے ہے کہ یہ کلمات مشتمل ہیں توحید پر پانچ بار اور احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ مَنْ مَاتَ لَا یُشْرِکُ بِاللہِ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّۃَ اور فرمایا ہے مَنْ کَانَ اٰخِرُ کَلَامِہٖ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ وَوَرَدَ بِھٰذَا الْمَعْنٰی اَحَادِیْثُ کَثِیْرَۃٌ عَنْ جَمَاعَۃٍ مِّنَ الصَّحَابَۃِ فِی الصَّحِیْحَیْنِ وَغَیْرِھِمَا۔

مرضِ موت ایضاً

حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں میں نے حضرت محمدؐ کو موت سے پہلے سنا کہ وہ اپنی پشت مجھ سے لگائے ہوئے کہتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی اَخْرَجَہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِیُّ مراد رفیق اعلیٰ سے انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین ہیں جن کا ذکر وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا میں آیا ہے یا ملائکہ مقربین جن کو ملأ اعلیٰ فرمایا ہے جوہری نے کہا رفیق اعلیٰ جنت ہے یا یہ دعا ہے اللہ سے ملنے کی کَمَا یُقَالُ اَللہُ رَفِیْقٌ بِعِبَادِہٖ۔

ایضاً مرض موت

عائشہؓ کہتی ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک برتن پانی کا رکھا تھا اس میں ہاتھ ڈال کر منہ مبارک پر پھیرتے اور کہتے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اِنَّ

لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ پھر کہتے فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلٰى یہاں تک کہ مقبوض ہوئے اور ہاتھ جھک پڑا أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ ترمذی کا لفظ یہ ہے اَللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلٰى غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَكَرَاتِ غمرات سے مراد سختیاں موت کی ہیں۔

ایضاً مرض موت

حدیث ابو سعیدؓ میں فرمایا ہے لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ اس باب میں ایک جماعت صحابہ سے احادیث آئی ہیں ابوداؤد کا لفظ یہ ہے لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ قَوْلَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مراد تلقین سے یہ ہے کہ حضار میت کو کلمہ طیبہ یاد دلائیں کیونکہ حدیث معاذ بن جبل میں آیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا آخر کلام یہ ہوگا وہ جنت میں جائے گا۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ اس کی سند میں صالح بن ابی غریب کو ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے وَأَخْرَجَهُ أَيْضًا أَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَقَدْ وَرَدَتْ أَحَادِيثُ بِمَعْنَاهُ ذَكَرَهَا الشَّوْكَانِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي شَرْحِ الْمُنْتَقٰى۔

موت شہادت بلا شہادت

حدیث سہل بن حنیف میں فرمایا ہے جو شخص سوال شہادت کا اللہ سے بصدق دل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو منازل شہداء میں پہنچا دے گا گو اپنے بستر پر مر جائے أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ شوکانی فرماتے ہیں وَالْحَدِيثُ يَدُلُّ عَلٰى مَشْرُوعِيَّةِ سُؤَالِ الْعَبْدِ لِرَبِّهِ أَنْ

يَكْتُبَ لَهُ الشَّهَادَةَ فَإِنْ كَتَبَهَا لَهُ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَإِنْ لَمْ يَكْتُبْهَا لَهُ نَالَ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَبَلَّغَهُ اللّٰهُ إِلَيْهَا وَأَعْطَاهُ مِثْلَ مَا أَعْطَاهُمْ إِنْتَهٰى میں اس جگہ صدق دل سے اپنے رب سے یہ سوال کرتا ہوں اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُولِكَ اَللّٰهُمَّ آمِينَ ۝

دعائے میت

ام سلمہؓ وفات پا گئے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہؓ سے کہا یہ کہہ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلَهُ وَأَعْقِبْنِي مِنْهُ عُقْبٰى حَسَنَةً أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ بِطُولِهِ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ دوسری روایت میں یوں ہے کہ یہ دعا کی۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعٰلَمِينَ وَافْسَحْ فِي قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَغَيْرُهُ پھر اس پر یٰسٓ پڑھی اس لئے کہ حدیث معقل بن یسار میں فرمایا ہے کہ یٰسٓ دل ہے قرآن کا کوئی شخص اس کو نہیں پڑھتا بارادۂ خدا دار آخرت لیکن اللہ اس کو بخش دیتا ہے تم اس کو اپنے مردوں پر پڑھا کرو أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَأَحْمَدُ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَاهُ لیکن ابن قطان نے اس کو معلل باضطراب و وقف جہالت حال ابو عثمان راوی کہا ہے اور دارقطنی نے ضعیف الاسناد مجہول المتن ٹھہرا کر کہا ہے وَلَا يَصِحُّ فِي الْبَابِ حَدِيثٌ إِنْتَهٰى ابن حبان نے کہا اَلْمُرَادُ بِقَوْلِهِ اِقْرَءُوهَا عَلٰى مَوْتَاكُمْ مَنْ حَضَرَهُ الْمَوْتُ وَرَدَّهُ الْمُحِبُّ الطَّبَرِيُّ وَقَالَ هُوَ عَلٰى ظَاهِرِهِ قَالَ الشَّوْكَانِيُّ وَهٰذَا هُوَ الصَّوَابُ وَلَا وَجْهَ لِإِخْرَاجِهِ مِنْ مَعْنَاهُ

الْحَقِیْقِیِّ اِنْتَھٰی۔

دُعائے تعزیت

ام سلمہؓ کہتی ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے کوئی بندہ جس کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ یوں کہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ اَجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا اَجَرَہُ اللّٰہُ فِیْ مُصِیْبَتِہٖ وَاَخْلَفَ لَہٗ خَیْرًا مِّنْھَا اِنْفَرَدَ بِہٖ مُسْلِمٌ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَلَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ یہ کلمہ ہر مصیبت میں کہا جاتا ہے صاحب میت بھی اس کو کہے تو ثقل مصیبت دفع ہو کر بدل خیر حاصل ہوگا عاجلا یا آجلا انشاء اللہ۔

دعائے رفع وحمل سریر جنازہ

اسامہ بن زید کہتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ مرگیا اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی اور فرمایا اس کی ماں سے کہو کہ صبر اور احتساب کرے اَخْرَجَہُ الشَّیْخَانِ معاذ کا بیٹا مرگیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لکھا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ اِلٰی مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ سَلَامٌ عَلَیْکَ فَاِنِّیْ اَحْمَدُ عَلَیْکَ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعْظَمَ اللّٰہُ لَکَ الْاَجْرَ وَاَلْھَمَکَ الصَّبْرَ وَرَزَقَنَا وَاِیَّاکَ الشُّکْرَ فَاِنَّ اَنْفُسَنَا وَاَمْوَالَنَا وَاَھْلِیْنَا وَاَوْلَادَنَا مِنْ مَّوَاھِبِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ الْھَنِیْئَۃِ وَعَوَارِیْہِ الْمُسْتَوْدَعَۃِ

یُمَتِّعُ بِھَا اِلٰی اَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ وَّیَقْبِضُھَا لِوَقْتٍ مَّعْلُوْمٍ ثُمَّ افْتَرَضَ عَلَیْنَا الشُّکْرَ اِذَا اَعْطٰی وَالصَّبْرَ اِذَا ابْتَلٰی وَکَانَ ابْنُکَ مِنْ مَّوَاھِبِ اللّٰہِ الْھَنِیْئَۃِ وَعَوَارِیْہِ الْمُسْتَوْدَعَۃِ مَتَّعَکَ بِہٖ فِیْ غِبْطَۃٍ وَّسُرُوْرٍ وَّقَبَضَہٗ مِنْکَ بِاَجْرٍ کَبِیْرٍ وَّالصَّلٰوۃُ وَالرَّحْمَۃُ وَالْھُدٰی اِنِ احْتَسَبْتَ فَاصْبِرْ اِلَّا یُحْبِطْ جَزَعُکَ اَجْرَکَ فَتَنْدَمُ وَاعْلَمْ اَنَّ الْجَزَعَ لَا یَرُدُّ شَیْئًا وَّلَا یَدْفَعُ حُزْنًا وَّمَا ھُوَ نَازِلٌ فَکَانَ السَّلَامُ اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ وَابْنُ مَرْدَوَیْہِ مِنْ حَدِیْثِ مُعَاذٍؓ قَالَ الْحَاکِمُ غَرِیْبٌ حَسَنٌ وَّزَادَ ابْنُ مَرْدَوَیْہِ فِیْ کِتَابِ الْاَدْعِیَۃِ فَلْیَذْھَبْ اَسَفُکَ مَا ھُوَ نَازِلٌ بِکَ فَکَانَ قَدَہٗ وَالسَّلَامُ۔

دعائے مصیبت زدہ

ابن عمرؓ نے کہا ہے بسم اللہ کہے رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ مَوْقُوْفًا بکر بن عبد اللہ مزنی کہتے ہیں ہمراہ بسم اللہ کے تسبیح بھی کرے رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ پھر نماز جنازہ پڑھے تکبیر کہے پھر فاتحہ پڑھے پھر درود پڑھے پھر اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ عَبْدُکَ وَابْنُ اَمَتِکَ الخ رَوَاہُ الْحَاکِمُ وہ دعائے میت جو حدیث عوف بن مالک میں آئی ہے اس کو مسلم نے روایت کیا ہے وہ نہایت صحیح اگرچہ سارا ادعیہ ماثورہ کفایت کرتے ہیں وہ دعا یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَہٗ وَاغْسِلْہُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِہٖ وَاَھْلًا خَیْرًا مِّنْ اَھْلِہٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِّنْ زَوْجِہٖ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ وَاَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ۔ شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔

لَیْسَ فِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ تَعْیِیْنُ الْمَوْضِعِ الَّذِیْ یُقَالُ فِیْہِ ھٰذَا الدُّعَآءُ فَیَقُوْلُہُ الْمُصَلِّیْ عَلَی الْجَنَازَۃِ بَعْدَ اَیِّ تَکْبِیْرَۃٍ اَرَادَ وَقَدْ وَرَدَتْ اَدْعِیَۃٌ غَیْرُمَا ذُکِرَ ھٰھُنَا فَیَنْبَغِیْ لِلْمُصَلِّیْ عَلَی الْجَنَازَۃِ اَنْ یَّاْتِیَ مِنْھَا بِمَا اَمْکَنَہٗ وَاِذَا اسْتَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ فَھُوَ اٰتٍ فَاِنَّ ھٰذَا الْمَوْطِنَ لَا یَنْبَغِیْ فِیْہِ اِلَّا الْمُبَالَغَۃُ فِی الدُّعَآءِ وَالتَّرَحُّمِ لِاَنَّہٗ قَدْ اُتِیَ بِذٰلِکَ الْمَیِّتِ اِلٰی اِخْوَانِہٖ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ لِیَدْعُوْا لَہٗ مَنْ صَلّٰی مِنْھُمْ عَلَیْہِ نَدَبَھُمُ الشَّارِعُ اِلٰی ذٰلِکَ وَشَرَعَہٗ اِنْتَھٰی پھر جب مُردے کو قبر میں رکھے تو یہ کہے مِنْھَا خَلَقْنٰکُمْ وَفِیْھَا نُعِیْدُکُمْ وَمِنْھَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْرٰی رَوَاہُ الْحَاکِمُ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ وَقَدْ ضَعَّفَ ابْنُ حَجَرٍ اِسْنَادَ ھٰذَا الْحَدِیْثِ اور کہنا بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ کا حدیث عمر بن خطاب میں رفعًا آیا ہے رَوَاہُ اَھْلُ السُّنَنِ اِلَّا ابْنُ مَاجَۃَ وَرَوَاہُ ابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَہُ التِّرْمِذِیُّ ترمذی نے کہا حَسَنٌ غَرِیْبٌ نسائی کا لفظ یہ ہے کہ جب تم اپنے مُردوں کو قبر میں رکھو تو یہ کہو پھر بعد فراغ کے دفن سے استغفار کرے اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے سوال تثبیت کا کرے کیونکہ وہ اس وقت مسئول ہوتا ہے اَخْرَجَہٗ اَبُوْدَاوٗدَ وَالْحَاکِمُ مِنْ حَدِیْثِ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ وَقَالَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ وَالْبَیْھَقِیُّ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ صحیح مسلم میں آیا ہے کہ عمرو بن عاص نے کہا تھا جب تم مجھ کو دفن کر چکو تو پاس میری گور کے اتنی دیر ٹھہرنا کہ اونٹ کو نحر کر کے اس کا گوشت تقسیم کرتے ہیں تاکہ میں تم سے استیناس کروں اور دیکھوں کہ میں اپنے رب کے قاصدوں کو کیا جواب دیتا ہوں انتہی پھر بعد دفن کے قبر پر اول و آخر سورہ بقرہ پڑھے رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِی السُّنَنِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نووی نے کہا اس کی اسناد حسن ہے گو ابن عمر ہی کا قول ہو کیونکہ ایسی بات رائے سے نہیں کی جاتی ہے یا عموم فضل تلاوت بقرہ سے

استعلام کیا ہو بامید انتفاع میت بتلاوت بقرہ واللہ اعلم۔

دُعائے زیارت قبور

حضرت محمد ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو یہ دعاء وقت زیارت قبور کے پڑھنا بتادیا تھا ـــ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ اَخْرَجَہٗ مُسْلِمٌ وَالنَّسَآئِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَزَادَ اَنْتُمْ فَرَطٌ وَنَحْنُ لَکُمْ تَبَعٌ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَھُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَھُمْ یہ تعلیم دعا تھی کہ لوگ اس طرح پڑھا کریں اس سے استدلال جواز زیارت پر واسطے مستورات کے کما ینبغی نہیں ہے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ احکم۔

❖

باب سوم

(بیان میں بعض آیات و احادیث متفرقہ کے واسطے احوال و خواص متفرقہ کے)

دفع تعب

اس کا ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم عوض خادم کے حضرت فاطمہؓ کو وقت جانے کے بستر پر حکم پڑھنے تسبیح و تحمید و تکبیر کا دیا تھا ہر کلمہ ۳۳ بار کہا جائے حضرت علی مرتضیٰ کہتے ہیں مَا تَرَكْتُهَا وَلَا لَيْلَةَ صِفِّيْنَ مشرجی فرماتے ہیں جو شخص اس عمل پر مواظبت کرے گا وہ تعب و درماندگی جسم میں نہ پائے گا۔ اعمال شاقہ جسیمہ اس پر آسان ہو جائیں گے و ذالک مجرب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سوتے وقت سورہ اخلاص و معوذتین پڑھ کر ہاتھوں پر دم کر کے بدن پر پھیرنا تین بار اور مذکور ہو چکا ہے وَذٰلِكَ نَافِعٌ مِّنْ جَمِيْعِ الْاَوْجَاعِ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَسُبْحَانَهٗ۔

حبس شیطان

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں جو شخص بستر پر یہ آیت پڑھ کر سوئے گا۔ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سُبْحٰنَهٗ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا۔ الناس سے ایذا کو دور اور شیطان کو رد کرے گا۔

کثرت احتلام

بعض صالحین نے فرمایا ہے جب تو سونے کو بستر پر آئے تو سورہ والسماء و الطارق تا لفظ نامر پڑھ کر سو رہے کثرت احتلام کی جاتی رہے گی ایک شخص نے ایسا ہی کیا احتلام منقطع ہو گیا۔ للہ الحمد۔

جاگنا وقت خاص پر شب کو

بعض صلحاء نے کہا ہے جو شخص وقت خواب کے یہ آیت اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ تا آخر سورہ کہف اور قولہ تعالیٰ قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ پڑھ کر اللہ سے یہ سوال کرے گا کہ میں فلاں وقت فلاں ساعت بیدار ہو جاؤں تو اس وقت پر جاگ اٹھے گا۔ وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ جَمَاعَةٌ وَّ صَحَّ۔

سرق و حرق

پڑھنا آخر سورہ بنی اسرائیل کا سوتے وقت امن دیتا ہے اس رات کو چوری اور آگ میں جلنے سے اور وہ شخص مع اپنے ولد اور مال کے اللہ کے حفظ میں رہتا ہے و للہ الحمد۔

دفع خواب پریشاں

سوتے وقت یہ کہنا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ نَثِقُ بِاللّٰهِ نُرَدُّ اُمُوْرَنَا اِلَى اللّٰهِ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

موجب اس کا ہوتا ہے کہ خواب میں سوائے خیر کے اور کچھ نہ دیکھے گا بلطف اللہ سبحانہ وتعالےٰ۔

درفع قلتِ نوم

مجدالدین شیرازی نے کتاب الصلوٰۃ والنشر میں لکھا ہے ایک شخص نے بعض علماء سے کہا کہ مجھے نیند بہت کم آتی ہے کہا سوتے وقت یہ آیت پڑھ کر کہا کر اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

حفظ از سورِ شیطان

حافظ ابو موسیٰ نے اپنی سند سے تا عکرمہ مولی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم روایت کیا ہے کہ ایک مسافر کا گزر ایک مرد خوابیدہ پر ہوا دیکھا کہ اس کے پاس دو شیطان موجود ہیں ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس نائم کے پاس جاکر اس کے پاس کو بگاڑ دے وہ گیا اور پھر آکر کہا کہ وہ ایک آیت پڑھ کر سویا ہے ہم کو اس پر رستہ نہیں ملتا پھر وہ دونوں چل دیئے مسافر نے اس نائم کو جگا کر یہ حال کہا اور پوچھا تم کون سی آیت پڑھ کر سوتے ہو کہا یہ آیت اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ الایۃ (ف) بعض اہل علم نے کہا ہے کہ جو شخص سورہ اخلاص و معوذتین وَ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ الایۃ وامن الرسول تا آخر سورہ اور آخر سورہ کہف پڑھ کر یہ کہے گا اَللّٰھُمَّ اَیْمِنِّیْ نَوْمَۃَ الْعَافِیَۃِ بِرِضَاکَ وَاَیْقِظْنِیْ بِالْعَافِیَۃِ وَاَرِنِیْ مَنَامِیْ مَا یَسُرُّنِیْ وَیُفَرِّحُنِیْ وَتُرِیْنِیْ مَا یَسُوْءُنِیْ وَیَخْذُلُنِیْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پھر سو رہے گا تو اللہ کے اذن سے ایسی چیز دیکھے جو اس کو خوش کریگا۔

برائے فزع وارق یعنی بے خوابی

کتاب ترمذی میں آیا ہے کہ خالد بن ولید نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ سے شکایت کی کہ نیند نہیں آتی ہے فرمایا اپنے بستر پر یہ دعا کر اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرَضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا اَضَلَّتْ کُنْ لِّیْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِکَ کُلِّھِمْ جَمِیْعًا اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیَّ اَحَدٌ مِّنْھُمْ اَوْ اَنْ یَّبْغِیَ عَلَیَّ عَزَّ جَارُکَ وَجَلَّ ثَنَاؤُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سنن ابو داؤد ترمذی میں آیا ہے کہ حضرت واسطے فزع کے یعنی نیند میں ڈر جانے کے یہ دعا ان کو سکھاتے تھے اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی اولاد عاقل کو یہ دعا سکھاتے اور غیر عاقل کے لئے لکھ کر لٹکا دیتے۔

(ف) طبرانی کہتے ہیں ایک شخص نے حضرت محمد ﷺ سے شکایت وحشت کی فرمایا کہہ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ رَبِّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ جَلَّلْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْعِزَّۃِ وَالْجَبَرُوْتِ اس نے یونہی کہا اللہ تعالیٰ نے اس نے اس کی وحشت دور کر دی صحیح مسلم میں آیا ہے کہ جب کوئی تم میں خواب بد کروہ دیکھے تو بائیں طرف تین بار تھتکارے اور شیطان اور اس رویا سے تعوذ کرے اور کسی سے نہ کہے اور کروٹ بدل لے وہ خواب، اس کو ضرر نہ پہنچا دے گی۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے

ہزار بار سورہ کوثر طہارت پر پڑھ کر خواب میں جانے سے روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میسر آتی ہے۔ شرجی نے کہا ذٰلِکَ مُجَرَّبٌ ؎

سحر کرشمہ وصلش بخواب مید بدم　　　زہے مراتب خوابے کہ بہ زبیداری ست

دفع جن

زید بن اسلم رضی اللہ عنہ بعض معادن پر والی تھے لوگوں نے کہا یہاں جن بہت ہیں کہا کثرت سے اذان وقت پر کہا کرو چنانچہ ایسا ہی کیا پھر کسی جن کو وہاں نہ دیکھا۔

دفع ہم

حضرت علی مرتضیٰ کہتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو مہموم دیکھ کر فرمایا بعض اہل اپنے حکم کو دے کہ وہ تیرے کان میں اذان کہہ دیں کہ یہ دواء ہم ہے میں نے ایسا ہی کیا مجھ سے ہم دور ہو گیا۔

برائے صرع

بعض علماء نے ایک مرگی والے کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی تھی وہ اچھا ہو گیا۔

برائے راہ یابی

بعض علماء صالحین نے کہا ہے آدمی جب راہ بھول جائے تو اذان کہے اللہ اس کو راہ بتا دے گا۔

حفظ و بسطِ رزق

حسن بصری کہتے ہیں ایک جماعت اہل اقتداء کی عادت تھی کہ وہ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ بعد ہر نماز فرض کے پڑھا کرتے اور کہتے تھے بھا تحفظ ترزق پھر کہا مجھ کو گمان ہے کہ بات قولہ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ سے حاصل ہوئی تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے

فرمایا ہے وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ۔

نصر فی الحرب

ولی کبیر احمد بن موسیٰ بن عجیل نے کہا چار آیتیں ہیں سامنے دشمن کے پڑھنے سے دشمن مغلوب و مقہور ہو جاتا ہے آدمی جس شخص سے خائف ہو اس کے روبرو پڑھے اللہ اس کو شر سے بچائے گا ہر آیت میں دس قاف ہیں ایک آیت بقرہ میں ہے اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ دوسری آل عمران میں[2] لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا الی آخرہ الآیۃ تیسری سورہ النساء میں[3] اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ الی آخر الآیۃ چوتھی سورہ مائدہ میں[4] وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ آخر آیت بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اگر ان آیات کو لکھ کر نیزہ وغیرہ میں بمقابلہ عدو لٹکا دیا جائے وقت حرب کے تو وہ مخذول ہو کر بھاگ جائیں شرجی کہتے ہیں وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ وَصَحَّ بِحَمْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔

ہتھیار اثر نہ کرے

جو شخص سورہ ہود کو لکھ کر اپنے پاس رکھے کوئی حرف مٹے نہیں اس پر اثر

---

[1] پارہ چہارم رکوع ۱۶ سورہ عمران ۱۲ [2] پارہ پنجم رکوع دوم سورہ نساء ۱۲ —
[3] پارہ ششم سورہ مائدہ پنجم رکوع۔

ہتھیار نہ ہوگا بلکہ اس کو نصر و ظفر حاصل ہوگی اور اس کی ہیبت پڑے گی اسی طرح اگر ایک مٹھی مٹی کی لے کر اور اس پر سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ پڑھ کر اج لعد زط کہہ کر روئے دشمن پر پھینک مارنے سے شکست عدو ہو جاتی ہے ذٰلِكَ مِنَ الْمُجَرَّبَاتِ اسی طرح حرب میں رو بروئے دشمن حٰمٓ لَا يُنْصَرُوْنَ کہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض غزوات میں اسی طرح کیا تھا اور صحابہؓ کو اس کے کہنے کا حکم دیا تھا حبیب بن مسلمہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کہنا وقت ملاقات عدو کے مستحب رکھتے تھے ابن ابی الدنیا نے کہا ایک قوم نے ایک حصن کا حصار بلاد روم میں کیا تھا اور یہی کلمہ کہا اور تکبیر کہی قلعہ پھٹ پڑا دشمن بھاگ گئے وللہ الحمد والمنۃ۔

چشم زخم

یہ عزیمت۔ نظر بد کے لئے مجرب ہے یہ آیت پڑھے لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝ اسی طرح جو کوئی عائن یا ساحر کو یا فلان کہہ کر اور اس کا نام لے کر وقت نظر لگنے یا اثر سحر کے پکارے گا تو عمل اس کا باطل ہو جائے گا شرجی نے کہا وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ وَصَحَّ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو نظر لگ گئی تھی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عائن کو کہا اپنے منہ ہاتھ پاؤں کو دھو اور داخل ازار کا غسل کر پھر وہ پانی معیون پر ڈالا فوراً اچھا ہوگیا۔

ایضاً برائے چشم زخم

کوئی پاک کپڑا یا تاگا یا تین گز لے کر اور ناپ کر اس کے پاس رکھ دے جو اس میں

کو رکھتا ہے پھر اس عزیمت کو بار پڑھے پھر اس کپڑے یا تاگے کو ناپے اگر گھٹے یا بڑھے تو اثر نظر ہے اور جو کم و بیش نہ ہو تو پھر وہ نظر نہیں ہے عزیمت یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا بَلَاغَ اِلَّا بِاللّٰهِ تین بار اسی طرح کہے پھر تین بار سورہ فاتحہ پڑھے پھر کہے عَزَمْتُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِيْ فِيْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ اَوْ فُلَانَةَ بِنْتِ فُلَانَةَ بِعِزِّ عِزِّ اللّٰهِ وَبِنُوْرِ عَظَمَةِ وَجْهِ اللّٰهِ بِمَا جَرٰى بِهِ الْقَلَمُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِلٰى خَيْرِ خَلْقِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَزَمْتُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِيْ فِيْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ بِحَقِّ اٰهِيًا شَرَاهِيًا اَدُوْنَايْ اَصْبَاؤُتَ اٰلَ شَدَّايْ عَزَمْتُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِيْ فِيْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ بِحَقِّ شهت بهت اشهت یا قنطاع اَلنَّجَا النَّجَا الْوَحَا الْوَحَا الَّذِيْ لَا يَقْوٰى عَلَيْهِ الْاَرْضُ وَلَا سَمَاءٌ اُخْرُجِيْ يَا نَفْسَ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ كَمَا اُخْرِجَ يُوْسُفُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الْجُبِّ الضَّيِّقِ وَجَعَلَ لِمُوْسٰى فِي الْبَحْرِ طَرِيْقًا وَّاِلَّا فَاَنْتِ بَرِيْئَةٌ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاللّٰهُ تَعَالٰى بَرِيْءٌ مِّنْكِ يَا نَفْسَ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ بِاَلْفِ اَلْفِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ تا آخر سورۃ اُخْرُجِيْ يَا نَفْسَ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ بِاَلْفِ اَلْفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۔ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ آخر سورۃ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ انتہٰی میں کہتا ہوں اس عزیمت کو واسطے دفع نظر بد کے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی قول

جمیل میں لکھا ہے چند الفاظ کا تفاوت ہے ہمیشہ اس کو اطفال اہل بیت پر کیا کرتا ہوں ہمیشہ مجرب پایا کبھی بحمدہ تعالیٰ تخلف اثر میں نہیں ہوا شرجی ؒ نے ایک اور عزیمت بھی چشم زخم کی آیات سے لکھی ہے وہ نافع ہے۔

برائے زبان بندی

شرجی نے فرمایا ہے هٰذِهٖ سَكْتَةٌ مُجَرَّبَةٌ تَقُوْلُهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ یعنی اس کو تین بار پڑھے اَللّٰهُمَّ يَا مَنْ شَانُهُ الْكِفَايَةُ وَسُرَادِقُهُ يَا مَنْ هُوَ الْغَايَةُ وَالنِّهَايَةُ اخْتِمْ عَلٰى لِسَانِ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ اَللّٰهُمَّ وَعَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا پھر تین باریوں کہے صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ كهيعص لَا يَتَكَلَّمُوْنَ حمعسق لَا يَعْقِلُوْنَ۔

ایضا برائے عقد لسان

جس کے شر سے ڈر ہو اس کے پاس وقت دخول کے یہ کہے۔ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۔

برائے خوف از سلطان وغیرہ

۱ کھیعص كُفِيْتُ حمعسق حُمِيْتُ داہنے ہاتھ کی انگلی کو قبض کرے لفظ ثانی کے حرف کے نزدیک پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں بند کئے چلا جائے پھر دونوں کو اس کے سامنے کھول دے جس سے ڈرتا ہے شرجی نے کہا نِيَاتُهُ يَا مَنْ مِنْ شَرِّهٖ

وَلَا يَرٰى مَكْرُوْهًا بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى یہ عمل بعینہٖ قول جمیل میں مذکور ہے اسی لفظ سے۔ وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ مَنْ خَافَ ذَا سُلْطَانٍ فَلْيَقُلْ الخ شفاء العلیل میں کہا ہے لفظ اول سے کھیعص اور لفظ ثانی سے حمعسق مراد ہے یعنی جب کاف کہے تو داہنے ہاتھ کی ایک انگلی بند کرے پھر جب ہا کہے یعنی دوسرا لفظ بولے تو دوسری انگلی بند کرے اور یائے تحتانی کے بعد تیسری انگلی اور عین کے بعد چوتھی اور صاد کے بعد پانچویں بند کرلے وعلی ہذا القیاس لفظ ثانی کے ہر حرف کے ساتھ ایک ایک انگلی بائیں ہاتھ کی بند کرے انتہی۔ میں کہتا ہوں میں نے اس عمل کا بارہا تجربہ کیا صحیح پایا و للہ الحمد امام غزالی ؒ نے کتاب خواص القرآن میں فرمایا ہے بعض صالحین نے یہ آیت کی حمعسق كَذٰلِكَ يُوْحِيْ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ کہا میں نے معلوم کیا کہ اس میں کوئی سر الٰہی ہے۔ میں نے اس کو وقت شدائد کے سپر ٹھہرایا مجھ کو یہ ایک رقیہ ہاتھ آیا شرجی کہتے ہیں وَمِمَّا يَقُوْلُ عِنْدَ مَنْ يَخَافُ شَرَّهٗ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَدْرَاُ بِكَ فِيْ نَحْرِهٖ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِ كَيْفَ شِئْتَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِفُلَانٍ فَاِنَّهٗ لَا يُعْجِزُكَ وَيُقَالُ فِيْ وَجْهِ مَنْ يُخَافُ شَرُّهٗ وَيُطْلَبُ مِنْهُ حَاجَةٌ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهٗ عَلَيْهِ وَمَنْ قَالَ عِنْدَ الدُّخُوْلِ عَلٰى مَنْ يَخَافُ شَرَّهٗ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا لَا يَضُرُّنَا شَيْءٌ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى سُبْحَانَهٗ۔

برائے وقایت از ہر سوء

بعض علماء نے کہا ہے جو شخص ہر دن پچیس بار یہ کلمہ کہے گا اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

الْعَظِيْمَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ اَبَدًا وَّ اَتُوْبُ اِلَیْهِ وہ اپنے نفس ومال وولد میں کوئی شے مکروہ نہ دیکھے گا شرجی نے مجرب صحیح کہا ہے کعب احبار کہتے ہیں قرآن میں سات آیات ہیں میں جب ان کو پڑھتا ہوں تو کچھ پروا نہیں کرتا اگرچہ آسمان زمین پر منطبق ہوجائے تب بھی اللہ کے اذن سے میں نجات پاؤں گا ایک قُلْ لَّنْ یُّصِیْبَنَآ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰىنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ دوسری وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ یُصِیْبُ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔ تیسری وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَیَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ چوتھی اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ پانچویں وَكَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ یَرْزُقُهَا وَاِیَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ چھٹی مَا یَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا یُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۔ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِیْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ قُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ عَلَیْهِ یَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ جو کوئی ان آیات کا قاری یا حامل ہوگا اگر اس پر پہاڑ عذاب کا برابر کوہ احد کے آپڑے گا تو بھی اللہ ان کی برکت سے اس کو اٹھاوے گا علی مرتضیٰ نے فرمایا ہے جس نے آیات ہفتگانہ کو اپنا وظیفہ صبح وشام کا کیا وہ آفات زمان وطوارق حدثان سے امن میں ہوا اللہ کے جلباب حفظ میں کید اعداء سے آگیا اس کی حفاظت کے سرا پردہ میں انواع شر وبلایا سے

باذن خدا داخل ہوا شرجی کہتے ہیں۔ فَعَلَیْكَ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَیْهَا وَلِیَّ الْمُتَّقِیْنَ۔

برارت من النار

بعض صلحا کو مرض سخت ہوا بیہوشی ہوگئی ملک الموت کو اس حالت میں دیکھا کہا یعنی تیرے لئے براءت نار سے لکھ دوں کہا ہاں ایک ورق پر لکھا پایا اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ سارا کاغذ ظاہراً وباطناً اسی سے مملو تھا کہا هٰذِهٖ بَرَآءَةٌ مِّنَ النَّارِ مریض اس مرض سے اچھا ہوگیا اور مدت تک زندہ رہا وہ ورقہ نزدیک اس کے تھا — وَقَدْ قَالَ تَعَالٰى وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ۔

جلب رزق

اس کے لئے کثرت استغفار سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے یہ جس طرح ماحی ذنوب ہے اسی طرح جالب رزق ہے قَالَ تَعَالٰى فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا وَّیُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک بار استسقاء کیا استغفار سے زیادہ کچھ نہ کہا پوچھا تو فرمایا لَقَدْ طَلَبْتُ الْغَیْثَ بِمَجَارِیْحِ السَّمَآءِ پھر یہ آیت پڑھی اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَیْهِ یُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى۔

زغفران ذنب وکفایت ہم

اس باب میں درود شریف تریاق مجرب ہے فضائل درود کے رسالہ زیادۃ الایمان میں بہت سے لکھے ہیں ابی بن کعب نے جب یہ کہا اَجْعَلُ لَكَ صَلٰوتِیْ كُلَّهَا تو فرمایا اِذًا یُّغْفَرُ ذَنْبُكَ وَتُكْفٰى هَمُّكَ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ وَالتِّرْمِذِیُّ

وَغَيْرُهُمْ شرح میں کہتے ہیں جَمِيعُ الْأَذْكَارِ لَا تُفِيدُ وَلَا تُقْبَلُ إِلَّا مَعَ حُضُورِ الْقَلْبِ إِلَّا تِلَاوَةَ الْقُرْآنِ وَالصَّلٰوةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُمَا يُقْبَلَانِ مَعَ عَدَمِ حُضُورِ الْقَلْبِ اِنْتَهٰى حدیث صحیح میں آیا ہے کہ ایک بار کے درود پر اللہ دس بار رحمت کرتا ہے۔ سو اس سے بڑھ کر اور کیا فائدہ ہوگا کہ اللہ اپنے بندے پر رحمت کرے قول جمیل میں کہا ہے وَأَوْصَانِي بِهٰوَاظَبَةِ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ يَوْمٍ وَقَالَ بِهَا وَجَدْنَا مَا وَجَدْنَا اِنْتَهٰى۔

دفع کربت

ایک شخص صالح ایک کربت میں گرفتار تھے انہوں نے اس درود کا وظیفہ کیا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الطَّاهِرِ الزَّكِيِّ صَلٰوةً تُحَلُّ بِهَا الْعُقَدُ وَتُفَكُّ بِهَا الْكُرَبُ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کربت سے رہائی بخشی یہ بھی آیا ہے کہ کوئی دعا بے درود کے قبول نہیں ہوتی۔

حکایت:

ایک شخص کا باپ بعض بلاد میں مرگیا اس کا منہ و بدن سیاہ ہوگیا پیٹ پھول گیا اس نے کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ موت غربت اور اس کے باپ کے بدن پر ہاتھ پھیرا وہ سفید ہوگیا کہا تم کون ہو کہا میں تیرا نبی محمد رسول خدا ہوں صلی اللہ علیہ وسلم تیرا باپ مسرف تھا لیکن مجھ پر بہت درود بھیجتا تھا میں اس حالت کے دور کرنے کو آیا۔ اس کی آنکھ کھل گئی دیکھا تو باپ کے بدن پر نور تھا اللہ کی حمد کی۔ اور اچھی طرح کفن دفن کیا انتہی۔

لب گوہر فشاں وا ہونگے جب عرض شفاعت کو تماشا گاہِ محشر میں نکلیں گے نیک منہ بد کا!

بیٹھکے حسن گھڑی ساماں عشرت بزم جنت میں کھلے گا مال امت کو ترے انعام بے حد کا
خدا بن مانگے کیا کیا نعمتیں دیتا ہے بندوں کو ترا دست دعا ضامن ہے جب کل کے مقصد کا

تحصن من جمیع الآفات

اس مطلب کے لئے کوئی شے نافع تر ذکر نہیں ہے فضائل ذکر کے حصن حصین وعدۃ نزول الابرار میں یکجا لکھے گئے ہیں ادنے فائدہ اس ذکر کا یہ ہے کہ ذاکر ہمنشیں مذکور ہوتا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت عمل ہوگی ذکر شارح صدر مزیل قسوت جالب حلب رزق وغیرہ منافع ظاہر و باطن ہے ایک عالم باللہ نے ذکر میں ایک کتاب مستقل لکھی ہے اس میں سو فائدے دین و دنیا میں کے بتائے و للہ الحمد اگر نجات دارین و فوز کونین یہی ذکر رب العالمین ہے پس الفاظ اذکار کے جیسے تسبیح تحمید تکبیر تہلیل وغیرہا کتب ادعیہ وحدیث میں معروف ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔

حکایت:

مالک بن انس کو خواب میں دیکھا پوچھا اللہ نے تم سے کیا معاملہ کیا کہا مجھے اس کلمے پر بخش دیا جس کو حضرت عثمان بن عفان رض وقت رویت جنازے کے کہا کرتے تھے سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ أَبَدًا ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے رفعاً ذکر کیا ہے جو کوئی شخص ہر روز سو بار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ کہتا ہے اس کو کبھی فاقہ نہیں پہنچتا ایک جماعت مشائخ نے کہا ہے اللہ نے جب حملہ عرش کو حکم حمل عرش کا دیا انہوں نے کہا اے رب ہماری اتنی طاقت نہیں ہے فرمایا یہ کلمہ کہو جب کہا تو عرش کو اٹھا لیا شرحی کہتے ہیں۔ وَقَالُوا لِهٰذِهِ الْكَلِمَةِ تَاثِيرٌ عَظِيمٌ فِي مُعَانَاةِ الْأَشْغَالِ الصَّعْبَةِ وَتَحَمُّلِ الْمَشَاقِّ وَفِي الدُّخُولِ عَلٰى مَنْ يَخَافُ شَرَّهٗ اِنْتَهٰى ابوموسٰی

اشعری سے فرمایا تھا اَلَا اُدُلُّكَ عَلٰى كَنْزٍ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ وَقَالَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَغَيْرُهٗ۔

دفع انواع بلا بدعا

دعا کا حکم قرآن وحدیث میں بشد و مد تمام آیا ہے کتب ادعیہ میں فضائل و منافع و فوائد اس کے مذکور ہیں جو دعا سے محروم ہے وہ ہر چیز سے محروم ہے افضل دعا اور اقرب الی الاجابت وہ ہے جو ساتھ حضور قلب و صدق التجا کے ہو گویا داعی لجۂ بحر میں غریق سوا اللہ کے اس کو کسی اور سے کچھ تعلق نہیں ہے جس طرح حال ذوالنون علیہ السلام کا تھا و لہٰذا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دَعْوَةُ اَخِيْ ذِالنُّوْنِ لَا يَدْعُوْا بِهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ اِلَّا اسْتُجِيْبَ لَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهٗ جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے جو شخص اپنی دعا میں پانچ بار لفظ رَبَّنَا کہتا ہے اس کی دعا قبول ہوتی ہے اس کو آیات آخر سورہ آل عمران سے اخذ کیا ہے کہ ان میں لفظ پانچ بار آیا ہے پھر کہا ہے فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ شرجی کہتے ہیں اَحْسَنُ الدُّعَآءِ مَا كَانَ فِي الْقُرْاٰنِ انتھٰی میں کہتا ہوں جملہ ادعیہ قرآن کتاب نزل الابرار میں یکجا جمع ہیں اور حزب الاعظم میں بھی موجود ہیں پھر بعد قرآن کے وہ ادعیہ ہیں جو سنت مطہرہ صحیح سے ماثور ہیں ان سے بہتر کوئی دعا نہیں ہے دین و دنیا کا کوئی مطلب ایسا نہیں ہے جو ان میں مذکور نہ ہو پھر وہ ادعیہ صحیح جو اولیا متقین سے بسند صحیح ثابت ہیں اوقات و اماکن اجابت دعا و اجابت دعا و آداب دعا کا ذکر عدہ حصن حصین میں مرقوم ہے دعا ساعت جمعہ میں قبول ہوتی ہے اس ساعت میں اختلاف ہے دو قول قوی ہیں ایک یہ کہ امام کے خطبہ پڑھنے سے تاختم نماز وقت اجابت کا ہے دوسرے آخر روز جمعہ قبل مغرب بلکہ یہی قول قوی ہے اور یہ قول مجرب ہے میں نے اس کا تجربہ ہر دو ساعت

میں کیا صحیح پایا و للہ الحمد۔

ردّ ضالہ و آبق

اہل علم نے کہا ہے جس کی کوئی چیز ضائع ہو جائے وہ يَا حَفِيْظُ ایک سو انیس بار بلا کم و بیش کہہ کر یہ آیت پڑھے يَا بُنَيَّ اِنَّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ الآیۃ اس کو بھی ایک سو انیس بار تکرار کرے اللہ تعالیٰ اس کے ضالہ کو رد کرے گا اور اس شے کو محفوظ رکھے گا شرجی نے کہا صحیح مجرب ہے۔

حکایت:

رسالہ قشیری میں کہا ہے جعفر خالدی کی انگوٹھی دجلہ میں گر گئی ان کے پاس دعائے مجرب واسطے ضالہ کے تھی انہوں نے وہ دعا پڑھی وہ نگین ان کو درمیان اوراق کتاب کے مل گیا وہ دعا یہ ہے اَللّٰهُمَّ يَا جَامِعَ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ اِجْمَعْ عَلَيَّ ضَالَّتِيْ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔

عزیمت اخذ سارق

دو آدمی ایک ابریق لوٹا لے کر مقابل یک دیگر بیٹھیں اور اس کو درمیان سبابتین[1] کے اٹھا اور نام متہم کا ابریق پر لکھیں اور سورہ یٰسٓ تا وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ پڑھیں اگر سارق وہی ہے تو ابریق دورا کرے گا اگر نہ پھرے تو اس کا نام مٹا کر دوسرے متہم کا لکھے واحداً بعد واحد جس کے نام پر چکر کھائے وہی چور ہے شرجی نے کہا وَذٰلِكَ مجرب۔

[1] انگوٹھے کے پاس والی انگلیاں ۱۲۔

برائے تپ

اس کو لکھ کر بازو پر تپ زدہ کے باندھ دیا جائے باذن اللہ جلد صحت ہوگی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بَرَآءَۃٌ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ اِلٰی اُمِّ مُلْدَمٍ الَّتِیْ تَاْکُلُ اللَّحْمَ وَتَشْرَبُ الدَّمَ وَتَھْشِمُ الْعَظْمَ اَمَّا بَعْدُ یَآ اُمَّ مُلْدَمٍ اِنْ کُنْتِ مُؤْمِنَۃً بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَبِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنْ کُنْتِ مُوْسَوِیَّۃً فَبِحَقِّ مُوْسَی الْکَلِیْمِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاِنْ کُنْتِ نَصْرَانِیَّۃً فَبِحَقِّ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ اَنْ لَّا اَکَلْتِ بِفُلَانِ بْنِ فُلَانَۃَ لَحْمًا وَّلَا شَرِبْتِ لَہٗ دَمًا وَّلَہٗ وَلَا ھَشَمْتِ لَہٗ عَظْمًا وَّتَحَوَّلِیْ عَنْہُ اِلٰی مَنِ اتَّخَذَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ وَاِلَّا فَاَنْتِ بَرِیْئَۃٌ مِنَ اللّٰہِ بَرِیْئٌ مِّنْکِ وَحَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ذَکَرَہُ الشَّرْجِیُّ؁ اس کو قول جمیل میں بھی نقل کیا ہے اور رقیہ محموم ٹھہرایا ہے ام ملدم زبان عرب میں تپ کی کنیت ہے اور بجائے فلان بن فلانۃ کے نام مریض کا اور اس کی ماں کا لکھے پھر کہا ہے کہ ایک عمل دفع تپ کا یہ بھی ہے کہ ہر روز بعد نماز کے سورہ مجادلہ تین بار تپ والے پر پڑھے انتہی مجھ کو رقیہ مذکور کا بارہا تجربہ ہوا ہے باذن اللہ یہ ہمیشہ صحیح پایا وللہ الحمد۔

ایضاً برائے تپ

آیات تخفیف کو لکھ کر محموم پر لٹکادے وَھِیَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی ذٰلِکَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَرَحْمَۃٌ یُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْکُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا

اول بسم اللہ آخر میں درود لکھے اور اگر آیت قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ اور آیۃ رَبَّنَا اکْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ اور آیت وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗٓ اِلَّا ھُوَ وَاِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ یُصِیْبُ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ بڑھاوے تو اور بھی بہتر ہے۔

برائے حمّی ربع

فرشتوں کے نام

اس کو ثلیث بھی کہتے ہیں محموم غسل کرے اور چوب خراسے یا کسی اور چوب سے اس کے ذرائع ایمن پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور ذرائع ایسر پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور ساق ایمن پر جبریل اور ساق ایسر پر میکائیل اور شق ایمن پر اسرافیل اور شق ایسر پر عزرائیل لکھ دے وہ بہت جلد صحت پائے گا۔ وَھٰذَا مِمَّا جُرِّبَ وَصَحَّ اسی طرح پشت محموم پر اذان و اقامت لکھے یَبْرَءُ سَرِیْعًا بِاِذْنِ اللّٰہِ تعالیٰ اس کا ذکر بعض علماء کبار نے کیا ہے تھوڑے لوگ اس کو جانتے ہیں۔

برائے دردِ سر

اس عزیمت کو لکھ کر سر پر رکھ دے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کٓھٰیٰعٓصٓ ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّکَ عَبْدَہٗ زَکَرِیَّا حٰمٓ عٓسٓقٓ کَذٰلِکَ یُوْحِیْٓ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کَمْ مِنْ نِّعْمَۃِ اللّٰہِ عَلٰی کُلِّ عَبْدٍ شَاکِرٍ وَّغَیْرِ شَاکِرٍ وَّکَمْ مِنْ نِّعْمَۃٍ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ قَلْبٍ خَاشِعٍ وَّغَیْرِ خَاشِعٍ وَّکَمْ مِنْ نِّعْمَۃٍ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ عِرْقٍ سَاکِنٍ وَّغَیْرِ سَاکِنٍ اُسْکُنْ اَیُّھَا الْوَجَعُ بِعِزَّۃِ مَنْ لَّہٗ مَا سَکَنَ فِی الَّیْلِ وَھُوَ السَّمِیْعُ

الْعَلِيْمُ شرجی کہتے ہیں هٰذَا مِمَّا اشْتَهَرَتْ بَرَكَتُهُ لِلصُّدَاعِ۔

ایضاً برائے دردِ سر

آخر جمعہ ماہِ رمضان میں لکھ کر رکھ چھوڑے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا۔ اس کو شرجی نے نافع مجرب کہا ہے۔

ایضاً برائے دردِ سر

عازم اپنا ہاتھ سر پر دردمند کے رکھ کر یہ پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اس کو تین بار یا سات بار تکرار دے باذن خدا جلد صحت ہوگی۔

برائے دردِ شقیقہ خاصۃً

آیہ سورہ رعد قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا قُلْ هَلْ يَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَمْ هَلْ تَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ پڑھ کر دم کرے۔

برائے دردِ دل

اس آیت پاک کو ایک ظرف خاک جدید میں زعفران گلاب سے لکھ کر پلادے

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔

برائے دردِ دندان

اس آیت کو لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ ایک پرچہ صغیر پر لکھ کر دندان پر رکھ دے ان شاء اللہ تعالیٰ درد ٹھہر جائیگا یہ مجرب ہے اس کے بعد شرجی نے ایک عمل فاتحہ کا واسطے وجع ضرس کے لکھا ہے وہ طول طویل ہے پھر کہا ہے وَذٰلِكَ مَعَ حُسْنِ الظَّنِّ مِنَ الْوَجِيْعِ وَالْعَازِمِ فَاِنَّمَا يَقَعُ الْخَلَلُ وَعَدَمُ النَّفْعِ مِنْ جِهَتِهِمَا وَاِلَّا فَكِتَابُ اللّٰهِ وَاَسْمَاؤُهٗ لَا شَكَّ فِیْ نَفْعِهَا وَاَثَرِهَا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ میں کہتا ہوں یہ عزائم و اعمال جو مجرب صلحاء و علماء ہیں ان کا نفع یقینی ہے لیکن اکثر خلق کے ذہن میں ان کی وقعت نہیں ہے اور اعتقاد ضعیف ہے بسبب ضعف ایمان کے ورنہ ہر عمل بجائے خود تریاق مجرب ہے میں نے اکثر اعمال کو ان میں سے استعمال کیا بحمدہ تعالیٰ مجرب و نافع پایا اور جن کا استعمال نہیں کیا ہے مجھ کو ان کی نسبت عقیدہ تجربہ کا ایسا ہی ہے و باللہ التوفیق ایک دوا داء ضرس کی یہ ہے کہ انیس بار بسم اللہ کو بعدد حروف بسم اللہ ان شاء اللہ نفع واحسن پائے گا۔

حکایت:

امام غزالیؒ نے کتاب خواص القرآن میں لکھا ہے کہ بصرے میں ایک شخص تھا وہ دانت کا رقیہ کرتا تھا لیکن کسی کو بخل سے سکھاتا نہ تھا جب مرنے لگا کہا اب لکھو تو لوگوں کو

نفع ہوگا میں بھی کتمان علم سے خلاص ہو جاؤں گا وہ یہ حروف تھے ۔ کھیعص حمعسق لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَلَہٗ مَا سَکَنَ فِی اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

برائے رمد

اس کے لئے یہ آیت اِذْھَبُوْا بِقَمِیْصِیْ ھٰذَا فَاَلْقُوْہُ عَلٰی وَجْہِ اَبِیْ یَاْتِ بَصِیْرًا فَکَشَفْنَا عَنْکَ غِطَآءَکَ فَبَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ لکھ کر صاحب رمد پر لٹکا دے نفع ہوگا امام شافعیؒ سے ایک شخص نے شکایت رمد کی اس کو یہ لکھ دیا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَکَشَفْنَا عَنْکَ غِطَآءَکَ فَبَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ ہ قُلْ ھُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھُدًی وَّشِفَآءٌ اور کہہ دیا کہ اس کو باندھ وہ شخص اچھا ہوگا۔

حکایت:

لیث بن سعد کہتے ہیں میں نے عقبہ بن نافع کو ضریر دیکھا پھر بصیر میں نے پوچھا اللہ نے تمہاری آنکھوں کو کس طرح پھیر دیا کہا مجھ سے کسی نے خواب میں کہا یَا قَرِیْبُ یَا مُجِیْبُ یَا سَمِیْعُ الدُّعَآءِ لَطِیْفًا لِّمَا یَشَآءُ رُدَّ عَلَیَّ بَصَرِیْ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے روشنی آنکھ کی پھیر دی۔

فائدہ:

شرجی کہتے ہیں شیخ فرید الدینؒ سے جو کہ بلاد ہند میں مشہور ہیں روایت ہے۔ کہ جو شخص ناخن ہر دو ابہام پر آیت فَکَشَفْنَا عَنْکَ غِطَآءَکَ فَبَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ سات بار پڑھ کر پھر ہر بار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج کر اور دونوں ابہام پر پھونک کر ان کو دونوں آنکھوں پر پھیرے گا تو واسطے نور بصر اور زوال مرض کے

انگوٹھا

آنکھ سے نفع کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ میں کہتا ہوں شیخ حسینی میرے والد کے مرید تھے وہ ہمیشہ اس آیت کو واسطے ابقاء نور چشم کے پڑھا کرتے تھے ان کی عمر طویل ہوئی آنکھوں کی روشنی بدستور تھی وللہ الحمد والمنۃ۔

برائے رعاف

اگر خون ناک سے بہے اور بند نہ ہو تو یہ آیت لکھ کر سر پر راعف کے رکھ دے۔ یا سر پر ہاتھ رکھ کر پڑھے کُفَّ اَیُّھَا الرُّعَافُ بِحَقِّ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ الْعَزِیْزِ الْجَبَّارِ وَھِیَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَکَھُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِہٖ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا یٰٓاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَکِ وَیٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ الْمَآءُ۔

نماز استخارہ

یہ نماز صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ عنہ سے رفعاً ثابت ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تعلیم کی طرف مزید توجہ تھی جس طرح کوئی سورت قرآن پاک کی سکھاتے تھے اسی طرح اس دعا کو تعلیم فرماتے اور کہتے اِذَا ھَمَّ اَحَدُکُمْ بِالْاَمْرِ فَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ مِنْ غَیْرِ الْفَرِیْضَۃِ ثُمَّ لِیَقُلِ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ الَّذِیْ اَنَا عَازِمٌ عَلَیْہِ وَیُسَمِّیْ حَاجَتَہٗ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِہٖ فَاقْدُرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ

وَدُنْيَایَ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ مسند احمد میں مرفوعاً آیا ہے مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ اٰدَمَ صَلٰوتُهُ الْاِسْتِخَارَةَ وَرِضَاهُ بِمَا قَضَاهُ اللّٰهُ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ اٰدَمَ تَرْكُهُ اسْتِخَارَةَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ فِی الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ وَاَبُوْ يَعْلٰى وَالتِّرْمِذِیُّ نَحْوَهُ وَالْبَزَّارُ وَابْنُ حِبَّانَ اور بعض اخبار میں انس سے رفعا وارد ہوا ہے مَا نَدِمَ مَنِ اسْتَخَارَ وَلَا خَابَ مَنِ اسْتَشَارَ رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ چار باب میں فرمایا ہے کہ پہلے ہر کام سے تین دن یا سات دن دو رکعت نماز ادا کرے اور سلام کے بعد یہ دعا پڑھے یہ نماز مجربات سے ہے انتہی۔ شاہ عبدالعزیز نے فرمایا ہے۔ ترکیب استخارہ در قول جمیل مذکور است وطریق سہل آن است کہ شب چہار شنبہ و پنج شنبہ وجمعہ متواتر بعد از نماز عشاء و فراغت کلام وامور دینوی بسم اللہ الرحمن الرحیم را سہ صد بار خواندہ الم نشرح ہفدہ بار وبسم اللہ بر سینہ در دے خود دم و دعا نماید بجناب باری کہ در فلاں امر آنچہ واقع شدنی ست درخواب یا یقظہ بہتف ہاتف بمن بنمائی بعد ازاں صد بار این درود بخواند اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ اگر خواہند دعائے استخارہ کہ در حدیث آمدہ برائے مطلب خود سہ بار خواند وبحال قلب خود نظر کنند اگر عزم درست در آن کار باشد بعمل آرند واگر در عزم فتور گردد موقوف دارند دعائے استخارہ در مشکوٰۃ موجود است انتہی میں کہتا ہوں حدیث استخارہ کو اہل السنن نے بھی روایت کیا ہے اور ابن ابی حاتم و ترمذی نے صحیح کہا ہے مگر باوجود اس کے کہ یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے امام احمد نے اس کو ضعیف ٹھہرایا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کے اسناد میں عبدالرحمن بن ابی الموال منکر ہے ابن عدی نے کہا اِنَّهٗ اَنْكَرَ عَلَيْهِ حَدِيْثَ الْاِسْتِخَارَةِ

وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ اِنْتَهٰى مگر جمہور اہل علم نے عبدالرحمن کی توثیق کی كَمَا قَالَ الْعِرَاقِیُّ میں کہتا ہوں ابن حبان نے حدیث استخارہ کو ابو ہریرہؓ سے اور طبرانی نے ابن مسعودؓ سے ابو یعلی نے ابو سعید خدری سے اور طبرانی نے ابن عباس وابن عمر سے روایت کیا ہے یہ دلیل ہے ثبوت وجواز استخارہ پر وللہ الحمد لیکن اس حدیث بخاری سے تکرار استخارہ کی معلوم نہیں ہوتی ظاہر یہ ہے کہ ایک بار کا استخارہ کافی ہوگا مگر خزینۃ الاسرار میں کہا ہے وَيَنْبَغِیْ اَنْ يُّكَرِّرَهَا سَبْعًا وَيُسْتَحَبُّ الْاِسْتِخَارَةُ فِی الْاَمْرِ الْوَاحِدِ اِذَا لَمْ يَظْهَرْ لَهٗ وَجْهُ الصَّوَابِ فِی الْفِعْلِ وَالتَّرْكِ مَا لَمْ يَنْشَرِحْ لَهٗ صَدْرُهٗ لِمَا يَفْعَلُ كَمَا وَرَدَ فِیْ حَدِيْثِ تَكْرَارِ الْاِسْتِخَارَةِ سَبْعًا اَخْرَجَهُ ابْنُ السُّنِّیِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَنَسُ اِذَا هَمَمْتَ بِاَمْرٍ فَاسْتَخِرْ رَبَّكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْظُرْ اِلَى الَّذِیْ يَسْبِقُ اِلٰى قَلْبِكَ فَاِنَّ الْخَيْرَ فِيْهِ۔ نووی نے کہا مستحب یہ ہے کہ دو رکعت استخارہ کی اول رکعت میں قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے وَكَذَا ذَكَرَهُ الْغَزَالِیُّ فِی الْاِحْيَاءِ وَالْعَيْنِیُّ فِیْ شَرْحِ الْبُخَارِیِّ معمولات مظہر میں یہ لکھا ہے کہ معمول یہ تھا کہ ہر دن استخارہ کے کوئی کام ذکر تے تھے سفر و حضر دونوں میں بلکہ سفر میں واسطے ہر منزل کے استخارہ کرتے اور فرماتے مرید کو چاہیئے کہ کسی کام کو شروع کرے پہلے استخارہ کرے پھر اقدام کرے اگر فرصت ادائے دو رکعت کی نہ پائے تو صرف دعا پر اکتفا کرے کہ سب خیر ہی خیر ہوگی کوئی خواب در دیا استخارہ مسنونہ میں درکار نہیں ہے ہاں مشائخ نے واسطے توجہ خاطر و اطمینان کے یہ کہا ہے کہ بعد استخارے کے اگر دل اس کام پر متوجہ ہو کرے ورنہ ترک کر دے طریق مسنون یہی ہے دو رکعت نماز بہ نیت استخارہ پڑھے اول رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔

اور بعد سلام کے یہ دعاء اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ الخ صاحب سفر السعادت نے کہا ہے آنچہ بعضے از محققان مشائخ کبار گفتہ اند کہ شخصے باید کہ ہر روز سیقاتے معین بیاید کہ دو رکعت نماز استخارہ بگذارد و بگوید اَللّٰھُمَّ اِلٰی قَوْلِہٖ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ جَمِیْعَ مَا اَتَحَرَّکُ فِیْہِ فِیْ حَقِّیْ وَفِیْ حَقِّ غَیْرِیْ وَجَمِیْعَ مَا یَتَحَرَّکُ فِیْہِ غَیْرِیْ فِیْ حَقِّیْ وَفِیْ حَقِّ اَھْلِیْ وَوَلَدِیْ وَمَا مَلَکَتْ یَمِیْنِیْ مِنْ سَاعَتِیْ ھٰذِہٖ اِلٰی مِثْلِھَا مِنَ الْغَدِ خَیْرٌ لِّیْ الخ ہر چند این کیفیت استخارہ در حدیث نیافتہ ام اما عمل برایں موافق حدیث استخارہ و مناسب اتباع سنت است انتہی شوکانی نے فرمایا ہے وَصَلٰوۃُ الْاِسْتِخَارَۃِ مَشْرُوْعَۃٌ بِلَا خِلَافٍ اِنْتَھٰی۔

ایضاً طریق استخارہ

قول جمیل میں لکھا ہے اگر تو چاہے تو خواب میں اپنا نکلنا ضیق سے دریافت کرے تو وضو کر کے پاک کپڑا پہن کر رو بقبلہ ہو کر یمین پر سورہ والشمس و سورہ واللیل و سورہ اخلاص سات سات بار پڑھ اور دوسری روایت میں پڑھنا سورتین کا عوض اخلاص کے سات بار آیا پھر یوں کہہ اَللّٰھُمَّ اَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ کَذَا وَکَذَا وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا وَّاَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ مَا اَسْتَدِلُّ بِہٖ عَلٰی اِجَابَۃِ دَعْوَتِیْ اگر وہ چیز دیکھے جو خوشی لاوے فبہا ورنہ دوسری رات بھی اسی طرح کہ اگر کچھ دیکھے بہتر ورنہ تیسری رات سے ساتویں رات تک اسی طرح کر شب ہفتم سے ان شاء اللہ تعالیٰ تجاوز نہ ہوگا۔ مؤلف نے فرمایا۔ جَرَّبَھَا جَمَاعَۃٌ مِّنْ اَصْحَابِنَا اِنْتَھٰی خزینۃ الاسرار میں کہا ہے اَمَّا الْاِسْتِخَارَۃُ الْمَنَامِیَّۃُ تُسْتَحَبُّ کَذٰلِکَ اَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ وَالضِّیَاءُ عَنْ عُبَادَۃَ

ابْنِ الصَّامِتِ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ رُؤْیَا الْمُؤْمِنِ کَلَامٌ یُّکَلِّمُ بِہِ الْعَبْدُ رَبَّہٗ فِی الْمَنَامِ۔

ایضاً استخارہ مجرّبہ صحیحہ

اس کے برابر کوئی استخارہ کم ہوگا جو شخص یہ چاہے کہ انجام اپنے امر کا معلوم کرے کہ خیر ہے یا شر وہ بعد عشاء کے وضو تازہ کر کے بستر پاک پر بیٹھ کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تین بار درود بھیجے اور دس بار فاتحہ پڑھے اور گیارہ بار سورہ اخلاص پھر تین بار درود بھیج کر شق ایمن پر متوجہ طرف قبلے کے ہو کر سو رہے ان شاء اللہ تعالیٰ خواب دیکھے گا۔ وہ خواب اس کے مقتضائے حال پر خبردار کرے گی فَلَا بُدَّ لَہٗ مِنْ تَعْبِیْرِ رُؤْیَا اِنْ لَّمْ یَعْرِفْ تَعْبِیْرًا ذَکَرَہٗ فِیْ خَزِیْنَۃِ الْاَسْرَارِ۔

برائے بقائے نعمت وعدم زوال دولت

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَکَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارک کو اپنے گھر کے دروازے پر لکھ رکھا تھا کسی نے پوچھا کہ یہ کیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہا ہے وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَکَ الخ اور میرا گھر میری جنت ہے اہل علم کہتے ہیں جو شخص یہ چاہے کہ اپنے مال و اہل میں خوشی دیکھے وہ ان کلمات کو کہا کرے فَاِنَّہٗ لَا یَرٰی سُوْءً اَبَدًا فَاِنَّہٗ رَوٰی اَنَسُ ابْنُ مَالِکٍ عَنْہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ قَالَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَبْدٍ نِعْمَۃً فِیْ اَھْلِہٖ وَمَالِہٖ فَقَالَ مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ لَا یَرٰی اٰفَۃً دُوْنَ

الْمَوْتِ ذِكْرَةُ الشَّرْجِيُّ هٰكَذَا بِلَا تَخْرِيْجٍ میں نے اس کلمہ کا تجربہ کیا صحیح پایا ولله الحمد۔

دفع ابتلاء بلا

حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں فرمایا ہے جو شخص کسی مبتلا کو دیکھ کر یہ کہے گا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ تو وہ بلا اس کو نہ لگے گی رواہ التِّرْمِذِیُّ میں نے اس کا تجربہ کیا ہے بالکل صحیح پایا وللہ الحمد اہل علم نے کہا ہے اگر بلا دین میں ہو جیسے سُکر و شراب تو اس کو سنا کر کہے تاکہ بمنزجر ہو اور اگر جسم میں ہو جیسے جذام وغیرہ تو چپکے سے کہے تاکہ وہ شکستہ خاطر نہ ہو۔

دفع فال بد

حدیث عقبہ بن عامر میں فرمایا ہے کہ طیرہ یعنی بدفالی کسی مسلمان کو نہ پھیرے تم جب کوئی شے مکروہ دیکھو یوں کہو اَللّٰهُمَّ لَا يَأْتِيْ بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا يَذْهَبُ بِالسَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِالْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اِنْتَهٰی اس کہنے سے اثر اس کا جاتا رہے گا ایک روایت یہ بھی ہے کہ یوں کہے اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ وَلَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ

ابن القیم نے کہا ہے کہ فال بد کا ضرر اسی شخص ضعیف الایمان کو پہنچتا ہے جو اس کا معتقد ہوتا ہے اور جو کوئی بدفالی کو بے حقیقت چیز جانتا ہے اس کو کچھ نقصان ایسے فالہائے بد سے نہیں ہوتا انتہی بے شبہ بد فالی لینا ایک طرح کی بے توکلی ہے اللہ پر جس کے ہاتھ میں سارا نفع وضرر ہے نہ کسی دوسرے کے جاہل لوگ طیور وغیرہ سے فال لیتے ہیں یہ بیوقوف اتنا نہیں سمجھتے کہ سوا انسان کے سارے

حیوانات طیور ہوں یا درد واب بے شعور ہیں پر ان کے حرکات و سکنات سے اخذ کرنا کیا سب سے زیادہ شعور و کراہت میں نوع بشر ہے شارع نے بشر ہی کے کلمہ بدفالی بولنے پر زجر کیا ہے اور طیرہ کو شرک فرمایا تو پھر حیوان غیر ناطق کی آواز اور پرواز کا کیا اعتبار اور وہ اس مشرک کے حال و قال سے کیا خبردار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

برائے حفظ جامۂ نو

بعض اہل علم نے کہا ہے سورہ انا انزلناہ و کافرون و اخلاص کو گیارہ بار پڑھ کر آب پاک پر دم کر کے ثوب جدید پر چھڑک دے ہمیشہ عیش رغید میں رہے گا جب تک ایک تار بھی اس کا باقی ہے دوسری روایت میں ہے کہ لفظ انا انزلناہ الخ ۲۷ بار پانی پر پڑھ کر جامہ نو پر چھڑک دے ہمیشہ اللہ کی طرف سے رزق میں رہے گا۔ جب تک کہ وہ باقی رہے گا انتہی۔ احادیث میں دعائے لبس ثوب جدید آئی ہے اس کا پڑھنا برکت لاتا ہے میں اکثر اس کو پڑھ لیا کرتا ہوں۔

دعائے عطش

بعض صالحین نے کہا ہے بعض مغاذ میں مجھ کو عطش شدید ہوا یہاں تک کہ میں تلف سے ڈرا اور مرنے کے لئے مستعد ہو بیٹھا اتنے میں آنکھ لگ گئی ایک کہنے والے نے کہا۔ کہ تین بار یَا لَطِيْفًا بِخَلْقِهٖ يَا عَلِيْمًا بِخَلْقِهٖ يَا خَبِيْرًا بِخَلْقِهٖ الْطُفْ بِيْ يَا لَطِيْفُ يَا عَلِيْمُ يَا خَبِيْرُ یہ تحفہ ہے جب تجھ کو کچھ تنگی پیش آوے یا کوئی نازلہ نازل ہو تو اس کو کہا کر یہ کہنا کافی شافی ہوگا میں نے پوچھا تم کون ہو۔ میں خضر ہوں۔

برائے ہر نازلہ

بعض صالحین نے یہ دعا کرتے تھے یَا لَطِیْفُ یَا عَلِیْمُ یَا خَبِیْرُ الْطُفْ بِنَا فِیْمَا جَرَتْ بِهِ الْمَقَادِیْرُ اور اس کو مقرر کیتے شدہ کہتے ہیں۔ فَدَعَوْتُ بِهٖ فَوَجَدْتُ لَهٗ تَاثِیْرًا حَسَنًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْرًا اور بعض علماء نے اس دعا کا فضل کثیر ذکر کیا ہے یَا لَطِیْفُ فَوْقَ کُلِّ لَطِیْفٍ اِلْطُفْ بِیْ فِیْ جَمِیْعِ اُمُوْرِیْ کُلِّهَا کَمَا تُحِبُّ وَاحِبُّ وَرَضِیْنِیْ فِیْ دُنْیَایَ وَاٰخِرَتِیْ۔

حکایت:

امام شافعی کہتے ہیں بعض ایام میں ایک امر نے مجھ کو سخت الم میں ڈالا میں بیمار سا ہو گیا اور سوائے اللہ کے کوئی اس پر مطلع نہ تھا رات کو مجھے خواب میں ایک شخص نے کہا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا مَوْتًا وَّلَا حَیَاةً وَّلَا نُشُوْرًا وَّلَآ اَسْتَطِیْعُ اَخْذَ شَیْءٍ اِلَّا مَآ اَعْطَیْتَنِیْ وَلَا اَتَّقِیْ اِلَّا مَا وَقَیْتَنِیْ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ وَالْفِعْلِ وَالْعَمَلِ فِیْ عَافِیَةٍ۔ میں نے صبح کو اٹھ کر اس دعا کو مکرر پڑھا جب دن کو چ کر گیا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس بلا سے نجات دی اور مجھ کو میرا مطلب عطا کیا۔ فَعَلَیْکُمْ هٰذِهِ الدَّعَوَاتِ۔

برائے رام کردن دابہ

اگر کوئی دابہ سرکش ہو تو اس کے کان میں یہ آیت پڑھ دے اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰهِ یَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْهًا

وَّاِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ اس کا نفور دور جائے گا بعض علماء نے کہا فَعَلْنَا ذٰلِكَ مِرَارًا فَکَانَ کَذٰلِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

برائے عدم فزع از دشمن وقت ارادہ سفر

بعض صلحاء نے کہا جو شخص ارادہ سفر کا کرے اور کسی دشمن یا وحشی سے خائف ہو تو سورۂ لایلاف پڑھ کر نکلے کہ وہ امان ہے ہر سوء سے ایک شخص نے ایسا ہی کیا وہ کہتا ہے مجھ کو کوئی فزع عارض نہ ہوا وللہ الحمد والمنۃ۔

برائے حفظ از رہزناں در سفر

راہ میں جب خوف قطاع الطریق کا ہو تو سات کنکری پاک لے کر ہر ایک پر یہ کلمات سات بار پڑھے اور ہر بار پھونکے اور ہر ایک کنکری جانب یمین اور دوسری جانب شمال اور ایک سامنے اور ایک پیچھے پھینک دے اور تین عدد کپڑے یا عمامے میں باندھے لَا تَا ہ جا مخمت تخا فانت نفع مخمت یصع مخمت ایک عالم نے کہا وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ وَصَحَّ وَاللّٰهُ مَا لَهَا قِیْمَةٌ انتھی۔ میں کہتا ہوں معانی ان الفاظ کے معلوم نہ ہوئے ظاہر یہ ہے کہ اسماء الٰہی کسی زبان عبرانی یا سریانی کے ہوں گے واللہ اعلم شرح جی کہتے ہیں اگر ان کلمات کو روبرو اس کے پڑھے جس کے شر سے خائف ہے اور اللہ تعالیٰ سے نجات چاہے تب بھی کوئی مکروہ انشاء اللہ تعالیٰ نہ دیکھے گا۔

برائے حفظ از اہل بغی

جس کو اہل بغی سے ڈر ہو اور اللہ تعالیٰ سے نجات چاہے وہ آیت یہ پڑھے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ وَقَوْلُهٗ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا۔ وہ ان کے شر سے محفوظ رہے گا۔

برائے دار طعام

جب کھانا کھائے اور ڈر ہو کہ اس میں کچھ دارو ہے تو یوں کہے بِسْمِ اللّٰهِ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ اس کو وہ طعام کچھ ضرر نہ کرے گا ثَبَتَ ذٰلِكَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

برائے حمل

ایک پاک برتن میں فاتحہ اور درود لکھ کر اجابت منقطع لکھے اور ایک برتن میں یہ لکھے۔ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا۔ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا۔ قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا فَحَمَلَتْهُ بِعَوْنِ اللّٰهِ فَحَمَلَتْهُ بِلُطْفِ اللّٰهِ فَحَمَلَتْهُ بِلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا وَاِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ پھر پانی میں گھول کر وقت قرب زوج کے پی جائے باذن اللہ حاملہ ہو جائے گی اس کو شرجی نے مجرب کہا ہے۔

برائے عدم اسقاط انسان و ثمار

اس آیت کو لکھ کر باندھے وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا۔

برائے تولد ذکر

بانڈھے

سورۂ یوسف کو لکھ کر زن حاملہ پر باندھ دے مگر ایسا لکھے کہ کوئی حرف نہ مٹے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ذکر جمیل سعید معصوم مرضی خدا سے پیدا ہوگا۔

برائے قاصر از زن

ایک شخص نے حسن بصری سے کہا کہ میں اپنی بی بی سے صحبت نہیں کر سکتا ہوں دو بیضہ مشوی منگا کر کے ایک پر یہ آیت لکھی۔ وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ اور وہ انڈہ مرد کو دیا دوسرے پر یہ لکھا وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ وہ عورت کو دیا اور کہا کھا جاؤ کام کرو وہ دونوں گویا ایک رسی میں بندھے تھے کھل گئے۔ مطلب ان کا حاصل ہو گیا۔

فائدہ:

حکماء ہند نے کہا ہے جب کتا کتی سے منعقد ہو جائے تو فوراً اس کی دم جڑ سے کاٹ کر چالیس دن تک زمین میں گاڑ دے پھر اس کو نکالے وہ ایک ہڈی کی طرح پر ہوگی اس کو ایک تاگے میں باندھ کر کمر سے لگانے سے انزال نہ ہوگا اور نہ تھکے گا اور نہ تعب پائے گا۔ اگرچہ مغرب سے صبح تک مشغول رہے۔ شرجی فرماتے ہیں۔ هٰذَا اَمْنٌ مُّجَرَّبٌ بِاَيْدِيْهِمْ لَا يَعْرِفُهٗ مِنْهُمْ اِلَّا الْقَلِيْلُ اسی طرح جو شخص خون چمگادڑ کو تلووں سے ملے

گا عجب طرح کا نعوظ دیکھے گا یا اِحلیل و ماحول احلیل کو بہتر بزرے طلا کرے گا تو بھی عجائب دیکھے گا اسی طرح اگر شہد و روغن زرد کو ملا کر پکا دے گا یہاں تک کہ گاڑھا ہو جائے اور اس کی ایک گولی سوتے وقت کھائے گا تو بھی نفع عجیب پائے گا۔

برائے عدم انزال وقت جماع

ایک برگ انگور پر ابجد تا ضظغ اور یَا اَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ وَيَا سَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ اَمْسِكْ اَيُّهَا الْمَآءُ النَّازِلُ مِنْ صُلْبِ فُلَانِ بْنِ فُلَانَۃٍ بِلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِيْمِ لکھ کر بائیں ران پر باندھے ذَكَرَهُ الشَّرْجِیُّ رح میں کہتا ہوں یہ عزیمت تو مجرب ہے لیکن ایسے کام کے لئے آیت شریف کا نہ لکھنا بہتر ہے لکھنے سے واللہ تعالیٰ اعلم۔

برائے فتور و استرخاء عضو

جس کا یہ حال ہو وہ تین روزے رکھے اور نصف شب کو اٹھ کر کف راست میں بقلم نحاس زعفران و گلاب سے یہ آیت لکھے اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ اور اس کو چاٹے تین بار یونہی کرے انشاء اللہ باذن خدا اس کو شکایت زائل ہو جائے گی۔

برائے رہائی از قید

بذیل سورہ فاتحہ گذر چکا ہے کہ پڑھنا سورہ موصوفہ کا ایک سو گیارہ بار بترکیب سابق مجرب ہے اس کے سوا پڑھنا سورہ یوسفؑ کا بہ نیت صادقہ و حضور قلب باذن الٰہی

موجب خلاص کا قید سے ہے کہا شرجی نے کہا وَذٰلِكَ مُجَرَّبٌ اسی طرح اگر مسجون یا ماسور ایک مجلس میں ہزار بار یہ پڑھے مَا شَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِيْمِ۔ تو بہت جلد اللہ تعالیٰ اس کو رہائی دے گا۔ مُجَرَّبٌ ذٰلِكَ وَصَحَّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

برائے خوف از قتل و عذاب وغیرہ

امام بونی کہتے ہیں یہ ایک سر بدیع ہے جب انسان کو اپنی جان پر خوف قتل یا عذاب وغیرہ کا ہو تو ایک بکری بے عیب مثل اضحیہ کے لے کر رو بقبلہ ہو کر ایک جائے خالی میں ذبح کرے اور کہے اَللّٰهُمَّ هٰذَا لَكَ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ فِدَائِیْ فَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ اور اس کے خون کے لئے ایک گڑھا کھود کر مٹی سے بھرتی کر دے تا کہ وہ خون کسی کی پامالی میں نہ آئے اور گوشت کے ساتھ جز و کر کے فقراء و مساکین پر تقسیم کر دے اور خود نہ کھائے اور نہ اس کو دے جس کا نفقہ اس پر واجب ہے یہ اس کا فدا ہو جائے گا اور جس سے ڈرتا ہے وہ شے اس کو نہ پہنچے گی قَالَ وَقَالَ وَذٰلِكَ مُجَرَّبٌ مَعْمُوْلٌ بِهٖ وَاللّٰهُ هُوَ الْمُحْسِنُ عَلٰى عِبَادِهٖ اِنْتَهٰى۔

باب چہارم

(بیان میں بعض منافع آیات کتاب اللہ سبحانہ وتعالیٰ)

برائے ہلاک عدو

دشمن کا کرتہ یا کپڑا لے کر اس پر نام اس کا اور اس کی ماں کا لکھ کر ایک دائرہ کھینچ دے اور بعد دائرہ کے یہ آیت لکھے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ پھر یہ لکھے كَذٰلِكَ فُلَانُ ابْنُ فُلَانَةَ پھر دوسرا دائرہ اس پر کھینچے تین بار اسی طرح کرے پھر اس خرقہ کو ایک کوزہ جدید گلی میں رکھ کر خانہ عدو کی چوکھٹ کے نیچے گاڑ دے ایسی جگہ پر کہ اس کا آنا جانا اس پر سے ہو فَاِنَّكَ تَرَى الْعَجَبَ مِنْ ذٰلِكَ فَاتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَعْمَلْهُ اِلَّا لِظَالِمٍ مُّسْتَحِقٍّ وَاِلَّا رَجَعَ وَبَالُ ذٰلِكَ عَلَى الَّذِيْ عَمِلَ۔

برائے مصروع

آب پاک پر فاتحہ و آیۃ الکرسی اور پانچ آیتیں اول قُلْ اُوْحِیَ پڑھ کر اس کے منہ پر مارے باذن اللہ فاقہ میں آجائے گا اور اگر وہ پانی اندر گھر کے چھڑک دے گا تو آسیب گھر سے نکل جائے گا اور پھر نہ آئے گا امام غزالیؒ نے کتاب خواص القرآن میں لکھا ہے ایک جاریہ نے رات کو اٹھ کر پیشاب کیا ایسی جگہ جو متعاد نہ تھی وہ مصروع ہو گئی بعض صلحاء نے اس پر یہ پڑھا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

المص طٰه طسم كهيعص يٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ حم ق ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ وہ فی الفور ہوش میں آگئی اور پھر عود آسیب کا نہ ہوا۔

حکایت:

ابن عجیل مصروع پر یہ آیت پڑھتے۔ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ شیطان نکل جاتا پھر نہ آتا۔

ایضاً برائے مصروع یعنی آسیب زدہ

اسماء اصحاب کہف اگر دیواروں پر گھر کے لکھے جس میں مصروع ہے تو وہ افاقہ میں آجائے گا اس کو واحدی نے اپنی تفسیر میں یوں لکھا ہے۔ مکسلمینا۔ یملیخا مرطونس سرنیونس سازنیونس دونوایس کفسططیونس کتے کا نام قطمیر تھا ذکرہ الشرجی قول الجمیل میں اسماء اصحاب کہف کو امان غرق ونہب وسرق سے بتایا ہے اس طرح پر الٰہی بحرمت یملیخا مکسلمینا کشفوطط آذر فطیونس کشافطیونس تمیونس یوانس بوس وکلبہم قطمیر وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ انتھٰی۔ ان اسماء میں اسمائے صدر کے قدرے تفاوت ہے نیشاپوری نے بہت سے منافع ان ناموں کے حوالہ ابن عباسؓ نقل کئے ہیں جیسے طلب وہرب و اطفاء حریق بکاء طفل حمٰی مثلث صداع غنا جاہ وغیرہ پھر کہا ہے وَاَسْمَآؤُهُمْ هٰكَذَا ايمليخا مكشلينا يمشلينا فَهٰٓؤُلَآءِ اَصْحَابُ الْمَيْسَرَةِ وَكَانَ الْمَلِكُ يُشَاوِرُ مُهِمَّاتِهٖ هٰٓؤُلَآءِ السِّتَّةَ وَالسَّابِعُ الرَّاعِي الَّذِيْ تَبِعَهُمْ وَاسْمُ الرَّاعِيْ كشفططيوش وَلَوْنُ الْكَلْبِ اَصْفَرُ اَوْ اَسْمَرُ يَضْرِبُ اِلَى الْحُمْرَةِ وَاسْمُ الْكَلْبِ قِطْمِيْرٌ وَاسْمُ الْمَدِيْنَةِ اَفْسُوْسُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَفِي الْاِسْلَامِ طرطوس قَرِيْبَةٌ اِلَى الْمَدِيْنَةِ الْمَعْرُوْفَةِ بِقَوْنِيَةَ مِنْ طَرَفِ الشَّرْقِ

کَذَا فِی تَفْسِیْرِ الْکَشَّافِ وَالتَّفْسِیْرِ الْکَبِیْرِ وَتَفْسِیْرِ الْقُرْطُبِیِّ وَتَفْسِیْرِ الْبَسِیْطِ ابوسعید محمد مفتی نے کہا ہے رَاَیْتُ فِی الْمَنَامِ اَصْحَابَ الْکَهْفِ فَقُلْتُ لَهُمْ نَکْتُبُ اَسْمَآءَ کُمُ الشَّرِیْفَةَ تَیَمُّنًا وَتَبَرُّکًا فِیْ بَعْضِ الْاُمُوْرِ وَلَمْ نَجِدْ تَاثِیْرَهَا فَاَخْبِرُوْنِیْ بِاَنِ الْکَتُبُوْا اَسْمَآءَ نَا عَلٰی شَکْلِ الدَّآئِرَةِ وَالْقِطْمِیْرَ فِیْ وَسْطِهَا انتھی شیخ محمد حقی نازل نے اس بارہ میں ایک حدیث بھی نقل کی ہے۔ عَلِّمُوْا اَوْلَادَکُمْ اَسْمَآءَ اَصْحَابِ الْکَهْفِ الْحَدِیْث لیکن بالکل موضوع ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ میں کہتا ہوں کہ ان اسماء سے کام نہ لینا بہتر ہے بسبب کام لینے کے اس لئے کہ ابراہیم علیہ السلام نے جبرول علیہ السلام سے بھی استمداد نہیں لی تھی اور فرمایا تھا حَسْبِیْ عَنْ سُوَالِیْ عِلْمُهٗ بِحَالِیْ اور وقت القاء کے نار میں فقط یہ کہا تھا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ موحد کامل جب مدد لے تو اللہ ہی سے لے اور سے نہ لے گو کیسا ہی بزرگ کیوں نہ ہو حدیث صحیح میں آیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اِذَا سَاَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ اللہ پاک نے قوت توحید و ذائقہ تفرید بخشا ہے وہ ایسے امور مشتبہ سے علیحدہ رہتے ہیں واسطے حفظ کے رائحہ شرک خفی کے دَعْ مَا یُرِیْبُکَ اِلٰی مَا لَا یُرِیْبُکَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

ایضاً برائے مصروع

داہنے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہے انشاء اللہ تعالیٰ فاقہ ہو جائیگا بعض علماء نے کہا ہے کہ اگر نکالنا جن کا انسان سے مراد ہو تو اس کے گوش راست میں سات بار اذان کہے اور سورہ فاتحہ اور معوذتین و آیۃ الکرسی والسماء والطارق اور آخر سورہ حشر و سورہ صافات تمام و کمال پڑھے وہ آگ میں جل جائے گا۔

برائے جراح وعرق النساء وغیرہ

شرجی نے عزائم دفع جراح وعرق النساء و دمامیل و اثلول وسلعہ و ورم عانہ و ورم زیر گوش وعرق مدینے میں و وجع کے آیات وغیرہ سے لکھے ہیں چونکہ یہ آفات قلیل ہیں اس لئے وقت ضرورت کے مراجعت طرف اصل کتاب کے کرنا چاہیے بعض صلحاء کہا ہے موضع و وجع پر ہاتھ رکھ کر سورہ فاتحہ پڑھے اور سات بار کہے اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّیْ سُوْءَ مَا اَجِدُ شفا ہو گی۔ جُرِّبَ صَحَّ بِحَمْدِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔

برائے شفائے مریض

آیات شفا اس باب میں مجرب ہیں ابو القاسم قشیری رحمہ اللہ کا لڑکا بیمار تھا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے خواب میں فرمایا اَیْنَ اَنْتَ مِنْ آیَاتِ الشِّفَاءِ انہوں نے جاگ کر تتبع قرآن پاک کا کیا چھ آیتیں پائیں وہی قَوْلُهٗ تَعَالٰی یَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَهُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۔ یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ قُلْ هُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًی وَّشِفَآءٌ بعض علماء نے کہا ہے هِیَ شِفَآءٌ لِّکُلِّ دَآءٍ تُکْتَبُ وَتُمْحٰی وَتُشْرَبُ اِنْتَهٰی قول جمیل میں کہا ہے سِتُّ اٰیَاتٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ تُسَمّٰی بِاٰیَاتِ الشِّفَآءِ یَکْتُبُهَا لِلْمَرِیْضِ فِیْ اِنَآءٍ فَیَمْحُوْهَا بِالْمَآءِ وَیَشْرَبُ پھر بجائے یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ الخ کی آیت لکھی ہے وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ اور چھٹی آیت یہ لکھی ہے وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ میں نے استعمال ان آیات کا امراض میں کیا مجرب و صحیح پایا وللہ الحمد۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جو شخص یہ

چاہے کہ وہ جمیع اوجاع و اسقام سے عافیت میں رہے وہ اس آیت کو لکھے لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ تا آخر سورت اور اس آیت کو وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا الْاٰیَۃَ۔ پھر ان کو باندھے اللہ تعالیٰ اس کو ہر درد سے عافیت دے گا۔

برائے حافظہ اطفال

روز یک شنبہ ایک رقعے میں نجط میں نجطر رفیع یہ آیت لکھ کر نہار منہ نگل جاوے اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ دوسرے یک شنبہ کو یہ آیت اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ تیسرے یک شنبہ کو یہ آیت اَللّٰهُ لَطِیْفٌۢ بِعِبَادِهٖ چوتھے یک شنبہ کو یہ آیت المص کھیعص پانچویں یک شنبہ کو یس حمعسق چھٹے یک شنبہ کو طسم طس المر ساتویں یک شنبہ کو ص ق ن اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ سات یک شنبہ تک لگاتار جبکہ قمر منازل سعیدہ میں ہو اسی طرح لکھ کر ریق پر چاٹ جایا کرے حفظ و فہم بیحد ظاہر ہوگا اس کو مجرب کہا ہے۔

برائے قضائے حوائج

ایک موضع خالی و طاہر میں طہارت پر رو بقبلہ ہو کر دو رکعت نماز پڑھے فاتحہ و آخر سورہ آل عمران و آیۃ الکرسی و سورہ اخلاص و اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ پڑھے پھر کہے یَا قَدِیْرُ یَا دَآئِمُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا فَرْدُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ اس کو دس بار کہے پھر جو دعا چاہے وہ مانگے اللہ کے اذن سے وہ حاجت پوری ہوگی کوئی سی بھی حاجت کیوں نہ ہو شرجی کہتے ہیں هُوَ مِمَّا جَرَّبَهٗ بَعْضُ الْعُلَمَآءِ الصَّالِحِیْنَ وَهُوَ سَیِّدِیْ

ؐ پارہ بست و ہشتم سورہ حشر رکوع ۱۲ ؑ پارہ ۱۳ سورہ رعد رکوع ۴۔ ۱۲

الْفَقِیْهُ اَحْمَدُ بْنُ مُوْسٰى بْنِ عَجِیْلٍ نَفَعَ اللّٰهُ۔

برائے مس ضرر وا ذی

بعض علماء نے کہا ہے جس کسی کو کچھ ضرر واذی لگے وہ یہ لکھے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنَ الْعَبْدِ الذَّلِیْلِ الْعَاصِی الْمُعْتَرِفِ بِذُنُوْبِهٖ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ اِلَى الْمَلِكِ الْكَبِیْرِ الْجَبَّارِ الْقَهَّارِ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔ اَللّٰهُمَّ ادْفَعْ عَنِّیْ كُلَّ هَمٍّ وَّغَمٍّ كَمَا تَشَآءُ وَاكْفِنِیْ شَرَّ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ بِحَقِّ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ پھر ایک سنگریزہ پاک لے کر اس پر اس مکتوب کو لپیٹ کر خود کسی نہر جاری یا چاہ طاہر میں پھینک دے تین بار اسی طرح کرے اس کی مراد حاصل ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ جب ہے کہ موذی و مضر ایک شخص ہو اور اگر ایک جماعت ہو تو ان سب کا نام لکھے۔

برائے حفظ روح و مال از جن و انس و حشرات

پانچ آیتیں ہیں کہ مصحف جل گیا تھا اور وہ نہ جلیں ان کو لکھ کر اگر اموال میں رکھے تو محفوظ رہیں اور اگر طعام میں رکھے تو اس میں گھن نہ لگے اور اگر سفر میں ہمراہ ہوں تو بر و بحر میں سلامت رہے یہ اذکار صباح و مساح میں سے ہیں بلکہ اگر وفات حاضر ہو تو اللہ اس کو تا عود بسوئے وطن تاخیر کرے الٓمّٓ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ

اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا اَفَلَمْ يَايْئَسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ الاٰية اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ الاٰية اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ الاٰية وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الاٰية لَا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ الاٰية مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ الاٰية ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ مُّطَاعٍ الاٰية وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ۔

فائدہ:

شرجی نے واسطے طرد جراد و موش وطیور و براغیث وقمل وارضہ وسائر ہوام کے عزائم آیات سے لکھے ہیں جو کہ یہ امور قلیل الوقوع ہوتے ہیں اس لئے وقت حاجت کے مراجعت طرف اصل کتاب کے ممکن ہے منجملہ ان کے ایک عزیمت کو مجرب مبارک واسطے صرف جمیع دواب موذیات کے جیسے ٹڈی وقمل و دیمک وسائر ہوام

---

[1] در پارہ ۲۳ سورہ یٰس رکوع ۲۵ [2] در پارہ سورہ حدید رکوع اول ۱۷ [3] در پارہ ۲۸ سورہ طلاق رکوع اول [4] در پارہ ۲۹ سورہ مزمل رکوع اول [5] در پارہ ۳۰ سورہ نبا رکوع دوم [6] در پارہ ۳۰ سورہ عبس رکوع اول [7] در پارہ ۳۰ در سورہ کورت رکوع اول [8] سورہ نمل رکوع ۲ پارہ ۲۹۔ [9] در سورہ رعد رکوع چہارم پارہ سیزدہم ۱۲۔

کہا ہے اور اس کو منجملہ اسرار مخزونہ کے ٹھہرایا ہے وہ یہ ہے کہ ان آیات کو ان کاغذ پر لکھ کر زمین میں دفن کرے یا لٹکا دے اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ الاٰية فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ الاٰية يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ الاٰية فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ الاٰية يُرْسِلُ حَيْثِيَّةٍ الاٰية كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ الاٰية وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ الاٰية فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ الاٰية جَنَّةٌ وَلَدَتْ مَرْيَمُ اَمَةُ اللّٰهِ مَرْيَمُ وَلَدَتْ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ يَا مَعْشَرَ الْهَوَامِّ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مِّنَ الْبَرِّ فَلْيَخْرُجْ اِلَى الْبَحْرِ اَعْزِمُ عَلَيْكُمْ اَيُّهَا الْاَرْوَاحُ الطَّائِرَةُ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى بِعِزِّ عَظَمَتِهٖ بِاَسْمَآئِهِ الْحُسْنٰى كُلِّهَا اٰشْرَاهِيَا بَرَاهِيَا اَدُوْنَاى اَصْبَاؤُتَ اٰلْ شَدَّادَى بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلَا مَا سَمِعْتُمْ وَاَطَعْتُمْ وَانْتَقَلْتُمْ مِنْ هٰذَا الْمَكَانِ وَمَنْ لَّمْ يَنْتَقِلْ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ الاٰية [10] سورہ فاتحہ لکھے انشاء اللہ تعالیٰ نافع ہوگا۔

برائے معقود عن النساء

جادوزدہ

ان آیات کو لکھ کر باندھے اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ

---

[1] در پارہ ۱۹ سورہ نمل رکوع دوم [2] پارہ ۱۹ سورہ رکوع دوم [3] در پارہ ۲۷ سورہ رحمٰن رکوع دوم [4] در پارہ ۱۳ سورہ ابراہیم رکوع ۴ [5] در پارہ ۲۶ سورہ احقاف رکوع چہارم [6] پارہ دوم سورہ بقرہ رکوع ۲۵ [7] پارہ سورہ السبا رکوع ۲ [8] در پارہ نہم سورہ اعراف رکوع ۱۶۔

وَالْاَرْضِ الْاٰيَةِ بَاطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ الْاٰيَةِ قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ الْاٰيَة - پھر معوذتین لکھے پھر یہ لکھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ فَكَكْتُ حَبْسَ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ بِكٓهٰيٰعٓصٓ وبطه و بيش ونجم سَبْعًا وَّ بِاٰيَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ۔

ایضاً برائے معقود از نساء

سورہ لم یکن ایک پاک برتن میں اس طرح لکھے کہ کوئی حرف نہ مٹے اور دن تک پانی سے محو کر کے پئے جلد باذن اللہ حل و فک ہو جائے گا۔

برائے مسحور چاٹنا

اس آیت کو ایک طرف طاہر میں لکھ کر روغن زرد سے محو کر کے مسحور اپنی زبان سے چاٹے سات دن تک اسی طرح کرے اور طاہر ہو سحر زائل ہو جائے گا اور کچھ اثر مرتے دم تک ان شاء اللہ تعالیٰ نہ ہوگا وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ۔

فائدہ:

شرجی کہتے ہیں جو شخص اغتسال پر بوقت طلوع فجر کے مداومت کرے گا۔ اس پر اثر سحر و چشم زخم کا جن وانس کا جن وانس سے نہ ہوگا صحت جسم و نور وجہ پائے گا اس کی دعا مستجاب ہوگی اس پر کسی کی دعا قبول نہ ہوگی انتہی۔ میں کہتا ہوں۔ قول جمیل میں کہا ہے ۳۳ آئتیں ہیں جو سحر کو نفع کرتی ہیں اور شیطان سے اور چوروں اور درندے جانوروں سے پناہ دیتی ہیں اور ہمارے والد ان پر چاروں قل زیادہ کرتے

ے پارہ ۱۷، سورہ انبیاء رکوع ۳ ے درپارہ نہم سورہ اعراف رکوع ۱۴ ے درپارہ نہم دہم سورہ بنی اسرائیل رکوع ۹۔ ۱۷، پارہ ۱۹ سورہ نمل رکوع ۱۳ ے پارہ اول سورہ بقر رکوع ۱۶۔ ۱۲

تھے انتہی۔ ان آیات کو شفاء العلیل میں ایک ورق تک لکھا ہے مراجعت طرف اس کے آسان ہے۔ شرجی نے قصہ ان آیات کا ابن سیرین سے کیا ہے کہ وہ چوروں کے ہاتھ سے بچ گئے اسی طرح درندہ بھی مضر نہیں پہنچا سکتا ہے لیکن بحوالہ حدیث ابن عمر رض مرفوعاً جوان کو پہنچی تھی لفظ حدیث کا یہ ہے مَنْ قَرَءَ ثَلَاثًا وَّ ثَلٰثِيْنَ اٰيَةً مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ لَمْ يَضُرَّهٗ تِلْكَ اللَّيْلَةَ سَبُعٌ ضَارٍ وَّلَا لِصٌّ طَارٍ وَّعُوْفِيَ فِيْ نَفْسِهٖ وَاَهْلِهٖ وَمَالِهٖ حَتّٰى يُصْبِحَ اِنْتَهٰى لیکن سند اس حدیث کی مجھے نہیں ملی علاوہ اس کے اس حدیث میں فقط ذکر قرات ۳۳ آیات کا مطلقاً آیا ہے اور شرجی اور شاہ عبدالرحیم دہلوی نے ان کو متعین کیا ہے یہ ان حضرات کا تجربہ ہے واللہ اعلم۔ شعیب بن حارث نے اس حدیث کو مُرسَ کر کہا۔ كُنَّا نُسَمِّيْهَا اٰيَاتِ الْحَرْزِ وَيُقَالُ اِنَّ فِيْهَا شِفَآءً مِّنْ مِّائَةِ دَآءٍ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ فَقَرَأْتُهَا عَلٰى شَيْخٍ لَّنَا قَدْ اُفْلِجَ فَاَذْهَبَ اللّٰهُ عَنْهُ ذٰلِكَ میں کہتا ہوں حدیث میں آیا ہے کہ جب وہ سحر نکالا گیا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا گیا تھا تو اس کے اندر ایک تاگا نکلا جس میں گیارہ گرہیں تھیں اور اسی سحر کے سبب سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول معوذتین کا ہوا تھا یہ دونوں گیارہ آئتیں ہیں ہر آیت نے ہر ایک عقدی کو حل کر دیا ان کی تاثیر دفع سحر میں گویا منصوص سنت صحیحہ ہے۔ وللہ الحمد

برائے عطف ووجاہت

اس آیت شریف کو یہ خاصیت ہے کہ دل معرضین کے اس شخص پر مہربان ہو جاتے ہیں اور کید کا دین سے نفع ہوتا ہے شب جمعہ کو نصف لیل میں اس کو لکھے اور تین بار پڑھے اور ہر بار کے بعد اَللّٰهُمَّ اَعْطِفْ قَلْبَ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ عَلٰى فُلَانِ بِنْتِ فُلَانَةَ کہے اور معمول لہ کے عضد ایمن پر باندھے ان شاء اللہ

دائیں بازو میں

مقصود حاصل ہوگا۔ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ۔ اس جگہ شرجی نے ایک عزیمت بدوح لکھی ہے۔ اور وہ اکثر اعمال میں مروج ہے لیکن مجھ کو اس نام میں تردد ہے کوئی اس کو اللہ تعالیٰ کا نام بتایا ہے اور کوئی شیطان کا چنانچہ سید محمد بن اسمٰعیل امیر یمانی نے اس دق سے منع کیا ہے اور یہ نام اللہ پاک کے اسماء حسنیٰ میں نہیں آیا اور نہ حدیث شریف سے ثابت ہے اس لئے ترک عزیمت ساتھ اس کے اولیٰ ہے الْمُؤْمِنُونَ۔

ایضاً برائے اصلاح باہم

اس آیت کو بقلم فارغ از مداد حلوے پر لکھے اور جماعت متباغضین کو کھلائے اللہ کے حکم سے سب باہم صلح کر لیں گے وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ الآیۃ اس کے سوا ایک ترکیب کتابت سورہ فاتحہ کی لکھی ہے جس کا اثر یہ ہے کہ درمیان زوجین وغیرہ اثنین کے موافقت پیدا ہو جائے اور اس کو مجرب صحیح کہا ہے

برائے جلب

سورہ ہَلْ أَتٰی مشک و زعفران و گلاب سے تا قولہ بصیراً لکھے معمول لہ فوراً پہنچے گا یہ جلب نہایت مبارک ہے۔

برائے نسلہ یعنی تسہیل ولادت

اس کو مبارک مجرب منافع کہا ہے فاتحہ تمام لکھ کر یہ پھر لکھے كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ الآیۃ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ

له وتمام الآیۃ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ بَلَاغٌ۔

ضُحٰهَا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ الآیۃ لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ الآیۃ اَللّٰهُمَّ يَا خَالِقَ النَّفْسِ مِنَ النَّفْسِ يَا مُخَلِّصَ النَّفْسِ مِنَ النَّفْسِ خَلِّصْهَا بِلُطْفِكَ وَفَضْلِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ اس کو عورت پر باندھ دے وہ نجاست میں نہ ہو باذن اللہ تعالیٰ اخلاص ہو جائے گا اور اگر محو کر کے پلاوے گا تو بھی جلد خلاص ہو گی انتہی۔ قول جمیل میں کہا ہے جس عورت کو دردزہ ہو تو پرچہ کاغذ میں یہ آیت لکھے وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ اهیا شراهیا اور اس پرچہ کو پاک کپڑے میں لپیٹے اور اس کی بائیں ران میں باندھے تو وہ جلد جنے گی سیوطی نے درمنثور میں بروایت اعمش کہا ہے کہ یہ کلمہ اہیا شراہیا موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے اس کے معنی یہ ہیں اے زندہ قبل ہر چیز کے اور لے زندہ بعد ہر چیز کے شفاء العلیل میں کہا ہے اہیا بکسر ہمزہ و اشرہیا بفتح ہمزہ و شین معجمہ لفظ یونانی ہے یعنی وہ ازلی کہ کبھی اس کو زوال نہیں اور شرہیا بدون ہمزہ کے خطا ہے بزعم علماء یہود و کذا فی القاموس۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی نے فرمایا اگر اوّل سورت کو شیرینی پر حقت تک پڑھے اور حاملہ کو کھلاوے تو بھی جلد جنے انتہی۔ میں کہتا ہوں میں نے بارہا گڑ پر اس آیت کو پڑھ کر زنان اہل اسلام کو کھلا دیا ہے فی الفور اس کا اثر ظاہر ہوا کبھی تخلف سرعت ولادت میں نہ پایا وللہ الحمد اس کے سوا ایک یہ تدبیر بھی ہے کہ کتاب مؤطا تالیف امام مالک رضی اللہ عنہ کو حاملہ سے لگا دے۔ اللہ کے اذن سے جلد خلاصی ہو جاتی ہے میں نے اس کا تجربہ بھی کیا ہے۔

(ایضاً مجرب)

ایضاً برائے ولادت

ایک پاک برتن میں اس آیت کو لکھ کر شکم و فرج پر چھڑک دے كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ بَلَاغٌ فَهَلْ

يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُوْنَ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ پھر دھو کر کچھ پانی اس عورت کو بھی پلاوے اس کو دیلمی نے ابن عباس سے رفعاً ذکر کیا ہے واللہ اعلم بسندہ۔ شیخ محمد نازلی حنفی کہتے ہیں میں نے ایک کاس پر آیۃ الکرسی و سورہ فاتحہ اخلاص اور یہ دعا لکھ کر پلائی فوراً بچہ پیدا ہو گیا اگر رکابی پر نہ لکھ سکے تو ورق لکھ کر دھو کر پلا دے یہاں تک کہ ایک عورت کو مدینے میں یہ اتفاق ہوا کہ نصف بچہ باہر آ گیا تھا اور نصف باقی تھا اور کوئی دوا کارگر نہ ہوتی تھی روضہ مطہرہ میں آ کر وقت ضحیٰ مجھ سے کہا تو میں نے یہ عمل لکھ دیا۔ اس کا شوہر لے گیا فی الفور بچہ پیدا ہو گیا ۱۲۶۱ھ سے ۱۲۸۶ھ تک اس کو بحمدہ تعالیٰ مجرب پایا دعا یہ ہے وَلَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَّنَفَسٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ اِنْتَهٰى۔

برائے خنش یعنی مار گزیدہ

تھوڑا سا سلیط لے کر لدغ کی جگہ پر رکھے اور ان آیات کو پڑھے آیۃ الکرسی تین بار و قولہ اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ

ٹ وتمام الاٰیۃ واذنت لربها وحقت واذا الارض مدت والقت ما فیها و تخلت ٹ لقد کان فی قصصهم عبرة لاولی الالباب ما کان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیه وتفصیل کل شیء وهدی ورحمة لقوم یومنون

الاٰیۃ تین بار و قولہ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ الاٰیۃ تین بار وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَا اَمْتًا تین بار وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا تین بار اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تین بار سورہ والضحیٰ والم نشرح تین بار قل ہو اللہ احد تین بار معوذتین تین بار یہ عزیمت نصف تک نہیں پہنچے گی کہ دانت اس کے سیاہ سپید و سرخ باہر نکل آئیں گے لیکن شرط یہ ہے کہ دل حاضر ہو معہذا اگر صحت نہ ہو تو اپنے ہی نفس کو ملامت کرے کیونکہ یہ عزیمت مجرب و صحیح ہے۔

برائے نقصان زمین

اگر خوف ہے ظالموں کے یہ چاہے کہ زمین وقت پیمائش کے کم نکلے تو چار پرچہ کاغذ پر آیتیں جدا جدا لکھ اس زمین کے چاروں کونوں میں گاڑ دے اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا دوسری يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ تیسری اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا چوتھی وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ الاٰیۃ لیکن یہ چاہیئے کہ اس آیت کو ایک پارہ جامہ میں لپیٹ کر دفن کرے پھر جب حاجت پوری ہو جائے تو اس کو نکال لے صِيَانَةً لِّكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَنِ الْاَرْضِ۔

ٹ در پارہ سورہ بقرہ رکوع ۲۵ ٹ در پارہ ۱۳ رکوع ۴ سورہ اور یہ مکرر گذر گئی۔ ٹ اذا قالوا ما انزل اللہ علی بشر من شیء قل من انزل الکتب الذی جاء به موسی نورا وهدی للناس تجعلونه قراطیس تبدونها وتخفون کثیرا وعلمتم ما لم تعلموا انتم ولا اباؤکم قل اللہ ثم ذرهم فی خوضهم یلعبون ۱۲۔

برائے نقصان زمین

اگر ظالموں سے یہ خوف ہو کہ وہ تیری زمین میں جور کریں گے تو پانچ پتھر لے کر ہر ایک پتھر پر سات بار فاتحہ اور تین بار قل ہو اللہ احد اور ایک ایک بار معوذتین اور تمام سورہ یٰسین اور سورہ تبارک تا آخر اور آیۃ الکرسی اور درود شریف دس بار پڑھ کر ہر ایک پتھر کو ایک رکن میں ارکان زمین سے گاڑ دے اور ہر ایک پتھر کو وسط زمین دفن کر دے اللہ تعالیٰ شر سے کفایت کرے گا وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

برائے تکوین و عمارت بساتین

ایک مرد بنی ہاشم نے سورہ فاتحہ لکھی اور مٰلِكِ يَوْمِ الدِّينِ کو سات بار لکھا پھر اس کو پانی سے دھو کر اشجار پر چھڑک دیا ایک سال سے وہ درخت پھل نہ لائے تھے مقطوع تھے برگ سبز اسی دم لا کر فی الفور پھل لے آئے كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

برائے کشف غمہ

ابو الفضل بکری کہتے ہیں میں ایک سختی میں گرفتار ہوا جس کے دفع کرنے سے ارباب جاہ عاجز آئے میں نے یہ دو بیتیں لکھ کر سامنے قبلے کے لٹکا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اس سختی کو دور کر دیا۔

بَیْت:

يَارَبِّ مَا زَالَ لُطْفٌ مِنْكَ يَشْمَلُنِيْ ‏ وَقَدْ تَجَدَّدَ بِيْ مَا اَنْتَ تَعْلَمُهٗ

فَمَنْ سِوَاكَ لِهٰذَا الْعَبْدِ يَرْحَمُهٗ ‏ نَصَرْتَهٗ عَنِّيْ كَمَا عَوَّدْتَنِيْ كَرَمًا

شیخ عز الدین بن جاعد کو اخلاج عظیم ہو گیا تھا وہ کہتے تھے میں نے ان ابیات کی تکرار رات دن کرنا شروع کی ایک اثر عظیم پایا اور بالکل اچھا ہو گیا۔

ایضاً برائے کشف غمہ

بعض علماء نے لکھا ہے یہ ابیات فضل عظیم رکھتے ہیں بعض لوگ ایک امر عظیم میں پڑ گئے تھے اور جان سے تنگ آ گئے تھے اور کوئی حیلہ خاص کا تھا ایک شخص نے جس کو پہنچانتے نہ تھے یہ ابیات سکھائے اور کہا ان کو کمر ر پڑھو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کشف غم ہو گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ سه

وَكَمْ لِلّٰهِ مِنْ لُطْفٍ خَفِيٍّ ‏ يَدِقُّ خَفَاهُ عَنْ فَهْمِ الذَّكِيِّ
وَكَمْ يُسْرٍ اَتٰى مِنْ بَعْدِ عُسْرٍ ‏ وَفَرَّجَ كُرْبَةَ الْقَلْبِ الشَّجِيِّ
وَكَمْ اَمْرٍ تُسَاءُ بِهٖ صَبَاحًا ‏ وَتَاْتِيْكَ الْمَسَرَّةُ بِالْعَشِيِّ
اِذَا ضَاقَتْ بِكَ الْاَحْوَالُ يَوْمًا ‏ فَثِقْ بِالْوَاحِدِ الْفَرْدِ الْعَلِيِّ
تَشَفَّعْ بِالنَّبِيِّ فَكُلُّ عَبْدٍ ‏ يُغَاثُ اِذَا تَشَفَّعَ بِالنَّبِيِّ

شرجی نے ان ابیات کا ایک قصہ لکھا ہے جس میں ذکر فرج کرب کشف غم ہے یہ ابیات مشتمل ہیں استغاثہ باللہ اور تشفع بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی تاثیر میں کون شک کر سکتا ہے تشفع برسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہی ہے کہ اول و آخر ان ابیات کے درود شریف پڑھے۔

فائدہ:

امام بونی نے تو لطیفے لکھے ہیں ان میں طریقہ استعمال اسماء حسنیٰ کا واسطے مطالب متفرقہ کے ذکر کیا ہے از انجملہ واسطے دفع وسواس و امر مولم کے یہ لکھا ہے

کو وقت سحر کے یہ آٹھ نام پڑھے اَلْمَلِكُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ الْمُغْنِي الْمُتَعَالِ ذُوالْجَلَالِ الْمُهَيْمِنُ الْكَبِيْرُ پھر کہا ہے نَفْعٌ عَظِيْمٌ وَهِيَ مِنَ الْاِسْمِ الْاَعْظَمِ الْمَخْزُوْنِ ۔ ان کے پڑھنے سے علاوہ نفع مذکور عظمت ہیبت بھی حاصل ہوتی ہے پھر لکھا ہے كُلُّ لَطِيْفَةٍ مِنْهَا سَرِيْعَةُ التَّاْثِيْرِ مُنْجِحَةٌ لِلْمَطْلُوْبِ قَرِيْبَةُ الْاِجَابَةِ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى بقیہ لطائف کتاب الفوائد میں مذکور ہیں ۔

حدیث قلنسوہ

یہ ایک ٹوپی تھی پاس نجاشی کے جس بیمار کے سر پر رکھ دی جاتی وہ اچھا ہوجاتا اس کے بارے میں امام غزالیؒ نے ایک حدیث ابوہریرہؓ سے طول طویل کتاب خواص القرآن میں نقل کی ہے اس میں بسم اللہ وغیرہ الفاظ قرآن لکھے تھے لیکن اس لئے کہ حال اس کی سند کا معلوم نہیں ہے اس جگہ حدیث مذکو نقل نہیں کی گئی۔ ان عمرؓ بن خطاب نے پوری بسملہ لکھ کر ایک کلاہ میں سی کر قیصر روم کو بھیجی تھی اس کو مرض درد سر کا رہتا تھا وہ جب اس ٹوپی کو اپنے سر پر رکھتا درد جاتا رہتا پھر اس نے حقیقت امر پر مطلع ہو کر یہ کہا مَا اَكْرَمَ هٰذَا الدِّيْنَ وَاَعَزَّهٗ حَيْثُ شَفَانِيَ اللّٰهُ بِاٰيَةٍ مِّنْهُ پھر وہ مسلمان ہوگیا اور اچھا مسلمان ہوا ذکر بذیل فضل بسملہ گذر چکا ہے ۔

کلمات العزّہ

ان کو دفع جمیع آفات میں اثر تمام ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ

وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ تین بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا وَّلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ شرجی کہتے ہیں مَنْ دَوَامَ عَلٰى ذٰلِكَ يَرٰى عَجَبًا مِّنَ الْعِزَّةِ وَالْقَبُوْلِ ۔

برائے وسوسہ نماز و وضو و خواب پریشان مکروہ

کانچ یا مرمر کے برتن میں اس آیت کو لکھ کر تین دن تک لگاتار پیا کرے انشاء اللہ تعالیٰ یہ حال زائل ہوجائے گا ۔ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ برائے واسطے دفع خواب پریشان کے شاہ عبدالعزیز دہلوی نے فرمایا ہے وقت نوم معوذتین و آیۃ الکرسی ایک بار خواندہ بر سینہ و در دست خود دم باید کرد اگر ازیں ہم دفع نہ شود اسم یا شدید راسہ بار خواندہ براعلائے بدن خود دم باید کرد بعد ازاں وقت خواب این دعا باید خواند بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ وَضَعْتُ جَنْبِيْ دَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِحْفَظْنِيْ مِنْ قَوْمِيْ بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَحْضُرُوْنِ اِنْتَهٰى میں کہتا ہوں دعا ماثور جو اس کام کے لئے حصن حصین میں آئی ہے اس کو پڑھنا اور زیادہ بہتر ہے ۔

برائے وعید قتل

ابن الکلبی کہتے ہیں ایک شخص نے ایک شخص سے کہا میں تجھ کو قتل کروں گا وہ ڈر گیا اس نے یہ ذکر ایک عالم سے کہا تو گھر میں سے باہر نکلنے سے

پہلے سورۂ یٰس پڑھ لیا کرو وہ ایسا ہی کرتا خصم جب اس کو ملتا تو نہ دیکھتا اسی طرح آیت کریمہ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَھُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْھُمْ فَزَادَھُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ایک خرقہ میں لکھ کر زیر نگیں انگشتری رکھ کر طہارت پر پہن کر جس ذی سلطان کے سامنے جائے گا جو کہ اس کو ڈراتا ہے تو اللہ اس کو اس کے شر سے محفوظ رکھے گا اور سوائے خیر کے اور کچھ اس سے باذن خدا نہ دیکھے گا۔

برائے مسلمان شدن

(لکھ کر پلا دی)

ایک مشرک نے ایک مسلمان سے کہا تھا تمہاری کتاب میں کوئی ایسی چیز بھی ہے جو میرے جی کی بات کو بدل دے شاید میں مسلمان ہو جاؤں کہا ہاں سورہ الم نشرح لکھ کر اس کو پلائی اس کے دل کا شرک دور ہو گیا وہ اسلام لے آیا۔

برائے عسر بول

ایک شخص کو اصفہان میں پیشاب نہ ہوتا تھا اس نے یہ آیت لکھ کر پانی میں پی لی اللہ نے بول کو اس پر آسان کر دیا اور تھیری نکل گئی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَکَانَتْ ھَبَآءً مُّنْبَثًّا وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُکَّتَا دَکَّۃً وَّاحِدَۃً اسی طرح آیت وَاِذِ اسْتَسْقٰی مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاکَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْہُ اثْنَتَا عَشْرَۃَ عَیْنًا قَدْ عَلِمَ کُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَھُمْ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰہِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ لکھ کر پانی میں پینا دافع عسر بول وغائط ہے اسی طرح سورہ کوثر اس کے لئے نفع کرتی ہے۔

برائے سلسل البول

آیت وَقِیْلَ یٰۤاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَکِ وَیٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ الْمَآءُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَی الْجُوْدِیِّ وَقِیْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۔ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُکُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَّاْتِیْکُمْ بِمَآءٍ مَّعِیْنٍ ۔ یہ مرض زائل ہو جائے گا۔

ختم قرآن کریم برائے قضاء حوائج وطریق تلاوت

بعض علماء نے کہا ہے کہ قرآن شریف کا ختم کرنا واسطے کام براری کے مجرب ہے اس میں کچھ شک نہیں ہے لیکن اگر اس ترتیب سے پڑھے تو بہتر ہے اجابت میں اسرع التاثیر ہوگا یعنی دن جمعے کے اول بقرہ سے آخر مائدہ پڑھے سنیچر کو انعام سے آخر توبہ تک اتوار کو یونس سے آخر مریم تک پیر کو طہٰ سے آخر قصص تک منگل کو عنکبوت سے سورہ صٓ تک بدھ کو زمر سے آخر سورہ رحمٰن تک جمعرات کو واقعہ سے آخر قرآن تک پھر وقت ختم کے سجدہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگے وہ پوری ہوگی شاہ اہل اللہ قدس سرہ نے بھی چار باب میں اسی ترتیب کو اختیار کیا ہے اور کہا ہے قرآن تک پھر وقت ختم کے سجدہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگے وہ پوری ہوگی شاہ اہل اللہ قدس سرہ نے بھی چار باب میں اسی ترتیب کو اختیار کیا ہے اور کہا ہے تمام خواندن قرآن در ہفت روز بریں ترتیب اسرع در اجابت است انتہی۔

فائدہ:

میں کہتا ہوں یہ جتنے اعمال اہل علم وولایت نے واسطے دفع الآم وآفات

وامراض وغیرہ کے آیات کتاب اللہ سے نکالے ہیں ان کے مجرب ہونے میں کچھ تفاوت نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو شفا اور رحمت فرمایا ہے سو ہر جملہ اس کا واسطے بیماری دل وتن درہر بلائے ظاہر وباطن کے شافی صافی ہے قال اللہ تعالیٰ وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ لیکن اہل علم وولایت نے برکیا ہے کہ مناسب ہر حال میں انسان کے ایک آیت یا چند آیات تتبع کر کے طریقہ ان کے استعمال کا کتابۃً وشربًا یا تلاوۃ بتعین اوقات لیل ونہار بتایا ہے اس میں کوئی حرج وحرج نہیں ہے کیونکہ مناسبت حال کو ساتھ قول کے ایک علاقہ قوی ہوتا ہے پھر جس شخص کو یہ اعمال اثر نہ کریں تو وہ یقین کرے کہ اس کا ایمان ضعیف ہے اور کیسا ضعیف اگر وہ موحد قوی الاسلام ہوتا تو اثر نہ ہوتا کیا معنی پر جو شخص کہ سارے قرآن کو پڑھتا رہتا ہے یا اس کا ختم واسطے کسی حاجت میں کیا شک ہے بلکہ تالی قرآن علی الدوام اگر بہ نیت جملہ مقاصد ومطالب دارین تلاوت قرآن کی کرے اور یہ اعمال متفرقہ بجا نہ لائے تو امید ہے کہ وہ کبھی بھی کسی آفت وبلا میں مبتلا نہ ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو سائلین حاجات ودائمین مرادات سے بڑھ کر بے مانگے دیگا جس طرح کہ مضمون حدیث شریف میں آچکا ہے ابو سعید خدری مرفوعًا کہتے ہیں يَقُوْلُ رَبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْاٰنُ عَنْ ذِكْرِيْ وَمَسْأَلَتِيْ أَعْطَيْتُهُ أَفْضَلَ مَا أُعْطِي السَّائِلِيْنَ الْحَدِيْثَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ شوکانی نے کہا ہے فِي الْحَدِيْثِ دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّ الْمُشْتَغِلَ بِالْقُرْاٰنِ تِلَاوَةً وَّتَفَكُّرًا يُجَازِيْهِ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ بِأَفْضَلِ جَزَائِيْنِ وَيُثِيْبُهٗ بِأَعْظَمِ إِثَابَةٍ انتهى شاطبی کہتے ہیں ؎

وَمَنْ شَغَلَهُ الْقُرْاٰنُ عَنْهُ لِسَانَهٗ … يَنَلْ أَجْرَ كُلِّ الذَّاكِرِيْنَ مُكَمَّلًا

اور حدیث ابن مسعود میں رفعًا ہر حرف پر دس گنا اجر فرمایا ہے رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

وَقَالَ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَهٰذَا أَجْرٌ عَظِيْمٌ وَثَوَابٌ كَبِيْرٌ الْمَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِيْ يَقْرَءُهٗ وَيَتَتَعْتَعُ بِهٖ وَعَلَيْهِ شَاقٌّ فَلَهٗ أَجْرَانِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ۔ شوکانی کہتے ہیں الْمُتَتَعْتِعُ هُوَ الَّذِيْ يَتَرَدَّدُ فِيْ قِرَاءَتِهٖ لِضُعْفِ حِفْظِهٖ أَوْ لِثِقَلِ لِسَانِهٖ فِي التِّلَاوَةِ وَأَمَّا الْمَاهِرُ فَأَجْرُهٗ عَظِيْمٌ صَارَ بِهٖ مَعَ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَذٰلِكَ أَجْرٌ لَا يُشْبِهُهٗ أَجْرٌ وَرُتْبَةٌ لَا يُمَاثِلُهَا رُتْبَةٌ انتهى۔

فائدہ:

اسرار عجیبہ وفوائد کثیرہ قرآن کریم کے بے حد وحساب ہیں اور فضائل عظیمہ اس کے غیر متناہی خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا اور فرمایا وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ اور پھر اس کی صفت میں یہ ارشاد کیا ہے قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰى أَنْ يَّأْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَأْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا پھر یہ کہا ہے أَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا شیخ محمد بن علی آفندی نے خزینۃ الاسرار میں ذکر کیا ہے کہ جمیع سورہ قرآن ایک سو چودہ سورتیں ہیں با جماع علماء معتمدین اور اگر انفال و براءت کو ایک سورت کہیں تو پھر ایک سو تیرہ سورتیں ہوتی ہیں ان سب میں افضل واعظم سورہ فاتحہ وسورہ اخلاص ہے باقی رہے آیات قرآن عظیم سو وہ سب چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتیں ہیں قول مشہور ان میں سب سے زیادہ اعظم وافضل

واشرف واکرم آیۃ الکرسی ہے پھر یہ کہا ہے کہ اِنِّیْ رَاَیْتُ کَثِیْرًا مِّنَ الْاِخْوَانِ فِیْ دِیَارِ الْعَرَبِ وَالرُّوْمِ قَدْ تَرَکُوْا قِرَاءَۃَ الْقُرْاٰنِ وَاَکَبُّوْا عَلٰی قِرَاءَۃِ تَرْتِیْبَاتِ الْمَشَایِخِ فَمَثَلُهُمْ کَمَثَلِ الَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْعَقِیْقَ عَنِ الْیَوَاقِیْتِ وَبِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ اِنَّ الْقُرْاٰنَ لَغَرِیْبٌ فِیْ هٰذَا الزَّمَانِ وَمَا وَقَعَ عَلٰی تِلْکَ التَّرْتِیْبَاتِ حَدِیْثٌ ظَاهِرٌ فِیْ بَیَانِ فَضَائِلِهَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَا وَقَعَ عَلَیْهَا الْاِجْمَاعُ وَالْمَنَامُ لَیْسَ بِحُجَّۃٍ وَدَلِیْلٍ عَلَیْهِ وَعَلٰی غَیْرِهٖ وَهُوَ لَا یُثَابُ عَلٰی قِرَاءَۃِ تِلْکَ التَّرْتِیْبَاتِ اِذَا لَمْ یَعْرِفْ مَعَانِیْهَا کَمَا قَالَهُ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ اَمَّا الثَّوَابُ عَلٰی قِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ فَهُوَ حَاصِلٌ لِمَنْ لَمْ یَفْهَمْ بِالْکُلِّیَّۃِ لِلتَّعَبُّدِ بِلَفْظِهٖ بِخِلَافِ غَیْرِهٖ مِنَ الْاَذْکَارِ وَالْاَدْعِیَۃِ فَاِنَّهٗ لَا یُثَابُ عَلَیْهِ اِلَّا مَنْ فَهِمَهٗ وَلَوْ بِوَجْهٍ مَا عَلَیْهِ اَکْثَرُ الْعُلَمَاءِ وَقِیْلَ فِیْهِ نَظَرٌ فَعَلَیْهَا اَنْ تَتَّخِذَ وِرْدًا مِنَ الْاَفْضَلِ وَالْاَعْظَمِ وَالْاَشْرَافِ کَقِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ انتہٰی امام دینوری کشف الکنوز میں فرماتے ہیں۔ اُنْظُرُوْا اَیُّهَا الْاَکْیَاسُ وَتَفَکَّرُوْا اَیُّهَا النَّاسُ اِلٰی اَکْثَرِ الْاَوْرَادِ وَالْاَذْکَارِ الَّتِیْ یَشْتَغِلُوْنَ بِهَا فِیْ هٰذَا الزَّمَانِ تَرْتِیْبَاتِ الْمَشَایِخِ اِذَا حَرَّطِیْنَتَهٗ بِقِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ یَتَعَلَّلُ بِاَنَّ وَقْتِیْ لَا یَفْضُلُ عَنْ وِرْدِیْ مَا ثَمَرَتُهَا وَنَتِیْجَتُهَا فِی الْفَضَائِلِ عَلٰی فَضَائِلِ الْقُرْاٰنِ وَلَوْ کَانَتْ تِلْکَ التَّرْتِیْبَاتُ مَوْجُوْدَۃً فِیْ زَمَنِ النُّبُوَّۃِ اَوْ فِیْ عَصْرِ الْخِلَافَۃِ لَاَحْرَقُوْهَا اَوْ غَرَّقُوْهَا لِاَنَّهَا زُیِّنَتْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ لَمْ یَعْرِفُوْا فَضَائِلَ الْقُرْاٰنِ وَخَوَاصَّهٗ وَحَبَسَتْهُمْ وَمَنَعَتْهُمْ عَنْ قِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ انتہٰی میں کہتا ہوں یہ آیت شریف اسی مدعا کی طرف بدلالۃ النص

اشارہ کرتی ہے اَوَلَمْ یَکْفِهِمْ اَنَّا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ یُتْلٰی عَلَیْهِمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَرَحْمَۃً وَّذِکْرٰی لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ کسی نے شبلی رضی اللہ عنہ سے کہا تھا مجھے کچھ وصیت کرو فرمایا عَلَیْکَ بِکَلَامِ اللّٰهِ وَدَعْ مَا سِوَاهُ وَکُنْ مَعَ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ بعض اہل باطن نے فرمایا ہے لَا یَکُوْنُ الْمُرِیْدُ مُرِیْدًا حَتّٰی یَجِدَ فِی الْقُرْاٰنِ کُلَّ مَا یُرِیْدُ وَیَعْرِفَ مِنْهُ النُّقْصَانَ مِنَ الْمَزِیْدِ وَیَسْتَغْنِیَ بِکَلَامِ الْمَوْلٰی عَنْ کَلَامِ الْعَبِیْدِ بعض مشائخ نے کہا ہے لَا تَجْعَلْ وِرْدَکَ غَیْرَ مَا وَرَدَ فِی الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ تَکُنْ مِنَ الْعُلَمَاءِ الْاُدَبَاءِ لِاَنَّکَ حِیْنَئِذٍ تَجْمَعُ بَیْنَ الذِّکْرِ وَالتِّلَاوَۃِ فَیَحْصُلُ لَکَ اَجْرُ التَّالِیْ وَالذَّاکِرِ فَمَا تَرَکَ الْکِتَابُ وَالسُّنَّۃُ مَرْتَبَۃً یَطْلُبُهَا الْاِنْسَانُ مِنْ خَیْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِلَّا وَقَدْ ذَکَرَهَا فَمَنْ وَضَعَ مِنَ الْفُقَرَاءِ وِرْدًا مِنْ غَیْرِ الْوَارِدِ فِی السُّنَّۃِ فَقَدْ اَسَاءَ الْاَدَبَ مَعَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ بعض اولیاء نے فرمایا ہے مَنْ اَسَاءَ الْاَدَبَ عَلَی الْبِسَاطِ رُدَّ اِلَی الْبَابِ وَمَنْ اَسَاءَ الْاَدَبَ عَلَی الْبَابِ رُدَّ اِلٰی اِصْطَبْلِ الدَّوَابِّ الغرض بڑی شرم بلکہ ضعف ایمان وغربتِ فقدان احسان کی بات ہے کہ دنیا میں روئے زمین پر قرآن کریم اندر مصاحف وصدور کے موجود ومحفوظ ہو اور اذکار سنت مطہرہ اور کتب سنن میں ماثور ومرقوم ہوں اور پھر باوجود دعوٰی اسلام وایمان یا احسان کے انسان ان اذکار کو اختیار نہ کرے اور تلاوت قرآن پر مدیم نہ ہوا اور فقراء وعلماء ومشائخ واولیاء کے دعوات واذکار ساختہ پرداختہ پر جھک پڑے اوران میں معتقد خیر دارین کا ہو اس سے بڑھ کر اور کیا شقاوت ہوگی ہاں جو اعمال صالحات وعزائم مکرمات آیات عظیمات وسنن مطہرات سے اہل علم واصلاح نے واسطے قضای حاجات وکشف کربات واستجابت دعوات کے بنائے ہیں ان کا

استعمال کرنا عین اتباع کتاب و سنت ہے ملا علی قاری حنفی نے دیباچہ کتاب حزب الاعظم میں لکھا ہے لَمَّا رَاَیْتُ بَعْضَ السَّالِکِیْنَ یَتَعَلَّقُوْنَ بِاَوْرَادِ الْمَشَائِخِ الْمُعْتَبَرِیْنَ وَبِاَحْزَابِ الْعُلَمَاءِ الْمُکَرَّمِیْنَ حَتّٰی رَاَیْتُ بَعْضَهُمْ تَعَلَّقُوْا بِدُعَاءِ السَّیْفِیِّ وَالْاَرْبَعِیْنَ الْاِسْمِیِّ وَوَجَدْتُ بَعْضَ الْعَوَامِ یَتَقَیَّدُوْنَ بِقِرَاءَةِ دُعَاءٍ نَحْوِ الْقَدَحِ فَخَطَرَ بِبَالِیْ اَنْ اَجْمَعَ الدَّعْوَاتِ الْمَاْثُوْرَةَ فِی الْاَحَادِیْثِ الْمَنْثُوْرَةِ وَسَمَّیْتُهُ الْحِزْبَ الْاَعْظَمَ لِاِسْتِنَادِهٖ اِلَی الرَّسُوْلِ الْاَکْرَمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَیْكَ بِحِفْظِ مَعَانِیْهِ وَالتَّاَمُّلِ فِیْ مَعَانِیْهِ وَالْعَمَلِ بِمَضْمُوْنِ مَا فِیْهِ فَاِنَّهٗ شَامِلٌ لِلْمُنْجِیَاتِ حَافِلٌ لِلْمُهْلِکَاتِ فَهٰذَا کَمَالُ الطَّرِیْقِ الْمُتَابِعَةِ النَّبَوِیَّةِ وَزُبْدَةُ الْمَقَامَاتِ الْعَالِیَةِ الْمَنْسُوْبَةِ اِلَی السَّادَةِ الصُّوْفِیَّةِ فَاِنْ قَدَرْتَ عَلٰی قِرَاءَتِهَا کُلَّ یَوْمٍ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَاِلَّا فَفِیْ کُلِّ جُمُعَةٍ وَاِلَّا فَفِیْ کُلِّ شَهْرٍ وَاِلَّا فَفِیْ کُلِّ سَنَةٍ وَاِلَّا فَفِی الْعُمْرِ مَرَّةً اَیْضًا غَنِیْمَةٌ انتہی حاصلہٗ میں کہتا ہوں کہ یہ کتاب حزب اعظم جمع اذکار و ادعیہ میں بحذف اسانید و تخاریج کتاب بیمثل و مثال ہے میں نے اس کو بہت بار لہا اور اکثر ماہ رمضان میں پڑھا کرتا ہوں و للہ الحمد اس باب میں جتنی کتابیں ہیں ان سب سے مغنی ہے اگر کوئی شخص با خلاص نیت و صدق طویت و حضور دل جمیع خاطر تلاوت قرآن مجید و قراءت حزب اعظم پر تمام اکتفا کرے تو اللہ سے امید ہے کہ ساری منجیات کے ساتھ متحلی اور تمام مہلکات سے متخلے ہو کر لائق مغفرت و عفو ہو جائے وَمَا ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ رہے وظائف و اوراد علماء و صوفیہ ان کی کچھ حاجت نہیں ہے الصباح یغنی عن المصباح شاہ محمد عاشق شاہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور استاذ شاہ عبدالعزیز دہلوی نے رسالہ سبیل ارشاد میں

دعا سیفی و اربعین اسمی کو ذکر کیا ہے کچھ حاجت ان کے ذکر کی نہ تھی دل اس بات سے قلق میں ہے حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ میں نے غالباً اس رسالے میں بھی ان اعمال کو ذکر کیا ہے جو ماخوذ ہیں آیات قرآنی، حدیث رسالت مآب سے صلی اللہ علیہ وسلم الا ما شاء اللہ تعالیٰ۔ حدیث میں آیا ہے خُذْ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا شِئْتَ لِمَا شِئْتَ شرجی لکھتے ہیں اس میں شک نہیں کہ تلاوت قرآن افضل ہے بہت سے عبادات سے ابن عباسؓ نے کہا ہے اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّ لَا یُعَذِّبُ قَلْبًا وَعَی الْقُرْاٰنَ اور صحابہؓ پڑھنا قرآن کا مصحف میں دیکھ کر مستحب رکھتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اس میں عبادات نظر زیادہ ہے عثمان رضی اللہ عنہ کبھی نظر کرنا مصحف میں ترک نہ کرتے اور کہتے تھے هٰذَا کِتَابُ رَبِّیْ وَلَا بُدَّ لِلْعَبْدِ اِذَا اَتَاهُ کِتَابُ سَیِّدِهٖ اَنْ یَنْظُرَ بِهٖ کُلَّ یَوْمٍ وَیَعْمَلَ بِمَا اَمَرَ فِیْهِ وَیَجْتَنِبَ مَا نَهَاهُ عَنْهُ امام ابو حنیف کتاب بلغۃ المسافرین فرماتے ہیں۔ یَکْفِیْ مِنَ الْعِبَادَاتِ تِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ وَقَوْلُ حَسْبِیَ اللّٰهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ فِی الصَّبَاحِ وَالْمَسَاءِ لِاَنَّ الْعِبَادَاتِ غَیْرَ هٰذَیْنِ یُشْتَرَطُ فِیْهَا حُضُوْرُ الْقَلْبِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ قَدْ جَاءَ اِنَّهَا اَعْظَمُ الْقُرَبِ بِفَهْمٍ وَبِغَیْرِ فَهْمٍ وَقَائِلُ حَسْبِیَ اللّٰهُ الخ قَدْ جَاءَ اِنَّ اللّٰهَ یَکْفِیْهِ مَا یُهِمُّهٗ صَادِقًا کَانَ بِهٖ اَوْ کَاذِبًا انتهی۔ شاہ عبدالعزیزؒ دہلوی نے فرمایا ہے کہ آداب تلاوت قرآن تہذیب استقبال قبلہ حتی الامکان و حروف را بخوبی ادا کردن و مدو شد فرو نگذاشتن و در مقام وقف وقف کردن اینست آداب ظاہری و اما آداب باطنی پس مبتدی را تصور کردن گویا کہ بحضور رب العزت تلاوت می کنم و او تعالیٰ در مقام استاد نشستہ می شود و منتہی را تصور کردن کہ این کلام را بلا واسطہ از زبان حضرت رب العزت می شنوم و فرق درمیان

مقابلین اینست کہ درصورت اوّل زبان از خودش وگوش از حضرت رب العزت وصورت ثانی زبان از حضرت رب العزت وگوش از خود تصور نماید بہچنیں مقام اشارہ فرمودہ است حضرت امام جعفر صادق چنانچہ شیخ الشیوخ درعوارف از ایشاں نقل کردہ اند اِنِّیْ لَاَ قْرَءُ الْاٰیَۃَ حَتّٰی اَسْمَعَھَا مِنْ قَآئِلِھَا بعد در عوارف فرمودہ کہ امام جعفر صادق درین بمنزلہ شجرہ موسیٰ می شود اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ می گفت انتہی وجائے دیگر شاہ صاحب فرمودہ اند کہ بروایت جناب مرتضیٰ مشرف شدہ بیعت نمودہ بودم فرمودہ کہ درزبان ما یعنی صحابہ کرام برائے وصول الی اللہ سہ طریق مسلوک بودند و طریق ازاں موقوف شدہ یعنی صلوٰۃ تلاوت قرآن سوم کہ فرق کراست باقی ودرآں طریق نیز طفاوت بسیار راہ یافتہ بعد ازاں طریق صلوٰۃ وتلاوت قرآن فرمودند طریق صلوٰۃ آنکہ بطور شغل ادا کردہ شود وطور تلاوت برائے مبتدی اینست کہ خود را قاری وحق را مستمع تصور نماید کہ حضرت رب العلمین قرآن میخوانم چنانچہ شاگرد بحضور استاد میخواند برائے منتہی اینست کہ حق را قاری وخود را مستمع قرار دہد وزبان خود را نائب تصور کند وگوش را مستمعی گویا حضرت حق بزبان من کلام می کند ومن می شنوم ویقین است کہ دریں تصور بہ سبب غلبہ محبت حالیکہ عاشق صادق را دست استماع کلام محبوب بالمشافہ رومیدہد حاصل خواہد گردید گرہ کشائے مدعا خواہد شد واللہ المغنی انتہیٰ۔

برائے حرز وحجاب

امام ابن ابی الضیف کہتے ہیں یہ وہ حرز وحجاب ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دن احزاب کے پڑھا تھا اللہ نے ان کو شر کفار سے کفایت کی اور وہ اپنے غیظ میں پھر کر چلے گئے اور امام شافعیؒ نے وقت دخول کے ہارون رشید پر پڑھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو شر ہارون سے بچا لیا اس کو مالک نے نافع سے نافع نے ابن عمرؓ

سے روایت کیا ہے کہ حضرتؐ نے دن احزاب کے کہا۔ شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ پھر کہا وَاَنَا اَشْھَدُ بِمَا شَھِدَ اللّٰہُ بِہٖ وَاَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ ھٰذِہِ الشَّھَادَۃَ وَھِیَ وَدِیْعَۃٌ عِنْدَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ قُدْسِکَ وَعَظِیْمِ رُکْنِکَ وَعَظَمَۃِ طَھَارَتِکَ مِنْ کُلِّ اٰفَۃٍ وَّعَاھَۃٍ وَّمِنْ کُلِّ طَوَارِقِ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ اِلَّا طَارِقًا یَّطْرُقُ بِخَیْرٍ یَّا اَللّٰہُ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ غِیَاثِیْ بِکَ اَسْتَغِیْثُ وَاَنْتَ مَلَاذِیْ بِکَ اَلُوْذُ وَاَنْتَ عِیَاذِیْ بِکَ اَعُوْذُ یَامَنْ ذَلَّتْ لَہٗ رِقَابُ الْجَبَابِرَۃِ وَخَضَعَتْ لَہٗ اَعْنَاقُ الْفَرَاعِنَۃِ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ کَشْفِ سِتْرِکَ وَنِسْیَانِ ذِکْرِکَ وَالْاِنْصِرَافِ عَنْ شُکْرِکَ اَنَا فِیْ حِرْزِکَ لَیْلِیْ وَنَھَارِیْ وَنَوْمِیْ وَقَرَارِیْ وَظَعْنِیْ وَاَسْفَارِیْ وَحَیَاتِیْ وَمَمَاتِیْ ذِکْرُکَ شِعَارِیْ وَثَنَاؤُکَ دِثَارِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ تَشْرِیْفًا لِّعَظَمَتِکَ وَتَکْرِیْمًا لِّنَفَحَاتِ رَحْمَتِکَ اَجِرْنِیْ مِنْ خِزْیِکَ وَاضْرِبْ سُرَادِقَاتِ حِفْظِکَ وَاَدْخِلْنِیْ فِیْ حِفْظِ عِنَایَتِکَ وَجُدْ عَلَیَّ بِخَیْرٍ یَّآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

اَلْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی

شرجی کہتے ہیں قاضی مجد الدین شیرازی نے اپنی سند سے ایک حدیث متصل تا نبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کی ہے اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی تِسْعَۃً وَّتِسْعِیْنَ اِسْمًا مَنْ اَحْصَاھَا دَخَلَ الْجَنَّۃَ اس کی سند میں عمارہ بن زید ہیں اور پھر ان کا قصہ بابت تلاش اسماء مذکورہ اور بہم پہنچانا ان کا بذریعہ ایک شخص آل رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے سورہ قرآن سے متفرق طور پر مع اسماء موصوف بحوالہ ہر ایک سورت کے ذکر کیا ہے اس کے بعد کہا ہے قَالَ عَمَّارَۃُ قَدْ دَعَوْتُ بِھٰذِہٖ الْاَسْمَآءِ غَیْرَ مَرَّۃٍ فَرَاَیْتُھَا قَرِیْبَ الْاِجَابَۃِ وَکَتَبْھَا عَنِّیْ جَمَاعَۃٌ وَکُلُّھُمْ اَخْبَرُوْنِیْ اَنَّ اِجَابَتَھَا سَرِیْعَۃٌ قَالَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ وَاللّٰہِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَقَدْ دَعَوْتُ بِھَا مِرَارًا کَثِیْرَۃً عَلٰی مُھِمَّاتٍ خِفْتُ عَلٰی نَفْسِیْ مِنْھَا الْھَلَکَۃَ فَخَلَّصَنِیَ اللّٰہُ مِنْھَا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اِنْتَھٰی کَلَامُ الشَّرْجِیِّ میں کہتا ہوں حدیث مذکور اس لفظ سے اِنَّ لِلّٰہِ تِسْعَۃً وَّتِسْعِیْنَ اسْمًا مِائَۃً اِلَّا وَاحِدَۃً مَنْ اَحْصَاھَا دَخَلَ الْجَنَّۃَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بخاری ومسلم میں آئی ہے اور اس کو ابن خزیمہ وابوعوانہ وابن جریر وابن ابی حاتم طبرانی وابن مندہ وابن مردویہ وابونعیم بیہقی نے بھی روایت کیا ہے ایک طریق ابن مردویہ وابونعیم میں یوں فرمایا ہے مَنْ دَعَا بِھَا اسْتَجَابَ اللّٰہُ دُعَآءَہٗ اور بخاری کا لفظ یہ ہے وَلَا یَحْفَظُھَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّۃَ یہ مفسر لفظ احصاھا ہے یعنی احصا سے مراد حفظ ہے وَھٰکَذَا قَالَ الْاَکْثَرُوْنَ بعض نے کہا مراد احصا سے پڑھنا ایک ایک کلمہ کا علیحدہ ہے گویا ان کو شمار کرنا ہے یا مراد علم وتدبر ہے ان کے معانی میں اور اطلاع حاصل کرنا ہے ان کے حقائق پر یا قیام بحق اسماء وعمل بموجب اقتضاء معانی لیکن شوکانی رح فرماتے ہیں کہ تفسیر اول راجح ہے اور مطابق معنی لغوی ہے خود دوسری روایت نے تفسیر اس کی ساتھ حفظ کے کردی ھٰذَا الْحَدِیْثُ قَدْ وَرَدَ مِنْ طَرِیْقِ جَمَاعَۃٍ مِّنَ الصَّحَابَۃِ خَارِجَ الصَّحِیْحَیْنِ وَالْحُجَّۃُ بِمَا فِیْھِمَا عَلَی انْفِرَادِہٖ قَائِمَۃٌ اِنْتَھٰی یہ اسماء روایت ترمذی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آئے ہیں اور ابن حبان نے بھی ان کو روایت کیا ہے سوا اس ایک روایت کے جس میں جو

زجانی ہیں کسی اور روایت میں یہ نام نہیں آئے ترمذی نے اس کو حدیث غریب کہا ہے اور نووی نے اذکار میں حسن ٹھہرایا ہے اور حاکم وابن حبان نے صحیح بتایا ہے۔ ابن کثیر اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں وَالَّذِیْ عَوَّلَ عَلَیْہِ جَمَاعَۃٌ مِّنَ الْحُفَّاظِ اَنَّ سَرْدَ الْاَسْمَاءِ مُدْرَجٌ فِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ اِلٰی قَوْلِہٖ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ عَنْ غَیْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَھْلِ الْعِلْمِ اَنَّھُمْ جَمَعُوْھَا مِنَ الْقُرْاٰنِ انتھی شوکانی کہتے ہیں وَلَا یَخْفَاکَ اَنَّ ھٰذَا الْعَدَدَ قَدْ صَحَّ اِمَامٌ وَحَسَّنَہٗ اِمَامٌ فَالْقَوْلُ بِاَنَّ بَعْضَ اَھْلِ الْعِلْمِ جَمَعُوْھَا مِنَ الْقُرْاٰنِ غَیْرُ سَدِیْدٍ وَّمُجَرَّدُ بُلُوْغِ وَاحِدٍ اَنَّہٗ وَقَعَ ذٰلِکَ لَا یَنْتَھِضُ لِمُعَارَضَۃِ الرِّوَایَۃِ وَلَا تُدْفَعُ الْاَحَادِیْثُ بِمِثْلِہٖ اِنْتَھٰی الغرض یہ اسماء حسنٰی حصن حسین وعدہ اذکار ونزول الابرار وحزب اعظم وصلاح المومنین وفرزند وغیرہ کتب میں مذکور ہیں اور ان کے معانی تحفۃ الذاکرین میں شوکانی رح نے اور میں نے کتاب نزول الابرار میں اور کتاب الجوائز والصلات میں اور بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں لکھے ہیں اور اہل علم نے کتب مستقلہ بیان میں ان کے معانی کے تالیف کی ہیں ولِلّٰہِ الحمد بہر حال ان کا نوک زبان پر یاد رکھنا اور ان کے ساتھ سوال حاجت ودعا اللہ سے کرنا تریاق مجرب ہے۔

برائے کفایت اہوال دنیا وآخرت

شرجی کہتے ہیں جو کوئی اس دعا کی قراءت پر بعد ہر فرض کے ہمیشگی کرے گا اللہ اس کو احوال دنیا وآخرت سے کافی ہوگا اَعْدَدْتُ لِکُلِّ ھَوْلٍ اَلْقَاہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلِکُلِّ ھَمٍّ وَّغَمٍّ مَا شَآءَ اللّٰہُ لِکُلِّ نِعْمَۃٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلِکُلِّ رَخَآءٍ وَّشِدَّۃٍ اَلشُّکْرُ لِلّٰہِ وَلِکُلِّ

أَعُوْذُ بِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَلِكُلِّ ذَنْبٍ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَلِكُلِّ ضِيْقٍ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَلِكُلِّ مُصِيْبَةٍ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ وَلِكُلِّ قَضَاءٍ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلِكُلِّ طَاعَةٍ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

برائے ہر حاجت ومطلب

تفسیر فتح العزیز میں لکھا ہے کہ ہر کرا حاجتے باشد باید کہ فاتحۃ الکتاب بخواند بعد از ختم حاجت بخواہد کہ انشاء اللہ تعالیٰ آن حاجت برآید۔

برائے دردِ گروہ

شخصے نزد وشعبی آمد وشکایت درد گروہ شعبی گفت ترا لازم است کہ اساس القرآن بخوانی و برجائے درد دم کنی او گفت کہ اساس القرآن چیست گفت فاتحۃ الکتاب در فتح العزیز گفتہ کہ سورہ فاتحہ اسم اعظم ست برائے ہر مطلب میتوان خواندہ واین را دو طریق است اول آنکہ مابین است فجر و نماز فرض باتصال میم بسم اللہ بالام الحمد للہ چہل و یک مرتبہ تا چہل روز بخواند ہر مطلبے کہ باشد حاصل گردد اگر شفا مریض یا کشادہ شدن مسحور منظور باشد بر آب دم کردہ بآن مریض و مسحور بنوشاند دوم آنکہ روز یک شنبہ اول ماہ درمیان سنت و فجر بے قید اتصال میم بالام ہفتاد مرتبہ بخواند بعد ازان ہر روز ہماں وقت دہ دہ باکم کند یا روز شنبہ ختم شود واگر در ماہ اول مطلب حاصل شود فبہا والا در ماہ دوم سوم نیز ہمچنین کند و نوشتن این سورہ بر کاسہ چینی بگلاب و مشک و زعفران وشستہ خورانیدن آن برائے شفا مریض مزمن تا چہل روز مجرب ست و بر درد دندان و بر درد سر و درد شکم و دیگر دردہا ہفت بار خواندہ دم کردن نیز مجرب است انتہی۔

برائے صموت اعداء

دائیں بازو پر باندھے

جو شخص اس آیت کو لکھ کر اپنے بازو پر باندھے گا اس کے دشمن صامت ہو جائیں گے کوئی شخص ذکر اس کا ساتھ برائی کے نہ کرے گا باذن تعالیٰ يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا ۝ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ۝ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۝ وَلَا هَضْمًا۔

برائے تثمیر بستان

اس آیت کو لکھ کر کسی ساعت جمعہ میں محو کر کے اندر چاہ کے جس سے درختوں کو پانی دیا جاتا ہے ڈال دے اللہ تعالیٰ ان میں برکت دے گا اور نظر جن وانس سے بچائے گا۔ وَهُوَ الَّذِيْ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً إِلٰى قَوْلِهٖ يُؤْمِنُوْنَ۔

برائے سرسبزی باغ وکشت

چھڑک دے

اس آیت کو آب باران پر اکیس بار پڑھ کر جڑ میں نخل وشجر وزرع کے چھڑک دے برکت کثیر ہمراہ ازالہ مکروہ باذن الٰہی دیکھے گا أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً الآیۃ إِلٰى قَوْلِهٖ يَتَذَكَّرُوْنَ۔

---

[1] در پارہ ۵ سورہ انعام رکوع دوازدہم ۱۲۔ [2] در پارہ سیزدہم سورہ ابراہیم رکوع ۴۔

برائے عمارت خانہ دکان زمین و بستان

اس آیت کو ہرن کی جھلی پر ساعت پنجم روز یک شنبہ کو لکھ کر اور ایک پارچہ پاک میں لپیٹ کر پھر گھر کے دروازے کے اوپر یا حانوت یا زمین یا باغ کے درباکے اوپر دفن کر دے عجب طرح کی عمارت وکثرت رزق کو ملاحظہ کرے گا اسی طرح اگر اس آیت کو ظرف پاک میں لکھ کر آب باراں سے محو کر کے درمیان اشجار و نخل باردار کے چھڑک دے گا برکت میں لکھ کر آب باراں سے محو کر کے درمیان اشجار و نخل باردار کے چھڑک دے گا برکت کامل و زیادت ظاہر دیکھے گا۔ اَوْ کَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَۃٍ[1] اِلٰی قَوْلِہٖ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

ایضاً برائے امور مذکورہ

الٓمّٓرٰ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ وَالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الْحَقُّ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ اَللّٰہُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَھَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ بِلِقَآءِ رَبِّکُمْ تُوْقِنُوْنَ وَھُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِیْھَا رَوَاسِیَ وَاَنْھٰرًا وَمِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْھَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّھَارَ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ[2]۔ چار پرچہ کاغذ پر لکھ کر ہر چہار گوشہ مکان یا باغ معطل خراب حانوت میں دفن کر دے برکت و خیرات نمایاں انشاء اللہ تعالیٰ دیکھے گا۔ اسی طرح اگر اول سورہ کہف کو تا قولہ کذبا ظرف طاہر میں لکھ کر

[1] در پارہ سورہ بقرہ رکوع ۲۵۔ [2] در پارہ ۱۳ رکوع اول سورہ رعد۔

ہر چار دیوار ہائے خانہ پر اس طرح چھڑک دے گا کہ زمین پر پانی نہ گرے عمارت منزل وکثرت خیر حسب دلخواہ دیکھے گا۔ مترجم نے اس قسم کی آیات واسطے ان امور کے اور بہت لکھی ہیں اس جگہ تراکیب مختصرہ کا لفظ ذکر کیا گیا ہے۔

برائے خطبہ زن و طلب و لایت از سلطان یا امیر یا جلب رزق

جو شخص ان امور کا ارادہ کرے وہ اس آیت کو لکھ کر باندھ لے اس کی بات قبول ہوگی اور وظیفہ اس کا جاری رہے گا۔ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ الاٰیۃ۔

برائے رکوب دریا

دریا جب جوش و خروش کرے تلاطم امواج ہو تو اس آیت کو لکھ کر اس میں ڈال دے وہ بقدرت خدا ساکن ہو جائے گی[1] قُلْ مَنْ یُّنَجِّیْکُمْ الاٰیۃ اسی طرح اگر فَالِقُ الْاِصْبَاحِ کو تا آخر آیت باوضو ہو کر دن جمعے کے ایک لکڑی پر لکھ کر مقدم سفینہ پر لگا دے تو وہ ناو ڈوبنے سے بچ جائے گی اسی طرح وَقَالَ ارْکَبُوْا فِیْھَا بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَمُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ کی یہ خاصیت ہے کہ خشب ساج پر لکھ کر اگر مقدم سفینہ پر لگا دے تو لجہ بحر میں حرز و وقایہ سارے آفات سے ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

برائے سکون موج دریا

جب دریا کو ہیجان ہو اور تلاطم مواج دیکھے تو سات پرچہ کاغذ پر اس آیت کو لکھ کر ایک ایک پرچہ یکے بعد دیگرے طرف مشرق کے دریا میں پھینک دے

[1] پارہ ۱۵ اول الحمد للہ الذی ۱۲۔

موج باذن خدا ساکن ہو جائے گی اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِیُرِیَكُمْ مِّنْ اٰیٰتِهٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ـ وَاِذَا غَشِیَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ اسی طرح اگر کوئی شخص دریا میں قراءت پر اس آیت کی مداومت کرے گا تو دریا سے سلامت رہے گا اور تقلب آفات لیل و نہار سے سالم رہے گا اور مال و ولد میں برکت سعادت پائے گا ۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ اِلٰی قَوْلِهٖ كَفَّارٌ ۔

برائے دفع خیالات فاسدہ

بار دو

ان آیات کو شخص متخیل پر تلاوت کرے یا نخر و صوف یا رقی میں لکھ کر باندھے تخیلات فاسدہ اس سے دور ہو جائیں گے وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا وَقَوْلُهٗ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَقَوْلُهٗ فَسَیَكْفِیْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۔

برائے خفقان ورجیف قلب

سورہ الم نشرح پاک برتن میں لکھ کر آب زمزم یا آب رواں سے محو کرکے اس پانی کو پی لے اللہ کے اذن سے یہ خلش دور ہو جائے گی ۔

برائے استخراج مدفون ومعمیٰ

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ

بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ـ اس آیت کو ایک ظرف جدید طاہر میں لکھ کر آب باراں سے محو کرکے جس جگہ میں تو ہم دفین ہو وہاں چھڑک دے انشاء اللہ تعالیٰ وہ اسی جگہ واقع ہوگا اور ہاتھ آئے گا اسی طرح اگر کوئی شے دفن کرکے بھول گیا ہے ضائع ہوگئی اور معلوم نہیں کدھر گئی تو جس جگہ پر گمان ہو وہاں لبان سلگائے اور یہ آیت زَعَمَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَنْ لَّنْ یُّبْعَثُوْا قُلْ بَلٰی وَرَبِّیْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ ـ کاغذ میں لکھ کر پانی سے محو کرکے ہر چہار دیوار ہائے خانہ پر چھڑک کر گھر کو ایک رات دن بند رکھے صبح کو کھول کر اندر جائے انشاء اللہ تعالیٰ وہ چیز مل جائے گی یا خواب میں اس کو دیکھے گا ۔

برائے استخراج مدفون

گھر میں اگر کسی نے سحر دفن کیا ہو اور اس کی جگہ معلوم نہیں ہے تو سورہ تکویر پڑھے ۔ اللہ اس جگہ کا الہام کرے گا گھر سے نکالے کوئی شے ضرر نہ کرے گی ۔

برائے حفظ صحت

اگر وظیفہ کرے تو سورۂ والعصر پڑھے وہ ہر آفت سے باذن خدا محفوظ رہے گا ۔

برائے اخبار عمل

اس آیت کو ایک خرقہ دختر نابالغ پر شب دوشنبہ کو بعد پنج ساعت شب کے لکھ کر سینہ زن پر رکھ دے اس نے جو کچھ کیا ہوگا سب کی خبر دے گی ۔ یَعْنِیْ

إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ اگر آیت کریمہ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ۔ يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ بِهِمُ الْأَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا ایک لوح زر پر خون ہد ہد سے کف راست میں رکھ کر صدد زن نائمہ پر رکھ دے گا تو جو کچھ اس سے ہوا ہے وہ سب کہہ ڈالے گی اگر مدلس کر شناخت کرنا چاہے تو اس آیت کو نام پر پڑھے معمی ظاہر ہو جائے گا اسی طرح اگر سورہ اِذَا زُلْزِلَتْ کو ایک پارہ جامہ انسان پر لکھے اور اس میں نام اس کا اور اس کی ماں کا زعفران محلول سے لکھ کر اس کو پوست ہد ہد سے سی دے اور انسان پر رکھ دے تو وہ اپنے ضیع کی خبر دے گا۔

برائے خرید خربوزہ جیّد وغیرہ

کوئی چاہے کہ خربوزہ یا بطیخ خرید کرے اور ہاتھ جید پر پڑے تو اس آیت کو تا عقد بیع پڑھ کر یوں کہے۔ يَا مَنْ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ مِنْهُ يَا دَلِيلَ الْخَيْرِ يَا مُرْشِدُ يَا هَادِيُ۔ تو اس کا ہاتھ مقصود پر پڑے گا اسی طرح سائر اشیا فلکہ وملبوس وغیرہ کے لئے جس میں کچھ شبہ ہو اسی طرح کرے آیت یہ ہے إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ۔

برائے تکثیر آب چاہ ونہر

چاہ نہر میں جب پانی کم ہو جائے تو ایک سفال پر اس آیت کو لکھ کر اندر اس کے ڈال دے۔ انشاء اللہ پانی اس کا بڑھ جائے گا ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِنْ بَعْدِ

ذَٰلِكَ الْآيَة[1] اسی طرح اگر گاو یا بکری کا دودھ کم ہو جائے یا بالکل شیر نہ دے تو ایک تانبے کی تختی پر اس آیت کو لکھ کر آب پاک سے دھو کر اس کو پلا دے۔ دودھ بڑھ جائے گا باذن اللہ تعالیٰ۔

زوال ہم وغم وعشق

جس کوئی مصیبت پہنچے اور عظیم الحزن ہو یا عشق مفرد دے وہ اس آیت کو قبل طلوع فجر دن یکشنبہ کو ظرف پاک میں لکھ کر آب تلج وبردے محو کر کے لگاتار تین دن تک اس شخص پر چھڑکے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جو حزن پاتا ہے وہ دور ہو جائے گا۔ وَكَأَيِّنْ مِنْ نَبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ[2]۔

(پ۴ آل عمران ع ۵)

برائے ہوام

اس آیت کو ایک طشت میں لکھ کر عصارہ زیتون سے محو کر کے گھر میں چھڑک دے کوئی سانپ اژدہا برغوث باقی نہ رہے گا سب مر جائیں گے أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ الْآيَة۔ اور اگر اس کو چار ورق زیتون پر لکھ کر چار ارکان بیت میں گاڑے گا تو بھی کوئی پشہ باقی نہ رہے گا اسی طرح اگر آیت سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ الخ[3] تانبے کی تختی پر لکھ کر عصارہ زیتون سے محو کر کے گھر میں چھڑک دے گا تو کوئی موذی شیطان وہوام باقی نہ رہے گا۔ مگر گھر سے نکل جائے گا۔

[1] در پارہ اول سورہ بقرہ رکوع ۹ [2] در پارہ چہارم سورہ آل عمران رکوع ۱۵۔
[3] در پارہ دوم سورہ بقرہ رکوع ۳۲۔

برائے تفرقہ اہل معاصی وظلم

دن شنبے کے اس آیت کو وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ کو ایک ظرف پاک میں لکھ کر آب برگ حرمل سے محو کرکے جس جگہ اجتماع اہل عصیان وظلم کا ہوتا ہو وہاں چھڑک دے انشاء اللہ تعالیٰ پھر کبھی وہاں جمع نہ ہوں گے متفرق ہو جائیں گے۔

برائے دروغ

ایک سیپی میں قبل طلوع آفتاب اس آیت لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ کو لکھ کر اور ایسے شہد سے جس کو آگ نہ چھوا ہو محو کرکے تین دن اس شخص کو چٹائے جو بہت جھوٹ بولتا ہے باذن خدا عزوجل یہ بلا اس سے زائل ہو جائے گی۔

برائے حفظ حاملہ وطفل بسیار گریہ

اس آیت کو گلاب وزعفران ومشک سے ہرن کی جھلی پر لکھ کر کمر زن پر باندھ دے سارے آفات حمل وبطن سے وہ حفظ میں رہے گی اور اگر اس کو لکھ

کر گلے میں طفل کے ڈال دے گا تو ایک حرز عظیم فزع وبکا سے ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا[1] الآیۃ۔

برائے ازالہ عقیم

اس آیت هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ کو مشک وزعفران وگلاب سے ایک ظرف بلوریا زجاج پر کاتب باوضو ہوکر لکھے پھر پانی میں گھول کر مرد عاقر یا زن عاقر کو تین دن تک پلائے اور عضد مرد وزن پر لکھ کر ریشم کے تاگے سے باندھ دے، اور وقت دخول فراش کے علیحدہ کرکے محبت کرے پھر نہا کر باندھے کے وہ شب اول دوم یا سوم میں باذن اللہ تعالیٰ حاملہ ہو جائے گی اور اسی طرح اگر یہ آیت يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا[2] کو ایک قطعہ حلوا پر نصف شب کو شب جمعہ سے ایسی جگہ لکھ کر کوئی نہ دیکھے کھائے گا پھر بی بی سے جماع کرے گا تو تین بار کے اندر باذن خدا وہ حاملہ ہو جائے گی۔

برائے حفظ وفصاحت طفل

آپ صاف پر ان آیات کو پڑھ کر اس میں کھانا پکا کر اطفال وتلامذہ کو کھلائے تین دن تک ایسا ہی کرے حفظ وفصاحت عجیب ملاحظہ کرے گا وہ آیات یہ ہیں ۔

[1] در پارہ سوم سورہ آل عمران رکوع ۴۔ [2] در پارہ اول سورہ بقرہ رکوع ۱۲۔

اوّل سورہ ابراہیم کی الٓرٰ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔

برائے قہر اعداء

ایک پارہ کفن لے کر اور اس میں کچھ خاک مقابر ڈال کر اول یہ آیت اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ الآیۃ[1] پھر نام دشمن کا لکھے یا اس کو پیچھے زیرہ آہنگر یا لکھدہ گاذر کے رکھ دے معمول لاچہار جائے گا اور اس کو کچھ نہ سوجھے گا فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فَاعِلُهٗ اسی طرح اگر ایک لوح آہن پر یہ آیت اور نام معمول لہ اور اس کی ماں کا لکھ کر نیچے آگ کے رکھ کر جس کے ہلاک کرنے کا ارادہ ہے اس کو پکارے گا تو وہ مرض لایطاق میں گرفتار ہوجائے گا وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ ۔ الآیۃ[2] اسی طرح جس کا ہلاک کرنا منظور ہے اس کی تصویر بنائے مگر غیر کامل اور اس تصویر کے سینے پر یہ آیت لکھے وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ الآیۃ[3] اور پشت پر نام اس شخص کا لکھے اور ہاتھ میں ایک خنجر لے کر اس کے نام کی جگہ پر مارے اور کہے فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ اور اس عمل کو روز

[1] در پارہ اول سورہ بقرہ رکوع ۱۲ ۔ [2] در پارہ اول سورہ بقرہ رکوع ۶ ۔
[3] یہ آیت پارہ ششم سورہ مائدہ رکوع ۵ ۔

سہ شنبہ آخر ماہ میں کرے اور کہے یَا مَلٰٓئِکَۃَ اللّٰہِ تَعَالٰی لِیُفْعَلَ کَذَا بِفُلَانٍ یہ ضرب اس کے بدن پر جا لگے گی اور وہ ہلاک ہوجائے گا شرجی کہتے ہیں فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فَاعِلُ ذٰلِكَ كُلِّهٖ ۔

برائے بطلان ظلم ظالم

ایک پرچہ کاغذ پر اس آیت کو لکھ کر اپنے پاس رکھے اور ظالم یا جبار پر داخل ہوا اور مکرر اس کو پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ ظلم باطل ہوجائے گا اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا الآیۃ[1] اسی طرح اگر اس آیت کو زعفران گلاب سے لکھ کر اور آب باراں سے محو کر کے جائے حاکم میں کوئی سا حاکم بھی کیوں نہ ہو چھڑک دیا جائے گا تو وہ حکم انصاف سے کرے گا ۔ اور حق بات کہے گا ۔

برائے ہلاک ظلمہ

سنیچر کے دن آخر ماہ میں اس آیت کو لکھ کر ایک شیشی میں رکھے اور اس پر درخت کے پتوں کا عصارہ ڈال کر گھر میں معمول لہ کے دفن کردے عنقریب وہ ماخوذ ہوکر ذکر اس کا خاوند اور ایام اس کے منقضی ہوجائیں گے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ اِلٰى قَوْلِهٖ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗ اَحَدٌ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗ اَحَدٌ ۔

[1] یہ آیت پارہ پنجم سورہ نساء رکوع ۸ میں ہے اور کئی بار گذر چکی ہے ۔

برائے بطلان بیع وشرا

اگر اس آیت کو وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ایک صحیفہ میں لکھ کر کسی دکان میں ڈال دیا جائے گا تو بیع وشرا اس کی باطل ہو کر اللہ کی قدرت سے حال اس کا ناقص ہو جائے گا اسی طرح والعصر تا آخر سورہ ایک صحیفہ رصاص سیاہ پر ساعت زحل میں دن شنبہ کے لکھ کر موضع مراد میں ڈال دینے سے تعطیل بیع وشرا ہو جاتی ہے۔

برائے رجم خانہ

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ تَرْمِيهِم بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ ایک شفقہ اس جگہ میں لکھ کر کسی گھر وغیرہ میں دفن کر دینے سے اس جگہ پر پتھر آنے لگتے ہیں جب تک کہ وہ شفقہ اس جگہ میں باقی رہتا ہے۔

فائدہ:

اس کے بعد شرجی نے چند فوائد ۸۳ سے لے کر تا آخر یک صد فائدہ بیان میں اسماء حسنیٰ اور ان کی تاثیرات کے بطریق تکسیر اوفاق لکھے ہیں پھر کچھ منافع سورہ قرآن کریم کے اور کچھ منافع حروف مقطعہ قرآن عظیم کے بیان کئے ہیں یہ منافع غالباً اسی جنس کے ہیں جو حاجات اس رسالے میں لکھے ہیں اس لئے تلخیص ان کی اس جگہ مکرر اور غیر ضروری سمجھی گئی اگر کوئی شخص پرہیز گار اسی قدر اعمال وعزائم پر بعد حصول اجازت بصدق

اجازت

نیت وصلاح طویت تامل وقانع ہو تو بھی غنیمت ہے اور یہ مقدار واسطے فلاح ظاہر وباطن وحفظ صورت ومعنی کے کافی وافی شافی ہو سکتا ہے مجھ کو اجازت ان عزائم ومعمولات کی بالخصوص اجازت مثل قول جمیل کے نہیں ہے لیکن اجمالاً تالیف شرجی کی اجازت ہے ایک بڑا عائق عدم ظہور اثر میں یہ ہوتا ہے کہ عازم مطابق شرط عزیمت کے نہیں ہوتا دوسرے معمول لہ کا عقیدہ کامل پایا نہیں جاتا اثر تو اس وقت ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں مسلمان حسن العقیدہ قوی الایمان ہوں اور عامل صاحب اخلاص وتقویٰ ہو ایک بزرگ نے ایک آسیب زدہ پر ایک آیت قرآن کریم کی پڑھ کر پھونک دی تھی فی الفور آسیب دور ہو گیا بعد چند روز کے پھر ایک شخص کو آسیب ہوا عامل مذکور وفات کر چکے تھے ایک مرد نے وہ آیت ان کی زبان سے سن کر یاد کر لی تھی جا کر اس شخص پر دم کی کچھ فائدہ نہ ہوا جب بار بار اس کو پڑھا تو جنی مسلط نے کہا تو جا کچھ نہ ہوگا اس نے کہا آخر یہ آیت تو وہی ہے۔ کہا ہاں اَلْآيَةُ الْآيَةُ وَلٰكِنَّ الرَّجُلَ غَيْرُ الرَّجُلِ بلکہ طہارت وتفاوت کا یہاں تک اثر ہوتا ہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے وقت میں جب کسی شخص پر مرد ہوتا یا عورت کی جن یا شیطان آتا اور لوگ ان کو لے جاتے تو یہ فقط اس سے جا کر یہ بات کہہ دیتے کہ تو اس کو چھوڑ چلا جا ورنہ تجھ پر شرع جاری کیا جائے گا۔ وہ اسی دم بھاگ جاتا پھر یہ نوبت پہنچی کہ جس آسیب زدہ کے سامنے نام ان کا لیا جاتا وہ فی الفور افاقہ میں آجاتا اور اس کا جن وشیطان چل دیتا وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ اس رسالے کے سارے اعمال وعزائم ماخوذ کتاب وسنت صحیحہ سے ہیں اور اکثر مجرب ہیں لیکن اگر کسی شخص پر اثر ان کا ظاہر نہ ہو تو یہ قصور عازم یا معمول لہ کا ہے نہ ان آیات واذکار کا اس کو چاہیئے کہ وہ اپنے ہی نفس کو ملامت کرے اس لئے کہ اس کلام پاک نے محل اہل نہ پایا موضع صالح نہ تھا اس کے نہ آیات حدیث میں اسی جگہ سے فرمایا ہے

رُبَّ تَالٍ لِلْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ يَلْعَنُهُ عِيَاذًا بِاللّٰهِ۔

باب پنجم

(بیان میں اعمال قول جمیل وغیرہ کے)

فصل ہشتم

کتاب مذکور کی بیان میں بعض فوائد والد ماجد مؤلف کے ہے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندانی اعمال مجربہ کا اس میں ذکر ہے۔

برائے غنائے قلبی وقالبی

ہر دن یا مغنی گیارہ سو بار اور سورہ مزمل چالیس بار پڑھے اگر نہ ہو سکے تو گیارہ بار یہ دونوں عمل واسطے غنائے دلی کے اور ظاہری کے مجرب ہیں انتھی اور بعض مشائخ سے پڑھنا سورہ مزمل کا اکتالیس بار بھی آیا ہے شاہ فخر الدین سے منقول ہے کہ بعد نماز سنت فجر ایک بار اور بعد ہر نماز پنجگانہ کے دو دو بار پڑھے اس حساب سے رات دن میں گیارہ بار ہو جائے گی مولوی قطب الدین دہلوی مرحوم کہتے ہیں وَقَدْ جَرَّبْتُ هٰذَا الْعَمَلَ فَوَجَدْتُهٗ كَذٰلِكَ۔

برائے درد دندان و درد سر و ریاح

ایک تختہ یا کپڑا پاک لے اور اس پر پاک ریت بچھائے اور ایک کیل سے اس پر ابجد ہوز خطی لکھے اور کیل کو الف پر زور سے دابے اور سورہ فاتحہ کو ایک بار پڑھے اور دردمند اپنی انگلی کو درد کی جگہ پر زور سے رکھے رہے پھر اس سے پوچھے

کہ تجھ کو آرام ہوا اگر درد جاتا رہا بہتر ورنہ کیل کو دوسرے حرف بے کی طرف نقل کرے اور دوبارہ سورہ فاتحہ پڑھے اور پہلی بار کی طرح پوچھے کہ درد گیا اگر گیا تو بہتر ورنہ کیل کو جیم کی طرف نقل کرے اور تین بار الحمد پڑھے اسی طرح ہر حرف پر کیل سے دابتا جائے اور سورہ فاتحہ کو ہر بار بڑھاتا جائے تو آخر حرف تک نہ پہنچے گا کہ شفا ہو جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ انتھی میں کہتا ہوں اس عمل کو شیخ احمد دیربی شافعی علیہ الرحمۃ نے کتاب الملک المجید المؤلف لنفع العبید میں بھی ذکر کیا ہے لیکن حروف ابجد ہوز حطی کو مقطع لکھنا بتایا ہے یعنی اب ج و الخ پھر کہا ہے اِنَّ مَنْ قَرَءَهَا عَلَى الضِّرْسِ لِوَجْعٍ بَرِئَ مِنْ سَاعَتِهٖ وَمَا يَبْلُغُ اِلٰى اٰخِرِ مَا اِلَّا وَقَدْ شُفِیَ بِاِذْنِ اللّٰهِ لٰكِنْ مَعَ حُسْنِ الظَّنِّ مِنَ الْوَجِيْعِ وَالْمُعَزِّمِ اِنْتَهٰى اور شرجی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے اور مجرب کہا ہے میں نے اس کو درد سر پر امتحان کیا فی الفور نفع ہوا وللہ الحمد والمنتہ۔

برائے رفع حاجت و ردِ غائب و شفائے مریض

جب کوئی حاجت پیش آئے یا کوئی شخص غائب ہو اور اس کا سالم غانم پھر آنا ہے یا شفائے بیمار چاہے تو سورہ فاتحہ اکتالیس بار درمیان سنت و فرض فجر کے پڑھے امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہا ہے کہ فاتحہ چالیس بار پانی کے پیالے پر پڑھ کر تپ والے کے منہ پر چھینٹا مارنے سے صحت ہو جاتی ہے اس کو شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے۔

برائے گزیدن سگِ دیوانہ

جس کو باؤلا کتا کاٹے اور اس کے دیوانہ ہو جانے کا ڈر ہو تو اس آیت کو روٹی کے چالیس ٹکڑوں پر لکھے اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ

اَمِيهِلْهُمْ رُوَيْدًا - اور اس سگ گزیدہ کو دے کہ ہر دن ایک ٹکڑا کھایا کرے۔ مولانا اسحاق نے کہا ہے کہ ایک ٹکڑا بانات کا گڑ میں لپیٹ کر کھالے اثر زہر سگ کا جاتا رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

برائے دفعہ فاقہ

ہر رات سورہ واقعہ ایک بار پڑھ لیا کرے یہ عمل موافق حدیث ہے اور اس رسالے میں گزر چکا ہے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے شرح حزب البحر میں یہ بھی لکھا ہے کہ جو کوئی ہر دن سو بار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ پڑھے گا اس کو فاقہ نہ پہنچے گا۔

برائے مسان

جس لڑکے کو یہ بیماری ہو اس پر فاتحہ اکتالیس بار بوصل میم بسملہ ساتھ الحمد کے چالیس روز تک دم کرے اگر نہ ہو سکے تو تین بار کا پڑھنا بھی کفایت کرتا ہے اس کو مولوی قطب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ذکر کیا ہے۔

برائے بیدار شدن از شب

سوتے وقت آخر سورہ کہف کو اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ

عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ فلاں وقت اس کو جگا دے تو اس وقت پر جاگ اٹھے گا یہ عمل موافق حدیث کے ہے جس کو دارمی نے روایت کیا ہے۔

برائے حفظ اطفال

اس عوذ کو لکھ کر بچے کے گلے میں باندھ دے اللہ تعالیٰ اس کو محفوظ رکھے گا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَعُوْذُ بِكَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّعَيْنٍ لَامَّةٍ تَحَصَّنْتُ بِحِصْنِ اَلْفِ اَلْفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اِنْتَهٰى حدیث میں آیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم واسطے حسنین رضی اللہ عنہم کے یہی عوذہ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ تمہارے باپ ابراہیم واسطے اسمٰعیل و اسحاق کے یہی تعویذ کرتے تھے رَوَاهُ مُسْلِمٌ مولانا عبدالعزیز و محمد اسحاق کا معمول فقط اسی دعا کا لکھنا تھا انتہی لیکن ظاہر حدیث یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُعِيْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ الخ کہہ کر دم کرتے تھے بعد ثبوت اصل کے لکھنے اور باندھ دینے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

برائے امان از ہر آفت

اس دعا کو صبح و شام پڑھے لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ مَا شَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاْ لَمْ يَكُنْ اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَّاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَآبَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا

إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ إِنَّ وَلِيِّيَ اللَّهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ انتهی ۔
اس دعا کے الفاظ سنن ماثورہ سے ماخوذ ہیں اور ہر ایک کلمے کے ان میں سے علیحدہ فضیلت آئی ہے۔

برائے حفظ چیچک

جب چیچک کی بیماری ظاہر ہو تو نیلا تاگا لے اور اس پر سورہ رحمٰن پڑھے اور جتنی بار فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ پر پہنچے ایک گرہ لگائے اور اس پر پھونکے پھر اس تاگے کو لڑکے کے گلے میں باندھ دے اللہ تعالیٰ اس کو بیماری سے بچائے گا۔

برائے حاجت روائی

جب کوئی حاجت پیش آئے یَا بَدِيعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَيْرِ يَا بَدِيعُ بارہ سو بار بارہ دن تک پڑھے اللہ تعالیٰ اس حاجت کو پورا کرے گا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وَهٰذِهٖ عَزَائِمُ أَجَازَنِيْ سَيِّدِي الْوَالِدُ بِهَا فِي جُمْلَةِ مَا أَجَازَنِيْ بِهَا انتهی اسی طرح کی اجازت مجھ کو بھی ان عزائم کی ہمراہ اجازت دیگر مولوی یعقوب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہے وللہ الحمد۔

برائے حاجت مشکلہ

چار رکعت نماز نفل پڑھے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ

الْغَمِّ وَكَذَٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ سو بار پڑھے اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ کے رَبِّ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۔ سو بار پڑھے ۔ تیسری رکعت میں بعد فاتحہ کے أُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ سو بار پڑھے ۔ چوتھی رکعت میں بعد فاتحہ کے حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ سو بار پڑھے پھر سلام پھیر کر سو بار رَبِّ مَغْلُوبٌ فَانْتَصِرْ کہے مولانا نے کہا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا ہے کہ یہ چاروں آیتیں اسم اعظم ہیں جن کے وسیلے سے جو مانگے پائے اور جو دعا کرے قبول ہو اور مجھ کو اس شخص سے تعجب آتا ہے کہ ان کے ذریعے سے مانگے اور نہ پائے

برائے آسیب زدہ

جس کو شیطان غلطی کرے یعنے اس پر آسیب کا خلل ہو تو اس کے بائیں کان میں یہ آیت سات بار پڑھے وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ ۔

برائے آسیب زدہ

اس کے کان میں سات بار اذان کہے اور سورہ فاتحہ و معوذتین و آیۃ الکرسی اور سورہ والسماء والطارق اور سورہ حشر کے آیات هُوَ اللَّهُ الَّذِي سے آخر تک اور ساری سورہ والصافات پڑھے آسیب جل جائے گا۔

برائے آسیب زدہ

اس کے کان میں سورہ مومنین کی یہ آیتیں پڑھے أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ

عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ۔

برائے آسیب زدہ

پانی پر سورہ فاتحہ و آیۃ الکرسی اور پانچ آیتیں اول سورہ جن کی قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَّهْدِيْ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا اَحَدًا وَّاَنَّهٗ تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا وَّاَنَّا ظَنَنَّا اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا پڑھے اور اس پانی کا چھینٹا اس کے منہ پر مارے حکم ہوش میں آجائے گا اور جب کسی مکان میں جن معلوم ہو تو اسی پانی سے اس مکان کے اطراف میں چھینٹے مارے تو پھر وہاں نہ آئے گا۔

برائے دفع جن از خانہ و سنگ باری

اگر شیطان کسی گھر سے قریب ہو اور پتھر پھینکے تو یہ آیت چار لوہے کے کیلوں پڑھے۔ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا۔ ہر کیل پر پچیس پچیس بار ان کو گھر کے چاروں کونوں میں گاڑ دے یا اسماء اصحاب کہف گھر کی دیواروں میں لکھ دے انتہی لیکن اس میں کلام ہے جو اوپر گذر چکا ہے۔

برائے عقیمہ

بانجھ عورت کے لئے ہرن کی جھلی پر زعفران و گلاب سے یہ آیت لکھے وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا پھر اس کو اس کی گردن میں باندھے اور یہ بھی عمل ہے کہ چالیس لونگوں پر سات سات بار اس آیت کو پڑھے اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَا اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ اور ایک لونگ کو ہر دن کھائے اور حیض کے غسل سے شروع کرے اور ان دنوں میں اس کا شوہر اس سے ہم بستر ہوتا رہے۔ مولانا نے فرمایا ایک شرط اس لونگ کی یہ بھی ہے کہ لونگ رات کو کھائے اور اس پر پانی نہ پیئے۔

برائے اسقاط جنین

جو عورت بچہ اسقاط کر دیتی ہے تو ایک تاگا کسم کا رنگ ہوا اس کے قد کے برابر لے اور اس پر نو گرہیں لگائے اور ہر گرہ میں یہ آیت پڑھے وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ اور قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھے اور پھونکے۔

برائے دردِ زہ

جس عورت کو درد زہ ہو ایک پرچہ کاغذ پر یہ آیت لکھے وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا

وَتَخَلَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ اھیا اشراھیا اور اس پرچہ کو پاک کپڑے میں لپیٹے اور اس عورت کے بائیں ران میں باندھے تو وہ جلد جنے گی۔

برائے فرزند نرینہ

جو عورت سوا لڑکی کے لڑکا نہ جنتی ہو تو حمل پر تین مہینے گذرنے سے پہلے ہرن کی جھلی پر زعفران و گلاب سے اس آیت کو لکھے اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ پھر اس آیت کو لکھے يَا زَكَرِيَّا اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا پھر یہ لکھے بِحَقِّ مَرْيَمَ وَعِيْسٰى اِبْنًا صَالِحًا طَوِيْلَ الْعُمُرِ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ پھر وہ تعویذ حاملہ باندھ لے یہ توسل بانبیاء بکیفیت کذائی کچھ مخالف شرع شریف نہیں ہے۔

برائے زنے کہ فرزند نزاید

شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم فرماتے ہیں مجھ کو خبر دی اس شخص جس پر مجھ کو اعتماد ہے کہ جس عورت کا لڑکا زندہ نہ رہتا ہو تو اجوائن و کالی مرچ لے اور اسی پر ختم کرے اس کو ہر روز عورت کھایا کرے حمل کے دن سے لڑکے کے دودھ چھوڑانے تک۔

ایضاً برائے فرزند نرینہ

یہ بھی اس شخص معتمد نے مجھ کو خبر دی کہ جو عورت سوائے لڑکی کے لڑکا نہ جنتی ہو تو اس کے پیٹ پر گول لکیر کھینچے انگلی کے پھیرنے کے ساتھ ستر بار یَا مَتِیْنُ کہے۔

انشاء اللہ تعالیٰ لڑکا پیدا ہوگا۔

برائے زن ساحرہ یعنی دائن

جس کو نظر لگانے والی عورت کی نظر لگے ایک گول لکیر چھری سے کھینچے آیۃ الکرسی اور ان آیات کو پڑھے وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِيْنَ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ بِكَلِمَتِهٖ وَيَمْحُو الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَتِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ پھر کہے اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّعَيْنٍ لَامَّةٍ يَا حَفِيْظُ يَا رَقِيْبُ يَا وَكِيْلُ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ پھر چھری کو کنڈل کے اندر گاڑے اور کہے۔ وَكَذٰلِكَ تُهَافِي قَلْبِ الْعَائِنَةِ پھر اس کو ڈھک دے رکابی کے نیچے یا طباق کے نیچے۔

ایضاً برائے چشم زخم

جو نظر والے یا جادوگر کو کہے اے فلان اور اس کا نام لے کر پکارے نظر لگاتے وقت یا اسی وقت جب خود اس کا ذکر تو اس کا اثر باطل ہو جائے گا میں کہتا ہوں اس کو شرجی نے بھی ذکر کیا ہے چنانچہ گذر چکا۔

ایضاً برائے چشم زخم

جب نظر لگا اور نظر کا لگانے والا ثابت ہو جائے تو اس کے منہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں اور اس کی شرمگاہ کے غسل کے پانی کو ایک برتن میں لے کر اس پانی کو

معیون پر چھڑکے تو اسی دم اچھا ہو جائے گا اس کو بھی شرجی علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا ہے اور اوپر گذر چکا ہے۔ اس کو امام مالکؒ نے مؤطا میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کے مانند روایت کیا ہے۔ مولانا فرماتے تھے صحیح مسلم میں رفعًا آیا ہے کہ نظر کا لگنا ٹھیک ہے اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب ہوتی تو نظر غالب ہوتی اور جب کوئی تم سے دھلائے تو دھو دو کہ شاید تمہاری ہی نظر لگی ہو اس کا بُرا ماننا عبث ہے۔

فائدہ:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک خوبصورت لڑکا دیکھا کہا اس کی ٹھوڑی میں کالا ٹیکا لگا دیلتے ہیں معلوم ہوا کہ بے اصل بات نہیں واللہ اعلم انتہٰی میں کہتا ہوں لگانا سیاہ ٹیکے کا لڑکوں کو اثر مذکور سے ترمذی میں ثابت ہے۔ مولوی صاحب مرحوم کو میں نے بھی دیکھا تھا میرے والد مرحوم کے معاصر و محب تھے بڑے موحد فقیہ متقی تھے۔ ان کی بہت کتابیں ہیں نصیحۃ المسلمین ترجمہ قول الجمیل ترجمہ سر شہادتین ترجمہ مشارق ترجمہ دار المختار رسالہ جہاد وغیرہ غفر اللہ لنا ولہم۔

تاگا ناپنا ایضاً برائے چشم زخم

یہ وہی عمل تاگا ناپ کر پڑھنے کا ہے جو شرجی سے نقل ہو چکا ہے فقط اتنا تفاوت ہے کہ اس میں یہ الفاظ ہیں بحق اشراھیا براھیا اذونیا اصبات ال شذای اور وہاں یوں ہیں ادونیای اصباؤت ال شدّای اور بجائے لفظ انتھت وہاں اشھت ہے اور النجا النجا والوحا والوحا زیادہ ہے باقی عبارت برابر ہے میرے عمل میں بھی الفاظ قول جمیل میں کیفیت اس کی یہ ہے کہ ایک تاگا پاک تین ہاتھ ناپ لے اور اس کے پاس رکھے جو نظر زدہ کو رکھنا ہے پھر یہ عزیمت پڑھے جس پر یہ نظر لگی ہے پھر اس تاگے کو دوسری بار ناپے اگر تین ہاتھ سے بڑھ

جائے یا کم ہو جائے تو معلوم کرے کہ اس کو نظر لگی ہے پھر اس عمل کو تین بار مکرر پڑھے اثر نظر بد کا دور ہو جائے گا۔ طریقہ عزیمت کا یہ ہے کہ بسم اللہ ولا قوۃ الا باللہ تین بار کہے پھر سورہ فاتحہ تین بار پڑھے پھر کہے عَزَمْتُ عَلَيْكَ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِیْ فِیْ فُلَانِ ابْنِ فُلَانَةَ اَوْ فُلَانَةَ بِنْتِ فُلَانَةَ بِعِزِّ عِزِّ اللّٰهِ وَ بِنُوْرِ عَظْمَةِ وَجْهِ اللّٰهِ بِمَا جَرٰى بِهِ الْقَلَمُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِلٰى خَيْرِ خَلْقِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَزَمْتُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِیْ فِیْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ بِحَقِّ اشراھیا براھیا اذونیا اصبات ال شذای عَزَمْتُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِیْ فِیْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ بحق شھت بھت انتھت یا قطاع النجا بِالَّذِیْ لَا تَقْوٰى عَلَيْهِ اَرْضٌ وَّ لَا سَمَاءٌ اُخْرُجِیْ يَا نَفْسَ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ كَمَا اُخْرِجَ يُوْسُفُ مِنَ الْمَضِيْقِ وَجُعِلَ لِمُوْسٰى فِی الْبَحْرِ طَرِيْقٌ وَّ اِلَّا فَاَنْتِ بَرِيْئَةٌ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ اللّٰهُ تَعَالٰى بَرِیْءٌ مِّنْكِ اُخْرُجِیْ بِالنَّفْسِ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ بِاَلْفِ اَلْفِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اُخْرُجِیْ يَا نَفْسَ السُّوْءِ بِاَلْفِ اَلْفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اور بجائے فلان بن فلان کے نام اس کا اور اس کی ماں کا لے۔

برائے مسحور و مریض مایوس العلاج

جن پر جادو کا اثر ہو یا جس بیمار کی بیماری نے اطباء کو عاجز کر دیا ہو اس کیلئے چینی کے سفید برتن میں یہ اسم لکھے یَا حَیُّ حِیْنَ لَا حَیَّ فِیْ دَیْمُوْمَۃِ مُلْکِہٖ وَبَقَآئِہٖ یَا حَیُّ پھر اس کو پانی سے دھو کر چالیس دن پیئے۔ میں نے حضرت والدصاحب کو دیکھا ہے کہ وہ اس اسم پر سورہ فاتحہ بھی زیادہ کرتے تھے۔

برائے گم شدہ

جس کی کوئی چیز کھوئی جائے وہ ایک سوانیس بار بلاکم وبیش یَا حَفِیْظُ کہے پھر یہ آیت پڑھے یَا بُنَیَّ اِنَّہَآ اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَۃٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِہَا اللّٰہُ اس کو بھی ایک سوانیس بار پڑھے اللہ تعالیٰ اس گم شدہ چیز کو اس کے پاس پھیر لائے گا۔ تفسیر فتح العزیز میں لکھا ہے۔ واز خواص مجرب این سورت آنست کہ برائے گم شدہ ہفت بار این سورہ راخواندہ گرداگرد سرخود انگشت شہادت بگرداند و بعد از تمام ہفت بار اَصْبَحْتُ فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ وَاَمْسَیْتُ فِیْ جَوَارِ اللّٰہِ اَمْسَیْتُ فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ اَصْبَحْتُ فِیْ جَوَارِ اللّٰہِ خواندہ و تک زند آن گم شدہ یافتہ شود واللہ اعلم۔

برائے شناختن دزد

چور کے پہچاننے کے لئے وہ شخص آمنے سامنے بیٹھیں اور بدہنی کو اپنے درمیان تھامیں اور اس کو کلمے کی دونوں انگلیوں سے اٹھائے رہیں اور جس پر چوری

کی تہمت ہو اس کا نام بدہنی میں لکھیں اور سورہ یٰس مُکْرَمِیْنَ تک پڑھے سو اگر وہی شخص چور ہو گا تو بدہنی گھوم جائے گی پھر ایک نہ گھومے تو اس کا نام مٹا کر دوسرے شخص کا نام لکھے اور وہیں تک پڑھے اسی طرح ہر شخص متہم کا نام لکھتا جائے یہاں تک کہ گھومے شاہ صاحب فرماتے ہیں جو شخص یہ عمل یا ایسا اور کوئی عمل کر کے چور مطلع ہو تو اس پر واجب ہے کہ اس کے چرانے پر یقین نہ کرے اور اس کو بدنام نہ کرے بلکہ قرآن کی پیروی کرے کہ یہ عمل بھی اتباع قرآن کا ایک طریقہ ہے اللہ تعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا ہے۔ وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْئُوْلًا۔

برائے بردہ گریختہ

اگر غلام بھاگ گیا ہو تو ایک کاغذ میں لکھ کر اور کسی چیز میں لپیٹ کر اندھیری کوٹھڑی میں دو پہر دن کے بیچ میں رکھ دے یعنی سورہ فاتحہ و آیۃ الکرسی پھر اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَنْ فِیْہِنَّ فَاجْعَلِ اللّٰہُمَّ السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا فِیْہِمَا عَلٰی عَبْدِکَ فُلَانِ بْنِ فُلَانَۃَ اَضْیَقَ مِنْ خَلْقِہٖ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلٰی مَوْلَاہُ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ پھر یہ آیت لکھے اَوْ کَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰہُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِہٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِہٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ بَعْضُہَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ یَدَہٗ لَمْ یَکَدْ یَرٰہَا وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ وَمِنْ وَّرَآئِہِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلْقَہٗ وَاللّٰہُ مِنْ وَّرَآئِہِمْ مُّحِیْطٌ بَلْ ہُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ پھر یہ دعا پڑھے اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِحَقِّ ہٰذِہِ الْاٰیَاتِ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

وَاَنْ تَمُرَّدَ الْعَبْدُ اِلٰی مَوْلَاهُ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ مولانا اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ واسطے گم شدہ چیز کے یا کسی کی لڑکی وغیرہ گم ہوگئی ہو یہ درود شریف لکھ دیتے تھے کہ کسی اونچی جگہ پر مثل درخت یا کھونٹی کے لٹکا دی جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اَلْفَ اَلْفِ مَرَّةٍ وَّاَلْفَ اَلْفِ ذَرَّةٍ اِنْتَهٰی۔

برائے برآمد کار

سورہ فاتحہ کی بسم اللہ کے اخیری میم کو الحمد کے لام سے ملا کر یکشنبہ کے دن فجر کی سنت و فرض کے درمیان میں شروع کرے ستر بار اور دوسرے دن اسی وقت ساٹھ بار اور تیسرے دن پچاس بار اسی طرح ہر روز دس دس بار کم کرتا جائے یہاں تک کہ ہفتے کے دن دس بار پڑھے انتہٰی۔ میں کہتا ہوں کتب مشائخ میں میم بسم اللہ کو لام الحمد سے ملا کر اعمال میں پڑھنا مذکور ہے شیخ محی الدین عربی صاحب فتوحات مکیہ نے اس بارے میں ایک حدیث اپنی سند متصل سے تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تارب العالمین مسلسل بحلف نقل کی ہے اس حدیث کا اتا پتا کسی کتاب معتبر حدیث میں نہیں ملا۔ لیکن یہ طریقہ مجرب علماء عاملین ہے واللہ اعلم۔

دیگر طریق استخارہ

جب یہ چاہیئے کہ خواب میں وہ حال دیکھے جس میں اس کی نکاسی ہو اسی تنگی سے جس میں وہ مبتلا ہے تو وہ وضو کر کے کپڑے پہن کر رو بقبلہ ہو کر داہنے کروٹ پر لیٹے اور سورہ والشمس کو سات بار اور سورہ واللیل کو سات بار اور قل ھو اللہ کو سات بار

پڑھے اور دوسری روایت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ کے عوض سورہ والتین کا سات بار پڑھنا آیا ہے پھر یوں کہے اَللّٰهُمَّ اَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ كَذَا وَكَذَا وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا وَّاَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ مَا اَسْتَدِلُّ بِهٖ عَلٰی اِجَابَةِ دَعْوَتِیْ تو اگر اسی رات وہ چیز خواب میں دیکھے جو چاہتا ہے تو بہتر ہوا نہیں تو اسی طرح دوسری رات کرے پھر تیسری رات اسی طرح سات رات تک ان شاء اللہ تعالیٰ ساتویں کے آگے نہ بڑھے گا کہ حال کھل جائے گا ہماری صحبت والوں نے تجربہ کیا ہے انتہٰی میں کہتا ہوں یہ طریق استخارہ کا مجرب مشائخ ہے اور جو طریق اس کا حدیث صحیح میں آیا ہے وہ اس رسالے میں مذکور ہو چکا وہ بہ نسبت اس طریق کے سہل و آسان ہے حاجتمند کو اختیار ہے کہ وہ بھی کرے اور یہ بھی کرے یہاں تک کہ تشفی خاطر حاصل ہو۔

استخارہ حرکات وسکنات از کتاب فتوحات

شیخ ولی کامل عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب لطائف المنن والاخلاق فی بیان وجوب التحدث بنعمۃ اللہ علی الاطلاق میں لکھا ہے کہ ایک انعام اللہ کا مجھ پر یہ ہے کہ میں ہر روز اصطلاح قوم پر استخارہ کیا کرتا ہوں اس قصد سے کہ اللہ تعالیٰ میرے سارے حرکات وسکنات اس دن یا اس رات یا اس جمعہ یا اس مہینے یا اس سال کے صالح محمود کرے اسی طریقہ پر شیخ محی الدین عربی اور شیخ ابو العباس مرسی اور ایک جماعت تھی اور صورت اس استخارے کی جس طرح کہ شیخ محی الدین عربی نے اپنے وصایا آخر کتاب فتوحات مکیہ میں لکھی ہے یہ ہے کہ جب آفتاب برابر ایک نیزے کے اونچا ہو یا بعد نماز مغرب کے ہر روز یا ہر جمعہ یا ماہ یا سال کو دو رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں فاتحۃ الکتاب اور یہ آیت پڑھے وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ اور سورہ قل یا ایہا الکافرون۔

اور دوسری رکعت میں فاتحۃ الکتاب اور یہ آیت وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا اور سورہ قل ہو اللہ احد پھر جب سلام پھیرے تو جو دعائے استخارہ آئی ہے وہ مانگے اور جگہ اور جس جگہ بندے کے لئے یہ حکم ہے کہ اپنی حاجت کا نام لے اس جگہ یوں کہے اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ جَمِيْعَ مَا اَتَحَرَّكُ اَوْ اَسْكُنُ فِيْهِ فِىْ حَقِّىْ اَهْلِىْ وَوَلَدِىْ وَاِخْوَانِىْ وَجَمِيْعِ مَنْ شَآءَ اللّٰهُ فِىْ سَاعَتِىْ هٰذِهٖ اِلٰى مِثْلِهَا مِنَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ اِلَى اللَّيْلَةِ الْاُخْرٰى خَيْرٌ لِّىْ فِىْ دِيْنِىْ وَمَعَاشِىْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِىْ وَعَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِىْ وَيَسِّرْهُ لِىْ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ جَمِيْعَ مَا اَتَحَرَّكُ فِيْهِ اَوْ اَسْكُنُ فِىْ حَقِّىْ غَيْرِىْ مِنْ اَهْلِىْ وَوَلَدِىْ وَسَآئِرِ مَنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنْ سَاعَتِىْ هٰذِهٖ اِلٰى مِثْلِهَا مِنَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَوِ اللَّيْلَةِ الْاُخْرٰى شَرٌّ لِّىْ فِىْ دِيْنِىْ وَمَعَاشِىْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِىْ وَعَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّىْ وَاصْرِفْنِىْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِىَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِىْ بِهٖ اشیاخ طریق نے کہا ہے کہ جو شخص اس استخارے کو ہر دن یا ہر رات کیا کرے گا تو وہ کوئی کبھی حرکت کسی حرکت وسکون میں نہ کرے گا یا کوئی اور اس کے حق میں کوئی حرکت نہ کرے گا مگر یہ کہ وہ حرکت اس کے لئے خیر ہوگی بلاشک قَالُوْا وَقَدْ جَرَّبْنَا ذٰلِكَ وَرَاَيْنَا عَلَيْهِ كُلَّ خَيْرٍ لِّمَا فِيْهِ مِنَ الْاَدَبِ مَعَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالتَّفْوِيْضِ اِلَيْهِ پھر جب اس دعا استخارہ سے فارغ ہو تو اس کام کو جس کے لئے اللہ سے استخارہ کیا وہ بانشراح صدر شروع کرے فعل ہو یا ترک اگر اس کام میں خیر ہوگی تو ضرور ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسباب اس کام کے اس شخص پر آسان وسہل کر دے گا یہاں تک کہ وہ کام انجام ہو جائے گا۔ اور اس کام کی عاقبت محمود ہوگی۔ اور اگر اس کام میں اس پر کوئی شر ہوگا۔ تو ضرور ہے کہ دل

اس کا تنگ ہوگا اور اسباب اس کام کے تحصیل کے اس پر مشکل ومتعذر ہو جائیں گے۔ اس وقت یہ جانے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کا نہ کرنا اس کے لئے اختیار کیا ہے اب اس کے فقد کے دردمند نہ ہو بلکہ اپنے رب کی اس کے ترک کرنے پر حمد کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی مصلحتوں کو بندے سے زیادہ تر جانتا ہے فَاعْمَلْ يَا اَخِىْ بِذٰلِكَ وَلَوْ فِىْ كُلِّ اُسْبُوْعٍ اَوْ شَهْرٍ اَوْ سَنَةٍ اَوْ سَنَتَيْنِ اَوْ اَكْثَرَ وَتَقُوْلُ فِى الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ جَمِيْعَ مَا اَتَحَرَّكُ فِيْهِ اَوْ اَسْكُنُ مِنْ يَّوْمِىْ هٰذَا اِلٰى مِثْلِهٖ مِنَ الْاُسْبُوْعِ الْاٰخِرِ اَوْ مِنَ الشَّهْرِ الْاٰخِرِ اَوْ مِنَ السَّنَةِ الْاُخْرٰى وَهٰكَذَا وَاللّٰهُ تَعَالٰى يَتَوَلّٰى هُدَاكَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ۔

برائے تپ

جس کو تپ آتی ہو اس کا عمل یہ ہے کہ ایک کاغذ میں یہ دعا لکھے اور اس کے بازو پر باندھ دے جلد اچھا ہو جائے گا اس میں نام تپ کا ام ملدم آیا ہے یہ دعا ام ملدم اس کتاب میں گذر چکی ہے اس میں الفاظ قول جمیل وشرح کے یکساں ہیں بلا تفاوت واللہ اعلم۔

برائے خنازیر یعنی گنٹھ مالا

جس کی گردن میں گنٹھ مالا ہو تو چمڑے کے تسمے پر جو مریض کے قد کے برابر ہو اکتالیس گرہ دے اور ہر گرہ پر یہ دعا پھونکے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَةِ اللّٰهِ وَعَظَمَةِ اللّٰهِ وَبُرْهَانِ اللّٰهِ وَسُلْطَانِ اللّٰهِ وَكَنَفِ اللّٰهِ وَجِوَارِ اللّٰهِ وَاَمَانِ اللّٰهِ وَصُنْعِ اللّٰهِ وَكِبْرِيَاءِ اللّٰهِ وَنَظَرِ اللّٰهِ وَبَهَآءِ اللّٰهِ وَجَلَالِ اللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ۔

برائے سُرخ بادہ

جس کے بدن پر سُرخ بادہ ہو وہ اس دُعا کو سات بار پڑھے اور پڑھنے کے وقت چُھری سے اشارہ کرتا جاوے وہ دُعا یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ الْحَكِيْمِ الْكَرِيْمِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ وَسُلْطَانِهٖ اَيَّتُهَا الْحُمْرَةُ جَآءَتْكَ جُنُوْدٌ مِّنَ السَّمَآءِ وَقَالَ سُلَيْمَانُ اَيَّتُهَا الرِّيْحُ اَجِيْبِيْ دَاعِيَ اللّٰهِ وَمَنْ لَّمْ يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَمَا لَهٗ مِنْ مَّلْجَاٍ وَّمَا لَهٗ مِنْ ظَهِيْرٍ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِالثَّنَاءِ الطَّيِّبِ عَلَى اللّٰهِ يَكْفِيْكَ وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ مِنْ كُلِّ دَآءٍ يُّؤْذِيْكَ وَمِنْ كُلِّ اٰفَةٍ تَعْتَرِيْكَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ۔

برائے ضعفِ بصر

جن کی آنکھ سے کم سوجھتا ہو وہ بعد ہر نماز کے یہ آیت پڑھا کرے فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ۔

برائے صرع یعنی مرگی

جس کو مرگی آتی ہو وہ ایک تختی تانبے کی لے کر یک شنبہ کے دن پہلی ساعت میں اس تختی کے ایک طرف یہ کھدوائے يَا قَهَّارُ اَنْتَ الَّذِيْ لَا يُطَاقُ انْتِقَامُهٗ

يَا قَهَّارُ اور دوسری طرف یہ کھدوائے يَا مُذِلَّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ بِقَهْرِ عَزِيْزِ سُلْطَانِهٖ يَا مُذِلُّ انتہیٰ شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ مجھ کو ان سب اعمال کی اجازت میرے والد یعنی شیخ عبدالرحیم نے دی ہے واللہ الموفق والمعین۔ میں کہتا ہوں کہ ان اعمال سے اکثر میرے تجربے میں آچکے ہیں سوائے چند عمل کے جو پیش نہیں آئے میرے اعتقاد میں یہ سب اعمال تجربہ میں یکساں نافع ہیں اب میں بقیہ مشائخ معتمدین کے بعض اعمال متفرقہ جمع کرکے لکھتا ہوں۔

فائدہ:

مرزا مظہر جانجاناں قدس سرہ معاصر مؤلف کتاب قول جمیل تھے۔ مولوی نعیم اللہ مرحوم خلیفہ مرزا صاحب نے بعض اعمال ان کے کتاب معمولات مظہریہ میں لکھے ہیں ان کو اس جگہ نقل کیا جاتا ہے یہ اعمال بھی مجرب اور لائق اعتماد ہیں۔

طریق ختم خواجگان رضی اللہ عنہم

یہ ختم جس نیت وقصد سے پڑھا جاتا ہے وہی مقصد حاصل ہوتا ہے۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ پہلے ہاتھ اٹھا کر ایک بار سورہ فاتحہ پڑھے پھر سورہ فاتحہ کو مع بسم اللہ سات بار پڑھے پھر درود سو بار پھر الم نشرح مع بسم اللہ ہفتاد و نہ بار پھر سورہ اخلاص بابسم اللہ ہزار و یکبار پھر سورہ فاتحہ بابسم اللہ سات بار پھر درود سو بار پھر فاتحہ پڑھ کر ثواب اس ختم کا ارواح حضرات کو جن کی طرف یہ ختم منسوب ہے پیش کرے ان بزرگوں کی تعیین نام میں اختلاف ہے پھر اللہ تعالیٰ سے حصول مدعا بوسیلہ ان بزرگوں کے چاہے اور جب تک کام نہ ہو مداومت رکھے اللہ ہر مشکل کا آسان کرنے والا ہے اس ختم کو خواہ ایک شخص تنہا پڑھے یا زیادہ لوگ پڑھیں بطور تقسیم لیکن رعایت عدد وتر کی اولیٰ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ وتر ہے وتر کو دوست رکھتا ہے۔

خانقاہ شریف مظہری کا دستور یہ تھا کہ بعد فاتحہ آخر کے دعا آواز بلند سے پڑھتے اور کہتے تھے کہ ہم نے ثواب ان کلمات کا جو اس حلقہ میں پڑھے گئے ہیں ارواح طیبات حضرات علیہ نقشبندیہ رضی اللہ عنہم کو پیش کیا اور اللہ تعالیٰ سے ہم امداد و اعانت بواسطہ ان حضرات کے چاہتے ہیں مجدد الف ثانی کے ختم کا بھی معمول دعا اسی طور پر تھا میں کہتا ہوں کہ شیخ محمد بن علی نے خزینۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ امام جعفر صادق و ابو یزید بسطامی و ابو الحسن خرقانی اور جو بعد ان کے ہوئے ان سے تا مشائخ نقشبند سب کا اس پر اتفاق ہے کہ قضا حاجات و حصول مرادات و دفع بلا و قہر اعداء و حساد و رفع درجات و وصال قربات و ظہور تجلیات میں استعمال اس فائدہ جلیلہ و اسرار غریبہ کا تریاق مجرب ہے طریقہ اس ختم کا یہ ہے کہ سو بار استغفار پڑھے اور سات بار فاتحہ اور سو بار درود اور نو سو بار الم نشرح اور ہزار اور ایک بار سورہ اخلاص پھر سات بار فاتحہ پھر وقت تمام ہونے اس ختم کے سو بار درود پھر حاجت کا سوال کرے اور مقصود کا طالب ہو باذن اللہ وہ حاجت پوری ہوگی اور چار دن سے زیادہ تجاوز نہ کرے گی بعد سات دن اس پر مداومت کرے۔

وَقَالَ جَرَّبْنَاهَا كَثِيْرًا وَلٰكِنْ اَوْصُوْا الْيَمَنَ وَصَلَ اِلٰى مُرَادِهٖ اَنْ لَا يَفْشِيْ سِرَّهٗ لِاَحَدٍ مِّنَ السُّفَهَاءِ لِئَلَّا يَسْتَعْمِلُوْا فِيْمَا حَرُمَ ثُمَّ كَانَ ذٰلِكَ التَّرْغِيْبُ عَادَةً لَهُمْ يُدَاوِمُوْنَهَا وَيَعْمَلُوْنَ بِهَا كُلَّ يَوْمٍ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ صَبَاحًا وَمَسَاءً اَوْ دُبُرَ كُلِّ الْمَكْتُوْبَاتِ الْخَمْسِ فَعَادَاتُ السَّادَاتِ سَادَاتُ الْعَادَاتِ وَمَنْ خَالَطَ السَّادَاتِ يَنَالُ السِّيَادَةَ وَالسَّعَادَةَ وَهُوَ اَعْظَمُ الرُّكْنِ وَاَفْضَلُ الْوُرُوْدِ الْمَخْصُوْصِ فِي الطَّرِيْقَةِ النَّقْشَبَنْدِيَّةِ بَعْدَ اِسْمِ الذَّاتِ وَنَفْيِ الْاِثْبَاتِ كَذَا ذَكَرَهٗ اَبُوْ السُّعُوْدِ انتهٰى۔

محرر سطور اگرچہ کسی شیخ کا مرید نہیں لیکن آباء و مشائخ میرے سب نقشبندیہ گزرے ہیں اگرچہ ان کو اجازت جملہ سلاسل سلوک کی بھی حاصل تھی اس لئے میں نے اس ختم

میرے آباء نقشبندیہ گزرے

کا اس جگہ ذکر کرنا مناسب جانا بابت اس ختم کے لاتقف عند حد میں خزینۃ الاسرار میں تفصیل اس اجمال کی لکھی ہے اور طریقہ مجددیہ کو بابت اس ترتیب کے ذکر کیا ہے والد مرحوم میرے نقشبندی تھے اور قاضی محمد علی شوکانی بھی نقش بندی تھے اور اہل خاندان شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور مرزا مظہر جانجاناں بھی اسی طریقہ علیہ پر تھے وللہ الحمد۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے فرمایا کہ در اعمال مشائخ ختم خواجگان نیز مجرب است و طریقہ او معروف و مشہور و ختم یَا بَدِيْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَيْرِ يَا بَدِيْعُ یک ہزار و دو صد بار در اول و آخر درود شریف صد بار نیز خواہ تنہا خواہ بجماعت نیز مجرب است انتہی ایک طریقہ ختم خواجگاں کا یہ ہے کہ سوا درود کے ہر چیز کو مع تسمیہ پڑھے فاتحہ سات بار درود ایک سو بار الم نشرح انہتر بار اخلاص ایک ہزار ایک بار پھر فاتحہ سات بار درود ایک سو بار اور کسی قدر شیرینی پر فاتحہ حضرات مشائخ پڑھ کر تقسیم کردے واللہ اعلم۔

ختم حضرت مجدد شیخ احمد سرہندیؒ

یہ ختم واسطے حصول جمیع مقاصد و حل مشکلات کے مجرب ہے پہلے سو بار درود پڑھے پھر پانسو بار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ بلا کم و بیش پھر سو بار درود اس ختم کو ہمیشہ پڑھتا رہے یہاں تک کہ مطلب حاصل اور مشکل حل ہو۔ مرزا صاحب قدس سرہ نے قاضی ثناء اللہ مرحوم کو لکھا تھا کہ ختم خواجگاں و ختم مجدد رضی اللہ عنہ ہر دن بعد حلقہ صبح کے لازم کرلو۔

ختم قادریہ

اس کو مشائخ نے واسطے برآمد مہم کے بھاہے عروج ماہ میں پنجشنبہ سے شروع کر کے تین دن تک پڑھے بسم اللہ معہ فاتحہ و کلمہ تمجید و درود و سورہ اخلاص ہر ایک کو ایک سو گیارہ بار پھر شیرینی پر فاتحہ پڑھ کر اور ثواب اس کا روح پر فتوح آنحضرت و

مشائخ طریقت کودے کر تقسیم کردے۔

دیگر ختم قادریہ

پہلے دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورہ اخلاص گیارہ بار پھر بعد سلام کے یہ درود ایک سو گیارہ بار پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَ الْکَرَمِ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ پھر شیرینی پر فاتحہ شیخ جیلی رضی اللہ عنہ پڑھ کر تقسیم کردے۔

ختم لایلاف

اس کا بہ نیت رفع شر گیارہ بار یا ایک سو ایک بار پڑھنا اور اول و آخر پانچ بار درود پڑھنا بعد نماز فجر کے مجرب ہے وللہ الحمد۔

ختم برائے میت

جس کے پاس ختم قرآن یا تہلیل ہو اس سے کہے کہ دس بار قل ہو اللہ بسم اللہ پڑھے پھر دس بار درود پھر دس بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پھر دس بار۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْہُ وَارْحَمْہُ پھر ہاتھ اٹھا کر سورہ فاتحہ پڑھ کر آواز بلند سے کہے کہ ثواب ان کلمات طیبات کا جو اس حلقہ میں پڑھے گئے اور ثواب ختم قرآن تہلیل کا فلاں کی روح کو بخش دیا لوگ حلقے کو یوں کہے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

تعویذ برائے ہر مرض و درد

اس تعویذ کو مریض و دردمند کے بازو یا گلے باندھو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ کُلِّھَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

تعویذ برائے رفع تپ ولرزہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَاَرَادُوْا بِہٖ کَیْدًا فَجَعَلْنٰھُمُ الْاَخْسَرِیْنَ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰہُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ انتھی میں اس آیت کو فقط تا اَلْاَخْسَرِیْنَ مع بسم اللہ پیپل کے پتوں پر لکھ کر دیتا ہوں باری سے پہلے تین بار میں تینوں میں اپنے ایک ایک بار کر کے مریض زبان سے چاٹ لے اللہ شفا دیتا ہے اس کا تجربہ ہمیشہ صحیح پایا یہ عمل واسطے تپ غضب نہایت نافع مجرب ہے وللہ الحمد۔

برائے سُرخ بادہ

اس کا عمل وہی ہے بعینہٖ جو اوپر گذر چکا ہے۔

برائے درد چشم

بعد نماز فرض کے آیہ فَکَشَفْنَا عَنْکَ غِطَآءَکَ فَبَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ

دس بار پڑھا کرے اس کا ذکر بھی ہوچکا ہے مگر عدد کا فرق ہے۔

برائے چیچک

اس کا عمل وہی پڑھنا سورہ رحمٰن کا اور گرہ لگانا تاگے پر نزدیک آیہ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا کے ہے ذکر اس کا ہوچکا اول تو چیچک انشاء اللہ نکلے گی نہیں اور اگر ظاہر ہوگی تو مضرت نہ کرے گی شاہ عبدالعزیز دہلوی نے تفسیر فتح العزیز میں تحریر فرمایا ہے واز خواص مجربہ این سورہ یعنی سورہ بقرہ آن ست کہ در ہنگام برآمدن آبلہ اطفال کہ آنرا چیچک خوانندہ وقت صبح ناشتہ ایں سورہ بتجوید و ترتیل بحضور طفلی کہ خواہند خواندہ دم کند و طفل ہم ناشتا ناشکستہ باشد بہ فضل الٰہی آن طفل را در اس سال چیچک نہ برآید و اگر برآید سہل و آسان گردد و آسیبے باز و نرسد لیکن شرط آن ست کہ وقت شروع قراءت آن دو نیم پاؤں برنج با شکر و جغرات بہ قدر حاجت مستحق را در آن مجلس بخورد دن دہند و آں مرد بحضور قاری و طفل بخورد انتہی۔ میں نے اکثر یہ عمل اطفال خرد سال پر کیا ہمیشہ بحمدہ تعالیٰ مجرب پایا۔

برائے شفاء مریض

یہ وہی عمل آیات شفاء کا ہے جس کا ذکر ہوچکا۔

ایضاً برائے شفاء مریض

اسم مبارک یا سلام ایک لاکھ پچیس ہزار بار پڑھنا مجرب ہے قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ختم واسطے مرزا صاحب قدس سرہ کے پڑھا تھا اللہ تعالیٰ نے شفا بخشی۔

برائے حفظ زراعت

اس دعا کو کاغذ پر لکھ کر ایک سفال آب نارسیدہ میں بند کرکے درمیان تختہ اس کشت کے دفن کردے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَا رَزَّاقَ الْعِبَادِ وَیَا خَلَّاقَ الْخَلَائِقِ یَا فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَیَا مُنْبِتَ الزَّرْعِ فِی الْاَرْضِ وَالنَّبَاتِ وَیَا مُجِیْبَ الدَّعْوٰتِ اِدْفَعْ مِنْ ھٰذَا الزَّرْعِ شَرَّ الْھَوَامِ وَالْوُحُوْشِ وَشَرَّ الْفَارَۃِ وَالْخَنَازِیْرِ الْمُفْسِدَۃِ وَارْزُقْنَا رِزْقًا حَسَنًا وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

برائے دفع خواب پریشان

اس کو لکھ کر گلے میں باندھے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا یَحْضُرُوْنَ بِہٖ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

برائے دفع آماس گلو

دن پیر یا جمعہ کے لکھ کر گلے میں باندھے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لِیَ اللّٰہُ لِیَ اللّٰہُ ھُوَیُوْرِکُمْ فِی اللَّوْحِ۔

برائے دفع بواسیر

دن پیر یا جمعہ کے اس کو لکھ کر کمر میں باندھے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يَا رَحِيْمَ كُلِّ صَرِيْخٍ وَ مَكْرُوْبٍ يَا رَحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ـ

دُعائے یونس علیہ السلام برائے حصول ہر مطلب

شاہ اہل اللہ قدس سرہ نے چاہ باب میں لکھا ہے کہ واسطے حصول مطلب کے خواہ جلالی ہو یا جمالی یہ دعا حکیم کبریت احمر میں ہے اور اس کو اسم اعظم شمار کیا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ یہ دعاء ذوالنون علیہ السلام کی ہے انہوں نے اس کو شکم ماہی میں پڑھا تھا جو مسلمان اس دعا کو کسی کام کیلئے پڑھتا ہے وہ دعا اس کی قبول ہوجاتی ہے الحق این دعوتے است بغایت مجرب التاثیر نہایت سریع الاثر ست در ہر باب و در ہر امر کہ خوانندہ بدین آیۃ کریمہ دعا کنند و مشائخ بر سرعت تاثیر وعدم تخلف آن اجماع واتفاق دارند وطریق آن بانواع متعددہ ذکر کردہ اند آسان ترین انواع آن ست کہ تا دوازدہ روز بہ نیت حصول مقصود دوازدہ ہزار بار بخواندہ واگر نتواند یک ہزار ودوصد بار بخواند اول وآخر چند بار درود لازم گیرد یعنی ایک طریق تو یہ ہے کہ بارہ دن تک ہر روز ایک ایک ہزار پڑھے اگر نہ ہو سکے تو ایک ہی دن ہی بارہ سو بار پڑھے اوّل وآخر درود پڑھے ۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ سوالاکھ بار پڑھے ہر حال قوت وتاثیر میں اس دعا کے کچھ شک وشبہ نہیں ہے کہ کوئی عمل جس کا ثبوت قرآن سے اور حدیث سے اور اقوال مشائخ سے ہو سوا اس دُعا کے نہیں اس کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ اِنْتَهٰى جو شخص اس آیت کو ہر دن تین ہزار ایک سو پچیس بار پڑھے گا ۔ تو چالیس دن میں سوالاکھ بار ہوجائے گا ۔ شاہ عبدالعزیز رح نے تفسیر سورہ ص میں لکھا ہے کہ پڑھنا اس آیت کا مشائخ معتبرین سے واسطے دفع ہر غم واندوہ کے تریاق

مجرب ہے اور اس کے دو طریق ہیں ایک تو یہ کہ سوالاکھ بار بہیئت اجتماع ایک مجلس میں پڑھے دوسرے یہ کہ ایک شخص تن تنہا اس آیت کو تین سو بار بعد نماز عشاء کے تاریک مکان میں بیٹھ کر ساتھ شرائط طہارت واستقبال قبلہ کے پڑھے اور پیالہ پانی کا بھر کر رکھ لیوے اور لحظہ بہ لحظہ اس پانی میں اپنا ہاتھ ڈال کر منہ اور بدن پر پھیرتا رہے تین روز یا سات روز یا چالیس روز تک اسی ترتیب سے پڑھے ۔ میں کہتا ہوں حدیث سعد بن ابی وقاص میں فرمایا دَعْوَةُ ذِي النُّوْنِ وَهُوَ فِيْ بَطْنِ الْحُوْتِ لَا اِلٰهَ الخ لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ اِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ ـ ابن السنی کا لفظ یہ ہے اِنِّيْ لَاَعْلَمُ كَلِمَةً لَا يَقُوْلُهَا مَكْرُوْبٌ اِلَّا فَرَّجَ عَنْهُ كَلِمَةُ اَخِيْ يُوْنُسَ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّا اِلٰهَ الخ امام احمد و ترمذی و نسائی و حاکم و بیہقی کا لفظ رفعاً سعد سے یہ ہے فَاِنَّهٗ لَنْ يَدْعُوَ بِهَا مُسْلِمٌ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ اِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهٗ خزینۃ الاسرار میں کہا ہے کہ بعض مشائخ نے مجھ کو خواص آیہ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا تا آخر آیت اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ سکھائی اور کہا مَنِ اضْطُرَّ فِيْ شَيْءٍ وَعَجَزَ عَنْ تَحْصِيْلِهٖ اَوْ دَفْعِهٖ اَوْ عُزِلَ عَنْ مَنْصَبِهٖ وَهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَّنَالَهٗ فَلْيَقْرَاْ هٰذِهِ الْاٰيَةَ الْمَذْكُوْرَةَ بِتَمَامِهَا اِحْدٰى وَاَرْبَعِيْنَ مَرَّةً بِلَا زِيَادَةٍ وَّلَا نُقْصَانٍ وَّلَا يَفْصِلُ بِكَلَامِ الدُّنْيَا فِيْ اَثْنَاءِ الْقِرَاءَةِ يَقْرَؤُهَا بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَيُدَاوِمُ عَلَيْهَا اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا بِلَا سَكْتَةٍ مِّنَ الْاَيَّامِ وَاِذَا كَمَّلَ الْاَرْبَعُوْنَ يَوْمًا فَلْيَنْظُرِ الْاَمْرَ كَيْفَ يَكُوْنُ هٰكَذَا اَجَازَنِيْ وَقَالَ هِيَ الْمُجَرَّبَاتِ وَبِهِ الْاِذْنُ عَنِ الْحَقِيْرِ لِمَنْ يَّطْلُبُهَا بِالْخَطِّ وَالْقَلَمِ فَلْيُدَاوِمْ عَلَيْهَا بِالْعِتِقَادٍ تَامٍّ اور بعض اہل خواص نے کہا ہے کہ جو شخص اس دعا کو ہمیشہ ہر دن ہزار

بار پڑھا کرے گا وہ جو مرتبہ پائے گا رزق کی وسعت ہوگی وہم وغم دور ہوگا کشف
ضرر نتیجاب خیرات ہوکر شر شیاطین و ظلم سلاطین سے محفوظ رہے گا اور محب کے
نزدیک محبوب اور دشمن کے نزدیک مہیب اور ہمیشہ مبسوط رہے گا و باللہ التوفیق
چار باب میں باب سوم کو اس ترجمہ سے منعقد کیا ہے در فضائل بعض اعمال کہ قوت
آن یقینی ست پھر اس کے ذیل میں فضیلت ایمان و نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج و ذکر خدا
کا بزبان و دل مع تخلیۂ ظاہرہ باطن و تحلیہ قلب لکھ کر کچھ حال فضیلت تسبیح و تحمید و
تکبیر و حوقلہ کا لکھا ہے پھر ذکر اسمائے حسنیٰ کا اجمالاً پھر نفع بعض اسماء خاصہ الٰہی کا واسطے
بسط رزق وغنا وغیرہ کے پھر کیفیت تلاوت قرآن کریم کی بتائی ہے پھر سورے کے فضائل
لکھے ہیں پھر فضیلت استغفار کی عموماً اور سید الاستغفار کی خصوصاً ذکر کی ہے پھر قاعدہ
کلیہ واسطے طاعات وعبادات کے لکھا ہے یہ کتاب چار باب اپنے میں عظیب فی
المحراب ہے لائق اس کے ہے کہ اطفال خردسال کو ابتداء حرف شناسی زبان فارسی
میں پڑھائی جائے اور لوگ منتہی اس کو اپنا دستور العمل مقرر کریں و باللہ التوفیق۔

دعائے حزب البحر

یہ دعا طرف شیخ ابو الحسن علی بن عبد اللہ متوفی ۶۵۶ھ ہجری کی منسوب ہے
یہ دعا ان کو خواب میں الہام ہوئی تھی اس کا ذکر شعرانی نے منن کبریٰ میں بھی کیا ہے
علماء ومشائخ طریق کا اس کے مجرب ہونے پر دفع آفات وقضائے حاجات میں
اتفاق ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اس کی شرح
لکھی ہے اور فوائد ومنافع ذکر کئے ہیں ستر فائدے سے زیادہ اس میں ثابت ہوئے
یہ دعا مشتمل ہے اسماء وصفات وافعال الٰہی پر کوئی لفظ اس دعا کا ایسا نہیں ہے
جس میں کوئی رائحہ استعانت واستمداد بغیر اللہ کا ہو جو طریق دعوت کا واسطے

اس دعا کے بیان کیا ہے وہ خالی شرائط دشوار سے نہیں ہے لیکن کلمات طیبات
اس کے جن کی بنیاد محض توحید خالص پر ہے ایسے مبارک الفاظ ہیں کہ اگر کوئی مخلص
حاجتمند وضو ہو کر صدق نیت وحسن طویت وحضور قلب وطہارت باطن کے ساتھ
بے دعوت بھی پڑھے گا تو بھی اثر اس کا منزور ظاہر ہوگا یہ دعا محقق ملخص شروع ہندوستان
طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے حاجت نقل عبارت وبسط کلام کی اس پر نہیں یہ دعا جالب
ہر نعمت و دافع ہر نقمت ہے جب یہ دعا بشرائط پڑھی جاتی ہے تو واسطے کشائش
رزق ومحبت زوجین وزبان بندی اعداء وشفا مریض وتسخیر سلاطین وامراء ومحافظت
کشتی واداءِ قرض وسلامتی ایمان ونفقہ غیبی وحرز سارقان ودفع سموم وادجاع ودفع
فکر وافلاس وعمارت باغ وخانہ ودفع سجن وہزیمت اعداء وہیبت درد دل رعایا و
اخلاص از فسق ولہو ودفع خطرات ووساوس واشراف برخواہر وازالہ آفت ونصرت بر اعداء
دفع چشم زخم الی غیر ذلک کے حکم اکسیر اعظم وتریاق مجرب کا رکھنے کا ہے و باللہ التوفیق
معمولات خانقاہ شمشیریہ انتہیٰ۔

فائدہ:
اس جگہ یہ بات ہردم لائق یاد رکھنے کے ہے جو دعوات مشائخ واہل علوم سے
منقول ہیں اور ان کے فوائد مجرب بنہایت مبالغہ کے ساتھ بیان کیا گیا انہیں پر اقتصار کرنا
اور قرآن شریف کی تلاوت اور اس کے آیات سے انتفاع ترک کر دینا اور دعوات ماثورہ
وصلوات ثابتہ سے قطع نظر کرکے ترتیبات مشائخ وصیغہائے ساختہ وپرداختہ درود
پر قانع مقتصر ہو بیٹھنا کوئی عمدہ کلام لائق نفع تام ومدح عام نہیں ہے ابلیس پر تلبیس
کا ایک فریب یہ بھی ہے کہ اس نے اس حیلہ وفن سے امت اسلام کو اللہ ورسول کے
کلام سے روک کر کلام امت پر شغوف کر دیا اور برکات وحی نبوت سے محروم رکھ کر
ایک جہاں کو پیر پرست گور پرست بنا دیا اگر یہ لوگ ہمراہ ملاومت تلاوت قرآن

اور مواظبت اذکار ادعیہ سنت صحیحہ کے گاہ گاہ ان ترتیبات مشائخ کو بھی جن میں کوئی رائحہ شرک جلی یا خفی کا نہیں ہے استعمال میں لاتے تو اس سے بمراتب بہتر تھا کہ بالکل ترتیبات پر جھک پڑے ہیں اور کتاب و سنت سے علیحدہ جا گرے ملا علی قاری حنفی نے دیباچہ حزب الاعظم میں اربعین اسمی ودعائے قدح وغیرہ سے منع کیا ہے اور محمد بن علی افندی نے کتاب خزینۃ الاسرار اسی غرض سے لکھی ہے کہ لوگ متوجہ طرف تلاوت قرآن حدیث کے ہوں اور ترتیبات مشائخ میں نہ پھنسیں بلکہ ہر مدعائے دینی و دنیاوی اور قضاء حوائج صوری و معنوی کے لئے قرآن و حدیث ہی کا استعمال کریں — و باللہ التوفیق۔

ختم صحیح بخاری برائے دفع جملہ نوازل

اس کتاب مبارک کا ختم کرنا واسطے سقا بیمار و حفظ آفات و حوادث زمان کے بطور رقیہ جائز ہے اس میں کسی کا خلاف منجملہ اہل علم کے معلوم نہیں ہے۔ بلکہ منفعت اس کی قراءت و ختم کے واسطے رفع آفات و حصول سلامت کے مجرب ہے والہذا جب سے یہ کتاب تالیف ہوئی ہے ہر قرن میں اہل علم نے ساتھ اس کے توسل کیا ہے اور کس طرح نہ کرتے کہ بعد کتاب اللہ کے یہ کتب اصح کتب اسلام ہے روئے زمین پر اس کا قاری و متوسل و معتقد و عامل ہر چیز و برکت کے لائق ہے اور جو شخص اس نعمت سے حرمان نصیب ہے وہ چیز کثیر سے محروم ہے شیخ عبداللہ بن ابی جمرہ نے کہا ہے ایک جماعت اہل عرفان جن سے میں نے ملاقات کی ان سب نے مجھ سے بات کہی کہ اِنَّ صَحِيْحَ الْبُخَارِيِّ مَا قُرِئَ فِيْ شِدَّةٍ اِلَّا فُرِجَتْ وَلَا رُكِبَ بِهٖ فِيْ مَرْكَبٍ اِلَّا نَجَا قَالَ وَكَانَ مُجَابَ الدَّعْوَةِ قَدْ دَعَا لِقَارِئِيْهِ اور حافظ ابن کثیر رح نے کہا ہے كِتَابُ الْبُخَارِيِّ الصَّحِيْحُ يُسْتَسْقٰى بِقِرَاءَتِهِ الْغَمَامُ وَاَجْمَعَ

عَلٰى قَبُوْلِهٖ وَصِحَّةِ مَا فِيْهِ اَهْلُ الْاِسْلَامِ ذَكَرَهُ الْقَسْطَلَانِيُّ فِيْ شَرْحِ الْبُخَارِيِّ اور شیخ عبدالحق دہلوی نے اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ بسیاری از مشائخ و علماء و ثقات صحیح بخاری را از برائے حصول مرادات و کفایت مہمات و قضائے حاجات و دفع بلیات و کشف کربات و صحت امراض و شفاء مرضی نزد مضائق و شدائد خوانده اند و مراد ایشان حاصل شده و مقصود خود رسیده اند وَ وَجَدُوْهُ كَالتِّرْيَاقِ مُجَرَّبًا وَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْمَعْنٰى عِنْدَ عُلَمَاءِ الْحَدِيْثِ مَرْتَبَةَ الشُّهْرَةِ وَالْاِسْتِفَاضَةِ اِنْتَهٰى بِمَعْنَاهُ اور سید جمال الدین محدث نے اپنے استاد سید اصیل الدین رحمہ اللہ سے حکایت کی ہے کہ انہوں نے کہا ہے قَرَأْتُ صَحِيْحَ الْبُخَارِيِّ نَحْوَ عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ مَرَّةٍ فِي الْوَقَائِعِ وَالْمُهِمَّاتِ لِنَفْسِيْ وَلِلنَّاسِ الْاٰخَرِيْنَ فَبِاَيِّ نِيَّةٍ قَرَأْتُهُ حَصَلَ الْمَقْصُوْدُ وَكُفِيَ مَطْلُوْبٌ اِنْتَهٰى بالجملہ نفع اس کتاب کی قراءت کا تجربہ علماء محدثین و اہل معرفت و فقہ میں درجہ شہرت و تواتر کو پہنچ چکا ہے اس حد تک کہ جس کا انکار نہیں ہو سکتا یہ وہ کتاب مبارک ہے جس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منام ابو زید مروزی میں درمیان رکن و مقام کے اپنی کتاب فرمائی حَكَاهُ الْقَسْطَلَانِيُّ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ اِنْتَهٰى مُلَخَّصًا مِنْ كِتَابِ هِدَايَةِ السَّائِلِ آخر ۱۳۰۰ھ ہجری میں بمقام بصرہ ایک شخص نے حلف کاذب ساتھ صحیح بخاری کے محکمہ قضا میں کیا تھا اسی دن وہ مر گیا یہ خبر صاحب جوائب نے بقید ماہ و سال درج جوائب کی تھی جس طرح قرآن شریف کے تیس پارے ہیں اسی طرح اہل علم نے صحیح بخاری کو بھی تیس پاروں پر تقسیم کیا ہے تو جس قاعدے سے ختم قرآن شریف کا سات دن میں یا تیس دن میں کیا جاتا ہے اسی طرح بمقتضائے حال وقت اس کتاب کا ختم بھی کرنا چاہیئے میں نے کسی کتاب میں صراحت ترکیب ختم کی نہیں پائی فقط یہ پایا

کر اس کا ختم کذا و کذا نفع دیتا ہے بہر حال باوضو ہو کر منہ طرف قبلے کے کر کے ساتھ خضوع و خشوع و حضور دل کے خود پڑھے یا کسی اور کو حکم کر دے خواہ ایک شخص ختم کرے یا ایک جماعت پڑھے نفع اس کا متقین ہے وللہ الحمد۔

برائے دردِ سر

شعرانی نے طبقات کبرے میں بذیل ترجمہ احمد بن ابی الحواری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کیا ہے وَكَانَ يَقُوْلُ عَلَّمَنِيْ الْخَضِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رُقْيَةً لِلْوَجَعِ فَقَالَ إِذَا أَصَابَكَ وَجَعٌ فَضَعْ يَدَكَ عَلَى الْمَوْضِعِ وَقُلْ بِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ فَلَمْ أَقُلْهَا عَلَى الْوَجَعِ فَيَذْهَبُ لِسَاعَتِهِ اِنْتَهٰى۔

برائے ردّ گم شدہ

شعرانی نے طبقات میں بذیل ترجمہ محمد بن ابراہیم زجاجی" نے لکھا ہے وَكَانَ يَقُوْلُ مِمَّا جَرَّبْنَاهُ لِرَدِّ الضَّالَّةِ اَللّٰهُمَّ يَا جَامِعَ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ اجْمَعْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ ضَالَّتِيْ وَيَقْرَءُ قَبْلَهٗ سُوْرَةَ وَالضُّحٰى ثَلٰثًا قَالَ وَقَدْ وَقَعَ مِنِّيْ فَصٌّ فِيْ دِجْلَةَ فَدَعَوْتُ بِهٖ فَوَجَدْتُ الْفَصَّ فِيْ وَسْطِ أَوْرَاقٍ كُنْتُ أَتَصَفَّحُهَا اِنْتَهٰى یہ دونوں اعمال دردِ سر و رد ضالہ میری کتاب خیر الخیرہ میں بھی مذکور ہیں۔

برائے دیدن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در خواب

جو شخص سورہ کوثر کو شب جمعہ میں ہزار بار پڑھ کر حضرت محمدؐ پر درود بھیجے گا وہ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے گا خزینۃ الاسرار میں کہا وَأَنَا جَرَّبْتُهَا هٰذِهِ الصِّيْغَةَ وَهِيَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ وَكَثِيْرٌ مِّنَ الْاِخْوَانِ جَرَّبُوْا سُوْرَةَ الْكَوْثَرِ بِهٰذِهِ الصَّلٰوةِ فَرَأَوْهُ فِي الْمَنَامِ اور بعض مشائخ نے کہا ہے جو شخص نصف شب جمعہ کو سورہ قریش ہزار بار پڑھ کر باوضو سو دے گا وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے گا اور اس کا ہر مقصود حاصل ہوگا اس کو مجرب عظیم کہا ہے صاحب خزینۃ الاسرار نے اپنا دیکھنا حضرت محمدؐ کو ۱۲۶۱ھ میں نقل کیا ہے اور کہا ہے بعض لوگ جو حضرت کو ساتھ نقصان شمائل شریفہ کے دیکھتے ہیں یہ امر راجع ہے طرف حال رائی کے کہ وہ استقامت میں متغیر الحال ہوتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثل آئینہ کے ہیں۔

صلوٰۃ تنجینا

شیخ اکبر نے اس صیغہ درود کو ایک کنز کنوز عرش سے بتایا ہے اور کہا ہے کہ جو شخص اس کو جوف لیل میں ہزار بار پڑھے گا اس کی حاجت دنیاوی و دینی بہت جلد درجہ اجابت کو پہنچے گی جیسے برق خاطف یہ درود تریاق مجسم و اکسیر اعظم ہے امام بونی و محمد بن سلیمان جزولی صاحب دلائل الخیرات نے اس کے اسرار و منافع بہت بیان کئے ہیں۔

مولوی قطب الدین دہلوی کو اجازت اس صیغہ کی یوں تھی کہ ہر روز ستر بار واسطے قضائے حوائج کے پڑھے۔ انہوں نے اجازت اس کی عام دی ہے صیغہ اس صلوٰۃ کا یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنَجِّيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِيْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ

مِنَ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيَاتِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنْتَهٰى بعض مشائخ نے کہا ہے جو کوئی اس درود شریف کو شب میں ہزار بار پڑھے گا وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے گا اور اس کے سارے حوائج پورے ہوں گے بعض کا لفظ یہ ہے۔ مَنْ قَرَءَ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ اَلْفَ مَرَّةٍ فَرَّجَ اللّٰهُ هَمَّهٗ وَبَلِيَّتَهٗ بِبَرَكَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لفظ تنجینا تخفیف وتشدید دونوں طرح پر مروی ہے قرآن پاک میں بھی یہ مادہ بذکر دعا یونس علیہ السلام دونوں بات سے آیا ہے۔ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

صلوٰۃ تفریجیہ قرطبیہ

اس کو مغاربہ صلوٰۃ ناریہ کہتے ہیں اس لئے کہ جب یہ درود ایک مجلس میں واسطے تحصیل مطلوب یا دفع مرہوب کے بعدہ ۴۴۴۴ پڑھی جاتی ہے تو وہ مقصد سرعت میں مثل نار کے حاصل ہوتا ہے ولہذا اس کو اہل اسرار مِفْتَاحُ الْكَنْزِ الْمُحِيْطِ لِنَيْلِ مُرَادِ الْعَبِيْدِ کہتے ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے خواص اس عدد کے ذکر کئے ہیں اور کہا ہے اِكْسِيْرٌ فِيْ سَبَبِ التَّاثِيْرِ اور اس عدد سے چار ہزار چار سو چوالیس بار پڑھنا ہے صیغہ اس درود کا یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ صَلٰوةً كَامِلَةً وَسَلِّمْ سَلَامًا تَامًّا عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ تَنْحَلُّ بِهِ الْعُقَدُ وَتَنْفَرِجُ بِهِ الْكُرَبُ وَتُقْضٰى بِهِ الْحَوَائِجُ وَتُنَالُ بِهِ الرَّغَائِبُ وَحُسْنُ الْخَوَاتِمِ وَيُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَّنَفَسٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ قرطبی نے جو شخص اس درود کو ہر روز اکتالیس بار یا سو بار زیادہ بار پڑھا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے ہر ہم وغم کی تفریج اور ہر کرب وضر کا کشف کر دے گا اور اس کا کام آسان اور اس کا حال اچھا

اور اس کا رزق وسیع ہو جائے گا ابواب حسنات وخیرات کے اس پر مفتوح ہو جائیں گے حوادث دہر شر نکبات جوع وفقر سے امن میں رہے گا اس کی محبت لوگوں کے دل میں ہوگی وہ جو چیز اللہ سے مانگے گا وہ ملے گی انتہی شیخ محمد تونسی کہتے ہیں جو شخص اس درود کو ہر روز گیارہ بار پڑھے گا گویا آسمان سے رزق اترتا ہے زمین سے رزق اگتا ہے امام دینوری نے کہا ہر روز گیارہ بار پڑھنے سے مراتب علیہ ودولت غفیرہ حاصل ہوگی اور اگر تین سو تیرہ بار واسطے کشف اسرار کے پڑھے گا تو مراد سے زیادہ دیکھے گا اور اگر ہر روز سو بار پڑھے گا تو غرض کو فوق المراد پائے گا۔

فائدہ:

صیغے درود ہائے ماثورہ کے قریب تیس کے ہیں جن کو مع سند کے کتاب نزول الابرار میں لکھا گیا ہے اہل تفسیر وحدیث نے کہا ہے کہ صلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افضل عبادات واحسن حالات واعظم قربات واشرف مقامات ہے ادب درود شریف کا یہ ہے کہ اس میں نام پاک اللہ اور اسم مبارک محمد اور لفظ آل واصحاب ہو ایک درود سلام کا مکرر پڑھنا ذکر صلوات متعددہ سے افضل ہے بعض خواص نے کہا ہے خُذْ حَرْفًا تُلْ اَلْفًا اور اثنا صلوٰۃ میں لفظ صلوۃ وسلام معًا ذکر کرے اور واسطے تکثیر ثواب کے اسم عدد بھی ذکر کرے جس طرح حدیث میں درباره تسبیح وغیرہ آیا ہے سبحان اللہ عدد کذا وکذا یہ سب آداب صلوٰۃ ناریہ میں بحمدہ تعالیٰ موجود ہیں غرضکہ بعد تلاوت قرآن وذکر خدا کے کوئی وظیفہ ودعا بہتر درود شریف سے نہیں ہے اس مسئلے کا بیان جیسا کہ کتاب نزول الابرار میں ہے ویسا کسی دوسری کتاب میں ہے۔

برائے کشف وقائع آئندہ

قول جمیل میں لکھا ہے بعض مشائخ نے کہا جس کا ہم نے تجربہ کیا ہے وقائع

آئندہ کے کشف ہونے پر ٹھیک ٹھیک وہ یہ ہے کہ طالب خلوت میں اعتکاف کرے اور نہا کر اپنا اچھا لباس پہنے اور خوشبو مل کر مصلے پر بیٹھے اور ایک کھلا مصحف اپنی داہنی طرف اور ایسا ہی ایک بائیں طرف اور اسی طرح ایک اپنے سامنے اور ایک اپنے پیچھے رکھے پھر اللہ تعالیٰ سے بکوشش تمام یہ دعا کرے کہ فلاں واقع کو اس پر ظاہر فرما دے پھر ذات کا ذکر شروع کرے بے آنکھ بند کئے تو ایک بار داہنی مصحف پر ضرب لگائے اور ایک بار بائیں پر اور ایک بار پیچھے اور ایک بار سامنے یہاں تک کہ اپنے دل میں کشائش وفور کو پائے سات دن یا مانند اس کے اس پر مداومت کرے خلوت کے ساتھ تو البتہ اس پر کشف حال ہوگا شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ بعد اس کے فرماتے ہیں قُلْتُ هٰذَا مَاقِيْلَ وَفِيْ قَلْبِيْ مِنْهُ شَيْئٌ لِمَا فِيْهِ مِنْ اِسَاءَ ةِ الْاَدَبِ بِالْمُصْحَفِ اِنْتَهٰى ۔ مولوی قطب الدین دہلوی مرحوم نے کہا ہے کہ حضرت مؤلف نے سچ فرمایا اس کیا حاجت ہے اصل مقصود تو استخارہ مسنونہ سے بھی حاصل ہوتا ہے ۔ انتہی میں کہتا ہوں یہ امر داخل رسوم مشائخ ہے اصل اس کے لئے جہد کرنا کچھ نافع نہیں بلکہ مضر ہے ولہٰذا شاہ صاحب نے وصیت نامہ میں فرمایا ہے کہ نسبت صوفیہ غنیمت کبری است در رسوم ایشاں ہیچ نے ارزد انتہی پھر اس کے بعد کہا ہے کہ ہمارے والد نے واسطے کشف وقائع کے یہ بات اختیار کی ہے کہ اللہ کا ذکر ان میں نام سے کرے یا علیم یا مبین یا خبیر یا شروط مذکورہ باستثنائی وضع مصاحف انتہی اگرچہ یہ طریقہ طریق اول سے بہتر ہے لیکن اَلصَّبَاحُ يُغْنِيْ عَنِ الْمِصْبَاحِ ہم کو کچھ ضرور نہیں ہے کہ ہم سنت صحیحہ ماموربہا کو در بارہ استخارہ ماثور ترکیب کرے دوسرا طریقہ اختیار کریں۔

برائے کشفِ ارواح

مشائخ قادریہ نے کہا ہے جو طریقہ واسطے کشف ارواح کے جارا مجرب ہے

وہ یہ ہے کہ ہمراہ خلوت ولباس پاک وغسل خوشبو کے مصلی پر بیٹھ کر داہنی طرف سبوح کی ضرب لگائے اور بائیں طرف قدوس کی اور آسمان میں رب الملائکہ اور دل میں والروح کی انتہی ۔

برائے حصول امر مشکل

امور مہمہ مشکلہ کے حاصل کرنے کے واسطے شروط مذکورہ کے ساتھ یہ طریقہ ہے کہ تہجد کی نماز پڑھے جس قدر اس کے واسطے مقدور ہو پھر داہنی طرف یا حی کی ضرب لگائے اور بائیں طرف یا وہاب کی اسی طرح ہزار بار کرے ۔

برائے انشراح خاطر ودفعِ بلا

بلاؤں کے دور کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اللہ کی ضرب دل میں لگائے اور لا الہ الا ہو کی اس طرح ضرب لگائے جس طرح نفی اثبات میں بیان کیا گیا ہے اور الحی کی ضرب داہنی طرف اور القیوم کی ضرب بائیں طرف لگائے ۔

برائے شفاء مرض وغیرہ

جب اللہ سے دعا کرنے کا ارادہ کرے بیمار کی شفا کا یا دفع گرسنگی کا یا کشائش رزق یا مغلوبی دشمن کا تو اسم الٰہی کا موافق اپنی حاجت کے اسمائے حسنیٰ میں سے لے کر اس نام کو دو ضرب یا چار ضرب کے ساتھ ذکر کرے مثلاً یوں کہے يَا شَافِيْ يَا كَافِيْ يَا صَمَدُ اَوْ يَا رَزَّاقُ اَوْ يَا مُذِلُّ اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ ۔

رابطِ قلب شیخ

مشائخ چشتیہ نے فرمایا ہے کہ رکن اعظم دل کا لگانا اور گانٹھنا ہے مرشد کے ساتھ محبت و تعظیم کی صفت پر اور اس کی صورت کا ملاحظہ کرنا شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں قُلْتُ اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی مَظَاہِرَ کَثِیْرَۃً فَمَا مِنْ عَابِدٍ غَبِیًّا کَانَ اَوْ ذَکِیًّا اِلَّا وَقَدْ یَجِدُ آیۃً صَارَ مَعْبُوْدًا لَّہٗ فِیْ مَرْتَبَتِہٖ وَلِھٰذَا السِّرِّ نَزَلَ الشَّرْعُ بِاِسْتِقْبَالِ الْقِبْلَۃِ وَالْاِسْتِوَاءِ عَلَی الْعَرْشِ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلَا یَبْصُقْ قِبَلَ وَجْھِہٖ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی بَیْنَہٗ وَبَیْنَ قِبْلَتِہٖ وَسَالَ جَارِیَۃً سَوْدَاءَ فَقَالَ اَیْنَ اللّٰہُ فَاَشَارَتْ اِلَی السَّمَآءِ فَسَاَلَھَا مَنْ اَنَا فَاَشَارَتْ اَرْسَلَکَ فَقَالَ ھِیَ مُؤْمِنَۃٌ فَلَا عَلَیْکَ اَنْ لَّا تَتَوَجَّہَ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ وَلَا تَرْتَبِطَ قَلْبَکَ اِلَّا بِہٖ وَلَوْ بِالتَّوَجُّہِ اِلَی الْعَرْشِ وَتَصَوُّرِ الَّذِیْ وَصَفَہٗ عَلَیْہِ وَھُوَ اَزْھَرُ اللَّوْنِ کَمِثْلِ لَوْنِ الْقَمَرِ اَوْ بِالتَّوَجُّہِ اِلَی الْقِبْلَۃِ کَمَا اَشَارَ اِلَیْہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَکُوْنُ کَالْمُرَاقَبَۃِ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ اِنْتَھٰی یہ عبارت مبارک دلیل واضح ہے اس بات پر کہ تصور شیخ وقت عبادت اور ربط قلب با شیخ ایک طرح کا شرک خفی ہے اور اس عبارت میں یہ ارشاد ہے کہ عبادت میں کوئی شے بھی سوا اللہ واحد کے قبلہ توجہ ہو خواہ نور عرش ہو یا اور کچھ میں کہتا ہوں آیہ فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖ اَحَدًا باشارۃ النص نافی ناہی ہے تصور شیخ سے ولیکن اکثر لوگ یہ بات نہیں جانتے ہیں۔

برائے کشف قبور و استفاضہ بداں

مشائخ چشتیہ نے فرمایا ہے کہ جب قبرستان میں جائے۔ سورہ اِنَّا فَتَحْنَا دو رکعت میں پڑھے پھر سامنے میت کے ہو کر قبلہ کو پشت دے کر بیٹھے پھر سورۂ ملک پڑھے اور اللہ اکبر ولا الہ الا اللہ اور گیارہ بار سورہ فاتحہ پڑھے پھر میت سے قریب ہو جائے پھر کہے یا رب یا رب اکیس بار پھر کہے یا روح اور اس کو آسمان میں ضرب کرے اور یا روح الروح کی ضرب دل میں لگائے یہاں تک کہ کشائش و نور پائے پھر منتظر رہے اس کا جس کا فیضان صاحب قبر سے ہو اس کے دل پر انتہیٰ یہ طریقہ قول جمیل میں ذکر کیا ہے لیکن اس پر کچھ تکلم نہیں کیا ظاہر عبارت اس امر کو مفید ہے کہ یہ کشف قبور اس لئے نہیں ہے کہ نعیم و عذاب میت کا معلوم کرنا منظور ہے بلکہ واسطے فیض لینے کے میت صالح سے ہے سو ہر چند ایک جماعت کثیر مشائخ کا اس پر اتفاق ہے اور وہ اپنا تجربہ بتلاتے ہیں لیکن ادلہ شرع سے اس کا رائحہ تک نہیں ملتا بلکہ سنت صحیحہ سے خلاف اس کے ثابت ہوتا ہے حدیث ابوہریرہ میں فرمایا ہے۔ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْہُ عَمَلُہٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَۃٍ صَدَقَۃٍ جَارِیَۃٍ اَوْ عِلْمٍ یُّنْتَفَعُ بِہٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَّدْعُوْا لَہٗ رَوَاہُ مُسْلِمٌ پس جبکہ نص قطعی سے ثابت ہو چکا کہ بعد موت کے عمل منقطع ہو جاتا ہے تو افادہ و افاضہ بھی بالیقین نہیں ہو سکتا اس لئے کہ یہ عمدہ عمل ہے اور تین چیزیں جن کا استثنا کیا ہے وہ عمل خارجی میت کا ہے نہ عمل قلب اور اس بات سے کہ تعلق روح کا اپنے مدفن سے رہتا ہے گو روح اپنے مقر میں ہو یہ بات لازم نہیں آتی ہے کہ وہ اپنے تعلق کی وجہ سے عاقل و مفید ہو بلکہ وہ تو اپنے کسی حال کی اطلاع تک بھی احیاء کو نہیں کر سکتے پھر فیض رسانی کا کیا ذکر ہے حدیث ابن عباس میں آیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا ہے

تمہارے بھائی جب دن احد کے شہید ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحیں جوف میں سبز پرندوں کے رکھیں وہ پرندے انہار جنت پر آ کر جنت کے میوے کھاتے ہیں سونے کی قندیلوں میں جو عرش کے نیچے لٹکتی ہیں زیر سایہ عرش جگہ پکڑتی ہیں انہوں نے جب مزہ کھانے پینے کا پایا اور خواب گاہ پاکیزہ پائی تو کہا مَنْ يُبَلِّغُ إِخْوَانَنَا عَنَّا أَحْيَاءٌ فِي الْجَنَّةِ لِئَلَّا يَزْهَدُوا فِي الْجَنَّةِ وَلَا يَنْكُلُوا عِنْدَ الْحَرْبِ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا أَنَا أُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ الآیۃ رواہ ابوداؤد یہ حدیث نص صریح ہے اس بات پر کہ وہ باوجود اس ترقی درجۂ علو منصب کے اخبار سے اپنے حال کے عاجز رہے اس لئے بعد موت کے عمل ان کا بالکل منقطع ہو گیا تھا حالانکہ مرتبہ شہادت کا فوق مرتبہ ولایت ہے پھر ولی سے بعد موت کے فیض و فائدہ لینا اور ان کا فیاض ہونا کس طرح ہو سکتا ہے اور اگر یہ بات ممکن ہے تو سب سے زیادہ احق ساتھ استفاضہ واستفادہ کے ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ ہیں ان کی ارواح سے فیضیاب ہونا چاہیئے اور اگر یہ استفادہ بسبب کم مائگی و کم رنگی مستفید کے نہیں ہو سکتا ہے تو یہ بات خلاف واقع ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہؓ کے حیات میں اہل کفر و فسق حاضر ہو کر استفادہ کرتے تھے حالانکہ ان کو مناسب باطنی بالکل نہ تھی غرضیکہ یہ دعویٰ مشائخ کا طریق شرع پر ثابت ہونا یا فعل قرون مشہود لہا بالخیر سے اس کا پایا جانا یا سلف صلحاء سے اس کا نظیر صحیح ملنا بہت مشکل ہے ہمارے نزدیک ایسے مسائل و مکاشفات میں توقف کرنا سلوک سبیل سلامت ہے اوپر گذرا ہے اوپر گذر چکا کہ محدث دہلوی نے ربط قلب بالشیخ اور تصور شیخ دونوں کو ناپسند کیا ہے اور خلاف ظاہر شریعت سمجھا ہے اور یہ تو اس سے بھی بڑھ کر بات ہے حالانکہ سارے مشائخ وقدماء صوفیہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ طریقہ باطن مشید بکتاب وسنت ہے اور

جو طریقت کہ خلاف شریعت کے وہ مقبول نہیں واللہ اعلم۔

صلوٰۃ معکوس

قول جمیل میں کہا ہے وَلِلْجِشْتِيَّةِ صَلٰوةٌ تُسَمّٰى صَلٰوةَ الْمَعْكُوْسِ لَمْ نَجِدْ مِنَ السُّنَّةِ وَلَا أَقْوَالِ الْفُقَهَاءِ مَا نَشُدُّهَا بِهٖ فَلِذٰلِكَ حَذَفْنَا وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى۔

صلوٰۃ کن فیکون

یہ نماز بھی نزدیک چشتیہ کے ہے اس کا یہ نام اس لئے رکھا ہے کہ مطلب برآری میں اس کی تاثیر نہایت جلد اور قوی ہوتی ہے جس کو سخت حاجت پیش آئے وہ بدھ جمعرات جمعہ کی راتوں میں دو رکعت ادا کرے پہلی رکعت میں فاتحہ یکبار اور قل ہو اللہ احد سو بار پڑھے اور دوسری رکعت میں فاتحہ سو بار اور قل ہو اللہ احد یک اور سو بار یوں کہے اے آسان کنندہ دشوار یہاں والے روشن کنندہ تاریکیہا پھر سو بار استغفار اور سو بار درود شریف پڑھے اور حضور دل سے دعا مانگے جب تیسری رات ہو تب بھی اسی طرح کرے پھر پگڑی ٹوپی کو سر سے اتارے اور اپنی آستین کو اپنی گردن میں ڈالے اور روئے اور اللہ سے پچاس بار مانگے انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اس کی دعا قبول ہو گی انتہیٰ ما فی القول الجمیل آستین کا گردن میں ڈالنا مثل تحویل ردا کے نماز استسقاء میں سمجھا گیا ہے مطلب اظہار تضرع اور گردن اشعار حاصل ہے پس لیکن سنت صحیحہ اس نماز سے ساکت ہے اور بظاہر اس نماز میں کوئی فعل نامشروع پایا نہیں جاتا بلکہ ایک مجموعہ اعمال متفرقہ ذکر و دعا کا جن کی اصل سنت میں موجود ہے واللہ اعلم۔

برائے سلب مرض

بیمار کا دور کرنا یوں ہوتا ہے کہ مرد صاحب نسبت اپنی ذات کو بیمار خیال کرے اور جانے کو یہ بیماری مجھ میں ہے اور اس پر ہمت کو جمع کرے اس طرح پر کہ اس کے دل میں کوئی خطرہ نہ آئے سوائے اس تصویر کے تو مریض کی بیماری اس شخص کی طرف آ جائے گی اور وہ اچھا ہو جائے گا قول جمیل میں کہا ہے وَهٰذَا مِنْ عَجَائِبِ صُنْعِ اللّٰهِ فِي خَلْقِهِ انتھیٰ مولانا عبدالعزیز دہلوی میں نے کہا کہ سلب مرض دو طریقے ہیں ایک یہ ہے کہ جب کوئی شخص بیمار ہو یا کوئی گناہ میں مبتلا ہو تو صاحب نسبت وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور خدا کی طرف بخشوع دل متوجہ ہو اور زبان سے بھی کہے يَا مَنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْءَ اور اس مناجات و تضرع کے درمیان میں کہے کہ شخص مذکور کی بیماری یا ابتلائے معصیت زائل ہو جائے اور دوسرا طریقہ وہ ہے جو حضرت مصنف نے ارشاد کیا ہے انتھیٰ مرزا مظہر جانجاناں رحمہ اللہ نے فرمایا ہے قاعدہ سلب آنست کہ تصور نماید کہ با نفسے کہ اندرون میرود عوارض جسمانی شخص از قالب ادمے برآید و کشیدہ میشود و با نفسے کہ بیرون مے آید تصور نماید کہ آں عوارض معہودہ جسمانی برروئے زمین مے افتد و از اندروں سلب کنندہ بیروں مے آید تا صاحب سلب متاثر و متاذی نگردد مریض را پیش رو نشانیدہ بقدر پانصد نفس سلب مرض باید کرد انتھی یہ ترکیب ہے اور اس کے ہر دو ترکیب مذکور ہے۔

برائے اشراف بر خواطر

دل کی باتوں کے دریافت کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اپنی ذات کو ہر بات اور ہر طرح سے خالی کر کے اپنے نفس کو اس شخص کے نفس تک پہنچائے پھر اگر اس کے میں کچھ

کھٹکے اور کوئی بات معلوم ہو بطریق انعکاس تو یہ وہی بات اس کے دل کی ہے کذا فی القول الجمیل اس کے بعد قول جمیل میں طریقہ کشف وقائع آئندہ کا طریقہ مشائخ پر لکھا ہے کہ بذریعہ ہاتف یا واقعہ فی الیقظہ یا رؤیا فی المنام کے ہوتا ہے پھر طریقہ دفع بلائے نازل کا بیان کیا ہے صاحب ضرورت طرف کتاب مذکور کے رجوع کرے۔

تنبیہ: میں نے رسالے میں انہیں اعمال کو ضبط کیا ہے جو نہایت صحت و قبول و شہرت کے ساتھ ماثور ہیں اور اکثر اعمال کی بنیاد آیات کتاب اللہ یا احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے اور وہ اعمال جو مشائخ طریقت سے منقول و معمول بہا ہیں ان میں سے چند اعمال صحیح و مجرب کو اخذ کر کے لکھا ہے اور جن اعمال کو ترک کر دیا ہے اس وجہ سے کہ ان میں طول عمل تھا یا مجرب ہونا ان کا معلوم نہیں ہے یا صورت شرعی سے بعد پایا جاتا تھا وہ بے گنتی ہیں ؎

اگر جملہ را سعدی انشا کند　　　مگر دفترے دیگر اما کند

ان اعمال کے بجا لانے میں وجود اثر کا اسی وقت متحقق ہو سکتا ہے کہ عامل متقی اور معمول بر معتقد ہو جن اشخاص اہل علم و مشائخ طریقت سے یہ اعمال ماثور ہیں وہ سب اہل تقوی اور صاحب نسبت تھے یہی وجہ ہے کہ ان کا عمل تخلف نہ کرتا تھا اب اہل فسق ان اعمال کو ساتھ قلب غافل اور قالب عاطل کرتے ہیں تو اثر کامل نہیں پاتے اور کبھی بالکل اثر نہیں پاتے اس لئے یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ اعمال مؤثر نہیں ہیں حالانکہ یہ قصور اعمال کا نہیں ہے بلکہ اعمال کا ہے عمل کو محل قابل میسر نہیں آتا اثر ظاہر ہو تو کس طرح ہو قرآن پاک کے حق میں جو فرمایا ہے يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ محل ناقابل میں نفع ظاہر نہیں ہوتا ورنہ قرآن شفائے محض ہے بلکہ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اہل ضلال کثرت سے ہیں اسی طرح حال ہر دعا نافع کا ہے کہ کثرت فسق کی وجہ سے اس کی تاثیر ظاہر نہیں ہوتی واللہ اعلم۔

فصل

(بیان اعمال حیاۃ الحیوان کے)

طبرانی نے معجم اوسط میں باسناد صحیح ابی مرینہ دارمی سے روایت کیا ہے کہ دو مرد اصحاب نبی صلعم سے جب ملاقات کرتے تو جدا نہ ہوتے یہاں تک کہ ایک دوسرے پر وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ نہ پڑھے۔

برائے انجاح حاجت

شیخ شہاب الدین احمد بونی نے کتاب سرالاسرار میں ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ جس کسی کو کوئی حاجت ہو وہ چہارشنبہ پنجشنبہ و جمعہ کو روزہ رکھے پھر جمعہ کے دن طہارت کرکے مسجد جامع میں جائے اور کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ اَلَّذِیْ مَلَاَتْ عَظْمَتُهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَسْاَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَنَتْ لَهُ الْمَوْجُوْدُ وَخَشَعَتْ لَهُ الْاَبْصَارُ وَوَجِلَتِ الْقُلُوْبُ مِنْ خَشْیَتِهٖ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تُعْطِیَنِیْ مَسْئَلَتِیْ وَتَقْضِیَ حَاجَتِیْ بِرَحْمَتِكَ یَاۤ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔ اور بعد لفظ حاجتی کے حاجت کا لے هُوَ سِرٌّ لَطِیْفٌ مُجَرَّبٌ انتہی میں کہتا ہوں کہ یہ ذکر مشتمل ہے اکثر الفاظ اسم اعظم پر ہے۔

برائے حصول قوت بر طاعت و رؤیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

جو شخص بعد نماز جمعہ کے طہارت کامل پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَحْمَدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۳۵ بار لکھ کر اپنے پاس رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو طاعت پر قوت اور برکت پر معونت دے گا اور ہمزات شیاطین سے کفایت کرے گا اور اگر وہ ہر دن وقت طلوع آفتاب کے بحالت درود خوانی اس بطاقہ میں مدام نظر کیا کرے گا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کثرت سے خواب میں دیکھے گا۔ وَهُوَ سِرٌّ لَطِیْفٌ مُجَرَّبٌ۔

برائے نجاۃ روز قیامت و حیات قلب

امام احمدؒ نے رب العزت کو ۹۹ بار خواب میں دیکھا کہا اگر بار صدم پھر دیکھوں گا کچھ سوال کروں گا دیکھا تو پوچھا کہ اے رب لوگ دن قیامت کو بسبب کس چیز کے نجات پائیں گے فرمایا جو شخص ہر بکرہ و عشی کو تین بار یہ ذکر کرے گا ناجی ہوگا۔ سُبْحَانَ الْاَبَدِیِّ الْاَبَدِ سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ سُبْحَانَ الْفَرْدِ الصَّمَدِ سُبْحَانَ مَنْ رَفَعَ السَّمَآءَ بِغَیْرِ عَمَدٍ سُبْحَانَ مَنْ بَسَطَ الْاَرْضَ عَلٰی مَآءٍ جَمَدٍ سُبْحَانَهٗ لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا سُبْحَانَهٗ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ پھر امام احمد نے کہا کہ جو شخص ہر دن درمیان نماز فجر و صبح کے چالیس بار یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ اَسْاَلُكَ اَنْ تُحْیِیَ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ یَاۤ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ کہے گا اللہ اس کے دل کو زندہ کر دے گا جس دن کہ دل مریں گے انتہی۔ میں کہتا ہوں یہ الفاظ بھی مشتمل ہیں اسامی عظام پر وللہ الحمد۔

برائے حفظ ایمان تاقیامت

ابن عمرؓ سے رفعاً مروی ہے کہ جو کوئی یہ چاہے کہ اس کا ایمان محفوظ رہے تا قیامت وہ ہر دن بعد سنت مغرب کے قبل تکلم دو رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے اخلاص چھ بار اور معوذ تین ایک ایک بار پڑھے پھر سلام پھیرے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس پر ایمان کو محفوظ رکھے گا یہاں تک کہ وہ دن قیامت کے ایمان کے ساتھ اپنے رب کے پاس آئے گا راوی نے کہا وَهٰذِهٖ فَائِدَةٌ عَظِيْمَةٌ كَذَا فِي الْبُسْتَانِ وَذَكَرَهُ النَّسَفِيُّ بِسَنَدٍ طَوِيْلٍ لیکن اتنا زیادہ کیا ہے کہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر قبل اخلاص کے پڑھے اور بعد سلام کے ۲۵ بار تسبیح کرے یعنی سبحان اللہ کہے پھر یہ دعا مانگے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْعَالِمُ مَا اَرَدْتُ بِهَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُمَا لِيْ ذُخْرًا يَوْمَ لِقَائِكَ اَللّٰهُمَّ احْفَظْ بِهِمَا دِيْنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ وَعِنْدَ مَمَاتِيْ وَبَعْدَ وَفَاتِيْ اللہ اس کو سلب ایمان سے امن میں رکھے گا وَهٰذِهٖ فَائِدَةٌ عَظِيْمَةٌ مِّنْ اَعْظَمِ الْمُهِمَّاتِ۔

ل روی صاحب بُستان العارفین عن ابن عمرؓ قال سالت رسول اللہ صلعم بالذی یحفظ ایمان علی العبد قال من احب ان اللہ یحفظ علیہ الایمان حتّٰی یلقاہ یوم القیامۃ فلیفعل کل لیلۃ بعد سنۃ المغرب رکعتین یقرء فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب مرۃ وسورۃ الاخلاص ست مرات وقل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس مرۃ ویسلم منہما جمیعا فان اللہ یحفظ علیہ الایمان حتی یوافی بہ یوم القیامۃ زادنی روایۃ اخری ان یقرء انا انزلناہ فی لیلۃ القدر مرۃ قبل قراءۃ قل ہو اللہ احد فاذا سلم سبح اللہ خمس عشرۃ مرۃ قال الشعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ فعلیک یا اخی بالمواظبۃ علی ذلک وامثالہ ولا تمل من خیر تجنی ثمرۃ ذلک سرور یوم القیامۃ والحمد للہ رب العالمین۔

اسم اعظم

ایک مرد نے صلحاء موحدین میں سے جو صاحب ابراہیم ادہم تھا ان سے کہا کہ مجھے اسم اعظم سکھا دو کہ جیب میں ساتھ اس کے دعا کروں قبول ہو جو کچھ مانگوں وہ مجھے ملے فرمایا ان کلمات کو صبح و شام کہا کر ان کے کہنے سے خائف امن میں ہوتا ہے سائل کو اس کا مسئلہ ملتا ہے يَا مَنْ لَّهٗ وَجْهٌ لَّا يَبْلٰى وَنُوْرٌ لَّا تُطْفَىٰ وَاسْمٌ لَّا يُنْسٰى وَبَابٌ لَّا يُغْلَقُ وَسِتْرٌ لَّا يُهْتَكُ وَمُلْكٌ لَّا يَفْنٰى اَسْاَلُكَ وَاَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِجَاهِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَقْضِيَ حَاجَتِيْ وَتُعْطِيَنِيْ مَسْئَلَتِيْ بعض علماء نے کہا ہے اسم اعظم دعا یونس علیہ السلام اور یہ کلمات ہیں اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِاَنِّيْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الْاَحَدُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اِنْتَهٰى۔ میں کہتا ہوں یہ کلمات حدیث بریدہ میں رفعاً آئے ہیں اس کو اہل سنن اربعہ نے روایت کیا ہے مگر احد سے تاکفوا احد ذکر کیا ہے۔ رسالہ غراس الجنۃ میں ہم نے بیان اس کا بسط سے لکھا ہے تعیین اسم اعظم میں ۴۰ قول ہیں۔ سب میں راجح تر روئے سند کے یہی حدیث ہے قَالَهُ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ رح امام نوویؒ سے پوچھا تھا کہ اسم اعظم کیا ہے اور کس سورت میں ہے کہا اس بارے میں احادیث کثیرہ آئی ہیں ابن ماجہ وغیرہ میں ابوامامہ سے رفعاً روایت ہے کہ اسم اعظم تین سورہ میں ہے سورہ بقرہ وآل عمران وطٰہٰ البعض ائمہ متقدمین کہتے ہیں کہ لفظ الحی القیوم ہے کیونکہ وہ بقرہ میں اندر آیۃ الکرسی کے آیا ہے اور اول آل عمران میں وارد ہے اور طٰہٰ کی اس آیت میں ہے وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ دمیری نے کہا وَهٰذَا اسْتِنْبَاطٌ حَسَنٌ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ انتہی۔ میں کہتا ہوں حافظ ابن القیم نے

بھی کتاب باری نبوی میں اسی کو اسم اعظم ٹھہرایا ہے۔

برائے قضائے حوائج

ہمارے شیخ یافعی کہتے ہیں کہ یہ فائدہ مجرب و عظیم البرکۃ ہے واسطے تفریح ہم و غم کے اور ایک سر مخزون مکنون ہے بعد نماز عشاء کے طہارت کاملہ پر ہی جلسہ میں اللہ کا نام لطیف ۱۶ ہزار ۶ سو ۴۱ بار پڑھے اور زیادت و نقص سے نہایت درجہ حذر کرے کہ اس میں ابطال سر ہوتا ہے حیلہ اس کی شناخت کا یہ ہے کہ ایک تسبیح لے جن کا شمار ۱۲۹ ہے اس پر اس نام کو ۱۲۹ بار پڑھے مقصود ہو جائے گا۔ یہ طریق اقرب طرق مستقیم ہے واسطے معرفت عدد مذکور کے اس لیے کہ شمار اس کے حروف کا چار حرف ہیں ل ط ی ف یہ سب ۱۲۹ ہوئے جب ان کو ان کی مثل میں ضرب دیا تو یہ ۱۶ ہزار ۶ سو ۴۱ بار ہو گئے اور اپنی حاجت کا نام لے وہ ان شاء اللہ پوری ہو جائے گی لا محالہ اور ایک سو انتیس بار پھر یوں کہے گا۔ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ پھر یہ ظالم پر بد دعا بھی ہے اور جالب خیر و رزق و برکت بھی ہے اس کو ہر نماز کے بعد سو بار کہے پھر کہے اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ اور واسطے دفع کید ظلمہ کے یوں کہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ الی قولہ خَبِيْرٌ اور جب قراءت اسم مبارک تمام کر چکے تو یہ دعا مانگے اَللّٰهُمَّ وَسِّعْ عَلَيَّ رِزْقِيْ اَللّٰهُمَّ اعْطِفْ عَلَيَّ خَلْقَكَ اَللّٰهُمَّ كَمَا صُنْتَ وَجْهِيْ عَنِ السُّجُوْدِ لِغَيْرِكَ فَصُنْهُ عَنْ ذُلِّ السُّؤَالِ لِغَيْرِكَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ شیخ ابو الحسن شاذلی نے فرمایا ہے مُتَمَسِّكًا بِهٰذِهِ الصِّفَاتِ الْحَمِيْدَةِ تَفُزْ بِسَعَادَةِ الدَّارَيْنِ لَا تَتَّخِذْ مِنَ الْكَافِرِيْنَ وَلِيًّا وَّلَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَدُوًّا وَّازْدَحِلْ بِزَادِكَ مِنَ التَّقْوٰى فِي الدُّنْيَا

وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنَ الْمَوْتٰى وَاشْهَدْ لِلّٰهِ بِالْوَحْدَانِيَّةِ وَلِرَسُوْلِهٖ بِالرِّسَالَةِ وَحَسْبُكَ عَمَلٌ صَالِحٌ وَّاِنْ قَلَّ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ فَمَنْ كَانَ مُتَمَسِّكًا بِهٰذِهِ الصِّفَاتِ الْحَمِيْدَةِ ضَمِنَ اللّٰهُ لَهٗ عَزَّ وَجَلَّ اَرْبَعَةً فِي الدُّنْيَا الصِّدْقُ فِي الْقَوْلِ وَالْاِخْلَاصُ فِي الْعَمَلِ وَالرِّزْقُ كَالْمَطَرِ وَالْوِقَايَةُ مِنَ الشَّرِّ وَاَرْبَعَةً فِي الْاٰخِرَةِ الْمَغْفِرَةُ الْعُظْمٰى وَالْقُرْبَةُ الزُّلْفٰى وَدُخُوْلُ جَنَّةِ الْمَاْوٰى وَاللُّحُوْقُ بِالدَّرَجَةِ الْعُلْيَا

برائے صدق و رزق و سلامت وغیرہا

جو شخص چاہے کہ مجھے صدق فی القول کی عادت پڑے وہ قراءت انا انزلنا فی لیلۃ القدر پر مداومت کرے اور اگر چاہے کہ رزق مثل باراں کے برسے تو قراءت قل اعوذ برب الفلق پر مداومت رکھے اور اکثر مردم سے سلامت رہنا چاہے قل اعوذ برب الناس ہمیشہ پڑھا کرے اور اگر جلب خیر و رزق و برکت کا خواہاں ہو تو اس پر مداومت کرے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ هُوَ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ اور سورہ واقعہ و سورہ یٰس پڑھا کرے رزق مثل باراں کے آئے گا اور اگر یہ چاہے کہ خوف و فزع سے امن میں رہے تو یوں کہے اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ اس کے بعد دیری نے بلفظ اِنْ اَرَدْتَ كَذَا فَافْعَلْ كَذَا بہت سے اوراد ذکر کئے ہیں جن کی اصل حدیث سے ثابت ہے ان کا ذکر کرنا اس جگہ چنداں ضروری نہ تھا اگرچہ وہ سب واسطے فوائد دارین کے مقرر ہیں۔

برائے دخول برسلطان جائر

جو شخص پاس بادشاہ کے جائے اور اس سے ڈرتا ہو تو یہ پڑھے۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ۔ یہ پڑھنا واسطے اس کام کے مجرب ہے، وللہ الحمد۔

برائے عدم جوع وعطش

دوام قرأت سورہ لایلاف واسطے اس کام کے مجرب ہے دمیری کہتے ہیں وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ مِرَارًا فَصَحَّ۔

برائے تجارت

سورۂ شعراء کو لکھ کر موضع تجارت میں لٹکا دے بیع وشرا بکثرت ہونے لگے گی۔

برائے خوف تلف

سورہ قصص کو لکھ کر اس شخص پر لٹکا دے جس سے خوف تلف کا ہے موجب امان ہے دمیری نے کہا وَهُوَ سِرٌّ لَطِيْفٌ مُجَرَّبٌ۔

برائے دردِ سر

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں گھر میں بعض بنی امیہ کے ایک ڈبہ چاندی کا مقفل

بور ملا اس کے اوپر لکھا تھا۔ شِفَآءٌ مِّنْ كُلِّ دَآءٍ اس کے اندر یہ کلمات تھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَبِاللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اسْكُنْ اَيُّهَا الْوَجَعُ سَكَّنْتُكَ بِالَّذِيْ يُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَبِاللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اسْكُنْ اَيُّهَا الْوَجَعُ سَكَّنْتُكَ بِالَّذِيْ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا شافعیؒ کہتے ہیں۔ فَمَا احْتَجْتُ مَعَهٗ اِلٰى طَبِيْبٍ قَطُّ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنَّهٗ هُوَ الشَّافِيْ یہ دلیل ہے اس پر کہ امام صاحب نے اس جگہ عمل فقط وجادت پر کیا انتظار اجازت کا نہ فرمایا۔

ایضاً برائے صداع

ایک ورق سفید پر لکھ کر اس کو محل صداع پر چپکا وے باذن اللہ درد سر دور ہو جائے گا۔ دمیری کہتے ہیں۔ صَحِيْحٌ مُجَرَّبٌ دمہ مرل ۸

ایضاً برائے صداع

ان حروف کو ایک چوب یا پاک مکان میں لکھ کر ایک مسمار سے حرف اول کو دبا دے یہ آیت پڑھے اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اگر صداع ٹھہر جائے تو بہتر ورنہ پھر مسمار کو خوب زور سے دابے اس پر بھی دجائے تو ایک حرف سے طرف دوسرے حرف کی نقل کرے یہاں تک کہ صداع ساکن ہو ضرور ہے

کہ کسی نہ کسی حرف پر اس کو سکون ہوجائے گا وہ حرف یہ ہیں اح اک ک ح ع ح ام ح

اور جگہ مسمار کی یا سی ہے و میری کہتے ہیں۔ جُرِّبَ ذٰلِكَ مِرَارًا وَيَجْمَعُهَا قَوْلُكَ

اِنِّیْ حَمِلْتُ اِلَيْكَ كُلَّ كَرِيْمَةٍ	حَوْرَآءَ عَنْ حَظِّ الْمُتَيَّمِ مَاجَنَتْ
فَاَوَائِلُ الْكَلِمٰتِ مِنْهَا مُقْصِيٌ	لِصُدَاعِ رَأْسٍ يَافَتٰى قَدْ جُرِّبَتْ

برائے رغبت دراوامر نفرت از منہیات

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے فرمایا ہے بسیار گفتن لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ونفی اثبات کلمہ توحید وضرب آن برقلب بشدومدومد وخواندان سورہائے معوذتین صبح وشام مقید این معنے است واکثار اس کلمہ معوذتین بعد از نماز صبح ومغرب یازدہ یازدہ برائے حفظ از مکائد نفس وابلیس نافع است

برائے عفو جرائم وحسن عاقبت

اکثار استغفار وذکر کلمہ طیبہ وتلاوت آیۃ الکرسی بعد از نماز بسیار مناسب است

برائے سہل شدن سکرات موت

مداومت آیۃ الکرسی وسورہ اخلاص وبرائے دفع عذاب قبر سورہ تبارک بعد از نماز عشاء قبل از خفتن در حدیث آمدہ وہم چنین خواندن سورہ دخان مروی است۔

برائے حفظ آبرو وحرمت

اسم یاعزیز چہل ویکبار خواندہ برروئے خود درمیدان وقت صبح وہر وقتی کہ ارادہ رفتن نزد حاکم باشد مجرب است۔

برائے حفظ از جمیع آفات وبلیات ومکروہات دنیا

سی وسہ آیت بعد از نماز شام باید خواند واگر فرصت نباشد آیۃ الکرسی دہ بار بوقت صبح یَاحَفِیْظُ دو ہزار بار خواندہ وحزب البحر دریں باب مجرب است۔

برائے دفع شر اعدائے دنیوی

وقت بیوقت وبیقید طہارت وعدد وشرائط دیگر مداومت این دعا مجرب است وقت خواندن ایں دعا صورت اعداء در خیال آوردہ سنگ بر سینہ آنہا بزند بسیار مجرب است اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ وخواندن سورہ تبت وسورہ فیل برائے دفع اعداء نیز مجرب است۔

دعائے کرب

برائے مشکلات وصعوبات دنیوی دعاء کرب بے طہارت وضو وبے قید عدد دریں باب مجرب است ودعائے این است لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَهَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً لِّیْ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اِنْتَهٰى

میں کہتا ہوں یہ ذکر ودعا حصن حصین میں موجود ہے لیکن قدرے تفاوت ہے۔

ورد برائے وظیفہ دوام

درود باین صورت اگر ہر شب باشد والا شب جمعہ صد بار بمداومت باید کرد اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ وبہترین استغفار سیداست دروقت خفتن بملاحظہ معانی باید خواند انتہی ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَحَبِيْبِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ یہ دعا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ اِنَّكَ مُجِيْبُ الدَّعَوَاتِ وَرَافِعُ الدَّرَجَاتِ يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ افْعَلْ بِيْ وَبِهِمْ عَاجِلًا وَّاٰجِلًا فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ افْعَلْ بِنَا مَا اَنْتَ لَهٗ اَهْلٌ وَّلَا تَفْعَلْ بِنَا مَا نَحْنُ لَهٗ اَهْلٌ اِنَّكَ غَفُوْرٌ جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔

نوع دیگر

سید جلال بخاری فرماتے ہیں اگر فرصت نہ ہو تو بجائے مسبعات عشر کے اس دعا کو سات بار ہر دن ایک بار مع بسملہ پڑھ لیا کرے۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاْ لَمْ يَكُنْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۔ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اِنْتَهٰى ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ دعا حزب الاعظم میں قدرے تفاوت سے آئی ہے وللہ الحمد۔

فصل

(اعمال کتاب فتح الملک المجید للشیخ احمد الدیربی رحمۃ اللہ علیہ)

برائے جلب ہر خیر و دفع ہر شر و ترویج بضاعت

بسم اللہ کا بعدد حروف جمل کبیر یعنی ۷۸۶ بار لگاتار چند روز تک پڑھنا واسطے امور مذکورہ کے نافع و محصل ہے۔

برائے محبّت و مودت

بسم اللہ کو سات سو چھیاسی بار پڑھ کر ایک قدح آب پر دم کر کے پلاوے شارب کو محبت شدید ہو جائے گی۔

برائے خصب زرع و حصول برکت

ایک دانہ پر سو بار اور ایک بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر زرع میں دفن کر دے وہ جملہ آفات سے محفوظ رہے گی۔

برائے زندگیٔ اولاد

جس عورت کا بچہ زندہ نہ رہتا ہو وہ ایک سو ساٹھ بار بسم اللہ الخ لکھ کر اپنے پاس رکھے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی اولاد رہے گی دیربی کہتے ہیں وَقَدْ جُرِّبَ۔

ذٰلِكَ وَصَحَّ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

برائے ہلاک دشمن

دھونی

اس جدول بسم اللہ کو ایک قطعہ رصاص پر لکھے اور بجائے فلاں کے نام دشمن کا لکھے پھر حلتیت و ثوم احمر سے دھونی دے کر قریب آگ کے دفن کر دے جو ہمیشہ جلتی رہتی ہو لیکن آگ رصاص کو نہ لگنے پائے ورنہ معمول ہلاک ہو جائے گا اور عامل سامنے اللہ کے مطالب ہو گا پھر اس دعا کو اس وفق پر پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الْاَعْظَمِ وَهُوَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الَّذِيْ عَنَتْ لَهُ الْوُجُوْهُ وَخَشَعَتْ لَهُ الْاَصْوَاتُ وَوَجِلَتْ مِنْ خَشْيَتِهِ الْقُلُوْبُ اَنْ تُصَلِّيَ وَتُسَلِّمَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَنْ تَقْضِيَ حَاجَتِيْ فِيْ فُلَانٍ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ يَرْجِعُ عَمَّا هُوَ فِيْهِ فَاَخُذْهُ وَوَافِقْهُ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا يَرْجِعُ فَاَنْزِلْ عَلَيْهِ بَلَاءَكَ وَسَخَطَكَ وَغَضَبَكَ وَاَهْلِكْهُ يَا قَاهِرُ يَا قَهَّارُ يَا قَادِرُ يَا مُقْتَدِرُ يَا اَللّٰهُ

بِسْمِ	اللہ	الرَّحْمٰنِ	الرَّحِیم	فلان
اللہ	الرَّحْمٰنِ	الرَّحِیم	فلان	بِسْمِ
الرَّحْمٰن	الرَّحِیم	فلان	بِسْمِ	اللہ
الرَّحِیم	فلان	بِسْمِ	اللہ	الرَّحْمٰن
فلان	فلان	اللہ	الرَّحْمٰن	الرَّحِیم

اس دعا کو سات سو بار پڑھ کر سات سو بار دعا کرے ظالم ظلم سے باز آ جائے گا یا سریعاً ہلاک ہو جائے گا فَاتَّقِ اللّٰهَ فِيْ ذٰلِكَ كَذَا ذَكَرَهُ الْبُوْنِيُّ فِيْ شَمْسِ الْمَعَارِفِ الْكُبْرٰى۔ صورت وفق بسم اللہ یہ ہے۔ دوسری ترکیب اس کی بونی نے کتاب الرقیم میں یوں لکھی ہے کہ اس کو لوح رصاص پر لکھ کر اور نام مطلوب وسط جدول میں رکھ کر دن جمعہ کے جس ساعت میں چاہے

نرم آگ سے حلتیت ولوبان کا بخور کرے آگ سے علیحدہ رکھے ورنہ معمول لہ ہلاک ہو جائیگا فَاتَّقِ اللّٰہَ اَیُّھَا الْفَاعِلُ وَاعْلَمْ اَنَّ الْعَفْوَ اَعْظَمُ الْوَسَائِلِ زردق رحمہ نے بھی ترکیب اول کا ذکر شرح اسماء حسنیٰ میں کیا ہے مگر الفاظ دعا کے قدرے متفاوت ہیں اور یہ کہا ہے کہ اس نقش کو نگیں پر کندا کرا کے حلتیت و زرنیخ سرخ سے دھونی دے واللہ اعلم اور یہ لکھا ہے وَاِیَّاکَ اَنْ تَلْحَقَ النَّارُ الْخَاتَمَ فَیَھْلِکُ فَتُحَاسَبُ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ تَعَالیٰ۔

برائے سوختن جن

آسیب زدہ کے کان میں سات بار اذان دے پھر فاتحۃ الکتاب و معوذتین و آیۃ الکرسی وسورۂ صافات و آخر سورہ حشر و سورہ طارق پڑھے وہ آگ میں باذن خدا جل جائے گا۔ دیربی نے کہا مُجَرَّبٌ صَحِیْحٌ مَعْمُوْلٌ بِہٖ مِرَارًا وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

برائے حسن حال

غرہ محرم کو فاتحہ تین سو ساٹھ بار مع بسملہ پڑھ کر یہ دعا کرے اَللّٰھُمَّ یَا مُحَوِّلَ الْاَحْوَالِ حَوِّلْ حَالِیْ اِلٰی اَحْسَنِ الْاَحْوَالِ بِحَوْلِکَ وَقُوَّتِکَ یَا عَزِیْزُ یَا مُتَعَالِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ وہ شخص اس سال ہر مکروہ سے محفوظ رہے گا مُجَرَّبٌ وَصَحَّتْ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ذَکَرَہٗ اَبُوْ یُسْرِنِ الْقَطَّانُ عَنِ الشَّیْخِ دمرداش رحمہ

برائے جائے خوفناک

اگر کسی خوف کی جگہ میں ہو تو مع اپنے ہمراہیوں کے زمین پر بیٹھے بعض کی پشت طرف بعض کے ہو پھر ان پر ایک دائرہ سات بار آیۃ الکرسی پڑھتے ہوئے کھینچے پھر یوں کہے وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ وَحِفْظًا مِّنْ کُلِّ شَیْطَانٍ مَّارِدٍ وَّحِفْظًا ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ وَحَفِظْنٰھَا مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ الرَّجِیْمِ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ لَہٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖ یَحْفَظُوْنَہٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ اللّٰہُ حَفِیْظٌ عَلَیْھِمْ وَمَا اَنْتَ عَلَیْھِمْ بِوَکِیْلٍ اِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْھَا حَافِظٌ بَلْ ھُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ پھر تین بار یَا حَفِیْظُ کہے پھر یَا حَافِظُ احْفَظْنَا اَللّٰھُمَّ احْرُسْنَا بِعَیْنِکَ الَّتِیْ لَا تَنَامُ وَاکْنُفْنَا بِکَنَفِکَ الَّذِیْ لَا یُرَامُ پھر تین بار یَا اللّٰہُ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ کہہ کر خاموش ہو جائے اور سب ہمراہی خاموش رہیں اگر ایک امت ثقلین یار بیعہ و مضر داخل ہوگی تو بھی ان کو نہ دیکھے گی اور نہ ضرر دے گی۔ اور نہ ایذا پہنچائے گی بلکہ اللہ ان کو اس سے مخفی رکھے گا وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِکَ مِرَارًا وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

برائے ہلاک عدو

اکتالیس کنکر لے کر ہر ایک کنکری پر ایک ایک بار سورہ یٰسٓ پڑھ کر ایک ایک کنکری کو ایک مغاک لطیف میں رکھ کر بہ نیت نام معمول لہ نماز جنازہ پڑھ کر مٹی سے تھوپ دے وہ جلد ہلاک ہو جائے گا ذَکَرَہُ الشَّیْخُ اَبُو الْفَضْلِ ابْنُ

يَعْقُوبَ وَقَدْ جَرَّبَهُ الْقَائِلُ وَصَحَّ عِنْدَهُ وَهُوَ ثِقَةٌ۔

گرہ لگا کر

برائے محموم یعنی تپ زدہ

ایک تاگا کتان کالے کر اس سورہ الم نشرح پڑھے ہر پر گرہ لگائے یہ نو گرہ ہو ئیں بائیں ہاتھ پر محموم کے فوق کوع باندھ دے اللہ کے اذن سے جلد تر صحت یاب ہو جائے گا وَقَدْ جُرِّبَ وَصَحَّ۔

برائے امن مکان

سورہ فیل کو ایک ظرف خام گل قدیم میں لکھ کر اندر گھر وغیرہا کے دفن کر دے وہ موضع مامون رہے گا جب تک کہ یہ ظرف اس میں باقی ہے وَذٰلِكَ مَشْهُورٌ مُجَرَّبٌ

برائے دفع دشمن

نماز فجر میں الم نشرح رکعت اول میں اور سورہ فیل رکعت ثانیہ میں پڑھنے سے دشمن کا منہ اس کی طرف سے پھر جائیگا اور کوئی رستہ اس کو اس کی طرف نہ ملے گا سنوسی نے کہا مَنْ دَاوَمَ ذٰلِكَ لَا يَصِلُ اِلَيْهِ عَدُوٌّ اِنْتَهٰى غزالیؒ نے اس کو جماعت صلحاء اصحاب علوے باوجود سہولت دوام کے نقل کر کے کہا ہے وَهٰذَا صَحِيْحٌ مُجَرَّبٌ لَا شَكَّ فِيْهِ۔

ختم سورۂ انعام

برکت اس سورہ جلیل کی ظاہر ہے فضیلت اس کی نصر علی الاعداء و ہلاک

ے کلائی سے اوپر ۱۲۔

اعداء میں مشہور ہے کثرت سے اس سورت کو پڑھے اور درمیان ہر دو اسم جلالہ کے دعا مانگے پھر بعد فراغ کے دعا کرے دیربی نے دونوں موضع کی دعا معین لکھی ہے اور بعض لوگ اس کو واسطے شفاء مریض کے ۱۴۱ بار ترکیب خاص کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ سنوسی نے کہا ہے کہ واسطے وجع مفاصل و سائر امراض کے اس سورت کو لکھ کر پی لے اور بدن پر ملے تخفیف ہو جائے گی۔ انتہی۔

برائے ویرانی باغ وخانہ دشمن

سورہ نحل کو لکھ کر دیوار یا باغ میں لٹکائے سارا باغ برگ و ثمر ہو جائے گا اور جس گھر میں لٹکائی جائے گی ایک سال کے اندر ایسے احوال حادث ہوں گے کہ سارے اعداء اجڑ جائیں گے فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فَاعِلُهَا وَلَا يَعْمَلُهَا اِلَّا لِظَالِمٍ یہی خاصیت سورہ نمل کی اسی ترکیب کے ساتھ ہے کہ دشمن کی خانہ ویرانی اور باغ کی خشکی اس کے لکھ کر لٹکانے سے ہو جاتی ہے۔ فَاتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَعْمَلْ لِمُسْتَحِقِّهٖ۔

برائے کفایت ہم

ہر دن سات بار یہ آیت پڑھے حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اللہ تعالیٰ اس کے مہمات دنیا و آخرت کو کفایت کرے گا خواہ صادق ہو یا کاذب اس کا ذکر بحوالہ حدیث پہلے گذر چکا ہے دیربی کہتے ہیں قِفْ عَلٰى هٰذَا وَاعْتَبِرْ فَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَذْكَارِ مُتَوَقِّفَةٌ عَلَى الصِّدْقِ وَالْحُضُوْرِ وَقَدْ عَمَّتِ الرَّحْمَةُ فِيْ هٰذَا الذِّكْرِ دُوْنَ سَائِرِ الْاَذْكَارِ وَحَصَلَتْ بِهِ الْكِفَايَةُ مِنَ الْهُمُوْمِ الدُّنْيَوِيَّةِ وَالْاُخْرَوِيَّةِ لِمَنْ وَّفَّقَهُ اللّٰهُ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ قَدَمٌ فِي التَّوَكُّلِ

فَهٰذِهٖ نِعْمَةٌ لَا يُقْدَرُ قَدْرُهَا وَلَا يُقَامُ بِوَاجِبِ شُكْرِهَا وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالشُّكْرُ كَذَا ذَكَرَهُ السَّنُوْسِيُّ فِيْ مُجَرَّبَاتِهٖ ۔ میں کہتا ہوں اس کا پڑھنا بعد نماز صبح و نماز مغرب کے سات سات بار حدیث میں آیا ہے اور میں ہمیشہ اس کو پڑھا کرتا ہوں بے شبہ یہ مجرب ہے مجھ کو بخوبی اس کا تجربہ حاصل ہو چکا ہے وباللہ التوفیق اگرچہ اس کی سند حدیث میں قدرے تکلم ہے لیکن تجربہ اس کو صحیح بناتی ہے۔

برائے اذہاب خوف وفزع وہم وغم وحزن

بعد بسم اللہ کے درود لکھ کر آیت اولی سورہ ال عمران کی لکھے یعنی ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ اِلٰى قَوْلِهٖ الصُّدُوْرِ[1] دوسری آیت سورہ فتح کی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تا آخر سورہ پھر ان کو اپنے پاس رکھے جمیع احوال میں برکت ہوگی اور اعداء پر نصرت ملے گی ہر ہم وغم دور ہوگا جملہ امراض باطنہ اور ہر الم حادث فی البدن کو نافع ہیں ہر دو آیت میں سارے حروف معجم جمع ہیں ان کو ایک پاک برتن میں لکھ کر دہن درد و زینت طیب یا شیرج سے محو کر کے ومال وطلوع وخراز و ثالیل وقروح پر طلا کرے جلد باذن خدا زائل ہو جائیں گے۔ کما جُرِّبَ مِرَارًا سنوسی نے کہا مجرب صحیح۔

[1] تمام الآیۃ وطائفۃ قد اھمتھم انفسھم یظنون باللہ غیر الحق ظن الجاھلیۃ یقولون ھل لنا من الامر من شیء قل ان الامر کلہ للہ یخفون فی انفسھم ما لا یبدون لک یقولون لو کان لنا من الامر شیء ما قتلنا ھھنا قل لو کنتم فی بیوتکم لبرز الذین کتب علیھم القتل الی مضاجعھم ولیبتلی اللہ ما فی صدورکم ولیمحص ما فی قلوبکم واللہ علیم بذات الصدور۔

برائے حرز از خوف وفزع از راہزنان

محمد بن سیرین نے اس کا ایک قصہ بیان کیا ہے یہ ۳۳ آتیں ہیں جو کوئی ان کو رات میں پڑھے گا وہ ہر درندہ و دزدے اپنے جان ومال واولاد میں محفوظ رہے گا۔ دیربی کہتے ہیں ان کا نام آیات الحرس والحرز ہے وَيُقَالُ اِنَّ فِيْهَا شِفَآءً مِّنْ مِّائَةِ دَآءٍ مِّثْلُ الْجُذَامِ وَالْبَرَصِ وَغَيْرِهَا فَنَفْعُهَا لَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصٰى میں کہتا ہوں ان آیات کا ذکر قول جمیل میں بھی واسطے زوال اثر سحر وغیرہ کے آیا ہے اور شفاء العلیل میں ان کو گن کر لکھ دیا ہے اور شرجی نے حکایت مذکورہا نقل کی ہے اور اس رسالے میں طرف اس کی اشارہ گذر چکا ہے و للہ الحمد محمد بن علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ان کو ایک شیخ مفتوح پر پڑھا تھا اللہ تعالی نے ان کی برکت اس کا فالج دور کر دیا وَهِيَ حِجَابٌ عَظِيْمٌ وَّحِرْزٌ جَسِيْمٌ وَّمَنْ قَرَءَهَا عِنْدَ جَبَّارٍ اَمِنَ شَرَّهٗ بعض عارفین نے کہا ہے ان کے ہمراہ یہ آیت بھی اضافہ کرے وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ الآیۃ[1] و اول سورہ حدید تا قولہ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ[2] اور آخر سورہ توبہ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الآیۃ[3]۔

برائے رفع مصیبت وازالہ کرب وہم

جوف شب میں وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ کر رو بقبلہ ہو کر اس درود کو ہزار

[1] و الھکم الہ واحد لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم۔ [2] سبح للہ ما فی السموت والارض وھو العزیز الحکیم الی واللہ علیم بذات الصدور۔ [3] وتمام الآیۃ عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم۔

بار پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تَحُلُّ بِھَا عُقْدَتِیْ وَتُفَرِّجُ بِھَا کُرْبَتِیْ وَتُنْقِذُنِیْ بِھَا مِنْ وَحْلَتِیْ وَتُقِیْلُ بِھَا عَثْرَتِیْ وَتَقْضِیْ بِھَا حَاجَتِیْ اللہ تعالیٰ اس مصیبت نازلہ کو جلد دور کرے فَشُدَّ یَدَیْکَ عَلٰی ھٰذِہِ الذَّخِیْرَۃِ فَمَنَافِعُھَا کَثِیْرَۃٌ قَالَہُ السَّنُوْسِیُّ فِیْ مُجَرَّبَاتِہٖ اِنْتَھٰی وَیَنْبَغِیْ لِلْعَاقِلِ اللَّبِیْبِ اَنْ یُّکْثِرَ مِنَ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ عَلَی النَّبِیِّ الْحَبِیْبِ فَاِنَّ ذٰلِکَ جَلْبٌ لِکُلِّ نَفْعٍ وَدَفْعٌ لِکُلِّ ضَرٍّ دُنْیَا وَّاُخْرٰی وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ۔

دوائے ہم وغم

شعرانی رحمہ اللہ نے منن کبریٰ میں فرمایا ہے شیخ محدث امام امین الدین قدس سرہ نے مجھ کو یہ حدیث سنائی اور مجھ کو اس کا تجربہ بھی ہو۔ قَالَ حَدَّثَنَا بِالسَّنَدِ الْمُتَّصِلِ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ رَاٰنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَزِیْنًا فَقَالَ یَا ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ مَالِیْ اَرَاکَ حَزِیْنًا فَقُلْتُ ھُوَ ذَاکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَمُرْ بَعْضَ اَھْلِکَ یُؤَذِّنُ فِیْ اُذُنِکَ فَاِنَّہٗ دَوَآءٌ لِکُلِّ ھَمٍّ قَالَ عَلِیٌّ فَفَعَلْتُ ذٰلِکَ فَزَالَ عَنِّیْ اِنْتَھٰی میں نے اس روایت کو کتاب الزاہد تالیف شیخ ابوالحسن بن فرحون مالکی میں بھی دیکھا ہے کہ انہوں نے اس کو بسند متصل روایت کیا ہے اور کہا ہے۔ جَرَّبْتُہٗ فَوَجَدْتُّہٗ صَحِیْحًا کَمَا جَرَّبَہٗ جَمِیْعُ رِجَالِ سَنَدِہٖ فَوَجَدُوْہُ کَذٰلِکَ وَلَوْکَذَرَ اَنَّ اَحَدًا طَعَنَ فِیْ سَنَدِہٖ کَانَ الْعَمَلُ عَلٰی تَجْرِبَۃٍ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

برائے عزل ظالم

اپنے گھر میں شب جمعہ کو بعد نماز عشاء کے طہارت پر داخل ہوکر ہزار بار یہ درود پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ ہر سو بار درود کے اوّل میں یوں کہے یَآ اَللّٰہُ اَسْتَجِیْرُ بِکَ مِنْ فُلَانِ ابْنِ فُلَانَۃَ فَخُذْ لِیْ حَقِّیْ مِنْہُ وہ شخص معزول ہو جائے گا اگر والی ملک ہے اور اس پر ویل نازل ہوگا یہ صحیح و مجرب ہے۔

برائے ہلاکِ عدو

تین دن روزہ رکھے ذی روح کو اور جو اس سے نکلتا ہے نہ کھائے تیسرے دن تک ہزار ڈلی نمک کی لے کر ہر ڈلی پر سورہ تبت یدا بغیر بسم اللہ ایک بار پڑھے یہاں تک کہ سو بار تمام کرے اور ہر سو کے اوّل ایک بار دعا مانگے اسی طرح تمام الف تک کرے پھر ایک سفید چندی میں لپیٹ کر چاہ یا نہر یا کسی اور جگہ میں پھینک دے۔ وہ فی الفور ہلاک ہو جائے گا۔ مُجَرَّبٌ صَحِیْحٌ لَا شَکَّ فِیْہِ فَاتَّقِ اللّٰہَ تَعَالٰی فِیْہِ لِاَنَّہٗ مِنَ الْاَعْمَالِ الْجَلِیْلَۃِ الْمُھْلِکَۃِ فِی الْوَقْتِ وَالسَّاعَۃِ دیربی نے کہا جُرِّبَ وَصَحَّ وَاعْلَمْ اَنَّہٗ کَمَا یُسْتَجَابُ لَکَ یُسْتَجَابُ عَلَیْکَ ہلاک اس کا موقوف ہے اذابت ملح پر اور جو عزیمت اوّل میں سو بار کے پڑھی جاتی ہے وہ یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَھْلِکْ عَدُوِّیْ فُلَانَ ابْنَ فُلَانَۃَ کَمَا اَھْلَکْتَ اَعْدَآءَ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَاقْھَرْ فُلَانَ بْنَ فُلَانَۃَ فِیْ ھٰذِہِ السَّاعَۃِ اَللّٰھُمَّ یَا قَاھِرُ یَا ذَا الْبَطْشِ الشَّدِیْدِ فَعَّالٌ لِمَا یُرِیْدُ اَللّٰھُمَّ اَھْلِکْ عَدُوِّیْ فُلَانَ ابْنَ فُلَانَۃَ بِحَقِّ سُوْرَۃِ بِسِرِّ اَنْبِیَائِکَ

وَبِسِرِّ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامُ وَبِسِرِّ قَدْرِ جَلَالِكَ وَبِسِرِّ حَقِّ اَسْمَائِكَ اِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ اُدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ مُجِيْبَ الدَّعْوَاتِ يَا قَادِرُ يَا قَاهِرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

ختم قرآن شریف

بعض علماء نے کہا ہے خَتْمُ الْقُرْاٰنِ لِقَضَآءِ الْحَاجَةِ مُجَرَّبٌ لَا شَكَّ فِيْهِ وَاِنْ قَرَءَهٗ عَلٰى هٰذَا التَّرْتِيْبِ كَانَ اَسْرَعَ لِلْاِجَابَةِ دن جمعہ کے اوّل بقرہ سے آخر مائدہ تک سنیچر کو اوّل انعام سے آخر توبہ تک اتوار کو اوّل سورہ یونس سے آخر سورہ مریم آخر مائدہ تک آخر قصص تک منگل کو عنکبوت سے آخر ص تک بدھ کو زمر سے آخر رحمٰن تک جمعرات کو واقعہ سے آخر قرآن تک جب ختم کرے سجدے میں جاکر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگے وہ باذن اللہ پوری ہوگی۔ یہ طریقہ ختم کا پہلے ہی اس رسالہ میں مفصلاً گذر چکا ہے۔

سبع منجیات

سورہ سجدہ سورہ یٰس سورہ دخان سورہ واقعہ سورہ ملک وہ باذن اللہ بروج بعض اہل علم نے کہا ہے۔ مَنْ دَاوَمَ عَلٰى قِرَاءَتِهِنَّ صَبَاحًا وَمَسَاءً نَجٰى مِنْ جَمِيْعِ الْاٰفَاتِ وَنَاهِيْكَ بِتَسْمِيَتِهِنَّ الْمُنْجِيَاتِ۔

برائے نجات از نار

صوفیہ نے کہا ہے جو کوئی کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کو ستر ہزار بار پڑھے گا وہ آگ

دوزخ سے آزاد ہو جائے گا اس نے اپنی جان کو گویا نار سے خرید کر لیا ذَكَرَهُ الْيَافِعِيُّ وَابْنُ عَرَبِيٍّ وَاَوْصٰى بِالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا لیکن کسی نے حافظ ابن حجر سے پوچھا تھا کہ یہ حدیث کیسی ہے مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سَبْعِيْنَ اَلْفًا فَقَدِ اشْتَرٰى نَفْسَهٗ مِنَ اللّٰهِ صحیح ہے یا حسن یا ضعیف اس کے جواب میں لکھا ہے کہ اَمَّا الْحَدِيْثُ الْمَذْكُوْرُ فَلَيْسَ بِصَحِيْحٍ وَلَا حَسَنٍ وَلَا ضَعِيْفٍ بَلْ هُوَ بَاطِلٌ مَوْضُوْعٌ لَا تَحِلُّ رِوَايَتُهٗ اِلَّا مَقْرُوْنًا بِبَيَانِ حَالِهٖ اِنْتَهٰى هٰكَذَا قَالَهُ النَّجْمُ الْغَيْطِيُّ وَعَقَّبَهٗ بِقَوْلِهٖ لٰكِنْ يَنْبَغِيْ لِلشَّخْصِ اَنْ يَّفْعَلَهَا اقْتِدَاءً بِالسَّادَةِ وَامْتِثَالًا لِقَوْلِ مَنْ اَوْصٰى بِهَا وَتَبَرُّكًا بِاَفْعَالِهِمْ اِنْتَهٰى میں کہتا ہوں حدیث صحیح میں آیا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ افضل ذکر ہے پھر اور حدیثوں میں حث فرمایا ہے اکثار ذکر پر اس بنیاد کثرت اس ذکر کی بے شبہ افضل اذکار ہو سکتی ہے گو تعیین عدد ثابت نہ ہو جو کوئی عالم اس کلمے کا ہو کر مر جاتا ہے یا کلمہ آخر کلام اس کا ہوتا ہے تو وہ بموجب حدیث صحیح مسلم داخل جنت ہوگا وللہ الفضل والمنۃ۔

برائے امن از سوء خاتمہ

بعد سنت مغرب کے دو رکعت پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ و آیۃ الکرسی و اخلاص و معوذتین پڑھ کر سلام پھیر کر دس بار درود پڑھ کر تین بار یوں کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَوْدِعُكَ دِيْنِيْ فَاحْفَظْهُ عَلَيَّ فِيْ حَيَاتِيْ وَعِنْدَ مَمَاتِيْ وَبَعْدَ وَفَاتِيْ ذَكَرَهُ الدَّمِيْرِيُّ فِيْ حَيٰوةِ الْحَيَوَانِ الْكُبْرٰى میں کہتا ہوں اس کو سنوسی نے بھی اپنی مجربات میں ذکر کیا ہے لیکن اس ترکیب سے ہر رکعت بعد فاتحہ کے انا انزلناہ دو بارہ اور سورہ اخلاص سات بار پڑھے پھر سجدے میں دعائے مذکور مانگے لیکن لفظ دعا کا نزدیک

ان کے بول ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَوْدِعُكَ دِیْنِیْ فَاحْفَظْھُمَا عَلَیَّ فِیْ حَیَاتِیْ وَعِنْدَ وَفَاتِیْ وَبَعْدَ مَمَاتِیْ پھر کہا ہے کہ ھِیَ شِفَآءٌ لِلصُّدُوْرِ السَّقِیْمَۃِ قَالَ بَعْضُ الْعَارِفِیْنَ بِاللّٰہِ مِمَّنْ یَتَکَلَّمُ بِالْمَوَاھِبِ الرَّبَّانِیَّۃِ وَالْعُلُوْمِ اللَّدُنِّیَّۃِ اِنَّ مَنْ دَاوَمَ عَلٰی ھَاتَیْنِ الرَّکْعَتَیْنِ اَمِنَ مِنْ سُوْءِ الْخَاتِمَۃِ بِفَضْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِنْتَھٰی اس کی مثل وہ روایت ہے جو ترمذی سے منقول ہے کہ انہوں نے رب العزۃ کو ہزار بار خواب میں دیکھا ہر بار سوال حسن خاتمہ کا کیا فرمایا چالیس بار اور ایک روایت میں اکتالیس بار یوں کہا کہ بعد نماز فجر کے قبل از صبح یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ نَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ اِنْتَھٰی میں کہتا ہوں فضائل ان ہر سہ کلمات کے احادیث صحیحہ میں آئے ہیں اگرچہ یہ ترکیب بعینہ وارد نہیں ہے وللہ الحمد۔

برائے التباس امر

امام شافعی کہتے ہیں اگر کوئی امر ملتبس ہو اور انجام اس کا معلوم نہ ہو اور چاہے کہ معرفت اس کی حاصل ہو تو نماز عشاء پڑھ کر پہلوئے راست پر رو بقبلہ لیٹ کر سورہ واللیل والضحیٰ والم نشرح سات سات بار پڑھ کر یوں کہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا سات بار پہلی رات یا دوسری یا تیسری کوئی شخص آکر اس کو کہہ دے گا کہ مخرج کذا وکذا ہے۔

برائے سکون دریا

وقت ہیجان بحر و طلاطم امواج کے ان حروف کو لکھ کر دریا میں ڈال دے وہ ساکن

ہو جائے گا کھیعص ق والرحمن انتھی ذکرہ الغزالیؒ بعض نے کہا ہے کہ یہ احرف نورانیہ چودہ حرف ہیں کھیعص طس حم ق ن وَجَمَعَھَا بَعْضُھُمْ بِقَوْلِہٖ طُرُقُ سَمْعِكَ النَّصِیْحَۃُ عبدالرحمٰن بن عوف ان حروف کو لکھ کر اموال ومتاع میں رکھ دیتے تھے اور بعض علماء وقت رکوب بحر کے ان کو پڑھ لیتے تھے پوچھا تو کہا مَا تَلِیَتْ فِیْ مَوْضِعٍ مِنْ بَحْرٍ اَوْ بَرٍّ اِلَّا حُفِظَ تَالِیْھَا فِیْ نَفْسِہٖ وَمَالِہٖ وَاُحْصِنَ مِنَ التَّلَفِ وَالْغَرَقِ

حزب البحر

یہ دعا ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ سے ماثور ہے زین العابدین مناوی شرح حزب مذکور میں کہتے ہیں بعض مشائخ راسخین نے کہا ہے اِنَّ التَّاثِیْرَ مَوْقُوْفٌ عَلَی الْاِجَازَۃِ وَالْاِسْتِیْذَانِ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَاْذِنْ فَھُوَ کَالْقَاصِدِ الْجَوَازَ مِنْ غَیْرِ سَفِیْنَۃٍ پھر کہا ہے کہ اس حزب کے لئے ایک اقتصاد وافتتام ہے انتہیٰ علاوہ مذکور مع اختصام وغیرہ معروف ومشہور ہے شعرانیؒ نے کتاب منن کبریٰ میں نقل کیا ہے۔ وَسَمِعْتُ سَیِّدِیْ عَلِیًّا الْخَوَّاصَ یَقُوْلُ اِیَّاكَ اَنْ تَبْتَدِعَ وِرْدًا فَاِنَّ الْحَقَّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی لَا یُجَالِسُ عَبْدَہٗ اِلَّا فِیْمَا شَرَعَہٗ نَبِیُّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَمَّا اعْتَرَضَ بَعْضُ الْفُقَھَآءِ عَلٰی حِزْبِ سَیِّدِیْ اَبِی الْحَسَنِ الشَّاذِلِیِّ الْمُسَمّٰی بِحِزْبِ الْبَحْرِ قَالَ الشَّیْخُ وَاللّٰہِ لَقَدْ اَخَذْتُہٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَرْفًا بِحَرْفٍ اِنْتَھٰی فَاِنْ کُنْتَ یَا اَخِیْ مِنْ اَھْلِ ھٰذَا الْمَقَامِ فَابْتَدِعْ لَكَ حِزْبًا وَّاِلَّا فِیْمَا وَرَدَ فِی الشَّرِیْعَۃِ غُنْیَۃٌ مِّنْ ذٰلِكَ اِنْتَھٰی۔

برائے عین ونظر

یہ وہی عزیمت ہے جو گذر چکی عَزَمْتُ عَلَيْكَ اَيَّتُهَا الْعَلَقُ اِلٰی اٰخِرِهَا مگر اس کا شروع یوں ہے بِسْمِ اللّٰهِ وَلَا بَلَاغَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ سو بار پھر فاتحہ پھر یہ دعا اس میں تاگا ناپتے ہیں اگر کم یا زیادہ ہوا تو نظر ہے ورنہ فلا میں نے اس کا تجربہ بارہا کیا ہمیشہ صحیح و مجرب پایا وللہ الحمد۔

تعویذ تپ

اس کو لکھ کر بازو محموم کے باندھ دے باذن خدا جلد صحت ہو جائے گی یہ وہی دعا ہے، جس میں ام ملدم آیا ہے در قول جمیل سے نقل ہو چکی ہے اور محرر سطور کے تجربہ میں بارہا آئی ہے وللہ الحمد۔

وایضاً برائے حمے

آیات تخفیف کو لکھ کر باندھے جلد اچھا ہو جائے گا ذٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ يُرِيدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيفًا اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا ان سے پہلے بسم اللہ اور آخر میں درود لکھے اور اگر اس آیت کو زیادہ کر دے تو اور بھی احسن تر ہے قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِيمَ اور اس آیت کو بھی اضافہ کرے رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُونَ قولہ تعالیٰ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اور ذکر اس کا مجملاً پہلے بھی ہو چکا ہے۔

حجاب القرتار والتوابع

ایک حجاب عظیم ہے مثل اس کے ذخائر میں نہیں ملتا بارہا اس کو کیا صحیح پایا۔ وللہ الحمد۔ ماہ سوم یا پنجم یا ہفتم میں لکھے اور طمس حروف سے بچے اور کاتب طہارت کامل پر ہو اور اس کو دو تعتیق میں مثل حجاب کے لٹکاوے پہلے بسم اللہ لکھے ۷۵، بار پھر صلی اللہ علی محمد ۳۰، بار پھر لا الہ الا اللہ ۳۰، بار پھر محمد رسول اللہ ۳۰، بار پھر آمنت باللہ ۵۰ بار واعتصمت باللہ ۵۳، بار پھر حسبی اللہ ۸۰، بار پھر توکلت علی الحی الذی لا یموت ۴۴ بار پھر لاحول ولاقوۃ الا باللہ ۴۰، بار پھر آیۃ الکرسی تا خالدون پھر للہ ما فی السموت وما فی الارض تا آخر سورہ[3] تمام وکمال۔

برائے رعاف یعنی خون بینی

اس آیت کو اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ... غَفُورًا وَقِيلَ يَا اَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ اَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ لکھ کر پر شخص مرعوف کے رکھ کر ان آیات کو پڑھ کر یوں کہے کُفَّ اَيُّهَا الرُّعَافُ بِحَقِّ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ الْعَزِيزِ الْجَبَّارِ اس کو دیربی نے مجرب کہا ہے۔

برائے قوت جماع

سبز پتے پودینے کے لے کر شکر سفید کے ساتھ کوٹ کر چند بار لگاتار استعمال کرے مقوی مجرب صحیح ہے۔

---

[1] پرانی تانت یا ڈوری ۱۲ [2] پارہ سوم سورہ بقرہ رکوع ۴۴۔ [3] در پارہ سورہ بقرہ رکوع چہلم ۱۲ ۔

برائے شے ضائع شدہ

یاحفیظ ایک سو انیس بار بغیر زیادت و نقصان پڑھ کر یوں کہے اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ اس کو بھی ایک سو انیس بار پڑھے اللہ تعالیٰ اس ضالہ کو پھیر لائے گا اور ضائع ہونے سے محفوظ رکھے گا صحیح مجرب ہے ایک جماعت سلف وقت تلف ہونے کسی شے کے سورہ والضحیٰ پڑھتے تھے وہ ان کو مل جاتی تھی وَقَدْ تَقَدَّمَ هٰذَا فِيْ هٰذِهِ الرِّسَالَةِ۔

برائے شناخت دزد (چور کا عمل)

دو آدمی آمنے سامنے بیٹھ کر ایک ابریق کو سبابتین پر اٹھائیں اور نام متہم کا ابریق پر لکھیں اور وہ یٰس وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ پڑھیں اگر وہی شخص دزد ہے تو ابریق کو گردش ہوگی ورنہ اس کا نام مٹا کر دوسرے شخص متہم کا نام لکھیں واحد ابعد واحد جس کے نام پر ابریق چکر کھائے وہی سارق ہے۔ وَذٰلِكَ مُجَرَّبٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ جُرِّبَ وَصَحَّ۔

برائے طرویق و برغوث و نمل و موش

چار پرچہ کاغذ پر لکھ کر اس جگہ میں چپکاوے جہاں یہ چیزیں ہوں۔ یٰس والقرآن ص والقرآن ق والقرآن لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا

عَذَابٌ اَلِيْمٌ اِذْهَبْ اَيُّهَا الْبَقُّ وَالْبُرْغُوْثُ وَالنَّمْلُ بِاِذْنِ الْمَلِكِ الْحَقِّ وَبِالْفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ پھر ان اوراق کو لبان کر کے حقے سے بخور کرے۔

فصل

(اعمال مجربات امام شیخ محمد بن یوسف سنوسی حسنی رحمہ اللہ تعالیٰ)

برائے درازیٔ عمر و حفظ از مرگ

جو شخص اس آیت شریف سورہ توبہ کو لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۔ دن یا رات میں پڑھے گا اس دن نہ مرے گا نہ مقتول ہوگا۔ نہ کوئی زخم آہن اس کو لگے گا قرطبی نے اس کو کنز الابرار میں روایت کیا ہے یہ روایت جب بعض صالحین کو پہنچی اپنی بیماری میں اس کو پڑھنا شروع کیا گمان ہوتا ہے کہ وہ شخص ہفتاد سالہ تھا وہ ہمیشہ اس کو پڑھتا ایک سو تیس برس تک زندہ رہا جب اللہ نے اس مرنا چاہا حضرت کو خواب میں دیکھا فرمایا کب تک تو ہم سے بھاگتا رہے گا اس نے آیت پڑھنا چھوڑ دیا وہ مر گیا فسبحان من يمحوا ما يشآء ويثبت وعنده ام الكتاب ۔

برائے جمع میان احبہ

جس شخص کا دل کسی مکان خاص سے متعلق ہو یا کسی شی گم شدہ سے اور چاہے کہ اجتماع حاصل ہو تو صدق نیت سے یوں کہے اَللّٰهُمَّ يَا جَامِعَ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ اِجْمَعْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ كَذَا

وَكَذَا اللہ قادر ہے ہر شے پر درمیان اس کے اور اس شخص کے اجتماع بخشے گا وَهُوَ عَجِيْبٌ جِدًّا وَفِيْهِ سِرٌّ لَطِيْفٌ لِاَنَّهٗ بَابُ الْجَمْعِ بَعْدَ الْفِرَاقِ وَلِمَنْ جَمَعَ بَيْنَ فُنُوْنِ الْعِلْمِ وَالتَّمَكُّنِ فِيْ جَمِيْعِ الْمَقَامَاتِ وَالْاَحْوَالِ الشَّرِيْفَةِ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ ۔

برائے قوت بر طاعت

ایک پارچہ ریشم سفید پر نام خدا و درود لکھے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۳۵ بار الحمد للہ ۳۵ بار بعد نماز جمعہ کے لکھے اللہ اس کو قوت طاعت و بر پر بخشے گا اور ہمزات شیاطین سے کفایت کرے گا اور جو شخص اس کتاب کو اپنے پاس رکھے گا اس کی ہیبت لوگوں کے دلوں میں ہوگی۔ اور یہ شخص ہر دن وقت طلوع آفتاب کے ہمیشہ اس میں نظر کرے گا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے گا۔ وہ حضرت کو کثرت سے خواب میں دیکھے گا۔

برائے رؤیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم در خواب

دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ ایک بار اور سورہ اخلاص سو بار پڑھکر تین بار یوں کہے یا محسن یا مجمل یا منعم یا متفضل ارنی وجہ نبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کو حضرت کی روایت ہوگی۔

برائے حفظ از سلطان ظالم و دزد و درندہ و گزندہ

آیۃ الکرسی اور سہ آیت سورۂ[1] اعراف اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ تا المحسنین

[1] در پارہ ہشتم سورہ اعراف رکوع ہفتم ۱۲۔

وصافات تا لازب وسورہ رحمٰن تا سنفرغ لکم ایها الثقلان الی قوله فلا تنتصران پڑھے ان سب آفات سے محفوظ رہے گا یہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے خواہ دن میں پڑھے یا رات میں وَهُوَ مُجَرَّبٌ صَحِيْحٌ جِدًّا

برائے اقبال خلق

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى تا وَجِيْهًا وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنَاهُ تا كَذٰلِكَ زُيِّنَ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗ اَكْبَرْنَهٗ الی قوله مَلَكٌ كَرِيْمٌ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ اِلٰی اٰخِرِهَا ان آیات کو کثرت سے پڑھنے میں سارا جہان اس کی طرف ہو جائے گا اور اس کو دوست رکھے گا۔ وهو عجيب جدًا۔

برائے دفع ثقیل

جب ایسا شخص پاس آ بیٹھے گا جو گمان گذرے تو چپکے سے اس آیت کو پڑھے وہ جلد اٹھ جائے گا مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ الی قوله مُقْتَدِرًا رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا

---

۲ در پارہ ۲۲ سورہ صٰفٰت رکوع اول ۱۲ ۳ در پارہ ۲۷ سورہ الرحمٰن رکوع دوم۔ ۴ پارہ ۲۲ سورہ احزاب رکوع نہم۔ ۵ پارہ ہشتم سورہ انعام رکوع پانزدہم۔ ۶ پارہ دوازدہم سورہ یوسف رکوع ۴ ۷ پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱۲ ۸ تمام آیت وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا۔

الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا۔

برائے حل معقود

سورہ بقرہ کو ایک برتن میں لکھ کر اور پانی میں دھو کر بعد غسل بدن کے اذی سے اس پانی سے نہائے بحکم خدا حل ہو جائے گا۔ وہو عجیب۔

برائے ولادت مولود ذکر

ناف پر عورت کے جب وہ سوتی ہو تو ہاتھ سے مسح کرے اول حمل میں اگرچہ شروع ماہ سوم میں کیوں نہ ہو پھر تین بار یوں کہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ خَلَقْتَ خَلْقًا فِيْ بَطْنِ هٰذِهِ الْمَرْاَةِ فَكَوِّنْهُ ذَكَرًا وَّاُسَمِّيْهِ مُحَمَّدًا اَمْ يَحْيٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ وَهٰذَا مِنَ الْفَوَائِدِ الْمُجَرَّبَةِ۔

برائے عرق النساء

ایک الیہ گوسفند عرابیہ لے کر آب جوش تیار کرے اور اس کے تین حصے بنائے ہر دن نہار منہ ایک حصہ پی لے سنوسی کہتے ہیں وَهُوَ مُجَرَّبٌ صَحِيْحٌ مِّنْ غَيْرِ تَرَاخٍ وَقَدِ اسْتَعْمَلَ اِلٰى اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعِيْنَ رَجُلًا فَبَرَأُوْا بِبَرَكَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یہ علاج ایک حدیث مرفوع میں بھی آیا ہے۔

برائے توسیع رزق حلال

ہر جمعہ کو وقت شروع اذان کے ستر بار یوں کہے اَللّٰھُمَّ یَا غَنِیُّ یَا کَرِیْمُ اَغْنِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَبِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ اس عدد کو درمیان اذان اول کے پورے ختم ہونے سے پہلے عبدالرحمٰن ثعلبیؒ استعمال اس عدد کا بعد نماز ہر جمعہ کے رو بقبلہ ہو کر کرتے تھے جب تک پڑھ نہ لیتے کسی سے بات نہ کرتے وہ کہتے ہیں وَجَدْتُ بَرَکَتَهٗ سنوسی نے کہا فَدَاوِمْ عَلٰی هٰذَا تَجِدْ بَرَکَتَهٗ فِی الْقَلِیْلِ مِنَ التَّجْرِبَةِ وَهُوَ عَجِیْبٌ جِدًّا رَزَقَنَا اللّٰهُ رِزْقًا حَلَالًا لَا اِثْمَ فِیْهِ وَلَا تَبَاعَةَ بِمَنِّهٖ وَكَرَمِهٖ۔

برائے قضائے حاجت

ابو عبداللہ مغربی نے کہا ہے میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا عرض کیا میری ایک حاجت ہے میں کس چیز سے توسل کروں فرمایا جس کو کچھ حاجت ہو وہ سجدے میں باشارہ سبابہ چالیس بار دعاء یونس علیہ السلام کہے اس کی دعا قبول ہوگی رَوَاهُ الْغَافِقِیُّ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ شَیْبَانَ اور حدیث میں آیا ہے مَنْ دَعَا بِدَعْوَةِ یُوْنُسَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اُسْتُجِیْبَ لَهٗ طریقہ اس کے ختم و دعا کا پہلے اس رسالہ میں گذر چکا ہے۔

وسلم

برائے تفریج ہر کربت

جس کو کوئی فکر یا تنگی معاش یا بلا پہنچے وہ ان کلمات کو لکھ کر آب رواں میں ڈال دے اللہ تعالیٰ اس سے غم کو دور کرے گا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنَ

الْعَبْدِ الذَّلِیْلِ الْفَقِیْرِ اِلَی الْمَوْلَی الْجَلِیْلِ رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ بِحُرْمَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اکْشِفْ ضُرِّیْ وَهَمِّیْ فَرِّجْ عَنِّیْ غَمِّیْ یہ عمل منجملہ فوائد مجربہ کے ہے ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ ان کلمات کو کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَوْفَ الْعَالِمِیْنَ بِكَ وَعِلْمَ الْخَائِفِیْنَ مِنْكَ وَیَقِیْنَ الْمُتَوَكِّلِیْنَ عَلَیْكَ اس کے کہنے سے فرج ہم قرت عین طول فرح ہوگا سنوسی نے کہا کُلُّ ذٰلِكَ مُجَرَّبٌ بِسُهُوْلَةٍ اِنْتَهٰی۔

برائے حفظ از احتلام

سوتے وقت وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ تا حَافِظٌ[1] پڑھے پھر کہے صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَكَذَبَ الشَّیْطَانُ وَحْدَهٗ اس کو احتلام نہ ہوگا اسی طرح اگر داہنی ران پر آدم اور بائیں ران پر حوا لکھے گا تو بھی احتلام سے بچا رہے گا۔

آیاتِ شفاء

ان آیات کو لکھ کر استعمال میں لائے سنوسی کہتے ہیں قَدِ اسْتَعْمَلْتُهَا لِرِجَالٍ بُلِیَ بِهٰذَا الْمَرَضِ فَكَتَبْتُ لَهُ الْاٰیَاتِ وَشَرِبَهَا اَیَّامًا فَبَرِئَ وَتَدْهَنَ بِهَا اَیَّامًا فَبَرِئَ وَلَمْ یَبْقَ بِهٖ اَثَرٌ وَیَنْبَغِیْ لِكَاتِبِهَا اَنْ یَتَیَقَّنَ الشِّفَآءَ بِبَرَكَةِ كَلَامِ اللّٰهِ وَكَلَامِ رَسُوْلِهٖ لِاَنَّ

---

[1] والسماء والطارق وما ادراك ما الطارق النجم الثاقب ان كل نفس لما عليها حافظ ۱۲۔

اللهُ يُعْطِي الْأَجْرَ عَلَى مِقْدَارِ نِيَّةِ صَاحِبِهَا وَهِيَ يَشْفِ. صُدُوْرَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ وَقَدْ مَرِضَ وَلَدٌ لِبَعْضِ الصَّالِحِيْنَ بِالْحُمّٰى فَاَعْيَا الْاَطِبَّآءَ دَآؤُهٗ فَرَاٰى اَبُوْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ فَشَكَالَهٗ مَرَضَ وَلَدِهٖ فَقَالَ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْنَ مِنْ اٰيَاتِ الشِّفَآءِ فَكَتَبَهَا لَهٗ اَبُوْهُ فِيْ اِنَاءٍ وَسَقَاهَا وَلَدَهٗ فَبَرِئَ فِي الْحِيْنِ نَسْاَلُهٗ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى الشِّفَآءَ لَنَا وَلَكُمْ مِنْ هَوْلِ الدَّآءِ بِجَاهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَآءَ نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَتِهٖ اِنْتَهٰى۔ میں کہتا ہوں کہ یہ حکایت مرض ولد کی قشیری سے ماثور ہے اور ذکر ان آیات کا پیشتر ہو چکا مجھ کو بھی تجربہ ان کا شفاء مریض میں حاصل ہو چکا ہے وللہ الحمد۔

برائے انتحصال خیرات دارین

اسماء الٰہی کو مفصلہ ذیل کو کہ بیس نام مبارک ہیں اپنا ورد روزانہ مقرر کرے یَا اَللّٰهُ يَا سَمِيْعُ يَا عَلِيْمُ يَا سَرِيْعُ يَا وَاسِعُ يَا عَدْلُ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيْمُ يَا مُتَعَالِ يَا عَزِيْزُ يَا غَفُوْرُ يَا بَاعِثُ يَا فَعَّالُ يَا رَافِعُ يَا مُعِيْدُ يَا مَعْبُوْدُ يَا مَانِعُ يَا نَافِعُ يَا جَامِعُ يَا بَدِيْعُ سنوسی کہتے ہیں وَمِنَ الذَّخَائِرِ النَّفِيْسَةِ اَنَّ مَنْ ذَكَرَ هٰذِهِ الْاَسْمَآءَ كُلَّ يَوْمٍ عِنْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ سَبْعًا وَّسَبْعِيْنَ مَرَّةً وَكَانَتْ مِنْ جُمْلَةِ وِرْدِهٖ

يَرٰى بَيْنَ كُتُبِهَا مِنَ الْخَيْرَاتِ فِيْ دِيْنِهٖ وَدُنْيَاهُ وَنَفْسِهٖ اَشْيَآءَ عَجِيْبَةً حَتّٰى لَا تَكَادُ هِمَّتُهٗ تَتَعَلَّقُ بِاَحَدٍ مِنَ الْخَلْقِ وَسَخَّرَ اللّٰهُ لَهُ الْخَلْقَ بِمَحَبَّتِهِمْ لَهٗ وَهِيَ عِشْرُوْنَ اِسْمًا وَّهُوَ عَجِيْبٌ اِنْتَهٰى۔

برائے رویتِ حبیب زندہ یا مردہ

ال م ص
ل م ص ا
م ص ال
ص ال م

پاک لباس سفید و فراش پاک پر علیحدہ اہل خانہ سے سوئے پہلے دو رکعت نماز پڑھے رکعت اولیٰ میں بعد فاتحہ سورہ والشمس وضحٰھا سات بار دوسری رکعت میں فاتحہ واللیل اذا یغشی سات بار پھر سلام پھیر کر بقدر طاقت درود پڑھے اور یہ خاتم لکھ کر نیچے سر کے رکھ کے سو جائے بحکم خدا جس امر کی نیت ہوگی وہ ظاہر ہوگا خاتم یہ ہے۔

اور اگر یہ مطلب ہو کہ خواب میں غائب کو دیکھے اور معلوم کرے کہ وہ مردہ ہے یا زندہ یا اس سے کچھ سوال کرنا چاہیئے تو وقت خواب کے وضو کرکے جامہ پاک پہن کر فراش طاہر پر رو بقبلہ جانب یمین پر آرام کرے کہ سات بار والشمس وضحٰھا اور سات بار واللیل اذا یغشی اور سات بار والتین اور سات بار قل ہو اللہ پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اَرِنِيْ فِيْ مَنَامِيْ كَذَا وَكَذَا وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ اَمْرِيْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا وَّاَرِنِيْ فِيْ مَنَامِيْ مَا اَسْتَدِلُّ بِهٖ عَلٰى اِجَابَةِ دَعْوَتِيْ اگر پہلے رات کچھ دیکھے تو فبہا ورنہ دوسری تیسری ساتویں رات تک ضروری ہی کچھ معلوم ہوگا اگر کچھ بھی نظر نہ آیا تو جان لینا چاہیئے کہ عمل میں کچھ فرق پڑا سنوسی کہتے ہیں۔ اِنَّهٗ مُجَرَّبٌ صَحِيْحٌ

~~~~~~~~~
~~~~~~~~~

برائے زیارت عمر وقایت از سوء خاتمہ و نصر بر دشمن و وسعت رزق

صبح و شام میں تین بار یہ کلمات کیا کرے سُبْحَانَ اللّٰہِ مِلْءَ الْمِیْزَانِ وَ مَبْلَغَ الْعِلْمِ وَمُنْتَھَی الرِّضْوَانِ وَزِنَۃَ الْعَرْشِ اِنْتَھٰی۔

حفیظ

جو شخص اس کو سات بار سفر میں کہہ کر ہاتھ سے ہر چہار طرف اشارہ کرے گا وہ ہر بلا سے محفوظ رہے گا اگر سامان و صندوق میں اس لکھ کر رکھ دے گا تو چوری سے امن میں رہے۔ اَللّٰہُ حَفِیْظٌ لَطِیْفٌ قَدِیْمٌ اَزَلِیٌّ حَیٌّ قَیُّوْمٌ لَا یَنَامُ اِنْتَھٰی۔

برائے تسلی از زن غیر میسر

جس شخص کا دل کسی عورت سے متعلق ہو اور اس سے نکاح کرنے پر قدرت نہ ہو سکے اور یہ چاہے کہ اس سے تسلی ہو اور اس کو بھول جائے تو ان حروف کو ہتھیلی پر لکھ کر نہار منہ چاٹ لے یا برتن میں لکھ کر پی لے تین دن اسی طرح کرے اس کو بھول جائے گا اب ق ا ل ہ د ل د ر ک م ہ پھر یہ آیت پڑھے وَقِیْلَ الْیَوْمَ نَنْسَاکُمْ کَمَا نَسِیْتُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا اَوْ نَسِیَ مَا قَدَّمَتْ یَدَاہُ وَلَقَدْ عَھِدْنَا اِلٰی اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَہٗ عَزْمًا کَذٰلِکَ یَنْسٰی فُلَانُ بْنُ فُلَانَۃَ کَذَا وَکَذَا انشاء اللہ تعالیٰ پھر خطرہ اس کا دل میں نہ آئے گا کما ہو مجرب۔

برائے زوال حب

جو شخص پر غلبہ شہوات جسمانی کا ہو وہ ایک ظرف لطیف میں ہر وہ نام اللہ تعالیٰ

کا جس میں حرف یا تحتانیہ منجملہ اسمائے حسنیٰ کے آیا ہے جیسے حلیم قدیر علیم علی عظیم رحیم عزیز کریم لکھ کر نہار منہ سات دن تک پی لے اس کے دل میں جوش محبت باذن خدا سرد پڑ جائیگا

برائے انجاح حاجت

جب واسطے کسی کام کے کسی پاس جائے تو راہ میں یہ آیت پڑھتا جائے اللہ تعالیٰ اس حاجت کو پورا کرے گا۔ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَیْثُ اَمَرَھُمْ اَبُوْھُمْ مَا کَانَ یُغْنِیْ عَنْھُمْ مِنَ اللّٰہِ تا قولہ قَضٰھَا [1] اس آیت کو بار بار پڑھے۔

برائے حفظ ودیعت و متاع

جب چور اور ہر موذی سے بچانا اپنے سامان کا منظور ہو تو بِسْمِ اللّٰہِ الخ لکھ کر یہ دعا اس میں رکھ دے باذن خدا وہ دافع و امتعہ سارق و لص و ہر موذی سے محفوظ رہیں گے یَا حَفِیْظُ لَا یَنْسٰی وَیَا مَنْ نِعْمَۃٌ لَا تُحْصٰی وَیَا مَنْ لَہُ الْعُرْوَۃُ الْوُثْقٰی وَیَا مَنْ لَہُ الْعِزَّۃُ وَالثَّنَاءُ یَا مَنْ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی اِحْفَظْ کَذَا وَکَذَا بِمَا حَفِظْتَ بِہِ الْاَرْضَ وَالسَّمَآءَ اَلْجَأْتُ ظَھْرِیْ فِیْ حِفْظِ ذٰلِکَ اِلَی الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ فَاِنَّکَ قُلْتَ وَقَوْلُکَ الْحَقُّ فِیْ کِتَابِکَ الْمُنْزَلِ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ اِنْتَھٰی

---

[1] وَمَا ھُمْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا حَاجَۃً فِیْ نَفْسِ یَعْقُوْبَ قَضٰھَا ۱۲

برائے صلح بین الزوجین

اس آیت کو لکھ دے وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَا اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا وَقَوْلُهٗ يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَقَوْلُهٗ وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا اِلٰى قَوْلِهٖ يُصْلِحْ لَكُمْ وَقَوْلُهٗ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً۔

برائے تسہیل ولادت

ایک پاک برتن میں یہ آیت لکھے کَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا وَقَوْلُهٗ لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِى الْاَلْبَابِ تا آخر سورت کَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ بَلٰغٌ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ اِلٰى قَوْلِهٖ وَتَخَلَّتْ پھر اس کو پانی سے محو کر کے پلاوے اور کچھ پانی شکم و ناف پر چھڑک دے باذن خدا جلد بچہ ہو جائے گا اسی طرح لٹکانا شب یمانی کا بائیں ران پر سرعت ولادت کے لئے بحکم خدا نافع ہے۔

۱؎ وتمام الاية فلا جناح عليهما ان يصلحا بينهما صلحا والصلح خير ۲؎ واٰخرها ما كان حديثا يفترى ولكن تصديق الذي بين يديه وتفصيل كل شئ وهدى ورحمة لقوم يؤمنون ۱۲ ۔ ۳؎ كانهم يوم يرون ما يوعدون لم يلبثوا الا ساعة من النهار و بلاغ ۔ ۴؎ وتمام الاية اذا السماء انشقت واذنت لربها وحقت واذا الارض مدت والقت ما فيها وتخلت ۔

ایضاً برائے تسہیل ولادت

د	ط	ب
ج	ہ	ز
ح	ا	د

ان کلمات کو ایک پرچہ کاغذ پر لکھ کر اس میں فقط اتنا تامل ہوا کرتا ہے کہ ان حروف میں کوئی امر خلاف شرع نہ ہو اس لئے کہ نہ معنے ان کے معلوم نہیں ہیں اور نہ الفاظ مفہوم لیکن اس بنیاد پر کہ یہ عمل ان علماء عاملین کا ہے جو شرک و بدعت سے ظاہراً احوال دور تھے امید ہوتی ہے کہ موافق حق ہو وَقَدْ جُرِّبَ وَصَحَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ولہذا اس رسالے میں حروف واعداد اوفاق کا ذکر کرنا یک قلم موقوف رکھا ہے اور حتی الامکان اعمال آیات یا کلمات متضمنہ توحید خالص کو الفاظ مشائخ سے اختیار کیا گیا ہے۔

برائے تپ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ لِفُلَانَةَ مِنْ كُلِّ مَا يَعْرِضُ لَهٗ بِاِذْنِ اللّٰهِ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا اِلٰى قَوْلِهٖ قَدِيْرٌ اس کو لکھ کر گلے میں لٹکا دے انشاء اللہ تعالیٰ صحت ہو جائے گی۔

برائے دفع جن

اس آیت شریف کو لکھ کر مجنون پر لٹکا دے باذن خدا جن بھاگ جائے گا

۱؎ فارادوا به كيدا فجعلنهم الاخسرين ۔ ۲؎ در پارہ سوم سورہ بقرہ رکوع ۵۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ آخر سورت قُلْ اُوْحِيَ الى تا شططا

برائے دفع وسوسہ شیطان

جو شخص یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ درمیان اس کے اور درمیان وسواس شیطان کے حائل ہو جائے وہ یہ دعا پڑھے یَا اَللّٰهُ الرَّقِيْبُ الْحَفِيْظُ الرَّءُوْفُ الرَّحِيْمُ اللّٰهُ الْحَيُّ الْعَلِيْمُ الْعَظِيْمُ الرَّءُوْفُ الْكَرِيْمُ يَا اَللّٰهُ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ الْقَائِمُ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ حُلْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَدُوِّكَ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا اَحَاطَ بِهٖ عِلْمُكَ وَاَحْصَاهُ كِتَابُكَ هٰذَا اٰخِرُ مَا ذَكَرَهُ السَّنُوْسِيُّ۔

؎ در پارہ ۲۸ سورہ حشر رکوع ۳۔ ؎ قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرانا عجبا یھدی الی الرشد فامنا بہ ولن نشرک بربنا احدا وانہ تعالی جد ربنا ما اتخذ صاحبۃ ولا ولدا وانہ کان یقول سفیھنا علی اللہ شططا اللّٰھم اغفر لکاتبہ ولمن سعی فیہ ولو بقلیل۔

فصل

بیان میں اذکار وادعیہ ماثورہ کے کتاب عدۃ الحصن الحصین سے بروایات صحیحہ مرفوعہ اللّٰھم حققنا بذالک

دُعائے صبح وشام

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۳ بار بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۳ بار اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۳ بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۱ بار۔ اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ وقت شب کے اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَاَهْلِيْ وَمَالِيْ اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِيْ وَاٰمِنْ رَوْعَاتِيْ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِيْ وَعَنْ يَمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ وَمِنْ فَوْقِيْ وَاَعُوْذُ بِعَظَمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۱۰ بار یا سو بار یا دو سو بار پڑھے رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا۔ ۳ بار يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ اَصْلِحْ لِيْ شَاْنِيْ كُلَّهٗ لَا تَكِلْنِيْ

إلى نفسي طرفة عين اللهم أنت ربي لا إله إلا أنت خلقتني وأنا عبدك وأنا على عهدك ووعدك ما استطعت أعوذ بك من شر ما صنعت أبوء لك بنعمتك علي وأبوء لك بذنبي فاغفر لي فإنه لا يغفر الذنوب إلا أنت حسبي الله لا إله إلا الله عليه توكلت وهو رب العرش العظيم ۷ بار سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم سو بار سبحان الله الحمد لا إله إلا الله الله أكبر سو بار اور بعد ہر نماز کے ۳۳ بار ہر کلمہ اور ۳۴ بار الله أكبر لا إله إلا الله والله أكبر لا إله إلا الله وحده لا إله إلا الله ولا شريك له لا إله إلا الله له الملك وله الحمد لا إله إلا الله ولا حول ولا قوة إلا بالله ہر سہ قل سوائے کافرون کے رات کو تین بار پڑھ کر دم کرکے سارے بدن پر ہاتھ پھیرے اور آیۃ الکرسی مع تسبیح فاطمہ پڑھے أستغفر الله الذي لا إله إلا هو الحي القيوم وأتوب إليه ۳ بار سوتے وقت فاتحہ وسورہ اخلاص وکافرون پڑھ کر سوئے جب جاگے کہے الحمد لله الذي أحيانا بعد ما أماتنا وإليه النشور بستر پر ۱۹ کروٹ لے تو کہے لا إله إلا الله الواحد القهار رب السموت والأرض وما بينهما العزيز الغفار دعا ان کلمات کے ساتھ مانگے لا إله إلا الله قدير ولا إله إلا الله ولا حول ولا قوة إلا بالله يا ذا الجلال والإكرام يا أرحم الراحمين لا إله إلا أنت سبحانك إني كنت من الظالمين اسم اعظم الله لا إله إلا هو الأحد الصمد الذي لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا أحد اللهم أحسن عاقبتنا في الأمور كلها وأجرنا من خزي الدنيا وعذاب الآخرة۔

ادعیہ بلا قید صبح و شام

برائے ہم وغم لا إله إلا الله العظيم الحليم لا إله إلا الله رب العرش العظيم لا إله إلا الله رب السموت ورب العرش الكريم توكلت على الحي الذي لا يموت والحمد لله الذي لم يتخذ ولدا ولم يكن له شريك في الملك ولم يكن له ولي من الذل وكبره تكبيرا يا حي يا قيوم برحمتك أستغيث اللهم إله جبرائيل وميكائيل وإسرافيل وإله إبراهيم وإسمعيل وإسحاق عافني ولا تسلطن أحدا من خلقك علي بشيء لا طاقة لي اللهم اكفني بحلالك عن حرامك وأغنني بفضلك عمن سواك سبحان الله وبحمده عدد خلقه ورضا نفسه وزنة عرشه ومداد كلماته اللهم اغفر للمؤمنين والمؤمنات اللهم إنا نعوذ بك جهد البلاء ودرك الشقاء والقضاء وشماتة الأعداء اللهم إني أسألك المعافاة والعافية في الدنيا والآخرة اللهم آتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار۔

ختم حصن حصین

شیخ شمس الدین محمد بن محمد بن محمد جزری شافعیؒ متوفی ۸۳۳ھ کو تیمور لنگ نے بلایا تھا وہ بھاگ کر اسی کتاب کے ساتھ متحصن ہو گئے حضرت محمدﷺ کو خواب میں بجانب دست راست بیٹھا دیکھا فرمایا تو کیا چاہتا ہے عرض کیا میرے اور مسلمانوں

کے لئے دعا کیجئے حضرت محمدؒ نے ہاتھ اٹھا کر منہ پر پھیرا شب پنجشنبہ کو یہ واقع ہوا۔ شب یک شنبہ کو دشمن بھاگ گیا اللہ نے اس کتاب کی برکت سے تفریج کرب مسلمین فرمائی ۷۹۱ھ میں اس تالیف سے وہ فارغ ہوئے تھے۔ دمشق ہر طرف سے حصار سخت میں تھا اور دروازے شہر کے پتھروں سے چن دیئے گئے تھے۔ رسد آب و دانہ کی بند تھی ہر شخص کو اپنی جان و مال پر خوف تھا اس واسطے دعا کے طرف آسمان کے مرفوع تھے اور ظاہر شہر کو آگ لگا کر جلا دیا تھا اور خلق کو لوٹ چکے تھے اس کتاب کی برکت سے وہ بلا دور ہوئی کسی نے خوب کہا ہے۔

إِنْ نَابَكَ الْأَمْرُ الْمَهُوْلُ   اُذْكُرْ إِلٰهَ الْعَالَمِيْنَا!!
وَإِذَا بَغٰى بَاغٍ عَلَيْكَ   فَذُدْ بِكَ الْحِصْنَ حَصِيْنَا

یہ کتاب تالیف کے دن سے اس دم تک شرقاً و غرباً وظیفہ اہل علم ہے اس کے تاثیرات سب پر روشن ہیں طریق اس کی دعوت کا بعض صلحاء راسخین سے اس طرح پر مروی ہے کہ شب پنجشنبہ کو بعد نماز فرض یا سنت یا نفل کے شروع کرے شروع سے پہلے حضرت پر درود بھیجے شب یک شنبہ کو تمام کرے یا پنجشنبہ کو شروع کر کے روز یک شنبہ کو ختم کرے یہ چار دل ہوئے پہلے دن اول کتاب سے کیفیت صلوۃ تک پڑھے دوسرے دن وہاں سے تا قولہ اِذَا رَاٰی یَا کُوْرَۃً تیسرے دن فَضْلُ الْاَدْعِیَۃِ الَّتِیْ ھِیَ غَیْرُ مَخْصُوْصَۃٍ تک چوتھے دن تا آخر کتاب پھر اول کتاب سے شروع کرے اور ہر چہار دن میں پورا کرے حصص مذکورہ پر خواہ ختم ایک بار کرے یا سات بار یا چالیس بار اور یہ اتم ہے اجابت میں لیکن ساتھ حضور دل کے اور یقین اجابت کے اور حروف علامات کو انہیں حرکات سے جو اسانی صلیبہ میں واقع ہوئے ہیں پڑھے حال اس کتاب کے شروح کا کتاب تحائف النبلاء میں لکھا ہے اس کتاب کا ایک ملخص ہے جو خود جزری نے کیا ہے اور اس کا نام عدہ

الحصن الحصین رکھا ہے اس میں التزام روایات صحیحہ تو یہ کا کیا ہے فی الحال وہ تلخیص حسب فرمائش میرے طبع ہونے والی ہے ملحق بقرآن شریف اگر کسی سے ختم اصل کتاب کا نہ ہو سکے تو پھر اسی ملخص پر اکتفا کرے ان شاء اللہ تعالیٰ منافع بے شمار اور رفع کرب و بلایا میں اثر عظیم پائے گا میرا جہاز سفر حج میں ڈوبنے اور لوٹنے کو تھا حصن حصین کو ایک بار ختم کیا وہ بھی بلا رعایت اس دعوت کے اللہ نے مجھ کو صحیح سالم پہنچا دیا و للہ الحمد۔

دلائل الخیرات

یہ کتاب امام ابو محمد عبداللہ بن سلیمان جزولی شریف حسنیؒ کی صیغہائے صلوٰۃ میں تالیف ہے اور اہل علم میں متداول اگرچہ بعض محققین نے اس کے بعض الفاظ پر انتقاد کیا ہے لیکن اکثر لوگ اس کی سند شیوخ سے لیتے ہیں اور ایک ہفتہ میں اس کا وظیفہ ختم کرتے ہیں مؤلف نے چودہ برس خلوت میں عبادت کی ایک خلق کثیر نے ان کے ہاتھ پر توبہ کی تھی ان کے کرامات معروف ہیں شارح دلائل محمد مہدی نے کہا ہے وَكَانَ وَاقِفًا عِنْدَ حُدُوْدِ اللّٰهِ عَامِلًا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّتِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ مَسْمُوْمًا فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ اِمَّا فِيْ سَجْدَةِ الثَّانِيَةِ سَادِسَ عَشَرَ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ عَامَ سَبْعِيْنَ وَثَمَانِمِائَةٍ ثُمَّ بَعْدَ سَبْعٍ وَسَبْعِيْنَ سَنَةً مِنْ مَوْتِهٖ نُقِلَ مِنْ سُوْسٍ اِلٰى مَرَّاكُشَ فَدَفَنُوْهُ بِرِيَاضِ الْعَرُوْسِ مِنْهَا وَلَمَّا اَخْرَجُوْهُ مِنْ قَبْرِهٖ بِسُوْسٍ وَجَدُوْهُ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ دُفِنَ لَمْ تَعْدُ عَلَيْهِ الْاَرْضُ وَلَمْ يُغَيِّرْ طُوْلُ الزَّمَانِ مِنْ اَحْوَالِهٖ شَيْئًا وَاَثَرُ الْحَلْقِ مِنْ شَعْرِ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ ظَاهِرٌ كَحَالَةِ يَوْمِ مَوْتِهٖ اِذْ كَانَ قَرِيْبَ عَهْدٍ بِالْحَلْقِ وَتَبْرُهٗ

بِهٖ اَكْشِىْ عَلَيْهِ جَلَالَةٌ عَظِيْمَةٌ وَّمَهَابَةٌ كَبِيْرَةٌ وَّسَطْوَةٌ ظَاهِرَةٌ
وَالنَّاسُ يَزْدَحِمُوْنَ عَلَيْهِ وَيُكْثِرُوْنَ مِنْ قِرَاءَةِ دَلَائِلِ الْخَيْرَاتِ
عِنْدَهٗ وَثَبَتَ اَنَّ رَائِحَةَ الْمِسْكِ تُوْجَدُ مِنْ قَبْرِهٖ مِنْ كَثْرَةِ صَلٰوةِ
عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَرِيْقَتُهٗ شَاذِلِيَّةٌ وَّلَهٗ كَلَامٌ
كَثِيْرَةٌ فِى الطَّرِيْقِ انتهى مُلَخَّصًا مِنْ شَرْحِهِ الْمُسَمّٰى بِمَطَالِعِ
الْمُسَرَّاتِ هٰكَذَا وَجَدْتُ بِخَطِّ سَيِّدِ الْوَالِدِ الْمَرْحُوْمِ حَسَنِ بْنِ
عَلِيِّ الْحُسَيْنِيِّ الْبُخَارِيِّ الْقَنُّوْجِيِّ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى والد مغفور کو اجازت
اس کتاب کی شیخ عبدالحق بن فضل اللہ سے حاصل تھی۔ اس قسم کی کتابیں اور بھی بہت ہیں
جیسے جواہر مضیئہ اور شفاء الاسقام وغیرہ لیکن شہرت وقبول میں یہ کتاب مشار الیہ ہے اس
میں شک نہیں ہے کہ صیغ ماثورہ کی قراءت افضل واکمل ہے صیغ غیر ماثورہ سے اگرچہ
انشاء صیغ صحیح المعانی فصیحۃ المبانی کو اہل علم نے جائز رکھا ہے تمام بحث اس مقام کی
ہماری کتاب نزل الابرار میں ہے میں نے ایک مدت دراز تک دلائل الخیرات کو قراءت
کیا تھا بعض الفاظ اس کتاب کے ہر چند باوّل ہول لائق اسقاط کے ہیں جیسے کہ زنہ عرش اللہ ونحوہ
قاری کو چاہیئے کہ عوض ان کے الفاظ ماثورہ اختیار کرے تاکہ ضیق خلاف
سے عافیت میں رہے وباللہ التوفیق۔

برائے دفع سحر وحرز از شیطان ودزدان ودرندھا

الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ
يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ
وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ
بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ
وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ
اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ
بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ قَدْ
تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ
اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔
اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا
اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِكَ
اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۔ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ
وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ
فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ
بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ
وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۔ لَا يُكَلِّفُ
اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا
لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا
كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ
لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا
عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۔ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ

حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ
وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ - اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً
إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا
وَادْعُوهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ قُلِ
ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ أَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى
وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا -
وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهُ شَرِيكٌ
فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا - وَالصَّافَّاتِ
صَفًّا فَالزَّاجِرَاتِ زَجْرًا فَالتَّالِيَاتِ ذِكْرًا إِنَّ إِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ -
رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ
الدُّنْيَا بِزِينَةِ نِ الْكَوَاكِبِ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ لَا يَسَّمَّعُونَ
إِلَى الْمَلَإِ الْأَعْلٰى وَيُقْذَفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ دُحُورًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ إِلَّا
مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ فَاسْتَفْتِهِمْ أَهُمْ أَشَدُّ
خَلْقًا أَمْ مَّنْ خَلَقْنَا إِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِينٍ لَّازِبٍ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ
وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ
فَانْفُذُوا لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ
يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ - لَوْ أَنْزَلْنَا
هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ
وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ هُوَ اللّٰهُ الَّذِي
لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ -
هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ - اَلْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ

الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ - سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ -
هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ - لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ
لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ - قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ
أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا
يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا وَّأَنَّهُ تَعَالٰى
جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّأَنَّهُ كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا
عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا[1]-

تمت ۱۳ ھ ۴۶

اس رسالے میں باب اول سے تا آخر باب پنجم جو آیات وادعیہ واعمال لکھے گئے ہیں صورت ان کی اجازت کی رسالہ نویس کو اس طرح پر ہے کہ آیات کتاب عزیز واحادیث سنن مطہر کے لئے اعمال واستعمال میں ضرورت اجازت کی نہیں ہے اس لئے کہ اللہ ورسول کلام جس مقصد وکام کے لئے عمل میں آئے گا ہمراہ رعایت آداب وحسن اعتقاد کے اثر کامل عاجلا وآجلا بخشے گا معہذا اجازت تمسک بالقرآن کی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنص حدیث تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُولِهِ رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا مُرْسَلًا ثابت ہے اور یہی حدیث اجازت استعمال واعمال سنن پر دلیل ہے بلکہ جتنے احادیث صحیح در بارہ اعتصام بالکتاب والسنۃ آئی ہیں اور کتب حدیث میں لکھی ہوئی ہیں وہ سب دلیل ہیں۔ اسی اجازت پر حدیث جابرؓ میں مرفوعا آیا ہے خَيْرُ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ

[1] قال فی القول الجمیل وکان سیدی الوالد یزید علیہا الفاتحۃ وقل ھو اللہ احد المعوذتین ویاخذ من اول سورۃ قل اوحی الیّ الی قولہ شططا ۱۲ منہ۔

وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الخ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
اور حدیث عرباض بن ساریہ میں فرمایا ہے فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ
الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ الْحَدِيْث
رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَهْلُ السُّنَنِ اِلَّا النَّسَائِيَّ یہ نص ہے تمسک بالسنۃ پر
اور اجازت عامہ ہے عمل بالحدیث ابراہیم عذری میں ارشاد کیا ہے يَحْمِلُ هٰذَا
الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلُهُ يَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِيْفَ الْغَالِيْنَ وَانْتِحَالَ
الْمُبْطِلِيْنَ وَتَاوِيْلَ الْجَاهِلِيْنَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ الْمَدْخَلِ
مُرْسَلًا اس حدیث میں حاملان علم قرآن وحدیث کو عدول ٹھہرایا ہے اور نشان
ان کے عدل کا یہ فرمایا ہے کہ وہ نافی تحریف انتحال و تاویل ہیں پس جس عالم میں یہ صفت
موجود ہوگا وہ زبان نبوت پر عدل و معدول ہے اور جب وہ عادل ٹھہرا تو اس کا عمل
سراپا اثر و نصفت ہوگا وللّٰہ الحمد الحاصل قرآن وحدیث پر عمل کرنے میں کچھ احتیاج
کسی کی اجازت نہیں ہے حدیث کا صحیح ہونا کافی ہے اور جس عمل کی فضیلت یا تاثیر
جس کلمے کی حدیث میں آئی ہے اس کے پڑھنے اور پڑھانے اور دم کرنے اور لکھنے میں
وہ اثر ہر دم موجود ہے اور ہم کو حکم ہے کہ جو بات ہم کو حضرت سے پہنچی ہم اس کو دوسرے
تک اسی طرح بلاکم و بیش پہنچادیں چنانچہ حدیث بن مسعود میں فرمایا نَضَّرَ اللّٰهُ
عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَاَدَّاهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ
غَيْرُ فَقِيْهٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ الخ رَوَاهُ
الشَّافِعِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَدْخَلِ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ
مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ ان احادیث میں حکم تبلیغ کا فرمایا ہے
یہ شامل ہے امر و نہی و موعظت و ذکر و دعا و عمل کو و لہذا حدیث ابن عمر میں آیا ہے۔
بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ آيَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ جو شخص کسی کو کسی طرح کا نفع پہنچائے

اس کو خیر الناس کہا ہے اس لئے جو فوائد و منافع دار نافع و دار آخرت کے آیات و احادیث
صحیح احادیث ہوئے ہیں ان کو اس جگہ لکھا گیا اور بجا آوری بلاغ کی عمل میں آئی۔ ؎

دادیم ترا ز گنج مقصود نشان　　گر ما نرسیدیم تو باری برسی ! !

علاوہ اس کے علمار محدثین میں استحصال سند و اجازت کتب سنن کا طریقہ قدیمًا و حدیثًا
ماثور ہے مجھ کو اجازت کتب صحاح و سنن وغیرہا کی مشائخ حدیث سے حاصل ہے تفصیل
اس اجمال کی کتاب سلسلۃ المسجد میں لکھی گئی ہے باقی وہ اعمال جو مشائخ طریقہ سے اس
جگہ نقل کئے گئے ہیں منجملہ ان کے ایک کتاب الفوائد شیخ ابوالعباس احمد بن عبداللطیف
شرجی حنفی رضی اللہ عنہ صاحب تجرید صحیح بخاری ہے انہوں نے یہ تجرید ۱۸۹۹ء میں
لکھی ہے شرجی اسانید علوم حدیث میں میرے شیخ الشیوخ ہیں سند کتاب سنن ابی داؤد
و جامع ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و شفا قاضی عیاض و سلاح المومن و مشکوٰۃ المصابیح و احیاء
العلوم وغیر ذلک میں نام ان کا ضمن سند میں آتا ہے۔ اس لئے یہ اعمال جو ان کی کتاب سے
لکھے ہیں داخل دائرہ اجازت ہیں اور جو اعمال کہ قول جمیل سے منقول ہیں ان کی اجازت
مستقل مولوی محمد یعقوب مہاجر مکی سے حاصل ہے اور وہ اعمال جو مرزا مظہر جان جاناں
سے نقل کئے ہیں وہ غالبًا موافق قول جمیل یا موافق بعض احادیث ہیں الا ماشاء اللہ
تعالیٰ اور جو ایک اعمال کتاب خزینۃ الاسرار سے حکایت کئے ہیں ان کی اجازت
مجھ کو نہیں ہے لیکن وہ بھی دائرہ اذن سے باعتبار اخذ کے مشائخ صوفیہ سے خارج
نہیں ہو سکتے اور جس صورت میں کہ تعامل اعمال سنت کا بلا اجازت خاصہ جائز ہے
تو اعمال و عزائم مشائخ کا بھی استعمال کرنا ممکن ہے گو اجازت نہ ہو وہاں اتنی بات
درکار ہے کہ شیخ کا مرتبہ معلوم ہو اور طریقہ پر وہ عزیمت عمل میں لائی جائے ورنہ جب
احتیاط و رعایت آداب کی طرف سے عازم و معمول لہ کے نہیں ہوتی ہے تو پھر عمل کتاب و
سنت کا بھی اثر ظاہر نہیں ہوتا یہ قصور اپنی طرف سے نہ دوسرے کی طرف کا اس رسالے

میں جس قدر اعمال ذکر کئے گئے ہیں غالبًا وہ مجربات ہیں قدماء علماء و مشائخ نے ان کا تجربہ کیا ہے اور بعض کا تجربہ مجھ کو بھی حاصل ہوا ہے اور ایسے اعمال جن کے تجربے کا حاصل معلوم نہیں ہے وہ ایک دفتر میں بھی نہیں آسکتے اس لئے ان کا ذکر ترک کر دیا اسی طرح وہ تعاویذ و تعالیق و اوفاق و عزائم جن کی صورت شرعی موافق ظاہر سنت کے نہیں تھی گو نفس الامر میں جائز العمل و دافع الخلل ہوں ان کو بھی چھوڑ دیا اصح صحیح نفس نفیس و روح الروح کو اس جگہ ضبط کیا ہے میں ان ادعیہ و اعمال کی اجازت خاصہ اپنی اولاد و احفاد کو ذکراناثا دیتا ہوں کہ وہ اوقات حاجات میں ان اعمال کو اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے ضرور عمل میں لایا کریں یا جس کی مسلمان کو طرف ان کی حاجت ہو اس کے لئے یہ عمل کر دیا کریں کہ خیر الناس من ینفع الناس اور ان اعمال کی قدر و میمنت سمجھیں انشاء اللہ تعالیٰ برکات و منافع عجائب ان کو ظاہر ہوں گے۔ بِاللّٰہِ التَّوفِیْقُ وَھُوَ الْمُسْتَعَانُ وَخَیْرُ رَفِیْقٍ وَّ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَخَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

تمت

۷۸۶

وهو الغفور الرحيم

القول الجميل

مع شرح

ہدیہ صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ

شفاء العليل

باہتمام

مولوی محمد اسحاق صدیقی مالک کتبخانہ رحیمیہ دیوبند یوپی طبع ہوئی

فہرست فوائد فصول شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل کہ مشتمل بر یازدہ فصل است

صفحہ	فوائد فصول	صفحہ	فوائد فصول	صفحہ	فوائد فصول
۷	فصل پہلی	۳۶	مراقبۂ فنا	۵۲	کلمات نقشبندیہ
〃	استدلال بیعت	۳۸	برائے کشف وقائع آئندہ	۵۳	بیان ہوش در دم
۱۱	فوائد فصل دوسری کے	〃	طریقہ کشف ارواح	۵۴	بیان نظر بر قدم
〃	سنیت بیعت	〃	برائے حصول امور مشکلہ	۵۵	بیان سفر در وطن
۱۲	حکمت بیعت	〃	برائے انشراح خاطر و دفع بلاہا	۵۶	بیان خلوت در انجمن
۱۴	شرائط مرشد	〃	برائے شفائے مریض وغیرہ	〃	بیان یادکرد
۱۷	شرائط مرید	۳۹	فوائد فصل پانچویں کی	۵۷	بیان بازگشت
〃	اقسام بیعت صوفیہ	〃	اشغال چشتیہ	۵۷	بیان نگاہداشت
۱۸	حکمت تکرار بیعت	۴۱	ذکر جلی و خفی	۵۸	بیان یادداشت
۲۲	فوائد فصل تیسری کی	۴۲	طریقہ پاس انفاس	〃	بیان وقوف زمانی
〃	طریقہ تربیت و تعلیم مرید	〃	طریقہ ربط قلب بالشیخ	〃	بیان وقوف عددی
۲۳	تفصیل گناہ کبیرہ	۴۳	طریقہ مراقبہ چشتیہ	〃	بیان وقوف قلبی
۲۸	تفصیل شعب ایمانیہ	۴۴	شرائط چلہ نشینی	۵۹	تصرفات نقشبندیہ
۲۹	فوائد فصل چوتھی کی	۴۵	کشف قبور و استفاضہ بدان	۶۰	طریقہ تاثیر طالب
〃	اشغال قادریہ	〃	صلوۃ المعکوس	〃	بیان حقیقت ہمت
۳۰	طریقہ ذکر نفی و اثبات	〃	صلوۃ کن فیکون	۶۱	بیان سلب مرض
۳۳	دورہ قادریہ	۴۶	فوائد فصل چھٹی کی	〃	طریقہ توبہ بخشی
	طریقہ پاس انفاس	〃	اشغال نقشبندیہ	〃	طریقہ تصرف قلوب
۳۴	طریقہ مراقبہ	〃	شغل نفی و اثبات	۶۲	طریقہ اطلاع نسبت اہل اللہ
〃	مراقبہ حضور حق تبارک و تعالے	۴۸	طریقہ اثبات مجرد	〃	طریقہ اشراف خواطر
〃	طریق معیت	۴۹	حقیقت مراقبہ بوجہ شمول	〃	طریقہ کشف وقائع آئندہ
〃	مراقبہ قبر آئینہ	〃	طریقہ مراقبہ بسیط	〃	طریقہ دفع بلا

شفاء العلیل

٣

صفحہ	فوائد فصول	صفحہ	فوائد فصول	صفحہ	فوائد فصول
٦٤	اشتغال طریقۂ مجددیہ		سہ سہ آیات برائے دفع سحر و	٨٩	برائے گم شدہ
٦٥	فوائد فصل ساتویں کے	٧٩	محافظت از دزد داں و درندگاں	٩٠	برائے شناختن دزد
″	بیان حقیقت نسبت	٨١	برائے حفظ چیچک	″	برائے بردہ گریختہ
٦٩	بیان توارث نسبت از زماں		نامہائے اصحاب کہف برائے امان	″	برائے حاجت روائی
٧٣	فراسۂ صادقہ	٨١	از غرق و حرق و غارتگری و دزدی	٩١	طریقۂ استخارہ
٧٤	فوائد فصل آٹھویں کے	٨٢	برائے حاجت روائی	٩٢	افسونہائے تپ
″	اعمال مجرب خاندانی حضرت مصنف	″	نماز برائے قضائے حاجات	″	برائے دفع خنازیر سندی کنٹھ مالا
٧٥	برائے کشائش ظاہری و باطنی	٨٤	اعمال برائے آسیب زدہ	٩٣	برائے دفع سحر بادہ
″	برائے درد دندان و سر و ریاح	″	ایضاً عمل آسیب زدہ برائے دفع جن و خناس	″	برائے دفع ضعف جگر
٧٦	برائے رفع حاجت درد	″	برائے عقیمہ	″	برائے دفع صرع
″	غائب و شفائے مریض	٨٥	برائے استقاط جنین	″	فوائد فصل نویں کے
″	برائے گزیدن سگ دیوانہ	″	برائے دروازہ	″	در آداب عالم حقانی کہ در علم
″	برائے دفع فاقہ	٨٦	برائے آنکہ فرزند نرینہ نزاید	″	ظاہری و باطنی کامل باشد
″	بیدار شدن از شب	″	برائے آنکہ فرزندش زندہ بود	١٠٤	فوائد فصل دسویں کے
٧٧	عمل حفظ اطفال	″	برائے فرزند نرینہ	″	در آداب تذکیر و وعظ گوئی
″	برائے امان از ہر آفت	٨٧	اعمال چشم زخم ڈائن	١١١	فوائد فصل گیارھویں کے
٧٨	برائے خوف حاکم	″	نشان سیاہی بر زنخدان اطفال	″	در ذکر سلاسل طریقت مصنف
″	آیات شفا برائے	″	برائے دفع نظر بد	١١٨	سند سلسلۂ قادریہ
	مریض	٨٩	برائے مسح مریض ناامید العلاج	١١٩	سند سلسلۂ چشتیہ

فہرست کتب

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
تفسیر بیان القرآن معہ اضافات جائلم بارہ مطابق مطبوعہ تھانہ بھون طبع رحیمیہ کامل جلد	٦٠/	جلد بد مکمل و مدلل بہشتی زیور کامل گیارہ حصص	٤/	سیرت خاتم الانبیاء اور خدا سیر / شاہنامہ اسلام حفیظ جالندھری کامل اٹھ چار جلد طبع عمدہ رحیمیہ	٣/ ١٢/
		مدلل و مکمل اشاعت اسلام اعلیٰ قسم	٥/	جواہر خمسہ عملیات کی کنجی کامل پانچ حصہ	٣/
تفسیر مرتری پارہ عم اردو گلیز عمدہ	١٨/	تاریخ الاسلام عاشقی	١٢/	قصص الانبیاء کلاں $\frac{20 \times 26}{4}$ گلیز عمدہ طبع رحیمیہ	٦/
فتاویٰ دار العلوم کامل آٹھ جلد طبع رحیمیہ اعلیٰ	٢٠/	سیرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	١/		

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الاولین والاخرین وعلی الہ واصحابہ واولیاء امتہ اجمعین **اما بعد** عاجز بندہ گناہوں سے شرمندہ **خرم علی** عفا اللہ عنہ خدمات اہل دین میں عرض کرتا ہے کہ بعض مخلص احباب نے فرمائش کی کہ کتاب مستطاب **قول الجمیل فی بیان سواء السبیل** تصنیف عالم ربانی مرتاض حقانی عارف باللہ حضرت **شاہ ولی اللہ** محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ اردو میں کرے تا زمانہ اخیر میں کہ روز بروز جہل کی ترقی ہے اہل دین حقیقت حال سے مطلع ہوں اور اصول طریقت اور شرائط اور احکام بیعت سے آگاہ ہو کر افراط و تفریط سے بچیں نہ مطلقاً بیعت کا انکار کریں نہ ہر نااہل سے بیعت کر لیں ہر چند مترجم بسبب کوری باطنی اس کتاب عالی قدر کے ترجمہ کرنے کی کہ ذاکرین حق اور اولیائے طریقت کے اشتغال میں ہے لیاقت نہیں رکھتا لیکن بفحوائے اس حدیث صحیح کے جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بخاری اور مسلم میں ثابت ہے کہ ملائکہ ربانی اہل ذکر کو تلاش کرتے ہیں پھر جب ذاکرین کو پاتے ہیں تو انکو اپنے پروں سے اول آسمان[1] تک چھا لیتے ہیں پھر جب حق تعالیٰ فرشتوں کو سنا یاد کر کے فرماتا ہے کہ میں نے انکو بخشا تو کوئی فرشتہ کہتا ہے کہ ان میں تو فلانا بندہ گنہگار بھی ہے جو انکی راہ پر نہیں کسی کام کو آیا تھا سو وہاں بیٹھ گیا تو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اسکو بھی بخشا وہ ایسے لوگ ہیں جن کے پاس کا بیٹھ جانے والا شقی یعنی بے نصیب نہیں رہتا ترجمہ اس کتاب کو وسیلہ نجات کا سمجھا اور کیوں نہ ہو کہ حدیث مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا فَهُوَ مِنْهُمْ دستنا ویز قوی ہے انشاء اللہ تعالیٰ نظم

[1] یہ مختصر ہے حدیث دراز کا اس کے آگے یوں ہے کہ جب فرشتے جناب باری تعالیٰ میں جاتے ہیں تو پوچھتا ہے ان سے پروردگار عالم حالانکہ وہ بہت جانتا ہے ایسے کیا کہتے ہیں بندے میرے ملائکہ عرض کرتے ہیں کہ ساتھ پاکی اور بزرگی کے یاد کرتے ہیں تجھکو اور تعریف کرتے ہیں تیری یعنی سبحان اللہ واللہ اکبر الحمد للہ کہتے ہیں اور تمجید کرتی ہیں تیری یعنی لا حول پڑھتے ہیں پس فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ کیا دیکھا ہے انھوں نے مجھ کو عرض کرتے ہیں فرشتے کہ قسم ہے خدا کی نہیں دیکھا انھوں نے تجھ کو پس فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کیا حال ہو اگر دیکھیں وہ مجھ کو کہتے ہیں فرشتے اگر دیکھیں وہ تجھ کو تو ہوویں وہ بہت کرنیوالے عبادت تیری اور بہت بیان کریں بزرگی تیری اور بہت کریں تسبیح تیری پھر فرماتا ہے اللہ تعالیٰ پس کیا مانگتے ہیں مجھ سے کہتے ہیں فرشتے کہ مانگتے ہیں تجھ سے بہشت فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کیا دیکھی ہے انھوں نے بہشت عرض کرتے ہیں فرشتے قسم ہے اللہ کی اے رب ہمارے نہیں دیکھی انھوں نے بہشت فرماتا ہے اللہ تعالیٰ پس کیا حال ہو اگر دیکھیں وہ بہشت عرض کرتے ہیں فرشتے اگر دیکھیں وہ اسکو بہت ہوں حریص اسپر حرص کرنیوالے اور بہت طلب کریں اسکو اور بہت کریں اسکی محبت پھر فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں عرض کرتے ہیں فرشتے کہ پناہ مانگتے ہیں وہ دوزخ سے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کیا دیکھا ہے انھوں نے دوزخ کو کہتے ہیں فرشتے قسم ہے اللہ کی اے رب نہیں دیکھا انھوں نے اسکو فرماتا ہے اللہ تعالیٰ پس کیا حال ہو اگر دیکھیں وہ اسکو کہتے ہیں فرشتے اگر دیکھیں وہ اسکو تو بہت ہوں اس سے بھاگنے والے اور بہت اس سے ڈرنیوالے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ پس گواہ کرتا ہوں میں تمکو تحقیق میں نے بخش دیا انکو پس عرض کرتا ہے ایک ان فرشتوں میں سے کہ فلانا شخص انمیں تھا کہ نہیں تھا ذکر کرنیوالوں میں سے سوائے اسکے نہیں کہ آیا تھا کسی کام کیلئے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ هم الجلساء لا یشقی جلیسهم یعنی ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ نہیں بدبخت ہوتا ہمنشین انکا انتہی یہ حدیث مشکوٰۃ کے باب ذکر اللہ عزوجل میں بخاری سے نقل کی ہے ۱۲

سیہ دل تبہ کار گو میں ہوں لیکن	فدائی ہوں اللہ کے عاشقوں کا
یہ امید رکھتا ہوں لطفِ ازل سے	کہ اس دل میں پیر تو پڑے صادقوں کا

اور کیا عجب ہے رحمت بے علت سبب انگیز سے کہ کوئی بندۂ خدا اہل دل اس ترجمے کو دیکھ کر خوش ہو جاوے اور مترجم کے افلاس باطنی پر رحم کرے اور توجہ فرماوے یا بعد موت مترجم کے دعائے مغفرت کرے مصرع وَلِلْاَرْضِ مِنْ كَاسِ الْكِرَامِ نَصِيبٌ[1]؛ بالجملہ کتاب مذکور گیارہ فصل پر مشتمل ہے، فصل پہلی اور دوسری اقسام بیعت اور اس کے احکام اور شرائط میں فصل تیسری سالکین کی تربیت کی ترتیب میں فصل چوتھی مشائخ قادریہ کی اشغال میں فصل پانچویں مشائخ چشتیہ کی اشغال میں فصل چھٹی مشائخ نقشبندیہ کی اشغال میں فصل ساتویں اصل کار اشغال یعنے تحصیل نسبت میں فصل آٹھویں عزائم اور اعمال میں فصل نویں عالم ربانی کی شرائط اور چند نصائح میں فصل دسویں وعظ گوئی اور وعظ کی شرائط اور آداب وغیرہ میں فصل گیارہویں سلاسل طریقت کے اسناد میں

اب معلوم کرنا چاہیے کہ ترجمہ اس کتاب میں محاورہ مقدم رکھا گو اصل کے تراجم الفاظ میں تقدیم اور تاخیر واقع ہوا اسواسطے کہ ترجمہ کرنے سے سہولت فہم مقصود ہے سو ترجمہ تحت اللفظ میں حاصل نہیں اور جو حواشی مصنف قدس سرہٗ اور انکے خلف الرشید علامہ عصر مسند دھر مولانا شاہ عبدالعزیز کے اس کتاب کے تصحیح پائے مزید توضیح اور تکثیر فوائد کے واسطے اُن کا ترجمہ بھی ذیل فوائد میں مندرج کر دیا جہاں کہیں مولانا کا لفظ آوے تو مولانا شاہ عبدالعزیز مراد ہوں گے اور اس کا شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل نام رکھا حق تعالیٰ اس ترجمہ کو اپنے مزید کرم سے مقبول فرما دے اور مترجم اور صاف فرمائش اور مصحح اور ناشر اور سائر اہل دین کو اس کتاب کے برکات سے فائدہ مند کرے آمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ قُلُوْبَ بَنِیْ آدَمَ مُسْتَعِدَّةً لِفَیَضَانِ الْاَنْوَارِ مُتَهَیِّئَةً لِاِیْدَاعِ الْمَعَارِفِ وَالْاَسْرَارِ سب تعریف اللہ کو جس نے بنی آدم کے دلوں کو واسطے فیضان انوار کے مستعد بنایا اور تفویض معارف اور اسرار کے واسطے لائق ٹھہرایا وَبَعَثَ الْاَنْبِیَاءَ الْمُصْطَفِیْنَ الْاَخْیَارَ دَاعِیْنَ وَهَادِیْنَ اِلٰی طُرُقِ اِکْتِسَابِهَا بِالطَّاعَاتِ وَالْاَذْکَارِ اور بھیجا انبیائے برگزیدہ اخیار کو داعی اور ہادی بنا کر کہ معارف اور اسرار الٰہی کی تحصیل کی راہیں بتادیں عبادات اور اذکار سے

[1] یعنی زمین کیلئے بزرگوں کے پیالے سے حصہ ہے کہ شربت وغیرہ پینے کے وقت کچھ پیالے میں سے زمین پر گرا دیتے ہیں نظر کے دفع کے لئے یہ بحسب عرف کے کہا ہے حاصل یہ ہے کہ کیا عجب ہے مجکو بھی اُن کی برکات میں سے کچھ ملجاوے ۱۲

شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ کی تصنیف

ثُمَّ جَعَلَ لَهُمْ وَرَثَةً يَقُوْمُوْنَ بِعِلْمِهِمْ وَرُشْدِهِمْ مِنَ الْعُلَمَاءِ الرَّاسِخِيْنَ الْاَبْرَارِ پھر حق تعالیٰ نے انبیاؑ کے وارث ٹھہرائے یعنی علمائے مضبوط نیک کار جو اُن کے علم اور ارشاد کو بعد زمانہ انبیا کے قرناً بعد قرن قائم رکھیں وَلَا تَزَالُ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ قَائِمِيْنَ عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ مِنَ الْاَشْرَارِ اور ہمیشہ تا قیامت ان میں سے چند لوگ حق پر قائم رہیں گے ان کو ضرر نہ پہونچا سکیں گے جو شریر انکے معاند اور منکر ہوں گے وَجَعَلَهُمْ سُرُجًا يَهْتَدِي النَّاسُ بِهَا فِي ظُلُمَاتِ الطَّبِيْعَةِ اِلٰى قُرْبِ الْجَبَّارِ اور حق تعالیٰ نے وارثین انبیا کو چراغ ہدایت بنایا جن سے طبیعت اور بشریت کی تاریکیوں میں لوگ راہ پاتے ہیں خدا کے قریب کی طرف فَمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ فَقَدْ رَشَدَ وَلَهُ النَّعِيْمُ الْمُقِيْمُ وَالْجَنَّاتُ وَالْاَنْهَارُ سو جس کا دل بیدار ہے اس نے کلام حق کو سنا دھیان کر کے سو وہ تو راہ پا گیا اور اس کے واسطے نعمت دائمی اور جنات اور انہار ہیں وَمَنْ اَعْرَضَ وَتَوَلّٰى فَقَدْ غَوٰى وَهَوٰى وَلَهُ الْجَحِيْمُ وَالْحَمِيْمُ وَمَا لَهٗ مِنْ اَنْصَارٍ اور جس نے اس ہدایت سے روگردانی اور سرکشی کی سو راہ کو بھولا اور نیچے گر پڑا اور اس کے لئے دوزخ اور پانی گرم ہے اور کوئی اس کا مددگار نہیں نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا ہم ستائش کرتے ہیں اللہ کی اور اس سے مدد چاہتے ہیں اور اس سے مغفرت مانگتے ہیں اور اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں اپنے نفسوں کی برائیوں سے اور اپنے اعمال کی بدیوں سے جس کو اللہ نے ہدایت کی اس کا کوئی گمراہ کرنیوالا نہیں اور جس کو اس نے بھٹکایا اس کا کوئی راہ بتانے والا نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے جو اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے پیشوا اور سردار یعنی جناب محمد مصطفےٰ اس کے بندے اور رسول ہیں جنکو اللہ نے بھیجا ساتھ حق کے بشیر[1] اور نذیر کر کے حق تعالیٰ ان پر اپنی عمدہ رحمت نازل کرے اور انکی آل اور اصحاب پر اور برکت دے اور سلام بھیجے سلام بھیجنا اَمَّا بَعْدُ فَيَقُوْلُ الْعَبْدُ الضَّعِيْفُ الْفَقِيْرُ اِلٰى

[1] بشیر خوشخبری دینے والا مومنوں کو ساتھ جنت کے اور نذیر ڈر سنانیوالے کافروں کو ساتھ دوزخ کے ۱۲

رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَرِیْمِ وَلِیُّ اللّٰہِ بْنِ الشَّیْخِ عَبْدِ الرَّحِیْمِ تَغَمَّدَہُمَا اللّٰہُ بِفَضْلِہِ الْجَسِیْمِ وَ جَعَلَ مَآلَہُمَا اِلَی النَّعِیْمِ الْمُقِیْمِ ھٰذِہٖ فُصُوْلٌ مُشْتَمِلَۃٌ عَلٰی اُصُوْلِ الطَّرِیْقَۃِ وَمَا یَتَّصِلُ بِھَا مِمَّا اسْتَفَدْنَاہُ مِنْ مَّشَائِخِنَا النَّقْشَبَنْدِیَّۃِ وَالْجِیْلَانِیَّۃِ وَالْجِشْتِیَّۃِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ وَسَمَّیْتُہَا بِالْقَوْلِ الْجَمِیْلِ فِیْ بَیَانِ سَوَآءِ السَّبِیْلِ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ بعد حمد وصلوٰۃ کے کہتا ہے بندہ ضعیف محتاج اللہ کریم کی رحمت کا ولی اللہ بیٹا شیخ عبد الرحیم کا ان دونوں کو اللہ ڈھانپ لے اپنے فضل بڑے میں اور ان دونوں کا ٹھکانا نعمت دائمی کیطرف ٹھہراوے یہ چند فصلیں مشتمل ہیں قواعد طریقت پر یعنی کلیات درویشی پر اور اسپر جو طریقت سے قریب اور مناسب ہے یعنی دعوات اور اعمال پر جس کو ہم نے اپنے نقشبندی اور قادری اور چشتی پیروں سے حاصل کیا ہے راضی ہو اللہ تعالیٰ اُن سے اور ان فصلوں کا قول الجمیل فی بیان سواء السبیل میں نے نام رکھا اور اللہ مجھ کو کافی ہے اور بہتر کارساز ہے اور نہیں بچاؤ گناہ سے اور نہیں طاقت عبادت پر مگر اللہ کی مدد سے جو بلند قدر ہے بڑائی والا۔

فصل پہلی

اس فصل میں مسنون ہونا بیعت کا مذکور ہے اگرچہ زمانہ رسالت میں بیعت کتنے ہی امور کیواسطے تھی اور اب ایک مقصد میں منحصر ہے[1] اور یہ امر اصل غرض کو مضر نہیں قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا حقتعالیٰ نے فرمایا مقرر جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے ای محمد وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے سو جو عہد شکنی کرتا ہے تو اپنی ذات کی مضرت پر عہد توڑتا ہے اور جس نے پورا کیا اسکو جس پہ اللہ سے عہد کیا تھا سو عنقریب اسکو اجر عظیم عنایت کریگا[2] اسْتَفَاضَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّاسَ کَانُوْا یُبَایِعُوْنَہٗ تَارَۃً عَلَی الْھِجْرَۃِ وَالْجِھَادِ وَتَارَۃً عَلٰی اِقَامَۃِ اَرْکَانِ الْاِسْلَامِ وَتَارَۃً عَلَی الثَّبَاتِ وَالْقَرَارِ فِیْ مَعْرِکَۃِ الْکُفَّارِ وَتَارَۃً عَلَی التَّمَسُّکِ بِالسُّنَّۃِ وَالْاِجْتِنَابِ عَنِ الْبِدْعَۃِ وَالْحِرْصِ عَلَی الطَّاعَاتِ کَمَا صَحَّ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَایَعَ نِسْوَۃً مِّنَ الْاَنْصَارِ عَلٰی اَنْ لَّا یَنُحْنَ اور

[1] کہ وہ جنت ہے اور تعمیلیں اس کی ۱۲ [2] اگر تامل کیجئے تو یہ بیعت بھی کتنے امور کیلئے اجمالاً ہوتی ہے اسلئے کہ مرید کے آگے توبہ کرتا ہوں سے اقرار کرتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ احکام شرع شریف کے بجالاؤں گا پس یہ بھی مشتمل ہوئی کتنے امور پر اسلئے کہ حسب رسم کے بیعت کرنے اور ارادہ و رشد ہونے کا کل ہمیشہ اگر تو وہ البتہ بیفائدہ ہے کہ ایک امر کی اطلاع بھی نہ ہوئی پس حضرت مصنف کی یہی مراد ہے کہ جو پہلے لکھی گئی ۱۲

چشتی نقشبندی اور قادری نسبتوں کا حصول

بیعت صوفیاء کے دلائل

احادیث مشہورہ میں منقول ہوا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ لوگ بیعت کرتے تھے آنحضرت سے کبھی ہجرت اور جہاد پر اور گاہے اقامت ارکان اسلام یعنی صوم صلوٰۃ حج زکوٰۃ پر اور گاہے ثبات اور قرار پر معرکہ کفار میں چنانچہ بیعت الرضوان اور کبھی سنت نبوی کی تمسک پر اور بدعت سے بچنے پر اور عبادات کے حریص اور شائق ہونے پر چنانچہ بروایت صحیح ثابت ہوا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کی انصاریوں کی عورتوں سے نوحہ نہ کرنے پر (۳) وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ اَنَّهُ بَايَعَ نَاسًا مِّنْ فُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ عَلٰی اَنْ لَّا يَسْئَلَ النَّاسُ شَيْئًا فَكَانَ اَحَدُهُمْ يَسْقُطُ سَوْطُهُ فَيَنْزِلُ عَنْ فَرَسِهٖ فَيَاْخُذُهُ وَلَا يَسْئَلُ اَحَدًا اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ آنحضرت نے چند محتاج مہاجرین سے بیعت کی اس پر کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کریں سو ان میں سے کسی شخص کا یہ حال تھا کہ اس کا کوڑا گر جاتا تھا تو اپنے گھوڑے سے اتر کر اس کو اٹھا لیتا تھا اور کسی سے کوڑا اٹھا دینے کا بھی سوال نہ کرتا تھا وَمِمَّا لَا شَكَّ فِيْهِ وَلَا شُبْهَةَ اَنَّهُ اِذَا ثَبَتَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِعْلٌ عَلٰی سَبِيْلِ الْعِبَادَةِ وَالْاِهْتِمَامِ بِشَانِهٖ فَاِنَّهُ لَا يَنْزِلُ عَنْ كَوْنِهٖ سُنَّةً فِي الدِّيْنِ اور جس میں کچھ شک اور شبہ نہیں وہ یہ ہے کہ جب ثابت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی فعل بطریق عبادت اور اہتمام کے نہ برسبیل عادت تو وہ فعل سنت دینی سے کمتر تو نہیں ف اور چونکہ بیعت لینا امور مذکورہ کا بطریق عبادت بکمال اہتمام تھا تو بیعت کے مسنون ہونے میں اب کچھ شک اور شبہ نہیں بَقِيَ اَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ خَلِيْفَةَ اللّٰهِ فِيْ اَرْضِهٖ وَعَالِمًا بِمَا اَنْزَلَ لَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الْقُرْاٰنِ وَالْحِكْمَةِ وَمُعَلِّمًا لِّلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَمُزَكِّيًا لِّلْاُمَّةِ فَمَا فَعَلَهٗ عَلٰی جِهَةِ الْخِلَافَةِ كَانَ سُنَّةً لِّلْخُلَفَاءِ وَمَا فَعَلَهٗ عَلٰی جِهَةِ كَوْنِهٖ مُعَلِّمًا لِّلْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ وَمُزَكِّيًا لِّلْاُمَّةِ كَانَ سُنَّةً لِّلْعُلَمَاءِ الرَّاسِخِيْنَ باقی رہا یہ بیان کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خلیفۃ اللہ تھے اس کی زمین میں اور عالم تھے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر قرآن اور حکمت کو اتارا اور معلم تھے قرآن اور حدیث کی اور امت کے پاک کرنیوالے تھے سو جو فعل کہ آنحضرتؐ نے بنا پر خلافت کے کیا وہ خلفا کے واسطے سنت ہو گیا اور جو فعل کہ بجہت تعلیم کتاب اور حکمت اور تزکیہ امت کے کیا وہ علمائے راسخین کے واسطے سنت ہوا ف علمائے راسخین سے وہ مراد ہیں جو علم ظاہر اور باطن کے جامع ہیں سَمِعْتَ عَنِ الْبَيْعَةِ مِنْ اَيِّ فَنِّهِمْ هِيَ فَضْلٌ فَوْدُهُمْ اَنَّهُمَا

بیعت تصوف میں اکثر اعتراضات کے جوابات

مقصورۃ علی قبول الخلافۃ و ان الذی نعتادہ الصوفیۃ من مبایعۃ المتصوفین لیس بشیء وھذا اظن فاسد لما ذکرنا من ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یبایع تارۃ علی اقامۃ ارکان الاسلام و تارۃ علی التمسک بالسنۃ ھذا صحیح البخاری شاھد علی انہ صلی اللہ علیہ وسلم اشترط علی جریر عند مبایعتہ فقال والنصح لکل مسلم و انہ بایع قوما من الانصار فاشترط ان لا یخافوا فی اللہ لومۃ لائم و یقولوا بالحق حیث کانوا فکان احدھم یجاھر الامراء و الملوک بالرد و الانکار و انہ صلی اللہ علیہ وسلم بایع نسوۃ من الانصار و اشترط الاجتناب عن النوحۃ الی غیر ذلک و کل ذلک من باب التزکیۃ و الامر بالمعروف و النھی عن المنکر تو ہمکو چاہیے کہ بیعت کی گفتگو کریں کہ وہ کون قسم میں سے ہے سو بعضے لوگوں نے یہ گمان کیا ہے کہ بیعت منحصر ہے قبول خلافت اور سلطنت پر اور وہ جو صوفیوں کی عادت ہے باہم اہل تصوف سے بیعت لینے کی وہ شرعاً کچھ نہیں اور یہ گمان فاسد ہے بدلیل اوس کے جو ہم مذکور کر چکے کہ مقرر نبی صلے اللہ علیہ وسلم گاہے بیعت لیتے تھے اقامت ارکان اسلام پر اور گاہے تمسک بالسنۃ پر اور صحیح بخاری گواہی دے رہی ہے اس پر کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جریر رضی اللہ عنہ پر شرط کی ان کی بیعت کے وقت سو فرمایا کہ خیر خواہی لازم ہے ہر مسلمان کے واسطے اور حضرت نے بیعت لی قوم انصار سے سو یہ شرط کرلی کہ نہ ڈریں امر خدا میں کسی ملامت گر کی ملامت سے اور حق ہی بات بولیں جہاں ہیں سو ان میں سے بعضے لوگ امرار اور سلاطین پر کھل کر بلاخوف رد انکار کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی عورتوں سے بیعت کی اور شرط کرلی کہ نوحہ کرنے سے پرہیز کریں ان کے سوائے بہت امور ہیں بیعت ثابت ہے اور وہ سب امور از قسم تذکیہ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ہیں ف تو صاف ثابت ہو گیا کہ بیعت فقط قبول خلافت پر منحصر نہیں فالحق ان البیعۃ علی اقسام منھا بیعۃ الخلافۃ و منھا بیعۃ التمسک بحبل التقوی و منھا بیعۃ الھجرۃ و الجھاد و منھا بیعۃ التوثق فی الجھاد تو حق یہ ہے کہ بیعت چند قسم پر ہے بعضی بیعت خلافت کی اور بعضی بیعت اسلام لانے کی اور بعضی بیعت تقوی کی رسی پکڑنے کی اور بعضی بیعت ہجرت اور جہاد کی اور بعضی بیعت جہاد میں مضبوط رہنے کی و کانت بیعۃ الاسلام متروکۃ فی زمن الخلفاء اما فی زمن الراشدین

مِنْهُمْ فَلِاَنَّ دُخُوْلَ النَّاسِ فِي الْاِسْلَامِ فِيْ اَيَّامِهِمْ كَانَ غَالِبًا بِالْقَهْرِ وَالسَّيْفِ لَا بِالتَّالِيْفِ وَاِظْهَارِ الْبُرْهَانِ وَلَا طَوْعًا وَرَغْبَةً وَاَمَّا فِيْ غَيْرِهِمْ فَلِاَنَّهُمْ كَانُوْا فِي الْاَكْثَرِ ظَلَمَةً فَسَقَةً لَا يَهْتَمُّوْنَ بِاِقَامَةِ السُّنَنِ اور مسلمان ہونے کی بیعت خلفا کے زمانہ میں متروک تھی خلفائے راشدین کے وقت میں بیعت اسلام تو اسواسطے متروک تھی کہ داخل ہونا لوگوں کا اسلام میں ان کے ایام میں اکثر بسبب شوکت اور تلوار کے تھا نہ تالیف قلوب اور اظہار دلیل اسلام پر اور نہ دخول اسلام اپنی خوشی اور رغبت پر تھا اور خلفائے راشدین کے سوا اور خلفا کے وقت میں چنانچہ خلفائے مروانیہ اور عباسیہ کے وقت میں اس واسطے بیعت اسلام متروک تھی کہ ان میں اکثر ظالم اور فاسق تھے اقامت سنن دین میں کوشش بلیغ نہ کرتے تھے وَكَذٰلِكَ بَيْعَةُ التَّمَسُّكِ بِحَبْلِ التَّقْوٰى كَانَتْ مَتْرُوْكَةً اَمَّا فِيْ زَمَانِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ فَلِكَثْرَةِ الصَّحَابَةِ الَّذِيْنَ اسْتَنَارُوْا بِصُحْبَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَاَدَّبُوْا فِيْ حَضْرَتِهِ فَكَانُوْا لَا يَحْتَاجُوْنَ اِلٰى بَيْعَةِ الْخُلَفَاءِ وَاَمَّا فِيْ زَمَنِ غَيْرِهِمْ فَخَوْفًا مِنِ افْتِرَاقِ الْكَلِمَةِ وَاَنْ يُظَنَّ بِهِمْ مُبَايَعَةُ الْخِلَافَةِ فَتَهِيْجُ الْفِتَنُ وَكَانَتِ الصُّوْفِيَّةُ يَوْمَئِذٍ يُقِيْمُوْنَ الْخِرْقَةَ مَقَامَ الْبَيْعَةِ ثُمَّ لَمَّا انْدَرَسَ هٰذَا الرَّسْمُ فِي الْخُلَفَاءِ انْتَهَزَ الصُّوْفِيَّةُ الْفُرْصَةَ وَتَمَسَّكُوْا بِسُنَّةِ الْبَيْعَةِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور اسی طرح تقویٰ کی رسی تھامنے کی بیعت مابین خلفا بیں متروک ہوگئی تھی خلفائے راشدین کے زمانہ میں تو بسبب کثرت اصحاب کے متروک تھی جو نورانی ہو چکی تھی بسبب صحبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مؤدب ہوگئی تھی آپ کے حضور میں تو ان کو کچھ حاجت نہ تھی خلفا کے بیعت کی تصفیہ باطن کے واسطے اور خلفا کے سوا اور زمانہ میں بسبب خوف پھوٹ پڑنے کے اور اس خوف سے کہ بیعت کرنے والوں کی ساتھ بیعت خلافت کا گمان کیا جاوے تو فساد اٹھے بیعت مذکورہ متروک تھی اور اس وقت میں اہل تصوف خرقہ دینی کو قائم مقام بیعت کے کرتے تھے پھر بعد مدت یہ رسم بیعت کی ملوک اور سلاطین میں معدوم ہوگئی تو حضرات صوفیہ نے فرصت کو غنیمت جان کر سنت بیعت پر چنگل مارا واللہ اعلم **ف** مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ نے فرمایا تو حضرات صوفیہ بعد اندراس رسم بیعت کے جاری کرنے سے مصداق اس حدیث مرفوع کے ہوئے کہ جو سنت مردہ کو جلاوے تو

اس کو اس کا اجر ملے گا اور ان لوگوں کا اجر اس کو ملے گا جو اس سنت پر چلیں۔
فصل ۲ اس فصل میں سُنّیتِ بیعت اور اس کی غایت اور منفعت اور اس کی شرائط وغیرہ کا بیان ہے وَلَعَلَّكَ تَقُوْلُ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْبَيْعَةِ مَا هِيَ وَاجِبَةٌ اَمْ سُنَّةٌ ثُمَّ مَا الْحِكْمَةُ فِيْ شَرْعِهَا ثُمَّ مَا شَرْطُ مَنْ يَاخُذُ الْبَيْعَةَ ثُمَّ مَا شَرْطُ الْمُبَايِعِ ثُمَّ مَا وَفَاءُ الْمُبَايِعِ وَمَا نَكْثُهُ ثُمَّ هَلْ يَجُوْزُ تَكْرَارُ الْبَيْعَةِ مِنْ عَالِمٍ وَاحِدٍ اَوْ عُلَمَاءَ كَثِيْرِيْنَ ثُمَّ مَا اللَّفْظُ الْمَاثُوْرُ عِنْدَ الْبَيْعَةِ اور شاید کہ اے مخاطب تو کہے گا کہ مجکو بیعت کا حکم بتلا ئیے کہ کیا ہے واجب ہے یا سنت پھر بیعت کی مشروع ہونے میں حکمت کیا ہے پھر بیعت لینے والے کی شرط کیا ہے پھر بیعت کرنے والے کی شرط کیا ہے پھر بیعت کرنے والے میں ایفائے بیعت کس کو کہتے ہیں اور عہد شکنی کیا ہے پھر کیا جائز ہے مکرر کرنا بیعت کا ایک عالم یا علمائے کثیر سے یا جائز نہیں پھر کون الفاظ منقول ہیں سلف سے بیعت کے وقت فَاَقُوْلُ اَمَّا الْمَسْئَلَةُ الْاُوْلٰى فَاعْلَمُوْا اَنَّ الْبَيْعَةَ سُنَّةٌ وَلَيْسَتْ بِوَاجِبَةٍ لِاَنَّ النَّاسَ بَايَعُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَرَّبُوْا بِهَا اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَمْ يَدُلَّ دَلِيْلٌ عَلٰى تَاثِيْمِ تَارِكِهَا وَلَمْ يُنْكِرْ اَحَدٌ مِنَ الْاَئِمَّةِ عَلٰى تَارِكِهَا فَكَانَ اِجْمَاعًا عَلٰى اَنَّهَا لَيْسَتْ بِوَاجِبَةٍ سو میں کہتا ہوں ساتوں سوالات کے جواب مفصلاً پہلے سوال کے جواب کو تو یوں سمجھئے کہ بیعت سنت ہے واجب نہیں اس واسطے کہ اصحاب رض نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور اس کے سبب سے حق تعالیٰ کی نزدیکی چاہی اور کسی دلیل شرعی نے تارک بیعت کے گنہگار ہونے پر دلالت نہ کی اور ائمہ دین نے تارک بیعت پر انکار نہ کی تو یہ عدم انکار گویا اجماع ہوگیا اس پر کہ وہ واجب نہیں ف اور اگر بیعت تقوی کی واجب ہوتی تو بالضرور اس کے تارک پر انکار وارد ہوتے تو معلوم ہوگیا کہ بیعت سنت ہے اسواسطے کہ حقیقت سنت یہی ہے کہ فعل مسنون بلا دلیل وجوب تقرب الی اللہ کا موجب ہو۔ اَمَّا الْمَسْئَلَةُ الثَّانِيَةُ فَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَجْرٰى سُنَّتَهٗ اَنْ يَّضْبِطَ الْاُمُوْرَ الْخَفِيَّةَ الْمُضْمَرَةَ فِي النُّفُوْسِ بِاَفْعَالٍ وَاَقْوَالٍ ظَاهِرَةٍ وَلَمْ يُنَصِّبْهَا مَقَامَهَا كَمَا اَنَّ التَّصْدِيْقَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ خَفِيٌّ فَاُقِيْمَ الْاِقْرَارُ مَقَامَهٗ وَاَنَّ رِضَى الْمُتَعَاقِدَيْنِ بِبَدْلِ الثَّمَنِ وَالْمَبِيْعِ اَمْرٌ خَفِيٌّ مُضْمَرٌ فَاُقِيْمَ الْاِيْجَابُ وَالْقَبُوْلُ مَقَامَهٗ اور سوال ثانی کا جواب یوں معلوم کر کہ سنت اللہ یوں

بیعت کی مشروعیت میں حکمت

جاری ہے کہ امور خفیہ جو نفوس میں پوشیدہ ہیں ان کا ضبط افعال اور اقوال ظاہری سے ہوا اور افعال اور اقوال قائم مقام ہوں امور قلبیہ کے چنانچہ تصدیق اللہ اور اس کے رسول اور قیامت کی امر مخفی ہے تو اقرار ایمان کا بجائے تصدیق قلبی کے قائم مقام کیا گیا اور چنانچہ رضامندی بائع اور مشتری کی قیمت اور مبیع کے دینے میں امر مخفی پوشیدہ ہے تو ایجاب[۲] اور قبول کو قائم مقام رضائے مخفی کے کر دیا فَکَذٰلِكَ التَّوْبَةُ وَالعَزِيمَةُ عَلٰى تَرْكِ الْمَعَاصِي وَالتَّمَسُّكُ بِحَبْلِ التَّقْوٰى خَفِيٌّ مُضْمَرٌ فَاُقِيمَتِ الْبَيْعَةُ مَقَامَهَا سو اسی طرح توبہ اور عزم کرنا ترک معاصی کا اور تقویٰ کی رسی کو مضبوط پکڑنا امر مخفی اور پوشیدہ ہے تو بیعت کو اس کی قائم مقام کر دیا وَاَمَّا الْمَسْئَلَةُ الثَّالِثَةُ فَشَرْطُ مَنْ يَاْخُذُ الْبَيْعَةَ اُمُوْرٌ اَحَدُهَا عِلْمُ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَلَمْ يُرِدِ الْمَرْتَبَةَ الْقُصْوٰى بَلْ يَكْفِيْ مِنْ عِلْمِ الْكِتَابِ اَنْ يَكُوْنَ قَدْ ضَبَطَ تَفْسِيْرَ الْمَدَارِكِ اَوِ الْجَلَالَيْنِ اَوْ غَيْرِهِمَا وَحَقَّقَهٗ عَلٰى عَالِمٍ وَعَرَفَ مَعَانِيَهٗ وَتَفْسِيْرَ الْغَرِيْبِ وَاَسْبَابَ النُّزُوْلِ وَالْاِعْرَابِ وَالْقَصَصِ وَمَا يَتَّصِلُ بِذٰلِكَ اور مسئلہ ثالث کا جواب یہ ہے کہ بیعت لینے والے میں یعنی پیر اور مرشد میں چند امور شرط ہیں شرط اول علم قرآن اور حدیث کا اور میری یہ مراد نہیں کہ پلے سرے کا مرتبہ علم کا مشروط ہے بلکہ قرآن میں اتنا علم ہونا کافی ہے کہ تفسیر مدارک یا جلالین کو یا سوا ان کے مانند تفسیر وسیط یا وجیز واحدی کے محفوظ کر چکا ہو اور کسی عالم سے اس کو تحقیق کر لیا ہو اور اس کے معانی اور ترجمہ لغات مشکل کو اور شان نزول اور اعراب قرآنی اور قصص اور جو اس کے قریب ہے اسکو جان چکا ہو ف یعنی دو مختلف چیزوں میں تطبیق دینا اور معرفت ناسخ اور منسوخ اور احکام مستنبط قرآنی وَمِنَ السُّنَّةِ اَنْ يَكُوْنَ قَدْ ضَبَطَ وَحَقَّقَ مِثْلَ كِتَابِ الْمَصَابِيْحِ وَعَرَفَ مَعَانِيَهٗ وَشَرْحَ غَرِيْبِهٖ وَاِعْرَابَ مُشْكِلِهٖ وَتَاْوِيْلَ مُعْضَلِهٖ عَلٰى رَاْيِ الْفُقَهَاءِ اور حدیث کا علم اتنا کافی ہے کہ ضبط اور تحقیق کر چکا ہو مانند کتاب مصابیح یا مشارق کے اور اس کے معانی دریافت کر چکا ہو اور اس کی شرح غریب یعنی لغات مشکلہ کا ترجمہ اور اعراب مشکل اور تاویل معضل کے برابر رائے فقہائے دین کی معلوم

ف۱ اور اسی اقرار پر احکام ایمان کے دائر ہو گئی چنانچہ حفظ جان اور مال اور وجوب نصرت مؤمن
ف۲ اور اسی ایجاب اور قبول پر احکام بیع کے دائر ہوئے یعنی قیمت اور مبیع میں تصرف کرنا اور ہبہ اور وراثت وغیر ذالک ۱۲
ف۳ اور اسی پر احکام دائر ہوئے یعنی وجوب ایفائے عہد شکنی وغیر ذالک ۱۲

احکام دائر ہوئے یعنی وجوب ایفائے عہد اور حرمت عہد شکنی وغیر ذالک ۱۲ ۔

کرچکا ہوں ف مُشکل اور مُعضَل میں فرق یہ ہے مشکل اس دشوار لفظ کو کہتے ہیں جو باعتبار
لفظ اور ترکیب نحوی کے صعب ہو اور معضل وہ ہے جس کے معنے مشتبہ ہوں اور ایک
معنے کی تعیین نہ ہو سکے یا دوسری حدیث اس کے معارض اور مخالف ہو فرمایا ابن
مصنف یعنی مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی نے کہ اسیطرح میں نے مصنف قدس سرہ سے
سنا مترجم کہتا ہے مصنف نے لفظ محتمل المعنے اور احادیث متعارضہ میں اتباع مذاہب
فقہاء کے اس واسطے تصریح کی کہ چاروں اماموں کی مخالفت میں ضلالت صریح ہے
یعنی اس نے ترک اجماع کیا وَلَا یُکَلَّفُ بِحِفْظِ الْقُرْاٰنِ وَلَا لِفَحْصٍ عَنْ حَالِ الْاَسَانِیْدِ
اَلَا تَرٰی اَنَّ التَّابِعِیْنَ وَاَتْبَاعَهُمْ کَانُوْا یَاْخُذُوْنَ بِالْمُنْقَطِعِ وَالْمُرْسَلِ اِنَّمَا الْمَقْصُوْدُ
حُصُوْلُ الظَّنِّ بِبُلُوْغِ الْخَبَرِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اور بیعت لینے والا مکلف
نہیں علم قرآن میں اختلافات قرات کے یاد رکھنے کا اور نہ علم حدیث میں حال اسانید کے
تجسس کا کیا تو نہیں جانتا تاکہ تابعین اور تبع تابعین حدیث منقطع اور مرسل کو لیتے تھے
مقصود تو حصول ظن ہے ساتھ پہنچ جانے حدیث کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سو اتنی
بات تو کتب معتمدہ حدیث میں تفحص رواۃ پر منحصر نہیں اگرچہ تحقیق فن حدیث میں بدون
علم رجال کے حاصل نہیں ف منقطع وہ حدیث ہے جس کا راوی اول سند میں
مذکور نہو اور مرسل وہ ہے جو آخر سند میں راوی مذکور نہ ہو چنانچہ تابعی حدیث کو
بدون ذکر صحابی کے مذکور کرے چونکہ تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ مشہور بالخیر تھا
اور وسائط سند قلیل ہوتے تھے تو انقطاع سے بھی حصول ظن بلوغ خبر متصور تھا بخلاف
غیر تابعین اور تبع تابعین کے کہ ان کو یہ دولت قربیہ خداداد کہاں سے حاصل خلاصہ
یہ ہے کہ پیری مریدی کے واسطے اتنا علم بھی قرآن اور حدیث کا کافی ہے لیکن عمل
بالحدیث اور استنباط احکام کے واسطے تو بہت سا کچھ درکار ہے وَلَا بِعِلْمِ الْاُصُوْلِ
وَالْکَلَامِ وَجُزْئِیَّاتِ الْفِقْهِ وَالْفَتَاوٰی اور بیعت لینے والا علم اصول فقہ اور اصول حدیث
اور جزئیات فقہ اور احکام حوادث کے یاد رکھنے کا مکلف نہیں ف مولانا عبدالعزیز
قدس سرہ نے حاشیہ میں فرمایا کہ جزئیات فقہ سے مقابل کلیات مراد نہیں بلکہ صور
مفروضہ مراد ہیں جن کی طرف کمتر حاجت ہوتی ہے مترجم کہتا ہے تو اس تقریر سے
معلوم ہوا کہ جزئیات فقہ جو کثیر الوجود اور کثیر الحاجت ہیں ان کا حفظ مشروط ہے وَاِنَّمَا

شَرَطْنَا الْعِلْمَ لِأَنَّ الْغَرَضَ مِنَ الْبَيْعَةِ أَمْرُهُ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيُهُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَإِرْشَادُهُ إِلَى تَحْصِيلِ السَّكِينَةِ الْبَاطِنَةِ وَإِزَالَةِ الرَّذَائِلِ وَاكْتِسَابِ الْحَمَائِلِ ثُمَّ امْتِثَالِ الْمُسْتَرْشِدِ بِهِ فِي كُلِّ ذَالِكَ فَمَنْ لَمْ يَكُنْ عَالِمًا كَيْفَ يَتَصَوَّرُ مِنْهُ هٰذَا اور عالم ہونا مرشد کا ہم نے فقط اتنے واسطے شرط کیا ہے کہ غرض بیعت سے مرید کو امر کرنا ہے مشروعات کا اور روکنا اس کو خلاف شرع سے اور اس کی رہنمائی طرف تسکین باطنی کے اور دور کرنا بدخوؤں کا اور حاصل کرنا اوصاف حمیدہ کا پھر مرید کا عمل میں لانا اس کو جمیع امور مذکورہ میں سو جو شخص کہ عالم اور واقف ان امور سے نہو گا اس سے یہ کیونکر متصور ہو گا ف مترجم کہتا ہے سبحان اللہ کیا معاملہ بالعکس ہو گیا ہے فقراء جہال کو اس وقت میں یہ خبط سمایا ہے کہ پیری مریدی میں علم کا ہونا کچھ ضرور نہیں بلکہ علم درویشی کو مضر ہے اس واسطے کہ شریعت کچھ اور ہے اور طریقت کچھ اور حالانکہ صوفیان قدیم کی کتب اور ملفوظات میں مثل قوت القلوب اور عوارف اور احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت اور فتوح الغیب اور غنیۃ الطالبین تصنیف حضرت عبدالقادر جیلانی میں صاف مصرح ہے کہ علم شریعت شرط ہے طریقت اور تصوف کی یہ بھی جہالت کی شامت ہے کہ جن مرشدوں کا نام صبح شام مثل قرآن اور درود کے ذکر کیا کرتے ہیں ان کے کلام سے بھی غافل ہیں کہ وہ کیا فرما گئے ہیں وَقَدِ اتَّفَقَ كَلِمَةُ الْمَشَائِخِ عَلَى أَنْ لَا يَتَكَلَّمَ عَلَى النَّاسِ إِلَّا مَنْ كَتَبَ الْحَدِيثَ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ اور متفق ہے مشائخ کا قول اس پر کہ وعظ نہ کرے لوگوں کو مگر وہ شخص جس نے لکھا ہو حدیث کو یعنی روایت کی ہو اسناد سے اور جس نے قرآن کو پڑھا ہو اَللّٰهُمَّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ صَحِبَ الْعُلَمَاءَ الْأَتْقِيَاءَ دَهْرًا طَوِيلًا وَتَأَدَّبَ عَلَيْهِمْ وَكَانَ مُتَفَحِّصًا عَنِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ فَعَسَى أَنْ يَكْفِيَهُ ذَالِكَ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بار خدایا مگر یہ کہ ایسا مرد ہو جس نے متقی علماء کی بہت مدت تک صحبت کی ہو اور ان سے ادب سیکھا ہو اور حلال اور حرام کا متفحص ہو اور کثیر الوقوف ہو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے نزدیک یعنی قرآن اور حدیث سنکر ڈر جاتا ہو اور اپنے افعال اور اقوال اور حالات کو کتاب اور سنت کے موافق کر لیتا ہو تو امید ہے کہ اس قدر علم بھی اس کو کفایت کرے در صورت عدم علم اللہ اعلم وَالشَّرْطُ الثَّانِي الْعَدَالَةُ وَالتَّقْوٰى

بعض کتابیں (۲) شرط

فَیَجِبُ اَنْ یَکُوْنَ مُجْتَنِبًا عَنِ الْکَبَائِرِ غَیْرَ مُصِرٍّ عَلَی الصَّغَائِرِ اور بیعت لینے کی دوسری شرط
عدالت اور تقویٰ ہے تو واجب ہے کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز رکھتا ہو اور صغیرہ گناہوں
پر اڑنہ جاتا ہو ف مولانا عبد العزیزؒ نے حاشیہ میں فرمایا کہ تقوی مرشد کا اس واسطے
مشروط ہوا کہ بیعت مشروع ہوئی ہے واسطے صفائی باطن کے اور انسان مجبول ہے
اپنے بنی نوع کی اقتدائے افعال پر اور صفائی باطن میں فقط قول بدون عمل کے کفایت
نہیں کرتا سو جو مرشد کہ اعمال خیر سے متصف نہ ہو فقط زبانی تقریروں پر کفایت کرتا ہو
وہ شخص حکمت بیعت کا برہم زن ہے وَالشَّرْطُ الثَّالِثُ اَنْ یَکُوْنَ زَاهِدًا فِی الدُّنْیَا
رَاغِبًا فِی الْاٰخِرَةِ مُوَاظِبًا عَلَی الطَّاعَاتِ الْمُؤَکَّدَةِ وَالْاَذْکَارِ الْمَاْثُوْرَةِ الْمَذْکُوْرَةِ
فِی صِحَاحِ الْاَحَادِیْثِ مُوَاظِبًا عَلٰی تَعَلُّقِ الْقَلْبِ بِاللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَکَانَ یَادْدَاشْتُهٗ
مَلَکَةً رَاسِخَةً اور تیسری شرط بیعت لینے کی یہ ہے کہ دنیا کا تارک ہو اور آخرت کا
راغب ہو محافظ ہو طاعات مؤکدہ اور اذکار منقولہ کا جو صحیح حدیثوں میں مذکور ہیں
مدام تعلق دل کا اللہ پاک سے رکھتا ہو اور یادداشت کی مشق کامل اس کو حاصل
ہو مترجم کہتا ہے یادداشت کی آگے مذکور ہوگی وَالشَّرْطُ الرَّابِعُ اَنْ یَکُوْنَ اٰمِرًا بِالْمَعْرُوْفِ
نَاهِیًا عَنِ الْمُنْکَرِ مُسْتَبِدًّا بِرَاْیِهٖ لَا اِمَّعَةً لَیْسَ لَهٗ رَاْیٌ وَلَا ذَا مُرُوْءَةٍ وَعَقْلٍ
تَامٍّ لِیُعْتَمَدَ عَلَیْهِ فِیْ کُلِّ مَا یَاْمُرُ بِهٖ وَیَنْهٰی عَنْهُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ
الشُّهَدَآءِ فَمَا ظَنُّكَ لِصَاحِبِ الْبَیْعَةِ اور چوتھی شرط یہ ہے کہ بیعت لینے والا امر کرتا ہو
مشروع کا اور خلاف شرع سے روکتا جو مستقل ہو اپنی رائے پر نہ کہ مرد ہر جائی ہر دم خیالی
جس کو نہ رائے ہو نہ امر ذی مروۃ اور صاحب عقل کامل ہو تا اس اعتماد کیا جاوے
اس کے بنانے اور روکنے فعل پر حق تعالیٰ نے فرمایا کہ گواہی اُن کی قبول ہے
جن گواہوں کو تم پسند کرو سو کیا تیرا گمان ہے صاحب بیعت کے ساتھ یعنی جب
شاہدوں میں عدالت شرط ہوئی تو بیعت لینے والے مرشد میں بطریق اولے
عدالت اور تقویٰ شرط ہوگا ف مولانا نے فرمایا یہ مراد نہیں کہ امر بالمعروف اور
مستقل الرائے وغیرہ ہونا قبول شہادت کی شرط ہے تا اعتراض وارد ہو کہ یہ امور
شہادت میں شرط نہیں تو چاہیئے کہ صاحب بیعت میں بھی شرط نہ ہوں بلکہ حاصل
استدلال آیت قرآنی کا یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے قبول شہادت کو اہل اسلام کی رضا

بیعت لینے کی (۳) تیسری شرط

(۴) چوتھی شرط

اور اختیار پر مفوض کیا اور چونکہ رضا امر مخفی ہے لہٰذا اس کی تعیین علامات ظاہرہ سے ہوئی مثل اجتناب عن الکبائر وغیرہ تو اخذ بیعت کی بھی تفویض اہل اسلام کے رضا پر ہو کر تعیین اس کی علامات ظاہرہ مذکورہ سے ہوگی تو امور مذکورہ کا مشروط ہونا مرشدین طریق اولیٰ ہوگا وَالشَّرْطُ الْخَامِسُ اَنْ يَكُوْنَ صَحِبَ الْمَشَائِخَ وَتَأَدَّبَ بِهِمْ دَاهْرًا طَوِيْلًا وَاَخَذَ مِنْهُمُ النُّوْرَ الْبَاطِنَ وَالسَّكِيْنَةَ وَهٰذَا لِاَنَّ سُنَّةَ اللّٰهِ جَرَتْ بِاَنَّ الرَّجُلَ لَا يُفْلِحُ اِلَّا اِذَا رَأَى الْمُفْلِحِيْنَ كَمَا اَنَّ الرَّجُلَ لَا يَتَعَلَّمُ اِلَّا بِصُحْبَةِ الْعُلَمَاءِ وَعَلٰى هٰذَا الْقِيَاسِ غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الصِّنَاعَاتِ اور پانچویں شرط یہ ہے کہ بیعت لینے والا مرشدان کامل کی صحبت میں رہا ہو اور ان سے ادب سیکھا ہو زمانہ دراز اور ان سے باطن کا نور اور اطمینان کیا ہو اور یہ یعنی صحبت کاملین اس واسطے مشروط ہوئی کہ عادت الٰہی یوں جاری ہوئی ہے کہ مراد نہیں ملتی جب تک مراد پانے والوں کو نہ دیکھے جیسے انسان کو علم نہیں حاصل ہوتا مگر علماء کی صحبت سے اور اسی قیاس پر ہیں اور پیشے یعنی جیسے آہنگری بدون صحبت آہنگر یا نجاری بدون صحبت نجار کے نہیں آتی ف مولانا نے ارشاد کیا کہ جریان سنت اللہ کا بھید یہ ہے کہ انسان اس نہج پر مخلوق ہوا ہے کہ یہ اپنے کمالات کو حاصل نہیں کر سکتا بدون اپنی ابنائے جنس کی مشارکت اور معاونت کے بخلاف اور حیوانات کی کہ اُن کے کمالات پیدائشی ہیں اور کیسے نہایت کمتر ہیں چنانچہ بیتر نا جیوانات میں پیدائشی کمال ہے اور انسان کو بدون سیکھے نہیں آتا وَلَا يُشْتَرَطُ فِيْ ذٰلِكَ ظُهُوْرُ الْكَرَامَاتِ وَالْخَوَارِقِ وَلَا تَرْكُ الْاِكْتِسَابِ لِاَنَّ الْاَوَّلَ ثَمَرَةُ الْمُجَاهَدَاتِ لَا شَرْطُ الْكَمَالِ وَالثَّانِيْ مُخَالِفٌ لِلشَّرْعِ وَلَا تَغْتَرَّ بِمَا فَعَلَهُ الْمَغْلُوْبُوْنَ فِيْ اَحْوَالِهِمْ اِنَّمَا الْمَأْثُوْرُ الْقَنَاعَةُ بِالْقَلِيْلِ وَالْوَرَعُ مِنَ الشُّبُهَاتِ اور شرط نہیں اس میں یعنی بیعت لینے میں ظہور کرامات اور خوارق عادات کا اور نہ ترک پیشہ در یکا اس واسطے کہ ظہور کرامات اور خوارق عادات ثمرہ ہے اور مجاہدات اور ریاضت کشی کا نہ شرط کمال کے اور ترک اکتساب مخالف شرع ہے اور دھوکہ نہ کھائیو اس سے جو درویش مغلوب الاحوال کرتے ہیں یعنی جو صاحب حال بسبب غلبہ اپنے حال کے کسب حلال کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں اُن کے فعل کو دلیل نہ پکڑنا ترک کسب پر منقول تو یہی ہے کہ تھوڑے پر قناعت کرنا اور شبہات سے پرہیز کرنا یعنی مال مشتبہ اور پیشہ مکروہ اور مشتبہ سے بچنا ضرور ہے ف مولانا نے

فرمایا اور یہی شرط ارشاد نہیں کہ کمال ترہّب اختیار کرے یعنی عبادات شاقہ کا اپنے اوپر لازم کرنا چنانچہ صوم دہر اور تمام رات جاگنا اور گوشہ گیری نساء سے کرنا اور طعام لذیذ کا نہ کھانا اور جنگل یا پہاڑوں پر رہنا چنانچہ ہمارے وقت کے عوام اس کو شرط کمال کی جانتے ہیں اس واسطے کہ یہ امور تشدد فی الدین اور تشدید علی النفس میں داخل ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سخت نہ پکڑو اپنی جانوں کو تو اللہ تمکو سخت پکڑے گا اور فرمایا کہ رہبانیت اسلام میں جائز نہیں وَاَمَّا الْمَسْئَلَۃُ الرَّابِعَۃُ فَاعْلَمْ اِنَّہٗ یَجِبُ اَنْ یَّکُوْنَ الْمُبَایِعُ بَالِغًا عَاقِلًا رَاغِبًا وَ قَدْ جَاءَ فِی الْحَدِیْثِ اَنَّہٗ عُرِضَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَبِیٌّ لِیُبَایِعَہٗ فَمَسَحَ عَلٰی رَاْسِہٖ وَدَعَا لَہٗ بِالْبَرَکَۃِ وَلَمْ یُبَایِعْہٗ اور سوال رابع کا جواب یوں جان کہ واجب ہے یہ کہ بیعت کرنے والا جوان ہوشیار رغبت والا ہو اور مقرر حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک لڑکا کیا گیا تا آپ سے بیعت کرے تو حضرت نے اوس کا سر سہلایا اور اوس کے واسطے برکت کی دعا کی اور بیعت نہ لی **ف** مولانا نے فرمایا بالغ اور عاقل ہونا بیعت کے واسطے اس واسطے مشروط ہے کہ نابالغ اور مجنون خود ایمان کا مکلف نہیں تو تقوی اور اجتہاد فی الطاعات کا اوس کے حق میں مذکور ہے وَمِنَ الْمَشَائِخِ مَنْ یُجَوِّزُ بَیْعَۃَ الصِّغَارِ تَبَرُّکًا وَتَفَؤُّلًا وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور بعضے مشائخ لڑکوں کی بیعت کو جائز رکھتے ہیں بنا برکت اور نیک فالی کے واللہ اعلم **ف** مولانا نے فرمایا کہ شاید تجویز بدلیل ہیں صحیح مسلم کی حدیث کے ہے کہ حضرت زبیر اپنی بیٹے عبد اللہ کو بیعت کے واسطے لائے اور وہ سات یا آٹھ برس کے تھے سو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اون کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر مسکرائے پھر اون سے بیعت لی وَاَمَّا الْمَسْئَلَۃُ الْخَامِسَۃُ فَاعْلَمْ اَنَّ الْبَیْعَۃَ الْمُتَوَارِثَۃَ بَیْنَ الصُّوْفِیَّۃِ عَلٰی وُجُوْہٍ اَحَدُھَا بَیْعَۃُ التَّوْبَۃِ مِنَ الْمَعَاصِیْ وَالثَّانِیْ بَیْعَۃُ التَّبَرُّکِ فِیْ سِلْسِلَۃِ الصَّالِحِیْنَ بِمَنْزِلَۃِ سِلْسِلَۃِ اَسَانِیْدِ الْحَدِیْثِ فَاِنَّ فِیْھَا بَرَکَۃً وَالثَّالِثُ بَیْعَۃُ تَاکِیْدِ الْعَزِیْمَۃِ عَلَی التَّجَرُّدِ لِاَمْرِ اللّٰہِ وَتَرْکِ مَا نُھِیَ عَنْہُ ظَاھِرًا وَّ بَاطِنًا وَتَعْلِیْقِ الْقَلْبِ بِاللّٰہِ تَعَالٰی وَھُوَ الْاَصْلُ اور سوال خامس کا جواب یوں جان کہ جو بیعت کہ صوفیوں میں متوارث ہے وہ کئی طریق پر ہے پہلا طریقہ بیعت توبہ ہے معاصی سے اور دوسرے طریقہ پر بیعت تبرک ہے یعنی بقصد برکت صالحین کے سلسلہ میں داخل ہونا بمنزلہ

سلسلہ اسناد حدیث ہے کہ اس میں البتہ برکت ہے اور تیسرا طریقہ بیعت تاکد عزیمت یعنی عزم مصمم کرنا واسطے خلوص امر الٰہی اور ترک مناہی کے ظاہر اور باطن سے اور تعلیق دل کی اللہ جل شانہ سے اور یہی تیسرا طریقہ اصل ہے وَاَمَّا الْاَوَّلَانِ فَالْوَفَاءُ بِالْبَيْعَةِ فِيهِمَا تَرْكُ الْكَبَائِرِ وَعَدَمُ الْاِصْرَارِ عَلَى الصَّغَائِرِ وَالتَّمَسُّكُ بِالطَّاعَاتِ الْمَذْكُورَةِ مِنَ الْوَاجِبَاتِ وَالسُّنَنِ الرَّوَاتِبِ وَالنَّكْثُ بِالْاِخْلَالِ فِيمَا ذُكِرَ اور پہلے دونوں قسم کے طریقوں میں بیعت کا پورا کرنا عبارت ہے ترک کبائر سے اور نہ اڑجانا صغائر پر اور طاعات مذکورہ پر چنگل مارنا از قسم واجبات اور مؤکدہ سنتوں کی اور عہد شکنی عبارت ہے خلل ڈالنے سے اس میں جن کو ہم نے مذکور کیا یعنی ارتکاب کبائر اور اصرار علی الصغائر اور طاعات پر مستعد نہ ہونا بیعت شکنی ہے۔ وَاَمَّا الثَّالِثُ فَالْوَفَاءُ الْبَقَاءُ عَلَى هٰذِهِ الْهِجْرَةِ وَالْمُجَاهَدَةِ حَتّٰى يَكُونَ مُتَنَوِّرًا بِنُورِ السَّكِينَةِ وَيَصِيرَ ذٰلِكَ دَيْدَنًا لَهُ وَخُلُقًا وَجِبِلَّةً فَعِنْدَ ذٰلِكَ قَدْ يُرَخَّصُ فِيمَا اَبَاحَهُ الشَّرْعُ مِنَ اللَّذَّاتِ وَالْاِشْتِغَالِ بِبَعْضِ مَا يُحْتَاجُ اِلَى طُولِ التَّعَهُّدِ كَالتَّدْرِيسِ وَالْقَضَاءِ وَالنَّكْثُ بِالْاِخْلَالِ فِي ذٰلِكَ اور تیسرے طریقہ میں پورا بیعت کا عبارت ہے مدام ثابت رہنے سے اس ہجرت اور مجاہدہ اور ریاضت پر یہاں تک کہ روشن ہو جاوے اطمینان کے نور سے اور بہ اوس کی عادت اور خو اور جبلی ہو جاوے بلا تکلف تو اس حالت کے نزدیک گاہے اوس کو اجازت دی جاتی ہے اوس میں جس کو شرع نے مباح کیا ہے از قسم لذات کے اور مشغول ہونا بعضے اوس کاموں سے جن میں طول مدت کی طرف حاجت ہوتی ہے جیسے درس کرنا علوم دینی کا قضا اور بیعت شکنی عبارت ہے اوسکی خلل اندازی سے قبل از نورانیت دل۔ اَمَّا الْمَسْئَلَةُ السَّادِسَةُ فَاعْلَمْ اَنَّ تَكْرَارَ الْبَيْعَةِ مِنَ الرَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَأْثُورٌ وَكَذٰلِكَ عَنِ الصُّوفِيَّةِ اَمَّا مِنَ الشَّخْصَيْنِ فَاِنْ كَانَ بِظُهُورِ خَلَلٍ فِيمَنْ بَايَعَهُ فَلَا بَأْسَ وَكَذٰلِكَ بَعْدَ مَوْتِهِ اَوْ غَيْبَتِهِ الْمُنْقَطِعَةِ وَاَمَّا بِلَا عُذْرٍ فَاِنَّهُ يُشْبِهُ الْمُتَلَاعِبَ وَيَذْهَبُ بِالْبَرَكَةِ وَيَصْرِفُ قُلُوبَ الشُّيُوخِ عَنْ تَعَهُّدِهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور چھٹے سوال کے جواب میں معلوم کر کہ تکرار بیعت کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور اسیطرح حضرات صوفیہ سے لیکن دو پیروں سے بیعت کرنا سو اگر بسبب ظہور خلل کی ہوا اوس پیر میں جس

قسم اول و دوم

قسم سوم

تکرار بیعت

جواب سوال ششم

سے بیعت کر چکا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں اور اسی طرح اوس کی موت کے بعد یا اوس کی غیبت منقطعہ کے بعد کہ اوس کی توقع ملاقات کی باقی نہیں رہی اور بلا عذر تو دوسرے مرشد سے بیعت کرنا مشابہ ہے کہیل کے اور ہر جگہ بیعت کرنا برکت کو کھوتا ہے اور مرشدوں کے دلوں کو اوس کی تعلیم اور تہذ یب سے پہیرتا ہے واللہ اعلم یعنی اوسکو ہرجائی اور دم خیالی سمجھ کر اوس پر التفات نہیں فرماتے ہیں۔ وَاَمَّا الْمَسْئَلَةُ السَّابِعَةُ فَاعْلَمْ اَنَّ اللَّفْظَ الْمَاثُوْرَ عَنِ السَّلَفِ عِنْدَ الْبَيْعَةِ اَنْ يَخْطُبَ الشَّيْخُ الْخُطْبَةَ الْمَسْنُوْنَةَ

اور ساتویں سوال کا جواب معلوم کر کہ لفظ منقول سلف سے بیعت کے نزدیک یہ ہے کہ مرشد خطبہ مسنون پڑھے وَهِيَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ اور خطبہ مسنون یہ ہے یعنی الحمد للہ سے آخر تک ترجمہ اس کا یہ ہے سب تعریف اللہ کو ہم اوس کی حمد کرتے ہیں اور اوس سے مدد مانگتے ہیں اور مغفرت اوس سے چاہتے ہیں اور پناہ مانگتے ہیں اللہ کی اپنے نفوس کی بدیوں سے اور اپنے اعمال کی برائیوں سے جس کو اللہ نے ہدایت کی اوسکا کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو بہکایا اوس کو کوئی راہ بتانے والا نہیں اور گواہی دیتا ہوں میں اوس کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے اور اوس کی کہ محمد بندہ ہے اللہ کا اور اوس کا رسول رحمت بھیجے اللہ اوسپر اور اوس کی آل اور اس کے اصحاب پر اور برکت کرے اور سلامتی عنایت فرما وے ثُمَّ يُلَقِّنُهُ الْاِيْمَانَ الْاِجْمَالِيَّ فَيَقُوْلُ قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِمَا جَآءَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَلٰى مُرَادِ اللّٰهِ وَاٰمَنْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ وَبِمَا جَآءَ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَبَرَّاْتُ مِنْ جَمِيْعِ الْاَدْيَانِ وَجَمِيْعِ الْعِصْيَانِ وَاَسْلَمْتُ الْاٰنَ وَاَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

پھر بعد خطبہ مذکورہ کے مرشد مرید کو ایمان اجمالی تلقین کرے سو یوں کہے کہ کہہ ایمان لایا میں اللہ پر اور جو اللہ کے نزدیک سے آیا رسول کی مراد پر صلے اللہ علیہ وسلم اور بیزار ہوا میں سب دینوں سے سوائے اسلام کے بیزار ہوا سب گناہوں سے

اور میں اب اسلام لایا یعنی اسلام کو تازہ کیا اور کہتا ہوں ہیں کہ گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اوس کا بندہ ہے اور اس کا رسول ثُمَّ يَقُولُ قَدْ بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَاسِطَةِ خُلَفَائِهِ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَيْتِ اِنِ اسْتَطَعْتُ اِلَيْهِ سَبِيْلًا پھر مرشد کہے مرید سے کہہ کہ میں نے بیعت کی رسول اللہ صلے اللہ سے اون کے خلفاء کیواسطے سے پانچ امر پر اوس کی گواہی پر کہ کوئی معبود برحق نہیں مگر اللہ اور مقرر محمد رسول ہے۔ اوس کا بندہ اور نماز کے قائم کرنے پر اور زکوٰۃ کے دینے پر اور رمضان کے صوم پر اور بیت اللہ کے حج پر اگر مجھ کو استطاعت ہوگی اوس کی راہ کی **ف** استطاعت سبیل سے مراد زاد اور راحلہ ہے۔ ثُمَّ يَقُوْلُ قُلْ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَاسِطَةِ خُلَفَائِهِ عَلٰى اَنْ لَّا اُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا اَسْرِقَ وَلَا اَزْنِيَ وَلَا اَقْتُلَ وَلَا اٰتِيَ بِبُهْتَانٍ اَفْتَرِيْهِ بَيْنَ يَدَيَّ وَرِجْلَيَّ وَلَا اَعْصِيَهٗ فِيْ مَعْرُوْفٍ پھر مرشد مرید سے کہے کہہ کہ بیعت کی میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بواسطہ خلفائے حضرت کے اسپر کہ شریک نہ کرونگا اللہ کے ساتھ کسی چیز کو اور چوری نہ کروں گا اور زنا نہ کروں گا اور قتل نہ کرونگا اور بہتان کو نہ لاؤں گا اپنے دونوں پاؤں کے درمیان سے اسکو افترا کرکے اور نافرمانی رسول کریم کی نہ کروں گا امر مشروع میں **ف** اس مضمون کی بیعت قرآن مجید میں منصوص ہے ثُمَّ يَتْلُو الشَّيْخُ هَاتَيْنِ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا پھر مرشد ان دو آیتوں کو پڑھے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ سے آخر تک یعنی اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور تلاش کرو اللہ کی طرف وسیلہ اور جہاد کرو اسکی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ مقرر جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے اے نبی وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے اللہ سبحانہ کا دست قدرت اور رحمت اُن کے ہاتھوں پر ہے جس نے بیعت کو توڑا تو یہی بات ہے کہ اس نے اپنی ذات کی مضرت کے واسطے بیعت کو توڑا اور جس نے پورا کیا اوسکو جو اللہ سے عہد کیا سو قریب ہے اُس کو

اجر عظیم عنایت کرے گا **ف** پہلی آیت میں وسیلہ سے مراد بیعت مرشد ہے مولانا نے حاشیے میں فرمایا کہ ہمنے اپنے جد امجد حضرت شاہ عبد الرحیم قدس سرہ کے ایک مرید سے سنا کہ انکے ہمعصر ایک عالم نے ان سے بیعت کے سنت یا بدعت ہونے میں گفتگو کی جد امجد نے واسطے مشروعیت بیعت کے اس آیت سے استدلال کیا اور فرمایا کہ یہ ممکن نہیں کہ وسیلہ سے ایمان مراد لیجیے اسواسطے کہ خطاب اہل ایمان سے ہے چنانچہ یا ایہا الذین آمنوا اسپر دلالت کرتا ہے اور عمل صالح بھی مراد نہیں ہوسکتا ہے کہ وہ تقوٰی میں داخل ہے اسواسطے کہ تقوٰی عبارت ہے امتثال اوامر اور اجتناب نواہی سے اسواسطے کہ قاعدہ عطف کا مغائرت بین المعطوف والمعطوف علیہ کا مقتضی ہے اور اسیطرح جہاد بھی مراد نہیں ہوسکتا بدلیل مذکور یعنی تقوٰی میں داخل ہے پس متعین ہو گیا کہ وسیلے سے مراد ارادت اور بیعت مرشد کی ہے پھر اُس کے بعد مجاہدہ اور ریاضت ہے ذکر اور فکر میں تا فلاح حاصل ہو کہ عبارت ہے وصول ذات پاک سے واللہ اعلم ثُمَّ يَدْعُو لِنَفْسِهِ لِلتِّلْمِيذِ وَلِلْحَاضِرِيْنَ فَيَقُوْلُ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ پھر مرشد دعا کرے اپنی ذات کے واسطے اور مرید کے واسطے اور حاضرین کے واسطے سو یوں کہے کہ اللہ تعالٰی برکت کرے ہمارے اور تمہارے واسطے اور نفع پہنچاوے ہمکو اور تمکو وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُلَقِّنَهُ فَيَقُوْلُ قُلْ اِخْتَرْتُ الطَّرِيْقَةَ النَّقْشَبَنْدِيَّةَ وَالْقَادِرِيَّةَ وَالْجِشْتِيَّةَ الْمَنْسُوْبَةَ إِلَى الشَّيْخِ الْأَعْظَمِ وَالْقُطْبِ الْأَفْخَمِ خَوَاجَهْ نَقْشَبَنْدْ أَوِ الشَّيْخِ مُحْيِ الدِّيْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيْلَانِيْ أَوِ الشَّيْخِ مُعِيْنِ الدِّيْنِ السِّجْزِيِّ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لَنَا بِفُتُوْحِهَا وَأَمِتْنَا فِيْ زُمْرَةِ أَهْلِهَا بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اور اسمیں کچھ مضائقہ نہیں کہ مرید کو یوں تلقین کرے سو کہے تو کہہ کہ میں نے اختیار کیا طریقہ نقشبندیہ جو منسوب ہے طرف شیخ اعظم اور قطب افخم خواجہ نقشبند کے یا طریقہ قادریہ اختیار کیا جو منسوب ہے شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی کی طرف یا طریقہ چشتیہ اختیار کیا جو منسوب ہے شیخ معین الدین سنجری یعنی سیستانی کی طرف خداوندا ہمکو فتوح اس طریقے کے عنایت کر اور ہم کو اس طریقے کے دوستوں کے گروہ میں محشور کر اپنی رحمت سے یا ارحم الراحمین سَمِعْتُ سَيِّدِي الْوَالِدَ يَقُوْلُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مُبَشِّرَةٍ فَبَايَعْتُهُ فَأَخَذَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِيَدِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَمَّا الْمُصَافَحَةُ عِنْدَ الْبَيْعَةِ عَلٰى هٰذِهِ الصِّفَةِ سنا میں نے والد بزرگوار سے فرماتے تھے کہ میں نے دیکھا حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ

بیعت ہوتے وقت سلاسل اور ان کا نام لینا

خواب میں بیعت کا طریقہ سکھانا

وسلم کو خواب میں سو میں نے آپ سے بیعت کی سو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں دست مبارک میں کر لیا سو میں نے تو اُسی طرح جیسے خواب میں دیکھا مصافحہ کر لیا انکو بیعت لینے کے وقت **ف** مولانا نے فرمایا کہ بعضے اکابر مرید سے فرماتے ہیں کہ ابتداء اپنا ہاتھ پھیلا دے پھر بیعت لینے والا اُسپر اپنا ہاتھ رکھتا ہے اسیطرح عمرو بن العاص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اَمَّا بَيْعَةُ النِّسَاءِ فَيَأْخُذُ السَّيْفَ طَرَفَ ثَوْبٍ وَالَّتِي تُبَايِعُ طَرَفَهُ الْآخَرَ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ اور عورتوں کی بیعت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مرشد کپڑے کا ایک کنارہ پکڑے اور بیعت کرنے والی دوسرا کنارہ اسکا پکڑے واللہ اعلم **ف** مولانا نے فرمایا کہ بیعت زبانی بھی عورتوں سے جائز ہے بدون کپڑے کے جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کرتے تھے ۔

فصل تیسری

اس فصل میں مرید کی ترتیب اور تعلیم کا طریقہ مذکور ہے لِتَرْبِيَةِ السَّالِكِيْنَ دَرَجَاتٌ مُتَرَتِّبَةٌ فَاَوَّلُ مَا يَجِبُ اَنْ يَتَغَيَّرَ فِيْهِ الْعَقِيْدَةُ فَاِذَا رَغِبَ امْرُؤٌ فِيْ سُلُوْكِ طَرِيْقِ اللّٰهِ فَمِنْ اَهَمِّ تَصْحِيْحِ الْعَقَائِدِ عَلٰى نَحْوِ عَقِيْدَةِ السَّلَفِ الصَّالِحِ مِنْ اِثْبَاتِ وَاجِبٍ وَاحِدٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ مُتَّصِفٌ بِجَمِيْعِ صِفَاتِ الْكَمَالِ مِنَ الْحَيٰوةِ وَالْعِلْمِ وَالْقُدْرَةِ وَالْاِرَادَةِ وَغَيْرِهَا مِمَّا وَصَفَ اللّٰهُ بِهٖ نَفْسَهٗ وَثَبَتَ بِهِ النَّقْلُ عَنِ الْمُخْبِرِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَالصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ سالکوں کی تربیت کیواسطے درجات ہیں علی الترتیب سو اول جس کا سنوارنا واجب ہے وہ عقیدہ ہے تو جب کوئی شخص راہ خدا کے چلنے میں راغب ہو تو حکم کر اُسکو اول عقائد کے صحیح کرنیکا موافق عقائد سلف صالح کے یعنی ثابت کرنا واجب الوجود کا جو واحد ہے کوئی معبود برحق نہیں سوائے اوس کے موصوف ہے جمیع صفات کمال سے حیات میں اور علم اور قدرت اور ارادے میں اور سوائے انکے اور صفات میں کہ حقتعالیٰ نے اپنی ذات پاک کو وصف کیا ہے ساتھ انکے اور نقل اوسکی ثابت ہوئی مخبر صادق علیہ الصلوۃ والسلام سے اور صحابہ اور تابعین سے مُنَزَّهٌ مِنْ جَمِيْعِ سِمَاتِ النَّقْصِ وَالزَّوَالِ مِنَ الْجِسْمِيَّةِ وَالتَّحَيُّزِ وَالْعَرْضِيَّةِ وَالْجِهَةِ وَالْاَلْوَانِ وَالْاَشْكَالِ ۔ ایسا واحد ہے جو پاک ہے نقصان اور زوال کی سب نشانیوں سے مجسم ہونے سے اور احتیاج مکانی اور عرض اور جہت میں ہونے اور الوان اور اشکال سے یعنی جسم اور لوازم جسمیت سے منزہ ہے وَاَمَّا وَرَدَ مِنَ الْاِسْتِوَاءِ عَلَى الْعَرْشِ وَالضَّحْكِ وَاِثْبَاتِ الْيَدَيْنِ فَنُؤْمِنُ بِهٖ عَلَى الْجُمْلَةِ ثُمَّ نَكِلُ تَفْصِيْلَهٗ اِلَى اللّٰهِ

تعالیٰ ونعلم البتۃ انہ لیس کمثلہ اتصافنا بالتحیز وغیرہ بل لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر ونعلم انہ شیء ثابت للہ تعالیٰ کما اثبتہ فی محکم کتابہ اور وہ جو وارد ہوا ہے استوا علی العرش اور ضحک اور اثبات یدین کا سو اسپر ہم ایمان رکھتے ہیں مجمل بلا تفصیل پھر اوسکی تفصیل کو خدا کے علم پر تفویض کرتے ہیں یعنی وہی خوب جانتا ہے کہ کیا مراد ہے استوا علی العرش سے اور اتنا تو ہم بالیقین جانتے ہیں کہ اوس کے استوار وغیرہ میں ہمارا اتصاف بالتحیز وغیرہ نہیں بلکہ خدا کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سمیع اور بصیر ہے اور جانتے ہیں ہم کہ استوار علی العرش ایک چیز ثابت ہے، اللہ تعالیٰ کیواسطے چنانچہ اوس نے اپنی کتاب محکم میں اسکو ثابت کیا ہے **ف** مترجم کہتا ہے صفات متشابہ ہیں یعنی استوار وغیرہ میں قدمائے سلف سے یہی منقول ہے کہ اسپر مجمل ایمان لائے اور تاویل نہ کیجئے اور تفسیر اسکی علم الٰہی پر سپرد کیجئے امام مالک نے فرمایا کہ استوار علی العرش معلوم ہے اور کیفیت اوسکی مجہول ہے اور اوس میں سوال کرنا بدعت ہے اور یہی راہ اسلم ہے کہ مبادا تاویل میں غیر حق کو حق قرار دینا پڑے ثم اثبات النبوۃ الانبیاء علیہم السلام عموماً ونبوۃ سیدنا ومولانا محمد علیہ الصلوۃ والسلام خصوصاً ووجوب اتباعہ فی کل ما امر ونھی وتصدیقہ فی کل ما اخبر من صفات اللہ ومن المعاد الجسمانی والجنۃ والنار والحشر والحساب والرؤیۃ والقیامۃ وعذاب القبر وغیر ذلک مما ثبت بہ النقل وصحت بہ الروایۃ پھر بعد توحید کے اثبات نبوت انبیاء علیہم السلام کی علی العموم و نبوت سیدنا و مولانا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی علی الخصوص اور ثابت کرنا آنحضرت صلعم کی اتباع کا جس میں کہ آپ نے امر کیا اور نہی کی اور تصدیق آپکی جمیع اخبار میں یعنی منجملہ صفات ربانی اور معاد جسمانی اور جنت اور نار اور حشر اور حساب اور رویت الٰہی اور قیامت اور عذاب قبر اور سوائے انکے اور امور میں چنانچہ حوض کوثر اور صراط اور میزان جسکی نقل حضرت سے ثابت ہے اور روایت اوسکی صحیح ہے ثم یتلوہ النظر فی اجتناب الکبائر والندم من الصغائر پھر بعد تصحیح عقائد کے نظر لاحق ہو کبائر کے اجتناب اور صغائر سے شرمندہ ہو ئیں والحق الکبیرۃ کل ذنب او عد علیہ بالنار او العذاب الشدید فی القرآن او السنۃ الصحیحۃ للعرفۃ عند اھل الحدیث او سمی موبقۃ کافر اکقولہ من ترک الصلوۃ متعمدا فقد کفر فرق ما بیننا وبین المشرکین الصلوۃ فمن ترکھا فقد کفر او شھر علی

وَتَكْبِيرُ حَدٍّ كَالزِّنَا وَالسَّرِقَةِ وَقَطْعِ الطَّرِيقِ وَشُرْبِ الْخَمْرِ أَوْ كَانَ مُسَاوِيًا أَوْ أَكْثَرَ شَرًّا مِنْ هٰذِهِ الْمَذْكُورَاتِ فِي حُكْمِ صَرِيحِ الْعَقْلِ اور حق یہ ہے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے جس پر وعید ہو دوزخ کی یا عذاب شدید کی قرآن یا حدیث صحیح میں جو اہل حدیث کے نزدیک معروف ہو یا اس کے مرتکب کو کافر کہا ہو جیسا کہ حدیث میں فرمایا کہ جس نے نماز کو عمداً ترک کیا وہ کافر ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ فرق مابین مسلمین اور مابین مشرکین کے نماز ہے سو جس نے اوسکو چھوڑا وہ کافر ہے یا کبیرہ وہ ہے جسکے مرتکب پر شرع میں حد مقرر ہو چنانچہ زنا اور چوری اور راہ زنی اور شراب کا پینا یا وہ گناہ برابر یا زیادہ ہو برائی میں کبائر مذکورہ سے صریح عقل کے حکم میں فَمِنْهَا الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى عِبَادَةً وَّاسْتِعَانَةً فِي الرِّزْقِ وَالشِّفَاءِ وَغَيْرِهِمَا وَإِلَى التَّوْبَةِ مِنْهُمَا الْإِشَارَةُ فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ سو منجملہ کبائر اکبر الکبائر اشراک باللہ ہے یعنی خدا کے ساتھ ساجھا لگانا عبادت میں اور استعانت میں یعنی غیر خدا سے مدد مانگنی روزی اور شفاء وغیرہما میں اور غیر کی عبادت میں اور استعانت کی توبہ کی طرف اشارہ ہے حق تعالیٰ کے اس قول میں إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ف مولانا نے حاشیہ اس کتاب میں فرمایا کہ مدد مانگنی روزی اور شفا میں ہمارے زمانہ میں شائع ہے بہ نسبت قبور اور اموات کے مترجم کہتا ہے شرک فی العبادۃ یہ ہے کہ جو امور کہ بطور عبادت کے واسطے جناب خدا کے واسطے مخصوص ہیں اُن کو غیر خدا کیواسطے کرنا جیسا کہ علی مرتضیٰ کا روزہ رکھنا یا کسی کو سجدہ کرنا یا غیر خدا کا نام بطور اسم الٰہی کے ذکر کرنا یا قبور کے گرد طواف کرنا بطور طواف بیت اللہ کے اور جو فرمایا کہ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ اشراک فی العبادت اور اشراک فی الاستعانۃ کی توبہ کا اشارہ ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ تقدیم مفعول کی فعل پر مفید ہے تخصیص اور حصر کو یعنی خاص کہ تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص کر تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں پھر جب عبادت اور استعانت حق تعالیٰ کو خاص ہوئی تو سوائے خدا کے اور دن کی عبادت کرنا یا کسی سے مدد مانگنا روزی اور شفا وغیرہ میں ہرگز جائز نہیں وجہ اختصاص عبادت کی تو ظاہر ہے اور وجہ اختصاص استعانت کی یہ ہے کہ مدد کرنا تین صفت پر موقوف ہے ایک علم دوسری قدرت تیسری رحمت اسواسطے کہ جو غیر کی حاجت کو نہ جانے کیونکر اوسکی مدد کرے اور اگر علم ہو قدرت نہو تو کسطرح حاجت روائی کر سکے اور اگر علم اور قدرت دونوں ہوں لیکن اگر رحمت اور شفقت نہو محتاج پر کیونکر اعانت کا قصد

حالانکہ صفات ثلاثہ مخصوص بخدائے علیم وقدیر ورحیم ہیں لہذا استعانت غیر خدا سے جائز نہیں بعضے گور پرست کہتے ہیں کہ اولیا کو حق تعالی نے علم اور قدرت عطا کی ہے تو ان سے استعانت کیونکر ممنوع ہوگی تو انکا جواب یہ ہے کہ اگر تم سچے ہو تو قرآن یا حدیث یا اجماع امت سے ثابت کرو کہ اولیاء اللہ کو ایسا علم محیط ہے کہ دور اور نزدیک اور غیب اور شہادت اُن کے نزدیک برابر ہے ہر لحظہ سارے عالم کی حاجات سے مطلع ہیں مشکلکشائی کی قدرت رکھتے ہیں سو اسکا اثبات ہرگز ممکن نہیں تو انکی کج بحثیوں کا کلام بھی لائق التفات کے نہیں ہے حقتعالی اپنے کرم سے فہم صحیح عنایت فرماوے اور کج روی اور کج فہمی سے بچاوے آمین وَمِنْهَا تَصْدِيقُ الْكَاهِنِ اور منجملہ کبائر تصدیق کرنا ہے کاہن کا کاہن عرب میں کچھ لوگ تھے کہ جنوں سے دریافت کر کے اخبار غیبی لوگوں کو بتاتے تھے اور گمراہ کرتے تھے اور کاہن کے مانند ہے منجم اور رمال اور جفار اور شناخ بین کی تصدیق کرنا اسواسطے کہ علم غیب مخصوص بذات حق ہے جو اس کا دعوی کرے وہ بدلیل قرآن اور حدیث اور اجماع کے جھوٹا ہے وَمِنْهَا سَبُّ الرَّسُولِ وَالْقُرْآنِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَإِنْكَارُهَا وَالِاسْتِهْزَاءُ بِهَا وَكَذَا إِنْكَارُ ضَرُورِيَّاتِ الدِّينِ اور منجملہ اکبر الکبائر کے پیغمبر اور قرآن اور فرشتوں کو بدکہنا اور انکار کرنا اور تمسخر کرنا ان حضرات سے اور اسی طرح ضروریات دین کا انکار کرنا ف مولانا نے فرمایا ضروریات دین وہ امور ہیں جو قرآن مجید اور حدیث مشہور اور اجماع متواتر سے ثابت ہوں وَمِنْهَا تَرْكُ الصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالْحَجِّ اور منجملہ کبائر نماز اور زکوٰۃ اور صوم اور حج کا چھوڑنا ہے وَمِنْهَا قَتْلُ النَّفْسِ بِغَيْرِ حَقٍّ وَمِنْهُ قَتْلُ الْأَوْلَادِ وَقَتْلُ الْإِنْسَانِ نَفْسَهُ اور منجملہ کبائر ہے جان ناحق کا قتل کرنا اور قتل ناحق میں اولاد کا قتل کرنا انسان کو اپنی جان کا قتل کرنا داخل ہے وَمِنْهَا الزِّنَاءُ وَاللِّوَاطَةُ وَشُرْبُ الْمُسْكِرِ وَالسَّرِقَةُ وَقَطْعُ الطَّرِيقِ وَالْغَصْبُ وَالْغُلُولُ وَالشَّهَادَةُ الزُّورُ وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَةِ وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَطْعُ الرَّحِمِ وَتَطْفِيفُ الْكَيْلِ وَالْوَزْنِ وَالرِّبَا وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ وَالْكِذْبُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالرِّشْوَةُ فِي الْحُكْمِ وَنِكَاحُ الْمَحَارِمِ وَالْقِيَادَةُ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالسِّعَايَةُ عِنْدَ السُّلْطَانِ لِيَقْتُلَ أَوْ يَنْهَبَ وَتَرْكُ الْهِجْرَةِ مِنْ دَارِ الْكُفْرِ وَمُوَالَاتُ الْكُفَّارِ وَالْقِمَارُ وَالسِّحْرُ فَكُلُّ ذٰلِكَ مِنَ الْكَبَائِرِ اور منجملہ کبائر زنا اور اغلام اور نشے

حاشیہ: تصدیق کاہن، منجم، رمال وغیرہ — ترک نماز — قتل ناحق — زنا وغیرہ

دالی چیز کا پینا اور چوری اور رہزنی اور غصب اور غنیمت کا مال چرانا اور جھوٹی گواہی دینا اور جھوٹی قسم کھانا اور پاکدامن عورت کو زنا کا عیب لگانا اور یتیم کا مال کھانا اور والدین کی نافرمانی کرنا اُنکی خدمت نہ کرنا اور حق برادری نہ ادا کرنا اور ناپ اور تول میں کمی کرنا پورا نہ دینا اور بیاج کھانا اور جہاد میں کفار کی صف جنگ سے بھاگنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا اور معاملات فیصل کرنے میں رشوت لینا اور محارم سے نکاح کرنا اور مردوں عورتوں کے درمیان میں کٹناپن کرنا اور حاکم سے چغلخوری کرنا تاکہ وہ قتل کرے یا لوٹ لے اور دار الحرب سے دار الاسلام کی طرف ہجرت نہ کرنا اور کافروں سے دوستی کرنا اُنکا خیر خواہ ہونا اور جوا کھیلنا اور جادو کرنا سو یہ سب کبائر میں داخل ہیں

ف مولانا نے فرمایا کہ ابن عباس رضی نے کہا کہ کبائر ستر کے قریب ہیں اور سعید بن جبیر رحمہ نے کہا کہ قریب سات سو کے ہیں اور انسب یہ ہے کہ کبائر کو ضبط اور قیاس کرنا چاہیے مفسدہ منصوصہ پر تو اگر اقل مفاسد سے کم ہو تو صغیرہ ہے اور نہیں تو کبیرہ یہ خلاصہ تقریر امام عز الدین بن سلام ہے اور شیخ ابو طالب مکی نے فرمایا کہ میں نے کبائر کی احادیث کو جمع کیا تو میں نے سترہ کبائر مصرح پائے چار گناہ دل میں شرک اور گناہ پر جم جانیکی نیت اور رحمت الٰہی سے ناامید ہونا اور قہر خدا سے بیخوف ہونا اور چار گناہ زبان میں جھوٹی گواہی دینا اور پاکدامنوں کو زنا کا عیب لگانا اور جھوٹی قسم کھانا اور جادو کرنا اور تین گناہ پیٹ میں شراب پینا اور یتیم کا مال کھانا اور بیاج لینا اور دو گناہ شرمگاہ میں زنا اور لواطت اور دو گناہ ہاتھ میں ناحق قتل اور چوری اور ایک گناہ پاؤں میں یعنی جہاد میں صف جنگ سے بھاگنا اور ایک گناہ تمام بدن سے یعنی والدین کی نافرمانی حق تعالیٰ اپنے کرم سے ہمکو ان گناہوں سے بچاوے آمین وَالصَّغِيْرَةُ كُلُّ مَا نَهِيَ عَنْهُ الشَّرْعُ أَوْ خَالَفَ مَشْرُوْعًا أَوْ دَفَعَ طَرِيْقَةً مَأْمُوْرَةً فِي الدِّيْنِ اور گناہ صغیرہ وہ ہے جس سے شرع نے روک دیا یعنی بعد کبائر مذکورہ یا کہ امر مشروع کی مخالف یا رفع ہو دین کے طریقہ ماموره کا ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ النَّظَرُ فِي أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ مِنَ الطَّهَارَةِ وَالصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ يُقِيْمُهُمَا عَلٰى مَا أَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ رِعَايَةِ الْأَبْعَاضِ وَالْآدَابِ وَالْهَيْئَاتِ وَالْأَذْكَارِ پھر اجتناب کبائر اور ندامت صغائر کے بعد نظر کرنا چاہیے ارکان اسلام میں از قسم طہارت اور صلوٰۃ اور صوم اور زکوٰۃ اور حج کی تو ان امور کو

بموجب ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کرے رعایت ابعاض اور آداب اور ہیئات اور اذکار سے ف مولانا نے فرمایا کہ ابعاض سے مراد یہاں وہ امور ہیں جوارکان وغیرہ کو شامل ہوں از قسم امور متاکدہ سو ان میں سے بعضے فقہا کے نزدیک بعضا امر واجب ہے اور دوسرے فقیہ کے نزدیک سنت موکدہ ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ النَّظَرُ فِي الْمَعَاشِ مِنَ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَاللِّبَاسِ وَالْكَلَامِ وَالصُّحْبَةِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ وَفِي الْعَقْدِ الْمَنْزِلِيِّ مِنَ النِّكَاحِ وَالْمِلْكِيَّةِ وَالْأَوْلَادِ وَالْمُعَامَلَاتِ مِنَ الْبَيْعِ وَالْهِبَةِ وَالْإِجَارَةِ فَيُصَحِّحُهَا عَلَى السُّنَّةِ مِنْ غَيْرِ مَدَاهَنَةٍ وَلَا اعْوِجَاجٍ پھر ارکان اسلام کی اقامت کے بعد نظر کرنا چاہیئے ضروریات معاش منجملہ اکل اور شرب اور لباس اور کلام اور صحبت خلق وغیر ذلک کی اور نظر کرنا چاہیئے امور خانگی ہیں منجملہ حقوق نکاح اور حقوق ممالیک اور حقوق اولاد کے اور نظر کرنا چاہیئے معاملات ہیں از قسم بیع اور ہبہ اور اجارہ کے تو ان کو صحیح اور ٹھیک کرے بروجہ سنت بدون سستی اور بے کجروی کے ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ النَّظَرُ فِي الْأَذْكَارِ الْمَأْمُورِ بِهَا فِي الْأَوْقَاتِ مِنَ الصَّبَاحِ وَالْمَسَاءِ وَوَقْتِ النَّوْمِ وَغَيْرِهَا وَتَهْذِيبِ الْأَخْلَاقِ مِنَ الرِّيَاءِ وَالْعُجْبِ وَالْحَسَدِ وَالْحِقْدِ وَالْمُوَاظَبَةِ عَلَى التِّلَاوَةِ وَذِكْرِ الْآخِرَةِ وَالْمُوَاظَبَةِ عَلَى مَجَالِسِ الْعِلْمِ وَحِلَقِ الذِّكْرِ وَالْمَسَاجِدِ فَإِذَا تَأَدَّبَ بِهٰذِهِ الْآدَابِ حَانَ أَنْ يَشْتَغِلَ بِالْأَشْغَالِ الْبَاطِنَةِ وَيَجْتَهِدَ فِي تَعْلِيقِ الْقَلْبِ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ دَائِمًا وَالنَّظَرِ إِلَيْهِ بِبَصَرِ الْقَلْبِ وَإِنَّمَا تَرَكْنَا بَيَانَ هٰذِهِ الْأُمُورِ الْمُقَدَّمَةِ اسْتِكْثَارًا لَهَا وَاعْتِمَادًا عَلَى فَهْمِ الطَّالِبِ الصَّادِقِ الْمُتَتَبِّعِ لِلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْفِقْهِ وَالْكُتُبِ الْمُتَوَسِّطَةِ فِي السُّلُوكِ مِثْلِ رِيَاضِ الصَّالِحِينَ وَالْمُخْتَصَرَةِ فِي الْعَقِيدَةِ كَالْعَقَائِدِ الْعَضُدِيَّةِ وَمَنْ لَمْ يَتَيَسَّرْ لَهُ تَتَبُّعُهَا فَلْيَأْخُذْهَا مِنْ عَالِمٍ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ پھر بعد ضروریات معاش وغیرہ کے نظر کرنا چاہیئے ان اذکار میں جو اوقات مخصوصہ یعنی صبح اور شام اور وقت خواب وغیر ذلک میں مامور ہیں پھر نظر کرنا چاہیئے آراستگی اخلاق میں منجملہ ریا اور پندار اور حسد اور کینہ وغیرہا کی اور مواظبت اور دوام کرنا چاہیئے تلاوت قرآن اور آخرت کی یاد پر اور مجالس علم اور ذکر اللہ کے حلقوں پر اور مساجد پر پھر جب کہ سالک ان آداب مذکورہ کی ساتھ متادب ہوگیا تو اب وقت آیا اشغال باطنی کے اشتغال کا اور ہمیشہ اللہ عزوجل کی ساتھ دل لگائے رہنے کی کوشش کرنے کا اور اس ہی کو تاکتے رہنے کا دل کی بینائی سے

اور ہم نے تو امور مقدمہ کا بیان علی وجہ التفصیل ان کو بہت جان کر چھوڑ دیا اور طالب صادق کے فہم پر بھروسہ کر کے جو طالب کہ قرآن اور حدیث اور فقہ اور کتب متوسطہ سلوک کا مثل ریاض الصالحین اور کتب مختصرہ عقائد مانند عقیدہ عضدیہ کا واقف اور متجسس ہے اور جس کو تتبع اور علم ان کتابوں کا میسر نہو وہ کسی عالم سے دریافت کر لے واللہ اعلم ف مولانا نے فرمایا کہ جس امور کو مؤلف قدس سرہٗ نے کثیر جان کر ترک کیا اُن کو ہم مجملاً بیان کرتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کی ستر اور چند شاخیں ہیں اور مراد یہاں ایمان سے ورع اور تقوی کا مرادف ہے تو سالک کو مراعات ان شعب ایمانیہ کی ضرور ہے چنانچہ ان کا بیان یوں ہے کہ خدا کا ایمان لانا اور اس کی صفات کا اور اسکے غیر کو حادث جاننا اور اس کے ملائکہ کا اور اُس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور تقدیر کا اور پچھلے دن کا ایمان لانا اور حق تعالی سے محبت رکھنا اور غیر حق سے محبت یا بغض اللہ ہی کے واسطے رکھنا بلا دخل نفسانیت اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا اور انکی تعلیم کا معتقد رہنا اور درود پڑھنا تو حضرت کی تعلیم ہی میں داخل ہے اور آنحضرت کی سنت کی پیروی کرنا اور اعمال کو خالص اللہ ہی کے واسطے کرنا اور ترک ریا اور نفاق تو اخلاص ہی میں داخل ہے اور خدا سے خوف رکھنا اور اُس کی رحمت سے امیدوار رہنا اور گناہوں سے توبہ کرتے رہنا اور احسانات ربانی کا شکر ادا کرنا اور عہد کو پورا کرنا اور ترک شہوت اور ہجوم مصائب میں صابر رہنا اور قضائے ربانی سے راضی رہنا اور تواضع اور فروتنی اختیار کرنا اور توقیر بزرگ کی اور ترحم خرد پر اور گھمنڈ اور پندار کا ترک اور حسد اور کینہ کا ترک اور غضب کا ترک در حقیقت تواضع میں داخل ہے اور توحید ربانی کرنا ناطق رہنا اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا کمتر رتبہ تلاوۃ کا دس آیتیں ہیں اور متوسط رتبہ سو آیتیں ہیں اور اس سے زیادہ تلاوت کرنا اعلی رتبہ میں داخل ہے اور علم دین حاصل کرنا اور غیر کو علم سکھانا اور دعا کرنا اور ذاکر رہنا اور استغفار تو ذکر ہی میں داخل ہے اور لغو سے دور رہنا اور حسی اور حکمی طہارت کرنا اور اجتناب نجاست تو تطہیر ہی میں داخل ہے اور ستر عورت یعنی چھپانے کی چیز کو چھپا رکھنا اور فرض اور نفل نماز کا پڑھنا اور اسی طرح فرض اور نفل زکوٰۃ ادا کرنا اور لونڈی غلام

کو آزاد کرنا اور سخاوت کرنا اور اطعام اور ضیافت سخاوت ہی میں داخل ہے اور فرض اور نفل روزہ رکھنا اور اعتکاف میں بیٹھنا اور شب قدر کو تلاش کرنا اور حج اور عمرہ اور طواف بیت اللہ کا کرنا اور فرار بالدین یعنی ایسے ملک اور صحبت کو چھوڑنا جہاں اپنا دین قائم نہ رہ سکے اور اسی میں ہجرت بھی داخل ہے اور نذر اللہ کو پورا کرنا اور قسم کو قائم رکھنا اور قسم وغیرہ کے کفارات کو ادا کرنا اور نکاح سے عفت حاصل کرنا اور عیال کے حقوق کو ادا کرنا اور ماں باپ سے احسان اور سلوک کرنا اور اولاد کی تربیت کرنا اور برادری کا حق ادا کرنا اور لونڈی غلاموں کو مالکوں کی اطاعت کرنا اور مالکوں کو لونڈی غلاموں پر مہربانی اور شفقت کرنا اور انصاف کے ساتھ حکومت پر قائم رہنا اور جماعت مسلمین کی اطاعت کرنا اور خلق میں اصلاح کرتے رہنا اور خوارج اور باغیوں کا قتال تو اصلاح بین الناس میں داخل ہے اور امر نیک پر مدد کرنا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تو نیکی کی اعانت میں داخل ہے اور حدود کو جاری رکھنا اور جہاد کرنا اور مرابطہ یعنی سرحد دار الاسلام کی محافظت کرنا جہاد ہی میں داخل ہے اور امانت کا ادا کرنا اور خمس کا دینا تو ادائے امانت میں داخل ہے اور قرض کا لینا بشرط ادا کرنے کے اور پڑوسی کے ساتھ احسان کرنا اور معاملہ اچھا رکھنا یعنی غیر کا حق بخوبی ادا کرنا اور اپنے حق لینے میں سختی نہ کرنا اور حسن معاملہ میں داخل ہے مال کا جمع کرنا حلال سے اور مال کا صرف کرنا اپنے موقع پر اور ترک تبذیر اور اسراف یعنی خلاف شرع بیہودہ مال کو برباد کرنا انفاق المال فی حقہ میں داخل ہے اور سلام کا جواب دینا اور چھینکنے والے کو دعائے خیر دینا اور اپنی برائی سے لوگوں کو بچانا ضرر نہ پہنچانا اور لہو لعب سے پرہیز کرنا اور تکلیف کی چیز کو راہ سے ہٹا دینا مترجم کہتا ہے شیخ جلال الدین سیوطی رح نے اسی طرح شعبہ ایمانیہ کی تفصیل نقایۃ العلوم میں فرمائی ہے واللہ اعلم

فصل چوتھی

فِی اَشْغَالِ الْمَشَائِخِ الْجِیْلَانِیَّۃِ وَھُمْ اَصْحَابُ اِمَامِ الطَّرِیْقَۃِ الشَّیْخِ اَبِی مُحَمَّدٍ مُحْیِ الدِّیْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَعَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ یہ فصل مشائخ جیلانیہ یعنی قادریہ کے اشغال میں ہے قادریہ امام طریقت شیخ ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی کے

لوگ ہیں خدا راضی رہے ان سے اور اُن کے سب تابعین سے ف مصنف نے انتباہ میں فرمایا کہ کتاب غنیۃ الطالبین اور فتوح الغیب حضرت محی الدین غوث الاعظم کی تصنیف ہیں اور مجالس ستین اُن کا ملفوظ ہے اور اصل طریقہ قادریہ اس میں مفصل موجود ہے فَاَوَّلُ مَا يُلْقُوْنَهُ اَلْجَهْرُ بِذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْمُرَادُ بِهٰذَا الْجَهْرِ هُوَ غَيْرُ الْمُفْرِطِ فَلَا مُنَافَاةَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ قَالَ اِرْبَعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اَلْحَدِيْثَ سو پہلا شغل جس کو مشائخ قادریہ تلقین کرتے ہیں ذکر اللہ ہے جہر سے یعنی بلند آواز سے ذکر کرنا اور مراد اس جہر سے یہ ہے کہ افراط سے نہ ہو تو اس تقریر سے کچھ مخالفت نہ ہی اس کے جواز میں اور اُس میں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس طرح کہ اعتدال اختیار کرو اور نرمی کرو اپنی جانوں پر کہ تم بہرا اور غائب کو پکارتے ف پوری حدیث یوں ہے بروایت ابوموسی اشعری کہ تم سمیع اور بصیر کو پکارتے رہو اور وہ تمہارے ساتھ ہے اور جس کو تم پکارتے ہو وہ تم سے قریب تر ہے اونٹ کی گردن سے انتہی یہ تمثیل ہے شدت قرب سے والا حق تعالی حبل الورید سے بھی قریب تر ہے شعر اتصالی بے تکیف بے قیاس ؛ ہست رب الناس را با جان ناس ؛ كذا في الحاشية العزيزية فَمِنْهُ اسْمُ الذَّاتِ اِمَّا بِضَرْبَةٍ وَاحِدَةٍ وَصِفَتُهُ اَنْ يَقُوْلَ اللّٰهُ بِالشِّدِّ وَالْمَدِّ وَالْجَهْرِ بِقُوَّةِ الْقَلْبِ وَالْحَلْقِ جَمِيْعًا ثُمَّ يَلْبَثُ حَتّٰى يَعُوْدَ اِلَيْهِ نَفَسُهُ ثُمَّ يَفْعَلُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا سو منجملہ ذکر جہری کی اسم ذات ہے خواہ ایک ضرب سے ہو اور طریقہ ایک ضربی کا یہ ہے کہ لفظ مبارک اللہ کو سختی اور درازی اور بلندی سے دل اور حلق دونوں کی قوت کے ساتھ کہے پھر ٹھہر جاوے یہاں تک کہ ذاکر کی سانس اپنے ٹھکانے پر آجاوے پھر اسی طرح بار بار ذکر کرے وَاِمَّا بِضَرْبَتَيْنِ وَصِفَتُهُ اَنْ يَجْلِسَ جِلْسَةَ الصَّلٰوةِ وَيَضْرِبَ الْجَلَالَةَ مَرَّةً فِي الرُّكْبَةِ الْيُمْنٰى وَمَرَّةً فِي الْقَلْبِ وَيُكَرِّرُ ذٰلِكَ بِلَا فَصْلٍ وَيَنْبَغِيْ اَنْ يَكُوْنَ الضَّرْبُ لَا سِيَّمَا الْقَلْبِيُّ بِقُوَّةٍ وَشِدَّةٍ لِيَتَاَثَّرَ الْقَلْبُ وَيَجْتَمِعَ الْخَاطِرُ خواہ ذکر دو ضربی ہو اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کی نشست پر بیٹھے اور اسم ذات کو ایک بار دہنی زانوں میں اور دوسری بار دل میں ضرب

کرے اور اس کو بار بار بلا فصل کرے اور مناسب یہ ہے کہ ضرب خصوصاً قلبی قوت اور سختی کے ساتھ ہونا دل پر اثر ہو اور خاطر یکسو ہو جاوے پریشان خاطری اور وسواس مندفع ہو وَاَمَّا بِثَلٰثِ ضَرَبَاتٍ وَصِفَتُہٗ اَنْ یَّجْلِسَ مُتَرَبِّعًا فَیَضْرِبَ مَرَّۃً فِی الرُّکْبَۃِ الْیُمْنٰی وَمَرَّۃً فِی الرُّکْبَۃِ الْیُسْرٰی وَمَرَّۃً فِی الْقَلْبِ وَلٰکِنِ الثَّالِثُ اَشَدُّ وَاَجْہَرُ خواہ ذکر سہ ضربی ہو اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانوں بیٹھے تو ایک بار داہنے زانوں میں اور دوسری بار بائیں زانوں میں اور تیسری بار دل میں ضرب کرے اور چاہیے کہ تیسری ضرب سخت تر اور بلند تر ہو وَاَمَّا بِاَرْبَعِ ضَرَبَاتٍ وَصِفَتُہٗ اَنْ یَّجْلِسَ مُتَرَبِّعًا وَیَضْرِبَ مَرَّۃً فِی الرُّکْبَۃِ الْیُمْنٰی وَمَرَّۃً فِی الرُّکْبَۃِ الْیُسْرٰی وَمَرَّۃً فِی الْقَلْبِ وَمَرَّۃً اَمَامَہٗ وَلٰکِنَّ الرَّابِعَ اَشَدُّ وَاَجْہَرُ خواہ ذکر چہار ضربی ہو اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانوں بیٹھے اور ایک بار داہنی زانوں میں اور دوسری بائیں زانوں میں اور تیسری بار دل میں اور چوتھی بار اپنے سامنے ضرب کرے اور چاہیے کہ چوتھی ضرب سخت اور بلند تر ہو وَمِنْہُ النَّفْیُ وَالْاِثْبَاتُ وَھُوَ کَلِمَۃُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَصِفَتُہٗ اَنْ یَّجْلِسَ جِلْسَۃَ الصَّلٰوۃِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ وَیُغْمِضَ عَیْنَیْہِ وَیَقُوْلَ لَا کَاَنَّہٗ یُخْرِجُہَا مِنْ سُرَّتِہٖ ثُمَّ یَمُدُّہَا حَتّٰی یَبْلُغَ اِلَی الْمَنْکِبِ الْاَیْمَنِ فَیَقُوْلَ اِلٰہَ کَاَنَّہٗ یُخْرِجُہَا مِنْ اُمِّ الدِّمَاغِ ثُمَّ یَضْرِبَ بِاِلَّا اللّٰہُ بِالشِّدَّۃِ وَالْقُوَّۃِ وَیُلَاحِظَ نَفْیَ الْمَحْبُوْبِیَّۃِ وَالْمَقْصُوْدِیَّۃِ اَوِ الْوُجُوْدِ مِنْ غَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاِثْبَاتَہَا لَہٗ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی منجملہ ذکر جہری کے نفی اور اثبات ہے اور وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا کلمہ ہے اور طریقہ اس کا یہ ہے کہ بطور نماز و بقبلہ بیٹھے اور اپنی آنکھ بند کرے اور لا کہے گویا اپنی ناف سے اس کو نکالتا ہے پھر اس کو کھینچے یہاں تک داہنے مونڈھے تک پہنچے پھر الٰہ کہے گویا اس کو دماغ کی جھلّی سے نکالتا ہے پھر اِلَّا اللّٰہ کو دل پر شدت اور قوت سے ضرب کرے اور محبوبیت یا مقصودیت یا وجود کی نفی غیر حق سے ملاحظہ کرے اور اثبات اس کا ذات مقدس میں دھیان کرے ف مولانا نے فرمایا کہ یہ ملاحظہ اور تصور اعتبار سے مراتب ذاکرین کے مختلف ہے

طریقہ ذکر نفی و اثبات

یعنی مبتدی نفی محبوبیت کی تصور کرے اور متوسط نفی مقصودیت کے اور منتہی نفی وجود کی وَلَعَلَّكَ تَقُوْلُ مَا الْحِكْمَةُ فِي اشْتِرَاطِ الضَّرَبَاتِ وَالتَّشْدِيْدَاتِ وَمُرَاعَاتِ اَمَاكِنِهَا فَاَقُوْلُ جُبِلَ الْاِنْسَانُ عَلَى التَّوَجُّهِ اِلَى الْجِهَاتِ وَالْاِصْغَاءِ اِلَى اِيْقَاعِ النَّغَمَاتِ وَاَنْ تَدُوْرَ فِيْ نَفْسِهِ الْاَحَادِيْثُ وَالْخَطَرَاتُ فَوَضَعُوْا هٰذَا الْوَضْعَ سَدًّا لِلتَّوَجُّهِ اِلٰى غَيْرِ نَفْسِهِمْ وَكَبْحًا عَنْ خُطُوْرِ الْخَطَرَاتِ الْخَارِجَةِ لِيَتَدَرَّجَ مِنْهُ اِلٰى قَصْرِ التَّوَجُّهِ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى اور شاید کہ تو کہے اے سالک کہ کیا حکمت ہے ضربات اور تشدیدات کی شرط کرنے میں اور کیا فائدہ ہے ان کے مکانات کی مراعات میں تو میں جواب میں کہتا ہوں کہ انسان مخلوق ہے جہات مختلفہ کی طرف متوجہ ہونے پر اور آوازوں کی طرف کان لگانے پر اور اس پر مجبول ہے کہ اس کے دل میں احادیث اور خطرات گھوما کریں تو علمائے طریقت نے یہ طریقہ نکالا اپنے غیر کی طرف متوجہ ہونے سے روک دینے کا اور خطرات بیرونی کے آنے سے باز رکھنے کا تا آہستہ آہستہ اپنی ذات سے بھی توجہ ٹوٹ کر اس کا دھیان فقط اللہ پاک سے لگ جاوے **ف** مولانا حاشیہ میں فرماتے ہیں اور اسی طرح پیشوایان طریقت نے جلسات اور ہیئات واسطے اذکار مخصوصہ کے ایجاد کئے ہیں مناسبات مخفیہ کے سبب سے جن کو مرد صافی الذہن اور علوم حقہ کا عالم دریافت کرتا ہے بعضی صورت میں کسر نفسی ہے اور بعضے جلسے میں خشوع اور خضوع ہے اور بعضے میں جمعیت خاطر اور دفع وسواس ہے اور بعضے میں نشاط ہے اسی بھید کی جہت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوکھ پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہونے کو منع فرمایا کہ یہ اہل نار کی شکل ہے اسواسطے کہ ایسی ہیئت میں اکثر کاہلی اور فتور نشاط ہوتا ہے اور وہ منافی ہے سرگرمی عبادات کا تو اسکو یاد رکھنا چاہیے یعنی ایسی امور کو مخالف شرع یا داخل بدعت سیئہ نہ سمجھنا چاہیے جیسا بعضے کم فہم سمجھتے ہیں وَيَنْبَغِيْ اَنْ يَجْتَمِعَ اَهْلُ السُّلُوْكِ حَلْقَةً بَعْدَ الْفَجْرِ وَالْعَصْرِ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى عَلٰى وَجْهِ الْجَمْعِيَّةِ فَفِيْ ذٰلِكَ فَوَائِدُ لَا تُوْجَدُ فِي الْوَحْدَةِ اور لائق ہے کہ اہل سلوک مجتمع ہوں حلقہ کر کے بعد نماز فجر اور عصر کے ذکر الٰہی کرنیکے واسطے بطریق جمعیت کے کہ اس اجتماع میں فوائد ہیں جو تنہائی میں حاصل نہیں ہوتے فَاِذَا ظَهَرَ عَلَى الطَّالِبِ اَنْوَارُ هٰذَا الذِّكْرِ الْجَلِيِّ وَتَشَوَّشَ هَمُّهُ فِيْهِ نُؤَدُّهُ اُمِرَ بِالذِّكْرِ

الخفیّ والمرادُ من هذا الاثر انبعاثُ الشوق واطمینانُ القلب باسم الله وانتفاء احادیثُ النفس وایثارُ الله تعالیٰ علی کل ما عداہ پھر جب طالب پر اس ذکر جلی کا اثر ظاہر ہو اور اس کا نور اس میں دکھائی دے تو اس کو ذکر مخفی کا حکم کیا جاوے اور ذکر جلی کے اثر سے انبعاث شوق مراد ہے یعنی شوق کا ابھرنا اور نام خدا سے دل میں چین آنا اور احادیث نفس یعنی وساوس کا دور ہونا اور حق تعالیٰ کو اس کے ماسوا پر مقدم رکھنا
وَمَن واظبَ علی ذکر اسمِ الذات فی کل یومٍ ولیلةٍ اربعةَ آلافِ مرّةٍ مع تقدیم الشروط التی اسلفناها واستمرّ علی ذلک شهرین او نحواً من ذلک فانّه یشاهدُ فیه الاثر لامحالة سواءٌ کان غبیًّا او ذکیًّا ------ اور جو شخص مواظبت کرے اسم ذات پر ہر دن میں چار ہزار بار مع تقدیم اُن شرطوں کے جن کو ہم اول مذکور کر چکے ہیں اور دو مہینے یا مانند اس کے اس ذکر پر مداومت کرے تو اس میں یہ اثر البتہ مشاہدہ کریگا خواہ ذاکر کم فہم ہو خواہ تیز فہم وامّا الذکرُ الخفیّ فمنه اسمُ الذات مع امّهاتِ الصفات وصفتُه ان یغمض عینیه ویضمّ شفتیه ویقول بلسان القلب الله سمیعٌ الله بصیرٌ الله علیمٌ کانّه یخرجها من سُرّته الی صدره ومن صدره الی دماغه الی العرش ثمّ ینزل الله علیمٌ الله بصیرٌ الله سمیعٌ هابطًا علی تلک المنازل کما صعد علیها فهذه دورةٌ واحدةٌ ثمّ یفعل هکذا وهکذا ومن اهل هذا الشان من یزید الله قدیرٌ اور منجملہ ذکر خفی تو اسم ذات ہے اور ان صفات کے ساتھ جو اصول ہیں اور طریقہ اس کا یہ ہے کہ اپنی دونوں آنکھوں اور دونوں لبوں کو بند کرے اور دل کی زبان سے کہے اللہ سمیع اللہ بصیر اللہ علیم گویا اُن کو اپنی ناف سے نکالتا ہے اپنے سینہ تک اور اپنے سینے سے نکالتا ہے اپنے دماغ تک اور دماغ سے نکالتا ہے عرش تک پھر یوں کہے اللہ علیم اللہ بصیر اللہ سمیع اترتا ہوا ان ہی منزلوں پر جیسا کہ ان پر چڑھا تھا درجہ بدرجہ تو یہ ایک دورہ ہوا پھر اسی طرح بار بار کیا کرے اور اسی طریقہ کے بعض لوگ اللہ قدیر کو بھی زیادہ کرتے ہیں ف توضیح اس کی یوں ہے کہ اللہ سمیع دل سے کہے ناف سے سینہ تک چڑھے اپنی تصور میں پھر اللہ بصیر کہکر سینے سے دماغ تک پہونچے پھر وہاں سے اللہ علیم کہکر عرش تک پہنچے پھر یہی الفاظ خیال کرتا ہوا درجہ بدرجہ اترے یعنی اللہ علیم کہتا ہوا عرش سے دماغ پر ٹھہرے اور اللہ بصیر کہکر دماغ سے سینہ تک ٹھہرے پھر اللہ سمیع کہتے ہوئے ناف تک ٹھہر جاوے

اسی طرح پھر بار بار کرتا رہے اور اگر اللہ قدیر کو زیادہ کرے تو تیسری بار آسمان تک پہونچے اور چوتھی بار عرش تک وَمِنْهُ النَّفْيُ وَالْإِثْبَاتُ وَصِفَتُهُ إِمَّا أَنْ يُكَرِّرَ فِي الْجَهْرِ وَإِمَّا أَنْ يَكُونَ مُنْبَسِطًا مُتَقَطِّعًا عَلَى أَنْفَاسِهِ فَإِذَا أَخْرَجَ النَّفَسَ بِطَبِيعَتِهِ مِنْ غَيْرِ قَصْدٍ وَإِرَادَةٍ قَالَ مَعَ خُرُوجِهِ بِلِسَانِ الْقَلْبِ لَا إِلٰهَ وَإِذَا أَدْخَلَ قَالَ مَعَ دُخُولِهِ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ الْأَكَابِرُ وَهٰذَا پَاسِ اَنْفَاس وَلَهُ أَثَرٌ عَظِيمٌ فِي نَفْيِ الْخَوَاطِرِ وَزَوَالِ حَدِيثِ النَّفْسِ اور منجملہ ذکر خفی نفی و اثبات ہے اور طریقہ اس کا یا اس طرح ہے جو ذکر جلی میں مذکور ہو چکا یا اس طرح پر ہے کہ ذاکر بیدار اور ہوشیار ہو جاوے اپنے دم پر آگاہ رہے پھر جب دم باہر نکلے خود بخود بدون اپنے ارادہ اور قصد کے تو اس کے باہر ہونے کے ساتھ ہی دل کی زبان سے کہے لا الہ پھر جب سانس اندر کو جاوے خود بخود تو اندر جانے کے ساتھ ہی الا اللہ کہے طریقت کے بزرگوں نے کہا ہے کہ اس ذکر کا نام پاس انفاس ہے اور اس کا بڑا اثر ہے نفی خطرات اور وسواس کے دور ہو جانے میں چنانچہ کسی عارف نے فرمایا ہے شعر گر تو پاس داری پاس انفاس ٭ به سلطانی رسانندت ازین پاس شعر تا بجاروب لا نروبی راه ٭ نرسی در مقام الا الله ٭ رباعی ٭ ذاتت مقدس است کسی را ره نیست ٭ در عز جلال تو سخن آگه نیست سرمایهٔ رهروان که راه تو طلبند ٭ جز گفتن لا اله الا الله نیست ٭ فَإِذَا ظَهَرَ أَثَرُ الذِّكْرِ الْخَفِيِّ وَشُوهِدَ فِي الطَّالِبِ نُورُهُ أُمِرَ بِالْمُرَاقَبَةِ وَالْمُرَادُ مِنْ هٰذَا الْأَثَرِ الشَّوْقُ وَغَلَبَةُ الْحُبِّ وَانْصِرَافُ عِنَانِ عَزِيمَتِهِ إِلَى الْفِكْرِ وَإِيثَارُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاجْتِمَاعُ الْهِمَّةِ عَلَى طَلَبِهِ وَوِجْدَانُ الْحَلَاوَةِ فِي السُّكُوتِ وَالنُّفْرَةُ عَنِ الْكَلَامِ وَالْاِشْتِغَالِ بِأَمْرِ الدُّنْيَا پھر جب ذکر خفی کا اثر ظاہر ہو اور طالب میں اس کا نور معلوم ہو تو اس کو مراقبہ کرنے کا امر کیا جاوے اور ذکر خفی کے اثر سے شوق مراد ہے اور غالب ہونا محبت الٰہی کا اور عزیمت کی باگ کا پھیرنا فکر کی جانب اور تقدیم اللہ عزوجل کی اور ہمت کا جم جانا اسی کی طلب پر اور حلاوت پانا چپ رہنے میں اور گفتگو اور اشغال امر دنیاوی سے نفرت کا ہونا وَأَمَّا الْمُرَاقَبَةُ فَهِيَ عِنْدَهُمْ عَلَى أَنْوَاعٍ كَثِيرَةٍ يَجْمَعُهَا أَمْرٌ وَهُوَ أَنْ يَتَلَفَّظَ بِآيَةٍ أَوْ كَلِمَةٍ بِاللِّسَانِ أَوْ يَتَخَيَّلَهَا فِي الْجَنَانِ وَيَفْهَمَ مَعْنَاهَا فَهْمًا جَيِّدًا ثُمَّ يَتَصَوَّرَ كَيْفَ هٰذَا الْمَعْنٰى وَمَا صُورَتُهُ ثُمَّ يَجْمَعَ الْخَاطِرَ عَلَى تِلْكَ الصُّورَةِ بِحَيْثُ لَا يَخْطُرُ خَطْرَةٌ سِوَاهَا حَتّٰى يَتَحَقَّقَ الْاِسْتِغْرَاقُ فِيهَا وَيَقَعَ ذُهُولٌ عَمَّا سِوَاهَا اور مراقبہ تو بزرگان طریقت کے نزدیک بہت اقسام

پر ہے اور جامع ان اقسام کثیرہ کا ایک امر ہے وہ یہ ہے کہ ایک آیت قرآنی یا کوئی کلمہ زبان سے کہے یا اس کا دل میں خیال کرے اور اس کے معنی کو خوب طرح بوجھے پھر تصور کرے کہ یہ مدعا کیونکر ہے اور اس کی تحقیق اور ثبوت کی کیا صورت ہے پھر اسی صورت پر خاطر کو جمع کرے اس طرح پر کہ سوائے اس کے کوئی خطرہ نہ آوے یہاں تک کہ اس میں استغراق متحقق ہو اور ایک طرح کی ربودگی اور غفلت اس کے ماسوائے حاصل ہو مترجم کہتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ لفظ کے مفہوم میں اس طرح ڈوب جانا کہ سوائے اس کے کوئی چیز دھیان میں نہ رہے اسکو مراقبہ کہتے ہیں وَالْاَصْلُ فِیْهَا قَوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ کَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ اور اس مراقبہ کی وہ حدیث ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو عبادت کرے اللہ کی گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے سو اگر تو اس کو نہ دیکھ سکے تو یہ دھیان کر کہ وہ تجھ کو دیکھتا ہے فَمِنْهَا اَنْ يَّقُوْلَ اَللّٰهُ حَاضِرِیْ اَللّٰهُ نَاظِرِیْ اَللّٰهُ مَعِیْ اَوْ يَتَخَيَّلُ فِی الْجَنَانِ ثُمَّ يَتَصَوَّرُ حُضُوْرَهٗ تَعَالٰی وَنَظَرَهٗ وَمَعِيَّتَهٗ تَصَوُّرًا جَيِّدًا مُسْتَقِيْمًا مَعَ تَنَزُّهِهٖ عَنِ الْجِهَةِ وَالْمَكَانِ حَتّٰی يَسْتَغْرِقَ فِیْ هٰذَا التَّصَوُّرِ تو اپنی زبان سے کہے اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی یا اس کو دل میں خیال کرے بدون تلفظ کے پھر اللہ تعالیٰ کی حضوری اور نظر اور اس کی معیت یعنی ساتھ ہونے کو خوب مضبوط تصور کرے باوجود پاک ہونے اس ذات مقدس کے جہت اور مکان سے یہاں تک تصور کو جماوے کہ اس میں ڈوب جاوے اَوْ يَتَصَوَّرُ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ وَيَتَصَوَّرُ مَعِيَّتَهٗ قَائِمًا اَوْ قَاعِدًا اَوْ مُضْطَجِعًا فِی الْخَلْوَةِ وَالْجَلْوَةِ وَالشُّغْلِ وَالدَّعَةِ یا اس آیت کا تصور کرے وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ یعنی حق تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں کہ تم ہو اور اس کے ساتھ ہونے کو دھیان کرے کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے اور تنہائی اور لوگوں کی ملاقات میں اور مشغولی اور بیکاری میں وَيَتَلَفَّظُ اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اَوْ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰی اَوْ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ اَوْ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِيْطٌ اَوْ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَيَهْدِيْنِ اَوْ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ فَاِنَّهَا مُرَاقَبَاتٌ مُفِيْدَةٌ لِتَعَلُّقِ الْقَلْبِ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ یہ آیت پڑھے کہ اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ یعنی جدھر تم متوجہ ہو تو وہاں اللہ کی ذات ہے یا یہ آیت پڑھے اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰی یعنی انسان نہیں جانتا کہ اللہ اس کو دیکھتا ہے یا اس آیت کو پڑھے

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ یعنی ہم قریب تر ہیں انسان کی رگ گردن سے اس آیت کا تصور کرے وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ یعنی اللہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے یا اس آیت کا دھیان کرے اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَہْدِیْنِ یعنی البتہ میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھکو ہدایت کریگا یا اس کا مراقبہ کرے ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاہِرُ وَالْبَاطِنُ یعنی حق تعالے اول ہے اس سے پہلے کوئی چیز نہیں آخر ہے جو بعد فنائے عالم باقی رہیگا ظاہر ہے باعتبار اپنی صفات اور افعال کے باطن ہے باعتبار اپنی ذات کے کہ اسکی حقیقت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا سو یہ مراقبات اللہ عزوجل کے ساتھ دل متعلق ہونے کیواسطے مفید ہیں وَاَمَّا الْمُفِیْدَۃُ لِقَطْعِ الْعَلَائِقِ وَالتَّجَرُّدِ التَّامِّ وَالسُّکْرِ وَالْمَحْوِ فَہِیَ کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ۵ وَصِفَتُہٗ اَنْ یَّتَصَوَّرَ نَفْسَہٗ قَدْ مَاتَ وَصَارَ رَمَادًا تَذْرُوْہُ الرِّیَاحُ وَالسَّمَاءُ قَدِ انْشَقَّتْ وَکُلُّ شَیْءٍ قَدْ بَطَلَ تَرْکِیْبُہٗ وَہَیْئَتُہٗ وَیَتَصَوَّرَ اللّٰہَ بَاقِیًا مَّوْجُوْدًا فَیَنْبَغِیْ عَلٰی ہٰذَا التَّصَوُّرِ مَلِیًّا فَاِنَّہٗ یُفِیْدُ الْمَحْوَ اور وہ مراقبہ جو قطع علائق اور پورے مجرد ہو جانے اور بیہوشی اور فنا کیلئے مفید ہے وہ مراقبہ اس آیت کا ہے کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یعنی جو زمین پر ہے وہ نیست و نابود ہونے والا ہے اور باقی رہیگی تیرے رب کی ذات جو بڑائی اور بزرگی والا ہے اور اسکے مراقبہ کا طریقہ یہ ہے کہ آپکو تصور کرے کہ مرگیا اور ایسی راکھ ہوگیا کہ جسکو ہوائیں اڑاتی ہیں اور آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور ہر چیز کی ترکیب اور شکل مٹ گئی اور اللہ کو باقی اور موجود دھیان کرے سو اس تصور پر دیر تک قائم رہے تو یہ نیستی اور نابودی کو مفید ہوگا ف ایسے تصورات کی سند وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امیر المومنین علی مرتضٰی سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قُلِ اللّٰہُمَّ اہْدِنِیْ وَسَدِّدْنِیْ وَاذْکُرْ بِالْہُدٰی ہِدَایَتَکَ الطَّرِیْقَ وَبِالسَّدَادِ سَدَادَ السَّہْمِ یعنی ای علی کہہ کہ خداوندا مجھ کو ہدایت کر اور سیدھا چلا اور ہدایت سے اپنی راہ کو چلنے کے لئے اور راستی سے تیر کی راستی کو دھیان کر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین سیدالاولیا کو وہ طریقہ سکھایا جس سے بتدریج محسوسات سے حالات مطلوبہ کو انسان پہونچ جاوے تو اس کو یاد رکھنا چاہیئے کذا فی الحاشیۃ العزیزیہ وَکَذٰلِکَ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْہُ فَاِنَّہٗ مُلَاقِیْکُمْ اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ اور اسی طریقہ مذکورہ سے اس آیت کا مراقبہ نیستی کا باعث ہے اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ آخر آیت

تک یعنی مقرر جس موت سے کہ تم بھاگتے ہو وہ تم کو ملنے والی ہے جہاں کہیں کہ تم ہوگے موت تم کو پا لیویگی اگرچہ تم اونچے یا مضبوط برجوں میں ہو فَاِذَا ظَهَرَ اَثَرُ الْمُرَاقَبَةِ فِی الطَّالِبِ وَ شُوْهِدَ نُوْرُهٗ اُمِرَ بِالتَّوْحِیْدِ الْاَفْعَالِیْ پھر جب اثر مراقبہ کا طالب میں ظاہر ہو اور اس کا نور مشاہدہ ہو تو اس کو توحید افعالی کا امر کیا جاوے ف توحید افعالی یہ ہے کہ ہر فعل کو جو عالم میں ظاہر ہو خدا کی جانب سے سمجھے نہ زید اور عمرو سے تاکہ غیر حق سے نہ خوف باقی رہے نہ توقع سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شعر درین نوعی از شرک پوشیدہ ہست ٭ کہ زیدم بیازرد عمرم بخست

وَاعْلَمْ اَنَّ الشَّارِعَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ رَغَّبَ وَحَثَّ عَلٰی شَیْئَیْنِ عَلَی الذِّكْرِ وَالْمُرَادُ مِنْهُ مَا یَتَلَفَّظُ بِهٖ وَعَلَی الْفِكْرِ وَالْمُرَادُ مِنْهُ الْمُرَاقَبَةُ اور جان رکھ اے مخاطب کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو چیز پر ترغیب اور آمادگی دلائی ایک ذکر پر اور مراد ذکر سے وہ ہے جو زبان سے بولا جاوے اور دوسرے فکر پر اور مراد اس سے مراقبہ ہے قَالَ بَعْضُ الْمَشَائِخِ مِمَّا جَرَّبْنَا لِلْكَشْفِ الْوَقَائِعِ الْاٰتِیَةِ عَلٰی مَا هِیَ عَلَیْهِ اَنْ یَّعْتَكِفَ الطَّالِبُ فِیْ خَلْوَةٍ وَّ یَغْتَسِلَ وَیَلْبَسَ اَحْسَنَ لِبَاسِهٖ وَیَتَطَیَّبَ وَیَجْلِسَ عَلَی السَّجَّادَةِ وَیَضَعَ مُصْحَفًا مَفْتُوْحًا عَلٰی یَمِیْنِهٖ وَمُصْحَفًا مَفْتُوْحًا عَلٰی یَسَارِهٖ وَمُصْحَفًا كَذٰلِكَ بَیْنَ یَدَیْهِ وَمُصْحَفًا كَذٰلِكَ خَلْفَهٗ ثُمَّ یَدْعُوَا اللّٰهَ اَنْ یَّكْشِفَ عَلَیْهِ الْوَاقِعَةَ الْفُلَانِیَّةَ بِجُهْدِ هِمَّتِهٖ ثُمَّ یَشْرَعُ فِیْ اِسْمِ الذَّاتِ مِنْ غَیْرِ غَمْضِ الْعَیْنِ فَیَضْرِبُ مَرَّةً فِی الْمُصْحَفِ الْاَیْمَنِ وَمَرَّةً فِی الْاَیْسَرِ وَمَرَّةً خَلْفَهٗ وَمَرَّةً بَیْنَ یَدَیْهِ حَتّٰی یَجِدَ فِیْ نَفْسِهٖ اِنْشِرَاحًا وَّنُوْرًا وَّیُوَاظِبَ عَلٰی ذٰلِكَ سَبْعَةَ اَیَّامٍ وَّنَحْوَهَا مَعَ الْخَلْوَةِ فَاِنَّهٗ یَكْشِفُ عَلَیْهِ اَلْبَتَّةَ قُلْتُ هٰذَا مَا قِیْلَ وَفِیْ قَلْبِیْ مِنْهُ شَیْءٌ لِّمَا فِیْهِ مِنْ اِسَاءَةِ الْاَدَبِ بِالْمُصْحَفِ بعضے مشائخ نے کہا جس کا ہم نے تجربہ کیا ہے وقائع آئندہ کے کشف ہونے پر ٹھیک ٹھیک وہ یہ ہے کہ طالب خلوت میں اعتکاف کرے اور غسل کرے اور اپنا عمدہ لباس پہنے اور خوشبو لگاوے اور مصلے پر بیٹھے اور کھلا ایک مصحف اپنے داہنے رکھے اور کھلا ایک مصحف اپنے بائیں رکھے اور اسیطرح ایک مصحف اپنے آگے اور اسیطرح ایک مصحف اپنے پیچھے رکھے پھر حق تعالیٰ سے بکوشش تمام یہ دعا کرے کہ فلانے واقع کو اسپر ظاہر کردے پھر اسم ذات کے ذکر میں شروع کرے بدون آنکھ بند کرنیکے تو ایک بار داہنے مصحف پر ضرب لگادے اور ایک بار بائیں پر اور ایک بار پیچھے اور ایکبار آگے ضرب لگادے یہانتک کہ وہ اپنے دل میں کشائش

اور نور کو پاوے اور سات دن مانند اسکے اسپر مداومت کرے خلوت کیساتھ تو البتہ اُس پر کشف حال ہوگا میں کہتا ہوں کہ ایسا کچھ کہا ہے کہنے والوں نے میرے دلمیں اس سے کچھ تردد ہے سواسطے اسمیں بے ادبی ہے مصحف مجید کیساتھ وَالَّذِیْ اخْتَارَہٗ سَیِّدِیْ الْوَالِدُ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ اَنْ یَّذْکُرَ اللّٰہَ تَعَالٰی بِھٰذِہِ الْاَسْمَآءِ یَا عَلِیْمُ یَا مُبِیْنُ یَا خَبِیْرُ مَعَ مُرَاعَاتِ الشُّرُوْطِ الْمَذْکُوْرَۃِ اِمَّا کَمَا وَصَفْنَا فِی الذِّکْرِ بِضَرْبَۃٍ وَّاحِدَۃٍ اَوْ بِثَلٰثِ ضَرَبَاتٍ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ

اور کشف واقعات کے اسمیں جو طریقہ ہمارے والد مرشد نے پسند کیا ہے وہ یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے ان اسمائے ثلثہ سے یا علیم یا مبین یا خبیر شروط مذکورہ کی مراعات کے ساتھ یا اس طرح جیسا ہمنے ذکر یک ضربی میں بیان کیا ہے یا اسطرح جیسا ذکر سہ ضربی میں ہی واللہ اعلم ف مولانا نے فرمایا شروط مذکورہ سے خلوت اور لباس اور غسل اور خوشبو لگانا اور مصلے پر بیٹھنا بدون مصاحبت کے رکھنے کے مراد ہے وَقَالَ لَوْ صَحَّ اَنَّا جَرَّبْنَا لِکَشْفِ الْاَرْوَاحِ ھٰذِہِ الشُّرُوْطَ الْمَذْکُوْرَۃَ اَنْ یَّضْرِبَ فِی الْجَانِبِ الْاَیْمَنِ سُبُّوْحٌ وَّفِی الْاَیْسَرِ قُدُّوْسٌ وَّفِی السَّمَآءِ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ فِی الْقَلْبِ الرُّوْحُ اور مشایخ نے فرمایا ہے کہ جو طریقہ کشف ارواح کیواسطے ہمارا مجرب ہے شروط مذکورہ کیساتھ وہ یہ ہے کہ داہنے طرف سبوح کی ضرب لگاوے اور بائیں طرف قدوس کی آسمان میں رب الملائکۃ کی ضرب لگاوے اور دل میں والروح کی وَلِتَحْصِیْلِ الْاُمُوْرِ الْمُھِمَّۃِ الصَّعْبَۃِ بِھٰذِہِ الشُّرُوْطِ اَنْ یُّصَلِّیَ فِی اللَّیْلِ مَا قَدَّرَ لَہٗ ثُمَّ یَضْرِبَ فِی الْاَیْمَنِ یَا حَیُّ وَفِی الْاَیْسَرِ یَا وَھَّابُ یَفْعَلُ ذٰلِکَ اَلْفَ مَرَّۃٍ اور امور مہمہ مشکلہ کے حاصل کرنے کیواسطے ان ہی شروط مذکورہ کیساتھ یہ طریقہ ہے کہ تہجد کی نماز پڑھے جسقدر اس کیواسطے مقدر ہو پھر داہنی طرف یا حی کی ضرب لگاوے اور بائیں طرف یا وہاب کی اسی طرح ہزار بار کرے وَلِانْشِرَاحِ الْخَاطِرِ وَدَفْعِ الْبَلَآءِ اَنْ یَّضْرِبَ اللّٰہَ فِی الْقَلْبِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ کَمَا وَصَفْنَاہُ فِی النَّفْیِ وَالْاِثْبَاتِ وَالْحَیُّ فِی الْجَانِبِ الْاَیْمَنِ وَالْقَیُّوْمُ فِی الْاَیْسَرِ اور انشراح خاطر اور دور کرنے بلاؤں کا یہ طریقہ ہے کہ اللہ کی ضرب دل میں لگاوے لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ کی اسطرح ضرب لگاوے جیسا کہ نفی اور اثبات میں بیان کیا اور الحی کی ضرب داہنی طرف اور القیوم کی ضرب بائیں طرف لگاوے وَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّدْعُوَ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ بِشِفَآءِ مَرِیْضٍ اَوْ دَفْعِ جُوْعٍ اَوْ تَوْسِیْعِ الرِّزْقِ اَوْ قَھْرِ عَدُوٍّ فَلْیَطْلُبِ الْاِسْمَ

ف صحیح فرمایا حضرت مصنف نے اور کیا حاجت ہے ان کی مقصود اصلی تو استخارہ مسنونہ میں بھی حاصل ہے ۱۲ ی

برائے کشف وقائع مع الحکمۃ

برائے کشف ارواح

برائے تحصیل امور مشکلہ

برائے انشراح خاطر ودفع بلا

المناسب بحاجته في الاسماء الحسنى فليذكر بذلك الاسم بضرب اثنين او ثلث
ضربات او اربع فيقول يا شافي او يا صمد او يا رزاق او يا منان الى غير ذلك والله اعلم
واحکم۔ اور جب اللہ عز و جل سے دعا کرنے کا ارادہ کرے یا بیمار کی شفا کا یا دفع گرسنگی کا یا
کشائش رزق کا یا مغلوبی دشمن کا تو چاہیئے کوئی اسم الٰہی موافق اپنی حاجت کے اسماۓ حسنی
سے طلب کرے سو اس نام کو دو ضرب یا تین ضرب یا چار ضرب کیساتھ ذکر کرے جیسے یوں کہے
شفا بیمار میں یا شافی یا دفع گرسنگی میں یا صمد یا کشائش رزق میں یا رزاق یا دفع دشمن میں یا
مذل اور سوا اسکے اور اسماۓ الٰہی کو موافق اپنے مطالب کے بطریق مذکور ذکر کرے واللہ اعلم و احکم

فصل پانچویں

في اشغال المشائخ الجشتية وهم اصحاب امام الطريقة خواجه معين الدين
حسن الجشتي وجشت قرية ينسبون اليها رضي الله تعالى عنه وعنهم اجمعين یہ فصل ہے
مشائخ چشتیہ کے اشغال میں اور وہ امام طریقہ خواجہ معین حسن چشتی کے مرید ہیں اور چشت
خواجہ معین الدین کے پیروں کے گاؤں کا نام ہے خدا راضی ہے ان سے اور ان کے
سب پیروں سے ف مولانا نے فرمایا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اس امت کی عمدہ
اولیا میں سے ہیں ان کے ہاتھ پر ہزاروں کفار ہنود مسلمان ہوئے منقول ہے کہ جب خواجہ کا انتقال
ہوا تو آپکی پیشانی مبارک پر نقش ظاہر ہو گیا حبیب اللہ مات فی حب اللہ یعنی خدا کا دوست خدا
کی محبت میں مر گیا وقالوا جاء علي الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله
دلني على اقرب الطرق الى الله وافضلها عند الله واسهلها على عباده فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم عليك بملازمة الذكر في الخلوة فقال علي كرم الله وجهه كيف
اذكر يا رسول الله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم غمض عينيك واسمع مني
ثلث مرات فالنبي صلى الله عليه وسلم قال لا اله الا الله ثلث مرات وعلي يسمع
ثم قال علي كرم الله وجهه لا اله الا الله ثلث مرات والنبي صلى الله عليه وسلم
يسمع ثم لقن علي كرم الله وجهه الحسن البصري وهكذا حتى وصل الينا وهذا
الحديث انما وجدناه عند هؤلاء المشائخ وعلى قوانين اهل الحديث فيه بحث
طويل اور مشائخ چشتیہ نے فرمایا کہ امام اولیا علی مرتضی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے

اور کہا یا رسول اللہ مجھ کو راہ بتائیے جو سب راہوں سے زیادہ تر قریب ہو اللہ کیطرف اور وہ راہ افضل ہو خدا کے نزدیک اور اس کے بندوں پر آسان تر ہو تو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنے اوپر لازم کر لے مداومت ذکر کی خلوت میں سو علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کیونکر ذکر کروں یا رسول اللہ فرمایا کہ اپنی آنکھوں کو بند کر اور مجھ سے سن تین بار سو آنحضرت نے فرمایا لا الٰہ الا اللہ اور علی مرتضیٰؓ سنتے تھے پھر علی مرتضیٰؓ نے تین بار لا الٰہ الا اللہ کہا اور آنحضرت اس کو سنتے تھے پھر علی مرتضیٰ نے یہ طریقہ حسن بصریؒ کو تعلیم کیا اسی طرح درجہ بدرجہ مرشد کو مرشد ہم تک پہنچا مصنف نے فرمایا کہ اس حدیث کو تو ہمنے فقط ان مشائخ چشتیہ کے پاس پایا اور اہل حدیث کے قوانین پر تو اس میں طویل بحث ہے ف مولانا نے فرمایا بحث کی یہ وجہ ہے کہ یہ حدیث بطور محدثین نہایت غریب ہے اور بشدت منقطع ہے اسواسطے کہ ملاقات حسن بصریؒ کی مرتضیٰ سے باعتبار تاریخ کی ثابت نہیں اور رکاکت الفاظ اس پر علاوہ مترجم کہتا ہے فی الواقع کتب اسماء الرجال سے اتصال اس روایت کا مشکل ہے لیکن اولیائے چشت رضی اللہ عنہم کے ساتھ حسن ظن اسکو مقتضی ہے کہ اس حدیث کو پایۂ اعتبار سے بشبہہ انقطاع ساقط نہ کیجئے اس واسطے کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک بشرط عدالت رواۃ حدیث مرسل بھی حجت ہے واللہ اعلم فَاِذَا اَرَادَ الشَّیْخُ اَنْ یُّلَقِّنَ تِلْمِیْذَہٗ اَمَرَہٗ اَنْ یَّصُوْمَ یَوْمًا فَاِنْ کَانَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ فَھُوَ اَوْلٰی ثُمَّ یَاْمُرُہٗ بِالْاِسْتِغْفَارِ عَشَرَ مَرَّاتٍ وَالصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشَرَ مَرَّاتٍ ثُمَّ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ فِیْ مُحْکَمِ کِتَابِہٖ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ فَاجْتَھِدْ اَنْ لَّا یَاْتِیَ عَلَیْکَ زَمَانٌ اِلَّا وَاَنْتَ ذَاکِرٌ وَاعْلَمْ اَنَّ قَلْبَکَ مَوْضُوْعٌ تَحْتَ ثَدْیِکَ الْاَیْسَرِ بِاِصْبَعَیْنِ عَلٰی صُوْرَۃِ زَھْرِ الصَّنَوْبَرِ وَلَہٗ بَابَانِ بَابٌ فَوْقَانِیٌّ وَّبَابٌ تَحْتَانِیٌّ پھر جب مرشد ارادہ کرے اپنے مرید کی تلقین کرنے کا تو اس کو امر کرے روزہ رکھنے کا سو اگر پنجشنبہ کا دن ہو تو بہتر ہے پھر اس شخص سے امر کرے دس بار استغفار کرنیکو اور دس بار درود پڑھنے کو پھر مرشد کہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنی مضبوط کتاب میں فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ یعنی اللہ کو یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے سو تو اس پر کوشش کر کہ کوئی زمانہ بدون ذکر کرنے کے تجکو نہ گذرے اور معلوم کرلے طالب کہ تیرا دل رکھا ہے تیرے بائیں چھاتی کے نیچے دو انگل پر بصورت شگوفہ چلغوزہ کے اور اسکے دو دروازہ ہیں ایک دروازہ اوپر کا ہے اور دوسرا نیچے کا ہے ف مصنف نے حاشیے میں فرمایا کہ باب فوقانی سے روح مراد ہے

جو جسم سے ملا ہے اور باب تحتانی سے وہ مراد ہے جو روح سے متصل ہے اَمَّا الْبَابُ الْفَوْقَانِیُّ فَفَتْحُهٗ بِالذِّکْرِ الْجَلِیِّ فَاَمَّا التَّحْتَانِیُّ فَفَتْحُهٗ بِالذِّکْرِ الْخَفِیِّ دل کے اوپر کے دروازے کی کشائش تو ذکر جلی سے ہوتی ہے اور نیچے کے دروازہ کی کشادگی ذکر خفی سے ہوتی ہے فَاِذَا اَرَدْتَ الذِّکْرَ الْجَلِیَّ فَاجْلِسْ مُتَرَبِّعًا وَخُذِ الْعِرْقَ الَّذِیْ یُسَمّٰی کَیْمَاسْ بِاِبْهَامِ قَدَمِكَ الْیُمْنٰی وَالَّتِیْ تَلِیْهَا وَسَمِعْتُ سَیِّدِیْ الْوَالِدَ قُدِّسَ سِرُّهٗ یَقُوْلُ هُوَ عِرْقٌ فِیْ بَطْنِ الرُّکْبَةِ هَبَطَ مِنْ جَانِبِ الْفَخِذِ وَاَخْذُهٗ بِهٰذِهِ الْکَیْفِیَّةِ یُفِیْدُ نَفْیَ الْخَوَاطِرِ وَیَجْمَعُ الْهِمَّةَ وَ یُسَخِّنُ الْقَلْبَ تَسْخِیْنًا عَجِیْبًا پھر جب تو ذکر جلی کا ارادہ کرے تو چار زانوں بیٹھ اور پکڑ اُس رگ کو جس کا کیماس نام ہے اپنے داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کو داب کر اور میں نے اپنے والد مرشد قدسرہ سے سنا کہتے کہ کیماس وہ رگ ہے زانوں کے تلے ران کی جانب سے اتری ہے اور اس کا اس طرح سے پکڑنا نفی وساوس اور جمعیت ہمت کو مفید اور دل کو گرم کر دینا ہے عجب گرمی کیساتھ وَاجْلِسْ جِلْسَةَ الصَّلٰوةِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ بِاجْتِمَاعِ الْعَزِیْمَةِ ثُمَّ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بِالشَّدِّ وَالْمَدِّ وَاِخْرَاجِ الْقُوَّةِ مِنْ دَاخِلِ الْقَلْبِ وَ اَخْرِجْ لَفْظَةَ مِنَ السُّرَّةِ وَامْدُدْهَا اِلَی الْمَنْکَبِ الْاَیْمَنِ وَلَفْظَةَ اِلٰهَ مِنْ اُمِّ الدِّمَاغِ تَشْبِیْرٌ بِذٰلِكَ اَنَّكَ اَخْرَجْتَ حُبَّ مَنْ سِوَی اللّٰهِ تَعَالٰی مِنْ بَاطِنِكَ وَاَلْقَیْتَهٗ خَلْفَكَ فَتَنَفَّسْ نَفَسًا اٰخَرَ فَاضْرِبْ اِلَّا اللّٰهُ فِی الْقَلْبِ بِالشِّدَّةِ وَالْقُوَّةِ بطریق مذکور بیٹھ بطور نشست نماز کے رو بقبلہ حضور دل سے ہمت کو جمع کر کے پھر کہہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سختی اور کشیدگی کیساتھ اور قوت کو دل کے اندر سے نکال کر اور لفظ لَا کا ناف سے نکال اور اسکو کھینچ داہنے مونڈھے تک اور لفظ اِلٰهَ کا دماغ کی جھلی سے اشارہ کرے تو اس تصور سے گویا تو نے غیر خدا کی محبت کو اپنے اندر سے نکالا اور اسکو اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈالا پھر دوسرا دم لے سوا اِلَّا اللّٰهُ کو دلمیں سختی اور قوت کیساتھ ضرب کر یُلَاحِظُ الْمُبْتَدِیْ نَفْیَ الْمَعْبُوْدِیَّةِ مِنْ غَیْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَالْمُتَوَسِّطُ نَفْیَ الْمَقْصُوْدِیَّةِ وَالْمُنْتَهِیْ نَفْیَ الْوُجُوْدِ اور اس نفی اور اثبات سے مبتدی ملاحظ کرے معبودیت کا غیر خدا سے اور متوسط نفی مقصودیت کا اور منتہی نفی وجود کا وَالشَّرْطُ الْاَعْظَمُ فِیْ هٰذَا الذِّکْرِ جَمْعُ الْهِمَّةِ وَفَهْمُ الْمَعْنٰی وَیَنْبَغِیْ لِصَاحِبِ الذِّکْرِ الْجَلِیِّ اَنْ لَا یُقَلِّلَ الطَّعَامَ جِدًّا بَلْ یَکْفِیْهِ اَنْ یُخْلِیَ رُبْعَ الْمَعِدَةِ وَیَنْبَغِیْ اَنْ یَّاْکُلَ شَیْئًا مِنَ الدَّسَمِ لِئَلَّا یَتَشَوَّشَ

(حاشیہ: ذکر جلی کا طریقہ) (حاشیہ: ذکر نفی اثبات کا مخصوص طریقہ)

سلہ ظاہر ابتدائے عبارت عربی برعربی رہ گیا ہے یعنی اواجلس ہو تردید کیلئے والا فقط لفظ مستقبل القبلۃ بعد لفظ متربعا کے لکھنا کفایت کرتا تھا اس مطلب کے لئے کہ جو مترجم نے یہاں زیادہ کیا واللہ اعلم ۱۲ ق

دماغ اور شرط اعظم اس ذکر میں ہمت کا جمع کرنا اور معنی کا بوجھنا ہے اور ذکر جلی کرنے والے کو لائق یہ ہے کہ کھانے کو نہایت کم نہ کرے بلکہ اس کو کافی ہے کہ چوتھائی پیٹ خالی رکھے اور مناسب ہے کہ کچھ چکنائی کھایا کرے تاکہ اس کا دماغ نہ پریشان ہو خشکی کے سبب سے وَإِذَا أَرَدْتَ بِيَاسَ أَنْفَاسٍ فَكُنْ مُسْتَيْقِظًا وَاقِفًا عَلَى أَنْفَاسِكَ فَكُلَّمَا خَرَجَ النَّفَسُ فَكُلَّمَا خَرَجَ النَّفَسُ فَقُلْ مَعَ خُرُوجِهِ لَا إِلٰهَ كَأَنَّكَ تُخْرِجُ مَحَبَّةَ كُلِّ شَيْءٍ سِوَى اللّٰهِ مِنْ بَاطِنِكَ وَإِذَا دَخَلَ النَّفَسُ مَعَ دُخُولِهِ إِلَّا اللّٰهُ كَأَنَّكَ تُدْخِلُ وَتُثْبِتُ مُحَبَّةَ اللّٰهِ فِي قَلْبِكَ اور جبکہ تو اے سالک پاس انفاس کا ارادہ کرے تو بیدار اور اپنے دمون پر واقف ہو جا پھر جب دم باہر کو نکلے تو اس کے نکلنے کے ساتھ لَا إِلٰهَ کہ گویا ہر چیز کی محبت تو سوائے خدا کے اپنے باطن سے نکالتا ہے اور جب دم اندر کی طرف آئے تو اس کے داخل ہونیکے ساتھ إِلَّا اللّٰهُ کہہ گویا تو داخل کرتا ہے اور محبت الٰہی کو ثابت کرتا ہے اپنے دل میں قَالُوا وَالرُّكْنُ الْأَعْظَمُ رَبْطُ الْقَلْبِ بِالشَّيْخِ عَلَى وَصْفِ الْمَحَبَّةِ وَالتَّعْظِيمِ وَمُلَاحَظَةُ صُورَتِهِ قُلْتُ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى مَظَاهِرُ كَثِيرَةٌ فَمَا مِنْ عَابِدٍ غَبِيًّا كَانَ أَوْ ذَكِيًّا إِلَّا وَقَدْ ظَهَرَ بِحَيْثُ أَنَّهُ صَارَ مَعْبُودًا لَهُ فِي مَرْتَبَتِهِ وَلِهٰذَا السِّرِّ نَزَلَ الشَّرْعُ بِاسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ وَالْاِسْتِوَاءِ عَلَى الْعَرْشِ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهِ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ قِبْلَتِهِ وَسَأَلَ جَارِيَةً سَوْدَاءَ فَقَالَ أَيْنَ اللّٰهُ فَأَشَارَتْ إِلَى السَّمَاءِ فَسَأَلَهَا مَنْ أَنَا فَأَشَارَتْ بِأُصْبُعِهَا تَعْنِي اللّٰهَ أَرْسَلَكَ فَقَالَ هِيَ مُؤْمِنَةٌ فَلَا عَلَيْكَ أَنْ لَا يَتَوَجَّهَ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ وَأَنْ تَرْبِطَ قَلْبَكَ إِلَّا بِهِ وَلَوْ بِالتَّوَجُّهِ إِلَى الْعَرْشِ وَتَصَوُّرِ النُّورِ الَّذِي وَضَعَهُ عَلَيْهِ وَهُوَ أَزْهَرُ اللَّوْنِ كَمِثْلِ لَوْنِ الْقَمَرِ أَوْ بِالتَّوَجُّهِ إِلَى الْقِبْلَةِ كَمَا أَشَارَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَكُونُ كَالْمُرَاقَبَةِ بِهٰذَا الْحَدِيثِ مشائخ چشتیہ نے فرمایا ہے کہ رکن اعظم دل کا لگانا اور گانٹھنا ہے مرشد کے ساتھ محبت اور تعظیم کی صفت پر اور اس کی صورت کا ملاحظہ کرنا میں کہتا ہوں حق تعالیٰ کے مظاہر کثیرہ ہیں سو نہیں کوئی عابد غبی ہو یا ذکی مگر کہ اس کے مقابل ظاہر ہو کر اس کا معبود ہو گیا ہے بحسب مرتبہ اُس کے اور اسی بھید کے سبب سے رو بقبلہ ہوتا اور استواء علی العرش کا شرع میں نازل ہوا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے منہ کے سامنے

سلسلہ چشتیہ میں پاس انفاس کا طریقہ

مرشد کی محبت اور تعظیم

نہ ہو کے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ ہے اُس کے درمیان اور اس کے قبلہ کے درمیان میں اور آنحضرتؐ نے ایک کالی لونڈی سے پوچھا اور فرمایا کہ اللہ کہاں ہے لونڈی نے آسمان کیطرف اشارہ کیا پھر حضرتؐ نے اس سے پوچھا کہ میں کون ہوں تو اس نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا مراد اس کی یہ ہے کہ خدا نے تجھکو بھیجا ہے پس فرمایا اپنے کہ یہ ایماندار ہے تو اے سالک تجھ پر کچھ مضائقہ نہیں اس میں کہ تو متوجہ نہ ہو مگر اللہ ہی کی طرف اور اپنا دل نہ لگاوے مگر اُسی سے اگرچہ ہو عرش کی طرف متوجہ ہو کر اور اس نور کا تصور کر کے جس کا حق تعالیٰ نے عرش پر رکھا ہے اور وہ نہایت روشن رنگ ہے چاند کے رنگ کے مانند یا قبلے کی طرف متوجہ ہو کر چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے تو یہ اس حدیث[1] کا گویا مراقبہ ہوگا واللہ اعلم **ف** مصنفؒ نے حاشیے میں فرمایا کہ حق تعالیٰ کی عالم مثال میں تجلی ہے تو ہر شخص اپنی استعداد کے مناسب اُس کو ادراک کرتا ہے مترجم کہتا ہے تجلی اور عالم امثال کی حقیقت کتب صوفیہ میں مفصل مذکور ہے یہ رسالہ مختصر لائق اس کی تفصیل کی نہیں فَاِذَا تَنَوَّرَ الطَّالِبُ بِنُوْرِ الذِّكْرِ اَمَرَهٗ بِالْمُرَاقَبَةِ وَهِيَ مُشْتَقَّةٌ مِنْ رَقِيْبٍ سُمِّيَتْ بِهٰذَا الْاِسْمِ لِاَنَّ الطَّالِبَ يُرَاقِبُ قَلْبَهٗ اَوْ يُرَاقِبُ اللّٰهَ كَمَا اَنَّ اللّٰهَ يُرَاقِبُهٗ فَيَقُوْلُ بِلِسَانِهٖ اَوْ يَتَخَيَّلُ بِقَلْبِهٖ اَللّٰهُ حَاضِرِيْ اَللّٰهُ نَاظِرِيْ اَللّٰهُ شَاهِدِيْ اَللّٰهُ مَعِيْ اَوْ اَلَا اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ اَوْ كَاَنَّهٗ حَاضِرٌ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ تُشَاهِدُهٗ پھر جب طالب رنگین ہو جاوے ذکر کے نور سے تو مرشد اس کو مراقبہ کرنے کا امر کرے اور مراقبہ رقیب بمعنی محافظ اور نگہبان سے مشتق ہے اس کا نام مراقبہ اس واسطے رکھا گیا کہ سالک بعضے مراقبات میں اپنے دل کی محافظت اور نگہبانی کرتا ہے یا بعضے مراقبات میں اللہ تعالیٰ کا مراقب ہوتا ہے جیسا اللہ اُس کی حفاظت کرتا ہی تو مراقبہ کرنیکے وقت زبان سے کہے یا اپنے دل سے خیال کرے اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ شاہدی اللہ معی یا اس کا مراقبہ کرے اَلَا اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ یعنی آگاہ ہو جا کہ اللہ سب چیز کو گھیرے ہے یا اس کا مراقبہ کرے کہ گویا کہ اللہ حاضر ہے تیرے درمیان اور تیرے قبلہ کے درمیان جس اور تو اسکو مشاہد کرتا ہے فَقَالَ الْمَشَائِخُ مَنْ اَرَادَ الدُّخُوْلَ فِي الْاَرْبَعِيْنِيَّةِ يَلْزَمُهٗ مُرَاعَاتُ اُمُوْرٍ دَوَامُ الصِّيَامِ وَدَوَامُ الْقِيَامِ وَتَقْلِيْلُ الْكَلَامِ وَالطَّعَامِ وَالْمَنَامِ وَالصُّحْبَةِ مَعَ الْاَنَامِ وَالْمُوَاظَبَةُ عَلَى الْوُضُوْءِ فِيْ حَالَاتِ الْيَقْظَةِ وَعِنْدَ الْمَنَامِ وَرَبْطُ الْقَلْبِ مَعَ الشَّيْخِ

[1] مراد حدیث سے یہی حدیث ہے جو ابھی اوپر گذری ۱۲ اصل احمد کرکٹا منصدق نقل دحیہ اہلحدیث ۱۲

عَلَى الذِّكْرِ وَتَرْكُ الْغَفْلَةِ رَأْسًا حَتّٰى تَكُونَ عِنْدَهُ مِنَ الْحَرَامِ فَإِذَا أَدْخَلَ فِي الْحُجْرَةِ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى تَعَوَّذَ وَسَمّٰى وَقَرَأَ سُورَةَ النَّاسِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَإِذَا أَدْخَلَ الرِّجْلَ الْيُسْرٰى قَالَ اللّٰهُمَّ أَنْتَ وَلِيِّيْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ كُنْ لِّيْ كَمَا كُنْتَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَارْزُقْنِيْ مَحَبَّتَكَ اللّٰهُمَّ وَارْزُقْنِيْ حُبَّكَ وَاشْغَلْنِيْ بِجَمَالِكَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُخْلَصِيْنَ اللّٰهُمَّ امْحُ بِجَذَبَاتِ ذَاتِكَ يَا أَنِيْسَ مَنْ لَّا أَنِيْسَ لَهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ مشائخ

چشتیہ نے فرمایا جو چلے میں داخل ہونیکا ارادہ کرے اس کو چند امور کی رعایت کرنا لازم ہے ہمیشہ روزہ رکھنا اور سدا قیام شب کرنا اور بولنے اور کھانے اور سونے اور صحبت خلق کو کم کر دینا اور ہمیشہ باوضو رہنا جاگنے اور سونے کے حالات میں اور مرشد کیساتھ ہمیشہ دل کو لگائے رکھنا اور غفلت کو بالکل ترک کرنا یہانتک کہ اس کے نزدیک غفلت از قسم حرام کے ہو جائے پھر جب حجرے میں داہنا پاؤں داخل کرے تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہے اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کو تین بار پڑھے اور جب بایاں پاؤں داخل کرے تو اَللّٰهُمَّ سے آخر تک دعا کرے یعنی خداوندا تو میرا کارساز ہے دنیا اور آخرت میں مددگار ہو جا جیسا تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا مددگار و کارساز تھا اور مجھ کو اپنی محبت دے الٰہی مجھ کو اپنی حب نصیب کر اور اپنے جمال کے ساتھ مشغول کر لے اور مجھ کو عباد مخلصین میں کر ڈال الٰہی میرے نفس کو مٹا ڈال اپنی ذات کی کششوں سے اے انیس اسکے جسکا کوئی انیس نہیں اے رب مجھکو نہ چھوڑ تو تنہا اور تو بہتر وارثین ہی ہے فَيَقُوْمُ عَلَى الْمُصَلّٰى وَيَقُوْلُ إِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ إِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ مَرَّةً ثُمَّ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ فِي الْأُوْلٰى اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ وَفِي الثَّانِيَةِ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَةً طَوِيْلَةً وَّيَجْتَهِدُ فِي الدُّعَاءِ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا فَتَّاحُ خَمْسَ مِائَةِ مَرَّةٍ ثُمَّ يَشْتَغِلُ بِالْأَذْكَارِ الَّتِيْ ذَكَرْنَاهَا پھر مصلے پر کھڑا ہو اور اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ کو اکیس بار پڑھے یعنی میں نے اپنا منہ متوجہ کیا یکسو ہو کر اس کی طرف جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکین میں داخل نہیں پھر دو رکعت پڑھے پہلی رکعت میں آیۃ الکرسی پڑھے اور دوسری رکعت میں اٰمن الرسول پھر لمبا سجدہ کرے اور دعا میں خوب کوشش کرے پھر پانچسو بار یا فتاح کہے پھر ان اذکار میں مشغول ہو جن کو ہم ذکر کر چکے ہیں یعنی ذکر جلی اور پاس انفاس اور مراقبات وقالوا

إِذَا دَخَلَ الْمَقْبَرَةَ قَرَأَ سُوْرَةَ إِنَّا فَتَحْنَا فِي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَجْلِسُ مُسْتَقْبِلًا إِلَى الْمَيِّتِ مُسْتَدْبِرَ الْكَعْبَةِ فَيَقْرَأُ سُوْرَةَ الْمُلْكِ فَيُكَبِّرُ وَيُهَلِّلُ وَيَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفَاتِحَةِ إِحْدٰى عَشَرَ مَرَّةً الْفَاتِحَةِ إِحْدٰى عَشَرَ مَرَّةً ثُمَّ يَقْرُبُ مِنَ الْمَيِّتِ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ يَارَبِّ إِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ مَرَّةً ثُمَّ يَقُوْلُ يَارُوْحُ يَضْرِبُهُ فِي السَّمَاءِ وَيَارُوْحُ الرُّوْحِ يَضْرِبُهُ فِي الْقَلْبِ حَتّٰى يَجِدَ انْشِرَاحًا وَنُوْرًا ثُمَّ يَنْتَظِرُ لِمَا يَفِيْضُ مِنْ صَاحِبِ الْقَبْرِ عَلٰى قَلْبِهٖ اور مشائخ چشتیہ نے

فرمایا کہ جب قبرستان میں داخل ہو تو سورہ إِنَّا فَتَحْنَا دو رکعت میں پڑھے پھر میت کی سامنے ہو کر کعبہ معظمہ کو پشت دے کر بیٹھے پھر سورہ مُلک پڑھے اور اَللّٰہُ اَکْبَر اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہے اور گیارہ بار سورہ فاتحہ پڑھے پھر میت سے قریب ہو جاوے پھر کہے یارب یارب اکیس بار پھر کہے یاروح اور اسکو آسمان میں ضرب کرے اور یاروح الروح کی دل میں ضرب لگاوے یہانتک کہ کشائش اور نور پاوے پھر منتظر رہے اس کا جس کا فیضان صاحب قبر سے ہو کے دل پر وَلِلْجِشْتِيَّةِ صَلٰوةٌ تُسَمّٰى صَلٰوةَ الْمَعْكُوْسِ لَمْ نَجِدْ مِنَ السُّنَّةِ وَأَقْوَالِ الْفُقَهَاءِ مَا نَشُدُّهَا بِهٖ فَلِذٰلِكَ حَذَفْنَاهَا وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ اور چشتیوں کے یہاں ایک نماز ہے جس کو صلوۃ المعکوس کہتے ہیں ہم نے سنت مصطفویہ اور اقوال فقہا سے ایسی اصل اس کی نہیں پائی جس سے ہم اس کی تقویت کریں اسی واسطے ہم نے اس کو ذکر نہ کیا اور علم اس کے جواز اور عدم جواز کا خدا کے نزدیک ہے وَلَهُمْ صَلٰوةٌ تُسَمّٰى صَلٰوةَ كُنْ فَيَكُوْنُ اور چشتیہ کے یہاں ایک نماز ہے جس کو صلوۃ کن فیکون کہتے ہیں ف صلوۃ کن فیکون اس واسطے کہتے ہیں کہ مطلب برآری میں اس کی تاثیر نہایت جلد اور قوی ہے قَالُوْا مَنْ اعْتَرَضَتْ لَهٗ حَاجَةٌ صَعْبَةٌ فَلْيَرْكَعْ كُلَّ لَيْلَةٍ مِنْ لَيَالِي الْأَرْبِعَاءِ وَالْخَمِيْسِ وَالْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ يَقْرَأُ فِي الْأُوْلَى الْفَاتِحَةَ مَرَّةً وَالْإِخْلَاصَ مِائَةَ مَرَّةٍ وَفِي الثَّانِيَةِ الْفَاتِحَةَ مِائَةَ مَرَّةٍ وَالْإِخْلَاصَ مَرَّةً وَيَقُوْلُ مِائَةَ مَرَّةٍ اَيْ آسان کنندہ دشوارہا وَاَيْ روشن کنندہ تاریکہا مِائَةَ مَرَّةٍ وَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِائَةَ مَرَّةٍ وَيُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةَ مَرَّةٍ وَيَدْعُو اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ فَإِذَا كَانَتِ الثَّالِثَةُ فَعَلَ هٰذَا ثُمَّ حَسَرَ الْعِمَامَةَ عَنْ رَأْسِهٖ وَجَعَلَ كُمَّهٗ فِيْ عُنُقِهٖ وَبَكٰى وَدَعَا اللّٰهَ إِلٰى خَمْسِيْنَ مَرَّةً فَإِنَّهٗ لَابُدَّ يُسْتَجَابُ لَهٗ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ مشائخ چشتیہ نے صلوۃ کن فیکون کے بیان میں کہا ہے کہ جس کو سخت حاجت پیش آوے تو چاہیئے کہ ہر رات میں کو لیالی ثلثہ یعنی

کشف قبور و استفادہ کا بیان

صلوۃ المعکوس

صلوۃ کن فیکون

چہارشنبہ اور پنجشنبہ اور جمعہ کی راتوں میں دو رکعتیں ادا کرے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور قُلْ هُوَاللّٰهُ سو بار پڑھے اور دوسری رکعت میں فاتحہ سو بار اور قُلْ هُوَاللّٰهُ ایکبار اور سو بار یوں کہے اے آسان کنندہ دشواریہا دائے روشن کنندۂ تاریکیہا سو بار اور استغفار کرے سو بار اور درود پڑھے سو بار اور حقتعالی سے دعا کرے بحضور قلب پھر جب تیسری رات ہو تو بھی یہی کرے جو مذکور ہوا پھر پگڑی یا ٹوپی کو سر سے اُتارے اور اپنی آستین کو اپنی گردن میں ڈالے اور روئے اور حقتعالی سے دعا کرے پچاس بار تو بالضرور انشاءاللہ تعالیٰ دعا اُس کی مستجاب ہوگی واللہ اعلم ف مولانا نے فرمایا کہ بعضے ناواقفوں نے اعتراض کیا ہے آستین گردن میں ڈالنا کیوں کر جائز ہو گا حالانکہ ادعیۂ ماثورہ میں یہ ثابت نہیں ہم جواب دیتے ہیں کہ قلب ردا یعنی چادر کا اُلٹنا پلٹنا نماز استسقا میں رسول للہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے تا حال عالم کا بدل جاوے تو اسی طرح آستین گردن میں ڈالنا امر مخفی کے اظہار کیواسطے یعنی تفرع کے یا واسطے اشغار گردش حال کے حصول مقصود سے کیونکر جائز نہ ہو گا

فصل چھٹی

فِي اَشْغَالِ الْمَشَائِخِ النَّقْشَبَنْدِيَّةِ وَهُمْ اَصْحَابُ اِمَامِ الطَّرِيْقَةِ خَوَاجَهْ بَهَاءُ الدِّيْنِ نَقْشَبَنْدِ الْبُخَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ یہ فصل ہے مشائخ نقشبندیہ امام طریقت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری کے مرید ہیں اللہ راضی ہو ان سے اور اُنکے سب مریدوں سے قَالُوْا طُرُقُ الْوُصُوْلِ اِلَى اللّٰهِ ثَلٰثٌ اَحَدُهَا الذِّكْرُ فَمِنْهُ النَّفْيُ الْاِثْبَاتُ وَهُوَ الْمَاثُوْرُ عَنْ مُتَقَدِّمِيْهِمْ نقشبندیہ نے کہا کہ اللہ تک پہونچنے کی تین راہیں ہیں ایک تو ذکر ہے سو منجملہ ذکر کے نفی اور اثبات ہے اور وہی منقول ہے متقدمین نقشبندیہ سے وَصِفَتُهٗ اَنْ يَّنْتَهِزَ فُرْصَةً مِّنَ التَّشْوِيْشَاتِ الْخَارِجِيَّةِ كَالْاِسْتِمَاعِ اِلَى اَحَادِيْثِ النَّاسِ وَالدَّاخِلِيَّةِ كَالْجُوْعِ الْمُفْرِطِ وَالْغَضَبِ وَالْاَلَمِ وَالشَّبْعِ الْمُفْرِطِ ثُمَّ يَذْكُرُ الْمَوْتَ وَيُحْضِرُهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ وَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تَعَالٰى مِمَّا صَدَرَ مِنْهُ مِنَ الْمَعَاصِيْ ثُمَّ يَضُمُّ شَفَتَيْهِ وَيُغْمِضُ عَيْنَيْهِ وَيَحْبِسُ نَفَسَهٗ فِيْ بَطْنِهٖ وَيَقُوْلُ بِالْقَلْبِ لَا يُخْرِجُهَا مِنْ سُرَّتِهٖ اِلَى الْاَيْمَنِ وَيَمُدُّهَا حَتّٰى يَصِلَ اِلٰى مَنْكِبِهٖ ثُمَّ يُحَرِّكُ مِنْ مَنْكِبِهٖ اِلَى الرَّاْسِ فَيَقُوْلُ اِلٰهَ ثُمَّ يَضْرِبُ فِيْ قَلْبِهٖ بِالشَّدِّ اِلَّا اللّٰهُ اور طریقہ نفی و اثبات کے ذکر کا یہ ہے کہ فرصت کو غنیمت جانے تشویشات بیرونی سے چنانچہ لوگوں کی گفتگو سننا اور تشویشات

اندرونی سے چنانچہ گرسنگی زائد اور غضب اور درد اور سیری بہت پھر موت کو یاد کرے اور تصور میں اس کو اپنے سامنے کرے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہے ان گناہوں کی جو اس سے صادر ہوئے پھر دونوں لبوں اور دونوں آنکھوں کو بند کرے اور دم کو اپنے پیٹ میں حبس کرے اور دل سے کہے لا اس کو اپنی ناف سے داہنی طرف نکالے اور کھینچے یہاں تک کہ اپنے مونڈھے تک پہونچے مونڈھے کو سر کی طرف جھکا وے اور ہلا وے اور کہے اِلٰہ پھر ضرب لگا دے اپنے دل میں سختی اِلَّا اللّٰہ کی ف مصنف قدس سرہٗ کے بھائی حضرت شاہ اہل اللہ نے چار باب میں فرمایا کہ مبادی سلوک میں اسم ذات سے ہر روز بارہ ہزار بار اور نفی اور اثبات ہر ایک ایک ہزار بار یکبار مواظبت کرنا آثار عجیب و غریب کا مثمر ہے قَالُوا الْحَبْسُ النَّفَسِ خَاصِيَّةٌ عَجِيبَةٌ فِي تَسْخِينِ الْبَاطِنِ وَجَمْعِ الْعَزِيمَةِ وَهَيَجَانِ الْعِشْقِ وَقَطْعِ اَحَادِيثِ النَّفْسِ وَ يَتَدَادَهُمْ فِي الْحَبْسِ لِئَلَّا يَثْقُلَ عَلَيْهِ وَالْمُرَادُ بِالْحَبْسِ غَيْرُ الْمُفْرِطِ فَلَيْسَتْ بَيْنَ مَا يَأْمُرُ بِهِ الْجُوكِيَّةُ بُوْنٌ بَائِنٌ نقشبندیہ نے فرمایا کہ حبس نفس یعنی دم رکنے کی عجیب خاصیت ہے باطن کے گرم کر دینے اور جمعیت عزیمت اور عشق کی ابھارنے اور وساوس کے قطع کرنے میں اور بتدریج اندک اندک حبس دم کی مشق کرے تا اس پر گران نہ ہو جاوے اور خشکی کی بیماری نہ پیدا ہو جاوے اور حبس دم سے حبس غیر مفرط مراد ہے نوبت حصر نفس تک نہ پہونچے تو نقشبندیہ کے حبس دم میں اور جس کو جوگی بتاتے ہیں فرق بعید ہے ف مصنف قدس سرہٗ نے فرمایا بار ہا بائی حاشیہ کہ اکابرہ جو گیہ روند ہرا اثبات مقالات دریا بین بکنند حبس نفس و حصر نفس دارد فرق ؛ حبس نفس است آنچہ نشانش بدہند وَكَذٰلِكَ لِعَدَدِ الْوِتْرِ خَاصِيَّةٌ عَجِيبَةٌ فَيَقُولُ اَوَّلًا هٰذِهِ الْكَلِمَةَ مَرَّةً فِي نَفَسٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُولُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فِي نَفَسٍ وَاحِدٍ وَهٰكَذَا يَتَدَرَّجُ حَتّٰى يَصِلَ اِلٰى اَحَدٍ وَّعِشْرِيْنَ مَعَ الْمُرَاعَاتِ عَلٰى عَدَدِ الْوِتْرِ ۔۔۔۔ اور حبس دم کے مانند شمار طاق کی بھی عجیب خاصیت ہے تو اول اسی کلمہ توحید کو ایک بار ایک دم میں کہے پھر تین بار ایک دم میں کہے اسی طرح درجہ بدرجہ چند روز کی مشق میں اکیس بار تک پہنچے طاق عدد کی مراعات کیساتھ یعنی اول بار ایک بار اور دوسری بار تین بار اور تیسری بار پانچ بار اور چوتھی بار سات بار علیٰ ہذا القیاس

وَالشَّرْطُ الْاَعْظَمُ مُلَاحَظَةُ نَفْيِ الْمَعْبُودِيَّةِ اَوِ الْمَقْصُودِيَّةِ اَوِ الْوُجُودِ مِنْ غَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِثْبَاتُهَا لَهٗ تَعَالٰى عَلٰى وَجْهِ التَّاكِيْدِ وَاجْتِمَاعِ الْخَاطِرِ لِكَمَا يَدُوْرُ فِي النَّفْسِ مِنَ الْخَطْرَاتِ وَالْاَحَادِيْثِ

اور شرائط نفی و اثبات ذکر میں ملاحظہ کرنا ہے نفی معبودیت یا نفی مقصودیت یا نفی وجود کا غیر اللہ تعالیٰ سے اور اثبات معبودیت وغیرہ کا حق تعالیٰ کے واسطے بر وجہ تاکید اور اجتماع خاطر نہ اس طرح جیسے دل میں خطرات اور باتوں کے خیالات گھومتے پھرتے ہیں وَمَنْ بَلَغَ اِلَى اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ مَرَّةً وَلَمْ يَنْفَتِحْ لَهٗ بَابٌ مِّنَ الْجَذْبِ وَالْاِنْصِرَافِ الْبَاطِنِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَجَبَ الْاِشْتِغَالُ بِاِسْمِهٖ وَالنَّفْرَةُ عَنِ الْاَشْغَالِ الْاُخْرٰى فَلْيَعْرِفْ اَنَّ عَمَلَهٗ لَمْ يُقْبَلْ فَلْيَسْتَانِفْ بِهٰذِهِ الشُّرُوْطِ مِنَ الثَّلٰثَةِ اِلَى اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ اور جو شخص کہ اکیس بار تک پہنچا اور اس کے واسطے جذب یعنی کشش ربانی اور خدا کی طرف گردش باطن کا دروازہ نہ کھلا تو اس کو اس کے اسم کی مشغولی واجب ہوئی اور نفرت اشغال دیگر سے لازم آئی تو چاہیئے کہ وہ معلوم کرے کہ اس کا عمل مقبول نہوا تو بشروط مذکورہ اس کو پھر از سر نو تین سے شروع کرنا چاہیئے اکیس بار تک وَمِنْهُ الْاِثْبَاتُ الْمُجَرَّدُ كَاَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ عِنْدَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ وَاِنَّمَا اسْتَخْرَجَهٗ خَوَاجَهْ مُحَمَّدْ بَاقِيْ اَوْ مَنْ يَّقْرُبُ مِنْهُ الزَّمَانِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

اور منجملہ ذکر کے اثبات مجرد ہے یعنی فقط اللہ کا لفظ ذکر کرے بدون نفی اور اثبات وغیرہ کے اور گویا کہ یہ ذکر متقدمین نقشبندیہ کے نزدیک نہ تھا اسکو تو خواجہ محمد باقی نے یا ان کے کسی قریب العصر نے نکالا ہے واللہ اعلم ف مولانا نے فرمایا کہ اثبات مجرد شریعت میں کہیں ثابت نہیں اس واسطے کہ ذات بحت کا تصور عوام کو ممکن نہیں بلکہ شرع میں اسم ذات بعض صفات یا بعض محامد کے ساتھ یا بعض ادعیہ کے ساتھ وارد ہوا ہے سَمِعْتُ سَيِّدِي الْوَالِدَ يَقُوْلُ النَّفْيُ وَالْاِثْبَاتُ اَفْيَدُ لِلسُّلُوْكِ فَالْاِثْبَاتُ الْمُجَرَّدُ اَفْيَدُ لِلْجَذْبِ

میں نے اپنے والد مرشد سے سنا فرماتے تھے کہ نفی اور اثبات سلوک کے واسطے مفید تر ہے اور اثبات مجرد جذب اور کشش کے واسطے زیادہ تر مفید ہے وَصِفَتُهٗ اَنْ يُّخْرِجَ لَفْظَةَ اللّٰهِ مِنْ سُرَّتِهٖ بِالشِّدَّةِ التَّامِّ وَيَمُدُّهَا حَتّٰى يَصِلَ اِلٰى اُمِّ دِمَاغِهٖ مَعَ الْحَبْسِ وَاللّٰهُ يَجْرِيْ فِي الزِّيَادَةِ حَتّٰى اَنَّ مِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُهَا فِيْ نَفَسٍ اِحْدٰى اَلْفَ مَرَّةٍ وَقَدْ رَاَيْتُ اِمْرَاَةً مِّنْ مُّخْلِصَاتِ سَيِّدِي الْوَالِدِ تَقُوْلُهَا اَلْفَ مَرَّةٍ فِيْ نَفَسٍ وَّاحِدٍ وَّاَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اَيْضًا اور طریقہ اثبات مجرد کا یہ ہے کہ اللہ کے لفظ کو اپنی ناف سے بشدت تمام نکالے اور اس کو کھینچے یہاں تک کہ اس کے دماغ کی جھلی تک کہ اس کے دماغ کی جھلی تک پہونچے حبس دم کے ساتھ اور اندک زیادہ کرتا جائے

طریقہ اثبات مجرد

یہانتک کہ بعضے نقشبندی ایک دم میں اس کو ہزار بار کہتے ہیں اور البتہ میں نے ایک عورت کو جو مرشد کے مریدوں سے تھی دیکھا کہ اسم ذات کو ایک دم میں ہزار بار کہتی تھی اور اس سے اکثر بھی وَسَمِعْتُ سَيِّدِي الْوَالِدَ قُدِّسَ سِرُّهُ يَحْكِي عَنْ نَفْسِهِ أَنَّهُ كَانَ فِي الْبِدَايَةِ يَقُولُ النَّفْيَ وَالْإِثْبَاتَ فِي نَفَسٍ وَاحِدٍ مِائَتَيْ مَرَّةٍ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ اور میں نے اپنے والد مرشد سے سُنا اپنا حال نقل فرماتے تھے کہ ابتدائے سلوک میں نفی اور اثبات کو ایک دم میں دوسو بار کہتے تھے واللہ اعلم وَثَانِيهِمَا الْمُرَاقَبَةُ اور دوسرا طریقہ وصول الی اللہ کا مراقبہ ہے ف مصنف قدس سرہ نے حاشیہ منہیا میں فرمایا کہ حقیقت مراقبہ بوجہیکہ شامل جمیع افراد آں باشد آنست کہ توجہ قوت دراکہ باقبال تمام بسوے صفات حضرت حق نمودن یا بسوئے حالت انفکاک روح از جسد یا مثل آن تا آنکہ عقل و وہم و خیال و جمیع حواس تابع آن گردد و آنچہ محسوس نیست بمنزلہ محسوس نصب العین گردد وَصِفَتُهَا أَنْ يَحْبِسَ النَّفَسَ تَحْتَ السُّرَّةِ حَبْسًا يَسِيرًا ثُمَّ يَتَوَجَّهُ بِمَجَامِعِ إِدْرَاكِهِ إِلَى الْمَعْنَى الْمُجَرَّدِ الْبَسِيطِ الَّذِي يَتَصَوَّرُهُ كُلُّ أَحَدٍ عِنْدَ إِطْلَاقِ إِسْمِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ قَلَّ مَنْ يُجَرِّدُهُ عَنِ اللَّفْظِ فَلْيَجْتَهِدْ هٰذَا الطَّالِبُ أَنْ يُجَرِّدَ هٰذَا الْمَعْنَى عَنِ الْأَلْفَاظِ وَيَتَوَجَّهُ إِلَيْهِ مِنْ غَيْرِ مُزَاحَمَةِ الْخَطَرَاتِ وَالتَّوَجُّهِ إِلَى الْغَيْرِ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ لَّا يُمْكِنُهُ هٰذَا النَّحْوُ مِنَ الْإِدْرَاكِ فَمِنَ الْمَشَايِخِ مَنْ يَأْمُرُهُ بِمِثْلِ هٰذَا الدُّعَاءِ وَصِفَتُهُ أَنْ لَّا يَزَالَ يَدْعُو اللّٰهَ بِقَلْبِهِ يَقُولُ يَا رَبِّ أَنْتَ مَقْصُوْدِيْ قَدْ تَبَرَّأْتُ إِلَيْكَ عَنْ كُلِّ مَا سِوَاكَ وَنَحْوُ ذٰلِكَ مِنَ الْمُنَاجَاتِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَأْمُرُهُ بِتَخَيُّلِ الْخَلَاءِ الْمُجَرَّدِ أَوِ النُّوْرِ الْبَسِيْطِ فَيَتَدَرَّجُ الطَّالِبُ مِنْ هٰذَا التَّخَيُّلِ إِلَى التَّوَجُّهِ الْمَذْكُوْرِ اور طریقہ مراقبہ یہ ہے کہ دم کو بند کرے ناف کے نیچے تھوڑا سا پھر اپنے جمیع حواس مدرکہ سے متوجہ ہو معنی مجرد وبسیط کی طرف جس کو ہر شخص اللہ کے نام بولنے کے وقت تصور کرتا ہے ولیکن ایسے لوگ کمتر ہے جو اس معنی بسیط کو لفظ سے خالی کر سکیں تو طالب کوشش کرے اس معنی بسیط کو الفاظ سے جدا کرے اور اُس کی طرف متوجہ ہو بلا مزاحمت خطرات اور التفات ماسوا اللہ کے اور بعضے لوگوں سے اس قسم کا ادراک نہیں ہو سکتا ہے سو بعضے مشائخ تو ایسے شخص کو اس طرح کی دعا بتلاتے ہیں اور طریقہ اس دعا کا یہ ہے کہ ہمیشہ دل سی کیا کرے یوں کہے اے رب تو ہی میرا مقصود ہے میں بیزار ہو آیا تیری طرف تیرے ماسوا سے اور مانند اس کے کوئی اور

(ایک سانس میں ہزار بار اسم ذات یعنی) و (وصول الی اللہ کا دوسرا طریقہ مراقبہ) (مراقبہ کا طریقہ)

مناجات کرے اور بعضے مشایخ شخص مذکور کو خلاے مجرد یا نور بسیط کے خیال کرنیکو فرماتے ہیں تو طالب اس تخیل سے توجہ مذکور کی طرف بتدریج پہونچ جاتا ہے مترجم کہتا ہے خلاے مجرد سے یہ مراد ہے کہ سارے عالم کے مکان کو جمیع اجسام سے خالی تصور کرے اور نور بسیط سادہ روشنی سے عبارت ہے، وَثَالِثُهَا الرَّابِطُ بِشَيْخِهِ اور تیسرا طریقہ وصول الی اللہ کا رابطہ اور اعتقاد کامل بہم پہنچانا ہے اپنے مرشد کے ساتھ ف

مولانا نے فرمایا حق یہ ہے کہ سب راہوں سے یہ راہ زیادہ قریب تر ہے گاہے مرید میں قابلیت نہیں ہوتی تو اس کی مزید محبت سے مرشد اس میں تصرف کرتا ہے مشائخ طریقت نے فرمایا ہے کہ اللہ کے ساتھ صحبت رکھو سو اگر تم سے نہ ہو سکے تو ان کے ساتھ صحبت رکھو جو اللہ کے ساتھ صحبت رکھتے ہیں عارف باللہ شیخ عبد الرحیم قدس سرہٗ نے فرمایا کہ مشائخ طریقت کے کلام کے معنی یہ ہیں کہ پہلے تو ملنا کرنا چاہیے کامل بیداری اور ہوشیاری سے جو ایک پرتو ہے تجلّی ذاتی کے اظلال سے تاکہ تعلق کونین سے مخلصی حاصل ہو جائے سو اگر یہ نہ ہو سکے تو ان لوگوں سے تعلق بہم پہنچانا چاہیے جو اس پرتو سے مشرف ہوئے ہیں جو اپنے نفوس اور علائق ماسوا سے نجات پا گئے اور اس آیت قرآنی میں کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ یعنی سچوں کے ساتھ رہو ایک طرح کا اس میں اشارہ ہے اور رابطہ مرشد کامل شہود ذاتی کا واصل ہو تو اس کی توجہ سے اندک زمانے میں وہ حاصل ہوتا ہے جو سالہا سال کی محنت میں حاصل نہیں ہوتا ہے اور کیا خوب کہا ہے شعر آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر از شمس دیں ٭ طعنہ زند بر دو صد سخرہ کند بر چلہ وَشَرْطُهَا اَنْ يَّكُوْنَ الشَّيْخُ قَوِيَّ التَّوَجُّهِ دَائِمَ الْيَادِدَاشْتْ فَاِذَا صَحِبَهٗ خَلّٰى نَفْسَهٗ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا مَحَبَّتَهٗ وَيَنْتَظِرُ لِمَا يُفِيْضُ مِنْهُ وَيُغَمِّضُ عَيْنَيْهِ اَوْ يَفْتَحُهُمَا وَيَنْظُرُ بَيْنَ عَيْنَيِ الشَّيْخِ فَاِذَا اَفَاضَ شَيْءٌ فَلْيَتَّبِعْهُ بِمَجَامِعِ قَلْبِهٖ وَلْيُحَافِظْ عَلَيْهِ وَاِذَا غَابَ الشَّيْخُ عَنْهُ يُخَيِّلُ صُوْرَتَهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ بِوَصْفِ الْمَحَبَّةِ وَالتَّعْظِيْمِ فَتُفِيْدُ صُوْرَتُهٗ مَا تُفِيْدُ صُحْبَتُهٗ اور رابطہ مرشد کی شرط کا یہ ہے کہ مرشد قوی التوجہ ہو یاد داشت کی مشق دائمی رکھتا ہو پھر جب ایسے مرشد کی صحبت کرے تو اپنی ذات کو ہر چیز کے تصور اور خیال سے خالی کر ڈالے سوا اسکی محبت کے اور اس کا منتظر رہے جس کا اسکی طرف سے فیض آوے اور دونوں آنکھیں بند کر لے یا انکو کھول دے

مرشد سے رابطہ اور اعتقاد

مرشد سے فیض حاصل کرنے کا طریقہ

اور مرشد کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں تکی لگاوے پھر جب کسی چیز کا فیض آوے تو اس کے پیچھے پڑ جاوے اپنے دل کی جمعیت سے اور چاہیئے کہ اس فیض کی محافظت کرے اور جب مرشد اس کے پاس نہ ہو تو اس کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرتا رہے بطریق محبت اور تعظیم کے تو اس کی خیالی صورت وہ فائدہ دیگی جو اسکی صحبت فائدہ دیتی تھی ف مولانا نے فرمایا مرشد کی شرط ہے کہ واصل بمقام مشاہدہ اور نورانی تجلیات ذاتیہ ہو جس کے دیکھنے سے ذکر کا فائدہ حاصل ہو بموجب اس حدیث صحیح کے هُمُ الَّذِیْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ یعنی اولیاء اللہ وہ ہیں جن کے دیکھنے سے خدا یاد پڑے اور جن کی صحبت فوائد صحبت کے مفید ہو بموجب اس حدیث کے هُمْ جُلَسَاءُ اللّٰهِ کہ اولیاء اللہ جلیس ہیں خدا کے اور بمقتضائے اس حدیث کے هُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ یعنی اولیاء اللہ ایسی قوم ہے جن کا جلیس اور ہم صحبت بدبخت نہیں ہوتا مترجم کہتا ہے خواجہ نقشبند بہ رحمۃ اللہ علیہ نے بموجب احادیث مذکورہ کے ولی کی علامت بتائی اس قول میں رباعی با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت ؏ وز تو نرمید صحبت آب و گلت ؏ زنہار ز صحبتش گریزاں میباش ؏ ورنہ کند روح عزیزاں بحلت ؏ خلاصہ یہ ہے کہ جسکی صحبت سے دنیا سرد ہو اور ہر طرف سے دل ٹوٹ کر حضرت حق سے متعلق ہو جائے تو اسکی صحبت اور محبت اکسیر اعظم ہے اور جب دنیا دل سے نہ منقطع ہوئی تو ضیع اوقات ہے اور اس کی صحبت سے تنہائی بہتر ہے پس واجب ہے کہ غلو عوام پر دھوکہ نہ کھاوے ہر شیخ سے بیعت نہ کرے بلکہ طریقت کی بیعت اس مرشد کامل مکمل سے کرے جس کی ولایت کی علامات ظاہر اور باہر ہوں مولوی روم علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے شعر اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ؏ پس بہر دستے نشاید داد دست ؏ اعتقاد اور محبت مرشد کی عمدہ چیز ہے لیکن افراط اور تفریط ہر امر میں معیوب ہے ایسی افراط بھی بہتر نہیں جس میں صورت پرستی کی نوبت پہنچے اور شریعت محمدیہ کی مخالفت ہو جاوے حق تعالیٰ ہر امر میں صراط مستقیم پر قائم رکھے آمین سَمِعْتُ سَيِّدِيْ الْوَالِدَ يَقُوْلُ لَا يَجِبُ عَلَى السَّالِكِ اِذَا كَانَ عَلٰى هَيْئَةٍ وَحَصَلَ لَهٗ شَيْءٌ مِّنْ هٰذَا الْمَعْنٰى اَنْ لَّا يُغَيِّرَ تِلْكَ الْهَيْئَةَ بَلْ اِنْ كَانَ قَائِمًا لَمْ يَقْعُدْ وَاِنْ كَانَ قَاعِدًا لَمْ يَقُمْ اور وہ الہ

اہل اللہ کی صحبت کی برکت

مرشد سے میں نے سنا فرماتے تھے سالک پر واجب ہے کہ جب کسی شکل اور ہیئات کا پر ہو اور اسی کو اس بات سے کوئی حال حاصل ہو اس شکل کو نہ بدل ڈالے پس اگر کھڑا ہو تو نہ بیٹھے اور اگر بیٹھا ہو تو کھڑا نہ ہو جاوے وَمِنَ الْمَشَائِخِ مَنْ يَأْمُرُ بِتَخَيُّلِ الْقَلْبِ مَكْتُوبًا عَلَيْهِ اِسْمُ اللّٰهِ بِالذَّهَبِ اور بعضے وہ مشائخ ہیں جو سالک کو بتاتے ہیں دل میں اسم اللہ کو سونے سے لکھا ہوا خیال کرنے کا سَمِعْتُ سَيِّدِي الْوَالِدَ يَقُوْلُ اَمَرَنِي خَوَاجَهْ هَاشِمُ الْبُخَارِيُّ بِكِتَابَةِ اسْمِ الذَّاتِ وَاَنَا ابْنُ عَشْرِ سِنِيْنَ فَاَكْثَرْتُ مِنْهَا وَاَخَذَتْ بِمَجَامِعِ قَلْبِيْ حَتّٰى اِنِّيْ كُنْتُ مَشْغُوْلًا بِكِتَابَةِ كِتَابٍ نَكَتَبْتُ اِسْمَ الذَّاتِ عَلٰى نَحْوٍ مِّنْ اَرْبَعَةِ اَوْرَاقٍ وَّمَا شَعَرْتُ اور والد مرشد سے میں نے سنا فرماتے تھے کہ مجھ کو خواجہ ہاشم بخاری نے اسم ذات کے لکھنے کو فرمایا اور میں دس برس کا تھا میں نے اس کے لکھنے کی کثرت کی اور اس کی تحریر میں نے اپنے دل میں جمالی یہاں تک کہ ایک کتاب کے لکھنے میں مشغول تھا تو اسم ذات کو میں بقدر چار ورق کے لکھ گیا اور مجھ کو کچھ خبر نہ ہوئی ف مولانا نے فرمایا کہ میں نے مصنف قدس سرہ سے سنا کہ کتاب مذکور ملا عبدالحکیم سیالکوٹی کا حاشیہ تھا شرح عقائد کے حاشیہ خیالی پر وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ رَاَيْتُ خَوَاجَهْ خُرْدْ يَكْتُبُ بِاِبْهَامِهِ عَلٰى اَصَابِعِهِ الْاَرْبَعِ شَيْئًا فِيْ مَجْلِسِهِ وَكَلَامِهِ وَشَاْنِهِ كُلِّهِ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ كَتَبْتُ اِسْمَ الذَّاتِ فِيْ بِدَايَةِ اَمْرِيْ فَصَارَتْ دِيْدَنًا لَا اَسْتَطِيْعُ الْاِنْقِلَاعَ عَنْهَا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور والد مرشد سے میں نے سنا فرماتے تھے کہ میں نے خواجہ خرد یعنی خواجہ محمد باقی کو دیکھا کہ اپنے انگوٹھے سے اپنی چاروں انگلیوں پر کچھ لکھتے تھے اپنی نشست اور بات کرنے اور سب کاموں میں تو میں نے ان سے پوچھا تو فرمایا کہ میں نے اسم ذات ابتدائے سلوک میں لکھا تھا اور اب مجھ کو ایسی عادت ہو گئی ہے کہ میں اس کے چھوڑنے پر قادر نہیں ہوں واللہ اعلم وَلِلنَّقْشَبَنْدِيَّةِ كَلِمَاتٌ عَلَيْهَا بِنَاءُ طَرِيْقَتِهِمْ بَعْضُهَا اِشَارَةٌ اِلٰى هٰذِهِ الْاَشْغَالِ وَبَعْضُهَا عَلٰى شُرُوْطِ تَاْثِيْرِهَا فَلْنَذْكُرْهَا اور مشائخ نقشبندیہ کے چند اصطلاحات ہیں جن پر ان کے طریقے کی بنا ہے بعضی اصطلاحوں میں تو انہی اشغال مذکور کی طرف اشارہ ہوا اور بعضی ان کی تاثیر کی شرطوں پر تو ہم کو ان کا ذکر کرنا چاہیے هُوْشْ دَرْدَمْ نَظَرْ بَرْ قَدَمْ سَفَرْ دَرْ وَطَنْ خَلْوَتْ دَرْ اَنْجُمَنْ يَادْ كَرْدْ وَبَازْ گَشْتْ نِگَهْدَاشْتْ يَادْ دَاشْتْ فَهٰذِهٖ هِيَ

الثمانیۃ مأثورۃ عن خواجہ عبد الخالق الغجدوانی و بعدھا ثلثۃ مأثورۃ عن الخواجہ نقشبند وقوف زمانی و وقوف قلبی و وقوف عددی (۱) ہوش در دم (۲) نظر بر قدم (۳) سفر در وطن (۴) خلوت در انجمن (۵) یاد کرد (۶) بازگشت (۷) نگہداشت (۸) یادداشت تو یہ آٹھ کلمات خواجہ عبد الخالق غجدوانی سے منقول ہیں اور ان کے بعد تین اصطلاحیں خواجہ نقشبند سے مروی ہیں (۱) وقوف زمانی (۲) وقوف قلبی (۳) وقوف عددی اما ھوش در دم فمعناہ التیقظ فی کل نفس فلا یزال متیقظا متفحصا عن نفسہ فی کل نفس ھل ھو غافل او ذاکر ھذا طریق التدریج الی دوام الحضور و ھذا للمبتدی و اذا توسط فی السلوک فلیکن متفحصا عن نفسہ فی کل طائفۃ من الزمان مثل ان یتأمل بعد کل ساعۃ ھل دخلت علیہ فیھا غفلۃ او لا فان دخلت غفلۃ استغفر و عزم علی ترکھا فی المستقبل و ھکذا حتی یصل الی الدوام و یسمی ھذا الاخیر بوقوف زمانی و استخرجہ خواجہ نقشبند لما رأی ان التوجہ الی علم العلم فی کل نفس یشوش ھذا المتوسط فانما اللائق بہ الاستغراق فی التوجہ الی اللہ بحیث لا یزاحمہ علم ھذا التوجہ تو ہوش در دم کے معنی ہوشیاری اور بیداری ہے ہر دم کیساتھ تو ہمیشہ بیدار اور متجسس رہے اپنی ذات سے ہر سانس میں کہ وہ غافل ہے یا ذاکر اور یہ طریقہ ہے بتدریج دوام حضور کے حاصل کرنے کا اور اس طرح کی ہوشیاری مبتدی کے واسطے مخصوص ہے پھر جب آگے بڑھے اور سلوک کے درمیان میں آوے تو چاہیئے کھوج کرتا رہے اپنی ذات کا تھوڑی مدت میں اس طرح کہ تامل کرے ہر ساعت کے بعد کہ اس ساعت میں غفلت آئی یا نہیں سو اگر غفلت آگئی ہو تو استغفار کرے اور آئندہ کو اس کے چھوڑنے کا ارادہ کرے اسیطرح مدام تفحص کرتا رہے یہاں تک کہ دوام حضور کو پہنچ جاوے اور یہ پچھلے طریق کی ہشیاری مسمی بوقوف زمانی ہے اس کو خواجہ نقشبند نے استخراج کیا اس واسطے کہ انھوں نے معلوم کیا متوجہ ہونا علم العلم یعنی دانست کو دریافت کرنا ہر دم میں سالک متوسط کے حال کو پریشان کرتا ہے اسکے مناسب تو استغراق ہے توجہ الی اللہ میں اسطرح پر کہ اس کو اپنے متوجہ ہونے کی دانست بھی مزاحم حال نہو فقط مترجم کہتا ہے ہر دم کا محاسبہ عبارت ہے ہوش در دم

وقوف زمانی (۱)

سے سو یہ بلندی کے مناسب ہے نہ متوسط کے اور قدرے مدت کا محاسبہ جس کا نام وقوف زمانی ہے لائق بمرتبہ متوسط ہے مولانا نے فرمایا کہ وقوف زمانی کو صوفیہ محاسبہ کہتے ہیں حدیث میں وارد ہے کہ ہوشیار وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو دابا اور مابعد موت کے واسطے عمل کیا اور امیر المومنین عمر فاروق رض نے خطبہ میں فرمایا کہ اپنی جان کا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تم سے حساب لیا جاوے اور ان کو وزن کرو قبل اسکے کہ وزن کیے جاویں اور مستعد ہو جاؤ عرض اکبر کے واسطے یعنی خدا کا سامنا جو قیامت میں ہوگا اس دن تم سامنے کیے جاؤ گے تمہاری کوئی چیز نہ چھپ سکے گی اَمَّا نَظَرٌ بَرْ قَدَمْ فَمَعْنَاهُ اَنَّ السَّالِكَ يَجِبُ عَلَيْهِ اَنْ لَا يَنْظُرَ فِي حَالِ مَشْيِهِ اِلَّا اِلٰى قَدَمَيْهِ وَلَا فِي حَالِ قُعُوْدِهِ اِلَّا بَيْنَ يَدَيْهِ فَاِنَّ النَّظَرَ اِلَى النُّقُوْشِ الْمُخْتَلِفَةِ وَالْاَلْوَانِ الْمُعْجِبَةِ يُفْسِدُ عَلَيْهِ حَالَهٗ وَيَمْنَعُهٗ بِمَا هُوَ بِسَبِيْلِهٖ وَفِيْ حُكْمِهِ الْاِسْتِمَاعُ اِلٰى اَصْوَاتِ النَّاسِ وَاَحَادِيْثِهِمْ سَمِعْتُ سَيِّدِى الْوَالِدَ يَقُوْلُ هٰذَا بِالنِّسْبَةِ اِلَى الْمُبْتَدِىْ اَمَّا الْمُنْتَهِىْ فَيَجِبُ عَلَيْهِ اَنْ يَتَاَمَّلَ فِيْ حَالِهٖ عَلٰى قَدَمِ اَىِّ نَبِيٍّ هُوَ اِذْ مِنَ الْاَوْلِيَاءِ مَنْ يَكُوْنُ عَلٰى قَدَمِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَلَهُ الْجَامِعِيَّةُ التَّامَّةُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُوْنُ عَلٰى قَدَمِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعَلٰى هٰذَا الْقِيَاسِ فَاِذَا عَرَفَ مَتْبُوْعَهٗ فَلْتَكُنْ اَحْوَالُهٗ وَوَارِدَاتُهٗ مُنَاسِبَةً بِوَارِدَاتِ مَتْبُوْعِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور نظر بر قدم سے تو یہ مراد ہے کہ سالک پر واجب ہے کہ اپنے چلنے پھرنے کے وقت کسی چیز پر نظر نہ ڈالے سوائے اپنے قدم کے اور نہ اپنے بیٹھنے کی حالت میں دیکھے مگر اپنے آگے اس واسطے کہ نقوش مختلفہ کا دیکھنا اور تعجب انگیز رنگوں کا نظر کرنا سالک کی حالت کو بگاڑ دیتا ہے اور اس سے روکتا ہے جسکی طلب میں ہے اور حکم نظر میں ہے لوگوں کی آوازوں اور انکی باتوں کی طرف کان لگانا اپنے والد مرشد سے میں نے سنا فرماتے تھے کہ یہ یعنی نظر کو نیچے رکھنا بہ نسبت مبتدی کے ہے اور منتہی پر تو واجب ہے کہ تامل کرے اپنے حال میں کہ کس نبی کے قدم پر ہے اس واسطے کہ بعضے اولیا سید المرسلین محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم پر ہوتے ہیں اور انکی پوری جامعیت کمالات کی حاصل ہوتی ہے اور بعض ولی موسیٰ علیہ السلام کے قدم پر ہوتا ہے وعلیٰ ہذا القیاس جب

(۷) نظر بر قدم

سے اصل سند محاسبی کی یہ آیۃ کریمہ ہے سورہ حشر کی وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ اور حدیث شریف میں اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهٗ وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ ۱۲

منتہی اپنے پیشوا کو پہچان لے تو چاہیئے کہ اس کے حالات و واقعات اپنے پیشوا کے واقعات کے ساتھ مناسب ہوں واللہ اعلم اَمَّا سَفَرْ دَرْ وَطَنْ فَمَعْنَاهُ الْاِنْتِقَالُ مِنَ الصِّفَاتِ الْبَشَرِيَّةِ الْخَسِيْسَةِ اِلَى الصِّفَاتِ الْمَلَكِيَّةِ الْفَاضِلَةِ فَيَجِبُ عَلَى السَّالِكِ اَنْ يَّتَفَحَّصَ عَنْ نَفْسِهٖ هَلْ فِيْهِ بَقِيَّةُ حُبِّ الْخَلْقِ فَاِذَا عَرَفَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ اِسْتَانَفَ التَّوْبَةَ وَعَلِمَ اَنَّ ذٰلِكَ صَنَمٌ ثُمَّ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَعْنِيْ نَفَيْتُ عَنْ قَلْبِي الشَّيْءَ الْفُلَانِيَّ وَاَثْبَتُّ حُبَّ اللّٰهِ مَكَانَهٗ وَذٰلِكَ لِاَنَّ عُرُوْقَ الْمَحَبَّةِ فِيْ دَاخِلِ الْقَلْبِ كَثِيْرَةٌ خَفِيَّةٌ لَا يُمْكِنُ اَنْ تُسْتَخْرَجَ اِلَّا بِالتَّفَحُّصِ الْبَالِغِ وَيَجِبُ عَلَيْهِ اَنْ يَّتَفَحَّصَ هَلْ فِيْ قَلْبِهٖ حَسَدٌ لِاَحَدٍ اَوْ حِقْدٌ اَوْ اِعْتِرَاضٌ فَلْيَكْسِرْهُ بِمُدَاوَمَةِ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ اور سفر در وطن کا تو مطلب نقل کرنا ہے صفات خبیثہ سے صفات ملکیہ فاضلہ کیطرف تو سالک پر واجب ہے کہ اپنے نفس کا متفحص ہے کہ آیا اس میں کچھ حب خلق باقی ہے پھر جب اسکو جان جائے تو سر نو سے توبہ کرے اور جانے کہ یہ مبرا بت ہے اس واسطے کہ تجھ کو جو خدا سے باز رکھے وہ فی الواقع تیرا بت ہے پھر کہے لا الٰہ الا اللہ لا الٰہ سے ارادہ کرے کہ میں نے فلانی چیز کی محبت کو نفی کردیا اور الا اللہ سے قصد کرے کہ اللہ کی محبت میں نے اس کے مقام پر ثابت کردی اور وجہ اسکی یہ ہے کہ غیر خدا کی محبت کی رگیں دل کے اندر بہت چھپی ہوتی ہیں انکا نکالنا ممکن نہیں مگر کمال تفحص اور تلاش سے اور سالک پر واجب ہے کہ تلاش کرے کہ آیا اسکے دل میں کسی کا حسد یا کسی کا کینہ یا اعتراض موجود ہے تو اسکو کردیا کرے اس کلمہ کی مداومت سے ف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے اللہ کی محبت کا خالص مزہ چکھا تو اس نے اسکو طلب دنیا سے باز رکھا اور سب لوگوں سے اسکو وحشی

اَمَّا خِلْوَتْ دَرْ اَنْجُمَنْ فَمَعْنَاهُ اَنْ يَّشْتَغِلَ بِقَلْبِهٖ بِالْحَقِّ فِي الْاَحْوَالِ كُلِّهَا مِنَ التَّدْرِيْسِ وَالتَّكَلُّمِ وَالْاَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالْمَشْيِ فَيَجِبُ اَنْ يَّحْصُلَ لِلسَّالِكِ مَلَكَةُ التَّوَجُّهِ اِلَى الْحَقِّ فِيْ وَقْتِ الْاِشْتِغَالِ بِهٰذِهِ الْاَشْغَالِ قَالَ خُوَاجَهْ نَقْشَبَنْد وَاِلَيْهِ الْاِشَارَةُ فِيْ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ بَلِ الْحَقُّ اَنَّ التَّوَسُّعَ بِزِيِّ الْفُقَرَاءِ وَدَوَامَ التَّعَلُّقِ بِاللّٰهِ يَكُوْنُ غَالِبًا مَظِنَّةً لِلرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ فَالْاَوْلٰى اَنْ يَّكُوْنَ الزِّيُّ الْعِلْمَ وَالدِّيَانَةَ وَالْاِجْتِهَادَ فِي الطَّاعَاتِ وَيَكُوْنَ الْقَلْبُ مَعَ الْحَقِّ دَائِمًا قَالَ الْخُوَاجَهْ عَلِيُّ الرَّامِيْتَنِيْ بِالْفَارِسِيَّةِ شعر

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ وش	این چنین زیبا روش کم می بود اندر جہاں

اور خلوت انجمن کا یہ مطلب ہے، کہ دل سے خدا کیساتھ مشغول رہے اپنے جمیع حالات میں پڑھنے میں اور کلام کرنے میں اور کھانے اور پینے میں اور چلنے میں تو سالک کو واجب ہے کہ خدا کیطرف متوجہ رہنے کا ملکہ یعنی قوت راسخہ بہم پہنچاوے ان اشغال مذکورہ کی مشغولی کے وقت خواجہ نقشبندیہ رحہ نے فرمایا کہ اسیطرف اشارہ ہے حق تعالیٰ کا قول کہ مرد لوگ ہیں جن کو سوداگری اور خرید فروخت ذکر اللہ سے غافل نہیں کرتی مترجم کہتا ہے دل بیار و دست بکار گویا اسی آیت کا ترجمہ ہے بلکہ حق یہ ہے کہ بلباس فقرا نشان مند ہونا اور ہمیشہ بذکر متعلق خدا رہنا اسی طرح پر کہ لوگوں پر مخفی نرہے اسمیں اگر دکھانے اور سنانے کا مظنہ ہے تو بہتر یہ ہے کہ وضع اور لباس تو علم اور دیانت اور اجتہاد فی الطاعات والوں کا سا ہوا اور دل ہمیشہ حق جل شانہ کے ساتھ رہے چنانچہ خواجہ علی رامتینی رح نے یہی مضمون فارسی کی بیت میں ادا کیا یعنی اندر سے آشنا رہ اور باہر سے بیگانے کے مانند ایسی پیاری چال کمتر ہے جہاں میں ف مترجم کہتا ہے مصنف حقانی نے حق فرمایا کہ اس زمانے میں دفع ریاکاری کے واسطے اس سے بہتر کوئی وضع نہیں یا خدا کے واسطے کہ علماء کی وضع اور لباس اختیار کرے اور باعث رہے اکثر عوام کو اس کے ساتھ عقیدت نہو گی یہی گمان کریں گے کہ یہ ملا ہیں کتاب کے کیڑے ان کو درویشی اور ولایت سے کیا نسبت بخلاف لباس فقرا کے یا مطلق ترک لباس کے حکایت ایک شخص نے خواجہ نقشبند رح سے پوچھا کہ کاروبار کی عین مشغولی میں توجہ الی اللہ رکھنا اور غافل نہونا کیونکر متصور ہو اس پر کیا دلیل ہے خواجہ علیہ الرحمۃ نے اس آیت سے استدلال کیا کہ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ أَمَّا يَادْ كَرْدْ فَمَعْنَاهُ ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى إِمَّا بِالنَّفْيِ وَالْإِثْبَاتِ أَوْ بِالْإِثْبَاتِ الْمُجَرَّدِ كَمَا مَرَّ تَفْصِيلُهُ اور یاد کرد سے مراد ذکر اللہ ہے یا بہ نفی و اثبات یا باثبات مجرد چنانچہ اسکی تفصیل مذکور ہو چکی ف یاد کرد سے مراد یہ ہے کہ ہمیشہ اس ذکر کو تکرار کرتا رہے جسکو مرشد سے سیکھا ہے یہانتک کہ حق جل شانہ کی حضوری حاصل ہو جاوے خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا کہ مقصود ذکر سے یہ ہے کہ دل ہمیشہ حضرت کے ساتھ حاضر رہے بوصف محبت اور تعظیم کے اسواسطے کہ ذکر یعنی یاد دفع غفلت کا

خلوت در انجمن

۵ یاد کرد

نام ہے کذا فی الحاشیۃ العزیزیہ وَاَمَّا بازگشت فَمَعْنَاہُ اَنْ یَّرْجِعَ بَعْدَ کُلِّ طَائِفَۃٍ مِّنَ الذِّکْرِ
ثَلٰثَ مَرَّاتٍ اَوْ خَمْسَ مَرَّاتٍ اِلَی الْمُنَاجَاۃِ فَیَدْعُو اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ بِمَجَامِعِ هِمَّتِهٖ یَا رَبِّ
اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ تَرَکْتُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ لَکَ اَتْمِمْ عَلَیَّ نِعْمَتَکَ وَارْزُقْنِیْ رِضْوَانَکَ
التَّامَّ سَمِعْتُ سَیِّدِیَ الْوَالِدَ قُدِّسَ سِرُّهٗ یَقُوْلُ هٰذَا شَرْطٌ عَظِیْمٌ فِی الذِّکْرِ
فَلَا یَنْبَغِیْ اَنْ یَّغْفُلَ السَّالِکُ عَنْهُ فَاِنَّا لَمْ نَجِدْ مَا وَجَدْنَا
اِلَّا بِبَرَکَۃِ هٰذَا اور بازگشت یعنی رجوع کرنا اور پھرنا اس سے عبارت ہے
کہ قدرے ذکر کے بعد تین بار یا پانچ بار مناجات کی طرف رجوع کرے سو یوں دعا
کرے اللہ عز وجل سے بحضور دل کہ اے میرے رب تو ہی میرا مقصود ہے میں نے
دنیا آخرت کو چھوڑا تیرے ہی واسطے اپنی نعمت کو مجھ پر پورا کر اور پورا رضاء اپنا
مجھکو نصیب فرما والد مرشد قدس سرہ سے میں نے سنا فرماتے تھے کہ یہ شرط عظیم ہے
ذکر میں تو لائق نہیں کہ سالک اس سے غافل ہو اس واسطے کہ جو ہم نے پایا اسی کی برکت سے
پایا اور مولانا نے فرمایا کہ ذاکر جب کلمہ طیبہ کو دل سے کہے تو اسکے بعد اسیطرح کہے الٰہی
تو ہی میرا مقصود ہے اور تیری رضا میرا مطلوب یعنی اس ذکر سے تو ہی مقصود ہے اسواسطے
کہ یہ کلمہ ہر خاطر نیک اور بد کا نافی ہے تو دم بدم اخلاص تازہ کرکے ذکر کو خالص کرنا
چاہیئے تاکہ باطن ماسوائے حق سے صاف ہوجاوے اور اگر ذاکر ایسا اخلاص نہ پاوے
تو دعائے مذکور کو بطریق تقلید مرشد کیا کرے تو مرشد کی برکت سے اسکو انشاء اللہ تعالیٰ
اخلاص حاصل ہوجاوے گا اور بازگشت اخلاص حاصل کرنا اسواسطے ذکر میں شرط
عظیم ٹھہرا کہ ذاکر کے دل میں وسوسہ آتا ہے سرور خاطر سے تو اس پر مغرور ہوجاتا ہے اور
اسی کو مقصود ذکر قرار دیتا ہے حالانکہ اس کے حق میں یہ زہر سے زیادہ تر مضر ہے
وَاَمَّا نگاہ داشت فَهُوَ عِبَارَۃٌ عَنْ طَرْدِ الْخَطَرَاتِ وَاَحَادِیْثِ النَّفْسِ فَیَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ السَّالِکُ
مُتَیَقِّظًا فَلَا یَدَعُ خَطْرَۃً تَخْطُرُ فِیْ قَلْبِهٖ قَالَ خَوَاجَہ نقشبند یَنْبَغِیْ اَنْ یَّصُدَّهَا
السَّالِکُ فِیْ اَوَّلِ مَا یَظْهَرُ لِاَنَّهَا اِذَا ظَهَرَتْ مَالَتْ اِلَیْهَا النَّفْسُ وَاَثَّرَتْ فِیْهَا فَیَعْسُرُ
زَوَالُهَا فَهٰذَا طَرِیْقُ تَحْصِیْلِ مَلَکَۃِ خُلُوِّ لَوْحِ الذِّهْنِ عَنْ خُطُوْرِ الْخَطَرَاتِ
وَاَحَادِیْثِ النَّفْسِ اور نگاہ داشت تو عبارت ہے خطرات اور احادیث نفس کے ہانکنے اور
دور کرنے سے تو سالک کو لائق ہے کہ بیدار اور ہوشیار رہے سو کسی خیال اور خطرہ سے

کو اپنے دل میں نہ چھوڑے کہ خطور کر سکے خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سالک کو لائق ہے کہ خطرے کو اسکے ابتداء ظہور میں روک دے اس واسطے کہ جب ظاہر ہو چکے گا تو نفس اس کیطرف مائل ہو جاویگا اور وہ نفس میں اثر کریگا پھر اسکا دور کرنا مشکل ہوگا تو یہ معنی نگاہداشت طریقہ ہے، حاصل کرنے ملکۂ خلو تختۂ ذہن کا خطرات اور وساوس کے خطور کرنے سے ف مولانا نے فرمایا کہ خطرے کو ساعت دو ساعت بھی دل میں نہ رکھنا چاہیئے بزرگوں کے نزدیک یہ امر مہم ہے اور اور اولیائے کاملین کو یہ دولت نا رمان دراز حاصل رہتی ہے وَاَمَّا یَادْدَاشْتْ فَعِبَادَةٌ عَنِ التَّوَجُّہِ الصِّرْفِ الْمُجَرَّدِ عَنِ الْاَلْفَاظِ وَالتَّخَیُّلَاتِ اِلٰی حَقِیْقَةِ وَاجِبِ الْوُجُوْدِ وَالْحَقُّ اَنَّہٗ لَا یَسْتَقِیْمُ اِلَّا بَعْدَ الْفَنَاءِ التَّامِّ وَالْبَقَاءِ السَّابِغِ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور یادداشت تو عبارت ہے توجہ صرف سے جو خالی ہے الفاظ تخیلات سے واجب الوجود کی حقیقت کی طرف اور حق بات یہ ہے کہ ایسا متوجہ رہنا باستقامت حاصل نہیں ہوتا مگر فنائے تام اور بقائے کامل کے بعد واللہ اعلم خلاصہ یہ کہ یاد داشت ذات مقدس کے دھیان کا نام ہے جو بلا ذریعہ الفاظ اور تخیلات کے ہو یہ دولت منتہیان ولایت کو البتہ حاصل ہوتی ہے جَعَلَنَا اللّٰہُ مِنْھُمْ بِرَحْمَتِہِ الْوَسِیْعَةِ اٰمِیْنَ وَاَمَّا وُقُوْفٌ زَمَانِیٌّ فَقَدْ ذَکَرْنَا تَفْسِیْرَہٗ اور وقوف زمانی کی تفسیر کو تو ہم نے ہوش در دم کی تفسیر میں بیان کیا یعنی بعد ہر ساعت کے تامل کرنا کہ غفلت آئی یا نہیں در صورت غفلت استغفار کرنا اور آئندہ کو اسکے ترک پر ہمت باندھنا وَاَمَّا وُقُوْفٌ عَدَدِیٌّ فَھُوَ الْمُحَافَظَةُ عَلٰی عَدَدِ الْوِتْرِ وَقَدْ مَرَّ بَیَانُہٗ اور وقوف عددی تو عدد طاق کی محافظت کرنے کا نام ہے اور اس کا بیان ہو چکا یعنی ذکر کو طاق ذکر کرنا نہ جفت وَاَمَّا وُقُوْفٌ قَلْبِیٌّ فَمَعْنَاہُ التَّوَجُّہُ اِلَی الْقَلْبِ الَّذِیْ ھُوَ مَوْدَعٌ اِلَی الْجَانِبِ الْاَیْسَرِ تَحْتَ الثَّدْیِ وَالْحِکْمَةُ فِیْ ھٰذَا التَّوَجُّہِ کَالْحِکْمَةِ فِیْ مُرَاعَاةِ الضَّرَبَاتِ عِنْدَ الْجِلَاءِ نِیَّةِ اور وقوف قلبی عبارت ہے اس قلب کی طرف جو بائیں طرف چھاتی کے نیچے موضوع ہے اور حکمت اس توجہ کی ویسی ہے جیسے ضربات کی رعایت میں حکمت ہے مشائخ قادریہ کے نزدیک یعنی تا اپنے غیر کے سوا توجہ باقی نہ رہے اور خطرات بیرونی کا دل میں دخل نہ ہوتا بتدریج خدا ہی میں توجہ

(۷) یاد داشت

وقوف زمانی

وقوف قلبی

منحصر ہو جاوے ف مولانا نے فرمایا توجہ دلی اسطرح پر ہو کہ اس پر واقف رہے اثنائے ذکر میں اور دل کو ذکر حق سے مشغول کرلے اور اس کو ذکر اور اس کے مفہوم مہمل اور بیکار نہ چھوڑے خواجہ نقشبند یہ نے حبس نفس اور رعایت عدد کو ذکر میں لازم نہیں فرمایا اور وقوف قلبی تو انکے نزدیک اثنائے ذکر میں لازم ہے چنانچہ رابطہ مرشد اور مراقبات لازم ہیں بلکہ مقصود ذکر سے دفع غفلت ہے اور یہ حاصل نہیں ہوتا بدون وقوف قلبی کے اور کیا خوب کسی نے کہا ہے شعر عَلٰی بَیْضِ قَلْبِكَ کُنْ كَاَنَّكَ طَائِرٌ ❊ فَمِنْ ذٰلِكَ الْاَحْوَالُ فِیْكَ تَوَلَّدُ یعنی اپنے دل کے انڈے پر پرندے کی طرح ہو جا اس واسطے کہ اس لزوم سے تجھ میں [ای تقولہ ۱۲] حالات عجیبہ پیدا ہونگے وَ لِلنَّقْشَبَنْدِیَّۃِ تَصَرُّفَاتٌ عَجِیْبَۃٌ مِّنْ جَمِیْعِ الْھِمَّۃِ عَلٰی مُرَادٍ فَیَكُوْنُ عَلٰی وَفْقِ الْھِمَّۃِ وَ التَّاثِیْرِ فِی الطَّالِبِ وَ دَفْعِ الْمَرَضِ عَنِ الْمَرِیْضِ وَ اِفَاضَۃِ التَّوْبَۃِ عَلَی الْعَاصِیْ وَ التَّصَرُّفِ فِیْ قُلُوْبِ النَّاسِ حَتّٰی یُحِبُّوْا وَ یُعَظِّمُوْا فِیْ مَدَارِكِھِمْ حَتّٰی تَتَمَثَّلَ فِیْھَا وَاقِعَاتٌ عَظِیْمَۃٌ وَّ الْاِطِّلَاعِ عَلٰی نِسْبَۃِ اَھْلِ اللّٰہِ مِنَ الْاَحْیَاءِ وَ اَھْلِ الْقُبُوْرِ وَ الْاِشْرَافِ عَلٰی خَوَاطِرِ النَّاسِ وَ مَا یَخْتَلِجُ فِی الصُّدُوْرِ وَ كَشْفِ الْوَقَائِعِ الْمُسْتَقْبِلَۃِ وَ دَفْعِ الْبَلِیَّۃِ النَّازِلَۃِ وَ غَیْرِھَا وَ نَحْنُ نُنَبِّھُكَ عَلٰی نَمُوْذَجٍ مِّنْھَا اور نقشبندیوں کے عجائب تصرفات ہیں ہمت باندھنا کسی مراد پر پس ہوتی ہے وہ مراد ہمت کے موافق اور طالب میں تاثیر کرنا اور بیماری کو مریض سے دفع کرنا اور عاصی پر توبہ کا افاضہ کرنا اور لوگوں کے دلوں میں تصرف کرنا تاکہ وہ محبوب اور معظم ہو جاویں یا ان کے خیالات میں تصرف کرنا تا ان میں واقعات عظیمہ متمثل ہوں اور آگاہ ہو جانا اہل اللہ کی نسبت پر زندہ ہوں یا اہل قبور اور لوگوں کے خطرات قلبی پر اور جو ان کے سینوں میں خلجان کر رہا ہے اس پر مطلع کرنا اور وقائع آئندہ کا مکشوف ہونا اور بلائے نازل کو دفع کر دینا اور سوائے ان کے اور بھی تصرفات ہیں اور ہم تجھکو اے کتاب کے دیکھنے والے ان میں سے بعض تصرفات پر آگاہ کرتے ہیں بطریق نمونے کے اَمَّا ھٰذِہِ التَّصَرُّفَاتُ عِنْدَ كُبَرَائِھِمْ اَصْحَابِ الْفَنَاءِ فِی اللّٰہِ وَ الْبَقَاءِ بِہٖ فَلَھَا شَانٌ عَظِیْمٌ وَ اَمَّا عِنْدَ سَائِرِھِمْ فَالتَّاثِیْرُ فِی الطَّالِبِ اَنْ یَّتَوَجَّہَ الشَّیْخُ اِلٰی نَفْسِہِ النَّاطِقَۃِ وَ یُصَادِرُھَا بِالْھِمَّۃِ التَّامَّۃِ الْقَوِیَّۃِ اَوْ یَسْتَغْرِقُ فِیْ نِسْبَتِہٖ بِالْجَمْعِیَّۃِ وَ ھٰذَا بَعْدَ اَنْ تَكُوْنَ نَفْسُ الشَّیْخِ

حَامِلَةً لِلنِّسْبَةِ مِنْ نِسَبِ الْقَوْمِ وَكَانَتْ مَلَكَةً رَّاسِخَةً فِيهَا فَتَنْتَقِلُ نِسْبَتُهُ اِلَى الطَّالِبِ عَلٰى حَسَبِ اِسْتِعْدَادِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشُوْبُ هٰذَا التَّوَجُّهَ الذِّكْرَ وَالضَّرْبَ عَلٰى قَلْبِ الطَّالِبِ وَاِذَا غَابَ الطَّالِبُ فَاِنَّهُمْ يَتَخَيَّلُوْنَ صُوْرَتَهٗ وَيَتَوَجَّهُوْنَ اِلَيْهَا

اور اس قسم کے تصرفات کاملین نقشبندیوں کے نزدیک جو فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے لوگ ہیں تو انکی اور ہی شان عظیم ہے اور اکابر کے سوا باقی متوسلین کے نزدیک طالب میں تاثیر کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ مرشد طالب کے نفس ناطقہ کی طرف متوجہ ہو کر اپنی پوری قوی ہمت سے ٹکرائے پھر ڈوب جائے اپنی نسبت میں جمعیت خاطر سے اور یہ تصرف اس کے بعد ہو گا کہ نفس مرشد کسی نسبت کا حامل ہو ان بزرگوں کی نسبتوں میں سے اور اس نسبت کا اسکو ملکہ راسخہ ہو کہ ہر دم اس کے قابو میں ہو پھر مرشد کی نسبت طالب کی طرف منتقل ہو گی اسکی لیاقت اور استعداد کے موافق اور بعضے نقشبندی اس توجہ کے ساتھ ذکر کو اور طالب کے دل پر ضرب لگانے کو بھی ملا دیتے ہیں اور جب کہ طالب غائب ہو تو اس کی صورت کو خیال کرتے ہیں اور اسکی طرف متوجہ ہوتے ہیں یعنی غائب کو توجہ دیتے ہیں اس کی صورت کو خیال کر کے وَاَمَّا الْهِمَّةُ فَعِبَارَةٌ عَنِ اجْتِمَاعِ الْخَاطِرِ وَتَاكُّدِ الْعَزِيْمَةِ بِصُوْرَةِ التَّمَنِّيْ وَالطَّلَبِ بِحَيْثُ لَا يَخْطُرُ فِي الْقَلْبِ خَاطِرٌ سِوٰى هٰذَا الْمُرَادِ كَطَلَبِ الْمَاءِ لِلْعَطْشَانِ وَاَخْبَرَنِيْ مَنْ اَثِقُ بِهٖ اَنَّ مِنَ الشُّيُوْخِ مَنْ يَشْتَغِلُ بِالنَّفْيِ وَالْاِثْبَاتِ وَيَعْنِيْ بِهٖ لَا رَادَّ لِهٰذِهِ الْاٰفَةِ اَوْ لَا رَازِقَ اَوْ مَا يُنَاسِبُ هٰذَا اِلَّا اللّٰهُ فَاِنَّهُ الْفَاعِلُ لِهٰذَا الْفِعْلِ اور ہمت تو عبارت ہے اجتماع خاطر اور قصد کے مضبوط ہو جانے سے بصورت آرزو اور طلب کے اس طرح پر کہ دل میں کوئی خطرہ نہ سمائے سوا اس مراد کے جیسے پیاسے کو پانی کی طلب ہوتی ہے اور مجھکو خبر دی اس نے جس پر مجھکو اعتماد ہے کہ بعضے شیوخ نفی اور اثبات میں مشغول ہوتے ہیں اور لا الہ الا اللہ سے یہ ارادہ کرتے ہیں کہ کوئی اس آفت کا ٹالنے والا نہیں اور کوئی روزی دینے والا نہیں یا اسکے مناسب جو مدعا ہو سوائے اللہ کے حق سبحانہ نے فرمایا مخبر موثوق سے مراد آخون محمد دلیل ہیں اور بعضے مشائخ سے مجددی مشائخ مراد ہیں وَاَمَّا رَفْعُ الْمَرَضِ فَعِبَارَتُهٗ اَنْ يَّتَخَيَّلَ نَفْسَهُ الْمَرِيْضَ وَاَنَّ بِهٖ هٰذَا الْمَرَضَ وَيَجْمَعَ الْهِمَّةَ بِحَيْثُ لَا يَخْطُرُ فِيْ قَلْبِهٖ خَطْرَةٌ

سلب امراض

دُوْنَ هٰذَا فَاِنَّ الْمَرَضَ يَنْتَقِلُ اِلَيْهِ وَهٰذَا مِنْ عَجَائِبِ صُنْعِ اللّٰهِ فِيْ خَلْقِهٖ
اور بیماری کا دور کرنا اس سے عبارت ہے کہ مرد صاحب نسبت اپنی ذات کو بیمار خیال کرے اور یہ جانے کہ یہ بیماری مجھ میں ہے اور اس پر ہمت کو جمع کرے اس طرح پر کہ اسکے دل میں کوئی خطرہ نہ آوے سوائے اس تصور کے تو مریض کی بیماری اس شخص کی طرف منتقل ہو جاویگی اور یہ امر عجائبات قدرت اور صنعت ایزدی سے ہے اُسکے خلق میں ف مولانا نے فرمایا کہ سلب مرض کا دوسرا طریقہ میں یہ کہتا ہے کہ جب کوئی شخص بیمار ہو جاوے یا کسی گناہ میں مبتلا ہو تو صاحب نسبت وضو کر کے اور دو رکعت نماز پڑھے اور خدا کیطرف متوجہ بخشوع دل ہو اور زبان سے بھی کہے اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ اور اس مناجات اور تضرع کے درمیان میں کہے کہ شخص مذکور کی بیماری یا ابتلائے معصیت زائل ہو جاوے اور دوسرا طریقہ وہ ہے جو مصنف قدس سرہٗ نے ارشاد کیا وَاَمَّا اِفَاضَةُ التَّوْبَةِ فَصُوْرَتُهٗ اَنْ يَّتَخَيَّلَ نَفْسَهٗ ذٰلِكَ الْعَاصِيَ بَعْدَ اَنْ اَثَّرَ فِيْهِ نَوْعُ تَاثِيْرٍ كَاَنَّ نَفْسَهٗ اُفَاضَتْ اِلٰى نَفْسِهٖ وَوَقَعَ بَيْنَ النَّفْسَيْنِ اِتِّصَالٌ مَّا ثُمَّ تَوَجَّهَ يَسْتَانِفُ فَيَعْصِمُ وَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فَاِنَّ ذٰلِكَ الْعَاصِيَ يَتُوْبُ عَنْ قَرِيْبٍ اور اضافہ توبہ کی صورت یہ ہے کہ صاحب نسبت اپنی ذات کو وہ عاصی خیال کرے بعد اسکے کہ کچھ اس میں تاثیر کرے اسطرح پر کہ گویا اسکی ذات اسکی ذات سے مل گئی اور دونوں ذاتوں میں اتصال ہو گیا پھر از سر نو شروع کرے سو اس معصیت سے نادم اور شرمندہ ہو اور حق تعالیٰ سے استغفار کرے تو وہ عاصی جلد توبہ کریگا وَالتَّصَرُّفُ فِيْ قُلُوْبِ النَّاسِ حَتّٰى يُحِبُّوْا وَفِيْ مَدَارِكِهِمْ حَتّٰى يَتَمَثَّلَ فِيْهَا الْوَاقِعَاتُ صُوْرَتُهٗ اَنْ يُّصَادِمَ نَفْسَ الطَّالِبِ بِقُوَّةِ الْهِمَّةِ وَجَعْلِهَا مُتَّصِلَةً بِنَفْسِهٖ ثُمَّ يَتَخَيَّلُ صُوْرَةَ الْمَحَبَّةِ اَوِ الْوَاقِعَةِ وَيَتَوَجَّهُ اِلَيْهَا بِمَجَامِعِ قَلْبِهٖ فَاِنَّ الْمُتَوَجَّهَ اِلَيْهِ يَتَاَثَّرُ وَيَظْهَرُ فِيْهِ الْحُبُّ وَيَتَمَثَّلُ لَهُ الْوَاقِعَةُ اور تصرف کرنا لوگوں کے دل میں تا ان میں محبت ہو جاوے یا ان کے محل ادراک میں تصرف کرنا ان میں واقعات متمثل ہو جاویں اس کا طریقہ یہ ہے کہ بقوت ہمت طالب کے نفس سے بھڑ جاوے اور اس کو اپنے نفس سے متصل کرے پھر محبت یا واقعہ کی صورت کو خیال کرے اور اسکی طرف متوجہ ہو اپنے دل کی جمعیت سے تو اس میں اثر ہو گا . . . . . .

طریق تصرف قلوب

جسکی طرف متوجہ ہوا اور اس میں محبت ظاہر ہو جاویگی اور واقعہ اس کے ذہن میں صورت پکڑ جاویگا وَاَمَّا الْاِطِّلَاعُ عَلٰى نِسْبَةِ اَهْلِ اللّٰهِ فَطَرِيْقُهٗ اَنْ يَّجْلِسَ بَيْنَ يَدَيْهِ اِنْ كَانَ حَيًّا اَوْ عِنْدَ قَبْرِهٖ اِنْ كَانَ مَيِّتًا وَيُفَرِّغُ نَفْسَهٗ عَنْ كُلِّ نِسْبَةٍ وَّيُفْضِيْ بِرُوْحِهٖ اِلٰى رُوْحِ هٰذَا الشَّخْصِ زَمَانًا حَتّٰى يَتَّصِلَ بِهَا وَيَخْتَلِطَ ثُمَّ يَرْجِعَ اِلٰى نَفْسِهٖ فَكُلَّمَا وَجَدَ فِيْهَا مِنَ الْكَيْفِيَّةِ فَهُوَ نِسْبَةُ هٰذَا الشَّخْصِ لَا مَحَالَةَ اور اہل اللہ کی نسبت سے مطلع ہونے کا طریقہ ہے کہ اس کے سامنے بیٹھے اگر وہ زندہ ہو یا اسکی قبر کے پاس بیٹھے اگر وہ مردہ ہو اور اپنی ذاتکو ہر نسبت سے خالی کر ڈالے اور اپنی روح کو اسکی روح تک پہونچاوے چند ساعت یہانتک کہ اسکی روح سے متصل ہو اور ملجاوے پھر اپنی ذات کی طرف رجوع کرے پھر جو کیفیت کہ اپنے نفس میں پاوے تو البتہ وہی اس شخص کی نسبت ہے وَاَمَّا الْاِشْرَافُ عَلَى الْخَوَاطِرِ فَطَرِيْقُهٗ اَنْ يُّفَرِّغَ نَفْسَهٗ عَنْ كُلِّ حَدِيْثٍ وَّخَاطِرٍ وَّيُفْضِيَ بِنَفْسِهٖ اِلٰى نَفْسِ هٰذَا الشَّخْصِ فَاِنِ اخْتَلَجَ فِيْ نَفْسِهٖ حَدِيْثٌ مِّنْ قَبِيْلِ الْاِنْعِكَاسِ فَهُوَ خَاطِرُهٗ اور اشراف خواطر یعنی دل کی باتوں کے دریافت کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اپنی ذات کو ہر بات اور ہر خطرے سے خالی کرے اور اپنے نفس کو اس شخص کے نفس تک پہونچا دے پھر اگر اسکے دل میں کھٹکے اور کوئی بات معلوم ہو بطریق پر تو پڑنے کے تو وہی بات اسکے دل کی ہے وَاَمَّا كَشْفُ الْوَقَائِعِ الْمُسْتَقْبِلَةِ فَطَرِيْقُهٗ اَنْ يُّفَرِّغَ نَفْسَهٗ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا انْتِظَارَ مَعْرِفَةِ هٰذِهِ الْوَاقِعَةِ فَاِذَا انْقَطَعَ عَنْهُ كُلُّ حَدِيْثٍ وَّكَانَ الْاِنْتِظَارُ كَطَلَبِ الْمَاءِ لِلْعَطْشَانِ جَعَلَ يَرْنُوْ بِنَفْسِهٖ زَمَانًا بَعْدَ زَمَانٍ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى اَوِ السَّافِلِ بِقَدْرِ اسْتِعْدَادِهٖ وَيَتَجَرَّدُ اِلَيْهِمْ فَاِنَّهٗ عَنْ قَرِيْبٍ يَّنْكَشِفُ عَلَيْهِ الْاَمْرُ بِهَتْفِ هَاتِفٍ اَوْ رُؤْيَةِ وَاقِعَةٍ فِي الْيَقْظَةِ اَوْ رُؤْيَا فِي الْمَنَامِ اور وقائع آئندہ کے کشف کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دل کو خالی کرے ہر چیز سے سوائے اس واقعے کو دریافت کے انتظار کے پھر جب اس کے دل سے ہر خطرہ منقطع ہو جاوے اور انتظار اس مرتبہ پر ہو جیسے پیاسے کو پانی کی طلب ہوتی ہے تو اپنی روح کو ساعت بساعت ملاء اعلیٰ یا اسفل کی طرف بلند کرنا شروع کرے

طریقہ اطلاع نسبت اہل اللہ

طریقہ اشراف خواطر

طریقہ کشف وقائع آئندہ

بقدر اپنی استعداد کے اور ان ہی کی طرف یکسو ہو جاوے تو جلد اسپر حال کھل جاوے گا خواہ ہاتف کی آواز سے یا جاگتے میں اس واقعے کو دیکھکر یا خواب میں ف ملاء اعلیٰ ملائکہ کروبین کو کہتے ہیں جو مقربین بارگاہ صمدیت ہیں اور محل اسرار قضا و قدر ہیں اور ملاء سافل وہ فرشتے ہیں جو مراتب میں انسے نیچے ہیں وَاَمَّا دَفْعُ الْبَلِيَّةِ النَّازِلَةِ فَطَرِيْقُهٗ اَنْ يَّتَخَيَّلَ تِلْكَ الْبَلِيَّةَ بِصُوْرَتِهَا الْمِثَالِيَّةِ وَيَتَخَيَّلَ مُصَادَمَتَهَا وَدَفْعَهَا بِقُوَّةٍ ثُمَّ يَجْمَعُ هِمَّتَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ وَيَرْتَفِعُ بِنَفْسِهٖ زَمَانًا بَعْدَ زَمَانٍ اِلٰى حَيِّزِ الْمَلَاِ الْاَعْلٰى اَوِ السَّافِلِ وَيَتَجَرَّدُ اِلَيْهِمْ فَاِنَّهَا عَنْ قَرِيْبٍ تَنْدَفِعُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور بلائے نازلہ کے دفع کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اس بلا کو اسکی صورت مثالی کے ساتھ خیال کرے اور اسکی مصادمت اور دفع کرنے کو بقوت تمام خیال کرے پھر اپنی ہمت کو اس پر مجتمع کر اور اپنی روح کو ساعت بساعت ملاء اعلیٰ یا ملاء سافل کے مکان کی طرف بلند کرے اور ان ہی کی طرف یکسو ہو جاوے تو عنقریب وہ دفع ہو جاوے گی واللہ اعلم وَشَرْطُ هٰذِهِ التَّصَرُّفَاتِ وَمَا يَجْرِيْ مَجْرَاهَا اتِّصَالُ نَفْسِ الْمُؤَثِّرِ بِنَفْسِ الْمُؤَثَّرِ فِيْهِ وَالْاِلْمَامُ بِهَا وَالْاِفْضَاءُ اِلَيْهَا وَاَصْحَابُ التَّجْرِيْدِ مِنْ غَوَاشِيْ الْبَدَنِ يَعْرِفُوْنَ هٰذَا الْاِتِّصَالَ وَيَقْدِرُوْنَ عَلٰى تَحْصِيْلِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَهٰذَا الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ مِنَ الْاَشْغَالِ هُوَ الَّذِيْ كَانَ يَخْتَارُهٗ سَيِّدِيْ قُدِّسَ سِرُّهٗ اور ایسے تصرفات کی شرط اور جو ان کے قائم مقام ہیں متصل کرنا ہے اثر دینے والے کے نفس کو اس کے نفس سے جس میں تاثیر کرنا منظور ہے اور ملا دینا اسکے ساتھ اور اس تک پہنچا دینا اور جو لوگ کہ بدن کے حجابوں سے پاک ہو گئے ہیں وہ اس اتصال کو پہچانتے ہیں اور اسکے واصل کرنے پر قادر ہیں واللہ اعلم اور یہ جو اشغال ہمنے مذکور کیے وہ ہیں جن کو ہمارے والد مرشد پسند کرتے تھے وَلِلشَّيْخِ اَحْمَدَ السَّرْهِنْدِيِّ اَشْغَالٌ اُخْرٰى فَلْنَذْكُرْهَا بِالْاِجْمَالِ اِعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ فِي الْاِنْسَانِ سِتَّ لَطَائِفَ هِيَ حَقَائِقُ مُفْرَدَةٌ بِحِيَالِهَا كَمَا هُوَ ظَاهِرُ كَلَامِ الشَّيْخِ وَاَتْبَاعِهٖ اَوْ جِهَاتٌ وَاعْتِبَارَاتٌ لِلنَّفْسِ النَّاطِقَةِ فَهِيَ تُسَمّٰى بِاعْتِبَارٍ قَلْبًا وَبِاعْتِبَارٍ اٰخَرَ رُوْحًا اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهٗ سَيِّدِي الْوَالِدُ وَصَوَّرَ لِيْ صُوَرَهَا فَرَسَمَ دَائِرَةً وَقَالَ هِيَ الْقَلْبُ ثُمَّ دَائِرَةً اُخْرٰى فِيْ هٰذِهِ الدَّائِرَةِ فَقَالَ هِيَ الرُّوْحُ اِلٰى اَنْ رَسَمَ الدَّائِرَةَ السَّادِسَةَ

وقال هي انا وسميته يقول بعضها في البعض ويستدل على ذلك بالحديث الدائر على السنة الصوفية ان في جسد ابن ادم قلبا وفي القلب روحا الى اخره ولم احفظ لفظه۔ اور شیخ احمد مجدد الف ثانی کے طریقہ میں اور اشغال ہیں تو چاہیے کہ ہم ان کو مجمل ذکر کریں معلوم کر حق تعالیٰ نے انسان میں تو چھ لطیفے پیدا کئے ہیں جن کے حقائق جدا جدا ہیں بذات خود چنانچہ یہی ظاہر ہوتا ہے شیخ موصوف کے اور ان کے تابعین کے کلام سے یا لطائف متحد جہات اور اعتبارات ہیں نفس ناطقہ کے تو وہی نفس ناطقہ ایک اعتبار سے مسمیٰ بقلب ہے اور دوسرے اعتبار سے اس کا روح نام ہے وعلیٰ ہذا القیاس باقی لطائف اور یہی قول ہمارے والد مرشد کا مختار ہے اور مجھکو ان لطائف کی صورت بنا دی تو اول ایک دائرہ یعنی کنڈل بنایا اور کہا کہ یہ دل ہے پھر اس دائرہ کے اندر دوسرا دائرہ بنایا اور کہا کہ یہ روح ہے یہاں تک کہ چھٹا دائرہ لکھا اور کہا کہ یہ میں ہوں یعنی حقیقت انسانی جس کو آدمی عربی میں انا سے تعبیر کرتا ہے اور فارسی میں من اور ہندی میں میں بولتا ہے۔

اور میں نے والد سے سنا فرماتے تھے کہ بعض لطائف بعض کے اندر ہیں اور اس مدعا پر اس حدیث سے استدلال کرتے تھے جو صوفیوں کی زبان پر دائر اور مشہور ہے کہ مقرر ابن آدم کے جسم میں دل ہے اور دل میں روح ہے تا آخر لطائف ستہ اور مجھ کو اس حدیث کے الفاظ محفوظ نہیں ف مولانا نے فرمایا حدیث مذکور کی اہل حدیث کے نزدیک کچھ اصل ثابت نہیں وبالجملة فعرض الشيخ احمد السرهندي ان كل لطيفة من تلك اللطائف له ارتباط بعضو من الجسد فالقلب تحت الثدي الايسر باصبعين والروح تحت الثدي الايمن بحذاء القلب والسر فوق الثدي الايمن مائلة الى وسط الصدر والخفي فوق الثدي الايسر مائلا الى الوسط والاخفى فوق الخفي والسر في الوسط والنفس في البطن الاول من الدماغ وفي كل من هذه الاعضاء حركة نبضية فالشيخ يامرهم بحفظ تلك الحركة وتخيلها ذكر اسم الذات ثم يامرهم النفي مادا للفظة لا على اللطائف كلها وضاربا للفظة الا الله على القلب والله اعلم۔ اور خلاصہ یہ کہ شیخ احمد سرہندی

کی غرض یہ ہے کہ ان لطائف میں سے ہر لطیفہ کو تعلق اور ارتباط ہے بدن کے بعض اعضاء سے تو قلب کا تعلق بائیں چھاتی کے نیچے دو انگل پر ہے روح کا ارتباط داہنی چھاتی کے نیچے بمقابلہ دل کے ہے اور سر کا تعلق داہنی چھاتی کے اوپر وسط سینے کی طرف جھکتے ہوئے اور خفی بائیں چھاتی کے اوپر وسط سینے کی طرف مائل ہے اور اخفی کا مقام خفی کے اوپر ہے اور سر وسط میں ہے اور نفس کا مقام دماغ کے بطن اول میں ہے اور ہر ایک عضو میں اعضائے مذکورہ سے نبض کے مانند حرکت ہے تو شیخ ممدوح اس حرکت کی محافظت کا اور اس حرکت کو اسم ذات خیال کرنے کا امر فرماتے ہیں پھر نفی اور اثبات کا امر کرتے ہیں لا کی لفظ پھیلاتے ہوئے جمیع لطائف مذکورہ پر اور الا اللہ کے لفظ کو دل پر ضرب لگا کر واللہ اعلم ف مولانا نے فرمایا کہ شیخ مجدد کے تابعین کے کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ ہر لطیفے کا نور جدا اور رنگ علیحدہ ہے تو قلب کا نور زرد ہے اور روح کا نور سرخ ہے اور سر کا نور سفید ہے اور خفی کا نور سیاہ ہے اور اخفی کا نور سبز ہے اور سر کا مقام قلب اور اخفی کے مابین ہے اور اخفی سب لطائف میں الطف اور احسن ہے اور روح الطف ہے قلب سے مشائخ مجددیہ میں معمول ہے کہ ہمت اور توجہ سے اسم ذات کے ذکر کو ہر لطیفے میں لطائف مذکورہ سے القا کرتے ہیں اور توجہ لینے والا حرکت کو محسوس پاتا ہے اور اس کے ساتھ اسم ذات کے ذکر کو ہر لطیفے میں درجہ بدرجہ ارشاد فرماتے ہیں اور لطیفے کے ذکر قوی ہونے کے بعد نفی اور اثبات کو تعلیم کرتے ہیں کہ خیال کی زبان سے زیر ناف سے کلمہ لا کو دماغ تک پہنچا وے اور کلمہ إِلٰہَ کو داہنے مونڈھے پر پستان راست پر پہنچا وے اور کلمہ إِلَّا اللّٰہُ کو لطائف خمسہ پر پھیرتا ہوا دل پر ضرب کرے

فصل ساتویں

مَرْجِعُ الطُّرُقِ كُلِّهَا اِلٰى تَحْصِيْلِ هَيْئَةٍ نَفْسَانِيَّةٍ تُسَمّٰى عِنْدَ هُمْ بِالنِّسْبَةِ لِاَنَّهَا اِنْتِسَابٌ وَارْتِبَاطٌ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَبِالسَّكِيْنَةِ وَبِالنُّوْرِ مرجع مشائخ کے طریقوں کا ہیئات نفسانی کی تحصیل ہے جس کو صوفی نسبت کہتے ہیں اس واسطے کہ نسبت اللہ عز وجل کی انتساب اور ارتباط سے عبارت ہے اور ان کے نزدیک

مسمی بہ سکینہ اور نور ہے وَحَقِيقَتُهَا كَيْفِيَّةٌ حَالَّةٌ فِي النَّفْسِ النَّاطِقَةِ مِنْ بَابِ التَّشْبِيهِ بِالْمَلَائِكَةِ أَوِ التَّطَلُّعِ الْجَبَرُوتِ اور نسبت کی حقیقت اور ماہیت کیفیت ہے جو نفس ناطقہ میں حلول کر گئی ہے از قسم تشبیہ بفرشتگان اطلاع یا ناطرف عالم جبروت کے وَتَفْصِيلُهُ أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا دَاوَمَ عَلَى الطَّاعَاتِ وَالطَّهَارَاتِ وَالْأَذْكَارِ حَصَلَ لَهُ صِفَةٌ قَائِمَةٌ بِالنَّفْسِ النَّاطِقَةِ وَمَلَكَةٌ رَاسِخَةٌ لِهَذَا التَّوَجُّهِ فَهَذَانِ جِنْسَانِ لِلنِّسْبَةِ تَحْتَ كُلٍّ مِنْهُمَا أَنْوَاعٌ كَثِيرَةٌ اور تفصیل اس جمال کی یہ ہے کہ بندے نے جب طاعات اور طہارات اور اذکار پر مداوت کی تو اس کو ایک صفت حاصل ہو جاتی ہے جس کا قیام نفس ناطقہ میں ہے اور اس توجہ سے ملکہ راسخہ پیدا ہو جاتا ہے صفت قائمہ سے تشبیہ ملکوت مراد ہے اور ملکہ توجہ سے تطلع جبروت مقصود ہے تو نسبت کی یہ دونوں جنسیں ہیں ہر جنس کے نیچے انواع کثیرہ داخل ہیں فَمِنْهَا نِسْبَةُ الْمَحَبَّةِ وَالْعِشْقِ فَتَكُونُ الْمَحَبَّةُ صِفَةً رَاسِخَةً فِي الْقَلْبِ سو منجملہ انواع مذکورہ کے محبت اور عشق کی نسبت ہے تو اس میں محبت کی صفت محکم ہو جاتی ہے قلب کے اندر وَمِنْهَا نِسْبَةُ كَسْرِ النَّفْسِ وَالتَّبَرِّي عَنْ حُظُوظِهَا وَكَانَ سَيِّدِي الْوَالِدُ يُسَمِّيهَا نِسْبَةَ أَهْلِ الْبَيْتِ اور منجملہ انواع مذکورہ نفس شکنی ہے اور بیزاری لذات کی نسبت ہے اور والد مرشد اس کو نسبت اہلبیت کہتے تھے وَمِنْهَا نِسْبَةُ الْمُشَاهَدَةِ وَهِيَ مَلَكَةُ التَّوَجُّهِ إِلَى الْمُجَرَّدِ الْبَسِيطِ وَبِالْجُمْلَةِ فَلِلْحُضُورِ مَعَ اللهِ أَلْوَانٌ بِحَسَبِ اقْتِرَانِ مَعْنًى مِنَ الْمَحَبَّةِ أَوْ كَسْرِ النَّفْسِ أَوْ غَيْرِهِمَا بِالْيَادْدَاشْتِ وَالنَّفْسُ تَقُومُ بِهَا مَلَكَةٌ رَاسِخَةٌ مِنْ هَذَا اللَّوْنِ وَتُسَمَّى تِلْكَ الْمَلَكَةُ نِسْبَةً وَالنِّسَبُ كَثِيرَةٌ جِدًّا وَصَاحِبُ السِّرِّ يُدْرِكُ كُلَّ نِسْبَةٍ عَلَى حِدَتِهَا وَالْغَرَضُ مِنَ الْأَشْغَالِ تَحْصِيلُ نِسْبَةٍ وَالْمُوَاظَبَةِ عَلَيْهَا وَالِاسْتِغْرَاقُ فِيهَا حَتَّى تَكْتَسِبَ النَّفْسُ مِنْهَا مَلَكَةً رَاسِخَةً اور منجملہ ان کے مشاہدے کی نسبت ہے وہ عبارت ہے ملکہ توجہ سے مجرد بسیط کی طرف یعنی ذات مقدس کی طرف متوجہ رہنا اسی کا نام نسبت مشاہدہ ہے حاصل کلام بالاجمال یہ ہے کہ حضور مع اللہ رنگ برنگ ہے بحسب اتصال معنی محبت یا نفس شکنی یا ان کے غیر کی یادداشت کے ساتھ اور نفس انسانی میں اس رنگ مخصوص کا

ملکۂ راسخہ یعنی کیفیت قویہ قائم ہو جاتی ہے اور یہی ملکہ اور کیفیت مسمٰی بہ نسبت ہے اور نسبتیں نہایت بکثرت ہیں اور صاحب اسرار ہر نسبت کو علیحدہ علیحدہ دریافت کرتا ہے اور ہر اشغال قادریہ اور چشتیہ اور نقشبندیہ وغیرہا سے غرض اس نسبت کی تحصیل ہے اور اس پر دوام اور مواظبت کرنا اور اس میں ڈوبے رہنا تاکہ نفس اس مواظبت اور مشق دائمی سے ملکۂ راسخہ پیدا کرلے **ف** حاشیۂ منہیہ میں ارشاد ہوا کہ مصنف نے اول طریق کا مآل کار بیان کیا کہ نسبت ہی پھر اس کو دو قسم پر تقسیم کیا پھر تطلع الی الجبروت کے چند اصناف شمار کئے پھر ان اصناف کا قاعدہ کلیہ بتایا سو اس کو تامل کرتا کہ تو راہ یاب ہو ولا تَظُنَّنَّ اَنَّ النِّسْبَةَ لَا تُحْصَلُ اِلَّا بِهٰذِهِ الْاَشْغَالِ بَلْ هٰذِهٖ طُرُقٌ لِتَحْصِيْلِهَا مِنْ غَيْرِ حَصْرٍ فِيْهَا وَغَالِبُ الرَّاْيِ عِنْدِيْ اَنَّ الصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِيْنَ كَانُوْا يُحَصِّلُوْنَ السَّكِيْنَةَ بِطُرُقٍ اُخْرٰى فَمِنْهَا الْمُوَاظَبَةُ عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالتَّسْبِيْحَاتِ فِي الْخَلْوَةِ مَعَ الْمُحَافَظَةِ عَلٰى شَرِيْطَةِ الْخُشُوْعِ وَالْحُضُوْرِ وَمِنْهَا الْمُوَاظَبَةُ عَلَى الطَّهَارَاتِ وَذِكْرِ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ وَمَا اَعَدَّ اللّٰهُ لِلْمُطِيْعِيْنَ مِنَ الثَّوَابِ وَلِلْعَاصِيْنَ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ فَيَحْصُلُ انْفِكَاكٌ عَنِ اللَّذَّاتِ الْحِسِّيَّةِ وَالْاِقْلَاعُ عَنْهَا وَمِنْهَا الْمُوَاظَبَةُ عَلٰى تِلَاوَةِ الْكِتَابِ وَالتَّدَبُّرِ فِيْهِ وَاسْتِمَاعِ كَلَامِ الْوَاعِظِ وَمَا فِي الْحَدِيْثِ مِنَ الرِّقَاقِ وَبِالْجُمْلَةِ فَكَانُوْا يُوَاظِبُوْنَ عَلٰى هٰذِهِ الْاَشْيَاءِ مُدَّةً كَثِيْرَةً فَتَحْصُلُ مَلَكَةٌ رَاسِخَةٌ وَهَيْئَةٌ نَفْسَانِيَّةٌ فَيُحَافِظُوْنَ عَلَيْهَا بَقِيَّةَ الْعُمُرِ وَهٰذَا الْمَعْنٰى هُوَ الْمُتَوَارِثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ طُرُقِ مَشَائِخِنَا لَا شَكَّ فِيْ ذٰلِكَ وَاِنِ اخْتَلَفَ الْاَلْوَانُ وَاخْتَلَفَتْ طُرُقُ تَحْصِيْلِهَا اور یہ گمان نہ کیجیو کہ نسبت مذکورہ نہیں حاصل ہوتی مگر ان ہی اشغال سے بلکہ حق یہ ہے کہ یہ اشغال بھی اس کی تحصیل کا ایک طریق ہیں ان ہی میں کچھ انحصار نہیں اور میرے نزدیک ظن غالب یہ ہے کہ حضرات صحابہ اور تابعین سکینہ یعنی نسبت کو اور ہی طریقوں سے حاصل کرتے تھے سو منجملہ ان طریق تحصیل کے مواظبت ہے صلوت اور تسبیحات پر خلوت میں شرط خشوع اور حضور کی محافظت کے ساتھ اور منجملہ اس کے طہارت پر اور موت کی یاد پر جو لذات کی کاٹنے والی ہے محافظت کرنا اور جو حق تعالےٰ نے مطیعوں کے واسطے ثواب مہیا کیا ہے اور جو گنہگاروں کے واسطے عذاب معین

فرمایا اس کو ہمیشہ یاد رکھنا تو اس مواظبت اور یاد کے سبب لذات حسیہ سے انفکاک اور انقطاع حاصل ہو جاتا تھا اور منجملہ اس کے مواظبت ہے قرآن مجید کی تلاوت پر اور اس کے معانی میں غور کرنے پر اور نصیحت کرنے والے کی بات سننے پر اور ان احادیث میں تامل کرنے پر جن سے دل نرم ہو جاتا ہے خلاصہ یہ کہ حضرات صحابہ اور تابعین اشیاء مذکورہ پر مدت کثیرہ مواظبت اور دوام کرتے تھے تو ان کو تقرب الی اللہ کا ملکۂ راسخہ اور ہیئات نفسانیہ حاصل ہو جاتی تھی اور اسی پر محافظت کیا کرتے تھے بقیہ عمر میں اور یہی مقصود متوارث ہے شارع سے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بوراثت چلا آیا ہمارے مرشدوں کے طریق میں اس میں کچھ شک نہیں اگرچہ الوان مختلف ہیں اور تحصیل نسبت کے طریقے رنگ برنگ ہیں ف مولانا نے فرمایا کہ میں نے مصنف قدس سرہٗ سے سنا کہ قول فیصل اس بات میں یہ ہے کہ نسبت صحابہ اور تابعین کی نسبت احسانیہ ہے اور وہ نسبت طہارت اور نسبت سکینہ سے مرکب ہو برکات عدالت اور تقوی اور سماحت[1] کے اختلاط کے ساتھ تو ان کے کلام کا محمل اصلی اور ان کے خاص اور عام کا مطمح اولی یہی ہے تو کچھ کو لائق ہے کہ ان حضرات کے احوال اور اقوال کو اسی پر جو ہم نے بتایا محمول کیجیو چنانچہ ان کے قصص اور حکایات اسی کے شاہد ہیں اور میں نے سنا مصنف سے فرماتے تھے کہ ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کی ارواح کو میں نے مشاہدہ کیا کہ ایک دوسرے کے دامن میں جنگل مارے ہے اور ان کا سلسلہ عالم ارواح میں خطیرۃ القدس کے ساتھ بنہج عجیب و رسوخ غریب متصل ہے اور ہم نے مشاہدہ کیا کہ ان کا قول عالم ارواح کے باطن در باطن میں زیادہ تر ہے خارج کی نسبت واللہ اعلم مترجم کہتا ہے حضرت مصنف محقق نے کلام دلپذیر اور تحقیق عدیم النظیر سے شبہات ناقصین کو جڑ سے اکھاڑ دیا بعضے نادان کہتے ہیں کہ قادریہ اور چشتیہ اور نقشبندیہ کے اشغال مخصوصہ صحابہ اور تابعین کے زمانے میں نہ تھے تو بدعت سیئہ ہوئے خلاصہ جواب یہ ہے کہ جس امر کے واسطے اولیاء طریقت رضی اللہ عنہم نے یہ اشغال مقرر کئے ہیں وہ امر زمان رسالت سے اب تک برابر چلا آیا ہے گو طریق اس کی تحصیل کے مختلف ہیں تو فی الواقع اولیائے طریقت مجتہدین شریعت کے مانند ہوئے مجتہدین شریعت نے استنباط احکام ظاہر شریعت کے اصول ٹھہرائے

[1] یعنی جود و مروت ۱۲

اشغال صوفیاء پر اعتراض کا جواب

اور اولیائے طریقت نے باطن شریعت کی تحصیل کے جس کو طریقت کہتے ہیں تو اعد مقرر فرمائے تو یہاں بدعت سیئہ کا گمان سراسر غلط ہے ہاں یہ البتہ ہے کہ حضرات صحابہ کو بسبب صفائے طبیعت اور حضور خورشید[1] رسالت کے تحصیل نسبت میں ایسے اشغال کی حاجت نہ تھی بخلاف متاخرین کے کہ ان کو بسبب بعد زمان رسالت کے البتہ اشغال مذکورہ کی حاجت ہوئی جیسے صحابہ کرام رض کو قرآن اور حدیث کے فہم میں قواعد صرف و نحو کے دریافت کی حاجت نہ تھی اور اہل عجم اور بالفعل عرب اس کے محتاج ہیں واللہ اعلم۔

سَمِعْتُ سَیِّدِیْ الْوَالِدَ قُدِّسَ سِرُّہٗ یَذْکُرُ وَاقِعَۃً لَہٗ طَوِیْلَۃً رَاٰی فِیْہَا الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ وَعَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ فَقَالَ سَأَلْتُ عَلِیًّا کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ عَنْ نِسْبَتِیْ ہَلْ ہِیَ الَّتِیْ کَانَتْ عِنْدَکُمْ فِیْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَنِیْ بِالْاِسْتِغْرَاقِ فِیْہَا وَتَأَمَّلَ جَلًّا ثُمَّ قَالَ ہِیَ ہِیَ بِلَا فَرْقٍ والد مرشد قدس سرہ سے میں نے سنا اپنے طویل خواب ذکر کرتے تھے جس میں حسنین اور سید الاولیا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم کو دیکھا تو فرمایا کہ میں نے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے پوچھا اپنی نسبت سے کہ آیا یہ وہی نسبت ہے جو تم کو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاصل تھی تو مجھ امر کیا نسبت میں استغراق کرنے کا اور خوب تامل کیا پھر فرمایا نسبت وہی ہے بلا فرق ثُمَّ لِصَاحِبِ الْمُدَاوَمَۃِ عَلَی السَّکِیْنَۃِ احوال رَفِیْعَۃٌ تَنُوْبُہٗ مَرَّۃً وَمَرَّۃً فَلْیَغْتَنِمْہَا السَّالِکُ وَلْیَعْلَمْ أَنَّہَا عَلَامَاتُ قُبُوْلِ الطَّاعَاتِ وَتَاْثِیْرِہَا فِیْ صَمِیْمِ النَّفْسِ وَسُوَیْدَاءِ الْقَلْبِ پھر معلوم کرنا چاہیے نسبت پر مداومت کرنے والے کے حالات رفیع الشان نوبت بنوبت ہوتے ہیں گاہے کوئی اور کبھی کوئی سالک ان حالات رفیعہ کو غنیمت جانے اور معلوم کرے کہ حالات مذکورہ طاعات قبول ہونے اور باطن نفس اور دل کے اندر اثر کرنے کے علامات ہیں وَمِنْہَا اِیْثَارُ طَاعَۃِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ عَلٰی جَمِیْعِ مَا سِوَاہُ عَلَیْہِ فَقَدْ اَخْرَجَ مَالِکٌ فِی الْمُوَطَّا عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّ اَبَا طَلْحَۃَ الْاَنْصَارِیَّ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ حَائِطٍ لَہٗ فَطَارَ دُبْسِیٌّ فَطَفِقَ یَتَرَدَّدُ یَلْتَمِسُ مَخْرَجًا فَاَعْجَبَہٗ ذٰلِکَ فَجَعَلَ یُتْبِعُہٗ بَصَرَہٗ سَاعَۃً ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی صَلٰوتِہٖ فَاِذَا ہُوَ لَا یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی فَقَالَ لَقَدْ اَصَابَتْنِیْ

[1] مثال اس کی ایسی ہے کہ جبتک آفتاب نکلا ہوا ہے ہر چیز پڑھ سکتا ہے آدمی اور جب آفتاب غروب ہو گیا تو حاجت روشنی کی پڑی پڑھنے کے لئے بس صحابہ رضی اللہ عنہم کیونکہ وقت میں آفتاب رسالت طلوع کئے ہوئے تھا کچھ حاجت اشغال کی حضور صلی اللہ کے لئے نہ تھی فقط ایک نظر ڈال لینے سے جمال با کمال پر وہ کچھ حاصل ہوتا تھا کہ اب چلہ کشی سے وہ حاصل نہیں ہوتا اور اب چونکہ

مَا لِی هٰذَا فِتْنَةٌ فَجَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ لَهُ الَّذِی اَصَابَهُ فِی حَائِطِهِ مِنَ الْفِتْنَةِ وَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ صَدَقَةٌ لِلّٰهِ فَضَعْهُ حَیْثُ شِئْتَ وَ قِصَّةُ سُلَیْمَانَ عَلَیْهِ السَّلَامُ الْمُشَارُ اِلَیْهَا فِی قَوْلِهِ عَزَّ مِنْ قَائِلٍ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ مَشْهُوْرَةٌ مَعْلُوْمَةٌ منجملہ احوال رفیعہ کے مقدم رکھنا ہے طاعات الٰہی کا اس جمیع ماسوا پر اور اس پر غیرت کرنا سوا البتہ امام مالک نے موطا میں عبد اللہ بن ابی بکر سے روایت کی کہ ابو طلحہ انصاری اپنے باغ میں نماز پڑھتے تھے تو ایک چڑیا خوش رنگ اڑی سو ادھر ادھر جھانکتی پھرتی تھی اور نکل جانے کی راہ تلاش کرتی تھی یعنی درخت ایسے پیچاں اور زمین پر جھکے ہوئے تھے کہ اس کا نکلنا دشوار ہوا تو ابو طلحہ کو یہ امر خوش معلوم ہوا تو ایک ساعت اپنی نظر کو اس کے ساتھ دوڑایا کئے پھر اپنی نماز کی طرف متوجہ ہوئے تو یہ معلوم نہ رہا کہ کتنی پڑھی تھی تو یہ کہا کہ یہ میرا مال یعنی باغ میرے حق میں فتنہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آنحضرتؐ سے یہ قصہ نقل کیا اور کہا یا رسول اللہ یہ باغ خیرات ہے اللہ کی راہ میں اس کو رکھئے اور دیجئے جہاں کہیں چاہئے اور سلیمان علیہ السلام کا قصہ جس کا اس آیت میں اشارہ ہے فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ مشہور اور معلوم ہے مترجم کہتا ہے قصہ مذکور مجملا یوں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک بار گھوڑے دیکھنے میں ایسے مشغول ہوئے کہ آفتاب ڈوب گیا نماز عصر قضا ہو گئی تو فرمایا کہ گھوڑوں کی پنڈلیاں اور گردنیں کاٹی جاویں خلاصہ یہ ہے کہ اہل کمال کے نزدیک طاعت حق ہر امر پر مقدم ہوتی ہے اگر احیانا کسی چیز کی مشغولی نے طاعت حق میں خلل ڈالا تو غیرت اہل کمال اس چیز کو دفع کرنے کو مقتضی ہوتی ہے چنانچہ ابو طلحہؓ نے عمدہ باغ خیرات کر دیا اور حضرت سلیمان نے گھوڑوں کو مروا ڈالا وَمِنْهَا غَلَبَةُ الْخَوْفِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی بِحَیْثُ یَظْهَرُ عَلٰی ظَاهِرِ الْبَدَنِ وَالْجَوَارِحِ لَهُ اَثَرٌ اَخْرَجَ الْحُفَّاظُ فِی الْاُصُوْلِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِی ظِلِّهِ اِلٰی اَنْ قَالَ وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰهَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ وَفِی الْحَدِیْثِ اَنَّ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَامَ عَلٰی قَبْرٍ فَبَکٰی حَتّٰی ابْتَلَّتْ لِحْیَتُهُ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی بِاللَّیْلِ اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الْمِرْجَلِ اور منجملہ حالات رفیعۂ مذکورہ کے اللہ تعالیٰ کا خوف ہے اس

اس طرح پر کہ اس کا اثر بدن اور جوارح پر ظاہر ہو جاتا ہے حفاظ حدیث نے اصول میں یہ حدیث روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات شخصوں کو اللہ تعالے اپنے سایۂ رحمت میں رکھے گا یہانتک کہ پانچواں[1] شخص فرمایا کہ وہ مرد ہے جس نے اللہ کو خالی مکان میں یاد کیا پھر اس کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے بہنے لگیں اور حدیث میں وارد ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ ایک قبر پر کھڑے ہوئے تو اتنا روئے کہ ڈاڑھی تر ہوگئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ جب تہجد کی نماز پڑھتے تھے تو سینہ مبارک سے جوش کی آواز آتی تھی دیگ کے جوش کرنے کی طرح یعنی رونے کی ایسی آواز آتی تھی سینۂ مبارک سے جیسے ہانڈی سَن سَن بولتی ہے ف مولانا نے فرمایا حدیث میں وارد ہے کہ دوزخ میں نہ داخل ہوگا وہ مرد جو رویا اللہ کے خوف سے یہانتک کہ دودھ[2] تھن میں پھر جاوے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مرد کثیر البکا تھے آنکھیں نہ تھمتی تھیں آنسوؤں سے جب کہ وہ قرآن پڑھتے تھے اور جبیر بن مطعم نے کہا کہ جب میں نے یہ آیت آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنی اَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ تو گویا میرا قلب اڑ گیا خوف سے وَمِنْهَا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ قَدْ اَخْرَجَ الْحُفَّاظُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ وَاَنَّهُ قَالَ لَنْ يَّبْقٰى بَعْدِيْ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ فَقَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الرَّجُلُ الصَّالِحُ اَوْ تُرٰى لَهٗ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ وَبِهٖ فُسِّرَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اور منجملہ حالات رفیعہ سچا خواب ہے حافظان حدیث نے روایت نقل کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب نیک مرد سے نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے اور آنحضرت نے فرمایا نہ باقی رہے گا میرے بعد نبوت سے مگر مبشرات صحابہ نے کہا اور مبشرات کیا ہیں یا رسول اللہ فرمایا

[1] اسکے آگے یہ ہیکہ اس دن کہ نہیں سایہ ہوگا مگر سایہ اسکا ایک تو امام عادل اور نوجوان کہ نشو و نما پایا اس نے اللہ کی عبادت میں اور وہ شخص کہ دل اسکا مسجد میں لگا رہتا ہے جب نکلتا ہے مسجد سے یہانتک کہ پھر آوے مسجد میں اور وہ شخص کہ محبت رکھتے ہیں آپس میں اور جمع بھی ہوتے ہیں محبت پر اور جدا بھی ہوتے ہیں محبت پر یعنی حاضر اور غائب محبت یکساں رکھتے ہیں اور وہ شخص کہ یاد کیا اللہ کو تنہائی میں پس جاری ہوگئیں آنکھیں اسکی آنسوؤں سے اور وہ شخص کہ بلایا اسکو ایک عورت حسب و جمال والی نے پس کہا اس نے کہ میں ڈرتا ہوں اللہ سے اور وہ شخص کہ دیا کچھ صدقہ پس پوشیدہ دیا اسکو یہانتک کہ نہ جانے بائیں ہاتھ اسکے نے یعنی اسطرح کچھ دیا کہ داہنے ہاتھ والے کو دیا تو بائیں ہاتھ والے کو خبر نہوئی اسکی یہ حدیث بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے ۱۲ مشکوٰۃ

[2] اسکو تعلق بالمحال کہتے ہیں جیسے دودھ کا تھنوں میں پھر جانا محال ہے ایسا ہی اس کا دوزخ میں جانا محال ہے ۱۲۔

نیک خواب جس کو نیک مرد دیکھے یا اس کے واسطے دوسرا نیک مرد سچا خواب دیکھے وہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ ان کیواسطے بشارت ہے زندگانی دنیا میں تفسیر کیا گیا ہے بروبائے صالحہ یعنی اس آیت کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ بشارت دنیاوی سے سچے خواب مراد ہے **ف** مولانا نے فرمایا کہ رسول علیہ الصلوۃ والسلام سالکوں کے خواب کی تعبیر فرمایا کرتے تھے تا اینکہ بعد نماز صبح کے جلوس فرماتے اور ارشاد کرتے کہ تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے تو اگر کوئی خواب بیان کرتا تو آنحضرت اس کی تعبیر فرماتے تھے وَالْمُرَادُ بِالرُّؤْيَا الصَّالِحَةِ رُؤْيَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ اَوْ رُؤْيَةِ وَالنَّارِ اَوْ رُؤْيَةُ الصَّالِحِيْنَ وَالْاَنْبِيَاءِ ثُمَّ رُؤْيَةُ الْمَشَاهِدِ الْمُتَبَرِّكَةِ كَبَيْتِ اللّٰهِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْتِ الْمَقْدِسِ ثُمَّ رُؤْيَةُ الْوَقَائِعِ الْاٰتِيَةِ الْمُسْتَقْبِلَةِ فَتَقَعُ كَمَا رَاٰى اَوِ الْمَاضِيَةِ عَلٰى مَا هِيَ عَلَيْهِ اَوْ رُؤْيَةُ الْاَنْوَارِ وَالطَّيِّبَاتِ كَشُرْبِ اللَّبَنِ اَوِ الْعَسَلِ وَالسَّمَنِ كَمَا هُوَ مَذْكُوْرٌ فِيْ كِتَابِ الرُّؤْيَا مِنَ الْاُصُوْلِ وَ رُؤْيَةُ الْمَلَائِكَةِ فَفِي الْحَدِيْثِ اِنَّ رَجُلًا كَانَ يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَظَهَرَتْ ظُلَّةٌ فِيْهَا اَمْثَالُ الْمَصَابِيْحِ اِلٰى اٰخِرِ الْقِصَّةِ اور رویائے صالحہ سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت ہے خواب میں یا دیکھنا جنت اور نار کا یا دیکھنا صالحین اور انبیاء علیہم السلام کا اس کے بعد مکانات متبرکہ کا خواب میں دیکھنا جیسے بیت اللہ محترم یا مسجد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیکھنا یا بیت المقدس کا اس کے بعد رتبہ ہے وقائع آیندہ کا دیکھنا کا کہ مطابق رویت کے واقع ہوں یا وقائع گذشتہ کا دیکھنا ٹھیک ٹھیک یا انوار اور طیبات کا دیکھنا جیسے دودھ اور شہد اور گھی کا پینا چنانچہ کتب احادیث کی کتاب الرویا میں مذکور ہے اور اسی طرح فرشتوں کا دیکھنا جاگنے کی حالت میں حدیث میں وارد ہے کہ ایک مرد قرآن پڑھتا تھا ایک رات تو ایک سائبان ظاہر ہوا جس میں چراغ سے تھے تا آخر قصہ **ف** قصہ مذکورہ بحوالہ صحیحین کی روایت سے یوں ہے کہ اُسید بن حضیر تہجد کے وقت سورۂ بقرہ پڑھتے تھے تو ایک سائبان آسمان کی طرف سے جس میں چراغوں کے مانند روشنی تھی اتنا قریب آگیا کہ ان کا گھوڑا بھڑکنے لگا انھوں نے یہ قصہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام سے عرض کیا فرمایا کہ تجھ کو معلوم ہے کہ وہ

کیا تھا انھوں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ وہ فرشتے تھے تیرے قرآن کی آواز سنکر قریب ہو گئے تھے
اگر تو پڑھے جاتا تو صبح کے وقت ان کو لوگ دیکھ لیتے وہ مخفی نہ ہوتے مترجم کہتا ہے رویت
نبوی جمیع مقامات سے اس واسطے مقدم ہوئی کہ صحیحین میں ابی ہریرہؓ سے حدیث مروی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھکو خواب میں دیکھا اس نے مجھکو فی الواقع
دیکھا اس واسطے کہ شیطان میری صورت نہیں پکڑ سکتا مولانا نے فرمایا کہ دودھ اور شہد کے مانند
سفید کپڑوں کا بھی خواب ہے احمد ترمذی نے عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی کسی نے
ورقہ بن نوفل کا حال رسول علیہ الصلوۃ والسلام سے پوچھا تو خدیجۃ الکبریٰؓ نے کہا کہ اس
نے تو آپ کی تصدیق نبوت کی تھی ولیکن وہ مرگیا قبل آپ کے ظہور کے تو رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس کو خواب میں دیکھا اس
پر سفید پوشاک تھی اور اگر وہ دوزخی ہوتا تو اس پر لباس سفید نہ ہوتا وَمِنْهَا
الْفِرَاسَةُ الصَّادِقَةُ وَالْخَاطِرُ الْمُطَابِقُ الْوَاقِعِ فَقَدْ جَاءَ فِي الْخَبَرِ اتَّقُوا فِرَاسَةَ
الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللهِ اور منجملہ حالات رفیعہ فراست صادقہ ہے اور وہ خاطر جو
مطابق ہے واقع کے سو البتہ حدیث میں آیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ بواسطے
نور الٰہی کے نظر کرتا ہے مترجم کہتا ہے کہ فراست صادقہ سے ٹھیک اٹکل مراد ہے —
وَمِنْهَا إِجَابَةُ الدُّعَاءِ وَظُهُورُ مَا يَطْلُبُهُ مِنَ اللهِ تَعَالَى بِجُهْدِ هِمَّتِهِ وَإِلَيْهِ
الْإِشَارَةُ فِي الْحَدِيثِ رُبَّ أَغْبَرَ وَأَشْعَثَ ذِي طِمْرَيْنِ لَا يُعْبَأُ بِهِ لَوْ
أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ وَبِالْجُمْلَةِ فَهٰذِهِ الْوَقَائِعُ وَأَمْثَالُهَا دَالَّةٌ عَلَى صِحَّةِ
إِيمَانِ الرَّجُلِ وَقَبُولِ طَاعَاتِهِ وَسِرَايَةِ النُّورِ فِي صَمِيمِ قَلْبِهِ فَلْيَغْتَنِمْهَا
اور منجملہ حالات رفیعہ کے دعا کا قبول ہونا ہے اور ظاہر ہونا اس کا جس کا اللہ سے طالب ہو
اپنی ہمت کی کوشش سے اور اسی کی طرف اشارہ حدیث میں ہے کہ بعضا شخص غبار آلودہ
پریشاں مو پرانے پھٹے کپڑوں والا جس کو کوئی خیال میں نہیں لاتا اگر وہ قسم کھا بیٹھے اللہ
کے بھروسے پر تو حق تعالےٰ اس کی قسم کو سچا کر دے یعنی خدا کے نزدیک اس کی ایسی
وجاہت ہے کہ جیسا اس نے کہا ویسا ہی کر دے خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایسے حالات بلند
دلالت کرتے ہیں مرد کی صحت ایمان پر اور اس کی طاعات کے قبول ہونے پر اور نور
سرایت کر جانے پر اس کے قلب کے باطن میں تو سالک ان کو غنیمت جانے

ثُمَّ بَعْدَ حُصُوْلِ النِّسْبَةِ عُرُوْجٌ آخَرُ وَهُوَ الْفَنَاءُ فِي اللهِ وَالْبَقَاءُ بِهٖ وَالْحَقُّ عِنْدِيْ أَنَّهٗ لَيْسَ مُتَوَاتِرًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَاسِطَةِ الْمَشَائِخِ بِالسَّنَدِ الْمُتَّصِلِ بَلْ هُوَ مَوْهِبَةٌ مِنَ اللهِ تَعَالٰى يَهَبُهٗ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ مِنْ غَيْرِ تَوَارُثٍ وَمِمَّا يَشْهَدُ لِهٰذَا الْمَعْنٰى مَا رُوِيَ أَنَّ خَوَاجَهْ نَقْشْبَنْدْ سُئِلَ عَنْ سِلْسِلَةِ شُيُوْخِهٖ فَقَالَ لَمْ يَصِلْ أَحَدٌ إِلٰى جَذْبَةٍ فَأَوْصَلَنِيْ إِلَى اللهِ قَضِيَّةٌ لِمَا وَرَدَ جَذْبَةٌ مِنْ جَذَبَاتِ اللهِ تُوَازِيْ عَمَلَ الثَّقَلَيْنِ هٰذَا مَعَ أَنَّ سِلْسِلَةَ شُيُوْخِهٖ مَعْلُوْمَةٌ وَمَعْرُوْفَةٌ فَمَنْ شَاءَ هٰذَا الْعُرُوْجَ فَلْيَرْجِعْ إِلٰى سَائِرِ كُتُبِنَا وَاللهُ الْهَادِيْ پھر بعد حاصل ہونے نسبت کے دوسرا عروج اور ترقی ہے اور وہ عبارت ہے فنافی اللہ اور بقا باللہ سے اور میرے نزدیک واقعی یہ امر ہے کہ مرتبہ فنا اور بقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بواسطہ مشائخ سند متصل سے متواتر نہیں بلکہ یہ تو خدا کی داد ہے جس کو اپنے بندوں میں سے چاہے عنایت کرے بدون توارث کے اور اس مدعا کا شاہد وہ امر ہے جو خواجہ نقشبند رح سے منقول ہے کہ کسی نے ان کے پیروں کا سلسلہ پوچھا تو فرمایا کوئی شخص اللہ تعالیٰ تک اپنے سلسلے کے واسطے سے نہیں پہنچا بلکہ مجھ کو کشش ربانی ہوگئی سو اس نے مجھ کو اللہ تک پہنچا دیا یہ کلام مطابق ہے اس حدیث مروی کے کہ کششوں ربانیہ سے ایک کشش جن اور انسان کے عمل کے مطابق ہے اس کو یاد رکھنا باینہمہ خواجہ نقشبند رح کے مرشدوں کا سلسلہ معروف اور مشہور ہے سو اس امر کی جو زیادہ تحقیق چاہے یعنی فنا اور بقا کے وہبی ہونے کی نہ کسبی ہونے کی تو ہماری اور کتابوں کی طرف رجوع کرے اللہ جل شانہ رہنما ہے ف مصنف قدس سرہ نے حاشیہ منہیہ میں فرمایا کہ اس مقدمہ کو ہمنے کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں بتفصیل بیان کیا ہے جسکو شوق ہو وہ اس کتاب کو دیکھے

فصل آٹھویں

فِيْ شَيْءٍ مِنْ فَوَائِدِ سَيِّدِي الْوَالِدِ قُدِّسَ سِرُّهٗ اس فصل میں والد مرشد قدس سرہ کے بعضے فائدے مذکور ہیں یعنی حضرت مصنف رح کے خاندانی اعمال مجربہ کا اس میں ذکر ہے أَوْصَانِيْ سَيِّدِي الْوَالِدُ قُدِّسَ سِرُّهٗ بِمُوَاظَبَةِ يَا مُغْنِيْ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةً وَأَلْفَ مَرَّةٍ وَسُوْرَةِ الْمُزَّمِّلِ أَرْبَعِيْنَ مَرَّةً فَإِنْ لَّمْ

تستطع فاحد ی عشر مرۃ وقال ھذان مجربان للغنی القلبی والظاھر کلیھما والد مرشد قدس سرہ نے مجھ کو وصیت کی یا مغنی کی مواظبت کی ہر دن گیارہ سو بار اور سورہ مزمل پڑھنے کی چالیس بار سو اگر نہ ہو سکے تو گیارہ بار اور فرمایا کہ دونوں عمل غنائے دلی اور ظاہری دونوں کے واسطے مجرب[1] ہیں واوصانی بمواظبۃ الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کل یوم وقال بھا وجدنا ما وجدنا اور مجھ کو وصیت کی درود کی ہمیشگی پر ہر روز اور فرمایا کہ اسی کی سبب ہم نے پایا جو پایا[2] .... وسمعتہ یقول اذا جاءک من یشتکی لہ ضرس او راسہ او توجعہ الریاح فخذ لوحا طاھرا وضع علیہ رملا طاھرا واکتب بمسمار ابجد ھوز حطی وشد دبالمسمار علی الالف واقرء الفاتحۃ مرۃ وصاحب الالم واضع اصبعہ علی موضع الالم بقوۃ ثم اسئلہ ھل شفیت فان شفی فبھا والا نقلت المسمار الی الباء وقرأت الفاتحۃ مرتین وسألتہ کالاولی فان شفی فبھا والا نقلت المسمار الی الجیم وقرأت الفاتحۃ ثلثا وھکذا فلا تصل الی اخر الحروف الا وقد شفاہ اللہ تعالی اور سنا میں نے والد مرشد سے فرماتے تھے کہ جب کوئی تیرے پاس اپنے دانت کے درد یا سر کے درد سے نالاں آوے یا اس کو ریاح ستاتے ہوں تو ایک تختی یا پٹری پاک لے اور اس پر پاک ریتا ڈالے اور ایک کیل یا کھونٹی سے اس پر ابجد ہوز حطی لکھ اور کیل کو الف پر زور سے داب اور ایک بار سورۂ فاتحہ پڑھ اور درد والا آدمی اپنی انگلی کو درد کے مقام پر زور سے رکھے رہے پھر اس سے پوچھ کہ تجھکو آرام ہو گیا اگر درد جاتا رہا تو خوب ہے اور نہیں تو کیل کو دوسرے حرف یعنی بے کی طرف نقل کرے اور دوبارہ سورہ فاتحہ پڑھے اور پوچھے پہلی بار کی طرح کہ صحت ہوئی یا نہیں اگر صحت ہو گئی تو فہو المراد اور نہیں تو جیم کی طرف کیل کو نقل کرے اور تین بار الحمد پڑھے اور اسی طرح ہر حرف پر کیل سے دابتا جائے اور سورہ فاتحہ کو ہر بار پڑھتا

[1] اور بعض مشائخ سے پڑھنا سورۂ مزمل کا اکتالیس بار بھی منقول ہے اور بعض سے نماز میں پڑھنا اس کا اسطرح کہ عشاء کے بعد دو رکعتوں میں اکتالیس بار پڑھے اسطرح اکیس بار پہلی رکعت میں اور بیس بار دوسری رکعت میں اور مولوی فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں مجرب اسکا ایک طریق یہ ہے کہ بعد سنت فجر کے ایک بار اور بعد ہر نماز کے پنجگانہ میں سے دو دو بار کہ سب روز میں گیارہ بار ہو جاوے اور اس فقیر کو ان سب طریق کی اجازت ہے اور جو چاہے پڑھے اسکو بھی میری طرف سے اجازت ہے جربت ھذا العمل فوجدتہ کذلک [2] ظفر جلیل میں کچھ فائدے درود شریف کے اور الفاظ اس کے بہت لکھے ہیں جو چاہے اس میں سے دیکھ لے اور صلوۃ کا ستر بار ہر روز پڑھنا قضائے حوائج کیلئے ایک بزرگ سے مجھکو پہنچا ہے اسکی بھی اجازت ہے جو چاہے سو پڑھے"

جاوے تو آخر حرف تک تو نہ پہونچے گا مگر یہ کہ خدا اس کے اندر ہی شفا عنایت کرے گا وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ اِذَا عَنَّتْ لَکَ حَاجَۃٌ اَوْکَانَ لَکَ غَائِبٌ فَاَرَدْتَ اَنْ یَّرْجِعَہٗ اللّٰہُ سَالِمًا غَانِمًا اَوْکَانَ لَکَ مَرِیْضٌ فَاَرَدْتَ اَنْ یَّشْفِیَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فَاقْرَأْ سُوْرَۃَ الْفَاتِحَۃِ اِحْدٰی وَاَرْبَعِیْنَ مَرَّۃً بَیْنَ سُنَّۃِ الْفَجْرِ وَفَرْضِہٖ اور میں نے والد مرشد سے سنا فرماتے تھے کہ جب تجھ کو کوئی حاجت پیش آوے یا کوئی شخص تیرا غائب ہو اور تو چاہے کہ حق تعالیٰ اس کو صحت بخشے تو سورہ فاتحہ کو اکتالیس بار فجر کی سنت اور فرض کے درمیان میں پڑھ ف مولانا نے حاشیہ میں فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام منقول ہے کہ جو فاتحۃ الکتاب کو چالیس بار پانی کے پیالے پر پڑھے اور محموم یعنی تپ والے کے منہ پر چھینٹا مارے تو حق تعالیٰ اس کو فائدہ بخشے وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ مَنْ عَضَّہُ الْکَلْبُ الْمَجْنُوْنُ وَخِیْفَ عَلَیْہِ الْجُنُوْنُ فَاکْتُبْ لَہٗ ہٰذِہِ الْاٰیَۃَ عَلٰی اَرْبَعِیْنَ کِسْرَۃً مِنَ الْخُبْزِ اِنَّھُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا وَّاَکِیْدُ کَیْدًا فَمَھِّلِ الْکٰفِرِیْنَ اَمْھِلْھُمْ رُوَیْدًا وَمُرْہُ اَنْ یَّاْکُلَ کُلَّ یَوْمٍ کِسْرَۃً اور میں نے سنا ان ہی حضرت سے فرماتے تھے جس کو باؤلا کتا کاٹے اور اس کو دیوانہ ہو جانے کا خوف ہو تو اس آیت کو روٹی کے چالیس ٹکڑوں پر لکھے اِنَّھُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا الفظ رُوَیْدًا تک اور اس سے کہدے کہ ہر دن ایک ٹکڑا کھایا کرے[1] وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ الْوَاقِعَۃِ کُلَّ لَیْلَۃٍ لَمْ تُصِبْہُ فَاقَۃٌ اور میں نے ان حضرت سے سنا فرماتے تھے کہ جو شخص سورہ واقعہ کو ہر رات پڑھے اس کو فاقہ نہیں ہوتا مترجم کہتا ہے یہ عمل حدیث کے موافق ہے واللہ اعلم[2] وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ مَنْ قَرَأَ عِنْدَ نَوْمِہٖ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِلٰی اٰخِرِ سُوْرَۃِ الْکَھْفِ وَسَأَلَ اللّٰہَ تَعَالٰی اَنْ یُّوْقِظَہٗ فِیْ اَیِّ سَاعَۃٍ اَرَادَ اَیْقَظَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْھَا اور میں نے ان حضرت سے سنا فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے سونے کے وقت اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سورہ کہف کے آخر تک پڑھے اور اللہ تعالیٰ

برائے ادائے قرض و حاجت و واپسی غائب و شفاء مریض

برائے کاٹے ہوئے سگ دیوانہ

برائے دفع فاقہ

بیدار شدن از خواب

[1] اور اس فقیر کو ایک بزرگ سے پہونچا ہے کہ جس لڑکے کو مسان کی بیماری ہو تو اسپر الحمد اکتالیس بار ساتھ وصل میم بسم اللہ کے ساتھ الحمد کے پڑھ کر چالیس روز تک دم کیا کرے انشاء اللہ تعالیٰ وہ مرض اس کا جاتا رہیگا اور اگر فرصت نہو تو تین بار کا پڑھنا بھی کفایت کرتا ہے ۱۲ [2] سنا اس فقیر نے اپنے استاد مولانا اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ سے فرماتے تھے جس کو باولا کتا کاٹے تو ایک ٹکڑا بانات کا تھوڑے سے گڑ میں لپیٹ کر کھلادے تو انشاء اللہ تعالیٰ زہر اس کا کہیں اثر نہ کرے گا ۱۲ ق [3] اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ نے حزب البحر کی شرح میں حدیث سے یا کسی صحابی سے لکھا ہے کہ جو کوئی لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم سو بار روز پڑھ لیا کرے اس کو فاقہ نہیں پہونچیگا ۱۲ ق

سے یہ دعا کرے کہ اس کو جگادے جس وقت کا ارادہ کرے تو حق تعالیٰ اس کو جگادیگا اسی وقت مترجم کہتا ہے سورۂ کہف کی آیات مذکورہ یہ ہیں .... إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ۞ قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ۞ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَى إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۞ فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ۞ یہ عمل حدیث کے موافق ہے چنانچہ دارمی نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے کذا فی الحاشیہ لعزیزی سَمِعْتُهُ يَقُولُ اكْتُبْ هٰذِهِ التَّعْوِيذَةَ وَعَلِّقْهَا فِي عُنُقِ الطِّفْلِ يَحْفَظُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَعَيْنٍ لَامَّةٍ تَحَصَّنْتُ بِحِصْنِ أَلْفِ أَلْفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اور سنا میں نے حضرت والد سے فرماتے تھے کہ اس تعویذ کو لکھ اور لڑکے کی گردن میں لٹکا حق تعالیٰ اس کو محفوظ رکھے گا بسم اللہ آخر تک تعویذ مذکور ہے ترجمہ اس کا یہ ہے کہ بواسطہ کلمات الٰہیہ کے جو اپنی تاثیر میں پورے ہیں میں پناہ مانگتا ہوں ہر شیطان اور کاٹنے والے کیڑے اور نظر لگانے والے کی آنکھ کی شر سے میں نے پناہ پکڑی دس لاکھ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کے قلعے میں وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ هٰذَا الدُّعَاءُ أَمَانٌ مِنْ كُلِّ آفَةٍ يَقْرَأُ صَبَاحًا وَمَسَاءً بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ أَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۞ وَأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَأَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ كُلِّ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ أَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ۞ إِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ۞ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اور سنا میں نے ان سے فرماتے تھے کہ یہ دعا یعنی بسم اللہ سے آخر تک امان اور پناہ ہے ہر آفت سے پڑھا کرے اس کو صبح اور شام ترجمہ اس کا یہ ہے کہ شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے خداوندا تو میرا رب ہے اور کوئی معبود برحق نہیں سوائے تیرے تجھی پر میں نے بھروسا کیا اور تو ہی مالک ہے عرش عظیم کا اور نہ بچاؤ ہے گناہ

عمل حفظ اطفال

برائے امان از ہر آفت

سے اور نہ قوت ہے بندگی پر مگر اللہ کی توفیق سے جو بلند اور بزرگ ہے جو اللہ نے چاہا ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور مقرر اللہ نے اپنے علم سے ہر چیز کو گھیر لیا ہے اور ہر چیز کو شمار میں کر لیا ہے گن کر خداوندا میں پناہ مانگتا ہوں اپنی ذات کی برائی سے اور ہر چلنے والے جاندار کی برائی سے جس کی چوٹی کو تو تھامنے ہے یعنی تیری قبضہ قدرت میں ہے مقرر میرا رب صراطِ مستقیم پر ہے اور تو ہر چیز کا نگہبان ہے البتہ میرے کام کا بنانیوالا اللہ ہے جس نے قرآن اتارا اور وہ نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے سو اگر وہ نہ مانیں اور گردن کشی کریں تو کہہ مجھکو اللہ کافی ہے کوئی معبود برحق نہیں سوائے اُس کے اُسی پر میں نے اعتماد اور بھروسا کیا اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ مَنْ خَافَ ذَا سُلْطَانٍ فَلْيَقُلْ كٓهٰيٰعٓصٓ كُفِيْتُ حٰمٓ عٓسٓقٓ حُمِيْتُ فَلْيَقْبِضْ كُلَّ اِصْبَعٍ مِنَ الْيَدِ الْيُمْنٰى عِنْدَ كُلِّ حَرْفٍ مِنَ اللَّفْظِ الْاَوَّلِ مِنَ الْيُسْرٰى عِنْدَ كُلِّ حَرْفٍ مِنَ الثَّانِيْ ثُمَّ لِيَفْتَحْهُمَا جَمِيْعًا فِيْ وَجْهِ مَنْ يَّخَافُ مِنْهُ اور میں نے حضرت والد سے سُنا فرماتے تھے کہ جو شخص کسی صاحب حکومت سے ڈرے اس کو چاہیئے یوں کہے كٓهٰيٰعٓصٓ كُفِيْتُ حٰمٓ عٓسٓقٓ حُمِيْتُ اور چاہیئے کہ دہنے ہاتھ کی ہر انگلی کو بند کرے لفظ اوّل کے ہر حرف کے تلفظ کے ساتھ اور بائیں ہاتھ کی ہر انگلی کو قبض کرے لفظ ثانی کے ہر حرف کے نزدیک پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں بند کئے چلا جاوے پھر دونوں کو کھولدے اس کے سامنے جس سے ڈرتا ہے مترجم کہتا ہے لفظ اوّل سے كٓهٰيٰعٓصٓ اور لفظ ثانی سے حٰمٓ عٓسٓقٓ مراد ہے یعنی جب کاف کہے تو داہنے ہاتھ کی ایک انگلی بند کرے پھر جب ہا کہے یعنی دوسرا حرف بولے تو دوسری انگلی بند کرلے اور یائے تحتانیہ کے بعد تیسری انگلی اور عین کے بعد چوتھی اور صاد کے بعد پانچویں بند کرلے اور علی ہذالقیاس لفظ ثانی کے ہر حرف کے ساتھ ایک ایک انگلی بائیں ہاتھ کی بند کرے وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ سِتُّ اٰیَاتٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ تُسَمّٰی بِاٰیَاتِ الشِّفَاءِ یَکْتُبُھَا لِلْمَرِیْضِ فِیْ اِنَاءٍ فَیَمْحُوْھَا بِالْمَاءِ وَیَشْرَبُ وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِھَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُہٗ فِیْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ قُلْ ھُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھُدًی وَّشِفَاءٌ اور میں نے سنا حضرت والد ماجد سے فرماتے تھے کہ چھ آیتیں ہیں قرآن کی جن کا آیات شفا نام ہے بیمار کے واسطے ان کو ایک برتن

حاکم سے خوف کا علاج

آیات شفا برائے علاج مریض

ہیں لکھے اور پانی سے دھو کر پلا دے آیات مذکورہ وَیَشْفِ سے آخر تک ہیں ...... وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ ثَلٰثٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰیَۃً تَنْفَعُ مِنَ السِّحْرِ وَتَکُوْنُ حِرْزًا مِّنَ الشَّیْطَانِ وَاللُّصُوْصِ وَالسِّبَاعِ اَرْبَعُ اٰیَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ الْبَقَرَۃِ وَاٰیَۃُ الْکُرْسِیِّ وَاٰیَتَانِ بَعْدَھَا اِلٰی خَالِدُوْنَ وَثَلٰثٌ مِّنْ اٰخِرِ الْبَقَرَۃِ وَثَلٰثٌ مِّنَ الْاَعْرَافِ اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ اِلٰی مُحْسِنِیْنَ وَاٰخِرُ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ وَعَشْرُ اٰیَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ الصّٰفّٰتِ اِلٰی لَازِبٍ وَاٰیَتَانِ مِنْ سُوْرَۃِ الرَّحْمٰنِ یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ اِلٰی تَنْتَصِرَانِ وَاٰخِرُ الْحَشْرِ لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ وَاٰیَتَانِ مِنْ قُلْ اُوْحِیَ وَاَنَّہٗ تَعَالٰی جَدُّ رَبِّنَا اِلٰی شَطَطًا فَصْلٌ وَھِیَ الْاٰیَاتُ الْمُسَمَّاۃُ بِثَلٰثٍ وَّثَلٰثِیْنَ اٰیَۃً وَکَانَ سَیِّدِی الْوَالِدُ یَزِیْدُ عَلَیْھَا الْفَاتِحَۃَ وَقُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَیْنِ وَیَاْخُذُ مِنْ اَوَّلِ السُّوْرَۃِ قُلْ اُوْحِیَ اِلٰی شَطَطًا اور میں نے والد مرشد سے سنا فرماتے تھے تینتیس آیتیں ہیں کہ جادو کے اثر کو دفع کرتی ہیں اور شیطان اور چوروں اور درندے جانوروں سے پناہ ہو جاتی ہے چار آیتیں سورہ بقرہ کے اوّل سے اور آیۃ الکرسی اور دو آیتیں اسکے بعد کی خَالِدُوْنَ تک اور تین آیتیں آخر سورہ بقرہ کی یعنی لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ سے آخر تک اور تین آیتیں سورہ اعراف کی اِنَّ رَبَّکُمُ سے مُحْسِنِیْنَ تک اور سورۂ بنی اسرائیل کی پچھلی آیت قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ سے آخر تک اور دس آیتیں صَافَّاتِ کے اوّل سے لَازِبٍ تک اور دو آیتیں سورۂ رحمٰن کی یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ سے تَنْتَصِرَانِ تک اور آخر سورۂ حشر کی لَوْ اَنْزَلْنَا سے آخر تک اور دو آیتیں سورۂ جن یعنی قُلْ اُوْحِیَ کی وَاَنَّہٗ تَعَالٰی جَدُّ رَبِّنَا سے شَطَطًا تک تو یہی آیات مذکورہ تینتیس آیت سے مسمّٰی ہیں اور ہمارے والد مرشد آیات مذکورہ پر سورۂ فاتحہ اور قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس زیادہ کرتے تھے اور سورۂ جن سے اوّل آیت یعنی قُلْ اُوْحِیَ سے شَطَطًا تک لیتے تھے مترجم کہتا ہے حضرت مصنف قدس سرہٗ نے آیات مذکورہ کا پتہ بتایا بطور اختصار کے کہ واقف سمجھ لے گا تو ناواقفوں کے واسطے مناسب معلوم ہوا کہ آیت ممدوحہ کو یہاں پورا ذکر کر دیجئے کہ تلاش کرنی پڑے الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ

يؤمنون بما انزل اليك وما انزل من قبلك ۚ وبالاخرة هم يوقنون ۞ اولئك
على هدى من ربهم واولئك هم المفلحون ۞ الله لا اله الا هو الحي القيوم ۚ
لا تاخذه سنة ولا نوم ۚ له ما في السموت وما في الارض ۗ من ذا الذي يشفع
عنده الا باذنه ۚ يعلم ما بين ايديهم وما خلفهم ۖ ولا يحيطون بشيء من علمه
الا بما شاء ۚ وسع كرسيه السموت والارض ۖ ولا يؤده حفظهما ۚ وهو العلي
العظيم ۞ لا اكراه في الدين ۖ قد تبين الرشد من الغي ۚ فمن يكفر بالطاغوت
ويؤمن بالله فقد استمسك بالعروة الوثقى لا انفصام لها ۗ والله سميع عليم
الله ولي الذين امنوا يخرجهم من الظلمات الى النور ۖ والذين كفروا اولياؤهم
الطاغوت يخرجونهم من النور الى الظلمات ۗ اولئك اصحاب النار ۖ هم فيها
خالدون ۞ لله ما في السموت وما في الارض ۗ وان تبدوا ما في انفسكم او تخفوه
يحاسبكم به الله ۖ فيغفر لمن يشاء ويعذب من يشاء ۗ والله على كل شيء قدير
امن الرسول بما انزل اليه من ربه والمؤمنون ۚ كل امن بالله وملئكته وكتبه
ورسله لا نفرق بين احد من رسله ۚ وقالوا سمعنا واطعنا ۖ غفرانك ربنا
واليك المصير ۞ لا يكلف الله نفسا الا وسعها ۚ لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت
ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا او اخطانا ۚ ربنا ولا تحمل علينا اصرا كما حملته على
الذين من قبلنا ۚ ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به ۖ واعف عنا واغفر لنا
وارحمنا ۚ انت مولنا فانصرنا على القوم الكافرين ۞ ان ربكم الله الذي خلق السموت
والارض في ستة ايام ثم استوى على العرش يغشي الليل النهار يطلبه حثيثا
والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامره ۗ الا له الخلق والامر ۗ تبارك الله رب العالمين
ادعوا ربكم تضرعا وخفية ۚ انه لا يحب المعتدين ۞ ولا تفسدوا في الارض بعد اصلاحها
وادعوه خوفا وطمعا ۚ ان رحمت الله قريب من المحسنين ۞ قل ادعوا الله او ادعوا الرحمن
ايا ما تدعوا فله الاسماء الحسنى ۚ ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها وابتغ بين ذلك
سبيلا ۞ وقل الحمد لله الذي لم يتخذ ولدا ولم يكن له شريك في الملك ولم يكن
له ولي من الذل ۖ وكبره تكبيرا ۞ والصافات صفا ۞ فالزاجرات زجرا ۞ فالتاليات
ذكرا ۞ ان الهكم لواحد ۞ رب السموت والارض وما بينهما ورب

الْمَشَارِقِ ۝ إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةٍ الْكَوَاكِبِ ۝ وَحِفْظًا مِّن كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ ۝ لَا يَسَّمَّعُونَ إِلَى الْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ وَيُقْذَفُونَ مِن كُلِّ جَانِبٍ ۝ دُحُورًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ ۝ إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝ فَاسْتَفْتِهِمْ أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَم مَّنْ خَلَقْنَا ۚ إِنَّا خَلَقْنَاهُم مِّن طِينٍ لَّازِبٍ ۝ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَن تَنفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانفُذُوا ۚ لَا تَنفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّن نَّارٍ وَنُحَاسٌ فَلَا تَنتَصِرَانِ ۝ لَوْ أَنزَلْنَا هَٰذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۚ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۖ هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ۝ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ ۖ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ۚ يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ۝ يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ ۖ وَلَن نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا ۝ وَأَنَّهُ تَعَالَىٰ جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا ۝ وَأَنَّهُ كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا عَلَى اللَّهِ شَطَطًا ۝ وَيَقُولُ إِذَا ظَهَرَ مَرَضُ الْحَصْبَةِ فَخُذْ خَيْطًا أَزْرَقَ وَاقْرَأْ سُورَةَ الرَّحْمَٰنِ وَكُلَّمَا مَرَرْتَ عَلَىٰ قَوْلِهِ تَعَالَىٰ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ فَاعْقِدْ عُقْدَةً وَانْفُثْ فِيهَا وَعَلِّقِ الْخَيْطَ فِي عُنُقِ الصَّبِيِّ يُعَافِهِ اللَّهُ تَعَالَىٰ مِنْ ذَٰلِكَ الْمَرَضِ اور میں نے حضرت والد مرشد سے سنا فرماتے تھے کہ جب چیچک کی بیماری ظاہر ہو تو نیلا تاگا لے اور اس پر سورہ رحمٰن پڑھ اور ہر بار کہ فبای آلاء ربکما تکذبان پر پہنچے تو ایک گرہ دے اور اس پر پھونک ڈال اور تاگے کو لڑکے کی گردن میں باندھ دے حق تعالی اسکو اس بیماری سے آرام دے گا وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ أَسْمَاءُ أَصْحَابِ الْكَهْفِ أَمَانٌ مِّنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَالنَّهْبِ وَالسَّرَقِ إِلٰهِي بِحُرْمَةِ يَمْلِيخَا مَكْسَلْمِينَا كَشْفُوطَط اذرفطيونس كشافطيونس تبيونس يوانس بوس وكلبهم قطمير وعلى الله قصد السبيل ومنها جائر اور سنا میں نے حضرت والد سے فرماتے تھے کہ اصحاب کہف کے نام امان ہیں ڈوبنے اور جلنے اور غارتگری اور چوری سے الٰہی سے آخر تک دعا کرے

[illegible]

وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ إِذَا اعْتَرَضَتْ لَكَ حَاجَةٌ فَاقْرَأْ يَا بَدِيْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَيْرِ يَا بَدِيْعُ أَلْفًا وَّ مِائَتَيْ مَرَّةٍ اِثْنَا عَشَرَ يَوْمًا فَإِنَّ اللّٰهَ يَقْضِيْ حَاجَتَكَ هٰذِهٖ عَزَائِمُ اَجَازَنِيْ سَيِّدِيْ الْوَالِدُ بِهَا فِيْ جُمْلَةِ مَا اَجَازَنِيْ اور سنا میں نے حضرت والد سے فرماتے تھے کہ جب تجھ کو کوئی حاجت درپیش آوے تو یَا بَدِیْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَا بَدِیْعُ کو بارہ سو بار پڑھ بارہ دن تک کہ حقتعالیٰ تیری حاجت برلا دیگا اور ان اعمال مذکورہ کو اول فصل سے یہانتک مجھ کو میرے والد مرشد نے اجازت دی ہے منجملہ اور اعمال کے کہ جنہیں مجھکو اجازت فرمائی ہے لِقَضَاءِ الْحَاجَاتِ الْمُهِمَّةِ يَرْكَعُ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَقْرَأُ فِي الْاُوْلٰى بَعْدَ الْفَاتِحَةِ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ه مِائَةَ مَرَّةٍ وَفِي الثَّانِيَةِ رَبِّ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ مِائَةَ مَرَّةٍ وَفِي الثَّالِثَةِ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ مِائَةَ مَرَّةٍ وَفِي الرَّابِعَةِ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ مِائَةَ مَرَّةٍ ثُمَّ يُسَلِّمُ وَيَقُوْلُ رَبِّ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ مِائَةَ مَرَّةٍ

حاجات مشکلہ کے برآنے کے واسطے چار رکعتیں پڑھے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ کو سو بار پڑھے اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ کے رَبِّ اِنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ سو بار پڑھے اور تیسری رکعت میں بعد فاتحہ کے وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ سو بار پڑھے اور چوتھی رکعت میں بعد فاتحہ کے قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ سو بار پڑھے پھر سلام پھیر کر کے رَبِّ اِنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ سو بار ف مولانا نے فرمایا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد کیا کہ یہ چاروں آیتیں اسم اعظم ہیں کہ جن کے وسیلے سے جو سوال کرے پاوے اور جو دعا کرے قبول ہو اور مجھ کو تعجب آتا ہے اُس شخص سے کہ بواسطہ اُن کے دعا کرے

حاشیہ: برائے حاجت برداری

حاشیہ: نماز برائے قضائے حاجات

۱ صلوٰۃ الحاجۃ جو حدیث شریف میں آئی ہے وہ ظفر جلیل وغیرہ کتب حدیث میں مذکور ہے پڑھنا اسکا سب سے افضل ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے ۲ جناب مولانا عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ نے بیچ تفسیر سورۂ نون کے تحت آیت لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ الآیۃ کے لکھا ہے کہ مشائخ معتبرین سے واسطے دفع ہر غم و اندوہ کے آیت لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ الآیۃ پڑھنا بار ہا تجربہ ہے اور طریق اسکے پڑھنے کے دو ہیں ایک تو یہ کہ سوا لاکھ بار بہ ہیئت اجتماعی ایک مجلس میں پڑھے دوسرے یہ کہ ایک شخص تن تنہا اس آیت کو تین سو بار بعد نماز عشا کے تاریک مکان میں بیٹھ کر ساتھ شرائط طہارت اور استقبال قبلہ پڑھے اور پیالہ پانی کا بھر کر اپنے پاس رکھ لیوے اور لمحہ بلحہ اس پانی میں ہاتھ اپنا ڈالکر اپنے بدن اور منہ پر پھیرتا رہے تین دن یا سات یا چالیس روز اسی ترکیب سے پڑھے انتہیٰ اور ظفر جلیل میں در دشمن و عداوت دفع غم کو قول حضرت امام جعفر صادق کا بیچ فضائل ان چاروں آیتوں کے خوب لکھا ہے جو چاہے دیکھ لے ۱۲

اور قبول نہو فائدہ جلیلہ حضرت شاہ اہل اللہ قدس سرہٗ نے چار باب میں فرمایا کہ جو عمل کہ حصول ہر مطلب میں جلالی ہو یا جمالی حکم میں کبریت احمر کے ہے اور اسکو اسم اعظم شمار کیا ہے وہ یہ آیت ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ دعاذ والنون علیہ السلام کی ہے کہ مچھلی کے پیٹ میں فرمائی جو مسلمان جس مطلب کے کیواسطے اس آیت سے دعا کریگا قبول ہوگی اور حق یہ ہے کہ یہ دعا نہایت مجرب التاثیر اور کمال سریع الاثر ہے جس امر میں چاہے اس آیت سے دعا کرے اور مشائخ اسکی سرعت تاثیر اور عدم تخلف پر اجماع اور اتفاق رکھتے ہیں اور طریقہ دعا کا انھوں سے باقسام متعددہ ذکر کیا ہے آسان تر دو طریقے ہیں ایک یہ کہ بارہ دن تک بنیت حصول مطلب بارہ ہزار بار پڑھے اور اگر نہو سکے تو بارہ سو بار پڑھے اول اور آخر چند بار درود پڑھے گے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ایک لاکھ پچیس ہزار بار پڑھے خلاصہ یہ کہ اسکی قوت تاثیر میں کچھ شک نہیں اسواسطے کہ ایسا کوئی عمل نہیں کہ جس کی صحت قرآن مجید سے بھی ہوا اور صحیح حدیث سے بھی اور مشائخ کے اقوال سے بھی سوائے اس کے قرآن میں اس کی شان میں وارد ہے فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِمَنْ خَبَطَهُ الشَّيْطَانُ يَقْرَأُ فِيْ اُذُنِهِ الْيُسْرٰى سَبْعَ مَرَّاتٍ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝ اور جسکو شیطان باؤلا کر ڈالے یعنی جسپر آسیب کا خلل ہو تو اسکے بائیں کان میں یہ آیت سات بار پڑھے وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝ وَاَيْضًا يُؤَذِّنُ فِيْ اُذُنِهٖ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَيَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ وَالْمُعَوِّذَاتِ وَاٰيَةَ الْكُرْسِيِّ وَالطَّارِقِ وَاٰخِرِ سُوْرَةِ الْحَشْرِ وَسُوْرَةِ الصّٰفّٰتِ كُلِّهَا فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْتَرِقُ اور دفع آسیب کا یہ عمل بھی ہے کہ اسکے کان میں سات بار آذان دے اور سورہ فاتحہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور آیۃ الکرسی اور سورۂ طارق یعنی والسماء والطارق اور سورۂ حشر کی آیتیں یعنی ہو اللہ الذی سے آخر تک اور سورہ صافات ساری پڑھے آسیب جل جاوے گا وَاَيْضًا يَقْرَأُ فِيْ اُذُنِهٖ اَفَحَسِبْتُمْ اِلٰى اٰخِرِ سُوْرَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور آسیب زدہ کیواسطے یہ بھی عمل ہے کہ اس کے کان میں آخر سورۂ مومنین کی یہ آیتیں پڑھے اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۝

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ وَاَيْضًا يَقْرَأُ عَلٰى مَاءٍ طَاهِرٍ اَلْفَاتِحَةَ وَاٰيَةَ الْكُرْسِيِّ وَخَمْسًا مِنْ اَوَّلِ سُوْرَةِ الْجِنِّ وَيَرُشُّ بِهٖ وَجْهَهٗ فَاِنَّهٗ يُفِيْقُ وَاِذَا اَحَسَّ بِالْجِنِّيِّ فِيْ مَكَانٍ فَرَشَّ مِنْ ذٰلِكَ الْمَاءِ فِيْ نَوَاحِ الْمَكَانِ فَاِنَّهٗ لَا يَعُوْدُ اِلَيْهِ

اور دفع آسیب کا یہ بھی عمل ہے کہ ایک پانی پر سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور پانچ آیتیں اول سورہ جن کی پڑھے اور اس پانی کا اس کے منہ پر چھینٹا مارے کہ ہوش میں آجاوے گا اور جب کسی مکان میں جن معلوم ہو سو اسی پانی سے اس مکان کی لے نواحی میں چھینٹے مارے تو وہاں پھر نہ آویگا مترجم کہتا ہے سورۂ جن کی آیت مذکورہ یہ ہیں قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۝ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝ وَلِاِلْهَامِ الشَّيْطَانِ بِالْبَيْتِ وَرَمْيِهِمْ بِالْحِجَارَةِ يَقْرَأُ هٰذِهِ الْاٰيَاتِ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۝ اِلٰى رُوَيْدًا ۝ عَلٰى اَرْبَعِ مَسَامِيْرَ عَلٰى كُلِّ وَاحِدٍ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ مَرَّةً ثُمَّ يَدْفِنُهَا فِيْ اَرْبَعِ اَطْرَافِ ذٰلِكَ الْبَيْتِ اور واسطے قریب ہونی شیطان کے گھر سے اور انکے پتھر پھینکنے کے لئے یہ آیت پڑھے اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۝ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝ چار لوہے کی کیلوں پر ہر کیل پر پچیس پچیس بار پھر ان کو گھر کے چاروں کونوں میں ٹھونکدے وَاَيْضًا يَكْتُبُ اَسْمَاءَ اَصْحٰبِ الْكَهْفِ فِيْ جُدْرَانِ الْبَيْتِ اور یہ بھی دفع جن کا عمل ہے کہ اصحاب کہف کے نام گھر کی دیواروں میں لکھے وَلِلْعَقِيْمَةِ يَكْتُبُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فِيْ رَقِّ الْغَزَالِ بِالزَّعْفَرَانِ وَمَاءِ الْوَرْدِ ثُمَّ يُعَلَّقُ فِيْ عُنُقِهَا وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اِلٰى جَمِيْعًا وَاَيْضًا يَقْرَأُ عَلٰى اَرْبَعِيْنَ قَرَنْفُلًا عَلٰى كُلِّ وَاحِدٍ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَوْ كَظُلُمٰتٍ اِلٰى نُوْرٍ ۝ تَاكُلُ كُلَّ يَوْمٍ وَاحِدًا وَّابْتِدَاءَ اَتْ مِنْ وَقْتِ فَرَاغِهَا مِنْ غُسْلِ الْحَيْضِ وَيُوَاقِعُهَا زَوْجُهَا فِيْ تِلْكَ الْاَيَّامِ اور عقیمہ یعنی بانجھ عورت کے واسطے ہرن کی جھلی پر زعفران اور گلاب سے یہ آیت لکھے وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا

لے یعنی اطراف ۱۲

ایضاً عمل برائے آسیب زدہ و برائے دفع آزار ایضاً برائے عقیمہ

پھر اس تعویذ کو اس کی گردن میں باندھے اور یہ بھی عقیمہ کیواسطے ہے کہ چالیس لونگوں پر سات سات بار اس آیت کو پڑھے اَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ سَحَابٌ ط ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ط إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ ٥ اور ایک لونگ کو ہر دن کھاوے اور شروع کرے حیض کے غسل کے ہونے سے اور ان دنوں میں اسکا زوج اس سے صحبت کرتا رہے **ف** مولانا نے فرمایا اور شرائط اس عمل کی یہ ہیں کہ لونگ رات کو کھاوے اس پر پانی نہ پیئے وَالَّتِي تُمْلِصُ جَنِينَهَا يَأْخُذُ خَيْطًا مُعَصْفَرًا عَلَى مِقْدَارِ طُولِهَا وَيَعْقِدُ عَلَيْهِ تِسْعَ عُقَدٍ يَنْفُثُ فِي كُلٍّ مِنْهَا وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ إِلَى مُحْسِنُونَ ٥ وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ إِلَى آخِرِهَا اور جو عورت بچہ اسقاط کر دیتی ہو تو ایک تاگا کسم کا رنگا اسکے قد کے برابر لے اور اس پر نو گرہیں لگا دے اور ہر گرہ پر وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ٥ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ اور قل یا ایہا الکافرون پڑھے اور پھونکے وَالَّتِي ضَرَبَهَا الْمَخَاضُ يَكْتُبُ فِي رُقْعَةٍ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ٥ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ أَهْيًا شَرَاهِيًا وَيَلُفُّ الرُّقْعَةَ فِي ثَوْبٍ طَاهِرٍ وَيُعَلِّقُهَا فِي فَخِذِهَا الْيُسْرَى فَإِنَّهَا تَلِدُ سَرِيعًا قُلْتُ حَفِظْتُ مِن كِتَابِ الدُّرِّ الْمَنْثُورِ عَنِ الْأَعْمَشِ أَنَّ هَذِهِ الْكَلِمَةَ دُعَاءُ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ مَعْنَاهُ يَا حَيُّ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَيَا حَيُّ بَعْدَ كُلِّ شَيْءٍ اور جس عورت کو دردزہ ہو یعنی لڑکا پیدا ہونے کا درد تکلیف دے تو پرچہ کاغذ میں یہ آیت لکھے وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ٥ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ٥ أَهْيًا أَشَرَاهِيًا اور اس پرچہ کو پاک کپڑے میں لپیٹے اور اسکی بائیں ران میں باندھے تو وہ جلد جنے گی میں کہتا ہوں مجھ کو یاد ہے جلال الدین سیوطی کی کتاب درمنثور سے بروایت اعمش یہ کلمہ یعنی اهیا اشر اهیا جناب موسی علیہ السلام کی دعا ہے معنی اس کے یہ کہ اے زندہ قبل ہر چیز کے اور اے زندہ بعد ہر چیز کے **ف** مترجم کہتا ہے اِهْيا بکسر ہمزہ و اِشر اہیا بفتح ہمزہ و شین لفظ یونانی ہے یعنی وہ ازلی کہ کبھی اسکو زوال نہیں اور اشر اہیا کہنا بدون ہمزہ کے خطا ہے بزعم علمائے یہود کذا فی القاموس مولانا نے فرمایا کہ اگر اول سورۃ سے حقت تک شیرینی پر پڑھے اور حاملہ کو کھلاوے تو جلد جنے الخ

برائے دفع اسقاط جنین

برائے دردزہ

لا تلد الا انثى يكتب قبل ان يمضى حتى يحبل ثلثة اشهر على رق الغزال بالزعفران وماء الورد هذه الاية الله يعلم ما تحمل كل انثى وما تغيض الارحام وما تزداد وكل شىء عنده بمقدار ٥ عالم الغيب والشهادة الكبير المتعال ٥ وهذه الاية يا زكريا انا نبشرك الاية ٥ ثم يكتب بحق مريم وعيسى ابنا صالحا طويل العمر بحق محمد واله اور جو عورت سوائے لڑکی کے لڑکا نہ جنتی ہو تو حمل پر تین مہینے گذرنے سے پہلے ہرن کی جھلی پر زعفران اور گلاب سے اس آیت کو لکھے الله يعلم ما تحمل كل انثى وما تغيض الارحام وما تزداد ط وكل شىء عنده بمقدار ٥ عالم الغيب والشهادة الكبير المتعال ٥ اور اس آیت کو لکھے يا زكريا انا نبشرك بغلام اسمه يحيى لم نجعل له من قبل سميا پھر یہ لکھے بحق مريم وعيسى ابنا صالحا طويل العمر بحق محمد واله یعنی پھر اس تعویذ کو حاملہ باندھے رہے واخبرني من اثق به للمقلاة لا يعيش لها ولد بان تاخذ ناخواه والفلفل الاسود وتقرأ عليهما عند ظهيرة يوم الاثنين اربعين مرة سورة الشمس تبدأ كل مرة بالصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم وتختم بها تاكلها المراة كل يوم من حملها الى فطام الولد

اور اس شخص نے جس پر مجھ کو اعتماد ہے خبر دی کہ جس عورت کا لڑکا نہ زندہ رہتا ہو تو اجوائن اور کالی مرچ لے دونوں چیزوں پر دوشنبے کے دن دوپہر کو چالیس بار سورہ والشمس پڑھے ہر بار درود پڑھکر شروع کرے اور اسی پر ختم کرے اسکو ہر روز عورت کھایا کرے حمل کے دن سے لڑکے کے دودھ چھڑانے تک واخبرني ايضا للتي لا تلد الا انثى ان يخط خطا مستديرا على بطنها سبعين مرة في كل مرة يقول مع ادارة الاصبع يا متين اور یہ بھی اسی شخص معتمد نے مجھے خبر دی کہ جو عورت سوائے لڑکی کے لڑکا نہ جنتی ہو تو اس کے پیٹ پر گول لکیر کھینچے ستر بار ہر بار انگلی کے پھیرنے کے ساتھ يا متين ثم نعود الى الكلام الاول فنقول من تلك العزائم للصبي الذى اصابه عين عائنة يخط خطا مستديرا بالسكين وهو يقرأ اية الكرسي وهذه الايات قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا ٥ ويحق الله الحق بكلمته ولو كره المجرمون ٥ ويريد الله ان يحق الحق بكلماته ويقطع دابر الكفرين ليحق الحق ويبطل الباطل ولو كره المجرمون ٥

وَيَمْحُو اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۔ ثُمَّ يَقُوْلُ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ يَا حَفِيْظُ يَا رَقِيْبُ يَا وَكِيْلُ يَا كَفِيْلُ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ج وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ ثُمَّ يَرْكُزُ السِّكِّيْنَ فِيْ وَسْطِ الدَّائِرَةِ وَيَقُوْلُ رَكَزْتُهَا فِيْ قَلْبِ الْعَائِنِ ثُمَّ يَسْتُرُهَا تَحْتَ صَفْحَةٍ اَوْ قَعْبٍ پھر ہم رجوع کرتے ہیں پہلے کلام کی طرف تو کہتے ہیں ان ہی عزیمتوں سے یعنی جنکی والد ماجد سے اجازت ہے یہ عمل ہے اس لڑکے کے واسطے جس کو نظر لگانے والی عورت کی نظر لگ گئی ہو اس عورت کو ڈائن اور ٹھیا بھی کہتے ہیں ایک گول لکیر چھری سے کھینچے آیۃ الکرسی اور ان آیتوں کو پڑھتے ہوئے وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۔ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِيْنَ ۔ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۔ وَيَمْحُو اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۔ پھر یہ دعا پڑھے اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّعَيْنٍ لَّامَّةٍ يَا حَفِيْظُ يَا رَقِيْبُ يَا وَكِيْلُ يَا كَفِيْلُ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ یہ چھری کو کنڈل کے اندر گاڑ دے اور کہے کہ میں نے چھری ٹھونک دی نظر لگانے والے کے دل میں پھر اسکو ڈھک دے رکابی کے نیچے یا قعب کے نیچے یعنی طباق کے نیچے وَاَيْضًا مَنْ قَالَ لِلْعَائِنِ اَوِ السَّاحِرِ يَا فُلَانُ وَدَعَاهُ بِاسْمِهٖ وَقْتَ اِصَابَتِهٖ اَوْ وَقْتَ حِكَايَتِهٖ عَنْ نَفْسِهٖ بَطَلَ عَمَلُهٗ اور یہ بھی ہے کہ جو نظر لگانیوالے یا جادوگر کو کہے یا فلانے اور اس کا نام لیکر پکارے نظر لگانے کے وقت یا اس وقت جب خود اسکا ذکر کرے تو اس کا اثر باطل ہو جائیگا وَاَيْضًا اِذَا تَحَقَّقَ الْعَيْنُ وَالْعَائِنُ اُمِرَ اَنْ يَّغْسِلَ وَجْهَهٗ وَذِرَاعَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَدَاخِلَةَ اِزَارِهٖ فِيْ اِنَاءٍ وَّصَبَّ ذٰلِكَ الْمَاءَ عَلَى الْمَعْيُوْنِ بَرَاءٌ مِّنْ سَاعَةٍ قُلْتُ اَخْرَجَ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا اَمْرَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لِعَائِنٍ قَرِيْبًا مِّنْ هٰذِهِ الْكَيْفِيَّةِ اور یہ بھی ہے کہ جب نظر لگانا اور نظر کا لگانیوالا ثابت ہو جائے تو اسکے منھ اور دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں اور اسکی شرم گاہ کے دھونے کو کہے ایک برتن میں اور اس پانی کو اسپر چھڑکے جس پر نظر لگی تو اسی دم اچھا ہو جاوے میں کہتا ہوں امام مالک نے موطا میں روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لگانے والے کو اسیطرح کے مانند

اعمال برائے [illegible] ساحر کو درد مند کی ڈائن و ٹھیا گویند

ایضا برائے چشم زخم

حکم کے مانند حکم یعنی شرم گاہ وغیرہ کے دھوتے کاف مولانا نے فرمایا کہ صحیح مسلم میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر کا لگنا ٹھیک ہے اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب ہوتی تو نظر غالب ہوتی اور جب کوئی تم سے دھلاوے تو دھو دیجئے اگر دفع نظر کیواسطے کوئی تم سے درخواست کرے کہ منہ وغیرہ دھو دیجئے تو دھو دینا چاہیئے کہ شاید تمہاری ہی نظر لگ گئی ہو اور اس کا برا ماننا عیب ہے اور روایت ہے کہ عثمانؓ نے ایک خوبصورت لڑکا دیکھا تو فرمایا کہ اسکی ٹھوڑی ہیں کالا ٹیکہ لگادو کہ اسکو نظر نہ لگے مترجم کہتا ہے کہ جو لڑکے کے کالا ٹیکہ لگا دیتے ہیں معلوم ہوا کہ بے اصل بات نہیں۔ ہے واللہ اعلم

وَاَيْضًا اُذْرِعْ مِنْ خَيْطٍ طَاهِرٍ ثَلٰثَةَ اَذْرُعٍ وَاتْرُكْهُ عِنْدَ مَنْ يَحْفَظُ ثُمَّ اقْرَأْ هٰذِهِ الْعَزِيْمَةَ عَلَى الْمَعْيُوْنِ ثُمَّ اُذْرِعْ ثَانِيًا فَاِنْ زَادَ اَوْ نَقَصَ فَهُوَ مَعْيُوْنٌ فَكَرِّرِ الْعَمَلَ ثَلٰثًا يَذْهَبُ اَثَرُ الْعَيْنِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَتَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ تَقُوْلُ عَزَمْتُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِيْ فِيْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ اَوْ فُلَانَةَ بِنْتِ فُلَانَةَ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَبِنُوْرِ عَظَمَةِ وَجْهِ اللّٰهِ بِمَا جَرٰى بِهِ الْقَلَمُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِلٰى خَيْرِ خَلْقِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَزَمْتُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِيْ فِيْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ بِحَقِّ اَشْرَاهِيَا اَبْرَاهِيَا اَدُوْنَيَا اَصْبَاؤُتْ اِلٰى شَدَّايْ عَزَمْتُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِيْ فِيْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ بِحَقِّ شَهْتٍ بَهْتٍ اِنْهَمْتُ يَا قَنْطَا ع النَّجَا بِالَّذِيْ لَا يَقْوٰى عَلَيْهِ اَرْضٌ وَلَا سَمَاءٌ اُخْرُجِيْ يَا نَفْسَ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ كَمَا اُخْرِجَ يُوْسُفُ مِنَ الْمَضِيْقِ وَجُعِلَ لِمُوْسٰى عم فِي الْبَحْرِ طَرِيْقٌ وَاِلَّا فَاَنْتِ بَرِيْئَةٌ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاللّٰهُ تَعَالٰى بَرِيْءٌ مِنْكِ اُخْرُجِيْ يَا نَفْسَ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ بِاَلْفِ اَلْفِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ اُخْرُجِيْ يَا نَفْسَ السُّوْءِ بِاَلْفِ اَلْفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ط فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ط وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ط حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اور یہ بھی چشم زخم کا عمل ہے کہ ایک پاک تاگا لیں

ف کالاٹیکا لگا [illegible]

ہاتھ ناپ اور اسکے پاس رکھ جو نظر زدہ ہے پھر یہ عزیمت یعنی عزمت علیک سے آخر تک پڑھ جس پر نظر لگی ہے پھر اس تاگے کو دوسری بار ناپ سو اگر تین ہاتھ سے بڑھ جاوے یا کم ہو جاوے تو معلوم کر کہ اسکو نظر لگی ہے تو اس عمل کو میں دو تین بار کر کر نظر کا اثر دور ہو جائے گا طریقہ عزیمت کا یہ ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کو تین بار پڑھے اور سورہ فاتحہ کو تین بار پڑھ کر عزیمت مذکورہ شروع کرے اور بجائے فلان بن فلانہ کے اس کا اور اس کی ماں کا نام لے وَلِلْمَسْعُوْدِ وَالْمَرِيْضِ الَّذِيْ اَعْيَا الْاَطِبَّاءَ مَرَضُهٗ يَكْتُبُ فِيْ اِنَاءٍ صِيْنِيٍّ اَبْيَضَ يَا حَيُّ حِيْنَ لَا حَيَّ فِيْ دَيْمُوْمَةِ مُلْكِهٖ وَبَقَائِهٖ يَا حَيُّ فَيَمْحُوْهُ بِالْمَاءِ وَيَشْرَبُ اِلٰى اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا قُلْتُ وَرَاَيْتُ سَيِّدِيَ الْوَالِدَ يَزِيْدُ عَلَيْهِ الْفَاتِحَةَ اور جس پر جادو کا اثر ہو اور اس بیماری کے واسطے جس کی بیماری نے طبیبوں کو عاجز کر دیا ہو چینی کے سفید برتن میں یہ اسم لکھے یا حی حین لا حی فی دیمومۃ ملکہ وبقائہٖ یا حی پھر اسکو پانی سے دھو کر چالیس دن پیئے میں کہتا ہوں میں نے حضرت والد مرشد کو دیکھا کہ اس اسم پر سورہ فاتحہ زیادہ کرتے تھے وَمَنْ ضَاعَ لَهٗ شَيْءٌ فَقَالَ يَا حَفِيْظُ مِائَةَ مَرَّةٍ مِنْ غَيْرِ زِيَادَةٍ وَنُقْصَانٍ ثُمَّ قَرَاَ يَا بُنَيَّ اِنَّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ اِلٰى يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ط مِائَةَ مَرَّةٍ وَتِسْعَ عَشْرَةَ مَرَّةً رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ ضَالَّتَهٗ اور جس کی کوئی چیز کھوئی جاوے پھر کہے یا حفیظ ایک سو بیس بار بدون زیادتی اور کمی کے پھر یہ آیت یَا بُنَيَّ اِنَّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ط ایک سو انیس بار پڑھے تو حقتعالیٰ اسکی گم ہوئی چیز کو اسکے پاس پھر لاوے گا وَلِمَعْرِفَةِ السَّارِقِ يَتَقَابَلُ اِثْنَانِ وَيُمْسِكَانِ الْاِبْرِيْقَ بَيْنَهُمَا وَيَجْعَلَانِهٖ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِمَا السَّبَّابَتَيْنِ وَيَكْتُبُ اسْمَ الْمُتَّهَمِ فِي الْاِبْرِيْقِ وَيَقْرَاُ سُوْرَةَ يٰسٓ اِلٰى مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ فَاِنْ كَانَ هُوَ الَّذِيْ سَرَقَ دَارَ الْاِبْرِيْقُ فَاِنْ لَّمْ يَدُرْ فَلْيَمْحُ اسْمَهٗ وَلْيَكْتُبْ اسْمَ غَيْرِهٖ وَهٰكَذَا حَتّٰى يَدُوْرَ قُلْتُ وَيَجِبُ عَلٰى مَنِ اطَّلَعَ عَلَى السَّارِقِ بِاَمْثَالِ هٰذِهٖ اَنْ لَّا يَجْزِمَ بِسَرِقَتِهٖ وَلَا يُشِيْعَ فَاحِشَتَهٗ بَلْ يَتَّبِعَ الْقَرَائِنَ الخ وَاِنَّمَا هِيَ طَرِيْقُ اتِّبَاعِ الْقَرَائِنِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اور چور کے پہچاننے کیواسطے دو شخص آمنے سامنے

ؔ یعنی اے زندہ اسوقت کہ نہیں تھا کوئی زندہ قائم ہے تو بیچ بادشاہت ہمیشہ اپنی کے بقا اپنی کے کہ زندہ اچھا کر دے اس بیمار کو ۱۲

بیٹھیں اور بدھنی کو اپنے درمیان نھانے رہیں اور اسکو کلمے کی دو انگلیوں سے اٹھائے رہیں اور جس پر چوری کی تہمت ہو اس کا نام بدھنی میں لکھے اور سورۂ یٰسین کو من المکرمین تک پڑھے سو اگر وہی شخص چور ہوگا تو بدھنی گھوم جاویگی پھر اگر نہ گھومے تو اس کا نام مٹا کر دوسرے شخص کا نام لکھے اور وہیں تک پڑھے اور اسی طرح ہر شخص متہم کا نام لکھتا جاوے یہانتک کہ گھومے میں کہتا ہوں کہ جو شخص یہ عمل یا ایسا کوئی اور عمل کرکے چور پر مطلع ہوجائے تو اس پر واجب ہے کہ اسکے چرانے پر یقین نہ کرے اور اسکو بدنام نہ کرے بلکہ قرائن کی پیروی کرے کہ یہ عمل بھی اتباع قرائن کا ایک طریقہ ہے حقتعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا اور نہ پیچھے پڑ اس چیز کے جس کا تجھ کو یقین نہیں مقرر کان اور آنکھ اور دل ہر ایک کا سوال کیا جائیگا۔ وَإِذَا أَبَقَ لَكَ آبِقٌ فَاكْتُبْ فِي قِرْطَاسٍ وَّاجْعَلْهُ فِي غِطَاءٍ وَاتْرُكْهُ فِي بَيْتٍ مُظْلِمٍ وَضَعْهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ وَهِيَ الْفَاتِحَةُ وَآيَةُ الْكُرْسِيِّ ثُمَّ اكْتُبْ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَمَنْ فِيهِنَّ فَاجْعَلْ اَللّٰهُمَّ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا فِيهِمَا عَلٰى عَبْدِكَ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ أَضْيَقَ مِنْ خَلْقِهِ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلٰى مَوْلَاهُ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ثُمَّ اكْتُبْ أَوْ كَظُلُمٰتٍ فِي بَحْرٍ إِلٰى فَمَا لَهُ مِنْ نُّوْرٍ وَّمِنْ وَّرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهُ وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَائِهِمْ مُّحِيْطٌ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ هٰذِهِ الْاٰيَاتِ أَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ وَأَنْ تَرُدَّ الْعَبْدَ إِلٰى مَوْلَاهُ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اور اگر تیرا غلام بھاگ گیا ہو تو ایک کاغذ میں لکھ اور اس کو کسی چیز میں لپیٹ کر اندھیری کوٹھری میں دو پتھروں کے بیچ میں رکھدے یعنی سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی کو لکھ پھر اللّٰھم سے یا ارحم الرحمین تک لکھ پھر یہ آیت لکھ أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ط إِذَا أَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ وَمِنْ وَّرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ط وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَائِهِمْ مُّحِيْطٌ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ پھر یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ سے آخر تک

وَاِذَا اَرَدْتَّ اَنْ يُّنْجِحَ اللّٰهُ حَاجَتَكَ فَاقْرَأْ سُوْرَةَ الْفَاتِحَةِ بِاَنْ تُوْصِلَ مِيْمَ الْبَسْمَلَةِ بِلَامِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ تَبْدَأُ مِنْ يَوْمِ الْاَحَدِ بَيْنَ سُنَّةِ الْفَجْرِ وَفَرْضِهِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً وَالْيَوْمَ الثَّانِيْ سِتِّيْنَ وَهٰكَذَا تَنْقُصُ كُلَّ يَوْمٍ عَشَرَةً حَتّٰى يَكُوْنَ يَوْمَ السَّبْتِ عَشْرَ مَرَّةٍ اور جب تو چاہے کہ حقتعالیٰ تیری مراد بر لا دے تو سورۂ فاتحہ کو پڑھ اس طرح کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی میم کو الحمد للہ کے لام سے ملا دے یکشنبے کے دن سے فجر کی سنت اور فرض کے درمیان میں شروع کرے ستر بار اور دوسرے دن اسی وقت ساٹھ اور تیسرے دن پچاس بار اسیطرح ہر روز دس دس بار پڑھے وَاِذَا اَرَدْتَّ اَنْ تَرٰى فِيْ مَنَامِكَ مَا فِيْهِ تَخْرُجُ مِمَّا اَنْتَ فِيْهِ مِنَ الضِّيْقِ فَتَوَضَّأْ وَالْبَسْ ثِيَابًا طَاهِرَةً وَنَمْ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ عَلٰى يَمِيْنِكَ وَاقْرَأْ وَالشَّمْسِ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَاللَّيْلِ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ بَدَلَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ سُوْرَةَ التِّيْنِ سَبْعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قُلْ اَللّٰهُمَّ اَرِنِيْ فِيْ مَنَامِيْ كَذَا وَكَذَا وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ اَمْرِيْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا وَّاَرِنِيْ فِيْ مَنَامِيْ مَا اَسْتَدِلُّ بِهٖ عَلٰى اِجَابَةِ دَعْوَتِيْ فَاِنْ رَأَيْتَ مَا يَسُرُّكَ وَاِلَّا فَافْعَلْ مِثْلَ ذٰلِكَ فِي اللَّيْلَةِ الثَّانِيَةِ فَاِنْ رَأَيْتَ وَاِلَّا فِي الثَّالِثَةِ اِلَى السَّابِعَةِ لَا يَعْصَهَا الْاَمْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى جَرَّبْنَاهَا جَمَاعَةٌ مِّنْ اَصْحَابِنَا اور جب تو چاہے کہ اپنے خواب میں وہ حال دیکھے جس میں تیری نکاسی ہے اس تنگی سے جس میں تو مبتلا ہے تو وضو کر اور پاک کپڑے پہن اور قبلہ رو داہنی کروٹ پر لیٹ اور سورۂ والشمس کو سات بار اور سورۂ واللیل کو سات بار اور قل ہو اللہ کو سات بار پڑھ اور دوسری روایت میں قل ہو اللہ کے عوض سورہ والتین کا سات بار پڑھنا آیا ہے پھر یوں کہے خداوند مجھکو میرے خواب میں ایسا اور ایسا دکھلا دے اور میرے اس حال میں کشادگی اور نکاسی کر دے اور میرے خواب میں وہ چیز دکھلا دے جس سے میں اپنی دعا کے قبول ہو جانے کو دریافت کر جاؤں تو اگر تو اسی رات وہ چیز خواب میں دیکھے جس کو تو چاہتا ہے تو خوب ہوا اور نہیں تو اسی طرح دوسری رات کو سوا گر مطلب حاصل ہو فہو المراد اور نہیں تو تیسری رات بھی اسی طرح کر ساتویں رات تک انشاء اللہ تعالیٰ ساتویں کے آگے نہ بڑھے گا کہ حال کھل جائیگا اس عمل کا ہمارے صحبت والوں نے تجربہ کیا ہے دُفِعَ هٰذَا الْمَحْمُوْمِ اَنْ يَّكْتُبَ وَيُعَلِّقَ عَلٰى عَضُدِهٖ بِسْمِ [illegible]

سَرِیْعًا بِاِذْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ اِلٰی اُمِّ مِلْدَمٍ الَّتِیْ تَاْکُلُ اللَّحْمَ وَتَشْرَبُ الدَّمَ وَتَهْشِمُ الْعَظْمَ اَمَّا بَعْدُ یَا اُمَّ مِلْدَمٍ اِنْ کُنْتِ مُؤْمِنَةً فَبِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنْ کُنْتِ یَهُوْدِیَّةً فَبِحَقِّ مُوْسَی الْکَلِیْمِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاِنْ کُنْتِ نَصْرَانِیَّةً فَبِحَقِّ الْمَسِیْحِ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ اَنْ لَا تَاْکُلِیْ لِفُلَانٍ لَحْمًا وَلَا تَشْرَبِیْ لَہٗ دَمًا وَلَا تَهْشِمِیْ لَہٗ عَظْمًا وَتَحَوَّلِیْ عَنْہُ اِلٰی مَنِ اتَّخَذَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا اِلٰہَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ وَ اِلَّا فَاَنْتِ بَرِیْئَةٌ مِّنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاللّٰہُ تَعَالٰی بَرِیْئٌ مِّنْکِ وَحَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ جسکو تپ آتی ہو اسکا افسون یہ ہے کہ ایک کاغذ میں لکھے اور اس کے بازو میں باندھے جلد اچھا ہو جاوے گا اللہ تعالیٰ کے حکم سے بسم اللہ سے آخر تک لکھے ف اُمِّ مِلْدَمٍ عرب کی زبان میں تپ کی کنیت ہے اور بجائے فلاں بن فلانہ کے مریض کا اور اس کی ماں کا نام لکھے وَاَیْضًا یَقْرَأُ کُلَّ یَوْمٍ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ سُوْرَةَ الْمُجَادَلَةِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ اور یہ بھی عمل ہے دفع تپ کا کہ ہر روز عصر کی نماز کے بعد سورہ مجادلہ تین بار پڑھے تپ والے پر وَلِمَنْ بِهِ الْخَنَازِیْرُ یَعْقِدُ عَلٰی سَیْرٍ مِّنَ الْاَدِیْمِ عَلٰی سِمَنِ اِذِ طُوْلِ الْمَرِیْضِ اَحَدٌ وَّاَرْبَعِیْنَ عُقْدَةً یَنْفُثُ فِیْ کُلِّ عُقْدَةٍ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰہِ وَقُدْرَةِ اللّٰہِ وَقُوَّةِ اللّٰہِ وَعَظَمَةِ اللّٰہِ وَبُرْهَانِ اللّٰہِ وَسُلْطَانِ اللّٰہِ وَکَنَفِ اللّٰہِ وَجِوَارِ اللّٰہِ وَاَمَانِ اللّٰہِ وَحِرْزِ اللّٰہِ وَصُنْعِ اللّٰہِ وَکِبْرِیَاءِ اللّٰہِ وَنَظَرِ اللّٰہِ وَبَهَاءِ اللّٰہِ وَجَلَالِ اللّٰہِ وَکَمَالِ اللّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ اور جسکی گردن میں کنٹھ مالا ہو تو چمڑے کے تسمے پر مریض کے قد کے برابر ہو اکتالیس گرہ دے اور ہر گرہ پر یہ دعا پھونکے یعنی بسم اللہ سے آخر تک وَلِمَنْ ظَهَرَتْ عَلٰی بَدَنِہٖ الْحُمْرَةُ یَرْقِیْہِ بِهٰذَا الدُّعَاءِ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَّیُشِیْرُ بِالسِّکِّیْنِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ بِسْمِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ الْحَکِیْمِ الْکَرِیْمِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ بِعِزَّةِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ وَسُلْطَانِہٖ

(حاشیہ: افسون برائے تپ — برائے خنازیر)

ف معمول مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ اور مولانا [illegible] کا تپ کے دفع کیلئے بھٹکے گلے میں باندھنے کیلئے لکھ دیتے تھے [illegible] یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اور [illegible] کیلئے بخار کا دفع ہونے کیلئے سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ۱۲

أَيَّتُهَا الْحُمَّى جَاءَتْكَ جُنُودٌ مِّنَ السَّمَاءِ وَقَالَ سُلَيْمَانُ أَيَّتُهَا الرِّيحُ أَجِيبِي دَاعِيَ اللهِ وَمَنْ لَّمْ يُجِبْ دَاعِيَ اللهِ فَمَالَهُ مِنْ مَّلْجَاءٍ وَّ مَالَهُ مِنْ ظَهِيرٍ بِسْمِ اللهِ وَبِالثَّنَاءِ الطَّيِّبِ عَلَى اللهِ اللهُ يَكْفِيكَ وَاللهُ يَشْفِيكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُؤْذِيكَ وَمِنْ كُلِّ آفَةٍ تَعْتَرِيكَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَصَلَّى اللهُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

اور جس کے بدن پر سرخ بادہ ظاہر ہو وہ افسوں کرے اس دعا سے سات بار اور اشارہ کرتا جاوے پڑھتے کے وقت چھری سے وہ دعا بسم اللہ سے آخر تک ہے وَلِمَنْ يَّشْكُو بَصَرَهٗ يَقْرَأُ هٰذِهِ الْآيَةَ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ بَعْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوبَةٍ اور جو ضعف بصارت سے نالاں ہوں وہ یہ آیت پڑھا کرے بعد ہر نماز فرض کے فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ وَلِمَنِ ابْتُلِيَ بِالصَّرْعِ يَأْخُذُ لَوْحًا مِّنَ النُّحَاسِ فَيَنْقُشُ فِيهِ أَوَّلَ سَاعَةٍ مِّنْ يَّوْمِ الْأَحَدِ فِي طَرَفٍ مِّنْهُ يَا قَهَّارُ أَنْتَ الَّذِي لَا يُطَاقُ انْتِقَامُهٗ يَا قَهَّارُ وَفِي الطَّرَفِ الْآخَرِ يَا مُذِلَّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ بِقَهْرِ عَزِيزِ سُلْطَانِهٖ يَا مُذِلُّ وَاللهُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِينُ

اور جو مرگی میں مبتلا ہو تو تانبے کی ایک تختی لے سو اس میں یکشنبہ کی پہلی ساعت میں اس تختی کے ایک طرف یہ کھدوائے يَا قَهَّارُ أَنْتَ الَّذِي لَا يُطَاقُ انْتِقَامُهٗ يَا قَهَّارُ اور دوسری طرف یہ کھدوائے يَا مُذِلَّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ بِقَهْرِ عَزِيزِ سُلْطَانِهٖ يَا مُذِلُّ اور اللہ توفیق دینے والا ہے اور مددگار یعنی اعمال کا اثر بتوفیق اللہ اعانت ربانی ہے

فصل نویں

مصنف قدس سرہ نے عالم ربانی یعنی عالم حقانی جو علم ظاہر اور علم باطن دونوں سے کامل ہے اس کے آداب اس فصل میں ارشاد کیے ہیں قَالَ اللهُ تَعَالٰى فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ حق تعالیٰ نے فرمایا سو کیوں نہیں نکلتے ہر قوم سے چند لوگ تا وہ دین کا فہم حاصل کریں اور تا اپنی قوم کو خدا کی نافرمانی سے ڈرا دیں جب ان کی طرف پلٹ جاویں شاید وہ پرہیز کریں نافرمانی سے ف مولانا نے فرمایا یعنی طالبان علوم دین کو چاہیے

دعا برائے بادہ

علاج ضعف بصارت

علاج مرض صرع

آداب عالم حقانی

کہ اپنی نہایت سعی اور عمدہ غرض فقاہت سے رہنمائی قوم کی اور ڈرانا انکا ٹھہراویں اور ڈراتے کو اس واسطے خاص کر ذکر فرمایا نہ مژدہ رسانی کو ڈرانا اہم ہے رہنمائی سے اور اس آیت میں دلیل ہے اسپر کہ تفقہ اور تذکیر فرض کفایہ ہے یعنی ہر قوم اور ہر شہر اور ہر گاؤں میں چند لوگوں پر علم دین سیکھنا اور مسائل فقہ کا دریافت کرنا اور باقی لوگوں کو سکھانا ضرور ہے اور اگر بعض اہل شہر علم دینی نہ سیکھیں گے تو سب گنہگار ہوں گے اور معلوم ہوا اس آیت سے کہ علم دین سیکھنے سے یہ غرض ہے کہ خود دین پر قائم ہو اور باقی لوگوں کو دین پر لاوے اور یہ نہیں کہ اپنے علم کے گھمنڈ سے لوگوں کو ذلیل جانے اور خلق اللہ کو اپنی طرف جھکا دے دنیا حاصل کرنے کو مترجم کہتا ہے حکیم سنائی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا نظم

علم کز تو ترا نہ بستاند	جہل ازان علم بہ بود صد بار
نہ بدان لعنت است بر ابلیس	کہ نداند ہمیں ہمین ولیار
بل بدان لعنت است کاندر دین	علم داند بعلم نہ کند کار

اَلْعَالِمُ الرَّبَّانِیُّ الَّذِیْ یَکُوْنُ وَارِثُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ هُوَ مَنْ یُحَافِظُ عَلٰی اُمُوْرِ عالم ربانی اور فقیہ حقانی جو انبیا اور مرسلین کا وارث ہے وہ ہے جو محافظت کرے چند امور پر اِنَّمَا مجملہ مصنف حقانی کا پانچ امر یہاں بیان فرمایا ہے مِنْهَا اَنْ یُدَرِّسَ الْعُلُوْمَ مِنَ التَّفْسِیْرِ وَالْحَدِیْثِ وَالْفِقْهِ وَالسُّلُوْكِ وَالْعَقَائِدِ وَالنَّحْوِ وَالصَّرْفِ لَیْسَ لَهٗ اَنْ یَّشْتَغِلَ بِالْكَلَامِ وَالْاُصُوْلِ وَالْمَنْطِقِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیِّیْنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ منجملہ ان امور کے جن کی محافظت عالم ربانی پر ضرور ہے یہ ہے کہ پڑھاوے علم کو از قسم تفسیر اور حدیث اور فقہ اور سلوک اور عقائد اور نحو اور صرف کے اور اس کو لازم نہیں کہ علم کلام اور اصول اور منطق سے مشغول رہے حق تعالیٰ نے سورہ جمعہ میں فرمایا کہ اللہ وہ ہے جس نے بن پڑھوں میں رسول بھیجا ان ہی میں سے یعنی وہ بھی امی ہے خواندہ نہیں تلاوت کرتا ہے اُن پر آیات خدا کی اور پاک کرتا ہے انکو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب یعنی قرآن مجید اور حکمت یعنی حدیث ف مصنف قدس سرہ نے آیت قرآنی سے ثابت کیا کہ علم دین منحصر ہے قرآن اور حدیث میں اور

فقہ اور سلوک اور عقائد قرآن اور حدیث سے مستخرج اور مستنبط ہیں کتاب اور سنت بجائے متن ہیں اور علوم ثلاثہ مذکورہ بجائے شرح کے نحو اور صرف اس واسطے علم دین میں شمار ہوئے کہ فہم کتاب اور سنت کا اس پر موقوف ہے اور عطف اصول کا کلام پر عطف تفسیری ہے اسواسطے کہ کلام کو اصول بھی بولتے ہیں اور اصول سے اصول فقہ اور اصول حدیث مراد نہیں اس واسطے کہ جب حدیث اور فقہ علم دین ہوئے تو ان کے اصول بھی اصول دینیہ میں داخل ہیں مولانا نے حاشیہ میں فرمایا عقائد اور کلام میں فرق یہ ہے کہ عقائد علم باللہ اور اس کی صفات اور افعال سے عبارت ہے دلائل عقلیہ سے خالص ہوکر اور اگر دلائل عقلیہ کہیں مذکور بھی ہوں تو بطریق تبرع اور عدم لزوم کے اور علم کلام میں تو مباحث اور منطق اور امور عامہ اور جوہر اور عرض اور ہیولیٰ اور صورت کے مباحث اور نفس وغیرہ کے مباحث داخل ہیں اور وہ یعنی کلام تو مبنی ہے مقدمات عقلیہ اور دلائل بدعیہ سے وَمَا يَجِبُ فِي التَّدْرِيسِ مُرَاعَاتُهُ أَشْيَاءُ كَشَرْحِ الْغَرِيبِ لُغَةً اور تدریس میں جس کی مراعات واجب ہے چند چیزیں ہیں (۱) شرح غریب کرنا باعتبار لغت کے یعنی اگر کوئی لفظ قلیل الاستعمال ہو جس کے معنی نہ مفہوم ہوتے ہوں تو اس کو بیان کرے بحسب لغت یا اصطلاح کے وَالْعَوِيصِ الْمُغْلَقِ نَحْواً (۲) اور جو مشکل مغلق ہو بنا بر قواعد نحو یہ کے اس کو بیان کرے یعنی اگر کوئی صیغہ دشوار یا ترکیب پیچدار کہ شاگردوں کے ذہن پر صعب ہو تو اس کو موافق صرف و نحو کے حل کر دے وَتَوْجِيهُ الْمَسَائِلِ بِأَنْ يُصَوِّرَهَا بِالْأَمْثِلَةِ الْجُزْئِيَّةِ وَيُبَيِّنَ حَاصِلَهَا (۳) اور توجیہ مسائل کی اس طرح پر کرنا کہ اس کی صورت باندھ دے جزئی مثالوں سے اور ان کا حاصل بیان کرے یعنی اگر کتاب میں قواعد کلیہ مذکور ہوں اور طلبہ کے ذہن میں نہ آتی ہوں تو صاف صاف عبارت سے انکی بعض جزئی مثالیں مذکور کرے اور خلاصہ انکا اس طرح بیان کرے کہ مخاطبین کے ذہن میں آجاوے وَتَقْرِيبُ الدَّلَائِلِ لِتَحْصُلَ النَّتِيجَةُ بِلُزُومِ بَعْضِ الْمُقَدِّمَاتِ لِبَعْضٍ وَانْدِرَاجِ بَعْضِهَا فِي بَعْضٍ (۴) اور تقریب دلائل اس طرح پر کرنا کہ نتیجہ حاصل ہو جائے بسبب لازم ہونے بعضے مقدمات کے بعض کو اور داخل ہونے بعض مقدمات کے بعض میں یعنی اگر کتاب میں کسی مسئلہ پر دلیل قائم ہو تو اس کے مقدمات پیچیدہ کو اس طرح رواں کرے کہ اگر شرطیات

سے قیاس مرکب ہے تو لزوم بعض مقدمات سے بعض کو اور اگر کلیات سے قیاس مرکب ہے تو بسبب اندراج بعض کے بعض میں نتیجہ حاصل ہوجاوے تقریر دلیل عبارت ہے سُوق دلیل سے اس طرح پر کہ مستلزم مطلوب ہو وَفَوَائِدِ الْقُيُوْدِ فِي التَّعْرِيْفَاتِ وَالْقَوَاعِدِ الْكُلِّيَاتِ (۵) اور فوائد قیود کے بیان کرنا تعریفات اور قواعد کلیہ میں یعنی تعریف اور قاعدے میں ہر قید کا فائدہ بیان کرے تا حد جامع اور مانع اور غیر مستدرک محصل ہو یعنی فلانی قید اس واسطے مذکور ہوئی کہ فلانی فلانی صورت نکل جاوے جو معرف کے افراد میں نہیں ہے مثلاً کلمے کی تعریف میں لفظ اس واسطے مذکور ہوا کہ دو اَدل اربع سے احتراز ہوجاوے اس واسطے کہ وہ کلمے کے افراد میں نہیں اور اسی طرح سے قواعد کلیہ میں چنانچہ علم اصول میں یوں کہنا کہ حدیث مرسل غیر ثقہ واجب العمل نہیں تو مرسل غیر ثقہ کی قید سے مرسل ثقہ خارج ہوگیا جیسے سعید بن المسیب کے مراسیل امام شافعیؒ کے نزدیک واجب العمل ہیں کذا فی الحاشیۃ العزیزیۃ وَوُجُوْہُ الْحَصْرِ فِي التَّقْسِيْمَاتِ (۶) اور تقسیمات میں وجوہ حصر کے بیان کرنا یعنی بحسب استقراء یا بدلیل عقلی بیان کرے کہ مطلوب اقسام مذکورہ میں منحصر ہے وَدَفْعُ الشُّبُهَاتِ الظَّاهِرَةِ لِمُخْتَلِفَيْنِ يُرٰى اَنَّهُمَا مُشْتَبِهَانِ اَوْ مُشْتَبِهَيْنِ يُرٰى اَنَّهُمَا مُخْتَلِفَانِ مِنَ الْمَذَاهِبِ وَالتَّوْجِيْهَاتِ وَالْعِبَارَاتِ (۷) اور دفع کرنا شبہات ظاہرہ کا جیسے دو مختلف مذہب یا توجیہ یا عبارت کا مشتبہ خیال میں آنا یا دو مشتبہ مذہب وغیرہ کو مختلف گمان کرنا یعنی اگر دو مذہب یا دو توجیہیں یا دو عبارتیں اور اسی طرح دو سوال یا دو جواب جو فی الحقیقت مخالف اور مختلف ہیں وہ ظاہر میں مشتبہ معلوم ہوتے ہوں، تو دونوں میں بتقریر واضح فرق بیان کرے اس کو تفریق ملتبسین کہتے ہیں اور دو مشتبہ کو مختلف گمان کرے تو اس کے حل اختلافات کو تطبیق مختلفین بولتے ہیں خواہ اختلاف دونوں کا بدلالت مطابقی ہو یا ایک مطابقی اور دوسرا تضمنی یا التزامی وَذِكْرُ مَا يُمْتَنَعُ فِي التَّعْرِيْفَاتِ كَالْاِسْتِدْرَاكِ وَذِكْرِ الْاَخْفٰى وَالْبَرَاهِيْنِ كَجُزْئِيَّةِ الْكُبْرٰى وَسَلْبِ الصُّغْرٰى اور دفع کرنا شبہات ظاہرہ کا چنانچہ لازم آنا اس کا جو تعریفات میں ممتنع ہے جیسے استدراک اور خفی تر کا ذکر کرنا وعلی ہذا القیاس عدم جمع و منع یا لازم آنا اس کا جو براہین میں ممتنع ہے چنانچہ جزئی ہونا کبریٰ اور سالبہ ہونا صغریٰ کا مترجم کہتا ہے استدراک عبارت ہے اس

لفظ سے جو کلام میں زیادہ ہو یا فائدہ اور تعریف میں اخفیٰ کا لانا چنانچہ نار کی تعریف میں کہنا ھو اسطقس فوق الاسطقسات او قادح فی اللزوم والاندراج او مخالفۃ بعبارۃ اخری او لکلام امام من الائمۃ یا دفعہ کرنا اس کا جو قیاس استثنائی میں لزوم کا اور قیاس اقترانی میں اندراج کا قادح ہے یا دفع کرنا مخالفت کا اس کتاب کی دوسری عبارت سے یا کسی امام کے سے وہ امام جو اس فن کے اماموں میں اصل ہے یعنی اگر مصنف کی عبارت اس کی کتاب کی دوسری عبارت سے مخالف ہو یا اس فن کے امام کی مخالف ہو تو اس کی توجیہ کرنا چاہیئے یا منع اور مناقضہ اجمالیہ مصنف کے کلام پر بادی الرائے میں نظر آتا ہو تا اس کا مناظرہ قاعدہ مناظرہ پر لشمست نہ کھاتا ہو تو اس کا دفع کرنا ضرور ہے ہکذا صرح المصنف قدس سرہ فی رسالۃ الاخری فالعالم لایفید تلامذتہ فائدۃ تامۃ حتی یبین لھم ھذہ الامور وینبہ علیھا فی درسہ تو عالم اپنے شاگردوں کو فائدہ تامہ کا افادہ نہ کرے گا جب تک ان سے ان امور مذکورہ کو نہ بیان کردے پھر ان ہی امور پر اثنائے درس میں آگاہ کرتا جاوے تا ان قواعد مجملہ کی مواقع مخصوصہ میں شرح اور تفصیل ہوتی جاوے گویا معقول محسوس ہو گیا ومنہا ان یلقن الاشغال وقد ذکرناھا بالتفصیل ولیکن لہ وقت یجلس فیہ مع الناس متوجھا الیھم یلقی علیھم السکینۃ فان حجۃ اللہ تعالی لاتتم الا بالاستطاعۃ المیسرۃ ومن الثانیۃ الصحبۃ والحث علی الاشغال قولاً و فعلاً و تصرفا بالقلب واللہ اعلم والیہ الاشارۃ فی قولہ تعالی ویزکیھم اور منجملہ ان امور کے جن کی محافظت عالم ربانی پر لازم ہے یہ ہے کہ اشغال طریقت کی تلقین کرے اور ہم نے ان کو بتفصیل تمام فصول سابقہ میں ذکر کیا ہے اور اس کو ایک وقت مقرر کرنا چاہیئے جس میں لوگوں کے ساتھ بیٹھے ان کی طرف متوجہ ہو کر ان پر نسبت ڈالنے کو اس واسطے کہ حجت الہٰی تمام نہیں ہوتی مگر استطاعت ممکنہ سے اسکے استطاعت میسرہ سے اور قسم ثانی یعنی استطاعت میسرہ سے صحبت ہے اور رغبت دلانا اشغال پر قول سے اور فعل سے اور دل کے تصرف سے واللہ اعلم اور اسی کی طرف یعنی صفائی دل برکت صحبت کے اشارہ ہے حق تعالی کے اس قول میں ویزکیھم یعنی رسول کرتا ہم ان کو پاک کرتا ہے اپنے انوار صحبت سے

ومنها ان يتخولهم بالموعظة قال الله تعالى لرسوله صلى الله عليه وسلم فذكر ان نفعت الذكرى
وليجتنب القصص فقد روينا في الاصول ان رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه
من بعده كانوا يتخولون بالموعظة وروينا في سنن ابن ماجة وغيره ان
القصص لم تكن في زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا في زمان ابي
بكر وعمر رضي الله عنهما وروينا ان الصحابة كانوا يخرجون القصاص من المساجد
فعلمنا ان القصص غير موعظة وانه مذموم وانها محمودة اور منجملہ امور
مذکورہ کے یہ ہے کہ لوگوں کا خبر گیر رہے وعظ اور نصیحت سے حق تعالیٰ
نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ نصیحت کیا کر اگر نصیحت کرنا فائدہ
دے اور وعظ کہنے والے کو چاہیئے کہ قصہ گوئی سے پرہیز کرے کہ مقرر
ہم کو روایت پہنچی ہے کتب حدیث میں کہ رسول اللہ صلی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب ان کے بعد خبر گیری
کیا کرتے تھے مسلمین کے وعظ اور نصیحت سے اور ہم کو روایت پہنچی ہے
سنن ابن ماجہ وغیرہ میں ہے کہ قصہ خوانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھی
اور نہ ابو بکرؓ اور عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں اور ہم کو بروایت ثابت ہوا ہے کہ صحابہ
کرام قصہ خوانوں کو مساجد سے نکالدیتے تھے تو ہم نے ان روایات سے معلوم کیا کہ قصہ
گوئی اور چیز ہے وعظ اور نصیحت کے سوا اور یہ معلوم ہوگیا کہ قصہ گوئی شرع
میں مذموم اور معیوب ہے کہ زمانہ صحابہ میں نہ تھی اور وہ قصہ خوانوں کو
نکالدیتے تھے اور وعظ اور نصیحت محمود اور پسندیدہ ہے اس واسطے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا فعل ہے۔ فالقصص هو ان يذكر الحكايات النادرة
ويبالغ في فضائل الاعمال او غيرها ما ليس بحق ولا يقصد في ذلك تدريج تلقينهم
وتمرينهم بها بل التشدق والاعجاب والتميز عن الناس بالفصاحة وحسن ايراد
الحكايات والامثال وبالجملة فالفرق بينهما امر ظاهر وسنعقد له
فصلاً سو قصہ گوئی سے مراد یہ ہے کہ حکایات عجیبہ نادرہ کو مذکور کرے اور فضائل اعمال یا اسکے
غیر کو مبالغہ تمام بیان کرے جو بروایت صحیح ثابت نہیں اور اس گفتار سے اسکو یہ مقصود
نہیں کہ لوگوں کو اتباع سنت کی تلقین بتدریج کرے اور آہستہ آہستہ ان کو اتباع سنت

کانوں کو گر دے بلکہ مقصود اظہار زبان آوردی اور عجوبہ گفتاری اور لوگوں میں ممتاز ہونا فصاحت بیانی سے اور حسن ایراد حکایات اور برمحل مثل گوئی سے خلاصۂ کلام یہ ہے کہ قصہ گوئی اور وعظ میں فرق کرنا ضروری امر ہے اور اسکے بعد ہم ایک فصل بیان کرینگے شرائط تذکیر اور وعظ گوئی میں ف مولانا نے فرمایا حکایات عجیبہ نادرہ جیسی قصہ کربلا اور قصۂ وفات اور قصہ معراج کا نہایت طویل عرض کرکے نقل کرنا جو بروایت صحیح ثابت نہیں اور اسیطرح صحابہ کبار کے قصص صحیح اور غلط روایات کو ملا کر ذکر کرنا جس سے اہل علم کے کان بہرے ہو جاویں ایسے ہی حکایات مصداق ہیں اس حدیث کے جو صحیح مسلم میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری پچھلی امت میں کچھ لوگ ہوں گے جو تم سے ایسی حدیثیں نقل کریں گے کہ تم نے اور تمہارے باپوں نے نہیں سنیں تو ان کی صحبت سے آپ کو بچایئو دور رہیو ومنھا الامر بالمعروف والنھی عن المنکر والوضوء والصلوٰۃ بان یری احدا لا یستوعب الغسل فینادی ویل للعراقیب من النار ولا یتم الطمانینۃ فیقول صل فانک لم تصل وفی اللباس والکلام وغیر ذلک قال اللہ تعالی ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون والادب فیھا الرفق واللین وانما العنف والشدۃ شان الامراء والملوک قال اللہ تعالی وجادلھم بالتی ھی احسن اور منجملہ امور مذکورہ کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے وضو میں اور نماز میں کہ اگر دیکھے کسی کو کہ پاؤں کو پورا نہیں دھوتا تو پکار کے کہے کہ عذاب ہے ایڑیوں کو دوزخ کا یا کوئی تعدیل ارکان بہ طمانینت نہیں کرتا تو کہے کہ نماز پھر پڑھ البتہ تو نے نماز نہیں پڑھی بکذا فی الحدیث اور پوشاک اور گفتگو اور انکے سوا اور امور میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چاہیئے حق تعالی فرماتا ہے اور چاہیے کہ تم میں بعضے لوگ دعوت الی الخیر کریں اچھے کام کا امر کریں اور بڑے کام خلاف شرع سے روکیں اور وہی لوگ رستگار فلاح یاب ہیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں تلطف اور نرم کلامی آداب ہے اور سختی اور جبر کرنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں امرا اور سلاطین کا طریقہ ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا اپنے نبی کریم سے مجادلہ کر ان سے اس طریقہ پر جو نیک تر ہے یعنی تلطف اور نرمی سے ومنھا ضر اسانۃ الفقراء وطالبی العلم

بقدر الامکان فان لم یقدر وکان له اخوان موافقون حرضهم وحثهم علی المواساة فاذا وجدت هذه الصفات مجتمعة فی شخص واحد فلا تشکن انه وارث الانبیاء والمرسلین وانه الذی یدعی فی الملکوت عظیما وانه الذی یدعو له خلق الله حتی الحیتان فی جوف الماء کما ورد فی الحدیث فلازمه لا یفوتنك فانه الکبریت الاحمر والله اعلم اور منجملہ امور مذکورہ کے خبرگیری اور حسن سلوک ہے فقراء اور طالب علموں سے بقدر امکان کے اور اگر مقدور نہ ہو اور اس کے برادران دینی موافق مزاج مقدور والے ہوں تو انکو تحریض اور ترغیب دلاوے انکے ساتھ سلوک کرنے کی تو اگر یہ صفات جو مفصل مذکور ہو چکے ایک شخص میں مجتمع ہوں تو ہرگز شک نہ کرنا اس کے وارث الانبیاء والمرسلین ہونے میں اور یہی شخص ملکوت آسمانی میں عظیم الشان مشہور ہے اور ایسے ہی شخص کو خلق اللہ دعا دیتی ہے یہاں تک مچھلیاں پانی کے اندر دعا کرتی ہیں چنانچہ حدیث میں وارد ہے تو اے مخاطب اس کا ساتھ نہ چھوڑیو کہیں ایسے شخص کی صحبت نہ فوت ہو جاوے اس واسطے کہ بلا شک یہ تو کبریت احمر اور اکسیر اعظم ہے واللہ اعلم

ف مولانا نے فرمایا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ فضیلت عالم کی عابد پر جیسے میری فضیلت تمہارے ادنی شخص پر اور آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام دو گروہ پر گذرے اور طالبان علم کی فضیلت ذکر کرکے انہیں میں بیٹھے اور فرمایا اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا یعنی میں تعلیم کے واسطے مبعوث ہوا ہوں اور شاید کہ اسمیں بھید یہ ہے کہ علم حقانی فی نفسہ کمال ہے اور ایسی فضیلت ہے جس سے انسان رب العالمین کا مظہر ہو جاتا ہے اور یہی سر ہے خلافت کا اس واسطے کہ اسی کے سبب سے قوت علمیہ اور قوت عملیہ کی تکمیل ہوتی ہے خلق میں اور اسی کی طرف اشارہ ہے اس آیت میں هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ لہذا اس فصل کے سرے پر مصنف قدس سرہ اس آیت کو لایا واعلم ان کل من انتصب منصب الهدایة والدعوة الی اللہ متی ما اخل فی شیئ من هذه الامور فان فیه ثلمة حتی یسدها اور معلوم کر کہ جو شخص ہدایت اور دعوت الی اللہ کی منصب پر قائم ہو واجب کہ وہ خلل انداز ہوگا کسی امر میں مذکورہ سے تو اس میں رخنہ ہے تا اینکہ اسکو بند کرے یعنی اس صفت

کو حاصل کرے تب کامل ہو وے یعنی کامل مطلق فی الواقع وہ ہے جو علم ظاہر اور علم باطن دونوں کا جامع ہو ورنہ نقصان سے خالی نہیں عالم ظاہر تحصیل نسبت باطن کا محتاج ہے اور باطنی نسبت والا اکتساب کے حاصل کرنے کا حاجت مند ہے تا جامع النورین اور مجمع البحرین اور یادگار اولیائے سابقین اور وارث الانبیاء والمرسلین ہو جاوے۔ وَاَنَا اُوْصِیْ طَالِبَ الْحَقِّ بِاُمُوْرٍ مِنْهَا اَنْ لَا يَصْحَبَ الْاَغْنِيَاءَ اِلَّا لِدَفْعِ مَظْلِمَةٍ عَنِ النَّاسِ اَوْ بَعْثِ عَامَّتِهِمْ عَلَى الْخَيْرِ وَهٰذَا هُوَ وَجْهُ التَّوْفِيْقِ بَيْنَ الْاَحَادِيْثِ الدَّالَّةِ عَلٰى ذَمِّ صُحْبَةِ الْمُلُوْكِ وَبَيْنَ مَا صَحِبَهُمْ كَثِيْرٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ الْبَرَرَةِ اور میں وصیت کرتا ہوں طالب حق کو چند امور کی از انجملہ یہ ہے کہ اغنیاء اور امراء کی صحبت نہ رکھے مگر بہ نیت دفع کرنے ظلم کے خلق پر سے یا ان کو مستعد کرنے کے واسطے خیر پر اور یہی وجہ ہے جس سے ان احادیث کو درمیان میں جو صحبت ملوک کی مذمت پر دلالت کرتی ہیں اور درمیان اسکے کہ اکثر علمائے صالحین نے انکی صحبت اختیار کی ہے اتفاق ہو کر تعارض دفع ہوتا ہے۔ وَمِنْهَا اَنْ لَا يَصْحَبَ جُهَّالَ الْمُتَعَبِّدِيْنَ وَلَا الْمُتَقَشِّفَةَ مِنَ الْفُقَهَاءِ وَلَا الظَّاهِرِيَّةَ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ وَلَا الْغُلَاةَ مِنْ اَصْحَابِ الْمَعْقُوْلِ وَالْكَلَامِ بَلْ يَكُوْنُ عَالِمًا صُوْفِيًّا زَاهِدًا فِي الدُّنْيَا دَائِمَ التَّوَجُّهِ اِلَى اللّٰهِ مُنْصَبِغًا بِالْاَحْوَالِ الْعَلِيَّةِ رَاغِبًا فِي السُّنَّةِ مُتَتَبِّعًا لِحَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاٰثَارِ الصَّحَابَةِ طَالِبًا لِشُرُوْحِهَا وَبَيَانِهَا مِنْ كَلَامِ الْفُقَهَاءِ الْمُحَقِّقِيْنَ الْمَائِلِيْنَ اِلَى الْحَدِيْثِ وَمِنَ النُّظَّارِ اَصْحَابِ الْعَقَائِدِ الْمَاْخُوْذَةِ مِنَ السُّنَّةِ النَّاظِرِيْنَ فِي الدَّلِيْلِ الْعَقْلِيِّ تَبَعًا وَاَصْحَابِ السُّلُوْكِ الْجَامِعِيْنَ بَيْنَ الْعِلْمِ وَالتَّصَوُّفِ غَيْرِ الْمُتَشَدِّدِيْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَالْمُتَّقِيْنَ زِيَادَةً عَلَى السُّنَّةِ وَلَا يَصْحَبُ اِلَّا مَنِ اتَّصَفَ بِهٰذِهِ الصِّفَاتِ اور از انجملہ یہ وصیت ہے کہ صحبت نہ اختیار کرے صوفیان جاہل کی اور نہ جاہلان عبادت شعار کی اور نہ فقیہوں کی جو زاہد خشک ہیں اور نہ محدثین ظاہری کی جو فقہ سے عداوت رکھتے ہیں اور نہ اصحاب معقول اور کلام کی جو منقول کو ذلیل سمجھ کر استدلال عقلی میں افراط کرتے ہیں بلکہ طالب حق کو چاہیئے

---

[1] امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں من تصوف ولم يتفقه فقد تزندق ومن تفقه ولم يتصوف فقد تفسق ومن جمع بينهما فقد تحقق یعنی جو صوفی ہوا اور فقہ [illegible] حاصل کی پس بلا شبہ زندیقی ہو یعنی کھیٹ کافر اس لئے کہ اس میں نہیں ہوتا کہ دین کی بربادکر لیسے اور جو کوئی فقیہ ہوا اور تصوف نہ حاصل کیا پس

کہ عالم صوفی ہو دنیا کا تارک ہر دم اللہ کو دھیان میں حالات بلند میں ڈوبا سنت مصطفویہ میں راغب حدیث اور آثار صحابہ کرام کا متجسس حدیث اور آثار کی شرح اور بیان کا طالب کرنے والا ان فقیہان محققین کی کلام سے جو حدیث کیطرف مائل ہیں نظر سے اور اُن اصحاب عقائد کی کلام سے جنکے عقائد ماخوذ ہیں سنت سے جو ناظر ہیں دلیل عقلی میں بطریق تبرع اور عدم لزوم کو اور ان اصحاب سلوک کی کلام سے جو جامع ہیں علم اور تصوف کی تشدد کرنیوالے نہیں اپنے نفوس پر اور نہ وقف کرنیوالی سنت نبویہ پر بڑھکر اور نہ صحبت اختیار کرے مگر اس شخص کی جو متصف بصفات مذکورہ ہی ف مصنف قدس سرہٗ نے مرد حق پرست کو عنایت شفقت سے اہل نقصان کی صحبت سے منع فرمایا تا صحبت ان اشخاص کی راہزن دین نہو حافظ شیراز علیہ الرحمۃ نے فرمایا شعر نخست موعظت پیر صحبت ایں سخن است ؛ کہ از مصاحب ناجنس احتراز کنید ؛ صوفی جاہل اور عابد بے علم بدعت اور الحاد سے کمتر خالی ہوتا ہے سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا شعر خیالات نادان خلوت نشین ؛ بہم بر کند عاقبت کفر و دین ؛ اور فقیہ زاہد خشک نور باطن اور برکات قلبیہ سے ناواقف اور ظاہری محدثین فہم دقیق اور مغز شریعت سے محروم اور غالیان اصحاب معقول اکثر عقائد اسلامیہ میں متردد نا منکر اور برکات ایمانیہ اور نور عبودیت سے بیگانہ بخلاف اس مرد کامل الوجود کے جو کمالات ظاہرہ اور باطنہ کی جامعیت سے مجمع البحار اور مطلع الانوار ہو کر وارث سید الابرار ہے ایسے فرد کامل کی صحبت سے بھائی سعادت ہے حق تعالیٰ اپنی رحمت بے غایات سے ہم کو نصیب کرے آمین ثم آمین وَمِنْهَا اَنْ لَا يَتَكَلَّمَ فِي تَرْجِيْحِ مَذَاهِبِ الْفُقَهَاءِ بَعْضِهَا عَلٰى بَعْضٍ بَلْ يَضَعُهَا كُلَّهَا عَلَى الْقَبُوْلِ بِجُمْلَةٍ وَيَتَّبِعُ مِنْهَا مَا وَافَقَ صَرِيْحَ السُّنَّةِ وَمَعْرُوْفَهَا فَاِنْ كَانَ الْقَوْلَانِ كِلَاهُمَا مُخْرَجَيْنِ اتَّبَعَ مَا عَلَيْهِ الْاَكْثَرُوْنَ فَاِنْ كَانَ سَوَاءً فَهُوَ بِالْخِيَارِ وَيَجْعَلُ الْمَذَاهِبَ كُلَّهَا مَذْهَبٍ وَاحِدٍ مِنْ غَيْرِ تَعَصُّبٍ

اور از انجملہ یہ ہے کہ گفتگو نہ کرے فقہائے کبار کے مذاہب میں ایک کو دوسرے پر ترجیح دیکر بلکہ جمیع مذاہب حقہ کو بالاجمال مقبول جانے اور ان میں سے اس پر چلے جو صریح اور مشہور سنت کے موافق ہو سو اگر کسی صورت میں فقہا کے دو قول اور دونوں ماخوذ مستنبط ہوں سنت سے تو اس قول پر چلے جس پر

اکثر فقہا ہیں اور اگر دونوں طرف کثرت فقہا برابر ہی تو وہ مختار ہے. چاہے اس قول پر عمل کرے چاہے دوسرے پر اور ائمہ اربعہ کی مذاہب کو ایک مذہب جانے بدون تعصب کے ق چونکہ جمہور اہل سنت کے نزدیک مذاہب اربعہ میں حق دائر ہے لہذا اسکو مجملاً حق جاننے کو فرمایا اور ترجیح مذہب کی گفتگو سے اسواسطے منع کیا کہ ایک مذہب کو ترجیح دینا اکثر اذہان میں مذاہب باقیہ کی تنقیص اور تذلیل کا باعث ہو جاتا ہے چنانچہ اسی سبب سے بعضے حنفی امام شافعی کے مذہب کو برا کہنے لگتے ہیں اور بعضے شافعی متعصب مذہب حنفی پر طعن کرتے ہیں اسی بہید سے افضل الخلق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یونس علیہ السلام سے مجکو افضل نہ کہو واللہ اعلم مصنف نے حاشیہ منہیہ میں فرمایا صریح سنت سے وہ مراد ہے جس کا مطلب ماہرین لغت عرب کے افہام میں متبادر ہو اور معرفت سے مراد وہ ہے جو بخاری اور مسلم میں متفق علیہ ہو یا ترمذی اور ابوداؤد اور انکے سوا اور ائمہ حدیث نے اسکی روایت اور تصحیح کی ہو اور سب مذاہب فقہا کو ایک مذہب کر ڈالنے کا یہ مطلب ہے کہ اسکا اعتقاد کرے کہ فیما بین شافعیہ اور حنفیہ کا اختلاف ویسا ہی جیسے حنفیوں کا اختلاف بعض کیساتھ آپس میں تو وہ شخص درصورت اختلاف مختار ہے یا طالب ترجیح ہو کثرت قائلین سے یا موافق حدیث صریح سے اور مخرج سے مراد وہ ہے جس پر صریح نص نہ دلالت کرے لیکن نص اسکی نظیر میں وارد ہے سو فقہا نے اس پر قیاس کر لیا ہے یا سنت سے قاعدہ کلیہ ظاہر ہوا ہے جس سے جواب اس مسئلہ کا نکلتا ہے یا نص اس طرح پر وارد ہے کہ نص دوسرے مقدمے کیساتھ ملکر جواب مسئلہ کے مقتضی ہے یا نص اس طرح پر وارد ہے کہ اس حکم کیطرف مشیر ہے مترجم کہتا ہے کہ موافقت حدیث صریح معروف کو جو مرجحات عمل سے قرار دیا سو اس عالم محقق ماہر فی الحدیث کی حق میں ہے جو اسانید اور متون حدیث پر محیط ہے اور معرفت صحیح ناسخ اور منسوخ ہو دل پر قادر ہو حدیث صحیح صریح غیر معارض کی اتباع کہتا ہو چنانچہ مصنف قدس سرہ اور سائر علمائے محققین کی تصانیف سے یہ امر مفہوم ہوتا ہے اور وہ کلم تابیہ مخاطب اس کلام کا نہیں

لہ صحیح ہے یہ یا اسلئے کفایہ میں لکھا ہے العامی اذا سمع حدیثا لیس لہ ان یاخذ بظاہرہ لجواز ان یکون مصروفا عن ظاہرہ او منسوخا بخلاف الفتوی انتہی اور تفریح شرح تحریر میں مولانا عبد العلی لکھتے ہیں لیس للعامی الاخذ بظاہر الحدیث لجواز کونہ مصروفا عن ظاہرہ او منسوخا بل علیہ الرجوع الی الفقہاء اور یہ بات ظاہر

جو مشکوٰۃ یا کوئی اور کتاب حدیث کا فقط ترجمہ دریافت کر کے آپکو محدث قرار دیتا ہو شعر
تکیہ بر جائی بزرگان نتوان زد بگزاف ؛ مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی ؛ ومنہا ان
لا یتکلم فی ترجیح طرق الصوفیۃ بعضہا علی البعض ولا ینکر علی المغلوبین منہم ولا
علی المأولین فی السماع وغیرہ ولا یتبعہم ہو نفسہ الا ما ہو ثابت فی السنۃ ومشی علیہ
اصحاب العلم من المحققین الراسخین واللہ الموفق والمعین۔ اور از انجملہ یہ ہے کہ گفتگو نہ
کرے صوفیوں کے طریقوں میں بعض کو بعض پر ترجیح دیکر اور جو ان میں مغلوب الحال
ہیں ان پر انکار نہ کرے اور نہ ان پر جو سماع وغیرہ میں تاویل کرتے ہیں اور خود پیروی
نہ کرے مگر اسکی جو سنت سے ثابت ہے اور جس پر وہ اہل علم چلے ہیں جو منجملہ محققین راسخین ہیں اور حق
تعالیٰ توفیق دینے والا ہے اور مددگار ف اولیائے طریقت کے طریقے حصول نسبت اور
وصول الی اللہ کو جامع ہیں پھر یوں کہنا کہ طریقہ نقشبندیہ افضل و راجح ہے قادریہ
اور چشتیہ سے یا عکس اسکے کہنا بے فائدہ ہے جسکو سہل معلوم ہوا اور پسند آوے وہ اسکو
اختیار کرے اور یہ جو فرمایا کہ سالک مغلوب الحال وغیرہ پر انکار نہ کرے سو بیان ہے
خواجہ نقشبند رح کے قول کا کہ نہ انکار می کنم و نہ این کار می کنم یعنی معلومین اہل سماع وغیرہ
پر انکار اسواسطے نہیں کہ وہ تاویل سے یہ فعل کرتے ہیں تحلیل حرام صریحاً نہیں
کرتے جو انکا انکار واجب ہو اور پیروی انکی اسواسطے منع فرمائی کہ یہ امر مسنون
نہیں چنانچہ حضرت مصنف رح نے دوسرے رسالہ میں فرمایا خذ ما صفا ودع ما کدر
نسبت صوفیہ غنیمت کبری است و رسوم ایشان ہیچ نمی ارزد

فصل دسویں

اس فصل میں آداب تذکیر اور وعظ گوئی کے مذکور ہیں جسکے بیان کا مصنف قدس
سرہ العزیز نے وعدہ کیا تھا قال اللہ تعالیٰ لرسولہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فذکر
انما انت مذکر وقال لکلیمہ موسیٰ علیہ السلام وذکرہم

لہ ظاہراً مغلوبین سے مجاذیب و مغلوب الحال مراد ہیں اور مؤولین فی السماع سے وہ صوفی مراد ہیں کہ سماع میں اظہار
شوق الٰہی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بعض احادیث سے تسننا غنا کا حضرت سے ثابت ہے پس مجاذیب پر عدم انکار ظاہر
ہے کہ وہ دائرہ تکلیف سے خارج ہیں اور مؤولین کی وجہ عدم انکار کی وہی ہے جو مترجم علیہ الرحمہ نے
لکھی لیکن مقلدین مذہب حنفی کو بجز قائل ہونے حرمت کے کچھ نہیں بنتی کہ در مختار اور بنایا اور بحر وغیرہ میں
ہے صریح حرمت غنا کی ثابت ہے اگرچہ بعض نے اعراس وغیرہ میں مباح بھی لکھا ہے لیکن بحسب قاعدہ
اذا اجتمع الحلال مع الحرام کے مباح کرنا درست نہیں ہے ۱۲ واللہ اعلم

بِاَیَّامِ اللّٰہِ فَالتَّذْکِیْرُ رُکْنٌ عَظِیْمٌ وَالتَّکَلُّمُ فِیْ صِفَۃِ الْمُذَکِّرِ وَکَیْفِیَّۃِ التَّذْکِیْرِ وَالْغَایَۃِ الَّتِیْ یَطْلُبُہَا الْمُذَکِّرُ مِنْ اَیِّ عُلُوْمٍ یَسْتَمِدُّ وَمَا اَرْکَانُہٗ وَمَا اٰدَابُ الْمُسْتَمِعِیْنَ وَمَا الْاٰفَاتُ الَّتِیْ تَعْتَرِیْ فِیْ وُعَّاظِ زَمَانِنَا وَمِنَ اللّٰہِ الْاِسْتِعَانَۃُ حق تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ سمجھایا جبکہ اگر تو ہی تذکرہ اور واعظ ہے اور اپنے ہم کلام موسیٰ سے فرمایا کہ ان کو یاد دلا یا کر وقائع سابقہ کو نص قرآنی سے معلوم ہوا کہ تذکیر اور وعظ گوئی دین میں رکن عظیم ہے اور ہمکو چاہیئے کہ کلام کریں تذکرہ کی صفت میں اور تذکیر کی کیفیت میں اور اس غایت میں جو تذکرہ کا مقصود اصلی ہو اور کس علم سے وعظ گوئی کی استمداد اور تذکیر کے کیا ارکان ہیں اور وعظ سننے والوں کو کیا آداب ہیں اور کیا کیا آفتیں ہمارے زمانہ کے واعظوں کو وعظ میں پیش آتی ہیں اور اللہ سے درخواست مددگاری کی ہے۔ فَاَمَّا الْمُذَکِّرُ فَلَا بُدَّ اَنْ یَّکُوْنَ مُکَلَّفًا عَدْلًا کَمَا اشْتَرَطُوْا فِیْ رَاوِی الْحَدِیْثِ وَالشَّاہِدِ سو تذکرہ اور واعظ کو ضرور ہے کہ مکلف یعنی مسلمان عاقل بالغ ہو اور عادل یعنی متقی ہو جیسا کہ راوی حدیث و شاہد میں علما نے وہ تکلیف اور عدالت شرط کی ہے مولانا نے فرمایا کہ لڑکا اور دیوانہ اور کافر اور فاسق اور صاحب بدعت جیسے شیعہ اور خارجی لائق تذکیر نہیں مُحَدِّثًا مُفَسِّرًا عَالِمًا بِجُمْلَۃٍ کَافِیَۃٍ مِّنْ اَخْبَارِ السَّلَفِ الصَّالِحِیْنَ وَسِیَرِہِمْ اور واعظ کو ضرور ہے کہ محدث اور مفسر ہو اور سلف صالح یعنی صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کی اخبار اور سیرت سے فی الجملہ بقدر کفایت کے واقف ہو وَنَعْنِیْ بِالْمُحَدِّثِ الْمُشْتَغِلَ بِکُتُبِ الْحَدِیْثِ بِاَنْ یَّکُوْنَ قَرَأَ لَفْظَہَا وَفَہِمَ مَعْنَاہَا وَعَرَفَ صَحِیْحَہَا وَسَقِیْمَہَا وَلَوْ بِاِخْبَارِ حَافِظٍ اَوْ اِسْتِنْبَاطِ فَقِیْہٍ وَکَذٰلِکَ بِالْمُفَسِّرِ الْمُشْتَغِلَ بِشَرْحِ غَرِیْبِ کِتَابِ اللّٰہِ وَتَوْجِیْہِ مُشْکِلِہٖ وَبِمَا رُوِیَ عَنِ السَّلَفِ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ اور محدث سے ہم یہ مراد لیتے ہیں کہ کتب حدیث یعنی صحاح ستہ وغیرہا سے شغل رکھتا ہو اس طرح پر کہ حدیث کے الفاظ کو اسناد سے پڑھ کر سند حاصل کر چکا ہو اور انکے معانی کو سمجھا ہو اور احادیث کی صحت اور ضعف کو معلوم کر چکا ہو اگرچہ معرفت صحت اور سقم کی حافظ حدیث یا استنباط فقیہ سے ثابت ہوگئی ہو اور اسی طرح مفسر سے ہم یہ مراد لیتے ہیں کہ قرآن کی شرح غریب سے مشغول ہو اور آیات مشکلہ کی توجیہ اور تاویل سے واقف ہو اور جو سلف سے تفسیر قرآن روایت ہوئی

لہ اور فرمایا وَذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی نصیحت کیا کر نصیحت نفع دیتی ہے مومنوں کو ۱۲

لہ تذکرہ وعظ کہنے والا اور تذکیر وعظ کہنا اور نصیحت کرنا ۱۲ ق

ہے اسکو جانتا ہو ویستحب مع ذلک ان یکون فصیحا لا یتکلم مع الناس الا قدر
فهمهم وان یکون لطیفا ذا وجه ومروءة اور اسکے ساتھ مستحب ہے کہ فصیح یعنی
صاف ہو نہ گفتگو کرتا ہو لوگوں کیساتھ مگر بقدر انکے فہم کے اور یہ کہ مہربان صاحب وجاہت
اور مروت ہو۔ ف مولانا نے فرمایا بالاتر از فہم کی گفتگو اسواسطے منع ہوئی کہ علی مرتضی کرم اللہ
وجہہ نے فرمایا کہ گفتگو کیا کرو لوگوں سے اسقدر جتنا انکی سمجھ میں آوے کیا تم یہ چاہتے
ہو کہ اللہ اور رسول کی لوگ تکذیب کریں یعنی جب لوگ ایسا کلام سنینگے جو انکی عقل
میں نہیں آتا ہو تو اسکا انکار کرینگے مترجم کہتا ہے پس معلوم ہوا کہ واعظ کو دقائق توحید
اور مسائل مشکلہ فقہ کی عوام کے روبرو ذکر کرنا بہتر نہیں کہ اسمیں ضلالت کا خوف ہے مولانا نے فرمایا
کہ واعظ کی وجاہت یعنی بزرگی اسواسطے مستحب ہوئی کہ جو شخص لوگوں میں بے حقیقت ہے اسکا کلام
اثر نہیں کرتا اگرچہ وہ حق کہتا ہو اور واعظ میں مروت یعنی جوانمردی اور حسن سلوک کا عمل اسواسطے
مطلوب ہوا کہ جسمیں یہ صفت حاصل نہیں وہ ان لوگونکی مشابہ ہے جنکا قول فعل کے موافق نہیں تو
ایسے شخص کو وعظ سے فائدہ تذکیر کا حاصل نہیں واما کیفیة التذکیر ان لا یذکر الا
غبا ولا یتکلم وفیهم ملال بل اذا عرف فیهم الرغبة ویقطع عنهم وفیهم رغبة اور
کیفیت وعظ گوئی کی یہ ہے کہ وعظ نہ کہے مگر فاصلہ دیکر یعنی ہر روز ہر وقت نہ کہا کرے اور نہ کلام
کرے اس حالت میں جب سامعین کو ملال اور افسردگی ہو بلکہ اسوقت وعظ شروع کرے جب لوگوں میں
رغبت اور شوق کو دریافت کرلے اور قطع کلام کرے درصورتیکہ انمیں رغبت باقی ہو ف مترجم
کہتا ہے اسواسطے کہ سماع بلا رغبت میں تاثیر نہیں ہوتی سعدی علیہ الرحمة نے فرمایا مصرع از آن
پیش + بس کن کہ گویند بس × وان یجلس فی مکان ظاهر کالمسجد وان یبدأ الکلام
بحمد الله والصلوة علی رسول الله صلی الله علیه وسلم ویختم بهما ویدعو
للمؤمنین عموما وللحاضرین خصوصا اور یہ کہ وعظ کہنے کو پاک مکان میں بیٹھے چنانچہ مسجد میں
اور یہ کہ حمد اور درود سے کلام شروع کرے اور انہی پر ختم بھی کرے اور دعا کرے اہل ایمان
کیواسطے عموما اور حاضر لوگونکے واسطے خصوصا ولا یتخصص فی الترغیب او الترهیب فقط
بل هو یشوب کلاما من هذا او من ذلک کما هو سنة الله من ارداف
الوعد بالوعید والبشارة بالانذار اور یہ کہ مخصوص نہ کرے کلام کو فقط خوشخبری
سنانے اور شوق دلانے میں یا فقط خوف دلانے اور ڈرانے میں بلکہ کلام کو ملاتا جلاتا رہے

ہے

کبھی اُس سے اور کبھی اس سے جیسا کہ حق تعالیٰ کی عادت ہے قرآن مجید میں وعدہ کے پیچھے وعید کا لانا اور بشارت کیساتھ انذار اور تخویف کو ملانا ف اسواسطے کہ فقط ترغیب سے آدمی بیباک ہوجاتا ہے اور فقط ترہیب سے یاس اور ناامیدی حاصل ہوتی ہے تو ہر ایک کو اپنے اپنے موقع پر ذکر کرنا چاہیئے مصرع جو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است ؎ وَأَنْ يَكُوْنَ مُيَسِّرًا لَا مُعَسِّرًا وَيُعَمِّمَ بِالْخِطَابِ وَلَا يَخُصَّ طَائِفَةً دُوْنَ طَائِفَةٍ وَأَلَّا يُشَافِهَ بِذَمِّ قَوْمٍ أَوِ الْإِنْكَارِ عَلَى شَخْصٍ بَلْ يُعَرِّضَ مِثْلَ أَنْ يَقُوْلَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَفْعَلُوْنَ كَذَا وَكَذَا اور واعظ کو لازم ہے کہ آسانی کرنیوالا ہو نہ سختی کرنیوالا اور یہ کہ خطاب کو عام کرے اور خاص نہ کرے ایک گروہ کی خطاب کو دوسرے گروہ کو چھوڑ کر اور کسی قوم مخصوص کی مذمت یا کسی شخص معین پر انکار بالمشافہہ نہ کرے بلکہ بطریق اشارہ کہے چنانچہ یوں کہے کہ کیا حال ہے لوگوں کا کہ ایسا ایسا کرتے ہیں ف مولانا نے فرمایا کہ بالمشافہہ مذمت اور انکار واعظ کی عداوت باطنی پر محمول ہوگا اُس قوم اور شخص معین کے ساتھ تو بعید نہیں ہے کہ بعضے سامعین کا دل منقبض ہو اور دلوں سے اسکی دیانت اور صداقت جاتی رہے تو تذکیر کا فائدہ نہ حاصل ہوگا وَلَا يَتَكَلَّمُ بِسَقَطٍ وَهَزْلٍ اور وعظ میں کلام ساقط الاعتبار اور بیہودہ نہ بولے ف اسواسطے کہ کلام سخیف اور خوش طبعی کی بات رعب اور ہیبت کو کھو دیتی ہے تو غرض تذکیر میں خلل واقع ہوگا وَيُحَسِّنَ الْحَسَنَ وَيُقَبِّحَ الْقَبِيْحَ وَيَأْمُرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ لَا يَكُوْنُ إِمَّعَةً اور خوبی بیان کرے نیک بات کی اور برائی کھولدے امر قبیح کی اور معروف شرعی کا امر کرے اور منکر سے نہی کرے اور مرد ہرجائی کا سا مذہب نہو کہ جس محفل میں جاوے انکی خواہش نفسانی کے موافق وعظ کرے وَأَمَّا الْغَايَةُ الَّتِيْ يَلْحَظُهَا فَيَنْبَغِيْ أَنْ يَزْرَعَ فِيْ نَفْسِهِ صِفَةَ الْمُسْلِمِ فِيْ أَعْمَالِهِ وَحِفْظِ لِسَانِهِ وَأَخْلَاقِهِ وَأَحْوَالِهِ الْقَلْبِيَّةِ وَمَا دَاوَمُوْا عَلَى الْأَذْكَارِ ثُمَّ لِيَتَحَقَّقَ فِيْهِمْ تِلْكَ الصِّفَةُ بِكَمَالِهَا بِالتَّدْرِيْجِ عَلَى حَسَبِ فَهْمِهِمْ فَيَأْمُرُ أَوَّلًا فَضَائِلَ الْحَسَنَاتِ وَمَسَاوِي السَّيِّئَاتِ فِي اللِّبَاسِ وَالزِّيِّ وَالصَّلٰوةِ وَغَيْرِهَا فَإِذَا تَأَدَّبُوْا فَلْيَأْمُرْ بِالْأَذْكَارِ فَإِذَا أَثَّرَ فِيْهِمْ فَلْيَحُضَّهُمْ عَلَى ضَبْطِ اللِّسَانِ وَالْقَلْبِ وَلْيَسْتَعِنْ فِيْ تَأْثِيْرِ هٰذِهٖ فِيْ قُلُوْبِهِمْ بِذِكْرِ أَيَّامِ اللّٰهِ وَوَقَائِعِهِ مِنْ بَاهِرِ أَفْعَالِهِ وَنَصْرِهِمْ وَتَعْذِيْبِهِ

لِلْمَرْءِ فِي اللّٰهِ بِنَبَأَتِهِ بِهَوْلِ الْمَوْتِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشِدَّةِ يَوْمِ الْحِسَابِ وَعَذَابِ النَّارِ كَذٰلِكَ بِذِكْرِ تَرْغِيْبَاتٍ عَلٰى حَسَبِ مَا ذَكَرْنَا اور غایت وعظ کی جو مقصود ہے سو مناسب یوں ہے کہ اپنے دل میں تصور کرے مسلمان کی صفت کو اسکے اعمال میں اور اسکے حفظ لسان اور اخلاق میں اور اسکے حالات قلبی اور اسکے اذکار کی مداومت میں پھر چاہیئے کہ اسی صفت متخیلہ کو علی وجہ الکمال سامعین میں ثابت اور متحقق کرے اندک اندک انکے فہم کے موافق تو پہلے حسنات کی خوبیوں اور سیئات کی برائیوں کا امر کرے لباس اور شکل اور نماز وغیرہ میں پھر جب اسکے خوگر ہو جاویں تو انکو اذکار کی تلقین کرے پھر جب انمیں ذکر کا اثر معلوم ہو تو انکو رغبت اور شوق دلاوے زبان اور دل کے روکنے پر اقوال قبیحہ اور اخلاق ذمیمہ سے اور انکی وہ نمیں ان امور کی تاثیر کرنے میں اعانت چاہیے ایام سابقہ اور وقائع گذشتہ کے ذکر کرنے سے بجملہ حق تعالی کے افعال ظاہرہ اور اسکی تصریف اور تعذیب جو اگلی امتوں پر دنیا میں ہو چکی ہے پھر استعانت چاہے موت کی دہشت اور قبر کے عذاب اور شدت یوم الحساب اور دوزخ کے عذاب ذکر کرنے سے اور اسیطرح ذکر ترغیبات سے استعانت چاہے اسکے موافق جیسا ہم مذکور کر چکے ہیں وَأَمَّا اِسْتِمْدَادُهُ يَكُنْ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَلٰى تَاوِيْلِ الظَّاهِرِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ الْمَعْرُوْفَةِ عِنْدَ الْمُحَدِّثِيْنَ وَأَقَاوِيْلِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَغَيْرِهِمْ مِنْ صَالِحِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَبَيَانِ سِيْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور وعظ گوئی کی استمداد کو کتاب اللہ سے چاہیے اسکی ظاہر تاویل یعنی تفسیر کے موافق اور حدیث نبوی سے جو محدثین کے نزدیک معروف ہے اور صحابہ اور تابعین اور انکے سوا اور مومنین صالحین کے اقوال سے اور سیرۂ نبوی کے بیان کرنے سے ف مولانا نے فرمایا کہ قرآن کی تاویل ظاہر سے وہ مراد ہے جو لفظ قرآن کے اندر سے مفہوم عند الاطلاق ہو اور اعتبارات صوفیانہ اور اشارات فاضلانہ اور نکات اور لطائف شاعرانہ کو مقام وعظ میں ذکر کرنا ہرگز لائق اور مناسب نہیں اسواسطے کہ سامعین چونکہ مفہوم ظاہر اور اشارے میں فرق نہیں کرتے تو اعتبارات اور اشارات کو تفسیر پر محمول کرینگے اور گمراہ ہوں گے چنانچہ ہمارے زمانے کے واعظین میں سے ایک واعظ نے مقطعات قرآنیہ کے معنے میں خوض شروع کیا مانند نکات شاعرانہ کے یہانتک اسکی جہالت کی نوبت پہونچی کہ اس نے طٰہٰ کی تفسیر کی بحساب جمل کہ چودہ عدد ہوئے تو یہ خطاب ہے خدا کا اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہ اے چودھویں رات کے چاند نعوذ باللہ اس واعظ کی جہالت اور بے

تیا زی اس کو کہاں کھینچ لے گئی اور یہ فرمایا کہ حدیث معروف کو ذکر کرے تو معلوم ہوا کہ موضوعات اور منکرات اور ان احادیث کا ذکر کرنا جن کی کچھ اصل اہلحدیث کے نزدیک ثابت نہیں جائز نہیں وَلَا يَذْكُرُ الْقَصَصَ الْمُجَازَفَةَ فَإِنَّ الصَّحَابَةَ أَنْكَرُوا عَلَى ذٰلِكَ أَشَدَّ الْإِنْكَارِ وَأَخْرَجُوا أُولٰئِكَ مِنَ الْمَسَاجِدِ وَضَرَبُوهُمْ وَأَكْثَرُ مَا يَكُونُ هٰذَا فِي الْإِسْرَائِيلِيَّاتِ الَّتِي لَا يُعْرَفُ صِحَّتُهَا وَفِي السِّيَرِ وَشَانِ نُزُوْلِ الْقُرْاٰنِ اور واعظ کو چاہیئے کہ بیہودہ قصوں کو جو بروایت صحیح ثابت نہیں ہیں ذکر نہ کرے اس واسطے کہ صحابہ کرام نے قصہ خوانی پر سخت انکار کیا ہے اور قصہ خوانوں کو مساجد سے نکال دیا ہے یا ان کو مارا ہے اور یہ وہی قصے اکثر اہل کتاب کی روایات میں ہوتے ہیں جن کی صحت معلوم نہیں اور سیرت اور قرآن کی شان نزول میں وَأَمَّا أَرْكَانُهُ فَالتَّرْغِيْبُ وَالتَّرْهِيْبُ وَالتَّمْثِيْلُ بِالْأَمْثَالِ الْوَاضِحَةِ وَالْقَصَصِ الْمُرَقِّقَةِ وَالنِّكَاتِ النَّافِعَةِ فَهٰذَا طَرِيْقُ التَّذْكِيْرِ وَالشَّرْحِ اور وعظ کے ارکان تو ترغیب اور ترہیب ہے اور مثال کھلی مثالوں سے اور صحیح قصے دل کے نرم کرنے والے اور نکات منفعت بخش سو یہ طریقہ ہے تذکیر اور شرح کا وَالْمَسْئَلَةُ الَّتِي يَذْكُرُهَا إِمَّا مِنَ الْحَلَالِ أَوِ الْحَرَامِ أَوْ مِنْ بَابِ آدَابِ الصُّوْفِيَّةِ أَوْ مِنْ بَابِ الدَّعْوَاتِ أَوْ مِنْ عَقَائِدِ الْإِسْلَامِ فَالْقَوْلُ الْجَلِيُّ إِنَّ هُنَاكَ مَسْئَلَةٌ يَعْلَمُهَا وَطَرِيْقًا فِي تَعْلِيْمِهَا اور جس مسئلے کو واعظ ذکر کرے چاہیئے کہ وہ قسم حلال سے ہو یا حرام سے یا آداب صوفیہ سے یا دعوات کے باب سے یا عقائد اسلام سے پس ظاہر قول یہ ہے کہ بیان کرے واعظ وہ مسئلہ جسکو جانتا ہو اور اسکے سکھانیکا طریق معلوم ہو وَأَمَّا آدَابُ الْمُسْتَمِعِيْنَ فَأَنْ يَسْتَقْبِلَ الْمُذَكِّرَ وَلَا يَلْعَبُوْا وَلَا يَلْغَطُوْا وَلَا يَتَكَلَّمُوْا فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَلَا يُكْثِرُوا السُّؤَالَ مِنَ الْمُذَكِّرِ فِي كُلِّ مَسْئَلَةٍ بَلْ إِذَا عَرَضَ خَاطِرُهُ فَإِنْ كَانَ لَا يَتَعَلَّقُ بِالْمَسْئَلَةِ تَعَلُّقًا قَوِيًّا أَوْ كَانَ دَقِيْقًا لَا يَحْتَمِلُهُ فُهُوْمُ الْعَامَّةِ فَلْيَسْكُتْ عَنْهُ فِي الْمَجْلِسِ الْحَاضِرِ فَإِنْ شَاءَ سَأَلَهُ فِي الْخَلْوَةِ وَإِنْ كَانَ لَهُ تَعَلُّقٌ قَوِيٌّ كَتَفْصِيْلِ إِجْمَالٍ وَشَرْحِ غَرِيْبٍ فَلْيَنْتَظِرْ حَتّٰى إِذَا انْقَضٰى كَلَامُهُ سَأَلَهُ اور وعظ کی سماعت کرنے والوں کے آداب سو یہ ہیں کہ مذکر کے سامنے ہوں اور لہو و لعب کریں اور شور نہ مچائیں اور آپس میں وعظ کے اندر باتیں نہ کریں اور بہر امر میں واعظ سے سوال نہ کریں بلکہ اگر سامع کو کوئی خطر عارض ہو تو اگر اسکو مسئلہ

مذکورہ کے ساتھ تعلق قوی نہ ہو یا تعلق ہو مگر مسئلہ دقیق ہو جسکو عوام کی فہم نہیں اٹھا سکتی تو اس سوال سے سکوت اختیار کرے حاضرین مجلس میں پھر اگر چاہے تو اسکو خلوت میں پوچھ لے اور اگر اسکو مسئلہ کے ساتھ قوی تعلق ہو جیسے مفصل کرنا مجمل کا اور مشکل لغت کا دریافت کرنا تو منتظر رہے تا اینکہ اسکا کلام آخر ہو تو دریافت کرلے وَلْیُعِدِ الْمُذَکِّرُ کَلَامَهٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ اور چاہیے کہ وعظ کا کہنے والا اپنے کلام کو تین بار اعادہ کرے **ف** بخاری میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب کلام فرماتے تھے تو تین[1] بار اعادہ فرماتے تھے تا خوب سمجھ میں آجاوے فَاِنْ کَانَ هُنَاکَ اَهْلُ لُغَاتٍ شَتّٰی فَالْمُذَکِّرُ یَهْدُرُ اَنْ یَّتَکَلَّمَ بِاَلْسِنَتِهِمْ فَلْیَفْعَلْ ذٰلِکَ وَلْیَجْتَنِبْ دِقَّةَ الْکَلَامِ وَاِجْمَالَهٗ سو اگر مجلس وعظ میں کئی قسم کی بولی والے لوگ ہوں اور واعظ انکی زبان پر قادر ہو تو اسکو یہ کرنا چاہیے یعنی ہر زبان میں کلام کرے اور پرہیز کرنا چاہیے دقیق اور مجمل کلام سے یعنی اسواسطے کہ کلام باریک اور مجمل سے علی العموم فائدہ حاصل نہیں وَاَمَّا الْاٰفَاتُ الَّتِیْ تَعْتَرِی الْوُعَّاظَ فِیْ زَمَانِنَا فَمِنْهَا عَدَمُ تَمْیِیْزِهِمْ بَیْنَ الْمَوْضُوْعَاتِ وَغَیْرِهَا بَلْ غَالِبُ کَلَامِهِمُ الْمَوْضُوْعَاتُ وَالْمُحَرَّفَاتُ وَذِکْرُهُمُ الصَّلَوٰتِ وَالدَّعَوَاتِ الَّتِیْ عَدَّهَا الْمُحَدِّثُوْنَ مِنَ الْمَوْضُوْعَاتِ اور وہ آفتیں جو ہمارے زمانے کے واعظوں کو پیش آتی ہیں سو ان میں سے ایک عدم تمیز ہے درمیان موضوعات اور غیر موضوعات کے بلکہ غالب کلام اُن کا موضوعات اور محرفات ہیں اور مذکور کرنا اُن کا نمازوں اور دعاؤں کو جن کو اہل حدیث نے موضوعات میں شمار کیا ہے **ف** سبب اس کا یہ ہے کہ علم حدیث اور آثار کو اہل حدیث سے سند نہیں کیا اور شوق ہوا وعظ گوئی کا جو روایت اور قصہ کسی کتاب میں عوام فریب پایا اسکو بے تمیزی سے ذکر کردیا حالانکہ حدیث صحیح میں ثابت ہے کہ جو عمداً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھے گا وہ جہنمی ہے مترجم کہتا ہے کہ اہل ایمان پر واجب ہے کہ بلا تحقیق اور بلا سند حدیث کو حضرت کی طرف نسبت نہ کرے اور سوائے اہل حدیث کی کتابوں مشہور کے ہر کتاب سے حدیث نقل نہ کرے اسواسطے کہ خود جھوٹ باندھنا یا جھوٹی حدیث بے تحقیق نقل کرنا دونوں برابر ہیں عذاب میں وَمِنْهَا مُبَالَغَتُهُمْ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ التَّرْغِیْبِ وَالتَّرْهِیْبِ اور از آنجملہ مبالغہ ذکر کرنا واعظوں کا کسی شئی میں ترغیب

[1] لیکن شارحین حدیث نے یہ لکھا ہے کہ یہ تکرار کلام مہتم بالشان میں ہوتی تھی نہ ہر کلام میں ۱۲ نواب قطب الدین خاں مرحوم

اور ترہیب ہے **ف** چنانچہ یوں کہنا کہ اگر دو رکعت فلانی فلانی سورۃ سے فلانی دن اور فلانی ساعت میں پڑھے تو تمام عمر کی قضائی نماز کا عذاب دور ہوجاتا ہے جو کوئی بھنگ پیئے اس نے گویا اپنی ماں سے کعبہ معظمہ میں فعل بد کیا حقتعالی بے تمیزی اور بداحتیاطی اور افترا پردازی سے اپنی پناہ میں رکھے آمین ومنها قصصهم قصة كربلا والوفاة وغير ذلك وخطبهم فيها اور ازانجملہ قصہ کربلا اور وفات کی قصہ خوانی اور اس کے سوائے اور موسموں میں قصہ گوئی اور انہیں خطبہ خوانی کرنا **ف** اسواسطے کہ ایسے امور کا رواج قرون سابقہ میں نہ تھا اور روایا موضوعہ اور ضعیفہ سے کمتر خالی ہے بلکہ ہر سال نئے مضمون کا مرثیہ تیار ہوتا ہے تا رقت اور گریہ زیادہ ہو سبحان اللہ کیا الٹا زمانہ ہو گیا ہے کہ اگر نماز نہ پڑھے اور نہ فرائض ایمانیہ کو ادا کرے اور مساجد میں جمعہ اور جماعت کیواسطے نہ حاضر ہو کوئی اس پر طعن و تشنیع نہیں کرتا اور اگر کوئی محفل تعزیہ داری میں جاوے اور انکی بدعات میں نہ شریک ہو تو مطعون خلق ہوتا ہے بلکہ اُسکے ایمان میں حرف آتا ہے کہ فلانا شخص معاذ اللہ خارجی اور دشمن اہلبیت ہے، شعر بریدہ ز اصل کا رو بپیوستہ بفرع :. کم معتقد خدا ولیسیا الشرع

فصل گیارھویں

اس فصل میں مصنف قدس سرہ نے اپنے سلاسل طریقت کو ذکر کیا ہے صُحْبَتُنَا وَتَعَلُّمُنَا لِاٰدَابِ الطَّرِيقَةِ وَالسُّلُوكِ مُتَّصِلَةٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسَّنَدِ الصَّحِيحِ الْمُسْتَفِيضِ الْمُتَّصِلِ وَاِنْ لَمْ يَثْبُتْ تَعَيُّنُ الْاٰدَابِ وَلَا تِلْكَ الْاَشْغَالِ ہماری صحبت اور طریقت اور سلوک کے آداب کو سیکھنا متصل ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک صحیح سند اور متصل ہے . یعنی مصنف سے تا مبدا اور رسالت بیچ میں کوئی واسطہ منقطع نہیں اگرچہ تعین اُن آداب کا اور تقرر اِن اشغال کا ثابت نہیں یعنی باعتبار آداب معینہ اور اشغال مخصوصہ کے اتصال تفصیلی نہیں بلکہ اجمالی ہے فَالْعَبْدُ الضَّعِيفُ وَلِيُّ اللّٰهِ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُ وَالْحَقَهُ بِسَلَفِهِ الصَّالِحِينَ صَحِبَ اَبَاهُ الشَّيْخَ الْاَجَلَّ عَبْدَ الرَّحِيمِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَرْضَاهُ دَهْرًا طَوِيلًا وَتَعَلَّمَ مِنْهُ الْعُلُومَ الظَّاهِرَةَ وَتَادَّبَ

عَلَيْهِ بِآدَابِ الطَّرِيْقَةِ وَرَاٰى مِنْهُ الْكَرَامَاتِ وَسَاَلَهٗ عَنِ الْمُشْكِلَاتِ وَسَمِعَ مِنْهُ كَثِيْرًا مِنْ فَوَائِدِ الطَّرِيْقَةِ الْحَقِيْقَةِ وَمَا جَرٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى شُيُوْخِهٖ مِنَ الْوَاقِعَاتِ وَ الْاَحْوَالِ وَ الْكَرَامَاتِ جَزَاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ عَنَّا وَعَنْ سَائِرِ مُسْتَفِيْدِيْهِ خَيْرًا

تو بندۂ ضعیف ولی اللہ رحمہ نے کہ حق تعالیٰ اس سے عفو کرے اور اس کو اس کے سلف صالحین کے ساتھ ملا دے زمانہ دراز صحبت رکھی اپنے والد شیخ اجل عبدالرحیم[1] کی خدا راضی ہو ان سے اور انکو راضی کرے اور ان ہی سے علوم ظاہر اور آداب طریقت کے سیکھے اور ان ہی سے کرامات دیکھیں اور مشکلات پوچھیں اور ان سے اکثر فوائد طریقت و حقیقت کی سنے اور جو ان پر اور انکے مرشدوں پر واقعات اور حالات اور کرامات گذری انسے مسموع ہوئے اللہ سبحانہ مولف اور باقی انکے مستفیدوں کی طرف سے انکو نیک بدلہ دے

وَصَحِبَ هُوَ شُيُوْخًا كَثِيْرًا اَجَلُّهُمْ ثَلٰثَةٌ اَوَّلُهُمْ خُوَاجَهْ خُرْد صَحِبَ الشَّيْخَ اَحْمَدَ السَّهْرَنْدِيْ وَ الشَّيْخَ اِلٰهْدَادْ وَخُوَاجَهْ حُسَامَ الدِّيْنِ صَحِبُوْا خُوَاجَهْ مُحَمَّدْ بَاقِيْ وَثَانِيْهِمُ السَّيِّدُ عَبْدُ اللّٰهِ صَحِبَ الشَّيْخَ اٰدَمَ الْبَنُوْرِيْ صَحِبَ الشَّيْخَ اَحْمَدَ السَّهْرَنْدِيْ صَحِبَ خُوَاجَهْ مُحَمَّدْ بَاقِيْ وَ ثَالِثُهُمُ الْخَلِيْفَةُ اَبُو الْقَاسِمِ صَحِبَ مُلَّا وَلِيْ مُحَمَّدِ الْاَمِيْرَ اَبَا الْعُلٰى

اور شیخ عبدالرحیم بہت مرشدوں کی صحبت میں رہے ہیں بزرگ تر ان میں سے تین مرشد ہیں اول ان میں خواجہ خرد[2] ہیں جو شیخ احمد سہرندی اور شیخ الہداد اور خواجہ حسام الدین کی صحبت میں رہے اور یہ تینوں خواجہ محمد باقی کی صحبت میں رہے اور دوسرے مرشد شیخ عبدالرحیم کے سید عبداللہ[2] ہیں جو شیخ آدم بنوری کی صحبت میں رہے اور وہ شیخ احمد سہرندی کی صحبت میں رہے اور وہ خواجہ محمد باقی کی صحبت میں رہے اور تیسرے مرشد شیخ عبدالرحیم کے خلیفہ ابوالقاسم[3] ہیں جو ملا ولی محمد کی صحبت میں رہے۔ اور وہ امیر ابوالعلا کی صحبت میں رہے ف سہرند شہر لاہور کے قریب اور بنور بروزن تنور قصبہ ہے سہرند کے توابع سے

وَالْخُوَاجَهْ مُحَمَّدْ اَمْكَنْكِيْ صَحِبَ اَبَاهُ مَوْلَانَا مُحَمَّدْ دَرْوِيْش صَحِبَ مَوْلَانَا مُحَمَّدْ زَاهِدْ صَحِبَ خُوَاجَهْ عُبَيْدُ اللّٰهِ الْاَحْرَارِ وَالْاَمِيْرُ اَبُو الْعُلٰى صَحِبَ الْاَمِيْرَ عَبْدَ اللّٰهِ صَحِبَ الْاَمِيْرَ يَحْيٰى صَحِبَ خُوَاجَهْ عَبْدَ الْحَقِّ صَحِبَ خُوَاجَهْ عُبَيْدُ اللّٰهِ الْاَحْرَارَ الْمَذْكُوْرَ

پھر خواجہ محمد باقی خواجہ محمد امکنگی کی صحبت میں رہے وہ اپنے باپ مولانا درویش محمد کی صحبت میں رہے وہ مولانا محمد زاہد کی صحبت میں رہے وہ خواجہ عبید اللہ احرار کی صحبت میں رہے اور امیر ابو العلا امیر عبد اللہ کی صحبت میں رہے وہ امیر نجمی کی صحبت میں رہے اور وہ خواجہ عبد الحق کی صحبت میں رہے وہ خواجہ عبید اللہ مذکور کی صحبت میں رہے وَالْخَوَاجَۃُ اَحْرَارُ صَحِبَ شُیُوخًا کَثِیْرِیْنَ مِنْھُمْ مَوْلَانَا یَعْقُوْبُ الْچَرْخِیُّ وَخَوَاجَۃُ عَلَاءُ الدِّیْنِ الْغُجْدَوَانِیُّ صَحِبَا خَوَاجَۃَ نَقْشَبَنْدَ بِلَا وَاسِطَۃٍ وَّصَحِبَ الْاَوَّلُ اَیْضًا خَوَاجَۃَ عَلَاءَ الدِّیْنِ عَطَّارَ وَالثَّانِیْ خَوَاجَۃَ مُحَمَّدَ پَارْسَا وَھُمَا مِنْ کِبَارِ اَصْحَابِ خَوَاجَۃِ نَقْشَبَنْد اور خواجہ احرار نے بہت شیوخ کی صحبت حاصل کی ان میں سے مولانا یعقوب چرخی اور خواجہ علاء الدین غجدوانی ہیں وہ دونوں خواجہ نقشبند کی صحبت میں رہے بلا واسطہ اور مرشد اول یعنی مولانا یعقوب چرخی خواجہ علاء الدین عطار کی بھی صحبت میں رہے اور دونوں یعنی عطار اور پارسا خواجہ نقشبند کے عمدہ مرید ومنتسب ہیں ف چرخ قریہ ہے غزنین کے توابع سے اور غجدوان بکسر غین معجمہ ایک موضع ہے بخارا کے توابع سے اور نقشبند کمخاب باف کو کہتے ہیں خواجہ نقشبند اور انکے والد یہی پیشہ کرتے تھے وَالْخَوَاجَۃُ نَقْشَبَنْد صَحِبَ شُیُوْخًا کَثِیْرِیْنَ اَجَلُّھُمْ خَوَاجَۃُ مُحَمَّدُ بَابَا سَمَّاسِیُّ وَخَلِیْفَتُہُ الْاَمِیْرُ سَیِّدُ کُلَالُ وَالْخَوَاجَۃُ مُحَمَّدٌ صَحِبَ خَوَاجَۃَ عَلِیِّ نِ الرَّامِیْتَنِیْ صَحِبَ خَوَاجَۃَ مَحْمُوْدَ اَبَا الْخَیْرِ الْفَغْنَوِیَّ صَحِبَ خَوَاجَۃَ عَارِفِ رِیْوگَرِیْ صَحِبَ خَوَاجَۃَ عَبْدَ الْخَالِقِ الْغُجْدَوَانِیَّ صَحِبَ خَوَاجَۃَ یُوْسُفَ الْھَمَدَانِیَّ صَحِبَ عَلِیِّ الْفَارْمَدِیَّ اور خواجہ نقشبند بہت شیوخ کی صحبت میں رہے بزرگتر ان میں خواجہ محمد بابا سماسی اور ان کے خلیفہ امیر سید کلال اور خواجہ محمد بابا سماسی خواجہ علی رامیتنی کی صحبت میں رہے وہ خواجہ محمود ابو الخیر فغنوی کی صحبت میں رہے وہ خواجہ عارف ریوگری کی صحبت میں رہے وہ خواجہ عبد الخالق غجدوانی کی صحبت میں رہے اور وہ خواجہ یوسف ہمدانی کی صحبت میں رہے وہ خواجہ علی فارمدی کی صحبت میں رہے ف سماس بفتح سین وتشدید میم قریہ ہے طوس کے توابع سے اور رامیتین قصبہ ہے بخارا کے توابع سے اور فغنہ بفتح فاو سکون غین معجمہ قریہ

ہے بخارا کے توابع سے اور ریوگر بکسر رائے مہملہ قصبہ ہے بخارا کے مضافات اور فارمد قریہ ہے طوس کے توابع سے صحب شیوخا کثیرین اجلھم اثنان احدھما الامام ابو القاسم القشیری صحب اباعلی الدقاق صحب ابا القاسم النصرابادی و ابو الحسین الحضرمی صحب الشبلی صحب سید الطائفۃ الجنید البغدادی والثانی خواجہ ابو القاسم الکرکانی صحب ابا عثمان المغربی صحب اباعلی الکاتب صحب اباعلی الرودباری صحب جنید البغدادی علی فارمدی بہت مشائخ کی صحبت میں رہے بزرگتر ان میں سے دو ہیں ایک امام ابو القاسم قشیری وہ ابو علی دقاق کی صحبت میں رہے وہ ابو القاسم قشیری وہ ابو علی دقاق کی صحبت میں رہے وہ ابو القاسم نصرآبادی اور ابو الحسین حضری کی صحبت میں رہے اور دونوں یعنی نصرآبادی اور حضری شبلی کی صحبت میں رہے وہ سید الطائفہ جنید بغدادی کی صحبت میں رہے اور دوسرے مرشد علی فارمدی کے ابو القاسم کرکانی ہیں جو ابو عثمان مغربی کی صحبت میں رہے وہ ابو علی کاتب کی صحبت میں رہے وہ ابو علی رودباری کی صحبت میں رہے وہ جنید بغدادی کی صحبت میں رہے

ف ابو القاسم قشیری رسالہ قشیریہ کے مصنف ہیں جو حقیقت ولایت اور اولیاء اللہ کے بیان میں نہایت عمدہ کتاب ہے قشیر قبیلہ ہے عرب کا اور دقاق بفتح دال و تشدید قاف ہے اور کرگاں بضم کاف عربی و تشدید رائے مہملہ و کاف عجمی ایک گاؤں کا نام ہے اور رودباری منسوب بناحیہ کہ انکی آبا کا منشا تھا والجنید البغدادی صحب خالہ السری السقطی صحب معروف الکرخی صحب شیوخا کثیرین اجلھم اثنان احدھما الامام علی بن موسی الرضی صحب اباہ الامام موسی الکاظم صحب اباہ الامام جعفر الصادق صحب اباہ الامام محمد الباقر صحب اباہ الامام زین العابدین صحب اباہ الامام حسین صحب اباہ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب صحب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم والثانیہما داؤد الطائی صحب فضیلا و حبیبان العجمی و ذالنون صحبوا شیوخا کثیرین من التابعین و تبعھم اجلھم الحسن البصری صحب ھؤلاء اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم منھم انس

خَادِمُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَحَافِظُ سُنَّتِہٖ فَھٰذِہٖ سِلْسِلَۃٌ لَقُحْبَارٍ لَا شَکَّ فِیْ صِحَّتِہَا وَاتِّصَالِہَا اور جنید بغدادی اپنے ماموں سری سقطی کی صحبت میں رہے ہیں بزرگتر ان میں دو مرشد ہیں ایک تو امام علی بن موسی رضا ہیں وہ اپنے والد امام موسی کاظم کی صحبت میں رہے ہیں وہ اپنے والد امام جعفر صادق کی صحبت میں رہے وہ اپنے والد امام محمد باقر کی صحبت میں رہے والد امام زین العابدین کی صحبت میں رہے وہ اپنے والد امام حسین کی صحبت وہ اپنے والد امیر المومنین علی بن ابی طالب کی صحبت میں رہے وہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور معروف کرخی کی دوسرے مرشد داؤد طائی ہیں جو فضیل عیاض اور حبیب عجمی اور ذو النون مصری کی صحبت میں رہے اور تینوں حضرات تابعین اور تبع تابعین میں سے بہت بزرگوں کی صحبت میں رہے ہیں بزرگتر ان میں سے حسن بصری ہیں اور تابعین اصحاب کبار کی صحبت میں رہے ہیں ان میں سے انس بن مالک ہیں جو خادم تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ان کے احادیث کے حافظ تو یہ سلسلہ ہے صحبت کا اس کی صحت اور اتصال میں کچھ شک نہیں

ف مولانا نے فرمایا کہ میں نے حضرت ولی نعمت یعنی مصنف سے پوچھا کہ شیخ ابو علی فارمدی کو کہ ابوالحسن خرقانی کے ساتھ نسبت رکھتے ہیں اس رسالہ میں کیوں نہ ذکر کیا فرمایا کہ یہ نسبت اویسیت کی ہے یعنی روحی فیض ہے اور اس رسالہ میں غرض یہ ہے کہ نسبت صحبت کی من وعن عالم شہادت میں جو ثابت ہے مذکور ہو ولیکن اویسیت کی نسبت قوی اور صحیح ہے شیخ ابو علی فارمدی کو ابوالحسن خرقانی سے روحی فیض ہے ان کو بایزید بسطامی کی روحانیت سے اور ان کو امام جعفر صادق کی روحانیت سے تربیت ہے چنانچہ رسالہ قدسیہ میں خواجہ محمد پارسا علیہ الرحمۃ نے مذکور کیا وَلِلْاِمَامِ جَعْفَرِ نِ الصَّادِقِ اَیْضًا اِنْتِسَابٌ اِلٰی جَدِّہٖ اِلٰی اُمِّہِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ...... اور امام جعفر صادق رض کو انتساب ہے اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق کی طرف بھی اور قاسم بن محمد کو انتساب ہے سلمان فارسی سے ان کو ابی بکر صدیق رض سے ان کو رسول اللہ

سلسلہ طریقت کا اتصال حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک

صلی اللہ علیہ وسلم سے وَمِنْهَا سَلَاسِلُ اُخْرٰی اَلْاِتِّصَالُ فِيْ طَرَفٍ مِنْهَا بِالصُّحْبَةِ وَفِيْ طَرَفٍ بِالْبَيْعَةِ اَوِ الْخِرْقَةِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ فَالْعَبْدُ الضَّعِيْفُ وَلِيُّ اللّٰهِ اَخَذَ الطَّرِيْقَةَ عَنْ اَبِيْهِ الشَّيْخِ عَبْدِ الرَّحِيْمِ عَنِ السَّيِّدِ عَبْدِ اللّٰهِ مِنَ الشَّيْخِ عَبْدِ الرَّحِيْمِ عَنِ السَّيِّدِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الشَّيْخِ آدَمَ عَنِ الشَّيْخِ اَحْمَدَ السَّهْرَنْدِيِّ عَنْ اَبِيْهِ الشَّيْخِ عَبْدِ الْاَحَدِ عَنْ شَاهْ كَمَالٍ اور ہمارے اور بھی سلاسل ہیں جنکے بعض میں بنا بر صحبت کے اتصال ہے اور بعض میں بنا بر بیعت یا خرقہ پوشی سے تو بندہ ضعیف ولی اللہ نے طریقہ لیا اپنے والد شیخ عبد الرحیم سے انھوں نے سید عبد اللہ سے انھوں نے شیخ آدم بنوری سے انھوں نے شیخ احمد سہرندی سے انھوں نے اپنے والد شیخ عبد الاحد سے انھوں نے شاہ کمال سے وَاَيْضًا عَنْ شَيْخٍ سِكَنْدَرَ عَنْ جَدِّهٖ شَيْخٍ كَمَالِ نِ الْمَذْكُوْرِ عَنِ السَّيِّدِ فُضَيْلٍ عَنِ السَّيِّدِ گَدَا الرَّحْمٰنِ عَنِ السَّيِّدِ شَمْسِ الدِّيْنِ عَارِفٍ عَنِ السَّيِّدِ گَدَا الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي الْحَسَنِ عَنْ شَمْسِ الدِّيْنِ الصَّحْرَائِيِّ عَنِ السَّيِّدِ عَقِيْلٍ عَنِ السَّيِّدِ بَهَاءِ الدِّيْنِ عَنِ السَّيِّدِ عَبْدِ الْوَهَّابِ عَنِ السَّيِّدِ شَرَفِ الدِّيْنِ قَتَّالٍ عَنِ السَّيِّدِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ اَبِيْهِ اِمَامِ الطَّرِيْقِ اَبِيْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيْلَانِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْمَخْزُوْمِيِّ عَنْ اَبِي الْحَسَنِ الْقُرَشِيِّ عَنْ اَبِي الْفَرَجِ الطَّرْطُوْسِيِّ عَنْ اَبِي الْفَضْلِ عَبْدِ الْوَاحِدِ التَّمِيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ الشَّيْخِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ التَّمِيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ نِ الشِّبْلِيِّ بِسَنَدِهِ الْمَذْكُوْرِ اور شیخ احمد سہرندی کو شیخ سکندر سے بھی طریقہ ملا اور انکو اپنے دادا شیخ کمال مذکور سے انکو سید فضیل سے انکو سید گدا ارحمٰن سے انکو سید شمس الدین عارف سے انکو سید گدا رحمٰن بن ابو الحسن سے انکو سید شمس الدین صحرائی سے انکو سید عقیل سے انکو سید بہاؤ الدین سے انکو سید عبد الوہاب سے انکو سید اشرف الدین قتال سے انکو سید عبد الرزاق سے انکو اپنے والد امام طریقت ابو محمد عبد القادر جیلانی رح سے انکو ابو سعید مخزومی سے انکو ابو الحسن قرشی سے انکو ابو الفضل عبد الواحد تمیمی سے ان کو اپنے باپ شیخ عبد العزیز تمیمی سے ان کو ابو بکر شبلی سے انکو اس سند سے جو قبل اس کے مذکور ہو چکی یعنی جنید بغدادی رح سے تا شاہ ولایت علی مرتضیٰ ف اور شرف الدین کا لقب قتال ہوا بسبب نفس کشی کی ریاضت کے گرم بضم و تشدید رائے مہملہ مشدد دہ مفتوحہ بغداد کا ایک کوچہ ہے

تأدب شیخنا عبد الرحیم علی روح جده لأمه الشیخ رفیع الدین محمد وأجاز له قبل أن يولد بسنين بطريق خرق العادة عن أبيه قطب العالم عن نجم الحق جا بیلده عن الشیخ عبد العزیز اور یہی ہمارے مرشد شاہ عبد الرحیم ادب آموز ہوئے اپنے نانا شیخ رفیع الدین محمد کی روح سے اور انھوں نے ان کو اجازت طریقت دی اُن کے پیدا ہونے سے چند سال کے پہلے بطریق کرامت کے شیخ رفیع الدین محمد کو اپنے والد قطب عالم سے اور انکو نجم الحق جا بیلده سے انکو شیخ عبد العزیز سے جو رسالہ عزیزیہ کے مصنف ہیں ولہ طرق أخرى أجاز له السيد عظمة الله الأكبر آبادي عن آبائه عن الشيخ عبد العزيز عن قاضي خان يوسف الناصحي عن حسن بن طاهر عن سيد راجي حامد شاه عن الشيخ حسام الدين المانكپوري عن خواجه نور قطب العالم عن أبيه علاء الحق بن سعد اللاهوري البنگالي عن أخي سراج عثمان الأودي عن الشيخ نظام الدين أولياء عن الشيخ فريد الدين گنج شكر عن خواجه قطب الدين بختيار كاكي عن خواجه معين الدين السنجري عن خواجه عثمان هاروني عن حاجي شريف الزندني عن خواجه مودود چشتي عن أبيه خواجه يوسف بن محمد بن سمعان چشتي عن خاله خواجه محمد چشتي عن أبيه خواجه أبي أحمد چشتي عن خواجه أبي اسحاق الشامي عن ممشاد علو الدينوري عن أبي هبيرة البصري عن حذيفة المرعشي عن إبراهيم بن أدهم عن فضيل بن عياض عن عبد الواحد بن زيد عن الحسن البصري عن علي رضي الله تعالى عنه عن سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم

اور شیخ عبد الرحیم کے اور بھی طریق ہیں ان کو اجازت دی سید عظمت اللہ اکبر آبادی نے انکو سند حاصل ہے اپنے باپ داداؤں سے انکو شیخ عبد العزیز سے انکو قاضی خان یوسف ناصحی سے انکو حسن بن طاہر سے انکو سید راجی حامد شاہ سے انکو شیخ حسام الدین مانکپوری سے انکو خواجہ نور قطب عالم سے انکو اپنے والد علاء الحق بن اسعد سے جو اصل میں لاہوری ہیں اور مسکن میں بنگالی ان کو اخی سراج عثمانؒ اودھی سے انکو

سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء سے انکو شیخ فرید الدین گنجشکر سے انکو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے ان کو حضرت خواجہ معین الدین سنجری یعنی سیستانی سے انکو خواجہ عثمان ہارونی سے انکو حاجی شریف زندنی سے انکو خواجہ مودود چشتی سے انکو اپنے والد خواجہ محمد بن سمعان چشتی سے انکو اپنے ماموں خواجہ محمد چشتی سے ان کو اپنے والد خواجہ ابو احمد چشتی سے ان کو خواجہ ابو اسحق شامی سے انکو ممشاد علو دینوری سے ان کو ابو ہبیرہ بصری سے انکو حذیفہ مرعشی سے انکو ابراہیم بن ادھم سے انکو فضیل بن عیاض سے انکو عبد الواحد بن زید سے انکو حسن بصری سے ان کو امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے انکو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے

ف مولانا نے فرمایا نانپور پورب میں ایک قصبہ ہے آلہ آباد کے قریب اور اودھ ایک شہر ہے پورب میں جسکو اب فیض آباد کہتے ہیں اور سنجری بکسر سین مہملہ وسکون جیم وزائے معجمہ منسوب ہے سنجستان کی طرف معرب ہے سیستان کا اور ہرچند اولیا جمع ہے ولی کی لیکن حضرت نظام الدین کا اس واسطے لقب ہوا گویا کہ ایک ولی اولیائے کثیر کے مانند ہے چنانچہ قرآن مجید میں ابراہیم علیہ السلام کو امت فرمایا اور اسکی مثالیں بہت ہیں جیسے عبید اللہ کا لقب احرار ہے اور کعب کا لقب احبار اور زندنہ ایک پرگنہ ہے بخارا کے سات پرگنوں میں سے اور ہارون قریہ ہے زندنہ سے آدھ کوس پر اور چشت شہر ہے درہ کوہ میں واقع ہے دو منزل ہرات سے اور اب اسکو شاقلان کہتے ہیں اور مرعش ایک شہر ہے شام کی توابع سے وتادب

سَیِّدُ الْوَالِدِ اَیْضًا بِحَسْبِ الْبَاطِنِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَذٰلِکَ اَنَّہٗ رَاٰہُ فِیْ مُبَشِّرَۃٍ فَبَایَعَہٗ وَعَلَّمَہُ النَّفْیَ وَالْاِثْبَاتَ وَاَیْضًا مِنْ زَکَرِیَّا النَّبِیِّ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فَاِنَّہٗ عَلَّمَہٗ اِسْمَ الذَّاتِ

اور سید والد مرشد آداب آموز طریقت کے ہوئے بحسب باطن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بایں طریق کہ آنحضرت کو خواب میں دیکھا سو اُن سے بیعت کی اور آپ نے ان کو نفی اور اثبات کی تعلیم فرمائی اور حضرت زکریا پیغمبر سے بھی علیہ الصلوٰۃ والسلام ادب آموز ہوئے کہ اسم ذات کی انھوں نے تعلیم فرمائی وَاَیْضًا مِنْ رُّوْحِ الْاَئِمَّۃِ الشَّیْخِ اَبِیْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ

وَالْخَوَاجَہ بَهَاءِ الدِّيْنِ مُحَمَّدٌ نَقْشَبَنْد وَالْخَوَاجَہ مُعِيْنِ الدِّيْنِ ابْنِ حَسَنٍ جِشْتِيْ وَانَّہٗ رَاٰهُمْ وَاَخَذَ مِنْهُمُ الْاِجَازَةَ وَعَرَفَ نِسْبَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ عَلٰی حِدَتِهَا مِمَّا فَاضَ مِنْهُمْ عَلٰی قَلْبِہٖ وَكَانَ يَحْكِيْ لَنَا حِكَايَتَهَا رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ -

اور یہ بھی والد مرشد نے فیض پایا ائمہ طریقت کی روح سے یعنی شیخ ابومحمد عبد القادر جیلانی اور خواجہ بہاؤ الدین محمد نقشبند اور خواجہ معین الدین بن حسن چشتی کی روح سے اور انکو خواب میں دیکھا اور ان سے اجازت لی اور ہر بزرگ کی نسبت ان سے علیحدہ علیحدہ دریافت کی جس کا فیض ہوا ان حضرات کی طرف سے انکے دل پر اور حضرت والد ہم سے اسکی حکایت بیان فرماتے تھے حق تعالیٰ ان سے اور ان حضرات سب سے راضی ہو وَاَمَّا الْعُلُوْمُ الظَّاهِرَةُ مِنَ التَّفْسِيْرِ وَالْحَدِيْثِ وَالْفِقْهِ وَالْعَقَائِدِ وَالنَّحْوِ وَالصَّرْفِ وَالْكَلَامِ وَالْاُصُوْلِ وَالْمَنْطِقِ فَقَدْ تَعَلَّمْنَا مِنْ سِيْدِنَا الْوَالِدِ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ وَهُوَ قَرَأَ صِغَارَ الْكُتُبِ عَلٰی اَخِيْہِ اَبِی الرِّضٰی مُحَمَّدٍ وَالْكِبَارَ مِنْهَا عَلٰی اَمِيْرِ زَاهِدِ نِ الْهَرَوِيِّ صَاحِبِ الْحَوَاشِيِّ الْمَشْهُوْرَةِ عَنْ مِيْرْزَا اَفَاضِل عَنْ مُلَّا يُوْسُفَ الْكَوْسَج عَنْ مِيْرْزَا جَانْ وَغَيْرِہٖ عَنِ الْمُحَقِّقِ مُلَّا جَلَالُ الدَّوَّانِيْ عَنْ اَبِيْہِ اَسْعَدْ وَغَيْرِہٖ عَنْ تَلَامِذَةِ الْعَلَّامَةِ التَّفْتَازَانِيْ وَالْعَلَّامَةِ الشَّرِيْفِ الْجُرْجَانِيْ رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ

اور علوم ظاہرہ منجملہ تفسیر اور حدیث اور فقہ اور عقائد اور نحو اور صرف اور کلام اور اصول اور منطق کو سو انکو ہم نے پڑھا اپنے والد مرشد رضی اللہ عنہ سے اور والد نے چھوٹی کتابیں اپنے بھائی ابوالرضا محمد سے پڑھیں اور بڑی کتابیں میرزاہد ہروی سے پڑھیں جو مصنف ہیں حواشی مشہورہ درسیہ کے اور میرزاہد نے میرزا فاضل سے انھوں نے ملا یوسف کوسج سے انھوں نے میرزا جان وغیرہ سے انھوں نے محقق ملا جلال دوانی سے انھوں نے اپنے باپ اسعد وغیرہ تلامذہ علامہ تفتازانی اور علامہ میر سید شریف جرجانی سے رضی اللہ عنہم ف علامہ تفتازانی اور علامہ سید شریف جرجانی کی سند علما میں مشہور اور معلوم ہے لہذا مصنف نے اسکو نہ ذکر فرمایا وَاَجَازَنِیْ لِلْمِشْكٰوةِ الْمَصَابِيْحِ وَصَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ وَغَيْرِہٖ مِنَ

الصَّالِحُ السِّتَّۃِ الشَّیْخُ حَاجِی مُحَمَّدْ اَفْضَلُ عَنِ الشَّیْخِ عَبْدِ الْاَحَدِ عَنْ اَبِیْہِ الشَّیْخِ مُحَمَّدْ سَعِیْدْ عَنْ جَدِّہٖ شَیْخِ الطَّرِیْقَۃِ الشَّیْخِ اَحْمَدَ السَّرْھِنْدِیْ بِسَنَدِہِ الطَّوِیْلِ الْمَذْکُوْرِ فِیْ مَقَامَاتِہٖ وَھٰذَا آخِرُ مَا اَرَدْنَا اِیْرَادَہٗ فِیْ ھٰذِہِ الرِّسَالَۃِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّظَاھِرًا وَّبَاطِنًا

اور مجھ کو اجازت دی مشکوۃ المصابیح اور صحیح بخاری وغیرہ صحاح ستہ کی معتمد ثابت القول حاجی محمد افضل نے شیخ عبد الاحد سے انھوں نے اپنے والد شیخ محمد سعید سے انھوں نے اپنے دادا شیخ طریقت شیخ احمد سرہندی سے ان کی سند طویل مذکور ہے ان کے مقامات اور تصانیف میں اور یہ تمامی ہے اس مضمون کی جسکے لانے کا ہم نے اس رسالے میں ارادہ کیا تھا اور شکر ہے حق تعالی کا ابتدا میں بھی اور انتہا میں بھی اور ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی مترجم کہتا ہے الحمد للہ کہ اس کے حسن توفیق سے ترجمہ قول الجمیل کا چوبیسویں ربیع الآخر سنہ ۱۲۶۰ بارہ سو ساٹھ ہجری میں پورا ہوگیا حق تعالی میری بھول چوک و کج فہمی کو برکت ارواح طیبہ اولیائے کرام رضی اللہ عنہم کے معاف کرے اور ان حضرات کی نور باطن سے میرے ظلمت کدہ دل کو نورانی فرما دے آمین اور اہل اسلام کو اس ترجمہ سے فائدہ بخشے اور کج فہمی سے پناہ میں رکھے آمین ثم آمین

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ علی نوالہ والصلوۃ والسلام علی خیر البریۃ محمد وعلی آلہ وعلی سائر اصحابہ اما بعد یہ کتاب فیض انتساب قول الجمیل تصنیف لطیف عارف کامل عارف عالم فاضل مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی مع ترجمہ موسوم بہ شفاء العلیل مولوی خرم علی صاحب بلھوری مرحوم اور فوائد مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی و حواشی مولانا نواب قطب الدین خاں صاحب دہلوی بہ تصحیح مولوی حشمت علی صاحب مراد آبادی مظاہری ثم القاسمی حسب ایماء جناب مولوی اسحاق صاحب مالک کتبخانہ رحیمیہ دیوبند ماہ فروری سنہ ۴۸ حلیہ طبع سے مزین ہوئی شائقین و ناظرین مالک مطبع و مصحح و کاتب کو بدعائے خیر یاد فرمائیں

ہر قسم کی عربی اردو فارسی کتب بکفایت ملنے کا پتہ کتبخانہ رحیمیہ دیوبند ضلع سہارنپور

(رغالب اختر) (نیچ بلی)

هو الولی

ان اولیاء اللہ لا خوف علیهم ولا هم یحزنون

از تصنیف حضرت ستگاہ حقایق انتباہ مجمع کمالات ظاہری و باطنی زبدہ
منبع مکارم حسنات صوری و معنوی زبدۂ مفسرین و قدوۂ محدثین پیشوائی سالکین فانی
فی اللہ باقی باللہ شتاب جلیہ الجلی حضرت
شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
الموسوم بہ

انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مترجم

بہ تصحیح تام وصحت مالا کلام برائی فائدہ
ہر خاص وعام عموی مکرم سید ظہیر الدین عرف سید
احمد صاحب نے عرصہ ہوا طبع کرایا تھا۔ اب شائقین کے متواتر اصرار سے مرحوم کے ہمشیر زادے

سید عبد الغنی جعفری کلیمی نواسہ جانشین حضرت شاہ صاحب محمدی

نے آرٹی برقی پریس دہلی میں طبع کرایا

عبارت فارسی وعربی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی بعث نبیہ محمداً صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بشیراً و نذیراً۔ وداعیاً الی اللہ باذنہ و سراجاً منیراً۔ ففضل اصحابہ برؤیۃ محیاہ واستماع کلامہ وصحبتہ ثم اتبعھم فی الفضل ناساً من امتہ صح لھم السند فی ظاھر العلم و باطنہ الیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتظاھر اتصالھم الباطن والظاھر بہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فھم حجۃ اللہ علی عبادہ و صفوتہ من خلقہ وائمۃ الھدیٰ وقادۃ التقی ولولا العلم الماثور منہ صلی اللہ علیہ

ترجمہ یعنی عبارت اردو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب حمد وثنا خدائے جلّ شانہ کو ہے۔ جسنے اپنے نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشیر ونذیر کرکے بھیجا۔ یعنے اُسکے حکم سے مسلمانوں کو بشارت دینے والے اور کافروں کو ڈرانے اور اُنکو سراج منیر یعنی چراغ روشن کیا۔ پھر اُنکے اصحاب کو فضیلت بخشی کہ وہ آنحضرت صلعم کے دیدار مبارک سے مشرف ہوئے اور اُنکی حدیث شریف سنی اور صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ صحابہ کے بعد تابعین کو فضیلت عطا کی۔ کہ آنحضرت صلعم کے علم ظاہر وباطن کی اُنسے سند پہنچاتی ہے۔ اور اُنکے ظاہر و باطن کا اتصال آنحضرت صلعم سے ظاہر و مستحکم ہوا۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں۔ اُسکے بندوں پر اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ہیں۔ اُسکی مخلوق میں۔ اور ہدایت کے امام اور تقوی کے پیشوا ہیں۔ اور علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اگر روایت اور منقول نہ ہوتا

وآلہ وسلم بالاسانید والفہم الذی یوتیہ اللہ عز وجل من شاء فی ذلک العلم لم یعبد اللہ ولم یھتد احد ولا تقرب بشر وصلے اللہ علی افضل خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد می گوید احمد بن عبد الرحیم العمری الدہلوی المعروف بولی اللہ تغمدہ اللہ تعالی ومشائخہ ووالدیہ برحمۃ العظمی۔ این رسالہ ایست مسمے بانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ واسانید وارثی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مؤلف برائے تعریف سلاسل مشہورہ کہ این فقیر در ظاہر علم و باطن علم بآن متمسک شدہ وخود را بر طرفے ازان بستہ جعل اللہ تالیفہا خالصا لوجہ الکریم واعاد علی وعلی الناس منہا الحظ الجسیم

مقدمہ۔ باید دانست کہ یکے از نعم خدائے تعالی بر امت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات آنست کہ ارتباط در سلسلہ ہائے الیشان تا پیغامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحیح وثابت است اگرچہ اوائل امت را با واخر امت در بعض امور اختلاف بودہ باشد پس صوفیہ صافیہ ارتباط الیشان در زمن اول بصحبت وتعلیم وتادب بآداب تہذیب نفس بودہ است نہ بخرقہ

اسناد سے اور اس فہم سے جو اللہ تعالے جسے چاہتا ہے بخشتا ہے۔ تو کوئی اللہ تعالے کی عبادت نہ کرتا اور کوئی ہدایت نپاتا۔ اور نہ کوئی بشر مقرب ہوتا۔ اللہ جل شانہ کا درود اللہ علی افضل خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اسکے بعد کہتا ہے۔ احمد بن عبد الرحیم عمری دہلوی عرف ولی اللہ خدا اسکو اور اس کے مشائخ اور والدین کو اپنی رحمت عظمی میں ڈہانک لیوے۔ یہ رسالہ ہے کہ اسکا نام انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ واسانید وارثی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ "تالیف کیا گیا واسطے تعریف اُن سلسلوں مشہورہ کے جن سے یہ فقیر علم ظاہر و باطن میں سند رکھتا ہے۔ خدا اس تالیف کو خالص لوجہ اللہ کرے۔ اور مجھے اور اور لوگوں کو اس سے نصیب کامل عطا فرماوے۔ مقدمہ جاننا چاہیے کہ اللہ تعالی کی جو نعمتیں اس امت محمدی پر ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ سلسلوں کا ربط آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک صحیح وثابت ہے۔ اگرچہ بعض امور میں اول امت اور اواخر امت کا اختلاف ہوا ہو تو حضرات صوفیہ صافیہ جو اول زمانہ میں ہوئے ہیں۔ تو اُن کا ارتباط صحبت اور تعلیم اور نفس کی تہذیب کے آداب سے مؤدب ہونے سے تھا۔ اُس وقت خرقہ

مقدمہ در بیان سلاسل وارتباط

سلاسل طریقت کا ربط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ثابت ہے۔

۳

وبیعت و در زمن سیّد الطائفہ جنید بغدادی رسم خرقہ ظاہر شد بعد از آن رسم بیعت پیدا گشت و ارتباط سلسلۂ بہیّہ این امور متحقق است و اختلاف صور ارتباط ضرری نکند و خرقہ و بیعت را اصلے ہست از سنت سنیہ اما خرقہ پس اصلش الباس آنحضرت است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمامہ را بہ عبدالرحمٰن بن عوف در وقتیکہ امیر لشکر گردانید۔ واما بیعت پس وجود آن و اعتبار بآن از آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستفیض یقینی ست کما لا یخفی و علمائے کرام ارتباط ایشان در زمن اول باستماع احادیث و حفظ آن در وعاء قلب بود بعد ازان تصنیف کتب و قرأۃ ومناولہ۔ واجازت ووجادۃ آن پیدا شد وارتباط سلسلہ بہمہ این امور صحیح است واختلاف صور را اثری نیست وہر یکے ازین امور اصلے دارد از سنت سنیہ۔ اما قرأۃ پس اصلش قرأۃ عبداللہ بن مسعود است وسوال اعرابی ومناولہ اصلش کتابت آنحضرت ست باطراف بلدان ومناولہ صحیفہ بعبداللہ بن جحش و ہمچنین اجازت ووجادہ را اصول است کہ کتب حدیث مبین می شود بالجملہ رسم قدیم صوفیہ است کہ یاران خود را خرقہ می پوشانند از قلنسوہ و عمامہ و قمیص و قبا

اور بیعت نہ تھی اور سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ کے زمانہ میں خرقہ کی رسم ظاہر ہوئی۔ اور بعد اُسکے بیعت کا دستور جاری ہوا۔ اور ارتباط اُن اُمور کے سلسلۂ روشن کا متحقق یعنی صحیح و ثابت ہے۔ اور ارتباط یعنی رابطے کی صورتیں جو مختلف ہیں اُن سے کچھ ضرر نہیں۔ اور خرقہ اور بیعت کی اصل ہے سنت سنیہ تو خرقہ کی اصل تو الباس عمامہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو عطا فرمایا تھا۔ جب اُنکو امیر لشکر کیا تھا اور بیعت کی اصل خود آنحضرت صلعم سے مستفیض اور متواتر یقینی ہے۔ کچھ پوشیدہ نہیں۔ پس زمانۂ اول میں علمائے کرام کا ارتباط حدیثین سننے اور اونکو اپنے دل میں محفوظ کرنا تھا۔ بعد اسکے کتابیں تصنیف ہوئیں اور قرأۃ اور مناولہ اور اجازت اور وجادت جاری ہوئی اور سلسلوں کا ارتباط ان سب اُمور میں صحیح ہے۔ اور صورتوں کے اختلاف کا اسمیں کچھ مضائقہ نہیں۔ اور ان سب باتوں کی سنت سنیہ میں اصل ہے چنانچہ قرأۃ کی اصل تو حضرت عبداللہ بن مسعود سے اور اعرابی کا سوال اور مناولت کی اصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان لکھنے اطراف بلدان میں اور مناولہ صحیفہ عبداللہ بن جحش اور اسیطرح اجازت اور وجادت کے اصلین ہیں جنکا کتب حدیث میں بیان ہے غرض صوفیہ کی رسم قدیم ہے کہ اپنے یاروں کو خرقہ پہناتے ہیں خواہ کلاہ خواہ عمامہ خواہ قمیص خواہ قبا

بیعت طریقت صحیح و ثابت ہے

تصوف کی اجازت اور خلافت کا حکم

۴

وبرداد ازار ہرچہ میسر شود بستہ وجہ یکے
خرقہ اجازت چون خواہند کہ محبے را
از محبان خود اجازت طریقہ وہند
واورا نائب خود سازند در تلقین وصحبت
باطالبان واخذ بیعت واعطاء خرقہ
اورا خرقہ دہند وشرط آن قبولیت
این معنیست دیگر خرقہ ارادت
چون عزیزے در زمرۂ صوفیان داخل شد
واعمال ایشان بجد تمام پیش گرفت اورا
خرقہ عطا می کنند تا علامت دخول
او باشد در طریقۂ صوفیہ وشرط اد رویت
جد وجہد است وتفرس استقامت او
درین باب - سویم خرقہ تبرک چون برکسے
مہربان شوند۔ کہ برکات عزیزان شامل
حال او باشد۔ اورا خرقہ دہند بغیر
ملاحظۂ شرطے پادشاہ باشد یا امیر یا تاجر
وہمچنین اخذ بیعت بچند طریق باشد بیعت
توبہ از معاصی وآن عام است ہر مسلمان را
وبیعت تبرک بدخول در سلسلہ صالحین وآن
نیز عام است وبیعت تحکیم کہ شیخ را در سلوک طریقہ
مجاہدہ برخود حکم سازد وبجد تمام این راہ راسلوک نماید
وآن مخصوص باصحاب ارادت است ودر ہیئت بیعت
اختلاف است جمہور صوفیہ ودیار عرب ہیئت بیعت ایشان است
کہ شیخ کف دست راست خود را برکف دست
راست

خواہ چادر خواہ ازار جو کچھ میسر ہو۔ اور اُسکے تین
طریقے ہیں۔ ایک تو خرقہ اجازت کہ جب چاہتے ہیں
کہ اپنے کسی دوست کو طریقت کی اجازت دیں۔ اور
اُسکو اپنا نائب کریں تلقین ہیں اور صحبت ہیں کہ
طالبوں سے بیعت لے اور خرقہ عطا کرے تو اُسکو
خرقہ دیتے ہیں۔ سو اُسکی شرط ان امور کا قبول کرنا ہے۔
دوسری صورت خرقہ ارادت ہے۔ کہ جب کوئی عزیز
صوفیوں کے زمرہ میں داخل ہوتا ہے۔ اور اُنکے سے عمل
جد وجہد کے کرنے لگتا ہے۔ اُسکو خرقہ عطا کرتے ہیں
کہ اُسکی صوفیوں میں داخل ہونیکی علامت ہو۔ اور اسکی
شرط ان امور میں دیکھ لینا ہے۔ کہ وہ جہد وکوشش
کرتا ہے۔ ان امور میں اور استقامت رکھتا ہے -
تیسرا خرقہ تبرک ہے کہ جب کسی پر مہربان ہوتے ہیں
کہ صوفیوں کی برکات اُسکے شامل حال ہوں۔ اُسکو
خرقہ دیتے ہیں۔ اسمیں کچھ شرط نہیں بادشاہ ہو یا امیر یا سوداگر
کوئی ہو۔ اور اسیطرح بیعت بھی کئی قسم کی ہے ایک بیعت توبہ
ہے کہ گناہوں سے توبہ کرے سو وہ عام ہے ہر مسلمان کیواسطے
یعنی جس سے چاہے بیعت کرے اور جو چاہے بیعت لے لیوے
اور ایک بیعت تبرک ہے کہ صالحین کے سلسلہ میں داخل ہو
سو وہ بھی عام ہے اور ایک بیعت تحکیم ہے کہ شیخ کو سلوک طریقہ
مجاہدہ میں اپنے پر حاکم کرے اور خوب کوشش سے اس رستے
چلے سو یہ خاص ہے۔ ارباب ارادت کیساتھ بیعت کے
طور میں اختلاف ہے۔ ملک عرب کے کل صوفیہ کو
بیعت کی تو یہ صورت ہے۔ کہ شیخ اپنا داہنا
ہاتھ مرید کے داہنے ہاتھ پر

۵

طالب نہد و ہر یکے بابہام و اصابع کف دیگر را قبض کند و بعد قرأۃ سورۃ فاتحہ و آیات از قرآن عظیم طالب گوید اللھم انی اشھدك و اشھد ملائکتك و انبیاءك و اولیاءك انی قبلتہ شیخا فی اللہ و مرشدا و داعیا و شیخ گوید اللھم انی اشھدك و اشھد ملائکتك و انبیاءك و اولیاءك انی قبلتہ ولدا فی اللہ بعد ازاں دعا کند و آنچہ ضروری داند وصیت کند و بہمیں بیعت اشارہ واقع شدہ است در آیہ ید اللہ فوق ایدیھم و آنچہ والد ایں فقیر را از رؤیار آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم و ایں فقیر نیز از رؤیار آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم معلوم کردہ است ہیئت آں مصافحہ است دو دست طالب درمیان دو دست شیخ باشد و کلمات مبارکہ ماثورہ کہ در حدیث صحیح آمدہ است بگویند و در آخر بگویند اخترت الطریقۃ الفلانیۃ و ایں بحث در رسالہ القول الجمیل فی سواء السبیل مذکور کردیم و ھذا اوان الشروع فی المقصود

رکھتا ہے اور انگوٹھے اور انگلیوں سے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑتا ہے۔ اور بعد سورۃ فاتحہ پڑھنے اور قرآن شریف کی آیتیں پڑھنے کے مرید کہتا ہے۔ اللھم انی اشھدك و اشھد ملائکتك و انبیاءك و اولیاءك انی قبلتہ شیخا فی اللہ و مرشدا و داعیا اور شیخ کہتا ہے۔ اللھم انی اشھدك و اشھد ملائکتك و انبیاءك انی قبلتہ ولدا فی اللہ۔ اسکے بعد دعا کرے اور ضروری باتوں کی وصیت کرے اور اسی آیت کا اشارہ ہے آیہ کریمہ ید اللہ فوق ایدیھم میں اور جو طریقہ بیعت اس فقیر کے والد کو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کا معلوم ہوا ہے۔ اور اس فقیر کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب میں معلوم ہوا ہے۔ اسکی صورت مصافحہ کی یہ ہے کہ دو ہاتھ مرید کے شیخ کے دونوں ہاتھوں میں ہوتے ہیں اور کلمات مبارک جو صحیح حدیث شریف میں وارد ہیں کہتے ہیں۔ اور بعد اسکے کہتے ہیں اخترت الطریقۃ الفلانیۃ اور اسکا سب ذکر اپنی کتاب قول الجمیل فی سواء السبیل میں مذکور کر دیا ہے۔ اور اب مقصد کے شروع کا وقت ہے۔

فصل

در عالم باطن ارتباط ایں فقیر از جہت بیعت و صحبت و خرقہ و فیض توجہ و تلقین بجناب عالیحضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم است تفصیل ایں اجمال آنکہ

فصل

اس فقیر کو ارتباط بیعت صحبت و خرقہ و فیض توجہ و تلقین عالم باطن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مثالیہ

این فقیر در واقعہ دید کہ بخدمت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رسیدہ است ومقابل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نشستہ نخست آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم صورت مثالیہ افاضہ فرمودند یکے جسمے کہ جانب اعلیٰ واسفل او ہر دو پیرہن دارد واعلیٰ آن عریض تر است از اسفل ودرمیان اعلیٰ تا اسفل تدریجیست چنانکہ در جسم مخروطی می باشد وآن مثال نسبت خاصہ آنحضرت است صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دیگر جسمی مدور مثل طبق مستقر در زمین ودر وسط آن عودی مرکوز است وآن تمثال نسبت سالکان است کہ از جذب چندان بہرہ نیافتہ اند سوم جسمی شبیہ ثانی الا آنکہ عود بر زمین قائم است وآن طبق بر وے معتمد وآن تمثال نسبت مجذوبان است کہ از مراتب سلوک چندان بہرہ ندارند ودر ضمن نمودن این صورتہائے سہ گانہ القا فرمودند کہ نسبت خاصہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آنست کہ طبقات مجردۂ روحانیہ ومراتب سفلانیہ جسمانیہ ہمہ بکمالات مناسبہ خود متصف باشند ومراتب روحانیہ قوی تر بود وہیچ چیز از مراتب روحانیہ نباشد الا کہ او را در عالم نسمیہ خلیفہ ونموذجی ہست

اس فقیر نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضور میں حاضر ہوا ہے اور روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھا ہے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مثالیہ دیکھی۔ اوّل تو ایک ایسا جسم کہ اُس کا اعلیٰ اور اسفل پیرہن رکھتا ہے۔ اور اعلیٰ اسفل سے زیادہ چوڑا ہے۔ اور درمیان اعلیٰ اور اسفل کے تدریج ہے۔ جیسے جسم مخروطی میں ہوتی ہے۔ اور وہ تمثال (صورت) ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص نسبت کی۔ پھر ایسا معلوم ہوا ایک جسم مدوّر جیسے ایک طباق زمین پر رکھا ہوا ہے۔ اور اسمیں ایک لکڑی گڑھی ہوئی ہو۔ وہ تمثال سالکوں کی نسبت کی ہے جنہوں نے جذب کا چندان حصہ نہ پایا ہو تیسرے ایسی شکل جیسی دوسرے سے مشابہ لیکن وہ اس طرح کہ جیسے لکڑی زمین میں گڑھی ہوئی اور طباق اُسکے اوپر ہو۔ وہ تمثال مجذوبوں کی نسبت کی ہے جنہوں نے سلوک کا چندان حصہ نہیں پایا۔ اور ان تینوں تمثالوں کے دکھانے کے درمیان یہ بات دل میں ڈالی کہ خاص نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ ہے کہ طبقات مجردہ روحانیہ اور مراتب سفلانیہ جسمانیہ سب اپنے اپنے کمالات مناسبہ کیساتھ متصف ہوں۔ اور مراتب روحانیہ زیادہ قوی ہوں۔ اور مراتب روحانیہ سے کوئی ایسی چیز نہیں جسکا عالم نسمیہ میں خلیفہ اور نمونہ نہیں ہے۔

۷

ند آن کہ محبت ذاتیہ را نمونہ باشد و آن
بت افعال است و انقیاد روح را خلیفہ
شد و آن سجدہ ظاہر و آنانکہ این جامعیت
را نیافتہ اند، دو قسم اند۔ قسمی مجذوب باشند کہ
تکمیل مراتب روحانیہ کردہ اند دون
المراتب النفسیہ و وسعت درجات ایشان
فوق است فقط و قسمی سالکانند کہ تکمیل
مراتب سافلہ کردہ اند دون المراتب الروحانیہ
و وسعت کمال ایشان درجات تحت
است و بس چون این معرفت جلیلہ
بخاطرم جا گرفت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم تبسم کنان سر از جیب مراقبہ
بیرون آوردند و دو دست خویش
برداشتند و اشارت فرمودند بہ بیعت
و مصافحہ این فقیر برخاست و زانو بزانو
متصل ساختہ و دو دست خود در میان دو
دست آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
نہادہ و بیعت کرد و بعد فراغ از بیعت
چشم فرو بستند و این فقیر نیز در حضور
مبارک چشم بستہ متوجہ شد آنگاہ ہمان
نسبت خاصہ کہ سابقاً علم آن دادہ
بودند عطا فرمودند فاحطت بہا علما
و حاشا درین واقعہ ہیچ کلمہ و کلام درمیان
بود۔ و افاضہ روحانیہ بود یا اشارت
و فعل و چون این فقیر بزیارت مدینہ منورہ

مثلاً محبت ذاتیہ کا نمونہ کیا ہے۔ محبت افعال اور
روح کی اطاعت کا خلیفہ کیا ہے۔ سجدہ ظاہر
اور جن لوگوں کو یہ جامعیت نہیں ملی ہے۔ وہ دو
قسم ہیں۔ ایک قسم تو مجذوب ہیں۔ کہ انہوں نے مراتب
روحانیہ کی تکمیل کی ہے۔ سوائے مراتب نفسیہ کے
اُن کی وسعت درجات فقط فوق ہے۔ اور
دوسری قسم سالک ہیں۔ کہ مراتب سافلہ کی
تکمیل کی ہے۔ سوائے مراتب روحانیہ کے انکی
وسعت کمالات فقط درجات تحت ہے اور بس
جب یہ معرفت جلیلہ میری خاطر میں جمے۔ آنحضرت
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مسکراتے ہوئے سر مبارک
گریبان مراقبہ سے اٹھایا۔ اور اپنے دونو مبارک
ہاتھ اٹھائے اور اشارہ فرمایا بیعت اور مصافحہ کا۔
یہ فقیر اُٹھا اور زانو بزانو متصل بیٹھکر اپنے دونو
ہاتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دونو
مُبارک ہاتھوں میں رکھے اور بیعت کی بعد فراغ
بیعت کے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی
مُبارک آنکھیں بند کیں۔ اور اس فقیر نے بھی اپنی آنکھیں
اُن کے حضور مُبارک میں بند کیں۔ اُسوقت آپ نے
وہی نسبت خاصہ جسکا پہلے علم القا فرمایا تھا عطا
فرمائی تو میں محیط ہوگیا۔ از روئے علم کے اور حاشا
للہ کہ اس واقعہ میں کچھ کلمہ و کلام درمیان نہ تھا فقط
روحانیہ فیض تھا۔ یا اشارہ اور فعل تھا۔ اور جب
یہ فقیر مدینہ منورہ

الرسالۃ ... فارسی مع ترجمہ اردو مصطلحات تصوف ... کتاب ۸

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقی روحانیہ

شاہ صاحب کو بکثرت بشارتیں

رسید و مدتے بر قبر مبارک متوجہ شد مراتب جذب وسلوک ہمہ از ابتدا تا انتہا در نظر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم طے کرد آنگاہ این فقیر را بز کی وحکیم[1] ملقب ساختند وطریقہ غایت فرمودند. وآنچہ در علم مشکلات داشتم پرسیدم جواب باصواب الکثر آن چیزہا در رسالہ فیوض الحرمین نوشتہ ام وبیان طریقہ در رسالہ ہمعات میسر شد ویکے از آن جوابہا کہ در فیوض الحرمین مرقوم نیست اینجا نوشتہ شد. این فقیر در جناب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عرض کرد. بوجہے از کلام روحانی کہ آنحضرت صلعم چہ می فرمایند در فرقہ شیعہ کہ محبت اہل بیت دعوی می کنند و باصحاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عداوت دارند. افاضہ فرمودند کہ مذہب این جماعت باطل است وبطلان مذہب ایشان از تامل در تعریف امام کہ ایشان مقرر کردہ اند ظاہر خواہد شد. انتہی بعد افاقت از آن حالت در معنے امام تامل کردہ شد معلوم گشت کہ ایشان می گویند کہ امام معصوم[2] مفترض[3] الطاعت می باشد ووحی باطنی کہ عبارت از القائے حکم الٰہی بر باطن است بطریق اجتہاد یا الہام یا امن از خطا در آن مسئلہ اورا اثبات می کنند ومی گویند اورا خدائے تعالیٰ نصب کردہ است برائے مردمان

پہنچا اور ایک مدت تک روضۃ انور میں متوجہ رہا۔ سب مراتب جذب وسلوک کے ابتدا سے انتہا تک طے کئے۔ اس وقت اس فقیر کو القاب زکی وحکیم[1] سے ملقب فرمایا۔ اور ایک طریقہ عنایت فرمایا۔ اور جو جو علم میں مشکلات تھی میں نے پوچھی اور ان کا جواب باصواب پایا۔ ان میں سے اکثر میں نے رسالہ فیوض الحرمین میں لکھے ہیں۔ اور طریقہ کا بیان رسالہ ہمعات میں بیسر ہوا اور ایک ان جوابوں میں سے جو رسالہ فیوض الحرمین میں نہیں لکھا اسمیں لکھا ہے وہ یہ ہے۔ کہ اس فقیر نے ایک وجہ روحانی کلام سے حضور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا۔ کہ فرقہ شیعہ کیواسطے کیا ارشاد ہے کہ یہ اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور اصحاب رضی اللہ عنہم سے عداوت رکھتے ہیں۔ تو افاضہ فرمایا کہ اس جماعت کا مذہب باطل ہے اور ان کے مذہب کا بطلان ظاہر ہو جائیگا جب غور کروگے لفظ امام کی تعریف میں جو انہوں نے مقرر کی ہے۔ انتہی۔ بعد اس حالت کے افاقہ سے میں نے جو غور کی تو معلوم ہوا کہ یہ کہتے ہیں امام معصوم[2] مفترض[3] الطاعت ہوتا ہے۔ اور وحی باطنی کہ عبارت ہے حکم الٰہی کے القا ہونے سے باطن میں یا الہام یا امن خطا سے اس مسئلہ میں ثابت کرتے ہیں۔ بطریق اجتہاد کے اور کہتے ہیں۔ کہ اس کو خدا مقرر کرتا ہے لوگوں کے واسطے۔

بطلان مذہب شیعہ

تا ایشان را احکامِ الٰہی رسانند و تحقیقت معنے نبوت ہمین خصال رجوع می کنند زیرا کہ بعثۃ اللہ للتبلیغ الاحکام حاصلش ہمین نصب و افتراض طاعت است پس بتحقیقت ایشان قائل بختم نبوت نیستند و آئمہ را رضی اللہ عنہم معنی نبوت اثبات می کنند اگرچہ نام نبوت نمی گویند وھل عقیدۃ اصبح من ذالک و در عالم ظاہر این فقیر را از جہت بیعت و صحبت و خرقہ و اجازت و تلقین اشتغال ہمایں امور یا بعض ایں امور با جمیع خانوادہائے طریقہ کہ امروز بر روئے زمین مشہور اند یا اکثر آنہا ارتباط واقع شدہ است والحمد للہ از آنجملہ درین رسالہ سند خانوادہ ہائے مشہورہ می نویسد بالجملہ طریقہ قادریہ مشہور ترین طریق است در عرب و ہندوستان و نقشبندیہ در ہندوستان و ما وراء النہر شہرت تمام دارد و در حرمین نیز شائع شدہ۔ و چشتیہ در ہندوستان بسیار مشہور است و سہروردیہ در نواحی خراسان و کشمیر و سندھ کبرویہ در توران و کشمیر و شطاریہ در ہندوستان و شاذلیہ در مغرب و مصر و سودان و مدینہ فی الجملہ و در مغرب و عیدروسیہ در حضرموت سلسلۂ صحبت این فقیر در طریق تہذیب باطن تا حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مستفیض متصل یقینی الوقوع است

کہ انکو احکامِ الٰہی پہنچاوے اور فی الحقیقت نبوت کے معنے یہی خصلتیں ہیں۔ اسواسطے کہ نبی کی تعریف یہی ہے کہ بعثۃ اللہ للتبلیغ الاحکام یعنی اللہ نے اُسکو بھیجا ہے واسطے احکام پہنچانے کے اسکا حاصل یہی مقرر کرنا۔ اور افتراض طاعت ہے تو یہ لوگ درحقیقت ختمِ نبوت کے قائل نہیں ہیں۔ اور اماموں رضی اللہ عنہم کے واسطے نبوت ثابت کرتے ہیں۔ اگرچہ نبوت کا نام نہ لیں اس عقیدہ سے بھی کوئی اور بدتر عقیدہ ہے۔ اور عالم ظاہر میں اس فقیر کو وجہ سے بیعت اور صحبت و خرقہ اور اجازت اور تلقین اشغال کے یہ سب امور یا انہیں سے بعضے امور اور سب خانوادوں طریقہ سے جو آج کے دن روئے زمین پر مشہور ہیں یا انمیں سے اکثر سے ربط حاصل ہے انہیں سے اس رسالہ میں مشہور خانوادوں کی سند لکھتا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ سب طریقوں سے قادریہ طریقہ عرب اور ہندوستان میں بہت مشہور ہے۔ اور نقشبندیہ ہندوستان اور ماوراء النہر میں بہت مشہور ہے۔ اور حرمین میں بھی شائع ہوا ہے۔ اور چشتیہ طریقہ ہندوستان میں بہت مشہور ہے۔ اور سہروردیہ خراسان و کشمیر و سندھ کے نواح میں۔ اور کبرویہ طریقہ توران و کشمیر میں اور شطاریہ ہندوستان میں اور شاذلیہ مغرب مصر اور اس کے نواح اور مدینہ میں فی الجملہ مغرب میں اور عیدروسیہ طریقہ حضرموت میں۔ اس فقیر کا سلسلہ صحبت تہذیب باطن کے طریق میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک مستفیض متصل یقینی الوقوع ہے۔

غلامت اور مرشد کی ۱۰ الو جہ

کہ ہر یکے از رجال سلسلہ با شیخ خود
صحبت داشتہ وآداب طریق فراگرفتہ
بے شبہ ہرچند تعین آں آداب واشغال
یقینی نیست پس فقیر با حضرت والد بزرگوار
مدتے صحبت داشت وبیعت کرد واز
آداب طریقہ طرفے عظیم آموخت واشغال
طریق مشہورہ اخذ کرد وخرقہ صوفیہ از دست
ایشاں پوشید ودر خلوت بریں ضعیف توجہ کردند
واصل نسبت حضور از توجہ ایشاں حاصل کرد
وکرامات بسیار بچشم خود دید وواقعات
عجیبہ واتفاقات غریبہ کہ بر ایشاں وشیوخ
ایشاں واقع شدہ بود یاد گرفت چنانکہ
قسم اوّل از کتاب انفاس[لہ] العارفین بیان میکند
ودر عمر آخر اجازت تلقین وبیعت وصحبت و
توجہ دادند وکلمہ یدہ کیدی
مکرر گفتند والحمد للہ علی ذالک حمدا
کثیرا مبارکا فیہ وھو صحب
شیوخا کثیرۃ منھم السید عبد اللہ
صحب الشیخ ادم البنوری صحب
الشیخ احمد السرھندی صحب
خواجہ محمّد باقی صحب
خواجہ امکنکی صحب مولٰنا
درویش محمّد صحب مولٰنا
زاھد صحب خواجہ عبید اللہ
الاحرار صحب شیوخا کثیرۃ منھم

کہ ہر ایک رجال سلسلہ نے اپنے شیخ کے ساتھ
صحبت رکھی ہے۔ اور آداب طریقہ حاصل کیے ہیں۔
بے شبہ ہرچند تعین ہونا اُن آداب واشغال کا
یقینی نہیں ہے۔ پس فقیر ایک مدت حضرت (۱) والد
بزرگوار کی صحبت میں رہا ہے۔ اور بیعت کی ہے
اور آداب طریقہ سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ اور طریقوں کے
اشغال اخذ کیے ہیں۔ اور خرقہ صوفیہ اُنکے ہاتھ سے پہنا
ہے اور خلوت میں اس ضعیف پر بہت توجہ فرمائی
ہے۔ اور اصل نسبت حضور کی اُنکی توجہ سے حاصل
کی ہے۔ اور بہت کرامتیں اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں
اور واقعات عجیبہ اور اتفاقات غریبہ جو اُن پر اور
اُنکے مشائخ پر واقع ہوئیں ہیں یاد کیے ہیں چنانچہ
قسم اوّل کتاب انفاس[لہ] العارفین میں بیان کیے ہیں
اور آخر عمر میں اجازت تلقین اور بیعت و صحبت
و توجہ کی عنایت فرمائی ہے۔ اور کلمہ یدہ کیدی
مکرر فرمایا ہے۔ یعنے اُسکا ہاتھ جیسے میرا ہاتھ ہے
سو الحمد للہ علی ذالک حمدا کثیرا طیبا مبارکا
فیہ اور انہوں نے صحبت رکھی ہے بہت سے شیوخ
سے ان میں سے (۲) سید عبد اللہ ہیں۔ کہ انہوں نے
صحبت رکھی ہے (۳) شیخ آدم بنوری سے انہوں نے
(۴) شیخ احمد سرہندی سے انہوں نے (۵) خواجہ
محمد باقی سے انہوں نے (۶) خواجہ امکنکی سے انہوں
نے مولانا (۷) درویش محمد سے انہوں نے مولانا
(۸) زاہد سے انہوں نے (۹) خواجہ عبید اللہ احرار سے
اور وہ بہت سے شیوخ کی صحبت میں رہے ہیں

لہ انفاس العارفین فارسی۔ اس کتاب میں شاہ صاحب نے اپنے تمام خاندانی بزرگوں کے حالات مفصل قلمبند فرمائے ہیں۔ قیمت ایک روپیہ ۱۲/ یعنی مطبع مجتبائی میں ملتی ہے۔ سجادہ نشین خانقاہ کو بھی لکھی ہے ۱۲

بیان سلسلہ حضرات نقشبندیہ
نقشبندیہ کا سلسلہ بیعت وبیداکہ

مولانا یعقوب الچرخی و خواجہ علاؤ الدین
الغجدوانی صحبا خواجہ نقشبند
بلا واسطہ و صحب الاوّل ایضاً خواجہ
علاؤ الدین العطار و الثانی خواجہ
محمد پارسا و ہما من کبار اصحاب خواجہ
نقشبند و الخواجہ نقشبند صحب شیوخا
کثیرۃ اجلہم خواجہ محمد بابا السماسی و خلیفۃ
الامیر سید کلال و الخواجہ محمد صحب خواجہ
علیا الرامیتنی صحب خواجہ محمود الخیر
فغنوی صحب خواجہ عارف ریوگری
صحب خواجہ عبد الخالق الغجدوانی
صحب خواجہ یوسف الہمدانی صحب
ابا علی الفارمدی صحب شیوخا کثیرۃ
اجلہم اثنان احدہما الامام ابو القاسم القشیری
صحب ابا علی الدقاق و صحب ابا القاسم
النصیر آبادی صحب ابا علی الرود باری
و ابا بکر الشبلی و ابا بکر الواسطی صحبوا سید
الطائفۃ الجنید البغدادی و الثانی
خواجہ ابا القاسم الکرکانی صحب ابا عثمان
المغربی صحب ابا علی الکاتب صحب ابا علی
الرودباری صحب جنید البغدادی و
الجنید البغدادی صحب خالہ السری
السقطی صحب معروف الکرخی صحب
الشیوخا کثیرۃ اجلہم اثنان احدہما الامام
علی بن موسی الرضا صحب اباہ الامام

کہ اُن میں سے مولانا یعقوب چرخی ہیں اور خواجہ
علاؤ الدین غجدوانی ہیں۔ یہ دونوں صحبت میں رہے ہیں
خواجہ نقشبند کے بلاواسطہ اور مولانا یعقوب چرخی خواجہ علاؤ الدین
عطار کی صحبت میں بھی رہے ہیں اور خواجہ علاؤ الدین غجدوانی
خواجہ محمد پارسا کی صحبت میں رہے ہیں۔ اور یہ دونوں صاحب
بڑے بڑے اصحاب خواجہ نقشبند کی صحبت میں رہے ہیں۔ کہ اُن
میں بہت بزرگ خواجہ محمد بابا سماسی ہیں اور خلیفہ امیر سید
کلال ہیں۔ اور خواجہ محمد صحبت میں رہے ہیں خواجہ علی
رامیتنی کے وہ صحبت میں رہے ہیں خواجہ محمود خیر فغنوی کے
اور خواجہ محمود صحبت میں رہے ہیں خواجہ عارف ریوگری کے خواجہ
عارف رہے ہیں صحبت میں خواجہ عبد الخالق غجدوانی کے اور خواجہ
عبد الخالق صحبت میں خواجہ یوسف ہمدانی کے خواجہ یوسف
صحبت میں رہے ہیں ابو علی فارمدی کے اور ابو علی بہت سے شیوخ کی
خدمت میں رہے ہیں۔ کہ انمیں دو بہت بزرگ ہیں ایک تو امام ابو القاسم
قشیری کہ وہ صحبت میں رہے ہیں ابو علی دقاق کے اور ابو علی
دقاق ابو القاسم نصیر آبادی کے اور ابو القاسم ابو علی رودباری کے
اور ابو بکر شبلی اور ابو بکر واسطی کے جنہوں نے صحبت پائی ہے سید الطائفہ
جنید بغدادی کی اور دوسرے خواجہ ابو القاسم گرگانی ہیں۔ جو صحبت
میں رہے ہیں ابو عثمان مغربی کے اور ابو عثمان ابو علی کاتب کے
اور ابو علی کاتب ابو علی رودباری کے اور ابو علی رودباری
جنید بغدادی کے اور جنید بغدادی صحبت میں رہے ہیں
اپنے ماموں سری سقطی کے اور سری سقطی معروف کرخی کے
اور معروف کرخی صحبت میں رہے ہیں بہت سے شیوخ
کے کہ اُن میں دو بہت بزرگ ہیں۔ ایک تو
امام علی بن موسیٰ رضا وہ اپنے والد امام۔

موسی صحب اباہ الامام جعفر الصادق صحب اباہ الامام محمد باقر صحب اباہ الامام زین العابدین صحب اباہ الامام حسین صحب اباہ امیر المومنین علی بن ابی طالب صحب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وثانیہما داؤد الطائی صحب حبیبا العجمی صحب الحسن البصری صحب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منہم انس خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحافظ سنتہ باید دانست کہ طریقہ کہ امروز محفوظ است منشاء آن جنید بغدادی است وخرقہ محفوظہ امروز ہمان ست کہ بواسطہ جنید است وازین سلسلہ سید عبد اللہ حال بودند وبالاتر ازین شان تا خواجہ محمد باقی در ہند مقتدائی صوفیہ بودند بارشاد ایشان عالمے بہ منزل مقصود رسید واز خواجہ امکنہ تا خواجہ عبد الخالق در ملک ما وراء النہر بودند ہر یکے در زمان خود مرجع صوفیہ ومقتدائی طالبان بفضل وارشاد مشہور آنچہ در مکتوبات حضرت خواجہ محمد باقی مسطور است تا بعان الیشان بر آن رفتہ اند ہمین سلسلہ است کہ نوشتہ شد ودر شجرہ بعض اہلبیت خواجہ محمد امکنہ یافتہ شد کہ خواجہ محمد امکنہ ارتباط انابت وصحبت در خفیہ بخواجہ محمد درویش داشتہ اند ومولینا زاہد را نیز ملاقات کردہ اند وایشان ہر دو صحبت حضرت خواجہ عبید اللہ احرار دریافتہ اند واللہ اعلم وبالاتر از خواجہ نقشبند طریقہ خواجگان می گفتند ایشان

موسی کی اور وہ اپنے والد امام جعفر صادق کے اور وہ اپنے والد امام محمد باقر اور وہ اپنے والد امام زین العابدین کے اور وہ اپنے والد امام حسین کے اور وہ اپنے والد امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم اور وہ صحبت میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور دوسرے انہین کے داؤد طائی کہ وہ صحبت میں رہے حبیب عجمی کی اور وہ حسن بصری کے اور وہ اصحابون نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان میں سے انس خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور سنت رسول اللہ کے حافظ ہین۔ جاننا چاہئے کہ جو طریقہ آج کے دن محفوظ ہے۔ اسکا منشا جنید بغدادی ہیں اور خرقہ بھی محفوظ وہی ہے جو جنید بغدادی کے واسطے سے ہے۔ اور اس سلسلہ سے سید عبد اللہ حال تھے اور ان سے اوپر خواجہ محمد باقی تک ہند مین مقتدا صوفیہ کے تھے۔ اور ان کے ارشاد سے ایک عالم منزل مقصود کو پہنچا۔ اور خواجہ امکنہ سے خواجہ عبد الخالق تک ماوراء النہر کے ملک میں تھے۔ ہر ایک اپنے زمانہ میں صوفیون کے مرجع اور طالبون کے مقتدا اور فضل وارشاد میں مشہور تھے۔ وہ جو حضرت خواجہ محمد باقی کے مکتوبات میں لکھا ہے اور انکے پیرو اسپر ہیں۔ وہ یہی سلسلہ ہے جو لکھا گیا۔ اور بعض کے شجرہ میں اہلبیت خواجہ محمد امکنہ کے لکھا ہے کہ خواجہ محمد امکن مریدی اور صحبت خفیہ میں خواجہ محمد درویش سے رکھتے تھے۔ اور مولانا زاہد سے بھی ملے ہیں۔ اور یہ دونوں صحبت میں خواجہ عبید اللہ احرار کے رہے ہیں۔ واللہ اعلم اور خواجہ نقشبند سے اوپر طریقہ خواجگان کا کہلاتا تھا۔ اور یہ لوگ

۱۳

جہر بجمعیت می کردند و این طرف از خواجہ نقشبند طریقہ نقشبندیہ میگفتند. و ایشان اکتفا کردند بخفیہ و از خواجہ یوسف ہمدانی تا جنید از راہ ابو القاسم قشیری جامع بودند در علم ظاہر و باطن و محدث بودند و تذکیر می کردند و از راہ ابو القاسم گرگانی مخصوص بکشف وقائع مریدان و طریق تسلیک ایشان و اختصاص ہر یکے با شیخ خود درین سلسلہ از راہ صحبت و خرقہ و تلقین یقینی است کہ شبہ را در آن دخل نبود. باید دانست کہ آنچہ درین سلسلہ بغیر انقطاع یافتہ شد تہذیب قلب و عقل و نفس است اما تہذیب لطائفِ خفیہ و احوالے کہ بر تہذیب آن متفرع شود از قبیلِ ثمرات و مواہب است نہ از قبیل مواریث و باید دانست کہ سہرند بفتح موحدہ و تشدید نون بلدہ ایست از توابع سہرند و سہرند بکسر سین مہملہ و سکون ہا و فتح رای مہملہ بلدہ ایست عظیمہ ما بین لاہور و دہلی و در اصل نام آن سہرند یعنی بیشہ شیر ست و در زبان فارسی گویان سرہند مستعمل مے شود و انکنہ نام موضعی است نزدیک شہر شیراز و آن را انکنہ نیز گویند. و چرخ بجیم فارسیہ و رائی مہملہ و آخر آن خاء معجمہ نام قریہ است از توابع غزنین نقشبند نسبت است بحرفہ کمخاب بافی ایشان و پدر ایشان بآن مشغول بودند کذا فی سفینۃ الاولیا

ذکر جہر کیا کرتے تھے اور اِس طرف خواجہ نقشبند سے طریقہ نقشبندیہ کہلاتا ہے۔ اور اُنہوں نے خفیہ ذکر پر اکتفا کیا۔ اور خواجہ یوسف ہمدانی سے جنید تک ابو القاسم قشیری کے طریق سے سب جامع تھے علم ظاہر و علم باطن کے اور محدث تھے اور وعظ کہتے تھے۔ اور ابو القاسم گرگانی کے طریق سے سب کو مُریدوں کے حال کے کشف سے اور اُنکے سلوک راہ سے اور ہر ایک کو خصوصیت اپنے شیخ سے اِس سلسلہ میں از راہِ صحبت و خرقہ و تلقین کے یقینی ہے کہ اُس میں کچھ شک و شبہ کو دخل نہیں جاننا چاہئے کہ اِس سلسلہ میں جو بلا انقطاع پایا جاتا ہے۔ وہ تہذیبِ قلب و عقل و نفس ہے لیکن تہذیب لطائف خفیہ کے اور جو حال اُسکی تہذیب سے متفرع ہوتے ہیں وہ ثمرات و مواہب کی قسم سے ہیں۔ اور جاننا چاہئے کہ سہرند بفتح موحدہ و تشدید نون ایک شہر ہے توابع سہرند سے اور سہرند بکسر سین مہملہ و سکون ہا و فتح رائی مہملہ ایک شہر عظیم ہے۔ درمیان لاہور اور دہلی کے اصل میں اُسکا نام سہرند ہے۔ یعنی جنگل شیر کا اور فارسی گویوں کی زبان پر سرہند مستعمل ہوتا ہے۔ اور انکنہ ایک موضع کا نام ہے شہر شیراز کے قریب اور اُسکو انجنہ بھی کہتے ہیں۔ اور چرخ بجیم فارسی و رای مہملہ و آخر خای معجمہ ایک گانوں کا نام ہے توابع غزنین سے نقشبند نسبت ہے کمخاب بافی کے حرفہ کی طرف کہ یہ اور ان کے والد یہ کام کرتے تھے کذا فی سفینۃ الاولیا

وغجدوان بغین معجمہ مکسورہ وسکون جیم نام موضعے است از توابع بخارا ہذا ہو المشہور و کفوی در طبقات حنفیہ گفتہ است بضم الغین المعجمہ و سکون الجیم وضم الدال المہملہ قریتہ علے ستتہ فراسخ من بخارا و فی اللب بفتح الدال المہملہ واللہ اعلم بالخبیر۔ فغنی بفتح فا وسکون غین معجمہ ونون دہی است از توابع بخارا وریوکر بکسر را رہملہ دیہی است از توابع بخارا رامتین بفتح را رہملہ وکسر میم وسکون یائے تحتنیہ وکسر مثناۃ آخر نون قصبہ ایست از توابع بخارا سماسی بفتح سین مہملہ وکسر ثانیہ دیہی ست از توابع شہر طوس کہ امروز آنرا مشہد می گویند۔ ونسبت بآن دیہہ سماسی است بفتح سین ثانیہ وو دیا قشیری نسبت است بہ بنی قشیر بضم قاف وفتح شین معجمہ قبیلہ از عرب و دقاق بہ تشدید قاف اول و واسط شہریست میان بصرہ وکوفہ و رودباری نسبت بناحیہ کہ منشائے اصول ایشان بود گرگانی بضم کاف اعرابی و تشدید رہملہ و کاف عجمیہ دیہی ست از دیہائے مشہد سری بفتح سین وکسر رائے مہملہ وتشدید یائے تحتیہ در لغت بمعنی جوان مرد سقطی نسبت بسقط فروشی وسقط متاع حقیر را گویند در بعض شجرہ سری سقطی بن مغلس و بدہ شد المغلس بضم میم و فتح غین معجمہ وتشدید لام وسین مہملہ در لغت

اور غجدوان بغین معجمہ مکسورہ وسکون جیم ایک موضع کا نام ہے۔ توابع بخارا سے یہ یونہی مشہور ہے اور کفوی نے طبقات حنفیہ میں کہا ہے۔ کہ بضم غین معجمہ وسکون جیم وضم دال مہملہ ایک گانوں ہے بخارا سے چھ فرسنگ اور لب میں لکھا ہے بفتح دال مہملہ واللہ اعلم بالخبیر فغنی بفتح فا، وسکون غین معجمہ ونون ایک گانوں ہے بخارا کے توابع سے اور ریوکر بکسر را رہملہ بھی ایک گانوں ہے۔ توابع بخارا سے رامتین بفتح رائے مہملہ وکسر میم وسکون یائی تحتیہ وکسر مثناۃ آخر نون ایک قصبہ ہے توابع بخارا سے۔ سماسی بفتح سین مہملہ کسر سین مہملہ ثانیہ ایک گانوں ہے توابع شہر طوس سے کہ آجکل اسکو مشہد کہتے ہیں۔ اس گانوں سے نسبت کرکے سماسی کہتے ہیں۔ سین مہملہ ثانیہ کی فتح اور دو یائی سے قشیری نسبت ہے بنی قشیر سے بضم قاف وفتح شین معجمہ عرب کا قبیلہ ہے۔ اور دقاق بتشدید قاف اول اور واسط ایک شہر ہے درمیان بصرے اور کوفے کے اور رودباری نسبت ہے ایک اطراف کی کہ انکے اصول کا منشاء ہے یعنی آبا و اجداد کی پیدائش وہاں ہے گرگان بضم کاف عربی و تشدید مہملہ و کاف عجمیہ ایک گانوں ہے مشہد کے گانوں میں سے سری بفتح سین مہملہ و را مہملہ و تشدید یائی تحتیہ لغت میں بمعنی جوانمرد ہے سقطی نسبت ہے سقط فروشی ہے اور سقط متاع حقیر کو کہتے ہیں۔ اور بعض شجرہ میں سری سقطی مغلس دیکھا ہے مغلس بضم میم و فتح غین معجمہ وتشدید لام وسین مہملہ ساکن لغت میں

یعنی نماز صبح را در سیاہی شب گزارند سلسلۂ صوفیہ علیہ سلسلہ بشارت باید نوشت اما طریقہ قادریہ را شعب بسیار است اصح واوثق آن نزدیک اہل حدیث شعبہ اکبریہ است از جانب شیخ محی الدین ابن العربی اشہر آن در عوام شعبہ جیلانیہ از جہت سادات جیلانیہ واشہر آن در یمن شعبہ مسرعیہ است بالجملہ این فقیر را باکثر این شعب ارتباط صحیح واقعست پس ارتباط این فقیر از جہت بیعت وصحبت وخرقہ وتلقین واجازت با والد بزرگوار خود است وایشان را ارتباط از جہت خرقہ وتلقین وصحبت واجازت با سید عبد اللہ است عن الشیخ آدم البنوری عن شیخ احمد السرہندی عن ابیہ الشیخ عبد الاحد عن شاہ کمال عن السید فضیل عن سید گدا رحمن عن السید شمس الدین عارف عن السید گدا رحمن بن سید ابی الحسن عن شمس الدین صحرائی عن السید عقیل عن سید بہاء الدین عن سید عبد الوہاب عن سید شرف الدین القتال عن سید عبد الرزاق عن ابیہ امام الطریقہ ابی محمد الشیخ عبد القادر جیلانی

اُسے کہتے ہیں جو صبح کی نماز رات کی تاریکی میں پڑھے سلسلہ صوفیہ علیہ کا سلسلہ بشارت کا لکھنا چاہئے اور طریقہ قادریہ کے شعبہ بہت ہیں اور بہت مضبوط اہل حدیث کے نزدیک شعبہ اکبریہ ہے شیخ محی الدین ابن عربی کی جہت سے اور بہت مشہور شعبہ جیلانیہ ہے۔ عوام میں سادات جیلانیہ کی جہت سے اور یمن میں بہت مشہور شعبہ مسرعیہ ہے۔ الغرض اس فقیر کو اکثر ان شعبوں سے ارتباط صحیح واقع ہے۔ پس اس فقیر کو ارتباط بیعت اور صحبت اور خرقہ اور تلقین اور اجازت کی رُو سے اپنے والد بزرگوار سے ہے۔ اور ان کو خرقہ اور تلقین اور صحبت و اجازت کی رُو سے سید عبد اللہ سے ہے انکو شیخ آدم بنوری سے انکو شیخ احمد سرہندی سے انکو اپنے والد شیخ عبد الاحد سے انکو شیخ کمال سے انکو سید فضیل سے اُن کو سید گدا رحمن سے اُن کو سید شمس الدین عارف سے انکو سید گدا رحمن بن سید ابو الحسن سے اُن کو شمس الدین صحرائی سے اُن کو سید عقیل سے۔ اُن کو سید بہاؤ الدین سے۔ اُن کو سید عبد الوہاب سے۔ اُن کو سید شرف الدین قتال سے۔ انکو سید عبد الرزاق سے۔ اُن کو اپنے والد امام الطریقہ ابو محمد شیخ عبد القادر جیلانی سے

سلسلہ قادریہ ۱۶

وایضاً ایشان را ارتباط از جہت خرقہ
با شیخ عظمت اللہ اکبرآبادی است
عن ابیہ عن جدہ عن شیخ عبد العزیز
عن السید ابرھیم الابرجی عن الشیخ
بہاؤ الدین القادری عن الحسیب النسیب
سید السادات ابی العباس احمد بن حسن
بن موسیٰ بن علی بن محمد بن حسن بن
ابی نصر بن ابی صالح بن عبد الرزاق بن
القطب ابی محمد محی الدین عبد القادر
جیلانی عن ابیہ عن جدہ وھلم جرًا
واین فقیر را ارتباط از جہت خرقہ با شیخ
ابوطاہر محمد بن ابراہیم الکردی واقع است
وقد لبسہا من ابیہ وقد لبسہا ابوہ من
ید شیخہ الامام احمد القشاشی ولہ فی الخرقۃ
القادریۃ طرق منہا انہ لبسہا من ید شیخہ
الشیخ احمد الشناوی بلباسہ لہا من ید
ابیہ علی بن عبد القدوس بلباسہ
لہا من ید ابیہ عبد القدوس بلباسہ
لہا عن ید الشیخ عبد الوہاب الشعراوی
بلباسہ لہا من ید الحافظ جلال الدین
السیوطی فی روضہ مصر بلباسہ لہا
من ید الشیخ کمال الدین محمد المعروف بابن
امام الکاملیۃ تجاہ الکعبۃ المشرفۃ بلباسہ
لہا من الشمس الدین محمد بن محمد الجزری
بلباسہ لہا من عمر بن الحسن بن المیلۃ المراغی

(17) اور اُن کو خرقہ کی جہت سے شیخ
(14) عظمت اللہ اکبرآبادی سے بھی ہے اُن کو
اپنے والد سے اور (18) انکو اپنے دادا شیخ عبد العزیز سے اُن کو
سید ابراہیم ابرجی (19) سے اُن کو شیخ بہاؤ (20) الدین قادری
سے اُن کو حسیب النسیب سید السادات
(21) ابو العباس احمد بن حسن بن موسیٰ
بن علی بن محمد بن حسن بن ابو نصر بن ابو صالح
بن عبد الرزاق بن قطب ابو محمد محی الدین۔
عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ اُن کو اپنے
(22) والد سے اُن کو اُن کے دادا سے اسی طور
اوپر تک اور اس فقیر کو ارتباط خرقہ کی جہت
سے شیخ ابوطاہر (1) محمد بن ابراہیم کردی سے
(2) ہے۔ اور اُنہوں نے خرقہ پہنا اپنے والد
سے اور اُن کے والد نے پہنا ہاتھ سے اپنے
شیخ احمد (3) قشاشی کے اور اُنکو خرقہ قادریہ میں کئی طریقہ
ہیں۔ ایک اُن میں سے یہ ہے کہ اُنہوں نے پہنا ہاتھ
سے شیخ احمد (4) شناوی کے ساتھ اُس لباس کے جو انہوں
نے اپنے والد علی بن (5) القدوس سے پہنا تھا۔ اور علی
بن القدوس نے پہنا (6) شیخ عبد الوہاب شعراوی سے
اُنہوں نے جلال الدین (7) سیوطی سے اُنہوں نے روضہ
مصر میں شیخ کمال الدین (8) محمد عرف ابامام الکاملیۃ سے
روبرو کعبہ شریف کے (9) اُنہوں نے شمس الدین محمد
بن محمد جزری سے (10) اُنہوں نے عمر بن حسن بن امیلۃ
المراغی سے۔

رسالہ فیصلہ وحدۃ الوجود والشہود عربی معہ ترجمہ اردو۔ انہی شاہ صاحب کی تصنیف ہے قیمت

نسب ما قبل کی الکلی غلط فہمی طرز اقرب -

١٧

بلباسه لها من العز احمد بن ابراهيم الفاروقي
بلباسه لها من الامام محي الدين محمد بن
علي بن العربي قدس سره واسرارهم
اجمعين ويرحمنا بهم بلباسه لها من يد
جمال الدين يونس بن يحيى بن ابي البركات
الهاشمي العباسي بمكة المعظمة تجاه الركن
اليماني بالمسجد الحرام ويلباسه لها من يد
شيخ الوقت عبد القادر الجيلاني ومنها انه
اعني الشيخ احمد القشاشي لبسها من يد
والده وشيخه الشيخ احمد المدني عن الشيخ
الامين بن الصديق عن الشيخ سراج الدين
عمر جبرئيل عن الشيخ عبد القادر الجنيد
المشرع عن ابيه الجنيد بن احمد عن ابيه
احمد بن موسى المسرح اليمني عن الشيخ
اسماعيل بن الصديق الجبرتي عن الشيخ
محمد المزجاجي عن الشيخ اسماعيل بن ابراهيم
الجبرتي اليمني عن الشيخ سراج الدين ابي
بكر بن محمد السلامي عن الشيخ محي الدين احمد
بن محمد بن احمد بن عبد الله بن يوسف الاسدي
عن الشيخ فخر الدين ابي بكر محمد بن علي بن نعيم
عن الشيخ ابي احمد محمد بن احمد بن عبد الله
بن يوسف الاسدي عن والده ابي محمد احمد
بن عبد الله الاسدي عن والده الشيخ
عبد الله بن يوسف الاسدي عن شيخه
عبد الله بن قاسم بن زرية عن الشيخ

اُنہوں نے عز احمد بن ابراہیم فاروقی سے
اُنہوں نے امام محی الدین محمد بن علی بن عربی
سے قدس سرہٗ اسرارہم اجمعین ویرحمنا بہم اور
محی الدین عربی نے پہنا جمال الدین یونس بن یحییٰ
بن ابوالبرکات ہاشمی عباسی سے مکہ معظمہ میں
سامنے رکن یمانی کے مسجد الحرام میں اور اُنہوں نے
پہنا شیخ الوقت عبد القادر جیلانی سے اور ایک اُن
طریقوں میں سے یہ ہے کہ شیخ احمد قشاشی
نے پہنا ہاتھ سے اپنے والد اور اپنے شیخ مدنی
کے۔ اُنہوں نے شیخ امین بن صدیق سے
اُنہوں نے شیخ سراج الدین عمر جبرئیل سے
اُنہوں نے شیخ عبد القادر جنید مشرع سے
اُنہوں نے اپنے والد جنید بن احمد سے
اُنہوں نے اپنے والد احمد بن موسیٰ مسرح
یمنی سے اُنہوں نے شیخ اسمٰعیل بن صدیق جبرتی
سے اُنہوں نے شیخ محمد مزجاجی سے اُنہوں نے
شیخ اسمٰعیل بن ابراہیم جبرتی یمنی سے اُنہوں نے
شیخ سراج الدین ابوبکر بن محمد سلامی سے اُنہوں نے
شیخ محی الدین احمد بن محمد بن احمد بن عبد اللہ یوسف اسدی
سے اُنہوں نے شیخ فخر الدین ابوبکر محمد بن علی بن نعیم
سے اُنہوں نے شیخ ابواحمد محمد بن احمد بن عبد اللہ بن
یوسف اسدی سے اُنہوں نے اپنے والد ابو محمد احمد
بن عبد اللہ الاسدی سے اُنہوں نے اپنے والد شیخ
عبد اللہ بن یوسف اسدی سے اُنہوں نے اپنے شیخ
عبد اللہ بن قاسم بن زریہ سے اُنہوں نے شیخ

۱۸

(۳۲)

أبي محمد عبد الله علي الاسد اليمني عن القطب
الغوث الفرد الجامع محي الدين ابي محمد عبد القادر
بن ابي صالح الجيلاني قدس الله روحه ثم الشيخ
ابو محمد عبد القادر الجيلي لبسها من يد الشيخ
ابي سعيد المبارك بن علي بن الحسين بن
بندار البغدادي المخرمي بكسر المهملة المشددة
منسوب الى المخرم محلة ببغداد شرفها نزلها
بعض ولد يزيد بن المخرم فنسبت اليه ذكره
المنذري كما في الطبقات الحافظ بن
رجب الحنبلي بلباسها من يد ابي الفرج محمد بن
عبد الله الطرطوسي بلباسها من يد ابي الفضل
عبد الواحد بن عبد العزيز بن الحارث التميمي بلباسها
من يد والده عبد العزيز بن الحارث التميمي بلباسها من
يد استاذه ابي بكر محمد بن دلف بن خلف بن
محمد بن جحدر الشبلي بلباسها من يد سيد
الطائفة الاستاذ ابي القاسم الجنيد بن محمد البغدادي
قدس سره واسرارهم ورحمنا بهم الى آخر السند
المذكور في سلسلة الصحبة الا ان الصوفية
اتفقوا على ان الحسن البصري اخذ
عن سيدنا علي رضي الله عنه وجمعي از
شجره نویسان درین موضع سلسله نسب
اثبات کنند وفیه نظر زیرا که قرینه قائم
نشده است بر آنکه تربیت باطنی باین
سلسله بوده باشد والله اعلم و آن
سلسله این است سیدی الشیخ ابو محمد

ابو محمد عبد اللہ علی اسدی یمنی سے انہون نے
(۲۳) قطب غوث الفرد الجامع محی الدین ابو محمد عبد القادر
بن ابو صالح جیلانی قدس اللہ روحہ سے پھر شیخ
ابو محمد عبد القادر جیلی نے خرقہ پہنا ہاتھ سے شیخ
(۲۴) ابو سعید مبارک بن علی بن حسین بن بندار بغدادی
مخرمی کے مخرم بکسر رائے مہملہ مشددہ اور یا نسبت کی
ہے۔ ایک محلہ کا نام ہے بغداد کے کہ اسکو بزرگی
ہوئی وہان اتری تھی۔ بعض اولاد یزید بن مخرم
کی۔ ان سے مشہور ہوا وہ محلہ اس نام سے۔ اس
کو ذکر کیا ہے منذری نے ایسا ہی لکھا ہے۔ طبقات
حافظ بن رجب حنبلی میں۔ اور شیخ ابو سعید نے
(۲۵) ہاتھ سے ابو الفرج محمد بن عبد اللہ طرطوسی کے انکو
(۲۶) پہنایا ابو الفضل عبد الواحد بن عبد العزیز بن حارث تمیمی
(۲۷) نے انکو پہنایا ان کے والد عبد العزیز بن حارث تمیمی
(۲۹) اور ان کے استاد ابو بکر بن محمد دلف بن خلف بن
محمد بن جحدر شبلی نے ان کو پہنایا سید الطائفہ استاد
(۳۰) ابو القاسم جنید بن محمد بغدادی نے قدس سرہ
و اسرارہم و رحمنا بہم پھر آگے وہی سند مذکور ہے
سلسلہ صحبت کی مگر صوفیوں کا اتفاق ہے اس
امر پر کہ حسن بصری نے اخذ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ
سے اور ایک گروہ شجرہ لکھنے والوں کے اس مقام پر
سلسلہ نسب کا ثابت کرتے ہیں اور اس مین جائی
گفتگو ہے اسواسطے کہ کوئی ایسا قرینہ نہیں پایا
جاتا کہ باطن کی تربیت اس سلسلہ میں ہوئی ہو
واللہ اعلم اور وہ سلسلہ یہ ہے کہ سیدی شیخ ابو محمد

عبدالقادر الجیلانی اخذ الطریقۃ عن
ابیہ ابی صالح موسی جنگی دوست عن
ابیہ السید عبداللہ عن ابیہ السید
یحیی زاہد عن ابیہ السید محمد رومی
عن ابیہ السید داؤد امیر محمد اکبر
عن ابیہ موسی ثانی عن ابیہ السید
عبداللہ عن ابیہ السید موسی الجون
عن ابیہ السید عبداللہ المحض عن
ابیہ السید حسن المثنی عن ابیہ الامام
حسن المجتبی عن ابیہ وامہ سیدنا علی
المرتضی وسیدتنا فاطمۃ الزہراء کلہما
عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وکتاب غنیۃ الطالبین وفتوح الغیب
ومجالس ستین کہ ملفوظ حضرت غوث
است واصل طریقہ ایشان در آنہا
مفصل است این فقیر اخذ کرد و اجازت
از شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم الکردی
عن ابیہ عن القشاشی عن الشناوی عن عبدالرحمن
بن عبدالقادر بن عبدالعزیز بن فہد
الہاشمی العلوی المکی عن عمہ جار اللہ بن
عبدالعزیز بن فہد المکی عن ابی الفضل
جلال الدین سیوطی قال انبانی الشیخ
جلال الدین بن الملقن عن ابی اسحاق
التنوخی عن ابی العباس الحجار عن احمد بن
یعقوب المارستانی عن قطب الطریقہ

عبدالقادر جیلانی نے اخذ کیا
اپنے والد ابو صالح موسی جنگی
دوست سے انہوں نے اپنے والد سید
عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد
سید یحیی زاہد سے انہوں نے اپنے والد
سید محمد رومی سے انہوں نے اپنے والد
سید داؤد سے انہوں نے امیر محمد اکبر سے
انہوں نے اپنے والد موسی ثانی سے انہوں نے
اپنے والد سید عبداللہ سے انہوں نے اپنے
والد سید موسی جون سے انہوں نے اپنے والد
سید عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سید حسن مثنی
سے انہوں نے اپنے والد امام حسن مجتبی سے انہوں
نے اپنے والد اور والدہ سیدنا علی مرتضی و سیدتنا
فاطمۃ الزہرا سے اور ان دونوں نے نبی صلعم سے اور کتاب
غنیۃ الطالبین و فتوح الغیب و مجالس ستین کے جو
ملفوظ ہیں حضرت غوث کے اور اصل طریقہ انکا انمیں مفصل
ہے اس فقیر نے اجازت حاصل کی شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم
کردی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے قشاشی سے
انہوں نے شناوی سے انہوں نے عبدالرحمن بن عبدالقادر
بن عبدالعزیز بن فہد ہاشمی علوی مکی سے انہوں نے
اپنے چچا جار اللہ بن عبدالعزیز بن فہد مکی سے انہوں
نے ابو الفضل جلال الدین سیوطی سے انہوں نے کہا مجھے
خبر دی شیخ جلال الدین بن ملقن نے کہا مجھے خبر دی ابو اسحاق
تنوخی نے ان کو ابو العباس حجار نے ان کو
احمد بن یعقوب مارستانی نے انکو قطب الطریقہ

سلسلہ قادریہ میں ذکر ۲۰ کا مخصوص طریقہ

الشیخ محی الدین عبد القادر الجیلانی قال نبانا شیخنا ابو طاهر قال اخبرنا الشیخ محمد سعید بن الحسن القرشی الکوکنی ثم المدنی فی رسال ایقاظ الهمم بالاوراد والاذکار لتعرض نفحات العزیز الغفار عن العارف بالله الشیخ ابراهیم الکردی قال نبانا شیخنا ابو طاهر عن ابیه الشیخ ابراهیم الکردی قال اخبرنا شیخنا الشیخ احمد بن محمد القشاشی المدنی ان کیفیة ذکر الطریقة العلیة القادریة ان تجلس مربعا وتضع کفیك علی فخذیك مبسوطتین وتغمض علیك وتبدا بالذکر من جانبك الایسر وتقصد ان تلخذ ما سوی الله من قلبك وهو تحت ثدیك الایسر بقولك لا وتمرها الی ان تطرح اله وهو المنفی فوق کتفك الایمن وتثبت بقولك الا من فوق کتفك الایمن الله فی قلبك الذی القیت ما سوی الله تعالی عنه بضرب شدید لیتاثر قلبك ویتمکن فیه نور الذکر انتهی وبها الشیخ ابراهیم الکردی انه قال فی ایقاظ القوابل ینبغی لطالب الحق سبحانه ان یسأل بعد اداء ما افترض علیه طریق التقرب بالتزام ما یطیقه من مندوبات الاقوال والافعال بخالص العبودیة

شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی نے اور خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابو طاہر نے انکو شیخ محمد سعید بن حسن قرشی کوکنی ثم المدنی نے اپنے رسالہ میں جس کا نام ہے۔ ایقاظ الهمم بالاوراد والاذکار لتعرض نفحات العزیز الغفار شیخ عارف باللہ ابراہیم کردی سے اور خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابو طاہر نے اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ احمد بن محمد قشاشی مدنی نے یہ کہ ذکر طریقہ علیہ قادریہ کا اس طور پر ہے۔ کہ مربع بیٹھے اور دونوں ہاتھوں کو دونوں رانوں پر رکھے کھلا ہوا اور آنکھوں کو بند کرلے اور شروع کرے ذکر کو بائیں طرف سے اور ارادہ کرے کہ اپنے دل سے نکالتا ہے ماسوا اللہ کے کو اور دل کا مقام بائیں پستان کے نیچے ہے لا سے شروع کرے اور کھینچے اسکو یہانتک کہ ڈالے الٰہ کو حالت نفی میں اوپر داہنے مونڈھے کے اور اثبات کرے ساتھ لفظ اِلّا کے داہنے مونڈھے کے اوپر سے اللہ کو بیچ دل کے جس سے ماسوائے اللہ کو نکال ڈالا تھا بہت شدت اور ضرب کیساتھ کہ دل میں اثر ہو جائے۔ اور اسمیں ذکر کا نور قرار پکڑے انتہی۔ اور اسی سند سے ہے شیخ ابراہیم کردی سے کہ انہوں نے کہا ہے بیچ ایقاظ القوابل کے حق سبحانہ تعالیٰ کے طالب کو چاہئے بعد ادائے فرائض کے سوال کرے طریقہ اللہ کے تقرب کا اپنے پر لازم کر لینے سے اس وظیفہ کے جسکی طاقت رکھتا ہو افعال و اقوال مستحب سے خالص عبودیت کیسا

ذکر نفی اثبات کے وقت مخصوص تصور

انما تنتج المحبة الالٰهية المنتجة لما قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیما یرویہ عن ربہ تبارک وتعالیٰ وما تقرب الی عبدی بشیٔ احب الیّ مما افترضت علیہ وما یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احبہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا زاد فی غیر روایۃ البخاری وفؤادہ الذی یعقل بہ ولسانہ الذی یتکلم بہ فمن اراد العمل علی ذالک فعلیہ بالذکر بالغدو والآصال وان لا یکون من الغافلین فیما بین ذالک عند تقلباتہ والاشتغال وافضل الذکر لا الٰہ الا اللہ فان کان متجردا عن الاسباب فلینقطع بالذکر وان کان من اہل الاسباب فلیجعل منہ وردا بحسب الفراغ ومن الوسط ان یقول لا الٰہ الا اللہ الفا بعد کل من الصبح والعشاء والتہجد وعند العذر یاخذ بالمیسر والاستغفار مائۃ بعد کل من الاوقات الثلاثۃ ویعمل بمضمون حدیث من استغفر للمؤمنین والمؤمنات کل یوم سبعا وعشرین کان من الذین یستجاب لہم ویرزق بہم اہل الارض ویکون ذالک بعد الصبح ویعمل

کہ اُسکا نتیجہ محبت الٰہی ہے نتیجہ دینے والے اُس شئے کا جو فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث قدسی میں یعنے نہیں نزدیکی کی طرف میرے بندہ میرے نے ساتھ کسی چیز کے جو محبوب تر ہو طرف میرے فرائض میرے سے۔ اور ہمیشہ میرا بندہ میرا قرب چاہتا ہے ساتھ نوافل کے یہاں تک کہ میرا محبوب ہو جاتا ہے۔ تو میں ہوتا ہوں اُسکے کان جنسے وہ سنتا ہے اور اُسکی آنکھیں جنسے وہ دیکھتا ہے اور اُسکے ہاتھ جنسے وہ پکڑتا ہے اور اُسکے پاؤں جنسے وہ چلتا ہے۔ اور بخاری کی اُس روایت کے سوا اوروں نے یہ بھی زیادہ روایت کیا ہے۔ کہ اُسکا دل جس سے وہ سمجھتا ہے اور اُسکی زبان جس سے وہ کلام کرتا ہے۔ انتہی۔ تو جو شخص اُسپر عمل کرنا چاہے وہ صبح و شام ذکر کیا کرے اور غافلوں میں سے نہ بنے اپنے کاروبار کے شغل میں اور افضل الذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ ہے پس اگر مجرد ہے کسی طرح کا بکھیڑا نہیں رکھتا تو بس وہ ذکر ہی کیا کرے اور جو دنیا کے کاروبار میں گھرا ہوا ہے تو وہ اپنی فرصت کے موافق ورد و وظیفہ مقرر کرے اور اوسط کا درجہ ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ ایک ہزار بار بعد ہر صبح اور عشا اور تہجد کی نماز کے بعد ورد کرے اور عذر کے وقت جسقدر آسان ہو اور ایک سو مرتبہ استغفار اُنہیں تینوں نمازوں کے بعد اور اِس حدیث شریف پر عمل کرے۔ کہ فرمایا آنحضرتؐ نے جو شخص استغفار چاہے مومنوں اور مومنات ہر روز ستائیس دفعہ وہ ہوگا اُنمیں سے جنکی دعا قبول ہوتی ہے۔ اور جن کے سبب اہل زمین روزی پاتے ہیں۔ اور یہ بعد نماز صبح کے ہے۔

وظائف سلسلہ قادریہ

معمولات برائے سالکین سلسلہ قادری ۲۲

بمضمون حدیث من استغفر الله
دبر کل صلوٰة ثلث مرات فقال استغفر
الله الذی لا اله الا هو الحی القیوم واتوب
الیه غفرت له ذنوبه وان کان قد فر من الزحف
فیقول بعد الصبح کل یوم لا اله الا الله
وحده لا شریک له له الملک وله الحمد
یحیی ویمیت بیده الخیر وهو علی کل شیء
قدیر عشر مرات وان تیسر بعد کل
فریضة فهو اولی ویقول بعد کل من الصبح
والعصر اللهم صل علی سیدنا محمد و
علی اله واصحابه عدد خلقک بدوام ملک
عشرا ویقول بعد العاشرة وعلی جمیع
الانبیاء والمرسلین وعلی الهم وصحبهم
والتابعین وعلی اهل طاعتک اجمعین
من اهل السموات واهل الارضین وعلینا
معهم برحمتک یا ارحم الراحمین عدد
خلقک ورضا نفسک وزنة عرشک
ومداد کلماتک کلما ذکرک الذاکرون
وغفل عن ذکرک الغافلون وان جعل
بعد کل فریضة عشرا فهو ازکی ویقرا
الاخلاص بعد کل فریضة عشرا و
بعد رکعتی الضحی بسورتیها والشمس
وضحها والضحی یقول سبحان الله
والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر
ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم

اور اس حدیث شریف کے مضمون پر عمل کرے یعنی
جو شخص مغفرت مانگے اللہ سے بعد ہر نماز کے تین مرتبہ اور
کہے استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم واتوب
الیہ تو اُسکے سب گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اگرچہ وہ جہاد میں سے
بھاگا ہو پس کہے بعد صبح کے ہر روز لا الہ الا اللہ
وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت بیدہ
الخیر وہو علی کل شیء قدیر دس مرتبہ اور جو ہر نماز
کے بعد کہے تو اولی ہے اور ہر صبح اور عصر کے بعد
دس دفعہ یہ پڑھے۔ اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی
آلہ واصحابہ عدد خلقک بدوام ملک اور دسویں دفعہ
یہ اور پڑھ لیوے وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین
وعلی آلہم وصحبہم والتابعین وعلی اہل طاعتک اجمعین
من اہل السموات واہل الارضین وعلینا معہم
برحمتک یا ارحم الراحمین عدد خلقک ورضاء
نفسک وزنۃ عرشک ومداد کلماتک کلما ذکرک
الذاکرون وغفل عن ذکرک الغافلون۔ اور
جو ہر فرضوں کے بعد دس مرتبہ ورد کرے۔
تو اور بہت خوب ہے۔ اور ہر نماز فرض کے بعد
دس دفعہ سورۂ اخلاص پڑھا کرے اور بعد
دو رکعتوں چاشت کے سورتین والشمس وضحہا
اور والضحی پڑھے اُسکے بعد یوں کہے سبحان اللہ
والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا
قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ارشاد رحیمیہ در طریقہ
حضرات نقشبندیہ معہ رسالہ متبرکہ حضرت خواجہ باقی باللہ
معہ ترجمہ اردو ذکر واشغال توجہ ومراقبہ قیمت چار آنہ

٢٣

عدد خلق الله بدوام الله عشراً ويس وتبارك كل صباح ومساء ويزيد في المساء بعد المغرب سورة الم السجدة ان ضاق الوقت عن يس في الليل فالم السجدة وتبارك ويصلي ست ركعات من الاوابين بعد المغرب ويقول بعد ركعتي المغرب مرحبا بملائكة الليل مرحبا بالملكين الكريمين الكاتبين اكتبا في صحيفتي اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمداً عبده ورسوله واشهد ان الجنة حق والنار حق والموت حق والقبر حق والسوال حق والحشر حق والحساب حق والشفاعة حق والصراط حق والميزان حق واشهد ان الساعة آتية لا ريب فيها وان الله يبعث من في القبور اللهم اني اودعك هذه الشهادة ليوم حاجتي اليها اللهم احطط بها وزري واغفر بها ذنبي وثقل بها ميزاني واوجب لي بها اماني وتجاوز بها عني برحمتك يا ارحم الراحمين وينوي بعد ركعتي المغرب في ركعتين منها حفظ الايمان مع الاوابين ويقول بعد السلام اللهم سددني بالايمان واحفظه علي في حياتي وعند وفاتي وبعد مماتي كما وصى به الشيخ محي الدين قدس الله سره في باب الوصايا من الفتوحات المكية قال

عدد خلق الله بدوام الله دس مرتبہ اور یٰس اور تبارک ہر صبح وشام پڑھے۔ اور مغرب کو بعد نماز کے سورۂ الم سجدہ پڑھے۔ اور جو یٰس پڑھنے کا وقت نہ پائے رات کو تو الم سجدہ اور تبارک پڑھے۔ اور بعد نماز مغرب کے چھ رکعتیں نفل اوابین اور بعد مغرب کے دو رکعتوں کے یہ کہے مرحبا بملائکة الليل مرحبا بالملكين الكريمين الكاتبين اكتبا في صحيفتي اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمداً عبده ورسوله واشهد ان الجنة حق والنار حق والموت حق والقبر حق والسوال حق والحشر حق والحساب حق والشفاعة حق والصراط حق والميزان حق واشهد ان الساعة آتية لا ريب فيها وان الله يبعث من في القبور اللهم اني اودعك هذه الشهادة ليوم حاجتي اليها اللهم احطط بها وزري واغفر بها ذنبي وثقل بها ميزاني واوجب لي بها اماني وتجاوز بها عني برحمتك يا ارحم الراحمين اور بعد دو رکعت مغرب کے نیت کرے دو رکعتوں حفظ الایمان کی اوابین کیساتھ اور بعد سلام کے یہ کہے اللهم سددني بالايمان واحفظه علي في حياتي وعند وفاتي وبعد مماتي۔ اس کی وصیت کی ہے شیخ محی الدین قدس اللہ سرہ نے فتوحات مکیہ کے باب الوصایا میں یوں فرمایا ہے۔

شیخ ابن عربی رحمہ اللہ کا عمل

يقرأ في كل ركعة فيها الاخلاص ستا والمعوذتين مرة مرة ركعتين بعد ما بينه الاوابين مع الاستخارة اي المطلقة التي يعملها اهل الله كل يوم لاعمال الليل و والنهار قال الشيخ محي الدين قدس سره جربنا ذلك فوجدنا فيه كل خير ودعاء الاستخارة هو ما سبق ويقول بعد كل فريضة استغفر الله العظيم الذي لا اله الا هو الحي القيوم واتوب اليه اللهم انت السلام ومنك السلام واليك يرجع السلام حينا ربنا بالسلام و ادخلنا دار السلام تباركت ربنا و تعاليت يا ذا الجلال والاكرام ثم يقرأ الفاتحة الى اخرها ثم والهكم اله واحد لا اله الا هو الرحمن الرحيم ثم يقول اللهم اني اقدم اليك بين يدي ذالك كله الله لا اله الا هو الحي القيوم الى قوله العلي العظيم ثم امن الرسول الى اخر السورة ثم شهد الله انه لا اله الا هو الى قوله ان الدين عند الله الاسلام فيقول بعده وانا اشهد بما شهد الله به واستودع الله هذه الشهادة وهي لي عند الله وديعة ثم يقول قل اللهم مالك الملك الى قوله بغير حساب ثم يقول اللهم يا رحمن الدنيا والاخرة

کہ پڑھے اس کی ہر رکعت میں سورہ اخلاص چھ چھ مرتبہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک دفعہ اس کے بعد دو رکعتیں اوابین کی نیت سے ساتھ استخارہ کے یعنے مطلق جو اولیا ء اللہ پڑھا کرتے ہیں۔ ہر روز اعمال شب و روز کیواسطے شیخ محی الدین قدس سرہ فرماتے ہیں ہم نے تجربہ کیا ہے۔ تو اسمیں سراسر بہتری پائی ہے اور دعا استخارہ کی وہی ہے۔ جو پہلے گذری اور ہر فرضوں کے بعد کہے استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ اللھم انت السلام ومنک السلام والیک یرجع السلام حینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام تبارکت ربنا تعالیت یا ذا الجلال والاکرام پھر الحمد کی صورت پھر والھکم الہ واحد لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم پھر کہے اللھم انی اقدم الیک بین یدی اللہ ذلک تک اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم وھو العلی العظیم تک پھر امن الرسول آخر سورۃ تک پھر شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو عند اللہ الاسلام تک پھر کہے وانا اشھد بما شھد اللہ بہ استودع اللہ ھذہ الشھادۃ وھی لی عند اللہ ودیعۃ پھر کہے قل اللھم مالک الملک سے بغیر حساب تک پھر کہے اللھم یا رحمن الدنیا والاخرۃ

۲۵

وترحمهما رحماني انت ترحمني فارحمني برحمة من عندك تغنيني بها عن رحمة من سواك ثم الاخلاص والمعوذتين ثم يقول سبحان الله ثلثا وثلثين مرة والحمد لله ثلثا وثلثين مرة والله اكبر اربع وثلثين مرة ثم لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد يحيي ويميت بيده الخير وهو على كل شئ قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطي لما منعت ولا راد لما قضيت ولا ينفع ذا الجد منك الجد ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم ان الله وملائكته الاية ثم يصلي على النبي صلى الله عليه واله وسلم ثم يدعو بما احب ثم يختم سبحان ربك رب العزة عما يصفون الاية ثم لا اله الا الله عشر مرات هذا بعد كل فريضة ويقول كل يوم بعد الصبح يا الله يا واحد يا احد يا جواد انفحني منك بنفحة خير انك على كل شئ قدير احد عشر مرة ويكون ابتداء من يوم الخميس بعد قرات الفاتحة بغوث الثقلين قدس سره ومشائخ السلسلة من السابقين واللاحقين كما اشترطه المشائخ ويقول يا عزيز كل يوم بعد الصبح احد واربعين مرة ويا اله الالهة الرفيع

وترحمهما رحماني انت ترحمني فارحمني برحمة من عندك تغنيني بها عن رحمة من سواك پھر سورۂ اخلاص اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پھر کہے سبحان اللہ تینتیس دفعہ اور الحمد للہ تینتیس دفعہ اور اللہ اکبر چونتیس دفعہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک له له الملك والحمد يحيي ويميت بيده الخير وهو على كل شئ قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطي لما منعت ولا راد لما قضيت ولا ينفع ذا الجد منك الجد ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم ان الله وملائكته يصلون على النبي الخ آخر آیۃ تک پھر درود پڑھے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر پھر دعا مانگے جو چاہے پھر کہے سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون آخر آیۃ تک پھر لا الہ الا اللہ دس مرتبہ یہ بعد ہر فرض نماز کے اور ہر روز بعد صبح کی نماز کے کہے۔ یا اللہ یا واحد یا احد یا جواد انفحنی منک بنفحۃ خیر انک علی کل شئ قدیر گیارہ دفعہ اور اسکو شروع کرے پنجشنبہ سے اسطور سے کہ پہلے حضرت غوث الثقلین قدس سرہ اور مشائخ سلسلہ پہلے پچھلے سبکی فاتحہ دے جیسے اس کو شرط کیا ہے مشائخ نے اور کہے یا عزیز ہر روز بعد صبح کے اکتالیس مرتبہ اور یا الہ الا الہۃ الرفیع

صفحات کی نوع عو طا کو... کا ایصال ثواب

خمسۃ عشر مرۃ ویا قیوم فلا یفوت شئ من علمہ ولا یؤدہ وعشرین مرۃ و ان وسع الوقت قال سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم مائۃ مرۃ ویصوم ثلثۃ ایام من کل شہر ومن زاد زادہ اللہ فان وجد من نفسہ قوۃ فلیصم من شوال ستا ومن ذی الحجۃ التسع الاول وشیخنا الامام کان یامر اصحابہ باحیاء ھذا اللیالی العشر بقراءۃ القرآن کل لیلۃ عشرۃ اجزاء بالمدارسۃ ففی کل ثلاث لیال ختمۃ ولیلۃ العید ختمۃ کاملۃ بالتقسیم ھذا ومن الایام الفاضلۃ یوم عاشورہ ویوم النصف من شعبان وورد فی الفضائل رجب احادیث باسانید ضعیفۃ لا باس بالعمل بہا فان وجد من نفسہ قوۃ فلیعمل بہا رجاء فضل اللہ تعالی فمنہا صوم اول رجب کفارۃ ثلاث سنین والثانی کفارۃ سنتین والثالث کفارۃ سنۃ ثم کل یوم شہرا ومنہا فی رجب یوم ولیلۃ من صام ذالک الیوم وقام تلک اللیلۃ کان کمن صام الدہر مائۃ سنۃ۔ سواء السبیل کلیمی معہ ترجمہ اردو مصنفہ جد امجد حضرت خواجہ کلیم اللہ چشتی شاہجہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ تعالی کی ذات وصفات پر مکمل اور جامع بحث کا بلند پایہ کتاب ہے۔ ہدیہ ایک روپیہ

پندرہ دفعہ اور یا قیوم فلا یفوت شئ من علمہ ولا یؤدہ ستائیس مرتبہ اور وقت میں گنجائش ہو تو کہے سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم سو مرتبہ اور ہر مہینے میں تین روزہ رکھے اور جو زیادہ رکھے اللہ زیادہ کرے اسکو اور جو اپنے نفس میں قوت پائے تو رکھے چھ روزہ عید کے اور بقرا عید کے نو روزے اول تاریخ سے نویں تک اور ہمارے شیخ امام اپنے اصحاب کو امر کرتے تھے کہ ان دس راتوں کو بیدار رہے۔ اور قرآن شریف پڑھے ہر رات کو دس سیپارے تو تین رات میں ختم کرے اور دسویں رات کو ایک ختم پورا کرے اس تقسیم سے اور ایام فاضلہ سے عاشورے اور پندرہویں رات شعبان کی اور رجب کے فضائل وارد ہیں حدیث ضعیف اسناد سے کہ اُن پر عمل کرنا مضائقہ نہیں اگر آدمی اپنے میں قوت دیکھے۔ اُن پر عمل کرے اللہ کے فضل کی امید پر اُن میں سے ایک روزہ پہلی رجب کا ہے جس کا ثواب تین برس کا کفارہ ہے اور دوسرے کا روزہ دو برس کا کفارہ ہے اور تیسرا روزہ ایک برس کا کفارہ ہے۔ بعد اس کے پھر ہر روزہ ایک ایک مہینے کا کفارہ ہے اور ایک انہیں سے ہے کہ ماہ رجب میں ایک روزہ اور ایک شب ایسی ہے کہ جو اُس دن روزہ رکھے اور اُس رات کو عبادت کرے تو ایسا ہے جیسے برابر سو برس روزہ رکھے

٢٧

فهو لثلاث بقين من رجب ومنها من صام سبعة ايام غلقت عنه سبعة ابواب جهنم ومن صام ثمانية ايام فتحت له ثمانية ابواب الجنة ومن وجد قوة من نفسه فقد ورد افضل الصيام صوم اخي داؤد كان يصوم يوما ويفطر يوما ولا يفر اذا لاقى رواه الترمذي وغيره عن ابن عمر الشيخ سعيد الكوكني و قال الشيخ حسن العجمي المكي وعند الاستطاعة يزيد على ما ذكر قراءة سورة الاخلاص الف مرة والصلوة على النبي صلى الله عليه وآله وسلم الف مرة ويقول في كل يوم الف مرة لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير وان يقول في الصبح كل يوم الف مرة سبحان الله وبحمده انتهى

اما طريقه نقشبنديه را شعب بسيار است و در ديار هندوستان از دو جهت شائع شده است يكے جهت خواجه محمد باقی و دیگر جهت امیر ابو العلے و در دیار ماوراء النهر از جهت مخدوم اعظم مولانا خواجگی شائع است و اشهر شعب آن بحسب رسائل تصوف

پس وہ واسطے تیسری رجب کے ہے اور بعض اُن میں سے یہ ہے کہ جو سات روزے رکھے اُسپر سات دروازے دوزخ کے بند ہوتے ہیں۔ اور جو آٹھ روزے رکھے آٹھوں دروازے جنت کے اُسکے واسطے کھل جائیں گے اور جو اپنے نفس میں قوت پائے تو حدیث شریف میں آیا ہے افضل روزہ میرے بھائی داؤد پیغمبر کا ہے۔ کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک روز افطار کرتے تھے اُسکو روایت کیا ترمذی وغیرہ نے ابن عمر سے واسطے شیخ سعید کوکنی کے اور کہا شیخ حسن عجمی مکی نے اور مقدور ہو تو زیادہ کرے اسپر سورۂ اخلاص ایک ہزار مرتبہ پڑھے اور ہزار بار درود پڑھے اور ہر روز ہزار بار پڑھے لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير اور ہر روز صبح کو پڑھے ایکہزار بار سبحان الله وبحمده ۔ انتہی لیکن طریقہ نقشبندیہ کے بہت شعبہ ہیں۔ ملک ہندوستان میں دو جہت سے شائع ہیں تو خواجہ محمد باقی کی جہت سے اور دوسرا میر ابو العلے کی جہت سے اور ملک ماوراء النہر میں مخدوم اعظم مولانا خواجگی کی جہت سے مشہور ہے اور اُن سب میں بہت مشہور بموجب تصوف کے رسالوں کے

شاہ صاحب رحمہ کا ایک اور سلسلہ طریقت ۲۸

در بیان اشغال قوم شعبہ جامیہ ست و باز جہت خواجہ محمد باقی را شعب بسیار است اشہر آنہا دو شعبہ است شعبہ شیخ محمد معصوم و شعبہ شیخ آدم بنوری و ہر یکے ازین دو اشغال دارد غیر اشغال متقدمان این طریقہ و این فقیر را بہر یکے ازین شعبہا ارتباط صحیح واقع شدہ است پس ارتباط این فقیر از جہت بیعت و صحبت و تلقین اشغال و اجازت و خرقہ با والد خود ہست شیخ عبد الرحیم قدس سرہ و حضرت ایشان را با چہار کس از مشائخ این طریق ارتباط واقع است نخست با سید عبد اللہ دوم با میر ابو القاسم اکبر آبادی سیوم با خواجہ خورد ولد خواجہ محمد باقی چہارم با میر نور العلے خلف میر ابو العلے۔ فالسید عبد اللہ عن الشیخ آدم البنوری عن الشیخ احمد السرہندی عن خواجہ محمد باقی و خواجہ خورد عن الشیخ احمد السرہندی و عن خواجہ حسام الدین و شیخ الہداد کلہم عن خواجہ محمد باقی بالسند المذکور فی سلسلۃ الصحبۃ و میر ابو القاسم الاکبر آبادی الملقب بخلیفہ عن ملا ولی محمد الاکبر آبادی عن الامیر ابو العلے عن عمہ الامیر عبد اللہ عن خالہ خواجہ عبد الحق عن عمہ خواجہ یحیی عن ابیہ خواجہ عبید اللہ الاحرار و از میر نور العلے خرقہ بایشان رسید عن والدہ الامیر ابو العلے اکبر آبادی و این فقیر اشغال طریقہ احمدیہ را از ملا محمد دلیل گلہانی

اور اشغال قوم کے بیان کے شعبہ جامیہ ہے اور پھر خواجہ محمد باقی کی جہت سے بہت شعبے ہیں اُن میں دو شعبہ بہت مشہور ہیں۔ ایک شعبہ شیخ محمد معصوم کا اور ایک شعبہ شیخ آدم بنوری کا اور اُن دونوں میں سے شغل ہیں سوائے اشغال متقدمان طریقہ کے اور اس فقیر کو اُن سب شعبوں سے ارتباط صحیح واقع ہے پس ارتباط اس فقیر کو جہت صحبت و بیعت و تلقین اشغال و اجازت و خرقہ سے اپنے والد شیخ عبد الرحیم قدس سرہ سے ہے۔ اور اُنکو چار مشائخ سے اس طریقہ سے ارتباط واقع ہے۔ پہلے سید عبد اللہ سے دوسرے امیر ابو القاسم اکبر آبادی سے تیسرے خواجہ خورد ولد خواجہ محمد باقی سے چوتھے میر نور العلے خلف میر ابو العلے سے تو سید عبد اللہ کو شیخ آدم بنوری سے اُن کو شیخ احمد سرہندی سے اُن کو خواجہ محمد باقی سے اور خواجہ خورد کو شیخ احمد سرہندی سے اور خواجہ حسام الدین سے اور شیخ الہداد اور اُن سب کو خواجہ محمد باقی سے اُسی سند سے جو مذکور ہو چکی ہے سلسلہ صحبت میں اور میر ابو القاسم اکبر آبادی الملقب بخلیفہ کو ملا ولی محمد اکبر آبادی سے اُنکو میر ابو العلے سے اُن کو اپنے چچا امیر عبد اللہ سے اُن کو اپنے ماموں خواجہ عبد الحق سے اُن کو خواجہ یحیی سے اور اُن کو اپنے والد خواجہ عبید اللہ احرار سے اور میر نور العلے سے اُنکو خرقہ پہنچا اُنکو اپنے والد امیر ابو العلے اکبر آبادی سے اور اس فقیر نے اشغال طریقہ احمدیہ کو ملا محمد دلیل

استفاظہ طریقہ احمدیہ کا حصول

اخذکردہ عن شیخ میر موسے بھٹی کوٹی عن
الشیخ محمد معصوم عن ابیہ الشیخ احمد
السہرندی واین فقیر را خرقہ نقشبندیہ
از شیخ ابوطاہر مدنی رسیدہ وایشاں را از
کس والد بزرگوار ایشاں شیخ
ابراہیم کردی و شیخ احمد نخلی و شیخ
عبداللہ بصری مکی و شیخ ابراہیم را ارتباط
با شیخ احمد قشاشی است از جہت تلقین و خرقہ
عن ابی المواہب احمد الشناوی عن
الشیخ محمد بن محمد بن عبدالرحمن التہنیسی
عن مولانا محمد امین ابن اخت ملا جامی
عن مولانا غیاث الدین احمد عن مولانا
علاؤ الدین محمد عن مولانا عبدالرحمن الجامی
عن مولانا سعید الدین الکاشغری عن مولانا
نظام الدین خاموش عن خواجہ علاؤ الدین
العطار عن خواجہ بہاؤ الدین نقشبند
و شیخ احمد نخلی شغال این طریقہ اخذ کردہ از سید میر کلال البلخی
عن ملا محمد عرب البلخی عن ملا الٰہ الشیرغانی
عن ملا خورد عزیزان عن مخدوم الاعظم
ملا خواجگی عن مولانا محمد قاضی
عن خواجہ عبید اللہ الاحرار
والشیخ عبداللہ البصری لبس
الخرقۃ عن ید الشیخ عبداللہ
باقشیر المکی عن الشیخ تاج الدین
السنبھلی نزیل مکۃ عن خواجہ محمد

حاصل کیا اُنہوں نے اپنے شیخ میر موسیٰ بھٹی کوٹی
سے اُنہوں نے شیخ محمد معصوم سے اُنہوں نے اپنے
والد شیخ احمد سرہندی سے اور اس فقیر کو خرقہ نقشبندیہ
حاصل ہوا شیخ ابوطاہر مدنی سے اور اُنکو ہیں مشائخوں
سے اپنے والد بزرگوار شیخ ابراہیم کردی سے اور
شیخ احمد نخلی سے اور شیخ عبداللہ بصری مکی
سے اور شیخ ابراہیم کو ارتباط ہے شیخ احمد
قشاشی سے جہت سے تلقین و خرقہ کے ابو
المواہب شیخ احمد شناوی سے اُنکو شیخ محمد
بن محمد بن عبدالرحمن التہنیسی سے اُنکو مولانا
محمد امین ملا جامی کے بھانجے سے اُنکو مولانا
شیخ غیاث الدین احمد سے اُنکو مولانا علاؤ الدین
محمد سے اُن کو مولانا عبدالرحمن جامی سے
اُن کو مولانا سعید الدین کاشغری سے اُنکو
مولانا نظام الدین خاموش سے اُنکو خواجہ
علاؤ الدین عطار سے اُنکو خواجہ بہاؤ الدین
نقشبندیہ سے اور شیخ احمد نخلی نے اشغال
اِس طریق کے حاصل کئے سید میر کلال بلخی سے
اُنہوں نے ملا الٰہ شیرغانی سے اُنہوں نے
ملا خورد عزیزان سے اُنہوں نے مخدوم الاعظم
ملا خواجگی سے اُنہوں نے مولانا محمد قاضی
سے اُنہوں نے خواجہ عبید اللہ احرار سے
اور شیخ عبداللہ بصری نے خرقہ پہنا ہاتھ
سے شیخ عبداللہ باقشیر مکی کے اُنکو پہنایا
تاج الدین سنبھلی نزیل مکہ نے اُن کو خواجہ محمد

باقی بسنده المذکور ثم أن خواجه نقشبند اخذ عن روح خواجه عبد الخالق الغجدوانی وعن خواجه محمد بابا السماسی وعن خلیفة الامیر سید کلال وخواجه محمد بابا السماسی عن خواجه عزیزان بمثل ما ذکرنا فی سلسلة الصحبة الا ان ههنا نکتة اخری ننبه علیها فالشیخ ابو علی الفارمدی اخذ ایضًا عن خواجه ابی الحسن الخرقانی عن الشیخ ابی یزید البسطامی من طریق الباطن لا من طریق الظاهر فان وفات الشیخ ابی یزید قبل ولادة خواجه ابی الحسن بمدت مدیدة والشیخ ابو یزید عن سیدنا الامام جعفر الصادق من طریق الباطن لا الظاهر لان ولادة الشیخ ابی یزید بعد وفات الامام جعفر الصادق بمدة مدیدة والامام جعفر الصادق اخذ من جهتین الاولی جهة ابائه رضی الله عنهم وقد ذکرناه والثانیة انه اخذ الطریقة عن ابی امه القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق والقاسم اخذها عن سلمان الفارسی عن سیدنا ابی بکر الصدیق عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم قلت واخذ القاسم عن سلمان لا یمکن ان یکون الا

باقی نے اُسی سند مذکور سے پھر خواجہ نقشبند نے حاصل کی خواجہ عبد الخالق غجدوانی کی روح سے اور خواجہ محمد بابا سماسی اور خلیفہ امیر سید کلال سے اور خواجہ محمد بابا سماسی نے خواجہ عزیزان سے جیسا ہمنے سلسلۂ صحبت میں ذکر کیا ہے۔ مگر یہاں ایک اور نکتہ ہے اُس سے آگاہ ہو بس شیخ ابو علی فارمدی نے بھی حاصل کیا ہے خواجہ ابو الحسن خرقانی سے اُنہوں نے شیخ ابو یزید بسطامی سے باطن کے طور پر ظاہر کے طور پر نہیں کیونکہ ولادت شیخ ابو یزید کی خواجہ ابو الحسن کی ولادت سے بہت مدت پہلے ہوئی ہے اور شیخ ابو یزید نے سیدنا امام جعفر صادق سے باطن کے طریق سے ظاہر کے طریق سے نہیں اِسواسطے کہ ولادت شیخ ابو یزید کی بہت مدت کے بعد ہوئی ہے وفات امام جعفر صادق سے اور امام جعفر صادق نے حاصل کیا دو طریق سے ایک تو اپنے آبا رضی اللہ عنہم کے طریق سے اور وہ ہم ذکر کر چکے ہیں اور دوسرے اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق سے اور قاسم نے حاصل کیا سلمان فارسی سے اور اُنہوں نے سیدنا ابو بکر صدیق سے اُنہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے میں کہتا ہوں قاسم کا سلمان سے حاصل کرنا ممکن نہیں۔ مگر

سلسلہ نقشبندیہ کا اتصال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

۱۳۱

مرتبۃ الباطن یظہر ذلک من تتبع اسماء
الرجال واللہ اعلم والحسن البصری ینسب
الی سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم
عند اہل السلوک قاطبۃ وان کان اہل
الحدیث لا یثبتون ذلک وقد
انتصر الشیخ احمد القشاشی لاہل
السلوک والکلام واف وشاف فی
الکتاب العقد الفرید فی سلاسل اہل
التوحید واللہ اعلم۔ باید دانست کہ
گلیانی بفتح کاف فارسیہ اول وتشدید دوم
نسبت بہ قبیلہ از افاغنہ کہ میان دوآبہ پشاور
سکونت دارند و با قوم یوسف زئی بنوا عمام
می شوند ہٹی کوٹ بتائین ہندیتین قریۃ
من مضافات جلال آباد وجلال آباد بلدہ
بین کابل وپشاور بھنیسی بفتح موحدہ والنون
ومہملہ نسبہ بھنیسا بالقصر بلدہ بصعید مصر
الادنی ٭ تلاآلہ۔ بفتح الالف و
تشدید الکاف العربیہ وہاء فارسیہ
ابن ہمین تخلص می کند۔ واورا دیوانے
است مشہور ٭ چیبرغان بجیم فارسیہ
مضمومہ وباء موحدہ مضمومہ وراء مہملہ ساکنہ
وغین معجمہ بلدہ است بردو مرحلہ از بلخ
شبرغان تعریف اوست ومعنی چیبرغان
لفظ ترکی چیزیکہ یکے بعد دیگرے در طول مانند
قطار بودہ باشد عزیزان لفظ تعظیم مثل

باطن کی جہت سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے اسماء الرجال
کے تتبع سے واللہ اعلم۔ اور حسن بصری نسبت
کے گئے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم
سے اہل سلوک کے نزدیک یقینا اگرچہ
اہل حدیث اسے ثابت نہیں کرتے اور
تحقیق بہت تائید کی ہے شیخ احمد قشاشی
نے اہل سلوک کے کلام وافی وشافی سے
اپنی کتاب عقد الفرید فی سلاسل اہل التوحید
میں واللہ اعلم۔ جاننا چاہئے کہ گلیانی بفتح
کاف فارسیہ اول وتشدید دوم یار نسبت
کی ہے قبیلہ افغانوں میں سے جو پشاور
کے دوآبہ میں رہتے ہیں۔ اور قوم یوسف زئی
کے چچازادوں میں ہیں۔ ہٹی کوٹ دونوں تار
ہندیہ ایک گاؤں ہے توابع جلال آباد سے
اور جلال آباد ایک شہر ہے درمیان کابل
اور پشاور کے بھنیسی بفتح موحدہ والنون اور
سین مہملہ بالقصر اور یار نسبت کی ایک شہر ہے
صعید مصر ادنیٰ میں تلاآلہ بفتح الف وتشدید کاف
عربی وہائی فارسی ابن ہمین تخلص کرتے ہیں اور
انکا دیوان مشہور ہے چیبرغان بجیم فارسی مضمومہ
اور بار موحدہ اور رار مہملہ ساکن اور غین معجمہ
ایک شہر ہے بلخ سے دو منزل شبرغان اسکی
تعریف ہے۔ اور چیبرغان لفظ ترکی ہیں اسے
کہتے ہیں۔ جو چیز ایک بعد ایک کے ہو طول
میں مانند قطار کی عزیزان لفظ تعظیم ہے جیسے

میران وسیدی وغیر آن وباقشیر بالمفظ یین حرف نسبت است کہ اول کلمہ می آید مانند یار نسبت کہ در آخر کلمہ می آید سنبھل بہائے ہندیہ کہ اشمام ہا وارد بلدہ است در ار نہر جمنا وگنگا نزدیک جبال شرقی دار الخلافہ دہلی کاتب حروف گوید کہ حضرت والد قدس سرہ می فرمودند کہ چون حضرت خلیفہ ابوالقاسم مرا اجازت دادند فرمودند کہ در طریقہ ما مثال نمی باشد و وصایا نمی نویسند عمدہ در طریق ما کتاب فقرات است آنرا از مشائخ خود عنعن اخذ کردہ ایم ومشائخ ما بحفظ وعمل بآن وصیت می کردند شما آنرا از نسخۂ من بنویسید پس حضرت ایشان آنرا استنساخ کردند واجازت حضرت ایشان این فقیر را شامل شد کتاب فقرات را وبعض مواضع اشکال در آن کتاب از حضرت ایشان استفسار نمودم واشغال آنرا از حضرت ایشان بوجہ نیک تلقی نمودم والحمد للہ کاتب حروف گوید کہ شیخ تاج الدین سنبھلی خلیفہ حضرت خواجہ محمد باقی درباب اشغال نقشبندیہ رسالہ دارند مختصر والد بزرگوار آنرا بغایت می پسندند وآنرا بخط خود از نزدیک بعض اصحاب شیخ تاج الدین انتساخ کردہ بودند وطالبان را بہمان اسلوب ارشاد می فرمودند این فقیر آنرا پیش حضرت ایشان بحثاً ودرایۃً خواندہ است۔

تفہیمات الٰہیہ حضرت شاہ صاحب کی معرکۃ الآرا تصنیف جلد اول قیمت ۲

میران وسیدی وغیرہ کے باقشیر بالفظ یین میں حرف نسبت کا ہے کہ کلمہ کے اول آتا ہے جیسے یار نسبت کی آخر میں آتی ہے سنبھل بائے ہندیہ کہ ہا کے شامل ایک شہر ہے گنگا جمنا کے اسطرف قریب جبال شرقی دار الخلافہ دہلی کے کاتب حروف کہتا ہے کہ جب حضرت خلیفہ ابوالقاسم نے مجھے اجازت دی۔ فرمایا کہ ہمارے طریقہ میں فرمان نہیں ہوتا اور وصیتیں نہیں لکھتے ہمارے طریق میں عمدہ کتاب فقرات ہے وہ ہمنے بھی مشائخ سے بطریق عنعن کے حاصل کی ہے اور ہمارے مشائخ اُسکے حفظ اور عمل کرنے پر وصیت کرتے آئے ہیں۔ تم وہ میری کتاب سے نقل کرلو پس حضرت والد نے وہ نقل کرلی اور اُنکی اجازت اِس فقیر کو ہوئی اور اسمیں بعض مقام مشکل اِس فقیر نے اُن سے دریافت کئے اور اُسکے اشغال بہت اچھی طرح سیکھ لئے۔ والحمد للہ کاتب حروف کہتا ہے کہ شیخ تاج الدین سنبھلی خلیفہ حضرت خواجہ محمد باقی کا ایک سالہ ہے مختصر اشغال نقشبندیہ میں والد بزرگوار اُس کو بہت پسند فرماتے تھے۔ اور اُسے شیخ تاج الدین کے بعض اصحاب سے لیکر اپنے ہاتھ سے نقل کیا تھا اور اسطور طالبون کو ارشاد فرماتے تھے اِس فقیر نے وہ رسالہ اُن سے بحثاً ودرایۃً پڑھا ہے۔

۳۳ رسالہ مکیہ کی عبارت

خواستم کہ آنرا بعینہ نقل کنم و باللہ التوفیق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین اعلم وفقک اللہ تعالی ان معتقد السادۃ النقشبندیہ قدس اللہ تعالی اسرارہم ہو معتقد اہل السنۃ والجماعۃ وطریقتہم دوام العبودیۃ التی لا یتصور بغیر اداء العبادۃ وہی عبارۃ عن دوام مع الحق سبحانہ بلا مزاحمۃ شعور بالغیر مع الذہول عن صفۃ الحضور بوجود الحق سبحانہ ولا یحصل ہذہ السعادۃ العظیمۃ بغیر تصرف الجذبۃ الالہیۃ ولا سبب فی طریق الجذبۃ اقوی من صحبۃ الشیخ الذی سلوکہ بطریق الجذبۃ قال الشیخ ابو علی الدقاق قدس اللہ سرہ الشجرۃ التی تنبت بنفسہا لا ثمر لہا وان کان لہا ثمر یکون بغیر لذۃ وسنۃ اللہ تعالی جاریۃ علی انہ لا بد من السبب فکما ان التوالد والتناسل الصوری لا یحصل بغیر الوالد والوالدۃ کذلک التوالد المعنوی حصولہ بغیر المرشد متعذر قال فی رسالۃ المکیۃ من لا شیخ لہ فالشیطان شیخہ و ہذہ الطریقۃ العلیۃ النقشبندیۃ اخذ ہا

میں نے چاہا اُسکو بعینہ نقل کروں اور توفیق اللہ کی طرف سے ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علیٰ سیدنا محمدؐ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین جان تو تجھکو توفیق عطا کرے اللہ تعالیٰ کہ عقیدہ حضرات نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم کا وہی ہے جو عقیدہ اہل سنت وجماعت کا ہے اور طریقہ ہے دوام عبودیت کا جو بغیر ادائے عبادت کے متصور نہیں۔ اور وہ عبارت ہے اس سے کہ ہمیشہ مع الحق ہو سبحانہ تعالیٰ کہ شعور بالغیر اُس کے مزاحم نہ ہو ساتھ فراموشی کے صفت حضور لوجود الحق کے سبحانہ تعالیٰ اور یہ سعادت عظمیٰ بغیر جذبہ الٰہی کے نہیں حاصل ہو سکتی اور طریق جذبہ میں کوئی بہت قوی سبب نہیں سوائے صحبت ایسے شخص کی جسکا سلوک بطریق جذبہ کے ہو شیخ ابو علی دقاق قدس سرہ نے کہا ہے کہ جو درخت خود بخود اُگتا ہے اُسکا ثمر نہیں ہوتا اور جو اسمیں ثمر لگتا بھی تو اسمیں لذت نہیں ہوتی اور سنت الٰہی جاری ہے اسپر کہ کوئی سبب ہو تو جیسے ظاہری توالد وتناسل بے ماں اور باپ کے نہیں حاصل ہوتا اسی طرح توالد معنوی کا حاصل ہونا بغیر مرشد کے مشکل ہے رسالہ مکیہ میں لکھا ہے من لا شیخ لہ فالشیطان شیخہ یعنی جسکا کوئی مرشد نہیں اُس کا شیطان پیر ہے اور طریقہ علیہ نقشبندیہ حاصل

جسکا مرشد نہیں اسکا مرشد شیطان ہے

۳۴

العقبة الفقير في النقصان والعاجز في معرفة الرحمن تاج الدين السنبهلي عن مهدي الزمان الخواجه محمد باقي وهو اخذها عن المولى خواجگي امكنكي وهو اخذها عن المولى درويش محمد وهو عن المولى محمد زاهد وهو عن الغوث الاعظم الخواجه عبيد الله احرار وهو عن الشيخ الشيوخ يعقوب الچرخي وهو من حضرة الخواجه الكبير الخواجه بهاء الحق والدين المعروف بنقشبند وهو عن السيد كلال وهو عن الخواجه محمد بابا السماسي وهو عن حضرت العزيزان الخواجه علي الراميتني وهو عن الخواجه محمود الفغنوي وهو عن الخواجه عارف الريوكري وهو عن الخواجه عبد الخالق الغجدواني وهو عن الشيخ يوسف بن يعقوب بن ايوب الهمداني وهو عن ابي علي الفارمدي وهو من ابي الحسن الخرقاني والشيخ ابو علي له نسبة الجذبة والصحبة والاستفاضة بالشيخ ابي القاسم الكرگاني ايضا وحيث عند المحققين ان الشيوخ ثلاثة شيخ الخرقة وشيخ الذكر وشيخ الصحبة وشيخ الصحبة اتم واكمل في الارتباط وهو الشيخ الحقيقي لاجرم اوردنا نسبة الشيخ ابي القاسم الذي انتهى بها السلوك الشيخ ابي علي ومن الشيخ ابي القاسم الى الامام علي بن موسى الرضا

کیا ہے اِس فقیر نے جو نقصان میں کامل ہے اور معرفت رحمٰن میں عاجز ہے تاج الدین سنبھلی کہ حاصل کیا ہے مہدی زمان خواجہ محمد باقی سے اور اُنہوں نے ملا خواجگی امکنکی سے اُنہوں نے ملا درویش محمد سے اُنہوں نے ملا محمد زاہد سے اُنہوں نے غوث الاعظم خواجہ عبید اللہ احرار سے اُنہوں نے شیخ الشیوخ یعقوب چرخی سے اُنہوں نے حضرت خواجہ کبیر خواجہ بہاؤ الحق والدین معروف بہ نقشبند سے اُنہوں نے سید کلال سے اُنہوں نے خواجہ محمد بابا سماسی سے اُنہوں نے حضرت عزیزان سے اُنہوں نے خواجہ علی رامیتنی سے اُنہوں نے خواجہ محمود خیر فغنوی سے اُنہوں نے خواجہ عارف ریوگری سے اُنہوں نے خواجہ عبد الخالق غجدوانی سے اُنہوں نے شیخ یوسف بن یعقوب بن ایوب ہمدانی سے اُنہوں نے ابو علی فارمدی سے اُنہوں نے ابو الحسن خرقانی سے اور شیخ ابو علی کو نسبت جذبہ و صحبت و استفاضہ کی ہے شیخ ابو القاسم گرگانی سے بھی اور اس سبب سے محققین کے نزدیک شیخ تین ہوتے ہیں ایک شیخ خرقہ اور ایک شیخ ذکر اور ایک شیخ صحبت اور شیخ صحبت ارتباط میں اکمل اور اتم ہے اور وہی شیخ حقیقی ہے ہمنے ذکر کیا اسی وجہ ضروری سے شیخ ابو القاسم کو کہ وہاں جاکر سلوک تمام ہوا شیخ ابو علی کا اور شیخ ابو القاسم سے امام علی بن موسیٰ رضا تک

اقسام مشائخ تصوف کی

وسائط شیخ ابو عثمان المغربی و ابو علی الکاتب و ابو علی الرودباری و سید الطائفۃ الجنید بغدادی والسری السقطی ومعروف الکرخی رضی اللہ تعالی عنہم وللمعروف قدس سرہ نسبۃ اخری یتصل بہا ابی داؤد الطائی عن حبیب العجمی عن الحسن البصری قدس اللہ اسرارہم ونسبۃ معروف الی باب مدینۃ العلم معروف و مشہور ھھنا الان ارجع الی راس الکلام فاعلم ان الشیخ ابا الحسن الخرقانی اخذ عن روحانیۃ ابی یزید البسطامی کنسبۃ اویس قدس اللہ سرہ من منبع الانوار علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات وھکذا نسبۃ سلطان العارفین الی روحانیۃ جعفر الصادق والمعروف من خدمۃ وصحبۃ غیر صحیح والامام جعفر الصادق مع وجود انوار وراثۃ اٰبائہ الکرام یتصل بجدہ لامہ القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہم وھو من فقہاء السبعۃ فی التابعین کان من الکرام فی علم الظاہر و الباطن وھو منسوب الی سلمان الفارسی رضی اللہ تعالی عنہ وسلمان مع تشرفہ بصحبۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخذ الطریقۃ عن الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ وھو عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والطریق الاخری الامام جعفر اباً عن جد

درمیان میں واسطے ہیں شیخ ابو عثمان مغربی اور ابو علی کاتب اور ابو علی رودباری اور سید الطائفہ جنید بغدادی اور سری سقطی و معروف کرخی رضی اللہ تعالی عنہم اور معروف کرخی قدس اللہ سرہ کو ایک اور نسبت ہے جو ابو داؤد طائی کو جاملتی ہے حبیب عجمی سے انکو حسن بصری سے قدس اللہ اسرارہم اور معروف کرخی کی نسبت حضرت باب مدینہ علم یعنی علی تک معروف اور مشہور ہے اور اب میں رجوع ہوتا ہوں آغاز کلام سے ۔

پس جاننا چاہئے کہ شیخ ابو الحسن خرقانی نے حاصل کیا ابو یزید بسطامی کی روح سے جیسے حضرت اویس قدس اللہ سرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور اسیطرح سلطان العارفین کی نسبت ہے روحانیت امام جعفر صادق سے اور وہ جو مشہور خدمت و صحبت ہے وہ صحیح نہیں ہے اور امام جعفر صادق نے باوجود اپنے آبا کی وراثت کے انوار اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہم سے حاصل کیا اور ساتویں فقہا سے ہیں تابعین میں علم ظاہر اور علم باطن دونوں میں کامل اور انکو نسبت ہے سلمان فارسی سے رضی اللہ تعالی عنہ اور سلمان رضی اللہ عنہ کو باوجود شرف صحبت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسبت طریقہ ہے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے اور انکو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور دوسرا طریقہ امام جعفر کو باپ دادا سے وہ مشہور ہے در دروازہ شہر علم یعنی حضرت



فیض حاصل ہونے کے دلیل ...

٣٦

الی باب مدینۃ العلم معروفۃ

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک

فصل

طریق الوصول الی اللہ تعالیٰ علی طریق السادۃ النقشبندیۃ اما الطریق الاول الذکر بمحض الصحبۃ او بالذکر او با المراقبۃ وطریق ذکر ہذہ السلسلۃ ان تذکر الکلمۃ الطیبۃ اعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ بحبس النفس وتراعی العدد الوتر واذا جاء فی العدد احد عشرین مرۃ ولم یظہر للذکر اثر فہذا دلیل علی عدم قبولہ فتشرع فی ابتداء الذکر من اصل واثر الذکر ہو انک فی زمان النفی منتفی عنک وجود البشریۃ وفی الاثبات یظہر فیک اثر من اثار تصرفات الجذبات الالہیۃ والاثر متفاوت بحسب الاستعداد فبعضہم اول ما تحصل الغیبۃ عما سوی الحق وبعضہم اول ما تحصل لہ السکر والغیبۃ وبعد ذلک یتحقق لہ وجود العدم وبعدہ یتشرف بالفناء کما قال الشیخ عبد اللہ الانصاری فی تفسیر ہذہ الآیۃ واذکر ربک اذا نسیت غیرہ ثم نسیت ذکرک ثم نسیت فی ذکر الحق ایاک اکمل ذکرک

فصل

طریق وصول الی اللہ بطور حضرات نقشبندیہ کے یا فقط صحبت سے ہے یا ذکر سے یا مراقبہ سے اور طریق ذکر اس سلسلہ کا یوں ہے کہ ذکر کرے کلمہ طیبہ کا یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ حبس نفس سے۔ اور گنتی میں طاق عدد کی رعایت رکھے اور جب ذکر اکیس مرتبے گذر جائے اور اسکا کچھ اثر ظاہر نہو تو یہ دلیل ہے اس کے قبول نہ ہونے کی۔ پھر نئے سرے سے ذکر شروع کرے اور ذکر کا اثر یہ ہے کہ جب کہے لا الٰہ تو وجود بشریہ کی نفی ہو جائے اور جب کہے الا اللہ تو ظاہر ہوں آثار تصرفات جذبات الٰہیہ کے اور اثر اپنی اپنی استعداد کے موافق ظاہر ہوتا ہے بعضے ایسے ہوتے ہیں کہ انکو پہلے غیبت ماسوائے حق سے حاصل ہوتی ہے اور بعضے ایسے ہوتے ہیں۔ کہ انکو پہلے سکر اور غیبت اور اس کے بعد عدم کا وجود ثابت ہوتا ہے اور اس کے بعد فنا جیسے شیخ عبد اللہ انصاری نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ واذکر ربک اذا نسیت کہ جب بھول جائے تو ماسوائے حق کے پھر بھول جائے تو اپنے ذکر کو پھر بھول جائے تو حق کے ذکر میں اپنے تئیں تو تیرا ذکر کامل ہو گیا

اول طریق حضرات نقشبندیہ

اقسم نقشبندیہ وصول الی اللہ کا ذکر ...

ذکر نفی اثبات کا مخصوص طریقہ

واعلی الدرجات واتمها الفناء اعنی لا یبقی
للسالک خبر عما سوی الله وکیفیة الذکر ان
تجعل اللسان ملتصقا بسقف الفم وتلصق
الشفة بالشفة والاسنان بالاسنان و
تحبس النفس وتشرع کلمة لا مبتدئا بها
من السرة وتصعد بها الی جانب الدماغ
فاذا وصلت الی الدماغ ملت بآله الی
جانب الکتف الیمین الا الله الی جانب
الیسار فرمیت بها علی القلب الصنوبری
بقوة بحیث یظهر اثرها وحرارتها فی سائر
الجسد وتمیل محمد رسول الله من
الیسار الی جانب الیمین ای تاتی بها
بینهما وتقول بعد ذلک بالقلب ایضا
الهی انت مقصودی ورضاک مطلوبی
یعنی من هذا الذکر مع توجه القلب علی
وجه یظهر اثره فی القلب ویتاثر منه و
یکون ذلک کله بحیث لا یظهر علی ظاهره
حرکة ولا یشعر به من کان بقربه وتحبس
نفسه بذکر مرة او ثلاثا مراعیا
للوتر وقال حضرة الخواجه قدس سره
فی معنی الکلمة الطیبة ان لا اله معناه
نفی الالهة الطبیعیة والا الله
اثبات المعبود محمد رسول الله
معناه انک ادخلت نفسک
فی مقام فاتبعونی بالحق

اور اعلیٰ اور اتم درجہ ذکر کا فنا ہے یعنی تیری
زبان کو خبر نہ رہے ماسوا اللہ کے اور کیفیت
ذکر کی یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگائے اور
لب کو لب سے اور دانتوں کو دانتوں سے
اور حبس دم کرے اور شروع کرے کلمہ لفظ
لا کو ناف سے دماغ کی طرف لے جائے اور
جب دماغ کو پہونچے تو کہے آلہ کو داہنے مونڈھے
کی طرف الا اللہ کو بائیں مونڈھے کی طرف پھر اُسے
قلب صنوبری پر مارے ایسے زور سے کہ اُس کا
اثر اور حرارت سارے جسم میں معلوم ہو۔
اور لفظ محمد رسول اللہ کو بائیں طرف سے داہنی
طرف کو یعنی اُن کے درمیان اور اُس کے
بعد دل سے یوں کہے الٰہی انت مقصودی
ورضاک مطلوبی یعنی اِس ذکر سے تو ہی میرا
مقصود ہے اور تیری ہی رضا مجھے مطلوب ہے قلب
کی توجہ سے ایسی طرح کہ دل میں اثر معلوم ہو
اور دل اُس سے متأثر ہو اور یہ سب اسطرح سے
ہو کہ ظاہر میں حرکت نہ معلوم ہو جو کوئی پاس
بیٹھا ہو وہ بھی نجانے اور حبس نفس کرے
ایک بار ذکر کرے یا تین بار طاق عدد کی رعایت
کرے اور حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے کلمہ طیبہ کے
معنے یوں فرماتے ہیں لا آلہ نفی ہے
آلہوں کی طبیعت سے اور الا اللہ اثبات ہے
معبود کی محمد رسول اللہ اسکے معنے یہ ہیں
کہ تو نے اپنے تئیں داخل کیا مقام فاتبعونی بالحق میں

نفی اثبات کے وقت ضرب نہ مارنا

وبعض اکابر هذه السلسلة قال في
معنى الكلمة الطيبة ان المبتدي يتصور
في لا اله لا معبود والمتوسط يلاحظ
لا مقصود والمنتهي لا موجود الا الله
تكون ملاحظة وقال الاكابر مالم ينته
السير الى الله ويضع القدم في السير في الله
تكون ملاحظة لا موجود الا الله كفرا و
قيل معناها لا متصرف في الملك والملكوت
الا الله وينبغي الاجتهاد في مداومة الذكر
لا تترك في حال ولا وقت لا في قيامك
ولا قعودك ولا في حديثك ولا
في نومك وان حصل لك في الذكر او
في مجالسة الشيخ كيفية فافرضها كالخط
المستقيم فان تخيل هذا المعنى وشغل
الخيال بامر واحد ممد للجمعة وقال
بعض الاكابر اذا تغيرت متغيرة
من بدنك بواسطة الخيال وتاثيره
ينبغي لك ان تتبع تلك العشرة حتى
يحصل لك التعطيل كما قال بعض
الاكابر الشغل هو عدم الشغل وعدم
الشغل هو الشغل وقال المولى سعد الدين
الكاشغري رحمة الله عليه ان الشيخ عبد الكبير
اليمني سألني وقال ما الذكر فقلت له
لا اله الا الله فقال ما هذا ذكر هذا عبارة

اور اس سلسلہ کے بعضے بزرگوں نے کہا ہے کہ
معنے کلمہ طیبہ کے یہ ہیں کہ مبتدی تصور کرے
لا الٰہ یعنی لا معبود اور جو متوسط ہوں خیال
کرے لا مقصود اور منتہی سمجھے کہ لا موجود الا اللہ
کا ملاحظہ ہووے اور بزرگوں نے کہا ہے کہ جب
منتہی ہو جائے سیر الی اللہ اور قدم رکھے بیچ سیر
فی اللہ کے اور ملاحظہ کرے لا موجود الا اللہ کا
تو یہ کفر ہے اور بعضوں نے اُسکے معنی کہے ہیں لا متصرف
فی الملک والملکوت الا اللہ اور ضرور مناسب ہے
کوشش کرنی ذکر کی مداومت کی کسی حال اور
کسی وقت نہ ترک کرے ـ کھڑے نہ بیٹھے نہ
باتیں کرتے نہ سوتے ـ اور جو ذکر میں یا شیخ
کی مجلس میں کچھ کیفیت حاصل ہو تو اُسکو فرضی
کرے جیسے ایک خطِ مستقیم ـ اور جب یہ معنی خیال
میں بندھ جاویں اور خیال انکی ایک امر میں مشغول
ہو جاوے تو یہ جمعیت کے واسطے بہت مددگار ہے
اور بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ جب ایک بال
بھی بدن سے متغیر ہو جائے خیال کیواسطے اور
اثر معلوم ہو تو چاہئے کہ اُسکو چھوڑے نہیں یہاں تک
کہ حاصل ہو جائے تعطیل جیسے بعض بزرگوں
نے کہا ہے کہ الشغل هو عدم الشغل و عدم
الشغل هو الشغل ـ اور ملا سعد الدین
کاشغری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ شیخ
عبد الکبیر یمنی نے مجھ سے پوچھا کہ ذکر کیا ہے
میں نے کہا لا الٰہ الا اللہ کہا یہ تو عبارت ذکر

فقلت لہ افدانت فقال الذکران تعلم انك لا تقدر علی وجدانہ و قال السید الطائفۃ الجنید التصوف ہوان تجلس ساعۃ متعطلۃ من ملاحظۃ کل شئ وقال شیخ الاسلام فی ملاحظۃ ذلك یحصل الوجدان بغیر تفتیش و رؤیۃ بغیر نظر و مقصود الطائفۃ العلیۃ الصوفیۃ حصول مشاہدۃ الحق کانك تراہ وتلك الحضور یسمونہا مشاہدۃ تکون بالقلب واما الرؤیۃ فیکون بعین الراس والفرق بین الرؤیۃ والمشاہدۃ انك فی الرؤیۃ لا تقدر ان تبعدہا عن نفسك وفی المشاہدۃ انت بالخیار ؏

الطریقۃ الثانیۃ للسادۃ النقشبندیۃ فی سبب الوصول وحصول المعرفۃ وہی اسہل الطرق واقربہا التوجہ والمراقبۃ وہو ان ذلك المعنی المقدس الذی بغیر کیف ولا مثال المفہوم من الاسم المبارك اعنی اللہ بغیر واسطہ عبارۃ عربیۃ او عبریۃ او فارسیۃ او غیرہا تلاحظہ وتحفظہ فی خیالہ وتتوجہ بجمیع قواك ومدارکك الی القلب الصنوبری وتداوم علی ہذا الامر وتتکلف فی ملازمۃ

تشکول کلیمی فارسی مع ترجمہ اردو مصنفہ خواجہ شیخ کلیم اللہ شاہجہاں آبادی قیمت

نہیں ہے۔ پھر مینے کہا آپ فرمائیے تو کہا ذکر یہ ہے کہ تم جانو یہ کہ تم اسکے وجدان پر قادر نہیں ہو اور سید الطائفہ جنید نے فرمایا ہے کہ تصوف یہ ہے کہ ایک ساعت معطل بیٹھے کل شئی کے ملاحظہ سے اور شیخ الاسلام نے کہا ہے اسکے ملاحظہ میں حاصل ہوتا ہے۔ وصال بغیر جستجو کے اور دیدار بے نظر کے اور مقصود صوفیہ کے طائفہ علیہ کا حصول ہے مشاہدہ حق کا کانک تراہ اور اس حضور کا نام اُنہوں نے مشاہدہ بالقلب رکھا ہے۔ اور دیکھنا جو ہوتا ہے وہ سر کی آنکھوں سے ہوتا ہے اور فرق رویت اور مشاہدہ میں یہ ہے کہ رویت میں قادر نہیں ہوتا کہ اُسے اپنے سے دُور کرے۔ اور مشاہدہ میں اختیار ہے۔

دوسرا طریق حضرات نقشبندیہ کا وصول کے سبب اور معرفت کے حصول میں اور وہ بہت آسان اور بہت قریب ہے سو وہ کیا ہے توجہ اور مراقبہ ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ معنی مقدس جو بغیر کیف اور اُن کی مثال نہیں مفہوم ہے۔ اللہ کے نام مبارک کا بے واسطہ عبارت عربیہ یا عبریہ یا فارسیہ وغیرہ اُسکا لحاظ اور اُسکی حفاظت کرے اپنے خیال میں اور متوجہ ہو تمام قوتوں اور مدرکوں سے قلب صنوبری کی طرف اور اس پر مداومت کرے اور تکلف کرے اُسکے لازم کر لینے کو

تصوف کیا ہے

دوسرا طریق حضرات نقشبندیہ کا توجہ اور مراقبہ ہے

حتی تذهب الكلفة من البين ويصير هذا الامر كله ملكة لك وقال بعض الاكابر من النقشبندية ان المعنى المقصود ان يغشى عليك فتخيله بصورة نور بسيط محيط بجميع الموجودات العلمية والغيبية واجعل في مقابلة البصيرة ومع حفظ ذالك تتوجه الى القلب الصنوبري بجميع القوى وتدارك الى ان تقوى البصيرة وتذهب الصورة ويترتب على ذلك ظهور المعنى المقصود قال حضرة الخواجه عبيد الله الاحرار ان المراقبة من المفاعلة فلا بد من التراقب من الجانبين مع هذا لابد للمراقب ان يكون مراقبا لاطلاع على اطلاع الحق سبحانه على احواله ويداوم على ذلك او يكون مراقبا لاطلاعه على موجده بلا فتور وتشتت خاطره والطريق الاخر ان يكون مراقبا بقلبه الصنوبري ولا يترك الخواطر تحل فيه حتى تيسر له الربط بقلبه الحقيقي من غير ملاحظة معنى المفاعلة وطريق المراقبة اعلى من طريق النفي والاثبات والثمين عني ترجمہ ارد و حضرت شاہ صاحب کی چالیس حدیثین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوضات و برکات کی تشریح میں قیمت ٥

یہانتک کہ کلفت درمیان سے جاتی رہے اور اِس امر کا ملکہ ہو جائے اور بعض بزرگوں نے نقشبندیہ کے کہا ہے کہ معنے مقصود کے یہ ہیں کہ بیخودی ہو جائے پھر خیال کرے اُسکو ایک نور بسیط کی صورت میں جو احاطہ کئے ہوئے ہے سب موجودات علمیہ وغیبیہ کو اور اُسکو بصیرت کے مقابلہ کرے اور باوجود اسکی حفاظت کے قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہو اپنے تمام قوی سے اور تدارک کرے اِس امر کا کہ بصیرت قوی ہو جائے اور صورت جاتی رہے اور مترتب اِس امر پر ظہور معنی مقصود کا حضرت خواجہ عبیداللہ احرار نے فرمایا ہے کہ مراقبہ باب مفاعلہ ہے تو ضرور ہے تراقب دونوں طرف سے تو بس مراقبہ کرنیوالے کو ضرور چاہئے یہ کہ ہو مراقب اپنی اطلاع کا حق سبحانہ کے مطلع ہونیسے اُسکے حال پر اور اسکی مداومت کرے اور یا مراقب ہو اپنی اطلاع کا اپنے موجد پر بلا فتور اور پریشان خاطری کے اور ایک اور یہ طریق ہے کہ اپنے قلب صنوبری کا مراقب ہو اور اُسمیں کوئی خطرہ نہ آنے دے یہانتک کہ اُسکو اپنے قلب حقیقی سے ربط آسان ہو جائے بدون ملاحظہ معنی مفاعلہ کے اور مراقبہ کا طریق بہت اعلی ہے نفی اثبات کے طریق سے اور بہت

۴۱

اقرب الی الجذبۃ الالھیۃ من غیرھا ومن طریق المراقبۃ یمکن الوصول الی الوزارۃ والتصرف فی الملک والملکوت ویمکن بھا الاشراف علی الخواطر والنظر الی الغیر نظر الموھبۃ وتنویر باطنہ ومن ملکۃ المراقبۃ یحصل دوام الجمعیۃ و دوام قبول القلوب وھذا المعنی یسمی جمعا وقبولا الطریق الثالث طریق الرابطۃ بالشیخ الذی وصل الی مقام المشاھدۃ وتحقق بالتجلیات الذاتیۃ فان رؤیتہ بمقتضی ھم الذین اذا رأوا ذکر اللہ تفید فائدۃ الذکر وصحبتہ بموجب ھم جلساء اللہ تنتج صحبۃ المذکور واذا تیسر صحبۃ مثل ھذا العزیز ورأیت اثرہ فی نفسک فینبغی لک ان تحفظ ذلک الاثر الذی تشاھدہ فیک بقدر الامکان وان حصل لک فی ذلک المعنی فتور راجع مصاحبتہ حتی یرجع لک ببرکتہ ذلک الاثر وھکذا تفعل مرۃ بعد اخری حتی تصیر تلک الکیفیۃ ملکۃ لک وان لم تظھر من صحبۃ ذلک العزیز اثر ولکن حصلت بہ محبۃ وانجذاب

قریب ہے جذبۂ الٰہیہ سے اور مراقبے کے طریق سے ممکن ہے وصول وزارت کا اور ملک و ملکوت میں تصرف کا اور ممکن ہے معلوم کر لینا لوگوں کی دلکی باتوں کا اور دوسرے کیطرف بخشش کی نظر کرنیکا اور اسکے باطن کو منور کرنیکا اور مراقبے کے ملکہ سے جمعیت دائمی حاصل ہوتی ہے اور لوگونکے دلکا ہمیشہ مقبول ہوتا ہے اور اسی بات کو کہتے جمع و قبول۔ اور تیسرا طریق رابطہ ہے اس شیخ سے جو مشاہدے کے مقام کو پہنچا ہوا ہے اور تجلیات ذاتیہ سے متحقق ہوا ہے اس واسطے کہ اس کی رویت بموجب اسکے کہ اذا رؤا ذکر اللہ ذکر کا فائدہ دیتی ہے اور اس کی صحبت بموجب اسکے کہ ھم جلساء اللہ اس صحبت مذکور کا فائدہ دیتی ہے اور جب ایسے عزیز کی صحبت میسر ہو جائے اور اپنے نفس میں اس کا اثر معلوم ہو تو چاہئے کہ اسکی حفاظت کرے جو اثر مشاہدہ کیا ہے جہاں تک تجھسے ممکن ہو اور جو اس میں فتور آجائے تو اس شیخ کی مصاحبت کیطرف رجوع ہو کہ پھر تجکو حاصل ہو اسکی برکت سے وہ اثر اور اسیطور کیا کرتا کہ وہ کیفیت ملکہ ہو جاتے اور جو اس عزیز کی صحبت سے یہ اثر ظاہر ہو لیکن اس سے محبت اور انجذاب حاصل ہو۔

مراقبہ کا فائدہ

رابطہ شیخ کی ضرورت

تفہیمات الٰہیہ جزء اول جد امجد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کی معرکۃ الآراء تصنیف قیمت چھ آنہ ۶؍

ترانۂ کلیمی حصہ اول و دوم فارسی اور قوالی غزلوں کا مجموعہ قیمت ۱؍

فینبغی ان تحفظ صورتہ فی الخیال وتتوجہ القلب الصنوبری حتی تحصل الغیبۃ والفناء عن النفس وان وقفت عن الترقی فینبغی ان تجعل صورۃ الشیخ علی کتفک الایمن وتعتبر من کتفک الایمن قلبک وامراً ممتداً وتاتی بالشیخ علی ذلک الامر الممتد وتجعلہ فی قلبک فانہ یرجی لک بذلک حضور الغیبۃ والفناء ؀

فصل ۳

فی الکلمات القدسیۃ المأثورۃ عن حضرۃ الخواجہ عبدالخالق غجدوانی وھی احد عشر کلمۃ بنی طریق السادۃ النقشبندیۃ علیھا وھی ھذہ

یادکرد بازگشت نگاہداشت یادداشت ہوش دردم سفر در وطن نظر برقدم خلوت در انجمن وقوف زمانی وقوف عددی وقوف قلبی وحیث کان حضرۃ الخواجہ عبدالخالق راس حلقۃ ھذہ الطائفۃ لزم بیان الالفاظ المصطلح علیھا فلنشرحھا مقتصدین بین الاجمال والتفصیل وھذا انا اشرع فی ذلک

یادکرد وھو عبارۃ عن ذکر اللسان او القلب یعنی کن دائماً فی تکرار الذکر

تو چاہئے کہ اُسکی صورت خیال میں رکھے اور قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہو۔ تا کہ حاصل ہو غیبت اور فنا نفس سے اور اگر وقفہ ہو جائے ترقی میں تو چاہئے کہ صورت شیخ کی اپنے داہنے مونڈھے کیطرف خیال کرے اور اپنے قلب کو ایک امر ممتد اعتبار کرے داہنے مونڈھے تک اور شیخ کو اِس امر ممتد کیساتھ اپنے قلب میں لائے اور امید ہے اِس سے حضور غیبت اور فنا کی ؀

فصل ۳

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی کے کلمات قدسیہ ماثورہ کے بیان میں! اور وہ گیارہ کلمے ہیں جنپر نقشبندیہ کے طریقہ کی بنا ہے۔ سو وہ یہ ہیں (۱) یادکرد۔ (۲) بازگشت۔ (۳) نگاہداشت۔ (۴) یادداشت (۵) ہوش دردم (۶) سفر در وطن۔ (۷) نظر برقدم۔ (۸) خلوت در انجمن۔ (۹) وقوف زمانی۔ (۱۰) وقوف عددی (۱۱) وقوف قلبی۔ اور چونکہ خواجہ عبدالخالق اِس طریقہ کے سر حلقہ ہیں تو انکے الفاظ مصطلح کا بیان ضرور ہے ہم اُنکی شرح کرتے ہیں اجمال و تفصیل کے درمیان وہ یہ ہے۔

(۱) یادکرد اُسے کہتے ہیں۔ ذکر زبان یا ذکر قلب کو یعنی ہمیشہ وہ ذکر کیا کرے۔

درالثمین عربی مع ترجمہ اردو ہدیہ ڈیڑھ آنہ ام

تیسری فصل حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی [illegible] کے گیارہ کلمات قدسیہ کی تشریح میں

یادکرد

اصطلاحات نقشبندیہ

الذی استفدتہ من الشیخ الی ان
یحصل لک حضور الحق وطریقۃ
تعلیم الذکر ان الشیخ یذکر اولا
بقلبہ الکلمۃ الطیبۃ والمرید یحضر قلبہ
فی مقابلۃ قلب الشیخ ویفتح عینیہ
ویطبق فمہ کما مر بیانہ قال حضرۃ
الخواجہ بہاء الدین قدس سرہ
ان المقصود من الذکر ان یکون
القلب دائما حاضرا مع الحق بوصف
المحبۃ والتعظیم لان الذکر
طرد الغفلۃ ؛

(۲) بازگشت یعنی ان الذکر کلما ذکر
بقلبہ الکلمۃ الطیبۃ قال عقیبہا بذلک
اللسان الٰہی انت مقصودی
ورضاک مطلوبی یعنی من ھذا
الذکر لان ھذہ الکلمۃ تفید نفی
کل خاطر عن ملیح وقبیح حتی یخلص الذکر
ویتفرغ السر عما سوی الخلق واذا لم
یجد الذاکر لہ اخلاصا فی ھذا الکلام
قال علی سبیل التقلید من المرشد
فانہ یحصل لہ ببرکۃ ذلک الاخلاص
ان شاء اللہ تعالیٰ ؛

(۳) نگاھداشت ۔ وھو عبارۃ عن
مراقبۃ الخواطر یعنی اذا کرر الکلمۃ
فی نفسہ یراعی ان لا یخطر ببالہ

جو شیخ نے بتایا ہے تاکہ حضور حق حاصل
ہو ۔ اور طریقہ تعلیم ذکر کا یہ ہے کہ پہلے شیخ
آپ کلمہ طیبہ کا ذکر کرے اور مرید اپنے
قلب کو شیخ کے قلب کے مقابل کرے اور
کھلی رکھے دونوں آنکھیں اپنی اور منہ بند
کرے جیسے ہم پہلے بتا چکے ہیں حضرت خواجہ
بہاؤالدین قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ مقصد
ذکر سے یہ ہے کہ ہمیشہ قلب حاضر مع الحق ہو ۔
محبت اور تعظیم کیساتھ ۔ اسلئے کہ غفلت کو
دفع کرتا ہے ۔

(۲) بازگشت یعنی ذاکر جب قلب سے ذکر کرے
کلمہ طیبہ کا اسکے بعد زبان سے کہے الٰہی
انت مقصودی ورضاک مطلوبی یعنی
اس ذکر سے الٰہی تو ہی میرا مقصود ہے اور
تیری ہی رضا مطلوب ہے ۔ اسواسطے
کہ یہ کلمہ فائدہ دیتا ہے ہر خطرہ اچھے اور
برے کی نفی کا تاکہ ذکر خالص ہو جائے
اور سر فارغ ہو جائے ماسوائے حق سے
اور جو ذاکر اخلاص نہ پائے اس کلام
میں تو مرشد کی تقلید کی رو سے کہے
تو اس کی برکت سے اخلاص ہو جائے گا
انشاء اللہ تعالےٰ

(۳) نگاہداشت اور یہ عبارت ہے خطروں کے
مراقبہ کا یعنی جب دل میں کلمہ کی تکرار کرے تو
اسکی رعایت کرے کہ کوئی خطرہ داہنے نہ آئے

۴۴

خاطر ويجتهد ان لا يخطر له خاطر
الغير في ساعة او ساعتين فان
ذلك مهم عند الاكابر وبعض كمل
الاولياء احيانا يتم لهم هذا المعنى
ياد داشت هو عبارة عن دوام
الحضور مع الحق سبحانه على
سبيل الذوق وبعض الاكابر قال
في شرح هذه الكلمات الاربع هكذا
يادكرد يعني تكلف في الذكر بازگشت
يعني رجع الى الحق سبحانه على وجه
الانكسار نگاهداشت يعني حافظ على
هذا رجوع ياد داشت يعني رسخ سره
هوش دردم يعني ان بناء الامر هذا الطريق
على النفس فينبغي ان يجتهد على حفظها بين
المنفسين في الطبيعة حتى لا يدخل بغفلة
ولا يخرج بغفلة **سفر در وطن** يعني ان سفر
السالك يكون في الطبيعة البشرية يعني
ينتقل من الصفات الذميمة الى الصفات
الحميدة كما قال بعض الاكابر ان
الشخص اذا انتقل الى اي محل لا
تفارقه الصفات الخبيثة ما لم ينتقل
عنه وقيل رؤية الغيب في الشهادة
نظر بر قدم يعني ان السالك ينبغي
ان يكون نظره على قدمه في مشيه
في البلد والصحراء حتى لا يتفرق

اور اس میں کوشش کرے کہ اُس کے
دل میں کوئی خطرہ نہ آئے غیر کا ایک ساعت
یا دو ساعت کیونکہ یہ امر بہت ضروری ہے
بزرگوں کے نزدیک اور بعض کامل اولیاء
کبھی کبھی یہ بات حاصل ہوتی ہے **یاد داشت**
دوام حضور مع الحق کو بطریق ذوق کے اور
بعض بزرگوں نے اِن چار کلموں کی یوں شرح
کی ہے۔ یاد کرد یعنی ذکر میں تکلف
بازگشت یعنی اللہ سے رجوع ازراہ عجز کے
نگاہداشت یعنی اِس رجوع کی حفاظت
یاد داشت یعنی سر کو راسخ کرے
ہوش در دم یعنی اِس طریقہ کی بنا
اِس امر پر ہے۔ اس کی حفاظت کرے
درمیان دونوں نفسوں کے نہ غفلت سے
داخل ہو کوئی نفس نہ نکلے غفلت سے
کوئی سانس **سفر در وطن** یعنی سالک کا
سفر طبیعت بشریہ میں ہے یعنی بری صفتوں کو
چھوڑ کر اچھی اختیار کرے جیسا کہ کہا ہے۔
بعضے بزرگوں نے یعنی آدمی کسی مکان
کو جائے اُسکی صفتیں بُری اُس کیساتھ
ہوتی ہیں جبتک اُنسے نہ نقل کرے اور
بعضوں نے کہا ہے کہ غیب کو دیکھے شہادت میں
نظر بر قدم یعنی سالک کو چاہئے کہ اُسکی
نظر قدم پر ہو شہر میں چلے پھرے یا جنگل میں
اسلئے کہ اُسکی نظر متفرق نہ ہو جائے اور جسے نہ دیکھنا چاہ

نظرہ ویبصر ما لا ینبغی فیتفرق علیہ
قلبہ ویمکن ان یکون المراد بالنظر الی
قدم ان یکون نظر السالک فی الاول
وھلۃ الی نہایۃ السلوک یعنی الی
حضرت الذات فقط کما قال فارس
بن عیسی البغدادی سالت الحلاج
فقلت لہ من المرید فقال ھو الرامی
باول قصدہ الی اللہ فلا یعرج علی
شئ حتی یصل ویحتمل ان یکون ھذا
المعنی ھو الذی قالہ الشیخ رویم ادب
المسافر ان لا یجاوز ھمتہ قدمہ
خلوت در انجمن یعنی ینبغی للسالک ان
یکون ظاھرہ مع الخلق وباطنہ مع الحق
الیہ بالشغل والقلب بالحق وما احسن
ما قیل فی ذالک شعر فمن داخل کن صاحبا
غیر غافل ومن خارج خالط کبعض الاجانب
قال اکابر الطریق ان فی ھذہ الطریقۃ
الجمعیۃ فی الملاء والتفرقۃ فی الخلوۃ
وقوف زمانی یعنی یحاسب
اوقات نفسک ھل مرۃ باعمال الخیر
فتشکر اذ باعمال الشر فتستغفر علی
حسب مراتبھم فان حسنات الابرار
سیئات المقربین **وقوف عددی**
ھو عبارۃ عن

آسے نہ کھیے اور اُس کا قلب متفرق ہو جاوے
اور یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ سالک کی نظر
اول ہی مرتبہ سلوک کے نہایت پر ہو
یعنی فقط حضرت ذات کی طرف جیسا فارس
بن عیسی بغدادی کا قول ہے کہ میں نے
حلاج سے سوال کیا تو میں نے کہا
مُرید کون ہے اُنہوں نے کہا ھو الرامی
باول قصدہ الی اللہ فلا یعرج علی شئ
حتی یصل۔ اور احتمال ہے کہ ہو مراد اس سے وہ
معنے جو شیخ رویم نے فرمایا ہے ادب المسافر
ان لا یجاوز ھمتہ قدمہ یعنی مسافر کا ادب
یہ ہے کہ اسکی ہمت کا قدم پیچھے نہ پڑے۔
(۸) **خلوت در انجمن** یعنی سالک کو چاہیے کہ بظاہر خلقت
کیساتھ ہو اور باطن میں خالق کیساتھ ہاتھ کام میں اور
دل حق سے رجوع اور کیا خوب کہا اس معنی میں یہ شعر
فمن داخل کن صاحبا غیر غافل ٭ ومن
خارج خالط کبعض الاجانب بعض بزرگوں نے
کہا ہے کہ اس طریقہ میں جمعیت اور تفرقہ ہے خلوت میں
(۹) **وقوف زمانی** کہ اپنے اوقات کا حساب رکھے
اگر اعمال خیر میں گذرے اسکا شکر کرے اور جو اعمال
بد میں گذرے استغفار کرے اپنے اپنے مرتبے کے
موافق کیونکہ ان حسنات الابرار سیئات
المقربین یعنی نیکیاں ابرار کے مقربین کے برائیاں ہیں
(۱۰) **وقوف عددی** ہے یعنی رعایت عدد کے

رعایۃ العدد فی الذکر القلبی یجمع الخواطر المتفرقۃ

وقوف قلبی ھو عبارۃ من الیقظۃ وحضور القلب مع جناب الحق سبحانہ علی وجہ لا یکون للقلب غرض غیر الحق وقالوا ایضاً فی معناہ ان الذاکر ینبغی ان یکون واقفاً علی قلبہ یعنی فی اثناء الذکر یتوجہ الی القلب الصنوبری الذی یقال لہ قلب مجازاً وھو فی الجانب الایسر محاذ بالثدی ویجعلہ مشغولاً بالذکر ولا یترکہ یغفل عن الذکر ولا مفہومہ وحضرت الخواجہ نقشبند لم یجعل حبس النفس ولا رعایۃ العدد لازماً فی الذکر واما وقوف القلبی فھو لازم عندہ فی اثناء الذکر او الرابطۃ او غیرھما والمقصود من الذکر الوقوف القلبی وما احسن ما قیل فی ذلک شعر

علی بیض قلبک کن کانک طائر
ممن ذالک الاحوال فیک تولد

ذکر قلبی ہیں جمعیت کیساتھ کہ متفرق خطرے نہ آئیں۔

وقوف قلبی - یعنی ہوشیاری اور حضور قلب کا اللہ جلشانہ کیساتھ ایسی وجہ سے کہ قلب کو غیر حق سے کچھ غرض نہ ہو اور یوں بھی کہا ہے کہ ذاکر اپنے قلب سے واقف ہو یعنی ذکر کے درمیان قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہو جسکو مجازاً قلب کہتے ہیں۔ وہ بائیں طرف ہے پستان کے مقابل اسکو ذکر میں مشغول کرے۔ ذکر سے غافل نہ ہونے دے اور اسکے معنے سے اور حضرت خواجہ نقشبند نے حبس دم نہیں لازم کیا اور نہ رعایت عدد کے ذکر میں لیکن وقوف قلبی ان کے نزدیک لازم ہے ذکر میں یا رابطہ وغیرہما میں اور مقصود ذکر سے وقوف قلبی ہے اور کیا اچھا کہا کسی نے یہ شعر اس معنی میں۔

شعر

عَلٰی بَیْضِ قَلْبِکَ کُنْ کَاَنَّکَ طَائِرٌ
مِمَّنْ ذَالِکَ الْاَحْوَالُ فِیْکَ تَوَلَّدُ

یعنے اپنے دل کے بیضہ پر رہ ایسا جیسا پرند اس امر سے تجھ میں حال پیدا ہوں گے

فصل

فصل

اذا وقع لک فی اثناء الذکر والاشتغال تفرق او وسوسۃ او قبض فینبغی

جب ذکر اور اشغال کے درمیان تفرقہ یا وسواس یا قبض معلوم ہو تو چاہئے۔

فصل چوتھی زبان فارسی و

ذکر اللہ دافع وساوس

۴۷

أن تغتسل بالماء البارد وان لم يقدر
على ذلك لعدم مساعدة المزاج فبالحار
وبعد ذلك تدخل الخلوة وتصلي
الركعتين ومع التضرع والاستكانة
تستغفر وتتوجه لحالك ووقتك
وان لم تجد وقتك واستمرت
التفرقة معك وفاحضر في خيالك صورة
شيخك المربي لك فانه يرجى ببركته تبدل
التفرقة بالجمعية وان بقيت التفرقة
ايضا فقل يا فعال بالشدة وان لم
يرتفع التفرقة بذلك فقل ان هذه
التفرقة منه تعالى وافق في ذلك
التفرقة فيه فتصير في عين الجمع جنيد
قل ان يبقى التفرقة مع هذه الملاحظة
وحيث كانت الخطرة متعلقة
بالاعمال كمثل الميل الى شرى فرس ونحوه
مما هو مباح شرعا فليبادر لفعله
او يخرجها من قلبه حتى يكون تلك
الخطرة له كعدو ويبذل جهده
في دفعه ونفي ثلثة خواطر لازمة على
المريد الخطرة النفسية والشيطانية
والملكية وتثبيت الخاطر الحقاني و
معرفة الخواطر وتميزها عسير و
لنبينها بعض بيان فان حصول خاطر
النفس من ارض القلب يعني من تحت القلب

کہ سرد پانی سے غسل کر ڈالے اور جو ٹھنڈے
پانی پر قدرت نہ رکھے اپنے مزاج کے سبب تو
گرم پانی سے نہا ڈالے اسکے بعد خلوت میں
داخل ہو اور دو رکعتیں پڑھے اور بہت گریہ و
زاری و عاجزی سے استغفار کرے اور اپنے
حال اور وقت کی طرف متوجہ ہو۔ اور جو اپنا
وقت نپائے اور وہی تفرقہ رہے تو تصور باندہ
اپنے شیخ کا اپنے خیال میں جو تیرا مربی ہے کیونکہ
اُمید ہے کہ اُس کی برکت سے تفرقہ جاتا رہے
اور جمعیت حاصل ہو۔ اور جو اسپر بھی تفرقہ نجائے
تو کہے یا فعّال تشدید کیساتھ اور جو اس سے بھی
تفرقہ نجائے تو کہے کہ یہ تفرقہ خدا کی طرف سے ہے
اُس سے موافقت کرے تو آپ عین جمعیت میں ہوجائیگے
اور ایسا بہت کم ہے کہ تفرقہ اِس لحاظ سے بھی
رہے اور جو ایسا خطرہ آئے کہ متعلق اعمال
سے ہے جیسے رغبت گھوڑے خریدنے کی
یا اور کچھ جو شرع میں مباح ہے تو وہ کام
کرے یا اُسے اپنے قلب سے نکال ڈالے
یہانتک کہ اُس خطرہ کو دشمن جان لے۔ اور
کوشش کرے اسکے دفع کی اور تین خطروں کی نفی
کرنی مرید کو لازم ہے خطرہ نفسیہ و خطرہ
شیطانیہ و خطرہ ملکیہ اور خطرہ حقانی کو قائم
رکھے اور خطروں کو پہچاننا اور تمیز کرنا بہت مشکل ہے
اور بعض بیان کرتے ہیں کہ خطرہ نفسی ارض
قلب سے پیدا ہوتا ہے یعنی قلب کے نیچے سے

با کمال وظائف مع حیرت انگیز برکات

من یسار القلب والذی من الملک یکون من یمین القلب والذی من الحق یکون من فوق القلب وهذا المعرفة لمن تحلی بالتقوی والزهد والورع واکل الحلال الطیب وکان دائما یراقب خواطره لا یترک خاطر یمر ببالہ والمقصود ان یکون مراعیا لوقتہ فلیس شیئ اعز من الوقت فان الوقت سیف قاطع اذا فات الوقت لا یستدرک ویمکن حفظ الاوقات بالذکر والمراقبۃ والصلوٰۃ والتلاوۃ واکابر النقشبندیۃ اختاروا من جملۃ وظیفۃ تلاوۃ القرآن فی اللیل الفاتحۃ وقل یا ایھا الکافرون وسورۃ الاخلاص والمعوذتین وخاتمۃ سورۃ الحشر وخاتمۃ سورۃ البقرۃ ومن جملۃ وظیفۃ تلاوۃ القرآن فی النھار سورۃ یٰس وقال حضرۃ الخواجہ علی الرامیتنی اذا اتفقت ثلاثۃ قلوب علی امر حصل مراد العبد المؤمن بذلک قلب القرآن وقلب العبد وقلب اللیل یعنی اذا قرأت یٰس التی ھی قلب القرآن فی التھجد حصل ذلک المعنی ومن جملۃ وظائف صلوٰۃ النوافل التھجد والاشراق والاستخارۃ والضحی والتھجد

مجموعہ رسائل خمسہ الحضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب ۔ قیمت ۱۲؍

اور خطرہ شیطانی قلب کے بائیں طرف سے اور خطرہ ملکیہ قلب کے دائیں طرف سے اور جو خطرہ حقانی ہوتا ہے وہ فوق قلب سے یعنے اوپر کی جانب سے ہوتا ہے اور اسکو وہ جان لیتا ہے جو صاحب تقویٰ اور زاہد اور پرہیزگار اور حلال طیب کھاتا ہو اور ہمیشہ خطروں کی نگہبانی کرتا ہو اپنے دل میں خطرہ کو آنے نہ دیتا ہو اور مقصود یہ ہے کہ وقت کی رعایت رکھے کیونکہ کوئی شے وقت سے زیادہ عزیز نہیں ہے کیونکہ وقت سیف قاطع ہے جب وقت گیا تو پھر ہاتھ نہیں آتا اور ممکن ہے حفظ اوقات ذکر اور مراقبہ اور نماز اور تلاوت قرآن شریف سے اور نقشبندیہ بزرگوں نے سب وظیفوں میں تلاوت قرآن شریف سے اختیار کیا ہے رات کو الحمد اور قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور سورہ حشر کا خاتمہ اور سورہ بقر کا خاتمہ اور دن کا وظیفہ تلاوت قرآن شریف کا سورہ یٰس اور حضرت خواجہ علی رامیتنی نے فرمایا ہے کہ جب تین قلب کسی مراد کے واسطے متفق ہو جائیں تو وہ مومن بندہ کے مراد حاصل کرنیکو کافی ہیں قلب بندہ اور قلب رات کا اور قلب قرآن مجید کا یعنے تہجد کی نماز میں سورہ یٰس کو اخلاص دلی سے پڑھا مراد حاصل ہوئی اور نماز نوافل میں سے ایک تہجد اور نماز اشراق اور نماز استخارہ اور نماز چاشت اور تہجد کی

سورۂ یٰسین کا مخصوص عمل

اثنا عشر رکعۃ فان امکن قرا فی کل رکعۃ
یٰس والا تمہا فی ثمانی رکعات علی ھذا
الترتیب فی رکعۃ الاولی الی واجر کریم وفی
الرکعۃ الثانیۃ الی وھم مھتدون فی الرکعۃ
الثالثۃ الی جمیع لدینا محضرون فی الرکعۃ الرابعۃ
الی فلک یسبحون وفی الخامسۃ الی ولا الی اھلھم
یرجعون وفی السادسۃ الی ھذا صراط
مستقیم وفی السابعۃ الی فھم لھا مالکون
وفی الثامنۃ الی اخر السورۃ وفیھا یقرأ
فی کل رکعۃ بعد الفاتحۃ سورۃ الاخلاص
ثلاثا وان لم یحفظ سورۃ یٰس فیقرأ فی
فی کل صلوۃ بعد الفاتحۃ سورۃ الاخلاص
ثلاثا ولا یصلی المتھجد التھجد اقل من اربع
رکعات ووقت التھجد الثلث الاخر
کما قال اللہ تعالی قم اللیل الا قلیلا
نصفہ او انقص منہ قلیلا
او زد علیہ وقال صاحب قوت
القلوب قال اللہ تعالی فتھجد بہ
نافلۃ لک وقال اللہ تعالی کانوا قلیلا
من اللیل ما یھجعون والھجوع النوم
والتھجد القیام فلا یکون
التھجد الا بعد النوم
وفی کتاب الشعبی لا
یکون التھجد الا بعد النوم
والتھجد صلوۃ النوم

بارہ رکعتیں ہیں۔ اگر ممکن ہو تو ہر رکعت میں
سورہ یٰسین پڑھے اور نہیں تو سورۂ
یٰسین کو آٹھ رکعتوں میں اِس
ترتیب سے پورا کرے کہ پہلی رکعت
میں واجر کریم تک اور دوسری
میں وھم مھتدون تک اور تیسری
میں جمیع لدینا محضرون تک اور چوتھی
میں فلک یسبحون تک اور پانچویں میں
ولا الی اھلھم یرجعون تک اور چھٹی میں ھذا
صراط مستقیم تک اور ساتویں میں فھم لھا
مالکون تک اور آٹھویں میں سورہ کے
آخر تک اور باقی رکعتوں میں سورہ فاتحہ
کے بعد سورہ اخلاص تین تین مرتبہ اور جو سورہ
یٰسین حفظ نہ ہو تو سورہ فاتحہ کے بعد ساری
نماز میں تین تین بار سورہ اخلاص پڑھے اور
نماز تہجد چار رکعت سے کم نہ پڑھے اور نماز تہجد
کا وقت اخیر تہائی رات ہے جیسا خدا تعالی فرماتا ہے
قم اللیل الا قلیلا نصفہ او انقص منہ
قلیلا او زد علیہ اور صاحب قوۃ القلوب نے کہا ہے
کہ خدا فرماتا ہے فتھجد بہ نافلۃ لک اور فرمایا ہے
کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون اور ہجوع نیند کو
کہتے ہیں اور تہجد قیام کو تو تہجد جبتک سوئے نہیں جائز
نہیں اور کتاب میں شعبی کے ہے کہ تہجد نہیں ہوتی
مگر بعد سونے کے اور تہجد صلوۃ النوم ہے شان خواجہ
حضرت خواجہ غریب نواز کی شان میں غزلیں اور انکی سوانح عمری نقشہ مزار قیمت

وقد روی عن النبی صلی اللہ علیہ والہ
وسلم قم من اللیل قدر حلبۃ شاۃ واذا
صلی صلوۃ المذکور جلس التشھد متوجھا
للقبلۃ الی الصبح ویشتغل فی توجہ مراقبۃ
او ذکرہ وان غلبت النوم نام لکن یقوم قبل
الصبح ویتوضا ثم یصلی سنۃ الصبح فی
بیتہ ویشتغل بالاستغفار بطریق الخفیۃ
کما ھو طریق ھذہ السلسلۃ ویذھب المسجد
مستغفرا فی طریقہ واذا صلی الصبح مع الجماعۃ
جلس فی موضعہ مشتغلا بوظیفۃ الباطنۃ
ان وجد الجمعیۃ والا اتی بیتہ واشتغل بوظیفۃ
الی ان تطلع الشمس وبعد ذلک یصلی
رکعتین بنیۃ الاشراق وقرأتہا فی کل رکعۃ
بعد الفاتحۃ سورۃ الاخلاص ثلاثا ثم بعد
ذالک رکعتین بنیۃ الاستخارۃ ثم یدعو
بدعاء الاستخارۃ وھو ھذا: اللھم
خیرلی واخترلی ولا تکلنی الی اختیاری
اللھم اجعل الخیرۃ فی کل قول وعمل اریدہ
فی ھذا الیوم واللیلۃ اللھم وفقنی
لما تحب وترضی من القول والعمل
فی عافیۃ ویسر۔ واذا کان لہ بعد
ذلک مہم دنیوی کاسباب معیشتہ
توجہ الیہ مع الحضور والیقظۃ ویقرأ
ھذا الدعاء اللھم کن وجھتی فی کل
جھۃ ومقصدی فی کل قصد ثم یمشی

اور روایت ہے نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم سے
قم من اللیل قدر حلبۃ شاۃ اور جب نماز مذکور
پڑھ لے تو بیٹھے جلسہ التحیات کا قبلہ رُو ہوکر
صبح تک اور مشغول رہے توجہ میں مراقبہ
میں یا ذکر میں اور جو نیند غلبہ کرے تو سو رہے
مگر صبح سے پہلے اٹھ کھڑا ہو اور وضو کرے
اور سنتیں صبح کی نماز کی اپنے گھر میں
پڑھے اور مشغول ہو استغفار میں بطریق
خفیہ کے جیسا اس سلسلہ کا طریقہ ہے اور
مسجد کو استغفار پڑھتا ہوا جاتے رستے میں
اور جب نماز صبح جماعت سے پڑھ چکے تو
اپنی جگہ میں بیٹھا رہے مشغول وظیفہ باطن میں
جو جمعیت پائے اور نہیں تو اپنے گھر آجائے
اور مشغول ہو اپنے وظیفہ میں یہانتک کہ آفتاب
طلوع ہو اور اسکے بعد دو رکعت نماز اشراق
پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد
سورہ اخلاص تین بار پھر اسکے بعد دو رکعت نماز
استخارہ پھر اسکے بعد دعائے استخارہ اور وہ یہ
ہے اللھم خیرلی واخترلی ولا تکلنی الی اختیاری
اللھم اجعل الخیرۃ فی کل قول وعمل اریدہ فی
ھذا الیوم واللیلۃ اللھم وفقنی لما تحب و
ترضی من القول والعمل فی عافیۃ ویسر
اسکے بعد جو اسکو کوئی کام ضروری دنیا کا ہو جیسے
معاش کیلئے اسکے نہ جائے حضور اور ہشیاری سے اور دعا پڑھے
اللھم کن جھتی فی کل جھۃ ومقصدی فی کل قصد ثم یمشی

فی کل سعی وملجائی وملاذی فی کل قصدہ
وہم وکیلی فی کل امر وتولنی تولی محبۃ
وعنایۃ فی کل حال ویکون دائما متوجھا
للقلب الصنوبری کما قال تعالیٰ رجال لا
تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ و
اذا فرغ من مھمات الدنیویۃ توضا
وضوءً جدیدا ودخل خلوتہ واول ما یجلس
یستحضر رویۃ شیخہ ثم یشتغل بوظیفتہ من
المراقبۃ والذکر واما صلوۃ الضحی فاثنی عشر
رکعۃ یقرء فی کل رکعۃ بعد الفاتحۃ
سورۃ الاخلاص ثلاثا ولا یصلیھا اقل
من رکعتین ولا ینبغی ان یصلیھا فی اول
وقت الضحی بل یؤخرھا الی ان یمضی ربع
النھار کما جاء فی المشکوۃ عن زید بن ارقم
انہ رای قوما یصلون الضحی فقال لقد
علموا ان الصلوۃ فی غیر ھذہ الساعۃ افضل
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
صلوۃ الاوابین حین ترمض الفصال
رواہ المسلم ومعنی الرمض شدۃ حر الارض
من وقع الشمس علی الرمل وغیرہ ای
اذا وجد الفصیل حر الشمس والفصیل
ولد الابل وبعد صلوۃ اذا حضر الطعام
تناولہ فان اکلہ مع الاصحاب کان احسن
والا فمع اھلہ اولادہ ولا یاکل وحدہ بقدر
الامکان وبعد ذلک یقیل ثم یحضر المسجد

فی کل سعی وملجائی وملاذی فی کل قصدی
وھم وکیلی فی کل امر وتولنی تولی محبۃ
وعنایۃ فی کل حال اور ہمیشہ قلب صنوبری سے متوجہ
رہے جیسا خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے رجال لا تلھیھم
تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ اور جب دنیاوی کاموں
سے فارغ ہو وضو کرے تازہ اور خلوت میں داخل ہو اور
پہلے جب بیٹھے اپنے شیخ کی رویت حاضر کرے پھر
مشغول ہو اپنے وظیفہ سے مراقبہ سے یا ذکر سے
اور نماز چاشت کی بارہ رکعتیں ہیں ہر رکعت میں
سورہ فاتحہ کے بعد تین تین بار سورۂ اخلاص
اور دو رکعت سے کم نہ پڑھے اور اول وقت
چاشت میں نہ چاہیے پڑھنی بلکہ تاخیر کرے اتنی
کہ پہر بھر دن چڑھ جائے اس واسطے کہ مشکوۃ
شریف میں زید بن ارقم سے ہے تحقیق دیکھا انہوں نے
ایک قوم کو کہ وہ نماز چاشت پڑھتے تھے پس کہا اُن
لوگوں نے جانا ہے کہ تحقیق نماز اُس وقت میں اس
سے بہتر ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ نماز اوابین جس وقت کہ گرم ہو فصال پڑھنی چاہیے۔
روایت کی مسلم نے اور رمض کے معنی ہیں شدت گرمی
کی تاب آفتاب سے ریت وغیرہ پر یعنی جس وقت پائے
فصیل گرمی آفتاب کی اور فصیل اونٹ کے بچہ کو کہتے
ہیں اور بعد نماز کے جو موجود ہو کھانا کھاوے
جو یاروں کیساتھ ملکے کھائے تو بہت اچھا ہے اور
نہیں اپنے گھر والوں کیساتھ کھائے بیوی بچوں کے ساتھ
اور حتی المقدور اکیلا نہ کھائے پھر اسکے بعد قیلولہ کرے یعنی

اول وقت ایضا الصلوۃ العصر و
یجلس بعد صلوۃ العصر فی مکانہ
ویشتغل بوظیفۃ الباطنۃ ولا یضیع
ھذا الوقت بقدر الامکان و
یحاسب نفسہ فیہ وحفظ ما بین
العشائین عندھم من اھم المھمات
وبعد صلوۃ العشاء یقرء فی فراشہ
قل یا ایھا الکفرون و سورۃ الاخلاص
والمعوذتین و الاخر سورۃ الحشر
واخر سورۃ البقرہ مع الحضور
وینام مشتغلا بالذکر و یقول قبل
نومہ ھذا الاستغفار ثلاثا استغفر
اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم
واتوب الیہ وھذا احوال صوفی
ذی الشغل لا الصوفی الفارغ البال فان
ذلک ینبغی لہ ان یکون فی لیلۃ و نھار
مستغرقا و مستھلکا فی الحق سبحانہ کما
قال الشیخ ابو العباس القصاب عندی
لا مساء ولا صباح فان باطنہ غارق
فی لجۃ الفناء فظاھرۃ حاضر لما یصدر
من الاحوال والافعال و اھل الفناء و البقاء
بعد الطلب والمجاھدۃ تشرفوا بالوصول الی
طمانیۃ الوجدان و السرور للمشاھدۃ وھم
فی عین المراد و رجعوا عن المراد بغیر مراد و القامات
والکرامات حجابا و العبد امشرب القلب عن حظ جسمانی و روحانی

اول وقت اور عصر کو بھی اول وقت حاضر ہو
مسجد میں اور نماز عصر کے بعد اپنے مکان میں بیٹھے
اور شغل کرے وظیفہ باطنی کا اور حتی الامکان
اسوقت کو ضائع نہ کرے اور اسمیں اپنے نفس
سے محاسبہ کرے اور مغرب اور عشاء کے درمیان
کے وقت کی حفاظت اولیاء کے نزدیک سب سے
زیادہ ضرور ہے اور عشا کے بعد اپنے بستر میں پڑھے
قل یا ایھا الکفرون اور سورہ اخلاص اور
معوذتین اور آخر سورہ حشر اور آخر سورہ بقر
کا ساتھ حضور کے اور سورہے شغل کرتا ہوا ذکر کا
اور سونے سے پہلے یہ استغفار تین بار پڑھے۔
استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم
واتوب الیہ اور یہ حال ہے ایسے صوفی کا
جو کاروبار میں رہتا ہو اس صوفی کا نہیں جو
فارغ البال ہو کہ اسکو چاہیئے کہ وہ رات دن مستغرق
و مستہلک حق میں رہے جیسا کہا ہے شیخ
ابو العباس قصاب نے کہ میرے نزدیک نہ
شام ہے نہ صبح کہ اسکا باطن غرق ہوتا ہے
دریائے فنا میں اور اس کا ظاہر حاضر ہے
واسطے صادر ہونے احوال و افعال کے اور اہل
فنا و بقا بعد طلب و مجاہدہ کے مشرف ہیں وصول
سے طمانیت دل اور سرور اور مشاہدہ کے اور وہ
اپنی عین مراد ہیں اور مراد سے پھر گئے ہیں بغیر مراد کے
اور انہوں نے مقامات و کرامات کو حجاب سمجھا ہے
اور اپنے مشرب کو بہت دور کر دیا ہے تمام حظ جسمانی اور روحانی سے

اولیائے کرام کا مقام فنا و بقا

۵۳

والوصول الی مرتبۃ الفناء علامۃ الوصول الی حقیقۃ محبۃ الذات و مقام الفناء موهبۃ محضۃ و اختصاص الهی والسنۃ الالهیۃ جاریۃ علی ان العطاء المحض الذی هو حقیقۃ الموهبۃ لا یکون عاریۃ فلذالك كان لا رجوع فیہ ولذالك قالوا الفانی لا یرد الی اوصافہ قال ذو النون المصری قدس سرہ ما رجع من رجع الا من الطریق وما وصل الیہ احد فرجع عنہ

اور مرتبہ فنا کا وصول علامت ہے حقیقت محبت ذات کے وصول کی اور مقام فنا محض بخشش اور اختصاص الہی ہے اور سنت الٰہی اسطرح جاری ہے کہ عطا محض کہ بخشش کی حقیقت وہی ہے عاریت نہیں ہوتی تو اسی سبب سے اس میں رجوع نہیں ہے اور اسیواسطے کہا ہے اولیاء نے کہ الفانی لا یرد الی اوصافہ اور کہا ہے ذو النون مصری قدس سرہ نے ما رجع من رجع الا من الطریق وما وصل الیہ احد فرجع عنہ

فصل فی الفناء و البقاء

فصل فنا اور بقا میں

سئلوا حضرت الخواجہ نقشبند قدس سرہ الفنا علی کم وجہ فقال علی وجہین و ان قال الاکابر انہ اکثر من ذلك لکن مرجع الکل الی هذا الوجہین الاول الفناء من وجود الظلمانی الطبیعی والثانی الفناء من الوجود النورانی الروحی والحدیث النبوی ناطق بهذین الوجہین ان اللہ سبعین الف حجاب من نور و ظلمۃ فالفناء الاول هو انہ بواسطۃ ظهور الحق سبحانہ الثانی یذهب الفناء ایضا ای لا یبقی للوجود الروحانی شعور لان الشعور من صفات الوجود الروحانی لازمۃ فاذا ذهب الشعور بالشعور لزم ان یذهب الوجود الروحانی فی هذا المقام یکون الروح ذاکر و القلب ساجدا وصحبۃ السالك فی هذا المقام صحیحۃ اما ترتیبہ و طلبہ للمرید فغیر صحیحۃ و ذکر القلب

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ سے سوال کیا گیا کہ فنا کتنی وجہ پر ہے تو فرمایا دو وجہ پر ہے اگرچہ بزرگوں نے کہا ہے کہ اس سے زیادہ وجہوں پر ہے لیکن سب کا مرجع ان دو وجہوں پر ہے اول تو فنا وجود ظلمانی طبیعی سے اور دوسری فنا وجود نورانی روحی سے اور حدیث شریف نبوی ان دو وجہوں پر ناطق ہے کہ ان اللہ سبعین الف حجاب من نور و ظلمۃ پس فنا پہلے تو بواسطے ظہور حق سبحانہ کے ہے اور دوسری یہ کہ فنا بھی جاتی رہی یعنی باقی نہ رہی وجود نورانی کیلئے کچھ شعور اسلئے کہ شعور تو وجود روحانی کی صفتوں میں سے ہے اور اسکو لازم ہے کہ جسوقت شعور کا شعور جاتا رہا تو لازم آیا وجود روحانی کا جانا اس مقام میں روح ذاکر ہے اور قلب ساجد ہے اور اس مقام میں سالک کی صحبت صحیح ہے لیکن اسکی ترتیب اور مرید کو اسکی طلب صحیح نہیں ہے اور ذکر قلب

فصل فنا اور بقا میں

ھو ان یکون الحضور مع الحق سبحانہ والحضور
مع الخلق بالنسبۃ الیہ سواء یعنی انہ یجمع
ھذا مع ھذا وذکر اللسان لا یحتاج الی
بیان وذکر الروح ھو ان یکون الحضور
مع الحق سبحانہ غالبا علی الحضور مع الخلق
وذکر السر ھو ان لا یکون لہ حضور مع
غیر الحق سبحانہ ولا یکون لہ خبر من الکون
وذکر الخفی ھو ان یخفی وجود الروح خفاء
الکون فی السر فلا یبقی غیر المذکور و
الحاصل ان الغیر یذھب بتمام وجہ فی الخفاء و
فی ھذا المقام یتحقق السیر فی اللہ فان العبد
بعد الفناء المطلق الذی ھو فناء الذات و
فناء الصفات یخلع علیہ الوجود الحقانی
حتی یتشرف بذلک الوجود بالاوصاف
الالھیۃ ویتخلق بالاخلاق الربانیۃ وفی ھذا
المقام یتحقق مرتبۃ بی یسمع وبی یبصر وبی
یبطش وبی یمشی وبی یعقل فان الذات
والصفات الفانیۃ فی ھذا المقام تتبدل
بکسوۃ الوجود الباقی خارجۃ من قبر الخفاء فی
محشر الظھور وتصرفات جذبات الحق حینئذ
تستوی علی باطن العبد ویذھب من باطنہ
جمیع الوساوس والھواجس ویتصرف فیہ
الحق حینئذ بصفاتہ ویعزلہ بالکلیۃ
عن تصرفہ فی نفسہ بنفسہ وفی ھذا المقام
یکون العبد محفوظا عن مجاوزۃ الوظائف

یہ ہے کہ ہو حضور حق سبحانہ کا اور حضور خلق کا
اُس کی نسبت برابر یعنی اُسمیں اُسکے ساتھ وہ ہو
اور ذکر زبان کے بیان کرنیکی کچھ حاجت نہیں اور
ذکر روح یہ ہے کہ ہو حضور حق سبحانہ کا غالب اوپر
اُس حضور کے جو خلق کیساتھ ہے اور ذکر سر یہ
ہے کہ اُسکو حضور غیر حق سبحانہ کے ہووے ہی نہیں
اور کچھ زمانہ سے خبر نہ ہو اور ذکر خفی یہ ہے کہ چھپ
جاوے روح کا وجود جیسے سِر میں موجودات تو باقی
نہ رہے سوائے مذکور کے اور حاصل یہ ہے کہ غیر بالکل
جاتا رہے ہر وجہ سے خفا میں تو اس مقام میں متحقق
ہوتی ہے سیر فی اللہ تو تحقیق بندہ کو بعد فنائے مطلق
کے جو ایسی ہے کہ فنائے ذات و فنائے صفات ہے خلعت
ہوتا ہے وجود حقانی یہانتک کہ مشرف ہوتا ہے.
اُس وجود سے اوصاف الہیہ کے ساتھ اور
متخلق ہوتا ہے اخلاق ربانیہ کیساتھ اور اس مقام
میں متحقق ہوتا ہے بی یسمع وبی یبصر وبی یبطش
وبی یمشی وبی یعقل کا کیونکہ ذات و صفات فانیہ
اس مقام میں بدل جاتی ہے لباس وجود باقی سے
خارج ہوتی ہیں قبر پوشیدگی سے ظہور کے محشر میں
اور جذبات حق کے تصرفات اسوقت برابر ہوتے ہیں
بندہ کے باطن پر اور اُسکے باطن سے جاتی رہتی ہیں
سب وسوسے اور بُرے خطرے اور اسوقت آپ ہی حق
تصرف کرتا ہے اپنی صفاتوں سے اور معزول کر دیتا
ہے اُسکو بالکل اُسکے تصرف سے کہ وہ اپنے میں آپ
تصرف نہیں کرتا اور اسوقت ہو جاتا ہے بندہ محفوظ وظائف

مجھ سے ہی سنتا ہے مجھ سے ہی دیکھتا ہے مجھ سے ہی حملہ کرتا ہے مجھ سے ہی چلتا ہے مجھ سے ہی سمجھتا ہے ۱۲

الشرعية من الامر والنهي وهو دليل على صحة حال الفناء والبقاء قال الشيخ ابو سعيد الخراز في هذا المعنى كل باطن يخالفه الظهور فهو باطل وبعد التحقيق بالفناء والبقاء يعني السير الى الله والسير في الله الذي هو بعد الفناء ويحقق السير عن الله وبالله الذي هو مقام التنزل الى مبلغ عقول الخلق لدعوتهم الى الحق وهذا مقام الخواص من الانبياء والمرسلين وفي مقام التنزيل هذا يرجعون في كل امر الى الحق متضرعين مستغفرين والاولياء في هذا المقام لهم من متابعة الانبياء نصيب كما قال الله تعالى قل هذه سبيلي ادعوا الى الله على بصيرة انا ومن اتبعني لان الشيخ كالنبي في قومه وفي هذا المقام طلب المريد والتربية صحيح بشرط اجازة الشيخ وفي هذا المقام كل تصرف بفعله وان كان منسوبا اليه لكنه ليس منه لانه عزل عن تصرفات البشرية بالكلية وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى يمكن ان يكون بهذا المعنى

فصل في التصرف

في طريق التصرف في باطن المريد ورفع المرض الدخول في حمل الحمل عن الناس

شرعیہ امر و نہی کے مجاوزت سے اور یہ دلیل ہے صحت حال فنا و بقا کی۔ شیخ ابو سعید خراز نے کہا ہے اسی معنی میں کل باطن یخالفہ الظہور فہو باطل اور بعد تحقیق فنا و بقا کے یعنی سیر الی اللہ و سیر فی اللہ کے جو فنا کے بعد ہے متحقق ہوتی ہے سیر عن اللہ اور سیر باللہ کہ وہ مقام تنزل ہے خلق کی عقلوں کی رسائی کا کہ وہ دعوت کرتے ہیں حق کی طرف اور یہ مقام ہے خواص انبیاء اور مرسلین کا اور مقام تنزل میں یہ رجوع ہوتے ہیں ہر امر میں حق کی طرف زاری اور استغفار کرتے ہوئے اور اولیاء کو اس مقام میں انبیا کی متابعت میں حصہ ملا ہے جیسا خدا فرماتا ہے قل هذه سبيلي ادعوا الى الله على بصيرة انا ومن اتبعني اسواسطے کہ شیخ ایسا ہوتا ہے جیسے نبی اپنی قوم میں اور اس مقام میں مرید کی طلب اور تربیت صحیح ہے بشرط اجازت شیخ کے اور اس مقام میں ہر تصرف اُسکے فعل کا اگرچہ اسکی طرف منسوب ہے لیکن وہ اسکا نہیں اسواسطے کہ وہ تو تصرفات بشریہ سے بالکل معزول ہے وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى ممکن ہے کہ اسی معنی میں ہو

فصل تصرف میں

مرید کے باطن میں تصرفات کرنیکے طریق میں اور رفع مرض میں ایسا مرض کو واقع ہوا ہے لوگوں پر

مرید کے باطن میں تصرف کرنا

له طريقان فالطريق الاول انه اذا وقع
لشخص مرض او ابتلى بمعصية فليتوضأ و
يصلي ركعتين ويتوجه بالتضرع والانكسار
الى الله تعالى ويطلب فيه ان يطهر الشخص
المذكور وينقيها المذكورعما عرض له ويزيله عنه
والثاني ان يجعل صاحب المرض والمعصية نفسه
ويثبتها مقام صاحب العارض المذكور ويشغل خاطره
هذا المقدار ويتوجه عنه الى رفع ذلك قبل
نزول حضرت عزرائيل فانه بعد نزوله رجوعه
خاليا محال ولا بد من بدل فعند ذلك يثبت
المريض مكان اعضائه ويتوجه بهمته والمدد
في المرض انواع الاول ان يتوجه بهمته الى رفع
ذلك المرض ودفعه عنه الثاني ان يحمل ذلك
عنه في نفسه الثالث ان يتوجه في دفع الخواطر
المتفرقة عنه من غير ان يتعرض لدفع المرض
لما فيه من رفع الدرجات لان المرض
موجب لتنقية والتصفية القوى
الدماغية واذا انتقى الدماغ صار متعلق
هذه القوة الدماغية ذلك النور المطلق
البسيط المحيط جملة الموجودات الذي هو
مقصود جميع المكونات والخواطر مانعة
لحصول هذا المعنى والتصرف في الطالب
الحقيقي هكذا ايضا بان يجلسه في مقابلته
ويقول له فرغ نفسك من كل خاطر
ثم يتوجه بهمته لرفع الحجاب الظلماني

اُسکے دو طریقے ہیں ایک تو یہ ہے کہ جسوقت
کسی کو بیماری ہو یا کسی گناہ میں مبتلا ہو جائے
تو وضو کرے اور دو رکعتین پڑھے اور اللہ
سے بہت عجز وانکسار کیساتھ رجوع ہو اور
اُسمیں طلب کرے اللہ سے کہ اُس شخص کو
پاک کر دے اُس سے جو اُسے عارض ہوئی
ہے اور دُور کر دے اُس سے اور دُوسرا
طریق یہ ہے کہ اپنے تئین صاحب مرض ومعصیت
بنائے اور اُسکی جگہ آپ ہو اور مشغول ہو اسقدر
اور متوجہ ہو اُس سے اُسکے دفع کا پہلے نزول
حضرت عزرائیل کے کیونکہ جب وہ نازل ہوئی
تو اُنکا خالی جانا محال ہے اور ضرور ہے بدل
اور اسوقت مریض ثابت کرے اپنے اعضا کی جائے
اور متوجہ اپنی ہمت کیساتھ اور بیماری میں مدد بہت طرح
ہے اول تو یہ کہ متوجہ ہو ہمت کیساتھ واسطے اُس بیماری
کے زائل ہونیکی دوسری طرح یہ ہے کہ اُٹھائے ہو اُس سے
بیماری اپنے اوپر تیسری یہ کہ متوجہ ہو متفرق خطروں کے
دفع کرنیکو اور مرض کے دفع سے کچھ متعرض نہ ہو اسلئے
کہ بیماری میں درجے بلند ہوتے ہیں اسواسطے کہ بیماری سبب ہے
تنقیہ وتصفیہ کا قوائے دماغی کے اور جسوقت پاک اور صاف ہو گیا
دماغ تو اس قوت دماغیہ سے متعلق ہو گا نور مطلق بسیط محیط
جمیع موجودات ایسا کہ وہی مقصود ہے تمام کائنات کا اور خطرے
مانع ہیں اس امر کے حصول کی اور تصرف کے طالب حقیقی میں
اسطرح ہی ایضاً اُسے اپنے سامنے بٹھائے اور اُس سے کہے کہ کل
خطروں سے اپنے نفس کو خالی کرے پھر متوجہ ہو ہمت کیساتھ

ثم رفع الحجاب النورانی واذا حصلت له الغیبة لا یتوجه له الا ان حصلت له عقدة فیزیلها والذی ینسب الی شخص من الاحوال الاٰتیة هو انه اذا حضر اجنبی وحصل فی الخاطر لایح من الایمان او صلوة او صوم او تحصیل علم دینی یقولون حصل منه نسبة الاسلام والدیانة والعلم والحاصل انه ظهر بسبب هذا الواصل هذا المعنی وکان وجوده فی الخاطر مقتضیات انفاسه وان ظهر من وصوله المحبة والعشق یقولون ظهر منه نسبة الجذبة وفی معرفة احوال المیت یجلس محاذیا للقبر ویقرأ اٰیة الکرسی مرة وسورة الاخلاص اثنا عشر مرة ویخلی نفسه من کل خاطر فکل ما لاح له بعد ذلک فهو منه و اذا وقع من المرید سوء ادب فلا ینبغی للشیخ ان یسعی فی سلب حاله لکنه یتوجه بهمته علی الطریق المعهود فی دفع الظلمة والکدورة عنه او یامره بذکر النفی والاثبات فترتفع عنه تلک الظلمة بهذا الطریق بان یلاحظ فی جانب النفی جمیع المحدثات بنظر الفناء و فی جانب الاثبات یتصور ذات المعبود بالحق بالبقاء جمیل حدیث کلہم اسیہ

مقلد اور غیر مقلد کی اختلافی حدیثیں نہایت تحقیق اور جرح اور قدح سے کہی
قیمت ۔۔۔

پھر حجاب نورانی کے۔ اور جب اُسے غیبت حاصل ہو جاوے تو اُسکے واسطے توجہ نہ کرے مگر جو کوئی گرہ پڑ جاوے تو اُسے کھول دے اور وہ نسبت کیجاتی ہے کسی شخص کیطرف احوال آنے والے سے وہ یہ ہے کہ جس وقت حاضر ہو کوئی اجنبی اور خاطر میں حاصل ہو ایک چمک ایمان یا نماز یا روزہ یا تحصیل علم دین کی تو کہتے ہیں۔ اُس سے نسبت اسلام اور دیانت و علم کی حاصل ہوئی اور حاصل یہ ہے کہ ظاہر ہوا بسبب اس وصل کے یہ معنی اور ہے وجود اسکا خاطر میں اُسکے انفاس کی مقتضیات سے اور جو اُسکے ملنے سے محبت و عشق ظاہر ہو کہتے ہیں نسبت جذبہ اُس سے ظاہر ہوئے اور میت کے حال کی معرفت کیواسطے یوں ہے کہ مقابل قبر کے بیٹھے اور آیة الکرسی ایکبار اور سورہ اخلاص بارہ دفعہ پڑھے اور اپنے نفس کو سب خطروں سے خالی کرے تو پھر جو کچھ دلمیں چمکیگا تو وہ اسی سے ہے اور جب مرید سے کوئی بے ادبی ہو جاوے تو شیخ کو نہیں مناسب کہ اُسکے سلب حال کیواسطے کوشش کرے لیکن متوجہ ہو اپنی ہمت سے طریق معلوم کے موافق دفع کرنے میں اُسکی ظلمت اور کدورت کے یا اسکو امر کرے کہ نفی اور اثبات کا ذکر کرے تو اُس سبب اُسکی ظلمت جاتی رہیگی اسطرح سے کہ لحاظ کرے جانب نفی میں تمام محدثات کو فنا کی نظر سے اور جانب اثبات میں تصور کرے ذات معبود بحق کو ساتھ بقا کے

تحقیق احوال میت

سلب ظلمت مرید

نفی اثبات کا ذکر

فصل في الآداب

الآداب الظاهرة مع الحق سبحانه هي ان يكون قائما بالاوامر والنواهي الشرعية و يكون دائما على الطهارة مستغفرا احتياطا في جميع الامور ويكون متبعا لآثار السلف الصالح عاملا بها وادب الباطن هو ان تحفظ قلبك من خطور الاغيار سواء كان خيرا او شرا فانها في الحجاب سواء وادب النبي صلى الله عليه وآله وسلم على هذا القياس وادب الاولياء هو انك في مجالستهم تحفظ خواطرك ولا تتكلم في حضرتهم بصوت عال ولا تشتغل في حضورهم بصلوة النوافل وان صليت معهم فحسن ولا تتكلم في اثناء كلامهم بل لا تتكلم معهم من غير ان يسئلوك وكل ما يكرهونه اجعله مكروهك ولا تنظر في بيتهم الى اسبابهم وحوائجهم ولا تخطر ببالك رواحك الى شيخ آخر واخذك منه بل اعتقد ان شيخك هذا هو موصلك الى مولاك ولا تعلق قلبك بسواه فان ذلك موجب لتفرقتك والحاصل ان كل ما يكرهه الطبع الانساني فارقه وتجنبه فان سوء الادب مع المشائخ خاصية تقتضي سد الطريقة وعدم وصول الفيض

فصل آداب میں

آداب ظاہر حق سبحانہ کیساتھ یہ ہیں۔ کہ قائم ہووے امر و نہی شریعت پر اور ہمیشہ طہارت سے رہے اور استغفار پڑھتا رہے اور سب امروں میں احتیاط کرتا رہے اور آثار سلف صالح کا پیرو اور تابع رہے اور اُس پر عمل کرے اور باطن کا ادب یہ ہے کہ اپنے قلب کی حفاظت کرے کہ اس میں غیر کا خطرہ نہ آئے خواہ نیک ہو وہ یا بد ہو اسلئے کہ حجاب ہونے میں دونوں برابر ہیں اور آداب نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی اِسی قیاس پر ہیں اور اولیاء کا ادب یہ ہے کہ ① انکی مجلس میں اپنے خطروں کی حفاظت کرے اور ② انکے حضور میں بلند آواز سے نہ بولے اور ③ انکے حضور میں نماز نوافل نہ پڑھے اور اُن کیساتھ اگر پڑھے تو بہت اچھا ہے اور ④ انکے کلام کے درمیان بول نہ اُٹھے بلکہ جبتک وہ خود نہ پوچھیں کچھ نہ کہے اور جسکو وہ مکروہ ⑤ جانیں اُسے آپ بھی مکروہ سمجھے اور ⑥ انکے گھر میں انکے اسباب اور اخراجوں کیطرف نظر نہ کرے اور دل میں یہ خطرہ نہ لاوے اور شیخ کی ⑦ خدمت میں جاوے اور اُس سے فیض حاصل کرے بلکہ یہ اعتقاد رکھے کہ یہ تیرا پیر تجھکو پہنچاویگا تیرے مولا کے پاس اور اپنے پیر کے سوا اور سے تعلق نہ کر کیونکہ یہ موجب تیرے تفرقہ کا ہے کا الحاصل یہ ہے کہ جسکو طبیعت انسانی مکروہ جانے اُس سے الگ رہے اور بچے اُس سے کیونکہ بے ادبی خصوصا مشائخ کی راہ حق کی مانع ہے اور اُس کے سبب فیض سے محروم رہتا ہے

فصل آداب میں

آداب مجلس و حضور پیر

مریدین کے کیلئے ضروری آداب

وينبغي لك ان لا يكون في قلبك ونظرك غير الحق واسمه وكن دائما مع الحق لا تجد الغفلة اليك سبيلا وما احسن ما قيل

شعر

اذا كنت في الوقت عن الحق غافلا
فانت في الكفر لكن بخفية
فان دمت في ذى الحال صاحب غفلة
فانك للاسلام سد بجفوة

وخطور الاغيار من روية الالوان والاشكال المختلفة ويكون ايضا من مطالعة الكتب ومن الصحبة المفرقة فينبغي للسالك ان يكون ايا ما بغير ملاحظة الاغيار في صحبة صاحب دولة تمت له السعادة الجمعية لتحصل له ببركته ملكة الحضور والجمعية فمن ملكة الحضور يحصل الرضاء والتسليم اللذان هما نهاية العبودية والعبادة وكمال الاسلام في التسليم والتفويض فان صاحب التسليم لو طوق في رقبته طوق اللعنة كابليس فكان راضيا به من حيث انه قضاء الحق وتقديره كالرضاء بايمانه واسلامه لان الطالب الصادق راض بقضاء الله وقدره لا بفعل نفسه اذا وقع للطالب مكروه حصل التفاوت عنده فهو عبد نفسه فان لم يحصل عنده تفاوت كان عبده اصل كل مر واساسه

اور تجھے چاہئے کہ تیرے دل میں اور نظر میں غیر حق اور اسکے نام کی نہو اور ہمیشہ رہو با خدا کہ کہ غفلت راہ نہ پائے اور کیا خوب کہا ہے یہ

شعر

اذا كنت في الوقت عن الحق غافلا
فانت في الكفر لكن بخفية
فان دمت في ذى الحال صاحب غفلة
فانك للاسلام سد بجفوة

اور غیروں کے خطرہ دیکھنے سے رنگ اور شکلیں مختلف اور نیز ہوتا ہے کتابوں کے مطالعہ سے اور ایسی صحبت سے جو تفرقہ ڈالے تو سالک کو چاہئے کہ کچھ دنوں بے ملاحظہ اغیار کے رہے کسی ایسے صاحب دولت کی صحبت میں جسکو پوری پوری سعادت جمعیت کی ہو کہ اسکی برکت سے سالک کو ملکہ حضور اور جمعیت کا حاصل ہو کیونکہ ملکہ حضور سے حاصل ہوتا ہے رضا و تسلیم جو کہ نہایت عبودیت کے ہیں اور عبادت کی اور اسلام کا کمال تسلیم میں ہے اور تفویض میں کیونکہ صاحب تسلیم کے اگر گلے میں لعنت کا طوق بھی ڈالا جاوے جیسے ابلیس کے تو وہ راضی ہوگا اس سے اس حیثیت سے کہ وہ قضا ہے حق کی اور تقدیر الٰہی ہے ایسا جیسے ایمان و اسلام سے راضی ہے اس لئے کہ طالب صادق راضی ہے قضا و قدر سے اسکا نفس کچھ نہیں کرتا اور جب طالب کو مکروہ پہونچے اور اسکا تفاوت ہو تو وہ اپنے نفس کا بندہ ہے اور جو تفاوت نہ ہو تو وہ اس کا بندہ ہے۔ ہر امر کی اصل اور بنیاد

اے وہ کہ تو جس وقت حق سے غافل ہو تو کافر ہے لیکن چھپا ہوا ہے اور اگر تو ہمیشہ رہا اس حال میں غفلت والے تو تحقیق تو نے اسلام کی بنیاد اور دیوار ... یعنی اسلام ... نہیں حاصل ہوگا

هذا فينبغي لك ايها السالك ان تكون دائما عبدا كما انه تعالى دائما ربا واذا كان في مدح وذم تفاوت فعابد اصنام لعمري جنانك جملته سر الخواص والعوام قد ذكر والله الموفق الحمد لله رب العلمين والصلوة والتسليم على سيدنا محمد سيد الاولين والاخرين وعلى اله واصحابه والتابعين لهم باحسان الى يوم الدين انتهى كاتب الحروف گوید که شیخ عبدالاحد بن شیخ محمد بن سعید بن شیخ احمد السهرندی را در بیان اشغال طریقه احمدیه مکاتیب ست لغایت متین ازآن جمله سه مکتوب کرالیشان آنها را نویسانیده بجانب حضرت والد بزرگوار فرستاده بودند و در آخر آنها بخط خود این عبارت نوشته که مخدوما عرفان پناها هر سه مکتوب این خاکسار را بمطالعه گرامی مشرف سازند وانا الفقير عبدالاحد عفى الله عنه در بن رساله بعینها نقل کرده می شود۔

مکتوب اول از شیخ عبدالاحد صاحب

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله على كل حال همشیره عزیزه خداپرست از لطائف النسانی پرسیده بودند معلوم نمایند که لطائف پنجگانه النسانی که قلب و روح و سر و خفی و اخفی باشد از عالم امرند مقام آنها فوق العرش ست که بلامکانیست

یہ ہے۔ تو اے سالک تجھے چاہئے کہ تو ہمیشہ بندہ ہو اسکا جیسے اللہ تعالی ہمیشہ رب ہے اور جب مدح اور مذمت میں فرق ہوا تو عبادت اپنے دل کے بتوں کی کرتا ہے۔ سب سر خواص و عوام کا ذکر کردیا گیا۔ اور اللہ توفیق دینے والا ہے الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والتسلیم علی سیدنا محمد سید الاولین والاخرین وعلی الہ واصحابہ والتابعین لہم باحسان الی یوم الدین انتہی کاتب حروف کہتا ہے کہ شیخ عبدالاحد بن شیخ محمد بن سعید بن شیخ احمد سہرندی کے طریقہ احمدیہ کے اشغال کے بہت عمدہ مکتوب ہیں اُن میں سے تین مکتوب جو اُنہوں نے لکھوا کر حضرت والد بزرگوار کو بھیجے تھے۔ اور اُن کے آخر اپنے ہاتھ سے یہ عبارت لکھی تھی۔ کہ مخدوما عرفاں پناہا اِس خاکسار کے تینوں مکتوب اپنے مطالعہ سے مشرف کرنا۔

راقم فقیر عبدالاحد عفا اللہ عنہ

وہ مکتوب اِس رسالہ میں بعینہا نقل کئے جاتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ علی کل حال ہمشیرہ عزیزہ خداپرست نے لطیفہ النسانی پوچھے تھے۔ سو معلوم کریں۔ کہ پانچ لطیفہ النسانی کہ (۱) قلب و (۲) روح و (۳) سر (۴) و خفی و (۵) اخفی ہیں عالم امر سے ہیں ان کا مقام فوق العرش ہے۔ جیسے لامکان

لطائف کی اقسام

موصوف عالم ارواح نیز آنرا گویند حق جل وعلی بکمال قدرت خویش آن لطائف را تعشق وتعلق ببدن انسانی داده از آنجا فرود آورده هر یکے را بموضعے خاص از بدن که مناسب آن بود جا داده است قلب را جانب چپ از سینه به پستان جا داده است روح که لطیف تر از قلب ست در مقابل آن بجانب راست و اخفی که لطیف و احسن لطائف است درمیان حقیقی سینه و سر را درمیان قلب و اخفی و خفی را درمیان روح و اخفی و ولایت هر یکے ازین لطائف زیر قدم پیغمبر اولوالعزم است چنانچه ولایت قلب زیر قدم آدم است علی نبینا وعلیه السلام و ولایت روح زیر قدم حضرت ابراهیم است علی نبینا وعلیه السلام و ولایت سر زیر قدم حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیه السلام و ولایت خفی زیر قدم حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیه السلام و ولایت اخفی زیر قدم حضرت خاتم الانبیاء علیه وعلیهم الصلوات والتسلیمات۔

باید دانست که تفاوت اقدام اولیا راز راه همیں لطائف است پس هر که زیر قدم حضرت آدم ست علیه السلام و ولایت وی ولایت قلب است و وی صاحب استعداد یک درجه ولایت است۔

کہتے ہیں اور عالم ارواح بھی اُسے کہتے ہیں حق جل وعلی کمال قدرت سے اپنے اُن لطائف کو بدن انسانی سے تعشق اور تعلق دیکر وہاں سے نیچے اوتار کر ہر ایک کو ایک خاص جگہ میں انسان کے بدن میں جو اُسکے مناسب تھا جا دی ہے قلب کو سینہ کے بائیں طرف پستانمیں جائے دی ہے روح کو جو قلب سے زیادہ لطیف ہے اُسکے مقابل دائیں جانب اخفی کہ لطیف اور احسن لطائف ہے درمیان حقیقی سینہ کے سر کو درمیان قلب اور اخفی کے خفی کو درمیان روح اور اخفی کے اور ولایت اسمیں سے ہر ایک لطیفے کے زیر قدم ایک اولوالعزم پیغمبر کے ہے چنانچہ قلب کی ولایت حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ اور روح کی ولایت حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے اور سر کی ولایت حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے اور خفی کی ولایت حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ اور اخفی کی ولایت حضرت خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات کے زیر قدم ہے۔

جاننا چاہئے کہ اولیا کے قدموں کے تفاوت انہیں لطیفوں کی راہ سے ہے تو جو زیر قدم حضرت آدم علیہ السلام کے ہے اُسکی ولایت ولایت قلب ہے اور وہ صاحب استعداد ولایت کے ایک درجہ کا ہے۔

لطائف خمسہ کا مقام
لطائف خمسہ کی ولایت انبیاء علیہم السلام کے زیر قدم
لطیفہ قلب کی ولایت

(۱) ۶۲ لطیفہ روح کی ولایت

از درجات خمسہ وکسی کہ زیر قدم حضرت ابراہیم است ولایت وی ولایت روحی ست وی را استعداد دو درجہ است از درجات خمسہ وکسی کہ زیر قدم حضرت موسیٰؑ است ولایت وی ولایت سری ست وی خداوند سہ درجہ است از درجاتِ مذکور وکسی کہ زیر قدم حضرت عیسیٰؑ ست ولایت وی ولایت خفی ست و وی مستعد چہار درجہ است از آن درجات وکسی کہ زیر قدم حضرت سرور عالم کائنات است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات ولایت وی ولایت اخفی است کہ اعظم واعلیٰ واحسن درجات است وصاحب این ولایت را قابلیت ہر پنج درجہ ولایت ست ... باید دانست کہ تفاوت اقدام انبیاء علیہم السلام فیما بینہم ازیں راہ نیست بلکہ از راہِ نبوت ست پس ہر کہ ازین بزرگواران درین راہ بیش قدم باشد ہمان از دیگران افضل خواہد بود چنانچہ حضرتِ موسیٰؑ از حضرتِ عیسیٰؑ در مقام نبوت پیش قدم ست بنا براز حضرتِ عیسیٰؑ افضل آمد اگرچہ در مقام ولایت حضرت عیسیٰؑ از حضرتِ موسیٰؑ غالب ست چنانچہ بالا مفہوم گشت دیگر باید دانست کہ اگر مرشد ومربی طالب صادق المشرب باشد نمی تواند کہ وی را براہے کہ خود قطع منازل نمودہ تسلیک فرماید وبکمالات ولایت محمدی متحقق سازد

پانچ درجوں میں سے۔ اور جو حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے اُس کی ولایت ولایت روحی (۱) ہے اور اس کو دو درجوں کی ولایت کی استعداد ہے پانچوں درجوں میں سے۔ اور جو زیر قدم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہے اُنکی ولایت ولایت سری (۲) ہے وہ ولایت کے تین درجوں کی استعداد رکھتا ہے درجات خمسہ سے اور جو زیر قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہے اُسکی ولایت ولایت خفی (۳) ہے اور وہ چار درجہ ولایت کی استعداد رکھتا ہے اُن درجوں میں سے اور جو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر قدم ہے اُنکی ولایت ولایت اخفی ہے اعظم واعلیٰ اور احسن سب درجوں کی اور اس ولایت کے صاحب کو قابلیت پانچوں درجوں کی ولایت کی ہے اور جاننا چاہئے کہ انبیاء علیہم السلام کے قدموں کی تفاوت اُنکے آپس میں اس راہ سے نہیں ہے بلکہ نبوت کی راہ سے ہے پس جو ان بزرگواروں میں سے اس راہ میں پیش قدم ہوگا وہی دوسروں سے افضل ہوگا چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مقام نبوت میں پیش قدم ہیں۔ اسلئے حضرت عیسیٰؑ سے افضل ہیں اگرچہ مقام ولایت میں حضرت عیسیٰؑ حضرت موسیٰؑ سے غالب ہیں جیسا اوپر لکھا گیا۔ دوسرے یہ امر جاننا چاہئے کہ اگر مرشد ومربی طالب کا صادق المشرب ہوگا تو اُس سے ہو سکتا ہے کہ جس رستے آپ قطع منازل کئے ہیں اُسی راہ طالب کو بھی چلائے اور ولایت محمدی کے کمالات کو پہونچائے

(۲) لطیفہ سر کی ولایت

(۳) لطیفہ خفی کی ولایت

مزاج مرشد و مرید میں یکسانیت

۶۳ قلب کا نور ۔ سر کا نور

وآن مرید اگرچہ خود استعداد فروترین استعداد داشتہ باشد اینجا سخن از حد زیادہ عرض و طول دارد معذور دارند بہر وقت دیگر موقوف فرمایند دیگر از الوان و انوار لطائف پرسیدہ بودند معلوم نمایند کہ ہر کس موافق کشف و دید خود چیزے گفتہ و نوشتہ است و بر آن اشیاء ابتناء تعبیر وقائع و تفسیر معاملات نمودہ اما آنچہ از حضرت عالی درجات خود مفہوم نمودہ در منصفہ تحریر می آرد باید دانست کہ نور قلب نور زرد است و نور روح نور سرخ ست و نور سر سفید و نور خفی سیاہ و نور اخفی سبز ظاہر از حقیقت و ماہیت نفس پرسیدہ بودند معلوم شریف باد کہ نفس خبیثہ است از عالم خلق و محل وی دماغ است بالذات بشرارت و خباثت متصف است و خود را در رنگ لطائف لطیفہ نفیسہ وانمودہ است و دعوی ریاست و کیاست کردہ بر تمامی اجزا و لطائف تصرفات فاسد نمودہ و باغوائی ابلیس پر تلبیس علیہ اللعنہ سائر لطائف و اجزا را با وصاف ذمیمہ خود متصف ساختہ است و از توجہ بجناب قدس خداوندی محروم داشتہ بخسارت ابدی و ساعدت سرمدی رسانیدہ ہر گرا عنایت ازلی دستگیری و رہنمونی نمودہ بر شرارت و خباثت وی اطلاع یافتہ واز مکاید و مفاسد وی روئی تافتہ متوجہ بارگاہ قدس گشتہ بسعادت ابدی پیوستہ

اور وہ مرید اگرچہ خود اپنی استعداد کمتر رکھتا ہو یہاں سخن بہت طول و عرض رکھتا ہے کہ حد سے زیادہ ہے معذور رکھیں اور پھر کسی وقت پر موقوف فرمائیں اور انوار لطائف کے رنگ پوچھے تھے سو معلوم کریں کہ ہر شخص نے اپنے کشف و نظر کے موافق کچھ کہا اور لکھا ہے اور اسکے اوپر بنا تعبیر واقعات اور تفسیر معاملات کی رکھی ہے مگر میں نے اب جو حضرت عالی درجات سے سمجھا ہے لکھتا ہوں جاننا چاہئے کہ قلب کا نور زرد ہے اور روح کا نور سرخ ہے اور سر کا نور سفید ہے۔ اور خفی کا نور سیاہ ہے اور اخفی کا نور سبز ظاہر حقیقت و ماہیت نفس جو دریافت کی تھی آپ کو معلوم ہو کہ نفس خبیثہ ہے عالم خلق سے اور اسکا محل دماغ ہے بالذات شرارت و خباثت سے متصف ہے اور اپنے تئیں لطائف کی طرح لطیفہ نفیسہ ظاہر کیا ہے اور ریاست و دانائی کا دعوی کر کے تمام اجزا و لطائف پر تصرفات فاسد کر کے شیطان علیہ اللعن کے بہکانے سے تمام لطائف و اجزا کو اپنے اوصاف ذمیمہ سے متصف کر دیا ہے اور درگاہ پاک خداوندی کیطرف متوجہ ہونے سے محروم رکھکر نقصان ابدی کو پہونچایا ہے عنایت ازلی نے جسکی دستگیری و رہنمائی کی اس نے اسکی شرارت و خباثت پر اطلاع پائی اور اسکے فریبوں اور مفسدوں سے مونہہ پھیر کر متوجہ اس درگاہ پاک کا ہوا اور سعادت ابدی کو پہونچا

بیان الوان لطائف ۔ روح کا نور

بیان حقیقت و ماہیت نفس ۔ خفی کا نور ۔ اخفی کا نور

لطیفۂ نفس

مکتوب دوم از شیخ عبدالاحد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد چون سالک از حجاب ہستی و خویشتن پرستی بیرون شود و دیدہ باطنش بکحل الجواہر معرفت مکتحل گردد لا محالہ آیاتے و کراماتے کہ در نفس وی بحکم و فی انفسکم افلا تبصرون ای فی انفسکم آیات عظیمۃ افلا تبصرون ببصر البصیرۃ موعود است مشاہدہ نماید بعد از آن بمقتضی من عرف نفسہ فقد عرف ربہ بارگاہ قدس یا بد بر خے از حقائق و آیات کہ در قالب انسانی تعبیہ نمودہ اند مذکور میگردد بگوش ہوش استماع نمایند بدانند کہ انسان کہ عالم صغیر عبارت از آن است مرکب از اجزاء عشرہ است کہ اصول آنہا

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اسکے بعد جاننا چاہیے کہ جب سالک اپنی ہستی اور خود پرستی سے نکل آتا ہے اور اسکے باطن کی آنکھ معرفت کے کحل الجواہر سے سُرمہ سا ہو جاتی ہے تو ضرور آیتیں اور کرامتیں جو اسکے نفس میں چشم بصیرت میں امانت رکھی ہوئی ہے بموجب و فی انفسکم افلا تبصرون ای فی انفسکم آیات عظیمۃ افلا تبصرون کی وہ مشاہدہ کرتا ہے اسکے بعد بمقتضائے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کے بارگاہ قدس میں دخل پاتا ہے قالب انسانی میں جو حقائق اور آیتیں تعبیہ ہیں کچھ انمیں سے مذکور ہوتی ہیں گوش ہوش سے سنو جان لو کہ انسان کہ اسکو عالم صغیر کہتے ہیں اُس اجزاء سے مرکب ہے جنکی اصلیں

و چون نفس مزکی و مطہر گردد و از اوصاف رذائل خود بالکل بیرون آید ہر آئینہ بفضل اللہ سبحانہ بمرتبہ عظیم از ولایت و بقرب و مشاہدہ و بمقام رضا مشرف می شود و از جمیع لطائف انسانی بالا دست میگردد و سیر وی از ہمہ بلند میرود وی را بعد حصول کمال بر تخت صدر اجلاس میفرمایند و ریاست و کیاست لطائف وے را می بخشند عجب سری است اخبث الاشیاء بعد از تطہیر و تنویر اشرف الاشیاء می گردد اولئک یبدل اللہ سیاتہم حسنات قال علیہ السلام خیارکم فی الجاہلیۃ خیارکم فی الاسلام اذا فقہوا والسلام علی من اتبع الہدی

اور جب نفس پاک و مطہر ہو جاتا ہے اور اپنے سب وصف رذائل بالکل چھوڑ دیتا ہے۔ البتہ اللہ سبحانہ کے فضل و کرم سے بڑے مرتبے ولایت کے اور قرب و مشاہدہ و مقام رضا کے مشرف ہوتا ہے اور سب لطائف انسانی سے بالادست ہو جاتا ہے اور اسکی سیر سب سے بلند ہوتی ہے اسکو حصول کمال کے بعد تخت صدر اجلاس فرماتے ہیں اور ریاست و کیاست سب لطائف کی اسکو ملتی ہے عجب بھید ہے کہ جو سب سے خبیث زیادہ ہے بعد پاک اور منور ہونے کے اشرف سب سے ہو جاتا ہے اولئک[1] یبدل اللہ سیاتہم حسنات فرمایا ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیارکم[2] فی الجاہلیۃ خیارکم فی الاسلام اذا فقہوا والسلام علی من اتبع الہدی۔

[1] وہ لوگ ہیں کہ بدل دے گا اللہ تعالیٰ اُنکی برائیوں کو نیکیوں سے ۱۲

[2] جو جاہلیت میں بہتر ہیں وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں ۱۲

۶۵

در عالم کبیر ہست و عالم کبیر عبارت از مجموعہ کائنات
است چہ خلق چہ امر و پنج از آن از عالم خلق است
کہ نفس و عناصر اربعہ است و پنج از آن از عالم امر
باشند چنانچہ اصول عناصر اربعہ در عالم خلق
موجود است ہمچنین اصول لطائف خمسہ مذکورہ
در عالم امر کہ عبارت از فوق العرش است و
بلامکانیت معروف و متحقق ست و فوق عرش
مجید و تحت اصول دیگر قلب است ولہذا
قلب را برزخ درمیان عالم خلق و امر
فرمودہ اند چہ منتہائے عالم خلق عرش مجید
ست و بایں وجہ کہ عرش مجید منتہائے عالم
خلق ست و روبامر دارد وے را نیز برزخ
گفتہ اند و فوق اصل قلب اصل روح است
و فوق آن اصل سر و فوق آن اصل خفی و
فوق آن اصل اخفی چون حق جل و علیٰ
خواست کہ انسان را بمقتضائے حکمت بالغہ
بایں نوع ترکیب دہد بعد از تسویہ قالب
ہر یکے ازیں لطائف خمسہ را تعلقے و تعشقے
بایں عنصر جسمانی دادہ از فوق العرش فرود
آوردہ بمقام خاص کہ ہر یک را با آن مقام مناسبت
بود متمکن ساختہ لطیفہ قلب را دریں مضغہ
کہ در تہ پستان چپ است و قلب
صنوبریش خوانند جا دادند و صنوبری
نقبش برائے آن کنند کہ وے مانند ثمر
صنوبر مقلوب ست و اصل الاصل ایں لطیفہ

عالم کبیر میں ہے اور عالم کبیر مجموعہ کائنات
ہے خلق ہو خواہ امر ہو اُن دس میں پانچ تو
عالم خلق سے ہے ایک تو نفس اور چار عناصر اور یہ
پانچ عالم امر سے ہیں جسطور چار عناصر کی اصلیں
عالم خلق میں موجود ہیں اس طور لطائف خمسہ مذکور
کی اصلیں عالم امر میں جو عرش کے اوپر لامکان
مشہور ہے متحقق ہیں اور فوق عرش مجید
اور تحت اور اصول کے قلب ہے اور یہی سبب
قلب کو برزخ درمیان عالم خلق و عالم امر
کے فرمایا ہے اسواسطے کہ عالم خلق کی انتہا عرش
مجید ہے اور اسوجہ سے کہ عرش مجید عالم خلق کی نہایت
و منتہی ہے اور امر کی طرف منہ رکھتا ہے اُسے بھی
برزخ کہتے ہیں اور اصل قلب کی فوق اصل روح ہے
اور اُسکے فوق اصل سر اور اُسکے فوق اصل خفی اور
اُسکی فوق اصل اخفی جب تعالیٰ شانہٗ نے چاہا کہ
انسان کو اپنی حکمت بالغہ کے مقتضاے اس طرح
سے ترکیب دے تو بعد قالب کے تسویہ کے اِن
لطائف خمسہ سے ہر ایک کو اس عنصر جسمانی سے
تعلق اور تعشق دیکر فوق العرش سے اوتار کر
مقام خاص میں جسکو جس مقام سے مناسبت تھی
متمکن کیا لطیفہ قلب کو اِس مضغہ میں جو زیر
پستان چپ ہے اور اُسے قلب صنوبری
کہتے ہیں جائے دی اور اُسے صنوبری اسواسطے
کہتے ہیں کہ وہ مانند صنوبر کے پھل کے ہی جو اُلٹا
ہوا ہو۔ اور اصل الاصل اس لطیفہ کے

بطور تصغیر دیگر انسان میں

لطیفہ قلب کا مقام

لطیفہ قلب کے کمالات

صفت اضافی حق است کہ عبارت از فعل و
تکوین ست کمال این آنست کہ در فعل حق جل
وعلی فانی و مستہلک گردد و بہمان فعل بقا یابد این
زمان سالک خود را مسلوب الفعل خواہد یافت و
افعال خود را درست منسوب بحق جل علی خواہد
ساخت فنا قلب تجلی فعلی کنایہ ازہمین ست نشان
آن آنست کہ تعلق علمی و حسی بغیر حق نماند یعنی قلب ما سوی
را مطلقا فراموش سازد بحدیکہ اگر سالہا تکلف
نماید یک لحظہ یاد ماسوای نتواند کرد درین ہنگام
چنانچہ علم اشیا ازوی زائل شدہ محبت
اشیا ازوی زائل شدہ محبت اشیا بطریق اولی
رخت بربستہ باشد و چون سالک بفنا
قلب مشرف شد داخل جماعت اولیا گشت
و این فنا قلب بی قطع تمام دائرہ امکان کہ
عبارت از مرکز فرش تا عرش و از عرش تا تمامہای
عالم امر باشد و بی قطع مراتب عشرہ یعنی
زہد۔ صبر۔ توکل۔ رضا۔ تسلیم۔ قناعت۔ یاس
از ناس۔ فقر۔ فراغ۔ ریاضت کہ صوفیہ علیہ
بیان آن فرمودہ اند صورت نہ بندد و نور
قلب را نور زرد فرمودہ اند ولایت این
لطیفہ زیر قدم آدم ست علی نبینا و علیہ
الصلوۃ والسلام و ہر کہ آدمی المشرب
ست وصول وے بجانب قدس از راہ
ہمین لطیفہ خواہد بود مگر قسر و کشش
پیر کامل و صاحب این مشرب را

صفت اضافی حق کی ہے کہ اُسے فعل اور
تکوین کہتے ہیں اسکا کمال یہ ہے کہ حق جل وعلی
کے فعل میں فانی و نیست ہو جائے اور اسی فعل
سے بقا پائے اسوقت سالک اپنے تئیں مسلوب
الفعل پائیگا اور اپنے افعال حق جل وعلی سے درست
نسبت کریگا۔ فنا قلب و تجلی فعلی اسی سے کنایہ ہے اور
اسکا نشان یہ ہے کہ علمی و حسی تعلق اسکو غیر حق سے
نہ ہوگا یعنی قلب ما سوی کو بالکل فراموش کردیگا یہانتک کہ
اگر برسوں تکلف کرے تو بھی ایک لحظہ ما سوا کو یاد نہ
کریگا۔ اسوقت جیسا علم اشیا اُس سے زائل ہوگیا
ہے محبت اشیا بطریق اولی جاتی رہیگی۔ اور جب
سالک فنا قلب سے مشرف ہوا۔ اولیا کی
جماعت میں داخل ہوگیا۔ اور یہ فنا قلب بدون
طے کرنے تمام دائرہ امکان کے جو مرکز فرش
سے عرش تک اور عرش سے تمام عالم امر تک
ہے۔ اور بغیر طے کرنے مراتب عشرہ کے یعنی
زہد۔ صبر۔ توکل۔ رضا۔ تسلیم۔ قناعت
یاس لوگوں سے۔ فقر۔ فراغ۔ ریاضت جو
صوفیہ علیہ نے انکا بیان کیا ہے حاصل نہیں ہوتے
اور نور قلب کو نور زرد فرمایا ہے اس لطیفہ
کی ولایت حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ
والسلام کے زیر قدم ہے۔

اور جو آدمی المشرب ہے۔ اسکا وصول درگاہ
قدس کی طرف اسی لطیفہ کی راہ سے ہوویگا
مگر زبردستی و کشش پیر کامل سے اور اس مشرب کے صاحب

استعداد حصول یک درجہ از درجات پنجگانہ
ولایت خواہد بود مگر بقسر قاسر و لطیفہ روح چون
الطف است از قلب مناسبت بآستان زیادہ
بود بنا بر آن وی را بجانب راست از سینہ در دو تہ
پستان جا دادہ اند و اصل الاصل این لطیفہ
صفات ثبوتیہ حق ست و یک گام بحضرت
ذات از فعل نزدیکتر ست سالک بعد از
حصول فنا این لطیفہ کہ مربوط بتجلی صفاتی صفات
خود را از خود مسلوب خواہد یافت بلکہ منسوب
بجناب قدس خواہد دانست و نور این لطیفہ را
نور سرخ فرمودہ اند ولایت این لطیفہ زیر
قدم حضرت ابراہیم است علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ
والسلام و ہر کہ ابراہیمی المشرب باشد سیر وے
بجناب قدس از ہمین لطیفہ خواہد بود بعد از
قطع مراتب قلب و صاحب این مشرب را
استعداد حصول دو درجہ از درجات ولایت
پنجگانہ است الا بقسر القاسر و لطیفہ سر
کہ الطف از روح ست وی را نزدیک وسط
سینہ جانب قلب جا دادند و اصل الاصل
وی این شیونات ذاتیہ است کہ گامی از صفات
بحضرت ذات نزدیکتر اند و حصول فنا
این لطیفہ مربوط بتجلی شیونات ست و
ولایت این لطیفہ زیر قدم حضرت موسیٰ
ست علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام و ہر کہ
موسوی المشرب باشد وصول او بجناب

استعداد حصول ایک درجہ کی پانچوں درجوں
ولایت میں سے ہوگی۔ مگر زبردستی سے
کسی زبردست کے اور لطیفہ روح جو
بہت لطیف ہے قلب سے اسکو مناسبت آستاں سے
زیادہ تھی اسواسطے اسکو سینہ کے راستہ کیطرف
زیر پستان جائے دی اور اصل الاصل اس لطیفہ کی صفات
ثبوتیہ حق ہے اور ایک قدم حضرت ذات کی طرف
فعل سے نزدیکتر ہے۔ سالک بعد حصول
فنا اس لطیفہ کے ساتھ تجلی صفاتی کے اپنی صفات
کو اپنے سے مسلوب پائیگا۔ بلکہ جناب قدس
سے منسوب جانیگا۔ اور اس لطیفہ کا نور سرخ
فرمایا ہے اور اس لطیفہ کی ولایت حضرت
ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
زیر قدم ہے اور جو کوئی ابراہیم المشرب ہوگا
اُس کی سیر جناب قدس کی طرف اسی لطیفہ سے
ہوگی بعد از قطع مراتب قلب کے اور اس مشرب
والے کو استعداد حصول دو درجہ کی پنجگانہ مراتب
ولایت سے ہوگی مگر زبردستی سے کسی زبردست کے
اور سر کا لطیفہ کہ روح کے لطیفہ سے بہت لطیف تھا
اُسکو نزدیک وسط سینہ کے قلب کی جانب جگہ دی اور
اصل الاصول شیونات ذاتیہ ہے کہ ایک قدم صفات سے حضرت
ذات کیطرف نزدیک ہے اور حاصل ہو اس لطیفہ کی فنا
کا شیونات کی تجلی سے ربط رکھتا ہے اور اس لطیفہ
کی ولایت حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
زیر قدم ہے اور جو موسوی مشرب ہوگا اُسکا وصول جناب

لطیفۂ روح

لطیفۂ سر

(ط) لطیفۂ خفی کی ولایت انبیا علیہم السلام کے
زیر قدم

قدس از راہ ہمیں لطیفہ خواہد بود آما بعد قطع لطائف سابق و صاحب این مرتبہ را استعداد حصول سہ مرتبہ است از مراتب پنجگانہ ولایت الا اقل من القلیل و نور این لطیفہ را سپید تعین فرمودہ اند

لطیفہ خفی کے کمالات اور مقام

و لطیفہ خفی را کہ سر الطف است مابین روح و وسط جا دادند و اصل الاصل این لطیفہ صفات سلبیہ تنزیہیہ است کہ فوق شیونات ذاتیہ اند و حصول فنا این لطیفہ وصول ہمان صفت است و نور این لطیفہ را نور سیاہ تعین نمودہ اند و ولایت این لطیفہ زیر قدم حضرت عیسی است علی نبینا و علیہ السلام و ہر کہ زیر قدم حضرت عیسی است آہ وی بجناب قدس از ہمیں لطیفہ خواہد بود بعد از قطع لطائف سابق الا اقل من القلیل و صاحب این مشرب را استعداد حصول چہار مرتبہ است از مراتب پنجگانہ ولایت

لطیفہ اخفی کے کمالات اور مقام

و لطیفہ اخفی کہ الطف و احسن و اجمل لطائف عالم امر است و اقرب است بحضرت اطلاق وی را در وسط حقیقی سینہ کہ مرکز است و مناسبت تام دارد بحضرت اجمال جا دادند و اصل الاصل این لطیفہ مرتبہ است کہ کالبرزخ است درمیان مرتبہ تنزیہیہ و درمیان احدیت مجردہ و فنا این لطیفہ ہم مربوط بہ تحقق ہمان مرتبہ مسطور است و نور این لطیفہ نفیسہ را

قدس میں اسی لطیفے کی راہ سے ہوگا مگر بعد قطع پہلے لطیفوں کے اور اس مرتبہ والے کو استعداد تین مرتبہ کی ہوگی مراتب پنجگانہ ولایت میں سے لیکن بہت کم سے کسی زبردست کی اور اس لطیفہ کا نور سفید تعین فرمایا ہے اور لطیفہ خفی کو کہ سر سے بہت لطیف ہے درمیان روح اور وسط کے جا دی ہے اور اصل الاصل اس لطیفہ کے صفات سلبیہ تنزیہیہ ہیں کہ شیونات ذاتیہ کے فوق ہیں اور حصول اس لطیفہ کی فنا کا اسی صفت کا وصول ہے اس لطیفہ کا نور سیاہ تعین کیا ہے اور اس لطیفہ کی ولایت حضرت عیسی علی نبینا و علیہ السلام کے زیر قدم ہے اور جو زیر قدم حضرت عیسیٰ کے ہے اسکو راہ جناب قدس میں اسی لطیفہ سے ہوگی بعد قطع لطائف سابق کے مگر بقلت قاصر اور اس مشرب کے صاحب کو استعداد حصول چار مرتبہ کی ہے پنجگانہ مراتب ولایت میں سے اور لطیفہ اخفی کہ بہت لطیف اور احسن اور اجمل سب لطائف عالم امر سے ہے اور بہت قریب ہے حضرت اطلاق کے اسکو سینہ کے وسط حقیقی میں جو مرکز ہے اور بہت مناسبت رکھتا ہے حضرت اجمال سے جگہ دی ہے اور اصل الاصل اس لطیفہ کی ایک مرتبہ ہے مثل برزخ کے درمیان تنزیہیہ اور درمیان احدیت مجردہ کے اور اس لطیفہ کی فنا بھی مربوط اسی مرتبہ مسطور کے تحقق سے ہے اور اس لطیفہ نفیسہ کا نور

سبز بیان فرمودہ اند و ولایت این لطیفہ زیر قدم حضرت رسالت پناہ است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و صاحب این مرتبہ عالیہ را بالذات استعداد حصول بتمام مراتب پنجگانہ ولایت است از زبان الہام ترجمان حضرت قطب الاقطاب سلمہ ربہ شنیدم کہ حضرت مجدد الف ثانی روزے چنین گوہر فشاندند کہ ادائے صلوٰۃ صبح در وقت غلس متمر فنائے اخفیٰ است باید دانست کہ عروج لطائف خمسہ عالم امر تا دائرہ اولیٰ ولایت کبریٰ است کہ متضمن سہ دائرہ و یک قوس است خواہد بود چون از ان دائرہ معاملہ بالا رود و در دائرہ اصل و اصل الاصل سیر افتد معاملہ با نفس خواہد افتاد و نفس بحصول فنائے اتم و لقائے اکمل و بشرح صدر و اسلام حقیقی و بہ حصول و اطمینان و بار تقا بمقام رضا مشرف خواہد شد بعد ازان کہ سیر در ولایت علیا افتد معاملہ با سہ عنصر یعنی ناری و آبی و ہوائی خواہد افتاد و اگر از آنجا بفضل اللہ ترقی واقع شود در کمالات نبوت سیر واقع بود معاملہ با جزاء ارضی خواہد افتاد و از آنجا اگر ترقی واقع شود خواہ در کمالات رسالت خواہ در حقائق ثلثہ یعنی حقیقت کعبہ و حقیقت قرآن و حقیقت صلوٰۃ معاملہ با ہیئت وحدانی کہ از مجموع اجزا عشرہ عالم خلق و امر بعد

سبز بیان فرمایا ہے اور اس لطیفہ کی ولایت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر قدم ہے اور اس بلند مرتبہ والے کو بالذات استعداد حصول تمامی مراتب پنجگانہ ولایت کی ہے حضرت قطب الاقطاب سلمہ ربہ کے زبان الہام بیان سے میں نے سنا ہے کہ ایک روز حضرت مجدد الف ثانی نے ایسا فرمایا کہ صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھے تو فنا اخفیٰ حاصل ہوتی ہے۔ جاننا چاہئے کہ لطائف خمسہ عالم امر کا عروج دائرہ اولیٰ ولایت کبریٰ تک جو متضمن تین دائرہ اور ایک قوس کا ہے ہوگا جب اس دائرہ سے معاملہ ترقی کرے اور دائرہ اصل اور اصل الاصل میں سیر کرے۔ نفس سے معاملہ پڑیگا اور نفس کو پوری فنا کامل بقا حاصل ہونے سے کشادگی سینہ اور اسلام حقیقی کا حصول اور اطمینان کے مقام رضا کی ترقی سے مشرف ہوگا اسکے بعد جب ولایت علیا میں سیر ہوگی تین عنصر سے معاملہ پڑیگا یعنی ناری و آبی و ہوائی سے اور اگر وہاں سے خدا تعالیٰ کے فضل سے ترقی ہوئی تو کمالات نبوت میں سیر واقع ہوگی معاملہ اجزائے ارضی سے پڑیگا اور جو وہاں سے ترقی واقع ہوئی تو خواہ کمالات رسالت خواہ حقائق ثلثہ میں یعنی حقیقت کعبہ و حقیقت قرآن و حقیقت صلوٰۃ میں معاملہ ہیئت وحدانی سے جو مجموع اجزاء عشرہ عالم خلق اور امر سے ہے بعد

از حصول کمالات ہر یک فرادی فرادی حاصل شدہ خواہد افتاد و بعد ازان بمعاملہ از عقل و فہم ما و شما برتر ست اللہ سبحانہ و تعالیٰ بمحض عنایت بیغایت خویش ازین کمالات بہرہ تمام عنایت فرماید انہ قریب مجیب الحمد للہ سبحانہ کہ بطفیل حضرات عالی درجات قدس اللہ باسرارہم العالیہ باین مراتب مذکورہ و دیگر معاملات کہ نسبت باین معاملات کالسماء من الارض بہرہ بقدر استعداد بل فوق الاستعداد کرامت فرمود این ذرہ را از خاک مذلت برداشتہ ہمعنان آفتاب ساختہ شکر این مرتبہ اگر ہزار سال بصد ہزار زبان بہزاران ادا اظہار نماید یکی از ہزار بر منصۂ ظہور نیاورد فللہ الحمد و للہ المنۃ کما یلیق بشانہ و یحری والسلام علی رسولہ و آلہ و صحبہ البررۃ النقی اظہار این قسم سخنان اگرچہ موہم افتخار و مباہات ست اما بموجب اظہار النعمۃ من الشکر لا سیما عند الاحباء المخلصین المطلعین علی الاسرار للمشتاقین لذلک الآثار و الاخبار مذکور نمودہ شد ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا بحرمۃ سیدنا محمد النبی الامی العربی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و السلام علی عبادہ الذین اصطفی اخوی شیخ محمد کبیر معلوم نمایند کہ قرب نوافل عبارت از ان ست کہ سالک خود را فاعل یابد۔

ہونے کمالات جدا جدا ہر ایک کے پڑیگا۔ بعد ازان ہماری تمہاری عقل و فہم سے معاملہ بہت برتر ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ محض عنایت بے نہایت سے اپنے ان کمالات سے بھرپور عنایت فرمائے۔ انہ قریب مجیب اللہ سبحانہ کا شکر ہے کہ بطفیل حضرات عالی درجات قدس اللہ اسرارہم کے ان مراتب مذکورہ اور اور معاملات سے جن میں ان کی نسبت زمین و آسمان کا فرق ہے اپنی استعداد کے لائق بلکہ استعداد سے زیادہ بہرہ کرامت فرمایا ہے اور اس ذرہ کو خاک مذلت سے اٹھا کر آفتاب کی برابر کر دیا ہے اس مرتبہ کا شکر اگر ہزار سال سو ہزار زبان سے ہزاروں طرح سے ظاہر کرے تو ہزار میں سے ایک بھی نہ کر سکے فللہ الحمد و المنۃ للہ کما یلیق بشانہ و یحری والسلام علی رسولہ و آلہ و صحبہ البررۃ التقی اس قسم کی باتوں کو ظاہر کرنیسے اگر فخر و بڑائی کا وہم ہوتا ہے لیکن اظہار النعمۃ من الشکر کے خصوصاً ایسے دوستوں سے جو مخلص و محرم اسرار اور اسکے مشتاق ہوں اس آثار و اخبار کے مذکور کیا گیا ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا بحرمۃ سیدنا محمد النبی الامی العربی صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ و السلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ میرے بھائی شیخ محمد کبیر معلوم کریں کہ قرب نوافل اسے کہتے ہیں کہ سالک اپنے تئیں فاعل پائے

مکتوب نمبر ۱۱ از مولوی عبدالاحد در بیان قرب نوافل

۱۷

وحق را آلات چنانچہ بی یسمع وبی یبصر اشارہ است
بآن وقرب فرائض عبارت است از آن کہ
سالک خود را آلہ یابد وحق را فاعل چنانچہ الحق
ینطق علی لسان عمر اشارت ست ازان و
این قرب مثمر فناء وجود سالک ست بخلاف
قرب سابق وجمع بین القربین آنست کہ سالک
خود را درمیان نیابد نہ فاعل نہ آلات
چنانچہ بعض اہل دل ازان مقام چنین اشارہ
نمودہ اند۔ مصرعہ

عشق ست درمیانہ برانہد بہانہ

وآیہ کریمہ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی
گویا مشعر بہر سہ مقام ست چہ ما رمیت رمز
از قرب فرائض است واذ رمیت کنایہ از
قرب نوافل ولاکن اللہ رمی اشارہ بر جمع
بین القربین والسلام علی من اتبع الھدی والتزم
متابعۃ المصطفی علیہ وآلہ الصلوات والتسلیمات
العلی انتہی المکاتیب الثلثۃ ودر آخر این اوراق
شیخ عبدالاحد بخط خود این فائدہ تحریر
فرمودند عادت مشائخ کرام آنست کہ سالک
مبتدی را اول بذکر قلب مشغول سازند تا جوہر
وملکہ شود وبعد ازان ذکر روح فرمایند بعد ازان
ذکر اخفی بعد ازان ذکر نفس ومحلہا الدماغ
بعد ازان اگر خواہند ذکر سر وخفی فرمایند بعد
ازاں سریان در تمام اعضاء تا حصول ملکہ
وسلطان ذکر شود ودلستانست کہ بر ذکر قلب وروح

اور حق کو اپنے اعضا چنانچہ بی یسمع وبی یبصر
اسکا اشارہ ہے۔ اور قرب فرائض اُسے
کہتے ہیں کہ سالک اپنے تئیں اعضا پائے۔ اور
حق کو فاعل جیسے الحق ینطق علی لسان عمر
اس کی طرف اشارہ ہے اور یہ قرب ثمرہ دیتا ہے
فناء وجود سالک کا بخلاف پہلے قرب کے اور جمع
بین القربین یہ ہے کہ سالک اپنے تئیں درمیان
میں کچھ نہ پائے نہ فاعل نہ اعضاء چنانچہ بعض اہل دل
نے اُس مقام سے ایسا اشارہ کیا ہے مصرعہ

عشق ست درمیانہ برما نہد بہانہ

اور یہ آیہ کریمہ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی
گویا تینوں مقام کی خبر دیتا ہے کیونکہ ما رمیت
قرب فرائض سے ہے اور اذ رمیت کنایہ
قرب نوافل سے ہے ولکن اللہ رمی اشارہ جمع
بین القربین سے ہے والسلام علی من اتبع الھدی
والتزم متابعۃ المصطفی علیہ وآلہ الصلوات والتسلیمات
العلی وہ تینوں مکتوب ہو چکے اور آخر میں ان ورقوں
کے شیخ عبدالاحد نے اپنے ہاتھ سے یہ فائدہ
تحریر فرمایا کہ مشائخ کرام کی عادت ہے کہ سالک مبتدی
کو اول ذکر قلب سے مشغول کرتے ہیں تا جوہر اور
ملکہ ہو جائے اُسکے بعد ذکر روح فرماتے ہیں
بعد ازآن ذکر اخفی بعد ازآن ذکر نفس اور اسکی جگہ
دماغ ہے اُسکے بعد اگر چاہیں ذکر سر اور خفی فرمائیں
بعد ازآن سریان تمام اعضا میں تا حصول ملکہ وسلطان
ذکر ہو جائے اور اکثر ایسا ہے کہ ذکر قلب وروح

خلیفہ اول مولوی عبدالاحد صاحب حسب الحکم ... صاحب

واخفی کفایت کنند وگاہ برقلب تنہا اکتفا
نمایند آ اشتراط آنست کہ ذکر جوہر قلب گردد
ولبا دیدہ شدہ است کہ بمجرد ذکر قلب گفتن
سلطان ذکر و سریان در سائر اجزا و اعضا
متحقق گردیدہ بالجملہ بقدر استعداد مبتدی
سلوک باید نمود والسلام علی من اتبع الھدیٰ انتہی
ما اردنا ایرادہ من کلام الشیخ عبدالاحد قدس
سرہ کاتب الحروف گوید ملا محمد ولیل ذکر کردہ اند
کہ بجانب امیر موسیٰ بہٹی کوٹی یکی از بزرگان
خانوادہ احمدیہ این مکتوب نوشتہ بودند
وامیر موسیٰ آنرا استحسان کردند و یاران خود را
گفتند کہ نقل آنرا نوشتہ گیرند باسمہ سبحانہ نحمدہ
ونصلی ونسلم خدام ولایت پناہ ہدایت دستگاہ
سیادت مرتبت نجابت منزلت میر محمد موسے
سلمہ ربہ سلام دوستانہ وتحیت مخلصانہ
ازین فقیر حقیر محمد ہادی عفی اللہ عنہ
مطالعہ فرمایند ودر دریوزہ گر دعوات
سلامتی خاتمہ وعفو وعافیت دنیوی و
اخروی شمرند فقیر چون ضعف بدن
بسیار داشت ازین جہت بدانچہ مامور
بود نپرداخت الحال بارے تخفیف
یافتہ تحریر می نماید کہ چون طالب صادق
پیش شیخ کامل ومکمل رود اول بذکر
قلب کہ آشیانۂ او بجانب دست چپ است
امر فرمایند چون این ملکہ شود بذکر روح کہ بطرف

واخفی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اور کبھی فقط ذکر قلب
پر اکتفا کرتے ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ ذکر قلب کا جوہر
ہو جائے اور اکثر ایسا دیکھا گیا ہے کہ فقط ذکر قلب
کرنے سے سلطان ذکر اور سریان تمام اجزا و اعضا
میں متحقق ہوا ہے حاصل یہ کہ بقدر استعداد مبتدی کے
سلوک چاہئے کرنا۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ تمام ہوا
وہ جسکا ہم نے ارادہ کیا تھا شیخ عبدالاحد قدس سرہ
کے کلام سے۔ کاتب الحروف کہتا ہے ملا محمد ولیل نے
ذکر کیا ہے کہ امیر موسیٰ بہٹی کوٹی کو ایک نے بزرگوں
میں سے احمدیہ خانوادہ کے یہ مکتوب لکھا تھا اور میر
موسے نے اسکی بہت سی تعریف کی اور اپنے یاروں
سے کہا اسکی نقل لکھ لو۔ باسمہ سبحانہ نحمدہ
ونصلی ونسلم خدام ولایت پناہ ہدایت دستگاہ
سیادت مرتبت نجابت منزلت میر محمد موسے
سلمہ ربہ سلام دوستانہ اور تحیۃ مخلصانہ اس
فقیر حقیر محمد ہادی عفی اللہ عنہ کا مطالعہ
فرمائیں اور مانگنے والا دعاء سلامتی خاتمہ
اور عفو و عافیت دنیا و آخرت کا گنیں
فقیر کو جو ضعف بدن بہت تھا اس
سبب جس کا امر ہوا تھا وہ نہ بجا لا سکا
اب کچھ تخفیف پائی ہے تو لکھتا ہے
کہ جب طالب صادق شیخ کامل و مکمل
کے روبرو جائے اول ذکر دل کا کہ
اسکا ٹھکانا بائیں ہاتھ کی طرف ہے امر
فرمائیں جب اسکا ملکہ ہو جائے تو ذکر روح کہ اسکی

مکتوب خانوادہ احمدیہ بامیر موسیٰ

مرید کس طرح فیض حاصل کرے

۷۳

راست آشیانہ اوست و دلالت فرمایند چون آن
ذکر نیز ملکہ شود می باید کہ بذکر سر کہ متصل دل
است لیکن یمین قلب است حکم فرمایند و چون
آن نیز ملکہ شد بذکر خفی کہ پہلوے روح اما جانب
یسار روح مقام دارد مامور سازند و چون
آن نیز ملکہ شود بذکر اخفی کہ متوسط ہمہ است
و در وسط صدر جائے اوست محکوم سازد
واین جوہر اخفی از سایر جواہر عالم امر اعلیٰ
است چنانچہ بیاید ان شاء اللہ تعالیٰ و چون
اخفا نیز بذکر گویا شود امر بذکر نفس نماید کہ
دماغ جایگاہ اوست و چون این لطائف ستہ
متجر بذکر شدند امر بذکر نفی و اثبات فرماید بطریق
معہود و چون بعدد بست و یکبار برسد نصابش
تمام شود و فناء قلب کہ اول قدم ست در اطوار ولایت
ظہور فرماید و فناء قلب اثر آن تجلی افعال ست کہ اصل
اوست چہ قلب افعال الٰہی ست و آن مربی ولایت
حضرت آدم ست علیٰ نبینا و علیہ السلام پس از آن
بقاء قلب بارۂ افعال ایزدی ست جل شانہ کہ
ہر ظل را باصل خود شاہراہ ست بالفناء فیہ
والبقاء بہ بعد از آن معاملہ فناء روح ست و
بقاء او باصل خود کہ صفات حق است و صفات مربی
ولایت نوحی و ولایت ابراہیمی ست علیٰ نبینا
و علیہما السلام والصلوات کہ ہر دو ولایت مربوط
بروح است و باصل اوست کہ صفات ست باعتبارات
مختلفہ کہ ولایت ابراہیمی تفصیلی ست و ولایت

دائیں طرف ہے ارشاد کریں جب اس ذکر کا بھی
ملکہ ہو جائے تو ذکر سر جو دل کے متصل ہے لیکن
دائیں طرف بتائیں اور جب اسکا بھی
ملکہ ہو جائے تو ذکر خفی کا جو روح کے پہلو
میں ہے مگر بائیں طرف روح کے ہے مامور فرمائیں
اور جب وہ بھی ملکہ ہو جائے ذکر اخفی کا کہ سب کے
درمیان ہے اور وسط سینہ میں اسکی جائے ہے اُسے حکم
کریں اور یہ جوہر اخفی تمام جوہر ہائے عالم امر کے اعلیٰ
ہے چنانچہ آئیگا ان شاء اللہ تعالے اور جب
اخفی کا بھی ذاکر ہو جائے تو ذکر نفس کا حکم کریں کہ
نفس کا مقام دماغ ہے اور یہ لطائف ستہ
ذکر سے متجر ہو جائے تو ذکر نفی و اثبات فرمائیں
بطریق معلوم اور جب عدد اکیس تک پہنچے اُسکے نصاب
پورے ہو گئے اور فناء قلب جو اطوار ولایت میں
اول قدم ہے ظہور فرمائے اور فناء قلب اُس تجلی افعال کا
اثر ہے جو اسکی اصل ہے کیونکہ قلب افعال الٰہی ہے اور وہ
مربی ولایت حضرت آدم کا ہے علیٰ نبینا و علیہ السلام
اسکے بعد بقاء قلب ایک تھوڑا افعال ایزدی ہے جل شانہ
اسلئے کہ ہر ظل کو اپنی اصل کے راستہ ہے اسمیں فنا ہونیکا
اور اس سے باقی ہونیکا اسکے بعد معاملہ فناء روح ہے
اور اسکے بقا اپنی اصل سے کہ حق کے صفات ہیں اور
صفات مربی ولایت نوحی و ولایت ابراہیمی ہے علیٰ نبینا
و علیہما الصلوٰۃ والسلام کہ دونو ولایتیں مربوط
روح سے ہیں اور اسکی اصل سے کہ صفتیں ہیں
باعتبارات مختلفہ کہ ولایت ابراہیمی تفصیلی ہے اور ولایت

لطائف ستہ

سلسلہ چشتیہ کا طریقہ ہے تعلیم

نوح بآن مجلست ومن لعبد معامله بسر است
وفنا وبقا باصل اوست که شیون ایزد است
تعالی شانه وشیون در اصطلاح ما عبارات
مندرجہ حضرت ذات تعالی را گویند که معانی
زاید بر ذات نباشد وصفات است آنکه معانی
زاید بر ذات سبحانه باشند ودر خارج موجود
باشند وولایت سر ولایت موسوی ست علی
نبینا وعلیه الصلوٰة والسلام ثم الامر بالخفی
وفنائه باصل وهو التقدیسات والتنزیهات
السبحانیة فهذا الولایة ولایة عیسویة
علی نبینا وعلیه الصلوٰة والسلام ثم
الامر بالاخفی وفنائه وبقائه باصل وهو
شان جامع الاسماء والصفات والشیون
والاشارات والتنزیهات والتقدیسات و
هذا الولایة ولایة محمدیة علی صاحبها
الف الف صلوات والسلام ومربی هذه
الولایة حقیقة الحقائق واقرب الولایات
واجمعها واعلاها واشرفها وافضلها و
مستحق للولایات الخمسة ومقتضیة لزوال
العین والاثر بامن المعارف ویستتبع المحبوبیة
ثم الامر بالنفس وفنائها اتم وبقائها الاکمل
ثم الامر باصولها واصول اصولها حتی ینتهی
الی الذات تعالی واتر فی هناك
لیس بالفناء بل بامر آخر

نوحی اُس سے عمل ہے اسکے بعد معاملہ سر سے ہے
اور فنا وبقا اُسکی اصل ہے کہ شیون ایزدی ہے
تعالی شانہٗ اور شیون ہماری اصطلاح میں اُسے
کہتے ہیں جو عبارتیں حضرت ذات واجب تعالی میں
مندمج ہوں کہ معانی زاید بر ذات نہ ہوا اور صفات ہے
اور جو معانی زاید بر ذات سبحانہٗ ہودیں اور خارج میں
موجود ہودیں اور ولایت سر ولایت موسوی ہے
علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر معاملہ خفی سے ہے
اور اسکے بعد فنا وبقا اُسکی اصل سے ہے اور
وہ تقدیس وتنزیہات سبحانیہ ہے اور یہ ولایت
ولایت عیسوی ہے علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام
پھر معاملہ اخفی سے ہے اور اسکی فنا وبقا اُسکی
اصل سے ہے کہ وہ شان جامع اسماء وصفات
اور شیون اور اشارات اور تقدیسات وتنزیہات
ہے اور یہ ولایت ولایت محمدیہ ہے اُنپر ہزار
ہزار درود وسلام اور مربی اس ولایت کا
حقیقۃ الحقایق اور اقرب الولایت اور
اجمع الولات ہے اور اعلی اور اشرف اور
افضل ولایات ہے اور مستحق ولایت خمسہ
ہے اور تقاضا کرنے والی ہے زوال عین کا
اور اثر معرفتوں کا پہنچانیوالی ہے اور وہی محبوبیت
ہے پھر معاملہ نفس سے پڑتا ہے اور اسکی فنا تمام
اور اسکی بقا بہت کامل ہے پھر معاملہ اُنکی اصلوں سے
اور اصلوں کی اصلوں سے پڑتا ہے یہانتک کہ منتہی ہوتا ہے
ذات حق تعالی تک اور وہاں ترقی فنا سے نہیں ہوتی

مکتوب در بیان طریقہ احسنیہ فرع نقشبندیہ

یا مرآخرین فی موضعة والسلام والاکرام
کاتب حروف میگوید سلوک طریقہ احمدیہ در طی
این مکاتیب فی الجملہ واضح شد حالا قدرے
از روش طریقہ احسنیہ کہ منسوب ست بشیخ
آدم بنوری نیز در ضمن مکتوب شیخ عبد النبی
شام چوراسی کہ درین روزگار مقتدائے
طریقہ احسنیہ بودند وجمہور اہل این طریق را
چہ خاص وچہ عام توجہ بایشان بود ۔ وجمہور
این طریق متفق اند برآنکہ ایشان را در تربیت
سالکان بروش این طریق قدمی راسخ بود ذکر
می نماید عزیزی صالح در مکہ معظمہ ذکر کرد واین
مکتوب شیخ عبد النبی ست وبنار کار ایشان
برین بود ومن عندہ کتبنا ہذا المکتوب واللہ
اعلم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وسلام
علی عبادہ الذین اصطفی خصوصا علی
نبیہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین
بدان ارشدک اللہ تعالی چون طریقہ احسنیہ
در طریقہ نقشبندیہ اقرب الی الوصول ست
وسالکان را تفصیل آن ضروریست پارہ
بطریق اجمال درین اسطر ترقیم می یابد ۔ باید
دانست چون طالب صادق بہ توفیق
سبحانہ متوسل بعزیزی از بزرگان این
طریقہ می شود اولا او را استخارہ
می فرمایند وطریقہ استخارہ این ست
کہ بعد نماز عشا چون وقت خفتن شود

ایک ورامر سے ہے کہ وہ اپنے مقام میں ظاہر ہوگئی اسلام
والاکرام ۔ کاتب حروف کہتا ہے کہ سلوک طریقہ احمدیہ کا
ان تحریروں میں فی الجملہ واضح ہوگیا اب تھوڑی روش
طریقہ احسنیہ کی جو منسوب ہے شیخ آدم بنوری سے
ذکر کرتا ہے اس ضمن میں مکتوب شیخ عبد النبی شام
چوراسی کا کہ جو اس زمانہ میں احسنیہ طریقہ کے مقتدا
تھے اور سب اس طریقہ والونکی کیا خاص اور کیا عام
اُنکی طرف توجہ تھی اور جمہور اس طریقہ کے
متفق ہیں اس امر پر کہ انکو سالکوں کی ترتیب
میں اس طریقہ کی روش میں قدم راسخ تھا ایک عزیز
صالح نے مکہ معظمہ میں ذکر کیا یہ مکتوب شیخ عبد النبی کا
ہے اور اُنکے کام کی بنا اس پر تھی ۔ ہم نے
اُنکے پاس سے لکھ لیا واللہ اعلم بالصواب
بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وسلام علی
عبادہ الذین اصطفی خصوصا علی نبیہ محمد
وآلہ واصحابہ اجمعین جان خدا تجکو رشیدی
کرے کہ طریقہ احسنیہ نقشبندیہ طریقہ میں بہت قریب
ہے وصول سے اور سالکوں کیلئے اُس کی
تفصیل ضرور ہے تھوڑی سی بطریق اجمال
ان سطروں میں لکھے جاتے ہیں ۔ جاننا
چاہئے کہ جب کوئی طالب صادق اللہ سبحانہ
کی توفیق سے کسی عزیز کا اس طریق کے
بزرگوں میں سے متوسل ہوتا ہے پہلے اُسے استخارہ
فرماتے ہیں اور استخارہ کا طریق یہ ہے ۔
کہ بعد نماز عشا جب سونے کا وقت ہو

و تکلم معاش نماند و ضو، تازہ کند بعد
وضو یک صد و یکبار استغفر اللہ ربی من
کل ذنب و اتوب الیہ بصدق تمام بخواند
بہ نیت آنکہ از جمیع تقصیرات بدنی و روحی
آنچہ از من بود خود آمدہ اند توبہ کردم و از
سر نو مسلمان شدم بعدہ برخاستہ دو رکعت
نماز استخارہ باین نیت کہ دو رکعت نماز
استخارہ میخوانم تا حق تعالیٰ مرا بر متابعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خود بواسطہ
حصول رضا پیر خود محکم دارد در رکعت اول
بعد فاتحہ آیۃ الکرسی یکبار و در رکعت دوم
با فاتحہ قل یا ایہا الکفرون یکبار بخواند و
بخشوع تمام خود را حاضر کند و بگریہ و زاری
پردازد بعد نماز یک صد و یکبار درود بخواند
بعدہ یکصد و یکبار کلمہ تمجید بخواند بعدہ تمام
عجز و انکسار دست برداشتہ دعا بخواند. بعدہ
چون خواب غلبہ کند بر زمین بخسپد اگر معذور
است اختیار دارد بعدہ آنچہ در خواب بشارت
ظاہر شود پیش مرشد ظاہر کند و اگر در روز
اول بشارت نیابد تا سہ روز استخارہ میکردہ
باشد یا آنکہ بعد استخارہ نظر بر قلب خود کند
اگر قلب خود را بعد استخارہ در اعتقاد محکم
ہمچنان می باید کہ قبل ازین بود ہمین بشارت
ست. پس مرشد را باید کہ در خلوت تعلیم
ذکر اسم اللہ نماید کہ اسم ذاتی است

اور کچھ دنیا کا ذکر نہ ہو تازہ وضو کرے وضو
کے بعد ایکسو ایک دفعہ استغفر اللہ ربی من کل
ذنب و اتوب الیہ بہت صدق سے پڑھے
اس نیت سے کہ تمام تقصیروں بدنی اور روحی سے
جو مجھسے ہوئی ہیں میں نے توبہ کی اور نئے سرے
سے میں مسلمان ہوا پھر اُٹھ کر دو رکعت نماز
استخارہ اس نیت سے کہ پڑھتا ہوں دو رکعت نماز
استخارہ کہ حقتعالیٰ مجھکو متابعت پر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے بواسطہ حصول رضا اپنے پیر
کے مضبوط رکھے پہلی رکعت میں الحمد کے
بعد آیۃ الکرسی ایکبار اور دوسری رکعت میں
الحمد کے بعد قل یا ایہا الکفرون ایکبار خوب
خشوع کیساتھ اپنے تئیں حاضر کرے اور گریہ و
زاری کرے بعد از نماز ایکسو ایکبار درود شریف
پڑھے اور ایکسو ایکبار کلمہ تمجید پڑھے پھر خوب عجز
و انکسار سے ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگے بعد اسکے
جب نیند غلبہ کرے زمین پر سو رہے اور جو معذور
ہو تو اختیار ہے یعنی زمین پر نسوئے بعد اسکے
جو خواب میں بشارت ہو اپنے مرشد سے ظاہر کرے
اور جو پہلے روز بشارت نہو تو تین دن تک استخارہ
کرتا رہے یا یہ کہ استخارہ کے بعد اپنے قلب پر نظر کرے اگر
اپنے قلب کو استخارہ کے بعد اعتقاد میں ویسا ہی
مضبوط پاتا ہے جیسے پہلے تھا تو یہ ہی بشارت ہے
پھر مرشد کو چاہیے کہ خلوت میں اللہ کا نام
تعلیم کرے جو کہ اسم ذاتی ہے

باین طریق کہ زبان خود را بکام چسپاند و نظر خیالی را بر قلب صنوبری انداز د و نظر ظاہری بہ بندد و مقام قلب صنوبری زیر پستان چپ است قدر دو انگشت و بیقین شد کہ مضغہ لطیفہ نورانی او را ودیعت نہادند کہ قلب میگویند پس خود را متوجہ مضغہ نماید و از بطن مضغہ اسم اللہ را جل شانہ گویاند بنہجی کہ این اسم را غیر ذات نداند و این ہیئت را بوسع خود در نشست و برخاست از دست ندہد بعدہ مرشد را باید کہ خود متوجہ قلب او شود معنی توجہ آنست کہ ہمت خود بسوئے قلب مرید بگمارد و دہن قلب خود را بر دہن قلب مرید تصور نماید بنہجی کہ خطرۂ دیگر را درمیان قلب خود آمدن ندہد و بخشوع تمام بجناب خداوند سبحانہ التجا نماید تا نور ذکر در دل سالک قوتی پیدا کند و بجذبہ قلبی و ہمت باطنی قلب مرید را بسوئے خود کشد تا یک ساعت کم و زیادہ برین حیثیت متوجہ حال مرید باشد و ارواح متبرکہ اکابر این طریق را شامل حال خود دانستہ این تصرف از دستان امداد داند فی الحال و فی الاستقبال بعدہ از مرید استفسار نماید اگر خوب فہمیدہ است و آرام یافتہ فاتحہ خواند و دست او در دست خود گرفتہ بیعت نماید و او را بخدا سپارد و آگاہ کند کہ این طریقہ احسنیہ و طریقہ نقشبندیہ از حضرت خلیفۃ اللہ حضرت سید

اس طریقہ سے کہ اپنی زبان کو تالو سے لگائے اور نظر خیالی کو قلب صنوبری پر ڈالے اور نظر ظاہری کو بند کرے اور قلب صنوبری کا مقام زیر پستان چپ ہے قدر دو انگشت کے اور یقین کرے کہ مضغہ لطیفہ نورانی اُسکا امانت رکھا ہے کہ اُسے قلب کہتے ہیں پھر اپنے تئیں مضغہ سے متوجہ کرے اور مضغہ کے باطن سے اسم اللہ جل شانہ کہوائے اس طرح سے کہ اس کو سوائے ذات کے نجانے اور اس ہیئت کو حتی المقدور اُٹھتے بیٹھتے چھوڑے نہیں پھر مرشد کو چاہئے کہ خود متوجہ اُسکے قلب کا ہو۔ توجہ کے یہ معنی ہیں کہ اپنی ہمت مرید کے قلب کی طرف لگائے اور اپنے قلب کا دہن مرید کے قلب کے دہن پر تصور کرے اس طرح سے کہ اور کوئی خطرہ اپنے قلب میں نہ آنے دے اور خوب خشوع سے جناب سبحانہ تعالیٰ سے التجا کرے کہ نور سالک کے دل میں قوت پیدا کرے اور جذبہ قلبی اور ہمت باطنی سے مرید کے قلب کو اپنی طرف کھینچے ایک ساعت کم و بیش اس طور مرید کے حال پر متوجہ رہے اور اس طریقہ کے بزرگوں کی ارواح مبارک کو اپنے شامل حال سمجھے اس تصرف کو اُنکی امداد جانے اب بھی اور آئندہ بھی پھر مرید سے دریافت کرے اگر خوب سمجھ گیا ہے اور آرام پایا ہے فاتحہ پڑھے اور اُسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کے بیعت کرے اور اُسے خدا کو سونپے اور آگاہ کرے کہ یہ طریقہ احسنیہ نقشبندیہ طریق ہیں حضرت خلیفۃ اللہ حضرت سید

سلسلہ نقشبندیہ میں لطائف کا ذکر

شیخ آدم بنوری ست قدس اللہ سرہ
العزیز بعدہ چون مرید در ذکر اسم ذات
لذت پیدا کرد تعلیم کلمہ نفی واثبات را بطریق
مشہورہ بہ بست ویک ساند واثر تعلقے پیدا
در دل خود یافت شکر حق تعالی بجا آرد بعدہ
تعلیم ذکر لطیفہ روحی نماید ومحل آن لطیفہ در
زیر پستان راست ونور لطیفہ روحی را سفید ہمچو
بیت سفید تصور نمودہ ذکر اسم ذات را چنانچہ
در لطیفہ قلبی مرقوم شد بخشوع تمام می نمودہ باشد
ودر جمیع اوقات این سبق را تکرار می کردہ باشد
تا آنکہ مثل ذکر قلبی جمعیت ولذت اینجا نیز حاصل
نماید وگاہی می باشد کہ سالک را درین دو لطیفہ
تجلیات رو مے دہند آنا باید کہ بوسع امکان
خود را مغلوب تجلی نسازد بلکہ تنزیہ او تعالی را
بنظر قلبی متیقن خود سازد بعدہ تعلیم لطیفہ سری نماید
ومحل مخصوص این لطیفہ در وسط سینہ است
درمیان دو پستان بفرماید تا ذکر اسم ذات
بہمچو کہ قبل مذکور گشت بتکرار مستغرق باشد
بالکلیہ خود را در جمیع اوقات درین ذکر گمارد
حتی کہ لذت وجمعیت تمام پیدا کند بعدہ تعلیم
لطیفہ خفی ہمیں نہج نماید ومحل مخصوص این لطیفہ در
پیشانی است واسم ذات را درین محل بحیثیت
مذکور گویاند بعد جمعیت این لطیفہ تعلیم
لطیفہ اخفی نماید ومقام این لطیفہ فوق
سر در کام سالک واقع ست بطریق مذکور

شیخ آدم بنوری کا ہے قدس اللہ سرہ العزیز
اُسکے بعد جب مرید نے اسم ذات کے ذکر میں
لذت پیدا کی تعلیم نفی واثبات کو بطریق مشہور
اکیس ۲۱ تک پہنچائی اور اثر دل میں تنے پائے
شکر حق بجا لائے پھر لطیفہ روحی کے ذکر کی
تعلیم فرمائے اور اُسکی جائے زیر پستان
راست ہے اور لطیفہ روحی کا نور سفید
جیسے گھر سفید تصور کرکے اسم ذات ذکر کو جیسا
لطیفہ قلبی میں کہا گیا ہے خوب خشوع کیساتھ کرتا
رہے اور ہر وقت اس سبق کو پڑھتا رہے یہانتک
کہ ذکر قلبی کے مانند جمعیت ولذت یہاں بھی
حاصل کرے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سالک کو ان
دو لطیفوں میں تجلیات ظاہر ہوتے ہیں مگر چاہیئے کہ
تا بمقدور ان تجلیوں کا مغلوب نہو جائے بلکہ حق
تعالی کے تنزیہ کو نظر قلبی سے یقین کرے اُسکے
بعد تعلیم لطیفہ سری کی کرے اور مکان خاص اس لطیفہ کا
وسط سینہ ہے دونوں پستان کے بیچ میں ارشاد فرمادے کہ
ذکر اسم ذات جسطور مذکور ہو چکا ہے کرتا رہے اور
بالکل اپنے تئیں ہر وقت اپنے ذکر میں رکھے یہانتک
کہ لذت وجمعیت خوب پیدا ہو جائے پھر تعلیم لطیفہ
خفی کی کرے اسیطور سے اور اُسکا خاص مکان
پیشانی میں ہے اور اسم ذات کا اسیطرح سے ذکر یہاں
بھی کرے بعد جمعیت اس لطیفہ کے لطیفہ اخفی کی
تعلیم کرے اور اس لطیفہ کا مقام سر کے
اوپر تالو میں ہے بطریق مذکور

بتکرار اسم ذات اینجا نیز لذتے حاصل کنند
همین بیان است حدیث قدسی را که فرموده
ان فی جسد بنی آدم لمضغة وفی المضغة
قلب وفی القلب فواد وفی الفواد سر وفی السر
خفی وفی الخفی اخفی وفی اخفی انا عزیز من
در اصطلاح ایشان این سیر را سیر لطائف گویند
اما بتکرار چون این سیر تمام شود و سالک را موافق
استعداد خود اجمال یا تفصیل این سیر دست
دهد باید که باز او را بر لطیفه قلبی آرند و تعلیم
یاد داشت اسمی نمایند زیرا که بیش ازین
تکرار اسمی نبود و طریق یاد داشت اسمی آنست
که اسم الله را از قلب اندرونی که آن نور
محض است بگویانند نه بقصد تکرار بکنند
بلکه بر اسم الله مد دراز کشند مثل آواز آرند
مسی وهمان یک آواز را هر قدر که به محافظت
تواند نگاهدارد و قطع شدن ندهد واگر
قطع شود باز از سر گیرد و برائے قوت یاد داشت
اسمی نفی واثبات را نیز مانند دراز بے حبس دم
یا با حبس دم اختیار می کنند چون این نسبت
نهی قوت گرفت که در قلب خود بلکه در جمیع
لطائف بلکه در تمام بدن نورانیت تمام آن
آواز محض یکسان می یابد ذکر لطائف که بواسطه
جسد بود تمام شد الحال در ذکر لطائف که بیواسطه
الفاظ است باید کوشید پس بعد یاد داشت
اسمی یاد داشت مسمی تعلیم باید کرد یعنی

یہاں بھی اسیطرح ذکر کرے یہاں بھی لذت
حاصل کرے یہی بیان ہے حدیث قدسی کا جو یہ ہے
ان فی جسد بنی آدم لمضغة وفی المضغة
قلب وفی القلب فواد وفی الفواد سر وفی السر
خفی وفی الخفی اخفی وفی اخفی انا ہے عزیز
انکی اصطلاح میں اس سیر کو سیر لطائف کہتے ہیں
مگر جب تکرار سے یہہ سیر تمام ہو جائے اور سالک کو اپنی
استعداد کیموافق اجمال یا تفصیل اس سیر کی
حاصل ہو جائے تو چاہیئے کہ پھر اس لطیفہ قلبی پر لائیں
اور تعلیم یاد داشت اسمی کریں اسواسطے کہ پہلے اس سے
تکرار اسمی تھی اور یاد داشت اسمی کا طریقہ یہ ہے
کہ اسم اللہ کو قلب اندرونی سے جو ایک نور محض
ہے کہے اسطور کہ قصد تکرار کا نکرے بلکہ اسم
اللہ پر مد دراز کھینچے مانند ایک تانبے کے برتن
کی آواز کے اور اسی ایک آواز کو جہانتک
ہو سکے محافظت سے نگاہ رکھے اور قطع نہ ہونے دے
اور جو قطع ہو جائے تو پھر نئے سرے سے شروع کرے
اور یاد داشت اسمی کی قوت کیواسطے نفی و اثبات بھی
دراز مد کیساتھ حبس دم کیساتھ یا بے حبس دم کے
اختیار کرتے ہیں جب یہ نسبت ایسی قوت پکڑے کہ
اپنے قلب میں بلکہ جمیع لطائف میں بلکہ تمام بدن میں جو
نورانیت کیساتھ اس آواز محض کو یکساں پائے تو ذکر
لطائف جو بواسطہ جسم کے تھا تمام ہوا اب لطائف کے ذکر
میں جو بیواسطہ لفظوں کے ہے کوشش کرنی چاہیئے بعد یاد داشت
اسمی کے یاد داشت مسمی کے تعلیم کرنی چاہیئے یعنی

محل مخصوصہ قلب را در نظر داشتہ در اندرون
لطیفہ کہ امر نورانیست چنانچہ بالا مذکور گشت
نظر انداختہ بایمان محض حق سبحانہ وتعالیٰ حاضر
بے پردہ بیقین نماید اما بہ بے کیفی و بے جہتے وجہات
ستہ را از میان نظر بر اندازد کہ او تعالیٰ حاضر
است بے کیفی وبے جہت پس این دانست را
ہیچ وقتے از اوقات از دید و دانش نگزارد
اگر غفلت رود باز حاضر این معنی گردد حتی کہ
نور مشاہدہ از سر تا پا تمام را فرا گیرد و استغراق
تمام پیدا کند ہیچ کہ بجز نور حق خود را و غیر خود را
ہیچ نیابد درین نسبت اگر اشیاء بغلبہ شہود
احاطہ و معیت او تعالیٰ عین حق در یابد این را
در اصطلاح این طائفہ توحید وجودی میگویند
واگر اشیاء را گم کرد و مشاہدہ جمال ذوالجلال
ورای اشیا حاصل شود و اشیاء را از نظر انداخت
توحید شہودی میخوانند باید دانست کہ این ہر
دو مرتبہ در ولایت خاصہ کہ ولایت اولیاء
امت است رو مے نماید و پیش ازین
کہ از تجلیات وغیرہ در سیر لطائف تا
یاد داشت اسمی پیش می آید در ظل
ولایت اولیاء بود اگرچہ اہل ولایت
اولیاء بہ نسبت اہل ظل آن ولایت
کمال تمام دارد اما ہنوز وصول مطلوب
حقیقی بے تلبیس اشیاء باشد سالک
را باید کہ برین تجلیات

مکان خاص قلب کو نظر میں رکھکر لطیفہ کے
اندرون کہ ایک امر نورانی ہے جیسا اوپر بیان ہوا
نظر ڈالکر ایمان محض سے حق سبحانہ تعالیٰ کو حاضر
بے پردہ یقین کرے مگر بے کیفی اور بے جہتی اور
جہات ستہ کو نظر سے گرادے اور جانے کہ حق تعالیٰ
حاضر ہے بیکیف و بے جہت پس اس جاننے کو
کسی وقت اپنی دید و دانش سے بچھوڑے اگر
غفلت ہو جائے تو پھر اس امر کو حاضر کرے یہانتک
کہ نور مشاہدہ سر سے پاؤں تک گھیرے اور پورا استغراق
پیدا ہو ایسا کہ سوائے نور حق کے اپنے تئین اور اپنے
غیر کے تئین کچھ نپائے وہی ایک نور حق ہی پائے اس
نسبت میں اگر حق تعالیٰ کے احاطہ اور معیت کے شہود
کے غلبہ کے سبب اشیاء کو عین حق پائے تو اسکو انکی اصطلاح
میں توحید وجودی کہتے ہیں اور جو اشیاء کو گم کیا اور جمال
ذوالجلال کا مشاہدہ ورائے اشیاء حاصل کیا اور اشیاء کو
نظر سے گرادیا تو توحید شہودی کہتے ہیں. جاننا چاہیے کہ
یہ دونوں مرتبہ ولایت خاصہ میں جو کہ ولایت امت ہی
ظاہر ہوتی ہے اور اس سے پہلے جو تجلیات
وغیرہ سیر لطائف سے یاد داشت
اسمی تک پیش آتی ہیں اولیاء کے
ظل ولایت میں ہیں اگرچہ اہل ولایت
اولیاء بہ نسبت اس ولایت کے اہل
ظل کے کمال تمام رکھتا ہے لیکن ابھی
وصول مطلوب حقیقی بے تلبیس اشیاء
ہے سالک کو چاہیے کہ ان تجلیات

تصوف کی اصطلاحات کی وضاحت

توحید وجودی

توحید شہودی

ومشاہدات لذت یافتہ مستغنی نشود بلکہ طالب ترقی شود بعد ازاں اگر پیر کامل خواہد بود از ورطہ این غلبات بہ محض توجہ خود مرید را برآورده ذہن کہ از تجلیات ومشاہدات وتوجہات خالی خواہد ساخت وتعلیم مایافت این آنچہ در ذہن از حق ودون حق استقرار می یابد وتصور می پذیرد. اگرچہ لطیف والطف باشد در پے در رفع آن شود ومرات سری را از ظلمت آنہا خالی سازد وبالکلیہ در ہمہ وقت ہمہ را در فقدان توجہ سابقہ بگمارد تا ہیچ در باطن او از توجہ الی المطلوب وغیر المطلوب پیدا نشود بلکہ بہ بی توجہی یقین صاف مطلوب بندد حتی کہ معلوم ہیچ نماند بجز نور یقین چون درین معاملہ سالک تا زمانی کہ در رفع توجہات است سالک مرتبہ ولایت اخص است وچون حاجت نفی نماند ومرات از آمدورفت توجہات وتصورات صاف شد وبے توجہی وبے تکلفی دست داد وصل کمالات ولایت اخص شد اما ہنوز توجہ وتصور این وصل معلوم نشد بلکہ مقصود ست کما ذکر فی المکتوب الاول از ولایت بالاصالت خاصہ چہار ملک مقرب ست علیہم السلام وتبعاً نصیبہ اولیاء امت ست اگر مناسبت استعدادی پیدا شود باید دانست کہ در مرتبہ ولایت خاصہ مرتبہ توحید وجودی وتوحید

ومشاہدات سے لذت پاکر بے پروانہ ہوجائے بلکہ ترقی کا طالب ہو اسکے بعد اگر پیر کامل ہوگا تو ان غلبات کے بھنور سے محض اپنی توجہ سے مرید کو نکال لیگا اور ذہن کو ان تجلیوں اور مشاہدوں اور توجہات سے خالی کردیگا اور تعلیم اسکے نایافت کی جو ذہن میں حق اور غیر حق کے قرار پکڑتی ہے اور تصور میں آتی ہے اگرچہ لطیف والطف ہی ہو اسکے دفع کے در پے ہو اور آئینہ سری کو اسکے تاریکی سے خالی کرے اور بالکل ہر وقت سب کے فقدان میں توجہ سابقہ کے مقرر کرے تاکہ اسکے باطن میں توجہ الی المطلوب اور غیر مطلوب سے کچھ نہ ہو بلکہ بے توجہی سے یقین صاف مطلوب کا کرے یہاں تک کہ معلوم کچھ نہ رہے بجز نور یقین کے اس معاملہ میں سالک جبتک کہ توجہات کے دفع کرنے میں ہی سالک مرتبہ ولایت اخص کا ہے اور جب حاجت نفی کی نرہے اور آئینہ آمدورفت توجہات وتصورات سے صاف ہوگیا اور بے توجہی وبے تکلفی حاصل ہوئی واصل کمالات ولایت اخص کا ہوگیا مگر ابھی توجہ وتصور اس واصل کا معلوم نہیں ہوا بلکہ مقصود ہے جیسے ذکر ہوا پہلے مکتوب میں وہ ولایت بالاصالت خاصہ چار ملائک مقربین علیہم السلام کا ہے اور اولیاء امت کو تبعاً نصیب ہے اگر مناسبت استعدادی پیدا ہوجائے اور جاننا چاہئے کہ ولایت خاصہ کے مرتبہ میں توحید وجودی وتوحید

تجلیات

سالکین کے ضروری ہدایت

عشرہ کاملہ عربی مع ترجمہ اردو وتمہ حضرت خواجہ شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی اعتکاف رمضان میں تصنیف

شہودی کہ بیان کردیم توحید وجودی از نفس
لطیفۂ قلبی برمی خیزد و توحید شہودی از نفس لطیفۂ
روحی رومی نماید ونسبت نایافت خاصہ لطیفہ
سری ست واللہ اعلم تاکرا از ہزاران بآن
نوازند ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ
ذو الفضل العظیم باید دانست کہ بعد از مرتبہ
نایافت حقیقت نایافت رومی نماید وآن
آنست کہ چون سالک لطیفہ سری را از تخیلات
خالی ساخت واگرچہ تخیل مشاہدہ باشد داخل
دائرہ حقیقی شد اما چون از حقیقت این
نسبت مطلع نیست ازین جاست کہ از
ارباب جہل است پس اگر فضل او تعالی
بعد فضل اول دستگیری نمود یکبارگی خود را
از جمیع مراتب عنصری و نوری فوق می یابد
ومی باید کہ واصل این نسبت حقیقت شود
آن قابلیتی ست از قابلیات نور اول کہ آن نور
محمدی ست صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ونیز آن
را شہود اول می گویند ونیز می باید بتعلیم
مرشد یا نادری بتعلیم غیبی کہ وصول من
بامطلوب کہ در ولایت خاصہ بود وتعلم خود
بود وخصوصیات علم خود در نیوالا کہ مرا باین
علم نواختہ اند حصول این نعمت بہ علم او
تعالی بخصوصیات علم او در نیوالا علم را از
خصوصیات خود توقف وتعقل محض ست
ہرچہ علم من می داند بخصوصیتی بہرہ از خصوصیا

شہودی کا جو ہمنے بیان کیا ہے توحید وجودی
لطیفہ قلبی کے نفس سے پیدا ہوتی ہے اور توحید
شہودی لطیفہ روحی کے نفس سے ظاہر ہوتی ہے
اور نسبت نایافت خاصہ لطیفہ سری کا ہے واللہ اعلم
کہ کسکو ہزاروں میں سے وہ عنایت ہو ذالک
فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم
جاننا چاہئے کہ بعد مرتبہ نایافت کے حقیقت نایافت
پیش آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب سالک نے
لطیفہ سری کو تخیلات سے خالی کیا اگرچہ مشاہدہ کا
ہی تخیل ہو دائرہ حقیقی میں داخل ہوا لیکن اس نسبت
کی حقیقت سے مطلع نہیں ہے اسی سبب سے
کہ وہ ارباب جہل سے ہے پس اگر فضل الہی نے اسکی
دستگیری کی ایکبارگی اپنے تئیں تمام مراتب عنصری
ونوری سے فوق پاتا ہے اور چاہئے کہ اس نسبت
کا واصل حقیقت ہو جائے اور وہ ایک قابلیت ہے نور
اول کی قابلیات میں سے اور نور اول نور محمدی
ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُسے شہود اول بھی
کہتے ہیں اور مرشد کی تعلیم سے بھی پاتا ہے یا کوئی کوئی
تعلیم غیبی سے کہ میرا وصول مطلوب سے جو ولایت
خاصہ میں تھا اپنے علم سے تھا اور اپنے علم کی
خصوصیات سے۔ ان دنوں جو مجھے اس علم سے
نوازا ہے اس نعمت کا حصول خدا تعالی کے
علم اور خصوصیات سے ہے اب میرے علم کو اپنی
خصوصیات توقف اور محض بیکاری ہے جو کچھ
میرا علم جانتا ہے ساتھ کسی خصوصیت کے حصہ خصوصیات

علم او تعالیٰ می داند چون فہمید در ہر وقتی جمیع
مراتب ذاتیہ وصفاتیہ وکمالاتیہ خود را از مظہر
ذات وصفات وکمالات او تعالیٰ می بیند
وبجز مظہریت محض ہیچ نے یابد من
لم یذق لم یدر قضیہ مقرر ست
چون ہر مراتبہ ولایت ابتدا ووسط وانتہا
دارد پس در ابتدائے مرتبہ علیہ اخیرہ کہ
مسمی بولایت انبیا است علی نبینا وعلیہم
الصلوات والتسلیمات محض سعی در خلو باطن
من حیث حقیقت از یافت حق ودون حق ست
ودر وسط این مرتبہ خلو سیر ست واطلاع
بر حقیقت خلو وحقیقت اطلاع ست
بر حقیقت مظہریت صفات خود مر صفات
واجبی را درین مرتبہ اگرچہ می داند کہ
بعلم او تعالیٰ عالم ہستم وبیصر او بصیر
وبقدرت او تعالیٰ قادرم الی غیر ذالک
اما ہنوز حقیقت نسبت صفات با ذات
او تعالیٰ کما حقہ این عارف را مفصلاً و
علماً ظاہر نہ گشتہ پس چون خواہد دانست کہ
صفات او تعالیٰ زاید بر ذات نیند کہ عالم
بعلم وبصیر بہ بصر الی غیر ذالک توان گفت
بل ذات بذاتہ علیم ست وعلم قابلیت ذاتیہ
ذات ست وذات بذاتہ بصیر ست
وبصر قابلیت ذاتیہ او ست کذالک
فی جمیع الصفات بی اطلاق عینیت

علم حق تعالیٰ کا جاننا ہے جب سمجھ کر ہر وقت
اپنے تمام مراتب ذاتیہ وصفاتیہ وکمالاتیہ کی
ذات وصفات وکمالات حق تعالیٰ کا مظہر
دیکھتا ہے اور سوا مظہریت محض کے کچھ نہیں
پاتا من لم یذق لم یدر قضیہ مقرر ومشہور ہے
جو کہ ہر مرتبہ ولایت کا ابتدا اور وسط اور
انتہا رکھتا ہے تو نیچ مرتبہ ابتدا البتہ اخیرہ کے
جسکا نام ولایت انبیا ہے علی نبینا وعلیہم الصلوات
والتسلیمات فقط کوشش باطن کے خالی کرنیمیں
ہے حقیقت کی رو سے یافت حق اور غیر حق کے
اور وسط میں اس مرتبہ کے خلو سیر ہے اور اطلاع
حقیقت خلو پر اور حقیقت اطلاع ہے اوپر حقیقت
اپنی مظہریت صفات کے صفات حق تعالیٰ
کے واسطے اس مرتبہ میں اگرچہ جانتا ہے کہ اللہ
تعالیٰ کے علم سے میں عالم ہوں اور اسکے
بصر سے بصیر ہوں اور اسکی قدرت سے
قادر ہوں علیٰ ہذا القیاس مگر ابھی تک حقیقت
نسبت صفات کیساتھ ذات حق تعالیٰ کے کما حقہ
اس عارف کو مفصلاً اور علماً ظاہر نہیں ہوئی پس
جب جانیگا کہ صفات حق تعالیٰ کے ذات
پر زاید نہیں ہیں کہ عالم بعلم اور بصیر بہ بصر
وغیرہ علیٰ ہذا القیاس کہہ سکے بلکہ ذات بذاتہ
علیم ہے اور علم قابلیت ذاتیہ ذات کے ہے
اور ذات بذاتہ بصیر ہے اور بصر قابلیت ذاتیہ اسکی
ہے کذالک فی جمیع الصفات بی اطلاق عینیت

وغیریت با طلاق محض لیس عالم حق ست خود
بخود سبحانہ با صرحق است سبحانہ واین عارف را
بجز مظہریت تا ذاتیہ وصفاتیہ وکمالاتیہ امری
دیگر نیست وبجز یقین صرف آن زمان بنہایت
این مرتبہ شرف خواہد یافت اما اجمالاً وتفصیل
این مرتبہ کرا نوازند ذلک فضل اللہ یؤتیہ
من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم وای برادر ہر چند
نسبت غلو زیادہ دخل در دائرہ این ولایت
بیشتر واز کمالات نبوت انبیا علیہم الصلوٰت التسلیمات
چگوید کہ از گفت و نوشت حقیقت این مرتبہ
بیرون اما اینقدر وامی نمایم کہ اگرچہ ولایت
انبیا ونبوت الیشان علیہم الصلوات ہر دو در
دائرہ اصالت اند وہر دو از ظلیت مبرا
اما این قدر ہست کہ در ولایت حصول
بہ حقیقت صفات عز شانہ ودر نبوت وصول
بہ حقیقت ذات ست جل برہانہ بتفاوت
درجات استعدادیہ کما قال اللہ تعالیٰ تلک
الرسل فضلنا بعضہم علی بعض الحمد للہ
الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان
ھدینا اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق

بیان طریقہ چشتیہ

اما طریقہ چشتیہ را شعب بسیار ست اشہر آنہا
سہ شعب است۔ نصیریہ وسراجیہ وصابریہ
واین فقیر را بہر یکے ازین سہ ارتباط واقع است
پس ارتباط این فقیر از حیثیت بیعت و

وغیریت ساتھ اطلاق محض کے لیس عالم حق ہے
خود بخود سبحانہ باصر حق ہے سبحانہ اور اس عارف کے
واسطے بجز مظہریت ذاتیہ وصفاتیہ وکمالاتیہ کے اور
کوئی دوسرا امر نہیں ہے اور بجز یقین صرف کے اس مرتبہ
کے نہایت اسوقت مشرف ہوگا مگر اجمالاً اور اس مرتبہ
کی تفصیل سے جسکو چاہے نوازیں ذلک فضل اللہ
یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ای برادر نسبت
غلو کے جسقدر زیادہ ہوگی اسیقدر اس ولایت کے
دائرہ میں دخل زیادہ ہوگا اور انبیا علیہم الصلوات
والتسلیمات کے نبوت کے کمالات کیا بیان کروں کہ تقریر و
تحریر سے اس نسبت کی حقیقت زیادہ ہے مگر اسقدر ظاہر کیا
جاتا ہے اگرچہ ولایت انبیا اور انکی نبوت علیہم الصلوات
دونوں دائرہ اصالت میں ہیں اور دونوں ظلیت سے
مبرا ہیں مگر اتنا ہے کہ ولایت میں وصول حقیقت صفات
عز شانہ کا ہے اور نبوت میں وصول حقیقت
ذات جل برہانہ کا ہے استعداد کے درجوں کے
تفاوت کیموافق جیسا خدا فرماتا ہے تلک الرسل فضلنا
بعضہم علی بعض الحمد للہ الذی ھدانا لھذا
وما کنا لنھتدی لولا ان ھدینا
اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق

بیان طریقہ چشتیہ

اور طریقہ چشتیہ کے شعبے بہت ہیں انکی تین
بہت مشہور ہیں۔ نصیریہ اور سراجیہ وصابریہ
اور اس فقیر کو ان تینوں سے ارتباط ہے
پس اس فقیر کو ارتباط بیعت اور

۸۵ شاہ صاحب کو سلسلہ چشتیہ میں خلافت

تلقین و اجازت و خرقہ و صحبت با والد بزرگوار
خود ست شیخ عبد الرحیم قدس سرہ و ایشان را
خرقہ و اجازت از شیخ عظمت اللہ اکبر آبادی ست
عن ابیہ عن جدہ عن الشیخ عبد العزیز
و ایضاً و صیت و اجازت اشغال از جد
ابو الام خویش است شیخ رفیع الدین
محمد عن ابیہ الشیخ قطب العالم عن الشیخ
عبد العزیز عن الشیخ نجم الحق السیہنوی
عن الشیخ عبد العزیز ثم الشیخ عبد العزیز
لہ جہتان احدہما عن الشیخ یوسف قاضی
خان عن الشیخ حسن بن طاہر عن السید
راجی حامد شاہ عن الشیخ حسام الدین
المانکپوری عن الشیخ نور قطب العالم عن
ابیہ الشیخ علاؤ الحق عن الشیخ سراج الدین
عثمان الاودھی عن الشیخ نظام الدین
اولیاء والثانیہ عن السید عبد الوہاب
البخاری عن ابیہ السید محمود عن ابیہ
صاحب دہ قتال عن اخیہ عن السید صدر الدین
عن السید جلال الدین محمد مخدوم
جہانیان عن الشیخ نصیر الدین
چراغ دھلی عن الشیخ نظام الدین اولیا

وایضاً

حضرت ایشان را خرقہ و اجازت و صحبت با سید
عبد اللہ متصل ست عن الشیخ

تلقین و اجازت و خرقہ و صحبت کی حیثیت سے
(۱) اپنے والد بزرگوار شیخ عبد الرحیم قدس سرہ سے ہے اور
(۲) اُنکو خرقہ و اجازت شیخ عظمت اللہ اکبر آبادی سے ہے اور
(۳) اُنکو اپنے والد سے اور (۴) اُنکو اپنے والد سے اُن کو
(۵) شیخ عبد العزیز سے اور نیز وصیت اجازت
اشغال اپنے نانا (۶) شیخ رفیع الدین محمد سے اُنکو
(۷) اپنے والد شیخ قطب العالم سے اُن کو شیخ
(۸) عبد العزیز سے (۹) اُن کو شیخ نجم الحق
(۱۰) سیہنوی سے اُن کو شیخ عبد العزیز سے
پھر شیخ عبد العزیز کو دو جہت سے ہے
ایک (۱۱) شیخ یوسف قاضی خان سے اُنکو شیخ
(۱۲) حسن بن طاہر سے اُن کو سید راجی
حامد شاہ سے (۱۳) اُنکو شیخ حسام الدین مانکپوری
(۱۴) سے اُنکو شیخ نور قطب العالم سے اُن کو
(۱۵) اپنے والد شیخ علاؤ الحق سے اُن کو شیخ
(۱۶) سراج الدین عثمان اودھی سے اُنکو شیخ
(۱۷) نظام الدین اولیا سے اور دوسری جہت
سے سید عبد الوہاب بخاری سے اُنکو اپنے
(۱۸) والد سید محمود سے (۱۹) اُنکو اپنے والد راجو قتال
(۲۰) سے اُنکو اپنے بھائی سے اور (۲۱) اُنکو سید صدر الدین
(۲۲) سے اُنکو سید جلال الدین مخدوم جہانیان
(۲۳) سے اُنکو شیخ نصیر الدین چراغ دہلی
(۲۴) سے اُنکو شیخ نظام الدین اولیا سے اور نیز

حضرت والد کو خرقہ و اجازت و صحبت
(۱) سید عبد اللہ سے متصل ہے شیخ

آدم البنوری عن الشیخ احمد السرہندی
عن ابیہ الشیخ عبد الاحد عن الشیخ
رکن الدین عن ابیہ الشیخ عبد القدوس
عن الشیخ محمد بن عارف عن ابیہ الشیخ عارف
عن ابیہ الشیخ احمد عبد الحق عن الشیخ
جلال الدین پانی پتی عن الشیخ شمس الدین
ترک عن المخدوم علی صابر عن شیخہ و خالہ
الشیخ فرید الدین مسعود گنج شکر و این فقیر
را ارتباطے دیگر نیز ہست کہ خال گرامی
این فقیر را خرقہ دادند و فاتحہ خواندند عن ابیہ
عن جدہ عن جد جدہ عن الشیخ نظام الدین
النارنولی عن خواجہ خانو الگوالیاری عن
خواجہ اسمٰعیل بن حسین عن ابیہ خواجہ
حسن سرمست عن ابیہ خواجہ سالار
فاروقی عن شیخہ خواجہ اختیار الدین
عمر عن خواجہ محمد رساوی عن خواجہ
نصیر الدین والمذکور فی الکتاب الاخبار
الاخیار خواجہ خانو اخذ الطریقہ عن
خواجہ شہاب الدین الناگوری و یقال
ان خواجہ شہاب الدین شیخہ بالصحبۃ
والاول شیخہ بالبیعۃ واللہ اعلم
ثم الشیخ نظام الدین اولیا اخذ
الطریقۃ عن الشیخ فرید الدین
مسعود گنج شکر عن خواجہ قطب
الدین بختیار الاوشی عن الخواجہ

آدم بنوری سے اُن کو شیخ احمد سرہندی (۲)
سے اُن کو اپنے والد شیخ عبد الاحد (۳) سے اُن
کو شیخ رکن الدین (۵) سے اُن کو اپنے والد
شیخ عبد القدوس (۶) سے اُنکو شیخ محمد بن عارف (۷)
سے اُن کو اپنے والد شیخ عارف (۸)
سے اُنکو اپنے والد شیخ احمد عبد الحق (۹) سے
اُنکو شیخ جلال الدین (۱۰) پانی پتی سے اُن کو
شیخ شمس الدین (۱۱) ترک سے اُن کو مخدوم
علی صابر (۱۲) سے اُن کو اپنے شیخ اور ماموں
شیخ فرید الدین (۱۳) مسعود گنج شکر سے اور اس
فقیر کو ایک اور بھی ارتباط ہے کہ فقیر کے
بڑے ماموں (۱) نے اس فقیر کو خرقہ دیا اور فاتحہ
پڑھی اپنے (۲) والد سے اور اُنہوں نے اپنے والد (۳) سے اور
اُنہوں نے اپنے (۴) والد سے اُنہوں نے شیخ
(۵) نظام الدین نارنولی سے اُنکو خواجہ خانو (۶) گوالیاری
سے اُنکو خواجہ اسمٰعیل (۷) بن حسین سے اُنکو اپنے
(۸) والد خواجہ حسن سرمست (۹) سے اُنکو اپنے والد خواجہ
سالار فاروقی (۱۰) سے اُنکو اپنے شیخ خواجہ اختیار الدین
عمر سے اُنکو خواجہ محمد (۱۱) ساوی سے اُن کو خواجہ
(۱۲) نصیر الدین سے اور کتاب اخبار الاخیار میں یوں مذکور
ہے کہ خواجہ خانو نے اخذ طریقہ کیا خواجہ شہاب الدین
ناگوری سے اور کہتے ہیں خواجہ شہاب الدین اُنکے شیخ صحبت
ہیں اور پہلے شیخ بیعت ہیں واللہ اعلم پھر شیخ نظام الدین
کو اخذ طریقت کیے شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر سے
اُنکو خواجہ قطب الدین بختیار اوشی سے اُنکو خواجہ

معین الدین حسن السنجری
عن خواجہ عثمان ھارونی عن الحاجی شریف
زندنی عن خواجہ قطب الدین مودود
الچشتی عن ابیہ خواجہ ابی احمد الچشتی
عن ابی اسحاق الشامی عن الشیخ علو الدینوری
عن خواجہ ھبیرۃ البصری عن خواجہ
حذیفۃ المرعشی عن السلطان ابراھیم بن
ادھم البلخی عن الشیخ فضیل بن عیاض
عن الشیخ عبد الواحد بن زید عن الحسن
البصری عن سیدنا علی کرم اللہ وجھہ
سینہنہ بکسر سین و سکون تحتیہ
و فتح ہا و آخر آن نون است
بلدہ است از مضافات دار الخلافہ دہلی
راجا بزبان ہند شاہ را گویند و سید حامد شاہ را
راجا می گفتند بطریق تعظیم بملاحظہ آنکہ
آبا کرام ایشان ریاست دیار مانک پور
داشتند مانک پور شہری ست در پورب
و او را کڑہ مانک پور نیز گویند [illegible] ودھ
بفتح الف و بفتح واو و سکون دال ہندیہ
کہ اشمام ہا دارد بلدہ ایست عظیم از بلاد
پورب سادات بخاریہ قبیلہ ایست عظیمہ
از اولاد جعفر بن علی بن الرضا رضوان اللہ
علیہم و چون جد ایشان سید جلال الدین
چندگاہ در بخارا بودہ است ایشان را جلال الدین
بخاری می گفتند و سادات بخاریہ نسبت است

معین الدین حسن سنجری سے اُن کو
خواجہ عثمان ہارونی سے اُنکو حاجی شریف
زندنی سے اُن کو خواجہ قطب الدین مودود
چشتی سے اُن کو اپنے والد خواجہ ابو احمد
چشتی سے اُن کو ابو اسحاق شامی سے اُن کو
شیخ علو دینوری سے اُنکو خواجہ ہبیرۃ البصری
سے اُن کو خواجہ حذیفہ مرعشی سے اُن کو
سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی سے اُن کو شیخ
فضیل بن عیاض سے اُنکو شیخ عبد الواحد بن زید سے
اُن کو حسن بصری سے اُنکو سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے
سینہنہ بکسر سین و سکون تحتیہ و فتح ہا اور آخر اس
کے نون ایک شہر ہے دار الخلافہ دہلی کے
مضافات سے راجا ہندی زبان میں بادشاہ
کو کہتے ہیں۔ اور سید حامد شاہ کو راجہ کہتے
تھے بطریق تعظیم کے اس لحاظ سے کہ اُن
کے آبا کرام مانک پور کی ریاست رکھتے تھے
مانک پور ایک شہر ہے پورب میں اُسکو
کڑا مانک پور بھی کہتے ہیں اودھ بفتح الف
بفتح واو و سکون دال ہندی ہا سے ملی ہوئی
ایک بڑا شہر ہے پورب میں سادات
بخاریہ ایک قبیلہ ہے بڑا حضرت جعفر بن علی
بن رضا رضوان اللہ علیہم کی اولاد سے
چونکہ ان کے جد سید جلال الدین کچھ
مدت بخارا میں رہے ہیں انکو جلال الدین
بخاری کہتے ہیں اور سادات بخاریہ نسبت ہے

شاہ صاحب رح کا سلسلہ چشتیہ ۸۸

بجلال الدین بخاری راجو نامی ست ہندی مشتق از راج بمعنی بادشاہی و قتال بسبب ریاضت نفس گفتند چراغ دہلی لقب شیخ نصیر الدین بسبب آنکہ ایشان صاحب ارشاد بود و در دہلی پانی پت شہریست منزل از دہلی بجانب لاہور نارنول شہریست از مضافات دہلی گوالیر شہریست از مضافات اکبرآباد آوش فرغانہ قصبہ ایست از توابع اندجان سنجری بکسر سین و سکون جیم و کسر رائے معجمہ نسبت بسیستان سیستان را بزبان عربی سجستان و سنجر گویند و این تعریب است و ابدال سین برا از تغیرات تعریب است ظاہر نزد فقیر آنست کہ نام وطن خواجہ عثمان ہرکو است و ہاردنی نسبت باوست بخلاف قیاس مشہور بزبان مردم چشتی است بکسر جیم فارسیہ ملا عبد الغفور لاری بفتح جیم فارسیہ ضبط کردہ اند سمعان بکسر سین مہملہ و سکون میم و عین مہملہ در شجرات مشائخ چشتیہ شیخ علو ممشاد دینوری می نویسند و مقتضی وے آنست کہ شیخ ممشاد و شیخ علو یک شخص باشد و ظاہر کلام بعضے آنست کہ در سلسلہ شیخ علو است و آن غیر شیخ ممشاد ست علو بکسر عین مہملہ و سکون لام ہبیرہ بضم ہا و فتح موحدہ و سکون تحتیہ و فتح رائے مہملہ مرعشی بفتح میم و سکون رائے مہملہ و فتح عین مہملہ و کسر شین معجمہ نسبت

جلال الدین بخاری سے راجو ہندی نام ہے مشتق راج سے بمعنی بادشاہی کے اور قتال بسبب نفس کے ریاضت کے کہتے تھے چراغ دہلی لقب ہے شیخ نصیر الدین کا اس لئے کہ دہلی میں صاحب ارشاد تھے پانی پت ایک شہر ہے منزل دہلی سے لاہور کی طرف نارنول ایک شہر ہے دہلی کے مضافات سے گوالیار ایک شہر ہے مضافات اکبرآباد سے آوش فرغانہ ایک قصبہ ہے توابع اندجان سے سنجری بکسر سین و سکون جیم و کسر رائے معجمہ نسبت سیستان اور سیستان کو عربی زبان میں سجستان و سنجر کہتے ہیں اور یہ تعریب ہے اور بدلنا سین کا رائے سے تعریب کی تغیرات سے ہے۔ ہاروتی فقیر کے نزدیک خواجہ عثمان کے وطن کا نام ہرنو ہے اور ہاروتی نسبت اس سے ہے بخلاف قیاس لوگوں کے زبان میں مشہور چشتی بکسر جیم فارسی ملا عبد الغفور لاری نے بفتح جیم فارسی لکھا ہے سمعان بکسر سین مہملہ و سکون میم و عین مہملہ مشائخ چشتیہ کے شجروں میں شیخ علو ممشاد دینوری لکھتے ہیں اور اسکا مقتضی یہ ہے کہ شیخ ممشاد و شیخ علو ایک شخص ہو اور بعضوں کے کلام سے ظاہر یہ ہے کہ اس سلسلہ میں شیخ علو ہے اور وہ غیر ممشاد ہے علو بکسر عین مہملہ و سکون لام ہبیرہ بضم ہا و فتح موحدہ و سکون تحتیہ و فتح رائے مہملہ مرعشی بفتح میم و سکون رائے مہملہ و فتح عین مہملہ و کسر شین معجمہ نسبت ہے

بمرعش شہریست از توابع شام و این فقیر انتساخ کرد کتاب عزیزیہ را کہ تصنیف شیخ عبدالعزیزست و اشغال و اوراد صبح و شام و اوراد مواہم و رقعے و عزائم ورد آنجا مذکور است از خط ملا محمد شاکر کہ اعظم فضلائے شہر خود بودند در زمان خود از سائر فرزندان شیخ عبدالعزیز بزیادت و کثرت تدریس ممتاز بودند و مطالعہ کردم عزیزیہ را در نسخہ کہ شیخ یحیٰی جنیدی بخط خود از شیخ عبدالعزیز نقل کردہ بود واللہ اعلم و حضرت والد بزرگوار قدس سرہ اجازت آن ہمہ دادند و انتساخ کردم کتاب مفتاح الفیض را کہ تالیف شیخ حسن طاہر است در علم سلوک و آن کتابے است نفیس درباب خود از نسخہ کہ پیش اولاد شاہ محمد خیالی یافتم از تبرکات اجداد ایشان قال الشیخ عبدالعزیز فی العزیزیہ چون کسی بخواہد کہ کسی را تلقین ذکر کند باید کہ او را فرماید کہ روزہ دارد اگر روز پنجشنبہ باشد اولیٰ است بعدہ او را دہ بار استغفار و دہ بار درود گویاند و بگوید ہر عبادتے کہ ہست موقت است مگر ذکر کہ ہمیشہ شب و روز یاد حق تعالیٰ فرض عین است کہ العطلۃ حرام سہ یک لحظہ زکعے یار قصورے باشد در مذہب عاشقان حرام است و حق تعالیٰ میفرماید بذکرون اللہ قیاما و

مرعش سے کہ ایک شہر ہے توابع شام سے اور اس فقیر نے نقل کیا ہے کتاب عزیزیہ کو جو تصنیف شیخ عبدالعزیز کی ہے اور اشغال و اوراد صبح و شام کے اور اوراد مواہم کے اور تعویذ اور دعائیں جو اس میں لکھی ہیں ملا محمد شاکر کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے جو اپنے شہر کے بڑے فضلاؤں میں تھے اپنے زمانہ میں اور سب فرزندوں سے شیخ عبدالعزیز کے کثرت تدریس میں زیادہ ممتاز تھے اور عزیزیہ کا مطالعہ کیا ہے اُس نسخہ میں جو شیخ یحیٰی جنیدی نے اپنے ہاتھ سے شیخ عبدالعزیز کے نسخہ سے نقل کیا ہے واللہ اعلم۔ اور حضرت والد بزرگوار قدس سرہ نے اُن سب کی اجازت دی ہے اور میں نے لکھا ہے کہ کتاب مفتاح الفیض کو جو تالیف شیخ حسن طاہر کی ہے علم سلوک میں اور وہ اس باب میں بہت نفیس کتاب ہے اُس نسخہ سے جو شاہ محمد خیالی کی اولاد کے پاس پایا میں نے تبرکات اجداد سے اُنکے کہا ہے شیخ عبدالعزیز نے عزیزیہ میں کہ جب کوئی چاہے کہ کسی کو ذکر تلقین کرے تو چاہیے کہ اُسکو فرمائے کہ روزہ رکھے اگر روز پنجشنبہ ہو تو بہت اچھا ہے اُسکے بعد اُس سے دس دفعہ استغفار اور دس دفعہ درود شریف پڑھوائے اور کہے جو عبادت ہے سب کے واسطے وقت مقرر ہے مگر ذکر کہ ہمیشہ رات دن یاد حق تعالیٰ فرض عین ہے کہ العطلۃ حرام یک لحظہ زکعے یار قصورے باشد در مذہب عاشقان حرام است اور حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ یذکرون اللہ قیاما و

لطیفہ خلیفہ کاملان حضرات چشتیہ

سالکین سلسلہ قادریہ کو ہدایات

سالکین کیلئے ذکر کی ضرورت ۹

فقعودا وعلی جنوبھم یعنی یاد کنند حق تعالیٰ را استادہ ونشستہ وبپہلو غلطیدہ پس آدمی ازین سہ حال خالی نیست یا بدل یا بزبان یاد حق لازم ست پس چون ذکر این چنین عبادتے وحرفتے کہ اصلا ساقط نمے شود استاد باید کہ اورا بیاموزد و گوید کہ دل چپ سینہ است بصورت صنوبر لقاست ودو در دارو یکے بالا دوم پائین وہر دو در بستہ شدہ اند برائی کشادن در بالا ذکر جہر میفرمایند وبرای کشادن در پائین ذکر خفی یا حبس نفس می فرمایند ومثل دل ہمچو آئینہ است کہ زنگار گرفتہ است پس صیقل گری باید کہ آنرا آن ہنر آزمود والا آئینہ را خراب سازد وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکل شئ مصقلۃ ومصقلۃ القلب ذکر اللہ تعالیٰ ویا مثال دل ہمچو سنگ آہنی است کہ ازو آتش بدر می آید پس چون آہن زدن وکشیدن آتش بیاموزد پس آتش بیرون آید والا بشکند ومقصود حاصل نہ شود الغرض از مرشد چارہ نیست چنانچہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ از حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سوال کردند کہ یا رسول اللہ دلنی الی اقرب الطریق الی اللہ وافضلہا عند اللہ واسہلہا

فقعودا وعلی جنوبہم یعنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہوئے تو آدمی ان تین حال سے خالی نہیں یا دل سے یا زبان سے حق کی یاد لازم ہے توجب کہ ایسی عبادت اور حرفت ہے کہ ہرگز ساقط نہیں ہوتی اُستاد کو چاہئے کہ اُسکو سکھائے اور بتائے کہ دل سینہ کے بائیں طرف ہے صنوبر کی صورت اور اُسکے دو دروازہ ہیں ایک اوپر کو ایک نیچے کو اور دونوں دروازہ بند ہیں اوپر کا دروازہ کھلنے کا ذکر جہر فرماتے ہیں اور نیچے کے دروازہ کھلنے کا ذکر خفی یا حبس نفس فرماتے ہیں اور دل کی مثال مثل اُس آئینہ کے ہے جیسے زنگ لگ گیا ہے اسکے واسطے صیقل کرنیوالا چاہئے کہ اسکو وہ سکھائے اور نہیں تو آئینہ خراب ہو جائے گا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لکل شئ مصقلۃ ومصقلۃ القلب ذکر اللہ تعالیٰ یا دل کی مثال چقمق کی ہے جس سے آگ نکلتے ہیں توجب لوہا پتھری پر مارنا سیکھے اور آگ نکالنی سیکھے اور آگ نکلے اور نہیں تو توڑ ڈالے اور مطلب بر نہ آئے غرضیکہ مرشد بغیر گذارہ نہیں چنانچہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ دلنی الی اقرب الطریق الی اللہ وافضلہا عند اللہ واسہلہا

91

بعبادہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم علیك بملازمۃ الذکر فی الخلوۃ فقال علی کرم اللہ وجہہ کیف اذکر یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غمض عینیك واسمع منی ثلاث مرات فالنبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال لا الہ الا اللہ ثلاث مرات وعلی سمیع ثم قال علی کرم اللہ وجہہ لا الہ الا اللہ ثلاث مرات نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یسمع ثم لقن علی کرم اللہ وجہہ الحسن البصری رضی اللہ عنہ حتی وصل الی یومنا ھذا پس بگوید اور اکہ مربع بنشیند بطریقے کہ رگ کیماس بگیرد بدو انگشت یعنی زانگشت پائے راست و انگشتے کہ برابر وے است زیرا کہ درین گرفتن دو فائدہ است یکے نفی خواطر دوم حرارت دل و این ہر دو مطلوب اند و باہمچنین نشیند کہ چنانچہ در نماز می نشیند و خود بشت بطرف کعبہ کند و او را پیش خود بنشاند و بگوید مخرج لا الہ الا اللہ زیر ناف باید و مد دراز کشد و نفی ماسوا اللہ تعالی کند کہ نیست ہیچ معبودے ومقصودے وموجودے مگر حق تعالی مبتدی را ارادہ عوام بگوید کہ نیست ہیچ معبودے ومتوسط را ارادہ خواص بگوید کہ نیست ہیچ مقصودے ومنتہی را ارادہ اخص الخواص بگوید کہ نیست ہیچ موجودے

لعبادہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیك بملازمۃ الذکر فی الخلوۃ فقال علی کرم اللہ وجہہ کیف اذکر یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غمض عینیك واسمع منی ثلاث مرات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا الہ الا اللہ ثلاث مرات وعلی یسمع ثم قال علی کرم اللہ وجہہ لا الہ الا اللہ ثلاث مرات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یسمع ثم لقن علی کرم اللہ وجہہ الحسن البصری رضی اللہ عنہ حتی وصل الی یومنا ھذا پس کہے اُسے کہ چہار زانو بیٹھے اسطور کہ رگ کیماس پکڑے دو انگلیوں سے یعنی دائیں پاؤں کے انگوٹھے اور اسکے برابر کی انگلی ... اسواسطے کہ اسطور پکڑنے میں دو فائدے ہیں ایک خطروں کی نفی دوسرے دل کی حرارت اور یہ دونوں مطلوب ہیں اور اسطرح بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں اور خود کعبہ کیطرف بیٹھ کرے اور اسکو اپنے سامنے بٹھاوے اور کہے کہ نکالے زیر ناف سے لا الہ الا اللہ مد دراز کیساتھ اور نفی ماسوی اللہ کرے کہ نہیں ہے کوئی معبود ومقصود وموجود مگر حق تعالی مبتدی کو ارادہ عوام بتائے کہ نہیں ہے کوئی معبود اور متوسط کو ارادہ خاص کہ نہیں ہے کوئی مقصود اور منتہی کو ارادہ اخص الخواص کہ نہیں ہے کوئی موجود

سالکین کیلئے نفی اثبات کی ضرورت

بجاے کہ خود را نیز نفی کند و تا کتف راست برساند کہ آن اشارت می کند کہ غیر حقتعالی را از دل کشیدیم و پس پشت می اندازیم باز دم بند ستدّ الا اللہ را بر دل ضرب شدید کند تا سنگ معنوی شکستہ گردد و وقت اثبات مطلوب با خود داند بلکہ یافت تصور کند بلکہ یقین بداند کہ ہمو اثبات می کند و خود را از میان بکشد ؎

یار آمد درمیان ما از میان برخاستیم

اما مقصود کلی آنست کہ فہم معنی کلمہ در دل البتہ باید تا تحت وعید در نیاید من ذکرنی بالغفلۃ ذکرتہ باللعنۃ واذا ذکر عبدی عبثا اھتز عرشی غضبا مطلوب دیگر آنست کہ صورت مرشد پیش خود تصور کند بعدہ ذکر گوید الرفیق ثم الطریق در حق الشان است و برائی نفی خواطر اثری تمام دارد بلکہ حضرت سلطان الموحدین و برہان العاشقین حجۃ المتوکلین شیخ جلال الحق والشرع والدین مخدوم مولانا قاضی خان یوسف ناصحی قدس اللہ سرہ العزیز چنین می فرمودند کہ صورت مرشد کہ ظاہر او دیدہ میشود مشاہدہ حق سبحانہ وتعالی است در پردہ آب و گل واما صورت مرشد کہ در خلوت نمودار می شود آن مشاہدہ حق تعالی ست بے پردہ آب و گل کہ ان اللہ خلق آدم علی صورۃ الرحمن ومن

یہانتک کہ اپنی بھی نفی کرے اور دائیں مونڈھے تک پہنچائے اور وہ ارادہ کرے کہ غیر حقتعالی کو میں نے دل سے نکالدیا اور پس پشت پھینکا پھر دم نیلے الا اللہ کی ضرب سخت زور سے دل پر لگائے کہ بُت باطن کا ٹوٹ جائے اور وقت اثبات کے مطلوب کو اپنے ساتھ جانے بلکہ پا لیا تصور کرے بلکہ یقین جانے کہ وہی اثبات کرتا ہے اور اپنے تئیں درمیان سے نکالدے ؎

یار آمد درمیان ما از میان برخاستیم

مگر مقصود کلی یہ ہے کہ کلمہ کے معنی دل میں ضرور ہوں تا کہ وعید میں نہ آجائے کہ من ذکرنی بالغفلۃ ذکرتہ باللعنۃ واذا ذکر عبدی عبثا اھتز عرشی غضبا اور یہ مطلوب ہے کہ مرشد کی صورت اپنے سامنے تصور کرے اُسکے بعد ذکر کرے الرفیق ثم الطریق انہیں کے حق میں ہے اور نفی خطرات کیلئے بہت اثر رکھتی ہے بلکہ حضرت سلطان الموحدین و برہان العاشقین حجۃ المتوکلین شیخ جلال الحق والشرع والدین مخدوم مولانا قاضی خان یوسف ناصحی قدس اللہ سرہ العزیز ایسا فرماتے تھے کہ صورت مرشد کہ ظاہر دیکھی جاتی ہے مشاہدہ حق سبحانہ تعالی کا ہے آب و گل کے پردے میں اور جو صورت مرشد کہ خلوت میں نمودار ہوتی ہے وہ مشاہدہ حق سبحانہ وتعالی کا ہے بے پردہ آب و گل کے ان اللہ خلق آدم علی صورۃ الرحمن ومن

۹۳ چار ہزار پیران طریقت کا اجماع

رائی فقد رائی الحق درحق او درست شدہ است

شعر

گر تجلی ذات خواہی صورت انسان ببین
ذات حق را آشکارا اندر و خندان ببین

ونیز حضرت میفرمودند کہ چہار ہزار پیر طریقت رضوان اللہ علیہم اجمعین اجماع کردہ اند کہ وصول حق تعالیٰ بدو چیز می شود یکے ذکر دوم گرسنگی باز فرمودند کسیکہ ذکر جلی اختیار کند اورا بسیار گرسنگی حاجت نیست بلکہ بمقدار ربعی از شکم خالی دارد و روغن بخورد تا مغز خشک نشود و خلل و دماغ پیدا نیاید و چون از ذکر جلی فارغ شود یا مانعی پیش آید بذکر خفی کہ پاس انفاس است مشغول شود و دوام شغل نقشبندی ہم بذکر خفی کہ پاس انفاس است میسر می آید و طریق او آنست کہ ہر دمی کہ خارج می شود لا الہ بگوید و ہر دمی کہ داخل می شود الا اللہ تصور کند و این دم را ربط بدل است و بسبب آن دل ذاکر میگردد کہ فردائی قیامت پرسیدہ خواہد شد کہ دمہا را کجا صرف کردی پس اگر در یاد حق تعالیٰ صرف کردہ باشد خلاص یابد۔

شعر

ہر یک نفس کہ میرود از عمر گوہری ست
کانرا خراج ملک دو عالم بود بہا
مپسند کاین خزانہ دہی رائیگاں بباد
آنگہ روی بخاک تہیدست و بینوا

رائی فقد رائی الحق اسکے حق میں درست ہوا ہے

شعر

گر تجلی ذات خواہی صورت انسان ببین
ذات حق را آشکارا اندر و خندان ببین

اور یہ بھی فرماتے تھے کہ چار ہزار پیران طریقت رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع ہے اسپر کہ وصول حق تعالیٰ کا دو چیز سے ہوتا ہے ایک ذکر دوسرے بھوکے رہنا پھر فرمایا جو شخص ذکر جلی کرتا ہے اسکو بہت بھوکے رہنے کی حاجت نہیں ہے بلکہ چوتھائی پیٹ خالی رکھے اور گھی کھائے کہ مغز خشک نہ ہو جائے اور دماغ میں خلل نہ آجائے اور جب ذکر جلی سے فارغ ہو یا کوئی مانع پیش آئے تو ذکر خفی سے کہ وہ پاس انفاس ہے مشغول ہو اور دوام شغل نقشبندی کو بھی ذکر خفی سے کہ پاس انفاس ہے میسر ہوتا ہے اور اسکا طریق یہ ہے کہ جو دم کہ خارج ہو لا الہ کہے اور جو دم داخل ہو الا اللہ تصور کرے اور اس دم کو دل سے ربط ہے اور اسکے سبب دل ذاکر ہو جاتا ہے فردائے قیامت کو پوچھا جائیگا کہ اپنے دم کہاں صرف کئے تو جو یاد حق تعالیٰ میں صرف کئے ہونگے خلاصی پائیگا شعر

ہر یک نفس کہ میرود از عمر گوہری است
کانرا خراج ملک دو عالم بود بہا
مپسند کاین خزانہ دہی رائیگان بباد
آنگہ روی بخاک تہیدست و بینوا

ذاکرین کیلئے ضروری ہدایت

مریدین کیلئے ذکر کی ضرورت ۹۴

ابو علی دقاق رحمۃ اللہ میگوید کہ ذکر منشور ولایت است ہر کرا توفیق بر ذکر داد ند بد استیکہ منشور بدو داد ند یعنی بتشریف ولایت انتم اولیاء حقا مشرف گردانید واز ہر کہ ذکر سلب کردند بدرستیکہ او را از مقام ولایت معزول کردند این چنین در باب ذکر گفتہ اند کہ ذکر خدا ئیتعالی تیغ مریدان ست چون ہمت بر ہلاک دشمن گمارند و یا دفع بلیہ خواہند دل بر آن گمارند آن دشمن ہلاک شود وآن بلا دفع شود قال اللہ تعالی واذکر ربک اذا نسیت یعنی یاد کن پروردگار خود را وقتیکہ فراموش کنی نفس خود را از فراموشی نفس در مخالفت اوست باید کہ نفس خود مخالفت کند کہ سر ہمہ عبادتہا ست زیرا کہ ہیچ دشمن قوی تر از و نیست کما قال المشائخ رحمہم اللہ مخالفۃ النفس راس العبادۃ وموافقۃ النفس راس الکفر

شعر

گر حیات خوب خواہی نفس را گردن بزن
زانکہ از نفست قوی تر ہیچ دشمن دار نیست

ازینجاست کہ بزرگے فرمود صد ہزار رمہ گرگ گرسنہ در رمہ گوسفندان آن نہ کنند کہ یک شیطان کند و صد ہزار شیطان آن نہ کنند کہ یک ہمنشین بد کند و صد ہزار ہمنشین بدان نکنند کہ یک نفس در تن آدمی زاد کند

ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ذکر منشور ولایت ہے جسکو ذکر کی توفیق ملے اسکو منشور ولایت مل گیا یعنی خلعت ولایت انتم اولیاء حقا سے مشرف ہو گیا۔ اور جس سے توفیق ذکر کی سلب کرے بیشک اُسے مقام ولایت سے معزول کیا ایسا ذکر کے باب میں فرمایا ہے کہ ذکر خدا ئیتعالی مریدونکی تیغ ہے جب دشمن کی ہلاکت کی ہمت کریں یا دفع بلا چاہیں اور اسطرف دل لگائیں دشمن ہلاک ہو جاویگا۔ اور دفع بلا ہو جائیگی قال اللہ تعالی واذکر ربک اذا نسیت یعنی یاد کر اپنے پروردگار کو جسوقت کہ فراموش کرے تو اپنے نفس کو اور نفس کی فراموشی اُسکی مخالفت میں ہو چاہیئے کہ اپنے نفس سے مخالفت کرے کہ سب عبادتوں کی سر تاز ہے اسواسطے کہ کوئی دشمن اُس سے زیادہ قوی نہیں ہے جیسا فرمایا ہے مشائخ رحمہم اللہ نے مخالفۃ النفس راس العبادۃ وموافقۃ النفس راس الکفر شعر

گر حیات خوب خواہی نفس را گردن بزن
زانکہ از نفست قوی تر ہیچ دشمن دار نیست

اسی سبب سے ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ سو ہزار بھوکے بھیڑیو بکریوں میں ایسا نقصان نہیں کرتا جیسا کہ ایک شیطان کرتا ہے اور سو ہزار شیطان ایسا نہیں کرتے جیسا ایک بُرا ہمنشین کرتا ہے اور سو ہزار بُرے ہمنشین ایسا نہیں کرتے جیسا ایک نفس آدمی کے جسم میں

قال المشائخ رحمهم الله النفس هي الصنم
الاكبر همبرين معنى بزرگے نيز فرموده

شعر

تا یک نفس از نفس تو پیداست ہنوز
بر درگہہ دل زدیو غو غاست ہنوز

قال الله تعالى فاذكروا الله ذكرا كثيرا
يعنى ياد كنيد خدائے عزوجل را ياد كردنی بسيار
پس یکے از خصائص ذکر آنست کہ ہیچ وقتے
منع نیست بلکہ ہمہ اوقات ماجور است
نقل است از حضرت بندگی شیخ عبداللہ
قدس سرہ العزیز کہ مرا فرمودند کہ پیر
دستگیر بندگی حضرت شیخ قطب الدین
حاجی قدس سرہ العزیز می گفتند کہ
اوائل ذکر جہر دوازدہ سال گفتم از شام
تا صبح واز صبح تا شام فائدہ کہ در ذکر یافتم
در ہیچ عبادت نیافتم چون ختم قرآن میکردم
کمتر از سہ ختم نمیکردم و چون نماز می گزاردم کمتر
از ہزار رکعت نگذاردم و چون دعوات
اسماء میکردم کمتر از لک بار نخواندم فاما
ثمرہ کہ در ذکر دیدم در ہیچ از ینہا ندیدم
می باید کہ ذاکر از گناہان توبہ کند تا
بزبان و دل آلودہ نام حق تعالی نگیرد زیرا کہ
وحی کردہ شد ما سوئی موسی کہ بگو گنہگاران
امت خود را کہ یاد نکنید شما مرا بہ آلودگی پس
بدرستیکہ من سوگند خوردہ ام بذات خود

قال المشائخ رحمهم الله النفس هي الصنم الاكبر
اسی معنی میں کسی بزرگ نے بھی فرمایا ہے

شعر

تا یک نفس از نفس تو پیداست ہنوز
بر درگہہ دل زدیو غو غاست ہنوز

فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاذکروا اللہ ذکرا کثیرا
یعنی اللہ کو یاد کرو یاد کرنا بہت پس ذکر کے خصائص
میں سے ہے یہ بھی کہ کسی وقت منع نہیں بلکہ سب
وقت ثواب پاتا ہے نقل ہے حضرت بندگی
شیخ عبداللہ قدس سرہ العزیز سے کہ مجھسے فرمایا
پیر دستگیر بندگی حضرت شیخ قطب الدین حاجی
قدس سرہ العزیز فرماتے تھے کہ ذکر جہر بارہ برس
صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک کیا
میں نے جو فائدہ ذکر میں پایا وہ کسی عبادت میں نہیں
پایا جب میں ختم قرآن شریف کرتا تھا تو تین سے
کم نہ کرتا تھا اور نماز پڑھتا تھا ہزار رکعت سے کم نہیں
پڑھتا تھا اور جب دعوات اسماء کرتا تھا تو ایک لاکھ
بار سے کم نہ کرتا تھا مگر جو ثمرہ اور فائدہ ذکر میں
دیکھا ایسا کسی میں نہ دیکھا اور چاہئے
کہ ذاکر گناہوں سے توبہ کرے تاکہ زبان
اور دل آلودہ سے حق تعالیٰ کا نام نہ لے
اس لئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو
وحی کی گئی کہ اپنی امت کے گناہ گاروں
سے کہو کہ مجھے آلودگی سے نہ یاد کریں
میں نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے

بدرستیکه کسے که یاد کند مرا به غفلت یاد
کنم من او را به لعنت پس چون گناهگاران
یاد کنند مرا به غفلت من یاد کنم ایشان را
به لعنت این وعید است در حق گناهگاری
که غافل نباشد پس چگونه حال باشد چون
جمع شود غفلت و عصیان کذا فی احیاء العلوم
گفت ابویزید رحمة الله تعالی روزے
مر یاران خود را با قیام ذم امشب تا صبح
کوشش کردم آنکه لا اله الا الله گویم پس
قدرت نیافتم بر و گفته شد چه گفت بایزید
یاد کردم کلمه که گفته بودم در کودکی یاد
آمد مرا وحشت آن پس منع کرد مرا از
قول لا اله الا الله و چه عجب تر است از کسیکه
یاد میکند الله تعالی را و حال آنکه او موصوف
باشد بچیزے از صفات بشریه کذا فی
العوارف

شعر

هزار بار بشستم دهن ز مشک و گلاب
هنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست

بعده مراقبه فرمایند بگوید که مراقبه مشتق از
رقیب است یعنی رقیب نگهبان یعنی پاسبانی
دل کند غیر حق را در دل جا ندهد - رباعی

پاسبان دل شو اندر کل حال
تا نیابد هیچ دزد آنجا مجال
هر خیال غیر حق را دزد دان
این ریاضت سالکان را فرض دان

تحقیق جو مجھے غفلت سے یاد کرے میں اس کو
لعنت سے یاد کروں تو جو گناہگار مجھ کو غفلت
سے یاد کرینگے میں ان کو لعنت سے یاد
کرونگا یہ وعید ہے ان گناہگاروں کے
حق میں جو غافل نہیں تو کیا حال ہوگا انکا جو
غافل بھی ہوں اور گناہگار بھی ہوں کذا فی
احیاء العلوم ابویزید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک
روز اپنے یاروں سے کہا کہ آج شب کو
میں نے صبح تک کوشش کی کہ لا الہ الا اللہ
کہوں پس مگر مجھے قدرت نہوئی یاروں نے
کہا کیوں کہا جنے لڑکپن میں ایک کلمہ کہا تھا وہ
یاد آگیا اس سے دہشت ہوئی اور اسنے منع
کیے دیا لا الہ الا اللہ اور کیا تعجب ہے اس
شخص سے جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرے اور
حالانکہ موصوف ہو کسی صفات بشریہ سے
کذا فی العوارف

شعر

هزار بار بشستم دهن ز مشک و گلاب
هنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست

بعدہ کہ اسے مراقبہ فرماویں اس سے کہیں کہ مراقبہ
مشتق رقیب سے ہے رقیب معنی نگہبان ہے یعنی
دل کی پاسبانی کرے کہ غیر حق کو جگہ نہ دیوے رباعی

پاسبان دل شو اندر کل حال
تا نیابد هیچ دزد آنجا مجال
هر خیال غیر حق را دزد دان
این ریاضت سالکان را فرض دان

پس بدل اندیشد الله حاضری
الله ناظری الله شاهدی الله معی
همیشه حق تعالی را باخود وخود را با حق تعالی داند
جدائی از خدا محال ست قال الله تعالی وفی
انفسکم افلا تبصرون یعنی در دلهائے
شماست پس چرا نمی بینید چه حق تعالی
لطیف مطلق است هرچند لطافت بیشتر
احاطت بیشتر قال الله تعالی الا انه بکل
شئ محیط یعنی دانا وآگاه باش بدرستیکه
آن حق تعالی بهرشئ محیط است چنانچه
احاطت روح با جسد که هیچ جزوے از اجزائے
جسد نیست که روح با آن نیست با آن هم
نه متصل است نه منفصل نه خارج
است و نه داخل فائده چون خواهد که
اربعین نشیند بیاید که چون پائے راست
درون حجره نهد تعوذ وتسمیه بگوید و
قل اعوذ برب الناس سه بار بخواند پس
پائے چپ درون حجره نهد وبگوید انت
ولیی فی الدنیا والآخرة کن لی کما کنت
لمحمد علیه السلام وارزقنی محبتك اللهم
ارزقنی حبك فی شغفی واجذبنی بجلالك
وجمالك واجعلنی من المخلصین اللهم
اح نفسی بجذبات ذاتك یا انیس
من لا انیس له رب لا تذرنی
فردا وانت خیر الوارثین

پس دل میں خیال کرے اللہ حاضر ہے اللہ ناظر ہے اللہ شاہد
ہے اللہ ساتھی ہے ہمیشہ حق تعالی کو ساتھ اپنے اور اپنے
تئین ساتھ حقتعالی کے جانے جدائی خدا سے محال
ہے کہا اللہ تعالی نے وفی انفسکم افلا تبصرون
یعنی تمہارے دلوں میں ہے کیوں نہیں دیکھتے اسلئے
کہ حقتعالی لطیف مطلق ہے جسقدر لطافت زیادہ اسی
قدر احاطت زیادہ اللہ تعالی نے فرمایا الا انہ بکل
شئ محیط یعنی آگاہ ہو کہ تحقیق حقتعالی ہر شئے کا
محیط ہے جیسے روح کا احاطہ جسم کیساتھ ہے کہ جسم کا کوئی
جزو ایسا نہیں کہ روح ساتھ اسکے نہیں ہی باوجود
اسکے نہ متصل ہے نہ منفصل ہے نہ خارج ہے نہ داخل ہے
فائدہ جب چاہے کہ چلہ میں بیٹھے تو
چاہئے کہ پہلے دایاں پاؤں حجرہ
میں رکھے اعوذ اور بسم اللہ پڑھے
اور قل اعوذ برب الناس تین دفعہ پڑھے
پھر بایاں پاؤں حجرہ میں رکھے
اور کہے انت ولیی فی الدنیا والآخرة
کن لی کما کنت لمحمد علیہ الصلوۃ والسلام
وارزقنی محبتك اللهم ارزقنی حبك فی
شغفی واجذبنی بجلالك وجمالك واجعلنی
من المخلصین اللهم اح نفسی بجذبات
ذاتك یا انیس من لا انیس له رب
لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین

کشکول کلیمی فارسی مترجم اردو از حضرت شیخ کلیم اللہ جہان
آبادی چشتی رحمۃ اللہ علیہ اصطلاحات صوفیہ کرو شغل کے طریقے غیرہ

پس در مصلی بائستد مستقبل قبلہ بست و یک بار انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین بخواند پس دو رکعت نماز اجلال اللہ تعالی بگزارد در رکعت اول بعد از فاتحہ آیۃ الکرسی و در رکعت دوم آمن الرسول تا آخر بخواند بعد فراغ سر بسجدہ نہد و این دعا بخواند اللھم کن لی انیسا فی خلوتی ومعینا فی وحدتی اللھم اجعل خلوتی ھذہ موجبۃ المشاھدتک ووفقنی لما تحب وترضی اللھم انی اعوذبک من سخطک واسألک رضاک اللھم جنبنی از عبد الھوی اللھم اکشف الغطاء عن عینی وارفع الغین عن قلبی حتی اشاھد جمال لا الہ الا اللہ پس دوگانہ ہائے مذکورین بگزارد و یک دوگانہ بروح مادر و پدر اگر وفات یافتہ باشند والا سلامتی الیشان بگزارد و چہار رکعت بیک سلام نیز بگزارد و در ہر یکے رکعت بعد از فاتحہ پنجاہ بار سورہ اخلاص و پنجگان بار معوذتین تا در پناہ حق تعالی محفوظ ماند و پانصد بار یا فتاح بگوید بعدہ در ذکر نفی و اثبات بارادہ خاص الخاص یعنی لا موجود مشغول شود گاہ گاہ بذکر اسم ذات با ملاحظہ و مفہوم ملاحظہ و

پھر مصلی پر قبلہ رو کھڑا ہوا اور اکیس بار پڑھے انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین پھر دو رکعت نماز اجلال اللہ تعالی پڑھے پہلی رکعت میں بعد الحمد کے آیۃ الکرسی اور دوسری میں الحمد کے کے بعد امن الرسول آخر سورۃ تک بعد فراغ سجدے میں جائے اور یہ دعا پڑھے اللھم کن لی انیسا فی خلوتی ومعینا فی وحدتی اللھم اجعل خلوتی ھذہ موجبۃ المشاھدتک ووفقنی لما تحب وترضی اللھم اعوذبک من سخطک واسألک رضاک اللھم جنبنی از عبد الھوی اللھم اکشف الغطاء عن عینی وارفع الغین عن قلبی حتی اشاھد جمال لا الہ الا اللہ پھر دوگانہ جن کا ذکر ہو چکا ہے پڑھے اور ایک دوگانہ ماں باپ کی روح کو اگر وفات پا گئے ہوں پڑھے اور نہیں تو اُن کی سلامتی کیلئے پڑھے اور چار رکعت ایک سلام سے اور پڑھے ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ کے پچاس بار سورۃ اخلاص اور پانچ پانچ دفعہ معوذتین پڑھے تاکہ خدا تعالی کی پناہ میں رہے اور پانسو بار یا فتاح کہے بعدہ ذکر نفی و اثبات ساتھ ارادہ خاص الخاص یعنے لا موجود کے مشغول ہو اور کبھی ذکر اسم ذات کرے ساتھ ملاحظہ اور مفہوم ملاحظہ کے اور

ذکر نفی اثبات اور اسم ذات

واسطہ مشغول اند وچنانچہ یک لحظہ از ذکر نفی و اثبات خالی نماند تا آنکہ در حال وضو و اکل در تصور آن باشد چنانچہ موسیٰ علیہ السلام عزت جل جلالہ مناجات کرد کہ الٰہی ہمہ اوقات یاد کردن مے توانم مگر دو وقت در پائخانہ دوم حالت جنابت فرمان شد اذکرنی فی کل حال یعنی یاد کن مرا در ہر حالتے پس در ین وقت ہم از تصور خالی نباشد کما قالت عائشۃ رضی اللہ عنہا کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یذکر اللہ علی کل حال احیان یعنی ذکر بر دو نوع است یکے بدل دوم بزبان اول اعلیٰ است و ہمیں مراد ست بحدیث و قولہ تعالیٰ اذکروا اللہ ذکرا کثیرا و آن آنست کہ فراموش نکند خدائے تعالیٰ را در ہیچ جائے و بود مر نبی را صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیبے کامل ازین دو نوع مگر در حالت جنابت و دخول خلا ہیں بدانستی کہ آن حضرت اقتصار میکرد در آن دو حال بنوع آنکہ نیست اثر در آن مر جنابت را یعنی بدل یاد میکرد و ہم ازین جہت وقتیکہ بیرون مے آمدی از خلاء مے گفتی غفرانک پس حالت خلا ہمین فکر و خیال شکستگی نمود و پاکی حق تعالیٰ کافی ست و ہمین عین ذکر ست بدانکہ ذکر برائے کشف قبور اول چون در مقبرہ در آید دوگانہ بروح آن بزرگوار ادا کند اگر سورۂ فتح یاد باشد در اول رکعت بخواند و در دوم اخلاص و الا انہ در ہر دو رکعت پنج پنج بار

واسطے کے مشغول رہے چنانچہ ایک لحظہ ذکر نفی و اثبات سے خالی نہ رہے یہانتک کہ وضو کیوقت اور کھانیکے وقت اُسکے تصور میں رہے جیسے موسیٰ علیہ السلام نے حضرت جل جلالہ میں مناجات کی کہ الٰہی میں سب وقت تجھکو یاد کر سکتا ہوں مگر دو وقت ایک تو پاخانہ کیوقت اور ایک جب غسل کی حاجت ہو حکم ہوا اذکرنی فی کل حال یعنی مجھے یاد کر ہر حال میں تو اُس وقت بھی تصور سے خالی نہ ہو جیسا فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یذکر اللہ علی کل حال احیان یعنی ذکر دو قسم ہے ایک دل سے دوسرا زبان سے اور پہلا اعلیٰ ہے اور حدیث شریف میں بھی اسی سے مراد ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اذکروا اللہ ذکرا کثیرا اور وہ یہ ہے کہ فراموش نہ کرے خدا تعالیٰ کو کسی جا اور حضرت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دونوں قسم میں کمال تھا مگر حالت جنابت اور داخل ہونے بیت الخلاء کے سو جان لیا تم نے کہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قسم پر اختصار کرتے تھے ایسی قسم پر جسمیں جنابت کو دخل ہی نہیں یعنی ذکر دل اور اسی سبب سے جب بیت الخلاء سے باہر آتے تو فرماتے۔ غفرانک پس حالت خلا میں یہی فکر و خیال کہ شکستگی و آسودگی اپنی اور پاکی حقتعالیٰ کے کافی ہے اور یہ عین ذکر ہے ذکر کشف قبور جان کہ ذکر کشف قبور کے واسطے اول جب مقبرہ میں آئے دوگانہ اُن بزرگ کی روح کے واسطے پڑھے اگر سورہ فتح یاد ہو پہلی رکعت میں پڑھے اور دوسری میں سورہ اخلاص اور نہیں تو ہر رکعت میں پانچ پانچ بار

سورہ فتح اور اخلاص کا عمل

اخلاص بخواند و بعدہ قبلہ را پشت داده بنشیند و یکبار آیۃ الکرسی و بعضے سورہا کہ وقت زیارت می خوانند چنانکہ سورۂ ملک و غیر ذالک بعدہ قل گوید پس از فاتحہ یازده بار سورۂ اخلاص بخواند و ختم کند و تکبیر گوید و بعدہ ہفت کرّت طواف کند و در آن تکبیر بخواند و آغاز از راست بکند بعدہ طرف پایان رخسارہ نہد و بیاید نزدیک روئے میت بنشیند و بگوید یا رب بست و یکبار و بعدہ اول طرف آسمان بگوید یا روح و در دل ضرب کند یا روح الروح مادام کہ انشراح یابد این ذکر بکند انشاء اللہ تعالیٰ کشف قبور و کشف ارواح حاصل آید و اما طریق ختم خواجگان چشت قدس اللہ اسرارہم کہ از بعض اولاد شیخ نظام نارنولی رسیده آنست کہ چون مہمے پیش آید مرد بانیت وضو کرده صف زده رو بقبلہ بنشیند اول ده مرتبہ درود بخوانند بعد از ان سیصد و شصت بار این دعا لا ملجا و لا منجی من اللہ الا الیہ بخوانند پس از ان سیصد و شصت مرتبہ سورۂ الم نشرح خوانند پس باز دعاء مذکور سیصد و شصت بار بخوانند پس ده مرتبہ درود خوانند ختم تمام کنند و بر قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند و حاجت از خدا تعالیٰ سوال نمایند ہمین طور ہر روز بخوانده باشند انشاء اللہ تعالیٰ در ایام معدوده مقصود بحصول انجامد اما طریقہ سہروردیہ در دیار ہندوستان از جہت مخدوم بہاء الدین زکریا شائع شده و خراسان از جہت شیخ نجیب الدین برغش و این فقیر را

ترانہ کلیمی حصہ اول و دوم حمد و نعت میں قوالی کی پچاس سے زیادہ غزلیں ہیں ار

طریقہ ختم خواجگان چشت قدس اللہ اسرارہم

طریقہ سہروردیہ

اخلاص پڑھے اور پھر قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھے اور ایک بار آیۃ الکرسی اور بعضی سورتیں جو زیارت کیوقت پڑھتے ہیں۔ جیسے سورہ ملک اور اسکے سوا بعدہ قل کہے بعد فاتحہ کے گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے اور ختم کرے اور تکبیر کہے بعدہ سات دفعہ طواف کرے اور اسمین تکبیر پڑھے اور شروع دائیں طرف سے کرے پھر پاؤں کیطرف رخسارہ رکھے اور نزدیک میت کے منہ کے بیٹھے اور کہے یا رب اکیس دفعہ بعدہ اول طرف آسمان کے کہے یا روح اور دل میں ضرب کرے یا روح الروح جبتک کہ انشراح پائے یہ ذکر کرے انشاء اللہ تعالیٰ کشف قبور و کشف ارواح حاصل ہوگا۔ اور طریقہ ختم خواجگان چشت قدس اللہ اسرارہم کہ بعض اولاد شیخ نظام الدین نارنولی سے اسطرح پہنچا ہے کہ جب کوئی حاجت پیش آئے وضو کرے رو بقبلہ بیٹھے اول دس مرتبہ درود شریف پڑھے اسکے بعد تین سو ساٹھ بار یہ دعا پڑھے لا ملجا و لا منجی من اللہ الا الیہ بعد اسکے تین سو ساٹھ بار الم نشرح پڑھے پھر تین سو ساٹھ دفعہ وہی دعاء مذکور پڑھے پھر دس دفعہ درود شریف پڑھے اور ختم تمام کرے اور تھوڑی شیرینی پر فاتحہ عام خواجگان چشت کے نام سے پڑھے اور اپنی حاجت اللہ تعالیٰ سے عرض کرے اسی طرح روز کرے انشاء اللہ چند یوم میں مقصد حاصل ہوگا۔ بیان طریقہ سہروردیہ۔ یہ طریقہ ملک ہندوستان میں مخدوم بہاء الدین زکریا کی جہت سے شائع ہوا ہے اور خراسان میں شیخ نجیب الدین برغش کی جہت سے اور اس فقیر کو

۱۰۱ حضرت شاہ صاحب کا سلسلہ سہروردیہ

بہر یکے ازین شعبہا ارتباط واقع است
پس ارتباط این فقیر با والد خود دست شیخ عبدالرحیم
قدس اللہ سرہ عن الشیخ عظمۃ اللہ الاکبرآبادی
عن ابیہ عن جدہ عن الشیخ عبدالعزیز عن السید
عبدالوہاب البخاری عن السید صدرالدین
راجو قتال عن اخیہ السید جلال الدین مخدوم
جہانیان عن الشیخ رکن الدین ابی الفتح عن
ابیہ الشیخ صدرالدین عن ابیہ الشیخ
بہاء الدین زکریا عن الشیخ الشیوخ شہاب الدین
عمر سہروردی وایضا این فقیر خرقہ از دست
ابوطاہر مدنی پوشیدہ عن ابیہ عن
الشیخ احمد القشاشی عن الشیخ احمد الشناوی
عن ابیہ عن جدہ عن الشیخ عبدالوہاب
الشعرانی وہو لبسہا من ید شیخ الاسلام
زکریا بن محمد الانصاری وادخی لہ الغدیۃ
بلباسہ لہا من ید الشہاب احمد من الفقیہ
علی ابن محمد الدمیاطی الشہیر بالزلبانی بلباسہ
من ید الزین بن ابی بکر بن محمد الخوافی صاحب
الوصایا القدسیۃ بلباسہ لہا من ید الشیخ
نورالدین عبدالرحمن المصری بلباسہ لہا من
ید الشیخ جمال الدین یوسف الکورانی بلباسہ لہا
من الشیخین حسام الدین التمشیری ونجم الدین
الاصفہانی بلباسہما عن الشیخ نورالدین
عبدالصمد النطنزی بلباسہ لہا عن الشیخ
نجیب الدین علی بن بزغش بلباسہ لہا

ان دونوں شعبوں سے ارتباط ہے پس ارتباط
اس فقیر کو اپنے والد شیخ عبدالرحیم (۱) قدس سرہ سے انکو
شیخ عظمت اللہ اکبرآبادی (۲) سے انکو اپنے والد (۳) سے انکو
اپنے دادا (۴) شیخ عبدالعزیز سے انکو سید عبدالوہاب (۵) بخاری
سے انکو سید صدرالدین راجو قتال (۶) سے انکو اپنے بھائی
سید جلال الدین مخدوم جہانیاں (۷) سے انکو شیخ رکن
الدین ابوالفتح (۸) سے انکو اپنے والد شیخ صدرالدین (۹)
سے انکو اپنے والد شیخ بہاؤالدین زکریا (۱۰) سے
انکو شیخ الشیوخ شہاب الدین (۱۱) سہروردی نے
اور ایضاً اس فقیر نے خرقہ شیخ ابوطاہر مدنی
کے ہاتھ سے پہنا ہے انہوں نے شیخ احمد قشاشی
سے انہوں نے شیخ احمد شناوی سے انہوں نے
اپنے والد اُن کے دادا شیخ عبدالوہاب شعراوی
سے اور انہوں نے خرقہ پہنا ہاتھ سے شیخ
الاسلام زکریا بن محمد انصاری کے در رحی لہ
الغدیۃ بلباسہ لہا شہاب احمد کے ہاتھ
سے فقیہ علی بن محمد دمیاطی عرف زلبانی سے
انہوں نے ہاتھ سے ابوبکر بن محمد خوافی صاحب
وصایا القدسیہ کے انہوں نے ہاتھ سے شیخ
نورالدین عبدالرحمن مصری سے انہوں نے
شیخ جمال الدین یوسف کورانی کے انہوں
نے شیخ حسام الدین تمشیری اور نجم الدین اصفہانی
کے ہاتھ سے انہوں نے شیخ نورالدین عبدالصمد
طنزی کے انہوں نے شیخ نجیب الدین
علی بن بزغش سے انہوں نے

شاہ صاحب کا اکابر سلسلہ طریقہ

شاہ صاحب کا سلسلہ ۲ سہروردیہ

من العارف باللہ الشیخ شہاب الدین عمر السہروردی روح اللہ روحہ وارواحہم ورحمنا بہم فقد حصل لھا وجہ ثالث فی الخرقۃ السہروردیۃ واللہ اعلم والشیخ عارف باللہ الشیخ شہاب الدین عمر السہروردی لہ جہتان احدھما انہ لبس الخرقۃ عن عمہ القاضی وجیہ الدین عمر بن محمد المعروف بعمویۃ بلباسہ لھا من والدہ المعمر محمد عمویہ بن عبد اللہ سعد ومن الشیخ اخی فرج الزنجانی ید احدھما مشارکۃ للاخر بلباس ابیہ من الشیخ احمد الاسود الدینوری بلباسہ من الممشاد الدینوری ولباس اخو الفرج الزنجانی لھا عن ابی العباس النہاوندی بلباسہ من ابی عبد اللہ محمد بن خفیف الشیرازی بلباسہ من ابی محمد رویم بن احمد البغدادی بلباسہما اعنی ممشاد و رویم من السید الطائفہ ابی القاسم الجنید البغدادی والثانیۃ انہ اخذ التلقین عن عمہ ابی نجیب السہروردی عن الشیخ احمد الغزالی عن الشیخ ابی بکر النساج عن الشیخ ابی القاسم الکرکانی عن الشیخ ابی العثمان المغربی عن ابی علی الکاتب عن ابی علی الرودباری عن ابی القاسم الجنید البغدادی فی النفحات نقلا عن الفرغانی شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی نسبت خرقہ را تا ابو القاسم جنید بیش اثبات نکردہ است

عارف باللہ شیخ شہاب عمر سہروردی روح اللہ روحہ وارواحہم ورحمنا بہم تین تحقیق حاصل ہوئی خرقہ سہروردیہ کی بتیسری وجہ واللہ اعلم۔ اور شیخ عارف باللہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے لئے دو جہتین ہیں ایک تو انہوں نے پہنا خرقہ اپنے چچا قاضی وجیہ الدین عمر بن محمد عرف عمویہ سے انہوں نے اپنے والد معمر محمد عمویہ بن عبد اللہ سعد سے اور شیخ اخی فرج زنجانی دونوں کے ہاتھ مشارکت میں انہوں نے اپنے والد شیخ احمد اسود دینوری سے انہوں نے ممشاد دینوری سے اور اخو الفرج زنجانی سے انہوں نے ابو العباس نہاوندی سے انہوں نے ابو عبد اللہ محمد بن خفیف شیرازی سے انہوں نے ابو محمد رویم بن احمد بغدادی سے اور ممشاد اور رویم نے سید الطائفہ القاسم جنید بغدادی سے اور دوسری جہت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کی یہ ہے کہ انہوں نے تلقین پائی اپنے چچا ابو نجیب سہروردی سے انہوں نے شیخ احمد غزالی سے انہوں نے شیخ ابو بکر نساج سے انہوں نے شیخ ابو القاسم گرگانی سے انہوں نے شیخ ابو عثمان مغربی سے انہوں نے ابو علی کاتب سے انہوں نے ابو علی رودباری سے انہوں نے ابو القاسم جنید بغدادی سے نفحات میں فرغانی سے نقل ہے کہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی نے نسبت خرقہ ابو القاسم جنید تک کی ہے آگے نہیں کی

واز جنید تا مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
بصحبت نسبت دادہ است نہ بخرقہ اما شیخ
مجد الدین بغدادی در کتاب تحفۃ البررہ آوردہ است
کہ نسبت خرقہ ہا متصل است بہ پیغامبر صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم بحدیث درست متصل مفیض انتہی اقول
والحق ما قالہ السہروردی واین فقیر اوراد واشتغال
واعمال طریقہ سہروردیہ اخذ کرد و در ضمن
عوارف المعارف عن الشیخ ابی طاہر عن
ابیہ الشیخ ابراہیم الکردی عن احمد
القشاشی عن احمد الشناوی عن ابیہ
عن جدہ عن الشیخ عبد الوہاب
الشعراوی عن الزین زکریا عن الحافظ
شہاب الدین احمد بن حجر العسقلانی
عن ابی الحسن بن ابی المجد الدمشقی عن
التقی سلیمان بن حمزۃ المقدسی عن الشیخ
القدوۃ الشیخ شہاب الدین عمر
السہروردی در ضمن وصایائے قدسیہ
رسالہ شیخ زین الخوافی بالسند المذکور
الی الشیخ زین الدین دمیاط بکسر الدال
المہملۃ وقیل بکسر الذال المعجمۃ وسکون المیم
وتخفیف التحتیۃ بلد مشہور مصر کوران بضم
الکاف العجمیۃ قبیلۃ من الاکراد نطنزی
بفتح نون و طائے مہملۃ مکتوبات کلیمی
فارسی جو حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ
کے مختصر خانگی حالات اور کلمات قدسیہ قیمت ۶ر

اور جنید سے مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تک
صحبت سے نسبت دی ہے خرقہ سے نہیں دی
مگر شیخ مجد الدین بغدادی نے کتاب
تحفۃ البررہ میں لکھا ہے کہ نسبت خرقہ متصل
ہے پیغامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک حدیث درست
متصل مفیض سے انتہی میں کہتا ہوں حق
وہی ہے جو سہروردی نے کہا ہے اور اس
فقیر نے ورد و وظیفہ و شغل و اعمال طریقہ سہروردیہ
کے اخذ کئے ضمن میں عوارف المعارف کے
شیخ ابو طاہر سے اُنھوں نے اپنے والد شیخ
ابراہیم کردی سے اُنھوں نے احمد قشاشی
سے اُنہوں نے احمد شناوی سے اُنہوں نے
اپنے والد سے اُنہوں نے اُنکے دادا سے اُنہوں نے
شیخ عبد الوہاب شعراوی سے اُنھوں نے زین
زکریا سے اُنہوں نے حافظ شہاب الدین احمد
بن حجر عسقلانی سے اُنہوں نے ابو الحسن
بن ابو المجد دمشقی سے اُنہوں نے تقی سلیمان
بن حمزہ مقدسی سے اُنہوں نے شیخ پیشوا
شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے اور وصایا
قدسیہ کے ضمن میں رسالہ شیخ زین خوافی کا
سند مذکور سے شیخ زین الدین تک دمیاط بکسر
دال مہملہ اور بعضوں نے کہا ذال معجمہ اور
سکون میم اور تخفیف یائے تحتیہ ایک شہر مشہور ہے
گوران بفتح کاف عجمیہ ایک قبیلہ ہے کردوں
میں سے نطنزی بفتح نون و طائے مہملہ

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی

وسکون نون وکسر زائے معجمہ بزغش بضم بائے موحدہ وسکون زائے معجمہ وضم غین معجمہ وشین معجمہ بضم میم مہملہ وضم میم مشددہ وسکون واو وتشدید یائی تحتیہ کذا قال ملا عبد الغفور وفیہ نظر بل الظاہر تخفیف الیاء التحتیہ مثل راہویہ ومدویہ وغیرہما اخی فرج بفتح فا وفتح راء مہملہ وجیم زنجانی بفتح زائے معجمہ وسکون نون وفتح جیم والف ونون مکسورہ ویائی نسبت ونفحات ابو العباس نہاوندی را شاگرد جعفر خلدی گفتہ است و وی شاگرد جنید بغدادی است خلد بضم الخا محلہ بغداد قال الشیخ زین الدین الخوافی فی کتاب الوصایا القدسی ومنہا انہم یوذعون الاوقات ویصرفون کل وقت بما ھو اللائق بہ فاذا اطلع الصبح الصادق ینبغی ان یجددوا الشہادۃ ویقولوا اللھم انی اصبحت اشھدک واشھد حملۃ عرشک وملائکتک وانبیائک ورسلک وجمیع خلقک بانک انت لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک وان محمدا عبدک ورسولک اللھم انی اصبحت لا استطیع دفع ما اکرہ ولا املک نفع ما ارجو واصبح الامر بید غیری واصبحت مرتھنا بعملی فلا فقیر افقر منی

وسکون وکسر زائی معجمہ بزغش بضم بائے موحدہ وسکون زائی معجمہ وضم غین معجمہ وشین معجمہ عمویہ بضم عین مہملہ وضم میم مشددہ وسکون واو وتشدید یائی تحتیہ ایسا کہا ہے ملا عبد الغفور نے اور اس میں کلام ہے بلکہ ظاہر تخفیف یائے تحتیہ کی ہے مانند راہویہ ومدویہ وغیرہما کے اخی فرج بفتح فا وفتح را مہملہ وجیم زنجانی بفتح زائی معجمہ وسکون نون وفتح جیم والف ونون مکسورہ ویائی نسبت اور نفحات میں ابو العباس نہاوندی کو شاگرد جعفر خلدی کا لکھا ہے اور وہ شاگرد جنید بغدادی کے ہیں۔ خلد بضم خائی معجمہ ایک محلہ ہے بغداد میں کہا ہے شیخ زین الدین خوافی نے کتاب وصایاء قدسی میں ومنہا العصم یعنی وہ اپنے اوقات کو ضبط کرتے ہیں اور صرف کرتے ہیں ہر وقت اپنا جو اسوقت کے لائق ہو جب صبح صادق طلوع ہوتی ہے چاہئے کہ تجدید کرے شہادت کی اور کہیں اللھم انی اصبحت اشھدک واشھد حملۃ عرشک وملائکتک وانبیائک ورسلک وجمیع خلقک بانک انت اللہ لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک وان محمدا عبدک ورسولک اللھم انی اصبحت لا استطیع دفع ما اکرہ ولا املک نفع ما ارجو واصبح الامر بید غیری واصبحت مرتھنا بعملی فلا فقیر افقر منی

۱۰۵

اللهم لا تشمت بي عدوي ولا تسوء لي صديقي
ولا تجعل مصيبتي في ديني ودنيائي ولا تجعل
الدنيا اكبر همي ولا مبلغ علمي ولا تسلط علي من
لا يرحمني اللهم صل على محمد وعلى آل محمد وسلم
ثم يقول اللهم ما اصبح بي من نعمة او باحد
من خلقك فمنك وحدك لا شريك لك
فلك الحمد ولك الشكر ثلاث مرات ثم يقول
اللهم لك الحمد حمدا دائما مع دوامك ولك الحمد
حمدا خالدا مع خلودك ولك الحمد حمدا لا منتهى
له دون مشيتك ولك الحمد حمدا لا اجزاء لقائله
الا رضاك ولك الحمد طرفة عند كل عين و
نفس كل نفس ولك الحمد حمدا يوافي
العمل ويكافي مزيدك ثم يقولوا سبحان الله
وبحمده عدد خلقه ورضاء نفسه وزنة عرشه
ومداد كلماته ما تيسر وان وجد الفرصة يقولوا
سبحان الله وبحمده اضعاف ما سبح ليسبح
جميع خلقه وكما يحب ربنا ويرضى وكما ينبغي
الكرم وجه ربنا وعز جلاله ولا اله الا الله
اضعاف ما هلل ويهلل جميع خلقه وكما يحب
ربنا ويرضى وكما ينبغي لكرم وجه ربنا وعز جلاله
ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم اضعاف
ما مجده ويمجده جميع خلقه وكما يحب ربنا ويرضى
وكما ينبغي لكرم وجه ربنا وعز جلاله

اللهم لا تشمت بي عدوي ولا تسوء لي صديقي
ولا تجعل مصيبتي في ديني ودنيائي ولا تجعل
الدنيا اكبر همي ولا مبلغ علمي ولا تسلط علي من
لا يرحمني اللهم صل على محمد وعلى آل محمد وسلم
پھر کہے اللهم ما اصبح بي من نعمة او باحد من
من خلقك فمنك وحدك لا شريك لك
فلك الحمد ولك الشكر تین مرتبہ کے بعد کہیں
اللهم لك الحمد حمدا دائما مع دوامك ولك الحمد
حمدا خالدا مع خلودك ولك الحمد حمدا لا منتهى
له دون مشيتك ولك الحمد حمدا لا اجزاء لقائله
الا رضاك ولك الحمد طرفة عند كل عين و
تنفس كل نفس ولك الحمد حمدا يوافي
العمل ويكافي مزيدك پھر کہے سبحان الله
وبحمده عدد خلقه ورضاء نفسه وزنة عرشه
ومداد كلماته جس قدر میسر ہوسکے جو فرصت پائیں کہیں
سبحان الله وبحمده اضعاف ما سبح ليسبح
جميع خلقه وكما يحب ربنا ويرضى وكما ينبغي
لكرم وجه ربنا وعز جلاله ولا اله الا الله
اضعاف ما هلل ويهلل جميع خلقه وكما يحب
ربنا ويرضى وكما ينبغي لكرم وجه ربنا وعز جلاله
ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم اضعاف
ما مجده ويمجده جميع خلقه وكما يحب ربنا ويرضى
وكما ينبغي لكرم وجه ربنا وعز جلاله

له الہی میرے دشمنوں کو مجھ پر خوش نہ کیجو اور میرے دوست کو کبھی کبیدہ نہ کیجو اور مجھے کوئی دین و دنیا کی مصیبت نہ دکھیو اور میرے بڑے
مقصد دنیا نہ کیجو اور نہ میرے مبلغ علم کو اور مجھ پر ایسے کو تسلط نہ کیجو جو مجھ پر رحم نہ کرے الہی محمد و آل محمد پر درود و سلام بھیج ۱۲ الہی مجھ کو نعمت ہے

ہو اور اسکی تمام مخلوقات اور جیسا اسکو دوست ہے اور پسند ہے اور جیسا چاہئے اس کے بزرگ ذات کو اور بزرگ جلال کو اور نہ گناہ سے بچتا ہے اور نہ عبادت کی قوت ہے مگر ساتھ اللہ بلند
عظیم ہی کے ... جو اُسنے بزرگی کی ہو اور اسکی ... بزرگی کرتی ہے تمام مخلوقات اسکی اور جیسے اسے محبوب ہے ... کرم کو اور اُسکے اور راسکے بزرگ جلال کو ۱۲

ثم یصلوا سنۃ صلوۃ الصبح رکعتین یقرء
فی الاولی بعد الفاتحۃ قل یا ایہا الکافرون
و فی الثانیۃ قل ہو اللہ ثم یقولو سبحان
اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم و بحمدہ استغفر
اللہ مائۃ مرۃ او ما تیسر ثم یصلی علی النبی
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ما تیسر ثم یقرء الدعا
الماثور بین السنۃ و الفرض اللہم انی
اسئلک رحمۃ من عندک تھدی بہا
قلبی و تجمع بہا امری و تلم بہا شعثی و
تصلح بہا دینی و تقضی بہا دینی و تحفظ
بہا غایتی و ترفع بہا شاھدی و تبیض
بہا وجہی و تزکی بہا عملی و تلہمنی بہا رشدی
و ترد بہا الفنی و تعصمنی بہا من کل سوء
ذکرہ فی العوارف ثم یصلی الفرض بالجماعۃ
ثم یقرء اوراد التی تتضمن الفوائد الکلیۃ
معروفۃ محفوظۃ للفقراء و یتعلم منہم
ثم یقرء حزب المعہود ثم یشتغل بذکر
لا الہ الا اللہ علی وجہ الذی تلقن و کما
قیل لہ بان حروف الذکر تاخذ بجمع مخارج
الحروف و یقول بہمۃ قویۃ بطا بطا راسہ
الی فوق سرتہ و یخرج لا الہ من ذالک الموضع

پھر پڑھیں دو رکعت سنت نماز صبح کی پہلی
رکعت میں الحمد کے بعد قل یا ایہا الکفرون اور
دوسری میں قل ہو اللہ پھر کہیں سبحان
اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم و بحمدہ استغفر
اللہ ایک سو دفعہ یا جسقدر ہو سکے پھر درود پڑہیں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر جسقدر ہو سکے
پھر پڑہیں دعاء ماثورہ درمیان سنت و فرض کے
اللہم انی اسئلک رحمۃ من عندک تھدی بہا
قلبی و تجمع بہا امری و تلم بہا شعثی و تصلح
بہا دینی و تقضی بہا دینی و تحفظ بہا غایتی
و ترفع بہا شاھدی و تبیض بہا وجہی
و تزکی بہا عملی و تلہمنی بہا رشدی و ترد
بہا الفنی و تعصمنی بہا من کل سوء اسکو عوارف
میں ذکر کیا ہے پھر فرض جماعت سے پڑھے جنمیں
فائدے ہوں کلیہ اور وہ مشہور ہیں اور فقرا کو
یاد ہیں انسے سیکھ لے پھر پڑھے حسب معمول
پھر مشغول ہو لا الہ الا اللہ کے ذکر سے جس طرح تلقین
کیا ہے اور جیسا کہہ دیا ہے اس سے کہ
حروف ذکر کے مخرجوں سے کے نکالے
اور خوب ہمت سے گہے سر کو جھکائے اوپر
ناف کے اور وہاں سے لا الہ نکالے

حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ چشتیہ نظامیہ سلسلہ کے جید بزرگ اور متبحر عالم اور عالی قدر مصنف تھے
سواء السبیل کلیمی معہ ترجمہ اردو آپکی معرکۃ الآراء تصنیف ہے جسمیں ذات و صفات وجود و شہود علم و حقیقت وحی مسئلہ
قدم و حدوث کلام الٰہی وغیرہ مشکل اور دقیق مسائل کو خوبی اور اختصار کیساتھ بیان فرمائے ہیں جو دیکھنے
تعلق رکھتا ہے نیز معترضین کیطرف سے فرضی اعتراضات کرکے نہایت معقول جوابات دیئے ہیں قیمت ایک روپیہ

وهو محل ظهور النفس فاذا قال لا اله الى المنكب الايمن ناظرا بقلبه الى كبرياء الله وعظمته لتصفو النفس ويميل راسه الى الجانب الايسر ويضرب الا الله بالشد القوى على القلب اللحمى الصنوبرى الشكل المودع فى الجانب الايسر تحت الثدى الايسر بجنب عظمة الصدر بحيث تؤثر فى القلب وتصل حرارة نار الذكر الى القلب وتذوب الشحمة التى فوق القلب ولها رائحة مخصوصة حين الاحتراق والذوبان وتتبع تلك النار نور فللذكر نار ونور نار تخلى ونوره يحلى فاذا اثر ناره ونوره فى جو القلب فى الدم الغليظ الذى فى وسط القلب وهو منبع الحيوة الحيوانية ومنه تجرى انهار الدماء فى الشرائين الى الاعضاء تصرف فى البخار اللطيف الذى يركب الدم السارى فى الاعضاء وذلك البخار هو الروح الحيوانى وهو النفس الانسانية التى هى مركب الروح الانسانى فاذا تصرف الذكر فى ذلك البخار فقد تصرف فى النفس والنفس سارية فى جميع البدن

وصیت نامہ مشرح حضرت شاہ صاحب کی تصنیف ہے مسلمانوں کے لائق عمل وصیتیں اور اسیر قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی مالابد منہ شرح قیمت ۱۲

اور وہی جگہ ہے ظہور نفس کی کھینچکر لائے لاالہ کو دائیں مونڈھے تک نظر کرتا ہوا دل سے اللہ کی کبر و عظمت کو تاکہ صاف ہووے نفس اور میل دے سر کو بائیں طرف اور الا اللہ کی ضرب خوب شدت سے قلب لحمی صنوبری پر کہ بائیں طرف بائیں پستان کے نیچے سینے کے برابر ہے لگائے ایسی حیثیت سے کہ قلب میں اثر ہو اور ذکر کے آگ کی حرارت قلب کو پہنچے اور پگھل جائے چربی جو دل پر ہے اور اُس کی ایک خاص بو ہے جلنے کے وقت اور پگھلنے کے وقت اور اس آگ کے پیچھے نور ہے تو ذکر کے لئے نار بھی ہے نور بھی ہے اُسکی نار خالی کر دیتی ہے اور اس کا نور آراستہ کر دیتا ہے تو جب اثر ہوتا ہے نار اور نور کا قلب کے درمیان بیچ گاڑھے خون کے جو وسط قلب میں ہے اور وہ منبع ہے حیات حیوانیہ کا اور وہیں سے جاری ہیں نہریں خون کی شرائین میں سب اعضا کی طرف تو وہ نار تصرف کرتی ہے بخار لطیف میں جو مرکب کرتا ہے خون سرایت کرنیوالے کو اعضا میں اور وہ بخار ہے روح حیوانی ہے اور وہی نفس انسانیہ ہے جو مرکب ہے روح انسانی کا یعنی جس وقت تصرف کیا ذکر نے اُس بخار میں تو بیشک تصرف کیا نفس میں اور سارے بدن میں سرایت کئے ہوئے ہے

فیتحلل اعضاء البدن بتاثیر الذکر
وتتاثر النفس بنار الذکر و نورہ وکما
قلنا ان نارہ تخلی و نورہ تحلی
بتبدل ظلمات النفس بالانوار فتزول
عنہا الاخلاق المذموم وتحلی
بالاخلاق المحمودۃ فیتخلص القلب
من ظلمات النفس و یزداد القلب
نورا علی نور فیستعد بفیضان
انوار صفات الرب تعالی
وعلی قدر الملازمۃ تظہر
النتیجۃ و سیجئ مزید بیان الذکر
وانوارہ واحوال تقلبات القلب
واثار تغیراتہ ان شاء اللہ تعالی
وینبغی ان یحضر النفس علی
القلب ویجعل ہاء الا اللہ دائرۃ
یطبقہا علی دائرۃ القلب بالقوۃ
ویکون جانب الاثبات اکثر ملاحظۃ
من جانب النفی وینوی المبتدی بکلمۃ
لا الہ الا اللہ لا معبود غیر اللہ
والمتوسط ینوی لا مطلوب ولا مراد
او لا مقصود الا اللہ واذا وجد فی
القلب محبۃ مخلوق ممن لیس واسطۃ
بینہ و بین اللہ تعالی ینوی لا محبوب
الا اللہ وینبغی ان یکون صادقا
فی المعانی الثلاثۃ فی النفی والاثبات

پس تحلیل ہوتے ہیں اعضاء بدن
کے ذکر کی تاثیر سے اور نفس متاثر ہوتا ہے
نار ذکر سے اور نور ذکر سے اور جیسا ہم نے
کہا ہے کہ اس کی نار خالی کرتی ہے اور اس
کا نور آراستہ کرتا ہے بدل جاتی ہیں نفس
کی ظلمتیں انوار سے اور بری عادتیں زائل
ہو جاتی ہیں اور آراستہ ہو جاتا ہے اچھے
اخلاق سے تو خلاص ہو جاتا ہے قلب ظلمات
نفس سے اور زیادہ ہوتا ہے قلب کا نور علی نور
پس مستعد ہو جاتا ہے فیضان انوار کا صفات
الہی کے اور بمقدار ملازمت کے نتیجہ ظاہر ہوتا
ہے اور قریب آئیگا زیادہ بیان ذکر کا اور
اس کے انوار اور احوال تقلبات اور تغیرات
کا انشاء اللہ تعالی اور چاہیئے کہ حاضر کرے نفس
یعنی دم کو اوپر قلب کے اور الا اللہ کے ہا کو
ایک ایسا دائرہ کرے کہ قلب کے دائرہ پر پورا
ہو جائے قوت سے اور اثبات کی جانب
ملاحظہ زیادہ نفی کی جانب کے ملاحظہ سے
اور نیت کرے مبتدی کلمہ لا الہ الا اللہ سے
لا معبود غیر اللہ اور متوسط نیت کرے
لا مطلوب یا لا مراد یا لا مقصود الا اللہ اور
جس وقت اپنے دل میں مخلوق کی محبت پائے
جو اللہ اور اسکے درمیان واسطہ نہ ہو تو
نیت کرے لا محبوب الا اللہ اور چاہیئے کہ سچا
ہو تینوں معنی میں میچ نفی اور اثبات کے

تخلص همته نفسه من المتعلقات
بالكائنات والميل الى المشتبهات و
المستلذات التي هي المعبودات الباطلة
ومن الميل الى الكشوفات الكونية والكرامات
العيانية فلا طائل تحتها ويطلب الحق
وحده وينزه طلبه من المزج بهوى
النفس فان الميل الى الكشوفات الكونية
والكرامات من جملة هوس النفس
وهواها ومن التفت اليها وكان مقصد
ومطمح نظره في ذكره تلك فهو مدرج
فيما بين الممكورين بل ان وقعت بلا طلب
يخاف عليه من الاستدراج قال بعض
الكبار اذا دخل شخص سالك في بستان
وقال طيور اشجار ذلك البستان بالسنتهم
السلام عليك يا ولي الله فان لم يفطن
انه مكر به فقد مكر به وهو لم يشعر
وجميع المرشدين نفروا المريدين من
الميل الى الكرامات العيانية وقالوا انها
حيض الرجال ثم اذا تنور القلب بانوار
الوحدانية المودعة في ملازمة ذكر لا اله
الا الله وانعكست تلك الانوار على صفحات
الكائنات من جميع الاقطار يرى الذاكر ان
هذه الوجودات ما كانت حقيقة وانما
هي مجازية ممكنة غير واجبة ويشاهد
الوجود الحق الواجب الازلي الابدي

خالص کرے اپنی ہمت سے اپنے نفس کو متعلقات
دنیا سے اور مشتبہات اور مستلذات سے بچے
کہ یہی ہیں معبود باطل اور رغبت نہ کرے کشف
وکرامات کی طرف حق کو طلب کرے تنہا اور
پاک کرے طلب کو ہوائے نفس سے کیونکہ
کشف وکرامات بھی نفس کی ہوا وخواہش
کی قسم سے ہیں اور جسنے انکی طرف التفات
کیا اور اسکو مدنظر ذکر میں اور اسکا مقصد ذکر
سے بھی ہو تو وہ ممکورین میں درج ہی بلکہ اگر واقع
ہو بلا طلب اسکے تو اس پر استدراج کا خوف
ہے بعضے بزرگوں نے کہا ہے کہ سالک جب
باغ میں جائے اور درختوں کے پرندے اس
باغ میں اپنی زبان میں کہیں سلام علیک یا ولی
اللہ تو وہ اگر نہ جانے کہ یہ مکر ہے تو تحقیق اسکے
ساتھ مکر ہے اور اسے شعور نہیں اور سب مرشد
مریدوں کو نفرت دلاتے رہے ہیں کرامات
عیانیہ کی رغبت سے اور کہا ہے کہ کرامات مردوں
کا حیض ہے پھر جب منور ہو جاتا ہے قلب انوار
وحدانیت سے جو امانت ہے ملازمت ذکر میں
لا الہ الا اللہ کے اور منعکس ہوتے ہیں
انوار مخلوقات پر سب طرف سے تو دیکھتا
ہے ذاکر کہ وجودات جو یہ ہیں ان کی
حقیقت نہیں یہ سب مجازیہ ممکنہ غیر
واجبہ ہیں اور مشاہدہ کرتا ہے وجود حق
کا جو واجب ازلی ابدی ہے۔ تو

ثم به يقول لا اله الا الله وينوى لا
موجود الا الله اى الوجود الحقيقى لا يزال
يكرر لا اله الا الله بهذا المعنى حتى يضمحل
جميع ظلمات الكائنات فى نظر شهوده و
يظهر نور التوحيد وههنا مزال الاقدام
تتبين من بعد ان شاء الله تعالى وبعض
الذاكرين فهموا من قول المشائخ بحصر النفس على
القلب لوصول حرارة النفس الى القلب
ان لا يتنفس الذاكر ويضبط نفسه حتى بعضهم
يعدون ملك الانفاس كم انضبطت فقد توهموا
ذالك وليس المراد من حصر النفس ما توهموا من
ذالك صفة الهنود من الجوكية المرتاضين ولهم
فيها مقاصد دنيوية فيحترز السالك من
ذالك فى يفعل بما قلنا ويخلى النفس يروح ويجئ
بلا اعتداد بهم المبتدى لا يقدر على ملاحظة
معنى الاحسان مع ملاحظة معنى الذكر مجتمع
بالبال ولا معنى الذكر ويكرر على قلبه مرارا
حتى اذا اثر معنى الذكر فى القلب ثم
ملاحظة معنى الاحسان بذكره
كانه يراه ثم اذا برق بارق
من سحاب الكرم ولمع من ضياء شمس الغيب

اِس حال میں کہے لا الہ الا اللہ اور نیت
کرے لا موجود الا اللہ یعنے وجود حقیقی
ہمیشہ تکرار کرے لا الہ الا اللہ کی اسی معنے
سے یہانتک کہ مضمحل ہوجائے ظلمات
کائنات کی اُسکی نظر شہود میں اور ظاہر
ہو نور توحید کا اور یہاں پاؤں پھسلنے
کی جاہے سو انشاء اللہ بعد میں بیان
ہوگی اور بعض ذاکرین یہ سمجھے ہیں مشائخ
کے اِس قول سے کہ حصر نفس کرے
قلب پر واسطے وصول حرارت نفس کے
قلب کی طرف کہ ذاکر سانس نہ لے اور
سانس کو ضبط کرے یہانتک کہ بعضے
گنتے ہیں کہ سانس کتنے ضبط ہوئے سو یہ
انکو وہم ہوا ہے حصر نفس سے یہ مراد نہیں
جو انکو وہم ہوا بلکہ یہ تو ہنود کے جوگیوں کا
کام ہے جو ریاضت کرتے ہیں انکو اس میں دنیا کے
مقصد ہیں۔ سالک کو چاہئے اس سے احتراز
کرے اور وہی کرے جو ہم نے کہا ہے اور سانس
کو چھوڑ دے راحت میں اور شمار نہ کرے پھر مبتدی
قدرت نہیں رکھتا کہ ملاحظہ کرے معنی احسان کیساتھ
ملاحظہ معنے ذکر کے بلکہ خیال کرے دل میں اول
معنے ذکر کے اور اُسے بار بار دل میں گذارے یہانتک
کہ جب اثر کر جاوے معنے ذکر کے قلب میں تو اسوقت
ملاحظہ کرے معنی احسان ذکر کے کانہ یراہ پھر جب
چمکے بجلی ابر کرم سے اور آفتاب غیب کی شعاعیں

بتوجہ بسرہ للمشاهدة من غير
تحديق النظر اليہ بل بطرق
اجلالا و تعظيما ونعم ما قال
بعض المشاهدين اشتياق
فاذا بدا طرقت جذلہ من اجلالہ
تذكرہ فی ذلك الوقت المشاهدة و
قد قال سبحانہ اذا رأيتنی فلا تذكرنی
واذا لم ترنی فلا تفارق اسمی ولم يكن هذا
المقام مقام بسط هذه المعنى وكانت
موعودة لما يجئ بعد ان شاء الله تعالى فی لكن
الكلام يجر الكلام ثم اذا ذكر ذكرا كثيرا وارتفعت
الشمس قدر رمح او رمحين وحصل لہ الكلال
يترك الذكر فيراقب المذكور ويلاحظ
اولا نظرہ تعالى اليہ عن جميع جوانب ذرات
وجودہ ويجعل ذاتہ محاطا بنظرہ تعالى
فانہ فی الجهة والله سبحانہ منزہ عن
الجهة فلا يمكن لہ ان يتوجہ الى جهة
ما ولكن اذا لاحظ نظرہ تعالى اليہ
عن جميع جوانبہ يصغر وجودہ
وكلما يصغر وجودہ يبتغی ذلك
النظر وهو يفر الى جوانبہ حتى لا يبقى
لہ مفر و ان الى ربك يومئذ المستقر
ثم اذا ارتفعت الجسمية فی تلاشت
الجهات فيلاحظ قرة العين
فی تفضیل الشیخین شاہ صاحب کی فضائل شیخین میں بےنظیر کتاب ہے

اُسوقت متوجہ ہو اپنی سر سے واسطے
مشاہدہ کے سوا خوب طرح دیکھنے کے بلکہ
سر جھکا دے واسطے بزرگی اور تعظیم کے اور
کیا خوب کہا ہے بعضے مشاہدہ کرنیوالوں نے
کہ میں اُن کا مشتاق تھا جب وہ ظاہر ہوا
میں نے سر جھکا لیا اُسکے جلال سے اُسکی تعظیم کے
واسطے اور تحقیق کہا ہے اللہ تعالیٰ نے
جب تو مجھے دیکھے تو مرا ذکر نہ کر اور جب نہ دیکھے
تو میرے نام سے جدا نہ ہو اور یہ مقام ان باتوں
کے ذکر کا نہ تھا اُنکا تو وعدہ ہی کر گئے بیان
کرنیکا ہے انشاء اللہ تعالیٰ لیکن بات میں بات نکل آتی
ہے پھر جب اُسنے ذکر بہت کیا اور آفتاب بلند ہوا قدر
ایک نیزہ کے یا دو نیزہ کے اور اسکو ماندگی ہوئی
تو ترک کرے ذکر کو اور مراقبہ کرے مذکور کا اور ملاحظہ کرے
پہلے اللہ تعالیٰ کی نظر اپنی طرف اپنے وجود ذرہ ذرہ کے
کیطرف اور اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کی نظر میں احاطہ کئے
ہوئے جانے کیونکہ یہ جہت میں ہے اور اللہ تعالیٰ جہت سے منزہ
ہے تو ممکن نہیں متوجہ ہو کسیطرف لیکن جب ملاحظہ کرے گا
نظر اللہ تعالیٰ کی اسکی طرف سب جانب سے صغیر معلوم ہوگا
وجود اپنا اور جب صغیر معلوم ہوا اپنا وجود پیچھے ہوگی
اُسکی وہ نظر اور وہ بھاگے گا اسکے وجود کیطرف یہاں
تک کہ اسکے واسطے باقی نہیں ہے کا کوئی ٹھکانا بھاگنے کا
وان الی ربک یومئذ المستقر پھر جب
اُٹھ جائیں گے جسمیت اور نابود و نیست
ہو جائیں گے جہتیں تو ملاحظہ کرے گا۔

قرب الصفات ولا یحتاج الی التکلفات
فعوالم الارواح منزہ عن الجہات
فیدرک قربہ تعالی بالمعنی والصفۃ
ثم یترقی الی ما فوق ذلک ثم اذا تحرک
الخواطر یدعوا ھذہ الدعاء
اللھم انی اعوذبک من تفرقۃ القلب
اللھم اجعلنی فارغ القلب مجموع اللھم
بحیث لا یخطر فی قلبی سواک یحفظ
منھم ثم یصلی رکعتی الاشراق یقرء فی
الاولی بعد الفاتحۃ اللہ نور السموات والارض
الی بکل شئ علیم وفی الثانیۃ اذن اللہ
ان ترفع الی بغیر حساب ثم یذکر مرات
ویدعو ثم یشتغل بقرءۃ القرآن بالتامل
والاتعاظ والترتیل والاحتفاظ کانہ یقرأ
علی اللہ وکان اللہ تکلم مع حاضر القلب
داعیا مصفیا متادبا متخشعا ویقرأ مقدار
حزب او حزبین ولا یکون فی قید الاکثار
بل فی قید الاتعاظ والاعتبار فرب قاری
القرآن والقرآن یلعنہ لانہ لا یصحح
الحروف ولا یراعی الوقوف ولا یتعظ بمواعظ
ولا یتفکر فی امثالہ ومزاجرہ

حیات باقیہ اردو۔ ہندوستان میں نقشبندیہ خاندان کے
سرتاج بزرگ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی
پاک زندگی کے صحیح اور تاریخی واقعات اور اخلاقی حالات
اختصار کیساتھ قلمبند کئے گئے ہیں قیمت آٹھ آنے

قرب صفات کو اور نہ تکلفات کی کچھ حاجت نہیں
رہنے کی اور عالم ارواح منزہ ہیں جہتوں سے
تو ادراک کریگا قرب اللہ تعالیٰ کا ساتھ معنے
اور صفت کے پھر ترقی کریگا اس کے فوق کی
طرف پھر جب حرکت کرینگے خطرے یہ دعا پڑھے
اللھم انی اعوذبک من تفرقۃ القلب اللھم
اجعلنی فارغ القلب مجموع اللھم بحیث
لا یخطر فی قلبی سواک پھر پڑھے نماز
اشراق دو رکعت پہلی میں الحمد کے بعد
اللہ نور السموات والارض بکل شئ علیم
تک دوسری میں اذن اللہ ان ترفع لغیر
حساب تک پھر کئی دفعہ ذکر کرے اور دعا مانگے
پھر مشغول ہو تلاوت قرآن شریف سے فکر
کے ساتھ اور نصیحت ماننے کے ساتھ اور
ترتیل کیساتھ اور حفاظت وادب کے ساتھ
اس طور کہ گویا اللہ تعالیٰ کے آگے پڑھ
رہا ہوں اللہ سن رہا ہے قلب کو حاضر کرکے
دعا کرتا ہوا اور صفا حال اور ادب کرتا ہوا اور
خشوع کرتا ہوا اور پڑھے مقدار ایک سیارہ
یا دو سیارہ کے اور بہت سا پڑھنے کا خیال نہ
کرے بلکہ نصیحت وعبرت کا خیال رکھے کیونکہ بہت
قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ وہ قرآن پڑھتے
ہیں اور قرآن انکو لعنت کرتا ہے اسلئے کہ وہ حروف
صحیح نہیں کرتے اور نہ وقفوں کی رعایت کرتے ہیں اور نہ
عبرت پکڑتے ہیں اور نہ اسکی مثلوں میں اور نہ زجروں

ثم اذا فرغ من التلاوة يصلي صلوة الضحى ركعتين او اربعا يقرأ فيها بعد الفاتحة والضحى والم نشرح وفي الاربع اياهما والسورتين قبلهما والشمس والليل ويقتصر على هذا المقدار ثم اذا كان محتاجا اليه لتعليم يخلص لنية ويخلص من شوائب النفس ويعلم الله من العلوم التي تقدم ذكرها ثم اذا كان محتاجا اليه وان كان ذكيا قابلا لاستخراج من الكتاب والسنة من الاصطلاحات ايضا قدر ما يحتاج اليه لا الفضول ولا الزوائد مما يفتخر به على القرآن ويتقرب به الى السلطان نعوذ بالله من الخذلان في الخسران ثم قال فاذا فرغ من الاكل بالنية التي تقدمت وبالوصف الذي ذكر وراعى الادب كما ذكرنا ينام قيلولة عونا على قيام الليل فاذا استيقظ قام وتوضأ وصلى ركعتين شكر الله تعالى ويشتغل بالذكر الى ان تزول الشمس فاذا زالت يصلي اربع ركعات تطوعا بسلام واحد شافعيا كان او حنفيا كذا صلى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقرأ فيهما بعد الفاتحة ما تيسر له حزبا او اكثر او اقل وان لم يحفظ القرآن يقرأ في كل ركعة ثلاث مرات آية الكرسي ثم يصلي

پھر جب تلاوت سے فارغ ہو نماز چاشت پڑھے دو یا چار رکعتین انہیں الحمد کے بعد والضحی والم نشرح پڑھے۔ اور جو چار پڑھے تو اور دو سورتیں جو اُنسے پہلے ہیں والشمس اور واللیل پڑھے۔ الحمد کے بعد اور اسقدر پربس کرے جو لوگ اُس سے حاجت رکھتے ہوں علم پڑھنے کی نیت خالص کریں اور نفس کی آسودگیوں سے پاک ہوں اور اللہ کیواسطے پڑھاوے وہ علم جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور جو ہوذکی قابل کہ قرآن و حدیث سے اصطلاحیں نکالے تو جسقدر کی حاجت ہو اور فضول اور زوائد نہ ہو۔ کہ اپنے ہمسروں پر فخر کرے اور اُس سے بادشاہ کا تقرب حاصل کرے نعوذ باللہ من الخذلان و الخسران پھر کہا ہے کہ جب فارغ ہو کھانے سے اُس نیت سے اور اُس وصف سے جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے تو سو رہے قیلولہ کرے کہ رات کو جاگنے میں مدد ملے پھر جب جاگے اُٹھے تو وضو کرے اور دو رکعتین شکر اللہ کی پڑھے۔ اور ذکر سے مشغول ہو یہاں تک کہ آفتاب کو زوال ہو پھر جب آفتاب زائل ہو چار رکعتیں نفل ایک سلام سے پڑھے خواہ شافعی مذہب ہو خواہ حنفی ہو اس طور سے پڑھی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن میں پڑھے۔ بعد فاتحہ کے جسقدر ہو سکے ایک سیپارہ یا زیادہ یا کم اور جو قرآن حفظ نہ ہو تو ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد تین دفعہ آیۃ الکرسی پھر پڑھے

مخصوص صوفی دستوروں کے اعمال نوافل

سالکین کیلئے دیگر ۱۴ معمولات

سنۃ الظہر اربعا ثم یصلی الفرض بالجماعۃ ثم یصلی السنۃ رکعتین ثم یصلی رکعتین اخرین ثم اذا کان لہ ھم معیشتی او مطالعۃ او کتابۃ یشتغل بہ الی العصر ثم یصلی سنۃ العصر اربع رکعات ثم یصلی الفرض مع الجماعۃ ثم یقرأ الحزب المعھود من الاذکار ثم یشتغل بذکر لا الہ الا اللہ کما ذکرنا الی وقت الغروب وان فرغ والشمس بعدھا غیر تنشغل بالتسبیح والاستغفار ثم یصلی المغرب بالجماعۃ ویصلی رکعتی السنۃ ثم یصلی رکعتین لبقاء الایمان یقرأ فی کل منھما بعد الفاتحۃ اٰیۃ الکرسی مرۃ وقل ھو اللہ احد والمعوذتین کل واحدۃ مرۃ ثم اذ سلم یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم عشر مرات ثم یدعوا بھذا الدعاء ثلث مرات اللھم انی استودعک دینی فاحفظہ علی فی حیاتی وعند وفاتی وبعد مماتی لیثبتہ اللہ تعالی علی الایمان ویامنہ من الفزع والخذلان کذا افادنا شیخنا قدس اللہ سرہ ثم اذ کان طالب العلم یشتغل فیما بین العشائین بالمطالعۃ او التکرار ولا یتکلم فی ھذا الوقت فان الکلام فیہ یکدر القلب ویذھب بنضارۃ الوقت

چار سنت ظہر کی۔ پھر فرض جماعت کیساتھ پھر دو رکعتین سنت پڑھے۔ پھر دو رکعتین نفل پڑھے۔ پھر جو اس کو کاروبار معاش کا ہو یا مطالعہ کتاب کا ہو۔ یا کتابت کرنی ہو اس سے مشغول ہو عصر کی نماز تک۔ پھر چار سنتیں عصر کی پڑھے۔ پھر فرض پڑھے جماعت سے۔ پھر اپنا وظیفہ معمولی اذکار میں سے پڑھے پھر مشغول ہو ذکر لا الہ الا اللہ سے جیسے ہم ذکر کر چکے ہیں غروب آفتاب تک اور جو پہلے فارغ ہو جاوے تو مشغول ہو تسبیح و استغفار سے پھر مغرب کی نماز پڑھے پھر دو سنتیں پڑھے پھر دو رکعتیں بقاء ایمان کیواسطے پڑھے انمیں الحمد کے بعد آیۃ الکرسی ایک ایک دفعہ دونوں میں اور قل ھو اللہ احد اور معوذتین بھی ایک ایک دفعہ دونوں رکعتوں میں پھر سلام پھیر کر دس بار درود شریف پھر تین بار یہ دعا مانگے اللھم انی استودعک دینی فاحفظہ علی فی حیاتی وعند وفاتی وبعد مماتی۔ تاکہ ثابت رکھے اسکے تئیں اللہ تعالی اوپر ایمان کے اور امن میں رکھے جانکنی اور عذاب و رسوائی سے ایسا ہی افادہ فرمایا ہے ہمکو ہمارے پیر قدس اللہ سرہ نے پھر جبکہ طالب علم ہو تو مطالعہ میں مشغول ہو مغرب سے عشاء تک یا تکرار علم میں اور کلام نہ کرے اسوقت میں کہ اسوقت میں بات کرنے سے قلب مکدر ہوتا ہے اور ترو تازگی وقت کی جاتی رہتی ہے

اے اللہ میں امانت رکھتا ہوں تیرے پاس اپنے دین کو تیں حفاظت کر تو اس کی زندگی میں اور وقت مرنے کے اور بعد مرنے کے۔ ۱۲

فلا یصفو الی آخر اللیل وکذا فیما بعد العشاء الآخرۃ لا یتکلم البتۃ الا اذا عرض عارض شرعی فذالک لا یضرہ اذا کان یقتصر علی قدر الحاجۃ وان لم یکن طالب العلم فالاولی لہ الاشتغال بذکر لا الٰہ الا اللہ علی الوصف الذی تعلم فان الذکر فی ھذا الوقت یصفی قلبہ عما طرء علیہ من امور الطبیعۃ فی النہار فلیتہیأ بالصفاء للحضور فی ما یعمل باللیل ثم یصلی سنۃ العشاء اربعا ثم یصلی الفرض بالجماعۃ ثم یصلی اربعا السنۃ وان شاء رکعتین ثم اعاد الی منزلہ یصلی اربع رکعات بسلام واحد یقرء بعد الفاتحۃ فی الاولی آیۃ الکرسی فی الثانیۃ آمن الرسول الی آخرہ فی الثالثۃ اول سورۃ الحدید الی علیم بذات الصدور فی الرابعۃ آخر سورۃ الحشر من لو انزلنا ثم یشتغل بالذکر ویراعی الوظیفۃ علی ما شاھد اعنی یقرأ سورۃ الفاتحۃ ثلاث مرات ثم یشتغل بالذکر مع الفقراء ان کانوا والا وحدہ ثم اذا وجد قلبہ الحظ و مل النفس یراقب المذکور ثم اذا تحرکت الخواطر یدعو الدعاء المذکور ویشتغل بالصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مائۃ مرۃ ثم یصلی

تو صاف نہیں ہوتا۔ قلب آخر شب تک اور اسی طرح نماز عشا کے بعد بھی نہ باتیں کرے مگر شرعی عارضے سے کیونکہ اس سے نقصان نہیں اگر بقدر حاجت ہو اور جو طالب العلم نہو تو اس کو بھی اولا ہے کہ لا الہ الا اللہ کے ذکر میں مشغول ہو اسی طور سے جو سیکھا ہے کیونکہ اسوقت ذکر قلب کو صاف کرتا ہے امور طبیعہ سے جو دن میں گذرے ہیں۔ تو آمادہ ہو جائے صفا کیننا واسطے حضور کے جو عمل شبکو کریگا۔ پھر چار سنتیں عشا کی پڑھے پھر جماعت سے فرض پڑھے۔ پھر چار سنتیں اور چاہے دو سنتیں پھر جب اپنے مکان کو پھر کر آئے چار رکعت پڑھے ایک سلام سے الحمد کے بعد پہلی میں آیۃ الکرسی اور دوسری میں آمن الرسول آخر سورۃ تک اور تیسری میں اول سورہ حدید سے علیم بذات الصدور تک اور چوتھی میں آخر سورہ حشر کا لو انزلنا سے پھر ذکر سے مشغول ہو اور رعایت رکھے وظیفہ کی جیسا مشاہدہ کیا ہے۔ یعنی سورہ فاتحہ تین بار پڑھے پھر ذکر سے مشغول ہو ساتھ فقرا کے جو ہوں نہیں تو اکیلا ذکر کرے پھر جس وقت اُسکا قلب حظ پائے اور نفس ملول ہو مراقبہ مذکور کرے پھر جب خطرے حرکت کریں تو وہی دعا پڑھے جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اور ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پھر درود شریف پڑھے۔

علی جبرئیل ومیکائیل واسرافیل
وعزرائیل وحملۃ العرش والملائکۃ
المقربین وعلی جمیع الانبیاء و
المرسلین ثلث مرات علی ما رأی
فی مجالس الفقراء ثم یستغفر اللہ سبعین
مرۃ یلاحظ فی الاستغفار فتراتہ وغفلاتہ
الیومیۃ والسابقۃ ثم یدعو ویقرأ شیئا
من القرآن بوالدیہ ثم لشیخہ والاستاذ
ثم لاصحابہ واخوانہ وبروح ارواح المؤمنین
والمؤمنات تکبیرا ثم یصلی علی النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی
ما یری من الفقراء ثم اذا کان طالب العلم
وکان الفضل شیئا یشتغل بالمطالعۃ
الی غلبۃ النوم وان کان سالکا یشتغل
بذکر لا الہ الا اللہ الی غلبۃ النوم فاذا
غلبت النوم لا یدفعہ الآن لانہ یضرہ
فی تہجدہ ینام بنیۃ العون علی العبادۃ
والابقاء الحق النفس حاضر القلب ناظرا
الی نظر اللہ تعالی الیہ مستحییا منہ
ان یمد رجلیہ بین یدیہ عاجلا
نفسہ کانہا تموت مسلما روحہ الی
اللہ تعالی ممتثلا امرہ تعالی قم
اللیل الا قلیلا ویقرأ آیۃ الکرسی و
آمن الرسول واخر سورۃ الکہف من ان
الذین آمنوا وعملوا الصالحات

جبرئیل ومیکائیل واسرافیل وعزرائیل حاملین
عرش اور ملائکہ مقربین اور تمام انبیاء مرسلین
پر تین مرتبہ جیسا دیکھا ہے مجلسوں میں فقرا
کے پھر ستر دفعہ استغفار پڑھے اور خیال کرے
اپنی سستی اور غفلت روز کی یا پہلے پھر دعا
مانگے اور کچھ پڑھے قرآن شریف میں سے
والدین اور پیر واستاد اور اپنے یاروں اور
بھائیوں کے واسطے اور سب مومنین اور
مومنات کی روح کو بخشے ثواب تکبیر اور درود
شریف پڑھے جیسے دیکھا ہے فقراء سے پھر
طالب علم نیند کے غلبہ تک مطالعہ کرے اور
سالک ہو تو ذکر لا الہ الا اللہ سے مشغول ہو
نیند کے غلبہ تک اور جب نیند غلبہ کرے تو
تو اسکو دفع نہ کرے نہیں تو تہجد کو ضرر کریگی
سو رہے نیت کرکے عبادت پر مدد کی اور نفس کے
حق ادا کرنے کی حاضر ہو دل سے اور اللہ
تعالی کے نظر کرنے کو دیکھتا ہو اور اس سے
شرماتا ہو کہ اس کے سامنے پاؤں پھیلاتا ہے
ایسی صورت سے جیسے مرتا ہے اور روح
کو اللہ کو سونپتا ہے اسکا حکم بجا لاتا ہے کہ
قم اللیل الا قلیلا اور پڑھے آیۃ الکرسی
اور آمن الرسول اور آخر سورہ کہف ان
الذین آمنوا وعملوا الصالحات سے

[و] یشہد ویقول باسمك اللہم وضعت جنبی وبك ارفعہ اللہم قنی عذابك یوم تجمع عبادك ویکون فی ہمتہ ان یقوم فیقول اللہم ایقظنی فی احب الاوقات الیك واشغلنی بطاعتك فیہ فاذا نبہہ اللہ تعالیٰ ینبغی ان یقوم ویذکر اللہ تعالیٰ ویقول الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا ورد الینا ارواحنا والیہ البعث والنشور ویسبح اللہ تعالیٰ ویستغفرہ ویتوضأ ویصلی رکعتین ثم ینظر الوقت فان کان یعین یری فضل اللہ تعالیٰ ومنتہ علیہ ان یقظہ فی وقت یقدر علی استیفاء حق التہجد فلیبتدئ بالتہجد یصلی رکعتین [ب]آیۃ الکرسی وآمن الرسول ثم یسبح مرارا ویذکر مرارا ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم یصلی رکعتین طویلتین یقرء فیہما سورتی السجدۃ والدخان ثم یصلی اخریین بسورۃ یٰس وانا فتحنا وسورۃ الزمر او سورۃ الحدید او ای سورۃ شاء ثم یصلی اخریین بسورۃ الملك والمزمل ثم یصلی اخریین بسورۃ طٰہٰ تماما او بعضا ثم یوتر بسبح اسم وقل یا ایہا الکفرون وقل ہو اللہ احد ویجمع فی دعاء القنوت بین قول الحنفیۃ والشافعیۃ ثم یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم یشتغل بالذکر علی ما تعلم الی السحر الاولی

اور کلمہ شہادت پڑھے اور کہے باسمك اللہم وضعت جنبی وبك ارفعہ اللہم قنی عذابك یوم تجمع عبادك اور اس کے ارادہ میں ہو کہ اٹھیگا اور کہے گا اللہم ایقظنی فی احب الاوقات الیك واشغلنی بطاعتك فیہ پھر جب اسکو بیدار کردے اللہ تعالیٰ تو چاہیئے کھڑا ہو جائے اور اللہ کا ذکر کرے اور کہے الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا ورد الینا ارواحنا والیہ البعث والنشور اور سبحان اللہ کہے اور استغفار پڑھے۔ اور وضو کرے اور دو رکعتیں پڑھے پھر وقت پر نظر کرے اگر ایسا وقت ہے کہ تہجد ادا کر سکتا ہے تو شروع کرے تہجد دو رکعتیں پڑھے آیۃ الکرسی اور آمن الرسول کے ساتھ پھر سبحان اللہ کہے کتنی دفعہ اور ذکر کرے کتنی بار اور درود شریف پڑھے پھر دو رکعتیں پڑھے بڑی دونوں میں سورہ سجدہ اور سورہ دخان پڑھے پھر دو اور پڑھے سورہ یٰس اور انا فتحنا اور سورہ زمر یا سورہ حدید یا جونسی سورۃ چاہے پھر اور دو رکعتیں پڑھے سورہ ملک اور سورہ مزمل پھر دو اور رکعتیں سورہ طٰہٰ تمام یا کسی قدر پھر وتر پڑھے سبح اسم اور قل یا ایہا الکفرون وقل ہو اللہ اور جمع کرے دعا قنوت میں حنفیہ وشافعیہ کا قول پھر درود شریف پڑھے پھر ذکر سے مشغول ہو جو جانتا ہے اول سحر تک

ربّ الٰہی تیرے نام سے میں اپنا [پہلو] رکھتا ہوں اور تیرے ہی [نام] سے اٹھاؤں گا اور بچا مجھکو عذاب سے اپنے اس دن کہ تو جمع کرے [گا] بندوں کو ۱۲

الٰہی بیدار کر مجھکو اچھے وقت میں اور مشغول کر مجھکو عبادت میں اس وقت ۱۲

شکر ہے اُس اللہ کا جس نے زندہ کیا ہمارے تئیں مرے پیچھے اور پھیر دی ہماری روحیں اور اسی کی طرف ہے بعث اور نشور

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

وهو السدس الباقي من الليل ثم يستغفر
الله لنفسه ولوالديه ولجميع المؤمنين و
المؤمنات والمسلمين والمسلمات والاحياء
منهم والاموات فيكون موديا بهذا
الاستغفار جميع حقوق المؤمنين و
المؤمنات ثم اذا قرب الصبح يدعو بدعوات
يليق باصحاب المحبة وارباب الهمم
العلية فان ذلك الوقت وقت خاص
يستجاب فيه الدعوات فيدعو بما يلهمه
الله تعالى بمقتضى مقامه ويحترز طالب
الحق في الادعية عن الطلبات الدنيئة
جد والدعاء لامتثال امره اذ قال ادعوني
استجب لكم وللتمكن واظهار الذلة و
الافتقار اذ قال بمقتضى كرمه وجوده
على لسان نبيه صلى الله عليه وآله وسلم
من لم يسأل الله من فضله غضب
عليه والا فكرمه ولطفه كاف وجوده
وغناه واف وجدنا ولم نك شيئا
واسبغ علينا نعمه ظاهرة و
باطنة من غير استحقاق ولا سابقة
خدمة وطاعة فهو الان يمن
علينا وفي الاتي يمن علينا ان شاء الله
تعالى بفضله وكرمه ولكن

اور وہ چھٹا حصہ شب کا باقی ہے مغفرت
چاہے اللہ سے اپنے لئے اور اپنے والدین
اور جمیع مومنین و مومنات کے اور مسلمین و
مسلمات زندہ اور اموات کیواسطے تو ادا
ہوجاتے ہیں اس استغفار سے جمیع حقوق مومنین
و مومنات کے پھر جب صبح قریب ہو تو دعائے
ایسی جو لائق ہو اصحاب محبت اور عالی
ہمتوں کے کیونکہ یہ وقت وقت خاص دعا
کے قبول کا ہوتا ہے۔ تو دعا کرے وہ جو اللہ
کی طرف سے الہام ہو موافق اپنے مقام
کے اور طالب حق کو چاہئے دعا میں بچے
ایسی دعاؤں سے جو کمینہ ہیں بہت اور دعا اس
کے فرمان بجالانے کے واسطے ہے کہ اس نے
فرمایا ہے۔ ادعونی استجب لکم اور واسطے
تمکن اور اپنی ذلت و محتاجی ظاہر کرنیکو کیونکہ
اس نے اپنے کرم و بخشش کی راہ سے کہا ہے
اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان
مبارک پر جو اللہ سے نہ سوال کرے اس شخص
سے خدا غصہ ہوتا ہے۔ اور نہیں تو اسکا لطف
و کرم کافی ہے۔ اور اس کی بخشش و غنا وافی ہے
ہم کو ہست کر دیا حالانکہ ہم کچھ بھی نہ تھے اور ہم پر
بڑی نعمتیں ظاہر و باطن کی فراخ کیں ہمارا
کچھ استحقاق نہ تھا نہ کوئی سابقہ خدمت و عبادت کا
اب بھی اسکا ہم پر احسان ہے اور آیندہ بھی
انشاء اللہ تعالی بفضلہ و کرمہ۔ لیکن اس کی

مقتضی حکمتہ ان یتعبد بالطاعات
والعبادات والاذکار والادعیۃ والاستغفار
لیزیدنا بفضلہ من فضلہ ومن ظہر
علیہ اسرار صفاتہ الازلیۃ الابدیۃ
عرف ان الامور التی وقعت وتقع فی
فی جمیع الکائنات والاوامر والنواھی
التی صدرت فی التعبدات ھی مقتضیات
الصفات الثابتۃ للذات ازلا وابدا
فلا یطلب الحجۃ والبرھان واظھر
التسلیم والاذعان یصل ان شاء اللہ
تعالیٰ الی مراتب کمال الایمان والاحسان
والعرفان ثم اذا طلع الصبح الصادق
یفعل ویقول ما تقدم ذکرہ والحمد للہ
علی التوفیق۔ اما طریقہ کبرویہ شعب بسیار
است اشہر آنہا امروز در ترکستان وکشمیر وغیرہ
آن شعبہ امیر سید علی ہمدانی است وتاویر
ترین آنہا خرقہ کبرویہ است از جہت خواجہ
نقشبند لبس ھذا لفقیر الخرقۃ من
الشیخ ابی طاہر وھو لبسہا من ابیہ
بلباسہ من الشیخ احمد القشاشی بلباسہ لہا
من الشیخ احمد الشناوی بلباسہ لہا من
ابیہ من یدجدہ بلباسہ لہا من الشیخ
عبد الوہاب الشعراوی بلباسہ لہا من
شیخ الاسلام زین الدین زکریا
لہا من الشمس محمد بن عمر الواسطی

حکمت کا تقتضا ہے کہ اسکی طاعات وعبادات
کریں اور ذکر اور دعائیں اور استغفار تاکہ ہم کو
زیادہ کرے اپنے فضل سے اور جس پر ظاہر
ہوئے اسرار اسکی صفات ازلیہ ابدیہ کے
وہ پہچانتا ہے۔ کہ جو امور واقع ہوئے اور
ہوتے ہیں اور ہوں گے تمام کائنات میں
اور جو جو امر اور نہی صادر ہوئے عبادت
میں وہ مقتضا ہے۔ اس کی صفات کا جو
اس کی ذات کے واسطے ہیں ازلاً اور ابداً
تو وہ حجت اور برہان نہیں طلب کرتا اور تسلیم
ویقین ظاہر کرتا ہے۔ انشاء اللہ مراتب کمال
ایمان واحسان وعرفان کو پہنچیگا پھر جب
صبح صادق ہوا کرے تو وہی کرے اور کہے
جسکا ذکر ہو چکا ہے۔ والحمد للہ علی التوفیق اور طریقہ
کبرویہ کے شعبے بہت ہیں۔ ان میں بہت مشہور
ترکستان وکشمیر وغیرہ میں امیر سید علی ہمدانی
کا شعبہ ہے اور بہت نادر ان کا خرقہ کبرویہ
ہے خواجہ نقشبند کی جہت سے اس فقیر نے
یہ خرقہ پہنا ہے شیخ ابو طاہر کے ہاتھ سے
اور انہوں نے اپنے باپ سے انہوں
نے شیخ احمد قشاشی سے انہوں نے شیخ احمد
شناوی سے انہوں نے اپنے والد کے ہاتھ
سے انہوں نے ... شیخ عبد الوہاب
شعراوی سے انہوں نے شیخ الاسلام زین الدین
زکریا سے انہوں نے شمس محمد بن عمر واسطی سے

وهو من ابی العباس احمد الزاهد وهو من الشهاب الدمشقی وهو من عبد الرحمن الشرقی وهو من احمد الرودباری وهو من رضی الدین علی بن سعید الغزنوی المعروف بلالا وهو من المجد البغدادی وهو من الشیخ نجم الدین الکبری وایضا لبسها الشیخ ابو طاهر من ابیه الشیخ ابراهیم الکردی من القشاشی من الشناوی من السید غضنفر بن جعفر النهروانی نزیل مدینة المشرفة من الشیخ تاج الدین عبد الرحمن بن مسعود الکازرونی عن الحافظ نور الدین احمد الطاؤسی قال لبستها تبرکا من المحقق الشریف السید علی الجرجانی وهو من خواجه علاء الدین العطار سمرقندی وهو من خواجه بهاء الدین محمد المشهور بنقشبند وهو من الشیخ سلطان الدین وهو من الشیخ احمد مولانا وهو من الشیخ باکمال الجندی وهو من الشیخ المقتدی نجم الدین الکبری والیضا اخذ هذا الفقیر الطریقة ولبس الخرقة عن ابیه الشیخ عبد الرحیم عن السید عبد الله عن الشیخ آدم البنوری عن الشیخ احمد السرهندی عن الشیخ یعقوب الصرفی الکشمیری عن الشیخ حسین الخوارزمی عن الشیخ حاجی محمد بن صدیق الخبوشانی عن الشیخ شاه علی بیدا وزے

اُنہوں نے ابو العباس احمد زاہد سے اور اُنہوں نے شہاب دمشقی سے اُنھوں نے عبد الرحمٰن شرقی سے اُنہوں نے احمد رودباری سے اُنہوں نے رضی الدین علی بن سعید غزنوی سے جو لالا مشہور ہیں اُنھوں نے محمد بغدادی سے اُنہوں نے شیخ نجم الدین کبری سے اور نیز شیخ ابو طاہر نے پہنلنے والد شیخ ابراہیم کردی سے اُنہوں نے قشاشی سے اُنہوں نے شناوی سے اُنہوں نے سید غضنفر بن جعفر بن نہروانی نزیل مدینہ مشرفہ سے اُنہوں نے شیخ تاج الدین عبد الرحمٰن بن مسعود گازرونی سے اُنہوں نے حافظ نور الدین احمد طاؤسی سے کہا پہنا میں نے تبرکاً محقق شریف سید علی جرجانی سے اُنہوں نے خواجہ علاؤ الدین عطار سمرقندی سے اُنہوں نے خواجہ بہاؤ الدین محمد مشہور نقشبند سے اُنہوں نے شیخ سلطان الدین سے اُنہوں نے شیخ احمد مولانا سے اُنہوں نے شیخ باباکمال جندی سے اُنہوں نے شیخ مقتدا نجم الدین کبری سے اور نیز اس فقیر نے یہ طریق حاصل کیا۔ اور خرقہ پہنا اپنے والد شیخ عبد الرحیم سے اُنہوں نے سید عبد اللہ سے اُنہوں نے شیخ آدم بنوری سے اُنہوں نے شیخ احمد سرہندی سے اُنہوں نے شیخ یعقوب صرفی کشمیری سے اُنہوں نے شیخ حسین خوارزمی سے اُنہوں نے شیخ حاجی محمد صدیق جبوشانی سے اُنہوں نے شاہ علی بید دازی سے

عن الشیخ رشید الدین محمد بیدا وازی
عن السید عبد اللہ برزش آبادی عن الشیخ اسحق
الختلانی عن الامیر سید علی الہمدانی ثم
الامیر السید علی الہمدانی اخذ الطریقۃ عن
الشیخ شرف الدین محمود بن عبد اللہ المزدقانی
والشیخ تقی الدین علی الدوستی السمنانی کلاہما
عن الشیخ علاء الدین ولد احمد بن محمد السمنانی عن
الشیخ نور الدین عبد الرحمن الکسرفنی
الاسفرائی عن الشیخ جمال الدین احمد
الجوزقانی عن الشیخ رضی الدین علی لالا
عن الشیخ نجم الدین الکبری ثم الشیخ
المقتدی نجم الحق والدین ابو الجناب
احمد بن عمر بن محمد الخوارزمی الخیوقی المعروف
بالکبری الموصوف بشیخ ولی تراش له
جہتان احدہما انہ صحب ولبس الخرقۃ
تبرکا واخذ الطریقۃ عن الشیخ عمار بن یاسر
عن الشیخ ابی النجیب عبد القاہر بن عبد اللہ
السہروردی عن ابیہ عن عمہ عمر بن محمد
عن ابیہ محمد بن عویہ عن احمد بن الیسار
عن ممشاد الدینوری عن ابی القاسم الجنید بسندہ
المذکور والثانیۃ انہ صحب فی لبس خرقۃ
الاصل فی اخذ الطریقۃ عن الشیخ اسمٰعیل
القصری وہو من الشیخ محمد بن المالکیل وہو
من الشیخ داؤد بن محمد المعروف بخادم الفقراء
وہو من الشیخ ابی العباس بن ادریس وہو

اُنہون نے شیخ رشید الدین محمد بیدا وازی سے
اُنھون نے سید عبد اللہ برزش آبادی سے
اُنہون نے شیخ اسحق ختلانی سے اُنہون
نے امیر سید علی ہمدانی سے پھر امیر سید علی ہمدانی
نے حاصل کیا طریقہ شیخ شرف الدین محمود بن عبد اللہ
مزدقانی سے اور شیخ تقی الدین علی دوستی سمنانی
سے ۔ اور اُن دونون نے شیخ علاؤ الدین ولد احمد
بن محمد سمنانی سے اُنہون نے شیخ نور الدین عبد الرحمن
کسرفنی اسفرائنی سے اُنہون نے شیخ جمال الدین
احمد جوزفانی سے اُنہون نے شیخ رضی الدین علی لالا
اُنہون نے شیخ نجم الدین کبری سے پھر شیخ مقتدا
نجم الحق والدین ابو الجناب احمد بن عمر بن محمد خوارزمی
خیوقی معروف کبری مشہور شیخ ولی تراش کو
دو جہتوں سے ہے ۔ ایک تو اُنہونے صحبت
پائی اور خرقہ پہنا اور حاصل کیا طریقہ شیخ عمار بن
یاسر سے اُنہون نے شیخ ابو النجیب عبد القاہر بن
عبد اللہ سہروردی سے اُنہون نے اپنے والد سے
انہون نے اپنے چچا عمر ابن محمد سے اُنہونے اپنے والد
محمد بن عویہ سے اُنہون نے احمد بن یسار سے
اُنہون نے ممشاد دینوری سے اُنہونے ابو القاسم
جنید سے ساتھ سند مذکور کے اور دوسری جہت یہ
کہ اُنہونے صحبت پائی اور اصل خرقہ پہنا اور طریقہ
حاصل کیا شیخ اسمٰعیل قصری سے اُنہونے محمد بن المالکیل
سے اُنہونے شیخ داؤد بن محمد عرف خادم الفقراء سے
اور اُنہونے شیخ ابو العباس بن ادریس سے اور اُنہونے

دیگر مشائخ کے خرقہ طریقت ۱۲۲

من الشیخ ابی القاسم بن رمضان و هو من الشیخ ابی یعقوب النهرجوری وهو من الشیخ ابی یعقوب السوسی وهو من الشیخ عبد الواحد بن زید وهو من الشیخ کمیل بن زیاد وهو من سیدنا علی رضی الله عنه وقدس الله اسرارهم ورحمنا بهم آمین۔ طاؤسی بسند ابی طاؤس التابعی المشهور کسرفنی بفتح کاف وکسر سین مهمله وفا ونون معرب جوربان بضم جیم وسکون واؤ وراء مهمله ویائے تحتیه۔ ابوالجناب بفتح جیم وتشدید نون ویائے موحده خیوقی بکسر خائے معجمه وسکون یائے تحتیه وفتح واؤ وکسر قاف قصری بفتح قاف وسکون صاد مهمله وکسر رائے مهمله۔ شیخ نجم الدین کبری خرقه اصل از دست شیخ اسمٰعیل قصری پوشیده است مراد بخرقه اصل آنست که نه از جهت تبرک بوده باشد۔ محمد بن مانکیل بسکون لام وکسر کاف وسکون یاء مثناة تحتیه۔ کاتب حروف گوید در بعض مانخیل بجائے لام یافته می شود۔ نهرجوری بفتح نون وسکون ها وفتح راء مهمله وضم جیم وسکون واو وکسر راء مهمله ویاء تحتیه۔ سوسی بواو میان دو سین مهمله اول مضموم وثانی مکسور منسوب بسوس شهرے ست بمغرب۔

شیخ ابوالقاسم بن رمضان سے۔ اور انہوں نے شیخ ابو یعقوب نہرجوری سے اور انہوں نے شیخ ابو یعقوب سوسی سے اور انہوں نے شیخ عبدالواحد بن زید سے اور انہوں نے شیخ کمیل بن زیاد سے اور انہوں نے سیدنا علی سے رضی اللہ عنہ وقدس اللہ اسرارہم ورحمنا بہم آمین۔ طاؤسی نسبت طاؤس تابعی مشہور ہیں۔ کسرفنی بفتح کاف وکسر سین مہملہ وفا ونون ہے۔ جوربان بضم جیم وسکون واؤ ورائے مہملہ وبائے تحتیہ ہے۔ ابوالجناب بفتح جیم وتشدید نون وبائے موحدہ ہے۔ خیوقی بکسر خائے معجمہ وسکون یائے تحتیہ وفتح وکسر قاف ہے۔ قصری بفتح قاف وسکون صاد مہملہ وکسر رائے مہملہ ہے۔ شیخ نجم الدین کبری نے خرقہ اصل شیخ اسمٰعیل قصری کے ہاتھ سے پہنا ہے اور خرقہ اصل سے مراد یہ ہے کہ تبرک کی جہت سے نہ ہو۔ محمد بن مانکیل بہ سکون لام وکسر کاف وسکون یائے مثناۃ تحتیہ و لام ہے۔ کاتب حروف کہتا ہے بعض نسخوں میں مانخیل یعنی نون بجائے لام اول کے لکھا ہوا ہے۔ نہرجوری بفتح نون وسکون ہا وفتح رائے مہملہ وضم جیم وسکون واؤ وکسر رائے مہملہ ویائے تحتیہ ہے۔ سوسی بواؤ میان دو سین مہملہ اول مضموم وثانی مکسور نسبت ہے سوس سے کہ ایک شہر ہے مغرب میں۔

یا شہرے سوس نام کہ در وے قبر دانیال پیغمبر است شیخ مجد الدین بغدادی در کتاب تحفۃ البررۃ آوردہ است کہ نسبت خرقہا متصل ست بہ پیغامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحدیث درست متصل مستفیض و فرمودہ است کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرقہ پوشانید۔ امیر المؤمنین علی را کرم اللہ وجہہ وتمام این سلسلہ را ذکر کردہ است قلت والمحققون من اهل الحديث ينكرون هذا الاتصال من النبي صلے الله عليه وآله وسلم ومع ذلك فلم يزالو بنسبوته الى القاسم الجنيد البغدادي ومن في طبقة والله اعلم انبانی الشیخ ولی اللہ اجازۃ قال انبانی الشیخ محمد فضل اللہ الاکبر ابادی اجازۃ عن ابیہ عن جدہ عن الشیخ عبد العزیز الدھلوی انہ قال منقول است از حضرت مولانا نور الحق والدین جعفر نور اللہ مرقدہ کہ کیفیت اوراد و اوقات سلسلہ کامل المحقق الصمدانی علی الثانی امیر سید علی ہمدانی قدس اللہ سرہ العزیز آنست کہ چون سپیدی صبح صادق بدمد دو رکعت نماز سنت بامداد بگزارد چون سلام بدہد این تسبیح را صد بار بخواند کہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ نقل است از حضرت کہ در منشیات خود نوشتہ اند کہ در آنوقت کہ بسرندیپ بزیارت قدم گاہ

یا وہ شہر سوس نام کہ جس میں قبر ہے دانیال پیغمبر کی۔ شیخ مجد والدین بغدادی نے کتاب تحفۃ البررۃ میں لکھا ہے کہ خرقون کی نسبت متصل ہے۔ پیغامبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک حدیث درست متصل مستفیض سے اور فرمایا ہے کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خرقہ پہنایا امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو اور تمام اس سلسلہ کا ذکر کیا ہے میں کہتا ہوں اور محققین اہل حدیث نے انکار کیا ہے اس اتصال کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور باوجود اسکے ہمیشہ نسبت آمیز کرتے ہیں ابو القاسم جنید بغدادی تک اور جو انکے طبقہ میں ہیں واللہ اعلم۔ خبر دی مجھکو حضرت ولی اللہ نے اجازت کی۔ کہا خبر دی مجھکو شیخ محمد فضل اللہ اکبر آبادی نے اجازت کی اپنے والد سے انکے دادا شیخ عبد العزیز دہلوی سے کہ انہوں نے فرمایا کہ منقول ہے حضرت مولانا نور الحق والدین جعفر نور اللہ مرقدہ سے کہ کیفیت اوراد اور اوقات سلسلہ کامل محقق صمدانی علی ثانی امیر سید علی ہمدانی قدس سرہ العزیز کی یہ ہے۔ کہ جب صبح صادق طلوع ہو دو رکعت نماز سنت فجر پڑھے۔ جب سلام پھیرے اس تسبیح کو ایک سو دفعہ پڑھے۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ نقل ہے ان حضرت سے کہ اپنے منشیات میں لکھا ہے کہ جب میں سراندیپ میں واسطے زیارت قدم گاہ

۱۲۴ خواب میں زیارت

آدم صفی رفتم چون نزدیک آن قدمگاه رسیدم سحرگاه واقعه عظیم شد که جمع کثیر از مشائخ کبار بدیدن این درویش آمدند یکے ازان جملہ شیخ نجم الدین کبری بود قدس سرہ العزیز دران حالت از شیخ سوال کردم از اذکار کدام فاضل تر ست که بمواظبت آن قربت بنده بحق میسر شود شیخ فرمود که در جمله اخبار وارده واحادیث صحیحه نظر کردم آن عظمتی که درین تسبیح یافتم در هیچ کدام نیافتم چون بخود باز آمدم این حدیث حضرت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بخاطر آمد که کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان الی الرحمن وهما سبحان الله وبحمده سبحان الله العظیم وبحمده استغفر الله صدق رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وشیخ محی الدین بن العربی قدس سره در فتوحات آورده است که هر که بامداد صد بار این تسبیح بگوید ویرا هیچ گناه نماند واین از وصایائے مشائخ است که هر که مداومت نماید برکت وصفائی آن را مشاهده خواهد کرد چون صد بار بخواند **ایضاً** این دعا را که عبدالله بن عباس رضی الله تعالی عنهما از حضرت رسالت صلی الله علیه وآله وسلم روایت می کند که میان سنت وفریضه بامداد بخواند اللهم انی اسئلك رحمة تا آخر بخواند بعده فریضه نماز بامداد بگزارد چون سلام دهد باوراد فتحیه خواندن مشغول شود

آدم صفی علیہ السلام کے گیا جب نزدیک قدمگاہ کے پہونچا صبحکو واقعہ عظیم یعنی خواب دیکھا کہ بہت سے مشائخ کبار اس درویش کے دیکھنے کو آئے ہیں انہیں ایک شیخ نجم الدین کبری بھی تھے قدس اللہ سرہ العزیز میں نے اس حال میں شیخ سے سوال کیا کہ کونسا ذکر بہت افضل ہے کہ اُسپر مواظبت کرنے سے بندہ کو حق تعالی کا قرب میسر ہو جائے شیخ نے فرمایا کہ سب اخبار وارده اور صحیح حدیثوں کو میں نے غور سے دیکھا جو عظمت کہ اس تسبیح میں پائی کسی میں نہ پائی جب میں ہشیار ہوا تو یہ حدیث حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجھے یاد آئی۔ کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان الی الرحمن وهما سبحان الله وبحمده سبحان الله العظیم وبحمده استغفر الله سچے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے فتوحات مکی میں لکھا ہے کہ جو کوئی اسے سو دفعہ صبحکو یہ تسبیح پڑھے اُسکا کوئی گناہ نہ رہے اور یہ مشائخ کے وصایا میں سے ہے کہ جو کوئی اسے سو دفعہ ہمیشہ پڑھا کرے اس کی برکت اور صفائی مشاہدہ کرے گا ۲ **ایضاً** اِس دعا کو جو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ صبح کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان پڑھے اللهم انی اسئلك رحمة آخر تک پڑھکر پھر فرض صبح کے پڑھے جب سلام پھیرے اوراد فتحیہ پڑھنے میں مشغول ہو

کلمات جو زبان پر ہلکے ہیں میزان پر بھاری ہیں۔ اللہ کے پیارے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم ۱۲

فتوحات مکیہ کا حوالہ

کہ از تبرکات انفاس ہزار و چہار صد ولی کامل
جمع شدہ است و فتح ہر یک ازان در کلمہ بودہ
است ہر کہ از سر حضور ملازمت نماید برکت و
صفائی آن مشاہدہ خواہد نمود و از ولایت
ہزار و چہار صد ولی نصیب یابد واللہ ولی
التوفیق اکنون اگر فضائل و خواص این اوراد
گفتہ شد بتطویل انجامد چرا کہ آن حضرت در مدت
عمر خود معمورۂ عالم را سہ نوبت سیر کردہ اند ہزار و چہار
صد ولی کامل را یافتہ اند و چہار صد را از ایشان در یک
مجلس سلطان محمد خدا بندہ دیدہ اند و از ہر ولی در وقت
وداع دعائے و رقعہ التماس نمودہ اند و آن
رقعہا را بر جامہ خود مرقع کردہ اند و آن ادعیہ
و اذکار را کہ بے اختیار بر زبان ایشان جاری
مے شد جمع ساختہ اند این اوراد شدہ است منقول
است از ہمان حضرت کہ چون دوازدہم بار بزیارت
کعبہ رفتم بمسجد اقصیٰ رسیدم حضرت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم را واقعہ دیدم کہ بجانب
این درویش مے آیند برخاستم پیش رفتم و سلام
بگفتم از آستین مبارک خود جزوی بیرون
آوردند و این درویش را فرمود کہ خذ ہذہ
الفتیحۃ یعنی بگیر این فتیحہ را چون از دست
مبارک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
عزیز الاقتباس فی فضائل اخیار الناس۔ جلا مجد

کہ ایک ہزار چار سو ولی کامل کے متبرک کلام سے
جمع ہوا ہے اور فتح ہر ایک کی انہیں سے ایک کلمہ
میں ہوئی ہے جو حضوری کیساتھ اسکے لینے پر لازم کر
لے اسکی برکت اور صفائی مشاہدہ کریگا۔ اور
ایکہزار چار سو ولی کی ولایت سے حصہ پائیگا واللہ
ولی التوفیق اب اگر فضائل اور خواص اس اوراد
کے بیان کئے جائیں تو بہت طول ہو جائے اسواسطے
کہ آن حضرت نے اپنی ساری عمر میں معمورۂ عالم
کی تین مرتبہ سیر کی ہے اور خود چودہ سو ولی کامل سے
ملے ہیں اور ان میں سے چار سو کو ایک مجلس میں
سلطان محمد خدا کے بندے نے دیکھا ہے اور ہر ولی
سے رخصت کیوقت دعا اور رقعہ کی التماس کی ہے
اور ان رقعوں کو اپنے جامہ پر مرقع کیا ہے اور ان دعاؤں
اور ذکروں کو جو بے اختیار انکی زبان پر جاری ہوتے تھے
جمع کیا ہے یہ اوراد ہو گیا ہے منقول ہے انہیں حضرت سے
کہ جب بارہویں دفعہ کعبہ شریف کی زیارت کو گیا مسجد
اقصیٰ میں پہونچا حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ
و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ اس درویش کیطرف
تشریف لائے ہیں میں اٹھا اور آگے گیا اور سلام
کیا آپنے اپنی آستین مبارک سے ایک جزو نکالا اور
اس درویش سے فرمایا کہ خذ ہذا الفتیحۃ یعنی
اس فتیحہ کو لے جب میں نے حضرت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دست مبارک سے

ء حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف جسمیں شاہ صاحب نے وہ تمام حدیثیں جمع کی ہیں جو حضور صلعم نے خلفاء اربعہ اور اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فضائل میں فرمائی ہیں کتب مترجمہ دہلی

باکمال ولی کو ایصال ثواب ۱۲۶

کرفتم و نظر کردم ہمیں اوراد بودند بدین اشارت اوراد فتحیہ نام کردہ شد واللہ الہادی الیٰ صراط مستقیم فذکر الاوراد الفتحیۃ بتمامہا و وجدت بخط سیدی الوالد قدس سرہ ختم میر سید علی ہمدانی اول نیم شب برخیزد و وضو تازہ کند و دو رکعت نفل ادا نماید و در ہر رکعتے بعد فاتحہ پانزدہ بار سورۃ اخلاص بعد از سلام ہزار بار بگوید بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد ازاں ہزار بار بخواند یا خفی الالطاف ادرکنی بلطفک الخفی بعدہ ہزار بار و یکبار یا بدوح بخواند و سر بگریبان فرو برد و مراقبہ کند بہ بیند از عالم غیب چہ چیز مشاہدہ می شود بعد از فراغ دوگانہ ثواب امیر سید علی ہمدانی بخواند۔ انتہی

فصل

اما طریقہ مدینیہ را شعب بسیار است و اشہر آنہا در مغرب شعبہ مغاربیہ است و در حضرموت شعبہ عیدروسیہ است از جہت سید عبداللہ عیدروس کبیر و این فقیر را ارتباط بہر یکے واقع شدہ اخذ کردم این طریق را از شیخ ابوطاہر عن شیخی الحرم المکی الشیخ احمد النخلی و الشیخ عبداللہ بن سالم البصری عن الشیخ عیسی المغربی عن شیخہ سعید بن ابراہیم الجزائری المفتی الشہیر بقدورہ عن الشیخ المحقق سعید بن المصری عن الولی الکامل احمد محی الوہرانی عن شیخ الاسلام العارف باللہ سیدی ابراہیم التازی عن شیخ الطریقۃ

سے اور نظر کی تو یہی اوراد تھے اس اشارہ سے انکا نام فتحیہ رکھا گیا۔ واللہ الہادی الیٰ صراط مستقیم پس ذکر اوراد فتحیہ کا تمام ہوا اور حضرت والد قدس سرہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا طریق ختم میر سید علی ہمدانی کا۔ اول آدھی رات کو اٹھے اور وضو تازہ کرے اور دو رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد کے بعد پندرہ دفعہ سورہ اخلاص بعد سلام کے ہزار دفعہ کہے بسم اللہ الرحمن الرحیم اسکے بعد ہزار دفعہ پڑھے۔ یا خفی الالطاف ادرکنی بلطفک الخفی اسکے بعد ایک ہزار اور ایک مرتبہ یا بدوح اور سر گریبان میں جھکائے اور مراقبہ کرے دیکھے عالم غیب سے کیا چیز مشاہدہ ہوتی ہے جب اس سے فارغ ہو دوگانہ پڑھے اسکا ثواب میر سید علی ہمدانی کو بخشے۔ انتہی۔

فصل

طریقہ مدینیہ کے شعبے بہت ہیں ان میں بہت مشہور مغرب میں شعبہ مغاربیہ ہے اور حضرموت میں شعبہ عیدروسیہ ہے۔ سید عبداللہ عیدروس کبیر کی جہت سے اور اس فقیر کو ہر ایک سے ارتباط ہے حاصل کیا میں نے اس طریقہ کو شیخ ابوطاہر سے انہوں نے دو شیخوں حرم کے مکے سے شیخ احمد نخلی سے اور شیخ عبداللہ بن سالم بصری سے انہوں نے شیخ عیسی مغربی سے انہوں نے اپنے شیخ سعید بن ابراہیم جزائری مفتی عرف قدورہ سے انہوں نے شیخ محقق سعید بن مصری سے انہوں نے ولی کامل احمد محی وہرانی سے انہوں نے شیخ الاسلام عارف باللہ سیدی ابراہیم تازی سے انہوں نے شیخ الطریقہ

طریقہ ختم میر سید علی ہمدانی

سلسلہ عیدروسیہ

سیدی صالح بن موسیٰ الزواوی عن
الشیخ معمر محمد بن مخلص عن الشیخ
مغلطائی بن قلیج عن ابی عبد اللہ العریان
عن والدہ الشیخ جماعۃ الطویل النامدی عن
شریف ابی محمد الناجوری من القطب
ابی محمد صالح عن قطب الطریقۃ الشیخ
ابی محمد بن المغربی۔ ایضاً اخذ کرو ابن فقیر طریقہ
را از شیخ ابو طاہر عن الشیخ احمد النخلی المکی
عن السید عبد الرحمن بن علی باعلوی تلمیذ
السید عبد اللہ بن علوی الحداد زوج
ابنتہ عن السید عبد اللہ بن علوی حداد
وانتسابہ فی الطریقۃ الی السید محمد
بن علوی نزیل مکۃ عن السید عبد اللہ
بن علی صاحب الزھط عن الشیخ بن عبد اللہ
العیدروس المقبور باحمد اباد عن والدہ
السید عبد اللہ بن الشیخ عن عمہ السید
ابی بکر العیدروس صاحب عدن
عن ابیہ القطب السید عفیف
الدین عبد اللہ العیدروس الکبیر
الذی ینسب الیہ الشعب العید
روسیہ عن عمہ السید عمر المحضار
عن والدہ السید عبد الرحمن بن
محمد السقاف عن ابیہ محمد بن علی مولی
الدویلہ عن ابیہ علی بن علوی
عن ابیہ علوی بن محمد عن ابیہ

سیدی صالح بن موسیٰ زواوی سے انہوں نے
شیخ معمر محمد بن مخلص سے انہوں نے شیخ مغلطائی
بن قلیج سے انہوں نے ابو عبد اللہ عریان سے
انہوں نے اپنے والد شیخ جماعت طویل نامدی
سے انہوں نے شریف ابو محمد ناجوزی سے انہوں
نے قطب ابو محمد صالح سے انہوں نے قطب الطریقہ
شیخ ابو محمد بن مغربی سے اور نیز حاصل کیا یہ طریقہ
اس فقیر نے شیخ ابو طاہر سے انہوں نے شیخ احمد نخلی
مکی سے انہوں نے سید عبد الرحمن بن علی باعلوی
شاگرد سید عبد اللہ بن علوی حداد اپنے داماد سے انہوں
نے سید عبد اللہ بن علوی حداد سے اور انکی نسبت طریقہ
میں ہے سید محمد بن علوی نزیل مکہ کی طرف انہوں
نے سید عبد اللہ بن علی صاحب الزہد سے انہوں نے شیخ
بن عبد اللہ عیدروس سے جنکی قبر احمد آباد میں ہے انہوں نے
اپنے والد سید عبد اللہ بن شیخ سے انہوں نے اپنے چچا
سید ابو بکر عیدروس صاحب عدن سے انہوں
نے اپنے والد قطب سید عفیف الدین عبد اللہ
عیدروس سے اور وہ بزرگ جن کی طرف
نسبت کیا جاتا ہے شعبہ عیدروسیہ انہوں
نے اپنے چچا سید عمر محضار سے انہوں نے
اپنے والد سید عبد الرحمن بن محمد سقاف
سے انہوں نے اپنے والد محمد بن علی مولی
دویلہ سے۔ انہوں نے اپنے والد علی بن
علوی سے انہوں نے اپنے والد علوی
بن محمد سے انہوں نے اپنے والد

دیگر سلاسل طریقہ

محمد بن علی وهو جد آل سادہ باعلوی عن الشيخ ابی مدین المغربی بواسطہ رجلین الشیخ عبد اللہ الصالح المغربی والشیخ عبد الرحمن المقعد المغربی وکان الشیخ ابو مدین ارسل الشیخ عبد الرحمن لیلبس الفقیہ المقدم محمد بن علی فمرض بمکۃ فارسل الشیخ عبد اللہ الی حضرموت فالبسہ الخرقۃ ثم الشیخ المقعد ابو مدین شعیب بن حسن المغربی اخذ الطریقۃ ولبس الخرقۃ عن شیخہ ابی یعزا عن الشیخ علی بن حرزہم عن الفقیہ الحافظ القاضی ابی بکر محمد بن عبد اللہ بن محمد المعافری المعروف بابی بکر بن العربی الاندلسی الاشبیلی عن الامام حجۃ الاسلام ابی حامد محمد الغزالی عن امام الحرمین عبد الملک عن والدہ الشیخ ابی محمد عبد اللہ بن یوسف الجوینی عن الشیخ العالم العارف ابیطالب المکی محمد بن علی بن عطیہ الحارثی عن ابی بکر دلف بن جحدر الشبلی عن السید الطائفہ ابی القاسم جنید البغدادی ولمحمد بن علی الفقیہ المقدم طریقۃ اخری هی طریقۃ الآباء والجدود وهی انہ اخذ عن ابیہ علی وهو اخذ عن والدہ محمد صاحب مرباط عن ابیہ

محمد بن علی سے کہ وہ جد ہیں آل سادہ باعلوی کے اُنہون نے شیخ ابو مدین مغربی سے بواسطہ دو شخصون کے ایک شیخ عبد اللہ صالح مغربی اور ایک شیخ عبد الرحمن مقعد مغربی اور شیخ ابو مدین نے بھیجا تھا شیخ عبد الرحمن کو کہ خرقہ پہنائے فقیہ مقدم محمد بن علی کو سو وہ بیمار ہو گئے مکہ میں تو بھیجا شیخ عبد اللہ نے حضرموت کی طرف تو ان کو خرقہ پہنایا پھر شیخ مقعد ابو مدین شعیب بن حسن مغربی نے طریقہ اخذ کیا اور خرقہ پہنا اپنے شیخ ابو یعزا سے اُنہون نے شیخ علی بن علی حرزہم سے اُنہون نے فقیہ حافظ قاضی ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن محمد معافری عرف ابو بکر بن عربی اندلسی شبیلی سے اُنہون نے امام حجۃ الاسلام ابو حامد محمد غزالی سے اُنہون نے امام الحرمین عبد الملک سے اُنہون نے اپنے والد شیخ امیر محمد عبد اللہ بن یوسف جوینی سے اُنہون نے شیخ عالم عارف ابو طالب مکی محمد بن علی بن عطیہ حارثی سے اُنہون نے ابو بکر دلف بن جحدر شبلی سے اُنہون نے سید طائفہ ابو القاسم جنید بغدادی سے اور محمد بن علی فقیہ مقدم کو دوسری جہت سے طریقہ کی کہ وہ آبائی واجدادی ہے اور وہ یہ ہے کہ اُنہون نے طریقہ اخذ کیا اپنے والد علی سے اور اُنھون نے اپنے والد محمد صاحب مرباط سے اُنہون نے اپنے والد

علی خالع قثم عن ابیہ علوی عن ابیہ محمد عن ابیہ علوی عن ابیہ عبد اللہ عن والدہ المہاجر فی اللہ احمد عن ابیہ عیسی عن ابیہ محمد عن ابیہ علی العریضی عن ابیہ الامام جعفر الصادق وکذلک لابی مدین طریقۃ اخری ترجع الی النوری وھی ان الشیخ ابا مدین اخذ الطریقۃ عن الشیخ ابی یعزا بتنور وھو عن الشیخ ابی شعیب ایوب الساریہ بن سعید الضہاجی وھو عن الشیخ عبد الجلیل وھو عن الشیخ ابی الفضل الجوھری وھو عن والدہ ابی عبد اللہ الحسین الجوھری وھو عن الشیخ ابی الحسین النوری المعروف بابن البغوی رفیق الجنید وھو عن السری وایضاً لبس الشیخ ابو مدین عن الامام ابی بکر الطرطوسی عن الشاشی عن الشبلی عن الجنید وکذالک للامام حجۃ الاسلام طریقۃ اخری من جہۃ ابی علی الفارمدی وکذالک لابی طالب المکی طریقۃ اخری علیہا اعتمد صاحب نفحات وھی انہ اخذ الطریقۃ عن ابی الحسن محمد بن ابی عبد اللہ احمد عن ابیہ ابی عبد اللہ احمد بن سالم البصری

خالع قثم سے اُنہوں نے اپنے والد علوی سے اُنہوں نے اپنے والد محمد سے اُنہوں نے اپنے والد علوی سے اُنہوں نے اپنے والد عبد اللہ سے اُنہوں نے اپنے والد مہاجر فی اللہ احمد سے اُنہوں نے اپنے والد عیسیٰ سے اُنہوں نے اپنے والد محمد سے اُنہوں نے اپنے والد علی عریضی سے اُنہوں نے اپنے والد امام جعفر صادق سے اور اسی طرح ابو مدین کا طریقہ دوسرا ہے کہ رجوع ہوتا ہے نوری کی طرف اور وہ یہ ہے کہ شیخ ابو مدین نے اخذ طریقہ کیا شیخ ابو یعزا بتنور سے اور اُنہوں نے شیخ ابو شعیب ایوب ساریہ بن سعید ضہاجی سے اُنہوں نے شیخ عبد الجلیل سے اُنہوں نے شیخ ابو الفضل جوہری سے اُنہوں نے اپنے والد ابو عبد اللہ حسین جوہری سے اُنہوں نے شیخ ابو الحسین نوری عرف ابن البغوی رفیق جنید سے اُنہوں نے سری سے اور نیز خرقہ پہنا ابو مدین نے امام ابو بکر طرطوسی سے اُنہوں نے شاشی سے اُنہوں نے شبلی سے اُنہوں نے جنید سے اور اسی طرح امام حجۃ الاسلام کا دوسرا طریقہ ہے جہت سے ابو علی فارمدی سے اور اسی طرح ابو طالب مکی کا طریقہ دوسرا ہے جس پر اعتماد کیا ہے صاحب نفحات نے اور وہ یہ ہے کہ اُنہوں نے اخذ کیا طریقہ ابو الحسن محمد بن ابو عبد اللہ احمد بن سالم البصری سے

١٣٠

تصوف پر علمی کتابیں

عن سهل بن عبد الله التستري والشيخ ابو طالب المكي هو صاحب كتاب قوة القلوب قالوا لم يصنف في الاسلام مثله في دقائق الطريقة قلت هذا الكتاب هو اصل التصوف وكل ما صنف في السلوك فهو مخرج على قوت القلوب مثل الاحياء وغنية الطالبين والعوارف واسنادي في كتاب قوت القلوب اني اخذته اجازة عن الشيخ ابو طاهر عن الشيخ احمد النخلي عن الشيخ محمد بن العلاء البابلي عن احمد بن عيسى بن جميل الكلبي عن علي بن ابي بكر القرافي عن ابي الفضل جلال الدين سيوطي عن الشهاب احمد بن محمد الحجازي عن ابي اسحاق البرهان التنوخي عن ابي العباس احمد بن ابيطالب الحجازي عن عبد العزيز بن دلف عن ابي الفتح محمد بن يحيى البرداني عن ابي علي محمد بن محمد بن عبد العزيز المهدوي قال اخبرنا عمر بن ابيطالب قال اخبرنا والدي ابو طالب المكي فذكره مزيد بزائي معجمه امبيله بفتح الف وكسر ميم وسكون تحتيه بعد آن لام است كذا ضبطنا اللفظتين عن ابي طاهر مراغي بغين معجمه وفتح

اُنہوں نے سہل بن عبداللہ تستری سے اور شیخ ابوطالب مکی ہیں۔ صاحب کتاب قوت القلوب لوگوں نے کہا ہے کہ کوئی تصنیف اسلام میں اسکی مثل نہیں۔ دقائق طریقہ میں کہتا ہوں یہی کتاب اصل تصوف ہے سوائے اسکے اور جو کتابیں سلوک میں تصنیف ہوئیں اس سے نکالی گئیں جیسے احیا اور غنیۃ الطالبین اور عوارف اور میری اسناد قوت القلوب کی یہ ہے کہ میں نے حاصل کی اجازت شیخ (١) ابوطاہر سے انہوں نے شیخ احمد نخلی (٢) سے انہوں نے شیخ محمد (٣) بن علاء البابلی سے انہوں نے (٤) احمد بن عیسیٰ بن جمیل کلبی سے انہوں نے علی (٥) بن ابی بکر قرافی سے انھوں نے (٦) ابوالفضل جلال الدین سیوطی سے انہوں نے شہاب (٧) احمد بن محمد حجازی سے انھوں نے ابواسحاق (٨) برہان تنوخی سے انہوں نے ابوالعباس (٩) احمد بن ابوطالب حجازی سے انہوں نے عبد (١٠) العزیز بن دلف سے انہوں نے ابوالفتح (١١) محمد بن یحیی بردانی سے انھوں نے ابوعلی (١٢) محمد بن محمد بن عبدالعزیز مہدوی سے کہا خبر دی ہم کو عمر (١٣) ابن ابی طالب نے کہا خبر دی ہم کو ہمارے والد (١٤) ابوطالب مکی نے پھر ذکر کیا۔ مزید۔ زا معجمہ سے ہے امبیلہ۔ بفتح الف وکسر میم وسکون تحتیہ بعد اسکے لام ہے اسی طور ضبط کئے ہیں ہم نے دونوں لفظ ابوطاہر سے مراغی بغین معجمہ و فتح

۱۳۱

میم نسبت بمراغہ شہریست بہ آذربیجان فاروث بوزن فاروق آخر آن مثلثہ است قریہ ایست درمیان واسط و بصریہ قال الیافعی فی سنہ ۶۲۸ ان الزواوی نسبتہ الی الزواوہ قبیلۃ کبیرۃ ذات بطون وافخاذ مسکنہا اعمال اویسقیہ انتہی۔ وھط بفتح واو و سکون ہا آخر آن طار مہملہ است دیہیست نزدیک عدن۔ عدن بفتحتین شہریست از یمن بر ساحل بحر عتبیروس بتحتیہ و مثناۃ از اسمار شہریست مشتق از عترسہ بمعنی اخذ بعنف و شدت و آن لقب شیخ عبداللہ است۔ ثم قیل عیدروس فجعلت التاء دالا و هو بعین مہملۃ ثم بیاء مثناۃ ساکنۃ و بدال مہملۃ فراء مضمومۃ فواو ساکنۃ فسین مہملۃ۔ محضار بکسر المیم وسکون الحاء المہملۃ وفتح الضاد المعجمۃ آخرہ راء مہملۃ لقب بالمحضار لسرعۃ حضورہ عند الاستغاثۃ بہ۔ سقاف بسین مفتوحۃ فقاف مشددۃ مفتوحۃ آخرہ فاء لقب بالقاف للمبالغۃ فی سرحال مولے الدویلہ یعنی صاحب الشہر کہف المقدم یعنی هو مقدم التربۃ در مقبرہ نخست اورا زیارت می کنند بعد ازان سائر

میم نسبت ہے مراغہ کیطرف وہ ایک شہر ہے آذربیجان میں فاروث بروزن فاروق آخر میں تا مثلثہ ایک قریہ ہے درمیان واسط اور بصرہ کے کہا ہے یافعی نے ۶۲۸ھ میں کہ زواوی نسبت ہے زواوہ کی طرف وہ ایک بڑا قبیلہ ذات بطون وافخاذ ہے اور اسکا مسکن اعمال اویسقیہ ہے انتہی۔ وھط بفتح واو و سکون ہا آخر اسکے طار مہملہ ایک گاؤں ہے نزدیک عدن کے عدن ایک شہر ہے یمن میں کنارہ پر دریا کے عتبیروس بتحتیہ اور مثناۃ شہر کے ناموں میں سے مشتق ہے عترسہ سے بمعنی اخذ بعنف و شدت کے اور وہ لقب شیخ عبداللہ کا ہے پھر بولنے میں عیدروس تا دال ہوگئی ہے اور وہ بعین مہملہ اور یار مثناۃ ساکنہ اور دال مہملہ اور رائے مضموم پھر واؤ ساکن حار مہملہ و فتح ضاد معجمہ آخر اسکے رائے مہملہ لقب ہے بسبب جلدی حاضر ہونے کے وقت فریاد کے۔ سقاف بسین مفتوح و قاف مشددہ مفتوحہ آخر اسکے فا لقب ہے صیغہ مبالغہ سے بیچ سرحال کے مولی الدویلہ یعنی صاحب شہر کہف المقدم یعنی مقدم التربت مقبرہ میں پہلے انکی زیارت کرتے ہیں اسکے بعد باقی

تحقیق الرؤیا عربی معہ ترجمہ اردو۔ اس رسالہ میں واسطے خواب کے متعلق عجیب و غریب بحث کی ہے اور خواب کی ماہیت اور تحقیق اس شرح و بسط سے کی ہے کہ آجتک دیکھنے میں نہیں آئی تا

سادات رالیس اورا مقدم التربتہ گفتہ شد

الومدین بفتح المیم وسکون الدال المہملہ وبفتح التحتیہ آخرہ نون ابو یعزا بالفتح التحتانیہ والعین المہملہ والزاء المعجمہ حرزہم بکسر حاء المہملہ وسکون الراء المہملہ وکسر الزاء المعجمہ آخرہ ضمیر الجمع المذکر معافری بفتح المیم والعین المہملہ وبعد الالف فاء مکسورۃ ثم راء مہملہ غزالہ بفتح الغین المعجمہ وتخفیف الزاء المعجمہ قریۃ من مضافات طوس جوینی بضم الجیم وفتح الواو وسکون التحتیہ بعدہا نون قیاء النسبۃ نسبۃ الی جوین ناحیۃ کبیرۃ من نواحی نیشاپور

ابوطالب محمد بن عطیۃ الحارثی عطیۃ بفتح عین مہملۃ وکسر طاء مہملۃ وباء مثناۃ تحتانیۃ حارثی بحاء وراء مہملتین وثاء مثلثہ

دلف بضم الدال المہملہ وفتح اللام آخرہ فا جحدر بفتح جیم وسکون حاء مہملہ وفتح دال مہملہ وراء مہملہ شبلی بکسر الشین المعجمہ وسکون الموحدۃ بعدہا لام نسبۃ الی شبلہ قریۃ من قری....

اسروشنۃ بضم الہمزۃ وسکون السین المہملہ وضم الراء المہملۃ وفتح الشین المعجمۃ وفتح النون بعدہا ھاء ساکنۃ بلدۃ عظیمۃ

سادات کی ہیں اسلئے اسکو مقدم التربتہ کہتے ہیں

ابومدین بفتح میم وسکون دال مہملہ وفتح تحتیہ آخر اُسکے نون ابو یعزا بفتح تحتیہ وعین مہملہ وزائے معجمہ حرزہم بکسر حائے مہملہ وسکون رائے مہملہ وکسر زائے معجمہ آخر جمع مذکر معافری بفتح میم وعین مہملہ و بعد الف فائی مکسورہ پھر رائے مہملہ غزالہ بفتح غین معجمہ تخفیف زائے معجمہ ایک قریہ ہے مضافات طوس سے جوینی بفتح جیم و فتح واؤ وسکون تحتیہ اُسکے بعد نون اور یائے نسبت جوین ایک ناحیہ بڑا ہے نیشاپور کے نواحی میں۔ ابو طالب محمد بن عطیہ حارثی۔ عطیہ بفتح عین مہملہ وکسر طاء مہملہ و یائے مثناۃ تحتیہ حارثی بحائے ورائے مہملتین وثاء مثلثہ

دلف بضم دال مہملہ وفتح لام آخرہ فا جحدر فتح جیم وسکون حاء مہملہ وفتح دال مہملہ ورائے مہملہ شبلی بکسر شین معجمہ وسکون موحدہ بعد اُسکے لام نسبت ہے طرف شبلہ کے جو ایک گاؤن ہے۔

اُسروشنہ بضم ہمزہ وسکون سین مہملہ وضم رائے مہملہ وفتح شین معجمہ وفتح نون بعد اُس کے ہائے ساکنہ ایک بہت بڑا شہر ہے۔ ترانۂ کلیمی حصہ اول و دوم حمد و نعت ومنقبت میں مروجہ اور مشہور غزلین جو قوالی کا انتخاب ہیں۔ قیمت ار

وراء سمرقند من بلاد ما وراء النهر
صاحب مرباط اي مدينة ظفار
القديمة لانه وطن بها في القاموس
مرباط كمحراب بلد بساحل الهند
خالع قسم اشترى ارضا بعشرين
الف دينار وسماها قسم باسم ارض
بالبصرة كانت لاهله وغرس بها
نخلا ثم صارت قرية ثم انتقل
منها الى قرية اخرى فقيل له
خالع قسم عريض مصغر اسم
وادي قريب المدينة المشرفة
نسب اليها على العريضي نقلنا
هذه السلسلة العيدروسية
وضبط اكثر ما فيها من الاسماء المبهمة عن
النفحات القدسية في الخرقة العيدروسية
للسيد عبد القادر العيدروس وعن المشرع
المرودي في آل باعلوي للسيد محمد شبلي
اخبرنا الشيخ ابو طاهر اخبرنا الشيخ احمد النخلي
قال اجازني بقراءة هذا الدعاء خلف كل
صلوة من الخمس السيد عبد الرحمن بن علي
باعلوي تلميذ السيد عبد الله الحداد
وتلوح انتهى عن شيخه السيد عبد الرحمن
بن علوي الحداد باعلوي وهو هذا يا الله يا
لطيف يا رزاق يا قوي يا عزيز اسئلك
تالها اليك واستغراقا فيك وفنائك

سمرقند کے اُس طرف ما وراء النہر کے
شہروں میں سے صاحب مرباط یعنی شہر ظفار قدیمہ
قاموس میں کہا ہے مرباط بروزن محراب
ایک شہر ہے کنارہ ہند کے خالع قسم
نے خرید کی تھی ایک زمین بیس ہزار
دینار کو اور قسم نے اسکا نام وہی رکھا
جو بصرہ میں اُسکے کنبے کے لوگوں کے
زمین کا تھا اور وہاں درخت لگائے پھر وہ
قریہ ہوگیا۔ پھر منتقل ہوا اُس سے دوسرے قریہ کیطرف
تو لوگ کہنے لگے خالع قسم عُریض مصغر نام ہے
ایک وادی کا جو قریب مدینہ مشرفہ کے ہے
اُسکی طرف منسوب ہیں علی عریضی ہمنے نقل
کیا یہ سلسلہ عیدروسیہ سید عبد القادر
عیدروس کا اور ضبط اسماء مبہم کئے نفحات
قدوسیہ سے خرقہ میں عیدروسیہ سید عبد القادر
کے اور مشرع مرودی کے بیچ آل باعلوی
کے سید محمد شبلی کے خبر دی ہمکو شیخ ابو طاہر نے
انکو شیخ احمد نخلی نے انہوں نے کہا ہمکو اجازت
دی اس دعا کے پڑھنے کی پانچوں نمازوں کے
بعد سید عبد الرحمن بن علی باعلوی شاگرد سید عبد اللہ
حداد اور اُن کے واسطے اپنے شیخ سید عبد اللہ
بن علوی حداد باعلوی سے اور وہ یہ ہے۔
یا اللہ یا لطیف یا رزاق یا قوی یا عزیز
اسئلك تالها اليك واستغراقا فيك
وفناء بك

عمن سواك ولطفا شاملا جليًّا وخفيًّا ورزقا طيبًا هنيئًا ومريئًا وقوة فى الايمان واليقين وصلابة فى الحق والدين وعذابك بدوم وتخلد وشرفا يبقى وتبابد لايخالطه تكبر ولا تملو وارادة فساد فى الارض ولا علوا انك سميع قريب وصلى الله على سيدنا محمد واله وصحبه وسلم قلت وللسيد عبد الله الحداد ديوان شعر فى غاية اللطف والفصاحة غالية فى النصيحة والسلوك ناولنى بعض قصائده ابن بنته السيد عبد الله العيدروس والعيدروسى قلت واخبرنى جماعة من سادة آل باعلوى منهم السيد عبد الله بن جعفر مدهر ان سادة آل باعلوى لم يزالو طبقة بعد طبقة يوصون بقرءة الاحياء وحفظه والعمل بما فيه والمواظبة على اوراده فامذهبهم فى العقائد مذهب اهل السنة والجماعة ومذهبهم فى الفقه مذهب الشافعى ومذهبهم فى السلوك القيام ما فى الاحياء والله اعلم

اما طريقة شاذلية پس اين

فقير خرقه پوشيد از دست شيخ ابو طاهر از والد خود شيخ ابراهيم كردى وهو عن الشيخ احمد القشاشى وهو عن الشيخ احمد الشناوى وهو اخذ عن جماعة منهم سيدى احمد

عمن سواك ولطفا شاملا جليًّا وخفيًّا ورزقا طيبًا هنيئًا ومريئًا وقوة فى الايمان واليقين وصلابة فى الحق والدين وعزابك بدوم وتخلد وشرفا يبقى وبتابد لايخالطه تكبر ولا تملو وارادة فساد فى الارض ولا علوا انك سميع قريب وصلى الله على سيدنا محمد واله وصحبه وسلم میں کہتا ہوں سید عبد اللہ حداد کا ایک دیوان ہے اشعار کا نہایت لطف و فصاحت کے ساتھ اکثر اس میں نصیحت اور سلوک ہے اُن کے بعضے قصیدے مجھے لا کر دئے اُن کے بھانجے سید عبد اللہ عیدروس وعیدروسی نے میں کہتا ہوں مجھکو خبر دی ایک جماعت نے آل باعلوی کی اُن میں سے سید عبد اللہ بن جعفر مدہر نے کہ حضرات باعلوی ہمیشہ ایک طبقہ کی وصیت کرتے آئے ہیں احیاء العلوم کے پڑھنے کی اور اُسکے یاد کرنے کی اور اُسپر عمل کرنیکی اور اسکے اوراد کی مواظبت کی اور اُنکا مذہب عقائد میں اہل سنت وجماعت ہے اور فقہ میں اُنکا نام مذہب شافعی ہے سلوک میں جو احیاء العلوم میں ہے اُسپر قیام کرتا ہے واللہ اعلم **طریقہ شاذلیہ** کا اس فقیر نے خرقہ پہنا ہاتھ سے شیخ ابو طاہر کے (۱) اُنہوں نے اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے (۲) اُنہوں نے شیخ احمد قشاشی سے (۳) اُنہوں نے اخذ کیا ایک جماعت سے کہ اُن میں سے سیدی احمد

[illegible] سلسلہ شاذلیہ میں خلافت

بن قاسم العلامہ والولی الکبیر سیدی
حسن الانجیہی و الشیخ ابراهیم العلقمی
وسیدی محمد بن زین الدین کلهم صحبوا الشیخ
الاسلام کمال الدین الطویل وتادبوا
بادابہ ولبسوا منہ فهو صحب العلامۃ محمد
بن محمد بن الجزری وهو صحب و اخذ الخرقۃ
عن التاج السبکی وهو صحب واخذ عن
سیدی احمد بن عطاء اللہ الاسکندری صاحب
الحکم وهو صحب و اخذ عن سیدی ابی العباس
المرسی وهو صحب و اخذ ولبس عن القطب
ابی الحسن الشاذلی و لبس الشیخ ابوطاهر الخرقۃ
واخذ التلقین عن الشیخ الحرم احمد النخلی و الشیخ
عبداللہ بن سالم عن الشیخ عیسی المغربی عن الشیخ
ابی عثمان سعید بن ابراهیم الجزائری و ایضاً
لبس الشیخ ابوطاهر خرقۃ شیخہ بالکتابۃ والاجازۃ
الشیخ محمد بن محمد بن سلیمان المغربی نزیل مکۃ طلب الشیخ
ابراهیم منہ الخرقۃ لاولادہ فارسلها الی المدینۃ
لهم فکتب لهم بالاجازۃ لما تصح لہ روایۃ ولم
یجمع الشیخ ابوطاهر مع بلباسہ من ید
شیخ ابی عثمان الجزائری بلباسہ لها من ابی
عثمان المغربی بلباسہ لها من ابی العباس احمد
حجی الوهرانی بلباسہ لها من ابی سالم سیدی
ابراهیم التازی بلباسہ لها من صالح بن موسی
الزوادی من ابی عبداللہ محمد بن
محمد بن مخلص الطیبی

بن قاسم علامہ وولی کبیر سیدی حسن الانجیہی
اور شیخ ابراہیم علقمی اور سیدی محمد بن زین الدین ان سب
نے صحبت پائی ہے شیخ الاسلام کمال الدین طویل (۵)
کی۔ اور آداب یافتہ ہوئے ہیں اُن کے آداب
سے اور خرقہ پہنا ہے ان کے ہاتھ سے اور وہ صحبت
میں رہے ہیں علامہ محمد بن محمد جزری (۶) کے اور
اُنہوں نے صحبت پائی ہے اور اخذ خرقہ کیا
ہے تاج سبکی (۷) سے اور اُنہوں نے سیدی احمد (۸)
بن عطاء اللہ اسکندری (۹) صاحب حکم سے اور اُنہوں نے
سیدی ابوالعباس مرسی (۱۰) سے اور اُنہوں نے قطب
ابوالحسن شاذلی (۱۱) سے اور شیخ ابوطاہر نے خرقہ پہنا اور
اخذ تلقین کیا شیخ حرم شیخ احمد نخلی سے اور شیخ عبداللہ
بن سالم سے اور اُنہوں نے شیخ عیسیٰ مغربی سے
اُنہوں نے شیخ ابوعثمان سعید بن ابراہیم جزائری سے
اور نیز پہنا یا ابوطاہر کو شیخ نے خرقہ اپنے شیخ کا کتابت
اور اجازت کے ساتھ شیخ محمد بن محمد بن سلیمان مغربی نزیل مکہ
سے طلب کیا تھا شیخ ابراہیم نے اُنسے خرقہ اپنی اولاد
کیواسطے اُنہوں نے خرقہ بھیجا ان کیواسطے طرف مدینہ
کے اور اجازت لکھی جسوقت صحیح ہوئی یہ روایت اور
مجتمع نہیں ہوئے شیخ ابوطاہر اُنسے خرقہ پہنے میں اُنکے
شیخ ابوعثمان جزائری کے ہاتھ سے خرقہ پہنے کو ابو
عثمان مغربی سے اُنہوں نے پہنا ابوالعباس
احمد حجی وحراق سے اُنہوں نے ابوسالم سیدی
ابراہیم تازی سے اُنہوں نے صالح بن موسی زوادی
سے اُنہوں نے ابوعبداللہ محمد بن محمد بن مخلص طیبی سے

المرسی

عن الشیخ علاء الدین مغلطائی عن السید
زین الدین ابی بکر والسید ابی عبد اللہ بن
السید ابی الحسن الشاذلی وھما من القطب
ابی الحسن الشاذلی ثم القطب نور الدین
ابو الحسن علی بن عبد اللہ بن عبد الجبار
الشہیر بالشاذلی اخذ الطریقۃ ولبس
الخرقۃ عن شیخہ عبد السلام من مشیش
وھو عن السید عبد الرحمن بن زیات
المدنی وھو عن الشیخ تقی الدین الصوفی
المعروف بالفقیر مصغر وھو عن الشیخ
فخر الدین وھو عن الشیخ ابی الحسن علی وھو
عن الشیخ تاج الدین محمد وھو عن الشیخ شمس الدین
محمد وھو عن الشیخ زین الدین محمد القزوینی
وھو عن الشیخ ابی اسحاق ابراھیم البصری وھو
عن الشیخ ابی القاسم المروانی وھو عن الشیخ فتح
السعود وھو عن الشیخ سعید القروانی وھو عن
الشیخ ابی محمد جابر وھو عن السید الشہید الامام
حسین بن علی وھو عن ابیہ الامام امیر المؤمنین
علی ابن ابی طالب وھو عن السید المرسلین
وشفیع المذنبین وقائد الغر المحجلین محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآین فقیر حزب
البحر اخذ کرد از شیخ ابو طاھر عن الشیخ احمد
النخلی عن الشیخ محمد بن العلاء عن سالم السنہوری
عن النجم الغیطی عن شیخ الاسلام زکریا

اُنہوں نے شیخ علاؤ الدین مغلطائی سے اُنہوں
نے سید زین الدین ابوبکر اور سید ابو عبد اللہ
بن سید ابو الحسن شاذلی سے اور ان دونوں نے
قطب ابو الحسن شاذلی سے پھر قطب نور الدین
ابو الحسن علی بن عبد اللہ بن عبد الجبار مشہور شاذلی
نے اخذ طریقہ کیا اور خرقہ پہنا اپنے شیخ عبد السلام
بن مشیش سے اور اُنہوں نے سید عبد الرحمن بن
زیات مدنی سے اُنہوں نے شیخ تقی الدین صوفی
عرف فقیر مصغر اور اُنہوں نے شیخ فخر الدین سے
اُنہوں نے شیخ ابو الحسن علی سے اُنہوں نے شیخ
تاج الدین محمد سے اُنہوں نے شیخ شمس الدین
محمد سے اُنہوں نے شیخ زین الدین محمد قزوینی سے
اُنہوں نے شیخ ابو اسحاق ابراہیم بصری سے اُنہوں
نے شیخ ابو القاسم مروانی سے اُنہوں نے شیخ فتح السعود
سے اُنہوں نے شیخ سعید قروانی سے اُنہوں نے شیخ
ابو محمد جابر سے اُنہوں نے سید شہید امام حسین بن علی
سے اُنہوں نے اپنے والد امام امیر المؤمنین علی ابن
ابیطالب سے اُنہوں نے سید المرسلین شفیع المذنبین
قائد الغر المحجلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
اور اِس فقیر نے حزب البحر اخذ کیا شیخ ابو طاہر
سے اُنہوں نے شیخ احمد نخلی سے اُنہوں نے شیخ
محمد بن علاء سے اُنہوں نے سالم سنہوری سے
اُنہوں نے نجم غیطی سے اُنہوں نے
شیخ الاسلام زکریا سے

عن الرحیم عبد الرحیم بن فرات عن التاج عبد الوھاب بن علی السبکی عن والدہ التقی علی بن الکافی السبکی عن الشیخ احمد بن عطاء اللہ عن الامام الشیخ ابی العباس احمد بن عمر المرسی عن ابی الحسن الشاذلی واخذ کردہ حکم ابن عطا از ھمین سند الشیخ احمد بن عطا واخبرنی الشیخ ابو طاھر قال اخبرنا الشیخ احمد النخلی قال اخبرنی الشیخ یحیی الشاوی بتلقینہ عن الشیخ سعید الجزائری عن الشیخ سعید المقری عن الولی الکامل احمد حجی عن العارف باللہ سیدی ابراھیم بقراءۃ اربع سورۃ من القرآن فی کل یوم ولیلۃ وھی اقرء باسم ربک الذی خلق وانا انزلناہ فی لیلۃ القدر واذا زلزلت الارض زلزالھا ولایلاف قریش

طریقہ شطاریہ

واما طریقہ شطاریہ پس درین دیار ہمین بجہت است جہت شیخ محمد غوث گوالیری وبحقیقت پیش از شیخ محمد غوث گوالیری چندان این طریقہ شہرت نداشت واول کسیکہ این طریقہ در ہندوستان از وے جاری شد عبد اللہ شطاری ست واول کسیکہ این طریقہ ابتدا کرد شیخ خدا قلی ماوراء النہری ست بالجملہ این فقیر خرقہ از دست شیخ ابو طاہر کردی پوشید الیتا بعمل آنچہ در جواہر خمسہ ست اجازت داد عن ابیہ الشیخ ابراھیم الکردی عن الشیخ احمد القشاشی عن الشیخ احمد شناوی عن سید

اُنہوں نے عز عبد الرحیم بن فرات سے اُنہوں نے تاج عبد الوہاب بن علی سبکی سے اُنہوں نے اپنے والد تقی علی بن کافی سبکی سے اُنہوں نے شیخ احمد بن عطاء اللہ سے اُنہوں نے امام ابو العباس احمد بن عمر مرسی سے اُنہوں نے ابو الحسن شاذلی سے اور اخذ کیا حکم اس عطا کا اسی سند سے شیخ احمد بن عطا سے اور مجکو خبر دی شیخ ابو طاہر نے کہا خبر دی ہمکو شیخ احمد نخلی نے کہا خبر دی مجھے شیخ یحیی شاوی نے اسکی تلقین کی شیخ سعید جزائری نے اُنہوں نے شیخ سعید مقری سے اُنہوں نے ولی کامل احمد حجی سے اُنہوں نے عارف باللہ سیدی ابراہیم سے واسطے پڑھنے چار سورتیں قرآن کے ہمیشہ شب و روز میں اور وہ یہ ہیں۔ اقرا باسم ربک الذی خلق۔ انا انزلنا فی لیلۃ القدر۔ اذا زلزلت الارض زلزالہا ولایلاف قریش

طریقہ شطاریہ

اور طریقہ شطاریہ کی اس ملک میں بھی ایک جہت ہے شیخ محمد غوث گوالیری سے ور فی الحقیقت شیخ محمد غوث گوالیری سے پہلے کچھ اس طریقہ کی شہرت نتھی اور ہندوستان میں جو پہلے ہوا عبد اللہ شطاری سے ہوا اور جس نے پہلے یہ طریقہ جاری کیا وہ شیخ خدا قلی ماوراء النہری ہیں غرض اس فقیر نے خرقہ شیخ ابو طاہر کردی کے ہاتھ سے پہنا اور اُنہوں نے اسکے عمل کی اجازت دی جو جواہر خمسہ میں ہیں اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے اُنہوں نے شیخ احمد قشاشی سے اُنہوں نے شیخ احمد شناوی سے

شجرۂ طریقت

صبغۃ اللہ عن الشیخ وجیہ الدین العلوی الکجراتی عن الشیخ محمد غوث الگوالیری والیضاً البسہ الشیخ ابوطاہر عن الشیخ احمد القشلی عن السید میر کلان عن الشیخ عیسیٰ السندی البرہانپوری عن الشیخ لشکر محمد عن الشیخ محمد غوث ثم الشیخ محمد غوث صاحب الجواہر الخمسۃ وناشر الطریقۃ الشطاریۃ اخذہا عن الشیخ ظہور عن الشیخ ہدیۃ اللہ سرمست عن الشیخ محمد عاشق عن الشیخ محمد قاضی عن الشیخ عبداللہ شطاری عن الشیخ محمد عارف عن الشیخ محمد عاشق عن الشیخ خدا قلی للما وراء النہری عن ابی الحسن الخرقانی عن ابی مظفر ترک الطوسی عن الشیخ ابی یزید العشقی عن الشیخ محمد المغربی تلقن من روحانیۃ سیدنا الامام جعفر الصادق بسند السابق این فقیر در سفر حج چون بلاہور رسید و دست بوس شیخ محمد سعید لاہوری یافت ایشان اجازت دعائے سیفی دادند بل اجازت جمیع اعمال جواہر خمسہ و سند خود بیان کردند ایشان درین زمانہ یکے از اعیان مشائخ طریقہ حنفیہ و شطاریہ بودند و چون کسے را اجازت میدادند اورا دعوت رجعت نمے شد رحمۃ اللہ تعالیٰ

سند قال الشیخ المعمر الثقہ حاجی محمد سعید اللاہوری اخذ الطریقۃ شطاریہ و اعمال الجواہر الخمسہ من السیفی وغیرہ عن الشیخ محمد اشرف اللاہوری عن الشیخ عبدالملک عن الشیخ بایزید الثانی

صبغۃ اللہ سے انہوں نے شیخ وجیہ الدین گجراتی سے انہوں نے شیخ محمد غوث گوالیری سے اور نیز پہنایا یہ خرقہ شیخ ابوطاہر نے شیخ احمد قشلی سے انہوں نے سید میر کلان سے انہوں نے شیخ عیسیٰ سندی برہانپوری سے انہوں نے شیخ لشکر محمد سے انہوں نے شیخ محمد غوث سے پھر شیخ محمد غوث گوالیری صاحب جواہر خمسہ اور رواج دینے والے طریقہ شطاریہ کے نے اخذ کیا طریقہ شیخ ظہور سے انہوں نے شیخ ہدیۃ اللہ سرمست سے انہوں نے شیخ محمد قاضی سے انہوں نے شیخ عبداللہ شطاری سے انہوں نے شیخ محمد عارف سے انہوں نے شیخ محمد عاشق سے انہوں نے شیخ خدا قلی ماوراء النہری سے انہوں نے ابوالحسن خرقانی سے انہوں نے ابوالمظفر ترک طوسی سے انہوں نے شیخ ابویزید عشقی سے انہوں نے شیخ محمد مغربی سے انہوں نے تلقین پائی روحانیت سے شیخ ابویزید بسطامی کے انہوں نے تلقین پائی روحانیت سے سیدنا امام جعفر صادق کے بموجب سند سابق کے اور نیز یہ فقیر حج کے سفر میں جب لاہور پہونچا اور دست بوسی شیخ محمد سعید لاہوری کی حاصل کی۔ انہوں نے دعائے سیفی کی اجازت بلکہ اجازت جمیع اعمال جواہر خمسہ کے بیان کی اور یہ اس زمانہ میں بہت بڑے مشائخ طریقہ حنفیہ و شطاریہ کے تھے اور جب کسی کو اجازت دیتے تھے اسکو دعوت کی رجعت نہ ہوتی تھی رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ سند کہا ہے شیخ معمر ثقہ حاجی محمد سعید لاہوری نے کہ میں نے اخذ کیا طریقہ شطاریہ اور اعمال جواہر خمسہ سیفی وغیرہ شیخ محمد اشرف لاہوری سے انہوں نے شیخ عبدالملک سے انہوں نے شیخ بایزید ثانی سے

شاہ لاہوری ... کو دعائے سیفی اور جواہر خمسہ کی اجازت

عن الشیخ وجیہ الدین الگجراتی عن الشیخ
محمد غوث الگوالیری وایضاً این فقیر را
اجازت طریقہ شطاریہ حاصل شد از حضرت
والد بزرگوار قدس سرہٗ عن شیخ لال میرٹھی
عن الشاہ پیر میرٹھی بسند لا یحضرنی
الآن وجدت فی کتاب العزیزیہ ایراہ
عن السید ابراہیم الایرجی عن الشیخ
بہاء الدین الشطاری انہ قال بدانکہ
ذکر مشرب شطار اسم ذات بزبان یا دل گوید و ملاحظہ
اسماء صفات کند یعنی سمیع و بصیر و علیم در
خیال آرد و برزخ یعنی صورت واسطہ
پیش نظر دارد و مد کشد و شد کند و از زیر
ناف آغاز کند و مفہوم ملاحظہ یعنی شنوا
و بینا و دانا در دل قرار دہد و در یک دم
بگوید از اول دم تا آخر دم این در غیر محاربہ
کبیر است فاما در محاربہ کبیر اگر در یکدم دوصد بار و
زیادہ بگوید پس بہتر است چون درین صفات
استقرار یافت صفات دیگر تلقین کند کہ
آن صفات را نبات گویند یعنی سمیع بصیر
علیم شنوا دائم بینا۔ دانا۔ قائم۔ حاضر ناظر
شاہد۔ چون مدتے درین شغل استقامت
میفرمایند۔ یعنی قادر۔ واحد۔ حی۔ قیوم
ظاہر۔ باطن۔ رؤف۔ نور۔ ہادی و بدیع
و باقی و عروج و نزول۔ در ہر ذکرے دوامی
شرط ست چون زمانے بدین شغل

اُنہوں نے شیخ وجیہ الدین گجراتی سے اُنہوں
نے شیخ محمد غوث گوالیری سے اور نیز اس فقیر کو اجازت
طریقہ شطاریہ کی حاصل ہوئی حضرت والد بزرگوار
قدس سرہٗ سے انکو شیخ لال میرٹھی سے انکو شاہ
پیر میرٹھی سے اُن کی سند اس وقت
مجھے یاد نہیں میں نے کتاب عزیزیہ میں پائی
معلوم ہوتی ہے سید ابراہیم ایرجی سے اُن کو
شیخ بہاؤ الدین شطاری سے کہ انہوں نے
کہا ہے کہ جان لینا چاہیے کہ ذکر مشرب شطاریہ
کا اسم ذات ہے زبان سے یا دل میں کہے اور ملاحظہ
اسماء صفات کا کرے یعنی سمیع۔ بصیر۔ علیم خیال
میں لائے اور برزخ یعنی صورت واسطے کی پیش
نظر رکھے اور مد کھینچے اور شد کرے اور زیر ناف سے
شروع کرے اور معنی ملاحظہ کرے یعنی سننے والا اور
دیکھنے والا اور جاننے والا دل میں قرار دے اور ایک
دم میں ایک دفعہ کہے دم کے اول سے دم کے آخر
تک میں اور یہ جب ہے کہ محاربہ کبیر ہو اور جو محاربہ
کبیر ہو تو دو سو دفعہ اور زیادہ کہے تو اور اچھا ہے
جب صفات قرار پا جائیں تو اور صفات تلقین
کرے کہ اُن صفات کو نبات کہتے ہیں۔ یعنی
سمیع۔ بصیر۔ علیم۔ شنوا۔ بینا۔ دانا۔ دائم۔ قائم
حاضر شاہد ہے۔ جب ایک مدت اس شغل میں مستقیم ہو جاتے
تو فرماتے ہیں یعنی قادر۔ واحد۔ حی۔ قیوم۔ ظاہر
باطن۔ رؤف۔ نور۔ ہادی۔ بدیع۔ باقی۔ عروج۔
نزول۔ ہر ذکر دوام میں شرط ہے جب ایک مدت اس میں

لفظ شطاریہ میں غلاف

سلسلہ شطاریہ کا طریقہ ذکر و تعلیم

سلسلہ شطاریہ کے مراقبہ ۱۴۰ جات

استقامت گرفتہ باشد بعدہ ملفوظات تلقین کنند
یعنی العلی الاعلی العظیم الاعظم الکبیر الاکبر القریب
الاقرب اللطیف الالطف الکریم الاکرم النور الانور
العلیم الاعلم بعد ازان بہ محاربہ کبیر شغل کناند کہ دم گرفتہ
باشد تمام با تصور ملاحظہ چندان ذکر گوید کہ خوئے از
اندام طریق باران روان شود و گوینده
ذکر بیہوش گردد و فائدہ آنست کہ آنچہ بجز گرسنگی
و بیداری بسیار حاصل میشود آن ہمہ بدین حاصل
میشود و این مقدار کافی ست باقی از مرشد معلوم
گردد بدانکہ مراقبہ بر سہ طریق است اول آنکہ
بجلسہ صلوٰۃ بنشینی والتزام علم بدین کنی کہ باری
تبارک و تعالیٰ بینا و شنوا و داناست چون ازین
علم لمحہ غافل شوی مراقب نباشی و درین مراقبہ ربط
شیخ لازم گیرد و در نماز و تلاوت و جمیع احوال
ملازم ازین علم باشد و چون درین استقامت شود
در مراقبہ ثانی کہ آنرا مشاہدہ نیز گویند شروع کنی
و این ہم بر آن ہیئت مذکورہ بنشینی و روئے را
بجانب قبلہ مائل گردانی و چشم را بندی و بہ چشم
باطن سوئے دل نگری و تصور کنی کہ خدای عزوجل
را می بینی و چون این شغل بکمال رسد حجاب
تشبیہ برخیزد و بہ تحقیق بدانی کہ خدا تعالیٰ را
می بینی پس ازین ترقی کن در مراقبہ ثالثہ کہ
آنرا معائنہ نیز نامند مشغول شود آن
آن ست کہ بر صفات مسطورہ بہ نشینی
الا آنکہ نظر سوئے آسمان داری و چشم

مستقیم ہو جائے تو ملفوظات تلقین فرماتے ہیں
یعنی العلی الاعلی العظیم الاعظم الکبیر الاکبر القریب
الاقرب اللطیف الالطف الکریم الاکرم النور الانور
العلیم الاعلم اسکے بعد محاربہ کبیر کا شغل کرائیں کہ دم روک
کر خوب شدت سے ساتھ تصور ملاحظہ کے اتنا ذکر کرے
کہ بدن سے پسینہ مینہ کی طرح برسنے لگے اور ذکر کرنے والا
بیہوش ہو جائے اور فائدہ یہ ہے کہ جسقدر بھوکے
رہنے سے اور بہت جاگنے سے حاصل ہوتا ہے وہ سب اس
سے حاصل ہو جاتا ہے اور اسقدر کافی ہے باقی مرشد سے
معلوم ہو جائیگا۔ جاننا چاہئے کہ مراقبہ تین طور پر ہیں
ایک تو یہ کہ اسطرح بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں اور اپنے
اس علم کو لازم کرے یعنی یقین سے یوں جانے کہ اللہ تعالیٰ
دیکھتا اور سنتا اور جانتا ہے اور جب اس علم سے ایک لمحہ بھی
غافل ہو تو مراقبہ نہیں اور اس مراقبہ میں ربط شیخ لازم ہے
اور نماز و تلاوت اور تمام احوال کو لازم جانے اور جب اسمیں
استقامت ہو جائے۔ دوسرا مراقبہ جسے مشاہدہ بھی کہتے ہیں شروع
کرے۔ اور اسمیں بھی اسی شکل سے بیٹھے اور منہ قبلے کے وسط
کی طرف جھکائے اور آنکھیں بند کرے اور چشم باطن سے
دل کو دیکھیں اور تصور کرے کہ خدا عزوجل کو دیکھتا
ہے۔ اور جب یہ شغل کمال کو پہنچ جائے حجاب
تشبیہ کا اٹھ جائیگا تو تحقیق جانیگا کہ خدا تعالیٰ
کو دیکھتا ہے پھر اس سے ترقی کرے تیسرے مراقبہ
میں کہ اُسے معائنہ بھی کہتے ہیں اس میں مشغول
اور وہ یہ ہے کہ اسی طور سے بیٹھے مگر
نظر آسمان کی طرف کرے اور آنکھیں

دوسرا مراقبہ مشاہدہ

تیسرا مراقبہ معائنہ

فراز کردہ برہیئت مختصر تصور کنی کہ روحم از قالب بیرون رفت و از سماوات گزشت وبمعائنہ حق تعالیٰ مشغول شد اگر کسے برین استقامت یابد رشتہ سبز پیدا آید یکجانب رشتہ بالائے ہفتم آسمان باشد و دوم جانب رشتہ در دل او باشد واعلیٰ مرتبہ طریق است ومشغولی کہ مشائخ می گویند ہمین است و درین واسطہ درست نیست۔

بیان سبحہ

واما سبحہ فناولنی ھا السید عمر ابن بنت الشیخ عبداللہ البصری المکی قال ناولنی ھا جدی الشیخ عبد اللہ ناولہ ایاھا شیخہ محمد بن محمد بن سلیمان المغربی وقال ناولنی ایاھا ابو عثمان الجزائری عن ابی عثمان المقری عن سیدی احمد حجی عن سیدی ابراھیم التازی عن ابی الفتح المراغی عن ابی العباس احمد بن بحر الرداد عن مجد الدین محمد بن یعقوب بن محمد الفیروز آبادی اللغوی عن جمال الدین یوسف بن محمد الدمیری عن تقی الدین بن ابی الثنا محمود بن یعلی عن مجد الدین عبداللہ بن ابی الجیش المقری عن ابیہ عن ابی الفضل محمد بن ناصر عن ابی محمد عبداللہ السمرقندی عن ابی بکر محمد بن علی السلامی الحداد عن ابی نصر عبد الوھاب بن عبداللہ بن عمر عن ابی الحسن علی بن الحسن بن القاسم الصوفی

اونچی کرے اسی طرح جیسے مرنیکے وقت یہ خیال کرے کہ میری روح قالب سے نکل گئی اور آسمانوں سے گذر گئی اور حق تعالیٰ کے معائنہ میں مشغول ہوئی اگر کسی کو اس پر استقامت حاصل ہوگی ایک سبز رشتہ ظاہر ہوگا اُس کا ایک سرا ساتویں آسمان پر ہوگا اور دوسرا سرا اُسکے دل میں۔ اور اعلیٰ مرتبہ اور مشغولی جو مشائخ کہتے ہیں یہی ہے اور اس میں واسطہ درست نہیں۔

تسبیح کی سند

وہ مجھکو دی سید عمر نے شیخ عبداللہ بصری مکی کے نواسے نے کہا مجھکو دی میرے نانا شیخ عبداللہ نے اُن کو دی اُنکے شیخ محمد بن محمد بن سلیمان مغربی نے اور کہا مجھکو دی ابو عثمان جزائری نے اُن کو ملی ابو عثمان مقری سے اُن کو سید احمد حجی سے اُنکو سید ابراہیم تازی سے اُنکو ابو الفتح مراغی سے اُنکو ابو العباس احمد بن ابو بحر رداد سے اُنکو مجد الدین محمد بن یعقوب بن محمد فیروز آبادی لغوی سے اُنکو جمال الدین یوسف بن محمد دمیری سے اُنکو تقی الدین بن ابو الثنا محمود بن یعلی سے اُنکو مجد الدین عبد الصمد بن ابو الجیش مقری سے اُنکو اپنے والد سے اُنکو ابو الفضل محمد بن ناصر سے اُنکو ابو محمد عبداللہ سمرقندی سے اُنکو ابو بکر محمد بن علی سلامی حداد سے اُنکو ابو نصر عبد الوہاب بن عبداللہ بن عمر سے اُنکو ابو الحسن علی بن حسین بن قاسم صوفی سے (۱۷)

قال سمعت ابا الحسن المالکی وقد رأیته
وفی یدہ سبحۃ فقلت یا استاذ انت
الی الآن مع السبحۃ یقول کذا رأیت استاذی
الجنید وفی یدہ سبحۃ فقلت یا استاذی
وانت الی الآن مع السبحۃ فقال کذا رأیت
استاذی سری بن المغلس السقطی وفی یدہ
سبحۃ فقلت یا استاذ وانت مع السبحۃ
فقال کذا رأیت استاذی معروف
الکرخی وفی یدہ سبحۃ فسألت عما سألتنی
عنہ فقال کذا رأیت استاذی بشر الحافی
وفی یدہ سبحۃ وسألت عما سألتنی عنہ فقال
رأیت استاذی عمر المکی وفی یدہ سبحۃ فسألتہ
عما سألتنی عنہ فقال رأیت استاذی الحسن
البصری وفی یدہ سبحۃ فقلت یا استاذ مع
عظم شانک وحسن عبادتک وانت
الی الآن مع السبحۃ فقال لی ھذا شئ کنا
استعملناہ فی البدایات ما کنا نترکہ فی
النہایات انا احب ان اذکر اللہ بقلبی و
یدی ولسانی قال الشیخ ابو العباس الرداد
تبین من قول الحسن البصری السبحۃ کانت
موجودۃ متخذۃ فی عہد الصحابۃ لقولہ
ھذا شئ کنا استعملناہ فی البدایات و
بدایات الحسن من غیر شک کانت
مع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فانہ ولد

اُنہوں نے کہا مینے سنا ہے حسن مالکی سے اور تحقیق مینے دیکھا
انکو تسبیح انکے ہاتھ میں ہے تو مینے کہا اے حضرت ابھی تک آپ
تسبیح ہاتھ میں رکھتے ہیں کہا اُنہوں نے یونہی دیکھا تھا اپنے حضرت
جنید کو اور اُنسے کہا تھا حضرت ابھی تک آپ تسبیح ہاتھ میں
رکھتے ہیں اُنہوں نے کہا مینے ایسا ہی دیکھا تھا اپنے مرشد سری
بن مغلس سقطی کو اور اُنکے ہاتھ میں تسبیح تھی تو مینے
کہا اے حضرت ابھی تک آپ تسبیح رکھتے ہیں اُنہوں نے
کہا مینے ایسا ہی دیکھا تھا اپنے مرشد معروف
کرخی کو اور اُنکے ہاتھ میں تسبیح تھی اور مینے یونہی
پوچھا تھا جسطرح تم نے مجھسے پوچھا تو اُنہوں نے
کہا ہمنے یونہی دیکھا تھا اپنے مرشد بشر حافی
کو اُنسے یونہی دریافت کیا جیسے تم نے مجھسے
اُنہوں نے کہا مینے دیکھا اپنے حضرت عمر مکی کو
انکے ہاتھ میں تسبیح تھی مینے سوال کیا اسی طرح
جسطرح تم نے مجھسے۔ اُنہوں نے کہا مینے دیکھا
اپنے استاد حسن بصری کو اُن کے ہاتھ میں
تسبیح تھی مین نے کہا اے حضرت آپ باوجود
ایسی عظمت شان اور ایسی نیک عبادت کی
اور ابھی آپکے ہاتھ میں تسبیح ہے اُنہوں نے کہا کہ یہی
ایک ایسی شئے ہے کہ ہم ابتدا میں اسکا استعمال کرتے تھے
تو ہمنے نہایت میں بھی نہ ترک کیا میں دوست رکھتا ہوں
اس امر کو کہ ذکر اللہ ویسے کروں اور ہاتھ سے اور زبان سے
شیخ ابو العباس رداد فرماتے ہیں کہ حسن بصری کے قول
سے روشن ہوا کہ تسبیح موجود اور متخذ تھے اصحابہ کے عہد میں
جو اُنہوں نے کہا یہ ایسی شئے ہے کہ ہم ابتدا میں کیا کرتے تھے اور

 مشائخ صاحب کو دیگر وظائف

لسنتين بقيا من خلافة عمر ورای عثمان وعليا وطلحة رضی الله عنهم وحضر يوم الدار فی قضية عثمان وعمره اربع عشرة سنة وروی عن عثمان وعلی وعمران بن حصين ومعقل بن يسار وابی بكرة وابی موسی وابن عباس وجابر بن عبد الله رضی الله عنهم وخلق كثير من الصحابة والخلاف فی روايته عن علی رضی الله عنه مشهور انتهی واما **دلائل الخيرات** فاخبرنا به شيخنا ابو طاهر عن الشيخ احمد النخلی عن السيد عبد الرحمن الادريسی الشهير بالمحجوب عن ابيه احمد عن جده محمد عن ابی جده احمد عن مولفه السيد الشريف محمد بن سليمان الجزولی رحمة الله واما **قصيدة البردة** فاخبرنا بها ابو طاهر عن الشيخ احمد النخلی عن محمد بن العلاء العاملی عن سالم السنهوری عن النجم الغيطی عن شيخ الاسلام زكريا عن ابی اسحاق الصالحی عن الصلاح محمد بن محمد بن الحسن الشاذلی عن علی بن جابر الهاشمی عن ناظمها شرف الدين محمد بن سعيد حماد البوصيری رحمة الله كاتب حروف گويد اين ست انچه از بيان سلاسل درين رساله ميسر شد بعد ازان ذكر بعض اسانيد علم حديث وعلم فقه وغيرهما خواهد آمد والحمد لله اولاً وآخراً وظاهراً وباطناً وصلی الله علی سيدنا محمد وآله واصحابه اجمعين

جب دو برس خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہوئے تھے اور انہوں نے دیکھا حضرت عثمان و علی و طلحہ رضی اللہ عنہم کو اور جب حاضر ہوئے یوم الدار کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قضیہ میں تو ان کی عمر چودہ برس کی تھی اور انہوں نے حدیث کی روایت کی ہے عثمان و علی و عمران بن حصین و معقل بن یسار و ابوبکرہ و ابوموسیٰ و ابن عباس و ابن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے اور بہت صحابہ سے اور انکا حضرت علی سے روایت کرنے میں خلاف مشہور ہے انتہی

دلائل الخیرات کی سند۔ اور دلائل الخیرات کی ہم کو اجازت دی ہمارے شیخ ابوطاہر نے انہوں نے شیخ احمد نخلی سے انہوں نے سید عبدالرحمن ادریسی مشہور محجوب سے انہوں نے اپنے والد احمد سے انہوں نے انکے دادا محمد سے انہوں نے انکے پیر دادا احمد سے انہوں نے اسکے مصنف سید شریف محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ سے **قصیدہ بردہ کی سند** ہمکو خبر دی قصیدہ بردہ کی ابوطاہر نے شیخ احمد نخلی سے انہوں نے محمد بن علا عاملی سے انہوں نے سالم سنہوری سے انہوں نے نجم غیطی سے انہوں نے شیخ الاسلام زکریا سے انہوں نے ابو اسحاق صالحی سے انہوں نے صلاح محمد بن محمد بن حسن شاذلی سے انہوں نے علی بن جابر ہاشمی سے انہوں نے اسکے ناظم شرف الدین بن محمد بن سعید حماد بوصیری رحمۃ اللہ علیہ سے کاتب حروف کہتا ہے یہ ہی بیان سلاسل کا اس رسالہ میں میسر ہوا اور علم حدیث و فقہ وغیرہما کی سند کا ذکر بعد ہوگا۔ فقط والحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً و صلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

سند دلائل الخیرات

سند قصیدہ بردہ

دس روپیہ انعام - اُن مہربان کو دیا جائیگا۔ جو سجادہ صاحب سے کتابیں طلب فرمائیں۔
لیکن ڈاکخانہ کی غفلت سے کسی دوسرے شخص کی غلط سلط کتابیں پہنچ جائیں۔ ایسے پارسل کے آنے پر اسکا نمبر اور
ڈاکخانہ کا نام ثبوت کیلئے لیکر اُسکے لینے سے انکار کر دیجئے۔ اور فوراً بذریعہ رجسٹری اطلاع دیجئے۔ **تحفہ ہندی**۔ در علم دیدک
بزبان فارسی معہ ترجمہ اردو مصنفہ حضرت مولانا شاہ اہل اللہ صاحب برادر خورد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم
اس کتاب میں باکمال مصنف نے یہ خوبی رکھی ہے۔ کہ اُن ہندی دواؤں کے نام مع افعال و خواص و ماہیت تحریر فرمائے ہیں۔ جنکا پتہ یونانی
میں ہے نہ تحفہ میں۔ اور پھر از سر تا پا جمیع امراض کے نسخے ہندی دواؤں سے ایسے مجرب اور مستند لکھے ہیں کہ اُنکے استعمال سے بہت جلد
شفا ہو جاتی ہے۔ اور مزید خوبی یہ ہے۔ کہ وہ سب دوائیں کم قیمت اور چھوٹے قصبہ میں بھی مل جاتی ہیں۔ آخر کتاب میں کچھ
کشتہ جات اور مرکبات متفرقہ مجربہ کا بیان ہے۔ جا بجا مبالغہ کیا جاتا ہے کہ ہر شخص بلا امداد حکیم اپنا اور بچوں کا خود علاج کر سکتا ہے قیمت ۸
تحقیق الرؤیا عربی معہ ترجمہ اردو۔ از حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ خواب کے متعلق عجیب و غریب بحث اسکی ابتداء ... اور تحقیق اس شرح و بسط کی ہے کہ آجتک نہ چھپی ہوگی ... فی الواقع ہندوستان میں اس مضمون کا پہلا رسالہ ہے۔ اس کی خوبی دیکھنے پر منحصر ہے۔ قیمت تین آنہ

وصیت نامہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ معہ شرح قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ وصیت نامہ دو جگہ بھی چھپے ہیں مگر یہ شرح قاضی صاحب جیسے متبحر عالم و فاضل کی قابل دید ہے کیونکہ جو شرح کے اس وصیت نامہ کو سمجھنا ہر ایک کا کام نہیں قیمت ۸

غنچہ مراد اسلام یعنی سوانحعمری نواب میر صدر الدین حسین خان صاحب آف بڑودہ۔ اس
کتاب کے مصنف منشی عاشق حسین صاحب چشتی لکھتے ہیں کہ یہ کتاب ہمارے علماء بزرگ کو عالم بننا سکھائیگی
اسکو پڑھکر نواب اور رؤسا صحیح معنوں میں نواب اور رئیس کہلا سکینگے قومی ہمدردوں کو اسکا مطالعہ ہمدردی سکھائیگا۔ اتفاق کسے کہتے ہیں
اخلاق کیسے ہوتے ہیں۔ ترقی کی کیا صورتیں ہیں۔ ہمارے زوال کے کیا اسباب ہیں۔ یہ سب کچھ اس سوانحعمری سے معلوم ہو جائیگا۔ کاغذ
عمدہ چھپائی صاف اور دیدہ زیب کہ بچے اور مستورات تک اپنی علمی لیاقت بڑھا سکیں۔ باوجود ان تمام اوصاف کے قیمت ایک سو
بارہ صفحات کی بسبب نفع خلائق صرف چار آنہ **ترانہ کلیمی** حصہ اول و دوم۔ حمد و نعت و منقبت میں قوالی کی
مشہور غزلوں کا بہترین مجموعہ قابل دید قیمت ایک آنہ۔

انتباہ

فی سلاسل اولیاء اللہ معہ ترجمہ اردو۔ کتاب کی خوبی تو آپکو نفس مطالعہ سے معلوم ہوگی۔ کہ کیسی ضروری اور مفید تصنیف ہے یہی وجہ ہے کہ جلدی دوبارہ طبع کرانیکی ضرورت محسوس ہوئی چونکہ ترجمہ اور طباعت میں زر کثیر صرف ہوا ہے اسلئے صاحبان مطابع اور تاجران کتب مطلع رہیں۔ کہ اس کتاب کے حقوق طبع دوام جد سید شاہ عبدالغنی صاحب جعفری سجادہ نشین کلیمی کیلئے محفوظ ہیں۔ کوئی صاحب بلا اجازت صریح اسکی طبع کے مجاز نہیں۔ ہاں جتنی جلدیں مطلوب ہوں بہ پتہ ذیل سے طلب فرمائیں تاجران کتب کیساتھ خاص رعایت کیجائیگی پانچ جلدیں بحیثیت طلب کرنے پر ایک جلد مفت دیجائیگی۔ المعلن سید صاحبزادہ جعفری خلف ... صاحب مرحوم

خط و کتابت و ترسیل زر بنام سید عبدالغنی جعفری سجادہ نشین کلیمی درگاہ متصل جامع مسجد لال قلعہ دہلی

انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ کا دوسرا حصہ

معہ ترجمہ اردو زیر طبع ہے۔ اس حصہ کی نسبت اتنا ہی لکھنا کافی ہے کہ یہ اس کتاب کا دوسرا حصہ ہے۔ ناظرین خود اندازہ فرمائیں۔ کہ جب اول حصہ کے مضامین ایسے ضروری اور دلچسپ معلومات کا بیش بہا گنجینہ ہیں۔ تو حصہ دوم اور بھی اعلیٰ وارفع خزینہ ہوگا۔ پھر جد امجد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف بغرض قابل دید اور لائق شنید ہے قیمت ایک روپیہ۔

فیوض الحرمین معہ ترجمہ اردو **سعادت کونین**۔ جد امجد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی معرکۃ الآرا تصنیف جسمیں شاہ صاحب موصوف نے بموقع حج مبارک علاوہ واقعات حرمین محترمین کے مسئلہ وحدت الوجود والشہود، تقلید اہل فقہ واہل حدیث، تصوف ومیلاد شریف، تحقیق مذاہب اربعہ وشیعہ اور دیگر اختلافی مسائل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مقدس ومطہر سے حل فرماکر تفصیل کیساتھ اس رسالہ میں تحریر فرمایا ہے۔ جو پہلی دفعہ شائع ہوکر ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ اب شائقین کے مزید اصرار سے عمدہ سفید چکنے کاغذ پر دوبارہ شائع ہوئی ہے۔ قیمت اس گوہر بے بہا کی صرف ۱۲ ار

تفہیمات الٰہیہ انہی شاہ صاحب کی مشہور زمانہ تصنیف جس کا دیگر مصنفین نے موقعہ بموقعہ اپنی تصانیف میں حوالہ دیا ہے۔ جسمیں تصوف الہیات کے حقائق ومعارف کوٹ کوٹ کر بھرے ہیں۔ نماز، روزہ اور جمیع احکام اسلام کی فلسفیانہ توجیہہ اس شان سے کی گئی ہے۔ کہ جو دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ کہنا تحصیل حاصل ہے۔ کہ شاہ صاحب دہلی کے مایۂ ناز اور ہندوستان بھر کے استاد العلماء تھے۔ آپکی یہ کتاب ہر علمی گھر اور ہر عالم کی زیر نظر رہنا ضروری ہے کتاب کا زیادہ حصہ عربی اور کچھ فارسی ہے، اردو ترجمہ اسلئے نہیں کیا گیا۔ کہ عوام الناس کی سمجھ سے باہر ہے قیمت حصہ اول ۱ر

در الثمین فی مبشرات النبی الامین۔ عربی معہ ترجمہ اردو۔ اس کتاب میں شاہ صاحب ممدوح نے اپنے اور اپنے والد ماجد اور اپنے خاندان کے وہ عجیب وغریب حالات لکھے ہیں۔ جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس سے حاصل کئے ہیں۔ ہر مسلمان کے دیکھنے کے قابل کتاب حاشیہ پر عربی میں مسلسلات حضرت اسحٰق صاحب بھی درج ہیں۔ اس بیش بہا کتاب کا مطالعہ ضرور کیجئے۔ بہت تھوڑی جلدیں باقی ہیں۔ قیمت بہت کم صرف ۱ر

فیصلہ وحدۃ الوجود والشہود عربی معہ ترجمہ اردو جس میں شاہ صاحب نے بجواب خط آفندی اسمٰعیل بن عبداللہ الرومی ثم المدنی مابین اقوال شیخ اکبر قائل وحدۃ الوجود واقوال شیخ مجدد قائل وحدۃ الشہود کی باحسن الوجوہ تطبیق دی ہے۔ ارباب بصیرت سمجھ سکتے ہیں۔ کہ اس محاکمہ پر حضرت شاہ صاحب کا فیصلہ کیسا مدلل اور قابل دید ہوگا۔ قیمت ۔۔ ار سید عبدالغنی جعفری سجادہ نشین کہنی دہلی

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

فیوض الحرمین

از تصانیف حضرت شاہ ولی اللہ صاحب

رحمتہ اللہ علیہ

باہتمام خاص

مولوی محمد اسحاق صدیقی مالک کتبخانہ رحیمیہ

۲

شاہ صاحب رحم کو مبارک بشارتیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللهم انی احمدك واثنی علیك وابوء بالعجز والتقصیر في الحمد والثناء واستغفرك واستعینك واعلم انه لا یغفر الذنوب الا انت ولا یغنینی غیرك في الشدة والرخاء واوجه وجهی الیك واسلم نفسی لك وصلوتی ومحیای ومماتی تعالیت عن شركة الشركاء واعوذ بك من شرور نفسی ومن سیئات اعمالی والح علیك في سوال الهدایة لمحاسن الاخلاق ومكارم الاعمال واعتقد انه لا یعیننی من ذلك ولا یهدینی لها الا الذی فطرنی وفطر الارض والسماء واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله افضل الرسل والانبیاء صلی الله علیه وعلیهم وعلی آله واصحابه ما تناقب الملوان وما اظلت الخضراء واقلت الغبراء

اما بعد فیقول العبد الضعیف ولی الله

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی میں تیری حمد و ثنا کرتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ تیری حمد ثنا میں قاصر ہوں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تجھی سے مدد مانگتا ہوں اور خوب جانتا ہوں کہ سوا تیرے کوئی گناہ نہیں بخشتا اور بغیر تیرے کوئی میری مدد نہیں کر سکتا رنج و راحت میں اور تیری ہی طرف متوجہ ہوں اور تجھی کو اپنے تئیں سونپتا ہوں تیرے ہی واسطے ہے میری سب عبادت اور میری زندگی اور موت تیرے ہی ہاتھ ہے کوئی تیرا شریک نہیں اور پناہ چاہتا ہوں تجھ سے اپنے نفس کی برائیوں سے اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اور کمال عجز سے سوال کرتا ہوں کہ اچھے خصائل اور نیک اعمال کی ہدایت کر اور میرا عقیدہ ہے کہ کوئی نہیں جو ان برائیوں سے بچائے اور بھلائیوں کی ہدایت کرنے والا مگر جس نے مجھے پیدا کیا اور زمین و آسمان کو بنایا اور گواہی دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے اور کوئی معبود نہیں وحدہ لا شریک ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں رسولوں اور نبیوں سے افضل اور سب سے بزرگ جو اللہ کا درود ان پر اور ان کی آل و اصحاب پر ہے جب تک رات دن آویں جاویں اور آسمان سایہ کرے اور زمین [illegible] اما بعد کہتا ہے ضعیف بندہ ولی اللہ

ابن عبد الرحيم الدهلوي عاملهما الله تعالى بلطفه وتغشاهما برحمته من اعظم نعم الله تعالى علي ان وفقني لحج بيته وزيارة نبيه عليه افضل الصلوة والسلام سنة ثلث واربعين والتي تليها من القرن الثاني عشر واعظم من هذه النعمة بكثير ان جعل الحج حج الشهود والمعرفة لا حج العمى والنكرة وزيارة زيارة مبصر لا زيارة عمياء فتلك نعمة اعظم عندي من جميع النعم فاحببت ان اضبط اسرار تلك المشاهدة كما علمنيه ربي تبارك وتعالى وكما استفدت من روحانية نبينا صلى الله عليه وسلم لتكون تذكرة لي وتبصرة للاخوان عسى ان يكون ذلك اداء لبعض ما يجب علي من شكرها وسميت الرسالة فيوض الحرمين حسبنا الله ونعم الوكيل ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم فمن تلك المشاهدة اني رايت في المنام جما غفيرا من اهل الله شطر منهم اهل الافكار والاوراد انه قد ظهرت على قلوبهم الانوار وعلى وجوههم النضارة والجمال وهم لا يعتقدون وحدة الوجود وشطر منهم يعتقدون وحدة الوجود ويستغلبون بنوع من الفكر في سريان الوجود ظهرت على قلوبهم نجالة والجهام في جنب الحق القائم بتدبير العالم عموما والنفوس خصوصا وعلى وجوههم سواد وذبول فاحتج الفريقان فقال اهل الاذكار والاوراد الا ترون هذه الانوار والجمال علينا فنحن اهدى طريقة منكم

ابن عبد الرحیم دہلوی خدا تعالے دونوں پر اپنی مہربانی فرمائے اور رحمت کرے کہ اللہ تعالے کی نعمتوں سے سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ اس نے مجھے توفیق دی حج بیت اللہ و زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنہ ۱۱۴۳ ہجری یا بارھویں صدی ہجری میں اور اس نعمت سے بدرجہا بڑی نعمت یہ ہے کہ میرا حج مشاہدہ اور معرفت کے ساتھ ہوا نہ حجاب اور نا سمجھی کے ساتھ اور زیارت بھی زیارت آنکھوں والوں کی زیارت نہ اندھوں کی سی زیارت سو میرے نزدیک سب نعمتوں سے بڑی یہ نعمت ہے میں نے چاہا کہ میں لکھ لوں ان مشاہدوں کے اسرار جیسے مجھے اللہ تبارک و تعالی نے معلوم کرائے اور جس طرح مجھے فائدے پہنچے ہیں روحانیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکو میں نے استفادہ کیا ہے تاکہ میرے لئے یادگار اور میرے بھائیوں کے واسطے باعث بصیرت ہو اس سے امید ہے کہ کچھ شکر ادا ہو جائے اور اس رسالہ کا نام میں نے فیوض الحرمین رکھا کافی ہے اللہ ہم کو اور اچھا کارساز ہے ہمارا اور برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت اسی سے ہے۔

ان مشاہدوں سے مشاہدۂ اول میں نے خواب میں ایک جماعت کثیر اہل اللہ کی دیکھی انمیں سے ایک فرقہ اہل ذکر و یادداشت کا انکے دلوں پر انوار اور چہروں پر تر و تازگی اور خوبصورتی ظاہر ہوتی اور وہ وحدۃ الوجود کا عقیدہ نہیں رکھتے تھے اور دوسرا فرقہ وحدۃ الوجود والوں کا تھا جو ایکطرح کے فکر سریان وجود میں مشغول رہتے انکے دلوں پر شرمندگی و خجالت اس حق امر سے کہ عالم کی تدبیر عموما اور نفسوں کی خصوصا حق ہے ان کے چہرے سیاہ اور مونہہ سوکھے ہوئے تھے پس دونوں فریق بحث میں آئے اہل ذکر و ورد نے کہا کیا تم کو ہمارا انوار و جمال نظر نہیں آتا پس ہم تم سے بہت طریقہ ہدایت پر ہیں ۔۔

وقال أهل وحدة الوجود اليس ان اضمحلال الوجودات
في الوجود الحق امر حق مطابق للواقع
فعلمنا ما جهلتموه فلنا الفضل عليكم فلما
كثر التشاجر بينهم حكموني ورفعوا الي مشاجرتهم
فقمت بين هؤلاء وهؤلاء ثم قلت من العلوم
الصادقة ما تهذب النفس ومنها ما
لا تهذب النفس وذلك لان الله تعالى خلق
النفوس باستعدادات شتى ولكل نفس مشرب
من العلوم الحقة اذا استغرقت فيه تهذبت وصلحت
واذا لم تستغرق فيه لم تهذب ولم تصلح فهذه
المسئلة وان كانت من العلوم الحقة ولكنكم جميعا
ليست هي لكم مشربكم وانما مشربكم التوجه الى
الحقيقة الجامعة بحسب تضرعات الملأ الاعلى اما
اصحاب الانوار فانهم وان جهلوا هذه المسئلة
لكنهم لم يخطئوا مشربهم من الحق فتهذبت
نفوسهم وصلحت وبلغت ما خلقت لاجله من
الكمال واما اصحاب وحدة الوجود فانهم وان
اصابوا في المسئلة لكنهم اخطأوا مشربهم من
الحق لانهم لما سرحوا افكارهم في مرعى السريان ضاع
من ايديهم التعظيم والهيبة والتأذنية التي عرفت
بها الملأ الاعلى ربها وورثتها من فوقي الاولاد
بحكم الفطرة فامتلأ العالم بمعرفتهم وما
ورثوه منها فلم تتهذب نفوسهم ولم تبلغ
ما خلقت لاجله فانتم ايها القائلون بوحدة
الوجود وسريان الوجود في العالم نطق منكم

اور وحدۃ الوجود والوں نے کہا کیا سب موجودات کی ہستی حق
کی ہستی کے آگے نابود ہونی امر حق کے مطابق واقع نہیں
پس ہمیں وہ راز معلوم ہو گیا جس سے تم جاہل رہے
پس ہمکو تم پر فضیلت ہے جب انہیں تنازع بڑھ گیا تو انھوں نے مجھکو منصف
بنایا اور اپنا جھگڑا میرے سامنے پیش کیا پھر میں ان دونوں فرقوں
میں منصف بنا اور کہا کہ بعض علوم صادقہ ایسے ہیں جیسے نفس مہذب
ہوتا ہے اور بعض ایسے ہیں جیسے نفس تہذیب نہیں پاتا اسواسطے
کہ اللہ تعالیٰ نے نفسوں میں طرح طرح کی استعدادیں پیدا
کی ہیں اور علوم حقہ میں سے ہر نفس کا ایک مشرب ہے جب اسمیں
مستغرق ہو جائے تہذیب پاتا ہے اور سنور جاتا ہے اور جو
اسمیں مستغرق نہو تو مہذب نہیں ہوتا ہے اور نہ اصلاح
پاتا ہے سو یہ مسئلہ اگرچہ علوم حقہ میں سے ہے لیکن تم دونوں
سب کا یہ مشرب نہیں اور تمہارا مشرب تو صرف حقیقت جامعہ
کیطرف متوجہ ہوتا ہے موافق تضرع فرشتوں کے سو نور والا فرقہ
اگرچہ اس مسئلہ سے جاہل رہا مگر اپنے مشرب حق کو پہنچ گیا
اور انکے نفس مہذب ہو گئے اور سنور گئے اور جس کمال
کیواسطے پیدا ہوئے تھے اسکو پہنچ گئے و لیکن وحدۃ الوجود والے
اگرچہ مسئلہ کو پہنچ گئے پر اپنے مشرب حق کو نہ پہنچے اسلئے کہ جب
انھوں نے اپنا فکر سریان وجود میں صرف کیا تعظیم و ہیبت تشبیہ ہاتھ
سے جاتی رہی جس سے فرشتوں نے اپنے رب کو پہچانا اور وارث ہوئے
اسکے قوا اخلاف بحکم فطرۃ جس عالم انکی معرفت سے پر ہو گیا اور
جو نہ وارث ہوئے اس کے انکے نفس مہذب نہ ہوئے اور نہ وہ
اسکو پہنچے جس کے لئے پیدا ہوئے سو اے
وحدت الوجود اور سریان الوجود فی العالم کے قائلو یہ ظاہر کر دیا
تمہارے اس راز کو اس عزیز نے جس کے لائق یہ علم نہیں

بهذا السر جزؤ ليس من شانه هذا العلم واما الجزء الذي مشربه هذا العلم فانه اخرس فيكم ومسخ لا يعلم بهذا السر والاجزاء الفاطنة فيكم وهي العناصر الفلكية فاقدة لما يليق بها من الكمال انما الحري بهذا السر من كان ذلك الجزء فيه غضا طريا الم يتحقق النشأة المنزكة ففهموا هذه المسئلة واذعنوا بها ثم قلت وهذا من الاسرار التي اختصني ربي بها احكم بها بينكم فيما اختلفتم فيه والحمد لله رب العلمين ثم انتبهت

مشهد آخر رايت ببصر روحي تدليا هو شئ واحد متصل في ذاته سار في العالم كله كان العالم ستارة فوقه وهو الداخل فيه وفطنت حينئذ ان هذا التدلي اذا توجه اليه العارف وابصره ببصر روحه وفني فيه قوي تاثيره وارشاده وصح له التصرف في الخلق بالحق وهذا التدلي له وجهان فوجه يجذو من الوجود الخارجي وهذا كانه نور منطبع في الواح النفوس يعني بالنور والوجه الثاني يحذو حذو الوجود الذهني وهذا يتصادق مع الذات وهو الاسم التدلي ولاجله يقال ان النقشبندية ادرجت النهاية في البداية ومن وصل الى الذات بواسطة هذا التدلي لم يعلم الا اختيار والارادة وعلم نفسه مغمورا في بحر لا ساحل له

معرفة عظيمة ادراك الحق المتدلي الى عباده باعظم التدليات ان

لیکن وہ جز جسکا مشرب یہ علم ہے پس وہ تم میں گونگا اور مسخ شدہ ہے اور وہ اس راز کو نہیں جانتا اور تم میں عناصر فلکیہ جو اجزا فاطنہ اس کمال کے ہیں بالکل نہیں اس سِر کے لئے وہ شخص لایق ہے جسمیں یہ جز بہت راسخ ہو اور اس کو نکھر دیں پس ظہورات گھیر لینے والے پس وہ دونوں فریق سمجھ گئے اور یقین کرلیا پھر میں نے کہا اللہ نے مجھکو خاص کیا اس اسرار سے جس میں تمھارا اختلاف تھا اس میں میں نے منصفی کردی والحمد للہ رب العالمین پھر میری آنکھ کھل گئی

مشہد دوسرا میں نے اپنی روح کی آنکھ سے تدلی کو دیکھا کہ وہ ایک شئے واحد متصل فی ذاتہ تمام عالم میں سرایت کی ہوئی ہے گویا عالم اس پر پردہ اور وہ بیچ میں ہے اس وقت میں جانا کہ وہ تدلی ہے کہ عارف جب اس کی طرف متوجہ ہو اور اپنی روح کی آنکھ سے اسکو دیکھے اور اسمیں فنا ہو جائے تو اسکے ارشاد کی تاثیر قوی ہوتی ہے اور اسکا تصرف خلقت میں حق طور پر صحیح ہوتا ہے اور اس تدلی کی دو جہتیں ہیں — ایک وجود خارجی کیطرف سو یہ ایک نور منطبع ہے الواح نفوس میں اسکا نام نور ہے اور دوسری جہت وجود ذہنی کی طرف ہے یہ ذات کیساتھ صادق آتی ہے سو یہ اسم اور تدلی ہے — نقشبندیہ اسی لئے کہتے ہیں کہ ہم نے نہایت کو بدایت میں درج کیا ہے جو شخص اس تدلی کے وسیلہ سے واصل بذات ہوتا ہے نہیں جانتا سوا اختیار اور ارادہ کے اور اپنے تئیں ڈوبا ہوا جانتا ہے ایک دریائے ناپیدا کنار میں — — — — — —

معرفت عظیمہ خدا تعالیٰ کا ادراک جو اپنے بندوں کی طرف اعظم تدلیات کے ساتھ متدلی ہے — اگر

فیوض الحرمین — نظام تکوینی کے حیرت انگیز راز — ترجمہ اردو فیوض الحرمین

كان يبصر الروح فهو من مقامات الكمل وان كان يعلم الروح فهو مما يشترك فيه العوام وكذا استماع كلام ان كان يسمع الروح فهو من مقامات الكمل وان كان يعلم الروح فهو مما يشترك فيه العوام

تحقيق شريف اعلم ان النفس الناطقة بصرا وسمعا ولسانا غير هذه الجوارح المحسوسة وتحقيق ذلك ان هنالك لطيفتين احديهما القيومية الالهية المتعلقة بالبدن الحالة فيه مع قطع النظر عن النسمة ولها في معرفة الاشياء وجهان ان تفيض عليها صورة مجردة من مبدء الصور وهو العلم او تفضي الى شيء من الاشياء وتتصل به وهذا الاتصال اذا اعتبر بالانكشاف البصري يسمى بصرا واذا اعتبر بالانكشاف السمعي يسمى سمعا واذا اعتبر بانكشاف العلوم بالافادة والاستفادة يسمى كلاما فمن هذا الوجه يرى الفرد ربه عز وجل ومن هذا الوجه يلهم ويكلم من الله ومن ارواح الافلاك والملائكة وعلى ارواح من مضى من الصالحين وكما ينزل لون من رؤية الروح ربها الى النسمة ومن النسمة الى جارحة البصر فيتمثل هيئة متصلة فيقول الفرد رأيت ربي بعيني وهو صادق فيما قال ومن هذا الباب ما ادعاه ابن عباس رضي الله عنهما مرفوعا

روح کی آنکھ سے ہے تو یہ کاملوں کا مقام ہے اور اگر روح کے علم سے ہے تو اسمیں عام بھی شریک ہیں اور اسی طرح اس کا کلام سن لینا اگر روح کے کان سے ہے تو وہ مقام کاملوں کا ہے اور جو روح کے علم سے ہے تو اسمیں عام بھی شامل ہیں **تحقیق شریف** جاننا چاہیے کہ نفس ناطقہ کیواسطے سوا ان جوارح محسوسہ کے کہ آنکھ اور کان اور زبان ہے اسکی تحقیق یوں ہے کہ اس جگہ دو لطیفے ہیں ایک تو قیومیہ الہیہ جو بدن کے متعلق ہے اور اسمیں حلول کیے ہوئے ہے روح سے قطع نظر سو معرفت اشیاء میں اسکی دو جہتیں ہیں ایک تو یہ کہ کوئی صورت مجردہ اسپر افاضہ ہو یہ تو علم ہے دوسرے یہ کہ کسی شئے کا اشیاء میں سے افاضہ کرے اور اس سے متصل ہو جائے اور یہ اتصال اگر انکشاف بصری اعتبار کیا جائے تو اسکو بصر کہیں گے اور اگر انکشاف سمعی اعتبار کیا جاوے تو اس کا نام سمع ہے اور اگر انکشاف العلوم بالافادہ والاستفادہ اعتبار کرینگے تو کلام ہے سو اسی جہت سے فرد اپنے پروردگار بزرگ و برتر کو دیکھتا ہے اور اسی سے الہام کیا جاتا ہے اور اسی سے اللہ سے باتیں کرتا ہے اور ارواح افلاک اور فرشتوں سے اور جو نیک لوگ گزر گئے ہوں انکی ارواح سے باتیں کرتا ہے اور کبھی روح کو جو اپنے رب کو دیکھتی ہے اس سے نسمہ پر ایک لون نازل ہوتا ہے اور نسمہ سے جسم بصر پر وہ لون ایک ہیئت متصلہ پہنچاتا ہے اسوقت فرد کہنے لگتا ہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے اپنے خدا کو دیکھا اور سچ ہے اسکا کہنا اور اسی قبیل سے ہے وہ جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب

روح کا ملک اور ارواح سے ملاقات کا بیان یعنی رنگ ۱۲

النبی صلی الله علیه وسلم ربه ومن هذا الباب
کلام موسی علیه السلام واتصلت یوما بروح
الشمس ورأیتها وسمعت منها فقلت عجبا
لك ترین الناس استضاؤا منك ثم استفادوا
منك الغلبة والظهور علی اطوار شتی ثم انهم
ینکرون علیك ویزورون وانت لا تنقمین منهم
ولا تغضبین علیهم قالت ان تکبرهم وتیههم
بانفسهم متشعبة من ابتهاجی بنفسی فانا
فی کل ذلك لا التفت الی صورة التکبر وانما
التفت الی حقیقة الابتهاج وانما الکمال ابتهاجی
بنفسی فهل یجوز لاحد ان یغضب علی کمال
نفسه وینتقم من نفسه ثم افضیت الی
الشمس فرأیتها فیاضة بالطبع والجبلة وکذا
کل فلك ورأیت ارواح الافلاك ملتئمة
ومتوافقة فی علومها وهممها **زیادة**
ایضاح ان شئت تنکشف حقیقة هذا
الوجدان فاصغ لما القی الیك اعلم ان علم
النفس الناطقة اعنی بها نورا بسیطا هو تقلید
القیومیة لجسد واحد وتنزل الطبیعة
الکلیة التی هی النقطة الفعالة فی الخارج
بصورة خاصة بمعلوم ای معلوم کان انما یکون
عندنا باتحاد المدرك والمدرك ثم ادراکها
اما ان یکون لنشأة کلیة تشمل النفس
او تشمل جسدها کالصورة الانسانیة
او الحیوانیة او الارض والماء وسائر العناصر او القوة

کو دیکھا اور اسی قبیل سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام کرنا۔
اور ایک روز میں روح آفتاب سے متصل ہوا میں نے اسے دیکھا
اور اس سے سنا میں نے کہا بڑا تعجب ہے کہ جو لوگ تجھ سے روشنی طلب
کرتے ہیں اور فائدے اٹھاتے ہیں تیرا غلبہ اور ظہور طرح طرح سے
دیکھتے ہیں پھر تیرے منکر ہیں اور تجھ سے مقابلہ کرتے ہیں اور
تو نہ کسی سے انتقام لیتا ہے نہ کسی پر غصہ ہوتا ہے تو اس
نے کہا کیا ان کا تکبر اور ان کی اپنے نفسوں سے
خوشی میری جان کی خوشی کا شعبہ نہیں ہے میں ان سب
حالتوں میں صورت تکبر کی طرف کچھ التفات نہیں کرتا اور یہی
التفات شادمانی کی حقیقت کی طرف ہے اور یہ سب خوشیاں
میرے ہی نفس کی شادمانی ہے تو پھر کیا کوئی اپنے کمال نفس
پر غصہ ہوا کرتا ہے یا انتقام اس سے لیتا ہے پھر جب یہ امر ہو چکا۔
میں نے اسے دیکھا کہ وہ بالطبع و جبلی فیاض ہے اور اسی
طرح تمام افلاک اور میں نے دیکھا کہ ارواح افلاک متوافق اور
ملے ہوئے ہیں اپنے علموں اور ہمتوں میں **زیادہ ایضاح** اگر
تو چاہے اس وجدان کی حقیقت دریافت کرنا تو سن جو میں کہوں
جان کہ نفس ناطقہ کا علم جس سے مراد نور بسیط
ہے وہ مقید ہوتا ہے قیومیت کا ایک جسم
واحد کے لئے اور تنزل طبیعت کلیہ کا کہ وہ
ایک نقطہ فعالہ ہے خارج میں کسی معلوم خاص
کی صورت میں گو کوئی معلوم ہو ہمارے نزدیک
مدرِک اور مدرَک کا ایک ہونا ہے۔
پھر اس کا ادراک یا واسطے نشاء کلیہ کے ہوگا۔
جو نفس کو شامل ہو یا جسم کو شامل ہوگا جیسے صورت
انسانیہ یا حیوانیہ یا زمین اور پانی اور باقی عناصر یا قوت

فائدہ ایضاح

فیوض الحرمین ۸ ترجمہ اردو فیوض الحرمین

الشمسية والقمرية واما ان يكون لشئ خاص
قسيم لهذه النفس الدراكة مثل ادراك نفس
زيد نفس عمرو فان كان الاول فصفة ادراك
النفس لتلك الحقيقة ان تتجرد الى نقطة هي بازاء
تلك الحقيقة الشاملة في النفس فتبقى هي وتفنى
عن غيرها فتنحفظ هذه النقطة بنفسها
وتتجلى لها جميع احكام تلك الحقيقة تجليا ذوقيا
تحقيقيا فهذا معنى قولنا يتحد المدرك والمدرك
في هذه الصورة وان كان الامر الثاني فصفة
ادراك النفس لتلك الحقيقة القسيمة لها ان
تجتمع معها في حضرة من حضرات الطبيعة الكلية
فتغلب نفس على نفس اما من جهة الجزء الغالب
على هذه النفس والقوة المستتبعة لغيرها
من القوى او من جهة اكثر القوى على غيرها اذا
لم يكن هذه القوة منفردة وجميع تاثير النفوس
بعضها في بعض انما يكون بالغلبة والمحبة
وليهما ان تتجرد نفس الى قوة مودعة فيها
غالبة او مغلوبة وهذا في الكمل او القوة
الغالبة وهذا في غيرهم وهناك نفس اخرى
فيها تلك القوة لكن ظهور احكامها هناك اقل
واضعف من النفس الاولى فادركت المؤثرة
المؤثرة والمؤثرة المؤثرة بمجانسة تلك القوة
والصلت هذه بهذه فظهر احكام لم يكن
وربما كانت هذه القوة فيها مستتبعة القوى
الاخرى بحيث انه مضمحلة متلاشية فيها

شمسیہ اور قمریہ اور یا اس کا ادراک کسی ایسی خاص شے کیلئے
ہوگا جو اس نفس دراکہ کے قسیم ہے جیسے زید کا نفس عمرو کے
نفس کو ادراک کرے پس اگر اول ہی تو ادراک نفس کی صفت
کیواسطے اُس حقیقت کی یہ ہے کہ تجرد کرے اس نقطہ کیطرف کہ
وہ اس حقیقت شاملہ فی النفس کے مقابل ہے تو باقی رہیگی اسکے ساتھ
اور فانی ہوگی اسکے غیر سے اس وقت وہ نقطہ بنفسہا بیدار ہوگا اور اس حقیقت
کے سب احکام اور تجلی ذوقی تحقیقی طور پر روشن ہوجائینگے۔
اس صورت میں یہ قول کہ مدرک اور مدرک ایک ہوجاتے ہیں
پس اسکے یہی معنی مراد ہیں اور اگر ہوگا امر ثانی تو ادراک کی صفت کیواسطے
اس حقیقت قسیمہ کیلئے یہ ہوگی کہ اسکے ساتھ جمع ہو کسی حضرت
میں حضرات طبیعہ کلیہ سے تو غالب ہوگا ایک نفس دوسرے
نفس پر یا اُس جزء کی جانب سے جو اُس نفس پر غالب ہے اور
اس قوۃ پر جو دوسری قوتوں سے پیروی طلب ہے یا جہت سے اکثر
قوتوں کی اس شرط سے کہ یہ قوۃ منقطع نہو کیونکہ تاثیر ایک نفس کی
دوسرے میں غلبہ سے ہوتی ہے اور محبت سے اور گنہ اُن دو وجہوں
کا یہ ہے کہ نفس میں جو ایک قدرت امانت ہے غالب یا مغلوب
نفس اسکی طرف یکسو ہوجاوے سو یہ کاملوں میں ہے
یا قوت غالبہ یہ غیر کاملوں میں ہے اور یہاں ایک اور نفس ہے
جس میں یہ قوت ہے لیکن اسکے احکام کا ظہور یہاں بہت
کم اور ضعیف ہوتا ہے پہلے نفس سے پس ادراک کیا موثر
نے موثر کو اور موثر نے موثر کو اُس قوت کے حس سے اور یہ
اس سے ملگئے تو ظاہر ہوئے وہ احکام جو نہ تھے
اور کبھی یہ قوۃ جو اس نفس میں ہے دوسری قوتوں
سے پیروی طلب ہوتی ہے ایسی کہ مضمحل اور نابود
ہوجاتی ہے اُن میں ---------

فتنعزل عن احكامها و آثارها و انما يبقى
حكم القوة الغالبة فيقال اثرت هذه النفس فى
تلك النفس و فادتها تلك الكيفية والحق انها
ما اكتسبتها من خارج بل صرفت عنان توجها
الى جزء منها و قوة مودعة فيها حتى تلاشت احكام
سائر القوى والاجزاء فاذن عند الغلبة و
الاستتباع من هذه و المحبة و التبعية من
تلك لا بد من اتحاد النفسين لا مطلقا بل
من جهة قوة وجزء ولا فى جميع المواطن بل
فى موطن من مواطن الطبيعة الكلية وهذا
معنى قولنا يتحد المدرك والمدرك فى هذه
الصورة واذا عرفت هذا فاعلم ان لهذه
النفس بالنسبة الى تلك حالات واوضاعا
احدها الاتحاد والاستغراق فيها والذهول
عن غيرها وثانيها ان توجه كل نفس الى
ملاحظة نفيها مغمورة فى معنى الاتحاد
فتتلون باقضاء اليها مع انفكاكها وشعور
انها ليست هى من جميع الوجوه بل فى وجه دون
وجه وهذه الحالة تسمى بالرؤية وثالثها ان
يغلب سائر الاحكام بحيث يغيب حكم
هذه القوة وتصير كالمستترة وحينئذ تظهر
تلك الاحكام صورة ضعيفة بالنسبة الى
الاتحاد و بالنسبة الى الرؤية فيكون افضا
ما من جهة الغالبية وقبول ما من جهة المغلوبية
فيقال كلمت نفس زيد نفس عمرو وسمعت

تو معزول ہو جاتی ہے احکام اور آثار سے اور فقط قوۃ غالبہ
باقی رہجاتی ہے اسوقت کہا جاتا ہے کہ اس نفس نے اس نفس
میں اثر کیا اور اس کیفیت کا فائدہ پہنچایا اور سچ یہ ہے کہ اس
نفس نے کچھ خارج سے نہیں حاصل کیا بلکہ اپنے ہی جزو کیطرف توجہ
کی ہے اور اپنی ہی اس قوۃ کیطرف جو اس میں امانت ہے
اسقدر کہ سب قوتوں اور اجزاء کے احکام نابود ہو گئے تو اسوقت
غلبہ اور استتباع اسطرف سے اور محبت پیروی اسطرف سے
ہوئی تو ضرور ہے دو نفسوں کا اتحاد سو مطلق نہیں بلکہ قوۃ
اور جزو کی جہت سے اور نہ کل جگہ بلکہ طبیعۃ کلیہ کے کسی جائے
میں۔ اور اسکے یہی معنی ہیں جو ہم کہتے ہیں کہ مدرک اور مدرک
ایک ہو جاتے ہیں اس صورت میں اور جب تم نے یہ جان لیا
تو جان لو کہ اس نفس کیو اسطے بہ نسبت اسکے حالات اور
اوضاع ہیں اول یہ کہ متحد ہونا اور مستغرق ہونا اس میں
اور اسکے سوا کو بھول جانا دوسرا یہ کہ نفس رجوع ہو طرف
ملاحظہ اس کی نفس کے درحالیکہ مستغرق ہو معنی اتحاد میں پس
رنگا جائیگا بسبب ملجانے کے اس سے باوجود کسی قدر جدا ہونیکے
اور شعور اس بات کے کہ وہ ہی نہیں ہو گیا کل وجہ سے بلکہ کسی وجہ سے
اس حال کو رویت کہتے ہیں تیسرا یہ کہ غالب ہو جائیں سب
احکام ایسی طرح کہ غائب ہو جائے اس قوۃ کا حکم اور یہ قوت
چھپ جائے اور اسوقت ظاہر ہو گی ان احکام
کے واسطے صورت ضعیف بہ نسبت اتحاد
اور بہ نسبت رویت کے تو افضا ہو گا
غالبیت کی جہت سے اور قبول کسیقدر
مغلوبیت کی جہت سے تو کہیں گے زید کے
نفس نے کلام کیا عمرو کے نفس سے اور اس نے اسکا

هذه كلامها وارابعها ان تغيب احكام تلك
القوة غيبوبة اشد من ذلك فلا يبقى الا خيال
طفيف مكتنف باحكام اضداد تلك القوة
متميزا عنها فيقال حينئذ حصلت صورة
فى الذهن وانتقشت فيه انتقاش الصورة
فى المرآة فهنا اربع حالات ولكل حكم فكر من
المتدبرين والثانية اللطيفة النسمية وفيها حاسة
جلية من شانها الاتصال بالفعل فان قيس الى
السمع يسمى ذوقا او الى البصر يسمى بصيرا او الى
الذوق يسمى ذوقا او الى اللمس يسمى لمسا ولعله
الذى يسمى حسا مشتركا ومنه يقع الاحتلام
لكل حاسة فاحتلام البصر روية النقطة الجوالة
دايرة فالدايرة ليست فى الخارج انما هو من
احتلام الحس المشترك واحتلام الذوق
ان يرى الانسان شيئا مرغوبا من المذوقات
فتنفصل الريق من اللسان واحتلام اللمس
ان يقرب من الانسان انسان يدغدغ ولما
يتصل من بدنه ويجد دغدغة فى نفسه واحتلام
السمع معرفة وزن النغمات والاشعار فالنسمة
القوية لا يلتفت الى الجوارح الظاهرة بل تلتذ
يبصرها وسمعها وذوقها ولمسها وان شئت
الحق فهذه الحاسة هى التى يتم بها ادراكات الحواس
الظاهرة واذا انفكت الارواح من ابدانها ربما
استقلت هذه الحاسة وابدع من خيال العرض
موجودات مثالية على حسبها كما يتشكل

ترجمہ اردو فیوض الحرمین

کلام سنا اور چوتھا یہ کہ اس قوۃ کے احکام بہت شدت
سے غائب ہو جائیں اسکی نسبت بس کچھ نہیں مگر ایک خیال
خفیف محفوظ اس قوۃ کی ضدوں میں اور ان سے جدا اسوقت
کہیں گے کہ ذہن میں صورت حاصل ہوئی اور منتقش ہو گئے ذہن
میں جیسے آئینہ میں صورت منتقش ہو جاتی ہے تو یہ چار
حال ہوئے اور ہر ایک کیلئے حکم ہے یہ نہایت غور اور سوچنے
کے لائق ہے اور دوسرا لطیفہ نسمیہ ہے اس میں حاسہ
جلیہ ہے وہ فعل سے متصل ہو اکرتا ہے اسوقت اگر کان کا
قیاس کریں کان اگر آنکھ کی طرف قیاس کریں آنکھ کہا جائیگا
یا ذوق کی طرف تو نام اسکا ذوق ہوگا جو لمس کیطرف ہو وہ
لمس کہلائیگا اور شاید یہ وہی ہے جو حس مشترک ہے اسی
حس مشترک سے ہر حاسہ کو احتلام ہوتا ہے آنکھ کا احتلام
کہ وہ نقطہ جوالہ کو دائرہ جانتے سو دائرہ کوئی خارج میں ہوتا نہیں
وہ احتلام ہے حس مشترک کا اور زبان کا احتلام یہ کہ کسی مرغوب شے کو
دیکھکر منہ میں پانی بھر آئے، اور قوۃ لامسہ کا احتلام یہ کہ آدمی سے
آدمی قریب ہو اور وہ اس سے رغبت رکھتا ہو اور جب بدن سے
بدن ملے اسکے نفس میں گدگدی ہو اور احتلام کان کا راگ
کے سر اور اشعار کے وزن جاننے پس نسمہ قویہ جو اس ظاہر کی
طرف نہیں التفات کرتا بلکہ مس باصرہ و سامعہ و ذائقہ و لامسہ
سے لذت اٹھاتا ہے اور اگر سچ پوچھے تو اس مشترک سے
تمام حواس ظاہر اور ادراک ان کے پورے ہوتے ہیں
اور جب ارواح اپنے بدن سے جدا ہوتی ہیں
بسا اوقات یہ حاسہ مستقل ہوتا ہے اور
خیال عرض سے اپنے موافق موجودات مثالیہ
پیدا کرتے ہیں جیسے جن اور ملائکہ متشکل ہو

لطیفہ نسمیہ

ارواح کا جسم سے الگ ہونا

فیوض الحرمین ۱۱

الجن والملائكة. **مشهد آخر** رايت لكل من شعائر الله نورا يعلوه فطنت بحقيقة انما حقيقة النور مناسبة الشئى بالروحانيات وهيئة راسخة فيه هي من اثر الروحانيات فيدرك الانسان من هذه الهيئة بحاسه روحه ادراكا انطباعيا بان ينشرح و ينفسح ويزداد مناسبه بالروحانيات والناس اذا توجهوا الى شعائر الله صاروا اخربا تحزب انما ينتفع بنيتها و عزيمتها حيث فعلوا هذا الفعل الله باعتقاد ان هذا من شعائر الله وحزب تنفتح حدقة من احداق روحها فتمتلئ بالنور فتغلب قوته الملكية على البهيمية وحزب تمعن فى هذا النور فتدرك التدلى الذى هو اصل هذه الشعاير فيه تتحيّر.

مشهد عظيم وتحقيق شريف اطلعنى الحق تعالى على حقيقة التدلى العظيم الجليل المتوجه الى نوع البشر المراد منه تيسير اقترابهم الى الله المتمثل فى عالم المثال المتفسر تارة بالانبياء عامة ونبينا محمد صلى الله تعالى عليه وعليهم اجمعين خاصة وتارة بالكتب الالهية عامة والقرآن العظيم خاصة وتارة بالصلوة وتارة بالكعبة فعرفت هذا التدلى الوحدانى فى ذاته المتبرز فى برزات كثيرة بحسب المعدات الخارجة اعنى اوضاع البشر وعاداتهم

ترجمہ اردو فیوض الحرمین

ہوتے ہیں **مشہد آخر** میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی ہر شعائر عبادت کا نور بلند ہوتا ہے اور میں نے دریافت کی حقیقت اس کی بیشک حقیقت نور کی مناسبت شے کی روحانیات سے اور ایک ہیئت راسخہ ہے اس میں جو روحانیات کی تاثیر سے ہے اس ہیئت سے انسان ادراک کر لیتا ہے روح کے حاسہ سے ایک ادراک انطباعی اس طرح سے کہ خوش ہو جاتا ہے اور مناسبت زیادہ ہوتی ہے روحانیات سے اور شعائر اللہ کیطرف جب لوگ متوجہ ہوتے ہیں تو گروہ ہیں بنجاتے ہیں ایک وہ گروہ ہے کہ اپنی نیت اور عزیمت کے سبب نفع پائے یعنی جو کام کرے اللہ کیواسطے اس اعتقاد سے کہ یہ عبادت شعائر اللہ سے ہے ایک وہ گروہ ہے کہ اسکی روح کی آنکھ کھل جاتی ہے پس نور سے معلوم کرتا ہے اسکی قوۃ ملکیہ غالب آجاتی ہے قوۃ بہیمیہ پر ایک وہ گروہ ہے جو اس نور میں غور کرے اور ادراک کرے وہ تدلی کہ جو اصل ہے شعائر اللہ کی پس وہ متحیر ہو جائے۔

مشہد عظیم و تحقیق شریف حق تعالے نے مجھے مطلع کیا اس تدلی عظیم و جلیل کی حقیقت پر جو نوع بشر کیطرف متوجہ ہے مراد اس سے اللہ کا قرب آسان ہونا ہے وہ تدلی متمثل ہے عالم مثال میں متفسر ہے کبھی عموماً دوسرے نبیوں اور خصوصاً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین پر اور کبھی متفسر ہے کتب آسمانی سے عموماً و خصوصاً قرآن عظیم سے اور متفسر ہے نماز اور کبھی کعبہ شریف کے ساتھ پس میں پہچانا اس تدلی وحدانی فی ذاتہ کو کہ ظاہر ہے ظہورات کثیرہ میں موافق معدات خارجیہ یعنی انسان کی وضعوں اور عادتوں کے

والمشاہد ھھنا ثالث ٣

ومشاہد ھنا رابع ٤

ومن كون ان اخذ انهم انه اذا انتقلوا الى البرزخ
كانت تلك الاوضاع والعادات والعلوم
معهم لا تفارقهم فيعدون في حظيرة القدس
لانعقاد صورة مثالية بهذا التدلي الجليل
ثم ينزل في العالم الجسماني متى اراد الله ومتى ما
استعد له العالم بحسب الاوضاع العلوية
والسفلية واطلعني على حكمة الانفسار وعلى
تميز كل انفسار عن الانفسار الآخر بخاصية
لا توجد الا فيه من تلقاء معدات اعدت
لذلك فنحن نبين لك ان شاء الله هذه الحقيقة
الوحدانية وكيفية انفسارها اعلم ان الشخص
الاكبر لما تقرر في الخارج كان اول شيء منه ان
عرف ربه واخبت له فكانت في مداركه صورة
علمية لها وجهان وجه بحذو وحذو ما في
الشخص الاكبر من الجسم والجسمانيات
والروح والروحانيات ووجه يحذو ويحذو
الوجود الذهني ويصير نفس المعلوم وهذا
الوجه الاخير تدلي من تدليات الحق جل
وعز وهذا نصيب الشخص الاكبر من
معرفة ربه وله مقام معلوم لا يتجاوزه وكل
من في جوفه وحيزه فانما نصيبه من
معرفة ربه تنزل ما من تنزلات هذا التدلي
في منزل مقيد فيتنزل هنالك بقدر المتجلى
له وفيه ويراعى في هذا التنزل احكام الجانبين
فهذه معرفة عظيمة عض عليها بنواجذك

اور جو انکے ذہنوں میں مقرر ہیں ایسی کہ جب یہ برزخ میں جائیں
تو خصلتیں اور عادتیں اور علوم انکے ساتھ ہوں ان سے جدا نہوں
آمادہ کریں حظیرۃ القدس میں صورت مثالیہ کے منعقد ہونے کے واسطے
اس تدلی جلیل سے پھر عالم جسمانی میں آئیں جب خدا
چاہے اور مستعد ہو واسطے اس کے عالم موافق اوضاع علویہ
اور سفلیہ کے حق تعالے نے مجھے مطلع کیا انفسار کی حکمت پر
اور ایک کو دوسرے سے پہچاننے پر اس خصوصیت سے جو اسی
میں ہے معدات کی طرف سے جو آمادہ ہیں اسکے لئے ہم
بیان کرینگے تجھ سے انشاء اللہ تعالے اس وحدانیہ کی
حقیقت اور اسکے انفسار کی کیفیت جان تو کہ شخص اکبر
جب مقرر ہوا خارج میں سب سے پہلے اس نے پہچانا اپنے
رب کو اور خشوع کیا اس سے تو اس کے مدارک
میں صورت علمیہ تھی جسکی دو جہتیں ہیں —
ایک اس طرف جو شخص اکبر میں ہے جسم اور جسمانیات اور روح
اور روحانیات اور دوسری جہت وجود ذہنی
کی طرف جس سے نفس معلوم ہو جائے اور اس جہت
آخیر سے تدلی ہے تدلیات حق تعالے سے اور
یہ نصیب میں ہے شخص اکبر کے اپنے رب کی معرفت
کے سبب اور اس کے لئے مقام معلوم ہے جس سے
تجاوز نہیں اور جو کچھ اسکے جوف اور حیز میں ہے
پس صرف اس کے نصیب میں اپنے رب کی معرفت سے
تنزل ہے تنزلات اس تدلی سے ایک منزل
مقید میں پس یہاں تنزل ہوتی ہے بقدر
متجلی لہ اور فیہ کی اور رعایت کیجاتی ہے اس تنزل
میں احکام جانبین کی پس یہ بڑی معرفت ہے اسکو قوت دانتوں سے پکڑ لے

وبالجملة فلما انحاز كل فلك وعنصر بروح
ظاهرة او خفية كان اول امر ظهر من احكامه
انه عرف ربه واخبت اليه واستمد في ذلك
استمدادا جبليا بالشخص الاكبر لانه اصله
ومبدء وجوده وتوجه الى الذات فقط كما كان
الشخص الاكبر متوجها اليها فقط ولكن اعد
الشخص الاكبر والتدلي المنعقد فيه لفيضان
صورة خاصة في مداركه وهذا معرفة اخرى
ثم لما تمايزت المثل وهي التي تدعى بارباب
الانواع تعين لكل نوع احكامه متميزة عن
احكام نوع اخر وكان ذلك في المثال وكان
منها الانسان فتميز من سائر الانواع بقسط
من المعرفة ولم يترك سدى واودع فيه
الامانة ثم ظهرت الاشخاص البشرية من
هذا المثال الانساني على طريقة القسمة الا
نحصارية كما ان صاحب الموسيقى يتفحص
عن نغمات الوتر فيجد كذا وكذا نغمة لا يزيد
ولا ينقص ثم يقول لو انا ركبنا نغمة بنغمة حصل
لنا الابعاد كذا وكذا لا يزيد ولا ينقص كما
يعطيه القسمة الحاصرة العقلية ثم يركب
الابعاد بعضها ببعض وهلم جرا حتى ينتظم
الالحان محصورة في عدد خاص فيحفظها
ويعرف لكل حكما وخاصية ووقتا فيظهر
لحنا هذا اليوم في تلك الساعة في ذلك المجلس
ولحنا آخر في يوم وساعة اخريين وهكذا

غرض جب فلک اور عنصر پھر پر روح ظاہر یا خفیہ کا تو اول اس سے
جو امر ظاہر ہوا یہ ہے کہ اس نے اپنے رب کو پہچانا اور اسکے ساتھ
خشوع کیا اور مدد چاہی مدد چاہنا طبعی و سرشتی شخص اکبر
سے ہے اس لئے کہ وہ اسکی اصل اور مبدء وجود ہے اور
متوجہ ہوا طرف ذات کے فقط جس طرح شخص اکبر
متوجہ تھا طرف ذات کے فقط لیکن آمادہ کیا شخص اکبر
نے اور جو اسمیں تدلی منعقد ہے واسطے فیضان صورت
کے ایک خاصہ ہے اپنے مدارک میں اور یہ معرفت دوسری
ہے پھر جب معین ہوئیں مثالیں جنکو رب النوع کہتے ہیں
تو متعین واسطے ہر نوع کے اسکے احکام جو کہ متمیز ہیں دوسرے
نوع کے احکام سے اور یہ عالم مثال میں اور ان میں سے انسان
ہے سو یہ سب نوعوں سے متمیز ہوا بسبب حصہ پانے
معرفت کے اور مہمل نہ چھوڑا گیا اور اس میں امانت رکھی
گئی پھر اشخاص بشری ظاہر ہوئے اس مثال انسانی سے
تقسیم انحصاریہ کے طور پر جیسا صاحب موسیقی ساز کے تار سے
نغمے ڈھونڈتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ یہ نغمہ یوں ہے
نہ اس سے زیادہ نہ اس سے کم پھر کہتا ہے کہ ہم اگر
مرکب کریں اس نغمہ کو اس نغمہ سے تو ابعاد حاصل
ہونگے ایسے ایسے نہ زیادہ نہ کم جیسا کہ معلوم کیا
تقسیم حاصرہ عقلیہ سے پھر بعض ابعاد کو بعض ابعاد
سے مرکب کرتا جاتا ہے اسی طرح یہاں تک کہ
لحن مقرر کر لیتا ہے محصور عدد خاص میں
پھر جان جاتا ہے پھر اسے یاد رکھتا ہے اور ہر ایک حکم
اور خاصیت اور وقت معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ راگ آج
اس وقت اور اس مجلس کا ہے اور دوسرا راگ اس اور وقت کا ہے

الی غیر النہایۃ فلو ان عمرہ امتد الی الابد ما انقضی عجائبہ وھی کلہا انفسار لما علمہ اولا بالقسمۃ الحاصرۃ فلما ظہرت الاشخاص البشریۃ فی عالم الجسم واختلفت استعدادتہم وقواھم منہم الزکی ومنہم الغبی ومنہم صاحب النفس القدسیۃ وجمعت الی اللہ ھممہم ونفوسہم وخلاصۃ بشریتہم فی خطیرۃ القدس فصار واھنالک کالامر الواحد یقع علیہم اسم واحد فینسبو الی مثال واحد ھو الانسان الالھی ویتقارب امورھم ومدارکہم تنزل ھذا التدلی الاعظم ھنالک فصار ذلک فی عالم المثال قدم صدق لہم ومقاما معلوما بالنسبۃ الیہم ونصیبا لہم من ربہم فکانت النفوس الانسانیۃ اذا تجردت عن وسخ العادات الحیوانیۃ والھیأت الفاسقۃ الجسمانیۃ قطفت الی ھذہ الخطیرۃ فبرق ھنالک بارق جلال ثم یتحذرو تبقی حائرۃ کہیئۃ لا تدری من این الی این ھل للعود حیلۃ فاقتضی تدبیر الحق ان یتحرک الیہم ھذا التدلی وینزل ویتشخص وینفسر حتی یتیسر اقترابہم الیہ والصباغہم بہ فانفسر انفسارات بحسب المعدات فکان من تلک الانفسارات النبوۃ وذلک ان الاشخاص لما اصطحبوا فیما بینہم سخرا لاکمل الاعقل الاوثق من کان دونہ

اسی طرح بے نہایت اگر اس کو عمر ملے تو ابد تک اسکے عجائب تمام نہوں۔ پس اور یہ سب انفسار ہیں جو پہلے جان چکا ہے قسمت حاصرہ سے تو جب ظاہر ہوئے اشخاص بشری عالم جسم میں اور اسکی استعدادیں اور قوتیں مختلف تھیں کہ بعضے ذکی اور بعضے کند ذہن اور بعضے صاحب نفس قدسیہ اور انکی ہمتیں اور نفوس رجوع ہوئے اللہ کی طرف اور انکی خلاصہ بشریت خطیرہ قدس میں تو اس جگہ ایک امر واحد کہ ان پر اسم واحد کا واقع ہوتا ہے اور نسبت کیئے جائیں مثال واحد کی طرف وہ انسان الہی ہے اور باہم قریب ہیں ان کے امورات اور مدارک تنزل کیا تدلی اعظم نے وہاں وہ عالم مثال ہیں انکے واسطے قدم صدق ہو گیا اور مقام معلوم انکی نسبت اور انکے نصیب انکے رب کیطرف سے تو نفوس انسانیہ جب پاک ہوئے عادات حیوانیہ اور ہیئت فاسقہ جسمانیہ کی کثافت سے تو اٹھا لیے گئے خطیرہ قدس کیطرف اور ایک اسجگہ برق جلال چمکی پھر وہ بیخبر ہو گئے اور ایک ایسی حیرت میں رہگئے نہیں معلوم کہ کہاں تھے کہاں ہیں اور پھر کی بھی کوئی صورت ہے یا نہیں اسوقت تدبیر حق اسبات کی مقتضی ہوئی کہ یہ تدلی اسکی جانب حرکت کرے اور اترے اور متشخص منفسر ہو جائے یہانتک کہ اس سے قرب آسان ہو جاتا ہے اس سے رنگے جاتے ہیں اسوقت منفسر ہوتے ہیں انفسارات اور موافق معدات کے پس ان انفسارات میں ہوئی نبوت اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اشخاص جب آپس میں ملتے ہیں اور ہم صحبت ہوتے ہیں تو ہو جاتیں بہت کامل اور بڑا عاقل اور دانا ہو تابع وہ اپنے سے کم

في تدبير المنزلي والسياسة المدنية فكانت
ديدان البشر وخلقهم وامرا مركوزا في اذهانهم
فلو عاشوا وجدوا ذلك في صدورهم كار
تفاقات الضرورية الاولية من غير تامل ولو
ماتوا جروا ذلك معهم الى برزخهم ومعادهم
فصار ذلك معدا لانفسار هذا التدلي
بصورة جسمانية هي تقدم شخص انساني
على سائر الاشخاص وصدورهم عن رأيه و
نفخت في هذه الصور الجثمانية روح الهية وظهرت
بركاتها فصارت نبوة ورسالة وانما اعني
هنا من النبوة ما كان على وجه الرياسة
التقدم والمجادلة والتسخير لا فيضان
العلوم فقط وان استتبع انقيادا منهم
بالتبع ولا النبوة الجامعة الشهيدية كما
كان لسيدنا ونبينا محمد صلى الله عليه
وسلم وكان من تلك الانفسارات الصلوة
وذلك لان كل خلق عند البشر له افاعيل
هي شبحه وهيكله في المحسوس ينضبط السر
المعنوي بذلك الهيكل وينصرف الاحكام من
مدح وهجو اليه وهو الذي يذكر ويخبر عنه
ويشار به الى الخلق وهذا طبيعة البشر و
ديدنهم ومركوز اذهانهم فاصطفى الحق
خلقا من اخلاق البشر وهيئة من هيئات
نفوسهم وصبغا من صبغ ارواحهم
وصورة الصباغ هم بالمقام المعلوم

رہنے والوں کو تدبیر منزلی وسیاست مدنی میں تو مسخر کر لیتا
ہے ہو جاتی ہے دیدن بشر اور خلق اور ایک امر ذہن میں جما ہوا
اگر یہ زندہ رہیں تو اس کو پائیں اپنے سینوں میں مانند رفاقت
اتفاقات ضروریہ اولیہ کے بے تامل اور اگر مر جائیں
تو اسے ساتھ لیجائیں اپنے برزخ اور معاد میں تو یہ امر ہو گیا ہے
متعد اس تدلی کی انفسار کیواسطے صورت جسمانیہ میں اور یہ
تقدم انسانی ہے سب اشخاص پر اور اسکا صادر ہونا اسکی
رائے سے اور پھونکی جاتی ہے اس صورت جسمانیہ میں روح
الہیہ تو ظاہر ہوتی ہیں اسکی برکتیں اور ہو جاتی ہے نبوت
ورسالت اور یہاں میری مراد نبوت سے وہ ہے جو بوجہ
ریاست اور تقدم اور مجادلت اور تسخیر کے ہو نہ فقط فیضان
علوم اگرچہ انقیاد کی انمیں سے بالتبع رغبت کریں اور
نہ میری مراد نبوت جامعہ شہیدیت ہے
جیسے کہ ہمارے سردار اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کیواسطے ہے اور ان انفسارات میں سے ایک نماز ہے
اور یہ اس لئے کہ بشر کے ہر خلق کیواسطے فعل ہیں اور وہ
کالبد یعنی جسم ہے محسوس میں اسرار معنوی منضبط ہوتے ہیں
اسکی صورت کیساتھ اور اسی کیطرف احکام مدح و ہجو کے
منصرف ہوتے ہیں اور وہ ہی ذکر کی جاتی ہے اور
اسی کی خبر کہی جاتی ہے اور اشارہ کیا جاتا ہے طرف خلق
کے اور یہی ہے طبیعت اور دعا بشر اور یہی ذہنوں
میں جما ہوا امر ہے پس حق تعالے چن لیتا ہے
ایک خلق اخلاق بشر سے اور ایک ہیئت ہیئات
نفوس سے اور رنگ انکی روحوں کے رنگوں سے وہ صورت
الصباغ کی ہے مقام معلوم کیساتھ

فی خطیرة القدس سروا عنی بذلک الخلق والهیئة الاحسان والتخشع لربه والتنظف عن هیئات ظلمانیة فاسدة فهذا خلق موجود فی حیز امتزاج النفس بالحیوانیة لکنه اشبه الاشیاء بالمقام المعلوم الذی له فی عالم خطیرة القدس فجعله کانه هو کما جعل البدن کانه النفس ثم اصطفی افعالا واقوالا یکون تفسیرا لذلک الخلق وتنطبق علیه فجعلها کانها هو وکان من تلک الانفسارات الکتب المنزلة وذلک لان اشخاص الانسان الهموا بکتابة الکتب وجمیع الرسائل لینفعهم فی الازمنة المتطاولة والاقطار المتباعدة ویبقی نص صاحب الکتاب غضا طریا ولا یخله غلط فی الروایة بالمعنی ولا نسیان فکثر ذلک فیهم فتحرک هذا التدلی بصورة اخری خذ وما عندهم فصار الرسول المحتظی بالبوارق المختطفة له من البشریة الی خطیرة القدس خادما لارادة الحق فانعقد تعلوم الملاء الاعلی ومجاداتهم للبشر فی شبهاتهم الفاسقة وارادة رحمة ربهم والهام الخیر فی صدورهم وحیا متلوا فی مدارک الرسول فانتظم الکتاب واول کتاب کذلک التوراة وانما قبله صحف تشتمل علی علوم فاضت علی قلب النبی فجمعها من شاء من الامة وکان من تلک الانفسارات المتنوذک

خطیرة القدس میں اور میری مراد اس خلق اور ہیئت سے احسان اور خشوع اپنے رب کے روبرو اور پاکیزگی ہیات ظلمانیہ فاسدہ سے پس یہ خلق امتزاج نفس بالحیوانیہ کے خیر میں موجود ہے لیکن وہ بہت مشابہ ہے اس مقام معلوم سے جو عالم خطیرة القدس میں ہے اور اس خلق کو کر دیا ہے گویا ہو بہو جیسا بدن کو کر دیا ہے گویا کہ وہ نفس ہے پھر اللہ تعالے نے ان افعال واقوال کو چن لیا کہ جو اس خلق کی تفسیر ہوتے ہیں اور اس پر منطبق ہوتے ہیں پھر اسکو گویا کہ ہو بہو کر دیا اور انہی انفسارات میں سے کتب آسمانی ہیں اور یہ اسلئے کہ اشخاص انسانی کو الہام ہوا کہ وہ کتابیں لکھیں اور رسالے جمع کریں تاکہ زمانہ دراز تک نفع دیں اور دور دراز تک نفع پہنچے اور صاحب کتاب کی نص مضبوطی و استحکام کیساتھ باقی رہے غلطی نہو اور روایت بالمعنی میں غلطی اور نسیان خلل انداز نہو اور یہ کتابت انمیں پھیل گئی پھر اس تدلی نے دوسری صورت میں حرکت کے مقابل لا سکے جو اشخاص انسانی میں تھا تو پس جو رسول بہرہ یاب انوار الہی ہیں اور جو بشریت سے خطیرہ قدس کیطرف اٹھالئے گئے ہیں ارادہ الہی کے خادم ہو گئے پس منعقد ہوئی علوم ملائکہ اور انکا مجادلہ شبہات فاسقہ میں رحمت رب کے ارادہ سے اور الہام خیر سے انکے سینہ میں از روئے وحی متلو کے رسول کے مدارک میں پس منتظم ہو گئے کتاب اور پہلی کتاب اور اسیطرح توریت اور اس سے پہلے صحیفہ تھی کہ مشتمل تھی ان علموں پر جو نبی کے قلب میں پہنچی پھر امت میں سے جس نے چاہا جمع کر لیا اور ان انفسارات میں سے ملت ہے

لأن أشخاص البشر ألهموا عقد الرسوم فيما بينهم
فعقدوا رسوماً مدنية ورسوماً منزلية ورسوماً
معاشية ومعاملية وصار ذلك من صميم أمرهم
دخل في ضروريات علومهم فجعل الله قلب
النبي قابلاً لانعقاد رسم يعلو من ربه فيه روح
إلهي وبركة ونور وهو الشرع والملة ومن تلك
الانعقادات بيت الله وذلك أن الناس قبل
سيدنا إبراهيم توغلوا في بناء المعابد والكنائس
فبنوا بناء على اسم الشمس في وقت يغلب فيه
روحانية الشمس وكذلك القمر وسائر الكواكب
وزعموا أن من دخل هذه البيوت اقترب
بصاحبها والتحق ذلك بالضروريات وصار
التوجه إلى الأمر البسيط فالم يتعين له جهة
وموضع كالأمر البعيد فنزل على قلب سيدنا
إبراهيم حذو ما كان في زمنه واصطفى موضعاً
عليه مناسباً لهذا الأمر بأن يكون هنالك قوى
الأفلاك والعناصر مقتضية للبقاء وانجذاب
الناس إليه وعين لتعظيم الناس إياه
طرقاً وأوضاعاً وتدلى إليهم بإيجابه عليهم وعلم
أن الشرائع لا تنعقد إلا في العادات وهذه
حكمة الله فلينظر إلى ما عندهم من العادات فما كان
منها فاسداً سجل على تركه وما كان صحيحاً أبقى
وكذلك الوحي المتلو لا ينعقد إلا في الألفاظ
والكلمات والأساليب المخزونة في ذهن الموحى إليه
ولذلك أوحى الله إلى العربي باللغة العربية وإلى السرياني

اور یہ یوں ہے کہ اشخاص بشر کو آپس میں رسمیں منعقد کرنیکا
الہام ہوا تو منعقد ہوئیں رسوم مدنیہ اور رسوم معاشیہ
معاملیہ اور یہ امر انکے نہایت امر ضروری میں سے ہوا اور
انکے ضروریات علوم میں داخل ہوا تو کیا
اللہ نے قلب نبی کو قابل انعقاد ایسی رسم کا جس
میں رضائے الٰہی اور برکت نور ہو سو وہ شرع
اور ملت ہے اور ان انعقادات میں سے کعبہ
شریف ہے اور یہ یوں ہوا کہ لوگ حضرت
سیدنا ابراہیمؑ سے قبل مشغول ہوئے عبادت
گاہوں اور کنیسے بنانے میں پس انھوں نے بنایا مکان
آفتاب کے نام پر وقت غلبہ روحانیت آفتاب کے اور
اسی طرح ماہتاب اور باقی سیاروں کے نام پر
اور انھوں نے یہ گمان کیا کہ جو شخص جس مکان میں داخل
ہوگا وہ اس ستارہ کا مقرب ہے اور یہ امر ضروریات میں شامل ہو گیا اور توجہ
ہو گئی بسیط کیطرف جس کیواسطے کوئی جہت متعین نہیں مثل امر بعید کے پس
نازل ہوا حضرت سیدنا ابراہیمؑ کے قلب پر مقابل میں اسکے جو اس زمانہ
میں تھا اور انھوں نے ایک جا مقرر کی جو اس امر کیواسطے مناسب تھی کہ وہاں
قوائے افلاک و عناصر بقا کے مقتضی ہوں اور جاذب ہوں لوگوں کے دلوں کو اس
کیطرف اور مقرر کیے طرق اور وضعیں تاکہ لوگ اسکی تعظیم کریں اور تدلی کی انکی طرف
کہ انپر اسکی تعظیم واجب ہے اور جان لینا چاہیے کہ شریعت عادات میں جاری ہوتی ہے
اور یہ اللہ کی حکمت ہے کہ اسنے انکے مقررہ عادات کیطرف دیکھا ہے جو بری ہوتی
انکو منع فرمادیا ہے اور جو اچھی ہوتی ہیں انکو قائم رکھتا ہے اسیطرح وحی منعقد
ہوتی ہے الفاظ اور کلموں اور اسلوبوں میں جو متکلم اس شخص کے ذہن میں
تھیں جو اسکیطرف وحی کیگئی ہیں اور اسی واسطے اللہ نے
عرب والوں کیطرف عربی زبان میں وحی کی اور سریانی زبان والے

باللغة السريانية وكذلك الرؤيا الصادقة لا يكون
الا منعقدة في الصور والخيالات المخزونة وكذلك
لا يرى الاكمه في المنام الالوان ولا الاشكال و
انما منامه اللمس والسماع والذوق والشم و
الوهم والاصم الذي ولد اصم لا يسمع في منامه شيئا
وانما رؤياه البصر واللمس وشبههما وان نشأت
الحق فلا تنعقد صورة واما فاضة غيبية في
نشأة سواء كانت هذه الافاضة عادية او خارقة
للعادة الا باحكام تلك النشأة انما يكون مشخصها
التي منعت الشركة الوان واشكال خاصة بتلك
النشأة كهذا الفرس مشخصاته كلها داخل
النشأة الفرسية كأن الفرس يحتمل ان يكون
طوله اربع اذرع وازيد من ذلك وانقص فكان
هذا اربع اذرع لا يزيد ولا ينقص فهذا ليس
الا في تلك النشأة لا غير وكذلك مميزات
النوع التي ميزت هذا النوع من النوع الآخر كلها
امور داخلة في النشأة الجنسية فاذا كل فائض
بهذا الوضع بخصوصية لا بد معد من تلك
النشأة خصصه بذلك الوضع بقي ههنا
شيء وهو ان ايجاد الصور امره على الامكان و
التقدير والتدلي والشعائر امرها على المسلمات
والمشهورات والامور التي تطمئن اليها النفوس
فلذلك كان كل تدلي له معد من مسلماتهم ذلك المراد
بالتدليات ان يطيع العباد ربهم بقلوبهم انقيادا
لا يقدرون على الزيادة عليه ثم يدينون جوارحهم على حسب

والوں کی طرف سریانی زبان ہیں اور اسی طرح سچے خواب
منعقد ہوتے ہیں ان صورتوں اور خیالوں میں جو ذہن میں
پوشیدہ ہیں اسی واسطے کور مادرزاد خواب میں رنگ نہیں
دیکھتا اور نہ شکلیں اس کا خواب لمس اور سننا
اور چکھنا اور سونگھنا اور وہم ہے اور جو بہرا مادرزاد ہو وہ
خواب میں کچھ سنتا نہیں اسکا خواب دیکھنا اور چھونا اور
وغیرہ ہے اور جو تو سچ پوچھے تو کوئی صورت عالم میں افاضہ
غیبیہ کیساتھ منعقد نہیں ہوتی برابر ہے کہ یہ افادہ عادتیہ
ہو یا غیر عادتیہ مگر موافق احکام اس عالم کے ہو بیشک
وہ مشخصات جو شرکت رنگ اور اشکال کو مانع ہیں اس
عالم کیساتھ مخصوص ہیں جس طرح کہ یہ گھوڑا کہ کل مشخصات
اس کے داخل ہیں عالم فرسیتہ میں گویا گھوڑا احتمال ہے
کہ طول اسکا چار ہاتھ ہو اور اس سے زیادہ اور کم پس یہ
چار ہاتھ نہ زیادہ ہونگے نہ کم تو یہ نہ ہونگے مگر اسی عالم
میں نہ اور جائے اور اسی طرح نوع کے ممیزات جیسے یہ
نوع دوسری نوع سے ممیز ہے سب امور ہیں جو داخل ہیں
عالم جنسیت میں پس اب اس وضع ہر فائض کیواسطے
خصوصیت کیساتھ ایک ایسا مُعِد اس عالم میں سے ضروری
ہے جس نے اسکو اس وضع کیساتھ خاص کیا باقی رہی یہاں
ایک بات وہ یہ ہے کہ ایجاد صورتوں کا تو امر امکان اور تقدیر
پر ہے اور تدلی امر شعائر کا امر مسلمات اور مشہورات پر اور ان
امور پر جنسے اطمینان نفوس ہو اسی واسطے جو تدلی ہے اسکے واسطے
معد ہیں انکے مسلمات سے کیونکہ تدلیات سے یہ مراد ہے کہ بندے اپنے
رب کی بندگی دل سے کریں اس طرح سے کہ اسکے زیادہ کرنے پر قادر
ہوں پھر اپنے اعضاء اس کے موافق عادی بناویں

ذلك فاذا اقتضت المقتضيات ان يكون انسان عشرة اذرع جعل كذالك لانه ممكن وان لم يكن مشهورا يطمئن اليه القلوب واما الشرائع والتدليات فكلها على موافقة المشهور والمسلم نعم هنالك بركات تميز الصدق من المين والحق من الباطل وربما يختلج في قلبك ان كل تدلى لابد ان يكون فيه خرق العادات فكيف يوافق المشهور فنقول لا تقف على الامر المجمل المطوى على غرة بل محض الامر فاصل الشئ على العادة لا يجاوزها ما كان الرسول ملكا ولا كان الكتاب عجميا ولا كان البيت من نور ولكن يظهر عليه بركات لا توجد في غيره فبالبركات تخرق العادة لا بالاصل وكان كفار قريش لم يفهموا حكمة الحق في الفرق بين هذين الامرين فكانوا يقترحون ان يكون الرسول ملكا وقالوا ما لهذا الرسول يأكل الطعام ويمشي في الاسواق فرد الله عليهم مقالتهم وفضح اعتقادهم الفاسد وكذالك ما كانت صورة غلبة الرسول ان يكون معه ملك يشهد له او ينزل اليه من السماء كتاب وهم يرونه بابصارهم كما صرح الحق في سورة الفرقان وغيرها بل كانت صورة غلبته المألوف بالجهاد والحروب وهذه قضية قضي بها الوجدان ووجدنا السنة والقرآن مبينين لها ولم نفرعها لا في مسئلة واحدة بل في مسائل كثيرة والحمد لله اولا واخرا مشهد عظيم

پس جس وقت مقتضیات تقاضا کریں کہ انسان دس گرہ کا ہو ایسا ہی کیا گیا کیونکہ یہ ممکن ہے اگرچہ مشہور نہیں جو اس سے دلونکو اطمینان آجائیگا لیکن شرائع اور تدلیات موافق مشہور اور مسلم کے ہیں ہاں یہاں ایسی برکتیں ہیں کہ سچ کو جھوٹ سے اور حق کو باطل سے جدا کر دیتے ہیں اور بسا اوقات تیرے دل میں یہ بات کھٹکتی ہو کہ ہر تدلی میں خرق عادت کا ہونا ضرور ہے تو کیونکہ مشہور کے موافق ہوگا تو ہم کہتے ہیں کہ امر مجمل اور لپیٹے پر ٹھہر نجا بلکہ کرید کر اس امر کی پس اصل شے کی عادت پر ہے اس سے تجاوز نہیں ہوتا رسول فرشتہ نہیں ہوتا اور نہ کتاب آسمانی عجمی اور نہ گھر نور کا لیکن اسپر برکتیں ایسی ظاہر ہوتی ہیں کہ اسکے غیر میں نہیں پائی جاتیں تو خرق عادت برکتوں سے ہوتا ہے نہ اصل سے اور کفار قریش اللہ کی حکمت ان دونوں امروں کے فرق میں نہیں سمجھتے تھے تو اعتراض کرتے تھے کہ رسول فرشتہ ہو اور کہتے تھے کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے تو اللہ نے انکے قول کو رد کیا اور انکے اعتقاد فاسد کی رسوائی کی اور اسیطرح رسول کے غلبہ کی صورت یہ نہیں کہ فرشتہ اسکے ساتھ ہو گواہی دیوے یا آسمان سے کتاب نازل ہو اور وہ اپنی آنکھوں سے اسے دیکھیں جیسا اللہ تعالیٰ نے سورۂ فرقان وغیرہ میں اسکی تصریح کر دی ہے بلکہ بادشاہوں کے غلبہ کی صورت جہاد اور لڑائیوں سے ہے اور یہ ایسا مضمون ہے کہ وجدان نے اس پر حکم لگایا ہے اور ہم نے قرآن و حدیث شریف کو اس کا اور اس کے تفسیر و شرح کا بیان کرنے والا پایا ہے نہ ایک مسئلہ میں بلکہ بہت مسائل میں اور الحمد للہ اولا و آخرا مشہد عظیم

فیوض الحرمین — اسرار عظیمہ ۲۰ کا نزول — ترجمہ اردو فیوض الحرمین

نفث في روعي من قبل الملأ الأعلى أسرار
عظيمة حتى امتلأت نفسي ونسمتي بها وها
أنا ذاكرها لك تفصيلا فعض عليها بالنواجذ إنك
إذا أردت أن يحصل لك كمال الملأ الأعلى
المتخاصمين فلا سبيل لك إلى ذلك إلا الدعاء
وكثرة الاطراح بين يدي ربك والسؤال منه بهمة
عزيمتك وصدق همتك لا سيما إذا سألت
منه ما كنت مشتاقا إلى تحصيله عقلا وطبعا
وكان فيه تكملك وتكمل الناس ورأفة بعامة
خلق الله فإذا رسخت ملكة الدعاء فيك وعقلت
كيف تسأل الله بصدق الهمة انخرطت في
سلك الملأ الأعلى وقد أشار سيدنا ونبينا
محمد صلى الله تعالى عليه وسلم إلى ذلك حيث
قال من فتح له باب الدعاء فتح له باب الجنة
أو الرحمة أو كما قال ومن أراد أن يحصل له ما للملأ
السافل من الملائكة فلا سبيل إلى ذلك إلا
الاعتصام بالطهارات والحلول بالمساجد العتيقة
التي صلى فيها جماعات من الأولياء وإكثار الصلوة وتلاوة
كتاب الله وذكر الله بأسماء الحسنى أو بأربعين
اسما ما هو مشهور فهذا كله ركن واحد فيما
يقصده والركن الثاني كثرة الاستخارات في الأمور
المهمة بأن يجعل نفسه سواء بالنسبة إلى الفعل والترك
ثم يسأل الحق تبارك وتعالى أن يبين له ما فيه المصلحة
ويجلس منتظرا لما يلقى في خاطره ينتظر انشراح
خاطره إلى أحد الجانبين ومن أعطاه الله تعالى الفهم

میرے دل میں ملاء اعلیٰ سے ایسے اسرار عظیمہ آئے کہ میرا
نفس اور روح ان سے بھر گیا اور انکو تفصیل وار بیان کرتا
ہوں تو انکو خوب مضبوط ڈاڑھوں سے پکڑ جب تو چاہے
کہ تجھکو حاصل ہو کمال ملاء اعلیٰ کا جو متخاصمین ہیں تو اسکا کوئی راستہ
نہیں مگر دعا اور عاجزی اللہ کے روبرو اور اس سے
سوال کمال عزیمت اور صدق ہمت کیساتھ خصوصاً
جسوقت تو اس سے سوال کرے اس شئے کا جسکے حاصل
کرنیکا تو مشتاق ہے عقل کی رو سے یا طبیعت کی رو سے اور
اسمیں تیرے واسطے اور خلقت کے لئے کمال ہو اور عام خلقت
پر مہربانی ہو جب ملکہ دعا کا تجھ میں راسخ ہوا اور تو نے جان لیا
کہ اللہ سے کیسے صدق ہمت سے سوال کرتا ہے تو ملاء اعلیٰ
کے زمرہ میں داخل ہو گیا اور تحقیق اشارہ فرمایا ہے نبینا محمد
صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی طرف جہاں فرمایا ہے کہ جسکے لئے دروازہ دعا کا
کھلجاتا ہے اسکے لئے دروازہ جنت کا کھل جاتا ہے یا رحمت کا یا کوئی
اور لفظ فرمایا اور جو شخص ارادہ کرے کہ ملائکہ سافل میں ہو جائے تو اسکا
کوئی طریق نہیں مگر یہ کہ بہت پاکیزہ رہے اور پرانی مسجدوں میں جائے
جن میں بہت اولیاؤں نے نماز پڑھی ہو اور کثرت
سے نماز پڑھے اور قرآن شریف کی تلاوت اور ذکر اللہ
کے اسماء الحسنیٰ کا یا جو چالیس نام مشہور ہیں انکا
ذکر اور یہ سب باتیں اس مقصد کی ایک رکن ہیں اور رکن
دوسرا مشکل امور میں کثرت سے استخارہ کرنا
کہ نفس کو متوجہ کرے کام کے کرنے اور نہ کرنے
کی طرف پھر اللہ سبحانہ تبارک و تعالیٰ سے سوال
کرے کہ وہ ظاہر کرے جسمیں مصلحت ہو اور بیٹھے باطہارت
مطمئن ہو کر اور انتظار کرے کہ کس طرف دل کا میلان ہوتا ہے اور جسکو دیا اللہ نے

نور الصلوٰة ونور الطهارة بحيث اذا ابعد عهده عن الصلوٰة او تراكمت عليه الاحداث والجنابات او امتلأت حواسه من الالوان المرئية والاصوات المسموعة حصلت له هيئة يعقلها ويميزها ويتأذى منها ويتنفر بجبلته عنها ثم اذا توغل في الطهارات والصلوٰة وجمع الحواس في الذكر حصلت له هيئة اخرى يعقلها ويميزها ويحسن اليها وينشرح بها وكانت الحالتان معلومتين متميزتين بمنزلة المحسوسات فهو المؤمن بالايمان الحقيقي الذي يعبر عنه بالاحسان لا شك في ذلك ومن عرف في ضمن الدعاء والذكر كيفية الحضور وان لم يقدر على تجريد الحضور من اللفظ والحرف والخيال فقد تحقق بما يهمه في باب الاحسان مشهد اخر رايت في المنام الليلة العاشرة من صفر سنة اربع واربعين والف ومائة بمكة المباركة كان الحسن والحسين رضي الله عنهما نزلا في بيتي وبيد الحسن رضي الله تعالى عنه قلم انكسر لسانه فبسط الي يده ليعطيني وقال هذا قلم جدي رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال حتى يصلحه الحسين فليس هو كما اصلحه الحسين اولا يصلحه فاخذه حسين رضي الله عنه واصلحه ثم ناولنيه فسررت به ثم جيء برداء فيه خط اخضر وخط ابيض فوضع بين يديهما فرفعه حسين رضي الله عنه وقال هذا

نور نماز اور نور طہارت کا فہم اسطرح کا کہ جب وہ نماز سے رہ جائے یا بے وضو ہو جائے یا جنابت آجائے یا اسکے حواس بھر جائیں رنگوں سے جو نظر آئیں اور آوازوں سے جو سنے تو اسکو ایک ایسی ہیئت حاصل ہو کہ وہ تمیز کر لیتا ہے اور اس سے اذیت پاتا اور نفرت کرتا ہے کلی طور پر اس سے پھر جب وہ طہارت اور نماز اور اطمنان سے ذکر کرنے میں مشغول ہوتا ہے تو ہیئت حاصل ہوتی ہے تو تمیز کرتا ہے اور اسکو اچھا جانتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے اور یہ دونوں حالتیں جسکو سمجھتا ہے اور جدا جدا معلوم ہو جائیں جیسے بمنزلہ محسوسات کے تو وہ مومن ہے با ایمان حقیقی جس سے عبارت احسان ہے اسمیں کچھ شک نہیں اور جو شخص دعا اور ذکر میں کیفیت حضور پائے اگرچہ قادر نہ ہو محض حضور پر بسبب لفظ و حرف و خیال کے تو وہ تحقیق اپنے ارادہ کو پہنچا احسان کے باب میں مشہد آخر میں نے خواب میں دیکھا ماہ صفر کے دسویں تاریخ ۱۱۴۴ ایک ہزار ایک سو چوالیس کو مکہ مبارکہ میں کہ گویا حضرت امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما میرے گھر تشریف لائے ہیں اور حضرت امام حسن کے ہاتھ میں ایک قلم ٹوٹے نوک کا ہے پھر انھوں نے ہاتھ بڑھایا بڑھایا کہ مجھکو عنایت کریں اور فرمایا یہ ہمارے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے پھر فرمایا کہ اسکو حسین رضی اللہ عنہ سنوار دیں یہ ویسا نہیں ہے جیسا امام حسین رضی اللہ عنہ نے سنوارا تھا پھر لے لیا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اور سنوار دیا پھر مجکو عنایت کیا میں بہت خوش ہوا اس سے پھر آئی ایک چادر دھاری دار کہ جسمیں ایک سبز دھاری اور ایک سفید تھی پھر انکے روبرو رکھی گئی پھر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اسکو اٹھایا اور فرمایا یہ چادر رکھ

شاہ صاحب پر اہل بیت کی خصوصی عنایات

فیوض الحرمین — حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اوڑھنا ۲۲ — ترجمہ اردو فیوض الحرمین

رداء جدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم النبی فوضعتہ علی راسی تعظیما وحمدت اللہ تعالی ثم انتبہت

مشہد عظیم وتحقیق شریف

اعلم ان الایمان بما انزل اللہ تعالی علی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ضربین ایمان الرجل علی بینۃ من ربہ وایمان بالغیب الذی ایمانہ علی بینۃ من ربہ فمثلہ کمثل رجل شہد الامیر حین خلع علی وزیرہ خلعۃ الوزارۃ وولاہ امور المملکۃ وبعثہ الی الناس یخبرہم بکذا او کذا وازال الخفاء بعثہ وکلفہم بذلک فکل ہذا بمرائی منہ ومسمع ابصرتہ عیناہ حین خلع وسمعتہ اذناہ حین قال ووعاہ قلبہ حین کلف فہذا الحاضر لم یصر وزیرا الحضورہ ولا مبعوثا الی الناس ولکن صار مکلفا علی بینۃ ومامورا منہ فہو واما المومن بالغیب فمثلہ کمثل رجل اعمی اخبرہ بصیر بطلوع الشمس فاستیقن بہ حتی انہ لا یجد فی قلبہ نقیضا ولا احتمالا ضعیفا ایضا ولکن جزم قلبہ انما کان لان البصیر اخبرہ لا من دون توسط البصیر والکامل من الافراد من جمع الایمانین فلہ ارتباط بالحق الاول لا یقبل التوسط ثم من ہذا الارتباط جمیع العلوم التی انزلہا اللہ تعالی انبیائہ فاستیقن بہا لا اطمئن وکان علی بینۃ من ربہ فلیس لہ بحسب ہذا الارتباط ناموس یحفظہ ویسلک بہ

ہمارے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں پھر مجھکو اڑھائی پھر میں نے اسکو تعظیماً اپنے سر پر رکھا اور اللہ تعالے کا شکر کیا پھر میں جاگ گیا

مشہد عظیم تحقیق شریف

جان لینا چاہیے کہ ایمان لانا اس شے پر جو اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے دو قسم ہے ایک ایمان لانا آدمی کا بینہ پر اپنے رب کے اور دوسری قسم ایمان لانا غیب پر سو جس شخص کا ایمان اپنے رب پر ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بادشاہ کے دربار میں جائے اسوقت کہ بینہ پر ہے وہ وزیر کو خلعت وزارت کا دے اور حاکم کرے امور مملکت اور اسکو بھیجے کہ لوگوں کو اسبات کی خبر کردے اور اسکو بھیجکر خفا کو دور کر دے اور لوگوں کو مکلف کرے سو وہ شخص یہ سب دیکھ رہا ہے اور سن رہا ہے اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا خلعت دینے کو اور کانوں سے سنا جو بادشاہ نے کہا اور اسے یاد ہے جب مکلف کیا تو یہ شخص حاضر نہیں ہو جائیگا وزیر حاضر ہونے سے اور نہ مبعوث لوگوں کی طرف لیکن مکلف ہو گیا دیکھکر اور مامور ہو گیا اور جو ایمان بالغیب لائے اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک اندھا ہے اسکو بینا نے خبر دی کہ آفتاب طلوع ہوا ہے یقین کر لیا ایسے کہ اسکے دل میں اسکے برعکس نہیں اور نہ کوئی احتمال ضعیف بھی لیکن اسکے دل کو یقین ہے کہ آنکھوں والے نے خبر دی ہے نہ بغیر وسیلہ آنکھوں والے کے اور کامل فرد وہ فرد ہے جسکو دونوں قسم کا ایمان ہے اسکو ارتباط حق سے پہلے ہی سے جسمیں توسط نہیں اس ارتباط سے اسپر ترشح ہوتے ہیں وہ سب علوم جو اللہ نے نازل کیے اپنے نبیوں پر اسنے انپر یقین کیا بلکہ اطمینان کیونکہ وہ تھا بینہ پر اپنے رب کے اس ارتباط کے سوا کوئی نہیں کوئی اسپر فرمان کہ اسکی حفاظت کرے اور اسکو رو کے دونوں ہاتھوں سے

المشاہد 8 السابع تحقیق شریف

وانما حفظ الحق له وعصمته هو الذي يسلك بيد ايه فهو يحس بهذا الحفظ ويرى انه لو انقطع لما كان مستقره الا الهاوية السفلى وهو يحسبه محقق بالعلم الالهي ووراء ذلك لم يكن يحاذي حذو العوام كمال الايمان بالغيب والتحفظ بالنواميس والجزم بواسطة الخبر والانقياد التام للمخبر الصادق والمحبة الصادقة له فالايمانان متحققان الفرد ولكن عند تشعشعان انوار الايمان الاول قد يخفى الثاني وكنت ذات ليلة اصلي التهجد في الحرم اذ تشعشع انوار الايمان على بنيته فغلبت وبهرت فتاملت الايمان بالغيب فلم اجده ثم تاملته فلم اجده حتى رايتني متحسر عليه والتاسف ثم بعد حين فظهر هذا الايمان واطمئن الخاطر فتدبر تحقيق تشريف الاولياء كثيرا ما يلهمون بان الله تعالى اسقط عنهم التكليف وانه خيرهم في الطاعات ان شاؤا فعلوها وان لم يشاؤا لم يفعلوها حكى لي سيدي الوالد رضي الله عنه عن نفسه انه الهم بهذا وانه دعا الله تعالى ان يقيم عليه التكليف وما اختار الا التمسك ولم يكن من مذهبه سقوط التكليف عن احد من خلق الله ما دام عاقلا بالغا فرايته يرى الالهام حقا ويرى مذهبه حقا ويتحير في التطبيق واخبرني سيدي العم قدس سره انه كان يخبر عن نفسه انه الهم بسقط التكليف وقيل له ان عبدت خوفا

سوائے اسکے نہیں کہ اسکو اللہ کی حفاظت اور عصمت اپنے نزدیک رکھے ہوئے ہے وہ معلوم کرتا ہے اس حفظ کو اور جانتا ہے کہ اگر اس سے الگ ہوا تو پھر جہنم میں ہی ٹھکانا ہے اور وہ سوائے اسکے محقق بعلم الٰہی ہے اور سوا اسکے اسکے واسطے ہی مدنی مقابل عوام کے جس کا کمال ایمان بالغیب ہے اور حفاظت کرنیوالی شریعت اور یقین بواسطہ خبر کے اور مخبر صادق کا انقیاد پورا پورا اور اس سے محبت صادق پس یہ دونوں ایمان کی قسمیں فرد کے واسطے محقق ہیں لیکن جب پہلی قسم کے ایمان کے نور چمکتے ہیں تو دوسری قسم کے ایمان کے نور چھپ جاتے ہیں اور میں ایک رات تہجد پڑھتا تھا حرم میں انوار ایمان بنیہ کے غالب آگئے اور چمکے اور میں متحیر ہوا میں نے سوچا کہ ایمان بالغیب ہے تو نہ پایا اسکو پھر سوچا میں نے تو اسے نہ پایا یہاں تک کہ معلوم ہوا ایمان اسپر حسرت کرتا ہوں اور افسوس پھر اس کے بعد یہ ظاہر ہوا یہ ایمان اور سر اور مجھے اطمینان آگیا تو اسے غور کر تحقیق تشریف بہت اولیاؤں کو الہام ہوتا ہے کہ اللہ تعالے نے ان سے تکلیف شرعی معاف کی انھیں اختیار ہے عبادت چاہے کریں چاہے نہ کریں حضرت قبلہ گاہی صاحب نے اپنی حکایت بیان کی مجھسے کہ انکو بھی الہام ہوا اور انھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھپر شرع کی تکلیف قائم رہے اور انھوں نے سوا شرع کے نہ اختیار کیا اور انکا مذہب نہ تھا تکلیف شرعی معاف ہونا کسی سے جبتک عاقل بالغ ہو کوئی میں نے انھیں دیکھا الہام کو بھی حق جانتے تھے اور اپنے مذہب کو بھی حق اور اسکی تطبیق میں متحیر اور جناب علوی صاحب نے اپنا حال بیان کیا کہ انکو الہام ہوا کہ تکلیف شرعی معاف ہوگئی اور انسے کہا گیا کہ اگر جہنم سے ڈر کر

بس یہ اولیاؤں کا الہام

من النار فانا قد اجرناك عن النار وان عبدتنا
طمعا في الجنة فانا وعدناك ان ندخلك
اياها وان عبدتنا طلبا للرضا فانا قد رضينا
عنك رضا لا سخط بعده فقال رب انما اعبدك
لا لشيء دون ذلك وكان قدس سره يميل الى
ان الكمل يسقط عنهم التكليف والله سبحانه
هو الذي يقيم عليهم النواميس من غير اختيارهم
وهكذا روي عن كثير من اولياء الله تعالى والسر
في ذلك عندي ان الانسان اذا انتقل عن الايمان
بالغيب بهذه النواميس الى الايمان بها على بينة
ووجد هذه العبادات والنواميس في نفسه
مثل الجوع والعطش مما لا يقدر على تركه ولا
معنى لتعلق التكليف به لانها من الجبلة التي
جبل عليها سواء كان هذا السر واضحا منتشرا
او مجملا ترشح من ذلك على باطنه خطاب من
الحق انما مراده هذه الحالة الاجمالية والتفصيلية
ان الله تعالى اسقط عنه التكليف وانه اختار بعد
ذلك التلبس من اختيار وقصد وانما مثل
هذه الامور عندي مثل الرؤيا يحتاج الى تعبيرها
وانما تعبير هذا الالهام حصول هذا المقام الذي
هو منار الالهام والحق عندي ان الالهام كله حق
ولكن منه الفائض عن لسان خاص ومنار
معلوم ومنه الفائض عن لسان القضاء الحاكم على
الوقت الاول فهو بحسب مقام دون مقام والثاني
هو المتبع المطلق ومن الالهام ما يحتاج الى التعبير

عبادت کرو تو ہم نے تمکو دوزخ سے نجات دی اور جنت کے
واسطے عبادت کرو تو ہم نے جنت کا وعدہ کر لیا تمکو داخل کرینگے
اور ہماری رضامندی کو عبادت کرو تو ہم راضی ہیں کبھی غصہ
نکرینگے تو انہوں نے عرض کیا کہ یا الٰہی میں تیری عبادت کسی شے
کیلئے نہیں کرتا سوا تیرے اور وہ قدس سرہٗ مائل تھے اس
بات کیطرف کہ کاملوں سے تکلیف شرعی ساقط ہو جاتی ہے
اور اللہ سبحانہٗ تعالےٰ انپر فرمان شریعت انکے بے اختیار قائم
کر دیتا ہے اور ایسا ہی بہت سے اولیاء اللہ سے روایت
کیا گیا ہے اور میرے نزدیک اسمیں یہ بھید ہے کہ انسان جب
منتقل ہوتا ہے اس نوامیس پر نادیدہ ایمان لانے سے ایسے
نوامیس کیطرف دیدہ ایمان لانے پر اور پاوے عبادت اور نوامیس کو
اپنے دل میں مثل بھوک اور پیاس کے جسکے ترک کرنے پر قادر
نہیں اور کچھ معنی نہیں اس سے علاقہ تکلیف کے اسلیے کہ وہ
اسکی جبلت ہے جسپر وہ پیدا ہوا برابر ہے کہ یہ سر اس پر
ہو کھلا کھلا یا مجمل ہو تو ترشح ہوتا ہے اس سے اسکے باطن
پر خطاب اللہ تعالیٰ کا کہ مطلوب اسکا یہ حالت اجمالیہ و
تفصیلیہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس سے تکلیف ساقط کی
اور اس نے بعد اسکے تکلیف شرعیہ کو اختیار کیا اپنے قصد
سے اور میرے نزدیک ان امور کی مثال خواب کی مثال
کہ تعبیر کی حاجت ہے اور تعبیر اس الہام کی حاصل ہونا اس
مقام کا ہے جو الہام کا مطلوب ہے اور میرے نزدیک حق یہ
کہ الہام سب حق ہیں لیکن بعضے ان سے زبان خاص اور مطلع
معلوم سے فائض ہیں اور بعضے انکے حکم حاکم وقت سے ہیں جو
متبع موافق بعضے مقام کے ہیں اور دوسری قسم متبع مطلق
ہیں۔ اور بعضے الہام تعبیر کے محتاج ہیں

فلا بد من استنباط رجل تام المعرفة ومنه
ما لا يحتاج فتدبر **تحقيق شريف و**
مشاهدة أخرى اعلم أن الأرواح إذا فارقت
أجسادها اضمحل من القوة البهيمية أشياء وقويت
الملكية واستقلت بما حملت من الكمال وهذا الكمال
على وجوه منها نور الأعمال وذلك أن ملكية إذا
أوحت إلى البهيمية أن تعمل عملا من الأعمال الصالحة
فانقادت البهيمية واجتمعت أسرها تحت تصرفها
حصل للملكية انشراح وللبهيمية هيئة تناسب
هيئة الملكية في غاية كمالها وإذا تكرر ذلك مرة بعد
أخرى حصل هذا الكمال في جوهر الملكية و
البهيمية وكان خلقا لهذا النفس وديدنا وجبلة
لا تنفك عنها أبدا ومنها نور الرحمة وذلك أن
الإنسان إذا عمل عملا رضي به الله تبارك وتعالى
ورحمه لأجله لكونه سببا لتفريج الكروب عن الناس
كافة أو لكونه سببا لتمام ما أراده الحق بتدلي الهي
للحق من الهداية وإشاعة النور أو لكون هذه النفس
معدودة في عداد التدلي بأن التفتت هذه النفس
وطمحت بجهد همتها إلى التدلي واندرجت فيه
فعند اجتماع هذه الوجوه الثلاثة أو وجود
واحد منها تشمله الرحمة الإلهية فيظهر حينئذ
للنفس انشراح ملكي وانبساط ومنها أن النفس
إذا ذكرت جلال ربها إما بالألفاظ والمتخيلات
كالاشتغال القلبية وبالوهم المحاكي للجبروت
وهو الذي يسميها أكثر أهل الزمان باليادداشت

فالمشاهد الثامن

تو ضرور ہے استنباط کرنا کامل معرفت والے شخص کا اور بعضے
الہام محتاج تعبیر کے نہیں پس غور کرو **تحقیق شریف**
ومشاہدہ اخری جاننا چاہیے کہ جب ارواح اپنے اجسام سے
جدا ہو جاتی ہیں تو بہت سی چیزیں قوۃ بہیمیہ کی مضمحل ہو جاتی ہیں
اور ملکیت قوی ہیں اور مستقل ہو جاتی ہیں بوجہ کمال حاصل کرنے کے
اور یہ کمال کئی وجہ پر ہے انہیں سے ایک نور اعمال ہے اور یہ اسلئے کہ جب
قوۃ ملکیتہ قوۃ بہیمیہ کو الہام کرتی ہے کہ کوئی نیک عمل کرے تو قوۃ بہیمیہ
مطیع ہو جاتی ہے اور بالکل اسکے تحت تصرف میں تو ملکیتہ کو خوشی
حاصل ہو جاتی ہے اور بہیمیتہ کو حاصل ہوتی ہے ایک ہیئت مناسب
ہیئت ملکیہ اور یہی قوۃ بہیمیہ ملکیہ کا انتہائی کمال ہے اور جب یہ امر یکے بعد دیگرے
کئی بار ہوتا ہے تو جوہر ملکیتہ اور بہیمیہ میں یہ کمال حاصل ہوتا ہے اور
اس نفس کیواسطے یہ خُلق و عادت اور طبیعت اور جبلت ہو جاتا ہے کہ
ابد تک کبھی اس سے جدا نہو اور ایک انہیں سے نور رحمت ہے یہ اسلئے کہ انسان
جب عمل کرتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے اور اس سبب
سے اسپر رحمت بھیجتا ہے اسلئے کہ انسان تمام لوگوں کی سختی دور کرتا ہے
یا اسلئے کہ وہ سبب ہے تمام اسکے پورا ہونیکا جو اللہ نے خلقت پر تدلی کرنے
سے چاہا ہے یعنی ہدایت اور نور کی اشاعت یا واسطے ہونیکے
اس نفس کے معدود در شمار تدلی میں کہ یہ نفس التفات کرے
اور مرتفع ہو اپنی ہمت کی کوشش سے طرف تدلی کے اور داخل ہو
اس میں پس جب اس میں یہ تینوں وجہیں جمع ہو جائیں یا ایک ان میں
سے ایک اللہ کی رحمت شامل ہوتی ہے تو اس وقت
نفس کو انشراح ملکی خوش ہوتی ہے بعض انسے یہ ہے کہ جب
نفس نے اپنے رب کے جلال کو یاد کیا یا تو لفظوں سے اور یا
خیال سے جیسا کہ اشغال قلبی کا طریقہ ہے یا وہم سے جو عالم جبروت
کا حال بتانیوالا ہے اور یہ وہی ہے جسے اکثر اہل زمانہ یادداشت کہتے ہیں ❊

حصل للنفس وخلص ليها ملكة بسيطة
ولون خضر وتى وكثيرا ما يسمى ذلك نور اليادداشت
ومنها نور الاحوال وذلك ان النفس اذا تمكنت
ممن يتمطى لتبدل الاحوال الخوف والرجاء والقلق
والشوق والانس والهيبة والتعظيم وغيرها
خلص لى جوهرها صفاء ورقة وقوام فاذا
انفكت عن الجسد ولم يخففها ارادات متجددة
انطبعت فيها الوان اسماء الحق والهمه وحصلت لها
نعم كثيرة وابتهجت بكل رقيقة فهذا حال
اكثر الارواح وبتلك الانوار تكون كمرآة ملقاة
في الشمس امتلات نورا وضوءا او كحوض ممتلئ
ماء ضرب به نور الشمس في يوم راكد الريح وقت
الهاجرة فاكتسى الماء لون الشمس اذا علمت ما قلناه وفهمته
فاعلم اني لما زرت شهداء بدر رضي الله تعالى
عنهم وقمت بحيال قبورهم سطعت الا
نوار من قبورهم الينا دفعة في اول الامر كتل
الانوار المحسوسة حتى ترددت اني ادركها
بالحس وببصر الروح ثم تاملت فيها اي انوار هي
فوجدتها انوار الرحمة ولما زرت القبر الذي
ينسب الى ابي ذر الغفاري رضي الله تعالى عنه
بصفراء والله اعلم بحقيقة الحال وجلست
حياله وتوجهت الى روحه ظهر لي كتل الا
الثالثة فتاملت فيها فاذا نورها نور الاعمال
ونور الرحمة جميعا الا ان نور الرحمة اغلب واظهر
وكنت قبل ذلك بمكة المعظمة في مولد

تو حاصل ہوتا ہے نفس کو اور درست ہوجاتا ہے اسکا ایک
ملکہ بسیط اور رنگ خبر دتی اور بہت لوگ اسکو نور یادداشت
کہتے ہیں اور ان میں سے نور احوال ہے اور یہ اس لئے کہ
نفس جب ہوجاتا ہے انہیں سے جو تیز رد ہیں واسطے بدلنے
احوال خوف اور رجا اور قلق اور انس و ہیبت و تعظیم وغیرہ
کے درست ہوجاتی ہے اس کی جوہر کی صفائی اور
وقت قوام پھر جب وہ روح جسم سے جدا ہوئے
اور اسکو گھیرا نہ لیا ارادوں متجددہ نے تو اسمیں منطبع ہوجاتی ہیں
رنگ اور انوار اسمائے الٰہی کے اور اسکو حاصل ہوتے ہیں علاقے
کثیرہ اور وہ خوش ہوتے ہیں ہر لطافت سے پس یہ احوال اکثر
ارواح کا ہے اور ان انوار سے روح ہوجاتی ہے مانند ایک
آئینہ کے جو دھوپ میں رکھا ہوا اور چمکتا ہو روشنی آفتاب سے یا مانند
ایک حوض کے جو پانی سے لبریز ہو اور جسپر آفتاب چمکتا ہوا اور ہوا
ٹھہری ہوئی ہو اور دوپہر کا وقت ہو اور وہ پانی نور آفتاب
سے منور ہو پس جب تم نے سمجھ لیا یہ جو ہمنے کہا تو جانو کہ
جب میں نے زیارت کی شہداء بدر کی رضی اللہ تعالیٰ عنہم
اور میں انکے مزار کے گرد کھڑا ہوا تو انکے مزاروں سے
یکبارگی میری طرف نور چمکا ایسا نور کہ جیسے ان آنکھوں سے
لگے ہے یہانتک کہ میں تردد میں تھا کہ ان آنکھوں سے دیکھتا ہوں یا
روح کی آنکھوں سے پھر سوچا میں نے کہ یہ کونسا نور ہے تو معلوم کیا کہ انوار
رحمت ہیں اور جب میں نے زیارت کی اس مزار کی جو حضرت ابوذر غفاری کا مشہور ہے
رضی اللہ عنہ اور جو وادی صفراء میں ہے اور حقیقت حال خوب جانتا ہے اور جب میں بیٹھا
گرد اس مزار کے اور متوجہ ہوا انکی روح کا تو مجھے معلوم ہوا کہ ایک جماعت ہے مرتب کا تیسری
سوچا تو وہ نور نور اعمال اور نور رحمت دونوں جمع تھے مگر نور رحمت غالب اور
بہت ظاہر تھا اور اس سے پہلے مکہ معظمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

صاحب کشف کی قبر نور سے جلتا رہتا

النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم ولادتہ والناس یصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویذکروا ارھاصاتہ التی ظہرت فی ولادتہ ومشاھدہ قبل بعثتہ فرأیت انوارا سطعت دفعۃ واحدۃ لا اقول انی ادرکتہا ببصر الجسد ولا اقول ادرکتہا ببصر الروح فقط واللہ اعلم کیف کان الامر بین ھذا وذلک فتاملت تلک الانوار فوجدتہا من قبل الملائکۃ الموکلین بامثال ھذہ المشاھد وبامثال ھذہ المجالس ورأیت یخالطہا انوار الملائکۃ انوار الرحمۃ

مشاھد اخری بالاجمال لما دخلت المدینۃ المنورۃ وزرت الروضۃ المقدسۃ علی صاحبہا افضل الصلوۃ والتسلیمات رایت روحہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہرۃ بارزۃ لا فی عالم الارواح فقط بل فی المثال القریب من الحس فادرکت ان العوام انما یذکرون حضور النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلوات وامامتہ بالناس فیہا وامثال ذلک من ھذہ الدقیقۃ وکذلک الناس عامۃ لا یلہجون بشیء الا بما ینزل شیء علی ارواحہم من علم فیاخذون لہ حقیقۃ واما شیء فیخبر واحد ویتلقاہ الآخر بالقبول لما ادرک ادراکا اجمالیا ویسمعہ ثالث فیعبر بوجہ آخر ورابع فیذکر شیئا مناسبا وھلم جرا حتی یتفق امۃ من الناس علی ذلک فلیس اتفاقہم فی مثل ذلک سدی فالامر

مولد مبارک میں تھا میلاد شریف کے روز اور لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے تھے اور بیان کرتے تھے وہ معجزے جو آپکی وقت ولادت ظاہر ہوئے تھے، اور وہ مشاہدے جو نبوت سے پہلے ہوئے تھے تو میں نے دیکھا کہ یکبارگی انوار ظاہر ہوئے میں یہ نہیں کہسکتا کہ آیا ان آنکھوں سے دیکھا اور نہ یہ کہسکتا ہوں کہ فقط روح کی آنکھوں سے خدا جانے کیا امر تھا ان آنکھوں سے دیکھا یا روح کی بیس میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ نور ان ملائکہ کا ہے جو ایسی مجلسوں اور مشاہد پر موکل و مقرر ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت ملے ہوئے ہیں

مشاہدہ دوسرا بالاجمال جب میں داخل مدینہ منورہ ہوا اور روضہ مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو آپکی روح مبارک و مقدس کو دیکھا ظاہر اور عیان نہ فقط عالم ارواح میں بلکہ عالم مثال میں ان آنکھوں سے قریب پس میں نے معلوم کیا کہ جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں خود موجود ہوتے ہیں اور لوگونکو نماز پڑھاتے ہیں اور [illegible] کی باتیں وہ بھی دقیقہ ہے اور اسیطرح اکثر لوگ کوئی بات زبان پر نہیں لاتے مگر جو ان کی ارواح پر ترشح کرے کسی علم سے تو ہوتی ہے وہ حقیقت یا اسکی صورت پھر ایک اسکو بیان کرتا ہے دوسرا قبول کر لیتا ہے اس چیز کو جسے اجمالی طور پر معلوم کیا اور تیسرا اسے سنتا ہے اور وہ اور وجہ سے اسکی تائید کرتا ہے اور چوتھا سنتا ہے تو ذکر کرتا ہے ایک صورت مناسب اسیطرح اور یہاں تک کہ اس [illegible] کی ایک جماعت متفق ہو جاتی ہے اور انکا اتفاق ایسے امور میں مہمل نہیں پس تو حقیر نہ سمجھ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی ملاقات

فیوض الحرمین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح سے فیض حاصل کرنا ۲۸

ترجمہ اردو فیوض الحرمین

المشهورات العوام ولكن تفطن بأسرار عليهم
ثم توجهت الى القبر الشريف المقدس مرة بعد
أخرى فبرز صلى الله عليه وسلم في رقيقة بعد رقيقة
فتارة في صورة العظموت والهيبة وتارة في
صورة الجذب والمحبة والانس والانشراح وتارة
في صورة السريان حتى أتخيل ان الفضاء ممتلئ
بروحه عليه الصلوة والسلام وهي تموج فيه
تموج الريح العاصفة حتى ان الناظر يكاد يشتغل
تموجها عن ملاحظة نفسه الى غير ذلك من
الرقائق ورأيته صلى الله عليه وسلم في أكثر الأمور
يبدي الى صورته الكريمة التي كان عليها مرة بعد
مرة الى طائم الهمة الى روحانيته الى جسمانيته
صلى الله عليه وسلم فتفطنت ان له خاصية
من تقويم روحه بصورة جسده عليه الصلوة
والسلام وانه الذي اشار اليه بقوله ان الانبياء
لا يموتون وانهم يصلون ويحجون في قبورهم
وانهم احياء الى غير ذلك ولما سلمت عليه قط
الا وقد انبسط الي وانشرح وتبدى وظهر
وذلك لانه رحمة العالمين. **مشهد آخر**
لما كان اليوم الثالث سلمت عليه صلى الله عليه
وسلم وعلى صاحبيه رضي الله عنهما ثم قلت
يا رسول الله افض علينا مما افاض الله
عليك حبا لك راغبين في خيرك وانت رحمة
للعالمين فانبسط الي انبساطا عظيما حتى خيلت
كأن عطافة ردائه لفتني وغشيتني ثم غطني

مشہورات عوام کو لیکن تو انہیں ان اسرار کو کچھ جو وہ بیان
کرتے ہیں پھر میں متوجہ ہوا روضۂ عالیہ مقدسہ کی طرف
چند بار تو ظہور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لطائف
بعد لطائف کے کبھی تو فقط صورت عظمت و ہیبت میں
اور کبھی صورت جذبہ و محبت اور انس و انشراح میں اور کبھی صورت
سریان میں حتی کہ میں خیال کرتا تھا کہ تمام فضا بھری ہوئی ہے
آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مقدس سے اور روح
مبارک اس میں موجیں مارتی ہے مانند ہوائے تیز کے یہاں تک کہ دیکھنے والا
متوجہ اور لطائف تو نکی طرف نظر کرنے سے باز رکھتا تھا اور میں نے دیکھا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر امور میں اصلی صورت مقدس
میں بار بار اور دیکھ میری کمال آرزو تھی کہ روحانیہ میں دیکھوں
نہ جسمانیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پس
مجھکو دریافت ہوا کہ آپ کا خاصہ ہے روح کو صورت جسم
میں کرنا صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ وہی بات ہے جس کی طرف آپ نے
اپنے اس قول سے اشارہ فرمایا ہے کہ انبیا نہیں مرتے اور
نماز پڑھا کرتے ہیں اپنی قبروں میں اور انبیا حج کیا کرتے ہیں
اپنی قبروں میں اور وہ زندہ ہیں وغیرہ وغیرہ اور جب میں نے
آپ پر سلام بھیجا تو بہت خوش ہوئے اور انشراح فرمائے اور
ظاہر ہوئے اور یہ اسواسطے کہ آپ رحمت للعالمین ہیں۔
مشہد دیگر۔ جب تیسرا روز ہوا میں نے آپ پر سلام پڑھا اور حضرت
ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ
عنایت ہو ہمکو کچھ اس میں سے جو اللہ نے آپکو دیا ہم آپکے عطا کے شوقین آئے ہیں
اور آپ رحمت للعالمین ہیں تو آپ نے میری طرف کمال التفات کیا
یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ آپکی عنایت کی اس چادر نے
لپیٹ لیا اور ڈھانک لیا خوب اچھی طرح چھپالیا

۹۔ المشاهد العاشر

شیخین کی ارواح سے ملاقات

عظة ونيل لى واظهر لى الاسرار دعر فني بنفسه وامدني امدادا عظيما جماليا وعرفني كيف استمده في حوائجي وكيف يرده على من يصلي عليه وكيف يتبسط الى من اطرى في مدحه او الح عليه فرايته عليه الصلوة والتسليم انه قد صار من جوهر روحه و ديدن نفسه وجبلته وفطرته مظهر بيته التدلي العظيم المنبسط على وجه البشر حتى يكاد الظاهر يتميز من المظهر وهذا التدلي العظيم هي التي تدعي عند الصوفية بالحقيقة المحمدية وهي التي يصفونها بانها قطب الاقطاب ونبي الانبياء وكنهها بروز هذا التجلي في البرزة البشرية فلما انعقدت حقيقة في المثال متوجهة الى الخلق سميت حقيقة محمدية وقطبا ونبيا وهي تتحد مع كل من بعث الى الخلق ثم اذا تم امر البعثة وتوجه المبعوث الى رحمة ربه وادبر على الخلق انفكت عنه واما سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما كان مندرجا في اصل بعثته ان يكون شهيدا يوم القيمة شفيعا بعد ذلك من الله للعصاة من خلقه واطفا منه بالنسبة اليهم لم يخرج منه عليه الصلوة والسلام همة عظيمة تقتضي شمول الرحمة اياهم و خلوص ملكيتهم عن بهيميتهم فيكون بعد الرحمة الله وجوده بالنسبة الى اولئك الاقوام و ذلك كخلقه قوى التناسل لبقاء النوع فكذلك خلق في نظره

اور ظاہر کئے عجیب اسرار اور پہچنوا ئے مجھ سے خود اور ایک بڑی اجمالی میری امداد فرمائی اور بتایا مجھکو کس طرح آپ سے اپنی حاجتوں میں مدد چاہتا ہوں اور کس طرح آپ جواب دیتے ہیں جب آپ پر کوئی درود پڑھے اور کیسے خوش ہوتے ہیں جو آپکی مدح میں کوشش کرے یا آپ سے الحاح کرے پس دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ اپنے جوہر روح اور عادات نفس دنیا و فطرت کے باعث تدلی عظیم کے مظہر ہو گئے اور وہ جو منبسط ہے بشر کے اوپر جس میں ظاہر اور مظہر کی تمیز نہیں ہوتی اور یہی وہ تدلی عظیم ہے جسکو صوفیہ حقیقت محمدیہ کہتے ہیں اور اسی تدلی سے مراد ہوتی ہے جو صوفیہ کہتے ہیں کہ قطب الاقطاب اور نبی الانبیا ہے اور کہنہ اسکا ہے ظہور اس تجلی کا صورت بشریت میں پس جب منعقد ہوتی ہے کوئی حقیقت مثال میں متوجہ خلقت کیطرف اسکا نام حقیقت محمدیہ رکھا جاتا ہے اور قطب اور نبی اور وہ اس سے متحد ہوتی ہے جو بھیجا جائے خلقت کی طرف پھر جب وہ امر ہو چکتا ہے اور وہ مبعوث متوجہ ہوتا ہے رحمت رب کی طرف اور خلقت کی طرف پیٹھ کرتا ہے تو تدلی جدا ہو جاتی ہے اس سے مگر ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل بعثت میں یہ بات مندرج تھی کہ آپ قیامت کے دن شہید ہوں اور شفیع ہوں اس روز اور عذر خواہ گنہگار کے اللہ کے لطف سے اور ظاہر ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ہمت عظیم کہ نزول رحمت کے مقتضی ہے انپر اور انکی ملکیت کی بہیمیت سے خالص کرنے کو کہ انکا وجود ان لوگوں پر رحمت الٰہی نازل ہونیکا باعث ہو اور یہ ایسا ہے جیسے قوت تناسل کے بقائے نوع کے واسطے اور اسی طرح پیدا کی گئی ہے ہر نوع میں ہمت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات

قطب الاقطاب

مما یفیض عند ما ینوبہ النوائب لم یزل صلی اللہ علیہ وسلم ولا یزال متوجها الی الخلق مقبلا الیهم بوجهه فلذلک کان احق الانبیاء بحلول هذه الحقیقة المثالیة فیه واتحادها معه بحیث لا یتمیز الظاهر من المظهر فکانه عینها لا یسطوع علیه الانفکاک وهذا احد معانی هذا البیت المشهور ؎

افلت شموس الاولین وشمسنا
ابدا علی افق العلی لا تغرب

فاتحاده بهذه الحقیقة البصرة ببصر روحی ولمیة الاتحاد تفطنت بها ورایته صلی اللہ علیه وسلم مستقرا علی تلک الحالة الواحدة دائما لا یزعجه فی نفسه ارادة متجددة ولا شئ من الدواعی نعم لما کان وجهه صلی اللہ علیه وسلم الی الخلق کان قریبا جدا من ان یرتفع انسان الیه بجهد همته فیغیثه فی نائبته او یفیض علیه من برکاته حتی یتخیل انه ذو ارادات متجددة کمثل الذی یهمه اغاثة الملهوفین المحتاجین وتاملته علیه الصلوٰة والسلام الی ای مذهب من مذاهب الفقه یمیل لاتبعه واتمسک به فاذا المذاهب کلها عنده علی السواء لیس علم الفروع فی حالة وهذا من دیدان روحه الکریمة انما الداخل فی جوهر روحه اصول علم الفروع وهو عنایة الحق بنفوس البشر من جهة اعمالهم واخلاقهم واصلاحها وهذا اصل له فروع واشباح تختلف باختلاف الزمان فالداخل فی جوهر الروح هذا الاصل فلذلک کان نسبة

وہ چیز جو اسے مفید ہو بروقت پیش آنے حادثہ کے ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہیں خلقت کیطرف اور رُخ کیے ہوئے ہیں انکی طرف اسی واسطے سب نبیوں سے حقدار زیادہ تھے بوجہ پائے جانے اس حقیقت مثالیہ کے آپ میں اور متحد ہونا اسکا آپکے ساتھ اس حیثیت سے کہ ظاہر اور مظہر میں تمیز نہیں گویا کہ وہ بعینہ وہ ہے حقیقت میں جدا کبھی نہیں اور یہ بھی ایک معنی ہیں اس بیت مشہور کے کہ پہلونکے آفتاب چھپ گئے۔ اور ہمارا آفتاب ہمیشہ بلندی آسمان پر تاباں رہیگا۔ اس حقیقت سے آپکے متحد ہونے کو میں نے اپنی روح کی آنکھ سے دیکھا اور اتحاد کا سبب میں نے اس سے معلوم کیا اور دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قائم ہمیشہ اسی حالت واحدہ پر کہ وہاں سے آپکو نہ تو کوئی ارادہ تجددہ ہٹا سکتا ہے اور نہ کوئی داعیہ ہاں جسوقت آپ متوجہ ہوتے ہیں خلق کیطرف تو نہایت قریب ہوتے ہیں کہ انسان اپنی کوشش ہمت سے عرض کرے اور آپ فریادرسی کریں اسکی مصیبت میں یا ایسی برکتیں افاضہ فرمائیں کہ وہ خیال کرے کہ آپ صاحب ارادات متجددہ ہیں جیسے کوئی شخص مظلومون محتاجون کی فریادرسی میں مصروف ہو اور میں نے غور کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مذہب فقہ میں سے کس مذہب کیطرف مائل ہیں کہ میں بھی وہی مذہب اختیار کر لوں تو معلوم ہوا کہ سب مذہب آپکے نزدیک برابر ہیں اس حالت میں علم فروع آپکی روح مبارک کے عادت میں سے نہیں آپکی جوہر روح میں جو فروع کی اصل داخل ہے اور وہ عنایت حق ہے نفوس بشر پر انکے اعمال و اخلاق اور انکی اصلاح کی جہت سے اور یہ اصل ہے اور اسکی فرع اور صورتیں مختلف ہوتی ہیں باختلاف زمانہ کے لحاظ اسکے داخل جوہر روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اصل ہے اسیواسطے آپکے نزدیک

المذاهب على السواء افهمني عنده مذهب من
مذهب لان كل مذهب يحيط بما يجب من
امهات الفقه في الدين المحمدي وان اختلف فلو ان
احداً لم يقتف واحداً من المذاهب لم يكن له
صلى الله عليه وسلم سخط بالنسبة اليه الا بالعرض
وهو ان يتفق اختلاف في ملته وتقاتل بين الناس
وفساد ذات البين وهذا اشد ما يسخط عليه
وكذلك رايت الطرق كلها عنده على السواء كمثل
المذاهب ويجب التنبيه بعد ذلك على نكتة
وهي انه رب رجل يكون عنده ان النبي صلى الله
عليه وسلم يختار المذهب الفلاني وانه الحق المطلوب
ثم يقصر فيه فينعقد في قلبه اعتقاد انه قصر
في جنب الله ورسوله فياتي رسول الله صلى
الله عليه وسلم ويقف عنده فيجد بينه وبين النبي
صلى الله عليه وسلم باباً مسدوداً لا ينفتح فيقول
هذه معاتبة منه عليه الصلوة والسلام على
تقصيره والتحقيق انه اتاه بصدر ممتلئ
مخالفة وانكماشاً فانسد باب الفيض من جهة
سوء القابلية وقد يزعم الانسان ان الخروج
عن المذاهب المدونة خروج عن ربقة التقليد
للشرع والانقياد لحكم الله وانه ليس هنالك
طريقة مضبوطة غيرها فيكون الخروج عنها
عنده مرادفاً وملازماً للخروج عن ربقة الانقياد
فيظن بان النبي صلى الله عليه وسلم... وامثال
هذه الشبهات كثيراً ما يقع للطالب فيجب التنبيه

سب مذہب برابر ہیں ایک سے دوسرا مجھکو ایسا معلوم ہوتا ہے اسلئے
کہ ہر مذہب کیسا رحادی ہوتا ہے ان امہات وا صول فقہ پر جو دین
محمدی میں واجب وضروری ہیں اگرچہ مختلف ہوں پس اگر کوئی متبع
ایک مذہب کا نہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکی نسبت ناراض
نہیں مگر اس صورت میں جب دین میں اختلاف اور لوگوں میں جنگ و
جدال اور باہمی فساد کا موجب ہو اور یہ امر آپکی نہایت غصہ کا موجب ہے
اور اسیطرح میں نے دیکھا کہ تمام طرق صوفیہ مثل مذاہب کے آپکے
نزدیک برابر ہیں اور اسکے بعد ایک نکتہ سے آگاہ کرنا ضروری ہے
اور وہ یہ ہے کہ بعض آدمیوں کے یہ ذہن میں ہوتا ہے کہ فلاں مذہب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے اور وہی مذہب حق اور مطلوب
ہے پھر اسمیں قصور ہو جاتا ہے تو اسکے دلمیں یہ اعتقاد جم جاتا ہے
کہ میں نے قصور کیا اللہ اور رسول کا پھر حاضر ہوتا ہے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اور دیکھتا ہے اپنے دلمیں اور
رسول اللہ علیہ وسلم میں در دروازہ بند ایسا کہ نہیں کھلتا تو کہتا ہے
کہ یہ عتاب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میری تقصیر سے اور تحقیق
یوں ہے کہ وہ آپکے پاس اسطرح حاضر ہوا ہے کہ سینہ مخالفت اور
رکاوٹ سے بھرا ہوا ہے پس فیض کا دروازہ قابلیت نہونیسے
بند ہو گیا اور کبھی گمان کرتا ہے انسان یہ کہ مذاہب مقررہ کو
چھوڑنا شرع کی پیروی اللہ کے حکم کی تابعداری کا چھوڑنا ہے
اور تقلید کے سوا کوئی طریقہ مضبوط نہیں اس سے نکلنا
اسکے نزدیک انقیاد شرع سے نکلنے کے برابر ہے اس
سبب سے وہ جانتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسپر
عتاب ہے اور اسی طرح کے بہت سے شبہات ہیں
جو طالب کو پیش آتے ہیں اور اس بات سے آگاہ کردینا
بھی ضروری ہے - - - - - - -

ایضا کلمنی ان ناسا یدخلون المدینة المنورة فیرون
اهلها علی اعمال غیر مرضیة عندهم او فی انفسها
فیبغضونهم ویضمرون حقدا ثم یدخلون
الروضة المقدسة ویواجهون فاذا جاء وقت
الصفاء والخلوص ترشح من الحقد امر ینافی کل
حالهم فایاک ثم ایاک ان تضمر او من هذا الامور
الامام علیه الصلوة والسلام لمثال هذا الامور
ورأیته علیه الصلوة والسلام لابسا لباس العظموت
والتشبه بالجبروت ولطائف کثیرة بحسب تعدد
کمالاته وتوجه الناس الیه باستعداداتهم
وامدنی علیه الصلوة والسلام فی ذلک المجالس
امدادا اجمالیا تفصیلا المجددیة والوصایة والقطبیة
الارشادیة واعطانی قبولا وجعلنی اماما وعرفنی
طریقتی ومذهبی اصلا وفرعا لا لجمیع الناس
بل لناس مخصوصین فطرتهم فطرة التحقیق
بشرط ان لا یکون سببا للاختلاف والتقاتل فمن
النکتة یجب ان یتمسک بها کل من اخذ مذهبنا
اصلا وفرعا وطریقتنا سلوکا ثم اردت ان اسأله
عن مسائل مبادی الوجود ومراتب الوجود والفناء
والبقاء فاذا هو علیه الصلوة والسلام متوجه
بالکلیة الی التدلی المذکور فکلما اردت ان اسأله
منعنی استغراقه فی کیفیة حاله عن سؤاله
وعلمنی ان اجلس بین یدیه فاسأل ربی بلسانی
الذی حذاء الملاء الاعلی ثم اتلفع بنوره جدا
ثم اسأل ثم اتلفع ثم اسأل وهلم جرا فعند

کہ جب لوگ مدینہ منورہ میں داخل ہوتے ہیں اور
وہاں کے لوگوں کے اعمال اپنے نزدیک برے دیکھتے
ہیں یا وہ اعمال نفس الامر میں برے ہوتے ہیں تو ان سے بغض و کینہ
رکھتے ہیں پھر جب روضۂ مقدسہ میں حاضر ہوتے ہیں اور ادھر
متوجہ ہوتے ہیں اور صفائی کا وقت آتا ہے اور خلوص کا تو
اس کینہ سے تلخی ٹپکتی ہے اور انکا حال مکدر ہو جاتا ہے خبردار خبردار
اس سے بچنا کہ اس نور اتم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے امر
رد کئے ہیں اور میں نے دیکھا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
عظموت کا اور تشبہ بالجبروت کا لباس پہنے ہوئے اور آپکی
بہت لطافتیں ہیں موافق شمار آپکے کمالات کے اور لوگوں کا آپکی طرف
متوجہ ہونے کے اپنی استعدادوں کے موافق اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس مجلس میں میری اجمالی امداد فرمائی کہ تفصیل اسکی
مجددیت اور وصایت اور قطب ارشادیت ہے اور مجھکو مقبولیت
عطا ہوئی اور کیا مجھکو امام اور رہنما فرمایا میرے طریقہ اور
مذہب کو اصلاً و فرعاً لیکن سب کیواسطے نہیں بلکہ واسطے
خاص خاص لوگوں کے جنکی فطرت میں تحقیق ہے اس شرط پر کہ وہ سبب
اختلاف اور زد و کشت کا نہو پس اس نکتہ سے واجب ہے
آگاہ ہونا اسے جو ہمارا مذہب اصلاً و فرعاً اختیار کرے اور ہمارا طریقہ سلوک
پھر میں نے چاہا کہ دریافت کروں آپ سے مسائل مبادی
وجود اور مراتب وجود اور فنا اور بقا تو میں نے دیکھا کہ آپ بالکل
متوجہ ہیں اس تدلی مذکور کیطرف پس جب میں چاہتا تھا کچھ پوچھوں
تو میرا استغراق آپکی کیفیت حال کے دریافت میں مجھکو روک
دیتا تھا اور مجھکو سکھایا آپ نے کہ آپکے روبرو بیٹھوں اور اپنے رب سے سوال کروں اپنی
اس زبان سے جو ملاء اعلیٰ کیطرف ہے پھر مجھکو نور نے لپیٹ لیا پھر سوال کیا
پھر لپٹ لیا پھر سوال کیا غرض اسی طرح پھر اس وقت

ذلك مختلط سؤالي وهمته العليا فيصيب نسيم
المرعى او رأيته مستقرا على حالة واحدة من حفظ
صورته الكريمة وكونه عيبة وكرشا ووفاية ووعاء
لتلك المذكورة متوجها الى الخلق لا لبسا لباس عظموت
وفيه من القبول والجذب ما لا نهاية له والا يحصى ولا
يدرك انتهاؤه فاذا توجه اليه انسان بجهد همته
ولا اريد الانسان العالي الهمم فقط بل كل ذي كبد
يشتاق الى شيء ويتوجه اليه بقصده وشوقه فانه
يتدلى اليه وهذا رد السلام واجابة الصلوة يعني
يحصل بسببه للانسان حالة شبيهة
بالفصل المتجدد وانا اعلمك سرا عظيما وهو ان
الحكمة في جعل هذه النسمة المباركة وعاء التدلي
ان يتقرب الحق جل الى اهل الارض والى سفلتهم
ايضا وكان هذا الجود لا يتم الا بتوسط النسمة
ورأيته عليه الصلوة والسلام ينشرح انشراحا
عظيما لمن صلى عليه ومدحه ورأيته صلى الله عليه
وسلم يلزم مفيضا فيض الصحبة كمثل
المشائخ الصوفية في مجالس الافاضة وانا
بين يديه وكل هذه علمناه ومشهد واحد من مشاهدنا
وتفطن اخي محمد عاشق بسر عجيب لا اشك
انه من افاضة الحق ان الحج كمال تام من ملاءة
ولذلك يظهر في قلوب الحجاج ابتهاج بانفسهم
وتبجح وسر المسئلة ان الوصول الى الله تبارك
وتعالى هو الكمال ولما تدلى الحق الى الخلق بنصب
الكعبة شعارا من شعائره كان الوصول اليها

ختنا ہو گیا میرا سوال اور آپکی ہمت بلند پھر نسیم نشانہ پر پہنچ گیا
اور میں نے آپکی صورت کریمہ کو محفوظ حالت واحدہ پر دیکھا اور یہ کہ آپ محل راز
اور گنجینہ الاسرار اور نگاہبان اور ظرف تدلی مذکور کے ہیں جو حامل سا
کو بلباس عظموت پہنے ہوئے مخلوق کیطرف متوجہ ہیں اور آپ میں قبول
اور جذب اور الفت بیشمار ہے کہ اسکی انتہا نہیں اور نہ ختم ہو سکتی
پس جسوقت متوجہ ہوا آپکی طرف کوئی انسان اپنی کوشش ہمت سے
اور میری مراد فقط انسان عالی ہمت سے نہیں بلکہ جو ذی روح
کسی شے کا مشتاق ہو اور آپکی طرف متوجہ ہو اس شے کے قصد اور شوق
سے تو آپ تدلی کرتے ہیں اسکی طرف اور یہی رد سلام اور اجابت
درود ہی حاصل ہوتی ہے بسبب اس توجہ کے انسان کو ایک حالت
تشبیہ بقصد تجدد کے۔ اور میں بتاؤں تجھکو ایک سر عظیم
اور وہ یہ ہے کہ اس نسمہ مبارکہ کو تدلی کیطرف بنانے میں یہ حکمت ہے
کہ اللہ کا بہت قرب ہو اہل زمین سے اور جو ان سے نیچے ہیں
اور یہ بھی کہ یہ جود تمام نہ ہوتا تھا مگر اسی نسمہ کے توسط سے اور دیکھا
میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت خوش ہوتے اس شخص سے
جو آپ پر درود پڑھے اور آپکی مدح کرے اور میں نے دیکھا آپکو
ظاہر فیض صحبت پہنچاتے مانند مشائخ صوفیہ کے مجلس افاضہ
میں اور میں آپکے حضور میں ہوں اور یہ سب جو میں نے بتایا ایک منجملہ
مشاہدوں میں سے اور بھائی محمد عاشق کو خوب معلوم ہوا ایک
سر عجیب میں یقین کرتا ہوں کہ وہ حق کیطرف سے ہے یہ کہ حج ایک
پورا کمال ہے اور کمال و نقص ہے اور اسلئے حاجیوں کے دلمیں
بہت خوشی ہوتی ہے اور اس مسئلہ کا سر یہ ہے کہ اللہ تبارک
و تعالی ایک کا وصول تو کمال ہے جب تدلی کی اللہ نے خلق کیطرف کعبہ
کے قائم کرنے سے اور اسکو شعائر اللہ سے ایک شعار بنایا تو کعبہ
کیطرف وصول اللہ ہی کی طرف وصول ہوا

فیوض الحرمین صورت مثالیہ ۳۴ ترجمہ اردو فیوض الحرمین

هو الوصول الى الحق بحسب المسافة فالوصول الى الله على وجوه والوصول بالمسافة يتم بالحج والله اعلم

مشهد آخر سألته صلى الله عليه وسلم عن معنى قوله كنت نبيا وآدم منجدل بين الماء والطين وما كان هذا السوال بلسان المقال ولا الاخطار بالبال بل بما الفت روحي بشوق ونزوع الى هذا السر ثم الصقته بجنابه اشد ما اقدر فلما تراءت منه بصورة مثالية فاراني صورته الكريمة المثالية قبل ان يوجد في عالم الاجسام ثم اراني كيفية انتقاله الى هذا العالم من عالم المثال واراني اشباح الانبياء المبعوثين وكيف افيض عليهم النبوة من حضرة التدبير وما افيض عليه في عالم المثال من تلك الحضرة واراني اشباح الاولياء وكيف يفاض عليهم العلوم والمعارف بعده فوضح لي الامر واستبان وعرفت عنه ما افاض علي من صورته المثالية وفطنت بما اراد في تلك الافاضة فها انا افسر لك ما فطنت اعلم ان الله تبارك وتعالى تدليا عظيما متوجها الى الخلق به يهتدون واليه يلجأون وهذا التدلي له في كل برهة من الزمان شان فيبرز الى الخلق بروزة بعد بروزة وكلما برز بروزة ظهر في العالم عنوان لتلك البروزة وهو الرسول المبعوث الى الخلق بالامر والنهي والتكليف فالرسول وما اتى به عنوان لتلك البروزة حقيقة فاذا برز بروزة ظهر في الناس علوم ومعارف تناسب تلك البروزة وان لم يعلموا

بحسب مسافت اور وصول الی اللہ کے بہت سے طریقے ہیں لیکن وصول بالمسافت حج سے منتہی ہوتا ہے واللہ اعلم

مشہد آخر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث شریف کے معنی دریافت کیے جو آپ نے فرمایا ہے کہ ابھی آدم علیہ السلام آب و گل ہی میں تھے کہ میں نبی تھا اور میرا یہ سوال زبان مقال سے نہ تھا اور نہ دل کے خطرات سے بلکہ اس سر کے شوق و آرزو سے میری روح بھری ہوئی تھی پھر میں ملا انجناب سے جہانتک میں قدرت رکھتا تھا اور آپکی صورت مثالیہ کے قریب پس آپ نے دکھائی اپنی وہ صورت مبارک مثالی جو پہلے عالم اجسام کی پائی جاتی تھی پھر دکھائی مجھکو کیفیت اس عالم میں آنکی عالم مثال سے اور دکھائیں مجھکو صورتیں انبیا مبعوثین کی اور یہ کہ کسطرح انپر افاضہ ہوئی نبوۃ حضرت تدبیر سے مقابل اسکے جو ملے آپکو عالم مثال میں اس حضرت سے اور دکھائیں مجھکو صورتیں اولیا کی اور یہ کسطرح انکو ملے علم اور معرفت بعد اسکے تو مجھکو حال معلوم ہو گیا اور ظاہر ہو گیا اور میں تاڑ گیا اس چیز کا جو مجھکو ملا صورت مثالیہ سے اور میں نے جان لیا جو آپنے اس افاضہ میں چاہا تھا پس اب بیان کرتا ہوں تم سے جو میں سمجھا جاننا چاہیے کہ اللہ تبارک و تعالی کی تدلی عظیم خلق کیطرف متوجہ ہے اس سے سب ہدایت پاتے ہیں اور اسی کی التجا کرتے ہیں اور اس تدلی کی ہر ایک دور زمانہ میں شان ہے خلقت کیطرف یکے بعد دیگرے ظہور کرتی ہے اور جب ظاہر ہوتا ہے کوئی ظہور تو عالم میں اس ظہور کا ایک عنوان ہوتا ہے اور اسی سے مراد رسول ہے جو بھیجا جاتا ہے خلقت کیطرف امر و نہی اور شریعت کے ساتھ پس رسول اور وہ جو احکام لائے عنوان ہیں اور وہ ظہور حقیقت ہے جب کوئی ظہور ہوتا ہے تو لوگوں میں علوم و معارف پھر اس ظہور کے مناسب پیدا ہوتے ہیں اگرچہ لوگ

تمام صفحہ درج کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال

م نجانتین

انها فائضة منها وانها تناسبها والذين ظهر
عليهم هذه العلوم والمعارف ان كانوا ممن
اعتنوا بالاستنباط من كلام الرسول فهم الا
حبار والرهبان وان كانوا ممن لا يعتنون بذلك
وانما همتهم اخذ العلم من الله تبارك وتعالى
فهم الحكماء المحدثون اهل الحكمة والربانية
فالقومان جميعا آخذان من تلك البرزة علموا
اولم يعلموا ان هذه هي المنة العظمى لا اخبار الرسول
فانه لا يسمعه الا قوم دون قوم فلما اراد الله تعالى
ان يخلق آدم عليه السلام ليكون ابا النوع البشري
فارادة خلقه انما هي ارادة خلق البشر جميعا
تحركت الارواح البشرية الى المثال المناسب
بالاجسام فهيكل نبينا صلى الله عليه وسلم
اى هيكله المثالي امكن من نفسه لانطباق
هذا التدلي بحسب برزة من البرزات فانطبق
عليه شبيها من انطباق الكلي على الجزئي وذلك
لسابق عناية الله به والناس ليوجد لهم
غياث يعد لفيضان رحمة الله يوم الحشر
ولعقد تشريع عليهم وذب دعوى فاسدة عنهم
اذا احتاجوا الى ذلك اشد حاجة فهذا
معنى كونه صلى الله عليه وسلم نبينا قبل ان يوجد
آدم عليه السلام ثم لما وجدت اشخاص البشر و
اختلف طرائقهم فمن مفرطة اقتضى التدبير الالهي
ان يسوى امرهم فانطبق التدلي على رجل منهم
طولهم الا شيئا صرفا وحي اليه فيه صلاح قومه

کہ وہ فائض ہیں اس ظہور سے اور اسکے مناسب ہیں اور جن پر یہ علم
ظاہر ہوتے ہیں اور معرفتیں اگر وہ ایسے لوگ ہیں کہ کلام رسول اللہ سے
استنباط علم کر سکتے ہیں تو انکو احبار اور رہبان کہتے ہیں اور اگر وہ لوگ
ایسے نہیں ہیں اور انکی ہمت ہے علم حاصل کرنا اللہ تبارک و تعالیٰ
سے تو وہ لوگ علمائے محدث یہ اہل حکمت ربانی ہیں تو دونوں
فرقے اس ظہور سے علم حاصل کرتے ہیں اس بات کو جانیں یا نہ جانیں
اور یہی بڑا احسان ہے واخبار رسول کہ اسکو کوئی قوم سنتی ہے
کوئی نہیں سنتی تو جب اللہ نے چاہا کہ آدم علیہ السلام کو پیدا کرے
وہ نوع بشر کے باپ ہوں تو آدم علیہ السلام کے پیدا کرنیکا
ارادہ بیشک سب نوع بشر کے پیدا کرنیکا ارادہ ہے اور ارواح
بشریہ نے حرکت کی مثال کی طرف جو اجسام کے مناسب ہے
تو ہیکل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آپکی ہیکل مثالی بہت ممکن ہوئے
اپنی ذات کی رو سے منطبق ہونیکو اس تدلی کے موافق ظہور کے
ظہورات میں سے پس منطبق ہو گئی اسپر از روئے تشبیہ
کے جیسے کلی منطبق ہوتی ہے جزئی پر اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی
سابق عنایت سے ہے انپر اور لوگوں پر تاکہ پایا جائے ایسا
مددگار کہ معین ہو فیضان رحمت خدا کا حشر کے روز اور
انکی شریعت کے منعقد کرنیوالا اور واسطے ہٹا دینے کے انسے
امراض فاسدہ جب انکو اس کی حاجت ہو بہت سخت حاجت
پس یہ معنی ہیں آدم سے پہلے اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے نبی ہونیکے پھر جب موجود ہوئے اشخاص بشری اور انکے
طریقے مختلف ہوئے کوئی افراط کرنیوالا کوئی تفریط
کرنیوالا تو تدبیر الٰہی نے چاہا کہ انکے کام میں اعتدال
آجاوے تو منطبق ہوئی تدلی ان شخصوں میں سے ایک شخص پر
اور دیکی اسپر وہ باتیں جنمیں اسکی قوم کی صلاح و درستی ہو

وبرز بعضه برزة ما من البرزات وانما المنطبق
عليه من هذا النبي هو وجوده البشري وانما كان
في المثال حكاية انه يستعد لذلك فيفاض الاستعداد له
لو آن انبينا صلى الله عليه وسلم فكان الانطباق فيه
بالفعل لا على الحكاية ثم لما وجد صلى الله عليه وسلم
في الخارج برز بل برزه برزة من برزات التدلي فتلك
البرزة كانت مشتملة على قوة مثالية فتلبست البرزة
لباس المثال وسد الآفاق وما كان التدلي قبل بارزا
بلباس المثال وان كان نفس المثال لابد منه في
الموجود وانما اعني ان المثال لم يكن بين الله ومن
خلقه بحسب بروز هذا التدلي قبله عليه الصلوة
والسلام ولما بعد فامتلأ الجو وامتلأت السموات
والارض وان بالهيكل المثالي للتدلي فما من آخذ علما
او معرفة او حالا الهيا او كمالا الا وماخذه التعين
هذا الهيكل المثالي علم او جهل فكان عليه الصلوة
والسلام خاتم النبيين وانقطعت النبوة بعده
لا حقيقة عليه السلام التي بعثته كالعنوان لها
هي هذه البرزة المثالية المستطيرة اذا افهمت ذلك
تحقق عندك انه رحمة للعالمين وانه خاتم النبيين
وان الانبياء عليهم السلام انما اخذ والفيض
عن حضرت التدلي وان كانوا في عالم الاجسام
او الارواح اولياء فانما ياخذون عن برزة مثالية هي
حقيقة بعثته عليه السلام ونا ميزون شخصا من
اولئك الاشخاص عن السيد الابراهيم عليه السلام
فانه انعقدت نبوته في الروح انعقادا اضعف

اور ظہور کیا اس کے بعثت سے ایک برزہ نے پس اس
شخص پر اس نبی کا وہ ہی وجود بشری ہی منطبق ہے اور عالم
مثال میں حکایۃً تھا کہ مستعد ہو وہ واسطے اسکے پس
واضح کیا جاتا ہے وہ جسکی استعداد رکھتا ہے مگر ہمارے نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اسی وقت منطبق تھا حکایۃً نہ
تھا پھر جب ظاہر ہوئے آنحضرت خارج میں تو ظاہر ہوا
برزات تدلی سے ایک برزہ اور وہ برزہ مشتمل تھا قوت مثالیہ
پر اس برزہ نے لباس مثال کو پہنا اور آفاق کو درست و
مسدود کر دیا اور پہلے تدلی کا ظہور مثال کے لباس میں نہ تھا
اگرچہ نفس مثال کا موجود ہونا تھا اور تحقیق اسکی مراد میری
یہ ہے کہ مثالی نہ تھی بسبب ظہور اس تدلی کے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل درمیان اللہ اور خلقت کے لیکن
بعد میں پر ہو گیا جو اور سب آسمان اور زمین ہیکل مثالی
تدلی سے پھر جسکو حاصل ہوا کیا معرفت یا حال الہی یا کمال
تو اسکا ماخذ قریب یہی ہیکل مثالی ہے وہ جانا یا نجانا پس ہوئے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور منقطع ہو گئی آپکے بعد
نبوت اسلئے کہ حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
جسکہ مبعوث ہوئے تھا عنوان نبوت کے تھے وہ یہی برزہ مثالیہ
مستطیرہ تھا جبکہ تمنے یہ بات سمجھ لی تو تمکو معلوم ہو گیا
کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور
سب انبیا کو فیض اس تدلی سے ہوا اگرچہ وہ عالم اجسام
میں تھے اور اولیاء اللہ حاصل کرتے ہیں فیض برزہ
مثالیہ کہ وہ حقیقت بعثت آنحضرت کی اور ہمکو تمیز نہیں ہو
کوئی ان اشخاص میں سے اس امر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام
کہ انکی نبوت عالم روح میں منعقد ہوئی تھی انعقاد ضعیف

من انعقاد نبوة نبينا صلى الله عليه وسلم فظهر
التدلي ببعثته برزة روحية ظهورا اضعف
من ظهور البرزة المثالية عند بعثة نبينا صلى
الله عليه وسلم ولذلك لم يكن بعده كامل نبي ولا محدث
في ملته وما انقطع النبوة فلما وجد نبينا ظهرت
البرزة المثالية ظهورا بينا فانقطعت النبوة وفيضت
العلوم والمعارف فيضانا ثجاجا لانها في الاكثر
منعقدة في المثال **تحقيق شريف** فان
قلت ما الحكمة في كون الناس في الزمن الاول
بعد آدم عليه السلام مائلين الى جمود القريحة
وجمود الطبيعة مخلدين الى الاحكام البهيمية
لا يستنبط حينئذ من الارتفاقات الا القليل
ولا من العلوم الحاضرية الطبيعية والالهية الا
القليل النادر مع طول اعمارهم وكثرة امعانهم
وخوضهم ثم لم يزل من بعد ابراهيم عليه السلام
يزيد قليلا قليلا في اليونان والروم والفارس
وبني اسرائيل والمغرب والعراق والعرب
حتى وجد سيدنا رسول الله صلى الله عليه
وسلم فتفجر بعده العلوم ثجا ونبعت منه العلوم
الحكمية والفنون الادبية والعلوم [illegible]
الشرعية بحيث لا انتهاء لها ولا احاطة قلت
ان الله تبارك وتعالى تدلى تدليا عظيما [illegible]
السموات والارض وحقيقة [illegible]
الشخص الاكبر [illegible]
[illegible] من [illegible]

انعقاد نبوۃ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پس ظاہر ہوئی۔
تدلی ساتھ بعثت برزہ روح ابراہیم علیہ السلام کے ضعیف
ظہور برزہ مثالیہ سے وقت بعثت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے اور اسی واسطے آپ کے بعد ہوا کوئی کامل نبی اور نہ محدث مگر
آپ کی ملت میں اور نہ منقطع ہوئی نبوت پھر جب آئے ہمارے نبی تو
ظاہر ہوا برزہ مثالیہ بہت روشنی کے ساتھ اور منقطع ہو گئی نبوت
بالکل اور وافر ہوئے علوم اور معرفتیں اچھی طرح اس واسطے کہ
وہ اکثر طور پر منعقد ہوتے مثال میں **تحقیق شریف** اگر تم پوچھو
کیا حکمت ہے کہ زمانہ سابق میں حضرت آدم علیہ السلام کے
بعد لوگ کند ذہن اور سرد طبع و بہائم سیرت ہوئے اور کسی نے
ارتفاقات کا استنباط نہ کیا مگر قلیل آدمیوں نے اور نہ علوم
حاضرات طبعی و الٰہی ان کو حاصل ہوئے مگر شاذ و نادر کو باوجودیکہ
عمریں بڑی پائیں اور فکر و خوض بہت کئے پھر بعد حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے تھوڑی تھوڑی بڑھتی گئی یونان
و روم و فارس و بنی اسرائیل اور مغرب اور عراق اور عرب
میں یہاں تک کہ پیدا ہوئے ہمارے حضرت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم پھر تو علوم کے دریا رواں ہو گئے اور علوم
حکمیہ کے چشمے جاری ہو گئے اور فنون ادبیہ اور علوم شرعیہ اور
[illegible] کہتا ہوں کہ
اللہ تعالیٰ نے کی ایک تدلی عظیم ہے جس سے سب آسمان
اور زمین [illegible] شخص اکبر کا
[illegible]
[illegible]
[illegible]
صورت عالیہ [illegible]

فائدہ عجیبہ

تحکی جلال الله وعزه علی وجهه وهذه الصورة
دائمة مادام الشخص الاکبر وهی منطبقة علی
الله وحاکیة له اتم حکایة واوفرها بما فی نفس
الامر ثم لما وجدت العناصر والافلاك
فی الطبیعة الکلیة کانت هذه الطبیعة محفوظة
فیها کان نحفاظ الطبیعة الارضیة فی المعادن
والنبات والحیوان والانسان وکانت خواصها
ومقتضیاتها وقواها ایضا محفوظة بانحفاظ
نفسها ثم لما وجدت المعادن والنباتات و
الحیوانات والانسان کانت طبائع العناصر و
الافلاك محفوظة فیها ولیست هذه الا کالمرایا
لظهور خواص الافلاك وحرکاتها والعناصر و
طبائعها وکانت طبیعة کلیة بما معها من القوی
محفوظة فی الافلاك والعناصر فکل فرد من
الانسان فی جذر فؤاده وجوهر نفسه اسم تحقیقه
معرفة بربه الا انها فی حجب کثیرة اذ لوح نفس الانسان
عرضة لظهور حکم کل طبیعة من طبائع الامهات
والمولدات وبقدر انطباع تلك الصور فیها تنتقص صفاؤها
وتختفی حکم نقطة التی الی الذی هو ای بل التی تمسك
معرفة ربه فتلك الحجب [illegible] بعضها فوق
بعض فمن رزق التنبه بحقیقة الحقائق وحرف
انفسادها الی الطبیعة الکلیة والی ما هو مثل
نور الله عنده کمشکوة فیها مصباح المصباح فی
زجاجة الآیة استنارت الحجب کلها بنور الاصل
واستغنیها [illegible] وکانت له [illegible] المعرفة العلیه

جو یاد دلائے اللہ تبارک و تعالی کا جلال و عزت جو اسکے [illegible]
اور جب تک شخص اکبر ہے تب تک یہ صورت قائم ہے اور وہ
اللہ تعالی پر منطبق ہے اور اسکی پوری طور پر یاد دلانے والی
اور نفس الامر کے بہت موافق ہے پھر جب پیدا ہوئے
عناصر اور افلاک طبیعت کلیہ میں تو یہ طبیعت کلیہ محفوظ
تھی اس صورت میں اسطرح جیسی طبیعت ارضیہ محفوظ ہے
معادن اور روئیدگی اور حیوان اور انسان میں اور انکے
خواص اور مقتضیات اور قوا بھی محفوظ ہیں ساتھ انحفاظ
اپنے نفس کے۔ پھر جب پائے گئے معادن اور نباتات
اور حیوانات اور انسان تو طبائع عناصر و افلاک انمیں
محفوظ تھے اور نہیں یہ مگر مانند مرایا کے واسطے
ظہور خواص اور حرکات افلاک اور عناصر اور اسکے
طبائع کے اور طبیعت کلیہ معہ اپنی قوا کے افلاک و عناصر
میں محفوظ تھی تو ہر فرد انسان کے اصل دل اور جوہر نفس
اور بنیاد تحقیق میں اپنے رب کی معرفت تھی مگر بہت سے
پردوں اور حجابوں میں اسواسطے کہ لوح نفس انسان سر تا
ہے واسطے ظہور حکم ہر طبیعت کے طبائع امہات و مولدات
سے اور بقدر منقش ہونے ان صورتوں کے ناقص ہو جاتی ہے
صفا اس لوح نفس انسانی اور پوشیدہ ہو جاتا ہے حکم نقطہ
[illegible] جو ایک ایسی رگ ہے کہ جو اسکو پکڑے اپنے رب
کو پہچانے سو یہ [illegible] حجاب ہیں کہ ایک دوسرے کے پیچھے ہیں
[illegible] شخص کو نصیب ہو گیا تنبہ حقیقت الحقائق پر
اور پھر جانا اس نے [illegible] طبیعت کلیہ اور اسکے
[illegible] نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چراغ
[illegible] کل حجاب نور اصل [illegible] روشن

منور ہو گئے اور رہ حجاب اسکو معرفت الٰہی میں [illegible] ہو گئے۔

ومن لم يرزق التلبس بها لم يعرف انفسها الا مثل
ظلماته المتراكمة كظلمات في بحر لجي يغشاه موج
من فوقه موج من فوقه سحاب الآية وإذا تمهد
هذا فاعلم انه بقدر اعداد النسمات تظهر
هذه النقطة وآثارها وكلما كان الاعداد انم
واوفر كان ظهورها اصرح وابين ومن اهل
الملأ الاعلى ولست اعني بهم الملائكة فقط بل
اعظمهم واشبههم نفوس الكمل حين خلت
عنها جلابيب ابدانها الكثيفة فكل من مات
من الكمل يخيل الى العامة انه فقد من العالم
ولا والله ما فقد بل تجوهر وتقوى فكل سيد
من سادات الملأ الاعلى يوفق لقدح الحجب
المتراكمة والوصول الى هذا التدلي فيلج موج من
هذا التدلي ثم جة هذه النفس فيمتلي النفس
معرفة الله ثم يعود الموج الى هذا التدلي فيتحقق
لهذا التدلي تدل آخر الى ما يلي النفوس البشرية
المحبوسة في اجسادها ويعد لعالم النفوس افاضة
المعرفة على تلك النفوس وهكذا تتراكم انوار
الملأ الاعلى وتتزايد اعدادها بعضها الى الاعلى
وبعضها الى الاسفل وبعضها بين هذا وذلك
حتى امتلأ الجو الذي بين ارض هذه النفوس
وبين سماء تلك المعرفة فلذلك يكون معرفتهم
في آخر الزمان اسرع ما يكون واصرح ما يكون
والى هذه الدقيقة اشار النبي صلى الله عليه وسلم
حيث قال اذا اقترب الزمان لم يكد يخبأ المؤمن

ہے مغز اور جس شخص کو نصیب نہو اتنبہ حقیقت الحقائق پر اور اسنے
نہ جانا اسکے انفساء کو تو اسکی سخت تاریکیوں کی مثال ایسی ہے
جیسا ایک گہرے دریائی اندھیریاں جسپر موجیں مارتی ہے اسکو
لہر پر لہر اور اسکے اوپر ابر ہے جب یہ تمہید ہولی تو جان لینا چاہئے
کہ عدات ہے کے شمار کے موافق یہ نقطہ ظاہر ہوتا ہے اور اسکے آثار
اور جسقدر کہ اعداد بہت ہونگے اتنا ہی ظہور بہت صریح اور ظاہر
ہوگا اور سرداروں میں سے ملاء اعلیٰ کے ہوتے ہیں اور میری مراد اس سے
صرف فرشتے نہیں بلکہ جو نفوس کاملہ کہ اعظم ہے اور اشبہ ہیں ان کی
جس وقت انکے بدن کثیف کی چادریں اتار ڈالی جاتی ہیں تو
جب کوئی کاملین میں سے مرجاتا ہے تو عام لوگ جانتے ہیں کہ
کہ وہ عالم سے گم ہو گیا خدا کی قسم وہ گم نہیں ہوا بس ہر ملاء
اعلیٰ کے ہر سردار کو حجاب متراکمہ قطع کرنے اور اس تدلی
کیطرف پہنچنے کی توفیق دی جاتی ہے پھر اس تدلی کی ایک
موج اس نفس کے شرجہ میں داخل ہوتی ہے تو نفس اللہ
کی معرفت سے بھر جاتا ہے وہ موج اس تدلی کیطرف عود
کرتی ہے پھر متحقق ہوتی ہے اس تدلی کے اس چیز کیطرف کہ
قریب ہے ان نفوس بشریہ کہ جو اجسام میں ہے اور آمادہ
کرتی ہے عالم نفوس بشریہ پر معرفت کا افاضہ کرنے کی تقریب کیواسطے
ایک تدلی جو عود کرے اور اسیطرح متراکم ہوتے ہیں انوار
ملاء اعلیٰ کے اور بڑھتے جاتے ہیں اعداد انکے بعضے قریب اعلیٰ
کے اور بعضے اسفل کے اور بعضے ان دونوں کے درمیان
یہانتک کہ پر ہوجاتا ہے جو جو ان نفوس کے زمین کے اور ان کے
آسمان کے بیچ میں ہے اور اسیواسطے کاملین کی معرفت آخر زمانہ
میں پہلے سے زیادہ سریع اور صریح ہوتی ہے اور اس دقیقہ کیطرف اشارہ فرمایا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ فرمایا ہے — — — —

عطي اى اذا اقترب من القيمة وكذلك في الطبيعة العربية علوم الارتفاقات الانسانية موضوعة بل ارتفاقات كل نوع بل احكام جميع النفوس في الانواع وكل من برع في استخراج الارتفاقات انما استحضر الوجود اسالك واذا رسخ هذا العلم في قلبه ثم عاد الى مرتبه ظهر لتلك الطبيعة بحسب هذا الكمال التدلي الى سائر النفوس البشرية وسهل لطبائعها تلك العلوم واذعنت هذا البراع لا يخفى هو ولا براعته ولا هذه الشريعة بل كل ذلك بحاله وافراد هذه النفوس بعضها لبعض ونسبتها في الطبيعة الانسانية المتجسدة في المثال بشخص واحد كنسبة القوى والصور الخيالية فكما ان المقدمات الفكرية تعد لفيضان النتيجة فكذلك النفوس الزكية تعد لمن كان عن الناس وهذه المعرفة احد معاني قولنا في القصيدة الحميدة

سه شهدت تداوير الوجود جميعها
تدور كما دار الرحى المتماثل

مشاهد اخرى على الاجمال فاني توجهت قبل قبره عليه الصلوة والسلام الاولى رأيته حاضرا ظاهرا لا بان التقى بصور روحي فرأيته على ما هو ولما ان تأثرت نفسي منه تأثرا فكان ذلك الاثر حاكيا عنه فيوما توجهت اليه ونفسي ملأى من الشوق الى ظهور حقيقة ما خصصت به من معارف مرتبة الوجود واستنباط معارف التشريع من قبل تفتيش حال النفوس فلصقت نفسي

المشاهدة الثالثة والعشر

جس وقت زمانہ قیامت قریب تو سوتوں کے خواب بھی نے ہونگے اور اسیطرح طبیعت عربیہ میں علوم ارتفاقات انسانیہ موضوع ہیں سارے ارتفاقات ہر نوع بلکہ احکام جمیع نفوس کی انواع کیں جو کوئی استخراج ارتفاقات میں کامل تو ہو اسنے اپنے جی میں فیض پایا اور جب یہ فیض اسکے قلب میں راسخ ہو گیا پھر عود کیا اپنے منبع کیطرف تو ظاہر ہوا ذاتی اس طبیعت کے موجب اس کمال کے تدلی طرف تمام نفوس بشریہ کے اور آسان ہو گیا ان کی طبیعتوں میں منقش ہونا پھر جب مرتبے کامل ہو تا تو علم ان میں ہوتا ہے اور نہ اسکا کمال نہ تفضل اور نہ وہ شرع بلکہ سب بحال خود رہتے ہیں اور نفوس سے بعض افراد مجرد ہوتے ہیں بعض کیواسطے اور اسکی نسبت شخص واحد کیساتھ طبیعت انسانیہ میں جو متجسد فی المثال ہے ایسی ہے جیسے نسبت قوی اور صور خیالیہ کی اور جیسے مقدمات فکریہ معد ہوتے ہیں فیضان نتیجہ کیواسطے اسیطرح نفوس زکیہ معد ہوتی ہیں تمام آدمیوں کی پاکی وصفائی کیواسطے اور یہ معرفت معانی میں سے ایک معانی ہے جو قصیدہ لامیہ میں ہے اور وہ یہ ہے سہ شہدت تداویر الوجود جمیعہا تدور کما دار الرحی المتماثل ۔ **مشہد اخری** علی الاجمال میں جب متوجہ ہوا روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف تو آپکو حاضر ظاہر دیکھا یا یہ کہ میری روح کی آنکھ کھل گئی ہے تو آپکو دیکھا ہے جیسے آپ ہیں اور جب میرا نفس متاثر ہوا ہے آپ سے اور یہ اثر حاکی ہے آپ کا سو ایک روز میں متوجہ ہوا آپکی طرف درحالیکہ میرا نفس شوق سے بھرا ہوا تھا ظہور حقیقت اس شے سے جس کیساتھ خاص ہوا ہوں یعنی معارف مراتب وجود اور استنباط معارف شرائع میں تفتیش حال نفوس سے تو میرا نفس

فیوض الحرمین ۱۴۱ ترجمہ اردو فیوض الحرمین

بنفسه عليه الصلوة والسلام ولمتلأت انابيبها بتلك العلوم وثلجا بها وبوما افيض على نظر الحق فانه شئ خصص به النبي صلى الله عليه وسلم من الانبياء عليهم من هيكل الندلى واختصاصه وانتقاله بانتقاله الى الناسوت فتوجهت اليه اشد توجه فانطبع لون هذا النظر في نفسي معرفت حينئذ نفسي كانها ينظر اليها الله تبارك وتعالى ويقنت ان من نوم هذا النظر ان هذا الرجل لا يجلس في مكان يذكر فيه ربه الا تبعته السموت والارضون لا سيما اجزاء الارض الى السفلى واجزاء الجو الى السماء السابعة بل العرش وانه اذا استمكن من الرجل صار قطبا وفطنت عند الافاضة انه ليس انطباعا كهيئة الانطباعات بل دخل في جوهر الروح وبين النفس ويوما تبدت الى النور كهيئة اهل الملاء السافل ورايته ينبع من قبره صلى الله عليه وسلم ينبوعا ثجاجا

مشهد آخر بينما انا اصلى سبحة الضحى في مصلى النبي صلى الله عليه وسلم بين المنبر والقبر اذ تجلى الى السر الذي استفدت اصله من حقيقة الكعبة وهو قرب الملاء الاعلى ومخ العبادة ففطنت حينئذ مراد النبي صلى الله عليه وسلم من قوله اما السجود فاجتهدوا في الدعاء وقوله لبعض اصحابه اعني على نفسك بكثرة السجود فهذا القرب لا يحصل الا بادعا وتضرعا

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک نفس سے قرب

اور ان علموں کی خوشی اور سرور سے پُر ہو گیا اور ایک روز مجھ پر افاضہ ہوئی نظر حق وہ ایک شے ہے جس سے خصوصیت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کل نبیوں سے بسبب اس ہیکل تدلی کے جو ہم بیان کر چکے ہیں اور اسکا خاص ہونا اور انکا منتقل ہونا ناسوت کی طرف انکے منتقل ہونے کے ساتھ تو میں بہت شدت سے متوجہ ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو میرے نفس میں منطبع ہوا لون اس نظر کا تو پہچانا میں نے کہ گویا میرے نفس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نظر کر رہا ہے اور یقین کیا میں نے کہ اس نظر کے خواص میں سے ہے کہ ایسا شخص جس مکان میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرے تو آسمان کی پیروی کرتے ہیں سب آسمان اور زمینیں خصوصاً زمین کے نیچے تک اور اجزا ہوا کے ساتویں آسمان تک بلکہ عرش تک اور وہ جب قرار پکڑے تو قطب ہو جاتا ہے اور دریافت کیا کہ منطبع ہونا اور انطباعات جیسا نہیں ہے بلکہ داخل ہے جوہر روح و طبیعت نفس میں اور ایک روز میری طرف ایک ایسا نور ظاہر ہوا جیسا صورت اہل ملاء سافل کے اور اسے دیکھا کہ روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک چشمہ کی مانند شدت جوش سے نکل رہا ہے

مشاہدہ آخر ایک روز میں نماز چاشت پڑھ رہا تھا نماز گاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں درمیان منبر شریف اور روضہ مقدس کے کہ یکایک اسرار نے تجلی کی مجھ پر کہ اسکی اصل کو کعبہ شریف کی حقیقت میں نے استفادہ کیا اور وہ قرب ہے ملاء اعلیٰ کا اور اصل سب عبادتوں کی ہے تو مجھے دریافت ہوئی مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث شریف سے جو آپ نے فرمایا اما السجود فاجتہدوا فی الدعاء اور جو آپ نے فرمایا بعض صحابہ سے اعنی علی نفسک بکثرۃ السجود کیسا یہ قرب حاصل نہیں ہوتا مگر ساتھ دعا کے اور تضرع اور زاری اور الحاح اور انطراح کے آگے اپنے

روحانی ملاقات

مشاہدات الٰہیہ

دوران نماز خاص تجلیات کا ظہور

المولی ونزل علی بابه واعتصم باعتابه ولم یحصل حتی یجتهد فی الدعاء فی سجدة اذ السجود شبیه بهذا القرب ولکل شیء الی حقیقته شارع من جوهره والرحمة العامة اذا توجهت الی النسم وارادت ان فاضة علیها کان التعرض لنفحاتها والتمکن لحلولها والتهیء لتحققها اعانة لها وتتمیما لمرادها وما کان السجود اقرب حال الی التعرض لنفحات الرحمة امر النبی صلی الله علیه وسلم بالاکثار خاصة وفهمت حقیقة قوله صلی الله علیه وسلم هل تضارون فی القمر لیلة البدر قالوا لا قال فکذلک ترون ربکم فلا تغلبن علی صلوة قبل طلوع الشمس وصلوة قبل غروبها وهی ان التجلی المتجلی یوم القیمة هو الذی یکون قبل وجه المصلی اذا صلی وهو الذی یناجیه العبد فی الصلوة ویحاذیه لکن جلباب البدن یمنع الناس ان یبصروه ویبصره الروح وان یغلب هذا البصر بصر الجسد فاذا کان یوم القیمة وکشف الحجاب استقل بصر الروح واضمحل بصر الجسد ولیست نشأة الآخرة الا من بقایا نشأة الدنیا ولا فرق بین الرؤیة الروحیة التی یرزقها الافراد فی هذه الدنیا والاخرویة التی تعم المسلمین الا بطرح الجلباب ثم رأیت کل آیة وکل حدیث بحرا مواجا من الاسرار ولو کتبت شرح سر واحد منها فی مجلد لما احاطته ورأیت الاسرار الخفیة مبتذلة فی اشارات القرآن والسنة فقضیت العجب کل

مولا کے در پر سر جھکانے اور اسکے دروازہ پر نالہ و گریہ کرنے اور اسکا آستانہ پکڑنے سے اور نہیں حاصل ہوتا جبتک سجدہ میں دعا کرنے کی نہ کوشش کرے اسواسطے کہ سجدہ اس قرب کا آئینہ ہے اور ہر شے کا ایک جوہر ہوا سطے اسکی حقیقت کیطرف ایک شاہراہ ہے اسکے جوہر سے اور رحمت متوجہ ہوتی ہے انسانوں کیطرف اور انپر افاضہ کا ارادہ کرتی ہے تو اسکی خوشبوؤں کا پیش آنا اور اسکی حلول کا متمکن ہونا اور اسکی تحقیق کا آمادہ ہونا مدد ہو جاتا ہے اس رحمت کا اور اسکی مراد کے پورا ہونیکا سبب اور چونکہ سجدہ بہت قریب ہے نفحات رحمت کے پیش آنیکا اسواسطے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے کثرت سجود کے خصوصا اور مجھپر ظاہر ہوئی حقیقت اس حدیث شریف کی جو آپ نے فرمائی ہے ہل تضارون فی القمر لیلۃ البدر قالوا لا قال فکذلک ترون ربکم فلا تغلبن علی صلوۃ قبل طلوع الشمس وصلوۃ قبل غروبها - اور وہ حقیقت یہ ہے کہ قیامت کے دن جو تجلی جلوہ گر ہوگی وہ وہی جو نمازی کے سامنے نماز پڑھتے وقت ہوتی ہے اور وہی ہے جو نماز میں مقاصم اور ریجا ہوتی ہے بندہ کی لیکن پردہ بدن انسانکو روح کی آنکھ سے دیکھنے نہیں دیتا اور روح کی آنکھ بدن کی آنکھ پر غالب نہیں تو جب قیامت کا روز ہوگا اور پردہ اٹھ جائیگا تو روح کی آنکھ مستقل ہو جائیگی اور جسم کی آنکھ پیچھے رہجائیگی اور عالم آخرت بقایا ہے نشاء دنیا کا اور کچھ فرق نہیں روح کی آنکھ سے دیکھنے میں جو دنیا میں سب کو حاصل ہو جاتی ہے اور عاقبت میں عام مسلمان دیکھینگے مگر پردہ کی آنکھ اٹھ جانیسے پھر میں نے دیکھا ہر آیت اور ہر حدیث شریف کو اسرار کا ایک دریا موج کہ اگر انمیں سے ایک کا شرح بھی لکھا جائے تو بہت جلدیں آجائیں پھر میں نے دیکھے اسرار خفیہ رکھتا قرآن شریف اور حدیث شریف میں مخفوظ ہیں اور میں نہایت کمال متعجب ہوا پھر تو

العجب فتجلى لى عقيب ذلك التدلى الاعظم فرأيته غير متناهٍ الا رحاً ورأيت نفسى غير متناهية ورأيتنى قابلت غير المتناهى بغير المتناهى فاتفق كله لم اغادر منه مقدار ذرة فرجعت الى نفسى وتحيرت من عظمها وكبرها وسعتها ثم سرى عنى فاذا انا مملوء من النور يتلألأ علىّ من فوقى ومن تحتى وعن يمينى وعن شمالى بل رأيته ينبع من قلبى وعينى ويدى وسائر جوارحى وجوانح فكان هذا آخر هذا المشهد **مشهد آخر** غاب عنى الهيكل المثالى وتجلى حقيقة روحه صلى الله عليه وسلم متجردة عن الالبسة التى كانت لبسها حتى بعض اجزاء النسمة ووجدتها حيلئذ كما الفت وجدت بعض ارواح الاولياء المتقدمين حين جد فنحت من روحى صورة متجردة على شاكلتها وشاهدت من الانجذاب والشموخ ما لا يقدر اللسان على وصفه **مشهد آخر** استفدت منه صلى الله عليه وسلم ان اتسعت نفسى حتى لحقت بوراثته بالبرزة المثالية للتدلى الاعظم التى انتقلت الى الناسوت مع انتقاله صلى الله عليه وسلم اليه فاتصلت بها وافضيت اليها وخالطتها فرأيتنى شيئاً من الشيئين احدهما الاتم الاعم القريب الى حضرت الوجود الخارج والثانى نسبته الى الاول كنسبة مخرج المذهب الى صاحب المذهب وهو قريب الى حضرت الموجود العلمى و

اسکے بعد جلوہ گر ہوئی مجھپر تدلی اعظم اسکو میں نے دیکھا کہ اسکی حد ہی نہیں ہے اور میں نے اپنے نفس کو دیکھا غیر متناہی اور میں نے معلوم کیا اپنے تئیں کہ ایک غیر متناہی مقابل ہے غیر متناہی کے میں وہ سب نگل گیا ایک ذرہ بھی مجھپر نہ چھوڑا پھر میں رجوع ہوا اپنے نفس کیطرف اور متحیر ہوا اسکی عظمت اور بزرگی اور وسعت سے پھر وہ عرض اعظم مجھسے پوشیدہ ہوگئے تو اس وقت میں نور سے بھرا ہوا تھا جو میرے اوپر اور نیچے اور میرے دائیں اور بائیں سے چمک رہا تھا بلکہ میں نے اسے دیکھا کہ میرے قلب اور میری آنکھوں اور میرے ہاتھوں سے بلکہ تمام اعضا سے نکل رہا تھا اور یہ اس مشہد کے آخر میں تھا **مشہد آخر** غائب ہوگئی مجھسے ہیکل مثالی اور جلوہ گر ہوئی مجھپر حقیقت روح مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اور مجرد ان لباسوں سے جو پہنے تھے یہانتک کہ بعضے اجزاء نسمہ بھی اور میں نے اسوقت پایا اسکو جیسے کہ پایا تھا پہلے بعضے ارواح اولیاء متقدمین کو پھر میری روح سے پیدا ہوئی ایک صورت مجردہ اسکی شکل کی اور میں نے مشاہدہ کیا انجذاب و بلندی کو اسقدر کہ زبان اسکی وصف پر قادر نہیں **مشہد آخر** استفادہ کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہ وسیع ہوگیا میرا نفس یہانتک کہ ملحق ہوا میں آپکی اس وراثت سے تدلی اعظم کی برزہ مثالیہ کو جو منتقل ہوا ساتھ آپکے منتقل ہونیکے طرف ناسوت کے اور میں متصل ہوگیا اور پہنچا اور مخلوط ہوگیا اس برزہ سے ایسا کہ تو دیکھے میں ایک کالبد ہوں دو کالبد میں سے کہ ایک انمیں کا اتم اور اعم قریب بھی حضرت وجود خارجی سے اور دوسری کی پہلے سے ایسی نسبت ہے جیسے تخریج کرنیوالے مذاہب کے صاحب مذاہب سے کہ وہ قریب حضرت وجود علمی کے

ارواح اولیاء و متقدمین سے ملاقات

فشاهدت الاتصال بالبرزة

فشاهدت الاتصال بالبرزة العظمى

فیوض الحرمین

نمبر۲۴ قطبیت اور طریقت کی امامت

اسرار عمیق کے اشارے

سمیت حینئذ بالزکی وبآخر نقاط العلم عرفت حینئذ ان من خالطها وافضی الیها کما خالطت وافضیت ای دخلت فی جوهر روحه کمثل دخول الیادداشت فی جوهر النفس بان تنتشر الیقظة التی جبل علیها الانسان به فهم شعب مقامات المجددیة والوصایة والقطبیة وامامة الطریق ان یکون کلمة باقیة فی عقبه والسر عمیق فتدبر

٩ المشاهدة السابعة والعشر

مشهد آخر قمت بین یدیه صلی الله علیه وسلم وسلمت علیه وتلقفت منه علم اللدنیة والصفت روحی الیه فبرق منه بارق وتلقفته روحی اتم تلقی فی لمحة واحدة او اقرب من ذلك فتعجبت من سرعة تلقیها والاحاطة باصلها وفرعها وجمیع ارجائها فی آن واحد بل اقل من آن وذلك البارق تجلی الحبل الممدود الذی تشد به العالم باسره فرأیت هذا التجلی دخل فی جوهر روحه واصل هذا الحبل الممدود التدبیر الواحد الفایض من المبدأ الذی تفصیله العالم باسره وفروعه التدابیرات التفصیلیة التی بها یقوم العالم وفطنت ان هذا الحبل هو حقیقة الحقیقة المحمدیة وما من قطب محدث او نبی مکلم الا وله نصیب منه والله اعلم

٩ المشاهدة الثامنة والعشر

مشاهد آخر سلکنی رسول الله صلی الله علیه وسلم بنفسه وربانی بیده فانا اویسیه وتلمیذه بلا واسطة بینی وبینه ذلك انه ارانی صلی الله علیه وسلم روحه المکرمة فعرفنی بها اذ معرفة المفیض قبل الافاضة فعند روحه

اور اسوقت میرا نام رکھا گیا زکی، اور آخر نقاط العلم اور اسوقت میں جانا کہ جو مخلوط ہوا اس پر اور پہنچا اسے جیسا کہ میں مخلوط ہوا اور فائز ہوا یعنی داخل ہو گیا اسکی جوہر روح میں مانند داخل ہونے یادداشت کے جوہر نفس میں اسطرح پر کہ کھل جاتا ہے وہ نقطہ جس پر انسان مجبول ہوا ہے پس اس مقام کے شعبے میں مجددیت اور وصایت اور قطبیت اور طریقت کی امامت کے اور حاصل ہوتی ہے یہ بات کہ ہو کلمہ باقیہ اپنے بعد اور اسرار عمیق ہیں غور کر اسکو

مشہد آخر میں استادہ ہوا روبرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور سلام عرض کیا اور کمال عاجزی سے آپکے حضور میں ہاتھ پھیلائے اور اپنی روح کو آپ سے ملا دیا اور آپ کے نور چمکا کہ میری روح نے بہت اچھی طرح ملاقات کی ایک لمحہ بصر کے عرصہ میں یا اسکے قریب میں بہت تعجب کیا کہ کسقدر روح نے جلدی ملاقات کی اور اصل و فرع و تمام اطراف کو محیط رہا ایک آن میں بلکہ آن سے بھی کم میں وہ نور ایک تجلی ہے اس حبل ممدود کی جس سے تمام عالم بندھا ہوا ہے پس میں نے دیکھا یہ تجلی آپکے جوہر روح مبارک میں داخل ہے اور اصل اس حبل ممدود کی تدبیر واحد ہے جو فائض ہے اس مبدا سے جسکی تفصیل تمام عالم ہے اور فروع اس حبل ممدود کی وہ تدبیرات تفصیلیہ ہیں جن سے عالم قائم ہے اور میں نے دریافت کیا کہ یہ حبل ممدود حقیقت محمدیہ کی حقیقت ہے اور اسی سے ہر قطب محدث اور ہر نبی مکلم کو حصہ ملا ہے واللہ اعلم

مشہد آخر مجھکو سالک بنایا خود آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ نے میری تربیت فرمائی پس میں اویسی ہوں اور شاگرد ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بلا واسطے کسی کے اور یہ بات یوں ہے کہ آپ نے اپنی روح مکرم مجھے دکھائی اور اس سے مجھے عارف بنایا کیونکہ معرفت مفیض کے افاضہ سے پہلے ہی ہے پس نزدیک اسکی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی تربیت فرمانا

روح ۲۴

صلی اللہ علیہ وسلم اعرف الاشیاء حتی محسوسات
ثم کان اول تسلیکہ انہ افاض علی تجلیا من تجلیات
الحق وھو الذی برز برزۃ مثالیۃ بوجودہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقبلت ھذا التجلی بجوھر روحی
واستغرقت فیہ وفنیت ثم تحققت بہ وبقیت
ثم افاض ثانیا تجلیا آخر ھو اصل ھذہ البرزۃ
المذکورۃ وھی نقطۃ فردۃ جذر افعال الحق
فی العالم واصل تدبیراتہ فیہ فقبلت ایضا
وفنیت فیہ وبقیت بہ ثم افاض ثالثا نقطۃ
الذات مع لون من الجبروت فقبلتہا وفنیت
وبقیت ثم افاض رابعا نقطۃ منعقدۃ فی
الروحانیات بہا اندراج النہایۃ فی البدایۃ ثم
فقبلتہا وفنیت وبقیت ثم عرف خامسا نقطۃ
من احوال النسمۃ وکیفیاتہا محاذیۃ لتلک
نقطۃ الروحانیۃ کانہا ھی ففطنت ان اکون
منہا اقوی علی التاثیر فی التلمیذ وھی شبیہۃ بالعزم
والجراۃ لا اقول عزم شیء او جراۃ علی شیء بل نفس
العزم والجراۃ فتم الصعود والھبوط وھذا
ھو السلوک المختصر الذی یناسب الجذب وھو
الاشبہ بحال الانبیاء صلی اللہ علیہم وسلم منتہاہا

آخر اعطانی اللہ سبحانہ شیئا من طریقہ
فی السلوک بواسطۃ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وباشر اعطاء روحہ الکریمۃ و
اطلعنی علی حقیقۃ ھذا الشیء الذی اعطانی فعرفتہ
حق معرفتہا وعرفت انہ شیء منہا لا عینہا

مکرمہ اعرف الاشیاء ہے یہاں تک کہ محسوسات سے بھی پھر پہلے آپکا
اور وہ دیکھنے میں ظاہر کیا سلوک بتانا کہ افاضہ کی مجھ پر تجلیات حق
سے ایک تجلی اور وہ وجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک
برزہ مثالیہ ہیں وہ تجلی میں نے اپنے جوہر روح میں قبول کی اور اسمیں
مستغرق ہو گیا اور فنا ہو گیا پھر میں متحقق ہوا اس سے اور باقی ہو گیا
پھر افاضہ فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ایک اور تجلی
کہ وہ اصل اس برزہ مذکور کی ہے اور وہ ایک نقطہ منفرد اصل افعال
حق کا ہے عالم میں اور اصل ہے اللہ کی تدبیرات کا عالم میں اسکو
بھی میں نے قبول کیا اور اسمیں فنا ہوا اور اس سے باقی ہوا پھر افاضہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار نقطہ ذات کچھ
رنگ جبروت کیساتھ اسکو قبول کیا میں نے اور فانی اور باقی ہوا میں
پھر چوتھی بار افاضہ فرمایا نقطہ جو منعقد ہے روحانیات میں اس سے
نہایت کا اندراج بدایت میں ہوتا ہے قبول کیا اور فنا اور بقا
حاصل کی پھر بتایا مجھکو پانچویں دفعہ نقطہ احوال نسمہ کا اور اسکی
کیفیات جو مقابل ہیں اس نقطہ روحانیہ کے ہے گویا کہ وہ وہی ہے
تو میں نے معلوم کیا کہ جو حاصل کرے اسکو قوی ہو تاثیر اسکی شاگرد پر اور
اور وہ مشابہ ہے عزم کے اور جرأت کے میری اس سے یہ مراد نہیں
کہ عزم کسی شے کا یا جرأت کسی شے پر بلکہ نفس عزم اور نفس جرأت میری
مراد ہے پس تمام ہو گیا صعود اور ہبوط اور یہ ایک سلوک مختصر ہے کہ
مشابہ جذب کے ہے اور بہت مشابہ ہے انبیا علیہم السلام کے
حال سے منتہا ہے آخر عنایت کیا مجھے اللہ تعالی نے اپنے طریقے
سلوک کی صورت بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مباشرت
عطا کا ہوئی آپکی روح مکرم اور مجھکو اطلاع دی اس شے کی حقیقت پر
جو مجھکو عنایت فرمائی پس میں نے پہچانا جسقدر حق تھا اسکے پہچاننے
کا اور میں نے جانا کہ یہ اسکے طریق فی السلوک کی ایک صورت ہے یہ عین اسکا

فیوض الحرمین سلوک و طریقت اللہ کا خاص احسان ۲۶

وسأحدثك ببعض ما عرفت والحمد لله رب العلمين

بيان حقيقة الطريق

اعلم ان الله تعالى يمن على من يشاء من عباده الاولياء فيرصه طريقة من السلوك وكم من عارف قد يغرب عنه النكتة على وجهها فيما اطلعه الله على ذا كانوا امكان يصل بها السالك الى الفناء والبقاء فيقول اعطاني ربي طريقة من السلوك وصل وقتها قال حسب ظنه ولكن التحقيق ان الطريقة ليست عبارة عن تلك الاذكار والافكار بل هي حقيقة منعقدة في الملاء الاعلى يقضي الله بها من فوق السموات فينزل المقضي في الملاء الاعلى فيتقرر هنالك ثم ينزل الامر على حسبه في الناسوت فان تعالى داعية في الملاء الاعلى لا يزال في الناسوت تمثالها وذكرها ومظنتها ما دامت موجودة فاذا نسخت الطريقة واضمحل الداعية لم تر في الناس لها تمثالا وذكرا ومظنة فلو اجتمع اهل الارض جميعا على ان يعيدوها الى ما كانت الذي قلنا انه وكرها وداروا يبتغون اليها وجعلوا لم يستطيعوا ان يعيدوها اذا منت الداعية موجودة ولو اجتمع اهل الارض جميعا على ان يقيموا عوجها ويصلحوا ما فسد منها على حين فترتها واضمحلالها لم يستطيعوا ان يقيموه حينئذ ومثلها مثل نجوم السماء لا تزال تنطبع لها اشكال في الحياض الجواب ايا كان ليس في قوى البشر ان يصدوا المياه عن ذلك فتلك الداعية هي الطريقة متى ما قضيها

اور عنقریب میں تجھے بیان کرونگا کچھ جو میں نے پہچانا والحمد لله رب العالمین۔ **بیان حقیقۃ الطریق** جان لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں بندوں میں سے جس پر احسان کرنا چاہتا ہے تو اسکو عنایت کرتا ہے طریقہ سلوک کا اور کتنے عارف یہ نکتہ جیسا چاہئے ویسا نہ سمجھے بسا اوقات اللہ تعالیٰ اس پر مطلع کرتا ہے ذکر و فکر پر کہ جس سے سالک فنا اور بقا تک پہنچ جاتا ہے اور کہنے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو سلوک کا طریقہ عطا کیا اور وہ سالک اس قول میں اپنے گمان کے موافق سچا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ طریقت اس ذکر و فکر سے عبارت نہیں ہے بلکہ وہ ایسی حقیقت ہے جو ملاء اعلیٰ میں منعقد ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکا حکم کرتا ہے آسمانوں پر سے اور وہ حکم نازل ہوتا ہے ملاء اعلیٰ میں اور وہاں ٹھیر جاتا ہے پھر نازل ہوتا ہے اسکے موافق عالم ناسوت میں پس اللہ تعالیٰ کا ایک داعیہ ملاء اعلیٰ میں کہ ہمیشہ ناسوت میں اسکی صورت اور نشانہ اور رہائے ہے جبتک وہ موجود ہے اور جب منسوخ ہو جاتا طریقہ اور مضمحل ہوتا ہے داعیہ تو نہیں نظر آتی لوگوں میں اسکی تمثال اور نشانہ اور رہائیں اگر تمام اہل زمین جمع ہو کر چاہیں کہ عود کر دیں اس نگہبانگو جو ہمنے بیان کیا کہ آشیانہ اور رہائے ہے اسکی اور ہمیشہ اسکے اہل سے اور نگہبانوں سے مقاتلہ کریں تو ہرگز نہیں عود کر سکینگے جبتک وہ داعیہ موجود اور اگر تمام اہل زمین جمع ہو کر چاہیں کہ اس طریقہ کی کجی کو سیدھا کر دیں اور اسکے بگاڑ کو سنوار دیں تو سیدھا کر سکینگے اور سنوار سکینگے اسکو مقدور نہیں اور مثال اسکی ایسی ہے جیسے ستارے آسمان کے ہمیشہ انکا عکس حوضوں اور تالابوں میں پڑتا ہے کسی بشر کی قوت میں نہیں کہ پانی کو اس عکس سے روکے پس وہ داعیہ الٰہی طریقہ ہے جبتک حکم ہو

الله تعالى لعبد فقد قضى له بالطريقة ثم تشريح
هذه الحقيقة المنعقدة وبيان اجزائها واركانها
لا يمكن الا لفاطن شديد الفطانة وهاك ما فهمني
ربي مجمع من عدد السماء الاولى نقول توسطات
وريح ومن السماء الثانية قواعد منضبطة فتكتب
وتسطر وتعلم وتؤثر كابرا عن كابر وتوقر بها الصدور
وتملأ به الصحف ومن السماء الثالثة لون
طبيعي فتصير طبيعة وتميل اليها الطباع ثم
وتهيج لها حمية منهم فيحمونها وينصرونها و
يناضلون دونها ويحبونها كحب الاموال والا
ولاد والانفس ومن السماء الرابعة غلبة
وقوة وتسخير فيكون مسخرا لها اكابر الناس
واعرضاهم على ائمتهم وامرائهم ومن السماء الخامسة
نكاية وشدة فلن ترى منكرا لها الا وقيل متحير
بالهم وابتلي بالبلايا ولعن وعوقب كان من
الغيب ناصرها ومن السماء السادسة هداية
معظمة فيكون سببا لاهتداء ائمتهم ومثابة
للناس الى كمالهم ومن السماء السابعة البحر
الدائم الذي كالند في البحر لا يزول حتى تموج
اوصاله وتقطع اجزاءه فهذه اركان سبعة
تلتئم في الملأ الاعلى فيكون جسدا مسوى فيه
فينفخ من الندلى الاعظم جذبة فيها بمنزلة
الروح في الجسد فمن تلبس بتلك الاذكار
والافكار وتزيى بذلك الزي سملته الرحمة
الالهية واتاه الجذب من فوقه ومن تحته

اللہ تعالیٰ کا واسطے کسی بندہ کے پھر تشریح اس حقیقت منعقدہ
کی اور اس حقیقت کی اجزاء اور اسکے ارکان کا بیان ممکن نہیں
مگر واسطے ذہین اور تیز فہم کے اور وہ چیز مجھے میرے رب نے سمجھایا ہے
وہ یہ ہے کہ آئی ہے آسمان اول کے ذریعہ تغلیبی اور توسطات اور لیاقت
اور آسمان دوئم سے قواعد منضبط پس وہ لکھی جاتی ہیں اور بیانی جاتی
ہیں اور نقل ہوتی چلی آتی ہیں بزرگ سے بزرگ سے اور توقیر پاتی ہیں
انسے سینے اور صحیفے انسے پر ہوتے ہیں اور آسمان سوئم سے لون
طبعی کہ وہ طبیعت ہو جاتا ہے اور اسکی طرف طبیعتیں مائل ہوتی
ہیں اور لوگوں کی حمیت اس سے جوش میں آتی ہے وہ اسکی حمایت اور مدد کرتی
ہیں اور اسکے غیر سے جھگڑا کرتی ہیں اور اسے جان و مال و اولاد
کی طرح دوست رکھتی ہیں اور آسمان چہارم سے غلبہ اور قوت و
تسخیر کہ اسکے بڑے اور چھوٹے اور علما اور امرا مسخر ہوتے ہیں اور آسمان
پنجم سے مغلوب کرنا اور شدت کہ جو اسکا منکر ہو وہ بلا میں گرفتار
ہو اور ملعون ہو اور عذاب میں پڑ جائے گویا کہ ایک غیب سے اسکا
مددگار ہے اور آسمان ششم سے ہدایت معظمہ کہ وہ سبب
ہوتی ہے لوگوں کی ہدایت اور کمال حاصل کرنیکا اور آسمان
ہفتم سے ہمت شرف انداز اگی انتھری لکیر کہ نہیں ہٹتی ہے جب تک وہ ٹکڑے ٹکڑے
نہ ہو جاوے پس یہ ساتوں رکن ہیں کہ ملاء اعلیٰ میں اکٹھے مل جاتے ہیں
اور ان کا ایک ہم سستوی بنجاتا ہے پھر اس جسم
میں اللہ تعالیٰ عظیم سے ایک جذبہ پھونکا جاتا ہے کہ وہ بمنزلہ
روح کے ہے اس جسم میں پس جو شخص کہ
آراستہ ہو ان اذکار اور افکار سے اور اس
لباس سے مزین ہو شامل ہوتی ہے
اسکو رحمت الٰہی اور آتا ہے اسکو جذب
— — — اوپر اور نیچے — — —

ومن عن يمينه ومن عن شماله ومن حيث
لا يحتسب ثم يربي هذا الطفل سادات الملأ
الأعلى ويخدمه الملأ السافل فلا يزال يتفوق
أمره ويزداد شأنه حتى يأتي أمر الله على ذلك
فهذه الطريقة وقس عليه المذهب في الفروع
والأصول فكل من ادعى ان الله تعالى أعطاه
طريقة ومذهبا ولم يكن الذي أعطى كما
وصفنا فقد عجز عن معرفة الأمر على ما هو عليه
ثم ليس كل احد يقضى له بالطريقة وليس
عند الله جزاف ولا تخمين في شيء من الأشياء
بل إنما يعطى من جبل مباركا زكيا فيه امداد
الأفلاك السبعة والملأ الأعلى والسافل وله
رحمة خاصة من التدلي الأعظم فكم من عارف
عظيم المعرفة او فاني باقي شديد الفناء سابغ
البقاء ليس بمبارك زكي فلا يعطاها وكذلك
لا يتعاطى حفظها كل احد بل لكل امر رجل خلق
لو يسرت جبلته لذلك أما صورة ظهورها
فلنشأة أخرى وراء النشآت المتعارفة حقيقتها
بركة فائضة في الأعراض والأقوال **مشهد**
آخر عرفني رسول الله صلى الله عليه وسلم ان
في المذهب الحنفي طريقة انيقة هي أوفق الطرق
بالسنة المعروفة التي جمعت ونقحت في زمان
البخاري وأصحابه وذلك ان يؤخذ من أقوال
الثلاثة قول أقربهم بها في المسئلة ثم بعد ذلك
يتبع لحالها ان الفقهاء الحنفيين الذين

المشاهدة التاسعة عشر

اور دائیں اور بائیں سے اور وہاں سے جہاں اسکا گمان نہو پھر اس
طفل کی تربیت کرتے ہیں سادات ملاء اعلیٰ اور اسکی خدمت
کرتے ہیں ملاء سافل پھر ہمیشہ اسکی شان بڑھتی جاتی ہے جبتک
حکم الٰہی آوے تو یہی ہے طریقت ہے اور اسی پر قیاس کر لو مذہب
فروع و اصول میں پھر جو شخص دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے
طریقت عطا کی یا مذہب عنایت کیا اور اسے یہ باتیں جو ہمنے بیان
کیں نہ عنایت ہوئی ہوں وہ عاجز ہے طریقت کی معرفت سے
جیسے اسکی حقیقت ہے اور ہر شخص کیواسطے اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں
ہوتا طریقت کا اللہ تعالیٰ کے پاس بیکار نہیں ہے کوئی چیز
بلکہ اسکو جو اپنی سرشت اور حیات میں مبارک اور زکی
ہے امداد افلاک اور ملاء اعلیٰ اور ملاء سافل عنایت ہوتی ہے
اور اسکی ایک رحمت خاص ہے تدلی اعظم سے پس کتنے ہی
عارف عظیم المعرفت یا فانی باقی شدید الفنا کامل البقا ہیں
کہ مبارک و زکی نہیں انکو نہیں عطا ہوتی اور اسیطرح نہیں
عنایت ہوتی نگہبانی طریقت کی ہر شخص کو بلکہ ہر امر کے واسطے
ایک مرد پیدا کیا گیا ہے اور اسکی جبلت میں وہ کام آسان
کر دیا گیا ہے لیکن اس صورت ظہور کا عالم ان عوالم متعارف
کے علاوہ ہے کہ حقیقت اسکی برکت فائضہ ہے اعراض و
اقوال میں **مشاہدہ ۱۹** آخر مجھکو پہنچوا دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ حنفی مذہب میں ایک بہت اچھا طریقہ ہے۔
وہ بہت موافق ہے اس طریقہ سنت سے جو تنقیح ہوا بخاری
اور اسکے ساتھ والوں کے زمانہ میں اور وہ یہ ہے کہ مسئلہ میں اقوال
ثلثہ یعنی امام اعظم اور صاحبین میں سے جو قول اقرب ہو وہ
لے لیا جاوے پھر بعد اسکے فقہاء حنفی کی
مختار یہ مسلل کی پیروی کیجاوے ۔۔۔

كانوا من علماء الحديث فرب شئ سكت عنه الثلثة في الاصول وما تعرضوا نفيه ودلت الاحاديث عليه فليس بد من اثباته والكل مذهب حنفي **مشهد آخر** ما بين قبره صلى الله عليه وسلم ومنبره روضة من رياض الجنة كما ورد في الصحيح ان ذلك فما شاهدنا من الانوار الرابية على كل نور وان من صلى هنالك يستغرق في بحر النور وان يلتفت واما النكتة فان الانسان اذا صار محبوبا اى دخل في جوهر روحه هذه البرزة المثالية او هذه النقطة التدبيرية فكان منظور الحق والملاء الاعلى عرسا جميلا فكل مكان حل فيه انعقدت وتعلقت به همم الملاء الاعلى وانساق اليه افواج الملائكة وامواج النور لا سيما اذا كانت همته تعلقت بهذا المكان والعارف الكامل معرفة وحالا له همته يجل فيها نظر الحق يتعلق باهله وماله وبيته ونسله ونسبه وقرابته واصحابه يشمل المال والجاه وغيرها ويصلحها فمن ذلك تميزت مآثر الكمل من مآثر غيرهم **مشهد آخر** استاذنته صلى الله عليه وسلم في رد ما اورده علماء الحرمين على بعض الصوفية فلم ياذن لى ورايت العلماء العاملين وفق علمهم المشتغلين بنوع من التصوفية الناشرين للعلم والدين اقرب اليه واكرم واحب عنده من هؤلاء الصوفية وكانوا اهل الفناء

جو علمائے حدیث سے ہیں کیونکہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو ائمہ ثلثہ سے اصول میں نہیں بیان کیں اور نہ انکی نفی کی ہے اور حدیثیں اپنر دلالت کرتی ہیں تو انکا اثبات ضرور ہے اور سب مذہب حنفی ہیں **مشہد آخر** درمیان منبر مکرم اور روضہ منورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے جیسا کہ آیا ہے صحیح حدیث شریف میں سو اسکی نوریہ ہے کہ ہمنے مشاہدہ کیا اسکا نور سب نوروں پر فائق ہے اور جو وہاں نماز پڑھتا ہے وہ دریائے نور میں مستغرق ہوجاتا ہے اگرچہ وہ التفات نکرے اور لمیت یہ ہے کہ جب انسان محبوب ہوجاتا ہے یعنی اسکے جوہر روح میں یہ برزخ مثالیہ یا یہ نقطہ تدبیریہ داخل ہوجاتا ہے تو اللہ تعالے کا منظور نظر ہوجاتا ہے اور ملاء اعلی کیواسطے ایک عروس جمیل بنجاتا ہے تو جس مکان میں جاتا ہے ملاء اعلی اسکے ساتھ متعلق ہوجاتے ہیں اور ملائکہ کی فوجیں اور انوار کی موجیں اسکی طرف چلی آتی ہیں خصوصا جب اسکی ہمت متعلق ہو اس مکان معظم کی طرف اور جو عارف کامل معرفت و حال میں ہوتا ہے اسکی ہمت میں نظر حق نفوذ کرتی ہے اور جو علاقہ رکھتی ہے اسکے اہل اور مال اور گھر اور نسل اور نسب اور قرابت اور یاروں کیساتھ شامل ہوتی ہے مال اور آبرو وغیرہ کو اور اصلاح کرتی ہے اور اسی سے کاملوں اور غیر کاملوں کے آثار میں تمیز ہوتی ہیں ٭ **مشہد آخر** میں نے اجازت چاہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رد کرنیکی جو علماء حرمین نے بعضے صوفیوں پر اعتراض کئے ہیں تو مجھکو اجازت نہ دی اور میں نے دیکھا کہ علمائے عاملین جنکا علم موافق ہے مشتغلین تصوفیہ اور ناشر علم و دین کرتے ہیں آپ سے بہت قریب ہیں اور آپکو عزیز ہیں اور آپکے محبوب ہیں ان صوفیوں سے اگرچہ وہ اہل فنا

والبقاء والجذب الناشئ من صميم النفس الناطقة والتوحيد وغير ذلك من المقامات الشامخة عند الصوفية بيان هذا المجمل ان ههنا طريقتين طريقة انتقلت الى الخلق بانتقاله صلى الله عليه وسلم وهي بالوسائط وهي ترجع الى تهذيب الجوارح بالطاعات والقوى النفسانية بالذكر والتزكية وحب الله والنبي صلى الله عليه وسلم والى تهذيب الناس بنشر العلم والامر بالمعروف والنهي عن المنكر وسعيا فيما ينفع الناس عامة وما يناسب هذه المذكورات وطريقة بين الله وبين عبده من حيث اوجده فوجد وافاضه ففاض وليس في هذه واسطة اصلا ومن سلك في هذه فانما شانه ان يتنبه بحقيقة انا ويتنبه في ضمن هذا التنبه بالحق ويتشعب من ذلك الفناء والبقاء والجذب والتوحيد وغيرها وكلامنا في الطريقة الثانية انها ليست عند النبي صلى الله عليه وسلم بمنوهة ولا مرغوبة لانه عليه الصلوة والسلام عنوان فيضان الطريقة الاولى وجعل الله في الخلق وكر العناية بافاضتها ومظنة لظهورها ولا شياء يتفاضل فيما بينها بوجه دون وجه ان اعتبرتها بما هي في ظرف الوجود العام الذي لا يغادر جهة الا احاطها حصلت تلك الوجوه التي يقع بها التفاضل وكان الفضل دائرا فيها والمنافسة منقسمة بينها وان اعتبرتها مضافة الى سبب واحد صح الفضل من وجه ونفي

اور بقا اور جذبہ جو ظہور کرے نفس ناطقہ سے اور توحید وغیرہ میں آجوان جو صوفیہ کے نزدیک عالی مقامات میں ہیں بیان اس مجمل کا یہ ہے کہ یہاں دو طریقے ہیں ایک طریقہ تو یہ کہ خلقت کیطرف منتقل ہوا انتقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالواسطے اور وہ راجع ہے طرف تہذیب جوارح کی عبادت سے اور قوائے نفسانیہ کے ذکر اور تزکیہ اور حب اللہ اور حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کی تہذیب کرنی نشر علم اور امر معروف و نہی منکر سے اور لوگوں کے نفع رسانی میں کوشش کرنیسے اور جو ان مذکورات کی مناسب ہے اور دوسرا طریق یہ کہ اللہ اور اسکے بندے میں ہے کہ جسطرح اللہ تعالٰی نے ایجاد کیا ویسا اس نے پایا اور جو افاضہ کیا اسکو پہنچا اور اسمیں اصلا واسطہ نہیں ہے جس نے سلوک کیا اس طریقہ کا اسکا حال یہ ہے کہ وہ شخص متنبہ ہو احقیقت انا سے اور اس تنبہ کے ضمن میں حق سے اور اس سے منشعب ہوئی فنا اور بقا اور جذب اور توحید وغیرہ اور ہماری گفتگو دوسرے طریقے میں ہے کہ یہ طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک عالی نہیں اور نہ مرغوب ہے آپکے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عنوان ہیں فیضان طریقۂ اول کے اور اللہ نے آپکو گردانا ہے آشیانہ اپنی عنایت کا اس طریقہ کے افاضہ اور اسکے ظہور کے واسطے جائے مقرر کی ہے اور اشیاء کہ اسمیں فضیلت رکھتے ہیں ایک وجہ سے نہ دوسری وجہ سے اگر تو اعتبار کرے اُس شے کا کہ ظرف وجود عام میں ہے ایسا کہ سب جہات کو محیط ہو کسی کو نہ چھوڑیں تو حاصل ہونگے ایسی وجہیں کہ جس سے تفاضل واقع ہو اور ہوگا فضل دائر انمیں اور منافست منقسم ہوگی انمیں اور اگر تو اعتبار کرے اسکو مضاف سبب واحد کی طرف تو ایک وجہ سے فضل جاتا رہیگا ٭

من وجه فكان احد الاشياء اعدهم الفضل اصلا
نعم لما انتقل هذا النور الى الناسوت انتفع
السالكون بكلتى الطريقتين اهل الجذب بانفسار
التنبيه الاجمالى عليهم بسبب هذا النور انشرحت
عليهم المعارف ولذلك ترى لعمرك ما ينقدح
معارفهم من الكتاب والسنة واهل السلوك
باحتراشهم الى هذا النور واندراجهم فيه تقويهم
به فتدبر فان المسئلة دقيقة **مشهد آخر**
هل تعرف لم كان الشيخان رضى الله عنهما افضل
من على كرم الله وجهه مع انه اول صوفى فى
واول مجذوب واول عارف فى هذه الامة
ولا ترى هذه الكمالات فى غيره الا قليلا ممن قبل
التطفل على النبى صلى الله عليه وسلم تبينت
هذه المسئلة على النبى صلى الله عليه وسلم
فاظهر لى وذلك ان الفضل الكلى عند النبى
صلى الله عليه وسلم ما يرجع الى تمام امر النبوة
كاشاعة العلم وتسخير الناس على الدين وما يناسبه
واما الفضل الراجع الى الولاية كالجذب والفناء
فليس الا فضلا جزئيا من وجه ضعيف و
الشيخان كانا من المجردين الاول حتى انى اراهما
بمنزلة فوارة ينبع منها الماء فالعناية التى حلت
بالنبى صلى الله عليه وسلم ظهرت بعينها فيهما
فهما بحسب كمالهما بمنزلة العرض الذى ليس
هو الا قائما بجوهر ومنهما التحقق فعلى كرم
الله وجهه وان كان اقرب اليه بحسب النسب

اور دوسری وجہ سے باقی رہیگا اور احد الاشیاء کو فضل اصلا
نہ رہیگا ہاں یہ بات ہے کہ جب منتقل ہوتا ہے یہ نور طرف ناسوت
کے تو دونوں طریقوں سے سالکوں کو نفع ہوتا ہے اہل جذب
پر تو انفسار تنبیہ اجمالی کا ہوا بسبب اس نور کے تو انپر
کھل گئیں معرفتیں اور اسی سبب تم دیکھتے ہو عارفوں کو
کہ اپنی معرفتیں کتاب اور سنت سے [illegible] رکھتے ہیں
اور اہل سلوک اس نور سے تضرع رکھتے ہیں اور آرزو کرتے ہیں
اور اس نور میں مندرج ہوتے ہیں اور اس سے قوام پاتے ہیں پس
غور کرو کیونکہ یہ مسئلہ دقیق ہے (۵۲) مشہد آخر کیا تم جانتے ہو کہ شیخین
رضی اللہ تعالٰی عنہما کس لئے افضل ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے
باوجودیکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس امت میں اول صوفی
اور اول مجذوب اور اول عارف ہیں اور یہ سب کمالات اور
میں نہیں مگر قلیل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور طفیل
میں نے یہ مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیا
تو مجھ پر ظاہر ہوا کہ فضل کلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک
وہ ہے کہ راجع ہو طرف امر نبوت کے اور پورا پورا جیسے اشاعت علم کی
اور لوگوں کی تسخیر دین کی طرف اور جو اسکے مناسب ہو اور جو فضل
کہ راجع ہو ولایت کی طرف جیسے جذب و فنا تو وہ فضل جزئی ہے
اور ایک وجہ سے ضعیف ہے اور شیخین رضی اللہ عنہما اول قسم کے ساتھ
مخصوص تھے یہانتک کہ میں انکو دیکھتا ہوں بمنزلہ فوارہ کے کہ اس میں
پانی نکل رہا ہے تو جو عنایت اللہ تعالٰی کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی
بعینہ وہ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما میں ظاہر ہوئی پس آپ دونو
حضرات کمال کے اعتبار سے بمنزلہ ایک ایسے عرض کے ہیں جو جوہری
کے ساتھ قائم اور اسکی تحقیق کو اتمام دینے والا ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اگرچہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت قریب ہیں نسبت میں

والجبلة والفطرة المحبوبة منهما واقوى جذبا واشد معرفة لكن النبي صلى الله عليه وسلم بحسب كمال النبوة أميل اليهما ولذلك لم يزل العلماء الحملة لمعارف النبوة يفضلونهما ولم يزل العلماء الحملة لمعارف الولاية يفضلونه ولذلك كان من فنهما بعينه من فن النبي صلى الله عليه وسلم واكثر الامور العادية لها مبدأ معنوي مثل هذا الذي اشرت اليه ومثل جعل الحجرة المانعة للوصول الى قبره صلى الله عليه وسلم وذلك سر قوله عليه الصلوة والسلام اللهم لا تجعل قبري وثنا يعبد من دونك منها

آخر رايت لله سبحانه بالنسبة الى النبي صلى الله عليه وسلم نظرا خاصا كانه الذي يعني من مثل لولاك لما خلقت الافلاك فاشتقت الى تلك النظر واعجبني اشد عجب فلصقت به صلى الله عليه وسلم وتطفلت عليه وصرت كالعرض بالنسبة الى الجوهر فسامت تلك النظرة وكنهت كنهها وصرت منظرا ومرآة لها فاذا هي ارادة الظهور وذلك ان الحق اذا اراد ظهور شان احبه وانظر اليه وشانه صلى الله عليه وسلم ليس بشان رجل واحد بل نشاة مبتدأة منبسطة على هيا كل البشر لشاة منبسطة على وجه الموجودات فكانه صلى الله عليه وسلم غاية الغايات وآخر نقاط الظهور ولكل موج حركتها لمنتهاه ولكل سيل شوق

حیات اور فطرت محبوبہ میں حضرت شیخین رضی اللہ عنہما سے اور جذب میں بہت قوی اور معرفت میں زیادہ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بحسب کمال نبوت حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کیطرف بہت مائل ہیں اور اسی باعث سے جو علماء معارف نبوت سے واقف ہیں انکی تفضیل کرتے ہیں اور جو علمائے معارف ولایت سے آگاہ ہیں وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تفضیل کہتے ہیں اور اسیواسطے حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کا مدفن بعینہ مدفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اکثر امور عادیہ کا مبدا معنوی ہے مانند اسکے جسکا اشارہ کیا میں نے تصاویر مانند گرد اننے حجرہ مبارک کے مانع قبر تک پہنچنے سے اور یہ سر ہے بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آپنے فرمایا ہے اللہم لا تجعل قبری وثنا یعبد من دونک

مشہد آخر میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف اللہ تعالی کی ایک نظر خاص ہے گویا کہ وہ مراد ہے مثل لولاک لما خلقت الافلاک کی سے مجھکو اس صورت نظر کا شوق ہوا اور مجھکو نہایت تعجب ہوا پس میں ملاحق ہوگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور طفیلی بنگیا اور ہوگیا میں جیسے جوہر کیساتھ عرض پس ادراک کیا میں نے اس نظر کا اور دریافت کیا کنہ اسکا اور ہوگیا میں اسکا منظر اور آئینہ تو وہ ارادہ ظہور تھا اور یہ اس لئے کہ جب اللہ تعالی نے ارادہ کیا ظہور شان کا تو اسکو دوست رکھا اور اسکی طرف نظر کی اور شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد واحد کی شان نہیں ہے بلکہ ایک عالم مبتدا ہے جو صورت بشر پر منبسط ہے اور بشر ایک عالم منبسط ہے وجہ موجودات پر تو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غایت الغایات ہیں اور ظہور کے آخر نقاط میں ہیں اور ہر موج کی حرکت ہیں اسکی منتہا تک اور ہر

له یعنی میری قبر کو [illegible] ۱۲ له اے رسول [illegible] ۱۲

الی مبلغ فقد بدا السر دقیق **مشهد آخر** رأیت التشفع الیه صلی الله علیه وسلم والترسل لدیه بعلماء الحدیث والدخول فی عدادهم وعلم الحدیث وحفظه علی الناس عروة وثقی وحبلاً ممدوداً لا ینقطع فعلیك ان تکون محدثاً او متطفلاً علی محدث ولا خیر فیما سوی ذلك فیما ارئ والله اعلم بالصواب **مشهد آخر** العارف اذا کمل التصقت روحه بالملاء الاعلی وهناك حضرة عالیة شامخة ارتفعت ثَمّ همهم ولم ترتفع ثمّ اجسادهم واولئك ثَمّ علی همة رجل واحد راجعة الی تدبیر وحدانی وان اختلفوا فی تفاصیلها فتتدلی منها وتلك الحضرة رب العالمین فتغشیهم من النور ما غشیهم واختفت هممهم تحت شعشعان تلك الانوار حتی لا تکاد تتمیز منها ولا یتمایز بینها وان انا ضربت لحالهم تلك مثلاً فلا تعجل الی کل غور ونجد فان الامثال لا تفسر الاشیاء الا من جهة دون جهة هم بمنزلة الهیولی الخفیة التی لا تدرك الا من احکام وآثار ستجلس من هذا الموجود من جهة مسام الهیولی التی هی ام القابلیات والنور الغاشی لهم الماحی ایاهم بمنزلة الصورة التی تدرك اول ما یدرك وهی ام الفعلیات فتنجلس فی تلك الحضرة احکام متولدة من علوم الملاء الاعلی وهممهم التفصیلیة تلطفت فیهم وارتقت وصفاوتها مع هممهم فمن مسامات

نے مبلغ تک پس غور کرکہ یہ باریک راز ہے **مشہد آخر** میں نے دیکھا کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شفاعت اور توسل ہے انکو جو علماء محدث ہیں اور جو انکی گنتی میں داخل ہیں اور علم حدیث شریف اور حفظ حدیث شریف ایک عروہ وثقی اور حبل ممدود ہے ایسی کہ کبھی منقطع نہیں پس تو ضرور لازم کرلے اپنے پر یہ کہ تو محدث ہو یا محدث کا طفیلی ہو ان دو نوں باتوں کے سوا بہتری نہیں ہے یہ جو میری رائے میں ہے واللہ اعلم بالصواب **مشہد آخر** عارف جب کامل ہوتا تو اسکی روح ملاء اعلیٰ میں جا ملتی ہے اور وہاں ایک درگاہ عالی بلند ہے انکی ہمتیں وہاں پہنچ جاتی ہیں اور انکے جسم وہاں نہیں پہنچتے وہاں اور وہ مرد واحد کی ہمت پر جسکی ہمت تدبیر وحدانی کیطرف راجع ہو اگرچہ اس ہمت کی تفصیلوں میں اختلاف ہے پھر تدلی کرتا ہے اس عالی درگاہ میں رب العالمین پس ڈھانک لیتا ہے انکو نور میں جسقدر ڈھانک لے اور انکی ہمتیں چھپ جاتی ہیں اس انوار کی چمک میں یہانتک کہ تمیز نہیں ہوتیں وہ ہمتین اور نہ آپسمیں ممتاز ہوتی ہیں اور اگر میں انکے اس حال کے مثل بیان کردوں تو دیکھا اور خفا نہ ہو مقصیر ہر نشیب و فراز سے کیونکہ امثال اشیاء کی تفسیر نہیں کرتے ایک جہت سے نہ دوسری جہت سے اور وہ بمنزلہ ہیولی خفیہ کے ہیں جو دریافت نہیں ہوتا مگر احکام و آثار سے جو جاری ہوتے ہیں اس موجود سے جہت مسام ہیولی سے ایسا ہیولی کہ جو اصل قابلیات ہے اور وہ کہ جس نور نے انکو ڈھانک رکھا ہے اور انکو محو کرلیا ہے وہ بمنزلہ اس صورت کے ہے جو سب سے پہلے مدرک ہوتی ہے اور وہ صورت اصل فعلیات ہے پھر جاری ہوتی ہیں اس درگاہ عالی میں احکام و آثار جو ملاء اعلیٰ کے علوم سے متولد ہیں اور انکی ہمتیں تفصیلیہ لطیف ہو جاتی ہیں انمیں اور بلند ہو جاتی ہے انکے صفائی ان فرشتوں کی ہمتوں کے ساتھ پھر انکی ہمتوں کے مسامات

فی المشاہدۃ الرابعۃ والعشرون ۳۲

فی المشاہدۃ الخامسۃ والعشرون ۳۵

همهم يخلص في حظيرة القدس فيضربها النور ولا يتركها كما هي بل يصيرها قريبا من جوهره فتختلف حالات الحضرة المقدسة رضا وسخطا وضحكا وتبسما وقبضا واعراضا ونزولا في وقفات او ممحال تردد في القضاء وتعين الاقوام وايجاب وتحريم ونسخ وامثال هذه فمن شاهد هذه الحضرة وعرف اهتزازها وانشراحها وعزيمتها وكونها كل يوم هو في شان صارت المتشابهات عنده محكمات ولم يبق بالاشكال اشكال بينة ومن لم يشاهدها لم يصح له ولم يصلح الا ان يفوض هذا الامر الى الله ويؤمن بجملتها اذا علمت هذا فتلك الحضرة قبلة همم الملأ الاعلى ومناط توجههم ومعقد نواصيهم فمن بلغ هذا المبلغ وقد قدر الله سابق علمه ان يحصل له ثم فناء وبقاء ربما اضمحل هنالك فليست روحه تسوس جسده بل الحضرة فقط فهي السائسة وهي المرشد وهي الملهمة وتطفلت على النبي صلى الله عليه وسلم فاعطيت من ذلك كاسا دهاقا وكان ما كان والحمد لله رب العالمين وفي محاذاة هذه الحضرة حضيرة اخرى اسفل منها هي مرقى همم الملأ السافل ومجمع امرهم وموضع الهامهم ومحكمة قضائهم ومناط توجههم ما اشبه شانها بشان هذه الحضرة المقدسة الصف الحق بواسطة تدليه هنالك بالمحبة بعباده واتباع رضاهم في بعض الامر وامثال ذلك والحضرتان جميعا معرفتهما ادق

جاری ہوتا ہے حظیرہ قدس میں پھر اس سے نور چمکنے لگتا ہے اور ویسا ہی نہیں رہتا بلکہ اسکو اپنے جوہر کے قریب کر دیتا ہے پس مختلف ہوتے ہیں حالات حضرۃ القدس کی رضامندی اور غصہ و ہنسی اور خوشی و قبض اور روگردانی اور نزول فی اوقات یا فی المواقع اور تردد فی القضا اور تعین اقوام اور ایجاب اور تحریم اور نسخ وغیرہ سے تو جس نے مشاہدہ کیا اس درگاہ کا اور اسکے اہتزاز اور انشراح اور عزیمت کو اور ہر روز ایک شان میں ہونیکو پہچانا اسکے نزدیک متشابہات محکمات ہو گئیں اور شک کی کوئی صورت باقی نہ رہی اور جس نے اس درگاہ کا مشاہدہ نہیں کیا اسکو صحیح نہیں اور صلاحیت نہیں مگر یہ کہ اللہ کو تفویض کرے اس متشابہات کا علم اور سب پر ایمان لائے جب تم نے یہ جان لیا تو پس وہ درگاہ قبلہ ہے ملاء اعلیٰ ہمتوں کا اور مناط توجہ اور معقد نواصی ان کا پس جو شخص اس رتبہ کو پہنچ گیا اور اللہ نے اپنے سابقہ علم میں اسکے لئے مقرر کر دیا تھا کہ اسکو حاصل ہو فنا اور بقا اکثر اوقات محو ہو جاتا ہے وہاں تو اسکی روح اسکے جسم کی نگہبانی نہیں کرتی بلکہ وہ درگاہ فقط وہی اسکی نگہبان اور وہی مرشد اور وہی ملہم ہے اور میں طفیلی بنگیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تو عطا ہوا مجھکو اسکا ایک جام سرشار پس کیا کہوں کیا تھا جو کچھ تھا الحمد للہ رب العالمین اور اس درگاہ کے محاذی ایک اور درگاہ ہے اس سے نیچے کہ وہ نردبان ملاء سافل کی ہے اور انکی مجمع امر ہے اور انکے الہام کی جا ہے اور انکے احکام کا محکمہ اور انکی مناط توجہ ہے کہ اسکی شان مشابہ نہیں اس درگاہ کی شان کے درمیان حق منصف کے بواسطہ تدلی کے اور اپنے بندوں سے محبت رکھنے سے اور انکی خوشنودی کرنے سے بعض امور میں اور دونوں درگاہوں کی معرفت نہایت باریک ہے

واجل من ان یعالجها بعقول العامیة والله الموفق منه هل آخر مما انقدح علی من فیض صحبته صلی الله علیه وسلم علوم کثیرة من حال التام معرفة بالله منها ان هذا الشخص ممتاز من سائر الناس بان الاجزاء الفلکیة فیه قویة الظهور نافذة الحکم وانها یقوم بها صبغ الٰهی لیجعل جمیع معانیها مناسبة بما یلی جناب الحق ومنها ان تام المعرفة لابد ان یکون فیه نقض التعلقات الدنیویة والاخرویة والجسمانیة والروحیة عضا طرباً لم یخلقه سر سریان الوجود فی الموجودات وتوجه المبدأ بالارادة الحبیة الی تلك النشأت وفطنت انه معنی من معانی خزانة الذی یحذ وحذ وزحل فلما جل به صبغ الاصار هذا النقض محبة ذاتیة تتوجه الی نقطة الذات فمن صدع عن النقیض والتخلی عن الکل البقاء بالله والتصرف للحق فی الخلق ولطلوع الارادة الحبیة من المبدأ من طریق کونه نشئ شخصه فلیس بتام انما التام من حمل هذا النقض فی وعائه عضا طرباً لم یدنسه حب مظهر ولو بالحق بحیث یکون عنوانا للحبة الذاتیة وجسد الروحها وشبحا لحقیقتها وحمل حب المظاهر لا بنفسه بل بالحق الخالق لا بانفسهم بل بالحق فی وعائه ومنها ان کل عارف تام المعرفة فانه لا یاخذ شیئا الا من نفسه انما اعد للعداد ان یتنبه هذا الفرد علی جزء موجود فیه ویکشف علیه هذا فیظهر علیه ما لم یکن ظهر فمن استفاد من غیره شیئا

اور برتر ہے اس سے کہ تمام لوگوں کی عقول وہاں پہنچ سکے واللہ الموفق

مشتہد آخر نیض صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھ پر کھلے بہت علوم اللہ کی معرفت کے پورے حال ایک انمیں سے یہ ہے کہ یہ شخص سب آدمیوں سے ممتاز ہے اس امر میں کہ اجزاء فلکیہ کا اسمیں ظہور قوی اور نافذ الحکم ہے جنسے اور خدائی رنگ اس سے قائم ہوتا ہے تاکہ کر دیوے اسکے تمام معانی کو اس شے کے مناسب جو جناب الٰہی سے قریب ہے اور ایک یہ ہے کہ تمام المعرفت کیواسطے ضرور کہ تعلقات دنیاوی اور اخروی جسمانی و روحانی اسکے شدت سے دور ہوں اور اسکو بیکار نکر دے سریان الوجود فی الموجودات کا سر اور توجہ مبدا کے بارادہ حبیت ان عوالم کے اور ہمنے جان لیا کہ یہ ایک معنی ہیں اس خزانہ کے جو مقابل زحل کے پھر جب رنگ الٰہی آتا ہے تو وہ بے تعلقی محبت ذاتی ہو جاتی ہے کہ نقطہ ذات کیطرف متوجہ ہے پس جس شخص نے اسکو بے تعلقی اور خلو کل بقا باللہ ہے اور تصرف حق خلقت میں اور ارادہ طلوع حبیت مبدا کا کیا اور نہ شخص اپنے سے وہ پورا پورا نہیں ہے پورا پورا وہ شخص ہے جس نے اس بے تعلقی کو اپنے ظرف میں بہت مضبوطی سے رکھا اور نہیں رکھا کہ ذرہ بھی مظہر کی حب لے اگرچہ ساتھ حق کے ہو اس حیثیت سے کہ عنوان ہو محبت ذاتی کا اور اسکی روح کا جسم ہو اور اسکی حقیقت کا قالب اور حمل کیا حب مظاہر کو نا بنفسہم بلکہ بالحق واسطے خلقت کے نہ اپنے نفسوں سے بلکہ بالحق ہو انکی طرف میں اور ایک یہ ہے جو عارف کامل معرفت ہوتا ہے وہ کسی سے کچھ نہیں حاصل کرتا مگر اپنے نفس سے اخذ کرتا ہے اور تحقیق آمادگی استعدادات یہ ہے کہ یہ فرد آگاہ ہو اس جزو سے جو اسمیں موجود ہے اور اسکے معنی اسپر کشف ہو جائیں پھر اسکو ظاہر ہو جائے جو ظاہر نہ ہوا تھا تو جو شخص اپنے سوا کسی سے استفادہ کرے سو اس کا

من غير هذا الوجه فليس بتام المعرفة ومنها أن كل
عارف تام المعرفة فانه يسخر جميع ما سوى الله تبارك
وتعالى وما سوى اسمائه وتدلياته اما بالقهر هذا
فيما كان أدنى حالا وانقص قوة من نشأة هذا العارف
التي البست فوق جامعيته وجعل حجابا دون
معانيه فتارة يكون بهيمية مختلطة بالملكية قوية
بقوية او ضعيفة بضعيفة وضعيفة بقوية
فيختلف الاحكام والآثار فيورث نكرة عند العوام
الناظرين الى اللباس دون الجامعية والواقفين
على الصور دون المعاني واما بالمناسبة وذلك
فيما كان اقوى حالا واتم تاثيرا من تلك النشأة
اللباسية والحجابية وسر المناسبة انما ينشأ من جزء
في العارف يقوم مقام هذا المراد تسخيره فبينه وبينه
عروق ممتدة ما سار يقا واصله من جهة سر تلك النشأة
المشتركة فيها فاذا توجه العارف الى ذلك الجزء
اشد توجه حركه بتلك الخيوط المستترة ذلك
المراد تسخيره واما الاسماء والتدليات فلا تكون
مسخرة لتشعشع نور الربوبية نعم هنالك حب
بازاء محبوبيته فتتحرك المحبوبية ويتحرك الحب بازائه
ويتحرك التدلي والاسم اللذان يناسبان هذا الحب
فمن لم يعرف هذا التسخير المستطير ولم يره في نفسه
فليس بتام المعرفة وفطنت ان هذا التسخير
المستطير معنى من معاني جزئه الذي يحذو حذو
الشمس لما انصبغ بصبغ الهي صار التسخير الذي
به هذا المستطير ومنها ان تام المعرفة لروحه

وہ کامل معرفت نہیں ہے اور ایک یہ ہے جو عارف کامل معرفت ہوتا ہے
اسکے مسخر رہتے ہیں سوا اللہ تعالیٰ کے اور سوا اسکے اسما اور
تدلیات کے یا تو زبردستی سے یہ اس صورت میں ہے کہ حال ادنیٰ اور
قوت ناقص ہو عارف کے اس عالم کے جو جامعیت کے اوپر پہنایا گیا
اور کر دیا ہے حجاب سوا معانی کے تو کبھی ہوتی ہے بہیمیت ملکیت
مختلط قوی قوی سے یا ضعیف ضعیف سے یا ضعیف قوی سے
پس مختلف ہوتی ہیں احکام و آثار تو انکار ہوتا ہے عوام کا جو دیکھنے
والے ہیں طرف لباس کے نہ جامعیت کے اور ظاہر کے دیکھنے والے
ہیں نہ معانی کے اور یا مسخر ہوتے ہیں اس عارف کامل کے سبب سے
مناسبت کے اور یہ اس صورت میں کہ قوی حال ہو اور قوی
تاثیر ہو اس عالم لباسیت اور حجابیت میں اور سر مناسبت کا
بیشک ظاہر ہوتا ہے اس جزو سے جو عارف میں ہے کہ اس مراد
کے قائم مقام ہوتا ہے اسکی تسخیر تو درمیان اس عارف اور اس
جزو کے رگیں ہیں ممتدہ اور ملسا ریقا اور اصل اس تسخیر کی جہت
سے اس سر عالم مشترک سے ہے جو اس میں ہے توجہ متوجہ ہوتا ہے
عارف طرف اس جزو کے بہت توجہ سے تو حرکت کرتی ہے ان
خیوط مستترہ سے وہ مراد واسطے تسخیر کے لیکن اسما و تدلیات
نہیں مسخر ہوتی بسبب چمکنے نور ربوبیت کے ہاں یہاں حب ہے
مقابل محبوبیت کے تو متحرک ہوتی ہے محبوبیت اور حرکت
کرتی ہے اسکے مقابل حب اور متحرک ہوتی ہے تدلی اور اسم وہ
دونوں جو مناسب ہیں اس حب کے پس جو شخص نہیں پہچانتا
اس تسخیر مستطیر کو اور اپنے نفس میں نہیں دیکھتا وہ شخص تام
معرفت نہیں ہے اور مجھکو دریافت ہوا کہ یہ تسخیر مستطیر معانی میں سے
ہے اس جزو کے جو مقابل ہے شمس کے جس وقت رنگا جاتا رنگ
الٰہی سے ہو جاتا وہ جزو تسخیر جس میں یہ مستطیر اور انہیں ایک یہ کہ کامل

ہوا المعرفت کی روح میں

تحديق وعنايته بكل شيء من طريقته ومذهبه وسلسلته ونسبته وقرابته وكل ما يليه وينسب اليه وعنايته هذه يختلط بها عناية الحق ذلك لان نفسه اذا تجردت عن كدورات الجسد ولصقت بالملأ الاعلى وتجلى هنالك الحق وانما يكون التجلي بحسب استعداد المتجلى له وهذه النكتة هو الذي قصدنا بضرب المثل بالهيولى والصورة وتلك النفس تلون بلون الحق وتصير كانها تدلي من تدليات الله تعالى الى خلقه لذلك الانصباغ والامتزاج والتخلط المشار اليه فعند ذلك يقع توجه نفسه الى هذا الامر بعد الانحطاط في جناب القدس اليه فاذا تمكن هذا السر في اضلاع النفس وشعوبه وشجونه وجميع فنونه اختلط النظر الالهي بكل ذلك فصار كسيرا يستشفى به وانما اريد بشجون النفس وشعوبها بتوجه اليه النفس من غير جمع الهمة بعادة او ملكة غير مستقرة وللكامل من جهة هذا السر آثار واحكام كثيرة وفطنت بان هذا المعنى من معاني جزئه الذي يحاذي زحل مختلطا بالمشتري حين حل به صبغ لهي ومنها ان تام المعرفة منهم بجميع النعم التي انعم الله بها على السموات والارضين والمواليد وكل ما في ذلك من الملائكة والانبياء والاولياء والملوك وغيرهم وذلك ان فيه اجزاء كل منها يحذو حذو شيء من الموجودات فهو نسخة اجمالية جامعة لجميع الموجودات وكل جزء منه اذا انتبعنا تفصيله نفسر بتلك النشأة

تیز نظری اور غور و عنایت ہوتی ہے ساتھ ہر شے کے طریقت اور مذہب اور سلسلہ اور نسبت اور قرابت سے اور جو اس سے قریب ہو اور اسکیطرف نسبت رکھے اور اس کامل معرفت کی اس عنایت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عنایت مختلط ہو جاتی ہے اور یہ بات سے ہوا ہے کہ اسکا نفس جب کدورات جسم سے مجرد ہو جاتا ہے اور ملاء اعلیٰ سے ملجاتا ہے اور وہاں تجلی حقکی ہوتی ہے - اور وہ حقکی تجلی کے موافق استعداد اس شخص کے ہوتی ہے جسکے واسطے تجلی کی گئی اور یہ وہی نکتہ ہے جسے ہمنے ضرب المثل میں ہیولی اور صورت کہا ہے تو متلون ہو جاتا ہے نفس لون حق سے اور ہو جاتا ہے گویا ایک تدلی حقکی تدلیات میں سے جو خلقت کی طرف ہیں بسبب انصباغ اور امتزاج و اختلاط مذکور کی جسکی طرف اشارہ کیا گیا پس اس وقت اسکا نفس متوجہ ہوتا ہے ان امور کیطرف اور اسکی توجہ بعد ہو جاتی ہے واسطے منعطف ہونے جناب قدس کی اسکیطرف تو جب قرار پذیر ہو گیا یہ امر اسکی پسلیوں میں اور اسکے شعبوں اور رگوں میں اور شاخوں میں تو مختلط ہو جاتی ہے نظر الہی ان سب میں تو وہ شخص اکسیر بنجاتا ہے کہ لوگ شفا پاتے ہیں اور میری مراد نفس کی رگوں اور شاخوں سے وہ شے ہے جسکی طرف نفس بے قصد کے متوجہ ہو اور وہ عادت اور ملکہ غیر مستقرہ کے اور اسواسطے اس کامل کے اس سر کی جہت سے احکام و آثار بہت ہیں اور دریافت ہوا کہ یہ بات معانی میں سے ہے اس جزو کی جو مقابل زحل مختلط با مشتری کے ہے بروقت حلول کرنے رنگ الہی کے اور ان میں ایک یہ کہ کامل معرفت کو وہ سب نعمتیں ملتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے دی ہیں سب آسمانوں اور سب زمینوں اور موجودات کو اور جو انمیں ہیں ملائکہ اور انبیا اور اولیا اور بادشاہ وغیرہم اور یہ امر اسواسطے ہے کہ اس کامل میں بہت سے اجزا ہیں تمام موجودات کے مقابل ہیں گویا کہ وہ ایک نسخہ جامع تمام موجودات اور جب اسکے ہر جزو کی تفصیل کرنا چاہیں تو عالم میں ظاہر ہو جاوے

فکل ما وقع من نعمة فانما محلها الجزء من الاجزاء وهو مطلوب بشکر کل هذه النعم ولیس کلا منا من قبیل المسامحة والتجوز بل هو الحقیقة التی یتجاوزها نفس الامر نعم اذا تجرد للتشخص الکلی المنبث فی جمیع المخلوقات حضر هذا السر واذا انحدر الی ما یلی التشخصات الجزئیة استتر عنه

مشهد آخر کنت منتظرا لمعنی حدیث سئل رسول الله صلی الله علیه وسلم این کان ربنا قبل ان یخلق خلقه قال کان فی عماء الخ فاقیض علی هذا السر فتمثل لی نور عظیم فی اعلی العلی فیه واذ قد احاط بجمیع هذا البعد تنبثق خطوط شعاعیة ممتدة منه الی جمیع نواحیه وقیل هذا هو المشار الیه بقوله علیه السلام کان فی عماء وهذا البعد الذی هو هو العماء وهذه الاحاطة بالخطوط الشعاعیة هی القهر المشار الیه بقوله تبارک وتعالی هو القاهر فوق عباده فحین ظهر هذا السر ثلج قلبی کانی لم اجد شبهة ولا مسئلة اسال عنها ثم من بعد ذلک انحدرت الی حیز الفکر ففطنت ان الذات الالهیة اقتضت واستلزمت ظهور استعداد کانت مندرجة فیها فظهرت هنالک فی صقع الوجوب ظهورا عقلیا وتمثلت هنالک بهذا الظهور اعیان الممکنات وشئون ظهور الواجب فی کل نشاة وتدلیه فی کل برزة واقتضت الذات الالهیة باتصافها هذه الظهورات عدما ومادة وخارجا فاظهر فیها ما کان منطویا فی کرة

ترجمہ جو نعمت واقع ہو گی اسکا محل کوئی جزو ہو گا اجزاء میں سے اور وہی ان نعمتوں کے شکر سے مطلوب ہے اور ہمارا کلام کچھ سرسری مسامحت اور تجویز سے نہیں ہے بلکہ حقیقت نفس الامری ہے ہاں یہ سر جب ہی ہو گا کہ جسوقت مجرد ہو جاوے واسطے تشخص کلی کے جو منتشر ہے جمیع مخلوقات میں اور جب پستی میں چلا جاوے تشخصات جزئیہ کی تو یہ سر اس سے پوشیدہ ہو جائیگا **مشہد آخر** میں اس حدیث کے معنی کا منتظر تھا اور وہ یہ ہے کہ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم این کان ربنا قبل ان یخلق خلقہ قال کان فی عماء الخ تو مجھ پر فائض ہوا یہ سر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نور عظیم ہے اعلیٰ بعد میں اور اس نے گھیر لیا اس بعد کو تمام کو اور درمیان کے خطوط شعاعی ہے جو اس نور سے ممتد ہیں اسکے جمیع نواحی کیطرف اور یہ وہی ہے جسکا اشارہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف میں کان فی عماء یہ بعد ہیولانی وہ عماء اور یہ احاطہ خطوط شعاعی سے وہ قہر ہے جسکی طرف اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن شریف میں اشارہ فرمایا ہے ہو القاہر فوق عبادہ جس وقت یہ سر ظاہر ہوا میرا کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا اور قلب مطمئن ہو گیا گویا کچھ شبہہ ہی نہ رہا اور نہ کوئی مسئلہ جسکو پوچھوں بعد اسکے میں حیز فکر میں چلا گیا تو دریافت ہوا کہ ذات الٰہی مقتضی اور مستلزم ہوئی ان استعدادوں کی ظہور کی جو اسمیں مندرج تھیں تو ظاہر ہوئے اسجگہ کنارہ وجوب اور رو سے ظہور عقلی کے متمثل ہو گئیں اس ظہور اعیان ممکنات اور شئون ظہور واجب کے ہر عالم میں اور اسکی تدلی ہر ایک برزہ میں اور اقتضا کیا ذات الٰہی نے اس ظہورات سے متصف ہونا ساتھ عدم اور مادہ اور خارج کے تو اسمیں ظاہر کر دیا جو منطوی تھا گوشہ

المشاهدة السابعة والعشرون ٢٧

[illegible]

الاعيان والاسماء واول ما ظهر هنالك نور الهي
اخذ بمجامع العدم والمادة وتسلط عليه فهو
قائم مقام الذات الالهية وهو قديم بالزمان لان
الزمان والمكان والمادة عندنا شئ واحد هو هذا
الاستعداد الذي سميناه بالعدم والخارج وفيه
الارادات المتجددة وهو اول شئ نطق بشأنه
السنة الشرائع وذلك لانه انما سئل عن اين
ولم يكن حينئذ يصلح الجواب الا ما ظهر في الخارج
ثم شهد آخر فاض علي من جنابه المقدس
صلى الله عليه وسلم كيفية ترقي العبد من حيزه
الى حيز القدس فتجلى لي حينئذ كل شئ مما
حكي عنه صلى الله عليه وسلم في قصة المعراج المبارك فربما
رجع نظره فيقترب الى ما جرى عليه من الوقائع
فيعرف ما كان منها الهاما من الحق وتقريبا وما
كان من الطبع وتسويل الشيطان وربما علم
علما صريحا ما يكون ما يتداولها الملأ الاعلى من
العلوم الناموسية والانذار بالوقائع الآتية ومخاصمة
الناس تنزلا الى مداركهم واحتيالا لافهام عقولهم
مما يناسب تلك العلوم في تلك النشأة ومن هيئات
الملأ الاعلى ومقاماتهم ومقامات الملائكة
وارواح الاولياء والانبياء والملأ السافل وما يشبه
ذلك وهذه العلوم كلها علوم القرآن العظيم ثم
من طرح جلباب الطبع والتجرد عن الالف والعادة
والمحسوسات والانصباغ بصبغ تلك الحضرة امرا
عظيما ثم قيل لي هذا حضرة رؤية لا حضرة كلام

اعیان ہیں اور اسماء ہیں اور جو سب سے پہلے نور الٰہی ظاہر
ہوا اس نے مجامع عدم اور مادہ کو پکڑ لیا اور اس پر مسلط ہو گیا
اور وہ قائم مقام ذات الٰہی کا ہے اور وہ قدیم بالزمان ہے اسواسطے کہ
زمانہ اور مکان اور مادہ ہمارے نزدیک ایک شئے ہے وہ یہی استعداد
ہے جسے ہم نے عدم اور خارج کہا ہے اور اس میں ارادات متجددہ ہیں اور
وہ اول شئے ہے جسکی شان میں زبان شرائع ناطق ہیں اسواسطے
کہ تحقیق سوال کیا گیا لفظ این سے اور اسکے جواب کی صلاحیت
وہی چیز رکھتی ہے جو خارج میں ظاہر ہو پھر مشہد آخر افاضہ
ہوا مجھ پر جناب مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بندہ
کی اپنے مقام سے مقام قدس کیطرف ترقی کرنے کی کیفیت پھر
اس وقت اسکو ہر شئے روشن ہو جاتی ہے جیسا خبر دی گئی ہے اس مشہد
سے کہ قصہ معراج میں تو اکثر اوقات آدمی کی نظر پیچھے
ہٹتی ہے اپنے پاؤں ان وقائع کیطرف جو اس پر گذرے ہیں تو
جان جاتا ہے ان واقعات کو جو الہام حق اور تقریب اور طبعی خیالات
اور مکر شیطانی سے ہوتے ہیں اور اکثر اوقات
اسکو علم صریح ہو جاتا ہے جو ملاء اعلیٰ میں دائر ناموسیہ اور
آنیوالی واقع سے ڈرانے کا اور لوگوں سے جھگڑنے کا ازروئے تنزل
کے انکی مدارک کیطرف اور عذر و حیلہ کیواسطے انکے عقول لطف
کے جو مناسب ان علوم کے ہے اس عالم میں اور ہیئت ملاء اعلیٰ
کی اور انکے مقامات ملائکہ اور ارواح اولیاء و انبیاء
اور ملاء سافل اور جو اس کی مانند ہوں اور یہ سب
علم قرآن عظیم کے علم ہیں تو میں نے دیکھا طبیعت کے
پردہ دور کرنے اور مالوفات اور عادات اور محسوسات سے مجرد
ہونے اس درگاہ کے رنگ سے رنگے جانے کو ایک امر عظیم
اور مجھسے کہا گیا کہ یہ درگاہ رویت ہے نہ درگاہ کلام

ثم اذا اراد الحق ان يتدلى الى الخلق بكتاب ينزله البس صاحب هذا المشهد لباسا نورانيا رقيقا فانقلبت هذه الرؤية بالنسبة اليه كلاما ثم رأيت كيفية الانحدار الى حين الطبع والعادة فتنفتح عليه عين الطبع وتنغمض عليه عين الملأ الاعلى فصار ما كان بين يديه خيالا يتخيله وامرا يتذكره من بعد غيبه وربما وجد من تطلب الملاذ والاسباب ما كان سلب عنه او نهي عنه وبين ترقيه والانحدار حالات كثيرة شاهدتها في ذلك المشهد منها ما هو اقرب الى الاعلى ومنها ما هو اقرب الى الاسفل فيتولد من تلك الحالات ما تولد لك يتولد الهاتف ويتولد الخاطر ويتولد الرؤيا والحق ان الرؤيا خيالات كمثل احاديث النفس يتجرد لها الدراكة فيجدها بمرأى منه ومسمع ويتولد خيال حق يمتلئ منه دماغه ويتولد فراسة صادقة الى غير ذلك وكل ذلك في حيز الحجاب بين الحضرة التي لا حجاب هنالك وبين الحجاب المتأكد من كل وجه ووجدت لكل من هذه الاشياء ميزانا ومقدارا ووجدت لكل مظنة يوجد هنالك والكلام المفرغ في هذا المشهد الاحاطة تلك الموازين والمظان والتفقيه باصولها وعسى ان يوفقنا الله تعالى لاحاطة في ثاني الحال **مشهد آخر** العارف اذا كان في حيز ما يلي الطبيعة لم يشاهد فعل الحق كما ينبغي ان يشاهد فربما اشتبه عنده الامر بما يجده حديثا من النفس وحالة الهيئة بامر طبيعي ويكون حلوثة

المشاهدة الثالثة والعشرون ٣٩ الى خمسة

پھر جب اللہ ارادہ کرتا ہے کہ خلقت کی طرف ساتھ نزول کتاب کے تدلی کرے تو اس مشہد کے صاحب کو ایک لباس نورانی باریک پہناتا ہے یہ رویت اسکی نسبت کلام ہو جاتی ہے پھر میں نے دیکھی اسکی انحدار و تنزل کی کیفیت حیز طبیعت اور عادت کیطرف تو کھل جاتی ہے اسکی چشم طبیعت اور بند ہو جاتی ہے چشم ملاء اعلیٰ تو ہو جاتا ہے اسکے روبرو ایک خیال جسے وہ دیکھتا تھا اور ایک امر کہ اسکو یاد کرتا ہے اسکے غائب ہونیکے بعد اور کبھی پاتا ہے طالب ملاذ و اسباب وہ شے جو اس سے سلب ہو گئی تھی یا اس سے منع کر دی گئی اور درمیان اسکے ترقی اور انحدار کے حالات کثیرہ ہیں جو میں نے مشاہدہ کیے ہیں اس مشہد میں بعضے انمیں سے وہ ہیں جو اعلیٰ کے بہت قریب اور بعض وہ ہیں جو اسفل کے بہت قریب ہیں پھر پیدا ہوتی ہیں ان حالات سے وہ جو میں تمہیں بیان کرتا ہوں پیدا ہوتا ہاتف اور پیدا ہوتا خاطر اور پیدا ہوتا خواب اور حق بات ہے کہ خواب خیالات ہیں مانند احادیث نفس کے کہ مجرد ہو جاتا ہے انکی طرف ادراک تو پاتا ہے مرایا اور مسمع میں اسکو اور پیدا ہوتا ہے خیال حق کہ جس سے اسکا دماغ بھر جاتا اور پیدا ہوتی فراست صادقہ علی ہذا القیاس اور یہ سب حیز حجاب میں ہیں درمیان اس حضرت کے کہ جہاں حجاب نہیں اور درمیان حجاب متاکد من کل وجہ کے اور میں نے ہر شے کی انمیں میزان اور مقدار کو پایا اور میں نے پایا ہر ایک کا مظنہ جو وہاں پایا جاتا لیکن میں نہیں فارغ ہوا اس مشہد میں واسطے احاطہ ان میزان اور مقدار کے اور کفایت کرتا ہوں انکے اصول پر اور قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمکو توفیق دے انکے احاطہ کی دوبارہ مشہد آخر عارف جب ہوتا ہے اس حیز میں جو قریب طبیعت ہے نہیں مشاہدہ کرتا فعل حق کو جیسا چاہیے مشاہدہ کرنا تو کبھی مشتبہ ہوتا ہے نزدیک اسکے الہام ساتھ خطرہ ـ ـ ـ

لا يعلم ما حكم الله فيها فيتردد يكون في ذلك برهة من الزمان ثم انه ينجذب الى جانب الحق فيصير عبد الله فيتجلى لكل شيء فيرجع نظره فهو الى تلك الامور المشتبهة والشكوك فينكشف ما اراده الحق وقضى فكانه يرى رأى عين فان كان مكلما كلم كلاما سويا وان مفهما الفنا فهم ولقن وانك عبرة بسورة الانفال سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن الانفال فلم يبين ما حكم الحق فيها وكيف تقسم وساقه الحق الى ذات الشوكة ليمحق الكفر فلما اجتمع ركب وذات الشوكة اختلف الآراء فالمراد بحق يجذب الى ذات الشوكة وميل الطبائع يجذب الى الركب ثم هدوا الى الحق ونزلت الامنة والمطر واهتزت القلوب الى الحرب ويدار مبدأ ذلك ارادة الحق بهم النصر ام امور طبيعية فلما انجذب النبي صلى الله عليه وسلم الى جانب الحق تجلى الامر في ذلك فان قلت اخبرني عن هذا الخير الذي تقول انه جانب الحق ما هو قلت همم الملأ الاعلى وعظماء المؤمنين ومطمح بصائرهم تجمع في تجلي من تجليات الحق وهو حظيرة القدس وهو الذي قال النبي صلى الله عليه وسلم ان آدم احتج موسى عند ربهما وهو قدم صدق عند ربهم ومن وجده فهو على بينة من ربه ويتلوه شاهد منه اي يدخل نفسه لون من تلك الحضرة هي داعية الحق في قلب المؤمنين فتدبر فان المسئلة دقيقة

مشهد آخر بينما انا متوجه الى النبي صلى الله عليه وسلم

حدیث نفس کی اور حالت اپنے ساتھ اثر طبعی کے اور ہوتا ہے کوئی حادثہ نہیں جانتا ہے کہ اس میں اللہ کا کیا حکم ہے تو متردد ہوتا ہے اور اسی میں ایک زمانہ گذر جاتا ہے پھر وہ منجذب ہوتا ہے طرف خیر حقکی پھر وہ ہو جاتا ہے عبد اللہ تو روشن ہو جاتی ہے اس پر ہر شئے پھر اسکی نظر پیچھے ہٹتی ہے اسکے پاؤں ان امور مشتبہ اور ان شکوک کیطرف تو اسکو کشف ہو جاتا ہے ارادہ حق کا اور اسکا حکم تو گویا کہ وہ اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے پس اگر ہوتا ہے کلام کیا گیا تو کلام کیا جاتا ہے برابر اور اگر ہوتا ہے سمجھایا گیا تو سمجھایا جاتا ہے اور تلقین کیا جاتا ہے اور تیرے واسطے عبرت ہے سورہ انفال کے سوال کئے گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انفال سے تو نہ بیان کیا کہ کیا حکم حق کا ہے انمیں اور کیونکر تقسیم کیجائے غنیمت اور دوڑا دیا اس حکم کو حق نے طرف ذات شوکت کے تاکہ کفر مٹا دے پھر جب مجتمع ہوئے سوار اور ذات شوکت دونوں تو مختلف ہوئیں رائیں امام حق تو جذب کرتا تھا ذات شوکت کیطرف اور میل طبائع جذب کرتی تھی طرف سوار کے پھر ہدایت کئے گئے وہ لوگ طرف حق کے اور نازل ہوئے سکون و مطر اور جنبش ہوئی دلوں کو طرف جہاد کے نہیں معلوم ہوتا تھا کہ اسکا سبب اللہ کا ارادہ انکی مدد کا تھا یا امور طبعیہ تھے پھر جس وقت منجذب ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خیر حق کی طرف تو کھلی حقیقت امر کی بیان کیگئی پس اگر تم پوچھو کہ جسے تم خیر حق کہتے ہو وہ بتاؤ کیا ہے تو سنو ملاء اعلی اور عظماء مومنین کی ہمتیں اور انکے مطمح نظر جمع ہوتی ہیں اللہ کی تجلیوں میں سے ایک تجلی میں اور وہ حظیرہ القدس ہے اور وہ ذکر ہے جیسے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدم اور حضرت موسی کی بحث ہوئی نزدیک انکے رب کے اور وہ قدم صدق عند ربہم اور جسنے اسے پایا وہ ہے علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاہد منہ یعنی اسکے نفس میں داخل ہوتا ہے رنگ اس درگاہ کا اور داعیہ حق کا مومن کے قلب میں پس خوب غور کرو مسئلہ دقیق ہے

مشہد آخر اس اثنا میں کہ میں متوجہ تھا طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

فیوض الحرمین آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی سوال — ترجمہ از فیوض الحرمین

اذ طلع نور شامخ امتلأ خيالي به وتحيرت تحيرا من شعشعانه فقيل لي من باطني على طريقة الفراسة والتفطن هذا نور العرش وله مدخل عظيم في نبوته صلى الله عليه وسلم ومعرفة حقيقتها لا يتم الا بمعرفة هذا النور ثم انحدرت الى حيز الفكر والروية فتذكرت ما روي في كتاب الدر المنثور في قصة حزقيل من رويته نور العرش وانعقاد رسالته على لسان هذا النور

مشاهدا خرى بالاجمال

سألته صلى الله عليه وسلم سوالا روحانيا كانه ... عليه ... عن التسبب وتركه ايهما احسن لي فنفح الى نفحة ... قلبي عن الاسباب والاولاد والمنزل ثم كشف لي فشاهدت طبيعتي تركن الى الاسباب وتستلذ بها وتطلبها وشاهدت روحي تركن الى التفويض وتستلذ به وتطلبه وشاهدت ان بينهما ... والمرضي لله هو الى مراد الروح نعم لله لطف خفي سيظهر من غير اختيار ونفح نفحة اخرى فتبين ان المراد الحق فيك ان تجمع شملا من شمل الامة المرحومة بك فاياك وما قيل ان الصديق لا يكون صديقا حتى يقول له الف صديق انه زنديق واياك ان تخالف القوم في الفروع فانما قضية المراد الحق ثم كشف انموذجا ظهر لي منه كيفية تطبيق السنة بفقه الحنفية من الاخذ بقول احد الثلاثة وتخصيص عموماتهم والوقوف

کہ یکایک ایک ایسا نور بلند طلوع ہوا کہ میرا خیال پر ہو گیا اور میں اس کی چمک سے متحیر رہ گیا پھر میرے باطن سے آواز آئی بطریق فراست اور تفطن کے کہ یہ نور عرش ہے اور اس کو نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دخل عظیم ہے اور انکی حقیقت کی معرفت پوری نہیں ہوتی جب تک اس نور کی معرفت نہ ہو پھر میں نازل ہوا طرف حیز فکر و رویت کے تو مجھے یاد آیا جو کتاب در منثور میں روایت ہے حزقیل کے قصہ میں رویت نور عرش سے اور اسکی نبوت کے منعقد ہونے سے اس نور کی زبان پر

مشاہدہ آخری بالاجمال یعنے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال روحانی جیسا کہ میں آگاہ کر چکا ہوں کہ کہا میرے واسطے تسبب اچھا یا ترک تسبب تو مجھے ایک ایسی خوشبو آئی کہ جسکے باعث میرا دل اسباب اور اولاد اور گھر کی طرف سے سرد ہو گیا پھر مجھکو کشف ہوا تو میں نے مشاہدہ کیا کہ میری طبیعت تو مائل ہے اسباب کی طرف اور اسکا ذائقہ چاہتی ہے اور اسے ڈھونڈتی ہے اور میری روح راغب ہے طرف تفویض کے اور اسکی لذت چاہتی ہے اور ڈھونڈتی ہے اور میں نے مشاہدہ کیا کہ دونوں باہم جھگڑ رہے ہیں اور رضا مندی الٰہی مراد روح میں ہے اور بیشک اللہ کا لطف خفیہ ہے بالا اختیار عنقریب ظاہر ہوگی پھر ایک اور خوشبو آئی اور ظاہر ہوا کہ مراد حق کی تجھ میں یہ ہے کہ جمع کرے تو شمع امت مرحومہ کو سو تجھکو اس سے بچنا چاہئے کہ جو کہا گیا کہ صدیق نہیں ہوتا ہے صدیق جب تک ہزار صدیق اسکو زندیق نہ کہیں اور خبردار کبھی قوم کا مخالف فروع میں نہ ہونا کیونکہ یہ بات ایک مراد حق کے منافی ہے پھر کھلا ایک اور نمونہ جس سے فقہ حنفیہ کے یعنی امام اعظم اور صاحبین کے اقوال میں سے کسیکے قول کو اختیار کرتے اور انکے عمومات کی تخصیص اور انکے مقاصد پر وقوف اور انکا حدیث کے معنی پر اکتفا کرنے میں حدیث کی مطابقت کی کیفیت مجھ پر ظاہر ہوئی اور کشف ہوئی تخصیص انکے عمومات کی اور ان کے مقاصد کا وقوف

مشاہدہ آخری بالاجمال و تحقیق مذاہب ۲۱

علی مقاصدہم والاقتصار علی ما نصہم من لفظ السنة ولیس فیہا تاویل بعید ولا ضرب بعض الاحادیث ببعضہا ولا ترک لحدیث صحیح بقول احد من الامة وھذہ الطریقة ان تمہا اللہ واکملہا فھی الکبریت الاحمر والاکسیر الاعظم ثم نفحة اخری فعلمت فیہا رضاہ سبحانہ باختیار طریق الانبیاء والتحمل لاعبائہم والتصدی لخلافتہم والشفقة علی الناس تعلیماً وارشاداً ودعاء ورفاہیتہم وطلب کونہم صالحین وفقنا اللہ سبحانہ للاخذ بہ سنة نبیہ علیہ الصلوٰة والسلام

مشہد آخر توجہت الی قبور ائمة اہل البیت رضوان اللہ علیہم اجمعین فوجدت لہم طریقة خاصة ہی اصل طریقة الاولیاء ابین لک تلک الطریقة وابین لک ما زاد انضم حتی صار طریقة الاولیاء فاقول طریقہم الالتفات الی الیادداشت اعنی التیقظ الاجمالی الی المبدء ولو من وراء الحجب ولکن مع الذہول عن الحجب ومع الذہول عن ان ھذا التیقظ من جوہر النفس او من العلم الحصولی وبالجملة تیقظ بسیط والتفات الی ھذا التیقظ بنوع ما فہذہ طریقتہم ولما فنی جوہر النفس من الاولیاء فی ھذہ النقطة بلا افناء ثم ھیئة اخری وراء التفات ثم الہموا سبلا یہتدون بہا الی الفناء فظہر الولایات بطولہا وعرضہا

مشاہد آخر استفدت من جناب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اور نقہ حنفیہ میں نہ تو تاویل بعید ہے اور نہ ضرب بعض حدیث کے بعضے پر اور نہ ترک کرنا ہے حدیث صحیح کا ساتھ قول ایک کے امت میں سے اور اس طریقہ کو اگر اللہ تعالیٰ پورا اور کامل کرے تو کبریت احمر اور اکسیر اعظم ہے پھر ایک خوشبو آئی اور اسمیں میں نے دریافت کیا اوس سبحانہ کو اس سے واسطے اختیار کرنے طریقہ انبیاء علیہم السلام کا اور تحمل کرنا انکی طرح سختیوں کا اور متصدی ہونا انکی خلافت کا اور لوگوں پر شفقت کرنا از روئے تعلیم وارشاد کے اور ان کی دعا ... رفاہیت کرنے اور صلاح انکی واسطے طلب کرنے کا ظاہر ہوا اور اللہ سبحانہ ہمکو توفیق بخشے سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

مشہد آخر متوجہ ہوا میں طرف قبور ائمہ اہل بیت کے رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تو میں نے پایا انکا ایک طریقہ خاص کہ اصل طریقہ اولیاء کا وہی ہے سو میں تمسے بیان کرتا ہوں وہ طریقہ اور تم سے بیان کرتا ہوں جو اس طریقہ سے منضم ہو گیا ہے یہاں تک کہ وہ ہو گیا ہے طریقہ اولیا کا سو تم نزدیک انکا طریقہ یادداشت کیطرف التفات ہے یعنی ایک تیقظ اجمالی بیداری کی طرف اگرچہ پردوں کے پیچھے ہو لیکن ذہول ہو پردوں سے اور ذہول اس امر سے کہ یہ بیداری جوہر نفس سے ہے یا علم حصولی سے ہے غرض تیقظ بسیط ہے اور التفات اس بیداری کے کسی نوع سے ہے پس یہ طریقہ ہے ان کا اور جب کہ فانی ہو گیا جوہر نفس اولیائے اس نقطہ میں تو انکی فنا کی اور رہی صورت ہو گئی سوائے التفات کے پھر ان کو ایسے راستے الہام ہوئے۔ جن سے ہدایت پائیں طرف فنا کے۔ پس ظاہر ہوئیں ولایتیں مع طول اور عرض کے تمام

مشاہد آخری مستفید ہوا میں درگاہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

المشاہدة الثالثة والعشرون ۲۳ | المشاہدة الثالثة والثلثون ۳۲

ان كل من حصل منه قصور في نقض العلاقات
الحجابية من قلبه واثبات محبة الحق سبحانه وفي عداوة
الغير والسوى كما قال سيدنا ابراهيم عليه السلام
انهم عدو لي الا رب العالمين والاكباب على
الهيمان به تحققا لا معرفة فقط فانه مغرور
كائنا من كان سواء منعه عن هذه الحالة
العلاقات الطبيعية والاستغراق في مشاهدة
سريان الوحدة في الكثرة بحيث يصير محبا لكل شيء
لما فيه من سريان محبوبه او غير ذلك من الانواع
واستفدت منه صلى الله عليه وسلم ثلثة امور
خلاف ما كان عندي وما كانت طبيعتي تميل
اليه امثل ميل فصارت هذه الاستفادة من براهين
الحق تعالى علي احدها الوصاة بترك الالتفات الى
التسبب فاني كلما انحدرت الى الطبيعة غلب
علي العقل المعاشي فصرت احب التسبب
ويجول فكري في تمهيد الاسباب التي يحصل منها
الاولاد والاموال وكلما لحقت بالنبي صلى الله
عليه وسلم وبالملاء الاعلى جردت عن هذه الارادة
اخذ مني العهود والمواثيق ان لا التسبب حتى
صارت مناقضة هذا لذلك محسوسة بمنزلة الظلمة
والنور والنسيم الطيب والحرور واكثر دافي نفس
الامور المناقضة فيها بل هي على متن الصواب
بحمد الله بكون الطبيعة مستسلمة للالهام
ولكن بقي علي كل شيء من مناقضة هذا الامر
سر عجيب وثانيها الوصاة بالتقليد بهذه المذاهب الاربعة

کہ جس شخص سے قصور ہوا ہے کہ دل سے نقض علاقات حجبیہ اور اثبات
محبت حق تعالی میں اور اسکے غیر و سوا کی عداوت میں جیسا کہ
کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہم عدو لی الا رب العالمین
اور منہ کے بل گر پڑنے میں سب اسکی سرگشتگی عشق میں از روئے
تحقیق کے نہ فقط معرفت کے تو وہ شخص مغرور ہے اسمیں
کوئی ہو برابر ہے کہ اسے منع کیا ہو اس حالت سے علاقات
طبیعت نے یا مشاہدہ سریان وحدت فی الکثرت کے استغراق نے
اس حیثیت سے کہ ہر شے کو دوست رکھے اس لئے کہ اسکے
محبوب کا اسمیں سریان ہے یا سوائے اسکے اور کوئی نوع
میں سے اور استفادہ کیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تین
امور اپنے عندیہ کے خلاف اور اسکے خلاف جدھر میری طبیعت
بہت مائل تھی تو یہ استفادہ ہو گئی میرے واسطے برہان حق تعالی
کی ایک تو وصیت ترک التفات کی طرف تسبب کے کیونکہ
جب میں تنزل کرتا تھا طبیعت کی طرف تو مجھ پر عقل معاش
غلبہ کرتی تھی میں دوست رکھتا تھا اسباب معاش کو اور
دوڑاتا تھا فکر کو تمہید اسباب میں جس سے حاصل ہو مال
اور اولاد اور جب میں لاحق ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
اور ملاء اعلی سے اس ارادہ سے مجرد اور آزاد ہو گیا اور
مجھ سے عہد و پیمان لیا گیا کہ چھوڑ دوں تسبب کو یہاں تک
کہ تناقض ان دونوں امر میں محسوس ہو بمنزلہ ظلمت
اور نور کے یا اچھی ہوا اور گرم ہوا کے اور اکثر مجھ میں جو امر ہائے
مناقضہ نہ تھا بلکہ وہ بطریق صواب کے تھا الحمد للہ کہ
طبیعت سلامتی طلب تھی واسطے الہام کے لیکن باقی
تھی ایک شے پر مناقضہ سے واسطے ایک سر عجیب کے اور
دوسرا امر ہے ان مذاہب اربعہ کی تقلید کی وصیت

لا اخرج منها والتوفيق ما استطعت وجبلتني تأبى
التقليد وتأنف منه راسا ولكن شيء طلب مني
التعبد به بخلاف نفسي وهنا نكتة طويت ذكرها
وقد تفطنت بحمد الله بسر هذه الجبلة وهذا الوصية
وما الزم الوصية بتفضيل الشيخين رضي الله عنهما
فان طبيعتي وفكري اذا تركنا وانفسهما فضلنا عليا
كرم الله وجهه واحبا له اشد محبة ولكن شيء طلب مني
التعبد به خلاف المشتهى وهي ان هذه المناقضات
مني اولا ان شدة الجامعية هي التي اوقعتني في ذلك

المشاهدة الرابعة والثلثون ٣٤

مشهد آخر رايت وانا اطوف بالبيت العتيق
لنفسي نورا عظيما يغشى الآفاق ويبهر اهلها وفطنت
ان القطبية اعني الارشادية انما يصح بمثل هذا النور الذي
يبهر ويغلب ولا يغلب وان من شانه الذي يأتي عليه ولا يؤتى
فتدبر

المشاهدة الخامسة والثلثون ٣٥

مشهد آخر هذا البيت العتيق والبناء
الشامخ رايت فيهم الملأ الاعلى والملأ السافل
ملصقة به متعلقة تعلقا يشبه تعلق النفس بالبدن
ورايته محشوا بهممهم وارواحهم كالورد يكون محشوا
بماء الورد والقطن يتخلله الهواء ورايت نبعات عزم
الناس الى هذا البيت لانبساط هممهم بحضرة فيها
الملأ الاعلى والسافل

المشاهدة السادسة والثلثون ٣٦

مشهد آخر اطلعني الله
سبحانه على ما هو فاهل بي وما نحر لي من النعم
الظاهرة والباطنة واعطاني العصمة من المؤاخذة
دنيا وآخرة فكل ما تجري علي من الشدائد
فانما هو من مقتضيات الطبيعة لا من
باب المؤاخذة من علي بهذا ان اخبرني

لئیں نہ نکلوں تو اور بموافقت کروں تا بمقدور اور میری سرشت انکار
تقلید کا اور انکار اس سے سرگردانی کرتی تھی جو طلب کی گئی مجھسے وہ تقلید
کی سپردگی بخلاف سیر نفس کے اور یہاں ایک نکتہ ہے کہ میں نے اسکا ذکر
ترک کیا اور الحمد للہ مجھکو اس جبلت اور اس وصیت کا راز دریافت ہو گیا اور بتدبر
امر وصیت ... امر کہ تفضیل شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کے کیونکہ جب میری
طبیعت اور فکر چھوڑی جاتی تھی تو وہ دونوں تفضیل کرتی تھی حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کی اور بہت ہی محبت رکھنے لیکن اسمیں بھی مجھسے اسکی تعبد کرائی
جاتی خلاف خواہش کے افسوس یہ مناقضے مجھسے اگر نہ ہوتے تو شدت جامعیت
ہوتی جس نے مجھکو اسمیں ڈالا مشہد ۳۴ آخر میں نے دیکھا جبکہ میں طواف کرتا تھا کعبہ
شریف کا اپنے نفس میں ایک نور عظیم کہ اس نے ڈھانک لیا شہروں کو اور
روشن کر دیا ہے اسکے اہل کو میں نے دریافت کیا کہ قطبیت یعنی ارشاد
صحیح ہوتی ہے اسی نور سے کہ سب پر غالب ہے کسیکا کسی سے مغلوب
نہیں ہوتا اور سبکو روشن کرتا ہے اور اسکو کوئی روشن نہیں کرتا
اور ہوتے اس پاس آتی ہے اور کہیں نہیں جاتا پس غور کر
مشہد آخر اس بیت عتیق یعنی کعبہ شریف کو اور اس بنائے بلند
کو میں نے دیکھا کہ اسمیں ہیں ملاء اعلی کی اور ملاء سافل کی ملحق ہیں
اس سے اور اس سے ایسی متعلق ہیں جیسے نفس بدن سے اور
میں نے دیکھا اسکو بھرا ہوا انکی ہمتوں اور انکی ارواحوں سے جیسے
گلاب کے پھول میں عرق گلاب اور روئی میں ہوا اور میں نے
دیکھا برانگیختہ ہونا لوگونکی خواہشات کا اس بیت شریف
کیطرف بسبب وابستہ ہونے انکی ہمتوں کے ساتھ اس کے
جسمیں ملاء اعلی و ملاء اسفل مشہد آخر اطلاع دی مجھکو اللہ
سبحانہ نے اس شیء کی کہ وہ مجھے کرنے آتا اور دینے آئی مجھکو نعمتیں ظاہر اور باطن کی
اور عطا کی مجھکو عصمت دنیا و آخرت کی مواخذہ سے اپس جو سختیاں کہ مجھ پر گذریں
وہ مقتضیات طبیعت کے ہیں نہ مواخذہ کی وجہ سے مجھ پر اسکا احسان کیا اور خبر دی مجھکو تو

بانہ شیئ قل ما منح بہ الاولیائہ واعطانی برد العیش وجعلنی لی من کل سعادۃ نصیبا معتدا بہ وکسانی خلعۃ الخلافۃ الباطنۃ فظہر ہذا لی مرۃ دفعۃ وبہر عقلی ثم انفسر علی بعد ففہمت الامر علی ما ہو علیہ

تحقیق شریف قد یکشف علی العارف ما سیأتیہ من نعم اللہ سبحانہ واہل اللہ علی طبقتین فی کشف ہذہ الامور فاصحاب الکشف الالہی یرون تلک الموافقۃ فی مرآۃ الحق یعنی یرون محل تلک الموافقۃ ہذا العبد ویعرفون انعقاد ارادۃ فی الملاء الاعلی بایجاد کذا وکذا وتقریب کذا وکذا ولیس نظرہم ینصرف الی نفس تلک الواقعۃ فلذلک لا یستطیعون ان یخبروا عن تفاصیل تلک الواقعۃ کما یخبر عنہا صاحب الکشف الکونی وربما انکشف لہم خزائن تلک الافاضات من الملاء الاعلی ومنابعہا کما قال عز من قائل وان من شیئ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم فیبہر الحواس الظاہرۃ والباطنۃ التی ہی اجزاء بہیمیۃ منہ فی بعض الاحیان ما ینشعشع علیہ من الانوار الجلیۃ والمنابع ولا یدری ما ہذا المقدار الذی ینزلہ وہذہ حضرۃ عجیبۃ ینبغی ان یحتاط فیہا لئلا یختلط بذلک حضرۃ رویۃ وتفکر وحدیث نفس فیری الصغیر کبیرا والحقیر عظیما لمعنی فی المرآۃ فیخبر بکبر ہذا المقدار النازل وعظمتہ فیکذب وہذا احد بنائی قولہ تبارک وتعالی وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ واصحاب

کہ وہ ایک ایسی شے ہے کہ کم ملی ہے اولیاء کو اور عطا کی مجکو خوش زندگانی اور ہر سعادت سے مجکو اچھا حصہ دیا اور مجکو خلافت باطن کا خلعت پہنایا پس ظاہر ہوا یہ امر ایک دفعہ اور متحیر ہوگئی میری عقل پھر اسکے بعد تو سمجھ گیا میں حقیقت حال۔

تحقیق شریف کبھی عارف پر کشف ہو جاتی ہیں وہ نعمتیں جو اللہ کی طرف سے آنے والی ہیں پس اہل اللہ ان امور کے کشف کے اعتبار سے دو گروہ ہیں اصحاب کشف آلہی تو دیکھتے ہیں اس موافقت کو حق کی مرآت میں یعنی دیکھتے ہیں حق کی نظر اس بندہ پر اور پہچان لیتے ہیں ارادہ منعقد ہونیکا ملاء اعلی میں ایسے اور ایسے ایجاد اور تقریب کے ساتھ اور انکی نظر اس واقعہ کی حقیقت کیطرف نہیں پڑتی تو اسی واسطے وہ خبر نہیں دے سکتے اس واقعہ کے تفصیل کی جسطرح خبر دیتے ہیں اسکی صاحب کشف کونی اور کبھی انکو منکشف ہوتے ہیں خزانے ان افاضات ملاء اعلی کے اور چشمے جیسا خدا تعالی فرماتا ہے ۔ ان من شیئ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم ۔ پس غالب ہو جاتے ہیں حواس ظاہری اور باطنی پر خزائن اسکے اور چشموں کے وہ انوار جو اسپر چمکتے ہیں اور نہیں دریافت ہوتا کہ کسقدر ہے جو نازل ہوگا اور یہ درگاہ عجیب ہے چاہیے کہ احتیاط کرے اسمیں تا مخلوط نہ ہو جائے یہ درگاہ رویت و تفکر اور حدیث نفس سے کہ دیکھے صغیر کو کبیر اور حقیر کو عظیم بسبب معنی مرآت کے تو خبر دی بڑائی اس مقدار نازل کی اور عظمت اسکی تو پھر جو جھوٹا ٹھیرے اور یہ ایک منطبہ ہے منشاؤں سے قول اللہ تبارک وتعالی وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ ۔ اور اصحاب

الكشف الكوني يطلعون على تلك الواقعة بمثل رؤيا او هاتف من غير معرفة الخزائن والمبادي فإن كانوا ممن لا يحتاجون الى تعبير لموافقة تصوير خيالهم بتصوير الطبيعة الكلية لمعنى تلك الى في جسد او جسم او جسماني كان الامر عليها او هي غير تفاوت والا احتاجوا الى التعبير وكان الوقوف على حقيقة الامر اصعب من خرط القتاد. ايضاً تحقيق شريف للامة المرحومة اسوة حسنة برسول الله صلى الله عليه وسلم لاصحاب الخلافة الظاهرة اعني المعتنين باقامة الحدود واعداد ادوات الجهاد وسد الثغور واجازة الوفود وجباية الصدقات والخراج وتفريقها على مستحقيها وفصل الاقضية والنظر في اليتامى واوقاف المسلمين وطرقهم ومساجدهم واشباه هذه الامور فمن كان مشتغلا بهذه الامور نسميه بالخليفة الظاهر لهم اسوة حسنة برسول الله صلى الله عليه وسلم فيما اسس من هذا الباب بالتفصيل المذكور في كتب الحديث ولاصحاب الخلافة الباطنة اعني المعتنين بتعليم العلم والقرآن والسنن والآمرين بالمعروف والناهين عن المنكر والذين يحصل بكلامهم نصرة الدين اما بالمجادلة كالمتكلمين او بالموعظة كالخطباء الاسلام او بصحبتهم كمشائخ الصوفية والذين يقيمون الصلوة والحج والذين يرشدون الى طرق اكتساب الاحسان والمرغبون في النسك والزهد والقائمون بهذه الامور الذين نسميهم

کشف کونی سے مطلع ہوتے ہیں اس واقعہ پر مانند خواب یا ہاتف کے بغیر جانے خزائن اور مبادی کے تو اگر ہوتے ہیں ایسے ہی جو تعبیر کی حاجت نہ رکھیں بسبب موافق ہونے انکے خیال کے تصویر کے تصویر طبیعۃ کلیہ کے ساتھ واسطے معنی مثالی کے جو جسد ارضی میں ہے جسم ہو یا جسمانی تو ہوتا ہے وہ امر ویسا ہے جیسا آنکھوں سے دیکھا بلا تفاوت اور نہیں تو حاجت ہوتی ہے تعبیر کی اور حقیقت امر پر اس وقت واقف ہونا درخت خاردار پر ہاتھ پھیرنے سے زیادہ دشوار ہوتا ہے تحقیق شریف امت مرحومہ کیواسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی بہت خوب ہے اصحاب خلافت ظاہری کو حدیں جاری کرنے اور اسباب جہاد تیار کرنا اور حد ولایت نگاہ رکھنی اور ایلچیوں کو اجازت دینی اور فراہم کرنا صدقات کا اور خراج کا اور اسکو انکے مستحقوں پر تفریق کرنا اور قضایا فیصل کرنے اور یتیموں کا غور کرنا اور مسلمانوں کے اوقاف اور رستوں کی حفاظت اور مسجدوں کی خبرگیری اور علی ہذا القیاس جو ان امور میں مشغول ہو اسکو ہم خلیفہ ظاہر کہتے ہیں اسکے واسطے پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت اچھی ہے جو طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس باب میں اور اسکی تفصیل کتب حدیث میں مذکور ہے اور جو اصحاب خلافت باطنی ہیں یعنی شرائع تعلیم کرتے ہیں اور قرآن شریف اور سنت شریف اور اچھی باتیں بتلاتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور جن کے کلام سے دین میں نصرت حاصل ہوتی ہے یا تو بمجادلہ جیسے متکلمین یا نصیحت سے جیسے خطباء یا صحبت سے جیسے مشائخ صوفیہ اور جو قائم کرتے ہیں نماز اور حج ادا کرتے ہیں اور جو لوگ رہنمائی کرتے ہیں احسان کے طریق حاصل کرنے کی اور رغبت دیتے ہیں عبادت اور زہد کی ان لوگوں کو ہم کہتے ہیں

خلافت باطنی

مشائخ صوفیہ

فهذا بالخلفاء الباطنين لهم اسوة حسنة برسول
الله صلى الله عليه وسلم فيما اسس من هذا الباب
بالتفصيل المذكور في كتب الحديث فهذه المقدمة
بكليتها مجمع عليها ولذلك ترى الفقهاء يأخذون
بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم في امثال هذه
المظان ويتمسكون بها ذلك ولما اصّلنا هذا الاصل
قلنا ان نفرع عليه الاخذ بالبيعة وقد ذكرنا
هذه المسئلة في القول الجميل في بيان سواء السبيل
ولنا ان يفرع عليه بعث الدعاة والرسل فان
رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يبعث في
الاقطار والقبائل من يدعوهم الى الايمان بالله
ورسوله ويبلغهم الشرائع كما بعث ابا موسى رضي
الله عنه الى الاشعريين واباذر رضي الله عنه
الى غفار واسلم وعمرو بن مرة رضي الله عنه الى جهينة
وعامرا الحضرمي رضي الله عنه الى بني عبد القيس
ومصعب بن عمير رضي الله عنه الى اهل المدينة و
لم يفوض اليهم شيئا من امور الخلافة الظاهرة انما كان
شانهم دعوة الناس الى الاسلام وتعليم القرآن و
سنن وفرق بين الخليفة الظاهر والخليفة الباطن
من حيث ان تعدد اهل الباطن لا يفضي الى تخاصم
ونزاع دون الخلافة الظاهرة وفرق بين الخليفة
وبين الداعي والرسول فان الخليفة ينبغي ان يكون
عالما وسيع العلم وسيع الكلام والداعي ينبغي
ان يكتب له عهد يعمل عليه ليس له وراء ذلك
ويرجع فيما اشكل الى الخليفة واكثر سنن الدعاة

خلیفہ باطنی انکے واسطے پیروی اچھی ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی کہ جو فرما دیا ہے آپنے اس باب میں جسکی تفصیل مذکور
ہے کتب حدیث میں پس اس مقدمہ کل پر اجماع ہے اور اسی
واسطے تم دیکھتے ہو کہ فقہا اخذ کرتے ہیں سنت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے اور سند لیتے ہیں سنت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے انمیں اور جب ہمنے اسکو اصل قرار دیا تو ہمارے
واسطے جائز ہے کہ ہم اسپر بیعت لینے کا مسئلہ تفریع کریں اور
اس مسئلہ کو ہمنے قول الجمیل فی سواء السبیل میں ذکر کر دیا ہے تو اب
ہمارے واسطے ان جیسے امور میں ہے کہ ہم تفریع کریں اسپر بھیجنا داعیوں
اور نائبوں کا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجتے تھے اطراف
میں اور قبائل میں ایسے لوگ جو داعی ہوں اللہ اور اسکے رسول کی
پر ایمان لانیکی طرف اور انکو احکام شرعی پہنچائیں چنانچہ آپنے
بھیجا ابو موسی رضی اللہ عنہ کو قبیلہ اشعری میں اور ابو ذر رضی
اللہ عنہ کو غفار اور اسلم میں اور عمرو ابن مرہ رضی اللہ عنہ کو طرف جہینہ
کے اور عامر حضرمی رضی اللہ عنہ کو طرف بنی عبد القیس کے اور مصعب
ابن عمیر رضی اللہ عنہ کو طرف اہل مدینہ کے اور انکو کچھ تفویض
نکیا امور خلافت ظاہری میں سے بلکہ انکا یہ کام تھا کہ لوگوں کو اسلام
کیطرف بلاویں اور تعلیم کریں قرآن شریف اور سنت اور فرق
خلیفہ ظاہری اور باطنی میں یہ ہے تعدد اہل باطن سے نزاع
باہمی نہیں ہوتا انکی آپس میں خصومت نہیں ہوتی بخلاف
اہل ظاہر کے اور فرق درمیان خلیفہ اور داعی کے اور ایلچی
کے یہ ہے کہ خلیفہ تو چاہیے عالم وسیع العلم وسیع الکلام اور
داعی کو لکھدیا جائے ایک دستور العمل اسپر
عمل کرے اس کے سوا جو مشکل
بات ہو تو خلیفہ سے رجوع کرے اور اکثر طریقے داعیون

والرسل تؤخذ من بعث النبي صلى الله عليه وسلم إياهم إلى قوامهم قبل الهجرة فتدبر

المشاهدة السابعة والثلثون ۳۷

مشهد آخر وجدت روحي تضاعفت وعظمت وسبغت واتسعت فتأملت في هذه الوجدان ففطنت بأنه شيء يجده العارف وسره حلول أسرار الحضرات الإلهية المنعقدة في الملأ الأعلى بروحه ونزول بركات الأسماء الإلهية المنعقدة في المدارك أجمالا أولا والمنفسرة بآيات متلوة منزلة على قلب رسول مجتبى أو أسماء مشهورة صار التعبير بها عن الحق بحسب صدور تلك الآثار منه جبلة مجبولة وطبيعة وديدنا في الناس ثانيا فحلول تلك الحضرات والبركات بروحه يورث فيها سعة وقوة فلترى أحدا يحدق في مثل هذا لرجل لامتلأ منه رعبا وتعظيما وظهر من سبحات وجهه كرم ذاته وظهرت البركات في فراسته وهمته. فهذا سر هذا الوجدان وأصله.

المشاهدة الثامنة والثلثون ۳۸

مشهد آخر رأيت حضرة نسبتها من الطبيعة الكلية نسبة قوة الإرادة والعزم المقرونين بالتحريك من طبيعة فرد من أفراد الإنسان فكما أن خيال الإنسان يتمثل فيه لذة جلب نفع أو دفع ضرر ثم يصطفي الخيال خلاصة هذه الصورة فيلقيها في تلك القوة فتنبعث القوة فيحصل العزم فيحصل تحريك العضلات إلى الفعل المطلوب فكذلك النفس القوية المتجردة يتمثل عندها هيئة ظهور واقعة في الناسوت فتصطفي خلاصة تلك الصورة

اور ایلچیوں سے اخذ کئے جاتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داعی اور ایلچی بھیجنے سے طرف قوموں کے ہجرت سے پہلے پس غور کر

مشہد آخر میں نے اپنی روح کو پایا کہ وہ دو چند اور عظیم اور فراخ اور وسیع ہوگئی تو میں نے اس بات کو سوچا تو دریافت ہوا کہ عارف اس شے کو پاتا ہے اور اس کا راز یہ ہے کہ حضرات الٰہیہ کے اسرار جو منعقد ملاء اعلیٰ میں ہیں عارف کی روح میں حلول کرتے ہیں اور نزول ہوتا ہے برکات اسمائے الٰہی کا جو منعقد ہیں مدارک میں اجمالاً اولاً اور مفسر ہیں ساتھ آیات متلوہ منزلہ اوپر قلب رسول مجتبیٰ کے صلی اللہ علیہ وسلم یا اسمائے مشہورہ جنکو تعبیر کرتے ہیں حق سے موافق صدور ان آثار کے اس سے از روئے سرشت و جبلت کے اور طبیعت اور لوگوں کی عادات کے ثانیاً پس حلول ان حضرات کا اور برکات کا عارف کی روح میں پیدا کرتا ہے وسعت و فراخی اور قوت پس نہ دیکھیگا تو کسی کو کہ وہ ایسے شخص کو غور سے دیکھے اور اسکے رعب میں نہ آجاوے اور اسکی تعظیم نہ کرے اور ظاہر ہوتا ہے اسکے جلال چہرہ سے اسکی ذات کا کرم اور اسکی فراست و ہمت میں برکتیں پس یہ اس وجدان کا سر اور اسکی اصل ہے

مشہد آخر میں نے دیکھی ایک حضرت کہ اسکی نسبت طبیعت کلیہ سے ایسی ہے جیسے نسبت قوت ارادہ و عزم کی جو ملا ہوا ہے ساتھ حرکت طبیعت کے کسی فرد کے افراد انسان میں سے جسطرح انسان کے خیال میں لذت نفع حاصل کرنے کی یا ضرر دفع کرنے کی متمثل ہوتی ہے پھر خیال خلاصہ اس صورت کا چھانٹ لیتا ہے اور اس قوت میں اسکو ڈالدیتا ہے تو وہ قوت برانگیختہ ہوتی ہے تو عزم حاصل ہوتا ہے پھر عضلات کو حرکت حاصل ہوتی ہے طرف مطلوب کے۔ اسیطرح نفس قوی مجرد کے نزدیک متمثل ہوتی ہے ہیئت ظہور واقعہ کی عالم ناسوت میں اور نکال لیتی ہے خلاصہ اس صورت

فیوض الحرمین

المطلوب فتحلها مع معرفتها بربها الى تلك الحضرة
فينبعث القضاء من قلب الطبيعة الكلية ويتحصل
صورة الواقعة في المثال ثم اذا جاء وقت حدوث
في الناسوت احدثها الله كما خلقها في المثال
وفطنت ان تاثير الهمة بالوجه الذي ذكرنا هو
كمال الانسان وانه معد لصيرورة النفس جارحة
من جوارح الحق في البرزخ **تحقيق شريف**
قد ينكشف على العارف ان القضاء تعلق حتما
بايجاد الواقعة الفلانية على نحو كذا وكذا وان القدر
في ذلك مبرم [illegible] الله هذا العارف بجعل همته
ويلحّ في الدعاء حتى ينقلب القضاء قضاء [illegible]
على نحو آخر فيوجد حسب الهمة وذلك كما روي
عن سيدي عبد القادر الجيلاني رضي الله عنه في
قصة تاجر من اصحاب حماد الدباس وكما وقع
لسيدي الوالد رضي الله عنه في قصة [illegible]
الله وغيرهما وفيه من الاشكال ما لا يخفى والحق
عندي انه يكون على وجهين احدهما ان بعض
الاسباب العالية اقتضى هذا الامر اقتضاء [illegible]
كذا وكل اقتضاء فانما [illegible] واحد وليس فيه
احتمال نقيضه وانما انه صورة الواقعة [illegible]
واقعة من غير انقباض يرد عليها بسبب آخر
فانكشف عليه هذا الاقتضاء الناقص بصورته
وهيئته ورأى منبع القدر المبرم [illegible]
هذا الاقتضاء ولم يره صراحا فظن ان القدر المبرم
ثم ان همته صارت سببا من الاسباب

ترجمہ اردو فیوض الحرمین

مطلوب ہوگا اور اسکا تعلق ہے اپنے رب کی معرفت کیساتھ [illegible]
دربار میں پھر برانگیختہ ہوتا ہے حکم طبیعت کلیہ کے قلب سے اور
عالم مثال میں صورت واقعہ آتی ہے پھر جس وقت عالم ناسوت
میں اس واقعہ کے پیدا ہونے کا وقت آتا ہے اللہ اسکو پیدا
کردیتا ہے جیسے پیدا کیا تھا عالم مثال میں تو پہنچے دریافت کیا کہ ہمت
کی تاثیر اس وجہ سے جو ہم نے بیان کی ہے وہ انسان کا کمال ہے اور وہ مستعد
ہے اس بات کی کہ نفس جوارح ہو جاوے حق کے جوارح سے عالم
برزخ میں **تحقیق شریف** کبھی منکشف ہوتا ہے عارف کو
[illegible] متعلق ہے فلانی واقعہ کے ایجاد کرنے میں اس طرح
اور اس طرح اور اس میں تقدیر مبرم ہے پھر وہ عارف [illegible]
[illegible] ہمت سے اور دعا میں الحاح کرتا ہے یہاں تک کہ قضا
منقلب ہو جاتی ہے ایجاد میں دوسری طرح پر اور پایا جاتا ہے
اسکو حسب ارادہ [illegible] حضرت سید عبد القادر جیلانی
رضی اللہ عنہ سے بیان میں ایک سوداگر کے جو حضرت حماد [illegible]
کے اصحاب میں سے تھا اور جیسا کہ واقع ہوا جناب والد
رضی اللہ عنہ سے [illegible] وغیرہ کے اور اس میں
جو اشکال ہے وہ مخفی نہیں ہے اور حق [illegible]
[illegible] اسباب عالیہ مقتضی ہوتے
ہیں اس امر کے [illegible] ہر اقتضا میں
ایک [illegible]
[illegible] اور وہ [illegible] انقباض ہے جو [illegible]
[illegible] عارف پر یہ اقتضا
[illegible] دیکھتا ہے منبع قدر مبرم
[illegible]
[illegible] ہوجاتی ہے [illegible]

المعد لنزول القضاء فعند من احمتها تلك الاسباب كانت حكمة الله ان يقبض امرا ما كان عليه ويبسط امرا كان عليه فيظهر تفرادة والثانى ان الله سبحانه يخلق صورة تلك الواقعة فى عالم المثال من اجزاء القوى الروحانية قبل ان يخلقها من الاجزاء الجسمانية ثم ينزلها الى الدنيا فتصير متحدة بالواقعة الناسوتية وهذا معنى انزال القرآن وانزال الميزان والحديد وانزال البلاء فيعالجها الدعاء فهذا الصورة المخلوقة فى عالم المثال ربما يلحقها المحو قال عز من قائل يمحو الله ما يشاء ويثبت وعنده ام الكتاب والمحو هو الذى يسمى رد القضاء قوله صلى الله عليه وسلم لا يرد القضاء الا الدعاء فيكشف على العارف وجود تلك الواقعة ويعبر عن ذلك بالقضاء المبرم ثم تصادمه الهمة فتحوله عن متن طبيعته والله اعلم **تحقيق شريف ايضاً** قد يعد الله سبحانه لواحد من اهل الله موعودا ثم لا يظهر الامر على ما وعد مع كون الهام حقا فيشكل هذا على كثير من الناس تكلم المشائخ فى دفع الاشكال فقالوا ربما يكون اللطف بهذا العبد ان يوعد بوعد فيرغب فيه وينتظر له ثم لا يوفى بالوعد ويترقى من حب النعمة الى حب المنعم ومن حب الافعال الى حب الذات والصفات يريدون ان ترك الوفاء بالوعد ليس نقيصة يجب تنزه الله سبحانه عنها بالاطلاق

سعد جس سے واسطے نزول قضا کے پس جو تت مزاحم ہوئے ان اسباب کے اس ہمت سے اللہ کی حکمت ایک امر قبض کرتی ہے اور دوسرا امر بسط کر دیتی ہے تو مراد ظاہر ہو جاتی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے صورت اس واقعہ کی عالم مثال میں اجزائے قوائے روحانیہ سے پہلے اس کے کہ اس صورت واقعہ کو پیدا کرے اجزائے جسمانیہ سے پھر اسے دنیا کی طرف نازل کرتا ہے تو متحد ہو جاتی ہے وہ صورت واقعہ ناسوتیہ سے اور یہ معنی ہیں نازل کرنے انعام اور میزان اور حدید کے اور نازل کرنے بلا کے پس معالجہ کرتی ہے اسکا دعا پھر یہ صورت مخلوقہ عالم مثال کی بھی محو ہو جاتی ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے محو اللہ ما یشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب اور محو وہ شے ہے جسکا نام رد قضا ہے قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں کہ اسکے پاس اصل کتاب ہے لا یرد القضاء الا الدعا پس کشف ہوتا ہے عارف پر وجود پر اس واقعہ کا اور تعبیر کرتا ہے اسکو قضائے مبرم پھر صادم ہوتی ہے اسکو ہمت تو پھیر دیتی ہے اسکی طبیعت کے متن سے واللہ اعلم **تحقیق شریف** کبھی وعدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ سبحانہ کسی اہل اللہ سے پھر نہیں ظاہر کرتا اس امر کو اس وعدہ پر باوجود دیکہ الہام حق ہے تو مشکل ہوتی ہے یہ بات اکثر لوگوں پر اس اشکال کے دفع کرنے میں مشائخ نے کلام کیا ہے تو کہا ہے مشائخ نے کہ اکثر اوقات لطف الہی اس بندہ پر ہوتا ہے کہ ایک ایسا وعدہ کرتا ہے جس سے اسکو رغبت ہے اسکا انتظار کرتا ہے پھر وہ وعدہ وفا نہیں ہوتا تو یہ بندہ محبت نعمت سے ترقی کرکے منعم کی محبت کرتا ہے اور افعال کی حب سے حب ذات و صفات کرتا ہے مشائخ نے ارادہ کیا اس امر سے یہ وعدہ وفا نہ کرنا نقص نہیں ہوگا واسطے اللہ تعالیٰ اسکی تنزیہ سے مطلق

بل ربما يكون منشأ وغرورا ومن ليس أن يكون من باب النقيصة والله منزه عن هذا القسم وربما يكون لطفا بالعبد وسببا للترقية وتقريبا له فهذه من صفات الكمال ولهذه انظار منها تقديم كلمة او تاخيرها من محلها للضرورة رعاية الفاصلة وكذلك التكلم بالمجاز لضرورة فقد كلمة مثلها من الحقيقة في العذوبة او مثل ذلك فان اخذنا ذلك بمعنى الاضطرار وعدم القدرة كان نقيصة وان اخذناه بمعنى نزول القرآن على لغة قريش وكان من لغتهم التقديم والتاخير لرعاية الفاصلة والتجوز لعذوبة فانزل وفق لغتهم من غير اضطرار له الى ذلك ولكن لطفا بهم ليكون الكتاب بلغتهم التي يعرفونها فيتدبروه حق تدبره كان من صفات الكمال فهذا قولهم وهذا توجيههم وتحريره لكنا نقول هذا وجدان حق انكشف لهم ثم رجعوا بعد ذلك الى رويتهم فاستقبلهم علومهم التي خزنتها صدورهم فنجم منها تاويل وجدانهم وزال اطمينان قلوبهم بالوجدان اطمينانا بهذا التاويل المنحوت من حيث لا يشعرون وكثيرا ما يتفق ذلك وهذا بعينه نظير مسئلتنا هذه فكما ان الوعد حق والموعود قد لا يظهر كذلك التعليم حق وفيه تاويل منحوت فتدبر والحق الصراح ان الالهام ضرب من تجلي الحقائق للعبد على ما هي عليها اسدل بينه وبين حالة التجلي الصراح حجاب وضاق بينه وبينها الجو الاقل

بلکہ بسا اوقات دعدہ وفا نا کرنا بالکل دغر ور اور تدلیس ہوتا ہے تو یہ نقص ہوا اور اللہ تعالیٰ نقصان سے پاک ہے اور کبھی ہوتا ہے بندہ پر لطف اور اسکی ترقی کا سبب اور ترقی کے تقریب تو یہ صفت ہوئی کمال کی اور اسکے واسطے نظیریں پائی ہیں اور نظیر دنیں سے ہے تقدیم کلمہ کی یا تاخیر اسکے اسکے محل سے واسطے ضرورت رعایت فاصلہ کی اور اسیطرح کلام کرنا مجاز بسبب ضرورت نہونے کلمہ کے مثل اسکی حقیقی عذوبت میں یا مانند اسکے تو اگر ہم اسکو اضطرار اور عدم قدرت جانیں تو نقصان ہے اور اگر یہ سمجھیں کہ قرآن شریف لغت قریش میں نازل ہوا ہے اور انکے لغت میں تقدیم و تاخیر ہوتی ہے واسطے رعایت فاصلہ کے اور تجوز عذوبت کے یہ انکے لغت میں نازل ہوا ہے اضطرار کے سبب نہیں بلکہ ان پر لطف کرکے کہ کتاب انکے لغت میں آئے جسے وہ جانتے ہیں تو وہ اسمیں تدبیر کریں جسقدر تدبیر چاہئے تو صفات کمال ہی ہیں یہ ہے قول انکا اور یہ ہے توجیہ اور تحریر اسکی لیکن ہم یہ کہتے ہیں یہ وجدان حق ہے منکشف ہوا انکو پھر رجوع ہوئے وہ بعد اسکے طرف رویت کے تو روبرو آئے انکے وہ علوم جنکا خزانہ انکے سینے ہیں نکل گئی اُن سے تاویل انکے وجدان کی اور انکے قلوب کو اطمینان حاصل ہو گیا اطمینان اُس تاویل تراشی ہوئی سے اس طرح کہ انکو خبر نہیں اور ایسا اکثر اتفاق ہوتا ہے اور یہ بعینہ ہمارے اس مسئلہ کی نظیر ہے پس جیسا کہ وعدہ حق ہے اور موعود کبھی نہیں ظاہر ہوتا اسیطرح تعلیم حق ہے اور اسمیں تاویل تراشیدہ ہے فتدبر پس سوچ اور حق صریح یہ ہے کہ الہام ایک قسم ہے تجلی حقائق کی واسطے بندہ کے علیٰ ما ہی علیہ جسوقت چھوڑ دیا جاتا درمیان بندہ کے اور درمیان تجلی صریح کے حجاب اور تنگ ہوتا درمیان بندہ اور حالت تجلی کے جو مگر تھوڑا

حلقة بين الابهام والمسبحة انقلب التجلي خطابا والهاما وخاطرا وهاتفا على اختلاف استعداد القوى المدركة والاسباب الحاكمة في الوقت واذا كان ذلك كذلك فسبب عدم وقوع الموعود امران احدهما ان ينكشف له اقتضاء سيد من سادات الملاء الاعلى مما لو خلي الامر مع هذا الاقتضاء فقط لوجب في حكمة الله ان يجيب دعائه ويوفر له اقتضائه لكن هنالك اقتضاء آخر مثل او آكد منه يجب في حكمة الله عند اجتماعهما واصطكاكهما في القوة التي هي قلب الطبيعة الكلية بمنزلة قوة الارادة والعزم المقرونين بتحريك العضلات ان يقضي بنحو آخر ويوجد في المثال صورة اخرى فهذا العبد لما لا يصل الى صميم القوة العازمة التي هي في قلب الطبيعة الكلية وانما اتخيل انها في مركز العرش وان المركز لذلك صار رداء وراء العناصر والمواليد حتى يقضي اليها بلا واسطة ويأخذ عنها شفاها بل يصل الى خلاصة سيد وصفاوة همته وينظر من تلك الكوة الى القوة العازمة فيختلط المرآة بالمرئي في الحدقة ويقصر علمه عن احاطة الاسباب والوصول الى صميم هذه الحقيقة فلا يعرف الا هذا الاقتضاء وحكمة ادهم هذا السيد جامعة لهذه الاحكام مانعة للاحكام المضادة لها فيسري الجميع والمنع فيه من حيث لا يدري ثم ينقلب هذا الانكشاف في خطاب الانسباب

کلمہ کی انگلی اور انگوٹھے کے حلقہ کے تو ہو جاتی ہے تجلی خطاب والہام اور خاطر و ہاتف حسب اختلاف استعداد قوت دراکہ اور اسباب حاکمہ فی الوقت کے اور جب ہو اوہ امر اصطلاح تو سبب عدم وقوع موعود کی دو صورتیں ہیں کہ ان دونوں میں سے ایک تو یہ کہ منکشف ہو بندہ پر اقتضا کسی سردار کا سادات ملاء اعلیٰ سے اس حیثیت سے کہ اگر جمع ہو امر ساتھ اس اقتضا کے فقط تو ضرور ہے اللہ کی حکمت میں یہ کہ قبول ہو دعا اسکی اور زیادہ کیا جائے اسکے واسطے اسکا اقتضا لیکن وہاں ایک اور اقتضا ہے اسکے مانند یا اس سے موکد کہ واجب ہے اللہ کی حکمت میں جب وہ دونوں اقتضا جمع ہوں اور ایک دوسرے سے مقابلہ کریں قوت میں وہ قوت طبیعت کلیہ کے قلب میں ہے بمنزلہ قوت ارادہ عزم مقرونین کے عضلات کی تحریک کو تو حکم ہو دوسری طرح اور پائی جائے مثال میں دوسری صورت تو یہ بندہ چونکہ اوقات نہیں پہنچتا اس صمیم قوت عازمہ کو جو طبیعت کلیہ کے قلب میں ہے اور بیشک میں خیال کرتا ہوں کہ وہ مرکز عرش میں ہے اور تحقیق مرکز واسطے اسکے ہو گیا ہے پیچھے کا عناصر و موالید کا تاکہ حکم فرماوے اسکی طرف بلا واسطے اور مواخذ کرے اس سے طرف اسکی بلکہ پہنچے طرف خلاصہ سید اور صفا قوت کی اور دیکھے اس روزن قوت عازمہ کو تو مختلط ہو جاوے نگہ مرآت اور مرئی کا آنکھ میں اور قاصر ہو اسکا علم احاطہ اسباب اور پہنچنے سے تہ کو اس حقیقت کے تو نہ پہچانے وہ بندہ مگر یہ اقتضا اور اس کا حکم اس واسطے کہ ہمت اس سید کی جامع ہے ان احکام کی اور مانع ہے اسکے احکام متضادہ کو پس سرایت کرتی ہے جمع اور منع اسمیں اس حیثیت سے کہ معلوم نہ ہو پھر منقلب ہو جاتا ہے یہ انکشاف خطاب سے ساتھ ان سببوں کے:

مما ذكرنا ومما طوينا ذكره وليس هذا اجبار اشفاهيا
حتى يكون صادقا البتة وثانيهما ان ينكشف له
امر مجمل ويتحول هذا الانكشاف الاجمالي الهاما
مجملا فيتبادر اليه العلوم المخزونة في صدره فتشرح
شرحا من حيث لا يدري وكما انها تشرح الانكشاف
الاجمالي في المنام فيصير رؤيا يحتاج الى التعبير
فكذلك هذا المختلط من الهام اجمالي وشرح
وتفسير منحوت من العلوم المخزونة يحتاج الى
التعبير ولا عبرة حينئذ بالثلج والاطمينان لانه
في الحقيقة ثلج بالامر الاجمالي من حيث هو محفوظ
في هذا الشرح وربما تبادر اليه هاجس نفس
واستعجال طبيعة وتسويل شيطان فقصر نظره
عن التميز فبقي الامر عنده غير مبين وبالجملة
فمن رائ هذه الصورة المختلطة قال وعد و
لم يوجد لوعود ومن رائ كل شئ متميزا من غيره
قال لو عد اجمالي وقد وفي به ولو في نشاة دون
نشاة وشبح دون شبح والصورة مفسرة انما هو
تفسير له محتاج الى التعبير ولم يعط حق التعبير
واما يخلط تلوث به الصدق ولم يبق على صرافته
وبالجملة فالوجهان جميعا انما يعتريان المتوسطين
اما اهل الكمال فهم بمعزل من ذلك الفهم الا
الاحتياج الى التعبير ولكنه صار الحجب هم في احكام
البينات لا يعما عليهم الامر والله اعلم

تحقیق وتمثیل

اعلم ان الارادة هي امر في علل صدور اخلاقه...

جو ہمنے ذکر کیئے اور جسکا ذکر نہیں کیا اور نہیں ہوتی یہ خبر
دینی سامنے اور روبرو دے تاکہ سچی ہو ضرور اور دوسری
بات دونوں باتوں میں سے یہ ہے کہ اس شخص کو ایک امر منکشف
ہو مجمل اور محول ہو جائے انکشاف اجمالی الہام مجمل کیطرف پس
مبادرت کریں اسکی طرف اسکے سینہ کی علوم اور اسکی شرح
کریں اس حیثیت سے کہ دریافت نہ ہو اور جیسا کہ اسکے علوم شرح
کرتے ہیں انکشاف اجمالی کو سونے میں اور وہ ہو جاتا ہے
ایسا خواب کہ محتاج تعبیر کا ہو اسیطرح مختلط الہام اجمالی
اور شرح اور تفسیر تراشیدہ علوم مخزونہ سے محتاج تعبیر کا ہوتا ہے
اور اسوقت کچھ اعتبار نہیں ٹھنڈک اور اطمینان کا
اسواسطے کہ فی الحقیقت یہ دلکی تسلی ہے ایک امر اجمالی سے
اس حیثیت سے کہ وہ محفوظ ہے اس شرح میں اور کبھی اسکی طرف
متبادر ہوتے ہیں خطرات نفس اور استعجال طبیعت اور دھوکہ
شیطان تو آدمی کی نظر قاصر ہو تی ہے تمیز سے تو وہ امر اسکے
نزدیک غیر مبین رہتا ہے الغرض جو دیکھے اس صورت مختلطہ کو
وہ کہیگا کہ وعدہ کیا اور وعدہ پورا نہ ہوا اور جو شخص دیکھے ہر شئے کو متمیز
دوسرے سے وہ کہیگا وعدہ اجمالی ہے اور وہ وفا ہوا اگرچہ عالم میں
ہو اور کسی عالم میں ہو اور صورت تراشیدہ یا ساتھا اس شئے
کے کہ وہ اسکی تفسیر ہے محتاج تعبیر کی تھی اور تعبیر نہ پائی
جیسی چاہیئے تھی اور یا مخلوط ہو گئی اس سے جس سے آلودہ
ہوا صدق اور اپنی صرافت پر نہ رہے خلاصہ یہ کہ یہ دونوں
وجہیں عارض ہوتی ہیں متوسطین کو مگر اہل کمال اس سے
علیحدہ ہیں مگر یوں کہا جائے کہ محتاج تعبیر ہیں لیکن انکی خبر
کے سبب احکام عالم میں امر چھپا نہیں رہتا واللہ اعلم تحقیق وتمثیل
جاننا چاہیئے کہ تحقیق ارادہ مظہر خدا تعالی کی علتوں کا نزدبان ہے۔

ولكن للارادة علة تصدر منها وهي اقتضاء الذات لها واستلزامها اياها لا يشك في ذلك احد لان الارادة ليست واجبة بذاتها لكنها واجبة بذات الواجب بقي ههنا شئ مشكل جدا هل تعلق الارادة بهذا دون ضده مرجحه خصوصية هذا وتعينه واجب بذات الارادة او يرتقي لذلك وجوب الى الذات الواجبة او يرتقي وجوبها من هذه الجهة ايضا الى الذات الواجبة كما يرتقي وجوب الارادة نفسها اليها فاستتر هذا السر على اكثر الناس والحق ان الفاقد لوجوب ذاته ووجوده من حد ذاته فاقد لكل كمال يحدث له بعد وجوده ووجوبه باعتبار ذاته انما تلبس بذلك الكمال من الذي تلبسه بالوجوب منه فليس تعلق الارادة الاخذ وانبساط الاستعدادات التاثيرية المسماة بالاسماء والاستعدادات التاثيرية المسماة بالاعيان من جهة اقتضاء الذات واستلزامها وانبساط تلك القبلتين له حصر يمنع الزيادة والنقص ناشئ من جهة الذات ولنضرب لذلك مثلا اليس ان المحاسب اذا تعلقت ارادته بالواحد فشق منه واحدا وواحدا بتثنية النظر فحدث اثنان وشق منه واحدا وواحدا وواحدا بتثليث النظر فحدث ثلثة وبالجملة اذا تعلقت ارادته بضم مشتق الى مشتق قدر ما يسعه علمه فحدث مراتب الاحاد والعشرات والمأت ٥

لیکن ارادہ کا ایک محل اور علت جہاں سے وہ صادر ہوتا اور وہ یہ ہے کہ ذات کا مقتضی ہونا اس ارادہ کے لیے اور مستلزم ہونا اس ارادہ کو اس امر میں کسی کو شک نہیں اسواسطے کہ ارادہ بذاتِ خود تو واجب نہیں لیکن ارادہ واجب ہوتا ہے ذات واجب الوجود کی وجہ سے۔ باقی رہی یہاں ایک بات بہت مشکل وہ یہ کہ آیا تعلق ارادہ کا ساتھ اسکے ہے نہ اسکی ضد کے بسبب اسکی خصوصیت کے اور تعین اسکی کے واجب ہے ساتھ ذات ارادہ کے نہیں مرتفع ہوتا واسطے اسکے وجوب طرف ذات واجب کے یا مرتفع ہوتا ہے وجوب اسکا اس جہت سے بھی طرف ذات واجب کے یلکہ مرتفع ہوتا ہے وجوب نفس ارادہ کا طرف ذات واجب کے پس یہ راز اکثر لوگوں پر پوشیدہ رہا اور حق بات یہ ہے کہ جو فاقد ہے واسطے وجوب ذات اسکی کے اور اسکے وجود کی اصل اسکی ذات سے وہ فاقد ہے واسطے ہر کمال کے جو پیدا ہو واسطے اسکے بعد اسکے وجود اور وجوب کے باعتبار اسکی ذات کے مگر اسی نسبت کہ اسکو آراستہ کرتا ہے اس کمال سے وہ جو آراستہ کرتا ہے اسکو ساتھ وجوب کے اس سے تو پس نہیں ہے تعلق ارادہ کا مگر مقابل فراخی استعدادوں یا تاثیریہ کے جنکا نام اسماء ہے اور استعدادوں تاثیریہ کے جنکا نام اعیان ہے بسبب اقتضاء ذات اور اسکی مستلزم ہونیکے اور فراخی ان دونوں استعدادوں تاثیریہ کیواسطے ایک ایک حصر ہے کہ منع کرتا ہے زیادتی کو اور نقصان کو جو ظاہر ہو جہت ذات سے اور ہم ایک مثل اسکی کریں کیا یہ بات نہیں کہ محاسب کا جب ارادہ متعلق ہو واحد سے تو پیدا ہو گا اس سے واحد دوسرے نظر سے تو حادث ہوئے دو اور نکالا اس سے ایک اور ایک ایک تیسرے نظر سے تو حادث ہوئے تین غرض اور جسوقت متعلق ہو ارادہ اسکا ایک مشتق کو دوسرے مشتق سے ضم کرنے کا بقدر وسعت اسکے علم کے تو حادث ہو مراتب اعداد و عشرات اور مآت اور آلوف پھر جمع کیا بعض کو ساتھ بعض کے اور بقدر فرض عقل کے

٥ والالوف ثم ضم بعضها الى بعض بقدر ما يسعه في عقله حادثت صور كثيرة منها هيئة ...

فی انفسها محصورة بالاضافة الی الواحد فانها یشتق منه دون غیره وتمیز ابعض المراتب من بعض من جهة نحو الاشتقاق فاخذ علة ظهور هذه الصور العددية المتكثرة تعلق الارادة بظهور كمال المحاسب ومنشأ تعين تلك المراتب بالترتيب والانحصار والانضباط بحيث لا يزيد ولا ينقص هو الطبيعة العددية المحفوظة قبل الارادة كأن الارادة حكاية لطبيعتها او منصة لظهور احكامها فنسبة الجعل والايجاد الى الماهيات كنسبة تأثير المحاسب فی الاعداد من جهة ظهور صورها بعد ما لم يكن ونسبة الماهيات ولوازمها الى مفيضها قبل الجعل كنسبة مراتب الاعداد الى الواحد وتقدم بعضها على بعض ولزوم خواص تلك المراتب لها من قبل الطبيعة العددية فقط فهذا معنى قولهم الماهيات غير مجعولة والجعل والايجاد هو الظهور والفيض المقدس وارتباط الماهيات بمفيضها كارتباط المراتب العددية بالواحد وتعينها بخواصها كتعين تلك المراتب بخواصها فرضا قبل التعين وجودا وهو الفيض الاقدس فكما ان للعدد سلسلة مرتبة بعضها بعد بعض ممتدة من الواحد الى ما لا يتناهى كامنة فی الواحد مرتبة الفرض والتقدير ثم من جهة التقرر بالفعل فكذلك للطبيعة الكلية بما فی حيزها من اركان ومواليد سلسلة مرتبة بعضها بعد بعض

بذات خود محصور نسبت کرنے طرف واحد کے کیونکہ وہ مشتق ہوئی ہیں اُسی سے نہ اس کے سوا سے اور متمیز ہیں بعضے مراتب بعض سے بجہت طریق اشتقاق سے تو اس وقت ہوگی علت ظہور ان صور عددیہ متکثرہ کے تعلق ارادہ کا ساتھ ظہور کمال محاسب کے اور منشا تعین ان مراتب کا ساتھ ترتیب و انحصار و انضباط کے اس حیثیت سے کہ نہ زیادہ ہونہ کم وہ طبیعت عددیہ ہے جو محفوظ ہے ارادہ سے پہلے گویا کہ ارادہ حکایت ہے واسطے اسکی طبیعت کے اور منصہ ہے اسکے ظہور احکام کا تو پس نسبت جعل اور ایجاد کی طرف ماہیات کے ایسی ہے جیسے نسبت تاثیر محاسب کے بیچ اعداد کے بجہت ظہور انکی صورتوں کے بعد اسکے نہ تھی اور نسبت ماہیات اور انکے لوازم کے طرف انکے مفیض کے جعل سے پہلے ایسی ہے جیسے نسبت اعداد کی طرف واحد کے اور تقدم انکے بعض کا بعض سے اور لزوم خواص ان مراتب کا طبیعت عددیہ کے قبیل سے ہے فقط پس یہ معنی ہیں انکے قول کے الماہیات غیر مجعولہ[لہ] اور جعل و ایجاد وہ ظہور اور فیض مقدس ہے اور ارتباط ماہیات کا اپنے مفیض سے ایسا ہے جیسے ارتباط مراتب عددیہ کا ساتھ واحد کے اور تعین ماہیات کا ساتھ خواص اپنے کے ایسا ہے جیسے تعین اُن مراتب کا اپنے خواص سے فرضاً پہلے اس سے کہ متعین ہو وجوداً اور وہ فیض اقدس ہے پس جیسے واسطے عدد کے ہے سلسلہ مرتب و ایک بعد بعض کے کہ ممتد ہے واحد سے طرف نا متناہی کے پوشیدہ ہے بیچ واحد کے بجہت فرض کے پھر بجہت تقرر بالفعل سے اسیطرح ہے واسطے طبیعت کلیہ کے ساتھ اس شے کے جو اسکے حیز میں ہے ارکان و موالید سے سلسلہ مرتبہ بعض بعد بعض کے

[لہ] ماہیات جعلی نہیں ہیں ۱۲

معلومة الخواص والمراتب كما قال عن من
قائل حكاية عن تلك الحقائق وما منا الا
له مقام معلوم منفسرة الى الانواع انفسارا
حاصرا لا يزيد ولا ينقص ولا يمكن ذلك
ابدا ثم تنفسر تلك الانواع الى الافراد بضرب
فى الاتصالات الفلكية والارضية وملاحظات
الوضع السابق المعدّ للوضع اللاحق الى
غير النهاية ممتدة هذه السلسلة من ماهية
الماهيات وحقيقة الحقائق الى ما لا يتناهى
كامنة فى حقيقة الحقائق والبسط الاشياء
من جهة الفرض والامكان لا من جهة التقرر
بالفعل ثم ارتبط بحقيقة الحقائق الخارج ونظهر
فيه صورة حقيقة الحقائق وارتباط الخارج
بحقيقة الحقائق كمثل ارتباط اللوازم بالماهيات
فصدر من هذا التجلى بالارادة والاختيار طبيعة
كلية واحدة هى كشخص واحد صدر منه بواسطة
الاركان والعناصر ثم حصل من امتزاج القلتين
المواليد فادراك هذا الشخص الواحد ربه الفرد الصمد
فى خياله فحصلت صورة علمية هى كيفية علمية باعتبار
ونفس المعلوم باعتبار ونفس العلم باعتبار وهذا اول
تجلى فى الطبيعة الكلية ثم نزلت فى المدارك المقيدة
فصارت حضرات منها حظيرة القدس وغيرها

مشهد اخر من اخلاق الانسان خلق
يسمى بالسمت الصالح حقيقة ينغط النفس الناطقة
باعمالها واخلاقها التى هى فيما بينه وبين الله وبينه

له اور مرتب سب کا ایک مقام خاص مقرر ہے

معلوم الخواص والمراتب چنانچہ اللہ تعالیٰ از روئے حکایت ان
حقائق کو بیان فرماتا ہے وما منا الا له مقام معلوم کہ
منفسر ہے طرف انواع کے انفسار حاصر السا کہ نہ زیادہ کم
اور نہ ممکن ہو ابد تک پھر منفسر ہوتی ہیں وہ نوعیں طرف افراد
کے جب انکو ضرب کریں اتصالات فلکیہ وارضیہ میں اور ملاحظہ کریں
وضع سابق کا واسطے وضع لاحق کے تا غیر نہایت ممتد ہے
یہ سلسلہ ماہیت سے اور حقیقت الحقائق سے طرف لا
نہایت کے کہ پنہاں ہے حقیقت الحقائق میں اور در
البسط اشیاء سے ہے باعتبار فرض و امکان کے نہ باعتبار
جہت تقرر بالفعل کے پھر مرتبط ہوا ساتھ حقیقت الحقائق
خارج کے اور اس میں ظاہر ہوئی صورت ۔
حقیقت الحقائق کی اور ارتباط خارج کا حقیقت الحقائق سے
ایسا ہے جیسے ارتباط لوازم کا ساتھ ماہیات
کے پس صادر ہوئی اس تجلی بالارادہ والاختیار سے طبیعت
کلیہ واحدہ کہ وہ مانند ایک شخص واحد کے ہے
کہ جس سے صادر ہوئے اسکے واسطے سے ارکان و عناصر
پھر حاصل ہوئے امتزاج عناصر و ارکان سے موالید اور ادراک کیا
اس شخص واحد نے اپنے رب کو فرد صمد اپنے خیال میں تو حاصل
ہوئی صورت علمیہ کہ وہ کیفیت علمیہ ہے ایک اعتبار سے اور
نفس معلوم ہے ایک اعتبار سے اور نفس علم ہے ایک اعتبار
سے اور یہ پہلے تجلی ہے طبیعت کلیہ میں پھر نازل ہوئی ۔
تدارک مقیدہ تو ہوگئے حضرات انہیں سے حظیرۃ قدس وغیرہ

مشہد آخر از اخلاق انسان میں سے ایک خلق ہے
اسکا نام سمت صالح ہے اسکی حقیقت یہ ہے کہ وہ نفس ناطقہ
کا اپنے اعمال اور اخلاق کا جو اسمیں اور اللہ تعالیٰ کے بیچ میں ہیں یا وہ

المشاهدة التاسعة والثلثون ۳۹

وبين سائر الناس واهتداءها النظام صالح فيها
يرضاه الله من عبده فاذا شاء الله بعبد خيرًا
فقهه بتلك الاعمال والاخلاق وهذا النظام صالح
فيها تفقيها مفاضًا من حضرة الرحمة من غير فكر
وروية منه وهذه الافاضة انما تكون بركة منفوحة
في خلق السمت الصالح وهذا هو معنى قوله عز من
قائل واوحينا اليهم فعل الخيرات واقام الصلوة
وهذه الصورة ايجاد الفعل ويتبع هذا الايجاد
ايجاد علم بتلك الاعمال والاخلاق ونظامها
المحبوب ولا يتكمل احد من عباد الله الا بها
تين الهدايتين لكن كثير من افراد الانسان
لا يستوجبون الايجاد الشفاهي من حضرة الرحمة
بغير واسطة فكان الخير حينئذ ان تتوجه الرحمة
الى كامل من البشر يستحق بجبلته ان ينسلخ من
احكام الفرد الخاص ويبقى بامة من الناس بحسب
امزجتهم وما يليق بها من الاعمال والاخلاق
وكيفية ترقيهم من الطبيعة الى ما قدر لهم من
القربة ويستوجب ايضا بفطرته ان يجذب
من حيز الطبيعة الى حيز القدس فتنصبغ
هنالك نفسه بلون الايجادين ويحيط بهما
تحققا وتبينا فاذا توجهت الى كامل هذا نعته
ضمته اليها وغطته فانطبع فيه السر المراد وتنسلخ
هنالك هذا السر الاجمالي بصورة بقائه باحكام
تلك الامة فيسري عنه وقد دعى علما ثم يرد الى حيز
الفكر والروية فيتكلم كما وعى وهذا حقيقة

اعمال و اخلاق درمیان انکے اور لوگوں کے ہیں اور انکا ہدایت پانا واسطے
نظام صالح کے کہ اللہ تعالی راضی ہوتا ہے بندہ سے تو جب اللہ تعالی اپنے
بندہ کی بہتری چاہتا ہے تو اسکو سمجھ دیتا ہے ان اعمال و اخلاق کی اور
ہدایت کرتا ہے اسکو انکے نظام صالح کی وہ سمجھ افاضہ ہوتی ہے درگاہ رحمت
سے بیفکر و بدرویت اسکے اور یہ افاضہ تحقیق ایک برکت ہوتی ہے پھونکی
گئی ہے خلق سمت صالح میں اور یہی معنی ہیں اللہ تعالی کے اس قول کے
واوحینا الیہم فعل الخیرات واقام الصلوۃ - اور یہ صورت ہے
ایجاد فعل کی اور تابع ہوتا ہے اس ایجاد کے ایجاد علم ان اعمال و اخلاق
اور انکے نظام محبوب کے ساتھ اور اللہ کے بندوں میں سے کوئی کامل
نہیں ہوتا مگر ساتھ ان دو ہدایتوں کے لیکن بہت سے افراد انسان میں
کہ مستوجب ایجاد مشافہ کے نہیں درگاہ رحمت سے بغیر واسطے کے
تو اسوقت بہتری یوں ہوتی ہے کہ رحمت متوجہ ہوتی ہے کسی کامل بشر
کیطرف جو استحقاق رکھتا ہو اپنی جبلت کے سبب اس امر کا
کہ نکل آسے احکام فرد خاص سے اور رہے گروہ مردم میں انکے امزاج کے
موافق اور انکے مزاج کے موافق اعمال و اخلاق کے اور انکی
ترقی کے طبیعت سے لایق جو انکے واسطے تقدیر کیا گیا ہے اللہ تعالی
کی قربت اور نیز مستوجب ہے اس امر کا اپنی فطرت کے سبب کہ جذب
کرے حیز طبیعت سے طرف حیز قدس کے اور وہاں منصبغ ہو اسکا نفس
ساتھ لون دونوں ایجادوں کے اور احاطہ کرے ان دونوں کا از روئے
تحقیق اور تبیین کی پس جس وقت متوجہ ہو رحمت طرف اس
کامل کی جسکی یہ صفت ہے تو وہ رحمت اسے ملا لیتی ہے اور اسکو ڈھانک لیتی ہے
تو اسمیں منطبع ہو جاتا ہے بھید مراد اور قالب ہو جاتا ہے یہ سر اجمالی بیچ
بقائے صورت میں ساتھ احکام ان لوگوں کے پس سرایت کرے اس سے اور حالانکہ
وہ علم ہے پھر وارد ہو حیز ذکر میں اور رویت میں پھر
ظاہر کرے جیسا کہ اسکو حاصل ہوا ہے اور یہی حقیقت

نزول الشرائع على الانبياء وحيا ونزول الطرق على الاولياء كشفا والهاما فيسمع منه هذا المحتاج الى الواسطة كلاما دال على النظام المراد فتبادر اليه فطرته فيأخذ منها اخلاق السمت الصالح وخلق الحكمة بتوفيق الله مما يناسب خويصة نفسه ويدع امر العامة فيتمثل بين عينيه النظام المراد ويكون حكما فصلا فى جميع اموره فيفوز بالسعادة ويكون ممن هدى الى صراط مستقيم وكان سيدنا عمر رضى الله تعالى عنه ممن استوجب عقله بعد معرفته ما يناسب به خويصة نفسه ان يعرف اشياء عن حالة الامة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم منبها له على هذه الحالة لقد كان فيمن قبلكم محدثون الحديث وقال لو كان بعدى نبى لكان عمر رض هذا وقد آتانى ربى من هذا الباب نصيبا ففصلى مشارب الناس فى قربتهم من ربهم فمن تلك الحضرة ان الناس لا يعتد بقربته حتى يعرف نور الطهارة ويعرف فقده ويعرف الحجاب المسدل بينه وبين هذا النور من الطبيعة ويعرف كيفية قهر الطبيعة والالتجاء الى مباشرة امور علاجية وهيأت نفسانية تعيد اليه ما فقد يجرب كل ذلك من نفسه ويحيط بنفسه من هذه الجهة علما وحتى يعرف لذة المناجات فى السجدة ويعرف كيف رقت روحه وصفت فى تلك الحالة وارتفع بينها وبين الله الحجاب

نزول شرائع کی پیغمبروں پر از رو ئے وحی اور نزول طریقہ اولیا کے از روئے کشف اور الہام سے تو محتاج واسطہ کا سنتا ہے اس سے ایسا کلام جو دلالت کرتا ہے اوپر نظام مراد کے پس متبادر ہوتی ہے اس کامل کیطرف اسکی فطرت اس سے اور اخذ کرتی ہے خلق سمت صالح اور خلق حکمت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جسقدر کہ اسکے خواص نفس کے مناسب ہے اور چھوڑ دیتا ہے امر عامہ کو پس متمثل ہوجاتا ہے اسکی آنکھوں کے سامنے نظام مراد اور ہوجاتا ہے حکم فیصل سب امور میں تو وہ فائز ہوتا ہے سعادت کو اور ہوجاتا ہے انہیں سے جنہوں نے صراط مستقیم کی ہدایت پائی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ انہیں سے تھے جنکی عقل مستوجب ہوئی بعد معرفت کے اس شے کے جو مناسب تھا انکے خواص نفس کو کہ پہچانیں اکثر چیزیں امت کے حال کی پس فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالیکہ آگاہی کیواسطے انکو ۔ لقد کان فيمن قبلكم محدثون اور فرمایا لو کان بعدی نبی لکان عمر ۔ وہ یہ ہے اور بیشک مجکو دیا اللہ تعالیٰ نے اسمیں سے حصہ پس سمجھا دیئے مجھے لوگوں کے مشرب اللہ کے قرب میں انکی تو اس درگاہ سے یہ بات بھی ہے کہ انسان نہیں قابل ہوتا اس قربت کے جبتک نہ پہچانے نور طہارت کو اور اسکے فقدان کو اور جبتک نہ پہچانے طبیعت کے پردے کو جو پڑا ہے درمیان اپنے اور اس نور کے اور پہچانے طبیعت کے غلبہ کو اور اسکے علاج کو اور ہیئت نفسانیہ کو جو اعادہ کرتی ہے اسکی طرف وہ شے جو گم ہوگئی ہے تجربہ کرے اسکو اپنے نفس سے اور احاطہ کرے اپنے نفس کا اس سے از روئے علم کے اور یہانتک کہ پہچانے لذت مناجات کے سجدہ میں اور پہچانے کہ کیونکر اسکی روح کو رقت ہوئی اور صاف ہوئی اس حالت میں اور اٹھ گیا حجاب جو اس روح کے اور اللہ کے درمیان تھا

فصارت مشافهة بالمناجاة كأنه رائى العين ويعرف كيف يغان على قلبه بعد ذلك وكيف يدفع ذلك بالالتجاء الى كلمات تخشعية وهيآت بدنية ونفسانية تعيد اليه ما فقده وحتى يعرف اليقين اى تجميع الخاطر الى الله والاعتماد عليه ويعرف ما يتفرع على هذه الخلة من الالحاح فى الدعاء لخير الدنيا والآخرة ونعوذ من الفتن من جهة المعرفة ان اعماله واخلاقه واعمال غيره واخلاقه ومصائب الزمان كلها ليست بيده انما هى بيد الله يفعل ما يشاء ويعرف ما يهدى اليه هذه الخلة من الاستخارة فى كل ما يرد عليه والفزع الى الدعاء والتعوذ اضطرارا من جهة معرفة ويعرف ان ما اعده الله فى الدنيا والآخرة فيما يرجع الى القربة والجنة خير من اللذات القائمة الجسمانية وحتى يعلم حجاب الطبيعة وكيف يغلب عليه هذا الحجاب وكيف يفسد عليه نوره واطمينانه ثم كيف يعالج بقهر الطبيعة ويعرف حجاب الرسم وسوء المعرفة فمن عرف هذه الامور من نفسه ولو بقدر خويصة نفسه فهو الذى يعتد بقرينه وهو الذى دخل فى قلبه بشاشة الايمان فعليك ان تكون طبيب نفسك واياك ان تاخذ هذه العلوم ظهريا **مشهد آخر** اطلعنى الحق سبحانه على حقيقة الروح انما هى ما يموت الانسان بانفكاكه عن البدن واما بالحس

تو ہو گیا مشاہدہ بسبب مناجات کے جیسا آنکھوں سے دیکھا اور پہچانے اس امر کو کہ کیونکر پردہ پڑتا ہے اسکے قلب پر بعد اسکے اور کیونکر دفع ہو جاتا ہے ساتھ التجا کے خشوع سے وہ ہیبت بدنی اور نفسانی پھر لاتی ہے اس شے کو جو گم ہو گئی تھی اور یہانتک کہ پہچانے یقین کو یعنی جمع خاطری کو اللہ کیطرف اور اعتماد اللہ پر اور پہچانے کہ متفرع ہوتا ہے اس خلت پر تضرع بیچ دعا کے واسطے بہتری دنیا اور آخرت کے اور پناہ مانگنے فتنوں سے اس امر کی معرفت سے کہ اعمال و اخلاق اسکے اور اعمال و اخلاق اسکے سوا کے اور مصائب زمانہ کے اسکے ساتھ میں نہیں سب اللہ کے ہاتھ میں جو چاہے سو کرتا ہے اور پہچانے کہ یہ خلعت اسکو کیا ہدایت کرتی ہے استخارہ سے ہر شی میں جو اسپر وارد ہو اور بیقراری سے طرف دعا کے اور پناہ مانگنی مضطرب ہو کر بجہت معرفت سے اور پہچانے کہ کیا اللہ نے اسکے واسطے مہیا کیا ہے دنیا و آخرت میں اس چیز میں جس سے رجوع ہو طرف قربت کے اور جنت بہتر ہے لذات فانیہ جسمانیہ سے اور یہانتک کہ جان لے حجاب طبیعت کا اور کیونکر اسپر غالب آجاتا ہے اور کیونکر اسکے نور کو فاسد کر دیتا ہے اور اطمینان کو پھر کیونکر علاج کیا جاوے بغلبہ طبیعت کا اور پہچانے حجاب رسم و سوء معرفت کا پس جس شخص نے ان امور کو اپنے نفس سے پہچان لیا اگرچہ بقدر حوصلہ اپنے نفس کے تو وہ شخص مقرب ہے اور اسکے قلب میں ایمان کی بشاشت داخل ہوئی پس اپنے پر لازم سمجھ کہ تو اپنے نفس کا طبیب ہو اور خبردار ان علوم کو پس پشت نہ کیجیو **مشہد آخر** اطلاع دی مجھے اللہ سبحانہ نے روح کی حقیقت پر کہ بیشک روح وہ شی ہے کہ اسکے بدن سے جدا ہونے سے انسان مرجاتا ہے اور اسکی حس

والحركة والحيوة ولها طبقات ولطائف اقربها الى البدن جسم هوائى يتكون فى القلب ثم ينتشر فى البدن ويحمل القوى الدراكة والطبيعة ثم حقيقة مثالية وهى التى انعقدت قبل ظهور تكونه فى الناسوت ومنها اخذ الميثاق ثم حقيقة روحية وهى حصة من الصورة الانسانية مكتنفة بعوارض مشخصة من قوى الافلاك والعناصر مقتضية لاحكام خاصة ثم صورة انسانية مع قطع النظر عن المشخصات ثم صورة حيوانية ثم صورة نامية ثم صورة جسمية ثم حصة من الطبيعة الكلية ثم انبساط حكم باطن الوجود على لوح الخارج فمن قال ان الروح جسم لطيف حل فى البدن كحلول النار فى الفحم فهو صادق ومن قال انها مجرد فهو صادق ومن قال انها قديمة فهو ايضا صادق ومن قال انها حادثة فهو صادق لكل وجهة هو موليها لكن لا يخفى ان الاقتصار قصور

تحقيق قال النبى صلى الله عليه وسلم لكل نبى دعوة مستجابة فتعجل كل نبى دعوته وانى اختبأت دعوتى شفاعة لامتى ان قلت كل نبى له دعوات مستجابة وكذلك نبينا صلى الله عليه وسلم دعوات كثيرة مستجابة كما وقع فى الاستسقاء وفى مواضع لا تحصى فالى اى دعوة اشار فى هذا الحديث اذ يعلم من السياق انها دعوة واحدة لكل نبى قلت هذه الدعوة ليست دعوة رغبة خاصة فى شئى من المطالب بل كلما بعث الله تعالى مولا لطفا بعباده ورحمة لهم فلا يخلو حال النبى امرين اما يطيعوه فيعمل ذلك

وحرکت وحیات کا اور اس کے طبقے اور لطائف ہیں اقرب بدن میں اسکا جسم ہوائی ہے جسکا مقام قلب میں ہے پھر وہ منتشر ہوتا بدن میں اور اٹھاتا ہے قوت دراکہ اور طبیعت کو پھر ایک حقیقت مثالیہ ہے اور وہ وہ ہے کہ منعقد ہوتی ہے عالم ناسوت میں ظاہر ہونے سے پہلے اور اسی سے لیا گیا میثاق پھر ایک حقیقت روحیہ کہ وہ ایک حصہ ہے صورت انسانیت کا اسی صورت انسانیہ کہ مکتنف ہے عوارض مشخصہ جو قوائے افلاک و عناصر مقتضی ہیں واسطے احکام خاص کے پھر صورت انسانیہ ہے قطع نظر مشخصات سے پھر صورت حیوانیہ پھر صورت نامیہ پھر صورت جسمیہ پھر حصہ کلیہ طبیعت کا پھر انبساط حکم باطن الوجود کا لوح خارج پر تو جو شخص کہے کہ روح جسم لطیف ہے حلول کئے ہوئے بدن میں جیسا حلول آگ کا کوئلے میں تو وہ سچا ہے اور جو کہے کہ روح مجرد ہے وہ بھی سچا ہے اور جو شخص کہے کہ روح قدیم ہے وہ بھی صادق ہے اور جو شخص کہے روح حادث ہے وہ بھی صادق ہے لکل وجهة هو موليها لیکن یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ اقتصار قصور ہے

تحقیق قال النبى صلى الله عليه وسلم لكل نبى دعوة مستجابة فتعجل كل نبى دعوته وانى اختبأت دعوتى شفاعة لامتى اگر تم کہو ہر نبی کے واسطے بہت دعائیں مقبول ہیں اور اسی طرح ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کیواسطے بہت دعائیں مقبول ہیں جیسا کہ واقع ہوئیں استسقاء اور بیشمار موقعوں میں تو کونسی دعا کی طرف اشارہ ہے اس حدیث شریف میں کیونکہ اس کے سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک دعا ہے واسطے ہر نبی کے تو میں بتاؤں تم کو کہ یہ خاص کسی مطلب کے رغبت کی دعا نہیں ہے بلکہ جب بھیجا اللہ تعالے نے کوئی نبی اپنے بندوں پر لطف اور رحمت کیواسطے تو بندوں کا حال دو امر سے خالی نہیں یا اس نبی کے مطیع ہو گئے

فی حقہم افاضۃ برکات علیہم او یعصوہ فینقلب ذلک اللطف مقتا وسخطا او غضبا وفی کلام الحق الیقین یدعو ہم الینبی الہام نفث فی الروع ان یدعو لہم او علیہم فتلک دعوۃ واحدۃ لکل نبی ناشیۃ من اللطف الذی منہ کانت بعثتہ واما نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فقد استشعر من نفسہ ان اللہ تعالی لم یقصد فی بعثتہ اللطف بہم فی الدنیا فقط بل ارادہ مع ذلک ان یکون معدّ الرحمۃ عامۃ یوم المعاد وقد ذکرنا انہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم شہید فی الآخرۃ والشہادۃ من خواصہ فنفث فی روعہ علیہ الصلوۃ والسلام ان یختبی تلک الدعوۃ التی انما تنشأ من اللطف الذی ہو منشأ النبوۃ لیوم المعاد فتدبر فی ہذا السر حق التدبر

مشہد آخر وتحقیقات

فاض علی قلبی علم الخلق والایجاد عموما والخلق فی النشاۃ الخیالیۃ خصوصا وانہ یمکن اجتماع النقیضین والضدین فی نفس الامر لکن بان یکون احد النقیضین فی حضرۃ ولیس فیہا الا جزم بان ہذا ہکذا ویکون آخر فی حضرۃ ولیس فیہا الا الجزم بان ہذا لیس ہکذا ونحن نبین لک من ہذہ العلوم ما یتیسر بیانہ الخلق جمع اجزاء مختلفۃ وافاضۃ صورۃ مناسبۃ علی ہذہ الاجزاء حتی تصیر شیئا واحدا والخلق یکون تارۃ لما ہو من العناصر فتجتمع اجزاء العناصر ویفاض علیہا صورۃ تناسب الصورۃ العنصریۃ فی الکیفیات والکمیات وسائر الاعراض فیصیر المخلوق
عن انسانا او فرسا او ثورا الی غیر ذلک من الصور الخیالیۃ فتجتمع خیالات کانت متشتتۃ فی الخیال وتکون فیہ من الخیال الصور الواقعۃ فی الخیال من خارج

المشاہدۃ الحادیۃ والاربعون ۴۱

تو یہ احوال انکی فاضہ برکات کا ہوا یا نہ ایمان لائے انپر تو مہربانی ورحمت قہر وعذاب ہوگیا انپر اور دونوں صورتوں میں نبی کے دل میں یہ بات ڈالی جاتی ہے کہ انکے واسطے دعائے خیر کرے یا دعا بد کرے تو وہ دعا واحد کے واسطے ہر نبی کے جو اللہ کے لطف سے پیدا ہوتی ہے جس کے واسطے اسے بھیجا تھا لیکن جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے انہوں نے جان لیا اپنے نفس سے اس امر کو کہ اللہ تعالی نے نہیں ارادہ کیا انکے بھیجنے سے فقط دنیا میں انپر مہربانی کرنیکا بلکہ ارادہ کیا اسکے ساتھ قیامت کے دن عام رحمت کرنیکا اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہیں آخرت میں اور شہادت آپکی خواص سے ہے پس انکے قلب میں الہام کیا گیا کہ وہ اس دعا کو رکھ چھوڑیں واسطے قیامت کے تو خوب غور کر اس راز کو جو غور کرنیکا حق ہے۔

مشہد آخر و تحقیقات

فائض ہوئے میرے دل پر خلق وایجاد کے علوم عموما اور خلق کے علوم عالم خیال میں خصوصا اور یہ کہ اجتماع نقیضین اور اجتماع ضدین نفس الامر میں لیکن اسطرح کہ ایک نقیضین ایک درگاہ میں ہو اور اسمیں نہ ہو مگر یہ یقین کہ یہ اور یوں ہی ہے یا دوسری نقیضین ہو دوسری درگاہ میں اور اسمیں نہ ہو مگر یہ امر کہ یوں نہیں ہے اور ہم بیان کرتے ہیں تمہے یہ علوم جسقدر انکا بیان آسان ہے خلق جمع کرنا اجزاء مختلفہ کا ہے اور افاضہ کرنا صورت مناسبہ کا ان اجزاء پر یہانتک کہ وہ اجزاء ہو جائیں ایک شے واحد اور خلق کبھی ہوتی ہے عناصر سے تو جمع ہو جاتے ہیں اجزاء عناصر اور افاضہ ہوتی ہے انکو وہ صورت جو مناسب عنصریہ کے ہے کیفیت اور کمیت میں اور سب عرضوں میں تو وہ مخلوق انسان ہو جاتا ہے یا گھوڑا یا بیل اور خلق کبھی ہوتی ہے صور خیالیہ سے تو جمع ہو جاتی ہیں خیالات کہ تھی پراگندہ و منتشر خیال میں یا نکلتے خیال میں حلول کرنے سے صورت واقعہ کے بیچ خیال کے خارج سے۔

فیفاض علیہا صورۃ تناسب الصور الخیالیۃ فی التجرد من وجہ والتلطخ بالمادۃ من وجہ وکل خلق فی ای نشأۃ کان فانہ لا یدخل فی تلک النشأۃ شیء من خارج تلک النشأۃ لان ذلک محال لا یقبلہ العقل ضرورۃ نعم نشأۃ تعد للنشأۃ اخری وموجود فی نشأۃ یعد لموجود فی النشأۃ الاخری وذلک لانتظامہما جمیعا فی الطبیعۃ الکلیۃ وسریانہا فی النشأت علی السواء فینبغی ان تجرد نظرک الی النشأۃ الخیالیۃ فھنالک بناء وھدم واحیاء واماتۃ وتقریبات واللہ ھنالک کل یوم ھو فی شان فربما یتعلق الارادۃ الالٰھیۃ بتکوین شخص خیالی فیبعث لہ تقریبات ویجمع لہ اجزاء خیالیۃ ومن عجیب الاسرار خلق النسب بعد مالم یکن فیکون الرجل شریفا فی نفس الامر ویکون لیس بشریف فی نفس الامر فی زمان واحد وذلک انہ ربما لم یکن الرجل شریفا فی الاصل ولکنہ ولد فی زمان تقتضی الاتصالات الفلکیۃ یومئذ نباھۃ نسبہ واری ان ذلک بنوع امتزاج زحل مع الشمس والمشتری بحیث یکون الزحل مراۃ ونور الشمس والمشتری منعکسا فیہ فحینئذ یکون واللہ اعلم فی ھذا المولود براعۃ النسب والنباھۃ من اجلہ ویکون ذلک الاتصال بحیث یحفظ فی صورۃ المناضۃ حکم ھذا التصال کما یحفظ فی المولودات اشکال الوالدین وتخاطیطہما وھذا الرجل لیس لہ شرف موروث فیمضی اولا فی الملاء الاعلی بصیرورتہ شریفا ثم لا یزال فیھم ص

ہے تم افاضہ ہوتی اُن پر وہ صورت جو مناسب ہے صور خیالیہ کو بیچ تجرد ایک وجہ سے اور آلودہ ہونے سے اوفادہ کیساتھ ایک وجہ سے اور ہر خلق کسی عالم میں ہو اس عالم کے خارج اُس عالم میں داخل نہیں ہوتی اسواسطے کہ یہ امر محال ہے اسکو عقل قبول نہیں کرتی ضرور ہاں یہ بات ہے کہ ایک عالم مُعد واسطے دوسرے عالم کے ہو اور یہ امر ہے بسبب اسکے انتظام کے طبیعت کلیہ میں اور سرایت کرنی طبیعت کلیہ کی سب عالموں میں برابر پس چاہیے کہ تیری نظر مجرد ہو عالم خیالیہ میں کہ وہاں بناتا ہے اور بگاڑتا ہے زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور تقریبات ہیں واللہ کہ ہر دن ایک شان الٰہی میں ہے تو بسا اوقات ارادہ الٰہیہ متعلق ہوتا ہے واسطے پیدا کرنے ایک شخص خیالی کے تو برانگیختہ ہوتی ہیں واسطے اسکے تقریب اور واسطے اسکے اجزا خیالیہ جمع ہوتے ہیں اور عجائب اسرار سے ایک خلق نسب ہے بعد اسکے کہ نہ تھا پس ہوتا ہے ایک مرد اصل میں شریف اور شریف نہیں ہوتا نفس الامر میں ایک زمانہ میں اور یہ امر اسلئے ہے کہ اکثر اوقات ایک مرد اصل میں شریف نہیں ہوتا لیکن وہ پیدا ایسے زمانہ میں کہ اتصالات فلکیہ مقتضی ہیں اسکی بزرگی نسب کو اور میری رائے میں یہ ایک نوع امتزاج ہے زحل کا شمس اور مشتری سے اس حیثیت سے کہ زحل آئینہ ہو نور شمس و مشتری کا اس میں منعکس ہو تو اس وقت ہوگی اور خدا خوب جانتا ہے اس مولود بچہ میں بزرگی نسب اور نباہت کے اسکے سبب اور ہو وہ اتصال ایسی حیثیت سے کہ محفوظ ہو اسکی صورت مفاضہ میں حکم اس اتصال کا جیسے محفوظ ہوتی ہیں شکل والدین اور نشان والدین کے اور یہ مرد جس میں شرف موروثی نہیں ہے تو حکم کیا جاتا ہے پہلے ملاء اعلی میں اسکے شرف کا پھر ہمیشہ یہ بات بڑھتی جاتی ہے جیسا کہ ترتیب کرتا ہے انسان بچہ کو پھر وہ بڑا ہو جاتا ہے ایسا کہ اس سے ترشح ہوتے ہیں الہام طرف ملاء سافل کے اور افضل عجائب اسرار سے ہے او بنی آدم کے سوا

جو موجود ہے ایک عالم میں کہ ممکن واسطے دوسرے عالم کے [illegible]

شتى وجاء اتصال يستند على ظهور نسبة في نباهة الفرع
فحينئذ ينتزع لهذا السر في الأرض فيخرج من حفظ الناس
أو من بين بطون الأوراق وجه يدل على كونه شريفا
وإن كان مخالفا في نفس الأمر ولكن يقع هنا الشبهة
فتنقاد لها خيار بني آدم فيجتمعون على تسميته شريفا
وتعظيمه من جهة الشرافة وإذا كان هذا الإنسان
من أهل الصلاح فربما يرى في بعض منامه أنه شريف
فتطمئن نفسه بذلك وكل من حفظ أو ذكر
أنه ليس بشريف لم يقبل منه قوله بل حاطه بإنكار
الملأ السافل وكان كالذي يسب الشريف بأنه ليس
شريفا وهذا كله في الخارج شبح وتمثال التلون نفسه
بلون النباهة النسبية فلكل نباهة نسبية في الخارج
نسب تستند إليها إما إلى إمام في الدين أو ملك في الدنيا
فيتعين منها استنادا بحكم الوقت ويصير الأمر كأنه منتسب غير
وتيسر عليه إمانة الشرف فيبعث الله تقريبا عجيبة يتسببون
شرف هذا الإنسان ويفقد من نفسه لون النباهة النسبية
ويجتمع الناس على أنه ليس بشريف ويكتب ذلك في الملأ
السافل وكل من قال أنه شريف أنكر عليه كأنه ينسب غير الشريف
إلى الشريف وليس مقصودنا أنه اجتمع النقيضان
من قال أنه شريف من وجه ليس بشريف من وجه
إذ ليس هذا من التناقض في شيء بل ههنا حضرتان
حضرة فيها أنه شريف من كل وجه وحضرة فيها أنه
ليس بشريف من كل وجه فللخبرين مطابق
في تلك الحضرات ومن هذا الباب أن خلافة الخليفة المجاهد
خلافة في حضرة وليست خلافة في حضرة ومن هذا

ملین ہے تو جس وقت پہنچتا ہے انسان اپنی حیوانی کو اور ہا تازہ اتصال
جو مستند ہے اسکے ظہور نسب اور نباہت و شرافت کا تو نزول کرتا ہے یہ سر زمین
میں تو نکلتی ہے حفاظت لوگوں کے یا بطون اوراق ایسی کوئی وجہ کہ دلالت
کرتی ہے اسکے شریف ہونے پر اگرچہ وہ مخالف نفس الامر میں ہو لیکن واقع ہوتی ہے
وہاں شباہت کہ خیار الاشخاص آدم کے مطیع ہوتے ہیں اور اسپر جمع ہو جاتے ہیں کہ
اسکو شریف کہیں اور بوجہ شرافت اسکی تعظیم کریں اور جس وقت ہے یہ انسان اہل صلاح
میں سے تو اکثر دیکھتا ہے خواب میں کہ وہ شریف ہے تو اسکو اطمینان ہو جاتا ہے
اس سے اور جس کے حفاظت ہے اسکے اور اسکو ذکر کیا گیا کہ وہ شریف نہیں ہے اسکے قول
اعتبار نہیں ہوتا اور اسکو احاطہ کرتا ہے انکار ملاء سافل کا اور ہو جاتا ہے
ایسا جیسے شریف نہیں ہے اور یہ سب باتیں خارج میں ایک کا معنی
اور تمثال ہیں واسطے رنگے جانے کے نفس کے شرافت نسبیہ کے رنگ سے
اور واسطے شرافت نسبیہ کے خارج میں نسبت ہے کہ مستند ہوتی ہے طرف
ایک کہ امام ہو دین میں یا بادشاہ ہو دنیا میں پس متعین ہو جاتی ہے
یہ استناد بمقتضائے وقت اور ہو جاتا ہے امر گویا سر ہے مخفی نہیں اور
نیا اس لگوا ہے پر شرف جاتے رہنے کو کہ اللہ موجود کر دیتا ہے ایسے تقریبات
عجیبہ کہ انکے سبب سے بھول جاتے ہیں اس انسان کا شرف اور گم ہو جاتا
اسکے نفس سے رنگ شرافت نسبیہ کا اور سب لوگ اسپر مجتمع ہو جاتے ہیں کہ
وہ شریف نہیں اور لکھی جاتی ہے یہ بات ملاء سافل میں اور جو کوئی اسے
شریف کہتا ہے منکر ہوتے ہیں اس کے گویا نسبت غیر شریف کی طرف شریف کی
کرتا ہے اور ہمارا مقصود اس سے یہ نہیں کہ اجتماع نقیضین ہے اس
سے کہ ایک وجہ سے شریف ہے اور ایک وجہ سے شریف نہیں ہے کیونکہ اس میں کچھ تناقض
نہیں بلکہ یہاں دو حضرات ہیں کہ ایک میں ہر وجہ سے شریف اور دوسرے میں ہر وجہ سے غیر شر
یف اور دونوں خبریں مطابق ہیں ان حضرات میں اور اسی باب سے ہے خلافت
خلیفہ الٰہی کہ ایک حضرت میں خلافت ہے اور دوسری میں خلافت نہیں اور اسی
باب سے ہے تقارب زمانہ کا جس وقت […] قریب ہو گی کہ ہو گا

الباب تقارب الزمان اذا اقتربت القیامۃ فیکون السنۃ کالشھر والشھر کالجمعۃ والجمعۃ کالیوم وذلک لانعقاد صورۃ الفناء والعدم فی الملاء الاعلی فیفاض لون ذلک فی الناسوت فیخیل الیھم انہ امتداد وانہ لیس ھنالک امتداد ویختل المقاییس فلا یقدر انسان ان یصنع فی یوم ما کان یصنعہ من قبل فی یوم وذلک لتاثیر ھذا لسر المفاض من الملاء الاعلی بمنزلۃ تاثیر وھم الانسان فی ذلق رجلہ من جذع بین جدارین ولم یکن لتزلق لو کان ھذا الجذع موضوعا فی الارض والاجتماع النقیضین صور کثیرۃ لا یحیط بھا کلام فی ھذہ الساعۃ واللہ اعلم مشھد اٰخر

افیض علی سر ادم من المبدء والمعاد فمن اسرار المعاد سر اللباس اھل الجھنم سرابیل من قطران والباس اھل الجنۃ السندس والحریر وغیرھما من الملابس الفاخرۃ وکذا سر سؤد وجوہ اھل النار ونضارۃ اھل الجنۃ وما یشاکل ما ذکرنا وبیان ذلک یتوقف علی مقدمتین احدیھما ان بین النفس اعنی التی بھا الحس والحیوۃ فی الانسان وبخروجھا یموت وبین البدن امتزاجا اکید الاسیما فی اکثر بنی ادم ممن یتبادر الی فھمہ ان الروح وصف للبدن وانھا حیوۃ او انھا فی البدن کالنار فی الفحم ولھذا الامتزاج الاکید یتمثل اوصاف النفس بصورۃ اوصاف البدن فی المنامات وثانیتھما ان بعض الحضرات فی عالم الناسوت یتمثل ھنالک معنی بصورۃ شئ کتمثلہ ما فی عالم الخیال المقید کقصۃ سیدنا داؤد علیہ السلام وما تمثل لہ من

ایک برس مانند ایک مہینے کے ہوگا اور ایک مہینا مانند ایک جمعہ کے اور ہوگا ایک جمعہ مانند ایک روز کے اور یہ امر ہوگا اسلئے منعقد ہے صورت فنا کی اور عدم کی ملاء اعلیٰ میں تو افاضہ ہوگا اسکا رنگ عالم ناسوت میں پس لوگوں کے خیال میں آئیگا کہ امتداد ہے اور وہاں امتداد نہ ہوگا اور قیاسوں میں خلل آجائیگا یعنی انسان قادر نہیں ہونیکا کہ ایکدن میں وہ کام کرے جو پہلے ایک روز میں کرلیتا تھا اور یہ امر ہوگا بسبب تاثیر اس راز کے جو افاضہ کیا گیا ملاء اعلیٰ سے بمنزلہ تاثیر وہم انسان کے لغزش میں اسکے پاؤں کی اس درخت پر جو درمیان دو دیوار کے ہو اگر یہی تنہ درخت زمین پر رکھا ہو تو پھر لغزش نہ ہوتی پاؤں کو اور واسطے اجتماع نقیضین کے بہت صورتیں ہیں کہ جنکا کلام احاطہ نہیں کرسکتا اس وقت اللہ اعلم مشہد آخر افاضہ ہوئے مجھپر اسرار معاد اسرار لباس سے پہننا اہل جہنم کو کرتے روغن قطران کے اور اہل جنت کو پہننا سندس اور حریر کا اور اسکے سوا اور لباس فاخرہ کا اور اسیطرح اہل جہنم کے منہ سیاہ ہونے اور اہل جنت کے تروتازہ ہونے اور سوا اسکے ایسی ہی شکلیں جو ہمنے بیان کیں اور اسکا بیان دو مقدموں پر موقوف ہے ایک ان دو میں یہ ہے کہ نفس کے درمیان جس سے میری مراد وہ ہے جس سے حس و حیات ہے انسان میں اور جس کے نکلنے سے مرجاتا ہے اور بدن کے درمیان بڑا مضبوط امتزاج ہے خصوصاً بنی آدم میں جنکی فہم میں متبادر ہوتا ہے کہ روح ایک وصف ہے بدن کا اور وہ ہی حیات ہے یا یہ کہ روح بدن میں ایسی ہے جیسے کوئلے میں آگ سو اس امتزاج کیواسطے متمثل ہوتے ہیں اوصاف نفس کے بصورت اوصاف بدن کے بیچ سونیکے اور دوسرا ان دونوں مقدموں سے یہ ہے کہ بعض حضرات عالم ناسوت میں متمثل ہوتی ہیں معنی بصورت ایک شے کے مانند تمثل انکے عالم خیال مقید میں جیسا قصہ سیدنا داؤد علیہ السلام کا اور متمثل ہونا ملائکہ متخاصمین کا بیچ صورت دل کے مقابلہ انکے معاملہ کے بعضے آدمیوں سے تھا۔

فی الازواج و بعض تمهید المقدمتین نقول صبغ الکفر
علی نفوسهم هو الذی یصیر سرابیل من قطران وسوادا
فی الوجه بسبب تاثیر اللعنة الالٰهیة وصبغ الایمان
علی نفوسهم هو الذی یصیر سندسا و نضارة فی الوجه
بسبب عنایة الله بهم رایت ذلك رؤیة روحانیة ومن
اسرار للمبداء ان رایت الوجود المنبسط مثلا شیئا
فی الحق من جهتین جهة صدوره من الذات الالٰهیة
وجهة ظهور تجلی الٰهی فیه بحیث احاط بما معه
فمن نطق بان الوجود المنبسط هو الله فهذا امر له
لکن النظر الدقیق یحکم ان الذات الواجبة صدر
منها الشیون بما هی فی المبداء الاول ثم صدر الوجود
المنبسط وهو الفعلیة والخارج ثم ظهر هنالك فی غاية
شأن بعد شأن علی الترتیب تکون

مشهد آخر فاض علی اسرار عجیبة فی طریق ظهور الکرامات
اعلم ان الکرامات لا تنبعث الا من قوة فی النفس الناطقة
فاذا اعدت من الملاء الاعلی والصقت همتها بالقوة
العازمة من الشخص الاکبر صارت بمنزلة الاستحسان
بالنسبة الی تلك العازمة فتنقلب الصورة المطلوبة
هنالك عزما حاتما وللاولیاء هنالك حدان
احدهما حد یکون هنالك ادنی خطرة وادنی
استحسان متصلا بالعازمة وثانیهما احد یکون هنالك
الهمة القویة المنبعثة من صلب النفس المستمرة علی
النفس فی اوقات کثیرة هی المتصلة وبین الطرفین
مراتب کثیرة وللاوقات والاحوال والاسباب
خواص ثم الاولیاء فی ذلك علی قسمین منهم من

اسرار عجیبہ

المشاهدة الثالثة والاربعون ۴۳

ومن یکون همتها النفس متصلة بالعزمة و یری الاثار تصدر منها و منهم

ازواج میں اور بعد تمہید دونوں مقدموں کے ہم کہتے ہیں کہ کفر
کا رنگ کافروں کے نفوس پر وہ ہی کرتے ہیں قطران کے ہیں
اور روسیاہی بسبب تاثیر لعنت الٰہی کے اور ایمان کا رنگ اہل جنت کے نفوس
پر وہی لطیفہ ریشمی کپڑا ہو جائینگے اور تر و تازگی انکے چہرہ کی بسبب عنایت
الٰہی کے ہوگی میں نے یہ دیکھا رویت روحانیہ میں اور اسرار مبداء سے یہ کہ میں
دیکھا وجود منبسط کو مثلاً شئے حق میں دو جہتوں سے ایک جہت اسکے صادر
ہونیکی ذات الٰہی سے اور ایک حیثیت اسمیں ظہور تجلی الٰہی کی ایسی حیثیت
کہ سب جامع کو احاطہ کر لیتا ہے تو جو ناطق ہوا اس بات کا کہ وجود منبسط وہ اللہ
ہے تو یہ اسکی غفلت گاہ ہے لیکن نظر دقیق حکم کرتی ہے کہ ذات واجب تعالیٰ
سے شیون صادر ہوئے ساتھ اس شئے کے جو مبداء اول میں ہے پھر صادر ہوا وجود منبسط
اور وہ فعلیت اور خارج ہے پھر ظاہر ہوئی کمال عروج میں ایک شان
کے بعد شان اور یہ اس ترتیب سے [illegible] مشہد آخر
واقف ہوا طرق ظہور کرامات کے اسرار عجیبہ پر جاننا چاہیئے کہ کرامات نہیں
برانگیختہ ہوتیں مگر اس قوت سے جو نفس ناطقہ میں ہے پس جب [illegible] ملاء اعلیٰ
سے اور اسکی ہمت [illegible] شخص اکبر کی قوت عازمہ تو ہو جاتی
بمنزلہ استحسان کے بہ نسبت اس قوت [illegible]
صورت مطلوبہ وہاں عزم قطعی سے اور اولیا [illegible]
[illegible] ایک حد ادنی خطرہ [illegible] ادنی [illegible] متصل
ساتھ عازمہ کے اور [illegible] یہاں تو
[illegible] نفس [illegible] نفس [illegible] اوقات کثیرہ
[illegible] درمیان [illegible] بہت
ہیں اور اوقات و احوال و اسباب کے واسطے خواص ہیں پھر
اولیا اسمیں دو قسم ہیں ایک [illegible] ہمت نفس
[illegible] متصل ہے اور [illegible]
[illegible] اور ایک [illegible]

من یکون ہمتہ غیر متمثلۃ بل مضمحلۃ فی خاطر او
خیال ولفظ فلا یجد لذالک بالاً ویصادف وقتاً
بتدبیر الحق ورحمۃ بہ فیصل منہا الآثار والاول
اکثر فی الھند وخراسان ومایلیہا والثانی اکثر فی الحجاز
والیمن ومایلیہا ثم الاولیاء اوقات منہا مایکون فیہا
الارادۃ الصرفۃ من غیر مزاحمۃ استبعاد او مخالفۃ
سنۃ اللہ فیجمع فی المقصود فاذا خطر فی قلبہ خاطر
استبعاد او مخالفۃ سنۃ اللہ لتلجلج کما تری عند
عروض الحیاء والتجمل وھذا سر قولہ صلی اللہ علیہ
وسلم لابی رافع لما طلب منہ الذراع فی المرۃ الثالثۃ
فقال یارسول اللہ انما للشاۃ ذراعان اما انک
لو سکت لناولتنی ذراعا فذراعا ما سکت ومنہا
مالا تزید فیہ المخالفۃ والاستبعاد وانکار القوم
الاشدۃ فی العزیمۃ کما تری عند المنافسۃ ومعاندۃ
الابطال ومحاربۃ الاقران ثم الاولیاء فی انبعاث
الداعیۃ علی طبقتین منہم من یکون الداعیۃ فیہ
منبعثۃ من الھام الحق تعالی ومن ذلک ان ارادۃ نظام الخیر
تنفذ فی ہمتہ دواعی وذلک اما ان یکون داعیۃ حادثۃ
لاسباب مقتضیۃ لہا کقصۃ خضر واما ان یکون داعیۃ
مستمرۃ کارادۃ اقامۃ الامۃ العوجاء العمیاء ببعثۃ سیدنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہا مستمرۃ لا تزال
تترجح من شراجہا متصلۃ بقلب المقرب من غیر ارادۃ
لافاعیل خاصۃ ولو ضاع جزئیۃ بحسب اقتضاء المقام والوقت
وھذہ ہی الطبقۃ العلیا المختصۃ بالکمال المطلق فیصدر اشرافاً
واستجابۃ دعاء وتکثیر طعام وشراب بحسب المقتضیات

ہوتی بلکہ مضمحل ہوتی ہے خاطر یا خیال میں یا لفظ میں تو وہ نہیں پاتی اسکے
واسطے توجہ اور مائل ہوتی ہے کسی وقت ساتھ تدبیر حق کے اور اسکی رحمت کے تو صادر
ہوتی ہیں اُس سے آثار اور اول قسم کے اولیا اکثر ہند وخراسان اور انکے
قرب میں ہیں اور دوسری قسم کے ہیں حجاز و یمن اور اسکے نواحی میں پھر
اولیا کیواسطے بعض اوقات ہیں کہ جس میں ارادہ صرف ہوتا ہے اسکو مزاحم
نہیں بعید جاننا یا مخالف سمجھنا سنت اللہ کا کہ مقصود میں جمع ہوجاتا ہے پھر
ہر گاہ کہ جب خطرہ آیا اسکے دل میں استبعاد کا یا مخالفت عادت
اللہ کا تو قلب رک جاتا ہے جیسے حیا آجانے سے اور شرمندہ ہونے
اور یہ سر ہے صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا واسطے ابورافع کے
جب اس سے طلب کیا تھا ذراع تیسری مرتبہ اور انہوں نے عرض کیا تھا
کہ یارسول اللہ بکری کے ذراع دو ہی ہوتے ہیں تو آپنے فرمایا تھا
اگر تم خاموش رہتے تو ذراع کے بعد ذراع ہیت الا کر دیتے جبتک
خاموش رہتے اور انہیں وہ کہ جس میں مخالفت اور استبعاد اور انکار قوم نہیں
عزیمت میں تم دیکھتے ہو جنگ وجدال اور سرکوبی دلیر لوگوں کا
پہلوانوں کے اور لڑائی ہمسروں کے پھر اولیا داعیہ کے منبعث
ہونے میں دو طبقے ہیں ایک وہ طبقہ کہ جن میں داعیہ منبعث ہوتا الہام
حق اور سیاست کرنا ارادہ نظام خیر کا نسخ کرتا ہے اسکی ہمت میں داعی
اور ہوتا ہے یا تو داعیہ حادث اسباب کے اقتضا کے جیسا قصہ
خضر علیہ السلام کا اور یا ہوتا داعیہ مستمر جیسے ارادہ ٹیڑھی امت
اندھی کیساتھ بعثت سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیشک
وہ مستمرہ ہے ہمیشہ کوئی گوشہ اسکے گوشوں میں سے متصل انکے مقرب کے قلب سے بغیر
ارادہ افعال خاص اور اوضاع جزئیہ کا بموجب اقتضاء وقت اور مقام
کے اور یہ طبقہ اعلی مختص ساتھ کمال مطلق کے ہیں ہوتا ہے صادر اشراف اور قبولیت دعا
اور زیادتی طعام ونوا موافق مقتضیات کے اور سمجھ اس سے ساتھ عشق کے
کہ پوشیدہ ہیں ناموس باری تعالی اور جو منعقد ہے ملاء اعلی میں

فی الملأ الاعلی ارادة للخیر باهل الارض فهو متصل بقلبه المقدس دائما الا انه یتصور بصور شتی بحسب الاوقات والاوضاع وهیات النفس فیخرج بصورة النفث والروع مرة وتمثل الملك اخری وافاضة برکة فی الرؤیة تارة ومناما اخری ومنهم من یکون الداعیة السفلیة هی الباعثة فیه ولیس ذلك من مقامات الکمل للفهم الا انما المعنی الجامعیة والیه الاشارة فی مقالتهم المشهورة العارف لا همة له ثم ان الولی اذا بلغ هذا المبلغ من القوة العازمة خلع علیه خلعة الطیبة فی مشهد سویداء القلب من الشخص الاکبر فصار ملاذ للناس وما بالرهم وجامعا لشملهم ولست ارى وجوب تفرد شخص بهذا الامر بل ربما یصل الیه اثنان وثلثة وفوق ذلك ایضا والحضرة مع کل واحد کانه المتفرد بها مثل ذلك مثل الانسان کل فرد من البشر منفرد به من غیر مزاحمة وان کانوا الوفا ومن زعم انفراد شخص بذلك فاما یشیر الی سر غیر ما اشرالیه ویعرج علی هذا الانفراد الذی ذکرته ویحمله علی غیر محمله والحمد لله الذی شفانی کاساد هاقا من کل هذه المقامات التی اشرت الیها **مشهد آخر** رأیتنی فی المنام قائم الزمان اعنی بذلك ان الله اذا اراد شیئا من نظام الخیر جعلنی کالجارحة لاتمام مراده ورایت ان ملك الکفار قد استولی علی بلاد المسلمین ونهب اموالهم وسبا ذراریهم واظهر فی بلد اجمیر شعائر الکفر وابطل شعائر الاسلام والعیاذ بالله فغضب الله تعالی علی اهل الارض غضبا شدیدا

اہل زمین کے بھلائی کا ارادہ کیا ہے پس وہ متصل ہے ان کے قلب مقدس سے ہمیشہ لیکن اسکی صورتیں متفرق ہیں بسبب اوقات اور اوضاع اور ہیئت نفس کے اور کبھی خارج ہوتا ہے بصورت الہام قلب کے اور کبھی متمثل ہوتا ہے فرشتہ اور کبھی خواب میں افاضہ برکات کا اور کبھی قیام میں اور بعضے ایسے ہوتے ہیں کہ داعیہ سفلیہ باعث ہوتا ہے اور یہ مقامات کاملین سے نہیں ہے ہاں یوں کہا جاوے واسطے تمام کرنے معنی جامعیت کے اور اسیکیطرف اشارہ ہے انکے اس قول مشہور میں کہ ان العارف لا ہمتہ لہ پھر جب ولی پہنچتا ہے قوت عازمہ کی اس حد کو تو پہنایا جاتا ہے اسکو خلعت تطبیت کا مشہد میں سویداء قلب کے شخص اکبر سے طرف تب ہوجاتا ہے سرہ لوگونکے واسطے پناہ کی جگہ اور لوگونکا مرجع اور جامع انکے تفرقونکا اور میری رائے میں نہیں ہے کہ واجب ہو واسطے ایک شخص کے اس مرتبہ کا بلکہ اکثر اوقات اسکے رتبے کو پہنچتے ہیں دو اور تین اور اسکے سوا بھی اور حضرت ہر واحد کیساتھ ایسی ہوتی ہے گویا کہ وہ اسمیں متفرد ہے مثال اسکی ایسی ہے جیسے انسان کہ ہر فرد بشر متفرد ہے انسان ہونیمیں بغیر مزاحمت کے اگرچہ ہیں ہزاروں اور جس شخص نے گمان کیا منفرد ہونا اس رتبہ کا اشارہ کرتا ہے اس کیطرف جو غیر ہے اسکے جسکی طرف میں نے اشارہ کیا یا وہ سیدھا چلے اس انفراد میں اور اسکو حمل کیا کرتے غیر محل پر اور الحمد للہ کہ ان سب مقاموں سے جو میں نے بیان کئے ہیں مجکو جام لبریز پلایا گیا مشہد آخر میں نے دیکھا خواب میں کہ قائم الزمان ہوں اس سے میری مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جب ارادہ کیا کسی شی کا نظام خیر سے تو مجکو کیا مانند اعضا کے واسطے اتمام اپنی مراد کے اور میں نے دیکھا کہ کافروں کا بادشاہ غالب آگیا مسلمانوں کے شہروں پر اور انکا مال لوٹ لیا اور انکی ذریات کو غلام بنا لیا اور شہر اجمیر میں علامات کفر ظاہر کئے اور علامات اسلام کھودئے العیاذ باللہ اور خدا کا غضب ہے اہل زمین پر اور دیکھی اس غضب کی صورت متمثل ملا اعلی میں پھر منتشر ہوا غضب میری طرف تو میں بہت غضبناک ہوا بسبب پہونچنے اس درگاہ سے تاثیر نفس میں

صورة هذا الغضب متمثلا فی الملأ الاعلی والترشح الغضب

الى فوابتلى غضب أنا من جهة نفث من تلقاء الحضرة فى نفسى لا من جهة ما يرجع الى هذا العالم وانا ساعتئذ فى جم غفير من الناس منهم الروم ومنهم الازبكة ومنهم العرب بعضهم ركبان الابل وبعضهم فرسان وبعضهم مشاة اعلى اقدامهم واقرب ما رايت شبيها بهؤلاء الحجاج يوم عرفة ورايتهم غضبوا لغضبى وسالونى ماذا حكم الله فى هذه الساعة قلت فك كل نظام قالوا الى متى قلت الى ان ترونى قد سكت غضبى فجعلوا يتقاتلون بينهم ويضربون وجوه ابلهم فقتل منهم كثير وانكسر رؤس ابلهم وشفاهها ثم انى تقدمت الى بلدة اخربها واقتل اهلها فتبعونى فى ذلك وكذلك خربنا بلدة بعد بلدة حتى وصلنا الاجمير وقتلنا هنالك الكفار واستخلصناها منهم وسبينا ملك الكفار ثم رايت ملك الكفار رماه معه ملك الاسلام فى نفر من المسلمين فامر ملك الاسلام فى اثناء ذلك بذبحه فبطش به القوم وصرعوه وذبحوه بسكين فلما رائيت الدم يخرج من اوداجه متدفقا قلت الآن نزلت الرحمة ورائيت الرحمة والسكينة شملت من باشر القتال من المسلمين فصاروا مرحومين فقام الى رجل فسالنى عن المسلمين اقتتلوا فيما بينهم فتوقفت عن الجواب فلم اصرح رأيت ذلك ليلة الجمعة الحادية والعشرين

[illegible]

میں اس جہت سے کہ وہ رجوع ہے طرف اس عالم کے اور میں اسوقت لوگونکے جم غفیر میں ہوں کہ انمیں روم اور ازبک اور عرب سب ہیں بعضے اونٹونپر سوار ہیں اور بعضے گھوڑوں پر اور بعضے سادہ ہیں اور قریب اسکے جو میں نے دیکھا مشابہ اسکے ہیں حاجی لوگ دن عرفہ کے اور میں نے دیکھا کہ وہ سب غضبناک ہیں میرے غضبناک ہونیسے اور مجھسے کہتے ہیں کہ کیا حکم ہے اللہ کا اسوقت میں نے کہا ہر انتظام کے دور کرنیکا انھوں نے کہا کبتک میں نے کہا کہ جبتک کہ تم دیکھو میرا غضب ساکت ہوگیا پھر وہ آپسمیں قتال کرنیلگے اور اونٹونکے منھہ پر مارنے لگے تو قتل ہوئے انمیں سے بہت اور بہت اونٹونکے سر ٹوٹے پھر میں بڑھا آگے ایک شہر کیطرف تو اسکے ویران کرنے اور اسکے لوگونکو قتل کرنیکے لیے اور انھوں نے پیروی اور تابعداری کی میری اس امر میں اور ہمنے اسیطرح خراب کیا ہمنے ایک شہر کے بعد ایک شہر یہانتک کہ ہم پہنچے اجمیر اور وہان کفار کو قتل کیا اور اُنسے چھڑایا ہمنے اسکو اور غلام بنایا ہمنے کفار کے بادشاہ کو پھر میں نے دیکھا کہ بادشاہ کفار جارہا ہے بادشاہ اسلام کیساتھ مسلمانوں کے گروہ میں پھر حکم دیا بادشاہ اسلام نے اسی اثنا میں اسکے ذبح کرنیکا تو پکڑ لیا اسکو لوگوں نے اور گرادیا اسکو اور ذبح کرڈالا چھرے سے پھر جب دیکھا میں نے کہ خون اچھل رہا ہے اسکی رگونسے میں نے کہا اب رحمت نازل ہوئی اور میں نے رحمت و سکینہ کو دیکھا کہ شامل ہوئے ان مسلمانوں سے جنھوں نے جہاد کیا اور وہ ہوگئے رحمت کیے گئے پھر کھڑا ہوا ایک مرد اور مجھسے سوال کیا ان مسلمانوں کا جنھوں نے آپسمیں قتال کیا تو میں نے توقف کیا جواب میں اور نہ بیان کیا یہ میں نے دیکھا شب جمعہ کو اکیسویں ماہ ذیقعدہ ۱۱۴۳ ہجری کو

مشہد آخر اسمیں کچھ شک نہیں ہے کہ تحقیق حقائق

وحدت ہے اسمیں کثرت نہیں ہے اور اسکے واسطے تنزلات ضرور ہیں کہ اثر اسکا ظاہر ہو اور اسکے احکام و خواص کے مراتب متعین ہوں اور

[illegible]

لكمال تلك الوحدة وان لها عند حركتها النفسها الى مراتب الكثرات حب مقدس علي من الارادة الاختيارية التي يقول بها قوم والايجاب الطبيعي الذي يقول به آخرون وان هذا الحب بسيط في اول امره ثم انه يتسع دائرتها شيأ فشيأ بازاء اتساع الكثرة اذا لكل مرتبة خاصة حب خاص كان سببا لبروزها وانه في بساطته الاولى لم يكن خاليا عن جميع المحبات التي ظهرت من بعد لكنها كانت مندمجة فظهرت وكامنة فبرزت فهذه اصول لا ينبغي ان يشك فيها من له ادنى بال ولنا بعد هذه مشهد آخر فشاهدنا ان اندماج جميع المراتب في تلك البساطة ليس على حد واحد بل هنالك حب خاص مندمج في ذلك الحب البسيط هو بمنزلة الظاهر البارز الموجود بالفعل وحب آخر هو كالشيء بالقوة القريبة او البعيدة وهذا الحب الظاهر منه حب يتعلق بظهور نشأة كلية اولا وبالذات وليس هنالك ذكر لافراد تلك النشأة ثم اذا جاء وقت ظهور افراد تلك النشأة صاحب ظهور الافراد بتفاصيلها بارزا ظاهرا ومنه حب يتعلق بظهور فرد من نشأة يكون فردا متشخصا في المثال وفردا منتشرا يصدق على كثيرين على سبيل البدل في الناسوت بان يكون القائم في ذلك المركز شخص ثم من بعده شخص آخر وهلم ثم الحب المتعلق بظهور فرد بهذا المعنى اما ان يكون ظهور تدبير الهي متعلق بتلك النشأة اولا وكذلك اذا تعلق الحب بظهور نشأة كلية ثم انفسر ذلك

اور اسکی کچھ نہایت نہیں مگر نفس ظہور کمال اس وحدت کا اور اس کثرت کیواسطے وقت اسکے حرکت لنفسہا کے طرف مراتب کثرات کے حب مقدس علی ہے جسکو ارادہ اختیاریہ کہتی ہے ایک قوم اور اسی کو ایجاب طبعی کہتے ہیں اور یہ حب بسیط ہے ابتدا میں پھر اسکا دائرہ وسیع ہوتا گیا آہستہ آہستہ مقابلہ وسعت کثرت کے اسواسطے کہ ہر مرتبہ کیواسطے ایک خاصہ ہے حب خاص کا کہ وہ سبب ہے اسکے بروز ظہور کا اور تحقیق بساطت اولی میں نہیں خالی اُن جمیع محبات سے جو بعد میں ظاہر ہوئیں لیکن وہ اسمیں مندمج تھیں پھر ظاہر ہو گئیں اور پوشیدہ تھیں ظاہر ہو گئیں پس ایسے اصول ہیں کہ اسمیں کچھ شک کرنا نچاہیئے جس شخص کو ادنی بھی سمجھ ہو اور ہمارے واسطے بعد اسکے ایک اور مشہد ہے کہ مشاہدہ کیا ہمنے یہ کہ اندماج جمیع مراتب کا اس بساطت میں حد واحد پر نہیں ہے بلکہ یہاں حب خاص ہے مندمج اس حب بسیط میں وہ بمنزلہ ظاہر بارز موجود بالفعل کے ہے اور ایک حب دوسری ہے وہ مانند قوت قریبہ یا بعیدہ کے ہے اور حب ظاہر سے ایسی حب ہے کہ متعلق ظہور نشاء کلیہ کے ہے اولا اور بالذات اور یہاں اس نشاء کے افراد کا کچھ ذکر نہیں پھر جب آیا وقت ظہور افراد اس نشاء کا ہوئی حب ظہور افراد کی تفصیلوں سمیت بارز ظاہر اور اس سے ہے جو علاقہ رکھتی ہے ظہور فرد سے اس نشاء سے کہ ہووے فرد تشخیص فی المثال اور ایک فرد منتشر کہ صادق آتی کثرین پر علی سبیل البدل عالم ناسوت میں اسطرح کہ ہو قائم اس مرکز میں ایک شخص پھر بعد اسکے دوسرا شخص اور اسیطرح اور پھر حب متعلق ظہور فرد کے ساتھ اس معنی کے یا یہ کہ قصد کیا جاوے اس سے تدبیر الہی کے ظہور کا جو متعلق ہے ساتھ اس نشاء کے یا ہو اور مانند اسکے جب متعلق ہو حب ساتھ ظہور نشاء کلیہ کے پھر منفسر ہوئی یہ حب اپنے ظہور کے وقت طرف افراد اور اشخاص کے پھر پایہ کو منفسر

بقصد ظهور تدبير الهي او لا يكون المقصود الا نفس
وجود هذا النوع من الكمال شاهدنا ذلك وشاهدنا
ان النشأة الانسانية ليست تابعة النشأة الحيوانية
فقط بل بازائها حب خاص ظهر في اول الامر وكذلك
النشأة الحيوانية ليست تابعة لنشأة النامويه
وشاهدنا ان الحب المتعلق بظهور فرد اذا كان في
اول الامر يكون هذا المراد فردا جامعا لجميع النشأة
الالهية والكونية فان كان قصدت تدبير نشأة فهو
الفرد النبي كالحقيقة النبوية التي كانت متمثلة في
عالم المثال وهو النبي بالاصالة وما زال في عالم الناسوت
يظهر امثال بعد مثال حتى وجد سيدنا محمد
صلى الله عليه وسلم فكملت به احكام تلك المرتبة
وان لم يقصد به تدبير نشأة بل انما قصد نفس تحقق
هذا الوجه من الكمال فهو الفرد الذي ليس بنبي
واذا تعلق الحب بظهور نشأة كلية ثم لما جاء وقت
ظهور افرادها تعلق الحب ثانيا بظهور فرد فان كان
قصد به حينئذ تدبير نشأة فهو نبي من الانبياء
وليس الفرد الجامع وان لم يقصد به حينئذ ذلك
بل محض ظهور كمالات تغلب فيها القوى الالهية
على القوى الكونية فهو الولي الفاني الباقي وربما
لا يتعلق الحب في اول الامر ولا عند ظهور افراد
النشأة الكلية بظهور فرد بل انما يتعلق عند
ظهور افراد في الناسوت وحينئذ ان كان قصد به
تكميل ملته فهو وارث الانبياء او غير ذلك فهو
وارث الملاء الاعلى او لم تقصد الا كونه راشدا فقط

مگر نفس وجود اس نوع کا کمال ہے ہمنے مشاہدہ کیا اور ہمنے مشاہدہ
کیا کہ نشاءِ انسانیہ تابع نہیں نشاءِ حیوانیہ کے فقط بلکہ اسکے...
مقابل حب خاص ہے کہ اول امر میں ظاہر ہوئی اور اسیطرح نشاءِ
حیوانیہ تابع نہیں نشاءِ نامویہ کے اور ہمنے مشاہدہ کیا کہ جب
متعلق ظہور فرد کے اگر ہے اول امر میں تو ہوگی یہ مراد جامع جمیع
نشأت الٰہیہ کے اور کونیہ کے پس اگر ہو اس سے قصد تدبیر نشاء کا
تو فرد نبی ہے مانند حقیقت نبویہ کے جو متمثل تھے عالم مثال اور وہ
ہی نبی بالاصالت ہے اور ہمیشہ عالم ناسوت میں اسکے مثال ظاہر ہوتی
ہے ایک بعد دوسرے کے یہانتک کہ پائے گئے سیدنا...
محمد صلے اللہ علیہ وسلم پس پورے ہو گئے ان سے احکام اس
مرتبہ کے اور اگر قصد نکی جاوے اس سے تدبیر نشاء کی بلکہ
قصد کیا جاوے نفس تحقق اس وجہ کا کمال ہے
تو وہ ایسا فرد ہے کہ نبی نہیں اور جسوقت متعلق ہو
حب ظہور نشاءِ کلیہ کے پھر جب آیا وقت ظہور اسکے
افراد کا متعلق ہوئی حب ثانی ظہور فرد کے پس
اگر قصد کیا جاوے اس سے تدبیر نشاء کا تو وہ
ایک نبی ہے انبیا میں سے اور نہیں وہ فرد جامع اور
جو یہ قصد نہ کیا جاوے اسوقت بلکہ محض ظہور کمالات کا کہ
جنمیں غالب ہوں قوائے الٰہیہ قوائے کونیہ پر تو وہ ولی فانی باقی ہے
اور بسا اوقات جب اول امر میں متعلق نہیں ہوا اور نہ وقت ظہور افراد
نشاءِ کلیہ کے ساتھ ظہور فرد کے بلکہ وہ حب متعلق ہی وقت ظہور
افراد کے بیچ عالم ناسوت کے اور اسوقت اگر اس سے قصد کیا
جاوے تکمیل ملت تو وہ وارث الانبیا ہے یا اسکے سوا سو وہ
وارث ملاء اعلی کا ہے یا نہ قصد کیا جاوے مگر اسکا راشد ہونا فقط تو
وارث اولیا ہے پس حضرت غامض ہے اسکو خوب سمجھو ...

[illegible]

اعلم ان للفرد احکاما لا توجد لغیره منها انه لیس له مستقر من اول ما سافرت النقطة الحبیبة الی ان تعود لما منه سافرت انما کل نشاءة له مستودع و سیره فیها اسرع من سیر السهم اذا انفصل من القوس حتی یبلغ الی منتهاه فلا یتعلق بذیله شئ من قذر النشاءة بخلاف غیره اللهم الا ما کان فی حکمة الله ان النشاءة المتاخرة تستمد من النشاءة المتقدمة متضررة ومنها انه یرزق المحبة الذاتیة وحقیقتها النقطة الحبلیة عائدة الی ما منه هذا السیر علما او حالا او نشاءة و اما غیره فلیس له فی هذا القسم نصیب ومنها انه لا یکون السبب الحقیقی لانتقال الفرد من نشاءة الی نشاءة الا المحبة الذاتیة تفصیل ذلک ان الفرد اذا ورد فی مستودع فلا بد ان یلفت زمانا الی احکام تلک النشاءة فیصل الی ذروة سنامها ویقتعد غاربها ویظهر منه ما لا یظهر من غیره ثم بعد ذلک لا بد ان ینفض تلک النشاءة عن نفسه کالجنین یخرج من بطن امه وینفض عنه النشاءة الجنینیة فاذا حان النفض تذکر النقطة الحبیة فیه مقر العز حین البساطة وتشتاق الیه اشد الاشتیاق فیهما انها لنفسها المحبة الذاتیة ومن خاصیتها ان ینقطع عنه عروق تلک النشاءة فیموت وینفک نسمته عن جسده الکثیف الا ومع واذا حان انفکاک روحه عن نسمته الهوائیة عاد الیه ذلک الهیمان والنفض واذا حان انفکاء روحه عاد الیه ایضا وهلم جرا حتی تصل النقطة الی مقرها

پڑو پھر یہ جان کہ فرد کے واسطے احکام ہیں اسکے بغیر میں نہیں پائے جاتے بعض انمیں یہ ہے کہ اسکے واسطے کوئی مقام نگاہ نہیں اول سے جب سے سفر کیا نقطہ حبیہ نے جبتک وہ عود کرے واسطے اس شئے کے جسکے واسطے سفر کیا تھا بیشک ہر نشاء کیلئے پناہگاہ ہے اور سیر اسکے بیچ تیز تر ہے تیر سے جس وقت وہ نکلا کمان سے یہانتک کہ پہنچے اپنے منتہا کو پس اسکے دامن میں کوئی شئی نجاسات و آلودگی نشاءت کی نہیں لگتی بخلاف اسکے غیر کے الٰہی مگر یہ بات ہے کہ اللہ کی حکمت میں ہو کہ نشاء متاخرہ مدد چاہے نشاۃ متقدمہ سے از رہ کدورت کے اور بعض انمیں سے یہ ہے کہ اسکو نصیب ہوتی ہے محبت ذاتیہ اور اسکی حقیقت ہے نقطہ حبیہ عود کرنیوالا طرف اس شئے کے جس سے یہ سیر ہے علماً یا حالاً یا نشاۃً اور اسکے غیر کیواسطے اسمیں نصیب نہیں ہے اور بعض انمیں یہ ہے کہ نہیں ہوتا سبب حقیقی واسطے انتقال فرد کے ایک نشاء سے دوسرے نشاء کیطرف مگر محبت ذاتیہ اسکی تفصیل یہ ہے کہ تحقیق فرد جب وارد ہوتا ہے مستودع میں تو ضرور ہے اسکو التفات کرے ایک زمانہ اس نشاء کے احکام کیطرف پس واصل ہو اسکے اعلیٰ بلند کو اور ٹھہرے وہاں اور اس سے وہ باتیں ظاہر ہوں جو اسکے غیر سے نہ ظاہر ہوں پھر اسکے بعد ضرور ہے کہ نشاء اسکو اپنے میں سے نکالدے جیسے بچہ اپنی ماں کے شکم میں سے نکلتا ہے اور دور ہو جاتا ہے اس سے نشاء بچہ پن کا تو جب وقت ہو دور ہو جانیکا تو یاد آتا ہے نقطہ حبیہ اسمیں مقر عزت اور سیر بساطت کو اور مشتاق ہوا نکا نہایت شوق پس اسکا ہونا انکو نفس کے واسطے وہی محبت ذاتیہ ہے اور اسکی خاصیتوں سے ہے کہ اس سے منقطع ہو جائیں عروق اس نشاء کے پس وہ مرجاتا ہے اور رہا ہو جاتا ہے اسکی روح اسکے جسم لطیف خالی اور جب وقت ہوا اسکی روح کو انفکاک کا نسمۂ ہوائیہ سے عود کرے اسکی طرف وہ سرگشتگی محبت اور بے تعلقی اور جب وقت ہو داخل ہو

الأنبياء ظاهرة اما فى غيرهم فمناصب وراثة الانبياء كالمجددية والقطبية وظهور آثارها واحكامها والبلوغ الى حقيقة كل علم وحال فى الجمع بين الصفات كل مقام حصل لكل انسان من خلق الخلق وظهور رقائق منه وتعين كل رقيقة بما يناسبها ووفور آثار كل رقيقة بحيث لا يشغله شان عن شان واما اقتعاد غارب النشاءة النسمية فمنه ان يكون محل الوصل على النسم المقيدة باجسادها الى التدلى الاعظم المتلى منه الطبيعة الكلية وان يكون جارحة فى افاضة الصور الخارجية والوقائع الكونية وان شئت الحق فليس للفرد حال ولا مقام ولا منصب انما كل شئ له بلسان رقيقة على حال تدلى لكنه العالم باسره لا يغشاه حال ولا منصب انما الاحوال والمناصب فيه فعلى هذا ينبغى ان يحمل كل كلام من الفرد مما يشعر بقيامه بالتدبيرات العالية والمناصب الشامخة وقد نبهناك على جماع كلامه ملاك امره ان كنت لقنا وفيه عشر رقائق ظاهرة بارزة ولكل رقيقة حكم واثر خاص لابد ان يظهر تلك الآثار منه وليس له ان يكم نفسه عنها لانها جبلت عليها رقيقة قمرية تحذو حذو هاتين العلوم الكسبية علم الحديث وبركات الطريق المنسوبة الى مشائخ الصوفية ورقيقة عطاردية بحذو حذوها من العلوم الكسبية التصانيف

ٹھہرنا نہایت میں نشاء جسدیہ کے پس نبیوں میں تو ظاہر ہے اور انکے سوا میں پس منصب وراثت انبیاء کے ہیں جیسے مجددیت اور قطبیت اور انکے آثار اور احکام کا ظہور اور پہنچنا حقیقت کو ہر علم و حال کے اور جمع دریا صفات کلی ہر مقام کے حاصل ہونا واسطے ہر انسان کے جیسے پیدا ہوئی ہے خلقت اور ظاہر ہونا اس کے رقائق کا اور متعین ہونا ہر رقیقہ کے اس چیز سے جو اس کے مناسب ہے اور زیادتی آثار ہر رقیقہ کی اس حیثیت سے کہ نہ روکے اسکو ایک حال دوسرے حال سے اور لیکن ٹھہرنا بلندی پر نشاء نسمیہ کا پس اس سے ہے یہ کہ محل ہو واسطے وصول علوم نسمیہ مقیدہ باجسام کے طرف تدلی اعظم جس سے پیدا ہے طبیعت کلیہ اور یہ کہ اعضا ہو جائے افاضہ میں صور خارجیہ کے اور وقائع کونیہ کے اور اگر تو چاہے حق بات تو نہیں ہے واسطے فرد کے کوئی حال اور نہ مقام اور نہ منصب تحقیق ہر شے واسطے اسکے ہے ساتھ زبان رقیقہ کے اور اوپر حال تدلی کے لیکن عالم تمام نہیں ڈھانکتا اسکو حال اور نہ منصب جز ایں نیست کہ احوال اور مناصب بیچ اسکے ہیں پس بنا بریں چاہئے کہ حمل کیا جائے ہر کلام فرد کا اس شے سے جو خبر دی اسکے قیام تدبیرات عالیہ و مناصب بلند سے اور ہم آگاہ کر چکے ہیں تجھکو جامع کلام اور اصل سے اسکے اگر تو سمجھدار ہے اور اس میں دس رقائق ظاہر بلند ہیں اور ہر رقیقہ کا اثر و حکم خاص ہے ضرور ہے کہ وہ آثار اس سے ظاہر ہوں اور نہیں روا اسکو روکے اپنے نفس کو ان سے اسواسطے کہ وہ جبلت میں سرشت ہوئی اور پر ان کے رقیقہ قمریہ جو مقابل ہے علوم کسبیہ کے یعنی علم حدیث اور برکات طریقوں سے جو منسوب ہیں مشائخ صوفیہ کی طرف اور ایک رقیقہ عطاردیہ کہ وہ مقابل ہے علوم کسبیہ تصانیف اور اخاص ہر علم میں کہ اسکی نظر پہنچی اس میں کوئی علم ہو معقول یا منقول ہو اور ایک رقیقہ زہریہ ہے وہ مقابل ہے جمال و محبت کے کہ وہ ہر ایک دوست رکھتا ہے اور ہر ایک اسکو دوست رکھتا ہے

ص ورائی مناص فی کل علم یبلغ الیه نظره الا کان معقولا او منقولا ورقیقة زهرية يحذو حذوها الجمال والمحبة لحب الكمال حد ويحبه كل احد من حيث لا يدريان ورقيقة

شمسية يجد وجدها الغلبة والظهور على الكل معنى واستحقاقا وحفظا لجميع خلق الله تحت الحكم الوحداني ورقيقة هي بحية يجد وجدها من كل كمال التأصل والشدة والرسوخ ولولاها لكان كل شئ مهلهلا ضعيف النسج ورقيقة مشترية يجد وجدها قطبية وامامة وهداية وكونه مثابة للناس فيها يتقربون الى ربهم ورقيقة زحلية يجد وجدها من كل رقيقة بقاء وتأصل وتقود مدى الازمنة وايضا تجرد الى الطبيعة الكلية ورقيقة من الملاء الاعلى يجد وجدها همة محيطة بجميع ما يلصق به هي شبح لنظر الله وعصمته ورقيقة من الملاء السافل يجد وجدها نورا يدخل في يديه ورجليه وعينيه وجميع اعضائه ورقيقة من التدلي الالهي المتدلي الى عباد الله ينشعب منه شعبتا نور النبوة وشعبة الولاية وبعد ذلك كله جبلت نفسه نفسا قدسية لا يشغلها شان عن شان ولا ياتي عليه حال من الاحوال الى التجرد الى النقطة الكلية الا وهو خبير بها الآن وانما الا في تفصيل لاجمال او شرح نقطة بلورة وليس صدور الكرامات من الفرد كصدورها عن غيره فان غيره يصدر منه الآثار والخوارق بغلبة حالة فيه حيث تحكمت على طبقات وجوده وتسلطت ولم يكن العمدة الا هي اما الفرد فكل جزء منه مستقل على شاكلته وذلك انك قد علمت ان فيه رقائق كلية جملية وجاءت من قبل الاسماء الالهية ورقائق جاءت من قبل نفوس الافلاك وطبائعها

اس حیثیت سے کہ دونوں کو معلوم نہیں اور ایک رقیقہ شمسیہ ہے وہ مقابل ہے غلبہ اور ظہور سب پر معنًا اور استحقاقًا و حفظًا تمام خلق اللہ کے تحت ہیں حکم وحدانی کے نیچے ہیں اور ایک رقیقہ بحیہ ہے کہ اسکے مقابل ہے ہر کمال سے تاصل اور سختی و رسوخ اگر وہ نہوتا تو ہر شے ہوتی بودی اور بناوٹ کی کمزور اور ایک رقیقہ ہے مشتریہ مقابل ہے اسکے قطبیت و امامت اور ہدایت اور ہونا اسکا لوگوں کا مرجع جسمیں لوگ اللہ کا قرب ڈھونڈیں اور ایک رقیقہ ہے زحلیہ اسکے مقابل ہے ہر رقیقہ کی بقا و تاصل اور ناقد ہونا درازی زمانہ تک اور نیز تجرد طرف طبیعت کلیہ کے اور ایک رقیقہ ملاء اعلیٰ سے اور اسکے مقابل ہمت جو محیط ہے ان سب چیزوں کو اس سے لگی ہوئی ہیں وہ قالب ہے اللہ کی نظر اور اسکی عصمت کا اسکے واسطے اور ایک رقیقہ ہے ملاء سافل کا مقابل ہے اسکے نور جو داخل ہوتا ہے اسکی ہاتھوں اور پاؤں اور آنکھوں میں اور تمام اعضا میں اور ایک رقیقہ ہے تدلی الٰہی کا جو متدلی ہے اللہ کے بندوں کی طرف اس سے دو شعبے نکلتے ہیں ایک شعبہ نور نبوت کا اور ایک شعبہ نور ولایت کا اور بعد اسکے اسکا نفس بالکل نفس قدسیہ پیدا ہوا ہے کہ نہیں روکتی اسکو کوئی شان کسی شان سے اور اسپر کوئی حال نہیں آتا احوال سے وقت تجرد کے طرف نقطہ کلیہ کے مگر وہ آگاہ ہوتا ہے اس سے اسی دن اور تحقیق آنیوالا تفصیل ہے اجمال کی یا شرح ہے نقطہ کی ساتھ دو رہ کا اور فرد سے ایسی کرامتیں صادر نہیں ہوتیں جیسے اسکے غیر سے کیونکہ اسکے غیر سے آثار اور کرامتیں صادر ہوتی ہیں غلبہ سے اس حالت کے جو اسمیں ہے جب حکم کرتی ہے وہ حالت اسکی طبقات وجود پر اور مسلط ہوتی ہے اور نہیں ہوتی عمدہ مگر وہی ہے لیکن فرد کا ہر جز اپنی روش و صورت پر مستقل ہوتا ہے اور یہ بات اسلیئے ہے کہ تم جانتے

فیوض الحرمین ۹۵ ترجمہ اردو فیوض الحرمین

قبل العناصر و رقائق جاءت من قبل تمنف الکمال الحاصل له اصنافا فلا یتسلط جزء علی جزء آخر قط فلا تنعزل البهیمیة عن مقتضاها ابدا بتسلط الملکیة علیها ولا تنعزل الملکیة عن مقتضاها ابدا بتسلط البهیمیة علیها ولا یکون تجرد الشیء من الکمال بحیث یمحق اثر کمال آخر بل کل عنده بمقدار فاذا ظهر منه خارق عادة فباحد وجهین احدهما ان یکون المدبر الحق ارادة لعباده ایصال نفع دینوی واخروی او دفع ضر کذلک او اراد تعذیبهم علی فعالهم فیجری علی یدیه وینسب الخرق الیه وهو فی الحقیقة کالمیت فی ید الغسال لا اختیار له فی ذلک وثانیهما ان یرجع هذا الفرد الی عقله حکمته وفراسته فاذا رای شیئا فیه نفع له ولغیره بسط رقیقة من رقائقه الی ما یناسب هذا الشیء فظهر خارق عادة فی الناس مثلا اراد ان یخبر الناس بما سیاتی من الوقائع فبسط رقیقة من رقائقه وهی القمریة فتلقت علما والقاه الیهم او اراد تسخیر قوم فبسط رقیقة من رقائقه وهی الشمسیة فسخرت وهلم جرا ومن خواص الفرد فی الحیوة الدنیا انه یتاتی له ان یعبد ربه بجمیع اخلاقه وجمیع طبائعه وذلک ان الانسان فی مجری العادة یفعل فعال الشجاعة لداعیة ترجع الی جلب نفع او دفع ضر دینویین فاذا کان الفهل فرد انعقد فی الملاء الاعلی حکم

اور رقائق ہیں کہ آئے ہیں جانب عناصر سے اور رقائق ہیں کہ آئی ہیں طرح طرح کے کمالوں سے جو اسے حاصل ہیں تو نہیں مسلط ہوتا ایک جز دوسرے جز پر کبھی تو نہیں معزول ہوتی بہیمیت کبھی اپنے مقتضا سے ملکیت کے تسلط سے اس پر اور نہ ملکیت اپنی مقتضا سے معزول ہوتی ہے کبھی بہیمیت کے تسلط سے اس پر اور کبھی تجرد نہیں ہوتا کسی کمال کیواسطے ایسی حیثیت سے کہ دوسرے کمال کا اثر کم ہو جائے بلکہ اسکے نزدیک ہر شے اپنی مقدار سے ہے تو اس سے جو خارق عادت ظاہر ہو تو دو وجہیں ہیں ایک ان دو سے یہ ہے کہ مدبر حق اپنے بندوں کو نفع پہنچانا چاہیے دنیا کا یا آخرت کا یا ضرر دفع کرنا چاہیے دنیا یا آخرت کا یا انکو افعال پر عذاب دینا چاہیے تو اس فرد کے ہاتھ پر جاری ہوتا ہے اور وہ اسکی طرف خرق عادت منسوب ہوتا ہے در حالیکہ وہ فرد مانند مردہ کے ہے غسال کے ہاتھ میں اسے اس میں کچھ اختیار نہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ فرد رجوع ہو اپنی عقل اور حکمت و فراست کیطرف پس جب دیکھے کہ کسی شے میں اسکو نفع ہے اور دوسرے کو تو اسکے رقائق میں سے کوئی رقیقہ بسط کرے جو مناسب اس شے کے ہو تو ظاہر ہو خارق عادت لوگوں میں مثلاً وہ ارادہ کرے کہ جو وقائع آنیوالے ہیں انکی لوگوں کو خبر کرے تو بسط کرے اسکا رقیقہ جو قمریہ ہے تو علم سے ملاقی ہو اور لوگوں کو وہ علم پہنچائے یا ارادہ کرے کہ وہ فرد کسی قوم کی تسخیر کا تو بسط کرے ایک رقیقہ رقائق میں سے کہ وہ شمسیہ ہے پس تسخیر کرے اور اسیطرح اور جو لائق خیال کرو اور فرد کے خواص سے ہے کہ وہ زندگی دنیا میں اپنے ربکی عبادت کرتا ہے اپنے سب اخلاق اور جمیع طبائع سے اور یہ امر اسلیئے ہے کہ عادت میں ہے کہ انسان افعال شجاعت کرتا ہے واسطے ایسے داعیہ کے کہ حصول نفع ہو یا دفع ضرر ہو دنیا کا تو فرد جب ہوتا ہے تو ملاء اعلی میں جو حکم منعقد ہوتا ہے حق کے احکاموں سے اسکا اثر منتشر ہوتا ہے نفس کیطرف تو اٹھتا ہے داعیہ اور اسکی خدمت کرتا ہے کوئی خلق اسکے

ومن احکام الحق فلا تتم منه اثر الی النفس وانبعث الداعیة وخدمها خلق من اخلاقه

فجرت الافعال وهو فی کل ذلك فان عن مراده
باق بمراد الحق فهذا معنی عبادته باخلاقه
والانسان له طبائع ولكل طبيعة فنا وبقاء
وكمال توءراه من ربه وافعال يجری منها
بفناءها فی الحق وتجليات معنوية حاصلة
من تركيب الكمال بالطبيعة البشرية بحسب ذلك
الكوكب كما ان الطبيعة الزهرية بحسب النسمية
تقتضی ان يلتذ بكل حسن بالجمال الذی خصه الله
تعالى به ويری فی كل لذة وبهجة انقيادا
الى الله واخبانا له فيكون الحسن شیء يلتذ انها
والاشياء التی يلتذ بها كلها السنة تذكر الله تعالى
فيحصل له حالة عجيبة يستغرق فيها ويسكر حينا
من الدهر وقس على ذلك كل طبيعة وان شئت
الحق فعبادة لربه فی حقه جريان منه على
مقتضى طبيعته والله حافظه واذا اتاه زجر
على فعل فسببه مخالفته فی ذلك المباس البسه
الله تعالى ومن خواصه فی البرزخ انه اذا انتقل
عن هذا البدن هام الى الطبيعة العامة التی تهم
كل موجود هيمان النفس الناطقة الى بدنها الا
ان هيمانها هيمان تدبير وهيمانه هيمان عشق
فحينئذ يسری فی اجزاء العالم بهمته ففی الحجر
حجر وفی الشجر شجر وفی الفلك فلك وفی الملك ملك
لا ينصدع طور عن طور كهيئة الطبيعة المطلقة
وحينئذ لما كان من هذا الفرد اثار عجيبة
واحكام غريبة فمنها انه يعلم بالعلم الحضوری

تو جاری ہوتے ہیں فعل اور وہ فرد بالکل فانی ہے اپنی مراد سے اور اللہ کی مراد
میں باقی ہے تو یہ معنی ہیں اسکی عبادت کے بجمیع اخلاقہ اور انسان کے واسطے
طبائع ہیں اور ہر طبع کیواسطے فنا و بقا اور ہر طبیعت کو ایک کمال
اللہ کیطرف سے دیا گیا ہے اور افعال ہیں جو اس طبیعت سے جاری ہوتے ہیں
جبکہ اسکو فنا کر خدا میں اور تجلیات معنوی ہیں جو ترکیب کمال سے ساتھ طبیعت
بشری کے حاصل ہوتی ہیں موافق اسکوکب کے جیسے طبیعت زہریہ بحسب نسمیہ مقتضی
ہے کہ لذت اٹھائے حسن سے اس جمال کی جس سے اللہ نے اسے خاص کیا ہے اور
دیکھی ہر لذت اور ہر خوشی میں تابعداری اللہ کی اور فروتنی اسکے آگے پس
ہو جاتی ہیں سب چیزیں ساتھ لذت کے اور ہر شے جس سے لذت اٹھاتا
ہے سب کے سب زبانیں ہو جاتی ہیں یاد دلانے اللہ تعالے کے تو حاصل ہوتا اسکو ایک
عجیب حالت کہ اسمیں مستغرق ہو جاتا اور نشہ میں ہو جاتا ہے ایک حصہ اور اسی پر قیاس
کر ہر طبیعت کو اور جو تو چاہے تو اسکی عبادت اپنے رب کیلئے اسکے حق میں مقتضا
طبیعت کا اسکی جاری ہونا ہے اور اللہ اسکا حافظ ہے اور جو کسی فعل پر اسکو زجر
آئے تو اسکا سبب اسکی مخالفت ہے اس امر میں بسبب اس لباس کے
ہے جو اسے اللہ نے پہنایا ہے اور اس فرد کے خواص سے ہے عالم برزخ میں یہ کہ
جب وہ انتقال کرے اس بدن سے ہیمان کرتا ہے طرف طبیعت عامہ کے جو
عام ہے ہر موجود کو جیسا ہیمان نفس ناطقہ کا بدن کیساتھ ہے مگر نفس ناطقہ کا ہیمان
ہیمان تدبیر ہے اور اس فرد کا ہیمان ہیمان عشق ہے تو اسوقت سرایت کرتا ہے
ہمت سے اجزاء عالم میں تو حجر میں حجر اور شجر میں شجر اور فلک میں فلک ہے
اور ملک میں ملک ہے نہیں روکتا اسکو ایک طور دوسرے طور سے مانند ہیئت
طبیعت مطلقہ کے اور اسوقت اکثر اوقات اس فرد کے آثار عجیبہ
اور احکام غریبہ ہوتے ہیں پس انہیں سے یہ ہے کہ جانتا
ہے علم حضوری سے کہ وہ طبیعت اولی کو قائم
رکھنے والا ہے جیسا کہ نفس جانتا
ہے کہ قائم ہے

هو انه يعلم بالعلم الحضوری [illegible] الطبيعة الاولى كما ان النفس [illegible]

يعلم حصولي كما يعلم ان فلانا الاجنبي ابن فلان ومنها ان هذه الحقيقة ربما صارت معدة لبعض التدبير الكلي فبرز بروزا في بعض المواطن وتكون سببا لافاضة البركات لشعر ومن بعد هذا ما فلق صفاته، وما كتمه احظ لدي واجمل

تحقيق في بيان قول السيد عبد السلام بن لشيش قدس سره على مشرب القوم اللهم جعل الحجاب الاعظم حياة روحي وروحه سر حقيقتي وحقيقته جامع عوالمي بتحقيق الحق الاول انتهى المراد بالحجاب الاعظم ذات النبي صلى الله عليه وسلم كما دل عليه قوله قدس سره فيما سبق وحجابك الاعظم القائم لك بين يديك وانما عبر عنه بالحجاب الاعظم لان حقيقته عليه الصلوة والسلام اول المبدعات واعظمها كما ذكره القوم في قوله صلى الله عليه وسلم اول ما خلق الله نوري ومنها انشعبت الحقائق فهي الواسطة بينه وبينها وروحه نبي الانبياء فان ارواحهم انما اخذت العلوم والمعارف بواسطة روحه فكما ان النبي ترجمان الحق في قومه والواسطة بينه وبينهم فكذلك روحه صلى الله عليه وسلم ترجمان الحق في الارواح والواسطة بينه وبينها وفي قوله عز من قائل فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيدا اشارة الى هذا المعنى بناء على ان هؤلاء اشارة الى الشهداء وصورته الظاهرة في الناسوت التي عليها ظهرت المعجزات وبنيت عليه

اور وہ قائم نہیں مگر جسد قائم ہوا اس علم نہیں جانتا کہ وہ فلاں ابن فلاں ہے بلکہ بسا اوقات یہ بات جانتا ہے علم حصولی جیسا کہ جانتا ہے کہ فلاں اجنبی ابن فلاں ہے اور انہیں سے ہے یہ کہ حقیقت ہوتی ہے مستعد واسطے بعض تدبیر کلی کے پس ظہور کرتی ہے بعضے مواطن میں اور سبب ہوتی ہے افاضہ برکات کا شعر ومن بعد ہذا ما تدق صفاتہ ۔ وما کتمہ احظی لدی واجمل یعنی اسکے بعد اسکی صفتیں ظاہر نہیں کی جاتیں اور میرے نزدیک اسکا چھپانا بہت خوب اور اچھا ہے

تحقیق بیان میں قول سید عبد السلام ابن مشیش قدس سرہ کے وہ قول یہ ہے اللہم اجعل الحجاب حیاۃ روحی وروحہ سر حقیقتی وحقیقتہ جامع عوالمی بتحقیق الحق الاول انتہی حجاب اعظم سے مراد ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جیسا کہ دلالت کرتا ہے اس پر ان قدس سرہ کا یہ قول وحجابک الاعظم القائم لک بین یدیک جسکا پہلے بیان ہوا اور تحقیق ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تعبیر کیا حجاب اعظم سے اسواسطے کہ حقیقت آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی اول مخلوقات اور اعظم ہے جیسا کہ ذکر کیا ہے قوم نے بیچ اس فرمانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اول جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے اور اسی سے منشعب ہوگئیں حقیقتیں پس حقیقت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہے درمیان اللہ کے اور حقائق کے اور روح مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیا ہے کہ بیشک انبیا کی ارواح نے اخذ کئے علوم اور معارف بواسطے اس روح مبارک کے پس جسطرح نبی ترجمان حق ہے اپنی قوم میں اور واسطہ ہے اللہ میں اور قوم میں اسیطرح روح مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترجمان حق ارواح میں اور واسطہ ہے اللہ میں اور ارواح میں اور بیچ اس قول اللہ تعالیٰ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا اشارہ ہے طرف اس معنی کے بنا بریں کہ ہؤلاء اشارہ ہے طرف شہدا کے اور انکی صورت ظاہر ناسوت میں جس سے معجزے ظاہر ہوئے

لہ پھر کیا ہوتا ہے جب ہم ہر امت کے گواہ کو بلائینگے (م) لسانا المعارف والاحکام وواسطۃ بین الحق وخلقہ وسبب لقربہم منہ وظہورہم اور ہے پیغمبر تکو بھی انپر گواہی کیواسطے بلائینگے ۱۲

کما بینا ان له صلی اللہ علیہ وسلم ثلث نشآت کلیۃ ثلثۃ
اصناف من التوسط بحسب تلک النشآت فاولہا مرتبۃ
تسمی عند الطائفۃ بالحقیقۃ المحمدیۃ وہی تعین
کلی فی الخارج لاحکام الاسماء الکلیۃ وثانیہا مرتبۃ
عندہم بالروح المحمدی وہی التعین المجاذی للحقیقۃ المحمدیۃ
عند انفسار الانسان الکلی الی مظاہرہ وتقیدہ
وثالثہا المشاۃ الناسوتیۃ المنوطۃ بہا الکمالات الظاہرۃ
بعد بعثتہ الی الخلق علی راس اربعین سنۃ من عمرہ
من اقامۃ الامۃ العوجاء وفتح ابصار عمی وآذان
صم وقلوب غلف حتی یشہدوا بالوحدانیۃ ویتہذبوا
ویعلموا احکام اللہ المتعلقۃ بافعال المکلفین وغیر ذلک
من المعارف الجلیلۃ واکمل الاولیاء من حاذی قلب
خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فی تلک النشآت
الثلث لکن الحقائق الجزئیۃ المستعدۃ لکمالات
المحبۃ والمحبوبیۃ وما یضاہیہما لا یتعین الا بعد
المحاذاۃ الانسان الکلی بحیالہا فاول تعینہا فی الخارج
بما یضاہی ویسامت التعین الروحی من الحقائق الکلیۃ
فلا یظہر مدد الحقیقۃ المحمدیۃ الواصل الی
الحقائق الجزئیۃ الا عند تعینہا وتکون الجامعیۃ
مبراثاعنہا وانعقاد الاستعداد منا لک مبراثا
عن الروح المحمدی فیکون مرتبۃ العطایا واحدۃ
واسرار وجودہا متعددۃ فاذا تمہد ہذا فنقول
الشیخ قدس سرہ یتبہل الی ربہ تبارک وتعالی
بلسان استعدادہ ان یجعلہ من نسل نبینا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم بحسب النشآت الثلث

اور اس صورت کی زبان سے بیان ہو معارف اور احکام و واسطے ہو درمیان حق
اور اسکی مخلوق کا اور سبب ہے مخلوق کے قرب کا حق سے اور ظاہر ہو اس سے جو
بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تین عالم ہیں کلیہ اور تین قسم
کے ہیں توسط کے موافق تین نشأت کے تو اول وہ مرتبہ ہے جسکو قوم حقیقت
محمدیہ کہتی ہے اور وہ ایک تعین کلی خارج میں واسطے احکام اسماء کلیہ اور دوسرا
انکے مرتبہ جسکا نام انکے نزدیک روح محمدی ہے اور وہ تعین مجاز
ہے حقیقت محمدیہ کی وقت منقسم ہونے انسان کلی کے طرف مظاہر اور تقیدات
کی اور تیسرے انکی نشأۃ ناسوتیہ جس سے وابستہ ہیں کمالات ظاہری بعد
نبی ہونے کے خلقت کی طرف جب عمر مبارک چالیس برس کی ہوئی کہ سیدھا کیا
راہ پر لا اور اندھوں کو بینائی اور بہروں کو کان اور دلوں کو بہت بخشے
کہ واسطے تاکہ وہ وحدانیت الٰہی پر گواہی دیں اور تہذیب پائیں
اور جانیں اللہ کے حکم جو متعلق افعال مکلفین کے تھے اور اسکے سوا اور
معارف جلیلہ اور اکمل الاولیاء وہ شخص ہے جو قلب خاتم الانبیاء صلی اللہ
علیہ وسلم پر ہے ان تینوں عالم میں لیکن حقائق جزئیہ مستعدہ واسطے
کمالات محبت و محبوبیت اور جو ان دو کے مانند ہیں نہیں متعین ہوتی
مگر بعد حیز اختیار کرنے انسان کلی کے اسکے مقابل ہیں پس اول
تعین ان حقائق جزئیہ کا خارج میں مشابہ اور ہم وزن تعین روحی
کے حقائق کلیہ سے پس نہیں ظاہر ہوتی مدد حقیقت محمدیہ کے جو واصل ہے
طرف حقائق جزئیہ کے مگر وقت اسکے تعین کے اور جامعیت کے میراث
حقیقت محمدیہ کے اور منعقد ہونا استعداد کا یہاں باعتبار میراث
روح محمدیہ کے تو ہوا مرتبہ عطایا کا واحد اور اسرار اسکے وجود متعدد
جب یہ بات بیان ہولی تو اب ہم کہتے ہیں کہ شیخ قدس سرہٗ
تضرع و زاری کرتا ہے تبارک و تعالیٰ سے بزبان اپنی استعداد
کے کہ اللہ اسکو کرے مدار تو سے سید و مولیٰنا محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کے بحسب نشأت ثلثہ کے اور اسکے کمالات مختصہ کے جوہر

وكل الاوجه الخصة بكل معنى فعبر عن سوال العلم انه هو كل ابو الخير

من الكمالات الناسوتية وبقوله اللهم اجعل الحجاب
الاعظم حيوة روحي اعني بها الروح المنفوخة
في البدن المدبرة له المريدة للحس والحركة وهي في افراد
والجزئية المستعدة لكمالات الجزئية التي اشرنا
اليها بازاء الصورة الناسوتية في الافراد الكلية
المستعدة للكمالات الجمعية ولا يخفى حسن تشبيه
المدد الواصل منه صلى الله عليه وسلم الى روح
هذا المستفيد بالحيوة التي هي كمال اول للروح
وعبر عن سواله ميراثه من الكمالات الروحية بقوله
وروحه سر حقيقي وذلك لان الحقائق الجزئية انما
تنشاء من حيث تعين الارواح الكلية ولا يخفى
ما في التعبير عن المدد الواصل منه صلى الله عليه وسلم
الى حقيقة هذا المستفيد بالسر الذي يفهم منه
الخفاء والمصدرية للاثار والكمالات وتعين
الاستعدادات مستمرا دائما على نمط واحد
من الحسن والبراعة وعبر عنه سواله وميراثه
بحسب الكمالات التي ورثها الحقيقة المحمدية وان لم تظهر
الا فيما دون تلك المرتبة بقوله وحقيقة جامع عوالمي
وذلك لان الاكملية بهذا الوجه تلازم ظهور دقائق
كثيرة بازاء النشآت الخارجية كل دقيقة اجمال نشأة
ومعرفة لاحوالها فالمدد الواصل منه صلى الله عليه
وسلم في هذه المرتبة الى حقيقة المستفيد صورة
جمع العوالم بهذا المعنى اجعل ذلك كذلك بالتحقيق
والتحقيق جعل الشيء متحققا في الخارج والمراد منه
الفيض المقدس ولا يخفى ما في وضع مظهر مكان المضمر

ایک ہیں یعنی پس تعبیر کیا اپنے سوال کی میراث کو اسکے کمالات ناسوتیہ سے اس
قول کیساتھ کہ اللہم اجعل الحجاب الاعظم حیوۃ روحی کہ مراد اس سے روح ہے
جو بدن میں پھونکی گئی ہے جو مدبر تنکی مدبر ہے اور اسکی حس و حرکت کے ارادہ کرنیوالی ہے
اور وہی افراد جزئیہ میں مستعد ہے واسطے کمالات جزئیہ کے جسکا ہمنے اشارہ کیا ہے
بمقابل صورت ناسوتیہ کے بیچ افراد کلی کے جو مستعد کمالات جمعیت کے ہے اور کچھ
چھپا ہوا نہیں ہے حسن تشبیہ اس مدد کا جو واصل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے طرف روح اس مستفید کے ساتھ حیات کے ایسی حیات کہ وہ کمال اول ہے واسطے
روح کے اور تعبیر کیا اسنے اپنے سوال میراث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات
روحیہ کیساتھ اس قول کے وروحہ سر حقیقی اور یہ اسواسطے کہ حقائق جزئیہ
بیشک ظہور کرتی ہیں اس جگہ سے کہ جہاں متعین ہوتی ہیں ارواح کلیہ اور
پوشیدہ نہیں وہ کہ بیچ تعبیر مدد کے ہے ایسی مدد جو واصل آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف حقیقت اس مستفید کے ساتھ اس سر کے جس سے خفا سمجھا جاتا
اور مصدر ہونا واسطے آثار و کمالات اور تعین استعدادات کے ہمیشہ دائم بنمط واحد
حسن و براعت کے اور تعبیر کیا اس نے سوال اسکا میراث اسکی موافق ان کمالات
کے جسکی وارث ہوئی ہے حقیقت محمدیہ اگرچہ نہیں ظاہر ہوئی مگر بیچ
سوائے اس مرتبہ کے جو اسکا قول ہے وحقیقۃ جامع عوالمی
ہے اور یہ امر اس لئے ہے کہ اکملیت ساتھ اسی وجہ کے لازم
ہوتی ہے ظہور دقائق کثیرہ کے بمقابلہ نشأت خارجیہ کے ہر دقیقہ اجمال
ہے ایک نشأۃ کا اور اسکے احوال کی معرفت تو مدد جو واصل ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مرتبہ میں طرف مستفید کے اس
کی صورت جمع عوالم ہے ساتھ اس معنی کے اجعل ذالک کذالک
بتحقیقک اور تحقیق کرنا شے کا متحقق ہے خارج
میں اور مراد اس سے فیض مقدس
ہے اور مخفی نہیں وضع مظہر
سے مکان مضمر میں ۔

من ارادتفصیلا رسالۃ التحقیق ۲۰

صادر منہ من جہۃ کونہ حقا ای متحققا بذاتہ محققا لغیرہ واول الاشیاء فانہ وجود الموجودات وماهیۃ الماهیات **تحقیق** للعارف وصول الی الذات ووصول الی الاسماء والتجلیات سواء قلنا بان الوصول الی الذات علم بها وادراک لها او لا وهما یوهم خلاف ما ذکرنا من کلام المحققین فی هذه المسئلۃ فمعناه نفی العلم والاحاطۃ لا نفس الوصول وتفصیلہ ان السالک اذا وصل الی الحقیقۃ التی یعبرونها بانا وجدتها عمادونها ووقع له التفات الی التحقق والتقرر والوجود واصل ذلک کلہ الوجود المطلق ولہ تنزلات شتی وملابس کثیرۃ فیعرف فی ضمن هذا الالتفات کل تنزل ولبسۃ لما استذل لک التنزل وتلک اللبسۃ فلا یدرک المثال الا بالمثال ولا الروح الا بالروح وهکذا یرجع متصعدا حتی یدرک الحقیقۃ التی لا حقیقۃ فوقها تبارک الحقیقۃ بعینها فهناک وصول ولیس هناک علم الا بانا ولا بانا وما احسن قول الشیخ العارف عفیف الدین التلمسانی مشیرا الی هذه النکتۃ بشعر دعوا مثاری فوری بها یتفطرا ❊ یحق لها یاتک القلوب انفطارها وماذا علی من صار غالا لخل ما ❊ اغار ابوها ام اتته جارها ❊ فالکمل یتحقق لهم الوصول الی الذات بالفعل وکذلک بالوصول الاسماء والتجلیات فناء وبقاء تحقیقا لا یجوز ان یکون لهم حالۃ منتظرۃ فی ذلک نعم بعد ذلک احکام خاصۃ بکل نشاۃ من النشات یعتورها الانسان مرۃ بعد مرۃ وکانہ قد احاط بها اجمالا ثم

کہ اشیاء ہے اس بات کا کہ تحقیق صادر ہوا ہے اس سے بسبب اسکے ہونے کے حق یعنی متحقق بذاتہ محقق لغیرہ اور اول اشیاء ہیں بیشک وہ وجود الموجودات ہے اور ماہیت الماہیات ہے تحقیق عارف کو وصول ہوتا ہے ذات کا اور اسماء و تجلیات کا برابر ہے اگر اسکے جو کہا ہے کہ وصول ہے الذات علم ذات اور اسکا ادراک ہے یا نہیں اور وہ جو وہم ہوتا ہے ہمارے بیان کے خلاف محققین کے کلام سے اس مسئلہ میں تو اسکے معنی ہیں نفی علم کی اور احاطہ کی نہ نفس وصول کی اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ سالک کو جب وصول ہوتا ہے طرف حقیقت کے وہ حقیقت جس سے تعبیر آتا ہے اور وہ حقیقت خبر دیتی ہے اپنے ماسوا اور تو واقع ہوتی ہے اسکو التفات طرف تحقیق و تقرر و وجود کے اور اس سبکی اصل وجود مطلق ہے اور اسکے واسطے تنزلات ہیں بہت اور لباس ہیں کثیر پس پہچانتا ہے اس التفات کی ضمن میں ہر تنزل و ہر لباس کو جسکو حاصل ہے اس تنزل اور اس لباس کی تو نہیں ادراک ہوتی مثال کا مگر ساتھ مثال کے اور نہ روح کا مگر ساتھ روح کے اور اسیطرح رجوع کرتا ہے صعود کرتا ہوا یہاں تک کہ دریافت کرتا ہے اس حقیقت کو کہ اسکے پرے کوئی اور حقیقت نہیں ہے ساتھ اس حقیقت کے بعینہا پس وہاں وصول ہے اور علم نہیں وہاں مگر انا کا اور کوئی ادراک نہیں مگر انا کا اور کیا خوب قول ہے شیخ عارف عفیف الدین تلمسانی جو اشارہ کرتے ہیں اس نکتہ کی طرف شعر دعوا مثاری فوری بہا یتفطروا انہ یحق لہا یاتک القلوب انفطار ہا شعر ماذا علی من صار غالا لخل ما اغار ابوہا ام اتتہ جارہا پس کاملوں کیلئے اسلئے وصول متحقق ہے طرف ذات کے بالفعل اور اسیطرح ساتھ اصول اسماء اور تجلیات کے فنا و بقا تحقیقاً نہیں جائز ہے کہ ہو انکے واسطے حالت منتظرہ اس امر میں، ہاں اسکے بعد احکام خاص ہیں ہر نشاء سے نشات میں کہ برتتا ہے انکو انسان ایک بعد ایک کے گویا کہ اس نے احاطہ کر لیا انکا اجمالاً ان دونوں

[illegible]

وما بقي إلا التفصيل فترقيات الكمل غير متناهية بهذا المعنى

تحقيق

أعلم أن الأول جل مجده يعلم الأشياء بوجهين أحدهما الوجه الإجمالي أنه لما علم ذاته علم الاقتضاءات الذاتية لنظام الوجود لأن العلم بالعلة التامة يكفي في العلم بالمعلول وهذه الأشياء هنالك موجودة بوجود الواجب لا بوجود إمكاني لأن كل شيء إنما تحقق بتحقق الواجب وإنما وجد بإيجاد الواجب إياه فبإزاء كل شيء كمال في الواجب اقتضى صدور هذه الأشياء منه فكأن كل كمال يقتضي شيئاً بخصوصه وكل شيء يحتاج إلى كمال بخصوصه كأن هذه الكمالات والأشياء أمر واحد غير أن هذه من لوازم الواجب باعتباراته الذاتية بمنزلة العلم والقدرة والحياة وتلك معلولات له صادرة عنه

وثانيهما الوجه التفصيلي بيانه أن كل موجود إنما هو معلول للواجب وما لا يكون معلولاً لا يمكن أن يتحقق وليست حاجة هذه المعلولات إليه تعالى مثل حاجة البناء إلى البناء بل حاجتها في أصل وجودها وتحققها وتقومها مستمرة ما دامت موجودة وإيجاده لها وتحقيقه إياها هو كنسبة وجودها وتحققها إلى الغير وإنما منشأ امتياز الماهيات بعضها من بعض امتياز بعض أنحاء الإيجاد والتحقيق والتقويم من بعض فهذا الارتباط أقوى من ارتباط الصورة بمحلها يقتضي حضور الأشياء للعالم فيعلم الأول تعالى الأشياء بتلك الأشياء نفسها لا بصورها المرتسمة في الواجب فهذا علم الواجب بها بوجودها الإمكاني سواء

موجود نہیں اور نہیں باقی رہا مگر تفصیل کہیں کاملوں کی ترقیات کو انتہا نہیں

اس معنی سے

تحقیق

اب جاننا چاہیے کہ حق عز جل مجدہ کو اول علم اشیا ہے دو وجہوں سے ایک وجہ تو اجمالی ہے اسکا بیان یہ ہے کہ جب اسنے اپنی ذات کو پایا تو ذاتی اقتضا کو جانا واسطے نظام وجود کے واسطے کہ علت تامہ کا علم کافی ہے معلول کے علم کو اور یہ اشیا وہاں موجود ہیں ساتھ وجود الٰہی کے نہ ساتھ وجود امکانی کے اسلیے کہ ہر شے متحقق ہوتی ہے ساتھ تحقق واجب کے اور پائی جاتی ہے ساتھ ایجاد واجب کے پس مقابل ہر شے کے کمال ہے واجب کا اور اقتضا اور یہ کمالات ہیں ان شے کے صدور کا گویا ہر کمال مقتضی ہے کسی شے خاص کا اور ہر شے محتاج ہے کسی کمال کی بخصوصہ گویا یہ کمالات اور اشیا ایک ہی ہیں سوا اسکے کہ یہ لوازم واجب کے ہیں باعتبار اسکی ذاتیہ بمنزلہ علم کے ہیں اور قدرت اور حیات کے اور یہ معلولات ہیں واسطے اسکے صادر ہوتی ہیں اس سے اور دوسری وجہ انہیں سے وجہ تفصیلی ہے بیان اسکا یہ ہے کہ ہر موجود معلول واجب کا ہے اور جو معلول نہیں ممکن ہے اسکا تحقق اور نہیں ہے حاجت ان معلولات کی طرف اللہ کی مثل حاجت معمار کی طرف مکان کی بلکہ حاجت معلولات کی اور اصل وجود اور تحقق اور تقوم کی مستمر ہے جبتک موجود ہیں اور ایجاد کرنا اسکا واسطے انکے اور تحقق کرنا اسکا انکو کہنا ہے انکے وجود کا اور انکے تحقق کا نہ کچھ اور جز این نیست کہ منشا امتیاز ماہیات کا بعض کو بعض سے امتیاز ہے بعض اقسام ایجاد کا اور تحقق اور تقویم بعض سے پس یہ ارتباط بہت قوی ہے ارتباط صورت کا اپنے محل سے مقتضی ہے حضور اشیا کا واسطے اپنے محل کے پس جانتا ہے اول اللہ اشیا کو ساتھ ان اشیا کے نہ انکی صور مرتسمہ فی الواجب سے اور یہ علم واجب کا واسطے انکے ساتھ انکے وجود امکانی کے ہے برابر ہے اس میں مادیات اور مجردات

پس حق یہ امر ہے کہ کچھ شہ

فی ذلک المادیات الحیوان فالحق انہ لا حاجۃ
الی توسیط الجواہر العقلیۃ المرتسمۃ فیہا صور الاشیاء
الا فی المفروضات التی لا تتحقق الا فی فرض الفارض
کانیاب الغول فقد بر الکلام حق الند مشہد
آخر اعلم ان الملل والمذاہب بالحقیقۃ یقال ملۃ حقۃ
ومذہب حق وینظر الناظر فی وصف احدہما
بذلک الی مطابقۃ الواقع لہ فتاملنا حقیقۃ
ہذا الواقع الذی ان وافقہ الشیء کان حقا
والا کان باطلا فوجدناہ معنیین احدہما جلی
والآخر دقیق یری من بعد ذا الجلی فان یکون
کل مسئلۃ من الاعتقادیات مطابقۃ لما علیہ المعتقد
فی الخارج مثلا یحکم بان اللہ یسخط ویغضب
ویکون الامر کذلک وبان الحشر الجسمانی کائن وہو
کذلک وکل مسئلۃ مما یحکم فیہا بوجوب وحرمۃ
مطابقۃ لما علیہ الامر المنعقد فی الملاء الاعلی مثلا
یحکم بان الصلوۃ واجبۃ ویکون فی الملاء الاعلی
مثالی من قضاء وجوبہ وتحسین من تلبس بہا
وکونہا مستلزمۃ ترقیۃ لنشئتین بنی آدم
فی الدنیا والآخرۃ وتکفیرہا ہیآت ظلمانیۃ عن نسمۃ حاصلۃ
من قبل الاستغراق فی الاحکام البہیمیۃ کما یستلزم
اکل الزنجبیل تسخین البدن وازالۃ البرودۃ عنہ
فہذا النازل ہنالک مطابق للحکم بوجوبہا وکل مسئلۃ
فیہا توقیت او تحدید مطابقۃ لقواعد الملۃ
کتوقیت الصلوۃ بالاوقات الخمس وتحدید الزکوۃ
بمائتی درہم وبالحول ویکون بحیث یثبت بین الاصل

حاجت نہیں ہے وسط میں لانے جواہر عقلیہ کے جو مرتسم ہیں اشیاء کی صورتیں
مگر مفروضات میں جو محقق نہیں ہوتیں مگر فرض کرنے والے کے فرض میں
جیسے دیو کے دانت بس پورا کر اس کلام کو جیسا حق ہے اسکے پورا کرنیکا
مشہد آخر جاننا چاہیے کہ ملتیں اور مذاہب وصف کی جاتی ہیں
ساتھ حقیقت کے کہا کرتے ہیں کہ ملت حقہ اور مذہب حق اور ناظر
نظر کرتا ہے وصف میں ایک ان دونوں کے پس ہم نے تامل کیا حقیقت
کو اس واقع کی کہ اگر موافق ہو اوس کے شی کے تو حق ہے اور نہیں تو باطل
تو پائے ہم نے دو معنے ایک تو ظاہر اور روشن اور دوسرے دقیق و باریک
کہ بعد میں معلوم ہونگے تو ظاہر روشن تو یہ ہے کہ ہر ایک مسئلہ
اعتقادیات سے مطابق واسطے اس شی کے جس پر اعتقاد کیا خارج میں
مثلاً حکم کیا جائے کہ اللہ خشم کرتا ہے اور غضب ہوتا ہے اور وہ امر یونہیں ہو
یہ کہا جائے کہ حشر جسمانی ہو گا اور یہ یونہیں ہے اور جو مسئلہ ہو کہ
کہ اسمیں حکم ہو وجوب اور حرمت کا ہو مطابق واسطے اس چیز کے
کہ جس پر منعقد ہے امر ملاء اعلی میں مثلاً کہا جائے کہ نماز فرض ہے
اور ہو بیچ ملاء اعلی کے نازل مثالی اداء مضمون اسکی تحسین
اس شخص کی جو متلبس ہو اس کے اور اسکا ہونا مستلزم ہو ان کے
ترقی کا چنگل مارنے سے اسکے دو نسموں بیچ دنیا و آخرت
کے اور تکفیر ہیئت ظلمانیہ کے نسمہ سے کہ وہ ہیئت ظلمانیہ
حاصل ہوئی ہے استغراق سے احکام بہیمیہ جیسا مستلزم ہے
زنجبیل کا کھانا تسخین بدن کو اور دور کرنے برودت
کو انسان سے تو یہ نازل وہاں مطابق ہے واسطے حکم اسکے
فرضیت کے اور جو مسئلہ کہ اسمیں توقیت ہو یا تحدید مطابق
واسطے قواعد ملت کے جیسے نماز کہ پانچ وقت اور زکوۃ
کہ دو سو درہم اور برس پھر گذرنا اور ہو اس حیثیت
کہ ثابت ہو درمیان اصل اور درمیان اشباح کے وجود تشبیہی

وبین ہذا الاشباح وجود تشبیہی

فی مدارک الملاء الاعلی فیکون هذا ذاک وذاک هذا
بهذا الاعتبار فاذا کانت الملة کذلک قبل انها حقة
وکذلک معنی حقیة المذهب ان یکون احکامه مطابقة
لما قاله رسول الله صلی الله علیه وسلم فی نفس الامر
ولما کان علیه القرون المشهود لها بالخیر وان
کانت المسئلة لا نص فیها ولا روایة فحقیقتها
ان تکون محفوفة بقرائن تورث غالب الظن
بان النبی صلی الله علیه وسلم لو تکلم فی المسئلة
لما نطق بغیر هذا القول وان یکون وجه الاستخراج
والاستنباط ظاهرا لا یریب فیه المحیط باسالیب الکلام
ومقاصد الشارع فی تشریع الاحکام فهذا معنی
حقیقة المذاهب واما الدقیق الذی یخفی بعد
فان یکون الحق علم جمع شمال فنه من الامم بان یلهم
مصطفی من عباده باقامة ملة من الملل فیصیر
خادما لارادة الحق منصبة بظهور تدبیره وکبة
الفیض دراکة الغیبی فیقال فیه من اطاعه من العبد
فقد اطاع الله ومن عصاه فقد عصی الله فصار
الرضی مقصورا فی موافقة هذا التدبیر والسخط
فی مخالفته ومنافاته واذا کان کذلک صار احکام
الملة جمیعا حقة والمنظور فی صفها بالحقیة
حینئذ ظهور التدبیر الالهی فی هذا الشخص المخیر
وکذلک المذهب ربما یکون العنایة المتوجهة
الی حفظ ملة حقة متوجهة بحسب معدان
الی حفظ مذهب خاص بان یکون حفظة المذهب
یومئذ هم القائمین بالذب عن الملة او یکون

ملاء اعلی میں تو یہ وہی اور وہ یہی اس اعتبار سے پس جب ملت
ایسی ہو تو کہا جائیگا کہ ملت حقہ ہے اور اسی طرح معنی حقیقت مذاہب کے ہیں
کہ ہوں احکام اسکے مطابق واسطے اس چیز کے کہ کہا اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے نفس الامر میں اور مطابق ہوں واسطے اس چیز کے کہ اسپر ہوں وہ قرون جنکے
واسطے شہادت ہے خیر کی اور اگر ہو مسئلہ ایسا کہ جسمیں نص ہو اور نہ روایت
تو اسکی حقیقت یہ ہے کہ ساتھ قرائن کے گھیرا ہوا ہو جو مورث ہوں غالب ظن کے ساتھ
اس طرح کی کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اس مسئلہ میں تو یونہی فرماتے
اور یہ کہ وجہ اسکے استخراج کی اور استنباط کی ظاہر ہو ایسی کہ شک نہ کرے
وہ شخص کہ محیط ہو اسالیب کلام کو اور مقاصد شارع کا بیچ شرع احکام کے
اسیں یہ معنی ہیں حقیقت مذہب کے اور وہ چیز دقیق و باریک معنی ہیں کہ جو
نہیں معلوم ہو سکتیں وہ یہ ہیں کہ اللہ جل شانہ کی عنایت چھوتی ہوئی ہو ملا لانا
اور رجوع کرنا اسطرح سے کہ الہام کرے کسی برگزیدہ کو اپنے بندوں میں سے واسطے
اقامت کسی ملت کے کہ وہ برگزیدہ خادم ہو ارادۂ حق کا اور منصب ہو اسکے
ظہور تدبیر کا اور راستہ ہو واسطے فیض مدد غیبی کا جسکو کہا جاوے کہ
جسنے اسکی اطاعت کی اسنے اللہ کی اطاعت کی اور جسنے اسکی نافرمانی کی اللہ کے
نافرمانی کی اور ہو رضامندی موقوف اس تدبیر کی موافقت پر اور غضب اسکی مخالفت
اور منافات پر اور جب امر اسطرح ہو تو ہونگے احکام ملت کے سب کے سب
حق اور اس وقت اسکے حق کہنے میں منظور ظہور تدبیر الٰہی ہے بیچ
اس شخص دقالب کے نہ سوا اس کے اور
اسی طرح مذہب ہے کہ اکثر اوقات عنایت الٰہی
متوجہ ہوتی ہے حفاظت ملت حقہ کی متوجہ بحسب
حکم اللہ کے طرف حفظ مذہب خاص کے اسطرح
سے کہ نگہبان مذہب کے اس دن ہوتی ہیں
قائم واسطے برائی دور کرنے کے
ملت یا ان کا استحصار ہوتا ہے

[illegible]

بین الحق والباطل فحینئذ ینعقد وجود تشبیھی فللاعلٰی علی الاسافل بان ملتے ہے ھذہ المذھب

اطراف کے کسی طرف میں تارق درمیان حق و باطل کے حوالہ ... منعقد ہو جاتا ہے ... تشبیھی ... اعلیٰ میں ... اسافل ... نمونے کی ...

چند جدید مطبوعات کتبخانہ رحیمیہ

نام کتب	قیمت	نام کتب	قیمت	نام کتب	قیمت
حیات المسلمین کلاں مکمل	عمہ	تعلیمات الاسلام کا اشراقیہ	۲ر	خطبات الاحکام	۵ر
مکمل اعمال قرآنی ہر سہ حصہ	۱۰ر	صفائی معاملات	۵ر	مجموعہ خطبات ماثورہ	۱۲ر
الورد الشذی	للعہ	آداب المساجد	۵ر	خطب المنبریہ	۴ر
جواہر خمسہ کامل ہر سہ حصہ	عہ	المصالح العقلیہ و نقلیہ	سے	خطبہ مولانا اسماعیل شہید	۴ر
یادگار حسینی	عہ	فرائض اسلام	۱۲ر	تیسیر المبتدی	۳ر
جدید مکمل و مدلل بہشتی زیور	۱۲ عہ	تاریخ الاسلام	للعہ	مجموعہ فیوض	۱۲ر
توبۃ النصوح	عصہ	حیات شیخ الہند	سے	بہار بابرار	عہ
گلدستہ تعلیم الاسلام حصہ اول	۱۰ر	حکایات صحابہ	عہ	بہار بوستان	عہ
مالا بد منہ فارسی	عہ	سیرت رسول مقبولؐ	عہ	حمد باری	۲ر
تکمیل الیقین	للعہ	نشر الطیب	سے	پند نامہ	۶ر
تبلیغ دین محشی	عہ	اوجز السیر	سے	گلستان	عہ
تسہیل قصد السبیل	۸ر	الصالحات	۴ر	بوستان	سے
حقوق البیت	۹ر	عمدۃ لغات القرآن	عہ	آمدنامہ	۳ر
المقول الصواب	۲ر	کریمۃ الخافات	عہ	کریما جلی قلم	۳ر
آداب المعاشرت	۴ر	فیض سبحانی	سے	رسالہ نادرہ	۳ر

ہر قسم کی درسی و غیر درسی، مذہبی کتب سستی، عمدہ، باکفایت

ملنے کا پتہ

کتبخانہ رحیمیہ

ترجمہ اردو

وحدت الوجود کے سلسلے میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تحقیقی و علمی مقالہ جو آپ کے رسوخ فی التصوف کی واضح دلیل ہے۔

یہ کتاب اس پتہ سے بھی ملتی ہے۔ محمد عبد العلیم صاحب مالک مطبع مجتبائی - دہلی ... .

ربِّ سَہِّلْ یَا اِلٰہی مَنْ ہُوَ

الحمد للہ والمنۃ کہ اس رسالہ متبرکہ میں حضرت مصنف علیہ الرحمتہ نے بجواب خط آفندی اسمٰعیل بن عبد اللہ الرومی ثم المدنی بین اقوال شیخ اکبر قائل الوحدۃ الوجود واقوال شیخ مجدد قائل وحدۃ الشہود کے باحسن الوجوہ تطبیق دی ہے جو حضرات صوفیہ کے دیکھنے کے لائق ہے۔ المعروف بمکتوب مدنی معہ ترجمۂ اردو الملقب

فیصلہ وحدۃ الوجود والشہود

مصنفہ حضرت مجتہد الشریعت مجدد الطریقت ولی نعمت حکیم امت مصطفویہ جد امجدی مولانا و مخدومنا و مرشدنا جناب شاہ ولی اللہ صاحب محدث رحمتہ اللہ علیہ دہلوی جسکو اس سے پہلے عموی مکرم مولوی سید احمد صاحب ولی اللہی مرحوم نے طبع کیا تھا جو ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا اب انکے ہمشیرہ زادے

بتحفہ ولی اللہی نواسہ جناب ...

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

قیمت فی جلد ... محبوب المطابع برقی پریس میں چھپوایا۔ بار دوم

شاہ صاحبؒ کا ذاتی تعارف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من العبد الضعیف احمد المدعو بولی اللہ
بن عبد الرحیم الدھلوی عفا اللہ
عنہ ووفقہ لما یحبہ ویرضاہ الی افندی
اسمٰعیل بن عبد اللہ الرومی ثم المدنی
اوصلہ اللہ تعالیٰ الی ما یرجوہ ویتمناہ
اما بعد فانی احمد الیکم اللہ الذی لا الٰہ
الا ھو واصلی واسلم علی نبیہ المصطفیٰ
وآلہ واصحابہ اجمعین قد وصل الی کتابکم
الذی سألتمونی فیہ عن وحدۃ الوجود
علی ما ذکرہ الشیخ الاکبر واتباعہ وعن
وحدۃ الشھود علی ما ذکرہ الشیخ المجدد
وھل یمکن التطبیق بینھما رضی اللہ تعالیٰ
عن الجمیع وارضاھم فاعلموا
اخوانی رحمکم اللہ ان لکل
زمان ولکل قرن علمًا اصابھم
فی تقاسیم رحمۃ اللہ عز وجل

بندہ ضعیف احمد جسے ولی اللہ کہتے ہیں
ابن عبد الرحیم دہلوی عفی عنہ کیطرف سے خدا تعالےٰ
اُسے توفیق دے اُسکی جو اُسے محبوب ہے اور جس مین
وہ راضی ہو آفندی اسمٰعیل بن عبد اللہ رومی ثم المدنی
کیطرف خدا تعالیٰ اُنکی اُمیدیں اور آرزوئیں بر لاوے
اسکے بعد مین خدا تعالیٰ کی حمد کرتا ہون اُسکے سوا کوئی
الٰہ نہیں اور مین درود بھیجتا ہون اسکے نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور
آل و صحابہ پر سب پر۔ آپکا خط مجھکو پہنچا جسمین آپنے
دریافت کیا ہے وحدت وجود کو جیسا
بیان کیا ہے شیخ اکبر اور اُن کے پیروؤں نے
اور وحدت شہود کو جیسے ذکر کیا ہے شیخ مجدد نے
اور اس امر کو کہ تطبیق دونوں قولوں میں ممکن ہے
یا نہیں خدا اُن سب سے راضی ہو اور اُنکو خوش رکھے
تو جان لینا چاہیئے اے میرے بھائی خدا تمپر
رحمت کرے کہ ہر زمانہ میں ایک قرن ہے
اور ہر قرن میں اللہ کی رحمت کی تقسیموں کا ایک علم ہے

٣

وان تأملتم حال اوائل هذه
الامة المرحومة حين لم
تدون علوم الشرع ولا فنون
الادب ولا وقع عنها كثير
وانه لم يزل الهام الحق يبرز في
صدورهم علمًا بعد علم على
حسب حكمته في كل دورة لم
يخف عليكم هذه المعنى وان نصيبنا
في هذه الدورة من تقاسيم رحمة الله
ان يجتمع في صدورنا علوم
علماء هذه الامة معقولها ومنقولها
ومكشوفها وينطبق بعضها على
بعض ويضمحل الخلاف بينهما
ويستقر كل قول في مقرة فهذا الاصل
منسحب على فنون العلم من الفقه
والكلام والتصوف وغيرها بحمد الله
وتوفيقه واعلموا ان معرفة الحق
على ما قاله الخضر كبحر لجي لا مبدأ
ولا منتهى له وان المتكلمين بها
كالابرة المغموسة فيه لم ينقص
من البحر شيئًا او كالعصافير تشرب
منه حاجتها ثم تصدر فكل واحد
لا يخبر الا عن كمال دون كمال
ولا يصف الا جمالا دون جمال
له وعلى تفنن واصفيه بوصفه

جو اہل قرن کو پہونچتا ہے اور جو تم غور کرو
اس اُمت مرحومہ کا حال آوائل جب
شریع جمع و تصنیف نہیں ہوئی تھی اور
نہ فنون ادب اور نہ اُن کی بہت
بحث تھی۔ اور بیشک اللہ کا الہام اُن کے
سینوں میں ظاہر کرتا ہے ایک علم بعد ایک
کے اپنی حکمت کے موافق ہر دورے میں
یہ امر کچھ تم پر مخفی نہیں۔ اور ہمارے حصہ میں
اس دورے میں اللہ کی رحمتوں کی تقسیم میں
یہ ہے کہ جمع ہوں ہمارے سینوں میں علوم
اس اُمت مرحومہ کے علماء کے علم معقول
و علم منقول اور علم مکشوف اور مطابق ہوں بعض
علم بعضے علموں سے۔ اور خلاف درمیانے مٹجائے
اور ہر قول اپنے مقام پر قرار پائے تو یہ اصل
و قاعدہ مقرر ہوا ہے۔ فنون علم فقہ اور کلام
اور تصوف وغیرہ میں اللہ کا شکر ہے اور
اُسکی توفیق ہے اور یہ جانئے کہ اللہ کی معرفت
بموجب قول خضر علیہ السلام کے مانند ایک دریا
بے پایان کے ہے جسکی نہ ابتدا نہ انتہا اور اس دریا
میں متکلمین ایسے ہیں جیسے ایک سوئی کو غوطہ
دیکر دریا میں سے نکال لیتو دریا کا کچھ کم نہیں
ہو جاتا۔ یا چڑیا پانی پی جاتو دریا کچھ کم نہیں ہوتا
پس ہر شخص ایک کمال کی خبر دیتا ہے نہ دوسرے کی
اور ہر کوئی ایک جمال کا وصف کرتا ہے سوا اور جمالوں کے
بموجب اس شعر کے جسکا مضمون یہ ہے کہ وصف کرنیوالوں کے

حضرت خضر علیہ السلام

۳

ونفنی الزمان ولم یوصف وفی
مثل هذه المواضع یتفرق المسمعون
فرق فمن عرف مسقط اشارة
كل واحد والمواضع الذی اخبر عنه،
جعل كل قول قیل فی محله صدق الجمیع
ومن هاله اختلاف العبارات وتنوع
الاشارات ولم یقدر علی الخلوص منها
الی حیز الاختلاف هنالك بقی فی حیرة ومثاله
مثل ذلك كمثل اناس عمیان التقوا الشجرة
یلتمسونها ویذوقونها فوجد بعضهم اوراقها
وبعضهم اغصانها وبعضهم ازهارها
وبعضهم اثمارها ثم قعدوا یتحدثون
فقال بعضهم ان الشجرة اجسام ملس،
وقال الآخر انما هی اعواد وقال بعضهم
انما هی فی غایة اللین والنعومة وقال
الآخر فی غایة الخشونة والصلابة
وقال الآخر فی غایة الحلاوة قال الآخر
فی غایة المرارة والعفوصة وقال
الآخر انها لا طعم لها اصلا وقال
بعضهم لها رائحة طیبة وقال
الآخر لا رائحة لها فلما اختلفا انا
ولهم جعل بعضهم یكذب بعضا
وجعل بعضهم یسب بعضا فجاء رجل آخر متمیزا
منهم بالابصار وان كان دونهم فی
كثیر من الاصناف التی یمدح الناس بها

تفنن میں زمانہ گذر جاتا ہے اور اُسکا وصف
نہیں ہو سکتا۔ اور ایسے موقعوں میں سننے والونکے
فرقے ہوجاتے ہیں۔ اسمیں جسنے ہر ایککے اشارہ کے
مقام کو پہچان لیا۔ اور اس جاے کو جسکی خبر
دی ہے وہ ہر قول کو اسکی جای مقرر کرتا ہے
اور سبکے قول متفرق کی تصدیق کرتا ہے اور جو
پڑگیا اختلاف مین عبارتون کے اور طرح طرح کی،
اشارون کے اور وہ اسمیں سے نکل نہ سکا اور پہونچ
سکا اوس مقام اختلاف تک وہ حیران ہوگیا اسکی
مثال ایسی ہے جیسے کچھ اندھے درخت ڈھونڈتے تھے اسکو
گھیر لیا انہوں نے بعضوں نے تو اس درخت
کے پتے معلوم کیئے اور بعضوں نے اسکی ٹہنیان
اور بعضوں نے اسکے پھول اور بعضونے پھل
پھر بیٹھکر باتیں کرنے لگے بعضون نے تو کہا کہ
درخت جسم نرم ہے اور بعضون نے کہا کہ
درخت لکڑیاں ہیں اور بعضون نے کہا وہ نہایت،
نرم ونازک ہے اور بعضون نے کہا نہایت کھردرا
اور سخت ہے اور بعضونے نہایت میٹھا ہے اور بعضون نے
کہا بہت کڑوا اور کسیلا ہے۔ اور بعضون نے کہا کچھ
مزہ اسمیں نہیں اور بعضونے کہا نہایت خوشبو ہے
اور بعضون نے کہا اسمیں کچھ بو ہی نہیں سب
کے قول مختلف ہوئے۔ ایکدوسریکو جھٹلانے
لگے بعضے گالیاں دینے لگے ایکدوسرے کو اتنے میں
ایک شخص اور آیا جو ان سے ممتاز تھا آنکھوں
کے سبب۔ اگرچہ کم تھا ان وصفوںمیں جنکی

بعضهم بعضا لحسن الصوت، وقوة البطش وكمال السمع و الذوق واللمس فقال كلامكم جميعكم صحيح فى الاصل خطأ باعتبار الحصر ثم انه ارجع كل قول الى مرجعه و بين لكل اشارة مسقط يسقط عليه ثم ان العارفين الجامعين بين علم الظاهر والباطن قد يكون كشفهم صحيحا ويلحقهم بعض الخطاء فى توجيه كلام القدماء وتعين مرامهم وهذ الخطاء لا يقدح فى معرفتهم بالله ولا يضر كمالهم فان توجيه الكلام وتعين محله خارج عن الكشف شعبة من الاجتهاد والتحرى الذين يشاركهم فيها علماء الظاهر بل العوام ايضا واعلموا ان وحدة الوجود ووحدة الشهود لفظان تطلقان فى موضعين فتارة تستعملان فى مباحث السير الى الله عز وجل فيقال هذا السالك مقامه وحدة الوجود وذلك مقامه وحدة الشهود ومعنى وحدة الوجود ههنا الاستغراق فى معرفة الحقيقة الجامعة التى يفنى العالم فيها بحيث يسقط عنه احكام التفرقة والتمائز التى معرفة الخير والشر مبنية عليها والشرع والعقل مخبران عنها مبنان لها التقريبان

بہت لوگ تعریف کرتے ہیں ایک دوسرے کی جیسے خوش آوازی۔ اور قوت وتوانائی و کمال سماعت۔ اور ذوق اور لمس میں او سنے کہا تم سبکا کلام اصل میں صحیح ہے اور حصر کے اعتبار سے خطا ہے پھر اُسنے ہر ایک قول کو اُسکے مرجع کیطرف رجوع کیا۔ اور بیان ہر اشارہ کا مقام پھر جو عارف صاحب ظاہر و باطن ہیں دونوں کے جامع ہیں کبھی اُنکا کشف صحیح ہوتا ہے۔ اور اسکو کبھی خطا لاحق ہو جاتی ہے۔ پہلے لوگوں کی وجہ بیان کرنے میں اور اُن کے مطلب کے متعین کرنے میں اور یہ خطا کچھ اونپر اعتراض نہیں اللہ کی معرفت میں اور اُنکے کمال کو نقصان نہیں پہچاتی، کیونکہ توجیہ کلام اور اسکے محل کا متعین کرنا کشف سے خارج ہے یہ تحری و اجتہاد کا شعبہ ہے جسمیں علمائے ظاہر شریک ہیں بلکہ عوام بھی یہ جانو کہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود دو لفظ ہیں کہ دو جای بولے جاتے کبھی تو مستعمل ہوتے ہیں بحث میں سیر الی اللہ کے۔ تو کہا جاتا ہے کہ اس سالک کا مقام وحدت الوجود ہے اور اس سالک کا مقام وحدۃ الشہود ہے۔ اور معنی وحدت الوجود کے یہاں استغراق ہے معرفت میں ایسی حقیقت جامعہ کے جو عالم کو فانی کرتی ہے اس حیثیت سے کہ ساقط ہو جائیں۔ اس سے احکام تفرقہ اور تمیز کی جو معرفت خیر و شر کے ہے اور شرع اور عقل اون سے خبر دیتی ہے اور بہت بیان اور

وحدت الشہود

واو فی لجبار هذا مقام یحل فیه
بعض السالکین حتی یخلصه الله تعالیٰ
منه ومعنی وحدة الشهود الجمع
بین احکام الجمع والتفرقة فیعلم ان
الاشیاء واحدة بوجه من الوجوه،
کثیرة مباینة بوجه آخر وهذا المقام اتم
وارفع من الاول وهذا الاصطلاح
اخذته عن بعض اتباع الشیخ آدم البنوری
قدس سره وتارة تستعملان فی معرفة حقائق
الاشیاء علی ما هی علیه فنظروا فی وجه ارتباط
الحدیث بالقدیم فوقع عند قوم ان
العالم اعراض مجتمعة فی حقیقة واحدة
کما ان صورة الانسان وصورة الفرس
وصورة الحمار متواردات علی الشمع،
والطبعیة الشمعیة باقیة فی
جمیع الحالات لکن الشمع لا یسمی
باسم التماثیل لکن لا وجود لها الا
بضمیمة هی الشمع ووقع عند آخرین
ان العالم عکوس الاسماء والصفات
انطبعت فی مرایا الاعدام المقابلة،
لتلک الاسماء والصفات کما ان القدرة
تقابلها عدم وهو العجز فلما
انعکس ضوء القدرة فی مرآة العجز صار قدرة
قدرة ممکنة وعلی هذا
القیاس سائر الصفات

خبریں اسکی دی ہیں اور یہ ایسا مقام ہے
جس میں بعضے سالک پھنسے رہتے ہیں جبتک
اللہ اُس سے خلاصی دے اور وحدت الشہود کے
معنی ہیں۔ جمع کرنا احکام جمع اور تفرقہ کا یعنی
جانا جاتا ہے۔ کہ سب چیزیں واحد ہیں یکوجہ سے
اور بہت مغائر ہیں ایک وجہ سے اور یہ مقام
اتم اور ارفع ہے پہلے مقام سے اور یہ اصطلاح
مینے اخذ کی ہے شیخ آدم نوری قدس سرہٗ کے
بعضے اتباع سے۔ اور کبھی وحدۃ الوجود اور وحدۃ
الشہود دونوں لفظ مستعمل ہوتے ہیں حقایق اشیاء کی
معرفت پر جیسے وہ ہیں پس نظر کی حادث سے اور قدیم کے
ربط پر تو ایک قوم کے نزدیک واقع ہوا کہ عالم اعراض
مجتمعہ ہیں حقیقت واحدہ میں جیسے صورت انسان
کی اور صورت گھوڑے کی اور صورت گدھے کی
ان سب کو موم کی بنالیں تو موم کی طبیعت باقی
ہے ہر حال میں۔ اب اُس موم کی صورت کو
موم نہیں کہتے بلکہ کہتے ہیں یہ انسان ہے یہ گھوڑا
وغیرہ ہے۔ لیکن وہ صورتیں حقیقت میں تمثالیں
ہیں جنکا وجود نہیں مگر موم کے سبب اور ایک
قوم کے نزدیک یہ واقع ہوا کہ عالم جو ہے
عکس ہے۔ اسماء و صفات کے جو منطبع ہوئے ہیں
اعدام کے آئینوں میں وہ اعدام جو اُن اسماء
و صفات کے مقابلہ ہیں جیسے قدرۃ کے مقابلہ میں
عدم کہ وہ عجز ہے تو جب منعکس ہوئی قدرت کی روشنی عجز
کے آئینہ میں تو ہوگئی قدرت ممکنہ اور اسیطرح

والوجود ایضا علی هذا الاسلوب فالمذهب الاول یسمی بوحدة الوجود والثانی بوحدة الشهود وقد وقع عندنا ان للمکشوفین صحیحان جمیعا لکن القول بان وحدة الشهود علی هذ المعنی لم یقل به الشیخ العربی سهو بل الشیخ واتباعه بل الحکماء ایضا یقولون بها وذلک لان محصل هذا القول بعد التهذیب والتخلیص من المجازات والاستعارات التی اوجبت صعوبة الفهم هو ان حقائق الامکانیة اضعف وانقص والحقیقة الوجودیة اتم واقوی بحیث یمکن ان یقال للحقائق الامکانیة انها اعدام ظهر فیها صور الموجودات ولا خفاء ان هذا القول متفق علیه وهذ الذی سالتمونی عنه یحتاج الی تفصیل فاسمعوا لما یتلی علیکم باذان واعیة اعلموا رحمکم الله ان اول ما یفهم المسلم ویخلص الیه من نصوص الکتاب والسنة بل یخلص الی کل صاحب عقل ان الحق عزوجل موجود جزئی مثل سائر الجزئیات الا انه قدیم موثر

باقی صفات کا حال ہے۔ اور وجود بھی اسی طریق پر ہے۔ تو پہلے مذہب کا نام وحدت الوجود ہے۔ اور دوسرے کا نام وحدت شہود ہے اور ہمارے نزدیک دونوں مکاشفے صحیح ہیں۔ لیکن یہ کہنا کہ شیخ عربی نے وحدت شہودی اس معنی پر نہیں کہے۔ یہ سہو ہے بلکہ شیخ اور اتباع شیخ نے بلکہ حکما نے بھی کہی ہے۔ اسواسطے کہ اس قول کا محصل بعد تہذیب و تخلیص مجازا۔ اور استعارونکے جو واجب دیتے ہیں صعوبت فہم کو یہی ہے کہ حقایق امکانیہ بہت ضعیف اور بہت ناقص ہیں۔ اور حقیقت وجودیہ بہت پوری اور بہت قوی ہے۔ اسی حیثیت کر ممکن ہے۔ کہ یہہ کہا جائے۔ کہ حقایق امکانیہ اعدام ہیں کہ اُنمیں صور موجودات ظاہر ہوئیں۔ اور کچھہ چھپا نہیں کہ یہ قول متفق علیہ ہے۔ اور یہی ہے وہ جو تم نے ہم سے دریافت کیا ہے۔ اسکی تفصیل کی حاجت ہی پس تم سنو جو بیان کروں خوب غور سے جانو تم اللہ تعالیٰ تمپر رحم کرے کہ جسکو مسلمان پہلے سمجھتا ہے اور جس سے رہائی پاتا ہے۔ نصوص کتاب اور سنت سے بلکہ صاحب عقل سے وہ یہ ہے کہ حق عزوجل موجود جزئی ہے مانند اور جزئیات کے مگر وہ قدیم ہے عالم میں

فی العالم خالق لهم رازق

اياهم وهذا العلم هو الذی يجده
فی صدر كل عاقل قبل ان يمارس
رياضة نفسانيه او يمعن فی المعقول
وهو كلف به الشرع الناس والشرع
الالٰهی لم يكلف الناس الا بما اودعه
الله عزوجل فی فطرتهم حسب الصور النوعية
سواء كان ذلك الشئ المكلف به علما او عملا
ولم يحتج الشرع عليهم الا بما يهدی اليه
فطرتهم وهو متمكن فيهم قال الله
تبارك وتعالى فطرة الله التی فطر الناس
عليها لا تبديل لخلق الله وقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم كل مولود يولد
على الفطرة الحديث وهذا معرفة
صحيحة واشارة صادقة مرجعها التجلی
من التجليات الحق عزوجل قد لم يزل
فی النفس الرحمانی قبل ان يتحقق الزمان وبحی
حديث الحدوث وذلك لان النفوس
البشرية لها انجذاب اليه كما انجذب
الحديد الی مقناطيس وميلا اليه
مثل ميل النار الی جهة الفوق وميل
الارض الی جهة التحت وما صدق
ما قال بعضهم ؎ لقد صرت
مقناطيسها فقلوبنا ٭ بجذبك اياها
اليك تميل ٭ فسمى الحق

موثر ہے اور خالق اور رازق سکا ہے اور
یہ وہ علم ہے ۔ جو ہر صاحب عقل اپنے سینہ مین پاتا
ہے ۔ پہلے اس سے کہ ریاضت نفس کی مشق کرے
یا غور نہ کرے معقول مین اور وہ یہ ہے جکے
سبب شرع نے لوگون کو مکلف کیا ہے اور شرع
الہی اُسی کی تکلیف دیتی ہے ۔ جو اللہ تعالیٰ
نے انکی فطرت میں امانت رکھا ہے ۔ موافق
صورت نوعیہ کے برابر ہے خود وہ شئ کہ جکے سبب
تکلیف دیجاتی ہے از روئے علم وعمل کے ہو اور
شرع شریف کے لوگون پر بجز اسکے خدا تعالیٰ نے انکی
فطرت میں مسکن یعنی رکھ چھوڑا ہے حجت قائم نکرے چنانچہ
خدا تبارک تعالیٰ فرمایا ہے فطر اللہ التی فطر الناس علیہا لا
تبدیل لخلق اللہ اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کل مولو
یولد علی الفطرۃ الحدیث اور یہ معرفت صحیح
اور اشارہ صادق ہے ۔ کہ اس کا
مرجع اللہ تعالیٰ کی تجلیون مین ایک تجلی ہے
قدیم ہے ظاہر ہوا ۔ نفس رحمانی میں اس سے
پہلے کہ زمانہ متحقق ہوا اور حدوث کی حدیث
ہوا اور یہ اسلیئے کہ نفوس بشریہ کو اسکی طرف
کشش ہے جیسے لوہے کو کشش ہے مقناطیس
کیطرف اور آگ کو میل ہے فوق کیطرف اور
خاک کو میل ہے تحت کی طرف کیا خوب
اور ترجمہ کسی نے یہ شعر کہا ہے ؎
لَقَدْ صِرْتُ مِقْنَاطِيْسَهَا فَقُلُوْبُنَا ٭ بِجَذْبِكَ اِيَّا
اِلَيْكَ تَمِيْلُ ٭ پس نام رکھا گیا حق کا

عز وجل الوصول اے هذا التجلی بعد الموت بلقاء الله وجعل كل مايعاين الانسان على هذا الوصول تبلج صدره عند الطاعة وجعل كل مايبعده عنه او تعلق قلبه عنه الا اثما والى هذا المعنى اشار النبی صلی الله علیه وسلم حیث قال سترون ربكم عز وجل كما ترون القمر ليلة البدر لاتضامون علی رويته فان استطعتم ان تغلبوا على صلوة قبل طلوع الشمس و قبل غروبها فافعلوا وهذا التجلى هو ميزان الخير والشر كما اشرنا اليه و هذا التجلى هو الذے ينطق عليه الاسماء الالٰهية تسعة التسعون وهو الذے اخبر عنه النبی صلعم حين سئل اين كان ربنا قبل ان يخلقه خلقه فقال كان فی عماء ما فوقه هواء وما تحته هواء وهو الذے اخبر عنه الصوفية بقولهم ان الوجود ظهر فی مظهرين مظهر واجب له التاثير والقهر والفعل والتنزه وهو مظهر ممكن له التاثير والانتقهار والانفعال والتلوث وقال الشيخ محی الدين ابن علی العربی ذوق الانبياء والاولياء يدل على ان هذا ارادة متحدة انتهى فمن اثبت هذا التجلى هو صاب الفطرة التی فطر الناس عليها واوفق الانبياء والاولياء فی معرفتهم بربهم ومن لم يثبته اخطأ الفطرة وبما بين الانبياء والاولياء فی معرفتهم بربهم وصار زنديقا دهريا وكذالك كل من انكر

وصول اس تجلی کا موت کے بعد لقاء اللہ اور گردانی گئی جو چیز کہ اعانت کرے انسان کی اس وصول پر کہ اسکا سینہ روشن ہوتا ہے عبادت اور جو چیز کہ اُس سے دور کرے اور دل اُسکا متعلق ہو اسکا نام گناہ اور اسی معنی کیطرف اشارہ فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے سَتَرون رَبَّكُم عَزَّ وَجَلَّ كَمَا تَرَوْنَ القَمَرَ لَيْلَةَ البَدْرِ لَا تُضَامُّوْنَ فِی رُؤْيَتِهٖ فَاِنْ اسْتَطَعْتُمْ اِنْ تَغْلِبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا اور یہی تجلی میزان ہے خیر و شر کی جیسے ہم اشارہ کر چکے ہیں۔ اور یہی تجلی ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے نود نہ نام منطبق ہوتے ہیں اور وہ یہی تجلی ہے جسکی نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خبر دی ہے جب کسی نے آپ سے پوچھا۔ کہ ہمارا رب کہاں تھا جب خلقت کو پیدا نہیں کیا تھا۔ تو آپنے فرمایا کہ عماء میں کہ اسکے فوق بھی ہوا ہے اور تحت بھی ہوا ہے۔ اور یہی ہے جو صوفیہ نے کہا ہے کہ وجود ظاہر ہوا دو مظہروں میں ایک مظہر وہ جسکو تاثیر واجب ہے۔ اور قہر اور منزہ ہونا۔ اور ایک مظہر وہ جسکے لیے ممکن ہے تاثیر اور قہر اٹھانا اور فعل قبول کرنا۔ اور آلودگی اور کہا ہے شیخ محی الدین بن علی عربی نے کہ انبیاء اولیاء کا ذوق دلالت کرتا ہے کہ وہاں ارادہ متحدہ ہے انتہی پس جسنے ثابت کیا اس تجلی کو ایسا جیسے وہ ہے تو اس فطرت کو پہونچ گیا جس فطرت پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اور موافق ہوا اللہ کی معرفت میں انبیاء اور اولیا کی اور جسنے ثابت کیا اُسنے خطا کی فطرت میں اور اسمیں جو بیان کیا ہے انبیا اولیا نے اللہ کی معرفت میں اور زندیق اور دہری ہو گیا اسطرح

۱۰

علما اودعه الحق فی جذر فطرة الانسان و اقام علیه التکلیف فهو الزندیق وکذلک من العلوم ان الفطرة التی یکون منکرها زندیقا ان حقائق الاشیاء ثابتة وان للاشیاء وجودات خاصة یدور علیها خواصها کالنار یحرق والماء یطفی والزنجبیل حار والکافور بارد والصلوة خیر والزنا شر فمن لم یقل بذلک قامت علیه الحجة من نفسه علی نفسه وکذبته الدلائل من نفسه علی نفسه ووقع فی هوة من تهافت الاقوال والآراء وقد عرفنا من سنة الشارع علیه الصلوة والسلام انه یمنع التعدی من طور الفطرة وینهی عن الخوض فیما سوی ذلک الا ان الصوفیة عرفوا ان النهی انما جری علی العقل وعلی صورة الانسانیة فلو ان انسانا استعمل فی ذلک عقله وخاض فی ذلک لهو انسان کان منهیا عنه لکنهم یخوضون بطور وراء طور العقل ویباهم من البشر فی جبلة فقد خاض الناس بعد احکام هذه الاصول التی جبلوا علیه فی علم آخر وهو ان الاشیاء المعقولة والمحسوسة مشترکة فی الوجود وهو المعنی الذی به تتفاوت هذه الاشیاء المعدومة فانا قد نتصور المثلث مثلا ونعقل انه لیس بموجود وقد نتصوره ونعقل انه موجود ولا بد ان المثلث الثانی یفارق المتصور الاول

جس نے انکار کیا اُس علم کا جو اللہ نے فطرت انسان کی اصل میں امانت رکھا ہے اور اُسپر احکام شرع کا مدار ہے، وہ بھی زندیق ہے اور اسطرح علوم سے ہے ایسی فطرت جسکا منکر زندیق ہے یہ حقائق اشیاء ثابت ہیں۔ اور یہ کہ اشیاء کیواسطے وجود خاص ہیں جن پر انکے خواص کے حکم کا مدار ہے جیسے آگ اسکا خواص جلا دینا ہے۔ اور پانی کا خواص بجھا دینا اور سونٹھ گرم ہے۔ اور کافور سرد ہے اور نماز خیر ہے اور زنا شر ہے جو اسکا قائل ہو تو خود اسکے نفس سے حجتیں قائم ہونگی اور جھٹلاینگی خود اسکی نفس کی اور پڑ جائیگا گڑھے میں تہافت یعنی سستی اقوال و آرا کیطرف سے اور ہمنے جان لیا ہے سنت شارع صلعم سے کہ اُنّے منع کیا ہے طور فطرت سے تجاوز کرجانے سے۔ اور نہی کی خوض کرنے میں اسکے سوائے لیکن صوفیوں نے یہ پہچان لیا ہے کہ نہی بیشک جاری ہوئی ہے عقل پر۔ اور صورت انسانیہ پر تو انسان اگر اسمین عقل صرف کرے اور خوض کرے اسمین اس سبب سے کہ وہ انسان ہے تو اس سے نہی ہے۔ لیکن وہ خوض کرتے ہیں ایسے طور سے جو عقل کیطرف سے آگئی ہے اور اس میں شک کہ وہ بشر ہیں الحاصل بیشک لوگوں نے خوض کی بعد احکام اس ایسی اصل کے جسپر سرشت اور جبلت کی گئے ہیں ایک اور علم میں اور وہ علم یہ ہے کہ اشیاء معقولہ و محسوسہ مشترک ہیں وجود میں اور وہ ہی معنی ہیں جس سے جدا جدا یہ اشیاء معدوم کیونکہ کبھی تصور کرتے ہیں مثلث کا مثلا۔ اور ہم جانتے ہیں کہ وہ موجود نہیں اور کبھی ہم تصور کرتے اور جانتے ہیں کہ وہ موجود ہیں اور ضرور پہلے مثلث جو دوسرا مثلث متصور ہے وہ علیحدہ اور جدا ہے اور

والذی هو یفارقه هو الموجود وهو لا یکون مبدأ للقابلة والفاعلیة فی هذه الاشیاء تمتاز الماهیات وهی المخصوصات الزائدة علی الوجود والامور التی بها یسمی الفرس والانسان والحمار والبعیر بهذه الاسماء والتی بها یقدر فی انفسها الکل منها من الاحکام والآثار ثم اختلفوا فی حقیقة هذا الوجود وکیفیة انضمامها فقیل الوجود امر انتزاعی یتصف به الماهیات والجاعل لم یجعل الماهیة ماهیة موجودة اقول هذا القول صادق فی نفسه، خطأ باعتبار حصر معرفة الوجود وجود لکن ذکره فی بحث الوجود الحقیقی فانا ندرک لا محالة امر انتزاعیا نسمیه بالوجود ونصف به الماهیات والاتصاف به اثر من آثار جعل الجاعل وسبب له وقیل الجاعل جعل الماهیة واصدرها من نفسه وبعد اصدارها نظر الناظرون الی بعض احوالها من ظهور الفاعلیة والقابلیة ونحو ذلک فارتسم فی صدورهم عند ذلک صورة تسمی بالوجود اقول هذا ایضا قول صادق فی نفسه خطاء باعتبار حصر معرفة الوجود فیه فانا ندرک قطعا امورا متمائزة فی الخارج نسمیها بالاسماء المختلفة ولا جرم انها اثر الجاعل والحق ان هنالک وجودات خاصة نسمیها بالماهیات محفوفة بین وجودین اخرین احدهما الوجود الواحدة فی المنبسط علی هیاکل الموجودات وهو

جس سے دونوں میں جدائی ہے وہ موجود ہے، اور وہی مبدا قابلیت اور فاعلیہ ان اشیاء میں اور متمایز یعنی امتیاز دی ہوئی ماہیات کا کہ وہ خصوصیات زائدہ ہیں۔ وجود سے اور وہی ایسے امر جن سے نام رکھا گیا ہے۔ گھوڑا اور انسان اور گدھا۔ اور اونٹ ان ناموں سے اور وہی ہے، جن سے مقدر کیئے گئے ہیں احکام اور آثار پھر اُن لوگوں نے اختلاف کیا اس وجود کی حقیقت میں اور اسکے انضمام کی کیفیت میں تو بعضوں نے کہا کہ الوجود امر انتزاعی یتصف به الماهیات۔ یعنی وجود ایک امر انتزاعی ہے جس سے ماہیتیں متصف ہوتی ہیں۔ اور جاعل نے ماہیتوں کو ماہیت کیا اور نہ وجود کو وجود لیکن ماہیتوں کو موجود کر دیا ہے۔ میں کہتا ہوں یہ امر سچا ہے فی نفسہ خطا ہے باعتبار حصر معرفت وجود کے لیکن اسکا ذکر بحث حقیقی کا ہے کیونکہ ہم ادراک کرتے ہیں ضرور ایک امر انتزاعی جسکا ہم نام رکھتے ہیں وجود اور اس سے وصف کرتے ہیں ماہیات کا۔ اور اُس سے وصف کرنا ایک اثر ہے اثروں میں سے جعل جاعل کی اور سبب ہے اور بعضوں نے کہا کہ جاعل نے بنایا ماہیتوں کو اور صادر کیا اپنے نفس سے اور بعد ان ماہیتوں کے صادر ہونے کے دیکھنے والوں نے دیکھا۔ اور ماہیتوں کا بعض حال ظہور فاعلیت اور اور قابلیت وغیرہ کا تو اُن کے دلمیں منقش ہوئی ایک صورت کہ اُسکا نام وجود ہے۔ میں کہتا ہوں یہ بھی قول صادق ہے فی نفسہ اور خطا ہے باعتبار حصر معرفت وجود کے بیچ اسکے کیونکہ ہم ادراک کرتے ہیں قطعی ایسے امور متمائزہ فی الخارج جنکے ہم مختلف نام رکھتے ہیں اور ضرور وہ اثر جاعل کا ہے سچ بات یہ ہے کہ وہاں وجودات خاصہ ہیں جنکا ہم نام ماہیات رکھتے ہیں۔ کہ وہ محفوف ہیں درمیان دو اور وجود کے کہ ایک اُنمیں کا وجود واحد منبسط علی ہیاکل الموجودات کہ وہ

١٢

علی الوجودات الخاصة والوجودات الخاصة تنزلات وتعینات لبعض عمومه حاصلة من ارتباط معلومة الآنية مجهول الكيفية بينه وبين الماهيات التي هي شيون هذا الوجود المنبسط وصورة العلمية وثانيهما الوجود المنتزع من ملاحظة الوجودات خاصة إجمالاً فكل واحد من هذين القائلين أصاب الحق وأخطأ في لا كتمانها لا يشفي عليلاً ولا يطفي غليلاً وقالت الصوفية القائلة بوحدة الوجود الشيء الذي يكون في الخارج ويترتب عليه الآثار الخارجية لا يخلو من ان يكون في حاصله في الخارج وفي ترتيب الآثار الخارجية عليه محتاجاً الى ضم ضميمة فالأول هو الممكن والثاني هو الواجب وقد ادركنا بذوقنا ان هذه الضميمة هو الوجود المنبسط على هيا كل الموجودات، وهو شيء قائم بذاته مقوم لغيره وليس لغيره وليس متعين في نفسه مختصاً بنوع من الآثار المعلومة عند الناس لكن له تنزلات علماً وعيناً فتلك التنزلات صار متعيناً مختصاً بآثار خاصة واول مراتب تنزله تجليه بنفسه بشأن كلي لا يخرج عنه شأن البتة ثم تنزله الى تفاصيل تلك الشأن الكلي في في العلم دون العين ثم تنزله في تلك ا

متقدم ہو وجودات خاصہ پر اور وجودات خاصہ تنزل اور تعینات ہیں اسکی بعض ارتباط کی ارتباط علوم انیہ مجہول الکیفیۃ سے۔ درمیان اسکے اور ماہیات کے ایسی ماہیات جو شیون ہو۔ اس وجود مبسط کے اور صورت علمیہ کے اور دوسرا وجود منتزع ہے ملاحظہ وجودات خاصہ سے اجمالاً تو ہر ایک ان دونوں قولوں میں سے حق کو پہنچ گیا۔ اور خطا کی۔ اس سے جس بیمار نہ شفا پائے۔ اور پیاسے کی پیاس نہ بجھے اور صوفیہ قائل وحدۃ وجود کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جو شی خارج میں ہو اور اس پر آثار خارجیہ مرتب ہوتی ہیں وہ دو حال سے خالی نہیں کہ یا تو اسکے حصول میں خارج میں اور جو آثار اسپر مترتب ہوتے ہیں خارج میں حاجت ضم ضیمہ کی ہے یا حاجت ضم ضمیمہ کی نہیں تو جیمیں حاجت ہو وہ ممکن ہے اور جسکو حاجت نہیں وہ واجب ہے۔ اور تحقیق ہم نے ادراک کیا ہو اپنے ذوق سے کہ وہ ضمیمہ وہی وجود منبسط علی ہیا کل الموجودات ہو اور وہ ایک شی قائم بذاتہ اور مقوم لغیرہ ہے۔ اور نہیں ہے متعین بنفسہ خاص کسی نوع سے اُن آثار سے، جو لوگوں کو معلوم ہے مگر اسکے تنزلات ہیں علمی اور عینی تو وہ تنزلات ہوگئے ہیں متعین خاص آثار خاصہ سے اور پہلا مرتبہ اسکے تنزل کا تجلی بنفسہ ہے ایسی ایک کلی، شان ہو جس سے کوئی شے خارج نہیں پھر اس کا تنزل ہے۔ اس شان کلی کے تفاصیل کیطرف علم میں ہے عین میں نہیں پھر اسکا تنزل تفاصیل میں ہو عین میں

لا بعض عموم کی جو، معلوم ہوئے ہیں،

او لا یکون غیر محتاج الی ضم ضمیمة

تفاصیل فی العین کما کان فی العلم وحقایق الممکنات
عندهم هی صور تلك الذات المتکثرة بتلبیس
الشیون والاعتبارات فاذا علم بنفسه متلبسا
بهذا الشان کان ذلك بنفسه الممکن واذا علم بنفسه
متلبسا بذلك الشان کان حقیقة الممکن اخر وحقایق
الممکنات هی ظهور الوجود فی تلك الحقایق اذا
اجتمعت شروط وجود ممکن ما وارتفعت موانع
وجوده حدث له نسبة خاصة مجهولة الکیفیه معلومة
الانیة بذلك الوجود فصدر من الوجود آثار مختصة
بتلك الکیفیة واقتضی الوجود ایاها بواسطة
تلك النسبة الخاصة فیقال عند ذلك تنزل
الوجود وتعین وظهر فی مظهر خاص
فمعنی الظهور تمیزه وتعینه واقتضاء
نوع من الآثار دون غیرها ومظهر الشی
وصورتها المحتملة التی تعین بها وتلبس احکامها
وآثارها اقول هذا القول صحیح عقلا و
کشفا فانك اذا قلت ان المحقق فی
معرکة القتال لیس الا الجسم
فهو القاتل والمقتول وهو آلة القتل
وهو الراکب وهو المرکوب وهو السرج
وهو السیف وهو الرمح وهو القوس
هو السهم وهو الرامی وهو الهازم وهو
المهزوم وهو الصائل وهو المصول علیه
غیر ان الجسم لم یستحق اسما من هذه
الاسماء الا بکیفیة خاصة ومعنی خاص

جیسا تھا علم میں اور حقائق ممکنات انکے نزدیک یعنی
صوفیوں کی صور تو نہیں ہیں اس ذات متکثرہ سا تلبیس
شیون واعتبارات کے پس جسوقت وہ جانا جائے متلبس اس
شان سے تو ہوگا وہ حقیقت ممکن کی اور جب وہ جانا
جائے متلبس اس شان سے تو ہوگا وہ حقیقت اور ممکن کی اور
وجود ممکنات کیا ہیں وہ ظہور وجود کا ہے ان حقائق
میں تو جسوقت شرطیں جمع ہوگئیں وجود ممکن کی اور
اسکے وجود کے موانع مرتفع ہوگئے تو اسکے واسطے حادث ہوئی ایک
نسبت خاص جو مجہول الکیفیہ اور معلوم تو اس وجود سے
تو صادر ہوئی وجود سے آثار مختصہ اس حقیقت کے اور وجود ان
ان آثار کا مقتضی ہوا بواسطہ اس نسبت خاصہ کے تو کہا جاتا ہے
اسوقت تنزل وجود کا اور تعین اور ظاہر ہوا خاص مظہر
میں پس معنی ظہور کے کیا ہیں اسکی تمیز اور تعین اور اقتضا
ایک نوع کا آثار سے ایسا جو اسکے غیر میں نہوا و مظہر شی کا
اور صورت محتملہ ایسی جس سے تعین ہوا اور تلبس ہوا
اسکے احکام اور آثار کا میں کہتا ہوں یہ قول صحیح
ہے عقل اور کشف کی راہ سے کیونکہ جب تم کہو کہ
متحقق لڑائی کے معرکہ میں فقط جسم ہے کہ وہی
قاتل ہے اور وہی مقتول اور وہی اسباب قتل کا
اور وہی سواری اور وہی سوار اور وہی زین
اور وہی نیزہ اور وہی تلوار اور وہی کمان
اور وہی تیر اور وہی تیر انداز اور وہی شکست
دینے والا۔ اور وہی شکست پانے والا اور وہی
حملہ کرنیوالا اور اسی پر حملہ کیا گیا سوا اسکے نہیں کہ جسم
متحقق کسی کام کا نہیں ہوا۔ مگر ایک کیفیت خاص اور معنی خاص

۱۳

واذا نظرنا الی تلک الکیفیات مع قطع النظر عن
اقترانها بالجسم کما کانت معدومة ولم یصدر
منها منها آثارها واذا انضم الیها الجسم مثلا
موجودة وصدر منها آثارها والجسم محل والحامل لها
استعد لتلک المعانی فی العقل والتقدیر قبل
الوجود الخارجی ثم تکون تلک الاشیاء عند
الوجود الخارجی وتلک الصور المتکثرة اعدام
محضة ان لوحظ الیها مع قطع النظر عن الجسم
لم یکن لها تحقیق وکانت موهومة وان لوحظ
بضم ضمیمة وهی الجسم کانت موجودة فاذا
صار الجسم سیفا تارة ورمحا اخری فقد
اقتضی به الاسباب اعنی النجار والحداد والخشب
والحدید والنار والکیر والمقمع والقدوم
والمنشار وغیرها الی ان حدثت بین المعدوم
الموهوم الذی هو السیف والرمح وبین الموجود
الذی هو الجسم نسبة معلومة الانیة
مجهولة الکیفیة بها اتصف ذلک المعدوم
بالوجود ومعنی وجود السیف والرمح حینئذ
ارتباط المعدوم بالوجود بحیث یصح له
اشتقاق الاسم من الوجود کان الجسم عاما
محتملا بصور کثیرة فاذا صار سیفا وتلبس
باحکام السیفیة من القطع وغیره فقد
تعین بتعین خاص بروز فی بعض صورة
المحتملة فیقال عند ذلک ظهر فی مظهر
خاص هو السیف کان ذلک کله کلاما

اور جب ہم نظر کریں تو ہونگی ان کیفیتوں کو اور جسم کے اقتران
سے اور قطع نظر کریں تو ہونگے جیسے معدوم تھیں اور ان سے
آثار صادر نہیں ہوئے تھے اور جب ضم ہو گیا انسے جسم
تو موجود ہو گئیں اور اُنسے ان کے آثار صادر ہوئے اور جسم محل
ہے اُن کیفیات کا۔ اور انکا حامل مستعد ہے ان معانی کا
عقل و تقدیر میں۔ پہلے وجود خارجی کے پھر ہو گئیں وہ چیزیں
وقت وجود خارجی کے اور وہ صور متکثرہ اعدام محض ہیں
اگر لحاظ کیا جاوے انکو جسم سے قطع نظر کر کے تو نہیں واسطے
اُن کے تحقق اور ہونگے موہوم اور جو لحاظ کیا جاوے
ان کے ضمیمہ کا۔ کہ وہ جسم ہے تو ہونگی موجود تو جس وقت
جسم سیف ہو گیا۔ کبھی اور کبھی نیزہ تو مقتضی ہوئے
اس سے اسباب یعنی بڑھئی لوہار اور لکڑی اور
لوہا اور آگ اور دھونکنی اور بسولا اور آری
وغیرہ یہانتک کہ حادث ہوئی درمیان موہوم
کے کہ وہ تلوار اور نیزہ ہے اور درمیان موجود
کے کہ وہ جسم ہے ایک ایسی نسبت کہ جو معلومة الانیة
مجهولة الکیفیة ہے جس سے وہ معدوم وجود
ہوا اور معنی وجود تلوار و نیزہ کے اس وقت
ارتباط معدوم کا ہے ساتھ وجود کے ایسی حیثیت
کہ صحیح ہے اشتقاق اسم کا وجود سے تو ہوگا جسم
عام محتمل بہت صورتوں کا کیونکہ جب ہو گیا سیف اور متلبس ہوا
احکام سیف سے یعنی قتل وغیرہ سے تو متعین ہوا ایک
خاص تعین سے اور ظاہر ہوا ایک بعضی صورت محتملہ سے
تو اسوقت کہا جاویگا کہ ظاہر ہوا مظہر خاص میں
کہ وہ سیف ہے تو یہ کہنا سب صحیح ہے کوئی قائل انکار

جميعا لايتمكن من انكاره عاقل اللهم الا
مناقشات لفظية ترجع لفظية الى الوضع
والعرف لاعبرة بها عندنا فاذا فهمت هذا
القدر فى الجسم فالموجود اولى بهذا اثم الوجود
معناه ما اتصف بالوجود والوجود لاشك انه
صفة انتزاعية فليبحث عن هذه الصفة الانتزاعية
هل لنا منشاء انتزاع فى الخارج اوهى منزلة
انياب الاغوال لاشبهة ان بديهة العقل يحكم
بالاول ويمنع احتمال الثانى فاذا كان هذا
حكم الموجود كان هو حكم الوجود الحقيقى الذى
هو منشئ الانتزاع بالاولى واعلم ان الثبوت
قبل الوجود فكم من معدوم هو ثابت متعين
مخصوص باحكامه واثاره فان الحاسب اذا
تعقل مراتب الاعداد فانه يمشى فى ذلك على
قانون طبعية ثابتة فى نفسها يعلم ذلك
بديهة فلو اراد ان يجعل الزوج فردا او الفرد
زوجا لم يكن ذلك ولو اراد ان يقدم شيئا
من مرتبته او يوخر لم يستطع وهذا هو الثبوت
الذى نقول انه قبل الوجود هو غير الوجود الخارجى
لامحالة وغير الوجود الذهنى ان اريد به التحقق
الذى يحصل له تحقق عاقل وان اريد به غير
ذلك فيحتمل ان يكون هو هو كما ذكرنا فى مراتب
الاعداد فكذلك فى
احكام كل نوع و
جنس فانا نعلم لامحالة

نہین کرسکتا ہاں مگر مناقشے لفظی جنکا مرجع
وضع اور عرف ہے سو اسکا اعتبار نہین ہمارے
نزدیک جب تمنے اسقدر جسم مین سمجھ لیا
تو موجود اولی ہے اس سے پھر وجود کے معنے
کیا ہین یہ ہین۔ کہ جو شی ہو ساتھ وجود کے اور
اسمین شک نہیں کہ یہ صفت انتزاعیہ اب ہمین
چاہیئے کہ اس صفت انتزاعیہ کی بحث کرین کہ
اسکے واسطے منشا انتزاع کا خارج مین بھی ہے یا وہ
بمنزلہ انیاب اغوال یعنی غولون کے دانتون کے ہے
تو اسمین کچھ شک و شبہ نہیں بداہتہ عقل حکم کرتی ہے ساتھ
اول کے یعنی اسکے واسطے منشا انتزاع کا خارج مین ہے اور
احتمال ثانی کو عقل منع کرتی ہے پس جسوقت یہ حکم ہوا
موجود کا تو ہوگا وہی حکم وجود حقیقی کا کہ جو منشا انتزاع ہے اولی
اور جاننا چاہیے کہ ثبوت قبل الوجود تو بہتسے معدوم ہین کہ ثابت
متعین مین مخصوص انہی احکام و آثار کیساتھ کیونکہ محاسب جب
عقل دوڑاتا ہے مراتب اعداد مین تو وہ چلتا ہے اسمین اوپر اسی قانون
طبعیہ کے جو فی نفسہ ثابت ہے جانتا ہے اسکو وہ بداہتہً پس اگر وہ
چاہے کہ زوج کو فرد کردے اور فرد کو زوج تو اسکے واسطے
یہ نہین ہو سکتا اور اگر چاہے کہ کسیکو مقدم کردے مرتبہ سے یا موخر کردے
تو یہی ہے وہ ثبوت جسکو ہم کہتے ہین کہ وہ قبل الوجود ہے اور غیر ہے وجود
خارجی کا ضرور اور غیر ہے وجود ذہنی کا اگر ارادہ کیا جاوے
اس سے ایسا تحقق کہ اسکو حاصل ہو کسی عاقل کے عقل سے اور جو
اس سے ارادہ کیا جاوے۔ اسکے سوا تو احتمال رکھتا ہے کہ ہو وہ ہو جیسے
جیسے ہمنے ذکر کیا مراتب اعداد مین پس تو اسیطرح ہے ہر
نوع و جنس کے احکام مین کیونکہ ہم ضرور جانتے ہین

١٧

ان النخلة ان وجدت فان خواصها كذا
وكذا وان ليفها كذا وكذا والسدرة ان
وجدت فان ورقها كذا وكذا ونبقها
كذا وكذا فقد اثبتنا لكل نوع احكاما خاصة
به لازمة وجد فى الخارج اولا كما ان
الملازمة فى قولنا لو لم يشاء الله لم
يخلق الخلق صحيحة وان لم يحقق هذه
الصوت فظاهر فهذا الاهتباط وهذا
الاهباط وهذ الملازمة واقع فى نفس
الامر قبل الوجود الخارجى وكل ما موجود
فى الخارج فهو ثابتة البتة والممتنع ليس بثابت وكذا
لك مخترعات الذهن مما ينقطع بانقطاع
الاختراع ؤ ليس له امام يقتدى به العقل
فى تصوره ذلك ليس لها ثبوت وبالجملة
فالوجود الخارجى انما يلحق الامر الثابت
فيجعله موجودا و لنبحث عن الثبوت
وعن هذ الوجود اى شئ
منبعها فالذى وقع عندنا
ان الوجود منبعه و مصدره،
الوجود المبسط على هيا كله الموجودات
النفس الرحمانى او النفس الكليه اى ما شئت
فقل سه عباراتنا شتى وحسنك واحد؛ وكل
الى ذلك الجمال يشير وهو صادر من الذات الالهية
وان الثبوت منبعه اقتضاء ذات الالهية للعالم فى
عالم العقل قبل الوجود الخارجى وهو الذى يسميه الصوفية

کہ اگر کھجور پائی جائے تو اسکے خواص ایسے ایسے ہیں
اور اسکا پوست ایسا ایسا ہے۔ اور بیری اگر پائی جائے
تو اسکے پتی ایسے ایسے ہیں اور بیر ایسے ایسے ہیں تو
ثابت کئے ہم نے ہر نوع سے احکام خاص لازم
اوسکو اب وہ خارج میں پائی جاوے یا پائی جائے
جیسے ملازمت ہے صحیح ہماری اس قول میں کہ اگر
خدا نہ چاہتا تو خلقت کو پیدا نکرتا اگرچہ یہ صورت متحقق
نہو یہ ظاہر ہے تو یہ اہتباط یعنی تنزل اور یہ
ملازمت واقع ہے نفس الامر میں وجود خارجی
سے پہلے۔ اور جو شی کہ وہ خارج میں موجود ہے
وہ ثابت ہے ضرور اور ممتنع ثابت نہیں اور اسیطرح
ذہن کے اختراعات جو منقطع ہوجائیں اختراع
کے انقطاع سے اور کوئی اسکا امام نہیں جسکی
عقل مقتدی ہو اسکے تصور میں جسکا ثبوت نہو
اور حاصل کلام یہ ہے کہ وجود خارجی کو بیشک امر ثابت
لاحق ہوتا ہے تو اسکو موجود کر دیتا ہے اور چاہئے
کہ ہم بحث کریں اس ثبوت اور اس وجود سے یعنی
اس شے سے جو دونوں کا منبع ہے تو جو ہمارے
نزدیک ہے اور یہ ہے کہ وجود کا منبع اور مصدر
وجود منبسط علی ہیا کل الموجودات ہے یا نفس رحمانی
ہے یا نفس کلیہ ہے جو تمہارا جی چاہے وہ کہہ
عباراتنا شتی و حسنک واحد، وکل الی ذلک الجمال یشیر
اور وہ صادر ہے ذات الہیہ اور تحقیق ثبوت کا منبع اقتضاء
ذات الہیہ کا عالم کیواسطے عالم عقل میں پہلے وجود
خارجی کے اور وہ وہ ہے جسے صوفیہ تنزل علمی کہتے ہیں

ل یعنی بالکسر پوست درخت ١٢
ل بیری بالفتح وبالکسر بار درخت کنار ١٢
ل اہباط فرود آوردن ١٢

۱۷

بالتنزل العلمی لایریدون بالعلم ارتسام صور الاشیاء ولکنھم یریدون صدور الاشیاء منہ مرۃ واحدۃ فی المرتبۃ العقلیۃ قائمۃ بالذات لا بنفسھا ولنبین ذلک بمثال اذا وضعت الخاتم علی الشمعۃ انتقش فیھا الحروف المکتوبۃ فی الخاتم والحروف الظاھرۃ فی الشمعۃ انما کانت بعلۃ فاعلۃ و قابلۃ وھی الشمعۃ وانما وجدت عند اجتماعھما وانطباق احدھما علی الآخر لکن للخاتم استعداد قام بہ منذ کان الخاتم انہ لو انطبق علیہ شیء سواء کان شمعا او طینا فاض علیہ علی ذلک الشیء صورۃ الحروف فکل ما وجد عند الانطباق کان ثابتا قبلہ فی نفس الامر قائما بالخاتم فکذلک کل ما وجد حینا من الزمان فانہ کان قائما بالذات الالھیۃ من حیث الثبوت ومن حیث انہ کمال للواجب ومقتضاہ وھذا ھو الذی تسمیہ الصوفیۃ بالفیض الاقدس والحکماء بالعقل الاول والحق ان العقل مستوعب لجمیع الموجودات الخاصۃ الا ان الحکماء لم یتفطن الا لعقول الافلاک ولیس ھنا الا اربعۃ اصول الذات الالھیۃ والعقل الصادر منہ والنفس الکلیۃ صادرۃ منہ ایضا بشرط العقل ولواسطتہ والھیولی صادرۃ منہ بشرط النفس الکلیۃ کما قال مولانا عبد الرحمن الجامی فی بعض کلامہ ذات مع الصادر الاول علۃ تامۃ۔ آن موجود نیست کہ در مرتبہ ثانیہ ظاہر شود وہمچنین ذات مع صادر اول و ثانی علۃ تامہ امری ثالث است انتہی وکلما یشاھد بالحس ویدرک بالعقل فانہ

اُنکی غرض علم سے منقش ہونا صور اشیاء کا نہیں ہے اُنکی مراد اس سے صدور اشیاء ہے یکبار گی مرتبہ عقلیہ میں جو قائم ہے ساتھ واجب کے نہ بذات خود اب چاہیے کہ ہم اسکی مثال بیان کریں کہ جسوقت مہر کو موم پر رکھو تو اس موم میں وہ حرف آجائینگے جو مہر میں ہے تو حروف جو موم میں آگئے ہیں وہ اسکے سوا نہیں کہ علت فاعلہ سے کہ وہ مہر ہے اور علت قابلہ سے آئی کہ وہ موم ہے اور وہ حروف پائے گئے دونوں کے اجتماع سے اور منطبق ہونے ایک کے دوسرے پر لیکن خاتم میں استعداد ہے جو اُس سے قائم ہے۔ اُسوقت کہ خاتم تھی کہ اگر اسپر کوئی شے منطبق ہو خواہ موم ہو خواہ مٹی ہو اسمیں وہ حرف آجائیں تو جو شے پائی جاوے وقت انطباق کے وہ پہلے ثابت تھی حقیقت میں قائم ساتھ خاتم کے تو پس اسیطرح جو شے پائی گئی کسیوقت زمانہ میں وہ قائم ہے ذات الہیہ کے ساتھ بحیثیت ثبوت کے اور اس حیثیت کہ وہ کمال ہے واسطے واجب کے اور اسکا مقتضا ہے اور وہ یہی ہے جسے صوفیہ فیض اقدس کہتے ہیں اور حکما عقل اول کہتے ہیں اور حق یہ ہے کہ عقل مستوعب ہے تمام وجودات خاصہ کے مگر حکما نہیں سمجھے اسکو مگر عقول افلاک سے اور یہاں اور کچھ نہیں سوائے چار اصلوں کے ذات الہیہ اور عقل جو اُس سے صادر ہے اور نفس کلیہ بھی اس سے صادر ہے بشرط عقل و واسطہ اور ہیولی صادر اس سے ہے بشرط نفس کلیہ کے جیسا کہا ہے مولنا عبد الرحمان جامی نے اپنے بعضے کلام میں ذات مع الصادر الاول علۃ تامۃ وہ ایسا موجود ہے کہ دوسرے مرتبہ میں ظاہر ہوتا ہے اور اسطرح مع صادر الاول و ثانی علۃ تامۃ ہے امر ثالث کی، انتہی کلامہ جو چیز حس سے مشاہدہ ہو اور عقل سے ادراک ہو

حاصل بالنکاح الحاصل بین الهیولی والنفس فهذا لب
ماهو قریب من النفس قد ظهر فیه احکامها و من ظهر
احکام الهیولی اکثر ولیس الهیولی الا النفس فلما جاء
وقت صدور هذه الاشیاء و تمت علیها بروز الوجود
علی حسب الاستعدادات الثانیه من قبل القائمة
بالذات الالهیة فعبروا عن هذا المعنی بقولهم
وان ظهر الوجود فحکم ظهر باطن الوجود و انه
وقعت بین ظاهر الوجود و باطنه نسبة معلومة
الانیة مجهولة الکیفیة وقالوا الاعیان
لا شمت رائحة الوجود ویریدون ان الذی
یصدر منه الآثار انما هو الوجود فقط لکنه
ظهر علی قانون باطن الوجود فهذا القدر من
وحدة الوجود ثابت عقلا و کشفا وقد حام
حوله جمیع الطوائف عن اهل العقل فمن
قال بان الذوات متحدة فی الذاتیه و
مختلفة فی الاوصاف انما اراد هذا و من قال
بان العالم متعین فی الهیولی الاول
والصورة العامة الجسمیة لم یبعد من
هذه القاعدة کل البعد وقد اعترف
بمقدمات هذه القاعدة من حیث یدری
او لا یدری وقد اشرنا سابقا الی القول
بان وجود الشیء عین حقیقته لا یصادم
هذه المسئلة و کذلک القول بان الوجود
صفة انتزاعیة لا یصادمها و لکل قول
محمل ینطبق علیه بقی ههنا مسئلة مشکلة

تو وہ حاصل ہوئی اس اجتماع سے جو ہوا درمیان ہیولی اور نفس کے
اس سے جو نفس سے قریب ہے اور اسمیں احکام اسکے ظاہر ہوئے اور
اس سے جو ظاہر ہوئے احکام ہیولی کے اکثر اور ہیولی کچھ نہیں مگر ایک
نفس بس آیا وقت اُن اشیاء کے صدور کا اور پورا ہوا وقت
تو ظاہر ہوا موجود موافق استعدادات ثانیہ کیطرف سے
قائمہ بالذات الالہیہ کے اُنہوں نے یوں کہا اور اگر ظاہر ہوا
وجود تو وہ حکم ظاہر ہوا باطن وجود سے اور واقع ہوئی ہے
درمیان ظاہر وجود اور باطن وجود کے نسبت معلومہ
الانیہ مجہولۃ الکیفیہ اور انہوں نے کہا کہ اشیاء نے
وجود کی بو بھی نہیں سونگھی اور اس سے انکی یہ مراد ہے
کہ جس سے آثار صادر ہوئے ہیں وہ سوائے وجود کے اور
کچھ نہیں لیکن وہ ظاہر ہوا اُپر قانون باطن وجود کے
تو اسقدر وحدۃ الوجود ثابت ہے عقل کی رو سے اور
کشف سے اور ہو گئے اسکے گرد سب گروہ اہل عقل
کہ تو جسنے کہا کہ سب ذوات متحدہ ہیں ذاتیۃ میں مختلف
ہیں اوصاف میں اسکی یہی مراد ہے اور جس نے کہا
عالم متعین ہے ہیولی اولی اور صورت عامہ جسمیہ میں
اس قاعدہ سے وہ بہت دور نہیں گیا اور
جس نے اقرار کیا اس قاعدہ کے مقدمات
کا جانے اُسنے جان لیا چاہے نہ جان لیا
اور ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں کہ وجود الشیٔ
عین حقیقۃ نہیں صدمہ پہنچاتا یہ مسئلہ اور
اسطرح یہ قول کہ ان الوجود صفۃ انتزاعیۃ
اسکو مصادم نہیں اور ہر قول کے
واسطے ایک محمل ہے جیپر وہ مطابق آجاوے

قد صعبت على الفرقة القائلة بوحدة الوجود وهي ان هذا الوجود عين الذات الواجبة او صادر منها بطريق الابداع ولا بد من تحرير محل النزاع لان كلام القوم من الطرفين لا يخلو من التسامح والتجوز فيختلط القولان فاقول لا شبهة ان حال الانسان بالنسبة الى اعتباراته من الانسان بشرط لا او بشرط الشئ و لا بشرط الشئ غير حاله بالنسبة الى افراده فان لا يشك ان الحال الاولى فيها الوحدة الحقيقية و الكثرة الاعتبارية و في الحال الثانية الكثرة الاعتبارية والحدة الاعتبارية والحال الاولى يخرج عن كونه كليا والحال الثانية يخرج عن ذلك فاذا استقرانا مراتب ظهور الشئ في مظاهره وتعينه في بعض محلاته وجدناها على منزلتين احدهما المنزلة التي يعبر عنها بالصدور والابداع والثانية المنزلة التي يعبر عنها بالتعين الاعتباري وبعد هذا القول اختلف اقوالهم في الوجود المنبسط على هيا كل الموجودات فقال الشيخ صدر الدين القونوي في اول كتاب مفتاح الغيب انه صادر من ذات الالهية وقال مولانا عبد الرحمن الجامي بيان الفرق بين الذات الالهية والصادر الاول اعتباري في شرحه اللمعات بعد ايراد سوال وجواب في هذا المعنى تحقيق آنست كه فيض شان ذات مفيض ست اما باعتبار نسبت عموم وانبساط بر حقايق ممكنات

باقی رہا سالن ایک مشکل مسئلہ کہ وہ بہت سخت ہے فرقہ وحدت وجود کو قائل پر دہ ہے کہ یہ وجود عین ذات واجبہ ہے یا اوس سے صادر ہے بطریق ابداع کے اور ضرور ہوا تحریر کرنا محل نزاع کا اسواسطے کہ اُن لوگوں کا کلام دونوں طرف سے تسامح اور اور تجوز سے خالی نہیں دونوں کے قول مختلط ہو جاتے ہیں پس ہم کہتے ہیں کہ بیشک انسان کا حال انسان کے اعتبارات کی نسبت کیطرف بشرط لا اور بشرط شے اور لا بشرط شے غیر ہے اوسکے حال کی نسبت کرنے اسے اوسکے افراد کیطرف ہے ہم اسمیں کچھ شک نہیں کہ پہلے حال میں وحدۃ حقیقیہ ہے اور کثرت اعتباریہ دوسرے حال میں کثرت حقیقیہ اور وحدت اعتباریہ ہے اور پہلا حال خارج نہیں کلی ہونے سے اور دوسرا حال خالی ہے تو جب ہم نے جستجو اور استقرا کیا مراتب ظہور شئ کو اسکے مظہروں میں اور اسکے تعین کو اسکے بعضے محلات میں تو ہمنے اُسکے مراتب کو پایا دو منزلوں میں ایک تو اُس منزلت میں جسکو صدور ابداع کہتے ہیں اور دوسرے اُس منزلت میں جسکو تعین اعتباری کہتے ہیں اور بعد اس قول کے مختلف ہوئے انکے قول وجود منبسط علی ہیاکل الموجودات میں تو شیخ صدر الدین قونوی نے اپنی کتاب مفتاح الغیب کے اول میں کہا ہے انہ صادر من الذات الالہیۃ اور کہا مولانا عبد الرحمن جامی نے کہ فرق درمیان ذات الہیہ کے اور صادر اول کے اعتباری ہے وہ شرح ہے لمعات کی بعد ایراد سوال وجواب کے اس معنی میں یوں کہا ہے ”کہ تحقیق یہی ہے کہ وہ فیض جو ہے ذات مفیض کا ہے مگر بسبب اعتبار نسبت عموم

ذات سے صادر ہونے والا ۱۲ ۱۲

و این نسبت از امور اعتبار یست پس ذات با خود باین نسبت از امور اعتباریہ باشد فی نفسہا از امور حقیقی انتہی والحق عندی ہو المذہب الاول کیف وتمائز الوجودات الخاصۃ فی الاحکام وثبوتہا فی انفسہا من اجل البدیہیات فالتنزل الذی بہ تحصل الاشیاء فی المنزلۃ الثانیہ لامحالۃ وان کان اسم التنزل والتعین لیشملہ والا لم یکن بین الافراد وبین نوعہا الا الفرق الاعتباری المنقطع بالانقطاع الاعتبار وکذلک بین کل خاص وعام الی ان یرتقی الامر الی الذات الالہیۃ لا یقال الصوفیۃ یلتزمون ان الحقایق الامکانیۃ اعتبارات واضافات لاحقۃ بالوجود لانا نقول الصوفیۃ یقولون بان النار غیر الماء وہما غیر الہواء وان الانسان غیر الفرس وان کان الوجود یشملہا کلہا فلاجرم انہم ارادوا بالاعتبارات والاضافات معنی لا یزاحمہم ہذا التغائر الذی یکون منشا لاختلاف الاحکام وہذا المعنی ہو الذی الکثرۃ حقیقۃ والوحدۃ اعتباریۃ اذ لا معنی لحقیقۃ الکثرۃ الا تمائز الاحکام واختلاف الآثار وتغائر الحقائق التی ہی الوجودات الخاصۃ لاختلافہا فی الاصل الوجود وعدم رجوعہا کلہا الی الوجود الواحد المنبسط علی ہیا کل الوجودات کلا فقولہم

اور انبساط بر حقائق ممکنات اور یہ نسبت امور اعتباریہ سے ہے پس ذات ماخوذ ساتھ اس نسبت کی امور اعتباریہ سے ہوتی ہے فی نفسہا امور حقیقی سے انتہی اور میرے نزدیک حق وہی پہلا مذہب ہے۔ اور کیونکر نہو کہ وجودات خاصہ فی الاحکام کے تمائز اور انکا ثبوت اجلی البدیہیات سے ہیں تو ویسا تنزل جس سے یہ اشیاء حاصل ہوئیں دوسرے منزلہ سے ہے ضرور اگرچہ نام تنزل کا اور تعین کا اسکو شامل ہے اور نہیں تو درمیان افراد اور انکی نوع کے فرق اعتباری ہو جو منقطع ہو جاتا ہے انقطاع اعتباری سے اور اسیطرح درمیان ہر خاص و عام کے وہاں تک کہ وہ امر ترقی کرے ذات الہیہ تک یوں نہ کہا جائے صوفیہ التزام کرتے ہیں کہ حقایق امکانیہ اعتبارات اور اضافات ہیں لاحق ہوئے وجود سے اسواسطے کہ ہم کہینگے کہ صوفیہ کہتے ہیں۔ کہ آگ غیر ہے پانی کے، اور آگ و پانی غیر ہے ہوا کے اور انسان غیر ہے فرس کے اگرچہ وجود سبکو شامل ہے۔ تو بس ضرور انکی مراد اعتبارات اور اضافات کے وہ معنی ہیں کہ مزاہم نہیں ایسے تغائر کے جو منشا ہے اختلاف احکام کا اور یہی معنے ہیں اسکے کہ کثرت حقیقیہ اور وحدت اعتباریہ ہے کہ کچھ معنی نہیں حقیقت کثرت کے مگر تمائز احکام اور اختلاف آثار اور تغائر اُن حقائق کا جو وجودات خاصہ ہیں اُن کے اختلاف کے سبب سے اصل وجود میں اور عدم رجوع سب کیطرف وجود واحد منبسط علی ہیاکل الموجودات کہ از روئے کل کے پس اُنکا قول یہ اثبات ہے

ھذا اثبات للتنزل والظھور لا اثبات بمنزلۃ دون منزلۃ من منزلۃ التنزل فالصوفیۃ حیث قالوا العالم عین الحق ما ارادوا نفی الوجودات الخاصۃ الحاصلۃ من تنزل الوجود الی مراتب شتی بل ارادوا افادۃ معنی التنزل والظھور فکما ان للمعقولی یقول زید وعمرو واحد یعنی بہ التماثل فی النوع لا الاتحاد من کل وجہ و یقول الانسان والفرس واحد یعنی الاشتراک فی الحیوانیۃ ویقول الشجاع والاسد واحد یعنی المشابھۃ فی الشجاعۃ فکذلک الصوفیہ یقولون العالم عین الحق تعینہ کلہ فی الوجود المنبسط وقیام الوجود بالحق الاول لا بعداہ لا نفی التمائز بالکلیۃ قال قائلھم ؎ ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد ؛ گر حفظ مراتب نکنی زندیقی وحیث قالوا بالتنزل ارادوا معنی یعم المنزلین لا یقال ھب انک اثبت الحق الاول والصادر منہ فلا بد ان الوجود والتحقق یشملھما اذ لا یصح ان یقال انہ لھذا انہ لیس بموجود واذا کان الوجود یشملھا ولا کذلک انہ غیر موجود فالکلام جار فی ھذا الوجود ولا بد انہ الاول وانہ فی مرتبتین جمیعًا لانا نقول ھذا الوجود مفروض قد قدرہ العقل ولا ثبوت لہ فی نفس الامر بمنزلۃ انیاب الاغوال وان فتشت حق التفتیش

واسطے تنزل کے اور ظہور کے نہ اثبات ایک منزلہ کا سوا دوسرے منزلہ کے دونوں منزلتوں تنزل میں کو اور صوفیہ نے جو کہا ہے العالم عین الحق تو انکی مراد نفی وجودات خاصہ کی نہیں جو حاصل ہوئے ہے تنزل سے وجود کے طرف مراتب شتّیٰ کی بلکہ انکی مراد افادہ ہے یعنی تنزل اور ظہور کا تو جیسا معقولی کہتا ہے زید وعمرو واحد ہیں تو اسکی مراد تماثل ہے نوع میں نہ کل وجہ سے اور جیسے کہتا ہے انسان اور گھوڑا ایک ہے تو اسکی مراد اشتراک ہے حیوانیہ میں اور کہتا ہے کہ بہادر اور شیر ایک ہے یعنی شجاعت میں اسطرح صوفیہ کہتے ہیں العالم عین الحق انکی مراد کل کا تعین ہے وجود منبسط میں اور قیام وجود بس ساتھ حق کے اول ہے نہ بعد اسکے وہ نہیں کرتے نفی تمائز کی بالکل ہی۔ کہا ہے اُن میں سے کسی نے ؎ ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد ؛ گر حفظ مراتب نکنی زندیقی اور جہاں اُنہوں نے تنزل کہا ہے وہاں اُنکی مراد عام ہیں جو شامل ہیں دونوں منزلتوں کو یوں نہ کہا جائے کہ ہاں ہم نے ثابت کیا حق اول کو اور صادر کو اس سے تو پس ضرور وجود اور تحقق شامل ہوا دونوں کو کیونکہ صحیح نہیں ہے یہ کہنا کہ یہ نہیں موجود اور یہ کہنا کہ وہ غیر موجود ہے، اور جب وجود ہوا دونوں کو شامل تو کلام جاری ہوئی اس وجود میں اور ضرور ہوا کہ وہ اول ہے اور وہ دونوں مرتبوں میں جمعاً اسواسطے کہ ہم کہیں گے کہ یہ وجود مفروض ہے کہ عقل نے اسکو فرض کرلیا ہے اور اسکے

وبعد هذه المسئلة القائلة بان الانتساب بين الحادث والقد
ليس الا للمنزلة الثانية المسماة بالتعين الاعتباري
هي التي ترده الفطرة السليمة المجبول له،
على التصديق بتحقيق تمائز ما فيهما بينهما و
لا ترد الفطرة مطلق التنزيل الصادق
بالصدور والابداع وبغير ذلك بل
يفطر اليه غير ان هذه الاصول اعني
العقل والنفس والهيولى كل واحد منها
عين الآخر من وجه فالعقل عين النفس
من وجه كما صورنا في استعداد نقوش
الخاتم القائم بالخاتم والنقوش المنطبعة
في الشمعة القائمة بها وكذلك النفس،
عين الهيولى من وجه ولنصور لذلك
مثلا ايضا اذا تصورت في نفسك كليا
اكتنفه الكليات حتى حكم العقل بان
مثله لا يوجد الا في فرد واحد ثم
وجد في الخارج ذلك الجزئي فالفرق بين
النفس والهيولى كالفرق بين الكلي الذي
يحكم العقل بانه منحصر في فرد واحد
وبين الفرد الجزئي وليس للهيولى عندنا
حقيقة الا بروز النفس الكلية في صورة
التشخص والتعين فهي مع هذا البروز
هيولى فالعارف اذا اراد بيان هذه العينية
لابد ان يستعمل ما يوهم الفرق الاعتباري
وبالجملة فتلك كلمة حق اريد بها الباطل

واسطے کوئی ثبوت حقیقت میں نہیں ہے جیسے اثبات عینیت کا
اور جو تم تفتیش ایسی کرو جو حق تفتیش کا ہے تو پاؤ گے تم اس مسئلہ
کو قابل اس بات کے کہ ارتباط درمیان حادث اور قدیم کے
نہیں ہے مگر مرتبہ دوسری جسکا نام تعین اعتباری ہے ایسی کہ اسکو
رد کرتی ہے فطرت سلیمہ جسکی سرشت ہے اوپر تصدیق کے تحقیق تمائز
ما فیما بینہما کے اور نہیں رد کرتی فطرت مطلق تنزل کو
ایسا تنزل کہ صادق ہے صدور ابداع کا بلکہ بیقرار ہے اسکی
طرف سوا اس بات کے کہ یہ اصول یعنی عقل و نفس و ہیولیٰ
یہ ہر ایک ایکدوسرے کا عین ہے من وجہ پس عقل عین نفس ہے
من وجہ جیسے ہم نے اسکی صورت بتائی ہے استعداد
نقوش خاتم کی جو قائم ہے خاتم کیساتھ اور ان نقوش کی
جو موم پر آئے اور قائم ہیں موم کیساتھ اور اسطرح نفس
ہیولیٰ کا عین ہے من وجہ اور چاہیے ہم بیان
کریں ایک مثال بھی کہ جب تم تصور کرو اپنے نفس
میں ایسی کلی جو جامع ہو کلیات کو یہاں تک کہ عقل
حکم کرے کہ اوس کے مثل نہیں پائی جانے کی
مگر فرد واحد میں پھر پائی جاوے وہ خارج میں جزئی
تو فرق درمیان نفس اور ہیولیٰ کے ایسا ہے جیسے اوس
کلی میں جسکا حکم کیا ہے عقل نے کہ وہ فرد واحد میں
ہے منحصر اور درمیان اس جزئی کے اور نہیں ہے
ہمارے نزدیک ہیولیٰ کی حقیقت مگر ظاہر ہونا
نفس کلیہ کا بیچ صورت تشخص اور تعین کے پس
وہ نفس کلیہ ساتھ اس ظہور کے ہیولیٰ ہے
تو عارف جب ارادہ کرے اس عینیت کے بیان کا
ضرور ہے کہ استعمال کرے اسکا جس سے وہم ہوتا ہے

ثم ان الشیخ المجدد قال فی المکتوبات الصفات
الثمانیة موجودة فی الخارج فلابد انها متمیزة
من الذات الواجبة فی الخارج ولکل صفة عدم
یقابلها فالعلم عدم یقابله وهو الجهل و
القدرة عدم یقابله وهو العجز وتلک
العدمات لها تمیز فی علم الحق فصارت
بذلک التمیز مرایا الاسماء و الصفات
ومجالی انوارها فحقائق الممکنات هی
عکوس الاسماء والصفات المنطبعة
فی الاعدام المقابلة لها فاعدام بمنزلة
المادة وتلک الماهیات وعکوس الاسماء
والصفات بمنزلة الصورة الحالة فی المادة
فحقائق الممکنات عند الشیخ ابن العربی
تلک الاسماء والصفات متمیزة
فی العلم وعند الشیخ المجدد انما
انما هی عدمات انعکست فیها انوار
الاسماء والصفات و تلک العدمات
و ذلک الانعکاس انما کانت فی العلم لکن
الفاعل المختار جل مجده اذا شاء ان یوجد
ماهیة من الماهیات فی الخارج جعلها متصفة
بالوجود الظلی فیصیر موجود فی الخارج بالوجود
الظلی واختلفت اقواله فی العالم فقال مرة
هو موجود فی الخارج وجود ظلیاً وقال
اخری هو موجود فی الوجود الا ان الله تم
اتقنه فی تلک المرتبة فصار موهوماً

فرق اعتباری ہے۔ اور حاصل کلام وہ کلمہ حق ہے اراد
کیا گیا ہے اس سے باطل کا پھر شیخ مجددؒ نے مکتوبات میں کہا ہے
کہ صفات ثمانیہ موجود ہیں خارج میں تو ضرور وہ متمیزہ
ہوئیں ذات واجب سے خارج میں اور ہر صفت کے ایک عدم ہے
اسکے مقابل تو علم کیلئے جو عدم مقابل ہے وہ جہل ہے اور قدرت
کے مقابل جو عدم ہے وہ عجز ہے اور ان عدموں کیواسطے تمیز ہے
علم حق میں پس ہوگئے ساتھ اس تمیز کے آئینے اسماء
وصفات کے اور انکے انوار کے روشن ہونیکی جگہ
پس حقائق ممکنات وہ ہے عکوس اسماء وصفات کے ہیں
جو منعکس ہوئے ہیں عدموں میں جو انکے مقابل ہیں اور اعدام بمنزلہ
مادہ کے ہیں اور وہ ماہیات اور عکوس اسماء وصفات
بمنزلہ صورت حلول کنندہ کے ہیں مادہ میں تو حقائق
ممکنات شیخ ابن عربی کے نزدیک وہ اسماء وصفات
متمیزہ فی العلم ہے اور شیخ مجددؒ کے نزدیک
تحقیق وہ عدمات ہیں جن میں منعکس ہوئے
ہیں انوار اسماء وصفات کے اور وہ عدمات اور
وہ انعکاس بیشک تھے بیچ علم کے لیکن
فاعل مختار جل مجدہ نے جب چاہا کہ
کوئی ماہیت ماہیتوں سے پائی جائے خارج
میں اسکو وجود ظلی سے متصف کر دیا پس وہ
ہو جاتی ہے موجود خارج میں وجود ظلی کے
ساتھ اور مختلف ہیں شیخ مجددؒ کے اقوال بیان
عالم میں کبھی کہا وہ موجود ہے خارج میں ازروئے وجود
ظلی کے اور کبھی کہا وہ موجود ہے وہم میں مگر
اللہ تعالیٰ نے استوار کر دیا ہے اس مرتبہ میں تو وہ

متفقا اقول ان اعلم لفظة حقایق الممکنات تطلق علی معان احدها الوجودات الخاصة فللانسان حقیقة وللفرس حقیقة وللحمار حقیقة وتلک الحقائق امور محققة فی الخارج وعلی هذا الحقائق الممکنات ما یتعقله العاقل فی نفسه عند اطلاق هذه الاسماء لا غیر وعلی هذا الاصل تخرج قولهم وحقائق الاشیا ثابتة وثابتها الامور الثابتة التی لیست بموجودة فی حد ذاتها ولا معدومة فاذا انضمت بضیمة هی الوجود صارت موجودا والا کانت معدومة والحقائق بهذا المعنی هی التی یسمیها المعقولی بالماهیات الا ان المعقولی عقل انها امور لیس بموجودة ولا معدومة ولزمه القول بثبوتها من یدری اولا یدری ولم یعقل ارتباطها باول الاوائل وثبوتها بالفیض الاقدس قبل وجودها بالفیض المقدس وکوشف الصوفی القائل بوحدة الوجود عن تلک الحقائق الثابتة وارتباط بعضها ببعض وتقدم بعضها علی بعض فی المرتبة العقلیة قبل وجود الخارجی فعرف ان الذات المقدسة تجلت اولا علی نفسها بان علمت بنفسها وما هو مقتضا نفسها وبکمالها اللائقة بها وامکان تصور مظاهرها باطوار شتی وعلمها انه هو عین

موہوم استوار ہیں کہتا ہون کہ لفظ حقایق الممکنات کا بولا جاتا ہے کئی معنون پر انمیں سے ایک وجودات خاصہ ہیں انسان کیواسطے ایک حقیقت ہے اور گدہے کیواسطے ایک حقیقت ہے اور یہ حقایق امور محققہ ہین خارج ہین اور علی ہذالقیاس پس حقایق ممکنات وہ ہے جسے عاقل جانے فی نفسہ اُن نامون کے بولنے کیوقت اسکے سوا نہین۔ اور اس اصل پر خارج ہوا ہے ان کا قول کہ حقایق الاشیاء ثابتہ اور اسکے دوسرے معنی امور ثابتہ ایسے ہین جو فی حد ذاتہا موجود نہین اور نہ معدوم ہین کہ جب ملجا ئین ضیمہ سے کہ وہ موجود ہے تو موجود ہوجائین اور نہین تو معدوم ہون اور حقایق اس معنی سے وہی ہین جنہین معقولی ماہیات کہتے ہین مگر معقولی کی یہ عقل ہین آیا کہ یہ امور موجود ہین نہ معدوم اور اسکو معدوم لازم ہوگیا قول ان کے ثبوت کا وہ معلوم کرے یا نہ کرے اور نہین سمجھا ارتباط اُنکا اول الاوائل سے اور اُن کا ثبوت فیض اقدس سے پہلے انکے وجود سے فیض مقدس سے اور اُس صوفی کو کشف ہوا جو وحدت الوجود کا قائل ہے وہ حقائق ثابتہ اور انکا ارتباط بعض کا بعض کیساتھ اور تقدم بعض کا بعض سے مرتبہ عقلیہ مین وجود خارجی سے پہلے تو اسے پہچان لیا کہ ذات مقدسہ نے پہلے تجلی اپنے نفس پر کی کہ علم ہوا اپنے نفس کا اور ... جو نفس کے مقتضا ہین انکا اور جو کمال انکے ساتھ ہین انکا اور اسکے مظہر ونکی طور

الاقتضاء عند المحقق ولیس المراد بالعلم
ارتسام صور الاشیاء فی نفسها ثم کان استعداد
المظاهر الکلیة الفعالة الظاهرة المقدسة
یسمی بالاسماء وما کان استعداد المظاهر
الجزئیة المنفعلة المنقهرة المطلقة یسمی بعین
الممکنات فحقایق الممکنات علی هذا الاصطلاح
صور معلومة عند الحق الاول المعنی الثالث
یحتاج الی تمهید مقدمة وهی ان احدی
القبیلتین منطبقة علی الاخری فکما فی الاسماء
ظهر فی حقایق الممکنات فحقایق الممکنات
وحقایق الاسماء عندهم متقابلات احدی
القبیلتین فی غایة القوة والتمام والاخری
فی غایة الضعف والنقصان والضعف هو عدم بعض ما
فی القوی من قوة ونقصان هو عدم ما فی التام
من التمام مع الاشتراک فی الاصل بوجه من الوجوه
فلا جرم هنا اصل الامر ثابت فی احد الطرفین
علی الوجه الاتم متمزج فی طرف الاخر
بالعدم ثم نقول من اراد التعبیر عن التاصل
الاسماء وفرعیة الممکنات فی هذه المرتبة فله
عبارتان کلتاهما صحیحة احدهما
ان حقایق الممکنات هی الاسماء والصفات
متمیزة فی مرتبة العلم والثانیة
ان حقایق الممکنات هی عکوس الاسماء والصفات
المنطبعة فی الاعدام المقابلة لها
ولا فرق بین العبارتین الا فرقا

بہت طور ونکے ساتھ کا اور علم اس ذات مقدس کا عین
اقتضا ہے عند المحقق اور علم سے مراد یہ نہیں کہ ارتسام
صور الاشیاء بنفسہا پھر جو استعداد مظاہر کلیہ فعالہ ظاہرہ
مقدسہ کے نام رکھے گئے اسماء اور جو ہے استعداد مظاہر
جزئیہ منفعلہ منقہرہ مطلقہ کے اسکا نام ہے اعیان ممکنات
تو حقایق ممکنات بموجب اس اصطلاح کے ہیں صور
معلومہ عند الحق الاول اور تیسرے معنی حقائق الممکنات
کے محتاج ہیں ایک مقدمہ کی تمہید کے وہ یہ ہے کہ
پہلا فرقہ منطبق دوسرے فرقہ پر ہے تو کچھ کہ بیچ اسماء
کے ہے۔ ظاہر ہوا حقائق الممکنات میں تو حقائق
ممکنات اور حقایق اسماؤں کی ضد اون کے متقابلات
ہیں۔ ایک فرقہ نہایت قوی اور پورا ہے اور دوسرا
نہایت ضعیف اور ناقص ہے اور ضعف کیا ہے وہ عدم
بعض ما فی القوی کا ہے قوت کی اور نقصان ما فی التمام
کا ہے تمام کے باوجود اشتراک فی الاصل کے بوجہ
من الوجوہ تو یہاں اصل الامر ثابت ہے کہ ایک طرفین
دونوں طرف ہے علی وجہ الاتم جو متمزج ہے دوسری
سے ساتھ عدم کے پھر ہم کہتے ہیں جو چاہے کہ بیان کرے
تاصل اسماء اور فرعیت ممکنات کا۔ اس مرتبہ
میں تو اس کے واسطے دو عبارتیں ہیں
دونوں صحیح ہیں۔ ایک تو یہ کہ حقایق ممکنات
وہی اسماء ہیں اور صفات متمیزہ علم کے مرتبہ
میں اور دوسری عبارت یہ ہے کہ حقائق ممکنات
عکوس اسماء اور صفات منطبعہ ہیں انکے اعدام
کے جو ان کے مقابل ہیں ہیں تو دونوں

ضعيفا لا اعبابه عند المتفتشين من حقائق الاشياء على ما هي عليه الرابع ايضا يحتاج الى مقدمة هي ان الصوفية يسمعون الاولى معشوقا والثانية عاشقا والمرتبة العلمية الظاهرة في الجميع عشقا وهذا اصطلاح صاحب اللمعات ثم ان المعشوق يتدلى الى عاشقه ويجذبه اليه فيقال للسالك الذي غلب عليه حاله هذا مجذوبا ومرادا ومحبوبا كما كان في قصة ابراهيم جذبته العناية اليه المراتب المحبوبية من حيث لا يدرسه فاهمه الذي فطره وقد ذكر من حال الاهلاف ان به الذي فطره منزه عن هذه الذمائم وقد يترقى العاشق الى معشوقه ويسير اليه بالرياضات البدنية وتجريد وجه الروح فيقال للسالك الذي غالبا له هذا سالكا ومريدا ومحبا وقد يتدلى العشق والمعشوق ويترقى العاشق فيجتمعان في الوسط ويسمى المسالك بين الطرفين فيقال السالك المجذوب والمحب المحبوب والمريد المراد ومعنى هذا الكلام ان لله تجليا في قلب الشخص الاكبر وان لهذا التجلي انبساطا وانشراحا في حظيرة القدس وان له عكوسا وظلالا في الملأ الاعلى

عبارتوں میں کچھ فرق نہیں ہے مگر ضعیف سا جسکو تفتیش کرنیوالے خاطر میں نہیں لاتے جو حقائق اشیا علی ما ہی علیہ کی تفتیش کرتے ہیں اور چوتھی معنی بھی ایک مقدمہ کے محتاج ہیں وہ یہ ہے کہ صوفیہ اول کے کو معشوق کہتے ہیں اور دوسرے کو عاشق اور مرتبہ علمیہ ظاہر فی الجمیع کو عشق اور یہ اصطلاح صاحب لمعات کی ہے۔ پھر معشوق نے تعلق کیا عاشق کیطرف اور کھینچا اپنی طرف اسکو تو بولتے ہیں ایسے سالک کو اکثر یہی حال ہے مجذوب اور مراد اور محبوب جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصے میں ہے کشش کی عنایت نے انکی طرف مراتب محبوبیت کی ایسی جہت سے کہ معلوم نہو وہی پس پیدا کیا انکی طرف جس نے پیدا کیا اور یاد کیا حال خلائق کو کہ وہ منزہ ہیں اور کبھی عاشق ترقی کرتا ہے اپنے معشوق کیطرف اور سیر کرتا ہے اسکی طرف بدن اور نفس کی ریاضتوں اور روح کے تجرد سے پس ایسے سالک کو کہ یہ حال اکثر ہو سالک اور مرید اور محب کہلاتا ہے اور کبھی تعلق رکھتا ہے معشوق اور ترقی کرتا ہے عاشق تو دونوں بیچ میں جمع ہو جاتے ہیں اور اس سالک کو جس کی آمد دونوں طرف کی برابر ہو تو اسے کہتے ہیں سالک مجذوب اور محب محبوب اور مرید مراد اور اس کلام کے یہ معنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تجلیات ہیں شخص اکبر کے قلب میں اور تجلیوں کی انشراح اور انبساط حظیرۃ القدس میں اور اسکے عکس اور چمکنے کی جا ملاء اعلیٰ میں تو منطبق ہوتے ہیں اس تجلی پر

فلينطبق على هذا التجلي الأسماء التسعة و
التسعون وان لله تعالى ارادة حينا بعد
حين وعلما متجددا وارضا متجددا بحسب هذا
التجلي مع ما في حيزه هو الذي يسمونه بالعشق
لان النفوس البشرية منجذبة اليه انجذاب
الحديد الى المقناطيس وقد ذكرنا ذلك في صدر
هذه المقالة والسير والسلوك فيه الا انه بال
الذي يقصد الصوفية وقد يقتضي الاسماء الحسنى ان
يريد الحق اصطفاء عبد وهو جاهل في علو الشأن
المقربية بما يريد به منه فهو مراد او قد
يقصده بالرياضات البدنية وتجريد
وجه الروح حتى يظهر الا
تصال الموعود في اصل جبلته
فيسمى مريدا وقد يعرف ذلك
باجتباء من الحق وسعي من نفسه و
يكون له تارات يتقدم سعيه في بعضها و
تغلبه قسر من الغيب في البعض الاخر و
في حالة واحدة من جهتين فيكون جامعا
لمرتبتين اماما في المشربين فيقول قد
يكون الغالب عليه بعض وجوه هذا التجلي
ويكون مجذوبا من ذلك الوجه فيقال
تحقق باسم كذا وكذا او يقال ربه من
بين الاسماء اسم كذا وكذا او بالجملة
قد يفهم العارف اصل استعداده في
الاعيان الثابتة والاسم الذي يخذوه

نوے نام اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے حینا بعد
حینا یعنی ایک وقت بعد ایک وقت کے اور علم ہے
متجدد اور رضا ہے متجدد موافق اس تجلی کے جو
تجلی یا وجود اپنے ٹھکانے میں ہے سو وہی ہے جسکا نام عشق
ہے۔ اسواسطے کہ نفوس بشریہ اسکی طرف اسطرح کھنچتی
ہیں جیسے لوہا مقناطیس کیطرف اور ہم ذکر کر چکے ہیں اس
مقالہ کے شروع میں اور اسکی طرف سیر سلوک ہے
اور اسکے اتصال کا صوفیہ قصد کرتے ہیں اور کبھی
مقتضی ہوتے ہیں اسمائے حسنیٰ کہ حق ارادہ کرتا ہے کسی بندے کے
برگزیدہ کرنیکا۔ اور وہ بندہ غافل ہوتا ہے اسکو نہایت غفلت میں اور
بیہوشی خبر نہیں کہ کیا ارادہ کیا گیا ہے اس سالک کو
مراد کہتے ہیں اور کبھی وہ اسکا قصد کرتا ہے ریاضت بدنی اور وجہ
روح کے تجرد سے یہانتک کہ ظاہر ہو وہ اتصال جو امانت
ہے اسکی سرشت میں تو اس سالک کو مرید کہتے ہیں اور کبھی وہ
معلوم کرتا ہے اللہ کیطرف سے برگزیدگی اور کوشش کرتا ہے اپنے
نفس سے اور اسکے واسطے کبھی اسکی کوشش تقدم کرتی
ہے بعضے میں اور کبھی اسپر غالب ہوتی ہے کشش غیب سے
بعضے میں وہ محسوس کرتا ہے اسکو حالت واحد میں
دونوں جہتوں سے تو وہ دونوں مرتبوں کا جامع ہوتا ہے
اور پیشوا ہوتا ہے دونوں مشربوں کا بس غالب ہے اسپر کبھی
بعض وجوہ اس تجلی کی اور مجذوب ہوتا ہے اس وجہ سے تو کہا
جاتا ہے کہ یہ اس اسم سے متحقق ہوا اور کہا جاتا ہے اللہ کے
اسماء سے وہ اسم اسکی تربیت کرتا ہے الحاصل کبھی سمجھتا ہے عارف
اپنی اصل استعداد اعیان ثابتہ میں اور اس اسم
کو جو اسکے مقابل ہے اسماء میں سے تو نسبت کیا

من بين الاسماء فينسب اليه فيقال حقيقة
تعين اسم الرحمٰن واسم الله الى غير ذلك
والشيخ المجدد متعرض بهذا القول فى كثير من مكاتيبه
وبالجملة فالقول بان حقايق الممكنات عكوس
الاسماء المنطبعة فى الاعدام المقابلة لها ليس مخالفا
لكلام الشيخ ابن العربى واتباعه وكم لهم من
تصريح اوتلويح بهذا المعنى وقد اومأنا الى،
وجه المسئلة فلا حاجة الى نقل كلامهم لطناب
سرد تصريحاتهم وتلويحاتهم والقول بان حقائق
الممكنات وهى الاسماء بمعنى ان الاسماء المتصلة
فى الوجود لها ظل فى الطرف المقابل
يسمى باعيان الممكنات او بمعنى ان المعاد
له من الاسماء وهو حقيقة التى يرجع
اليها ليس مخالفا لكلام الشيخ المجدد ولو
شئنا لاقمنا براهين كثيرة من كلامه
فمحل كلام الشيخ المجدد انه وجد بعضا
من مقالات الشيخ ابن العربى واتباعه
فحمله على ما يخالف وجد انه وتلك فلتة
علمية لا امر له كشفية والفلتات لا يخلوا
منها العلماء ولا يضر علو مقامهم ان يوجد
فى بعض كلامهم قليلا فلتة ما وقوله تمايز
الصفات الثمانية لاسلم الصوفية بل هى
عين الذات عندهم بمعنى ان الذات يكفى كفايتها وليس عند
المتكلمين دليل على الرد لا نقلى ولا عقلى اما الاول
فلان غاية ما فى الباب ان هنا حقيقة يصح اطلاق

جاتا ہے اسکی طرف تو کہا جاتا ہے کہ اسکی حقیقت میں
تعین اسم رحمان ہے یا اسم اللہ وغیرہ ہے اور شیخ مجدد کو اقرار
ہے اس قول سے اُن کے اکثر مکتوبوں میں الغرض یہ
قول کہ حقائق ممکنات عکس ہیں اُن اسماء کے جو منطبع ہیں
اُن اعدام میں جو انکے مقابل ہیں یہ قول مخالف نہیں
شیخ ابن العربی اور انکے اتباع کے کلام کے اور کتنی
ہیں تصریحیں یا اشارے اس معنی میں اور ہم اشارہ کر
چکے ہیں وجہ مسئلہ کیطرف یہاں کچھ حاجت نہیں انکے
نقل کلام اور طول دینا انکی تصریحات اور اشارات کی بیان کرنے میں
اور یہ قول کہ حقایق ممکنات وہی اسماء ہیں ساتھ اس معنی
کے ہے کہ اسماء متصلہ فی الوجود کا ظل ہے اسکے مقابل
کیطرف اسکا نام اعیان ممکنات ہے یا ساتھ اس معنی کے ہے
کہ عارف کا ترتیب کرنیوالا ہے اسمائیں اور وہی ایسی
حقیقت ہے جسکی طرف رجوع ہے یہ نہیں مخالف ہے
شیخ مجدد کے کلام کے اور جو ہم چاہیں تو بہت دلیلیں قائم
کردیں اُنہیں کے کلام سے انکی کلام پر پس شیخ مجدد کے کلام کا
محل یہ ہے کہ شیخ مجدد نے شیخ ابن العربی اور انکے اتباع کے بعضے
مقالات کو پایا اپنے وجدان کے مخالف اور یہ ایک فلتہ علمیہ ہے
کہ تعرش گاہ کشفیہ اور ایسے فلتوں سے علماء خالی نہیں اور انکی بلندی
مقام کو اُنکی [illegible] ضرر نہیں جو انکے بعضے کلام میں کوئی بہت کم
فلتہ پایا جائے اور انکا قول ہے کہ تمایز صفات ثمانیہ نہیں تسلیم کرتے
صوفیہ بلکہ انکے نزدیک عین واجب وہ صفات ساتھ اس معنی کے
کے ہے کہ ذات انکی کفایت کو کافی ہے اور متکلمین کے پاس کوئی اسپر
دلیل نہیں نہ نقلی نہ عقلی اول تو یوں کہ غایۃ ما فی الباب
یہ ہے کہ وہاں ایسی حقیقت ہے کہ صحیح ہے اطلاق سمیع و علیم

٢٩

السميع والعليم ونحوهما عندنا ولغة اما هناك
صفات متمائزة فكلا ومن انصف من نفسه
عقل ان الناس اذا استعملوا افعال الصفات
واسمائها لايلتفتون الى تمائز الصفات و
كونها زائدة على الذات اصلا لكنهم
يلتفتون الى صدور الاثار لاغير فان
من رائ شيئا يتحرك ويمشي ويحس يسميه
حيا بسبب هذه الاثار ولايلتفت على ان
الحيوة صفة زائدة او هو ذاتي للحيوان
الى غير ذلك من التدقيقات الفلسفية
واما الثاني فلان العقل ما شهد
الا بكونه بحيث يصدر منه هذه
الاثار واما ان ذلك منحصر في زيادة
الصفات فكلا بل من انصف من نفسه عقل
ان كون الصفات بمنزلة الاعراض
في محلها القائمة بموصوفاتها هو اعظم
التشبيه فان قال قائل هذا مذهب اهل السنة
فيجب قبوله قلنا اهل السنة عندنا اهل القرون
المشهود لها بالخير وما روى عن احد منهم
انه تكلم في الصفات هل هي زائدة او
لا وعلى تقدير زيادتها هل هي امور انتزاعية
او خارجية واما هذه الفرقة من المتاخرين
التي تدعي لنفسها انها اهل السنة فعلى
تقدير ان لايكون قولهم هذا بدعة
في الدين واختراعا لم ينقله احد من السلف

وغیرہ کا عرفاً و لغتاً مگر یہ کہ وہاں صفات متمائزہ
ہیں تو ہرگز نہیں اور جو انصاف کرے اپنے دل میں تو جان لے
کہ لوگ افعال صفات و اسماء کو مستعمل کرتے ہیں تو وہ
تمائز صفات کیطرف نہیں التفات کرتے اور نہ
صفات کے زائد ہونے کی ذات سے ہرگز لیکن لوگ
التفات کرتے ہیں صدور آثار کیطرف اور اسکے
سوا نہیں کیونکہ جب کوئی دیکھے کسی شئی کو کہ حرکت
کرتی ہے اور چلتی ہے۔ اور حس کرتی ہے تو اسے کہتا ہے زندہ
بسبب اُن آثار کے اور نہیں التفات کرتا کہ زندگی صفت
اور زائد ہے ذات کی یا وہ ذاتی ہے واسطے جیوں کے
اسطرف اسکے سوا جو تدقیقات فلسفیہ ہیں انکی طرف
التفات نہیں کرتے اور دوسرے یوں ہے کہ بیشک عقل گواہی
نہیں دیتی مگر اسکے ہونے کی ایسی حیثیت کی کہ یہ آثار اس سے صادر
ہوتے ہیں اور یہ کہ یہ منحصر ہیں صفات کے زائد ہونے میں تو ہرگز
نہیں بلکہ جو منصف ہو جان لے اپنے دل میں کہ ہونا صفات کا
بمنزلہ اعراض کے ہے اپنے محل میں جو قائم ہیں موصوفات کے
وہ بڑی تشبیہ ہے اور جو کوئی یوں کہے کہ یہ مذہب اہل سنت ہے
اُسکا قبول کرنا واجب ہے تو ہم کہتے ہیں اہل سنت ہمارے
نزدیک وہ اہل قرون مشہود لہا بالخیر ہیں اور نہیں کسی
نے روایت کیا کہ صفات زائدہ ہیں یا نہیں اور بر
تقدیر صفات کی زائد ہونیکے۔ کیا وہ امور انتزاعیہ ہیں
یا خارجیہ ہیں اور یہ فرقہ متاخرین جو دعوی اہلسنت
ہونیکا کرتے ہیں بر تقدیر نہ ہونے انکے اس قول کے
بدعۃ فی الدین ہے اور اختراع ہے اسکا جسکو کسی سلف
نے کہا نحن رجال ہم رجال یعنی یہ بھی آدمی وہ بھی

فنحن رجال وهم رجال كذلك اختلف اقوالهم
في ان العالم موجود خارجي او وجود ظلي او موهوم
متيقن اختلاف قليل الجدوى اذ المقصود
ان الوجودات الخاصة متحققة بحيث تصدر
منه آثارها سواء سمي هذا التحقق وجودا
خارجيا او وجودا وهميا ظليا وان سالتني
عن الحق الصراح قلت ان الذات الالهية من حيث
هي هي اجل من ان تكون في الخارج او في الاعيان
اذ الخارج اسم للنفس الرحماني وفي الاعيان كناية عن
تعلم الحق تجلى عظيم هو في الخارج ويوصف الحق
بانه في الخارج او في العماء بشرط هذا التجلي
وان سالتني عن هذه الاقوال كلها ما انكرت
عليها الا من جهة التعبير او من جهة ذكر
شي في غير محله والاشتغال بشيء حسبما كشف
الى ما ليس له حقيقة اصلا فالقول بالصفات
الثمانية له وجه وجيه وهو ان اول النفس
الرحماني المتمثل فيه الذكر والتجلي الاعظم
يسمى عند الاشاعرة بالصفات ولذلك قالوا
بصدورها بالايجاب وقدمها زمانا غير
انهم سموا شيئا واحدا باسماء شتى باختلاف
الجهات والاعتبارات وكم من اختلاف في
الجهات يلتوي في صدر الناس حتى يظنونه
من باب اختلاف الحقائق كالبياض والابيض
هما واحد في الحقيقة الا ان البياض
اسم له من حيث انه ماخوذ بشرط لا والابيض

وہ بھی آدمی ہیں اور اسیطرح انکا اختلاف اقوال میں شیخ
مجدد کے کہ عالم موجود خارجی ہے وجود ظلی ہے یا موہوم
متیقن ہے اختلاف قلیل النفع ہے کیونکہ مقصود یہ ہے کہ وجودات
خاصہ متحققہ ہیں اس حیثیت سے کہ صادر ہوں انسے آثار انکے
برابر ہے کہ نام رکھا جائے اس تحقق کا وجود خارجی یا وجود وہمی
اسنوار اور جو تم مجھ سے پوچھو صریح حق تو میں کہتا ہوں،
ذات الٰہیہ من حیث ہی ہی اس سے بہت بزرگ و برتر
ہے کہ خارج میں ہو یا اعیان میں ہو اسلیئے کہ خارج
نام ہے نفس رحمانی کا۔ اور اعیان میں کنایہ ہے اس سے
ثانی کہ حق کی ایک تجلی عظیم ہے وہ خارج میں ہے اور وصف
کیا جاتا ہے اس سے یہ کہ حق خارج میں ہے یا عما میں ہے بشرط
اس تجلی کے اور جو تم مجھ سے پوچھو ان کل اقوال سے تو
مجھے انکار نہیں انکا مگر جہت عبارت سے یا اس جہت سے کہ ذکر
شی کا اسکے محال میں نہیں اور نہیں تو جو مناسب کشف اشارہ
کرے اس چیز کیطرف جسکی کچھ حقیقت ہی نہیں تو قول ا
صفات ثمانیہ کیواسطے ایک اچھی وجہ ہے وہ یہ کہ اول
نفس رحمانی جسمیں متمثل ہے ذکر اور تجلی اعظم اسکا نام اشاعرہ
کی نزدیک صفات ہے اور اسیواسطے انہوں نے اسکا
صدور واجب کہا ہے اور قدیم کہا ہے زمانہ کی رو سے
سوا اسکے نہیں کہ انہوں نے ایک شئ کے بہت نام
رکھدیے بسبب اختلاف جہتوں اور اعتبارات کے اور کتنی
ہی اختلاف جہات کے ملتوی ہوتے ہیں لوگوں کے سینہ
میں یہاں تک کہ وہ گمان کرتے ہیں اس اختلاف کو
حقائق کا اختلاف جیسے بیاض و ابیض کہ حقیقت میں
ایک ہیں مگر اتنا ہے کہ بیاض ایک اسم ہے اسکا اس حیثیت

٣١

الابيض اسم له من حيث انه ماخوذ
بشرط الشيء وان فكذلك سموه حيوة من حيث انه صفة
يتبع العلم بنفسه وبحقائق الممكنات وعلما
من حيث انه تمثل فيه حقائق الاشياء
وقبل تكونها في الخارج وقدرة
من حيث انه يتجنس منها خلق الخلائق
وارادة من حيث ان التجلي الاعظم ينبعث
منه تخصص احد المتساويين وكلاما
من حيث انه ينزل منه الوحي على
قلوب الانبياء والملائكة وسمعا و
بصرا من حيث انه مبدء الانكشاف
للمبصرات والمسموعات وكذلك
كلام مولانا عبد الرحمن الجامي عندي
مسلم فان مقصوده نفي تاصل
الحقائق بحيالها وانها اعتبارات واضافات
لوجود الحق بمعنى ان الوجود ظهر فيها
وتعين بها لا بمعنى الفرق الاعتباري
واذ قد اكملنا الجواب فلنختم الرسالة
والحمد لله تعالى اولا واخرا وظاهرا
وباطنا وصلى الله تعالى
على خير خلقه محمد
وآله واصحابه
اجمعين
امين

ہے کہ ماخوذ ہے بشرط لا۔ اور ابیض کا نام ہے ماخوذ بشرط شیٔ
تو اسطرح انہوں نے نام رکھدیا حیات اس حیثیت سے کہ وہ
ایسی حیثیت ہے کہ اسکو تابع ہے علم بنفسہ وحقایق ممکنات
اور علم اس حیثیت سے کہ اسمین متمثل ہے حقایق اشیاء
قبل تکون فی الخارج کے اور قدرت اور خلق ہے اس
حیثیت سے کہ اس سے جاری ہوئی ہے پیدائش خلقت کے
اور ارادہ ہے اس حیثیت سے کہ تجلی اعظم سے اُسکے
تخصص احد المتساویین ہے اور کلام ہے اس حیثیت سے
کہ اُس سے نازل ہوئی وحی انبیا کے قلوب پر اور
ملائکہ کے اور سمع اور بصر ہے اس حیثیت سے کہ
مبدا انکشاف ہے مسموعات اور مبصرات کا اور
اسیطرح کلام مولانا عبد الرحمن جامی کا میرے
نزدیک مسلم ہے کیونکہ اُن کا مقصود نفی ہے اصل
ہونا حقایق کا اسکے مقابل کہ وہ اعتبارات اور
اضافات ہیں نہ وجود حق کا اس معنی کا کہ وجود
ظاہر ہوا اُن میں اور متعین ہوا ساتھ اُن کے
نہ اس معنی سے کہ فرق اعتباری ہے اور جب ہم نے
کامل کردیا جواب تو چاہیے کہ ہم ختم کریں اس خط
کو الحمد للہ تعالی اولا وآخرا وظاہرا وباطنا
وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد
والہ واصحابہ اجمعین برحمتک
یا ارحم الراحمین
امین امین
امین

٤٢

(کتبہ فقیر عطاء محمد حصاروی فی الحال دہلی مدرسہ مولوی عبد الوہاب المرحوم)

سواء السبیل کلیمی عربی مع ترجمہ اردو

جدامجد و ولی نعمت حضرت خواجہ شیخ کلیم اللہ شاہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی تصوف و سلوک میں معرکۃ الآرا تصنیف جو دو سو برس سے پردہ اخفا میں تھی جس میں اللہ جل شانہ کی ذات و صفات پر مکمل اور جامع بحث متقدمین علمائے کرام مثلاً حجۃ الاسلام امام غزالی و حضرت مولانا فخر الدین رازی اور دیگر اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے اقوال اور پھر اپنی رائے معترضین کے فرضی اعتراضات قائم کرکے اس کے معقول اور کافی جواب۔ اور اسی بحث پر حنفیہ صوفیہ اشاعرہ اور معتزلہ کے عقائد اور اختلافات غرض حضرت کا نام ہی اس کتاب کے بے نظیر ہونیکی کافی ضمانت ہے کتاب کے مرحلات کی مفصل فہرست ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر ارسال ہوگی۔ جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کس پایہ کی کتاب ہے عموماً ہر مسلمان اور خصوصاً متوسلین سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے لیے۔ اس کا مطالعہ ضروری ہے۔ ساتھ ہی یہ خوبی کہ سونے پر سہاگہ ہے کہ عربی زبان سے تھوڑی بھی دلچسپی رکھنے والے شوقین بالمقابل اردو ترجمہ سے اپنی لیاقت بڑھانا چاہیں تو اُن کے لیے گھر کا مرشد ہونیکے علاوہ گھر کا اتالیق بھی ہے۔ کیونکہ عربی آسان ہے۔ باوجود اسقدر خوبیوں کے ہدیہ ایک روپیہ جلدی منگائیے ممکن ہے کہ پہلا اڈیشن ختم ہو جائے اور دوسرے اڈیشن کے لیے ناگوار انتظار کرنا پڑے +

فیوض الحرمین

معہ ترجمہ اردو سعادت کونین۔ جدامجد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیش بہا تصنیف جس میں شاہ صاحب ممدوح نے بموقع حج مبارک علاوہ واقعات حرمین محترمین کے مسئلہ وحدۃ الوجود و تقلید اہل فقہ و اہلحدیث و تصوف و میلاد شریف اور دیگر اختلافی مسائل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی روح مقدس و مطہر سے حل فرما کر تفصیل کیساتھ اس رسالہ میں درج کیا ہے ہدیہ اس گوہر بے بہا کا بارہ آنہ جلدی طلب کیجئے کہ قریب الختم ہے +

تفہیمات الٰہیہ

جز اول انہی شاہ صاحب کی معرکۃ الآرا تصنیف جو جمیع علوم پر حاوی ہے۔ اکثر بڑے مصنفین نے اپنی تصانیف میں اس کتاب کا حوالہ دیا ہے کتاب کیا ہے گویا تصوف الٰہیات حقایق و معارف کا دریا بہہ رہا ہے نماز و روزہ اور جمیع احکام اسلام کا فلسفیانہ توجیہ اس شان سے کی ہے جو دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کتاب کا زیادہ حصہ عربی اور کچھ فارسی ہے قیمت چھ آنہ +

انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ

معہ ترجمہ اُردو حضرت شاہ صاحب ممدوح کی علم سلوک میں لاجواب تصنیف جو دہ خانوادوں کے اذکار و اشتغال توجہ و مراقبہ اور معمولات کے تفصیلی حالات ہر ایک گروہ کے علیحدہ علیحدہ درج جو فرقہ جہاں مشہور ہے اسکی تشریح اور صحت الفاظ اور اپنے سلسلوں کا ارتباط جتنے طریقوں سے ایکو پہونچا ہے بیان کیا ہے غرض قابل قدر اور لائق دید کتاب ہے قیمت ایک روپیہ +

المشتہر

سید عبد الغنی جعفری سجادہ نشین کلیمی درمیان جامع مسجد و لال قلعہ دہلی



صاحب کرامات کثیرہ، زبدۃ العارفین مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کے نقشبندی مرشد کے حالات وواقعات کا نایاب تذکرہ جس میں آپ کا نقشبندی شجرہ طریقت بھی موجود ہے۔

خوارق

فارسی

(اردو ترجمہ)

مصنف :- مولوی غلام رسول تخلص غلام

مترجم :- الحاج عبدالرزاق کوثر۔ مردان

مطبوعہ سلسلہ ۲

صاحبزادہ بک فاونڈیشن کوٹھہ۔ ضلع صوابی مردان

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ط

سلطان الاولیاء حضرت سید امیر صاحبؒ

حضرت جی صاحبؒ کوٹھہ شریف

کے حالات و کرامات سے متعلق

خوارق

فارسی

(اردو ترجمہ)

مصنف : مولوی غلام رسول، قلعہ میہاں سنگھ

مترجم : الحاج عبدالرزاق کوثر۔ مردان

مطبوعہ سلسلہ ۴

صاحبزادہ بک فاؤنڈیشن کوٹھہ ضلع صوابی۔ مردان

۲

جملہ حقوق محفوظ ہیں

ناشر ——— صاحبزادہ محمد اشرف
حیات آباد
فون نمبر ۸۱۰۴۳۹

کاتب ——— محمد کمال مصلح

اشاعت اول ——— ربیع اول ۱۴۱۳ھ
ستمبر ۱۹۹۲ء

تعداد ——— ایک ہزار (۱۰۰۰)

قیمت ——— ۳۵/ روپے

——— باہتمام ———
صاحبزادہ بک فاؤنڈیشن ۔ کوٹھہ

فون نمبر ۸۱۰۴۳۹

۳

انتساب

حضرت جی صاحب کوٹھہ

کے

صادق اور خوددار

پرپوتوں

محمد شہاب اور محمد شیراز

کے

نام

فہرست

	صفحہ
(۱) پیش لفظ : صاحبزادہ سید محمد مصطفیٰ باچہ	۵
(۲) تعارف : الحاج صاحبزادہ محمد اشرف	۸
(۳) رسالہ خوارق کے مصنف کے حالات :	۱۲
(۴) شجرہ شریف :	۲۸
(۵) حضرت جی صاحب کی آبیات میں منقبت :	۳۸
(۶) مولانا غلام رسول ۔ قلعہ میہاں سنگھ	۴۰

پیش لفظ

اللہ تبارک و تعالیٰ کا بے انتہا فضل و کرم ہے کہ انسان ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین خلائق بحر و بر ہے اس لئے قدرت لایزل نے اپنے بندوں کی اصلاح اور فلاح کے لئے نبیوں، رسولوں اور ہادیوں کو پیدا کیا کہ انسان جو محبوب حق ہے شیطان کے مکر و فریب سے معتوب و مغضوب نہ ہونے پائے۔ رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ آدم علیٰ نبینا علیہ السلام سے شروع ہو کر اختتام خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا، اور دین اسلام کو مکمل ضابطہ حیات پر مہر اختتام ثبت کر دیا گیا لیکن کار نبوت تبلیغ دین اعلائے کلمۃ اللہ کو تا قیام ارض و سماء کی بشارت بھی دیگئی۔ قدرت کا فرمان ہے کہ، اِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ، دین اسلام کو اللہ کی حفاظت حاصل ہے، اس لئے ہر صدی میں قدرت لایزل جب کبھی زمین پر کفر و بدعت کی ظلمات طاری ہو جاتی تھیں، اس ظلمات کو ہٹانے کے لئے اپنے طرف سے ایک محبوب بندہ مامور فرماتا، کہ یہ باغ ہمیشہ کے لئے سرسبز و شاداب رہے، اسی نورانی چمن کی سیرابی کے لئے قدرت لایزل نے سنہ ۱۲۱۰ھ کو موضع کوٹھہ شریف علاقہ اتمانزئی میں ایک محبوب ترین عالم حق، رشد و ہدایت کا سرچشمہ نور

٦

حق کو پھیلانے والا نور، ایک عالم دین اور متقی محمد سعید علیہ الرحمۃ کے گھر کو اس نور سے منور فرمایا، اور اسی نیک بختی کی وجہ سے مسمی اسم شریف سید امیر صاحب علیہ الرحمۃ موسوم ہوا یعنی راہِ حق کے تلاش کرنے والے پروانوں کا سردار۔

اسی شمعِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانوں کا ایک پروانہ مصنف رسالۂ خوارق مسمی غلام رسول صاحب صوبہ پنجاب کے موضع گوجرانوالہ قلعہ میہاں سنگھ کے مولوی رحیم بخش کے چشم و چراغ تھے جو کہ ایک مایہ ناز شاعر تھے۔ جب قدرت لایزال نے اس کے قلب میں جذبۂ اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کیا، تو مرشد حق کی تلاش میں ذی الحج کے ۱۶ تاریخ ۱۲۶۳ھ کو گھر سے نکلا۔ کیونکہ مصنف مرحوم کا لکھنا ہے کہ گوناگوں تفکرات اور تخیلات کی وجہ سے میں اقم الصلوٰۃ لذکری کے حلاوت اور فیضیابی سے بہت دور چلا گیا تھا۔ راقم کے خیال میں لا تعمی الابصار و لکن تعمی القلوب التی فی الصدور جس کے آنکھیں اندھے نہیں ہوتے بلکہ تفکراتِ دنیاوی کی وجہ سے دل اندھا ہوتا ہے، اسی مردِ حق حاذق طبیب اور کامل مرشد کی تلاش اور جستجو میں مصنف کو پنجاب سے لے کر سوات کی مٹی چھاننی پڑی، اور در بدر ٹھوکریں نصیب ہوئے، لیکن اس روحانی مرض کا کوئی مسیحا نہیں ملا۔ بہت مصائب برداشت کرنے کے بعد مجھے ایک ایسے مرشدِ کامل اور پیرِ دستگیر کے آستانہ مبارک پر قدم بوسی کی

٧

شرف حاصل ہوئی جو کہ سلسلۂ مجددیہ کا حامل اور اموال اور افعال محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع، اور اقتدا کرنے والا اور اسرارِ الٰہی اور انوارِ الٰہی کا بیش بہا خزانہ تھا، اور قدم بوسی کے بعد درود مستغاث کا نسخہ اس کی خدمت میں پیش کیا۔

کامل مرشد اور مردِ مومن حضرت جی صاحب کوٹھہ نے اللہ کریم کا شکریہ ادا کیا، اور اسی وقت ہمارے دل کا بھید اور تمام راز کی باتیں ہم پر منکشف ہوئے رسالہ لکھنے والے نے لکھا ہے کہ

جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی
مرا با جانِ جاناں ہمراز کردی

میرے ہے چرخ نیلی نام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کے گردِ راہ ہوں وہ کارواں تو ہے

راقم کے خیال میں رسالۂ خوارق کے مصنف نے خوارق لکھنے کا اشارہ بھی حضرت سید امیر صاحب معروف حضرت جی صاحب کو ہے خوارق جو عام مسلمانوں کے لئے محال ہو، اور عارف باللہ کے لئے حال ہو۔ عارف باللہ کو عجائبات کا علم اپنے دربار سے عطا فرماتا ہے۔

العاصی

صاحبزادہ سید مصطفیٰ

تعارف

ضلع گوجرانوالہ کے موضع میہاں سنگھ کے مولوی غلام رسول ایک درویش صفت عالم اور صوفی شاعر تھے۔ مولوی غلام رسول اپنے گاؤں سے پیرِ کامل کی تلاش میں نکلے اور بالآخر گاؤں علاقہ بونیر میں حضرت جی صاحب کوٹھہ سے ملاقات کے بعد صفر ۱۲۶۴ھ میں بیعت ہوئے۔ مولوی صاحب نے ابجد کے حساب سے ۱۲۶۴ کے عدد سے خوارق نامی سال لکھا جس میں حضرت صاحب کے حالات اور کرامات[1] کو منضبط تحریر کیا۔ اس رسالہ کو صاحبزادہ حافظ سید احمد صاحب (فرزند حضرت جی صاحب) نے فروری ۱۸۸۹ء (جمادی الثانی ۱۳۰۶ھ) میں اپنے دستخط سے مصنف کے اصل نسخہ سے نقل فرمایا۔ بعد میں حافظ صاحبزادہ صاحب کے فرزند (صاحبزادہ عبدالحیٔ مرحوم) نے فروری ۱۹۱۷ء (جمادی الاول ۱۳۳۵ھ) کو اس نسخہ سے نقل کر کے نومبر ۱۹۲۷ء (جمادی الاول ۱۳۴۵ھ) کو آرٹ پریس راولپنڈی سے شائع کیا۔ اب "خوارق" کا اردو ترجمہ پیشِ خدمت ہے۔

مولوی غلام رسول کو ۱۸۵۷ء کے غدر میں بڑھ چڑھ

[1] دراسرار کے تیسری فصل میں صفحہ ۱۲۸ پر تفصیلی ذکر موجود ہے۔ (امشرف)

کر حصہ لینے اور ہندوستان میں بغاوت پھیلانے کے جرم میں گرفتار کر کے لاہور میں فنانشل کمشنر مسٹر منٹگمری کی عدالت پیش کیا گیا وہ انھیں دیکھ کر بہت متأثر ہوا اور کرسی پر بٹھایا بیان لینے کے بعد حوالات بھیج دیا گیا۔

بعد میں جب دوبارہ عدالت میں طلب کیا اور کہا:

"آپ کا کوئی ضامن ہے تاکہ آپ کو ضمانت پر رہا کر دیا جائے"

فرمایا "ہاں"

پوچھا: "کون"؟

آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر جواب دیا "میرا ضامن اللہ تعالیٰ ہے"۔ اس پر مسل خوان اور دیگر اہل کار مسکرائے لیکن فنانس کمشنر کے دل پر اس کا بے حد اثر ہوا۔ اور کہا: "اچھا تو ہم آپ کو اسی کی ضمانت پر رہا کرتے ہیں"۔ اس کے بعد انہیں رہا کر دیا۔

ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور نے "فقہائے پاک و ہند" کی پانچ جلدیں شائع کی ہیں۔ جلد سوم میں مولانا غلام رسول قلعہ میہاں سنگھ کی زندگی اور شخصیت پر تفصیلی حالات لکھے ہیں جن سے اہم اقتباسات بھی رسالہ خوارق کے ترجمہ کے ساتھ قارئین کی دلچسپی کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔

مولانا غلام رسول اس رسالہ "خوارق" کے اختتامی

۱۰

صفحات میں بشارت اور مژدہ کا ذکر کرتے لکھتے ہیں، کہ جناب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا گیا، کہ محبوبیت اور عبودیت میں کسی ایک کو پسند کر کے اختیار کر لیجئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبودیت کو پسند فرمایا۔ عبدہٗ ورسولہٗ

اسی کے متعلق حضرت جی صاحب خوشی محسوس کرتے ہوئے ارشاد فرماتے تھے جسے مولوی صاحب نے درج ذیل اشعار میں اظہار کیا ہے: ؎

اشارت مخبر چند ایں بشارت
کہ از شادی نگنجد در عبادت
نہیں بس کز حیات پاک صمدی
شنیدستم خطاب انتَ عَبْدِیْ

ترجمہ:-

عطا کر دی اشارت میں بشارت
نہیں تحریر میں آتی مسرت
ہے بس کافی اشارت یہ جو کر دی
سُنی جب سے خطاب انت عبدی

یہ اللہ تعالیٰ کا کرم و احسان ہے کہ اس نے مجھ گنہگار کو خدمت کا موقع بخشا، جس کے لئے میں اپنے رب کے اس فضل و کرم پر سجدہ شکر بجا لاتا ہوں، اس کی تفسیر

۱۱

دانائے شیرازؒ نے خوب فرمائی ہے: ؎

شکر خدائے کن کہ موفق شدی بخیر
ز انعام و فضل او، نہ معطل گذاشتت
منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی
منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

ترجمہ:-

یعنی خداوند کریم کا شکر ادا کر کہ اس نے تجھ کو نیکی کی توفیق دی ہے، اور اس نے تجھے اپنے انعام و احسان سے محروم نہیں رکھا، یہ احسان مت بتلا کہ تو بادشاہ کی خدمت کر رہا ہے بلکہ اس کا احسان سمجھ کر کہ اس نے تجھے اپنی خدمت کا موقع دیا ہے۔

محمد اشرف
۱۹ر مارچ ۱۹۹۲ء
۱۴ر رمضان ۱۴۱۲ھ

رسالہ خوارق کے مصنف کے حالات

رسالہ "خوارق" کا مصنف مولوی غلام رسول صاحب جو کہ ایک درویش صفت اور بہت بڑا کامل شاعر تھا، صوبہ پنجاب کے ضلع گوجرانوالہ کے موضع قلعہ میاں سنگھ میں رہتا تھا۔ جب محبت الٰہی کا جذبہ اُس پر غالب ہوا تو ذی الحجہ ۱۲۶۳ھ میں اپنے گھر سے کسی پیر کامل کی تلاش میں روانہ ہو کر گلی گلی اور شہر بہ شہر پھرتا تھا، آخر کار چلتے چلتے اور تلاش کرتے ہوئے اخوند صاحب سوات کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مگر وہاں اپنے مطلب کو نہ پایا۔ کیوں کہ وہ کسی عارف کامل کو تلاش کرتا تھا نہ کہ کسی عامل اور صاحب تسخیرات کو پس وہاں سے علاقہ بونیر کے موضع باجکٹہ میں آ گئے، اور کوٹھہ کے حضرت جی صاحب سے ملاقات کی، حضرت صاحب کے دیکھتے ہی اپنے مطلب کو حاصل کیا اور حضرت صاحب سے بیعت ہوئے۔ یہ صفر ۱۲۶۴ھ کا مہینہ تھا۔ اور یہ رسالہ خوارق کہ ابجد کے حساب سے اس کے بھی ۱۲۶۴ اعداد بنتے ہیں، تحریر فرمایا۔ اس میں حضرت جی کوٹہ صاحب کے حالات و کرامات درج ہیں۔ اس کے بعد اپنے آبائی وطن واپس تشریف لے گئے۔ اور وہاں وعظ و نصیحت کرنے لگے۔ جس کے اثر سے بہت سے کافر مسلمان ہو گئے۔ اُس کے حالات کو دیکھتے ہوئے دوسرے لوگ بھی جیسے کہ مولوی سراج الدین صاحب خوشنویس سکنہ گوجرانوالہ وغیرہ جو کہ کسی پیر کامل اور مرشد و رہنما کے تلاش میں تھے، کوٹھہ تشریف لے آئے، اور حضرت صاحب کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔ فقط۔ (۳ جمادی الاول ۱۳۴۵ھ بمطابق ۵ نومبر ۱۹۲۶ء)
(الراقم، صاحبزادہ عبدالحیٔ نقشبندی ثم الاویسی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ سبحانہ وتعالیٰ شانہ و سلام
علی عبادہ الذین اصطفیٰ و تم علیھم احسانہ

اللہ کریم کی حمد و ثنا اور ہادی عالم رحمۃ للعلمین پر درود و سلام کے بعد یہ چند سطور اس اُمید پر لکھی جا رہی ہیں کہ اللہ کے نیک اور صالح بندوں یعنی اولیاء اللہ کے ذکر کرنے اور اُن کے حالات بیان کرنے کے وقت اللہ کے بے پایاں رحمتیں نازل ہوتے ہیں۔ نیز طریقہ محمدیہ کے پیروی کرنے والے طالبوں کو مزید شوق و رغبت دلانے کی خاطر سپرد قلم کی جاتی ہیں۔ تاکہ سچے عقیدتمندوں کی عقیدہ میں پختگی اور زیادتی پیدا ہو جائے۔ اور بد فطرت حاسدوں کے دلوں میں اُن کی بے بصیرتی اور کم نظری کے اندازے پر جلن اور کھسک پیدا ہو جائے

آب نیل است و بقبطی خون نمود
قوم موسیٰ را نہ خون بود آب بود

ترجمہ: نیل کے دریا نے قبطی کر دیا سب غرق خون
قوم موسیٰ کے لئے آب حیات و خوش شگون

چونکہ اس نیاز مند بندہ مسمی غلام رسول کا ولی نعمت رہنما اور پیر کامل اس فانی دنیا سے عالم بقا کو رحلت فرما چکے تھے۔ اور اس فقیر کو مہلک روحانی امراض نے ذکر الٰہی کی مٹھاس اور حلاوت سے محروم کر کے گوناگون اندیشہائے دور و دراز میں ڈال رکھا تھا۔ ان امراض روحانی کے علاج اور اُن کے مہلک اثرات سے مکمل خلاصی کے خاطر یہ فقیر کسی حاذق طبیب اور پیر کامل کی تلاش میں در بدر کو بہ کو تلاش کے لئے سرگردان تھا۔ اسی تلاش و جستجو کے سلسلے میں ذی الحجہ کی سولہ تاریخ کو اپنے گھر سے نکل پڑا۔ اور دور و دراز کے سفر طے کرنے

١٤

کے بعد قسمت نے یاوری کی اور اللہ کریم کی عطاکردہ توفیق کی رہنمائی میں نہایت مبارک وقت اور خوش نصیب گھڑی ماہ صفر کے تین تاریخ ۱۳۰۲ ہجری ایک کامل معالج اور طبیب حاذق کے دربار میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی جس کی ذات گرامی مسیحا صفت تھی۔ اور مریضوں کا قاتل نہ تھا۔ مختصر یہ کہ میں ایک ایسے پیر دستگیر کے آستانہ مبارک پر قدم بوسی کی سعادت سے مشرف ہوا۔ جو کہ ضلالت و گمراہی کی تاریکیوں میں نور و روشنی کا ایک منبع تھا۔ جس سے فیض کی کرنیں پھوٹتی تھیں۔ جو کہ معارف مدینہ کا مظہر تھا۔ اور مواہب قدسیہ کا مورد شریف دین حنیف کی بلندیوں کا زینہ اور طریقت کے سلسلہ نقشبندیہ کے آرائش و زینت کا خزینہ اور سلسلہ احمدیہ مجددیہ (مجدد الف ثانی) کا چراغ اور افعال نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تابع و متابع اور اقوال مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والتحیات کا پیرو اور اقتدا کرنے والا۔ اسرار الٰہی کا ایک بیش بہا خزینہ اور انوار الٰہی کے روشنیوں کا ایک بے بہا گنجینہ۔ گرے پڑے لوگوں کو ہاتھ سے پکڑ کر اٹھانے والا اور اٹھا کر اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے والا۔ جو کہ اپنے پرتاثیر نظر کیمیا اثر سے غلیظ مکھی کو پاک و مصفیٰ اور مبارک ہما بنا تا ہے۔ مس اور جست کو کیمیا بناتا ہے۔ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ و منورہ کا اتباع اور التزام اس کا شیوہ اور وظیفہ اور بدعت اور خلاف سنت باتوں سے دامن بچا کر رہنا اس کے زندگی بسر کرنے کا طریقہ۔ ان کے اعلیٰ اور احسن صفات کے لکھنے سے قلم عاجز ہے۔ اور ان کے محامد و محاسن کو اپنے سینے میں درج کرانے سے کاغذ اپنے تنگی دامان کا شاکی ہے۔

دامان خرد تنگ و گل وصف تو بسیار
گلچین بہار تو ز دامان گلہ دارد

١٥

تمہارے حسن کی پھولوں کی اتنی کثرت ہے
نظر کو تنگیٔ دامان کی شکایت ہے۔

کرمٹھ (تحصیل و ضلع صوابی) کو اس کی نسبت کی وجہ سے بخارا جیسی شہرت نصیب ہوئی۔ اور مدین اُن کی وجہ سے مرکز علوم اسلام بن گیا۔

ہزار بار بشویم دہن بہ مشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

گلاب و مشک سے منہ لاکھ بار دھو رکھوں
جو نام اُن کا کہوں ڈر ہے ادب کھو رکھوں

آخر کار ان کی استانہ پر اُن کی قدمبوسی کی سعادت کے حصول کے بعد درود مستغاث کا ایک نسخہ اشراق کے نوافل سے فراغت کے بعد تحفہ کے طور پر اُن کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا۔ کہ "برگ سبز است تحفہ درویش" بقول شخصے فقیر ہدیہ میں لایا ہے۔ سبز پتے چند۔ حضرت جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کریم کے لاکھ لاکھ شکر ادا کئے۔ اور شکریئے ادا کرنے کے لئے دو رکعت نفل ادا کرنے کے بعد "چار علی" (چارگولی) کے گاؤں کے حاجی صاحب کو طلب فرمایا۔ اور اس فقیر کے اُن تک پہنچنے سے پہلے میرے حالات جو آنحضرت نے حاجی صاحب کو بیان فرمائے تھے۔ اور جو عین میرے حالات کے مطابق تھے توثیق کے طور پر اُن کو مطلع فرمایا۔ اس نیازمند کو کچھ نقد رقم اور شیرینی عنایت فرمائی۔ اور اخلاق محمدی کی تقاضا کے طور پر مہربانی کا سلوک کر کے مسرت کا اظہار کیا۔ چونکہ مجھے افغانی یعنی پشتو زبان کی سمجھ نہیں تھی۔ اس لئے میری دلجوئی اور مسافر نوازی کے شریف جذبے کے ماتحت فارسی زبان میں میرے ساتھ گفتگو [illegible] حضرت جی صاحب کے

اخلاق حمیدہ اور اطوار شریفہ اقوال و افعال و آثار پسندیدہ کو کتاب اللہ اور سیرت و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کرام کے افعال و کردار اور مشائخ عظام کے افعال کے مطابق پائے۔ اور امام ہمام کے تصنیفات اور تحریرات کے موافق و مطابق محسوس کیا۔ تو یہ بات بخوبی معلوم ہوئی کہ

بعینہ ہمہ خلق محمدی ست درا و
ظہور نسبت خاص مجددی ست درا و

بھرا ہے خلق محمد کا سارا نور اس میں
شعار و خوئے مجدد کا ہے ظہور اس میں

بنابریں آپ کی باسعادت صحبت میں رہنے کو اپنے لئے ضروری اور لازم جانا۔ چند دن گزرنے کے بعد مکاشفہ کے ذریعے میرے سابقہ حالات سے اُن کو آگاہی حاصل ہوئی۔ اور مجھے مختلف کاموں سے مطلع فرمایا۔ اور ان امورات ماضیہ یعنی گزرے ہوئے دنوں کے واقعات میں سے ایک ایسے شخص کے حالات تھے۔ جو کہ رسالت کے منکر تھے۔ اور فاسقوں کی ایسی مدح اور تعریف کرتا تھا۔ جس کے مبالغہ آرائیوں کی کارن عرش معلی لرز اُٹھتا تھا۔ جب میں نے ان واقعات گذشتہ پر غور کیا۔ تو صحیح اور درست پایا۔ اور وہ یہ کہ عربی علوم کی تحصیل اور طالب علمی کی ابتدائی ایام میں جبکہ میرے ذوق و شوق کے جذبات اپنے عروج پر تھے۔ میں تقریباً ایک برس تک لاہور میں ایک استاد کے ہاں رہا۔ کہ جس کے حالات تفصیل اور وضاحت سے تحریر کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ مختصر یہ کہ خداوند کریم مجھے بھی معاف فرمائے۔ اور اس میرے استاد کو بھی۔ اور مجھے خدا بھی بخش دے اور اُسے بھی اگر وہ ایمان کے ساتھ مرا ہو۔ ان دنوں

حاجت مند لوگوں کے کہنے اور سفارش کرنے کی وجہ سے دنیاداروں کی مدح اور تعریف میں چند شعر کہے۔ جس کی وجہ سے دل کی سختی اتنی بڑھ گئی۔ کہ (ایمان کی) حلاوت عنقا اور نیست و نابود ہو گئی۔

دربدر کو بکو ہمے پویم — تاکہ زاں گل مرا نشانہ دہند
آنچہ گم کردہ ام ہمے جویم — بوئے ہر گلشن نے ہمے پویم

گلی گلی میں ہر ایک در پہ گھومتا ہوں میں
متاع گم جو کیا اُس کو ڈھونڈتا ہوں میں
کوئی نشانی دے اُس پھول کی شاید مجھ کو
ہر یک باغ کی خوشبو کو سونگھتا ہوں میں

کچھ عرصہ بعد انہوں نے اشارہ فرمایا کہ جبیح کے حلقہ کے آخر میں تسخیر جنات اور حصول کیمیاء کی خواہش معلوم ہوتی ہے۔ چونکہ ان دونوں باتوں کی خواہش درحقیقت میرے دل میں جاگزیں تھا۔ اس لئے ان دونوں سے میں نے توبہ کیا۔ اور اس خواہش کو خیرباد کہنے کا مکمل عزم کیا۔ اور انہی ایام میں مٹھاس کھانے سے مجھے منع فرمایا۔ حالانکہ اس کا ترک کرنا میرے لئے بندوق کی گولی کی طرح سخت تھا۔ اس فقیر کے خیال میں جو طریقہ سمجھ کر استعمال کرتا تھا۔ اس کو چھوڑ دیا۔ پھر دوسری دفعہ حضرت صاحب نے مجھ لاابالی اور غافل شخص کو تنبیہ فرمائی۔ میں سوچ میں پڑ گیا۔ آخر معلوم ہوا کہ افیون کا میوہ جو کہ پنجاب میں نایاب ہے۔ اور کوہستان کے علاقے میں سستا ہوتا ہے۔ اور جس کی قیمت بعض سپاہیوں سے مل گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد خلوت میں مجھے فرمایا۔ کہ تمہاری طبیعت میں جو حالت قبض واقع ہو گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ عصر کے حلقہ میں اچانک تمہارے دل پر نظر پڑ گئی۔ تو تمہارے دل کو جو کہ اللہ تعالیٰ

کے تجلیات کا مظہر اور انوار کا منظر ہوتا ہے۔ مجھ سے تمہارے چھوڑے ہوئے اور متروکہ خطرات کی پلیدی اور میل سے آلودہ پایا۔ تو میں نے زجر و توبیخ کے لئے تمہارے دل پر قبض کی حالت طاری کی۔ تاکہ تم سب آلودگیوں سے باز آجاؤ۔ اور اس وقت کتاب و سنت کے مطابق چند کلمات میرے ڈرانے کے لئے فرمائے۔

؎ مرو بر سر رشتہ بار دگر
مبادا کہ ناگاہ گشتہ رشتہ سر

اور اس آیت کریمہ کے حکم کے مطابق کہ توبوا الی اللہ توبۃ النصوحا میں نے اُسی وقت پکا ارادہ کیا۔ کہ طریقت کے تمام ممنوعات سے توبہ کرکے جمعیت خاطر کے حصول کے لئے کوشش اور محنت کرونگا۔ دوسری بات یہ کہ ایک دن مجھے لوگوں سے علیحدہ ایک گوشہ میں فرمایا۔ کہ اہل سنت و جماعت کے برحق عقائد کا پوری طرح پاس رکھو۔ تمہارے ذہن و قلب میں چند اوراق کے مطالعے سے کچھ کدورت واقع ہوئی ہے۔ جس کا ازالہ ضروری ہے۔ یہ سنتے ہی اس فقیر کو یاد آیا۔ کہ عبدالمجید کے بکواسات جو کہ اپنے بد قسمتی اور شیطان کے بہکانے اور حاکموں کی لالچ کی وجہ سے دین اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہوکر (اللہ تعالیٰ ہم کو بچائے رکھے) نصرانیت کے اندھے کنویں میں گر پڑا ہے اور جس نے اپنے غلط گمان کے بموجب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شان نبوت کے بارے میں چند فضول اور لغو باتیں تحریر کی ہیں۔ اور نیز کسی ایک رافضی کی لکھی ہوئی کتاب جو کہ سیاست مدنی (شہریت) کے بارے میں تھی۔ اس میں خلفائے راشدین کی خلافت راشدہ کے متعلق چند شکوک و شبہات تحریر کئے تھے۔ اور اپنے باطل خیال میں یہ بڑا کارنامہ سرانجام دیا

تھا۔ اور درحقیقت گمراہی کے میدان سے ابدی اور دائمی بدبختی اور خسارے کا گیند حاصل کر چکا۔ اور اپنے چہرے اور سر پر ابدی ذلت بدبختی اور گھاٹے کی مٹی اور دھول ڈال رکھا۔ یہ دونوں میرے مطالعے میں آئیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ سبحانہ کے فضل و کرم سے اُن دونوں کے اواہیات اور اخرافات سے جن کے تار و پود مکڑی کے جالے سے بھی کمزور تر تھے۔ میرے ذہن پر کچھ اثر نہ ہوا۔ لیکن بسا اوقات اُن کے وہ غلط خیالات دل پر چھا کر خطرات پیدا کرتے تھے اور کبھی کبھی موقع اور وقت کے مناسبت سے اہل علم حضرات کی مجلس میں اس کا ذکر زبان پر آتا تھا۔ کیونکہ اس قسم کی کتابوں کے مطالعہ سے دل میں کدورت اور سختی آجایا کرتی ہے۔ مجھے یاد آیا۔ کہ امام ہمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو جو بےنوری اور تکلیف لمس اس وجہ سے مل گئی تھی۔ کہ انہوں نے معتزلہ کی رد کے لئے اُن کی کتابیں مطالعہ کرکے ایک کتاب تصنیف کی تھی اُن کے اس واقعے نے مجھے اپنی حالت کی یاد دلائی۔ اور اس لئے مجھے حضرت جی صاحب کی صحبت میں رہ کر جو خوارق (خوارق العادات باتیں یعنی کرامتیں) ان دنوں نظر آئیں۔ وہ سب بغیر کسی کمی بیشی کے تحریر کردیں۔ اب اُن کے چند کرامتیں خوارق اور اخلاق حسنہ سپرد قلم کرتا ہوں۔

۱۔ آپ کی اچھی عادتوں اور محبوب معمولات میں سے ایک یہ ہے کہ نئے اور تازہ وضو کرنے کے بغیر نماز نہیں پڑھتے۔ اور ایک وضو کے اوپر دوسرا وضو کرکے نورٌ علیٰ نور کرتے رہتے ہیں۔
۲۔ اور مسواک کرنا کبھی بھی ترک نہیں فرماتے۔
۳۔ اور ہمیشہ قبلے کی طرف رُخ کئے رہتے۔
۴۔ دنیاوی باتوں سے اجتناب فرماتے۔

۳۰

۵۔ اور غسل کرنے میں متوسط طریقہ اختیار فرماتے اور کمی بیشی نہیں فرماتے

۶۔ اور بول و براز (پیشاب وغیرہ) سے بہت احتیاط فرماتے۔ کہ اس سے بچنے میں احتیاط نہ کرنا عذاب قبر کا باعث ہے۔

۷۔ اور بکثرت دعا طلب کرنا۔ اکثر اوقات میں نہایت خشوع اور حضور قلب کے ساتھ آنحضرت کے معمولات میں تھا۔ چنانچہ نقل کرتے ہیں کہ اپنے درجات کی رفعت کو دیکھکر دعاؤں میں تساہل اور سستی کرنے والے حسرت اور افسوس کرتے ہیں۔

۸۔ اور جیساکہ امر خداوندی ہے کہ "وشاورھم فی الامر" پیش آمدہ امورات میں باہم مشورہ کیا کرو۔ حضرت جی صاحب کا معمول تھا۔ کہ ہر کام میں مشورہ کرنے میں پہل فرماتے۔

۹۔ نماز فجر کے ادا کرنے کے بعد اشراق تک اپنے حلقے کے ہمراہ مراقبہ فرماتے

۱۰۔ اس کے بعد مہمانوں کی حاجت روائی کے لئے دعا اور ان کے دلجوئی میں معروف ہو جاتے۔ وضو تازہ کرکے نماز چاشت فرماتے۔ اور پھر مہمانوں کی خاطر تواضع اور اہل خانہ کی مزاج پرستی اور تربیت کے لئے گھر تشریف لے جاتے اور حسب الحکم نزلوا الناس منازلھم۔ مہمانوں کے درجات و مراتب کے مطابق ہر ایک کو طعام عطا فرماتے۔

۱۱۔ قیلولہ فرماتے کیونکہ یہ سنت ہے۔ (قیلولہ دوپہر کے نیند اور آرام کرنے کو کہتے ہیں۔)

۱۲۔ نماز ظہر کو اول وقت میں پڑھتے۔ پھر تفسیر اخلاقیات اور دیگر عربی علوم پڑھاتے نماز عصر پڑھکر مغرب تک ذکر کرتے ہوئے خاموش بیٹھتے۔

۳۱

۱۳۔ شام کی نماز پڑھکر نوافل پڑھتے۔ گھر جاکر مہمانوں کا مناسب انتظام فرماتے نماز عشاء پڑھکر پھر گھر تشریف لے جاتے۔

۱۴۔ صبح کاذب سے قبل رات کی تیسری حصے کے گزرنے کے بعد نماز تہجد پڑھتے۔

۱۵۔ دن رات میں کئی بار تقاضائے حال کے مطابق تلاوت کلام اللہ المجید فرماتے۔

۱۶۔ اور جن نمازوں کے بعد نفل پڑھنا جائز ہوتی ہے۔ نفل پڑھتے۔ اور بعض میں خفیف اور بعض نوافل میں طویل قرأت فرماتے۔

۱۷۔ اور آیات شریفہ کی تکرار کرکے بار بار پڑھتے ہیں۔ جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت مبارک کہ "ان تعذبھم فانھم عبادک الخ" (اگر تو انہیں عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں۔) تمام رات تلاوت فرماتے رہے۔ اور اس غیر معمولی قیام کی باعث آپ کے مبارک پاؤں متورم ہوئے۔

۱۸۔ اور اکثر سورۂ یٰسین اور سورہ حشر کی آخری آیتیں اور آیت کرسی کی تلاوت فرماتے۔

۱۹۔ قناعت اور توکل علی اللہ کرنے میں ثابت قدم ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے دربار عالیہ کے علاوہ کسی کے سامنے اپنا حاجت بیان نہیں کرتے اور خوب دلجمی اور اطمینان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے عطاکردہ اشیاء پر قانع تھے۔

۲۰۔ خزائن ظالمان اور دیگر ایسے کھانوں سے جس میں شبہ ہو کے کھانے سے جان بچاتے۔

۲۱ غیبت اور بے ہودہ لغو باتوں سے اجتناب فرماتے اور اس طرح سے بات کرتے کہ اور لوگ بھی بے فائدہ باتوں سے باز رہیں۔

۲۲ میں آپ کے وسیع اور مسنون دسترخوان پر دیکھتا، کہ آپ سنت کے مطابق مہمانوں سے پہلے ہاتھ دھوڈالتے اور کھانا کھانے میں ایثار سے کام لے کر دوسروں کو ترجیح دیتے۔ اور سفر و حضر میں نمک چکھنے سے کھانے کی ابتداء اور اختتام کرتے اور سب کے بعد میں کھانے سے ہاتھ منع فرماتے (تاکہ مہمان خوب سیر ہو کر کھائیں اور شرم کی وجہ سے بھوکے نہ رہ جائیں)

۲۳ اور لوگوں کے خوش کرنے کے خاطر بابرکت اور لطیف بات فرماتے۔ جس میں خوش طبعی کی نہایت لطیف چاشنی بھی ہوتی۔ اور تبسم کے وقت آواز اونچا نہ فرماتے۔ جو کہ دل کی موت کا باعث بنتا ہے۔

> مجھے یہ ڈر ہے دل زندہ تو نہ مر جائے
> کہ زندگانی عبادت ہے تیرے جینے سے

۲۴ اور آن کے معمولات اور عادات میں سے یہ بات بھی قابل ذکر ہے۔ کہ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد الحمد للہ الذی اطعمنی هذا الطعام و رزقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ فرما کر اللہ کا شکر ادا فرماتے۔

۲۵ اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے، تو چھوٹوں کو کچھ مٹھائی وغیرہ عنایت فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ ایسی تھی

۲۶ اور کھانے پینے میں اعتدال فرماتے

> نہ چندان بخور کز دہانت برآید
> نہ چندان کہ از ضعف جانت برآید

> نہ کھاؤ اتنا کہ نکلے بیرون دہن سے تیرے
> نہ اتنا کم کہ بیرون روح ہو بدن سے تیرے

لذیذ اور دلپسند طعام جب سامنے پڑا ہو۔ اور اس کا اعتدال سے استعمال کرنا نفس کے لئے سخت ریاضت ہے۔ اور سخت اور حد سے زیادہ بھوک میں فرائض کے ترک ہونے کا احتمال ہے۔ اور نفس میں ایک گونہ غرور کا شائبہ پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ اشراقیوں کے حق میں محسوس کیا جاتا ہے۔ ان اشراقیوں میں سے ایک افلاطون بھی ہے۔ جس نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو اس وقت کہا۔ کہ جس وقت آپ نے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی نحن قوم مهذبون لا حاجة لنا الی من یهذبنا۔ یعنی ہم ایک مہذب اور تہذیب یافتہ قوم ہیں۔ ہم کو کسی کی ضرورت نہیں جو ہمیں ہدایت دے اور ملا علی قاری نے لباس کی عمدگی کے سلسلے میں لکھا ہے۔ اما النمادة النقشبندية والشاذلية فعمدة عوضهم الستر عن الخلق ورفع الرياء وانما الاعمال بالنيات۔

نقشبندی اور شاذلیہ فرقے کے طریقوں میں لباس کی علت غائی اور غرض و غایت بدن کا ستر چھپانا اور ریاکاری سے بچنا ہے۔ اور اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے۔ اور نااہل بے بصیرت لوگوں نے صوفی ہونے کو رہبانیت تصور کیا ہے۔ یہ لوگ فقر و تصوف کے ساتھ کوئی نسبت نہیں رکھتے۔ یہ لوگ کثرت ازدواج یعنی ایک سے زیادہ بیویوں کو بھی عیب تصور کرتے ہیں۔ اور یہ نہیں جانتے کہ کوئی پیغمبر بھی غیر شادی شدہ یا مجرد نہیں رہا، سوائے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے جو کہ اس وقت جبکہ آسمان سے نزول فرمائیں گے امام مہدی کی بیٹی سے شادی کریں گے۔ اور حضرت یحییٰ نے شادی کی تھی۔ مگر حصور

کی وجہ سے عورت کی طرف میلان نہیں کی۔ اور دنیا سے رحلت فرما گئے۔ جیسا کہ مولا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شرح عین العلم میں تحریر کیا ہے۔ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ننانوے بیویاں تھیں۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہ کے وفات کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چار بیویاں اور چند ایک کنیزیں تھیں اور محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی چار بیویاں اور چند کنیزیں تھیں۔ اور اسی طرح تمام مشائخ کی الا ماشاء اللہ بیویاں ہوتی تھیں۔

ے کار پاکاں را حساب از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

ے ہے شِیر و شَیر ایک سے لکھنے مگر دیکھ
اللہ کے ولیوں کو نہ خود پر قیاس کر

اور حضرت جی صاحب کے چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ رقصاں رہتی نہایت خندہ رو اور متحمل مزاج تھے۔ اس ملک کے نااہل بے ادب لوگ نیچے اور عالی مرتبت عالموں اور فقیروں کے ساتھ دشمنی اور عداوت رکھتے ہیں اور اپنی جہالت اور نااہلی کی وجہ سے جہاں کہیں بھی جانوروں کی چارہ کی طرح کہیں روٹی ملے اور پیٹ بھر کر کھالیں اس شخص کو فقیر اور ولی کامل تصور کرتے ہیں۔ اور جو کوئی بھی ان کے خواہشات کے موافقت میں غیبت اور بے ہودہ باتیں کرتے ہیں۔ اس کو واصل تصور کرتے ہیں۔ حضرت صاحب برخلاف ان الزاموں کے بڑے صابر ہیں۔ اور لوگوں کے الزامات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے نہایت متحمل مزاج ہیں۔ بقول بزرگ

ے گردم از عقل سوالے کہ بگو ایمان چیست
عقل در گوش دلم گفت کہ ایمان ادب است

ے پھر ایمان کی حقیقت جو عقل سے پوچھا
تو دل کی کان میں کہا وہ ادب کو کہتے ہیں۔

اگرچہ عام لوگ اُن کے پاکیزہ کلام اور طبیعت کی لطافت کو نہیں سمجھ سکتے۔ مگر اپنی پاکیزہ فطرت کے تحت ہمیشہ لوگوں سے خندہ روئی اور نہایت تحمل سے بات فرماتے ہیں۔

ے مردمانے کہ اندریں حین اند
گو ملائک گہے شیاطین اند

ے با ہمیں مردماں باید ساخت
چہ تواں آنکہ مردماں ایں اند

ے اس زمانے میں کہ جو انسان ہیں
گو ملائک ہیں کبھی شیطان ہیں

ے کر گزارہ ان سے جیسا ہو سکے
کیا کریں یہ نام کے انسان ہیں۔

انتہائی افسوس کی بات ہے۔ کہ یوسف علیہ السلام مصر میں ہیں۔ مگر بے قدر و قیمت ہیں۔ دوسری بات یہ کہ حضرت جی صاحب نے فرمایا۔ کہ پیر کی رات کو میں نے دیکھا کہ میں گویا کوٹھے میں ہوں۔ اور وضو بنا رہا ہوں۔ یا کوئی دوسرا عبادت سے متعلق کام کر رہا ہوں۔ کہ ایک نورانی چہرے والا بوڑھا آدمی چھت پر سے اُتر آیا۔ اور آکر میرے ساتھ محبت سے معانقہ کیا۔ اس کے مبارک منہ سے دل اور روح کو فرحت اور سرور سے لبریز خوشبو آرہی تھی اس وقت میرے دل میں خیال آیا۔ کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ اور یہ خوشبو عالم قدس کی خوشبو رہی ہے۔ جب منگھانہ کو پہنچے۔ تو فرمایا کہ باج کٹہ

کے گاؤں میں اپنے گھر آتے ہوئے انگریزوں یعنی دھوبیوں کے گھر کے پاس کھڑا رہا۔ اور دیوانہ بابا کے قبر کو مشاہدہ کیا۔ دیوانہ بابا صاحب حضرت پیر بابا رحمۃ اللہ علیہ کی طرح ایک بڑے ولی اللہ ہیں۔ دیوانہ بابا صاحب علیہ الرحمت کو مسنون طریقہ پر سلام کیا، کیا دیکھتا ہوں، کہ وہی نورانی چہرے والے معمر شخص تشریف لا رہے ہیں۔ اس وقت مجھے یقین ہوا کہ وہ مذکورہ نورانی چہرے والا بوڑھا شخص یہی دیوانہ بابا صاحب ہیں۔ اور وہی مکان یہیں باغ کٹہ ہے۔ اس وقت حضرت خضر علیہ السلام کی موجودگی کی آرزو بھی دل میں پیدا ہوئی۔ تو میں نے ایسا محسوس کیا کہ دونوں کی روحانی فیوضات اکھٹے ہوکر بارش کی قطروں کی طرح برس رہی ہیں۔ لیکن حضرت خضر علیہ السلام کے فیوضات پہلے کی طرح جب مجھے مل گئے تھے نہ تھے۔ کیونکہ اس وقت وہ مجھ پر احاطہ کئے ہوئے تھا۔ اور میں اپنے آپ کو حضرت سے الگ نہیں کر سکتا۔ اسی اثنا میں کو پے درپے اور متواتر فیوضات کی بھرمار تھی۔ موضع بیلی کے ایک طالب کا حال آپ کے خیال و ذہن میں آیا۔ وہ طالب سخت بخار میں مبتلا تھا اور نہایت اضطراب اور تکلیف کی وجہ سے حضرت جی صاحب کی مسجد خاصہ میں بے ہوش پڑا تھا۔ تو گویا اس طالب کو صحت اور شفا کی رنگ میں رنگ دیا۔ پرانے طریقوں کے خلاف ایسا محسوس ہوا کہ بیماری کی لباس کو اتار کر نیا اور صحت کا لباس زیب تن کیا۔ یعنی فوری صحت نصیب ہوئی۔ آخری دور میں کو آپ کے فیض کے سمندر سے ایک گھونٹ باقی رہا تھا۔ اپنے نم محرم منگشانہ کے باباجی صاحب کی بیماری کا حال یاد آیا۔ باباجی صاحب موصوف بھی علم تفسیر علم حدیث اخلاق حسن قرأت علما و مشائخ کا صحبت یافتہ بیت اللہ شریف کا حاجی اور سات زبانوں کا عالم و فاضل تھا۔

ے در اصلابش کرم رسم قدیم ہست
کریم ابن الکریم ابن الکریم ہست

ے نسب شریف الحسبی ان کی نسبت کی توریث
وہ خود شریف ہیں۔ اور ابن شریف ابن شریف

ان کی بیماری کا خیال آتے ہی اطمینان ہوا۔ اور فرمایا کہ اگرچہ اس کی بیماری مکمل طور پر زائل نہ ہوئی۔ تاہم جسم مبارک کو کافی آرام و راحت حاصل ہوئی۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ سب معلومات اور محسوسات ہوشیاری اور قائمی ہوش و حواس کی حالت میں ہوتی ہیں۔ اور دوسرے ادراکات و محسوسات بھی اسی طرح کے ہوتے ہیں۔

ے چوں غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

ے کھڑا ہوں نور میں میں روشنی کی بات کہتا ہوں
نہ شب ہوں نہ خواب شب کی جھوٹی بات کہتا ہوں

اس ضمن میں آپ کا شجرۂ سلسلۂ شریفہ سپرد قلم کرتا ہوں

شجرہ شریفہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

نحمد اللہ علی الالہٖ ‏ ‏ نشکر اللہ علی نعمایہٖ
الذی ارسل الینا الانبیاء ‏ ‏ واصطفی منہم محمدؐ مصطفےٰ
کان صلواتی علی روح النبی ‏ ‏ ثم خیر الصحب صدیق التقی
اعدل الاصحاب فاروق النقی ‏ ‏ جامع القرآن عثمان الزکی
خاتم الخلفاء علی المرتضیٰ ‏ ‏ سیدا شباب جنت اہلہا
سائر الاصحاب طراً اجمعین ‏ ‏ ثم تبع ثم تبع التابعین
استمع منی اسامی العارفین ‏ ‏ انہم عرفا رب العالمین
شیخنا الداعی الی اللہ سید امیر ‏ ‏ من لہ الارشاد والقدر الخطیر
شیخنا یار محمد کابلی ‏ ‏ من مریدی الشیخ افاق الولی
من سراج الدین ایضا نورہٗ[1] ‏ ‏ بل باستعداد منظورہ
من ضیاء اللہ اغنیاء الغنیا ‏ ‏ کان فی الکشمیر مکنہ الصفاء
شیخنا الملجاء خواجہ زبیر ‏ ‏ من المتبعیہ فی الدارین خیر
حجۃ اللہ فی الطریقہ مقتداہ ‏ ‏ عروۃ الوثقی الی العرفان ہداہ
شیخنا احمد امام المتقین ‏ ‏ شیخنا الباقی دلیل العارفین

[1] صیغہ شیخ فی محمد افاق وسراج الدین سر دو نور و صفا۔

خواجگی مولاہ فی سُبل الہدیٰ ‏ ‏ شیخنا الدرویش فی طرق التقی
مولوی زاہد صفی الوصلین ‏ ‏ شیخنا الاحرار زین العارفین
شیخنا یعقوب چرخی بوالوفاء ‏ ‏ من بہاؤ الدین لہ حصل البہاء
شیخنا مولانا السید کلال ‏ ‏ فازمن بابا بدرجات الکمال
شیخنا النساج رامیتنی علی ‏ ‏ شیخنا محمود شیخ الفغنوی
مولوی عارف تقدس سرہ ‏ ‏ شیخنا دوانی کان للہ درہ
یوسف ہمدان مرید بوعلی ‏ ‏ من مریدا ابی الحسن الولی
شیخنا بوزید زین العابدین ‏ ‏ جعفر الصادق امام العارفین
قاسم ابن ابن صدیق التقی ‏ ‏ شیخنا سلمان من اہل النبی
شیخنا الصدیق خیر الاصفیاء ‏ ‏ من رسول اللہ ختم الانبیاء
اعطنی یارب عشقاً کاملاً ‏ ‏ ألتقی فی القلب ذوقاً شاملاً

(ترجمہ)

اللہ تعالیٰ کی بخشش پر اُس کا حمد کرتا ہوں۔ اور اس کی بے پایاں نعمتوں پر شکر گزار ہوں۔ اُس خدائے کریم کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے ہماری ہدایت و رہنمائی کے لئے پیغمبر ارسال فرمائے اور ان میں سے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو منتخب فرمایا، درود و صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پاک اور مقدس روح پر ہو، اور اصحاب میں سب سے بہتر یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر، اور اس کے بعد سب سے عادل حضرت فاروق عظم رضی اللہ عنہ پر اور پھر قرآن کے جامع حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ اور پھر خاتم الخلفاء حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ اور جنت

کے جوانوں کے دونوں سردار ہیں (امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما) پر اور اسی طرح تمام اصحاب کرام تابعین اور تبع تابعین پر۔ اس کے بعد مجھ سے خدا کے عارفین کے اسمائے گرامی سن لیجئے، کیونکہ یہ لوگ اللہ رب العالمین کے عارف ہیں، خدا کی طرف بلانے والا ہمارا پیر و مرشد حضرت سید امیر صاحبؒ جو کہ صاحب ارشاد اور بڑے مرتبے والے ہیں، اُن کے شیخ یار محمد صاحب کابلی اور اُن کے شیخ آفاق ان کے مرشد سراج الدین اور ان کے شیخ ضیاء اللہ صاحب کاشمیری، ان کے شیخ خواجہ زبیر صاحب جو کہ اپنے مریدوں کے لئے دونوں جہانوں کا خیر تھا ان کا شیخ نقشبند ثانی اور ان کا خواجہ محمد معصوم المعروف بہ عروۃ الوثقیٰ ان کا شیخ حضرت احمد مجدد الف ثانی پھر ان کا مرشد خواجہ محمد باقی صاحب اُن کا مرشد تقویٰ کا راہ کا درویش ان کا مولوی زاہد صاحب اور اُن کا شیخ الاحرار ان کا شیخ حضرت یعقوب چرخی صاحب ان کو شیخ بہاؤالدین سے فیض حاصل ہوا، ان کا مرشد شیخ کلال صاحب صاحب کمال تھا، جن کا شیخ باباجی اور ان کا مرشد شیخ رامیتنی ان کا مرشد شیخ فغنوی ان کا مرشد خواجہ عارف صاحب اور اُن کا شیخ عبدالخالق غجدوانی پھر اُن کا مرشد یوسف ہمدان تھا جو کہ بوعلی صاحب کا مرید تھا جس کی تربیت ابی الحسن نے فرمائی تھی، اور ان کا مرشد حضرت امام زین العابدین مرید حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ جو کہ حضرت قاسم کے مرید تھے، جن کے رہنما شیخ سلمان فارسی تھے جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ علیہ عنہ سے فیض حاصل کیا تھا، اور وہ جناب ختم المرسلین رحمۃ للعالمین امام الانبیاء والمرسلین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت و ہدایت کی سعادت کا شرف حاصل فرما چکے تھے۔ اے میرے رب مجھے سچا عشق عطا فرما اور میرے دل کو عشق کا ذوق مرحمت فرما۔

نوٹ:۔ فقیر عبدالرزاق کوثر یہ عرض کرنے میں حق بجانب ہے کہ عربی شجرۂ نسب کا ترجمہ جو پیش کیا گیا، عربی کے اصل الفاظ کا عشر عشیر بھی نہیں۔ عربی زبان کی اپنی حلاوت، سلاست اور استعارے اگر دوسری زبان میں ترجمہ کئے جائیں تو وہ نہایت بھدے دکھائی دیتے ہیں اور پھر عربی شعر کا ترجمہ کرنا تو موتیوں سے کوئلہ کی ڈبی بنانے کا مترادف ہے، بہرحال اپنے اعتراف عجز کے بعد یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اصل عربی شجرہ کو دیکھا جائے اور اس کے چند ابہامات کو غور کر کے حل کئے جائیں تاکہ اس سہل ممتنع کا لطف آجائے

فارسی زبان میں ایک دوسرا شجرہ لکھا جا رہا ہے۔ جاننا چاہئے کہ حضرت جی صاحب علم منقول اور علم معقول حاصل کرنے کے بعد فرد الافراد قطب الاقطاب، امام المتقین زینۃ الزاہدین امام ربانی حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سرہندی فاروقی کے اولاد کرام میں سے جناب حضرت جی فضل احمد سرہندی کے نور چشم اور خلیفہ ماذون جناب فضل حق صاحب سے فیض حاصل کیا، اور اسی طرح منبع فیوضات جامع علوم عقلیہ و نقلیہ و سمعیہ جناب استاد کامل یار محمد صاحب کابلی سے نسبت حاصل کر کے فیض کامل حاصل کیا، اسی بنا پر یہ دوسرا سلسلہ اور شجرہ لکھا گیا۔ فارسی زبان کا یہ شجرہ جو منظوم ہے اور چھبیس ۲۶ اشعار پر مشتمل ہے، کا ترجمہ حضرت صاحب

۴۲

کے ارادت مندوں کے تسلی کیخاطر کرتا ہوں :۔

(۱) بدم و درین کہ جوانی چو سیل آب گذشت
مگر کہ بود خیالے و لے بہ خواب گذشت

میں اس خوش فہمی میں تھا کہ جوانی پانی کی لہروں کی طرح گذر گئی شاید یہ جوانی اور شباب ایک خیال تھا جو کہ نیند میں گذر گئی۔

(۲) بقیہ ماندہ چو وہمی است آید و یانی
دریغ و حسرت برباد داغ جانی

باقی زندگی وہم وخیال ہے (حقیقت نہیں) یہ زندگی ہر گز پاک نہیں، افسوس جان عزیز کو تباہ و برباد کر ڈالا۔

(۳) ہمیشہ تازہ چمن زار زندگانی نیست
علے الدوام اقامت بہ دار فانی نیست

اس حیات مستعار کا باغ اور چمن زار ہمیشہ تروتازہ نہیں ہوتا، اور اس فانی گھر میں ہمیشہ اقامت پذیر نہیں رہا جاتا۔ (بلکہ اس کو چھوڑنا پڑے گا)

(۴) شنو منادی مرگت بکوفت کوس رحیل
بجہت زاد رہ آخرت بکن تعجیل

کہاں لگا کر سنو تمہارے موت کے اعلان کرنے والے نے کوچ کا اعلان کیا اپنے آخرت کے لئے توشے اور زاد راہ بنانے کے لئے جلدی کیجئے۔

(۵) سیہ نامۂ خود را بآب دیدہ بشو
دوائی خود ز کدا بین طبیب حاذق جو

۴۳

اپنے اعمال کی سیاہی کو اپنے رب کے آگے رو رو کر اپنی آنکھوں کے آنسوؤں سے دھو ڈالو۔ اور کسی طبیب حاذق سے اپنے لئے دوائی تلاش کر۔

(۶) بگفت ملہم غیبم بیا باج کھٹا
بمسجد است بجز نائب رسول خدا

مجھے غیب سے الہام کرنے والے ہاتف نے کہا کہ باجکٹ آؤ، اور یہاں کی مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب تشریف فرما ہیں، اُن کے دید کی سعادت حاصل کرو۔

(۷) کہ سیدامیر محمد خلیفۃ اللہ است
بروئ او ہمہ انوار رحمت اللہ است

کہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ جناب حضرت جی صاحب سیدامیرؒ ہیں، جن کے چہرے پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے انوار ہیں۔

(۸) درین زمانہ بفیضان ہر طرف مشہور
نمودہ ظلمت پندار ہستیٔ خود دور

اس زمانے میں ہر جانب اپنے فیض رسانی کے لئے مشہور ہیں اور جنہوں نے اپنی ہستی سے غرور کی سب تاریکیاں دور کئے ہیں۔ (حلیم الطبع متحمل اور ملنسار ہیں)

(۹) بہ فضل حق کہ بودہ ہست فردے از افراد
مرید بود نخستین کنون شدہ است مراد

پہلے تو جناب فضل حق صاحب جو کہ لاکھوں میں ایک صاحب دل ہستی ہیں، کا مرید بنا، اور اب اپنے کمالات کیوجہ سے

۳۴

ان کا "مراد" اور محبوب بنا۔

(۱۰) وراز حضرت جیو انکہ فضل احمد بود
در این طریقۂ عالیہ فیض گستر بود

وہ یعنی جناب فضل حق صاحب جناب حضرت صاحب فضل احمد سے جو کہ طریقہ عالیہ میں ایک دائمی فیض رسانی کا منبع و مصدر تھے، فیضیاب ہوئے تھے۔

(۱۱) وراست شیخ رسا۔ پادشاہ است پیر او
کہ نقشبند دوئم گشت دستگیر او

ان کے پیر رسا صاحب اور پھر ان کے مرشد جناب بادشاہ صاحب تھے جن کے پیر دستگیر جناب نقشبند ثانی ہیں

(۱۲) دلیل او شدہ معصوم عروۃ الوثقیٰ
کہ شیخ او مجدد ہزار ثانی را

ان کے رہنما اور مربی خواجہ محمد معصوم صاحب المعروف بہ عروۃ الوثقیٰ ہیں۔ اور ان کے شیخ و رہبر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ ہیں۔

(۱۳) جناب خواجۂ باقی کہ پیر کامل اوست
ز خواجۂ خواجگی الطاف خاص شامل اوست

ان کے پیر کامل حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب ہیں جن پر اپنے پیر خواجہ خواجگی کا الطاف ہے۔

(۱۴) جناب خواجۂ درویش کرد تلقینش
کہ شیخ زاہد گفت این خجستہ آئینش

۳۵

اور جن کی رہنمائی اور تربیت خواجہ درویش نے فرمائی جن و شیخ زاہد صاحب نے آئین طریقہ سے روشناس کر کے مرد کامل بنایا۔

(۱۵) کہ داشت است ارادت بخواجۂ احرار
ورا بچرخی یعقوب پیر اور عطار

وہ خواجۂ احرار کا مرید تھا، جو کہ خواجہ یعقوب چرخی کا ارادتمند تھا، اور خواجہ یعقوب چرخی جناب فریدالدین عطار کا شاگرد خاص تھا

(۱۶) کہ ہر دو گشتہ مجاز از بہاؤ الدین
طریقہ خفیہ از ان خواجہ نقشبند است این

یہ دونوں خواجہ بہاؤالدین نقشبندی کے ماذون و مجاز ہیں۔ نقشبندی کا خفیہ طریقہ ان ہی سے جاری ہوا ہے۔

(۱۷) امیر سید کلال آنکہ پیر او بابا است
علی خواجہ عزیزان کہ رامتین اراست

اُن کے مرشد امیر سید کلال اور ان کے پیر جناب بابا صاحب ہیں جو کہ علی رامتینی صاحب کے مرید ہیں۔

(۱۸) گرفت سبق طریقت ز فغنوی محمود
جناب عارف را پیر غجدوانی بود

انہوں نے طریقت کے اسباق محمود فغنوی سے سیکھے، جن کے پیر جناب عارف اُنکا مرشد جناب غجدوانی (عبدالخالق) صاحب تھے

(۱۹) طریقہ یوسف ہمدان ز بوعلی دانی
ابوعلی ز ابوالقاسم است گرگانی

جن کے پیر یوسف ہمدانی اُنکا مرشد بوعلی صاحب تھے، اور وہ

جناب ابو القاسم گورگانی صاحب سے فیضیاب تھے۔

(۲۰) وی از ریاض ابوالحسن[25] ثمرہا اندوخت
ابوالحسن چہ فوائد ز بایزید[26] اموخت

اُس نے جناب ابوالحسن صاحب کے باغ کے میوے چن لئے اور جناب ابوالحسن صاحب نے فوائد اور فیوضات جناب بایزید سے حاصل کئے۔

(۲۱) ز روحِ جعفرِ صادق[27] رسید فیضانش
نمود قاسم[28] ابن محمد احسانش

اُس کو جناب حضرت امام جعفر صادق سے فیض حاصل ہوا اور اُن پر قاسم ابن محمد نے احسانات کئے۔

(۲۲) دُر از حضرت سلمان[29] دُر از صدیق[30] است
دُر آنحضرت[31] نبوی نخست تصدیق است

اس کو حضرت سلمان فارسی اور اُن کو جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیوضات بے پایان حاصل ہوئے جو کہ بارگاہ نبویؐ اور آستان رسالت جناب سیدنا و سندنا و شفیعنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے سیرابی حاصل ہوئی۔

(۲۳) اگر ہوا و ہوس با تو میکنند ستیز
بیا بہ سلسلۂ خواجہ نقشبند آویز

اگر خواہشات نفسانی اور ہوا و ہوس تمہارے ساتھ جھگڑتے ہوں، تو آؤ اور آکر خواجہ نقشبند کے سلسلے میں منسلک ہوجاؤ

(۲۴) کہ تا ز ہستیٔ پندار دی رہا گردی
با صطلاح حقیقت ہمین بود مردی

تاکہ تو اپنی ہستی کے غرور سے نجات حاصل کرے، اور حقیقت کی اصطلاح میں یہی مرد ہونا ہے۔

(۲۵) غلامؔ خستہ دل امد بہ کوئی درویشان
کہ تا ز یمنِ محبت یکے شود ز ایشان

شکستہ و خستہ دل رکھنے والا غلامؔ (غلام رسول غلامؔ) درویشوں کے کوچے میں آیا ہے تاکہ ان کی محبت کی برکت سے ان میں سے ایک ہو جائے۔

(۲۶) بریں شکستہ دل ای مومنان رحم آرید
برائے خاتمۂ خیر دست بر دارید

اے مسلمانو! اس شکستہ پر رحم کرو، اور اُس کے خاتمۂ خیر کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دعا کرو۔

نوٹ: سلسلہ اور شجرہ یہاں ختم ہوا، اب مصنف صاحب غلامؔ رسول نے ایک پیاری نظم میں اپنے ممدوح اور مرشد صاحب کی منقبت بیان فرمائی ہے جسکا اردو ترجمہ پیشِ خدمت ہے:

۳۸

حضرت جی صاحب کی ابیات میں
منقبت

دلا خلاصۂ عمرت بقیل وقال گذشت
تو خفتہ بہ تغافل کہ چوں خیال گذشت

اے میرے دل! تمہاری ساری عمر قیل و قال میں بسر ہوئی، تو غفلت کی نیند میں سویا ہوا پڑا ہے، اور زندگی ایک خیال کی طرح گذر گئی

دگر مدائحِ اخلاق اولیاء اللہ
کہ مورث است پئے رحمت و عطاء اللہ

اب اولیاء اللہ کے اخلاق حسنہ کی تعریف جو کہ اللہ کی عطاء اور رحمت کا سبب ہے بیان کر۔

بیا کہ تا پئے کفارتِ ذنوب کبار
کنیم توبہ مجددہ بدرگہ غفار

آؤ تاکہ اپنے بڑے اور عظیم گناہوں کے کفارے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے درگاہِ عالی میں اپنے توبے کی تجدید کریں۔

سواد دیدۂ گریاں مداد کردہ تیار
بنوکِ خامۂ مژگاں بورقِ دل بنگار

اپنے روتے ہوئے آنکھوں کی سیاہی سے سیاہی (روشنائی) تیار کریں، اور دل کے ورق پر اپنی پلکوں کی نوک سے تحریر کریں

۳۹

مگر نگاہِ عنایت ز کیمیا نظری
بجانِ خستہ کشاید ز وارداتِ دری

شاید کسی کیمیا نظر کی نگاہِ عنایت پڑ جائے اور میری زخمی روح پر واردات کا کوئی دروازہ کھول ڈالے۔

در این زمانہ اگر طالبی بیا بنگر
بہ کوٹھہ عارفی از واصلان نمودہ مقر

اگر روحانیت اور رضائے الٰہی کو تلاش کرنے کی مطلب میں ہو تو اس زمانے میں واصلانِ الٰہی میں سے ایک عارف نے کوٹھہ میں سکونت اختیار فرمائی ہے۔

سمی حضرتِ نبوی علیہ الف صلوٰۃ
شدہ است متصف او ہم بدان ستودہ صفات

جو کہ حضرت صاحب کے نام پر موسوم ہے، اس پر ہزاروں رحمتیں ہوں، اور وہ اوصاف نبوی کے اچھے صفتیں رکھتا ہے۔

نمیزند بجز از ہمدمی ہوش دمے
نمی نہد ز فرازِ نگاہِ خود قدمے

وہ ہوش وخرد کے بغیر ایک سانس بھی نہیں لیتا اور اپنے نگاہوں کے سیدھ سے ادھر اُدھر قدم نہیں رکھتا۔

علی الدوام سفر در وطن شعارِ او
بانجمن ہمہ جا خلوت است کار او

اپنے وطن میں ہمیشہ سفر کرنا اس کا شعار ہے (یعنی اپنے ملک میں تبلیغ دین کے لئے ہر وقت پا بہ رکاب ہوتا ہے اور مجالس

اور انجمنوں میں خلوت کرنا اس کا شیوہ ہے۔

چناں کہ ملکۂ او شد دوام آگاہی
بچشم ہوش نظر کن اگر ہمی خواہی

وہ ہر وقت باخبر رہتا ہے، اور یہ باخبر رہنا اُس کا ایک ملکہ بن گیا ہے اگر اُن کی صحبت کا خواہاں ہو تو ہوش کی آنکھوں سے دیکھا کر

باتباع سنن نائب رسول خدا
ظہور کردہ زسیمائی اوست نورِ ہدیٰ

رسول اللہ کا یہ نائب، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کا اتنی سختی سے اتباع کرتا ہے کہ اُس کی پیشانی سے ہدایت کا نور پھوٹتا رہتا ہے۔

کنارہ کردہ زبدعات محدثات چنان
کہ جز طریقۂ سنت نماند نام و نشان

اُس نے محدثات اور بدعتوں کو اس طرح چھوڑ رکھا ہے کہ اس کے افعال و اقوال میں سنت نبوی (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے علاوہ کسی دوسری چیز کی نشانی بھی نہیں ملتی۔

کلام او ہمہ قال الرسول و قال اللہ
چہ نسبتے است گرامی باد تعالےٰ اللہ

اُس کا سارا کلام قال اللہ اور قال الرسول پر مشتمل ہوتا ہے اور سبحان اللہ یہ کتنا بڑا نسبت اور مرتبہ ہے (کہ ایک بندہ کی زبان پر اللہ کریم ہی کا قول ہو)

چناں است آتش عشقش فروختہ در دل
بسوخت ہر چہ سوی اللہ بود لا حاصل

اللہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق کا آگ اُس کے دل میں ایسے شعلہ کُناں ہے کہ اللہ کے سوا سارے لا حاصل خیالات کو جلا کر بھسم کر ڈالا۔

زدہ است آتش لا را بہ اَنفُس و آفاق
چناں کہ نفی نفی کرد و از ہمہ شد طاق

"لا" کی آگ کو تمام دنیا وما فیہا پر لگا کر خود نفی اور لا کرتا ہوا لا ثانی اور طاق ہو گیا۔

بعینہٖ ہمہ خلق محمدی است در او
ظہورِ نسبتِ خاص مجددی است دراو

اخلاق محمدی اسمیں بعینہٖ سموئے ہوئے ہیں، اور او صاف مجددی (مجدد الف ثانی) کا اس میں ظہور ہے۔

نمودہ سیر ولایت محمدیہ را
شدہ است مظہر انوار احمدیہ را

ولایت محمدیہ کی سیر کرتا ہوا انوار احمدیہ (مجدد الف ثانی) کا مظہر ہو گیا ہے۔

بیا کہ بر خود و بر حال خویش گریہ کنیم
برائے تفرقۂ دل ہزار آہ کنیم

آؤ کہ اپنے آپ اور اپنے حال پر گریہ کریں، اور اس دل کی جدائی پر افسوس کریں۔

مگر کہ زین ہمہ از سوز سینہ ات آہی
لند قبول بخدمت شریف او گاہی

۴۲

شاید کہ آپ کے سینے کی جلن اور تڑپ کی ایک آہ کسی وقت ان کی دربار عالی میں قبول ہو جائے۔

کہ تا نمی زمیٔ عاشقی عطاء ساز د
ز ما سواؤ خیالش دلت صفا سازد

تاکہ عشق کی شراب سے کچھ تراوت اور نمی بخش دے اور ماسوی اللہ اور اُس کے خیال سے تمہارا دل صاف ہو جائے۔

منقبت ختم ہو گئی

آپ میاں صاحب سرور شاہ کی عیادت اور مزاج پرسی کے لئے چھلہ کے علاقے کے ڈھیری گاؤں میں تشریف لے گئے تھے جب میں نے عشاء کی نماز کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کے بعد یہ اشعار حضرت جی صاحب کی خدمت میں پیش کئے۔ تو آپ نے نہایت خلوص اور صدق دل سے اور نہایت توجہ کے ساتھ دعا فرمائی۔ اُمید رکھتا ہوں کہ یہ دُعا دینی اور دُنیوی مرادوں کے بر لانے کے لئے نتیجہ خیز ثابت ہو گی۔ انشاءاللہ تعالے۔ اور مجھے مکمل امید ہے کہ جب کبھی ان کی نظر سے یا حضرت جی کی کسی مخلص مرید کی نظر ان اشعار پر پڑ جائے تو مجھے صدق دل سے دعا میں یاد فرمائے گا، واللہ الموفق۔

یہاں پھر مولف نے اپنا عرضداشت اور خیال سولہ اشعار میں بیان کیا ہے، ارادت مندوں کی دلجمعی اور خوشی کیلئے طرا ان کا ترجمہ پیش خدمت کرتا ہوں

زین کاروان سرائے فنا درگذشتنی است
بار دگر ز گور کجا باز گشتنی است

۴۳

فنا کے اس کارواں سرائے کو چھوڑ کر جانا ہے، اور قبر سے دوبارہ کہاں واپس ہونا ہے۔

ہر چند جمع مال بطول امل کنیم
آخر ہمہ گذاشتہ در خاک رفتنی است

لمبی لمبی امیدیں کر کر کے جتنا مال و دولت بھی جمع کریں، آخر کار سب کو چھوڑ کر مٹی میں چلے جانا ہے۔

روزے بسنگ مرگ بفرمان بے نیاز
مینائے مستعار جوانی شکستنی است

بے نیاز اور بے پروا خداوند تعالے کے حکم سے اس جوانی کے پیالے کو ایک دن ٹوٹ جانا ہے۔

باد خزاں در آید و در موسم بہار
زاغ آشیان بلبل و قمری گرفتنی است

خزاں کی ہوا چل پڑے گی اور بہار کے موسم میں کوا بلبل اور قمری کے آشیانہ پر تسلط جما کر رہے گا۔

چند از ہوس کنیم مقیمانہ کارہا
بر پشت بارگیٔ فنا رخت بستنی است

مقیم لوگوں کی طرح ہوس اور لالچ کا کام کیوں کروں۔ فنا کی سواری پر ہم کو اپنا سامان باندھنا ہے۔

تنہا بزیر خاک مقام تو ساختند
این بام و سرائی مجاز توختنی است

مٹی کے نیچے تمہارے لئے مکان بنایا گیا ہے۔ یہ سرائے اور اس

۴۴

کی ان چھتوں کو مجازی ہی حقیقی نہیں برباد ہونا ہے۔

برچیست این غرور تو ای بیخبر ز موت
از باز پرس روز قیامت نہ رستنی است

اے موت سے بے خبر اور غافل شخص تم کو کس بات کی گھمنڈ ہے قیامت کے دن پوچھ گچھ سے کسی طرح بھی چھٹکارا نہیں۔

نامہ سیاہ خویش تو با آب دیدہ شو
کاین دست و پا شہادت حال تو گفتنی است

اپنے سیاہ عملنامے کو آنکھوں کے پانی (اشک ندامت) سے دھوڈال، کیونکہ ان ہاتھ پاؤں کو تمہارے حالات کی شہادت دینا ہے۔

اینجا براہ سنت اگر راست رفتہ
از پل صراط غم مخور آسان گذشتنی است

اگر تم یہاں اس دنیا میں سنت کے موافق چلے ہو تو کچھ غم نہ کر پل صراط پر آسانی سے گذر جائے گا۔

با دامن رسول درآویز جان من
کان روز سخت شافع زلات گشتنی است

اے میری جان! دامن رسول ابھی سے تھام لو، کیونکہ اس سخت دن کو آپ ہی کو لغزشوں کا شافع ہونا ہے۔

تائب بشو و تدارک عمر گذشتہ کن،
روئی سیاہ بشوی کہ ہنگام شستنی است

توبہ کر اور گذرے ہوئے عمر کے اعمال کا تدارک کر، ابھی ہی سے اپنا کالا منہ دھوڈال کہ دھونے کا وقت اور موقع ہے۔

۴۵

نظرے ز دوستان خدا التماس دار
کاین عمر چند روزہ گذران گذشتنی است

اللہ کے دوستوں یعنی اولیاء اللہ کی نظر کرم حاصل کر کیونکہ اس گذرنے والے چند روز عمر کو گذر جانا ہے۔

چون نفس و دیو راہ زنان اند در کمین
یک بدرقہ شفیق درین راہ جستنی است

نفس و شیطان راہزنی اور لوٹنے کیلئے راہ میں گھات میں بیٹھے ہیں تو ایک مہربان بدرقہ حاصل کرنا ایک ضروری امر ہے۔

باز ا بہ کوٹھہ تا کہ از ان ات نشان دہم
زان نفس پاک غنچۂ دل را شگفتنی است

کوٹھہ کے گاؤں کو آجاؤ تاکہ میں تم کو اس کی نشانی بتاؤں اس پاک نفس کی نشانی، جس سے دل کی کلی کو شگفتہ ہونا ہے۔

بیدار شو ز خواب بہ تلقین خاص وی
در گور سال ہائی فراوان تو خفتنی است

ان کی نصیحت اور تلقین سے غفلت کی نیند سے جاگ اٹھ کیونکہ قبر کے اندر تمہیں سالوں تک نیند کرنا ہے۔

آمد غلام نیز بگدیہ بر این حضور
بر درگہ کریم چہ حاجت بگفتنی است،

اس دربار میں غلام بھی روتا ہوا حاضر ہوا کریم کی دربار میں کہنے کی کیا ضرورت ہے، مطلب یہ ہے کہ جو یہاں حاضر ہو جاتا ہے اس کو بن مانگے مل جاتا ہے۔ (ابیات ختم ہوئے)

۴۶

جب میں نے یہ ابیات حضرت جی صاحب کو عرض کیے۔ تو آپ نے دُعا فرمائی اور ڈپاک کے گاؤں کے صاحبزادہ صاحب کو جو کہ قدیمی مخلص اور ارادت مند ہیں۔ ان ابیات کو محفوظ رکھنے کی ہدایت فرمائی۔ اور ان اشعار کے استعاروں اور نصیحتوں کی تحسین فرمائی یعنی تعریف کی۔ میں نے یادگار کے طور پر اتنا ہی لکھ لیا۔ تاکہ جب کبھی حضرت صاحب کے مخلص ارادت منداس کو ملاحظہ فرمائیں گے۔ اور حضرت صاحب کے حالات اور مناقب دیکھیں گے۔ خاتمہ بالخیر کے لئے دُعامیں یاد کرینگے۔

اندکے گفتم کہ تا زاں رہ برند
بیش ازاں کز فوت آں حسرت خورند

کہا یہ تھوڑا کہ تا اس سے سیدھی راہ چلے
اُسی سے قبل کہ حسرت سے کرکے آہ چلے

ورنہ حقیقت یہ ہے۔ کہ خدا شناسی کے باریکیوں کو سمجھنے والوں کے لئے جنہوں نے اپنے بُرے اخلاق نیک اور اچھے اخلاق و اطوار سے آراستہ کیا ہوا ہے۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ کہ

مدحت اگر کنند و نکنند اہل نفس
حاجت مشاطہ نیست روئے دل آرام را

کرو تعریف اسکی خواہ اُس سے تو تغافل کر
نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی

جو شخص کہ ان کھلے اور واضح مناقب کا اپنی حسد کی وجہ سے انکار کرتا ہے یا اپنی کج فہمی اور ناسمجھی کی وجہ سے دوسری باتیں دل میں لاتے تو اپنے اعمال کے سرمایہ کو تباہ و برباد کر ڈالیگا

۴۷

با صاف دل نجادر با خویش دُشمن ست
ہر کس کشید بآئینہ خنجر بہ خود کشید

ترجمہ
جن کے دل صاف ہوں شیشے کی طرح
اُن سے بیر اپنے سے عداوت ہے

ہے عیاں تو ہی اس آئینے میں
وار اس شیشے پر حماقت ہے۔

جیسا کہ عبداللہ النصاری کو عداوت ہے۔ اسے رب ذوالجلال تو جسکو چاہتا ہے۔ کہ ہلاک و برباد کرے۔

اتنے زیادہ مبالغہ کرنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ دور کے لوگ تو آگاہ اور خبردار ہیں۔ اور نزدیک کے لوگ اندھے اور بے خبر ہیں۔

گو توفیق سعادت درمیاں افگندہ اند
کس بمیداں درنمے آید سواراں را چہ شد

توفیق سعادت کا ہے میدان میں بڑا بال
میدان میں نہیں کوئی سواروں کا ہے کیا حال

یہ تو اللہ ہی ہے۔ جو توفیق بخشنے والا ہے۔ اور سیدھے راستے پر کس کو چلاتا ہے۔ اور سلامتی ہو اُن لوگوں پر جو ہدایت ربانی پر چلیں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ کی اتباع اور پیروی کرے ایک روز حضرت صاحب کے چچیرے بھائی اور پُر خلوص مرید میر عبداللہ صاحب جو کہ انتہائی خلیق شریف اور نیک دل آدمی ہیں نے ایک حکایت بیان کی۔ کہ ایک دفعہ حضرت صاحب مدین سے باغ کھنہ تشریف لے جارہے تھے۔ کہ راستے میں دونگی کے مقام پر میاں صاحب سرور ہٹ۔

مرحوم کی اہلیہ کے فاتحہ اور تعزیت کے لئے وہاں قیام فرمایا۔ چونکہ میاں صاحب موصوف کو مرحومہ کے ساتھ نہایت محبت اور عشق تھا۔ اور ان دنوں میں مرحومہ کی موت کی جدائی کی وجہ سے انتہائی بے قراری اور کرب محسوس کرتا تھا۔ اس بات کا آرزومند تھا۔ کہ حضرت جی صاحب اس مرحومہ کے متعلق کچھ حال بیان فرمائے۔ چونکہ اس وقت حضرت صاحب کی طبیعت واقعات کے پوشیدہ رکھنے کی طرف مائل تھی۔ کچھ بھی نہ فرمایا۔ پھر جب کے مسجد میں درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ کہ میاں صاحب کی عجز وزاری حد سے گزر گئی۔ تو پوشیدہ باتوں اور اسرار ہائے مخفی سے تھوڑا سا پردہ اٹھا کر فرمایا۔ کہ اس مرحومہ کی روح اپنے چھوٹی بیٹیوں کی وجہ سے کہ ان کے کپڑے نہایت پرانے ہیں اور آنکھیں بھی دکھتی ہیں۔ بہت پریشان ہے۔ حالانکہ حضرت صاحب نے چھوٹے بچوں کو نہیں دیکھا تھا۔ معلوم ہوا۔ کہ آنکھیں بھی دکھتی ہیں۔ اور کپڑے اتنے بوسیدہ ہو کر پھٹ گئے ہیں۔ کہ دیکھنے والوں سے شرم آتی ہے۔ اور اسی وقت یہ اشارہ بھی فرمایا۔ کہ تم ایک دن انتہائی باہمی محبت کی حالت میں تھے۔ اور مرحومہ آپ کی داڑھی میں کنگھی پھرا رہی تھی۔ اور انتہائی شوق کی اظہار ہو رہی تھی۔ اور وہ کنگھی آدھی سفید ہے۔ اور آدھی کالی ہے۔ اور اس کے چند دندانے ٹوٹے ہیں۔ اس وقت اسکی روح اسی طرح یہی نسبت میں مبتلا اور اسی کنگھی کی طرف مائل ہے۔ اور دیگر حالات سے سکوت اختیار کر کے کچھ نہ فرمایا۔ تاہم ان باتوں میں بال بھر فرق نہیں تھا۔

اور اسی طرح میر عبداللہ صاحب حکایت بیان کرتے تھے۔ کہ حضرت صاحب منگلستانہ سے درگئی کے جانب تشریف لاتے تھے۔ ظہر سے عصر تک خان زمان کے قبر کے پاس جو کہ نہایت دیندار اور شریف مریدوں میں سے

تھے تشریف فرما رہے۔ اس کے بعد یہ بات بیان کی۔ کہ موت کے وقت اس کے منہ میں کوئی ایسی چیز ڈالی گئی۔ کہ جو نہ میٹھی تھی۔ اور نہ تلخ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہی بھی نہیں رکھتا تھا۔ یعنی کسی کو وصیت بھی نہیں کی۔ اور اپنے گھر والوں کے ساتھ جن کے گھر کا دروازہ قبلے کی جانب ہے۔ بہت زیادہ رغبت رکھتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ چالیس دن کے بعد اتنی رغبت نہیں ہوگی۔ جب وہاں سے روانہ ہو کر چلے گئے۔ تو راستے میں "موتم" نام کا ایک شخص ملا۔ جو کہ خان زمان مذکور مرحوم کے نزع کے وقت موجود تھا۔ ان سے پوچھا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ نزع کے وقت انار دانہ ہلیلہ میں ملا کر اس کو کھلایا گیا تھا۔ اور وہ وصیت سے بھی شرم کرتا تھا۔ اسی لئے وصیت نہیں کی۔ اور اپنے گھر کے دروازے سے قبلہ کے جانب کے گھر کے ساتھ بہت رغبت رکھتا تھا۔ واللہ اعلم۔

عالم برزخ کے اس قسم کے بہت سے عجائبات ان کے معائنہ میں آتے رہتے ہیں۔ مگر ظاہر واقعہ اور ان کی باتوں میں جو لطیف فرق ہوتا ہے۔ وہ ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ ہم ان کو بیان کریں۔ پس ہزار میں سے ایک اور خروار میں سے مٹھی بھر پر اکتفا کرتے ہیں۔ تا کہ طالبان راہ طریقت کو اس کی کچھ قدر و منزلت معلوم ہو جائے۔ کہ اس ویرانے میں جہاں کہ منحوس الو ارد گرد منڈلاتے رہتے ہیں۔ کتنی عظیم دولت اور نعمت اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔ الحمد للہ علی ذالک حمدًا کثیرًا طیبًا مبارکًا فیہ۔

ع ہمیں بس گرچہ بس کہ صدقہ شوم
کہ در سلک خریدار یافت باشم

ع اگرچہ کھوٹا میرا مال ہے۔ نادار ہوں میں
مجھے خوشی ہے کہ اک تیرا خریدار ہوں میں

سوموار ربیع الاول پیر کے دن اشراق سے فارغ ہوکر اخوند صاحب قمبر شاہ نے ایک صالح اور نیک سیرت سالک تھے، اور بڑے بڑے مشائخ سے استفادہ کر چکا تھا۔ اور عجیب بہترین اخلاق اور عمدہ طبیعت رکھتا تھا، پتھر کے دو ٹکڑے جو کہ کھجور کے گٹھلی کے برابر تھے، نکال کر حضرت صاحب کے ملاحظہ میں پیش کئے۔ اور نیا وضو بناکر فوراً شکرانے کے دو رکعت نماز ادا کی، اس فقیر نے اس کے متعلق پوچھا، کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ اخوند صاحب نے بیان فرمایا، کہ چار برس ہوئے کہ سنگ مثانہ یعنی مثانے کی پتھری کی بیماری میں مبتلا ہوں۔ جس کے علاج سے نا امید ہو چکا تھا۔ پس میں نے لاچار ہوکر حضرت صاحب سے التجا کی، اور اور ہر قسم کے علاج کو چھوڑ کر توبہ کرلی۔ اور دعا کا طالب ہوا، پس صفر کے مہینے میں پتھر کے چار عدد ٹکڑے جن میں سے دو یہ ہیں اور دو چھوٹے تھے، نکل آئے اور اگرچہ ان کے نکلنے کا راستہ تنگ تھا، مگر کسی قسم کی تکلیف یا درد محسوس نہ ہوا۔ اور جس رات حضرت صاحب کو خواب میں دیکھتا اس کی صبح کو پتھر کا ٹکڑا نکل آتا۔ اب میرے خیال میں کچھ رہ گیا ہے۔ وہ بھی نکل پڑے گا۔

دولت ہر دو جہاں خدمت درویشان ست
ملیہ فتنی ہمت درویشان ست

دونوں جہاں کی دولت خدمت ہے فقیروں کی
شاہی ہو یا حکومت ہمت ہے فقیروں کی

حضرت صاحب کی دعاؤں سے بہت سے خلاف معمول باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ جو کہ شمار نہیں کئے جا سکتے۔ الحمد للہ رب العلمین پھر اخوند صاحب نے اضحی کے نماز کے بعد فراغت کا وقت پاکر شکرانے

کے طور پر کچھ رقم نذر فرمایا۔ آپ نے فرمایا، کہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روح مبارک سے تعلق رکھتا ہے۔ حضرت صاحب کو اس وقت مجمل طور پر اور پھر خلوت میں مفصل طور پر عرض کیا، کہ اہل بیت میں سے یہ فلاں کی نذر ہے۔ کہ ادب بھی اس کے عظمت و عفت کی اعلیٰ مقام دیکھ کر ان کا نام نہیں لے سکتا۔ واللہ اعلم بالصواب دوسری بات یہ ہے کہ استخارہ کے دو رکعت اور دعائے استخارہ پڑھکر بعض باتیں اور بشارتیں صبح کی روشنی کی طرح ظاہر ہوئیں۔ ان کے ظاہر کرنے یا پوشیدہ رکھنے کے متعلق اللہ تعالیٰ کے دربار سے استخارہ کرتے، بعض امورات کے ظاہر کرنے کے متعلق اذن اور اجازت ملتا۔ اور بعض کے متعلق التوا اور تعطل کی ہدایت ہوتی۔ کہ دوسرے کسی مناسب وقت پر اس کا اظہار ہو جائے۔ اور نااہل غلط اندیش کج فہم لوگوں سے بھی ڈر محسوس ہوتا ہے۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی کے حق میں کوئی فتنہ جاگ اٹھے۔ یا حسد پیدا ہو جائے۔ اور غیبت پر امادہ ہوکر طعنے دے کر یا کچھ دوسری زبان درازی کر کے کہنے اور سننے والے کا بیڑہ غرق ہو یا بعض لوگ اپنے بدظنی کو چھپاکر ظاہر داری سے منافقانہ طور پر تعریف اور تحسین کرکے تردد اور پریشانی پیدا کریں۔ اس لئے مشائخ کرام کے احوال جو سن چکے ہوں۔ ابھی مصلحت وقت کا تقاضا یہ ہے۔ کہ ان واردات کو حروف مقطعات یعنی (کوڈ ورڈ Code word) میں اشارات اور علامتوں سے لکھا جائے۔ اور جس وقت اللہ کی مرضی ہو اور اس کا حکم ہو جائے۔ یعنی محرمانہ راز کے لئے اس سے پردہ اٹھایا جائیگا۔

سا کاش آنانکہ عیب من جستند رویت اے دلستان بدیدند۔ ے

۵۲

ے تا بجائے ترنج در نظر شش
بیخبر دستہائے برید ندے

ے جو مجھے کوس رہے ہیں۔ اے کاش
ترے رضا کو دیکھیں اک بار
ہاتھ کاٹیں بجائے نارنگی
ہوں ترے دید حسن سے سرشار

اس جگہ اصل نسخہ میں خالی سفید جگہ چھوڑ گیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جگہ حروف مقطعات کے لئے خالی چھوڑا گیا تھا۔ مگر حروف مقطعات کو نہیں لکھا گیا اور وہ جگہ خالی رہ گیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ فرمایا کرتے تھے، کہ چار شنبہ (بدھ) کے دن مدینہ شریف میں سورۂ فتح کی قرأت کرتے ہوئے (یہ کلام سنا)

ے شنید ستم کمانی نے یہ آواز
معانی در معانی راز اندر راز

ے نہ کلام نہ تھا جس میں صورت یا آواز
وہ تھا معانی و مطلب وہ تھا سر بسر راز

ے وہ جمال فزا اور روح پرور آواز تھی انت عبدی یعنی تم میرے بندے ہو۔ (سبحان اللہ) اگرچہ اس قسم کے واقعات نہیں لکھے جاسکتے، لیکن اس کے بیان کرنے سے بھی چھٹکارا نہیں اگرچہ حضرت صاحب کے تمام ... اور خلاف معمول عادتیں یعنی خوارق بہت زیادہ ہیں۔ اور ... تحریر کیا جائے۔ تو ایک پورا دفتر بن جائیگا۔

ے ... گر بارے انشا کنم مگر دفتر دیگر انشا کنم

۵۳

اگر میں کوئی تحریر لکھوں۔ تو ایک دوسری کتاب لکھوں گا۔
لہذا ارادت مندوں اور طلب کرنے والوں کی ترغیب کی خاطر اس باغ سے نمونہ پیش کیا گیا۔

مصرعہ قیاس کُن ز گلستان وی بہار درا
مصرعہ اس باغ کی رونق سے سمجھ فیض بہار کا

ایک دن حلقہ میں مریدوں میں سے ایک مرید نے اپنے کمال عقیدت سے یہ خواہش ظاہر کی۔ کہ حضرت صاحب کو اپنے گھر لے جاکر مہمانی میں اہل خانہ کو تلقین فرمائے۔ اور دوسرے مرید کے ذہن میں بایزید بسطامی کے الفاظ سبحانی ما اعظم شانی خلش کناں تھے۔ اسی وقت حضرت صاحب اسما پُر فیض مضمون سے گویا ہوئے۔

إنهم يحلون في حتك مالا يليق بكمال شان اقويلك من حقيقت بالاجبيل وينسبون بجاب تدسا مالا ينبغي بعلو شانا من التباس التقدس بالبشرية تعالى وتقدس ذاسنا عما يقولون علوا كبيرا.

اگر کوئی حاسد اپنی ناسمجھی کی وجہ سے اپنے جہل مرکب کے دھوکے میں پڑکر کوئی امر خلاف تعبیر کرے یا اپنی بے خبری کی وجہ سے اس کو خلاف واقعہ سمجھ لے تو یہ ایک دوسری بات ہے۔ اور اس پر بحث نہیں کرنی چاہیے۔

ے شپر اگر وصل آفتاب نخواہد
رونق بازار آفتاب نہ کاہد
چمگادڑ دل کی بات سے ہرگز نہ گھٹے گا
سورج کی وہ رونق تو بہر حال بڑھے گا

۵۴

ے قیل ان الالٰہ ذو ولدٍ
قیل ان الرسول قد کہنا

ے ما نجی اللہ والرسول معا
من لسان الوری فکیف انا

ے کہتے ہیں کہ اللہ بھی ہے۔ صاحب اولاد
کاہن ہے رسول عربی صاحب ارشاد
اللہ ورسول ان کی زبان سے نہیں محفوظ
کیا غم جو پڑے مجھ پر بھی تہمت کی کچھ افتاد

اس رسالے کے پورے ہونے پر اللہ کا ہزار بار شکر ہے۔ اور
اس کے ناظرین سے استدعا کرتا ہوں۔ کہ سلامتی ایمان کی دعا کریں
اور اللہ کے تمام پیغمبروں پر درود وسلام ہو۔ والحمد للہ رب العالمین
جمعہ شریف کے دن ربیع الاول کے تیس تاریخ نماز کے بعد مدینہ شریف
کے مسجد کے مشرقی کونے کے کمرے میں ۱۲۶۴ ایک ہزار دو سو چونسٹھ
ہجری نبوی میں لکھا گیا۔

ے باندیشہ بودم کہ در روزگار
چہ سازم کہ ماند ز من یادگار
کہ گردد شفیع گناہان من
کفارت بود بر عصیان من
طلب ساختم از خرد یاوری
بگو در چہ چیز ست بخت آوری
بگفت این رسالہ خوارق بگو کہ تا مرا خود کنی شست وشو

۵۵

مقولہ کہ کردم خرد را شمار
ہمیں بود تاریخ انجام کار
ہر آنکس درین نسخہ سازد نگاہ
دعائے کند بہر این پر گناہ

ترجمہ

مجھے تھا فکر کہ اس وقت میں کیا کام کروں
کہ جس سے زندہ پس مرگ اپنا نام کروں
میری گناہوں کی ہو جائے شفاعت اس سے
ہر اک خطا کی بھی ہو جائے کفارت اس سے
خرد سے پوچھ کے جو چاہی معاونت اپنی
کہ جس سے جاگ اٹھے بہرہ قسمت اپنی
کہا خرد نے کہ لکھ لیجئے خوارق کو
کہ اس سے صاف کرو بدعمل سابق کو
جو بوجھ ڈالا خرد نے کہ کیا ہیں یہ اشعار
کہا کہ کہیے تاریخ گفت اس سے شمار
کرے کوئی جو ان نوشتہ چند صفحوں پر نگاہ
دعا کرے کہ خدا عفو کرے میرے گناہ
اس کتابچے کا مادہ تاریخ رسالہ خوارق ہے۔ جس سے بحساب
ابجد ۱۲۶۴ نکل آتا ہے۔

اور وہ بشارت جس سے اس رسالہ کا اختتام ہوتا ہے۔ وہ بشارت ودمژدہ
یہ ہے کہ جب جناب سیدنا محمد رسول اللہ صلعم کو اختیار دیا گیا۔ کہ محبوبیت اور عبودیت میں کسی ایک

کو پسند کر کے اختیار کر لیجئے۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبودیت کو پسند فرمایا۔

عبدہ ورسولہٗ۔

اُن کا ایک قلیل حصہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ سعادت کے بل بوتے پر سپردِ قلم کرتا ہوں۔ تاکہ محفوظ رہیں۔ اپنی یادداشت اور حافظے سے بعض کو مجمل طور پر اور بعض کو اشاروں میں تحریر کرتا ہوں۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ محرم الحرام کے آخری دنوں میں منگل کے دن صبح سویرے فجر کے حلقے کے اوپر جنات کے ایک گروہ کی حاضری محسوس ہوئی۔ جی میں آیا کہ اگر یہ بیعت ہو جائیں تو بہتر ہوگا۔ لیکن پھر اس بات نے موافقت نہ کی یہاں تک کہ جمعہ شریف کی رات کو بارہ گھنٹے کے مسجد کی جنوبی احاطے میں ایسے واردات محسوس ہونے لگے۔ پہلی بار کی طرح پھر جنات کی کثرت اور بھیڑ ہوگئی کہ اس آیت شریف کے مطابق کہ وہ "کَادُوْا یَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِ لِبَدًا" ۔ آپ پر ٹوٹے پڑتے تھے۔ اُن سب سے اس کلمہ پر کہ "ربنا اللہ" ربنا اللہ ہمارا رب اللہ ہے۔ ہمارا رب اللہ ہے بیعت لی۔ دوسری بات یہ کہ اس مذکورہ مسجد میں ظہر کے بعد اوپر کے ذکر شدہ واقعہ سے قبل کہ میں نے پہلے پہلے اُن ہی دنوں حضرت صاحب کی خدمت میں رہنے کی سعادت حاصل کی تھی۔ اس مولوی غلام رسول کو ہدایت فرمائی۔ کہ تمہارے دل کی کدورتوں کے ازالہ کے لئے مجھے تین چیز بذریعہ الہام بتائی گئی ہیں۔ کہ فاسق اور دنیا دار لوگوں کی مدح اور تعریف کرنے سے جو ریا ہی اور کدورت تمہارے دل میں پیدا ہوئی ہے۔ اللہ کے صالح اور نیک لوگوں کی منقبت سے اور ناشائستہ لوگوں کی صحبت اور مجلسوں کی کدورتیں قرآن کریم کی تلاوت

سے اور اپنے روحانی حلاوت کو بڑھانے کے لئے ہم سے محبت کرنا اور عقیدت وارادت رکھنا کافی ہے۔ دوسری بات یہ کہ پیر کے دن موضع کوگگو علاقہ بونیر میں صبح سے تھوڑی دیر پہلے خواب میں جناب رسالت مآب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عالم معمر شخص کی شکل وصورت میں جو کہ حضرت صاحب کا ہمنام تھا۔ ایک زاہد شخص جو کہ جبریلؑ تھا۔ اور دحیۃ الکلبی (ایک صحابی کا نام ہے) رضی اللہ عنہ کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اور مجھے خوشی اور بشارت سے فرماتے ہیں۔ کہ تم ہمارے ساتھ اٹران کرو۔ اس سے میں کچھ نہ سمجھ سکا۔ میں نے معقول عذر کیا کہ آپؐ کی صحبت حاصل کرنے کے لئے یہی کام (اٹرام) کروں۔ تاکہ حضور اولوالعزم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن حلقے میں شامل ہو سکوں۔ ان مقامات میں جیسا کہ بکمال رحمت اور شفقت سے مجھ فقیر کے ہاتھ کو بوسہ دے رہے تھے چنانچہ نصیب ہوتا ہے۔ کہ

> اگر بادشاہ بر در پیر زن
> بیاید تو اے خواجہ سبلت مکن

> گر ایک عجوزہ کے گھر بادشاہ آ جائے
> تمہارے دل کو کیوں یہ مکر و غم ستا جائے

دوسری بات یہ ہے۔ کہ جمعہ کے دن ننگی۔ کے مقام پر عظیم الشان واردات رونما ہوئے۔ جسکی روداد کی تشریح اور تفصیل بیان کرنے کی اجازت نہیں۔ مگر جیسا کہ بزرگوں نے کہا ہے۔ کہ

> سخن را بہ نوک قلم بند کن
> کہ از یاد مردم گریزاد سخن

قلم کی نوک سے کر بند بات میری جان
کہ بھاگتی ہے دماغوں سے ہر گھڑی ہزان

سبحان اللہ یہ کتنی بڑی اور گراں قدر نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کسی کو اپنے فضل وکرم احسان وعنایت سے اپنے مقام عبودیت میں قبول فرمائے۔ اور اسی پیارے نام سے یاد فرمائے اور اس دل پذیر اور روح پرور خطاب سے مخاطب فرمائے۔ اس کے متعلق حضرت جی صاحب خوشی محسوس کرتے ہوئے ارشاد فرماتے تھے۔ جس کو میں نے نظم کا لباس پہنایا ہے

ہما و جملہ یاران وفا کیش
مریدان سعادت مندی اندیش
دریں دنیا و در وار قیامت
اگر بردند ایمان با سلامت
ز جملہ مژدہ ہائے پر ز امید
کہ باشد فخر ثمرات جاوید
اشارت فخر بند این بشارت
کہ از شادی نگنجد در عبادت
ہمیں بس کز جناب پاک حمدی
شنیدستم خطاب انت عبدی

ترجمہ

ہمیں سب دوستان باوفا کو
مریدان باسعادت باصفا کو

یہاں سے لے کر تا دار قیامت
اگر لے جائیں ایمان با سلامت
ہے سب خوش خبریوں سے خوب و بہتر
کہ ہمیں شیریں میوے اس کے یکسر
عطا کردی اشارت میں بشارت
نہیں تحریر میں آتی مسرت
ہے بس کافی اشارت یہ جو کردی
سُنی جب سے خطاب انت عبدی

آج بتاریخ ۵ جمادی الاول ۱۳۲۵ھ ہجری بروز بدھ مطابق ۲۸ فروری ۱۹۱۷ء بمقام کوہاٹ بوقت نماز عصر اس رسالے مسمی بہ خوارق کو من مسمی صاحبزادہ عبدالحی نے اس نسخہ سے نقل کیا۔ جس کو میرے والد محترم صاحب صاحبزادہ سید احمد صاحب مرحوم نے اپنے ہی دستخط سے ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۰۶ مطابق ۲۷ فروری ۱۸۸۹ کو مصنف صاحب کی اصل نسخہ سے نقل فرمایا تھا۔

فقط

ترجمہ از

فقیر حاجی عبدالرزاق کوثر لوند خوڑ ضلع مردان

مولانا غلام رسول ـــــ قلعہ میہاں سنگھ

نقہائے پاک وہند (جلد سوم، ناشر ادارۂ ثقافت اسلامیہ لاہور) کے مصنف نے مولانا غلام رسول قلعہ میہاں سنگھ کے حالات کا تذکرہ اپنی کتاب میں کیا ہے جس سے اہم اقتباسات قارئین کی دلچسپی کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔

خطۂ پنجاب میں بے شمار علماء، محدثین اور صوفیا، وفقہاء پیدا ہوئے جن کی علمی مساعی اور فقہی کاوشوں سے لاتعداد لوگوں نے استفادہ کیا، ان اعاظم رجال میں ایک بزرگ مولانا غلام رسول تھے جو ضلع گوجرانوالہ کے ایک قصبے قلعہ میہاں سنگھ میں فروکش تھے، اعوان برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ اور ان کا خاندان کئی پشتوں سے علم وفضل اور تصوف وصالحیت میں مشہور تھا۔ ان کا سلسلۂ نسب یہ ہے:۔

غلام رسول بن رحیم بخش بن نظام الدین بن بہاؤ الدین بن محمد اکرم بن حافظ عصمت اللہ بن عبداللہ بن سکندر بن نور محمد بن پیر محمد۔ یہ تمام بزرگ اپنے دور کے عالم، فاضل، صوفی اور دیندار لوگ تھے، وعظ ونصیحت اور تحقیق مسائل میں اس نواح کے باشندے انہی سے رجوع کرتے تھے اور اس اعتبار سے ان کو مراجع خلائق کی حیثیت حاصل تھی۔

مولانا غلام رسول کے دادا مولوی نظام الدین جو تدین وتقوٰی کی دولت سے مالامال تھے۔ فارسی کے بہت اچھے شاعر بھی تھے، وہ خادم تخلص کرتے تھے۔،

نظامی گنجوی کے تتبع میں انہوں نے فارسی مثنوی بھی لکھی تھی جو اُس عہد میں بہت مقبول ہوئی تھی۔

ولادت

یہ خاندان ضلع گجرات کے موضع سکندر پور میں سکونت پذیر تھا، وہاں کی سکونت ترک کرکے یہ لوگ ضلع گوجرانوالہ کے ایک گاؤں کوٹ بھوانیداس میں آبسے تھے، وہیں ۱۲۲۸ھ (۱۸۱۳) میں مولوی غلام رسول پیدا ہوئے، ان کی ولادت کے سلسلے میں دو واقعے قابلِ ذکر ہیں۔

ایک واقعہ یہ ہے کہ مولوی غلام رسول کے دادا مولوی نظام الدین خادم کے ایک دوست کا نام میاں محمد یوسف تھا جو ضلع گوجرانوالہ کے ایک مقام بیرد کوٹ کے رہنے والے تھے، بہت متقی اور پرہیزگار بزرگ تھے، نجاری کا کام کرتے تھے کوٹ بھوانیداس سے پیرد کوٹ تقریباً چار میل کے فاصلے پر ہے، میاں محمد یوسف کا یہ معمول تھا کہ وہ ایک دن چھوڑ کر پھر دوسرے دن مولوی نظام الدین سے ملنے کوٹ بھوانیداس آتے تھے، مولوی غلام رسول کے بڑے بھائی کا نام غلام محمد تھا، جو طبابت کرتے تھے اور دینی علوم سے بہرہ ور تھے۔ ان کی پیدائش کے بعد میاں محمد یوسف نے مولوی غلام رسول کے والد مولوی رحیم بخش سے کہا:

"آپ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا، اس کا نام غلام رسول رکھنا، یہ عالم باعمل صوفی باکمال، متبع سنتِ نبویؐ، مقتدائے انام اور ہادیٔ کتاب وسنت ہوگا۔ لوگ اس کے علم وعرفان اور مواعظ ونصائح سے استفادہ کریں گے۔"

دوسرا واقعہ جو لائقِ تذکرہ ہے۔ یہ ہے کہ غلام رسول کی ولادت سے پہلے ان کی ماں نے خواب دیکھا کہ چودھویں رات کا چاند ان کی جھولی میں آگرا ہے اور دور دور تک اس کی روشنی پھیل گئی ہے اور چاند مسلسل بڑھتا جا رہا ہے۔

معبروں سے خواب کی تعبیر پوچھی گئی تو بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ انھیں ایک ایسا بیٹا عطا فرمائے گا جو صاحب ورع و تقویٰ ہوگا، اور بہت سے لوگ اس سے مستفید ہوں گے[1]

عالمِ طفولیت

غلام رسول ابھی عالم طفولیت ہی میں تھے کہ ان کے عمل و حرکت سے ایسے آثار نمایاں ہونے لگے جو زہد و اتقا کے سلسلے میں ان کے تابناک مستقبل کی نشاندہی کرتے تھے۔ مثلاً وہ عام بچوں کی طرح کھیل کود کے عادی نہ تھے، اپنے ہم عمر بچوں کو شرارتوں سے روکتے اور گالی گلوچ سے منع کرتے تھے، مزاج میں نرمی اور انکسار کا غلبہ تھا۔ بڑوں کا احترام بجا لاتے، اور آگے بڑھ کر ان کو سلام کرتے، والدہ نمازیں مشغول ہوتیں تو خاموشی سے ان کے پاس بیٹھ جاتے، قرآن مجید پڑھا جاتا تو چپ چاپ بیٹھے سنتے رہتے، ان اوصاف کی وجہ سے وہ بچپن ہی سے "متقی" مشہور ہو گئے تھے، گاؤں کے مسلمان اور ہندو ان کی تعریف کرتے، اور ان کے والد مولوی رحیم بخش سے کہا کرتے تھے کہ آپ کا بیٹا بڑا اسعادتمند ہے اور اس کی عادات و اطوار اولیاء اللہ سے ملتی ہیں، اس بچے سے لوگوں کی عقیدت کا یہ حال تھا کہ کوئی بیمار ہو جاتا تو اس سے پانی دم کراتے اور بیمار پر چھڑک دیتے، بعض لوگ مریضوں پر دم کرانے کے لئے اس کو اپنے گھر لے جاتے، اور مریض اس کے دم سے واقعی اچھا بھلا ہو جاتا، کسی کی کوئی چیز گم ہو جاتی تو اس بچے سے دعا کرائی جاتی اور چیز کہیں نہ کہیں سے مل جاتی[2]

[1] سوانح حیات مولوی غلام رسول، ص۲۳
[2] ایضاً ص۲۳،۲۴

تعلیم و تربیت

پانچ برس کے ہوئے تو اس زمانے کے دستور کے مطابق قرآن مجید پڑھنے کے لئے ان کو مسجد میں لے جا کر معلم کے سپرد کیا گیا کہ والدین اور معلم کو نہایت پریشانی ہوئی کہ پڑھنے لکھنے کی صلاحیت سے یکسر عاری اور حفظ و ذکاوت کی نعمت سے ذہن بالکل خالی، بڑی مشکل سے ناظرہ قرآن مجید پڑھا، والد انتہائی متفکر کہ جو لڑکا بچپن ہی میں نیک اور پرہیزگار مشہور ہے اور لوگ جسے "متقی" کہتے ہیں، وہ پڑھنے لکھنے کے اوصاف سے تہی دامن ہے، توقع کچھ اور تھی ظہور میں کچھ اور ہی آرہا ہے، اسی طرح کئی سال گذر گئے —— ایک دن خود غلام رسول نے خواب دیکھا کہ وہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی حویلی میں اذان دے رہے ہیں، اور اذان کی آواز سن کر ہجوم در ہجوم ان کی طرف آرہے ہیں۔ صبح ہوئی تو خواب اپنے دادا حافظ نظام الدین خادم کو سنایا، انھوں نے تعبیر دی کہ بہت سے لوگ تیرے ہاتھ پر مسلمان ہوں گے، اس واقعہ سے چند روز بعد حافظ نظام الدین کو اسہال کا عارضہ لاحق ہو گیا، ایام مرض میں غلام رسول نے ان کی بہت خدمت کی، اور حافظ صاحب نے اپنے اس پوتے کو بہت دعائیں دیں۔

اسی اثنا میں ایک بزرگ حضرت کاکا شاہ (جو موضع گڈکور ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے) کوٹ بھوانیداس میں حافظ نظام الدین سے ملاقات کے لئے تشریف لائے، وہ حافظ صاحب سے قلبی تعلق رکھتے تھے۔ حافظ صاحب نے ان کو بتایا کہ غلام رسول نے میری بے انتہا خدمت کی ہے، میں نے اس کے لئے بارگاہِ خداوندی میں فیض رسانی کی دعا کی ہے، اب میرا وقتِ رحلت قریب ہے، میرے بعد اس کی روحانی تربیت اور ظاہری پرورش کا اہتمام آپ

کے ذمے ہے، جب تک آپ زندہ ہیں، اس کا خیال رکھیں ایسا نہ ہو کہ یہ لڑکا ضائع ہو جائے ——— شاہ صاحب نے اس ذمہ داری کو نبھانے کا عہد کیا، اور فی امان اللہ کہہ کر تشریف لے گئے۔ اس سے دوسرے دن حافظ نظام الدین وفات پا گئے۔

چند روز بعد حضرت کاکا شاہ پھر کوٹ بھوانیداس آئے، اور غلام رسول سے ملے، گلے لگایا اور کچھ پڑھنے کی تلقین فرمائی، حافظ صاحب کی قبر پر جانے کے لئے بھی کہا، دوسرے دن پوچھا جو کچھ میں نے بتایا تھا وہ پڑھا، عرض کی "حضرت! میں تو وہ الفاظ بھول گیا ہوں"۔ شاہ صاحب نے ہنس کر فرمایا "حافظہ ندارد" پھر انہیں اپنے پاس بلا کر فرمایا "تم میرے دوست کے پوتے ہو اور تمہارے بارے میں انہوں نے مجھے خاص طور سے وصیت کی ہے"۔ ——— یہ کہہ کر غلام رسول کے سینے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا "برخوردار کہو "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْ عِلْمِيْ وَعَمَلِيْ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا" ——— اسوقت غلام رسول کی عمر ۱۲ برس تھی[1]

یہاں یہ یاد رہے کہ اس زمانے میں کوٹ بھوانیداس میں متعدد اہل علم وارباب تصوف سکونت پذیر تھے اور مولوی نظام الدین کی وجہ سے بہت سے صلحا و اتقیاء کی وہاں آمد و رفت تھی۔ اسی بناء پر مشہور تھا:

کوٹ بھوانیداس دا بغداد اے پنجاب دا

بہر حال کچھ دن کاکا شاہ صاحب کوٹ بھوانیداس میں مقیم رہے، جانے لگے، تو غلام رسول دور تک ان کے ساتھ گئے، رخصت ہوتے وقت فرمایا:

---

[1] سوانح حیات مولوی غلام رسول ص ۲۵ تا ۲۷

"بیٹے میں جب بھی تمہیں بلاؤں مجھے ضرور ملنا۔ جسطرح بھی ہو سکے، کتابیں پڑھ لو، زیادہ محنت کرنے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، اللہ تعالٰے خود تمہاری حفاظت کرے گا، وہی تمہیں کتابیں اور ان کے مضامین حفظ کرائے گا۔ محنت و مشقت جسقدر ہو سکے یادِ خدا میں کرو"۔ اس کے بعد دعا کی اور تشریف لے گئے[1]

مولانا غلام رسول فرماتے ہیں جس دن شاہ صاحب نے میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر مجھے دعا کی تلقین کی تھی، اس دن کے بعد میری یہ کیفیت ہو گئی، کہ اگر میں نے کسی کتاب کے سو صفحات کا بھی مطالعہ کیا ہے تو کتاب کے الفاظ اگر تمام و کمال یاد نہیں رہے تو مطالب ضرور ذہن میں محفوظ ہو گئے[2]

اب اللہ نے حصول علم کے لئے ان کا سینہ کھول دیا اور وہ باقاعدہ طلب علم کی راہوں پر گامزن ہو گئے، اس کے ساتھ ساتھ ذکر الٰہی اور وظائف و اوراد کو بھی اپنا معمول ٹھہرا لیا۔ یعنی علم ظاہری اور علم باطنی دونوں کے لئے کمر ہمت باندھ لی، اور اللہ نے دونوں میں حصہ وافر عطا فرمایا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

حضرت کاکا شاہ صاحب کے تشریف لے جانے سے چند روز بعد غلام رسول گاؤں سے چلے اور لاہور آ گئے۔ وہاں بازار حکیماں کی لال مسجد میں موضع بگہ[3] کے مولانا غلام محی الدین بگوی کا سلسلۂ درس جاری تھا، اس

---

[1] سوانح حیات مولوی غلام رسول ص ۲۹

[2] ایضاً ص ۲۹

[3] بگہ، ضلع سرگودھا میں بھیرہ کے قریب ایک مشہور جگہ ہے جسے کسی زمانے میں علم (علماء)
(باقی اگلے صفحہ پر)

میں شریک ہو گئے، اور باقاعدہ حصولِ علم کا آغاز کیا۔ دو مہینے بعد خواب میں حضرت کاکا شاہ کو دیکھا کہ وہ فرما رہے ہیں" تم مجھے ضرور ملو" صبح اُٹھتے تو مولانا غلام محی الدین بگوی سے اجازت لی، اور موضع گڈ گور پہنچے، شاہ صاحب انھیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے، کچھ نصیحتیں کیں، وظائف بتائے، اتباع سنت پر قائم رہنے کی تلقین فرمائی۔ صحابہ کرام کا عملی نمونہ بننے کا درس دیا، اور حصولِ علم کی تاکید کی۔

مولانا غلام رسول فرماتے ہیں، شاہ صاحب کی ان باتوں سے میں نہایت متاثر ہوا، ان کی ہر بات دل میں اترتی اور ذہن میں پیوست ہو جاتی تھی — ان کے دلنشین وعظ اور اثر میں ڈوبے ہوئے سلوب کلام کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام مدارج محبت کا مرکز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس قرار پاگئی اور قلب کی گہرائیوں میں ایسا جذبہ پیدا ہوا کہ اتباع رسول اور پیروی سنت کے لئے

---

[1] کے مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ مولانا غلام محی الدین بہیں کے رہنے والے تھے، اور اپنے عہد کے نامور عالم اور فقیہ تھے۔ ۲ محرم ۱۲۱۰ھ (۱۷۹۵ء) کو بگہ میں پیدا ہوئے۔ قرآن مجید حفظ کرنے اور ابتدائی تعلیم کے بعد اپنے بھائی مولانا احمد الدین بگوی کے ساتھ دہلی گئے۔ مولانا شاہ محمد اسحٰق دہلوی سے حدیث پڑھی۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے سند حدیث حاصل کی اور شاہ غلام علی مجددی کے حلقۂ بیعت میں داخل ہوئے۔ ۱۲۳۱ھ کو وطن واپس آئے۔ والد صاحب حافظ نور حیات، وفات پا چکے تھے، ان کی مسند درس کو رونق بخشی۔ فقیر عزیز الدین کی درخواست پر لاہور آئے اور بیس برس تک بازار حکیماں کی لال مسجد میں درس حدیث دیتے رہے۔ بے شمار علماء و طلباء نے ان سے استفادہ و استفاضہ کیا۔ بعد ازاں اپنے وطن بگہ چلے آئے۔ ۳۰ شوال ۱۲۷۳ھ کو وفات پائی۔

جب جان بھی چلی جائے۔ اور میرے جسم کے پرزے اُڑا دیئے جائیں تو بھی مجھے کوئی پرواہ نہ ہوگی اور میں اس نعمت عظمیٰ کو کسی صورت میں بھی ہاتھ سے نہ جانے دوں گا۔ اس دن سے مجھے ایسے محسوس ہونے لگا، کہ میں آنحضرتؐ کی ذات ستودہ صفات کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں۔ اگر مجھ سے خلاف سنت کوئی کام ہونے لگتا تو ایسے معلوم ہوتا کہ خود آنحضرتؐ اس سے منع فرما رہے ہیں میں ہر وقت نشۂ محبت رسولؐ میں سرشار رہتا تھا۔ [1]

شاہ صاحب سے اجازت لے کر مولانا غلام رسولؐ واپس آنے لگے۔ تو فرمایا "غلام رسول! میری زندگی میں مجھ سے ملتے رہنا۔ شاید تم میری باقیات صالحات میں سے ہو اور ممکن ہے یہی بات میرے لئے ذریعہ نجات بن جائے۔ دیکھو علم حاصل کرنے میں ہرگز کوتاہی نہ کرنا۔

اس واقعہ پہ کچھ عرصہ گزرا تھا، کہ مولانا غلام محی الدین لاہور سے اپنے وطن بگہ تشریف لے گئے۔ اور ان کی جگہ ایک اور عالم کو مدرس مقرر کر لیا گیا۔ جو علم میں تو بلاشبہ کامل تھے۔ مگر عمل میں ان کا درجہ کم تھا۔ مولانا غلام رسول نے ان سے علم نحو کی کتابیں ہدایت النحو اور کافیہ پڑھیں۔ اسی اثنا میں ایک رات مولانا غلام رسول نے خواب دیکھا کہ حضرت کاکا شاہ صاحب نے ان سے ملاقات کے لئے فرمایا ہے مولانا نے اُستاد سے وہاں جانے کی اجازت طلب کی۔ لیکن استاد نے اجازت نہ دی۔ دوسری رات پھر وہی خواب دیکھا۔ استاد نے اب بھی اجازت دینے سے انکار کیا، تیسری رات خواب دیکھا کہ شاہ صاحب فرما رہے ہیں۔ [illegible] تم سے آخری ملاقات ہے تم لاہور سے بگہ چلے جاؤ [illegible]

---

[1] سوانح حیات مولوی غلام رسول ص ۲

استفادہ کرو، تمہارے موجودہ استاد دین دار نہیں ہیں:" اب مولانا غلام رسول نے کتابیں اٹھالیں اور استاد سے اجازت لئے بغیر لاہور سے روانہ ہوئے۔ اور حضرت کاکا شاہ صاحب کے گاؤں گڈگوڑ پہنچے۔ لیکن ان کے وہاں پہنچنے سے قبل شاہ صاحب وفات پاچکے تھے۔ ان کی قبر پر گئے۔ نماز جنازہ پڑھی۔ پھر اپنے گاؤں واپس آگئے۔ بیٹے کو دیکھ کر ان کے والد رحیم بخش بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا " اچھا ہوا تم آگئے اور مجھ سے ملاقات ہوگئی" دوسرے دن مولوی رحیم بخش نماز عصر ادا کر رہے تھے کہ چوتھی رکعت کے سجدے میں جان جان آفریں کو دے دی۔ سعادت مند بیٹے نے پدر بزرگوار کو غسل دیا اور کفن دفن کا انتظام کیا۔ چند روز وہاں مقیم رہے پھر بگہ تشریف لے گئے۔ وہاں غلام محی الدین بگوی کے برادر صغیر مولانا احمد الدین بگوی کا سلسلۂ درس جاری تھا۔ اس میں شامل ہوگئے۔ اور پھر تمام درسی کتابوں کی تکمیل انہی سے کی۔

ے مولانا حافظ احمدالدین بگوی ۱۲۱۰ھ میں موضع بگہ (ضلع سرگودھا) میں پیدا ہوئے۔ علم بیان و معانی میں مطول اور فقہ میں شرح وقایہ تک کتابیں اپنے بڑے بھائی مولانا غلام محی الدین بگوی سے پڑھیں اور بعد ازاں انہی کی معیت میں مزید حصول علم کے لئے دہلی گئے۔ اور حضرت شاہ محمد اسحاق دہلوی سے استفادہ کیا۔ چودہ سال وہاں قیام فرما رہے اور علوم قرآن، حدیث و فقہ اور دیگر علوم مروجہ کی تکمیل فرمائی۔ شاہ محمد اسحاق صاحب سے سند و اجازہ کا شرف حاصل کیا۔ اور واپس وطن آکر مسند تدریس آراستہ کی۔ بے شمار لوگ ان سے مستفید ہوئے۔ اور اپنے علاقے میں تبلیغ اسلام اور اشاعت علم کا مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ حضرت ممدوح بہت متقی اور بلند اخلاق عالم دین تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف اور عربی کے اچھے شاعر تھے۔ پنجاب کے اس نامور عالم نے ۳ شوال ۱۲۸۶ھ کو وفات پائی (تفصیل دیکھئے فقہائے پاک و ہند تیرھویں صدی ہجری جلد اول ص ۔۔۔)

قلعہ میہاں سنگھ میں سکونت

موضع بگہ کے مولانا احمد الدین بگوی سے تحصیل علم کے بعد مولانا غلام رسول واپس اپنے گاؤں کوٹ بھوانیداس آگئے۔ اس سے قبل سردار میہاں سنگھ (جس کے نام سے قلعہ میہاں سنگھ کا قصبہ موسوم ہے) مولانا غلام رسول کے والد مولوی رحیم بخش سے علم حاصل کرتا رہا تھا۔ وہ مولانا کے بڑے بھائی حکیم غلام محمد کو قلعہ میہاں سنگھ لے آیا تھا۔ اور ان کے علم و فضل اور تدین اور تقویٰ سے بہت متاثر تھا۔ بڑے بھائی کے ساتھ مولانا غلام رسول بھی یہیں آگئے۔ اور پھر اسی قصبے میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ یہاں انہوں نے تعلیم و تدریس کا سلسلہ بھی شروع کردیا اور خطابت اور امامت کی ذمہ داریاں بھی سنبھال لیں۔ یہاں آنے کے بعد ان کے علم و عرفان کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ اور لوگ وسیع تعداد میں ان کی خدمت میں حاضر ہونے لگے جو ان سے علم بھی حاصل کرتے تھے۔ اور تصوف و سلوک کا درس بھی لیتے تھے۔ بلاشبہ وہ اپنے دور کے جید عالم، صاحب اتقا صوفی و سالک اور عارف باللہ تھے۔

اخوند صاحب سوات سے ملاقات

مولانا غلام رسول پر اب یہ کیفیت طاری تھی۔ کہ ہر آن محبت الٰہی میں سرشار اور توحید میں سرمست رہتے۔ جس طرف کسی سے کوئی معرفت کا پتہ چلتا، اسی طرف دوڑ پڑتے۔ اس راہ کی مشکلات کو عبور کرنے میں وہ انتہائی خوشی محسوس کرتے اور مجاہدہ و ریاضت کی کٹھن منزلوں سے گزرنا ان کے لئے باعث مسرت ہوتا۔ انہیں معلوم ہوا کہ سوات میں ایک بزرگ کامل اخوند صاحب فروکش ہیں۔ بہت سے جویان حق ان کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں۔ مولانا غلام رسول وہاں پہنچے اور اخوند صاحب سے ملے۔ مولانا فرماتے ہیں۔ اخوند صاحب عابد و

زاہد در متقی بزرگ ہیں۔

وہاں انہیں اطمینان قلب حاصل نہیں ہوا۔ صرف دو دن اُن کے ہاں ٹھہرے اور واپس چلے گئے۔[1]

سیدامیر صاحب کی خدمت میں

واپسی پر علاقہ ہزارہ کے ایک مقام تربیلہ میں آئے تو ان کی ملاقات وہاں کے ایک ارباب (یعنی رئیس یا نمبردار) سے ہوئی۔ ارباب صاحب نے ان کو اپنا مہمان ٹھہرایا۔ گفتگو شروع ہوئی تو انہوں نے مولانا غلام رسول سے اس تکلیف دہ اور طویل و عریض سفر کا سبب دریافت کیا۔ مولانا نے جب تفصیل بیان کی تو ارباب صاحب نے ان کو سید امیر صاحب ساکن کوٹھا کا پتہ دیا، اور یہ بھی بتایا کہ وہ خود بھی سید امیر صاحب کے مرید اور عقیدت مند ہیں۔ اور کہا کہ وہ عبادت و زہد میں یکتا ہیں۔ علم و فضل کے زیور سے بھی آراستہ ہیں اور عامل کتاب و سنت بھی ہیں۔ ارباب صاحب نے سید امیر صاحب کی بہت تعریف کی۔ حضرت سید امیر صاحب کے بارے میں ارباب صاحب کی باتوں سے وہ اس درجے متاثر ہوئے کہ بڑی مشکل سے وہاں ایک رات گزاری۔ فجر کی نماز پڑھی اور عازم کوٹھا ہوگئے۔ سید امیر صاحب سے ملاقات ہوئی تو خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ سلسلہ بیعت سے متعلق پوچھا تو سید امیر صاحب نے بتایا "میں بیعت شدہ سید صاحب بریلوی مرشد مولوی اسماعیل صاحب شہید کا ہوں۔"[2] سید امیر صاحب کو حضرت سید احمد بریلوی سے فیض حاصل تھا۔ اور

---

[1] سوانح حیات مولوی غلام رسول ص ۳۰

[2] سوانح حیات مولوی غلام رسول ص ۳۶

بلاشبہ وہ بہت متقی اور پرہیزگار عالم تھے۔[1]

مولانا غلام رسول کو سید امیر صاحب نے سینے سے لگایا۔ اور فرمایا تم روحانی اعتبار سے تعجب انگیز استعداد کے حامل ہو۔ تیری خوشی کی جس کوئی انتہا نہیں اور میری خوشی کا بھی کوئی حساب نہیں۔ مجھے آج تک تیرے جیسا مشتاق سنت نہیں ملا۔ الحمدللہ کہ اس نے تمہیں بدعتیوں اور بے راہ رو لوگوں سے بچالیا۔[2]

---

[1] اخوند سید امیر صاحب نے "ملا صاحب کوٹھا" کے نام سے شہرت پائی کوٹھا تحصیل صوابی ضلع مردان کا ایک مشہور مقام ہے سید امیر صاحب یہیں کے رہنے والے تھے۔ اور سید احمد صاحب بریلوی کے مخلص ارادت مند تھے۔ بیعت اقامت شریعت کے بعد سید احمد بریلوی نے انہیں کوٹھا کا قاضی مقرر کردیا تھا۔ حالانکہ ۱۲۴۴ھ میں مگر ان کے ہم پانا عدہ قضا نامہ جاری ہوا۔ سید صاحب سے تعلق ارادت کی بنا پر کوٹھا صاحب گوناگوں مصائب و آلام کا ہدف بنے۔ ایک موقع پر انہیں "وہابیت" سے متہم کیا گیا۔ اور اُن کی زندگی خطرے میں پڑ گئی، لیکن وہ اپنے موقف و مسلک پر قائم رہے۔ اکابر ہند میں سے دو بزرگوں کو ملا صاحب کوٹھا سے خاص تعلق پیدا ہوا ایک مولانا غلام رسول قلعہ میہاں سنگھ کو اور دوسرے مولانا سید عبداللہ غزنوی کو حضرت جی صاحب کوٹھہ کے حقیقی بھانجے صاحبزادہ عبدالرؤف کو خانہ داماد بنالیا تھا۔ وہ بھی اجل عالم تھے۔ عالم جوانی میں انہیں شہید کردیا گیا تھا۔ ان کے صاحب زادے (یعنی ملا کوٹھہ صاحب کے نواسے) صاحب زادہ نواب سردار عبدالقیوم خان تھے۔ جو اس ملک کی سیاست میں خاصے نامور ہوئے۔ اور تعلیمی خدمات کی اعتبار سے وہ صوبہ سرحد کے سرسید کہلائے۔

[2] حیات مولوی غلام رسول ص ۴۰۔

مولانا چند روز سید امیر صاحب کی خدمت میں رہے۔ اور پھر واپس قلعہ میہاں سنگھ آ گئے۔ اب ان کی دنیا بالکل بدل چکی تھی یادِ الٰہی اور اتباعِ سنت ان کا اصل مشغلہ قرار پا گیا تھا۔ جو طالب علم ان سے تعلیم حاصل کرتے تھے، انہیں بھی جواب دے دیا۔ قلب پر خوفِ خدا نے غلبہ حاصل کر لیا تھا۔ اور زبان اس کے ذکر سے تر رہتی تھی۔

خواجہ سلیمان تونسوی سے ملاقات

اس زمانے میں خواجہ سلیمان تونسوی کے تصوف و ریاضت کا بہت شہرہ تھا۔ مولانا غلام رسول کے دل میں ان سے ملاقات کی خواہش نے کروٹ لی۔ اور عازم تونسہ ہوئے۔ تونسہ سے کچھ فاصلے پر ایک گاؤں میں پہنچے تو سورج غروب ہو گیا اور وہیں رہ پڑے اس گاؤں کی مسجد کے امام صاحب نیکی و تدین کے اوصاف سے متصف تھے اور حدیث و فقہ اور دیگر علوم متداولہ میں درک رکھتے تھے وہ نہایت تکریم سے پیش آئے۔ اور مولانا کو کھانا کھلایا۔ اثنائے گفتگو میں جب انہیں پتہ چلا کہ مولانا علم و فضل کی دولت سے بہرہ ور ہیں۔ تو ان سے بعض مشکل علمی مسائل دریافت کیے۔ مولانا نے جو جواب دیا۔ اس سے وہ متاثر ہوئے اور تسکین خاطر ہوئی۔ پھر پوچھا۔

"آپ کہاں جا رہے ہیں؟"

فرمایا "خواجہ سلیمان کے پاس تونسے جا رہا ہوں"

بولے "وہاں تو بدعات کا زور ہے، آپ کا وہاں جانا مناسب نہیں بہتر یہی ہے کہ آپ وہاں نہ جائیں"

لیکن مولانا نہیں مانے اور وہاں جانے پر مصر رہے اب امام صاحب نے دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھائے اور اللہ سے دعا مانگی کہ:

"اے اللہ! اگر میں اپنے عقیدے میں سچا ہوں اور وہ شخص ایسا ہی ہے جیسا کہ میں جانتا ہوں تو مولوی غلام رسول کو اس کی ملاقات کا موقع نہ دے"

مولانا غلام رسول جب تونسہ پہنچے تو خواجہ سلیمان صاحب وہاں موجود نہ تھے۔ اور وہاں سے بہت دور کہیں دورے پر تشریف لے گئے تھے۔

مولانا پھر اسی گاؤں میں اسی امام صاحب کے پاس آ گئے۔ اور خواجہ صاحب سے ملاقات نہ ہونے کی اطلاع دی۔ امام صاحب یہ سن کر خوش ہوئے۔

اس سے کئی مہینے بعد پھر تونسہ گئے۔ اور خواجہ صاحب سے ملاقات ہوئی مولانا نے ان کو فارسی نظم میں ایک طویل خط لکھ کر پیش کیا۔ یہ خط نہایت عمدہ ہے۔ اس میں بہترین الفاظ و دلنشین اسلوبِ کلام میں نصیحتیں کی گئی ہیں اور دنیا کی ناپائیداری کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس خط سے واضح ہوتا ہے۔ کہ مولانا فارسی کے بہت اچھے شاعر تھے۔

مولانا فرماتے ہیں یہ خط پڑھ کر خواجہ سلیمان صاحب خوش ہوئے۔ لیکن میری اور ان کی نسبت نہ ملی۔ کیونکہ خواجہ صاحب کی حالت موافقِ سنت کم تھی مولانا ان کے بعض وظائف سے بھی اتفاق نہ کرتے تھے اور تصورِ شیخ کو بھی صحیح نہ سمجھتے تھے۔ فرماتے ہیں "میں ایسی باتوں کا سخت مخالف تھا"

مولانا غلام رسول خواجہ صاحب کے بارے میں یہ بھی فرماتے ہیں۔

"مجھ پر آپ نے بڑی مہربانی کی۔ اپنے مجربہ تعویذ اور وظائف سکھائے اور بلا بیعت آدمی کے مجھے اپنا خلیفہ ہونے کا لقب عطا فرمایا۔ چند روز مجھے وہاں ٹھہرایا۔ مجھ پر بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ اب تم کو مرید ہونے کی ضرورت نہیں، تم خود لوگوں کو اپنا مرید بناؤ۔ بعد رخصت میں لوٹ آیا" تذکرہ سلوکیہ

ایک مجذوب سے ملاقات

تولسر سے مولانا غلام رسول قلعہ میہاں سنگھ آئے۔ اور وہاں سے فتح گڑھ چوڑیاں (ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب) گئے۔ ان کی شادی فتح گڑھ چوڑیاں میں ہوئی تھی۔ یہاں کے لوگوں نے انہیں بتایا کہ علاقہ تخت ہزارہ میں ایک گاؤں کا نام "بنجے" ہے۔ وہاں ایک بزرگ رہتے ہیں۔ جو حافظ القرآن اور باکمال ولی ہیں۔ فتح گڑھ چوڑیاں کے سب لوگ ان حافظ صاحب کے مرید تھے۔ مولانا غلام رسول وہاں سے موضع بنجے پہنچے۔ یہ سفر انہوں نے پیدل طے کیا۔ اور حافظ صاحب سے ملاقات کی۔ کئی دن حافظ صاحب کے ہاں مقیم رہے۔ حافظ صاحب نے ان سے فرمایا:

"میرے پاس براہ راست آپ کا کوئی حصہ نہیں۔ مگر ایک مجذوب کے طفیل میرے فیض کا کچھ حصہ آپ کو ملے گا۔"

حافظ صاحب نے اس مجذوب کے نام ایک خط لکھ کر مولانا کو دیا۔ اور فرمایا اس کو نام نامدار قوم کا مارتھ ہے اور ضلع گڑھی اعواناں میں ملک رحمت خاں کے گھر میں رہتا ہے۔ بُرا بھلا کہے گا۔ آپ بُرا نہ مانیے۔ میرا یہ خط ان کو دے دیں اور میری طرف سے السلام علیکم کہہ دینا۔"

مولانا غلام رسول حافظ صاحب سے اجازت لے کر موضع اعواناں گئے۔ ان کے ساتھ ایک کشمیری طالب علم تھا۔ جو ان سے علم معانی وبیان کی کتاب "مطول" پڑھتا تھا۔ اس گاؤں میں جا کر مجذوب کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ گاؤں سے باہر گئے ہیں۔ اور جنگل میں بیمار گدھوں کو چرا

لہ یہ تمام تفصیلات سوانح حیات مولوی غلام میں درج ہیں۔ (دیکھیے صفحہ ۴۰ تا ۴۴)

رہے ہیں۔ لہ

مولانا اپنے کشمیری شاگرد کے ساتھ جنگل میں پہنچے اور مجذوب کے قریب گئے۔ تو وہ مولانا سے مخاطب ہوا۔ یہ تیرا ساتھی شخص نسب کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے۔ اس کو میرے پاس نہ لاؤ دور چھوڑ کر میرے پاس آجاؤ۔ اس طالب علم کے بارے میں مجذوب نے کئی قسم کی باتیں کیں۔ مولانا طالب علم کو چھوڑ کر مجذوب کے پاس پہنچے۔ تو حافظ صاحب کا خط پیش کیا۔ اور ان کا سلام پہنچایا اس نے اپنی گودڑی بچھائی۔ مولانا کو احترام کے ساتھ اس پر بٹھایا اور بہت عزت سے پیش آیا۔

مولانا کہتے ہیں اُس دن سے میرا شوق ریاضت ومجاہدہ روز بروز ترقی کرتا گیا۔ میری شہرت دُور دُور تک پہنچ گئی اور کثرت سے لوگ میرے پاس آنے لگے۔ لیکن مجھے حضرت سید امیر صاحب کوٹھا والے کا شوق ملاقات آرام نہیں لینے دیتا تھا۔ ان کی محبت نہایت دلکش ودلآویز تھی اور اس کا کچھ اور ہی رنگ تھا

دوبارہ عزم کوٹھا

گڑھی اعواناں کے مجذوب سے ملاقات کے بعد مولانا اپنے گاؤں قلعہ میاں سنگھ آئے اور اہل خانہ سے سید امیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے

لہ اس مجذوب کی یہ عادت تھی کہ لوگ اپنے گدھوں سے سخت محنت کا کام لے کر بیکار اور کمزور کر کے چھوڑ دیتے تو اس قسم کے تمام گدھوں کو اکٹھا کر کے جنگل میں لے جاتے۔ اور محض اللہ کی رضا جوئی کے لئے ان کو چرایا کرتے۔ جب یہ گدھے تندرست اور کام کے لائق ہو جاتے تو مالک ان کو اپنے گھروں میں لے جاتے اور دوسرے بے کار وعاجز گدھوں کو چھوڑ جاتے پھر یہ مجذوب ان گدھوں کو چرانا شروع کر دیتے۔ دن بھر وہ یہی کام کرتے رہتے۔ (سوانح حیات مولوی غلام رسول ص ۴۵)

کا عزم ظاہر کیا اور تیاری شروع کر دی۔ ان کے اعزہ واقارب ان کے اس کثرت سے مختلف مقامات میں جانے پر تعجب وحیرت کا اظہار کرتے اور کہتے کہ "یہ مجنون ہو گیا ہے یا اس کے پاؤں کو چکر آ گیا ہے۔ یہ آسیب زدہ ہے، یہ شخص آب حیات کی تلاش میں ہے۔" مولانا فرماتے ہیں۔ اس قسم کے طعن و ملامت سے میرے شوق میں مزید اضافہ ہوتا اور میری آتش اشتیاق اور بھڑکتی۔ بہر حال وہ اپنے گاؤں سے روانہ ہوئے، اور سید امیر صاحب کی خدمت میں دوبارہ کوٹھا پہنچے۔

مولانا عبداللہ غزنوی سے ملاقات

کوٹھا گئے ابھی دو دن ہی ہوئے تھے کہ حسن اتفاق سے مولانا عبداللہ غزنوی بھی وہاں پہنچ گئے۔ اور مولانا غلام رسول اور مولانا عبداللہ کی پہلی ملاقات یہیں ہوئی جس نے آگے چل کر مضبوط روحانی تعلقات و روابط کی شکل اختیار کر لی۔ ان دونوں بزرگوں کے درمیان اس قدر محبت کا رشتہ استوار ہو گیا تھا کہ حضرت سید امیر صاحب اسے دیکھ کر انتہائی خوش ہوتے اور فرماتے کہ تم دونوں کے درمیان مجھے عجیب طرح کا نور اخوت گردش کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے اور تمہیں دیکھ کر مجھے بہت مسرت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تم دونوں کی محبت میں ترقی دے۔[1]

مولانا غلام رسول کا کوٹھے کا یہ دوسرا چکر تھا۔ وہ اس سے قبل جب پہلی مرتبہ یہاں آئے تھے، تو حضرت سید امیر صاحب کے حلقۂ بیعت میں داخل ہو گئے تھے۔ مولانا عبداللہ غزنوی پہلی دفعہ تشریف لائے تھے وہ بھی صاحب سید

[1] سوانح مولوی غلام رسول ص ۸۲ — مولانا عبداللہ غزنوی کے حالات کے لئے دیکھئے "فقہائے ہند تیرھویں صدی" جلد دوم ص ۱۸۴ تا ۲۱۹۔

سے بیعت ہوئے اور ان کی بیعت کا مقصد محض سید امیر صاحب کے سلسلہ بیعت میں داخل ہونا تھا، ورنہ ان کو بیعت کی ضرورت نہ تھی۔

کوٹھا سے روانگی اور ایک مجذوب سے ملاقات

مولانا غلام رسول اور مولانا عبداللہ غزنوی چند روز کوٹھا میں مقیم رہے۔ اس اثنا میں دونوں کے درمیان گہرے قلبی اور روحانی روابط پیدا ہو چکے تھے۔ دونوں کوٹھا سے قلعہ میہاں سنگھ کو روانہ ہوئے جب گجرات کے قریب پہنچے تو مولانا عبداللہ غزنوی ایک مقام پر رک گئے اور فرمایا مجھے یہاں ایک ایسے مجذوب کی خوشبو آ رہی ہے جو ملاقات کے قابل ہے۔

یہاں یہ واقعہ لائق تذکرہ ہے کہ کوٹھا سے روانگی کے بعد دوران سفر میں دونوں بزرگوں نے کتب حدیث پڑھنے کا ارادہ کر لیا تھا اور یہ بات بھی دونوں میں طے پا چکی تھی کہ دہلی جا کر حدیث کی تعلیم حاصل کی جائے گی۔ اسی خیال کو دل میں لیے ہوئے مجذوب کی طرف روانہ ہوئے۔ اس مجذوب کا نام جنگو شاہ تھا۔ اس سے حضرات پوچھنا چاہتے تھے کہ حدیث کہاں جا کر پڑھی جائے۔

جب مجذوب کی طرف روانہ ہوئے تو اس نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے لوگوں سے کہا دیکھو! دو ایسے شخص آ رہے ہیں جو عمل و اخلاق کے اعتبار سے محمدی نمونہ ہیں ان کے آنے سے پہلے جلدی سے مجھے کپڑا پہنا دو اور ان کے لئے فرش بچھا دو۔"

جب یہ اس مجذوب کے قریب آئے تو اس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کا استقبال کیا، اور احترام سے اپنے پاس بٹھایا۔ پھر دہلی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "جنت اس طرف ہے" اس کے ارد گرد بیٹھے لوگ حیران تھے کہ یہ مجذوب کبھی کسی سے مخاطب نہیں ہوا، مگر آج ان بزرگوں سے باتیں کر رہا ہے مولانا عبداللہ غزنوی اور مولانا غلام رسول مجذوب کی مجلس سے اٹھ کر واپس آنے لگے تو اس نے کہا "دو لباس دیکھ کر مجھول جانا، وہ شخص مسکین صورت ہے اور اس کا نام سید نذیر حسین ہے اس سے پڑھنا"

عافیہ درس طویلہ

وہاں سے چل کر یہ بزرگ قلعہ میہاں سنگھ پہنچے۔ مولانا عبداللہ غزنوی نے فرمایا مجھے اللہ کی طرف سے القا ہوا ہے کہ میں چند مہینوں کے بعد حدیث پڑھنے دہلی جاؤں۔

مولانا غلام رسول کو سید امیر صاحب نے فی الحال لاہور جا کر قیام پذیر ہونے اور وہاں وعظ و ارشاد کا سلسلہ جاری کرنے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ دونوں قلعہ میہاں سنگھ سے لاہور آ گئے چند روز وہاں قیام کیا پھر امرتسر چلے گئے اور وہاں باغ والی مسجد میں حافظ محمد صاحب کے ہاں مقیم ہوئے۔ حافظ صاحب نے مولانا عبداللہ غزنوی کے حلقۂ بیعت میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا۔

لاہور میں قیام اور سلسلۂ وعظ و ارشاد

مولانا غلام رسول کچھ دن امرتسر رہے اور پھر لاہور آ گئے۔ لاہور میں انہوں نے مسجد چینیاں والی میں قیام کیا اور وعظ و ارشاد میں مشغول ہو گئے۔ ان کا وعظ نہایت عمدہ اور موثر ہوتا تھا۔ ہر بات سامعین کے دلوں میں اترتی جاتی تھی وعظ میں مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم بھی شرکت کرتے اور ان کے ارشادات سے اثر پذیر ہوتے تھے۔ بہت سے غیر مسلم وعظ کے دوران ہی میں اسلام قبول کر لیتے اور آگے چل کر تبلیغ اسلام کا ذریعہ بنتے۔ اس طرح بے شمار لوگ ان کے وعظ سے مسلمان ہوئے اور بہت سے افراد کی زندگیاں اسلام کے قالب میں ڈھلیں۔

مولانا غلام رسول میں یہ خوبی تھی، کہ اگر کسی جگہ کے لوگ ان کے وعظ سے متاثر نہ ہوتے یا دوران وعظ مخالفت پر اتر آتے، تو بالکل نہ گھبراتے۔ نہ بددل ہوتے بلکہ اپنا سلسلہ ارشاد جاری رکھتے۔ ان کا نقطہ نظر یہ تھا۔ کہ وعظ اور مبلغ کا کام اپنی بات پورے اخلاص اور کوشش سے لوگوں کے کانوں تک پہنچانا ہے۔ کسی کو ماننے پر مجبور کرنا اس کے فرائض میں داخل نہیں۔ بعض لوگ انبیاء علیہم السلام

ل سوانح مولانا غلام رسول ص ۴۲ ، ۴۳

کی بات نہیں مانتے تھے۔ حالاں کہ وہ مبعوث من اللہ تھے۔ ہم لوگوں کی بات اگر کوئی نہیں مانتا تو افسوس و ملال کی ضرورت نہیں۔

ان کے وعظ میں عوام و خواص اور علماء و طلبا کثیر تعداد میں شریک ہوتے اور ان کے ارشادات عالیہ سے فیض حاصل کرتے۔ بعض لوگ اعتراض و بحث کی غرض سے آتے اور اثر پذیر ہو کر واپس جاتے۔ ان کا انداز کلام نہایت شیریں اور پیارا تھا۔ وعظ میں قرآن کی آیات تلاوت کرتے۔ احادیث رسول ﷺ پڑھتے ائمہ کے اقوال بیان کرتے اور اشعار سناتے جس سے سامعین محظوظ بھی ہوتے اور متاثر بھی جو بات ان کی زبان سے نکلتی وہ ان کے دل کی آواز تھی۔ وہ جب وعظ میں جنت، دوزخ، قیامت کا ذکر کرتے تو سامعین پر یہ کیفیت طاری ہو جاتی کہ گویا وہ ان تمام مقامات کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے ہیں۔ اس سے ان کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو جاتے اور ان کی اثر پذیری کی کوئی انتہا نہ ہوتی۔

طلب حدیث کیلئے عزم دہلی

کچھ عرصہ مولانا غلام رسول نے لاہور میں قیام کیا۔ اور وعظ و نصیحت کو اپنا مشغلہ قرار دیے رکھا۔ ان کے مواعظ و نصائح سے نہایت اچھے اثرات مرتب ہوئے اور بے شمار لوگوں نے مسائل دین سیکھے اور اسلام قبول کیا۔ پھر لاہور سے امرتسر گئے۔ اور باغ والی مسجد میں حافظ محمد صاحب کے پاس ٹھہرے امرتسر میں بھی وعظ نصیحت کا سلسلہ جاری رہا۔ امرتسر سے مولانا عبداللہ غزنوی کے ساتھ تحصیل علم حدیث کے لئے عازم دہلی ہوئے۔ امرتسر سے دہلی تک کا سفر بذریعہ یکہ ۲ آٹھ دن میں طے کیا۔ ان دنوں حضرت سید میاں نذیر حسین محدث دہلوی وہاں درس حدیث دیتے تھے۔ مولانا غلام رسول بھی ان کے حلقہ درس میں

شامل ہو گئے۔ اور کتب حدیث پڑھنا شروع کیں۔ مولانا عبداللہ غزنوی بھی ان کے شریک درس تھے۔ حضرت میاں صاحب سے مولانا غلام رسول نے سندِ حدیث حاصل کی۔

مولانا غلام رسول کے وعظ کی شہرت دہلی تک جاچکی تھی۔ جب وہاں کے لوگوں کو ان کی دہلی میں آمد کی اطلاع ہوئی۔ تو وعظ کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ ایک دن لال قلعے سے ایک مغل شہزادہ بھی حضرت میاں نذیر حسین کی خدمت میں آیا اور کہا کہ مولوی صاحب کو وعظ کے لئے قلعے میں بھیجا جائے چنانچہ یہ درخواست منظور ہوئی اور لال قلعہ میں مولانا نے وعظ کیا۔ جس میں خود سید نذیر حسین نے بھی شرکت فرمائی۔ اور بھی بہت سے حضرات مولانا کا وعظ سننے کیلئے قلعہ میں گئے۔ وعظ نہایت مؤثر اور دلنشین تھا۔

۱۸۵۷ء کی جدوجہد آزادی

مولانا غلام رسول اور مولانا عبداللہ غزنوی ابھی دہلی میں حضرت میاں صاحب کے حلقۂ درس ہی میں تھے۔ کہ ۱۶ رمضان ۱۲۷۳ھ (۱۱ مئی ۱۸۵۷ء) کو جنگ آزادی شروع ہو گئی۔ فتح کے بعد جسے انگریز دلبر نے "غدر" کے نام سے موسوم کیا۔ اس کا آغاز میرٹھ سے ہوا۔ پھر یہ جنگ دہلی پہنچی اور اس کے بعد بہت جلد ہی پورے ہندوستان میں پھیل گئی۔ دہلی شہر اس زمانے میں بدامنی کی لپیٹ میں تھا اور چاروں طرف گولیاں چل رہی تھیں جس مسجد میں مولانا عبداللہ غزنوی اور مولانا غلام رسول علم حدیث حاصل کرنے کیلئے اقامت گزین تھے۔ وہاں مسلسل بندوق کی گولیاں آکر گرتیں اور مہیب آوازیں آتی تھیں۔ اس پر مولانا عبداللہ غزنوی جو مولانا غلام رسول کو عبداللہ کہہ کر پکارتے تھے۔ ان سے حیران سے پوچھتے "عبداللہ! یہ کیا ہو رہا ہے" نے حاشیہ ملاحظہ ہو

یہ نہایت اضطراب اور گھبراہٹ کا زمانہ تھا۔ ہر شخص اپنی جان کی فکر میں تھا۔ کسی دوسرے کی خبر نہ تھی۔ مولانا غلام رسول اور مولانا عبداللہ غزنوی اس وحشت ناک دور میں بھی نہایت اطمینان اور سکون کے عالم میں تھے۔ اور حصول علم حدیث ہی ان کا اصل مشغلہ تھا۔ کسی اور طرف قطعاً ان کی توجہ نہ تھی۔

ایک انگریز عورت کی امداد

ایک دن مولانا عبداللہ غزنوی نے مولانا غلام رسول سے کہا۔ میں نے خواب دیکھا ہے۔ کہ تم پر بلائے آسمانی نازل ہو رہی ہے۔ لہٰذا یہاں رہنے کی نسبت تمہارا اپنے گھر چلے جانا زیادہ بہتر ہے۔ جب سے میں نے یہ خواب دیکھا ہے۔ تمہاری طرف سے بہت مضطرب ہوں۔

مولانا غلام رسول فرماتے ہیں۔ کہ مولانا عبداللہ غزنوی مجھے بار بار گھر جانے کیلئے کہتے۔ اور اسی پر اصرار کرتے تھے۔ میں انہیں جواب میں کہتا۔ کہ اگر آپ مجھے الہٰی واقعی مبتلا مصیبت ہونے والے دیکھتے ہیں۔ تو مجھ سے ایسی باتیں کریں۔ جن سے مجھے تسکین قلب اور اطمینان حاصل ہو۔ نہ کہ مزید گھبراہٹ میں ڈالنے کی کوشش فرمائیں۔ لیکن مولانا عبداللہ برابر اسی قسم کی باتیں کرتے رہے۔ بالآخر ان کے بیحد اصرار پر دہلی سے وطن جانے کیلئے تیار ہو گئے۔

مولانا عبداللہ غزنوی ان کو رخصت کرنے کیلئے میاں سید نذیر حسین کے مدرسے سے لاہوری دروازے کے باہر شاہدرہ تک ان کے ساتھ گئے۔ وہاں کھڑے دونوں بزرگ الوداعی باتیں کر رہے تھے۔ کہ سامنے ایک انگریز عورت پر نظر پڑی جو سخت زخمی حالت میں تھی۔ اور پیاس سے بلک رہی تھی۔ مگر

ل سوانح حیات مولانا غلام رسول ص ۶

کوئی اُسے پانی نہ پلاتا تھا۔ انسانی ہمدردی کے پیش نظر یہ دونوں بزرگ اس عورت کے پاس آئے اور کہیں سے پانی لاکر اُسے پلایا۔ اس وقت غلام رسول نے ایک عجیب فقرہ کہا۔ جو بعد میں پیش آنے والے حالات کی روشنی میں الہامی ثابت ہوا۔ انہوں نے فرمایا:

"خبر نہیں، کب تک یہ ہندوستان غلامی میں رہے۔ کیونکہ لوگ بچوں اور عورتوں پر ظلم کرنے لگ گئے ہیں۔ جو اسلامی قانون کے خلاف ہے"[1]

اس سے ٹھیک نوے سال بعد (۱۹۴۷ء) تک یہ برصغیر انگریزوں کا غلام رہا۔ اس کے بعد پاکستان اور ہندوستان کے نام سے دو مملکتیں معرض قیام میں آئیں۔

۱۸۵۷ء کا دور کچھ ایسا ہنگامہ خیز تھا کہ کسی انگریز سے اظہار ہمدردی کرنا اپنے آپ کو مصیبت کے منہ میں ڈالنے کے مترادف تھا۔ اگرچہ وہ انگریز بوڑھا ہو، مظلوم ہو، بیمار ہو، عورت ہو، بچہ ہو، کوئی ہو اس کی امداد کرنا نہایت مشکل تھا۔ حالانکہ اسلام کی رو سے ایسے لوگوں کی امداد کرنا اور ان کو ظلم و زیادتی سے بچانا ضروری ہے۔ مولانا غلام رسول اور مولانا عبداللہ نے اپنے آپ کو خطرے میں ڈال کر اس انگریز عورت کی مدد کی۔ اس کو کسی صورت میں مردانہ لباس پہنایا اور مسجد کے حجرے میں لے آئے۔ رات کو کچھ لوگوں کو شبہ ہوا تو وہ مسجد میں تلاشی کے لئے آئے۔ انہوں نے ان لوگوں کو بتایا کہ کوئی مسافر مریض ہے جو حجرے میں لیٹا ہوا ہے۔ اس پر وہ لوگ واپس چلے گئے۔

مولانا غلام رسول نے اب وطن جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ اس

---

[1] سوانح حیات مولوی غلام رسول، ص ۵۹

عورت کے علاج اور خدمت میں مصروف ہو گئے۔ چند روز میں وہ صحت یاب ہو گئی۔ تو پتہ چلا کہ وہ ایک انگریز کرنل کی بیوی ہے۔ اسے کسی طرح اس کے گھر پہنچا دیا گیا۔ اب عورت نے مولانا غلام رسول کو اپنی طرف سے خط لکھ کر دینا چاہا کہ اگر کسی وقت ضرورت پڑے تو اس سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ لیکن مولانا نے خط لینے سے انکار کر دیا۔ اور فرمایا ہم نے یہ کام صرف رضائے الٰہی اور انسانی ہمدردی کے لئے کیا ہے۔ اللہ ہی اس کا صلہ دے گا۔ اس عورت نے یہ بھی کہا کہ ممکن ہے۔ ہندوستانیوں کا پکڑ دھکڑ کا سلسلہ شروع ہو جائے اس صورت میں یہ خط آپ کے کام آئے گا۔ اور انگریزی حکومت سے کسی نے آپ کی شکایت کی تو بھی متعلقہ لوگوں کو یہ خط دکھایا جا سکتا ہے۔ لیکن مولانا نہیں مانے، فرمایا ہم درویش آدمی ہیں۔ کوئی ہماری شکایت کیوں کرے گا۔ اور ہمیں تکلیف پہنچا کر اُسے کیا ملے گا۔

وطن کو روانگی اور وارنٹ گرفتاری

اس انگریز عورت کی صحت یابی کے بعد اُسے گھر پہنچایا اور پھر اس سے کئی دن بعد وطن کو روانہ ہوئے۔ اس اثنا میں کسی نے حکومت سے شکایت کر دی کہ انگریزوں کے خلاف جو کچھ ہوا ہے، اس میں مولوی غلام رسول قلعہ میہاں سنگھ والے کا بھی ہاتھ ہے۔ اور یہ اس زمانے میں دہلی میں مقیم تھے۔ اور انگریزی حکومت کے خلاف سازش میں شریک تھے۔ یہ وہ دور تھا جب انگریزوں نے بغاوت کو کچل دیا تھا۔ اور ہندوستانیوں کو وسیع پیمانے پر گرفتار کر کے انہیں سنگین سزائیں دی جا رہی تھیں۔ جگہ جگہ پھانسیاں نصب تھیں اور جس پر کوئی ذرا سا شبہ ہوتا اسے پھانسی پر لٹکا دیا جاتا تھا۔ مولویوں سے حکومت بالخصوص بدظن تھی اور جن مولویوں پر وہابی کے لفظ کا اطلاق ہوتا تھا۔ انہیں بہت زیادہ

بدف ستم ٹھہرایا جاتا تھا۔ اتفاق سے مولانا غلام رسول اسی زمرے میں شامل تھے، اور انہیں وہابی کہا جاتا تھا۔ انگریزوں کی مخالفت کی وجہ سے بے شمار ہندوستانی اور بہت سے علمائے کرام گرفتار کیے جا چکے تھے۔ مولانا غلام رسول کے وارنٹ گرفتاری بھی جاری ہو چکے تھے۔ وہ وہاں سے چلے اور ادھر ادھر کے چکر کاٹتے ہوئے امرتسر پہنچے۔ دو دن حافظ محمود کے پاس باغ والی مسجد میں رہے۔ وہیں انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ ان کی گرفتاری کے لئے حکومت نے اشتہار جاری کر دیا ہے یعنی پنجاب کی اضلاع میں انہیں "اشتہاری مجرم" قرار دے دیا گیا ہے۔ امرتسر میں دو دن قیام کے بعد اپنے سسرال فتح گڑھ چوڑیاں (ضلع گورداسپور) گئے۔ ان کے خسر مولوی عبدالحق زندہ تھے۔ اور مولانا کی گرفتاری سے متعلق اشتہار کا واقعہ ان کے علم میں آچکا تھا۔ پریشان کن بات یہ تھی کہ حکومت کے جاسوس اور ملازم ان کے رشتہ داروں اور واقفوں کے گھروں میں جا جا کر ان کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ امرتسر کا ڈپٹی کمشنر انگریز تھا۔ جو اس قدر بدحواس ہو گیا تھا کہ جس شخص کے بارے میں فساد میں ملوث ہونے کی ذرا سی بھنک اس کے کان میں پڑتی اسے بلا تحقیق گرفتار کر کے پھانسی پر لٹکا دیتا تھا۔ مولوی عبدالحق اس صورتحال سے سخت پریشان تھے، اور تمام دن دروازے پر بیٹھے رہتے تاکہ کسی کو یہ پتہ نہ چلنے پائے کہ مولانا غلام رسول ان کے گھر میں موجود ہیں۔

فتح گڑھ چوڑیاں کا ایک مشہور رئیس دیوان نرنجن داس تھا۔ وہاں کے لوگ اس کی بہت عزت کرتے تھے، سرکار دربار میں بھی اچھی حیثیت رکھتا تھا، اور حسن اخلاق سے مولوی صاحب کا گرویدہ تھا۔ اور ان کو نہایت درجہ احترام کی نظر سے دیکھتا تھا۔ مولوی عبدالحق دیوان نرنجن داس کے پاس پہنچے، اس کو مولانا غلام رسول کے وارنٹ گرفتاری کی اطلاع دی اور ان کی گرفتاری کے سلسلے میں اس سے طالب امداد ہوئے۔

دیوان صاحب نے خفیہ طور پر اسکی اطلاع مولوی عبدالحق کو دی اور پیغام بھجوایا کہ اگر مولانا غلام رسول یہیں ہیں تو ان کو علی الصبح ان کے وطن (قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ) روانہ کر دیں۔ ان کا اپنے علاقے میں چلے جانا ہی مناسب ہے، ایک تو اس لئے کہ وہاں کے لوگ ان کے حالات و معاملات سے ہماری نسبت زیادہ واقفیت رکھتے ہیں اور خطرے کی صورت میں وہ ان کی اچھے طریقے سے مدد کر سکتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ ممکن ہے، وہاں کوئی ایسا حاکم ہو جو محض شبہے کی بنا پر پکڑنا مناسب نہ سمجھتا ہو لوگوں کی شہادتیں اور بیان لینا بھی ضروری قرار دیتا ہو اور اسی کی روشنی میں فیصلہ کرنے کا عادی ہو۔

دیوان نرنجن داس کی یہ بات بالکل صحیح اور ہمدردانہ تھی، چنانچہ مولانا فتح گڑھ چوڑیاں سے چلے اور اپنے وطن قلعہ میہاں سنگھ پہنچ گئے۔

گرفتاری

یہاں ان کے بڑے بھائی حکیم غلام محمد سکونت پذیر تھے۔ انہوں نے مولانا کو باہر نہ نکلنے اور گھر ہی میں چھپے رہنے کا مشورہ دیا۔ مولانا نے فرمایا چھپ چھپ کر زندگی گزارنا مشکل ہے۔ میں اللہ کی رضا اور قضا پر راضی ہوں۔ حاکم وقت آخر میرا بیان بھی لے گا، اور معاملے کی تحقیق بھی کرے گا، یوں ہی کسی کی شکایت پر تو پھانسی نہیں دے دے گا۔ آپ مجھے باہر نکلنے سے منع نہ کریں۔ [1]

مولانا کا یہ جواب سن کر حکیم صاحب مسجد میں چلے گئے۔ دیکھا تو مسجد میں ایک نووارد مسافر بیٹھا تھا۔ حکیم صاحب نے اسے اجنبی سمجھ کر کھانے کے متعلق پوچھا اس نے انکار کیا اور کھانا نہیں کھایا۔ اس کی شکل و شباہت سے حکیم صاحب کو شبہ ہوا کہ

---

[1] سوانح حیات مولوی غلام رسول، ص ۶۲

پولیس انگریز ہے جو بھیس بدل کر اور دیسی لباس پہن کر یہاں آیا ہے۔ وہ اسی وقت گھر گئے اور مولانا کو اس نووارد کے بارے میں بتایا۔ وہ نماز ظہر کا وقت تھا۔ مولانا نماز کے لئے مسجد میں آئے تو وہ شخص ان کو دیکھتے ہی باہر نکل گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد پولیس کپتان اور اس کے ساتھ بہت سے پولیس والے مسجد میں آ گھسے وہ نووارد مسافر بھی ان کے ساتھ تھا۔ آتے ہی مولانا کو گرفتار کر لیا۔ اور انہیں لے کر لاہور کو روانہ ہو گئے۔

اس پر گاؤں میں ایک ہنگامہ بپا ہو گیا۔ اور لوگوں نے پولیس والوں کو گھیرے میں لے لیا۔ یہ بڑا نازک وقت تھا۔ اور اندیشہ تھا کہ پولیس تمام لوگوں پر سختی کا برتاؤ کرے گی۔ مولانا نے جو پولیس کی حراست میں تھے۔ بلند آواز سے لوگوں سے کہا کہ وہ پولیس کی کارروائی میں مزاحم نہ ہوں۔ اس نے مجھے گرفتار کیا ہے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ سب لوگ آرام سے اپنے گھروں کو چلے جائیں اگر مزاحمت کی گئی تو لوگوں کے لئے بھی خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ اور خود میری زندگی بھی خطرے میں پڑ جائے گی۔ اگر امن و امان قائم رہا۔ تو میں ان شاء اللہ جلد ہی واپس آ جاؤں گا۔ مولانا کی یہ باتیں سن کر لوگ پیچھے ہٹ گئے۔ اور پولیس مولانا کو پکڑ کر لاہور کو روانہ ہو گئی۔ اس وقت تین آدمی ان کے ساتھ تھے۔ بڑے بھائی حکیم غلام محمد، پھوپھی زاد بھائی مولوی بدر الدین اور گوجرانوالہ کے مولوی علاء الدین جو ان کے شاگرد تھے۔

میاں سنگھ کی بہو کا نام "وو سکھدیئی" تھا۔ خود سکھدیئی اس کے خاندان کے لوگ مولانا کی بے حد تکریم کرتے تھے۔ یہ مولانا کی گرفتاری سے بہت پریشان ہوئے اس زمانے میں ایمن آباد (ضلع گوجرانوالہ) کا دیوان جوالا سہائے مہاراجہ جموں و کشمیر کا وزیر تھا۔ وہ اتفاقاً چند روز پیشتر جموں سے ایمن آباد آیا تھا۔ اور پولیس اور فوج کے کچھ لوگ بھی اس کے ساتھ تھے۔ سکھدیئی نے اس کو مولانا کی گرفتاری

کی اطلاع دی اور ان کی رہائی کے لئے کوشش کرنے کو کہا وہ بھی مولانا کا بہت احترام کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے کوشش کر کے مولانا کو اور اس پولیس کو جس نے انہیں گرفتار کیا تھا۔ اپنے ہاں ایمن آباد بلا لیا۔ اور پولیس سے کہا کہ مولانا کا تعلق چونکہ گوجرانوالہ سے ہے۔ اور اسی علاقے میں انہیں گرفتار کیا گیا ہے۔ لہذا ان پر گوجرانوالہ ہی میں مقدمہ چلایا جائے۔ لاہور یا کسی دوسری جگہ انہیں نہ لے جایا جائے۔ اب پولیس والے مولانا کو دیوان جوالا سہائے کے پاس چھوڑ گئے۔ اور دیوان صاحب مولانا کو گوجرانوالہ لے گئے۔ دیوان صاحب کا مقصد یہ تھا کہ گوجرانوالہ کے لوگ مولانا کو جانتے اور قابل احترام گردانتے ہیں۔ اس لئے ضلعی حکام ان سے کسی قسم کی سختی کا برتاؤ نہیں کریں گے۔ لیکن اس کے بعد ہوا یہ کہ گوجرانوالہ کی ضلعی انتظامیہ نے مولانا کو لاہور پہنچا دیا اور کہا کہ یہ کیس فنانشل کمشنر منٹگمری کی عدالت میں پیش ہوگا اور وہی اس کی سماعت کریں گے۔

اللہ کی ضمانت پر رہائی

لاہور میں ان کو فنانشل کمشنر منٹگمری کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ وہ انہیں دیکھ کر نہایت متاثر ہوا اور کرسی پر بٹھایا۔ بیان لینے کے بعد حسب قاعدہ انہیں حوالات میں بھیج دیا گیا۔ لاہور ان کے لئے کوئی اجنبی شہر نہ تھا۔ یہاں کے لوگ بے شمار ان کے حلقۂ عقیدت میں شامل تھے۔ انہیں گرفتاری کا پتہ چلا تو فنانشل کمشنر صاحب کے دفتر کے سامنے آ بیٹھے فنانشل کمشنر کو مختلف ذرائع سے مولانا کی شخصیت کا علم ہوا تو انہیں دوبارہ عدالت میں طلب کیا اور کہا۔

"آپ کا کوئی ضامن ہے تاکہ آپ کو ضمانت پر رہا کر دیا جائے۔"؟

فرمایا "ہاں۔"!

پوچھا "کون"؟

آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر جواب دیا، "دوسرا ضامن اللہ تعالیٰ ہے"۔ اس پر سول خوال اور دیگر اہل کار جو وہاں موجود تھے۔ مسکرائے۔ لیکن فنانشل کمشنر کے دل پر اس کا بے حد اثر ہوا، اور کہا۔

"اچھا تو ہم آپ کو اسی کی ضمانت پر رہا کرتے ہیں"، اس کے بعد انہیں رہا کر دیا ہے

دوبارہ نظر بندی اور وعظ کی بندش

۱۸۵۷ء کے بعد کا زمانہ نہایت نازک اور پر آشوب تھا، انگریزی حکومت بےحد حساس ہو گئی تھی، کہ ذرا سی شکایت اور شبہ پر بڑے سے بڑے آدمی کو گرفتار کر کے جیل میں بند کر دیتی تھی۔ علمائے کرام کو بالخصوص نشانۂ ستم بنایا جاتا تھا کہ ملک میں بغاوت پھیلانے کا ذمہ دار یہی گروہ ہے۔ مولانا غلام رسول کے بارے میں بھی بعض لوگوں نے حکومت کے کان بھرنا شروع کر دیے اور کہا گیا کہ یہ شخص وہابی ہے اور انگریزی حکومت کا خلاف ہے۔ اس وقت وہابی اور باغی کے ایک ہی معنی لئے جاتے تھے۔ چنانچہ مولانا کو ان کے گاؤں میں نظر بند کر دیا گیا، کافی عرصہ نظر بند رہے۔ نہ کہیں جانے کی اجازت تھی نہ وعظ و نصیحت کی۔

اس کے بعد حالات معمول پر آئے تو نظر بندی بھی ختم کر دی گئی۔ اور وعظ و نصیحت کی اجازت بھی دے دی گئی۔

حج بیت اللہ اور سند علم حدیث

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا، مولانا عبداللہ غزنوی اور مولانا غلام رسول علم حدیث پڑھنے کیلئے میاں سید نذیر حسین کی خدمت میں دہلی گئے تو ان کے قیام دہلی ہی کے زمانے میں رمضان المبارک ۱۲۷۳ھ/مئی ۱۸۵۷ء میں انگریزی حکومت کے خلاف بغاوت ہو گئی تھی۔ جس میں ہندوستان کی تمام قوموں نے حصہ لیا تھا۔ مولانا غلام رسول کو حضرت

لہ سوانح مولوی غلام رسول، ص ۶۶

میاں صاحب نے جو سند عطا کی اس میں مرقوم ہے۔ کہ انہوں نے ۱۲۷۳ھ میں ان سے کچھ حصہ صحیح بخاری کا اور صحیح مسلم کا مقدمہ پڑھا۔ لکھا ہے کہ مولوی عبداللہ المعروف غلام رسول نہایت ذہین و طباع، بے حد نیک اور بلند اخلاق و عالی کردار شخص ہیں۔ میاں صاحب نے ان کو صحاح ستہ اور تمام کتب حدیث پڑھانے کی اجازت دی اور تلقین فرمائی — یہ سند ربیع الثانی ۱۲۷۹ھ کو تحریر فرمائی گئی یعنی سال تعلیم سے چھ سال بعد اس کا اجرا ہوا۔

اس سے تقریباً ۱۰ سال بعد ۱۲۸۸ھ کو مولانا غلام رسول حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئے۔ اسی زمانے میں مدینہ منورہ میں مولانا عبدالغنی مجددی کا سلسلہ درس جاری تھا۔ جو ہندوستان سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں اقامت گزیں ہو گئے تھے۔ حضرت میاں نذیر حسین کی طرح مولانا عبدالغنی مجددی بھی حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی کے شاگرد تھے اور ہندوستان اور دیار عرب کے بے شمار علماء طلباء نے ان سے استفادہ کیا اور علم حدیث پڑھا تھا۔ مولانا غلام رسول نے بھی مدینہ منورہ جا کر ان سے تفسیر حدیث اور دیگر علوم متداولہ کی سند حاصل کی لہ

حج بیت اللہ کو روانگی کے وقت مولانا رسول کی عمر ۵۶ برس کی تھی۔ پانچ افراد اللہ تھے جو ان کے ہم رکاب تھے۔ اور یہ کل چھ افراد کا قافلہ تھا جو مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل تھا۔

(۱) خود مولانا غلام رسول۔

(۲) ان کے بڑے بھائی حکیم غلام محمد

لہ میاں سید نذیر حسین دہلوی اور مولانا عبدالغنی مجددی کی یہ دونوں اسناد جرا تبوں سے مولانا غلام رسول کو دیں۔ "سوانح حیات غلام رسول" کے صفحہ ۲۵۔ ۲۶ اور ۲۷ پر درج ہیں۔

۳. بڑی صاحبزادی۔

۴. مولانا کے داماد مولوی محمد عثمان

۵. ایک طالب علم محمد قاسم

۶. چودھری حاکم سکنہ لدھیوالہ وڑائچ ضلع گوجرانوالہ

چودھری حاکم جہاز ہی میں بیمار پڑ گئے تھے، دس دن بیمار رہے اور جہاز ہی میں وفات پا گئے۔ ان کے ایام بیماری میں مولانا غلام رسول نے ان کی بہت خدمت کی۔ وفات کے وقت انہوں نے اپنا تمام سامان مولانا کے سپرد کر دیا تھا اور اختیار دے دیا تھا کہ جسے چاہیں اللہ کی راہ میں دے دیں۔ لیکن مولانا ان کا سامان واپس لائے اور اُن کے گھر والوں کے حوالے کر دیا۔

اپنے وطن سے چل کر مولانا اور ان کے ساتھی پہلے مکہ معظمہ گئے اور سعادت حج حاصل کی، بعد کو عازم مدینہ منورہ ہوئے۔ وعظ و نصیحت کا سلسلہ جہاز میں بھی جاری رہا اور حرمین شریفین میں بھی۔ بلکہ حرمین شریفین میں اس میں اور تیزی آگئی تھی۔

سلسلۂ تدریس اور چند شاگرد

مولانا غلام رسول تفسیر حدیث، فقہ اور منطق و فلسفہ وغیرہ تمام علوم مروّجہ میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ اور قلعہ میہاں سنگھ میں ان کا باقاعدہ سلسلۂ تدریس جاری تھا۔ بیس سے لے کر تیس ایسے طالب علم ہمیشہ ان کے درس میں موجود رہتے جن کا تعلق گاؤں سے باہر کے علاقوں اور دُور کے قصبات و دیہات سے تھا۔ ان طلباء کی کفالت خود مولانا ہی کرتے اور ان کے خورد و نوش کے تمام انتظامات انہی کے ذمے تھے مقامی لوگ اور قرب و جوار کے بھی بہت سے حضرات ان سے تعلیم حاصل کرتے تھے۔

ان کے شاگردوں نے اپنے علاقوں میں بہت کام کیا۔ ہمیشہ خدمت علم میں مصروف رہے اور اپنے دور کی اہم شخصیتوں میں ان کا شمار ہوا۔ مولانا کے سوانح نگار نے ان کے متعدد تلامذہ اور فیض یافتگان میں سے مختلف علاقوں کے بائیس افراد کی ایک فہرست درج کی ہے۔ یہ وہ حضرات ہیں جن کے نام انہیں یاد رہ گئے اور جو علم و عمل میں خاص شہرت کے حامل ہیں۔

(۱) مولانا علاؤ الدین گوجرانوالہ (۲) مولوی محمد عظیم اللہ موضع بربن ضلع میرپور (۳) مولوی محمد عثمان سکنہ فتح گڑھ چوڑیاں ضلع گورداسپور (۴) مولوی محمد موضع بکن ضلع گوجرانوالہ (۵) مولوی قطب الدین ضلع فیروزپور (۶) مولوی محمد علی میرواعظ سکنہ بوبڑ، ضلع گوجرانوالہ (۷) مولوی محمود شاہ واعظ سکنہ ڈھینڈ ضلع ہزارہ (۸) مولوی بدرالدین سیالکوٹ (۹) مولوی بدرالدین ساکن گکوالہ ضلع گوجرانوالہ (۱۰) مولوی احمد علی کوٹ بھوانیداس ضلع گوجرانوالہ (۱۱) مولوی شمس الدین جموں کشمیر (۱۲) حافظ کرم الدین جموں و کشمیر (۱۳) حافظ ولی اللہ لاہور (۱۴) مولوی عبدالعزیز ناظم انجمن اہل حدیث لاہور و بانی انجمن حمایت اسلام لاہور (۱۵) حافظ گوہر دین سکنہ ڈھکر ضلع گوجرانوالہ (۱۶) حافظ غلام محمد سدھا کبرہ ضلع شاہ پور (۱۷) مولوی برہان الدین جہلم (۱۸) مولوی محمد نعمان جہلم (۱۹) مولوی نور احمد سکنہ کمائی ضلع جہلم (۲۰) مولوی نور احمد چنیوٹ (۲۱) مولوی غلام حسین سکنہ ساہو والا چیمہ ضلع سیالکوٹ (۲۲) مولوی عمر الدین گوجرہ ضلع لائل پور

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے بزرگ تھے، جو مولانا غلام رسول سے مستفید ہوئے اور جنہوں نے اپنے عہد اور علاقے میں دینی و علمی خدمات انجام دیں اور عمل و کردار کی وہ روشنی پھیلائی جو عالی قدر اساتذہ کے فیض صحبت سے انہیں حاصل ہوئی تھی۔

۹۲

نقطۂ نظر کی اصابت

اختلافی اور نزاعی مسائل کے اظہار و تبیین میں مولانا کا نقطۂ نظر انتہائی اصابت فکر کا عکاس اور ذہنی سلجھاؤ کا غماز تھا۔ بعض لوگ دوران درس یا اثنائے وعظ میں ان سے اس انداز سے اختلافی مسائل پوچھتے کہ جس سے ان کا مقصد دو فرقوں میں باہم تصادم پیدا کرنا اور ایک دوسرے سے الجھا ہوتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی قابلیت اور صحت دماغی سے نوازا تھا کہ سائل کو ایسا جواب دیتے جس سے وہ قطعاً خاموش ہو جاتا اور اپنے مقصدِ فساد و شر میں کامیاب نہ ہو پاتا۔ ایک مرتبہ وعظ کہہ رہے تھے کہ ایک شخص نے ان سے دریافت کیا کہ مقلد اور غیر مقلد کے بارے میں کیا فرمائیے کہ دونوں میں حق پر کون ہے؟

مولانا نے ان کا نہایت عمدہ جواب دیا۔ فرمایا یہ کوئی مشکل مسئلہ نہیں ہے اس کی مثال ایک ایسے تالاب کی ہے جس سے پانی کی چار نالیاں نکلتی ہیں۔ جو شخص جس نالی سے بھی پانی پئے گا، وہ تالاب ہی کا پانی ہوگا۔ اور جو شخص براہ راست تالاب سے پئے گا وہ بھی وہی پانی ہوگا۔ یہی حال مقلد اور غیر مقلد کا ہے۔ کسی نے بعض مسائل میں براہ راست حدیث رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر عمل کر لیا اور کسی نے ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک امام کی وساطت سے عمل کر لیا۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ البتہ دل کی تہہ میں یہ حقیقت راسخ رہنی چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کے مقابلے میں کسی کو کوئی اہمیت حاصل نہیں ہے۔ ائمہ مجتہدین کا بھی یہ فرمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد و عمل سے ان کا قول یا فعل متصادم ہو تو اس کو بالکل نہ مانا جائے۔

۹۳

مولانا نے فرمایا، فقہی مسائل بیان کرتے وقت لوگوں میں تفریق پیدا کرنی اور ناحق کسی کی تکفیر کرنی بہت بڑی معصیت ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کا واقعہ اس بات کا شاہد ہے، کہ جب حضرت موسیٰ تورات لینے کے لئے اللہ کے حکم سے کوہ طور پر گئے۔ تو بعد میں بنی اسرائیل نے سامری کی شرارت میں آکر بچھڑے کی پوجا شروع کر دی حضرت موسیٰ واپس آئے تو صورت حال دیکھ کر بھائی پر خفگی کا اظہار کیا حضرت ہارون نے جواب دیا کہ میں نے اس لیے خاموشی اختیار کی کہ

اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَیْنَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ (طٰہٰ: ۹۴)

مجھے اندیشہ ہوا کہ تم یہ کہنے لگو کہ تم نے بنی اسرائیل کے درمیان تفریق ڈال دی۔

یعنی پیغمبر بھی معصیت تفرقہ کے ارتکاب سے ڈرتے ہیں۔

مولانا وعظ میں منفی انداز اختیار کر کے کسی کی دل شکنی نہیں کرتے تھے مثبت انداز میں وعظ فرماتے، نہ خواہ مخواہ کسی کی تکفیر فرماتے اور نہ ایسی بات زبان سے نکالتے جو مسلمانوں کے درمیان تفریق کا باعث بنتی ہو۔ وہ صاف ستھرے انداز میں مسائل بیان کرتے یہی وجہ تھی کہ ہزاروں لوگ ان کی تقریر سننے کے لیے آتے اور گناہوں سے تائب ہوتے۔ غیر مذہب کے لوگ بھی کثیر تعداد میں ان کی باتوں سے متاثر ہوتے اور کفر کو ترک کر کے اسلام قبول کرتے۔

مکتوبات

مولانا غلام رسول کے مکتوبات نہایت اہمیت کے حامل ہیں اس زمانے کے دستور اور رواج کے مطابق یہ تمام مکتوبات فارسی زبان میں ہیں۔ مولانا فارسی کے بہت اچھے شاعر تھے۔ چنانچہ بعض مکتوب فارسی نظم میں ہیں۔ بعض مکتوب مولانا عبداللہ غزنوی کے نام ہیں۔ بعض اپنے شاگردوں مثلاً علاؤالدین گوجرانوالہ

اور حکیم نبی بخش وغیرہ کے نام ہیں۔ بعض اپنے عزیزوں اور دوستوں کے نام لکھے گئے ہیں اور بعض ارادت مند حضرات کے نام مرقوم ہیں۔ ایک خط ایک ہندو کو لکھا گیا ہے جس کا نام رام دتہ ٹانڈو تھا۔ اور حافظ آباد (ضلع گوجرانوالہ) کا رہنے والا تھا۔ یہ خط بھی فارسی میں ہے۔ اور اس کے ایک مذہبی استفسار کے جواب میں ہے۔ یہ ایک تفصیلی خط ہے۔ اس خط سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا ہندوؤں کی مذہبی کتابوں اور اُن کے افکار و تصورات سے بھی باخبر تھے۔

یہ مکتوبات مختلف مسائل اور نصائح پر مشتمل ہیں۔ بعض میں فقہی مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ بعض میں تصوّف و سلوک کے نکات حل کئے گئے ہیں اور بعض میں اختلافی معاملات کی وضاحت فرمائی گئی ہے۔

قبولیت دُعا اور تقرب الٰہی

مولانا غلام رسُول بیشمار خصوصیات کے حامل اور بہت بڑے عالم و فقیہ تھے اس کے ساتھ ہی وہ بلاشبہ اللہ کے مقرّب اور ولی تھے۔ ان کی زبان میں بے پناہ اثر تھا اور اللہ ان کی دُعا کو شرف قبولیت بخشتا تھا۔ اس سلسلے میں ان سطور کے راقم نے بہت سی باتیں متعدد ثقہ لوگوں سے سُنی ہیں اور ان کے سوانح نگار مولوی عبدالقادر نے بھی (جو اُن کے بڑے صاحبزادے تھے) بہتر واقعات درج کئے ہیں جو نہایت عجیب و غریب ہیں۔ قبولیت دُعا اور تقرب الٰہی سے متعلق چند واقعات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ موضع ستراہ سدھراں ضلع سیالکوٹ کے ایک شخص کا نام "عمر" تھا جو گھما برادری سے تعلق رکھتا تھا اور کثیر العیال تھا۔ لیکن آمدنی بہت کم تھی جس کی وجہ سے وہ زیادہ تر تنگ دستی اور غربت کا شکار رہتا تھا۔ اتفاقاً ایک مرتبہ وہاں مولانا غلام رسول تشریف لے گئے۔ عمر ان کی خدمت میں

حاضر ہوا اور تنگی معاش کا ذکر کیا آپ نے فرمایا۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ کثرت سے بلا تعداد پڑھا کرو۔ وضو ہو یا نہ ہو اس کی کوئی شرط نہیں لیکن اس کے معنوں کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے (یعنی اے اللہ! جو ہمیشہ زندہ قائم رہنے والا ہے، میں تیری رحمت سے تجھ سے فریاد کرتا ہوں) اگر ایسا کرو گے تو اللہ فضل کرے گا۔

اس نے اس پر عمل کیا اور تھوڑے ہی عرصے میں مالدار ہو گیا۔ موضع ستراہ میں اچھی خاصی زمین بھی خرید لی لے

۲۔ سلیمان ایک بنگالی طالب علم تھا۔ جو تمام عمر مولانا کی خدمت میں رہا ان کی وفات کے بعد بیت اللہ شریف چلا گیا تھا۔ اس کا بیان ہے۔ کہ مولانا کے بڑے بھائی حکیم غلام محمد ایک شخص شیخ غلام حسین بھیروی کے دو ہزار روپے

لے اس دُعا کے بارے میں راقم الحروف بھی اپنا ایک ذاتی واقعہ اور تجربہ بیان کرنا چاہتا ہے۔ میں ہفت روزہ الاعتصام کا ایڈیٹر تھا جنوری ۱۹۵۰ میں میں نے اپنا ایک سہ روزہ اخبار "منہاج" جاری کر دیا۔ اکتوبر ۱۹۵۸ میں ملک میں ایوب خان نے مارشل لا جاری کر دیا اور نیوز پرنٹ کنٹرول میں آگیا "منہاج" چونکہ نیا نیا جاری ہوا تھا اس لئے اُسے کنٹرول ریٹ میں اخباری کاغذ نہیں مل سکتا تھا۔ اخباری کاغذ پرانے اخباروں کو ملتا تھا۔ میں نے یہ اخبار تنگ آکر اپریل ۱۹۵۹ میں بند کر دیا۔ حساب کیا تو تین ہزار روپے کا مقروض تھا اور "الاعتصام" سے مجھے اس زمانے میں دو سو روپے ماہانہ تنخواہ ملتی تھی اور یہ قرض جو اس زمانے میں بڑی رقم تھی ادا کرنا نہایت مشکل تھا۔ میں نے مولانا محمد علی لکھوی مرحوم جو مدینہ منورہ میں مقیم تھے، خط لکھا اور دُعا کے لئے درخواست کی۔ انہوں نے لوٹ جواب دیا اور یہی وظیفہ اسی طرح بتایا جیسا کہ اوپر مذکور ہے میں نے اس پر عمل کیا اور چند ماہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ میں قرض سے سبکدوش ہو گیا اور تمام مالی تکلیفیں ختم ہو گئیں۔

کے مقروض تھے۔ وہ قرض جلدی ادا نہ کر سکے تو شیخ غلام حسین نے دعویٰ کر کے ڈگری حاصل کر لی۔ اور حکیم غلام محمد کو عدالت نے جیل بھجوا دیا۔ مولانا غلام رسول اس وقت گاؤں میں موجود نہ تھے۔ اسی روز عصر کے قریب تشریف لائے اور سنت نبوی ﷺ کے مطابق پہلے مسجد میں آئے۔ حکیم صاحب کے بارے میں پوچھا کہ کہاں ہیں۔ سلیمان بنگالی نے تمام واقعہ بیان کیا۔ مولانا کو اس سے نہایت ذہنی کوفت ہوئی۔ نماز عصر سے فارغ ہوئے تو سلیمان سے کہا وہ پانی کا ایک لوٹا بھر لو اور میرے ساتھ آؤ۔ گاؤں سے کچھ دور جا کر اپنے گرد ایک حصار کھینچی۔ اس میں وضو کیا قبلہ رو ہو کر بیٹھ گئے اور کچھ پڑھنے لگے۔ سلیمان بھی قریب ہی بیٹھا تھا۔ اس نے دیکھا کہ مغرب کی طرف سے سفید لباس میں ملبوس ایک شخص آیا اور اس نے مولانا کو ایک ہزار روپیہ دیا۔ آپ نے فرمایا "مجھے دو ہزار کی ضرورت ہے"۔ اس نے کہا "ہزار روپیہ دینے والے نے کہا ہے کہ باقی روپے (قرض خواہ) چھوڑ دے گا"۔ آپ اسی وقت وہاں سے اٹھے اور شیخ غلام حسین کو تلاش کر کے ہزار روپیہ دیا اور فرمایا: "باقی روپے میں جلد ہی ادا کر دوں گا"۔ شیخ غلام حسین نے ایک ہزار روپیہ وصول کیا۔ اور باقی ہزار چھوڑ دیا۔ مولانا گئے اور حکیم صاحب کو جیل سے رہا کرا کے گھر لے آئے۔

٣:۔ علاقہ شاہ پور کے موضع سدرہ میں ایک بزرگ حافظ غلام محمد سکونت پذیر تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے گاؤں سدرہ کے قریب ایک گاؤں "کوٹلی" ہے۔ کوٹلی کا ایک زمیندار لاولد تھا۔ اور اپنی بیوی اور انہی حافظ غلام محمد کے ساتھ مولانا غلام رسول کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ "اللہ سے دعا کریں وہ مجھے اولاد عطا فرمائے"۔ "اللہ تعالیٰ تمہیں لڑکی عطا کرے گا"۔ چنانچہ دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے لڑکی عطا فرمائی۔

٤:۔ مولانا غلام رسول کے سوانح نگار مولوی عبدالقادر لکھتے ہیں کہ قلعہ میہاں سنگھ میں ایک حافظ قرآن لڑکوں کو قرآن مجید پڑھاتے تھے۔ ان کے چہرے پر چنبل ہو گیا۔ بہت علاج کرایا۔ لیکن صحت یاب نہ ہوئے۔ ایک دن انہوں نے مولانا سے عرض کیا تو آپ نے دیکھ کر دریافت کیا "کوئی علاج نہیں کرایا؟" کہا "بہت علاج کرائے۔ سال بھر سے علاج کرا رہا ہوں۔ مگر بجائے فائدے کے مرض بڑھ گیا ہے اور روز بروز بڑھ رہا ہے۔ اب خدائی علاج چاہتا ہوں"۔ آپ نے اسی وقت دم کیا اور فرمایا "متواتر تین دن دم کراؤ"۔ حافظ صاحب نے مولانا کے فرمان کے مطابق تین دم کرایا اور بالکل صحت یاب ہو گئے۔

٥:۔ قلعہ میہاں سنگھ کے حاجی کرم الٰہی کا بیان ہے کہ ان کی شادی کے موقع پر ان کی والدہ کا زیور گم ہو گیا۔ جہاں رکھا تھا۔ بار بار وہاں دیکھا اور جگہوں میں بھی دیکھا مگر نہ ملا۔ حاجی صاحب ممدوح کی والدہ مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور زیور کی گم شدگی کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا "جہاں رکھا تھا وہیں پڑا ہے"۔ چنانچہ جا کر دیکھا تو وہیں پڑا تھا۔

٦۔ ضلع سیالکوٹ کے ستراہ سندھیوں کے چودھری محمود خان بیان کرتے ہیں کہ ابتدا میں اس کی مالی حالت بہت خراب تھی۔ مولانا ایک مرتبہ وہاں تشریف لے گئے تو اس نے مولانا کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنی مالی کمزوری کا ذکر کیا فرمایا "اللہ الصمد ہر روز بلا تعداد پڑھا کرو اور نماز تہجد بھی باقاعدہ پڑھا کرو"۔ چودھری محمود خان کا بیان ہے کہ اس نے اس پر عمل کیا اور چند ہی روز میں مالدار ہو گیا۔ یہ معلوم ہی نہیں ہو سکا کہ اتنی دولت کہاں سے آئی۔ مولانا نے تہجد پڑھنے کا حکم دیا تھا نماز تہجد بھی بالالتزام پڑھنے لگا۔ چودھری محمود خان کا کہنا ہے

کہ اگر کسی دن عمداً سو بھی جاؤں تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا تہجد کے لئے مجھے خود جگا رہے ہیں۔

۷۔ قلعہ میہاں سنگھ کا ایک درزی امام الدین کہتا ہے کہ وہ بالکل کند ذہن اور اَن پڑھ تھا۔ اس کا بڑا بھائی عبداللہ ایک دن اُسے مولانا کے پاس لے گیا اور اس کا حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا "لوٹے میں تھوڑا سا پانی لاؤ۔ پانی لایا گیا تو آپ نے اس پر دم کیا اور فرمایا "لو امام الدین اس کو پی جاؤ، تم تھوڑا بہت حساب کتاب سیکھ جاؤ گے" امام الدین کہتا ہے کہ اللہ کے فضل اور مولانا کی دعا سے اسی دن سے مجھ میں اتنی صلاحیت پیدا ہو گئی ہے کہ حساب کتاب بھی کر لیتا ہوں اور معمولی خط وکتابت بھی کر سکتا ہوں۔

۸۔ ایک شخص ملا کرم داد جو ملتان میں دوکاندار تھا۔ کہتا ہے کہ میرا والد مولانا کی خدمت میں گیا اور عرض کی کہ ہم مختلف مقامات پر مالِ تجارت لیتے جاتے ہیں تو راستے میں چوری وغیرہ ہو جاتی ہے کوئی وظیفہ بتا دیجئے تاکہ ہمارا مال محفوظ رہے۔ فرمایا "تم جہاں رات کو ٹھہرو۔ اپنے مال کے گرد ایک سو مرتبہ "یا محیط" پڑھ لیا کرو" وہ کہتا ہے کہ ہم یہ عمل کرتے رہے اور ہمیشہ سلامتی کے ساتھ مال لے کر گھر پہنچتے رہے۔ ہمارا کبھی کوئی نقصان نہیں ہوا۔ جب کہ ہمارے ساتھیوں کا کئی دفعہ نقصان ہوا۔

۹۔ موضع کوٹلی منگو بھرڑاں (ضلع گوجرانوالہ) کے ایک زمیندار "بلند" کا بیان ہے کہ اس کا بھائی علی گوہر ایک مدت تک بخار میں مبتلا رہا۔ اطبا نے تشخیص کی کہ اسے دق اور سل کی بیماری ہو گئی ہے۔ طبی علاج سے ناامید ہو کر وارث اس کو مولانا کے پاس لے گئے اور عرض کی کہ طبیب اس کو مدقوق اور مسلول قرار دیتے ہیں۔ فرمایا "طبیبوں نے تشخیص

میں غلطی کی ہے۔ اسے معمولی سا بخار ہے" اس کے بعد پانی دم کر کے اسے پلایا اور اسی روز بخار اُتر گیا اور مریض اچھا بھلا ہو گیا۔

۱۰۔ بعض ہندو یا سکھ اپنے بچوں کو سودا وغیرہ لینے کے لئے اگر کسی ایسی دکان پر بھیجتے جو مولانا کی مسجد کی طرف ہوتی تو انہیں تاکید کرتے کہ مسجد کے قریب سے واہگرو واہگرو یا رام رام کرتے جانا اور جلدی سے نکل جانا۔ ایک دن ایک ہندو لڑکی والدین کی ہدایت کے مطابق بھاگتی ہوئی جا رہی تھی اور رام رام کا لفظ اس کی زبان پر تھا۔ مولانا کے پاس سے گزری تو فرمایا یا اللہ یا اللہ کہو۔ یہ کیسا پیارا لفظ ہے۔ چنانچہ "یا اللہ یا اللہ" کے لفظ اس کی زبان سے جاری ہو گئے اور یہی الفاظ ادا کرتی ہوئی گھر پہنچی۔ والدین بے حد پریشان ہوئے اور اسے بار بار کہا کہ "رام رام" کہو مگر لڑکی مسلسل "یا اللہ یا اللہ" کہتی جا رہی تھی اور ساتھ ہی گھر والوں سے کہتی تھی کہ تم بھی "یا اللہ یا اللہ" کہو، یہ بڑا پیارا لفظ ہے۔ نتیجہ ہوا کہ گھر کے تمام لوگ مسلمان ہو گئے اور سب کی زبان سے "یا اللہ یا اللہ" کے الفاظ ادا ہونے لگے۔

۱۱۔ گجرات کا ایک موچی لاہور میں اپنا کوئی کام کاج کرتا تھا۔ اتفاقاً مولانا لاہور تشریف لائے اور وعظ فرمایا۔ وعظ میں آپ نے حضرت زکریا علیہ السلام کے ہاں حضرت یحییٰ کی پیدائش کا قصہ بیان کیا۔ اس وقت گجرات کا موچی بھی موجود تھا، وہ دورانِ وعظ ہی میں اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا "حضرت! اب بھی ایسا ہو سکتا ہے؟" فرمایا "ہاں اب بھی اللہ تعالیٰ ایسا کرنے پر قادر ہے" موچی نے کہا "تو میرا حال بعینہٖ حضرت زکریا علیہ السلام کا سا ہے۔ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہوں۔ آپ میرے لئے دعا فرمائیں شاید آپ کی دعا برکت سے میرے گھر کا بید ہو جائے" آپ نے دعا فرمائی

اور لوگوں نے آمین آمین کہا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کو لڑکا عطا فرمایا اس نے مولانا کو اطلاع دی تو آپ نے اس کا نام "اللہ دتا" رکھا۔ وہ لڑکا حافظ قرآن ہوا۔

۱۲۔ ایک دن مولانا لاہور میں کہیں وعظ فرما رہے تھے۔ دو گورے عیسائی سکھ اور چند ہندو بھی موجود تھے۔ وعظ میں سورہ مریم کی چند آیات تلاوت کیں اور ہرقل کے دربار میں قریش مکہ کی سفارت کا ذکر کیا۔ حضرت جعفر طیار سے ہرقل نے جس انداز سے بات کی اور کلمۂ شہادت سنا۔ وہ بتایا تو ساتھ ہی اس طرح زور دار اور پرکشش آواز میں کلمۂ شہادت پڑھا کر سننے والوں میں ایک تہلکہ بپا ہوگیا اور ہندو، مسلمان، گورے عیسائی شدت سے تڑپنے لگے۔ اس وعظ میں جتنے بھی غیر مسلم موجود تھے۔ سب مسلمان ہوگئے۔

۱۳۔ لاہور ہی کا واقعہ ہے کہ آپ فجر کی نماز سے فارغ ہو کر وضو کرنے کی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ایک سکھ عورت "واہگرو واہگرو" کہتی ہوئی وہاں سے گزری۔ آپ نے فرمایا "وحدہ وحدہ" کہو اس عورت کی زبان پر "وحدہ وحدہ" جاری ہوگیا۔ گھر والوں نے اُسے بہت سمجھایا اور مار پیٹ بھی کی۔ مگر وہ باز نہ آئی اور مسلمان ہوگئی۔

۱۴۔ ایک مرتبہ مولانا ضلع گجرات میں سفر کر رہے تھے۔ کہ ایک سکھ نے آپ سے پوچھا "موضع ڈنگہ کا راستہ کون سا ہے"؟ فرمایا "بھائی مجھے ڈنگہ کا راستہ تو یاد نہیں، البتہ سیدھوں کا یاد ہے"۔ اس نے کہا "سیدھوں کا ہی بتا دو"۔ فرمایا سیدھوں کا راستہ لا الٰہ الا اللہ ہے۔ ادھر مولانا کی زبان سے یہ نکلا اور ادھر سکھ کی زبان پر یہی کلمہ جاری ہوگیا اور اس نے اسلام قبول کرلیا۔

۱۵۔ موضع دلاور چیمہ (ضلع گوجرانوالہ) کے ایک بڑے زمیندار اور دولتمند

سکھ کا نوجوان بیٹا مولانا کا وعظ سن کر مسلمان ہوگیا اور اس کا نام عبداللہ رکھا گیا۔ اس سکھ نے دلاور چیمہ اور علی پور میں اعلان کرا دیا کہ کوئی پنڈت یا گرنتھی قلعہ میہاں سنگھ والے مولوی صاحب سے بحث کرکے ان کو شکست دے دے اور میرے بیٹے کو دوبارہ سکھ مذہب قبول کرنے پر آمادہ کرلے تو میں اس کو کئی ایکڑ زمین اور پانچ سو روپے نقد انعام دوں گا۔ علی پور کے ایک پنڈت نے یہ اعلان سنا تو لالچ میں آکر مولانا سے بحث کے لئے تیار ہوگیا۔ سکھ زمیندار نے پانچ سو روپے نقد جمع کرا دیے۔ اس کے لئے دستاویز لکھ دی اور پنڈت کو ساتھ لے کر قلعہ میہاں سنگھ کی طرف روانہ ہوگیا۔ بہت سے اور لوگ بھی جن میں غیر مسلم بھی تھے اور مسلمان بھی بحث سننے اور نتیجہ معلوم کرنے کی غرض سے ان کے ساتھ چل پڑے ـــ یہ لوگ قلعہ میہاں سنگھ پہنچے تو مولانا تو مولانا غلام رسول اپنے بالا خانے پر تشریف فرما تھے اور ایک طالب علم کو شیخ سعدی کی مشہور کتاب بوستان کا وہ سبق پڑھا رہے تھے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بیان کی گئی ہے۔ پنڈت نے آتے ہی مولانا سے ایک سوال کیا۔ آپ کو تشریف آوری سے بہت خوشی ہوئی۔ طالب علم کے سبق سے فارغ ہو جاؤں تو آپ سے بات ہوگی۔ جو جی چاہے سوال کریں۔ میں ان شاء اللہ نہایت خوشی سے جواب دوں گا۔ یہ الفاظ کہہ کر اس شعر کی طرف متوجہ ہونے سے

دریں بحر جز مرد داعی نرفت
گم آں شد کہ دنبال داعی نرفت

کہتے ہیں یہ شعر پڑھتے ہی مولانا کا اسلوب بیان بدل گیا اور مجلس کا انداز کچھ اور ہی رنگ اختیار کر گیا۔ تقریر میں اللہ نے ایسی تاثیر بھر دی کہ سامعین یوں محسوس کر رہے تھے کہ در و دیوار سے کلمۂ شہادت کی

آوازیں آرہی ہیں۔ پنڈت جی اور اُن کے ساتھی بے جان تصویر بنے ہوئے مولانا کا مُنہ تک رہے تھے اور سب کی زبانیں گُنگ ہوگئی تھیں۔ ناگہاں پنڈت نے شور مچانا شروع کر دیا۔ "مجھے لے چلو، مجھے لے چلو"۔ کچھ لوگوں نے پنڈت کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر کھڑا کیا اور بڑی مشکل سے بالا خانے سے نیچے اتارا۔ پنڈت پر مدہوشی سی طاری تھی۔ جب وہ کچھ ہوش میں آیا تو اس سکھ زمیندار نے جو اُسے لے کر گیا تھا، اور اس کے ساتھیوں نے اس سے دریافت کیا۔ تم بڑی شان اور ادّعا سے وہاں گئے تھے۔ لیکن جاتے ہی خاموش ہو گئے۔ اور کوئی بات کیے بغیر لوٹ آئے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ پنڈت نے جواب دیا۔ میں اسلام کے خلاف ایسے اعتراض سوچ کر گیا تھا جو میرے نزدیک بڑے مضبوط تھے، لیکن مولوی صاحب کے سامنے جاتے ہی تمام باتیں ذہن سے نکل گئیں۔ ان کی تقریر میں کچھ ایسا جادو بھرا ہوا تھا کہ خود میرے دل میں ایک کہرام سا بپا ہوگیا۔ ان کے مذہب کی سچائی میرے دل میں پیوست ہونے لگی اور یوں محسوس ہونے لگا کہ میرا مذہب صحیح نہیں ہے مولوی صاحب کی طرف سے ایک روشنی سی میری طرف بڑھ رہی تھی اور میرے مذہب کے آثار مٹنا شروع ہو گئے تھے۔ اگر چند ثانیے مزید ان کے سامنے بیٹھا رہتا تو میں کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو جاتا۔

اس کے بعد بہت سے لوگوں نے پنڈت جی کو مولانا کی خدمت میں لے جانے اور ان سے بحث و مناظرہ پر آمادہ کرنے کی کوشش کی لیکن وہ نہیں مانے اور صاف لفظوں میں کہا کہ میں ہرگز مولوی غلام رسول سے بحث و مناظرہ نہیں کروں گا۔

۱۰۶۔ یہی عبداللہ نو مسلم، جن کے سکھ والد کے کہنے پر پنڈت مذکور مولانا سے

بحث کرنے گئے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ مولانا کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے ایک مسلمان خاندان میں شادی کر لی تھی۔ قبول اسلام سے پہلے بھی وہ شادی شدہ تھے۔ ایک دن وہ مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے پوچھا "کہو میاں عبداللہ مع اہل و عیال کے خوش ہو؟" عرض کیا "حضرت! میری پہلی بیوی بہت سلیقہ شعار اور تابعدار تھی۔ مجھے وہ بہت یاد آتی ہے آپ دعا فرمائیں وہ بھی اسلام قبول کرے اور میرے پاس آجائے۔ اگر ایسا ہو جائے تو بہت ہی اچھا ہے ورنہ دن تو گزر ہی رہے ہیں۔

فرمایا "میاں عبداللہ! جس ذات اقدس نے تم کو ہدایت دی ہے وہ اس کو بھی ہدایت دینے پر قادر ہے۔ گھبراؤ نہیں۔ ان شاء اللہ جلد ہی تمہاری مراد پوری ہو گی اب تم گھر جاؤ۔

عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ وہ مولانا کے حسب فرمان گھر چلے آئے ابھی ایک ہی دن گزرا تھا کہ ان کی پہلی بیوی نے ایک شخص کے ہاتھ ان کو خط لکھ کر بھیجا کہ فلاں دن اور فلاں وقت آکر اُسے لے جاؤ۔ وہ گئے اور اُسے ساتھ لے کر مولانا کی خدمت میں قلعہ میاں سنگھ حاضر ہوئے اور وہ مسلمان ہو گئی۔

۱۰۷۔ موضع ستو سدھواں (ضلع سیالکوٹ) کے چودھری محمود خان کہتے ہیں کہ ان کے گاؤں کے برہمن نے ان سے کہا کہ سنا ہے جو غیر مسلم مولوی صاحب کا درشن کرنے آتا ہے وہ مسلمان ہو جاتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا "بات تو ایسی ہی ہے"۔ برہمن نے کہا۔ کسی دن ہم کو بھی ان کا درشن کرانا"۔ چند روز بعد مولانا تشریف لے آئے اور چودھری محمود خان نے ان سے برہمن کی بات بیان کی۔ فرمایا "اگر کوئی وقت آیا تو میں کہوں گا۔ تم انہیں بلا لانا۔ جمعے کا دن تھا، مولانا وعظ فرما رہے تھے کہ محمود خان کو حکم دیا "برہمن کو بلا لاؤ کوئی اور غیر مسلم

آنا چاہیے تو کبھی آجائے ـ حسب ارشاد محمود خاں گئے۔ برہمن سے کہا اور اس کو بلانے کی بہت کوشش کی مگر وہ نہیں آیا دو اور غیر مسلم ان کے ساتھ آگئے۔ جوں ہی وہ مولانا کے سامنے آئے۔ حالانکہ انہوں نے وعظ کا کوئی لفظ نہیں سنا تھا، ان کو دور سے دیکھتے ہی کلمہ شہادت پڑھنا شروع کر دیا۔

محمود خاں کہتے ہیں کہ ایندھن کاٹنے کے لئے وہ ایک کلہاڑی برہمنوں سے مانگ کر لائے تھے۔ انہوں نے وہ کلہاڑی واپس کرنے کی بہت کوشش کی لیکن برہمنوں نے نہیں لی اور کہا کہ اس کلہاڑی سے جو لکڑیاں کاٹ کر کھیت سے لائی گئی ہیں۔ ان سے مولوی صاحب کے لئے کھانا پکایا گیا ہے۔ ممکن ہے اس کو دیکھ کر اور ہاتھ لگا کر ہی ہم مسلمان ہو جائیں۔

۱۸: گوجرانوالہ کے دو میاں بیوی اپنی چودہ سالہ لڑکی کو لے کر مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ان کی لڑکی کے سر پہ کوئی بال نہیں ہے اور یہ بالکل گنجی ہے اس کی شادی ہونے والی ہے۔ آپ دعا فرمائیں کہ اس کے سر پہ بال اُگ آئیں۔

مولانا نے لڑکی سے فرمایا" بیٹی نماز پڑھا کرو، انشاء اللہ جلد ہی اچھی ہو جاؤ گی لڑکی نے نماز پڑھنا شروع کر دی۔ اور تھوڑے ہی عرصے میں سر پہ بال اُگ آئے اور گنجاپن ختم ہو گیا۔ دو سال بعد وہ لڑکی اپنے چھوٹے سے بچے کے ساتھ مولانا کی خدمت میں نذرانہ لے کر حاضر ہوئی۔ اس کی ماں بھی ساتھ تھی۔ مولانا نے ان سے پوچھا "تم کون ہو اور کہاں سے آئی ہو؟" لڑکی کی والدہ نے تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ نے پوچھا "نماز پڑھتی ہو یا نہیں؟" لڑکی نے جواب دیا۔ "پہلے تو نماز پڑھا کرتی تھی مگر اب چند روز سے چھوٹ گئی ہے"۔ یہ سنتے ہی آپ نے نذرانہ واپس کر دیا اور فرمایا "تمہارے جیسے لوگوں سے جو خدا سے وعدہ کرکے توڑ دیتے ہیں۔ مجھے کوئی سروکار نہیں" ہر چند اس نے کہا لیکن آپ نے نذرانہ قبول نہ کیا۔ اور دونوں ماں بیٹی واپس گوجرانوالہ

چلی گئیں۔ رات کو وہ لڑکی سوئی صبح اٹھ کر سر پہ ہاتھ پھیرا تو ایک بال بھی نہ تھا۔

۱۹: موضع کھیکی (ضلع گوجرانوالہ) کے حکیم نبی بخش کا بیان ہے کہ انہیں ایک گاؤں میں ایک ایسے مریض کے علاج کی غرض سے جانا پڑا، جو مالیخولیا میں مبتلا تھا اور جسے طبیب لاعلاج قرار دے چکے تھے۔ حکیم صاحب مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ بیان کیا۔ مولانا نے فرمایا علاج کرو، اللہ شافی مطلق ہے۔ شفا دے گا حکیم صاحب نے اس کا علاج شروع کیا اور قدرت الٰہی سے ایک ہی دن کے علاج سے آدھی بیماری ختم ہو گئی۔ دوسرے روز مریض بالکل تندرست ہو گیا۔ حکیم صاحب با مذاق آدمی تھے اور مولانا ان کی باتوں سے خوش ہوتے تھے۔ وہ مولانا کے پاس آئے، مریض کی صحت یابی کی اطلاع دی اور عرض کیا، وہ مریض تو صحت یاب ہو گیا۔ اگر کوئی ایسا ہی مریض اور آ گیا تو کیا ہو گا؟ فرمایا" اللہ تعالیٰ تمہارے علاج سے ہمیشہ ایسے مریضوں کو صحت عطا فرمائے گا۔" چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس کے بعد سے مالیخولیا کے جتنے بھی مریض ان کے پاس آئے اللہ نے انہیں صحت عطا فرمائی۔

۲۰: لاہور کے میاں محمد صاحب کہتے ہیں کہ ابتدائے عمر میں وہ گھوڑوں کا بیوپار کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے گھوڑے خرید کر اپنے ملازموں کو سری نگر گھوڑے فروخت کرنے کے لئے بھیجا۔ تین مہینے گزر گئے۔ لیکن گھوڑے فروخت نہ ہوئے۔ میاں محمد صاحب نہایت پریشان تھے۔ کیونکہ سری نگر میں ملازموں کا خرچ بھی پڑ رہا تھا اور گھوڑوں کا بھی اتفاقاً مولانا غلام رسول لاہور تشریف لائے اور مسجد چینیاں والی میں وعظ کہا۔ سامعین میں میاں محمد بھی موجود تھے۔ وعظ کے بعد وہ مولانا سے ملے اور اپنی پریشانی کا ذکر کیا۔ فرمایا۔ انشاء اللہ تیسرے روز تمہارے گھوڑے حاکم کشمیر خریدے گا۔ اور تمہیں تین ہزار روپے منافع ہو گا۔ میاں محمد کہتے ہیں کہ وہ تاریخ انہوں نے لکھ لی۔ جب ملازم واپس آئے کہ مولانا کے فرمان کے تین روز گھوڑے فروخت ہوئے اور حساب

کیا گیا تو ٹھیک تین ہزار روپے منافع ہوا۔

۲۱۔ گورداسپور (مشرقی پنجاب) کے ایک ہندو مہنت کا نام کاہن داس تھا۔ وہ اپنے عقیدت مندوں کے ساتھ ایک مرتبہ موضع کالو والی آیا جو قلعہ میاں سنگھ کے قریب ایک گاؤں ہے۔ مہنت نے لوگوں سے پوچھا کہ یہاں سے قلعہ میاں سنگھ کتنے فاصلے پر ہے؟ بتایا گیا کہ تین کوس کے فاصلے پر ہے۔ مہنت کاہن داس نے کہا، سنا ہے وہاں مولوی غلام رسول رہتے ہیں، جو بہت عالم اور صوفی ہیں۔ میرے دل میں اسلام کے بارے میں کچھ سوالات پیدا ہو رہے ہیں۔ میں ان سے یہ سوالات پوچھنا چاہتا ہوں۔ لوگوں نے بتایا کہ ان کے پاس کئی پنڈت اور غیر مسلم بحث مباحثہ کے لئے گئے۔ اور مسلمان ہو گئے۔ آپ وہاں نہ جائیں۔ لیکن مہنت صاحب نہیں مانے اور مولانا کی خدمت میں ملفر ہو گئے۔ جاتے ہی سوال کیا "اسلام کیا چیز ہے۔ پہلی چیز ہے کلمہ پڑھنا" پھر کلمہ پڑھ کر سنایا۔ کلمہ سنتے ہی مہنت کاہن داس نے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا اور مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد دو سال مولانا کی خدمت میں قلعہ میاں سنگھ فروکش رہے۔

اسطرح کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں۔ جو مولانا غلام رسول کی طرف منسوب ہیں۔

ہم لوگوں پر مادیت نے قبضہ کر لیا ہے۔ اور روحانیت تقریباً ختم ہو گئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم میں سے اکثریت کے ذہن اس قسم کے واقعات کی صحت کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ مولانا ممدوح ۱۲۹۱ھ میں فوت ہوئے۔ ان سطور کی تحریر تک ان کی وفات پر صرف ۱۱۵ سال گزرے ہیں۔ اور اب سے تیس پینتیس برس پہلے ایسے کئی حضرات موجود تھے جنہوں نے مولانا کو دیکھا اور ان کی صحبت و رفاقت کا شرف حاصل کیا تھا۔ خود ان سطور کے راقم کو ایسے بزرگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اور ان سے مولانا کے بارے میں اس قسم کی باتیں سنی ہیں۔

کرامات کے ظہور کی وجہ

مولانا غلام رسول سے بکثرت کرامات کیوں ظاہر ہوئیں اور ان کی دعا دربار خداوندی میں اتنی جلدی کیوں شرف قبولیت حاصل کرتی تھی؟ اس کے بارے میں ان کے ایک شاگرد اور مرید مولوی قطب الدین بیان کرتے ہیں کہ ایک روز وہ مولانا کی خدمت میں حاضر تھے۔ عرض کیا "حضرت! آپ سے اس درجہ بکثرت کرامات ظاہر ہونے کا سبب کیا ہے؟ پہلے بھی بہت سے بزرگ ہو گزرے ہیں، اب بھی کئی متدین اور متقی لوگ موجود ہیں۔ بلاشبہ ان سے بھی کرامات کا ظہور ہوتا رہا ہے۔ لیکن اتنی کثرت سے نہیں جتنا کہ آپ سے"۔

مولانا نے جواب دیا "جب سے مجھے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ اس وقت سے کرامات ظہور میں آ رہی ہیں۔

مولوی قطب الدین کہتے ہیں کہ اب میں نے اس خواب کی کیفیت معلوم کرنے کی کوشش کی۔ پہلے تو وہ کئی دن ٹالتے رہے۔ لیکن جب میرا اصرار بہت بڑھ گیا تو فرمایا ایک مبارک رات کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ اس حالت کو نہ تو میں خواب سے تعبیر کر سکتا ہوں۔ اور نہ اسے عالم بیداری کہہ سکتا ہوں۔ مجھے حضور علیہ السلام نے صابن عنایت کر کے فرمایا اس سے اپنے کپڑے دھو لاؤ"۔ میں نے حسب حکم کپڑے دھوئے اور پھر حاضر ہوا۔ اب حضور نے مجھے مسجد کے منبر پر کھڑا کر کے ایک ہاتھ میں قرآن مجید دیا اور دوسرے میں صحیح بخاری دی۔ فرمایا یہ لوگوں کو سناؤ تم میرے وارث ہو۔ مولانا فرماتے ہیں کہ ایسی رات پھر تمام عمر نصیب نہیں ہوئی۔ اس رات جو فیوض و برکات حاصل ہوئے، وہ کبھی بھی حاصل نہ ہوئے۔

اس قسم کے اصحاب تقویٰ اور عابد اور زاہد لوگ اب کہاں پیدا ہوں گے۔

اللہ نے ان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا اور اپنے فضل وکرم خاص کا مستحق گردانا تھا۔

ایک اور واقعہ

۱۸۵۷ء کے ہنگاموں کے بعد انگریزی حکومت کے نزدیک مولانا غلام رسول کا شمار انگریز کے باغیوں میں ہونے لگا تھا۔ اس لئے انگریزی حکومت نے انہیں نظربند کر دیا تھا اور پھر وعظ پر پابندی عاید کر دی تھی۔ انگریزی حکام گاؤں میں آکر یا تھانے اور کچہری بلا کر انہیں اور ان کے خاندان کے بعض افراد کو پریشان کرتے تھے۔ بالخصوص ان کے بڑے بھائی حکیم غلام محمد سے زیادہ پوچھ گچھ ہوتی تھی۔ اس ضمن میں مولانا غلام رسول کے سوانح نگار اور ان کے فرزند ارجمند مولوی عبدالقادر لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہمارے تایا حکیم غلام محمد نے بتایا کہ ایک روز انہوں نے مولوی غلام رسول سے کہا، ہم حکام کی باز پرس سے تنگ آگئے ہیں۔ بہتر ہے کہ یہاں کی بود وباش ترک کر کے کسی ریاست میں جا قیام کریں۔ مولوی صاحب نے فرمایا بھائی صاحب آپ کا فرمان بجا ہے۔ لیکن میں مجبور ہوں، کیونکہ ایک دن میں مسجد میں سویا ہوا تھا کہ ایک شخص نے آکر جگایا اور کہا تم میرے ساتھ چلو تمہیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم بلا رہے ہیں۔ میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ جب گاؤں سے باہر نکلا تو دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پالکی رکھی ہوئی ہے۔ میں نے حاضر ہو کر سلام عرض کی۔ آپؐ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا" غلام رسول، ہم تمہاری مسجد میں جانا چاہتے ہیں۔ آپؐ نے میرا ہاتھ پکڑے رکھا اور پالکی والوں نے پالکی اٹھالی، مسجد میں تشریف لے جا کر اسی پکڑے ہوئے ہاتھ سے مجھے منبر پر بٹھایا اور فرمایا "وعظ کہا کرو۔ تم سے لوگوں کی ہدایت ہوگی، تمہاری یہی جائے بود وباش ہے۔

یہ خواب سنانے کے بعد فرمایا "بھائی صاحب اب فرمایئے میں تو مامور ہوں، کیسے اس جگہ کو چھوڑ سکتا ہوں۔ [1] سوانح مولوی غلام رسول ص ۱۳۸، ۱۳۹

چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ تمام عمر وہ اسی گاؤں (قلعہ میاں سنگھ) میں رہے اور خلق کثیر نے یہاں آکر ان سے استفادہ واستفاضہ کیا۔

صحابہ کرام کی خوشبو

مولانا کے ایک شاگرد اور مرید مولوی علاؤ الدین کا بیان ہے کہ ایک دن وہ مولانا کے ساتھ موضع ہیراں والا جا رہے تھے۔ مولانا گھوڑی پر سوار تھے۔ راستے میں سطح زمین سے قدرے اونچا ایک مقام آیا تو آپ گھوڑی سے اتر پڑے اور فرمایا" علاؤ الدین یہاں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی خوشبو آرہی ہے۔ تم گھوڑی پکڑ لو" انہوں نے حسب ارشاد گھوڑی کی لگام پکڑی۔ آپؐ نے وضو کیا اور جوتے اتار کر ادھر ادھر گھومنے لگے، جیسے کوئی خاص جگہ تلاش کر رہے ہوں۔ بالآخر ایک جگہ پر بیٹھ گئے دوپہر کا وقت اور گرمیوں کا موسم تھا۔ آپ جذبہ کے عالم میں تھے، کافی دیر وہاں بیٹھے رہے۔ دستار مبارک سر سے گر گئی تھی۔ اور انہیں اپنے آپ کا کچھ پتہ نہ تھا۔ مولوی علاؤ الدین تعجب وتحیر کے عالم میں کھڑے ان کی حرکات وسکنات دیکھ رہے تھے۔ مولانا ظہر کے اوّل وقت وہاں سے اٹھے اور نماز ادا کی۔ پھر فرمایا۔

"میرا دل چاہتا ہے کہ میری قبر یہاں ہو جائے

یہاں یہ یاد رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعداد بلحاظ تاریخی روایات کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار کے لگ بھگ تھی۔ وہ صرف جزیرۃ العرب ہی میں اقامت گزیں نہ رہے تھے۔ جنگ جہاد، کاروبار اور تبلیغ دین واشاعت اسلام کے سلسلے میں مختلف ملکوں اور علاقوں میں پھیل گئے تھے۔ کتب تاریخ سے ثابت ہے کہ ہندوستان کے بعض شہروں اور

---

[1] سوانح مولوی غلام رسول، ص ۱۰۷، ۱۰۸

علاقوں میں بھی پچیس صحابہ تشریف لائے ۔ ان کی آمد و رفت کا سلسلہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد (۱۵ ہجری) سے لے کر یزید بن معاویہ کے زمانے تک جاری رہا۔ ان کے نام بھی کتابوں میں مرقوم ہیں۔ تاریخ سے واضح ہوتا ہے، کہ موجودہ بلوچستان کے متعدد علاقوں اور صوبہ سرحد کے شہر بنوں میں بھی (جسے عربوں نے "بنہ" کہا ہے) بغرض جہاد صحابہ کرام کا ورود مسعود ہوا۔ عین ممکن ہے اس سے آگے بڑھ کر موجودہ پنجاب کے بعض علاقوں میں بھی آئے ہوں؛ اور مولانا غلام رسول کو جس مقام سے صحابہ کی خوشبو آئی، وہاں کوئی صحابی مدفون ہو — ہمارے لئے اگرچہ اس معاملے میں کوئی قطعی رائے قائم کرنا مشکل ہے، تاہم اس سے انکار نہیں کہ اولیا و اقطاب کا معاملہ عام لوگوں سے بہت مختلف ہوتا ہے اور ان کے قلب و روح کی قوت حاسہ اس درجے تیز ہوتی ہے کہ اس کی مدد سے وہ ایسے آثار تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں جہاں ہم ظاہر بینوں کی رسائی نہیں ہو سکتی ۔

سخاوت اور مہمان نوازی

مولانا غلام رسول بہت سخی اور مہمان نواز تھے ۔ اہل و عیال کے علاوہ رشتے داروں اور اعزہ و اقارب پر بھی دل کھول کر خرچ کرتے تھے ۔ ان کی شادی بیاہ کی ذمے داریاں بھی انہی نے سنبھال رکھی تھیں، ان کی تعلیم و تعلم کے معاملات بھی انہی کے سپرد تھے ۔ ان کے مدرسے میں جو طلب حصولِ علم کے لیے آتے اور جو لوگ فیض حاصل کرنے کی غرض سے وہاں مقیم رہتے، ان کے خورد و نوش کا انتظام بھی وہ خود ہی کرتے تھے — مہمانوں کی تعداد پندرہ کے قریب روزانہ ہوتی تھی ۔ بعض دفعہ یہ تعداد چالیس تک بھی پہنچ جاتی تھی، گھر کی عورتیں یا چکی پیستی رہتیں یا کھانا پکانے میں مصروف رہتی تھیں۔ ایسا بھی ہوتا کہ مہمان روحانی فیض بھی حاصل کرتے ۔ کھانا بھی کھاتے ۔ بعض بھنگی پوستی بھی ان کی سخاوت سے فائدہ اٹھاتے اور اپنی اس ضرورت کے لئے ان سے پیسے لے جاتے

اس مردِ درویش کا دستِ سخا اس قدر وسیع تھا کہ کسی شخص کا دامنِ طلب خالی نہ رہتا ایک مرتبہ ایک پوستی ان کی خدمت میں حاضر ہوا، اور صاف لفظوں میں کہا کہ میں پوست پینے کا عادی ہوں اور بہت زیادہ پیتا ہوں۔ آج بالکل خالی ہاتھ ہوں، پوست پینے کے لئے کوئی پیسہ میرے پاس نہیں ہے۔ سخت طلب لگی ہوئی ہے ۔ خدا کے لئے کچھ پیسے دیجئے تاکہ پوست پی سکوں۔ آپ نے اُس کو ایک روپیہ دیا۔ دوسرے دن وہ پھر آیا، وہی ضرورت بیان کی اور ایک روپیہ لے گیا۔ اس طرح متواتر سات دن آتا اور ایک ایک روپیہ روزانہ لے جاتا رہا۔ اس اثنا میں جو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے، وہ آپ کو کہتے رہتے کہ یہ شخص خود پوست پینے کا اعتراف کرتا ہے اور اسی کے لئے آپ سے پیسے لیتا ہے۔ آپ اس غلط کام کے لئے کیوں روزانہ ایک روپیہ دیتے ہیں۔ ایک روپے کی اس زمانے میں بہت قیمت تھی، لیکن مولانا نے کسی کی پروا نہ کی اور اُس کا مطالبہ پورا کرتے رہے۔ آٹھویں دن وہ آیا اور روپیہ طلب کیا تو اُسے اپنے پاس بٹھا لیا، نہایت شفقت سے اُس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور پوست اور دوسری نشہ آور چیزوں کی مذمت بیان کرنا شروع کی۔ وہ شخص اتنا متاثر ہوا کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور اسی وقت پوست نوشی سے توبہ کر لی۔ اب پوست کے بجائے مولانا نے اُسے اپنی جیب سے دودھ پلا اور حلوہ کھلانا شروع کیا۔ چھ مہینے وہ ان کی خدمت میں رہا۔ ذکرِ الٰہی اور یادِ خدا اس کا ہر وقت کا معمول بن گیا تھا۔

مولانا عبد اللہ غزنوی سے مولانا غلام رسول بیعت بھی تھے، اور دونوں کا آپس میں گہرا دوستانہ بھی تھا۔ مولانا عبد اللہ غزنوی نے چونکہ اتباعِ کتاب و سنت کی پاداش میں اپنا ملک چھوڑا تھا، اور ہندوستان آ کر وہ خالصتاً دینی خدمات انجام دے رہے تھے اس لئے مولانا غلام رسول سے بے پناہ تعلق

خاطر رکھتے تھے اوران کی مالی امداد کو اپنے لئے ضروری قرار دیتے ہیں۔

اولاد کی تربیت

مولانا غلام رسول کے فرزند گرامی مولانا عبدالقادر مرحوم بیان کرتے ہیں کہ مولانا اپنی اولاد کی تربیت کا خاص طور سے اہتمام فرماتے تھے۔ ان کو دینی مسائل سکھلاتے اور پانچ وقت کی نمازیں با جماعت ادا کرنے کا حکم دیتے۔ سحری کے وقت تہجد کے لئے جگاتے اور مسجد میں اپنے ساتھ لے جاتے۔ مولوی عبدالقادر لکھتے ہیں :

"میری عمر اس وقت محض نو سال کی تھی۔ ایک دن والدہ صاحبہ نے کہا کہ ابھی یہ نابالغ ہے۔ شرع نے اس کو مکلف نہیں کیا تو اس کو تہجد کے لئے جگانے اور مہمانوں کی خدمت کے لئے تنگ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا تم نے سچ کہا ہے آنحضرت نے فرمایا ہے۔ انما الاعمال بالنیات میں اس کو اس نیت سے تکلیف دیتا ہوں۔ کہ اس کو نیک کاموں کی عادت ہو جائے دوسرا مجھے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ عنقریب یہ کسی دن یتیم ہو جائیں گے۔ جو کچھ میں اس سے اب کراتا ہوں۔ یہ اس کو یاد رہے گا۔ اور بڑا ہو کر ان عادات کا پابند ہو جائے گا۔ اس کے دل میں تخم حمیت اور مروت بو رہا ہوں۔ انشاء اللہ کسی روز یہ تخم پھل پھول جائے گا۔ میرا خدا میری محنت کو ضائع نہ کرے گا۔ نا بالغوں کا سینہ مثل آئینہ ہوتا ہے۔ جسطرح اُن کو لگایا جائے وہ رستہ ان کے سینوں میں نقش ہو جاتا ہے [1]

اولاد کی دینی اور مذہبی تربیت نہایت ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] الخ مزاری غلام رسول ص ۔ ۱۵۰ ، ۱۶۱

نے گھر کی سربراہ کو "راعی" یعنی نگہبان قرار دیا ہے۔ اس حیثیت سے والد کا فرض ہے کہ اولاد کی ہر اعتبار سے نگرانی اور نگہداشت کرے۔ اس ضمن میں مولانا غلام رسول کا نقطہ نظر جو یہاں بیان کیا گیا ہے عین حقیقت پر مبنی ہے۔ انہوں نے عمدہ طریقے سے اولاد کی تربیت کی اور بچپن ہی میں انہیں نیکی کی راہ پر لگا دیا اور اس کی جو وجہ بیان فرمائی وہ بالکل صحیح ہے۔

چند خصوصیات

گزشتہ صفحات میں مولانا غلام رسول کے تقویٰ و طہارت اور فضائل حمیدہ کا ذکر تفصیل سے کیا گیا ہے۔ ان کے بیشمار خصوصیات میں سے ایک اہم خصوصیت یہ تھی کہ ہر وقت باوضو رہتے اور اپنے اصحاب عقیدت و ارادت کو بھی باوضو رہنے کی تلقین فرماتے اور کہا کرتے الوضوء سلاح المؤمنین (وضو مومنوں کا ہتھیار ہے) ان کا ارشاد ہے کہ باوضو آدمی پر نہ جادو اثر کرتا ہے نہ جن بھوت اُسے تکلیف پہنچا سکتے ہیں اور نہ موذی چیزیں اُسے مبتلائے مصیبت کر سکتی ہیں فرمایا کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ انصار سے پوچھا کہ تم میں وہ کون سی صفت پائی جاتی ہے جس کی وجہ قرآن مجید میں تمہارے بارے میں اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ فرمایا گیا انہوں نے جواب دیا ہم لوگ باوضو رہتے ہیں۔

فرمایا کرتے کہ وضو کر کے جو بھی کام کیا جائے۔ اس میں برکت پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ خود پاکیزگی اختیار کرنا اور دوسرے کو پاکیزہ رہنے کی تلقین کرنا منشاء اسلام ہے۔ صوفی اور سالک دربار خداوندی میں اسی لئے زیادہ مقبول ہیں کہ وہ طہارت اور پاکیزگی کا التزام کرتے ہیں۔ مجذوب بھی بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوتا ہے۔ مگر وہ سالک اور صوفی کے

رتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔ سالک شرع کا مکلف ہے اور ہر وقت اللہ سے طالب رضا رہتا ہے، اس کے برعکس مجذوب پر استغراق اور جذب کی کیفیت طاری رہتی ہے۔ سالک تمام درجات سلوک طے کر کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہو جاتا ہے۔ لیکن مجذوب جزئیات شرع اور مراتب تصوف سے واقف نہیں ہوتا۔

ارادت مندوں سے کہا کرتے کہ اصل فضیلت اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوتی ہے جس کو اتباع رسول نصیب نہیں اُسے مرتبہ فضیلت نصیب نہیں ہوتا۔ ہر قسم کے روحانی فیوض و برکات اور درجات و مراتب کا بنیادی منبع رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔

ہمیشہ نیچی نظر کر کے چلتے۔ دوسروں کو بھی اس کی تاکید کرتے۔ اس کے کتاب و سنت میں جو احکام صادر فرمائے گئے ہیں۔ وہ لوگوں کو سناتے۔ زیادہ باتیں کرنے سے منع کرتے اور زبان کو قابو میں رکھنے کی تلقین کرتے۔ ہر کام خلوص نیت سے کرنے کی تاکید فرماتے۔ کسی کو ذہنی اور جسمانی تکلیف نہ پہنچاتے۔ مال مشتبہ سے سخت پرہیز کرتے۔ سب کی بات کامل توجہ اور غور سے سنتے۔ لباس اور کھانے پینے میں کسی نوع کا تکلف نہ کرتے۔ سادہ لباس پہنتے اور سادہ کھانا کھاتے چھوٹے پر شفقت فرماتے اور اپنے ہم عمروں اور بڑوں کا احترام کرتے بہت سے لوگ اُن سے فقہی مسائل پوچھنے آتے اور تحریری فتوے لینے کی غرض سے بھی حاضر خدمت ہوتے سب کو تسلی بخش جواب دیتے اور قرآن و حدیث اور فقہ کی روشنی میں فتوے تحریر فرماتے جو لوگ زبانی مسائل دریافت کرتے ان کو بھی نہایت اطمینان سے مسئلے کی نوعیت سمجھاتے جب تک وہ مطمئن نہ ہو جاتا اور مسئلہ اچھی طرح ذہن نشین نہ ہو جاتا اُسے اٹھنے نہ دیتے۔

ہر چھوٹا بڑا اُن سے بے تکلفی سے بات کر سکتا اور بے جھجک اپنا مدعا

بیان کر سکتا تھا ہر شخص کے علم اور ذہن کے مطابق بات کرتے اور اس کے مرتبہ و مقام کو ملحوظ خاطر رکھتے۔

کسی ایسی مجلس میں شریک نہ ہوتے، جس میں ریا اور سمعہ کا ادنیٰ شائبہ بھی پایا جاتا۔ اپنے ذاتی مفاد کو ہرگز پیش نظر نہ رکھتے۔ اگر انہیں شبہ پڑ جاتا کہ فلاں مقام کے لوگ ان کی کوئی مالی اعانت کرنا چاہتے ہیں۔ تو وہاں بالکل نہ جاتے اور جانے کا پروگرام بھی طے ہو چکا ہوتا تو منسوخ کر دیتے یا اس وقت تک ملتوی کر دیتے جب تک یہ شبہ دور نہ ہو جاتا۔

مزاج کے نرم اور طبیعت کے دھیمے تھے۔ کسی سے سخت کلامی نہ کرتے۔ ہر شخص سے پیار اور قربت سے پیش آتے۔ بحث سے شدید نفرت تھی۔

فقہی مسلک

فقہی مسلک کے اعتبار سے اہلحدیث تھے اور اتباع سنت ان کا اوڑھنا بچھونا تھا اہل حدیث کے مسائل مشہورہ آمین اور رفع یدین وغیرہ پر عامل تھے۔ فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے۔ دیگر مسائل میں بھی اسی مسلک کو ترجیح دیتے اور فتوے میں کتاب و سنت کو پیش نگاہ رکھتے۔

وعظ میں بدعات اور مروجہ رسوم کی سخت مخالفت کرتے اور خالص کتاب و سنت کے مسائل بیان فرماتے۔ مسئلہ توحید نہایت عمدہ اور موثر انداز میں بیان کرتے

وصیت

مولانا نے عازم بیت اللہ ہونے سے قبل اپنے بیٹوں کے لئے حسب ذیل وصیت تحریر فرمائی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ___ الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الذی لا نبی بعدہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسا تومن بذل

مرضیات اللہ جعلہ لما یعمل۔ امروز در شنبہ ۱۸ شوال ۱۲۸۵ھ مقدسہ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ فقیر عبداللہ المعروف بغلام رسول بن جناب فضیلت دستگاہ رحیم بخش بن حافظ نظام الدین خادم بن حافظ فاضل کامل بہاؤالدین بن جامع کمالات حافظ محمد اکرم بن حافظ فاضل عصمت اللہ بن مصدر کمالات زبدہ اہل اللہ کامل التحریر جناب عبداللہ سکندر بن نور محمد بن پیر محمد بخش بفضل الٰہی عازم زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً گردید لہذا بہ فرزندی عبدالقادر کہ امروز نہ سال است و بعد تلاوت و قرآن شریف وتحصیل صرف تا زراوی بوستان وگلستان می خواند و نور چشمی محمد عبدالعزیز کہ ۳ و نیم سالہ است وصیت میکنم کہ از ہمہ امور علم دینی از تفسیر و حدیث و فقہ و سیر و تصوف مقدم دانند۔ و ملاک امر و اساس الایمان بیقین کنند و تا یکی ہمت با دتوجہ شوند خصوصاً محبت قدثین از دم شمارند کہ اہل حدیث اہل اللہ اند و بعد فراغ از علم دینیہ دست بیعت بشیخ کامل مکمل دہند۔ و در ایں زمان مثل عبداللہ غزنوی در قیاس ما احدے نیست۔ صحبتش اکسیر است و بحقیقت آنحضرت کامل مکمل پیر است و عبدالقادر ترجمہ قرآن از ایشاں شروع کنند۔ و بسم اللہ عبدالعزیز از ایشاں شروع کنند کہ در عقیدہ کافقیر مثل جنید و مثل حضرت بایزید است۔ لا یدرک الواصف المطری خصائصہ وان یک سابقاً فی کل ما وصفا۔ ہمیں بس گرچہ بس محمد تمام شد کہ در سلک خریداران باشم و لی باید کہ ملحدین و زنادقہ و کسے کہ سر مو مخالف شریعت محمدیہ باشد مجلس نکنند و با اولیاء اللہ و کمال صوفیہ حسن عقیدہ و ثابت نمانند۔ امام شعرانی فرمودہ یاک د لحوم الاولیاء فانہا مسمومۃ و شطحیات آں حضرت بدہ الکن بر محل نیک فرود آرند۔ و اوقات خود را اولاً بادائے صلوٰۃ در اوقات مستحبہ و اقامت ارکان و واجبات و سنن و مستحبات بتقیید جماعت و خشوع تام معمور کنند و ایمان خود را درست

کنند و ثانیاً بہ تلاوت قرآن و درود شریف و اذکار نور علیٰ نور نمانند۔ و بس است

گو بجا ندیم زندہ بردوزیم	دامنے کز فراق چاک شدہ
در بہر دلیم عذر ما بپذیر	اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

الغرض آپ مکہ معظمہ پہنچ گئے اور وہاں آپ نے ذیل کی غزل کعبہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر کہی:

۱۲۸۸ھ

زراہ دور بہ بیت الحرام می آییم	بصد نیاز و بصد احترام می آییم
گزشت عمر جوانی بحظ نفس فی	سفید ریش بباب اسلام می آییم
برائے عفو جرائم بہ توبہ مستغفر	بصد ندامت تا ایں مقام می آییم
کرم نما و گذر کن کہ ناسزا کردم	طفیل حضرت خیر الانام می آییم
بحضرت تو باستار کعبہ دست زدہ	باستغاثہ و طلب مرام می آییم
زلال رحمت خود دہ کہ تا شوم سیراب	بسکہ تشنہ لب و تلخ کام می آییم
وقوف موقف عرفات دانیم لائق	چو خواندہ تو برحمت بکام می آییم
گر گریختم ز جرائم بسعی و رمیین	پس از طواف بسوائے مقام می آییم
برائے رمی شیاطین رسیدہ بر جمرہ	پے طواف بمسجد حرام می آییم
نمود خلق ز اخلاق بد بغفلت شدا	بطلب رحمت رحماں مدام می آییم
مگر کہ کیش منی درمنا شود قرباں	امیدوار عنایت محمد می آییم

یہ وصیت مسطورہ بالا جو مولانا محمد رح نے اپنے بیٹوں (عبدالقادر اور عبدالعزیز) کے لئے تحریر فرمائی فارسی زبان میں ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے۔

اما بعد۔ آج بروز پیر شوال ۱۲۸۸ھ کو یہ فقیر عبداللہ جو غلام رسول

کے نام سے مشہور ہے، محض فضل خداوندی سے حرمین شریفین کی زیارت کا عزم کر رہا ہے۔ میرا بیٹا عبدالقادر جو کہ آج نو برس کا ہو چکا ہے۔ اور قرآن شریف پڑھنے کے بعد علم صرف میں زرادی تک کتابیں پڑھ چکا ہے۔ اور فارسی کی بوستان اور گلستان پڑھ رہا ہے۔ نورچشمی محمد عبدالعزیز جو کہ ساڑھے تین برس کا ہو گیا ہے، میں انہیں وصیت کرتا ہوں کہ علم دینی یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، سیرت اور تصوف کے حصول کو تمام معاملات پر مقدم قرار دیں۔ اسی کو بنیادی کام اور اساس ایمان ٹھہرائیں اور ہر اعتبار سے اسی کو مرکز توجہ بنائیں۔ بالخصوص صحبت محدثین کو اپنے لئے لازم قرار دیں اور یقین رکھیں کہ اہل حدیث ہی اہل اللہ کا گروہ ہے۔ علم دین سے فراغت کے بعد کسی شیخ کامل و مکمل کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ میرے خیال میں مولانا عبداللہ غزنوی کے مرتبے کا اس زمانے میں کوئی اور شخص نہیں ہے۔ ان کی محبت اکسیر کا درجہ رکھتی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ حضرت عبداللہ غزنوی پیر کامل و مکمل ہیں۔ عبدالقادر درس قرآن مجید کے ترجمے کا آغاز اور عبدالعزیز اپنی تعلیم کا آغاز یعنی بسم اللہ انہی سے کریں۔ اس لئے کہ یہ فقیر یقین رکھتا ہے کہ وہ اس عہد میں مثل جنید اور بنظیر حضرت بایزید ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ان کی صفت کرنے والا ان کے اوصاف کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ وہ اپنے ہر وصف میں سلف صالح کا نمونہ ہیں یہی وجہ ہے کہ میں خود ان کے حلقۂ دامن سے وابستہ ہوں۔

ہمیں بس گرچہ کلہ قماشم   کہ در سلک خریدارش باشم

اپنے بیٹوں کو وصیت کرتا ہوں کہ ملحدوں اور زندیقوں سے کوئی تعلق نہ رکھیں اور کسی ایسے شخص کی مجلس اختیار نہ کریں۔ جو شریعت محمدیہ کا کسی صورت میں بھی مخالف ہو۔ اولیاء اللہ اور باکمال صوفیاء سے ہمیشہ حسن عقیدت رکھیں۔ اپنے اوقات کو اول نماز، اقامت ارکین دین واجبات وسنن اور مستحبات کی بجا آوری

میں صرف کریں، جماعت کے پابند رہیں اور دلوں کو خشوع و خضوع سے معمور رکھیں۔ دوسری بات جس پر عامل رہنا ضروری ہے۔ یہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کو جزو زندگی بنائیں، اذکار و وظائف کو اپنا معمول ٹھہرائیں اور درود شریف کثرت سے پڑھا کریں بس میری یہی وصیت ہے۔

گر بہ ندیم زندہ برد زیم   دامنے کز فراق چاک شد
ور بمردیم عذر ما بپذیر   اے بسا آرزو کہ خاک شد

تصنیفات

مولانا غلام رسول ہر شعبۂ علم پر عبور رکھتے تھے۔ تفسیر، حدیث، فقہ، منطق وفلسفہ، صرف ونحو، معانی، بیان، ادب وانشا اور علم کلام سے پوری طرح باخبر تھے۔ اس دور کی مروجہ زبانوں یعنی عربی اور فارسی میں مہارت رکھتے تھے۔ پنجابی ان کی مادری زبان تھی۔ انہوں نے فارسی اور پنجابی کو ذریعۂ تبلیغ بنایا اور ان زبانوں میں متعدد کتابیں تصنیف کیں، جن کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) **فتاویٰ مولوی غلام رسول**:۔ یہ ان کے فقہی نوعیت کے فتاوے ہیں جو مختلف لوگوں کے مستفسرہ مسائل پر مشتمل ہیں۔ اس زمانے میں علمی زبان عام طور پر فارسی کو سمجھا جاتا تھا، اور فقہی مسائل اور فتوے اسی زبان میں تحریر کیے جاتے تھے۔ یہ فتاوے بھی فارسی میں ہیں۔

(۲) **رسالہ تراویح**:۔ یہ بھی فارسی میں ہے اور نماز تراویح سے متعلق ہے۔

(۳) **حلیہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم**:۔ اس میں جیسا کہ نام سے ظاہر ہے آنحضرت ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کیا گیا ہے۔

(۴) **قصہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ**:۔ یہ پنجابی نظم میں ہے اور اس میں مشہور صحابی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے واقعات زندگی بیان کیے گئے ہیں۔

(۵) قصہ سسی پنوں :- یہ بھی پنجابی نظم میں ہے اور اس میں سسی پنوں کے نام سے خاص روحانی اور علمی باتیں بیان کی گئی ہیں۔

(۶) سی حرفی :- یہ بھی پنجابی نظم میں ہے۔

(۷) مجموعہ نماز :- یہ بھی پنجابی میں ترجمہ نماز ہے۔

(۸) تفسیر سورۂ فاتحہ :-

(۹) پنج باب :- یہ پنجابی نثر میں ہے اور پکّا روٹی کے انداز پر اس میں فقہی مسائل تحریر میں لائے گئے ہیں

(۱۰) پکّی روٹی :- یہ بھی فقہی مسائل پر مشتمل ہے اور پنجابی نثر میں ہے۔

ان کتابوں میں سے بعض کتابیں کئی مرتبہ چھپ چکی ہیں۔

شعر و شاعری :-

مولانا غلام رسول فارسی اور پنجابی کے بہت اچھے شاعر تھے۔ ان کے دادا حافظ نظام الدین خادم کا شمار بھی اپنے دور میں فارسی کے مشہور شعراء میں ہوتا ہے۔ مولانا غلام رسول کے پنجابی اشعار میں بعض اردو کے الفاظ بھی ہیں۔ حج بیت اللہ سے فارغ ہونے کے بعد مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو روانگی کے وقت جو شعر کہے، ان میں سے چند ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

بحمد اللہ ہویا فضل الٰہی — فراغت حج بیت اللہ سے پائی

مدینہ کی طرف ہوئی تیاری — کیتی حجاج اونٹوں پر تیاری

پہلے دن قافلہ ہو جمع سارا — کیتوسنے فاطمہ دی وادی اُتارا

مدینہ طیبہ دی وا جو آئی — کلیجے عاشقاں دے ٹھنڈ پائی

وہ روضہ دُور سے نظری جو آیا — خدا اوہ نور دا جلوہ دکھایا

ادب سے قافلے ہوئے پیادے — محبت فیر سے دل صاف ما دے

مبارک شہر تھیں واڑوں جو چلیاں — ہے دل وکھرے مانند کھیاں

صلوٰتاں دانگ بلبل دے پکاراں — دلوں محبوب دا حلیہ چیتاراں

کیتی اج طالع بیداریاری — اجو کی اس گھڑی پر جان واری

عجب وہ مسجد نبویؐ منور — عجب روضہ رسول اللہ دا انور

نہ جھلن اکھیاں وہ دیکھ انور — ہوون صدقے رسول اللہ دے دربار

کیا بُن جی نے کیا سامان کریے — پکارے عشق جان قربان کریے

مبارک روضہ مسجد دے کنارے — وہ سورج دانگ دوروں لاٹ مارے

اس نظم کا آخری شعر ہے۔

غلام ایہہ عین میرا مدعا ہے

شکستہ شیشہ دل کا صدا ہے

گھر سے عازم حرمین شریفین ہونے سے پہلے ان کے دل کی جو کیفیت تھی وہ دیار رسولؐ کی جو محبت ان کے قلب و روح میں کروٹ لے رہی تھی۔ اس کا اندازہ ان کے مندرجہ تحت پنجابی اشعار سے کیا جا سکتا ہے۔

چلیں اس دیس توں دے ساں بانا — جتھے کیتا حبیب اللہ ٹکانا

چلا نشتر ہووان قربان تیری — تیرے راہاں توں گھول جان میری

ہوئی رات جو روون نین میرے — کلیجے چھیک پاون دیں بیرے

رسول اللہ دے کر کر یاد آ تار — اپنے مار بھڑکے شوق دیدار

مدینے سیں پہنچاں اک وار میںوں — حیاتی ہیں ملا ولدار میںوں

غبار اس راہ دا سرمہ بناواں — ہوواں صدقے اگر اک جھات پاواں

جے پر ہوون تے ماراں اڈاری — ویکھاں روضہ جے طالع کرن یاری

صبا روضے رسول اللہ دے جائیں — میرا احوال رو رو کے سنائیں

کہیں بعد از ہزاراں بار صلوات　　کروڑیں بار تسلیم و تحیات
جو لے محبوب رحمانی نگاہ کر　　وچھوڑے سے جان آئی لباں پر
لیٹے عشق سے جل بل گیا جی　　کہو اس درد دا دا رو گراں کی
خدا جانے جدوں کی جالیاں ہیں　　میرے بابل تیرے ڈرالیاں میں[1]

اس نظم کے یہ شعر ملاحظہ ہوں۔ کس قدر درد و سوز میں ڈوبے ہوئے ہیں، اور اپنی کمزاریوں کا کس موثر انداز میں ذکر کیا گیا ہے۔

گٹ ہاں نال میں نامہ سیاہوں　　بسا تقصیر مندو پُرگنہ ہوں۔
تغافل نال گذری عمر ساری　　گیاں تیاں، گھڑی رہیاں بچاری
کیا کرساں جو بھکے کوت مکمن　　آ جلدی جنج بوہے آن ڈھوسن
جدوں ڈولی کہاراں آن چائی　　اکیلے چھوڑ جاسن بھین بھائی
بیگا نیاں نال ہے پردیس جاناں　　نہیں پھرنت نت ایس دیس آنا لے
غلام ایہ پُرگناہ بے ساز و ساماں　　پھڑا تکم رسول اللہ دا داماں

اسی مضمون کے چند فارسی اشعار پڑھیے۔

گویم بتوائے صبا پیامے　　در وادیٔ عشق چند گامے
از ملک عجم مگر بر آئی　　در ناحیہ عرب در آئی
با دیدۂ زار و دل نگارے　　در شہر مدینہ کن گزارے
بینی روضۂ پاک سرورِ دین　　آں مضجع خاتم النبین
بر دیمنی بہ تن کشیدہ　　در قبر شریف آرمیدہ

[1] اپنے نام کی طرف اشارہ ہے کہ والدین نے میرا نام ہی غلام رسول رکھا ہے یعنی مجھے وقت پیدائش ہی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بنا دیا گیا ہے۔

اس نظم کا آخری شعر ہے۔

از حد شدہ درد انتظارم
بر راہ تو دیدہ اشکبارم

مکہ معظمہ پہنچ کر آپ نے جو فارسی اشعار کہے ان میں سے چند یہ ہیں۔

زراہ دور بہ بیت الحرام می آیم　　بصد نیاز و بصد احترام می آیم
گزشت عمر جوانی بحظِ نفسانی　　سفید ریش بباب السلام می آیم
برائے عفوِ جرائم بتوبہ مستغفر　　بصد ندامت تا ایں مقام می آیم

مدینہ منورہ جانے کے بعد آپ نے جو فارسی اشعار کہے، وہ یہاں درج کیے جاتے ہیں۔ ابتدا میں یہ الفاظ مرقوم ہیں۔ "بمدینہ منورہ بروضہ طیبہ گفتہ شد ۱۲۸۹ھ"

شکر خدا چہ دولت سیداست وبختیار　　غنچہ مرادِ قلب شگفت از دم بہار
دیدم بچشم عشق مدینہ منورہ　　اینم سزد کہ گوہر جاں را کنم نثار
یعنی شب وصال رسیداست از حیات　　شب قدر ہا فدائی بیک ساعت ہزار
ذوقش بجز حلاوت ایمان کجا چشید　　کذاب مدعی کہ ازیں فیض برکنار
حقا کہ چہ دولتیست کہ شد دستیاب من　　در دِ زبان کنم چو عنادل ہزار بار
استادہ باداب بحضور محمدی　　صلوٰۃ ذاکیات و تحیات بے شمار
یا رب صل علی الذی اخترتہ واجتبیتہ　　وعلی تمامۃ آلہ وعلی صحابتہ الکبار
وھو النبی شفیعا خیر البشر خیر الرسل　　ھو رحمۃ للعالمین کالشمس فی وسط النہار
اے سرور دو عالم سلطان مرسلین　　بر مجرمم شفاعت خود کن رفیق دیار
از جان و دل غلام رسولم مراچہ غم　　یک نیم نگاہ تراہم امیدوار

مولانا غلام رسول بلاشبہ اپنے دور کے جید عالم، نامور فقیہ، بہت بڑے صوفی نہایت متقی اور پرہیزگار، مستجاب الدعوات اور ممتاز شاعر تھے۔ انہوں نے

اگرچہ فارسی میں بھی شعر کہے، لیکن ان کا زیادہ کلام پنجابی میں ہے۔ نظم اور نثر میں انہوں نے پنجابی زبان کی بہت خدمت کی، اور اپنے ماحول کے مطابق زیادہ تر اسی زبان کو اظہار خیال کا ذریعہ بنایا۔ فارسی میں انہوں نے فتوے تحریر فرمائے، اور اس زمانے میں یہی رواج تھا۔ جو لوگ فقہی نوعیت کے مسائل دریافت کرتے تھے، ان کو فارسی میں جواب دیا جاتا تھا۔ اور فارسی میں عربی عبارتیں بکثرت درج کی جاتی تھیں۔ مولانا کے فتاوے بھی اسی نوعیت کے ہیں۔ اور ان میں عربی اور فارسی دونوں زبانیں مرقوم ہیں۔ ان کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے۔ کہ وہ تینوں زبانوں کے ادیب تھے۔ عربی کے بھی فارسی کے بھی اور پنجابی کے بھی!

گزشتہ صفحات میں ان کی تصنیفات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ ان کی ایک کتاب کا نام "قصہ سسی پنوں" ہے۔ یہ کتاب پنجابی نظم میں ہے اور سسی پنوں کے نام سے اس میں تصوف و روحانیت کا درس دیا گیا ہے۔ اس کا ایک شعر ہے۔

بلدا جانا لماں سسن دین میرے
کجاوا یار دا دونین سیرے

ہر اعتبار سے یہ اونچے درجے کا شعر ہے۔

وفات

قلعہ میاں سنگھ میں مولانا غلام رسول کی مسجد میں ایک حافظ صاحب رہتے تھے، جو گاؤں کے بچوں کو قرآن شریف پڑھاتے تھے۔ اور مسجد کے مؤذن تھے ایک روز مولانا غلام رسول خلاف معمول ان کے حجرے میں تشریف لے گئے۔ اس دن مولانا کی عمر کے ۶۳ سال پورے ہونے میں ایک دن باقی تھا۔ حافظ صاحب بہت

متدین اور پرہیزگار تھے، مولانا نے ان سے فرمایا۔ حافظ صاحب! جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے۔ مجھ پر اللہ کا یہ خاص فضل رہا ہے، کہ مجھ سے کسی ایسے عمل کا ارتکاب نہیں ہوا جو خلاف سنت ہو اور کوئی ایسا عمل ترک نہیں ہوا جو مسنون ہو۔ اب آخری سنت باقی رہ گئی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ وہ بھی نصیب فرما دے تو زہے قسمت یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پورے ۶۳ سال ہوئی ہے۔ اور میری عمر بھی کل ۶۳ سال کی ہو جائے گی۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ کو کیا منظور ہے۔

اتفاق سے دوسرے روز سا ہیوال سے دو مہمان آ گئے۔ مولانا نے نماز ظہر سے قبل اپنے بڑے لڑکے مولوی عبدالقادر سے فرمایا کہ "قطب الدین درویش کو ساتھ لے کر گھر جاؤ اور وہاں سے دانے اٹھوا کر غرباء پر لا رکھو تاکہ آ کا پیس جائے۔" اس کے بعد ظہر کی اذان ہوئی آپ نے خود جماعت کرائی۔ نماز کے بعد دونوں مہمانوں کو اپنے ساتھ لے کر حجرے میں تشریف لے گئے۔ اس وقت بالکل تندرست تھے کسی قسم کی کوئی بیماری نہ تھی۔ مہمانوں کو تلقین کرنا شروع کی۔ پہلے مولوی فضل الدین صاحب کو گلے کا ذکر کرایا۔ ایک بار گلے کی ضرب دی، دوسری بار ضرب دے رہے تھے، کہ روح مبارک جسد عنصری سے پرواز کر گئی۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

یہ صورت حال دیکھ کر مہمان گھبرا گئے۔ مولوی فضل الدین صاحب جلدی سے باہر آئے اور مولانا کے بھائی حکیم غلام محمد سے کہا کہ مولوی صاحب کو کچھ ہو گیا ہے، وہ طبیب حاذق تھے۔ انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا مولوی صاحب وفات پا گئے ہیں۔ یہ خبر جیسے قلعہ میاں سنگھ میں پھیلی اس کے بعد آنا فانا گردونواح کے دیہات میں پہنچ گئی۔ بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ متعدد طبیب بھی آ گئے۔ بعض نے کہا کہ مولانا کی موت واقع نہیں ہوئی، ان کو سکتہ ہو گیا ہے۔ انہوں نے آپ کو رگ لگائی۔ لیکن حکیم غلام محمد

بار بار یہی کہتے رہے کہ آپ وفات پا چکے ہیں۔

حکیم غلام محمد مرحوم نے تمام اطبا اور باقی لوگوں سے کہا کہ ہمارے خاندان میں یہی معاملہ چلا آرہا ہے۔ ان کے والد مولوی رحیم بخش نے بحالت تندرستی نماز پڑھتے ہوئے سجدے میں جان دی۔ دادا صاحب حافظ نظام الدین غلام نے حالت رکوع میں وفات پائی۔ یہی معاملہ مولوی صاحب کو پیش آنا تھا جو آگیا۔

مولانا غلام رسول جمعرات کو ظہر اور عصر کے درمیان فوت ہوئے اور جمعہ کے دن انہیں دفن کیا گیا۔ جنازے میں بیشمار لوگ جمع تھے ——— یہ ۱۲۹۱ کا واقعہ ہے۔

اللہ اللہ! کتنے پاکباز تھے یہ لوگ۔ والد مکرم نے بارگاہ الٰہی میں زمین پر پیشانی رکھ کر حالت سجدہ میں اللہ کے حضور حاضری دی۔ جد امجد نے اللہ کے دربار میں جھکتے ہوئے رکوع کی حالت میں اپنی جان جان آفریں کے سپرد کی۔ اور بیٹے اور پوتے نے کلمہ طیبہ پڑھتے اور اس کی تلقین کرتے ہوئے وفات پائی۔ اور ان کی یہ دعا اور تمنا پوری ہوئی کہ ٹھیک ۶۳ سال میں یعنی عمر نبوت کو پہنچ کر اس دنیائے فانی سے کوچ کیا۔ اللہ نے ان کو ہمیشہ اپنے سایہ عاطفت میں رکھا اور جو دعا انہوں نے کی اسے شرف قبول حاصل ہوا۔ ان کی یہ آخری دعا بھی قبول ہوئی۔ اور انہوں نے ٹھیک ۶۳ سال عمر پائی۔ اللہ ان کو اور ان کے آباؤ اجداد کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

اللھم اغفرلھم وارحمھم وعافھم واعف منھم وادخلھم فی جنت الفردوس۔

اولاد و احفاد

مولانا غلام رسول کے دو بیٹے تھے۔ بڑے مولوی عبدالقادر اور ان

سے چھوٹے مولوی عبدالعزیز۔

مولوی عبدالقادر کے چار بیٹے تھے۔ عبدالمالک، عبدالرشید، محمد صادق اور عبدالوکیل۔

مولوی عبدالعزیز کے بھی چار بیٹے تھے۔ عبدالواحد، محمد شفیع، محمد اشرف اور عبدالرحمٰن۔

یہ بالکل مختصر سا سلسلہ اولاد ہے۔ ان سے آگے ان کی اولاد و احفاد کا سلسلہ ماشاءاللہ بہت وسیع ہے۔

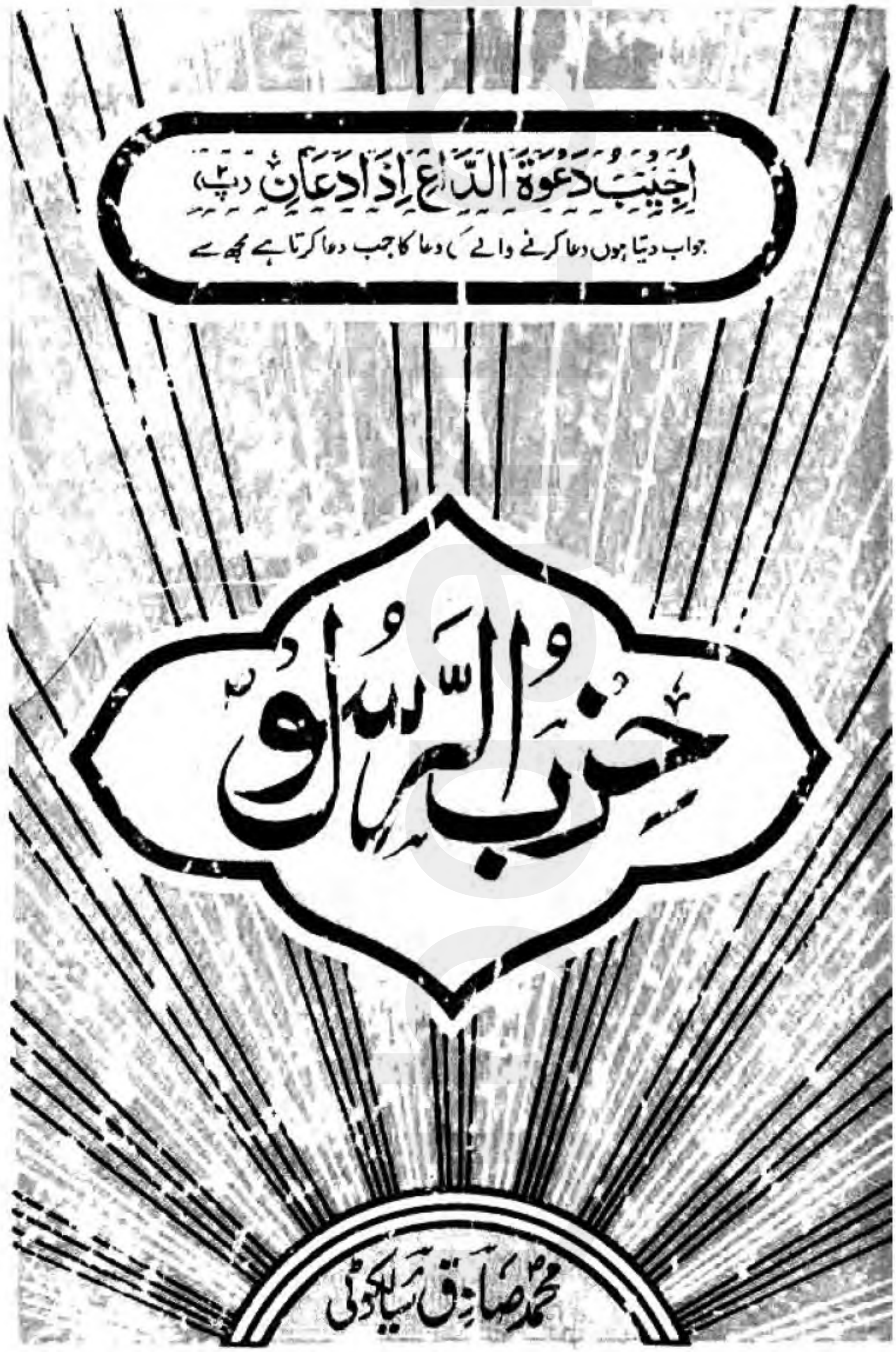
سلسلہ مطبوعات صاحبزادہ بک فاؤنڈیشن کوٹھہ ۴

شیخ المشائخ حضرت سید امیرؒ المعروف حضرت جی صاحب کوٹھہ سے متعلق کتب و تصانیف

نمبر	کتاب	زبان
(۱)	مخزن الابرار	(فارسی)
(۲)	مظفر نامہ	(فارسی)
(۳)	رسالہ خوارق	(فارسی)
(۴)	بدر منیر	(پشتو)
(۵)	مناقب رسالہ	(پشتو)
(۶)	مخزن اسرار	(پشتو)
(۷)	احمد نامہ	(پشتو)
(۸)	گلزار محبت	(پشتو)
(۹)	گنج سعادت	(پشتو)
(۱۰)	قصیدہ میمیہ	(عربی)
(۱۱)	مخزن افغانی	
(۱۲)	نظم الدرر فی سلک السیر (دُرِّ اسرار)	(فارسی) (اردو)
(۱۳)	مرصاد العباد فی علم السلوک	(فارسی)
(۱۴)	مجالس و حکایات	(اردو)
(۱۵)	المسمّٰی بالمقالات (مقالات)	(اردو)

صاحبزادہ بک فاؤنڈیشن کوٹھہ

(ہمایون آرٹ پریس بالو حسید روڈ پشاور)


اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (پ۲)
جواب دیتا ہوں دعا کرنے والے کی دعا کا جب دعا کرتا ہے مجھ سے
حزب الرسول
محمد صادق سیالکوٹی

"وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ" (سورۃ مومن)
"اور کہا تمہارے پروردگار نے دعا کرو مجھ سے قبول کروں گا واسطے تمہارے"

نہ چھوڑ اے دل فغانِ صبحگاہی
اماں شاید ملے اَللّٰہ ھُو میں!

حِزبُ الرّسُول ﷺ

اس کتاب کے چمن زار میں جناب سیدِ ولد آدم، راہ نوردِ جادۂ اسریٰ شافع روزِ جزا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نورانی دعاؤں کے وہ پھول کھلے ہیں جنکی عنبر فشانیوں سے دنیا اور عقبےٰ دونوں جہان مہک رہے ہیں

تالیف: مولانا حکیم محمد صادق سیالکوٹی مدظلہ

ناشر: مکتبہ نعمانیہ ⊙ اردو بازار گوجرانوالہ

لاہور میں ملنے کا پتہ: نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

۳

خطبۂ رحمۃ للعالمین ﷺ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ[1] نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا

---

[1] نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ وہ جامع اور مبارک خطبہ ہے جو حضور اپنے ہر وعظ اور تقریر کے شروع میں پڑھا کرتے تھے۔ اور یہ خطبہ بالفاظِ مختلف مسلم، ابوداؤد، ترمذی میں موجود ہے +

٤

وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ
فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ
لَهٗ ط وَ نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ
لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَ نَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَ رَسُوْلُهٗ ط ــــ اَمَّا بَعْدُ ــــ فَاِنَّ خَیْرَ
الْحَدِیْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَیْرَ الْهَدْیِ
هَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ شَرَّ الْاُمُوْرِ
مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَ
كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَ كُلُّ ضَلَالَةٍ فِی النَّارِ

٥

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں (اسلئے)
ہم اس کی تعریفیں کرتے ہیں اور اپنے ہر کام میں
اُسی سے مدد مانگتے ہیں - ہم اس (رب العالمین) سے
اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں، اور اُسی پر
ایمان لاتے ہیں، اور اسی ذات پاک، پر ہمارا بھروسہ
ہے۔ ہم اپنے نفس کی شرارتوں سے اللہ کی پناہ
طلب کرتے ہیں، اور اپنے اعمال کی برائیوں سے (بھی)
اس کی پناہ میں آتے ہیں - (یقین مانو) کہ جسے اللہ راہ
دکھائے - اُسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا، اور جسے وُہ
(خود ہی) اپنے دَر سے دھتکار دے اس کے لئے
کوئی راہبر نہیں ہو سکتا، اور (ہم تہِ دل سے) گواہی
دیتے ہیں کہ معبود برحق (صرف) اللہ تعالیٰ ہی ہے -
اور وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اور
(اسی طرح تہِ دل سے) ہم اس بات کی بھی گواہی
دیتے ہیں کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اسکے خاص
بندے اور (آخری) رسُول ہیں - (صلی اللہ علیہ وسلم)
حمد و صلوٰۃ کے بعد (یقیناً) تمام باتوں سے بہتر
بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور تمام راستوں سے
بہتر راستہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

٦

اور تمام کاموں میں بدترین کام وہ ہیں، جو خدا کے دین میں اپنی طرف سے نکالے جائیں۔ (یاد رکھو) دین میں جو کام نیا نکالا جائے، وہ بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے۔"

وہ دانائے سُبل، ختمِ الرُّسل، مولائے کُل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا!
(اقبالؒ)

ذرّہ ذرّہ ہے حریفِ آفتاب و کہکشاں
یُوں تجلّی ریز ہے فانوسِ ایوانِ رسُولؐ

(ثمرؔ)

پتّی پتّی کی جبیں میں مسکراتے ہیں چمن
ہے بہار افروز اتنک حُسنِ بُستانِ رسُولؐ

(ثمرؔ)

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فضا تری مہ و پرویں سے ہے ذرا آگے
قدم اٹھا یہ مقام آسماں سے دُور نہیں

اِس عالم کون و فساد کے اندر بے بس ۔ مضطر اور لاچار انسان ہر حین و آن اپنے خالق ۔ مالک ۔ رازق اور پروردگار کا سخت محتاج ہے ۔ اگر اللہ تعالیٰ ہوا سے آکسیجن سلب کر لے ۔ زمین سے پانی خشک کر دے اور رزق نہ اگائے تو تمام انسان آن واحد میں ہلاک ہو جائیں ۔ اس کے علاوہ آدمی استقرار حمل سے تا دم واپسیں ہر سانس کے ساتھ ساتھ فقیر در رب الارباب ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہوتا ہے ۔

يَاأَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ■ ———— (پ ۲۲ ع ۱۵)

"اے لوگو! تم سب، محتاج ہو طرف اللہ کی، اور اللہ وہی ہے بے احتیاج تعریف کیا گیا۔"

یعنی اے انسانو! آدمیو! ذریتِ ابوالبشر! خواہ تم میں سے پیغمبر ہے یا اُمتی۔ کوئی بادشاہ ہے یا غلام۔ امیر ہے یا غریب۔ اعلیٰ ہے یا ادنیٰ۔ گلفام ہے یا سیاہ فام سب کے سب یکساں طور پر اللہ کے در کے بھکاری، محتاج اور فقیر ہو۔ کسی کو اللہ کی جناب میں احتیاج سے مفر نہیں۔ حضرت موسے علیہ السلام ایک سفر میں تھکے ماندے بھوکے اللہ تعالے کے حضور یوں دُعا کرتے تھے:

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ

(پ ۲۰ ع ۶)

"اے میرے پروردگار! تو اپنے خوان کرم سے اس وقت جو نعمت بھی مجھ کو بھیج دے میں اس کا محتاج ہوں"

جناب سرور کائنات، سید الکونین، سید ولد آدم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے مالک سے یوں عرض کرتے ہیں:

وَ اَنَا الْبَآئِسُ الْفَقِیْرُ الْمُسْتَغِیْثُ (طبرانی)

"میرے مولا! میں خستہ حال فقیر ہوں تیرے در پر

فریادی بنکر آیا ہوں"

تو ثالِ رضا کی آغوش میں پیہر سرا ذہب کی دُکھوں — دردوں، غموں، اندوہوں، کربوں، بلاؤں، مصیبتوں، بیماریوں، آفتوں، پریشانیوں، حادثوں، بے روزگاریوں حیرانیوں، اضطرابوں، پراگندگیوں، اُداسیوں، فکرمندیوں، آشفتہ حالیوں، غفلتوں اور گناہوں میں غریق اولاد کے لئے از بس ضروری ہے کہ اللہ علام الغیوب اور علیٰ کل شئ قدیر ذات سے دعا کرتی رہے۔

دُعا کی فضیلت

یہ بھی اللہ تعالےٰ کا بڑا کرم، اور اس کی بخشش ہے کہ اس نے دُعا کو عبادت کا درجہ دیا ہے۔ رحمتِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی معصوم ذات نے فرمایا ہے:

اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ (ابوداؤد۔ ترمذی)

"دُعا وہ عبادت ہی تو ہے"

پھر حضورِ انور نے آیہ ذیل پڑھی جو دُعا کے متعلق ہے:

وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ (پ ۲۴ ع ۱۱)

" اور کہا ہے تمہارے پروردگار نے کہ دُعا مانگو مجھ سے کہ میں تمہاری دُعا قبول کروں گا۔ جو لوگ تکبر کرتے ہیں میری عبادت سے (یعنے میری جناب میں دُعا مانگنے سے)، قریب ہے کہ داخل ہوں گے دوزخ میں ذلیل ہو کر۔"

نوٹ: اِس آیت میں عبادت سے مراد دُعا ہے۔ یعنی جو لوگ دُعا مانگنے سے تکبر کرتے ہیں۔ خود کو دُعا مانگنے سے مستغنی سمجھتے ہیں۔ دُعا کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ اللہ کے حضور اپنی محتاجی، فقیری، ضرورت، حاجت کے لئے ہاتھ نہیں اٹھاتے، گناہوں کے لئے لب نہیں ہلاتے وہ متکبر ہیں۔

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ (ترمذی)

"دُعا عبادت کا مغز ہے"

یعنے عبادت کا خلاصہ اور مقصود بالذات دُعا ہے کیونکہ عبادت کی حقیقت ہی یہ ہے کہ بندہ اپنے آپ کو عاجز اور ذلیل سمجھے۔ اور یہ بات دعا میں حاصل ہوتی ہے:

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الدُّعَاءِ

(ترمذی – ابن ماجہ)

ترجمہ: "نہیں ہے کوئی چیز اللہ کے نزدیک بزرگ قدر دُعا سے" (ترمذی۔ ابن ماجہ)

نوٹ: چونکہ دُعا دلیل ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور بندے کے کمالِ عجز پر ——— بے بس، لاچار، مضطر، عاجز، تنگ مجبور، ناچار، مغلوب، مایوسِ خلق، ناامیدِ عالم، مسکین آدمی اللہ واحد القہار، علیٰ کل شیءٍ قدیر، مختارِ کل ذات سے مانگتا ہے۔ اس لئے اللہ دعا کا اکرام کرتا ہے ■

حضرت سلمان فارسی رضؓ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيْدُ فِى الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ (ترمذی شریف)

" نہیں پھیرتی تقدیر کو مگر دُعا، اور نہیں زیادتی کرتی عمر میں مگر نیکی"

نوٹ: مراد یہاں تقدیر سے کسی مکروہ چیز کا نزول ہے کوئی آفت، مصیبت، مرض، حادثہ، بلا، سختی، زحمت، صدمہ وغیرہ۔ تقدیر معلق ■

جب بندہ اللہ کی جناب میں خلوص وخشیت اور آہ و زاری سے دُعا کرتا ہے تو اللہ اس کے سبب وہ بلا اور مصیبت وغیرہ ٹال دیتا ہے ۔ معلوم ہُوا کہ دُعا دافع البلاء ہے ۔ گویا اللہ کی عبادت بلکہ خلاصہ عبادت سے بلا ٹل گئی ۔ ہاں تقدیر مبرم میں کچھ تغیر و تبدل نہیں ہوتا ۔ موت کا ایک دن معیّن ہے ۔ نہیں ٹل سکتا ۔

اور نیکی سے عمر میں برکت دی جاتی ہے ۔ بابرکت عمر فضل اور زیادتی کی حامل ہوتی ہے ۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَ مِمَّا لَمْ يَنْزِلْ فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِالدُّعَاءِ (ترمذی)

”بے شک دعا نفع کرتی ہے اس چیز سے ۔ کہ اُتری اور اس چیز سے کہ نہیں اتری ۔ پس لازم کرو اپنے اُوپر اے اللہ کے بندو دعا کو“

نوٹ رحمتِ عالمؐ کے فرمان سے ثابت ہوا ۔ کہ جو مصیبت یا بلا اُتر چکی ہو اس کے ہٹنے بھی دعا کرنا نافع ہے ۔ اور جو مصیبت ابھی نہیں اُتری ۔ اس کے اترنے سے پہلے ہی اللہ سے خیریت و عافیت کی دعا کرتے رہیں

تو وہ مصیبت اُترتی ہی نہیں ۔ اس لئے حضورؐ نے فرمایا : کہ اے اللہ کے بندو! دعا مانگنا اپنے اوپر لازم کر لو ۔ یعنی ہر وقت دعا کرتے رہا کرو ۔ اس سے آئی بلا بھی ٹلتی ہے اور آنے والی بھی ٹلی رہتی ہے ۔

رحمتِ عالمؐ ارشاد فرماتے ہیں :

لَا يُغْنِيْ حَذَرٌ مِنْ قَدَرٍ وَالدُّعَاءُ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَ مِمَّا لَمْ يَنْزِلْ وَاِنَّ الْبَلَاءَ لَيَنْزِلُ يَتَلَقَّاهُ الدُّعَاءُ فَيَعْتَلِجَانِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (طبرانی)

ڈر نہیں فائدہ دیتا ڈرنا تقدیر سے (یعنی ڈرنے سے بلائے مقدر کا اترنا دفع نہیں ہوتا) اور (البتہ) دعا نفع دیتی ہے اس بلا سے کہ نازل ہوئی اور اس سے کہ نازل نہیں ہوئی اور جب بلا اترنے کا ارادہ کرتی ہے تو دعا اس سے ملتی ہے ۔ پھر دونوں قیامت تک لڑتی ہیں ۔

نوٹ سابقہ حدیث میں آپ نے پڑھا ہے کہ دعا کرنے سے نازل شدہ بلا بھی دُور ہو جاتی ہے اور جو بلا ابھی نازل نہیں ہوئی ۔ دعا سے وہ بھی رُک جاتی ہے ۔

اس حدیث میں حضورؐ نے مزید ارشاد فرمایا ہے کہ جب بلا نازل ہونے کا ارادہ کرتی ہے ، یعنی نیچے آنا چاہتی

ہے تو دعا اوپر چڑھتی ہے ۔ پھر دونوں آپس میں گتھم گتھا ہوتی ہیں ، لڑتی ہیں ۔ اسی طرح قیامت تک دعا بلا کو روک رکھتی ہے ۔ نیچے آنے نہیں دیتی ۔ یوں سمجھیے : کہ جس طرح لڑائی میں ڈھال سینے کو تیر سے بچاتی ہے اسی طرح دعا سپر بنکر تیرِ بلا کا مقابلہ کرتی ہے اور صاحب دعا کو بچاتی ہے ۔ اس سے دعا کی بزرگی ، منزلت ، فائدہ ، اور اہمیت معلوم ہوتی ہے ۔

ملاحظہ اگر مبرم بلا ہو تو دعا کا پھر بھی فائدہ ہے ۔ کہ اللہ صبر کی توفیق دیتا ہے اور وہ بلا اس پر سہل ہو جاتی ہے اور اس کی سہار سے درجے بلند ہوتے ہیں ۔ بندہ راضی برضا ہو کر اللہ کے مقربوں سے ہو جاتا ہے اور اس کا انجام ان صالحین کی مانند ہو جاتا ہے جو نفسِ مطمئنہ رکھتے ہیں ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

مَنْ لَّمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ (ترمذی)

" جو شخص اللہ سے نہ مانگے ، اللہ اس پر ناراض ہوتا ہے "

نوٹ : ترکِ سوال اللہ کی جناب میں تکبر اور لاپرواہی ہے

اس لئے اللہ غصے ہوتا ہے ۔

غور کریں کہ اگر کسی سے مانگیں تو وہ غصے ہوتا ہے ۔ لیکن اللہ نہ مانگنے پر غصے ہوتا ہے ۔ کتنا اچھا پروردگار رازق اور مہربان ہے ۔

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

مَنْ فُتِحَ لَهٗ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَهٗ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَمَا سُئِلَ اللّٰهُ شَيْئًا يُعْطٰى أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُّسْأَلَ الْعَافِيَةَ (ترمذی)

" تم میں سے جس شخص کے لئے دعا کا دروازہ کھولا گیا کھولے گئے اس کے لیے دروازے رحمت کے اور نہیں مانگی جاتی اللہ تعالے سے کوئی چیز یعنی بہت محبوب طرف اللہ کے اس سے کہ مانگی جائے عافیت "

نوٹ جس کے لئے دعا کا دروازہ کھلتا ہے ۔ اس کو دعا مانگنے کی بہت توفیق ملتی ہے ۔ پورے آداب اور شرائط کے ساتھ ۔ پھر ایسے شخص کیلئے رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں ۔ یعنی اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں کہ کبھی مانگی ہوئی چیز ملتی ہے ۔ کبھی کوئی برائی

تکلیف مصیبت ٹال دی جاتی ہے اور کبھی دعا ذخیرہ کر دی جاتی ہے کہ اس کے سبب برزخ اور آخرت کی تکالیف دور ہوں گی ۔

اور دعاؤں میں سب سے زیادہ محبوب دعا خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگی جائے اور عافیت کے معنی ہیں ــــ سلامتی اور امن ۔ تمام آفات ۔ امراض ، بلاؤں اور مکروہات ظاہری و باطنی سے ۔

حضرت ابی ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّسْتَجِيْبَ اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَ الشَّدَائِدِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ ۔ (ترمذی)

"جس شخص کو یہ خوش لگے کہ اس کی دعا اللہ تعالیٰ سختیوں میں قبول کرے تو اسے چاہیئے کہ بہت دعا کرے فراخی کی حالت میں ہیں "

نوٹ ایسا نہیں کرنا چاہیئے کہ امن اور سلامتی ۔ فراخی اور کشائش کے زمانے میں دعا کرنی چھوڑ دے اور جب تنگی ، بیماری وغیرہ آئے تو اس وقت رو رو کر دعا مانگے ۔ بلکہ فراخی کی حالت میں بھی اللہ تعالےٰ سے خیریت و

عافیت اور شکر وطاعت کی توفیق کی دعا مانگنی چاہیئے ۔ پھر اگر مصائب و نوائب میں دعا مانگے گا تو اللہ تعالےٰ جلد قبول کرے گا ۔ دعا فراخی اور تنگی کی حالت میں ہمیشہ جاری رکھنی چاہیئے ۔

حضرت انس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" لَا تَعْجِزُوْا فِي الدُّعَاءِ فَاِنَّهٗ لَنْ يَّهْلِكَ مَعَ الدُّعَاءِ اَحَدٌ ۔ (ابن حبان)

" دعا مانگنے میں عاجز نہ ہوؤ ۔ کیونکہ دعا کے ساتھ کوئی ہلاک نہیں ہوتا "

نوٹ دعا میں عاجز نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دعا کرنی چھوڑ نہ دو ۔ تھک ہار کر ترک نہ کر دو ۔ بلکہ دعا جاری رکھو ۔ ہر وقت اور ہر حال میں اللہ کے آگے ہاتھ پھیلائے رکھو کہ دعا کی برکت یہ ہے کہ کوئی دعا کے ساتھ ہلاک نہیں ہوتا ۔ دعا بہت بڑا ہتھیار ہے ۔ جیسا کہ حضور ؐ نے فرمایا :

اَلدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ وَعِمَادُ الدِّيْنِ وَنُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ (حصن حصین)

"ترجمہ" دعا مومن کا ہتھیار ہے دکہ اس سے بلا اور

مصیبت کا مقابلہ کرتا ہے) اور دین کا ستون ہے
اور آسمانوں اور زمین کی روشنی ہے ؟
رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَنْصِبُ وَجْهَهُ لِلّٰهِ تَعَالٰى فِيْ
مَسْئَلَةٍ اِلَّا اَعْطَاهَا اِيَّاهُ اِمَّا اَنْ يُعَجِّلَهَا
لَهُ وَ اِمَّا يَدَّخِرَهَا لَهُ ۔ (احمد)
ترجمہ ۔" جو مسلمان کسی سوال کے لئے اپنا منہ اللہ تعالیٰ
کیطرف اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا سوال اسے
عنایت کر دیتا ہے ، یا اس کا سوال جلد دیتا ہے۔
یا اس کو ذخیرہ کر دیتا ہے اس کے لئے ؟
نوٹ سوال جلد عطا کرتا ہے ۔ یعنی دنیا میں کسی وقت
اس کی مراد پوری کر دیتا ہے یا سوال اور دعا
کو ذخیرہ کر دیتا ہے ۔ آخرت کے لئے کہ اس کے گناہ
معاف کر دے گا ۔ اس کو بہت اجر دے گا ۔ الحاصل
مومن کی دعا آداب و شرائط کے ساتھ کی ہوئی ہرگز ضائع نہیں
جاتی ۔ دنیا میں یا آخرت میں ضرور ضرور بار آور ہوتی ہے ۔
انسان چاہتا ہے کہ اس کی ہر بات پوری ہو ۔ اس کی ہر پسند
اس کو ملے کہ لیکن ہو سکتا ہے کہ جس کو وہ پسند کرتا ہے ۔ وہ
اس کے لئے انجام کے لحاظ سے بُری ہو اور جس کو وہ ناپسند

کرتا ہے وہ اس کے حق میں اچھی اور بہتر ہو۔ دُعا کا دُعا کرنے والے کے حق میں
انجام کے لحاظ سے اچھا یا بُرا ہونا اللہ عالم الغیب ہی جانتا ہے۔ اس لئے
بندے کا کام خلوص سے دعا کرنا ہے۔ آگے اللہ تعالےٰ اس دعا
کرنے والے کے حق میں جو بہتر ہے وہ کرے گا ۔ اس کا
سوال اسی وقت پورا کرے ۔ ہفتہ کے بعد ، یا سال
کے بعد پورا کرے ۔ یا بجائے اس سوال کے اسکی کوئی
اور حاجت پوری کر دے ۔ یا کوئی اترنے والی بلا ٹال
دے ۔ یا قبر ، پلصراط ، یا میزان کے وقت اسکی سختی
دُور کر دے ۔ اس کے درجات بلند کرے ۔ وہ پاک
ذات بندے کی بڑی خیر خواہ ہے ۔ اس سے بہتر
سلوک کرے گی ۔ آدمی کو چاہیئے کہ وہ دعا مانگنے ،
وظائف پڑھنے میں سستی نہ کرے ۔ بے حضور نہ ہو
تنگ آکر چھوڑ نہ دے ۔ جلد باز نہ ہو کہ ابھی ہتھیلی
پر سرسوں کیوں نہیں جمتی ! یاد رکھیں کہ بندے کی دعا
ضرور قبول ہوتی ہے ۔ قبولیت کے رنگ علیحدہ علیحدہ
ہیں ۔ جس رنگ کو خدا پسند کرے وہ ہی بندے
کے حق میں بہتر سے بہتر ہے ۔ اللہ کی پسند کو
اپنی پسند پر ترجیح دینی چاہیئے ۔ بندے کا کام دُعا
کرنا ۔ مانگنا ۔ آہ و زاری کرنا ۔ چیخنا ، چلانا ۔ اور

گڑگڑاتا ہے۔ نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ بندے کے اشارے پر چلے۔ ہر ہر بات میں ملازم کی طرح معاذ اللہ تعمیل کرے۔

بندے! تیرا کام بندگی ہے۔ پس بندگی کر! لاچار اور مضطر انسان! زنبیل سوال لئے ہر دم داتا کے در پر کھڑا رہ! صدا دیتا رہ! رزاق ذوالقوۃ المتین اُجیب کے روزن سے ضرور خیر ڈالے گا۔ وہ خیر جو تجھے دنیا و مافیہا سے بے نیاز کر دیگا۔

اللہ تعالیٰ بندوں پر بڑا مہربان ہے۔ سچا حاجت روا مشکلکشا، دافع بلا ہے۔ ہر وقت بندوں پر نظر رحمت رکھتا اور ان کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ رحمت عالم ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ رَبَّکُمْ حَیِیٌّ کَرِیْمٌ یَسْتَحْیِیْ مِنْ عَبْدِہٖ اِذَا رَفَعَ یَدَیْہِ اِلَیْہِ اَنْ یَرُدَّھُمَا صِفْرًا ۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

(ترجمہ) "بے شک پروردگار تمہارا بہت حیامند ہے۔ دینے والا ہے بغیر سوال کے۔ حیا کرتا ہے اپنے بندے سے کہ جب وہ اٹھاتا ہے اپنے دونوں ہاتھ، پھیرے اُن کو خالی"

نوٹ ہر چیز پر قادر اللہ تعالیٰ کتنا حیامند ہے۔ کہ اپنے بندے کو اپنے در سے خالی ہاتھ نہیں پھیرتا۔

بندوں کو چاہیئے کہ دعا کے آداب و شرائط کیساتھ دعا مانگیں، اور قبولیت کا پورا پورا یقین کر کے دعا کریں۔ رحمت عالم ارشاد فرماتے ہیں:

اُدْعُوا اللّٰہَ وَ اَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَۃِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَجِیْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاہٍ ۔ (ترمذی شریف)

"دعا مانگو اللہ سے درحالیکہ تم یقین رکھتے ہو۔ ساتھ قبولیت کے، اور یاد رکھو ـــ کہ اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا دعا غافل کھیلنے والے دل کی"

نوٹ تو دعا بڑے یقین سے کرنی چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل عظیم سے ضرور قبول کرے گا۔ ناامیدی کا خیال تک نہیں آنا چاہیئے۔ قلب غافل وہ ہوتا ہے کہ جس میں ہنگام دعا خضوع وخشوع اور حضور و خلوص نہ ہو۔ دست در تسبیح،

دل در گاؤ خر ــــ قلبِ غافل کے متعلق ہی کہا گیا ہے۔

اوراد و وظائف اور دُعا میں استعجال نہ چاہیئے، کہ کہے ــــ اتنا عرصہ ہو گیا میں نے دعا مانگتے اور وظیفہ پڑھتے۔ مگر ابھی تک قبول نہیں ہوئی ــ بلکہ پُورے یقین اور وثوق کے ساتھ دعا جاری رکھے۔ حزب پڑھتا رہے۔ رحمتِ عالمؐ فرماتے ہیں :

يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ مَا لَمْ يَسْتَعْجِلْ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا الِاسْتِعْجَالُ قَالَ يَقُولُ قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ أَرَ يُسْتَجَابُ لِي فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ وَيَدَعُ الدُّعَاءَ۔

(صحیح مسلم)

ترجمہ۔ قبول کی جاتی ہے (دعا) بندے کی (ساتھ شرطوں قبولیت کے)، جب تک نہیں مانگتا دعا گناہ کی یا توڑنے ناتے کی۔ جب تک کہ نہیں جلدی کرتا۔ عرض کیا گیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! کیا ہے جلدی؟ فرمایا کہ کہے (بندہ دعا مانگنے والا) تحقیق میں نے دعا مانگی اور تحقیق میں نے دعا مانگی۔ (اتنی بار، اتنا عرصہ) پس مجھے قبول ہوتی

نظر نہیں آتی۔ پھر تھک جائے نزدیک اُسکے اور چھوڑ دے دعا مانگنی۔"

نوٹ دعا گناہ کی نہ مانگے۔ یعنی کسی مسلمان کیلئے ناحق بد دعا نہ کرے۔ تجارت حرام میں نفع کی دعا نہ مانگے۔ یا کسی کافر یا مشرک مرے ہوئے کے لئے بخشش کی دعا نہ کرے، یا محال چیزوں کے لئے اور نہ ناتا رشتہ توڑنے کی دعا کرے ــ جیسے کہے کہ اے اللہ! میرا تعلق میرے والدین سے، یا بھائیوں سے اور بہنوں سے توڑ دے۔ اور نہ دُعا میں جلدی کرے کہ تھک ہار کر دعا کرنی ہی چھوڑ دے کہ تینوں کام دعا کی قبولیت میں مانع ہیں۔

مسلمان بھائیؐ دوسرے مسلمان بھائیؐ کے لئے دعا کرے تو بوجہ خلوص قبول ہوتی ہے۔ سرورِ عالمؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ :

دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهِ اٰمِينَ وَلَكَ بِمِثْلٍ۔ (صحیح مسلم)

" دعا مسلمان بھائیؐ کی واسطے مسلمان بھائیؐ

اپنے کے پیٹھ پیچھے قبول کی جاتی ہے دعا کرنے والے کے سر کے پاس ایک فرشتہ معین کیا جاتا ہے۔ جب دعا مانگتا ہے اپنے بھائی کے لئے بھلائی کی تو کہتا ہے فرشتہ معین کیا گیا اس (کی دعا) کے ساتھ آمین۔ (اے اللہ قبول کر دعا اس کی) اور (دعا کرنے والے کو) کہتا ہے اور تیرے لئے (بھی) اس کی مثل ہے۔"

نوٹ: مسلمان بھائی جب اپنے مسلمان بھائی کے لئے منہ میں یا پیٹھ پیچھے دُعا کرتا ہے تو چونکہ بغیر کسی غرض اور لالچ کے کرتا ہے۔ محض خلوص، خیر خواہی اور ہمدردی سے کرتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتا ہے، بلکہ ایک فرشتہ کو معین کر دیتا ہے جو دعا کے ساتھ آمین کہتا ہے۔ پس قبولیت یقینی ہوئی۔

حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عمرے کے لئے اجازت چاہی۔ حضورؐ نے اجازت دے دی۔ جب حضرت عمرؓ روانہ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کہا:

اَشْرِکْنَا یَا اُخَیَّ فِیْ دُعَائِکَ وَلَا تَنْسَنَا (ابوداؤد ترمذی)

"شریک کرنا ہم کو اے میرے چھوٹے بھائی اپنی دعا میں، اور نہ بھولنا ہم کو (اپنی دعا میں)۔"

رحمت للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دعا کے لئے کہا۔ اس میں دو باتیں قابل غور ہیں۔ ایک تو مقام بندگی میں حضورؐ نے عاجزی اور مسکینی ظاہری کی۔ سید الکونین والثقلین، سید ولد آدم ہو کر حضرت عمرؓ کو دعا کے لئے کہا۔ کروڑوں درود اور سلام ہوں ان خاتم النبیین کی روح پاک پر۔

دوسری بات یہ کہ لوگوں کو رغبت دلائی: کہ اچھے لوگوں، موحدوں، عابدوں، پرہیزگاروں، مخلصوں سے (جو بقید حیات ہوں) دعا کی طلب کیا کریں۔ اور یہ بھی ہدایت ہوئی کہ دُعا صرف اپنے لئے ہی نہ ہو بلکہ شریک کریں دعا میں اہلِ قرابت اور احباب کو بھی، اور خاص کر ان دعاؤں میں جو قبولیت کے مقاموں اور وقتوں میں کی جائیں۔

وہ دعا جو غائب، غائب کے لئے کرتا ہے، قبول ہوتی ہے۔ کیونکہ اس میں نمود و ریا نہیں ہوتی۔ نرا خلوص ہی ہو سکتا ہے۔ حضرت الوزؓ فرماتے ہیں:

اِنَّ اَسْرَعَ الدُّعَاءِ اِجَابَةً دَعْوَةُ غَائِبٍ

لِغَائِبٍ (ترمذی شریف)

(ترجمہ) "بیشک بہت جلد قبول ہونے والی دُعا غائب کی ہے واسطے غائب کے"

پس رشتہ داروں، دوستوں، محبوں کو ایک دُوسرے کے لئے غائبانہ طور پر دعا کرنی چاہیئے۔ اپنی نیک دعاؤں میں انھیں شریک کرنا چاہیئے کہ خیر خواہی کرنا مسلمان کی، بڑا ثواب ہے اور اللہ کی رضامندی کا موجب ہے۔

متذکرۃ الصدر احادیث کی روشنی میں آپ نے دعا کی فضیلت۔ مرتبہ۔ قدر۔ بزرگی۔ ضرورت اور اہمیت ملاحظہ کی ہے۔ کہ دُنیا کی فانی زندگی میں انسان ہر لحظہ دُعا کا محتاج ہے۔ دعا سے ایک تو بندے کا اللہ سے رُوحانی تعلق قائم ہوتا ہے۔ دعا سے بندے کی انتہائی عاجزی ذلت۔ بےبسی۔ لاچاری اور مسکنت ثابت ہوتی ہے اور یہی مقصود عبودیت ہے۔ اس سے اللہ راضی ہوتا ہے۔ اور بندے پر نظرِ رحمت کرتا ہے۔

یاد رہے کہ دعا کرنا ــ جدوجہد، تگ و دَو، محنت کاوش، کوشش اور حصول اسباب کے منافی نہیں ہے جتنا اسلام نے دعا پر زور دیا ہے۔ اتنا ہی جدّوجہد،

تگ و دَو اور مساعی پر دیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہوتا ہے:

"لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ (پ ۲۷ ع ۷)

"نہیں ہے واسطے آدمی کے مگر جو کچھ اس نے سعی کی"

اس سے تگ و دو اور سعی و عمل کا سبق دیا ہے۔ پھر فرمایا:

خُذُوا حِذْرَكُمْ (پ ۵ ع ۷) "لو بچاؤ اپنا"

یعنی دشمن کے مقابلہ میں مسلح ہو کر نکلو۔ گویا جس طرح یورپ نے اسباب کی فراہمی، سائنس کی ایجادات اور کمال تگ و تاز سے دنیا میں ایک مقام پیدا کر لیا ہے۔ بالکل اسی طرح کی سعی و عمل کی اسلام نے تعلیم دی ہے۔ سچ پوچھئے تو ان لوگوں نے ان مساعی جمیلہ اور جدّوجہد کا سبق قرآن سے سیکھا ہے۔ لیکن افسوس! کہ وہ مادی ترقی اور اسباب کی فراوانی میں ڈوب کر رہ گئے اور ان پر تکیہ کر کے مسبب الاسباب کو بھلا بیٹھے۔ آخرت کا کچھ دھیان نہ رہا۔

اِسلام نے جہاں دوڑ دھوپ اور سعی و عمل پر از حد زور دیا ہے۔ وہاں یہ بھی بتایا ہے کہ بھروسہ اپنی کوشش اور اسباب پر مت کرنا۔ بھروسہ اور تکیہ اللہ واحد القہار پر رکھنا۔ کیونکہ انسان کی کوشش اور اسباب صرف اس

وقت بار آور ہو سکتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ چاہے۔ وہ نہ چاہے تو کوشش اور اسباب ناکام ہو کر رہ جاتے باوجود کمال احتیاط اور حزم کے ریل گاڑیاں ٹکراتیں۔ طیارے گرتے جہاز ڈوبتے، بسیں، لاریاں، ٹرک، موٹریں، سکوٹر، سائیکل تانگے، سب حادثوں کا شکار ہوتے رہتے ہیں۔ ہر وقت انسان کی زندگی ترساں اور لرزاں ہے۔ کیا ضمانت ہے اس بات کی کہ انسان فردا دیکھے گا۔ فردا تو بہت دور ہے۔ اگلا سانس ہی اُٹھے گا؟

چونکہ انسان کی زندگی، اس کے شب و روز، اور ہر ہر حرکت اللہ کے بس میں ہے اور عاجز انسان اسی کے رحم و کرم پر ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ بے بس اور لاچار انسان اَللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر کے دروازہ پر ہمیشہ ناصیہ فرسا رہے۔ اس کی جناب میں دعائیں کرتا کرتا رہے۔ ہاتھ پھیلائے رکھے۔ مانگتا رہے۔ در مولا کی گدائی میں اپنی عزت، وقار، ترقی اور دارین کی فلاح مضمر جانے

اسی کے فیض سے میری نگاہ ہے روشن
اسی کے فیض سے میرے سبو میں ہے جیحوں

اللہ تعالیٰ کے آخری رسول سید المرسلین، رحمت للعلمین

حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام زندگی دعاؤں کے سہارے گزاری ہے۔ سعی و عمل کے کہکشاں گیر درس کے ساتھ رات دن — چلتے پھرتے — اٹھتے بیٹھتے — کھاتے پیتے — ہر گھڑی اور ہر لحظہ رب الارباب کے حضور دعاؤں۔ التجاؤں اور مناجاتوں میں سکون قلب پایا ہے۔ کوئی وقت، کوئی گھڑی، کوئی موقعہ، کوئی محل، کوئی محفل، کوئی تقریب ایسی نہیں جہاں رحمتِ عالم کی دعاؤں کے فانوس جگمگا نہ رہے ہوں۔ پیدائش سے لیکر موت تک، زندگی کے ہر شعبہ، گوشہ، زاویہ اور احوال و ظروف میں راہرو جادۂ اسریٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی التجاؤں، پکاروں اور دعاؤں کے سدا بہار پھول بہار دکھلا رہے ہیں۔ جن سے ایمان کیف پا رہا ہے اور روح کوثر و تسنیم کی موجوں میں نہا رہی ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اطہر کی دعاؤں کا جو مقام اور درجہ ہے وہ تمام انبیا اور ساری اولادِ آدم کے صالحین کی دعاؤں کا نہیں ہو سکتا۔ کتنی خوش قسمت ہے امتِ محمدیہ — کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے خلاصۂ کائنات — حافظ ناموسِ آدم — سید الکونین

سید ولدِ آدم ۔ ایک لاکھ کئی ہزار نبیوں کے قائد اور امام، حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات عنایت کی ہے ۔ خواجہ بدر وحنین کی رسالت کا کلمہ اور آپ کا قول و فعل نصیب کیا ہے ؛ اور آپ کی زبان ۔ وحی سے بولنے اور حرکت کرنے والی زبان نے جو دعاؤں کے موتی روے ہیں ۔ یہ خزانہ بھی اس امت کو ہی ورثہ میں ملا ہے ۔ لیکن امت اس خزانہ کو بھلا بیٹھی ۔ جواہرات کو چھوڑ کر نقلی موتیوں کی مالا جپنے لگی ۔ آرٹی فیشل جیولری پر لٹو ہو گئی ۔ رجالِ امت کی صناعیاں آنکھوں میں بھا گئیں لوگ وضعی دعاؤں ، درودوں اور وظیفوں میں مشغول ہو گئے ۔

یہ بات کبھی نہ بھولیں کہ جتنا درجہ اور مرتبہ رحمت عالم کا ہے ۔ بالکل وہی حیثیت آپ کے اقوال نہ افعال، اوراد و وظائف اور دعاؤں کی ہے ۔ نہ کوئی شان میں حضور کا ہمسر ۔ نہ آپ کی دعاؤں کا جواب ۔ حضور انور نے جہاں قدم رکھا وہ قیامت تک ہدایت کی قندیل بن گئی ، اور جو الفاظ منہ سے نکلے ، ان سے جہان تا نورنیرین معنبر ہو گیا ۔ "نفس پاک کی عنبر فشانیاں ۔ اور دعاؤں کی عطر بیزیاں ہی امت کے لئے بہا ایمان ہیں ۔

مسلمان بھائیوں اور بہنوں کی خیر خواہی کے لئے ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں ، درودوں اور وظیفوں کو ایک جگہ اکٹھا کر دیا ہے ۔ اور اس مجموعے کا نام

حِزبُ الرَّسُول ﷺ

رکھا ہے ۔ یہ دعائیں ہم نے حدیث کی معتبر کتابوں سے جمع کی ہیں جو سب کی سب سند کے اعتبار سے صحیح اور ثقہ ہیں ۔ حصن حصین ۔ حزب الاعظم ۔ اذکار نووی ۔ درمنثور سیوطی ۔ جامع کبیر ۔ جامع صغیر ۔ قول البدیع ۔ سخاوی ۔ دلائل الخیرات ۔ عمل الیوم واللیلۃ ۔ بخاری ۔ مسلم ۔ ابوداؤد ۔ ابن ماجہ ۔ نسائی ۔ ترمذی ۔ دارمی وغیرہ سے اس گنجینہ کو موتیوں سے بھرا ہے ۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور وہ احسن الحدیث ہے ۔ اس میں بھی دعائیں آتی ہیں جو حضور انور مانگا کرتے تھے ۔ اس لئے ہم نے بھی سب سے پہلے قرآنی دعائیں رکھی ہیں ۔ اس کے بعد رحمت عالم کی فرمودہ دعائیں ہیں اور اخیر میں درود شریف ہے ۔

پڑھنے کے متعلق گذارش ہے کہ اگر کوئی صاحب سارا حزب ہر روز پڑھ سکیں تو پڑھ لیا کریں اور اگر سب نہ روز

نہ پڑھ سکیں تو ہر روز ایک منزل پڑھ لیا کریں - ہم نے سات منزلیں متعین کر دی ہیں - شنبہ سے شروع کر کے جمعہ تک سات دنوں میں پورا حزب پڑھ لیا کریں - اس طرح آسانی رہے گی۔

شروع کرنے سے پہلے اس کو ناظرہ کے طور پر پڑھ لیں تاکہ تلفّظ صحیح ہو جائے اور روانی آ جائے - پھر نہایت ضروری ہے کہ اسکا ترجمہ بھی یاد کریں - ہر دعا کا آپ کو ترجمہ بھی ضرور آنا چاہیئے - تاکہ ورد کے دوران آپ سمجھ سکیں کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؛ بار بار تاکید ہے کہ اسکا ترجمہ ضرور، ضرور، ضرور یاد کریں - ہم نے ہر دعا کا حوالہ دیا ہے اور نیچے ترجمہ لکھا ہے اور حاشیہ پر ضروری نوٹ دیئے ہیں۔

حجّاج کرام کو خوشخبری

حزب الرسول گھروں میں پڑھنے کے علاوہ اگر حجاج کرام سفر حج میں اپنے ساتھ لے جائیں اور قیام مکہ کے دوران مسجد حرام میں ہر روز ایک بار بعد نماز ظہر یا عصر پڑھ لیا کریں - تو بڑی سعادت ہوگی - پھر مدینہ منورہ جا کر مسجد نبوی یا روضۃ من ریاض الجنۃ میں بیٹھ کر ہر روز ایک بار پڑھ لیں اور عرفات کے میدان میں بھی با دیدۂ تر پڑھ لیں تو ان کی نیکیاں اور اللہ

کی رضامندیاں آسمانوں، اور زمین کے خلاؤں میں سما نہ سکیں گی۔ اس خوش بخت عازم حج کے کیا ہی کہنے جس کو یہ سعادت اور کرامت نصیب ہو۔

ان دعاؤں اور وظیفوں کے پڑھنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہیں اور دنیا کے کاموں کے لئے کوئی کوشش نہ کریں۔ یاد رہے کہ اپنے اپنے کاروبار اور مشاغل میں پوری سعی کریں - حصول معاش کے لئے خون پسینہ ایک کر دیں - ہر امر کے لئے جدوجہد لازم جانیں - تمام علوم و فنون پڑھیں - سائنس کی ترقیوں کی شاہراہوں پر دوڑیں اور ساتھ ہی اپنے پیارے دین اسلام پر عمل بھی کریں - عبادات، اور اخلاق کی فضا میں جئیں اور مسلمان مریں - لمحہ بھر اللہ کو نہ بھولیں کہ ؎

عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی

محمد صادق سیالکوٹی

ستمبر ۱۹۶۵ء
جمادی الاوّل ۱۳۸۵ھ

دُعا کے آداب و شرائط

یاد رہے کہ جب تک آدمی عقیدۂ توحید کا پابند نہ ہو ۔ اسکا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ساتویں پارے ، سولھویں رکوع میں اٹھارہ پیغمبروں کے نام گنا کر فرمایا ہے : هَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۔ "ان سب کو ہم نے سیدھے راستے کی طرف ہدایت کی ۔" آگے فرمایا :

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

"یہ ہے ہدایت اللہ کی ، راہ دکھاتا ہے ساتھ اس کے جسکو چاہے اپنے بندوں سے اور اگر (یہ اٹھارہ پیغمبر) شریک کرتے (کسی غیر اللہ کو ساتھ اللہ کے) البتہ ضائع ہو جاتے انکے سارے اعمال ۔"

معلوم ہوا شرک سے اعمال مٹ جاتے ہیں ۔ نماز ، روزہ ، حج زکوٰۃ ، صدقات ، خیرات ، تہجد ، اشراق ، دعائیں ، ورد وظیفے سب ضائع ہو جاتے ہیں ۔ اس لئے ہر مسلمان کا عقیدہ صحابہؓ کی مانند پورا پورا توحید کا ہونا چاہیئے ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات صفات اس کی قولی ، بدنی اور مالی عبادات میں کسی کو شریک نہیں کرنا

چاہیئے ۔ قول ، فعل ، ذہن ، خیال ، تصور ، نیت ، ارادہ میں کسی کو اللہ کا مقام نہ دینا چاہیئے ۔

اسی طرح بدعت سے بچنا بھی لازمی ہے کہ رحمتِ عالم ﷺ فرماتے ہیں :۔

لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَوْمًا وَّلَا صَلٰوةً وَّلَا صَدَقَةً وَّلَا حَجًّا وَّلَا عُمْرَةً وَّلَا جِهَادًا وَّيَخْرُجُ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا تَخْرُجُ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ ۔ (ابن ماجہ)

" اللہ تعالیٰ بدعتی آدمی کا نہ روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز اور نہ زکوٰۃ و خیرات اور نہ حج اور نہ عمرہ ، اور نہ جہاد ۔ اور بدعتی اسلام سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے بال گوندھے ہوئے آٹے سے نکل جاتا ہے ۔" (ابن ماجہ)

بدعت کے معنی ہیں اسلام میں نیا مسئلہ گھڑنا ، اور اس پر عمل کرنے کو ثواب بتانا ۔ یہ بہت بڑی جسارت ہے ۔ سرکاری سکوں (احادیث و سنن) میں جعلی سکے (گھڑ لو مسائل) بنا کر ملانا اور رواج دینا ۔ اللہ تعالیٰ بدعتی کا کوئی عمل قبول ہی نہیں کرتا ۔ تو سب بھائیوں اور بہنوں کو شرک اور بدعت کے کاموں اور اعتقادوں سے بال بال بچنا

چاہیئے کہ شرک اللہ تعالیٰ سے مقابلہ ہے ۔ اور بدعت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منہ بھیڑ ہے ۔

شرک اور بدعت سے اجتناب کے بعد تیسری بات اکل حلال ہے ۔ یعنی روزی حلال ہو کہ حرام روزی سے اللہ تعالیٰ دعا قبول نہیں کرتا ۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک شخص کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ جو سفر کرتا ہے ، پراگندہ بال ، غبار آلودہ ۔ دراز کرتا ہے ۔ اپنے دونوں ہاتھ طرف آسمان کے کہتا ہے ۔ اے رب میرے ۔ اے رب میرے ! (میری حاجت روائی کر ، مشکلکشائی فرما) ۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ کھانا اسکا حرام ہے اور پینا اسکا حرام ہے اور لباس اسکا حرام ہے اور حرام کے ساتھ وہ پرورش کیا گیا ہے فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰلِکَ ایسے شخص کی دعا کہاں سے قبول کی جائے ۔ (صحیح مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کا کھانا پینا ، اور لباس مال حلال سے ہونا چاہیئے تاکہ اسکی دعائیں رنگ لائیں ۔

چوتھی بات یہ یاد رکھیں کہ زبان کو جھوٹ سے بچائیں ۔ اکل حلال کے ساتھ صدق مقال ضروری ہے ۔ ایسے ہی

غیبت اور بہتان اور دوسرے رذائل سے بھی پوری طرح مجتنب رہیں ۔ بلکہ آنکھوں ، کانوں ، ہاتھوں ، پاؤں اور زبان پر کڑا پہرہ رکھیں ۔ یہ اعضا اللہ کی مرضی کے مطابق حرکت کریں ۔ ان کو اللہ کے حکم کے مطابق استعمال کریں ۔ خیالات پاکیزہ ہوں ۔ اخلاق نیک ، طہارت ظاہری و باطنی لازم جانیں ۔ بندگان خدا کے حقوق کا خیال رکھیں ۔ کسی پر ظلم اور زیادتی نہ ہو ۔ مقدور بھر صدقات و خیرات بھی کرتے رہیں ۔

جب آپ دُعائیں پڑھیں یا وظیفہ شروع کریں تو اس کے ترجمہ کی طرف دھیان رکھیں اور پورے خلوص ۔ خشیت ۔ توجہ ۔ استحضار اور فلک بوس یقین اجابت سے پڑھیں ۔ گویا آپ اللہ کو دیکھ رہے ہیں یا اللہ آپ کو دیکھ رہا ہے ۔ اور آپ اسے سُنا رہے ہیں ۔ اس سے منت سماجت کر رہے ہیں ۔ مانگ رہے ہیں ۔ گدا کر رہے ہیں ۔ پوری عاجزی ، بے بسی ، لاچاری ، اضطراب اور کرب کی حالت میں اس کے حضور حاضر ہیں ۔ عبدِ ذلیل ، ربِّ جلیل کے بابِ رحمت کو دستک دے رہا ہے ؎

ہمہ شب دریں امیدم کہ نسیم صبحگاہی
بہ پیام آشنائے بنوازد آشنا را

دُعاؤں کا محلِّ وقوع

ارشادِ خداوندی ہوتا ہے:

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ (پ ۲۰ ع ۱)

"کیا ہے کوئی جو بے قرار و لاچار کی فریاد کو سُنے جب کہ وہ اُسے پکارے اور (پھر) وہ تکلیف (اس سے) دور کرے"۔

مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی اسکی مخلوق کی دُعا آہ و زاری — گڑ گڑاہٹ اور گریہ و فغاں سُننے والا۔ اور مصائب و نوائب دُور کرنے والا نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ کے سوا تمام انسان نبیوں سے لے کر اُمتوں تک سب کے سب اللہ کے محتاج اور زندگی رواں دواں رکھنے کے لئے اس کے در کے سوالی ہیں اور ان سب بزرگ ترین ہستیوں اور اولیاء اللہ پر تکلیفوں، مصیبتوں، رنجوں، غموں، بیماریوں، لاچاریوں اور محتاجیوں کے پہاڑ گرے۔ ان بندگانِ خدا نے (اللہ کا ان پر درود و سلام ہو) اللہ ہی کے در پر گڑ گڑ کر دعائیں مانگیں۔ انتہائی عاجزی اور خلوص

وخشیت سے صاحبِ جلال وجبروت کے در پر دستک دی۔ آہِ نیم شبی اور گریہ سحرگاہی سے رحم کی درخواستیں گزاریں۔ تو مجیب الدعوات ذات نے ان کے غم و الم کی بدلیاں چھانٹ دیں۔ تاریک رات کے سینے سے فرحت و انبساط — اور حاجت روائیوں کی عیدوں کا سپیدہ پھوٹ نکلا۔ مذکورہ آیت سے آگے اللہ ارشاد فرماتا ہے: ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود (حاجت روا) بھی ہے؟ یعنی ایسا معبود و حاجت روا جو لاچاروں کی دُعا سُنتا، اور ان کا دُکھ دُور کرتا ہو؟ اس سوالیہ کا جواب زندہ ضمیر یہی دے گی کہ: اللہ کے سوا کوئی بھی معبود نہیں حاجت روا، مشکلکشا۔ عاجزوں لاچاروں، بےبسوں اور پریشان حالوں کی آہ و فغاں سننے والا اور ان کی بگڑی بنانے والا نہیں ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگیٔ پاک پر نظر ڈالئے۔ سوا لاکھ صحابہ رض کے شب و روز کا مطالعہ کیجئے۔ کربلا کے میدان کا نقشہ دیکھئے تو آپ پر یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی کہ اترنے والی مصائب کو روکنے والا۔ اور نازل شدہ نوائب کو دُور کرنے والا بجز اللہ واحد القہار کے کوئی نہیں ہے۔

ارشادِ خداوندی ہوتا ہے:

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

۴۲

نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ (پ ۹ ع ۱۴)

" اور جن کو تم (لاچاریوں اور پریشانیوں میں) اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ نہ تو اپنی مدد کر سکتے ہیں اور نہ تمہاری مدد کرنے کی طاقت رکھتے ہیں"

معلوم ہُوا - دعا اور پکار صرف اللہ ہی کے آگے ہونی چاہیئے کسی غیر کو نہیں پکارنا چاہیئے - یہ حکم اللہ دے رہا ہے -

مزید سنئے :

فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا - (پ ۲۹ ع ۱۱)

"پس مت پکارو ساتھ اللہ کے کسی کو"

اَحدًا — نکرہ ہے جو عموم کا فائدہ دیتا ہے - مطلب یہ ہُوا کہ اللہ کے سوا اس کی ساری مخلوق میں سے کسی کو نہ پکارو - 'احدًا' میں ہر غیر اللہ آگیا -

مزید ارشاد ہوتا ہے :

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ (پ ۱۱ ع ۱۶)

" اور نہ پکار اللہ کے سوا اس کو جو نہ نفع دے سکے تجھ کو اور نہ ضرر پہنچا سکے تجھ کو ، پھر اگر تو نے ایسا کیا - (یعنی اگر کسی غیر اللہ کو پکارا ، تو تم اس وقت ظالموں سے ہو جاؤ گے "

۴۳

اِس آیت سے ثابت ہُوا کہ کوئی بھی فوق الاسباب طور پر نافع اور ضار نہیں ہے - پس ان کو پکارنا ظلم ہُوا -

فرمان ایزدی ہے :

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ (پ ۲۶ ع ۱)

" اور اس سے بڑھ کر اور کون گمراہ ہے جو (مصیبتوں اور غموں میں ، اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک ان کو جواب نہیں دے سکتے اور وہ ان کے پکارنے سے بھی بے خبر ہیں "

یہ آیات صاف بتا رہی ہیں کہ دعا و پکار اور آہ و فغاں — غموں ، اندوہوں اور لاچاریوں میں صرف اللہ ہی کے حضور کرنی چاہیئے - کسی غیر اللہ کے آگے دعا و پکار کرنی اپنی جان پر ظلم کرنا ہے - تو یہ عقیدہ قرآن کے حکم کے مطابق دل میں جمالیں کہ دعا و پکار — غموں ، فکروں میں اللہ ہی کی جناب میں کریں - کبھی کسی غیر اللہ کو نہ پکاریں کیونکہ دُعا عبادت ہے اور عبادت غیر اللہ کی منع ہے - جس کو اللہ نے اوپر کی آیت میں ظلم فرمایا ہے -

اسی لئے حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

نے (ہماری جانیں آپ پر فدا ، ماں باپ فدا ، دنیا اور عقبےٰ تصدّق) ، بے شمار دعائیں اللہ کے آگے کی ہیں ہر ہر بات کے لئے ، ہر گھڑی ، ہر آن اللہ ہی کو پکارا ہے ، اور اُمت کو اپنے عمل سے یہ درس دیا ہے کہ وہ بھی ان دعاؤں کے ساتھ ہی اللہ سے حاجت روائی چاہیں ۔ دنیا و دین کی بھلائیاں اور خوبیاں مانگیں ۔

تو جو لوگ رجالِ اُمت کی بنائی ہوئی دعاؤں یا وظیفوں کو پڑھتے ہیں ، انہیں چاہیئے کہ ایسی سب چیزوں کو چھوڑ کر : **حِزْبُ الرَّسُوْل** باقاعدہ پڑھا کریں کہ اس میں سب دعائیں جناب سید المرسلین ۔ خاتم النبیین ۔ رحمت للعالمین ۔ سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلی ہوئی ہیں ۔ جس طرح رحمتِ عالم کے مرتبہ کا اولادِ آدم میں کوئی شخص نہیں ہے ۔ ایسے ہی حضور کی دعا کے مرتبہ کی کسی کی دعا نہیں ہو سکتی ۔ ترازو کے ایک پلڑے میں سرورِ کائنات کی دعاؤں کو رکھیں ، اور دوسرے پلڑے میں ایک لاکھ کئی ہزار پیغمبروں اور ان کی تابع امتوں کی دعاؤں کو رکھیں تو پلڑا خواجہ کونین کی دعاؤں کا ہی بھاری ہوگا ۔

پیرِ مغاں سنبھل کے ادب کا مقام ہے
آتے ہیں میکدہ میں قدح خوار مصطفےٰ

قرآں کی آیتوں میں سراپا ڈھلا ہوا
تمثیل بے مثال ہے کردارِ مصطفےٰ
سجدوں کی چاندنی سے جبینیں نکھر گئیں
آنکھوں میں بس گئے در و دیوارِ مصطفےٰ
ڈھلنے لگی ہے سورۂ واللّیل میں صبا
کھلنے لگے ہیں گیسوئے خمدارِ مصطفےٰ

(شورش)

تو آپ ہی انصاف کرلیں کہ جہاں حافظ ناموسِ آدم خواجۂ بدر و حنین ، حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان کے موتی بکھرے ہوں ۔ حدیثوں کے پھول کھلے اور دعاؤں کے نغمے عنبر فشاں ہوں ۔ آفتابِ نبوت ضَو ریز اور بدرِ منیر کی چاندنی حسنِ عالم کو نکھار رہی ہو ۔ سراجاً منیراً گھر گھر اجالا کرے ، اور مرورِ حیات ہر گام اور ہنگام پر پیشوا ہو اور پھر جب ؎

بکھر گئے ہیں فضاؤں میں نغمہ ہائے طرب
سراپا صبح منور ہوئی ہے ظلمتِ شب !

وہاں رجالِ اُمت کے ساختہ وظائف کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے ۔

جو موحد مسلمان — اچھے کردار ، اعلیٰ اخلاق ، صوم و صلوٰۃ

اکلِ حلال اور صدقِ مقال کی پُوری پُوری پابندی کے ساتھ ہاتھوں، پاؤں، آنکھوں، کانوں اور زبان پر کڑا احتساب کر کے۔ جھوٹ، وعدہ خلافی، غیبت، بہتان، حسد، تکبر، کینہ، دھوکا، فریب، حق تلفی اور ایذا رسانی سے بچتے ہوئے "حزب الرّسول" کو ترجمے پر غور کر کے، خلوص اور حضورِ قلب سے ہر روز پڑھے گا۔ انشاء اللہ وہ شخص دنیا اور دین کی کامیابیوں اور کامرانیوں کی معراج کو پا سے گا۔ اللہ تعالیٰ اُسے غموں، فکروں، مصیبتوں، ابتلاؤں، بلاؤں، محتاجیوں، پریشانیوں، دکھوں، دردوں، مرضوں، کربوں، لاچاریوں، دینی غفلتوں اور کسلوں سے نجات دے گا۔ اسے حیاتِ طیبہ کے ساتھ زندہ رکھے گا۔ اس کی حیاتِ مستعار کا ہر لمحہ برکت سے معمور ہوگا۔ تمام کام دنیا اور دین کے اس پر سہل اور آسان ہوں گے۔ ربّ العزت کی طرف سے اسے بشارتیں ملیں گی اور قربِ خدا حاصل ہوگا اور اللہ کے فضل سے یہ مردِ مومن : اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ کے زمرے میں داخل ہو جائے گا۔ (اللہ! ہم سب کو یہ مرتبہ نصیب کر! آمین)۔

دُعاؤں کے نغموں کا رَس

جب آپ قرآن پڑھ کر یا حزب الرّسول پڑھ کر یا نمازوں کے بعد دعا مانگیں تو اس طرح مانگیں :

کہ دونو ہاتھ اٹھائیں۔ ان کو کشادہ کریں۔ چہرے اور دونوں کندھوں کے برابر اٹھائیں۔ ہاتھوں کو اتنا دراز کریں کہ بغلیں کھل جائیں۔ کندھوں سے زیادہ بلند نہ کریں۔ بس چہرے کے سامنے رہیں۔ اللہ کی حمد، اور رسُول رحمت پر درود پڑھ کر دعا کریں اور ختم بھی حمد و صلوٰۃ پر کریں۔ دعا مانگتے وقت بڑی عاجزی، انکساری، تضرع، گڑگڑاہٹ، خضوع وخشوع اور حضورِ قلب سے اللہ کو پکاریں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا : اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا۔ "پکارو اپنے رب کو گڑگڑا کر۔"

نیز ارشاد ہوا ہے :

اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ○

وہ نیک اور متقی لوگ دوڑتے تھے نیکیوں کی طرف اور پکارتے تھے ہم کو شوق و رغبت اور

ڈرے ؟

تو دعا کرتے وقت بڑے شوق اور خوف سے ، اللہ سے مانگنا چاہیئے ۔ اس طرح اللہ سے مانگیں کہ گویا آپ اللہ کو دیکھ رہے ہیں ۔ اس کے پاس حاضر ہیں اور اللہ آپ کی باتیں سُن رہا ہے ۔ آپ کی ہر ہر حرکت دیکھ رہا ہے ۔ آپ کے ذہن ، خیال ، تصوّر ، نیت ، ارادہ پر اس کی نظر ہے ۔ دعا کرتے وقت آپ پر استغراق کی حالت طاری ہو جائے اور آپ اس طرح محویت کے عالم میں گم ہو جائیں کہ سوائے ذاتِ لم یزل کے آپ سب کچھ بھول جائیں آپ کا رؤاں رؤاں دعا بن کر پکار اُٹھے :

اس عزم و یقین کے ساتھ کہ مالک اور داتا اپنے فضل سے ضرور جھولی میں خیر ڈالے گا اور آپ اصلاً اس کے در اجابت سے خالی ہاتھ نہیں لوٹیں گے کہ ؎

افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر
کرتے ہیں خطاب آخر اٹھتے ہیں حجاب آخر

اوقاتِ اجابت

دعا تو آدمی ہر وقت کر سکتا ہے اور اللہ اپنے بندے کی دعا ہر وقت ، ہر گھڑی ، ہر ساعت اور ہر آن سُنتا ہے ۔ اس کے دروازے سدا کھلے رہتے ہیں ۔ لیکن بعض اوقات ایسے ہیں کہ ان میں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے ۔ یہ اوقات اللہ یا اس کے رسول کے بتانے سے متعین کئے جا سکتے ہیں ۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

اِنَّ فِی لَیْلَةِ الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً الدُّعَاءُ فِیْهَا مُسْتَجَابَةٌ

(ترمذی شریف) بیشک جمعہ کی رات میں ایک ایسی گھڑی ہے ۔ جس میں دعا قبول ہوتی ہے "

جمعرات کے علاوہ جمعہ کے دن میں بھی ایک ایسی ساعت ہے ۔ ارشادِ نبوی ؐ ہوتا ہے :

اِنَّ فِی الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا یُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ قَائِمٌ یُصَلِّیْ یَسْأَلُ اللّٰهَ خَیْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِیَّاهُ ۔ (بخاری)

بیشک جمعہ کے دن میں ایک ایسی گھڑی ہے جس مسلمان کو وہ گھڑی نماز پڑھتے ہوئے مل جائے ۔ اس میں وہ اللہ

سے دعا کرے تو اللہ اس کو عطا کر دیتا ہے ۔

اذان کے وقت بھی دعا قبول ہوتی ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ الدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَآءِ وَ عِنْدَ الْبَاسِ ۔ (ابوداؤد) ــ " دو وقت ایسے ہیں کہ ان میں دعا رد نہیں کی جاتی ۔ ایک تو اذان کا وقت اور دوسرا جنگ کا وقت ۔"

اذان اور اقامت کے درمیان بھی دعا عموماً قبول ہوتی ہے ۔ حضور فرماتے ہیں :

لَا يُرَدُّ الدُّعَآءُ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ ۔ (ترمذی)

" اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی ۔"

نزل الابرار میں حضور فرماتے ہیں کہ :

حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ ۔ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ

کے بعد بھی دعا قبول ہوتی ہے ۔

جب نماز کے لئے جماعت کھڑی ہونے لگے تو اس وقت بھی قبول ہوتی ہے ۔ ارشاد نبوی ہوتا ہے :

اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَاسْتُجِيْبَ الدُّعَآءُ ۔ (رواہ احمد) جب اقامت کہی جائے تو اس وقت آسمان کے دروازے کھول دیئے

جاتے ہیں ۔ اور دعا قبول ہوتی ہے ۔

ترمذی شریف میں ہے کہ ایک شخص نے حضور انور ﷺ سے دریافت کیا کہ دعا کس وقت قبول ہوتی ہے ۔ آپ نے فرمایا :

جَوْفُ اللَّيْلِ وَ دُبُرَ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَاتِ

" پچھلی رات کو اور فرض نمازوں کے بعد ۔"

تلاوتِ قرآن کے وقت اور قرآن کے ختم کرنے کے وقت بھی دعا عام طور پر قبول ہوتی ہے ۔ ارشادِ رحمتِ عالم ﷺ ہوتا ہے :

مَنْ قَرَاَ الْقُرْاٰنَ فَلْيَسْئَلِ اللّٰهَ بِهٖ فَاِنَّهٗ سَيَجِيْئُ اَقْوَامٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ يَسْئَلُوْنَ بِهِ النَّاسَ ۔ (ترمذی)

" جو شخص قرآن پڑھے ۔ اُسے چاہیئے کہ وہ قرآن کے ساتھ صرف اللہ ہی سے سوال کرے ۔ ہاں ایک زمانہ آئے گا کہ اس میں لوگ قرآن پڑھیں گے اور لوگوں سے مانگیں گے ۔"

قرآن پڑھنے کے وقت قبولیت دعا کا وقت ہے ۔ خوب خوب اللہ سے مانگیئے ۔ جو لوگ قرآن کو ذریعہ سوال بنائے ہوئے ہیں انہیں توبہ کرنی چاہیئے ۔ قرآن پڑھ کر یا ختم کر کے

لوگوں سے مانگنا بہت بُرا ہے۔
سجدے کی حالت میں بھی دعا قبول ہوتی ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں: اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهٖ وَ هُوَ سَاجِدٌ فَاَكْثِرُوا الدُّعَآءَ ۔ (ترمذی)
بندہ سجدے کی حالت میں اپنے پروردگار سے بہت ہی قریب ہوتا ہے۔ تو سجدے میں کثرت سے دُعا کیا کرو۔
اوقات ذیل میں دُعا قبول ہوتی ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں۔
روزہ دار کی دعا جس وقت وہ روزہ افطار کرتا ہے۔
بارش کے وقت!
آبِ زمزم پیتے وقت! (حصن حصین۔ ترمذی)
مُرغ کی اذان کے وقت۔
امام کے وَلَا الضَّآلِّين پڑھ کر آمین کہنے کے بعد۔
مسلمانوں کے اجتماع کے وقت۔
ذکر کی مجلسوں میں!
کعبہ کی زیارت کے وقت۔
مطاف میں۔ یعنی طواف کرنے کی جگہ میں۔
ملتزم کے نزدیک
کعبہ کے پرنالے کے نیچے
خانہ کعبہ کے اندر۔

زمزم کے نزدیک!
صفا اور مروہ پر!
مسعیٰ میں، یعنی صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کی جگہ میں۔
مقام ابراہیم کے پیچھے۔
عرفات میں۔ مزدلفہ میں۔ منا میں۔ تینوں جمروں کے پاس۔
مظلوم کی دعا۔ دعا حج کرنے والے کی جب تک واپس آئے
نیک بخت آدمی کی دعا۔ باپ کی دُعا۔ بادشاہ عادل کی دعا۔
والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے والی اولاد کی دعا۔ مسافر کی دُعا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۔ پڑھنے والے کی دُعا۔
مندرجہ ذیل اسم اعظم پڑھنے والے کی دُعا:
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنِّیْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۔
مندرجہ ذیل پڑھنے والے کی دُعا:
يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۔
يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۔ (تین بار)
يَا حَیُّ يَا قَيُّوْمُ پڑھنے والے کی دعا۔
سچے دل سے توبہ کرنے والے کی دُعا۔

رحمت عالم ﷺ فرماتے ہیں :

"گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے جیسے کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں"۔

(صحیح حصین)

پیارے بھائیو!

یاد رکھو! کہ ہر قسم کی عبادت کی منظوری اور خصوصاً دعاؤں کی قبولیت حلال کی روزی کھانے، سچ بولنے، اور خدا کی نافرمانیوں سے بچنے پر موقوف ہے۔ پھر کوشش کریں اور جان توڑ کوشش کریں کہ ہم میں مرد مومن کے اوصاف و اخلاق پیدا ہوں۔

لا پھر اک بار وہی بادہ وجام اے ساقی
ہاتھ آجائے مجھے میرا مقام اے ساقی

(اقبال)

منزل پہلی

شنبہ

ساقی نوائے نکہت و نزہت کا وقت ہے
اب تو حریمِ ساغر و مینا کا در کھلے

منزل پہلی ــــ شنبہ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں پناہ مانگتا ہوں ساتھ اللہ کے شیطان راندے ہوئے سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کیلئے ہے (جو) سب جہانوں کا پروردگار (ہے)

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ

نہایت رحم والا مہربان مالک ہے روز

الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ

جزا کا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے

نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○

مدد مانگتے ہیں دکھا ہم کو (دین کا) سیدھا راستہ

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ

راستہ ان لوگوں[1] کا جن پر تو نے انعام کیا نہ ان کا

الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

جن پر تیرا غضب[2] نازل ہوا اور نہ راستہ گمراہوں[3] کا۔

[1] اللہ کے قانون پر چلنے والے، اسکی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے والے عامل لوگ مراد ہیں جیسے نبی، صدیق، شہید، صالح لوگ (علیہم السلام)

[2] اللہ کے قانون اور احکام سے بغاوت اور اسکے رسولوں کی مخالفت کرنیوالے لوگ ان پر اللہ کا غضب نازل ہوا۔ وہ عذابوں سے ہلاک ہوگئے

[3] گمراہ وہ لوگ ہیں جو راہ راست بھول کر ٹیڑھے راستے پر چلنے لگیں، اور سیدھا راستہ کتاب و سنت پر عمل کرنے کا نام ہے۔ گمراہ لوگوں سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ

اے رب ہمارے قبول کر ہم سے تحقیق تو ہی سننے والا

الْعَلِيْمُ ○ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ

جاننے والا ہے اللہ ہی ہے نہیں کوئی عبادت کے لائق سوائے

الْقَيُّوْمُ ○ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا

اسکے سدا زندہ سب کا تھامنے والا۔ نہیں پکڑتی اس کو اونگھ اور نہ

نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

نیند اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ

کون ہے جو اس کے حضور بلا

عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ

اذن سفارش کر سکے جانتا ہے جو (خلقت کے)

اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ج وَلَا

آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے۔ اور نہیں

يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا

احاطہ کر سکتے (لوگ) اس کے علم سے کچھ بھی

بِمَا شَآءَ ج وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ

مگر جتنا وہ چاہے اس کی کرسی آسمانوں اور زمینوں

وَالْاَرْضَ ج وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا

پر حاوی ہے اور ان کی حفاظت اس (پاک ذات)

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○ وَاِلٰهُكُمْ

کو تھکاتی نہیں اور وہ بلند اور بڑا ہے اور معبود تمہارا

اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ

معبود ایک ہے نہیں کوئی معبود سوائے اُسکے بڑا مہربان

الرَّحِيْمُ ○ الٓمّٓ ○ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ

نہایت رحم والا اللہ ہی ہے نہیں کوئی

اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ○ رَبَّنَآ اٰتِنَا

معبود سوائے اسکے زندہ سب کا تھامنے والا اے پروردگار ہمارے

فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ

ہمیں دنیا میں (بھی) نیکی دے اور آخرت میں (بھی)

حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ رَبَّنَآ

نیکی دے اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے اے پروردگار

اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا

ہمارے ہم پر صبر انڈیل دے اور ثابت قدم رکھ ہم کو

وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○ رَبَّنَا لَا

اور مدد دے ہم کو کافروں کی قوم پر اے پروردگار

تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ج رَبَّنَا وَ

ہمارے نہ پکڑ ہم کو اگر بھول جائیں یا چوک جائیں اے پروردگار

لَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى

ہمارے اور نہ رکھ بوجھ ہم پر جیسے تو نے رکھا اُسے اُن لوگوں

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا

پر جو پہلے ہم سے تھے اے پروردگار ہمارے اور نہ اٹھوا ہم

لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا

سے اتنا بوجھ کہ نہیں طاقت ہم کو اس کی اور معاف کر ہم سے اور بخش ہم

وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى

کو، اور رحم کر ہم پر، تو ہے مددگار ہمارا، پس مدد دے ہم کو

الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا

کافروں کی قوم پر اے پروردگار ہمارے نہ کج کر ہمارے

بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ

دلوں کو پیچھے اس کے کہ راہ دکھائی تو نے ہم کو اور عطا فرما ہم کو

رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ○ رَبَّنَا اِنَّنَا

اپنی جناب سے رحمت بیشک تو بڑا دینے والا ہے اے پروردگار ہمارے

اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ

بیشک ہم ایمان لائے ہیں (تجھ پر) پھر بخش دے ہم کو ہمارے گناہ اور بچا

النَّارِ ○ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي

ہم کو دوزخ کے عذاب سے - کہہ اے اللہ مالک ملک کے دیتا ہے تو جس

الْمُلْكَ مَنْ تَشَاۗءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ

کو چاہے اور چھین لیتا ہے ملک جس سے چاہے -

تَشَاۗءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاۗءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاۗءُ

اور عزت دیتا ہے جس کو چاہے اور ذلت دیتا ہے

بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

جس کو چاہے، تیرے ہاتھ میں ہے خیر۔ بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي

داخل کرتا ہے تو رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے تو دن کو

الَّيْلِ ۡ وَتُخْرِجُ الْـحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ

رات میں اور نکالتا ہے زندہ کو مردے سے اور نکالتا ہے

الْمَيِّتَ مِنَ الْـحَيِّ ۡ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاۗءُ

مردہ کو زندہ سے - اور رزق دیتا ہے جس کو چاہے

بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ

بغیر حساب کے اے پروردگار میرے عنایت کر مجھ کو اپنی

ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ○

جناب سے نیک اولاد بے شک تو دعا کا سننے والا ہے۔

رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ

اے ہمارے پروردگار ایمان لائے ہم ساتھ اس چیز کے کہ اتاری تو نے اور پیروی کی

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ○ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا

ہم نے رسول کی پھر لکھ ہم کو ساتھ گواہوں کے۔ اے پروردگار ہمارے بخش ہم کو

ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ

گناہ ہمارے اور زیادتی ہمارے کام میں اور ثابت قدم رکھ ہمارے

أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ○

قدم اور مدد دے ہم کو کافروں کی قوم پر

حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ○ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ

کافی ہے ہم کو اللہ اور اچھا کارساز ہے اے پروردگار ہمارے نہیں

هَٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

پیدا کیا تو نے یہ (عالم) عبث۔ پاک ہے تیری ذات (فعل عبث کرنے) بس بچا ہم

رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي

اے پروردگار ہمارے بیشک سنا ہم نے ایک منادی کرنیوالے (یعنی)

لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا ۚ

پیغمبر) کو منادی کرتے ہوئے ایمان کی کہ ایمان لاؤ اپنے پروردگار کیساتھ پس

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا

ایمان لائے ہم۔ اے پروردگار ہمارے بخش دے ہم کو گناہ ہمارے اور دور کر ہم سے

سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ○ رَبَّنَا

برائیاں ہماری اور خاتمہ کر ہمارا (اپنے) نیک بندوں کیساتھ۔ اے پروردگار

وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا

ہمارے اور دے ہم کو جو کچھ کہ وعدہ کیا تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعے اور نہ

تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ

رسوا کر ہم کو دن قیامت کے۔ بے شک تو وعدہ خلافی نہیں

الْمِيعَادَ ○ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً

کرتا اے پروردگار ہمارے اتار ہم پر ایک خوان

مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا

آسمان سے کہ ہو (وہ خوان) ہمارے لئے عید ہمارے پہلوں کیلئے

وَّاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ

اور ہمارے پچھلوں کیلئے (بھی عید) اور (ہو) نشانی تیری طرف سے اور رزق دے

خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ○ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا

ہم کو اور تو بہتر رزق دینے والا ہے۔ اے پروردگار ہمارے ہم ایمان لائے ہیں

مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ

پس لکھ لے ہم کو گواہوں کیساتھ اے پروردگار ہمارے نہ کر ہم کو

الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا

ظالموں کی قوم کے ساتھ تو ہے دوست ہمارا پس بخش ہم کو

وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ○ وَاكْتُبْ

اور رحم کر ہم پر اور تو بہتر بخشنے والا ہے اور لکھ

لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ

ہمارے لئے اس دنیا میں بھلائی اور آخرت میں (بھی)

اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ○ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ

ہم نے توبہ کی تیری طرف۔ اے پروردگار ہمارے ظلم کیا ہم نے اپنی

اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ

جانوں پر اور اگر نہ بخشے گا تو ہم کو اور نہ رحم کریگا تو ہم پر البتہ ہو جائیں

الْخٰسِرِيْنَ ○ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ

گے ہم خسارہ پانے والوں سے۔ اے پروردگار ہمارے فیصلہ کر ہمارے اور ہماری

قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ○

قوم کے درمیان ساتھ حق کے اور تو بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ○

اے پروردگار ہمارے انڈیل ہم پر صبر اور مار ہم کو بحالت مسلمان۔

حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ

کافی ہے مجھ کو اللہ نہیں کوئی معبود مگر وہ۔ اس پر بھروسہ کیا میں نے

وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ عَلَى اللّٰهِ

اور وہ ہے پروردگار عرش عظیم کا اللہ پر ہمارا

تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ

بھروسہ ہے۔ اے پروردگار ہمارے مت کر ہم کو فتنہ واسطے قوم

الظّٰلِمِيْنَ ○ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ

ظالموں کے اور نجات دے ہم کو اپنی رحمت کے ساتھ کافروں

الْكٰفِرِيْنَ ○ رَبِّ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَسْاَلَكَ مَا

کی قوم سے اے میرے رب میں پناہ مانگتا ہوں ساتھ تیرے یہ کہ

لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاِلَّا تَغْفِرْلِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ

سوال کروں تجھ سے وہ چیز کہ نہیں ہے مجھے اسکا علم اور اگر نہ بخشے گا تو مجھ کو

اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ

اور نہ رحم کریگا تو مجھ پر ہو جاؤنگا میں خسارہ پانے والوں سے۔ پیدا کرنیوالے آسمانوں

وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ

اور زمین کے تو ہی ہے کارساز میرا دنیا میں اور آخرت میں

تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ○

اٹھا لے مجھ کو (دنیا سے) اپنی فرماں برداری کی حالت میں اور ملا دے مجھ کو نیک بندوں کیساتھ

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ

اے رب میرے کر مجھ کو قائم رکھنے والا نماز کا اور میری اولاد کو (بھی)

رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ

اے رب ہمارے اور قبول کر دعا میری اے رب میرے بخش دے مجھ کو، اور

وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ○

میرے ماں باپ کو اور (سب) ایمان والوں کو جس دن حساب ہونے لگے۔

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ○

اے رب میرے رحم کر میرے والدین پر جسطرح انہوں نے مجھے چھوٹے سے کو

رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ

پالا ہے۔ اے رب میرے داخل کر مجھ کو (مدینہ میں) داخل کرنا اچھا اور نکال

اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ

مجھ کو (ظالموں کی بستی سے) نکالنا اچھا، اور اپنے ہاں سے مجھ کو (دشمنوں پر فتحیابی

مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ○ رَبَّنَآ اٰتِنَا

کے ساتھ غلبہ دے اے رب ہمارے دے ہم کو

مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا

اپنی جناب سے رحمت اور تیار کر ہمارے لئے ہمارے کام سے

رَشَدًا ○ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ○ وَ

بھلائی اے رب میرے کھول دے میرے لئے سینہ میرا اور آسان

يَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ط رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ط اَنِّيْ

کر میرے لئے کام میرا - اے رب میرے زیادہ کر مجھ کو علم اے رب میرے بیشک

مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ○

پہنچی ہے مجھ کو ایذا (بیماری) اور تو بہت مہربان ہے سب مہربانوں سے

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ

نہیں ہے کوئی معبود (مشکلکشا) سوائے تیرے پاک ذات ہے تیری بیشک

مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا

میں ظالموں سے ہوں - اے رب میرے نہ چھوڑ مجھ کو اکیلا (بے اولاد)

وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ○ رَبِّ اَنْزِلْنِيْ

اور تو بہتر وارث ہے - اے رب میرے اتار مجھ کو

مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ○

اتارنا مبارک اور تو بہتر اتارنے والا ہے - اے

رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○

رب میرے پس نہ کر مجھ کو ظالموں کی قوم میں - اے

رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ

رب میرے میں پناہ مانگتا ہوں ساتھ تیرے شیطانوں کے وسوسے

وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ○ رَبَّنَا

ڈالنے سے اور پناہ مانگتا ہوں ساتھ تیرے اے رب میرے کہ حاضر ہوں میرے پاس

اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ

اے رب ہمارے ایمان لائے ہم - پس بخش ہم کو اور رحم کر ہم پر اور تو بہتر

الرّٰحِمِيْنَ ○ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَ

رحم کرنے والا ہے اے رب میرے بخش اور رحم کر اور تو

اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ○ رَبَّنَا اصْرِفْ

بہتر رحم کرنے والا ہے - اے رب ہمارے پھیر رکھ

عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ

ہم سے عذاب دوزخ کا بیشک دوزخ کا عذاب (بڑی بھاری)

غَرَامًا ۝ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ۝

مصیبت ہے تحقیق وہ بُری ہے جگہ قرار کی اور رہنے کی

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا

اے رب ہمارے بخش ہم کو ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد

قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ۝

(کیطرف) سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔

رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ۝

اے رب میرے بخش مجھ کو حکم اور ملادے مجھ کو ساتھ نیک بندوں کے

وَاجْعَل لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ۝

اور کر واسطے میرے ذکر خیر آنے والی نسلوں میں

وَاجْعَلْنِي مِن وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ۝

اور کر مجھ کو جنت نعیم کے وارثوں سے

وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ۝ يَوْمَ لَا يَنفَعُ

اور نہ رسوا کر مجھ کو اس دن کہ مردے قبروں سے اٹھائے جائیں گے جس دن نہ نفع

مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۝ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ

دے گا مال اور نہ بیٹے مگر جو کوئی لائے اللہ کے پاس دل

سَلِيمٍ ۝ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ

سلامت اے رب میرے توفیق دے مجھ کو کہ شکر کروں تیری نعمت کا

الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ

وہ جو انعام کی تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر اور یہ کہ

أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ

عمل کروں میں نیک کہ پسند کرے تو اسکو اور داخل کر مجھ کو اپنی رحمت

فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ۝ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ

سے اپنے نیک بندوں میں اے رب میرے بیشک میں نے ظلم

نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي - رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنزَلْتَ إِلَيَّ

کیا اپنی جان پر پس بخش مجھ کو اے رب میرے تحقیق اس چیز کے لئے

مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ○ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ

جو تو بھیج دے مجھے خیر سے محتاج ہوں اے رب میرے مدد دے مجھے مفسدوں

الْمُفْسِدِيْنَ ○ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○

کی قوم پر اے رب میرے بخش مجھ کو اولاد نیکیوں سے

رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ

اے رب میرے سما لیا تو نے ہر چیز کو رحمت میں اور علم میں پس بخش

لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ

ان لوگوں کو کہ توبہ کی اور پیروی کی تیری راہ کی اور بچا ان کو

عَذَابَ الْجَحِيْمِ ○ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ

عذاب دوزخ سے اے رب ہمارے اور داخل کر ان کو جنات

عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ

عدن میں کہ وعدہ دیا ہے تو نے ان کو اور جو لائق بہشت کے ہیں۔

اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ اِنَّكَ

ان کے باپوں سے اور ان کی بیبیوں سے اور ان کی اولاد سے بیشک

اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ

تو غالب حکمت والا ہے اور بچا ان کو برائیوں سے اور

وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ

جسکو تو بچائے گا برائیوں سے اس دن پس تحقیق مہربانی کی تو نے اس سے

وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ رَبِّ اَوْزِعْنِيْ

اور یہ بات وہی ہے مراد پانا بڑا - اے رب میرے توفیق دے مجھے

اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ

کہ شکر کروں تیری نعمت کا جو انعام کی تو نے مجھ پر اور میرے

عَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ

والدین پر اور یہ کہ عمل کروں نیک کہ پسند کرے تو اسکو اور

وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ

نیک بخت بنا میرے لیے میری اولاد کو تحقیق توبہ کی میں نے طرف تیری

وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا

اور تحقیق میں مسلمانوں سے ہوں اے رب ہمارے بخش ہم کو

وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ

اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں۔

وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور نہ کر ہمارے دلوں میں کینہ واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے

رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ رَبَّنَا عَلَيْكَ

اے رب ہمارے تحقیق تو شفقت کرنیوالا مہربان ہے۔ اے رب ہمارے تجھ پر

تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ○

بھروسہ کیا ہم نے اور تیری طرف رجوع کیا ہم نے اور تیری طرف لوٹ کر جانا ہے

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ

اے رب ہمارے نہ بنا ہم کو فتنہ واسطے ان لوگوں کے کافر ہوئے اور

اغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

بخش ہم کو اے رب ہمارے تحقیق تو غالب حکمت والا ہے۔

رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ

اے رب ہمارے پورا کر واسطے ہمارے نور ہمارا اور بخش ہم کو

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَ

تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اے رب میرے بخش مجھ کو اور

لِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّ

میرے والدین کو اور جو شخص ایمان والا میرے گھر میں داخل ہوا

لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ

اس کو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بخش دے۔ شروع ساتھ نام اللہ

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○

بخشش کرنے والے مہربان کے کہہ وہ اللہ ایک ہے۔

اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ○ وَلَمْ

اللہ بے احتیاج ہے نہیں جنا اس نے اور نہ جنا گیا اور نہیں ہے

يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ

واسطے اس کے ہمسر شروع ساتھ نام اللہ بخشش کرنے

الرَّحِيْمِ ○ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ مِنْ

والے مہربان کے کہہ پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ پروردگار صبح کے تمام

شَرِّ مَا خَلَقَ ○ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا
مخلوقات کے شر سے اور اندھیری رات کے شر سے جب اس کا
وَقَبَ ○ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ○
اندھیرا چھا جائے اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے
وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ○ بِسْمِ
اور حسد کرنے والے کے شر سے جب حسد کرے شروع ساتھ
اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ
نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے کہہ پناہ مانگتا ہوں میں
النَّاسِ ○ مَلِكِ النَّاسِ ○ اِلٰهِ النَّاسِ ○
ساتھ پروردگار لوگوں کے (ساتھ) بادشاہ لوگوں کے (ساتھ) معبود لوگوں کے
مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ○ الَّذِیْ
نظر نہ آنے والے وسوسہ ڈالنے والے (شیطان کے) شر سے
يُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ○ مِنَ
جو وسوسہ ڈالتا ہے لوگوں کے سینوں میں -

الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ○ [1]
جنوں میں سے اور انسانوں میں سے

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں

السَّلَامُ	الْقُدُّوْسُ	الْمَلِكُ	الرَّحِيْمُ	الرَّحْمٰنُ [2]
سلامت	پاک	بادشاہ	نہایت رحم والا	بڑا مہربان

[1] قرآنی دعائیں ختم ہوئیں۔ اب آگے سب حدیثی دعائیں ہیں۔
[2] قرآن مجید میں اللہ فرماتا ہے وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا۔ اور واسطے اللہ کے نام ہیں اچھے (ننانوے نام) پس پکارو اللہ کو ساتھ ان ناموں کے (پ ۹ ع ۱۲) اور حدیث شریف میں جناب رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا ہے: اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِسْمًا مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ (ترمذی) "تحقیق اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو کوئی یاد کرے گا ان کو داخل ہوگا بہشت میں"۔ ان ناموں کے یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو پڑھا کرے اور ان کے ترجمے اور مطلب پر غور کرتے ہوئے خود کو ان صفات سے متصف کرے۔ مثلاً اللہ کی صفت ہے الرحمٰن۔ نہایت مہربان۔ تو یہ اسم اپنے پڑھنے والے سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ مخلوق خدا کے لئے سراپائے مہربانی و شفقت ہو۔

اَلْمُؤْمِنُ	اَلْمُهَيْمِنُ	اَلْعَزِيْزُ	اَلْجَبَّارُ	اَلْمُتَكَبِّرُ
امن دینے والا	محافظ	غالب	زبردست	بڑائی والا
اَلْخَالِقُ	اَلْبَارِئُ	اَلْمُصَوِّرُ	اَلْغَفَّارُ	اَلْقَهَّارُ
پیدا کرنیوالا	بنانے والا	صورت بنانے والا	بہت بخشنے والا	زور والا
اَلْوَهَّابُ	اَلرَّزَّاقُ	اَلْفَتَّاحُ	اَلْعَلِيْمُ	اَلْقَابِضُ
بڑا دینے والا	روزی دینے والا	کھولنے والا	جاننے والا	بند کرنے والا
اَلْبَاسِطُ	اَلْخَافِضُ	اَلرَّافِعُ	اَلْمُعِزُّ	اَلْمُذِلُّ
فراخ کرنیوالا	پست کرنیوالا	اونچا کرنیوالا	عزت دینے والا	ذلت دینے والا
اَلسَّمِيْعُ	اَلْبَصِيْرُ	اَلْحَكَمُ	اَلْعَدْلُ	اَللَّطِيْفُ
سننے والا	دیکھنے والا	فیصلہ کرنیوالا	انصاف کرنیوالا	باریک بین
اَلْخَبِيْرُ	اَلْحَلِيْمُ	اَلْعَظِيْمُ	اَلْغَفُوْرُ	اَلشَّكُوْرُ
خبردار	بردبار	بزرگ	پردہ پوش	قدردان
اَلْعَلِيُّ	اَلْكَبِيْرُ	اَلْحَفِيْظُ	اَلْمُقِيْتُ	اَلْحَسِيْبُ
بلند	بڑا	نگہبان	غذا دینے والا	کافی

اَلْجَلِيْلُ	اَلْكَرِيْمُ	اَلرَّقِيْبُ	اَلْمُجِيْبُ	اَلْوَاسِعُ
بزرگ قدر	کرم کرنیوالا	رکھوالا	قبول کرنیوالا	کشادہ رحمت
اَلْحَكِيْمُ	اَلْوَدُوْدُ	اَلْمَجِيْدُ	اَلْبَاعِثُ	اَلشَّهِيْدُ
حکمت والا	دوست دار	بزرگ	اٹھانے والا	گواہ
اَلْحَقُّ	اَلْوَكِيْلُ	اَلْقَوِيُّ	اَلْمَتِيْنُ	اَلْوَلِيُّ
سچا	ضامن	زبردست	مضبوط	دوست
اَلْحَمِيْدُ	اَلْمُحْصِيْ	اَلْمُبْدِئُ	اَلْمُعِيْدُ	اَلْمُحْيِيْ
ستودہ	گھیرنے والا	پہلی بار پیدا کرنیوالا	لوٹانے والا	زندہ کرنیوالا
اَلْمُمِيْتُ	اَلْحَيُّ	اَلْقَيُّوْمُ	اَلْوَاجِدُ	اَلْمَاجِدُ
مارنے والا	سدا زندہ	تھامنے والا	موجود کرنیوالا	بزرگی والا
اَلْوَاحِدُ	اَلْاَحَدُ	اَلصَّمَدُ	اَلْقَادِرُ	اَلْمُقْتَدِرُ
اکیلا	تنہا	بے نیاز	قدرت والا	قدرت دینے والا
اَلْمُقَدِّمُ	اَلْمُؤَخِّرُ	اَلْاَوَّلُ	اَلْاٰخِرُ	اَلظَّاهِرُ
سب سے پہلے	سب سے پیچھے	اول	آخر	کھلا ہوا

الباطن	الوالی	المتعالی	البر	التواب
پوشیدہ	مالک	برتر	نیکی کرنیوالا	توبہ قبول کرنیوالا
المنتقم	العفو	الرءوف	مالک	الملک
بدلہ لینے والا	معاف کرنے والا	شفقت کرنیوالا	مالک	ملک کا
ذوالجلال والاکرام			المقسط	الجامع
صاحب بزرگی اور بخشش کا			عدل کرنیوالا	جمع کرنیوالا
الغنی	المغنی	المانع	الضار	النافع
بے پروا	آسودہ کرنیوالا	روکنے والا	ضرر پہنچانیوالا	نفع دینے والا
النور	الهادی	البدیع	الباقی	الوارث
روشنی والا	راہ دکھانیوالا	نیا پیدا کرنیوالا	باقی رہنے والا	سب کا وارث
	الرشید	الصبور	(مشکوٰۃ)	
	نیک راہ بتانیوالا	صبر والا		

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ

اے اللہ بیشک میں سوال کرتا ہوں تجھ سے اس وسیلہ سے کہ تو اللہ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ

(معبود برحق) ہے نہیں کوئی معبود سوائے تیرے تو اکیلا ہے بے نیاز وہ

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا

جو نہ جنا اس نے اور نہ جنا گیا اور نہیں ہے اس کا کوئی

اَحَدٌ ○ (ترمذی) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ

ہمسر اے اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے اس وسیلہ سے کہ

الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ

تیرے لئے ہے سب تعریف نہیں کوئی معبود سوائے تیرے مہربان ہے

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ

احسان کرنیوالا بنانیوالا آسمانوں اور زمین کا اے صاحب بزرگی

وَالْاِكْرَامِ يَا حَیُّ يَا قَيُّوْمُ اَسْئَلُكَ ○ (ابن ماجہ)

اور بخشش کے سدا زندہ اے سب کے تھامنے والے مانگتا ہوں تجھ سے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَشْهَدُكَ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا

اے اللہ تحقیق میں گواہ کرتا ہوں تجھ کو کہ اللہ تو ہی ہے۔ نہیں کوئی

إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَلِدْ وَ

معبود سوائے تیرے ایک ہے بے نیاز ، نہیں جنا اور

لَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا أَحَدٌ ○ (مشکوٰۃ)

نہ جنا گیا اور نہیں ہے اس کا کوئی ہمسر ۔

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِيْ

اے اللہ تو ہی ہے پروردگار میرا نہیں کوئی عبادت کے لائق سوائے تیرے

وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ

پیدا کیا تو نے مجھ کو اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے عہد (میثاق) پر (قائم)

مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ

ہوں اور تیرے وعدے پر (یقین کرنے والا) بقدر اپنی طاقت کے، پناہ مانگتا ہوں ساتھ

أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوْءُ بِذَنْبِيْ

تیرے اس چیز کی برائی سے کہ کی میں نے، اقرار کرتا ہوں میں واسطے تیرے نعمت تیری کا جو مجھ پر ہے

فَاغْفِرْ لِيْ فَإِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ

اور اقرار کرتا ہوں اپنے گناہ کا پھر تو مجھ کو بخش دے کہ گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا ۔

إِلَّا أَنْتَ ○ (بخاری شریف) سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

سوا تیرے ۔ پاک ہے اللہ (شرک او ہر عیب سے)

وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ ○ (مشکوٰۃ)

اور سب تعریف اللہ کے لیئے ہے اور نہیں کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ کے

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ○ (دعوات کبیر)

اور اللہ سب سے بڑا ہے ۔ نہیں پھرنا گناہوں سے اور نہیں طاقت عبادت پر مگر ساتھ

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ

اللہ کی مدد کے ۔ اے اللہ کر میرے دل میں نور اور میری

بَصَرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّ

آنکھ میں نور اور میرے کان میں نور اور میرے

عَنْ يَّمِيْنِيْ نُوْرًا وَّعَنْ يَّسَارِيْ نُوْرًا

داہنے نور اور میرے بائیں نور

وَفَوْقِيْ نُوْرًا وَّتَحْتِيْ نُوْرًا وَّأَمَامِيْ

اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور میرے آگے

نُورًا وَّخَلْفِیْ نُورًا وَّاجْعَلْ لِّیْ نُورًا

نور اور میرے پیچھے نور اور کر پیدا میرے واسطے نور

وَفِیْ لِسَانِیْ نُورًا وَّعَصَبِیْ نُورًا وَّلَحْمِیْ

اور میری زبان میں نور اور میرے پٹھوں میں نور اور میرے گوشت

نُورًا وَّدَمِیْ نُورًا وَّشَعْرِیْ نُورًا وَّبَشَرِیْ

میں نور اور میرے خون میں نور اور میرے بالوں میں نور اور میرے بدن

نُورًا وَّاجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُورًا وَّاَعْظِمْ لِیْ

میں نور اور میری جان میں نور اور بڑا کر میرے لئے

نُورًا اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ نُورًا ○ بِسْمِ اللّٰهِ

نور۔ اے اللہ بخش مجھ کو نور ساتھ نام اللہ کے

تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ

بھروسہ کیا میں نے اللہ پر۔ اے اللہ ہم تیری پناہ پکڑتے ہیں

مِنْ اَنْ نَّزِلَّ اَوْ نَضِلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ

پھسلنے سے یا گمراہ ہونے سے یا ظالم ہونے سے یا مظلوم ہونے سے

اَوْ نَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا ○ لَآ اِلٰهَ

یا جہالت کرنے سے اوروں پر یا جہالت کئے جانے سے اپنے پر۔

اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ

نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ۔ اکیلا ہے وہ نہیں شریک اس کا اسی کے

الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ

لئے ہے ملک اور اسی کیلئے ہے سب تعریف اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے زندہ

وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ ○ اَللّٰهُمَّ

اے اللہ پناہ دے مجھ کو دوزخ سے اے اللہ

اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا

تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے علم نفع دینے والا اور عمل مقبول

وَّرِزْقًا طَيِّبًا ○ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ

اور روزی پاکیزہ ساتھ نام اللہ کے جو

لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ

نہیں ضرر کرتی ساتھ نام اس کے کوئی چیز زمین میں

وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○ (ترمذی)

اور نہ آسمان میں اور وہ سننے والا جاننے والا ہے

اَللّٰهُمَّ عَافِنِي فِي بَدَنِي اَللّٰهُمَّ عَافِنِي فِي

اے اللہ عافیت دے مجھے میرے بدن میں۔ اے اللہ عافیت دے مجھے

سَمْعِي اَللّٰهُمَّ عَافِنِي فِي بَصَرِي لَا إِلٰهَ

میرے سننے میں، اے اللہ عافیت دے مجھے میرے دیکھنے میں۔ نہیں کوئی

إِلَّا أَنْتَ ○ (ابوداؤد) رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ

معبود برحق سوا تیرے راضی ہوا میں اللہ کے رب ہونے سے اور

بِالْإِسْلَامِ دِينًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا ○ (مشکوٰۃ)

اسلام کے دین ہونے سے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے سے

أَصْبَحْنَا عَلَى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ وَكَلِمَةِ

صبح کی ہم نے دین اسلام پر اور کلمہ توحید پر

الْإِخْلَاصِ وَعَلَى دِينِ نَبِيِّنَا وَعَلَى مِلَّةِ

اور اپنے نبی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین پر اور اپنے

أَبِينَا إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَّمَا كَانَ مِنَ

باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت (شاہراہ توحید) پر جو یک رخے

الْمُشْرِكِينَ ○ (داؤد) أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ

(موحد) تھے اور نہ تھے مشرکوں سے۔ صبح کی ہم نے اور صبح کی

الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْكِبْرِيَاءُ

ملک نے واسطے اللہ کے اور سب تعریف واسطے اللہ کے ہی ہے اور بڑائی

وَالْعَظَمَةُ لِلّٰهِ وَالْخَلْقُ وَالْأَمْرُ وَاللَّيْلُ

اور بزرگی اللہ کے لئے ہے اور سب خلقت اور (اس پر) حکم چلانا اور رات

وَالنَّهَارُ وَمَا سَكَنَ فِيهِمَا لِلّٰهِ۔ اَللّٰهُمَّ

اور دن اور جو کچھ رہتا ہے ان دونوں میں سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہے۔ اے

اجْعَلْ أَوَّلَ هٰذَا النَّهَارِ صَلَاحًا وَّ

اللہ کر اول اس دن کا درستی اور ... نیکی کا ... اور

اَوْسَطَهُ نَجَاحًا وَّاٰخِرَهُ فَلَاحًا يَّا اَرْحَمَ

درمیان اس کا سبب حاجت روائی کا اور آخر اس کا سبب نجات کا اے سب

الرَّاحِمِيْنَ (اذکار نووی) اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ

مہربانوں سے بڑھ کر مہربانی کرنے والے ۔ صبح کی ہم نے اور صبح کی

الْمُلْكُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ

ملک نے واسطے اللہ رب العالمین کے ۔ اے اللہ میں

اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذَا الْيَوْمِ فَتْحَهُ وَنَصْرَهُ

تجھ سے مانگتا ہوں بھلائی اس دن کی فتح اس کی اور مدد اسکی

وَنُوْرَهُ وَبَرَكَتَهُ وَهُدَاهُ وَاَعُوْذُبِكَ

اور روشنی اسکی اور برکت اس کی اور ہدایت اسکی جو تو نے اس میں رکھی ہے

مِنْ شَرِّ مَا فِيْهِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهُ ○ (ابوداؤد)

اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے (ہر) برائی سے جو دن میں ہے اور (ہر) برائی سے جو اسکے بعد ہے

اَمْسَيْنَا وَاَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

شام کی ہم نے اور شام کی ملک نے واسطے اللہ رب العالمین کے

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ اللَّيْلِ

اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں بھلائی اس رات کی

فَتْحَهَا وَنَصْرَهَا وَنُوْرَهَا وَبَرَكَتَهَا وَ

فتح اس کی اور مدد اس کی اور روشنی اس کی اور برکت اسکی اور

هُدَاهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْهَا وَ

ہدایت اس کی (جو تو نے اس میں رکھی ہے) اور پناہ مانگتا ہوں ساتھ تیرے (ہر)

شَرِّ مَا بَعْدَهَا ○ (ابوداؤد) اَعُوْذُ بِكَلِمٰتِ اللّٰهِ

برائی سے جو رات میں ہے اور (ہر) برائی سے جو اسکے بعد ہے ۔ پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کے

التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (م) اَللّٰهُمَّ

پورے کلموں کے ساتھ تمام مخلوق کی برائی سے ۔ اے اللہ

اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے سلامتی دنیا اور آخرت میں ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ

اے اللہ میں مانگتا ہوں تجھ سے معافی اور سلامتی

فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَاَهْلِيْ وَمَالِيْ اَللّٰهُمَّ

اپنے دین میں اور اپنی دنیا میں اور اپنے گھر میں اور اپنے مال میں۔ اے

اسْتُرْ عَوْرَاتِيْ وَاٰمِنْ رَوْعَاتِيْ ۔ اَللّٰهُمَّ

اللہ ڈھانک عیب میرے اور امن میں رکھ مجھ کو میری خوف کی چیزوں سے۔ اے اللہ

احْفَظْنِيْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِيْ

حفاظت کر میری میرے آگے سے اور میرے پیچھے سے

وَعَنْ يَمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ وَمِنْ فَوْقِيْ

اور میرے داہنے سے اور میرے بائیں سے اور میرے اوپر سے اور

وَاَعُوْذُ بِعَظَمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ ○ ابوداؤد

پناہ پکڑتا ہوں تیری عظمت کی اس سے کہ ہلاک کیا جاؤں میں اچانک اپنے نیچے سے (زمین میں

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ

دھنس جانے سے)۔ اے اللہ تیری مدد سے صبح کی ہم نے اور تیری مدد سے شام کی ہم نے

نَحْيٰ وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ○

اور تیری مدد سے جیتے ہیں ہم اور تیری مدد سے مریں گے ہم اور تیری طرف ہے پھر جانا

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ

اے اللہ تیری مدد سے شام کی ہم نے اور تیری مدد سے صبح کی ہم نے اور تیری

نَحْيٰ وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ ترمذی

قدرت سے جیتے ہیں ہم اور تیری مدد سے مریں گے ہم اور طرف تیری ہے جی اٹھنا

اَللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ

اے اللہ جاننے والے چھپے اور کھلے کے اور پیدا کرنے والے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَّ

آسمانوں اور زمین کے، پالنے والے ہر چیز کے اور

مَلِيْكَهٗ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ۔

مالک اس کے۔ گواہی دیتا ہوں میں اس کی کہ نہیں کوئی معبود برحق سوائے

اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ

پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ تیرے اپنے نفس کی برائی سے اور شیطان کے شر سے

الشَّيْطٰنِ وَشِرْكِهٖ ○ ترمذی اَللّٰهُمَّ مَا

اور اس کے شرک (میں ڈالنے) سے اے اللہ جو

أَصْبَحَ بِي مِنْ نِعْمَةٍ أَوْ بِأَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ

صبح کو ملے مجھے کوئی نعمت یا کسی کو ملے تیری مخلوق سے۔ پس

فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ فَلَكَ

سب تجھ اکیلے کی طرف سے ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ پس تیرے ہی

الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ. اَللّٰهُمَّ مَا أَمْسَى بِي

لئے ہے سب تعریف اور تیرے ہی لئے ہے شکر۔ اے اللہ جو شام کو ملے

مِنْ نِعْمَةٍ أَوْ بِأَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ

مجھے کوئی نعمت یا کسی کو ملے تیری مخلوق میں سے۔ پس سب تجھ

وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَ

اکیلے کی طرف سے ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔ پس تیرے ہی لئے ہے سب

لَكَ الشُّكْرُ ۝ (ابوداؤد) اَللّٰهُمَّ أَصْبَحْنَا

تعریف اور تیرے ہی لئے شکر — اے اللہ صبح کی ہم نے درحالیکہ

نُشْهِدُكَ وَنُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَ

گواہ کرتے ہیں ہم تجھ کو اور گواہ کرتے ہیں تیرے عرش کے اٹھانیوالوں کو اور

مَلَائِكَتَكَ وَجَمِيعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ

تیرے فرشتوں کو اور تیری سب مخلوقات کو کہ تحقیق تو ہے اللہ

لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ

(معبود برحق) نہیں کوئی معبود سوا تیرے اکیلا ہے تو نہیں کوئی شریک واسطے

وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ ۝ (ابوداؤد)

تیرے اور بیشک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بندہ تیرا ہے اور رسول تیرا

اَللّٰهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ ۝ (ابوداؤد)

اے اللہ بچا مجھ کو اپنے عذاب سے اس دن کہ اٹھائیگا تو اپنے بندوں کو

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيمِ

اے اللہ تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں تیری بزرگ ذات کے ساتھ

وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا أَنْتَ

اور تیرے پورے کلموں کے ساتھ برائی اس چیز کی سے۔ کہ تو

آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ. اَللّٰهُمَّ أَنْتَ تَكْشِفُ

پکڑنے والا ہے بال اسکی پیشانی کے۔ اے اللہ تو دور کرتا ہے

الْمَغْرَمِ وَالْمَاْثَمِ - اَللّٰهُمَّ لَا يُهْزَمُ

قرض کو اور گناہ کو اے اللہ نہیں شکست

جُنْدُكَ وَلَا يُخْلَفُ وَعْدُكَ وَلَا

دیا جاتا لشکر تیرا اور نہیں خلاف کیا جاتا وعدہ تیرا ، اور نہیں

يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ سُبْحَانَكَ

نفع دیتی دولت مند کو تیرے عذاب سے دولت مندی۔ پاک ہے تو

وَبِحَمْدِكَ (ابوداؤد) اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِىْ

اور پاک یاد کرتا ہوں میں ساتھ تعریف تیری کے۔ بخشش چاہتا ہوں میں اللہ سے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَ اَتُوْبُ

(ایسا اللہ) کہ نہیں کوئی معبود سوائے اسکے سدا زندہ سب کا تھامنے والا اور توبہ کرتا ہوں

اِلَيْهِ (ترمذی) اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ

میں اس کی طرف۔ اے اللہ پروردگار آسمانوں کے اور پروردگار

الْاَرْضِ وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ

زمین کے اور پروردگار ہر چیز کے پھاڑنے والے دانے اور

وَالنَّوٰى مُنْزِلَ التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَ

گٹھلی کے اتارنے والے تورات اور انجیل اور

الْقُرْاٰنِ - اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِىْ شَرٍّ

قرآن کے۔ پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ تیرے ہر بُرے کی برائی

اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ

سے کہ تو پکڑنیوالا ہے بال اسکی پیشانی کے۔ تو ہی ہے پہلے پس نہیں پہلے تجھ

قَبْلَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ

سے کوئی چیز اور تو ہی ہے آخر پس نہیں ہے پیچھے تیرے کوئی چیز اور

شَيْءٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَ

تو ہی ہے ظاہر پس نہیں ہے اوپر تیرے کوئی چیز اور تو ہے

[1] پیشانی کے بال پکڑنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ سب مخلوق اسکے آگے بے بس اور مجبور ہے کوئی اسکے حضور دم نہیں مار سکتا تو ہر برائی بھی اس کے ہاتھ میں مسخر و مقید ہے اسکے حکم کے بغیر کوئی چیز ضرر نہیں پہنچا سکتی [2] یعنی قدیم، بلا ابتدا [3] یعنی باقی بغیر انتہا۔ [4] ظاہر اپنے افعال و صفات کے ساتھ [5] یعنی تجھ سے بڑھ کر کوئی چیز ظاہر اور واضح نہیں۔

أَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ اقْضِ

پوشیدہ (بہ اعتبار ذات) پس نہیں ہے پوشیدہ تجھ سے کوئی چیز۔ ادا کر مجھ سے

عَنِّيَ الدَّيْنَ وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ (ابوداؤد) إِنِّي

قرض[2] اور بے نیاز کر مجھ کو محتاجی (خلق) سے تحقیق میں نے

وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ

متوجہ کیا منہ اپنا اس ذات کی طرف جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور

الْأَرْضَ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ط إِنَّ

زمین کو اور نہیں ہوں میں مشرکوں سے تحقیق

صَلٰوتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ

نماز میری اور قربانی میری اور جینا میرا اور مرنا میرا واسطے اللہ

رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ

کے ہے جو سب جہانوں کا پروردگار ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور اسی (توحید) کا

[1] یعنے اللہ تعالیٰ اتنا پوشیدہ ہے کہ کسی کی سمجھ میں نہیں آسکتا۔

[2] مالی قرض بھی اور حقوق اللہ بھی اور حقوق العباد کا قرض بھی۔

أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔ اَللّٰهُمَّ

مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمان ہوں ۔ اے اللہ

أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ رَبِّي وَ

تو ہی بادشاہ ہے نہیں کوئی معبود سوا تیرے۔ رب میرا ہے

أَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ وَاعْتَرَفْتُ

اور میں ہوں غلام تیرا۔ ظلم کیا میں نے اور میں اعتراف کرتا ہوں

بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا

اپنے گناہ کا پس بخش دے مجھ کو گناہ میرے سب ۔

إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ

بے شک کوئی گناہ نہیں بخشتا سوا تیرے اور

وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي

راستہ دکھا مجھ کو اچھے اخلاق کا نہیں راہ دکھاتا

لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي

کوئی اچھے اخلاق کا سوا تیرے اور پھیر دے مجھ سے

سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا

بری عادتوں کو - نہیں پھیرتا کوئی مجھ سے بُری عادتوں کو

اِلَّا اَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَ

سوا تیرے، حاضر ہوں تیری خدمت میں اور امیدوار ہوں تیری بھلائی کا

الْخَيْرُ كُلُّهٗ فِيْ يَدَيْكَ وَالشَّرُّ

اور سب بھلائیاں تیرے ہاتھوں میں ہیں اور برائیاں

لَيْسَ اِلَيْكَ اَنَا بِكَ وَ اِلَيْكَ

تیری طرف منسوب نہیں ہیں - میں تیری مدد سے (جی رہا) ہوں اور تیری طرف

تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ وَاَسْتَغْفِرُكَ

آنے والا ہوں - بابرکت ہے تو اور بلند ہے تیری شان اور میں تجھ سے بخشش

وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ○ (صحیح مسلم) اَللّٰهُمَّ

چاہتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں اے میرے اللہ

اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَاخْسَأْ شَيْطَانِيْ وَ

بخش مجھ کو گناہ میرے اور دور کر شیطان میرے کو اور

فُكَّ رِهَانِيْ وَاجْعَلْنِيْ فِي النَّدِيِّ

چھڑا گروی میری[1] اور کر مجھ کو مجلس[2]

الْاَعْلٰى ○ (ابوداؤد) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ

بلند میں سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے

كَفَانِيْ وَاٰوَانِيْ وَاَطْعَمَنِيْ وَسَقَانِيْ

کفایت کیا مجھ کو (خلقت سے بے پرواکر کے) اور جگہ دی مجھ کو (مکان

وَالَّذِيْ مَنَّ عَلَيَّ فَاَفْضَلَ وَالَّذِيْ

دیکر) اور کھلایا مجھ کو اور پلایا مجھ کو اور جس نے احسان کیا مجھ پر اور زیادہ دیا

اَعْطَانِيْ فَاَجْزَلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

اور جس نے (اور) دیا مجھ کو پس بہت دیا شکر اللہ کے لئے ہے

عَلٰى كُلِّ حَالٍ - اَللّٰهُمَّ رَبَّ

ہر حال میں - اے اللہ پروردگار

[1] چھڑا اگروی میری یعنی رہائی دے نفس میرے کو بندوں کے حقوق سے -
[2] بلند مجلس سے فرشتوں اور نبیوں کی مجلس مراد ہے -

كُلِّ شَيْءٍ وَّمَلِيْكَهٗ وَ اِلٰهَ كُلِّ

ہر چیز کے اور مالک اس کے اور معبود ہر چیز

شَيْءٍ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ (ابوداؤد)

کے پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ تیرے دوزخ سے

اَللّٰهُمَّ فَارِجَ الْهَمِّ كَاشِفَ الْغَمِّ

اے اللہ دور کرنے والے فکر کے اور کھولنے والے غم کے

مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ رَحْمٰنَ

قبول کرنے والے دعا عاجزوں کی بخشش کرنے والے

الدُّنْيَا وَ رَحِيْمَهَا اَنْتَ تَرْحَمُنِيْ

دنیا والوں کے اور مہربان دنیا کے تو ہی رحم کرنے والا ہے مجھ پر

فَارْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا

پس رحم کر مجھ پر، وہ رحم کہ بے نیاز کر دے تو مجھ کو

عَنْ رَّحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ ○ (حصن حصین)

بہ سبب اس کے ان کی مہربانی سے کہ سوا تیرے ہے۔

اَصْبَحْنَا وَ اَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ

صبح کی ہم نے اور صبح کی ملک نے واسطے اللہ کے اور سب تعریف

لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ

اللہ ہی کے لئے ہے۔ نہیں کوئی معبود مگر اللہ تنہا نہیں کوئی شریک

لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى

اس کا۔ اسی کے لئے ہے بادشاہت، اور اسی کے لئے ہے تعریف اور

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ رَبِّ اَسْئَلُكَ

وہ ہر چیز پر قادر ہے اے رب میرے مانگتا ہوں میں تجھ

خَيْرَ مَا فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهٗ

سے بھلائی اس چیز کی کہ اس دن میں ہے اور بھلائی اس چیز کی کہ بعد اسکے

وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذَا

ہے۔ اور پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے اس چیز کی برائی سے کہ اس

الْيَوْمِ وَ شَرِّ مَا بَعْدَهٗ ○ (ترمذی)

دن میں ہے اور اس چیز کی برائی سے کہ بعد اس کے ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ

اے اللہ رحمت بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اولاد محمد صلی اللہ

مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ

علیہ وسلم پر جیسے رحمت بھیجی تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر

وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ

اور اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام پر، تحقیق تو تعریف کیا گیا

مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

بزرگ ہے اے اللہ برکت بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر

وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ

اور اولاد محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جیسے برکت بھیجی تو نے

عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام پر

اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

تحقیق تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

منزل دوسری

یک شنبہ

کبھی نالہ ہائے شب ہوں کبھی نغمہ سحر ہو
کہ صبا نے ساز چھیڑا بہ سکوت خوش نگاراں

منزل دوسری ـــــ یک شنبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ وَتَرٰى مَكَانِيْ وَتَسْمَعُ

اے اللہ بیشک تو جانتا ہے (میرا حال)، اور دیکھتا ہے میری جگہ کو اور سنتا

كَلَامِيْ وَتَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ وَ

ہے میرے کلام کو اور جانتا ہے تو میرے چھپے کو اور ظاہر کو، اور

لَا يَخْفٰى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِّنْ اَمْرِيْ وَ

پوشیدہ نہیں ہے تجھ پر میرا کچھ حال ۔ اور

اَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ الْمُسْتَغِيْثُ الْمُسْتَجِيْرُ

میں ہوں خستہ حال ۔ فقیر ۔ فریاد کرنے والا ۔ پناہ مانگنے والا

الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ

خوف کھانے والا، ڈرنے والا، اقرار کرنے والا ۔ اعتراف کرنے والا ۔

بِذَنْبِي اَسْئَلُكَ مَسْئَلَةَ الْمِسْكِيْنِ وَ

اپنے گناہ کا، مانگتا ہوں میں تجھ سے مانگنا مسکین کا اور

اَبْتَهِلُ اِلَيْكَ اِبْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ

گڑگڑاتا ہوں طرف تیری گڑگڑانا گنہگار ذلیل کا

وَاَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيْرِ مَنْ

اور مانگتا ہوں تجھ سے مانگنا ڈرنے والے مصیبت زدہ کا جو

خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَكَ

دب گئی تیرے لئے گردن اس کی اور بہ نکلیں تیرے لئے

عَيْنَاهُ وَنَحِلَ لَكَ جَسَدُهٗ وَ رَغِمَ

آنکھیں اس کی اور دبلا ہوا تیرے لئے جسم اسکا اور خاک آلودہ ہوئی

لَكَ اَنْفُهٗ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ بِدُعَائِكَ

تیرے لئے ناک اس کی۔ اے اللہ! میرے پروردگار! مجھے اپنی دعا

رَبِّ شَقِيًّا وَّكُنْ بِيْ رَءُوْفًا رَّحِيْمًا

سے محروم نہ کر اور ہو تو مجھ پر نرمی کرنے والا مہربان۔

يَا خَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ يَا خَيْرَ الْمُعْطِيْنَ

اے وہ کہ سب سوال کئے گیوں سے بہتر اور سب دینے والوں سے اچھا ہے

يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

اے سب رحم کرنے والوں سے بہتر رحم کرنیوالے اور سب تعریف اللہ کو ہے جو

الْعٰلَمِيْنَ اٰمِيْنَ ○ (طبرانی) اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ

رب ہے سب جہانوں کا (الٰہی) قبول کر۔ اے اللہ بیشک تو جانتا ہے

سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ

میرا چھپا اور کھلا ۔ پس قبول کر میرا عذر

وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ وَتَعْلَمُ

اور جانتا ہے تو حاجت میری پس عطا کر مجھ کو میری مانگی چیز اور جانتا ہے

مَا فِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ

تو جو میرے جی میں ہے پس بخش مجھ کو گناہ میرے۔ اے اللہ! تحقیق میں

اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْنًا

مانگتا ہوں تجھ سے ایمان جو رچ جائے میرے دل میں اور یقین

صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِیْ

سچا۔ یہاں تک کہ جان لوں میں کہ یقیناً مجھ کو کچھ نہ پہنچے گا

اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِیْ وَ رِضًا بِمَا قَسَمْتَ لِیْ

مگر جو لکھ دیا تو نے میرے لئے اور مانگتا ہوں رضامندی اس پر جو قسمت کیا تو نے

يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ○ (دعوات بیہقی) اَللّٰهُمَّ

میرے لئے اے سب رحم کرنے والوں سے بڑے رحم کرنے والے اے اللہ

قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِيْهِ

قناعت دے مجھ کو ساتھ اس چیز کے کہ روزی دی تو نے مجھے اور برکت دے میرے

وَاخْلُفْ عَلٰى كُلِّ غَائِبَةٍ لِّیْ بِخَيْرٍ ○ (حصن حصین)

لئے اس میں اور خلیفہ (نگہبان) ہو میری ہر غائب چیز پر ساتھ بھلائی کے

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِیْ تَقُوْلُ

اے اللہ سب تعریف تیرے ہی لئے ہے جس طرح کہ تو فرماتا ہے۔

وَخَيْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلٰوتِیْ

اور بہتر اس سے کہ ہم کہتے ہیں اے اللہ تیرے ہی لئے میری نماز اور

وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ وَاِلَيْكَ مَاٰبِیْ

میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اور طرف تیری ہے جانا میرا

وَلَكَ رَبِّ تُرَاثِیْ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ

اور واسطے تیرے ہی ہے اے رب میرے میراث میری اے اللہ تحقیق میں پناہ

مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ وَسْوَاسِ الصَّدْرِ

مانگتا ہوں ساتھ تیرے عذاب قبر سے اور سینہ کے وسوسوں سے

وَشَتَاتِ الْاَمْرِ۔ اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ مِنْ

اور کام کی پریشانی سے۔ اے اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے

خَيْرِ مَا تَجِیْءُ بِهِ الرِّيْحُ وَاَعُوْذُبِكَ

بھلائی اس چیز کی جو لاتی ہے اسے ہوا اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے

مِنْ شَرِّ مَا تَجِیْءُ بِهِ الرِّيْحُ ○ ترمذی بیہقی

اس چیز کی برائی سے جو لاتی ہے اسے ہوا۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ

نہیں کوئی معبود سوا اللہ کے اکیلا ہے وہ اسکا کوئی شریک نہیں

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ

اسی کے لئے بادشاہی اور اسی کے لئے ہے سب تعریف وہ زندہ

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ

کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! کر

فِي قَلْبِي نُورًا وَّسَمْعِي نُورًا وَّبَصَرِي

میرے دل میں روشنی اور میرے کان میں روشنی اور میری آنکھ

نُورًا. اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ

میں روشنی۔ اے اللہ! کھول دے میرے لئے سینہ میرا اور آسان

لِي أَمْرِي وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ وَسَاوِسِ

کر میرے لئے کام میرا، اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے سینہ کے وسوسوں

الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْأَمْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ

سے، اور کام کی پریشانی سے اور قبر کے فتنہ سے۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا

اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے اس چیز کی برائی سے

يَلِجُ فِي اللَّيْلِ وَشَرِّ مَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ

جو داخل ہوتی ہے رات میں اور اس چیز کی برائی سے جو داخل ہوتی ہے دن

وَشَرِّ مَا تَهُبُّ بِهِ الرِّيحُ وَشَرِّ

میں اور اس چیز کی برائی سے جو چلتی ہے ساتھ اسکے ہوا۔ اور زمانے کی

بَوَائِقِ الدَّهْرِ ○ (ابن ابی شیبہ) اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا

آفتوں کی برائی سے — اے اللہ راہ دکھا ہم کو

بِالْهُدٰى وَزَيِّنَّا بِالتَّقْوٰى وَاغْفِرْ لَنَا

ساتھ ہدایت کے اور زینت دے ہم کو ساتھ پرہیزگاری کے اور بخش ہم کو

فِي الْآخِرَةِ وَالْأُولٰى. اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ

آخرت میں اور دنیا میں — اے اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں

رِزْقًا حَلَالًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا. اَللّٰهُمَّ

تجھ سے رزق حلال۔ پاک۔ برکت والا۔ اے اللہ!

إِنَّكَ أَمَرْتَنِي بِالدُّعَاءِ وَلَكَ الْإِجَابَةُ

بے شک تو نے حکم دیا مجھ کو ساتھ دعا کے اور تیرا کام ہے قبول کرنا

وَ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ وَ لَا تَنْكُثُ

اور تحقیق تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اور نہیں توڑتا

عَهْدَكَ اَللّٰهُمَّ مَا اَحْبَبْتَ مِنْ خَیْرٍ

عہد اپنا اے اللہ جو چیز پسند ہو تجھ کو بھلائی سے

فَحَبِّبْهُ اِلَیْنَا وَ یَسِّرْهُ اِلَیْنَا وَ مَا

پس محبت دے اس کی ہم کو اور آسان کر دہ ہم پر اور جو چیز

كَرِهْتَ مِنْ شَرٍّ فَكَرِّهْهُ اِلَیْنَا وَ

ناپسند ہو تجھ کو برائی سے پس بری دکھا وہ ہم کو اور

جَنِّبْنَاهُ وَ لَا تَنْزِعْ مِنَّا الْاِسْلَامَ بَعْدَ

بچا ہم کو اس سے اور نہ چھین لے ہم سے اسلام پیچھے

اِذْ هَدَیْتَنَا ○ (طبرانی) اَللّٰهُمَّ رَبَّ

اسکے کہ ہدایت کی تو نے ہم کو اے اللہ ! پروردگار

السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ

ساتوں آسمانوں کے اور اس چیز کے کہ سایہ کئے ہوئے ہیں آسمان اس پر

الْاَرَضِیْنَ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ

اور اے پروردگار زمینوں کے اور اس چیز کے کہ اٹھا رہی ہیں زمینیں اور اے پروردگار شیطانوں

وَمَا اَضَلَّتْ كُنْ لِّیْ جَارًا مِّنْ شَرِّ

کے اور ان کے کہ گمراہ کیا ہے شیطانوں نے ان کو، ہو میرے لئے پناہ دینے والا اپنی

خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِیْعًا اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیَّ

ساری مخلوقات کی برائی سے اس سے کہ زیادتی کرے مجھ پر کوئی

اَحَدٌ مِّنْهُمْ اَوْ اَنْ یَّبْغِیَ عَزَّ جَارُكَ

ان میں سے یا ظلم کرے غالب ہے پناہ چاہنے والا تیرا

وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَ لَآ اِلٰهَ غَیْرُكَ لَا

اور بزرگ ہے تعریف تیری اور نہیں کوئی معبود سوا تیرے ، نہیں

اِلٰهَ اَنْتَ ○ (ترمذی) اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ

کوئی معبود مگر تو اے اللہ مطیع کیا میں نے

نَفْسِیْ اِلَیْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِیْ اِلَیْكَ

جان اپنی کو تیری طرف اور متوجہ کیا میں نے منہ اپنا طرف تیری

وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ وَاَلْجَأْتُ ظَهْرِیْ

اور سونپا میں نے کام اپنا طرف تیری اور لگائی میں نے پیٹھ اپنی

اِلَیْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَیْكَ لَا مَلْجَاَ

طرف تیری، تیری رحمت کی خواہش اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہوئے نہیں

وَلَا مَنْجَاَ مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ ۔ اٰمَنْتُ

ہے کہیں پناہ اور نہ جگہ نجات کی سوا تیری بارگاہ کے ۔ ایمان لایا میں

بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِیِّكَ

تیری کتاب پر جو اتاری تو نے اور تیرے نبی پر جو

الَّذِیْ اَرْسَلْتَ ○ (بخاری) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ

بھیجا تو نے ۔ اے اللہ بخش دے مجھ کو خطا میری

وَجَهْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ وَمَا اَنْتَ

اور نادانی میری اور زیادتی میری میرے کام میں اور (وہ گناہ) جو تو

اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ هَزْلِیْ

مجھ سے زیادہ جانتا ہے ۔ اے اللہ بخش دے مجھ کو ہنسی سے کیے ہوئے گناہ

وَجِدِّیْ وَخَطَایَ وَعَمْدِیْ وَكُلُّ ذٰلِكَ

میرے اور قصداً کیے ہوئے اور بھول کر کیے ہوئے اور جان کر کیے ہوئے اور یہ

عِنْدِیْ ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَ

سب عیب میرے اندر ہیں۔ اے اللہ بخش دے مجھ کو جو گناہ پہلے کیے ہیں نے اور

مَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ

جو پیچھے کیے ہیں میں نے اور جو پوشیدہ کیے میں نے اور جو علانیہ کیے میں نے

وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ

اور وہ گناہ جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے ۔ تو ہی آگے بڑھانے والا ہے اور

وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ

تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے اور تو ہر چیز پر

قَدِیْرٌ ○ (بخاری شریف) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ

قادر ہے ۔ اے اللہ بخش مجھ کو اور رحم کر مجھ پر

وَاهْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ ○ (صحیح مسلم) رَبِّ

اور ہدایت کر مجھ کو اور عافیت دے مجھ کو اور روزی دے مجھ کو۔ اے رب

أَعِنِّي وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ وَانْصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ

میرے مدد کر میری اور نہ مدد کر دشمنوں کی خلاف میرے اور غلبہ دے مجھ کو اور نہ غلبہ دے

عَلَيَّ وَامْكُرْ لِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ وَيَسِّرِ

انکو مجھ پر اور تدبیر کر میرے لئے اور نہ تدبیر کر ان کیلئے میرے نقصان پر اور آسان

الْهُدٰى لِي وَانْصُرْنِي عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيَّ

کر ہدایت میرے لئے اور مدد کر میری اس پر جو ظلم کرے مجھ پر

رَبِّ اجْعَلْنِي لَكَ ذَكَّارًا لَكَ شَكَّارًا

اے رب میرے کر مجھ کو کہ ہوں میں تجھ کو بہت یاد کرنیوالا۔ تیرا بہت شکر

لَكَ رَهَّابًا لَكَ مِطْوَاعًا لَكَ مُخْبِتًا

کرنیوالا۔ تجھ سے بہت ڈرنے والا۔ تیری بہت اطاعت کرنیوالا تیرے لئے فروتنی کرنے

إِلَيْكَ أَوَّاهًا مُنِيبًا رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِي

والا تیری طرف گڑگڑانے والا توبہ کرنے والا۔ اے رب میرے قبول کر توبہ میری

وَاغْسِلْ حَوْبَتِي وَأَجِبْ دَعْوَتِي وَثَبِّتْ

اور دھو گناہ میرے اور قبول کر دعا میری اور ثابت رکھ

حُجَّتِي وَسَدِّدْ لِسَانِي وَاهْدِ قَلْبِي وَ

دلیل میری اور سیدھی رکھ زبان میری اور ہدایت دے دل میرے کو اور

اسْلُلْ سَخِيمَةَ صَدْرِي ○ (ابوداؤد) اَللّٰهُمَّ

نکال دے کینہ میرے سینہ کا اے میرے اللہ

إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ عَاجِلِهِ

میں مانگتا ہوں تجھ سے تمام بھلائیاں دنیا کی

وَآجِلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ

اور آخرت کی جن کو میں جانتا ہوں اور جن کو میں نہیں جانتا اور

وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَ

تیری پناہ چاہتا ہوں دنیا اور آخرت کی تمام برائیوں سے

آجِلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ اَللّٰهُمَّ

جن کو میں جانتا ہوں اور جن کو میں نہیں جانتا اے اللہ میں

إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ عَبْدُكَ

مانگتا ہوں تجھ سے وہ بھلائیاں جن کو مانگا تجھ سے تیرے بندے

وَنَبِيُّكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ

اور تیرے نبی نے اور پناہ چاہتا ہوں تیری ان برائیوں سے جن سے پناہ

مِنْهُ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ

چاہی تیرے بندے اور تیرے نبی نے اے اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ

الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ

سے جنت اور ہر وہ بات یا عمل جو جنت کے قریب کرے ۔

عَمَلٍ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ

اور پناہ چاہتا ہوں تیری دوزخ سے اور ہر اس بات یا عمل سے

إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ وَأَسْأَلُكَ أَنْ

جو دوزخ کے قریب کرے اور مانگتا ہوں تجھ سے کہ کر دے

تَجْعَلَ كُلَّ قَضَاءٍ لِّي خَيْرًا ○ (حاکم) اَللّٰهُمَّ

ہر فیصلہ تقدیر میرے حق میں بہتر اے میرے اللہ

اجْعَلْ أَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَيَّ عِنْدَ كِبَرِ سِنِّي

کشادہ رکھنا مجھ پر رزق اپنا میرے بڑھاپے

وَانْقِطَاعِ عُمُرِي ○ (حاکم) اَللّٰهُمَّ زِدْنَا وَلَا

اور میری عمر کے ختم ہونے تک اے اللہ تو ہم کو زیادہ دے اور

تَنْقُصْنَا وَأَكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا وَأَعْطِنَا

گھٹا نہیں اور عزت دے ہم کو اور نہ ذلیل کر ہمیں اور عطا کر ہم کو

وَلَا تَحْرِمْنَا وَآثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَيْنَا وَارْضِنَا

اور نہ محروم کر ہمیں اور غلبہ دے ہمیں دشمنوں پر اور نہ غالب کر ہم پر

وَارْضَ عَنَّا ○ (ترمذی) اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِي بِمَا

(دشمنوں کو) اور راضی کر ہم کو اپنی رضا پر) اور راضی ہو ہم سے - اے اللہ نفع دے مجھ

عَلَّمْتَنِي وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي وَزِدْنِي

کو ساتھ اس کے جو سکھایا تو نے مجھے اور سکھا مجھ کو جو نفع دے مجھ کو اور زیادہ

عِلْمًا ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ

کر مجھے علم - سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے ہر حال میں

وَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ أَهْلِ النَّارِ ○

اور میں پناہ مانگتا ہوں ساتھ اللہ کے دوزخیوں کے حال سے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی

اے اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے ہدایت

وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی ○ (صحیح مسلم) اَللّٰهُمَّ

اور پرہیزگاری اور عفت اور (خلق سے) بے پروائی اے اللہ

اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الصِّحَّةَ وَالْعِفَّةَ وَ

تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے صحت (تندرستی) اور عفت اور دیانتداری

الْاَمَانَةَ وَحُسْنَ الْخُلُقِ وَالرِّضَاءَ بِالْقَدَرِ ○ (مشکوٰۃ)

اور خوش خلقی اور راضی رہنا تقدیر پر

اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِیْ

اے اللہ پاک کر دے دل میرا نفاق سے اور عمل میرا

مِنَ الرِّيَاءِ وَلِسَانِیْ مِنَ الْكِذْبِ

ریاء و نمود سے اور زبان میری جھوٹ سے

وَعَيْنِیْ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ

اور آنکھ میری خیانت سے، بے شک تو جانتا ہے

خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ ○

آنکھوں کی خیانت اور دلوں کی چھپی باتیں۔ (بیہقی)

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ سَرِيْرَتِیْ خَيْرًا مِّنْ عَلَانِيَتِیْ

اے اللہ کر دے میرے باطن کو اچھا میرے ظاہر سے

وَاجْعَلْ عَلَانِيَتِیْ صَالِحَةً۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ

اور کر دے میرے ظاہر کو بہت اچھا اے اللہ میں

اَسْئَلُكَ مِنْ صَالِحِ مَا تُؤْتِی النَّاسَ مِنَ

مانگتا ہوں تجھ سے اچھی چیز جو عطا کرتا ہے تو لوگوں کو

الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ غَيْرِ الضَّالِّ وَ

اہل اور مال اور اولاد سے جو نہ آپ گمراہ ہوں اور

لَا الْمُضِلِّ ○ (ترمذی) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ

نہ دوسروں کو گمراہ کرنیوالے ہوں۔ اے اللہ میں مانگتا ہوں تجھ سے محبت تیری اور

وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ

محبت اس کی جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور محبت اس عمل کی جو پہنچائے مجھ کو

يُبَلِّغُنِي حُبَّكَ. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ

تیری محبت کو۔ اے اللہ کر محبت اپنی بہت پیاری میری طرف

اِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَ اَهْلِي وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ ○ ترمذی

میری جان سے اور میرے اہل سے اور ٹھنڈے پانی سے

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِي دِيْنِيَ الَّذِي هُوَ عِصْمَةُ

اے اللہ تو میرے دین کو سنوار دے جو حفاظت کرنے والا ہے میرے

اَمْرِي وَ اَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي فِيْهَا مَعَاشِي

کام کی اور میری دنیا سنوار دے جس میں میری روزی ہے

وَ اَصْلِحْ لِي اٰخِرَتِيَ الَّتِي فِيْهَا مَعَادِي

اور میری آخرت سنوار دے جہاں میں نے لوٹ کر جانا ہے

وَاجْعَلِ الْحَيَاتَ زِيَادَةً لِّي فِي كُلِّ خَيْرٍ

اور بنا دے زندگی میری کو ہر بھلائی کی زیادتی کا سبب

وَّاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّي مِنْ كُلِّ

اور موت کو ہر برائی سے راحت کا

شَرٍّ ○ صحیح مسلم لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ اِنَّمَا

باعث غلام تیرے حضور حاضر ہے اے اللہ غلام حاضر ہے بیشک

الْخَيْرُ خَيْرُ الْاٰخِرَةِ ○ طبرانی اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ

بھلائی۔ آخرت کی بھلائی ہی ہے اے اللہ بے شک تو

قُلْتَ اُدْعُوْنِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ وَ اِنَّكَ

نے کہا ہے دعا کرو مجھ سے قبول کروں گا دعا تمہاری اور بیشک

لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ وَ اِنِّي اَسْئَلُكَ كَمَا

تو خلاف نہیں کرتا وعدہ کو اور تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے جیسی کر

هَدَيْتَنِي لِلْاِسْلَامِ اَنْ لَّا تَنْزِعَهُ مِنِّي

ہدایت کی تو نے مجھ کو واسطے اسلام کے، نہ چھین لینا اس کو مجھ سے

حَتّٰى تَوَفَّانِي وَ اَنَا مُسْلِمٌ رَبِّ اغْفِرْ

یہاں تک کہ مارے تو مجھ کو درحالیکہ میں مسلمان ہوں۔ اے رب بخش

وَارْحَمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ ○ حصن حصین

اور رحم کر تحقیق تو غالب تر بزرگ تر ہے۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ بِالْھُدٰی وَنَقِّنِیْ بِالتَّقْوٰی

اے اللہ ہدایت کر مجھ کو سیدھی راہ کی اور پاک کر مجھ کو ساتھ تقویٰ کے

وَاغْفِرْلِیْ فِی الْاٰخِرَۃِ وَالْاُوْلٰی ○ (ابن ابی شیبہ)

اور بخش مجھ کو آخرت میں اور دنیا میں

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا

اے اللہ میں مانگتا ہوں تجھ سے علم نفع دینے والا اور رزق

وَّاسِعًا وَّشِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَآءٍ ○ (مستدرک حاکم)

کشادہ اور شفاء ہر مرض سے

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عَضُدِیْ وَنَصِیْرِیْ بِکَ

اے اللہ تو ہی میرا قوت بازو ہے اور میرا مددگار ہے ساتھ تیری مدد کے

اَحُوْلُ وَبِکَ اَصُوْلُ وَبِکَ اُقَاتِلُ ○ (ترمذی)

قوت حاصل کرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے (دشمن پر) حملہ کرتا ہوں اور تیری توفیق سے لڑتا ہوں

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ ۔ اَللّٰھُمَّ

اور نہیں ہے بچنا (گناہ) سے اور نہ طاقت (نیکی کی) مگر ساتھ تیرے ۔ اے اللہ

اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُ بِکَ

ہم تجھ ہی کو دشمنوں کے سینوں کے سامنے کرتے ہیں اور تجھ سے پناہ مانگتے ہیں

مِنْ شُرُوْرِھِمْ ○ (ابوداؤد) اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ

ان کے شر سے ۔ اے اللہ اتارنے والے

الْکِتَابِ وَمُجْرِیَ السَّحَابِ وَھَازِمَ

کتاب کے اور چلانے والے بادل کے اور شکست دینے والے

الْاَحْزَابِ اھْزِمْھُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْھِمْ ○ (بخاری)

لشکروں کے ، شکست دے ان کو اور مدد دے ہم کو ان پر

اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا ○ (احمد)

اے اللہ ڈھانپ عیب ہمارے اور امن دے ہم کو گھبراہٹوں سے

اَللّٰھُمَّ رَحْمَتَکَ اَرْجُوْا فَلَا تَکِلْنِیْ

اے اللہ تیری رحمت کا امیدوار ہوں ۔ پس نہ حوالے کر مجھ کو

اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ وَّاَصْلِحْ لِیْ

میرے نفس کے ایک لحظہ اور سنوار دے سب

شَأْنِي كُلَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ ۝ (ابوداود) اَللّٰهُمَّ

کام میرے ، نہیں کوئی معبود سوا تیرے اے اللہ

لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهُ لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَ

تیرے ہی لئے ہے سب تعریف پوری۔ نہیں کوئی تنگ کرنیوالا جس کو تو فراخ کرے

وَلَا بَاسِطَ لِمَا قَبَضْتَ وَلَا هَادِيَ لِمَنْ

اور نہیں فراخ کرنے والا کوئی۔ جس کو تو تنگ کرے اور نہیں کوئی راہ دکھانے والا

أَضْلَلْتَ وَلَا مُضِلَّ لِمَنْ هَدَيْتَ وَلَا

جس کو تو گمراہ کرے اور نہیں کوئی گمراہ کرنے والا جس کو تو راہ دکھائے اور نہیں

مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ

کوئی دینے والا روزی جسکو تو نہ دے اور نہیں کوئی روکنے والا جس کو تو دے

وَلَا مُقَرِّبَ لِمَا بَاعَدْتَ وَلَا مُبَاعِدَ

اور نہیں کوئی قریب کرنے والا جسکو دور کرے تو (رحمت سے)، اور نہیں کوئی

لِمَا قَرَّبْتَ - اَللّٰهُمَّ ابْسُطْ عَلَيْنَا مِنْ

(رحمت سے)، دور کرنیوالا جسکو تو قریب کرے - اے اللہ فراخ کر ہم پر

بَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ وَرِزْقِكَ

برکتیں اپنی اور رحمت اپنی اور فضل اپنا اور رزق اپنا

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ النَّعِيمَ الْمُقِيمَ

اے اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے نعمت ہمیشہ رہنے والی

الَّذِي لَا يَحُولُ وَلَا يَزُولُ - اَللّٰهُمَّ

جو نہ بگڑے اور نہ جاتی رہے - اے اللہ

إِنِّي أَسْأَلُكَ الْأَمْنَ يَوْمَ الْخَوْفِ

تحقیق میں مانگتا ہوں امن ، خوف کے دن

اَللّٰهُمَّ إِنِّي عَائِذٌ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا

اے اللہ تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں ساتھ تیرے اس چیز کی برائی سے جو

أَعْطَيْتَنَا وَمِنْ شَرِّ مَا مَنَعْتَنَا - اَللّٰهُمَّ

تو نے ہم کو دی [1] اور اس چیز کی برائی سے جو تو نے ہم کو نہیں دی - اے اللہ

حَبِّبْ إِلَيْنَا الْإِيمَانَ وَزَيِّنْهُ فِي

ہم کو ایمان محبوب کر اور آراستہ کر اسے

[1] حاشیہ صفحہ ۱۳۰ پر

قُلُوْبِنَا وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ

ہمارے دلوں میں اور ناپسند کر ہم کو کافر ہونا اور فاسق ہونا

وَالْعِصْيَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ

اور نافرمان ہونا۔ اور کر ہم کو ہدایت والوں میں سے

اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصّٰلِحِيْنَ

اے اللہ مار ہم کو مسلمان، اور ملا ہم کو ساتھ نیکوکاروں کے

غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَفْتُوْنِيْنَ. اَللّٰهُمَّ قَاتِلِ

ایسی حالت میں کہ نہ خوار ہوں ہم اور نہ فتنہ زدہ۔ اے اللہ مار

(۱ے حاشیہ ص۱۲۹) اللہ کی دی ہوئی چیزوں میں برائی بھی ہوسکتی ہے مثلاً مال، اس سے تکبر بھی آجاتا ہے۔ پھر اگر مال سے زکوٰۃ نہ دی جائے تو یہی مال دوزخ میں لیجائے گا۔ ایسے ہی اللہ کی اور بہت سی دی ہوئی چیزیں ہیں۔ اگر ان کو اللہ کی مرضی کے مطابق استعمال کریں گے۔ تو سعادت اور خوش بختی ہے۔ اور اگر ان کا ناجائز استعمال کریں گے تو آدمی کے لئے شر بن جائیں گی۔

(۲ے حاشیہ ص۱۲۵) بعض ایسی چیزیں ہیں۔ جن سے آدمی محروم ہوتا ہے تو یہ محروم آدمی ان چیزوں کو دوسرے کے پاس دیکھ کر کڑھتا اور حسد کرتا ہے یہ کڑھنا اور حسد کرنا اس چیز کا شر ہے جو نہیں ملی۔ اس سے پناہ مانگی گئی ہے۔

الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ

کافروں کو جو جھٹلاتے ہیں تیرے رسولوں کو۔

وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ عَلَيْهِمْ

اور روکتے ہیں لوگوں کو تیری راہ سے اور کر ان پر

رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ اِلٰهَ الْحَقِّ اٰمِيْنَ ○ (نسائی)

عذاب اپنا اور ہلاکی اپنی۔ اے سچے معبود یہ دعا قبول کر۔

اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ○ (بخاری)

ہم پھرنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں۔ بندگی کرنے والے ہیں واسطے اپنے پروردگار

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ - لَآ

کے حمد کرنے والے ہیں۔ نہیں کوئی معبود مگر اللہ بزرگ بردبار۔ نہیں

اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

کوئی معبود مگر اللہ پروردگار عرش عظیم کا۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ

نہیں کوئی معبود مگر اللہ پروردگار آسمانوں کا اور پروردگار

الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ○ (بخاری)

زمین کا اور پروردگار عرش بزرگ کا

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ (صحیح مسلم) اَللّٰهُمَّ

اور سب تعریف اللہ کیلئے ہے جو پروردگار سب جہانوں کا ہے۔ اے اللہ

اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ عِبَادِكَ ○ (حصن حصین)

تحقیق میں پناہ چاہتا ہوں تجھ سے تیرے بندوں کے شر سے

اَللّٰهُ اللّٰهُ رَبِّيْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا ○ (ابوداؤد)

اللہ (بیشک) اللہ ہی ہے رب میرا نہیں شریک کرتا ہوں میں ساتھ اسکے کسی چیز کو

تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ

بھروسہ کیا میں نے اوپر (اس) زندہ ذات کے جو نہ مرے

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ

اور سب تعریف ہے واسطے اللہ کے جس نے نہیں پکڑی اولاد اور

لَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ

نہیں ہے اسکا کوئی شریک بادشاہت میں۔ اور نہیں

يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ○ (سورۃ اسراء)

ہے اسکے لئے دوست ذلت سے بچانے والا اور بڑائی کرا سکی بہت سی بڑائی

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ ○ (حصن حصین)

اے سدا زندہ اے سب کے تھامنے والے ساتھ رحمت تیری کے میں فریاد کرتا ہوں

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ

اے اللہ میں بندہ تیرا ہوں اور بیٹا تیرے بندے کا ہوں اور بیٹا

اَمَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ

تیری لونڈی کا ہوں ۱؎ پیشانی میری تیرے ہاتھ میں ہے ۲؎ جاری ہے میرے حق میں

حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ

حکم تیرا ۳؎ عدل ہے میرے حق میں فیصلہ تیرا۔ مانگتا ہوں میں تجھ سے ساتھ

اِسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ

ہر نام کے کہ وہ ثابت ہے تیرے لئے (اور) اس سے تو نے اپنی ذات کا نام رکھا ہے

۱؎ یعنی میں پورا پورا تیرے بس میں ہوں ۲؎ تیرے آگے دم نہیں مار سکتا ۳؎ یعنی تیرے حکم کو توقف نہیں۔ تو جو چاہے سو کرے ۳؎ یعنے میرے معاملہ میں تیری تقدیر عدل ہے جو فیصلہ تو میرے بارے میں کرے۔ انصاف ہی انصاف ہے۔

اَنْزَلْتَهٗ فِیْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا

تونے اس کو اپنی کتاب میں نازل کیا یا سکھایا تونے اسکو اپنی مخلوق میں

مِنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ

سے کسی کو یا پسند کیا ہے تونے اس کو نزدیک اپنے علم

الْغَیْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ

غیب میں یہ کہ بنا دے تو قرآن بزرگ کو

رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَنُوْرَ بَصَرِیْ وَجِلَاءَ حُزْنِیْ

بہار میرے دل کی اور روشنی میری آنکھوں کی اور دور کرنیوالا میرے غم کا

وَذَهَابَ هَمِّیْ ○ (حاکم) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اور لے جانے والا میرے رنج کا نہیں کوئی لائق عبادت کے مگر اللہ

الْحَلِیْمُ الْكَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ

تحمل کرنے والا عزت والا، پاک ہے اللہ پروردگار

الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

عرش عظیم کا اور سب تعریف اللہ کو ہے جو پالنے والا ہے

الْعَالَمِیْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ

سب جہانوں کا، مانگتا ہوں میں تجھ سے وہ کام جو سبب ہیں تیری رحمت کے

وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِیْمَةَ مِنْ

اور موجب ہیں تیری بخشش کے اور (مانگتا ہوں) غنیمت

كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ

ہر نیکی سے اور سلامتی ہر گناہ سے،

لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا

نہ چھوڑ میرا کوئی گناہ، مگر بخش دے اس کو، اور نہ

هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِیَ

کوئی غم مگر دور کر اس کو اور نہ کوئی حاجت کہ وہ

لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَیْتَهَا یَا اَرْحَمَ

تیری مرضی کے موافق ہو مگر پوری کر تو اس کو اے مہربان

الرَّاحِمِیْنَ ○ (ترمذی)

سب مہربانوں کے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ

اے اللہ رحمت بھیج اوپر محمدؐ کے اور اوپر آل محمدؐ کے

مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ

جیسے رحمت بھیجی تو نے اوپر ابراہیم کے اور

عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○

اوپر آل ابراہیم کے بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى

اے اللہ برکت بھیج اوپر محمدؐ کے اور اوپر

اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى

آل محمدؐ کے جیسے برکت بھیجی تو نے اوپر ابراہیم

اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

کے اور اوپر آل ابراہیم کے

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○

بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

منزل تیسری

دوشنبہ

مجھے آہ و فغانِ نیم شب کا پھر پیام آیا
تھم اے راہرو کہ شاید پھر کوئی مشکل مقام آیا

منزل تیسری ——— دوشنبہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِنَا وَاَصْلِحْ

اے اللہ الفت ڈال درمیان ہمارے دلوں کے اور اصلاح کر

ذَاتَ بَیْنِنَا وَاھْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ

درمیان ہمارے اور دکھا ہم کو راستے سلامتی کے اور نجات دے ہم

وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَجَنِّبْنَا

کو گناہوں کے اندھیروں سے طرف ہدایت کی روشنی کے اور بچا ہم کو گناہوں

الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ وَ

سے جو کچھ ظاہر ہوئے ان میں سے اور جو کچھ چھپے ہیں اور برکت دے

بَارِكْ لَنَا فِیْ اَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُلُوْبِنَا

ہمارے لئے ہماری سماعتوں اور ہماری بینائیوں میں اور ہمارے دلوں میں

وَاَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ

اور ہماری بیبیوں میں اور ہماری اولاد میں اور قبول کر توبہ ہماری تحقیق تو ہی

اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَاجْعَلْنَا شَاكِرِيْنَ

توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ اور کر ہم کو شکر کرنے والا اپنی

لِنِعْمَتِكَ مُثْنِيْنَ بِهَا قَابِلِيْهَا وَاَتِمَّهَا

نعمت کا۔ تعریف کرنے والا اسکا۔ قبول کرنیوالا اسکا اور پوری کر اسکو

عَلَيْنَا ○ (ابوداؤد) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ

ہم پر۔ اے اللہ بخشش ہم کو اور رحم کر ہم پر اور راضی ہو

عَنَّا وَتَقَبَّلْ مِنَّا وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَنَجِّنَا

ہم سے اور قبول کر ہم سے اور داخل کر ہم کو جنت میں اور نجات دے

مِنَ النَّارِ وَاَصْلِحْ لَنَا شَاْنَنَا كُلَّهٗ ○ ابوداؤد

ہم کو آگ سے اور سنوار دے ہمارے لئے سب کام ہمارے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْاَمْرِ

اے اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے ثابت رہنا امر دین میں

وَاَسْئَلُكَ عَزِيْمَةَ الرُّشْدِ وَاَسْئَلُكَ

اور مانگتا ہوں تجھ سے پختہ ہدایت اور مانگتا ہوں تجھ سے

شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ وَاَسْئَلُكَ

شکر تیری نعمت کا اور خوبی تیری عبادت کی اور مانگتا ہوں تجھ سے

لِسَانًا صَادِقًا وَّقَلْبًا سَلِيْمًا وَّخُلُقًا

زبان سچی اور دل سلامت (برے عقائد سے) اور عادتیں

مُّسْتَقِيْمًا وَّاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ

راستبازی کی اور پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے اس چیز کی برائی سے کہ جانتا

وَاَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ

ہے تو اور مانگتا ہوں تجھ سے بھلائی اس چیز کی کہ جانتا ہے تو اور بخشش مانگتا

مِمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ○ (ترمذی)

ہوں تجھ سے اس گناہ سے کہ جانتا ہے تو بیشک تو ہی غیبوں کا جاننے والا ہے

اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُوْلُ

اے اللہ نصیب کر ہم کو خوف اپنے سے وہ چیز کہ حائل ہو تو بسبب اسکے

بِهِ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ وَمِنْ

درمیان ہمارے اور درمیان گناہوں اپنے کے اور نصیب کر

طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ وَ

ہم کو طاعت اپنی کہ پہنچائے تو ہم کو بسبب اسکے بہشت اپنے میں اور

مِنَ الْيَقِينِ مَا تُهَوِّنُ بِهِ عَلَيْنَا مُصِيبَاتِ

نصیب کر یقین سے کہ آسان کرے تو بسبب اس کے ہم پر مصیبتیں دنیا

الدُّنْيَا وَمَتِّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَ

کی اور فائدہ مند کر ہم کو ساتھ شنوائیوں ہماری کے اور بینائیوں ہماری کے

قُوَّتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ

اور قوت ہماری کے جب تک تو زندہ رکھے ہم کو اور کر فائدہ مندی کو وارث

مِنَّا وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلَى مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا

ہمارا اور کر غصہ ہمارا اس پر جس نے ظلم کیا ہم پر اور مدد دے ہم کو

عَلَى مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا

اس پر کہ دشمن رکھے ہم کو اور نہ کر مصیبت ہماری

فِي دِينِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ

دین ہمارے میں اور نہ کر دنیا کو بہت بڑا

هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا

غم ہمارا اور نہ نہایت علم ہمارے کی اور نہ مسلط کر ہم پر

مَنْ لَا يَرْحَمُنَا ○ (ترمذی) اَللّٰهُمَّ أَلْهِمْنِي

اس کو جو نہ رحم کرے ہم پر اے اللہ ڈال میرے دل میں

رُشْدِي وَأَعِذْنِي مِنْ شَرِّ نَفْسِي ○ (ترمذی)

ہدایت میری اور بچا مجھ کو میرے نفس کی برائی سے

اَللّٰهُمَّ قِنِي شَرَّ نَفْسِي وَاعْزِمْ لِي عَلَى

اے اللہ بچا مجھ کو میرے نفس کی برائی سے اور حکم کر میرے لئے

رُشْدِ أَمْرِي - اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا أَسْرَرْتُ

میرے کام کی بھلائی پر۔ اے اللہ بخش مجھ کو وہ گناہ کہ پوشیدہ کئے میں نے

وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَخْطَأْتُ وَمَا عَمَدْتُ

اور ظاہر کئے میں نے اور چوک کر کئے میں نے اور جو جان کر کئے میں نے

وَمَا جَهِلْتُ ○ (مستدرک حاکم) أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ

اور نادانی سے کئے ہیں نے مانگتا ہوں میں اللہ سے عافیت

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ○ (ترمذی) اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ

دنیا میں اور آخرت میں اے اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں

فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَ

تجھ سے توفیق نیکیوں کے کرنے کی اور برائیوں کے چھوڑنے کی اور

حُبَّ الْمَسَاكِينِ وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي

محبت مسکینوں کی اور یہ کہ بخشے تو مجھ کو اور رحم کرے تو مجھ پر

وَإِذَا أَرَدْتَ بِقَوْمٍ فِتْنَةً فَتَوَفَّنِي غَيْرَ

اور جب چاہے تو کسی قوم کے ساتھ فتنہ تو مار مجھ کو ایسے کہ میں

مَفْتُونٍ ۞ أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ

فتنہ میں نہ پڑوں اور مانگتا ہوں تجھ سے محبت تیری اور اسکی جو محبت

يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُ إِلَى حُبِّكَ ○ (ترمذی)

کرتا ہے تجھ سے اور محبت اس عمل کی کہ نزدیک کرے تیری محبت کی طرف

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَنْفَعُنِي

اے اللہ نصیب کر مجھ کو محبت اپنی اور محبت اس شخص کی کہ نفع دے مجھ کو

حُبُّهُ عِنْدَكَ، اَللّٰهُمَّ فَكَمَا رَزَقْتَنِي مِمَّا

محبت اسکی تیرے نزدیک اے اللہ پس جیسے کہ نصیب کی تو نے مجھ کو وہ چیز کہ

أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِي فِيمَا تُحِبُّ اَللّٰهُمَّ

دوست رکھتا ہوں میں پس کر اسکو سبب میری قوت کا اس چیز میں کہ دوست رکھتا ہے تو

مَا زَوَيْتَ عَنِّي مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ فَرَاغًا

اے اللہ اور وہ چیز کہ باز رکھی تو نے مجھ سے اس چیز سے کہ دوست رکھتا ہوں پس کر اس کو

فِيمَا تُحِبُّ ○ (ترمذی) اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِي بِسَمْعِي وَ

سبب میری فراغت کا بیچ اس چیز کے کہ دوست رکھتا ہے تو اے اللہ فائدہ مند کر مجھ کو ساتھ میری

بَصَرِي وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ مِنِّي وَ

سماعت کے اور ساتھ میری بینائی کے اور کر ان کو وارث مجھ سے اور

انْصُرْنِي عَلَى مَنْ يَظْلِمُنِي وَخُذْ مِنْهُ

مدد دے مجھ کو اس شخص پر کہ ظلم کرے مجھ پر اور لے اس سے

بِشَارَۃً ○ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ (ترمذی)

بدلہ میرا — اے دلوں کے پھیرنے والے ثابت رکھ دل میرا

عَلٰی دِیْنِکَ ○ (ترمذی نسائی) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا

اپنے دین پر — اے اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے وہ ایمان

لَا یَرْتَدُّ وَنَعِیْمًا لَّا یَنْفَدُ وَمُرَافَقَۃَ نَبِیِّنَا

جو پھر نہ جائے اور وہ نعمت جو فنا نہ ہو اور رفاقت نبی اپنے

مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اَعْلٰی

حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی جنت خلد کے اعلے

دَرَجَۃِ الْجَنَّۃِ الْخُلْدِ ○ (نسائی) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ

درجہ میں — اے اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں

صِحَّۃً فِیْ اِیْمَانٍ وَّاِیْمَانًا فِیْ حُسْنِ خُلُقٍ

تجھ سے صحت ایمان میں اور ایمان اچھے خلق میں اور

وَنَجَاحًا تَتْبَعُہٗ فَلَاحًا وَّرَحْمَۃً مِّنْکَ وَ

مراد پانا جسکے پیچھے تو رستگاری لائے اور مانگتا ہوں تجھ سے

عَافِیَۃً وَّمَغْفِرَۃً مِّنْکَ وَرِضْوَانًا ○ (نسائی) اَللّٰھُمَّ

رحمت اور عافیت اور بخشش تجھ سے اور خوشنودی — اے اللہ

بِعِلْمِکَ الْغَیْبَ وَقُدْرَتِکَ عَلَی الْخَلْقِ

ساتھ اپنے علم غیب کے اور ساتھ اپنی قدرت کے اوپر خلق کے

اَحْیِنِیْ مَا عَلِمْتَ الْحَیٰوۃَ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ

زندہ رکھ مجھ کو جب تک جانے تو زندگی کو بہتر میرے لئے اور وفات

اِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاۃَ خَیْرًا لِّیْ - اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ

دے مجھ کو جب جانے تو وفات کو بہتر میرے لئے اے اللہ میں

اَسْئَلُکَ خَشْیَتَکَ فِی الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ

مانگتا ہوں تجھ سے خوف تیرا باطن اور ظاہر میں

وَاَسْئَلُکَ کَلِمَۃَ الْحَقِّ فِی الرِّضَا وَالْغَضَبِ

اور مانگتا ہوں میں تجھ سے کلمہ حق کہنا حالت خوشی میں اور غضب

وَاَسْئَلُکَ الْقَصْدَ فِی الْفَقْرِ وَالْغِنٰی

میں اور مانگتا ہوں میں تجھ سے میانہ روی بیچ محتاجگی اور کشادگی کے

وَاَسْئَلُكَ نَعِيْمًا لَّا يَنْفَدُ وَقُرَّةَ عَيْنٍ

اور مانگتا ہوں تجھ سے وہ نعمت کہ نہ فنا ہو اور ٹھنڈک آنکھ کی

لَّا يَنْقَطِعُ وَاَسْئَلُكَ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَاءِ

کہ موقوف نہ ہو اور مانگتا ہوں تجھ سے راضی ہونا پیچھے قضاء کے

وَبَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَلَذَّةَ النَّظَرِ

اور ٹھنڈک زندگی کی پیچھے مرنے کے، اور لذت دیکھنے کی

اِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ اِلٰى لِقَائِكَ فِيْ غَيْرِ

طرف تیرے چہرے کے اور شوق تیری ملاقات کا، بغیر

ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَفِتْنَةٍ مُّضِلَّةٍ - اَللّٰهُمَّ

کسی تکلیف کے جو نقصان پہنچائے اور بغیر فتنہ کے جو گمراہ کرے اے

زَيِّنَّا بِزِيْنَةِ الْاِيْمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً

اللہ آراستہ کر ہم کو ساتھ زینت ایمان کے اور کر ہم کو راہ دکھانے

مُّهْتَدِيْنَ ۝ (ن، ابی، طبرانی) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ

والے راہ پانے والے اے اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے

مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ مَا عَلِمْتُ

تمام بھلائیاں دنیا کی اور آخرت کی جو کچھ کہ میں جانتا ہوں ان

مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ

سے اور جو کچھ کہ نہیں جانتا ہوں میں اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے

كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ

دنیا اور آخرت کی تمام برائیوں سے جو کچھ کہ میں جانتا ہوں ان سے

وَمَا لَمْ اَعْلَمْ ۝ (ابن ماجہ) اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا

اور جو کچھ کہ نہیں جانتا ہوں میں اے اللہ اچھا کر انجام ہمارا

فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَاَجِرْنَا مِنْ

سب کاموں میں اور بچا ہم کو

خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ ۝ (حاکم)

دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ بِالْاِسْلَامِ قَائِمًا وَّ

اے اللہ نگاہ رکھ مجھ کو ساتھ اسلام کے کھڑے ہونے کی حالت میں اور

احْفَظْنِی بِالْاِسْلَامِ قَاعِدًا وَّاحْفَظْنِی

نگاہ رکھ مجھ کو ساتھ اسلام کے بیٹھے ہوئے اور نگاہ رکھ مجھ کو

بِالْاِسْلَامِ رَاقِدًا وَّلَا تُشْمِتْ بِیْ عَدُوًّا

ساتھ اسلام کے سوتے ہوئے اور نہ خوش کر میری مصیبت پر دشمن

وَّلَا حَاسِدًا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ

کو اور نہ حاسد کو اے اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے ہر

کُلِّ خَیْرٍ خَزَائِنُہٗ بِیَدِکَ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ

بھلائی کہ خزانے اس کے تیرے ہاتھ میں ہیں۔ اے اللہ تحقیق میں

اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا اَنْتَ اٰخِذٌ

پناہ مانگتا ہوں تجھ سے برائی اس چیز کی سے کہ تو پکڑنے والا

بِنَاصِیَتِہٖ وَ اَسْئَلُکَ مِنَ الْخَیْرِ

ہے بال اسکی پیشانی کے اور مانگتا ہوں تجھ سے تمام بھلائیاں

الَّذِیْ ھُوَ بِیَدِکَ۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ

جو تیرے ہاتھ میں ہیں اے اللہ تحقیق ہم مانگتے ہیں تجھسے اعمال کہ واجب کریں

مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَ

تیری رحمت کو اور لازم کریں تیری بخشش اور

السَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ

سلامتی ہر گناہ سے اور غنیمت ہر

بِرٍّ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّۃِ وَالنَّجَاۃَ مِنَ النَّارِ ○ طبرانی

نیکی سے اور مراد پانا ساتھ جنت کے اور نجات آگ سے

اَللّٰھُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا

اے اللہ نہ چھوڑ ہمارا کوئی گناہ جس کو تو بخش نہ دے اور نہ

ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا دَیْنًا اِلَّا قَضَیْتَہٗ وَ

کوئی ایسا غم جس کو تو دور نہ کرے اور نہ کوئی قرض جس کو تو ادا نہ کرے

لَا حَاجَۃً مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

اور نہ کوئی حاجت دنیا اور آخرت کی حاجتوں سے

اِلَّا قَضَیْتَھَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ○

جس کو تو روا نہ کرے اے بہت رحم کرنیوالے سب رحم کرنے والوں سے

اَللّٰهُمَّ اَعِنَّا عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ

اے اللہ مدد کر ہماری اپنے ذکر کرنے پر اور اپنے شکر کرنے پر اور اپنی

عِبَادَتِكَ ○ مستدرک حاکم اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ عِيْشَةً

اچھی عبادت کرنے پر اے اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے زندگی

نَقِيَّةً وَّمِيْتَةً سَوِيَّةً وَّمَرَدًّا غَيْرَ

پاکیزہ اور مرنا اچھا (توحید پر) اور پھرنا جو خوار نہ ہو اور نہ

مَخْزِىٍّ وَّلَا فَاضِحٍ ○ حاکم اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ ضَعِيْفٌ

فضیحت کرنے والا ہو (حشر کے دن) اے اللہ تحقیق میں کمزور ہوں پس

فَقَوِّ فِىْ رِضَاكَ ضَعْفِىْ وَخُذْ اِلَى الْخَيْرِ

قوت دے میری کمزوری کو اپنی خوشی کے حاصل کرنے میں اور کھینچ طرف نیکی کے

بِنَاصِيَتِىْ وَاجْعَلِ الْاِسْلَامَ مُنْتَهٰى رِضَائِىْ

بال میری پیشانی کے اور کر اسلام کو میری نہایت رضامندی

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ ضَعِيْفٌ فَقَوِّنِىْ وَاِنِّىْ ذَلِيْلٌ

اے اللہ تحقیق میں کمزور ہوں پس قوی کر مجھ کو اور تحقیق میں ذلیل ہوں

فَاَعِزَّنِىْ وَاِنِّىْ فَقِيْرٌ فَارْزُقْنِىْ ○ حاکم اَللّٰهُمَّ

پس عزت دے مجھ کو اور تحقیق میں محتاج ہوں پس رزق دے مجھ کو اے

اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَا شَىْءَ قَبْلَكَ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ

اللہ تو ہے پہلے سو نہیں پہلے تجھ سے کوئی چیز اور تو ہے پیچھے

فَلَا شَىْءَ بَعْدَكَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ كُلِّ

سو نہیں پیچھے تیرے کوئی چیز پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے ہر

دَآبَّةٍ نَاصِيَتُهَا بِيَدِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ

زمین کے چلنے والے سے جسکی پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے اور پناہ مانگتا

مِنَ الْاِثْمِ وَالْكَسَلِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ

ہوں تجھ سے گناہ سے اور کاہلی سے اور عذاب قبر سے

وَفِتْنَةِ الْفَقْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ

اور محتاجی کے فتنے سے اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے

الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ - اَللّٰهُمَّ نَقِّنِىْ مِنَ

گناہ کی جگہ حاضر ہونے سے اور قرض سے - اے اللہ پاک کر مجھ کو

خَطَايَايَ كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ

میرے گناہوں سے جیسے کہ پاک کیا تو نے کپڑا سفید

الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ

میل سے۔ اے اللہ دوری ڈال میرے اور درمیان میرے گناہوں کے

كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ؕ

جیسے دوری ڈالی تو نے درمیان مشرق اور مغرب کے

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ الْمَسْاَلَةِ وَخَيْرَ

اے اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے بہترین سوال اور اچھی

الدُّعَاءِ وَخَيْرَ النَّجَاحِ وَخَيْرَ الْعَمَلِ وَ

دعا اور اچھی مراد پانی اور اچھے عمل اور

خَيْرَ الثَّوَابِ وَخَيْرَ الْحَيٰوةِ وَخَيْرَ

اچھا ثواب اور اچھی زندگانی اور اچھی

الْمَمَاتِ وَثَبِّتْنِيْ وَثَقِّلْ مَوَازِيْنِيْ وَحَقِّقْ

موت اور ثابت رکھ مجھ کو (اسلام پر) اور بھاری کر بوجھ اعمال میرے کا اور

اِيْمَانِيْ وَارْفَعْ دَرَجَتِيْ وَتَقَبَّلْ صَلَاتِيْ

ثابت کر ایمان میرا اور بلند کر درجہ میرا اور قبول کر نماز میری

وَاغْفِرْ خَطِيْئَتِيْ وَاَسْئَلُكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى

اور بخش گناہ میرے اور مانگتے ہیں ہم تجھ سے درجے بلند

مِنَ الْجَنَّةِ اٰمِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ

جنت کے (الٰہی) قبول کر۔ اے اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے

فَوَاتِحَ الْخَيْرِ وَخَوَاتِمَهٗ وَجَوَامِعَهٗ وَاَوَّلَهٗ

آغاز بھلائی کے اور اس کی انتہا ئیں اور بھلائیاں جامع اور بھلائی کا اول

وَاٰخِرَهٗ وَظَاهِرَهٗ وَبَاطِنَهٗ وَالدَّرَجَاتِ

اور اس کا آخر اور اسکا ظاہر اور اس کا باطن اور درجے

الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ اٰمِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ

بلند بہشت کے۔ (الٰہی) قبول کر اے اللہ میں مانگتا ہوں تجھ سے

خَيْرَ مَا اٰتِيْ وَخَيْرَ مَا اَفْعَلُ وَخَيْرَ مَا

نیکی اپنے لانے کی اور نیکی اپنے کئے کی اور نیکی اپنے

أَعْمَلُ وَخَيْرَ مَا بَطَنَ وَخَيْرَ مَا ظَهَرَ وَ

عملوں کی اور نیکی اسکی جو پوشیدہ ہے اور نیکی اسکی جو ظاہر ہے اور

الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ آمِيْنَ. اَللّٰهُمَّ

درجے بلند بہشت کے (الٰہی) قبول کر، اے اللہ

إِنِّيْ أَسْئَلُكَ أَنْ تَرْفَعَ ذِكْرِيْ وَتَضَعَ وِزْرِيْ

تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے یہ بات کہ بلند کرے تو ذکر میرا اور دور کرے

وَتُصْلِحَ أَمْرِيْ وَتُطَهِّرَ قَلْبِيْ وَتُحَصِّنَ فَرْجِيْ

تو بوجھ گناہ میرے کا اور اچھا کرے تو حال میرا اور پاک کرے تو دل میرا اور محفوظ رکھے تو ستر

وَتُنَوِّرَ قَلْبِيْ وَتَغْفِرَ لِيْ ذَنْبِيْ وَأَسْئَلُكَ

میرا اور روشن کرے تو دل میرا اور بخشے تو گناہ میرے اور مانگتا ہوں

الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ آمِيْنَ. اَللّٰهُمَّ

ہیں تجھ سے بلند درجے بہشت کے (الٰہی) قبول کر اے اللہ

(حاشیہ صفحہ ۱۲۶) یعنی اے اللہ جو کام عبادت وغیرہ کے میں کروں تو ان کو بہتر نتیجہ نکال اور ان کے اجر سے نواز۔ اے اللہ جو باتیں میں جانتا ہوں اور جو نہیں جانتا یا جو امور ظاہر ہو چکے ہیں اور جو ابھی پوشیدہ ہیں ان کی خیر و خوبی تجھ سے چاہتا ہوں۔

إِنِّيْ أَسْئَلُكَ أَنْ تُبَارِكَ لِيْ فِيْ سَمْعِيْ وَفِيْ

تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے یہ کہ برکت دے میرے لئے سماعت میری میں اور

بَصَرِيْ وَفِيْ رُوْحِيْ وَفِيْ خَلْقِيْ وَفِيْ خُلُقِيْ

بینائی میری میں اور روح میرے میں اور ظاہر میرے میں اور باطن میرے میں

وَفِيْ أَهْلِيْ وَفِيْ مَحْيَايَ وَفِيْ مَمَاتِيْ

اور اہل و عیال میرے میں اور زندگانی میری میں اور مرنے میرے میں

وَفِيْ عَمَلِيْ وَتَقَبَّلْ حَسَنَاتِيْ وَأَسْئَلُكَ

اور عمل میرے میں اور قبول کر تو نیکیاں میری اور مانگتا ہوں

الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ آمِيْنَ ۝ (مستدرک حاکم)

ہیں تجھ سے درجے بلند بہشت کے (الٰہی) قبول کر۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَخَطَئِيْ وَ

اے اللہ بخش میرے لئے گناہ میرے اور چوک میری اور

عَمَدِيْ ۝ (ابن حبان) يَا مَنْ لَا تَرَاهُ الْعُيُوْنُ

دانستہ گناہ میرے۔ اے وہ ذات کہ جس کو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں

وَلَا تُخَالِطُهُ الظُّنُوْنُ وَلَا يَصِفُهُ

اور جس کی کنہ ذات کو گمان نہیں پہنچ سکتے اور جسکی تعریف نہیں کر سکتے

الْوَاصِفُوْنَ وَلَا تُغَيِّرُهُ الْحَوَادِثُ وَلَا

تعریف کرنے والے اور جس کو حادثے نہیں بدل سکتے ۔ اور نہیں

يَخْشَى الدَّوَائِرَ وَيَعْلَمُ مَثَاقِيْلَ الْجِبَالِ

ڈرتا وہ زمانے کی گردشوں سے اور جانتا ہے وہ وزن پہاڑوں کے

وَمَكَائِيْلَ الْبِحَارِ وَعَدَدَ قَطْرِ الْأَمْطَارِ

اور پیمانے دریاؤں کے اور گنتی مینہ کی بوندوں کی

وَعَدَدَ وَرَقِ الْأَشْجَارِ وَعَدَدَ مَا أَظْلَمَ

اور گنتی درختوں کے پتوں کی اور گنتی اس چیز کی کہ اندھیرا

عَلَيْهِ اللَّيْلُ وَأَشْرَقَ عَلَيْهِ النَّهَارُ وَلَا

کیا ہے اس پر رات نے اور روشن ہوا ہے اس پر دن اور نہیں

تُوَارِيْ مِنْهُ سَمَاءٌ سَمَاءً وَلَا أَرْضٌ أَرْضًا

چھپا سکتا اس سے ایک آسمان دوسرے آسمان کو اور ایک زمین دوسری

وَلَا بَحْرٌ مَا فِيْ قَعْرِهِ وَلَا جَبَلٌ مَا فِيْ وَعْرِهِ

زمین کو اور نہ دریا اس چیز کو جو اس کی گہراؤ میں ہے اور نہ پہاڑ اس چیز کو جو اس کے اندر ہے

اجْعَلْ خَيْرَ عُمُرِيْ آخِرَهُ وَخَيْرَ عَمَلِيْ

والے اللہ کر میری آخر عمر کو بہتر عمر اور میرے آخر عمل کو

خَوَاتِيْمَهُ وَخَيْرَ أَيَّامِيْ يَوْمَ أَلْقَاكَ فِيْهِ ۔

بہتر عمل اور کر میرے دنوں میں سے بہتر وہ دن کہ جس میں تجھ سے

يَا وَلِيَّ الْإِسْلَامِ وَأَهْلِهِ ثَبِّتْنِيْ بِهِ حَتّٰى

ملوں اے مددگار اسلام کے اور مسلمانوں کے ثابت رکھ مجھ کو اسلام پر یہاں

أَلْقَاكَ ○ (حصن حصین) اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ غِنَايَ

تک کہ ملوں میں تجھ سے ۔ اے اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے بے پروائی

وَغِنَا مَوْلَايَ ○ (مسند البزار) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ صَبُوْرًا

اپنی خلق سے اور بے پروائی دوستوں کی ۔ اے اللہ کر مجھ کو بہت صبر کرنے والا

وَاجْعَلْنِيْ شَكُوْرًا وَاجْعَلْنِيْ فِيْ عَيْنِيْ صَغِيْرًا

اور کر مجھ کو بہت شکر کرنے والا اور کر مجھ کو میری آنکھوں میں چھوٹا

وَفِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْرًا ○ (حصن حصین) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ

اور لوگوں کی آنکھوں میں بڑا ۔ اے اللہ تحقیق

اَسْئَلُکَ الطَّیِّبَاتِ وَتَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ

میں مانگتا ہوں تجھ سے پاکیزہ چیزیں اور چھوڑنا بُری باتوں کا

وَحُبَّ الْمَسَاکِیْنِ وَاَنْ تَتُوْبَ عَلَیَّ

اور محبت مسکینوں کی اور یہ کہ توبہ کی توفیق دے مجھ کو

وَاِنْ اَرَدْتَّ بِعِبَادِکَ فِتْنَةً اَنْ تَقْبِضَنِیْ

اور اگر چاہے تو اپنے بندوں کے ساتھ فتنہ (یعنی بلا اتارے) تو اٹھالے مجھ

اِلَیْکَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ

کو طرف اپنی بغیر فتنہ میں مبتلا کئے ۔ اے اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے

عِلْمًا نَّافِعًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا ○ (طبرانی) اَللّٰھُمَّ

علم نفع دینے والا اور عمل مقبول ۔ اے اللہ

اِنِّیْ اَسْتَھْدِیْکَ لِاَرْشَدِ اَمْرِیْ وَاَعُوْذُبِکَ

تحقیق میں رہنمائی چاہتا ہوں تجھ سے اس کام کی جو بہتر ہو میرے لئے اور پناہ

مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ ○ (ابن حبان) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُکَ

چاہتا ہوں تجھ سے اپنے نفس کی برائی سے ۔ اے اللہ تحقیق میں بخشش چاہتا ہوں تجھ سے

لِذَنْبِیْ وَاَسْتَھْدِیْکَ لِمَرَاشِدِ اَمْرِیْ وَ

اپنے گناہوں کی اور راہنمائی چاہتا ہوں تجھ سے اپنے کاموں میں کامیابی کی اور

اَتُوْبُ اِلَیْکَ فَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ رَبِّیْ

توبہ کرتا ہوں طرف تیری پس لوٹ آ مجھ پر بیشک تو ہی ہے میرا رب

اَللّٰھُمَّ فَاجْعَلْ رَغْبَتِیْ اِلَیْکَ وَاجْعَلْ

اے اللہ پس کر رغبت میری طرف اپنی اور کر

غِنَایَ فِیْ صَدْرِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا

تونگری میری میرے سینے میں اور برکت دے مجھ کو اس چیز میں

رَزَقْتَنِیْ وَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّکَ اَنْتَ رَبِّیْ ○ (دار قطنی)

جو تو نے مجھ کو دی اور قبول کر مجھ سے بیشک تو ہی ہے میرا رب

یَا مَنْ اَظْھَرَ الْجَمِیْلَ وَسَتَرَ الْقَبِیْحَ یَا

اے وہ ذات کہ جس نے ظاہر کی خوبی اور چھپا دی برائی ۔ اے

مَنْ لَّا يُؤَاخِذُ بِالْجَرِيْرَةِ وَلَا يَهْتِكُ

وہ کہ نہیں پکڑتا بسبب گناہوں کے اور نہیں پردہ دری

السِّتْرَ يَا عَظِيْمَ الْعَفْوِ يَا حَسَنَ التَّجَاوُزِ

کرتا۔ اے بڑے معاف کرنے والے اے اچھے درگزر کرنے والے

يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ يَا بَاسِطَ الْيَدَيْنِ

اے کشادہ بخشش والے۔ اے دونوں ہاتھوں کو کھولنے والے

بِالرَّحْمَةِ يَا صَاحِبَ كُلِّ نَجْوٰى يَا مُنْتَهٰى

ساتھ رحمت کے، اے مالک ہر بھید کے، اے انتہا

كُلِّ شَكْوٰى يَا كَرِيْمَ الصَّفْحِ يَا عَظِيْمَ

ہر شکایت کے، اے اچھے درگزر کرنے والے اے بہت احسان

الْمَنِّ يَا مُبْدِئَ النِّعَمِ قَبْلَ اسْتِحْقَاقِهَا

کرنے والے اے نعمتوں کے شروع کرنیوالے ان کے مستحق ہونے سے پہلے

لہ یعنی بمجرد گناہوں کے صادر ہونے کے نہیں پکڑتا۔ بلکہ توبہ کے لئے مہلت دیتا ہے بلکہ درگزر فرماتا ہے۔

يَا رَبَّنَا وَيَا سَيِّدَنَا وَيَا مَوْلَانَا وَيَا غَايَةَ

اے پروردگار ہمارے اور اے سردار ہمارے اور اے مالک ہمارے اور اے انتہاء

رَغْبَتِنَا أَسْئَلُكَ يَا اَللّٰهُ أَنْ لَّا تَشْوِيَ

ہماری رغبت کے، مانگتا ہوں میں تجھ سے اے اللہ یہ کہ نہ جلانا

خَلْقِيْ بِالنَّارِ ○ تَمَّ نُوْرُكَ فَهَدَيْتَ

صورت میری کو آگ میں ۔ مستدرک حاکم ۔ پورا ہوا نور ہدایت تیرا پس سیدھی راہ دکھائی

فَلَكَ الْحَمْدُ عَظُمَ حِلْمُكَ فَعَفَوْتَ

تو نے پس تیرے لئے ہے سب تعریف بڑی ہوئی بردباری تیری پس بخشا تو نے

فَلَكَ الْحَمْدُ بَسَطْتَ يَدَكَ فَأَعْطَيْتَ

(بندوں کو) پس تیرے لئے سب تعریف فراخ ہوا ہاتھ تیرا پس دیا تو نے ہر کسی

فَلَكَ الْحَمْدُ رَبَّنَا وَجْهُكَ أَكْرَمُ

کو پس تیرے لئے سب تعریف اے رب ہمارے تیری ذات سب ذاتوں سے

الْوُجُوْهِ وَجَاهُكَ أَعْظَمُ الْجَاهِ وَ

بزرگ ہے اور رتبہ تیرا سب رتبوں سے بڑا ہے اور

عَطِيَّتُكَ اَفْضَلُ الْعَطِيَّةِ وَ اَهْنَاُهَا

بخشش تیری سب بخششوں سے افضل ہے اور بہت گوارا ہے

تُطَاعُ رَبَّنَا فَتَشْكُرُ وَتُعْصٰى رَبَّنَا فَتَغْفِرُ

اطاعت کی جاتی ہے تو اے رب ہمارے پس ثواب دیتا ہے تو اور نافرمانی کیا جاتا ہے تو

وَتُجِيْبُ الْمُضْطَرَّ وَتَكْشِفُ الضُّرَّ وَ

اے رب ہمارے پس بخشتا ہے اور قبول کرتا ہے دعا عاجز کی اور دور کرتا ہے تو ضرر کو

تَشْفِي السَّقِيْمَ وَتَغْفِرُ الذَّنْبَ وَتَقْبَلُ

اور شفا دیتا ہے تو بیمار کو اور بخشتا ہے تو گناہ کو اور قبول کرتا ہے

التَّوْبَةَ وَلَا يَجْزِيْ بِاٰلَائِكَ اَحَدٌ وَّ لَا

تو توبہ اور نہیں بدلہ دیتا تیری نعمتوں کا کوئی اور نہیں

يَبْلُغُ مِدْحَتَكَ قَوْلُ قَائِلٍ ○ حصن حصین اَللّٰهُمَّ

پہنچ سکتا تیری تعریف کو کلام کسی کلام کرنے والے کا اے اللہ

اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَ رَحْمَتِكَ فَاِنَّهٗ

تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے فضل تیرا اور رحمت تیری کیونکہ رحمت

لَا يَمْلِكُهَا اِلَّا اَنْتَ ○ طبرانی اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا

کا مالک سوا تیرے کوئی نہیں اے اللہ بخش ہم کو

ذُنُوْبَنَا وَظُلْمَنَا وَهَزْلَنَا وَجِدَّنَا وَخَطَاءَنَا

گناہ ہمارے اور ظلم ہمارے اور بیہودگیاں ہماری اور قصداً گناہ ہمارے اور

وَعَمَدَنَا وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدَنَا ○ طبرانی احمد

چوک ہماری اور دانستہ گناہ ہمارے اور ان سب باتوں سے ہماری ناؤ ٹھہری ہے

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاهْدِنِي السَّبِيْلَ

اے رب میرے بخش اور رحم کر اور مجھ کو سیدھی راہ

الْاَقْوَمَ ○ احمد اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ

دکھا اے اللہ پروردگار پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے

اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَاَذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِيْ وَ

تو میرے گناہ بخش اور میرے دل کا غصہ دور کر اور بچا مجھ

اَجِرْنِيْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ مَا اَحْيَيْتَنَا ○ احمد

کو گمراہ کرنے والے فتنوں سے جب تک تو ہم کو زندہ رکھے

اَللّٰهُمَّ لَقِّنِّيْ حُجَّةَ الْإِيْمَانِ عِنْدَ الْمَمَاتِ

اے اللہ سمجھا مجھ کو دلیل ایمان کی (کلمہ طیبہ وغیرہ) مرنے کے وقت

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ

ساتھ نام اللہ کے جو نہیں پہنچا سکتی نقصان اس کے نام کے ساتھ

اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَ

کوئی چیز زمین میں اور نہ آسمان میں اور

هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ (ترمذی) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ

وہ سننے والا جاننے والا ہے پاک ہے اللہ اور

بِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ

ساتھ تعریف اپنی کے اپنی مخلوق کی گنتی کے برابر اور اپنی ذات کی

عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ ۝ (صحیح مسلم) سُبْحَانَ اللّٰهِ

خوشنودی کے موافق اور عرش کے وزن اور اپنے کلمات کی سیاہی کے برابر۔ پاک ہے اللہ

وَبِحَمْدِهٖ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ

اور ساتھ اپنی تعریف کے نہیں طاقت مگر ساتھ اللہ کے جو چاہے اللہ

كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ أَعْلَمُ أَنَّ

وہی ہوتا ہے اور جو نہ چاہے وہ نہیں ہوتا میں جانتا ہوں کہ بیشک

اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَأَنَّ اللّٰهَ

اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور بیشک اللہ کے

قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝ (نسائی) لَا إِلٰهَ

علم نے گھیر رکھا ہے ہر چیز کو نہیں کوئی معبود

إِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

مگر اللہ ایک زبردست پروردگار آسمانوں کا

وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ

اور زمین کا اور اسکا جو دونوں کے درمیان ہے زبردست بخشنے والا

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ

اے اللہ تو ہے سلام اور تجھ ہی سے ہے سلامتی

تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝ (صحیح مسلم)

برکت والا ہے تو اے صاحب بزرگی اور بخشش کے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ

اسی کے لئے بادشاہت اور اسی کے لئے ہے سب تعریف اور وہ

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ

ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ نہیں کوئی روکنے والا تیری عطا کو

وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ

اور نہیں کوئی عطا کرنے والا تیرے روکے گئے کو اور نہیں نفع دیتی

ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ○ (بخاری) لَآ اِلٰهَ اِلَّا

دولت مند کو تیرے عذاب سے دولت مندی ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود

اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ

نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ۔ اسی کیلئے ہے بادشاہت

وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط

اور اسی کے لئے ہے سب تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

نہیں پھرنا گناہ سے اور نہ طاقت عبادت کی مگر اللہ کی مدد سے اللہ کے سوا

اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ

کوئی معبود نہیں اور ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں وہی ہے نعمت کا مالک

وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَآءُ الْحَسَنُ

اور اسی کی ہے بزرگی اور اسی کے لئے ہے سب تعریف اچھی

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں خالص کرتے ہیں ہم اسی کیلئے عبادت،

وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ ○ (بخاری) اَللّٰهُ اَكْبَرُ

اور اگرچہ برا منائیں کافر اللہ بہت بڑا ہے

كَبِيْرًا ط وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا ط سُبْحَانَ

بڑا اور سب تعریف اسی کے لئے ہے بہت پاک یاد کرنا

اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ○ (ابوداؤد) سُبْحَانَكَ

ہوں اللہ کو صبح اور شام پاک ہے تو

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ

اے اللہ رب ہمارے اور ساتھ تعریف اپنی کے ہے تو اے اللہ بخشدے

سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ

مجھ کو پاک ہے نہایت پاک پروردگار فرشتوں کا اور

الرُّوْحِ ○ (صحیح مسلم) اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ط

جبرئیل کا اے اللہ رب ہمارے تیرے لئے ہے تعریف

مِلْاَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْاَ الْاَرْضِ وَمِلْاَ مَا

آسمانوں بھر اور زمین بھر اور بقدر بھرنے

بَيْنَهُمَا وَمِلْاَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ

اس چیز کے کہ درمیان ان کے ہے اور بقدر بھرنے اس چیز کے کہ چاہے

اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ اَحَقُّ مَا قَالَ

تو کسی چیز سے بعد اس کے۔ اے صاحب تعریف اور بزرگی کے، تو لائق تر ہے

الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ لَا مَانِعَ لِمَا

اس چیز سے کہ کہے بندہ اور ہم سب تیرے بندے ہیں نہیں کوئی روکنے

اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا

والا اس چیز کو کہ دی تو نے اور نہیں کوئی دینے والا اس چیز کو کہ روکی تو نے

يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ○ (صحیح مسلم) سُبْحَانَ

اور نہیں نفع دیتی دولت مند کو تیرے عذاب سے دولتمندی۔ پاک ہے

ذِي الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ

صاحب غلبے کا اور بادشاہت اور بڑائی

وَالْعَظَمَةِ ○ (نسائی) اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ

اور بزرگی کا اے اللہ واسطے تیرے رکوع کیا میں نے

اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ

اور تجھ پر ایمان لایا میں اور تیرا حکم بردار ہوا میں۔ دب گئے تیرے آگے

وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ

کان میرے اور آنکھ میری اور گودہ میرا اور ہڈی میری اور پٹھے میرے

اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَ

اے اللہ تجھے سجدہ کیا میں نے اور تجھ پر ایمان لایا میں اور

وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ

اور تیرا حکم بردار ہوا میں۔ سجدہ کیا میرے چہرے نے واسطے اس ذات

وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ

کے جس نے پیدا کیا اس کو اور صورت بنائی اسکی اور کھولے کان اسکے اور آنکھیں

اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ۝ مسلم اللّٰهُمَّ

اسکی اور برکت والا ہے اللہ بہتر ہے سب بنانے والوں کا ۔ اے اللہ

اغْفِرْلِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّهُ وَجِلَّهُ وَأَوَّلَهُ

بخش دے میرے گناہ سب چھوٹے اسکے اور بڑے اسکے اور اگلے

وَآخِرَهُ وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ ۝ مسلم رَكَعَ

اس کے اور پچھلے اس کے اور ظاہر اس کے اور چھپے اسکے جھک گیا

لَكَ سَوَادِي وَخَيَالِي وَآمَنَ بِكَ فُؤَادِي

تیرے آگے ظاہر میرا اور باطن میرا اور ایمان لایا تجھ پر دل میرا

أَبُوءُ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ هٰذِهِ يَدَايَ وَمَا

اقرار کرتا ہوں میں تیری نعمت کا جو مجھ پر ہے (مولا) یہ ہیں ہاتھ میرے اور جو

جَنَيْتُ عَلَى نَفْسِي ۝ حصن حصین اللّٰهُمَّ سَجَدَ

گناہ کئے میں نے اپنی جان پر اے اللہ سجدہ کیا تجھ کو

لَكَ سَوَادِي وَخَيَالِي وَبِكَ آمَنَ

ظاہر میرے نے اور باطن میرے نے اور ایمان لایا تجھ پر

فُؤَادِي أَبُوءُ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَهٰذَا مَا

دل میرا ۔ اقرار کرتا ہوں میں تیری نعمت کا جو مجھ پر ہے اور یہ ہے

جَنَيْتُ عَلَى نَفْسِي يَا عَظِيمُ يَا عَظِيمُ

جو کچھ گناہ کئے میں نے اپنی جان پر۔ اے بزرگ ، اے بزرگ

اغْفِرْلِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ

بخش مجھ کو پس تحقیق نہیں بخشتا بڑے گناہوں کو

الْعَظِيمَةَ إِلَّا الرَّبُّ الْعَظِيمُ ۝ حاکم سُبْحَانَ

کوئی سوائے رب عظیم کے پاک ہے

ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ سُبْحَانَ ذِي

صاحب ملک کا اور بادشاہت کا پاک ہے صاحب

الْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِي

عزت اور قدرت کا۔ پاک ہے وہ زندہ جو کبھی نہ

لَا يَمُوْتُ أَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ

مرے گا۔ پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ عفو تیرے کے عذاب تیرے

وَأَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَأَعُوْذُ

سے اور پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ خوشنودی تیری کے غضب تیرے سے اور پناہ

بِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ ۝ رَبِّ أَعْطِ

مانگتا ہوں ساتھ تیرے عذاب تیرے سے بزرگ ہے ذات تیری اے رب میرے

نَفْسِي تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ

دے میرے نفس کو اسکی پرہیزگاری اور پاک کر اس کو تو سب سے بہتر

مَنْ زَكَّاهَا أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا

پاک کرنے والا ہے نفس کو تو اس کا کارساز اور مالک ہے

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ

حصن حصین

اے اللہ بخش مجھ کو جو گناہ پوشیدہ کئے میں نے اور ظاہر کئے میں نے۔

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ ۝

اے زندہ اے سب کے تھامنے والے ساتھ تیری رحمت کے میں فریاد کرتا ہوں

اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ اَللّٰهُ أَكْبَرُ

اللہ بہت بڑا ہے اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے اللہ بہت بڑا ہے

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

اور سب تعریف اللہ کیلئے ہے۔ اللہ بہت بڑا ہے اور سب تعریف اللہ کیلئے

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ

ہے نہیں کوئی معبود مگر اللہ تنہا نہیں کوئی شریک اس کا

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي

اسی کے لئے ہے بادشاہت اور اسی کے لئے سب تعریف اے اللہ

بِالْهُدٰى وَنَقِّنِي بِالتَّقْوٰى وَاغْفِرْ لِي

دکھا مجھ کو سیدھی راہ اور پاک کر مجھ کو ساتھ تقوی کے اور

فِي الْآخِرَةِ وَالْأُوْلٰى ۝

حصن حصین

بخش مجھ کو آخرت میں اور دنیا میں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ

اے اللہ رحمت بھیج اوپر محمدؐ کے اور اوپر آل

مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ

محمدؐ کے جیسے رحمت بھیجی تو نے اوپر ابراہیمؑ کے

وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ

اور اوپر آل ابراہیمؑ کے تحقیق تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے

مَّجِیْدٌ ط اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ

اے اللہ برکت بھیج اوپر محمدؐ کے اور

عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی

اوپر آل محمدؐ کے جیسے برکت بھیجی تو نے اوپر

اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ

ابراہیمؑ کے اور اوپر آل ابراہیمؑ کے تحقیق

حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ٥

تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے

منزل

چوتھی

سہ شنبہ

لا پھر اک بار وہی بادہ و جام اے ساقی!
ہاتھ آ جائے مجھے میرا مقام اے ساقی

منزل چوتھی ——— سہ شنبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع ساتھ نام اللہ بخشش کرنیوالے مہربان کے

اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَ
اے اللہ پالنے والے جبرائیل اور میکائیل اور

اِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اسرافیل کے پیدا کرنیوالے آسمانوں اور زمین کے

عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ
جاننے والے پوشیدہ اور ظاہر کے تو حکم کرتا ہے

بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ○
درمیان اپنے بندوں کے جس چیز میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔

اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ
ہدایت کر مجھ کو اس چیز میں کہ اختلاف کیا گیا ہے اسمیں حق سے

بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ اِلٰى

ساتھ اپنے حکم کے، بیشک تو ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا ہے طرف

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ صحیح مسلم سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ

راستے سیدھے کے پاک ہے تو اے اللہ

وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى

اور اپنی خوبیوں کے ساتھ اور برکت والا ہے نام تیرا اور بلند ہے

جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ

شان تیری اور نہیں کوئی معبود سوائے تیرے اللہ بہت بڑا ہے

كَبِيْرًا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ

بڑا میں پناہ مانگتا ہوں ساتھ اللہ سننے والے جاننے والے

مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَ

کے شیطان مردود سے اس کے خطرے اور

نَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ

اس کے پھونکنے اور اسکے وسوسے سے اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ

اَكْبَرُ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ ذُو الْمَلَكُوْتِ وَ

بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے صاحب بادشاہت کا اور

الْجَبَرُوْتِ وَالْكِبْرِيَآءِ وَالْعَظَمَةِ

غلبے کا اور بڑائی کا اور بزرگی کا

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ

اے اللہ ہدایت کر مجھ کو ان لوگوں میں کہ ہدایت کی تونے اور عافیت

فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ

دے مجھ کو ان لوگوں میں کہ عافیت دی تونے اور کارسازی کر میری ان لوگوں میں

وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَآ اَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا

کہ کارسازی کی تونے اور برکت دے مجھ کو اس چیز میں کہ دی تونے اور بچا مجھ کو

قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ

برائی سے جو حکم کیا تونے، پس تحقیق تو حکم کرتا ہے اور نہیں حکم کیا جاتا تجھ پر

اِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ

تحقیق بات یہ ہے کہ نہیں ذلیل ہوتا جسکو تو دوست رکھے اور نہیں عزت پاسکتا

مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَ

جس کو تو دشمن رکھے بابرکت ہے تو اے رب ہمارے اور

تَعَالَيْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَ نَتُوبُ

بلند ہے تو بخشش مانگتے ہیں ہم تجھ سے اور رجوع کرتے ہیں

إِلَيْكَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ ○ حصن حصین

ہم تیری طرف اور درود بھیجے اللہ نبی پر

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَ نَسْتَغْفِرُكَ

اے اللہ! ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں اور تجھ سے معافی مانگتے ہیں

وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَلَا نَكْفُرُكَ

اور تعریف کرتے ہیں تیری بھلائی سے اور نہیں ناشکری کرتے تیری نعمت

وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ

کی۔ الگ ہوتے ہیں ہم اور چھوڑتے ہیں اسکو جو نافرمانی کرتا ہے تیری۔ اے اللہ

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي وَ نَسْجُدُ

ہم خاص تیری عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں

وَإِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ

اور تیری طرف دوڑتے ہیں ہم اور تیری خدمت میں حاضر ہیں ہم اور ڈرتے ہیں تیرے

الْجِدَّ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ إِنَّ عَذَابَكَ

عذاب حق سے اور امید رکھتے ہیں تیری رحمت کی۔ بے شک تیرا عذاب

الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ○ حصن حصین اَللّٰهُمَّ

حق کافروں کو ملنے والا ہے اے اللہ

اغْفِرْ لَنَا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

بخش ہم کو اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کو

وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَأَلِّفْ

اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو اور الفت ڈال

بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ

ان کے دلوں کے درمیان اور اصلاح کر ان کے درمیان

وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ

اور مدد دے ان کو اپنے دشمن اور ان کے دشمن پر

اَللّٰھُمَّ الْعَنِ الْکَفَرَۃَ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ

اے اللہ لعنت کر کافروں کو جو روکتے ہیں

عَنْ سَبِیْلِکَ وَیُکَذِّبُوْنَ رُسُلَکَ وَ

راہ تیری سے اور جھٹلاتے ہیں تیرے رسولوں کو اور

یُقَاتِلُوْنَ اَوْلِیَآءَکَ ـ اَللّٰھُمَّ خَالِفْ

لڑتے ہیں تیرے دوستوں سے۔ اے اللہ پھوٹ ڈال

بَیْنَ کَلِمَتِھِمْ وَ زَلْزِلْ اَقْدَامَھُمْ وَ

درمیان ان کی باتوں کے اور پھسلادے قدم ان کے اور

اَنْزِلْ بِھِمْ بَاْسَکَ الَّذِیْ لَا تَرُدُّہٗ

اتارا ان پر عذاب اپنا جو نہیں روکتا ہے تو

عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ ○ (حصن حصین) اَللّٰھُمَّ

اس کو کافروں کی قوم سے اے اللہ

اِنِّیْ اَسْئَلُکَ یَا اَللّٰہُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ

تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے اے معبود برحق بے نیاز

الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ

وہ جو نہیں جنتا اور نہیں جنا گیا اور نہیں ہے اس

لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ اَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ

کے لئے کوئی ہمسر یہ کہ بخش تو میرے لئے گناہ میرے

اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ○ (نسائی)

بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا

اے اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے بھلائی اس چیز کی کہ مانگا اسکو تجھ

سَاَلَکَ بِہٖ عِبَادُکَ الصَّالِحُوْنَ وَ

سے تیرے نیک بندوں نے اور پناہ

اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ مِنْہُ عِبَادُکَ

مانگتا ہوں میں تجھ سے اس چیز کی برائی سے کہ پناہ مانگی اس

الصَّالِحُوْنَ ○ (الحصن حصین) رَبَّنَا خَیْرًا تَلَقَّاہُ وَ شَرًّا

سے تیرے نیک بندوں نے بھلائی پاؤ گے تم اور بچو گے

تَوَقَّاهُ خَيْرًا لَّنَا وَّشَرًّا لِّلْاَعْدَا اٰيْنَا -

برائی سے بھلائی ہمارے لئے ہے اور برائی ہمارے (دین کے) دشمنوں کیلئے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (ابن سنی) ○ اَللّٰهُمَّ

سب تعریف اللہ پروردگار سب جہانوں کیلئے ہے اے اللہ

اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ وَسَيِّاٰتِ

تحقیق میں پناہ چاہتا ہوں ساتھ تیرے شیطان کے عمل سے اور بُرے

الْاَحْلَامِ فَاِنَّهَا لَا تَكُوْنُ شَيْئًا (نزل الابرار) ○ اَللّٰهُمَّ

خواب سے پس تحقیق وہ کوئی شے نہیں ہے اے اللہ

اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ

تحقیق میں بھلائی مانگتا ہوں تجھ سے تیرے علم کی مدد سے اور قدرت مانگتا

بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ

ہوں تجھ سے تیری قدرت کے وسیلے سے اور مانگتا ہوں میں تجھ سے تیرے

الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَ

بڑے فضل سے پس تحقیق تو قدرت رکھتا ہے (ہر چیز پر) اور

تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ

میں کچھ بھی قدرت نہیں رکھتا اور جانتا ہے تو اور نہیں جانتا میں اور تو ہی ہے پوشیدہ باتوں کا جاننے

اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا

والا ہے غیبوں کا۔ اے اللہ اگر جانتا ہے تو کہ تحقیق یہ کام بہتر ہے میرے

الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَ

لئے میرے دین میں اور میری زندگانی میں اور

عَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ

میرے کام کے انجام میں یا اس جہان میں اور اس جہان میں

فَاقْدِرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ

پس میرے قابو میں کر دے اسکو اور میرے لئے آسان کر دے اسکو پھر میرے

فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ

لئے برکت دے اس میں اور اگر تحقیق جانتا ہے تو کہ تحقیق یہ کام

شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ

برا ہے میرے لئے میرے دین میں اور میری زندگانی میں اور میرے کام کے

أَمْرِيْ أَوْ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَآجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ

انجام میں یا اس جہان میں اور اس جہان میں پس پھیر اس کو

عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ

مجھ سے اور پھیر مجھ کو اس سے اور مہیا کر میرے لئے بھلائی

حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِيْ بِهٖ ۞ (حصن حصین)

جہاں کہیں ہو پھر راضی کر مجھ کو ساتھ اس کے۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ

اے اللہ تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں ساتھ تیری رضامندی کے تیرے غصے سے

وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَأَعُوْذُ

اور ساتھ تیری معافی کے تیرے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں

بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِيْ ثَنَآءً عَلَيْكَ

ساتھ تیرے تیری خفگی سے نہیں گن سکتا ہوں تعریف تیری

أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ (نسائی)

تو ویسا ہے جیسی تعریف کی تو نے اپنی ذات کی

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ

نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اکیلا ہے نہیں شریک اس کا

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى

اسی کے لئے ہے بادشاہی اور اسی کے لئے سب تعریف اور وہ ہر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ

چیز پر قادر ہے اور پاک ہے اللہ اور سب تعریف

لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَ

اسی کے لئے ہے اور نہیں کوئی معبود اور اللہ بہت بڑا ہے اور

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ۞ (بخاری)

نہیں ہے پھرنا گناہ سے اور نہ قوت عبادت پر مگر اللہ کی مدد سے اے رب بخش

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ

دے مجھ کو۔ اے اللہ تیرے ہی لئے ہے سب تعریف تو ہی قائم رکھنے والا ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ

آسمانوں اور زمین کا اور جو ان میں ہیں

وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ

اور تیرے ہی لئے ہے سب تعریف تو روشن کرنے والا ہے آسمانوں

وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ

اور زمین کا اور جو ان میں ہیں اور تیرے ہی لئے ہے سب

اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ

تعریف تو ہی ہے حق اور وعدہ تیرا ہے حق اور ملاقات تیری ہے

حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ

حق اور کلام تیرا ہے حق اور بہشت ہے حق اور

وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ

دوزخ ہے حق اور سب نبی ہیں حق اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ ط اَللّٰهُمَّ لَكَ

ہیں حق اور قیامت ہے حق اے اللہ واسطے تیرے

اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ

مطیع ہوا میں اور تجھ پر ایمان لایا میں اور

تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ

تجھ پر بھروسہ کیا میں نے اور تیری طرف رجوع کیا میں نے اور تیری ہی

خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْلِيْ

مدد سے (دشمنوں سے) جھگڑتا ہوں میں اور طرف تیری ہی فریاد لایا ہوں پس بخش

مَاقَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ

مجھ کو جو آگے کیا میں نے اور جو پیچھے کروں گا میں اور جو چھپایا میں نے

وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ

اور جو ظاہر کیا میں نے اور وہ گناہ (بھی بخش) جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے

اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا

تو ہی آگے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے نہیں کوئی

اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ○ صحیح بخاری لَا

معبود مگر تو اور نہیں کوئی معبود سوائے تیرے نہیں

اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اَللّٰهُمَّ وَ

کوئی معبود مگر تو ، پاک ہے تو یا الٰہی اور

بِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِیْ وَ

تسبیح کرتا ہوں ساتھ تعریف تیری کے بخشش چاہتا ہوں میں تجھ سے اپنے گناہوں

اَسْئَلُكَ رَحْمَتَكَ اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا

کی اور مانگتا ہوں تجھ سے رحمت تیری۔ یا الٰہی زیادہ کر مجھ کو علم۔ اور

وَّلَا تُزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنِیْ وَ

نہ کج کر دل میرا پیچھے اس کے کہ راہ دکھائی تو نے مجھ کو۔ اور

هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ

بخش مجھ کو اپنی جناب سے رحمت تحقیق تو

اَنْتَ الْوَهَّابُ ○ (ابوداؤد) اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ

بہت بخشنے والا ہے اے اللہ رحم کر مجھ پر

بِتَرْكِ الْمَعَاصِیْ اَبَدًا مَّا اَبْقَيْتَنِیْ

ساتھ چھوڑنے گناہوں کے ہمیشہ۔ جبتک باقی رکھے تو مجھ کو

وَارْحَمْنِیْ اَنْ اَتَكَلَّفَ مَا لَا يَعْنِيْنِیْ

اور رحم کر مجھ پر ساتھ چھوڑنے (اس بات) کے کہ تکلف کروں میں اس چیز کا کہ نہیں

وَارْزُقْنِیْ حُسْنَ النَّظَرِ فِيْمَا يُرْضِيْكَ

منظور مجھ کو، اور نصیب کر مجھ کو خوبی دیکھنے کی اس چیز میں کہ راضی کرنے

عَنِّیْ ط اَللّٰهُمَّ بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

وہ تجھ کو مجھ سے۔ اے اللہ پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے

ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِیْ

صاحب عزت اور بزرگی کے اور صاحب اس غلبے کے کہ جسکا

لَا تُرَامُ اَسْئَلُكَ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ

کوئی قصد نہ کر سکے، مانگتا ہوں میں تجھ سے اے اللہ اے رحمٰن

بِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْهِكَ اَنْ تُلْزِمَ

ساتھ تیری عزت اور ساتھ تیرے منہ کے نور کے کہ جمادے میرے

قَلْبِیْ حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِیْ

دل میں یاد اپنی کتاب کی جیسے سکھائی تو نے مجھ کو۔

وَارْزُقْنِیْ اَنْ اَتْلُوَهٗ عَلَى النَّحْوِ

اور نصیب کر مجھ کو پڑھنا اس کا اس طرح پر

الَّذِي يُرْضِيكَ عَنِّي ط اَللّٰهُمَّ بَدِيعَ

کہ راضی کرے وہ تجھ کو مجھ سے اے اللہ پیدا کرنے والے آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

اور زمین کے ، صاحب عزت اور بخشش کے اور

وَالْعِزَّةِ الَّتِي لَا تُرَامُ اَسْئَلُكَ يَا اَللّٰهُ

صاحب اس غلبے کے کہ جس کا کوئی قصد نہ کر سکے مانگتا ہوں میں تجھ

يَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْهِكَ اَنْ

سے اے اللہ اے رحمن ساتھ برکت تیری عزت اور تیرے منہ کے نور

تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِي وَاَنْ تُطْلِقَ

کے یہ کہ روشن کرے تو ساتھ اپنی کتاب کے آنکھ میری اور یہ کہ جاری کرے

بِهٖ لِسَانِي وَاَنْ تُفَرِّجَ بِهٖ عَنْ قَلْبِي وَ

تو اس سے زبان میری اور یہ کہ کھولے تو اس سے دل میرا اور یہ

اَنْ تَشْرَحَ بِهٖ صَدْرِي وَاَنْ تَغْسِلَ

کہ کشادہ کرے تو اس سے سینہ میرا ، اور یہ کہ دھوئے تو

بِهٖ بَدَنِي فَاِنَّهٗ لَا يُعِيْنُنِي عَلَى الْحَقِّ

اس سے بدن میرا۔ تحقیق بات یہ ہے کہ کوئی میری مدد نہیں کرتا حق پر

غَيْرُكَ وَلَا يُؤْتِيهِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ

سوا تیرے اور کوئی نہیں دیتا حق کو سوا تیرے اور نہیں پھرنا گناہ

وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ○ حصن حصین

سے اور نہ طاقت عبادت پر مگر ساتھ مدد اللہ بلند مرتبہ بزرگ قدر کے

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ

اے اللہ کفایت کر مجھ کو ساتھ حلال اپنے کے حرام اپنے سے

وَاَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ ○ ترمذی

اور بے پروا کر مجھ کو ساتھ اپنے فضل کے اپنے سوا ہر کسی سے

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا

پاک ہے تو اے اللہ اور پاک یاد کرتے ہیں ہم تجھے نہیں کوئی معبود

اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ○ نسائی

مگر تو بخشش مانگتا ہوں میں تجھ سے اور توبہ کرتا ہوں میں تیری طرف

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ

اے اللہ تحقیق میں بندہ تیرا ہوں، اور بیٹا بندے تیرے کا ہوں۔

وَابْنُ اَمَتِكَ وَفِیْ قَبْضَتِكَ نَاصِیَتِیْ

اور بیٹا لونڈی تیری کا ہوں اور تیرے قبضہ میں ہوں۔ بال پیشانی میری

بِیَدِكَ مَاضٍ فِیَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ

کے تیرے ہاتھ میں ہیں، جاری ہے میرے حق میں حکم تیرا۔ انصاف ہے

فِیَّ قَضَاؤُكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ

میرے امر میں قضا تیری۔ مانگتا ہوں میں تجھ سے ساتھ برکت ہر نام کے

لَكَ سَمَّیْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ

کہ وہ واسطے تیرے ہے نام رکھا تو نے ساتھ اسکے ذات اپنی کا یا اتارا

فِیْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ

تو نے اس کو کتاب اپنی میں یا سکھایا تو نے وہ کسی کو اپنی

خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِیْ مَكْنُوْنِ

مخلوق میں سے یا اختیار کیا تو نے اس کو پردہ غیب میں

الْغَیْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ

نزدیک اپنے یہ کہ کرے تو قرآن کو

رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَجِلَاءَ هَمِّیْ وَغَمِّیْ ○ مشکوٰۃ

بہار میرے دل کی اور دور کرنے والا میرے غم اور اندیشے کا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا

اے اللہ تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں ساتھ عزت تیری کے نہیں کوئی معبود

اَنْتَ اَنْ تُضِلَّنِیْ اَنْتَ الْحَیُّ الَّذِیْ

مگر تو۔ اس سے کہ گمراہ کرے تو مجھ کو۔ تو زندہ ہے کہ نہیں

لَا یَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ یَمُوْتُوْنَ ○ بخاری

مرے گا اور جن اور انسان مریں گے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْاَرْبَعِ

اے اللہ تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے چار چیزوں سے

مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا

اس علم سے کہ نفع نہ دے اور اس دل سے کہ عاجزی

يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ

ڈرے اور اس نفس سے کہ سیر نہ ہو اور اس

دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ (احمد) ○ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ

دعا سے جو قبول نہ کی جائے اے اللہ تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں

بِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهٗ بِئْسَ الضَّجِيْعُ

تجھ سے بھوک[1] سے پس تحقیق وہ بری ہے ہم خواب

وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّهَا بِئْسَتِ

اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے خیانت[2] سے پس تحقیق وہ بری ہے

الْبِطَانَةُ (ابن ماجہ و) ○ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ

خصلت اے اللہ تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے

[1] بھوک اس لئے بری ہم خواب یا ساتھی ہے کہ اس سے قویٰ اور حواس مضمحل ہو جاتے ہیں اور بدن کمزور اور لاغر۔ پھر آدمی نہ دنیا کے کام کر سکتا ہے نہ دین کے۔ اللہ ہمیشہ کی بھوک سے پناہ دے۔

[2] اللہ کی سب نافرمانیاں خیانت میں داخل ہیں، لوگوں کے مالوں کی بھی خیانت ہوتی ہے۔ بعض باتیں بعید اور مشورے ظاہر کرنے بھی خیانت ہے۔

مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ (نسائی) ○

حق کی مخالفت سے اور نفاق سے اور برے اخلاق سے

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبَرَصِ

اے اللہ تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے کوڑھ سے

وَالْجُذَامِ وَالْجُنُوْنِ وَمِنْ سَيِّئِ

اور جذام سے اور دیوانگی سے اور بری (لاعلاج)

الْاَسْقَامِ (نسائی) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ

بیماریوں سے۔ اے اللہ تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے

مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ وَشَرِّ بَصَرِيْ وَ

اپنی شنوائی کی برائی سے اور اپنی بینائی کی برائی سے اور

شَرِّ لِسَانِيْ وَشَرِّ قَلْبِيْ وَشَرِّ مَنِيِّيْ (ابوداؤد) ○

اپنی زبان کی برائی سے اور اپنے دل کی برائی سے اور اپنی منی کی برائی سے

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَدْمِ

اے اللہ تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے مکان کے نیچے دب کر مرنے سے

وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ التَّرَدِّیْ وَمِنَ

اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے مکان سے گر کر مرنے سے اور ڈوب

الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَالْهَرَمِ وَاَعُوْذُبِكَ

کر مرنے اور جل کر مرنے سے اور بہت بڑھاپے (بستر ابتر ہونے سے) اور پناہ

مِنْ اَنْ يَّتَخَبَّطَنِيَ الشَّيْطَانُ عِنْدَ

مانگتا ہوں تجھ سے کہ حیران کرے مجھ کو شیطان نزدیک

الْمَوْتِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اَمُوْتَ

مرنے کے اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے اس سے کہ مروں

فِيْ سَبِيْلِكَ مُدْبِرًا وَّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ

میں تیری راہ میں پیٹھ دے کر اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے اس

اَنْ اَمُوْتَ لَدِيْغًا ○ (ابوداؤد) اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ

سے کہ مروں میں سانپ وغیرہ کے ڈسنے سے پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ

اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ

اللہ کے پورے کلموں کے اس کے غضب سے

وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ

اور اسکے عذاب سے اور اسکے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے

الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ ○ (مشکوٰۃ)

وسوسوں سے اور اس سے کہ حاضر ہوں شیطان میرے پاس

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَاَعُوْذُ

اے اللہ تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں ساتھ تیرے محتاجی سے اور پناہ

بِكَ مِنَ الْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَاَعُوْذُبِكَ

مانگتا ہوں تجھ سے قلت سے اور ذلت سے اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے

مِنْ اَنْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ ○ (ابوداؤد) اَللّٰهُمَّ

اس سے کہ ظلم کروں یا ظلم کیا جاؤں اے اللہ

اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ

تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے عجز سے اور سستی سے اور

وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَاْثَمِ

نامردی سے اور بیحد بوڑھا ہونے سے اور قرض سے اور گناہ سے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَ

اے اللہ تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے آگ کے عذاب سے اور

فِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ

آگ کے فتنے سے، اور قبر کے فتنے سے اور قبر کے عذاب

الْقَبْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰی وَشَرِّ فِتْنَةِ

سے اور تونگری کے فتنے کی برائی سے اور محتاجی کے فتنے

الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ

کی برائی سے اور کانے دجال کے فتنے کی برائی سے۔

اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَ

اے اللہ دھو گناہ میرے ساتھ پانی برف کے اور

الْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِیْ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا

اولے کے اور پاک کر دل میرا گناہوں سے جیسا

یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ

پاک کیا جاتا ہے کپڑا سفید میل سے۔

وَبَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا

اور دُوری ڈال درمیان میرے اور درمیان میرے گناہوں کے، جیسے

بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ○ (بخاری مسلم)

دوری ڈالی تو نے درمیان مشرق کے اور مغرب کے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَ

اے اللہ تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے عاجز ہونے سے اور

الْکَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْھَرَمِ وَاَعُوْذُبِکَ

کاہلی سے اور نامردی سے اور بیحد بوڑھا (سترا بہترا) ہونے سے اور پناہ

مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ

مانگتا ہوں تجھ سے عذاب قبر سے اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے

فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ ○ (بخاری) وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ

فتنہ زندگی سے اور فتنہ موت سے اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے

الْقَسْوَةِ وَالْغَفْلَةِ وَالْعَیْلَةِ وَالذِّلَّةِ

سنگدلی سے اور (عبادت کی) غفلت سے اور فقر و فاقہ اور ذلت

وَالْمَسْكَنَةِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَ

اور مفلسی سے اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے محتاجی سے اور

الْكُفْرِ وَالْفُسُوْقِ وَالشِّقَاقِ وَالسُّمْعَةِ

کفر اور نافرمانی اور حق کی مخالفت سے اور شہرت

وَالرِّيَاءِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الصَّمَمِ وَ

اور ریاکاری سے اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے بہرا اور

الْبَكَمِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَسَيِّئِ

گونگا ہونے سے اور دیوانہ ہونے سے اور کوڑھ اور تمام بری

الْاَسْقَامِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ (حصن حصین) ○ اَللّٰهُمَّ

(لا علاج) بیماریوں سے اور قرض کے بوجھ سے اے اللہ

اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَ

تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے فکر اور غم سے اور

الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ

عاجزی سے اور کاہلی اور بخیلی اور نامردی

وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ (ابوداؤد) ○ اَللّٰهُمَّ

اور قرض کے بوجھ سے اور آدمیوں کے غلبے سے اے اللہ

اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ

تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے بخیلی سے اور پناہ مانگتا

مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ

ہوں تجھ سے نامردی سے اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے اس سے کہ

اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ

پھیرا جاؤں طرف خوار عمر کے اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے

فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ

دنیا کے فتنے سے اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے عذاب

الْقَبْرِ (بخاری) ○ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ

قبر سے اے اللہ تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے

الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَسُوْءِ الْعُمُرِ وَفِتْنَةِ

نامردی سے اور بخیلی سے اور عمر کی برائی سے اور سینے کے

الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ○ (ابن ماجہ) اَللّٰهُمَّ إِنَّا

کے فتنے سے اور عذاب قبر سے اے اللہ تحقیق ہم

نَعُوْذُبِكَ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْكِ

پناہ مانگتے ہیں تجھ سے بلا کی مشقت سے اور بدبختی کے

الشِّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ ○ (متفق)

پا لینے سے اور بری تقدیر سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ

اے اللہ تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے برے

الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ وَالْاَدْوَاءِ

اخلاق سے اور برے اعمال سے اور بری خواہشوں سے اور بری بیماریوں سے

(حاشیہ صفحہ ۱۹۵) اوامر الٰہی کی تعمیل کیلئے ہمت نہ پانا جبن یعنی نامردی ہے۔

۲ مال سے زکوٰۃ نہ دینا بخل ہے جو جہنم میں لے جائے گا۔

۳ عمر کی برائی یہ ہے کہ اللہ کی نافرمانی میں گزرے یا معیشت کی تنگی اور فقر و فاقہ ہو

۴ سینے کے فتنے خرابی عقیدے اور حسد و بغض کینہ وغیرہ — اللہ ان سے بچائے

۵ بلا کی مشقت یہ ہے کہ رزق کم اور اولاد کی کثرت ہو۔

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ

اے اللہ تحقیق ہم مانگتے ہیں تجھ سے بھلائی اس چیز کی کہ مانگی

مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ

تجھ سے تیرے نبی نے کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں

سَلَّمَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ

اور پناہ مانگتے ہیں ہم تجھ سے اس چیز کی برائی سے کہ

مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

پناہ مانگی اس سے تیرے نبی نے کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ و

وَسَلَّمَ وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ

سلم ہیں اور تو مدد مانگا گیا ہے اور تجھ پر

الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ○ (ترمذی)

کفایت ہے اور نہیں ہے پھرنا گناہوں سے اور نہ طاقت عبادت پر مگر اللہ کی مدد سے

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ جَارِ السُّوْءِ

اے اللہ تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے برے ہمسائے سے

فِي دَارِ الْمُقَامَةِ فَإِنَّ جَارَ الْبَادِيَةِ

سکونت[1] کے گھر میں پس تحقیق ہمسایہ جنگل کا

يَتَحَوَّلُ (نسائی) ○ أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْكُفْرِ

بدل جاتا ہے پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ اللہ کے کفر

وَالدَّيْنِ (نسائی) ○ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ

اور قرض سے اے اللہ تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے

مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الْعَدُوِّ وَ

قرض تلے دب جانے سے اور دشمن کے غلبے سے اور

شَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ (حاکم) ○ اللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ

دشمنوں کے خوش ہونے سے اے اللہ تحقیق ہم پناہ مانگتے ہیں

أَنْ نَرْجِعَ عَلَى أَعْقَابِنَا أَوْ نُفْتَنَ عَنْ

ساتھ تیرے اس سے کہ پھریں ہم اپنی ایڑیوں پر (مرتد ہوں) یا فتنے میں ڈالے

[1] جو ہمسایہ اپنے پاس محلہ میں رہتا ہو۔ اگر برا ہے تو ساری عمر کے لئے عذاب ہے برخلاف سفر کے ہمسایہ کے کہ وہ چلا جاتا ہے۔ اس کی تکلیف دائمی نہیں ہوتی۔

دِيْنِنَا (صحیح بخاری) ○ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ

جائیں اپنے دین سے۔ اے اللہ تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں تجھ

مِنْ يَوْمِ السُّوْءِ وَمِنْ لَيْلَةِ السُّوْءِ

سے برے دن سے اور بری رات سے

وَمِنْ سَاعَةِ السُّوْءِ وَمِنْ صَاحِبِ

اور بری گھڑی سے اور برے یار

السُّوْءِ وَمِنْ جَارِ السُّوْءِ فِي دَارِ

سے اور برے ہمسایہ سے سکونت کے

الْمُقَامَةِ (طبرانی) ○ اللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ

گھر میں اے اللہ دلوں کے پھیرنے والے

صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ (ابوداؤد) ○ اللّٰهُمَّ

پھیر دے دل ہمارے اپنی طاعت پر اے اللہ

اهْدِنِيْ وَسَدِّدْنِيْ (صحیح مسلم) ○ يَا أَرْضُ رَبِّيْ

ہدایت دے مجھ کو اور استقامت دے مجھ کو اے زمین میرا رب

وَرَبُّكَ اللّٰهُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ

اور تیرا رب اللہ ہی ہے میں پناہ مانگتا ہوں ساتھ اللہ کے تیرے

وَشَرِّ مَا فِيْكِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكِ

شر سے اور تیرے اندر کی چیزوں کے شر سے اور جو کچھ تیرے اندر پیدا کیا گیا ہے اسکے شر

وَشَرِّ مَا يَدِبُّ عَلَيْكِ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ

سے اور جو کچھ تجھ پر چلتا ہے اسکے شر سے اور پناہ مانگتا ہوں اللہ کی

مِنْ اَسَدٍ وَّاَسْوَدَ وَمِنَ الْحَيَّةِ وَ

شیر سے اور کالے ناگ سے اور سانپ سے اور

الْعَقْرَبِ وَمِنْ شَرِّ سَاكِنِي الْبَلَدِ

بچھو سے اور شہر کے رہنے والوں کے شر سے

وَمِنْ وَّالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ○ (ابوداؤد) اَللّٰهُمَّ

اور شیطان اور اس کی اولاد سے اے اللہ

اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ السُّوْقِ وَ

تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے بھلائی اس بازار کی اور

خَيْرَ مَا فِيْهَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا

بھلائی جو بازار میں ہے اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے بازار کی برائی سے

وَشَرِّ مَا فِيْهَا ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ

اور جو برائی بازار میں ہے اے اللہ تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے

اَنْ اُصِيْبَ فِيْهَا صَفْقَةً خَاسِرَةً ○ (بیہقی)

کہ پہنچوں میں اس میں معاملہ نقصان کو

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اَنَا شَهِيْدٌ

اے اللہ پروردگار ہمارے اور پروردگار ہر چیز کے میں گواہی دینے والا ہوں

اَنَّكَ الرَّبُّ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ

تحقیق تو پروردگار ہے یگانہ نہیں کوئی شریک تیرا

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اَنَا شَهِيْدٌ

اے اللہ پروردگار ہمارے اور پروردگار ہر چیز کے میں گواہی دینے والا

اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُكَ

ہوں کہ تحقیق محمد صلے اللہ علیہ وسلم تیرے بندے ہیں

وَرَسُوْلُكَ۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ

اور رسول تیرے۔ اے اللہ پروردگار ہمارے اور پروردگار ہر چیز کے

شَيْءٍ اَنَا شَهِيْدٌ اَنَّ الْعِبَادَ كُلَّهُمْ

میں گواہی دینے والا ہوں کہ تحقیق بندے مسلمان سب

اِخْوَةٌ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ

بھائی ہیں آپس میں۔ اے اللہ پروردگار ہمارے اور پروردگار ہر چیز کے

اِجْعَلْنِيْ مُخْلِصًا لَّكَ وَاَهْلِيْ فِيْ كُلِّ

کر مجھ کو مخلص واسطے اپنے اور اہل میرے کو

سَاعَةٍ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ذَا الْجَلَالِ

ہر ساعت میں (امور) دنیا میں اور آخرت میں اے صاحب بزرگی

وَالْاِكْرَامِ اِسْمَعْ وَاسْتَجِبْ اَللّٰهُ

اور بخشش کے سن اور قبول کر دعا میری اللہ

اَكْبَرُ الْاَكْبَرُ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ

بہت بڑا ہے بہت بڑا ہے کافی ہے مجھ کو اللہ اور اچھا ہے

الْوَكِيْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ○ (ابوداود)

کارساز۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ بہت بڑا ہے

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ خَطَايَايَ وَذُنُوْبِيْ

اے اللہ بخش مجھ کو گناہ صغیرے میرے اور گناہ کبیرے میرے

كُلَّهَا اَللّٰهُمَّ انْعَشْنِيْ وَاَحْيِنِيْ وَاجْبُرْنِيْ

سب۔ اے اللہ بلند کر مرتبہ میرا اور زندہ رکھ مجھ کو باعزت اور درست کر

وَارْزُقْنِيْ وَاهْدِنِيْ لِصَالِحِ الْاَعْمَالِ

اور رزق دے مجھ کو اور راہ دکھا مجھ کو نیک عملوں،

وَالْاَخْلَاقِ اِنَّهٗ لَا يَهْدِيْ لِصَالِحِهَا

اور نیک اخلاق کی طرف۔ تحقیق نہیں راہ دکھاتا نیک عملوں

وَلَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ ○ (حاکم)

کی طرف اور نہیں پھیرتا برے عملوں کو کوئی سوا تیرے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ

اے اللہ رحمت بھیج اوپر محمد کے اور اوپر آل

مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ

محمدؐ کے جیسے رحمت بھیجی تو نے اوپر ابراہیمؑ کے

وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ

اور اوپر آل ابراہیمؑ کے تحقیق تو تعریف کیا گیا

مَّجِيْدٌ ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

بزرگ ہے اے اللہ برکت بھیج اوپر محمدؐ کے

وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ

اور اوپر آل محمدؐ کے جیسے برکت بھیجی تو نے

عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

اوپر ابراہیمؑ کے اور اوپر آل ابراہیمؑ کے

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

تحقیق تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

منزل پانچویں

چہار شنبہ

تو مری رات کو مہتاب سے محروم نہ کر
ترے پیمانے میں ہے ماہِ تمام اے ساقی

منزل پانچویں ——— چہار شنبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ سَوّٰی خَلۡقِیۡ وَ

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے برابر کئے اعضا میرے اور

اَحۡسَنَ صُوۡرَتِیۡ وَزَانَ مِنِّیۡ مَا شَانَ

اچھی بنائی صورت میری اور سنواری میرے بدن سے وہ چیز جو

مِنۡ غَیۡرِیۡ ○ حصن حصین اَللّٰھُمَّ کَمَا حَسَّنۡتَ

عیب[۱] دار کی غیر میرے سے ۔ اے اللہ جیسے تو نے اچھی بنائی

خَلۡقِیۡ فَاَحۡسِنۡ خُلُقِیۡ وَحَرِّمۡ وَجۡھِیۡ

صورت میری پس اچھا کر خلق میرا اور حرام کر ذات میری کو

[۱] بعض کالے، لولے، لنگڑے، بہرے، کئی عیبوں والے ہوتے ہیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ یہ عیب ہم میں نہیں ہیں۔

علی النار ○ (حصن حصین) اللھم انک عفو تحب

آگ پر اے اللہ تحقیق تو بہت معاف کرنے والا ہے دوست

العفو فاعف عنی ○ (ترمذی) اللھم

رکھتا ہے معاف کرنے کو پس معاف کر مجھ سے گناہ میرے اے اللہ

لا یاتی بالحسنات الا انت و لا

نہیں لاتا نیکیوں کو کوئی سوا تیرے اور نہیں

یذھب بالسیئات الا انت و لا

دور کرتا برائیوں کو کوئی سوا تیرے اور نہیں

حول ولا قوۃ الا بک ○ (ابوداؤد) اشھد

پھرنا گناہوں سے اور نہیں قوت عبادت پر مگر تیری مدد سے گواہی دیتا ہوں

ان لا الہ الا اللہ وحدہ وان محمدا

یہ اس کی کہ نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ تنہا اور تحقیق محمد

عبدہ ورسولہ - وان عیسی

بندے اس کے ہیں اور رسول اسکے اور تحقیق عیسے

عبد اللہ ورسولہ وابن امتہ و

بندے اللہ کے ہیں اور رسول اس کے اور بیٹے اسکی لونڈی کے

کلمتہ القاھا الی مریم و روح

اور کلمہ اس کا کہ ڈالا اس کو طرف مریم کے اور روح ہیں

منہ وان الجنۃ حق والنار حق ○ (صحیح بخاری)

اس کیطرف سے اور تحقیق بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے۔

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ

پاک ہے اللہ اور پاک یاد کرتا ہوں ساتھ اسکی تعریف کے پاک ہے اللہ

العظیم ○ (صحیح مسلم) سبحان اللہ عدد ما

عظمت والا۔ پاکی ہے اللہ کو بقدر گنتی اس چیز کے

خلق وسبحان اللہ ملء ما خلق و

کو پیدا کیا اور پاکی ہے اللہ کو بقدر بھرنے اس چیز کے کو پیدا کی اور

سبحان اللہ عدد کل شیء وسبحان

پاکی ہے اللہ کو بقدر گنتی ہر چیز کے اور پاکی ہے

اللّٰهِ مِلْأَ كُلِّ شَيْءٍ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ

اللہ کو ہر چیز بھر اور پاکی ہے اللہ کو بقدر

عَدَدَ مَا أَحْصٰى كِتَابُهٗ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ

گنتی اس چیز کے کہ جمع کیا اسکی کتاب (لوح) نے اور پاکی ہے اللہ کو

مِلْأَ مَا أَحْصٰى كِتَابُهٗ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

بقدر بھرنے اس چیز کے کہ جمع کیا اس کی کتاب نے اور تعریف ہے اللہ کیلئے

عَدَدَ مَا خَلَقَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِلْأَ مَا

بقدر گنتی اس چیز کے کہ پیدا کی اور تعریف ہے اللہ کے لئے بقدر بھرنے اس

خَلَقَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَدَدَ كُلِّ شَيْءٍ وَ

چیز کے کہ پیدا کی اور تعریف ہے اللہ کے لئے بقدر گنتی ہر چیز کے اور

الْحَمْدُ لِلّٰهِ مِلْأَ كُلِّ شَيْءٍ وَالْحَمْدُ

تعریف ہے اللہ کے لئے ہر چیز بھر اور تعریف ہے

لِلّٰهِ عَدَدَ مَا أَحْصٰى كِتَابُهٗ وَالْحَمْدُ

اللہ کیلئے بقدر گنتی اس چیز کے کہ جمع کیا اسکی کتاب نے اور تعریف ہے

لِلّٰهِ مِلْأَ مَا أَحْصٰى كِتَابُهٗ (طبرانی) ○ اَللّٰهُمَّ

اللہ کے لئے بقدر بھرنے اس چیز کے کہ جمع کیا اسکی کتاب نے ۔ اے اللہ

رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ

رب آسمانوں اور زمین کے جاننے والے پوشیدہ

وَالشَّهَادَةِ إِنِّيْ أَعْهَدُ إِلَيْكَ فِيْ هٰذِهِ

اور ظاہر کے تحقیق میں عہد کرتا ہوں طرف تیری اس

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا أَنِّيْ أَشْهَدُ أَنْ لَّا

زندگانی دنیا میں تحقیق میں گواہی دیتا ہوں اسکی کہ نہیں

إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ

معبود مگر تو ، ایک ہے تو ، نہیں کوئی شریک تیرا ،

وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ فَإِنَّكَ

اور تحقیق محمد بندے تیرے ہیں اور رسول تیرے پس تحقیق

إِنْ تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ تُقَرِّبْنِيْ مِنَ

تو اگر سونپے گا مجھ کو میرے نفس کی طرف نزدیک کرے گا مجھ کو

الشَّرِّ وَتُبَاعِدُنِي مِنَ الْخَيْرِ وَإِنِّي

برائی سے اور دور کرے گا مجھ کو بھلائی سے اور تحقیق

إِنْ أَثِقُ إِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاجْعَلْ لِّي

میں نہیں اعتماد کرتا مگر ساتھ تیری رحمت کے پس ثابت کر میرے لئے

عِنْدَكَ عَهْدًا تُوَفِّينِيهِ يَوْمَ

اپنے پاس عہد کو کہ پورا کرے تو اس کو دن

الْقِيٰمَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ (حاکم)

قیامت کے تحقیق تو نہیں خلاف کرتا ہے وعدہ کو

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا

سب تعریف اللہ کے لئے تعریف بہت پاک بابرکت

فِيهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى (حاکم)

جیسے دوست رکھتا ہے رب ہمارا اور راضی ہوتا ہے

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَ

اے اللہ تو ہی سفر میں ساتھی ہے اور

الْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ . اَللّٰهُمَّ إِنِّي

تو ہی نائب ہے میرے گھر بار میں اے اللہ تحقیق میں

أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ

پناہ مانگتا ہوں تجھ سے سفر کی مشقت سے اور مراجعت کی

الْمُنْقَلَبِ وَمِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ

برائی سے اور نفع کے بعد نقصان سے

وَمِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُومِ وَمِنْ سُوْءِ

اور مظلوم کی بد دعا سے اور اہل و عیال

الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ ۝ (ترمذی) اَللّٰهُمَّ

اور مال کی بری حالت دیکھنے سے اے اللہ

إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ

تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے عذاب قبر سے اور

أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ

پناہ مانگتا ہوں تجھ سے کانے دجال کے فتنے سے

وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ فِتْنَةِ

اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے زندگی کے فتنے اور موت کے

الْمَمَاتِ. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ

فتنے سے ۔ اے اللہ تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے

الْمَأْثَمِ وَمِنَ الْمَغْرَمِ ۞ (صحیح بخاری) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ

گناہ سے اور قرض سے اے اللہ تحقیق میں

ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّ لَا

نے ظلم کیا اپنی جان پر بہت ظلم اور نہیں

يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ

بخشتا گناہوں کو کوئی سوائے تیرے پس بخش

مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ

اپنی ہی جناب سے بخشش مجھ کو اور رحم کر مجھ پر بیشک تو ہی

اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۞ (صحیح بخاری) اَللّٰهُمَّ

بخشنے والا مہربان ہے اے اللہ

اِنِّيْ اَسْئَلُكَ تَوْفِيْقَ اَهْلِ الْهُدٰى

تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے توفیق راہ پانے والوں کی

وَ اَعْمَالَ اَهْلِ الْيَقِيْنِ وَمُنَاصَحَةَ

اور اعمال یقین والوں کے اور خیرخواہی توبہ کرنے

اَهْلِ التَّوْبَةِ وَعَزْمَ اَهْلِ الصَّبْرِ وَ

والوں کی اور ہمت صبر والوں کی اور

جِدَّ اَهْلِ الْخَشْيَةِ وَطَلَبَ اَهْلِ الرَّغْبَةِ

کوشش ڈر والوں کی اور جستجو رغبت والوں کی

وَتَعَبُّدَ اَهْلِ الْوَرَعِ وَعِرْفَانَ اَهْلِ

اور عبادت پرہیزگاروں کی اور معرفت علم

الْعِلْمِ حَتّٰى اَلْقَاكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ

والوں کی یہاں تک کہ ملوں میں تجھ سے اے اللہ تحقیق میں مانگتا

مَخَافَةً تَحْجُزُنِيْ عَنْ مَّعَاصِيْكَ

ہوں تجھ سے وہ ڈر کہ باز رکھے مجھ کو تیری نافرمانیوں سے

حَتّٰى اَعْمَلَ بِطَاعَتِكَ عَمَلًا اَسْتَحِقُّ

یہاں تک کہ تیری اطاعت میں وہ کام کروں کہ جس سے تیری

بِهٖ رِضَاكَ وَحَتّٰى اُنَاصِحَكَ بِالتَّوْبَةِ

رضامندی کا مستحق ہو جاؤں اور یہاں تک کہ تیری طرف خالص توبہ کروں تجھ

خَوْفًا مِّنْكَ وَحَتّٰى اُخْلِصَ لَكَ النَّصِيْحَةَ

سے ڈر کر اور یہاں تک کہ خالص خیر خواہی کروں تیری

حَيَاءً مِّنْكَ وَحَتّٰى اَتَوَكَّلَ عَلَيْكَ

تجھ سے شرما کر اور یہاں تک کہ تجھ ہی پر بھروسہ کروں

فِى الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَحُسْنَ ظَنٍّ بِكَ

سب کاموں میں اور نیک گمان کروں تیرے ساتھ

سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ ۝ (احمد) اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ

پاک ہے تو اے پیدا کرنے والے نور کے ۔ اے اللہ تحقیق میں

اَعُوْذُ بِكَ مِنْ طَمَعٍ يَّهْدِىْ اِلٰى

پناہ مانگتا ہوں تیری ایسے لالچ سے جو پہنچا دے مجھ کو

طَبَعٍ ۝ (بیہقی) اَعُوْذُ بِكَ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ

(دل پر) مہر لگنے تک ۔ میں پناہ مانگتا ہوں ساتھ ذات اللہ بزرگ

النَّافِعِ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ لَا يُجَاوِزُ

ہمیشہ نفع دینے والی کے ، اللہ کے پورے کلموں کیساتھ کہ نہیں تجاوز کر

هُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِّنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَ

سکتا ان سے کوئی نیک اور نہ بد اس کی برائی سے جو اس نے پیدا کی او

ذَرَاَ وَبَرَاَ وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ

پھیلائی اور بنائی اور اس چیز کی برائی سے جو اترتی ہے ،

السَّمَآءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَمِنْ

آسمان سے اور اس چیز کی برائی سے جو چڑھتی ہے آسمان میں اور اس

شَرِّ مَا ذَرَاَ فِى الْاَرْضِ وَمِنْ شَرِّ

چیز کی برائی سے جو پیدا کی زمین میں اور اس چیز کی برائی سے

مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ

جو نکلتی ہے زمین سے اور رات اور دن کے فتنوں

وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقًا

کی برائی سے اور رات کے برآنے والے (چور وغیرہ) کی برائی سے مگر جو آنیوالا

يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ ۞ (رواہ احمد نسائی) اَللّٰهُمَّ

بھلائی کے ساتھ آئے یا رحمٰن (مجھ پر رحم کر) اے اللہ

فَارِجَ الْهَمِّ كَاشِفَ الْغَمِّ مُجِيْبَ

غم دور کرنے والے رنج و فکر ہٹانے والے، بے قراروں کی

دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ رَحْمٰنَ الدُّنْيَا

دعائیں قبول کرنے والے رحمٰن دنیا

وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِيْ

اور آخرت کے اور رحیم دونوں جہانوں کے تو ہی میرے حال پر رحم کرتا ہے

فَارْحَمْنِيْ بِرَحْمَةٍ تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ

پس ایسی مہربانی کر کہ بے پرواہ کردے مجھ کو ساتھ اس کے

رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ ۞ (حاکم) لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ

اپنے سوا سب کی مہربانی سے میں حاضر ہوں اے اللہ

لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ

میں حاضر ہوں اور مستعد ہوں تیری طاعت پر اور سب بھلائیاں تیرے

يَدَيْكَ وَمِنْكَ ۔ اَللّٰهُمَّ مَا قُلْتُ

ہی دونوں ہاتھوں میں ہیں اور تجھ سے ہی پہنچتی ہیں اے اللہ میں نے جو بات

مِنْ قَوْلٍ اَوْ حَلَفْتُ مِنْ حَلْفٍ

بھی کہی یا کوئی قسم کھائی

اَوْ نَذَرْتُ مِنْ نَّذْرٍ فَمَشِيَّتُكَ

یا کوئی نذر مانی پس ارادہ تیرا

بَيْنَ يَدَيْهِ مَا شِئْتَ كَانَ وَمَا لَمْ

آگے اس کے ہے جو چاہا تو نے وہی ہوا اور جو نہ چاہا

تَشَاْ لَمْ يَكُنْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ

تو نے نہ ہوگا اور نہیں ہے پھرنا گناہ سے اور نہ طاقت

اِلَّا بِكَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ه

نیکی پر سوائے تیری مدد سے تحقیق تو ہر چیز پر قادر ہے ۔

اَللّٰهُمَّ مَا صَلَّيْتُ مِنْ صَلٰوةٍ فَعَلٰى

اے اللہ میں نے جو بھی رحمت کی دعا کی پس اس کے لئے ہے

مَنْ صَلَّيْتَ وَمَا لَعَنْتُ مِنْ لَعْنَةٍ

جس پر تو نے رحمت کی اور جو بھی لعنت کی میں نے

فَعَلٰى مَنْ لَّعَنْتَ اِنَّكَ اَنْتَ وَلِيِّ فِي

پس اس پر ہے جس پر تو نے لعنت کی تحقیق تو ہی میرا دوست ہے

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ط تَوَفَّنِىْ مُسْلِمًا وَّ

دنیا میں اور آخرت میں مار مجھ کو مسلمان اور

اَلْحِقْنِىْ بِالصّٰلِحِيْنَ ○ (طبرانی) اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ

ملا دے مجھ کو ساتھ نیکوں کے اے اللہ پیدا کرنیوالے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ

آسمانوں اور زمین کے جاننے والے پوشیدہ

وَالشَّهَادَةِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

اور ظاہر کے اے صاحب بزرگی اور بخشش کے

فَاِنِّىْ اَعْهَدُ اِلَيْكَ فِىْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ

بس تحقیق میں عہد کرتا ہوں تیری طرف اس زندگانی

الدُّنْيَا وَاُشْهِدُكَ وَ كَفٰى بِكَ

دنیا میں اور گواہ کرتا ہوں تجھ کو اور کافی ہے تو اس

شَهِيْدًا اَنِّىْ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ

پر گواہ ۔ کہ تحقیق میں گواہی دیتا ہوں اسکی کہ نہیں معبود

اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ

مگر تو تنہا ہے تو نہیں کوئی شریک تیرا تیرے ہی لئے

لَكَ الْمُلْكُ وَلَكَ الْحَمْدُ وَاَنْتَ عَلٰى

ہے بادشاہی اور تیرے ہی لئے سب تعریف اور تو ہر چیز

كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ وَّ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا

پر قادر ہے اور میں گواہی دیتا ہوں اسکی کہ تحقیق محمد

عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَاَشْهَدُ اَنَّ

بندے تیرے ہیں اور رسول تیرے اور میں گواہی دیتا ہوں اسکی

وَعْدُكَ حَقٌّ وَلِقَاءُكَ حَقٌّ وَالسَّاعَةَ

کہ وعدہ تیرا حق ہے اور دیکھنا تجھ کو آخرت میں حق ہے اور قیامت

اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّكَ تَبْعَثُ

آنے والی ہے نہیں شک اس میں اور تحقیق تو اٹھائے گا ان کو

مَنْ فِي الْقُبُوْرِ وَأَنَّكَ إِنْ تَكِلْنِي

کہ قبروں میں ہیں اور تحقیق تو اگر سونپے گا مجھ کو

إِلٰى نَفْسِي تَكِلْنِي إِلٰى ضَعْفٍ وَّ

طرف میرے نفس کے، تو سونپے گا مجھ کو طرف ناتوانی اور

عَوْرَةٍ وَّذَنْبٍ وَّخَطِيئَةٍ وَّإِنِّي لَا

ننگ اور قصداً گناہ کے اور چوک کے اور تحقیق میں نہیں

أَثِقُ إِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي

اعتماد کرتا ہوں مگر ساتھ تیری رحمت کے پس بخش مجھ کو میرے گناہ

كُلَّهَا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا

سب تحقیق نہیں بخشتا گناہوں کو کوئی سوا

أَنْتَ وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ

تیرے اور توبہ قبول کر میری تحقیق تو توبہ قبول کرنے والا

الرَّحِيمُ ۝ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَقَالَنَا

مہربان ہے سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جس نے معاف

يَوْمَنَا هٰذَا وَلَمْ يُهْلِكْنَا بِذُنُوبِنَا

کئے گناہ ہمارے اس دن کے اور نہ ہلاک کیا ہم کو بسبب ہمارے گناہوں کے

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي وَهَبَنَا هٰذَا الْيَوْمَ

سب تعریف واسطے اللہ کے لئے ہے جس نے بخشا ہم کو یہ دن

وَأَقَالَنَا فِيهِ عَثَرَاتِنَا وَلَمْ يُعَذِّبْنَا بِالنَّارِ

اور درگزر کیں اس میں ہماری لغزشیں اور نہ عذاب کیا ہم کو ساتھ آگ کے

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ أَحَقُّ مَنْ ذُكِرَ وَأَحَقُّ

اے اللہ تو لائق تر ہے اس سے کہ یاد کیا جائے اور تو لائق تر ہے

مَنْ عُبِدَ وَأَنْصَرُ مَنِ ابْتُغِيَ وَ

اس سے کہ عبادت کیا جائے اور بڑا مدد گار ہے اس سے کہ

اَرْاَفُ مَنْ مَّلَكَ وَاَجْوَدُ مَنْ سُئِلَ وَ

ڈھونڈا جائے اور بڑا مہربان ہے جو مالک ہے اور بڑا سخی ہے اس سے جو مانگا جائے

اَوْسَعُ مَنْ اَعْطٰى اَنْتَ الْمَلِكُ لَا

اور بڑا فراخی والا ہے اس سے جو عطا کرے۔ تو بادشاہ ہے نہیں

شَرِيْكَ لَكَ وَالْفَرْدُ لَا نِدَّ لَكَ كُلُّ

کوئی شریک تیرا اور تو ایک ہے نہیں کوئی ہمسر تیرا۔ ہر

شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَكَ لَنْ تُطَاعَ

چیز ہلاک ہونے والی ہے سوا ذات تیری کے، ہرگز طاعت نہیں کیا جاتا

اِلَّا بِاِذْنِكَ وَلَنْ تُعْصٰى اِلَّا بِعِلْمِكَ

تو مگر ساتھ اپنے حکم کے اور ہرگز نہیں نافرمانی کیا جاتا ہے تو مگر ساتھ اپنے علم کے

تُطَاعُ فَتَشْكُرُ وَتُعْصٰى فَتَغْفِرُ اَقْرَبُ

طاعت کیا جاتا ہے تو جزا دیتا ہے اور نافرمانی کیا جاتا ہے تو معاف کر دیتا

شَهِيْدٍ وَاَدْنٰى حَفِيْظٍ حُلْتَ

ہے۔ قریب تر ہے ہر حاضر کا اور نزدیک تر ہے ہر نگہبان سے، حائل ہوا

دُوْنَ النُّفُوْسِ وَاَخَذْتَ بِالنَّوَاصِيْ

تو قریب جانوں کے اور پکڑے تو نے بال پیشانیوں کے

وَكَتَبْتَ الْاٰثَارَ وَنَسَخْتَ الْاٰجَالَ وَ

اور لکھ دیئے تو نے سب نشان اور لکھیں تو نے عمریں اور

الْقُلُوْبُ لَكَ مُفْضِيَةٌ وَالسِّرُّ عِنْدَكَ

دل تیرے لئے فراخ ہیں اور بھید تیرے نزدیک

عَلَانِيَةٌ اَلْحَلَالُ مَا اَحْلَلْتَ وَالْحَرَامُ

کھلے ہیں، حلال وہی ہے جو تو نے حلال کیا اور حرام وہی ہے

مَا حَرَّمْتَ وَالدِّيْنُ مَا شَرَعْتَ وَالْاَمْرُ

جو تو نے حرام کیا اور دین سچا وہ ہے جو تو نے مقرر کیا اور حکم وہی ہے

مَا قَضَيْتَ وَالْخَلْقُ خَلْقُكَ وَالْعَبْدُ

جو تو کر چکا اور مخلوق پیدائش تیری ہے اور سب بندے

عَبْدُكَ وَاَنْتَ اللّٰهُ الرَّءُوْفُ الرَّحِيْمُ ۝ وجرانی

بندے تیرے ہیں اور تو ہے اللہ بہت مہربان بخشنے والا۔

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ

اے رب میرے بخش گناہ میرے اور قبول کر توبہ میری ۔ تحقیق تو ہی توبہ

التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ ۝ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ

قبول کرنے والا بخشنے والا ہے ۔ راضی ہوا میں اللہ سے از روئے

رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا

رب ہونے کے اور اسلام سے از روئے دین ہونے کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے

وَّبِالْقُرْاٰنِ حَکَمًا وَّاِمَامًا ۝ اَللّٰہُ

از روئے نبی ہونے کے اور قرآن سے از روئے حاکم اور امام ہونے کے ۔ اللہ

اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَعَزُّ مِنْ خَلْقِہٖ جَمِیْعًا

بہت بڑا ہے ۔ اللہ غالب تر ہے اپنی سب مخلوق سے

اَللّٰہُ اَعَزُّ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ اَعُوْذُ

اللہ غالب تر ہے اس چیز سے جس سے میں ڈرتا ہوں اور خوف کھاتا ہوں میں پناہ

بِاللّٰہِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْمُمْسِكُ

مانگتا ہوں اللہ کی کہ نہیں کوئی معبود مگر وہ ۔ تھامنے والا ہے

السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِہٖ

آسمان کو اس سے کہ گر پڑے زمین پر مگر اس کے حکم سے

مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فُلَانٍ وَّجُنُوْدِہٖ وَ

تیرے فلاں بندے کی برائی سے اور اس کے لشکروں کی برائی سے

اَتْبَاعِہٖ وَاَشْیَاعِہٖ مِنَ الْجِنِّ وَ

اور اس کے تابعوں اور گروہوں کی برائی سے جن سے ہوں اور

الْاِنْسِ اَللّٰھُمَّ کُنْ لِّیْ جَارًا مِّنْ

انسان سے ہوں ۔ اے اللہ ہو میرے واسطے پشت پناہ ان کی

شَرِّھِمْ جَلَّ ثَنَآءُكَ وَعَزَّ جَارُكَ

برائی سے بڑی ہے تعریف تیری اور غالب ہے پناہ پکڑنے والا

لے انبیاء ۔ اہل اللہ اور حق گو لوگوں کے کئی مخالف بھی ہوتے ہیں ۔ جو ناحق دشمنی کرتے اور ان کے در پئے آزار رہتے ہیں ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے ہاتھوں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کیطرف سے بڑی تکلیفیں اٹھائیں ۔ اس دعا میں بندے سے مراد ایسا ہی بندہ ہے ۔ جو ناحق دشمنی پر کمر باندھ کر کسی نیک آدمی کو دکھ پہنچائے ۔ اور اپنے لاؤ لشکر سے اسے ڈرائے ۔ خداوندا اپنے نیک بندوں کو ظالموں کے جور و ستم سے محفوظ رکھ !

وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ ۞ طبرانی اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ

تیرا اور نہیں کوئی معبود سوا تیرے — اے اللہ تحقیق ہم پناہ پکڑتا

بِكَ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَا اَحَدٌ مِّنْهُمْ اَوْ

ہوں ساتھ تیرے اس سے کہ زیادتی کرے ہم پر کوئی یا

اَنْ يَّطْغٰى ۞ حصن حصین اَللّٰهُمَّ اِلٰهَ جِبْرَئِيْلَ وَ

یہ کہ ظلم کرے۔ اے اللہ معبود جبرائیل کے اور

مِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ وَ اِلٰهَ اِبْرَاهِيْمَ

میکائیل اور اسرافیل کے اور معبود ابراہیم

وَاِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحٰقَ عَافِنِيْ وَ لَا

اور اسماعیل اور اسحاق کے عافیت دے مجھ کو اور نہ

تُسَلِّطَنَّ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ عَلَيَّ

غالب کر کسی کو اپنی مخلوق میں سے مجھ پر

بِشَيْءٍ لَّا طَاقَةَ لِيْ بِهٖ ۞ حصن حصین بِسْمِ

ساتھ اس چیز کے کہ نہیں طاقت ہے مجھ کو اس کی۔ ہیں اللہ کا

اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِيْ وَمَالِيْ وَ دِيْنِيْ ۞ نزل الابرار

نام لیتا ہوں اپنی جان اور مال اور دین پر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ رَدَّ اِلَيَّ نَفْسِيْ وَ

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے پھیری میری طرف جان میری

لَمْ يُمِتْهَا فِيْ مَنَامِهَا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

اور نہ مارا اس کو اس کی نیند میں سب تعریف اللہ کیلئے ہے

الَّذِيْ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

جس نے تھام رکھا ہے آسمانوں کو اور زمین کو اس

اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَكَهُمَا

سے کہ ٹل جائیں اپنی جگہ سے اور اگر ٹل جائیں، نہیں تھامنے کا ان کو

مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا

کوئی اس کے بعد تحقیق وہ بردبار

غَفُوْرًا ۞ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ يُمْسِكُ

بخشنے والا ہے۔ سب تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے تھام

السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ

رکھا ہے آسمان کو اس سے کہ گر پڑے زمین پر مگر اس کے حکم

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

سے۔ تحقیق اللہ ساتھ لوگوں کے البتہ شفقت کرنے والا مہربان ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَ

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو زندہ کرتا ہے مردوں کو اور

هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۞ حاکم

وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

رَبُّنَا الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ تَقَدَّسَ اِسْمُكَ

پروردگار ہمارا وہ ہے جو آسمان میں پاک ہے نام تیرا

اَمْرُكَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ كَمَا

حکم تیرا جاری ہے آسمان میں اور زمین میں۔ جس طرح رحمت تیری

رَحْمَتُكَ فِي السَّمَآءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ

آسمان میں ہے پس کر اسی طرح رحمت اپنی

فِي الْاَرْضِ وَاغْفِرْ لَنَا حُوْبَنَا وَخَطَايَانَا

زمین میں اور بخش ہمارے لئے گناہ ہمارے جان کر کئے ہوئے

اَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِيْنَ فَاَنْزِلْ شِفَآءً

اور چوک کر کئے ہوئے تو رب ہے پاک لوگوں کا۔ پس اتار اپنی شفا میں

مِّنْ شِفَآئِكَ وَرَحْمَةً مِّنْ رَّحْمَتِكَ

میں سے شفاء اور اپنی رحمتوں میں سے رحمت

عَلٰى هٰذَا الْوَجَعِ ۞ نسائی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَ

اس درد پر پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کی

قُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ ۞ صحیح مسلم

اور اسکی قدرت کی اس چیز کی برائی سے کہ پاتا ہوں میں اور ڈرتا ہوں آئندہ کو۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ

اے اللہ تحقیق ہم مانگتے ہیں تجھ سے وہ اعمال کہ موجب

وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ

ہوں تیری رحمت کے اور لازم کریں تیری بخشش کو اور مانگتے ہیں سلامتی

كُلِّ إِثْمٍ وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالْفَوْزَ

ہر گناہ سے اور غنیمت ہر نیکی سے اور مراد پانی

بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ ○ حاکم اَللّٰهُمَّ

بہشت سے اور نجات آگ سے اے اللہ

لَا تَدَعْ لَنَا ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا

نہ چھوڑ ہمارا کوئی گناہ جس کو تو نہ بخشے اور نہ کوئی ایسا غم

إِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا دَيْنًا إِلَّا قَضَيْتَهُ وَلَا

جس کو تو دور نہ کرے اور نہ کوئی قرض جس کو تو ادا نہ کرے اور نہ

حَاجَةً مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

کوئی حاجت دنیا اور آخرت کی حاجتوں سے

إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ○ طبرانی اَللّٰهُمَّ

جس کو تو روا نہ کرے اے بہت رحم کرنیوالے رحم کرنیوالوں میں ۔ اے اللہ

ضَعْ فِي أَرْضِنَا بَرَكَتَهَا وَزِينَتَهَا

رکھ ہماری زمین میں برکت اس کی اور زینت اس کی

وَسَكَنَهَا ○ طبرانی اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ

اور خاطر جمعی اس کی اے اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے

فُجَاءَةِ الْخَيْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فُجَاءَةِ

اچانک بھلائی سے اور پناہ چاہتا ہوں تیری اچانک آنے والی

الشَّرِّ ○ اذکار اَللّٰهُمَّ هٰذَا إِقْبَالُ لَيْلِكَ وَ

برائی سے اے اللہ یہ تیری رات کے آنے اور

إِدْبَارُ نَهَارِكَ وَأَصْوَاتُ دُعَاتِكَ فَاغْفِرْلِي بیہقی

دن کے جانے کا وقت ہے اور تیرے پکارنے والوں کی آوازیں ہیں میرے گناہ کو معاف فرما

اَللّٰهُمَّ أَصْبَحْتُ أُشْهِدُكَ بِمَا شَهِدْتَ

اے اللہ میں نے صبح کی، میں گواہی دیتا ہوں تیرے لئے ساتھ اس کے

لِنَفْسِكَ وَشَهِدَتْ بِهِ مَلٰئِكَتُكَ

کہ گواہی دی تو نے اپنی ذات کیلئے اور گواہی دی ساتھ اسکے تیرے فرشتوں

وَجَمِيعُ خَلْقِكَ إِنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ لَا

نے اور تیری تمام مخلوق نے، کہ تو ہی اللہ ہے نہیں

إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْقَائِمُ بِالْقِسْطِ لَا إِلٰهَ

کوئی معبود مگر تو ، قائم کرنے والا انصاف کو ، نہیں کوئی

إِلَّا أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ط اُكْتُبْ

معبود مگر تو غالب حکمت والا ، لکھ لے

شَهَادَتِي بَعْدَ شَهَادَةِ مَلٰئِكَتِكَ وَ

گواہی میری اپنے فرشتوں اور اہل علم کی گواہی

أُولِي الْعِلْمِ ط اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَ

کے بعد ، اے اللہ تو سلام ہے اور

مِنْكَ السَّلَامُ وَإِلَيْكَ السَّلَامُ أَسْأَلُكَ

تیری طرف سے سلامتی ہے اور تیری طرف سلامتی ہے مانگتا ہوں

يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ أَنْ تَسْتَجِيبَ

میں تجھ سے اے بزرگی اور عظمت والے یہ کہ قبول کر

لَنَا دَعْوَتَنَا وَأَنْ تُعْطِيَنَا رَغْبَتَنَا وَ

ہماری دعاؤں و اور پورا کر ہماری خواہشوں کو اور

أَنْ تُغْنِيَنَا عَمَّنْ أَغْنَيْتَهُ عَنَّا مِنْ

یہ کہ بے نیاز کر دے ہم کو اس سے کہ بے نیاز کیا ہے تو نے اسکو ہم

خَلْقِكَ ـ اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِي دِينِيَ الَّذِي

سے اپنی مخلوق سے ۔ اے اللہ سنوار دے میرے دین کو کہ وہ

هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِي وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ

بچاؤ ہے میرے کام کا ، اور سنوار دے میری دنیا کو

الَّتِي فِيهَا مَعَاشِي وَأَصْلِحْ لِي آخِرَتِي

جس میں میری زندگانی ہے اور درست کر میرے لئے آخرت

الَّتِي فِيهَا مُنْقَلَبِي ○ (منزل الابرار) اَللّٰهُمَّ آتِنَا

میری کہ جہاں میں نے لوٹ کر جانا ہے اے اللہ دے ہم کو

فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ

دنیا میں بھلائی اور آخرت میں

حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ صحیح مسلم

بھلائی اور بچا ہم کو آگ کے عذاب سے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ (ترمذی)

اے اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے معافی اور سلامتی

رَبِّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ الْعَافِيَةَ وَ

اے رب میرے تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے سلامتی اور

الْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ○ (ابن ماجہ)

معافی دنیا میں اور آخرت میں

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّ

اے اللہ کر میرے دل میں روشنی اور

اجْعَلْ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ

کر میری سماعت میں روشنی اور کر میری

فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ اَمَامِیْ

بینائی میں روشنی اور کر میرے آگے

نُوْرًا وَّاجْعَلْ خَلْفِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ

روشنی اور کر میرے پیچھے روشنی اور کر

مِنْ تَحْتِیْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا ○ (حصن حصین)

میرے نیچے روشنی اور بڑی کر میرے لئے روشنی

سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَ

پاک ہے صاحب غلبے کا اور

الْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ ○ (ابوداؤد)

صاحب بادشاہت کا اور صاحب بڑائی اور بزرگی کا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَتُوْبُ اِلَيْكَ مِنْهَا لَا

اے اللہ تحقیق میں توبہ کرتا ہوں تیری طرف گناہوں سے نہیں

اَرْجِعُ اِلَيْهَا اَبَدًا ○ (حاکم) اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ

لوٹوں گا ان کی طرف کبھی اے اللہ تیری بخشش

اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰی

بہت وسیع ہے میرے گناہوں سے اور تیری رحمت بہت امید

عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ ○ (حاکم) بِسْمِ

کی گئی ہے میرے نزدیک میرے عمل سے ساتھ نام

اللّٰهِ الْكَبِيْرِ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ

اللہ بڑے کے ۔ پناہ مانگتا ہوں میں اللہ عظیم کی

مِنْ شَرِّ عِرْقٍ نَّعَّارٍ وَّمِنْ شَرِّ

جوش مارنے والی رگ کی برائی سے اور آگ کی گرمی

حَرِّ النَّارِ ○ (حاکم) أَعُوْذُ بِكَلِمٰتِ

کی برائی سے ۔ پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کے

اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ

پورے کلموں کی ہر

وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ

شیطان سے اور زہریلے جانور سے اور ہر نظر لگانے والی

لَامَّةٍ ○ (صحیح بخاری) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ

آنکھ سے ۔ کافی ہے ہم کو اللہ اور اچھا ہے

الْوَكِيْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ○ (ترمذی)

کارساز ۔ اللہ پر بھروسہ کیا ہم نے ۔

سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ رَبِّ

پاک ہے بادشاہ (شرک سے) نہایت پاک ، رب

الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ جَلَّلْتَ

فرشتوں کا اور روح کا ، روشن ہیں

السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ بِالْعِزَّةِ

آسمان اور زمین اس کی عزت

وَالْجَبَرُوْتِ (ابن سنی) أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ

اور جبروت سے ۔ پناہ مانگتا ہوں میں اللہ سننے والے

الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ط

جاننے والے کی شیطان مردود سے

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ

پناہ مانگتا ہوں میں اللہ سننے والے جاننے والے کی

مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ، أَعُوْذُ

شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہوں

بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ

میں اللہ سننے والے جاننے والے کی شیطان

الرَّجِيمِ ط هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا

مردود سے وہ اللہ ہے جس کے سوا

إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ج عَالِمُ الْغَيْبِ وَ

کوئی عبادت کے لائق نہیں جاننے والا پوشیدہ اور

الشَّهَادَةِ ط هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ ط

کھلی چیزوں کا وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ج

وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

اَلْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ

بادشاہ ہے، پاک ذات سلامتی بخشنے والا

ؔ یہ قرآن مجید سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں ہیں۔

الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ

امن دینے والا نگہبان غالب

الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ط سُبْحَانَ

دباؤ والا عظمت والا ہے پاک ہے

اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ هُوَ اللّٰهُ

اللہ اس چیز سے جو شریک بناتے ہیں وہ اللہ ہے

الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ

پیدا کرنے والا بنانے والا صورت بخشنے والا اس کے

الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى ط يُسَبِّحُ لَهُ مَا

اچھے اچھے نام ہیں اسی کی پاکی بیان کرتی ہے

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ج وَهُوَ

ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (ترمذی)

غالب حکمت والا ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ

اے اللہ رحمت بھیج اوپر محمدؐ کے اور اوپر آل

مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ

محمدؐ کے جیسے رحمت بھیجی تو نے اوپر ابراہیمؑ کے

وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

اور اوپر آل ابراہیمؑ کے تحقیق تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی

اے اللہ برکت بھیج اوپر محمدؐ کے اور اوپر

اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی

آل محمدؐ کے جیسے برکت بھیجی تو نے اوپر

اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ

ابراہیمؑ کے اور اوپر آل ابراہیمؑ کے تحقیق تو

حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ بخاری شریف

تعریف کیا گیا بزرگ ہے

منزل چھٹی

پنجشنبہ

اسی دریا سے اٹھتی ہے وہ موجِ تند جولاں بھی
نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہ و بالا

منزل چھٹی ——— پنجشنبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ
اے اللہ تو سلام ہے اور تیری ہی طرف سے (ہماری) سلامتی

تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ○ (صحیح مسلم)
ہے تو بابرکت ہے اے صاحب بزرگی اور بخشش کے ۔

يَا بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا
اے پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے ، اے

ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا صَرِيْخَ
صاحب بزرگی اور بخشش کے اے پہنچنے والوں کی

الْمُسْتَصْرِخِيْنَ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ
فریاد کو پہنچنے والے اے فریاد کرنے والوں کے فریادرس

يَا كَاشِفَ السُّوْٓءِ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا

اے دور کرنے والے تکلیف کے اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے، اے

مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ يَآ اِلٰهَ

قبول کرنے والے دعا لاچاروں کی۔ اے سب جہانوں

الْعَالَمِيْنَ بِكَ اُنْزِلُ حَاجَتِيْ وَاَنْتَ

کے معبود میں تیرے حضور اپنی حاجت لایا ہوں اور تو

اَعْلَمُ بِهَا فَاقْضِهَا ○ ترغیب اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ

خوب جانتا ہے پس پوری کر دے حاجت اے اللہ پیدا کرنے والے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَ

آسمانوں اور زمین کے جاننے والے پوشیدہ اور

الشَّهَادَةِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَّمَلِيْكَهٗ

ظاہر کے پالنے والے ہر چیز کے اور مالک اس کے

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَعُوْذُ بِكَ

گواہی دیتا ہوں میں کہ کوئی معبود نہیں سوا تیرے پناہ مانگتا ہوں

مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَ

ساتھ تیرے اپنے شر سے اور شیطان کی برائی سے اور اسکے

شِرْكِهٖ وَاَنْ اَقْتَرِفَ عَلٰى نَفْسِيْ سُوْٓءًا

شرک (میں ڈالنے) سے اور اس سے کہ اپنی جان پر برائی کماؤں

اَوْ اَجُرَّهٗ اِلٰى مُسْلِمٍ ○ (ترمذی) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

یا کھینچوں برائی کو طرف کسی مسلمان کے سب تعریف اللہ کے لئے ہے

الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَ

جس نے کھلایا ہمیں اور پلایا ہمیں اور کافی ہوا اور

اٰوَانَا فَكَمْ مِّمَّنْ لَّا كَافِيَ لَهٗ وَلَا

جگہ دی ہم کو پس کتنے ایسے لوگ ہیں جن کو کوئی کفایت کرنیوالا نہیں اور

مُؤْوِيَ ○ (ترمذی) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَا

نہ کوئی جگہ دینے والا۔ سب تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے زندہ کیا میری جان کو

نَفْسِيْ بَعْدَ مَآ اَمَاتَهَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ○ ترمذی

(توجیہ) اسکے مارنے کے (یعنی نیند سے بیدار کیا) اور اسی کی طرف ہے جی اٹھنا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ فِیْ جَسَدِیْ

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے عافیت دی میرے بدن میں

وَرَدَّ عَلَیَّ رُوْحِیْ وَاَذِنَ لِیْ

اور لوٹائی مجھ پر جان میری (بعد نیند کے) اور اجازت دی مجھے

بِذِکْرِهٖ ○ (ترمذی) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ

اپنی یاد کی سب تعریف اللہ کے لئے ہے جسنے

خَلَقَ النَّوْمَ وَالْیَقْظَةَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ

پیدا کیا نیند اور بیداری کو۔ سب تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے

بَعَثَنِیْ سَالِمًا سَوِیًّا اَشْهَدُ اَنَّ

اٹھایا مجھ کو نیند سے، صحیح سالم میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ

اللّٰهَ یُحْیِ الْمَوْتٰی وَهُوَ عَلٰی

مردوں کو زندہ کریگا اور وہ ہر چیز پر

کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ (اذکار نووی) اَللّٰهُمَّ

قادر ہے اے اللہ

اجْعَلْنِیْ اُعْظِمُ شُکْرَكَ وَاُکْثِرُ

کر مجھ کو کہ بہت کروں شکر تیرا اور کثرت سے کروں

ذِکْرَكَ وَاَتَّبِعُ نُصْحَكَ وَاَحْفَظُ

ذکر تیرا، اور پیروی کروں تیری نصیحت کی اور یاد رکھوں

وَصِیَّتَكَ ○ (ترمذی) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ

تیری وصیت کو اے اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ

رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِكَ تَهْدِیْ بِهَا قَلْبِیْ

سے رحمت، تیری جناب سے کہ ہدایت کرے تو اس سے میرے دل

وَتَجْمَعُ بِهَا اَمْرِیْ وَتَلُمُّ بِهَا شَعْثِیْ

کو اور جمع کرے تو اس سے میرے کام کو اور اکٹھا کرے تو اس سے میری پریشانی

وَتُصْلِحُ بِهَا غَائِبِیْ وَتَرْفَعُ بِهَا

کو اور صلاحیت کرے تو اس سے میرے پیچھے اور بلند کرے تو اس سے

شَاهِدِیْ وَتُزَکِّیْ بِهَا عَمَلِیْ وَتُلْهِمُنِیْ

میرے حاضر کو اور پاک کرے تو اس سے میرے عمل کو اور سوجھا دے تو

بِهَا رُشْدِيْ وَتَرُدُّ بِهَا اُلْفَتِيْ وَ

اس سے میری ہدایت اور پھیرے تو اس سے میری الفت اور

تَعْصِمُنِيْ بِهَا مِنْ كُلِّ سُوْءٍ، اَللّٰهُمَّ

بچائے تو مجھ کو اس سے ہر برائی سے ۔ اے اللہ

اَعْطِنِيْ اِيْمَانًا وَّيَقِيْنًا لَيْسَ بَعْدَهٗ

عطا کر مجھ کو ایسا ایمان اور یقین کہ بعد اس کے

كُفْرٌ وَّرَحْمَةً اَنَالُ بِهَا شَرَفَ كَرَامَتِكَ

کفر نہ ہو اور عطا کر رحمت کہ حاصل کروں میں اس سے بزرگی تیری

فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ

بخشش کی دنیا اور آخرت میں ۔ اے اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں

الْفَوْزَ فِي الْقَضَآءِ وَنُزُلَ الشُّهَدَآءِ وَ

تجھ سے مراد پانا حکم میں اور مہمانی شہیدوں کی اور

عَيْشَ السُّعَدَآءِ وَمُرَافَقَةَ الْاَنْبِيَآءِ

زندگانی نیکوں کی اور رفاقت پیغمبروں کی

وَالنَّصْرَ عَلَى الْاَعْدَآءِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ

اور مددگاری دشمنوں پر ۔ اے اللہ تحقیق میں

اُنْزِلُ بِكَ حَاجَتِيْ وَاِنْ قَصُرَ رَأْيِيْ

پیش کرتا ہوں تیرے آگے حاجت اپنی اگرچہ ناقص ہے عقل میری

وَضَعُفَ عَمَلِيْ افْتَقَرْتُ اِلٰى رَحْمَتِكَ

اور کمزور ہے عمل میرا تو بھی محتاج ہوں میں تیری رحمت کا

فَاَسْئَلُكَ يَا قَاضِيَ الْاُمُوْرِ وَيَا

پس مانگتا ہوں میں تجھ سے اے پورا کرنیوالے مرادوں کے اور اے

شَافِيَ الصُّدُوْرِ كَمَا تُجِيْرُ بَيْنَ

شفا دینے والے سینوں کے ۔ جیسے نجات دیتا ہے تو

الْبُحُوْرِ اَنْ تُجِيْرَنِيْ مِنْ عَذَابِ

دریاؤں میں نجات دے مجھے بھی دوزخ کے عذاب سے اور ہلاکت

کے تپ مرت کو دوزخی عذاب سے تنگ آکر جہنم میں دعا مانگیں گے کہ کاش ہمیں موت آ جاتی یہ ہے ہلاکت کی دعا ۔ اس ہلاکت کی دعا سے نجات چاہی ہے ۔ یعنے نہ دوزخ میں جائیں اور نہ ہلاکت کی دعا مانگیں ۔

السَّعِيْرِ وَمِنْ دَعْوَةِ الثُّبُوْرِ وَمِنْ

کرنے والی دعا سے ، اور

فِتْنَةِ الْقُبُوْرِ اَللّٰهُمَّ مَا قَصُرَ عَنْهُ

قبروں کے فتنے سے ۔ اے اللہ وہ بات جس سے قاصر رہی

رَأْيِيْ وَلَمْ تَبْلُغْهُ نِيَّتِيْ وَمَسْئَلَتِيْ

عقل میری اور نہ پہنچی اس کو نیت میری اور جس نیکی کو میرا سوال

مِنْ خَيْرٍ وَّعَدْتَّهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ

نہ پہنچا ، جس کا تو نے اپنی خلقت میں کسی سے وعدہ کیا ہے

اَوْ خَيْرٍ اَنْتَ مُعْطِيْهِ اَحَدًا مِّنْ

یا وہ نیکی کہ تو اسے دینے والا ہے کسی کو اپنے

عِبَادِكَ فَاِنِّيْ اَرْغَبُ اِلَيْكَ فِيْهِ وَ

بندوں میں سے پس میں تیری طرف اس (نیکی) کی رغبت کرنے والا ہوں۔

اَسْئَلُكَ بِرَحْمَتِكَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ،

اور مانگتا ہوں تجھ سے وہ نیکی ساتھ تیری رحمت کے اے رب تمام جہانوں کے

اَللّٰهُمَّ ذَا الْحَبْلِ الشَّدِيْدِ وَالْاَمْرِ الرَّشِيْدِ

اے اللہ صاحب رسی مضبوط کے اور صاحب کاموں شائستہ کے

اَسْئَلُكَ الْاَمْنَ يَوْمَ الْوَعِيْدِ وَالْجَنَّةَ

میں مانگتا ہوں تجھ سے امن دن عذاب کے ، اور بہشت

يَوْمَ الْخُلُوْدِ مَعَ الْمُقَرَّبِيْنَ الشُّهُوْدِ

ہمیشہ رہنے کے دن ، ہمراہ مقربوں ، حضوری والوں

الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ الْمُوْفِيْنَ بِالْعُهُوْدِ

جھکنے والوں ، سجدہ کرنے والوں کے جو پورا کرنے والے ہیں عہدوں

اِنَّكَ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ تَفْعَلُ مَا تُرِيْدُ ،

کو ، بیشک تو مہربان ہے دوست دار کرتا ہے جو چاہتا ہے ۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا هَادِيْنَ مُهْتَدِيْنَ

اے اللہ کر ہم کو راہ دکھانے والے ، راہ پانے والے

غَيْرَ ضَالِّيْنَ وَلَا مُضِلِّيْنَ سِلْمًا

نہ بہکنے والے ، اور نہ گمراہ کرنے والے ، صلح

لِّاَوْلِيَائِكَ وَ حَرْبًا لِّاَعْدَآئِكَ

کرنے والے تیرے دوستوں سے اور لڑنے والے تیرے دشمنوں

نُحِبُّ بِحُبِّكَ مَنْ اَحَبَّكَ وَنُعَادِيْ

سے، دوست رکھتے ہیں ہم تیری محبت کے سبب اسکو جو دوست رکھتا

بِعَدَاوَتِكَ مَنْ خَالَفَكَ ۔ اَللّٰهُمَّ

ہے تجھ کو اور دشمنی کرتے ہیں ہم تیری عداوت کے سبب اس سے جو تیری مخالفت کرتا ہے

هٰذَا الدُّعَآءُ وَعَلَيْكَ الْاِجَابَةُ

اے اللہ یہ میری دعا ہے اور تیرے ذمہ قبول کرنا ہے

وَهٰذَا الْجُهْدُ وَعَلَيْكَ التُّكْلَانُ ۔

اور یہ میری کوشش ہے اور تجھ پر بھروسہ ہے

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّيْ نُوْرًا فِيْ قَلْبِيْ وَ

اے اللہ کردے میرے لئے نور میرے دل میں اور

نُوْرًا فِيْ قَبْرِيْ وَنُوْرًا مِّنْ بَيْنِ

نور میری قبر میں اور نور میرے آگے

يَدَيَّ وَنُوْرًا مِّنْ خَلْفِيْ وَنُوْرًا عَنْ

سے اور نور میرے پیچھے سے اور نور میرے

يَمِيْنِيْ وَنُوْرًا عَنْ شِمَالِيْ وَنُوْرًا مِّنْ

داہنے سے اور نور میرے بائیں سے اور نور میرے

فَوْقِيْ وَنُوْرًا مِّنْ تَحْتِيْ وَنُوْرًا فِيْ

اوپر سے اور نور میرے نیچے سے اور نور میرے

سَمْعِيْ وَنُوْرًا فِيْ بَصَرِيْ وَنُوْرًا فِيْ

کانوں میں اور نور میری آنکھوں میں اور نور میرے

شَعْرِيْ وَنُوْرًا فِيْ بَشَرِيْ وَنُوْرًا

بالوں میں اور نور میرے چہرے میں اور نور

فِيْ لَحْمِيْ وَنُوْرًا فِيْ دَمِيْ وَنُوْرًا فِيْ

میرے گوشت میں اور نور میرے خون میں اور نور میری

عِظَامِيْ اَللّٰهُمَّ اَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا وَّ

ہڈیوں میں۔ اے اللہ بڑا کر میرے لئے نور کو اور

أَعْطِنِي نُورًا وَّاجْعَلْ لِّي نُورًا سُبْحَانَ

دے مجھ کو نور اور کردے میرے لئے نور، پاک ہے

الَّذِي تَعَطَّفَ بِالْعِزِّ وَقَالَ بِهٖ سُبْحَانَ

وہ ذات جس نے چادر بنائی عزت کی، اور قائل ہوا اسکا، پاک ہے

الَّذِي لَبِسَ الْمَجْدَ وَتَكَرَّمَ بِهٖ

وہ ذات جس نے پہنا ہے شرافت کو اور بزرگ ہوا ہے ساتھ اسکے

سُبْحَانَ الَّذِي لَا يَنْبَغِي التَّسْبِيحُ

پاک ہے وہ ذات کہ نہیں لائق پاکی بولنا

إِلَّا لَهٗ سُبْحَانَ مَنْ أَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ

مگر اسی کی، پاک ہے وہ ذات جس نے گھیر لیا ہے ہر چیز کو

بِعِلْمِهٖ سُبْحَانَ ذِي الْفَضْلِ وَالطَّوْلِ

اپنے علم میں، پاک ہے صاحب فضل اور بخشش کا

سُبْحَانَ ذِي الْفَضْلِ وَالنِّعَمِ

پاک ہے صاحب فضل اور نعمتوں کا

سُبْحَانَ ذِي الْمَجْدِ وَالْكَرَمِ سُبْحَانَ

پاک ہے صاحب عزت اور بخشش کا، پاک ہے

ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ○ (ترمذی) سَمِعَ

صاحب بزرگی اور اکرام کا سن لی

سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَحُسْنِ بَلَائِهٖ

سننے والے نے میری اللہ کی تعریف کرنی اور اعتراف کرنا اس کی خوبیٔ

عَلَيْنَا رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَأَفْضِلْ عَلَيْنَا

نعمت کا جو ہم پر ہے اے رب ہمارے مددگار ہو ہمارا اور فضل کر ہم پر

عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ ○ (صحیح مسلم) لَبَّيْكَ

میں دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ حاضر ہوں میں

اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ

اے اللہ حاضر ہوں میں، حاضر ہوں میں، نہیں کوئی شریک تیرا

لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَ

حاضر ہوں میں بیشک سب تعریف اور نعمت تیرے ہی لئے ہے اور

الْمُلْكُ لَا شَرِيكَ لَكَ، لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ

بادشاہت ، نہیں کوئی شریک تیرا ، حاضر ہوں میں اے اللہ

وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ

حاضر ہوں میں اور فرمانبردار ہوں میں تیرا اور بھلائی تیرے ہاتھوں میں

لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ ○ (صحیح مسلم)

ہے ، حاضر ہوں میں اور رغبت تیری طرف ہے اور عمل تیری طرف چڑھتے ہیں

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ

اے اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے رضامندی تیری اور جنت

وَأَسْأَلُكَ الْعَفْوَ بِرَحْمَتِكَ مِنَ النَّارِ ○ (مشکوٰۃ)

اور مانگتا ہوں تجھ سے معافی ساتھ رحمت تیری کے آگ سے

اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ صَرِّفْ

اے اللہ دلوں کے پھیرنے والے پھیر

قُلُوبَنَا عَلَى طَاعَتِكَ ○ (حصن حصین) اَلْحَمْدُ

دل ہمارے اپنی طاعت پر سب تعریف

لِلّٰهِ الَّذِي يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ مَنَّ

اللہ کے لئے ہے جو کھلاتا ہے اور نہیں کھلایا جاتا ، احسان کیا

عَلَيْنَا فَهَدَانَا وَأَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَ

اس نے ہم پر ، پس راہ دکھائی ہم کو اور کھلایا ہم کو اور پلایا ہم کو

كُلَّ بَلَاءٍ حَسَنٍ أَبْلَانَا ۔ اَلْحَمْدُ

اور ہر نعمت خوب انعام کی ہم کو ۔ سب تعریف

لِلّٰهِ غَيْرَ مُوَدَّعٍ وَلَا مُكَافًا وَلَا

اللہ کے لئے ہے درحالیکہ وہ نعمت نہیں ترک کی گئی ہے اور نہ

مَكْفُورٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ ۔ اَلْحَمْدُ

بدلہ دی گئی ہے اور نہ ناشکری کی گئی ہے اور نہ بے پروائی کی گئی ہے

لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَ مِنَ الطَّعَامِ وَ

اس سے ، سب تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے ہم کو کھانے کی چیز کھلائی

سَقَى مِنَ الشَّرَابِ وَكَسَى مِنَ

اور پینے کی چیز پلائی اور پوشاک پہنائی

الْعُرْیِ وَهُدًی مِنَ الضَّلَالَةِ وَبَصَّرَ

برہنگی سے اور راہ بتائی گمراہی سے اور بینا کیا

مِنَ الْعَمٰی وَفَضَّلَ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ

اندھے پن سے اور بزرگی دی اوپر بہتوں کے اپنی

خَلَقَ تَفْضِیْلًا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

مخلوق سے بزرگی دینی، سب تعریف اللہ کیلئے ہے جو رب ہے

الْعَالَمِیْنَ (نسائی) ○ اَللّٰهُمَّ اَشْبَعْتَ وَ

سب جہانوں کا اے اللہ سیر کیا تو نے اور

اَرْوَیْتَ فَهَنِّئْنَا وَرَزَقْتَنَا فَاَكْثَرْتَ

سیراب کیا تو نے پس گوارا کر ہمارے کھانے پینے کو اور رزق دیا تو نے

وَاَطَبْتَ فَزِدْنَا (حصن حصین) ○ اَللّٰهُمَّ لَكَ

پس بہت دیا تو نے اور اچھا کیا حال ہمارا پس زیادہ دے ہمکو نعمتیں اے اللہ

اَلْحَمْدُ اَنْتَ كَسَوْتَنِیْهِ

سب تعریف تیرے ہی لئے ہے تو نے پہنایا مجھ کو لباس

اَسْئَلُكَ خَیْرَهٗ وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ

مانگتا ہوں تجھ سے بھلائی اس کی اور بھلائی اس چیز کی کہ جس کیلئے بنایا گیا

وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا

ہے اس کے لئے اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے اس کی برائی سے اور

صُنِعَ لَهٗ (ترمذی) ○ اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا

اس چیز کی برائی سے کہ بنایا گیا ہے اسکے لئے۔ اے اللہ نہ مار ہم کو

بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ

اپنے غضب سے اور نہ ہلاک کر ہم کو اپنے عذاب سے،

وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ (نسائی) ○ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ

اور عافیت دے ہم کو اس سے پہلے۔ اے اللہ تحقیق میں

لے لباس کی بھلائی یہ ہے کہ خیریت سے بدن پر رہے اور اسکے ذریعہ کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ ۲؎ لباس اس غرض کے لئے بنایا گیا ہے کہ اس سے ستر ڈھانپا جائے اور گرمی سردی سے بچیں، پس اسی غرض کیلئے لباس پہننا چاہیئے نہ کہ فخر، تکبر اور غرور کے لئے کہ یہ گناہ ہے۔ اور ہاں لباس حسب حیثیت پہن سکتے ہیں کہ اس سے اللہ کے شکر کا اظہار ہوتا ہے۔ ۳؎ لباس کی برائی یہ ہے کہ اس سے تکلیف یا ضرر پہنچے مثلاً اسے آگ لگ جائے اور جسم جل جائے۔ ۴؎ لباس کو فخر غرور اور دوسروں پر برتری ظاہر کرنے کیلئے بنانا برا ہے اس سے پناہ مانگی گئی ہے۔

اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الطَّاهِرِ الطَّيِّبِ

مانگتا ہوں تجھ سے ساتھ نام تیرے کے جو پاک ہے، طیب ہے

الْمُبَارَكِ الْاَحَبِّ اِلَيْكَ الَّذِیْ اِذَا

برکت والا ہے، بہت پیارا ہے تجھے وہ نام کہ جب اسکے ساتھ

دُعِيْتَ بِهٖ اَجَبْتَ وَاِذَا سُئِلْتَ

دعا کیجاتی ہے تو قبول کرتا ہے۔ اور جب اس کے ساتھ سوال کیا

بِهٖ اَعْطَيْتَ وَاِذَا اسْتُرْحِمْتَ بِهٖ

جاتا ہے تو دیتا ہے اور جب اس کے ساتھ رحمت مانگی جاتی ہے

رَحِمْتَ وَاِذَا اسْتُفْرِجْتَ بِهٖ

تو رحم کرتا ہے اور جب اس کے ساتھ مشکل کشائی کیلئے عرض کیجاتی ہے

فَرَّجْتَ ○ (ترغیب) اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ

تو مشکل کشائی کرتا ہے۔ اے اللہ تحقیق تو جانتا ہے

سِرِّیْ وَعَلَانِيَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ

میرے چھپے کو اور میرے ظاہر کو پس قبول کر میرے عذر کو

وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ وَتَعْلَمُ

اور جانتا ہے تو میری حاجت کو پس پورا کر سوال میرا اور جانتا

مَا فِیْ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ ○ (طبرانی)

ہے تو جو میرے دل میں ہے پس بخش دے میرے گناہوں کو

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذَا

اے اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے بھلائی اس

الشَّهْرِ وَخَيْرِ الْقَدْرِ وَاَعُوْذُبِكَ

مہینے کی اور بھلائی تقدیر کی اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے

مِنْ شَرِّهٖ ○ (طبرانی) اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا خَيْرَهٗ

اس مہینے کی برائی سے اے اللہ نصیب کر ہم کو اس مہینے کی بھلائی

وَنَصْرَهٗ وَبَرَكَتَهٗ وَفَتْحَهٗ وَنُوْرَهٗ

اور مدد[1] اس کی اور برکت اس کی اور فتح اس کی اور نور[2] اس کا

[1] یعنی جو رزق وغیرہ اس ماہ میں مقدر ہے اسکی کشائش اور خیر و خوبی مانگتے ہیں۔
[2] یعنی اس مہینے میں تیری طرف سے جو برکتیں، نصرتیں، فتحیں اور دستگیریاں اترنی ہیں وہ مانگتے ہیں [3] نور ماہ سے مراد وہ ہدایت ہے جو اللہ کی طرف سے نازل ہو۔

وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا بَعْدَهٗ ○ (ابن السنی)

اور پناہ مانگتے ہیں تجھ سے اس مہینے کی برائی سے اور جو برائی اسکے بعد ہو

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْتَجِیْرُكَ مِنَ النَّارِ ○ (نسائی)

اے اللہ تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں تیری آگ سے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ ○ (حاکم)

اے اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے جنت

اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِیَ

اے اللہ اتارنے والے کتاب کے اور چلانے والے

السَّحَابِ سَرِیْعَ الْحِسَابِ وَهَازِمَ

بادل کے جلد لینے والے حساب کے اور شکست دینے

الْاَحْزَابِ۔ اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ

والے لشکروں کفار کے۔ اے اللہ کافروں کو شکست اور انکو ہلا دے

وَانْصُرْنَا عَلَیْهِمْ ○ (بخاری و مسلم) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ

اور ہمیں ان پر مدد دے اے اللہ کر مجھ کو

مِنَ الَّذِیْنَ اِذَآ اَحْسَنُوا اسْتَبْشَرُوْا

ان میں سے جو نیکی کریں تو خوش ہوں

وَاِذَآ اَسَآءُوا اسْتَغْفَرُوْا ○ (حزب الاعظم) اَللّٰهُمَّ

اور جب برائی ہو تو معافی چاہیں اے اللہ

لَا تُهْلِكْنَا فُجَآءَةً وَّلَا تَاْخُذْنَا بَغْتَةً

نہ ہلاک کر ہم کو اچانک اور نہ پکڑ ہم کو ناگہاں

وَّلَا تُغْفِلْنَا عَنْ حَقٍّ وَّلَا وَصِیَّةٍ ط

اور نہ غافل کر ہم کو کسی کے حق سے اور نہ وصیت سے

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْعَفَافَ وَالْغِنٰی

اے اللہ تحقیق ہم مانگتے ہیں تجھ سے پاکدامنی اور بے پرواہی

وَالْبَقَآءَ وَالْهُدٰی وَحُسْنَ عَاقِبَةِ

اور بقا اور ہدایت اور دین اور دنیا

الْاٰخِرَةِ وَالدُّنْیَا وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ

کا اچھا انجام اور پناہ مانگتے ہیں تجھ سے

الشَّكِّ وَالشِّقَاقِ وَالرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ

شک سے اور مخالفت سے اور دکھاوے اور سناوے

فِيْ دِيْنِكَ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ لَا تُزِغْ

سے تیرے دین (کے کاموں) میں۔ اے دلوں کے پھیرنے والے نہ ٹیڑھا کر

قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا

ہمارے دلوں کو، پیچھے اس کے کہ ہدایت دی تو نے ہم کو اور بخش ہم کو

مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ

اپنے پاس سے رحمت، بے شک تو بڑا

الْوَهَّابُ ○ اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا

بخشنے والا ہے۔ اے اللہ نہیں ہے آرام کی زندگی مگر

عَيْشُ الْاٰخِرَةِ ط اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ

زندگی آخرت کی۔ اے اللہ زندہ رکھ مجھ کو

مِسْكِيْنًا وَّتَوَفَّنِيْ مِسْكِيْنًا وَاحْشُرْنِيْ

مسکین کر کے اور مار مجھ کو مسکینی میں اور اٹھا مجھ

فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ ط اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ

کو مسکینوں کی جماعت میں۔ اے اللہ! تیری طرف

اَشْكُوْ ضُعْفَ قُوَّتِيْ وَقِلَّةَ حِيْلَتِيْ وَ

شکوہ کرتا ہوں میں اپنی ناتوانی قوت کا اور اپنے حیلے کی کمی کا۔ اور

هَوَانِيْ عَلَى النَّاسِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

اپنی خواری کا لوگوں پر۔ اے سب رحم کرنیوالوں سے بڑے رحم کرنے

اِلٰى مَنْ تَكِلُنِيْ اِلٰى عَدُوٍّ يَّتَجَهَّمُنِيْ

والے، کس کی طرف سونپے گا مجھ کو دشمن کیطرف تو وہ بیزار ہوگا مجھ سے

اَمْ اِلٰى قَرِيْبٍ مَلَّكْتَهٗ اَمْرِيْ اِنْ

یا سونپے گا قریب کیطرف تو اسکو مالک کر دیگا میرے کام کا (مولا)

لَّمْ تَكُنْ سَاخِطًا عَلَيَّ فَلَا اُبَالِيْ غَيْرَ

اگر نہ ہوا تو غصے مجھ پر تو مجھے کچھ پروا نہیں سوا

اَنَّ عَافِيَتَكَ اَوْسَعُ لِيْ اَعُوْذُ

اسکے کہ بخشش تیری بہت وسیع ہے میرے لئے پناہ مانگتا ہوں

بِنُوْرِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ الَّذِيْٓ اَضَآءَتْ

میں تیرے بزرگ چہرے کے نور کے ساتھ وہ کہ روشن ہو گئے جس

لَهُ السَّمٰوٰتُ وَ اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمٰتُ

کے لئے آسمان اور روشن ہو گئیں جس کے لئے تاریکیاں

وَصَلَحَ عَلَيْهِ اَمْرُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

اور سنور گیا جس کے سبب کام دنیا اور آخرت کا

اَنْ تُحِلَّ عَلَيَّ غَضَبَكَ وَ تُنْزِلَ

اس سے کہ اتارے تو مجھ پر غصہ اپنا اور ڈالے تو

عَلَيَّ سَخَطَكَ وَلَكَ الْعُتْبٰى حَتّٰى

مجھ پر خفگی اپنی اور تجھی کو زیبا ہے خفا ہونا یہاں تک

تَرْضٰى وَلَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا

کہ تو راضی ہو اور نہیں ہے پھرنا گناہ سے اور نہ طاقت نیکی پر مگر

بِكَ ○ (حزب الاعظم) اَللّٰهُمَّ اَنْتَ خَلَقْتَ

ساتھ توفیق تیری کے ۔ اے اللہ! تو نے پیدا کی

نَفْسِيْ وَ اَنْتَ تَوَفَّاهَا لَكَ مَمَاتُهَا

جان میری اور تو مارے گا اس کو، تیرے ہی لئے ہے موت اس کی

وَمَحْيَاهَا اِنْ اَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا وَ

اور زندگی اس کی ، اگر زندہ رکھے تو اس کو پس حفاظت کر اسکی (گناہوں

اِنْ اَمَتَّهَا فَاغْفِرْ لَهَا ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ

سے) اور اگر مارے تو اسکو پس بخش اس کو اے اللہ تحقیق میں

اَسْئَلُكَ الْعَافِيَةَ ○ (صحیح مسلم) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ

مانگتا ہوں تجھ سے سلامتی اے اللہ تحقیق میں

ضَعِيْفٌ فَقَوِّنِيْ وَاِنِّيْ ذَلِيْلٌ

کمزور ہوں پس طاقت دے مجھ کو اور تحقیق میں ذلیل ہوں

فَاَعِزَّنِيْ وَاِنِّيْ فَقِيْرٌ فَارْزُقْنِيْ ○ (حصن حصین)

پس عزت دے مجھ کو اور تحقیق میں محتاج ہوں پس رزق دے مجھ کو

اَللّٰهُمَّ لَا تُخْزِنِيْ فَاِنَّكَ بِيْ عَالِمٌ

اے اللہ نہ رسوا کر مجھ کو پس تحقیق تو مجھے جانتا ہے

وَلَا تُعَذِّبْنِیْ فَاِنَّكَ عَلٰی قَادِرٌ ط

اور نہ عذاب کر مجھ کو پس تحقیق تو مجھ پر قادر ہے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ وَسَاوِسَ قَلْبِیْ

اے اللہ کر دے میرے دل کے وسوسوں کو

خَشْیَتَكَ وَ ذِكْرَكَ وَاجْعَلْ ھِمَّتِیْ

اپنا ڈر اور اپنا ذکر اور کر دے میری ہمت

وَھَوَایَ فِیْمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی ○ (حزب الاعظم)

اور میری خواہش کو اس میں کو پسند کرے تو اور راضی رہے

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَ اَنْتَ

اے اللہ تو نے مجھے پیدا کیا ہے اور تو نے

تَھْدِیْنِیْ وَ اَنْتَ تُطْعِمُنِیْ وَ اَنْتَ

مجھے ہدایت دی ہے اور تو ہی مجھے کھلاتا ہے اور تو ہی

تَسْقِیْنِیْ وَ اَنْتَ تُمِیْتُنِیْ وَ اَنْتَ

مجھے پلاتا ہے اور تو ہی مجھے مارے گا اور تو ہی

تُحْیِیْنِیْ ○ ترغیب اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ

مجھے جلائے گا اے اللہ کر محبت اپنی سب

اَحَبَّ الْاَشْیَآءِ اِلَیَّ وَاجْعَلْ خَشْیَتَكَ

چیزوں سے زیادہ پیاری طرف میری اور کر ڈر اپنا سب

اَخْوَفَ الْاَشْیَآءِ عِنْدِیْ وَاقْطَعْ

چیزوں کے ڈر سے زیادہ نزدیک میرے اور قطع کر

عَنِّیْ حَاجَاتِ الدُّنْیَا بِالشَّوْقِ

مجھ سے حاجتیں دنیا کی اپنی ملاقات کے شوق میں

اِلٰی لِقَآئِكَ وَاِذَا اَقْرَرْتَ اَعْیُنَ

اور جب ٹھنڈی کرے تو آنکھیں

اَھْلِ الدُّنْیَا مِنْ دُنْیَاھُمْ فَاَقْرِرْ

دنیا داروں کی ان کی دنیا سے پس ٹھنڈی کر

عَیْنِیْ مِنْ عِبَادِكَ ط اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ

آنکھ میری اپنی عبادت سے اے اللہ نصیب کر مجھے

عَيۡنَيۡنِ هَطَّالَتَيۡنِ تَسۡقِيَانِ الۡقَلۡبَ

دونوں آنکھیں، آنسو بہانے والیاں، سینچنے والیاں دل کی

بِذُرُوۡفِ الدَّمۡعِ مِنۡ خَشۡيَتِكَ قَبۡلَ

اشکوں کے سیلاب سے تیرے ڈر سے، پہلے اس

اَنۡ تَكُوۡنَ الدُّمُوۡعُ دَمًا وَّالۡاَضۡرَاسُ

سے کہ ہو جائیں آنسو خون اور ڈاڑھیں

جَمۡرًا ؕ اَللّٰهُمَّ احۡرُسۡنِيۡ بِعَيۡنِكَ

ٹھیکریاں۔ اے اللہ نگہبانی کر میری اپنی اس آنکھ کے

الَّتِيۡ لَا تَنَامُ وَاكۡنُفۡنِيۡ بِرُكۡنِكَ

ساتھ جو سوتی نہیں ہے اور بچا مجھ کو اپنے اس رُکن کیساتھ

الَّذِيۡ لَا يُرَامُ وَارۡحَمۡنِيۡ بِقُدۡرَتِكَ

جو قصد نہیں کیا جاتا اور رحم کر مجھ پر ساتھ اپنی قدرت کے

عَلَيَّ فَلَا اَهۡلِكُ وَاَنۡتَ رَجَائِيۡ

جو مجھ پر ہے پس نہ ہلاک ہو جاؤں میں درحالیکہ تو میرا آسرا ہے

فَكَمۡ مِّنۡ نِّعۡمَةٍ اَنۡعَمۡتَ بِهَا عَلَيَّ قَلَّ

پس بہت نعمتیں ہیں جو انعام کیں تو نے مجھ پر، بہت

لَكَ بِهَا شُكۡرِيۡ وَكَمۡ مِّنۡ بَلِيَّةٍ

کم ہوئی مجھ سے ان پر شکرگزاری تیری، اور بہت بلائیں

اِبۡتَلَيۡتَنِيۡ بِهَا قَلَّ لَكَ بِهَا صَبۡرِيۡ

کہ مبتلا کیا تو نے مجھ کو ان میں (پھر) کم ہوا ان پر مجھ سے صبر تیرے

فَيَا مَنۡ قَلَّ عِنۡدَ نِعۡمَتِهٖ شُكۡرِيۡ

لیے۔ پس اے وہ ذات کہ کم ہوا اس کی نعمت پر شکر میرا

فَلَمۡ يَحۡرِمۡنِيۡ وَيَا مَنۡ قَلَّ عِنۡدَ

پھر نہ محروم کیا مجھ کو اور اے وہ ذات کہ کم ہوا اس کی

بَلِيَّتِهٖ صَبۡرِيۡ فَلَمۡ يَخۡذُلۡنِيۡ وَ

بلا پر صبر مجھ سے پھر نہ رسوا کیا مجھ کو۔ اور

يَا مَنۡ رَّاٰنِيۡ عَلَى الۡخَطَايَا فَلَمۡ

اے وہ ذات کہ دیکھا اس نے مجھ کو خطاؤں پر پھر نہ

يَفْضَحْنِيْ يَا ذَا الْمَعْرُوْفِ الَّذِيْ لَا

ذلیل کیا مجھ کو، اے صاحب خوبیوں کے جو نہیں

يَنْقَضِيْ اَبَدًا وَّيَا ذَا النَّعْمَآءِ الَّتِيْ لَا

فنا ہوں گی کبھی اور اے مالک نعمتوں کے جو نہیں

تُحْصٰى اَبَدًا اَسْئَلُكَ اَنْ تُصَلِّيَ

گنی جا سکیں ہرگز میں سوال کرتا ہوں تجھ سے کہ رحمت

عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ

بھیج اوپر محمدؐ کے اور اوپر آل محمد کے اور

بِكَ اَدْرَءُ فِيْ نُحُوْرِ الْاَعْدَآءِ وَ

تیری ہی مدد سے دھکا دیتا ہوں دشمنوں اور جابر

الْجَبَابِرَةِ ○ (حزب الاعظم) اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ

لوگوں کے سینوں میں اے اللہ تیرے ہی لئے ہے سب

حَمْدًا دَآئِمًا مَعَ دَوَامِكَ وَلَكَ

تعریف، تعریف ہمیشہ کی ساتھ تیری ہمیشگی کے اور تیرے ہی

الْحَمْدُ حَمْدًا خَالِدًا مَعَ خُلُوْدِكَ وَ

لئے ہے سب تعریف، وہ تعریف جو تیری بقا کے ساتھ باقی ہے اور

الْحَمْدُ حَمْدًا لَا مُنْتَهٰى لَهٗ دُوْنَ

تیرے ہی لئے سب تعریف، وہ تعریف جس کی انتہاء نہیں بغیر تیری

مَشِيَّتِكَ وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا دَآئِمًا

مشیت کے، اور تیرے ہی لئے سب تعریف، تعریف ہمیشہ کی

لَا يُرِيْدُ قَآئِلُهٗ اِلَّا رِضَاكَ وَلَكَ

کہ نہیں چاہتا اس کا کہنے والا، مگر تیری خوشی اور تیرے ہی

الْحَمْدُ حَمْدًا عِنْدَ كُلِّ طَرْفَةِ

لئے ہے سب تعریف ہر پلک مارتے اور ہر

عَيْنٍ وَّتَنَفُّسِ كُلِّ نَفْسٍ (حزب الاعظم) اَللّٰهُمَّ

جی کے سانس لیتے وقت اے اللہ

وَاقِيَةً كَوَاقِيَةِ الْوَلِيْدِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا

نگہبانی چاہتا ہوں جیسے نگہبانی بچے کی۔ اے اللہ تحقیق ہم

نَسْئَلُكَ قُلُوْبًا اَوَّاهَةً مُّخْبِتَةً مُّنِيْبَةً

مانگتے ہیں تجھ سے دل گڑگڑانے والے، عاجزی کرنے والے، رجوع کرنیوالے

فِيْ سَبِيْلِكَ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ لَسْتَ بِاِلٰهٍ

تیری راہ میں۔ اے اللہ تحقیق نہیں ہے تو ایسا معبود

اِسْتَحْدَثْنَاهُ وَلَا بِرَبٍّ يَّبِيْدُ ذِكْرُهٗ

کہ جسے ہم نے آپ بنایا ہو اور نہ ہے ایسا رب کہ فنا ہو جائے ذکر اسکا

اِبْتَدَعْنَاهُ وَلَا عَلَيْكَ شُرَكَآءُ يَقْضُوْنَ

جسے ہم نے پیدا کیا ہو اور نہ تیرے ساتھی ہیں جو حکم کریں

مَعَكَ وَلَا كَانَ لَنَا قَبْلَكَ مِنْ اِلٰهٍ

ساتھ تیرے اور نہ تھا تجھ سے پہلے ہمارا کوئی معبود

نَلْجَآءُ اِلَيْهِ وَنَذَرُكَ وَلَا اَعَانَكَ عَلٰى

جس کی طرف پناہ پکڑیں ہم اور تجھے چھوڑ دیں اور نہ مدد کی تیری

خَلْقِنَا اَحَدٌ فَنُشْرِكَهٗ فِيْكَ

کسی نے ہمارے پیدا کرنے میں جسے ہم تیرا شریک کریں

تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ فَنَسْأَلُكَ لَا

بڑی برکت والا ہے تو اور برتر ہے تو، بس تجھ ہی سے مانگتے ہیں ہم (ہر

اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اغْفِرْلِيْ (حزب الاعظم) اَللّٰهُمَّ

حاجت) نہیں ہے کوئی معبود سوا تیرے۔ بخشدے مجھ کو۔ اے اللہ

اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ كُلِّ خَيْرٍ خَزَائِنُهٗ

تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے ہر بھلائی جسکے خزانے تیرے

بِيَدِكَ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ

ہاتھ میں ہیں۔ اے اللہ تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں اس چیز

شَرِّ مَا اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ

کی برائی سے جس کی پیشانی کے بال تو پکڑ رہا ہے

وَاَسْئَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِيْ

اور مانگتا ہوں تجھ سے تمام بھلائی جو تیرے

هُوَ بِيَدِكَ كُلِّهٖ (ابن حبان)

قبضے میں ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی

اے اللہ رحمت بھیج اوپر محمدؐ کے اور اوپر آل

اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ

محمدؐ کے جیسے رحمت بھیجی تو نے اوپر ابراہیمؑ

وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ

کے اوپر آل ابراہیمؑ کے تحقیق تو تعریف کیا گیا

مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

بزرگ ہے۔ اے اللہ برکت بھیج اوپر محمدؐ کے

وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ

اور اوپر آل محمدؐ کے جیسے برکت بھیجی

عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ

تو نے اوپر ابراہیم کے اور اوپر آل ابراہیم کے

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ بخاری

تحقیق تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

منزل ساتویں

جُمعه

گراں بہا ہے ترا نغمۂ سحر گاہی
اسی سے ہے ترے نخلِ کہن کی شادابی

منزل ساتویں ——— جمعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓى اٰلِ

اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمدؐ پر اور آل

مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ

محمدؐ پر جیسے رحمت بھیجی تو نے ابراہیمؑ پر

وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ

اور آل ابراہیمؑ پر تحقیق تو تعریف کیا گیا

مَّجِيْدٌ ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

بزرگ ہے اے اللہ برکت بھیج حضرت محمدؐ پر

وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى

اور آل محمدؐ پر جیسے برکت بھیجی تو نے

إِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ

ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر تحقیق تو

حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط اَللّٰهُمَّ وَتَرَحَّمْ

تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ اے اللہ اور رحمت کر

عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا

حضرت محمدؐ پر اور آل محمدؐ پر جیسے

تَرَحَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ

رحمت کی تو نے ابراہیمؑ پر اور آل

إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط

ابراہیمؑ پر تحقیق تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

اَللّٰهُمَّ وَتَحَنَّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى

اے اللہ اور مہربانی کر حضرت محمدؐ پر اور

آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰى

آل محمدؐ پر جیسے مہربانی کی تو نے

إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ

ابراہیم پر اور آل ابراہیمؑ پر تحقیق تو

حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط اَللّٰهُمَّ وَسَلِّمْ

تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ اے اللہ اور سلام بھیج

عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا

حضرت محمدؐ پر اور آل محمدؐ پر جیسے

سَلَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ

سلام بھیجا تو نے ابراہیم پر اور آل

إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط

ابراہیمؑ پر تحقیق تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ

اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمدؐ پر جو نبی

الْأُمِّيِّ وَأَزْوَاجِهٖ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ

امی ہیں اور ان کی بیبیوں پر جو مومنوں کی مائیں ہیں

وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ
اور ان کی اولاد پر اور ان کے گھر والوں پر جیسے رحمت بھیجی تو نے

عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَ
ابراہیمؑ پر اور آل ابراہیمؑ پر اور

بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَ
برکت اتار۔ حضرت محمدؐ پر جو نبی امی ہیں اور

عَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَ
آل محمدؐ پر اور ان کی بیبیوں پر اور

ذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ
ان کی اولاد پر جیسے برکت اتاری تو نے ابراہیم پر

وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ
اور آل ابراہیمؑ پر سارے جہانوں میں

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْهُ
تحقیق تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ اے اللہ اتار ان کو

الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ
مقرب جگہ میں اپنے پاس قیامت

الْقِيٰمَةِ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
کے دن۔ اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمدؐ پر

وَّاَبْلِغْهُ الْوَسِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ
اور پہنچا ان کو وسیلہ (یعنی مقام محمود میں) اور جنت کے مرتبہ بلند

مِنَ الْجَنَّةِ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
میں اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمدؐ پر

وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِهٖ وَ
اور آل محمدؐ پر اور ان کے یاروں پر

اَوْلَادِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ
اور ان کی اولاد پر اور ان کے گھر والوں پر اور ان کی نسل پر

وَمُحِبِّيْهِ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ
اور ان کے دوستوں پر اور ان کی پیروی کرنے والوں پر اور انکی جماعت پر

وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ أَجْمَعِيْنَ يَا أَرْحَمَ

اور ہم پر بھی ان کے ساتھ سب ہی پر اے سب سے

الرَّاحِمِيْنَ ط اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

بڑھ کر مہربان ۔ اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمد ﷺ پر

مِلْأَ الدُّنْيَا وَمِلْأَ الْاٰخِرَةِ وَبَارِكْ

دنیا بھر اور آخرت بھر اور برکت بھیج

عَلٰى مُحَمَّدٍ مِلْأَ الدُّنْيَا وَمِلْأَ

حضرت محمد ﷺ پر دنیا بھر اور آخرت

الْاٰخِرَةِ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا مِلْأَ الدُّنْيَا

بھر اور رحم کر حضرت محمد ﷺ پر دنیا بھر

وَمِلْأَ الْاٰخِرَةِ ط اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ

اور آخرت بھر ۔ اے اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ

يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ يَا جَارَ

سے اے اللہ اے مہربان اے رحم والے اے رہائی

الْمُسْتَجِيْرِيْنَ يَا أَمَانَ الْخَائِفِيْنَ يَا

مانگنے والوں کو رہائی دینے والے ۔ اے ڈرنے والوں کے امن ، اے

عِمَادَ مَنْ لَا عِمَادَ لَهٗ يَا سَنَدَ مَنْ

اس کے ستون جسکا کوئی ستون نہیں ۔ اے اس کے سہارا جسکا

لَا سَنَدَ لَهٗ يَا ذُخْرَ مَنْ لَا ذُخْرَ لَهٗ

کوئی سہارا نہیں ۔ اے اسکے ذخیرہ جس کا کوئی ذخیرہ نہیں

يَا حِرْزَ الضُّعَفَاءِ يَا كَنْزَ الْفُقَرَاءِ

اے پناہ ناتوانوں کے ۔ اے خزانہ محتاجوں کے

يَا عَظِيْمَ الرَّجَاءِ يَا مُنْقِذَ الْهَلْكٰى

اے بڑی امید والے ، اے نجات دینے والے ہلاک ہونیوالوں

يَا مُنْجِيَ الْغَرْقٰى يَا مُحْسِنُ يَا

کے ۔ اے بچانے والے ڈوبتوں کے ۔ اے احسان کرنے والے ۔ اے

مُجْمِلُ يَا مُنْعِمُ يَا مُفْضِلُ يَا

خوبی والے ، اے نعمت دینے والے ، اے فضل والے ، اے

جَبَّارُ یَا مُنِیْرُ اَنْتَ الَّذِیْ سَجَدَ
زبردست اے روشن کرنے والے، تو ہی ہے وہ کہ سجدہ کیا

لَکَ سَوَادُ اللَّیْلِ وَضَوْءُ النَّهَارِ
تیرے آگے رات کی سیاہی نے اور دن کے اجالے نے

وَشُعَاعُ الشَّمْسِ وَنُوْرُ الْقَمَرِ
اور سورج کی روشنی اور چاند کے نور نے

وَخَفِیْقُ الشَّجَرِ وَدَوِیُّ الْمَآءِ یَا
اور درختوں کی آواز اور پانی کی آواز نے اے

اَللّٰهُ اَنْتَ اللّٰهُ لَا شَرِیْکَ لَکَ
اللہ تو ہے اللہ نہیں کوئی شریک تیرا

اَسْئَلُکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ
مانگتا ہوں تجھ سے درود بھیجنا حضرت محمدؐ پر

عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَعَلٰٓی اٰلِ
کہ بندے تیرے ہیں اور رسول تیرے اور آل

مُحَمَّدٍ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
محمدؐ پر، اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمدؐ پر

وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَ
اور آل محمدؐ پر جیسے کہ تو پسند کرے اور

تَرْضٰی لَهٗ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
راضی رہے ان کے لئے۔ اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمدؐ پر

نُوْرِ الْهُدٰی وَالْقَآئِدِ اِلَی الْخَیْرِ
کہ نور ہیں ہدایت کے اور کھینچنے والے ہیں نیکی کی طرف

وَالدَّاعِیْ اِلَی الرُّشْدِ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ
اور بلانے والے ہیں بھلائی کی طرف، نبی رحمت کے

وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَرَسُوْلِ رَبِّ
اور پیشوا پرہیزگاروں کے اور رسول پروردگار

الْعٰلَمِیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ کَمَا
تمام جہانوں کے، جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جس طرح

بَلَّغَ رِسَالَتَكَ وَنَصَحَ لِعِبَادِكَ وَتَلَا

کہ پہنچایا تیرا پیغام اور نصیحت کی تیرے بندوں کو اور

اٰيَاتِكَ وَاَقَامَ حُدُوْدَكَ وَ

پڑھیں آیتیں تیری اور قائم کیں حدیں تیری اور

وَفٰى بِعَهْدِكَ وَاَنْفَذَ حُكْمَكَ وَ

پورا کیا عہد تیرا اور جاری کیا حکم تیرا اور

اَمَرَ بِطَاعَتِكَ وَنَهٰى عَنْ مَعْصِيَتِكَ

حکم دیا تیری بندگی کا اور منع کیا تیری نافرمانیوں سے

وَوَالٰى وَلِيَّكَ الَّذِيْ تُحِبُّ اَنْ

اور دوست رکھا تیرے اس دوست کو کہ تو پسند کرتا ہے

تُوَالِيَهٗ وَعَادٰى عَدُوَّكَ الَّذِيْ

دوست رکھنا اس کا - اور دشمنی کی تیرے اس دشمن سے کہ تو

تُحِبُّ اَنْ نُعَادِيَهٗ وَصَلَّى اللّٰهُ

پسند کرتا ہے دشمنی کرنا اس سے اور رحمت بھیجے اللہ تعالیٰ

عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ط اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ

ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر اے اللہ کر دے

نَبِيَّنَا لَنَا فَرَطًا وَّحَوْضَهٗ لَنَا مَوْرِدًا ط

ہمارے نبی کو ہمارے لئے میر سامان (حشر میں) اور حوض (کوثر) انکا ہمارے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ الْهَاشِمِيِّ

اترنے کی جگہ - اے اللہ رحمت بھیج نبی ہاشمی

مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ

حضرت محمد ﷺ پر اور ان کی آل پر اور انکے یاروں پر اور سلام بھیج

تَسْلِيْمًا ط اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

سلام بھیجنا - اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمد ﷺ پر جو

خَيْرِ الْبَرِيَّةِ صَلٰوةً تُرْضِيْكَ وَ

بہترین ساری خلائق کے ہیں ایسی رحمت کہ وہ خوش کرے تجھکو اور

تُرْضِيْهِ وَتَرْضٰى بِهَا عَنَّا يَا اَرْحَمَ

خوش کرے ان کو اور تو راضی ہو جائے بسبب اسکے ہم سے اے سب

الرَّاحِمِينَ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

مہربانوں سے بڑے مہربان - اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمدؐ پر

إِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُولِ

جو پیشوا ہیں نیکی کے اور قائد ہیں بھلائی کے اور رسول ہیں

الرَّحْمَةِ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

رحمت والے - اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمدؐ پر

فِي اللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

رات میں جب اندھیرا چھا جائے اور رحمت بھیج حضرت

فِي النَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى وَصَلِّ عَلٰى

محمدؐ پر دن میں جب روشن ہو جائے اور رحمت بھیج

مُحَمَّدٍ فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ،

حضرت محمدؐ پر آخرت میں اور دنیا میں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ ن الصَّلٰوةَ

اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمدؐ پر رحمت

التَّامَّةَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ ن الْبَرَكَةَ

کامل اور برکت اتار حضرت محمدؐ پر برکت

التَّامَّةَ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ ن السَّلَامَ

پوری - اور سلام بھیج حضرت محمدؐ پر سلام

التَّامَّ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ ن

پورا - اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمدؐ پر جو

النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْقُرَشِيِّ الْهَاشِمِيِّ

نبی ہیں امی قریش والے ، ہاشم والے

الْاَبْطَحِيِّ التِّهَامِيِّ الْمَكِّيِّ صَاحِبِ

ابطح والے تہامہ والے مکے والے صاحب

التَّاجِ وَالْهِرَاوَةِ وَالْجِهَادِ وَالْكَرَامَةِ

تاج (نبوت) اور عصا کے اور صاحب جہاد اور بزرگی کے

وَالْمَغْنَمِ وَالْمُقْسَمِ صَاحِبِ الْخَيْرِ

اور غنیمت اور بانٹنے کے صاحب نیکی

وَالْجُوْدِ صَاحِبِ السَّرَايَا وَالْعَطَايَا

اور سخاوت کے ، صاحب لشکروں اور بخششوں کے

وَالْاٰيَاتِ الْمُعْجِزَاتِ وَالْعَلَامَاتِ

اور صاحب نشانیوں عاجز کرنے والیوں کے اور صاحب نشانیوں

الْبَاهِرَاتِ وَالْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ وَ

روشن کے اور صاحبِ مقامِ محمود کے اور

الْحَوْضِ الْمَوْرُوْدِ وَالشَّفَاعَةِ وَ

حوض کے جس پر اتریں گے اور صاحبِ شفاعت کے اور

السُّجُوْدِ لِلرَّبِّ الْوَدُوْدِ ط اَللّٰهُمَّ

سجدوں کے واسطے رب ودود کے ۔ اے اللہ

صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ بِاَفْضَلِ مَا

رحمت بھیج حضرت محمدؐ پر بڑھ کر اس سے کہ

صَلَّيْتَ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ

رحمت بھیجی تو نے کسی پر اپنی مخلوق سے

وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ مِّثْلَ ذٰلِكَ

اور برکت اتار حضرت محمدؐ پر اسی قدر

وَارْحَمْ مُحَمَّدًا مِّثْلَ ذٰلِكَ ط

اور رحمت کر حضرت محمدؐ پر اسی قدر ،

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ

اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمدؐ پر کو تیرے بندے

وَرَسُوْلِكَ وَاَعْطِهِ اَفْضَلَ رَحْمَتِكَ

اور تیرے رسول ہیں اور دے ان کو سب سے بڑھ کر رحمت اپنی

وَاٰتِهِ الشَّرَفَ عَلٰى خَلْقِكَ يَوْمَ

اور دے ان کو شرف اپنی سب مخلوق پر قیامت

الْقِيٰمَةِ وَاجْزِهٖ خَيْرَ الْجَزَاءِ وَ

کے دن اور جزا دے ان کو بہتر جزا سب سے اور

السَّلَامُ عَلَيْهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

سلام ہو ان پر اور رحمت اللہ کی اور برکتیں اس کی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ

اے اللہ رحمت بھیج ہمارے سردار حضرت محمدؐ پر

عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً

اور ہمارے سردار حضرت محمدؐ کی آل پر وہ رحمت کہ جس

لَا غَايَةَ لَهَا وَلَا انْتِهَاءَ وَلَا اَمَدَ

کی نہ انتہا ہے اور نہ پایاں اور نہ کنارہ ہے

لَهَا وَلَا انْقِضَاءَ صَلٰوةً دَائِمَةً ۭ

اور نہ تمام ہونا ہے۔ وہ رحمت جو ہمیشہ رہے۔ اے اللہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ بْنِ

رحمت بھیج ہمارے سردار حضرت محمدؐ ابن

عَبْدِ اللّٰهِ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَسَيِّدِ

عبداللہ پر کہ خاتم ہیں سب پیغمبروں کے اور سردار

الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَ

ہیں رسولوں کے اور پیشوا ہیں پرہیزگاروں کے اور

رَسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الشَّاهِدِ

رسول پروردگار سب جہانوں کے گواہ

الْبَشِيْرِ الدَّاعِيْ اِلَيْكَ بِاِذْنِكَ

خوشخبری دینے والے، بلانے والے تیری طرف تیرے حکم سے

السِّرَاجِ الْمُنِيْرِ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ ۭ

چراغ روشن اور اُن پر سلام ہو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ

اے اللہ رحمت بھیج ہمارے سردار حضرت محمدؐ پر

الَّذِيْ اَشْرَقَتْ بِنُوْرِهِ الظُّلَمُ ۭ

جن کے نور (ہدایت) سے روشن ہو گئے اندھیرے (بدیوں کے)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ

اے اللہ رحمت بھیج ہمارے سردار حضرت محمدؐ پر جو

الْمَبْعُوْثِ رَحْمَةً لِّكُلِّ الْاُمَمِ

بھیجے گئے رحمت بنا کر ساری امتوں کے لئے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ

اے اللہ رحمت بھیج ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر جو

الْمَوْصُوْفِ بِاَفْضَلِ الْاَخْلَاقِ

موصوف ہیں ساتھ عمدہ عادتوں

وَالشِّیَمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا

اور خصلتوں کے۔ اے اللہ رحمت بھیج ہمارے سردار

مُحَمَّدِ نِ الْمَخْصُوْصِ بِجَوَامِعِ

حضرت محمد ﷺ پر جو خاص کئے گئے ساتھ جامع

الْکَلِمِ وَخَوَاصِّ الْحِکَمِ اَللّٰھُمَّ

کلمات کے اور خاص حکمتوں کے، اے اللہ

صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً

درود بھیج ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر ایسا درود

دَائِمَۃً مُّسْتَمِرَّۃَ الدَّوَامِ عَلٰی مَرِّ

کہ ہمیشہ ہو، ہمیشہ جاری رہے برابر جاری رہنے

اللَّیَالِیْ وَالْاَیَّامِ مُتَّصِلَۃَ الدَّوَامِ لَا

راتوں اور دنوں کے برابر ملا ہوا ہمیشہ کو اس طرح پر کہ نہ

انْقِضَآءَ لَھَا وَلَا انْصِرَامَ عَلٰی مَرِّ

نہایت ہو واسطے اس کے اور نہ منقطع ہو اوپر طریق جاری رہنے

اللَّیَالِیْ وَالْاَیَّامِ عَدَدَ کُلِّ وَابِلٍ

راتوں اور دنوں کے بشمار ہر مینہ اور

وَّطَلٍّ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اوس کے۔ اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمد ﷺ پر کہ

عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ

بندے تیرے ہیں اور رسول تیرے اور رحمت بھیج مومن مردوں

وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

اور مومن عورتوں پر اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں پر

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ شَرَائِفَ صَلَوَاتِکَ

اے اللہ کر دے تو اعلیٰ رحمتیں اپنی

وَنَوَامِيَ بَرَكَاتِكَ وَرَأْفَةَ تَحَنُّنِكَ

اور بڑھنے والی برکتیں اپنی اور بڑی مہربانیاں اپنی

عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ ط

حضرت محمدؐ پر کہ بندے تیرے اور رسول تیرے ہیں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَبْلِغْهُ

اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمدؐ پر اور پہنچا ان کو

الْوَسِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ

وسیلہ میں (مقام محمود) اور بلند مرتبہ میں

مِنَ الْجَنَّةِ ط اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ

جنت سے اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمدؐ پر جو

نِ النَّبِيِّ عَدَدَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ مِنْ

نبی ہیں بشمار اس کے جس نے درود بھیجا ہے ان پر تیری

خَلْقِكَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ

مخلوق میں سے اور رحمت بھیج حضرت محمدؐ پر جو نبی ہیں

كَمَا يَنْبَغِيْ لَنَا اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهِ وَ

جیسا کہ ہم کو لائق ہے درود بھیجنا ان پر اور

صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ كَمَا

رحمت بھیج حضرت محمدؐ پر جو نبی ہیں جیسا

اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهِ ط اَللّٰهُمَّ

حکم کیا تو نے ہم کو درود بھیجنے کا ان پر اے اللہ

ارْفَعْ دَرَجَتَهٗ وَاَكْرِمْ مَقَامَهٗ وَ

بلند کر مرتبہ رحمت عالمؐ کا اور بزرگ تر کر جگہ ان کی اور

ثَقِّلْ مِيْزَانَهٗ وَاَجْزِلْ ثَوَابَهٗ وَ

بھاری کر میزان انکی اور کثیر کر اجر ان کا اور

اَفْلِجْ حُجَّتَهٗ وَاَظْهِرْ مِلَّتَهٗ وَاَضِئْ

روشن کر دلیل ان کی اور غالب کر دین ان کا اور روشن کر

نُوْرَهٗ وَاَدِمْ كَرَامَتَهٗ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ

نور[1] ان کا اور ہمیشہ رکھ بزرگی ان کی ان کی اولاد میں

[1] یعنے حضورؐ کے قول و فعل و سیرت اور اخلاق ...

وَاَهْلِ بَيْتِهٖ مَا تَقَرَّبِهٖ عَيْنُهٗ وَ

اور ان کے گھر والوں میں جس سے ٹھنڈی ہو آنکھ انکی اور

عَظِّمْهُ فِي النَّبِيِّيْنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا

عظمت کر ان کی نبیوں میں جو گذر گئے

قَبْلَهٗ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ اَبَدًا اَبَدًا

ان سے پہلے اور درود اور سلام بھیج ان پر ہمیشہ ہمیشہ

اَللّٰهُمَّ اَبْلِغْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ مِنِّيْ تَحِيَّةً

اے اللہ پہنچا حضرت محمدؐ کی روح کو میری طرف سے دعائے

وَّسَلَامًا ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا

خیر اور سلام ۔ اے اللہ رحمت بھیج ہمارے سردار

وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ

اور ہمارے مولا حضرت محمدؐ پر کہ سردار ہیں اگلوں

وَالْاٰخِرِيْنَ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا

اور پچھلوں کے ۔ اے اللہ رحمت بھیج ہمارے سردار

وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ فِيْ كُلِّ وَقْتٍ وَّ

اور ہمارے مولا حضرت محمدؐ پر ہر وقت اور

حِيْنٍ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ

ہر زمانہ میں ۔ اے اللہ رحمت بھیج ہمارے سردار اور

مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ فِي الْمَلَاءِ الْاَعْلٰى

ہمارے مولا حضرت محمدؐ پر درمیان گروہ بلندتر فرشتوں کے

اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى

دن قیامت تک ۔ اے اللہ رحمت بھیج

سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ

ہمارے سردار اور ہمارے مولا حضرت محمدؐ پر بشمار بارش

كُلِّ قَطْرَةٍ تَقْطُرُ مِنَ السَّمَاءِ اِلَى

کی، ہر بوند کے جو گرتی ہے آسمان سے زمین

الْاَرْضِ وَمَا تَقْطُرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۔

کیطرف اور جو بوندیں کہ گریں گی قیامت کے دن تک

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا

اے اللہ رحمت بھیج ہمارے سردار اور ہمارے مولا

مُحَمَّدٍ عَدَدَ اَوْرَاقِ الْاَشْجَارِ

حضرت محمدؐ پر بشمار پتوں درختوں کے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا

اے اللہ رحمت بھیج ہمارے سردار اور ہمارے مولا

مُحَمَّدٍ عَدَدَ مِیَاہِ الْبِحَارِ اَللّٰھُمَّ

حضرت محمدؐ پر بشمار پانیوں دریاؤں کے۔ اے اللہ

صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ

رحمت بھیج ہمارے سردار اور ہمارے مولا حضرت محمدؐ پر

عَدَدَ مَآ اَظْلَمَ عَلَیْہِ اللَّیْلُ وَاَضَآءَ

بشمار اس کے کہ اندھیرا کیا اس پر رات نے اور اجالا کیا

عَلَیْہِ النَّھَارُ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا

اس پر دن نے۔ اے اللہ رحمت بھیج ہمارے سردار

وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ

اور ہمارے مولا حضرت محمدؐ پر صبح اور شام کے اوقات میں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا

اے اللہ رحمت بھیج ہمارے سردار اور ہمارے مولا

مُحَمَّدٍ عَدَدَ الرِّمَالِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ

حضرت محمدؐ پر بشمار ریتوں کے۔ اے اللہ رحمت بھیج

عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَآ اَحَاطَ

ہمارے سردار حضرت محمدؐ پر بشمار اس کے کہ گھیرا

بِہٖ عِلْمُكَ وَاَحْصَاہُ كِتَابُكَ صَلٰوۃً

اسے تیرے علم نے اور ضبط کیا اسے تیری کتاب (لوح محفوظ) نے

تَكُوْنُ لَكَ رِضًی وَّلِحَقِّہٖ اَدَآءً وَّ

ایسا درود کہ ہو تیرے لئے بسبب خوشنودی کا اور ان کے حق کی ادائیگی

اَعْطِہِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَ

کا اور عطا کر ان کو وسیلہ اور بزرگی اور

الدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ

درجہ بلند اور اٹھا ان کو اے اللہ مقام

الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَاجْزِهٖ

محمود میں جس کا وعدہ کیا ہے تو نے ان سے اور جزا

عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى

دے انکو ہم سب کی طرف سے وہ جزا کہ لائق انکے ہے۔ اے اللہ رحمت

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوتَكَ الَّتِيْ

بھیج ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر مثل اس رحمت کے کہ بھیجی

صَلَّيْتَ عَلَيْهِ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا

تو نے ان پر اور سلام بھیج ہمارے سردار

مُحَمَّدٍ سَلَامَكَ الَّذِيْ سَلَّمْتَ

حضرت محمد ﷺ پر مثل اس سلام کے کہ بھیجا تو نے

عَلَيْهِ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

ان پر۔ اے اللہ رحمت بھیج ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر

صَلٰوةً لَّا تَنْقَطِعُ اَبَدَ الْاٰبَدِ وَلَا

ایسی رحمت کہ نہ منقطع ہو آخر زمانے تک اور نہ

تَبِيْدُ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ

فنا ہو۔ اے اللہ رحمت بھیج اور سلام اور برکت فرما

عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ

ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر اور ہمارے

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَكْرَمِ الْكُرَمَاءِ مِنْ

سردار حضرت محمد ﷺ کی آل پر جو بزرگ تر ہیں تیرے سب

عِبَادِكَ وَاَشْرَفِ الْمُنَادِيْنَ لِطُرُقِ

بزرگ تر بندوں سے اور بزرگ تر پکارنے والوں سے تیری ہدایت

رَشَادِكَ وَسِرَاجِ اَقْطَارِكَ وَبِلَادِكَ

کی راہوں پر۔ اور چراغ ہیں تیرے کناروں زمین کے اور تیرے

صَلٰوةً لَّا تَفْنٰى وَلَا تَبِيْدُ ۔ اَللّٰهُمَّ

شہروں کے ایسا درود کہ نہ فنا ہو اور نہ نیست۔ اے اللہ

صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا

رحمت اور سلام اور برکت اتار ہمارے سردار

مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

حضرت محمد ﷺ پر اور ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ کی آل پر کہ

الرَّفِيْعِ مَقَامُهُ الْوَاجِبِ تَعْظِيْمُهُ

بلند ہے مقام ان کا ، واجب ہے تعظیم ان کی ،

وَاحْتِرَامُهُ صَلٰوةً لَّا تَنْقَطِعُ اَبَدًا

اور بزرگی ان کی ۔ ایسا درود کہ نہ منقطع ہو کبھی

وَّلَا تَنْحَصِرُ عَدَدًا ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى

اور نہ منحصر ہو شمار ۔ اے اللہ رحمت بھیج

سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ ... النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الطَّاهِرِ

ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ نبی اُمّی پر جو پاک

الْمُطَهَّرِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ ، اَللّٰهُمَّ

اور پاک کئے گئے ہیں اور انکی آل پر اور سلام بھیج اے اللہ

صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ

رحمت بھیج ہمارے سردار اور ہمارے مولا حضرت محمد ﷺ پر

نَبِيِّ الْحُكْمِ وَالْحِكْمَةِ السِّرَاجِ

جو نبی ہیں حکم اور حکمت کے ، چراغ

الْوَهَّاجِ الْمَخْصُوْصِ بِالْخُلُقِ

روشن ، خاص کئے گئے ساتھ خلق

الْعَظِيْمِ وَخَتْمِ الرُّسُلِ ذِي الْمِعْرَاجِ

عظیم کے اور ختم کرنے رسولوں کے صاحب معراج کے

وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ

اور ان کی آل اور اصحاب اور پیروی کرنے والوں پر

السَّالِكِيْنَ عَلٰى مَنْهَجِهِ الْقَوِيْمِ

جو چلنے والے ہیں آپ ﷺ کی روش پر جو سیدھی ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ

اے اللہ رحمت بھیج ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر اور

عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً

ہمارے سردار حضرت محمدؐ کی آل پر ایسی رحمت کہ ہمیشہ

دَائِمَةً مُّسْتَمِرَّةً مَّا تَلَاطَمَتْ فِي الْاَبْحُرِ

پے در پے رہے جب تک تلاطم ہوا کرے دریاؤں میں

الْاَمْوَاجُ وَطَافَ بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ مِنْ

لہروں کا اور جب تک طواف کیا کریں کعبہ شریف میں

كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ الْحُجَّاجُ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ

ہر ایک راہ دور سے آنے والے حاجی لوگ اور بزرگ ترین درود

وَالتَّسْلِيْمِ عَلٰى مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اور سلام نازل ہو حضرت محمدؐ پر جو اس کے رسول بزرگ ہیں

وَصَفْوَتِهٖ مِنَ الْعِبَادِ وَشَفِيْعِ

اور اس کے برگزیدہ ہیں بندوں میں سے اور شفاعت کرنے والے

الْخَلَائِقِ فِي الْمِيْعَادِ صَاحِبِ الْمَقَامِ

(اللہ کے حکم سے) لوگوں کی قیامت کے دن ہیں۔ صاحب مقام

الْمَحْمُوْدِ وَالْحَوْضِ الْمَوْرُوْدِ وَصَلَّى اللّٰهُ

محمود، اور حوض (کوثر) کے جہاں پر لوگ اتریں گے اور رحمت

عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ صَلٰوةً دَائِمَةً مُّسْتَمِرَّةً

نازل فرمائے اللہ ان پر اور انکی آل پر ایسی رحمت کہ ہمیشہ ہو جاری رہنے

الدَّوَامِ عَلٰى مَرِّ اللَّيَالِيْ وَالْاَيَّامِ فَهُوَ

والی ہمیشہ، جاری رہنے راتوں اور دنوں تک ۔ پس آپ

سَيِّدُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ عَلَيْهِ

سردار ہیں اگلوں اور پچھلوں کے ۔ ان پر

اَفْضَلُ صَلٰوةِ الْمُصَلِّيْنَ وَاَزْكٰى

بزرگ تر رحمت ہو درود پڑھنے والوں کیطرف سے اور پاکیزہ تر

سَلَامِ الْمُسَلِّمِيْنَ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى

سلام ہو سلام بھیجنے والوں کی طرف سے ۔ اے اللہ رحمت بھیج

مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ مِلْءَ الْفَضَاءِ وَ

حضرت محمدؐ پر اور ان کی آل پر فضا بھر اور

عَدَدَ النُّجُوْمِ فِي السَّمَآءِ صَلٰوةً تُوَازِنُ

بشمار ستاروں آسمان کے ، ایسی رحمت کہ برابر ہو

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَدَدَ مَا خَلَقْتَ

آسمانوں اور زمین کے اور بشمار اس کے کہ پیدا کیا تو

وَمَا اَنْتَ خَالِقُهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۔ اَللّٰهُمَّ

نے اور بشمار اسکے کہ پیدا کرنیوالا ہے تو اسکو قیامت کے دن تک

صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ السَّحَابِ

اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمدؐ پر بشمار بدلی

الْجَارِيَةِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ الرِّيَاحِ

دوڑنے والی کے اور رحمت بھیج حضرت محمدؐ پر بشمار ہواؤں

الذَّارِيَةِ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ

چلنے والی کے ۔ اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمدؐ پر بشمار

مَا هَبَّتْ عَلَيْهِ الرِّيَاحُ وَحَرَّكَتْهُ مِنَ

اس کے کہ چلیں اس پر ہوائیں اور ہلایا اس کو

الْاَغْصَانِ وَالْاَشْجَارِ وَالْاَوْرَاقِ وَ

ٹہنیوں سے اور درختوں سے اور پتیوں سے اور

الثِّمَارِ وَالْاَزْهَارِ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

پھلوں سے اور کلیوں سے ۔ اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمدؐ پر

عَدَدَ الرَّمْلِ وَالْحَصٰى وَعَدَدَ نَبَاتِ

بشمار ریت اور کنکریوں کے اور بشمار زمین

الْاَرْضِ وَالْمِيَاهِ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى

کی بوٹیوں کے اور پانیوں کے ۔ اے اللہ رحمت بھیج

مُحَمَّدٍ عَدَدَ الْجِبَالِ وَالرِّمَالِ وَالْحَصٰى

حضرت محمدؐ پر بشمار پہاڑوں کے اور ریتوں اور سنگریزوں

وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ الْاَشْجَارِ

کے اور رحمت بھیج حضرت محمدؐ پر بشمار درختوں

وَاَوْرَاقِهَا وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ

اور ان کے پتوں کے اور رحمت بھیج حضرت محمدؐ پر بشمار

السَّحَابِ وَمَا تَمْطُرُ مِنَ الْمِيَاهِ وَصَلِّ

بادل کے اور جو چیز برستی ہے پانیوں سے اور رحمت بھیج

عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ الرِّيَاحِ وَصَلِّ عَلٰى

حضرت محمد ﷺ پر بشمار ہواؤں کے اور رحمت بھیج حضرت

مُحَمَّدٍ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَاءِ وَصَلِّ عَلٰى

محمد ﷺ پر بشمار تاروں آسمان کے اور رحمت بھیج

مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا خَلَقْتَ فِيْ بِحَارِكَ

حضرت محمد ﷺ پر بشمار اس چیز کے کہ جو پیدا کیا تو نے اپنے دریاؤں میں

مِنَ الْحِيْتَانِ وَالدَّوَابِ وَالْمِيَاهِ وَ

مچھلیوں اور جانوروں اور پانیوں اور

الرِّمَالِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ النَّبَاتِ

ریگوں سے اور رحمت بھیج حضرت محمد ﷺ پر بشمار روئیدگی

وَالْحَصٰى وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ النَّمْلِ

اور سنگریزوں کے اور رحمت بھیج حضرت محمد ﷺ پر بشمار چیونٹیوں کے

وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ نِعْمَتِكَ عَلٰى

اور رحمت بھیج حضرت محمد ﷺ پر بشمار اپنی نعمتوں کے اپنی

جَمِيْعِ خَلْقِكَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

تمام خلق پر اور رحمت بھیج حضرت محمد ﷺ پر

عَدَدَ مَا دَامَتِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ اَللّٰهُمَّ

بشمار اُس (وصف) کے کہ جب تک رہے دنیا اور آخرت۔ اے اللہ

صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ مَّا

رحمت بھیج حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر جب

سَجَعَتِ الْحَمَائِمُ وَسَرَحَتِ الْبَهَائِمُ

تک گونجیں کبوتر اور چرا کریں چار پائے۔

وَشُدَّتِ الْعَمَائِمُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى

اور باندھے جائیں عمامے۔ اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمد ﷺ پر

مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ مَّا اَبْلَجَ الْاَصْبَاحُ

اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر جب تک روشن ہوا کریں صبحیں

وَهَبَّتِ الرِّيَاحُ وَتَعَاقَبَ الْغُدُوُّ وَ

اور چلا کریں ہوائیں اور پے در پے آیا کرے صبح اور

الرَّوَاحُ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ

شام ۔ اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمدؐ پر اور

عَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ مَّا دَارَتِ الْاَفْلَاكُ

حضرت محمدؐ کی آل پر جب تک کہ گردش میں رہیں آسمان

وَسَبَّحَتِ الْمَلٰٓئِكُ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى

اور تسبیح کیا کریں فرشتے اے اللہ رحمت بھیج

مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ مَّا طَلَعَتِ

حضرت محمدؐ پر اور حضرت محمدؐ کی آل پر جب تک طلوع

الشَّمْسُ وَمَا صُلِّيَتِ الْخَمْسُ وَمَا

ہوا کرے آفتاب اور پڑھی جائیں پانچوں نمازیں اور جب

تَاَلَّقَ بَرْقٌ وَتَدَفَّقَ وَدْقٌ وَمَا

تک بجلی چمکے اور مینہ برسے اور جب تک

سَبَّحَ رَعْدٌ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ

تسبیح کرے رعد (فرشتہ) اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمدؐ پر

الْمَبْعُوْثِ مِنْ تِهَامَةَ وَالْاٰمِرِ بِالْمَعْرُوْفِ

جو مبعوث ہوئے زمین تہامہ سے اور جو حکم کو بولنے ہیں ساتھ نیکی

وَالْاِسْتِقَامَةِ وَالشَّفِيْعِ لِاَهْلِ الذُّنُوْبِ

اور ثابت قدمی کے ۔ اور شفاعت کرنے والے ہیں گنہگاروں کی

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ

قیامت کے دن ۔ اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمدؐ پر

عَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ مَا لَاحَ بَارِقٌ وَّذَرَّ شَارِقٌ

اور حضرت محمدؐ کی آل پر جب تک چمکا کرے بجلی اور نکلا کرے سورج

وَّوَقَبَ غَاسِقٌ وَّصَلِّ عَلَيْهِ وَعَلٰى

اور اندھیری ہوا کرے رات اور رحمت بھیج سرور عالم پر اور

اٰلِهٖ صَلٰوةً لَّا تُعَدُّ وَلَا تُحْصٰى ۔ اَللّٰهُمَّ

ان کی آل پر ایسی رحمت کہ نہ شمار میں آئے اور نہ گنتی میں ۔ اے اللہ

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَفْضَلِ اَنْبِیَآئِكَ وَ

رحمت بھیج حضرت محمدؐ پر جو افضل ہے تیرے سب نبیوں سے اور

سَیِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ السِّرَاجِ الْمُنِیْرِ الصَّادِقِ

سردار ہیں سب اولاد آدم کے ، چراغ روشن ، سچے

الْاَمِیْنِ الْهَادِیْٓ اِلَی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ

امانت دار ، راہ دکھانے والے طرف سیدھی راہ کے

الَّذِیْٓ اٰتَیْتَهٗ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَ

جن کو دی تو نے سات آیتیں (سورہ فاتحہ) اور

الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ اَوَّلِ

قرآن عظیم ، نبی رحمت کے ، پہلے

مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ وَیَدْخُلُ

ان سب کے جو قبروں سے نکلیں گے اور داخل ہونگے

الْجَنَّةَ الْمُبَشَّرِ بِهٖ فِی التَّوْرٰىةِ وَ

بہشت میں (دو کہ) خوشخبری دی گئی ان کی توراۃ اور

الْاِنْجِیْلِ الْمُصْطَفَی الْمُجْتَبَی الْمُنْتَخَبِ

انجیل میں ، برگزیدہ چنے گئے منتخب

اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ

ابوالقاسم حضرت محمدؐ بیٹے عبداللہ بن

عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ابْنِ هَاشِمٍ اَللّٰهُمَّ صَلِّ

عبدالمطلب بن ہاشم کے اے اللہ رحمت بھیج

عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْعَرَبِیِّ الْقُرَشِیِّ

حضرت محمدؐ پر نبی ، عربی ، قریشی

الْمَكِّیِّ التِّهَامِیِّ صَاحِبِ الْمِعْرَاجِ وَالْكَوْثَرِ

مکی ، تہامی ، صاحب معراج اور کوثر

وَالسَّلْسَبِیْلِ قَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ

اور سلسبیل کے ، کھینچنے والے چمکتی پیشانی اور روشن

اِلٰی جَنَّاتِ النَّعِیْمِ وَغَایَةِ الْغَمَامِ

ہاتھ پاؤں والوں کے طرف بہشتوں نعمت کے اور غایت ابر رحمت کے

وَمِصْبَاحِ الظَّلَامِ وَقَمَرِ التَّمَامِ صَلَّى اللّٰهُ

اور چراغ اندھیرے کے اور پورے چاند چودھویں رات کے۔ رحمت

عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ صَلٰوةً دَائِمَةً ط اَللّٰهُمَّ

بھیجے اللہ ان پر اور ان کی آل پر رحمت ہمیشہ۔ اے اللہ

عَظِّمْ شَانَهٗ وَبَيِّنْ بُرْهَانَهٗ وَاَبْلِجْ

بزرگ کر شان ان کی اور ظاہر کر دلیل ان کی اور روشن کر

حُجَّتَهٗ وَبَيِّنْ فَضِيْلَتَهٗ وَتَقَبَّلْ شَفَاعَتَهٗ

حجت ان کی اور ظاہر کر فضیلت ان کی (حشر میں) اور قبول کر شفاعت

فِيْ اُمَّتِهٖ وَاسْتَعْمِلْنَا بِسُنَّتِهٖ يَا رَبَّ

ان کی امت میں اور عامل کر ہم کو ان کی سنت کا اے تمام جہانوں

الْعَالَمِيْنَ وَيَا رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

کے رب اور اے رب عرش عظیم کے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ

اے اللہ رحمت بھیج ہمارے سردار حضرت محمدؐ پر کہ وہ

الَّذِيْ صَلّٰى عَلَيْهِ رَبُّنَا فِيْ مُحْكَمِ

جن پر رحمت بھیجی ہمارے رب نے اپنی محکم

كِتَابِهٖ وَاَمَرَ اَنْ يُصَلّٰى عَلَيْهِ وَيُسَلَّمَ

کتاب میں اور حکم کیا کہ درود بھیجا جائے ان پر اور سلام

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ

رحمتیں اللہ کی ان پر اور انکی اولاد پر

وَاَزْوَاجِهٖ مَا انْهَلَّتِ الدِّيَمُ وَمَا

اور بیبیوں پر جب تک مینہ برستا رہے اور جب

جُرَّتْ عَلَى الْمُذْنِبِيْنَ اَذْيَالُ

تک کھینچے جائیں گنہگاروں پر دامن

الْكَرَمِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا وَّشَرَّفَ

بخشش کے اور سلام بھیجے سلام بھیجنا اور شرافت

وَكَرَّمَ ط اَللّٰهُمَّ احْشُرْنَا فِيْ

اور بزرگی۔ اے اللہ حشر کر ہمارا

زُمْرَتِهٖ وَتَحْتَ لِوَائِهٖ وَاسْقِنَا

حضرت انورؐ کے زمرہ میں اور ان کے جھنڈے کے نیچے اور پلا ہم کو

بِكَأْسِهٖ وَانْفَعْنَا بِمَحَبَّتِهٖ اٰمِيْنَ

ان کے پیالے سے اور نفع دے ہم کو ان کی محبت کا ، قبول کر

يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ط اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ

اے رب تمام جہانوں کے اے اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں

اَنْ تَغْفِرَلِيْ وَتَرْحَمَنِيْ وَتَتُوْبَ عَلَيَّ

تجھ سے کہ بخش دے مجھ کو اور رحم کر مجھ پر اور توبہ قبول کر میری

وَتُعَافِيَنِيْ وَاَنْ تَغْفِرَ لِوَالِدَيَّ وَ

اور عافیت میں رکھ مجھ کو اور یہ کہ بخش دے میرے ماں باپ کو اور

لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ

ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو اور مسلمان مردوں

وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ

اور مسلمان عورتوں کو جو ان سے زندہ ہیں اور جو فوت ہو گئے ہیں۔

وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْ اَزْوَاجِهِ الطَّاهِرَاتِ

اور راضی ہو اللہ حضورؐ کی بیبیوں سے جو پاکیزہ ہیں

اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْ

مائیں مسلمانوں کی اور راضی ہو اللہ ان کے

اَصْحَابِهِ الْاَعْلَامِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

سب یاروں برتر سے اور سب تعریف اللہ کیلئے ہے جو رب

الْعٰلَمِيْنَ ط

ہے سب جہانوں کا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَ

اے اللہ رحمت نازل فرما حضرت محمدؐ پر اور ان کی آل پر اور

صَحْبِهٖ وَسَلِّمْ كَثِيْرًا تَسْلِيْمًا طَيِّبًا

ان کے یاروں پر اور سلام بھیج کثرت سے سلام بھیجنا ایسا سلام کہ پاک ہو

مُبَارَكًا فِيْهِ جَزِيْلًا جَمِيْلًا دَائِمًا

برکت دی گئی ہو اس میں بزرگ ہو ، اچھا ہو ، ہمیشہ رہے

بِدَوَامِ مُلْكِ اللهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ

ساتھ ہمیشگی ملک خدا کے ۔ اے اللہ رحمت نازل فرما

عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

ہمارے سردار حضرت محمدؐ پر کہ نبی امی ہیں ۔

وَعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدِنِ الَّذِيْ هُوَ

اور آل حضرت محمد پر ، جو اعلیٰ ہیں ۔ ۔ ۔

اَبْهٰى مِنَ الْقَمَرِ التَّامِّ وَاَكْرَمُ

چودھویں رات کے چاند سے اور زیادہ سخی ہیں

مِنَ السَّحَابِ الْمُرْسَلَةِ وَالْبَحْرِ

بدلی سے ، جو بھیجی گئی ہے مینھ کے ساتھ اور زیادہ سخی ہیں

الْخَطُوْرِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا

دریائے بزرگ سے ۔ اے اللہ رحمت نازل فرما ہمارے سردار

وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِهٖ وَ

اور ہمارے مولا حضرت محمدؐ پر اور ان کی آل پر اور

اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ عَدَدَ اَنْفَاسِ

ان کی بیبیوں پر اور ان کی اولاد پر بشمار ان کی امت کے

اُمَّتِهٖ ط اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

سانسوں کے ۔ اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمدؐ پر

وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ

اور ان کے تابعوں پر جیسے رحمت بھیجی تو نے

عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

حضرت ابراہیم پر اور حضرت ابراہیم کے تابعوں پر

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط اَللّٰهُمَّ

تحقیق تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے ۔ اے اللہ

بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ

برکت اتار حضرت محمدؐ پر اور حضرت محمدؐ کے تابعوں پر

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى

برکت جیسے اتاری تو نے حضرت ابراہیم پر اور حضرت

آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

ابراہیمؑ کے تابعوں پر تحقیق تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا

پاکی بیان کر پروردگار اپنے، پروردگار عزت والے کی اس چیز سے

يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○

کہ بیان کرتے ہیں اور سلامتی ہے پیغمبروں پر

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اور سب تعریف واسطے اللہ رب العالمین کے ہے

تیری حدیث ہے اُمّ الکتاب کی تفسیر!
تری زباں بھی خدا کی زباں سے ملتی ہے
اسی سے ہوتی ہے تزئینِ گلشنِ ہستی
وہ بوئے گل جو ترے گلستاں سے ملتی ہے
(شہیر)

مکتبہ نعمانیہ، اردو بازار ——— گوجرانوالہ


میرے روحانی
تجربات و
مشاہدات
کمال الدین کمال سالارپوری
artech

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرے روحانی تجربات ومشاہدات

کمال الدین کمال سالارپوری

ادارہ سحر پبلی کیشنز
نزد مین گیٹ منصورہ ۔ ملتان روڈ لاہور PH:5435667

نام کتاب : میرے روحانی تجربات ومشاہدات

نام مصنف : کمال الدین کمال سالارپوری

ناشر : مکتبہ [illegible] لاہور

منتظم اذان سحر پبلی کیشنز لاہور

[illegible] : [illegible]

[illegible] : [illegible]مبر 2004ء

قیمت : 30 روپے

فہرست

دیباچہ	9
اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ کے اوصاف	10
نماز کی پابندی لازم ہے	14
اللہ کے اسم ذات کے متعلق عمل	14
اگر اولاد نہ ہوتی ہو......	15
شیر خوار بچوں کے علاج	16
کلمہ شریف کا تعویذ	16
کلمہ شریف کے تعویذ کا عامل بننے کی شرط	16
بیٹے کے لئے تعویذ	17
اگر جنات تنگ کرتے ہوں......	17
اگر حمل ضائع ہو جاتے ہوں......	18
زندگی کے جملہ مسائل کے لئے ایک نہایت موثر اور آسان وظیفہ	18
اس جوان بیٹی کا تذکرہ جو سال بھر سے ماں باپ بھائی کی محبت سے محروم تھی	19

یہ خاتون دورے میں ہوش وحواس کھو بیٹھتی تھیں	19
اگر جنات کے مریض کا علاج مقصود ہے.....	20
روحانی عاملوں میں لٹیرے بکثرت داخل ہو چکے ہیں!	21
ایسے عاملوں سے بچیں!	21
یہ عامل پھر مریض کی جان نہیں چھوڑتا	21
جنات کے سائے سے علاج کے لئے بھینس بطورنذرانہ	21
ایک عورت بھی اس لوٹ مار میں مصروف ہے!	22
روحانی مسائل کیوں گھیرتے ہیں؟	22
جنات کی حاضری کا عمل	22
ہر قسم کے جسمانی درد کا علاج	23
جنات کے سائے کے علاج کے لئے عمل حاضرات کا طریقہ	24
اللہ کے اسماء پر عامل ہونے کا طریقہ	25
جسمانی درد کا علاج	30
عمل سورۂ جن	31
سورۂ البقرہ کا عمل	31
سورۃ اخلاص کا	35
آیۃ الکرسی کا وظیفہ	36
سورہ فاتحہ کا عمل	36
آج تک استاد محترم کی نصیحت پر کاربند ہوں!	37
میری زندگی کا سب سے خوفناک روحانی علاج	37
سورہ والضحیٰ کا عمل	38
سورۃ الم نشرح اور سورۃ والتین کا عمل	41
داڑھ یا دانتوں میں درد ہو تو	42
سردرد کے خاتمے کے لیے	42

فقر اور تنگی معاش سے نجات کے لیے	43
سفلی جادو اور ٹونے کے علاج کے لیے	43
میری روحانی زندگی کے عجیب حالات وتجربات	44
جب نوجوان مریض کو اس کے گھر والے رسوں میں باندھ کر لائے!	46
ان جنات کا علاج جنہوں نے پورے گھر پریشان کر رکھا تھا	46

عرض ناشر

ہمارے معاشرے میں بے دینی نے جس تیزی سے فروغ حاصل کیا ہے اور وہ جس طرح افراد کی زندگیوں میں، جڑوں تک اتر گئی ہے، اس کا ایک نہایت تلخ نتیجہ قسم قسم کے روحانی و جسمانی امراض کی صورت میں سامنے آ رہا ہے۔ لوگ مال و جان کے دوہرے عذاب میں مبتلا ہیں۔ جانیں مصیبت میں مبتلا ہیں اور مال و دولت پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے لیکن پھر بھی کوئی سکون نہیں، مسائل بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور ان کی روک تھام کے لئے سنجیدہ کوشش کے لئے کوئی تیار نہیں ہے۔ حالانکہ اگر انسان اللہ سے لو لگا لے اور اپنی زندگی اس کی اطاعت میں دے دے تو تمام روحانی امراض سے نجات پا سکتا ہے۔ زیر نظر کتاب ان مسائل میں سے روحانی پریشانیوں کا ازالہ کرنے کی ایک کوشش ہے۔

جناب کمال الدین کمال سالار پوری کے یہ روحانی تجربات و مشاہدات' اس سے قبل" اذان سحر ڈائجسٹ" میں قسط وار چھپتے رہے ہیں۔ اس سلسلہ مضامین کی اہمیت و افادیت اور ان کی جانب عامۃ الناس کے رجوع کو دیکھتے ہوئے انہیں کتابی صورت میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ امید ہے کہ جس نیک مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کتاب تیار کی گئی ہے، وہ بہ کمال پورا ہوگا اور قارئین اس سے کماحقہٗ فائدہ اٹھائیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اخلاص کے ساتھ اپنے دین اور اللہ کے بندوں کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

عباس اختر اعوان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

میرے عزیز بھائی عباس اختر اعوان صاحب نے جو" اذان سحر ڈائجسٹ" میں میرے عملیات کے واقعات کئی قسطوں میں شائع کیے تھے اور جنہیں وہ اب کتابی صورت میں شائع کر رہے ہیں۔ اس کیلئے ان کا اصرار ہے کہ دیباچہ بھی ہونا چاہئے۔ چنانچہ اس مختصر کتاب کے لئے یہ چند سطری دیباچہ لکھ رہا ہوں۔

میں نے ان صفحات میں روحانی عملیات کے وہ آسان ترین نسخے لکھے ہیں جنہیں کوئی بھی مسلمان مرد و عورت خود کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ نماز پنجگانہ کی پابندی کے ساتھ حلال رزق کا بھی اہتمام کرے اور اپنی پوری زندگی کو اسلام کے سانچے میں ڈھالنے کی سعی کرتا رہے۔ وظائف کرنے والوں کو میری طرف سے یہ بھی اجازت ہے کہ خلق خدا کی بھلائی کے لیے ان عملیات اور تعویذات کے ذریعہ غریب و پریشان حال لوگوں کا علاج کرے۔ لیکن یہ علاج فی سبیل اللہ کیا جائے، اسے روزگار کا ذریعہ نہ بنائے۔

چونکہ بدقسمتی سے مسلمانوں نے دین سے عملاً بغاوت کر دی ہے اور اسی وجہ سے شیاطین نے اکثر گھروں میں اپنے اڈے قائم کر لیے ہیں اور عورتوں اور بچوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا ہے، اس لیے روحانی بیماری ایک وبا کی شکل اختیار کرتی جا رہی ہے اور مساجد کے مولویوں نے بازار سے نقش سلیمانی خرید خرید کر لوگوں کا علاج شروع کر دیا ہے اور پھر لوگوں سے ہدیہ کے نام پر ایک ایک تعویذ کے سینکڑوں بلکہ پانچ پانچ سو روپے وصول کر رہے ہیں۔ اخباروں میں اور رسالوں میں بڑے بڑے اشتہار دے کر مریضوں کو اپنے پاس بلا کر ان کی جیبیں کاٹ رہے ہیں۔ اس فتنہ سے لوگوں کو بچانے کے لیے یہ کتابچہ شائع کیا جا رہا ہے اور ہر شخص کو اجازت ہے کہ وہ ان تعویذات و عملیات سے خود بھی فائدہ اٹھائے اور غریب لوگوں کا بھی فی سبیل اللہ علاج کرے اور کسی قسم کا کوئی ہدیہ وصول نہ کرے۔ اگر کسی مریض کے علاج میں کوئی دقت پیش آئے تو راقم سے بذریعہ فون مشورہ کر لے۔ رابطے کے لئے فون نمبر 04951-386039 ہے۔

کمال سالار پوری

اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ کے اوصاف

نمبر	اسم	معنی	عدد	نوعیت
1	الملک	بااختیار بادشاہ	90	مشترک
2	القدوس	پاک ذات	170	جمالی
3	السلام	ہمیشہ قائم رہنے والا	131	جمالی
4	المومن	بے خوف امن کرنے والا	136	جمالی
5	المہیمن	سچا شاہد	145	جمالی
6	العزیز	غالب	94	جمالی
7	الجبار	زورآور	206	جلالی
8	المتکبر	بڑائی والا	662	جلالی
9	الخالق	پیدا کرنے والا	731	جلالی
10	الباری	زمانہ کا خالق	213	مشترک
11	المصور	صورتیں بنانے والا	236	جمالی
12	الغفار	بخشنے والا	1281	جمالی
13	القہار	ظالموں پر قہر کرنے والا	306	جلالی
14	الوہاب	بخشنے والا	14	جمالی
15	الرزاق	روزی دینے والا	308	جمالی
16	الفتاح	کھولنے والا	489	جمالی
17	العلیم	سب کچھ جاننے والا	150	جمالی
18	القابض	قبض کرنے والا	902	جلالی
19	الباسط	کھولنے والا	72	جمالی
20	الرافع	بلند کرنیوالا	351	جمالی
21	الخافض	نیچے کردینے والا	1481	جلالی
22	المعز	عزت دینے والا	117	جمالی
23	السمیع	سب کچھ سننے والا	180	جمالی

نمبر	اسم	معنی	عدد	نوعیت
24	البصیر	دیکھنے والا	302	جمالی
25	الحکیم	صاحب حکمت	78	جلالی
26	العدل	منصف	104	مشترک
27	اللطیف	پاک ذات	129	جمالی
28	الخبیر	سب کچھ سے خبردار	812	جمالی
29	الرقیب	محافظ حقیقی	312	جمالی
30	المجیب	دعا قبول کرنے والا	95	جمالی
31	الواسع	بہت مہربان	137	جمالی
32	الحکم	کام سنوارنے والا	68	جمالی
33	الودود	نیکوں کو درست رکھنے والا	20	جمالی
34	المعظم	سب سے عظیم بزرگ	105	جمالی
35	الغفور	بخشنے والا	1286	جمالی
36	الشکور	شکر قبول کرنے والا	526	جمالی
37	العلی	برتر سے برتر	110	جمالی
38	الکبیر	سب سے بڑا	232	جمالی
39	الحفیظ	حفاظت کرنے والا	997	جمالی
40	المقیت	قوت دینے والا	75	جمالی
41	الحسیب	حساب کرنے والا	80	مشترک
42	الجلیل	عظمت والا	73	جلالی
43	الکریم	کرم کرنے والا	270	جلالی
44	المجید	بزرگی والا	57	جلالی
45	الباعث	بھیجنے والا رسولوں کا	573	مشترک
46	الشہید	مردوں کو زندہ کرنے والا	219	مشترک
47	الحق	سچا گواہ	108	جمالی
48	الحمید	سراہا گیا	62	جمالی

نمبر	اسم	معنی	عدد	کیفیت
49	المحصی	شمار کرنے والا	148	جمالی
50	المبدی	دوبارہ کرنے والا	56	جلالی
51	المعید	وعدہ کرنے والا	124	جلالی
52	المحی	زندہ کرنے والا	68	جمالی
53	الممیت	مارنے والا	490	جلالی
54	الحی	زندہ کرنے والا	68	جمالی
55	الواحد	اکیلا، واحد	14	جلالی
56	الاحد	اکیلا	13	جلالی
57	الصمد	پاک، بے نیاز	134	جلالی
58	القادر	طاقتور، مقدور والا	305	جلالی
59	المقتدر	قوی، تقدیر بنانے والا	477	جلالی
60	المقدم	سب سے قدیم موجود	846	جلالی
61	الاول	سب سے اول موجود ہونیوالا	37	جلالی
62	الآخر	آخر تک رہنے والا	1008	جلالی
63	الباطن	چھپا ہوا، پوشیدہ	62	جلالی
64	الظاہر	ظاہر وباہر	1106	مشترک
65	الوالی	وارث	47	مشترک
66	المتعالی	بزرگ وبرتر	551	مشترک
67	البر	بھلائی کرنے والا	202	جمالی
68	التواب	توبہ قبول کرنے والا	409	جمالی
69	المغنی	بے نیاز کرنے والا	1060	مشترک
70	المنعم	نعمت والا	200	مشترک
71	النعیم	نعمت دینے والا	170	جمالی
72	العفو	معاف کرنے والا	156	جمالی
73	الرؤف	مہربان، درگزر کرنے والا	280	جمالی

نمبر	اسم	معنی	عدد	کیفیت
74	مالک الملک	مخلوق کا مالک	212	جلالی
75	ذوالجلال	صاحب جلال	801	جلالی
76	والاکرام	بزرگی والا	299	جلالی
77	الرب	پالنے والا	202	جمالی
78	المقسط	انصاف کرنے والا	209	جمالی
79	الجامع	اکٹھا کرنے والا	114	مشترک
80	الغنی	بے پرواہ	1100	جمالی
81	المعطی	عطا کرنے والا	129	جمالی
82	المانع	روکنے والا	161	جلالی
83	الضار	ضرر کرنے والا	2002	جلالی
84	النور	روشن کرنے والا	256	مشترک
85	الهادی	ہدایت دینے والا	256	جمالی
86	النافع	نفع دینے والا	201	جمالی
87	البدیع	نیا پیدا کرنے والا	86	مشترک
88	الباقی	باقی رہنے والا	113	جمالی
89	الوارث	میراث والا	707	جلالی
90	الرشید	ہدایت دینے والا	514	مشترک
91	الصبور	بدلہ لینے میں صبر کرنے والا	296	جلالی
92	القوی	سب سے طاقتور	116	جلالی
93	الوکیل	کارساز	69	جمالی
94	المتین	زبردست توانا	500	جلالی
95	الوالی	نیکوں کا مددگار	46	جمالی

سورہ جن روحانی علاج کے سلسلہ میں بہت اہم ہے۔ جو شخص اس کا عامل بننا چاہتا ہو اسے ہر وقت درود شریف اور اللہ کے اسماء کے ذکر کے ساتھ روزانہ رات کو ایک وقت متعینہ پر اس سورت کا ورد و شریف پڑھ کر جس جگہ بیٹھے وہاں حصار کھینچے۔ یعنی آیت الکرسی کے ساتھ سورہ جن بھی حصار کھینچنے کے

دوران پڑھے اور یہ سورہ ایک سوایک بار پڑھے۔ یہ اکیس روز کا عمل ہے۔

وقت اور تعداد کی پابندی اکیس روز ہے۔ پھر روزانہ ایک بار کسی وقت بھی پڑھ لیا کرے۔ ان شاء اللہ عامل ہو جائے گا۔ پھر ان مریضوں کو جنہیں جنات تنگ کرتے ہوں' یہ سورہ پڑھ کر دم کر کے دے دے۔ اگر مریض عامل کے پاس ہو تو اس پر دم بھی کر دے۔ یہ پانی گیارہ روز دم کر کے مریض کو پلایا جائے، ان شاء اللہ مریض صحت یاب ہو جائے گا۔

اللہ کے اسمائے گرامی میں سے جلالی صفت والے اسماء کو الگ لکھ کر جنات زدہ مریضوں کے لئے کام میں لاسکتا ہے۔

عام مریضوں کے لئے اللہ کے سناتی نام حسن کی تاثیر جمالی ہے' انہیں پڑھ کر پانی پر دم کر کے پلایا بھی جائے اور دم بھی کر دیا جایا کرے۔

جن مریضوں کے حالات میں کبھی جنات کے اثرات دکھائی دیں اور کبھی عام مریض معلوم ہوں، ان کو اللہ کے ان اسماء کو پڑھ کر، جن اسماء کی صفت مشترک ہے، پانی بھی دیا جائے اور دم بھی کیا جائے۔ ان شاء اللہ فائدہ ہوگا۔

نماز کی پابندی لازم ہے!

تمام مریضوں کو نماز کی پابندی کی سختی سے تاکید کی جائے۔ مریض اور ان کے لواحقین سے سے پہلے یہ پوچھا جائے کہ مریض نماز پڑھتا ہے یا نہیں؟

اگر نہ پڑھتا ہو تو سختی سے نماز کی تاکید کی جائے۔ یہ تعویذ بھی باندھنے کے لئے دیا جائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قل	ھواللہ	احد	اللہ الصمد
ھواللہ	احد	اللہ الصمد	لم یلد
احد	اللہ الصمد	لم یلد	ولم یولد
اللہ الصمد	لم یلد	ولم یولد	ولم یکن لہ کفوا

اللہ کے اسم ذات کے متعلق عمل

حسب ذیل انداز میں ایک گول دائرہ فل سکیپ کاغذ پر بنایا جائے جو بہت نمایاں ہو۔

اللہ

اسے ایک کمرے میں جو آپ کا اپنا کمرہ ہو اس میں دیوار پر ڈیڑھ فٹ زمین سے اونچا چسپاں کر دیا جائے اور روزانہ ایک متعین وقت پر اس پر نظر رکھی جائے۔ جس مصلے پر آپ بیٹھیں، وہ دیوار سے ایک فٹ کے فاصلے پر ہو۔ پلک کم سے کم جھپکیں۔ یہ عمل روزانہ جاری رہے اور وقت میں بتدریج اضافہ کیا جاتا رہے۔

ایک روز کے بعد ہی اللہ کے لفظ سے روشنی کی کرنیں نکلتی معلوم ہوں گی اور غائب ہوتی رہیں گی۔ جب یہ عمل جاری رہے گا تو ہفتہ عشرے میں کرنیں غائب نہ ہوں گی۔ جب بھی دیکھیں گے، کرنوں کا ہالہ سا معلوم ہوگا۔ یہاں تک کہ ایک دن ایسا آجائے گا کہ روشنی اتنی تیز ہو جائے گی کہ جیسے سورج کی روشنی ہوتی ہے۔ جب اس کی طرف دیکھنا ممکن نہ رہے تو جان لیں کہ عمل مکمل ہو گیا۔ پھر آپ جس مرض کے لئے بھی دم کر کے پانی پلائیں گے اور مریض پر بھی **اللہ حافظ' اللہ شافی' اللہ کافی** پڑھ کر دم کریں گے تو مفید ثابت ہوگا۔

اگر اولاد نہ ہوتی ہو......

جن لوگوں کے گھر اولاد نہیں ہوتی، وہ اس بات کو چیک کرالیں کہ دونوں میاں بیوی صحت مند ہیں۔ میاں کی مردانہ قوت ٹھیک ہے اور بیوی کے ماہانہ حیض میں کوئی خرابی تو نہیں ہے۔ اگر خرابی ہے تو اس کا طبی علاج کروائیں پھر بھی بچے نہ ہوں تو پھر وہ **اَللّٰہُ مُعْطِیْ اَللّٰہُ قَادِرٌ اَللّٰہُ شَافِیْ** کی روزانہ تین تسبیح سونے سے پہلے ایک وقت مقررہ پر اکیس روز پڑھے۔ کوشش کرے کہ باوضو رہے اور دن میں اللہ کے ذکر میں مشغول رہے۔ ان شاء اللہ، انہیں اللہ کی جناب سے بچہ عطا ہوگا۔ اگر خدانخواستہ پہلے اکیس دن میں مراد پوری نہ ہو تو دس گیارہ روز کا ناغہ کر کے پھر اکیس دن اسی عمل کو دہرائیں۔ امید ہے کہ ان کی اہلیہ حاملہ ہوگی۔ اگر خدانخواستہ دوسرے مرحلہ میں بھی امید بر نہ ہو تو گیارہ دن کے ناغہ کے بعد تیسری بار بھی عمل دہرائیں۔ وظیفہ سے فراغت کے بعد بارگاہ رب العالمین میں رو رو کر اپنے مقصد کے لئے دعا بھی روزانہ مانگیں۔ تیسری بار بھی اگر مراد بر نہ آئے تو صبر کریں کہ شائد اسی میں بہتری ہو۔

شیر خوار بچوں کے علاج

شیر خوار بچے اگر بیمار ہو جائیں تو ان کو موسم کے اثرات سے بھی بچانے کا اہتمام کریں۔ طبی امداد بھی دیں اور یہ نقش ان کے گلے میں لکھ کر ڈال دیں۔ ان شاء اللہ بچہ محفوظ رہے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۳	۳	۲۴	۷
۱۲۳	۶۱	۳۲	۱۷
۱۴۴	۷۱	۱۳۴	۱۸
۱۲	۹	۹	۳

لایرون فیھا شمسًا و لا زمھریرا

کلمہ شریف کا تعویذ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا	الہ	الا	اللہ
الہ	الا	اللہ	محمد
الا	اللہ	محمد	اللہ
اللہ	محمد	رسول	اللہ

کلمہ شریف کے تعویذ کا عامل بننے کی شرط

اس تعویذ کا عامل ہونے کے لئے ضروری ہے کہ صبح نماز فجر اور تلاوت قرآن پاک سے فراغت کے بعد ایک وقت متعینہ پر کم از کم پندرہ تعویذ لکھے اور ایک ہفتے کے بعد ان تعویذوں کو آٹا گوندھ کر پانچ پانچ تعویذ آٹے کی ایک گولی میں بند کر دے۔ پھر ان سب گولیوں کو دریا یا ایسے تالاب میں جہاں مچھلیاں ہوں' ڈال دے تا کہ مچھلیاں ان گولیوں کو کھا جائیں۔ کم از کم ایک ہزار تعویذ اس طرح لکھ کر جب دریا یا تالاب کی نذر کرے گا تو عامل ہو جائے گا۔ پھر جس مریض کو لکھ کر دے گا' ان شاء اللہ صحت ہو گی ... لکھنے میں اعداد طاق کو محفوظ رکھنا چاہئے۔

پینے کے لئے تعویذ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۸	۱	۶
۳	۵	۷
۴	۹	۲
	بحق یا سبوح	

اس تعویذ کو بھی کلمہ شریف والے تعویذ کے ساتھ اسی مقدار میں لکھتے رہیں اور ساتھ ہی آٹے کی گولیوں میں رکھ کر دریا یا تالاب میں ڈالتے رہیں۔ جس مریض کو کلمہ شریف والا تعویذ باندھنے کے لئے دیا جائے' اسے پینے کے لئے بھی یہ تعویذ دیا جائے اور ہدایت کر دی جائے کہ کم از کم گیارہ روز جب بھی پانی پئیں، اس تعویذ کے دو قطرے گلاس میں پانی ملا کر پیا جائے۔ بغیر یہ قطرے ملائے یہ پانی نہ پیا جائے۔ نہانے کے پانی میں بھی دو قطرے ملائے جائیں۔

اگر جنات تنگ کرتے ہوں......

اگر کسی مریض کو جنات تنگ کرتے ہوں یا جادو ٹونے وغیرہ کے اثرات بہت زیادہ محسوس ہوں، یہاں تک کہ کلمہ والے تعویذ اور پینے والے تعویذ کے استعمال سے بھی پوری طرح مریض صحت یاب نہ ہوں تو پھر اسے یہ تعویذ جس میں شیاطین کے نام ہیں، لکھ کر دیا جائے کہ مریض اسے سرہانے کے غلاف میں رکھ لے اور رات کو سوتے وقت سر سے پاؤں کے تلوؤں تک پورے جسم پر پھیر کر پھر سرہانے میں رکھ دے۔ اس طرح تین روز کرے اور پھر اسے چولہے میں جلا دے۔ اگر ضرورت محسوس ہو تو پھر ایک تعویذ لکھ کر دیا جائے۔ اسے پانچ دن اسی طرح استعمال کر کے جلا دیا جائے۔ تعویذ کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ اس سرہانے کو بچوں کو استعمال نہ کرنے دیا جائے تا کہ کہیں بے خیالی میں سرہانے سے نیچے نہ گر جائے اور پھر ضائع ہو جائے۔ تعویذ یہ ہے:

ابلیس	فرعون	ہامان
قارون	نمرود	شداد
ضحاک	لعنہم	اجمعین

اگر حمل ضائع ہوجاتے ہوں......

جن خواتین کے حمل ضائع ہو جاتے ہیں' ان کے لئے جب حمل پیٹ میں ڈیڑھ یا پونے دو ماہ کا ہوتو اس وقت اس کا ناپ لے کر ریشمی دھاگے کے اکتالیس دھاگے اس کے ناپ کے برابر لے لئے جائیں۔ پھر ان پر درود شریف گیارہ مرتبہ' سورہ فاتحہ گیارہ مرتبہ اور آیت الکرسی گیارہ مرتبہ پڑھ کر ایک سرے سے چند انچ پر گرہ لگا کر دم کر دے۔ پھر اتنے ہی فاصلے پر درود شریف، سورہ فاتحہ اور آیت الکرسی اسی تعداد میں پڑھ کر دوسری گرہ لگا کر دم کرے۔ اسی طرح عمل کرتے ہوئے گرہ لگاتا جائے اور دم کرتا جائے۔ سات گرہ اس گنڈے پر لگانی ہیں اور یہ گنڈہ مذکورہ خاتون کو باندھنے کے لئے دیا جائے۔ یہ قمیض اور بنیان کے نیچے رہے۔ نہاتے وقت اسے اتار کر رکھ دیں اور نہا کر پھر پہن لیں۔ اس گنڈے میں کلمہ شریف کا تعویذ بھی باندھنے کے لئے دے دیا جائے۔ امید ہے حق تعالیٰ اپنا کرم کرے گا اور حمل ضائع نہ ہوگا ان شاء اللہ۔

مذکورہ خاتون کو تاکید کر دی جائے کہ نماز روزہ کی سختی سے پابندی کرے اور اپنی زندگی کا اسلام کے سانچے میں ڈھال کر گزارنے کی سعی کرے۔ اپنے مالک اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی کرے اور اس سے ہر نماز کے بعد گڑگڑا کر دعا کرتی رہے۔

جب اللہ کرم کر دے اور بچہ صحیح سلامت پیدا ہو جائے تو یہ گنڈہ اس بچہ کے گلے میں ڈال دیا جائے۔

زندگی کے جملہ مسائل کے لئے ایک نہایت موثر اور آسان وظیفہ

درود شریف گیارہ مرتبہ
سورہ فاتحہ گیارہ مرتبہ
آیت الکرسی گیارہ مرتبہ
آیت الکریمہ گیارہ مرتبہ
سورہ قل اعوذ برب الفلق گیارہ مرتبہ
قل اعوذ برب الناس گیارہ مرتبہ

اس طرح کہ بسم اللہ پڑھ کر قل اعوذ برب الفلق شروع کرے اور اذا حسد کے بعد بغیر بسم اللہ

پڑھے قل اعوذ برب الناس شروع کر دے۔ یعنی دونوں سورتوں کو ملا کر گیارہ مرتبہ پڑھے۔

آخر میں پھر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھے۔

یہ وظیفہ ہر مسئلہ اور ہر مرض کے لئے مفید ہے۔ لیکن اس میں وقت کا تعین اور پابندی ضروری ہے۔ یہ وظیفہ اکیس روز ایک معین وقت پر پڑھا جائے اور روزانہ ختم کر کے اپنے اللہ سے گڑگڑا کر دعا کی جائے کہ یہ مرض اور یہ مسئلہ جو ہمیں درپیش ہے، اس کو تو اپنے کرم سے حل کر دے۔ میں نے بہت سے پریشان حال لوگوں کو اسے بتایا اور اللہ کے فضل وکرم سے سب ہی کو فائدہ ہوا ہے۔

اس جوان بیٹی کا تذکرہ جو سال بھر سے ماں باپ بھائی کی محبت سے محروم تھی

ایک ایسی نوجوان بچی جو تھرڈ ائیر کی طالبہ تھی اور نماز، روزہ، پردہ کی سختی سے پابندی کرتی تھی۔ اس کے والدین اور بھائی بہن ایک سال سے اس سے ناراض تھے اور سلام وکلام بند تھا۔ اور اس کو اس کی خطا سے بھی آگاہ نہیں کیا گیا تھا۔ مجھ سے ٹیلی فون پر بات ہوئی اور کہا کہ میں نہ تو آپ کو اپنا نام بتا سکتی ہوں، نہ اپنے والد کا نام۔ اگر آپ کوئی وظیفہ مجھے بتائیں تو لکھ کر لفافہ میں بند کر کے اوپر یہ لکھ دیں "ایک بیٹی کے لئے۔" اور اس لفافہ کو فلاں مقام پر پہنچا دیں۔ میں منگوا لوں گی۔ چنانچہ یہی وظیفہ لکھ کر اس بچی کو بھیجا۔ اس نے اسے شروع کرنے کی مجھے اطلاع دے دی۔ پندرہ روز کے بعد اس نے مجھے فون کیا کہ کچھ اثر نہیں ہوا۔ میں نے اسے جواب دیا اکیس روز مکمل کرو اس سے پہلے کوئی بات نہیں سنوں گا۔ بیس دن کے بعد اس نے فون پر بتایا کہ سارا ماحول تبدیل ہو گیا ہے اور والد صاحب فجر کی نماز پڑھ کر روتے ہوئے آئے اور آتے ہی مجھ سے لپٹ گئے۔ انہوں نے چھوڑا تو ماں لپٹ گئی۔ پھر بھائی بہنوں نے بھی اسی طرح کیا۔ میں نے بچی کو تاکید کی کہ وہ ماحول کی اس تبدیلی سے خوش ہو کر وظیفہ نہ چھوڑ دے۔ ایک روز رہتا ہے، اس پر بھی متعین وقت میں اسی طرح پڑھے۔ اس نے وعدہ کیا اور مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا کہ اللہ کریم آپ کو صحت اور زندگی سے نوازے رکھے۔ اگر مجھے زندگی میں پھر آپ کی مدد کی ضرورت پڑی تو آپ مجھے اسی طرح اپنی بیٹی سمجھ کر میرے ساتھ تعاون کریں گے۔

یہ خاتون دورے میں ہوش وحواس کھو بیٹھتی تھیں

گزشتہ سال (2001ء میں) کوئٹہ سے دو میاں بیوی بذریعہ ہوائی جہاز راولپنڈی آئے اور ٹیلی فون ایکسچینج سے تحریک اسلامی کا فون نمبر معلوم کر کے مجھ سے بات کی اور کہا کہ ہم علاج کے سلسلہ میں آئے

ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ دفتر تحریک ہے یہاں خواتین کو میں نہیں بلاتا۔ اس نے بتایا کہ میں ہزار ڈیڑھ ہزار میل دور سے آیا ہوں، یہاں میرا نہ کوئی ٹھکانہ ہے اور نہ کوئی عزیز، نہ کوئی واقف کار ہے۔ اس لئے میں کہاں ٹھہروں گا۔ میں نے اس کی مجبوری کے باعث اسے بلالیا' وہ ٹیکسی لے کر آ گئے۔ انہیں لائبریری والے کمرے میں بٹھا دیا گیا۔ باورچی سے چائے اور بسکٹ منگوا کر انہیں ناشتہ کرایا۔ پھر ان سے حالات پوچھے۔ انہوں نے بتایا کہ چار سال سے میری بیوی کو روزانہ بے ہوشی کے دورے پڑتے ہیں۔ اس پر دورہ 9/10 گھنٹے ہوتا ہے۔ اس دورے کے دوران پیشاب پاخانہ بھی نکل جاتا ہے۔ ہم نے ڈاکٹروں، مولویوں اور پیروں سے علاج میں اسی ہزار روپے خرچ کر دیے ہیں لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا ہے۔ ہمارے ایک واقف کار نے آپ کا پتہ بتایا ہے اس لئے ہم آپ کے پاس آئے ہیں۔ راقم نے سب سے پہلے انہیں نماز کی تاکید کی اور اپنی پوری زندگی اسلام کے مطابق گزارنے کی نصیحت کی اور ان سے وعدہ لیا کہ وہ نماز کی پابندی کریں گے۔ پھر انہیں ایک نقش کلمہ شریف کا اور اس کے ساتھ پینے کے لئے اور مذکورہ وظیفہ ایک متعین وقت پر متعین تعداد میں پڑھنے کے لئے ہدایت کی اور کہا کہ ایک ہفتہ کے اندر ٹیلی فون پر بتائیں کہ تکلیف کا کیا حال ہے۔ وہ شام کی فلائٹ سے واپس چلے گئے۔ پانچ روز کے بعد ان کا فون آیا اور بتایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ چار سال میں پہلی مرتبہ پانچ دن خیریت سے گزرے ہیں اور کوئی دورہ نہیں پڑا ہے۔ راقم بھی ان کے لئے پڑھتا رہا اور دعا بھی کرتا رہا۔ اس طرح اللہ نے انہیں صحت عطا کر دی۔

انہوں نے ٹیلی فون پر بتایا کہ ہم آپ کو پینتیس ہزار روپے کا ڈرافٹ بھیج رہے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ پینتیس ہزار روپے مجھے بھیجنے کی بجائے کوئٹہ کے غریب اور یتیم بچوں اور بیوہ عورتوں اور فاقہ کش مزدوروں میں تقسیم کر دیں۔ مجھے بھی ثواب ملے گا اور آپ کو بھی۔

اگر جنات کے مریض کا علاج مقصود ہے......

درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھ کر سورہ جن کی ابتدائی آیتیں پڑھ لیں۔ پھر تین بار درود شریف پڑھ کر سورہ جن کی ابتداء سے چھ آیات پڑھی جائیں۔ پھر تین بار درود شریف پڑھ کر سورہ جن کی پہلی آیت سے نو آیات تک پڑھیں اور مریض پر دم کریں۔ پھر پندرہ منٹ کے بعد پھر اسی عمل کو دہرائیں۔ پھر تیسری بار پندرہ منٹ کے بعد پھر اسی عمل کو دہرائیں۔ امید ہے اللہ کرم کرے گا۔ اگر ایک دن کے عمل سے فائدہ

نہ ہو یا کم ہو تو تین روز متواتر ایک وقت پر کیا جائے۔ پھر بھی اگر پوری صحت نہ ہو تو ایک ہفتہ کے بعد پھر اس عمل کو پانچ روز تک کیا جائے۔ امید ہے کہ اگر جسمانی مرض نہیں ہے تو ان شاء اللہ صحت ہوگی۔

روحانی عاملوں میں لٹیرے بکثرت داخل ہو چکے ہیں!

روحانیت ایک علم ہے جسے ایک مومن ومسلم اپنی عاقبت سنوارنے کے لیے حاصل کرتا ہے اور اللہ کی مخلوق کو فائدہ پہنچانے اور ان کی خدمت فی سبیل اللہ کر کے اپنی آخرت کی فلاح حاصل کرنے کی سعی کرتا ہے۔ لیکن اب ہماری عاقبت فراموشی اور دنیا طلبی کا یہ حال ہے کہ بیشتر لوگ جو تعویذ گنڈے کا کام کرتے ہیں، اس علم کی ابجد سے بھی واقف نہیں۔ بازار سے نقش سلیمانی یا کسی قسم کی تعویذ گنڈے کی کتاب خرید کر یہ کام شروع کر دیتے ہیں اور لوگوں کو لوٹتے اور اپنی عاقبت تباہ کرتے ہیں اور یہ بات بالکل فراموش کر چکے ہیں کہ آخرت میں اس فریب کاری کی بڑی سنگین سزا دی جائے گی۔

......ایسے عاملوں سے بچیں!

ایک صاحب جو حافظ قرآن پاک بھی بتائے جاتے ہیں۔ وہ ہر اس شخص سے تین ہزار روپے طلب کرتے ہیں جو ان کے پاس علاج کے لیے جاتا ہے۔ ایک صاحب اپنی نوجوان بیٹی کو ان کے پاس لے گئے۔ اس حافظ نے بتایا کہ بچی پر جن مسلط ہو گئے ہیں۔ یہ کہہ کر بچی کو سامنے بٹھا کر کچھ پڑھنے لگا اور پھر بچی کے منہ پر زور سے تھپڑ مارا۔ بچی چیخ اٹھی۔ باپ نے کہا کہ حافظ! بس اب نہ مارنا، میں علاج نہیں کراتا۔ حافظ نے تین ہزار روپے طلب کیے۔ انہوں نے اڑھائی ہزار روپے دیے تو اس نے بڑی مشکل سے یہ رقم لی اور کہتا رہا کہ میں تو تین ہزار سے کم لیتا ہی نہیں۔

یہ عامل پھر مریض کی جان نہیں چھوڑتا

ایک اور "حاجی صاحب" کے متعلق بتایا گیا کہ اس کے پاس مریضوں کی لائن لگی رہتی ہے۔ وہ فیصل آباد میں رہتا ہے اور مریضوں کے مکمل پتے رجسٹر میں درج کرتا ہے اور ان سے رقوم وصول کرتا رہتا ہے۔ جو مریض ایک بار پھنس جاتا ہے، اسے نچوڑ لیتا ہے اور اگر وہ آنا چھوڑ دیتا ہے تو اس کے گھر بھی پہنچ جاتا ہے اور اپنا نذرانہ وصول کرتا ہے۔

جنات کے سائے سے علاج کے لئے بھینس بطور نذرانہ

فیصل آباد کے قریب واقع سمندری میں ایک عامل کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ وہ جنات کے مسئلہ کے حل کے لئے پریشان حال لوگوں سے ایک بھینس وصول کرتا تھا۔ جس دنیا کے لئے وہ اس قدر لوٹ مار کرتا رہا' اپنی زندگی کے دن پورے کر کے اس سے ہمیشہ کے لئے جاچکا ہے۔ البتہ جو مال ومتال وہ جمع کرتا رہا' اس پر دوسرے قابض ہیں۔

ایک عورت بھی اس لوٹ مار میں مصروف ہے!

راولپنڈی کے ایک مریض نے بتایا کہ فیصل آباد میں ایک عورت بھی یہ کاروبار کرتی ہے اور لوگوں سے خوب مال وصول کرتی ہے۔ میں خود تین چار ماہ تک جاتا رہا، لیکن جب جیب خالی ہوگئی اور مرض ختم ہونے کی جگہ بڑھ گیا تو چھوڑ دیا۔

یہ واقعات بطور مثال عرض کیے ہیں۔ ورنہ اب یہ کاروبار اتنا وسیع ہوگیا ہے کہ ہر بستی اور ہر قصبہ میں ایک سے زیادہ عامل مل جائیں گے۔ جنہوں نے تعویذ گنڈے کو مستقل پیشہ بنا رکھا ہے۔ اور لوٹ مار کا سلسلہ کھلے عام جاری ہے۔

روحانی مسائل کیوں گھیرتے ہیں؟

آج سے پچاس سال پیشتر ایسے مریض جن پر جنات کا سایہ یا بھوت پریت وجادوٹونہ ہو، دس بیس دیہات میں سال چھ ماہ میں کوئی ایک آدھ کہیں ہوتا تھا۔ آج ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے جس طرح اللہ کے دین سے اجتماعی بغاوت کا راستہ اختیار کرلیا ہے، اللہ نے بھی گویا شیاطین کو پوری چھوٹ دے دی ہے اور یہ حال ہوگیا ہے۔ اسی نوے فیصد گھروں میں اس مرض کے مریض پائے جاتے ہیں اور اسی وجہ سے مکار وعیار لوگوں نے اس کاروبار کو سب سے آسان اور نفع بخش دیکھ کر شروع کر دیا ہے۔

جنات کی حاضری کا عمل

اللہ کے اسمائے صفات پچھلی قسط میں دیئے گئے ہیں۔ ان کے سامنے ان کے خواص (جلالی، جمالی، مشترک) کے ساتھ اعداد بھی دیئے گئے۔ ان اعداد کے مطابق ایک وقت مقررہ پر باضو روزانہ سات اسمائے صفات کا ورد کریں۔ امید ہے دو ہفتہ میں یہ عمل مکمل ہو جائے گا۔ اس کے بعد یہ عمل اکیس روز کرے۔

☆ درود شریف ۱۱ مرتبہ۔

☆ سورہ جن کی ایک آیت، پھر بسم اللہ پڑھے اور سورہ جن شروع سے دو آیات تک پڑھے۔ پھر بسم اللہ پڑھے اور ابتدا سے تین آیات تک تلاوت کرے۔ پھر بسم اللہ سے ابتدا سے چار آیات تک تلاوت کرے۔ اس کے بعد پھر بسم اللہ سے شروع سے پانچ آیات کی تلاوت کرے۔ اسی طرح دس آیات تک کی تلاوت کرے۔ یہ سات روز کرے اور پھر آٹھویں روز درود شریف اور بسم اللہ سے ابتداء سے گیارہ آیات سے بیس آیات تک تلاوت کرے اور یہ عمل بھی ایک ہفتہ کرے۔ پندرہویں روز درود شریف اور بسم اللہ سے حسب معمول اکیس سے آخر تک اس عمل کو مکمل کرے۔ پھر اس کا عامل ہو جائے گا اور ان شاء اللہ جنات زدہ مریضوں کے علاج میں یہ سب سے موثر علاج ثابت ہوگا۔

مریض یا مریضہ کو دینی فرائض کی پابندی کرنے کی تاکید اور ہدایت کرے اور اپنے ان اعمال کو دینی دعوت کا ذریعہ بنائے اور مریض کے ذہن میں اس بات کو پورے یقین کے ساتھ بٹھائے کہ بیماری سے شفا اللہ کے دست قدرت میں ہے۔ اسے راضی کریں گے تو بیماری سے نجات ملے گی۔ اسے ناراض کر کے شفا مشکل ہے۔ عامل صرف بہانہ بنتا ہے یا ذریعہ۔ شفا اور صحت اللہ ہی عطا کرتا ہے۔

ہر قسم کے جسمانی درد کا علاج

جسم کے کسی بھی حصہ میں درد ہو، مندرجہ ذیل وظیفہ پڑھ کر ہاتھوں پر دم کرے، درد کی جگہ پھیرے اور پندرہ پندرہ منٹ کے وقفوں سے تین بار پھیرے، ان شاء اللہ درد سے نجات مل جائے گی۔ وظیفہ یہ ہے:

۱ درود شریف تین بار
۲ یا قاضی الحاجات تین بار
یا دافع البلیات تین بار
یا مجیب الدعوات تین بار
۳ آخر میں پھر درود شریف تین بار

عام چھوٹے بچے جو دودھ پیتے ہیں، ان کو تکلیف ہو تو ان کے لیے وظیفہ ہے۔

۱ درود شریف تین بار یا پانچ بار
۲ یا شافی انت الشافی تین بار یا پانچ بار
۳ یا کافی انت الکافی تین بار یا پانچ بار

۴ یاحافظ انت الحافظ تین بار یا پانچ بار

۵ آیۃ الکرسی ایک بار

بچے کی والدہ کو نماز کے بارے میں پوچھا جائے، اگر پابندی سے پڑھتی ہو تو اس سے کہہ دیں کہ وہ رات عشاء کے بعد درود شریف، سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی پڑھ کر روزانہ بچے پر دم کر دیا کرے۔ اگر نماز نہ پڑھتی ہو تو نماز کی تاکید کریں۔

جنات کے سائے کے علاج کے لئے عمل حاضرات کا طریقہ

اگر عامل محسوس کرے کہ مریض پر واقعی جنات کا سایہ ہے اور کلمہ شریف کے تعویذ اور پینے والے تعویذ سے بھی بیماری دور نہ ہو تو پھر اس کے لئے عمل حاضرات کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ مریض کا جسم بھی پاک صاف ہو اور باوضو بھی ہو۔ عامل بھی تازہ وضو کر کے عمل کے لیے تیار ہو۔

مندرجہ ذیل چیزیں منگائی جائیں:

۱ عطر کی شیشی۔

۲ مٹی کا کورا پیالہ جسے پانی نہ لگا ہو۔

۳ تلی کا تیل آدھا چھٹانک۔

۴ اگربتی نصف درجن۔

برفی اعلیٰ قسم کی ایک سیر پانچ چھٹانک ...لڈو اعلیٰ قسم ایک سیر پانچ چھٹانک......گلاب جامن یا اور کوئی تیسری مٹھائی ایک سیر پانچ چھٹانک......انگور اعلیٰ قسم ایک سیر پانچ چھٹانک......آم یا امرود اعلیٰ قسم ایک سیر پانچ چھٹانک......کھجور اعلیٰ قسم ایک سیر پانچ چھٹانک۔

ایک سفید کاغذ پر جس میں لکیریں نہ ہوں۔ حسب ذیل فلیتہ تحریر کریں:

بن عبداللہ کو تو ل پر انگلی سے تھوڑا سا عطر لگا کر مریض کو دے دیں۔ چراغ یعنی مٹی کے پیالے میں تلی کا تیل اتنا ڈال دیا جائے جس میں روئی بتی جل سکے۔ مریض دوزانو بیٹھے اور اس کے سامنے چراغ جلا کر رکھ دیا جائے اور اسے ہدایت کی جائے کہ فلیتہ دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر چراغ کے سامنے رکھے۔ اس طرح کہ بن عبداللہ پر لگا ہوا عطر سامنے ہو، عامل یہ عزیمت پڑھے۔ عزمت علیکم و اقسمت علیکم ملکان سلطان الجن و الانس زود حاضر شود بحق سلیمان بن داؤد علیھما ... کہ اگر واقعی جنات کا اثر ہے تو پانچ منٹ میں حاضر ہو کر مریض

کی زبان میں بات کرے گا۔ اسے توبہ کرائی جائے اور عمل ختم کر کے فلیتہ چراغ میں جلا دیا جائے۔ مٹھائی اور فروٹ غریب بچوں اور فاقہ کش گھرانوں میں تقسیم کرا دیئے جائیں۔ حاضرات کا یہ عمل ناگزیر حالات ہی میں کیا جائے۔ بلاوجہ نہ کیا جائے۔ اس کے مضر اثرات بھی ہو سکتے ہیں۔

اس سے پہلے سورہ جن پڑھ کر تین روز دم کر کے دیکھا جائے اور امید یہی ہے کہ مریض صحت یاب ہو جائے گا۔ سورہ جن سے پہلے گیارہ مرتبہ درود شریف اور تین بار آیۃ الکرسی پڑھی جائے۔ پھر سورہ جن کی گیارہ آیات پڑھ کر پھر سورہ فاتحہ اور درود شریف پڑھ کر پوری سورہ جن پڑھ کر دم کیا جائے۔

اللہ کے اسماء پر عامل ہونے کا طریقہ

جن اسمائے صفات کے سامنے جو اعداد درج کیے گئے ہیں، اتنی تعداد میں روزانہ اللہ کے ذاتی نام کے ساتھ ملا کر اسے پڑھا جائے۔ اس طرح کہ پہلے دن ایک وقت مقرر کر لیں پھر اکیس روز اسی وقت پر اور اسی مقدار میں پڑھیں۔ باوضو ہو کر بیٹھیں اور گیارہ مرتبہ پہلے درود شریف پڑھیں پھر شروع کریں:

۱...... اللہ الملک ۹۰ بار

۲...... اللہ القدوس ۱۷۰

۳...... اللہ السلام ۱۳۱

۴...... اللہ المومن ۱۳۶

۵...... اللہ المہیمن ۱۴۵

۶...... اللہ العزیز ۹۴

۷...... اللہ الجبار ۲۰۶

۸...... اللہ المتکبر ۶۶۲

۹...... اللہ الخالق ۷۳۱

آخر میں پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھیں اور اٹھ کر کھڑے ہوں۔ دوسرے روز ٹھیک اسی وقت پر باوضو ہو کر بیٹھیں اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھیں اور اسی طرح پڑھیں:

۱...... اللہ الباری ۲۱۴ بار

۲...... اللہ المصور ۳۳۶

۳...... اللہ الغفار ۱۲۸۱

۴..... اللہ القہار ۳۰۶

۵..... اللہ الوہاب ۱۴

۶..... اللہ الرزاق ۳۰۸

۷..... اللہ الفتاح ۴۸۹

۸..... اللہ الحلیم ۱۵۰

۹..... اللہ القابض ۹۰۳

آخر میں پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھیں اور اٹھ کھڑے ہوں۔ تیسرے دن ٹھیک اسی وقت پر باوضو ہو کر بیٹھیں اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اللہ کے اسمائے گرامی پڑھیں۔

۱..... اللہ الباسط ۲۷ بار

۲..... اللہ الرافع ۳۵۱

۳..... اللہ الخافض ۱۴۸۱

۴..... اللہ المعز ۱۱۷

۵..... اللہ السمیع ۱۸۰

۶..... اللہ البصیر ۳۰۲

۷..... اللہ الحکیم ۷۸

۸..... اللہ العادل ۱۰۴

۹..... اللہ اللطیف ۱۲۹

آخر میں پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھیں اور اٹھ کھڑے ہوں۔ چوتھے روز ٹھیک اسی وقت پر باوضو ہو کر بیٹھیں اور اللہ کے اسمائے گرامی شروع کرنے سے پہلے گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھیں پھر شروع کریں۔

۱..... اللہ الخبیر ۸۱۲ بار

۲..... اللہ الرقیب ۳۱۲

۳..... اللہ الحسیب ۹۵

۴..... اللہ الواسع ۱۳۷

۵..... اللہ الحکم ۶۸

۶..... اللہ الودود ۲۰

۷..... اللہ معظم ۱۰۵۰

۸..... اللہ الغفور ۱۴۸۶

۹..... اللہ الشکور ۵۲۶

آخر میں پھر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھ کر اٹھ کھڑے ہوں۔ پھر پانچویں روز ٹھیک اسی وقت باوضو ہو کر بیٹھیں اور ان اسمائے گرامی کو پڑھیں:

۱..... اللہ العلی ۱۱۰ بار

۲..... اللہ الکبیر ۲۳۲

۳..... اللہ الحفیظ ۹۹۸

۴..... اللہ المقیت ۵۵۰

۵..... اللہ الحسیب ۸۰

۶..... اللہ الجلیل ۷۳

۷..... اللہ الکریم ۴۷۰

۸..... اللہ المجید ۵۷

۹..... اللہ الباعث ۵۷۳

آخر میں پھر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھیں اور اٹھ کھڑے ہوں۔ پھر چھٹے روز ٹھیک اسی وقت پھر باوضو ہو کر بیٹھیں اور ان اسمائے گرامی کا ورد کریں۔

۱..... اللہ الشہید ۳۱۹ بار

۲..... اللہ الحق ۱۰۸

۳..... اللہ الحمید ۴۲

۴..... اللہ المحصی ۱۴۸

۵..... اللہ المبدی ۵۶

۶..... اللہ المعید ۱۴۳

۷..... اللہ الحی ۶۸

۸..... اللہ الممیت ۴۹۰

۹..... اللہ الحی ۶۸

آخر میں پھر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھیں اور اٹھ کھڑے ہوں۔ پھر ساتویں روز ٹھیک اسی وقت پھر باوضو ہو کر بیٹھیں اور ان اسمائے الٰہی کا ورد کریں:

۱..... اللہ القیوم ۱۵۶ بار

۲..... اللہ الواحد ۱۴

۳..... اللہ الصمد ۱۳۴

۴..... اللہ القادر ۳۰۵

۵..... اللہ المقتدر ۷۴۴

۶..... اللہ المقدم ۱۸۴

۷..... اللہ المؤخر ۸۴۶

۸..... اللہ الاول ۳۷

۹..... اللہ الآخر ۱۰۰۸

پھر آٹھویں روز ٹھیک اسی وقت پھر باوضو ہو کر بیٹھیں اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اللہ کے ان اسمائے گرامی کا ورد کریں:

۱..... اللہ الباطن ۶۲ بار

۲..... اللہ الظاہر ۱۱۰۶

۳..... اللہ الوالی ۴۷

۴..... اللہ المتعالی ۵۵۱

۵..... اللہ البر ۲۰۲

۶..... اللہ التواب ۴۰۹

۷..... اللہ المغنی ۱۰۶۰

۸..... اللہ المنعم ۲۰۰

۹..... اللہ المنتقم ۱۷۰

آخر میں درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھ کر اٹھ کھڑے ہوں۔ پھر نویں روز ٹھیک مقررہ وقت پر باوضو ہو کر بیٹھیں اور اللہ کے اسمائے گرامی کا ورد کریں:

۱..... اللہ العفو ۱۵۶ مرتبہ

۲..... اللہ الرؤف ۲۸۰

۳..... اللہ المالک الملک ۲۱۲

۴..... اللہ ذوالجلال ۸۰۱

۵..... اللہ ذوالاکرام ۲۹۹

۶..... اللہ الرب ۲۰۲

۷..... اللہ المقسط ۲۰۹

۸..... اللہ الجامع ۱۱۴

۹..... اللہ المغنی ۱۱۰۰

آخر میں درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھ کر اٹھ کھڑے ہوں۔ پھر دسویں روز ٹھیک مقررہ وقت پر باوضو ہو کر بیٹھیں اور اللہ کے اسمائے گرامی کا ورد کریں:

۱..... اللہ المعطی ۱۲۹ بار

۲..... اللہ المانع ۱۶۱

۳..... اللہ الضار ۱۰۰۱

۴..... اللہ النور ۲۵۶

۵..... اللہ الہادی ۲۵۶

۶..... اللہ النافع ۲۰۱

۷..... اللہ البدیع ۸۶

۸..... اللہ الباقی ۱۱۳

۹..... اللہ الوارث ۷۰۷

آخر میں درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھ کر اٹھ کھڑے ہوں۔ پھر گیارہویں روز ٹھیک متعینہ وقت پر

وضو ہو کر اور درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھ کر اللہ کے اسمائے گرامی کا ورد کریں:

۱...... اللہ الرشید	۵۱۴ مرتبہ
۲...... اللہ الصبور	۲۹۶
۳...... اللہ القوی	۱۱۶
۴...... اللہ الوکیل	۶۶
۵...... اللہ المتین	۵۰۰
۶...... اللہ الولی	۴۶

ان گیارہ دنوں کے اس عمل سے آپ عامل ہو جائیں گے۔ پھر جب جس بیمار پر بھی اللہ کے پاک اسمائے گرامی پڑھ کر دم کریں گے اللہ اسے شفا دے گا۔ ان شاء اللہ۔ اگر عامل محسوس کرے کہ مریض کو جادو ٹونہ یا جنات وغیرہ کا سایہ ہے تو اللہ کے جلالی اسماء میں سے کوئی سے گیارہ اسماء منتخب کر کے پہلے درود شریف اور آیۃ الکرسی پڑھ کر اللہ کے جلالی اسماء تین تین مرتبہ پڑھ کر مریض پر دم کریں اور دم صبح وشام تین روز کیا جائے، امید ہے مرض دور ہو جائے گا۔ ورنہ کمی ضرور آئے گی۔ اگر کمی ہو تو دم سات روز صبح وشام کیا جائے۔ مریض سے نماز کے بارے میں معلوم کر لیا جائے، اگر وہ نماز نہ پڑھتا ہو تو سے سخت تاکید کی جائے کہ وہ نماز پابندی سے پڑھا کرے، کیونکہ جس پروردگار نے ہمیں پیدا کیا ہے، اگر اسی سے بغاوت کر کے زندگی گزاریں گے تو ممکن نہیں ہے کوئی عامل اسے تندرست نہ کر سکے۔

جسمانی درد کا علاج

جسم کے کسی حصہ میں بھی درد ہوتا ہو، اس کے لیے ایک آسان ترین وظیفہ یہ ہے کہ شروع میں درود شریف سات مرتبہ پڑھیں اور پھر:

یا قاضی الحاجات	سات مرتبہ
یا دافع البلیات	سات مرتبہ
یا شافی الامراض	سات مرتبہ
یا ارحم الراحمین	سات مرتبہ

اور آخر میں سات مرتبہ درود شریف پڑھ کر درد والے حصہ پر دم کیا جائے اور پندرہ منٹ کے بعد پھر اسی طرح دم کیا جائے اور پھر پندرہ منٹ کے بعد تیسری مرتبہ دم کیا جائے۔ ان شاء اللہ درد ختم ہو جائے

گا۔ یہ عمل خود مریض کو یاد کرا دیا جائے اور وہ خود دم کر لیا کرے، صحت یاب ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ (یہ عمل پہلے سے بیان شدہ عمل سے مختلف ترتیب والا ہے۔)

عمل سورۂ جن:

باوضو ہو کر ایک جگہ بیٹھ جائے اور درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھ کر سورۂ جن کی سات آیات پڑھے اور پھر بسم اللہ پڑھ کر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھے۔ سورۂ جن پہلی آیت سے چودھویں آیت تک پڑھے۔ پھر بسم اللہ پڑھ کر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھے اور سورۂ جن پہلی آیت سے اکیس ویں آیت تک پڑھے اور پھر بسم اللہ پڑھ کر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر پہلی آیت سے اٹھائیس آیت تک پڑھے اور پھر بسم اللہ پڑھ کر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور پہلی آیت سے آخر تک پڑھ کر اللہ سے دعا مانگے۔ یہ عمل اکیس روز ایک مقررہ وقت پر کیا جائے۔ اکیس دن کے بعد عامل ہو جائے گا اور جس مریض پر جنات کا سایہ ہو اس پر دم کرے۔ صبح وشام تین روز دم کرنے سے مریض تندرست ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ

سورۃ البقرہ کا عمل

قرآن پاک کی دوسری سورہ بقرہ ہے۔ جو سب سے بڑی سورت ہے اور تقریباً اڑھائی پاروں پر مشتمل ہے۔ جس میں ۲۸۶ آیات اور ۴۰ رکوع ہیں۔ یہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ اس کے فیوض وبرکات بے انتہا ہیں۔ اگر کوئی شخص اس سورۂ پاک کا عامل ہو جائے اور پھر اس کی تلاوت کا روزانہ اتنا اہتمام کر سکے کہ کم از کم سات رکوع تلاوت کر لیا جائے تو اس کے گھر میں نہ جنات کا سایہ رہے گا، نہ کسی کا جادو چل سکے گا اور نہ ٹونہ۔

عمل کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دن ایک ایسا وقت مقرر کرے جس کی روزانہ پابندی کی جا سکے۔ یہ اکیس روز کا عمل ہے جو وقت اپنے حالات ومصروفیات کے پیش نظر مقرر کرے، اس پر باوضو ہو کر کسی مصلیٰ یا چٹائی پر بیٹھ کر پہلے گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے۔ پھر سورۃ البقرہ کی تین آیات پڑھے۔ اس کے بعد پھر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھے۔ گیارہ مرتبہ پڑھ کر ابتداء سے دوسرے رکوع تک تلاوت کرے۔ پھر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھے اور شروع سے تیسرے رکوع تک تلاوت کرے۔ اس کے بعد پھر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھے اور ابتداء سے چوتھے رکوع تک تلاوت کرے۔ اس کے بعد پھر درود شریف

گیارہ مرتبہ پڑھے اور ابتداء سے پانچویں رکوع تک تلاوت کرے۔ اس کے بعد پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر ابتداء سے تلاوت شروع کر کے چھٹے رکوع تک جائے۔ پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور ابتداء سے ساتویں رکوع تک تلاوت کرے۔ یہ پہلے دن کا وظیفہ مکمل ہو گیا۔ اب اٹھ کھڑا ہو اور مصلی یا چٹائی بھی اٹھا کر الگ رکھ دے۔

دوسرے روز وقت مقررہ پر باوضو ہو کر مقررہ جگہ پر بیٹھے۔ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر ابتداء سے تلاوت کرے اور پہلے رکوع تک جائے۔ پھر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھے اور ابتداء سے دوسرے رکوع تک تلاوت کرے۔ پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور ابتداء سے تیسرے رکوع تک تلاوت کرے۔ پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور ابتداء سے چوتھے رکوع تک تلاوت کرے۔ پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور ابتداء سے پانچویں رکوع تک تلاوت کرے۔ اس کے بعد گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور پھر ابتدائی سے چھٹے رکوع تک تلاوت کرے۔ پھر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھ کر ابتداء سے ساتویں رکوع تک تلاوت کرے۔ پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور ابتدائی سے آٹھویں رکوع تک تلاوت کرے پھر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھے اور ابتدائی سے نویں رکوع تک تلاوت کرے۔ پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور ابتدائی سے دسویں رکوع تک تلاوت کرے۔ پھر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھے اور ابتداء سے گیارھویں رکوع تک تلاوت کرے۔ اس کے بعد گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر ابتداء سے بارھویں رکوع تک تلاوت کرے۔ اس کے بعد گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور ابتداء سے تیرھویں رکوع تک تلاوت کرے۔ اس کے بعد پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور ابتداء سے چودھویں رکوع تک تلاوت کر کے اٹھ کھڑا ہو۔ دوسرے دن کا وظیفہ مکمل ہو گیا۔ مصلی یا چٹائی جو بھی ہو، اسے بھی سمیٹ کر الگ رکھ دے۔

تیسرے روز وقت مقررہ پر باوضو ہو کر بیٹھے اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر ابتداء سے سورۂ بقرہ پندرھویں رکوع تک تلاوت کرے۔ پھر درود شریف پڑھ کر ابتداء سے سولہویں رکوع تک تلاوت کرے۔ پھر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھ کر ابتداء سے سترھویں رکوع تک تلاوت کرے۔ پھر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھے اور ابتداء سے اٹھارھویں رکوع تک تلاوت کرے۔ پھر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھے اور ابتداء سے انیسویں رکوع تک تلاوت کرے۔ پھر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھے اور ابتداء سے بیسویں رکوع تک تلاوت کرے۔ پھر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھے اور ابتداء سے اکیسویں

رکوع تک تلاوت کرے اور اٹھ کھڑا ہو کہ تیسرے دن کا عمل مکمل ہو گیا۔ مصلی بھی اٹھا کر الگ رکھ دے۔

چوتھے روز وقت مقررہ پر باوضو ہو کر بیٹھے اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور پھر ابتداء سے بائیسویں رکوع تک تلاوت کرے۔ پھر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھے اور ابتداء سے تیئیسویں رکوع تک تلاوت کرے۔ پھر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھے اور ابتداء سے چوبیسویں رکوع تک تلاوت کرے۔ پھر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھے اور ابتداء سے پچیسویں رکوع تک تلاوت کرے۔ پھر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھے اور ابتداء سے چھبیسویں رکوع تک تلاوت کرے۔ پھر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھے اور ابتداء سے ستائیسویں رکوع تک تلاوت کرے۔ پھر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھے اور ابتداء سے اٹھائیسویں رکوع تک تلاوت کرے اور اٹھ کھڑا ہو۔ چوتھے روز کا عمل مکمل ہو گیا۔ مصلی وغیرہ بھی اٹھا کر الگ رکھ دے۔

پانچویں روز مقررہ وقت پر باوضو ہو کر بیٹھے اور درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھے اور آج انیسواں رکوع پڑھ کر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھ کر اٹھ کھڑا ہو کہ آج سے عمل صرف ایک رکوع تک ہی رہے گا۔

چھٹے روز وقت مقررہ پر باوضو ہو کر بیٹھے۔ حسب معمول درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھے اور پھر تیسویں رکوع کی تلاوت کر کے اٹھ کھڑا ہو۔ اٹھنے سے پہلے درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھے اور اللہ سے دعا بھی ناجزی کے ساتھ کرے کہ وہ نیک اعمال کی توفیق دیئے رکھے۔

ساتویں روز وقت مقررہ پر باوضو ہو کر بیٹھے اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اکتیسویں رکوع کی تلاوت کرے اور پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اٹھ کھڑا ہو۔ اٹھنے سے پہلے عاجزانہ دعا کا اہتمام کرتا رہے۔

آٹھویں روز وقت مقررہ پر باوضو ہو کر بیٹھے اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر بتیسویں رکوع کی تلاوت کرے اور پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اٹھ کھڑا ہو۔ اٹھنے سے پہلے عاجزانہ دعا کا کرنا نہ بھولے۔

نویں روز وقت مقررہ پر باوضو ہو کر بیٹھے اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر تینتیسویں رکوع کی تلاوت کرے اور پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اٹھ کھڑا ہو اور دعائے عاجزانہ کے ساتھ اٹھ کھڑا ہو اور مصلی بھی اٹھا کر الگ رکھ دے۔

دسویں روز وقت مقررہ پر باوضو ہو کر بیٹھے اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر چونتیسویں رکوع کی

تلاوت کرے اور پھر گیارہ مرتبہ درود شریف اور عاجزی اور انکساری کے ساتھ دعا کر کے عمل ختم کر کے اٹھ جائے اور مصلی بھی الگ رکھ دے۔

گیارہویں روز وقت مقررہ پر باوضو ہو کر بیٹھے اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر پینتیسویں رکوع کی تلاوت کرے اور پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے۔ اور عجز وانکساری کے ساتھ اپنے پروردگار سے اپنے حق میں اور تمام مسلمانوں کے حق میں اور جملہ انسانوں کے حق میں دعائے خیر کرے اور اٹھ کھڑا ہو۔ مصلی بھی اٹھا کر الگ رکھ دے۔

بارہویں روز وقت مقررہ پر باوضو ہو کر بیٹھے اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر چھتیسویں رکوع کی تلاوت سے فراغت کے بعد گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور پھر عاجزی کے ساتھ دعائے خیر کرے اور اٹھ کھڑا ہو۔ مصلی بھی اٹھا کر الگ رکھ دے۔

تیرہویں روز وقت مقررہ پر باوضو ہو کر بیٹھے اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر سینتیسویں رکوع کی تلاوت کرے۔ تلاوت سے فراغت کے بعد گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور دعائے خیر عجز وانکساری کے ساتھ مانگے۔ پھر اٹھ کھڑا ہو اور مصلی بھی اٹھا کر الگ رکھ دے۔

چودھویں روز مقررہ وقت پر باوضو ہو کر بیٹھے اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے۔ پھر اڑتیسویں رکوع کی تلاوت کرے اور آخر میں گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے۔ اور نہایت عجز وانکساری کے ساتھ اپنے پروردگار سے دعائے خیر مانگے۔ پھر اٹھ کھڑا ہو ور مصلی بھی اٹھا کر الگ رکھ دے۔

پندرھویں روز مقررہ وقت پر باوضو ہو کر بیٹھے اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے۔ پھر انتالیسویں رکوع کی تلاوت کرے۔ تلاوت سے فراغت کے بعد گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے۔ پھر نہایت عاجزی سے اپنے لئے اور پوری امت مسلمہ کی فلاح و بہبود کے لیے دعا مانگے۔ اور اٹھ کھڑا ہو۔ مصلی بھی اٹھا کر الگ رکھ دے۔

سولہویں روز وقت مقررہ پر مقررہ جگہ بیٹھ کر پہلے درود شریف پڑھے۔ درود شریف حسب معمول گیارہ مرتبہ پڑھے پھر چالیسویں رکوع کی تلاوت کرے اور آخر میں گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور پوری دل سوزی کے ساتھ اپنے اللہ سے اپنی اور پوری امت مسلمہ کے لیے دعائے خیر مانگے اور پھر اٹھ کھڑا ہو۔ مصلی بھی اٹھا کر الگ رکھ دے۔

سترھویں روز مقررہ وقت پر باوضو ہو کر بیٹھے اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے پھر پہلے دوسرے

رکوع کی تلاوت کرے۔ تلاوت کے بعد گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور پھر عجز وانکساری کے ساتھ اپنے خالق و مالک سے اپنی اور پوری ملت اسلامیہ کے لیے دعائے خیر مانگے۔ اور اٹھ کھڑا ہو۔ مصلی بھی اٹھا کر الگ رکھ دے۔

اٹھارہویں روز مقررہ وقت پر باوضو ہو کر بیٹھے اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے۔ پھر تیسرا اور چوتھا رکوع تلاوت کرے۔ آخر میں گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور پوری عاجزی وانکساری کے ساتھ اپنے لیے اور پوری امت اسلامیہ اور انسانیت کے لیے دعائے خیر کرے۔ پھر اٹھ کھڑا ہو اور مصلی بھی اٹھا کر الگ رکھ دے۔

پھر انیسویں روز مقررہ وقت پر باوضو ہو کر بیٹھے اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور پھر چوتھے اور پانچویں رکوع کی تلاوت کرے اور آخر میں گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور عاجزی کے ساتھ اپنے حوالے سے دعائے خیر کرے۔ اپنے لیے بھی اور پوری ملت کے ساتھ پوری انسانیت کے لیے دعائے خیر کرے۔ پھر کھڑا ہو اور مصلی بھی اٹھا کر الگ رکھ دے۔

بیسویں روز مقررہ وقت پر باوضو ہو کر بیٹھے اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور گیارہ مرتبہ آیت الکرسی پڑھ کر پھر چھٹے رکوع کی تلاوت کرے۔ اور آخر میں پھر گیارہ مرتبہ درود شریف اور آیت الکرسی پڑھے۔ پھر عاجزی کے ساتھ اپنے مالک و پروردگار سے دعائے خیر کرے اور اٹھ کھڑا ہو۔ مصلی بھی اٹھا کر الگ رکھ دے۔

اکیسویں روز مقررہ وقت اور جگہ پر باوضو ہو کر بیٹھے اور گیارہ مرتبہ درود شریف اور آیۃ الکرسی پڑھے۔ پھر ساتویں رکوع کی تلاوت کرے اور آخر میں پھر گیارہ مرتبہ درود شریف اور گیارہ مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھ کر اپنے پروردگار سے دعائے خیر کرے۔ اپنے لیے بھی، اپنی ملت اسلامیہ کے لیے بھی اور پوری انسانیت کی فلاح کے لیے بھی۔ یہ چونکہ وظیفہ کا آخری روز ہے اور اسی دن اللہ کا خصوصی کرم ہوتا ہے اس لیے جتنی بھی دعائیں مانگی جائیں، مانگے اور جتنا بھی خشوع وخضوع کا اظہار کیا جا سکے کرے۔ ان شاء اللہ آخری روز کی دعائیں مقبول ہوں گی۔

سورۃ اخلاص کا عمل

سورۃ اخلاص کا نقش ایک ہزار کی تعداد میں لکھ کر آٹے کی گولیاں بنا کر ہر گولی میں پانچ تعویذ رکھے اور ہر ہفتے جتنے نقش لکھے، آٹے کی گولیوں میں ڈال کر دریا میں ڈال دے تا کہ مچھلیاں انہیں کھا جائیں۔

اس کے بعد اس نقش کا عامل ہو جائے گا اور جس مرض کے لیے بھی اسے دے گا۔ان شاءاللہ مفید ثابت ہوگا۔ عامل کے لیے لازم ہے کہ ہر مریض کو نماز کی پابندی کی تاکید کرے اور حرام کمائی سے بچے اور حلال کمائی پر اکتفا کرے۔نقش یہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لم یلد	الصمد	الله	احد	هو الله	قل
ولم یولد	لم یلد	الصمد	الله	احد	هو الله
ولم یکن	ولم یولد	لم یلد	الصمد	الله	احد
له	ولم یکن	ولم یولد	لم یلد	الصمد	الله
کفواً	له	ولم یکن	ولم یولد	لم یلد	الصمد
احد	کفواً	له	ولم یکن	ولم یولد	لم یلد

آیۃ الکرسی کا وظیفہ

آیۃ الکرسی کا عامل بننے کے لیے متعلقہ شخص ایک وقت ایسا متعین کرے جس کی پابندی کر سکے۔یہ عمل اکتالیس روز کا ہے۔وقت معینہ پر باوضو ہو کر بیٹھے اور پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور آیت الکرسی تین سو مرتبہ پڑھے اور پھر آخر میں درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھ کر اٹھ کھڑا ہو۔اسی طرح روزانہ باوضو ہو کر یہ عمل دہراتا رہے۔درود شریف اول بھی گیارہ مرتبہ اور آخر میں بھی گیارہ مرتبہ پابندی سے پڑھے اور آیت الکرسی تین سو بار پڑھے۔اس تعداد سے نہ کم ہو، نہ زیادہ۔اکتالیس دن کے بعد عامل ہو جائے گا۔پھر جس مرض کے لیے بھی اسے استعمال کرے گا ان شاءاللہ مریض صحت یاب ہو جائے گا۔ اسے پڑھ کر مریض پر صبح شام دم بھی کر دیا کرے اور پانی پر بھی دم کر کے دے اور کم از کم گیارہ دن پانی پینے کی تاکید کرے۔ان گیارہ دنوں میں دم کیے ہوئے پانی کے علاوہ پانی نہ پیئے۔اس کی تاکید کر دی جائے۔

سورہ فاتحہ کا عمل

سورۂ فاتحہ کے لیے کسی وظیفہ کی ضرورت نہیں ہے۔اسے جب بھی موقع ملے دن رات میں اکیس بار پڑھ لیا کرے۔یہی عمل کافی ہے۔اس پہلی سورہ پاک کے بہت سے نام ہے جن میں سے ایک نام سورۃ

شفاء بھی ہے۔اس لیے ہر مریض پر دم کے لیے بھی یہ مفید ہے اور پانی پر دم کر کے پلانا بھی مفید ہے۔ مریض کو نماز کی پابندی کی تاکید کے ساتھ اس کو پڑھنے کی بھی تاکید کریں کہ وہ خود بھی پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کرے۔اپنے جسم کے اوپر ہاتھ پھیر لیا کرے۔اور جسم کے جس حصہ میں درد معلوم ہو وہاں خصوصی طور پر تین بار پڑھ کر دم کرنے سے فائدہ ہوگا۔یہ دم پندرہ پندرہ منٹ کے وقفے سے تین بار دم کرے۔

آج کل تعویذ گنڈوں کا کاروبار بہت چل رہا ہے۔بیشتر لوگوں نے اسے پیشہ بنا لیا ہے۔غریب مریضوں سے ٹھوک بجا کر پیسے وصول کرتے ہیں۔میری درخواست ہے کہ اسے پیشہ نہ بنایا جائے۔اللہ کی رضا کے لیے ہی خدمت کی جائے اور اللہ ہی سے دنیا اور آخرت کی فلاح طلب کی جائے۔اب تو دیواروں پر عاملوں نے مریضوں کو شرطیہ علاج کے اشتہار بھی لکھوا رکھے ہیں اور حال یہ ہے کہ ان اشتہاری عاملوں میں تقریباً اسی فیصد وہ لوگ ہیں جنہوں نے بازار سے نقش سلیمانی قسم کی کتابیں لے کر یہ کاروبار شروع کیا ہے۔

آج تک استاد محترم کی نصیحت پر کاربند ہوں!

میں نے یہ علم اپنے مرشد واستاد حضرت مولانا مفتی محمد محمود الوری رحمۃ اللہ علیہ سے باقاعدہ حاصل کیا۔پاکستان میں ایک اور بزرگ مولانا عطاء اللہ ہندی صاحب نے بھی از راہ کرم کچھ پڑھایا اور عمل کرایا۔دونوں بزرگوں نے نصیحت کی تھی کہ اسے ذریعہ روزگار نہ بنا لینا۔فی سبیل اللہ خدمت خلق کرو گے تو اثر بھی ہوگا اور آخرت کے اجر عظیم کے مستحق بھی ہو گے۔اللہ کا شکر ہے کہ میں نے پچاس برس سے فی سبیل اللہ ہی لوگوں کی خدمت کی ہے اور کسی سے کوئی ہدیہ یا معاوضہ نہیں لیا۔

میری زندگی کا سب سے خوفناک روحانی علاج

سب سے پہلا اور خوفناک ترین علاج میں نے اس وقت کیا جب میری عمر سترہ یا اٹھارہ سال کی تھی اور علم حاضرات کی تعلیم حاصل کر رہا تھا۔۱۹۴۴ء میں میں نے حضرت مفتی صاحب کے فرمان کے مطابق ریاست الور کے دیہات وقصبات کا دورہ کیا تھا۔ایک بزرگ چودھری مان خان صاحب نے اپنے اونٹ پر بٹھا کر دورہ کرایا۔دورہ کے دوران ہم جب گوبند گڑھ قصبہ میں محترم قاری حافظ محمد رمضان صاحب کے پاس پہنچے تو انہوں نے بتایا کہ میرے پڑوس میں ایک ہندو بنیا کی نوجوان بیٹی پر جنات کا سایہ ہے۔ہندوؤں کے بڑے بڑے معالج، برہمن اور مسلمانوں کے بہت سے مولوی علاج کے لیے

آئے مگر سب ناکام رہے۔ میں نے نوجوانی کے جوش میں کہہ دیا کہ چلو میں علاج کروں گا۔ ان شاء اللہ مریضہ ٹھیک ہو جائے گی۔ مریضہ کے والد کو طلاع دی گئی۔ اس نے بلا لیا۔ اور مریضہ کو دکھایا اور تکلیف کی صورت حال سے بھی آگاہ کیا۔ راقم نے حاضرات کے سلسلے میں ضروری چیزیں منگوا لیں اور پھر مریضہ کو بٹھا کر علاج شروع کر دیا۔ گرد ونواح کے مردوں اور عورتوں کا میلہ لگ گیا۔ جب راقم نے اپنا عمل شروع کیا تو دو منٹ کے بعد مریضہ کا دوپٹہ سر سے دور جا گرا اور اس کے سر کے بال کھل کر کھڑے ہو گئے۔ تماشائی بھاگ کھڑے ہوئے۔ مریضہ بھی اسی خوفناک حالت میں کھڑی ہو گئی اور حصار سے باہر نکلنے کی کوشش کی۔ میرے دل پر ایک خوف طاری ہو گیا۔ مریضہ نے حصار سے باہر ہونے کی کوشش کی تو جیسے اسے دیوار سے ٹکر لگی ہو، وہ واپس حصار میں آ گئی۔ باہر نہ جا سکی اور پھر توبہ کرنے لگی اور معافی مانگنے لگی۔ یہ دیکھ کر میرا خوف بھی دور ہو گیا۔ دو تین منٹ میں جنات سے پوری طرح توبہ کرا کے اور معافی منگوا کر اور یہ وعدہ لے کر چھوڑا کہ آئندہ وہ اسے تنگ کرنے نہیں آئیں گے۔ مریضہ ہوش میں آ گئی اور سب نے دیکھ لیا کہ اللہ نے ایک نو آموز نوجوان کی لاج رکھ لی۔

مریضہ کا باپ چاندی کے روپوں کی ایک تھال بھر کر لایا اور میرے سامنے رکھ کر کہنے لگا کہ آپ نے میرے اوپر بڑا احسان کیا ہے کہ میری بیٹی کی جان بچا دی۔ یہ نذرانہ قبول کر لیں۔ میں نے کہا کہ میرے استاد نے مجھے ایسے نذرانوں سے منع کر دیا ہے۔ آپ یہ ساری رقم اپنی بستی کے غریب مزدوروں، بیوہ، غریب عورتوں اور یتیم بچوں میں تقسیم کر دیں۔ وہ آپ کے لیے بھی دعائیں کریں گے اور میرے حق میں بھی دعا کریں گے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس کے بعد وہ بچی مکمل صحت یاب ہو گئی۔ یہ جنات کے علاج کا سب سے پہلا خوفناک معاملہ تھا جس میں اللہ نے کامیابی بخشی۔

بعض چھوٹی سورتوں کے وظائف

سورہ الضحیٰ کا عمل

اپنے مکان کے ایک کمرے میں باوضو ہو کر پہلے روز جو وقت چاہے اپنی مصروفیات وحالات کے پیش نظر مقرر کرے اور پھر اکیس روز اسی وقت کی پابندی کرے۔ پہلے گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور پھر سورہ الضحیٰ ایک سو اکیس 121 مرتبہ پڑھے اور پھر آخر میں گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے۔ اور پھر اللہ

سے دعا مانگ کر اٹھ کھڑا ہو اور مصلیٰ بھی اٹھا کر الگ تہہ کر کے رکھ دے۔

دوسرے روز وقت مقررہ پر درود شریف گیارہ مرتبہ باوضو ہو کر پڑھے اور پھر ایک سو پچیس 125 مرتبہ اس سورہ کی تلاوت کرے اور آخر میں درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھے اور پھر دعا مانگ کر اٹھ کھڑا ہو اور مصلیٰ بھی اٹھا کر تہہ کر کے الگ رکھ دے۔

تیسرے روز وقت مقررہ پر باوضو ہو کر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر ایک سو ستائیس 127 مرتبہ سورہ والضحیٰ کی تلاوت کرے۔ آخر میں درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھ کر دعا مانگے اور اٹھ کھڑا ہو۔ مصلیٰ بھی اٹھا کر تہہ کر کے متعلقہ جگہ پر رکھ دے۔ یہ مصلیٰ اسی کام کے لیے مخصوص رہے اور اسے اور کوئی استعمال نہ کرے۔

چوتھے روز وقت مقررہ پر باوضو ہو کر بیٹھے۔ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور سورہ والضحیٰ ایک سو اکتیس 131 بار تلاوت کرے آخر میں درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھ کر دعا مانگے اور اٹھ کھڑا ہو مصلیٰ بھی اٹھا کر تہہ کر کے متعلقہ جگہ پر رکھ دے۔

پانچویں روز وقت مقررہ پر باوضو ہو کر بیٹھے اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر سورہ والضحیٰ ایک سو پینتیس 135 بار تلاوت کر کے آخر میں درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھے اور اپنے اللہ سے عاجزی کے ساتھ اپنے مقاصد کے لیے دعا مانگے اور اٹھ کھڑا ہو۔ مصلیٰ بھی اٹھا کر تہہ کر کے الگ متعلقہ جگہ پر رکھ دے۔

چھٹے روز وقت مقررہ پر باوضو ہو کر درود پاک گیارہ مرتبہ پڑھے اور پھر سورہ الضحیٰ ایک سو انتالیس 139 بار تلاوت کرے۔ آخر میں گیارہ مرتبہ درود پاک پڑھے اور عجز وانکساری کے ساتھ اپنے پروردگار سے دعا مانگے اور اٹھ کھڑا ہو۔ مصلیٰ بھی اٹھا کر تہہ کر کے متعلقہ جگہ پر رکھ دے۔

ساتویں روز مقررہ وقت پر باوضو ہو کر بیٹھے اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر سورہ الضحیٰ ایک سو جینتالیس 143 مرتبہ تلاوت کرے اور پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر عجز وانکساری کے ساتھ اپنے اللہ سے اپنے مقصد کے لیے دعا مانگے اور اٹھ کھڑا ہو۔ مصلیٰ بھی اٹھا کر تہہ کر کے متعلقہ جگہ پر رکھ دے۔

آٹھویں روز مقررہ وقت پر باوضو ہو کر بیٹھے اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر سورہ الضحیٰ ایک سو سینتالیس 147 مرتبہ تلاوت کرے اور پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور پھر عاجزی کے ساتھ اپنے پروردگار سے خشوع وخضوع کے ساتھ دعا مانگے اور اٹھ کھڑا ہو۔ مصلیٰ بھی اٹھا کر تہہ کر کے متعلقہ جگہ پر

رکھ دے۔

نویں روز مقررہ وقت پر باوضو ہو کر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر سورہ الضحیٰ ایک سو اکیاون 151 مرتبہ تلاوت کرے اور پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے۔ عاجزی سے دعا مانگے اور اٹھ کھڑا ہو۔ مصلی بھی اٹھا کر تہہ کر کے متعلقہ جگہ پر رکھ دے۔

دسویں روز مقررہ وقت پر باوضو ہو کر بیٹھے اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر سورہ الضحیٰ ایک سو ترپن 153 مرتبہ تلاوت کرے اور پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور دعا کر کے اٹھ کھڑا ہو۔ مصلی بھی اٹھا کر تہہ کر کے متعلقہ جگہ پر رکھ دے۔

گیارھویں روز مقررہ وقت پر باوضو ہو کر بیٹھے اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر سورہ الضحیٰ ایک سو ستاون 157 مرتبہ تلاوت کرے اور پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور اپنے پروردگار سے عاجزی سے اپنے مقصد کے لیے دعا مانگے اور پھر اٹھ کھڑا ہو۔ مصلی بھی اٹھا کر تہہ کر کے متعین جگہ پر رکھ دے۔

بارھویں روز مقررہ وقت پر باوضو ہو کر بیٹھے اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر سورہ الضحیٰ ایک سو اکسٹھ 161 مرتبہ تلاوت کرے اور پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور خشوع و خضوع کے ساتھ اپنے پروردگار سے اپنے مقصد کے لیے دعا مانگے اور اٹھ کھڑا ہو۔ مصلی بھی اٹھا کر تہہ کر کے متعین جگہ پر رکھ دے۔

تیرھویں روز مقررہ وقت پر باوضو ہو کر بیٹھے اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر سورہ الضحیٰ ایک سو پینسٹھ 165 مرتبہ تلاوت کرے اور پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اپنے پروردگار سے اپنے مقصد برآری کے لیے دعا مانگے اور اٹھ کھڑا ہو۔ مصلی بھی اٹھا کر تہہ کر کے متعین جگہ پر رکھ دے۔

چودھویں روز مقررہ وقت پر باوضو ہو کر بیٹھے اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر سورہ الضحیٰ ایک سو انہتر 169 مرتبہ تلاوت کرے اور پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور پھر اپنے پروردگار سے اپنے مقصد کے لیے عاجزانہ انداز میں دعا کرے اور اٹھ کھڑا ہو۔ مصلی بھی اٹھا کر تہہ کر کے متعینہ جگہ پر رکھ دے۔

پندرھویں روز وقت مقررہ پر باوضو ہو کر بیٹھے۔ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور سورۂ والضحیٰ ایک سو اکہتر 171 بار تلاوت کرے۔ آخر میں گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور پھر اپنے مالک و خالق سے اپنے مقصد کے حصول کے لیے گڑگڑا کر دعا مانگے اور اٹھ کھڑا ہو۔ مصلی بھی اٹھا کر تہہ کر کے الگ متعلقہ جگہ پر رکھ دے۔

سولہویں روز وقت مقررہ پر باوضو ہو کر بیٹھے۔ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور سورۂ والضحیٰ ایک سو تہتر 173 بار تلاوت کرے۔ آخر میں گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور پوری عجز وانکساری کے ساتھ اپنے پروردگار سے اپنے مقصد کے لیے دعا مانگے اور اٹھ کھڑا ہو۔ مصلی بھی اٹھا کر تہہ کر کے الگ متعلقہ جگہ پر رکھ دے۔

سترہویں (17ویں) روز وقت مقررہ پر باوضو ہو کر بیٹھے۔ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور سورۂ والضحیٰ ایک سو ستتر 177 مرتبہ تلاوت کرے۔ آخر میں گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور پوری عجز وانکساری کے ساتھ اپنے پروردگار سے اپنے مقصد کے لیے دعا مانگے اور اٹھ کھڑا ہو۔ مصلی بھی اٹھا کر تہہ کر کے الگ متعلقہ جگہ پر رکھ دے۔

اٹھارہویں روز وقت مقررہ پر باوضو ہو کر بیٹھے۔ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور سورۂ والضحیٰ ایک سو اکیاسی 181 مرتبہ تلاوت کرے۔ آخر میں گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور پوری عجز وانکساری کے ساتھ اپنے پروردگار سے اپنے مقصد کے لیے دعا مانگے اور اٹھ کھڑا ہو۔ مصلی بھی اٹھا کر تہہ کر کے الگ متعلقہ جگہ پر رکھ دے۔

انیسویں روز وقت مقررہ پر باوضو ہو کر بیٹھے۔ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور سورۂ والضحیٰ ایک سو تراسی 183 مرتبہ تلاوت کرے۔ آخر میں گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور پوری عجز وانکساری کے ساتھ اپنے پروردگار سے اپنے مقصد کے لیے دعا مانگے اور اٹھ کھڑا ہو۔ مصلی بھی اٹھا کر تہہ کر کے الگ متعلقہ جگہ پر رکھ دے۔

اکیسویں روز وقت مقررہ پر باوضو ہو کر بیٹھے۔ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور سورۂ والضحیٰ ایک سو ستانوے 197 مرتبہ تلاوت کرے۔ آخر میں گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور اپنے مالک و خالق پروردگار سے آخری مرتبہ پورے عجز وانکسار کے ساتھ اپنے مقصد کے لیے دعا مانگے۔ یہ چونکہ اس چلے کی آخری دعا ہے۔ اس لیے تمام مسنون دعائیں بھی جو یاد ہوں، انہیں پڑھ کر پھر اپنی زباں میں اپنے مقصد کے لیے دعا مانگے اور اٹھ کھڑا ہو اور شکرانہ کے دو نفل پڑھے کہ اس ذات پاک نے یہ وظیفہ مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

سورۃ الم نشرح اور سورۃ والتین کا عمل

اسی طرح انہی اعداد وشمار اور مقررہ اوقات میں سورۃ الم نشرح اور سورۃ والتین کا وظیفہ بھی عمل

جائے۔اس بات کا سختی سے اہتمام کیا جائے کہ جتنے اعداد وشمار جس دن کے لیے درج کیے گئے ہیں ،ان میں کسی روز بھی کوئی کمی بیشی نہ ہونے پائے۔ مکمل ہونے کے بعد ان سورتوں کا عامل ہو جائے گا اور جس شخص کا کاروبار بند ہو گیا ہو،اسے ان سورتوں کو صبح نماز فجر کے بعد اور نماز عشاء کے بعد درود شریف کے ساتھ تین تین بار پڑھ کر دعا مانگنے کی ہدایت کی جائے۔ان شاء اللہ تھوڑے دنوں کے اندر ہی وہ اس وظیفہ کی برکات دیکھے گا۔ دنیوی کاروبار کے علاوہ ان کی تلاوت مذکورہ تعداد میں روزانہ کرنے سے آخرت کی نجات وبخشش کا ذریعہ بھی ہوگا۔ جس گھر میں یہ معمول ہوگا اس گھر میں جادو ٹونہ کا کوئی اثر نہ ہو گا۔ لیکن متعلقہ آدمی کو یہ نصیحت کر دی جائے کہ وہ نماز روزہ کے ساتھ تمام اسلامی احکام کی پابندی کرنے کو زندگی کا معمول بنا لے اور رزق حلال کھائے ،حرام سے پرہیز کرے۔

بعض چھوٹے عمل

داڑھ یا دانتوں میں درد ہو تو

سب سے پہلے درود شریف سات مرتبہ پڑھے۔ پھر سورۂ فاتحہ تین مرتبہ پڑھ کر بسم اللہ وباللہ اسئلک بعزک وجلالک وقدرتک علی کل فان مریم تلد غیر عیسی من روحک وکلمتک ان تشفی مابفاطمة بنت خدیجه من الضر کلها ۔اگر یہ کلمات یاد نہ ہوں تو آیۃ الکرسی پڑھ کر دم کر دے۔ان شاء اللہ درد میں افاقہ ہوگا۔ پندرہ بیس منٹ وقفہ کے بعد پھر دم کر دے۔اسی طرح تین وقفوں کے ساتھ دم کرتا رہے۔ درد ختم ہو جائے گا۔

سر درد کے خاتمے کے لیے

درود شریف کے بعد

بسم اللہ اذھب عنھا سوء ہ ومحشه بدعوت نبیک الطیب المبارک المتین عندک بسم اللہ

گیارہ مرتبہ پڑھ کر دم کیا جائے۔ ان شاء اللہ فائدہ ہوگا۔ اگر یہ کلمات یاد نہ ہوں تو سورۂ فاتحہ اور آیت الکرسی تین تین بار پڑھ کر دم کر دینے سے بھی آرام آ جائے گا۔ اگر پہلی بار دم سے پورا آرام نہ آئے تو پندرہ بیس منٹ کے وقفہ سے پھر دم کرے اور پھر اسی طرح پندرہ بیس منٹ کے وقفہ کے بعد

تیسری بار دم کرے۔ان شاء اللہ سر درد سے نجات مل جائے گی۔

فقر اور تنگی معاش سے نجات کے لیے

نماز فجر کے فوراً بعد سورج نکلنے سے پہلے سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم سو مرتبہ پڑھنا اپنا معمول بنائیے۔ان شاء اللہ اس کی معاشی حالت تبدیل ہو جائے گی اور کاروبار میں برکت آئے گی۔اس عمل کو معمول بنائے رکھیں۔

سفلی جادو اور ٹونے کے علاج کے لیے

درود شریف گیارہ مرتبہ پھر سورہ توبہ کی آخری آیات لقد جاء کم رسول سے وھو العظیم تک اور سورۂ بقرہ کے آخری رکوع کے ساتھ سورۂ اخلاص معوذ تین پڑھ کر مریض پر دم کرے۔اور یہ دعا سات روز پانی پر دم کر کے پلائے۔

اللھم انت المحی وانت الممیت وانت الخالق وانت الباری وانت الشافی خلقتنی من ماء مھین جعلنا فی قرار مکین الی قدر معلوم اللھم انی اسئلک باسماء ک وصفاتک العلیا یا من بیدہ الابتلاء والمعافات والشفاء والدوآء بمعجزات نبیک محمد وبرکات خلیلک ابراھیم وحرمة کلیمک موسی علیھم السلام اللھم اشفه۔

یہ عمل بھی گیارہ روز سورج طلوع ہونے سے پہلے کیا جائے۔

میرے علمی ذوق اور دین کے ساتھ محبت کو دیکھ کر میرے استاد ومرشد حضرت مولانا مفتی محمد محمود صاحب الوریؒ نے مجھے اپنی خصوصی محبت سے نوازا اور عربی تعلیم کے ساتھ روحانیت کا علم بھی پڑھنے اور عملیات اور روحانیت کے لیے منتخب کر لیا۔ میری عمر پندرہ سولہ سال تھی۔ایک خصوصی وظیفہ کرنے کا حکم دیا کہ روزانہ رات 9 بجے آیت الکرسی کا حصار کھینچ کر بیٹھ کر یہ وظیفہ اکیس روز کرنا ہے۔ ہر وقت باوضو رہنا ہے اور بعد نماز مغرب مراقبہ کرنا اور کثرت سے درود شریف پڑھتے رہنا ہے۔ابھی غالباً دس بارہ روز ہی ہوئے تھے کہ ایک روز مغرب کے بعد چند بے تکلف دوست آ گئے اور گپ شپ میں اس طرح مصروف ہوئے کہ نو بجنے میں دو منٹ باقی رہ گئے۔ اتفاق سے گھڑی دیکھی اور دوستوں کو فوراً رخصت

کر کے وظیفہ پڑھنے بیٹھ گیا۔ جلدی میں آیۃ الکرسی کا حصار کھینچنا بھول گیا۔ پھر مجھے کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہوا۔ جب آنکھ کھلی تو میں ایک جنگل میں پڑا ہوا تھا۔ سخت حیران ہوا کہ میں تو مسجد میں تھا یہ کیا ہوا اور اس جنگل میں کیسے آ گیا۔ باجرہ اور جوار کی فصل کھڑی ہوئی تھی۔ ایک اونچی جگہ دیکھ کر گرد ونواح میں کسی آدمی کو دیکھنے لگا۔ کچھ دور ایک آدمی نظر پڑا اس کے پاس پہنچا اور اس سے پوچھا کہ یہ سامنے کون سی بستی ہے۔ اس نے بتایا کہ یہ قصبہ ہرسولی ہے۔ الور سے اس کا فاصلہ تقریباً پندرہ بیس کوس ہوگا۔ وہاں ایک میوؤں کا گاؤں بجو پور دو تین میل کے فاصلے پر تھا۔ وہاں ہمارے گاؤں کی ایک بچی کی شادی ہوئی تھی۔ میں اس گاؤں میں پیدل چل کر گیا۔ اتفاق سے بچی گھر مل گئی۔ وہ پوچھنے لگی چچا آپ کہاں؟ میں نے سب سے پہلے اسے بتایا کہ مجھے سخت بھوک لگی ہے، پہلے کھانا کھلاؤ۔ اس بچی نے فوراً کھانا تیار کر کے کھلایا کھانا کھا کر اس سے دو روپیہ ادھار طلب کیے۔ اس نے مجھے پانچ روپیہ کا نوٹ دے دیا۔ ہرسولی کے قریب سے بس میں سوار ہوا اور کئی بسیں تبدیل کرتا ہوا تین بجے میں الور پہنچا۔ جب استاد محترم کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے پوچھا کہ آج صبح کیوں نہیں آئے۔ جواب میں جب حالات انہیں بتائے تو غصہ سے لال پیلے ہو گئے اور سختی سے فرمانے لگے کہ فوراً اپنے گھر بھاگ جاؤ، میں تمہیں ایک منٹ یہاں رکھنا نہیں چاہتا ہوں۔ اگر تم ہلاک کر دیے جاتے تو میں تمہاری والدہ اور بھائیوں کو کیا جواب دیتا۔ بس فوراً نکل جاؤ۔ چلو نکلو بھاگو۔

میں نے ہاتھ جوڑ کر معافی طلب کی لیکن ان کا غصہ بڑھتا ہی گیا۔ ان کی غصہ بھری آواز سن کر ان کے ماموں اور میرے فارسی کے استاد مولانا فخر الدین صاحب تشریف لے آئے اور انہوں نے سارے حالات معلوم کیے اور راقم کی حالت پر رحم کھا کر فرمایا کہ محمود صاحب! معاف کر دو، غلطی ہو گئی اور غلطی بھی بڑی سنگین۔ لیکن اب اس پر رحم کرو۔ آئندہ ان شاء اللہ محتاط رہے گا۔ حضرت صاحب اپنے ماموں کا بے حد احترام کرتے تھے اور ان کے فرمانے کے بعد معاف کر دیا

روحانیت کی زندگی کے عجیب حالات وتجربات

میرے علمی ذوق اور دین کے ساتھ محبت کو دیکھ کر میرے استاد ومرشد حضرت مولانا مفتی محمد محمود صاحب الوری نے مجھے اپنی خصوصی محبت سے نوازا اور عربی تعلیم کے ساتھ روحانیت کا علم بھی پڑھانے اور عملیات اور روحانیت کے لیے بھی منتخب کر لیا۔ میری عمر پندرہ سولہ سال کی تھی کہ ایک خصوصی وظیفہ

کرنے کا حکم دیا۔ روزانہ رات 9 بجے آیت الکرسی کا حصار کھینچ کر، بیٹھ کر یہ وظیفہ اکیس روز کرنا ہوتا ہے۔ ہر وقت باوضو رہنا ہے اور بعد نماز مغرب مراقبہ کرنا اور کثرت سے درود شریف پڑھتے رہنا ہے۔ ابھی غالباً بس بارہ روز ہی ہوئے تھے کہ ایک روز مغرب کے بعد چند بے تکلف دوست آ گئے اور گپ شپ میں اس طرح مصروف ہوئے کہ نو بجنے میں دو منٹ باقی رہ گئے۔ اتفاق سے گھڑی دیکھی اور دوستوں کو فوراً رخصت کر کے وظیفہ پڑھنے بیٹھ گیا۔ جلدی میں آیت الکرسی کا حصار کھینچنا بھول گیا۔ پھر مجھے کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہوا۔ جب آنکھ کھلی تو میں ایک جنگل میں پڑا ہوا تھا۔ سخت حیران ہوا کہ میں تو مسجد میں تھا، یہ کیا ہوا اور اس جنگل میں کیسے آ گیا۔ باجرہ اور جوار کی فصل کھڑی تھی۔ ایک جگہ اونچی دیکھ کر وہاں چڑھ گیا اور گرد ونواح میں کسی آدمی کو دیکھنے لگا۔ کچھ دور ایک آدمی نظر آیا۔ اس کے پاس پہنچا اور اس سے پوچھا کہ یہ سامنے کونسی بستی ہے۔ اس نے بتایا کہ یہ قصبہ ہرسولی ہے۔ الور سے اس کا فاصلہ غالباً پندرہ بیس کوس تھا۔ سخت حیران وپریشان ہوا۔ وہاں ایک میوؤں کا گاؤں بجو پور دو تین میل کے فاصلہ پر تھا۔ وہاں ہمارے گاؤں کی ایک بچی کی شادی ہوئی تھی۔ اس گاؤں میں پیدل چل کر گیا۔ اتفاق سے بچی گھر مل گئی۔ وہ پوچھنے لگی، چچا آپ کہاں؟ میں نے سب سے پہلے اسے بتایا کہ مجھے سخت بھوک لگی ہے۔ پہلے کھانا کھلاؤ۔ اس بچی نے فوراً کھانا تیار کر کے کھلایا۔ کھانا کھا کر اس سے دو روپیہ ادھار طلب کیے۔ اس نے مجھے پانچ روپیہ کا نوٹ دے دیا۔ ہرسولی کے قریب سے بس میں سوار ہوا اور کئی بسیں تبدیل کرتا ہوا تین بجے الور پہنچا۔ جب استاد محترم کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے پوچھا کہ آج صبح کیوں نہیں آئے۔ جواب میں جب حالات انہیں بتائے تو غصہ سے لال پیلے ہو گئے اور سختی سے فرمانے لگے کہ فوراً اپنے گھر بھاگ جاؤ، میں تمہیں ایک منٹ یہاں رکھنا نہیں چاہتا۔ اگر تم ہلاک کر دیے جاتے تو میں تمہاری والدہ اور بھائیوں کو کیا جواب دیتا۔ بس فوراً نکل جاؤ...... چلو نکلو...... بھاگو!''

میں نے ہاتھ جوڑ کر معافی طلب کی لیکن ان کا غصہ بڑھتا ہی گیا...... ان کی غصہ بھری آواز سن کر ان کے ماموں اور میرے فارسی کے استاد مولانا فخر الدین صاحب تشریف لے آئے اور انہوں نے سارے حالات معلوم کیے۔ اور راقم کی حالت پر رحم کھا کر فرمایا کہ محمود صاحب معاف کر دو، غلطی ہو گئی، اور غلطی ہے بھی بڑی سنگین لیکن اب اس پر رحم کرو۔ آئندہ ان شاء اللہ محتاط رہے گا۔ حضرت صاحب اپنے ماموں کا بے حد احترام کرتے تھے۔ ان کے فرمانے کے بعد معاف کر دیا اور راقم کی جان میں جان آئی۔

قصبہ گودھ گڑھ کی ایک ہندو مریضہ کا حال پہلے بیان کر چکا ہوں اس کے بعد 1944ء سے 47ء

تک صرف پانچ کیس اور آئے جو معمولی نوعیت کے تھے۔ ان میں کوئی حیران کن صورتحال نہ تھی۔ عمل حاضرات کیا اور چند منٹ کے عمل سے مریضہ اور مریض جنات کی توبہ کے بعد ہوش میں آگئے۔ گویا ان کو تنگ کرنے والی خبیث روحیں چھوڑ گئیں۔

جب نوجوان مریض کو اس کے گھر والے رسوں میں باندھ کر لائے!

ایک دو ایسے مریض بھی آئے جو میرے پاس آنے سے پہلے ہی ہوش وحواس میں آگئے اور کہنے لگے کہ ہم ٹھیک ہیں لیکن اپنے گھر جاتے ہی پھر بے ہوش ہو جاتے۔ ان کے علاج میں خاصی محنت کرنی پڑی۔ پھر جب پاکستان ہجرت کر کے آگئے تو موضع سید پور تحصیل قصور میں عارضی طور پر آباد ہوئے۔ وہاں قریبی بستی کے بیس پچیس نوجوان ایک بیمار نوجوان کو رسوں سے باندھ کر لائے۔ انہوں نے اس کے ہاتھوں کو بھی رسوں سے باندھ رکھا تھا اور چار چار نوجوان رسوں کو پکڑے ہوئے تھے اور پاؤں میں بھی رسے بندھے ہوئے تھے۔ جنہیں اسی طرح سات آٹھ افراد پکڑے ہوئے تھے۔ گویا مریض پندرہ بیس نوجوانوں کے بھی مشکل سے قابو آیا ہوا تھا۔ وہ میرے پاس آئے تو مریض نے بڑے زور سے سلام کیا اور مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھیں اور چہرہ سرخ تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ تم اس بیمار کو کیوں تنگ کر رہے ہو؟

جواب میں مریض کی زبان سے کہا گیا کہ نہ تنگ کروں؟

میں نے کہا کہ نہ تنگ کرو۔ اور پھر اس نے سلام کیا اور مصافحہ کر کے جانے کی اجازت طلب کی۔ مریض ہوش میں آگیا اور اپنے عزیزوں سے پوچھنے لگا کہ مجھے کیوں باندھ رکھا ہے؟

اس کے عزیزوں نے رسوں میں بندھے ہاتھ پاؤں کھول دیئے، مریض نارمل حالت میں آگیا۔

ان جنات کا علاج جنہوں نے پورے گھر پریشان کر رکھا تھا

میرے ایک نہایت ہی عزیز دوست اور بھائی جو طبیب بھی ہیں اور عالم دین بھی۔ ان کی سب سے بڑی بیٹی جو قریبی قصبے میں رہتی تھیں ان کے گھر میں جنات داخل ہو گئے اور ان کا مالی نقصان بھی کرنے لگے اور گھر والوں کو خوف زدہ بھی۔ سب گھر والوں کی موجودگی میں گھر کی چیزوں کو ادھر ادھر پھینکنے لگتے۔ نظر نہیں آتے تھے۔ گھر کی اشیاء ادھر ادھر جاتی نظر آتیں۔ کبھی کوئی صندوق اٹھا اور اس کونے سے صحن میں پھینک دیا گیا۔ کبھی کوئی خالی چارپائی صحن سے کسی کمرے میں جا پڑی۔ کبھی غلہ سے رقم غائب ہو گئی۔

یہ محترم بھائی ایک روحانی معالج جو معروف عالم دین اور متعدد بار قومی اسمبلی کے ممبر بھی رہے ہیں ان کو بھی لائے جو اتوار کے روز صرف روحانی علاج ہی میں معروف رہتے ہیں۔ لیکن ان کے عمل سے بھی شفا نہ ہوئی۔ تو کسی دوست نے مشورہ دیا کہ فیصل آباد میں ایک پیر صاحب جنوں کا علاج کرتے ہیں۔ وہ تین ہزار فیس لیتے ہیں اور کار میں سفر کرتے ہیں۔ انہیں لایا جائے۔

جس باپ کی بیٹی ایسے پریشان کن حالات میں مبتلا ہو جائے، اس کا دلی سکون ختم ہو جاتا ہے۔ میرے محترم بھائی نے تین ہزار نقد روپیہ برائے فیس پیر صاحب کے لیے لیا اور اڑھائی ہزار روپے میں کار کرایہ پر حاصل کی اور فیصل آباد سے متعلقہ پیر صاحب کو فیس دے کر لائے۔ پیر صاحب نے مریضہ کے گھر آکے اپنی سی کوشش کی اور یہ کہہ کر چلے گئے کہ اب گھر میں کوئی پریشانی نہ ہوگی۔ جنات کا علاج کر دیا گیا ہے۔ پیر صاحب مریضہ کے گھر سے سڑک پر پہنچنے والے تھے کہ گھر میں پھر وہی شرارت وخباثت شروع ہو گئی۔ میرے محترم بھائی اپنے مطب میں آگئے اور پریشان بیٹھے تھے کہ اتفاقاً میں ان سے ملنے چلا گیا۔ انہیں پریشان دیکھ کر پوچھا کہ حکیم صاحب آپ پریشان معلوم ہوتے ہیں؟

حکیم صاحب نے اقرار کیا کہ ہاں پریشان ہوں۔ جب وجہ پریشانی کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بڑی بیٹی کے گھر کی بیماری کا ذکر کیا اور بتایا کہ عاملوں کے ناکام علاج کے بعد آج فیصل آباد کے پیر صاحب پر چھ ہزار روپے خرچ کے بعد بھی حالات اسی طرح پریشان کن ہیں۔ ساری تفصیلات بتائیں اور کہا کہ بیٹی کی اسی پریشانی نے پریشان کر رکھا ہے۔

محترم حکیم صاحب سے محبت ورفاقت کا تعلق بیس پچیس سال سے قائم ہے۔ لیکن انہیں میرے بارے میں بالکل علم نہ تھا کہ میں ایک قسم کا روحانی طبیب بھی ہوں۔ ان کی پریشانی دیکھ کر میں نے کہا کہ چلیے میں بھی اس گھر کو دیکھ لوں جہاں جنات نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔ حکیم صاحب نے حیرانگی سے میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ تم؟؟

میں نے ہنس کر کہا کہ کیا میں آدمی نہیں ہوں؟

اس کے بعد ہم دونوں بذریعہ بس وہاں پہنچ گئے اور حکیم صاحب کی بچی سے حالات معلوم کیے اور پھر انہیں ایک وظیفہ پڑھنے کے لیے لکھ کر دیا اور تعویذ بھی باندھنے کے لیے کہا کہ اسے مین گیٹ پر باندھ دیں، جہاں سے سب گزرتے ہیں۔ اور انہیں تاکید کی کہ پانچ روز کے بعد مجھے اطلاع دیں کہ صورت حال کیا ہے۔ تکلیف بڑھے یا گھٹے اس سے پریشان نہیں ہونا۔ میں بھی آپ کے لیے پڑھوں گا۔ پانچ

روز کے بعد مجھے اطلاع دی گئی کہ اللہ کا شکر ہے کہ پانچ روز ہمارے گھر خیریت رہی ہے۔ راقم نے بھی اپنے اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر انہیں مزید تعویذ دیئے اور ان کے استعمال کا طریقہ بھی بتایا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے اس گھر کو جنات سے نجات دے دی۔

گزشتہ سال کوئٹہ بلوچستان سے دو میاں بیوی بذریعہ ہوائی جہاز راولپنڈی آئے اور ٹیلی فون ایکسچینج سے دفتر تحریک کا فون نمبر معلوم کر کے راقم سے رابطہ کیا اور کہا کہ ہم علاج کے لیے آئے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ دفتر ہے۔ یہاں میں خواتین کو نہیں بلاتا۔ انہوں نے کہا ہم تو ڈیڑھ ہزار میل سے آئے ہیں۔ راولپنڈی میں ہمارا نہ کوئی عزیز و رشتہ دار ہے اور نہ کوئی واقف۔ ان کی مجبوری کے پیش نظر انہیں دفتر بلا لیا۔ باورچی سے چائے تیار کرنے کے لیے کہہ دیا کہ دو مہمان آ رہے ہیں۔ انہیں چائے اور بسکٹ پیش کرنا ضروری ہے۔ باورچی نے آنے سے پہلے چائے وغیرہ تیار کر لی۔ اور ان کے آتے ہی چائے اور بسکٹ برائے تواضع پیش کر دیئے۔ چائے کے بعد ان سے حالات پوچھے۔ مہمان نے بتایا کہ میری اہلیہ چار سال سے بیمار ہے اسے روزانہ دورہ پڑتا ہے اور دورے کا دورانیہ 9/10 گھنٹے سے کم نہیں ہوتا۔ اس دورے کے دوران پیشاب پاخانہ بھی خطا ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹروں، مولویوں اور پیروں پر اسی ہزار روپے خرچ کر چکا ہوں لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اب ایک فوجی دوست نے آپ کا ذکر کیا تو ہم آپ کی خدمت میں آ گئے۔ خدا کرے کہ آپ کے ذریعہ اللہ اس بیماری سے نجات دلائے۔ راقم نے سب سے پہلے انہیں نماز کی تاکید کی اور زندگی کے دوسرے معاملات میں بھی شریعت کی پابندی کرنے کی تاکید کی اور یہ بھی کہا کہ آدمی کی کوئی حیثیت نہیں بیماری اور شفا، موت و زندگی، نفع و نقصان اسی ذات پاک کے ہاتھ میں ہے جو اس کائنات کا خالق و مالک ہے۔ اسے راضی کرنے اور رکھنے کی کوشش کریں۔ وہ راضی ہوگا تو ہماری بیماری بھی دور ہوگی اور شفا بھی نصیب ہوگی۔ اس نصیحت کے بعد ان کے لیے ایک کلمہ شریف کا تعویذ دیا۔ پینے کے لیے بھی تعویذ دیا اور یہ وظیفہ لکھ کر دیا کہ اسے ایک وقت مقررہ پر باوضو ہو کر اکیس روز پڑھیں۔ پہلے دن سوچ سمجھ کر وقت کا تعین کریں اور پھر اس کی پوری پابندی کریں۔

وظیفہ یہ ہے:۔

ا۔ درود شریف گیارہ مرتبہ
۲۔ سورہ فاتحہ گیارہ مرتبہ
۳۔ آیت الکرسی گیارہ مرتبہ

۴۔ آیت کریمہ گیارہ مرتبہ
۵۔ سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ
۶۔ قل اعوذ برب الفلق دونوں کے درمیان بسم اللہ پڑھیں ایک سورت بنا کر گیارہ مرتبہ پڑھیں
قل اعوذ برب الناس
۷۔ درود شریف گیارہ مرتبہ

آخر میں عجز و انکساری کے ساتھ اپنے مقصد کے لیے رب العزت سے دعا مانگے اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو۔ یہ عمل اکیس روز کرنا ہے۔ اللہ کی ذات سے امید ہے کہ شفا ہوگی۔ تاہم مجھے ہر ہفتہ فون سے اطلاع دیا کریں۔ تاکہ میں بھی صورت حال سے مطلع رہوں اور اس کے مطابق ہی اپنے عمل میں تبدیلی کرتا رہوں۔ پہلے ہفتہ ہی فون پر بتایا کہ چار سال میں پہلا موقع ہے کہ کوئی دورہ نہیں پڑا۔ خدا کا شکر ہے کہ ڈیڑھ ماہ کے علاج سے مکمل صحت ہو گئی۔ آخر میں صحت کے بعد اس نے پچیس ہزار روپے کا ڈرافٹ میرے لیے بھیجنے کی اطلاع دی۔ راقم نے ان کا شکریہ ادا کر کے کہا کہ یہ رقم کوئٹہ کے ان غریب اور مزدور لوگوں اور یتیم بچوں اور بیوہ عورتوں میں تقسیم کر دیں جنہیں دو وقت خشک روٹی بھی نصیب نہیں ہوتی۔ مجھے اللہ نے عزت کی روٹی دے رکھی ہے مجھے دعا کے سوا کچھ نہیں چاہیے۔

ایک سید گھرانے کی خاتون جو پاکستان کے مرکزی شہر میں رہائش رکھتی ہے، تیس سال سے بیمار تھی۔ یعنی شادی کے وقت ہی سے علیل تھی۔ ڈاکٹروں سے بھی علاج کرایا گیا۔ مولویوں، پیروں اور عاملوں سے مہینوں اور برسوں تعویذ اور گنڈے لیے لیکن صحت نہ ہو سکی۔ ان کے بقول تیس سال سے بیماری کی وجہ سے رمضان کے پورے روزے نہ رکھ سکی۔ ہر سال اس پانچ روزے رکھے اور پھر بیماری کے شدید حملے کی وجہ سے ترک کرنے پڑے۔ انہیں کسی نے راقم کے متعلق بتایا۔ وہ دونوں میاں بیوی میرے پاس آ کر حالات بتائے۔ راقم نے انہیں ایک وظیفہ بھی بتایا اور باندھنے کے لیے اور پینے کے لیے تعویذ دیئے۔ خدا کا شکر ہے کہ پہلے کے مقابلہ میں بہتر صحت ہے۔ علاج جاری ہے۔ ان کے قول کے مطابق اللہ کے فضل نے اس سال روزے بھی پورے رکھنے کی توفیق اللہ نے دے دی۔ اور گھریلو حالات میں بھی بہتری ہے۔ بڑی پابندی سے علاج کرا رہی ہیں۔

اس معزز خاتون کے علاوہ دو تین گھرانے اور بھی وہاں زیر علاج تھے۔ خدا کا شکر ہے کہ ان

گھرانوں کی بیماری بھی اللہ نے اپنے کرم سے دور کردی۔ وہ بھی میرے لیے دعا کرتے ہیں۔ اسی طرح شیخو پورہ اور چکوال سے بھی تین چار خاندان کے بیمار آئے۔ ان کو نماز کی تاکید کی اور پڑھنے کے لیے مختصر سا وظیفہ بتایا اور گلے اور بازو میں باندھنے کے لیے اور پینے کے لیے الگ الگ تعویذ دیئے۔ اللہ نے انہیں صحت عطا فرمادی اور بار بار کے طویل سفر سے بھی نجات دے دی۔ میرے قریب ہی سے گذشتہ سال ایک ایسے نوجوان کو لایا گیا جو جہاد افغانستان میں شریک رہا اور امریکی حملہ کے دوران یعنی 11 ستمبر 2001 کے بعد وہ افغانستان ہی میں تھا۔ اس کے بہت سے ساتھی امریکی بمباری سے شہید ہو گئے۔ اسے قدرت نے بچالیا لیکن عزیز دوستوں اور ساتھیوں کی شہادت کا صدمہ اس کے لیے اتنا ناقابل برداشت تھا کہ وہ ذہنی توازن کھو بیٹھا۔ کسی سے بات بھی نہیں کرتا تھا۔ بہرکیف اس کے لیے راقم مسلسل پانچ روز ایک خاص وظیفہ بھی پڑھتا رہا اور تین روز عمل زعفران بھی رات کو کیا۔ الحمد للہ حق تعالی نے راقم کی عاجزانہ دعا قبول فرمالی اور اس نوجوان کو ساٹھ فیصد افاقہ ہو گیا۔ امید ہے حق تعالی مکمل صحت بخش دے گا۔

قصور کے سرحدی گاؤں سے ایک بزرگ چار روز پہلے اپنی کنواری بیٹی کے لئے تعویذ لے کر گئے تھے وہ آج اسے لے کر میرے گھر آئے اور بتایا کہ جب تک بچی کے گلے میں تعویذ بندھا رہتا ہے، ٹھیک رہتی ہے۔ تعویذ اگر گلے سے نکل جائے یا نکال دیا جائے تو اسی وقت غش آجاتا ہے۔ راقم نے اس بچی کے والد اور اس کی پھوپھی، جو اسے لے کر آئے تھے، انہیں تعویذ اتارنے کے لیے کہا۔ جونہی تعویذ بچی کے گلے سے نکلا وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ جب تک بغیر تعویذ کے رہی، بے ہوش پڑی رہی۔ جب دوبارہ تعویذ اس کے گلے میں ڈال دیا گیا، اسی وقت وہ ہوش میں آ کر بیٹھ گئی۔ میرے لیے یہ عجیب بیماری تھی۔ اس سے پہلے میری پچاس سالہ روحانی زندگی میں کسی بیماری کی یہ کیفیت نہیں ہوئی تھی۔ بہرکیف اس بچی کا علاج جاری ہے۔ حق تعالی اس بچی کو مکمل صحت عطا کرے۔

چند روز پیشتر ایک شادی شدہ لڑکی کو اس کا خاوند لے کر آیا۔ اسے حاضرات کے لیے اس کے خاوند کے مشورے سے بٹھایا گیا۔ وہ دوران عمل ایک دم بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ مشکل سے اس کے خاوند نے حصار کے باہر ہونے سے روکا۔ راقم بھی اس صورت حال سے پریشان تھا لیکن اللہ نے خیریت رکھی۔ حاضرات کے بعد ان کو ایک تعویذ گلے میں باندھنے کے لیے اور ایک گیارہ روز پینے کے لیے دیا اور تین تعویذ جن میں شیاطین کے نام تھے، جلانے کے لیے دیئے۔ اللہ کا شکر ہے کہ وہ لڑکی ایک ماہ کے علاج

سے صحت یاب ہو گئی اور اب وہ بالکل ٹھیک ٹھاک ہے۔

ضلع سیالکوٹ سے تقریباً چھ ماہ پیشتر ایک مریض کو لایا گیا جس کے سر میں ایک سال سے درد ہو رہا تھا۔ ڈاکٹروں سے بہت علاج کرایا گیا۔ افاقہ نہ ہوا۔ بعض ڈاکٹروں نے بتایا کہ اس مریض کے دماغ میں رسولی ہے اور بغیر آپریشن، یہ صحت مند نہ ہو سکے گا۔ دماغ کا آپریشن بڑا نازک ہوتا ہے اس لیے ہم اپنی طرف سے تو بھرپور کوشش کریں گے کہ آپریشن ٹھیک ہو جائے اور اس کی جان بچ جائے لیکن ضمانت کوئی نہیں دے سکتے۔ مریض کے والدین نے آپریشن کرانے سے انکار کر دیا۔ پھر وہ دیسی حکیموں سے دوا بھی لیتے رہے اور مولویوں اور پیروں سے نقش تعویذ بھی لیتے رہے۔ سر پر دم بھی کراتے رہے لیکن مریض کے سر درد میں فائدہ نہ ہوا۔ کسی نے وہاں میرے متعلق بات کی۔ وہ میرے پاس آئے لیکن میں ان دنوں راولپنڈی میں تھا۔ گھر والوں نے انہیں بتا دیا کہ وہ تو ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو گھر مل سکتے ہیں۔ وہ لوگ اس وقت واپس چلے گئے پھر پہلی تاریخ کو مریض کو لے کر آئے۔ ملاقات ہوئی۔ مرض کی تفصیل سے آگاہ ہوا۔ ان سے نماز کے بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا کہ نماز کبھی کبھی ہی پڑھتے ہیں۔ میں نے ان سے وعدہ لیا کہ نماز پوری پابندی کے ساتھ پڑھا کریں گے۔ یہ بحیثیت مسلمان فرض ہے اور ایک نماز کی جان بوجھ کر قضا سے ہزاروں سال جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا۔ پھر یہ بھی سمجھ لو آدمی کچھ نہیں کر سکتا۔ دکھ سکھ بیماری اور صحت اسی ذات کے ہاتھ میں ہے جس نے پیدا کیا ہے۔ آدمی صرف بہانہ بنتا ہے۔ صحت بھی وہی دیتا ہے۔ پھر راقم نے انہیں ایک تعویذ بازو سے باندھنے کے لیے، ایک پینے کے لیے اور ایک وظیفہ روزانہ پڑھ کر مریض کے سر پر دم کرنے کے لیے مریض کے والد کو بتایا اور تاکید کی کہ تکلیف بڑھے یا گھٹے یا علی حالہ باقی رہے مجھے دس روز بعد راولپنڈی فون پر اطلاع دینا۔ میں بھی روزانہ اس کے لیے رات کو ایک وظیفہ پڑھا کروں گا اور مریض کے حالات کے مطابق ہی اس میں رد و بدل کرتا رہوں گا۔ انہوں نے میری ہدایت پر عمل کیا پھر دس روز کے بعد رات کو فون پر اطلاع دیتے رہے۔ پہلی تاریخ کو میرے گھر آ کر حالات بتاتے اور مریض کو بھی ہمراہ لاتے۔ اللہ کا شکر ہے کہ تین ماہ کے بعد درد سے اللہ نے شفا بخش دی اور اب تک مریض ٹھیک ہے۔

روحانی عملیات کے بعض واقعات

غالباً دو سال پہلے کا واقعہ ہے کہ لاہور کے واہگہ بارڈر کے کسی گاؤں سے ایک لڑکی کو ...

والدین گاڑی میں ڈال کر میرے پاس لائے۔ لڑکی بے ہوش تھی۔ جب میرے پاس پہنچے تو لڑکی کو ہوش آ گیا۔ اس کے ماں باپ نے بتایا کہ یہ بچی چار روز سے بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ آج چار روز کے بعد یہاں آپ کے پاس ہوش میں آئی ہے۔ ہم نے اپنے قرب وجوار میں مولویوں، عاملوں اور پیروں سے ہر ممکن علاج کروایا لیکن سب کی کوششیں بے سود رہیں۔ نہ لڑکی کو ہوش آیا اور نہ اس کی زبان سے کچھ نکلا۔

میں نے لڑکی کے والد سے پوچھا کہ یہ کب سے بیمار ہے؟ اس نے بتایا کہ چھ سات سال سے بیمار ہے۔ ہم نے ڈاکٹروں سے بھی علاج کرایا۔ دوائیں دیں لیکن ہر ڈاکٹر نے یہی کہا کہ اس کو کوئی بیماری نہیں ہے۔ اسے کسی پیر یا مولوی سے دم کراؤ، شاید دم درود سے افاقہ ہو جائے۔ پھر ہم نے مولویوں سے دم کرایا لیکن کسی کے دم سے بھی فائدہ نہ ہوا۔ پہلے یہ جب بے ہوش ہوتی تھی تو آدھ پون گھنٹہ کے بعد ہوش میں آ جاتی تھی۔ یہ کہتی تھی کہ ایک عورت اور ایک بوڑھا بابا آتے ہیں اور مجھے اپنے گھر لے جانا چاہتے ہیں۔ میں انکار کرتی ہوں تو وہ مجھے مار دینے کی دھمکی دیتے ہیں اور میں بے ہوش ہو جاتی ہوں۔

میں نے ان سے پوچھا کہ آپ لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نماز نہیں پڑھتے۔ چنانچہ انہیں سختی سے تاکید کی گئی اور وعدہ لیا گیا کہ وہ آج ہی سے نماز شروع کر دیں گے۔ پھر انہیں کلمہ شریف کا تعویذ کر کے دیا کہ بچی کے گلے میں اس طرح باندھنا کہ اس میں نمی نہ جائے۔ ایک ہفتہ کے بعد اسے لے کر آئیں۔ اس سے نہ گھبرانا کہ تکلیف بڑھتی ہے کہ کم ہوتی ہے۔ ایک تعویذ پینے کے لیے دیا کہ اسے پابندی سے اور باقاعدگی سے پلانا ہے۔ گیارہ دن تعویذ کے پانی کے علاوہ پانی نہ پیئے۔ بچی سے بھی نماز پڑھنے کا وعدہ لیا۔ اور اسے تسلی دی کہ اللہ آپ کو صحت دے گا۔

آٹھ روز کے بعد وہ پھر اس لڑکی کو لے کر آئے اور بتایا کہ اب کے تکلیف کم ہوئی۔ دو روز کے بعد بے ہوش ہوتی رہی اور بے ہوشی کا وقفہ بھی پندرہ بیس منٹ سے زیادہ طویل نہیں ہوتا تھا۔ البتہ وہ عورت اور بابا ڈراتے تھے کہ ہم تجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ میں نے صورت حال کا اندازہ کر کے عمل حاضرات کا ارادہ کیا۔ تمام لوازمات پورے کر کے جب عمل حاضرات شروع کیا تو مریضہ جو حصار کے اندر ہی باوضو بیٹھی تھی، وہ پانچ فٹ اوپر فضا میں پہنچ گئی۔ یہ دیکھ کر اس کے والدین اور دوسرے تماشائی بھاگ کھڑے ہوئے۔ پانچ منٹ کے بعد لڑکی حصار کے اندر زمین پر گری۔ اس کے سر پر بھی چوٹ آئی۔ میں نے عمل حاضرات جاری رکھا اور آخر کار ان شیاطین سے توبہ کرائی کہ آئندہ وہ نہیں آئیں گے

اور اس لڑکی کو تنگ نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ اب ہمیں معاف کر دیں۔ الحمد للہ وہ اپنے وعدے پر قائم رہے اور اس کے بعد وہ لڑکی صحت مند رہی۔ اب اس کی شادی بھی ہو چکی ہے۔

جب یہ تحریر لکھی جا رہی تھی، راولپنڈی سے ایک سیدہ خاتون کا گرامی نامہ موصول ہوا، جو تیس سال سے جادو ٹونہ کی وجہ سے مسلسل بیمار چلی آ رہی تھی۔ یہ خاتون تقریب دس ماہ سے میرے زیر علاج ہیں۔ الحمد للہ اللہ نے انہیں اتنی صحت عطا کر دی ہے کہ اس سال روزے بھی پورے رکھ لیے ورنہ بقول ان کے تیس سال سے کبھی بھی پورے روزے نہ رکھ سکیں۔ اخط میں انہوں نے مجھے اطلاع دی تھی کہ اب میں کافی صحت مند ہوں۔ کبھی جب درد محسوس ہوتا ہے تو آپ کا بتایا ہوا وظیفہ پڑھ کر دم کر لیتی ہوں اور آرام آ جاتا ہے۔ جو وظیفہ اکیس روز کے لیے بتایا ہے، اسے مسلسل پڑھ رہی ہوں۔

ایک شیعہ گھرانے کی شادی شدہ لڑکی جو میرے گاؤں ہی کی بیٹی اور حجرہ (ضلع قصور) میں شادی شدہ تھی۔ وہ شادی سے پہلے ہی بیمار تھی۔ شادی کے بعد زیادہ بیمار ہو گئی۔ اس کے والد نے شیعہ علماء سے بہت علاج کرایا۔ مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ لڑکی کی حالت خراب سے خراب تر ہوتی گئی۔ دو تین سال تک وہ لاہور، ساہیوال اور دوسرے مقامات پر بھی لیے پھرتے رہے۔ سینکڑوں روپے بھی علماء کو دیے۔ مگر کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ پھر وہ میرے پاس آئے اور رو رو کر اپنی بیٹی کی بیماری کا حال بتایا۔ معلوم ہوا کہ جنات کا سایہ ہے۔ کئی بار گھر سے لڑکی غائب ہوئی اور پھر خود ہی آ گئی......

میں نے اسے پہلے کلمہ شریف کا تعویذ باندھنے کے لیے اور پندرہ عدد کا تعویذ پینے کے لیے دیا اور ایک ہفتہ کے بعد انہیں بلایا۔ وہ ہفتہ کے بعد آئے۔ تعویذ دیکھا تو محسوس ہوا کہ خبیث جنات کا سایہ ہے۔ چنانچہ عمل حاضرات کا اہتمام کیا۔ پہلے ہی روز پندرہ بیس جنات آ گئے۔ انہیں کوہ ہمالیہ کے لیے رخصت کر دیا۔ دوسرے روز پھر عمل حاضرات کیا اور پھر پندرہ بیس آ گئے۔ اسی طرح ایک ہفتہ بعد پھر بلایا۔ اور عمل حاضرات کیا۔ اس طرح اس بچی پر تین سو سے زیادہ جنات آئے۔ چھ ماہ کے مسلسل علاج کے بعد وہ لڑکی ٹھیک ہو گئی۔ الحمد للہ پھر کوئی شکایت نہ آئی۔

ہمارے ہی گاؤں کے ایک تبلیغی جماعت کے نوجوان کے گھر میں جنات تھے۔ اس نوجوان نے بہت سے علماء سے علاج کرایا۔ بہت سا روپیہ خرچ کر دیا، لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ حتیٰ کہ اس کی ایک بیٹی مخبوط الحواس ہو چکی ہے۔ وہ چونکہ 20/25 سال سے اپنے کھیتوں میں آباد ہیں۔ تین چار ماہ ہوئے۔ میرے پاس آئے اور اپنی پریشانی سے آگاہ کیا۔ میں نے ان کا علاج شروع کیا تو حالات زیادہ خراب

ہونے لگے۔ مجبوراً عمل حاضرات کرنا پڑا۔ اور انہیں کچھ تعویذ جلانے کے لیے دیئے۔ تعویذ کا جلانا تھا کہ حالات حد سے زیادہ خراب ہوگئے۔ سارے بچے بچیاں بیمار ہوگئے۔ بچوں کی والدہ بھی بیمار ہوگئیں۔ مجھے بتایا گیا کہ مکان میں بہت سے جن نظر آتے ہیں۔ سونا حرام کردیا گیا ہے۔ راقم نے رات کو ایک عمل کیا تو معلوم ہوا کہ تعویذ جنوں کے ایک بزرگ کے سر پر جلایا گیا تھا جس سے وہ بزرگ ہلاک ہوگیا۔ اب ان کی برادری انتقامی کارروائی پر تل گئی ہے۔ راقم نے مسلسل کئی رات عمل کیا۔ خدا خدا کرکے انہیں یقین دلایا کہ جان بوجھ کر تمہارے بزرگ کو نہیں جلایا گیا۔ راقم کی یقین دہانی پر ان کی اکثریت مطمئن ہو گئی۔ لیکن چند ایک خبیث ابھی شرارت کررہے ہیں۔ لیکن خدا کا شکر ہے۔ اب پچیس تیس سال کے بعد تقریباً حالات بہتر ہوئے ہیں۔ اب انہیں نظر بھی نہیں آتے۔ کبھی کبھی ایک دو بچوں کو کچھ تکلیف ہو جاتی ہے۔ اور وہ میرے پاس آجاتے ہیں اور میں انہیں پینے کے لیے تعویذ دے دیتا ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ اب وہ ٹھیک ہیں۔

ایک نوجوان بچی پر جنات تھے۔ وہ اسے سیالکوٹ سے لاہور تک علماء اور عاملوں کے پاس لیے پھرتے رہے۔ علماء و عامل صاحبان کے سامنے وہ توبہ کرکے چلے جاتے۔ لیکن جب لڑکی اپنے گھر پہنچتی تو وہ پھر تنگ کرنے آجاتے۔ جب بار بار وہ علماء، عاملوں کے پاس سے لے گئے تو انہوں نے جواب دے دیا کہ یہ معاملہ ہمارے بس سے باہر ہے۔ کسی اور سے علاج کراؤ۔ کسی نے انہیں میرے متعلق بتایا وہ اس بچی کو لے کر میرے پاس آئے۔ میں نے پہلے اسے باندھنے اور پینے کے لیے تعویذ دیئے۔ لیکن وہ دوسرے روز پھر آگئے کہ تعویذ غائب کردیئے گئے ہیں۔ پھر دوبارہ تعویذ دیئے اور تاکید کردی کہ تم خود حفاظت کرو۔ لیکن وہ پھر اگلے دن آگئے کہ ہماری کوشش کے باوجود تعویذ گم ہوگئے۔ آخر اس بچی پر عمل حاضرات کیا اور خبیث جنوں سے توبہ کرائی۔ بچی ٹھیک ہوگئی۔ لیکن جونہی اپنے گھر پہنچی پھر شیاطین توبہ توڑ کر تنگ کرنے کے لیے آموجود ہوئے۔ دوسرے دن پھر عمل حاضرات کیا لیکن نتیجہ پھر وہی ہوا کہ اپنے گھر جاتے ہی پھر وہی حالت ہوگئی۔ وہ پھر اگلے روز اسے لے کر آگئے۔ راقم نے پھر عمل حاضرات کیا اور پوری سختی سے توبہ کرائی۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ اب ہم نہیں آئیں گے لیکن گھر جاتے ہی پھر وہی حالت ہوگئی۔ وہ پھر اگلے روز آئے اور بتایا کہ کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ آخر راقم نے سرکنڈوں کے دو ٹکڑے چھ چھ انچ کے منگائے اور ان پر ایک سو ایک بار آیۃ الکرسی پڑھ کر دم کرکے انہیں دیئے کہ گھر جاکر انہیں صندوق میں مقفل کرکے رکھنا اور جب لڑکی کو تنگ کریں، ان سرکنڈوں کو صندوق سے نکال کر لڑکی کے

ہاتھ کی انگلیوں کے درمیان رکھ کر پوری طاقت سے دبانا اور اس خیال سے کمزوری نہ دکھانا کہ لڑکی کو تکلیف ہوگی۔ جب وہ توبہ کرکے جانے کا وعدہ کریں تب چھوڑنا۔ اور بچی ہوش میں آجائے تو ان سرکنڈوں کو صندوق میں مقفل کرکے رکھ دینا اور جب بھی وہ بچی کو تنگ کرنے آجائیں پھر سرکنڈوں کو اسی طرح بچی کی انگلیوں کے درمیان دے کر پوری قوت سے دبانا۔ انشاء اللہ وہ بچی کی جان چھوڑ دیں گے۔ انہوں نے اس پر چار پانچ روز عمل کیا اور سرکنڈوں کو حفاظت سے رکھا۔ اس کے بعد وہ ہمیشہ کے لیے چلے گئے اور بچی صحت یاب ہوگئی۔

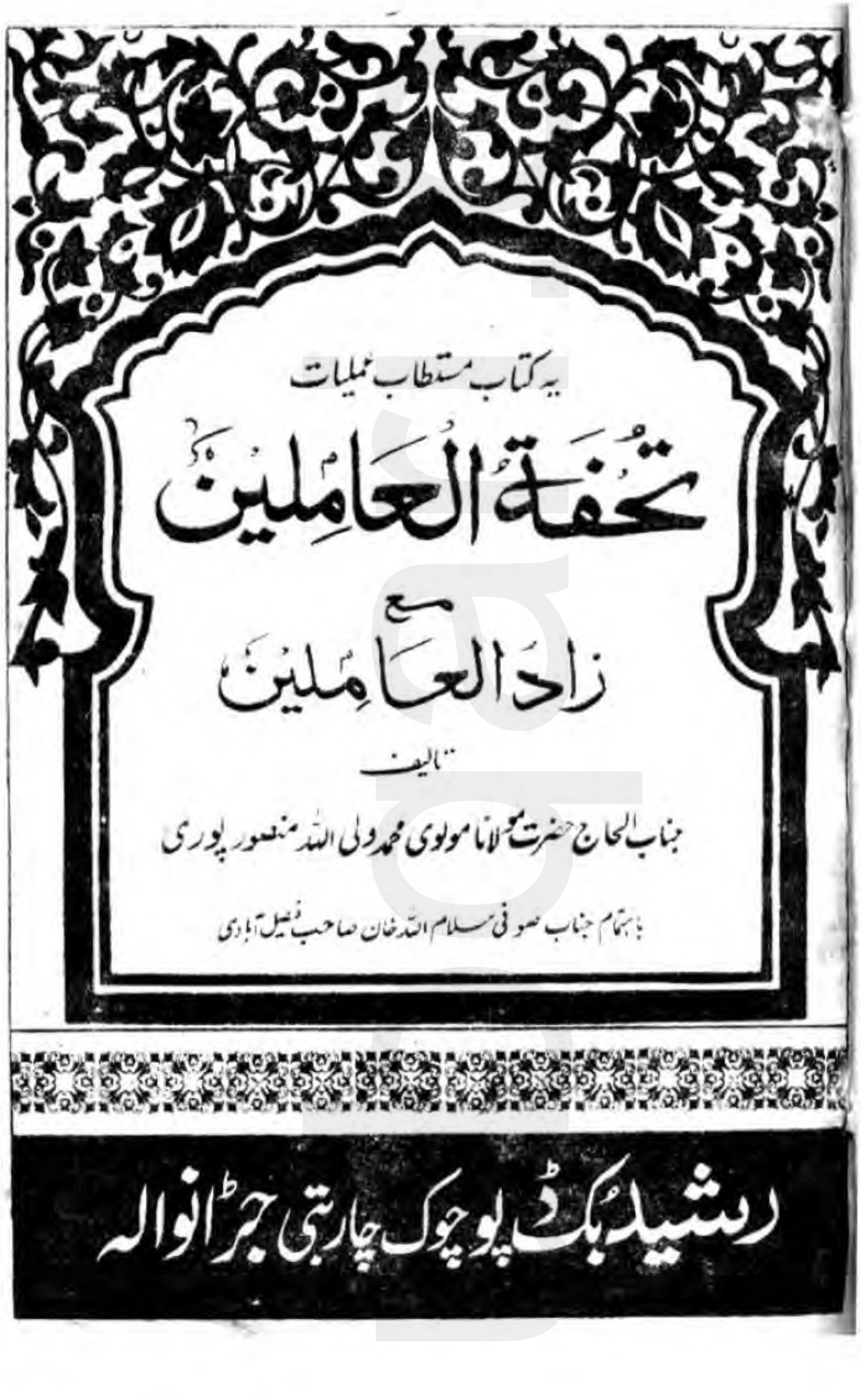
گزشتہ ماہ مئی کے وسط میں راولپنڈی و اسلام آباد سے ایک نوجوان لڑکی کو لائے جو ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہے اور سعودی عرب کے شہر دمام میں رہتی ہے۔ شاید ملازمت کرتی ہے۔ اس پر کسی دشمن نے جادو کردیا ہے۔ مریضہ کے بھائی نے بتایا کہ دو تین ماہ سے جادو ہوا ہے۔ رات ہوتے ہی بیحد ڈرتی ہے۔ ذہنی طور پر متاثر ہے۔ یادداشت میں بہت فرق آگیا ہے۔ لڑکی کے ساتھ اس کی والدہ بھی آئی تھی۔ راقم نے انہیں کلمہ شریف کا تعویذ باندھنے کے لیے دیا اور پینے کے لیے تعویذ دیا۔ ساتھ ہی وہ وظیفہ بھی لکھ کر دیا جس کے عمل سے جادو وغیرہ کا دفعیہ ہوجاتا ہے۔ پانچ روز کے بعد اس کا بھائی آیا اور رپورٹ دی کہ بچی کو افاقہ ہے۔ اب رات کو معمولی خوف آتا ہے۔ راقم نے تاکید کردی کہ وہ پابندی کے ساتھ وظیفہ جاری رکھیں اور روزانہ اپنے پروردگار سے گڑگڑا کر اپنی صحت کے لیے دعا کرتی رہیں۔ انشاء اللہ جادو سے ان کی جان چھوٹ جائے گی۔ خدا کرے کہ بچی کو مکمل صحت ہو۔ طور پر گھر آگیا ہوں اور اب میں راولپنڈی نہیں جاؤں گا۔ بلکہ ضلع قصور ہی میں تحریک کا کام کروں گا۔ امیر ضلع محترم چودھری بشیر احمد بلیانہ صاحب ایڈووکیٹ کا دعوتی کام میں ہاتھ بٹاؤں گا۔

1948ء میں جب ہم ہندوستان سے ہجرت کرکے آئے تو کچھ دن باؤلی کیمپ میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ وہیں سے مہاجر اخبار میں کام کرنے کا موقع ملا۔ باؤلی کیمپ میں چند روز صبح درس قرآن بھی دینے کی ذمہ داری نبھائی۔ اور یہیں مولانا عطاء اللہ ہندی صاحب سے رابطہ ضبط ہوا۔ جو عالم دین کے ساتھ روحانیت کے عامل بھی تھے۔ راقم نے ان سے بھی بہت کچھ حاصل کیا۔

ایک روز سرحدی گاؤں ہڈیارہ سے ایک صاحب میرے پاس آئے اور بتایا کہ میرے نوجوان بیٹے کو جنات نے ایک سال سے تنگ کیا ہوا ہے۔ جس عامل کو لائے اسے بھی مار پیٹ کر بھگا دیتے ہیں۔ اب تو علماء اور عامل حضرات ہمارے گاؤں کا نام سن کر کانوں کو ہاتھ لگاتے ہیں اور کوئی علاج کرنے کے لیے

تیار نہیں......راقم نے مولانا عطاء اللہ ہندی سے ذکر کیا تو وہ چلنے کو تیار ہو گئے اور ہم ٹانگہ سے ہڈیارہ چلے گئے۔

مریض کو دیکھا۔ حالات سنے اور پھر باوضو ہو کر راقم نے مریض کو اپنے ساتھ مصلے پر بٹھالیا اور عمل حاضرات شروع کیا۔ مولانا عطاء اللہ ہندی صاحب حصار سے باہر باوضو ہو کر بیٹھ کر پڑھتے رہے اور میری مدد کرتے رہے۔ تین چار منٹ کے بعد مریض نے راقم پر حملہ کیا چونکہ سارے حالات پر نظر تھی۔ راقم نے مریض کو دھکا دیا اور وہ گرنے کی بجائے اوپر فضا میں اڑنے لگا۔ حتیٰ کہ مکان کی چھت سے جالگا اور وہاں بڑی تیزی کے ساتھ پھرنے لگا۔ مولانا عطاء اللہ ہندی صاحب بھی باہر بیٹھے ہوئے پڑھتے رہے۔ راقم اندر مصروف رہا۔ مریض تین چار بار چھت سے نیچے پھرتا ہوا آیا اور میرے سر سے دوفٹ اوپر سے پھر پھراتا ہوا چھت سے جالگا۔ اس کے چھ سات منٹ بعد وہ میرے سامنے دھڑام سے گرا اور پھر توبہ کرنے لگا۔ کئی بار کوشش کی کہ حصار سے باہر نکل جائے۔ لیکن حصار سے باہر نہ نکل سکا۔ جب وہ توبہ واستغفار کرنے لگا تو راقم نے مضبوطی سے اس کا دایاں ہاتھ پکڑا اور اس سے ناک رگڑنے اور سو بار توبہ کرنے کے لیے سختی سے کہا۔ اس نے زمین پر ناک رگڑی اور توبہ ایک سو ایک بار کی تب اس کا ہاتھ چھوڑا۔ ہاتھ چھوٹتے ہی مریض ہوش میں آ گیا۔ مریض کا باپ ایک بٹوا لایا اور اسے راقم کو دینے لگا۔ راقم نے مولانا ہندی کی طرف اشارہ کر دیا اور انہوں نے وہ بٹوا انہیں دے دیا۔ فارغ ہو کر ہم ٹانگہ سے باؤلی کیمپ آ گئے۔ مولانا عطاء اللہ نے وہ بٹوا مجھے دینا چاہا لیکن میں نے صاف انکار کر دیا اور مجبوراً مولانا عطاء اللہ صاحب نے ہی وہ بٹوا اپنی جیب میں رکھ لیا۔



یہ کتاب مستطاب عملیات

تحفۃ العاملین

مع

زاد العاملین

تالیف

جناب الحاج حضرت مولانا مولوی محمد ولی اللہ منصور پوری

باہتمام جناب صوفی سلام اللہ خان صاحب فیصل آبادی

رشید بک ڈپو چوک چار بتی جڑانوالہ

عملیات اور روحانی علاج کا ذوق رکھنے والے حضرات کیلئے اولیائے کرام کی زندگی کا نچوڑ اپنے موضوع پر بے مثال کتاب۔

یا حی یا قیوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ

یہ کتاب مستطاب عملیات

تحفۃ العاملین

مع

زاد العاملین

تالیف

جناب الحاج حضرت مولانا مولوی محمد ولی اللہ منصور پوری

باہتمام جناب صوفی سلام اللہ خان صاحب فیصل آبادی

ملنے کا پتہ

رشید بک ڈپو

کچہری بازار جڑانوالہ (فیصل آباد)

قیمت

پیش لفظ

حضرات!

مادی دنیا نے اپنی ترقی کی بہت سی منازل طے کر لی ہیں۔ مگر عملیات کی دنیا بے عملی ہی نہیں بلکہ بد عملی اور دھوکہ بازی میں گر چکی ہے۔ بعض عاملین تو اپنی شعبدہ بازی سے لوگوں کو حیران پریشان کرتے ہیں۔ دولت و عزت کی لوٹ کھسوٹ میں لگے ہوئے ہیں۔ اس نازک وقت میں عملیات لکھنے کی ضرورت تھی۔ چنانچہ میں نے یہ کتاب "تحفۃ العالمین" لکھی۔ جو سابقہ کتابوں کی طرح نہ طویل ضخیم ہے اور نہ ہی چار تعویذات پر مشتمل ہے بلکہ مختصر مگر جامع قسم کی کتاب ہے۔ تعویذات وعملیات بفضلہ تعالیٰ سو فی صد مجرب ہیں اور شرک سے پاک ہیں۔

ولی اللہ

بسم اللہ کی فضیلت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سات مرتبہ پڑھ کر اس طرح دم کریں کہ بھڑ یا بچھو کے کاٹے کے گرد اپنے لعاب دہن کا حلقہ بناتے جائیں اور پھونک مارتے جائیں۔ یہ عمل تین مرتبہ کریں۔ ورم آگے نہ بڑھے گا بلکہ درد بھی موقوف ہو جائے گا۔ میں نے اس کو بارہا مرتبہ کیا ہے تو مجرب پایا ہے۔ البتہ کاٹے بچھو کا خصوصی عمل آگے چل کر اپنے مقام پر درج کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

حکایت نمبر ۱ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے سے شیطان دُور چلا جاتا ہے اور کھانے میں شریک نہیں ہوتا۔ ایک بزرگ لکھتے ہیں کہ میں کھانا کھا رہا تھا کہ کھانے کا ٹکڑا نیچے گر گیا۔ میں نے اس کو سنت جان کر اٹھانا چاہا تو وہ ذرۂ طعام آگے آگے دوڑنے لگا۔ میں بہت حیران ہوا۔ اچانک مجھے یاد آیا کہ میں کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا بھول گیا ہوں۔ میں نے جلدی سے بسم اللہ اولہٗ و آخرہٗ پڑھا۔ تو وہ ٹکڑہ طعام ٹھہر گیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ بسم اللہ بھول جانے یا نہ پڑھنے سے شیطان کھانے میں شریک ہو جاتا ہے اور پڑھنے سے بھاگ جاتا ہے۔ اس لیے جب بھی آپ کھانا کھائیں تو دائیں ہاتھ سے بسم اللہ پڑھ کر کھایا کریں۔

حکایت نمبر ۲ میرے ایک بزرگ جن کا نام کسی زمانے میں کعب تھا اور حضرت جلال الدین کے نام سے معروف تھے جن کا ذکر

مولانا غلام رسول مہر صاحب نے اپنی کتاب سرگذشت مجاہدین میں لکھا ہے۔ ان کے پاس دو ہمزاد تھے مجھے ان کے ساتھ رہنے کا کافی موقع ملا ایک مرتبہ ہم دونوں کھانا کھا رہے تھے کہ باتوں باتوں میں وہ کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بھول گئے تھے جب یاد آیا تو انہوں نے بسم اللہ اوّلہٗ وآخرہٗ پڑھا اور یکدم ہنس پڑے اور مجھے یہ واقعہ سنانے لگے کہ ولی اللہ جب سے میں نے کھانا کھایا میرے ہمزاد برابر کھانا کھاتے رہے ہیں اب مجھے بسم اللہ یاد آئی تو میں نے پڑھ لی۔ ہنسی اس لیے آئی کہ دونوں ہمزادوں کو قے آگئی اور مجھے گالیاں دے رہے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں اگر تم نے ہمارے ساتھ ایسا سلوک کرنا ہوتا ہے تو پہلے ہی نہ کھانا کھانے دیا کریں۔

حکایت ۳ میرے پیر و مرشد جناب ابوالمساکین امیر المجاہدین صوفی محمد عبداللہ صاحب بانی دارالعلوم تعلیم الاسلام اوڈانوالہ (صدر مقام ماموں کانجن) مائے محتاج تعارف نہیں ہیں اس صدی کے مانے ہوئے ولی اللہ اور عالم بزرگ تھے ان کے عقیدت مندوں کی تعداد لاکھوں ہے اور فیض حاصل کرنے والے بے شمار ہیں۔ احقر بھی ان میں شامل ہے میں نے ایک مرتبہ ایک سفر کے دوران جناب صوفی صاحب کی خدمت میں عرض کر دی کہ آپ بوڑھے ہونے کے باوجود اتنا پیدل چلتے ہیں کہ ہم نوجوان آپ کے برابر نہیں چل سکتے۔ جواب ملا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا کرے میں نے پھر عرض کر دی کہ آپ کو اکثر سفر در پیش رہتا ہے کیا ہی اچھا ہو اگر

کبھی مستقل سواری کا انتظام کرلیں۔ جواب دیتے ہیں کہ قومی سرمایہ کو اگر میں اپنی ذات کے لیے استعمال کروں تو خدا کے ہاں کیا جواب دوں گا۔ کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد میں نے پھر عرض کی کہ حضرت جی ہم تو تھک گئے ہیں آپ بھی تھک گئے ہوں گے آرام کرلیں تو حضرت صوفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ولی اللہ جب کبھی آپ کسی سفر کو اختیار کرو تو یہ دعا پڑھ لیا کرو کبھی تھکاوٹ نہ ہوگی۔ پھر اپنے خاص لہجے میں پڑھنے لگے۔ بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ میں نے اسی روز سے اس کو اپنا معمول بنالیا۔ میں نے کئی مرتبہ اس کو آزمایا تو مجرب پایا۔ بلکہ جب کبھی یہ دعا پڑھ کر گاڑی یا سواری کی تلاش کے لیے گھر سے نکلا ہوں تو گاڑی مل جاتی ہے بلکہ سفر کی صعوبت سے آدمی محفوظ رہتا ہے۔

دردِ سر کے لئے دردِ سر کی چند اقسام ہیں۔ کبھی پورا سر درد کرتا ہے۔ کبھی آدھا سر درد کرتا ہے۔ اور کبھی صبح شروع ہوتا ہے اور کبھی دوپہر کو شروع ہوتا ہے۔ اوّل کے علاوہ سب درد شقیقہ کی اقسام ہیں۔ اس جگہ اوّل قسم یا دائمی سر درد کا علاج درج کرتے ہیں۔ ہمارے گاؤں کے مشہور بزرگ میاں عبیدو صاحب مجھ سے ذیل کا تعویذ لکھوایا کرتے تھے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ـــ تا ـــ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ اور صِبْغَۃَ اللّٰہِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً وَّنَحْنُ لَہٗ عٰبِدُوْنَ۔ اس تعویذ کو سر سے باندھ دیا جائے تو بفضلہ تعالیٰ ایک دو یوم میں ہر قسم کا دردِ سر ختم ہوجاتا ہے۔

٦

درد شقیقہ کے لئے

مذکورہ بزرگ صاحب درد شقیقہ کے لیے ذیل کا تعویذ لکھوا کر دیا کرتے تھے میں حیران ہوتا کہ اس قدر چھوٹی سی آیت قرآنی کس قدر جلدی اثر دکھاتی ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت بلقیس لانے کا واقعہ میرے ذہن میں آجاتا۔ ایک صاحب علم نے (جو جادوگر نہ تھا نہ ہی عفریت تھا) کہا حضرت جی میں اس کو علم الٰہی سے آپ کے آنکھ جھپکنے سے قبل تخت بلقیس کو لے آتا ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہنے لگے هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي۔ اسی قبیل سے یہ تعویذ ہے۔ پوری بسم اللہ لکھ کر آیت قرآنی وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ لکھی جائے۔ اور سر سے وقت مقررہ سے پہلے باندھ دیا جائے۔ انشاء اللہ اسی روز درد ختم ہو جائے گا۔ بلکہ فوری آرام ہو گا۔

داڑھ درد کے لئے

اللہ کے فضل سے تیر بہدف اور مجرب ازمائیں اور کام میں لاویں۔ باریک کاغذ پر باریک قلم سے لکھ کر باریک بتی سی بنا کر داڑھ کی سوراخ میں رکھ دیں۔ درد ختم ہو جائے گا۔ یہ تعویذ صرف سوراخی داڑھ کے لیے ہے۔ آیت یہ ہے۔ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا صبح و شام صرف دو تعویذ استعمال کریں ورنہ نکلوائے بغیر کوئی علاج نہیں ہے

داڑھ ٹھونکنے کا طریقہ

کوئی سات حروف لکھیں اگر حروف ابجد ھوز لکھے جاویں تو استاذی طریقہ ہو گا سات کیل لے کر ایک کیل کو الف پر رکھیں۔ اور سورۃ وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ پڑھیں

٧

انهم یکیدون پر ضرب لگائیں دوسری طرف مریض کو عمل سے قبل داڑھ پر انگلی رکھوالیں۔ ایک دفعہ سورۃ پڑھ کر داڑھ پر پھونک ماریں اور مریض کو کہیں کہ تھوک دے۔ یہ عمل اسی طرح سات کیلوں پر کریں۔ یہ ایک مرتبہ ہو گا دوسری گھڑی میں دوبارہ پھر اسی عمل کو دہرائیں۔ انشاء داڑھ درد ختم ہو جائے گا میں نے اس کو بارہا مرتبہ کیا تو درست پایا ہے۔

درد کمر بوجہ رنج

کمر درد کے لیے قرآن مجید کی یہ آیت لکھ کر پلائی جائے۔ ایک تعویذ صبح ایک شام ایک دوپہر اس کے ساتھ پوری بسم اللہ بھی لکھی جاوے آیت یہ ہے۔ وَاِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ اگر تمام جسم میں درد ہو تو لفظ ظَهْرِهٖ اتار کر باقی آیت لکھ کر پلانی چاہیئے۔

درد زہ کے لیے

بچے کی پیدائش سے قبل جو درد ہو اس کے لیے اس آیت کو لکھ کر عورت کی داہنی ران پر باندھ دیں درد ختم ہو جائے گا۔ بچے کی پیدائش میں آسانی ہو گی۔ پوری بسم اللہ۔ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ پیدائش کے فوراً بعد اتار دینا چاہیئے۔ یہی تعویذ پینے کو دیا جا سکتا ہے۔

دوسرا تعویذ

اگر ان آیات کو لکھ کر باندھ دیا جائے۔ تو بھی انجام بخیر ہو گا۔ آیات یہ ہیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ۔

تیسیر التعوید

مندرجہ ذیل آیات کو بھی اسی مقصد کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ هُوَ الَّذِيْ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا اور سورۃ مریم کی آیت فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ۔ ان آیات کو الگ الگ یا ایک جگہ بھی لکھ کر تعویذ یا نقش بھی بنائے جا سکتے ہیں۔

آنکھ درد کے لیے

آیت ذیل کو لکھ کر اگر دن میں تین چار مرتبہ پانی میں گھول کر آنکھیں دھوڈالیں تو درد اور سوزش دونوں سے افاقہ ہو جاتا ہے۔ چند یوم کے استعمال سے مکمل آرام آ جاتا ہے۔ آیت یہ ہے: فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ۔ اگر اسی کے شروع میں درود شریف پڑھ کر دم کر دیا جائے تو چند دفعہ پھونکنے سے آرام آجاتا ہے۔ خاص کر بچوں کے لیے مفید ثابت ہوا ہے۔

درد دل کے لیے

درد دل کے لیے سورۃ فاتحہ مکمل مع بسم اللہ لکھ کر پلائی جائے۔ کاغذ پلیٹ پر یا کسی اور بدرقہ سے لکھی جا سکتی ہے۔ اس کے پلانے سے چند روز میں مکمل تندرستی حاصل ہو گی۔ اس کے ساتھ اس آیت کو بھی لکھ لیا جاوے تو بہتر ہوگا۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

سکون قلب کے لیے

اس آیت کا ہر وقت ورد کرتے رہنا دل کو سکون دیتا ہے۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔

کن پیڑوں کا درد اور سوزش کا دم کرنا

یہ درد اس گلٹی کا ہوتا ہے جو جبڑے کی ہڈی کے نیچے ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ورم نیچے گلے تک ہو جاتا ہے اس کے لیے دم کا طریقہ یہ ہے۔ گھڑے کا ڈھکنا وغیرہ لے کر کسی باریک چیز (جو نقصان دہ نہ ہو) مثلاً آٹا لے کر سورۃ القارعہ مع بسم اللہ ایک مرتبہ پڑھیں اور آہستہ آہستہ کن پیڑے کو تھپیڑ دیں۔ تین بار یہ عمل بعد نماز کریں۔ انشاء اللہ دو دن کے اندر آرام ہو جائے گا۔ یہ دم دن میں دو مرتبہ کیا جائے۔

عام بخار کے لیے

اگر روزانہ بخار آتا ہو تو اس کے لیے مندرجہ ذیل کی آیت لکھ کر مریض کو دن میں تین بار پلا دیں بفضلہ تعالیٰ بخار اتر جائے گا۔ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ اگر عرق گاؤزبان کے ہمراہ پلائے جاویں تو زیادہ اثر ہوگا۔

باری کے بخار کے لیے

اگر باری کا بخار ہو تو اس کے لیے بسم اللہ مکمل اور آیت بالا لکھیں اور اس آیت کا اضافہ کر دیں۔ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ۔ صرف سات تعویذ بنا دیں۔ اور دن میں تین تعویذ پلاویں۔ انشاء اللہ مریض شفایاب ہوگا۔

چیچک کے لیے

اگر چیچک ہو یا پانی جھرا ہو تو مریض کو بسم اللہ الشافی بسم اللہ الکافی الرحمٰن الشافی الرحیم الکافی یا شافی یا کافی لکھ کر پلائے جاویں۔ صرف چار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم	اللہ	الرحمن	الرحیم
الرحیم	الرحمن	اللہ	بسم
الرحمن	الرحیم	بسم	اللہ
اللہ	بسم	الرحیم	الرحمن

تعویذ یومیہ پلائے جاویں اور یہ نقش گلے میں ڈالیں۔

عام وبا سے بچنے کے لیے

انسانوں، حیوانوں اور عام جاندار چیزوں کی وبا کے وقت مندرجہ ذیل دعا کو لکھ کر گلے میں ڈالیں اور ساتھ ہی یہ پلائیں اور ہر روز سورۃ التغابن کثرت سے پڑھا کریں۔ تعویذ یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ يَا دَافِعَ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ اِدْفَعِ الْبَلَاءَ وَالْوَبَاءَ عَنَّا وَعَنْ مَوَاشِيْنَا اَنْتَ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔

عام جسمانی مرض کے لیے

یہ تعویذ لکھ کر پلایا جائے۔ مرض میں خاطر خواہ افاقہ ہوگا۔ بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ يَا كَرِيْمُ يَا رَحِيْمُ اِشْفِ مَرَضَنَا

ڈر وخوف کے لیے

ابن آدم کے کسی فرد کو اگر ڈر آئے یا خوف آئے تو اس کے گلے میں مندرجہ ذیل آیات لکھ کر ڈالیں۔ انشاء اللہ جلدی آرام آجائے گا یہی تعویذ غم وفکر اور پریشانی کے لیے نہایت مفید ہے۔ پوری بسم اللہ کے بعد آیۃ الکرسی۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ اِهْيَا اَشْرَاهِيَا اَللّٰهُ حَافِظِيْ اَللّٰهُ نَاصِرِيْ اَللّٰهُ مَعِيْ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ۔ كهيعص حمعسق۔

ہجیراں کیلئے

ہجیراں منسلک نیچے لگے گا رگوں پر گلٹیاں ہوتی ہیں جن میں بعد میں پیپ پڑ جاتی ہے اور بہنے لگ جاتی ہے اور رگوں پر چھپتی پھرتی ہوتی ہیں یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ پر ہوجاتی ہے۔ مندرجہ ذیل آیت کو لکھ کر صبح وشام پلائی جائے۔ بڑے گوشت سے پرہیز کیا جائے۔ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ اور اسی آیت کا نقش بطریق نقش چیچک بنا کر گلے میں بھی ڈالا جائے۔

سوکڑے کے لئے

سوکڑا بچوں کی بیماری ہے جس میں بچے اکثر سوکھ جاتے ہیں ان کا رنگ سیاہ ہوجاتا ہے یا گوشت ختم ہوجاتا ہے اور سر کی ہڈیاں نظر آنے لگ جاتی ہیں۔ اور چمڑا سخت ہوجاتا ہے۔ نیز ناخن یا آنکھ کی پلکیں بڑھ جاتی ہیں۔ اور جسم پر بھر بال پڑجاتے ہیں۔ بسا اوقات بچے ڈرتے اور روتے ہیں۔ یہ مرض بچے کے لیے بڑی مہلک ثابت ہوتی ہے اگرچہ اس کا علاج جسمانی طور پر بھی ہے لیکن اکثر روحانی علاج ہی ہوتا ہے اس لیے مندرجہ ذیل آیت کو لکھ کر بچے کو تین وقت دن میں ہمراہ عرق گاؤزبان پلائی جائے اور یہ عمل چالیس روز تک جاری رکھیں۔ اگر بچے کو سبز پاخانے لگ جاویں تو ہمراہ دودھ بکری تعویذات پلائے جاویں انشاء اللہ اتنے عرصے میں بچے کا رنگ بہت اچھا ہوجائے گا اور صحت ہوگی۔ آیت یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ۔ بچہ اور اس کی والدہ مرگ اور پیدائش والے گھر سے الگ رہیں نہ ان کے گھر کی کوئی چیز کھائی جاوے نیز بڑے گوشت سے پرہیز بہت ضروری ہے۔

گلے کا تعویذ

اور بچے کے گلے میں ذیل کا تعویذ لکھ کر ڈالیں۔ خیال رکھیں تعویذ کسی وقت پانی میں بھیگ نہ جائے ایسی صورت میں بے اثر ہو جائے گا۔ تعویذ یہ ہے:۔ بسم اللہ مکمل۔ آیت الکرسی مکمل مع بسم اللہ الَّذِی لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ کُلِّ شَرِّ مَا خَلَقَ

بچے کو نہلانے کے لیے بھی پینے والے تعویذ کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔

اٹھرا کا بیان

اٹھرا عورتوں کی بیماری ہوتی ہے جس میں حمل ساقط ہو جاتا ہے۔ بچہ پورا نہیں بنتا یا پیدائش کے بعد فوراً مر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتا ہے۔ یا چند ماہ بعد مر جاتا ہے یا چند سالوں بعد مر جاتا ہے اس وقت بچے کی حالت ہر لمحہ بدلتی رہتی ہے عورت کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔ عورت اولاد کے قابل نہیں رہتی اور دیگر بہت سے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ جن کا ذکر بوجہ طوالت مناسب نہیں۔ اسی مقصد کا خیال رکھ کر میں اٹھرا کے لفظی معانی وغیرہ اور دیگر عاملین کی طرح فضول حکایات سے احتراز کرتا ہوں۔ کیونکہ ایسی حکایات مریضوں کے توہم میں سوائے اضافہ کے کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ میری غرض صرف مریض کو صحت مند بنانا ہے۔ یہ مرض متعدی ہے یعنی عورتوں سے جانوروں کو اور جانوروں سے عورتوں کو بھی لگ جاتی ہے مندرجہ ذیل تعویذ مریضہ کے گلے میں ڈالیں۔ تعویذ کو کسی صورت یا حالت میں اتارا

نہ جائے اور بھیگنے سے بچایا جائے تعویذ یہ ہے

بسم اللہ۔ آیت الکرسی مکمل۔ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ تا حمعسق۔ (ڈر کے تعویذ میں وضاحت دیکھ لیں) اور بقول جناب حضرت صوفی صاحب اس کا بھی اضافہ ہونا چاہیے۔ اَللّٰھُمَّ یَا دَافِعَ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ۔ تا۔ کُفُوًا اَحَدٌ۔ (عام وبا کی حفاظت میں دیکھ لیں) اور ساتھ ہی اس نقش کا اضافہ کریں۔

یارب جبرائیل	یا قیّوم	یا رَبِّ اسرافیل
یا قیّوم	یا قیّوم	یا قیّوم
یا ربِّ میکائیل	یا قیّوم	یا ربّ عزرائیل

پینے اور نہانے کے لیے

اٹھرا کی مریضہ کو ہر روز یہ دو تعویذ پینا ہوں گے۔ تقریباً ڈھائی تین سال تک پی کر کورس مکمل کرنا ہو گا ورنہ ڈر خوف اور دیگر حالتیں جوں کی توں رہیں گی لفظ یہ ہے۔ یا رحمٰنُ۔ متبادل نقش یہ ہے

۷۸۶

٦	١	٨
٧	٥	٣
٢	٩	٤

اور انہی تعویذات سے ہفتہ میں ایک مرتبہ غسل کیا جائے۔ اس کے بعد ذیل کے تعویذ سے ہمراہ اوپر والے کے دھونی لی جائے تعویذ یہ ہے۔ اللہ اللہ اللہ نو مرتبہ

متبادل نقش یہ ہے:۔

۷۸۶

١	١٤	١١	٨
١٢	٧	٢	١٣
٦	٩	١٦	٣
١٥	٤	٥	١٠

رحم میں درد کے لیئے

جس عورت کے رحم میں اکثر درد رہتا ہو۔ وہ اس تعویذ کو پیا کرے۔ کم ازکم ہفتہ میں ایک ضرور پیا جائے۔ تعویذ یہ ہے:۔

اصل تعویذ

یاحفیظ	یاحفیظ	یاحفیظ
یاحفیظ	یاحفیظ	یاحفیظ
یاحفیظ	یاحفیظ	یاحفیظ

متبادل تعویذ

۷۸۶

٣٣٦	٣٢٩	٣٣٤
٣٣١	٣٣٣	٣٣٥
٣٣٢	٣٣٧	٣٣٠

ارحام صا ھا صا صا

دورانِ حمل درد کے لیے

یہ تعویذ کستوری زعفران سے لکھا جائے تو نہایت مؤثر ثابت ہوگا۔ اور نوچندی کو پیا جائے۔

اصل نقش

یااللہ	یااللہ	یااللہ	یااللہ
*	*	*	*
*	*	*	*
*	*	*	*

متبادل نقش

یااللہ ۷۸۶ یااللہ

یااللہ	١٩	٢٢	٢٥	١٢	یااللہ
یااللہ	٢٤	١٣	١٨	٢٣	یااللہ
یااللہ	١٤	٢٧	٢٠	١٧	یااللہ
یااللہ	٢١	١٦	١٥	٢٦	یااللہ

یااللہ یااللہ یااللہ یااللہ

اٹھراہ میں پرہیز

اس مرض میں بڑے گوشت اور مرگ اور پیدائش والے گھر سے پرہیز ضروری ہے بلکہ تعویذات استعمال کرنے

والی عورت سے پرہیز کیا جائے۔ پانی بہنے کی صورت میں یا حمل کے دوران داغ لگنے کی حالت میں مریضہ کے لیے چلنا پھرنا۔ پاؤں کے بل بیٹھنا۔ نالے کو پھاندنا۔ بوجھ اٹھانا نقصان دہ ہیں۔ ایسی حالت میں کیلا یا دیگر ادویہ یا پھل استعمال کریں۔

درد کا دم

اگر دوران حمل درد ہو تو اس کے لیے سات مرتبہ الحمد شریف اور سات مرتبہ آیۃ الکرسی۔ سات مرتبہ چاروں قل پڑھ کر دم کیا جائے یا لکھ کر پلا دیا جائے اچھے نتائج ہوں گے

لاعلاج اٹھرا

یہ وہ وقت ہے جب مریضہ کی حالت آسیب زدہ ہوتی ہے یا جن لگا ہوتا ہے یا خون کے قطرے گرنے کے بعد گوشت گرتا ہے یہ آخری زینہ اٹھرا کا ہے۔ بلکہ جنات اور ہوائی چیزیں صاف نظر آتی ہیں اور ڈراتی ہیں اور نیند میں بُرے خواب آتے ہیں۔ عمر جوانی ڈھل جانے کے بعد بھی اٹھرا کا علاج مشکل ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے سامنے ہر چیز ممکن ہے۔

ایک عجیب اور حیران کن تجربہ

حمل ٹھہرنے کے وقت سے عام عورتوں کو خاص طور پر اٹھرا کی مریضہ کو مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر ان عادات کو چھوڑا نہ جائے تو ان کا اثر بچے پر ہوتا ہے۔ اکثر رونا بچے کی آنکھوں پر اثر کرتا ہے۔ بدکلامی و ناشائستہ حرکات سے بچہ بھی ویسا ہی ہوگا۔ لڑنے والی کا بچہ لڑاکا ہوگا۔ اس لیے عورت کو پاکیزہ سیرت، پابند صوم وصلوٰۃ ہونا چاہیئے۔ اور ہمیشہ خوش رہنا چاہیئے۔ تاکہ بچہ پاکیزہ سیرت اور خوش اخلاق پیدا ہو۔ نیز طبی لحاظ سے حاملہ عورت کو زیادہ تر پھلوں کا استعمال کرنا چاہیئے تاکہ بچہ خوبصورت اور ذہین پیدا ہو۔ اسی

طرح بچے کی حفاظت ضروری ہے۔ یہ باتیں اگرچہ قرآن وحدیث کی روشنی میں کچھ نامناسب سی ہیں تاہم تجربات کو نظر انداز بھی نہیں کیا جاسکتا۔ خصوصاً ایسی چیزیں جن کی قرآن وحدیث میں نفی نہ ہو۔

نرینہ اولاد کیلئے یہ ایک ایسی راز کی بات ہے جس کو بہت کم عاملین نے لکھا ہے۔ یوں تو بے فائدہ کہانیوں سے ایک پوری کتاب لکھی جاسکتی ہے لیکن خدا کا ڈر اور عوام کے مفاد کی خاطر۔ لالچ وطمع سے قطع نظر فراخدلی سے یہ لکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر کسی کی نیک تمنّا کو پورا کرے۔ آمین۔ عمل یہ ہے۔ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ۔ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَّأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ۔ اول آخر درود شریف پڑھ لیا کریں۔ بعد نماز عشاء اس کی یکصد تعداد پوری کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ مراد بر لادیں گے

ایک اور خفیہ خزانہ حمل ہونے کے چار ماہ بعد جب بچے میں جان پڑنے والی ہو تو جمعۃ المبارک کے روز (بعض نے اتوار کا دن مقرر کیا ہے) سات عدد لونگ ثابت لے کر گیارہ مرتبہ آیات ذیل پڑھ کر دم کریں۔ اسی روز ہی آفتاب غروب ہونے سے قبل پانی سے ایک ایک کر کے نگلوادیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بچہ ہوگا۔ آیات یہ ہیں:۔

حَمَلَتْ بِهٖ حَمْلًا خَفِيفًا۔ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهٗ يَحْيٰى۔

لڑکا یا لڑکی دینا اگرچہ اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ تاہم وسائل کو بھی اختیار کرلینا چاہیئے۔

بچے کی زندگی کے لیئے زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے قادر مطلق جو چاہے سو کرتا ہے۔ لیکن یہ بھی اس کا کلام ہے دعا کرنا پکارنا۔ اسی کو اختیار کرنا یہ کوئی غیر مناسب نہیں ہے۔ بچے کے گلے کا جو تعویذ ہو اس میں کھیعص کا اضافہ کرنا چاہیئے۔ نیز درود شریف کثرت سے پڑھ کر اپنے الفاظ میں دعا کرنی چاہیئے۔ ساتویں دن بال اتروائے جاویں نام رکھا جاوے۔ صدقہ اور عقیقہ کیا جائے۔ شرک وبدعت اور رسومات سے بچنا چاہیئے۔ مجرے ڈھول باجے خسرے نقلاں وغیرہ نہ کی جائیں۔ سر پہ بودی نہ رکھی جائے۔ ورنہ ایمان سے خارج ہو جائے گا اور نہ ہی نام غلط رکھے جاویں۔

ابکائیوں کا علاج دوران حمل اکثر عورتوں کو ابکائیاں ہچکی اور آداسیاں وغیرہ قسم کی حرکات ہو جاتی ہیں۔ اس کے لیے أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ لکھ کر پلائی جاوے۔ یا اذان لکھ کر پلائی جاوے تو بھی بہتر نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں روٹی بہت کم کھانی چاہیئے۔

رحم کے سفید پانی کا علاج یہ بھی ایک عجیب خدائی تحفہ ہے صرف خدمت خلق کے طور پر لکھ رہا ہوں۔ میں نے اس کو مجرب پایا ہے۔ لکھ کر آزمائش میں لادیں یاد رکھیں اگر کسی عمل کو بطور لالچ کے استعمال کروگے تو سب بے اثر ہوں گے۔ ہمیشہ رزق حلال کی عادت بنائیں اور خدا کی عبادت میں لگے رہو۔ پھر خدا تعالیٰ کی مہربانی کے آثار دیکھو۔ اس تعویذ کو صبح وشام پلایا کریں۔ تعویذ یہ ہے:۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ وَ

وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ۔

دورانِ حمل داغ لگنے کا علاج

اگر مذکورہ بالا آیت کے ساتھ اس آیت کو بھی لکھ کر دیا جائے تو حمل کے دوران داغ لگنے سے آرام رہے گا۔ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي اس آیت کو بھی صبح دشام پلا دیں۔ اللہ کے فضل وکرم سے شفا ہوگی۔

بانجھ عورت کیلئے

بانجھ عورت اگر قرآن پڑھی ہوئی ہو ورنہ اس کا خاوند ہر روز بعد نماز عشاء سورۃ مریم کی ابتدائی آیات کو کثرت سے تلاوت کرے۔ اول وآخر درود شریف پڑھا کریں۔ یا اس نقش کو لکھ کر دونوں میاں بیوی پی لیا کریں۔ بلکہ بیوی اس نقش کو اپنے پاس رکھے۔ نقش یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زوجه	واصلحنا	لـه
واصلحنا	لـه	زوجه
لـه	زوجه	واصلحنا

یابدیع یابدیع یابدیع

جنّات کا بیان

ذاتی حصار

کسی جنّ بھوت کو حاضر کرنے یا نکالنے سے پہلے اپنے جسم کا حصار کرلیں۔ حصار کے لیے سات مرتبہ آیۃ الکرسی یا کم از کم تین مرتبہ پڑھ کر جسم پر پھونک لیں۔ عامل کے کپڑے جسم وغیرہ پاک ہونا چاہئے۔ اور وقت مقررہ سے قبل وضو کرلیں تو کوئی چیز نقصان نہ دے گی۔

عمل برائے حاضری جنّات

مندرجہ ذیل عمل کو چالیس روز تک بطور چلّہ کریں۔ گوشت اور جماع سے مکمل پرہیز کریں۔ مکمل شرائط چلہ کے طریقہ میں بیان کر دوں گا۔ عمل یہ ہے۔ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ رَبْطًا رَبْطًا مَحْلًا مَحْلًا نَشْرًا نَشْرًا مَحْشَرًا مَحْشَرًا بِحَقِّ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ أَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَأْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اوّل آخر درود شریف طاق مرتبہ پڑھ کر گیارہ تسبیحات مندرجہ بالا عمل کی کریں۔

چلہ کا طریقہ

اس عمل کا چلہ کرنے کے لیے گاؤں کی حدود سے باہر الگ کسی جگہ پر چلے جائیں جہاں کوئی آدمی یا چیز حائل نہ ہو۔ بیٹھنے کی جگہ صاف ستھری ہو اس جگہ کے اندر کھڑے ہو آیۃ الکرسی پڑھتے جائیں اور اپنے گرد اتنا دائرہ بنائیں جو چار سے پانچ فٹ بشکل لکیر یا تسبیح ہو۔ آیۃ الکرسی طاق مرتبہ پڑھنا ہوگی۔ اب آپ کا جسم دائرے سے باہر نہ ہو۔ ان ضروریات کو دائرہ لگانے سے پہلے دائرہ میں رکھ لیں۔ وضو کے لیے پانی۔ پینے کے لیے الگ ایک پیالہ پانی۔ خوشبو اور الائچی کپڑا بمطابق موسم اور ایک تسبیح ہو۔ بس عمل شروع کر دو۔ یومیہ عمل مکمل کرنے کے بعد پیالہ پانی پر دم کرکے پی جا دیں۔ آخری ایام میں اگر پانی کے ذائقہ میں تبدیلی ہوگی تو کامیابی کی علامت ہے۔ اگر کوئی ڈریا ڈراؤنی چیز آ دے تو بالکل نہ گھبرائیں۔ وظیفہ مکمل کرکے آیت الکرسی پڑھتے ہوئے حصار سے باہر آجادیں اور پھونک سامنے کو ماریں۔

ان ایام میں اگر کھانا خود تیار کرکے کھایا جا دے تو بہتر ہوگا۔ ورنہ پرہیزگار عورت کا پکا ہوا کھانا استعمال کریں۔ حائضہ کا نہ ہو۔ گوشت اور بیوی سے

مکمل پرہیز کریں۔ بدبودار چیز کچی اور پکی ہوئی نہ کھائیں۔ عمل سوچ کر کریں۔ درمیان میں چھوڑنا نقصان دہ ہوگا۔

تشخیص مرض و جنات اگر کسی مریض کا پتہ لگانا ہو کہ بیماری ہے یا جنات کا اثر ہے۔ اس کے لیے پیالی میں تھوڑا سا پانی لیں۔ سات مرتبہ الحمد شریف مکمل ایک پھونک۔ سات مرتبہ آیت الکرسی دوسری پھونک۔ سات مرتبہ قل چاروں پڑھ کر تیسری پھونک ماریں۔ اور پانی مریض کو ایک ایک گھونٹ کر کے پلائیں۔ سات گھونٹ کے اندر جو ذائقہ کڑوا ہو تو جنات ہیں۔ میٹھا ہوا تو بیماری ہے۔ ترش ہوا تو جادو ہوگا۔ اگر کسیلا ہو تو وہم ہوگا۔ اگر پھیکا ہو تو مریض نہیں ہے۔ اس تشخیص کو کھانڈ کی سات پڑیہ پر بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

مریض پر حاضری کرنا جب کسی جن والے مریض کو دیکھنا ہو تو پہلے اپنے جسم آیۃ الکرسی سے بطریقہ مذکور حصار کر لیں۔ بعدہٗ مریض کو بٹھا لیں۔ عمل جنات مذکورہ کو سات یا گیارہ مرتبہ پڑھیں۔ جنات کی حاضری ہوگی۔ جب حاضری ہو جائے تو جنات کا حصار کر لیں جس کا طریقہ آگے لکھ رہا ہوں اور بعد میں جو باتیں ان سے کرنی ہیں کر لیں۔ اگر عمل پڑھنے کے بعد یہ الفاظ کہے جائیں تو بہتر ہوگا "جو چیز اس مریض میں ہے جن بھوت وغیرہ اس کو جلدی حاضر کرو۔ العجل العجل العجل جلدی کرو۔

شیشہ یا کاغذ پر حاضرات عمل مذکور کو شیشہ یا کاغذ یا چراغ زیتون پر پڑھیں۔ اور مریض کو اس پر

دیکھنے کی ہدایت کریں جو چیزیں حاضر ہوں گی مریض سب کچھ کہتا چلا جائیگا شیشہ پر نقش یہ ہوگا۔ نقش کا درمیانی خانہ سیاہ ہونا چاہیے۔

یا رب جبرئیل — یا رب میکائیل — یا رب عزرائیل — یا رب اسرافیل

٦	١	٨
٧	٥	٣
٢	٩	٤

جنات کا حصار مریض میں جب کوئی چیز حاضر ہو تو فوراً ذیل کی آیات پڑھ کر حصار کر دیں۔ تاکہ وہ چیز حاضر رہے بھاگ نہ جائے۔ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ۔ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ ۔ وعدے مواعید کرنے کے بعد جنات کو آزاد کرنے کے لیے اس آیت کی پہلی کو فی شغل فاکھون کو پڑھیں۔ سات مرتبہ آیات کو پڑھنے سے قید ہوتے اور سات مرتبہ ہی پڑھنے سے آزاد ہوں گے

جنات کو بلانے کے لیے اگر کوئی جن نہ بولے یا گونگا ہو تو یہ آیت پڑھیں اور برابر پھونکیں مارتے جاویں۔ فوراً بولیں گے عمل یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۔ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ۔ الْحَيُّ الْقَيُّومُ حِينَ لَا حَيَّ فِي دَيْمُومَةِ مُلْكِهِ وَبَقَائِهِ يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ ۔

دھونی کے لیے اگر مندرجہ بالا طریقہ سے بھی نہ بولیں تو ذیل کا عمل کاغذ پر لکھ کر بتی بنائیں اور اس پر کپڑے کی تہہ چڑھا کر ایک طرف

کو آگ لگا کر سلگائیں مریض کو دھونی دیں فوراً چلا اٹھیں گے۔ عمل یہ ہے:۔
عَلِيْقٌ مَلِيْقًا طَلِيْقًا كَلِيْقًا خَالِقٌ مَخْلُوْقًا وَاَنْتَ فِي هُمْ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَحْقُوْقٌ دَعْقُوْنٌ فِرْعَوْنُ وَشَدَّادٌ وَنَمْرُوْدٌ فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ٥

کپڑوں پر حاضرات

اگر مریض عامل کے پاس آنے سے معذور ہو تو اس کے استعمال شدہ کپڑے کو لے کر اس پر یہ عمل کریں۔ اس عمل کا چلہ بھی کر لینا چاہیے اگر چلہ کرنا ہو تو پانچ صد مرتبہ روزانہ بعد نماز عشاء پڑھیں اور حاضری کے وقت بھی اسی طرح آنکھیں بند کر کے مراقبہ کریں۔ عمل یہ ہے:۔
يَا خَبِيْرُ اَخْبِرْنِيْ يَا عَلِيْمُ عَلِّمْنِيْ يَا رَشِيْدُ اَرْشِدْنِيْ يَا هَادِيْ اِهْدِنِيْ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

جنات کو بھگانے یا جلانے کے لیے

جنات کو جلانے کے لیے سورۃ مومن کی آخری آیات مریض کے بائیں کان میں پڑھیں اور پھونکیں تو جنات جل جاویں گے۔ پانی پر دم کر کے پلایا جائے یا اوپر مریض کے چھڑکا جائے تو بھاگ جاویں گے۔ اگر اکتالیس مرتبہ پڑھ کر پھونکا جائے تو جل کر راکھ ہو جاویں گے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا سے سورۃ کے آخر تک پڑھیں اور اس آیت کا اضافہ کیا جائے آیت یہ ہے:۔ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ۔

جنات کو بچانے کے لیے

اگر جلنے کی حالت میں جنات کو بچانا مقصود ہو تو سورۃ فاتحہ کو سات مرتبہ

پڑھ کر سات دفعہ پھونکیں یا ایک ایک دفعہ پڑھ کر دم کر کے پانی پلا دیں۔ لیکن دیکھنا چاہیے کہ کبھی نقصان تو نہیں دیں گے۔

مریض کے گلے کا تعویذ

جب مریض جنات سے ہلکا ہو جائے تو اس کے گلے میں یہ تعویذ ڈالیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ آیت الکرسی مکمل۔ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهٖ وَيُبْطِلُ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ۔ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صَاغِرِيْنَ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى السَّاحِرُ بَاطِلٌ۔ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ سے اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ تک۔

اور سورۃ مومن کی آخری آیات اور یہ دونوں نقش بھی لکھے جاویں۔

۷۸۶

٨	١١	١٤	١
١٣	٢	٧	١٢
٣	١٦	٩	٦
١٠	٥	٤	١٥

۷۸۶

٦	١	٨
٧	٥	٣
٢	٩	٤

گلے کی پلیٹ

یہ الفاظ پلیٹ تانبہ یا چاندی پر کندہ کر کے گلے میں لٹکائی جائے جنات سے محفوظ رہے گا

مکان یا احاطہ کا حصار

مندرجہ ذیل تعویذ لکھ کر چھوٹی چھوٹی شیشیوں میں بند کر کے گھر یا احاطہ کی چار دیواری کے اندر چاروں گوشوں میں دفن کر دیے جائیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ الحمد للہ وَلَا الضَّالِّيْنَ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمَانَ۔ سے مُسْلِمِيْنَ تک قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَ

عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ. فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ.
یہی تعویذ لکھ کر کسی رسی یا مضبوط دھاگے یا تار کے ساتھ بھی باندھے جاسکتے ہیں۔

دیگر مکان کا حصار بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ. آیت الکرسی، چاروں قل سات سات مرتبہ پڑھ کر چار کیل پر دم کریں اور اس مکان کے چاروں کونوں میں گاڑ دیں۔

اگر کسی مکان میں جنات اینٹیں یا آگ لگاتے ہوں یا کوئی اور حرکت کریں تو ان عملیات سے کام لیا جاسکتا ہے۔ نیز گلے کا تعویذ لکھ کر پانی میں گھول کر آسیب زدہ جگہ یا انسان حیوان پر چھڑک دیں۔ تو چند دنوں تک مکمل آرام ہوگا۔

جنّات کے حقوق جیسا کہ حدیث نبوی میں آپؐ نے ارشاد فرمایا ہے کسی انسان کو لائق نہیں کہ سایہ دار درخت کے نیچے پیشاب پاخانہ کرے اور نہ ہی غلاظت پھینکنی چاہیئے۔ ہڈی۔ گوبر۔ گدھے گھوڑے۔ اونٹ کے لیڈنوں سے استنجا پاکی کرنا منع ہے۔ کیونکہ یہ چیز جنّات اور ان کی سواریوں کی خوراک ہے۔ اور سایہ ان کے آرام کی جگہ ہے۔

تعویذات کا پتہ لگانا مریض کو بٹھا کر روئی سے خوشبو لگا کر دیں اور اس پر ایک دفعہ سورۃ مزمل پڑھ دیں اور خوشبو سونگھائیں۔ اور مریض کو آنکھیں بند رکھنے کی ہدایت کریں۔ اور خود سورۃ مزمّل پڑھ کر پھونک مارتے جاویں لہٰذا آنکھوں میں سب کچھ نظر آجاوے گا جو کچھ نظر آوے اس کا علاج کیا جائے۔ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ

سورۃ مزمّل کا عمل پاک صاف ہو کر خوشبو لگا کر ایک گوشہ مکان میں بیٹھ جاویں اوّل آخر درود شریف ۱۱ مرتبہ سورۃ مزمّل بعد نماز عشا اکتالیس روز پڑھیں یا اکیس روز میں تعداد کو پورا کرلیں۔ توفیق ہو تو گیارہ یوم میں پوری کرلیں وظیفہ مذکورہ کو شرائط حصار وغیرہ سے مکمل کریں نہایت عمدہ عمل ہے۔

تسخیر کا بیان

تسخیر کے عملیات عاملین حضرات نے بڑی دھوم دھام اور حکایات سے پُر اور دلچسپ انداز میں اپنی کتابوں میں درج کیے ہیں لیکن عامل دعوے سے یہ بات نہیں لکھی۔ بعض بالکل منفی انداز میں کہتے ہیں۔ کہ اگر دنیا میں تسخیر ہوتی تو معلوم نہیں دنیا میں کیا کیا طوفان برپا ہوتے۔ بہرحال میرا یہ یقین ہے تسخیر کا وجود کم و بیش ضرور ہے۔ اس کے بغیر جہان بے آب و گیاہ اور بے آباد سنسان بیابان کی طرح ہو جاتا۔ لیکن یہ سب رونق اسی تسخیر سے ہی ہے مثلاً ماں کی آواز بچے کے لیے محبت ہے۔ اور بچے کے رونے کی آواز ماں کے لیے محبت ہے اسی طرح دیگر حیوانات ہیں۔

میں نے عملیات اور تعویذات کو درج کر دیا ہے لیکن یاد رکھیئے ان کے استعمال جائز کے لیے تو میں اجازت دیتا ہوں۔ مگر ناجائز کرنے والے کا منہ کالا، وہ اللہ کے نزدیک ذلیل ہوگا۔ اور دُنیا میں بھی اس پر لعنت ہوسکتی ہے۔ اس لیے جو لوگ غلط راستے پر ہوں میری دُعا ہے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔ یہ بھی یاد رکھیں۔ دنیا کی دولت انسان کو گمراہ کر دیتی ہے اس سے بچنا چاہیئے۔ ان تمام عملیات کو

لالچ اور طمع سے کنارہ کش ہو کر کرنا ہوگا۔ اس لیے اخلاص سے کام کریں۔ خدا آپ کے مال و دولت اور اولاد کی حفاظت کرے گا۔

بلانے کے لیے تین مرتبہ یحبونھم کحب اللہ والذین امنوا اشد حباً للہ۔ تین مرتبہ۔ والقیت علیک محبۃ منی ولتصنع علی عینی۔ ایک مرتبہ۔ ولکن اکثر الناس لا یعلمون الحب فلان بن فلان علی حب فلانۃ بنت فلانۃ ویا مصرف القلوب ویا مقلب القلوب صرف قلب فلانۃ بنت فلانۃ۔ بحرمۃ لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ یاعزیز یاعزیز۔ زعفران سے لکھ کر کسی چیز میں پلا دیں۔ میرے ایک خاص بزرگ نے مجھے یہ لکھوایا تھا۔ جو اکثر اوقات مجرب پایا گیا۔

پاس رکھنے کے لیے اس تعویذ کو اسی طرح دائرہ میں لکھیں اور اپنے پاس رکھیں یا درخت پر لٹکا دیں۔ شکل یہ ہے۔

یا رب اسرافیل متکبر — یا رب جبرئیل حی قیوم

آیت الکرسی مکمل۔ اللہ اللہ ٢٦ مرتبہ۔
بسم اللہ تا رب العالمین۔ اللہ ٢٣ مرتبہ۔ الرحمٰن الرحیم تا دین اللہ
اللہ ٤ مرتبہ۔ ایاک نعبد تا نستعین۔ اللہ اللہ ٧ مرتبہ۔ اھدنا
الصراط المستقیم اللہ اللہ ٧ مرتبہ۔ صراط الذین تا الضالین اللہ اللہ
٢٣ مرتبہ۔ الحب فلان بن فلان علی حب فلانۃ بنت فلانۃ

یا رب عزرائیل شدید منتقم — یا رب میکائیل جلیل جمیل

دیگر عمل تسخیر سورۃ مزمل ۱۱ مرتبہ یا ودود گیارہ تسبیحات۔ گیارہ بجے دن یا رات مطلوب کی طرف منہ کر کے اور ذہن میں تصور مطلوب کرے اور عمل کرے۔ یہ عمل اکیس روز کریں۔ کوئی دن ناغہ نہ ہو۔ انشاء اللہ جس جائز کام کے لیے کیا جائے گا درست ہوگا۔

تسخیر مقدمہ بازی مندرجہ ذیل آیت کو بارہ بجے رات عمل میں لا دیں اور پہلے دو نفل ادا کریں اور اس آیت کے دو نقش بھی بنا دیں۔ ایک بازو پر رکھیں اور دوسرا آٹھویں پارہ میں اسی صفحہ پر رکھ دیں جہاں سے پہلی مرتبہ لکھے۔ اور اس صفحہ قرآن کو ایک مرتبہ ہر روز پڑھا کریں آیت یہ ہے۔ اور نقش بھی لکھ دیا ہے

صغار عند اللہ	سیصیب الذین اجرموا	بما کانوا یمکرون
	فلان بن فلان	
	وعذاب شدید۔	

وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ (٢) سَیُصِیْبُ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰہِ وَعَذَابٌ شَدِیْدٌ بِمَا کَانُوْا یَمْکُرُوْنَ

شادی کیلئے وظیفہ بعد نماز عشاء بغیر گفتگو کیے کسی ندی نالے پر جا کر پاؤں پانی میں رکھیں اور آیت وَلَقَدْ ھَمَّتْ بِہٖ وَھَمَّ بِھَا گیارہ تسبیحات پوری کریں اول آخر درود شریف پڑھیں۔ نیز وظیفہ کے دوران آنکھیں بند رکھیں۔ یہ عمل سات روز سے اکیس روز تک جاری رکھیں۔ اس چلہ کے دوران بدبو دار اشیاء سے پرہیز کریں اور خوشبودار چیزوں کا استعمال جاری رکھیں۔

شادی کا تعویذ

مندرجہ ذیل آیت کا تعویذ بنا کر پاس رکھا جائے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَ زَوَّجْنٰکُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ۔ وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَکَوَاعِبَ اَتْرَابًا۔ وَ خَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا

بھاگے کو واپس لانے کے لیئے

اس تعویذ کو لکھ کر بوجھ کے تلے رکھیں جس قدر بوجھ ہوگا فائدہ مند ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فردداناہ	الی امہ	کی تقر	عینھا
عینھا	کی تقر	الی امہ	فردداناہ
الی امہ	فردداناہ	عینھا	کی تقر
کی تقر	عینھا	فرددناہ	الی امہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ۔ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ۔ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ۔ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَنْطِقُوْنَ۔ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَفْقَھُوْنَ وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ اِنَّا رَادُّوْہُ اِلَیْکِ۔ اور ساتھ ہی مذکورہ نقش کو بھی لکھ دیا جائے

گھر میں مجبور کرنے کے لیے

بسم اللہ کے بعد اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی۔ اِذْ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ اٰوٰی اِلَیْہِ اَبَوَیْہِ وَکَذٰلِکَ کِدْنَا لِیُوْسُفَ لکھ کر نقش ۵ اور نمبر ۳۴ جوجات کے بیان میں گئے کے تعویذ میں لکھے جاچکے ہیں کو بھی لکھیں اور گرم جگہ دفن کردیں کہ جلنے نہ پائیں۔

کاروبار کیلئے

اس کے لیے اوّل وضو کرکے نماز پڑھیں اور ہر نماز کے بعد گیارہ دفعہ سورۃ القریش پڑھیں اور مندرجہ ذیل تعویذ مع

نقش اپنے پاس رکھیں تعویذ یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ۔ اَللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ۔ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ۔ بِیَدِکَ الْخَیْرُ۔ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ۔ بَلْ یَدٰہُ مَبْسُوْطَتَانِ۔ ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ وَجَدَ عِنْدَھَا رِزْقًا قَالَ اَنّٰی لَکِ ھٰذَا قَالَتْ ھُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ ھُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّہٗ تَاتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ اور نقش اگلے صفحہ پر ہے۔ اس تعویذ کو گھر میں لوہے کے گلے ہیں اور موٹر وغیرہ میں رکھا جاسکتا ہے۔ اس کے ساتھ یَاحَیُّ حِیْنَ لَا حَیَّ فِیْ دَیْمُوْمَۃِ مُلْکِہٖ وَ بَقَائِہٖ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ کا اضافہ کیا جائے۔ انشاء اللہ برکت ہوگی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وھو	الرزاق	العلیم	یاغنی
یاغنی	العلیم	الرزاق	وھو
الرزاق	وھو	یاغنی	الحلیم
العلیم	یاغنی	وھو	الرزاق

صبح اٹھنے کیلئے

اس آیت کریمہ کو یک صد مرتبہ پڑھ کر دائیں بازو پر لیٹ جائیں اور اٹھنے کی نیت کریں علی اسی وقت بیداری ہوگی آیت یہ ہے۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھِیْمَ مُصَلًّی

بواسیر کیلیے

میرے ایک دوست نے یہ تعویذ لکھوایا ہے اللہ تعالیٰ کرے مجرب ہو۔ اس کو نقش کی صورت میں لکھا جائے لیکن میرے تجربہ میں جو عمل آیا ہے وہ یہ ہے۔ وَغِیْضَ الْمَاءُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ۔ نیز یہی تعویذ احتلام والے کو پلائے جاویں۔

اللہ کافی   بسم اللہ   اللہ کافی

۱	۱۴	۱۱	۸	یارحیم
۱۲	۷	۲	۱۳	یاکریم
۶	۹	۱۶	۳	یاحلیم
۱۵	۴	۵	۱۰	یامعید

کھیعص   کھیعص

اللہ کافی   کھیعص   اللہ کافی

نظر بد کے لیے جس کسی چیز کو نظر بد لگ گئی ہو اس کے گلے میں یہ تعویذ لکھ کر ڈال دیں اور صبح شام پلائیں۔ تین روز میں مکمل آرام ہوگا۔ آیت یہ ہے۔ وان یکاد الذین کفروا لیزلقونك بابصارھم تیز گلے والے تعویذ میں جنات کے بیان میں گذرا ہوا گلے والا تعویذ لکھ دیں

جادُو کا بیان

جادو برحق ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی کیا گیا تھا اس کے علاج کے لیے آنحضورؐ نے فرمایا سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھی جاویں۔ دم کیا جائے اور پلائی جاوے نیز چاروں قل۔ آیت الکرسی۔ فلما القوا الی مفسدین پلائی جاوے۔

گلے کا تعویذ اس تعویذ کو لکھ کر گلے میں ڈالا جائے آیت الکرسی۔ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى۔ اور لفظ الساحر باطل۔ نو دفعہ لکھا جاوے۔ اعوذ بکلمات اللہ التامات من غضبہ تا آخر۔ اور نقش نمبر 15، نمبر 34 لکھے جاویں۔

نظر بد کا دم باوضو ہو کر بعدہٗ تین مرتبہ الحمد شریف پڑھ کر پھونک دیں۔ تین دفعہ آیت الکرسی پڑھ کر پھونک دیں۔ چاروں قل اور لاحول پڑھ کر پھونک ماریں۔ تین اوقات دم کرنے سے نظر دُور ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ پانی پر دم کرکے بھی پلایا جا سکتا ہے یا بار بار چھینٹے مارے جاویں یا غسل کیا جاوے اسی

طرح دیگر تعویذ نظر بد کو بھی اس میں شامل کیا جائے تو بہتر ہوگا۔

بُرے آدمی سے پناہ لفظ تا نیت اٹھائیسویں پارہ کی پہلی آیت۔ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ۔ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ کثرت سے پڑھا کرے۔ بعد نماز عشاء اس کا چلہ کرے تو بہت اچھا ہوگا۔ تعداد یک صد مرتبہ روزانہ بعدہ حسب ضرورت پڑھا کریں۔

یہ تعویذ الگ ہے اس آیت کریمہ کو لکھ کر بطریق مخصوص تعویذ بنا کر بوجھ کے نیچے رکھ دیں تو خاطر خواہ اثر ہوگا۔ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ۔ اس کے ساتھ ہی آتشی نقش لکھا جائے تو پھر بفضل اللہ کام ہو جائے گا۔

سانپ اور بچھو کا دم میرے ایک مہربان نے مجھے یہ عمل کروایا تھا مگر آزمانے کا بہت کم موقع ملا ہے۔ خدا کرے کسی کو بھی یہ عمل آزمانے کا موقع نہ ملے بہرحال عامل کے پاس عمل ضرور ہونا چاہیے۔ عمل بالکل آسان اور مختصر ہے مگر فائدہ عظیم ہے۔ عمل یہ ہے۔ یا کافی یا شافی۔

طریقہ عمل اس کا چلہ کرنے کے لیے منذی ماہ ساون اور بھادوں کی درمیانی رات دو بجے رات باوضو ہو کر گاؤں کی حد سے باہر یا قبرستان میں اوّل آخر درود شریف بعدہٗ اس کو کثرت سے پڑھتے رہیں حتیٰ کہ طلوع آفتاب ہو جائے اور حسب طاقت صدقہ کریں۔

دم کرنے کا طریقہ ایک لوٹا پانی لیکر اس پر گیارہ تسبیحات مذکورہ لفظ

کی پڑھیں اور ڈسی ہوئی جگہ پر سے گراتے جائیں اور مذکورہ الفاظ کو پڑھتے جاویں۔ یاد رہے پانی کو دوبارہ استعمال نہ کریں۔ اسی طرح تین بار کرنے سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے درد رُک جائے گی اور پھر چند روز کے عمل سے مکمل آرام ہو جائے گا

زہر کھینچنے کا طریقہ | پکی اینٹ یا مٹی کی چھوٹی سی کنکری لے کر جہاں تک درد پہنچ چکی ہو وہاں رکھیں اس جگہ سے عضو پر گھماتے گھماتے زخم یا ڈسی ہوئی جگہ کی طرف لیتے آویں اور سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ کثرت سے پڑھتے رہیں۔ درد اور زہر ڈسی ہوئی جگہ پر جمع ہو جائے گی۔ اور اگر زخم نہ ہو تو پانی دم شدہ دھاربا ندھ کر ڈالدیں اور پلانے کا تعویذ آگے چل کر درج کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

شپاکی کا عمل و دم | یہ ایک جلدی بیماری ہے اور خارش جلن سخت ہوتی ہے رنگ سُرخ ہو جاتا ہے۔ دل گھٹتا ہے۔ بے چینی حد سے زیادہ ہوتی ہے۔ جن دنوں آم کے درخت کو پھول نکلیں کسی ایک رات کو صبح صادق سے طلوعِ آفتاب تک اِن پھولوں کو ہاتھوں پر ملتے رہیں اور سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ پڑھتے رہیں۔ بس یہی سالانہ چلہ ہے۔ دم کرنے کے لیے سلام پڑھتے رہیں اور مریض کے اعضاء پر ہاتھ پھیر دیں انشاء اللہ آرام ہوگا۔

فصلی کیڑوں کے لیئے | سورۃ والسماء والطارق مکمل پڑھیں اور آخر میں سات مرتبہ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا پڑھ کر کھاد یا راکھ پر دم کر کے فصل کے اُوپر چھڑک دیں۔ یا ایک بڑا تعویذ لکھ کر کھیت کے منہ میں کسی اینٹ سے دبا کر رکھدیں کہ پانی اُوپر سے گذرتا رہے انشاء اللہ فصل کے کیڑے

مر جاویں گے۔

گھریلو کیڑوں کے لیے | سورۃ النمل اکیس مرتبہ پڑھ کر ریت پر دم کر کے مکوڑوں کے سوراخ میں ڈالدیں۔ ایک بڑے کیڑے کو پکڑ کر دُور بے آباد جگہ میں چھوڑ آدیں۔ سات روز کے عمل سے سب کیڑے وہاں سے چلے جاویں گے۔

پھوڑے پھنسی کا دم | قرآن مجید میں واقع سلام جس قدر یاد ہوں پڑھ کر دم کیا جائے ایک وقت میں گیارہ دفعہ پڑھتے جاویں اس طرح دو تین دن میں پھوڑے پھنسی سُوکھ جاویں گے۔

بچوں کے چھالکے کا دم | حسب ضرورت سرسوں کا تیل لے لیں۔ بسم اللہ ایک مرتبہ۔ الحمد شریف تین مرتبہ۔ آیت الکرسی پانچ مرتبہ۔ اوّل قل سات مرتبہ۔ دوم قل نو مرتبہ۔ سوم قل گیارہ مرتبہ۔ چہارم قل تیرہ مرتبہ اور قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ پندرہ مرتبہ پڑھیں اور تیل کو دم کر دیں اس تیل کو چھالکوں پر لگاتے رہو صرف تین دن میں بفضل اللہ تعالیٰ آرام ہوگا۔

گھبیر کا بیان

گھبیر ایک پھوڑا ہوتا ہے جس کی جڑیں دُور تک جسم میں پھیل جاتی ہیں۔ یہ ایک گولی کی طرح نکلتا ہے اس کے بعد اس کے منہ سے سفید پانی بہنے لگ جاتا ہے بسا اوقات جہاں ہو وہاں سے مخالف سمت جا نکلتا ہے۔ یہ ایک

موذی مرض ہے جوکہ ہڈی کو بھی نقصان دے سکتا ہے۔ گوشت کو تو چھوڑتا ہی نہیں آپ نے بازاری حضرات کو اکثر یہ کہتے سنا ہوگا کہ میاں فلاں بزرگ کی میں نے کئی سال تک خدمت کی تو یہ فیض حاصل کیا۔ لو بھائی یہ عمل خدا کی مخلوق کے فائدے کے لیے بلاروک ٹوک درج کرتا ہوں۔ لیکن ایک بات یاد رکھیں یہ عمل صرف للہ کریں۔ اپنی دکان چمکانے کے لیے نہ کریں ورنہ خدا کے ہاں مجرم ہوگے۔

گھمبیر کا عمل

نماز عشاء کے بعد گیارہ مرتبہ درود شریف۔ پھر آیات ذیل کی گیارہ تسبیحات اکیس روز تک کریں۔ شرائط چلہ کا خیال رکھیں۔ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيمٍ۔ سَلَامٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ۔ سَلَامٌ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ۔ سَلَامٌ عَلَىٰ آلِ يَاسِينَ۔ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ۔ سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ۔ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ

اکیس یوم مکمل کرنے کے بعد ہر روز پانچ نمازوں کے بعد حسب طاقت پڑھتے رہیں

تجربہ عمل گھمبیر

اکیسویں روز آدھ سیر تیل مسجد میں ڈالیں اور آدھ سیر کڑاہی میں ڈال کر ابالیں۔ دوسری طرف ایک چٹکی منہ میں کھانڈ کی رکھ کر سلام مع درود پڑھیں۔ جب لعاب بن جائے تیل اتار لو اور لعاب تھوڑا سا تیل میں ڈالدیں اور کچھ گھمبیر کو لگائیں اور کچھ اپنی ایڑی کو لگائیں اور ایڑی کو تیل میں گھما کر گھمبیر پر لگا دیں۔ اس طرح ہر سات دن بعد کریں۔ سات دم کریں۔ اتنے عرصے میں صرف اس تیل کو گھمبیر پر لگاتے رہیں بفضلہ تعالیٰ مریض تندرست ہوجائے گا۔ صدقہ خیرات کریں۔ یہ دم درد جوڑ اور جڑ والے پھوڑے

کے لیے مفید ہے۔

علم کے لیے

مندرجہ ذیل آیات کو پینے پڑھنے اور دم کے لیے استعمال کرنا شرح صدر، علم اور تعلیم کے لیے مفید ہے۔ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي سے يَفْقَهُوا قَوْلِي تک۔ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ سے عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ تک۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ۔ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ وَعَلَّمَهُ الْبَيَانَ۔ يَا عَلِيمُ يَا عَلَّامَ الْغُيُوبِ عَلِّمْنِي پلانے کے لیے کستوری یا زعفران سے لکھا جائے۔ نیز گلے کے لیے بھی لکھا جاسکتا ہے۔

بچوں کو سلانے کے لیے

بچوں کو خصوصاً شیر خوار بچے کو سلانے کے لیے اکیس مرتبہ اول آخر درود شریف پڑھ کر کانوں کو تھپتھپا دیں بچہ سو جائے گا۔ آیت یہ ہے۔ فَضَرَبْنَا عَلَىٰ آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا۔

قیدیوں کی رہائی کے لیے

باوضو خلوص نیت سے آیت کریمہ کو ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ پڑھا جائے تو قیدی چھوٹ جاتا ہے جبکہ قیدی مظلوم ہو۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ۔ نیز ہر مشکل کا مجرب حل یہی ہے۔

عام بیماریوں دل دھڑکن اور سانپ ڈسے کا علاج

یہ ایک گراں قدر تحفہ ہے جو کسی عامل نے آج تک اس تفصیل سے نہ لکھا ہوگا

یہ مریض کا واحد سہارا ہے جبکہ مریض لاعلاج ہو۔ اس کو کستوری۔ زعفران سے کاغذ یا پلیٹ میں لکھ کر ہر روز مریض کو پلایا جائے۔ الحمد شریف مکمل مع بسم اللہ الحی القیوم حین لاحی فی دیمومۃ ملکہ وبقائہ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ کچی لسی سے پلانا زہر کے لیے بھی مفید ہے۔

چور معلوم کرنے کے لیے

اوّل آخر درود شریف۔ گیارہ تسبیحات اس آیت کی نکالیں۔ آیت یہ ہے۔ وَاللّٰہُ مُخْرِجٌ مَّا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ۔ رات بعد نماز عشاء پڑھتے پڑھتے سو جاویں۔ خواب میں چور نظر آئے گا۔ عمل چند روز جاری رکھیں۔

نبی علیہ السلام کی زیارت کے لیے

پانچوں نمازیں پابندی سے پڑھیں۔ اور بعد نماز عشاء درود شریف ابراہیمی کثرت سے پڑھا کریں۔ رات کی تاریکی میں پڑھنا زیادہ مفید ہوگا۔ یہ عمل چند روز کریں بفضلہ تعالیٰ چند دنوں میں ہی زیارت ہوگی۔ لیکن رزق حلال اور صدق مقال شرط اوّل ہے۔

بچے کی حفاظت کیلئے

جس عورت کا بچہ پیدائش سے پہلے گر جاتا ہو اس کو یہ تعویذ ہر روز زعفران سے لکھ کر تین ماہ تک متواتر پلائے جاویں وَنُقِرُّ فِی الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ۔ اللہ کے فضل سے بچہ رحم میں محفوظ رہے گا۔

بچہ کے بڑھنے کے لیے

جو بچہ ماں کے پیٹ میں خشک ہو گیا ہو اور بڑھتا پھولتا نہ ہو اس کو کستوری زعفران

سے لکھ کر یہ آیت پلائی جاوے۔ اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ۔ چند ماہ کے بعد سوکھا ہوا بچہ پھولنے لگے گا۔

بندھے ہوئے کو کھولنا

جس آدمی یا عورت کو بذریعہ تعویذات گنڈا سے باندھ دیا گیا ہو۔ اس کو کھولنے کے لیے علامہ سیوطی نے اپنی کتاب الرحمۃ فی الطب والحکمۃ میں شیخ عبدالرحمن بن سالم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا بخدا میں نے بندھے ہوئے کو بارہ برس بعد ان آیات سے کھول دیا تھا اور یہ تعویذ/نقش لکھ کر اس کی داہنی ران سے باندھ دیا اور لکھ کر بارش کے پانی میں ملا کر پلایا جائے۔ نیز اس میں تھوڑا سا شہد سرکہ اور تیل ملا کر دونوں میاں بیوی کو پلایا جائے بفضلہ تعالیٰ دونوں کھل جاویں گے۔ آیات یہ ہیں۔

نقش یہ ہے

	فدو	
	وَهٰذَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا	
	محمود	

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ۔ سورۃ الفاتحہ مکمل تین مرتبہ سورۃ اخلاص معوذتین تین تین مرتبہ۔ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا۔ قَالَ لِلسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ کَرْهًا قَالَتَا اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا۔ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِیْمُ۔ قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ

بِهِ السِّحْرَ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۔

برائے حاضری جنات جادو. تعویذات وغیرہ

میرے ایک عزیز مگر مشہور عامل جناب سلام اللہ خان صاحب فیصل آبادی نے اپنے مجربات میں سے جو عمل برائے عنوان بالا عوام کی خدمت کے لیے پیش کیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہے ہم ان کے تہہ دل سے مشکور ہیں وہ لکھتے ہیں کہ مندرجہ ذیل چھ عدد نقوش لکھ کر ایک فتیلہ تیار کر کے روئی میں لپیٹ کر تیل کے چراغ میں جلا دیں. مریض کو فتیلہ کے شعلہ میں دیکھتے رہنے کی ہدایت کریں جو بیماری ہوگی نظر آ دیں گے اور جل جاویں گے۔ نقوش یہ ہیں :۔ عـ۱ پندریا عـ۲ نقش چوتیا

نقش عـ۳

	الساعۃ	الساعۃ	الساعۃ	
الوحاً	٢٣	١٨	٢٥	العجل
″	٢۴	٢٢	٢٠	″
″	١٩	٢٦	٢١	″

نقش عـ۴

	الساعۃ	الساعۃ	الساعۃ		
الوحاً	٨	٦	۴	٢	العجل
	٢	۴	٦	٨	″
″	٦	٨	٢	۴	″
″	۴	٢	٨	٦	″

نقش عـ۵

شداد	نمرود	فرعون	ابلیس
قارون	فرعون	ابلیس	ہامان
فرعون	ابلیس	نمرود	قارون
ابلیس	لعین	شیاطین	نمرود

نقش عـ۶

علیقا. ملیقا. تلیقا. بر جیم مزاحمت درو جود ایں فتیلہ حاضر شود بحق رب سلیمان بن داؤد علیہا السلام حاضر شود حاضر شود حاضر شود
عـ ۱۱۱ و ط ع ا د ا
خاکستر گردد

فرعون نمرود شداد ہامان قارون ابلیس ابوجہل لعین حاضر شود خاکستر گردد

زادالعالمین

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ اللہ کا شکر ہے جس نے تحفۃ العالمین کو مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ موجودہ دور میں بے عملی اور بد عملی بہت زیادہ سے غلط توہم پرستی۔ جادو وغیرہ کو بھی رد کرنا ضروری ہے اور ان عملیات کو کرنے والے اکثر حضرات اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات سے بالکل نا واقف ہوتے ہیں۔ نہ شکل اسوۂ رسول کے مطابق اور نہ عمل ہی موافق ہوتا ہے۔ اس لیے ضروری ہوا کہ عاملین کے لیے بھی چند ایسے اصول و قواعد لکھ دوں جن کی پابندی ہر عامل کے لیے ضروری ہو۔ تاکہ ہر عامل اپنی عاقبت کا خیال کرے۔ ان وجوہات کے پیش نظر میں نے اس رسالے کا نام — "زادالعاملین" رکھا ہے کہ ایک عامل کو اپنے عمل کے دوران کن اشیاء اور اعمال کی ضرورت ہے اور وہ کیسے اپنے منزل مقصود کو حاصل کر سکتا ہے۔

میں اس رسالے کو لکھنے میں اللہ تعالیٰ کی مدد چاہتا ہوں اور امید کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اس رسالے کے ذریعے بہت سے عاملین وعوام کو نیک اعمال کی قوت وسعادت بخشے گا۔ آمین۔

ضرورت

اس دور میں ان عملیات کی ضرورت اس لیے ہوئی کہ دنیا کے ہر خطے میں لوگ اپنے مخصوص طریقوں سے عوام کو متاثر کرتے ہیں۔ اپنے من گھڑت ڈھکوسلوں کو ایک فن کا درجہ دے کر دین سے دور

کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں جیسے پرانے زمانے کے جادو۔ رمل۔ نجوم اور ہندوؤں کے ٹونے ٹوٹکے اور جدید دور کی شعبدہ بازی۔ تسخیر نظر دیگر طریقہائے تاثیر و تعمیں سے کام لے کر دنیا کو گمراہ کیا جاتا ہے اور کیا جا رہا ہے۔ جو چیز عمل میں آجائے وہ قطعی درست ہے۔ اگرچہ اسلامی مذہبی نظریہ اس کے برعکس ہی کیوں نہ ہو اس لیے مذہبی نظریہ کو عملی جامہ پہنا کر دونوں کو ہم آہنگ کرنے کے لیے اور اسلام کی صحیح عملی صورت تاثیر کو عوام کے سامنے پیش کرنے کے لیے اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ یاد رکھیں عملیات کی بنیاد صحیح علم پر ہے۔

اہمیت

اس عمل کی اہمیت واضح ہے کہ دنیا کے علوم و عملیات میں جادو و جنات کی طاقت مسلم ہے۔ لیکن الٰہی طریقے اس سے کہیں زیادہ قوی اور غالب ہیں۔ بلقیس کے تخت کو دربار سلیمان میں لانا ایک عالم ہی کا کام تھا۔ اس لیے عمل کے لیے علم صحیح کا ہونا بھی ضروری ہے۔ جب علم صحیح اور عمل کامل ہوگا اور تمام مدارج عمل طے ہوں گے تو دنیا کی تسخیر اور آسمانوں کی معراج کے دروازے کھل جاویں گے۔ حتیٰ کہ خداوند تعالیٰ ہاتھ۔ پاؤں۔ کان۔ آنکھ بن کر اپنی رضامندی کے مناصب سے نوازیں گے اور یہی مقصود ہے

اعمال بالقرآن

قرآن مجید انسانیت بلکہ تمام کائنات کے لیے نظریاتی اور عملیاتی لحاظ سے اصلاحی کتاب ہے۔ جہاں تک قرآنی آیات کے اعمال کا تعلق ہے اس کی تفصیل طویل ہے اسے اختصار سے یہاں بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ قرآن مجید اور احادیث سے

روحانی اور جسمانی بیماریوں سے شفا حاصل کی جاسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ۔ اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔ قرآن مجید کی آیات ان تمام خصوصیات کی حامل ہیں جن کا تعلق انسانی۔ حیوانی و دیگر مخلوقات کی اصلاح کے ساتھ ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت نے مار گزیدہ / سگ گزیدہ کا علاج سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کرنے سے کیا۔

دوسری روایت

احمد اور بیہقی میں عبداللہ بن جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میں تجھے بہتر سورۃ کی خبر نہ دوں جو قرآن مجید میں نازل ہوئی۔ میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ فرمائیے۔ آپؐ نے وہ سورۃ الحمد ہے جس میں ہر بیماری کی شفا و دوا ہے۔

تیسری روایت

دارمی میں ابن مسعود سے موقوف بیان ہوئی ہے کہ سورۃ بقرہ کی پہلی چار آیات آیۃ الکرسی اور سورۃ البقرہ کی آخری تین آیات دیوانے شخص پر دم کرنی چاہئیں۔

چوتھی روایت

ابن ماجہؒ نے ابن مسعودؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو شفاؤں سے شفا حاصل کرو ایک شہد۔ دوسرا قرآن مجید۔ قرآن کے بارے میں اس حدیث کا مفہوم پڑھنے دم کرنے لکھ کر پینے کے لیے عام ہے۔

— ابن ماجہؒ میں ہے کہ حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول مقبولؐ نے فرمایا سب سے بہتر دوا قرآن کی دوا ہے۔

— ابنِ ماجہ میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب حضور پاکؐ سخت بیمار ہوئے تو میں دونوں آخری قُل پڑھ کر پھونکا کرتی تھی۔ اور آپ کا دستِ مبارک بھی آپ کے جسم پر پھیرا کرتی تھی۔

اعمال بالحدیث اسی طرح صحیح احادیث میں جھاڑ پھونک کی بہت سی روایات ہیں جن کو مختصر طور پر دائرہ تحریر میں لانا مشکل ہے۔ لہٰذا احادیث سے بھی دم کرنا ہاتھ پھیرنا درست ہے۔

پہلی حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص کو بچھو نے کاٹا۔ بات حضورؐ تک آئی تو آپ نے فرمایا کہ وہ اعوذ بکلمات اللّٰہِ التّامات من شرّ ما خلق پڑھ لیتا۔ تو کوئی اثر نہ ہوتا۔

دُوسری روایت حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام جب اپنے بستر میں جانے کا ارادہ فرماتے تو تینوں آخری قُل پڑھ کر اپنی دونوں ہتھیلیوں کو پھونکتے پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے تمام بدن کو تین مرتبہ مسح کرتے۔

اسی طرح احادیث کا بہت سا ذخیرہ جس کا تعلق دعوات یا باب الطب سے ہے کتب احادیث میں دیکھیں تو واضح ہوگا کہ قرآن وحدیث انسانی جسم اور روح کی اصلاح و تندرستی کے لیے کس قدر مفید ہے۔ اسی کے طریقے بالترتیب لکھے جاتے ہیں :-

دم یا منتر پڑھنا جیسا کہ اُوپر والی حدیث جو حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

خود اپنی ذات کے لیے دم پڑھ لیتے تھے۔ اس طرح دیگر احادیث اور صحابہؓ کے معمولات بے شمار ہیں جن سے یہ ثابت ہے کہ صحابہ قرآنی آیات کو عمل میں لاتے اور مجرّب فرماتے۔ اسی طرح احادیث میں وارد دم پھونک کو عمل میں لاتے تھے۔

دم یا منتر کرنا حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام ہمیں دم کرنے اور منتر کرنے کی اجازت فرمائی۔ اسی طرح صحابہؓ کی اس جماعت کا واقعہ جنہوں نے ایک مار گزیدہ / سگ گزیدہ کو دم کیا اور چالیس بکریاں عوضانہ بھی لیا۔ نیز اس صحابی کا واقعہ جس نے سورۃ مومنون کی آخری آیات سایہ والے کے کان میں پڑھیں تو جِنّ جل کر راکھ ہوگیا۔ علی ہٰذا القیاس بہت سی روایات مروی ہیں۔

پانی پر دم کرنا حضرت فاروق اعظمؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جو شخص بارش کا پانی لے کر اس پر آیۃ الکرسی۔ الحمد شریف قُل شریف پڑھے گا تو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جبرئیل نے مجھے بتایا جو شخص اس پانی کو سات دن پیئے گا اللہ تعالیٰ اس کو ہر بیماری سے بری کر دے گا۔

منتر لکھنا قرآن مجید یا حدیث پاک کی ادعیہ کسی پلیٹ یا کاغذ پر لکھ کر پلانے اور بسا اوقات مریض کو چھینٹے مارنے یا آسیب زدہ جگہ پر پانی میں حل کر کے چھڑکنے سے شفا ہو جاتی ہے۔ اکثر بزرگوں کے معمول تو لکھ کر دیوار پر یا دروازوں یا صحن میں لگوائے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ لکھ کر کسی بھی مریض کے گلے میں ڈالنے سے فائدہ حاصل ہو جاتا۔

صاحب حصن حصین

علامہ محمد بن محمد الجزری شافعی فرماتے ہیں کہ حدیث میں مروی ہے جس مال یا اولاد کو آیۃ الکرسی پڑھ کر دم کیا جاوے یا لکھ کر رکھ دوگے یا بچے کے گلے میں ڈال دوگے شیطان اس مال و اولاد کے قریب تک نہ جائے گا۔

رزق حلال

کسی عامل کے لیے ضروری ہے کہ وہ حلال کمائی سے کھائے کیونکہ اللہ کے انبیاء کو بھی یہی حکم تھا اور یہی حکم مومنوں مسلمانوں کو ہے اس لیے بزرگانِ دین اپنے ہاتھ سے کسب کرکے کھاتے تھے۔ مانگ کر کھانے کو بہت برا جانتے اگرچہ بوقتِ تنگی جائز ہے۔ اس لیے جو عامل اس اصول کو مدِ نظر رکھیگا اس کو نظارۂ ذاتِ حق ہوگا۔ اور اللہ سے رزق بھی ملتا ہے گا۔

واقعہ راہب

پرانے زمانے میں ایک عابد راہب پہاڑوں میں رہا کرتا تھا۔ ایک دن اللہ کی آزمائش ہوئی۔ بھوک نے بہت ستایا وہ اپنی کُٹیا سے نکلے اور کسی گاؤں میں جاکر روٹی مانگی۔ تین روٹیاں ملیں۔ جب واپس ہوئے تو اسی گھر کا کُتا پیچھے لگ گیا۔ قریب تھا راہب کو کاٹ لیتا مگر راہب نے ایک روٹی اس کی طرف پھینک دی۔ کُتا وہ روٹی کھا کر پھر پیچھے لگ گیا۔ اسی طرح تینوں روٹیاں راہب سے کھالیں۔ اور پیچھے لگا رہا۔ آخر راہب نے کُتے کو مخاطب ہوکر کہا کہ "تو کتنا بے حیا ہے کہ میں نے تیرے مالک کے گھر سے تین روٹیاں لیں وہ بھی تجھے کھلا دیں اور اب پھر کاٹنے کو آتا ہے۔ کُتے کو خدا نے زبان دی۔ کہنے لگا۔ اے راہب بے حیا

تو ہے میں نہیں۔ کیونکہ مجھے اگر کسی دن کھانا نہ ملے تو میں اپنے مالک کا در نہیں چھوڑتا۔ اور تیری حالت یہ ہے کہ ایک دن کھانا نہ ملنے کی وجہ سے تو نے در در پھرنا شروع کر دیا ہے اور مالکِ حقیقی کا در چھوڑ دیا ہے۔

اسی اصول کو حضرت خضر علیہ السلام نے سامنے رکھا۔ قرآن مجید کا مطالعہ کریں سورہ کہف پڑھ لیں۔ اور یہی اصول جناب حضرت عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ جناب علی ہجویری۔ جناب حضرت فرید الدین صاحب اور دیگر بے شمار اولیاء عظام نے مدِ نظر رکھا ہے۔ تفصیل کے لیے ان کی کُتب کا مطالعہ کریں۔

صدق مقال

عامل کو زبان کا سچا ہونا چاہیئے بلکہ ظاہر و باطن ایک جیسا ہو۔ اگر قول و فعل میں تضاد ہوگا تو عامل نہیں بلکہ بہروپیا ہوگا۔ اس لیے قول و قرار کا پکا ہو۔ ظاہر باطن میں صاف ستھرا ہو۔ تنگی تُرشی اور کسی بھی مشکل میں سچ کو نہ چھوڑے۔

واقعہ پیر عبد القادر جیلانیؒ

ایک دفعہ آپ نے طلب علم و عمل کے لیے سفر کا ارادہ فرمایا۔ والدہ سے اجازت حاصل کی۔ ماں نے جانے سے پہلے وصیت فرمائی۔ کہ بیٹا جھوٹ نہ بولنا سچ بولنا۔ اور سفر خرچ دیا تو آپ سفر پر روانہ ہوئے دورانِ سفر ڈاکوؤں نے تمام قافلہ کو لوٹ لیا۔ حتیٰ کہ آپ سے بھی ایک ڈاکو نے پوچھا کہ آپ کے پاس کیا ہے۔ آپ نے جواب دیا چالیس دینار۔ ڈاکو آپکو اس خیال سے چھوڑ گیا کہ جس کے پاس رقم ہو وہ کب بتلاتا ہے! اس کے بعد

دُوسرا ڈاکو آیا۔ اُس نے رقم چھین لی اور آپ کو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے گیا ڈاکوؤں کے سردار نے سوالات کیے۔ ایک سوال یہ تھا کہ آپ نے سچ کیوں بولا ہے؟ آپ نے جواب دیا جب میں نے گھر سے چلنے کا ارادہ کیا تو میری ماں نے مجھ سے جھوٹ نہ بولنے اور سچ بولنے کا عہد لیا تھا۔ اس لیے میں اپنی ماں کے عہد کا خیال رکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس ڈاکو کا ذہن کھول دیا۔ وہ سوچ میں پڑ گیا۔ بالآخر کہنے لگا کہ آپ اپنی ماں کا عہد توڑنا نہیں چاہتے اور ہم ہیں کہ اپنے حقیقی مالک کے عہد کو بڑی دلیری سے توڑتے پھرتے ہیں۔ واللہ ہاتھ نکالیں میں آپ کے ہاتھ پر عہد (بیعت) کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں کہ آئندہ ایسا کام نہیں کروں گا۔ اور اپنے دوسرے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا آپ لوگوں کا کیا خیال ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جہالت میں تو ہمارا سردار تھا اور اب بھی تو ہمارا سردار ہے۔ وہ بھی تائب ہو کر مسلمان ہوئے۔ یہ ہے سچائی جس کی برکت سے بڑے بڑے ڈاکو توبہ کر گئے۔

اسی طرح اللہ کی راہ میں حق بات کہنے میں کسی سے ڈر خوف محسوس نہ کرے۔

مصائب پر صابر ہو اگر راہِ خدا میں یا عمل کے کرنے میں یا خدمتِ خلق کرنے میں کوئی تکلیف آئے اس پر صبر کرے شکوہ شکایت نہ کرے۔ اگر صبر کے ساتھ تقویٰ بھی ہو تو تو صبرِ جمیل بن جاتا ہے۔ بزرگانِ دین نے اقامتِ دین کے لیے بڑی سے بڑی مشکلات کو برداشت کیا۔ کیونکہ جہاں پھول ہو وہاں کانٹے اور جہاں شہد وہاں ڈسنے والی مکھیاں اور جہاں مراتب ہوں وہاں مشکلات ضرور

ہوتی ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کنواں اور قید کی مشکلات سے گزر کر تختِ مصر پر فائز ہوئے بلکہ بزرگانِ دین تو قید وسُولی کو برداشت کر گئے لیکن اللہ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق عملی کو زندہ کر کے خود زندۂ جاوید زندگی میں داخل ہوئے۔ حضرت شاہ شمس تبریزی اور عین الحق کی آواز کو یاد رکھیں۔

سخی ہو بخیل نہ ہو حضور کا فرمان ہے اَلسَّخِيُّ قَرِيْبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ قَرِيْبٌ مِّنَ الْجَنَّةِ وَبَعِيْدٌ مِّنَ النَّارِ سخی اللہ اور جنت کے قریب ہوتا ہے اور جہنم سے دُور ہوتا ہے۔ اسی طرح بخیل آدمی اللہ اور جنت سے دُور اور جہنم کے قریب ہوتا ہے۔ تمام بزرگان سخاوت بہت زیادہ کرتے تھے۔ اگر اولیاء اللہ اور بزرگان کے واقعات یہاں درج کروں تو ایک ضخیم کتاب ہوگی۔ موجودہ دور کے بزرگوں کی طرح مریدوں کو لُوٹنے والا نہ ہو۔

مُوثر حقیقی نہ سمجھے عامل ان وظائف و تعویذات کو مُوثر حقیقی نہ سمجھے بلکہ یہ وسیلہ اور سبب جانے۔ کیونکہ بذاتِ خود اللہ تعالیٰ مُوثر حقیقی ہے۔ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے ان کو مُوثر بنا تا ہے۔ جب چاہے نہیں بناتا۔

صاحب کمالاتِ عزیزی کی رائے: حضرت سید احمد ولی نبیرۂ شاہ رفیع الدین کمالاتِ عزیزی میں لکھا ہے عامل کو تمام احکام ظاہر شریعت کی پابندی کرنی چاہیے۔ دائرۂ شریعت سے باہر نہ ہو اور باطن کو تمام اوصاف رزیلہ بخل۔ بغض۔ حسد۔ کبر۔ حُبّ دنیا وجاہ فخر وریا اور عجب سے پاک کرے۔ اور صبر توکل۔ رضا۔ قناعت۔ حلم اور علم سے متصف کرے

اور دل کو ہر وقت حق تعالیٰ کی یاد سے وابستہ رکھے۔ یہاں تک کہ کسی دوسری چیز کی محبت باقی نہ رہے۔ اور روزی حلال سے گذر بسر کرے

رزقِ حلال کے چار اصُول :-

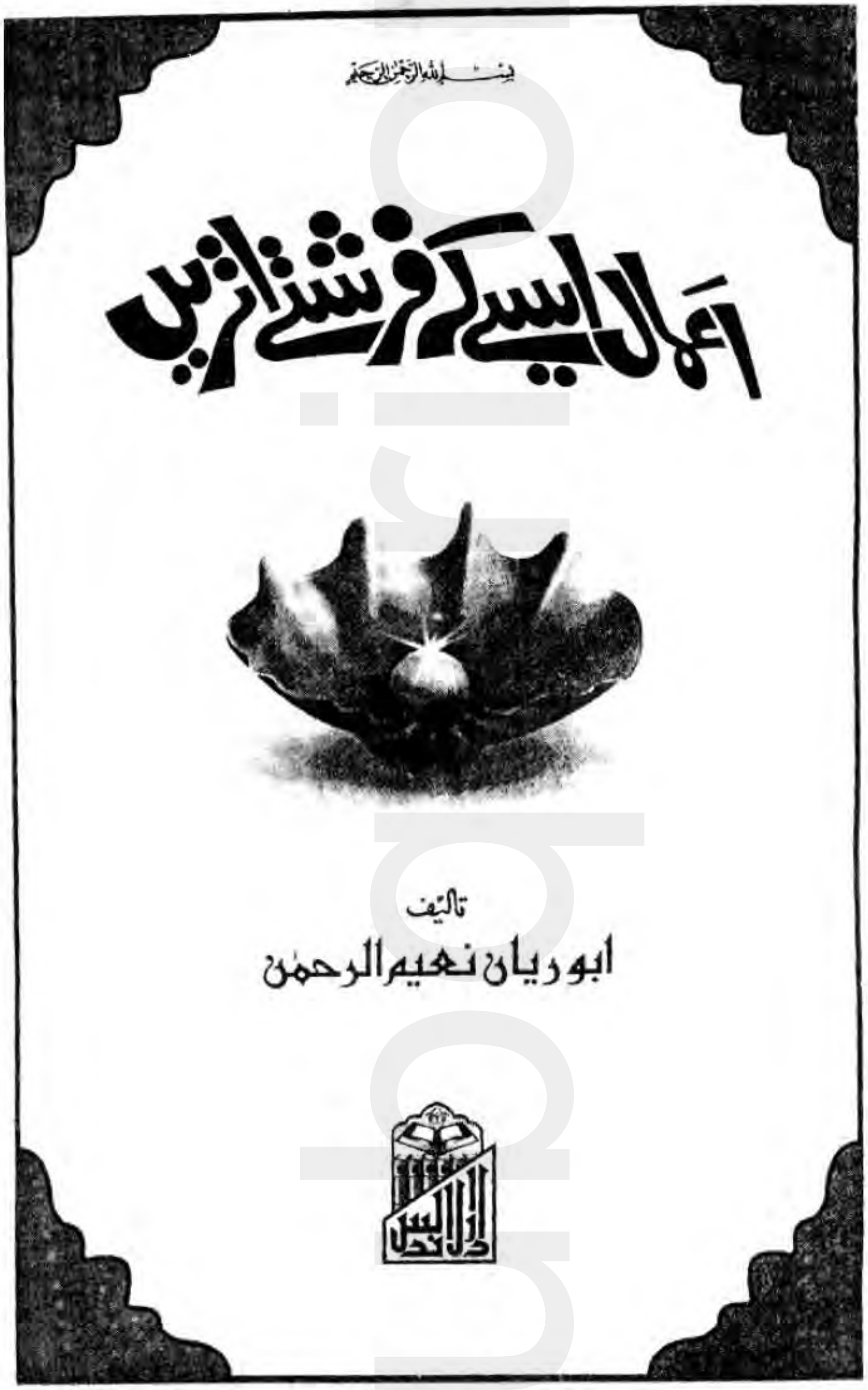
(۱) ملازمت۔ بشرطیکہ اس میں کفر اور ظلم کی مدد نہ ہو۔ خلاف شرع کوئی امر واقع نہ ہو

(۲) کھیتی بشرطیکہ شرع کے مطابق مزدوروں کا حق ادا کرے

(۳) تجارت۔ مباح چیزوں بشرطیکہ عیب اور نقصان مشتری پر ظاہر کردے پورا ناپے پورا تولے۔

(۴) پیشہ اور کاریگری انہیں شرطوں سے پورا کرے۔ سچ بولے۔ اور باوضو رہے نیز

نویں ذوالحجہ۔ دسویں محرم۔ ہر ماہ کی تیرہ۔ چودہ۔ پندرہ اور اکیسویں اور ہر جمعرات کا روزہ ترک نہ کرے۔ اور بدبودار اشیاء پیاز لہسن حقہ وغیرہ سے پرہیز رکھے۔ کپڑے صاف اور بخورات کا استعمال کرتا رہے۔ ہر عمل کی ابتداء درود سے کرے۔ اسی پر ختم کرے۔ گوشۂ تنہائی میں رہے۔ جہاں کوئی شور سنائی نہ دے۔ جلدی اثر نہ ہونے سے کسی عمل سے اکتا نہ جائے اور اعدادِ عمل میں کمی بیشی نہ کرے۔ اور ہر عمل کے بعد تین دفعہ یَا مُجِیْبُ کہے۔ جب تک عامل ان شرائط پر پورا نہ اُترے۔ نتیجہ بے سُود ہوگا۔



اولیاء کرام رحمہم اللہ کی زندگی میں جابجا مکاشفات غیبیہ اعمال پر فرشتوں اور نورانی مخلوق سے ملاقاتوں کا تذکرہ ملتا ہے جو خودساختہ من گھڑت اور بناوٹی ہوئی کہانیاں نہیں بلکہ قرآن اور مستند احادیث سے ثابت شدہ واقعات ہیں۔ تفصیل کتاب ھذا میں ملاحظہ فرمائیں۔

نام کتاب: اعمال ایسے کہ فرشتے اتریں

تالیف: ابوریان نعیم الرحمن

نظر ثانی: عبدالسلام احمد

ناشر: دارالاندلس

ملنے کا پتہ

مرکز القادسیہ 4۔ لیک روڈ چوبرجی، لاہور

Ph: 042-7230549 Fax: 7242639

www.dar-ul-andlus.com

اعمال ایسے کہ فرشتے اتریں

خطبہ مسنونہ 11

عرض ناشر 13

پیش لفظ 15

باب اول

وہ اعمال کہ جن کی ادائیگی پر فرشتے اتر آئیں

باوضو سونے والے کے لیے فرشتے کا نزول 21

باوضو سونے کا ایک اور فائدہ 22

اہل ذکر کی مجالس پر فرشتوں کا نزول 24

قرآن پڑھتے وقت سکینت اور فرشتوں کا اترنا 30

قراءت قرآن سے فرشتوں کے نزول کو پانے والا ایک اور خوش نصیب 32

مسجد میں قرآن پڑھنے اور پڑھانے والوں پر فرشتوں کا نزول 33

سوتے وقت آیت الکرسی پڑھنے والے پر فرشتوں کا نزول 34

ایک بابرکت اور قدر والی رات میں فرشتوں کا نزول	38
استقامت اختیار کرنے والوں کے لیے فرشتوں کا نزول	40
تہجد گزار کے لیے فرشتوں کا نزول	42
فجر اور عصر باجماعت ادا کرنے والوں پر فرشتوں کا نزول	43
اشراق اور ظہر کی نمازیں ادا کرنے والوں پر فرشتوں کا نزول	44
جمعہ کے لیے اول وقت آنے والوں پر فرشتوں کا نزول	49
بیابان میں اذان و اقامت کہہ کر تنہا نماز پڑھنے والے پر فرشتوں کا نزول	54
عدم موجود بھائی کے لیے دعا پر فرشتے کا نزول	55
اللہ کے لیے کسی بھائی سے ملاقات پر فرشتے کا نزول	57
راہ خیر میں خرچ کرنے والوں کے لیے فرشتوں کا نزول	58
قطع رحمی کے باوجود صلہ رحمی کرنے والے پر فرشتے کا نزول	59
مریض کی عیادت کرنے والوں کے لیے فرشتوں کا نزول	61
اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے قدر دان پر فرشتے کا نزول	63
زتوبہ کے متلاشی پر فرشتوں کا نزول	66
ایک سعادت مند کے جنازے کے ساتھ فرشتوں کا چلنا	68
رسول کریم ﷺ پر درود بھیجنے والوں پر فرشتوں کا نزول	70
ذکر الٰہی اور تقویٰ اختیار کرنے والے مسافر کے لیے فرشتے کا نزول	71
دین کے طالب علم کے لیے فرشتوں کا نزول	72
قرب قیامت مکہ اور مدینہ کے مومنوں کے لیے فرشتوں کا نزول	73
فکر آخرت اور ذکر الٰہی میں مشغول افراد کے لیے فرشتوں کا نزول	74

باب دوم

وہ اشخاص کہ جن پر فرشتوں کا نزول ہوا

سیدہ مریم علیہا السلام کے لیے فرشتوں کا نزول	79
سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے لیے فرشتوں کی آمد	82
سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لیے جبریل علیہ السلام کا نزول	84
سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے لیے جبریل امین علیہ السلام کا نزول	86
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے لیے فرشتوں کا نزول	86
حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے لیے جبریل علیہ السلام کا نزول	88
حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے لیے جبریل علیہ السلام کا نزول اور سلام	89
حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے لیے جبریل علیہ السلام کا نزول	90
سیدنا ابوبکر وعلی رضی اللہ عنہما کے لیے فرشتوں کا نزول	91
سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے ستر ہزار فرشتوں کا نزول	92
حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے لیے فرشتوں کا اپنے پروں سے سایہ	94
ایک صحابی کے لیے تیسرے آسمان کے فرشتے کی مدد	95
سیدنا حمزہ اور سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہما کے لیے فرشتوں کا نزول	96
حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے جبریل علیہ السلام کا نزول	97
مقتل میں تکلیف آئے تو "بسم اللہ" کہنے پر فرشتوں کا نزول	102
حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے سامنے جبریل اور میکائیل علیہما السلام کا نزول	104

شرکائے بدر کے لیے فرشتوں کا نزول 105

غزوۂ بنی قریظہ واحزاب والوں کے لیے فرشتوں کا نزول 108

غزوۂ حنین والوں کے لیے فرشتوں کا نزول 111

اہل شام کے لیے فرشتوں کا نزول 112

اہل بقیع کے لیے جبریل امین علیہٖ کا نزول 113

باب سوم

وہ اعمال کہ جن کی نحوست سے فرشتے دور بھاگیں

جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے 119

گھر میں جرند پرند کی تصاویر لگانے سے بھی فرشتے نہیں آتے 122

جس قافلہ میں گھنٹی یا کتا ہو اس میں فرشتے نہیں ہوتے 123

کافر کی لاش، نشئی، جنبی اور خلوق خوشبو لگانے والے سے فرشتوں کی دوری 124

جھوٹ بولنے سے فرشتے دور چلے جاتے ہیں 126

مسنون خطبہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ

''بلاشبہ سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ ہم اسی کی تعریف کرتے، اسی سے مدد مانگتے اور اسی سے بخشش طلب کرتے ہیں۔ اپنے نفس کی شرارتوں اور اپنے برے اعمال سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ راہ دکھائے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ دھتکار دے اسے کوئی راہ راست پر نہیں لا سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے، وہ اکیلا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

''حمد وصلوٰۃ کے بعد یقیناً تمام باتوں سے بہتر بات اللہ کی کتاب اور تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا ہے اور تمام امور میں سے برے کام (دین میں) خود ساختہ (بدعت والے) کام ہیں، ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی کا انجام جہنم ہے۔''

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ

اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیۡکُمۡ رَقِیۡبًا ۝ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ قُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِیۡدًا ۝ یُّصۡلِحۡ لَکُمۡ اَعۡمَالَکُمۡ وَ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِیۡمًا ۝

''اے اہل ایمان! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں اس حال میں موت آئے کہ تم مسلمان ہو۔ لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، (پھر) اس سے اس کی بیوی کو بنایا اور (پھر) ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کیں اور انہیں (زمین پر) پھیلا دیا۔ اللہ سے ڈرتے رہو جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قطع رحمی سے (بچو)۔ یقیناً اللہ تم پر نگران ہے۔ اے اہل ایمان! اللہ سے ڈرو اور سیدھی (سچی اور کھری) بات کہو۔ اللہ تمہارے اعمال سنوار دے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی، یقیناً اس نے عظیم کامیابی حاصل کر لی۔''

① ((مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلوة والخطبة، حديث ٨٦٨ و ٨٦٧، والنسائي ٣٢٧٨))

② ((رواه الاربعة واحمد والدارمي و رواه البغوي في شرح السنة مشكوة مع تعليقات الالباني، النكاح، باب اعلان النكاح — وقال الالباني حديث صحيح۔))

تنبیہات:

☜ صحیح مسلم، سنن نسائی اور مسند احمد میں ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں خطبہ کا آغاز ((ان الحمدللہ)) سے ہے (البتہ) ((الحمدللہ)) کی بجائے ((ان الحمد للہ)) کہنا چاہیے۔

☜ یہ الفاظ ((مومن ... و ... کل ...)) کے الفاظ صحیح احادیث میں موجود نہیں ہیں۔

☜ یہ خطبہ نکاح، جمعہ اور عام وعظ و ارشاد، درس و تدریس کے موقع پر پڑھا جاتا ہے۔ اسی خطبہ حاجت کہتے ہیں اسے پڑھ کر آدمی اپنی حاجت و ضرورت بیان کرے۔

عرض ناشر

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی اَشۡرَفِ الۡاَنۡبِیَاءِ وَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ. اَمَّا بَعۡدُ!

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے، پھر اسی پر قائم رہے، ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو بلکہ اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ دیے گئے ہو۔'' (حم سجدہ: ۳۰)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو بشارت دی ہے جو ایمان لانے کے بعد اللہ کے دین پر ڈٹ جاتے ہیں، پھر آندھیاں چلیں، طوفان آجائیں۔ لیکن دنیا کی کوئی طاقت ان کے پائے استقامت کو لغزش نہیں دے پاتی۔

زیر نظر کتاب ''اعمال ایسے کہ فرشتے اتریں'' محترم بھائی ابو الریان نعیم الرحمن کی بہترین کاوش ہے۔ انہوں نے اس میں ایسے اعمال اور افراد کا تذکرہ کتاب و سنت کی روشنی میں کیا ہے۔ کہ جن پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فرشتے اترتے ہیں۔ آخری باب میں ان لوگوں کا

تذکرہ بھی ہے، کہ جن کی بد اعمالیوں کی وجہ سے رحمت کے فرشتے دور ہو جاتے ہیں۔ ع
بھائی نے بہت محنت کر کے کتاب کو مرتب کیا۔ اور ملک کے ممتاز علماء جن میں ابو الحسن مبشر
احمد ربانی اور مفتی اصغر حازم ﷾ نے کتاب کو پڑھا اور توثیق فرمائی۔

دارالاندلس کے رفیق ابو عمر اشتیاق بھائی نے اس پر مزید محنت کی۔ بالآخر فاضل پروف
حافظ عبدالسلام بن محمد ﷾ کی خدمت میں بھیجا گیا انہوں نے مکمل کتاب پڑھنے کے بعد اس
کو بہت سراہا اور تعریفی کلمات کہے، جو مولف کے لیے ایک اعزاز ہیں۔ وللہ الحمد
دارالاندلس کی طرف سے یہ تحفہ قبول فرمایے۔ اللہ تعالیٰ شرف قبول عطا فرمائے۔ آمین

محمد سیف اللہ خالد
مدیر "دارالاندلس"
۸ محرم ۱٤۲٦ھ

پیش لفظ

انسان اپنی ضروریات، خواہشات اور حاجات کو پورا کرنے کے لیے دنیاوی اور ظاہری اسباب پر اعتماد کرتا ہے مگر بے حد کوشش کے باوجود اپنی خواہشات کو پورا نہیں کر پاتا، اپنی چاہت کو پورا کرنے کے لیے ہر دنیاوی طریقہ آزماتا ہے لیکن اس کی چاہت دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔ آدم علیہ السلام کا بیٹا مصائب اور مشکلات میں گھرا ہوا ہے اور ان مصائب سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کتنی ہی سعی کرتا ہے، لیکن اس کی الجھنیں اسی طرح برقرار رہتی ہیں۔ بھٹکا ہوا بندہ در در کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے، کبھی کسی آستانے پر، تو کبھی کسی درگاہ پر اور کبھی کسی بڑے عہدے پر فائز انسان تک رسائی کرتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ اپنی مشکلات کے حل کے لیے کسی صالح انسان سے دعا کرواتا ہے۔ دعا کرانا جائز ہے، لیکن وہ ایسے طریقے نہیں اپناتا، جن کے اپنانے سے نہ صرف اس کی ضروریات پوری ہوتی ہیں بلکہ اس کی دنیا اور آخرت دونوں سنور جاتی ہیں۔ ان طریقوں میں سرفہرست وہ اعمال صالحہ ہیں جن کے کرنے سے عرش کریم کا رب خوش ہو کر اپنے مقرب فرشتوں کو انسان کا معاون بنا کر نازل فرما دیتا ہے۔ یہ معاونت مختلف صورتوں میں ہو سکتی ہے۔

1. ایمان والوں کے لیے دعا کرنا۔
2. ان کی سفارش کرنا۔
3. ان سے اللہ کے لیے دوستی کرنا اور مشکل مراحل میں ان کا ساتھ دینا۔
4. انھیں غم اور پریشان کن حالات میں تسلی دینا۔

❺ رحمت اور سکینت سمیت انھیں ڈھانپ لینا اور ان کا محافظ بن جانا وغیرہ صورتیں شامل ہیں۔

رحمت کے فرشتے ہر شخص کے لیے نازل نہیں ہوتے اور نہ وہ کسی عام شخص کے معاون بنتے ہیں، بلکہ وہ تو کسی خاص شخصیت کے لیے اللہ سبحانہ کی مرضی سے نازل ہوتے ہیں اور ان کا نزول اسی کے لیے ہوتا ہے، جن کے لیے اللہ مالک الملک کی خوشنودی ہو۔ فرشتے اپنی زبان پر وہی بات لاتے ہیں جس کے بولنے کی انھیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہو اور وہ تو صرف وہی عمل کرتے ہیں جس کے کرنے کی اللہ رب العزت کی طرف سے منظوری حاصل ہو چکی ہو۔ ان کا بولنا اور نازل ہونا صرف اسی کے لیے ہوتا ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہو اور وہ تو صرف وہی عمل کرتے ہیں، جو اللہ رحیم وکریم کو پسند ہو۔ اس حقیقت کو خود رب کریم نے یوں بیان فرمایا ہے:

﴿ وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ○ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَ هُمْ بِأَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ○ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَ هُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ○﴾ [الانبیاء: ۲۶۔ ۲۸]

''انھوں نے کہا رحمٰن نے اپنے لیے اولاد بنائی ہے، اس کی ذات پاک ہے، بلکہ وہ تو اس کے معزز بندے ہیں، وہ کسی بات میں اللہ تعالیٰ پر سبقت نہیں کرتے اور وہ اس کے حکم پر کاربند رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے آگے پیچھے کے تمام امور سے واقف ہے، وہ کسی کی کبھی سفارش نہیں کرتے سوائے ان کے جن سے اللہ تعالیٰ خوش ہو۔ وہ تو خود ہیبت الٰہی سے لرزاں وترساں ہیں۔''

ان آیات کی تفسیر میں امام شوکانی رحمہ اللہ اپنی تفسیر فتح القدیر میں رقمطراز ہیں:

''وہ فرشتے اپنی مرضی سے کوئی بات نہیں کہتے، حتیٰ کہ خود اللہ تعالیٰ انھیں حکم کرتا

ہے، یہ دلیل ہے ان کی کمال اطاعت اور مطیع ہونے پر۔ کیونکہ وہ کوئی عمل کرتے ہیں اور نہ کوئی بات کہتے ہیں، مگر اسی کے حکم سے۔''[1]

فرشتوں کے نزول کی اہمیت اور عظمت کو اجاگر کرنے والی باتوں میں سے ایک بات وہ بھی ہے جسے امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''مسند احمد'' میں نقل فرمایا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَفْطَرَ عِنْدَ نَاسٍ قَالَ: أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَ أَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ وَ تَنَزَّلَتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ » [2]

''بے شک نبی کریم ﷺ جب لوگوں کے ہاں روزہ افطار فرماتے تو اسے یہ دعا دیتے: « أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَ أَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ وَ تَنَزَّلَتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ » ''روزہ دار تمھارے ہاں روزہ افطار کرتے رہیں، نیک لوگ تمھارا کھانا کھاتے رہیں اور فرشتے تمھارے ہاں نازل ہوتے رہیں۔''

یہ حدیث فرشتوں کے نزول کی اہمیت کو واضح کرنے والی ہے۔ اب فرشتوں کے نزول کی سعادت سے آگاہ ہو جانے کے بعد کون اس کارِ خیر سے پیچھے رہے گا۔

بندہ ضعیف اپنے خالق و مالک کا شکر گزار ہے کہ جس کی توفیق سے اس موضوع پر کام کا آغاز ہوا۔ تو اب اسی سے التجا ہے کہ اس کام کو عوام الناس کے لیے نافع بنائے اور اس معمولی سی کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ رب کریم سے یہ بھی دعا ہے کہ وہ میرے والدین گرامی قدر پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرمائے کہ انھوں نے میری تربیت کرنے کے لیے بھرپور جدوجہد کی۔ « رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا »

---

[1] فتح القدیر: ۴/ ۴۰۴، ۴۰۵۔

[2] مسند احمد: ۳/ ۲۰۱۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ صحیح الجامع الصغیر: ۴۶۷۷۔

میں اپنے معزز اساتذہ کرام شیخ مفتی محمد اصغر حازم ﷾، شیخ محمد اسماعیل بلوچ ﷾ اور فضیلۃ الشیخ مبشر احمد ربانی ﷾ کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے اپنے قیمتی وقت سے فرصت نکال کر کتاب کو پڑھا اور اس کی توثیق فرمائی۔ اللہ ان کے علم و عمل میں برکت فرمائے اور انھیں نفع دینے والی صحت عطا فرمائے۔ محمد انور بلوچ اور رانا محمد آصف خان کا شکر گزار ہوں کہ کتاب کی تیاری میں ان کے قیمتی مشورے اور تعاون شامل حال رہا۔ اللہ ان کے علم و عمل میں برکت فرمائے۔ (آمین!)

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلٰى آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ
وَاَتْبَاعِهٖ وَ بَارَكَ وَسَلَّمَ

ابوالریان نعیم الرحمٰن

چیچہ وطنی، ساھیوال

باب اول

وہ اعمال

کہ جن کی ادائیگی پر فرشتے اتر آئیں

وہ اعمال

کہ جن کی ادائیگی پر فرشتے اتر آئیں

باوضو سونے والے کے لیے فرشتے کا نزول

جن خوش نصیب لوگوں پر فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان میں سے ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو حالت طہارت میں سوتے ہیں۔ یہ رات کو سونے کے لیے جب بستروں پر آتے ہیں تو باوضو ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے وضو کے سبب ان کے لیے ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے، جو ان کے ساتھ رات بسر کرتا ہے۔ وہ جب بھی رات کو کروٹ بدلتے ہیں تو مقرر کردہ فرشتہ ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« طَهِّرُوا هٰذِهِ الْأَجْسَادَ طَهَّرَكُمُ اللّٰهُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَبِيتُ طَاهِرًا إِلَّا بَاتَ مَعَهُ فِي شِعَارِهِ مَلَكٌ لَا يَنْقَلِبُ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَالَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِكَ فَإِنَّهُ بَاتَ طَاهِرًا » [1]

[1] الترغيب و الترهيب، كتاب النوافل، الترغيب في ان يبام الانسان طاهرا: ١٠٨/٠ ٤ - ٤٠٩۔ حافظ منذری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو جید قرار دیا ہے اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ صحیح الجامع الصغير: ٣٩٣٦۔

''ان جسموں کو پاک کرو، اللہ تعالیٰ تمھیں پاکیزگی عطا فرمائے۔ جو بندہ بھی طہارت کی حالت میں سوئے، یقیناً ایک فرشتہ اس کے ساتھ رات بسر کرتا ہے۔ جب بھی وہ شخص رات کے کسی وقت کروٹ بدلتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے: ''اے اللہ! اپنے بندے کو معاف فرما، یقیناً وہ باوضو سویا تھا۔''

اس کے علاوہ جب ایسا شخص بیدار ہوتا ہے تو تب بھی نازل ہونے والا فرشتہ اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتا ہے۔ اس کی دلیل سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« مَنْ بَاتَ طَاهِرًا بَاتَ فِي شِعَارِهِ مَلَكٌ، فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ إِلَّا قَالَ الْمَلَكُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِكَ فُلَانٍ فَإِنَّهُ بَاتَ طَاهِرًا » [1]

''جو شخص باوضو سوئے تو اس کے ہمراہ ایک فرشتہ ہوتا ہے، جب بھی وہ بیدار ہوتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے: ''اے اللہ! اپنے فلاں بندے کو بخش دے، یقیناً وہ حالت طہارت میں سویا تھا۔''

باوضو سونے کا ایک اور فائدہ:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

« مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَبِيتُ عَلَى ذِكْرٍ طَاهِرًا فَيَتَعَارُّ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ » [2]

''ذکر و اذکار کر کے باوضو سونے والا مسلمان رات کو بیدار ہونے پر دنیا و آخرت

[1] صحيح ابن حبان، كتاب الطهارة، باب فرض الوضوء، ذكر استغفار الملك للبائت متطهرا عند استيقاظه، ١٠٥١۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

[2] سنن ابي داود، كتاب الادب، باب في النوم على طهارة: ٥٠٤٢۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

کی جو بھلائی اللہ تعالیٰ سے طلب کرتا ہے تو وہ بھلائی اللہ اسے عطا فرما دیتا ہے۔''

اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ سوال کرنے پر خواہش کو پورا کیا جائے گا، نزول الملائکہ کے ساتھ ساتھ چاہت بھی پوری ہوگی، نیز نازل ہونے والا فرشتہ اس کے لیے عظیم سعادت بھی ہے۔ طہارت کی حالت میں سونے والا اگر مرے گا تو فطرت پر مرے گا اور اگر جیے گا تو خیر پر جیے گا۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب تو سونے کے لیے (بستر پر) جائے تو وضو کر، جیسے نماز کے لیے وضو کرتا ہے پھر داہنی کروٹ پر لیٹ جا اور کہہ:

« اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ وَ فَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ وَ اَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَّ رَهْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَ لَا مَنْجَأَ مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ وَ بِنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ » [1]

''یا اللہ! میں نے اپنا نفس تیرے تابع کیا، معاملہ تیرے سپرد کر دیا اور میں نے اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کیا اور اپنی پشت تیری طرف جھکا دی، رغبت، شوق اور ڈرتے ہوئے۔ تیرے سوا نہ کوئی پناہ گاہ ہے اور نہ مقام نجات، میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جسے تو نے نازل فرمایا اور تیرے اس نبی ﷺ پر جسے تو نے (ہماری طرف) بھیجا۔''

صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس دعا کے بعد فرمایا:

« فَاِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَ اِنْ اَصْبَحْتَ اَصَبْتَ خَيْرًا » [2]

[1] صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب اذا بات طاهرا: ٦٣١١۔ صحیح مسلم، کتاب الذکر و الدعاء، باب الدعا عند النوم: ٢٧١٠۔

[2] مسلم، کتاب الذکر و الدعاء، باب الدعا عند النوم: ٢٧١٠۔

''اگر تو اس رات مر گیا تو فطرت پر مرے گا (یعنی اسلام پر) اور اگر تو نے صبح کی تو تو نے بڑی خیر کو پایا۔''

اہل ذکر کی مجالس پر فرشتوں کا نزول

فرشتوں کے نزول کو پانے والے لوگوں کی دوسری قسم ان لوگوں پر مشتمل ہے جو ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

« اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَطُوْفُوْنَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ، فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا : هَلُمُّوْا اِلٰى حَاجَتِكُمْ، قَالَ فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ: فَيَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ عَزَّ وَ جَلَّ وَ هُوَ اَعْلَمُ مِنْهُمْ: مَا يَقُوْلُ عِبَادِيْ؟ قَالَ يَقُوْلُ: يُسَبِّحُوْنَكَ وَ يُكَبِّرُوْنَكَ وَ يَحْمَدُوْنَكَ [يُمَجِّدُوْنَكَ] قَالَ فَيَقُوْلُ: هَلْ رَاَوْنِيْ؟ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ: لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْكَ. قَالَ فَيَقُوْلُ: كَيْفَ لَوْ رَاَوْنِيْ؟ قَالَ يَقُوْلُوْنَ: لَوْ رَاَوْكَ كَانُوْا اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَ اَشَدَّ لَكَ تَمْجِيْدًا وَ اَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيْحًا قَالَ يَقُوْلُ: فَمَا يَسْاَلُوْنِيْ؟ قَالَ يَسْاَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ، قَالَ يَقُوْلُ: وَ هَلْ رَاَوْهَا؟ قَالَ يَقُوْلُوْنَ: لَا وَ اللّٰهِ يَا رَبِّ! مَا رَاَوْهَا، قَالَ يَقُوْلُ: فَكَيْفَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا؟ قَالَ يَقُوْلُوْنَ: لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا، كَانُوْا اَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَّ اَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَ اَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ؟ قَالَ يَقُوْلُوْنَ: مِنَ النَّارِ قَالَ يَقُوْلُ: وَ هَلْ رَاَوْهَا؟ قَالَ

يَقُوْلُوْنَ: لَا وَ اللّٰهِ يَا رَبِّ! مَا رَأَوْهَا، قَالَ يَقُوْلُ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ: لَوْ رَأَوْهَا كَانُوْا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَ أَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً، قَالَ فَيَقُوْلُ فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ يَقُوْلُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فِيْهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ، قَالَ: هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَى جَلِيْسُهُمْ » ①

''اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو اللہ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے ہوئے راستوں میں گھومتے پھرتے ہیں، جب وہ کسی ایسی جماعت کو پاتے ہیں اللہ کے ذکر میں مصروف ہوتی ہے، تو وہ ایک دوسرے کو پکارتے ہوئے کہتے ہیں ''ادھر آؤ! یہاں تمھاری حاجت (مطلوبہ چیز) ہے۔'' وہ اہل مجلس کو آسمان دنیا تک اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ (جب وہ وہاں سے فارغ ہو کر اللہ کے پاس جاتے ہیں تو) ان کا رب ان سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ خوب جانتا ہے ''میرے بندے کیا کہتے تھے؟'' فرشتے جواب دیتے ہیں: ''وہ تیری تسبیح و تکبیر، تیری تحمید و تمجید کر رہے تھے۔'' اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے: ''کیا انھوں نے مجھے دیکھا ہے؟'' فرشتے کہتے ہیں: ''اللہ کی قسم! انھوں نے تجھے نہیں دیکھا۔'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟'' فرمایا فرشتے عرض کرتے ہیں: ''اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو وہ تیری اس سے بھی زیادہ عبادت کریں، اس سے بھی زیادہ تیری بزرگی اور اس سے بھی زیادہ تیری پاکیزگی بیان کریں۔'' تو اللہ تعالیٰ سوال کرتا ہے: ''وہ کیا مانگتے ہیں؟'' فرمایا: فرشتے جواب دیتے ہیں ''وہ تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں۔'' فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کیا انھوں نے

① صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب فضل ذکر اللہ عزوجل: ۶۴۰۸۔

میری جنت دیکھی ہے؟'' فرمایا فرشتے عرض کرتے ہیں: ''نہیں اللہ کی قسم! اے رب! انھوں نے جنت تو نہیں دیکھی۔'' فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اگر وہ جنت دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟'' فرمایا فرشتے عرض کرتے ہیں: ''اگر وہ اسے دیکھ لیں تو اس کے لیے ان کی حرص اور طلب اور زیادہ شدید ہو جائے اور اس میں ان کی رغبت اور زیادہ بڑھ جائے۔'' اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: ''وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟'' فرشتے عرض کرتے ہیں: ''وہ جہنم کی آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔'' فرمایا اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: ''کیا انھوں نے اسے دیکھا ہے؟'' فرمایا فرشتے عرض کرتے ہیں: ''نہیں اللہ کی قسم! انھوں نے اسے نہیں دیکھا۔'' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اگر وہ اسے دیکھ لیں تو کیا حال ہو؟'' فرمایا فرشتے کہتے ہیں: ''اگر وہ دیکھ لیں تو اس سے کہیں زیادہ اور دور بھاگیں اور اس سے زیادہ ڈریں۔'' فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''پس میں تمھیں اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انھیں بخش دیا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتوں میں سے ایک فرشتے نے عرض کی: ''(اے اللہ!) ان میں فلاں آدمی ان میں سے نہیں تھا، وہ صرف ایک کام کے لیے آیا تھا (کہ ان کے ساتھ مجلس ذکر میں بیٹھ گیا)۔'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''یہ اللہ کو یاد کرنے والے ایسے ہم نشیں ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والے بھی محروم نہیں ہوتے۔''

اس حدیث میں جہاں اہل ذکر کی فضیلت بیان کی گئی ہے، وہاں ان کے ہم نشیں لوگ بھی اس عظمت میں شامل کر لیے گئے ہیں۔ گویا کہ عمدہ مجلس باعث نجات ہوتی ہے۔ اہل ذکر کی شان کو مزید اجاگر کرنے والی ایک اور حدیث جسے حضرات ائمہ ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ أَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ، وَ أَرْفَعِهَا فِيْ

دَرَجَاتِكُمْ وَ خَيْرٍ لَّكُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَ الْوَرِقِ وَ خَيْرٍ لَّكُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَ يَضْرِبُوْا اَعْنَاقَكُمْ؟ قَالُوْا بَلٰى قَالَ ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى » [1]

"کیا میں تمھیں ایسے عمل کی خبر نہ دوں جو تمھارے اعمال میں سب سے بہتر، تمھارے آقا و مولیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ، تمھارے درجوں میں سب سے زیادہ اضافہ کرنے والا، تمھارے لیے سونا چاندی خرچ کرنے سے بہتر، اس سے بھی بہتر کہ تم دشمن سے مقابلہ کرو اور تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمھاری گردنیں ماریں؟" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "کیوں نہیں ضرور بتلایئے۔" تو آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ عمل اللہ کا ذکر ہے۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اِنَّ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى مَلَائِكَةً سَيَّارَةً، فُضُلًا يَتَتَبَّعُوْنَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا مَجْلِسًا فِيْهِ ذِكْرٌ قَعَدُوْا مَعَهُمْ وَ حَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِاَجْنِحَتِهِمْ حَتّٰى يَمْلَئُوْا مَا بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَاِذَا تَفَرَّقُوْا عَرَجُوْا وَ صَعِدُوْا اِلَى السَّمَآءِ قَالَ: فَيَسْاَلُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ، مِنْ اَيْنَ جِئْتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَكَ فِي الْاَرْضِ، يُسَبِّحُوْنَكَ وَ يُكَبِّرُوْنَكَ وَ يُهَلِّلُوْنَكَ وَ يَحْمَدُوْنَكَ وَ يَسْاَلُوْنَكَ قَالَ: وَ مَاذَا يَسْاَلُوْنِيْ؟ قَالُوْا: يَسْاَلُوْنَكَ جَنَّتَكَ قَالَ: وَ هَلْ رَاَوْا جَنَّتِيْ؟ قَالُوْا: لَا اَيْ رَبِّ! قَالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْا جَنَّتِيْ؟ قَالُوْا:

[1] جامع ترمذی، کتاب الدعوات، باب منه: ۳۳۷۷۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ھے۔ مستدرك حاکم: ۱/ ۴۹۶۔ اور امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا۔

وَ يَسْتَجِيْرُوْنَكَ قَالَ وَ مِمَّ يَسْتَجِيْرُوْنَنِيْ؟ قَالُوْا: مِنْ نَارِكَ يَا رَبِّ! قَالَ: وَ هَلْ رَاَوْا نَارِيْ؟ قَالُوْا لَا قَالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْا نَارِيْ؟ قَالُوْا وَ يَسْتَغْفِرُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ: قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ وَ اَعْطَيْتُهُمْ مَا سَاَلُوْا وَ اَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوْا، قَالَ يَقُوْلُوْنَ: رَبِّ فِيْهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ اِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ قَالَ فَيَقُوْلُ: وَ لَهُ غَفَرْتُ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ » [1]

"بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے گھومنے پھرنے والے ہیں (حفاظت کرنے والے فرشتوں سے الگ) وہ ذکر کی مجلسوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔ جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں اللہ کا ذکر ہو رہا ہو، تو ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور بعض فرشتے بعض کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں، یہاں تک کہ وہ ان کے اور آسمان دنیا کے درمیان فاصلے کو (اپنے وجود سے) بھر دیتے ہیں، پھر جب لوگ منتشر ہو جاتے ہیں تو یہ فرشتے آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔" آپ نے فرمایا: "پس اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ خوب جانتا ہے: "تم کہاں سے آئے ہو؟" وہ عرض کرتے ہیں: "ہم تیرے ان بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو زمین میں ہیں اور تیری پاکیزگی، تیری بڑائی، تیری توحید و عظمت اور تیری حمد بیان کر رہے تھے اور تجھ سے سوال کر رہے تھے۔" اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: "وہ مجھ سے کیا سوال کر رہے تھے؟" وہ کہتے ہیں: "وہ تجھ سے تیری جنت کا سوال کر رہے تھے۔" اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: "کیا انھوں نے میری جنت دیکھی ہے؟" فرشتے عرض کرتے ہیں: "نہیں اے پروردگار!" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

[1] صحیح مسلم، کتاب الذکر و الدعاء، باب فضل مجالس الذکر: ۲۶۸۹۔

''اگر وہ میری جنت دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟'' فرشتے عرض کرتے ہیں: ''وہ تجھ سے پناہ بھی طلب کر رہے تھے۔'' اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: ''وہ کس چیز سے مجھ سے پناہ طلب کر رہے تھے؟'' فرشتے کہتے ہیں: ''اے پروردگار! تیری آگ سے۔'' اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: ''کیا انھوں نے میری آگ دیکھی ہے؟'' فرشتے عرض کرتے ہیں: ''نہیں۔'' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اگر وہ میری آگ دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟'' فرشتے عرض کرتے ہیں: ''وہ تجھ سے بخشش بھی مانگ رہے تھے۔'' تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''میں نے انھیں بخش دیا، وہ جس چیز کا سوال کر رہے تھے میں نے وہ انھیں عطا کر دی اور جس چیز (آگ) سے پناہ طلب کر رہے تھے اس سے میں نے انھیں پناہ دے دی۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے عرض کرتے ہیں: ''اے پروردگار! ان میں فلاں آدمی بھی تھا، وہ بہت گناہ گار بندہ ہے جو صرف وہاں سے گزرتا ہوا ان کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''میں نے اسے بھی بخش دیا، یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والے بھی محروم نہیں ہوتے۔''

ایک اور حدیث جو فرشتوں کے نزول پر دلالت کرتی ہے، اس حدیث میں بھی ذکر کرنے والوں کی شان وعظمت کو بیان کیا گیا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَ غَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَ نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَ ذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ » [1]

''جو لوگ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے بیٹھتے ہیں تو فرشتے انھیں گھیر لیتے ہیں، رحمت

[1] صحيح مسلم، كتاب الذكر و الدعاء، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر: ٢٧٠٠۔

ان پر چھا جاتی ہے، سکینت ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ ان کا ذکر ان لوگوں میں فرماتے ہیں جو اس کے پاس ہیں۔''

ان تین احادیث میں اہل ذکر کے فضائل اور ان کے انعامات کو بیان کیا گیا ہے۔ یعنی اللہ رب العزت کے حکم سے فرشتوں کا نازل ہونا، پھر اہل ذکر کو ڈھونڈنا، پھر ان پر پروں کا سایہ کرنا، پھر رحمت اور سکینت سے اہل ذکر کا مستفید ہونا، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے روبرو ان سعادت مند لوگوں کی تعریف کرنا اور پھر خود قادر و کریم کا فرشتوں کے سامنے اہل ذکر کی تعریف کرنا، یہ بہت بڑی سعادت اور عظیم کامیابی ہے۔ زمین پر بسنے والوں کی تعریف اللہ کریم آسمان کی پاکیزہ مخلوق میں کرے، یہ کوئی معمولی بات نہیں بلکہ بہت بڑی عزت اور اعزاز کی بات ہے۔ الٰہی! ہمیں بھی توفیق عطا فرما اور اپنے مکرم بندوں میں شامل کر لے اور ان کا ساتھ نصیب فرما۔ (آمین یا رب العالمین!)

قرآن پڑھتے وقت سکینت اور فرشتوں کا اترنا

فرشتوں کے نزول سے فیض یاب ہونے والے خوش نصیبوں میں ایک قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا خوش نصیب بھی ہے۔ جس کی قراءت کو سن کر آسمان سے فرشتے اتر پڑتے ہیں۔ اس خوش نصیب کا تذکرہ امام بخاری کی صحیح بخاری میں موجود ہے۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَ فَرَسُهُ مَرْبُوْطٌ عِنْدَهُ اِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ فَسَكَنَتْ، فَقَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ وَ سَكَنَتِ الْفَرَسُ ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ وَ كَانَ ابْنُهُ يَحْيٰى

قَرِيبًا مِنْهَا فَأَشْفَقَ أَنْ تُصِيبَهُ، فَلَمَّا اجْتَرَّهُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى مَا يَرَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ! اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ! قَالَ فَأَشْفَقْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنْ تَطَأَ يَحْيَى، وَكَانَ مِنْهَا قَرِيبًا فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَانْصَرَفْتُ إِلَيْهِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيحِ فَخَرَجَتْ حَتَّى لَا أَرَاهَا قَالَ وَتَدْرِي مَا ذَاكَ؟ قَالَ لَا قَالَ تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا لَا تَتَوَارَى مِنْهُمْ » ①

''وہ رات کو سورۂ بقرہ پڑھ رہے تھے اور ان کا گھوڑا ان کے پاس بندھا ہوا تھا، اتنے میں گھوڑا بدکنے لگا، اسید رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔ (قراءت ختم کی) تو گھوڑا پرسکون ہو گیا۔ پھر انھوں نے پڑھنا شروع کیا تو پھر گھوڑا بدکا، جب انھوں نے خاموشی اختیار کی تو گھوڑا ابھی ٹھہر گیا، پھر پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا بدکا۔ ان کا بیٹا یحییٰ گھوڑے کے قریب تھا، وہ ڈرے کہ کہیں اسے صدمہ نہ پہنچے چنانچہ اسے اٹھا کر اپنے پاس لے آئے اور آسمان کی طرف نگاہ کی تو ایک چیز سائبان کی طرح دکھائی دی، اسے دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ چیز غائب ہو گئی۔ صبح کو اسید رضی اللہ عنہ نے یہ قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابن حضیر! (اچھا ہوتا کہ) تو قراءت جاری رکھتا، ابن حضیر! (اچھا ہوتا کہ) تو قراءت کرتا رہتا۔'' حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! میں ڈر گیا کہ کہیں گھوڑا یحییٰ کو کچل نہ ڈالے، وہ گھوڑے کے قریب تھا، میں نے سر اٹھا کر ادھر دیکھا پھر میں نے

① صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب نزول السکینة والملائکة عند قراءة القرآن: ۵۰۱۸۔ صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین، باب نزول السکینة لقراءة القرآن: ۷۹۶۔

آسمان کی طرف سر اٹھایا تو سائبان کی طرح کچھ معلوم ہوا، جیسے اس میں چراغ روشن ہوں، پھر میں باہر آ گیا یہاں تک کہ وہ نظر سے غائب ہو گیا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسید! تو جانتا ہے وہ کیا تھا؟'' کہا: ''نہیں!'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ فرشتے تھے جو تمھاری آواز سن کر نزدیک آ گئے تھے اور اگر تو قرآن پڑھتا رہتا تو صبح کو ان فرشتوں کو دوسرے لوگ بھی دیکھ لیتے، وہ ان کی نظر سے پوشیدہ نہ ہوتے۔''

قراءت قرآن سے فرشتوں کے نزول کو پانے والا ایک اور خوش نصیب

سیدنا براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ وَعِنْدَهُ فَرَسٌ مَرْبُوطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدُورُ وَتَدْنُو وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ مِنْهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: تِلْكَ السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآنِ » ①

''ایک شخص سورۂ کہف پڑھ رہا تھا اور اس کے پاس دو لمبی رسیوں میں گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ سو اس پر ایک بدلی آنے لگی اور وہ گھومنے لگی اور قریب آنے لگی، اس کا گھوڑا اسے دیکھ کر بدکنے لگا، پھر جب صبح ہوئی، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ تسکین ہے جو قرآن کی برکت سے اترتی ہے۔''

اس حدیث کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''وَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ جَوَازُ رُؤْيَةِ آحَادِ الْأُمَّةِ الْمَلَائِكَةَ، وَفِيهِ فَضِيلَةُ الْقِرَاءَةِ وَأَنَّهَا سَبَبُ نُزُولِ الرَّحْمَةِ وَحُضُورِ الْمَلَائِكَةِ، وَفِيهِ فَضِيلَةُ

① صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب نزول السکینة لقراءة القرآن: ۷۹۵۔

اِسْتِمَاعِ الْقُرْآنِ » [1]

''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امت میں سے کوئی ایک فرشتوں کو دیکھ سکتا ہے اور اس سے فضیلت قراءت کے سبب رحمت کا نازل ہونا، فرشتوں کا حاضر ہونا اور کان لگا کر قراءت سننا بھی ثابت ہوا۔''

مسجد میں قرآن پڑھنے اور پڑھانے والوں پر فرشتوں کا نزول

جب اللہ کے بندے اس کے گھروں (مساجد) میں جمع ہوتے ہیں اور اللہ کریم کی محبوب کتاب کو پڑھتے اور پڑھاتے ہیں تو اللہ رب العزت ان پر اپنی رحمت کے ساتھ ساتھ اپنی محبوب ترین مخلوق فرشتے بھی نازل فرما دیتے ہیں۔ کتنے خوش بخت ہیں یہ لوگ جن پر اللہ کی رحمت اور اس کے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اس بات کا ثبوت صحیح مسلم میں موجود ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَ مَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَ مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ، وَ اللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ أَخِيْهِ، وَ مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ بِهِ طَرِيْقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَ مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِيْ بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ، يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ، وَ يَتَدَارَسُوْنَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ، وَ غَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَ حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَ

[1] صحیح مسلم بشرحه الکامل للنووی: ۲٦۹/۱۔

ذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنْ عِنْدَهُ، وَ مَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ » [1]

''جو شخص کسی مومن سے دنیا کی کوئی سختی دور کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس سے آخرت کی سختیوں میں سے ایک سختی دور کرے گا، جو شخص مفلس کو (قرض کے لیے) مہلت دے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی کرے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کا عیب چھپائے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کے عیب چھپائے گا اور اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں رہتا ہے، جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔ جو شخص دین کا علم حاصل کرنے کی راہ پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔ جب لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھنے اور پڑھانے کے لیے اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوتے ہیں تو ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اترتی ہے، جو انھیں ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے انھیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرشتوں میں ان کا ذکر کرتا ہے۔''

سوتے وقت آیت الکرسی پڑھنے والے پر فرشتوں کا نزول

فرشتوں کے نزول کی سعادت پانے والوں میں سے ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو سوتے وقت اپنے بستر پر پہنچ کر آیت الکرسی کی تلاوت کرتے ہیں۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت فرمایا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« وَكَّلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ،

[1] صحیح مسلم، کتاب الذکر و الدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن و علی الذکر: ۲٦۹۹۔

فَاَتَانِی آتٍ فَجَعَلَ یَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ، فَاَخَذْتُہٗ وَ قُلْتُ لَاَرْفَعَنَّکَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنِّیْ مُحْتَاجٌ وَ عَلَیَّ عِیَالٌ وَ لِیْ حَاجَۃٌ شَدِیْدَۃٌ، قَالَ: فَخَلَّیْتُ عَنْہُ، فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: یَا اَبَا ہُرَیْرَۃَ! مَا فَعَلَ اَسِیْرُکَ الْبَارِحَۃَ؟ قَالَ قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! شَکَا حَاجَۃً شَدِیْدَۃً وَ عِیَالًا فَرَحِمْتُہٗ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَہٗ، قَالَ: اَمَا اِنَّہٗ قَدْ کَذَبَکَ وَ سَیَعُوْدُ، فَعَرَفْتُ اَنَّہٗ سَیَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ: اِنَّہٗ سَیَعُوْدُ فَرَصَدْتُّہٗ، فَجَعَلَ یَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُہٗ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّکَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ دَعْنِیْ فَاِنِّیْ مُحْتَاجٌ وَ عَلَیَّ عِیَالٌ، لَا اَعُوْدُ، فَرَحِمْتُہٗ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَہٗ، فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا ہُرَیْرَۃَ! مَا فَعَلَ اَسِیْرُکَ؟ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! شَکَا حَاجَۃً شَدِیْدَۃً وَ عِیَالًا فَرَحِمْتُہٗ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَہٗ قَالَ: اَمَا اِنَّہٗ قَدْ کَذَبَکَ وَ سَیَعُوْدُ فَرَصَدْتُّہُ الثَّالِثَۃَ فَجَعَلَ یَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُہٗ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّکَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ ھٰذَا آخِرُ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ اَنَّکَ تَزْعُمُ لَا تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ قَالَ دَعْنِیْ اُعَلِّمْکَ کَلِمَاتٍ یَنْفَعُکَ اللّٰہُ بِہَا، قُلْتُ: مَا ہُنَّ؟ قَالَ اِذَا اَوَیْتَ اِلٰی فِرَاشِکَ فَاقْرَاْ آیَۃَ الْکُرْسِیِّ ﴿اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ﴾ (البقرۃ:۲۵۵) حَتّٰی تَخْتِمَ الْاٰیَۃَ، فَاِنَّکَ لَنْ یَّزَالَ عَلَیْکَ مِنَ اللّٰہِ حَافِظٌ وَ لَا یَقْرَبُکَ شَیْطَانٌ حَتّٰی تُصْبِحَ، فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَہٗ، فَاَصْبَحْتُ وَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَا فَعَلَ اَسِیْرُکَ الْبَارِحَۃَ؟ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! زَعَمَ اَنَّہٗ

یُعَلِّمُنِیْ کَلِمَاتٍ یَنْفَعُنِی اللّٰہُ بِہَا فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَہٗ قَالَ: مَا ہِیَ؟ قُلْتُ: قَالَ لِیْ: اِذَا اَوَیْتَ اِلٰی فِرَاشِکَ فَاقْرَاْ آیَۃَ الْکُرْسِیِّ مِنْ اَوَّلِہَا حَتّٰی تَخْتِمَ الْاٰیَۃَ ﴿اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ﴾ وَ قَالَ لِیْ: لَنْ یَّزَالَ عَلَیْکَ مِنَ اللّٰہِ حَافِظٌ وَ لَا یَقْرَبُکَ شَیْطَانٌ حَتّٰی تُصْبِحَ، وَ کَانُوْا اَحْرَصَ شَیْءٍ عَلَی الْخَیْرِ، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَمَا اِنَّہٗ قَدْ صَدَقَکَ وَ ہُوَ کَذُوْبٌ، تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُذْ ثَلَاثِ لَیَالٍ یَا اَبَا ہُرَیْرَۃَ!؟ قَالَ، لَا، قَالَ: ذَاکَ شَیْطَانٌ » [1]

"رسول اللہ ﷺ نے رمضان کی زکوٰۃ کی حفاظت میرے سپرد کی، پس ایک آنے والا میرے پاس آیا اور کھانے کے غلے میں سے لپ بھرنے لگا تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: "میں یقیناً تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا۔" اس نے کہا: "میں ضرورت مند اور عیال دار ہوں اور مجھے سخت ضرورت ہے۔" تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب میں نے صبح کی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اے ابوہریرہ! گزشتہ رات کو تیرے قیدی نے کیا کیا؟" میں نے عرض کیا: "یارسول اللہ! اس نے اپنی ضرورت مندی اور عیال داری کی شکایت کی تو مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس نے تجھ سے جھوٹ بولا ہے اور وہ دوبارہ آئے گا۔" تو مجھے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی وجہ سے یقین ہو گیا کہ وہ دوبارہ آئے گا، چنانچہ میں اس کے انتظار میں رہا، پس وہ آیا اور غلے میں سے لپ بھرنے لگا تو میں نے اسے پکڑ لیا، میں نے کہا: "میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔" اس نے کہا:

[1] صحیح بخاری، کتاب الوکالۃ، باب اذا وکل رجلا فترک الوکیل شیئا ... الخ: ۲۳۱۱۔

''مجھے چھوڑ دے، میں ضرورت مند اور عیال دار ہوں اور میں آئندہ نہیں آؤں گا۔'' مجھے اس پر ترس آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ میں نے صبح کی اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''اے ابوہریرہ! رات تیرے قیدی نے کیا کیا؟'' میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! اس نے حاجت اور عیال داری کی شکایت کی تو مجھے ترس آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے تجھ سے جھوٹ بولا ہے، وہ پھر آئے گا۔'' پس میں تیسری مرتبہ اس کے انتظار میں رہا، چنانچہ وہ آیا اور غلے میں سے لپ بھرنے لگا، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: ''میں ضرور تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا، تو تیسری دفعہ آ چکا ہے اور ہر مرتبہ یہی کہتا ہے کہ میں نہیں آؤں گا لیکن پھر آ جاتا ہے۔'' اس نے کہا: ''مجھے چھوڑ دے، میں تجھے چند کلمات سکھا دیتا ہوں، ان کے ذریعے سے اللہ تجھے فائدہ پہنچائے گا۔'' میں نے کہا: ''وہ کلمات کیا ہیں؟'' اس نے کہا: ''جب تو اپنے بستر کی طرف سونے کے لیے جائے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کر، اس کی وجہ سے صبح تک تجھ پر اللہ کی طرف سے ایک نگران مقرر رہے گا اور شیطان تیرے قریب نہیں آئے گا۔'' تو میں نے اسے چھوڑ دیا، پھر جب میں نے صبح کی، تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے رات کے قیدی نے کیا کیا؟'' میں نے کہا: ''یا رسول اللہ! اس نے مجھے یقین دلایا کہ وہ مجھے ایسے کلمات سکھائے گا جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ پہنچائے گا تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔'' آپ ﷺ نے پوچھا: ''وہ کلمات کون سے ہیں؟'' میں نے عرض کیا: ''اس نے مجھے کہا جب تو اپنے بستر کی طرف قرار پکڑے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کر (اوّل سے آخر تک) اور اس نے یہ بھی کہا

کہ اللہ کی طرف سے تجھ پر ایک نگران رہے گا اور صبح تک شیطان ہرگز تیرے قریب نہیں آئے گا۔'' تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''آگاہ رہو! یقیناً اس نے سچ کہا حالانکہ وہ خود بڑا جھوٹا ہے اور اے ابوہریرہ! کیا تو جانتا ہے کہ تین راتوں سے کس سے مخاطب رہا؟'' میں نے کہا: ''نہیں!'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شیطان تھا۔''

ایک بابرکت اور قدر والی رات میں فرشتوں کا نزول

فرشتوں کے نزول سے فیض یاب ہونے والے لوگوں میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو شب قدر کی تلاش میں محو اور مگن ہو جاتے ہیں، بالآخر وہ اس عظمت اور قدر و منزلت والی رات کو ڈھونڈ لیتے ہیں۔ کتنی ہی سعادت اور عظمت کے مالک ہیں وہ لوگ جن کے نصیب میں شب قدر لکھ دی جاتی ہے اور وہ کتنے بڑے ثواب کو پالینے والے ہیں۔ اس حقیقت کو رب کریم نے یوں بیان فرمایا ہے:

﴿ إِنَّآ أَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَ مَآ أَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ فِيْهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ أَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴾ [القدر: ۱ - ۵]

''یقیناً ہم نے اسے شب قدر میں نازل (کرنا شروع) فرمایا اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں ہر کام انجام دینے کو اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح الامین (جبریل) اترتے ہیں، یہ رات سراسر سلامتی کی ہوتی ہے اور یہ سلامتی فجر کے طلوع ہونے تک رہتی ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

"اس مبارک رات میں زمین پر نازل ہونے والے فرشتوں کی تعداد کنکریوں سے بھی بڑھ جاتی ہے۔" ①

اس رات بکثرت فرشتوں کے نزول کی وجہ سے خاص قسم کی طمانیت و سکینت محسوس ہوتی ہے، امن و سلامتی اور قدر و منزلت کے ساتھ ساتھ یہ رات فیصلے کی رات بھی کہلاتی ہے۔ سورۂ قدر کی تفسیر میں امام شوکانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ اسے "لیلة الحکم" بھی کہتے ہیں اور اس کے معنی تنگی کے بھی ہیں۔ مزید لکھتے ہیں:

« سُمِّيَتْ لَيْلَةُ الْقَدْرِ لِاَنَّ الْأَرْضَ تَضِيقُ فِيهَا بِالْمَلَائِكَةِ » ②

"اس کا نام لیلة القدر اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس رات فرشتوں کے اترنے کی وجہ سے زمین تنگ ہو جاتی ہے۔"

اس رات کی شان کی مزید وضاحت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ » ③

"جس شخص نے حالت ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے شب قدر میں قیام کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔"

رسول کریم ﷺ کی پیاری زوجہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں:

"اے اللہ کے رسول! یہ بتلایے اگر مجھے علم ہو جائے کہ کون سی رات لیلة القدر

① مسند احمد: ۲/۵۱۹۔ سلسلة الصحيحة: ۲۲۰۵۔ صحيح الجامع الصغير: ۵۴۷۳۔

② فتح القدير: ۵/۴۷۶۔

③ صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب من صام رمضان ايمانا و احتسابا و نية: ۱۹۰۱۔

ہے تو میں اس میں کیا پڑھوں؟" تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم یہ دعا پڑھو:

« اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي » ①

"اے اللہ! بے شک تو بہت معاف کرنے والا ہے اور کریم ہے، معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے پس مجھے معاف فرما دے۔"

استقامت اختیار کرنے والوں کے لیے فرشتوں کا نزول

اللہ تعالیٰ سورۂ حم سجدہ میں فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴾

[حم سجدة: ۳۰]

"بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے، پھر اسی پر قائم رہے، ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو بلکہ اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ دیے گئے ہو۔"

اس آیت کریمہ میں استقامت اختیار کرنے والے لوگوں کی عظمت اور شان کو بیان کیا گیا ہے۔ کڑے اور مشکل ترین حالات میں ایمان و توحید پر قائم رہنا اور اس سے انحراف نہ کرنا یہی استقامت ہے۔ امام شوکانی رحمہ اللہ اپنی تفسیر فتح القدیر میں رقمطراز ہیں:

"اللہ تعالیٰ کے لیے خالص عمل کرنا، اس کی اطاعت پر قائم رہنا، اس کے علاوہ سب سے اعراض کرنا اور اسی سے تعلق جوڑنا، دنیا سے بے رغبت ہو جانا اور

① جامع ترمذي، كتاب الدعوات، باب في فضل سؤال العافية و المعافاة: ۳۵۱۳۔ قال ابو عيسى هذا حديث حسن صحيح۔

آخرت میں رغبت کرنا، کلمہ شہادت پر مرنے تک قائم رہنا استقامت ہے۔ جس میں یہ باتیں پائی جائیں، ان کے لیے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔'' ①

حضرت سفیان بن عبداللہ الثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: ''اے اللہ کے رسول! مجھے ایسی بات بتلائیں کہ آپ کے بعد کسی سے مجھے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

« قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ » ②

''کہہ میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر استقامت اختیار کر۔''

کمال صبر اور استقامت اختیار کرنا سعادت مند اور عظیم لوگوں کا کام ہے اور یہ اسی مالک کائنات کی مدد اور خاص فضل سے ممکن ہے۔ ایک اللہ والا آگ کے انگاروں پر بیٹا ہوا ہے اور اس کی زبان پر اپنے خالق کی توحید کا ترانہ ہے اور یہ خوش بخت کتنے کڑے حالات میں بھی اپنے مالک کی یاد میں مگن ہے اور کوئی اللہ والا خون میں لت پت ہے اور تیز دھار آلہ اس کے جسم میں پیوست ہے، لیکن وہ قسم اٹھا کر کہتا ہے کہ میں کامیاب ہو گیا، تو کبھی کہنے والا کہتا ہے میرے رب! میرے لیے یہ دنیاوی غم اور تکلیفیں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں، مجھے تو تیری جنت کا انتظار ہے۔ یہ کیونکر ہوتا ہے؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے ایک خاص سکینت لے کر اترتے ہیں، استقامت اختیار کرنے والے کو تسلی دیتے ہیں، وہ بے خوف اور بے غم ہو جاتا ہے، اس کا سارے کا سارا جھکاؤ اپنے رب کی طرف ہو جاتا ہے اور یوں وہ دنیاوی غموں سے بے نیاز اور بے پروا ہو جاتا ہے۔

اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں ان لوگوں کو مزید تسلی دی ہے، فرمایا:

① فتح القدیر: ٤/٥١٥.
② صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب جامع أوصاف الإسلام: ٣٨۔

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴾ [الاحقاف: ١٣]

''بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر جمے رہے تو ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

اس سے اگلی آیت میں فرمایا:

﴿ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴾ [الاحقاف: ١٤]

''یہ اہل جنت ہیں جو سدا اسی میں رہیں گے، ان اعمال کے بدلے جو وہ کیا کرتے تھے۔''

تہجد گزار کے لیے فرشتوں کا نزول

فرشتوں کے نزول سے فیض یاب ہونے والے لوگوں میں سے ایک قسم ان حضرات کی ہے جو رات کی گھڑیوں میں اپنے رب سے محو گفتگو ہوتے ہیں اور اس کی رضا ڈھونڈنے کے لیے یخ بستہ راتوں میں اس کی عبادت کرتے ہیں۔ ان کے اس عمل سے اللہ تعالیٰ خوش ہو کر ان کے لیے اپنے معزز فرشتوں کو نازل فرماتا ہے۔ فرشتوں کے نزول پر دلالت کرنے والی حدیث کے راوی سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ خَافَ اَنْ لَا یَقُوْمَ مِنْ آخِرِ اللَّیْلِ فَلْیُوْتِرْ اَوَّلَهُ وَ مَنْ طَمَعَ اَنْ یَقُوْمَ آخِرَهُ فَلْیُوْتِرْ آخِرَ اللَّیْلِ فَاِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّیْلِ مَشْهُوْدَةٌ وَ ذٰلِكَ اَفْضَلُ وَ قَالَ اَبُوْ مُعَاوِیَةَ: مَحْضُوْرَةٌ وَ فِیْ رِوَایَةٍ اُخْرٰی لِمُسْلِمٍ عَنْ

جَابِرٍ فَإِنَّ قِرَاءَةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَحْضُورَةٌ وَ ذٰلِكَ أَفْضَلُ » ①

''جسے خوف ہو کہ آخری شب میں نہ اٹھ سکے گا تو وہ اول شب میں اور جسے آرزو ہو کہ آخر شب میں اٹھے گا تو چاہیے کہ وتر آخر شب میں پڑھے، اس لیے کہ آخر شب کی نماز ایسی ہے کہ اس میں فرشتے نازل ہوتے ہیں اور وہ افضل ہے۔''

اور ابو معاویہ نے کہا: ''محضورۃ'' (معنی دونوں کا ایک ہی ہے) اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے: ''آخر رات کی قراءت ایسی ہے کہ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔''

فجر اور عصر باجماعت ادا کرنے والوں پر فرشتوں کا نزول

فرشتوں کے نزول سے بہرہ ور ہونے والے سعادت مند حضرات کی ایک قسم وہ لوگ ہیں جو فجر اور عصر کی نمازیں باجماعت ادا کرتے ہیں۔ اس کی دلیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَ مَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَ يَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَ صَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَ هُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ وَ هُمْ يُصَلُّونَ، وَ أَتَيْنَاهُمْ وَ هُمْ يُصَلُّونَ » ②

① صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب من خاف أن لا يقوم من آخر الليل فليوتر أوله: ٧٥٥۔

② صحيح بخاري، كتاب المواقيت، باب فضل صلاة العصر: ٥٥٥۔ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلاة الصبح و العصر و المحافظة عليهما: ٦٣٢۔

''تمھارے پاس رات اور دن کو باری باری فرشتے آتے جاتے ہیں اور صبح اور عصر کی نماز میں وہ اکٹھے ہو جاتے ہیں، پھر وہ فرشتے جو تمھارے پاس رات گزارتے ہیں، وہ اوپر چڑھ جاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ خوب جانتا ہے: ''تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟'' تو وہ کہتے ہیں: ''ہم انھیں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑ کر آئے ہیں اور جب ہم ان کے پاس گئے تھے، تب بھی وہ نماز میں مصروف تھے۔''

صحیح ابن خزیمہ میں یہ اضافہ بھی ہے:

« فَاغْفِرْ لَهُمْ يَوْمَ الدِّينِ » ①

''فرشتے کہتے ہیں: ''الٰہی! انھیں قیامت کے دن معاف فرما دینا۔''

بخاری کی اس حدیث کی تشریح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« اِقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ﴾ » ②

''اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ''بے شک فجر کے وقت قرآن کا پڑھنا موجب حضور (ملائکہ) ہے۔''

اشراق اور ظہر کی نمازیں ادا کرنے والوں پر فرشتوں کا نزول

اشراق کے پابند اور ظہر باجماعت ادا کرنے والوں کے لیے بھی فرشتوں کا نزول ہے، ان سعادت مند لوگوں پر فرشتوں کے نزول کی دلیل وہ حدیث ہے جسے امام مسلم

❶ صحيح ابن خزيمة، كتاب الصلوة، باب ذكر اجتماع ملائكة الليل و ملائكة [illegible] في صلاة العصر [illegible] الخ: ٣٢٢۔

❷ صحيح بخاري، كتاب التفسير، باب قوله: ان قرآن الفجر كان مشهودا: ٤٧١٧۔

ے اپنی صحیح میں روایت فرمایا ہے۔ وہ اس حدیث کو ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ جو قبیلہ بنی سلم سے ہیں، کہتے ہیں کہ میں جاہلیت میں یقین کرتا تھا کہ لوگ گمراہی پر ہیں اور کسی راہ پر نہیں کیونکہ وہ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ میں نے سنا کہ مکہ میں ایک شخص بہت سی خبریں دیتا ہے تو میں اپنی سواری پر بیٹھا اور ان کی خدمت میں حاضر ہوا:

« فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْفِيًا، جُرَآءُ عَلَيْهِ قَوْمُهُ فَتَلَطَّفْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلَيْهِ بِمَكَّةَ، فَقُلْتُ لَهُ مَا اَنْتَ؟ قَالَ اَنَا نَبِيٌّ فَقُلْتُ: وَ مَا نَبِيٌّ؟ قَالَ اَرْسَلَنِيَ اللّٰهُ فَقُلْتُ: وَ بِاَيِّ شَيْءٍ اَرْسَلَكَ؟ قَالَ اَرْسَلَنِيْ بِصِلَةِ الْاَرْحَامِ وَكَسْرِ الْاَوْثَانِ وَ اَنْ يُوَحَّدَ اللّٰهُ لَا يُشْرَكُ بِهٖ شَيْءٌ قُلْتُ لَهُ: فَمَنْ مَعَكَ عَلٰى هٰذَا؟ قَالَ حُرٌّ وَ عَبْدٌ قَالَ وَ مَعَهُ يَوْمَئِذٍ اَبُوْبَكْرٍ وَ بِلَالٌ مِمَّنْ اٰمَنَ بِهٖ فَقُلْتُ: اِنِّيْ مُتَّبِعُكَ قَالَ: اِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ يَوْمَكَ هٰذَا، اَلَا تَرٰى حَالِيْ وَحَالَ النَّاسِ؟ وَ لٰكِنِ ارْجِعْ اِلٰى اَهْلِكَ، فَاِذَا سَمِعْتَ بِيْ قَدْ ظَهَرْتُ فَأْتِنِيْ قَالَ فَذَهَبْتُ اِلٰى اَهْلِيْ وَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ، وَكُنْتُ فِيْ اَهْلِيْ فَجَعَلْتُ اَتَخَبَّرُ الْاَخْبَارَ وَ اَسْاَلُ النَّاسَ حِيْنَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ حَتّٰى قَدِمَ عَلَيَّ نَفَرٌ مِنْ اَهْلِ يَثْرِبَ۔ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ۔ فَقُلْتُ: مَا فَعَلَ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَقَالُوْا: النَّاسُ اِلَيْهِ سِرَاعٌ، وَ قَدْ اَرَادَ قَوْمُهُ قَتْلَهُ فَلَمْ يَسْتَطِيْعُوْا ذٰلِكَ فَقَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَتَعْرِفُنِيْ؟ قَالَ: نَعَمْ، اَنْتَ الَّذِيْ لَقِيْتَنِيْ بِمَكَّةَ قَالَ قُلْتُ بَلٰى، فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! اَخْبِرْنِيْ عَمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ وَ

اَجْهَلُهُ، اَخْبِرْنِيْ عَنِ الصَّلٰوةِ قَالَ: صَلِّ صَلَاةَ الصُّبْحِ، ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتّٰى تَرْتَفِعَ فَاِنَّهَا تَطْلُعُ حِيْنَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ، وَحِيْنَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ ثُمَّ صَلِّ، فَاِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ، مَحْضُوْرَةٌ حَتّٰى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ، ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّ حِيْنَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ، فَاِذَا اَقْبَلَ الْفَيْءُ فَصَلِّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَحْضُوْرَةٌ، حَتّٰى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَاِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَ حِيْنَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ قَالَ: فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! فَالْوُضُوْءُ؟ حَدِّثْنِيْ عَنْهُ قَالَ: مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ يُقَرِّبُ وَضُوْءَهُ فَيَتَمَضْمَضُ وَ يَسْتَنْشِقُ فَيَنْتَثِرُ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهٖ وَ فِيْهِ وَ خَيَاشِيْمِهٖ، ثُمَّ اِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهٖ مِنْ اَطْرَافِ لِحْيَتِهٖ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ اَنَامِلِهٖ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَمْسَحُ رَاْسَهُ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَاْسِهٖ مِنْ اَطْرَافِ شَعْرِهٖ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رِجْلَيْهِ مِنْ اَنَامِلِهٖ مَعَ الْمَاءِ فَاِنْ هُوَ قَامَ فَصَلّٰى فَحَمِدَ اللّٰهَ وَ اَثْنٰى عَلَيْهِ، وَ مَجَّدَهُ بِالَّذِيْ هُوَ لَهُ اَهْلٌ وَ فَرَّغَ قَلْبَهُ لِلّٰهِ، اِلَّا انْصَرَفَ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ فَحَدَّثَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَبَا اُمَامَةَ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ اَبُوْ اُمَامَةَ: يَا عَمْرُو بْنَ عَبَسَةَ! اُنْظُرْ مَا تَقُوْلُ فِيْ مَقَامٍ وَاحِدٍ يُعْطٰى هٰذَا الرَّجُلُ؟ فَقَالَ عَمْرٌو: يَا اَبَا اُمَامَةَ! لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّيْ وَ رَقَّ عَظْمِيْ وَ اقْتَرَبَ اَجَلِيْ وَمَا بِيْ حَاجَةٌ اَنْ اَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ، وَ لَا

عَلٰی رَسُوْلِهٖ لَوْ لَمْ اَسْمَعْهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا مَرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا۔ حَتّٰی عَدَّ سَبْعَ مَرَّاتٍ۔ مَا حَدَّثْتُ بِهٖ اَبَدًا وَ لٰکِنِّیْ سَمِعْتُهٗ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ » [1]

''رسول اللہ ﷺ ان دنوں چھپے ہوئے تھے اور ان کی قوم ان کے اوپر غالب اور مسلط تھی پھر میں نے کوئی حیلہ کیا اور مکہ میں داخل ہوا اور آپ ﷺ سے عرض کی: ''آپ (ﷺ) کون ہیں؟'' آپ نے فرمایا: ''میں نبی ہوں۔'' میں نے عرض کیا: ''نبی کسے کہتے ہیں؟'' فرمایا: ''مجھے اللہ نے پیغام دے کر بھیجا ہے۔'' میں نے کہا: ''آپ کو کیا پیغام دیا گیا ہے؟'' فرمایا: ''مجھے پیغام دیا گیا ہے ناتے داروں سے نیکی کرنے کا اور بتوں کو توڑنے کا اور اکیلے اللہ کی عبادت کرنے کا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنے کا۔'' میں نے آپ ﷺ سے عرض کی: ''اس دین پر آپ (ﷺ) کے ساتھ کون ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''آزاد اور غلام۔'' راوی نے کہا: ''ان دنوں آپ ﷺ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ تھے جو آپ ﷺ پر ایمان لا چکے تھے۔'' پھر میں نے عرض کیا: ''میں آپ ﷺ کا ساتھ دینا چاہتا ہوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان دنوں یہ تم سے نہ ہو سکے گا۔ کیا تم میرا اور میرے اصحاب کا حال نہیں دیکھتے؟ تم اپنے گھر لوٹ جاؤ، پھر جب سنو کہ میں غالب آ گیا ہوں تو میرے پاس آنا۔'' انھوں نے کہا کہ میں اپنے گھر چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ مدینہ میں آئے، میں اپنے گھر میں لوگوں سے خبر لیتا رہتا تھا اور پوچھتا رہتا تھا۔ جب آپ ﷺ مدینے میں آئے اور ایک قافلہ مدینہ سے میرے پاس آیا تو میں نے اس سے پوچھا: ''اس صاحب نے کیا کیا جو مدینہ میں

[1] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب اسلام عمرو بن عبسۃ: ۸۳۲۔

آئے ہیں؟'' انھوں نے کہا: ''لوگ ان کی طرف دوڑ رہے ہیں، ان کی قوم نے انھیں مار ڈالنا چاہا مگر وہ کچھ نہ کر سکے۔'' پھر میں مدینہ آیا اور آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور میں نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! آپ مجھے پہچانتے ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! تم وہی ہو جو مجھ سے مکہ میں ملے تھے۔'' میں نے کہا: ''جی ہاں!'' پھر میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے نبی! مجھے بتایئے جو اللہ نے آپ کو سکھایا اور میں نہیں جانتا اور مجھے نماز کے بارے میں خبر دیجیے؟'' تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''صبح کی نماز پڑھو، پھر نماز سے رک جاؤ یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو اور بلند ہو جائے، اس لیے کہ وہ شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان سے نکلتا ہے اور اس وقت کافر لوگ اسے سجدہ کرتے ہیں، پھر جب آفتاب بلند ہو جائے تو نماز پڑھو کہ اس وقت کی نماز میں فرشتے گواہی دیں گے اور حاضر ہوں گے۔ یہاں تک کہ نیزے کا سایہ اس کے برابر ہو جائے (سورج ڈھل جائے) پھر نماز پڑھو، اس لیے کہ اس نماز میں فرشتے گواہی دیں گے اور حاضر ہوں گے۔ یہاں تک کہ تم عصر پڑھو پھر رکے رہو یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو جائے، اس لیے کہ وہ شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے۔'' پھر میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے نبی! اب وضو کا طریقہ بھی بیان فرمایئے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص وضو کا پانی لے کر کلی کرے اور ناک میں ڈالے اور ناک جھاڑے تو اس عمل سے چہرہ، منہ اور نتھنوں کے سب گناہ جھڑ جاتے ہیں، پھر جب وہ منہ دھوتا ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ اس کی ڈاڑھی کے کناروں سے پانی کے (قطروں کے) ساتھ گرتے جاتے ہیں، پھر جب وہ اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھوتا ہے، تو

دونوں ہاتھوں کے گناہ اس کی انگلیوں کے پوروں سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں، پھر مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ، اس کی بالوں کی نوکوں سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں، پھر دونوں پاؤں دھوتا ہے ٹخنوں تک، تو دونوں پیروں کے گناہ انگلیوں کے پوروں سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں، پھر اگر وہ کھڑا ہوا اور اس نے نماز پڑھی اور تعریف کی اللہ کی اور خوبیاں بیان کیں اور بڑائی کی اس کی جو اس کی شان کو لائق ہے اور اپنے دل کو خاص اسی کے لیے اس کے غیر سے خالی کیا تو وہ بے شک اپنے گناہوں سے ایسا صاف ہوگیا گویا اس کی ماں نے آج ہی اسے جنا ہے۔'' پھر یہ حدیث عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے ابوامامہ سے بیان کی، جو صحابیٔ رسول تھے تو انھوں نے کہا: ''اے عمرو بن عبسہ! دیکھو تم کیا کہتے ہو، کہیں ایک جگہ (یعنی ایک عمل سے) آدمی کو اتنا ثواب مل سکتا ہے (تمھارے بیان میں فرق ہے)؟'' تب عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اے ابوامامہ! میں بوڑھا ہو چکا ہوں، میری ہڈیاں گل گئیں اور میں موت کے کنارے پہنچ چکا ہوں، پھر مجھے کیا ضرورت جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ باندھوں، اگر میں اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے ایک، دو یا تین یا سات بار بھی سنتا تو کبھی بیان نہ کرتا مگر میں نے اس سے بھی زیادہ بار (اس حدیث کو) سنا ہے۔''

جمعہ کے لیے اول وقت آنے والوں پر فرشتوں کا نزول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

« إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ

يَكْتُبُوْنَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ، وَ مَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِيْ يُهْدِيْ بَدَنَةً، ثُمَّ كَالَّذِيْ بَقَرَةً ثُمَّ كَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَةً، ثُمَّ بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ » [1]

''جمعہ کے دن فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ سب سے پہلے اور اس کے بعد آنے والوں کے نام لکھتے رہتے ہیں۔ پہلی گھڑی میں آنے والے کا ثواب اس شخص کے برابر ہے جس نے اللہ کی راہ میں اونٹ کی قربانی کی۔ دوسری گھڑی میں آنے والے کا ثواب گائے کی قربانی کا، تیسری گھڑی میں آنے والے کا ثواب مینڈھے کی قربانی جتنا ہے، پھر جیسے مرغی صدقہ کی، پھر جیسے انڈا صدقہ کیا، پھر جب امام منبر پر آجاتا ہے تو فرشتے رجسٹر سمیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔''

اس حدیث سے نزول ملائکہ کے ساتھ ساتھ جمعہ اور جمعہ ادا کرنے والوں کی عزت اور شان کو بیان کیا گیا ہے، نیز ان سعادت مند حضرات کے لیے باعزت ملائکہ کو پابند کیا گیا ہے۔ جہاں دنیا میں یوم جمعہ اہل ایمان کے لیے خوشی اور سعادت کا باعث ہے وہاں یہی جمعہ انہی خوش بخت لوگوں کے لیے جنت میں بھی عزت و افتخار اور خوشی و شادمانی کا دن ہوگا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ وَ فِيْ يَدِهِ كَهَيْئَةِ الْمِرْآةِ الْبَيْضَاءِ، فِيْهَا نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ، فَقُلْتُ : مَا هٰذِهِ يَا جِبْرِيْلُ!؟ قَالَ: هٰذِهِ الْجُمُعَةُ، بَعَثَ بِهَا رَبُّكَ إِلَيْكَ تَكُوْنُ عِيْدًا لَكَ وَ لِأُمَّتِكَ بَعْدَكَ، فَقُلْتُ: مَا لَنَا فِيْهَا؟ فَقَالَ: لَكُمْ

[1] صحيح بخاری، كتاب الجمعة، باب الاستماع الى الخطبة: ٩٢٩۔ صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب فضل التهجير يوم الجمعة: ٨٥٧ سے قبل۔

خَيْرٌ كَثِيْرٌ، أَنْتُمُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَ فِيْهَا سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللّٰهَ فِيْهَا شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ . فَقُلْتُ : مَا هٰذِهِ النُّكْتَةُ السَّوْدَاءُ؟ قَالَ : هٰذِهِ السَّاعَةُ، تَقُوْمُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَهُوَ سَيِّدُ الْأَيَّامِ، وَ نَحْنُ نُسَمِّيْهِ يَوْمَ الْمَزِيْدِ ، قُلْتُ : يَاجِبْرِيْلُ! مَا الْمَزِيْدُ ؟ قَالَ : ذٰلِكَ أَنَّ رَبَّكَ اتَّخَذَ فِي الْجَنَّةِ وَادِيًا أَفْيَحَ مِنْ مِسْكٍ أَبْيَضَ، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ مِنْ أَيَّامِ الْآخِرَةِ يَهْبِطُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى عَنْ عَرْشِهِ إِلٰى كُرْسِيِّهِ، وَ حُفَّ الْكُرْسِيُّ بِمَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ فَجَلَسَ عَلَيْهَا النَّبِيُّوْنَ ، وَ حُفَّتِ الْمَنَابِرُ بِكَرَاسِيَّ مِنْ ذَهَبٍ فَجَلَسَ عَلَيْهَا الشُّهَدَاءُ، وَ يَهْبِطُ أَهْلُ الْغُرَفِ مِنْ غُرَفِهِمْ، فَيَجْلِسُوْنَ عَلٰى كُثْبَانِ الْمِسْكِ، لَا يَرَوْنَ لِأَهْلِ الْكَرَاسِيِّ وَالْمَنَابِرِ عَلَيْهِمْ فَضْلًا فِي الْمَجْلِسِ، وَ يَبْدُوْ لَهُمْ ذُو الْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ، فَيَقُوْلُ : سَلُوْنِي، فَيَقُوْلُوْنَ : نَسْأَلُكَ الرِّضَا يَا رَبِّ! فَيَقُوْلُ : رِضَائِي أَحَلَّكُمْ دَارِي، وَ أَنَالَكُمْ كَرَامَتِي، ثُمَّ يَقُوْلُ: سَلُوْنِي، فَيَقُوْلُوْنَ بِأَجْمَعِهِمْ: نَسْأَلُكَ الرِّضَاءَ، فَيُشْهِدُهُمْ عَلَى الرِّضَاءِ ثُمَّ : سَلُوْنِي، فَيَسْأَلُوْنَهُ حَتّٰى يَنْتَهِيَ كُلُّ عَبْدٍ مِنْهُمْ، ثُمَّ يَفْتَحُ عَلَيْهِمْ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَ لَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَ لَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ » ①

''میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور ان کے ہاتھ میں سفید شیشے کی طرح کوئی چیز تھی، لیکن اس میں ایک سیاہ نکتہ تھا، میں نے سوال کیا: ''اے جبریل! یہ کیا ہے۔'' اس نے جواب دیا: ''یہ جمعہ کا دن ہے، اللہ تعالیٰ اسے آپ ﷺ کے لیے بھیجا

① المعجم الاوسط: ٦٧١٧۔ مجمع الزوائد: ١/ ٤٢١۔ ابو يعلى الموصلى: ٧/ ٢١٩۔

ہے تاکہ یہ آپ کے لیے اور آپ کے بعد آپ کی امت کے لیے عید ہو۔'' میں نے کہا: ''اس میں ہمارے لیے کیا ہے؟'' تو اس نے جواب دیا: ''تمھارے لیے اس میں بہت زیادہ خیر ہے، تم (دنیا میں) سب سے آخر میں ہو لیکن آخرت میں تم سب سے پہلے ہو اور اس دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جو مسلمان بھی اس کو نماز کی حالت میں پا لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے کسی بھلائی کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ وہ بھلائی اسے ضرور عطا کر دیتے ہیں۔'' پھر میں نے سوال کیا: ''یہ سیاہ نکتہ کیا چیز ہے؟'' تو اس نے کہا: ''یہ قیامت کا دن ہے جو جمعہ ہی کو آئے گی، جمعہ کا دن سب دنوں کا سردار ہے۔ ہم اس دن کو (عالم بالا میں) ''المزید'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔'' میں نے کہا: ''اے جبریل! ''المزید'' کیا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک سفید کستوری کی بہت کشادہ وادی بنائی ہے، جب جمعہ کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے عرش سے کرسی کی طرف آتے ہیں۔ کرسی کے ارد گرد نور کے منبر رکھ دیے جاتے ہیں جن پر انبیاء علیہم السلام بیٹھ جاتے ہیں اور نور کے منبروں کے ارد گرد سونے کی کرسیاں رکھ دی جاتی ہیں جن پر شہید بیٹھ جاتے ہیں، پھر بالا خانوں والے اپنے بالا خانوں سے نیچے اترتے ہیں اور کستوری کے ٹیلوں پر بیٹھ جاتے ہیں (ایک حدیث میں اہل غرفہ کی حوریں ہیں) وہ اہل الکرسی (یعنی شہداء) اور اہل المنابر (یعنی انبیاء) کے بیٹھنے میں خود پر فضیلت پر حسد نہیں کرتے، پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور کہتا ہے: ''تم مجھ سے کوئی سوال کرو۔'' وہ کہتے ہیں: ''اے ہمارے رب! ہم تیری رضا چاہتے ہیں۔'' تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ''میری رضا نے تم کو میرے گھر میں اتارا ہے اور میری کرامت نے تم کو پا لیا ہے۔'' پھر اللہ تعالیٰ کہے گا: ''مجھ سے سوال کرو۔'' وہ سب کے سب

کہیں گے: ''ہم تجھ سے تیری رضا کا سوال کرتے ہیں۔'' پھر اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رضا پر گواہ بنائے گا پھر کہے گا: ''تم مجھ سے سوال کرو۔'' پھر وہ اللہ سے سوال کریں گے حتیٰ کہ ہر ایک اپنی خواہش کا سوال کر دے گا پھر اللہ تعالیٰ ان کے لیے ظاہر کرے گا وہ چیز جسے کسی آنکھ نے نہ دیکھا ہوگا نہ کسی کان نے سنا ہوگا اور نہ کسی دل میں اس کا خیال گزرا ہوگا۔''

جمعہ اور جمعہ کی پابندی کرنے والوں کی قیامت کے دن امتیازی شان ہوگی، اس امتیازی شان کی دلیل وہ حدیث ہے جسے امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے۔ وہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ سب دنوں کو قیامت کے دن ان کی اصلی شکل کے مطابق اٹھائے گا البتہ جمعہ کے دن کو چمکتا ہوا اور روشن بنا کر اٹھائے گا۔ جس طرح دلہن کو سہیلیاں رخصتی کے وقت گھیر لیتی ہیں اسی طرح جمعہ ادا کرنے والے اس کے گرد جمع ہو جائیں گے اور جمعہ ان کا راستہ روشن کرے گا، جس کی روشنی میں وہ چل رہے ہوں گے، ان لوگوں کے رنگ برف کی طرح سفید ہوں گے، ان کی خوشبو کستوری کی طرح مہک رہی ہوگی اور وہ کافور کے پہاڑوں سے گزر رہے ہوں گے، جن و انس ان کا نظارہ کریں گے۔ یہ لوگ خوشی کن حیرانی کی وجہ سے نیچے نہیں دیکھ پائیں گے حتیٰ کہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ ان کے اس مرتبے کو کوئی نہیں پہنچ سکے گا سوائے ان لوگوں کے جو اللہ کی رضا کی خاطر اذان کی ذمہ داری ادا کرتے ہیں۔'' [1]

[1] المستدرك الحاكم، كتاب الجمعة: ١/٢٧٧۔ امام حاکم اور امام ذہبی رحمہما اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ صحيح الجامع الصغير: ١٨٧٢۔

مولائے کریم سے التجا ہے کہ وہ ہمیں جمعہ وقت پر ادا کرنے اور پھر جمعہ کی مبارک گھڑی کو پانے کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت میں یوم جمعہ کو ہمارے لیے شادمانی بنائے اور اپنی رضا مندی عطا فرمائے اور جمعہ کو ہمارے لیے روشنی بنا دے۔ (آمین یا رب العالمین!)

بیابان میں اذان واقامت کہہ کر تنہا نماز پڑھنے والے پر فرشتوں کا نزول

فرشتوں کے نزول کی سعادت پانے والوں میں ایک سعادت مند وہ شخص ہے جس پر چٹیل میدان، صحرا یا جنگل میں نماز کا وقت آ جائے اور وہ وضو کرنے کے بعد اذان اور اقامت کہہ کر نماز ادا کرے، تو کثیر تعداد میں فرشتے اس کے مقتدی بن جاتے ہیں۔ یہ اس کی اللہ کے ساتھ محبت ہے، جس کا اسے ثمرہ ملتا ہے۔ اس حقیقت کو امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''المصنف'' میں بیان کیا ہے۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« إِذَا كَانَ الرَّجُلُ بِأَرْضٍ قِيٍّ فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيَتَوَضَّأْ فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ مَاءً فَلْيَتَيَمَّمْ فَإِنْ أَقَامَ صَلَّى مَعَهُ مَلَكَاهُ وَ إِنْ أَذَّنَ وَ أَقَامَ صَلَّى خَلْفَهُ مِنْ جُنُوْدِ اللّٰهِ مَا لَا يُرٰى طَرَفَاهُ » [1]

''جب کوئی شخص جنگل میں ہو اور نماز کا وقت ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وضو کرلے، اگر پانی موجود نہ ہو تو تیمم کرلے، پھر اگر اقامت کہہ کر نماز پڑھے تو اس کے دونوں فرشتے (کراماً کاتبین) بھی اس کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور اگر اذان اور اقامت

[1] الترغيب و الترهيب، كتاب الصلوٰة، الترغيب في الأذان و ما جاء في فضله ١/١٨٣۔

کے بعد پڑھے تو اس کے پیچھے اللہ کے لشکر نماز پڑھتے ہیں کہ ان کے دونوں کناروں کو دیکھا نہیں جا سکتا۔"

اس حدیث میں "جنود اللہ" سے مراد فرشتے ہیں۔ اس کی تائید میں سنن الکبری بیہقی کی روایت ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُونُ بِأَرْضٍ قِيٍّ فَيُؤَذِّنُ بِحَضْرَةِ الصَّلَاةِ وَ يُقِيمُ الصَّلَاةَ فَيُصَلِّي إِلَّا صَلَّى خَلْفَهُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مَا لَا يُرَى طَرْفَاهُ يَرْكَعُونَ بِرُكُوعِهِ وَ يَسْجُدُونَ بِسُجُودِهِ وَ يُؤَمِّنُونَ عَلَى دُعَائِهِ » ①

"کوئی آدمی ایسا نہیں کہ جو کسی جنگل میں ہو اور جب نماز کا وقت ہو تو وہ اذان کہے، اقامت کہے اور نماز پڑھے مگر اس کے پیچھے فرشتے نماز پڑھتے ہیں کہ ان کے دونوں کناروں کو دیکھا نہیں جا سکتا۔ وہ جب رکوع کرتا ہے تو وہ بھی رکوع کرتے ہیں اور جب سجدہ کرتا ہے تو وہ بھی سجدہ کرتے ہیں اور اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔"

عدم موجود بھائی کے لیے دعا پر فرشتے کا نزول

ان خوش بخت حضرات کا تذکرہ صحیح مسلم میں موجود ہے، اس حدیث کے راوی صفوان رحمہ اللہ ہیں، وہ عبداللہ بن صفوان کے بیٹے اور ام الدرداء کے شوہر تھے۔ انھوں نے بیان کیا:

"میں شام آیا تو ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے گھر حاضر ہوا، لیکن انھیں گھر میں نہ پایا۔

① کنز العمال: ۲۰۹۳۰۔ السنن الکبری للبیهقی: کتاب الصلوة، باب سنة الأذان و الاقامة۔

ام الدرداء رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے کہا: "تمھارا اس سال حج کا ارادہ ہے؟" میں نے کہا: "جی ہاں!" کہنے لگی: "اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے خیریت کی دعا کرنا کیوں کہ بلاشک وشبہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے:

« دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ، عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ بِخَيْرٍ، قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهِ: آمِينَ وَ لَكَ بِمِثْلٍ » ①

"مسلمان شخص کی اپنے عدم موجود بھائی کے بارے میں دعا قبول کی جاتی ہے، اس کے سر کے پاس فرشتہ مقرر ہوتا ہے، جب بھی وہ اپنے بھائی کے لیے خیر کی دعا کرتا ہے تو مقرر کردہ فرشتہ کہتا ہے: "آمین! (اے اللہ! اس کی دعا قبول فرما) اور تیرے لیے اس کی مثل (جو تو اپنے بھائی کے لیے طلب کر رہا ہے وہی چیز اللہ تجھے عطا فرمائے گا)۔"

"صفوان نے کہا کہ پھر میں بازار کی طرف نکلا تو وہاں ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے بھی نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے ویسی ہی حدیث بیان فرمائی۔"

ام الدرداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے تین سو ساٹھ دینی دوست تھے جن کے لیے وہ نماز میں دعا کیا کرتے تھے۔ ان کی زوجہ نے اس بارے میں ان سے بات کی تو وہ فرمانے لگے

"أَفَلَا أَرْغَبُ أَنْ تَدْعُوَ لِي الْمَلَائِكَةُ؟" ②

① صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الدعاء للمسلمین بظهر الغیب: ۲۷۳۳۔

② سیر اعلام النبلاء: ۲/۳۵۱۔ ابن عساکر: ۲/۳۸۹/۱۳۔

''کیا میں اس بات کی رغبت نہ رکھوں کہ فرشتے میرے لیے دعا کریں۔''

اللہ کے لیے کسی بھائی سے ملاقات پر فرشتے کا نزول

تمام تعلقات اللہ تعالیٰ کی خاطر رکھے جائیں تو یہ بڑے اجر و ثواب کا کام ہے اور یہ کام فرشتے کے نازل ہونے کا سبب بھی بنتا ہے۔ اس بات کی دلیل صحیح مسلم میں موجود ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

« أَنَّ رَجُلاً زَارَ أَخًا لَهُ فِي قَرْيَةٍ أُخْرَى فَأَرْصَدَ اللّٰهُ لَهُ عَلَى مَدْرَجَتِهِ مَلَكًا، فَلَمَّا أَتَى عَلَيْهِ قَالَ: أَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ: أُرِيْدُ أَخًا لِي فِي هٰذِهِ الْقَرْيَةِ، قَالَ: هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا؟ قَالَ: لَا غَيْرَ أَنِّي أَحْبَبْتُهُ فِي اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ فَإِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكَ بِأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ فِيْهِ » [1]

''ایک آدمی دوسری بستی کی طرف اپنے دینی بھائی کی ملاقات کے لیے نکلا تو اللہ تعالیٰ نے راستے میں ایک فرشتہ مقرر کر دیا۔ جب وہ اس فرشتے کے پاس پہنچا تو اس فرشتے نے پوچھا: ''کہاں جا رہے ہو؟'' اس نے کہا: ''اس بستی میں اپنے بھائی کے پاس جا رہا ہوں۔'' فرشتے نے پوچھا: ''کیا تو نے اس پر کوئی احسان کیا ہے جسے بڑھانا چاہتا ہے؟'' کہا: ''نہیں، بس اتنی سی بات ہے کہ اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر میں اس سے محبت کرتا ہوں۔'' فرشتے نے کہا: ''میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمھارے پاس پیغمبر بن کر آیا ہوں، جس طرح تو نے اللہ کی رضا کی خاطر اس

[1] صحیح مسلم، کتاب البر و الصلة، باب فضل الحب فی اللہ: ۲۵٦۷۔

سے محبت کی ہے اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت فرماتے ہیں۔''

ایک دوسری روایت میں ہے:

''قیامت کے دن اللہ کریم فرمائیں گے کہ میری بزرگی کے لیے آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میں انھیں اپنے سایہ میں رکھوں اور آج کے دن کوئی سایہ نہیں سوائے میرے سائے کے۔'' [1]

راہ خیر میں خرچ کرنے والوں کے لیے فرشتوں کا نزول

جن سعادت مند حضرات کے لیے فرشتے نازل ہوتے ہیں ان میں وہ لوگ بھی ہیں جو خیر کی راہوں میں خرچ کرتے ہیں۔ اس بات کی دلیل صحیحین میں موجود ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

« مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُوْلُ أَحَدُهُمَا: اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، وَيَقُوْلُ الْآخَرُ اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا » [2]

''کوئی دن ایسا نہیں جس میں بندے صبح کرتے ہیں مگر دو فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان میں سے ایک (دعا کرتے ہوئے) کہتا ہے: ''اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدل عطا کر۔'' اور دوسرا (بد دعا کرتے ہوئے) کہتا ہے: ''اے اللہ! روکنے والے (اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے والے) کے نصیب میں تباہی کر۔''

فرشتوں کے نزول کی دوسری دلیل مسند احمد اور صحیح ابن حبان میں موجود ہے، حضرت

[1] صحیح مسلم، کتاب البر و الصلة، باب فضل الحب فی اللہ: ۲۵٦٦۔

[2] صحیح بخاری، کتاب الزکوة، باب قول اللہ تعالیٰ "فأما من أعطى واتقى" : ۱٤٤۲۔ صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب فی المنفق والممسك: ۱۰۱۰۔

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ قَطُّ إِلَّا بُعِثَ بِجَنْبَتَيْهَا مَلَكَانِ يُنَادِيَانِ، يُسْمِعَانِ أَهْلَ الْأَرْضِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! هَلُمُّوا إِلَى رَبِّكُمْ فَإِنَّ مَا قَلَّ وَ كَفَى خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ وَ أَلْهَى، وَ لَا آبَتْ شَمْسٌ قَطُّ إِلَّا بُعِثَ بِجَنْبَتَيْهَا مَلَكَانِ يُنَادِيَانِ يُسْمِعَانِ أَهْلَ الْأَرْضِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ: اَللّٰهُمَّ! أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا » [1]

''ہر روز طلوع آفتاب کے وقت اس کے دونوں جانب دو فرشتے بھیجے جاتے ہیں اور وہ دونوں بلند آواز میں پکارتے ہیں، جسے جن وانس کے علاوہ سارے زمین والے سنتے ہیں: ''اے لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ، کفایت کرنے والا تھوڑا (مال) غافل کرنے والے زیادہ (مال) سے بہتر ہے۔'' اور غروب آفتاب کے وقت اس کی دونوں جانب دو فرشتے بھیجے جاتے ہیں اور وہ دونوں بلند آواز میں پکارتے ہیں، جسے جن وانس کے علاوہ سارے زمین والے سنتے ہیں: ''اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما اور روکنے والے کے نصیب میں تباہی کر۔''

اے اللہ! فرشتوں کے نزول اور ان کی دعاؤں کی سعادت ہمارے نصیب میں بھی کر دے اور ہمیں دل کھول کر اپنی راہوں میں خرچ کرنے کی توفیق عطا فرما۔ (آمین یا رب العالمین!)

قطع رحمی کے باوجود صلہ رحمی کرنے والے پر فرشتے کا نزول

بدسلوکی کے باوجود حسن سلوک کرنے والے کے لیے فرشتہ نا صرف نازل ہوتا ہے بلکہ

[1] مسند احمد: ۱۹۷/۵۔ ابن حبان: ۳۳۲۹۔ مجمع الزوائد: ۱۲۲/۳۔

اس وقت تک اس کی مدد میں رہتا ہے جب تک وہ حسن سلوک کرتا رہتا ہے۔ ایسے خوش بخت شخص کا تذکرہ صحیح مسلم میں موجود ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی:

« يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ لِي قَرَابَةً أَصِلُهُمْ وَ يَقْطَعُونِّي وَ أُحْسِنُ إِلَيْهِمْ وَ يُسِيئُونَ إِلَيَّ، وَ أَحْلُمُ عَنْهُمْ وَ يَجْهَلُونَ عَلَيَّ، فَقَالَ: لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَأَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ، وَ لَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِيرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلَى ذٰلِكَ » [1]

''اے اللہ کے رسول! میرے کچھ رشتہ دار ایسے ہیں کہ میں ان سے تعلق جوڑتا ہوں اور وہ مجھ سے تعلق توڑتے ہیں، میں ان سے حسن سلوک کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں، میں ان کے ساتھ تحمل و بردباری کا مظاہرہ کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ نادانی سے پیش آتے ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے کہا ہے تو تو گویا ان کے منہ میں گرم راکھ ڈال رہا ہے، ان کے مقابلے میں تیرے ساتھ ہمیشہ اللہ کی طرف سے ایک مددگار رہے گا، جب تک تیرا رویہ ایسا رہے گا۔''

صحیحین کی ایک اور حدیث جس میں فرشتے کے نزول اور مدد کے علاوہ فوائد ہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص اپنی روزی میں فراخی اور عمر میں اضافہ چاہتا ہے تو وہ صلہ رحمی کرے۔'' [2]

[1] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها: ۲۵۵۸۔
[2] بخاري، كتاب الأدب، باب من بسط له في الرزق لصلة الرحم: ۵۹۸۵۔

مریض کی عیادت کرنے والوں کے لیے فرشتوں کا نزول

وہ سعادت مند لوگ جو اپنے بیمار بھائی کی عیادت کے لیے جانے والے ہیں، ان حضرات کے اس پرخلوص عمل کو دیکھ کر اللہ کریم اپنی مقرب مخلوق فرشتوں کو ان کے لیے نازل ہونے کا حکم دیتے ہیں اور یہ فرشتے ان خوش بخت حضرات کے ساتھ چل کر بیمار تک پہنچتے ہیں۔ اس کی دلیل مسند احمد میں موجود ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

« مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُودُ مُسْلِمًا إِلَّا ابْتَعَثَ اللّٰهُ سَبْعِينَ أَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّونَ عَلَيْهِ فِي أَيِّ سَاعَةِ النَّهَارِ كَانَتْ، حَتّٰى يُمْسِيَ وَ مِنْ أَيِّ سَاعَةٍ مِنَ اللَّيْلِ كَانَتْ، حَتّٰى يُصْبِحَ » [1]

''جب کوئی مسلمان دن کی کسی گھڑی میں اپنے (مسلمان) بھائی کی عیادت کرے تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے بھیجتے ہیں جو شام تک اس کے لیے دعا کرتے ہیں اور اگر رات کے کسی وقت عیادت کرے تو وہ فرشتے صبح تک اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں۔''

مسند احمد کی ایک دوسری روایت جس کے راوی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی ہیں، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا

''جو صبح سویرے مریض کی عیادت کی غرض سے نکلے تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ چلتے ہیں اور وہ شام تک اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور

[1] مسند احمد: ۱۱۸/۱۔ الشیخ شعیب الارنووط نے اسے موقوف صحیح قرار دیا ہے۔

اسے جنت میں ایک باغ عطا کیا جاتا ہے اور اگر شام کے وقت اس کی بیمار پرسی کے لیے روانہ ہو تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ چلتے ہیں اور وہ سب صبح تک اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور جنت میں اسے ایک باغ عطا کیا جاتا ہے۔'' [1]

تیمارداری پر رغبت دلانے والی ایک اور روایت جسے امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا عَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ » [2]

''بے شک مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپسی تک وہ جنت کے تازہ پھل چننے میں مصروف رہتا ہے۔''

کسی نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! ''خُرْفَةُ الْجَنَّةِ'' کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جَنَاهَا'' یعنی اس کے تازہ پھل چننا۔

صحیح مسلم کی ایک اور حدیث میں عیادت مریض کی اہمیت کے متعلق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَا ابْنَ آدَمَ! مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي، قَالَ: يَا رَبِّ! كَيْفَ أَعُودُكَ وَ أَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ؟ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدَهُ؟ » [3]

[1] مسند احمد: ۱۲۱/۱۔ الشیخ شعیب الارنووط نے اس کو موقوف صحیح قرار دیا ہے۔
[2] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل عیادة المریض: ۲۵۶۸۔
[3] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل عیادة المریض: ۲۵۶۹۔

''بے شک اللہ تعالیٰ روز قیامت فرمائیں گے: ''اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تو تو نے میری عیادت (مزاج پرسی) نہیں کی۔'' انسان کہے گا: ''اے میرے رب! میں کیسے تیری عیادت کرتا جبکہ تو تمام جہانوں کا پروردگار ہے؟'' اللہ فرمائیں گے: ''کیا تجھے علم نہیں تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا لیکن تو نے اس کی مزاج پرسی نہیں کی۔ کیا تجھے علم نہیں تھا کہ اگر تو اس کی بیمار پرسی کرتا تو یقیناً تو مجھے اس کے پاس پاتا (یعنی میری رضا تجھے حاصل ہوتی)؟''

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مریض کی بیمار پرسی کا اجر وثواب اور صلہ کس قدر عظیم ہے، اللہ ہمیں اس عظمت والے عمل کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین!)

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے قدردان پر فرشتے کا نزول

جب بندہ اپنے مالک کی عطا کی گئی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے، تو اللہ کریم اس کے شکر ادا کرنے کو بے حد پسند کرتے ہیں اور پھر کائنات کا رب اس بندے پر نعمت کو بڑھاتے ہیں اور اس کی قدردانی کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ﴾ (ابراھیم: ۷)

''اگر تم شکر گزاری کرو گے تو بے شک میں تمہیں زیادہ دوں گا۔''

ایک سعادت مند جس نے اپنے رب کے انعامات کی قدردانی کی اور اس قدردانی کا صلہ انعامات میں اضافے کے ساتھ ساتھ اسے فرشتے کے نازل ہونے کی سعادت بھی میسر آئی، اس خوش بخت کا تذکرہ صحیح مسلم میں موجود ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بنی اسرائیل میں سے تین آدمی تھے، ایک کوڑھی سفید داغ والا، دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا تھا۔ سو اللہ نے چاہا کہ انھیں آزمائے، تو ان کے پاس فرشتہ بھیجا۔ وہ سفید داغ والے کے پاس آیا اور اس سے کہا: ''تجھے کون سی چیز زیادہ پیاری ہے؟'' اس نے کہا: ''اچھا رنگ اور اچھی کھال اور یہ کہ مجھ سے یہ بیماری دور ہو جائے، جس کے سبب لوگ مجھ سے گھن کھاتے ہیں۔'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی گھن دور ہوئی اور اسے اچھا رنگ اور اچھی کھال دی گئی، پھر فرشتے نے پوچھا: ''تجھے کون سا مال پسند ہے؟'' اس نے کہا: ''اونٹ یا کہا گائے۔'' اس حدیث کے راوی اسحاق بن عبداللہ کو شک پڑ گیا کہ اس نے اونٹ مانگا یا گائے، بہر حال سفید داغ والے نے یا گنجے نے، ان میں سے ایک نے اونٹ اور دوسرے نے گائے کی خواہش کی۔ سو اسے دس ماہ کی گابھن اونٹنی دی گئی، پھر فرشتے نے دعا دی: ''اللہ تعالیٰ تیرے لیے اس میں برکت دے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور کہا: ''تجھے کون سی چیز زیادہ پسند ہے؟'' اس نے کہا: ''عمدہ بال اور یہ کہ یہ بیماری جاتی رہے جس کے سبب لوگ مجھ سے گھن کھاتے ہیں۔'' چنانچہ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری دور ہوگئی اور اسے اچھے بال ملے۔ فرشتے نے کہا: ''تجھے کون سا مال پسند ہے؟'' اس نے کہا: ''گائے۔'' سو اس کو گابھن گائے مل گئی۔ فرشتے نے دعا دیتے ہوئے کہا: ''اللہ تیرے مال میں برکت دے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور کہا: ''تجھے کون سی چیز پسند ہے؟'' اس نے کہا: ''یہ کہ اللہ تعالیٰ میری آنکھ کو بینائی دے تو میں لوگوں کو دیکھا کروں۔'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پھر فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اسے بینائی دے دی گئی پھر فرشتے نے کہا:

''کون سا مال تجھے پسند ہے۔'' اس نے کہا: ''بھیڑ اور بکری۔'' تو اسے گابھن بکری مل گئی، پھر اونٹنی، گائے اور بکری پھلی پھولیں، پھر ہوتے ہوتے سفید داغ والے کے جنگل بھر اونٹ ہو گئے، گنجے کی جنگل بھر گائیں ہو گئیں اور اندھے کی جنگل بھر بکریاں ہو گئیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کچھ عرصہ بعد وہی فرشتہ سفید داغ والے کے پاس اپنی پہلی صورت اور شکل میں آیا اور اس نے کہا: ''میں محتاج آدمی ہوں، سفر میں میرے تمام اسباب کٹ گئے؛ سو آج منزل پر پہنچنا میرے لیے ممکن نہیں سوائے اللہ کی مدد کے اور تیری مدد کے، میں تجھ سے مانگتا ہوں اسی کے نام پر جس نے تجھے ستھرا رنگ اور ستھری کھال دی اور مال اور اونٹ دیے، مجھے ایک اونٹ دے جو میرے سفر میں کام آئے۔'' اس نے کہا: ''مجھ پر لوگوں کے حق بہت ہیں۔'' فرشتے نے کہا: ''البتہ میں تجھے پہچانتا ہوں بھلا تو محتاج کوڑھی نہ تھا؟ تجھ سے لوگ گھن کھاتے تھے، پھر اللہ نے اپنے فضل سے تجھے یہ مال دیا۔'' اس نے جواب دیا: ''میں نے تو یہ مال اپنے باپ دادا سے پایا، جو کئی پشتوں سے بڑے آدمی تھے۔'' فرشتے نے کہا: ''اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا۔'' پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا، اسی صورت اور شکل میں اور اس سے کہا جیسا سفید داغ والے سے کہا تھا۔ اس نے بھی وہی جواب دیا جو سفید داغ والے نے دیا تھا۔ فرشتے نے کہا: ''اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تجھے ویسا ہی کر ڈالے جیسا تو تھا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر فرشتہ اندھے کے پاس گیا اپنی اسی وشکل وصورت میں اور کہا: ''میں محتاج آدمی ہوں، مسافر ہوں، سفر میں میرے سب وسیلے اور تدبیریں کٹ گئیں سو میرا آج منزل پر پہنچنا بغیر اللہ کی مدد اور تیری مدد کے مشکل ہے، میں تجھ سے اللہ کے نام پر جس نے تجھے آنکھ دی، ایک بکری مانگتا ہوں، وہ میرے سفر میں کام آئے گی۔'' اس نے کہا: ''بے شک میں اندھا تھا، اللہ نے مجھے آنکھ دی، تو لے جا ان بکریوں میں سے جتنا تیرا جی چاہے اور چھوڑ جا بکریوں میں سے جتنا تیرا جی چاہے، اللہ کی قسم! آج جو چیز اللہ کی راہ میں تو لے گا، میں تجھے مشکل میں نہیں ڈالوں گا۔'' فرشتے نے کہا: ''اپنے مال کو اپنے پاس رکھو، تم تینوں آدمی آزمائے گئے تھے، سو تجھ سے تو اللہ راضی ہوا مگر تیرے دونوں ساتھیوں سے ناخوش ہوا۔''[1]

توبہ کے متلاشی پر فرشتوں کا نزول

توبہ کرنے والا شخص اللہ کریم کو بے حد پسند ہے اور تائب شخص کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے، ایسے شخص کی سابقہ برائیاں بھی نیکیوں میں تبدیل کر دی جاتی ہیں۔

توبہ کرنے والوں میں سے ایک ایسے خوش بخت شخص کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جس نے تین چار یا پندرہ بیس آدمیوں کو قتل نہیں کیا تھا بلکہ یہ شخص ایک سو انسانوں کا قاتل تھا۔ تو اللہ رب العزت نے اس کے دل میں اپنا ڈر ڈال دیا اور یہ شخص توبہ کے لیے تیار ہو گیا۔ توبہ کا یہ متلاشی شخص گھر سے نکلا تو اس پر موت وارد ہو گئی تو اس سعادت مند کے لیے فرشتے اتر آئے۔ اس خوش نصیب کا تذکرہ صحیحین میں موجود ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم سے پہلے زمانے میں ایک آدمی تھا جس نے ننانوے قتل کیے تھے، اس نے

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب الدنيا سجن للمومن و جنة للكافر: ٢٩٦٤۔ صحيح بخاري، كتاب الاحاديث الانبياء، باب ابرص و اعمى و اقرع فى بنى اسرائيل: ٣٤٦٤۔

روئے زمین کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا تو اسے ایک راہب کا پتا بتایا گیا۔ وہ راہب کے پاس حاضر ہوا اور کہا: ''میں نے ننانوے (۹۹) قتل کیے ہیں، کیا میری توبہ قبول ہو سکتی؟'' راہب نے کہا ''نہیں!'' اس پر اس نے راہب کو بھی قتل کر کے سو کا عدد پورا کر دیا۔ اس نے پھر زمین کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا تو اسے ایک عالم دین کا پتا بتایا گیا۔ اس نے عالم دین سے کہا: ''میں نے ایک سو آدمی قتل کیے ہیں، کیا میری توبہ قبول ہونے کی کوئی صورت ہے؟'' عالم دین نے کہا: ''ہاں! بھلا توبہ کے اور اس کے درمیان کوئی حائل ہو سکتا ہے؟ فلاں علاقے میں چلے جاؤ، وہاں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، تم بھی ان کے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اپنی اس زمین کی طرف واپس مت آنا، یہ برائی کی زمین ہے۔'' وہ آدمی وہاں سے چل پڑا، جب ٹھیک راستے کے درمیان میں پہنچا تو اس کی موت کا وقت آگیا، اس کے بارے میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے آپس میں جھگڑ پڑے۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا: ''یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سچے دل سے توبہ کر کے آرہا تھا۔'' عذاب کے فرشتوں نے کہا: ''اس نے قطعاً کوئی نیک کام نہیں کیا۔'' اب ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں ان کے پاس آیا، فرشتوں نے اس (آدمی نما فرشتے) کو اپنا فیصل بنا لیا (اس فیصلہ دینے والے) فرشتے نے کہا:

« قِيْسُوْا مَا بَيْنَ الْأَرْضَيْنِ فَإِلٰى أَيَّتِهِمَا كَانَ أَدْنٰى فَهُوَ لَهُ فَقَاسُوْا فَوَجَدُوْهُ أَدْنٰى إِلَى الْأَرْضِ الَّتِيْ أَرَادَ فَقَبَضَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ » ①

''دونوں مقامات کے درمیان کا فاصلہ ناپ لو اور جس مقام سے وہ قریب ہے اس

صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب قبول توبة القاتل و ان کثر قتله : ۲۷۶۶۔ صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء باب : ۳٤۷۰۔

میں اس کا شمار کر لو۔'' فرشتوں نے پورے فاصلے کو ناپا، تو جس علاقے کی طرف اس کا رخ تھا وہ قریب تر نکلا لہٰذا رحمت کے فرشتوں نے اس کی روح قبض کی۔''

ایک دوسری روایت میں ہے:

« فَكَانَ إِلَى الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ أَقْرَبَ مِنْهَا بِشِبْرٍ فَجُعِلَ مِنْ أَهْلِهَا » ①

''وہ آدمی نیک لوگوں کی بستی کے صرف ایک بالشت زیادہ قریب تھا چنانچہ اسے نیک لوگوں میں شمار کیا گیا۔''

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے:

« فَأَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى هٰذِهِ أَنْ تَقَرَّبِيْ وَ أَوْحٰى إِلٰى هٰذِهِ أَنْ تَبَاعَدِيْ وَ قَالَ قِيْسُوْا مَا بَيْنَهُمَا فَوُجِدَ إِلٰى هٰذِهِ أَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهُ » ②

''اللہ تعالیٰ نے برے علاقے کی زمین کو حکم دیا کہ دور ہو جا (لمبی ہو جا) اور نیک علاقے کی زمین کو حکم دیا کہ تو قریب تر ہو جا اور (فرشتوں کو) حکم دیا کہ ان دونوں علاقوں کا رقبہ ناپ لو۔ چنانچہ (یہ شخص) اس نیک علاقے کی طرف ایک بالشت قریب پایا گیا تو اس کی بخشش ہو گئی۔''

کون ہے جو بندے اور توبہ کے درمیان حائل ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توبہ کے سچے طلب گار بنائے تاکہ فرشتوں کی معاونت حاصل ہو سکے اور ان کے نزول کی سعادت وہم پاسکیں۔ توبہ کرنے والے شخص کے لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ » ③

① صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب قبول توبة القاتل وان کثر قتله : ۲۷۶۶۔
② صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب : ۳٤۷۰۔
③ ابن ماجه، کتاب الزهد، باب ذکر التوبة : ٤۲۵۰۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

''گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے ہے گویا اس کے ذمہ کوئی گناہ ہی نہیں۔''

توبہ سے متعلق اگر فرمان رحمٰن پڑھ لیا جائے تو وہ اس حدیث سے بڑھ کر ہے کہ گناہ بھی نیکیوں میں بھی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴾ (الفرقان: ٧٠)

''سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور یمان لائیں اور نیک کام کریں ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بدل دیتا ہے، اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے۔''

ایک سعادت مند کے جنازے کے ساتھ فرشتوں کا چلنا

ایک سعادت مند جس کے جنازے کے ساتھ فرشتے چل رہے تھے، یہ صحابی رسول ﷺ تھے اور یہ شخص کتنی ہی عظمت کا مالک تھا، جس کی خاطر اللہ کریم نے اپنے فرشتوں کو نازل فرما دیا، جو اس کی میت کے ساتھ پیدل چل رہے تھے، عہد رسالت ﷺ میں یہ منفرد نوعیت کا جنازہ تھا۔ اس خوش نصیب صحابی (رضی اللہ عنہ) کا نہ تو نام ہی مل سکا اور نہ مزید وضاحت مل سکی۔ البتہ نزول الملائکہ کی سعادت اس کا مقدر بنی۔ اس کی دلیل سنن ابی داؤد میں موجود ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

« أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أُتِيَ بِدَابَّةٍ وَ هُوَ مَعَ الْجَنَازَةِ فَأَبَى أَنْ يَرْكَبَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أُتِيَ بِدَابَّةٍ فَرَكِبَ، فَقِيْلَ لَهُ، فَقَالَ: إِنَّ

الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَمْشِي فَلَمْ أَكُنْ لِأَرْكَبَ وَ هُمْ يَمْشُوْنَ، فَلَمَّا ذَهَبُوْا رَكِبْتُ » [1]

''رسول اللہ ﷺ ایک جنازے کے ساتھ چل رہے تھے، سواری پیش کی گئی تو آپ ﷺ نے سوار ہونے سے انکار فرما دیا، جب واپس ہوئے تو دوبارہ سواری پیش کی گئی تو آپ ﷺ سوار ہو گئے، جب آپ ﷺ سے اس بارے سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے پیدل چل رہے تھے، ان کے چلتے ہوئے مجھے سوار ہونا گوارا نہ تھا اور جب وہ چلے گئے تو میں سوار ہو گیا۔''

رسول کریم ﷺ پر درود بھیجنے والوں پر فرشتوں کا نزول

رسول کریم ﷺ پر درود بھیجنا ایمان کا جز ہے اور خیر و برکت کو سمیٹنے کا باعث بھی اور جو کوئی اس سے اعراض کرے، اس کے لیے تباہی ہی تباہی ہے اور ایسا بدبخت شخص اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے والا ہے۔ درود پاک درجات کی بلندی، گناہوں کا کفارہ اور شفاعت مصطفیٰ ﷺ کا راستہ ہموار کرنے والا انمول تحفہ ہے اور غموں سے نجات کا نسخہ ہے مگر درود پاک کے الفاظ کا مسنون ہونا ضروری ہے۔ درود اللہ رب العزت کی سنت اور اس کا حکم ہے اور اس کے ملائکہ کا کلام ہے۔ وہ سعادت مند حضرات جو درود پاک کو اپنا ورد بناتے ہیں، ان کے لیے کائنات کا رب اپنے معزز فرشتوں کو نازل ہونے کا حکم دیتا ہے اور وہ مقرب

[1] سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب الركوب فى الجنازة : ٣١٧٧، المستدرك للحاكم، كتاب الجنائز، باب الماشى امام الجنازة و الراكب خلفها : ١/ ٣٥٥۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ احکام الجنائز ص ٩٧۔

فرشتے ایسے سعادت مند لوگوں کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ اس کی دلیل سنن نسا موجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ يُبَلِّغُونِّي مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ » [1]

"اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لوگوں کا سلام مجھے پہنچانے کے لیے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو زمین پر گشت کرتے رہتے ہیں۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا وَ لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا وَ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ » [2]

"اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور میری قبر کو میلا گاہ نہ بنانا، تم میرے اوپر درود پڑھو۔ بے شک تمھارا درود مجھے پہنچایا جاتا ہے جہاں کہیں بھی تم ہو۔"

ذکر الٰہی اور تقویٰ اختیار کرنے والے مسافر کے لیے فرشتے کا نزول

اللہ کریم کی رحمت کتنی وسیع ہے کہ جب اللہ کا بندہ سفر کی تیاری کرتا ہے، تو وہ ...ل اپنے خالق و مالک سے ڈرنے کے ساتھ ساتھ اس کے ذکر میں مصروف ہو جاتا۔ اس پرہیز گار بندے کا مالک خوش ہو کر اس خوش نصیب آدمی کے لیے ایک معزز فرشتہ

---

[1] سنن نسائی، کتاب السہو، باب التسلیم علی النبی ﷺ : ۱۲۸۳۔ علامہ البا نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

[2] ابوداؤد، کتاب المناسک، باب زیارة القبور : ۲۰۴۲۔ قال لبانی رحمہ اللہ و حسن۔ ہدایة الرواة : ۸۸۶۔

فرما دیتا ہے، جو اس کا ہم سفر بن جاتا ہے بلکہ اس کے پیچھے سوار ہو جاتا ہے۔

یقیناً یہ فرشتہ معاون اور مدد گار ہوتا ہے جو مسلسل سفر ختم ہونے تک اس کی رفاقت میں رہتا ہے۔ اس عظیم مسافر اور اللہ کی راہ میں نکلنے والے کی عظمت کو امام طبرانی رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

« مَا مِنْ رَاكِبٍ يَخْلُو فِي مَسِيرِهِ بِاللّٰهِ وَ ذِكْرِهِ، إِلَّا رَدِفَهُ، مَلَكٌ، وَ لَا يَخْلُو بِشِعْرٍ وَ نَحْوِهِ، إِلَّا كَانَ رَدِفَهُ شَيْطَانٌ » [1]

"نہیں کوئی سوار علیحدہ ہوتا اپنے سفر میں اللہ اور اس کے ذکر کے ساتھ مگر اس کا ساتھی فرشتہ ہوتا ہے اور اسی طرح نہیں علیحدہ ہوتا ہے کوئی شعر گو (برے اور غلط اشعار) یا اس کی مثل کے ساتھ، مگر اس کا ساتھی شیطان ہوتا ہے۔"

دین کے طالب علم کے لیے فرشتوں کا نزول

دین اسلام کا علم سیکھنے والا جب علم کی تلاش میں نکلتا ہے تو اللہ کریم اس کی منزل کو آسان فرما دیتے ہیں اور اس کا نکلنا اللہ کی راہ میں شمار ہوتا ہے اور ایسے شخص کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیا جاتا ہے اور رحمن کے فرشتے اس خوش نصیب کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔ طالب علم کے اس عظیم مرتبہ کو حضرات ائمہ احمد، ابن ماجہ، حاکم، ابن حبان اور الطیالسی رحمہم اللہ نے نقل فرمایا ہے، حضرت ابودرداء اور صفوان بن عسال رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

---

[1] الترغیب و الترھیب، الترغیب فی ذکر اللہ من رکب دابته : ۷۳۱٤۔ مجمع الزوائد : ۱۳۱/۱۰۔ امام البانی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ صحیح الجامع الصغیر : ۷۰٦۵۔ طبرانی فی الکبیر : ۳۲٤/۱۷۔

نے فرمایا:

« مَا مِنْ خَارِجٍ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ إِلَّا وَضَعَتْ لَهُ الْمَلَائِكَةُ أَجْنِحَتَهَا، رِضًا بِمَا يَصْنَعُ » ①

''جب بھی کوئی شخص اپنے گھر سے علم کی تلاش میں نکلتا ہے تو اس طالب علم کے لیے اس کے اس عمل سے خوش ہو کر فرشتے اپنے پر رکھ دیتے ہیں۔''

کتنی سعادت اور عزت کی بات ہے کہ مخلص طالب علم کے لیے معزز فرشتے اپنے پر بچھ دیں۔ یہ اس لیے ہے کہ طالب علم اپنے رب کی رضا کو تلاش کرنے اور اس کے دین کو پھیلانے کے لیے یہ کام کرتا ہے۔ تو جو اللہ تعالیٰ کا بن جاتا ہے تو اللہ کریم اس سے گہری الفت اور چاہت رکھتا ہے۔

قرب قیامت مکہ اور مدینہ کے مومنوں کے لیے فرشتوں کا نزول

مکہ اور مدینہ دو امن و سلامتی والے شہر ہیں اور کونین کے تاجدار کا ان دو شہروں سے گہرا تعلق اور وابستگی تھی۔ پوری دنیا کے شہروں میں سے سب سے عزت و احترام والے یہ دو سلامتی کے شہر ہیں اور قرب قیامت ان دو شہروں میں صرف مومن ہی رہ سکیں گے، باقی سب یوں نکال دیے جائیں گے جیسے کپڑے سے میل نکال دیا جاتا ہے۔

ان سعادت مند لوگوں کا تذکرہ جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں باقی رہ جائیں گے اور

① سنن ابن ماجه، كتاب السنة، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم: ٢٢٦۔ اس حدیث کو امام البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے صحیح الجامع الصغیر: ٥٧٠٢، ٦٢٩٧۔

دجال ان شہروں کا رخ کرے گا تو زمین و آسمان کا رب ان کی حفاظت کے لیے فرشتوں کو نازل فرما دے گا۔ صحیح مسلم میں موجود ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ، إِلَّا مَكَّةَ وَ الْمَدِينَةَ وَ لَيْسَ نَقْبٌ مِنْ أَنْقَابِهَا إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّينَ تَحْرُسُهَا فَيَنْزِلُ بِالسَّبْخَةِ فَتَرْجُفُ الْمَدِينَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، يَخْرُجُ إِلَيْهِ مِنْهَا كُلُّ كَافِرٍ وَّ مُنَافِقٍ » ①

''کوئی شہر ایسا نہیں جس میں دجال نہ جائے، سوائے مکہ اور مدینہ کے۔ اس کے راستہ پر فرشتے صف باندھے کھڑے ہوں گے اور چوکیداری کریں گے، پھر دجال اس سرزمین میں اترے گا (مدینہ کے قریب) اور مدینہ تین بار (زلزلہ سے) کانپے گا اور اس میں جو کافر یا منافق ہوگا وہ دجال کے پاس چلا جائے گا۔''

دوسری لمبی روایت میں ہے کہ وہ کوئی بستی نہیں چھوڑے گا سوائے مکہ اور مدینہ کے دجال کہے گا:

''وہ مجھ پر حرام ہیں، میں ان دو شہروں میں جانے کی جب بھی کوشش کروں گا تو اپنے سامنے فرشتے کو ننگی تلوار کے ساتھ پاؤں گا اور وہ مجھے روک دے گا۔'' ②

فکر آخرت اور ذکر الٰہی میں مشغول افراد کے لیے فرشتوں کا نزول

ملائکہ کے نزول کی سعادت سے فیض یاب ہونے والوں میں ایک خوش بخت وہ ہے

① صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب قصة الجساسة: ٢٩٤٣۔
② صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب قصة الجساسة: ٢٩٤٢۔

ہمیشہ آخرت کی فکر میں اور اپنے رب کریم کے ذکر میں مشغول رہتا ہے۔ لیکن یہ کام انتہائی مشکل ہے، مشکل کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کو بالکل کرنا ہی نہیں بلکہ ممکن حد تک فکر آخرت اور ذکر الٰہی میں مشغول رہنا چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ وقت فکر آخرت اور ذکر الٰہی میں گزرے اور اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔ جیسے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو اپنے ایمان کی فکر لاحق ہوئی ایسے ہمیں بھی ہونی چاہیے، ان کا واقعہ صحیح مسلم میں ہے۔ سیدنا حنظلہ اسیدی رضی اللہ عنہ جو کاتب رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے، وہ خود ہی بیان فرماتے ہیں

''ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نصیحت فرمائی اور دوزخ کا تذکرہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعظ کے بعد میں گھر آیا اور بیوی بچوں سے ہنسی مذاق کیا، باہر نکلا تو مجھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ملے۔ میں نے کہا: ''حنظلہ منافق ہوگیا (یعنی ہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جنت و دوزخ یاد دلاتے ہیں تو جنت اور دوزخ آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں تو بہت کچھ بھول جاتے ہیں)۔'' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ''یہی میرا معاملہ ہے۔'' دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور اپنی کیفیت بتائی، حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اے اللہ کے رسول! حنظلہ منافق ہوگیا ہے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کیا کہتا ہے؟'' میں نے سارا قصہ بیان کیا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میری بھی یہی کیفیت ہے۔'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« يَا حَنْظَلَةُ! سَاعَةٌ وَّسَاعَةٌ، لَوْ كَانَتْ تَكُوْنُ قُلُوْبُكُمْ كَمَا تَكُوْنُ عِنْدَ الذِّكْرِ، لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ، حَتّٰى تُسَلِّمَ عَلَيْكُمْ فِي الطُّرُقِ » [1]

''اے حنظلہ! یہ وقت وقت کی بات ہوتی ہے، اگر تمھارے دلوں کی حالت ایسی

[1] صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب فضل دوام الذکر و الفکر فی امور الآخرۃ، رقم: ۲۷۵۰۔

ہی رہے جیسے ذکر الٰہی کے وقت ہوتی ہے (جو کیفیت میرے پاس ہوتی ہے) تو فرشتے تم سے مصافحہ کریں اور تمھیں راستوں میں سلام کریں۔''

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى فُرُشِكُمْ وَ فِيْ طُرُقِكُمْ وَ لٰكِنْ يَا حَنْظَلَةُ! سَاعَةً وَّ سَاعَةً، ثَلَاثَ مِرَارٍ » [1]

''(اگر تمھاری یہی حالت رہے) تو فرشتے تمھارے بستروں میں اور تمھارے راستوں میں تم سے مصافحہ کریں لیکن اے حنظلہ! یہ وقت وقت کی بات ہوتی ہے۔'' یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا۔''

[1] مسلم (ایضاً): ۲۷۵۰۔

باب دوم

وہ اشخاص

کہ جن پر فرشتوں کا نزول ہوا

وہ اشخاص

کہ جن پر فرشتوں کا نزول ہوا

سیدہ مریم علیہا السلام کے لیے فرشتوں کا نزول

فرشتوں کے نزول سے فیض یاب ہونے والے لوگوں میں سے ایک مقرب ہستی سیدہ مریم علیہا السلام ہیں۔ حضرت مریم علیہا السلام وہ برگزیدہ شخصیت تھیں جن کا چناؤ عرش پر ہوا اور انھیں خیر النساء کا لقب ملا۔ [1]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''مردوں میں بہت سارے مرد کامل ہوئے ہیں مگر عورتوں میں صرف مریم بنت عمران اور آسیہ علیہا السلام فرعون کی بیوی کامل ہوئی ہیں۔'' [2]

حضرت مریم علیہا السلام وہ شخصیت تھیں جنھیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ اور ان کے لخت جگر

---

1. صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب تزویج النبی ﷺ خدیجۃ۔۔۔ الخ، ۳۸۱۵۔
2. صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ: "اذ قالت الملائکۃ یمریم" : ۳۴۳۳۔

عیسیٰ علیہ السلام کو ہمیشہ شیطان سے محفوظ رکھا گیا۔ [1]

حضرت مریم علیہا السلام وہ سعادت مند خاتون تھیں جن کے لیے آسمان سے کھانا آتا تھا۔ سیدہ مریم علیہا السلام وہ مقدس عورت تھیں جن کے لیے ایک سے زیادہ مرتبہ فرشتے نازل ہوئے، یہ ان کی بزرگی کی بہت بڑی علامت تھی۔ ملائکہ کے نزول کی دلیل اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآن مجید میں موجود ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَ اصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ [آل عمران : ٤٢]

''اور جب فرشتوں نے کہا: ''اے مریم! اللہ تعالیٰ نے تجھے برگزیدہ کر لیا اور تجھے پاک کر دیا اور سارے جہان کی عورتوں میں سے تیرا انتخاب کر لیا۔''

اس آیہ مبارکہ میں فرشتوں کے نازل ہونے کے بعد حضرت مریم علیہا السلام کو بشارت دینا کہ تجھے چن لیا گیا ہے اور تجھے پاک کر دیا گیا ہے اور تیرا یہ چناؤ جہاں بھر کی عورتوں میں سے ہے، یہ پہلی بشارت ہے جو سیدہ مریم علیہا السلام کو دی گئی۔ اور اس آیت سے فرشتوں کا حضرت مریم علیہا السلام سے ہم کلام ہونا ثابت ہے اور یہ حضرت مریم علیہا السلام کے لیے سعادت کی بات تھی اور ان کی شان و عظمت کو بلند کرنے والی بات تھی۔

ایک دوسرے مقام پر پھر فرشتوں نے سیدہ مریم علیہا السلام کو بغیر باپ کے (یعنی مریم علیہا السلام کے خاوند کے بغیر) بیٹے کی بشارت دی اور یہ بشارت انوکھی اور حیران کن تھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ

[1] صحيح بخاري، كتاب احاديث الانبياء، باب قول الله تعالى "واذكر في الكتاب مريم": ٣٤٣١ ـ مسلم: ٢٣٦٦ ـ

عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا وَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴾ [آل عمران : ٤٥ـ٤٦]

''جب فرشتوں نے کہا: ''اے مریم! اللہ تعالیٰ تجھے اپنے کلمہ کی خوشخبری دیتا ہے، جس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے، جو دنیا اور آخرت میں صاحب عزت ہے اور وہ میرے مقربین میں سے ہے اور وہ لوگوں سے اپنے گہوارے میں باتیں کرے گا اور ادھیڑ عمر میں بھی اور وہ نیک لوگوں میں سے ہوگا۔''

سیدہ مریم علیہا السلام کے لیے فرشتوں کا یہ نزول دوسری مرتبہ تھا، حضرت مریم علیہا السلام کے پاس تیسری مرتبہ بھی جبریل امین علیہ السلام آئے ہیں۔ اس کی دلیل سورۂ مریم میں اللہ رب العزت کا یہ فرمان ہے:

﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ○ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ○ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ○ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ○ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِيًّا ○ قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَ لِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ○ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴾ [مریم: ١٦ ـ ٢٢]

''اس کتاب میں مریم علیہا السلام کا بھی واقعہ بیان کر، جبکہ وہ اپنے گھر کے لوگوں سے علیحدہ ہو کر مشرقی جانب آئیں اور ان لوگوں کی طرف سے پردہ کر لیا، پھر ہم نے اس کے پاس اپنی روح (جبریل علیہ السلام) کو بھیجا، پس وہ اس کے سامنے آدمی کی شکل میں ظاہر ہوا، یہ کہنے لگیں: ''میں تجھ سے رحمن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو کچھ بھی

اللہ سے ڈرنے والا ہے۔" اس نے جواب دیا: "میں تو اللہ کا بھیجا ہوا قاصد ہوں، تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دینے آیا ہوں۔" کہنے لگیں: "بھلا میرے ہاں بچہ کیسے ہوسکتا ہے؟ مجھے تو کسی انسان نے چھوا تک نہیں اور نہ میں بدکار ہوں۔" اس نے کہا: "بات تو یہی ہے لیکن تیرے پروردگار نے کہا: "وہ مجھ پر بہت آسان ہے، ہم تو اسے لوگوں کے لیے نشانی اور (ذریعہ) رحمت (و مہربانی) بنا دیں گے اور یہ تو طے شدہ بات ہے۔" پس وہ حاملہ ہوگئیں اور اسی وجہ سے وہ علیحدہ ہو کر ایک دور کی جگہ چلی گئیں۔"

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے لیے فرشتوں کی آمد

وہ مقدس ہستی جس نے رسالت محمدی ﷺ میں سب سے پہلے فرشتے کے نزول کی سعادت حاصل کی، وہ رسول رحمت ﷺ کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے انعامات میں سے ایک گرانقدر انعام ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تھیں، وہ ایک چوتھائی صدی آپ ﷺ کی رفاقت میں رہیں۔ اس دوران جب بھی رنج و الم کا وقت آیا تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تڑپ اٹھیں، سنگین اور مشکل ترین حالات میں آپ ﷺ پر اپنی دولت پیش کی۔

دعوت و جہاد کی تلخ ترین سختیوں میں آپ ﷺ کی شریک کار رہیں، آپ ﷺ کی خیر خواہی اور غم گساری کرتیں اور آپ ﷺ کو دلاسا دیتیں، آپ ﷺ کا دکھ بانٹتیں۔

جس وقت سارا زمانہ آپ کا انکار کرنے والا تھا، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کی تصدیق کرنے والی تھیں۔ لوگ دل دکھانے والے تھے، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا مرہم پٹی کرنے والی تھیں۔ وفا کی پیکر ہمیشہ دو جہانوں کی رحمت سمیٹنے میں مصروف عمل رہیں۔ یہ وہی ہستی ہے جس کے

بطن سے پیدا ہونے والی اولاد قیامت تک پیغمبر ﷺ کی پہچان کا نشان بنی رہے گی۔ یہ وہی اعلیٰ ترین ہستی ہے جس کی اولاد کو دنیا میں جنت کی بشارت ملی، جس کے داماد عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کو دنیا میں جنت کا پروانہ ملا۔ یہ وہی ہستی ہے جس کے نواسے دنیا میں جنتی قرار پائے اور یہ وہی مقدس ہستی ہیں جن کے لیے سب سے پہلے جنت کی بشارت اور اللہ رب العزت کا سلام جبریل امین علیہ السلام لے کر ان کے گھر آئے اور جنت میں موتی کے محل کی بشارت دی۔ اس کی دلیل صحیحین میں موجود ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

«أَتَى جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذِهِ خَدِيْجَةُ قَدْ أَتَتْ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيْهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ، فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّي، وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ» [1]

"جبریل امین علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے اللہ کے رسول! یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تشریف لا رہی ہیں، ان کے پاس ایک برتن ہے جس میں سالن یا کھانا یا پانی ہے، جب وہ آپ کے پاس آئیں تو آپ ﷺ انھیں ان کے رب کی طرف سے سلام کہیں اور میری طرف سے اور جنت میں ایک موتی کے محل کی بشارت دیں جس میں نہ شور و شغب ہوگا اور نہ درماندگی اور تکان۔"

کیا شان ہے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی، جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا، کونین کے تاجدار کی زوجہ محترمہ ہونے کا شرف حاصل کیا۔ سب سے پہلے اسلام کے لیے تکالیف برداشت کیں، سب سے پہلے اپنا مال نچھاور کیا، سب سے پہلے جبریل علیہ السلام کا نزول اور ان

[1] صحیح بخاري، كتاب مناقب الأنصار، باب تزويج النبي ﷺ خديجة و فضلها: ٣٨٢٠۔ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل خديجة: ٢٤٣٢۔

کا سلام پانے والی ہوئیں، کتنی عظمت کی مالک ہیں سیدہ خدیجہ ؓ کہ جس نے سب سے پہلے جنت کی بشارت اور مالک کائنات کا سلام وصول کیا اور یاقوت کے محل کی مالک بنیں، شاید ہی کوئی اسلام میں اتنی عظمت پانے والا ہو جتنی عظمت سیدہ خدیجہ ؓ کے نصیب میں آئی۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ ہی وہ خوش نصیب عورت تھیں، جنھیں کائنات کی عورتوں پر فضیلت دی گئی اور جنت کی عورتوں پر بھی انھیں فضیلت دی گئی۔ ①

سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ کے لیے جبریل علیہ السلام کا نزول

ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بڑے مرتبے اور بہت زیادہ سعادت کی مالک ہیں۔ اسلام میں ان کی ذات چودھویں کے چاند کی طرح ہے۔ یہ وہ شخصیت ہیں جن سے اللہ کے حبیب ﷺ کو بے حد محبت تھی، وہ عائشہ ؓ جس کے صحن میں وحی اترے، وہ عائشہ ؓ جس کے بارے میں کونین کے تاجدار ﷺ فرمائیں:

''عائشہ (ؓ) کی فضیلت عورتوں پر ایسے ہے جیسے ثرید کی فضیلت باقی کھانوں پر۔'' ②

جس کی گود میرے آقا کا تکیہ بنے، وہ عائشہ ؓ جس کی گود میں کونین کے تاجدار نے جان دی، وہ عائشہ ؓ جس کا لقب صدیقہ ٹھہرا۔ بہر حال سیدہ عائشہ ؓ کی فضیلت نہ ختم ہونے والی ہے۔ جہاں سیدہ عائشہ ؓ کے دوسرے فضائل ہیں وہاں ان کی ذات کے لیے جبریل امین علیہ السلام کا سلام پیش کرنا اور ان کا نزول بھی ہے۔ ان کے نزول اور سلام کی دلیل صحیحین میں موجود ہے۔

---

① صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ باب من فضائل خدیجۃ ؓ، ۲٤۳۰۔

② صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب فضل عائشۃ ؓ: ۳۷٦۹۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فی فضائل عائشۃ ام المومنین ؓ: ۲٤٤٦۔

سیدہ عائشہ ؓ خود فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« يَا عَائِشُ! هٰذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ فَقُلْتُ: عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ، تَرٰى مَا لَا أَرٰى » ①

''اے عائش! یہ جبریل تمھیں سلام کہتے ہیں۔'' میں نے کہا: ''وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' آپ وہ دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی۔''

سیدہ عائشہ ؓ کے لیے ایک دوسرے موقع پر بھی فرشتے کا نزول ثابت ہے، حضرت عائشہ ؓ ہی روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« أُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ ثَلَاثَ لَيَالٍ، جَاءَنِي بِكِ الْمَلَكُ فِي سَرَقَةٍ مِن حَرِيْرٍ، يَقُوْلُ: هٰذِهِ امْرَأَتُكَ؟ فَأَكْشِفُ عَنْ وَجْهِكِ، فَإِذَا أَنْتِ هِيَ، فَأَقُوْلُ: إِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِه » ②

''میں نے تجھے خواب میں تین راتوں تک دیکھا کہ ایک فرشتہ تجھے ایک سفید حریر کے ٹکڑے میں لایا اور مجھے کہنے لگا: ''یہ آپ کی بیوی ہے۔'' میں نے تیرے منہ سے کپڑا ہٹایا تو تو نکلی، میں نے کہا: ''اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو ایسا ہی ہوگا (یعنی یہ عورت مجھے ملے گی، اگر اس خواب کی کوئی اور تعبیر نہ ہو)۔''

---

① صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب فضل عائشۃ ؓ: ۳۷٦۸۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فی فضائل عائشۃ، ام المومنین ؓ: ۲٤٤۷۔

② صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فی فضائل عائشۃ ام المؤمنین ؓ: ۲٤۳۸۔ صحیح بخاری، کتاب المناقب الانصار، باب تزویج النبی ﷺ عائشۃ وقدومها المدینۃ وبنائه بها: ۳۸۹٥۔

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے لیے جبریل امین علیہ السلام کا نزول

ملائکہ کے نزول کی سعادت پانے والوں میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بھی شامل ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی تو جبریل امین علیہ السلام تشریف لائے اور کہا:

« یَا مُحَمَّدُ! طَلَّقْتَ حَفْصَةَ وَ هِیَ صَوَّامَةٌ قَوَّامَةٌ وَ هِیَ زَوْجَتُكَ فِی الْجَنَّةِ وَ فِی رِوَایَةٍ عَنْ قَیْسِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ جِبْرِیْلُ رَاجِعْ وَ اَنَّهَا زَوْجَتُكَ فِی الْجَنَّةِ » ①

''اے محمد! آپ (ﷺ) نے حفصہ (رضی اللہ عنہا) کو طلاق دے دی ہے اور وہ روزے رکھنے والی ہے، قیام کرنے والی ہے اور وہ تو آپ ﷺ کی جنت کی بیوی ہے۔''

اور حضرت قیس بن زید سے مروی روایت میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے کہا:

''آپ (ﷺ) حفصہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کریں کیونکہ وہ آپ کی جنت میں بیوی ہیں۔''

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے لیے جبریل امین علیہ السلام کا نزول کوئی معمولی بات نہیں بلکہ بہت بڑی سعادت اور مرتبے کی بات ہے اور پھر رسول کریم ﷺ کو رجوع کا حکم اللہ کی طرف سے تھا۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے لیے فرشتوں کا نزول

یہ تینوں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبوب ترین شخصیتیں تھیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے

① المستدرك: ص ٦/ ٢٤٠٢۔ سلسلة الصحيحة: ٢٠١٧۔

آپ کی محبت بڑی نرالی تھی۔ ویسے تو ہر باپ کو اپنی بیٹی سے گہری الفت ہوتی ہے لیکن آپ ﷺ کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بہت زیادہ محبت تھی، آپ ﷺ فرماتے ہیں:

''فاطمہ (رضی اللہ عنہا) میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جس نے اسے ناراض کیا اس نے اللہ کے رسول کو ناراض کیا۔'' ①

اسی طرح آپ ﷺ کا اپنے نواسوں حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے محبت اور پیار کا انداز بھی بڑا نرالا تھا۔ آپ ﷺ اپنے نواسوں کو اٹھاتے اور فرماتے:

''اے اللہ! میں حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر۔''

اور فرماتے: ''حسن و حسین رضی اللہ عنہما میرے دو پھول ہیں۔'' ②

حضرات فاطمہ اور حسنین رضی اللہ عنہم کے مناقب و فضائل پر لکھا جائے تو بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے لیکن میں اپنے اصل مقصد یعنی نزول الملائکہ کا تذکرہ کرتا ہوں، دوسرے فضائل کے ساتھ ساتھ ان تین سعادت مندوں کے نصیب میں فرشتوں کا نزول بھی شامل ہے۔ صرف نزول ہی نہیں بلکہ نزول کے ساتھ ساتھ جنت کی سرداری کی بشارت بھی، ان سعادت مند حضرات کا تذکرہ حضرات ائمہ احمد، ابن حبان، حاکم رحمہم اللہ وغیرہ نے نقل فرمایا ہے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اِنَّ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ یَنْزِلِ الْاَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ اسْتَاْذَنَ رَبَّهٗ اَنْ یُّسَلِّمَ عَلَیَّ وَ یُبَشِّرَنِیْ بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَیِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ اَنَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَیْنَ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ » ③

① صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب فاطمة رضی اللہ عنہا: ٣٧٦٧۔
② بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب الحسن و الحسین: ٣٧٤٧، ٣٧٥٣۔
③ جامع ترمذی، کتاب المناقب، باب ان الحسن و الحسین سیدا شباب اهل الجنة: ٣٧٨١۔ سلسلة الصحیحة: ٧٩٦۔

''بے شک یہ فرشتہ اس رات سے قبل کبھی زمین پر نہیں آیا، اس نے اپنے رب سے اجازت چاہی کہ وہ مجھے سلام کرے اور مجھے خوشخبری دے کہ بے شک فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں۔''

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے لیے جبریل علیہ السلام کا نزول

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ عظیم انسان تھے، آپ رضی اللہ عنہ وہ شخصیت تھے، جن کے نصیب میں قرآن مجید کو جمع کرنا آیا۔ حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چار اشخاص نے قرآن کو جمع کیا اور وہ چاروں انصاری تھے: معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت اور ابو زید رضی اللہ عنہم۔'' میں نے ان سے پوچھا: ''ابو زید کون ہے؟'' انھوں نے کہا: ''میرے چچاؤں میں سے تھے۔'' ①

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بڑے اچھے قاریٔ قرآن تھے اور جبریل علیہ السلام کے نزول کی سعادت پانے والے تھے، یہ وہی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے جن کے لیے حضرت جبریل علیہ السلام کو بھیجا گیا کہ وہ کائنات کے امام سے کہیں کہ وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو سورۃ البینہ سنائیں، لہٰذا حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا:

''اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے قرآن سناؤں۔'' انھوں نے عرض کیا:

① مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل ابی بن کعب رضی اللہ عنہ: ۲٤٦٥۔

''کیا اللہ جل جلالہ نے میرا نام لیا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں! اللہ تعالیٰ نے تمھارا نام لیا ہے۔'' تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رونے لگے۔'' ①

اس حدیث کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ یہ رونا شکر اور بشاشت کا تھا کہ زہے نصیب مجھ مشت خاک کے کہ رب الافلاک نے میرا نام لیا ہے۔ یہ نتیجہ تھا قرآن سے الفت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سنت کا۔

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے لیے جبریل علیہ السلام کا نزول اور سلام

فرشتوں کے نزول کی سعادت پانے والوں میں سے ایک سعادت مند شخصیت حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی ہے، حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ وہ خوش بخت تھے کہ جن کی قراءت اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں سنی۔ ②

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ وہ سعادت مند شخص تھے جن کے لیے جبریل امین علیہ السلام نازل ہی نہیں ہوئے بلکہ انھیں حضرت جبریل علیہ السلام نے سلام بھی کیا ہے۔ جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ اور امام طبرانی رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا:

«مَرَرْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ مَعَهُ جِبْرِيْلُ جَالِسٌ فِي الْمَقَاعِدِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ أَجَزْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ وَ انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ رَأَيْتَ الَّذِي كَانَ مَعِي

① صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب قراءۃ القرآن ..... الخ: ۷۹۹۔
② مسند احمد: ٦/١٥١، ١٥٢۔ الحاکم: ٣/٢٠٨۔ سلسلة الصحيحة: ٩١٣۔

قُلْتُ نَعَمْ، قَالَ فَإِنَّهُ جِبْرِيْلُ وَ قَدْ رَدَّ عَلَيْكَ السَّلَامَ »[1]

''میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور آپ ﷺ کے ساتھ جبریل علیہ السلام مجلس میں بیٹھے تھے، پس میں نے انھیں سلام کیا اور گزر گیا، جب میں لوٹا اور نبی کریم ﷺ بھی لوٹے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو جانتا ہے میرے ساتھ کون تھا؟'' میں نے کہا: ''ہاں!'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جبریل علیہ السلام تھے اور انھوں نے تمھارے سلام کا جواب دیا ہے۔''

فرشتوں میں جبریل علیہ السلام اعلیٰ مرتبے کے فرشتے ہیں اور کسی کے لیے ان کا سلام اپنی مرضی سے نہیں ہو سکتا، یقیناً یہ سلام اللہ کی مرضی سے تھا اور جبریل امین علیہ السلام کا تشریف لانا اور زمین پر اس کے محبوب ﷺ کی مجلس میں بیٹھنا بھی خالق کائنات کی مرضی سے تھا اور یہ نصیب تھا حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے لیے جبریل علیہ السلام کا نزول

فرشتوں کے نزول کی سعادت کو پانے والوں میں ایک سعادت مند حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما تھے۔ ان کے لیے فرشتے کے نزول کی دلیل طبرانی میں ہے۔ خود عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

« كُنْتُ يَوْمًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِيْ بَيْتِهِ فَقَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَنْ مَعَنَا فِي الْبَيْتِ؟ قُلْتُ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُلْتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا جِبْرِيْلُ! وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ فَقَالَ

[1] مسند احمد: ٥/ ٤٣٣۔ مجمع الزوائد: ٩/ ٣١٣۔ طبرانی فی الکبیر: ٣٢٠٦

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ إِنَّهُ قَدْ رَدَّ عَلَيْكَ السَّلَامَ »[1]

''ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کے گھر میں تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو جانتا ہے گھر میں ہمارے ساتھ کون ہے؟'' میں نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! کون ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل علیہ السلام'' میں نے کہا: ''اے جبریل! اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک جبریل علیہ السلام نے تجھے سلام لوٹا دیا ہے۔''

حدیث نبوی ﷺ کا لکھنا اور پیغمبر ﷺ کی معیت میں رہنا بہت بڑا عمل ہے۔

سیدنا ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما کے لیے فرشتوں کا نزول

فرشتوں کے نزول سے فیض یاب ہونے والے معزز حضرات میں سے دو معزز ہستیاں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ امت محمد ﷺ میں یہ دونوں شخصیتیں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہیں، ان کا مرتبہ و مقام بہت زیادہ ہے۔ ان کے فضائل پر لکھا جائے تو بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے، دنیا میں جنت کی بشارت پانے والے، عفت و عصمت کے پیکر، اللہ کے حبیب ﷺ کے لیے سب کچھ لٹا دینے والے، ہمہ وقت دامن رسالت سے چمٹے ہوئے جان و مال کو نچھاور کرنے والے، یہ ہستیاں جہاں بہت سارے فضائل و مناقب کی مالک ہیں وہاں فرشتوں میں سے سب سے اعلیٰ فرشتے جبریل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام کے نزول کی سعادت کو بھی پانے والے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ وَ لِأَبِيْ بَكْرٍ مَعَ أَحَدِكُمَا جِبْرِيْلُ

[1] مجمع الزوائد: ٩/ ١٥٤۔ طبرانی فی الکبیر: ١٣/ ١٢۔

و مَعَ الآخَرِ مِيكَائِيلُ وَ إِسْرَافِيلُ مَلَكٌ عَظِيمٌ يَشْهَدُ الْقِتَالَ أَوْ يَكُونُ فِي الصَّفِّ ». ①

"رسول اللہ ﷺ نے معرکہ بدر کے دن میرے لیے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا: "تم میں سے ایک کے ساتھ جبریل ہے اور دوسرے کے ساتھ میکائیل اور اسرافیل فرشتہ لڑائی میں بڑا حاضر ہوتا ہے یا ہوتا ہے صف میں۔"

دوسری روایت میں ہے کہ میدان بدر میں رسول اللہ ﷺ کے دائیں بائیں میکائیل، اسرافیل علیہم السلام تھے اور ان کے ساتھ ہزار ہزار فرشتوں کا لشکر تھا اور پھر جناب جبرائیل علیہ السلام بھی آگئے اور ان کے ساتھ بھی ایک ہزار فرشتوں کا گروہ تھا اور سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے دائیں بائیں تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے لیے میدان بدر میں میکائیل، اسرافیل اور جبریل علیہم السلام کے ساتھ تین ہزار فرشتوں کا نزول ہوا۔ ②

سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے ستر ہزار فرشتوں کا نزول

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عظیم مرتبے اور انوکھی شان کے مالک تھے۔ انھیں نبی کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کا سردار قرار دیا اور انھیں دنیا میں جنت کے رومال کی بشارت دی۔ ③

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ وہ سعادت مند شخصیت تھے جن کی زندگی پر مالک کائنات

① مجمع الزوائد: ۹/۵۸۔
② مجمع الزوائد: ۶/۷۷۔ مسند احمد: ۲/۴۱۱۔ شیخ شعیب ارناؤوط نے اس حدیث کو مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے۔
③ صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مناقب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ: ۳۸۰۲۔۳۸۰۴۔

مسکرا دیے، ① جس کی موت پر رب کریم کا عرش جھوم گیا ② اور آسمان کے وہ فرشتے زمین پر نازل ہوئے جن کے قدموں نے اس سے پہلے زمین کو نہیں روندا تھا۔ یہ کتنی بڑی عظمت اور عزت کی بات ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے ان فرشتوں کی تعداد ستر ہزار ہو۔ یہ وہی سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تھے جن کے بارے میں فرمایا گیا:

"اگر کوئی قبر کے جھٹکے سے بچ سکتا تو وہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تھے۔" ③

اس عظیم المرتبت شخص کے لیے ستر ہزار فرشتوں کے نزول کی دلیل امام بزار رحمہ اللہ کی کتاب مسند بزار میں موجود ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَقَدْ نَزَلَ لِسَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ مَا وَطِئُوا الْأَرْضَ قَبْلَهَا، وَ قَالَ حِينَ دُفِنَ سُبْحَانَ اللّٰهِ لَوِ انْفَلَتَ أَحَدٌ مِنْ ضَغْطَةِ الْقَبْرِ لَانْفَلَتَ مِنْهَا سَعْدٌ » ④

"بلاشبہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے وہ ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے جنھوں نے اس سے پہلے زمین کو نہیں روندا تھا۔" جب دفن کیے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "سبحان اللہ! اگر کوئی قبر کے جھٹکے سے بچ سکتا تو سعد (رضی اللہ عنہ) ضرور بچ جاتے۔"

① مجمع الزوائد: ۹/۳۰۹۔
② صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مناقب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ: ۳۸۰۳۔
③ مجمع الزوائد: ۹/۳۰۸۔
④ مجمع الزوائد: ۹/۳۰۸۔ سلسلة الصحيحة: ۱۶۹۵۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے لیے فرشتوں کا اپنے پروں سے سایہ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ بڑے بلند پایہ صحابیٔ رسول تھے۔ حضرت عبداللہ اپنے اکلوتے بیٹے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اگر مجھے اپنی بچیوں کی فکر نہ ہوتی تو اللہ کی قسم! یہ پسند کرتا کہ تم بھی میرے سامنے شہید ہوتے۔''[1]

یہ وہی عبداللہ رضی اللہ عنہ تھے جن سے رب کریم نے سارے پردے ہٹا کر کلام کیا اور فرمایا:

''اے میرے بندے! جو چاہتے ہو مانگو۔''[2]

یہ کوئی معمولی بات نہیں، یہ سعادت صرف حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نصیب میں آئی ایک اور سعادت کہ ان پر فرشتوں کے پروں کا سایہ تھا، اس کی دلیل صحیح بخاری میں ہے، حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرماتے تھے:

''(احد کے دن) میرے والد کی میت رسول اللہ ﷺ کے سامنے لائی گئی، کافروں نے ان کا مثلہ کر دیا تھا (یعنی ناک کان وغیرہ کاٹ ڈالے تھے) تو میں اپنے والد کے چہرے سے بار بار پردہ ہٹاتا تو لوگوں نے مجھے منع کیا کہ اس دوران آپ ﷺ نے ایک رونے والی کی آواز سنی، وہ عمرو کی بیٹی یا بہن تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

[1] مسند امام احمد: ۳۹۷/۳۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ (احکام الجنائز)

[2] سنن ابن ماجہ، کتاب الجهاد، باب فضل الشهادة في سبيل الله: ۲۸۰۰۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

« لِمَ تَبْكِي؟ أَوْ لَا تَبْكِي، مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا »[1]

''کیوں روتی ہو؟'' یا فرمایا: ''نہ رو، عبداللہ پر تو فرشتے اپنے پروں سے سایہ کیے ہوئے ہیں۔''

ایک صحابی کے لیے تیسرے آسمان کے فرشتے کی مدد

اس خوش نصیب صحابی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

« بَيْنَمَا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَئِذٍ يَشْتَدُّ فِي أَثَرِ رَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ أَمَامَهُ، إِذْ سَمِعَ ضَرْبَةً بِالسَّوْطِ فَوْقَهُ، وَصَوْتَ الْفَارِسِ فَوْقَهُ يَقُولُ: أَقْدِمْ حَيْزُومُ! فَنَظَرَ إِلَى الْمُشْرِكِ أَمَامَهُ فَخَرَّ مُسْتَلْقِيًا فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ قَدْ خُطِمَ أَنْفُهُ وَ شُقَّ وَجْهُهُ كَضَرْبَةِ السَّوْطِ، فَاخْضَرَّ ذَلِكَ أَجْمَعُ فَجَاءَ الْأَنْصَارِيُّ فَحَدَّثَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ: صَدَقْتَ، ذَلِكَ مِنْ مَدَدِ السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَقَتَلُوا يَوْمَئِذٍ سَبْعِينَ وَ أَسَرُوا سَبْعِينَ »[2]

''ایک مسلمان ایک مشرک کا تعاقب کر رہا تھا، اس نے مشرک کے اوپر سے کوڑے کی آواز سنی اور سوار کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''اے حیزوم! آگے بڑھ۔'' یہ کہتا

[1] صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب ظل الملائكة على الشهيد: ۲۸۱٦۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عبد الله بن عمرو بن حرام والد جابر رضی اللہ عنہ: ۲٤۷۱۔

[2] صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب الامداد بالملائكة في غزوة بدر: ۱۷٦۳۔

تھا کہ مشرک زمین پر چت گرا، مسلمان نے آگے بڑھ کر دیکھا تو اس مشرک کی ناک میں سوراخ ہو گیا تھا اور اس میں نکیل لگی ہوئی تھی اور اس کا چہرہ پھٹ گیا تھا، اس پر نیل پڑ گئے تھے۔ انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''سچ کہتے ہو، یہ تیسرے آسمان کی مدد تھی۔'' پس مسلمانوں نے اس دن ستر کافروں کو مارا اور ستر کو قید کیا۔''

سیدنا حمزہ اور سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہما کے لیے فرشتوں کا نزول

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما احد کے روز حضرت حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ کی شہادت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« إِنَّ صَاحِبَكُمْ تَغْسِلُهُ الْمَلَائِكَةُ فَسَأَلُوْا صَاحِبَتَهُ فَقَالَتْ: إِنَّهُ سَمِعَ الْهَائِعَةَ خَرَجَ وَهُوَ جُنُبٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِذٰلِكَ غَسَلَتْهُ الْمَلَائِكَةُ » ①

''تمھارے ساتھی کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔'' (اس کے متعلق جب) اس کی اہلیہ سے دریافت کیا گیا تو اس نے کہا: ''وہ ندائے جہاد سنتے ہی نکل گئے حالانکہ وہ جنبی تھے۔'' تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسی لیے اسے فرشتوں نے غسل دیا۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« رَأَيْتُ الْمَلَائِكَةَ تُغَسِّلُ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَحَنْظَلَةَ بْنَ

① مستدرك حاكم، ذكر مناقب حنظلة بن عبدالله رضي الله عنه: ٣/٢٠٤۔ ارواء الغليل: ٧١٣۔

الرَّاهِبِ » ①

''میں نے فرشتوں کو دیکھا وہ حمزہ بن عبدالمطلب اور حنظلہ بن راہب رضی اللہ عنہما کو غسل دے رہے تھے۔''

مستدرک حاکم میں ہے:

« قُتِلَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَمُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُنُبًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَسَلَتْهُ الْمَلَائِكَةُ » ②

''حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے چچا جب قتل کیے گئے تو وہ جنبی تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انھیں فرشتوں نے غسل دیا۔''

کیا شان و مرتبہ ہے ان شہداء کا، اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ (آمین!)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے جبریل علیہ السلام کا نزول

حضرت حسان رضی اللہ عنہ وہ سعادت مند شخص تھے جن کی مدد کے لیے اللہ رب العزت نے جبریل علیہ السلام کو نازل فرمایا۔ ان کے لیے روح القدس کے نازل ہونے کا سبب وہ اشعار ہیں جن اشعار سے کفار کی ہجو کی گئی، یہ وہ شاعری ہے جسے قائد المرسلین ﷺ نے تیروں کی بوچھاڑ سے زیادہ سخت قرار دیا اور یہ وہ ہجو تھی جس سے آپ ﷺ کو تسکین پہنچی اور آپ کا سینہ ٹھنڈا ہوا اور اسی ہجو سے نبی کریم ﷺ کے دشمن جل بھن گئے۔ آپ ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو ہجو کا حکم دیا اور دعا کی:

① كنزل العمال: ٣٣٢٦١۔ صحيح الجامع الصغير: ٥١٣٣۔
② مستدرك حاكم، كتاب معرفة الصحابة، باب ذكر اسلام حمزة بن عبدالمطلب: ٣/١٩٥۔

''اے میرے مالک! حسان کی جبریل علیہ السلام سے مدد فرما۔''

اور پھر خود ہی بشارت دی: ''اے حسان! ہجو کر جبریل علیہ السلام تیرے ساتھ ہیں۔''

اس سعادت مند شاعر رسول ﷺ پر جبریل امین کی مدد اور نزول پر دلالت کنندہ وہ حدیث ہے جسے امام مسلم رحمہ اللہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قریش کی ہجو کرو، کیونکہ ہجو انھیں تیروں کی بوچھاڑ سے بھی زیادہ ناگوار ہے۔''

آپ ﷺ نے ایک شخص کو سیدنا ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور فرمایا: ''قریش کی ہجو کر۔'' اس نے ہجو کی لیکن آپ ﷺ کو پسند نہ آئی، پھر سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا پھر سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا، جب حسان آپ ﷺ کے پاس آئے تو انھوں نے کہا: ''وہ وقت آ گیا کہ تم نے بلا بھیجا اس شیر کو جو اپنی دم سے مارتا ہے۔'' (یعنی زبان سے لوگوں کو قتل کرتا ہے، گویا شعر گوئی کے شیر ہیں) پھر اپنی زبان باہر نکالی اور اسے ہلانے لگے اور عرض کیا: ''قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو سچا پیغمبر بنا کے بھیجا! میں کافروں کو اپنی زبان سے اس طرح پھاڑ ڈالوں گا جیسے چمڑے کو پھاڑا جاتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اے حسان! جلدی مت کر، چونکہ ابوبکر قریش کے نسب کو بخوبی جانتے ہیں اور میرا بھی نسب قریش ہی میں ہے تو وہ میرا نسب تجھے علیحدہ کر دیں گے۔'' پھر حسان رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے پھر واپس گئے اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ! ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا نسب مجھ سے بیان کر دیا ہے، قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا! میں آپ ﷺ کو قریش میں سے ایسے

نکال لوں گا جیسے بال آٹے میں سے نکال لیا جاتا ہے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ حسان سے فرماتے تھے: ''روح القدس ہمیشہ تیری مدد کرتے رہیں گے جب تک تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے جواب دیتا رہے گا۔'' اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: ''حسان نے قریش کی ہجو کی تو مومنوں کے دلوں کو تسکین دی اور کافروں کی عزتوں کو تباہ کر دیا۔'' حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کافروں کی ہجو بیان کرتے ہوئے کہا ؎

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَأَجَبْتُ عَنْهُ
وَ عِنْدَ اللّٰهِ فِيْ ذٰلِكَ الْجَزَاءُ

''تو نے محمد ﷺ کی برائی کی تو میں نے اس کا جواب دیا اور اللہ تعالیٰ کے پاس اس کا بدلہ ہے۔''

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا تَقِيًّا
رَسُوْلَ اللّٰهِ شِيْمَتُهُ الْوَفَاءُ

''تو نے محمد ﷺ کی برائی کی، جو نیک ہیں، پرہیزگار ہیں، اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور وفاداری ان کی خصلت ہے۔''

فَإِنَّ أَبِيْ وَ وَالِدَتِيْ وَ عِرْضِيْ
لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ

''میرے ماں باپ اور میری آبرو محمد ﷺ کی آبرو بچانے کے لیے قربان ہیں۔''

ثَكِلْتُ بُنَيَّتِيْ اِنْ لَمْ تَرَوْهَا
تُثِيْرُ النَّقْعَ مِنْ كَنَفَيْ كَدَاءِ

''میں اپنی جان کو کھوؤں اگر تم نہ دیکھو اسے کہ اڑا دے گا غبار کو کداء کے دونوں جانب سے۔''

يُبَارِيْنَ الْاَعِنَّةَ مُصْعِدَاتٍ
عَلٰى اَكْتَافِهَا الْاَسَلُ الظِّمَآءُ

''ایسی اونٹنیاں جو باگوں پر زور کریں گی اپنی قوت اور طاقت سے اوپر چڑھتی ہوئی ان مونڈھوں پر وہ برچھے ہیں یا خون کی پیاسی ہیں۔''

تَظَلُّ جِيَادُنَا مُتَمَطِّرَاتٍ
تُلَطِّمُهُنَّ بِالْخُمُرِ النِّسَآءُ

''ہمارے گھوڑے دوڑتے ہوئے آئیں گے، ان کے منہ عورتیں پونچھتی ہیں اپنے سربندھن سے۔''

فَاِنْ اَعْرَضْتُمُوْ عَنَّا اعْتَمَرْنَا
وَكَانَ الْفَتْحُ وَ انْكَشَفَ الْغِطَآءُ

''اگر تم ہم سے نہ بولو تو ہم عمرہ کر لیں گے اور فتح ہو جائے گی اور پردہ اٹھ جائے گا۔''

وَ اِلَّا فَاصْبِرُوْا لِضِرَابِ يَوْمٍ
يُعِزُّ اللّٰهُ فِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

''نہیں تو تم اس دن کی مار کے لیے صبر کرو جس دن اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا عزت دے گا۔''

وَ قَالَ اللّٰهُ قَدْ اَرْسَلْتُ عَبْدًا
يَقُوْلُ الْحَقَّ لَيْسَ بِهٖ خَفَآءُ

''اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے ایک بندہ بھیجا جو سچ کہتا ہے، اس کی بات میں کچھ شبہ نہیں۔''

وَ قَالَ اللّٰهُ قَدْ يَسَّرْتُ جُنْدًا
هُمُ الْاَنْصَارُ عُرْضَتُهَا اللِّقَآءُ

''اور اللہ نے فرمایا میں نے لشکر تیار کیا وہ انصار کا لشکر ہے جن کا کھیل کافروں سے مقابلہ کرنا ہے۔''

يُلَاقِيْ كُلَّ يَوْمٍ مِّنْ مَّعَدٍّ
سِبَابٌ اَوْ قِتَالٌ اَوْ هِجَآءُ

''ہم تو ہر روز ایک نہ ایک تیاری میں ہیں، گالی گلوچ ہے کافروں سے یا لڑائی ہے یا ہجو ہے کافروں کی۔''

فَمَنْ يَّهْجُوْ رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْكُمْ
وَ يَمْدَحُهٗ وَ يَنْصُرُهٗ سَوَآءُ

''جو کوئی تم میں ہجو کرے اللہ کے رسول کی اور ان کی تعریف کرے یا مدد کرے وہ سب برابر ہیں۔''

وَ جِبْرِيْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْنَا
وَ رُوْحُ الْقُدُسِ لَيْسَ لَهٗ كِفَآءُ

''اللہ کے رسول جبریل ہم میں ہیں اور روح القدس جن کا کوئی مثل نہیں۔''[1]

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے:

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ: ۲٤۹۰۔

''اے حسان بن ثابت! کافروں کی ہجو کرو، جبرائیل تیرے ساتھ ہیں۔''[1]

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

« اَللّٰهُمَّ! اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ »[2]

''اے اللہ! حسان کی روح القدس سے مدد فرما۔''

مقتل میں تکلیف آئے تو ''بسم اللہ'' کہنے پر فرشتوں کا نزول

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ احد کے روز جب مسلمان ادھر ادھر بھاگ گئے، تو رسول اللہ ﷺ میدان کی ایک طرف تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ بارہ انصاری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے، ان میں طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، مشرکوں نے آپ ﷺ کو گھیرا تو آپ ﷺ نے طلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا:

« مَنْ لِلْقَوْمِ؟ »

''کون ہے جو ان سے مقابلہ کرے گا؟''

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''میں، اے اللہ کے رسول!'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی جگہ رہو۔'' انصار میں سے ایک شخص نے عرض کی: ''میں، اے اللہ کے رسول!'' آپ نے فرمایا: ''تم (ٹھیک ہے، تم مشرکوں کا مقابلہ کرو)۔'' اس نے مشرکوں سے لڑائی کی یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ

[1] مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل الصحابة ، باب فضائل حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ: ۲٤٨٦۔

[2] صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ: ۲٤٨٥۔

مشرک اس جگہ ڈٹے ہوئے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''قوم کا مقابلہ کون کرے گا؟'' حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''میں۔'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی جگہ رہو۔'' ایک انصاری صحابی نے عرض کیا: ''میں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں ٹھیک ہے (تم مشرکوں کا مقابلہ کرو)۔'' وہ شخص مشرکوں سے لڑتا ہوا شہید ہو گیا اور آپ ﷺ اسی طرح فرماتے رہے اور ہر مرتبہ ایک ایک انصاری سامنے آتا رہا اور اپنے پیش رو کی طرح مشرکوں سے لڑتے ہوئے قتل ہوتا رہا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''مشرکوں کی قوم کا مقابلہ کون کرے گا؟'' تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ''میں۔'' حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے گیارہ انصاریوں کے بقدر لڑائی کی، دوران لڑائی ان کے ہاتھ پر وار ہوا اور ان کی انگلیاں کٹ گئیں، انھوں نے ''حس'' کہا (یعنی سی) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَوْ قُلْتَ بِسْمِ اللّٰهِ لَرَفَعَتْكَ الْمَلَائِكَةُ وَ النَّاسُ يَنْظُرُوْنَ ثُمَّ رَدَّ اللّٰهُ الْمُشْرِكِيْنَ »[1]

''اگر تو ''بسم اللہ'' کہتا تو فرشتے سب لوگوں کے سامنے تجھے اٹھا لیتے۔'' اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو واپس لوٹا دیا (یعنی ان کا زور ٹوٹ گیا)۔''

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ ہاتھ کتنا خوش نصیب ہاتھ تھا، جو امام الانبیاء کی حفاظت کرتے ہوئے شل ہوا۔

حضرت قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ دیکھا، جو نبی کریم ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے

[1] سنن النسائی، کتاب الجهاد، باب ما یقول من یطعنه العدو : ۳۱۵۱۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

زخمی ہوا۔"①

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ گڑھے میں گر گئے تھے اور ان کے جسم پر کم و بیش ستر زخم تھے۔②

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے سامنے جبریل اور میکائیل علیہما السلام کا نزول

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« لَقَدْ رَأَيْتُ يَوْمَ أُحُدٍ، عَنْ يَمِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ عَنْ يَسَارِهِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيضٌ يُقَاتِلَانِ عَنْهُ كَأَشَدِّ الْقِتَالِ، مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَ لَا بَعْدُ (وَ فِي رِوَايَةٍ) يَعْنِيْ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكَائِيْلَ عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ »③

"بلاشبہ میں نے احد کے دن دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے دائیں بائیں دو شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کی طرف سے خوب لڑ رہے تھے۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد میں نے انھیں نہیں دیکھا، (ایک روایت میں ہے) وہ حضرت جبریل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام تھے۔"

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بڑے سعادت مند تھے کہ انھوں نے ملائکہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، اس سے بڑھ کر یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"اے سعد! تیر پھینکو، تجھ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔"④

---

① صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ احد: ۴۰۶۳۔

② فتح الباری: ۷/۳۵۹۔

③ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اکرامہ ﷺ بقتال الملائکۃ معہ ﷺ: ۲۳۰۶۔

④ مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فی فضل سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ: ۲۴۱۱۔

اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں:

« لَقَدْ جَمَعَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ »①

"رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن میرے لیے اپنے ماں باپ کو جمع کیا (یعنی فرمایا کہ میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں)۔"

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ آپ دنیا ہی میں جنت کی بشارت پانے والے ہیں۔

شرکائے بدر کے لیے فرشتوں کا نزول

معرکہ بدر میں شامل ہونے والوں کی شان و عظمت کو نہ تو تولا جاسکتا ہے اور نہ ان کی عظمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، تاہم ان کے لیے فرشتوں کے لشکروں کا نازل ہونا بڑی رفعت کی بات ہے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ○ بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَ يَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴾

[آل عمران: ۱۲۳۔۱۲۵]

"معرکہ بدر میں اللہ تعالیٰ نے عین اس وقت تمھاری مدد کی جب تم بڑی کمزور حالت میں تھے، اس لیے اللہ ہی سے ڈرو تاکہ تم شکر گزار ہو (اور یہ شکر گزاری

---

① صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فی فضل سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ: ۲۴۱۲۔

باعث نصرت اور امداد ہو)۔ جب آپ مومنوں کو یہ کہہ (کر تسلی دے) رہے تھے کہ کیا آسمان سے تین ہزار فرشتے اتار کر اللہ تعالیٰ کا تمھاری مدد کرنا تمھیں کافی نہ ہوگا؟ کیوں نہیں! بلکہ اگر تم صبر اور پرہیزگاری اختیار کرو اور یہ لوگ اسی وقت تمھارے پاس آجائیں تو تمھارا رب تمھاری امداد پانچ ہزار فرشتوں سے کرے گا جن پر نشان ہوں گے۔"

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ﴾ [الانفال: ۹]

"میں ایک ہزار فرشتوں سے تمھاری مدد کروں گا جو آگے پیچھے آئیں گے۔"

تیسرے مقام پر اہل بدر کو تسلی اور مالک کائنات کی خود اہل بدر کے ساتھ معیت کے بارے ارشاد ربانی ہے:

﴿ اِذْ يُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَی الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَ اضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴾ [الانفال: ۱۲]

"(اس وقت کو یاد کرو) جب آپ کا رب فرشتوں کو حکم دیتا تھا کہ میں تمھارا ساتھی ہوں، سو تم ایمان والوں کی ہمت بڑھاؤ، میں ابھی کفار کے دلوں میں رعب ڈالے دیتا ہوں۔ سو تم ان کی گردنوں پر مارو اور ان کے پور پور پر مارو۔"

غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ کے لگ بھگ تھی، لیکن مد مقابل ایک ہزار کا آہن پوش لشکر تھا، اللہ کے حبیب ﷺ نے جب دیکھا تو قبلہ رو ہو کر بارگاہ الٰہی میں دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے اور فرمایا:

«اَللّٰهُمَّ اَنْجِزْلِیْ مَا وَعَدْتَنِیْ، اَللّٰهُمَّ آتِ مَا وَعَدْتَنِیْ، اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةُ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِی الْاَرْضِ»

"اے اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا فرما دے، اے اللہ! میں تجھ سے تیرے عہد اور وعدے کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! اگر اہل اسلام کی یہ جماعت ملیامیٹ ہوگئی تو زمین پر تیری عبادت نہ کی جائے گی۔"

آپ ﷺ مسلسل قبلہ رو ہاتھ پھیلائے دعا کرتے رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ کی چادر مبارک کندھے سے سرک گئی، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"اے اللہ کے رسول! بس کیجیے، آپ نے اپنے رب سے بڑی دعا کر لی ہے۔"

ادھر مولائے کریم نے تسلی اور سکینت نازل فرمائی:

﴿ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ﴾ [الانفال: ۹]

"(اس وقت کو یاد کرو) جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمھاری فریاد سن لی کہ میں تمھیں ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا جو لگاتار چلے آئیں گے۔" ①

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی فرشتوں سے مدد کی۔

حضرت رفاع بن رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور سوال کیا:

"آپ لوگوں میں بدر میں حاضر ہونے والوں کا کیا مقام ہے؟" تو آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ سب مسلمانوں سے افضل ہیں۔" یا اس طرح کی کوئی بات کی تو

① صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب الامداد بالملائكة في غزوة بدر: ۱۷۶۳۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: ''اسی طرح ہم میں بھی وہ فرشتے افضل ہیں جو میدان بدر میں حاضر ہوئے تھے۔''[1]

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف دیکھا اور فرمایا:

« اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ، اَوْ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ » [2]

''(اے اہل بدر!) جو چاہو کرو، تمھارے لیے جنت واجب کر دی یا (کہا) میں نے تمھیں بخش دیا ہے۔''

غزوۂ بنی قریظہ واحزاب والوں کے لیے فرشتوں کا نزول

اس غزوہ کی کیفیت کو دیکھ کر مسلمانوں کے قدم ڈگمگا گئے اور بددلی کی کیفیت پیدا ہوگئی، کلیجے منہ کو آنے لگے، لیکن قربان جاؤں اللہ کے حبیب ﷺ پر جو اس سخت پریشانی کی حالت میں اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تسلی دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں:

« اَللّٰهُمَّ! لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ، فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ » [3]

''اے میرے رب! آخرت کی زندگی کے علاوہ کوئی زندگی نہیں، تو میرے مہاجر اور انصار صحابہ کو بخش دے۔''

اور حالت یہ ہے کہ پیٹوں پر پتھر بندھے ہوئے ہیں اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس موقع پر کیا ردعمل ہے، سبحان اللہ! مٹی اٹھا رہے تھے اور فرما رہے تھے۔

---

[1] بخاري، كتاب المغازي، باب شهود الملائكة بدرا: ٣٩٩٢۔
[2] بخاري، كتاب المغازي، باب فضل من شهد بدرًا: ٣٩٨٣۔
[3] بخاري، كتاب المغازي، باب غزوة الخندق وهي الاحزاب: ٤٠٩٨۔

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدَا
عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدَا

''ہم نے محمد (ﷺ) کی جہاد پر اس وقت تک بیعت کی ہے جب تک ہمارے جسم میں خون کا آخری قطرہ باقی ہے۔''

اور ایک روایت میں ہے ؎

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدَا
عَلَى الْاِسْلَامِ مَا بَقِيْنَا اَبَدَا

''ہم نے محمد (ﷺ) کی اسلام (کی خدمت) پر اس وقت تک بیعت کی ہے جب تک سرتن سے جدا نہیں ہو جاتا۔''

اور اللہ کے حبیب ﷺ فرما رہے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُ الْآخِرَةِ
فَبَارِكْ فِي الْاَنْصَارِ وَ الْمُهَاجِرَةِ [1]

''اللہ! بے شک خیر تو صرف آخرت میں ہے، تو میرے مہاجرین و انصار میں برکت ڈال دے۔''

ایسے سخت اور سنگین حالات میں اللہ کریم اپنے بندوں کو حوصلہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ○ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ

---

[1] صحيح بخاري، كتاب المغازي، باب غزوة الخندق وهي الاحزاب: ٤٠٩٩، ٤١٠٠۔ صحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب غزوة الاحزاب وهي الخندق: ١٨٠٤، ١٨٠٥۔

الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝﴾ [الاحزاب: ۹۔۱۱]

''اے ایمان والو! اللہ نے جو تم پر احسان کیا اسے یاد کرو، جب تمھارے مقابلے میں بڑے لشکر آئے، پھر ہم نے ان کے مقابلے میں تند و تیز آندھی اور ایسے لشکر بھیجے جنھیں تم نے نہیں دیکھا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ سب کو دیکھتا ہے۔ جب دشمن تمھارے پاس اوپر سے اور نیچے سے چڑھ آئے اور جب آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آگئے اور تم اللہ کی نسبت (طرح طرح کے) گمان کرنے لگے، یہیں مومن آزمائے گئے اور پوری طرح جھنجوڑ دیے گئے۔''

غزوۂ خندق ہی میں جبریل امین علیہ السلام سامان حرب سے مسلح رسول کریم ﷺ کو پیغام دیتے ہیں: ''اللہ کی قسم! میں نے ابھی ہتھیار نہیں کھولے۔'' یہ بات صحیح بخاری میں موجود ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

« أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا رَجَعَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَ وَضَعَ السِّلَاحَ وَ اغْتَسَلَ فَأَتَاهُ جِبْرِيْلُ وَ قَدْ عَصَبَ رَأْسَهُ الْغُبَارُ فَقَالَ وَضَعْتَ السِّلَاحَ فَوَاللّٰهِ مَا وَضَعْتُهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَيْنَ؟ قَالَ هَاهُنَا، وَ أَوْمَأَ إِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ قَالَتْ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ » [1]

''رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ خندق سے لوٹے اور انھوں نے ہتھیار اتارے اور غسل کیا، تو اسی وقت جبریل علیہ السلام آن پہنچے، ان کا سر غبار آلود تھا، کہنے لگے: ''آپ نے ہتھیار اتار دیے؟ اللہ کی قسم! میں نے تو ابھی تک ہتھیار نہیں کھولے۔'' رسول

[1] صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب الغسل بعد الحرب و الغبار: ۲۸۱۳۔

اللہ ﷺ نے پوچھا: ''اب کہاں کا ارادہ ہے؟'' انھوں نے ایک طرف اشارہ کیا یعنی بنو قریظہ کی طرف۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''پھر رسول اللہ ﷺ بنو قریظہ کی طرف نکلے۔''

غزوۂ حنین والوں کے لیے فرشتوں کا نزول

حنین ہوازن اور ثقیف کا مسکن تھا، دونوں قبیلے تیر اندازی میں مشہور تھے اور یہ مسلمانوں کے خلاف لڑنے کی تیاری کر رہے تھے، جس کا علم رسول اللہ ﷺ کو ہوا تو آپ ﷺ بارہ ہزار کا لشکر لے کر ان قبیلوں سے جنگ کے لیے حنین تشریف لے گئے۔ یہ فتح مکہ کے بعد شوال کا واقعہ ہے۔

کفار نے بہت زیادہ تیاری کی ہوئی تھی، ان کے تیر انداز کمین گاہوں میں چھپے ہوئے تھے، ادھر چند نئے مسلمانوں نے اپنی کثرت پر ناز کیا اور اللہ پر توکل گنوا بیٹھے تو اللہ رب العزت کو یہ بات پسند نہ آئی۔ چنانچہ ہوازن کے تیر اندازوں نے اچانک تیر برسانے شروع کیے تو مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے۔ میدان میں صرف سو کے قریب مسلمان رہ گئے، آپ ﷺ صحابہ کو پکار رہے تھے اور کبھی یہ کلمہ پڑھتے:

« أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ، أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ » [1]

''میں (سچا) نبی ہوں، جھوٹا نہیں، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔''

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو جمع کرنے کے لیے آواز لگائی تو ان کی آواز سن کر

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب قول الله تعالی " وَ يَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ ": ۴۳۱۶۔ صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب غزوة حنین: ۱۷۷۶۔

مسلمان سخت پشیمان ہوئے اور دوبارہ میدان میں آگئے اور پھر جم کر لڑے تو اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے مدد کی اور سکینت نازل ہوئی جس سے صحابہ رضی اللہ عنہم کا خوف دور ہو گیا۔ کتاب مقدس نے میدان حنین کا نقشہ کچھ یوں کھینچا ہے:

﴿ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّ يَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّ ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ عَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝﴾ [التوبة: ٢٥-٢٦]

''یقیناً اللہ نے بہت سے میدانوں میں تمھیں فتح دی اور حنین کی لڑائی والے دن، جب تمھیں اپنی کثرت پر ناز ہو گیا تھا، لیکن اس نے تمھیں کوئی فائدہ نہ دیا بلکہ زمین باوجود اپنی کشادگی کے تم پر تنگ ہو گئی، پھر تم پیٹھ پھیر کر مڑ گئے پھر اللہ نے اپنی طرف سے اپنے نبی (ﷺ) پر اور مومنوں پر سکینت نازل فرمائی اور اپنے وہ لشکر بھیجے جنھیں تم دیکھ نہیں رہے تھے اور کافروں کو پوری سزا دی۔ کفار کا یہی بدلا تھا۔''

اہل شام کے لیے فرشتوں کا نزول

فرشتوں کے نزول کی سعادت پانے والوں میں ایک گروہ ان لوگوں کا ہے جو ملک شام میں بستے ہیں۔ شامی لوگوں کے لیے رسول اللہ ﷺ نے برکت کی دعا کی اور انھیں خوشخبری دی کہ ان پر رحمن کے فرشتے اپنے پروں سے سایہ کرتے ہیں۔ یاد رہے یہ ہر شامی کے

لیے نہیں بلکہ اس کے لیے ہے جو مخلص اور توحید کا اقرار کرنے والا اور شریعت محمدیہ ﷺ پر کاربند ہو، یہ سعادت اسی کو حاصل ہو سکتی ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فرمانبردار ہو۔ اہل شام کے لیے فرشتوں کے نزول کی دلیل حضرات ائمہ احمد، ترمذی اور حاکم رحمہم اللہ نے نقل فرمائی ہے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ نُؤَلِّفُ الْقُرْآنَ مِنَ الرِّقَاعِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ طُوْبٰى لِلشَّامِ فَقُلْنَا لِأَيِّ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: لِأَنَّ مَلَائِكَةَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ أَجْنِحَتَهَا عَلَيْهَا » [1]

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ہم قرآن کو مختلف ٹکڑوں سے اکٹھا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''شام والوں کے لیے خوشخبری ہو۔'' ہم نے دریافت کیا: ''کس لیے اے اللہ کے رسول!؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس لیے کہ رحمن کے فرشتے ان پر اپنے پروں سے سایہ کرتے ہیں۔''

اہل بقیع کے لیے جبریل امین علیہ السلام کا نزول

فرشتوں کے نزول کی سعادت پانے والوں میں سے ایک گروہ بقیع والوں کا ہے کہ ان کے لیے اللہ رب العزت نے اپنے مقرب فرشتے جبریل امین علیہ السلام کو اپنے رسول محمد ﷺ کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ وہ اہل بقیع کے لیے اپنے بستر کو چھوڑ دیں اور رات کی تنہائی کی

[1] ترمذي، كتاب المناقب، باب في فضل الشام و اليمن: ٣٩٥٤۔ سلسلة الصحيحة: ٥٠٢۔

گھڑیوں میں اپنے رب سے اہل بقیع کے لیے بخشش کی دعائیں مانگیں۔ چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام اہل بقیع کے لیے نازل ہوئے اور نبی ﷺ کے پاس تشریف لائے اور انھیں اپنے رب کا حکم سنایا۔ اس حقیقت کو حضرات ائمہ احمد، نسائی اور امام مسلم رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے۔

محمد بن قیس بن مخرمہ بن المطلب نے ایک دن کہا:

''کیا میں اپنی اور اپنی ماں کی بات نہ بتاؤں؟'' ہم نے سمجھا کہ شاید وہ اپنی حقیقی والدہ کی بات کر رہے ہیں۔ کہنے لگے: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: ''کیا میں تمھیں اپنی اور رسول اللہ ﷺ کی روداد نہ سناؤں؟'' ہم نے کہا: ''ہاں! کیوں نہیں!'' تو فرمانے لگیں: ''ایک رات جس رات رسول اللہ ﷺ کے قیام کی باری میرے ہاں تھی، آپ ﷺ گھر آئے اور اپنی چادر رکھ دی، جوتے اتار کر پاؤں کے قریب رکھ دیے اور اپنی چادر کا ایک حصہ بستر پر بچھا کر لیٹ گئے، تھوڑی دیر بعد جب انھیں اندازہ ہوا کہ میں سو چکی ہوں تو آہستہ سے چادر اٹھائی، چپکے سے جوتے پہنے اور دروازہ کھول کر باہر نکل گئے، پھر آہستہ سے دروازہ بند کر دیا۔ چنانچہ میں نے بھی اوڑھنی سر پر رکھی اور تیار ہوگئی، پھر میں آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چلتی رہی حتیٰ کہ آپ ﷺ بقیع میں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ دیر تک ٹھہرے رہے پھر آپ ﷺ نے تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر دعا کی، جب آپ ﷺ واپس آئے تو میں بھی واپس آگئی۔ آپ ﷺ نے تیز تیز قدم اٹھائے تو میں بھی تیز ہوگئی، آپ ﷺ نے دوڑنا شروع کیا تو میں بھی دوڑنے لگی۔ آپ ﷺ پہنچے تو میں بھی پہنچ گئی لیکن ذرا پہلے۔ بس میں لیٹی ہی تھی کہ آپ ﷺ تشریف لے آئے، پوچھا: ''اے عائشہ! سانس کیوں پھول رہا ہے؟'' میں نے کہا: ''کوئی بات نہیں۔'' فرمایا: ''بتا دو تو ٹھیک ہے ورنہ اللہ علیم و خبیر بتا

دے گا۔'' میں نے کہا: ''میرے والدین آپ ﷺ پر نثار ہوں'' اور پھر ساری بات بتادی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا وہ کالا سایہ جو میرے آگے تھا وہ تم تھیں؟'' میں نے کہا: ''ہاں!'' پھر آپ ﷺ نے میرے سینے پر زور سے ہاتھ مارا جس سے مجھے تکلیف ہوئی، پھر فرمایا: ''تمھارا کیا خیال ہے اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) تمھارے ساتھ ناانصافی کریں گے (یعنی میں کسی اور بیوی کے پاس چلا جاؤں گا؟)'' تب میں نے کہا: ''جب لوگ کوئی چیز چھپاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے (یعنی اگر آپ کسی اور بیوی کے پاس جاتے تو بھی اللہ دیکھتا تھا)۔'' پھر آپ ﷺ نے حقیقت حال بیان کرتے ہوئے فرمایا:

« فَإِنَّ جِبْرِيْلَ أَتَانِيْ حِيْنَ رَأَيْتِ فَنَادَانِيْ، فَأَخْفَاهُ مِنْكِ فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُهُ مِنْكِ وَ لَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْكِ، وَ قَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ، وَ ظَنَنْتُ أَنْ قَدْ رَقَدْتِ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوْقِظَكِ، وَ خَشِيْتُ أَنْ تَسْتَوْحِشِيْ فَقَالَ: إِنَّ رَبَّكَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَ أَهْلَ الْبَقِيْعِ فَتَسْتَغْفِرَ لَهُمْ قَالَتْ قُلْتُ كَيْفَ أَقُوْلُ لَهُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: قُوْلِيْ: اَلسَّلَامُ عَلٰى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ يَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَ الْمُسْتَأْخِرِيْنَ، وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ » [1]

''جب تو نے دیکھا اس وقت جبریل امین علیہ السلام آئے تھے، انھوں نے مجھے آہستہ سے بلایا تاکہ تمھیں خبر نہ ہو، میں نے بھی آہستہ سے جواب دیا تاکہ تمھیں خبر نہ ہو۔ وہ تمھارے پاس نہیں آسکتے تھے کیونکہ تم نے کپڑے اتار لیے تھے، میرا خیال تھا کہ تم سو چکی ہو، تمھیں جگانا پسند نہیں کیا اور مجھے اندیشہ تھا کہ تم ڈرو گی۔ جبریل

[1] صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور و الدعاء لاهلها: ٩٧٤.

امین علیہ السلام نے آ کر کہا: ''تمھارے رب نے حکم دیا ہے کہ اہل بقیع کے پاس جا کر ان کے حق میں دعائے مغفرت کرو۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے دریافت کیا: ''اے اللہ کے رسول! میں (ایسے موقع پر) ان کے لیے کیا کہا کروں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کہو! مومن اور مسلمان گھر والوں پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو۔ اللہ تعالیٰ اگلوں اور پچھلوں پر رحمت فرمائے، ہم بھی ان شاء اللہ تمھارے پاس پہنچنے والے ہیں۔''

کتنی عظمت والے ہیں اہل بقیع کہ جن کا رب جبریل امین علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم کرے کہ اہل بقیع کے لیے دعا کرو۔ سچ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ہو جاتے ہیں تو اللہ سبحانہ ان کا ہو جاتا ہے۔

❀❀❀

بابِ سوم

وہ اعمال

کہ جن کی نحوست سے فرشتے دور بھاگیں

وہ اعمال
کہ جن کی نحوست سے فرشتے دور بھاگیں

ہم نے پہلے ان اعمال کا ذکر کیا جن کی بنا پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور پھر ان خوش نصیب حضرات کا ذکر کیا جن کے لیے فرشتے نازل ہوئے تھے، اب آخر میں ان اعمال کا ذکر کیا جاتا ہے جن کے سبب سے فرشتے نازل نہیں ہوتے بلکہ انسان سے نفرت کرتے ہوئے دور ہی رہتے ہیں، اگرچہ انسان کتنے ہی اعمال صالحہ کیوں نہ کرے۔ تو ان برے اعمال میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے

کتا اور جاندار کی تصویر یہ دو ایسی چیزیں ہیں جن کے ہوتے ہوئے رحمت کے فرشتے گھروں میں نہیں آتے، بلکہ انسان سے کوسوں دور رہتے ہیں۔ لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ ہم مغرب کی اندھی تقلید میں نہ صرف کتوں کو گھروں میں رکھتے ہیں بلکہ ان سے اپنی اولاد سے بھی بڑھ کر پیار کرتے ہیں اور اسے بڑے شوق سے پالتے ہیں اور کچھ کو تو کتوں سے اتنی محبت ہے کہ انہوں نے خود کو کتا کہنا شروع کر لیا ہے، یعنی سگِ مدینہ اور سگِ بغداد وغیرہ۔ آپ ﷺ نے شوق سے کتے پالنے سے سختی سے منع کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَ لَا صُورَةٌ » [1]

''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو اور نہ اس گھر میں جس میں (جاندار کی) تصویر ہو۔''

فرشتوں کو کتوں اور تصویروں سے اتنی زیادہ نفرت ہے کہ اگر یہ کسی نبی کے گھر میں بھی ہوں تو فرشتے وہاں بھی داخل نہیں ہوتے۔ ایک دفعہ حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس صرف اس وجہ سے نہیں آئے تھے کہ آپ ﷺ کے گھر میں کتے کا کوئی بچہ داخل ہو گیا تھا تو جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے اس کو گھر سے باہر نکلوایا اور اس جگہ کو اچھی طرح صاف کروایا تو پھر جبریل علیہ السلام آئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

- وَاعَدَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي سَاعَةٍ يَأْتِيهِ فِيهَا، فَجَاءَتْ تِلْكَ السَّاعَةُ وَ لَمْ يَأْتِهِ، وَ فِي يَدِهِ عَصًا، فَأَلْقَاهَا مِنْ يَدِهِ وَ قَالَ: مَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَ لَا رُسُلُهُ ثُمَّ الْتَفَتَ فَإِذَا جِرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ سَرِيرٍ، فَقَالَ يَا عَائِشَةُ! مَتٰى دَخَلَ هٰذَا الْكَلْبُ هٰهُنَا؟ فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ! مَا دَرَيْتُ، فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ، فَجَاءَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعَدْتَنِي فَجَلَسْتُ لَكَ فَلَمْ تَأْتِ فَقَالَ: مَنَعَنِي الْكَلْبُ الَّذِي كَانَ فِي بَيْتِكَ، إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَ لَا صُورَةٌ » [2]

''جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے آنے کا وعدہ کیا لیکن وہ وقت آ گیا اور

---

[1] مسلم، کتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان ـــــ الخ: ۲۱۰۶۔
[2] مسلم، کتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان ـــــ الخ: ۲۱۰۴۔

جبریل علیہ السلام آئے، اس وقت آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک لاٹھی تھی، آپ ﷺ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا اور اس کے رسول (یعنی فرشتے) بھی۔'' پھر آپ ﷺ نے ادھر ادھر دیکھا تو ایک کتے کا پلا (بچہ) چارپائی تلے دکھائی دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! یہاں یہ پلا کب آیا؟'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''اللہ کی قسم! مجھے کوئی خبر نہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے حکم دیا، وہ پلا باہر نکالا گیا تو اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام آئے، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا اور میں تمھارے انتظار میں بیٹھا تھا لیکن تم نہیں آئے؟'' انھوں نے کہا: ''یہ کتا جو آپ ﷺ کے گھر میں تھا، اس نے مجھے روکے رکھا تھا، ہم اس گھر میں نہیں جاتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔''

ابو داؤد کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے وہاں پانی چھڑکا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اَتَانِیْ جِبْرَائِیْلُ فَقَالَ لِیْ اَتَیْتُكَ الْبَارِحَةَ فَلَمْ یَمْنَعْنِیْ اَنْ اَكُوْنَ دَخَلْتُ اِلَّا اَنَّهٗ كَانَ عَلَى الْبَابِ تَمَاثِیْلُ وَ كَانَ فِی الْبَیْتِ قِرَامُ سِتْرٍ فِیْهِ تَمَاثِیْلُ » [1]

''میرے پاس جبریل امین علیہ السلام آئے اور مجھے کہا: ''میں تمھارے پاس گزشتہ رات آیا تھا لیکن مجھے آپ کے پاس آنے سے ان تصویروں نے روک دیا جو آپ کے دروازے پر تھی۔'' تو اس وقت گھر میں ایک باریک کپڑے کے پردے تھے جس میں تصویریں تھیں۔''

[1] ابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی الصور: ۴۱۵۸۔

غور کیا جائے کہ پوری انسانیت کے رہبر حضرت محمد ﷺ اور ان کے پیارے نواسے حسین رضی اللہ عنہما نوجوانان جنت کے سردار کے گھر میں تصاویر اور کتا موجود ہوں تو ان کے گھر میں بھی رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے، تو میرے اور آپ کے گھر کی کیا حیثیت اور وقعت ہے، جن میں تصاویروں اور کتوں کا ہونا ایک معمولی سی بات ہے، جسے گناہ ہی تصور نہیں کیا جاتا۔ ہمارے گھروں میں کپڑوں اور جوتوں پر تصاویر موجود ہیں، پھر کیسے ممکن ہے کہ ہمارے گھروں میں رحمت کے فرشتے داخل ہوں، رحمت ہمارے گھر میں اترے اور سکینت ہمارے دلوں کو اطمینان پہنچائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان آفات سے محفوظ فرمائے۔ (آمین یا رب العالمین!)

گھر میں چرند پرند کی تصاویر لٹکانے سے بھی فرشتے نہیں آتے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

« قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ، وَ قَدْ سَتَرْتُ عَلٰى بَابِیْ دُرْنُوْكًا فِیْهِ الْخَیْلُ ذَوَاتُ الْاَجْنِحَةِ فَاَمَرَنِیْ فَنَزَعْتُهٗ » [1]

''رسول اللہ ﷺ سفر سے تشریف لائے اور میں نے اپنے دروازے پر ایک نقشی پردہ لٹکایا ہوا تھا، جس پر پروں والے گھوڑوں کی تصاویر تھیں، آپ ﷺ نے حکم دیا تو میں نے اسے پھاڑ ڈالا۔''

ایک حدیث میں ہے کہ اس میں پرندوں کی تصاویر تھیں اور ایک میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

[1] مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم تصویر صورة الحیوان..... الخ: ۲۱۰۷۔ بخاری، کتاب اللباس، باب ما وطئ من التصاویر: ۵۹۵۵۔

''میں نے ایک چھوٹا تکیہ (یا گدا) خریدا جس میں تصویریں تھیں، جب آپ ﷺ نے دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر نہ آئے، میں نے دیکھا آپ ﷺ کے چہرے پر غصہ ہے۔ میں نے کہا: ''یا رسول اللہ! میں توبہ کرتی ہوں اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول ﷺ سے، میرا کیا گناہ ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تکیہ اور (گدا) کیسا ہے؟'' میں نے کہا: ''اسے میں نے آپ ﷺ کے بیٹھنے اور تکیہ لگانے کے لیے خریدا ہے۔''

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ، وَ يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ » ①

''جنھوں نے یہ تصویریں بنائی ہیں انھیں عذاب ہوگا اور ان سے کہا جائے گا ان میں جان ڈالو؟'' پھر فرمایا: ''جس گھر میں تصویریں ہوں وہاں فرشتے نہیں آتے۔''

جس قافلہ میں گھنٹی یا کتا ہو اس میں فرشتے نہیں ہوتے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيْهَا كَلْبٌ وَ لَا جَرَسٌ » ②

① صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان...... الخ: ۲۱۰۷۔ صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب عذاب المصورین یوم القیامۃ: ۵۹۵۱۔

② مسلم، کتاب اللباس، باب کراھیۃ الکلب والجرس فی السفر: ۲۱۱۳۔

''فرشتے ان مسافروں کے ساتھ نہیں رہتے جن کے ساتھ گھنٹا (میوزک، گھڑیال، جھنکار وغیرہ) ہو یا کتا ہو۔''

ایک اور حدیث میں ہے:

« اَلْجَرَسُ مَزَامِيْرُ الشَّيْطَانِ » ①

''گھنٹا شیطان کا باجا ہے۔''

لیکن افسوس کی بات ہے کہ ہمارے ہر سفر میں گھنٹے، باجے، موسیقی اور ناچ گانا شامل ہوتے ہیں بلکہ ان کے بغیر نہ سواریاں سفر کرتی ہیں اور نہ گاڑیوں کے ڈرائیور گاڑیاں چلاتے ہیں (الا ماشاء اللہ)۔ اس کے برعکس مسلم ہی میں ہے کہ نیک اور متقی مسافر کے ساتھ فرشتہ سفر کرتا ہے اور اس کا محافظ بن جاتا ہے۔

کافر کی لاش، نشئی، جنبی اور خلوق خوشبو لگانے والے سے فرشتوں کی دوری

حضرت بریدہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے:

« أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ثَلَاثَةٌ لَا تَقْرَبُهُمُ الْمَلَائِكَةُ جِيفَةُ الْكَافِرِ، وَالْمُتَضَمِّخُ بِالْخَلُوْقِ، وَ الْجُنُبِ إِلَّا أَنْ يَتَوَضَّأَ ـ وَ فِيْ رِوَايَةٍ ـ اَلسُّكْرَانُ » ②

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تین شخص ایسے ہیں کہ فرشتے ان کے قریب

① مسلم، کتاب اللباس، باب کراھیۃ الکلب والجرس فی السفر: ۲۱۱۴۔

② سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، باب فی الخلوق للرجال: ۴۱۷۹۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ لفظ "سکران" مسند بزار میں ہے، دیکھیے صحیح الجامع الصغیر: ۳۰۶۰۔ امام البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

نہیں جاتے، ایک تو کافر کی لاش، دوسرا وہ شخص جو خلوق خوشبو لگائے ہوئے ہو (یہ ایک خاص قسم کا خوشبوئی مرکب ہے، جس میں زعفران کی زیادتی ہو) اور تیسرا جنبی مگر یہ کہ وضو کر لے۔" اور ایک حدیث میں ہے کہ نشی جو نشے میں مدہوش ہو۔"

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"میں رات کو اپنے گھر آیا اور میرے دونوں ہاتھ پھٹ گئے تھے، تو میرے گھر والوں نے میرے ہاتھوں پر زعفران کا خلوق لگا دیا، میں صبح رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا، آپ ﷺ نے مجھے سلام کا جواب نہ دیا اور نہ مرحبا کہا اور فرمایا: "جا اور اسے دھو ڈال۔" پھر میں گیا اور اسے دھو کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کا ایک دھبا باقی رہ گیا تھا، میں نے سلام کیا لیکن آپ ﷺ نے جواب نہ دیا اور نہ مرحبا کہا اور فرمایا: "جا اسے دھو ڈال۔" میں گیا اور اسے دھو ڈالا پھر آیا اور سلام کیا تو آپ ﷺ نے جواب دیا اور مرحبا کہا اور فرمایا:

« إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَحْضُرُ جَنَازَةَ الْكَافِرِ بِخَيْرٍ، وَ لَا الْمُتَضَمِّخَ بِالزَّعْفَرَانِ وَ لَا الْجُنُبَ وَ رَخَّصَ لِلْجُنُبِ إِذَا نَامَ أَوْ أَكَلَ أَوْ شَرِبَ أَنْ يَتَوَضَّأَ » [1]

"فرشتے کافر کے جنازے پر خیر لے کر نہیں حاضر ہوتے اور نہ اس شخص کے جو زعفران لگائے ہوئے ہو اور نہ جنبی کے، لیکن آپ نے جنبی کو سوتے، کھاتے اور

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، باب فی الخلوق للرجال: ٤١٧٦۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ھے۔ صحیح الجامع الصغیر: ٣٠٦١۔ صحیح الترغیب للالبانی: ١٦٨۔

پیتے وقت رخصت دی کہ (غسل کی بجائے) وضو کر لے۔"

یاد رہے نبی ﷺ نے مرد کو زعفران سے کنگھی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ [1]

جھوٹ بولنے سے فرشتے دور چلے جاتے ہیں

جھوٹ منافق کی علامت ہے۔ شریعت میں جھوٹ کی بہت زیادہ مذمت آئی ہے۔ جھوٹ کے جہاں اور بہت زیادہ مفاسد ہیں وہاں ایک خرابی یہ ہے کہ جھوٹے انسان سے فرشتے دور بھاگتے ہیں، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيلًا مِنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِهِ » [2]

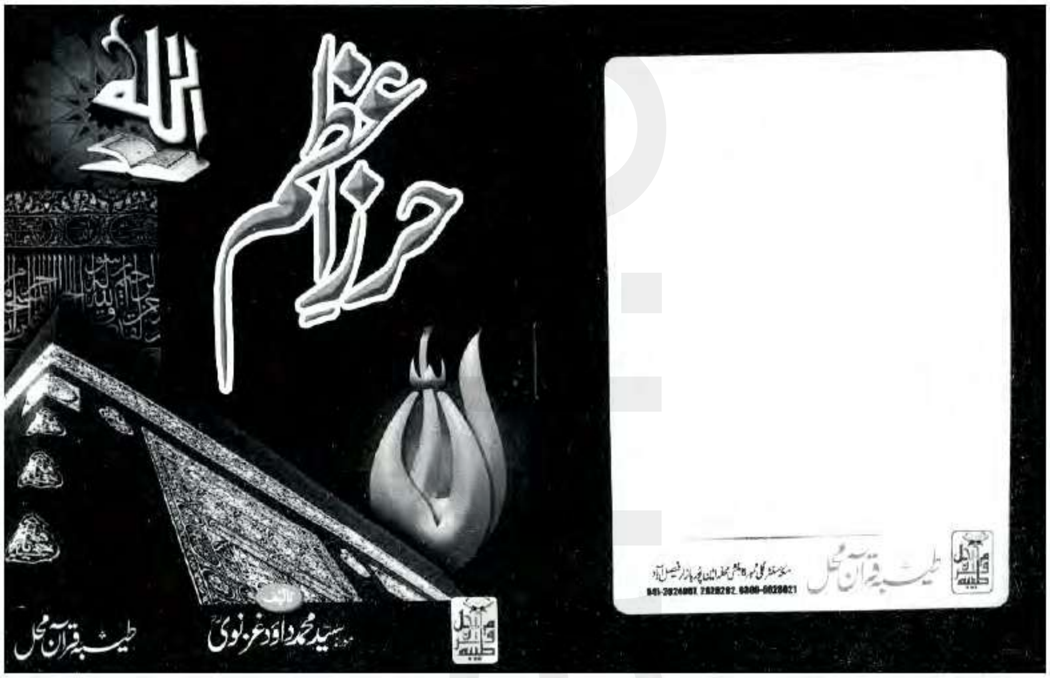
"جب کوئی انسان جھوٹ بولتا ہے تو اس کے جھوٹ کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور چلا جاتا ہے۔"

فرشتے پاکیزہ روحوں کے مالک ہیں، نافرمانی اور برائی ان کی فطرت اور سرشت ہی میں نہیں اور جب بندہ جھوٹ بولے تو انہیں اتنا برا لگتا ہے کہ جھوٹ کی بدبو سے ایک میل دور چلے جاتے ہیں۔

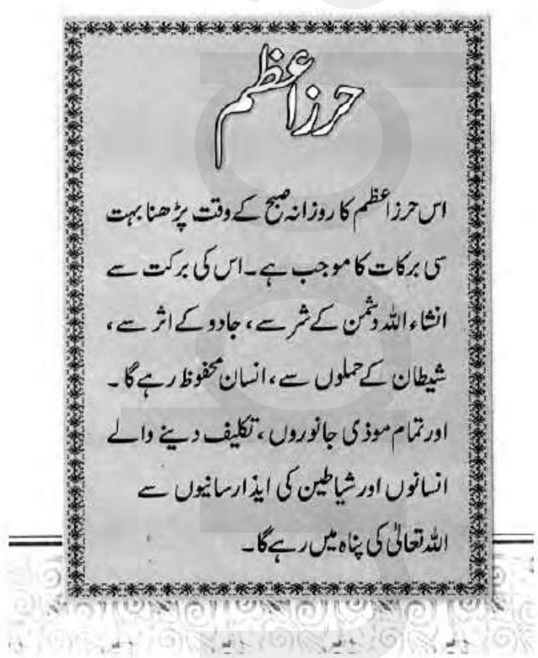
❀❀❀

[1] ابو داؤد، کتاب الترجل، باب فی الخلوق الرجال: ٤١٧٩۔

[2] ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی الکذب: ١٩٧٢۔



دشمنوں کے شر، جادو جنات کے اثرات، بندشوں سے نجات اور ہر قسم کی تکالیف سے حفاظت کیلئے مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا مجرب وآزمودہ وظیفہ



حرز اعظم

اس حرز اعظم کا روزانہ صبح کے وقت پڑھنا بہت سی برکات کا موجب ہے۔ اس کی برکت سے انشاء اللہ دشمن کے شر سے، جادو کے اثر سے، شیطان کے حملوں سے، انسان محفوظ رہے گا۔ اور تمام موذی جانوروں، تکلیف دینے والے انسانوں اور شیاطین کی ایذا رسانیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہے گا۔

2

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ

شروع اللہ کے نام سے نہیں نقصان دے سکتی اسکے نام کی برکت سے کوئی

فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

چیز زمین میں اور نہ آسمان میں اور وہ سننے والا جاننے والا ہے

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

پناہ لیتا ہوں اللہ کے کامل التاثیر کلمات کی تمام مخلوقات کی شرارتوں سے

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

میں پناہ میں آتا ہوں اللہ سننے والے جاننے والے کی شیطان مردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو رحمان اور رحیم ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ

تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے جو تمام کائنات کا رب ہے رحمان اور رحیم ہے

3

الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ

جو روز جزا کا مالک ہے ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں

وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝

ہمیں سیدھی راہ دکھا ان لوگوں کی راہ جن پر تم نے

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ

انعام کیا انکی نہیں جن پر غضب کیا گیا

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ اٰمِيْن

اور نہ گمراہوں کی۔ قبول فرما

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو رحمان اور رحیم ہے

الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى

الف لام میم اس کتاب (کے اللہ کی کتاب ہونے) میں کوئی شک نہیں

4

لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ

پرہیزگاروں کو راہ دکھانے والی ہے جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں

وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝

اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے رزق دیا ان کو اس میں سے خرچ کرتے ہیں

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ

اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اس پر جو آپ کی طرف اتارا گیا اور جو آپ

اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝

سے پہلے اتارا گیا اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ

یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں یہی لوگ

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ البقرة ۱-۵

فلاح اور نجات پانے والے ہیں

5

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ج لَآ اِلٰهَ اِلَّا

تم سب کا معبود ایک اللہ ہی ہے اس کے سوا کوئی معبود

هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ البقرة ۱۶۳

برحق نہیں وہ بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ج لَا

اللہ ہی معبود برحق ہے جسکے سوا کوئی معبود نہیں جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے

تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

جسے نہ اونگھ آئے نہ نیند اس کی ملکیت میں زمین و آسمان کی تمام چیزیں ہیں

وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ

کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے

عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ

وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے

6

وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ

اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے

عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ

مگر وہ جتنا چاہے اس کی کرسی کی وسعت نے زمین و آسمان کو گھیر رکھا ہے

وَالْاَرْضَ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ

اور اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت سے تھکتا نہیں ہے وہ تو بہت

الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ

بلند اور بڑا ہے دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں تحقیق

تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ج فَمَنْ يَّكْفُرْ

سیدھی راہ ٹیڑھی راہ سے ممتاز اور روشن ہو چکی ہے اب جو کوئی

بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ

طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا اس نے ایسا مضبوط سہارا تھام لیا

7

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا ط وَاللّٰهُ

جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ

سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں انکا حامی و مددگار اللہ ہے

يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ط

وہ انھیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا ہے

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوْتُ

اور جو لوگ کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں ان کے حامی و مددگار شیاطین ہیں

يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ط

اور وہ انھیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

یہی لوگ جہنمی ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے

8

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنْ

زمین و آسمان میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ کا ہے

تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ

تمھارے دلوں میں جو کچھ ہے اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ

يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ط فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ

اللہ تعالیٰ اس کا تم سے حساب لے گا پھر جسے چاہے بخش دے

وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

اور جسے چاہے سزا دے اور اللہ ہر چیز پر

قَدِيْرٌ ۝ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ

قادر ہے رسول اس ہدایت پر ایمان لایا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوئی

رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ

اور مومن بھی مان چکے یہ سب اللہ تعالیٰ اسکے فرشتوں پر اور اسکی

9

وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ تف لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ

کتابوں اور اسکے رسولوں پر ایمان لائے ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کی تفریق

رُّسُلِهٖ تف وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ

نہیں کرتے اور انھوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی اے ہمارے رب ہم تجھ سے بخشش

رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا

طلب کرتے ہیں اور ہم نے تیری ہی طرف لوٹنا ہے اللہ تعالیٰ کسی کو اسکی طاقت

اِلَّا وُسْعَهَا ط لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا

سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا جو نیکی کرے اس کا پھل اسی کیلئے ہے اور جو برائی کرے

اكْتَسَبَتْ ط رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ

اس کا وبال اسی پر ہے اے ہمارے رب اگر ہم بھول گئے ہوں یا خطا کی

اَوْ اَخْطَاْنَا ج رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا

ہو تو ہمیں نہ پکڑنا اے ہمارے رب ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو ہم سے پہلے

10

كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا

لوگوں پر ڈالا تھا اے ہمارے رب ہم پر

وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ۚ وَاعْفُ

وہ بوجھ نہ ڈال جسکی ہم میں طاقت نہ ہو اور ہم سے درگزر فرما

عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا

اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہمیں

فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ البقرۃ ۲۸۵-۲۸۶

کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۙ

اللہ تعالیٰ فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی

وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ

معبود نہیں اور وہ عدل کے ساتھ دنیا کو قائم رکھنے والا ہے اس غالب اور

11

لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ آل عمران ۱۸

حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ

آپ کہہ دیجئے اے میرے معبود اے تمام جہان کے مالک تو جسے چاہے بادشاہی دے

تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ

اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تو جسے چاہے عزت دے

تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ ۖ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۖ

اور جسے چاہے ذلت دے تیرے ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں

إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ تُولِجُ اللَّيْلَ فِي

بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے

النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ ۖ وَتُخْرِجُ

اور دن کو رات میں لے جاتا ہے اور تو ہی بے جان کو

12

الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ

جاندار سے پیدا کرتا ہے اور جاندار کو بے جان سے پیدا کرتا ہے

الْحَيِّ ۖ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

اور تو ہی جسے چاہتا ہے بے شمار رزق دیتا ہے

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ

بے شک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے سب آسمانوں

وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى

اور زمینوں کو چھ روز میں پیدا کیا پھر عرش پر

الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا

قائم ہوا وہ رات سے دن کو اس طرح چھپا دیتا ہے کہ وہ رات اس دن کو

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ

جلدی سے آلیتی ہے اور سورج اور چاند اور دوسرے ستاروں کو پیدا کیا ایسے

13

بِأَمْرِهِ ۗ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ

طور پر کہ سب اس کے تابع فرمان ہیں یاد رکھو اللہ ہی کیلئے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا

اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا

بڑی خوبیوں سے بھرا ہوا ہے اللہ جو تمام عالم کا رب ہے تم لوگ اپنے رب کو پکارو

وَخُفْيَةً ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ وَلَا

گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے بیشک وہ حد سے زیادہ گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا

تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا

اور دنیا میں فساد مت پھیلاؤ بعد اس کے کہ اس کی اصلاح ہو چکی ہے اور تم اللہ کی عبادت کرو

وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا ۚ إِنَّ رَحْمَتَ

اس سے ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے بے شک اللہ کی رحمت

اللَّهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ۝ اعراف ۵۴-۵۶

نیک کام کرنے والوں کے قریب ہے

14

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ

کہہ دیجئے اللہ کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر جس نام

اَيًّامَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا

سے بھی پکارو تمام اچھے نام اسی کے ہیں اور نہ تو

تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ

اپنی نماز بہت بلند آواز سے پڑھ اور نہ بالکل پوشیدہ بلکہ اس کے درمیان

بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۞ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

کا راستہ تلاش کرو اور کہہ دیجئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جو نہ

الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ

اولاد رکھتا ہے نہ اپنی بادشاہت میں کسی کو شریک بناتا ہے

فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ

اور نہ وہ ایسا حقیر ہے کہ اسکا کوئی حمایتی ہو اسکی پوری پوری بڑائی بیان کرو

15

وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۞ بنی اسرائیل ۱۱۰-۱۱۱

کمال درجے کی بڑائی ہے

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ

کیا تم نے یہ گمان کر لیا کہ ہم نے تمھیں یوں ہی بیکار پیدا کیا اور تمھیں

اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۞ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ

ہماری طرف لوٹنا ہی نہیں ہے اللہ تعالیٰ سچا بادشاہ ہے وہ

الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۞

بڑی بلندی والا ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں وہی عرش عظیم کا مالک ہے

وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ

اور جو شخص اللہ کے سوا کسی معبود کو پکارے جسکی اسکے پاس کوئی دلیل

لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ

نہیں ہے پاس پس اسکا حساب اسکے رب کے اوپر ہے بیشک کافر لوگ

16

لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۞ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ

نجات سے محروم ہیں اور کہہ دیجئے اے میرے رب تو بخش اور رحم کر

وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۞ المؤمنون ۱۱۵-۱۱۸

تو سب رحم کرنیوالوں سے اچھا رحیم ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو رحمان اور رحیم ہے

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۞ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۞

قسم ہے صف باندھنے والے فرشتوں کی پھر پوری طرح ڈانٹنے والوں کی

فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۞ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۞

پھر ذکر اللہ کی تلاوت کرنے والوں کی یقیناً تم سب کا معبود ایک ہی ہے

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

آسمانوں اور زمینوں اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں

17

وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۞ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا

اور مشرقوں کا رب ہے بیشک ہم نے آسمان دنیا کو

بِزِيْنَةِ ِۨ الْكَوَاكِبِ ۞ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ

ستاروں کی زینت سے آراستہ کیا ہے اور ہم نے ہی اس کی نگہبانی کی ہے

شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۞ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ

ہر شریر شیطان سے ۔ عالم بالا کے فرشتوں کی باتوں کو سننے کیلئے وہ کان بھی

الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۞

نہیں لگا سکتے بلکہ چاروں طرف سے ان پر شعلہ باری کی جاتی ہے

دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۞ اِلَّا مَنْ

ان کے ہنکانے کیلئے اور انکے لئے دائمی عذاب ہے ہاں جو کوئی

خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۞

ایک آدھ بات لے اڑے تو ایک تیز شعلہ اس کا پیچھا کرتا ہے

18

فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا

ان کافروں سے پوچھو کہ ان کا پیدا کرنا زیادہ دشوار ہے یا جنہیں ہم نے پیدا کیا

اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ۝ الصّٰفّٰت:۱۱-۱۱

ہم نے انسانوں کو لیس دار مٹی سے پیدا کیا

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ

اے گروہ جنات و انسان! اگر تم زمین وآسمان کے

اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

کناروں سے نکلنے کی طاقت ہے

فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ۝

تو نکل جاؤ بغیر غلبہ اور طاقت کے تم نہیں نکل سکتے

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۝ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا

اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کرتے ہو تم پر آگ کے شعلے

19

شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ۝

اور دھواں چھوڑا جائیگا اور پھر تم مقابلہ نہ کر سکو گے

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۝ الرحمٰن ۳۶-۳۳

پھر اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کرتے ہو

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ

اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو تُو دیکھتا

خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۗ وَتِلْكَ

کہ خوف الٰہی سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہم ان

الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۝

مثالوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غوروفکر کریں

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ

وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں چھپے

20

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ۝

اور کھلے کا جاننے والا ہے وہ بخشنے اور رحم کرنے والا ہے

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ

وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بادشاہ

الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ

نہایت پاک سب عیبوں سے صاف امن دینے والا نگہبان

الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ

غالب ،خود مختار ،بڑائی والا ،پاک ہے اللہ ان چیزوں سے جنہیں اس کا

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ

شریک بناتے ہیں وہی اللہ ہے پیدا کرنیوالا عدم سے وجود میں لانے والا

الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ يُسَبِّحُ

صورت کھینچنے والا اسی کے نہایت اچھے نام ہیں ہر چیز

21

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

خواہ وہ آسمانوں میں ہو یا زمینوں میں ہو اس کی پاکی بیان کرتی ہے اور وہی غالب

الْحَكِيْمُ۝ الحشر ۲۱-۲۴

حکمت والا ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو رحمان اور رحیم ہے

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ

کہہ دیجئے میرے پاس اس بات کی وحی آئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت

الْجِنِّ فَقَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا۝

نے قرآن سنا اور کہا بے شک ہم نے عجیب قرآن سنا ہے

يَّهْدِيْ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۗ وَلَنْ نُّشْرِكَ

جو راہ راست سجھاتا ہے ہم اس پر ایمان لا چکے اور ہم ہرگز کسی کو

22

بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۞ وَاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا

اپنے رب کا شریک نہیں بنائیں گے اور بیشک ہمارے رب کی بڑی شان بلند ہے نہ

اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۞ وَاَنَّهٗ كَانَ

اس کی بیوی ہے اور نہ ہی اولاد یقیناً ہم میں سے

يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۞ الجن ۱-۳

بیوقوفوں نے اللہ کے ذمے جھوٹی باتیں لگا دی ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو رحمان اور رحیم ہے

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۞ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۞ وَلَآ

آپ کہہ دیجئے اے کافرو! نہ میں تمہارے معبودوں کو پوجتا ہوں اور نہ تم میرے معبود کو

اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۞ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۞

پوجتے ہو اور نہ میں تمہارے معبودوں کی پرستش کروں گا نہ تم میرے معبود کو پوجتے ہو اور

23

وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۞ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۞

نہ میں تمہارے معبودوں کی پرستش کروں گا تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو رحمان اور رحیم ہے

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۞ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۞ لَمْ يَلِدْ

آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہی ہے اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے نہ اس سے کوئی پیدا ہوا

وَلَمْ يُوْلَدْ ۞ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۞

نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو رحمان اور رحیم ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۞ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۞

آپ کہہ دیجئے میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی ہے

24

وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۞ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ

اور اندھیری رات کی برائی سے جب اس کا اندھیرا پھیل جائے اور گرہ لگا کر

فِي الْعُقَدِ ۞ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۞

انمیں پھونکنے والیوں کی برائی سے اور حسد کرنے والے کی برائی سے جب وہ حسد کرے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو رحمان اور رحیم ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۞ مَلِكِ النَّاسِ ۞ اِلٰهِ

آپ کہہ دیجئے میں لوگوں کے رب کی پناہ میں آتا ہوں لوگوں کے مالک

النَّاسِ ۞ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۞ الَّذِيْ

کی اور لوگوں کے معبود کی (پناہ میں) وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کی

يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۞ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۞

برائی سے جو لوگوں کے سینے میں وسوسہ ڈالتا ہے خواہ وہ جن ہو یا انسان

ماخذ ومراجع

نمبر	کتاب	مصنف	ناشر
۱	ابقاءُ المِننِ بِالْقَاءِ الْمِحَنِ یعنی خودنوشت سوانح حیات	نواب سید محمد صدیق حسن خان رحمہ اللہ	دار الدعوۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور
۲	العلم والعلماء	مولانا عبدالرؤف خان رحمانی جھنڈانگری	ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ
۳	آپ کے مسائل اور ان کا حل (3 جلدیں)	ابوالحسن مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ	مکتبہ قدوسیہ
۴	آپ کے مسائل اور ان کا حل قرآن وسنت کی روشنی میں	ابوالحسن مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ	مکتبہ قدوسیہ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
۵	انوار التوحید	حضرت مولانا حکیم محمد صادق صاحب رحمہ اللہ (سیالکوٹی)	نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
۶	اہلحدیث منزل بہ منزل	پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد صاحب	مرکزی جمعیت اہلحدیث، پاکستان، 106 راوی روڈ، لاہور
۷	الارشاد الی سبیل الرشاد	حضرت مولانا محمد شاہجہانپوری رحمہ اللہ	اہلحدیث اکادمی، کشمیری بازار لاہور
۸	الفیوض المحمدیہ ﷺ بتذکار سلالۃ الکویۃ	محمد ابراہیم خلیل فیروز پوری	المکتبۃ العزیزیۃ حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ
۹	اہلحدیث اور سیاست	حضرت مولانا نذیر احمد رحمہ اللہ علیہ رحمانی	مکتبہ اہلحدیث ٹرسٹ، کورٹ روڈ کراچی
۱۰	الشیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ، ۱۳۲۰ھ، ۱۴۹۸	بدر الزماں محمد شفیع نیپالی	ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ (پاکستان)
۱۱	اسلام میں اصلی اہلسنت کی پہچان	محقق اسلام حضرت العلام مولانا عبدالقادر عارف حصاری رحمہ اللہ	مکتبہ اصحاب الحدیث
۱۲	آفتاب بخارا	برق التوحیدی صاحب	مکتبہ اہلسنت والجماعت منٹگمری بازار (لائلپور)
۱۳	ایمانی کمزوریاں اور ان کا علاج	ابوسعد احسان الحق شہباز	دار الاندلس
۱۴	الدعاء المقبول اسلامی وظائف	شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ	
۱۵	اصحاب علم وفضل	محمد تنزیل الصدیقی الحسینی	
۱۶	اصحاب صفہ اور تصوف کی حقیقت	شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مترجم مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی رحمہ اللہ	المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ، لاہور
۱۷	احوال الآخرت	حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی رحمہ اللہ	اسلامی اکادمی ناشران وتاجران کتب
۱۸	اسلام اور خانقاہی نظام ...... ایک تحقیقی و تاریخی جائزہ	پروفیسر ڈاکٹر امان اللہ بھٹی حفظہ اللہ	دار السلام ۔ عالمی ادارہ
۱۹	انبیاء کے خواب	ضیاء اللہ سلفی حفظہ اللہ	

نمبر	کتاب	مصنف	ناشر
۲۰	استاد پنجاب	مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ	
۲۱	ام القرآن	مولانا عبدالمجید سوہدروی (ایڈیٹر مسلمان)	
۲۲	ارمغان حنیف	مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ	
۲۳	اہلحدیث کے چار مراکز	عبدالرشید عراقی حفظہ اللہ	
۲۴	آفات نظر اوران کا علاج	مولانا ارشادالحق اثری	
۲۵	ادیان باطلہ کی تردید میں علمائے اہلحدیث	عبدالرشید عراقی	
۲۶	اسلامی خطبات	مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ	
۲۷	اعمال ایسے کہ فرشتے اتر پڑیں	ابوریان نعیم الرحمن	
۲۸	احوال جنات		
۲۹	البلاغ المبین	شیخ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ	
۳۰	الدر المنثور فی تراجم اہل صادق پور		
۳۱	ام الکتاب		
۳۲	اصحاب فقہ اور تصوف کی حقیقت	ابن تیمیہ، ترجمہ ملیح آبادی رحمہ اللہ	
۳۳	البرھان العجاب علی فرضیۃ ام الکتاب		
۳۴	افکار صوفیاء		
۳۵	اخلاق العلماء		
۳۶	اسلام گردش دولت		
۳۷	احکام سفر	محمد علی جانباز	
۳۸	امام اعظم		
۳۹	ادب پہلا قرینہ ہے	مولانا ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ	
۴۰	برصغیر میں اہل حدیث کی آمد	مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ	
۴۱	برصغیر میں علم فقہ	مولانا محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ	
۴۲	بخشش کی راہیں		
۴۳	برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش	مولانا محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ	
۴۴	سوانح عمری: مولوی عبداللہ الغزنوی المرحوم المغفور	صوفی احمد الدین حنیف	محمدی اکیڈیمی ناشران وتاجران کتب محلہ توحید گنج منڈی بہاؤالدین
۴۵	(۱۷) برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن	مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ	
۴۶	باادب بانصیب	مولانا ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ	

۴۷	پیارے نام	فاروق اصغر صارم	ادارۃ احیاء التحقیق الاسلامی گوجرانوالہ
۴۸	پاک وہند میں علمائے اہل حدیث کی خدمات حدیث	ارشاد الحق اثری	
۴۹	تہذیب نسواں	نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والیہ ریاست بھوپال	
۵۰	تنویر الھدی جلد۲ شمارہ ۶،۱۵ اشاعت خاص۔۔ مئی جون 2009ء	فضیلۃ الشیخ محمد یحیٰی رحمہ اللہ گوندلوی نمبر	
۵۱	تصوف وشریعت	از محمد عباس انجم گوندلوی	جامع مسجد صدیقیہ اہلحدیث ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ
۵۲	تذکرہ موت	مولانا سید محمد اکرم گیلانی رحمہ اللہ	
۵۳	تذکرہ علماء اہلحدیث جلد۳	پروفیسر میاں محمد یوسف سجاد	
۵۴	تذکرہ علماء اہلحدیث جلد۲ حسب الارشاد	پروفیسر میاں محمد یوسف سجاد: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ	
۵۵	تحریک مجاہدین جلد ششم	ڈاکٹر صادق حسین ایم بی بی ایس	
۵۶	تحریک مجاہدین جلد پنجم	ڈاکٹر صادق حسین ایم بی بی ایس	
۵۷	تحریک پاکستان اور علماء اہلحدیث	مولانا محمد حنیف یزدانی، مکتبہ نذیریہ لاہور	
۵۸	تاریخ اہلحدیث	الشیخ احمد الدہلوی	
۵۹	تذکرہ بزرگان علوی سوہدرہ	عبدالرشید عراقی	
		قمر الحمید فیصل، مسلم پبلی کیشنز	
	تذکار حافظ عبدالغفور رحمہ اللہ جہلمی	قاضی محمد اسلم سیف فیروزپوری	
۶۰	تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصورپوری رحمہ اللہ عہد خاندان، اساتذہ، ہمعصر علماء	مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ تعالی	
۶۱	**تذکرہ** امام محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ	محمد خالد سیف	اسلامی نظریاتی کونسل (اسلام آباد)، طارق اکیڈمی (فیصل آباد)
۶۲	تاریخ اہلحدیث	مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ	
۶۳	تقدیم	عبدالنور راغب سلفی	مکتبہ الرحمن السلفیہ، نیو سول لائن، سرگودھا (پاکستان)
۶۴	تعلیمات غزالی	مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ	علم وعرفان پبلشرز 9 لوئر مال، عقب میاں مارکیٹ، اردو بازار لاہور
۶۵	تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ	مولانا محمد اسحق بھٹی حفظہ اللہ	مولانا غلام رسول رحمہ اللہ ویلفیئر سوسائٹی

نمبر	کتاب	مصنف	ناشر
۶۶	تحریک اہل حدیث، تاریخ کے آئینے میں	قاضی محمد اسلم سیف	
۶۷	تلقین غزالی رحمہ اللہ	ایم اے ہاشمی	
۶۸	تذکرۃ الابرار	ڈاکٹر عبدالغفور راشد	مکتبہ ارسلان (الہ آباد)
۶۹	تذکرۂ ابوالوفا یعنی شیخ الاسلام فاتح قادیان، امام المناظرین مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری	عبدالرشید عراقی سوہدروی	ندوۃ المحدثین اسلام آباد گوجرانوالہ
۷۰	تحفۃ السالکین	محمد ارشد کمال	
۷۱	تحریک پاکستان اور اہل حدیث	مولانا عبدالعظیم انصاری	
۷۲	تحریک وہابیت	مولانا عبدالمجید سوہدروی	
۷۳	تذکرہ حافظ محمد گوندلوی	شاہد فاروق ناگی	
۷۴	تراجم علمائے اہلحدیث	ملک ابویحیی امام خان	
۷۵	تذکرہ علمائے بھوجیاں	عبدالعظیم انصاری	محمدیہ دارالاشاعت، کوٹ اعظم خان (قصور پاکستان)
۷۶	تحفۃ العوام		
۷۷	تازیانہ عبرت		
۷۸	تصوف کی حقیقت		
۷۹	تصوف وتعمیر سیرت		
۸۰	تفسیر ستاری	مولانا عبدالستار	
۸۱	تعویذ اور دم قرآن وسنت کی روشنی میں	مصنف:۔خواجہ محمد قاسم	ادارہ احیاء السنۃ گوجرانوالہ (پاکستان)
۸۲	تعلیم وتزکیہ	مولانا ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ	
۸۳	تحیۃ المسجد کا حکم		
۸۴	جادو کا علاج قرآن وسنت کی روشنی میں	فضیلۃ الشیخ وحید عبدالسلام بالی حفظہ اللہ مترجم:۔الشیخ حافظ محمد اسحق زاہد حفظہ اللہ	
۸۵	جہاناں دی رحمت		
۸۶	جن ہمزاد اور اسلام		
۸۷	جنات اور جادو کا توڑ	ظفر اقبال	
۸۸	جادو جنات اور نظر بد		
۸۹	چند، رجال اہل حدیث	مولانا ابوعلی اثری	ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ (پاکستان)
۹۰	حیات الشیخ السید میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	پروفیسر محمد مبارک، کراچی	

۹۱	**حیات یزدانی** علامہ حبیب الرحمن یزدانی رحمہ اللہ	انور ظہیر: ناظم لائبریری علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید پورن نگر سیالکوٹ	
۹۲	حقیقت ذکر الٰہی	... سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ	صدر شعبہ علوم اسلامیہ، انجینئرنگ یونیورسٹی (لاہور)
۹۳	حکومت اور علماء ربانی	حضرت العلام حافظ عبداللہ صاحب محدث امرتسری روپڑی رحمہ اللہ	مکتبہ تنظیم اہل حدیث، نزد چوک دالگراں (لاہور)
۹۴	حیات جوناگڑی رحمہ اللہ	محمد تنزیل الحسینی الصدیقی	
۹۵	حب رسول ﷺ من الایمان		
۹۶	حیات غزنوی رحمہ اللہ		
۹۷	حکومت اور علماء اہلحدیث	حافظ عبداللہ	مکتبہ تنظیم اہلحدیث
۹۸	حدیث کی اہمیت		
۹۹	خطبات الہ آبادی (جلد اول)	عبدالروف تابانی	رحمانیہ عثمان والا (قصور)
۱۰۰	خدام الدین حضرت لاہوری نمبر		
۱۰۱	خطبات یزدانی جلد سوم	حضرت مولانا حبیب الرحمن یزدانی شہید رحمہ اللہ۔ ترتیب:۔ حضرت مولانا عزیز الرحمن یزدانی	نعمانیہ رحمہ اللہ، اردو بازار گوجرانوالہ
۱۰۲	خطیبانہ انداز میں منفرد تفسیر، خطبات سورۂ فاتحہ	پروفیسر عبدالستار حامد	حامد اکیڈمی، وزیر آباد (پاکستان)
۱۰۳	دبستان حدیث	مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ	
۱۰۴	دولتمند صحابہ	حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ	مسلم پبلی کیشنز، قذافی مارکیٹ اردو بازار لاہور
۱۰۵	دو روشن ستارے	عبدالرشید عراقی حفظہ اللہ	
۱۰۶	دیوان گلشن اہلحدیث		
۱۰۷	رہبر کامل	مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی رحمہ اللہ	
۱۰۸	رجال اہلحدیث	مولانا ابوعلی اثری	
۱۰۹	سوانح مخدوم العلماء مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ	محترمہ سعدیہ ارشد بنت حافظ محمد ارشد صاحب	
۱۱۰	سوانح ثناء اللہ امرتسری، المتوفی 1948ء	فضل الرحمن بن میاں محمد	
۱۱۱	سنتیں جو چھوڑ دی گئیں	مؤلف عبدالمالک القاسم مترجم:۔ یوسف بن اسحاق	
۱۱۲	ساقی کوثر	مولانا محمد صادق صاحب سیالکوٹی رحمہ اللہ	نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور، مکتبہ نعمانیہ اردو بازار گوجرانوالہ

نمبر	کتاب	مصنف	ناشر
۱۱۳	سبیل الرسول ﷺ	مولانا محمد صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ	نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
۱۱۴	سیرت امام شافعی رحمہ اللہ یعنی ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافی رحمہ اللہ	مولانا میاں خالد انصاری بھوپالی رحمہ اللہ	دارالفرقان الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
۱۱۵	سیرت ثنائی، حضرت مولانا ابوالوفا ثناءاللہ صاحب مرحوم فاضل امرتسری کی مکمل سوانح عمری	مولانا ابوالوحید عبدالمجید صاحب خادم سوہدری، مدیر اہلحدیث	دفتر اہلحدیث سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ، پنجاب پاک
۱۱۶	سراجا منیرا	محمد ابراہیم میر فاضل سیالکوٹی رحمہ اللہ	جمعیت اہلحدیث سیالکوٹ
۱۱۷	سبیل الجنۃ	احمد بن حجر	
۱۱۸	سوانح سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ	ابوعلی اثری	ندوۃ المحدثین، گوجرانوالہ (پاکستان) تقسیم بلا قیمت
۱۱۹	سوانح حیات مولانا فضل الٰہی رحمہ اللہ وزیرآبادی، امیر المجاہدین جمعیت عالیہ ہندیہ چمرقند ازاد	خالد گھرجاکھی	جمعیت مجاہدین پاکستان، ملنے کا پتہ سکول بکڈپو گوجرانوالہ
۱۲۰	سوانح حیات: حضرت العلام مولانا غلام رسول رحمہ اللہ ساکن قلعہ جہاں سنگھ گوجرانوالہ	حضرت مولانا عبدالقادر رحمہ اللہ پسر حضرت العلام مولانا غلام رسول رحمہ اللہ حسب فرمائش: مولوی عبدالوکیل رحمہ اللہ و برادران ونسیم اعوان ایم اے ایم ایڈ	فضل بک ڈپو، اردو بازار گوجرانوالہ
۱۲۱	سوانح علامہ عبدالعزیز میمن سوانح اور علمی خدمات	محمد راشد شیخ	
۱۲۲	سوانح صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ........ حالات، خدمات، آثار	مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ	
۱۲۳	سوانح مولانا احمد دین گکھڑوی	مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ	
۱۲۴	سوانح داؤد غزنوی	سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ	
۱۲۵	سردلبراں، حالات وواقعات زندگی شیر ربانی علامہ الحاج حبیب الرحمٰن یزدانی شہید رحمہ اللہ		
۱۲۶	سوانح حیات نواب صدیق حسن خاں صاحب رحمہ اللہ مآثر صدیقی (مکمل چار حصوں میں)	جناب سید علی حسن خان فرزند صاحب سوانح	جمعية اهل سنة (لاهور)
۱۲۷	سلطان محمود محدث جلالپوری	محمد رفیق اثری	
۱۲۸	سرۃ البخاری	مولانا محمد عبدالسلام مبارک پوری رحمہ اللہ	

۱۲۹	سوانح مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ	صوفی احمد دین رحمہ اللہ	محمدی اکیڈمی
۱۳۰	سوانح مولانا محمد سورتی رحمہ اللہ	فرزانہ لطیف	
۱۳۱	سوانح میاں فضل حق رحمہ اللہ		
۱۳۲	سیدالعالمین ﷺ		
۱۳۳	شمس الحق عظیم آبادی	محمد عزیز شمس	
۱۳۴	شیخ مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ	بدرالزمان نیپالی	ندوۃ المحدثین
۱۳۵	صراط مستقیم	حضرت مولانا عبدالرحمٰن	
۱۳۶	صیانتہ الحدیث	مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری	ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ (پاکستان)
۱۳۷	ضرب حدیث	مولانا محمد صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ	نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۲
۱۳۸	عرفان المقررین المعروف معارف اشرفیہ	خطیب اسلام حضرت مولانا ابوالکلیم محمد اشرف سلیم مدظلہ العالی	مکہ کتاب گھر مقام محلّہ توحید پورہ قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ
۱۳۹	عالم برزخ	عبدالرحمٰن عاجز مالیر کوٹلوی	رحمانیہ دارالکتب، امین پور بازار فیصل آباد
۱۴۰	علمائے اہلحدیث بستی و گونڈہ	بدرالزماں نیپالی	ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ پاکستان
۱۴۱	علامہ محمد یوسف خان کلکتوی رحمہ اللہ	ملک بشیر احمد (آف چھانگا مانگا) ترتیب:۔ مولانا شفیق الرحمٰن فرخ تقریظ:۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ	
۱۴۲	علامات وخصائل منافقین	مولانا محمد رضوان خان	
۱۴۳	عالم عقبٰی		
۱۴۴	عہد نبوی کی علمی ترقیات		
۱۴۵	غزنوی خاندان	عبدالرشید عراقی	
۱۴۶	غذاء الارواح المَعْرُوف بِہٖ شرعی وظائف	جناب مولوی حافظ محمد داؤد خاں صاحب رحمانی مرحوم (مولوی فاضل)	سابق شیخ الحدیث مدرسہ جامعہ اسلامیہ رائیدرگ
۱۴۷	(۳) فتاوٰی اہلحدیث (جلد اول)	مجتہد العصر حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ المتوفی ۲۰ اگست ۱۹۶۴	
۱۴۸	(۴) فتاوٰی اہلحدیث (جلد دوئم)	مجتہد العصر حافظ عبداللہ محدث روپڑی المتوفی ۲۰ اگست ۱۹۶۴	

نمبر	کتاب	مصنف	ناشر
۱۴۹	فتاویٰ علمائے اہلحدیث، کتاب الجنائز۔ جلد۵	ابوالحسنات علی محمد سعیدی مہتمم جامعہ سعیدیہ خانیوال ضلع ملتان	مکتبہ سعیدیہ خانیوال (ملتان)
۱۵۰	فتاوٰی برکاتیہ	حضرت علامہ ابوالبرکات احمد صاحب شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ، مئولف و ناشر: محمد یحییٰ طاہر	(جامعہ اسلامیہ گلشن آباد گوجرانوالہ)
۱۵۱	فتاویٰ سلفیہ	مولانا محمد اسمٰعیل السلفی رحمہ اللہ	اسلامک پبلشنگ ہاؤس: شیش محل روڈ (نزد داتا دربار) لاہور
۱۵۲	فتاوی ثنائیہ	شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاءؒ ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ	مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ، مکتبہ ثنائیہ بلاک ۱۹ سرگودھا
۱۵۳	فتاویٰ علمائے حدیث (جلد نمبر 4)	علی محمد سعیدی	
۱۵۴	فتاویٰ ثنائیہ (جلد اول) شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاءؒ ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ	مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ	
۱۵۵	فتاویٰ علمائے اہلحدیث (جلد دوم)	الوالحسنات مولانا علی محمد سعیدی رحمہ اللہ	فاروق کتب خانہ الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور
۱۵۶	فتاویٰ علمائے حدیث (جلد۶)	الوالحسنات مولانا علی محمد سعیدی رحمہ اللہ	فاروق کتب خانہ الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور
۱۵۷	فقہائے مدینہ	عبدالمنعم الہاشمی	
۱۵۸	فتاویٰ نذیریہ	شیخ الکل حضرت مولانا نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ	
۱۵۹	فضائل اہلحدیث علامہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ المتوفی ۴۶۳ھ کی مایہ ناز کتاب شرف اصحاب الحدیث کا اردو ترجمہ	علامہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ	جمعیت اہلحدیث ضلع گوجرانوالہ، طابع: خالد گھر جاکھی، گھر جاکھ گوجرانوالہ
۱۶۰	فتاویٰ رفیقہ (چار جلدیں)	ابوالشفیق محمد رفیق	
۱۶۱	فضائل درود سلام	امام اسماعیل بن اسحاق	
۱۶۲	فتاویٰ اصحاب الحدیث (دو جلدیں)	حافظ ابومحمد حافظ عبدالستار الحماد	
۱۶۳	فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ	حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ	
۱۶۴	قافلہ حدیث	مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ	مکتبہ قدوسیہ اُردو بازار۔ لاہور

۱۶۵	قرآنی شمعیں	مولانا محمد صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ	نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ، اردو بازار، لاہور
۱۶۶	قربت کی راہیں	حضرت مولانا سید ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ	
۱۶۷	قلب سلیم اور اس کی علامت		
۱۶۸	(۱۰) کاروان سلف	مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ	
۱۶۹	کتاب الداء والدواء	حضرت مولانا نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (ایک صدی قدیم ایڈیشن)	حسب فرمائش. ملک غلام محمد تاجر کتب کشمیری
۱۷۰	کرامات اہلحدیث	مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ محمد ادریس فاروقی	مسلم پبلی کیشنز
۱۷۱	کتاب الجنائز	مولانا عبدالرحمن صاحب مبارکپوری	المکتبہ الاثریہ، سانگلہ ہل (شیخوپورہ)
۱۷۲	کتاب التوسل	حافظ محمد الیاس صاحب اثری، استاد جامعہ اسلامی گوجرانوالہ	خدام المحدثین جامع مسجد اہلحدیث محدث گوندلوی رحمہ اللہ، قبرستان روڈ گوجرانوالہ، قیمت ۱۸ روپے
۱۷۳	کاروان حدیث	عبدالرشید عراقی حفظہ اللہ تعالیٰ	
۱۷۴	گلستان حدیث	مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ	
۱۷۵	گزر گئی گزران	مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ	
۱۷۶	میاں فضل حق اور ان کی خدمات	مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ	
۱۷۷	مولانا محمد داؤد غزنوی	مولانا محمد حنیف یزدانی	مکتبہ نذیریہ لاہور
۱۷۸	مواعظ طارق، حصہ سوم	مولانا عطاءاللہ طارق	
۱۷۹	مواعظ یزدانی	شہید اسلام: علامہ حبیب الرحمن یزدانی رحمہ اللہ، تخریج وتحقیق: حافظ عباس انجم ترتیب: عبدالوحید ربانی	
۱۸۰	مولانا عبدالغفار حسن رحمہ اللہ حیات وخدمات	صہیب حسن، سہیل حسن	
۱۸۱	مُطالعاتی سفر	مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ	
۱۸۲	مولانا عبدالتواب	ریاض احمد ثاقب	
۱۸۳	مقالات راشدیہ (2 جلدیں)	شیخ الحدیث محمد بدیع الزمان شاہ راشدی رحمہ اللہ	
۱۸۴	مہر نبوت		
۱۸۵	متاع دین ودانش لٹ گئی		

نمبر	کتاب	مصنف	ناشر
۱۸۶	نصرۃ الباری فی بیان صحۃ البخاری	مولانا عبدالرؤف خان رحمانی جھنڈانگری	
۱۸۷	(۳۳) نتائج التقلید	فقیرالی اللہ حکیم محمد اشرف عفاء اللہ تعالیٰ عنہ	دارالاشاعت اشرفیہ سندوبلو کی ضلع لاہور پاکستان، پتہ ثانی سکول بکڈپو، گوجرانوالہ
۱۸۸	نذرانہ اَشک خاکے	مولانا محمد ثناءاللہ عمری	ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ پاکستان
۱۸۹	نعت چراغاں	لالہ صحرائی	
۱۹۰	نعت کہکشاں	لالہ صحرائی	
۱۹۱	نعت سویرا	لالہ ءصحرائی	
۱۹۲	نظم جماعت کے آداب	میاں محمد جمیل (ایم اے)	
۱۹۳	نقوش عظمت رفتہ	مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ تعالیٰ	
۱۹۴	نقوش ابوالوفاء	ابویحییٰ	
۱۹۵	وسیلہ کتاب وسنت کی روشنی میں	تصنیف: محمد قاسم خواجہ	ادارہ احیاء السنۃ گھرجاکھ گوجرانوالہ
۱۹۶	والدی و مشفقی سوانحی حالات والد گرامی	شیخ القرآن حضرت مولانا محمد حسین شیخوپوری مدظلہ العالی	
۱۹۷	"وقایۃ الانسان من الجن والشیطان" کا اُردو ترجمہ جنات اور جادو کا توڑ	مترجم:۔ ابوحمزہ (ظفر اقبال) فاضل مدینہ یونیورسٹی	نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ اردو بازار (لاہور)
۱۹۸	ہفت اقلیم	مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ	
۱۹۹	(ہفت وار و ماہانہ رسائل وجرائد)		
۲۰۰	ہفت روزہ الاسلام		
	ہفت روزہ خدام الدین لاہور، نمبر.....امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہور قدس سرہ......ایک تاریخی دستاویز	انجمن خدام الدین، دروازہ شیرانوالہ (لاہور)	
۲۰۱	ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث (لاہور) شمارہ 1، جلد 54 جمعۃ المبارک 21 محرم، 1431ھ 8 تا 14 جنوری	مدیر:۔ حافظ محمد جاوید روپڑی نگران اعلیٰ:۔ عارف سلمان روپڑی	
۲۰۲	الاعتصام (اشاعت خاص) بیاد	مولانا محمد حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ	
۲۰۳	ماہنامہ بیداری (شمارہ فروری 2013ء)	مدیر: محمد موسیٰ بھٹو	
۲۰۴	ہفت روزہ الاعتصام لاہور، جلد 40 شمارہ 52، اشاعت خاص		

(استفادہ شدہ) رسائل و جرائد

ماہنامہ محدث	صحیفہ اہلحدیث	صحیفہ اہلحدیث	۲۲ ستمبر ۱۹۸۹ء، ۲۰ صفر ۱۴۱۰ھ
مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمان مدنی	۵ نومبر ۱۹۹۰ء، یکم ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ	۲۱ ستمبر ۲۰۰۹ء، یکم شوال ۱۴۳۰ھ	۲۳ اکتوبر ۱۹۹۲ء، ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ
مدیر: ڈاکٹر حافظ مدنی	۶ دسمبر ۲۰۰۲ء، یکم شوال ۱۴۲۳ھ	۲۰ مارچ ۲۰۰۳ء، ۱۶ محرم ۱۴۲۴ھ	۲۴ جنوری ۱۹۹۲ء، ۱۸ رجب ۱۴۱۲ھ
مارچ ۲۰۱۲ء، ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ	۱۳ نومبر ۲۰۰۷ء، یکم ذیقعد ۱۴۲۸ھ	۷ ستمبر ۲۰۰۹ء، ۱۶ رمضان ۱۴۳۰ھ	۷ فروری ۱۹۹۲ء، ۲ شعبان ۱۴۱۲ھ
اپریل ۲۰۰۸ء، ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ	یکم ستمبر ۲۰۰۳ء، یکم رجب ۱۴۲۴ھ	۱۸ فروری ۱۹۹۹ء، یکم ذیقعد ۱۴۱۹ھ	۲۲ مئی ۱۹۹۲ء، ۱۹ ذی القعدہ ۱۴۱۲ھ
اپریل ۲۰۰۵ء، ربیع الاول ۱۴۲۶ھ	یکم تا ۱۵ فروری ۲۰۰۰ء، ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ	یکم جنوری ۲۰۰۹ء، یکم محرم ۱۴۳۰ھ	۲۸ فروری ۱۹۹۲ء، ۲۳ شعبان ۱۴۱۲ھ
جولائی ۲۰۱۲ء، رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ	۱۰ جولائی ۲۰۰۹ء، ۱۶ رجب ۱۴۳۰ھ	الارشاد	۱۳ دسمبر ۱۹۹۱ء، ۶ جمادی الاخری ۱۴۱۲ھ
جون ۲۰۱۱ء، رجب ۱۴۳۲ھ	۶ دسمبر ۱۹۹۴ء، یکم رجب ۱۴۱۵ھ	ستمبر ۱۹۷۰ء	۱۷ جنوری ۱۹۹۲ء، ۱۱ رجب ۱۴۱۲ھ
جولائی ۲۰۱۱ء، شعبان ۱۴۳۲ھ	۱۳ مئی ۱۹۹۸ء، ۱۶ محرم ۱۴۱۹ھ	الارشاد جدید (پندرہ روزہ)	۱۱ اکتوبر ۱۹۹۱ء، ۲ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ
شوال المکرم ۱۳۹۶ھ	۲ تا ۱۷ اپریل ۱۹۹۵ء، یکم تا ۱۶ ذیقعد ۱۴۱۵ھ	مدیر مسئول: شیخ محمد سعید پریس والا	۱۱ ستمبر ۱۹۹۲ء، ۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ
جولائی ۲۰۰۲ء، جمادی الاول ۱۴۲۳ھ	یکم فروری ۲۰۰۹ء، یکم صفر ۱۴۳۰ھ	نگران مدیر: ابراہیم عبداللہ یوگوی	۲۰ مارچ ۱۹۹۲ء، ۱۵ رمضان ۱۴۱۲ھ
دسمبر ۲۰۰۲ء، ذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ	۲۱ اکتوبر ۲۰۰۹ء، یکم ذیقعد ۱۴۳۰ھ	یکم تا ۱۵ دسمبر ۱۹۹۸ء	۴ ستمبر ۱۹۹۲ء، ۵ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ
اکتوبر ۱۹۹۲ء	۱۲ نومبر ۲۰۰۳ء، رمضان ۱۴۲۴ھ	یکم تا ۳۱ دسمبر ۱۹۹۵ء	۱۲ جولائی ۱۹۹۶ء، ۲۵ صفر ۱۴۱۷ھ
ذوالقعدہ ۱۳۹۶ھ	۱۷ اگست ۱۹۹۶ء، یکم ربیع الآخر ۱۴۱۸ھ	یکم نومبر ۱۹۹۸ء	۱۰ جنوری ۱۹۹۲ء، ۴ رجب ۱۴۱۲ھ
صحیفہ اہلحدیث	دسمبر ۱۹۸۹ء، جمادی الاول ۱۴۱۰ھ	یکم جنوری ۱۹۹۹ء	یکم ستمبر ۱۹۸۹ء، ۲۹ محرم ۱۴۱۰ھ
نگران: مولانا عبدالرحمان سلفی	۱۵ جون ۱۹۹۵ء، ۱۶ محرم ۱۴۱۶ھ	یکم مارچ ۲۰۰۴ء	۲۵ نومبر ۱۹۹۴ء، ۲۰ جمادی الثانی ۱۴۱۵ھ
مدیر: عبدالجبار سلفی	۲ جون ۲۰۰۳ء، یکم ربیع الآخر ۱۴۲۴ھ	یکم دسمبر ۲۰۰۰ء	۱۷ اپریل ۱۹۹۵ء، ۵ ذوالقعدہ ۱۴۱۵ھ
۱۶ مارچ ۲۰۰۴ء، ۱۶ محرم ۱۴۲۵ھ	فروری ۱۹۹۸ء، ۱۶ شوال ۱۴۱۸ھ	یکم مئی ۲۰۰۶ء	۲۹ نومبر ۱۹۹۱ء، ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۲ھ
۱۴ جنوری ۲۰۰۹ء، ۱۶ محرم ۱۴۳۰ھ	مارچ ۱۹۹۸ء، یکم ذیقعد ۱۴۱۸ھ	یکم فروری ۲۰۰۲ء	۲۷ اکتوبر ۱۹۸۹ء، ۲۵ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ
جون ۲۰۰۹ء، رجب ۱۴۳۰ھ	۱۴ اگست ۱۹۹۹ء، جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ	ہفت روزہ الاعتصام	۸ مئی ۱۹۹۲ء، ۵ ذوالقعدہ ۱۴۱۲ھ
جون ۲۰۰۹ء، جماعت الاخرہ ۱۴۳۰ھ	۱۸ مارچ ۱۹۹۵ء، ۱۶ شوال ۱۴۱۵ھ	بانی: حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی	۷ جون ۱۹۹۶ء، ۲۰ محرم ۱۴۱۷ھ
		مدیر انتظامی: محمد سلیمان انصاری	۲۵ اکتوبر ۱۹۹۱ء، ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ
۱۲ مئی ۲۰۰۹ء، ۱۶ جمادی الاول ۱۴۳۰ھ	۲۱ مارچ ۲۰۰۷ء، ربیع الاول ۱۴۲۸ھ	۲۹ مئی ۱۹۹۲ء، ۲۶ ذوالقعدہ ۱۴۱۲ھ	۱۳ نومبر ۱۹۹۲ء، ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ
۲ فروری ۱۹۹۵ء، یکم رمضان ۱۵۱۴ھ	یکم نومبر ۲۰۰۷ء، ۱۶ شوال ۱۴۲۸ھ	۲۱ فروری ۱۹۹۲ء، ۱۶ شعبان ۱۴۱۲ھ	۱۵ نومبر ۱۹۹۱ء، ۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۲ھ
یکم ستمبر ۲۰۱۱ء، یکم شوال ۱۴۳۲ھ	اپریل ۲۰۰۹ء، ربیع الآخر ۱۴۳۰ھ	۲۰ دسمبر ۱۹۹۱ء، ۱۳ جمادی الاخری ۱۴۱۲ھ	۲۴ جولائی ۱۹۹۲ء، ۲۲ محرم ۱۴۱۳ھ
یکم جون ۱۹۹۵ء، یکم محرم ۱۴۱۶ھ	۱۵ ستمبر ۲۰۰۰ء، جمادی الآخر ۱۴۲۱ھ	۴ اکتوبر ۱۹۹۱ء، ۲۴ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ	۲۶ جون ۱۹۹۲ء، ۲۴ ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ
۲ مئی ۱۹۹۵ء، یکم ذوالحجہ ۱۴۱۵ھ	نومبر ۱۹۸۹ء، یکم ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ	۲۱ جولائی ۱۹۸۹ء، ۱۷ ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ	۱۹ جولائی ۱۹۹۶ء، ۳ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ
۱۲ دسمبر ۲۰۱۱ء، ۱۶ محرم ۱۴۳۳ھ	۲۶ جنوری ۲۰۰۸ء، ۱۶ محرم ۱۴۲۹ھ	۵ جون ۱۹۹۲ء، ۲ ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ	۱۶ اکتوبر ۱۹۹۲ء، ۱۸ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ
یکم دسمبر ۲۰۱۱ء، یکم محرم ۱۴۳۳ھ	یکم دسمبر ۱۹۹۹ء، یکم رمضان ۱۴۲۰ھ	۳۱ جنوری ۱۹۹۲ء، ۲۵ رجب ۱۴۱۲ھ	۸ نومبر ۱۹۹۱ء، یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۱۲ھ
۳۱ مارچ ۲۰۰۰ء، یکم ذوالحجہ ۱۴۲۰ھ	۱۶ جنوری ۲۰۰۰ء، ۱۶ شوال ۱۴۲۰ھ	۱۷ اپریل ۱۹۹۲ء، ۱۳ شوال ۱۴۱۲ھ	۲۷ مارچ ۱۹۹۲ء، ۲۲ رمضان ۱۴۱۲ھ
یکم اگست ۱۹۹۵ء، یکم ربیع الاول ۱۴۱۶ھ	یکم ستمبر ۱۹۹۶ء، ۱۶ ربیع الآخر ۱۴۱۷ھ	۲۸ اگست ۱۹۹۲ء، ۲۸ صفر ۱۴۱۳ھ	۱۷ اگست ۱۹۹۲ء، ۷ صفر ۱۴۱۳ھ
۴ مارچ ۱۹۹۵ء، یکم شوال ۱۴۱۵ھ	۲۱ فروری ۲۰۰۷ء، یکم صفر ۱۴۲۸ھ	۳ اپریل ۱۹۹۲ء، ۲۹ رمضان ۱۴۱۲ھ	۱۷ جولائی ۱۹۹۲ء، ۱۵ محرم ۱۴۱۳ھ
۱۳ اپریل ۲۰۰۹ء، ربیع الآخر ۱۴۳۰ھ	مارچ ۲۰۰۹ء، یکم ربیع الاول ۱۴۳۰ھ	۲۷ ستمبر ۱۹۹۱ء، ۱۷ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ	۱۴ فروری ۱۹۹۲ء، ۹ شعبان ۱۴۱۲ھ
۱۲ اگست ۲۰۱۱ء، یکم رمضان ۱۴۳۲ھ	۱۵ اپریل ۱۹۹۶ء، ۱۶ ذیقعد ۱۴۱۶ھ	۱۲ اکتوبر ۱۹۹۲ء، ۳ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ	۱۰ جولائی ۱۹۹۲ء، ۸ محرم ۱۴۱۳ھ

علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف
﴿2360﴾

ہفت روزہ الاعتصام	یکم دسمبر ۲۰۰۷ء، ۱۶ شعبان ۱۴۲۸ھ	ستمبر ۲۰۰۶ء، رمضان ۱۴۲۷ھ شمارہ ۲۲	نومبر ۲۰۱۱ء، ذوالحجہ ۱۴۳۲ھ
۳۱ جولائی ۱۹۹۲ء، ۲۹ محرم ۱۴۱۳ھ	مارچ ۲۰۰۳ء، محرم ۱۴۲۴ھ شمارہ ۷	اکتوبر ۲۰۰۶ء، شوال ۱۴۲۷ھ شمارہ ۲۳	ستمبر ۲۰۱۱ء
۲۱ اگست ۱۹۹۲ء، ۲۱ صفر ۱۴۱۳ھ	اگست ۲۰۱۰ء، رمضان ۱۴۳۱ھ شمارہ ۵۵	اکتوبر ۲۰۰۵ء، شوال ۱۴۲۶ھ شمارہ ۱۸	اگست ۲۰۱۱ء
۳۰ اکتوبر ۱۹۹۲ء، ۳۰ جمادی الاولی ۱۴۱۳	مئی، جون ۲۰۱۰ء، جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ شمارہ ۵۳	جولائی، اگست ۲۰۰۶ء، رجب، شعبان ۱۴۲۷ھ شمارہ ۲۱	جولائی ۲۰۱۲ء، شعبان ۱۴۳۳ھ
۳۰ اکتوبر ۱۹۹۲ء، ۳ جمادی الاولی ۱۴۱۳	اپریل ۲۰۱۰ء، جمادی الاول ۱۴۳۱ھ شمارہ ۵۲	**الاحیاء**	
ماہنامہ تفہیم الاسلام	نومبر ۲۰۰۹ء، ذوالحجہ ۱۴۳۰ھ شمارہ ۴۷	مدیر: سید محمد علی	
سرپرستی مولانا عبدالرزاق سلفی امیر مرکزی	اپریل ۲۰۰۳ء، صفر ۱۴۲۴ھ شمارہ ۸	سرپرستی: قاری محمد ابراہیم میر محمدی	
جمعیت اہلحدیث ضلع بہاولپور۔ مدیر: حمید اللہ خان	فروری، مارچ، اپریل ۲۰۰۴ء، ۱۴۲۰ھ شمارہ ۱۳	زیر نگرانی: قاری سہیل احمد	
رابطہ سیکرٹری: مرکزی جمعیت اہلحدیث	اگست، ستمبر ۲۰۰۴ء، الثانی، رجب ۱۴۲۵ھ شمارہ ۱۵	اپریل ۲۰۱۲ء، جمادی الاولی ۱۴۳۳ھ	
جون ۲۰۰۶ء، اول الثانی ۱۴۲۷ھ شمارہ ۲۰	مارچ، اپریل ۲۰۰۷ء، الاول، الثانی	اگست ۲۰۱۲ء، رمضان ۱۴۳۳ھ	
جنوری ۲۰۰۷ء، محرم ۱۴۲۸ھ شمارہ ۲۴	۱۴۲۸ھ شمارہ ۲۵	جون ۲۰۱۲ء، جمادی الاولی ۱۴۳۳ھ	
اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۴ء، شعبان، رمضان، ۱۴۲۵ھ شمارہ ۱۶	ستمبر، اکتوبر ۲۰۰۷ء، رمضان، شوال ۱۴۲۸ھ	اکتوبر ۲۰۱۱ء	

تصوف کیا ہے......؟

تصوف میں اخلاق وانسان دوستی کے دل پذیر اور دلکش مطالبہ کا ایک سرمایہ موجود ہے جو ہر مذہب ومسلک کے انسان کے لئے مفید اور اہم ہے۔(2) صوفیاء کی نظر میں اسلام رسومات پر مبنی مذہب نہیں حقائق حیات پر مبنی دین ہے اس لیے اسے دین کامل کیا گیا ہے۔(3) تصوف میں توحید کا تصور اس قدر بنیادی ہے کہ اگر یوں کہا جائے کہ تصوف درحقیقت توحید پر پختہ ایمان کا نام ہے تو بے جانہ ہوگا۔(4) تصوف کا کمال یہ ہے کہ تصوف کی روشنی اختیار کرنے سے انسان میں اخلاق پسندیدہ موجود اور ناپسندیدہ معدوم ہوجاتے ہیں۔(5) تصوف حسن خلق کا نام ہے اور یہ تین قسم کا ہے: خدا کے احکام پر بغیر ریا کے عمل کرنا، بڑوں کے ساتھ احترام، چھوٹوں کے ساتھ شفقت، اپنے ہم جنسوں کے ساتھ انصاف، کسی سے نہ کوئی غرض رکھے اور نہ معاوضہ کی توقع، تیسرا یہ کہ خواہش نفسانی اور ہوائے شیطانی کی پیروی نہ کرے☆ ''التصوف کله خلق'' یعنی تصوف تمام تر اخلاق ہے۔ اسلامی تصوف کی بنیاد یونانی فلسفہ پر نہیں بلکہ اسلام پر ہے☆ تصوف میں توبہ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ تصوف کا کوئی پہلو شریعت سے ہٹ کر نہیں بلکہ شریعت کے حقیقی منشاء ومقصود کے عین مطابق ہے۔

☆ ☆ ☆

بغضِ تصوف کی انتہا

افسوس یہ ہے کہ ہمارے حلقوں کی موجودہ نسل کی اکثریت بغض تصوف کی اس انتہا تک پہنچ گئی کہ وہ متقدمین کے ذکرو اذکار تو کجا مسنون اذکار سے بھی ''محتاط'' یا کنارہ کش ہوگئی اور مسنون اذکار کا دوام بھی چھوڑ گئے اور اللہ کے ان ناسمجھ اور ناشکرے بندوں نے اس مالک سے مانگنا اور سوال۔۔۔۔۔دعا۔۔۔۔کرنا بھی چھوڑ دیا جو مانگنے والے سے خوش اور نہ مانگنے والے سے ناراض ہوجاتا ہے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت صوفی محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ کا شاید یہ ایک انوکھا اور بہت ہی تابناک پہلو ہے کہ وہ جہاد بالسیف کی عملی تربیت اور مجاہدین کی نازک ترین خدمات سرانجام دینے کے بعد ہی وہ مسلمانوں کی تعلیم وتربیت کی طرف متوجہ ہوئے، اس لحاظ سے ''صوفی'' کہلانے والے وہ شاید واحد صوفی ہوں گے جو مجاہد بھی تھے اور صوفی بھی۔

اس کتاب کے بعض واقعات ہمارے حلقوں میں ممکن ہے زود ہضم نہ ہوں لیکن ان واقعات کو صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اللہ تعالیٰ سے محبت، اللہ تعالیٰ سے ان کے تعلق، اس پر مان اور اس کے نام کے ذکر کی کثرت سے جوڑا جائے یعنی ذکراللہ سے رطب اللسان زبان کے زاویے سے دیکھا جائے تو پھر شاید بندے اور رب کے مابین تعلق کی بہت سی گرہیں کھل جائیں گی اور بات سمجھ میں آسکے گی۔

(بحوالہ کتاب: ''سوانح صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ'' تالیف: فضیلۃ الشیخ مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ)

بڑوں کی بیعت نقشبندیہ: حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ کے والد حافظ بارک اللہ لکھوی رحمہ اللہ حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ کے نامور خلفاء میں سے تھے (تحریک پاکستان اور اہل حدیث ص ۴۱)۔**توحید اور ادب ساتھ ساتھ:** موحد ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آدمی بے مہار ہوجائے، رسیاں تڑا بیٹھے، بے ادب اور گستاخ ہوجائے، اہل اللہ کی شان میں گستاخیاں کرے، محسنوں کا گریبان پھاڑے اور سمجھے کہ میں توحید کے تقاضے پورے کررہا ہوں، (مولانا ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ ہفت روزہ الاسلام لاہور ص 25 تا 34)۔**تصوف بھلادینے پر نہایت افسوس......!** نہایت افسوس ہے کہ اب دعا و وظائف اور تصوف کی روایت جماعت اہل حدیث میں ختم ہوگئی ہے بلکہ میں نے سنا ہے کہ بعض برخود غلط لوگ اسے بدعت قرار دے رہے ہیں۔اناللہ وانا الیہ راجعون (مولانا اسحاق بھٹی حفظہ اللہ تعالیٰ: نقوش عظمت رفتہ ۲۳۔۲۴)۔**اولیاء رحمہم اللہ کی محبت ایمان کا حصہ:** حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ چھٹی صدی ہجری کے وہ مایہ ناز بزرگ ہیں جن کی ذات اقدس سے امت محمدیہ کو کافی فیض پہنچا۔ہم شاہ جیلانی رحمہ اللہ اور تمام اولیاء اللہ رحمہم اللہ کو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اور بزرگ مانتے ہیں ان کی صحبت کو جزو ایمان سمجھتے ہیں اور ان کی تنقیص شان کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کا دشمن سمجھتے ہیں۔(عرس اور گیارہویں ص ۵۰)۔**آج تصوف سے دوری کیوں......!!:** افسوس ہے کہ آج طریقت وتصوف یا بیعت کے الفاظ ہی سن کر ہماری جماعت کے اکثر حضرات الرجک ہوجاتے ہیں اور اسے خلاف سنت اور بدعت ہونے کا فتویٰ صادر کردیتے ہیں۔ہمارے لئے یہ الفاظ مانوس اور متروک ہوچکے ہیں۔اس لئے کہ ہم اس کی حقیقت ومعرفت سے ناآشنا ہیں، حالانکہ ہمارے بزرگوں نے اس کے ذریعے بہت سے فوائد حاصل کئے اور ان کے اعمال واشغال اور اذکار وافکار کی بدولت کثرت سے لوگ ان کے گرویدہ ہوتے اور ان کے ایمان واعتقاد کی سمت درست ہوئی۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۱۹)۔**تصوف سے مراد:۔** اصطلاحاً تصوف سے مراد دل سے خواہشوں کو دور کرنا خدا کی طرف دھیان لگانا اور دل کو کثافتوں سے پاک کرنا ہے تاکہ تزکیہ قلب کے بعد عرفان الٰہی حاصل ہو۔تصوف خدا شناسی اور تعلق باللہ کا ایک ذریعہ ہے۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۲۰)۔**باہمی محبت کی ضرورت:** اسلام اختلاف رائے کا حق دیتا ہے لیکن اختلافات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کیونکہ اس طرح مضبوط اور بڑی سے بڑی جماعت کی بھی ساکھ اکھڑ جاتی ہے۔(نظم جماعت کا آدب ص ۱۷۴)

ناشر
دفتر مرکز روحانیت وامن 78/3 قرطبہ چوک، نزد قرطبہ مسجد، مزنگ چونگی لاہور
042-37552384,37597605,37586453
E-mail: contact@ubqari.org, Website: www.ubqari.org